

اوم

کُلّیاتِ آریہ مُسافر

((جس میں))

سُورگباشی شریمان پنڈت لیکھرام جی آریہ مُسافر کی جملہ ۳۳ کتابیں مفصلۂ ذیل۔

تاریخ دُنیا۔ ثبوت تناسخ۔ شری کرشن کا جیون چرتر۔ ستری شکشا۔ ستری شکشا کے وسائل۔ نمستے کی تحقیقات

مُردہ ضرور جلانا چاہیے۔ ست اُدھارن۔ دھرم پرچار۔ پوران کس نے بنائے۔ دیوی بھاگوت پریکشا

مُورتی پرکاش۔ عمر رعانی۔ سانچ کو آنچ نہیں۔ رام چندر جی کا سچّا درشن۔ کرشچین مت درپن۔

صداقتِ الہام۔ سچے دھرم کی شہادت۔ نجات کی اصلی تعریف۔ صداقتِ رِگوید۔ مسئلۂ نیوگ۔

صداقتِ اصول و تعلیم ویدک۔ تکذیبِ براہین احمدیہ جلد اوّل۔ ایضاً جلد دوم۔ نسخۂ خبطِ احمدیہ۔ ابطالِ بشاراتِ احمدیہ

رسالۂ جہاد۔ اظہارِ حق۔ حُجّت الاسلام۔ راہِ نجات۔ صداقتِ دھرم آریہ۔ ردِّ خلعتِ اسلام۔ آئینۂ شفاعت

شامل ہیں

حسب الحکم شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب منعقدہ یکم اکتوبر ۱۹۰۳ء

مہاشے کشب دیو مینیجر مطبع ستیہ دھرم پرچارک ہردوار نے

بہ صاحبِ منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز کے مطبع مُفید عام لاہور میں چھپوایا

ملنے کا پتہ

مہاشے کشب دیو مینیجر ستیہ دھرم پرچارک پریس ہردوار ضلع سہارنپور

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۰۶ — بکرمی سمت ۱۹۶۱ — عیسوی سنہ ۱۹۰۴

تعداد جلد ۱۰۰۰ (دس ہزار) — قیمت فی جلد ۲ (دو روپے)

فہرست مضامین کلیات آریہ مسافر

دیباچہ

پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی کُل تصنیفات کو ایک جگہ جمع کر کے شایع کرنیکا جو شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے مطبع ست دھرم پرچارک بخشا ہے وہ عین مناسب ہے کیونکہ اس مطبع کے ساتھ آریہ مسافر کا بڑا تعلق رہا ہے نہ صرف اپنی زندگی میں ہی پنڈت لیکھرام جی نے اپنی تصنیفات کے کام کا بڑا حصہ جالندھر میں طیار کیا تھا بلکہ اُن کے ویدک دھرم پر جان نثار ہونیکے بعد بھی اُن کا آخری تحفہ اسی مطبع سے شایع کیا گیا اور جس قدر کتب یا ٹریکٹ مکمل یا نامکمل حالت میں وہ طیار کر گئے تھے وہ سب بھی چھپکر اسی مطبع سے متلاشیاں حق کے ہاتھوں میں پہنچتے رہے ہیں۔

آریہ سماج کے لٹریچر میں سے شری سوامی دیانند جی کی تصانیف کے بعد اگر کسی لٹریچر کی زیادہ مانگ ہے تو وہ آریہ مسافر کی تصانیف ہیں یہ محض اتفاق ہی نہیں ہے کہ بیسیوں آریہ مصنفوں میں سے محض پنڈت لیکھرام جی کی تحریروں کا شوق ہی اردو دان پبلک میں زیادہ نظر آتا ہے۔ جس شوق سے کسی زمانہ میں منشی کنہیا لعل الکھ دھاری جی کی تصانیف کو ملک کے ذی فہم آدمی پڑھا کرتے تھے اُسی شوق سے اب عوام اہل ہنود تک پنڈت لیکھرام جی کی تصانیف کے دلدادہ نظر آتے ہیں۔ بلکہ صدہا بے تعصب مسلمان بھی اُن کے مطالعہ میں دل سے مصروف ہوتے ہیں۔ اس کا باعث یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام کا نہ صرف طرز تحریر ہی عام پسند ہے بلکہ اُن کا ایک ایک لفظ سچے دل سے نکلا ہوا ہے اور اس لئے پڑھنے والے پر بے نظیر تاثیر پیدا کرتا ہے۔

ویدک دھرم کے مخالفوں نے عام طور پر مشہور کر رکھا ہے کہ پنڈت لیکھرام جی کا طرز بیان بہت ہی سخت اور اُن کی نکتہ چینیاں حد اعتدال سے بڑھی ہوئی ہوا کرتی تھیں۔ لیکن جب کبھی صبر و تحمل سے تحقیقات کا موقع ملا تو ہر ایک مخالف کو اس قسم کے دعوے سے شرمندہ ہونا پڑا۔ جس وقت ... کے صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں مسلمانوں کی طرف سے دعوے ... ہوا تھا اُس وقت صاحب موصوف نے اپنے سررشتہ دار کو گھر پر بُلا کر ... سنجیدگی اور غور سے پنڈت جی کی کتابوں کے وہ وہ حصے سنے تھے جنہیں ... مدعیوں کے ڈیپوٹیشن نے سخت بتلایا تھا اور آخر کار فتوے یہ دیا تھا کہ باوجود ... سخت معلوم ہونے کے اس شخص کا طرز بیان ایسا نادر ہے کہ کبھی بھی ... بخود دوسرے پر حملہ نہیں کرتا اور جواب بھی ایسی معقولیت سے دیتا ہے ... تو نی پنجہ میں آنا تو درکنار ہر ایک انصاف پسند آدمی کو اُس کی داد دینی پڑتی ... مرحوم مسٹر کرسٹی صاحب پنجاب پولیس کے مشہور رکن سے جب آریہ مسافر ... قاتل کی تلاش کے بارے میں بات چیت کرنے کے لئے دوبارہ ملا تو انہوں ... بتلایا کہ گورنمنٹ کی طرف سے دو تین بار مسلمانوں کی شکایت پر پنڈت ... لیکھرام کی تصانیف کی پڑتال کرائی گئی۔ لیکن ہر مرتبہ یہی نتیجہ نکالا گیا کہ ان ... تحریروں میں کوئی بات قابل گرفت نہیں ہے ہاں ان کتب کا مصنف اپنے دھرم کا کسی قدر پر جوش محافظ نظر آتا ہے مسٹر کرسٹی نے یہ بھی بتلایا تھا کہ گورنمنٹ کو مدت سے معلوم تھا کہ پنڈت لیکھرام پر مخالفوں کی طرف سے ہر طرح کے حملے ہوں گے اور اس لئے پولیس کو خفیہ ہدایت رہتی تھی کہ ہر جگہ اُن کی حفاظت مدنظر رکھیں۔

پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں جملہ مخالفین عموماً اور ہمارے محمدی بھائی خصوصاً پنڈت لیکھرام جی کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے رہے اور اُن محمدی بھائیوں سے بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے کیوں اُن کی مخالفت میں مذموم سے مذموم ذریعوں سے کام لیا؟ اس سوال کے جواب میں مرزا صاحب کی نسبت تو وہ خط و کتابت پڑھ لینا ہی کافی ہے جو کہ آریہ مسافر نے اُن سے کی تھی اور جو "تکذیب براہین احمدیہ" ہر دو جلدوں کے خاتمہ پر چھپی ہوئی ہے۔ اور عام طور پر محمدی بھائیوں کی مخالفت کا باعث یہ ہے کہ اُن کے مذہب کو موجودہ زمانہ میں پنڈت لیکھرام سے بڑھکر کسی شخص نے بھی دھکا نہیں لگایا۔ منشی اندرمن صاحب مرادآبادی گو بڑے زبردست منشی تھے اور انکے قلم میں مخالف کو پیس پا کرنیکی بڑی بھاری طاقت تھی لیکن اُنکی تحریریں مخالفوں کے عقاید کو ہلانے کا کام نہیں دیسکتی تھیں۔ برخلاف اسکے آریہ مسافر کا طرز تحریر ہی نرالا ہے اُنہوں نے اپنے ایک ایک دعوے کیلئے بیسیوں امور واقع کے دئے ہیں اور محققانہ طور پر اپنے نکالے ہوئے نتائج کے لئے تواریخی ثبوت پیش کئے ہیں۔ پس انکی تحریریں واقعی جو زور رکھتی ہیں اسکا اندازہ وہی انصاف پسند صاحب لگا سکتے ہیں جن کے عقاید کو اُن تحریروں نے جڑ سے ہلا دیا تھا۔

پنڈت لیکھرام جی کی تصانیف کی مفصل پڑتال کا یہ موقع نہیں ہے کیونکہ اُن کا جیون برتانت (سوانح عمری) کچھ عرصہ سے ترتیب میں آرہا ہے جو گو بہ باعث عدیم الفرصتی اب تک مکمل نہیں ہوا تاہم اُسکی تکمیل تک پہنچنے میں بہت زیادہ عرصہ نہیں لگیگا۔ اُس کتاب میں آریہ مسافر کے دیگر کارناموں پر بے لاگ رائے ظاہر کرتے ہوئے اُنکے طرز تحریر اور اُسکے حُسن و قبح پر بھی مفصل بحث کیجاویگی اسجگہ صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ پنڈت لیکھرام مسافرانہ زندگی بسر کرتے ہوئے بھی ہر ایک طرحکی دقتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے کسقدر ذخیرہ معلومات کا حق پسندوں کے لئے جمع کر دیا اور سچے دھرم کے متلاشیوں کیلئے کسقدر آسانی کسی نیک نتیجہ پر پہنچنے کیلئے پیدا کر دی؟

اس کلیات میں گو آریہ مسافر کی تصانیف کو بلحاظ اختلاف مضامین تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے تاہم یہ تقسیم بلحاظ زمانہ نہیں کی گئی۔ جسقدر کتابیں یا مختصر رسالے پنڈت لیکھرام جی نے محض ویدک تعلیم کی سچائی کو ظاہر کرنیکے لئے لکھے تھے اُنکو حصہ اول میں رکھا گیا ہے۔ حصہ دوم میں وہ کل تصانیف شامل ہیں جو کہ مختلف مذاہب کے ویدک دھرم پر کئے ہوئے اعتراضوں کے جواب میں لکھی گئی تھیں اور حصہ سوم کو محمدی مذہب کے پیرؤں کے کئے ہوئے اعتراضوں کے جوابی رسالوں کیلئے مخصوص کیا گیا ہے ان کتب اور رسالہ جات میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کی خاص سوانح عمری نہو۔ جہانتک پتہ لگا ہے پنڈت لیکھرام جی کو اوایل عمر سے ہی خامہ فرسائی کا شوق تھا۔ لیکن سب سے پہلا نسخہ جو کتاب کی شکل میں انہوں نے پیش کیا ستری شکشا ہے جو حصہ اول میں نمبر ۲ پر درج ہے۔ اس مختصر سے نسخہ کی عبارت ہی ظاہر کر رہی ہے کہ اُس وقت پنڈت لیکھرام کے قلم میں وہ خوبصورتی موجود نہ تھی جسکو حجت الاسلام میں دیکھکر لوگ حیران ہو گئے تھے تاہم عقیدوں کی مضبوطی اور ارادہ کی طاقت اُس وقت کی تحریر سے صاف ٹپکتی ہے۔ اُسکے بعد پنڈت لیکھرام جی پیشاور سے لاہور کی طرف چلے ... ایڈیٹری کا کام اپنے ذمہ لیا۔ اُسی عرصہ میں

مرزا غلام احمد کی تصانیف کو ملاحظہ کرنیکا انہیں موقع ملا اور سچے دھرم کی عظمت کو ظاہر کرنیکے جوش نے انہیں مرزا صاحب سے وہ خط و کتابت کرنیکے لئے مجبور کیا جوکہ تکذیب براہین احمدیہ کی جلد اول کے خاتمہ پر درج ہے اسکے بعد جس طرح پر کہ پنڈت لیکھرام نے مرزا صاحب کو بقولیکہ :-

"دروغ گو را تا بدروازہ باید رسانید"

عاجز کر کے اُنکی قلعی کھولی وہ پنڈت جی کی کتب کے ناظرین کو بخوبی معلوم ہے اسی عرصہ میں پنڈت لیکھرام جی نے نسخہ خبط احمدیہ کو طیار کیا جسکی نسبت بعض مسلمان صاحبان کی رائے میں نے یہ سُنی ہے کہ اُسکے مقابلہ کی کتاب پنڈت لیکھرام نے اُس کے بعد کوئی نہیں لکھی بلکہ جس "حجت الاسلام" کی طیاری کے وقت محمدی دنیا نے بے اختیار ہو کر پنڈت لیکھرام کو قتل کی دھمکیاں دینی شروع کر دی تھیں اُسپر بھی احمدیہ خبط کے نسخہ کو بعض بھائی اب تک ترجیح دیتے ہیں۔ تکذیب براہین احمدیہ کے ہر دو جلدوں کی سوانح عمری اُنکے اندر ہی صاف طور پر درج ہے۔ تکذیب جلد دوم جس بے ترتیب حالت میں مجھے ملی تھی اور جن مشکلات کا مقابلہ اُسکی چھپوائی میں مجھے کرنا پڑا اُنکا ذکر اُسی کتاب کے دیباچہ میں درج کر دیا گیا ہے۔ تاریخ دنیا اور ثبوت تناسخ کی تیاری میں جسقدر محنت پنڈت لیکھرام جی نے کی اُس سے میں بخوبی واقف ہوں۔ ان کتابوں کے پڑھنے والے یہ سُنکر حیران ہونگے کہ پنڈت لیکھرام انگریزی زبان کا ایک لفظ نہیں جانتے تھے اور باوجود اسکے جس خوبی سے انہوں نے جگہ بہ جگہ انگریزی کتابوں کے حوالہ جات ان دونوں نسخوں میں دئے ہیں اُنسے ایک ناواقف شخص سوائے اسکے اور کوئی نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ زبان انگریزی کے بھی وہ استاد تھے۔ لیکن پنڈت لیکھرام کا کام کرنیکا ڈھنگ ہندوستان کے موجودہ سُست الوجود باشندوں سے بالکل نرالا تھا۔ انگریزی تعلیم یافتہ لایق اصحاب سے گفتگو میں برابر اُن مسئلوں پر بات چیت کیا کرتے تھے جنکی نسبت کہ انہیں روئے زمین کے عالموں کی رائے کی تلاش ہوا کرتی تھی اور جہاں کسی انگریز یا یوروپین مصنف کی رائے کا اُس مضمون کی نسبت پتہ لگا فوراً اُس کتاب کی تلاش میں مصروف ہوئے اور پھر اُسے ڈھونڈھ کر تین چار مختلف گریجویٹوں سے ترجمہ کرا کر بعد مقابلہ کے اُسے درج کتاب کر دیا اس قسم کی تفتیش کے لئے جس صبر اور استقلال کی ضرورت ہے وہ باریک بین اصحاب سے چھپی ہوئی ہے لیکن پنڈت لیکھرام جی جہاں بولنے کے وقت بڑے بے صبر نظر آتے تھے وہاں تحقیقات کے وقت ایسے صبر سے کام لیتے تھے کہ دیکھنے والے حیران ہو جاتے تھے۔ باہر سے چکر لگا کر جب وہ مطبع ست دھرم پرچارک جالندہر میں پہنچتے تو پہلا حکم یہ ہوتا تھا کہ گذشتہ ماہ کے کل اخبار اور رسالے پیش کرو۔ ان اخباروں اور رسالوں کا سامنے آنا ہی تھا کہ بھوکھ پیاس سب دور ہو جاتی تھی اور جب تک اُن کے ایک ایک لفظ کو نہ پڑھ لیں اور اُنمیں سے خاص خاص مطلب کی باتیں نہ نکال لیں تب تک انہیں چین نہیں آتا تھا۔ اکثر اوقات پنڈت جی کی اس غیر معمولی محنت کا نتیجہ میں یہ دیکھا کرتا تھا کہ جن مضامین پر میں نے محض سرسری نظر ڈالی تھی پنڈت لیکھرام جی نے انکی وقعت کو ظاہر کر کے مجھے شرمندہ کیا اور اپنے عمل سے سکھایا کہ دنیا میں کوئی چھوٹا سے چھوٹا واقعہ ایسا نہیں ہے جس سے کہ کچھ نہ کچھ سبق حاصل نہ کیا جا سکے +

جسقدر کتابیں اس کلیات کے اندر درج کی گئیں ہیں۔ ایک آدمی کی زندگی کے لئے انکا لکھا جانا ہی اُسکی ہمت اور لیاقت کا کافی ثبوت ہو سکتا ہے لیکن پنڈت لیکھرام نے ان سب نسخوں کو طیار کرتے ہوئے بھی ساتھ ساتھ اپنے سچے رہبر سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کے جیون چرتر کا مطالعہ اکٹھا کرنیکے لئے ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں مسافت کی اور آخر کار نہ صرف مصالحہ ہی جمع کیا بلکہ تقریباً پانچ سو بڑے صفحوں کا مضمون اپنے سامنے کاتب کے ہاتھ میں دے گئے۔ لیکن اُنکی کوششوں کا یہانتک ہی خاتمہ نہ تھا بلکہ انہوں نے اپنے خیال میں ابھی تحریر کے کام کا آغاز ہی کیا تھا۔ چنانچہ اپنی موت کے بہت عرصہ پہلے سے وہ ہندوستان کی ایک مستند تواریخ کے لئے مصالحہ جمع کر رہے تھے جسکا حال میں نے اُنکے قتل کے بعد ۲۳ اپریل ۱۸۹۷ء کے اخبار "ست دھرم پرچارک" میں حسب ذیل لکھا تھا :-

"جب کبھی کسی ہندوستانی کے کسی یوروپین علمی سوسائٹی کا ممبر ہونے کی خبر سننے میں آتی ہے۔ اُسی وقت یہ سوال قدرتی طور پر پیدا ہوتا ہے کہ کیا ابتک فیلسوفانہ غور کا مادہ آریہ ورت میں موجود ہے۔ جب تک کہ ڈاکٹر جوگیندر چندر بوس کی برقی معلومات سے آگاہی نہ ہوئی تھی کون کہ سکتا تھا کہ آریہ ورت پدارتھ ودیا کی ماہیت سمجھنے کے لئے دماغ رکھتی ہے۔ اسی طرح پر اور چھوٹے بڑے علمی تحقیقاتوں کے میدان ہیں جن میں کہ جبتک کوئی ہندوستانی قدم نہیں رکھتا تب تک یقین نہیں آتا کہ رشیوں کی سنتان میں تحقیقات اور ذہانت کا مادہ باقی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہماری اس ظاہری ناقابلیت کا باعث صرف ہم ہی نہیں ہیں بلکہ ہماری مفتوح حالت اور ہمارے حکمرانوں کے برتاؤ کا بڑا بھاری حصہ بھی اس میں کام کرتا ہے لیکن پھر بھی بہت کچھ ہمارے اختیار میں ہے۔ بھارت ورش ایک آدرش دیش اس لئے مشہور ہے کہ تمام روئے زمین کے موسم۔ آب و ہوا۔ نباتات۔ چرند۔ پرند اور انسان اس سرزمین میں پائے جاتے ہیں۔ ایسے وسیع ملک ہیں جس کو ایک علیحدہ براعظم کہ سکتے ہیں اور جسکی تاریخ کا سلسلہ صرف پندرہ بیس یا پچیس صدیوں تک ہی ختم نہیں ہوتا بلکہ جس ملک میں دُنیا میں پہلی کتاب میراث میں ملنے کا فخر ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ایسے وسیع ملک میں جسقدر وسیع تحقیقات کی گنجایش ہے وہ کس آدمی کے خیال کی حد میں آسکتی ہے! لیکن افسوس اسقدر نادر موقعہ ہاتھ میں رکھتے ہوئے بھی ہم لوگوں کی طبیعتیں سچائی کی تحقیقات کی طرف راغب نہیں ہوتیں۔ اگر ہمالہ کی بے معلوم گوپھاؤں اور گوری شنکر کی چوٹیوں کا پتہ لگانا ہے تو اُسکے لئے کمپنی ولایت سے بنکر آتی ہے اگر جالندہر کی تاریخ دیکھنے کی ضرورت ہے تو پر سر صاحب کی رپورٹ بندوبست کی طرف رجوع لانا پڑتا ہے کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ اپنی رسوم کی تحقیقات کے لئے بھی ہمیں بدیشیوں کی ہی منتیں لینی پڑتی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ باوجود انگریزوں کی قابل تعریف اور حیرت انگیز تحقیقاتوں کے اب تک ہمارے ملک کی مستند تاریخ کوئی بھی موجود نہیں ہے اس میں شبہ نہیں کہ ہمیں اُن پردیسیوں (اپنی حاکم قوم) کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے جنہوں نے کہ اپنے اتہاس کے لئے ہماری آنکھیں کھولدیں لیکن کیا کوئی آدمی کہہ سکتا ہے کہ ہمارے دیش کی کوئی مستند تواریخ ایسی موجود ہے جس پر پورا اعتبار کیا جا سکے؟ اور جو گذشتہ صحیح حالات بتلاتی ہوئی ہماری طبیعتوں کو ہمارے گزشتہ عروج سے آگاہ کر کے سچی ترقی کی طرف ہمیں مایل کر دیوے۔ بدیشیوں نے جسقدر اتہاس لکھے اُن میں اُنکے اپنے خیالات اپنے توہمات اور اپنے تعصبات شامل تھے ان سب میں سے ہمیں کرنل ٹاڈ صاحب کا نام بڑے شکریہ سے لینا چاہیئے جنہوں نے کہ پریم بھری تحقیقات سے راجپوت نیشن کی بہادری کو سارے عالم میں مشہور کر دیا۔ لیکن کیا راجپوتانہ کے کرنل ٹاڈ کا دوسرا ساتھی پیدا ہوا؟ ہرگز نہیں۔ ہم نہایت افسوس سے دیکھتے ہیں کہ ہمارے ملک کے اُمرا کے لڑکے اِسطرف بالکل متوجہ نہیں ہوتے۔ اور محققوں کی قدردانی کا خیال اب تک ہمارے سودیش نواسیوں میں پیدا نہیں ہوا۔ یوروپین ممالک کے

محقق اپنی گورنمنٹوں اور اپنے دیگر ہمقوم بھائیوں کی مدد سے کیا کچھ نہیں کر دکھاتے لیکن بدقسمتی سے گورنمنٹ ملک سے ہمیں مدد کی امید نہیں اور اپنے بھائیوں کو ایسی تحقیقاتوں کا مذاق نہیں۔

یہ بڑی بھاری مشکلات ہیں جنکا مقابلہ ایک معمولی آدمی کر نہیں سکتا لیکن پھر بھی عزم ہمت مرداں مدد خدا۔ پورشارتھ کے مقابل کونسی مشکل ٹھیر سکتی ہے۔

ہماری نظروں میں بہت کم ہندوستانی ایسے گذرے ہیں جنمیں راستی کی تحقیقات کا وہ جوش کام کرتا ہو جو پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی طبیعت کو حرکت دیتا تھا۔ پنڈت لیکھرام نے بھارت ورش کی مسلسل لیکن مستند تاریخ کی ضرورت کو بڑے زور سے محسوس کیا تھا اور اُنکا ارادہ تھا کہ مہرشی دیانند کا جیون چرتر طیار کرنیکے بعد اس مجوزہ تاریخ کے لیئے حالات دریافت کرنیکے لیئے نکلیں۔ اس بڑے ضخیم کام کے لیئے اُنھوں نے ہندوستان کی کل تواریخ جمع کرنی شروع کردی تھیں افسوس کہ متعصب اور بیرحم قاتل نے ان سب خیالات کا خونخوار خنجر سے خاتمہ کر دیا۔ لیکن کیا ہمارے لیئے یہ بھی آریہ مسافر کی ایک آخری وصیت نہیں ہے۔ ہمارے دھرم کی بنیاد چونکہ سرشٹی کے آدمیں رکھی گئی تھی اور چونکہ ویدوں کا گمبھیر ناد پہلے پہل ہمالیہ کی چوٹی پر سے اُٹھکر آریہ ورت میں ہی پھیلا تھا اسلیئے آریہ ورت کی مکمل اور مستند تاریخ طیار کرنا آریہ پرشوں کا ہی فرض ہونا چاہیئے۔ اسوقت آریہ سماج میں سینکڑوں گریجویٹ موجود ہیں۔ انمیں سے بیسیوں سنسکرت زبان میں اعلےٰ درجہ کی مہارت پیدا کر سکتے ہیں اور شاید دو چار ایسے بھی ہوں جنہیں روزی کا زیادہ فکر نہیں ہے۔ کچھ ایسے تجربہ کار عالم بھی ہیں جو روزی سے بیفکر ہونیکے علاوہ کافی وقت اور روپیہ اس کام پر خرچ کر سکتے ہیں کیا انمیں سے ایک بھی آریہ مسافر کی اس وصیت کو پورا کرنیکے لیئے کھڑا نہ ہوگا؟ اس میں شبہ نہیں کہ اس کام کیلیئے صبر۔ استقلال اور ہمت کی ضرورت ہوگی اسمیں سندیہ نہیں کہ برسوں تک ایسے محقق کو گوشۂ تنہائی اور کس مپرسی کی حالت میں پڑے رہنا ہوگا۔ لیکن اگر یہ کام پورا ہوگیا تو آریہ ورت کی مکمل تاریخ شایع کرنیوالا اپنے بھائیوں کے لیئے ایک بے بہا خزانہ چھوڑ جائیگا اور جس وقت کہ رشی سنتان اپنی پورانی عظمت سے واقف ہوکر اپنی موجودہ حالت پر غور کریگی اور پھر مرض کی تشخیص کرکے اپنی حالت کو درست کرنا شروع کریگی اُسوقت کیا ایسے بہادر کا مشن پورا نہ ہوگا؟ ہم ایشور سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ کسی یوگیہ پرش کے ہردے کو وہ پریرت کرے تاکہ ویدک دھرم کی اننتی میں ایک بڑی مشکل منزل طے ہو جاوے۔

اس پرارتھنا کو اپنے اندر سے نکالے ہوئے سات برس پورے ہونے کو آئے ہیں۔ دیالو پرماتما ایسے شبھ کاموں کی پریرنا بھی برابر کرتے رہتے ہیں۔ لیکن آجتک اس مشکل میدان میں قدم رکھنے کے لیئے ایک بھی آریہ ویر آگے نہ بڑھا۔ پھر ایسی حالت میں اگر دھرم ویر لیکھرام آریہ مسافر کو کسی قدر بیقراری کے ساتھ یاد کیا جاوے تو کون سخت دل ہوگا جو اس میں شریک نہ ہو۔

آریہ مسافر کی تصانیف کو اسقدر ارزاں قیمت پر صرف اسی خیال سے شایع کیا گیا ہے کہ ہر ایک دھرم کے پیاسے کے ہاتھ میں اسکی ایک جلد ضرور پہنچ جاوے جن کو اسپر بھی کتاب خرید کرنیکا مقدور نہیں ہے اُن تک اس کتاب کی علم و فہم تعلیم کا پہنچنا صاحب ثروت ویدک دھرمیوں کا کام ہے جو لوگ آریہ سنتان کو محمدی اور عیسائی وغیرہ متوں کے پھندوں سے چھڑا کر اُنہیں ہمیشہ کے لیئے محفوظ کرنا چاہتے ہیں اُن کا فرض ہے کہ اس کی سینکڑوں جلدیں خرید کر مفت تقسیم کریں۔

شری پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا مختصر جیون برتانت

دنیا کی ترقی کی تاریخ ہمیشہ بڑے آدمیوں کی زندگیوں کے خون سے طیار ہوتی رہی ہے اور اُنمیں سے بھی جن بہادر شیر مردوں نے کہ دھرم کے میدان میں کام کیا ہے اور اپنے مانے ہوئے دھارمک سدھانتوں پر اپنی پیاری جان تک نیوچھاور کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ اُنکی دھرم پرائنتا نے اُنکے خیالات کے پھیلانیمیں مقناطیسی طاقت کا کام دیا ہے یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ایک جماعت کی زندگی کا اندازہ صرف اُن قربانیوں سے ہی ہو سکتا ہے جو کہ اُس جماعت کے ممبر اپنے عقیدوں کی حفاظت میں کرنے کے لیئے طیار رہوں ہر ایک زندہ سماج یا جماعت اپنی زندگی کا اظہار اس قسم کی قربانیوں سے کرتی رہی ہے اور جسقدر زیادہ متعصب صورتیں کہ کسی سچائی کے ہادی کو مخالفین کے ہاتھوں سے برداشت کرنی پڑی ہیں دوسرے الفاظ میں جسقدر زبردست شہادت کہ کسی سچے دھرم شکشک نے کسی خاص سچائی پر دی ہے اُسیقدر زیادہ اشاعت اُس سچائی کی دنیا میں ہوتی رہی ہے۔ اس لیئے وہ جماعت مبارک ہے جسکے رہبروں کو کہ اپنے لہو کی شہادت سے اپنی مانی ہوئی سچائیوں کو ثابت کرنیکا موقع ملے۔ ابھی پورے پچیس برس نہیں گزرے کہ آریہ سماج ویدک سچائی کی مشعل ہاتھ میں لیکر بنی نوع انسان کی خدمت کے لیئے مستعد ہوا۔ سوامی دیانند کی گمبھیر آواز نے کمبھ کرن کی نیند سوئی ہوئی بھارت سنتان کو جگا دیا۔ آلس کی جگہ پرشارتھ کا ظہور ہوا۔ سچے دھرم کی پیاس ہر ایک دل میں بھڑک اٹھی۔ ویدک روشنی نے اندھیرے کو کاٹنا شروع کیا۔ دیش میں زبردست حرکت پھیل گئی۔ مخالف سخت سے سخت حملوں کو شانتی اور مستقل مزاجی سے برداشت کرتے ہوئے سوامی دیانند نے اپنے عقیدوں کا پرچار کیا۔ لیکن محدود انسان کے کام آخر محدود ہوتے ہیں۔ اگر آخری شہادت سوامی دیانند اپنی زندگی سے نہ دیتے تو وہ ہلچل جو اُن کے بعد بھارت ورش میں مچ گئی دکھائی نہ دیتی۔ ایک موت نے ہزاروں کیا لاکھوں زندگیوں کا کام کیا اور ویدک دھرم کی اگنی زیادہ سے زیادہ پرچنڈ ہوتی گئی۔

جہاں ہر ایک سچی تحریک کو ایک بڑے آدمی کی شہادت سے زبردست حرکت پہنچی ہے وہاں اُس زبردست حرکت کے راستے میں چھوٹی بڑی روکاوٹیں بھی موجود ہوتی ہیں جنہیں دور کرنے کے لیئے کہ دیگر دھرم بیروں کی شہادت کی ضرورت ہوتی ہے۔ آریہ سماج کی تحریک کے راستے میں بھی اس قسم کی رکاوٹیں حائل ہوتی ہیں اور پرماتما کے انتظام اور ہمارے کرموں کے مطابق اُن روکاوٹوں کو دور کرنے کے لیئے تازہ شہادتوں کی ضرورت پڑتی رہی۔ اسی قسم کی ضرورت کو پورا کرنیکے لیئے گورودت ودیارتھی نے ویدک دھرم کی عظمت پر اپنے جسم کو سوامی دیانند کی شہادت کے ٹھیک چھ سال بعد آنچ کرکے سواہا کر دیا۔ چھ سالوں کا عرصہ اور گذر گیا۔ اس عرصے میں اور رکاوٹیں جمع ہوتی گئیں ان سب کو کاٹنے کے لیئے لیکھرام آریہ مسافر نے ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کی شام کو سچ مچ لہو کے لفظوں میں ویدک دھرم کی بزرگی کی شہادت دی۔

پنڈت لیکھرام کا شمار گو اُس جماعت میں نہیں ہو سکتا جسمیں کہ بدھ اور شنکر نانک اور دیانند وغیرہ اپنے چندروپ سے سنسار کو روشن کرتے ہوئے شانتی کی برشا کر رہے ہیں۔ لیکن اس میں سندیہ نہیں کہ وہ اُن چمکتے ہوئے ستاروں میں سے ایک تھے جو کہ ایسے چندرماؤں کی شوبھا کو دوبالا کر رہے ہیں اس لیئے ضروری ہے کہ پنڈت لیکھرام کا مختصر جیون برتانت ناظرین کتاب کے روبرو پیش کیا جاوے تاکہ جہاں ایکطرف وے مصنف سے ایک قسم کی ذاتی واقفیت حاصل کر سکیں وہاں دوسری طرف اُس سپرٹ سے بھی واقفیت کرسکیں جو کہ اُنکی تصانیف کی محرک تھی۔

تحصیل چکوال ضلع جہلم کے ایک گمنام موضع میں جس کا نام کہ سید پور ہے ۸ چیت سمت ۱۹۱۵ بکرمی شکروار کے دن ایک موہیال براہمن کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا اُس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ اُس محرک چھوٹے سے جاندار کے اندر کس کس قسم کی شکتیاں موجود ہیں۔ پانچویں سال فارسی مدرسہ میں پڑھنے کے لئے یہ لڑکا بٹھایا گیا۔ ماں باپ نے اس کا نام لیکھرام رکھا۔ پندرہ برس کی عمر تک سوائے اس کے اور لڑکوں سے کوئی تمیز نہ تھی کہ لیکھرام نہایت ہوشیار اور زود فہم طالبعلم تھا ہاں ایک خصوصیت ایسی تھی جسپر کہ اُس وقت کے بزرگ بھی حیران تھے۔ لیکھرام کی طبیعت میں ایک خاص مستقل مزاجی تھی جو ہٹھ کی حد تک پہنچی ہوئی سمجھی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ سات آٹھ برس کی عمر میں مکتب میں پیاس لگی۔ گھر جانیکی رخصت مانگی معلم نے کہا کہ یہیں پانی پی لو۔ لیکھرام نے پانی نہ پیا جب تک کہ گھر نہ پہنچ لیا۔ پندرہ سال کی عمر کے بعد پنڈت لیکھرام اپنے چچا گنڈا رام جی کے پاس پولیس کا کام سیکھنے کے لئے چلے گئے (گنڈا رام جی ۱۳ اس وقت ضلع پشاور میں ڈپٹی انسپکٹر پولیس ہیں) اسی عرصے میں ایک بڈھے بھائی سکھ کی صحبت میں جو کہ اُن کے چچا کا ماتحت تھا۔ پراتہ کال اُٹھ سنان کر کے گوربھی اکشروں میں گیتا کا پاٹھ کیا کرتے۔ اُس سکھ عابد کی صحبت میں اُنہوں نے سمادھی لگانی شروع کر دی۔ ایک دن کا ذکر کرتے ہوئے اُنکے چچا فرماتے ہیں کہ سمادھی کی حالت میں ایسے محو ہو گئے کہ چارپائی سے گر پڑے اور حرکت نہ کی۔ سنہ ۱۸۷۶ء کے قریب پولیس میں نوکر ہو کر رفتہ رفتہ نقشہ نویس سارجنٹ ہو گئے دھرم کے لئے پیاس شروع سے ہی محسوس کیا کرتے تھے۔ چنانچہ پشاور میں سنہ ۱۸۸۰ء کے لگ بھگ انہوں نے کاشی سے گیتا ٹیک منگائی تھی اور اُس کو پڑھنا اور شلوکوں کے ارتھوں کا وچار کرنا اپنا دستور العمل ٹھیرایا ہوا تھا۔ روٹی ایک وقت اپنے ہاتھ سے بنا کر کھاتے اور کرشن۔ کرشن کا جاپ کیا کرتے اسی سنہ میں جبکہ اُنکی عمر ۲۰ یا ۲۲ سال کی تھی۔ ماتا پتا نے بواہ کے لئے زور دیا۔ سمبندھ پہلے سے ہو چکا تھا لیکن پنڈت لیکھرام کی دُھن کسی اور طرف لگی ہوئی تھی۔ بواہ کا ذکر درمیان آتے ہی نوکری ترک کر کے متھرا۔ بندرابن کی طرف جانیکے لئے طیار ہو گئے۔ خطوط کے ذریعہ رشتہ داروں نے بہتیرا سمجھایا۔ لیکن آتش اشتیاق موکش زیادہ بڑھتی گئی۔ آخر کار پنڈت لیکھرام کے چچا اپنے تھانے سے زبانی سمجھانے کے لئے آئے۔ اُنہیں وہ درشٹانت ابتک یاد ہے جو پنڈت لیکھرام نے اُنہیں سنایا تھا۔ درشٹانت حسب ذیل تھا جو اکثر یوگ کی تصانیف میں مشہور ہے "ایک راجہ کے پاس نٹ تماشہ کرنے آئے راجہ نے حکم دیا کہ یوگی کی نقل آتارو۔ پانصد روپیہ انعام ملیگا۔ نٹ نے ہو بہو یوگی بن کر دکھا دیا لیکن جسوقت سمادھی چھوڑی فوراً بامید انعام ہاتھ پسارا!" یہ درشٹانت سُنا کر پنڈت لیکھرام نے کہا کہ گرہستہ میں پھنس کر میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اُنکی درڑھتا کے آگے گھر والوں کو سر جھکانا پڑا اور اُن کی منسوبہ کو اُنکے چھوٹے بھائی سے بیاہ دیا۔*

اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد ہی کنہیا لعل الکھ دھاری کی کتابوں کا شوق ہوا اندرمن مراد آبادی کی تصانیف سے پہلے واقفیت رکھتے تھے اور محمدی مسلمانوں کے ساتھ بحث مباحثہ شروع کر چکے تھے۔ الکھ دھاری کے ایک رسالے میں سوامی دیانند سرسوتی کی تعریف دیکھکر دیگر اخباروں کی معرفت اُنکی تحریر کی تصدیق کی اور اُسیوقت سوامی جی کی تصانیف منگوا کر مطالعہ کرنی شروع کیں۔ جیُوں جیُوں دھرم کو مرم زیادہ معلوم ہونے لگے تیُوں تیُوں سری سوامی جی مہاراج کے درشنوں کیلئے دل زیادہ بے قابو ہوتا گیا۔ آخر کار سنہ ۱۸۸۱ء میں آریہ سماج پشاور قائم کر کے بحصول رخصت، ایکماہ سوامی جی مہاراج کی ملاقات کیلئے چل دئے اور لاہور۔ امرتسر۔ میرٹھ وغیرہ آریہ سماجوں میں ہوتے ہوئے اجمیر پہنچے جہانکہ سوامی دیانند جی سے بات چیت کر کے انہوں نے اپنے کل شنسے نوارن کر لئے واپس آتے ہی رسالہ دھرم اپدیش ویدک دھرم کی سچائیوں کو پھیلانیکے لئے جاری کیا اور آریہ سماج پشاور کی ترقی کیلئے تن۔ من۔ دھن سے کوشش کرنے لگے ایام ملازمت میں بھی اپنی صاف گوئی کے لئے مشہور تھے اور مذہبی مباحثہ جات میں کسی شخص کا بھی بوجہہ اُس کے عُہدے یا دنیاوی عزت کے لحاظ نہیں کرتے تھے شراب کی برائیوں کو روکنے کے لئے بڑا عالیشان جلسہ بلایا جس میں سب حکام ضلع معہ کمانڈنگ افسر فوج شریک ہوئے پنڈت لیکھرام کی تقریر اس جلسہ میں سب کو حیرت میں ڈالنے والی تھی۔ اس تقریر کا فوجیوں پر بہت اچھا اثر پڑا تھا

پنڈت لیکھرام کی طبیعت شروع سے ہی حد درجہ کی آزاد تھی اور اسی لئے متعصب افسران سے اُن کی نہیں بنتی تھی سنہ ۱۸۸۲ء کے شروع میں اُنکی تبدیلی پشاور سے مفصل میں ہو گئی۔ لیکن بایںہمہ مضامین بھیجکر رسالہ دھرم اپدیش کو پھر بھی جاری رکھا۔ آخر کار پشاور آریہ سماج نے رسالہ مذکور کے اخراجات کا بوجھ اٹھانیکی طاقت نہ دیکھ کر اُسے بند کرنیکی تجویز کی۔ اس کے متعلق جو خط کہ پنڈت لیکھرام جی نے ۱۲۔ مارچ سنہ ۱۸۸۳ء کو اپنے چچا کے نام لکھا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود قلیل آمدنی کے پنڈت لیکھرام جی کسی قدر مالی مدد کے لئے بھی طیار تھے۔ آخر کار اُسی سال رسالہ بند کرنا پڑا۔

سنہ ۱۸۸۴ء کے شروع میں ہی دھرم کی روشنی نے پنڈت لیکھرام کے ہردے کو زیادہ تر منور کر دیا تھا اور ملازمت سے اُنہیں سخت نفرت ہو گئی تھی۔ رشتہ داروں دوستوں اور سرکاری افسروں نے ہرچند سمجھایا لیکن پنڈت جی اپنے ارادہ پر درڑھ رہے اور نومبر سنہ ۱۸۸۴ء میں استعفا دیکر انسانوں کی تابعداری سے آزادی حاصل کی +

لاہور آریہ سماج میں پہنچکر کچھ عرصہ تک سنسکرت ویاکرن میں پریشرم کرتے رہے جسکے بعد آریہ گزٹ فیروزپور کے ایڈیٹر ہو گئے اُردو کا اُسوقت یہی ایک ہفتہ وار اخبار تھا جس خوبی سے پنڈت لیکھرام نے اسکو چلایا اُسوقت کے فایل اُنکی لیاقت کے شاہد ہیں اُنکی قلم سچائی کی تائید میں اُسی وقت سے کام کرنے لگ گئی تھی جب سے کہ وے آریہ سماج کے ممبر بنے تھے چنانچہ **نوید بیوگان** سنہ ۱۸۸۳ء کے بیشتر لکھ چکے تھے۔ اُس وقت سے تحریر کا کام برابر جاری رکھا سب سے پہلی تصنیف جسنے کہ پنڈت لیکھرام کو کل آریہ ورت میں مشہور کر دیا اور آریہ سنتان کے مُرجھائے ہوئے دلوں کو تازگی بخشی وہ **تکذیب براہین احمدیہ** تھی جس میں کہ پنڈت جی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیہودہ دعاوی کی تردید کرتے ہوئے مقابلہ میں ویدک دھرم کی بزرگی کو بھارت نواسیوں کے دلوں پر نقش کر دیا اسکے بعد **نسخہ خبط احمدیہ**۔ **کرسچن مت درپن**۔ **ثبوت تناسخ** وغیرہ بڑی بڑی ضخیم کتابیں شایع کرنے کے علاوہ بیسیوں رسالے لکھے جن میں عیسائی۔ محمدی۔ پورانی وغیرہ ہر ایک معترض کے اعتراضوں کا دندان شکن جواب دیا۔ لیکن اس عرصے میں کیا پنڈت لیکھرام کہیں جمکر بیٹھے ہوئے کسی کتبخانہ کی مدد سے تصنیف کا کام کر رہے تھے؟ ہرگز نہیں بلکہ مدت سے مسافر بنے ہوئے آریہ ورت کے شہروں۔ قصبوں اور بعض اوقات جنگلوں میں سوامی دیانند کے جیون چرتر کی تحقیقات کرتے پھرتے تھے اور اسی لئے انہوں نے اپنا نام آریہ مسافر رکھ چھوڑا تھا غرضیکہ کتب خانوں اور ضروری سامانوں سے دور گھومتے ہوئے بھی آریہ مسافر نے وہ کام کر دکھایا جو کہ بڑے بڑے سامان والوں سے نہ بن پڑا + تحقیقات کا شوق پنڈت لیکھرام کو اُس وقت سے ہی تھا جب سے کہ انہوں نے ہوش سنبھالا چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جب مہرشی دیانند کے جیون چرتر کے

* اپنی عمر کے چوبیسویں سال میں پنڈت جی نے شریمتی لکشمی دیوی جی کے ساتھ دواہ کیا جن کی زندگی کی عظمت علاحدہ دکھلائی گئی ہے (دیکھو مضمون "استری کا جیون کیا سکشا دیتا ہے")

لئے واقعات کے جمع کرنیکی ضرورت پڑی توسوائے پنڈت لیکھرام کے اور کوئی شخص اس کام کے
ابن نہ سمجھا گیا اُسوقت سے برابر دیش دیشانتروں میں ویدک دھرم کا پرچار کرتے ہوئے
آریہ مسافر نے وہ شہرت حاصل کی جو شاید ہی کسی موجودہ مذہبی واعظ کے نصیب ہوئی ہوگی
ویدک دھرم کی سچائیوں کو گرہن کرنیکے بعد پنڈت لیکھرام جی کی زندگی ایک پبلک زندگی
ہوگئی تھی اور اس لئے ان کی اس زمانے کی سوانح عمری اس مختصر سے مضمون میں لکھنا
ممکن نہیں ہے ہمیں اسجگہ صرف یہ دکھلانا مقصود ہے کہ پنڈت لیکھرام کا جیون اس قسم
کا تھا کہ ہر ایک مذہب اور ملت کے طالبانِ حق اور بے تعصب آدمیوں کو اُنکی نہ صرف
عزت ہی کرنی چاہیئے۔ بلکہ اُن کے جیون سے خاص سبق بھی لینا چاہیئے +

مذہب محمدی اسلام کی تحقیقات آریہ مسافر نے خاص طور پر کی تھی اور اسی لئے اُنکی
تصانیف بیشتر اسی مذہب کے متعلق موجود ہیں پنڈت لیکھرام کی کوئی تحریر بھی بذات
خود کسی مذہب یا ملت پر کوئی خاص حملہ نہیں ہے۔ اُن کی ہر ایک تصنیف مخالفوں کے
سخت سے سخت بیجا حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہے اور اس لئے کوئی اہل انصاف بھی
بیر سختی کا الزام نہیں لگا سکتا۔ لیکن بعض محمدی واعظان نے یا عموماً اور مرزا غلام احمد قادیانی
نے خصوصاً پنڈت جی کی زبردست تحریروں سے گھبرا کر اپنے جاہل بھائیوں کو اُنکے برخلاف
اکسانا اور خود محمدی تیغ سے انہیں دھمکانا شروع کیا پنڈت لیکھرام کی قلم کو ہر طریقے پر
یضیکہ عدالت تک پہنچکر روکنے کی کوشش کیگئی۔ آخرکار جب یہ سب کوششیں
بے سود ثابت ہوئیں تو ایک موذی۔ دھوکہ باز مسلمان کے ہاتھ سے اُنہیں خنجر کھاکر
جان دینی پڑی اور اس طرح پر آتما کو مادا کے ذریعہ سے دبانے کی کوشش کیگئی۔ ہاں۔
جسم سرد ہوگیا اور وہ ہاتھ جنہوں نے کہ دلائل کی زبردست چوٹوں سے متعصبوں کے دل
چکنا چور کردئے تھے ہمیشہ کے لئے مادی قلم پکڑنے سے لاچار ہوگئے۔ لیکن سچائی کے
چلائے ہوئے تیر کو روکنے کی کس کو مجال ہے۔

پنڈت لیکھرام کمال جفاکش تھے جس کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے
قریباً بارہ برس کے عرصہ میں علاوہ متواتر پرچار کرنے اور سوامی دیانند کے جیون برتانت
کے متعلق ۲ یا ۳ ہزار صفحوں سے زیادہ کا مصالحہ اکٹھا کرنیکے اُنہوں نے بہت سی
کتابیں چھپوائیں جو کل ملاکر ۲۰۰۰ صفحوں کے قریب ہونگی اور انکے علاوہ آٹھ یا نو سو صفحوں
کے قریب لکھ کر چھوڑ گئے۔ دھن میں لگے ہوئے دن رات ایک کردیتے تھے اُن کی آزادی
طبع کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ لیکن باوجود دھرم وشہ میں کمال سخت مزاج رکھنے کے
انکا دل بڑا ہی نرم تھا کسی بھائی کی تکلیف بھی بلا محسوس کئے دیکھ نہیں سکتے تھے
جگہ تنگ اور لکھنا بہت کچھ ہے۔ پنڈت لیکھرام کے کیریکٹر کا پورا خاکہ پیش کرنے کے
لئے اُنکی کمزوریوں کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے اور ساتھ اس کے اُن کا ہر بینظیر وصف
بھی تفصیل کے ساتھ بیان کرنا لازمی ہے اُنکی دلیری۔ انکے اندریہ دمن۔ اُن کے
وشواس۔ علمی لیاقت اور سچی تحقیقات کے ساتھ ساتھ ویدک دھرم کے ساتھ خاص
پریم نے انہیں ویدک دھرم کے حق میں کسیقدر متعصب بنا دیا تھا اور ایسے وقت میں
وے دوسروں کی کمزوری کے لئے انہیں معاف کرنیکے قابل نہیں رہتے تھے اور ویدک
دھرم والوں کی تعریف سُنکر وے خاموش نہیں رہ سکتے تھے بلکہ بلا لحاظ اُسکے رتبہ وغیرہ کے
ہر ایک مخالف پر بعض اوقات سخت سے سخت حملے کر دیا کرتے تھے۔ اسی لئے لالہ کانشی رام
صاحب برھمو نے جو کہ پنڈت جی کے دوست اور عزت کرنے والے بھی ہیں پنڈت جی کو
آریہ سماج کے علی کا خطاب دے رکھا تھا۔ لیکن یہ کمزوری پنڈت جی کی تحریروں میں
ظاہر نہیں ہوتی۔ اس کا خاتمہ تقریر کے ساتھ ہی ہو جاتا تھا +

وید۔ ویدک سماج۔ ویدسدھانت اور وید آچاریہ مہرشی دیانند کی جانب اُن کے

دل میں اس قدر عزت تھی جسے کہ لوگ پاگلپن کی حد تک پہنچا ہوا بتلاتے تھے لیکن دھرم
کے راستے میں اگر کام کیا ہے تو دیوانوں نے! اس لئے یہ دیوانگی مبارک تھی!۔

۶ مارچ ۱۸۹۷ء کی شام کو ایک شقی القلب مسلمان جو شدھی کا بہانہ کرکے آیا تھا
اُنکی جائے رہائش میں دھوکھے سے چھری اُن کے پیٹ میں گھسیڑ کر بھاگ گیا ۲ بجے
رات کے باوجود عمدہ سے عمدہ علاج کے گایتری منتر کا جاپ کرتے ہوئے اس فانی
جسم کو چھوڑ کر اپنے سچے دیش کو پدھار گئے اور چلتے ہوئے آریہ سماج کے ممبروں کو
وصیت کرگئے کہ **تحریر کا کام بند نہ ہونے پاوے** +

آریہ پرشو! ویدک دھرم کے مخالف حملوں سے حفاظت کرنیکا بوجھ اب ہم سب
کی گردنوں پر ہے۔ پرم پتا سے پرارتھنا ہے کہ ہمیں بل اور اتساہ پردان کریں تاکہ ہم
اس پاک ذمہ واری کو دھرم انوسار ادا کرسکیں +

ستی کا جیون کیا شکشا دیتا ہے؟

دیوی لکشمی کا بھوتک شریر اب کہاں ہے؟ ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء کے پرچارک سے ناظرین
معلوم کرچکے ہونگے کہ دھرم ویر پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی دھرم پتنی لکشمی دیوی جی دیہانت
۲ جولائی ۱۹۰۲ء کے دن کو جالندھر شہر میں ہوگیا۔ گویا دھرم ویر کے ساتھ میرا آخری ظاہری
سمبندھ دور ہوگیا جالندھر سے خبر آئی ہے کہ دیوی کی ارتھی کے ساتھ آریہ پرشوں کا
بڑا بھاری ہجوم تھا۔ جالندھر کے آریہ پرشوں نے انتیشٹی سنسکار میں ہی شریک
ہوکر جسقدر کرتویہ پالن کی طرف رچی ظاہر کی ہے۔ اسکے لئے بھی میں پرماتما کا دھنیہ
واد کرتا ہوں۔

لکشمی دیوی کا جیون شور وشر کا جیون نہ تھا۔ ایسی عورتیں موجود ہیں جنہوں نے
سنسار کے اندر بہت کچھ شور مچا رکھا ہے اور ایسی عورتیں بھی موجود ہیں جنکو محض بعض
نمائشی آدمیوں نے ہی مشہور کر رکھا ہے۔ اس قسم کی ستریوں نے اب تک سنساری
بھلائی میں کچھ دیرپا کام نہیں کیا۔ لیکن اسی دیش کے اندر اس قسم کی ستی ستریئیں
ہوچکی ہیں اور باوجود سخت گری حالت کے اسوقت بھی کبھی کبھی اپنا چمتکار دکھلاجاتی
ہیں۔ جنکے جیون ہی دیش کو رساتل میں جانے سے بچا رہے ہیں۔ ایسی ستریوں میں سے
لکشمی دیوی کو ہیں

ایک سریشٹھ ستی

سمجھتا ہوں لکشمی دیوی کب اور کہاں پیدا ہوئیں؟ اُن کے والدین کے نام کیا تھے؟
انہوں نے بچپن میں کس طرح پرورش پائی؟ وغیرہ وغیرہ سوالات ہیں جن کے جواب
ڈھونڈھنے سے ہمیں کچھ بھی فائدہ نہیں ہوسکتا گو اسقدر معلوم ہے کہ اُن کا جنم کوہ
مری کی جانب ایک پہاڑی گاؤں میں ہوا تھا اور گو اُنکے والدین اور بھائیوں کے نام
بھی دریافت کرکے درج کئے جاسکتے ہیں تاہم اُس سے صرف یہی معلوم ہوگا کہ ہماری
عزت کے قابل دیوی دیہاتی براہمنوں کے یہاں مثل دیگر لڑکیوں کے پلتی رہی۔
دھرم ویر کے جیون ورتانت سے جن سجنوں کو کچھ بھی واقفیت ہے اُنہیں معلوم ہے
کہ اس دیوی کا وواہ اُسوقت ہوا جبکہ اُسکی عمر تقریباً ۱۶ برس کی تھی۔ اپنے وواہ سے شاید
دو یا تین سال کے بعد ہی پنڈت لیکھرام جی نے جالندھر میں اپنی دھرم پتنی کو لے آنا
شروع کیا تھا اور جو سمبندھ سورگباشی پنڈت جی کا میرے ساتھ تھا اُسکے باعث
اُسی وقت سے میں لکشمی دیوی کے سوبھاؤ تھا آچرنوں کو جانتا ہوں یہ شروع سے ہی
بہت کم گو تھیں سوبھاؤ میں شیل حد درجہ کا تھا انکی تکلیف کو دوسرا معلوم کرکے اُسکا
علاج کردے تو خیر۔ ورنہ خود شکایت کرکے کسی کو تکلیف دینا نام نہیں جانتی تھیں وواہ

کے سمہ سے ہی آریہ مسافر نے اپنے منتویہ کو عملیں لانا شروع کردیا۔ یعنی جس جوش کیساتھ کہ وہ بانی ستری شکشا کا وچار کرتے تھے اسی جوش کیساتھ انہوں نے اپنی دہرم پتنی جی کو پڑھانا شروع کیا۔ جالندہر میں ستری سماج اور آریہ سماج کے سپتاہک کو دیگر کل جلسوں میں لکشمی دیوی ہمیشہ شریک ہوا کرتی تھیں۔ یہ سورگباشی آریہ مسافر اپنی دہرم پتنی کو ستری جاتی کی سیوا کے لئے اسطرح پر طیار کرنا چاہتے تھے جسطرح پر کہ خود پرش جاتی کی سیوا کیلئے اودت تھے۔ مجھ سے دہرم ویر نے بارہا اپنا آیندہ جیون کا سوچی پتر (پروگرام) ورنن کیا تھا۔ جسمیں لکشمی دیوی کا ذکر اکثر آتا تھا۔ بدی دان پرستھہ کا خیال تھا۔ تو اُس میں بھی لکشمی دیوی کے کام کا ذکر ہوا کرتا تھا۔ دہرم ویر لکشمی دیوی کو کیا بنانا چاہتے تھے وہ اُن ہستیم ادہیات کے کاغذ سے ظاہر ہوتا ہے جو کہ ملفوظات آریہ مسافر کے سلسلے کے اندر اس ضمیمہ کے نمبر ۳۰ میں شایع تھا جو کہ آریہ مسافر کے نام سے ست دہرم پرچارک کے ساتھ تقسیم کیا جاتا تھا۔ اُسمیں پراتہ کال کے کاریوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے "اگنی ہوتر کو لکشمی دیوی کریں اگر [illegible] پریت اپنی [illegible] رکشا کا کام گرہ پتنی کے سپرد کرکے انہیں آریا پد کی ادہیکارنی سمجھ لیا تھا۔ تیسرے نمبر پر حسب ذیل عبارت درج ہے "ا بجے سے ۲ بجے تک بھوجن۔ آرام۔ امور خانہ داری وغیرہ اور پیاری لکشمی کو پڑھایا جاوے" جالندہر میں ہی شریمتی لکشمی دیوی کی گود ہری بھری ہوئی اور اُسی جگہ اُنکو اپنے پیارے پتر کے ویوگ کا دُکھ ملا۔ دیوی کا پُتر بھی اُس طیاری میں بیمار ہوا جو کہ وہ پرادیکا کیلئے کر رہی تھیں۔ لکشمی دیوی کی مزاج میں اسقدر مسکینی تھی کہ وہ سوائے اُن ایک دو عورتوں کے جن کے اُنکی طبیعت ملی ہوئی تھی اجنبی عورتوں سے عموماً شرمایا کرتی تھیں۔ پنڈت لیکھرام جی چاہتے تھے کہ اُنکی دہرم پتنی اُن سے دہرم رشتہ کے طیاری میں مدد لیکر اپنی ہمجنسوں اور ہمنشینوں کی طبیعتوں کو ویدک دہرم کی طرف پریرت کیا کرے۔ انہوں نے مجھ سے صلاح پوچھی کہ کس طرح پر لکشمی دیوی کا حوصلہ بڑھایا جاوے۔ میں نے صلاح دی تھی کہ آریہ سماج کے سالانہ جلسوں پر اُنکو پنڈت جی ساتھ لیجایا کریں۔ چنانچہ اسی صلاح پر عمل کرکے وہ شریمتی جی کو انبالہ چھاؤنی اور متھرا آریہ سماج کے سالانہ جلسوں پر لیگئے۔ جہاں سے سخت بیماری کی حالت میں لڑکے کو واپس لانا پڑا۔ یہ شاید سنہ ۱۸۹۶ء موسم برسات کا ذکر ہے اسکے بعد چونکہ رشی دیانند کے جیون چرتر کی چھپائی کا کام شروع ہونیوالا تھا اسلئے لکشمی دیوی کو اپنے پتی کے ہمراہ لاہور جانا پڑا۔ ایک صدمہ سے ابھی تک پورا چھٹکارا نہیں ہوا تھا اور پیارے پُتر کی یاد ابھی بھولی نہیں تھی کہ دیوی کے دیکھتے دیکھتے ایک شیطان دل ہو کر اُنکے پیارے پتی کے پیٹ میں چھری بھونک کر چلتے لگا کس بہادری سے ویرانگنا نے قاتل کے ہاتھ سے چھری چھیننے کی کوشش کی اور کس طرح سے ہاتھوں پر زخم کھایا۔ یہ واقعات ہیں جنہیں دے سجن بخوبی جانتے ہیں جو مارچ سنہ ۱۸۹۷ء کا پرجوش اخباری لٹریچر پڑھتے رہے ہیں۔ پُتر اور پتی دونوں کو ویدک دہرم کی سیوا کی بھینٹ چڑھانیکے بعد لکشمی دیوی اپنی ساس کے ہمراہ گھر کو چلی گئیں جہاں سے کچھ عرصہ کے بعد دونوں دیویاں جالندھر میرے مکان پر آئیں۔ اُسوقت اہل اسلام کے مفسد حصہ کے اندر مخالفت کی آگ بہت بھڑک رہی تھی اور آریہ سماجیوں کو عموماً اپنے برگزیدہ آدمیوں کی جانوں کا خوف رہتا تھا۔ چونکہ جالندہر آریہ سماج کے ممبر بارُعب سمجھے جاتے تھے اور اس شہر کے مسلمانوں کے اندر تعصب کا نام و نشان نہ تھا۔ اسلئے میں نے دہرم ویر کی ماتا جی کو صلاح دی تھی کہ اپنی پُتر بدہو کے ساتھ ملکر جالندہر میں ہی بود و باش اختیار کریں لیکن ماتا جی کو اُن کے سمبندھیوں کا پریم راولپنڈی کی طرف کھینچتا تھا اور لکشمی دیوی اکیلی رہنا مناسب نہیں سمجھتی تھی اسلئے دونو دیویاں پھر رخصت ہو کر چلی گئیں راولپنڈی میں پہنچتے ہی دیوی کی تشاریک ہوستھا بگڑنی شروع ہوئی۔ معمولی تپ کا سدا کے لئے

ویوگ معمولی عورتوں تک کو غم والم کے سمندر میں ڈبو دیتا ہے پھر ایک غیر معمولی محسوس کرنیوالی طبیعت کے اندر ایسے غیر معمولی بہادر پتی کی موت کا اثر کیا ہوا ہوگا۔ تھوڑی آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے دن رات کا رنج کھانے پینے کے قابل انسان کو نہیں چھوڑتا نتیجہ یہ ہوا کہ ہاضمہ کی طاقت بالکل جاتی رہی شریر کمزور ہو چلا اور دن بدن حالت بگڑتی گئی مجھے اس تبدیلی کی بالکل خبر نہ ہوئی۔ لیکن جب گوروکل کے لئے بھکشا مانگتا ہوا سنہ ۱۸۹۹ء میں راولپنڈی پہنچا تو دیوی کے درشن کرتے ہی مجھ پر سخت صدمہ ہوا۔ بدن سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا۔ اور معمولی سامان رہایش میں بھی صفائی کا خیال تک نہیں رہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ سوا غم اور فکر کے انکا کوئی بھی ساتھی نہیں ہے اُسوقت میں نے پھر زور دیا کہ ماتا جی ان کو لیکر جالندھر میں آجاویں۔ پنڈت لیکھرام جی کے خاندان میں سب سے بڑھکر عزت میں، اُن کے چچا پنڈت گنڈا رام جی کی کرتا ہوں، جو کہ پشاور کے ضلع میں ڈپٹی انسپکٹر پولیس ہیں جب انہیں دنوں پشاور جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں شے گنڈا رام جی نے مجھ سے مگر ایسی باتیں کیں جنہوں نے کہ اُنکی عزت میری نظروں میں دوبالا کردی انہوں نے مجھے پریرت کیا کہ میں لکشمی دیوی کو جالندہر لیجاؤں اور وہاں کنیا ودیالے میں اُنکے پڑھنے کا انتظام کردوں۔ لیکن ساتھ ہی کہا کہ اگر لکشمی دیوی اپنا سب کچھ آریہ سماج کے ارپن کردیوے تو وہ خوش ہونگے کیونکہ ایشور نے اُنکو سب کچھ دے رکھا ہے۔ راولپنڈی آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۱۷-۱۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء کا مقرر تھا اس موقعہ پر میں پھر راولپنڈی گیا اور ماتا جی کو پریرت کیا اسوقت شاید بہاشے گنڈا رام جی کام کر چکے تھے اور اس لئے ماتا جی نے خود سمبندھیوں کے پریم کے باعث راولپنڈی چھوڑنے سے انکار کرتے ہوئے بی بی لکشمی جی کو جالندہر میں جاکر رہنے کی آگیا دی اسی جلسہ کے موقعہ پر سکندر آباد کی جو بھجن منڈلی آئی ہوئی تھی اُسنے دہرم ویر کی مرتیو کی بابت سخت پرجوش بھجن گائے۔ ان بھجنوں کے سنانے کے لئے وے لکشمی دیوی کے مکان کے پاس گئے اور گلی میں اپنے پرجوش ویر رس میں سنے ہوئے کرونا رس سے گلی کے مردوں اور عورتوں تک کو آٹھ آٹھ آنسو رولایا مجھے پیچھے معلوم ہوا کہ اس بھجن کو سنکر دیوی لکشمی بیہوش ہو گئیں۔ مجھے افسوس ہے کہ جو کام دیوی کی خوشنودی سمجھکر آریہ پریمی کرتے رہے اُسنے دیوی کی بیماری کو اور بھی زیادہ بڑھایا آریہ مسافر کی موت کے دن سے ہی برابر ایسے پرجوش بھجن اُن جلسوں میں گائے جاتے رہے ہیں جنمیں دیوی لکشمی شریک ہوتی رہیں ہر ایک میں وہ بیہوش ہوجایا کرتی تھیں مجھے پہلے یہ راز تب معلوم ہوا جبکہ ۶۔ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کے دن جالندہر کے خاص جلسہ میں دہرم ویر کے جیون کے متعلق پُرسوز تقریروں کو سنکر اُنپر غشی کی حالت طاری ہوگئی تھی اس وقت سے میں ہمیشہ کوشش کرتا تھا کہ اُنکی موجودگی میں آریہ مسافر کے قتل کی بابت کوئی نظم نہ گائی جاوے لاہور آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر جو نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ہوا تھا۔ دیوی پھر بیہوش ہو گئی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب گوروکل کے افتتاحی جلسہ پر کچھ بھائیوں نے دہرم ویر کے بلیدان کی نسبت بھجن سننے کی فرمایش کی تھی تو میں نے اُسی وقت منع کر دیا تھا۔ کیونکہ دیوی لکشمی جی اُس جگہ موجود تھیں۔ ہاں میں راولپنڈی آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کا ذکر کر رہا تھا۔ آخری دن جب ویدپرچار فنڈ کے لئے اپیل ہوئی تو اُپدیشک نے بڑی دقت سے بھرے ہوئے الفاظ میں ویدپرچار پر آریہ مسافر کے جان دینے کا ذکر کیا۔ اُسی وقت لکشمی دیوی نے اپنے کان سے سونے کی بالیاں اُتار کر ویدپرچار فنڈ کے لئے دان کر دیں۔ اس دان پر دیوی کے سمبندھیوں نے اُسوقت بڑا شور مچایا تھا۔ اور انہیں سخت تکلیف دی تھی۔ لیکن دیوی نے اپنے سدا بھاؤ کے تیول

اُس کنشٹ کو سہن کیا۔ ایسے وقت میں جبکہ اس دان کی وجہ سے ساس کی طرف سے بھی سختی ہوئی امید نہیں ہوسکتی تھی کہ لکشمی دیوی کی طبیعت اُس سے متنفر نہ ہوگئی ہو۔ لیکن میں نے جب اُس وقت بھی آزمایا تو عملاً اُنہیں ایسی تنگ دلی سے بالکل بری پایا۔ لکشمی جی کی جالندھر آنیکی طیاری پر ضروری ہؤا کہ جو گذارہ دونوں کے لئے اکٹھا دیا جاتا تھا اُسکی تقسیم کا خیال شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کو پیدا ہؤا۔ چنانچہ انترنگ سبھا کے ممبروں نے مجھے اسکام کے لئے نیت کیا کہ میں آریہ مسافر کی ماتا اور بدھوا دونوں کے گذارہ کا تناسب مقرر کروں۔ سبھا کے ممبر جانتے تھے کہ گذارہ کا حق دھرم ویر کی بیوہ کا ہی تھا۔ لیکن چونکہ اُنکی ماتا ساتھ تھیں اسلئے اُنکا بھی گذارہ اس میں سے ملنا مناسب سمجھا گیا تھا۔ سبھا کے ممبروں کا خیال تھا کہ لکشمی دیوی شاید اپنی ساس کیلئے پانچ روپیہ ماہوار سے زیادہ منظور نہ کرینگی اور اس لئے مجھے ہدایت ہوئی تھی کہ میں انہیں اپنی ساس کے لئے آٹھ روپیہ ماہوار منظور کرنے کے لئے پریرت کروں لیکن ہم سب کیسے حیران ہوئے جبکہ دیوی نے خود بخود ماتا کے لئے دس روپیہ ماہوار منظور کرلئے میں پھر سفر میں رہا اور سفر سے ہی شریمتی جی کو جلد جالندھر جانے کے لئے پریرت کرتا رہا۔ آخر کار جب گوروکل کے لئے بھکشا کا کام پورا کرکے میں جالندھر اپنے گھر ۸-اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کو واپس آیا تو لکشمی دیوی پہلے سے ہی اُس جگہ پہنچی ہوئی تھیں۔ لالہ نگینا مل کے مکان میں اُن کے لئے جگہ دلائی گئی۔ اور کنیا مہا ودیالہ میں انہوں نے باقاعدہ پڑھائی شروع کردی۔ اسوقت سے لکشمی دیوی نے پڑھنے کا درڑہ ارادہ کرلیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اچھی اننتی کی۔ لیکن بیماری پھر اُنکی پڑھائی میں ہارج ہوتی رہی۔ اندنوں میری بھرجائی اور میری لڑکیاں اکثر بی بی لکشمی جی کو اپنے ہمراہ سیر کے لئے لیجاتی رہیں اور اس طرح اُنکی قوت ہاضمہ اور طاقت جسمانی کے درست کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ لیکن چونکہ اکیلی ہونے کے باعث بعض اوقات وہ ایک وقت روٹی بنا کر ہی دونوں وقت کھاتی رہیں اس لئے طبیعت بالکل درست نہ ہوئی۔ تقریباً ہر ہفتہ سخت درد پیٹ ہوکر نفخ ہوجاتا اور بعض اوقات بغیر پچکاری کے طبیعت صاف نہ ہوتی۔ لیکن اس حالت میں بھی علاوہ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا اور ستیارتھ پرکاش کے کچھ حصوں کے پڑھنے کے لکشمی دیوی نے حساب اور ہام پڑھائی کے ساتھ چکتسا کی پڑھائی بھی جاری رکھی چکتسا دیوی نے اس خاص جماعت میں پڑھی تھی۔ جو کنیا مہا ودیالہ کے متعلق پنڈت وشوناتھ سے لالہ دیوراج جی نے کھلائی تھی۔ جسقدر پڑھنے والی تھیں اُن میں سے اگر کچھ لابھ اٹھایا تھا تو بی بی لکشمی دیوی نے۔ نبض دیکھنا انہیں اچھی طرح آگیا تھا اور اکثر اوشدھیوں کے گن بھی جان گئی تھیں لیکن پھر بھی پڑھائی میں بڑا وگھن پڑتا تھا۔ روزمرہ کی بیماری کچھ کرنے نہیں دیتی تھی۔ صحت کی ایسی حالت دیکھکر میں نے اپنی لڑکیوں کے ساتھ بی بی لکشمی دیوی جی کو اپنے گھر میں رہنے کے لئے جگہ دی میری بڑی لڑکی شریمتی ویدکماری دیوی کے ساتھ اِن کا بڑا پریم تھا تب مجھے معلوم ہؤا کہ لکشمی دیوی کے خیالات بڑے اعلےٰ ہیں میں نے بھی اُنکے خیالات کو کشٹی دی اور اُن کا باقاعدہ علاج ڈاکٹر گنگا رام جی سے شروع کرایا۔ اب صحت بدنی دن بدن درست ہونی شروع ہوئی اور لکشمی دیوی نے میری لڑکیوں کے ساتھ ہی ستیارتھ پرکاش کے مشکل مضامین مجھ سے پڑھنے شروع کئے۔ سنسکرت بھی شروع کردی اور پاٹھ اوپکارک کو ختم کرکے رجو پاٹھ کے ساتھ لگو کومدی شروع کرنیکا ارادہ کرلیا۔ لیکن ایک طرف میں پنڈت گوپی ناتھ والے مقدمہ میں مبتلا ہؤا اور دوسری طرف میری لڑکی کے وواہ کا انتظام شروع ہؤا۔ ان سب سے مجھے کم فرصت ملتی تھی۔ لیکن دیوی نے پھر بھی اننتی جاری رکھی۔ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء میں اُنکی صحت بہت اچھی ہوگئی تھی۔ اور انتلے

گفتگو میں انہوں نے مجھ سے اپنے ہردئے کا بھاو یہہ پرگٹ کیا تھا کہ اگر دو برس تک سنسکرت ویاکرن اور دھرم گرنتھوں کی پڑھائی جاری رہی تو وہ کنیا آشرم جالندھر کا چارج لینے کے علاوہ کنیا مہا ودیالہ میں پڑھانے کا کام کرنے کے لئے بھی طیار ہوجاوینگی لیکن اسی مہینہ میں مجھے گروکل کی خدمات سپرد ہوئیں اور مجھی قبل از وقت اُنسے کنیا آشرم کی سیوا کیلئے اپیل کرنی پڑی۔ بغیر حیل و حجت کے دیوی نے میری درخواست کو قبول کیا اور کنیا آشرم کا کام کرنا دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کے درمیانی حصہ میں ہی شروع کردیا۔ کنیا آشرم میں اُنکے انتظامی مادہ سے مجھے واقفیت ہوئی۔ مجھے امید نہ تھی کہ لکشمی دیوی سی چپ چاپ ستری کے اندر بھی لڑکیوں پر دباؤ رکھکر اُنسے پریم کرنیکی ایسی طاقت موجود ہے دن رات باقاعدہ کام کرتے ہوئے اُنکا کام کا آغاز میرے روبرو ہی ہوگیا تھا۔ ۷-جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو میں جالندھر سے چلا آیا۔ اسوقت سے دیوی لکشمی لالہ سومناتھ جی مینجر کنیا آشرم کے ساتھ آشرم کا کام کرتی رہیں سومناتھ جی کو بخوبی معلوم نہ تھا۔ کہ اپنی بیماری کا حال لکشمی دیوی بتلایا ہی نہیں کرتیں جب جنوری کے خاتمہ پر میں پھر جالندھر گیا تو مجھے لکشمی جی کی بیماری کا حال معلوم ہؤا۔ مینے سومناتھ جی کو توجہ دلائی اور اُسدن سے لالہ سومناتھ جی اور اُنکی دھرم پتنی نے خبر لینی شروع کی۔ جس پریم اور سردھا سے ان دونوں نے لکشمی کی سیوا کی ہے آریہ پبلک کو اُسکے لئے اُنکا مشکور ہونا چاہیئے۔ لالہ سومناتھ جی نے سیوا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ لیکن بیماری بڑھتی گئی اب یہانتک نوبت پہنچی کہ بعض اوقات دن میں تین تین مرتبہ بیہوش ہوجاتیں۔ فروری کے اخیر میں پھر میں گیا تھا۔ اُسوقت انہیں اور بھی کمزور پایا۔ لیکن اُسوقت تک کچھ نہ کچھ پڑھنے کا شغل جاری تھا اسکے بعد باوجود کمزوری کے دیوی نے گروکل کے افتتاحی جلسہ پر شامل ہونیکا ارادہ مصمم کرلیا۔ اس سے پہلے جب میں فروری کے خاتمہ پر گیا تھا تو انہوں نے اپنی رائے ظاہر کی تھی کہ منجملہ تین ہزار روپیوں کے جو اُن کے پاس جمع تھے وہ دو ہزار روپیہ دھرم ارتھ دینا چاہتی ہیں۔ گروکل بھومی میں وہ میری چھوٹی لڑکی ساتھ لیکر آئی تھیں آتے ہی کنکھل میں بیمار ہوگئیں اُسجگہ پہنچکر گنگا سنان سے اُنہیں فائدہ ہؤا بخار جاتا رہا۔ لیکن وہی پورانا درد سخت شروع ہؤا جب ڈاکٹری دوا نے فائدہ نہ کیا۔ تو شریمان پنڈت گنگا دت جی کی دوائی دی گئی۔ اُس دوا نے دو دن میں ہی اچھا فائدہ کیا اور مجھے یقین ہوگیا کہ گنگا جل اور اوشدھی سیون سے شاید اُنکی طبیعت ٹھیک ہوجاوے اُسجگہ اُسوقت بالکل بے سروسامانی تھی۔ سب کا خیموں میں ڈیرہ تھا لیکن باوجود اسکے بی بی لکشمی کی صحت کے لئے میں نے اُن سے رہنے کی درخواست کی۔ بی بی لکشمی جی کو خود بڑا فائدہ معلوم ہوتا تھا اور اُن کو یقین تھا کہ اس اوشدھی سے اُنکا روگ کم ہوجاویگا۔ لیکن ساتھ ہی گروکل کے کام اور میری مشکلات کا خیال آیا اور باوجود ہماری درخواستوں کے اُنہوں نے یہاں سے جانا ہی مناسب سمجھا۔ میں اُنکے اُس وقت کے اعلےٰ بھاؤ کو نہیں بھول سکتا اُنکے الفاظ تقریباً یہ تھے:۔ ”بھائی جی! یدی ایشور کو مجھے راضی کرنا اور مجھے اپنی بہنوں کی سیوا کے یوگیہ بنانا منظور ہے تو وہاں بھی اپنے کرموں کے پھل بھوگنے کے بعد راضی ہوجاؤنگی۔ لیکن آپکا سارا دھیان جو اسوقت گروکل کی اننتی میں لگنا چاہیئے بٹ جاویگا“۔ اسی جلسہ پر شریمتی جی نے دو ہزار روپیہ ایک وظیفہ کے لئے گروکل میں دان دیا جب اس دان کا ذکر لکشمی دیوی نے مجھ سے کیا تو مینے انہیں پھر سوچنے کے لئے پریرنا کی اور ساتھ ہی یہ جتلایا کہ شاید لوگ یہ کہیں کہ چونکہ آپ جالندھر میں رہتی تھیں اسلئے مینے اس امر کا فائدہ اٹھاکر دو ہزار روپیہ اُس انسٹیٹیوشن کے لئے دان کرالیا۔ جس کے ساتھ کہ میرا تعلق ہے دیوی نے ایک نہ مانی میں نے پھر پنڈت رام بھجدت جی پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب سے جو اُس جلسہ میں شریک تھے ذکر کیا۔ انہوں نے بھی مجھے صلاح دی کہ میں پھر شریمتی جی کو دوبارہ غور کرنے کے لئے پریرت کروں۔ میرے دوبارہ تکرار پر شریمتی جی نے کہا ”بھراتا جی! زندگی کا

بھروسہ نہیں۔ نہ معلوم کب پران نکل جائیں۔ یدی دنیا کے کہنے کا خیال کیا جاوے تو کوئی کام ہی نہ ہو سکے۔" اس دان کو پبلک پر ظاہر کرتے ہوئے پنڈت رام بھجدت جی نے وعدہ کیا تھا کہ وہ شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا کو پریرت کرینگے کہ دو ہزار روپیہ میں ہی ایک دائمی وظیفہ آریہ مسافر کے نام کا گروکل میں دیا جاوے۔

گروکل کے افتتاحی جلسہ سے واپس ہو کر جب لکشمی جی جالندھر آئیں تو یہاں طاعون چمک اُٹھا تھا۔ دوسرے دن ہی لاہور کو چلی گئیں اور وہاں سے سیدھی راولپنڈی کو روانہ ہوئیں۔ اُس جگہ جا کر طبیعت بہت زیادہ بگڑ گئی ایک طرف بیماری کا زور اور دوسری طرف سمبندھیوں کی طرف سے دو ہزار کے دان پر طعنوں کی بوچھاڑ۔ دن بدن حالت خراب ہو چلی۔ دست اور بخار نے گھیر لیا۔ لکشمی جی جانتی تھیں کہ میں گروکل کے کام میں مصروف ہوں اسلئے مجھے تو اپنی حالت سے مطلع نہ کیا۔ لیکن لالہ سومناتھ جی کو لکھ بھیجا کہ اگر اُنکی زندگی بچانا منظور ہے تو اُنہیں راولپنڈی سے منگا لیویں اس جگہ ایک اور مشکل پیش آئی۔ سومناتھ جی کنیا آشرم سے علیحدگی اختیار کر کے روپڑ کو چلے تھے اُنہوں نے لکھ بھیجا کہ اگر لکشمی جی روپڑ اُن کے ساتھ جانا منظور کریں تو جنم بھر اُسجگہ اُنکی سیوا ہو سکیگی لکشمی جی نے اس بات کو منظور کیا اور لالہ بستی رام اسسٹنٹ مینجر ستیہ دھرم پرچارک پریس کو بُلوایا تاکہ اُنکے ہمراہ جالندھر چلی آویں۔ میں یہ لکھنا بھول گیا ہوں کہ پنڈت لیکھرام جی کی زندگی سے ہی لالہ بستی رام کے خاندان پر پنڈت جی تتھا لکشمی جی کو بڑا وشواس تھا اسی عرصہ میں لاہور جاتے ہوئے، ۸ جون کو لالہ بستی رام مجھے جالندھر کے ریلوے سٹیشن پر ملے اور میرے ساتھ لاہور تک سفر کر کے راولپنڈی چلے گئے ۹۔ جون کو میں لاہور سے جالندھر آیا تو بی بی لکشمی جی اُسجگہ پہنچی ہوئی تھیں۔ میں پہنچتے ہی دیوی کے درشن کے لئے اندر گیا۔ کمزوری کو دیکھکر ہچک گیا چہرہ پر تپ دق کے آثار صاف نمایاں تھے اسی وقت ڈاکٹر گنگارام جی کو بلوایا۔ علاج باقاعدہ شروع ہؤا ۱۵۔ جون کو لالہ سومناتھ جی پریوار سہت روپڑ کے لئے طیار تھے۔ لیکن ڈاکٹر کی رائے میں لکشمی دیوی سفر کشی کی تکالیف برداشت کرنیکے قابل نہ تھیں۔ ڈاکٹر گنگارام جی نے سٹیتھسکوپ سے مشاہدہ کر کے شک ظاہر کیا کہ شاید پھیپھڑے پر اثر پہنچ چکا ہے۔ اسپر ڈاکٹر سمتھ صاحب سول سرجن کو بلایا گیا انہوں نے ہر طرح سے دیکھ بھالکر جگر کی سخت بیماری بتلائی اور امید کی جگہ یاس کا راجیہ قایم کر گئے ڈاکٹر سمتھ کی صلاح کے مطابق جگر کے موقعہ پر لیپ وغیرہ کئے گئے اور ادویات اور غذایات کا استعمال شروع ہؤا۔ لیکن زندگی کے دن قریب الاختتام تھے جب جیون ختم ختم ہو چکا تھا تو انسانی تدابیر کیا کر سکتی تھیں۔ مجھے گو فوراً گروکل بھومی میں واپس آنا چاہئے تھا۔ لیکن جہاں دیگر بواعث مجھے روک رہے تھے وہاں اُن میں سے ایک بی بی لکشمی جی کی بیماری تھی۔ انہیں مجھ پر بہت وشواس تھا اور اُن کا خیال تھا کہ میری موجودگی میں ہی اُن کا علاج ٹھیک ہو سکیگا میں نے بھی اُنکی خدمت کو اپنا دھرم سمجھا ہؤا تھا۔ کیونکہ علاوہ پنڈت لیکھرام کی بدھوا ہونے کے اُنکا پروپکار کا بھاؤ اور اُن کے اعلےٰ خیالات اُنکی سوتنتر غیرت میرے ہردئے میں پیدا کر چکے تھے۔ شریر دن بدن کمزور ہو گیا۔ آخر کار مجھے بھی ادھر آنے کی اشد ضرورت تھی۔ علاج اسلئے لالہ وزیر چند جی کے سپرد کر کے میں نے ۲۶ کی رات کو ادھر کی طیاری کی لیکن جب میں ریلوے سٹیشن پر جانیکو طیار ہونے لگا تو لکشمی دیوی کی طبیعت سخت بگڑی میں فوراً اندر گیا اور اُسی وقت طیاری ملتوی کر دی۔ طبیعت رات کو کچھ ٹھیر گئی تھی اور اس لئے صبح میں پھر طیار ہؤا۔ پاس والوں نے رائے دی کہ میں اُنکو ملکر نہ جاؤں مبادا اُن کو صدمہ پہنچے۔ لیکن پھر رائے ہوئی کہ ملکر جانا اچھا ہے۔ چنانچہ آخری وقت رخصت کے لئے گیا۔ نمستے کا جواب دیکر قبل اس کے کہ میں کچھ بولوں دیوی نے پوچھا کہ میں گروکل کو کب جاؤنگا میں نے جواب دیا کہ طیار ہوں۔ لیکن اگر میری ضرورت ہو تو ٹھیر جاؤں دیوی نے جواب دیا "آپکی وہاں بہت ضرورت ہے آپ جائیے۔ آج ہی جائیے"۔ میں آخری نمستے کہکر رخصت ہؤا + میرے چلے آنے کے بعد۔ دن بدن طبیعت بگڑتی گئی پہلے تو لکشمی جی کو اپنے رہنے ہونیکی کچھ امید تھی کیونکہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ جب ڈاکٹر گنگارام جی نے دوائی سے کچھ فائدہ نہ سمجھکر دوائی بند کرا دی تو ڈاکٹر کے لئے کہا اور یہ بھی کہا کہ "اگر بابو جی موجود ہوتے تو ضرور بڑے ڈاکٹر کو بلا دیتے"۔ لیکن ۲ جولائی کو انہیں بھی یقین ہو گیا کہ اب آخری دم ہے چنانچہ لالہ بستی رام کو بلا کر چند بھدر پرشوں کے روبرو اپنی جائداد کی نسبت وصیت کی جو حرف بحرف بابو امر سنگھ بی۔ اے وکیل نے لکھ لی۔ اُس وصیت کے مطابق دو ہزار تو پہلے ہی گروکل کو دیدینا بیان کیا اپنے کل زیور جو قیمت میں تقریباً سات آٹھ سو روپے کے ہونگے معہ چار سو روپیہ نقد اپنی ساس کو دیا جو کہ پہلے سے ہی یہاں پہنچ گئی تھیں ایک بکس جس میں بہت سے ریشمی پارچات اور للغہ روپیہ کے دو کرنسی نوٹ اور آٹھ روپیہ نقد برآمد ہوئے ایک اناتھ لڑکی کے لئے ارپن کر دئے جس کا وواہ ہونیوالا تھا اور باقی کل روپیہ جو شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے پاس جمع تھا اور جو شاید چھ سو کے قریب ہوگا لیکھرام میموریل فنڈ کو دیدیا اس وصیت کے بعد دوسرے دن زبان بند ہو گئی اور ۳ جولائی کی دوپہر کو پران نکل گئے۔ آریہ پرشوں نے انتیشٹھی ویدک ریتی سے کر دیا اور لکشمی دیوی کا شریر بھسمی بھوت ہو گیا۔ لکشمی دیوی کا جیون سچ سچ ستی کا جیون تھا اپنے ہردئے کے اندر ہی محدود رکھتے ہوئے جسقدر کشٹ اس دیوی نے برداشت کئے اُنکا آریہ مسافر کے پڑھنے والے پرش کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ستی نے اپنا کام پورا کیا اور چلدی۔ ہمارے افسوس اور ہمدردی کی اُسکو کیا پرواہ ہے۔ اس میں سندیہ نہیں کہ لکشمی دیوی پورن مکت اوستھا کو نہیں پہنچ سکیں لیکن اس میں کس کو سندیہ ہے کہ وہ آیندہ جنم میں گزشتہ اُتم سنسکاروں کے لئے اعلےٰ جنم دھارن کرینگی۔ اور جو کام ادھورا چھوڑ گئی ہیں اُسے پورن کرنیکا پریتن کریں گی۔

دیوی! تمہارے شبھ سنکلپ تو ایسے نہ تھے کہ پورن نہ ہوتے۔ لیکن اس ابھاگی دیش کے کرم ایسے کب تھے کہ تمہاری سہایتا اُسے پہنچ سکتی۔ ہر یہ پاٹھک گن! ستی کا جیون حسرت آجکل کی بھڑک دار سوانح عمریوں کی طرح جوش اور خروش پیدا کرنیوالا نہیں ہے۔ لیکن کیا اس سے تمہیں کچھ شکشا نہیں ملسکتی؟ کیا تم نہیں سوچ سکتے کہ اُس دیش کی ساماجک دشا بہت ہی خراب ہوگی جسکے اندر پروپکار کا زبردست بھاؤ اپنے اندر رکھتے ہوئے بھی ایک دیوی اپنی شبھ اچھیا کو پورن نہ کر سکی۔ سچی ہمدردی اس دیش میں کہاں ہے باوجود ویدک دھرم کی بزرگیوں کا ڈنکا بجانے کے بھی ہم سے پتت آریہ جیو کے اندر ویدک دھرم کے گورو کو انوبھو کرنیکا بھاو کہاں ہے۔ اس سماجک اوستھا میں کون کام کرنیکا ساہس کر سکتا ہے اور کون ویر پرش ہے جو کہ ساری دنیا کے طعن و تشنیع کو برداشت کرتے ہوئے دھرم پالن پر درڑھ رہ سکتا ہے؟ اس سارے اندھکار کے اندر مجھے صرف ایک ہی پرکاش کا چمتکار نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ لکشمی دیوی سی ستیوں کی سہن شیلتا کا پربھاؤ اُن کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اپنا اثر آنے والی نسلوں پر چھوڑ جاتا ہے۔ ہے دیالے! یدی ہماری کی اچھیا پورن ہو سکتی ہے اور اس دیش کے دُشکرموں کا ڈنڈ اسے کافی مل چکا ہے تو مرحومہ کو ایسی اوستھا میں پیدا کر و کہ وہ اس جنم سے جو گنی طیاری کر کے اپنے ادیشیہ کو پورن کر سکے +

منشی رام

(مالک مطبع ست دھرم پرچارک)

حِصّہ اول

تاریخ دُنیا

جلد اوّل

ضرورت آریہ ورت کے اندر یا دیگر ممالک میں اکثر رسالے جاری ہیں۔ مگر کسی میں سناتن رشیوں کی عظمت اور ان کی تحقیقات حقہ کی فضیلت یا قدیم علوم کی صداقت کما حقہ شایع نہیں ہوتی۔ علم جوتش میں جس کا تمامتر علم تاریخ کو سہارا ہے عرصہ سے ایک اور شاخ بھی پھوٹ نکلی ہے۔ جس کا نام پھلت ہے۔ گویا اب عام لوگ دو چیزوں کے مجموعے کو جیوتش جانتے ہیں۔ ایک گنت دوم پھلت +

جس طرح دوا اور دو کا چار ہونا ہر طرح صحیح اور مسلّم ہے۔ اسی طرح گنت کو بھی جو کہ اصل جیوتش ہے۔ سب تسلیم کرتے ہیں۔ کسی کو اس کی صداقت سے انکار نہیں۔ مگر پھلت سے سوائے خود غرضوں کے اور سب کو انکار ہے۔ یورپ اور امریکہ کے تمام مشہور نامی۔ گرامی۔ جیوتشی (اسٹرانومر) پھلت سے انکاری ہیں۔ آریہ ورت کے فاضل اجل جیوتشی شری باپودیو شاستری جی پھلت سے انکاری ہیں۔ پرانے زمانہ کے جیوتشی پھلت سے انکاری تھے۔ جس طرح باوجود کہیں نہ ہونے پارس پتھر۔ موہنی منتر۔ چنتامن مُہرہ۔ ہما کے پھر بھی لاکھوں گھر بار برباد کر اُن کی تلاش میں مصروف ہیں۔ اُسی طرح پر پھلت کے ماننے والوں کا حال ہے۔ یہ لوگ رمالوں کی طرح بڑے چالاک ہوتے اور قیافہ۔ سامدریک وغیرہ کی میں میکھ کر سادہ لوحوں کو سبز باغ دکھا دیتے ہیں۔ جوا کھیلنے۔ ختنہ کرانے چوری کرنے۔ زنا کرنے۔ شراب پینے۔ ذبح کرنے وغیرہ جس چیز کا مہورت چاہو۔ موجودہ پھلت والوں سے پوچھ لو:۔ جب دور بین (دبیہ کلپشو یا دور روی شن) خورد بین (سوکشم درشک یٹر) کے معاملات میں یورپین فضلا روز افزوں ترقی کر رہے ہیں۔ تو کیا ایسے زمانہ میں صرف انگلیوں پر گن گنانے اور سارے بھارت ورش کو کھوٹی وشا بتلانے والے مورکھتا۔ اسبھیتا۔ وحشی پن کا کلنگ لگانے والے بغیر ست ودیا کے گرہن کرنے کے کچھ اُنتی کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں +

کہاں وہ پُرانے زمانہ کے آریہ پرشاؤں کی علمی تحقیقاتیں؟ اور کہاں موجودہ زمانہ کی توہمات بھری باتیں ؎ چہ نسبت جاہ سفلی را بہ نگہنگاہِ روحانی + چہ ماند گلخن تیرہ بگلشتہائے سلطانی +

پھلت کے ماننے والوں نے ترقی و تحقیقات کا راستہ بند کر دیا۔ اور یہی سبب ہے کہ خود بھی محروم ہو گئے + موجودہ دنیا کب بنی؟ کتنے برس ہوئے ہوں کا حساب کس طرح پر ہے۔ اور کب تک قایم رہیگی۔ اس کے کیا ثبوت ہیں۔ وید مقدس کا اس بارہ میں کیا ارشاد ہے؟ فاضل رشیوں کی علمی تحقیقات سے کہاں تک اعتقاد ہے۔ غیر مذاہب والوں نے اس پر کیا کیا اعتراض کئے ہیں۔ اور اُن اعتراضوں کا جواب فضلاء یورپ کی تحقیقات ابھی کہاں تک پہنچی ہے؟ اس ضمن میں ہم تمام موجودہ سمتوں کی ماہیت بھی عرض کرینگے۔ اس واسطے ہم چاہتے ہیں۔ کہ ایک تاریخی تحقیقات شروع کریں۔ اور جو ما حضر ہے اُس کو بھائیوں کے روبرو دھریں +

تاریخی تحقیقات۔ حصہ اول۔ ہر ایک ملک میں جُدا جُدا سموت (سنہ) جاری ہیں۔ اور اُن کی وجہ تسمیہ یا سبب اجراء بھی ہر جگہ مختلف ہیں۔ اس وقت سب سے زیادہ مشہور سموت حسب ذیل ہیں +

(۱) آریہ سموت (۲) کلی گت ودیا یا کلی یُگی سموت (۳) یُدھشٹر سموت یا پانڈو ابد (۴) بُدھ سموت (۵) بکرم سموت (۶) شالباہن سموت (۷) عیسوی سموت (۸) چینی سموت (۹) خطائی سموت (۱۰) کالدیا سموت (۱۱) فارسی سموت (۱۲) مصری سموت (۱۳) عبری سموت (۱۴) ابراہیمی سموت (۱۵) سپارٹا سموت (۱۶) موسوی سموت (۱۷) داؤدی سموت (۱۸) یونانی سموت (۱۹) رومی سموت (۲۰) نابو صاری سموت (۲۱) سکندری سموت (۲۲) محمدی سموت +

> ہم سلسلہ وار تاریخی طور پر ہر ایک سموت کی بابت تحقیقات کرنا چاہتے ہیں

(۱) آریہ سموت۔ حکمائے آریہ ورت جس طرح پر ہر ایک علمی فضیلت میں سرآمد روزگار رہے۔ اسی طرح سموت کے مقرر کرنے اور تاریخی واقعات کی پڑتال میں بھی سب سے زیادہ قدر و منزلت کے لایق ہیں۔ اُن کی ساری تحقیقاتیں بہ سبب علمی اصولوں پر قایم ہونے کے پتھر کی لکیر ہوئی ہوتی تھیں۔ جن کی سچائی سے کسی عقلمند کو انکار کی گنجایش نہ تھی۔ اس تمام فضیلت کی بنیاد ان کے پاس ایک فضل کا چشمہ تھا۔ جس سے اُن کے دل کی زراعت ہمیشہ سرسبز و سیراب رہا کرتی تھی۔ اور اُس مقدس فضیلت کے چشمہ کا نام وید تھا +

وید مقدس میں جگت کرتا پرمیشور نے اس بات کو با حسن الوجوہ فرمایا ہے۔ کہ میں بموجب انصاف قدیم کے اس دُنیا کو بار بار پیدا کرتا ہوں اور اپنی لانغیر شکتی سے مادی سرشٹی رچتا ہوں۔ سوریہ۔ چندر۔ ستارے۔ سیارے۔ سمندر۔ میگھ وغیرہ سب میں نے پرکرتی سے بنائے ہیں۔ اور اپنے علم و کمال سے آکرشن شکتی (قوت کشش) سے معلق ٹھہرائے ہیں۔ اُس زمانہ کا نام (جب تک کہ دنیا قایم رہتی ہے) ایک کلپ ہے جس کی دوسری سنگیا سرشٹی اُتپتی بیاگ ہے۔ اور وہ چار ارب بتیس کروڑ سال کا ہوتا ہے۔ چنانچہ پرماتما کا وہ مبارک ارشاد یہ ہے (دیکھو اتھروید پرپاٹھک ۸۰۔ انوواک ا منتر ۲۱)

शतं तेऽयुतं हायनान्द्वे युगे त्रीणि चत्वारि कृण्मः अथर्व
कां० ८ अनु० १ मं० २१ ॥

ترجمہ۔ اس سے پہلے سرشٹی اُتپتی کا ذکر کرتے ہوئے پربرہم ہدایت دیتے ہیں) کہ سرشٹی قیام کا حساب سمجھنے کے واسطے اس طرح جانو۔ کہ وہ برس۔ دس ہزار سیکڑہ یعنی دس لاکھ تک شون دینے کے بعد ۲۔ ۳۔ ۴ جوڑنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ (۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰) اس سے صاف ثابت ہے۔ کہ دنیا (سرشٹی) چار ارب بتیس کروڑ سال تک قایم رہیگی جب وید نے یہ بتلایا۔ تب وید کے مفسر رشیوں نے اس کو اس طرح پر حل کیا۔ اور اس پر عملدرآمد جاری ہوا۔ چنانچہ سوریہ سدھانت میں یہ لکھا ہے کہ

युगानां सप्ततिः सैका मन्वन्तरमिहोच्यते। कृताब्दसंख्या-
तस्यान्ते सन्धिः प्रोक्तो जलप्लवः॥ ससन्धयस्ते म-
नवः कल्पे ज्ञेयाश्चतुर्दश कृतप्रमाणः कल्पादौ स-
न्धिः पञ्चदशः स्मृतः॥ इत्थं युगसहस्रेण भूत सं-
हारकारकः। कल्पो ब्राह्मम हः प्रोक्तं शर्वरी तस्य
तावती॥

(دیکھو سوریہ سدھانت مدھیہ ادھیاء شلوک ۱۸ و ۱۹ و ۲۰)

ترجمہ اکہتر چترںیگیوں کا منونتر ہوتا ہے اور ایک ست یگ کے سمان اسکی سندھی انت میں بیان کی ہے معہ سندھی کے ایسے ہی منونتر ۱۴ ہوتے ہیں اور ست یگ کے مساوی کلپ کے آغاز میں ۱۵ سندھی ہوتی ہیں سہسر مہایگ تک پرماتما سرشٹی کے پیدا کرنیوالا دنیا کو قایم رکھتا ہے اور اسی کا نام برہم دن یا کلپ ہے اور اتنی ہی اسکی رات ہوتی ہے پس صاف ثابت ہے کہ رشیوں نے اول اس کے ۱۴ حصے کئے یعنے چودہ منونتر پھران چودہ منونتروں سے ہر ایک کے اکہتر حصے کئے یعنے اکہتر چترںیگی ✣

اب اس کی حسابی تقسیم اس طرح ہے (نقشہ نمبر ۱ قاعدہ اول)

نام یگ	تعداد سال مقررہ
ست یگ یا کرت یگ	۱۷۲۸۰۰۰ سال
تریتا یگ	۱۲۹۶۰۰۰ سال
دواپر یگ	۸۶۴۰۰۰ سال
کلی یگ	۴۳۲۰۰۰ سال
ایک چترںیگی یا مہایگ کی میزان	۴۳۲۰۰۰۰ سال

{ دیکھو قاعدہ اول کا نقشہ نمبر ۱ و ۳ }

واضح ہو کہ کلی یگ کا دوگنا دواپر۔ اور تگنا تریتا اور چوگن ست یگ یا کرت یگ ہوتا ہے یعنے کلی یگ × ۲ = دواپر
" × ۳ = تریتا
" × ۴ = کرت یگ

نقشہ نمبر ۲ قاعدہ اول

نام یگ	تعداد سال مقررہ
۷۱ چترںیگی یا ایک منونتر	۳۰۶۷۲۰۰۰۰ سال
۱۴ منونتر یا ۹۹۴ مہایگ	۴۲۹۴۰۸۰۰۰۰ سال
منونتروں کے درمیان جو سندھی ہوتی ہے مہایگ کے مساوی	۲۵۹۲۰۰۰۰ سال
میزان الکل ایک کلپ یا سہسر مہایگ یا ایک برہم دن	۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ سال

یہ حساب بروے سورج سدھانت کے ہے۔ جس نے ویدک قاعدہ کو مفصل ظاہر کر دیا ہے

مہامنی بیاس جی نے بھی اپنی مشہور کتاب بھارت میں اس امر کا ذکر کیا ہے۔

सहस्रयुगपर्यन्तमहर्यद्ब्रह्मणो विदुः। रात्रिं युगसह-
स्रान्तां तेऽहोरात्रविदो जनाः॥ अ० ८ श्लो० १७ ॥

ترجمہ ہزار چترںیگی تک برہم دن ہوتا ہے۔ بالعداد برہم دن کی ہزار چترںیگی ہے اور اتنی ہی اسکی راتری اسکو برہم دن اور برہم راتری کہتے ہیں یعنے بڑا دن اور بڑی رات

اس قاعدہ کو جیوتش کے قدیم جاننے والوں نے ایک طرح پر استعمال کیا ہے یعنی اس آبادی کے اس زمانہ کو ایک بڑا دن تشبیہ کر کے مدت برہم دن کے نام سے منسوب کر کے اسکے چار پہر مقرر کئے۔ جس کی مدت اس برہم دن کے زمانہ کو چار پر تقسیم کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ = ۱۰۸۰۰۰۰۰۰۰۔
۴

آریہ لوگ سرشٹی کی ابتدا اور ویدوں کے پرکاش سے آج تک علمی طور پر برابر حساب کرتے کراتے لکھتے لکھاتے چلے آئے ہیں۔ جو آریہ ورت میں بدستور جاری ہے۔ کسی طرح کا اس میں اختلاف نہیں۔ اس کی تصدیق مفصل حوالوں سے میڈم بلیوٹسکی صاحبہ مشہورہ مصنفہ نے اپنی کتاب سیکرٹ ڈاکٹرن میں کی ہے (دیکھو صفحہ ۶۹ جلد ۲) راو بہادر پنڈت شری نواس جی۔ نے بھی اس کو نہایت واضح طور پر شایع کیا ہے۔ (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ ماہ نومبر ۱۸۸۵ء)

اب ہم ناظرین کو یہ بتلاتے ہیں کہ دنیا کو پیدا ہوئے کتنے سال ہوئے؟ واضح ہو۔ کہ اس وقت تک چھ منونتر گذر چکے ہیں اور ساتواں منونتر گذر رہا ہے۔ پس بحساب مندرجہ بالا اس کی تقسیم اس طرح ہوئی ✣

چھ منونتروں کی میعاد ہوئی	۱۸۴۰۳۲۰۰۰۰ سال
ساتواں منونتر جو گذر رہا ہے اُس کے ۲۷ چترںیگوں کی	۱۱۶۶۴۰۰۰۰ سال
اٹھائیسویں چترںیگی جو گذر رہی ہے اس کے تین یگوں کی	۳۸۸۸۰۰۰ سال
کلی یگ جو چوتھا یگ گذر رہا ہے اس کا اسوقت سموت ہے	۴۹۹۰ سال
میزان کل	۱۹۶۰۸۵۲۹۹۰ سال

اور ایسا ہی شہرہ آفاق فاضل اکمل آریہ ریفارمر سوامی دیانند جی مہاراج نے اپنی مشہور و معروف کتاب رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں لکھا ہے جس کی بینظیر خوبی قابل دید ہے۔ اس مہاتما نے اپنی اس ویدک تفسیر (بھاشیہ) میں خداداد لیاقت و علمیت سے کمال کر دیا ہے اور سچ پوچھو تو طالبانِ حق کے دامن آرزو کو جوہر گیان اور عرفان سے بھر دیا ہے۔ بیشک ع

ولے دریابد اسرار معانی — کہ روشن شد بنور جاودانی

ہمارے بیان کی تصدیق مندرجہ ذیل شہادتوں سے بھی ہوتی ہے ✣

شہادت (۱) سارے آریہ ورت کے اندر جو سنکلپ رایج ہے اور جو آریہ ورت کے دویجوں کے بچے بچے کے ورد زبان ہے اُس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ اُس میں لکھا ہے "دیوسوت منوانترے۔ اشٹاوشنتیتمے کلی یگے۔ کلو پرتھما چرنے۔ آریہ ورت انترگتے" یعنی ملک آریہ ورت کے اندر یہ ساتواں دیوسوت منونتر ہے جس کا یہ اٹھائیسواں کلی یگ اور کلی یگ کے جو چار چرن یعنے حصے ہیں۔ اُن سے پہلا حصہ گذر رہا ہے کلی یگ کی تعداد ۴۳۲۰۰۰ سال اس کو ۴ پر تقسیم کرنے سے ۱۰۸۰۰۰ سال ہوئے بنابران چار مساوی حصوں سے یہ پہلا حصہ گذر رہا ہے جس کے ۴۹۹۰ سال گذر چکے ہیں۔ ۱۰۳۰۱۰ سال پہلے حصہ کے گذرنے باقی ہیں جن کے بھگتنے کے بعد دوسرا چرن شروع ہوگا ✣

شہادت (۲) کوی کالیداس مشہور سنسکرت کا شاعر اپنی جیوتر ودابھرن (جو بکرم کے سمت ۲۴ میں تصنیف ہوئی تھی) کے شیش ادھیاء میں فرماتے ہیں ✣

वर्षैः सिन्धुरदर्शनाम्बरगुणैर्याते कलौ संमिते मासे माध-
वसंज्ञिके च विहितो ग्रन्थक्रियोपक्रमः॥

ترجمہ ۳۰۶۷ برس کلی یگ کے گذر گئے تھے۔ تب میں نے ماہ بیساکھ میں یہ گرنتھ ختم کیا۔ اسی کتاب کے دوسرے مقاموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت بکرم کا سمت ۲۴ تھا پس ۳۰۶۷ + ۱۹۲۳ = ۴۹۹۰۔

شہادت (۳) سدھانت شرومنی میں لکھا ہے ✣

...याताः षण्मन-
वो युगानि भमितान्यन्यद्युगाङ्घ्रित्रयं नन्दाद्रीन्दु-
गुणास्तथा शकनृपस्यान्ते कलेर्वत्सराः॥

ترجمہ چھ منونتر گذر گئے اور ساتواں منونتر جو گذر رہا ہے اسکی بھی ستائیسویں چترںیگی گذر چکی ہے۔ اٹھائیسویں چترںیگی جو موجود ہے اُس کے تین یگ گذر گئے۔ اور چوتھا جو کلی...

ہے اُس کی شالباہن کے آغاز تک ۳۱۷۹ سال ہو گئے ہیں۔ ۳۱۷۹ + ۱۸۱۱ = ۴۹۹۰

شہادت (۴) آریہ ورت کے پرسدھ جیوتشی شری باپو دیو شاستری سرگباشی اپنی پنچانگ سمت ۱۹۴۶ میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ برہم دن کے دوسرے پہر کا آدھا اور دیوسوت منونتر کا جو اٹھائیسواں مہایگ ہے اُس کے کلی یگ کو شاکا شالباہن کے آغاز تک ۳۱۷۹ سال ہوتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

नन्दा द्रि न्दु गुणाः मितानि सौर वर्षाण्य व तीतानि ॥

ترجمہ نند کے حرف ۹۔ اور ادری کے ۷۔ اور چاند کا ۱۔ اور گن کے ۳۔ کل ہوئے ۳۱۷۹۔ یہ برس سورج یعنے سال شمسی ابتدائے کلی یگ سے شاکا شالباہن کے آغاز تک گذرے ہیں اور اب شاکا شالباہن ۱۸۱۱ ہے۔ پس ۱۸۱۱ + ۳۱۷۹ = ۴۹۹۰ سال (دیکھو ان کا پنچانگ سمت ۱۹۴۶ بکرم صفحہ ۳)

نقشہ نمبر ۱ بحساب برہم دن اور شاکا شالباہن

برہم دن کا ایک پہر	۱۰۸۰۰۰۰۰۰۰ سال
دوسرے پہر کا اردہ (آدھا)	۵۴۰۰۰۰۰۰۰ سال
اور اس کلی یگ کے شروع تک جو آدھے پہر سے اوپر گذرے ہیں	۳۴۰۸۴۸۰۰۰ سال
کلی یگ کے آغاز سے شالباہن تک	۳۱۷۹ سال
شالباہن سے آج تک	۱۸۱۱ سال
میزان کل یعنے آریہ سموت	۱۹۶۰۸۵۲۹۹۰ "

نقشہ نمبر ۲ بحساب منونتر اور شاکا شالباہن

چھ منونتر	۱۸۴۰۳۲۰۰۰۰ سال
دیوسوت کے ۲۷ چتریگ	۱۱۶۶۴۰۰۰۰ سال
اٹھائیسویں کے ۳ یگ	۳۸۸۸۰۰۰ سال
کلی یگ کے شالباہن تک	۳۱۰۹ سال
شالباہن سے اب تک	۱۸۱۱ سال
میزان کل یعنی آریہ سموت	۱۹۶۰۸۵۲۹۹۰ سال

اب ہم اعتراض کا جواب عرض کرتے ہیں:۔

(نمبر ۱) جناب پادری ولسن صاحب فرماتے ہیں کہ "کلی یگ کا شروع مسیح سے ۳۳۰۱ سال پہلے ہوا" (دیکھو تاریخ عالم ۱۸۵۹ء۔ نور الابصار حصہ اول صفحہ ۱۱)

(نمبر ۲) پادری آہار سکنس صاحب فرماتے ہیں۔ کہ کلی یگ چوتھا زمانہ ۴۳۲۰۰۰ برس کا ہے۔ جو سنہ عیسوی سے ۳۰۰۰ سال پہلے شروع ہوا (دیکھو متوسط اللغات سنہ ۱۸۸۲ صفحہ ۳۳۳ کالم ۲ بدایون)

واضح ہو کہ پہلے پادری صاحب نے ۲۰۱ سال بڑھا دئے۔ اور دوسرے نے ۱۰۰ سال کم کر دئے۔ مگر دونو کی غلطی ہے۔ تاریخ بدیع ہندوستان کے لائق مصنف نے سب سے صحیح لکھا ہے کہ درحقیقت ۳۱۰۰ سال مسیح سے پہلے کلی یگ شروع ہوا۔

(دیکھو صفحہ ۷) ۱۸۹۰ + ۳۱۰۰ = ۴۹۹۰ سال ✣

تحقیقات ۳۰۰۰ ڈاکٹر ڈبلیو ہنٹر صاحب فرماتے ہیں کہ "تین ہزار سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ برہمنوں نے سال شمسی کا حساب کسی قدر صحیح پڑتال کیا اور اس کو ۳۶۰ دن میں تقسیم کیا اور ہر پانچ سال کے عرصہ کے بعد ایک لوند کا مہینہ زیادہ کیا۔ تاکہ فی سال ۱/۴ ۵ چھٹکل دن کا حساب صحیح بیٹھ جاوے۔ برہمن چاند کی ہیئتوں اور ستاروں کی گردشوں اور منطقۃ البروج سے واقف تھے۔ اور قبل یونانیوں کے ہند میں آنے کے یعنے مسیح سے ۳۲۷ سال پیشتر علم ہیئت میں بہت ترقی کی تھی" (دیکھو تاریخ ہند صفحہ ۱۵ سنہ ۱۸۸۴ء) ✣

۳۰۰۰۔ ڈیرہ دون کی سرکاری میوزم میں قلعہ اُجین سے نکلی ہوئی ایک ساگون کی لکڑی ہے جو زیادہ زمانہ گذرنے کے سبب سے پتھر ہو گئی ہے۔ اُس کی بابت ماہران علم جیالوجی نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ وہ تین ہزار سال سے بہت پرانی ہے (دیکھو فہرست عجائب خانہ مذکور کی)

۴۰۰۰۔ لپ۔ سی۔ ایس کے بیان سے ثابت ہے کہ "مصری بارھویں خاندان کا خاتمہ ۴ ہزار برس گذرے کہ ہو گیا" ✣

۴۰۰۰۔ در تواریخ ایشاں نوشتہ کہ پیش از چہار ہزار سال بسیار علمائے نیک شائستہ قدمائے ایشاں بجائے آوردند (دیکھو تاریخ چین فارسی صفحہ ۸۶)

۴۵۰۰۔ لنڈن میں مصری تیسرے خاندان کے بت موجود ہیں جو چار ہزار تین سو سال سے زیادہ قدیم ہیں۔ جن کا سال مرحوم بیرن بنس صاحب بہادر وغیرہ فضلاء چار ہزار پانچ سو سال بتلاتے ہیں ✣

۴۵۲۶۔ در تواریخ چین مسطور است کہ صنعت و عمل ابریشم دو ہزار و ششصد و سی شش سال قبل از تولد عیسیٰ در چین متعارف بود (دیکھو تاریخ چین فارسی مولفہ پادری ایکسوس صاحب کلکتہ ۱۸۴۷ صفحہ ۲-۴)

۴۹۳۰۔ ذکر محمود و فتح سومنات۔ دراں اثنا چشم او بر بتخانہ چند افتاد کہ باعتقاد ہنود از تاریخ عمارت آنہا چار ہزار سال گذشتہ بود (تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۰)

۴۹۷۹۔ تین ہزار اناسی برس مسیح سے پہلے بہت قدیم بادشاہت سیئن کا تھی۔ جس کو یوسیبیس مورخ نے ۱۳۰۰ سنہ میں اول اولمپیڈ سے پہلے قرار دیا ہے۔ اور یہ امر یقینی ہے کہ یہ سلطنت ہزار برس تک رہی ہے (دیکھو تاریخ یونان صفحہ ۱۰ و ۱۹ سنہ ۱۸۶۵ء)

۵۰۰۰۔ قاہرہ سے ۱۵ میل جو بمقام وشور واقع ہے وہاں کے عجائب خانہ کے ایک افسر نے ۵۰۰۰ ہزار سال کی مدفون دو لاشیں زمانہ قدیم کی شہزادیوں کی برآمد کی ہیں جو بالکل ایسی ہیں گویا ابھی دم آخر ہوا ہے۔ سروں پر ان کے تاج مکلل ستور اور لباس اور زیورات وغیرہ ہر ایک شے اپنی اصلی ہیئت پر ہے (انیس ہند ۱۳۔ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء جلد ۳ نمبر ۵) اور اسی قسم کی دو پوجاریوں کی لاشیں جے پور کے میوزم میں موجود ہیں جو مصر سے بصرف زر کثیر منگائی گئی ہیں۔ وہ بھی مسیح سے تین چار ہزار سال پہلے کی ہیں (از مولف)

۵۰۰۰۔ ایک فاضل و مشہور مورخ فرماتا ہے کہ ہم کو قدیمی مصر کے بت میں سے انتہا ثبوت مل سکتا ہے جو کہ پانچویں خاندان کی ایک قبر سے نکالے گئے ہیں یہ بت ۵۰۰۰ برس کے پرانے ہیں اور زمانہ حال کے فیلاہ (کسانوں) کے بالکل مشابہ ہیں رنگی نے اُنکی رنگت کو رکھا ہے۔ جو اپنی تصویر جیسی خوبصورتی سے اپنے بننے سے پہلے اس فن کی ترقی کا زمانہ قائم کرتا ہے یہ طوفان نوح کے زمانہ سے پہلے کا ہے اور ہم کو اُس زمانہ کا حال بتلاتے ہیں (دیکھو مسٹر پلٹس صاحب آئی کنوگریفی انگریزی صفحہ ۱۱۱)

۵۲۴۰ مصر کے مؤرخوں کا بالاتفاق بیان ہے کہ "مصر کے مینار مسیح سے ۳۵۰۰ سال پہلے بنے تھے (دیکھو پراکٹر تاریخ جلد ۱ صفحہ ۲۴۲ و ۴۰۰)

۵۳۱۶۔ مصری چوتھے خاندان میں بھی مینار قبوس اور بُت بیشمار تھے اور لپ سی ایس کے بیان کے بموجب یہ خاندان مسیح سے ۳۴۲۶ سال پیشتر شروع ہوا تھا

۵۹۹۰۔ دو مینیس اور اتھس کا خاندان ۵۰۰۰ سال قبل چوتھے خاندان کے ہوا تھا۔ جس کو کہتے ہیں کہ مینار بنائے۔ اس حساب سے ۴۱۰۰ سال مسیح سے پہلے وہ بنائے گئے (دیکھو سیکرٹ ڈاکٹرن صفحہ ۴۳۲)

۶۰۰۰ کالنش صاحب بہادر (نوح کے طوفان کی نسبت) فرماتے ہیں کہ علم جیالوجی سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ ہزار برس سے اب تک کل طوفان کا ہونا ناممکن ہے ٭

۷۸۰۰ ایک لایق محقق نجومی نے علم اسٹرانومی سے ثبوت دیکر کہا ہے کہ مصر کا سب سے اول مینار پیرامڈ سات ہزار آٹھ سو سال گذرے کہ بنا تھا ٭

(دیکھو سیکرٹ ڈاکٹرن جلد دوم مطبوعہ لنڈن صفحہ ۴۳۲)

۱۰۰۰۰ مسٹر اسمیڈ مشہور نجومی لکھتا ہے کہ دس ہزار سال پہلے گرمی میں ریسیپ اور جاڑے میں دور رہتا تھا (دیکھو تھیوسوفسٹ ۱۸۸۷ء صفحہ ۵۲)

۲۰۰۰۰ سر چارلس لایل صاحب بہادر کی رائے کے موافق "۲۰ ہزار سال کے اندر اٹنا کے جنگلی منقطع پر کوئی غار نگر طوفان واقع نہیں ہوا جیسا کہ بقول بائیبل کے نوح کا اور آورنی کے کوہ آتش فشاں کی مخروطی ساختیں جن کی راکھ میں معدوم جانوروں کے استخوان ہیں اور جو کوہ اٹنا جیسی کامل حد ظاہر کرتی ہیں اور بھی اس سے پہلے کی ہیں ٭

۱۲۳۱۷ - مصر کے لئے ایک ایسی قدامت کا بیان کرنا زمانہ حال کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یونان کا نامور اور مشہور حکیم افلاطون جو مسیح سے ۴۲۷ سال پہلے گزرا ہے وہ اپنے عہد میں باشندگان مصر کا حال اس طرح بیان کرتا ہے کہ "مصر میں مصوری و سنگ تراشی عرصہ دس ہزار سال گذرے کہ عمدہ رونق پر تھی"

۱۱۵۹۷ - کرنیل الکاٹ صاحب بہادر امریکن فرماتے ہیں کہ بائیبل کے لکھے جانے یہودیوں کی جاتی اتپن ہونے بسیجن کی بنیاد پڑنے - مصر کے سمادھی استھان اور مہا استمبہ یعنی عالیشان مینار کے بننے - بلکہ اس سمت سے ۰۰ ۷۵ سال پہلے (جسکو عیسائی لوگ سرشٹی کا آغاز بتلاتے ہیں) آریہ لوگ اعلے ترقی اور تہذیب پر تھے اور اپنی بھاشا اور ویاکرن کو ایسا سدھارے ہوئے تھے - کہ ان کی مانند آج تک ایسا کوئی نہیں ہے (دیکھو بھارت کا زوال وشا انگریزی صفحہ ۷۶ سے ۸۱ تک مطبوعہ مدراس ۱۸۸۳ء)

۱۸۰۰۰ - فوہی کے بعد بعض مورخوں کا بیان ہے کہ ۱۵ بادشاہ تخت نشین ہوئے اور زمانہ سب کی ریاستوں کا قریب اٹھارہ ہزار سال کے تھا (دیکھو تاریخ چین جلد دوم کلکتہ صفحہ ۱۱ ۱۸۵۳ء)

۲۲۰۰۰ مورخ نائٹ اینڈ گلڈن صاحب بہادر فرماتے ہیں اس مسئلہ کی تشریح (کہ حضرت آدم سے بہت مدت پہلے انسان کا کھوج لگایا جا سکتا ہے) کے واسطے ہم اپنے ناظرین کو مرحوم بیرن منن صاحب کی کرونالوجی کا حوالہ دیتے ہیں صاحب موصوف انسان کی ہستی - دنیا میں قبل از ۲۲ ہزار سال فرض کرتے کے بعد اور نیلوٹک کا امتحان کرنے کے بعد مفصلہ ذیل تاریخیں مقرر کرتا ہے - وہ زمانہ جب کہ مصر میں سلطنت جمہوری رہی - مسیح سے پہلے دس ہزار سال - بائی نسٹ جو کہ پہلا پریسٹ کنگ کا تھا - اسکی تخت نشینی مسیح سے پہلے ۹۰۸۵ سال منتخب کئے ہوئے بادشاہ مصر میں مسیح سے پہلے ۱۵۴۴ سال (دیکھو انڈین ڈجنس الیسنر کا صفحہ ۵۸۷)

۲۷۵۲۰ مینیتھان نامی مصر کے مقدس دفتروں کے محافظ اور یونانی نخوں کے نہایت ماہر نے ٹولیمیفلیڈ لفس کے عہد میں جو تاریخ لکھی ہے - اُس میں درج ہے کہ اول دیوتوں یعنے فاضلوں بعد اس کے دلاوروں نے ۲۰ ہزار سال تک سلسلہ وار مصر میں حکومت کی - دلاوروں کے بعد اور آدمی مصر کے حاکم ہوئے جن کی مینیتھان مورخ نے ۳۰ پشتیں بیان کی ہیں مرکیوزئیس کی تحریریں اور تمام قدیم تاریخیں جو مصر کے قدیم مندروں کے مقدس دفتروں میں موجود تھیں اس تاریخ کی ماخذ ہیں - اگر ان تیس پشتوں کو مسلسل مانا جاوے تو ان سے لیکر سکندر اعظم کے عہد تک پانچ ہزار تین سو برس کا ہوتا ہے (تاریخ مصر سنہ صفحہ ۲ سے ۵ تک)

۳۰۰۰۰ - ایک فاضل ہیئت دان نے نہایت فاضلانہ دلایل سے چھ ہزار سال سے دنیا کی پیدائش ماننے والوں کی تردید میں علم جیالوجی و اسٹرانومی سے بہت عمدہ معتبر مستند دلایل پیش کرکے اور سلسلہ تحقیقات ۳۰ ہزار سال تک پہنچا کر سب کو چیلنج کیا ہے کہ اگر کوئی ان کی تردید کردے تو میں اور ثبوت دونگا (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ ماہ اگست ۱۸۸۱ء سے فروری ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۲۵ سے ۱۲۷ تک)

۱۵۰۰۰۰ - اہل کالدیا ادعا کرتے ہیں کہ ہمارے پاس ڈیڑھ لاکھ سال سے آگے کا نوشتہ موجود ہے (تاریخ بدیع ہندوستان صفحہ ۷)

۱۵۰۰۰۰ - قدامت کی بابت صرف ہندو ہی نہیں دم بھرتے بلکہ قدیم قوموں میں سے ایتھنی شہر کے باشندے بھی یہی کہتے تھے - اور بابل والے قصداً ڈیڑھ لاکھ برس پیشتر تک اپنی تواریخی وارداتوں کا نشان دیتے ہیں - چین والے بھی اسی قدامت کا داعیہ کرتے ہیں (دیکھو تواریخ ہندوستان ۱۸۵۲ء - کلکتہ - صفحہ ۳)

۱۵۸۰۰۰ - نیو آیرلینڈ زمین جو کھدایاں چھ فٹ گہری ہوئی ہیں اور پبلک رکس کی جو کھدایاں ہوئی ہیں اور لوزیانہ کے حصص میں جو امتحانات ہوئے ہیں - جہاں بر کذیو ریلینڈ کی نسبت پانی کا گہراؤ زیادہ ہے - کم از کم دس عدد سرو جنگل جو ایک دوسرے سے آبی تودوں کے سنون سے منقسم ہیں دریافت ہوئے ہیں - جو ایک دوسرے کے اوپر بسمت الراس پر واقع ہیں - ان سے اور دیگر شہادتوں سے جناب ڈاکٹر بنٹ ووڈلر صاحب بہادر نے یہ اندازہ کیا ہے کہ اس ڈیلٹا کی عمر کم از کم ایک لاکھ اٹھاون ہزار سال کی ہے اور مذکورہ بالا کھدائیوں میں انسانی ہڈیاں جنگل کی سطح سے نیچے پائی گئی ہے - جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسی سیپی دریا کے ڈیلٹا میں ۵۷۰۰۰ سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ یہاں نسل انسانی زندہ تھی (دیکھو کتاب ٹائیمس صفحہ ۲۲۶ سے ۲۳۹ تک)

۲۴۰۰۰۰ - علم جیالوجی کے ماہر پروفیسر ڈریپر صاحب فرماتے ہیں کہ سکاٹلنڈ پرانے برفانی ڈھیروں میں انسان کی ہڈی معہ ہاتھی کے فاضل ملتی ہیں - جن کی نسبت عمدہ سے عمدہ حساب سے اُن کی موجودگی کا زمانہ دو لاکھ چالیس ہزار سال قایم ہوتا ہے - جو کہ سب سے کم زمانہ انسانی نسل کا ہم قایم کر سکتے ہیں ٭

(رسالہ تھیوسافسٹ اکتوبر ۱۸۷۹ء صفحہ ۹ کالم ۱)

۳۰۰۰۰۰۰ - جب ہم اس زمانہ کا حساب لگاتے ہیں - جبکہ زمین کے بڑے بڑے طبقے بنے ہیں - اور اُس میں جن جن حیوانات اور نباتات کے آثار پائے جاتے ہیں اور آگے پیچھے پیدا ہو کر نیست و نابود ہوتے رہتے ہیں اور پھر اُس زمانہ میں اپنے دور کا زمانہ بھی شامل کرتے ہیں تو ہم کو لامحالہ اقرار کرنا پڑتا ہے - کہ دنیا کو کم از کم تیس لاکھ برسوں کا عرصہ گذرا ہوگا (رسالہ باغبان پنجاب جنوری ۱۸۸۷ء صفحہ ۳۳)

۴۰۰۰۰۰۰ - بہت کم اشخاص ہیں جو کہ اس بات کا دعوے کرتے ہیں کہ کل پیدائش چھ ہزار برس گذرے کو ہوئی تھی - اگر یہ سچ ہو کہ خدا نے سب کو چھ دن میں بنایا اور آدمی کو چھٹے دن - تو دنیا آدم سے پانچ دن بڑی ہوئی یہ بیان کرنا کہ دنیا کو چھ ہزار برس ہوئے کہ بنایا تھا بالکل لغو ہے - جبکہ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ صرف زمینی چٹانوں کے بنانے کے لئے چالیس لاکھ برس کا عرصہ چاہیئے"

۱۵۰۰۰۰۰۰ - اور ایک کروڑ پچاس لاکھ سال دنیا کی قدامت کے لئے بطور تخمینہ بیان کئے گئے ہیں - ہندوستان کے بڑے بڑے دریاؤں کے ڈیلٹے انسان کی قدامت کے لئے بڑے عمدہ ثبوت ہیں مصر میں دریائے نیل کا ڈیلٹا جو کہ مادہ کے اکٹھے ہونے سے ایک بڑے مقدار میں بن گیا ہے جو کہ اسی طرح سے اب تک بہ بھی جاتا ہے - اور جمع بھی ہو جاتا ہے - پچھلے تین ہزار برس میں ذرا بھی بڑھا ہوا نہیں معلوم ہوتا -

فیروز شاہ کے زمانہ میں اُس ڈیلٹے پر جیسا کہ اب موجود ہے بڑے بڑے قدیمی شہر کثرت آبادی کے ساتھ آباد تھے جن کی تہذیب کے لئے اُس تاریخ سے اسقدر زمانہ چاہئے جو کہ حضرت نوح کے طوفان کو یا دنیا کی پیدائش کو منسوب کیا گیا ہے (دیکھو ٹائیپس آف مین کائینڈ مولفہ مسٹر گلیڈ سٹون صاحب صفحہ ۳۲۵)

۱۰۰۰۰۰۰ ۱۔ پروفیسر ابیس نیو کو مب صاحب فرماتے ہیں کہ جب زمین سرد ہو کر نباتات کے اُگانے کے قابل ہوئی۔ اُس زمانہ سے اب تک ایک کروڑ سال گذرے ہونگے۔ (دیکھو پاپولر اسٹرانومی صفحہ ۵۰۹) +

۲۰۰۰۰۰۰ ۲۔ پروفیسر ہل نار صاحب فرماتے ہیں کہ جب سے زمین سرد ہو کر نباتات کے قابل ہوئی۔ اب تک دو کروڑ سال گذرے ہونگے۔ (دیکھو سیکرٹ ڈاکٹرن جلد دوم صفحہ ۶۹۴)

۷۰۰۰۰۰۰ ۷۔ پروفیسر کرال صاحب فرماتے ہیں۔ کہ زمین کے سرد ہونے سے اس حالت تک پہنچنے کے واسطے ۷ کروڑ سال ہونے چاہئیں (دیکھو کلائمٹ ان ٹائم صفحہ ۳۳۵)

۹۶۰۰۲۳۹۰۔ اہل چین خیال کرتے ہیں کہ دنیا کے پہلے بادشاہ سے حکیم کنفوشس ان کے مقنن تک جو مسیح سے پانچسو سال پیشتر گذرا ہے ۹ کروڑ ۶۰ لاکھ سال گذرے ہونگے (بدیع ہندوستان صفحہ ۷ سے ۱۲ تک)

۸۸۸۴۳۰۰۶۰ تاریخ خطائی سر آغاز گیہان آفرینش بر سازند و بزعم ایشان تا امسال ہشت ہزار و ہشت صد و ہشتاد و چہار روز و شصت سال سپری شد و سپردہ دہ ہزار سال پندارند۔ پایندگی عالم صد ہزار رند بود (آئین اکبری صفحہ ۲۷۴ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷ء و بدیع ہندوستان صفحہ ۷ سے ۱۲ تک)

۱۰۰۰۰۰۰۰۰ ۔ اسرو لیم ٹامس صاحب فرماتے ہیں کہ زمین کے سرد ہو کر نباتات کے قابل ہونے اور اس وقت سے اب تک دس کروڑ سال گذرے ہونگے (سیکرٹ ڈاکٹرن جلد ۲ صفحہ ۶۹۴)

۳۰۰۰۰۰۰۰۰ ۔ ۳۔ ایک اور لایق مؤرخ فرماتے ہیں کہ ابتدا سے جبتک کہ نباتات وغیرہ بنتی رہیں اور اس وقت سے آدمیوں کے پیدا ہونے تک ۳۰ کروڑ سال ہونے چاہئیں (سیکرٹ ڈاکٹرن ۱۸۸۸ء مطبوعہ لندن صفحہ ۶۹)

۳۵۰۰۰۰۰۰۰ ۔ ۳۵۔ پروفیسر لیچاف صاحب فرماتے ہیں کہ زمین کو دو ہزار ڈگری کی گرمی سے دوسو ڈگری کی گرمی تک پہنچنے کے واسطے پینتیس کروڑ سال گذرے ہونگے۔ اس سے کم ہیں نہیں ہو سکتا (سیکرٹ ڈاکٹرن مطبوعہ لندن جلد ۲ صفحہ ۶۹۴ سطر ۲۲)

۵۰۰۰۰۰۰۰۰ ۔ ۵۰۔ پروفیسر ریڈ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ۵۰ کروڑ سال گذرے ہونگے جب سے یورپ میں نباتات وغیرہ پیدا ہونا شروع ہوئی (دیکھو مسٹر ریڈ صاحب کا لیکچر جو انہوں نے ۱۸۷۸ء میں جیولوجیکل سوسائٹی میں دیا تھا)

۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰ ۔ ۱۔ پروفیسر ہکسلی صاحب بہادر مشہور و معروف جیالوجسٹ نے آخر کار نہایت عمدہ تحقیقات سے یہ امر پایہ ثبوت پہنچایا ہے کہ جب سے دنیا میں نباتات اُگنی شروع ہوئیں اُس سے آج تک ایک ارب برس گذرے ہونگے +

(دیکھو ورلڈ لائف صفحہ ۱۸۰)

مورخ آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ "جو مدت ایک دن برہما کی قرار دی گئی ہے یہ علم ہیئت کے اصول پر قایم ہوئی ہے نوڈز اور ایپا ئیڈر کی کامل گردش جو بحساب علم ہیئت ہنود کے ۴ ارب ۳۲ کروڑ سال میں پوری ہوتی ہے ایک دن برہما کا ہے (یعنی ہم دن ہے) نوڈز طریق الشمس کے دو ایسے نقطوں یا مقاموں کو کہتے ہیں جہاں کسی سیارہ کی گردش کا محیط تقاطع کرتا ہے۔ یعنی راس و ذنب۔ اپیائیڈز شیا کے ان دو مقاموں کو کہتے ہیں کہ جو قدیم زمانہ میں نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھے جاتے تھے

اور آفتاب سے نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھے جاتے ہیں۔ یعنی اوج و حضیض +

(تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۵۶۔ باب تیسرا ۱۸۶۶ء مطبوعہ علیگڑھ)

مورخ ابو القاسم فرشتہ لکھتا ہے " مانند کفار خطا و ختن و چین۔ کفار ہند نیز میگویند کہ طوفان بہلکت ما نرسیدہ۔ بلکہ بطوفان نوح در اصل اعتقاد ندارند۔"

(تاریخ فرشتہ مقدمہ صفحہ ۹ ۱۲۸۱ء نول کشور)

پھر وہی مورخ لکھتا ہے " در یکے از کتب معتبرہ بنظر در آمدہ کہ شخصے از صاحب سادنی ما مادون العرش دفوق العرش پرسید کہ یا امیر المومنین اپیش از آدم بسہ ہزار سال کہ بود آں حضرت جواب دادند کہ آدم چوں ایں معنے سہ مرتبہ تکرار یافت آں شخص ساکت شد سر پیش افگند۔ شاہ ولایت پناہ بر زبان مبارک آوردند۔ اگر سی ہزار بار مے پرسیدی کہ پیش از آدم کہ بود میگفتم آدم ازینجا بنیر کہنگی عالم استنباط میتوان کرد و اقوال ہندیاں را محض ترہات نمیتواں شمرد"۔ (تاریخ فرشتہ جلد اول مقدمہ صفحہ ۵ ۱۸۸۲ء)

ڈاکٹر بینٹ ڈالر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جو انسانی ہڈیاں سینٹاز کے پاس برازیل کے کنارے پر اور جھیل لیگو اسنٹا کے کنارے پر کپتان ایلیٹ صاحب بہادر اور ڈاکٹر لنڈ صاحب بہادر نے پائی ہیں۔ وہ ایک سخت پتھر کے ساتھ مخلوط ہیں اور ہر ایک ان میں سے پتھر بن گئی ہیں۔ اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ میں انسان سبھی کے اود دیا سے پہلے تھا۔ اور اُن انسانوں کی بھی تاریخیں تھیں۔ کیونکہ بیشمار نسلیں حیوانی انسان کے امریکہ میں پیدا ہونے سے پہلے معدوم ہو چکی ہیں (دیکھو ٹائیپس صفحہ ۳۵۰ سے ۳۵۷ تک)

یدھشٹر جی سموت اس کو پانڈوا بدبھی کہتے ہیں اسکی بابت مورخوں کی مختلف رائیں ہیں۔ انگلینڈ کے پرانے جوتشی بینٹ لی صاحب نے اپنے خیال سے لکھا ہے کہ عیسے مسیح کے جنم سے ۱۱۷۹ سال پہلے یہ شروع ہوا ہے اور ایسا ہی کرنل ٹاڈ صاحب بہادر نے اپنی تاریخ راجستھان میں درج کیا ہے (۱۸۹۰ + ۴ + ۱۱۷۹ = ۳۰۷۳)

(۲) آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر تاریخ ہندوستان میں ایکہزار چارسو پچاس سال سنہ عیسوی سے پہلے یدھشٹر کا ہونا بتلاتے ہیں (۱۴۵۰ + ۱۸۹۰ = ۳۳۴۰)

(۳) مورخ راج ترنگنی لکھتا ہے کہ جب کلجگ کے ۶۵۳ سال گذر گئے۔ اُس وقت کورو پانڈو کی باہمی لڑائی ہوئی تھی۔ یہ گرنتھ کلہن پنڈت نے بعہد راجہ جے سمہ سمت ۱۱۷۷ شالباہن مطابق ۱۰۹۴ سنہ ۶ میں تالیف کیا (۴۹۹۰ - ۶۵۳ = ۴۳۳۷) ڈاکٹر ہنٹر صاحب یدھشٹر کا ہونا مسیح سے ۱۲۰۰ سال پہلے قرار دیتے ہیں۔ (۱۹۹۰ + ۱۲۰۰) = ۳۱۹۰ +

مگر ان سب کی باہمی بہت مخالفت ہے کیونکہ سنہ ۳۰۷۳ و سنہ ۳۳۴۰ و سنہ ۴۳۳۷ و سنہ ۳۱۹۰ ان کے مقابلہ سے ۱۲۶۴ سالوں کا فرق ہوتا ہے۔ پس ہم کسی کو بھی ترجیح دینا نہیں چاہتے بلکہ ہماری رائے میں چاروں صاحبان غلطی پر ہیں۔ کیونکہ ہم بہت مضبوط اسناد سے کہتے ہیں۔ کہ اس وقت یدھشٹر کا سمت ۴۹۹۴ ہے +

سند اول۔ اکبر بادشاہ کے وقت (جبکہ ہر طرح کے علماء و فضلاء جمع رہتے تھے اور خصوصاً سنسکرت کے پنڈتوں کی بہت زیادہ قدر ہوتی تھی) جو نتیجہ کہ سنسکرت کے بڑے بڑے ودوانوں اور مستند سدھانتوں سے تحقیقات ہو کر لکھا گیا ہے اور جس کا لکھنے والا خود بھی ایک عظیم الشان سلطنت کا وزیر اعظم تھا۔ وہ یہ ہے۔ " در سر آغاز ایں کلجگ راجہ یدھشٹر ہمگی جہاں را بر گشادہ بسر ایاے تاریخ فراسیدہ فرمانروائے خویش را سر آغاز گردانید و در سال چہلم الٰہی چہار ہزار و ششصد و نود و شش سال ازو گذشتہ و سہ ہزار و چہل و چہار سال رہائے داشت بیش بکر ماجیت از او رنگ نشینی خویش بر گرفت کار سنجی بر مردم آسان ساخت و در یں سال ہزار و ششصد و پنجاہ و دو سال سپری شد (دیکھو آئین اکبری مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷ء صفحہ ۴۹۹)

(۴۶۹۶ + ۱۹۴ = ۴۹۹۰) یا (۱۶۵۲ + ۳۰۴۴ - ۴۶۹۶ + ۲۹۴ = ۴۹۹۰) یا (۳۰۴۴ + ۱۹۴۶ = ۴۹۹۰)

۶۰۰۰ کالش صاحب بہادر (نوح کے طوفان کی نسبت) فرماتے ہیں کہ علم جیالوجی سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ ہزار برس سے اب تک کل طوفان کا ہونا ناممکن ہے ✦

۷۸۰۰ ایک لایق محقق نجومی نے علم اسٹرانومی سے ثبوت دیکر کہا ہے کہ مصر کا سب سے اول مینار پیرامڈ سات ہزار آٹھ سو سال گذرے کہ بنا تھا ✦

(دیکھو سیکرٹ ڈاکٹرن جلد دوم مطبوعہ لنڈن صفحہ ۴۳۲)

۱۰۰۰۰ مسٹر النسٹیڈ مشہور نجومی لکھتا ہے کہ دس ہزار سال پہلے گرمی ہیمسفیر یورپ اور جاڑے میں دور رہتا تھا (دیکھو تتوپردیپ ۱۸۸۷ء صفحہ ۵۲)

۲۰۰۰۰ مسٹر چارلس لائل صاحب بہادر کی رائے کے موافق "۲۰ ہزار سال کے اندر اٹنا کے جنگلی منقطع پر کوئی غارتگر طوفان واقع نہیں ہوا جیسا کہ بقول بائیبل کے نوح کا اور آدرنی کے کوہ آتش فشاں کی مخروطی ساختیں جن کی راکھ میں معدوم جانوروں کے استخوان ہیں اور جو کوہ اٹنا جیسی کامل حد ظاہر کرتی ہیں اور بھی اس سے پہلے کی ہیں ✦

۱۲۳۱۷ - مصر کے لئے ایک ایسی قدامت کا بیان کرنا زمانہ حال کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یونان کا نامور اور مشہور حکیم افلاطون جو مسیح سے ۴۲۷ سال پہلے گزرا ہے وہ اپنے عہد میں باشندگان مصر کا حال اس طرح بیان کرتا ہے کہ "مصر میں مصوری و سنگ تراشی عرصہ دس ہزار سال گذرے کہ عمدہ رونق پر تھی"

۱۱۵۹۴ - کرنیل الکاٹ صاحب بہادر امریکن فرماتے ہیں کہ بائیبل کے لکھے جانے یہودیوں کی جاتی اتپن ہونے، مسیحین کی بنیاد پڑنے، مصر کے سمادھی استھان اور مہا استمبہ یعنی عالیشان مینار کے بننے - بلکہ اس سمت سے ۵۷۰۰ سال پہلے (جسکو عیسائی لوگ سرشٹی کا آغاز بتلاتے ہیں) آریہ لوگ اعلیٰ ترقی اور تہذیب پر تھے اور اپنی بھاشا اور ویاکرن کو ایسا سدھارے ہوئے تھے - کہ ان کی مانند آج تک ایسا کوئی نہیں ہے (دیکھو بھارت زکال وشا انگریزی صفحہ ۷۶ سے ۸۱ تک مطبوعہ مدراس ۱۸۸۳ء)

۱۸۰۰۰ - فوہی کے بعد بعض مورخوں کا بیان ہے کہ ۱۸ بادشاہ تخت نشین ہوئے اور زمانہ سب کی ریاستوں کا قریب اٹھارہ ہزار سال کے تھا (دیکھو تاریخ چین جلد دوم کلکتہ صفحہ ۱۱ ۱۸۳۲ء)

۲۲۰۰۰ مورخ ناٹ اینڈ گلڈن صاحب بہادر فرماتے ہیں اس مسئلہ کی تشریح (کہ حضرت آدم سے بہت مدت پہلے انسان کا کھوج لگایا جاسکتا ہے) کے واسطے ہم اپنے ناظرین کو مرحوم بیرن منبن صاحب کی کرونالوجی کا حوالہ دیتے ہیں - صاحب موصوف انسان کی ہستی - دنیا میں قبل از ۲۲ ہزار سال فرض کرتے کے بعد اور نیلوٹک کا امتحان کرنے کے بعد مفصلہ ذیل تاریخیں مقرر کرتا ہے - وہ زمانہ جب کہ مصر میں سلطنت جمہوری رہی - مسیح سے پہلے دس ہزار سال - بائی نسٹ جو کہ پہلا پریسٹ کنگ کا تھا - اسکی تخت نشینی مسیح سے پہلے ۹۰۸۵ سال منتخب کئے ہوئے بادشاہ مصر میں مسیح سے پہلے ۵۱۴۴ سال (دیکھو انڈین ورجنس الیسنر کا صفحہ ۵۸۷)

۲۷۵۲۰ مینتھان نامی مصر کے مقدس دفتروں کے محافظ اور یونانی نسخوں کے نہایت ماہر نے ٹولیمیفلیڈ لفس کے عہد میں جو تاریخ لکھی ہے - اس میں درج ہے کہ اول دیوتوں یعنے فاضلوں بعد اس کے دلاوروں نے ۲۰ ہزار سال تک سلسلہ وار مصر میں حکومت کی - دلاوروں کے بعد اور آدمی مصر کے حاکم ہوئے جن کی مینتھان مورخ نے ۳۰ پشتیں بیان کی ہیں مرکیورئیس کی تحریریں اور تمام قدیم تاریخیں جو مصر کے قدیم مندروں کے مقدس دفتروں میں موجود تھیں اس تاریخ کی ماخذ ہیں - اگر ان تیس پشتوں کو مسلسل مانا جاوے تو ان سے لیکر سکندر اعظم کے عہد تک پانچ ہزار تین سو برس کا ہوتا ہے (تاریخ مصر سنہ صفحہ ۲ سے ۵۷ تک)

۳۰۰۰۰ - ایک فاضل ہیئت دان نے نہایت فاضلانہ دلائل سے چھ ہزار سال سے دنیا کی پیدائش ماننے والوں کی تردید میں علم جیالوجی و اسٹرانومی سے بہت عمدہ معتبر و مستند دلیلیں پیش کر کے اور سلسلہ تحقیقات ۳۰ ہزار سال تک پہنچا کر سب کو چیلنج کیا ہے کہ اگر کوئی ان کی تردید کردے تو میں اور ثبوت دونگا (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ ماہ اگست ۱۸۸۱ء سے فروری ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۲۵ سے ۱۲۷ تک)

۱۵۰۰۰۰ - اہل کالدیا ادعا کرتے ہیں کہ ہمارے پاس ڈیڑھ لاکھ سال سے آگے کا نوشتہ موجود ہے (تاریخ بدیع ہندوستان صفحہ ۷)

۱۵۰۰۰۰ - قدامت کی بابت صرف ہندو ہی نہیں دم بھرتے بلکہ قدیم قوموں میں سے ایتھنی شہر کے باشندے بھی یہی کہتے تھے - اور بابل والے قصداً ڈیڑھ لاکھ برس پیشتر تک اپنی تواریخی وارداتوں کا نشان دیتے ہیں - چین والے بھی اسی قدامت کا دعویٰ کرتے ہیں (دیکھو تواریخ ہندوستان ۱۸۵۲ء - کلکتہ - صفحہ ۳)

۱۵۸۰۰۰ - نیو آیرلینڈ زمین جو کھدایاں چھ فٹ گہری ہوئی ہیں اور پبلک ورکس کی جو کھدایاں ہوئی ہیں اور لوزیانہ کے حصص میں جو امتحانات ہوئے ہیں - جہاں پر کہ نیو آیرلینڈ کی نسبت پانی کا گہراؤ زیادہ ہے - کم از کم دس عدد سرو کے جنگل جو ایک دوسرے کے اوپر تلے ہیں آبی پودوں کے سنون سے منقسم ہیں دریافت ہوئے ہیں - جو ایک دوسرے کے اوپر بسمت الماس پر واقع ہیں - ان سے اور دیگر شہادتوں سے جناب ڈاکٹر بنٹ وولر صاحب بہادر نے یہ اندازہ کیا ہے کہ اس ڈیلٹا کی عمر کم از کم ایک لاکھ اٹھاون ہزار سال کی ہے اور مذکورہ بالا کھدائیوں میں انسانی ہڈیاں جنگل کی سطح سے نیچے پائی گئی ہے - جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسی سپی دریا کے ڈیلٹا میں ۵۷۰۰۰ سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ یہاں نسل انسانی زندہ تھی (دیکھو کتاب ٹائپس صفحہ ۳۳۶ سے ۳۶۹ تک)

۲۴۰۰۰۰ - علم جیالوجی کے ماہر پروفیسر ڈریپر صاحب فرماتے ہیں کہ سکاٹلنڈ پرانے برفانی ڈھیروں میں انسان کی ہڈی معہ ہاتھی کے فاضل ملتی ہیں - جن کی نسبت عمدہ سے عمدہ حساب سے ان کی موجودگی کا زمانہ دو لاکھ چالیس ہزار سال قایم ہوتا ہے - جو کہ سب سے کم زمانہ انسانی نسل کا ہم قایم کر سکتے ہیں ✦

(رسالہ تھیوسافسٹ اکتوبر ۱۸۷۹ء صفحہ ۹ کالم ۱)

۳۰۰۰۰۰۰ - جب ہم اس زمانہ کا حساب لگاتے ہیں جبھی زمین کے بڑے بڑے طبقے بنے ہیں - اور اس میں جن جن حیوانات اور نباتات کے آثار پائے جاتے ہیں اور آگے پیچھے پیدا ہو کر نیست و نابود ہوتے رہتے ہیں اور پھر اس زمانہ میں اپنے دور کا زمانہ بھی شامل کرتے ہیں تو ہم کو لامحالہ اقرار کرنا پڑتا ہے - کہ دنیا کو کم از کم تیس لاکھ برسوں کا عرصہ گذرا ہوگا (رسالہ باغبان پنجاب جنوری ۱۸۸۷ء صفحہ ۳۲)

۴۰۰۰۰۰۰ - بہت کم اشخاص ہیں جو کہ اس بات کا دعوے کرتے ہیں کہ کل پیدایش چھ ہزار برس گذرے کو ہوئی تھی - اگر یہ سچ ہو کہ خدا نے سب کو چھ دن میں بنایا اور آدمی کو چھٹے دن - تو دنیا آدم سے پانچ دن بڑی ہوئی یہ بیان کرنا کہ دنیا کو چھ ہزار برس ہوئے کہ بنایا تھا بالکل لغو ہے - جبکہ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ صرف زمینی چٹانوں کے بنانے کے لئے چالیس لاکھ برس کا عرصہ چاہیئے"

۱۵۰۰۰۰۰۰ - اور ایک کروڑ پچاس لاکھ سال دنیا کی قدامت کے لئے بطور تخمینہ بیان کئے گئے ہیں - ہندوستان کے بڑے بڑے دریاؤں کے ڈیلٹے انسان کی قدامت کے لئے بڑے عمدہ ثبوت ہیں مصر میں دریائے نیل کا ڈیلٹا جو کہ مادہ کے اکٹھے ہونے سے ایک بڑے مقدار میں بن گیا ہے جو کہ اسی طرح سے اب تک بہ بھی جاتا ہے - اور جمع بھی ہو جاتا ہے - پچھلے تین ہزار برس میں ذرا بھی بڑھا ہوا نہیں معلوم ہوتا -

فیروزشاہ کے زمانہ میں اُس ڈیلٹے پر جیسا کہ اب موجود ہے بڑے بڑے قدیمی شہر کثرت آبادی کے ساتھ آباد تھے جن کی تہذیب کے لئے اُس تاریخ سے اسقدر زمانہ چاہئے جو کہ حضرت نوح کے طوفان کو یا دنیا کی پیدائش کو منسوب کیا گیا ہے (دیکھو ٹائیمس آف مین کائینڈ مولفہ مسٹر گلیڈسٹون صاحب صفحہ ۳۲۵)

۱۰۰۰۰۰۰۰ پروفیسر ایبس نیوکومب صاحب فرماتے ہیں کہ جب زمین سرد ہو کر نباتات کے اُگانے کے قابل ہوئی۔ اُس زمانہ سے اب تک ایک کروڑ سال گذرے ہونگے۔ (دیکھو پاپولر اسٹرانومی صفحہ ۵۰۹) +

۲۰۰۰۰۰۰۰ - پروفیسر ہلنار صاحب فرماتے ہیں کہ جب سے زمین سرد ہو کر نباتات کے قابل ہوئی۔ اب تک دو کروڑ سال گذرے ہونگے۔ (دیکھو سیکرٹ ڈاکٹرن جلد دوم صفحہ ۶۹۴)

۷۰۰۰۰۰۰۰ - پروفیسر کرال صاحب فرماتے ہیں۔ کہ زمین کے سرد ہونے سے اس حالت تک پہنچنے کے واسطے ۷ کروڑ سال ہونے چاہئیں (دیکھو کلائمٹ ان ٹائیم صفحہ ۳۳۵)

۹۶۰۰۲۳۹۰ - اہل چین خیال کرتے ہیں کہ دنیا کے پہلے بادشاہ سے حکیم کنفوشس ان کے مقنن تک جو مسیح سے پانچسو سال بیشتر گذرا ہے ۹ کروڑ ۶۰ لاکھ سال گذرے ہونگے (بدیع ہندوستان صفحہ ۷ سے ۱۲ تک)

۸۸۸۴۰۰۶۰ تاریخ خطائی سر آغاز گیہان آفرینش بر سازند و بزعم ایشان تا امسال ہشت ہزار و ہشت صد و ہشتاد و چہار رور و شصت سال سپری شدہ ہر رور دہ ہزار سال پندارند۔ پایندگی عالم صد ہزار رور بود (آئین اکبری صفحہ ۲۷۳ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷ء و بدیع ہندوستان صفحہ ۷ سے ۱۲ تک)

۱۰۰۰۰۰۰۰۰ - مسٹر ولیم ٹامس صاحب فرماتے ہیں کہ زمین کے سرد ہو کر نباتات کے قابل ہونے اور اس وقت سے اب تک دس کروڑ سال گذرے ہونگے (سیکرٹ ڈاکٹرن جلد ۲ صفحہ ۶۹۴)

۳۰۰۰۰۰۰۰۰ - ایک اور لایق مؤرخ فرماتے ہیں کہ ابتدا سے جبتک کہ نباتات وغیرہ بنتی رہیں اور اس وقت سے آدمیوں کے پیدا ہونے تک ۳۰ کروڑ سال ہونے چاہئیں (سیکرٹ ڈاکٹرن ۱۸۸۸ء مطبوعہ لنڈن صفحہ ۶۹)

۳۵۰۰۰۰۰۰۰ - پروفیسر لیجاف صاحب فرماتے ہیں کہ زمین کو دو ہزار ڈگری کی گرمی سے دو سو ڈگری کی گرمی تک پہنچنے کے واسطے پینتیس کروڑ سال گذرے ہونگے۔ اس سے کم ہیں نہیں ہوسکتا (سیکرٹ ڈاکٹرن مطبوعہ لنڈن جلد ۲ صفحہ ۶۹۴ سطر ۲۲)

۵۰۰۰۰۰۰۰۰ - پروفیسر ریڈ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ۵۰ کروڑ سال گذرے ہونگے جب سے یورپ میں نباتات وغیرہ پیدا ہونا شروع ہوئی (دیکھو مسٹر ریڈ صاحب کا لیکچر جو انہوں نے ۱۸۷۶ء میں جیولوجیکل سوسایٹی میں دیا تھا)

۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰ - پروفیسر ہکسلی صاحب بہادر مشہور و معروف جیالوجسٹ نے آخرکار نہایت عمدہ تحقیقات سے یہ امر پایہ ثبوت پہنچایا ہے کہ جب سے دنیا میں نباتات اُگنی شروع ہوئیں اُس سے آج تک ایک ارب برس گذرے ہونگے +

(دیکھو ورلڈ لایف صفحہ ۱۸۰)

مورخ آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ ”جو مدت ایک دن برہما کی قرار دی گئی ہے یہ علم ہیئت کے اصول پر قایم ہوئی ہے نوڈز اور ایپایزر کی کامل گردش جو بحساب علم ہیئت ہنود کے ۴ ارب ۳۲ کروڑ سال میں پوری ہوتی ہے ایک دن برہما کا ہے (یعنی برہم دن ہے) نوڈز طریق الشمس کے ایسے دو نقطوں یا مقاموں کو کہتے ہیں جہاں کسی سیارہ کی گردش کا محیط تقاطع کرتا ہے۔ یعنی راس و ذنب۔ اپیایزز شیا کے ان دو مقاموں کو کہتے ہیں کہ جو قدیم زمانہ میں نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھے جاتے تھے

اور آفتاب سے نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھے جاتے ہیں۔ یعنے اوج و حضیض + (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۵۶ - باب تیسرا ۱۸۶۶ء مطبوعہ علیگڑھ)

مورخ ابوالقاسم فرشتہ لکھتا ہے ”مانند کفار خطا و ختن و چین۔ کفار ہند نیز میگویند کہ طوفان بہلاکت ما نرسیدہ۔ بلکہ بطوفان نوح در اصل اعتقا ندارند۔“

(تاریخ فرشتہ مقدمہ صفحہ ۹ ۱۲۸۱ء نول کشور)

پھر وہی مورخ لکھتا ہے ”در یکے از کتب معتبرہ بنظر در آمدہ کہ شخصے از صاحب سادونی ما مادون العرش و فوق العرش پرسید کہ یا امیر المومنین اپیش از آدم بسہ ہزار سال کہ بود آں حضرت جواب دادند کہ آدم چوں ایں معنے سہ مرتبہ تکرار یافت آں شخص ساکت شد پس پیش افگند۔ شاہ ولایت پناہ بر زبان مبارک آوردند۔ اگر سی ہزار بار مے پرسیدی کہ پیش از آدم کہ بود میگفتم آدم از ینجا نیز کہنگی عالم استنباط میتوان کرد و اقوال ہندیاں را محض ترہات نمیتواں شمرد“ (تاریخ فرشتہ جلد اول مقدمہ صفحہ ۵ ۱۸۸۲ء)

ڈاکٹر بینیٹ ڈالر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جو انسانی ہڈیاں سینٹاڈ کے پاس برازیل کے کنارے پر اور جھیل لیگواسنٹا کے کنارے پر کپتان ایلیٹ صاحب بہادر اور ڈاکٹر لنڈ صاحب بہادر نے پائی ہیں۔ وہ ایک سخت پتھر کے ساتھ مخلوط ہیں اور ہر ایک ان میں سے پتھر بن گئی ہیں۔ اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ میں انسان آبجی کے الودیا سے پہلے تھا۔ اور اُن انسانوں کی بھی تاریخیں تھیں۔ کیونکہ بیشمار نسلیں جو انی انسان کے امریکہ میں پیدا ہونے سے پہلے معدوم ہو چکی ہیں (دیکھو ٹائیمس صفحہ ۳۵۰ سے ۳۵۷ تک)

یدھشٹر جی سموت اس کو پانڈوابد بھی کہتے ہیں اسکی بابت مورخوں کی مختلف رائیں ہیں۔ انگلینڈ کے پرانے جوتشی بینٹلی صاحب نے اپنے خیال سے لکھا ہے کہ حضرت مسیح کے جنم سے ۱۱۷۹ سال پہلے یہ شروع ہوا ہے اور ایسا ہی کرنل ٹاڈ صاحب بہادر نے اپنی تاریخ راجستھان میں درج کیا ہے (۱۸۹۰+۴+۱۱۷۹=۳۰۷۳)

(۲) آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر تاریخ ہندوستان میں ایکہزار چارسو پچاس سال سنہ عیسوی سے پہلے یدھشٹر کا ہونا بتلاتے ہیں (۱۴۵۰+۱۸۹۰=۳۳۴۰)

(۳) مورخ راج ترنگنی لکھتا ہے کہ جب کلجگ کے ۶۵۳ سال گذر گئے۔ اُس وقت کورو پانڈو کی باہمی لڑائی ہوئی تھی۔ یہ گرنتھ کلہن پنڈت نے بعہد راجہ جے سمہ سمت ۱۰۷۰ شالباہن مطابق ۱۱۴۸ء میں تالیف کیا (۴۹۹۰-۶۵۳=۴۳۳۷) ڈاکٹر ہنٹر صاحب یدھشٹر کا ہونا مسیح سے ۱۲۰۰ سال پہلے قرار دیتے ہیں۔ (۱۹۹۰+۱۲۰۰=۳۱۹۰) +

مگر ان سب کی باہمی بہت مخالفت ہے کیونکہ ۳۰۷۲ و ۳۳۴۰ و ۴۳۳۷ و ۳۱۹۰ ان کے مقابلہ سے ۱۲۶۴ سالوں کا فرق ہوتا ہے۔ پس ہم کسی کو بھی ترجیح دینا نہیں چاہتے بلکہ ہماری رائے میں چاروں صاحبان غلطی پر ہیں۔ کیونکہ ہم بہت مضبوط اسناد دیتے ہیں۔ کہ اس وقت یدھشٹر کا سمت ۴۹۹۰ ہے +

سند اول اکبر بادشاہ کے وقت (جبکہ ہر طرح کے علماء و فضلاء جمع رہتے تھے اور خصوصاً سنسکرت کے پنڈتوں کی بہت زیادہ قدر ہوتی تھی، جو نتیجہ کہ سنسکرت کے بڑے بڑے ودوانوں اور مستند سدھانتوں سے تحقیقات ہو کر لکھا گیا ہے اور جس کا لکھنے والا خود بھی ایک عظیم الشان سلطنت کا وزیر اعظم تھا۔ وہ یہ ہے ”در سر آغاز ایں کلجگ راجہ یدھشٹر ہمگی جہاں را بر کشادہ بسر آیا بے تاریخ قرار سیڈ فرمانروائے خویش را سر آغاز گردانید و در سال چہلم الٰہی چہار ہزار و ششصد و نود و شش سال از و گذشتہ و سہ ہزار و چہل و چہار سال روائے داشت بیش بکرماجیت از او رنگ نشینی خویش برگرفت و از سختی بر مردم آسان ساخت و در بسال ہزار و ششصد و پنجاہ و دو سال سپری شد (دیکھو آئین اکبری مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷ء صفحہ ۱۹۹

(۴۶۹۶ = ۳۴ + ۱۹۴ = ۴۹۹۰) یا (۲ + ۱۶۵۲ + ۳۴ + ۳۰ - ۴۶۵۶ + ۲۹۴ = ۴۹۹۰) یا (۱۹۴۶ + ۴۴ + ۳۰۰۴ = ۴۹۹۰)

تاریخ دنیا

سند دوم راجاولی گرنتھ میں پنڈت مادھوا چاریہ جی جوتشی کی فاضلانہ تحقیقات سے (جو سمت ۱۶۱۸ میں تصنیف ہوا ہے درج ہے کہ کلی یگ کے آغاز سے بکرم تک ۳۰۴۴ سال ہوتے ہیں۔ کلی یگی سموت ۳۰۴۴ میں بکرم کا راج ہوا اور سمت ۱۳۵ میں شالباہن کا راج آغاز ہوا (دیکھو ہریشچندر کا اگست ۱۸۷۴ء صفحہ ۸۷ سے ۹۰ تک) (۱۹۴۶+۳۰۴۴=۴۹۹۰) اسی راجاولی مصنف نے مفصل سموار فہرست سب بادشاہوں کی بھی دی ہے۔

سند سوم سورت کے مندر میں دو شنکر آچاریوں کے درمیان وہی مباحثہ ہوا۔ جس کی اثناء میں دوارکا کے مندر سے ایک تانبے کا پتر پیش کیا گیا۔ جس کی تاریخ سموت ۲۶۶۳ یدھشٹری تھی یہ پتر مسیح سے ۴۷۷ سال پہلے تحریر ہوا۔ جس کا زمانہ سکندر کی یورش ہند سے کچھ پیشتر ہوتا ہے یعنے ۱۰۰ سال پیشتر (۲۶۶۳+۴۳۷+۱۸۹۰=۴۹۹۰)

سند چہارم سر ولیم میور صاحب نے جو ریاست بوندی کے قصبہ سورتھ یا ستور میں پرانے پنتھوں کے کتبوں کی نسبت تحقیقات کرائی ہے تو اس سے بھی یہی سمت ثابت ہوا ہے (دیکھو رسالہ دہلی سوسائٹی جلد ۱ نمبر ۲ ۱۸۷۳ء صفحہ ۲۸ و ۲۹)

سند پنجم دراہی مہر نے برہت سنگھتا میں لکھا ہے۔ دیکھو ادھیا ۱۳ اشلوک ۳)

ग्मासन्म घासुमुनयः शासति पृथ्वीं युधिष्ठिरे नृपतौ।
षड्द्विकपञ्चद्वियुतः शककालस्तस्य राज्ञश्च ॥

ترجمہ مہاراج یدھشٹر جی کا جب پرتھوی پر راج ہو رہا تھا اس وقت سپت رشی مگھا نچھتر میں تھے اور ۲۵۲۶ سال ہوتے ہیں۔ اس کو لینے راجہ یدھشٹر کو شاک منی بدھ کی سمت تک شاک بودھ مسیح سے ۶۲۳ برس پہلے پیدا ہوا اور ۵۴۳ برس پہلے فوت ہوا۔ بدھ کا سمت اس کی ۵۰ برس کی عمر سے شروع ہوتا ہے (۲۵۲۶+۱۸۹۰+۵۷۴=۴۹۹۰)

سند ششم بدانکہ پیشتر در ہندیاں سمت راجہ یدھشٹر رواج داشت راجہ مذکور نزد ایشاں در آغاز کلجگ حال بودہ و تمام جہاں را بر کشادہ۔ تا ایں زماں از سمت ایالت او چہار ہزار و نہ صد و بست و ہشت سال شمسی گذشتہ (غیاث اللغات ردیف ف صفحہ ۳۲۵ ۱۸۷۱ء)

(۴۹۲۸+۶۲=۴۹۹۰)

بودھ سموت۔ اس سموت کی بابت بھی لوگوں کا اختلاف ہے۔ جن میں سے چند کی رائیں ہم بتلاتے ہیں:

(۱) گوتم عرف بدھ ۶۲۳ برس قبل عیسے کے پیدا ہوا اور بدھ بعمر ۸۰ سال ۵۴۳ برس قبل عیسے کے درخت انجیر کے نیچے مرگیا (دیکھو مصباح التواریخ ہنٹر حصہ اول باب پنجم صفحہ ۲۲ و ۲۳ ۱۸۸۶ء)

(۲) تاریخ ہندوستان میں لکھا ہے کہ شاک منی بودھ حضرت عیسے سے قریب ۵۵۰ برس پہلے ہوا ہے (دیکھو تاریخ ہندوستان میں صفحہ ۲۶۰)

(۳) بدھ کی پیدائش کی تاریخ صحیح نہیں ہے (دیکھو صفحہ ۴۲ مصباح التواریخ) مگر صحیح بات یہ ہے۔ کہ بدھ کا جنم شالباہن کے سال سے ۱۰۷ سال پہلے ہوا تھا۔ ۸۰ سال کی اوستھا میں ان کا نروان ہوا۔ جس کو آج ۲۰۲۳ سال ہوتے ہیں لیکن یہ سمت ان کی عمر کے پچاسویں برس سے شروع ہوا تھا۔ جو اس وقت ۲۴۲۶ ہے۔

بکرمی سموت تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے وقت حالت تحریر ایں سطور کہ سن خمس و عشر بعد الف است از ہجرت بکرماجیت ہندو ششصد و شصت و سہ سال سپری شد۔ (صفحہ ۱۴ مقالہ اول ۱۶۶۳+۲۸۴=۱۹۴۷ یا ۱۶۶۳+۲۹۲=۱۹۵۵-۸=۱۹۴۷)

کرنل ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں کہ سومنات میں ایک پتھر ہے سمت ۱۳۲۰ بکرم لکھا ہوا ہے جو مطابق ہے ۶۶۲ ھ کے پس اس سے مطابقت وقت اچھی طرح ہو سکتی ہے۔ (راجستھان ٹاڈ حصہ سوم صفحہ ۱۸۷۳ء بار اول ۱۳۰۷-۶۶۲=۶۴۵-۱۳۲۰=۶۷۵)

= ۱۹۶۵-۱۸=۱۹۴۷

تاریخ عالم میں لکھا ہے کہ بکرم مسیح سے ۵۶ سال پہلے ہوا (دیکھو صفحہ ۱۱ ۱۸۹۵ء حصہ اول) مورخ الفنسٹن صاحب بہادر فرماتے ہیں "مالوہ کے راجہ بکرماجیت کا سن آغاز ۵۷ برس قبل مسیح سے ہوا اور تمام خاص ہندوستان میں اس کا رواج آج تک برابر ہے"

(تاریخ ہندوستان باب ۳ صفحہ ۲۷۲ ۱۸۶۶ء)

بس بکرم سموت اس وقت ۱۹۴۷ ہے اور یہ چیت شدی پڑوا سے شروع ہوتا ہے اگرچہ سال اس کا قمری ہے لیکن تیسرے سال ایک مہینہ لوند کا اضافہ ہو کر سال شمسی سے مطابق ہوتا ہے۔

شالواہن سموت راجہ شالواہن کا سنہ جو ۱۸۷۸ء سے شروع ہوا تمام دکھن میں مروج ہے" (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۷۲ ۱۸۶۶ء) (۱۸۹۰-۷۸=۱۸۱۲) پس شالواہن کا سمت اس وقت ۱۸۱۴ ہے۔

سنہ عیسوی یہ عیسے کے تولد سے ۴ برس بعد شروع ہوا (دیکھو بائبل مطبوعہ مرزاپور ۱۸۷۰ء) تاریخ عیسوی کو ڈیونیس اکسیفس اطالوی نے باستصواب پانڈروس راہب مصری کے ۵۳۲ء یا ۵۳۶ء میں حسب اقوال مختلف وضع کیا اور مبداء تاریخ بعد ۴ برس ولادت حضرت عیسے سے قرار دیا۔ مقدار سال کی موافق ارصاد ازمنہ مختلفہ کے مختلف رہی۔ جیسا کہ نقشہ ذیل سے ظاہر ہے:

نقشہ دریافت مقدار یوم سال موافق رصد حکماء مختلف

نمبر شمار	نام حکیم	یوم	ساعت	دقیقہ	ثانیہ	ثالثہ
۱	حکیم خارس	۳۶۵	۵	۵۰	۰	۰
۲	حکیم ابرخس	۲۶۵	۵	۵۰	۰	۰
۳	حکیم جونیوس قیصر	۳۶۵	۵	۵۰	۰	۰
۴	خواجہ نصیر الدین طوسی	۳۶۵	۵	۴۹	۰	۰
۵	حکیم کاسی کی ۴ رصدوں کے موافق	۳۵۵	۵	۴۸	۵۲	۰
۶	حکیم دیلی لنڈ	۳۶۵	۵	۴۸	۴۸	۳۹
۷	حکیم ولنس	۳۶۵	۵	۴۸	۴۸	۳۹
۸	حکماء مصر	۳۶۵	کسور کو گرا دیتے تھے			

جولیس قیصر نے باستصواب حکیم سوسی جنیس ۴۵ قبل مسیح میں اس غرض کے ایرہونا مبادی فصول کا سال کے ہر مہینے میں رفع ہو جائے اور نوروز ایک ہی تاریخ ایک ہی مہینہ میں مشہور رومیہ واقع ہو عوض سال قمری کے سال شمسی کو رائج کیا اور یہ قرار دیا کہ ہمیشہ تین سال تک پیہم ہر سال ۳۶۵ دن کا لیا جاوے اور ہر چوتھے سال آخر ماہ فروری میں ایک روز کبیسی کا زیادہ کر کے وہ سال ۳۶۶ یوم پر تمام کیا جاوے چونکہ مقدار کسر ہر سال میں ۶ ساعتوں سے کم تھی اور جولیس قیصر نے پوری چھ ساعتیں لیکر ایک دن چوتھے برس بڑھایا تھا لہذا بسبب جمع ہونے کسور کے زیادتی کے ۱۵۵۵ء میں گیارھویں مارچ کو تحویل آفتاب حمل میں ہوئی۔ تب تیرھویں پوپ گریگری نے سنہ مذکور میں دس روز اس سال کی تقویم سے خارج کر دئے اور گیارھویں مارچ کو اکیسویں مارچ قرار دیکر اس سال کو ۳۵۵ پر ختم کیا اور آئندہ کیواسطے یہ معین کیا کہ ہر سیکڑے کے سال آخر کو جو کہ حسب قاعدہ جولیس سال کبیسہ ہے تین سو برس تک ۳۶۵ دن کا لیں اور ہر چوتھے سیکڑے کے سال آخر میں تین کم کر دا دینے کا حکم کیا۔ اس لئے اس قاعدہ کی عملدرآمد کے خیال سے ہر سال لیپ کا جو صدی کے اخیر میں اور چار سو پر پورا

تقسیم نہ ہو سکے سال لیپ نہ ہوگا مثلاً ۱۷۰۰-۱۸۰۰-۱۹۰۰- اور نہ ان میں ماہ فروری ۲۹ کا ہوگا- مگر ۱۶۰۰-۲۰۰۰-۲۴۰۰-۲۸۰۰-۳۲۰۰ لیپ کے سال حسب قاعدہ مقرر کے ہونگے اور ان میں فروری ۲۹ روز کا ہوگا- مختلف ملکوں کے عیسائیوں میں اس کے ماننے میں تکرار رہی- جرمنی اور سوئٹزرلینڈ کے کیتھولک نے ۱۵۸۲ء میں قبول کیا تو مگر کیتھولک نے جلد قبول کیا مگر پروٹسٹنٹوں نے ۱۶۹۹ تک قبول نہ کیا سویڈن میں ۱۷۵۳ء میں رواج پایا اور ۱۷۵۲ء میں انگلینڈ میں روس اور پیروان گریک چرچ نے ابھی تک قبول نہیں کیا

چینی سموت چین کے پہلے بادشاہ سے حکیم کنفوشیش اُن کے مقنن تک جو مسیح سے پانچ سو سال پہلے ہوا ہے ۹ کروڑ ساٹھ لاکھ برس گذرے ہیں (تاریخ بدیع ہندوستان صفحہ ۹ سنہ ۷۴ء) ۹۶۰۰۰۰۰۰+۱۸۹۰+۵۰۰=۹۶۰۰۲۳۹۰ سال ہوئے +

خطائی سموت ابتدائی انسانی سرشٹی سے سال ۵۷۲ تک آٹھ ہزار آٹھ سو تراسی دن اور نو ہزار ساتسو نوے سال ہوئے اور مدت دن کی دس ہزار سال ہے + (قابس الفنون و تاریخ خطائی و آئین اکبری صفحہ ۲۷۲- کلکتہ سنہ ۶۴ء (بدیع ہندوستان صفحہ ۱۰ سنہ ۷۴ء) ۸۸۸۳×۱۰۰۰=۸۸۸۳۰۰۰+۹۷۹۰+۵۷۲ = ۸۸۸۴۰۳۶۲ سال ہوئے +

کالڈیا سموت وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے مورث اعلیٰ سے مسیح تک ڈیڑھ لاکھ برس ہوتے ہیں- بدیع ہندوستان صفحہ ۹ (۱۸۶۰+۱۵۰۰۰۰=۱۵۱۸۹۰ سال ہوئے)

عبرانی سموت- بقول اُن کے دنیا کی پیدائش سے مسیح ۴۰۰۴ سال بعد ہوئے ہیں) پس آج تک ۴۰۰۴+۱۸۹۰=۵۸۹۴ سال ہوئے-

فارسی سموت فارس والے اپنے پہلے بادشاہ سے زردشت تک جو مسیح سے ۳۰۰۰ سال پہلے ہوا- ایک لاکھ چوراسی ہزار نو سو ستر بتلاتے ہیں- پس آج تک ۱۸۴۹۷۰+۳۰۰۰+۱۸۹۰=۱۸۹۸۶۰ سال ہوئے +

سپارٹا کی تاریخ یہ سموت شہر سپارٹا کی بنیاد سے شروع ہوتی ہے جو مسیح سے ۱۷۰۴ سال پہلے ہوا- پس ۱۷۰۴+۱۸۹۰=۳۵۹۴ سال ہوئے +

یونانی سموت یہ المپیا کے اکھاڑے کے پہلے تماشے سے شروع ہوا- یہ تماشا مسیح سے ۷۷۶ سال پہلے شروع ہوا پس ۷۷۶+۱۸۹۰=۲۶۶۶ سال ہوئے +

رومی سموت شہر روما کی بنیاد سے جو مسیح سے ۷۵۳ سال پہلے آباد ہوا ہے- پس ۷۵۳+۱۸۹۰=۲۶۴۳ سال ہوئے +

نابوصاری سموت یہ بابل کے پہلے بادشاہ کے جلوس سے جو مسیح سے ۷۴۷ سال پہلے ہوا شروع ہوتا ہے ۷۴۷+۱۸۹۰=۲۶۳۷ سال ہوئے +

سکندری سموت پیدائش سکندر سے شروع ہوتا ہے سکندر مسیح سے ۳۵۴ سال پہلے ماہ جولائی میں تولد ہوا تھا- پس کل آج تک ۳۵۴+۱۸۹۰=۲۲۴۴ سال ہوئے

مصری سموت اس کا آغاز منیس بادشاہ اول مصر سے شروع کرتے ہیں جس کو سکندر اعظم کے وقت تک ۲۵۳۰۰ سال ہوتے ہیں- پس ۲۵۳۰۰+۲۲۴۴ = ۲۷۵۴۴ سال ہوتے ہیں +

موسوی سموت- اس کو عیسائی و موسائی و محمدی پیغمبر مانتے ہیں عیسیٰ سے ۱۵۷۳ سال پہلے پیدا ہوا- پس اس سے ۱۵۷۳+۱۸۹۰=۳۴۶۳ سال ہوتے ہیں- (دیکھو موسےٰ کی کتاب بمعرفۃ ایور ۶۹ سنہ خروج کا ہیغزلس)

داؤدی سموت- یہ بادشاہ بھی عیسائی و موسائی و محمدی صاحبان کا پیغمبر ہے اس کا سال جلوس مسیح سے ۱۰۳۵ سال پہلے ہوا پس ۱۰۳۵+۱۸۹۰=۲۹۲۵ سال ہوئے

ابراہیمی سموت- ابراہیم مسیح ۱۹۲۱ سال پہلے پیدا ہوا- دیکھو توریت پیدائش باب ۱۲ پس ۱۹۲۱+۱۸۹۰=۳۸۱۱ سال ہوئے +

نقشہ ترتیب وار کل سمتوں کا

نمبر شمار	نام سموت	کب سے جاری ہے	تعداد سموت کہ اسوقت کتنا ہے
۱	آریہ سموت	سرشٹی اُتپتی ہے	۱۹۶۰۱۵۲۹۹۰
۲	چینی سموت	چین کے پہلے بادشاہ سے	۹۶۰۰۲۳۹۰
۳	خطائی سموت	خطا کے پہلے آباد کنندہ سے	۸۸۸۴۰۲۶۳
۴	پارسی سموت	ایران کے پہلے بادشاہ سے	۱۸۹۸۶۰
۵	کالڈیا سموت	مورث اعلےٰ سے	۱۵۱۸۹۰
۶	مصری سموت	منیس بادشاہ سے	۲۷۵۴۴
۷	عبرانی سموت	آدم اور دنیا کی پیدائش سے	۵۸۹۴
۸	کل یگی سموت	زمانہ کلی یگ کے آد سے	۴۹۹۰
۹	یدھشٹری سموت	جلوس راجہ یدھشٹری سے	۴۹۹۰
۱۰	نوح کا سموت	نوح کے وقت سے	۴۹۹۰
۱۱	ابراہیمی سموت	ابراہیم سے	۳۸۱۱
۱۲	سپارٹا کا سموت	شہر سپارٹا کی بنیاد سے	۳۵۹۴
۱۳	موسوی سموت	موسے کے وقت سے	۳۴۶۳
۱۴	داؤدی سموت	داؤد کے وقت سے	۲۹۲۵
۱۵	یونانی سموت	اولمپیا کے اکھاڑے سے	۲۶۶۶
۱۶	رومی سموت	شہر روم کی بنیاد سے	۲۶۴۳
۱۷	نابوصاری سموت	بابل کے پہلے بادشاہ سے	۲۶۳۷
۱۸	بدھ شاکی منی کا سموت	بدھ کے پچاسویں سال سے	۶۴۶۴
۱۹	سکندری سموت	سلطان سکندر سے	۲۲۴۴
۲۰	بکرمی سموت	بکرم کے جلوس سے	۱۹۴۷
۲۱	عیسوی سموت	عیسے کی پیدائش سے- ۴ برس بعد	۱۸۹۰
۲۲	شالباہن سموت	راجہ شالباہن سے	۱۸۱۲
۲۳	محمدی سموت	جب مکہ سے مدینے کو گئے عرب سے	۱۳۰۸

لوند کا مہینہ دریافت کرنے کا قاعدہ

جس قدر اعداد سموت کے ہوں اُن پر چار اعداد ایزاد کرے اور انیس پر طرح دیکر جو عدد خارج قسمت رہے اس سے بترکیب ذیل لوند کا مہینہ معلوم کرلیں یعنی اگر ۲ باقی رہیں تو کنوار اگر ۳ باقی رہیں تو جیٹھ اگر ۵ باقی رہیں تو ساون اور اگر ۸ باقی رہیں تو جیٹھ- اگر ۱۱ باقی رہیں تو بیساکھ- اگر ۱۳ باقی رہیں تو بھادوں اور اگر ۱۶ باقی رہیں تو اساڑھ لوند کا مہینہ ہوگا- اگر کوئی عدد خارج قسمت نہ ہو یا مندرجہ بالا عددوں سے علاوہ ہو- تو جاننا چاہئے کہ اس سال میں لوند کا مہینہ نہیں ہوگا- مثلاً سموت ۱۹۴۷+۴=۱۹۵۱÷۱۹ خارج قسمت ۱۳ رہے تو اس سموت میں لوند کا مہینہ بھادوں ہوگا

یکم جنوری کا دن معلوم کرنے کی ریت

کسی بھاشا کے کوی کا وچن

(چوپائی) جو لاگے عیسے کو سموت + تا تے کاڑھو ایہ انوست
اشٹ دش اور اُن پچاسا + شیش بچے تا دیر وار کا داسا
تا پوری چوتھائی تا میں + جوڑو بین دو جوڑ ادا میں

کشت سات سو رہے جو شیشا ۔ لکھو نہیں انگلش برشیشا

مثلاً ۱۸۹۰ء سال ہے اس کا دن نکالنا ہو تو ۱۸۹۰-۱۸۴۹=۴۱ ، ۴۱+۱۰=۵۱ ، ۵۱+۲=۵۳ ÷ ۷ = ۴ باقی پس چوتھا روز ہفتہ میں بدھ ہے اور یہی یکم جنوری کا روز ہے۔

نوٹ۔ ابتدائی انگریزی مورخوں نے اکثر تحقیقات میں غلطیاں کی ہیں خصوصاً جبکہ کسی پرانی کتاب یا کتبہ کی بابت رائے دینے لگے وجہ سب سے زیادہ اس غلطی کی یہ ہوئی کہ وہ اکثر اس باطل خیال کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے کہ دنیا مسیح سے چار ہزار چار سو سال پہلے ہوئی چنانچہ اس کا خود غیر متعصب فاضلوں نے اقبال کیا ہے +

ٹام کاریٹ نے ایل وکر کو چٹھی میں لکھا ہے (بابت فیروز شاہ کی لاٹھ کی) "میں ایسے شہر دہلی میں ہوں جہانکہ سکندر اعظم کی ہندوستان کے راجہ پورس سے لڑائی ہوئی اور اُس کی فوج نے جہاں اُسے شکست دی۔ سکندر نے یہاں اس فتح کی یادگار میں ایک پیتل کا ستون بنایا۔ جو اب تک یادگار ہے (آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا جلد ا صفحہ ۱۶۲)

اسی حوالہ کو لیکر ایک پادری ایڈورڈ ٹری صاحب کہتے ہیں "مجھ کو ٹام کاریٹ نے بتلایا ہے جس نے شہر دہلی کے خاص حالات لکھے ہیں کہ میں نے بحالت قیام دہلی میں سنگ مرمر کا ایک بھاری ستون دیکھا جس کے اوپر یونانی زبان میں ایک کتبہ کندہ تھا جس کو زمانہ نے بوسیدہ کر دیا تھا۔"

اسی کاریٹ کی غلط رائے کو ابتدائی انگریزی مسافر وں نے اختیار کیا تھا جیسا کہ پرچس بیان کرتا ہے کہ "یہ کتبہ یونانی و عربی زبان میں ہے اور بعض یہ تصدیق کرتے ہیں کہ اس کو سکندر اعظم نے کھڑا کرایا۔"

یہی خیال جیمس پرنسپ کا تھا اور اسی قسم کی غلطی بشپ ہیبر سے ہوئی ہے جو اُس کو دہلی دھات کا ایک کالا ستون بیان کرتا ہے کاریٹ کی غلطی کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ پالی زبان کے حروف تھا۔ چھا۔ ٹا۔ گا۔ را۔ یا۔ جا۔ آمی۔ ان کو یونانی کا خیال کیا۔ (دیکھو صفحہ ۱۶۴)

آخر کو لکھا ہے کہ یہ رائے پتھورا کی لاٹھ ہے اور اگر یہ ڈھلی ہوئی نہ ہوتی تو مسلمان فاتح کب کے اس کو گرا جاتے۔ صرف لوہے کی ڈھلی ہونے سے مسلمانوں نے اس کو نہیں توڑا مورخ لکھتا ہے کہ میں نے اس کے ایک ٹکڑے کا تکڑا ڈاکٹر ٹیمبری ٹامسن کے پاس روڑکی بھیجا۔ جس نے مجھ کو اطلاع دی کہ وہ ملیبیل لوہے کی ہے۔ جس کی کثافت ۷۶ء۶۶ درجہ کی ہے یعنی پانی سے اتنے گن بھاری ہے (آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا صفحہ ۱۷۰ جلد ا)

حصہ دوم

آریہ گرنتھوں کی بابت تحقیقات

عرصہ تک اودیا اندھکار پھیلنے کے سبب ست ودیا کا پرچار بہت کم ہو چلا تھا۔ آرش گرنتھوں کی جگہ پرانوں نے سنبھال لی تھی۔ گھر گھر میں پورانوں کے اپدیش پرچلت ہو چکے تھے۔ آریہ ورت اور برہم آورت کے اندر انیک مت متانتر پھیل گئے تھے علی ما بل کی منزلت فسانوں کو مل چکی تھی ایک۔ جگت کرتا کو چھوڑ انیک پرمیشور مانے گئے تھے۔ معقولیت سے نفرت اور منقولیت سے الفت ہو چکی تھی۔ ہر ایک سے بغض و کینہ میں بھرے ہوئے۔ دلوں میں کھوٹ ظاہر داری میں مکاری کی اوٹ ہو رہی تھی۔ خود غرضوں بوالہوسوں نے اپنی مطلب سدھی کے واسطے فرضی و بناوٹی شلوک بنا جاہلوں کو سبز باغ دکھلا قید کر رکھا تھا۔ جس طرف سے موقع ملتا لوگ استہ کے پھیلانے میں دلدادہ تھے۔ بھارت کے یدھ اور مہاراجہ یدھشٹر کی وفات کے بعد جس کو ابھی صرف ۴۹۹۰ سال ہوئے ہیں سینکڑوں اور ہزاروں گرنتھ بنا شاعری کی چاشنی چکھا سارے آریہ ورت

کو دام تزویر میں پھنسا لیا۔ اپنی غرض نفسانی کے واسطے بزرگوں۔ رشیوں کے نام سے شلوک بنا بنا کر مہا اتم سربشٹھ دھرم کو ادھوگتی میں گرا دیا۔ ویدوں اور ست شاستروں کے سوا کوئی ایسا گرنتھ نہیں دیکھ پڑتا۔ جن میں پوپ لیلا کے آثار موجود نہ ہوں۔ علم و عقل کے خلاف فسانہ و بے سروپا اور بے ٹھکانہ باتیں اس قدر بھری ہیں۔ کہ جن کا حد و حساب نہیں۔ ہائے غضب! اس قدر خاموشی کا برتاؤ کیا گیا۔ کہ دس ہزار یا چوبیس ہزار شلوک کے بدلے ایک لاکھ شلوک بنائے گئے اور مصنف کی صداقت پر انصاف کے دشمنوں نے خاک ڈالی۔

"ہم دُور کیوں جائیں اور کیوں ناظرین کو طول طویل تحصیل لا حاصل میں پھنسائیں ابھی سمت ۱۶۸۰ کی بات ہے کہ گسائیں تلسی داس جی نے بھاشا رامائن بنائی۔ وہ روز بروز بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھ گئی۔ کہ تین سو سال کے اندر صدہا چوپائیوں کا فرق ہو گیا مگر اب اصل پاٹھ نکل آنے پر بخوبی ثابت ہو گیا ہے۔ کہ اصل مصنف کیا کہتا ہے۔ اور موجودہ مطبوعہ رامائن کیا گا تی ہے +

مہابھارت کے کوئی دو نسخے آریہ ورت کے اندر ایسے نہیں ملتے جن میں صدہا شلوکوں کا تفاوت نہ ہو۔ جب یہاں تک نوبت غل ہونے لگا تو آخر کار خود پنڈتوں کو دست حسرت مل کر کہنا پڑا کہ بھارت میں ضرور گڑبڑ ہو گئی ہے۔

پس اے ناظرین! یہی حال اور گرنتھوں کا ہے منو سمرتی میں بھی تخمیناً دو ہزار شلوک کے قریب نابود کئے گئے ہیں۔ اُس کے بھی دو پرانے متفق نسخے نہیں ملتے۔ اور یہی حال بالمیکی رامائن کا ہے۔ اس جگہ ہم صرف تاریخی تحقیقات کر کے گرنتھوں کا زمانہ تصنیف قائم کرتے ہیں اور اسی طرح آئندہ بھی کرینگے۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ آریوں کے علمی خزانہ کے گرد جتنے خس و خاشاک ہیں اُن کو یک لخت صاف کر دیں +

منو سمرتی۔ ڈاکٹر ہنٹر صاحب فرماتے ہیں۔ "پانچ سو برس قبل عیسیٰ کے منو نے ایک شاستر شمالی ہند کے برہمنوں کی رسم و قواعد کے لئے بنایا" (صفحہ ۱۹۔ مصباح التواریخ ہنٹر ۱۸۸۶ء)

اور اکثر یورپین فاضل کہتے ہیں۔ کہ "یہ کتاب ۹ سو برس قبل مسیح کے لکھی گئی ہے" (دیکھو تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۱۶) + آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ اس مجموعہ کا مصنف نو سو برس قبل مسیح ہوا ہو گا (تاریخ ہندوستان تتمہ نمبر ا صفحہ ۲۵۵ ۱۸۶۶ء)

تردید ڈاکٹر ہنٹر صاحب منو کو تو مسیح سے پانچ سو برس پہلے بتلاتے ہیں۔ لیکن مہابھارت کی بابت فرماتے ہیں کہ بیاس جنہوں نے بھارت چوبیس ہزار شلوکوں میں ختم کیا۔ مسیح سے بارہ سو برس پہلے ہوئے ہیں (مختصر تاریخ ہند حصہ اول صفحہ ۹۰ ۱۸۸۴ء) اور بیاس جی خود بھارت میں لکھتے ہیں۔ کہ

पुराणं मानवो धर्मः साङ्गो वेदश्चिकित्सितम् । आज्ञासिद्धानि चत्वारि न हन्तव्यानि हेतुभिः ॥ महाभा

ترجمہ "پران گرنتھ۔ منو سمرتی۔ وید مع ویدانگ آیور وید ان چاروں کی آگیا ضرور ماننی چاہئے۔ کبھی ان کے ارشاد سے انکار نہ کرے" اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ بھارت کو بنے ۴۹۹۰ سال ہو چکے ہیں مگر صرف بھارت پر ہی کیا موقوف ہے چھاندوگ برہمن میں بھی منو کا ذکر ہے +

मनुर्वै यत्किञ्चिदवदत् तद्भेषजं भेषजतायाः ॥

ترجمہ جو کچھ منو نے کہا ہے وہ ادشدھیوں کی بھی اوشدھ ہے۔ اس پر ضرور عمل کرنا چاہئے مہاتما برہسپتی جی نے کہا ہے۔

वेदार्थोपनिबन्धृत्वात् प्राधान्यं हि मनोः स्मृतम् । मन्वर्थविपरीता तु या स्मृतिः सा न शस्यते ॥ तावच्छास्त्राणि

शोभं तेतर्कं व्याकरणानि च। धर्मो यमोपदेष्टा मनुः पौ वलटमयते॥

ترجمہ وید نکول ہونے سے منوسمرتی ہی سمرتیوں میں پردھان ہے - پس جو سمرتی منو کے خلاف ہے وہ خود بناوٹی ہے ❖

اُس وقت دلیل کے شاستر اور ویاکرن کے گرنتھ شوبھائمان ہوتے ہیں جب تک کہ دھرم اور موکش کا اُپدیش کرنے والا منو نظر نہیں آتا -

پر اشر جسے یوروپین فاضل مورخ قدیم زمانہ کا اول ہیئت دان جانتے ہیں اور جسکا ہونا مسیح سے پہلے (۲۸) اور ۱۳۹۱ سال قرار دیتے ہیں - وہ بھی اپنی سمرتی میں منو کا ذکر کرتے ہیں - اور اُسے اپنے قدیم بہت بتلاتا ہے ❖

اب یہ دیکھنا چاہئے - کہ سب گرنتھ اس کی بابت قدیم ہونے کے قایل ہیں تو خود منو میں اس کی بابت ذکر کیا ہے - اور خود منو میں کس بات کا حوالہ پایا جاتا ہے ❖ واضح ہو کہ جہاں تک منوسمرتی کو دیکھا گیا ہے - ویدوں کے سوا اور کسی گرنتھ کا نام و نشان اس میں نہیں ہے - اور اگر کہیں کسی کا نشان پایا جاتا ہے تو صرف برہمن اور اُپ نشد اور وید انگ ہیں ❖

جہاں منو نے کسی کا حوالہ دیا ہے وہ بہت زیادہ تو خود وید ستھا ہے - ورنہ باقی انہیں رشی کرسنبر اُنے گرنتھوں کا شاذ و نادر حوالہ ہے - رآم کرشن - دیوی وغیرہ کا نام و نشان نہیں ❖ اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ منو نے اپنی تاریخ تصنیف کی بابت کیا ذکر کیا ہے - آیا خاموشی کا برتاؤ ہے - یا صاف الفاظ میں کہا ہے - چنانچہ منو ادھیاء ۱ - شلوک ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ میں لکھا ہے ❖

स्वायम्भुवस्यास्य मनोः षड्वंश्या मनवोऽपरे। सृष्टवन्तः प्रजाः स्वाः स्वा महात्मानो महौजसः॥६१॥ स्वारोचिषश्चोत्तमश्च तामसो रैवतस्तथा॥ चाक्षुषश्च महातेजा विवस्वत्सुत एव च॥६२॥ स्वायम्भुवाद्याः सप्तैते मनवो भूरितेजसः॥ स्वे स्वेऽन्तरे सर्वमिदमुत्पाद्यापुश्चराचरम्॥६३॥

ترجمہ سوایمبھو منو سے آدی لیکر چھ منو نتر اس سے پہلے ہو چکے ہیں - اور ان کے دور میں بھی سرشٹی جُدا جُدا سبھاؤ کے مطابق پیدا ہوئی ❖

جو منونتر گذر چکے ہیں - اُن کے نام یہ ہیں سوایمبھو - سوآروچش - اُتم - تامس - ریوت - چاکھش - اب موجودہ منونتر ویوسوت ہے -

"سوایمبھو سے لیکر اب جو ساتواں ہے ان سب منونتروں میں چر اچر جگت مختلف سبھاؤ والا ایشوری قانون کے مطابق پیدا ہوتا ہے"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت چھ منونتر گذر چکے تھے - ساتویں دیوسوت منونتر میں انہوں نے سمرتی بنائی - جس کے آگے کی تشریح شلوک ذیل سے ظاہر ہوتی ہے

अब्दानां दशके सहस्रदशकं याते च सत्ययुगे भाद्रे मासे कृतामपाहि मनुनां ब्रह्माज्ञया पूर्णमासन्यः

ترجمہ - دیوسوت منونتر کے پہلے ست جگ کے دس ہزار دس سال گذر جانے پر بھادوں کے مہینے کی ۱۵ یعنی پورنماشی کو یہ گرنتھ ختم (سماپت) ہوا ❖

چونکہ منونتر ۱۴ ہوتے ہیں - اور منو نے ان باقیوں کا نام بھی نہیں لیا - اس لئے صاف ظاہر ہے کہ صرف اپنے بنانے کی تاریخ کہی - یہ بس اس کی کل بیوستھا یہ ہوئی - جو

نقشہ ذیل سے ظاہر ہے ❖

۲۷ چتر یُگی جو گذر چکی ہیں	۱۱۶۶۴۰۰۰۰
۲۸ ویں کے تین یُگ گذر گئے	۳۸۸۸۰۰۰
کلی یُگ جو گذر رہا ہے - اس کے	۴۹۹۰
میزان	۱۲۰۵۳۲۹۹۰

اور ۱۲۰۵۳۲۹۹۰ - ۱۰۰۱۰ = ۱۲۰۵۲۲۹۸۰ یہ کل سال منوسمرتی کی تصنیف کو گذرے ❖

"مورخ الفنسن صاحب فرماتے ہیں کہ" منو کے قوانین کی تاریخ کو جو اصل میں نو سو برس قبل مسیح کے لکھے گئے ہیں - تاریخی واقعات کے لکھنے والے ہندو ان چار جُگوں میں سے گذر کر قریب سات منونتروں کے پہلے قرار دیتے ہیں - جو کہ ایک ایسی مدت ہے کہ ۴۳۲۰۰۰۰ کو ۷۱ چتر یُگی سے ضرب کرنے سے حاصل ہوتی ہے" (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۵۷ سنہ ۱۸۶۶ء)

تردید - یہ بالکل غلط ہے - ایسا نہیں ہے - یہ سمرتی سوایمبھو منونتر میں نہیں ہوئی - بلکہ ساتویں موجودہ دیوسوت منونتر میں تصنیف ہوئی ہے - جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا ہے - پس منوسمرتی کو بنے ہوئے ۱۲۰۵۲۹۸۰ سال گذرے ہیں جیسا کہ شلوک ہائے مندرجہ بالا سے ثابت کیا گیا ❖

منو کے قانون سے موسے کے دس احکام نقل کئے گئے (دیکھو موسے کے دس احکام - سر ولیم جونس صاحب کہتے ہیں - کہ یہ منوسمرتی کسی وقت میں یونان اور مصر و لیش تک بھی رائج تھی - اور اسی پر عملدر آمد ہوتا تھا (دیکھو منوسمرتی انگریزی کا دیباچہ) منو کا قانون موسے کے قانون سے بہت پہلے کا ہے (دیکھو بائیبل ان انڈیا مطبوعہ نیویارک)

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ باقی سات منونتروں کے نام بھی ناظرین کو بتلاویں - کیونکہ اکثر لوگ پوچھا کرتے ہیں - سو واضح ہو کہ چھ منونتر جو گذر چکے ہیں اُن کے نام اور ساتواں جو گذر رہا ہے - اُس کا نام ہم لکھ چکے ہیں - اب آیندہ آنیوالے منونتروں کے یہ نام ہیں ❖

सावर्णिर्दक्षसावर्णिर्ब्रह्मसावर्णिकस्ततः धर्मसावर्णिको रुद्रपुत्रो रोच्यश्च भौतकः॥

ترجمہ - ساورنیہ - دکش ساورنیہ - براہم ساورنیہ - دھرم ساورنیہ - رُدر پتر - روچیہ - اور بھوتکہ ❖

سوریہ سدھانت - اس کتاب کی بابت یوروپین مورخ بائیبل کے زمانہ کے پابند ہو کر بے سرو پا بکتے ہیں - اور کہتے ہیں - کہ سوریہ سدھانت سنہ ۱۰۰۰ء میں لکھی گئی ہے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۵۷ سنہ ۱۸۶۶ء)

پھر ایک اور مورخ فرماتے ہیں "مورخ سوریہ سدھانت پانچویں یا چھٹی صدی کے ایک بڑے ہیئت دان کی کتاب ہے (تحقیقات حالات ایشیا جلد ۹ صفحہ ۳۲۹ و جلد ۲ صفحہ ۹۲) **پھر لکھا ہے** "علم ریاضی کی اور شاخوں میں جو ترقی آریوں نے کی ہے وہ علم ہیئت کی نسبت اور بھی زیادہ بیان کرنے کے قابل ہے چنانچہ سوریہ سدھانت میں علم مثلث کا بیان ایسا پایا جاتا ہے کہ اس سے ان کا یہ علم بہ نسبت یونانیوں کے بہت زیادہ ہی ثابت نہیں ہوتا - بلکہ اُسمیں ایسے ایسے مسئلے بائے جاتے ہیں جن کا علم کہ یورپ والوں کو سولھویں صدی تک نہیں ہوا تھا (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۴ صفحہ ۱۷۲)

پروفیسر والٹس صاحب فرماتے ہیں کہ "سوریہ سدھانت کے لکھے جانے کے ایک مدت پہلے سے علم ہندسہ سے لوگ ماہر ہونگے - اس میں وتروں کی مقدار معلوم کرنے کا ایسا عمدہ قاعدہ موجود ہے - جس کا استعمال پہلے پہل برگز صاحب نے سترھویں صدی میں کیا" (دیکھو برٹش انڈیا جلد ۳ ۴۰۲)

"محیط اور قطر کی مناسبت کا بیان بھی سوریہ سدھانت میں ہے (دیکھو تحقیقات حالات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ آریوں کے علم ہیئت وغیرہ کی بابت خصوصاً یورپ والوں کی کیا رائے ہے)

پادری بنٹلی صاحب بھی جو آریوں کے دعوے کے بالکل برخلاف اپنی آخیری چھاپی ہوئی کتاب میں لکھتا ہے "آریوں نے جو طریق اشمس کو ۲۷ منازل قمر (نچھتر) میں تقسیم کیا ہے جس سے وہ اس زمانہ میں بہت بڑے عالم اس علم کے معلوم ہوتے ہیں وہ تقسیم مسیح سے ۱۴۲۴ سال پہلے ہوئی تھی" (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۸ سنہ ۶۶ء و تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۵۲)

کلسبنی - بیلی پلیفیر صاحبان کا قول ہے کہ آریوں کی کتابوں میں ایسی ایسی تحقیقیں جو حضرت عیسےٰ سے تین ہزار برس پہلے ہوئی تھیں - اب بھی موجود ہیں اور ان سے بہت بڑی ترقی جو اُس زمانہ سے پہلے ہو چکی تھی ثابت ہوتی ہے" (تاریخ ہندوستان باب پہلا حصہ تیسرا صفحہ ۲۳۹)

اور اس سے ایک بہت عمدہ دلیل اس بات کی نکالی گئی ہے - کہ زمانہ قدیم میں ہی نہایت عمدہ عمدہ تحقیقات ہو چکی ہونگی (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۸) تمام ہیئت دان آریوں کی تحقیقوں کے نہایت قدیم ہونے کو تسلیم کرتے ہیں اور اس بات میں کچھ حجت نہیں معلوم ہوتی ہے - کہ انہوں نے جو کتاب اور صحیح حرکت وسطی سوریہ اور چاند کی قرار دی ہے - وہ اُن کو قدیم زمانہ کی تحقیقوں کے ساتھ ان تحقیقوں کا مقابلہ کرنے سے ہوئی ہوگی - جو اس زمانہ کے لوگوں نے کی ہے" - (دیکھو پونڈ صاحب کی الہیس وال کتاب انتظام دنیا)

"اور جس قاعدہ پر پتر ابنا ہے (جس کا ذکر وید میں موجود ہے) اسکے لکھے جانے کا زمانہ حضرت مسیح سے چودہ سو برس پہلے قرار دیا گیا ہے" (دیکھو تحقیقات حالات ایشیا صفحہ ۲۸۹ جلد ۸ و صفحہ ۳۸۲ جلد ۲)

بنٹلی صاحب نے جس طرح یہ غلطی کی ہے - اسی طرح سدھانت شرومنی کا زمانہ قایم کرنے میں بھی کی ہے - کیونکہ وہ اپنی آخری کتاب میں ثابت کرنا چاہتے ہیں - کہ بھاسکر اچاریہ نے اکبر کی سلطنت میں ۱۵۶۶ء میں سدھانت شرومنی تصنیف کی - دیکھئے ناظرین! یہ کتنی بڑی بھاری غلطی ہے - اسیواسطے مورخ الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں - کہ اس مصنف "بھاسکر اچاریہ" کی ایک کتاب کے واسطے اصلی متن کے لکھے جانے کی تاریخ ایک مشہور شخص فیضی نے اپنے فارسی ترجمہ میں جو اس نے مرتب کر کے اکبر کے حضور میں پیش کیا تھا - بیان کر دی ہے - اسی طرح سے اور بہت سے مصنفوں نے جو اکبر سے پہلے گذرے ہیں - بھاسکر اچاریہ کا حوالہ اپنی تصنیفوں میں دیا ہے جن کی صداقت کا بنٹلی صاحب کو انکار کرنا پڑا ہے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۸ مختصرا)

پس یہ قائم کردہ تاریخیں جو بائیبل سے زمانہ کے پابند ہو کر صداقت کے چہرہ پر نقاب ڈال رہی ہیں اعتبار کے لائق نہیں - یہاں پر ہم چاہتے ہیں کہ آریوں کے علم ہندسہ اور ہیئت کی بابت کچھ اور شہادتیں پیش کریں ؎

پروفیسر آلس صاحب نے لکھا "ہیئت کی تحقیقوں اور علم ہندسہ کے ثبوتوں میں

جبر و مقابلہ کا استعمال جو انہوں نے کیا ہے وہ بھی ان کی ہی ایجاد ہے اور جس طریق سے وہ اب بھی یہ کام کرتے ہیں - تعریف کے قابل ہے" (کالبروک کا انڈین الجبرا صفحہ ۴۰۸ و ۴۰۹ واڈنبرا ریویو جلد ۲۹ صفحہ ۱۵۸)

علم حساب میں آریہ کسور عشاریہ کی ایجاد کے باعث (جس کا موجد سب انہیں کو تسلیم کرتے ہیں) معزز اور ممتاز ہیں - اور معلوم ہوتا ہے کہ اسی تحقیق کے موجد ہونے کے سبب سے علم حساب میں آریہ یونانیوں پر بہت بڑا فخر اور فوق رکھتے تھے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۶)

جبر و مقابلہ میں اہل عرب کا دعوےٰ آریوں کے مقابلہ میں پیش کیا گیا ہے - لیکن کالبروک صاحب نے بخوبی اس بات کو ثابت کیا ہے کہ اہل عرب کو جبر و مقابلہ کا علم حاصل ہونے اور ان میں دقیق علموں کی ابتدا سے پہلے ہندوستان میں یہ علم کمال کو پہنچ چکا تھا (اڈنبرا ریویو صفحہ ۱۵۸ از تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۲ و ۲۵۱ سنہ ۶۶ء)

پھر وہی مورخ فرماتے ہیں "آریوں کی ترقی کے زمانہ کی ابتدا میں تمام اور قوموں ان سے بھی زیادہ جاہل تھیں - اور زیادہ ترقی کے زمانہ میں جبکہ غالباً یہ بات ممکن تھی کہ وہ کسی غیر سے کچھ حاصل کرتے تو اس کا حال یہ ہے کہ اُس زمانہ میں جو طریق علمی تحقیقاتوں وغیرہ میں آریوں کا تھا وہ صرف اُن کی ذات پر مخصوص اور منحصر ہی نہیں تھا - بلکہ وہ ایسے اصولوں پر مبنی ہے جن سے اور کوئی قدیم قوم مطلق واقف نہ تھی اور اُس سے ایسی تحقیقوں کا علم ظاہر ہوتا ہے جن سے اب سے دو سو برس پہلے تک اہل یورپ بھی واقف نہ تھے الغرض ان کی ہیئت کے نتیجے جس قدر مذکورہ تحقیقوں پر حصر رکھتے ہیں - اُن کی نسبت اُسی قدر صاف عیاں ہے کہ ان کا کسی غیر قوم سے حاصل کرنا ممکن نہ تھا اور ان نتیجوں کی نسبت بھی تحقیقوں پر منحصر نہیں ہے انصاف سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جن لوگوں میں ایسا کچھ استعداد اور فہم اور فراست کا مادہ ہو اُن کو اور غیر قوموں سے سہارا لینے کی حاجت پڑی ہو" (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۹ سنہ ۶۶ء)

اور آخر کار یہی آنریبل الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں "ہندوستان کے علم ہیئت کی قدامت اور اصلیت نہایت دلچسپ مضمون ہے ان میں سے قدامت پر یورپ کے نہایت بڑے درجہ کے ہیئت دانوں نے گفتگو کی ہے تس پر بھی اب تک اس کا تصفیہ نہیں ہوا (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۳۹ سنہ ۶۶ء)

جب سوریہ سدھانت کی بابت ہم خیال کرتے ہیں تو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس کا مصنف سوائے ویدادک سناتن شاستروں کے اور گرنتھوں کے حوالے نہیں دیتا اور وہی فاضل نجومی (اسٹرانومر) خود اپنی کتاب کی تصنیف کا زمانہ مندرجہ ذیل شلوکوں میں بتلاتا ہے - جن سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کب ہوا - اور کس وقت میں اُس نے یہ مستند گرنتھ بنایا - چنانچہ لکھا ہے (دیکھو سوریہ سدھانت ادھیاء ۱ شلوک ۲۲ و ۲۳)

कल्पादस्मान्नमनवः षद्वतीतः ससन्धयः वैव-
स्वतस्य च त्रयी युगानांत्रियनोगतः ॥२२॥
अष्टाविंशद् युगादस्माद्यातमेक्रतं युगम्। अतः
कालं प्रसंख्यामेकत्रपिराडयेत ॥ २३ ॥

ترجمہ - اس کلپ کے پر آرمبھ سے چھ منونتر گذر چکے ہیں مع سندھیا کے اور ویوسوت منونتر کے اُس کے مہایگ ستائیس گذر گئے ہیں اور اب جو اٹھائیسواں چتر یگی ہے اُس کا ستیگ گذر گیا ہے - پس یہ گرنتھ میں نے اِسی وقت بنایا اس سب کال کو گن کر

"تاریخ تصنیف سمجھ لو"

ترتیا یگ پورا گذرا　　۱۲۹۶۰۰۰

دواپر پورا گذرا　　۸۶۴۰۰۰

کل یگ کے اس وقت تک گذرے　　۴۹۹۰

میزان کل سالوں کی جو سوریہ سدھانت کے ہوئے　　۲۱۶۴۹۹۰

ویدانت شاستر۔ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ویاس جی کو ہوئے ۴۹۹۰ سال گذر نے ہیں کیونکہ وہ کلی یگ کے آدمیں موجود تھے اور انہوں نے یہ گرنتھ بنایا۔ پس اُس کو بنے بھی آج تک ۴۹۹۰ سال ہوتے ہیں۔ اس سے کم کسی حالت میں نہیں۔ ویاس جی نے اس کے علاوہ جیمنی منی کرت میمانسا پر ویاکھیا بنائی۔ پتنجلی منی کرت یوگ سوتر بھاشیہ بنایا۔ ادھیاتم گرنتھ بنایا ۔۔

اشٹا دھیائی۔ لکھا ہے ۳۵۰۰ برس قبل عیسے کے زبان سنسکرت کی اور مہا بھاشیہ قواعد پانِنی برہمن نے بنائے جو اب تک رائج ہیں بیشتر عام لوگ پراکرت اپنی بھاشا بولتے تھے۔ مگر برہمن (وددان) ہمیشہ سنسکرت بولتے اور لکھتے تھے (صفحہ ۱۸ مفتاح التواریخ ہنٹر)

سنسکرت زبان کی نسبت سر ولیم جونس صاحب بہادر لکھتے ہیں کہ سنسکرت زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے زیادہ فصیح اور وونوں سے زیادہ فصیح اور بلیغ ہے (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد اصفحہ ۴۲۲)

اور آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں " اس زبان کی صرف نحو ایسی کامل ہو گئی ہے کہ انسان کی کلام کے اصول تمام دنیا میں اگر قائم بھی ہو تو ہیں۔ تو ان سے زیادہ نہیں ہوئے (تاریخ ہندوستان پانچواں باب صفحہ ۲۷۰ سنہ ۶۶ء)

اب ہم اس کے متعلق جو مخالفوں کے اعتراض ہیں وہ لکھ کر اُن پر غور کرتے ہیں ۔۔

راجہ شیو پرساد جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ تاریخ اپنی میں لکھتے ہیں۔ " کاتیاین کی پتنجلی نے ٹیکا لکھی اور پتنجلی کی ویاس نے۔ اب ہیم چندر اپنے کوش میں لکھتا ہے کہ کاتیاین کا نام ورروچی ہے اور کشمیر کا سوم دیو بھٹ اپنے کتھا سرت ساگر میں لکھتا ہے۔ کہ کاتیاین ورروچی کوشامبی میں پیدا ہؤا ۔۔

پانِنی سے اُس نے ویاکرن میں شاستر ارتھ کیا اور راجہ نند کا منتری ہؤا مدرا راکھشس وغیرہ بہت سے گرنتھوں سے ثابت ہے کہ نند کے بعد ہی چندر گپت راج سنگھاسن پر بیٹھا۔ اور چندر گپت کا زمانہ ظاہر ہے اب کہو کہ ہم پانِنی کا زمانہ اڑھائی ہزار برس سے ادھر مانیں یا لاکھوں برس سے اُدھر۔ پتنجلی چندر گپت کے پیچھے ہؤا۔ اُس میں کسی طرح کا سندیہ نہیں۔ کیونکہ اس نے اپنے بھاشیہ میں سبھا راجہ منش پوروا اس سوتر پر چندر گپت سبھا ایسا اُداہرن دیا ہے (دیکھو اتہاس تمر ناشک حصہ سوم صفحہ ۱۰ سنہ

تردید۔ واضح ہو کہ سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا مہا بھاشیہ میں یہ اُدھارن ہے یا نہیں۔ ہم نے اس کے واسطے بہت سی تلاش کی اور اکثر مستند کاپیوں کو دیکھا جہاں تک ہماری تحقیقات سے ظاہر ہؤا وہ یہی ہے کہ اُدھارن مہا بھاشیہ میں نہیں اور ہم صرف اپنی تحقیقات پر ہی خاتمہ نہیں کرتے بلکہ دکھن کالج کے پرنسپل مسٹر کیل ہارن صاحب نے جو کامل تحقیقات کے بعد مہا بھاشیہ چھپوایا ہے وہ بھی لکھتے ہیں کہ صحیح نسخوں میں چندر گپت سبھا یہ پاٹھ نہیں ہے۔ چنانچہ وہاں کی اصل عبارت یہ ہے دیکھو مہا بھاشیہ ویاکرن پہلے ادھیائے پہلے پاد کے ۶۸ سوتر کے ضمن میں پتنجلی جی مہاراج فرماتے ہیں

सभाराजा मनुष्य पूर्वा। जिन्य यां य च च न ह्येय राजा। दार्थम ॥ ६ जिन्नि दे शः क तेव्यः ततोव क्तव्यं पांय वचन स्यै व ब्रह्मराभ वर्कि प्रयोजनम ॥

राजार्थ्यर्न ॥ इन सभम ॥ ईश्वर सभम ॥ तस्यैव नभवति ॥ राज सभा तद्विशेष णानाञ्च नभवति पुष्य मित्र सभम ॥

ترجمہ۔ جب سبھا لفظ کا منش اور راجہ پد کو چھوڑ کر اور کے ساتھ سماس ہو تو ایسی صورت ہوگی جیسے इन सभम وان ہم اور ईश्वर सभम (ایشور سبھم) لیکن راجہ کے ساتھ سمبندھ ہو جیسے یہ صورت نہیں ہوگی مثلاً (راج سبھا) اور جو لفظ ان کی صفت واقع ہوتے ہیں وہاں بھی سبھا کو سبھم نہیں ہوتا مثلاً राज सभा (پشپ متر سبھا) पुष्य मित्र सभा

(دیکھو مہا بھاشیہ مطبوعہ سنہ ۱۸۸۰ء صفحہ ۷۷ سطر ۱۰)

اب بتلایئے کہ چندر گپت سبھا کہاں لکھا ہے اور فرمایئے کہ اس جیسی سبھا بنانے کا کہاں حکم ہے اس موقع پر ہم ایسے غلط اعتراضوں کی وجہ بھی بتلاتے ہیں۔ دیکھو مہا بھاشیہ کے چھپوانے والے مسٹر کیل ہارن صاحب پرنسپل ڈکن کالج فرماتے ہیں کہ " پٹنگ کت میں چندر گپت سبھا یہ پاٹھ بھی ہے۔ لیکن اس پٹنگ میں مہا بھاشیہ کا منقول چھپنے ادھیائے کی آدی تک ہے اس پٹنگ کے دو بھاگ ہیں پہلا تقریباً ۳۰۰ برس کا پرانا ہے اور دوسرا ۱۰۰ برس یا ۲۰۰ برس تک کا ہوگا پہلا بھاگ ۲ ورق سے ۱۲۰ ورق کا ہے اور منقول پہلی جلد کے ایاڈ کے ۱۳ سے لیکر ۱۹۱ صفحہ تک کا ہے دوسرا ۱۲۱ سے لیکر ۲۰۳ ورق تک کا اور منقول پہلی جلد کا ۱۹۶ صفحہ سطر ۲۰ سے کا۔ یہ پٹنگ سارے کا سارا ہی بڑی بے پروائی سے لکھا ہؤا ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اکثر اس میں حذف ہو جاتے ہیں۔ دوسرے حصہ میں تصحیحات ذیل خالی ہیں ۱۲۲۔ الف ۱۸ سے لیکر ۱۲۱۔ الف تک ایڈیشن۔ پہلا صفحہ ۲۴۶۲۔۱ سے لیکر ۲۴۶ سطر ۲۶ تک ۲۴۷ الف ۲۲ سے لیکر ۲۴۷۔ الف تک ایڈیشن۔ دوسرا صفحہ ۱۲۔۱۲ سے لیکر صفحہ ۱۸۔۱۰ تک علیٰ ہذا القیاس میں یقین کرتا ہوں کہ یہ دونو کاپیاں کسی اور کاپی سے نقل کی گئی ہیں اور وہ اصل کاپی پوری محفوظ حالت میں ہے جبکہ کاپی بمبئی کی نقل ہوئی تھی بہت کچھ خراب اور معیوب ہو گئی۔ یہ کشمیر کی کاپی ہے۔ اس کاپی نے بعض اوقات صفحوں کے صفحے چھوڑ دیے ہیں۔ دل میں یاد رکھ کر کہ کاپی کا اکثر غلط ہے۔ پاٹھ کا اختلاف یا بالکل نہ ہونا کئی حالتوں میں حادثاً سمجھا جا سکتا ہے اور ہماری خواہش ہے کہ انڈیا میں کوئی اور اصل زیادہ مستند مل سکے"

(دیکھو دیباچہ صفحہ ۹ سے ۱۱ تک)

پھر وہی صاحب فرماتے ہیں کہ " میں اپنی کتاب کے ۷۷ صفحہ کی ۱۰ سطر میں صرف پشپ متر سبھا کو چھاپتا ہوں۔ اور چندر گپت سبھا کو جو پشپ متر سبھا کے بعد دو کاپیوں میں درج ہے نہیں چھاپتا میری دلیل محض پشپ متر سبھا کے چھاپنے کی یہ ہے کہ اصلی معتبر کاپیاں جی۔ ڈی اور اے میں جن کا پاٹھ اور سب کاپیوں پر افضل ہے صرف یہی لفظ ہے (دیکھو دوسری جلد کے دیباچہ کا صفحہ ۸ صفحہ ۹ سے آگے)

پس یہ تو بالکل باطل ہو گیا۔ کہ پتنجلی جی چندر گپت کے بعد ہوئے یا مہا بھاشیہ میں اُن کا نام ہے۔ باقی جو آپنے پرمان دئے ہیں وہ کتھا سرت ساگر اور مدرا راکھشس کی ہیں۔ جن میں سے کوئی بھی مستند نہیں ہے۔ جیسا کہ الف لیلہ و فسانہ عجائب اور الہ دین اور عجیب و غریب چراغ۔ یا امیر حمزہ کی داستان بھلا ان کتابوں کا تاریخ یا مذاہب یا صحیح واقعات سے کیا تعلق ہے کیونکہ یہ سب فضول قصوں کی کتابیں ہیں اور بہت ہی جدید۔ یہ تو قصوں کی ہی کتابیں ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ بعض مذہبی کتابیں بھی تاریخی واقعات کو غلط بتلاتی ہیں۔ جیسے یوگ وسشٹ جو کبھی نہیں

ویدانتی نے بالمیک جی کے نام سے بنادی - زاغوں اور ہنسہ کا بیاہ کر اس کے کاگ بھسنڈ کو پیدا کر کروڑوں برسوں تک اُس کے زندہ رکھنے کی گپ ہانک دی ایسی ہی ایک اور گپ ہے کہ مہادیو نے ڈمرو بجایا اور ساری اشٹادھیائی بنگئی یا تیتر نے کھا لیا اور تیتر سے براہمن ہوگیا +

راجہ صاحب! ایسی فضول کہانیوں سے رشیوں یا منیوں کے گرنتھوں کا کیا تعلق ہے اور کیا ایسی کہانیاں تاریخی واقعات کی منزلت رکھ سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں -

پس ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ پتنجلی جی کے یوگ کا بھاشیہ سری ویاس جی نے لکھا ہے جس سے ثابت ہے کہ پتنجلی جی ویاس جی سے پہلے ہوئے اور ویاس جی کی بابت ہم اسی کتاب میں علیحدہ بتلاوینگے - کہ وہ راجہ یدھشٹر جی کے وقت میں ہوئے جس کو آجتک ۔۔۔۹۹ سال ہوئے بنابر آں پتنجلی ویاس جی سے پہلے ہوئے اور ان کا زمانہ پانچ ہزار سال سے پہلے کا ہے - اور جب پتنجلی ہی پانچ ہزار سال سے پہلے کے ہیں تو پانینی ان سے پہلے کے ہیں - اسیواسطے وہ کسی طرح بھی اڑھائی ہزار برس سے ادھر کے نہیں بلکہ پانچہزار برس ادھر ہیں +

مہابھارت - گورنر الفنسٹن صاحب مورخ فرماتے ہیں کہ مہابھارت کے تصنیف ہونے کا زمانہ غالباً چودھویں صدی قبل مسیح کے ہے + (تاریخ ہندوستان صفحہ ۳۹۱ سنہ ۱۸۶۶ء)

پھر لکھتے ہیں "مہابھارت کے تصنیف ہونے کے زمانہ پر بحث ہو چکی ہے - غالباً چودھویں صدی قبل مسیح میں وہ تصنیف ہوئی" (تاریخ ہندوستان سنہ ۱۸۶۶ء چوتھا حصہ باب پہلا صفحہ ۳۹۱)

ڈاکٹر ہنٹر صاحب فرماتے ہیں - "ویاس جنہوں نے مہابھارت ۲۴ ہزار شلوکوں میں ختم کیا تھا مسیح سے بارہ سو برس پہلے ہوئے ہیں + (مختصر تاریخ ہند حصہ اول صفحہ ۹۰ سنہ ۱۸۶۷ء الہ آباد +

جواب بیشک یہ تو ٹھیک ہے کہ بھارت کے ۲۴ ہزار شلوک ہیں مگر یہ ٹھیک نہیں کہ وہ چودھویں صدی قبل مسیح میں تصنیف ہوئی - بلکہ اکتیسویں صدی قبل مسیح میں تصنیف ہوئی درحقیقت ۲۴ ہزار شلوک ہیں مگر اب موجودہ بھارت میں ایک لاکھ شلوک سے زیادہ ہوگئے چنانچہ بھارت مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۰۹ء شاکا شالباہن میں یہ شلوک ہے -

(دیکھو مہابھارت پرب اول - ادھیاء اول شلوک ۱۰)

चतुर्विंशति साहस्रीं चक्रे भारतसंहिताम्।
उपाख्यानैर्विना तावद्भारतं प्रोच्यते बुधैः॥

یعنی ۲۴ ہزار شلوک بھارت کے مجموعہ میں بغیر کسی اور تشریح یا تفسیر کے اور یہی بھارت ہے ایک اور جگہ اسی ادھیاء میں ویاس کی زبانی لکھا ہے

अष्टौ श्लोकसहस्राणि अष्टौ श्लोकशतानि च।
अहं वेद्मि शुको वेत्ति संजयो वेत्ति वा न वा॥

(دیکھو پرب اول ادھیاء اول شلوک ۸۱)

یعنی آٹھ ہزار شلوک اور آٹھ سو شلوک میں جانتا ہوں شکھدیو جانتا ہے معلوم نہیں کہ سنجے جانتا ہے یا نہیں"۔ ایک اور لایق مورخ بہت تحقیقات کے بعد لکھتے ہیں "مہابھارت کے ایک لاکھ شعروں میں سے صرف ۲۴ ہزار شلوک اصل مصنف کے ہیں"۔

(اورنٹیل میگزین جلد ۳ صفحہ ۱۳۳)

مورخ الفنسٹن صاحب نے ایک جگہ اور بھی لکھا ہے کہ ضرور ۲۴ ہزار شلوک اصل مصنف کے ہیں (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۹۲ سنہ ۱۸۶۶ء)

اصل میں اس کا نام مہابھارت نہیں ہے بلکہ بھارت ہے - یعنے بھرت کا دستار ہو

جس میں وہ بھارت ہے تاریخ فرشتہ والے نے بھی ایسا ہی لکھا ہے "دریں کتاب احوال اولاد عالی نژاد راجہ بھرت است کتاب را بنام او کردہ"۔ صفحہ ۹ مقالہ اول

یعنی سنسکرت کے لایق فاضل پنڈتوں کی بیدا ہے کہ ویاس جی نے صرف ۔۔۴۴ شلوک اور اُس کے شاگردوں نے ۵۶۰۰ - شلوک یکت کل ۱۰۰۰۰ + شلوک یکت بھارت بنایا تھا وکرماجیت کے زمانہ میں ۲۰۰۰۰ مہاراجہ بھوج کے زمانہ میں ۳۰۰۰۰ تھے - اور اب ایک لاکھ ۲۴ ہزار کے لگ بھگ ہیں - پس موجودہ بھارت میں کم سے کم ایک لاکھ شلوک ضرور بڑھائے گئے ہیں +

چھ درشن یعنی فلاسفہ سنسکرت میں آریہ رشیوں کی تصنیف سے چھ فلاسفی کی کتابیں ہیں - اول سانکھ شاستر مصنفہ کپل رشی - دوم ویشیشک مصنفہ کناد رشی - سوم نیاء مصنفہ گوتم رشی - چہارم یوگ مصنفہ پتنجلی رشی - پنجم میمانسا مصنفہ جیمنی رشی - ششم ویدانت مصنفہ ویاس رشی

مورخ لیتھبرج صاحب فرماتے ہیں "آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے شوقین رہے - فلسفہ ہندسہ اور طبیعات کے استاد اول یہی ہیں - چھ مختلف وقتوں میں چھ فلاسفی ان کے ہاں تصنیف ہوئی ہیں"۔ (تواریخ ہند انگریزی مطبوعہ سنہ ۱۸۸۰ء لاہور)

ان چھ درشنوں پر جو کہ مختلف وقتوں میں مختلف رشیوں نے تصنیف کئے ہیں - چھ بھاشیہ ہیں - اول سانکھیہ پر بھاگوری مُنی کرت بھاشیہ - دوم ویشیشک پر گوتم منی کرت بھاشیہ سوم - نیاء پر واتساین رشی کرت بھاشیہ - چہارم یوگ پر ویاس مُنی کرت بھاشیہ - پنجم میمانسا پر ویاس کرت بھاشیہ - یا بودھاین کرت بھاشیہ - ششم ویدانت پر واتساین کرت بھاشیہ یا بودھاین کرت بھاشیہ -

جیمنی اور ویاس - بودھاین اور واتساین کا زمانہ ایک ہی ہے -

سب سے پہلا شاستر سانکھ ہے اور سب سے آخری ویدانت - کپل اور کناد کا زمانہ ابھی ہم تحقیقی طور پر نہیں بتلا سکتے - مگر گوتم رشی کا زمانہ صاف ظاہر ہے - کیونکہ گوتم جی کا بیٹا - سدآنند مہاراجہ جنک کا وزیر تھا - اور گوتم اور رامچندر جی کا سمباد بھی ہوا تھا - یعنی رامچندر کا زمانہ اور گوتم کا زمانہ یا گوتم اور دشرتھ کا زمانہ ایک ہے باقی ہم پھر کسی وقت مفصل لکھینگے -

چانک بلیغ چندر گپت راجہ نے جن کی کوشش بلیغ سے سریر سلطنت حاصل کیا وہ چانک جی مہاراج تھے - اور یہ تو صاف ظاہر ہے کہ وہ راجہ سکندر کا ہمعصر تھا -

چنانچہ سر جونس لکھتے ہیں کہ یونانی مورخوں نے لکھا ہے کہ

سندراکٹس نے سلیوکس کے ساتھ عہدنامہ کیا" (کتاب تحقیقات حالات ایشیاء جلد ۴ دیباچہ صفحہ ۲۷) لفورڈ صاحب کی رائے کے بموجب وہ ۳۵۰ برس اور پروفیسر ولسن صاحب کی رائے کے بموجب ۳۱۵ قبل مسیح کے ہوا - اور آوا - لنکا کے نقشوں سے اچھی طرح سے ظاہر ہوگیا کہ بموجب نقشہ اول کرانفورڈ صاحب کے جو رسالہ آوا میں شامل ہے - چندر گپت کی سلطنت کا زمانہ تین سو بانوے اور تین سو چھتر برس قبل مسیح کے اندر خاتم ہوتا ہے +

(دیکھو پرنسپ صاحب کے مفید نقشوں کا صفحہ ۱۴۲)

اور بموجب دوسرے نقشہ کے جو ٹرنور صاحب کے ترجمہ مہا ونسو میں داخل ہے ۳۸۰ و ۳۴۷ سال قبل مسیح کے بیچ میں ثابت ہوتا ہے + (دیکھو صفحہ ۴۷)

اور یونانیوں کے بیان سے اُس کا زمانہ سلیوکس کی تخت نشینی کے وقت سے جو ۳۱۲ برس قبل کے ہوئے اُس کی وفات تک جو ۲۸۰ برس قبل مسیح میں ہوئے - ثابت ہوتا ہے (دیکھو کلنٹن صاحب کی کتاب)

ان تمام شہادتوں پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ سلیوکس سکندر کی فوج کا سردار تھا - سلیوکس اور چندر گپت ہمعصر بلکہ رشتہ دار تھے - کیونکہ سلیوکس نے اپنی بیٹی مہاراجہ چندر گپت کو بیاہ دی تھی - اور سکندر ۳۲۷ سال قبل مسیح میں ہند پر حملہ آور ہوا - اُس کے مرنے

کے بعد سلیوکس بادشاہ ہؤا۔ اس واسطے ہر طرح سے ثابت ہے کہ چندرگپت کی تخت نشینی ۳۲۶ یا ۳۲۵ برس قبل مسیح کے ہوئی۔ پس یہ گرنتھ (۳۲۵+۹۰=۲۱۵) سال ہوئے کہ تصنیف ہؤا

یورپ کے عیسائی اور پادری مورخوں کی ندیدہیں (جو کسی چیز کے وقت مقرر کرنے ہیں غلطی کرتے ہیں) ایک فاضل نے کیا ہی اچھا لکھا ہے "مورخان اہل یورپ کا عام دستور ہے کہ بوجہ اس خیال کے کہ اُن کے خیال میں خلقت انسان بعد طوفان جس کو ۴ ہزار برس قرار دیئے ہیں نقش کا لحجہ ہو رہی ہے پُرانے نسبت ناموں کے تحریر کرتے وقت ایک اوسط ۲۵ ۳۰ برس کا لگا کر ایک ایسی فرضی مدت قایم کر لیتے ہیں۔ جو مدت مفروضہ طوفان نوح سے تجاوز نہ کرنے پاوے (دیکھو صفحہ ۹ تاریخ بدیع ہندوستان صفحہ ۳۷ء)

تاریخ دُنیا

جلد دوم

سوامی شنکر آچاریہ

ان کا زمانہ بھی کسی مورخ کے نزدیک جھگڑے سے خالی نہیں۔ نہ انگریزی تاریخ دان آپس میں اتفاق کرتے ہیں اور نہ ہی سنسکرت کے پنڈت۔ ہم حیران ہیں کہ ایک ایسے مشہور انقلاب کرنے والے واقع کی نسبت اتنا مغالطہ کیوں ہے۔ سال ۱۷۹۳ء کے تھیوسافسٹ میں لکھا ہے نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہم کو ان مہاتما (شنکر آچاریہ) کی ٹھیک تاریخ نہیں ملی کہ کس زمانہ میں گذرے۔ بعض تو ان کو دو سو برس قبل مسیح ہؤا بتلاتے ہیں اور بعض ۲۰۰ء میں اور اکثر حال کے علماء ان کو مسیح کے بعد آٹھویں صدی یعنی ۸۰۰ء میں مانتے ہیں اس بارہ میں ولسن۔ کولبروک۔ رام موہن ملے۔ یا جنیشر شاستری لد زیرد جے نرائن ترک۔ پنچانن ان سب کی یہی رائے ہے کہ شنکر آچاریہ جی اسی آٹھویں صدی میں ہوئے ہیں۔ بعض ان سے بھی بڑھ کر ۱۱۰۰ء یا کہ ۱۲۰۰ء سے آگے نہیں بڑھتے۔

مسٹر آر سی دت نے بھی عموماً انہیں کی تقلید پر ۱۱۰۰ء قایم کیا ہے +

آنریبل ڈاکٹر ہنٹر صاحب لکھتے ہیں "اس زمانہ میں جو ہادی پیدا ہوئے اُن میں اول کمارل ملک بہار کا ایک برہمن تھا۔ اُس کا زیادہ مشہور چیلا[1] شنکر آچاریہ تھا جس کے زمانہ سے معتبر تاریخ شروع ہوتی ہے۔ شنکر مالا بار میں پیدا ہؤا اور کل ہند میں وعظ کرتا پھرا (اور) کشمیر تک گیا اور کوہ ہمالہ پر ایک مقام کدارناتھ میں بتیس سال کی عمر میں وفات پائی +

ویدانتیوں کے فلسفہ کو حال کی صورت میں لانا اور قومی دین میں داخل کرنا اُسی کا کام تھا اور یہ کہنا راستی سے بعید نہ ہوگا کہ اُس کے زمانہ کے بعد جو آٹھ یا نو صدیاں گذری ہیں ان میں دینی فرقہ جو ہندوؤں میں پیدا ہؤا اُس کی بناء ایک شخصی خدا کے عقیدے پر پڑی ہے شنکر عموماً سب کو تعلیم دیتا تھا۔ خواہ وہ بڑی ذات کے حکما یا ذلیل عوام الناس سے ہوں۔ پس ایک قومی دین اور برہمنی فرقہ اُسکی عمر کی محنت کا نتیجہ ہے (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۱۵۳)

[1] ڈاکٹر صاحب کا یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ کہ شنکر آچاریہ۔ کمارل کا چیلا تھا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ شنکر آچاریہ گوبند گوڑ پاد آچاریہ کا چیلا تھا۔ جیسا کہ وہ خود اپنے بھاشیہ کی سماپتی پر کہتے ہیں۔ کہ بھگوت گوبند گوڑ کا پاد آچارج کی تدبھوسی کر شیوالا شنکر آچارج" اور علاوہ براں کمارل جی مہاراج کا اعتقاد بھی شنکر کے مخالف تھا۔ لیکن گوبند گوڑ کا بالکل ان کے مطابق تھا جیسا کہ اُن کی بنائی ہوئی کارِکا ایک شاہد ہے

اصل حال یہ ہے کہ سوامی شنکر آچاریہ درڈو یعنی ملیبار میں پیدا ہو کر گوبند گوڑ آچارج کے شیش (شاگرد) ہوئے۔ ان کا سیاحت پیشتر بدھ مذہب والوں سے بحثا۔ اور تمام عمر اُس مت کے کھنڈن میں مصروف رہے۔ اُن کے اُپدیش سے شیومت کا آغاز ہؤا۔ اور بدھ مذہب کا زوال۔ تمام ہندوستان میں وہ اپنے مت کا اُپدیش کرتے رہے جنوبی ہند کے علاقہ ملیبار سے کشمیر و نیپال تک دھرم اُپدیش کے واسطے دورہ کیا۔ بودھوں کے ہاں اُن کے پرچار سے کھر مچ گیا اور جوق در جوق لوگ ان کے مت میں آنے شروع ہو گئے۔ بالآخر بہت سے راجاؤں کو ویدک مت کا حامی بنا کر آریہ ورت کے ہر چہار گوشہ میں چار مٹھ قایم کئے۔ شمال میں جوشی مٹھ۔ جنوب میں شرنگیری مٹھ۔ مشرق میں بھوگوردھن مٹھ۔ مغرب میں شاردا مٹھ۔ اور آخری عمر کے بتیس سال کی اوستھا میں بمقام کدارناتھ دو بودھوں یعنی مسمیاں ابھی نوگپت اور ابھی نولیش نے (جو اسی غرض سے کچھ مدت پہلے مرید ہو گئے تھے) کسی قسم کا زہر دیدیا جس سے ان کی بھوک بند ہو گئی اور چھ ماہ بیمار رہکر وہاں اس قالب عنصری کا تیاگ کر دیا جس طرح بہر کہ سکندر۔ نپولین۔ اپالونیس اور عیسے کے مورخوں نے اُن کو خدا قرار دیا ہے۔ ان کی جائے پیدائش کی بابت بھی کچھ تنازعہ ہے۔

آنند گری جی چدامبر پور اور مادھوا جی کیلنے اور بجیشو شاستری جی کالپی میں بتلاتے ہیں اور بعض لوگ سالگ رام ضلع کیرال ظاہر کرتے ہیں۔ مگر اصل وہی ہے جو مادھو جی لکھتے ہیں۔ کہ شنکر آچاریہ کیلنے کے باشندے تھے۔ کیونکہ باقی محقق بالکل نہیں ہیں۔ صرف فرضی خیال دوڑاتے ہیں۔ اب ہم مندرجہ ذیل وجوہات پر شنکر سوامی کے زمانہ کی بابت تحقیقات کر کے ایک تاریخی مدت قایم کرتے ہیں +

درجہ اول۔ بدھ مذہب مسیح سے ۵۵۰ سال پہلے شروع ہؤا اور مسیح سے ۲۵۰ سال پہلے موریا خاندان کے زوال کے ساتھ اُس کا زوال ہونے لگا جیسا کہ لتھبرج صاحب فرماتے ہیں "بدھ مذہب ہند میں یوں تو بارھویں صدی تک یعنی تیرہ سو برس سے زیادہ رہا لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسیح سے دو سو برس پیشتر اس میں زوال شروع ہو گیا اور موریا خاندان پر زوال آتے ہی سارے ہند کے اندر برہمنوں کے مذہب میں دوبارہ جان پڑنے لگی۔ قنوج کے بڑے مشہور شہر نے تو برہمنوں کی عقیدت سے قدم باہر دھرا ہی نہ تھا مگر اب اور دیار و امصار بھی ایک ایک کر کے اپنے پہلے دھرم کی طرف جس کی شکل اب کسی قدر بدل گئی تھی۔ پھر رجوع کرنے لگے (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۲۷)

پس یہی یا اس کے قریب شنکر آچاریہ جی کا زمانہ ہے کیونکہ سارے ہند میں یہ بات زبان زد خلایق ہے کہ بودھوں کے مذہب کو زوال پہنچانے والے سب سے پہلے شنکر سوامی ہوئے ہیں۔ درجہ دوم۔ سوامی شنکر آچاریہ کی مصنفہ تین پستکوں (دس اُپنشد بھاشیہ۔ شاریرک بھاشیہ اور گیتا بھاشیہ) میں مسلمانوں اور ان کے مت کا نام و نشان ندارد ہے۔ حالانکہ ۳۲۶ء مطابق ۱۹۳ بکرمی اور ۱ہجری سے ہی مسلمانوں کے حملے ہندوستان پر ہونے لگ گئے تھے اور امن و امان کا تختہ تہ و بالا ہو رہا تھا۔ پس کوئی شک نہیں کہ شنکر آچاریہ مسلمانوں کے حملے سے بہت پہلے گذرے ہیں۔ نہ کہ مابعد کیونکہ اُن کے حملوں میں سراپا ناممکن تھا کہ کوئی ہندو ریفارمر اتنی آزادی سے ویدک دھرم کا پرچار کرے +

وجہ سوم۔ آٹھویں یا نویں گیارھویں یا چودھویں صدیوں میں مندرجہ ذیل تاریخی اشخاص گذر رہے ہیں ا۔ محمود غزنوی۔ ابوریحان۔ بھاسکر آچاریہ۔ آنند پال۔ راجا ہرش۔ سابن۔ پرتھی راج کوی چندر بردے۔ جے دیو۔ روپ دیو۔ رامانج۔ تیمور۔ کلہن پنڈت وغیرہ مگر ان میں سے کسی نے شنکر سوامی کو اپنا ہم عہد نہیں لکھا۔ اور نہ ہی خود شنکر سوامی نے ان میں سے کسی کو بھی اپنا ہمعصر تسلیم کیا ہے۔ پس وہ ان صدیوں میں ہرگز نہیں ہوئے۔ بلکہ اُن سے بہت پہلے ہوئے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے تمام ہندو مورخ اُن کو بدھ مت و ناستک اور ایسے

نزمانہ سے بہت پہلے ہوئے بتلاتے ہیں +

درجہ چہارم - پرسیوں کی مذہبی کتاب میں سکندر یونانی کے حالات میں زجران کا پیغمبر گذرا ہے لکھا ہے کہ جب وہ ہندوستان میں آیا تو اس وقت شنکر آچاریہ نامی ایک سادھو آریہ ورت کا پیشوا تھا جو یہاں اپنی مذہبی وعظ میں سرگرم تھا اور سکندر کا زمانہ یورش ہند اظہر من الشمس ہے

درجہ پنجم - اس صورت میں دو شنکر آچاریوں کے درمیان دینی مباحثہ ہوا - جس کی اثنا میں دوارکے مندر سے ایک تانبے کا پتر پیش کیا گیا - جس کی تاریخ سمت ۲۶۶۳ کلی یگی تھی - یعنی یہ پتر مسیح سے ۳۳۴ برس پہلے تحریر ہوا - جس کا زمانہ سکندر کے یورش ہند کے زمانہ سے کچھ پیشتر ہوتا ہے (امریکن مشن کی نور افشاں اخبار صفحہ ۶ کالم ۴ مورخہ مئی ۱۸۹۸ء)

۱۸۹۴ + ۳۳۴ = ۲۲۲۸ سال - ۴۹۹۴ - ۲۶۶۳ = ۲۳۳۱ -

درجہ ششم - شنکر آچاریہ کے زمانہ کو ان کے ایک شاگرد رشید نے اس طرح پر شلوکوں میں لکھا ہے

ऋषि वी रा स्त्र धा भू मि र्मे स्यौ द्वौ वा म मे सा नत्।
एक स्वे न स्व भे दं क स्सा क्षा धा स्त्त दि व स्स रे:॥ १॥
वि ध्व जि ज्ञ पि ता य स्य वि र या त श्च न्वि दं व रे।
त स्य भा यौं वि का दे वी शं क रे लो क श क रं॥ २॥
प्रसू ता स वै लोक स्य ता र णा य जग द्गुरुं॥

ترجمہ ۲۶۰۱ سمت یودھشٹری میں وشوجی پتا اور اسکا دیوی ماتا کے گھر دنیا کے کلیہ یان دینے والے شنکر سوامی پیدا ہوئے جو کہ بعد ازاں جگت گورو کہلائے +

چونکہ اس وقت یودھشٹری سمت (۴۳۳۱) ہے اس سے ۲۶۰۱ منفی کرنے سے ۲۱۴۷ باقی رہتے ہیں پس شنکر آچاریہ سمت ۱۵۷ میں پیدا ہوئے اور ۳۲ برس زندہ رہکر سمت ۱۸۹ میں فوت ہوئے اسی کے مطابق زمانہ حال کے مشہور محقق سوامی دیانند جی سرسوتی فرماتے ہیں" بائیس برس ہوئے کہ ایک شنکر آچاریہ دراوڑ دیش اتپن برہمن برہمچریہ سے ویاکرن آدی ست شاستروں کو پڑھ کر سوچنے لگے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۸)

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں - "شنکر آچاریہ کے تین سو برس کے پشچات اجین نگری میں وکرم آدتیہ راجا کچھ پرتاپی ہوا جس نے سب راجاؤں کے درمیان پرمقدم ہوئی - ۱۸۱۱ء کو مشکر شانتی ستھاپن کی - - - مہاراجہ وکرم آدتیہ سے لیکر شیعوں کا بل بڑھتا آیا لوگوں نے شنکر آچاریہ کو شیو کا اوتار ٹھیرالیا (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۸)

یاد رکھنے کے لایق نکتہ - شنکر آچاریہ کے چار مٹھ قایم کرنے کے بعد جو ان گدیوں پر بیٹھا وہ بھی شنکر آچاریہ کہلایا - اور یہی سبب ہے کہ اسی سلسلہ سے اب بھی شنکر آچاریہ موجود ہیں - جس طرح بابا نانک کے گدی نشین آخیر تک اپنے بھجنوں میں نانک جی کا نام ڈالتے رہے اپنا نہیں مگر محقق مزاج جانتے ہیں کہ کون اکیہ بابا نانک جی کا ہے اور کون کے بعد جانشین کا - اسی طرح آدی شنکر آچاریہ کے بعد جو گدی نشین ہوا - وہ شنکر آچاریہ کہلایا - ان سجادہ نشینوں میں سے مختلف زمانہ میں مختلف شنکر آچاریہ بودھ مذہب کے خلاف کام کرتے رہے - اور آخری وہ ہوا جس نے مسلمانوں کے آنے سے ایک سو برس پہلے بدھ مذہب والوں کو بالکل ہندوستان سے خارج کر دیا - ہم ناظرین کے یاد رکھنے کے واسطے عرض کرتے ہیں کہ پہلا شنکر آچاریہ مسیح سے تقریباً تین سو برس پہلے ہوا - یعنے بکرم سے ۲۴۳ برس پہلے -

دوسرا شنکر آچاریہ مسیح سے ۷۰ سال پہلے ہوا - جس کا چیلا بھرتری ہری تھا یعنی برادر بکرم آدتیہ مصنف تین شتک - (ویراگ - شرنگار - اور نیتی) اور یہ بکرم آدتیہ کے سمت ۲۲ تک زندہ رہا -

تیسرا شنکر آچاریہ سمت ۵۴۲ بکرم میں ہوا یعنی ۴۸۰ عیسوی میں

چوتھا شنکر آچاریہ سمت ۵۲۵ بکرم میں ہوا - مطابق ۸۶۶ء کے جو ۸۹۹ بکری مطابق ۸۳۳ء میں فوت ہوا -

غلطی کی اصلاح - تاریخ دنیا حصہ اول میں یودھشٹری سمت کی تحقیقات کے متعلق ہم سے ایک غلطی ہوئی - یعنی ہم نے کلی یگ کے سمت کو ہی یودھشٹر کا زمانہ تسلیم کر لیا مگر ایسا نہیں ہے - پنڈت کلہن مصنف راج ترنگنی وغیرہ سنسکرت کے لایق مورخوں نے لکھا ہے - کہ کلی یگ کے ۶۵۳ برس گذر چکے تھے - تب یودھشٹر جی گدی نشین ہوئے اور اس وقت سپت رشی مگھا نکھشتر میں تھے - پس ۴۹۹۴ - ۶۵۳ = سمت ۴۳۳۱ اس وقت یودھشٹری سمت ہے - اور یودھشٹر کے ۲۱۵۷ - اور کلی یگ کے ۲۸۱۰ میں شنکر آچاریہ ہوئے -

درجہ ہفتم - مشہور فاضل سمتھ صاحب اپنی کامل تحقیقات کے بعد فرماتے ہیں - کہ شنکر آچاریہ سوامی - گوتم بدھ کی موت کے ساٹھ برس بعد انڈیا (آریہ ورت) میں پیدا ہوئے (اے - بی - سی - ت صاحب کی ایسو مٹرک بدھزم صفحہ ۱۴۹)

بدھ مذہب مسیح سے ۵۰۰ سال پہلے ۷۸ = ۴۸۰ = ۶۰ = ۴۲۰ + ۱۹۹۵ = ۳۲۱۵

مہاراجہ وکرم آدتیہ کے سمونت کی تحقیقات

مہاراجہ بکرم یا وکرم یا وکرم آدتیہ یا بکرماجیت ایک مشہور و معروف شہنشاہ آریہ ورت میں ہوا جس کی دارالسلطنت اجین نگری اور چھ سو چھوٹے راجہ اور رئیس جس کے ماتحت تھے وہ درحقیقت سارے ہندوستان کا مہاراجہ اور اول درجہ کا کریم النفس اور عادل تھا اور اسی واسطے پرسوار بھی مشہور تھا - اس نے ایک وقت سب قرضداروں کے قرض ادا کر کے اپنا سمونت جاری کیا - جو اس وقت ۱۹۵۲ ہے - وہ باوجود اتنا بڑا شہنشاہ ہونے کے چٹائی پر سوتا اور ندی سے اپنے واسطے خود جل بھرتا تھا - شاہی خزانے سے اپنے عیش و عشرت کے لئے ایک کوڑی بھی نہ لیتا اور شب و روز رعایا پروری اور مظلوموں کی دادرسی میں مصروف رہتا تھا +

آج کل کے بعض مورخ اپنی انوکھی تحقیقات سے اس کی ہستی اور سمونت دونوں سے انکاری ہیں - اور کہتے ہیں کہ چھ سو برس گذرنے کے بعد کسی نے یونہی یہ سمونت جاری کر دیا - اور ایک کی بجائے ۶۰۰ لکھنا شروع کر دیا -

بعض کہتے ہیں کہ بھوج ہی راجہ بکرم تھا جو سمت ۱۰۴۵ میں ہوا - اور اس کا جھوٹ موٹ سمت کو ۴۵ سال پہلے لکھنا آرنبھ کر دیا

بعض کہتے ہیں کہ کالیداس کی نظم کی طرز تحریر کا زمانہ تھا سنہ ۶۰۰ء سے پہلے کا نہیں ہے - ان لوگوں کے قیاس کے بموجب بکرماجیت نے جس کے زیر سایہ کالیداس اور ترشنکر جیسے علامہ لوگ موجود تھے - چھٹی صدی عیسوی میں عروج پایا - مسٹر رومیش چندر دت بھی ان لوگوں کے پیرو ہیں - کیونکہ وہ بھی کہتے ہیں کہ بکرماجیت کا سمت ۵۴۴ میں رائج ہوا

نگرشری دیو کرت وکرم چرت میں لکھا ہے - کہ وکرم آدتیہ تیر تھنکر وردھمان کے مرنے سے ۴۷۰ برس پرے اجین میں راج کرتے تھے - اور انہوں نے ہی سمونت ستھاپن کیا -

پروفیسر گریفتھ صاحب کہتے ہیں "مسیح سے ستاون سال پیشتر بکرم کے سمت کا آغاز ہوا" (دیکھو دیباچہ رامائن)

مورخ لتھبرج صاحب فرماتے ہیں - بکرماجیت کا سمت جس کا آغاز سنہ عیسوی کے ستاون سال پیشتر سے ہے - ہندوستان میں اب تک بھی بہت دور دور تک مروج ہے - (تاریخ ہند صفحہ ۱۴) مورخ مارش مین لکھتے ہیں کہ راجہ بکرم والی اجین کا سمت سنہ مسیح سے ۵۶ سال پہلے آغاز ہوا (مارشمین ہسٹری صفحہ ۲۰)

آنریبل ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر صاحب لکھتے ہیں - "بکرماجیت اجین کا راجہ جو ملک مالوہ میں واقع ہے - بہت مشہور و معروف ہے - اور اس کی فتوحات کی یادگار میں ہندی تاریخ شمار کرنے کا

تاریخ دنیا

طریقہ قایم ہوا جس کو سمت کہتے ہیں اور سنہ عیسوی سے ستاون سال قبل شروع ہوتا ہے۔ (صفحہ ۱۳۷) اب ہم اپنی تازہ تحقیقات بھی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ یہ کہنا سراپا باطل ہے کہ بکرماجیت کا سمت چار یا پانچ سو برس مقررہ تاریخ سے بعد جاری ہوا۔

ثبوت اول۔ کالیداس مشہور جوتشی اپنے گرنتھ جیوتر دوابھرن میں لکھتا ہے۔ ادھیاء ۲۲ شلوک ۱۰ مطبوعہ بنارس

वर्षेसिन्धुरदर्शनाम्बरगुणैर्याते कलौ संमित। मासे माधवसंमिते ऽत्र विहितो ग्रन्थक्रियोपक्रमः ॥

یعنی کلی یگ کی سمت ۳۰۶۸ میں بعہد راجہ بکرمادتیہ میں نے یہ گرنتھ تصنیف کیا اور اُسی کتاب کے دیگر مقام سے ظاہر ہے کہ اُس وقت بکرم کا سمت ۲۴ تھا اور ۴۹۹۵ سے ۳۰۶۸ منفی کرنے پر ۱۹۲۷ رہ جاتے ہیں اور آج تک اتنے سال اس کی تصنیف کو ہوتے ہیں

پنڈت تارا ناتھ ترک واچسپتی نے بھی لکھا ہے کہ کل یگی سمت ۳۰۴۴ میں بکرم کا سمت شروع ہوا اور اس کتاب کی تصنیف کو آج تک ۱۹۲۷ سال ہوتے ہیں۔

ثبوت دوم۔ متصل جونا گڑھ ملک کاٹھیاوار میں ایک پرانے تالاب کی کھدائی میں ایک کتبہ ملا ہے۔ جس کو راجہ رُودر دامن نے سودرشن نام تالاب کی تقریب پر لگایا تھا اُس کتبہ میں سمت ۷۲ بکرمی کھدا ہوا ہے یہ کتبہ چھاؤنی راجکوٹ کے میوزیم (عجائب گھر) میں موجود ہے)

ثبوت سوم۔ اسی بکرم نے روم کے قدیم بادشاہ اغوسطس کو ایک دوستانہ مراسلہ لکھا تھا۔ بدیں مضمون کہ "اگرچہ میں چھ سو صوبوں کا شہنشاہ پر یہ تمنا ہے۔ کہ آپ سے ملاقات حاصل کروں۔ آپ کوئی جگہ مقرر کیجئے۔ تو میں ملاقات سے مستفیض ہوں اور جو کام جس میں میری سعی مفید ہو ارشاد فرماویں۔ تاکہ بجالاؤں۔ لفافہ پر اپنا نام پروش شہنشاہ ہندوستان لکھا ہوا ہے"۔

دی اینول مورخ لکھتا ہے کہ یہ چٹھی یونانی حروف میں لکھی ہوئی تھی ان کو اُس دمشقی نے اُس چٹھی کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ اُس میں مہاراجہ موصوف کے تخت گاہ کا نام ورین لکھا ہوا ہے جو اجین کا معرب ہے اور بالضرور بکرم کے ماتحت ۶ سو راجے تھے اور لفظ پروش اُس کی قوم پنوار یا پرمار یا پورا یا پورالیش کا یونانی بنایا ہوا ہے اور سال کی مطابقت بھی ہے کیونکہ اغوسطس اگسٹس ۲۷ سنہ ع میں حکمران تھا (از سیر المتقدمین و چہل جواب تاریخی صفحہ ۹۲)

اور ایسا ہی کالیداس کے جیوتر دوابھرن میں لکھا ہے (دیکھو ادھیاء ۲۲ شلوک ۱۸)

योरूमदेशाधिपतिं शकेश्वरं जित्वा गृहीत्वोज्जयिनीं समानयत्। सर्वप्रजामंगलसौख्यसंपद्भूवन् सबन्न चवेदकर्म ॥

یعنی جو روم دیش کے شکون کے راجہ کو جیت کر سندر اجین پوری کا مالک تھا سب پرجا کو منگل اور سکھ اور خوشحالی تھی۔ اور سب جگہ ویدک کرم ہوتا تھا۔ اور بکرم آدیتہ کا دوسرا نام شکاری بھی مشہور ہے۔ یعنی شکون کا دشمن

ثبوت چہارم۔ ایک اور پتھر گوند انام گانو متصل کھمالیا راج جام نگر ملک کاٹھیاوار سے نکلا ہے۔ جس کو راجہ رودر سنگھ نے ایک تالاب کے بنانے کی تقریب پر لگایا تھا۔ اُس میں سمت ۱۰۳ بکرمی کھدا ہوا ہے

ثبوت پنجم۔ اسی طرح ایک اور پتھر جس رن گانو علاقہ راج کوٹ میں سے نکلا ہے پیہ کا کھٹیاوار کا گانو ہے وہاں سے دو کوس دور ایک دھار ہے اس پر ایک بڑی شلا پڑی ہے جو ایک تالاب یا چاہ کی تقریب پر کھدائی گئی تھی۔ اُس میں لکھا ہے کہ بعہد راجہ رُودر سین سمت ۱۲۷ بکرم میں کھدوایا تھا۔

ثبوت ششم۔ خاص دوارکا میں لائبریری کے پاس ایک پتھر کی شلا ہے جس پر سموت ۱۳۲ بکرمی اور نام راجہ رودر سین کا کندہ ہے۔ یہ بھی کسی ایسی ہی تقریب پر کھدائی گئی ہے۔

ثبوت ہفتم۔ راجہ بکرم سے ۱۳۵ برس بعد شالباہن ہوا جس نے اپنا سکہ چلایا۔

ثبوت ہشتم۔ موضع باکوڑی ریاست جام نگر کے پاس سے ایک اور پتھر کی شلا کھدی ہوئی نکلی ہے۔ جس پر سموت ۲۹۱ بکرمی کندہ ہے۔ یہ کتبہ بھی کسی دھرمارتھ کام کے واسطے طیار کیا گیا تھا۔ یہ تمام کتبے۔ اور ان کے اصلی پتھر مقام راجکوٹ چھاؤنی ملک کاٹھیاوار گجرات کی سرکاری لائبریری میں موجود ہیں۔ جن کا جی چاہے تحقیقات کرلے۔

ثبوت نہم۔ ایک اور کتبہ جسے سر ولیم جونس اپنے ورکس جلد ۶ مطبوعہ لندن سنہ ۱۷۹۹ء صفحہ ۲۵۰ میں نقل کرتے ہیں۔ اور جو دہلی کی لاٹھ پر لکھا ہوا موجود ہے۔ اُسے ہم یہاں بعینہٖ نقل کرتے ہیں۔

आविंध्यादाहिमाद्रेर्विरचितविजयस्तीर्थयात्राप्रसंगा... यथार्थं पुनरपि कृतवान् वृत्तिं संमतिं वा हमान तिलकः शाकं भरीकरदं व्यधायि ह मवद्ध आसंवत् श्रीविक्रमादित्यात् १२२० वैशाख सुदि ... मायम हामे श्रीराजपुत्र श्रीसलक ।

یہ بیسالدیو سمت ۱۲۲۰ بکرمی کا ہے۔ محقق کہتے ہیں کہ یہ کتبہ راجہ دستال دلیو دراجہ امل دیو شاہ کمبری کے راجہ کا ہے جو وساکھ شکل پکش تخفی کو لکھا گیا۔

ترجمہ۔ وندھیا اور ہمالہ تک وہ مشہور ہی ہیں کم نہیں تھا۔ آریہ ورت کو پھر ویسا ہی اس نے بنایا۔ جیسا کہ اُس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد پرتی راج تک شاہ کمری کا راجہ ہے۔ ہم سے ہمادت اور بندھیا کا علاقہ باجگذار بنایا گیا ہے۔ اور شری وکرم آدتیہ سمت میں وساکھ کی شکل پکش میں مہامنتری راج پتر شری سلک

ثبوت دہم۔ شاہجہان پور سے ۲۵ میل پر قصبہ بانس کھیڑا میں ایک کسان کو اُس کے کھیت میں ایک تانبے کی تختی ملی ہے۔ جس پر سنسکرت حروف میں ایک مہر لگی ہوئی ہے۔ جو مہاراجہ ہرش وردھن (جس کی راجدھانی تھانیسر تھی) کی عطا کردہ ہے جس نے سمت ۶۶۱ بکرمی سے ۷۰۶ بکرمی تک راج کیا۔ اس تختی پر سند عطائے جاگیر رام نگر جو قریب آنولہ علاقہ روہیلکھنڈ میں واقع ہے بنام دو عالم برہمنوں کے اپنے مرنے سے دو سو برس پہلے یعنی سمت ۶۹۵ بکرمی میں لکھی ہوئی ہے

پنڈت جوالاسہائے صاحب ایم۔ اے لدھیانہ علاقہ پنجاب سے جو مضمون سنہ ۱۸۹۱ء کے نویں کانگرس میں بمقام لنڈن ارسال کیا تھا۔ بعنوان سمت۔ اُس میں بھی انھوں نے اُس کو نہایت عمدگی سے پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے۔ اور مخالفوں کے دعاوی کی بڑی عمدگی سے تردید کی ہے۔ بنابرآں ہم وہ مضمون بجنسہٖ ترجمہ کرتے ہیں

اول کانگریس مذکور کے سیکرٹری اُس مضمون پر اپنی طرف سے ایک ریمارک دیتے ہیں۔ "دو کاغذ جو مشرقی زباندانوں کی قوموں کی نویں کانگرس میں جو بمقام لنڈن سنہ ۱۸۹۱ء میں ہوئی پڑھے گئے

(۱) سال سمبت مرتبہ پنڈت جوالاسہائے ساکن لدھیانہ۔ (۲) بھارت ناٹک شاستر یعنی انڈین ڈرامیٹکس مصنفہ پنڈت ایچ ایچ دہرو ساکن بڑودہ۔

یہ دونو کاغذ جو ہندوستان کے مشہور فاضلوں کی قلم سے نکلے ہیں۔ ہندوستان کے تاریخی معاملات کے بارہ میں ایک اور زمانہ بتلاتے ہیں۔ اور یہ قدیم رد فضلا کے کلام کا ایک تازہ ثبوت دیتے ہیں۔ کہ جو تاریخیں ہندوستان کی علمی تاریخ کی نسبت یورپ کے فضلا کے گمان کے مطابق قایم کی گئی ہیں۔ وہ دوبارہ غور کرنے کے قابل ہیں۔

بکرماجیت کی تاریخ کی بابت مشہور عام روایت یہ ہے کہ بکرماجیت اور اُس کے ۹ رتن جن میں سے کالیداس مصنف شکنتلا نہایت مشہور ہؤا ہے۔ سنہ عیسوی سے پہلے اول صدی میں ہوئے ہیں اور اس سمت کا پہلا سال جولیئس قیصر کے ملک برطانیہ پر حملہ آور ہونے سے قریباً مطابقت رکھتا ہے ✣

کچھ سال گذرے کہ یورپ کے مشرقی زباندانوں کی ایک جماعت نے عام روایت کو علیحدہ رکھ کر عقلی نتائج اور گمان کے ذریعہ سے اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ بکرماجیت درحقیقت چھ یا صدی بعد میں ہؤا ہے اور اس نتیجے پر پہنچنے کی دلیل جو دی گئی ہے وہ کبھی زیادہ یقین دلانے والی نہیں ہوئی اور اس خوفناک اصول پر مبنی ہے کہ کسی کتاب کی تاریخ اُس کے مضامین سے کہ آیا اُس میں نئے یا پرانے خیالات درج ہیں معلوم ہو سکتی ہے۔ پروفیسر میکس مولر نے اُپنشدوں کی تاریخ لکھنے کے وقت ظاہر کیا تھا۔ کہ یہ ایک بڑا خوفناک اصول ہے۔ اُس نے لکھا ہے کہ جب تک ہم کو پہلی اور آخری جلد کی بابت کچھ زیادہ معلوم نہ ہو۔ ہم نہیں کہ سکتے کہ اُن کے مصنف یا مولفوں کے کیا خیالات تھے۔ ناممکنات کے لئے کوشش کرنا ایک دلیری کا کام تو ہے۔ لیکن یہ فاضلوں کا کام نہیں ہے۔

وہ دلیل جو کہ بکرم کے مسیح سے ۶۰۰ برس بعد ہونے کی بابت دی گئی ہے۔ یہ ہے کہ چونکہ کالیدہ اس بکرماجیت کا ہمعصر تھا۔ اور اس کی طرز تحریر ایک بناوٹی ہے اس لئے کچھ کچھ حال کی ہے اور سنہ عیسوی کی ساتویں صدی چنداں پرانی نہیں اس لئے کالیداس اور معہ اُس کے بکرماجیت قریباً ساتویں صدی میں ہوئے ہیں ✣

اس دلیل کی غلطی ظاہر کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ گمان جس پر کہ مبنی ہے اب اُٹھتا جاتا ہے اور فضلا کی یہ راے ہوتی جاتی ہے۔ جیسا کہ پہلے ڈاکٹر بوہلر اور ڈاکٹر پیٹرسن نے ظاہر کی تھی کہ ہندوستان کی عام روایت بکرماجیت کی سمت کی نسبت قریباً صحیح ہے دوم یہ راے ظاہر کی گئی ہے اور پروفیسر ویبر صاحب نے تائید کی ہے کہ سمت کے سال کا ٹھیک وہی حال ہے جو جولئیس اور گریگری جنتری کے حساب کا۔ بکرماجیت کا اُس کے سمت کے پہلے سال میں ہونا ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ جولئیس قیصر اور پوپ گریگری کا اُن کے جنتری کے پہلے سال میں ہونا ✣

لیکن یہ راے درست نہیں ہے۔ کیونکہ سمت کے سال کی حالت جولئیس اور گریگری کی جنتری کی حالت سے بالکل مختلف ہے کیونکہ گریگری کا سنہ یا بکرماجیت کی جنتری کی حالت سے بالکل مختلف ہے کیونکہ گریگری کا سنہ یا بکرماجیت کی جنتری کوئی نہیں کہتا۔ اس لئے یہ مقابلہ شروع سے ہی غلط ہے پس تمام دلیل جو اس پر مبنی ہے ضرور ہی غلط ہے ✣

پروفیسر ویبر نے ظاہر کیا ہے کہ ہم کو معلوم نہیں ہے کہ سمت کے سال کے شروع ہونے کا کیا باعث ہے۔ اور اُس کی غرض ہندوستان کی روایتوں کو غیر معتبر ٹھیرانا ہے۔ لیکن ٹھیک وہی حال سنہ عیسوی کا ہے۔ کیونکہ پادریوں نے عیسٰے کی پیدائش سنہ عیسوی سے چار برس پہلے قرار دی ہے۔ لیکن اس بنا پر کوئی یہ نہیں کہتا کہ جولئیس قیصر اگیبرٹ یا شارلیمن کا ہمعصر تھا اور بکرماجیت کا عیسٰے سے پہلے اول صدی سے اٹھا کر چھٹی صدی میں تبلانا ٹھیک ویسا ہی ہے ✣

اب ہم اصل مضمون پنڈت جوالا سہاے جی کا جو انہوں نے لنڈن کی کانگرس میں ارسال کیا تھا درج کرتے ہیں

سمت گذشتہ چند سالوں میں مشرقی عالموں نے بکرماجیت اعظم بادشاہ (کہ جس کی دیسی شاعروں نے تعلیم کو مدد دینے کی وجہ سے بڑی بھاری تعریف کی ہے اور جسکا دربار مشہور نو رتنوں سے سجا رہتا تھا) کی سمت کی بابت بہت کچھ تحریر کیا ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ اس نے مسیح سے ۵۷ برس پیشتر راج کیا۔ دوسرے اس کو نہ مانتے ہوئے یہ دعوے کرتے ہیں۔ کہ کالیداس کے نظم کی تحریر کا زمانہ چھٹی صدی مسیح ہے (جو کہ سنسکرت زبان کے دوبارہ سرسبز ہونے کا زمانہ ہے) پہلے کا نہیں ہو سکتا ✣

ان لوگوں کے قیاس کے بموجب بکرماجیت نے کہ جس کے زیر سایہ کالیداس اور شنکو جیسے شاعر تھے چھٹی صدی عیسوی میں عروج پایا۔ اس راے کے قایم کرنیوالی پارٹی کے سردار ڈاکٹر فرگیوسن ہیں اُن کا دعوے ہے کہ بکرماجیت کا سمت ۵۴۴ء سے شروع ہؤا۔ حالانکہ وہ اہل ہنود کے جیوتش کے بموجب سنہ مسیح سے ۵۷ برس پیشتر ہؤا ✣

پروفیسر میکس مولر پہلی راے کی تائید کرتا ہؤا یوں رقم طراز ہے کہ اگر ایک پتھر یا سکہ بھی ہمیں ایسا دستیاب ہو جاوے کہ جس پر ۳۰۰ء میں بکرماجیت کا سمت درج ہو تو یہ سب قیاس رد ہو جائیگا

ڈاکٹر ویبر۔ ہولٹزمن کی راے سے جو مندرجہ ذیل ہے متفق ہے "بکرماجیت کے عروج کو اسکی سمت کے پہلے سال سے منسوب کرنے میں ہم اس قدر غلطی کے مرتکب ہونگے جس قدر کہ پوپ گریگری تیرھویں کو گریگورین سمت یا جنتری کے پہلے سال سے یا جولیس سیزر کو جولین زمانہ کے پہلے سال سے جو کہ اُس کے نام سے مشہور ہے۔ یعنے مسیح سے ۱۲ ۔ ۴ برس پیشتر منسوب کرتے ہیں" پروفیسر پیٹرسن کا قول ہے کہ یہ راے اب قایم نہیں رہ سکتی ہے اور ایک پرچہ میں جو اُس نے رایل ایشیاٹک سوسیٹی بمبئی میں پڑھا تھا کہ جس قسم کی نظم کالیداس کی کتابوں میں پائی جاتی ہے۔ سنہ عیسوی کی پہلی صدی میں بھی پرانا ہنر سمجھا جاتا تھا۔ نظم کا رواج کم سے کم ۸۰ تک جبکہ کنشکا کے زمانہ میں اشواگھوش نامی برہمن نے بدھ مذہب اختیار کر کے بدھ کی زندگی لکھی۔ ضرور جاری تھا۔ پروفیسر پیٹرسن پتنجلی سب کے سب شاعر بھی تھے۔ اور اسی واسطے اس کا خیال ہے کہ ان کہاوتوں کو جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ بکرماجیت اور اس کا دربار مسیح سے ۵۷ برس پیشتر تھا اور اس وقت مشہور شاعر بھی تھے۔ بے اعتباری کی نظر سے دیکھنا بالکل نامناسب ہے ڈاکٹر بوہلر اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ سمت ۵۴۴ رائج تھا اور ڈاکٹر کیل ہارن بھی اس سے متفق ہے۔ مجھ کو بھی ان آخری تین مورخوں کی راے سے اتفاق کرنے میں ذرا بھی اعتراض نہیں اور مندرجہ ذیل چند نوٹ اس راے کو اور زیادہ مضبوط کرنے کے لئے لکھتا ہوں

جیوترودا بھرن کی ایک مشہور روایت سے کالیداس بکرماجیت کے دربار کا ایک مشہور شاعر پایا جاتا ہے اس کی نظم اور ڈراما سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنسکرت زبان کے ہر ایک علم سے بخوبی واقف تھا۔ اُس کی تصنیفات میں ویدک توحید۔ ہندو فلاسفی۔ پورانک کہانیاں۔ علم ستاروں کا اس قدر تذکرہ ہے کہ اس کا شروت بڑھ علم چھند میں لکھنا اور علم جوتش پر جیوترودا بھرن کا لکھنا کچھ بھی تعجب انگیز نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خود لکھتا ہے۔

शंकुवादिपंडितवराः कवयस्त्वनेके। ज्योतिर्विदासभावना श्ववराहपूर्वाः॥ श्रीविक्रमस्य बुधः संसदि प्राज्ञबुद्धौ। तैरप्यहंनयो सखा किल कालिदासः॥

مندرجہ بالا شلوکوں میں سے آخری شلوک سے بخوبی ظاہر ہے کہ کل یگ کے ۳۰۶۸ برس میں یہ کتاب لکھی گئی۔ کل یگ کی سمت کی رو سے اب ۴۹۹۳ برس ہیں اس حساب سے کتاب کو لکھے ہوئے ۱۹۲۵ برس گذر ے۔ علم جوتش کے متعلق بہت سی تصنیفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بکرماجیت کل یگ کی سمت ۳۰۴۴ میں تخت پر بیٹھا۔ اور کالیداس کے جیوترودا بھرن شاستر بنانے سے ۲۴ برس پہلے راج شروع کیا۔

متذکرہ بالا واقعات سے علم حساب کے رو سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ بکرماجیت کا سمت اُس کے تخت نشین ہونے سے شروع ہوتا ہے ✣

علاوہ بریں تھوڑا عرصہ گذرا کہ مجھ کو دستی لکھی ہوئی ایک سنسکرت کی کتاب جسکا نام گورجر دیش بھوپاولی गुजरदेशभूपावली ہے ملی ہے جس کے مضامین اس قسم کے شلوک نقل کرنے کے لئے بہت مدد دیتے ہیں اس کتاب میں ایک سو شلوک ہیں اور سمت ۱۸۶۵ میں ایک جینی رنگ وجے نام نے اس کو تحریر کیا تھا ۔

سنسکرت زبان کا اس قدر کم خزانہ ہمارے تک پہنچا ہے کہ ایک چھوٹا سا تواریخی ریکارڈ بھی موجودہ زمانہ کی تحقیقات کرنے والوں کے لئے ایک بڑی بھاری نعمت ہے ۔

اس کتاب کا مصنف گجرات دیش کے بادشاہوں کا مہابیر جین مت کے گورو کی وفات سے لیکر ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کے زوال تک سب تفصیل وار حال بیان کرتا ہے ۔

جو کچھ وہ ہندو راجاؤں کی بابت تحریر کرتا اس کا مختصر خاکہ میں یہاں درج کرتا ہوں جس رات کو مہابیر تیرتھنگر نے انتقال کیا۔ اسی رات پالک تخت پر بیٹھا اور ساٹھ برس تک راج لیا۔ اس کے جانشین نوندے ہوئے جن کی حکومت ۱۵۰ برس تک رہی اس کے بعد چندر گپت کے مورین خاندان کا دور شروع ہوا۔ جس کے قبضہ میں گجرات کا تخت ۱۰۸ برس تک رہا۔ اس کے بعد لپشپ متر۔ بال متر۔ نرواہن کے نام پائے جاتے ہیں جن کا زمانہ سلطنت قریباً ۱۳۰ برس کا ہوتا ہے ۔

گرد بھیل جس نے صرف ۱۳ برس تک راج کیا شاماچاری سرسوتی کی سازش سے راج کھو دینے والا ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ملک ۴ برس ستھین (شاک لوگوں) کے قبضہ میں رہا جن کو بعد ازاں بکرماجیت والئے اُجین نے وہاں سے نکال کر خود مہابیر کی موت سے ۴۷۰ برس بعد تخت نشین ہوا۔ اُس کی آزادی اور سخاوت کی بہت ہی تعریف کی گئی ہے اُس نے ایک نیا سمت جاری کیا اور ۸۶ برس سلطنت کی۔ اُس کے بعد اُس کا بیٹا جانشین ہوا۔ مگر اس کے سمت کے ۱۳۵ برس بعد ایک اور راجہ شالباہن نامی نے زور پکڑا اور شاک سمت جاری کیا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جو کچھ مصنف کی رائے بکرماجیت اور شالباہن کی بابت ہے اُس کو یہاں درج کر دوں

वीरमोता च्च म सत्या युते व र्षं च तु : श ते । व्यती ष्व विक्रमा
दित्य उ च्छ यिन्या मभूदि नः ॥ स त्व सित : ॥ स त्व सिध्य
ग्नि वे ताल प्रमुखा नेक दे वता । वि द्या सि द्धो मंत्रसिद्धः सौ
वर्णं पूरु षः ॥ ध्यै र्यादि गुण विख्या त : स्था ने स्था ने न रा
परैः । परी क्षक च्च पा षाण नि श्च ष्ट सत्व कां च न : ॥
स स्मा वा इ ह श्री या म् दा ना य न्न ण म खि लाम् ॥
कृ त्वा मम्व त्सर णां स : आसी त् क र्ता म ही त ले ॥
ष ड शीतिमि त म रा ज्य म् व र्षा णा म् त स्य भू प ते ।
वि क्र मादि त्य पुत्र स्य न तो राज्यम् प्रव र्त्ति म म् ॥
पंच त्रिंश द्युते भू पा द्व त्स रा णा म् श ते ग ते ।
शालि वा ह न भू पो भू द्व त्सरे श क का र क : ॥

شالباہن کے عہد حکومت کے ۵۰ برس بعد بال متر پاپر سا تخت نشین ہوا اور ایک سو برس تک راج کیا سمت ۲۸۵ سے مصنف بادشاہ ہتری متر۔ برہیہ متر۔ بھانو متر کا نام لکھتا ہے ۔ جنہوں نے سمت ۳۰۰ تک راج کیا۔ اس کے بعد آما بھوجا کا دورہ رہا اور اُن کے بعد پانچ اور جنہوں نے ۲۴۵ برس حکومت کی یہ چور خاندان میں سے بن راج پہلا شخص ہوا ہے جو گجرات پر ساٹھ برس تک حکمران رہا ہے جس اثناء میں اُس نے پٹن

شہر آباد کیا۔ چور خاندان کے باقی راجہ مفصلہ ذیل ہوئے ہیں۔
یوگیہ راج ۳۵ سال۔ کیمشم راج ۲۶ سال۔ بھادور راج ۲۹ سال۔ بجہ سنگھ راجہ ۲ سال رتن آدتیہ راجہ ۱۵ سال۔ سامنت سنگھ ۷ سال ۔

چور کے خاندان نے ۱۹۶ سال حکومت کی۔

اب اس کے بعد سمت ۹۹۸ میں آتے ہی جبکہ مولراج نے گجرات کا راج لیا اور ۵۵ برس تک حکمرانی کی وہ بلاشبہ چالک خاندان میں سے پہلا بادشاہ تھا اس کے بعد اسی خاندان کا عہد حکومت رہا۔ اس خاندان نے کل ۲۴۵ سال تک حکومت کی ۔

اس خاندان میں بہت سا مشہور راجا کمار پال تھا جو سمت ۱۱۹۹ سے ۱۲۳۰ تک گذرا ہے اس کے ہوشیار وزیر دآہر نے جھرگو پور میں جینا پتی کا مندر بنایا سمت ۱۲۹۸ میں ورہدھول تخت پر بیٹھا اور دس برس بعد مر گیا۔ اس کے بعد چار راجوں نے گجرات پر ۶۳ برس حکومت کی ان میں سب سے آخری کرن دیو تھا جس نے سمت ۱۳۶۱ سے ۱۳۶۰ تک راج کیا اس کا جانشین خضر خاں خلجی ہوا۔ اس وقت سے گجرات مسلمان بادشاہوں کے قبضہ میں آگیا اور پھر مصنف مغلیہ بادشاہ شاہ عالم کے زمانہ تک پہنچتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے یہ کل واقعات تواریخ سے منتخب کرکے تحریر کئے ہیں۔ اگرچہ برہمنوں کی کتابوں میں بہت تھوڑا علم تواریخ باقی رہ گیا ہے تاہم چند سال کی کوششوں سے معلوم ہوا ہے کہ جین لائبریری میں بہت کچھ پرانی تاریخ موجود ہے۔ موجودہ تحقیقات کرنیوالوں نے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ بدھ مذہب اور جین مذہب کے شروع ہونے کا زمانہ بھی ایک ہی ہے اور جین اور بدھ مذہب دونو بذات خود علٰحدہ علٰحدہ ایک ستر کر فقیرانہ طریق سے جاری رہے اور یہ فقیرانہ طریق مسیح سے چھ سو برس پہلے تھا ۔

گورجر دیش بھوپالی کے مطابق مہابیر ۲۴ واں تیرتھنکر جین مذہب کا مسیح سے ۵۲۷ برس پہلے ہوا تھا۔ مجھ کو جین دھرم کے ایک گورو نے بتلایا تھا کہ مہابیر کی موت بدھ مذہب کے بانی سے ۱۶ برس بعد وقوع میں آئی۔ اگر بدھ مذہب کی اس تاریخ کا جو اس وقت بھی بدھ مذہب والوں میں رائج ہے کچھ اعتبار کیا جاوے تو بدھ مذہب کے بانی کو مرے ۲۴۴۲ برس گذرے ہیں ۔

پالک راجا جس کا اس کتاب میں ذکر ہے غالباً وہی راجہ ہے کہ جس کا ذکر شودرک کے تحقیقات نامی ڈراما میں ہے یہ مسیح سے ۴۷۷ برس پہلے مرا تھا نوندوں نے مسیح سے ۳۱۲ برس پہلے حکومت کی۔ گجرات موریا خاندان کے قبضہ میں مسیح سے پیشتر ۲۱۲ سے ۲۵۴ تک رہا۔ اس کے بعد پشپ متر کا عہد حکومت شروع ہوا اور غالباً وہ بھی ہے کہ جس کا ذکر پتنجلی رشی کے بھاشیہ میں ہے[1] اس کے کچھ عرصہ بعد بکرماجیت راجہ کے باپ کا پتہ ملتا ہے جس مہاراجہ کے قبضہ میں کہ ملک ۴ برس رہا۔ جبکہ بکرماجیت (جس کو اس وقت شک آری۔ یعنی شکون کا دشمن بھی کہتے ہیں) اُس کو نکال کر مالوہ اور اُس کے گرد و نواح بمعہ گجرات ملک کے تخت پر بیٹھا۔ غالباً اس بڑی فتح کی یادگار میں ہوگا۔ کہ اس نے اپنی تخت نشینی کے دن سے نیا سمت جاری کیا۔ بکرماجیت کے تخت پر بیٹھنے کے سمت سے ۱۳۵ برس شالباہن ایک زبردست حکمران ہوا۔ اپنا نیا شک جاری کیا۔

یہ نوٹ کرنے کے لائق واقعہ ہے کہ سمت اور شاکا دونو سنتھیا یعنی شکون کے بکرماجیت اور شالباہن کے ہاتھوں سے شکست کھانے کے سلسلہ میں جاری کئے گئے ۔

گورجر دیش بھوپالی کے مصنف نے ایسا مفصل اور ترتیب وار حال ہندو بادشاہوں کا جنہوں نے بکرماجیت سے پہلے اور بعد حکومت کی بیان کیا ہے کہ ناظرین ضرور اسکو قابل

[1] یہاں غلطی ہے۔ یہ پتنجلی کے بھاشیہ والا نہیں ہے کیونکہ مہا بھاشیہ بھارت سے پہلے کتاب ہے (مفصل دیکھو تاریخ دنیا جلد اول)

اعتبار خیال فرماوینگے اگر ڈاکٹر فرگیوسن کی رائے کے مطابق یہ مان لیا جاوے کہ بکرماجیت سنہ عیسوی کی چھٹی صدی میں ہؤا ہے تو وہ بادشاہ کہاں سے آئینگے جنہوں نے مسیح سے ۵۷ برس پیشتر سے لیکر ۶۰ سال تک راج کیا اور شکوں پر ایک بڑی بھاری فتح حاصل کی۔ بعض مورخ فرض کر لیوینگے کہ شاید ایک سے زیادہ بکرماجیت ہوئے ہوں اور زبردست حکمران بھی ہوئے ہوں۔ مگر اس دستی لکھی ہوئی کتاب میں صرف ایک ہی بکرماجیت جس کا دوسرا نام شک اری تھا پایا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی اب پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ شالباہن کا شک ۷۸ سنہ عیسوی میں شروع ہؤا۔ اور رانگاوجیا بیان کرتا ہے کہ یہ بکرماجیت کے سمت سے ۱۳۵ برس بعد شروع ہؤا یہ واقع صرف اس دستی لکھی ہوئی کتاب سے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ ان چند پرانی سطروں سے بھی جو کہ ہر ایک جیوتش کی کتاب میں پائی جاتی ہیں اور سنسکرت جنتریوں کے شروع میں عموماً درج ہوتی ہیں۔ ثابت ہوتا ہے میں اس جیوتش کی روایت سے سمت اور شاکا کے متعلق جس کی جینیوں کے گرنتھ سے بھی تائید ہوتی ہے۔ در گذر کرنے کے لئے کوئی وجہ نہیں دیکھتا۔

یہ ماننے کے لئے کہ سمت کا آغاز بھی گریگورین اور جولیس سمت کے مطابق ہؤا ہے۔ کوئی ثبوت ہندوستان کی پرانی تاریخوں میں نہیں ملتا اور یہ صرف ایک زبانی دعوے ہے اس کے علاوہ اس کا مصنف آما۔ بھوجا اور پانچ بادشاہوں کا جنہوں نے سمت ۵۵ سے ۸۰۲ تک حکومت کی ذکر کرتا ہے۔ اگر آما کے عہد حکومت کو ۱۵ برس بھی فرض کر لیا جاوے تو بھوجا ضرور سمت ۵۴۲ میں تخت نشین ہؤا ہوگا اور یہ تاریخ بھوج کے تخت نشین ہونے سے عین مطابق ہے جو ایک اور ہندو مورخ بیان کرتا ہے۔ جس کا دعوے ہے کہ بھوج بکرماجیت سے ۵۴۲ برس بعد ہؤا ہے یہ ہندو مورخ جس کا اوپر ذکر ہؤا ہے ضرور اسی بھوج کا ذکر کرتا ہے کہ جس نے چھٹی صدی کے شروع میں راج کیا اور مسیح سے ۵۷ برس پیشتر سے لیکر اس وقت تک ۵۴۲ برس گنتا ہے۔

آخر الامر ان مندرجہ بالا واقعات کی موجودگی میں جرات سے کہہ سکتا ہوں کہ بکرماجیت کے ثبوت کرنے کے واسطے کسی سکہ یا پتھر کی ضرورت نہیں مگر اتنا ذکر کر دیتا ہوں کہ ڈاکٹر داجی صفحہ ۱۳۱ سے ۲۰۹ تک ایک ایسے کتبے کا ذکر کرتا ہے کہ جس میں کہ سمت ۵۹۱ بالمقابل ۵۳۴ مسیح سے بیشتر درج ہے۔ پھر ایک اور فاضل لکھتا ہے "اجین بہت پرانا شہر ہے۔ شاستر میں اس کا نام اجینی اور انتی لکھا ہے یہ مقام سمندر سے ایک ہزار سات سو فٹ اونچا اور ۲۳ درجہ ۱۱ دقیقہ اتر عرض اور ۷۶ درجہ ۴۳ دقیقہ پورب طول کے سپرا ندی کے داہنے کنارے گوالیار سے ۱۴۰ میل گوشہ جنوب مغرب کی طرف دکھن کو جھکتا ہؤا بسا ہے وہاں کی زمین کھودنے سے دور دور تک اگلے زمانہ کی آبادی کے نشان ملتے ہیں یہ شہر مہاراجہ بکرم کے وقت نہایت رونق پر تھا۔ پنڈت جیوتشی شاستر کے مطابق اپنی طول کا حساب اسی شہر سے کرتے ہیں ایک مکان یہاں راجہ بھرتری کا گوشہ عبادت مشہور ہے وہ کسی پرانی حویلی کا ایک حصہ جو مٹی کے نیچے دب گئی تھی معلوم ہوتا ہے مہاکال مہادیو کا مندر یہاں بہت نامی اور مشہور ہے لیکن جو مندر مہاراجہ بکرماجیت کے وقت کا بنا تھا وہ سلطان شمس الدین التمش نے جو ۱۲۱۰ء میں تخت پر بیٹھا تھا توڑ ڈالا بکرماجیت سنہ عیسوی سے ۵۶ برس پیشتر پرمار یعنی پوار نسل میں اجین کے تخت پر بیٹھا تھا (جام جہاں نما جلد ۲ صفحہ ۴۸۲ و ۴۸۳ سنہ ۱۸۶۱ء لاہور)

چونکہ شنکر آچاریہ شیو کے اوتار اور شیو مت پر ورتک مشہور ہوئے بنابرآں ان کے زمانہ سے شیو مت کا آغاز ہو کر روز بروز بڑھنا شروع ہؤا ان کے زمانہ سے راماننج کے سمت تک عموماً شیو مت کا زور رہا اور جو راجہ ہوئے وہ بھی اسی مت کے حامی تھے مہاراجہ بکرم اور ان کے بڑے بھائی بھرتری بھی اسی مت کے حامی تھے بلکہ یہ ایک مشہور بات ہے کہ شنکر آچاریہ کے کسی شش سے بھرتری نے اپدیش لیا اور سنیاسی ہو گئے چونکہ انہوں نے بدھ مت کو ایک زبردست دھکا لگایا۔ بنابراں لوگوں نے انہیں شنکر کا اوتار ٹھیرایا بھرتری جی کے شتک سے بھی یہ بات قدرے جھلک رہی ہے

بعض لوگ علم سنسکرت سے ناواقف کہتے ہیں کہ بھرتری سنہ ۶۵۰ء میں فوت ہوئے اس لئے بکرماجیت بھی سنہ ۶۵۰ء کے بعد ہوئے۔ مگر یہ مغالطہ ہے جیسے کہ کوئی گوتم نیا شاستر کے کرتا کو گوتم بدھ فرض کرلے اور دھوکا کھائے۔ بعینہ یہ حال اس کے مطابق ہے۔ کیونکہ جو بھرتری سنہ ۶۵۰ء میں فوت ہوئے وہ بدھ مت کے ماننے والے ناستک تھے اور اول الذکر ویدانت کے ماننے والے آستک پس درمیان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

तत्रा नेह स्मृत्र यिन्या श्री मान हर्षप राभि य: एक
च्छत्र चक्रवर्ती विक्रमादित्यइत्यभूत् ९
म्लेच्छो छेदा यव सुधां हरेस्वतरिष्यत: ।
शाकान्.. विनाश्य येनादौ कार्यभारो लघु: कृत:

ترجمہ۔ وہاں اجینی نگری میں شریمان خوشی کے دینے والے ایک صاحب ج لالی عالمگیر راجہ چکرورتی بکرمادیتہ تھا۔ ملیچھوں کے نشٹ کرنے کے واسطے گویا اوتار دھارن کر کے جس نے شروع میں شکوں کو ناش کر کے پرتھوی پر جو جفاکار راجاؤں کے سبب خراج کا بوجھ ہوتا ہے اسے ہلکا کیا۔
یہ بھی لکھا ہے کہ کشمیر کی ریاست پر بکرمادیتہ نے اپنے متر ان آگا گت ماتر گپت کو گدی نشین کیا

پستکوں کی بابت تحقیقات

ویدوں کی بابت

وید چار ہیں۔ جن میں رگ۔ یجر۔ سام اور اتھرو کہتے ہیں جیسے بیج۔ درخت۔ پھول اور پھل یا کرم۔ اپاسنا گیان۔ وگیان۔ بیج اور گیان کی چار منزلیں ہیں۔ جیسے شریعت۔ طریقت۔ حقیقت اور معرفت یا برہمچریہ۔ گرہستہ۔ بان پرست اور سنیاس۔ انسانیت کے مدارج کی چار حدیں ہیں۔ اسی طرح وید چار ہیں بلحاظ گیان کے تو وید ایک ہے۔ یعنی چاروں کا نام صرف وید ہے مگر مدارج و مراتب کی ترتیب کے خیال سے ایک وید کے چار بھاگ ہیں وید دنیا میں سب سے پرانی کتاب ہے کیا بلحاظ گیان اور کیا بلحاظ تحریر۔ ویدوں سے پرانی کتاب دنیا میں نہیں اور یہی وید آریوں کی مذہبی کتابیں ہیں اور یہی مذہب (دھرم) دنیا کے تمام مذاہب سے قایم اور معقول ہے۔ سائنس سے اس مذہب کو خاص محبت ہے بالاتفاق تمام مورخوں کا بیان ہے کہ آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے شوقین رہے ہے۔ اور طبعیات فلاسفی اور الہیات کے استاد اول یہی ہیں۔

وید میں ایشور کی توحید کی بابت نہایت ہی اعلے بیان ہے۔ بت پرستی یا مخلوق پرستی۔ یا عناصر پرستی کا مطلق اس میں ذکر نہیں۔ وید میں اعلے درجہ کے اخلاق کی ہدایت ہے۔

وید کی ہدایت سب دنیا کے واسطے مساوی اثر رکھتی ہے اوتار یا دیوتا کے پوجنے کا وید میں کوئی اشارہ نہیں۔ رام۔ کرشن۔ باون۔ پرسرام۔ ویاس۔ نرسنگھ یا کسی اور اوتار یا راجا کی یا رشی منی کی کوئی کہانی وید میں نہیں پائی جاتی۔ ہمہ اوست یعنی نوین ویدانت یا جیو برہم کی ایکتا کا مسئلہ بھی وید کے مخالف ہے۔ ستی ہونے کے بھی وہ مخالف ہیں۔ مانس۔ شراب دیوچار اور قمار بازی کو وید نے ایک بیجا گناہ بتلایا ہے۔ وام مارگ بھی وید مت در وہ دہی ہیں۔ برہما۔ وشنو اور مہادیو کو وید نے تین دیوتا نہیں بتلایا۔ بلکہ صاف لکھا ہے کہ یہ تینوں ایک پرماتما کے بلحاظ گن کے تین نام ہیں۔ برہم یعنی سب سے بڑا۔ وشنو یعنی سرو ویاپک

مہادیو یعنی سب کا پرکاشک ایسے ہی پرماتما کے اور ہزاروں نام ہیں۔

آریہ لوگ۔ ویدوں کو الہامی یا ایشوری گیان مانتے ہیں۔ جو انسانی سرشٹی کے آغاز میں چار رشیوں (اگنی۔ وایو۔ آدیتیہ۔ انگرا) کے دلوں میں الہام دیا گیا۔ بیاس پانینی گوتم۔ کناد۔ پاتنجل۔ کپل چھ بڑے مشہور فلاسفروں نے جو چھ مختلف دفتروں میں ظہور پذیر ہوئے ویدوں کو الہامی مانا ہے۔ اور اس پر بڑی مدلل بحث کی ہے۔ منو۔ پاتنجل شنکر سوامی۔ کرشن۔ رام۔ بالمیک وغیرہ تمامی رشی منیوں نے ویدوں کو الہامی مانا ہے وید خود بھی الہام کے مدعی ہیں۔ اُپ نشدوں کے متوگیانی مصنفوں نے بھی ویدوں کو ایشوری ودیا مانا ہے

یعنی سب سے بڑا مالک کل جو پرماتما ہے

اُسی سے چاروید وں کا الہام ہوا۔ اور چاروں ویدوں کا اصلی مطلب برہم کی پراپتی ہے +

مورخ مارشمین صاحب فرماتے ہیں "ویدوں کا خاص مسئلہ خدا کی وحدانیت ہے اور عناصر اور چھوٹے دیوتاؤں کو صرف بطور استعارہ کے خدا کی قدرت کے ظہور کے واسطے بتلایا ہے یہ تو سچ ہے کہ دیوتاؤں کے نام اس میں ہیں۔ لیکن کسی دیوتا کو فضیلت نہیں دی گئی۔ اور کبھی یہ بھی نہیں کہا گیا کہ اُن کی تم پوجا کرو۔ کرشن اور شیو کی کہانیوں کا اُس میں کہیں پتہ نہیں لگتا ہے۔ درحقیقت اُس شروع زمانہ میں نہ کوئی مورتی معلوم ہوتی ہے اور نہ کوئی ایسی چیز یا مندر ہے جس سے وہ پوجا کریں (یعنی مورتی پوجا کسی طرح کی بھی بالکل نہیں تھی) اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ ہندو اپنی رسومات اور اطوار کو بہت کم بدلتے ہیں تو بھی بڑی تعجب کی بات ہے کہ اس ملک میں جو ویدوں کو بڑی عزت سے مذہب کا چشمہ مانتے ہیں۔ اُن کی بھی زبدک رسمیں اس قدر دور ہو گئی ہیں۔ کہ اگر کوئی وید دکت طریقہ سے بھگتی کرنا چاہے تو وہ آج کل کے لوگوں کے مطابق ایک کافر خیال کیا جاویگا (ہسٹری مارشمین فصل ۱ صفحہ ۵ سنہ ۱۸۶۳ء)

محقق کالبروک صاحب فرماتے ہیں۔ اُن شجاع اور دلاور لوگوں میں سے جن کا وید میں تو ذکر نہیں مگر آج کل کے ہندوؤں کے دیوتاؤں میں بڑا رتبہ حاصل ہے مثلاً رام اور کرشن وغیرہ کسی کو مطلق دیوتا (وید میں) بیان نہیں کیا گیا۔ بلکہ اُن دیوتاؤں کا بھی جن کے یہ اوتار ہیں کہیں ذکر نہیں پایا جاتا ہے (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۳۹۵)

پروفیسر ولسن صاحب فرماتے ہیں۔ وید سے بتوں کا رواج اور پرستش کی چیزوں کے ظاہری نشان اور علامات کا بنانا ثابت نہیں ہوتا ہے (دیکھو ان کا لکچر مطبوعہ اکسفورڈ صفحہ ۱۲)

اسی طرح آنریبل الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں اور مولوی ذکاءاللہ صاحب نے بھی اپنی اپنی تاریخوں میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور تمام خرابیاں جن کی اس وقت آریہ سماج تردید کرتا ہے وہ سارے کے سارے محقق بیان کر چکے ہیں کہ یہ وید میں ہرگز نہیں چاروں وید چھندوں میں ہیں جو نہایت موثر طور پر گائے جا سکتے ہیں وید کی سنسکرت نہایت اعلےٰ درجہ کی ہے کسی رشی کی تصنیف اُن کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔ سام وید خاصکر راگ ودیا کی کان ہے۔ ویدوں میں مختلف علوم و فنون کا بھی بطور اصول کے بیان ہے تمام فاضل رشی تمام علوم کا منبع وید کو بتلاتے ہیں۔ ویدوں کی تقسیم بلحاظ منڈلوں یا ادھیاؤں کا کانڈوں کی اس طرح پر ہے +

رگ وید

نمبر شمار منڈل		انوواک	سکت	منتر
۱		۲۴	۱۹۱	۱۹۶۶
۲		۴	۴۳	۴۲۹
۳		۵	۶۲	۲۱۷
۴		۹	۵۸	۵۸۹
۵		۶	۸۷	۷۲۶
۶		۶	۵	۷۶۵
۷		۶	۱۰۴	۸۴۱
۸		۱۰	۱۰۳	۱۷۲۳
۹		۷	۱۱۴	۱۱۰۸
۱۰		۸۵	۱۰۲۸	۱۰۵۱۸

دوسری تقسیم

نمبر اشٹک	ادھیا	ورگ	منتر
۱	۸	۲۶۵	۱۳۰۵
۲	۸	۲۲۱	۱۱۷۲
۳	۸	۲۲۵	۱۲۰۹
۴		۲۵۰	۱۲۸۸
۵	۸	۲۳۸	۱۲۴۳
۶	۸	۳۳۱	۱۷۴۴
۷	۸	۲۴۸	۱۲۵۶
۸	۸	۲۴۶	۱۲۸۱
میزان کل ۸۰	۶۴	۲۰۲۴	۱۰۵۱۸

رگ وید میں کل دس منڈل۔ آٹھ اشٹک۔ چوسٹھ ادھیاء۔ پچاسی انوواک ایک ہزار اٹھائیس سوکت۔ دو ہزار چوبیس ورگ۔ دس ہزار پانچ سو ۱۸ منتر ایک لاکھ ترپن ہزار سات سو بانوے شبد اور چار لاکھ بتیس ہزار اکھشر ہیں۔

اس کے علاوہ رگ وید میں چھندوں کی تقسیم حسب ذیل ہے

۱	نزس ٹپ	۴۳۰۳	۱۲	شکوری	۲۶
۲	گایتری	۲۵۰۱	۱۳	اتی جگتی	۱۷
۳	جگتی	۱۳۶۲	۱۴	دوپدا	۱۷
۴	انش ٹپ	۸۵۵	۱۵	ازدھشٹ	۸
۵	اُشنک	۳۴۱	۱۶	اتی شکوری	۸
۶	پنگتی	۳۱۲	۱۷	ایک پدا	۶
۷	مہادیارہت	۲۵۱	۱۸	اشٹی	۶
۸	پرگاتھ مارتا	۱۹۴	۱۹	دھرتی	۲
۹	برہتی	۱۸۱	۲۰	اتی دھرتی	۲
۱۰	اتی اشٹی	۸۴	میزان کل قسم چھند		۲۰
۱۱	کاکو بھا	۵۵	میزان کل منتر		۱۰۵۲۳

نوٹ۔ یہ چھندوں کی گنتی ابھی غور طلب ہے۔ تاریخ دنیا نمبر ۳ میں ہم اس کی بابت کافی ثبوت عرض کرینگے +

یجروید

ادھیا	منتر	ادھیاء	منتر	ادھیاء	منتر	ادھیاء	منتر
۱	۳۱	۱۱	۸۳	۲۱	۶۱	۳۱	۲۲
۲	۳۴	۱۲	۱۱۷	۲۲	۳۴	۲۲	۱۶
۳	۶۳	۱۳	۵۸	۲۳	۶۵	۳۳	۹۷
۴	۳۷	۱۴	۳۱	۲۴	۴۰	۳۴	۵۸
۵	۴۳	۱۵	۶۵	۲۵	۴۷	۳۵	۲۲
۶	۳۷	۱۶	۶۶	۲۶	۲۶	۳۶	۲۴
۷	۴۸	۱۷	۹۹	۲۷	۴۵	۳۷	۲۱
۸	۶۳	۱۸	۷۷	۲۸	۴۶	۳۸	۲۸
۹	۴۰	۱۹	۹۵	۲۹	۶۰	۳۹	۱۳
۱۰	۳۴	۲۰	۹۰	۳۰	۲۲	۴۰	۱۷
میزان	۴۳۰	میزان	۷۸۱	میزان	۴۴۶	میزان	۳۱۸

یجروید میں کل ادھیا ر چالیس - کانڈ ۱۴ - منتر ۱۹۷۵ جن میں ۹۰۵۲۵ شبد ۳۰۲۰۲ ورگ ہیں۔

सन्मूलोयजुरस्वावेदविट पीजी यात्समाध्यान्दिनि: शास्वा पत्र युगेदकाराड१४ सहिता पत्रास्ति स संही ता। यन्नाश्राध्र४०ल ताविभान्ति शरशैला ङ्केःङ्क १९६७ऽ
ऋग्द लैपक्त्वा ट्टीपुनभो ङ्कवर्णा मधुपैरवा ऽन्य र्कगुङ्ग्स्ब्रितेः१२३०॥

سام وید

پورب آرده

ادھیا	سام	منتر	ادھیا	سام	منتر
۱	۱۲	۱۱۴	۵	۱۱	۱۱۹
۲	۱۲	۱۱۸	۶	۵	۵۵
۳	۱۲	۱۱۹	میزان کل ۶	۶۴	۶۴۰
۴	۱۲	۱۱۵			

سام وید

اُترارده

ادھیاء	سام	منتر	ادھیا	سام	منتر
۱	۱	۱	میزان ۲۳	۲۳	۴۲۴
۲۲	۲۲	[illegible]			

میزان کل ۲۹ - ادھیاء ۸۷ - سام - منتر ۱۰۶۴

पूर्वोत्तरौविभजन्ते ऽखिलसामभागौ सामानि यचन

गनागट७मितानिसन्नि। अध्यापकानवकरा२९ अुतागायकास्तेगायन्ति वेदरस यङ्क१०६४ मिता स्वमनतान्॥

ترجمہ۔ سام وید کے پورب آرده اور اُترارده کرکے اول دو بھاگ ہیں جن میں ۸۷ م ہیں اور جس میں ۲۹ ادھیاء ہیں اور منتر ۱۰۶۴ ہیں۔

اتھرووید کے منتروں کی فہرست

نمبر کانڈ	پرپاٹھک	انوداک	ورگ	منتر
۱	۲	۶	۳۵	۱۵۳
۲	۲	۶	۳۶	۲۰۷
۳	۲	۶	۳۱	۲۳۱
۴	۳	۸	۴۰	۳۲۲
۵	۲	۶	۳۱	۳۷۶
۶	۳	۱۳	۱۴۲	۴۵۴
۷	۲	۱۰	۱۱۸	۲۸۶
۸	۲	۵	۱۰	۲۵۹
۹	۲	۵	۱۰	۳۰۲
۱۰	۲	۵	۱۰	۳۵۰
۱۱	۲	۵	۱۰	۳۱۳
۱۲	۲	۵	۵	۳۰۴
۱۳	۱	۴	۴	۱۸۸
۱۴	۱	۲	۲	۱۳۹
۱۵	۱	۲	۱۸	۱۴۱
۱۶	۱	۲	۹	۹۳
۱۷	۱	۱	۱	۳۰
۱۸	۲	۴	۴	۲۸۳
۱۹	۰	۷	۷۲	۴۵۶
۲۰	۰	۹	۱۴۳	۹۶۰
میزان کل ۲۰	۳۴	۱۱۱	۷۳۱	۵۸۴۷

अथनरव२०मितकारोडेराजतेद वैसंदयुगगुसा४३ विततः प्रा प्राङका श्रानुवाकाः॥ अवनिविध्धर गायो१११भूगुगागास्त ७३१ वर्गानगयुगावसुवा गा५८४७ स्त त्रमन्त्रानमज्जते॥

ترجمہ اتھرووید کے سبھا کے بیس کانڈ یعنی ستوں چونتیس پرپاٹھک یعنی فاضل ہیں۔ ایک سو گیارہ انوداک یعنی دھارا داوا لے سات سو اکتیس ورگ یعنی حصوں میں ۵۸۴۷ منتروں کا بھجن کرتے ہیں۔

کل چاروید وں کے منتروں کا مجموعہ

رگوید۔ جو اگنی رشی پر الہام ہوا۔ اُس کے ۱۰۵۱۸ منتر ہیں۔

یجر وید جو اُپور رشی پر الہام ہؤا اُس کے ۱۹۷۵ منتر ہیں۔
سام وید جو آدیتہ رشی پر الہام ہؤا اس کے ۱۰۶۴ منتر ہیں۔
اتھرو وید جو انگرہ رشی پر الہام ہؤا اس کے ۵۸۴۷ منتر ہیں۔
میزان کل ۱۹۴۰۴

وید صرف منتر سنگھتا کا نام ہے اور کسی گرنتھ کا نام نہیں سنسکرت میں وید کے مترادف یہ الفاظ ہیں۔ شرتی۔ منتر۔ ایشوری گیان۔ چھند۔ رچا۔ نگم۔ یجو۔ سام۔ اتھرو۔ برہم۔ آگم۔ آمنائے۔ ترے ودیا۔ شاستر ✣

ویدوں کو شروع دنیا سے آریہ لوگ کنٹھستھ یعنی حفظ یاد رکھتے رہے اور ایسے حافظان وید کو سنسکرت میں شروتری۔ وید پاٹھی کہتے ہیں۔ ہر زمانہ میں ایسے لوگ لاکھوں ہوتے ہیں اور ہوتے رہینگے۔ اسی لحاظ سے وید ہر قسم کے تغیر و تبدل و تحریف سے محفوظ ہیں۔ یگیہ آدک کرموں میں ایسے لوگوں کی بڑی عزت و توقیر ہوتی ہے اور اُنکی آجیوکا کے واسطے سناتن سے دکشنا کا مبارک قاعدہ جاری ہے۔ سولہ سنسکار جو ہر ایک آریہ دویج کو خصوصاً اور بعضے شودر تک کو بھی عموماً کرنے پڑتے ہیں اُن میں ایسے ودوان حافظان وید کی نہایت ضرورت ہوتی ہے۔ گربھادان سے مرتک تک ۱۶ سولہ سنسکار ودھی نام مشہور پستک میں مندرج ہیں جس پر ودوان لوگ خصوصاً عمل درآمد کرتے ہیں ✣

آریہ ورت میں لکھنا کب چلا

یہ ایک علمی اور تاریخی سوال ہے اور جہاں تک ہمیں معلوم ہؤا اس سوال کے کرنیوالے پروفیسر میکس مولر صاحب ہیں وہ ایشیاٹک لیسر چیز میں فرماتے ہیں "ویدک زمانہ میں کوئی لکھنا نہیں جانتا تھا۔ بلکہ پانینی کے زمانہ میں بھی لوگ اس ودیا سے محروم تھے"۔ انہوں نے اس زمانہ یعنی ویدک سمے کو چار حصوں پر تقسیم کیا ہے ✣

(اول) ویدوں کی رچاؤں کے رچنے کا زمانہ یعنی چھند ویگ

(دوم) رچاؤں کے بالکل منتر سوروپ میں ظاہر ہونے کا زمانہ یعنی منتر یگ

(سوم) برہمنوں کا یعنی وید کی ٹیکا روپ برہمن گرنتھ رچنے کا زمانہ یعنی براہم یگ۔

(چہارم) کاتیائن وغیرہ رشیوں کے سوتر رچنے کا زمانہ یعنی سوتر یگ۔ پھر وہ فرماتے ہیں "پرانی بائیبل کی تصنیف کے وقت یہودیوں میں لکھنے کا علم رائج تھا"۔

اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ پروفیسر صاحب موصوف کا فرمانا کہاں تک صحیح ہے اور اُنکی تحقیقات کہاں تک حق پر ہے۔

واضح ہو کہ پانینی کا زمانہ مسیح سے ۲۰۵۰ سال پہلے پروفیسر صاحب مانتے ہیں مگر ایسا نہیں ہے بلکہ اس سے بہت پہلے ہے کیونکہ پانینی نے اشٹادھیائی بنائی جس پر پتنجلی نے مہابھاشیہ تصنیف کیا اور اسی مہاتما نے یوگ شاستر بنایا۔ جس پر ویاس جی نے یوگ بھاشیہ لکھا۔ پس پانینی ضرور ویاس سے بہت پہلے ہوئے۔

ہم نے صحیح اور مفصل تحقیقات سے تاریخ دنیا جلد اول اور صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج نمبر ۲ میں اس کو ثابت کر دیا ہے۔ کہ پانینی اور پتنجلی ویاس جی سے بہت پہلے ہوئے اور ویاس جی یدھشٹر کے ہمعصر تھے۔ جنہوں نے ویدانت شاستر اور بھارت بنایا۔ جس کو آجتک ۵۰۰۰ سال ہوتے ہیں۔ ویاس جی کے وقت لکھنے کے طریقوں سے لوگ واقف تھے۔ اس کا عام رواج تھا۔ پاٹھ شالائیں جاری تھیں شاہی درباروں میں عرایض اور احکام لکھے جاتے تھے۔ بادشاہوں کے نام باہمی تعلقات قایم رکھنے اور محبت بڑھانیکے واسطے خطوط و مراسلات کا رواج تھا۔ کتبہ وغیرہ کھدائے جاتے تھے۔ جب ان

سب باتوں کے ثبوت ملتے ہیں تو کون کہ سکتا ہے کہ لکھنت ودیا یا لکھنا لوگ نہیں جانتے تھے۔ مہابھارت کے شروع میں ہی لکھا ہے۔ کہ جب ویاس جی بھارت تصنیف کرنے لگے تو انہوں نے ایک خوشخط اور صحیح جلد لکھنے والے کی تلاش کی۔ چنانچہ گنیش نامی ایک برہمن ملا۔ جو اس صفت سے موصوف تھا۔ ویاس جی شلوک فرماتے جاتے تھے اور وہ لکھتا جاتا تھا۔ چنانچہ وہ اصل شلوک یہ ہیں۔

काव्यस्य लेखनार्थाय गणेशः स्मर्य्यतां मुने।
एवमाभाष्य तं ब्रह्मा जगाम स्वं निवेशनम् ॥७४॥
ततः स स्मार हेरम्बं व्यासः सत्यवतीसुतः।
स्मृतमात्रो गणेशानो भक्तचिन्तितपूरकः ॥७५॥
तत्राजगाम विघ्नेशो वेदव्यासो यतः स्थितः।
पूजितश्चोपविष्टश्च व्यासेनोक्तस्तदानघ ॥७६॥
लेखको भारतस्यास्य भव त्वं गणनायक।
मयैव प्रोच्यमानस्य मनसा कल्पितस्य च ॥७७॥
श्रुत्वैतत् प्राह विघ्नेशो यदि मे लेखनी क्षणम्।
लिखतो नावतिष्ठेत तदा स्यां लेखको ह्यहम् ॥७८॥
व्यासोऽप्युवाच तं देवमबुध्वा मा लिख क्वचित।
ओमित्युक्त्वा गणेशोऽपि बभूव किल लेखकः ॥
७९॥ ग्रन्थ ग्रन्थिं तदा चक्रे मुनिर्गूढं कुतूहलात् यस्मिन्
प्रतिज्ञया प्राह मुनिर्द्वैपायन स्त्विदम् ॥
८॥ आदि पर्व अध्याय १॥

اس کے سوا بھارت میں اور بھی صدہا مقام پر لکھ دھاتو کا پریوگ ہوتا ہے۔ پس صاف ثابت ہے کہ ویاس جی کے وقت لوگ لکھنا جانتے تھے اور اسکا عام پرچار تھا کاتیاین مہاتما کے سمہ میں بھی لکھنے کا رواج تھا چنانچہ وہ فرماتے ہیں ✣

यत्रोपवत्वमपत्रो लेखकः सहसाक्षिभिः

ترجمہ جہاں لکھنے والا معہ گواہوں کے مرگیا ہو۔

پانینی جی مہاراج اپنے دھاتو پاٹھ میں صاف طور پر فرماتے ہیں۔

लिख अक्षरविन्यासे॥ लिप उपदेहे॥

कृते ग्रन्थे॥ अष्टाध्यायी अ० ४ पा० ३ सू० २१६

اسی طرح ادھیاء ۳ پاد ۲ سوتر ۵۰ میں یونانیوں کے اکھشروں اور لکھنے کا بیان کیا ہے لیکن میکس مولر صاحب کو جب ۴۔ ادھیاء ۴ پاد ۳ سوتر ۱۱۶ کے اوصاف نتیجہ ہوگیا کہ پانینی کے زمانہ میں لکھنے کا علم سدھ ہوتا ہے تو کیسی کمزور دلیل دیتے ہیں کہ یہ سوتر ہی پانینی کا نہیں ہے مگر اُن کو یہ معلوم نہیں کہ اس سے انکار کرنا گویا پانینی اور پتنجلی کے وجود سے انکار کرنا ہے وجہ یہ کہ پتنجلی مہاراج نے اپنے بھاشیہ میں اس سوتر پر وارتک اور بھاشیہ لکھا ہے۔ پھر سدھ کوا تر میں جتنے آج تک ویاکرن سمبندھی لکھنے والے ہوئے ہیں سب نے یہ سوتر تسلیم کیا ہے۔ اس کے دور نے سے اس کا آگے کا سمبندھ بھی ٹوٹ جاتا ہے اور جب سوائے میکس میولر صاحب کے اور سب کا اتفاق ہے تو ہم ان کی رائے کی کوئی وقعت نہیں مان سکتے اور پھر پتنجلی کے مقابلہ میں؟

پانینی ویاکرن میں ایک اور بھی سوتر ہے

प्रासन्नकर्षसन्निहि

جس کا ارتھ یہ ہے کہ بھلے پرکار ورنوں یعنی اکھشروں کی سمیپتا۔ یعنی نزدیکی یا ملاپ

جس میں ہو اس کو سنگتتا کہتے ہیں اور جب تک ورن یعنی حروف لکھے نہ جاویں۔ وہ نہ تو ملتے اور سنگتی کہا سکتے ہیں۔

नधातुलोपआर्धधातुके।। अष्टा० अ०१ पा०१ सू-४
अदर्शनंलोपः अष्टा० अ० १ पा० १ सू० ६१
सिद्धशब्दोऽन्त्याल्लेमहसाघें ।।

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لوپ ہونا نظر نہ آنے کا نام ہے نہ کہ نہ سے جانے کا۔ اور ورنوں کا ورن نام بھی اسی واسطے ہے کہ وہ نظر آتے ہیں اور گرنتھ کے خاتمہ پر سیدھ شبد ایسا لکھو کیونکہ یہ منگل ہے۔

منوسمرتی میں لکھا ہے

बलाद्दतं बलाद्भुक्तं बलाद्यत
यच्चापि लेखितम्। सर्वानबलकृतानर्थान्
कृतानमनुरब्रवीत्।। म० अ० ८ श० १६८

ترجمہ جبراً دیا گیا جبراً کھلایا گیا اور جبراً لکھایا گیا ہو۔ تو ایسے سب جبراً کئے ہوئے کام عملدر آمد کے لایق نہیں۔ اس کے لفظ

लेखितम्

پر کلوک بھٹ زماتے ہیں۔

वल्लेखितचकष्टह्निपत्रादिभ्य ज्ञे
भ्यो ग्रन्थिनः श्रेष्ठाः ग्रन्थिभ्यो धारिणो

پھر لکھا ہے۔

वराः। धारिभ्यो ज्ञानिनः श्रेष्ठा ज्ञानिभ्यो व्यव
सायिनः।। म० अ० १२ श० १०३

ترجمہ نہ جاننے والے سے کتابوں کا رکھنے والا اچھا ہے اور اس سے تعلیم پانے والا اُتم ہے اور اس سے تعلیم پاکر سمجھنے والا اسرشیٹ ہے اور سمجھ بوجھ والے سے نہ بھلانیوالا افضل ہے کلوک نے بھی ایسا ہی ارتھ کیا ہے اور مہاتما برسپتی جی نے لکھنے کا علم ایجاد ہونے کا سبب یہی بتلایا ہے

षण्मासिका विसमये भ्रान्तिः संजायते यतः।
धात्राक्षराणि सृष्टानि पत्रारूढान्यतः पुरा।।

ترجمہ چھ مہینے میں ہی پہلی باتیں بخوبی یاد نہیں رہتی ہیں اس کا خیال کر کے برہما نے ورقوں پر حروف لکھنے کے طریقہ کو ایجاد کیا

بالمیکی راماین میں بھی لکھنے کا ذکر موجود ہے۔

येलिखन्तीहचनरास्तेषांवासस्त्रिविष्टपे ।
रा० यु० स० १३० श० १२०

یعنی جو اس کو پڑھتا ہے اور جو سنتا ہے اور جو لکھتا ہے ان سب کی اچھی گتی ہوتی ہے یعنی عمدہ نصیحتوں اور اتہاسوں کے سننے سے اُنکا چال چلن ٹھیک ہو جاتا ہے اور چال چلن کے سدھار سے پرماتما اچھا پھل دیتا ہے مہاتما یاگولک کے گرنتھ میں لکھنے کا ذکر ہے

प्रमाणंलिखितंभुक्तिः साक्षिणश्चेति कीर्ति
तं एषामन्यतमाभावे दिव्यान्यतममुच्यते।।याज्ञ०२

ترجمہ لکھت پتر۔ بھوگ۔ ساکشی یہ تین پرمان ہیں ان تینوں میں سے اگر ایک کا بھی ابھاد ہو تو قسم کھا کر کہنا بھی پرمان ہے۔ بدھ کے زمانہ میں بھی لوگ لکھنا جانتے تھے چنانچہ للت وستار میں لکھا ہے کہ بدھ دیو نے چندن کی قلم سے آچاریہ کے اپدیش کے مطابق۔ آدھیر حروف تہجی (ورن مالا) لکھنا شروع کیا"۔

فاضل پنڈت شام جی کرشن شرما ایم اے بیرسٹرایٹ لا نے بھی ایک فاضلانہ لیکچر اسی مضمون پر ولایت میں دیا تھا جو ۱۸۸۱ء میں مقام لیڈ طبع ہوا اور ہر طرح قابل دید ہے اُس میں وید کے نسبتی کئی پرمان پیش کئے ہیں کہ ویدوں میں لکھنے کی ہدایت ہے۔

دق ع جلد رقیق یکتب فیہ (قاموس) رق بالفتح پوست آہو کہ بروے نویسند (از منتخب وغیاث)

ورق ع بفتحتین برگ درخت و کاغذ بہ بدہ۔ (از غیاث)

وَرَاق ع۔ سبزی زمین کی لسبب گھاس اور نباتات کے (از کریم اللغات)

قرطاس و کاغذ بھی اسی معنی میں آئے ہیں۔ افغانی میں کاغذ اور ورق کو پانڑی کہتے ہیں اور درخت کے پتے کو بھی پانڑی کہتے ہیں۔

ولایتی نوٹوں کا کاغذ بھی بڑا ہی مضبوط ہوتا ہے یہ تازی روئی اور تیسی (السی) کی چھال سے بنتا ہے۔ یہ ہی اس کے پورے تختہ کو تان کر کوئی آدمی کنبے سمیت اُس پر بیٹھ جائے تو بھی نہ پھٹے (از ہندوستان ۷ ستمبر ۱۸۹۴ء)

سفید کپڑے پر موم روغن سرخ یا کسی اور رنگ کا چڑھا کر سپر پُرانے زمانہ میں کتابیں لکھی جاتی تھیں نمونہ کے واسطے ابھی تک بیکا نیر کے پترے اُسی پر لکھے جاتے ہیں ❊

قدیم کتابیں۔ "برٹش میوزیم انگلستان کے کتب خانے میں اس وقت انیٹوں کھپریلوں۔ کچھوے کی کھال۔ ہڈیوں۔ چپٹے پتھروں۔ درختوں کی چھال۔ پتوں۔ ہاتھی دانت۔ چمڑے۔ جھلی۔ بھوج پتر۔ جست۔ لوہے۔ تانبے کے پتروں اور لکڑی کے تختوں پر لکھے ہوئے موجود ہیں۔ یہاں تین نسخہ بائیبل کے ناریل کے پتوں پر لکھے ہوئے موجود ہیں (پیسہ اخبار یکم جون ۱۸۹۴ء)

قدیم زمانہ میں مصریوں نے کتابت کیواسطے پیرس کا کاغذ ایجاد کیا تھا۔ اصل میں اس کاغذ کو جو ایک درخت کے پتوں سے بنایا جاتا تھا۔ پاپر کہتے تھے۔ وہیں سے اہل یونان نے پیپروس کہنا شروع کیا۔

عربی زبان میں اسے گوگمی کہتے تھے۔ شاید یہ لفظ قبطی زبان سے لیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ کتاب کی جلد کو گرم کہتے ہیں اور عربی جدید میں اس کا نام بردی ہے۔ پہلے تمام ممالک میں اسی کاغذ پر کتابیں لکھی جاتی تھیں۔ مگر جب یومینوس دوسرے مصر کے بادشاہ نے پیپرس کا کاغذ غیر ملک کو جانا بند کر دیا۔ تب شہر پرگموس متعلقہ ایشیاء کو چک میں چمڑے کا کاغذ بننا شروع ہؤا اور اسی شہر کے نام سے معروف ہؤا۔

اسی پرگموس کو بگاڑ کر انگریزی میں پارچمنٹ کہتے ہیں سنہ عیسوی سے ایک صدی پیشتر اس چمڑے کے کاغذ کا خوب رواج ہو گیا تھا۔

ہیرو ڈوٹس نے اپنے زمانہ میں چمڑے کے کاغذ کی کتابوں کا ذکر کیا ہے یہ مورخ تو حضرت عیسے سے پانچ سو برس پیشتر ہؤا ہے مگر پلینی نے اس کے ایجاد کی تاریخ ۱۹۶ سال قبل مسیح لکھی ہے"۔ (صفحہ ۱۹۳ تہذیب جلد ۵ نمبر ۴ ۱۲۹۲ھ)

علم تحریر کے لحاظ سے بھی وید سب سے پُرانی کتاب ہے۔ جن دنوں کہ یونان۔ ایران۔ عرب۔ روم۔ مصر۔ چین۔ بلکہ سارا یورپ اور امریکہ کوایف عالم سے بالکل ناواقف اور محض جاہل تھا۔ اُن دنوں آفتاب علم یہاں اپنا جلوہ نورانی دکھلا رہا تھا گویا نصف النہار پر تھا۔ عبرانیوں میں کوئی کتاب بائیبل سے قدیم نہیں ہے مگر وہ موسٰے اور یشوع کے زمانہ میں لکھی گئی۔ یعنی مسیح سے ۱۴۰۰ برس یا ایک ہزار برس پہلے۔ مگر اس وقت یہ پڑی بائیبل نہیں بلکہ صرف دس احکام بموجب قول خود بائیبل کے کوہ طور پر لکھے گئے۔ قلم یا پر سے نہیں اور نہ سیاہی سے محض خدا کی انگلیوں سے پتھر کی تختیوں پر۔ جن کو ایک بار موسٰے نے بھی توڑ دیا۔ دوبارہ خدا نے پھر اپنی انگلیوں سے اُسی طرح پتھر کی لوحوں پر لکھا۔ جس کے بعد ہرن یا بکری کے چمڑوں پر لکھنے کا ذکر کہیں کہیں پایا جاتا ہے۔ مگر کاغذ کا کہیں ذکر نہیں۔ دانیال نبی کی کتاب جو مسیح سے ۵۰۰ برس پہلے لکھی گئی۔ اُس میں بھی لکھنے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ غالباً وہی چمڑے یا دیوار پر۔

انجیل میں بھی لکھنے کا ذکر ملتا ہے مگر کسی خاص قسم کے کاغذ کا ذکر نہیں پایا جاتا۔
غالباً اُنہی چمڑے وغیرہ پر (دیکھو مرقس کی انجیل کا کاغذ اور یوحنا کی انجیل کا اخیر)
پُرانی یونانی و مصری پیپرس درخت کی چھال پر لکھا کرتے تھے پھر اُسی درخت کے پتوں اور چھال سے کاغذ بنا جس کو اب تک اُسی کے نام سے پیپرس کہتے ہیں۔ مصر کے میناروں پر بھی پُرانے حروف میں کچھ لکھا ہوا ہے اور یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ یہ مینار بن مسیح کے سمت سے چار یا پانچہزار برس بھی پہلے کی ہیں +

کرنیل الکاٹ صاحب نے اپنے مشہور لیکچروں میں واضح دلایل سے ثابت کر دیا ہے کہ مصر کے آباد کرنیوالے لوگ آریہ ورت سے جا کر وہاں آباد ہوئے تھے۔

انگریزی میں پیپر۔ پارچمنٹ۔ شیٹ۔ بورڈ۔ بک۔ لیٹر۔ رایٹ۔ پین۔ اِنک۔ نام ان معنوں میں آتے ہیں۔ مگر ان سب کے معنے وہی درختوں کی چھال۔ ہرنوں کی چھال۔ لکڑی کے تختے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک کی بابت ہم مفصل تحقیقات کر کے نذرِ ناظرین کرتے ہیں

پیپر۔ فرنچ پیپر۔ اٹلی زبان میں پےپیرو۔ لاطینی میں پےپیرس برابر ہے۔ یونانی کے پےپورس کے معنی ایک مصری درخت جس کے چھلکے سے ایک قسم کے لکھنے کا کاغذ بنایا جاتا تھا۔ ہندی میں پیپرابہ کے معنے وہ کے ہیں ایک شی جو باریک تختوں میں بنی ہے جس پر حروف اور عدد لکھے جاتے ہیں یا چھاپے جاتے ہیں۔ پیپر کا ٹکڑا بھی پیپر کہلاتا ہے کوئی نسخہ چھپا ہوا یا لکھا ہوا۔ کوئی لکھی ہوئی چیز۔ کمروں کی دیواروں کو ڈھاکنے کی چیز ملایم۔ ہلکا۔ تہ کرنا (ڈکشنری مصنفہ جان آگلوی۔ ایل۔ ایل ڈی صفحہ ۴۹۳ مطبوعہ لنڈن)

پارچمنٹ یہ لاطینی لفظ پرگے مینا جو کہ پرگےمس مقام روم کے نام سے کہا جاتا ہے کہ وہاں پر اس کی ایجاد ہوئی۔ بھیڑی یا بکری کا چمڑہ صاف کیا ہوا۔ طیار کیا ہوا اور لکھنے کے قابل کیا ہوا (صفحہ ۴۹۵)

پارچ بالکل خشک کر دینا۔ جلا دینا۔ کھرچنا۔ پورا خشک ہو جانا۔ اس کا مادہ سنسکرت لفظ پری شُشک سے نکلا ہے جس کے معنی بہت خشک پری کے معنے گرد کے ہیں لیکن صفت کے ساتھ عبارت میں بہت کے معنی آتا ہے اور شُشک ہی لفظ ہے جو کہ لاطینی میں شُشک ہے جس کے معنے بھی خشک ہیں اور اس کا مادہ بھی شُش ہے جس کے معنے خشک ہونا (صفحہ ۴۹۱)

شیٹ یہ پہلے سکسن زبان میں سیٹ سے نکلا ہے جس کے معنے ڈھکنے کے ہیں پھر یہ سایٹ ہو گیا۔ سویڈن والوں نے اس کو اسکوٹ کر لیا اور ڈینش لوگوں نے اس کو اسکیاڈ بنایا ہے۔ اور آئیس لینڈ والوں نے اسکاٹ گاتھک زبانوں میں اسکالش جس کے معنے کنارہ کے ہیں سنسکرت میں اسکو کے معنے ڈھکنے کے ہیں۔ یعنی پھیلی ہوئی بطور ڈھکنے کے چوڑا۔ لمبا ٹکڑا روئی کے کپڑے کا جو کہ بستر پر بچھایا جاتا ہے۔ یعنی چادر اور چوڑا پیپر کا ٹکڑا جو دستکاروں کے ہاں سے آتا ہے۔ کاغذ کا ٹکڑا چھپا ہوا۔ تہ کیا ہوا۔ بندھا ہوا یا کتاب کی شکل میں بنا ہوا۔ کتاب۔ پمفلٹ۔ چوڑی پتلی چیز (صفحہ ۶۳۸)

بورڈ سکسن میں بورڈ پھر براڈ ہو گیا۔ جس کے معنی چوڑائی یا میز جو چوڑی ہو یا پھیلی ہوئی ایک لکڑی کا چوڑا یا پتلا ٹکڑا۔ میز خوراک۔ ضیافت۔ لوگ میز کے گرد بیٹھے ہوئے کونسل کورٹ۔ جہاز کا تختہ پھیلانا۔ تختوں سے ڈھکنا صفحہ ۶۰)

بک۔ اس کا مادہ سکسن زبان میں باک ہے جو غالباً بوگین سے نکلا ہے۔ جس کے معنے جھکنا تہ کرنا کے ہیں جو کہ قدیم زمانہ میں بھیڑی یا بکری کے چمڑے کے ورق بنا کر لکھتے تھے کوئی چھپی ہوئی یا لکھی ہوئی علمی کتابوں یا ورقوں کا مجموعہ ایک جلد حصہ جلد یا کتاب کا لکھنے کے تختوں کی جلد (صفحہ ۶۱)

لیٹر۔ فرنچ لیٹر۔ لیٹن لیٹرا اس سے نکلا ہے۔ لینو اور لیکم جس کے معنی ہیں تہ کرنا۔ لگانا

چونکہ پرانے زمانہ میں لکھنے کا قاعدہ حرفوں کو میز پر دم لگا کر کے تھا سنسکرت میں لیپ کہتے ہیں جس کے معنے ہیں ملنا۔ ایک نشان لکھا ہوا۔ چھپا ہوا۔ کھدا ہوا یا تصویر کی طرح کھچا ہوا کہ انسانی کلام کے ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ لکھی ہوئی یا چھپی ہوئی چیز۔ ٹائپ ہاتھی دانت یا لکڑی کے نشانات جو کتابوں وغیرہ کے چھاپنے میں کام آتے ہیں صفحہ ۴۱۱

رایٹ یہ لفظ اصل میں سکسن میں ریٹن تھا۔ گاتھک میں رِتِس لفظ خط کے معنے سنسکرت میں یہ بمعنی کاٹنا یا کھودنا۔ قلم سے کاغذ پر یا دوسری چیزوں پر بنانا یا لکڑی یا پتھر پر کھودنا حرفوں یا لفظوں کا کاغذ یا پتھر پر بنا کر ظاہر کرنا۔ پیدا کرنا۔ لکھنا بطور مصنف کے نقل کرنا صفحہ ۷۱۲ +

پین سکسن پن ڈینش پن۔ آئس لنڈ پینی۔ اٹیلین پینا برابر ہے۔ لیٹن پینا کے جس کی پرانی شکل ہے پٹنا۔ یونانی میں پلیو نے سنسکرت میں پتھ بمعنی اڑنا (اندر رہیا پاؤ کے ہوا میں) اصل میں معنی ہیں پر۔ بازو۔ ایک پر یا کوئل لکھنے کے واسطے بطور اوزار کے بنائے جاتے ہیں۔ لوہے یا سونے کے بھی بنے ہوئے ہوتے ہیں (صفحہ ۵۰۳)

انک ڈچ لوگوں میں انکٹ۔ جرمن لوگوں میں کا نٹنٹ۔ پرانے جرمنوں میں اسپین والوں میں کانٹا لیٹن کی زبان میں ٹنٹا سے بنا ہوا ہے۔ جو نکلا ہے ٹنگو سے جس کے معنے رنگنے کے ہیں۔ جس سے ٹنگو چرا۔ ٹنگچر نکلے ہیں۔ کالا عرق یا پتلی رس جو لکھنے یا چھاپنے کے کام آتی ہے اول صرف کالی کے معنے تھے اب دوسری قسم کی سیاہی کو بھی کہتے ہیں (صفحہ ۳۰۷) چین کے ملک میں کاغذ روئی سے بنتا ہے بعضے لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ کاغذ سب سے پہلے چین میں ایجاد ہوا۔ چمڑے کا کاغذ پانچ چھ سو برس تک رہ سکتا ہے +

عربی میں رق۔ ورق۔ اوراق۔ قرطاس۔ کتاب۔ کتب۔ مکتوب۔ لوح۔ اساطیر۔ تسطیر۔ تحریر۔ رقعہ۔ تحریر۔ خط۔ جلد۔ صحیفہ انہیں معنوں میں آتے ہیں۔ فارسی میں پند۔ کاغذ۔ نامہ۔ اُستا۔ دستابیر۔ پوست۔ چرم بھی انہیں معنوں کے واسطے وضع کئے گئے ہیں۔

اب ہم آریہ ورت کی بابت تحقیقات کرتے ہیں یہاں کے لوگ شروع الہام وید سے یا اس کے کئی سال بعد لکھنے پڑھنے کو جانتے تھے مگر جب دیکھا جاتا ہے تو یہاں بھی اسی قسم کی چیزوں پر لکھنے کا آغاز ہوا (دیگر) اور ممالک کی نسبت یہاں قدرتی سامان بہت عمدہ موجود تھے۔

بھوج پتر۔ تاڑپتر۔ چھد۔ پرن۔ پتر۔ درگ۔ پلاش۔ چھدن۔ وک۔ پترنگ۔ پٹو۔ گس۔ دستنار۔ وٹپ یہ سب نام پتر اور شاخ اور چھال کے ہیں اور یکشی کے پر کا بھی نام ہے (دیکھو میدنی کوش اور ہیم چندر کوش اور امر کوش کانڈ ۲ شلوک ۱۳)

نامبر پتر مثلاً لیکھ۔ کرگل۔ چرم۔ کرپاس۔ وستر۔ پستک۔ گرنتھ۔ یہ سب نام مختلف اشیاء کے ہیں جن پر لکھا جاتا ہے

کھال۔ سن۔ السی۔ سوت کی چھال۔ ریشم۔ سوت۔ پرانے کپڑوں کے چیتھڑے۔ ٹاٹ یہ وہ چیزیں ہیں کہ جن سے کاغذ قدیم زمانہ سے اس دیش میں بنتے ہیں۔

سیالکوٹی کشمیری کاغذ تو مشہور ہی ہیں ان کے سوا ہندوستان کے اور بھی بہت شہروں میں قدیم زمانہ سے کاغذ بنتا ہے جن میں سیالکوٹی۔ کشمیری۔ کشتگری کاغذ بہت ہی دیرپا ہوتے ہیں۔ آج تک بھوج پتر اور تاڑ پتر پر لکھی ہوئی پستکیں ملتی ہیں +

لفظ ورگ رگوید کی تقسیم میں موجود ہے اسی ورگ سے فارسی میں برگ بنا اور چونکہ پرانی فارسی میں گ اور ک کی ایک ہی شکل ہے اس واسطے اسی ورگ یا برگ سے عربی کا ورق ہو گیا ہے جب قدرتی پتروں سے کاغذ بنایا گیا تب اس کا نام قرطاس ہوا یہ لفظ سنسکرت کرپاس یا کرپاس سے بنا ہوا ہے سنسکرت میں کاغذ کو کرگل کہتے ہیں اسی سے فارسی کا کاغذ بنا فارسی کے دستہ اور دستاویز سے عربی کا تسطیر اور اساطیر بنا اور اسی کے ساتھ فارسی کی بھی اُستا بھی سنسکرت کی اوستھا اور پستھا سے بن گئے جزو توٹے کے معنے ہیں سنسکرت کی گنتھا۔ کتا۔ کتھ سو کی سے مصر کی قبطی اور عربی کا کتب بنا ہوا صاف معلوم ہوتا ہے +

رامائن کسکندھا کانڈ سرگ ۳ اشلوک ۲۲ میں قلم اور نھات - جو تندھری کے کھیت کا بیان ہے اور کوش میں لکھا ہے اس سے پرگٹ ہے کہ قلم لکھنے لیکھنی کلم سمہ تُلیا پی
کی چیز کا نام سنسکرت میں ہے اور دیہ اور چیزوں کے ساتھ جو تندھری کا بھی ہوتا ہے علاوہ برا اس سے یہ بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ تاڑ کے سوائے کاغذ پر بھی اُس سمہ لکھتے تھے +

ہم اس موقع پر بائیبل کے ایک خاص فقرہ کی طرف بھی ناظرین کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں - لکھا ہے کہ جب آدم اور حوا کو عقل آئی کہ ہم ننگے ہیں اور برہنگی سے شرمائے تو انہوں نے انجیر کے پتوں کو سیکے اپنے لئے لنگیاں بنائیں (پیدایش ۳-۷) آجکل کے تعلیم یافتہ آدمی یہ سنکر ہنسینگے کہ انجیر کے پتوں کی لنگیاں - مگر بھائیو! آغاز میں درختوں کے پتے سے ایجاد ہوئی اور اب بھی کیرڑوں کی تھوک یا درختوں کے پتوں سے لنگیاں بنتی ہیں +

ویدک زمانہ کی تحقیقات

ایک ہزار برس رامانج جو بیراگیوں کے آدگرو ہیں وہ چیت شدی ۵ سمت ۱۰۱۷ بکرمی میں پیدا ہوئے اور انہوں نے وید اور شاستر کو اُس وقت کے طریقہ اُتو سیار گورو سے پڑھا اور پھر اُپنشد گیتا اور ویدانت درشن پر ٹیکا کی اپنی تصنیفات میں جابجا ویدوں کا پرمان دیا پس وید ایکہزار برس سے پُرانے ہیں +

دو ہزار برس مہاراجہ بکرمادیتہ ویدک دھرم کے ماننے والے تھے - اُنکے زمانہ کی پُستکوں میں وید منتروں کا حوالہ موجود ہے بلکہ اُس وقت آیور اُپ وید یعنی چرک ویدک شاستر کے گرنتھ بھی موجود تھے جیوتش پر دیا بھی جو ویدوں کا انگ ہے رونق پر تھی جنکو ہوئے دو ہزار برس کے قریب گذرے ہیں - اُن کا سمت ۱۹۵۲ اب چل رہا ہے +

راجہ شالباہن کا شاکا جو اس وقت ۱۸۱۵ ہے اُن کے عہد میں بھی ویدوں کا خوب پرچار تھا وہ خود ویدک دھرم کے پیرو تھے -
راجہ چندرگپت اور اُن کے وزیر چانک رشی ویدوں کے ماننے والے تھے جن کو ہوئے آج ۲۲۰۰ برس ہوتے ہیں (مفصل دیکھو چانک نیتی)

تین ہزار برس بُدھ جو مسیح سے ۶۰۰ برس پہلے پیدا ہوا اُس نے بھی اپنے سوتروں میں ویدوں کا ذکر کیا ہے (دیکھو بدھ سوتر ادھیاے اول)

اُس وقت دام مارگ یعنی ماس - شراب - بھبچار شروع ہوگیا تھا لوگ دیوتاؤں پر بقول شخصے جیسے روح ویسے فرشتے - اِن اشیاء کو چڑھاتے اور ان کے ذریعہ سے خود ان ممنوعات کے مرتکب ہوتے تھے - چنانچہ لکھا ہے

بُدھ نے جب براہمنوں کو پشوؤں کے ماس سے ہون کرتے دیکھا تب کہا کہ تم یہ دُشٹ کام کیوں کرتے ہو اسے چھوڑ دو براہمنوں نے کہا ہمارے بڑے کرتے تھے اور شاستر ان کول ہے تب بُدھ نے فرمایا کہ ویدوں میں جیو ہنسا کی ممانعت ہے پرکھے آریہ براہمن کشتری وغیرہ لوگ ماس نہیں کھاتے تھے جب سے چھتری راجہ لوگ عیاش ہوگئے تب سے ماس کھانا اور ماس کا ہون کرانا رائج ہوا (دیکھو بدھ کی لائف انگریزی)

راجہ دھاوا ایک مشہور ویدوں کا پیرو گذرا ہے جو ہندوستان دھرم تھا اور اگنی ہوتری تھا اس نے مسیح سے ۵۰۹ سال پورے لوہے کا ایک ستون ڈھالکر بطور کیرتی تھنبھ کے گاڑا تھا جو راجہ پتھورا کے قلعہ دہلی میں موجود ہے (دیکھو بنگال ایشیاٹک جرنل نمبر ۷ صفحہ ۶۳۰)

راجہ کنشک بھی جو بدھ سے ۵-۶ سو برس پہلے ہوا (یعنی بکرم آدیتہ کے بھائی بھرتری جی سے ایک ہزار سال پہلے) ویدوں کو الہامی مانتا تھا اور ویدک دھرم کا پیرو تھا -
سومتر (جس کو بقول جونس صاحب کے ۲۹۰۰ سال ہوتے ہیں) کے عہد میں بھی یہ وید مقدس مانے موجود اور اُن کا عملدرآمد جاری تھا -

موسیٰ نبی سے پہلے ہندوستان میں ویدک دھرم موجود تھا اور لوگ حتے الوسع اُس پر عملدرآمد کرتے تھے (دیکھو منوسمرتی کا انگریزی دیباچہ)

چہار ہزار برس ژند اوستھا میں جو پارسیوں کی چار ہزار برس سے پُرانی کتاب ہے حسب ذیل ویدوں کا ذکر موجود ہے +

ہوم یشٹ کے باب میں اتھروید کا نام آیا ہے اور ایسا ہی بہت جگہ انگرہ رشی کا چنانچہ اُس کا اصل ترجمہ یہ ہے "کرسنانو نے حکومت کے غرور میں اتھروید جس کے شروع کا منتر

शन्नोदेवीरभिष्टय आपोभवन्तु पीतये शंयोरभिस्रवन्तु नः ॥

ہے اپنے راج میں بند کردیا اس واسطے ہوم یشٹ نے اُس کو تخت سے اُتار دیا" (دیکھو ژند اوستھا ہوم یشٹ کی ۱۸ - آیت)

اس پر پروفیسر ہاگ صاحب نے بھی وید کی تصدیق کرکے لکھا ہے کرسنانو کا ایسا ہی بیان ہندوستان کی پُرانی کتابوں میں آیا ہے (دیکھو ایتری برہمن ۳-۲۶) اور ایتری برہمن کی بابت مارٹن ہاگ کہتا ہے کہ وہ غالباً قبل از مسیح ۲۰۰۰ - اور ۲۴۰۰ سالوں کے درمیان موجود تھا (دیکھو میڈم بلیوٹسکی صاحبہ کی تحقیقات غار جنگل ہندوستان صفحہ ۲۱۴)

ویاس اور جیمنی بھی جن کو ہوئے کسی طرح بھی چار ہزار برس سے کم عرصہ نہیں گذرا (بلکہ زیادہ) اپنے شاستروں میں ویدوں کے الہام کے قایل ہیں - چنانچہ ویاس جی اپنے ویدانت کے سوتر ۳ میں فرماتے ہیں کہ ویدوں کا آدی کارن ہونا بھی برہم کی ہستی کا ثبوت ہے کیونکہ ایسا جامع علوم باطنی و ظاہری گیان کسی انسان سے نہیں ہوسکتا - کیونکہ وہ الہامیہ ہے اس پر تفسیر کرتے ہوئے عرصہ ۲۲۰۰ برس کا گذرا ہے کہ شنکر آچاریہ جی فرماتے ہیں "جو انیک ودیا کے مخزن اور پرکاش یکت سب ارتھوں کے پرکاش کرنیوالے سروگیہ ایشور کے گیان رگ - یجر - سام اور اتھرو - وید ہیں - اُن کا کارن برہم ہے کیونکہ ایسے سرب گنوں (جامع جمیع صفاتِ کاملہ) سے یکت ویدوں کا بغیر سروگیہ (عقل کل) ایشور کے اور کسی سے ہونا ناممکن ہے کیونکہ وید سب پدارتھوں کو آفتاب کی طرح ظاہر کرتے ہیں اور سب ودیاؤں کا مول ہیں"

بھارت میں بھی ویدوں اور رامائن اور منوسمرتی کا ذکر ہے لیکن منو اور رامائن اور ویدوں میں بھارت کا ذکر نہیں اور نہ منو میں رامائن کا (دیکھو بھارت آدی پرب ادھیاے ۱ اشلوک ۲۶۲) رامائن جو مہابھارت سے بہت پہلے کی کتاب ہے اُس میں بھی ویدوں کا ذکر ہے (بال کانڈ سرگ پہلا شلوک ۴۴)

ہم واضح شہادتوں سے ثابت کرچکے ہیں کہ وہ آٹھ لاکھ برس سے پرانی ہے - پس وید رامائن سے بہت ہی پرانی ہے (بال کانڈ سرگ ۵ اشلوک ۲)

منوسمرتی (جو رامائن سے بہت ہی پرانی ہے کیونکہ منو کا رامائن میں ذکر ہے) - (دیکھو کسکندھا کانڈ سرگ ۱۸) میں ویدوں کے سوائے کسی گرنتھ کا ذکر نہیں ہے
ایک دو جگہ کیا بلکہ تمام منوسمرتی اُسی سے بھری ہوئی ہے اور منو کا زمانہ ہم تاریخ دنیا حصہ اول میں ثابت کرچکے ہیں - پس وید منو سے پرانے ہیں -

اور سورج سدھانت میں نہ منو کا نام ہے اور نہ رامائن وغیرہ کا نہ کسی اور کا اپنا سمت اُس نے لکھا ہے لیکن ویدوں کو سورج سدھانت نے بہت قدیم مانا ہے یہاں تک تو ہم نے کتابی شہادتیں دیں کہ وید کیا بلحاظ تحریر اور کیا بلحاظ تعلیم اور مذہب کے سب سے پُرانی ہے اور جہاں تک شہادت مل سکتی ہے اُس سے پُرانی ہے -

یادداشت

ورداہ مہر ورا ہی سنگتا میں اور کالی داس جیوتردوابھرن میں اور کلہن راج ترنگنی میں

لکھتے ہیں کہ یدھشٹر کے سمہ میں سپت رشی منڈل مگھا نکھشتر میں تھا۔ ہم نے وہ شلوک جلد اول میں لکھ دیا ہے)

سپت رشیوں کے حساب سمجھنے کے واسطے یہ قاعدہ ہے۔

सप्तर्षीणां च यौ दृश्यते उदितौ दिवि। तथास्तु मध्युन दत्रं दृश्यते यत्समम निशि। तेन सप्तर्षयो युक्तास्तिष्ठन्त्यब्दशतं नृणां। हे तु परिक्षितेकाले मघा स्वासन् द्विजोत्तम॥

ترجمہ سپت رشی منڈل کے پورب طرف میں جو دو نکھشتر دیکھ پڑتے ہیں ان کو پلہ اور کرتو کہتے ہیں ان دو نکھشتروں میں آشونی آدی جو نکھشتر دیکھ پڑتے ہیں اُس نکھشتر میں سپت رشی منڈل سو سال رہتے ہیں) +

رامایݨ

یہ سنسکرت نظم کا ایک نامی گرامی تاریخی پستک ہے اس کے مصنف بالمیک جی نے مہاراجہ رامچندر کے واسطے اجودھیا کی ایک ضخیم اور مفصل تاریخ لکھی ہے یہ بہت جگہ طبع ہوئی۔ اور اس کے قلمی نسخے بھی اکثر ملتے ہیں مگر اس میں شلوکوں کا بہت اختلاف ہے۔ خود ایک قلمی کا دوسرے سے اور ایک مطبوعہ کا دوسرے سے بہت فرق ہے شیومت اور ویشنومت کے جھگڑے نے اس میں بہت کچھ گڑبڑ کر دی۔ مگر جہاں تک اس سے اصلی تاریخ کا تعلق ہے کوئی گڑبڑ معلوم نہیں دیتی۔ رامایݨ اس وقت بہ تفصیل ذیل ملتے ہیں +

بالمیکی رامایݨ۔ آدی رامایݨ۔ مول رامایݨ۔ ہنومان ناٹک تلسی رامایݨ۔ ادبھت رامایݨ۔ یوگ وششٹ مہا رامایݨ۔ مگر سب کی اصل بالمیکی رامایݨ ہے کوئی اُس سے پہلے کے نہیں سب سے اول بالمیکیہ اور آخر ہی تلسی کرت ہے جو اکبر شاہ کے عہد میں بنائی گئی جو رامچندر بالمیک کے وقت تھے وہ ایک بہادر راجہ اور مشہور عالیشان تھے اور تلسی داس کے وقت وہ تمام دنیا کے پرمیشر ٹھیرائے گئے۔

ادبھت رامایݨ تو فی الحقیقت فسانہ عجائب ہے اُس کا نام ادبھت خود ہی ادبھت ہے یوگ وششٹ تو ۷۰۰ سال سے پرانی ہرگز نہیں یہ کسی شنکر آچاریہ کے چیلے کی تصنیف ہے جیسا کہ رام تاپنی و گوپال تاپنی اُپنشد اور دارا شکوہ نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے +

رامایݨ موجودہ میں ۷ کانڈ ہیں حالانکہ اس کے دیباچہ میں صاف لکھا ہے کہ اس کے چھ کانڈ ہیں ساتواں اُتر کانڈ کسی نے پیچھے سے بطور ضمیمہ کے لگا دیا۔ بقول ایک لائق مورخ کے اُتر کانڈ تو فی الحقیقت اُتر کانڈ ہی ہے رامایݨ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

بابو ہریش چندر مرحوم بنارسی بھی لکھتے ہیں:۔ "اُتر کانڈ کے ۹۴ سرگ میں یہ لکھا ہے۔ کہ اُتر کانڈ بھارگو رشی نے بنایا ہے یہ بھی ایک آشچرج کی بات ہے اس واکیہ سے تو انگریزی دو انول کا سندیہ سِدھ ہوتا ہے (صفحہ ۱ مطبوعہ بانکی پور)

رامایݨ چھ کانڈ میں بالکل سماپت ہو گئی ہے۔ آدی کانڈ میں رامچندر جی کا جنم اور انت کے یدھ کانڈ میں اُن کی مرتیو لکھی ہے اور بڑی عمدگی سے مضمون کو ختم کیا ہے۔ پھر نہیں معلوم کہ اُتر کانڈ کی کیا ضرورت ہے اور وہ کیوں مانا جاوے۔

پروفیسر گریفتھ صاحب فرماتے ہیں۔ "رامایݨ ۷ کانڈوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ لیکن شاعری کا ڈھنگ چھ کانڈ میں تقسیم ہوتا ہے اور یہ دشواس کرنے کی بڑی دلیل ہے۔ کہ ساتواں کانڈ پیچھے کسی کی ملاوٹ ہے (دیکھو ان کی انگریزی رامایݨ کا دیباچہ) پس رامایݨ کل چھ کانڈ بہ تفصیل ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام کانڈ	تعداد سرگ	شلوک	پرکشپت یعنے ملاوٹی
۱	بال کانڈ	۰	۲۲۵۰	۱۵۰
۲	اجودھیا کانڈ	۰	۴۳۵۰	۵۰
۳	آرنیہ کانڈ	۰	۲۳۵۰	۵۰
۴	کسکندھا کانڈ	۰	۲۲۵۰	۵۰
۵	سندر کانڈ	۰	۲۷۵۰	۱۵۰
۶	یدھ کانڈ	۰	۵۷۳۲	۱۳۲
میزان	۶	۰	۱۹۷۸۲	۵۸۲

مشہور اور عقلمندوں کی مانی ہوئی بات یہ ہے کہ رامایݨ کے کل ۱۸ ہزار شلوک ہیں اس حساب سے ایک ہزار سات سو بیاسی شلوک زیادہ ہیں اس کا سن تصنیف رامایݨ میں اس کے سوائے نہیں ہے کہ رامچندر جی چیت کے مہینہ۔ نومی کی تتھ۔ شکل پکش پونرس نکھشتر پانچ گرہ اپنی اوچ ستھان میں ستھت کرک کے لگن میں۔ برہسپت اور چندرماں کے سنیوگ میں پیدا ہوئے۔ (دیکھو رامایݨ بال کانڈ سرگ ۱۸ اشلوک ۷-۱۲)

چنانچہ ابھی تک آریہ ورت میں اُس روز یعنی رام نومی کو ہندو لوگ مقدس خیال کرتے ہیں مگر بھارت میں لکھا ہے +

त्रेता द्वापरयोः सन्धौ रामः शस्त्रभृतां वरः।
असकृत पार्थिवं क्षत्रं जघानामर्षचोदितः॥
म.भा.त प०१ अ०२ श०३ ॥

ترجمہ ترتیا اور دواپر کی سندھی میں شستر دھاریوں میں سریشٹ رام ہوئے جنہوں نے ظالم راجاؤں اور دشٹوں کو مارا اور ستیہ ارتھ کا پرچار کیا +

رامایݨ کا زمانہ بعض انگریز مورخ یہاں تک کم کر دیتے ہیں کہ اس کو بھارت سے پیچھے کا بتلاتے ہیں۔ مگر ہم اس کو تعصب کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں۔ خود مہابھارت میں اُن کا ہونا دواپر اور ترتیا کی سندھی میں لکھا ہے اور بطور مثال اُنکی رامایݨ کا خلاصہ بھی لکھا ہے صرف اسی پر خاتمہ نہیں ہے بلکہ جہاں ویچی ٹیرتن گذشتہ راجاؤں کی فہرست دی ہے۔ وہاں مہاراجہ رامچندر جی کا بھی نام مبارک موجود ہے پس کسی طرح دونو ہم عہد نہیں اور رامایݨ کا زمانہ اُلٹا بھارت کے بعد ہے۔ ناظرین! آپ انگریزی مورخوں کے تعصب پر غور کریں +

پادری بنٹلی صاحب فرماتے ہیں "رامایݨ اور رامچندر جی کا زمانہ ۹۵۰ برس قبل مسیح ہے +

کرنیل ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ رامچندر جی مسیح سے ۱۱۰۰ برس پہلے گذرے ہیں۔

مسٹر گروس سابق مترجم رامایݨ لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں رامچندر جی مسیح سے ۱۳۰۰ برس پہلے ہوئے (جلد اول کا دیباچہ)

ولفرڈ صاحب کی بھی یہی رائے ہے کہ رامچندر جی مسیح سے ۱۳۰۰ برس پہلے ہوئے ایک اور مورخ فرماتے ہیں کہ رامچندر جی کا زمانہ سنہ عیسوی سے ۱۸۰۰ برس پہلے تھا۔

سر ولیم جونس فرماتے ہیں کہ رامایݨ مسیح سے ۲۰۲۹ سال پہلے لکھی گئی۔

ہم تاریخ دنیا جلد اول میں ثابت کر چکے ہیں کہ بھارت کا زمانہ ۴۳۳۲ سال کے قریب ہے پس رامائن اُس سے بہت ہی زیادہ پہلے کی ہے۔ یعنی رامچندر جی ترتیا اور دواپر کی سندھی میں ہوئے۔ اس حساب سے دواپر کے ۸۶۴۰۰۰ سال۔ کل یگ کے آجتک ۴۹۹۷ میزان کل ۸۶۸۹۹۷ سال +

آریہ ورت کے سارے جیوتشی بالاتفاق کہتے ہیں کہ رامچندر جی کو ہوئے ۸ لاکھ برس گذر چکے ہیں۔ یہ صرف جیوتشی لوگوں کا خیال ہی نہیں بلکہ زمانہ حال کے مشہور فاضل مترجم رامایݨ مسٹر گریفتھ صاحب پرنسپل بنارس کالج فرماتے ہیں "رامایݨ اور ایلیڈ جیسی کتابیں

ہیں ہمیں اپنے خیال سے معلوم ہوتا ہے کہ وے نہایت ہی پرانے زمانہ کی دنیا سے سمبندھ رکھتے ہیں۔ جیسے کہ بمبئی شہر کے کسی گھر میں ہم گھسے ویسے ہی ہم اُن میں گھستے ہیں۔ گو بہت سے رنگ اب تک بھی تازہ معلوم ہوتے ہیں اور ایسا بر بادی کا نشان ہم کو کوئی بھی نظر نہیں آتا جو اُس زمانہ کو یاد دلائے۔ لیکن ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو وے ہمارے عہد کے ہیں اور نہ ہمارے باپ دادائوں کے عہد کے۔ بلکہ ہمارے اور ہمارے مدعا یعنی رامائن کے درمیان زمانوں کا سمندر یعنی نہایت ہی بیشمار زمانہ پڑا ہؤا ہے (دیباچہ رامائن انگریزی)

اشٹادھیائی

یہ ویاکرن کا گرنتھ ایک مشہور و معروف فاضل پانینی منی کی تصنیف ہے۔ یہ تمام تر سوتروں میں ہے اس کا زمانہ بہت پرانا ہے۔ اِس کے نام سے ظاہر ہے۔ کہ وہ آٹھ ادھیاؤں میں منقسم ہے ✤

	ادھیائے اول		ادھیائے دوم		ادھیائے سوم		ادھیائے چہارم		ادھیائے پنجم		ادھیائے ششم		ادھیائے ہفتم		ادھیائے ہشتم	
	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر
	۱	۸۸	۱	۷۲	۱	۱۵۰	۱	۱۷۸	۱	۱۳۶	۱	۲۲۳	۱	۱۰۳	۱	۷۴
	۲	۷۴	۲	۳۸	۲	۱۸۸	۲	۱۴۵	۲	۱۴۰	۲	۱۹۹	۲	۵۸	۲	۱۰۸
	۳	۹۳	۳	۷۳	۳	۱۷۶	۳	۱۶۸	۳	۱۱۹	۳	۱۳۹	۳	۱۲۰	۳	۱۱۹
	۴	۱۱۰	۴	۸۵	۴	۱۱۷	۴	۱۴۴	۴	۱۶۰	۴	۱۷۵	۴	۹۶	۴	۶۸
میزان	۴	۳۶۵	۴	۲۶۸	۴	۶۳۱	۴	۶۳۵	۴	۵۵۵	۴	۷۳۶	۴	۳۷۷	۴	۳۶۹

اشٹادھیائی میں ادھیائے ۸۔ پاؤ ۳۲ سوتر ۳۹۹۶ ہیں

तीणि सूत्र सहस्राणि तथा नव शतानि च।
षण्णवति सूत्राणि पाणिनिः कृतवान् स्वयम्॥

ترجمہ یعنی تین ہزار اور ۹ سو ۹۶ سوتر پانینی نے خود بنائے ہیں (دیکھو بوٹلنگ کی پانینی ایڈیشن جلد ۲ صفحہ ۱۹)

لیتھبرج صاحب فرماتے ہیں۔ ”پانینی جو علم سنسکرت کے صرف و نحو میں ایک نہایت عالم و فاضل گذرا ہے اُس کا ویاکرن بڑا مشہور ہے۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ پانینی بدھ مذہب کے بانی بدھ سے کچھ پیشتر گذرا ہے (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۲۳)

اسکی تردید ہم تاریخ دنیا جلد اول میں کر چکے ہیں یہ اعتراض سراپا فضول ہے ✤

حکیم بھاسکر آچاریہ کا زمانہ

اس مشہور فاضل حکیم کی بنائی ہوئی کُتب حسب ذیل ہیں:۔

سِدھانت شرومنی۔ گول آدھیائی۔ بیج گنت۔ کرن کتوہل۔ لیلاوتی۔ یہ نامور حکیم سنہ ۱۰۶۱ شالباہن کے قریب ملک دکھن کے بیدر شہر میں بخاندان مہیشر برہمن کے متولد ہؤا۔ اس کی بابت لیتھبرج صاحب فرماتے ہیں۔ ”نجوم کے علم میں ایک اور مصنف ”بھاسکر آچاریہ“ نام سنہ ۱۱۱۴ء کے قریب مقام بیدر علاقہ دکھن میں پیدا ہؤا۔ کہتے ہیں کہ اُس نے علم ریاضی کا ایک مسئلہ دریافت کیا تھا جو زمانہ حال کے ریاضی دانان یورپ کے مسئلہ جزئیات سے بہت مشابہ ہے“ (تتمہ اول صفحہ ۲۳۴)

اس کی بنائی ہوئی کتاب لیلاوتی کا ترجمہ مشہور فاضل فیضی نے بعہد اکبر بادشاہ کے کیا ہے جس کے دیباچہ میں وہ لکھتا ہے ”مولف این کتاب حکیم نامور بھاسکر آچاریہ است کہ در حکمت ریاضی بنظیر عہد خود بود و مولد و موطنش شہر بیدر است از بلاد دکھن اگرچہ تاریخ تالیف این کتاب معلوم نیست اما کتابے دیگر دارد۔ در اعمال استخراج تقویم و دقایق اسرار تنجیم موسوم بہ کرن کتوہل करणकुतूहल و آنجا تاریخ تالیف او نوشتہ کہ یکہزار و یک صد و پنج سال بود از تاریخ شالباہن کہ در ہندوستان متعارف بود ازاں سال تا امسال کہ سی و دوم سال از تاریخ الٰہی ست موافق یہ سال نہ صد و نود و پنجم از تاریخ قمری سہ صد و ہفتاد و سہ سال گذشتہ بود“ (دیباچہ لیلاوتی صفحہ ۳ موجودہ لائبریری آریہ سماج مظفر گڈھ)

महेश्वरोत्तमः کرن کتوہل میں بھاسکر آچاریہ جی نے اپنے پتا کا نام لکھا ہے اور سال تصنیف سمت ۱۱۰۵ شالباہن مندرج ہے۔ لیلاوتی نام گرنتھ اُس نے اپنی پیاری بیٹی کے نام پر تصنیف کیا اور بعضوں کا خیال ہے کہ خود اُسکی بیٹی نے تصنیف کیا ✤

پنچ تنتر و ہت اُپدیش یہ گرنتھ راج نیت کا ہے اس میں ارجانند (جس کا وزیر وررد چی تھا) کا ذکر ہے۔ (دیکھو پنچتنتر ہہ۔ کتھا ۷ صفحہ ۹۲ ہہ مطبوعہ کلکتہ)

مہاراجہ چندر گپت اور چانک رشی کی نیتی کا بھی اسمیں ذکر ہے (دیکھو کتھا کا آغاز صفحہ ۵) نند اور چندر گپت اور چانک کا زمانہ ظاہر ہے۔ پس یہ گرنتھ اُن کے بعد بنایا گیا بکرم کا اس میں بالکل ذکر نہیں اور نہ اُس کے کسی فاضل نورتن کا۔ بنا بر آں معلوم ہوتا ہے کہ بکرم سے پہلے بنایا گیا ✤

نوشیرواں (کسریٰ) بادشاہ ایران کے حکم سے ۵۳۱ء و ۵۹۹ء مطابق سمت ۵۵۵ و سمت ۵۵۵ بکرمی میں برزویہ حکیم نے اس کا ترجمہ پہلوی میں کیا اور پھر دنیا کی تمام مشہور زبانوں میں ترجمہ ہو گیا

اس کے مصنف کا نام وشنو شرما ہے جو بعہد راجہ امر شکتی المعروف سودرشن کے گذرا ہے یہ مہلا پور نام نگر ماں متعلقہ علاقہ دکھن کا راجہ تھا۔ اسی کا خلاصہ ہت اُپدیش ہے شاہنامہ میں بھی فردوسی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

مدرا راکھشس ناٹک۔ اس میں اُس انقلاب سلطنت کا ذکر ہے۔ جس میں مگدھ کے خاندان نند کی جگہ چندر گپت وہاں کا راجہ ہو گیا۔ پہلے وزیر کو جو نند کے ساتھ سازش کر کے خود راجہ بننا چاہتا تھا۔ پنڈت چانک جی کی حکمت عملیوں سے شکست فاش ملی اور چندر گپت گدی پر بیٹھا۔ مشہور فاضل بیاکھ دت نے چانک جی کی خاطر کیواسطے اسے تصنیف کیا۔ اس کا زمانہ تصنیف مسیح سے تین سو برس پہلے ہے۔ غرضیکہ چندر گپت کی سلطنت کا آغاز اور اس کی تصنیف کا زمانہ ایک ہی ہے (دیکھو تاریخ ہند صفحہ ۲۲ تتمہ اول) ✤

چندر گپت نے چوبیس برس یعنی ۳۱۵ سے ۲۹۱ برس قبل مسیح تک بڑی شان و شوکت سے سلطنت کی (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۲۳۶)

”گرہ لاگھو“ یہ گرنتھ جیوتش کے متعلق ہے द्व्यब्धिनन्दोनित १४४२ شالباہن میں یہ گرنتھ بنا ہے۔ शकेशहस्फल

”تاجک“ یہ گرنتھ پنڈت نیل کنٹھ جی جیوتشی کا مصنفہ ہے اور پھلت کے متعلق ہے اس کا سال تصنیف سمت ۱۵۰۹ شالباہن ہے ✤

”مہورت چنتامنی“ یہ گرنتھ اور اسی کے مصنف پنڈت گنپش دیوجی کی اُجپت جاتکالنکار و جاتک بھرن یا بھی قریب زمانہ کے ہیں اِس کا مصنف پنڈت نیل کنٹھ کا چھوٹا بھائی تھا مہورت چنتامنی سمت ۱۵۲۲ شالباہن میں۔ اور جاتکالنکار سمت ۱۵۲۵ شالباہن میں تصنیف ہوئے ✤

دن اور رات کا اندازہ جاننے کا صحیح قاعدہ

جس سمے سورج طلوع ہو۔ اُس کو اگر دُگنا کیا جاوے تو حاصل ضرب راتری کا

پرمان ہے اور جس سمہ سورج غروب ہو اُس کو اگر دُگنا کیا جاوے تو دن کا پرمان ہے مثلاً اگر سورج ۵ بجے طلوع ہو تو رات کا اندازہ دس گھنٹہ ہو گا اور اگر سورج ۶½ غروب ہو تو دن کا پرمان ۱۳ گھنٹہ ہو گا ✣

پوران کس نے بنائے ۔

ہمارے بھولے بھالے ہندو یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اٹھارہ پوران اور اٹھارہ اُپ پران دیاس جی نے بنائے ہیں جو پراشر کے فرزند اور مہاراج یدھشٹر کے وقت میں موجود تھے جن کو آجتک ۱۳۳۴ سال ہوتے ہیں اس میں وہ پرمان دیا کرتے ہیں کہ

अष्टादश पुराणानां कर्त्ता सत्यवतासुत:

یعنی اٹھارہ پورانوں کے مصنّف ستوتی کے بیٹے ویاس جی ہیں مگر پورانوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ یہ خیال ان کا درست ہے اور نہ ہی یہ سنسکرت واک ۔

یہ خیال درست کرنے کے واسطے ہم اپنی برسوں کے تحقیقات کردہ ذخیرہ سے مندرجہ ذیل ثبوت پیش کرتے ہیں امید ہے کہ دھرم کے متلاشی اور تاریخ کے شائق پکشپات چھوڑ کر اسے مطالعہ فرماوینگے ✣

ثبوت اول - سارے ودوانوں کی اس بارے میں ایک رائے ہے کہ اٹھارہ[1] پوران مہابھارت سے پیچھے تصنیف ہوئے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ شُکدیو جی نے بھاگوت راجا پریکشت کو سنایا تھا اور تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کَیرَو اور پانڈو کے یُدھ کے بعد فتحیاب مہاراجہ یدھشٹر تخت نشین ہوئے انہوں نے ۳۶ سال اور ۲۵ دن راج کیا یدھشٹر کے وفات پانے پر راجہ پریکشت گدی نشین ہوئے - جنہوں نے ۶۰ برس راج کیا بھاگوت میں لکھا ہے کہ راجہ پریکشت کے آخری دنوں میں جب اُسے سانپ نے کاٹا تب اسے شُکدیو نے بھاگوت سنایا - (دیکھو بھاگوت)

مگر بھارت کے شانتی پرب ادھیاء ۳۲۲ اور ۳۲۳ سے ثابت ہے کہ جب لڑائی ختم ہوئی اور بھیشم جی کے انت سمہ یُدھشٹر اُن سے اُپدیش سننے گئے - تب انہوں نے شُکدیو جی کا اس طرح ذکر کیا کہ بہت برس گذرے شُکدیو جی مرگئے وہ یوگی پُرش اور ویاس جی کے فرزند تھے اُن کے مرنے پر ویاس جی کا غمناک ہونا بھی لکھا ہے

یدھشٹر اس طرح پوچھتے ہیں کہ گویا انہوں نے دیکھا بھی نہیں اور اُس وقت راجہ پریکشت حمل میں تھے اب جائے غور ہے کہ جب پریکشت کے جنم سے پہلے ہی شُکدیو جی مرگئے تھے تو ان کا ۹۶ سال بعد آنکر بھاگوت سنانا کس قدر صریح جھوٹ ہے - اس جگہ دیوی بھاگوت مترجم کا لکھنا بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں یہ بھاگوت بوپ دیو برادر جے دیو نے بنائی ہے (دیکھو دیباچہ دیوی بھاگوت)

پس صاف ظاہر ہے کہ نہ پریکشت نے سنی اور نہ شُکدیو نے سنائی اور نہ ویاس اس کے مصنف ہیں ✣

اور بوپ دیو مہاراجہ بھوج کے عہد میں یعنی سمت ۱۱۴۵ بکرمی میں ہوا جن آدمیوں نے بوپ دیو کرت مگدھ بُدھ ویاکرن کا مطالعہ کیا ہے وہ صاف شہادت دیتے ہیں کہ مگدھ بودھ اور بھاگوت کا کرتا ایک ہی ہے ✣

ثبوت دوم - اٹھارہ پورانوں میں بُدھ کو وشنو کا اوتار قبول کیا ہوا ہے اور جن عبارات میں یہ ذکر ہے - اُس میں صیغہ ماضی معلوم ہوتا ہے نہ کہ مستقبل اور جو بُدھ کے اوضاع و اطوار بیان کئے ہیں - وہ زمانہ بُدھ کے حالات سے ٹھیک ملتے ہیں ✣

(دیکھو شیو پوران پورب آردھ - کھنڈ پانچواں - ادھیاء ۳ سے ۹ تک اور بھاگوت) اور آر سی دت صاحب اپنی ہسٹری میں لکھتے ہیں " وشنو پوران کے تیسرے حصے کے آخری ادھیاؤں میں بُدھوں اور جینیوں کے مذہب کی تردید ہے " (جلد ۲ صفحہ ۲۹۶)

اور پدم پوران میں بھی بُدھ مذہب کا ذکر ہے ✣

दैत्यानां नाशनार्थाय विष्णुना बुद्धरूपिणा।
बौद्धशास्त्रमसत्प्रोक्तं नग्ननीलपटादिकम॥

مگر مورخوں نے پُرانے نشانات - یادگاروں - مناروں - بُدھ مندروں کے کتبے اور آریہ ورت - لنکا - برہما - چین - تبت کی کتابوں عجائب گھر کے بتوں سے ثابت کیا ہے کہ بُدھ بکرماجیت سے ۶۱۴ برس پہلے ہوا اور ۸۰ برس زندہ رہکر مرگیا - جس کو آجتک دو ہزار پانچ سو برس ہوئے اور ویاس جی کو چار ہزار تین سو برس - اس حساب سے بُدھ ویاس جی سے تقریباً دو ہزار برس پیچھے ہوئے - بنابراں ویاس پورانوں کے مصنف نہیں ہیں

ثبوت سوم - سوامی شنکر آچاریہ مشہور دکھنی برہمن رامانج سے بہت پہلے گذر چکے ہیں کیونکہ رامانج نے شنکر بھاشیہ اور شنکر مت کا اچھی طرح کھنڈن کیا ہے - اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اُن کو گذرے بہت کچھ مدت ہو چکی ہے اور اُن کا مت ادویت واد زور و شور سے پھیلا ہوا ہے اور ہم اسی کتاب میں ثابت کر چکے ہیں کہ شنکر آچاریہ کو ہوئے دو ہزار دو سو برس کے قریب گذرے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ عموماً ہندو شنکر آچاریہ کو مہادیو کا اوتار مانتے ہیں اور اُن کا ہونا بُدھ مت سے کسی طرح بھی پہلے نہیں - کیونکہ اُنھوں نے بُدھ مت کا کھنڈن کیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ شنکر آچاریہ کے مت میں سارا جگت مایا اور وہ اپنے آپ کو برہم کہتے تھے - اب پدم پوران میں پاربتی کو مہادیو کہتے ہیں ✣

(دیکھو سانکھ شاستر ٹیکا وگیان بھکشو کی بھومکا صفحہ ۷ و ۸)

मायावादमसच्छास्त्रं प्रच्छन्नं बौद्धमेव च। मयैवकथितं देवी कलौ ब्राह्मणरूपिणा॥ अपार्थं श्रुतिवाक्यानां दर्शयल्लोकगर्हितम्। कर्मस्वरूपत्याज्यत्वमत्र च प्रतिपाद्यते॥ सर्वकर्मपरिभ्रंशान्नैष्कर्म्यं तत्र चोच्यते। परात्मजीवयोरैक्यं मयात्र प्रतिपाद्यते॥ ब्रह्मणोऽस्य परं रूपं निर्गुणं दर्शितं मया। सर्वस्य जगतोऽप्यस्य नाशनार्थं कलौ युगे॥ वेदार्थवन्महाशास्त्रं मायावादमवैदिकम्। मयैवकथितं देवि। जगतां नाशकारणात्॥ पद्म० अ०२०९

ترجمہ جس میں مایا کا خاص مذکور ہے - ایسا جھوٹا شاستر در پردہ بُدھ ہے وہ میں نے خود ہی کلجگ میں برہمن کا روپ دھار کر لکھا ہے جس میں ویدک شرتیوں کا اُلٹا ارتھ کیا گیا ہے تاکہ وید کی نندا ہو اور جس میں کرموں کو بالکل چھوڑ دینے کا ذکر ہے اور جس میں سرب کرموں سے رہت کو ہی نش کرم کہا ہے اور پرماتما اور جیو کی ایکتا بھی کر دی جس میں پر برہم کو بالکل گنوں سے رہت کہا ہے - وہ میں نے خود جگت کے ناش کے واسطے کلی یگ میں وید ارتھ کی طرح پر ظاہر ہو - اس مخفی غرض کو پورا کرنے کے واسطے (مگر اصل میں ویدک نہیں) اسے ویدی رچا ہے -

[1] پورانوں کے نام - مارکنڈے پوران - بہوشت پوران - بھاگوت پوران - برہم دیورت پوران - برہمانڈ پوران - شیو پوران - وشنو پوران - وراہ پوران - لنگ پوران - پدم پوران - نارد پوران - کورم پوران - اگنی پوران - متس پوران - برہم پوران - ومن پوران - سکند پوران - گرڈ پوران ۔ اُپ پورانوں کے نام - آدی - نرسنگ - وایو - شیو دھرم - دروداسا - کپل - نارد - نند کشور - شکر - اوشن - ورن - سامب - کلکی - مہیشر - پدم - دیو - پراشر - مریچ - بھاسکر ✣

اس سے صاف ظاہر ہے کہ پدم پوران بُدھ مت اور شنکر آچاریہ کے پیچھے بنائے دو ہزار برس سے پورانا نہیں۔ پس کسی طرح ویاس کی تصنیف نہیں ہو سکتا کیونکہ شنکر آچاریہ کی تصنیفات میں ۱۸ پورانوں کا نام ہرگز مندرج نہیں اور اسیطرح کورم پوران ادھیاء ۳۰ میں شنکر سوامی کا ذکر ہے (دیکھو پرشست پاد بھاشیہ مطبوعہ بنارس ۱۸۸۵ء کا حاشیہ صفحہ ۲۲)

ثبوت چہارم۔ میتس پوران میں سَرواہن دت یعنی مہاراجہ وکرماجیت جی کا نام موجود ہے اور ان کے ساتھ کا بھی ذکر ہے پس یہ پوران ۱۹۵۰ برس سے اسطرف کا بنا ہوا ہے۔

ثبوت پنجم۔ رامانج ویشنوؤں کے آچاریہ جنہوں نے ویشنو مت چلایا سمت ۱۰۷۱ بکرمی کی چیت شدی کو کیشو کے گھر پیدا ہوئے۔ انہوں نے شنکھ۔ چکر۔ گدا۔ پدم کا داغ اپنے مریدوں کو لگانے کا حکم دیا۔ ان سے پہلے اس طرح کا کہیں ذکر نہیں۔ لیکن اس مت کی تردید لنگ پوران میں موجود ہے +

शङ्खचक्राद्यङ्कितो यस्य देहः प्रदृश्यते। स जीवन्कुणपस्त्याज्यः सर्वधर्मबहिष्कृतः

ترجمہ۔ جس کے جسم پر تپا کر شنکھ۔ چکر کے نشانات لگائے گئے ہیں وہ زندہ مثل مردے تمام دھرم کاموں سے خارج کرکے الگ کر دینے کے لایق ہے +

مسٹر آر سی دت اپنی ہسٹری میں لکھتے ہیں کہ پدم پوران میں شنکھ چکر لگانیکا ذکر ہے یہ سب باتیں محمدیوں کے ہندوستان میں آنے کے پیچھے داخل ہوئیں ڈاکٹر ولسن صاحب کی یہ رائے ہے کہ اس پوران کے آخری حصے مسیح کی پندرھویں یا سولھویں صدی میں لکھے گئے ہیں (جلد ۳ صفحہ ۲۹۶)

چونکہ لنگ پوران اور پدم پوران بھی ۱۸ پورانوں میں ہیں بنابرآن یہ پوران گیارھویں صدی سے اس طرف کی تصنیف ہیں ویاس کے بنائے ہرگز نہیں ہو سکتے

ثبوت ششم۔ وایو پران کے ایک لنگ مہاتم میں باپا راجہ چتوڑ کا نام موجود ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ باپا سنہ ۷۲۸ء میں ہؤا۔ یہ باپا راجہ مسلمان ہو گیا تھا پس وایو پوران سنہ ۷۲۸ء سے پہلے کا ہرگز نہیں +

ثبوت ہفتم۔ جگن ناتھ کا مندر سمت ۱۲۳۱ بکرمی میں اُڑیسہ کے راجا اننگ بھیم دیو نے بنایا تھا۔ اس سے پہلے نہیں تھا اور مندر پر بھی یہ سمت لکھا ہؤا ہے اس میں مورخوں کی رائے متفق ہے لیکن مندر کا مہاتم اسکندھ پوران میں لکھا ہے (دیکھو اس پوران کا اُدگل کانڈ) اور آرسی دت لکھتے ہیں کہ برہم پوران میں بھی جگن ناتھ کے مندر کا ذکر ہے (اُنکی ہسٹری آف اینشینٹ انڈیا جلد ۳ صفحہ ۲۹۵ و ۳۰۱) بنابران اسکندھ پوران و برہم پوران سمت ۱۲۳۱ سے پیچھے بنائے گئے کسی طرح ویاس کے بنے بنائے ہوئے نہیں ہیں +

ثبوت ہشتم۔ توزک جہانگیری میں جہانگیر بادشاہ لکھتے ہیں کہ میرے باپ کے زمانہ میں امریکہ سے ایک پادری۔ آلو۔ تمباکو۔ گوبھی یہ تینوں چیزیں لایا تھا اس سے پہلے اس دیش میں نہیں تھیں (دیکھو توزک) اور تمام مورخ بھی اس بات پر متفق الرائے ہیں۔ لیکن برہمانڈ پوران میں لکھا ہے +

प्राप्ते कलियुगे घोरे सर्ववर्णाश्रमे नराः।
तमालं भक्षितं येन स गच्छेन्नरकार्णवे॥

ارتھ۔ اس گھور کلجگ کی پراپتی پر جو تمباکو پیتا ہے وہ نرک کو جاتا ہے اور پدم پوران ادھیاء ۲۲ میں لکھا ہے +

धूम्रपानरतं विप्रं दानं कुर्वन्ति ये नराः।
दातारो नरकं यान्ति ब्राह्मणो ग्रामशूकरः॥

ترجمہ جو شخص تمباکو پینے والے برہمن کو دان دیتا ہے۔ داتا نرک کو جاتا ہے اور وہ برہمن گاؤں کے سُور کا جنم لیتا ہے +

واضح ہو کہ تمباکو امریکہ کی زبان لفظ ہے۔ ہندوؤں کے کسی دھرم شاستر میں تمباکو کا نشیدھ نہیں لکھا۔ اور بابا نانک سے لیکر ہر کشن جی آٹھویں بلکہ تیغ بہادر نویں گدی نشینوں تک کسی نے تمباکو پینے کا کھنڈن نہیں کیا۔ کیونکہ یہ اُس زمانہ میں تازہ تازہ آیا اور ابھی اتنا پرچار بھی نہیں پایا تھا۔ مگر اورنگزیب بادشاہ کے زمانہ میں دسویں گدی نشین گوبند سنگھ جی نے اس کا عام رواج ہوتا دیکھکر اس کا نشیدھ کیا اور اُنکے ہم عہد جو جو مذہبی فرقہ ہوئے سب اس کا کھنڈن کرتے رہے جیسے دادو جی وغیرہ +

پس پدم پوران اور برہمانڈ پوران دونو جہانگیر کے والد اکبر بادشاہ کے زمانہ سے پیچھے بنائے گئے اور یہ تو ظاہر ہے کہ اکبر بادشاہ نے سمت ۱۶۱۳ بکرمی سے ۱۶۶۲ تک راج کیا۔ پس کسی طرح ویاس جی کے بنائے ہوئے نہیں بلکہ تین سو برس کے اندر کے بنائے ہوئے ہیں

ثبوت نہم۔ پدم پوران کے بھاگوت مہاتم میں لکھا ہے کہ نارد دیا کل ہوکے سنکادک کو ملے اور کہا کہ ملیچھوں نے سومنات۔ بنارس۔ رامیشر۔ متھرا وغیرہ تیرتھوں میں مندروں کو توڑ ڈالا۔ اور آشرموں پر قبضہ کر لیا۔ برہمن اور پوجاری لوگ بڑے دکھی ہیں (دیکھو اُتر کھنڈ۔ ادھیاء ایک شلوک ۲۷ سے ۳۳ تک مطبوعہ بمبئی)

لیکن سب جانتے ہیں کہ ایسا حال مندروں کا محمود کے وقت سے اورنگزیب کے وقت تک ہوتا رہا یعنی سنہ ۱۰۰۰ء سے ۱۷۰۰ء تک پس پدم پوران کسی طرح ویاس جی کی تصنیف نہیں +

ثبوت دہم۔ دیوی بھاگوت میں لکھا ہے کہ ایک راجہ کا لڑکا کسی ملیچھ طوائف پر عاشق ہو کر مسلمان ہو گیا اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جب مسلمان نہیں آئے تھے تب مسلمانی رنڈیاں بھی موجود نہیں تھیں اور جب مسلمانی طوائفیں نہیں تھیں تو اُن پر کوئی فریفتہ نہ ہوتا تھا۔ اور نہ لوگوں کے دین و ایمان غارت ہوتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ دیوی بھاگوت مسلمانوں کے حملہ سے پیچھے بنا ہے۔ ویاس جی سے اس کا کوئی تعلق نہیں

ثبوت یازدہم۔ ویاس جی کے مصنفہ ویدانت سُوتر۔ میمانسا کی ویاکھیا۔ یوگیہ بھاشیہ دنیا میں ظاہر ہیں۔ اُن کا دھرم بھی کسی ودوان سے مخفی نہیں مگر یہ اٹھارہ پوران اور اُپ پوران اُن گرنتھوں کے بالکل مخالف ہیں۔ اُن کا مطلب ویاس جی کے تصنیف کردہ گرنتھوں سے نہیں ملتا جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ پوران ویاس جی کے بنائے ہوئے نہیں ہیں +

ثبوت دوازدہم۔ اٹھارہ پورانوں میں رشی منی اور دیوتاؤں کی نندا لکھی ہے اور اُنپر متھیا کلنک لگائے گئے ہیں۔ جیسے برہما جی پر بیٹی سے ہمبستری کا کلنک۔ کرشن جی کو کبجا اور گوپیوں سے بیبھچار کا کلنک۔ مہادیو کو رشیوں کی استریوں سے زنا کا کلنک وشنو کو جلندھر کی استری برندا سے۔ اندر کو گوتم کی استری اہلیا سے۔ سورج کو کنتی سے۔ چندرما کو اپنے گورو برہسپتی کی استری تارا سے۔ وایو اور مہادیو کو کیسری کی استری انجنی سے۔ ورن کو اگست کی ماتا اُروشی سے۔ برہسپتی کو اپنی بھاوج انتھا سے وشوامتر کو اُروشی سے۔ پراشر کو مچھودری سے۔ ویاس کو داسی سے۔ دروپدی کو پانچ خاوندوں کا۔ دیوتاؤں کو مانس اور شراب کا۔ وامن اوتار کو چھل اور کپٹ کا۔ بلدیو کو شراب و زنا کا۔ رامچندر کو نارد کے شاپ سے پیدا ہونے اور بیگناہ سیتا کو گھر سے نکالنے کا وغیرہ وغیرہ۔ کلنک سب رشی منی دیوتاؤں پر لگائے گئے۔ مگر بُدھ پر کوئی کلنک نہیں لگایا۔ جس نے ناستک مت کا دنیا میں پرچار کیا اور پورانوں کی تعلیم کا آخری نتیجہ بھی ناستک بننا ہے اور یہی سبب ہے کہ صدہا برہمن اس وقت تک بھی جینیوں کے مندروں کے پوجاری بنے ہوئے ہیں۔ بنابرآن ظاہر ہے۔ اور عقل

شہادت دیتی ہے۔ کہ پورانوں کے تصنیف کرنے والے بدھمت کے ماننے والے تھے نہ کہ مہاتما ویاس جی۔ منوسمرتی میں لکھا ہے۔

योऽनधीत्य द्विजो वेदमन्यत्र कुरुते श्रमम्। स जीवन्नेव शूद्रत्वमाशु गच्छति सान्वयः॥ म० अ० २ श्लो० १६८

ترجمہ۔ جو برہمن۔ کشتری۔ ویشیہ۔ ویدوں کو نہیں پڑھتا بلکہ دیگر گرنتھوں کی تعلیم میں مصروف رہتا ہے۔ وہ زندگی میں ہی قبیلہ سمیت جلدی شودر ہو جاتا ہے اور جب بدھوں نے پوران بنائے اور ابھی تک ہندوؤں نے انہیں اپنے مذہبی پستک نہیں تسلیم کیا تھا تب اتری سمرتی بنی اس میں لکھا ہے ✦

वेदैर्विहीनाश्च पठन्ति शास्त्रं शास्त्रेण हीनाश्च पुराणपाठाः। पुराणहीनाः कृषिणो भवन्ति भ्रष्टास्ततो भागवता भवन्ति॥ अत्रिस्मृतिः ८२

ترجمہ۔ وید سے رہت لوگ شاستر پڑھتے ہیں اور شاستر سے پتت پوران پڑھتے ہیں۔ پر ان سے ناواقف ہل جوتتے ہیں اور سب سے بھرشٹ بھاگوت پڑھتے ہیں ✦

اس کے ساتھ ہی پورانوں کا سبب تصنیف بھی ہمیں ہدایت دیتا ہے کہ ہم پورانوں کی تعلیم سے پرہیز کریں ✦

स्त्रीशूद्रद्विजबन्धूनां त्रयी न श्रुतिगोचरा। कर्मश्रेयसि मूढानां श्रेय एवं भवेदिह। इति भारतमाख्यानं कृपया मुनिना कृतम्॥

भागवत स्कन्ध १ अ० ४ श्लो० २५

ترجمہ۔ ستری۔ شودر اور دوجوں کے نوکروں کو ویدوں کا ادھکار نہیں۔ بنابر آں اُن کے واسطے پوران بنائے گئے ہیں ✦

پورانوں کی بابت دیگر فضلا کی عمو آرا ہم یہاں درج کرنا مناسب سمجھتے ہیں پورانوں میں خود غرضوں کی طرف سے یہاں تک تحریف ہوئی ہے کہ وہ کسی طرح قابل اعتبار نہیں ہے چنانچہ بھوشٹ پوران کے آٹھویں ادھیاء پورب بھاگ کے شلوک ۳۴ و ۳۶ میں نانک جی کا اوتار ہونا بھی لکھ مارا ہے جو راجہ رنجیت سنگھ جی کے وقت کی کارستانی ہے ✦

مؤرخ مارش مین۔ اپنی ہسٹری میں لکھتے ہیں کہ "۳۳ کروڑ دیوتا بدھ مذہب کے خارج ہو جانے کے بعد پورانوں کے حکم کے بموجب ہندوؤں کی پرستش میں داخل ہوئے اور ان پورانوں میں پرانے سے پرانے ایک ہزار برس اور نئے سے نئے ساڑھے چار سو برس کے ہیں (صفحہ ۶ سنہ ۱۸۶۳ء)

چونکہ پورانوں میں مسلمانوں کی فتح کے بعد بہت ساری تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ اس لئے وہ اسلامی فتح سے پہلے ہندوؤں کی زندگی اور برتاؤ کی تصویر کے لئے ایک غیر محفوظ اور ناقابل اعتبار ہیں (اینشنیٹ ہسٹری آف انڈیا جلد ۳ صفحہ ۳۰۵)

پھر وہی مورخ پورانوں اور اپ پورانوں کا ذکر کر کے نہایت افسوس سے لکھتا ہے "اُن شخصوں کی سنتان جو کہ ویدوں کی رچاؤں کو گاتے تھے اور اپنشدوں کے عمیق اور سنجیدہ اور اعلیٰ تحقیقات کے موجد تھے۔ اس وقت ایسی بیہودہ گوئیوں میں اعتبار کرتے ہیں۔ اور ایسی مذہبی رسومات کو ادا کرتے ہیں (جلد ۳ صفحہ ۳۰۵)

"بادشاہوں اور راجاؤں کے کسی قسم کے حالات پہلے موجود تھے۔ جن کو اتہاس پوران کہتے تھے اگر برہمن گرنتھوں کے علاوہ تھے تو وہ کھوئے گئے ہیں۔ غالباً یہ لوگوں کی روایتوں میں موجود رہے۔ اور ان میں بہت سی تبدیلیاں کی گئیں۔ اور وقتاً فوقتاً ان کے ساتھ جھوٹے قصے ملا دئے گئے۔ اور غالباً دو ہزار برسوں کے پیچھے ان کی اخیر میں شکل ہوئی جن میں کہ ہم اب ان کو پاتے ہیں یعنی نوین پوران کیونکہ یہ بات تحقیق ہو چکی ہے کہ وہ پوران جو اب موجود ہیں یہ پورانک زمانہ میں بنائے گئے ہیں۔ اور مسلمانوں کے ہندوستان فتح کرنے کے بعد کی بہت صدیوں میں اُن میں تبدیلیاں کی گئیں اور زیادتیاں بھی کی گئی ہیں (جلد ۳ صفحہ ۳۰۵)

پھر وہی مورخ اول پوران اور تنتروں کا ذکر کر کے لکھتا ہے "بیوقوفی ہر ایک بات پر اعتبار کر لیتی ہے۔ اور کمزوری طاقت کی خواہش کرتی ہے اور جب ایک غیر قوم کی صدیوں کی ماتحتی نے ایسی جہالت اور آخیر درجہ کی کمزوری پیدا کر دی تھی۔ تب آدمیوں نے خراب اور اپوتر (ناپاک) طریقوں سے اُس طاقت کو حاصل کرنا چاہا جو منوره الشعور یہ نیموں کے مطابق صرف ہماری اخلاقی۔ عقلی اور جسمانی طاقتوں کے آزاد اور کھلے طور اور صحیح استعمال سے حاصل ہو سکتی تھی۔ مورخ کے واسطے تنتروں کا لٹریچر ہندو خیال کی کچھ بھی خاص شکل ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ انسانی دل کی ایک مریض حالت بیان کرتا ہے۔ جو کہ صرف ایسے وقت ممکن ہے جبکہ قومی زندگی کوچ کر چکی ہو اور تمام پولیٹیکل گیان گم ہو چکا ہو۔ اور علم کا چراغ گل ہو گیا ہو ✦ (جلد ۳ صفحہ ۳۰۶)

"سب سے پہلے مورخ ابوریحان یعنی البرونی نے جو محمود کے وقت سنہ ۱۰۱۱ء میں آریہ ورت میں آیا۔ اُس نے اپنی کتاب میں ۱۸ پورانوں کا ذکر کیا ہے۔ (آر سی دت کی ہسٹری آف اینشمینٹ انڈیا)

پرتھوی راج راسہ کے پنجابی مصنف و مورخ و کوی چاند بردرائے (چاند بردائی) نے جو سنہ ۱۱۹۳ء میں ہوا ہے) بھی ۱۸ پورانوں کا نام لکھا ہے۔

بابا نانک نے بھی ۱۸ پورانوں کا ذکر کیا ہے جو سنہ ۱۴۳۶ء میں بعہد بابر بادشاہ کے گذرے ہیں

پس صاف ظاہر ہے کہ موجودہ پوران کم و بیش کسی نہ کسی شکل میں سنہ ۱۱۵۰ء مطابق سمت ۱۱۵۷ بکرمی سے پہلے موجود تھے۔ ایشیاٹک سوسائٹی کی فہرست میں ویدانت گرنتھوں میں ایک آتم پوران بھی لکھا ہے جس کا کرتا شنکر آچاریہ مندرج ہے (صفحہ ۵۴) مگر یہ ۱۸ پورانوں میں شمار نہیں ہوتا

منشی اندرمن صاحب مرحوم مراد آبادی بھی اٹھارہ پورانوں کا مصنف ویاس کو نہیں یقین کرتے تھے بلکہ بہت سے لوگوں کی تصنیف ٹھہراتے تھے چنانچہ چار پانچ کے نام بھی درج کئے ہیں

راجہ بھوج جو سمت ۱۰۴۱ بکرم میں ایک بڑا نامور اور سنسکرت کا قدردان راجہ گذرا ہے۔ (ایسا سنسکرت کا قدرداں اس کے بعد کوئی نہیں ہوا) اُس نے پنڈتوں کو ایک ایک شلوک پر لاکھ لاکھ روپے دئے ہیں۔ بہت سی پوتھیاں اُس کے وقت کی بنائی ہوئی اب تک موجود ہیں۔ اُن کی دارالسلطنت دھارا نگر میں ایسے لوگ نہایت کم تھے۔ جو کہ سنسکرت زبان نہ جانتے ہوں :- (دیکھو جام جہاں نما جلد ۳ سنہ ۱۸۶۱ء صفحہ ۸۹)

اسی راجہ بھوج کے عہد کے بنے ہوئے سنجیونی گرنتھ میں لکھا ہے کہ راجہ بھوج کے راج میں ویاس جی کے نام سے کسی نے مارکنڈے اور شیو پران بنایا تھا۔ اُس کا سماچار راجہ بھوج کو وِدت ہونے سے اُن پنڈتوں کو ہست چھیدن (قطع ید) آدی ڈنڈ دیا۔ اور اُن سے کہا جو کوئی کاویہ آدی گرنتھ بناوے تو اپنے نام سے بناوے۔ رشی منیوں کے نام سے نہیں"۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۹)

اصل میں اُس کی ایسی قدردانی کے سبب سے جعلساز لوگوں نے جھوٹے گرنتھ بنا کر رشی منیوں کے نام سے پیش کئے جیسا کہ پوران۔ اس میں صرف شاعر و عیاش پنڈتوں کا قصور ہے۔ راجہ صاحب کا نہیں ✦

مختلف تاریخی واقعات کا مسلسل زمانہ بکرمی سموت سے

نمبر شمار	نام تاریخی یا مذہبی یا علمی واقعہ کا	سموت بکرم سے پہلے	کیفیت
۱	پراشر سوتر کا زمانہ	۲۴۵۰	بکرم سے پہلے
۲	مہاراجہ یدھشٹر کا زمانہ	۲۳۸۰	۔
۳	منی ویاس جی کا زمانہ	۲۳۸۰	۔
۴	سری کرشن جی کا زمانہ	۲۳۸۰	۔
۵	مہاراجہ جنمیجہ فرزند مہاراجہ پریکشت کا زمانہ	۲۳۴۳	۔
۶	زردشت نبی کا زمانہ	۲۳۴۴	۔
۷	گونرد جو پہلا کشمیر کا راجہ ہوا	۲۳۲۰	اس سے کرشن جی کے بھائی بلدیو کا یدھ ہوا
۸	ملکہ سرامس والا نینوہ زوجہ بادشاہ نینوس نے ہند پر حملہ کیا	۲۰۰۰	۔
۹	سٹرس شاہ مصر نے حملہ کیا اور گنگا تک آیا	۱۳۰۸	۔
۱۰	چوہانوں کا بزرگ راجہ انہل پیدا ہوا	۶۵۰	۔
۱۱	سومک سدھانت لکھا گیا	۶۵۲	۔
۱۲	دارا کا جنگ	۵۰۰	۔
۱۳	بدھ یعنی شاکی سنگھ پیدا ہوا	۵۰۰	۔
۱۴	نندراجاوں کے زمانہ کا آغاز	۴۷۵	۔
۱۵	مہاراجہ گوہا کی شادی	۴۷۵	۔
۱۶	شاہ سکندر کی چڑھائی	۲۷۵	۔
۱۷	مہاراجہ چندر گپت	۲۶۸	۔
۱۸	مہاراجہ اشوک	۲۶۳ ؎	۔
۱۹	شنکر آچاریہ کا ظہور و بدھ مذہب کا زوال	۲۲۳	۔
۲۰	بھرتری ہری	۵۰	۔

؎ راجہ اشوک کا مینار جو کہ بدھ کے پتھر کے ڈھلا ہوا ہے۔ اور اب جو فیروز شاہ کی لاٹھ کے نام سے مشہور ہے وہ مسیح سے ۲۵۸ سال پیشتر راجہ اشوک نے بنوایا تھا (بنگال ایشیاٹک جرنل نمبر ۷ صفحہ ۶۳۰)

وکرم سے مابعد کے حالات

نمبر شمار	نام راجگان و فرمانروایان	تعداد سال	کیفیت
۱	بکرم تخت نشین ہوا	۱ سال	مطابق کلی یگی سمت ۳۰۴۴ کے
۲	دوسرا مشہور شنکر آچاریہ ہوا	۲۲ سال	میں اس نے سنیاس لیا
۳	یسوع مسیح یروشلم میں ہوئے	۵۳ سال	۔
۴	شالباہن نے شک چلایا	۱۳۵ سال	۔
۵	بلبھ راج کا آغاز	۲۰۱ سال	۔
۶	اردشیر ایرانی تخت نشین ایران ہوا	۲۸۳ سال	۔
۷	اندھرون کا راج	۳۳۶ سال	۔
۸	راجہ وکرم پال	۱۴۴ سال	۔
۹	تیسرا شنکر آچاریہ	۴۵۷ سال	۔
۱۰	آدیہ بھٹ	۵۰۰ سال	۔
۱۱	راجہ ملکھ چند	۵۱۹ سال	۔
۱۲	راجہ بھوج	۵۴۱ سال	۔
۱۳	بلبھی راجاؤں کا خاتمہ	۵۶۱ سال	۔
۱۴	چوتھا شنکر آچاریہ	۵۸۲ سال	۔
۱۵	نوشیرواں جس کے عہد میں پنچ تنتر ترجمہ ہوا	۵۸۸ سال	۔
۱۶	برہم گپت	۶۰۷ سال	۔
۱۷	پانچواں شنکر آچاریہ	۶۴۷ سال	۔
۱۸	اندھرون کا خاتمہ	۷۸۶ سال	۔
۱۹	جادر راجاؤں کا زمانہ	۸۰۱ سال	۔
۲۰	چھٹا شنکر آچاریہ	۸۴۵ سال	۔
۲۱	بھٹ رنیل	۸۴۷ سال	۔
۲۲	جنی سال	۹۰۷ سال	۔
۲۳	سوسلیکوں کا عمل	۹۸۸ سال	۔
۲۴	راما نج جی کا زمانہ	۱۰۰ سال	۔
۲۵	انند پال	۱۰۶۵ سال	۔
۲۶	محمود غزنوی نے ہند پر حملہ کیا	۱۰۵۶ سال	۔
۲۷	محمود فوت ہوا	۱۰۸۷ سال	۔
۲۸	البرونی یا ابوریحان	۱۱۰۰ سال	۔
۲۹	بھاسکر آچاریہ	۱۱۰۰ سال	
۳۰	راجہ ہرش والی کشمیر	۱۱۱۳ سال	۔
۳۱	مہاراجہ پرتھی راج کا زمانہ	۱۱۹۱ سال	۔
۳۲	راجہ سری ہرو	۱۴۰۰ سال	۔
۳۳	چیتن کا زمانہ	۱۴۸۵ سال	۔
۳۴	رامانند سوامی بیراگیوں کے آچاریہ کا زمانہ	۵۰۰ سال	۔
۳۵	کبیر جی کا زمانہ	۱۵۴۰ سال	۔
۳۶	بلبھ سوامی کا زمانہ	۱۵۴۰ سال	۔
۳۷	بابا نانک کا زمانہ	۱۵۴۰ سال	۔
۳۸	دادو جی کا زمانہ	۱۶۵۷ سال	۔
۳۹	گوسوامی تلسی داس مصنف رامائن کا زمانہ	۱۶۸۰ سال	۔
۴۰	اورنگزیب سنہ ۱۶۵۸ء سے سنہ ء تک	سنہ ء	۔
۴۱	گوبند سنگھ جی کا زمانہ		۔
۴۲	مہاراجہ چھترپتی شیواجی کا زمانہ	سنہ ۱۶۲۷ء میں پیدا ہوا	۔
۴۳	مہاراجہ رنجیت سنگھ	سنہ ۱۷۸۰ء	۲ نومبر سنہ ۱۷۸۰ء کو پیدا ہوا
۴۴	رام موہن رائے بانی برہم سماج	۱۸ سال	۔
۴۵	سوامی نارائن یا سہجانند جی کا زمانہ	۱۸۸۶ سال	۔
۴۶	برہمچاری بابا کا زمانہ	۱۹۰۰ سال	۔
۴۷	سوامی دیانند جی کا زمانہ اور آریہ سماج کی بنیاد	۱۹۳۲ سال	۔

ثبوت تناسخ

ओ३म्

नतस्य कार्य्यं करणं च विद्यते नतत् सम श्चा भ्याधिक श्च दृश्यते । परास्य शक्ति र्विविधैव श्रूयते स्वभाविकी ज्ञान बलक्रिया च ॥

اے نام تو آرایش عنوان کلام — وے یاد تو آسائش ہر بے آرام
در حیزّ امکان تصور ہرگز — بے نام تو آغاز نہ گیرد انجام

جگت آدھار سوامی! آپ کی قدرت کاملہ وحکمت بالغہ کی خوبیاں انسانی طاقت سے بہت ہی بالاتر ہیں آپ کا اٹل نیاء اور لاتغیر انصاف آپ کی ذات مقدس کی طرح انوپم اور بے نظیر ہے۔ نظام عالم کا سلسلہ اور ترتیب کونین کا مرحلہ قدم قدم پر زبان حال سے پکار رہا ہے۔ بقول شخصے ؎

ہمہ ذرات از ماہ تا بماہی — بوحدانیتش دادہ گواہی
ہمہ اجزائے کون از مغز تا پوست — چو وابینی دلیل وحدتِ دوست

بڑے بڑے لایق حکماء اور مشہور فضلاء فلسفہ کی باریک تحقیقات اور سائنس کے اعلےٰ خیالات سے جس منزل پر پہنچے ہیں وہ تیری بام کا پہلا زینہ ہے زمین اور آسمان کے قلابے ملانے والے مہندس اور منجم بھی جتنا زیادہ غور کرتے ہیں تیری قدرت کی باریکیاں اتنا ہی زیادہ لطیف نظر آتی ہیں۔ اسی واسطے فلسفہ کے پہلے معلم یعنی آریہ ورت کے رشیوں نے اپنی یادداشت کے ذخائر میں آپ کی معرفت کی بابت لکھا ہے سو "کشمیا سوکشم ور شبھی" (सूक्ष्म या सूक्ष्मतरा शुभि:) سمندر کی لہروں۔ پہاڑ کی گپھاؤں۔ ہوا کے جھونکوں اور سیاروں کی گردشوں میں جدھر ہم نگاہ کرتے ہیں تیری پاک صنعت کی خوبصورتی من موہنی ہو کر مفتون کر لیتی ہے ہم حیران ہیں کہ کس کس چیز کا بیان کریں۔ حق بات یہ ہے کہ حیران ہی ہونا چاہیئے کیونکہ محدود غیر محدود کا اندازہ الپگیہ سروگیہ کا خیال۔ پران دھاری جیو پار برہم اور مہدیش کا وچار اپنی بساط سے زیادہ کیا کرسکتا ہے۔

جائے غور ہے کہ سورج ہماری زمین سے کڑوروں درجہ بڑا اور صرف ایک سورج ہی نہیں بلکہ موجودہ علم اور قدیمی ہدایت نامہ وید سے ثابت ہے رگ ۹/۱۱ ۴۔ ۳ वह्वो सूर्या کہ سورج بہت ہیں۔ پس اتنا بڑا جہاں اور اس میں ہزاروں نظام شمسی اور قمری پھر لاکھوں طرح کے شریر دھاری جیو اور ان کے کرتبیہ میلوں گہرے سمندر اور کوسوں اونچے پہاڑ اور سب کا مالک اور صانع حقیقی آپ کی مقدس اور پوتر ذات وید۔ کے عالم رشیوں نے جب مراقبہ اور سمادھی میں بیٹھکر یوگ کی زبردست دھارنا سے آپ کا دھیان کیا تو لاریب اُن کے اندر سے اُن کی آتما نے آواز دی तमीश्वराणां परमं महेश्वरं तं देवतानां परमं च दैवतम् । पतिं पतीनां परमं परस्तात् विदाम देवं

جب بڑے بڑے سورج وچاند وغیرہ گرے دن رات چکر کھاتے ہوئے آپ کا انت نہیں پاسکتے جب بحرالکاہل جیسے سمندر آپ کی صنعت کے آگے ایک قطرہ سے کم ہیں جب ہمالہ جیسے مہابرت سکنہ کے عالم میں کھڑے ہیں کپل اور کناد جیسے رشی منیوں نے بھی شروناگت ہو جانے کے سوا جب کوئی ہدایت نہ بتلائی تو یہ ناچیز اور الپگیہ جیو آپ کی مہمان کو کیا برنن کرسکے۔

اے کارکشائے ہر چہ ہستند — نام تو کلید ہر چہ بستند
اے ہیچ خطے نگشتہ اول — بے بحث نام تو مستجل
اے محرم عالم تحیر — عالم ز تو ہم تہی و ہم پُر
اے مقصد ہمت بلنداں — مقصود دل نیاز منداں
اے سرمہ کش بلند بیناں — در باز کن درون نشینیاں
صاحب توئی آن دگر گدا مند — سلطان توئی آن دگر غلامند
راہ تو بنور لایزالے — از شرک وشریک ہر دو خالی
در راہ تو ہر کرا وجود است — مشغول پرستش وسجود است
اے واہب عقل وصاحب جاں — حکم تو در جہاں ست یکساں
حرفے بہ غلط رہا نہ کردی — یک نقطہ در وخطا نہ کردی
در عالم عالم آفریدن — بر زیں متواں قلم کشیدن
اے عقل مرا کفایت از تو — جستن ز من وہدایت از تو
وانگہ کہ نفس بہ آخر آید — ہم خطبۂ نام تو سر آید
آن لحظہ کہ مرگ را بسیچم — ہم نام تو در حنوط پیچم
چوں گرد شود وجود پستم — ہر جا کہ روم ترا پرستم
از ظلمتِ خود رہائیم دہ — با نور خود آشنائیم دہ
بے یاد تو ام نفس نیاید — با یاد تو یاد کس نیاید

پربھو! ہم بار بار آپ سے یہی استدعا کرتے ہیں کہ ہماری آتما است سے ست اور اگیان سے گیان اور ظلمت سے نور کی طرف متوجہ ہو۔ اندھکار سے نکلکر جوتی کے چمتکار کو دیکھے اور آپ کے پوتر وید مارگ پر درڑھتا اور اتساہ سے چلکر شانتی دہام کی بھاگی ہو۔ پربھو! ہماری آنکھیں آپ کی قدرت کے مطالعہ کو اور ہمارے کان آپ کے نام کی مہاکی دھونی کو اور ہماری زبان آپ کے پوتر یش اور قدرت کے رازوں سے بھرے ہوئے انادی علمی خزانہ کی حصول معرفت کو ہمارا من آپ کے ست سناتن دھرم کے منن میں مصروف رہکر پرم آنند کے اُپیوگی ہوں تاکہ ہم آپ کے ست دھرم کے پرچار میں تت پر ہوسکیں۔

جگت سوامی! ہم جو کچھ مانگیں گے وہ آپ ہی سے طلب کریں گے۔ کون ہے اس تمام برہمانڈ میں جس سے ہم آپ کے سوائے پرارتھنا کرسکیں۔ ایک میوادوتیم برہم۔ एकमेवाद्वितीयं ब्रह्म آپ ہی ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ ہم سب کو چھوڑ کر آپ کا آشرا لیتے ہیں۔ اوم شم۔ شانتی شانتی شانتی +

سبب تصنیف

دنیا کا تغیر وتبدل۔ سمندروں کا مدوجزر۔ درختوں کا نشوونما۔ ستاروں کی گردشیں راس وذنب کا اُدے اور است۔ شمس وقمر کا طلوع وغروب۔ زمین کا دورہ۔ بخارات کا صعود ونزول دیکھ کر جب ہم انسانی حالت پر غور کرتے ہیں تو یہ عالم صغیر کا نقشہ بھی اپنی تار وپود کے ساتھ وہی کیفیتیں عالم کبیر کی دکھلاتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کی ایک صورت دوسری سے نرالی اور تیسری چوتھی سے جدا ہے اس کی رگ رگ میں خون کی گردش کی طرح کمی بیشی یا ترقی وتنزل کا چکر

لگ رہا ہے۔ اس کے من کی کیفیت اور دل کی حالت گرگٹ کی طرح دمبدم بدل رہی ہے۔ نظامی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

گروندہ رہست و من دریں راہ — گہ بر سر تخت و گہ در چاہ
گہ پیر شدم دگر جوانم — رہ مختلف ست و من ہمانم
از حال بحال اگر بگر دم — ہم بر ورقِ اوّلین نورد م
این مرگ نہ باغ بوستانیست — دیں راہ سرائے دوستانیست
گر بنگرم آنچنانکہ رایست — آن مرگ نہ مرگ نقل جائیست
از خورد گہے بخواب گاہے — وز خواب گہے بہ بزم شاہے

جب ایسا حال دیکھا تو طبیعت کو یہ دھن لگی اور دماغ میں یہ خیال سمایا کہ ست داست کی تحقیقات کی جائے۔ فارسی تعلیم کے سبب مدت تک یہی مسئلہ صحیح معلوم ہوتا رہا۔ کہ المجاز قنطرۃ الحقیقت مگر مدت کے خوض و فکر سے اس میں بہت ہی خرابیاں معلوم ہوئیں اور خرابیاں بھی اس قسم کی جن سے بچنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ طبیعت ورطۂ حیرانی میں پھنسی رہی۔ اور انہی ایام میں بت پرستی کی سوجھی۔ برسوں کرشن جی اور مہادیو کی پوجا سے سروکار تھا۔ اور انہیں کو اپنا مالک اور پروردگار جان کر جبہ سائی ہوتی رہی۔ بیماری کے دنوں میں کئی بار خانقاہوں سے مرادیں مانگنی پڑیں اور بارہا دیوتاؤں سے ملتجی ہوا مگر وہاں سنتا کون۔ کس مپرسی کے عالم میں دعائے سریانی کا بھی ورد کیا۔ اور کئی آیات قرآنی کا بھی جاپ کرتا رہا مگر طبیعت کو شانتی کہاں۔ حسن اتفاق سے انہیں ایام میں بائیبل کی زیارت ہوئی اور اول سے اخیر تک سیر کی۔ ایشور سے دعا بھی مانگتا رہا کہ جو راہ حق ہو اُس پر استقامت بخش۔ مگر پرماتما ساکشی ہے کہ کہیں سے بھی تسلی نہ ہوئی۔ ناستک پن سے جی گھبراتا تھا اور نویں ویدانت سے دل کو نفرت ہو گئی تھی۔ آخر بقول جوئندہ یابندہ تلاش کرتے کرتے ایک دن رسالہ **ودیا پرکاشک** کے ذریعہ معلوم ہوا کہ ایک مہاتما سنیاسی **سوامی دیانند** نامی ست دھرم کا اپدیش کر رہے ہیں اور وہ مذہبی مسایل کو علمی اور عقلی دلائل سے مدّلہ کر ذہن نشین کراتے ہیں فی الفور طبیعت نے چوکنی ہو۔ انہیں خط لکھا اور ان کی کُل تصانیف منگائیں اور ساتھ ہی رسالہ مذکور کی خریداری شروع کی۔ پس پھر کیا تھا۔ ان کی کتابوں کے مطالعہ اور زبردست دلائل کے حوالہ سے اندھکار ریکت من میں اُجالا آ گیا۔ توہمات باطل دور ہو گئے۔ گھبراہٹ مٹ گئی۔ ست مارگ سوجھ پڑا اور اُن کی سب کتابوں کے مطالعہ سے اُن کے مبارک اپدیش یعنے ویدک دھرم کو خیر مقدم کہا۔

۱۱۔ اپریل ۱۸۸۱ء ہے۔ اور آج کا دن کہ طبیعت پھر کبھی اُن توہمات میں نہ پھنسی اور نہ ست دھرم سے ڈانوانڈول ہوئی۔ جون ۱۸۸۱ء میں سوامی جی مہاراج کے اجمیر جا کر درشن کئے۔ ایک ہفتہ اُن کی خدمت میں بھی رہا۔ اور شکوک رفع کئے۔ بعد ازاں دل ہمیشہ یہی چاہتا رہا کہ ست دھرم کا منڈن اور اَست دھرم کا کھنڈن جہاں تک ہو سکے کرتا رہوں۔ اور تا دم زیست ست کا اُپدیش کروں مسئلہ تناسخ یا آواگون۔ اُن مشہور مسائل میں سے ہے جن میں آریہ سماج کا جدید مذاہب سے اختلاف ہے ؛

جس قدر کتابیں آج تک اس مسئلہ کی تردید میں تصنیف ہوئی ہیں وہ ساری کی ساری جہاں تک مل سکیں مطالعہ کیں اور جن کتابوں کو غیر زبان ہونے کے سبب خود نہ پڑھ سکا اپنے دہار مک بھائیوں سے امداد لیکر ترجمہ کیں۔ مگر حاشا کہ باوجود اس قدر زور شور کے کسی صاحب نے اس مشہور و معروف مسئلہ پر ایسا زبردست اعتراض کیا ہو۔ جس کا کوئی معقول جواب نہ بن سکے اور مخالف کو لاجواب نہ ہونا پڑے ✣

ہمارے ہندو (آریہ) بھائی غفلت کی نیند میں ایک عرصہ دراز سے سو جانے کے سبب مخالف و موافق کی تمیز بھول گئے۔ دھرم اور ادھرم کی تفریق چھوڑ بیٹھے۔ اور ایسی گئی گذری حالت میں ہو گئے کہ اپنے پوتر ویدوں کا آشرا اور اُنہیں درس و تدریس میں مطالعہ کرتے رہنا اور اُن سے ہدایت حاصل کرنا یک لخت ترک کر دیا۔ مخالف لوگ بیہودہ اعتراض گھڑ کر اُن کی اولاد کو ست دھرم سے پتت کر رہے اور کرتے جاتے ہیں۔ مگر یہ گویا ترکودان دینے کے عادی اپنی بربادی کو آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی۔ مون سادھے بیٹھے ہیں۔ اور ذرا آنکھیں نہیں کھولتے اور نہ دماغ کو کام میں لاتے ہیں بایں لحاظ فروری ۱۸۸۸ء میں ہم نے آریہ گزٹ میں اشتہار دیا۔ بدیں مضمون :۔

عیسائیوں۔ محمدیوں اور براہمو بھائیوں سے التماس

ہمارا مصمم ارادہ مسئلہ تناسخ پر ایک کتاب تحریر کرنے کا ہے جس میں چھ باب ہونگے۔ دیباچہ۔ تشریح تناسخ۔ عیسائیوں کے تمام اعتراضوں کا جواب محمدیوں کے تمام اعتراضوں کا جواب۔ براہموؤں کے تمام اعتراضوں کا جواب۔ دیگر اہل مذاہب کی تناسخ پر رائے۔ حکمائے و فضلائے کی رائے۔ ویدوں اور شاستروں کی رائے جتنے اعتراض آپ لوگوں نے آج تک متفرق طور پر کئے ہیں وہ سب ہم نے جمع کر لئے۔ کسی اور صاحب کے دل میں ارمان نہ رہ جائے۔ بدیں منشاء یہ اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ آخر جولائی ۱۸۸۸ء تک جن اصحاب کو جس قدر اعتراض اس مسئلہ پر ہوں وہ خوش خط صفا تحریر میں لا کر ٹکٹ لگا۔ یا بے رنگ جیسی توفیق ہو ہمارے پاس ارسال فرماویں۔ معمولی محصول سے انکار نہ ہوگا تمام ہمعصروں سے گذارش ہے کہ وہ بھی ایک ایک بار اس اشتہار کو اپنے اخبار میں لفظ بلفظ اندراج فرماویں ✣

المشتہر پنڈت لیکھرام ایڈیٹر آریہ گزٹ فیروزپور :۔

اُن دنوں نامہ نگار آریہ گزٹ کا ایڈیٹر تھا۔ اس واسطے گزٹ مذکور میں تو یہ کئی مہینوں تک شائع ہوتا رہا۔ اور کئی ہمعصروں نے بھی بہ نظر مہربانی اس کی اشاعت فرمائی تو بھی بہت کم صاحبوں نے اس پر شکوک ارسال کر ہمیں افتخار بخشا بعد ازیں کچھ مدت تک ہمیں اس کتاب کے لئے بالکل فرصت نہ ملی مگر تو بھی ارادہ وہی رہا اُس میں کسی طرح کی کمی نہیں ہوئی آخر الکریم اذا وعدہ وفا کے بموجب ہم نے ماہ جنوری ۱۸۹۲ء سے تھوڑی تھوڑی فرصت اس کے واسطے نکالنی شروع کی پس یہ اُسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم یہ کتاب آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔
ثبوت تناسخ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول مخالفین کے اعتراضوں کے جواب جس کے تین باب ہیں :۔

باب اول۔ تحقیق روح اور اُس کا جسم سے تعلق۔
باب دوم۔ عیسائیوں کے اعتراضوں کا جواب۔
باب سوم۔ مسلمانوں کے اعتراضوں کا جواب۔
باب چہارم۔ برہم سماجیوں کے اعتراضوں کا جواب۔
حصہ دوم۔ مسئلہ تناسخ کی بابت ایک وسیع تحقیقات۔ اس میں ۹ باب ہیں۔

باب اول۔ یگتی اور وید شاستروں سے تناسخ کا ثبوت۔ باب دوم۔ پارسی مذہب اور تناسخ۔ باب سوم۔ بدھ مذہب اور تناسخ۔ باب چہارم مختلف ممالک کے حکماء کی رائے۔ باب پنجم۔ بائیبل سے تناسخ کا ثبوت۔ باب ششم۔ قرآن سے تناسخ کا ثبوت۔ باب ہفتم۔ دیگر علمائے اسلام کی رائے باب ہشتم کبیر صاحب بانی کبیر پنتھ اور نانک صاحب بانیٔ سکھی مذہب کی رائے۔ باب نہم شری سوامی دیانند جی کی رائے +

اِس کے علاوہ دو مقدمہ اور ایک خاتمہ پر مضمون کو ختم کیا گیا ہے ست دھرم کے مُتلاشیوں سے اُمید ہے کہ وہ اس کے مطالعہ سے ضرور ہی ست دھرم پر قائم ہوں گے اور ناواقفوں کے سمجھانے پر دل و جان سے کوشش کرینگے۔ کیونکہ اسی پاک مسئلہ کی نافہمی کے سبب لوگوں نے پرمیشور پر بے شمار الزام لگائے اور اسی مسئلہ سے ناواقفی کے کارن ناستک لوگ گناہ کرنے پر زیادہ دلیر ہو گئے اگر انصافانہ طریقہ پر ذرا زیادہ توجہ کر کے سوچیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا کی ہستی کے ثبوت میں تناسخ بھی ایک برہان قاطع ہے۔ ہماری رائے میں تناسخ سے انکار دوسرے پہلو میں پرماتما کی ذات اقدس سے انکار ہے یا اُس کی ذات کو تمام ذمائم کا انبار ماننے کے برابر ہے + العاقل تکفیہ الاشارۃ والغافل لاینفعہ الف عبارۃ +

لیکھرام آریہ مسافر
از مقام جالندھر شہر (آریہ سماج)

حصہ اول

ایہا الناظرین! علم حکمت اور فلسفہ ہمیں بتلاتا ہے کہ دنیا میں اعلےٰ اوسط اور ادنےٰ کی ترتیب سے انسانی حالت تین طرح پر ہے۔ سب سے اعلےٰ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے بشریت کا جامہ پہن حق و باطل کی تمیز پر کمر باندھی اور دل و جان سے صداقت کے مُتلاشی رہے جب کبھی اپنی کوئی رائے اُن کو غلط معلوم ہوئی۔ فی الفور اُسے تیاگ دیا ہمیشہ لوگوں کے توہمات باطلہ کے ترک کرانے پر کوشاں رہے۔ جس بات کو اُنہوں نے صحیح سمجھا ہزار تکلیف کے آنے پر بھی اُس کو نہ چھوڑا۔ صداقت کو اغراض کا مطیع و منقاد نہ ہونے دیا۔ بلکہ اغراض کو صداقت کا غلام بنایا۔ اُنہوں نے دنیاوی عزت و رفعت کی بمقابلہ صداقت ذرا پرواہ نہ کی۔ پروپکار کے سوائے سنسار سے کسی ذاتی غرض کے پورا ہونے کی اُمید نہ رکھی۔ جہاں تک ہو سکا جگت کو سدھارا۔ اور توہمات کے پرزے پرزوں کو اُکھاڑا۔ علم و عقل کا پرچار کیا۔ اور راستی کا اظہار۔ ایسے آدمی اگرچہ بہت زیادہ نہیں ہوئے مگر تاہم چلتے ہوئے ہیں حقانیت کے آکاش میں اُن کے نام نامی ہمیشہ چمکتے۔ اور حق پسندوں کے دلوں اور کتب الہیات کے مطالعہ کرنے والوں کی آنکھوں کے سامنے تازہ اور خوشبودار پھولوں کی طرح مہکتے رہینگے +

دوسرے قبیل میں وہ لوگ ہیں جو صداقت کا اُپدیش سنکر اپنے توہمات باطلہ کو مٹا کر حق پر مستعد ہو جاتے ہیں اُن کا اصول ہوتا ہے کہ ست کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ طیار رہنا چاہیئے۔ وہ کسی کی اندھا دھند تقلید نہیں کرتے اور نہ بعید از قیاس باتوں پر وشواش دھرتے ہیں علم معقول سے سوچتے اور دلایل سے غور کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو سچے وشواسی ستیہ مانی کہہ سکتے۔ اور جس دھرم میں ایسے لوگ کثرت سے ہوں وہی عزت کے لایق ہیں +

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو درحقیقت مُقلدؔ کہلاتے ہیں جنہیں بد یا نیک کی تمیز نہیں یا کرنی نہیں چاہتے۔ وہ کسی بات کے ماننے سے پہلے ہی علم و عقل و تمیز کے سارے سرمایہ کو فروخت یا نیلام بلکہ خیرات کر تن من دھن گورو و مُرشد کے ارپن اور دل و دماغ کو علم و عقل یا سوچ سمجھ سے بالکل خالی کر دیتے ہیں۔ ان کا نیم ہے۔ خطائے بزرگاں گرفتن خطاست۔ وہ اس کے اگلے مصرعہ کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں ولیکن بوقت ضرورت رواست۔ مُرشد کی خرابی کو عمدگی۔ اُس کی بدچلنی کو نیک چلنی اُس کی بدعادت کو نیک عادت۔ اس کی گنہگاری کو پرہیزگاری خیال کرتے ہیں۔ وہ اُسے زنا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور اُسے شراب وغیرہ منشی چیزوں میں متوالا پاتے ہیں وہ اُس کے منہ سے بدبو بھی سونگھتے ہیں۔ مگر اسے ہرگز مجرم نہیں جانتے بلکہ اپنی آنکھ۔ ناک۔ کان کی غلطی یا قصور گردان کر اُسے بالکل پاک سمجھتے جاتے ہیں۔ بیہودہ وشواش کرانے اور اعتقاد جمانے اور فنافی المرشد ہو جانے سے اُن کے حواس خمسہ اپنے کاموں سے بالکل معطل ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ جب کسی معقول پسند کے اعتراض سنتے ہیں تو جواب دیا کرتے ہیں۔

سامرتھ کو نہیں دوش گسائیں   روی۔ پاوک۔ سرسری نائیں

مگر ان اندھے مُقلدوں سے بھی زیادہ گمراہی میں وہ ہیں جو اُن کے لٹیرے ہادی ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہم صداقت پر نہیں۔ انہیں خبر ہے کہ وہ راستی سے دور ہیں۔ وہ آگاہ ہیں کہ جو بات ہم کہہ رہے ہیں وہ سچی نہیں۔ مگر حکمت عملی یا مکاری سے پھر بھی سچ کو باطل اور باطل کو حق بتلا رہے وہ لوگوں کے خیالات کو سنکر اور داناؤں کی کتب کو مطالعہ فرما کر کتابیں لکھتے ہیں۔ مگر بایں ہمہ نادانی الہام کا دعوےٰ ہے۔ اُن کے اندر ارادہ کی مضبوطی تو ہے مگر جہالت کے پکشپات سے وہ سوائے دنیا کو بگاڑنے کے کسی طرح کا سُدھار نہیں کر سکتے۔ راہ راست کو جانتے ہیں مگر نہ خود چلتے اور نہ اپنے دوستوں کو چلنے دیتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے بوبارد نو ناراستی میں ہی ہیں ایسے لوگ ہر زمانہ میں ہوتے رہے اور آئندہ بھی جب تک جہالت موجود ہی ہوتے رہیں گے۔ اس وقت بھی دنیا اُن کے وجود سے خالی نہیں۔ ایسے لوگ اب بھی موجود ہیں جو خود دل میں کئی مسایل مذہبی کو نہیں مانتے مگر اندھے مُقلدوں کو اُس کی تلقین کرتے ہیں تاکہ اُن کی مانتا بنی رہے وہ دوسروں کا سوانگ اُتارتے ہیں۔ سیاپے کی نائن کا حال لوگوں نے دیکھا ہو گا کہ اُس کے دل میں نہ رنج ہے نہ درد۔ مگر پیٹتی اور پٹواتی ہے۔ خود نہیں روتی مگر لوگوں کو رولاتی ہے اسی طرح اکثر شہروں میں محرم کے دنوں میں اجرتاً ایسے لوگ مل جاتے ہیں جو مزدوری لیکر پیٹتے اور لوگوں کو رولاتے ہیں۔ ایسے لوگ ناٹک کے سوانگ سے بڑھ کر نہ کوئی وقعت رکھتے اور نہ رکھنے کے لایق ہیں۔

پیارے دوستو! جو لوگ اپنے خانگی امورات اور کیول کلپت الفاظ کو الہام ایزدی کہکر جاہلوں کو بہکاتے اور اپنا کام سدھ کراتے ہیں۔ کیا ایسے ناستک دہریہ نہیں ہیں اور کیا ایسے لوگ ایشور کو کلنک نہیں لگاتے۔ لوگوں کو ترک دنیا و لذات دنیا کا اُپدیش دیتے ہیں اور خود آئے دن شادی پر شادی کراتے اور بنک و صنادیق میں مبلغ علیہ السلام جمع کرتے جاتے ہیں۔

ترک دنیا بمردم آموزند   خویشتن سیم و غلہ اندوزند

پس بیہودہ تقلید پرستی سے باز آ کر اور جہالت کے تاریک گڑھے سے نکلکر صداقت و تحقیقات کے میدان میں قدم رکھئے۔ حق کی تلاش کیجئے۔ ضرور بضرور آپ فایز المرام

ہوں گے۔ کتب الہیات کا مطالعہ کیجئے۔ اور اس ہماری کتاب کو سرسری نظر سے نہیں بلکہ تعمق و تفکر کی توجہ سے مطالعہ میں لائیے شروع سے اخیر تک پڑھئے جو حوالے ہم نے دئے ہیں انہیں مقابلہ کیجئے۔ اپنے کانشس سے ذرا ایکانت بیٹھکر تناسخ کا سوال کیجئے۔ اپنی روزمرہ کی حالت کو مدنظر رکھ کر مسئلہ آواگون پر خیال کیجئے۔ کسی کے قول کو نہ ماننے کی ہٹ کو دل سے ترک کر محققین کی رائے کی پڑتال کیجئے۔ اور ذرا گہری نگاہ سے روح کی اصلیت و مادہ کے استحالہ پر قواعد منطق استعمال کیجئے۔ اور کچھ قدرتی اشیاء کا مطالعہ کرتے رہئے۔ پھر دیکھئے کہ آیا آپ کا محقق مزاج دل اور راستی پسند طبیعت اس پوتر اور پاک مگر معقول مسئلہ آواگون کو قبول کرتی ہے یا نہیں۔

ہر گناہ زنگیست بر مرات دل · دل شود زین زنگ ہا خوار و خجل
چوں زیادت گشت دل را تیرگی · نفس دوں را بیش گردد خیرگی

باب اول

تحقیق روح اور اس کا جسم سے تعلق

روح ایک غیر مادی۔ مجرد۔ چیتن ہے اور ایک دیشی پریتن اچھیا سکھ دکھ کا گیان رکھنے والی وستو ہے۔ ہم دوسرے الفاظ میں مدرک بالذات و متصرف بالآلات کہہ سکتے ہیں جسم میں ان میں سے ایک گن بھی نہیں۔ بلکہ برخلاف اس کے مادی۔ مرکب اور طول و عرض و عمق رکھنے والا۔ روح کو سنسکرت میں جیو اور انگریزی میں سول کہتے ہیں مگر روح کا لفظ جیو وغیرہ کے معنے ہر جگہ صحیح نہیں دیتا۔ کیونکہ جسمانی حکیموں نے اسے بالکل نہیں سمجھا۔ اسی واسطے اس کے معنے ویسے ہی لایعنی بیان کر دئے اور یہی سبب ہے کہ وہ روح کی ہستی سے ہی منکر ہو گئے۔

فارسی اور عربی لغات میں روح سے جست کا سرمہ و شراب و آرام اور خوشی و تازگی و خنکی نسیم و بوئے خوش و رحمت مراد ہے۔ اور اس روح سے بھی مراد ہے جس سے جسم انسان و حیوان زندہ رہتے اور کام کرتے ہیں۔ روان۔ جان اور نفس بھی جیو کے معنوں میں اکثر آئے ہیں جس کی تحقیق اس رسالہ میں کرتے ہیں وہ اولین اشیاء میں سے نہیں ہے اور نہ اُن سے اُس کا تعلق ہے بلکہ ہماری مراد لفظ روح سے جان۔ روان اور جیو ہے۔ جس کی تعریف میں مہاتما کرشن چندر جی نے فرمایا ہے کہ اُس کو آگ نہیں جلا سکتی اور نہ اسلاح کاٹ سکتے ہیں نہ ہوا خشک کر سکتی ہے اور نہ پانی گلا سکتا ہے وہ پیدا نہیں ہوا۔ قدیم اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہے۔ جسم کے ٹکڑے ہونے سے اس کے ٹکڑے نہیں ہو سکتے۔ جس[لہ] طرح انسان پُرانے کپڑے اوتار کر نئے کپڑے پہن لیتا ہے اُسی طرح یہ جیو پُرانا جسم ترک کر کے نیا قالب اختیار کر لیتا ہے۔

یجر وید کے کٹھ اونپشد میں د اک ۳-۱۲ تک روح و جسم کی جدائی کو اس طرح رشیوں نے بیان کیا ہے :-

۱- آتما سوار ہے۔ جسم فٹن ہے۔ بدھی کوچوان ہے اور من عنان یا باگ ڈور ہے۔

۲- اندریاں یعنی حواس عشرہ یا خمسہ اُس کے گھوڑے اور اندریوں کے وشے گھوڑوں کی چال یا رفتار ہے اگر آتما اور اندریہ بدھی اور من باہم موافق ہیں تو آنند سے سوار ہو کر جاتے اور سکھ پاتے ہیں۔

۳- اگر بدھی وگیان رہت ہوئی تو من یعنی عنان کو اپنے قبضہ میں نہ رکھے گی۔ پس گھوڑوں کی سرکشی سے رتھ ایک سخت گڑھے میں گریگا اور معہ سوار کے چکنا چور یا رنجور ہو جائے گا۔

۴- اگر وگیان والی بدھی ہوئی تو من یعنی باگوں کو اپنے قبضہ میں رکھیگی جس سے گھوڑوں کی سرکشی بھی سُدھر جائیگی اور سب آنند پائیں گے۔

۵- یہ ظاہر ہی ہے کہ اگر من ہمیشہ قبضہ میں رہے تو سنسار کے دکھوں سے انسان تر جاتا ہے

۶- اور ایسا ہی انسان پرم پد یعنی موکش کو پراپت ہوتا ہے۔

۷- جس کا من اور کوچوان عمدہ ہے وہی عمدہ سواری کریگا۔ اور مصائب سفر سے بھی اُسے آرام ہوگا۔ اور سرب ویاپک پرماتما کے آنند میں مگن ہوگا۔

۸- اندریوں میں خواہش لطیف ہے۔ اور خواہشوں سے من لطیف ہے مگر من سے بدھی سوکھشم اور بدھی سے جیو لطیف ہے۔

۹- جیو سے ابیکت اور ابیکت سے پرماتما لطیف ہے۔ مگر پرماتما سے لطیف یا پرے کوئی نہیں۔ وہی سب کا آشرا بھوت اور سب کا سوامی ہے۔

۱۰- جس طرح یہ سب ایک دوسرے سے لطیف یا ایک کا جاننا دوسرے سے کٹھن ہے اسی طرح ان کے وچار کرنے سے حسب مراتب سب سے سوکھشم اور پرے جو پرماتما ہے وہاں تک آتمک بدھی پہنچتی ہے اور یہی جاننا سب کی اصل ہے +

دعوے[لہ] روح جسم سے جدا۔ غیر مادی اور مدرک۔ بذات خود ایک ہستی ہے وہ عناصر کا خلاصہ یا عطر نہیں اور نہ عنصروں کی ملاوٹ سے پیدا شدہ چیز ہے +

پہلی دلیل

منش جب کبھی شراب وغیرہ نشئی چیزوں کو استعمال کرتا ہے۔ پیتے وقت بھی جانتا ہے کہ میں نے یہ نشہ پیا۔ اور جب مست اور مدہوش ہو کر متوالا ہو جاتا ہے تو بھی گواہی دیتا

لہ مولانا رومی اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں۔ دربیان آنکہ تن روح را چوں لباسیست و ایں دست آستین دست روح است و ایں پائے موزہ پائے روح + (از دفتر سوم صفحہ ۲۲۵)

تا بدانی کہ تن آمد چوں لبیس	رو بجو لابس لباسے ابلیس	روح را توحید اللہ خوشتر ست
غیر ظاہر دست و پائے دگرست	دست و پا در خواب بینی ائتلاف	آن حقیقت داں ندانش از گزاف
آں توئی کہ بے بدن داری بدن	پس مترس از جسم جاں بیرون شدن	روح دارد بے بدن بس کاروبار
مرغ باشد در قفس بس بے قرار	باش تا مرغ از قفس آید بروں	تا بہ بینی ہفت چرخ اوراز بوں

بقیہ حاشیہ لہ۔ ایک اور فاضل فرماتے ہیں :- دمبدم گر شود لباس بدل + صاحب آں لباس را چہ خلل آنریبل سر سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں۔ اگرچہ اس چیز (روح) کو انسان کے بدن سے کچھ علاقہ ہے۔ مگر جب غور سے دیکھو تو باوجود اُس علاقہ کے یہ محض بے علاقہ ہے آدمی کبھی ایسا محو ہوتا ہے کہ سب چیز کو بھول جاتا ہے مگر اپنے آپ کو نہیں بھولتا۔ اسی خیال سے ہو سکتا ہے کہ گو انسان کا یہ ظاہری بدن نیست ہو جاوے مگر وہ چیز جو اس میں ہے۔ جیسی ہے ویسی ہی رہیگی۔

پھر اگر وہ چیز چند روزہ ہے اور آخر کو نیست ہونے والی ہے تو دل قبول نہیں کرتا کہ اس ذات پاک دایم الوجود خدا نے یہ تمام عجائبات ایک ایسی فانی اور ناپائیدار چیز کے لئے بنائے ہوں ؟ پس کچھ شبہ نہیں کہ وہ چیز بھی دایم الوجود ہے نیست ہونیوالی نہیں۔

(تصانیف احمدیہ حصہ اول تبئین الکلام صفحہ ۱۵۷ سنہ ۱۸۶۲ء)

ہے کہ مجھ کو نشہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ نشہ کا اثر اُس کے شریر کو ہوتا ہے۔ اگر روح منشی ہوتا تو وہ بے ہوش ہو جاتا اور جب ایسا ہوتا۔ تو نہ کوئی پھر نشہ کی شہادت دیتا اور نہ سمجھ سکتا۔ کہ مجھ کو نشہ ہو رہا ہے۔ پس وہ چیز جو سمجھتی ہے کہ مجھ کو نشہ ہو رہا ہے بلکہ نشہ ہونیکی شہادت دیتی ہے وہ روح ہے۔

ہاں اس پر ایک اعتراض ہو سکتا ہے کہ اگر وہ روح ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ کہتی ہے کہ مجھ کو نشہ ہوا۔ حالانکہ نشہ روح کو نہیں ہوتا۔ بلکہ جسم کو ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ روح نے بہ سبب اگیان اور زیادہ سمندہ اور محبت جسمانی کے اپنے کو جسم جان لیا ہے ورنہ اصل میں وہ جسم نہیں بلکہ جسم سے جُدا ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے زیادہ تعلق کے سبب آدمی کہتا ہے میرا گھوڑا گم ہو گیا۔ میرا اونٹ بھاگ گیا ہے میرا کتا پاگل ہو گیا۔ میرا بوٹ پھٹ گیا۔ میری لاٹھی ٹوٹ گئی۔ اسی طرح کہتا ہے کہ میرا ہاتھ کٹ گیا۔ میری آنکھ دُکھتی ہے۔ میرا کان درد کرتا ہے۔ میرا پاؤں شل ہو گیا۔ میرے ناخن بڑھ گئے۔ ورنہ اصل میں وہ آلات خود یعنی جسم کی بابت کہتا ہے نہ کہ اپنی ذات کی بابت۔

ابھی چند ماہ کا ذکر ہے کہ ایک کانٹے والا جمعدار انجن کے نیچے آ کر ناف کے پاس سے اُس کا نیچے کا حصہ بالکل جدا ہو کر ۱۰۰ گز کے فاصلہ پر جا پڑا وہ بے ہوش ہو گیا لوگ بھی پہنچ گئے۔ جب اُس کو ذرا ہوش آیا تو لوگ اسے زندہ دیکھ کر اُسے تسلی دینے لگے اُس نے کہا کہ اور تو خیر مگر میرے پاؤں شل ہو رہے ہیں انہیں گرم کرو لوگ تسلی دیتے رہے۔ اتنے میں جب اُس نے ہاتھ لمبا کر کے خود دیکھا تو معلوم ہوا کہ ٹانگیں ندارد ہیں۔ فی الفور آہ سرد بھری اور فوت ہو گیا۔

یہ بات زیادہ غور کرنے سے اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ کہ وے اشخاص جنہوں نے سمجھا ہوا ہے کہ ہم جسم نہیں ہیں بلکہ روح ہیں۔ تو اُن کو خواہ کس قدر نشہ پلایا جاوے اُن سے کوئی ناشایستہ حرکت یا نامناسب فعل صادر نہیں ہوتا۔ بلکہ جب اُن کے جسم کے اعضا پر نشہ کا زیادہ غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پرماتما کا دھیان دل میں دھار لیتے اور من میں یقین رکھتے بلکہ سمجھتے ہیں کہ اُن کا شریر نشہ کی وجہ سے لاچار و بے کار ہے کام نہیں دے سکتا وہ بات کرنی چاہتے ہیں مگر زبان کام نہیں دیتی۔ اسی واسطے نہیں بولتے اُٹھ کر بھی اسی واسطے نہیں چلتے ایسا نہ ہو گر پڑیں۔ اور لوگ ہنسیں یا چوٹ لگے اور علاج کرنا پڑے بنابراں وہ چیز جو نشہ کی حالت میں بھی اپنی حالت پر قائم رہتی اور منشی نہیں ہوتی بلکہ نشہ کے سب اثروں سے پاک رہ کر بدستور سابق سوچتی اور بچارتی اور بوجھتی ہے جس کا ذاتی اور اصلی کام غور و فکر اور گیان کسی حالت میں اور کبھی کسی وقت اور کسی طرح بھی معطل یا بے کار نہیں ہوتا۔ اُسی کو ہم لوگ روح یا جیو کہتے ہیں +

دوسری دلیل

ایسے آدمی دیکھے گئے ہیں۔ جن کے کسی مرض کی وجہ سے یا حکماً دونوں پاؤں کاٹے گئے اور بلکہ ایسے بھی جن کی پوری ٹانگیں جدا ہو گئیں مگر پھر بھی وہ برابر زندہ اور اُن کی جگہ لکڑی کے قایم مقام بنا کر کام کرتے ہیں۔ اور جس طرح اُن کی موجودگی میں اُن سے کام لیتے تھے۔ اُسی طرح اُن جگہ والی لکڑیوں سے کام لیتے ہیں۔ اور جس طرح بحالت موجودگی اصلی ٹانگوں کے اُن کے سو جانے یا شل ہو جانے کی حالت میں اُن کو جانتا اور اُن کو جگانے کی کوشش کرتا یا علاج کرتا تھا۔ اور ایک علاج کی ناکامی میں دوسرے کی تجویز سوچتا تھا۔ ویسا ہی اُن کے کٹ جانے کی حالت میں بھی تجویز سوچتا اور اُن قائمقام پاؤں یعنی لکڑی یا لوہے کے پاؤں کے ٹوٹ جانے یا ہلکا بھاری ہو جانے کی صورت میں اُن کی درستی کی تجویز کرتا ہے اور جو پاؤں کہ کٹ گیا ہے وہ نہ جسم کے باقی حصہ کو جانتا اور نہ اُس کو جسم کا قطع شدہ حصہ جانتا ہے جاننا تو درکنار اُس کو گیان ہی نہیں کہ میں کہاں تھا اور کہاں آ گیا۔ نہ اپنے اصل کو جانتا اور نہ کسی دوسری چیز کو بلکہ محض لاعلمی و جڑھتا کی حالت میں رہکر خاک میں مل جاتا ہے آدمی اپنے دوسرے اعضائے جسم سے کام لیتا اور بدستور سابق کام کرتا۔ بلکہ اُس قایم مقام سے کام کرواتا ہے اور جو مطلب اُس کا ہوتا ہے اُس کے حاصل کرنے کے واسطے کوشش کرتا اور کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس مثال سے یہ بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے **مثال** ایک آدمی سفر کرتا ہے چلتے چلتے جب خود تھک جاتا ہے تو راست کو مقوی اشیاء و دودھ وغیرہ سے پرورش پاتا اور اُسی طرح ایک مزدور بلا کر اپنے جسم کو مالش کراتا ہے اور اُسے کچھ دیتا ہے۔ آگے چل کر جہاں کہیں اس کو مزدور نہیں ملتا بالکل تھک جاتا ہے تو وہاں سے ایک گھوڑا مول لیتا ہے۔ پھر اُس پر سوار ہو کر سفر کرتا ہے۔ تمام دن چلتے چلتے وہ بھی تھک جاتا ہے منزل پر آن کر اُس کو دانہ دیتا اور نہاری کھلاتا اور مالش کراتا ہے کہ اس کا تکان دور ہو۔ اسی طرح اگر آہنی گھوڑے پر سوار ہوتا ہے تو اُس کو سوچ سمجھ کر چلاتا۔ اور جہاں وہ گر پڑتا اور ٹوٹ جاتا ہے وہاں اُٹھاتا۔ مرمت کراتا۔ درست کرا کر پھر سوار ہوتا ہے جس طرح کہ آہنی گھوڑے سے اُس کا سوار جدا۔ اور جس طرح اصلی گھوڑے سے اس کا سوار دوسرا ہے۔ گھوڑا سوار کی مرضی کے مطابق چلتا اور اپنی مرضی کے مطابق سوار اُس کو چلاتا ہے اُس کے تھک یا ٹوٹ جانے سے سوار سفر نہیں کر سکتا۔ بلکہ لاچار ہو کر بیٹھ جاتا ہے بعینہ یہی حال جسم اور روح کا ہے۔ روح مانند راکب اور جسم بمثل مرکب ہے؟ جس طرح گھوڑا اور آہنی گھوڑا دونوں ہم سے جدا ہیں اسی طرح یہ جسمی گھوڑا بھی ہمارے اصلی سوار یعنی روح سے جدا ہے۔ بہ سبب ممتا اور ابھمان کے اصلی ٹوٹنے یا مجروح ہونے یا منشی ہونے سے روح آسیب مانتا ہے۔ لیکن اگر بدیدہ غور دیکھا جاوے تو صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ روح جسم سے جدا اور جسم روح سے جدا ہے۔ جس طرح سوار گھوڑے سے کام لیتا ہے یا جس طرح ڈرائیور یا گارڈ ریلوے کو چلاتا ہے اُسی طرح روح اس جسم کو چلاتا ہے ریل کو ڈرائیور یا گارڈ کا علم نہیں مگر اُن کو ضرور ریلوے کا گیان ہے۔ بنا براں اس جسمانی ٹرین کا جو اصلی ڈرائیور ہے وہی روح ہے +

تیسری دلیل

منش جب کسی باریک بات کو سوچنے لگتا ہے اور سوچتا سوچتا اس میں زیادہ مصروف ہو جاتا ہے تو باوجود آنکھوں کے کھلا رہنے اور گوش وا ہونے کے نہ دیکھتا ہے۔ نہ سنتا ہے۔ علیٰ ہذالقیاس اُس کے اور حواس بھی باوجود موجودگی کے کچھ احساس نہیں کرتے دنیا میں ہر ایک آدمی کچھ نہ کچھ اس کی شہادت دے سکتا ہے اور خصوصاً زیادہ سوچنے والے آدمیوں پر ایسے واقعات بیشتر وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ مہاتما **گوتم** آچاریہ جی اپنے منطقی مسائل میں یہاں تک مصروف رہتے تھے کہ بیسوں واقعات بیرونی کے ہو جانے پر بھی خبردار نہ ہوتے تھے۔ ایک دفعہ اپنے فلسفی مسایل کو سوچتے سوچتے راستہ طے کرتے ہوئے کوئیں میں گر پڑے اور اہل محلہ نے گرنے کی آواز سنکر نکالا۔ ایک اور مہاتما کی بابت ذکر ہے

کہ کسی مہاراجہ کا توپ خانہ پریڈ کرنے گیا تھا راستہ میں۔ عین سڑک پر اُن کا مکان تھا مگر وہ کسی مسایل مذہبی کے حل میں لگے ہوئے تھے چاند ماری ہوتے ہی قواعد ہوئی۔ توپیں چلتی رہیں شام کو کسی نے اُن سے پوچھا تب لاعلمی ظاہر کی ÷

مہاتما نیوٹن کی بابت ذکر ہے کہ جب وہ علم طبعی کے مسائل حل کیا کرتے یہاں تک یکسوئی ہو جاتی تھی کہ اُن کی لڑکی آن کر کھانا کھلاتی اور وہ خبردار نہ ہوتے قطع نظر ان سب کے اتنا تو ہر ایک جانتا ہے کہ بعضے وقت جب یکطرفہ خیال ہوتا ہے سامنے سے دیوار یا درخت یا آدمی سے ٹھوکر جا لگتی ہے۔ تب دھیان بٹتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حواس ظاہری صرف آلات کے طور پر ہیں ان کی معرفت یا ان کے راستہ سے انسان دیکھنا۔ سنتا۔ سونگھنا۔ پکڑتا ہے ورنہ ان بیچاروں کو بذاتہ قوت شنوائی یا بینائی وغیرہ نہیں ہے اگر یہ خود بخود دیکھنے اور سننے والے ہوتے تو بحالت غور و فکر کرنے کے بھی انسان شکلوں کو دیکھتا۔ آوازوں کو سنتا۔ خوشبو کو سونگھتا۔ کیونکہ ان کو کسی نے نہیں روکا تھا۔ نہ تو کان میں کسی نے روئی ڈالی تھی۔ نہ آنکھ پر پردہ نہ ناک میں بتی چڑھائی تھی اور نہ زبان پر مہر لگا دی تھی یہ تو سارے کے سارے اعتدال کی حالت میں بغیر کسی روگ کے موجود تھے۔ پھر انسان نے دیکھنے کے لایق چیزوں کو کیوں نہ دیکھا۔ سننے کے لایق آوازوں کو کیوں نہ سنا۔ سونگھنے کے لایق بو کو کیوں نہ سونگھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس جسم میں کوئی چیز ایسی موجود ہے۔ جس کو ان حواسوں کے علاوہ بالذات یہ قوا حاصل ہیں۔ یہ گُن حواس کے نہیں بلکہ اسی کے اپنے ہیں اگر حواس کے گن ہوتے تو اُس کے یہ محتاج نہ ہوتے۔ میں نے کئی ایک جنم کے اندھے دیکھے ہیں۔ جن کے سامنے جب کوئی تصویر یا عمدہ دیکھنے کے لایق چیز اور لوگوں کو دکھلائی گئی تو وہ بے تحاشا اٹھ کھڑے ہوئے اور آنکھ کھولنے لگے اور چاہتے تھے کہ دیکھیں پلکیں اکھاڑتے اور آنکھیں پھاڑتے تھے ÷

بچارنے سے واضح ہے کہ اُن کے اندر کوئی چیز ایسی موجود ہے جو دیکھنے کی خواہش کرتی ہے اور باوجود نہ موجود ہونے حواس کے بھی اُس میں دیکھنے کی خواہش موجود ہے اسی طرح بغیر موجودگی ان حواس کے بھی وہ قوا اس کے اندر موجود ہیں۔

جنم کے بہروں پر جب اس بات کا امتحان کیا گیا کہ سننا صرف کان کا گُن ہے یا کسی اور چیز کا۔ تب باوجود نہ ہونے کان کے اُن کے منہ میں جب گھڑی رکھی گئی۔ فی الفور ہنس پڑے۔ آواز سن لی اور چاقو وغیرہ کوئی سخت چیز دینے سے بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ سننے والا سونگھنے والا۔ دیکھنے والا روح ہے۔ نہ کہ جسم ÷

چوتھی دلیل

دماغ جس کو تمام جسم میں فضیلت حاصل ہے۔ اُس کی حالت بھی بچپن۔ جوانی۔ بوڑھاپے میں جدا جدا ہوتی ہے۔ اور بدن کے ضعف و نحافت میں علی القدر ضعیف اور نحیف ہو جاتا ہے مگر اس پر بھی روح کی حالت خراب نہیں ہوتی۔ اُس کا علم اور خواہشیں کم نہیں ہوتیں۔ کثرت جماع وغیرہ سے جب دماغ کمزور ہو جاتا ہے تب بھی روحانی حالت وہی رہتی ہے۔ بعض مرضوں میں جب جسم بہت ہی دبلا ہو جاتا ہے۔ بستر سے بھی اُٹھ نہیں سکتا۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اب اس کے تمام اعضا، کمزور ہو گئے اور دماغ بھی اُس حیثیت سے کمزور ہو گیا۔ کیونکہ وہ بھی اسی جسم کا ایک حصہ ہے بیمار کو مہیب آواز تو درکنار معمولی اونچی آواز بھی ناگوار معلوم ہوتی ہے جس سے کسی عقلمند حکیم کو انکار نہیں۔ لیکن ان سب حالتوں میں بھی مریض کا علم اور گیان کم نہیں ہوتا۔ اور نہ ضعف پکڑتا ہے پس یہ بات بدرجہ حق الیقین ہے کہ جس کو علم و گیان اور سب کی کمزوری کا ابھمان ہے وہ روح ہے۔

اس پر ذرا زیادہ غور کرو کہ جب پڑھتے پڑھتے یا سوچتے سوچتے دماغ تھک جاتا ہے بلکہ گھومنے لگتا ہے تو آدمی کتاب رکھ دیتا اور سوچنا چھوڑ دیتا ہے کہتا ہے کہ میرا دماغ تھک گیا۔ سر چکراتا ہے۔ اب زیادہ محنت نہیں کر سکتا اور نہیں پڑھ سکتا بلکہ کہتا ہے کہ ہر چند میں چاہتا ہوں کہ اور پڑھوں۔ ہر چند کہ اس مضمون پر سوچنا چاہتا ہوں مگر دماغ تھک گیا اس وقت نہیں سوچ سکتا۔ حالانکہ ایسے عمدہ مضمون کے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ لیکن بوجہ تھک جانے دماغ اور گھومنے سر کے اس وقت کتاب رکھ دیتا ہوں۔ پس وہ چیز جو اس قدر پڑھنے سے نہیں گھبراتی اس قدر سوچنے سے نہیں رکتی ہے جس کے اندر ابھی تک شوق موجود ہے۔ جو دماغ کے تھکنے جو سر کے پھرنے اور آنکھوں کے کمزور ہو جانے کی شکایت کر رہا ہے۔ مگر خود ویسا ہی تندرست صحیح و سالم موجود ہے وہ روح ہے اگر دماغ مدرک ہوتا تو جس چیز کے دیکھنے سے اُسے صدمہ پہنچا تھا۔ کبھی اُس کے دیکھنے کی خواہش نہ کرتا۔

اگر سر بہ حیثیت مجموعی مدرک ہوتا تو بھی وہ جس سے پھر رہا تھا انکار کر رہا تھا کبھی اس کا شایق نہ ہوتا۔

مگر تکان رفع ہونے کے بعد اور درد دور ہونے کے پشچات جب آرام کرنے سے وہ بحال ہو جاتا ہے تو پھر اُس سے وہی کام شروع کرایا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی پیاس ابھی تک نہیں بجھی۔ بدستور سابق شوق سے اس کام کو شروع کر دیتا ہے جب تک وہ شوق یا خواہش یا مطلب پورا نہ ہو۔ اس مثال سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے ÷

آدمی لکھتا ہے۔ اگر قلم درست نہ ہو یا سیاہی اور کاغذ خراب ہو۔ تو اُن کے درست کرنے کے واسطے کوشش کرتا درست بناتا ہے۔ اگر قلم ٹوٹ جائے۔ یا مرضی کے مطابق نہ ہو۔ تو حسب مرضی بنائی جاتی بعد ازاں اُس سے لکھا جاتا اور لکھتے لکھتے جب ہاتھ تھک جاتا ہے تو آدمی اس کی مالش کراتا ہے تاکہ اُس کا تکان دور ہو اور کام کرے۔ جب اس کا تکان دور ہو جاتا ہے پھر وہی کام لیا جاتا ہے حتےٰ کہ کام کرتے ہوئے اور زیادہ کام کرتے ہوئے ہاتھ بالکل بے کار ہو جاتا ہے۔ قایم نہیں رہتا جس کا ڈاکٹروں سے علاج کراتا ہے۔ لعضوں کا راضی اور بعضوں کا بالکل معطل ہو جاتا ہے۔ ہاتھ کی اس قدر سختیاں اُٹھانے سے لکھنے کی طاقت کم نہیں ہوئی اور نہ وہ شوق کم ہوا۔

اس کو اس مثال سے اور زیادہ سمجھو۔

ایک ٹھگ تھا گورنمنٹ کے راج میں جعلسازی کے نوٹ بنایا کرتا تھا۔ آخر کار پکڑا گیا۔ گورنمنٹ نے اس کا دائیاں ہاتھ کاٹ ڈالا۔ اب اُس نے بائیں سے مشق شروع کی اس سے بھی آخر کار وہی کمال حاصل کیا۔ اور کئی مدت تک بناتا رہا اس سے بھی ایک بار پکڑا گیا گورنمنٹ نے اُس کا بائیاں ہاتھ بھی کاٹ ڈالا ÷

وہ اس پر بھی نہ سمجھا اور پاؤں کی انگلیوں سے مشق شروع کی۔ یہاں تک کہ اس میں بھی وہی ملکہ حاصل کیا۔ اور کئی مدت تک اُسی برُے کام سے روپیہ کما کر خود ہی چھوڑ دیا۔ اب قابل غور ہے کہ وہ چیز جو اس قدر سزا پانے کے بعد بھی ہاتھوں اور پاؤں سے کام کراتی ہے اور جو یکے بعد دیگرے ان اعضاؤں کی مفطن یعنی فہمایش کنندہ رہتی ہے اُسی کا نام روح ہے ÷

ایڈنبرگ کے مدرسہ فنون میں ایک ایسا طالب علم جس کا نام الگزنڈر ہے جو ماں کے پیٹ سے بے دست پیدا ہوا تھا۔ نقشہ کشی اور مُصوّری میں دوسرے درجہ کا امتحان پاس کر چکا ہے۔ جس میں اُس نے انعام حاصل کیا۔ اس نے ۱۸۸۶ء اور ۱۸۹۴ء کی نمائش گاہ میں اپنا کام دکھلایا تھا۔ یہ نقشہ کشی اور روغن کاری پاؤں سے کرتا ہے۔

ایک اور مثال بھی اپنی چشم دیدہ عرض کر دیتا ہوں۔ ایک ہمارے دوست اور ہم جماعتی تھے۔ ایک دن لکھتے لکھتے اُن کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر ایسی سخت چوٹ لگی کہ وہ ہاتھ لکھنے کے کام کا نہ رہا۔ چند مدت تک علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اُن کو علم کا شوق اور ماں باپ کا اصرار بھی تھا۔ بدستور پڑھا۔ اور بائیں ہاتھ سے لکھنے کا ابھیاس کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ بائیں ہاتھ سے بھی نہایت عمدہ بدستور سابق لکھنے لگا پس جو سب سے کام کرانے والا اور سب کو حکم میں چلانے والا سب کے تھک جانے سے نہ تھکنے والا ہے۔ وہی روح ہے +

پانچویں دلیل

آدمی جب ریلوے میں سوار ہوتا یا ہنڈولے میں بیٹھتا یا فلاخن کو گھماتا یا خود گھومتا ہے تو قوت باصرہ کے قائم نہ رہنے کے سبب اُسے جہان گھومتا نظر آتا ہے یا مرہٹی سے جب آگ گھمانے یا مرہٹی پھرتی ہے تو آگ کا ایک دائرہ بن جاتا ہے۔ آنکھیں جن پر دیکھنے کا تمام دار و مدار ہے وہ فتویٰ دیتی ہیں کہ درحقیقت آگ کا دائرہ ہے۔ دنیا گھوم رہی ہے۔ مگر ایک اور چیز اندر فیصلہ کرتی ہے کہ ایسا ہرگز نہیں یہہ آنکھ کا قصور پاؤں کا قصور دماغ کا قصور ہے اصل میں وہ اشیاء گھوم رہی ہیں جن پر جسم سوار ہے یا جو جسم کے ہاتھ میں ہیں۔ ایسا ہی اور بھی صدہا مرتبہ جو غلطیاں دماغ۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان وغیرہ کی معلومات سے ہوتی ہیں جو اُن کو سمجھتا اور اُن کے برخلاف کو بھی جانتا اور جاننے کے بعد اُن کی صحت پر حکم کرتا ہے وہ روح ہے۔

مثلاً بخار کی بیماری میں میٹھا پانی پھیکا معلوم دیتا ہے۔ احول ایک شے کو دو دیکھتا ہے۔ ہزار بین سے ایک چیز کو ہزار دیکھتا ہے۔ مختلف رنگ کی عینک سے ایک ہی چیز سفید۔ سرخ۔ سبز۔ سیاہ۔ زرد۔ نیلی وغیرہ رنگوں کی معلوم ہوتی ہے خورد بین سے چھوٹی چیز بڑی اور معکوس کرنے سے بڑی چیز چھوٹی نظر آتی ہے مگر وہ جانتا ہے کہ فی الاصل شے مرئی کی کیا حقیقت ہے اور بوجہ نقص فلاں چیز یا عکس یا فلاں سبب کے دو یا ہزار دکھلائی دیتی ہے۔ یا دور و نزدیک نظر آتی ہے وہ حواس نہیں ہے۔ کیونکہ اُن کی غلطی پر حکم کرتا ہے۔ اور پھر اصلاح بھی کرتا اور عمدہ راستہ بتلاتا ہے۔ صحت اور غلطی میں امتیاز کرتا ہے۔ وہ روح ہے +

چھٹی دلیل

ہر ملک کے حکما نے دماغ کو جسے انگریزی میں **برین** اور سنسکرت میں **کھشج** اور ہندی میں **بھیجا** کہتے ہیں۔ تین حصوں پر تقسیم کیا ہے **اول** سریبرم یعنے دماغ کلاں **دوئم** سربیلم یعنی دماغ خورد۔ **سوئم** میٹرلا ابلانگٹا یا سپائل کارڈ یعنی مغز حرام۔ ان میں سے بہ ہیئت مجموعی اور جدا جدا تینوں کی حالت اور وزن کو حکماء حاذق نے اپنی تصنیفات میں مفصل بیان کیا ہے۔ اعصاب یعنی پٹھے جو ایک سفید رنگ کی باریک ڈوریاں تمام جسم میں پھیلی ہوئی ہیں وہ بھی تین قسم کی ہو کر اُنہیں تین میں ملی ہوئی ہیں۔ اگرچہ ماہران علوم روحانی نے دماغ کو روح سے جدا اچھی طرح ثابت کر دیا ہے لیکن بفرض محال اگر کوئی دماغ کو ہی روح مانے تو وہ بھی غلطی پر ہے کیونکہ غم و سرور (آنند) آشا اور پیار اور خیال اور وچار وخیال و شرم۔ عزت اور بے عزتی۔ جوش اور بزدلی کے الفاظ جس منشا اور آشا کو پرگٹ کرتے ہیں ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کوئی محض اگیانی آدمی بھی یہ کہہ دے کہ ان شبدوں کا مفہوم کوئی ایسی چیز ہے جو مادّی یا جسمانی ہو۔ لیکن یہ بالکل ہویدا ہے کہ ان کا اثر جسم پر بہت ہوتا ہے یہاں تک کہ دن رات کے رنج و فکر سے توانا آدمی لاغر ہو جاتے اور بعض آدمی مر بھی جاتے ہیں اور یہی حالت دوسرے پہلو میں بے حد خوشی سے ہوتی ہے جس کا نام شادی مرگ مشہور ہے اور شرم یا لجیا کے مارے انسان کے چہرہ کا رنگ فق ہو جاتا ہے اور جوش و غیرت سے آنکھوں میں خون اتر آنا یا پسینہ پسینہ ہو جانا یا قبا کے بند ٹوٹ جانا یا کسی خوف میں اگر زہرہ آب ہو جانا۔ خون خشک ہو جانا۔ بخار وغیرہ کا دور ہو جانا بے ہوشی یا سکتہ کی حالت کا واقعہ ہو جانا یا پران نکل جانا تو اکثر دیکھا گیا ہے اور ہزاروں لاکھوں اس کے شاہد ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ جسم انسان میں کوئی اور شے غیر مادّی موجود ہے جس کی وجہ سے یہ سب الفاظ جسم پر ایسے ماثور ہوتے ہیں اور جن کی تاثیر سے تمام نشہ کافور ہو جاتے ہیں نہ صرف انسان بلکہ حیوان پر بھی بکری کو اگر شیر کے سامنے کھڑا کر دیا جاوے تو اُس کے دیکھتے ہی اُس کا خون خشک ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وزن کر دیکھا گیا تو وزن کم نکلا۔ پس معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ وزن کا کم ہو جانا محض ڈر یا خیال سے کیسے واقع ہوا۔ کسی محض مادّی چیز پر ہرگز ان الفاظ کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ انجن یا جو جرہ ثقیل کو اگر ہاتھی کے سامنے رکھ دیں تو ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اور یہی حالت جسم مردہ کی ہے +

بنا بران ان سب کی جس پر تاثیر ہوتی ہے اور جو ان سب سے موثر ہو کر جسم پر بھی اثر ڈالتا ہے حالانکہ جسم جڑھ ہے اُسی کا نام روح ہے یہ کام دماغ کا ہرگز نہیں ہے۔ اصل میں اگر غور کی جاوے تو دماغ بمنزلہ ٹیلیگراف آفس کے ہے اور روح بمنزلہ ٹیلیگراف کلرک کے۔ اعصاب بمنزلہ تار برقیوں اور باقی تمام اعضاء بمنزلہ تار کے کھموں یا ستونوں کے ہیں خود دماغ مُدرک بالذات اور ارادہ رکھنے والی چیز نہیں ہے ان صفات سے موصوف صرف روح ہے جو دماغ بلکہ سارے جسم پر حاکم ہے اور دماغ معہ تمام اعضاؤں کے اُس کا محکوم +

اس کو ایک اور طرح بھی سمجھو فرض کرو کہ ایک جگہ من بھر بوجھ پڑا ہوا ہے ایک افسر نے اپنے ملازم کو اُس کے اٹھانے کا حکم دیا۔ جس پر وہ اُسے ہاتھ سے اُٹھانا چاہتا ہے اور اُٹھا لیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کہا زبان نے اور سنا کان نے مگر تعمیل کے واسطے ہاتھ کیوں ہلا۔ جس سے اُس نے بوجھ اُٹھایا۔ آپ جواب دینگے کہ پٹھوں کے سُکڑنے کے باعث ہاتھ ہلا۔ پھر سوال ہے کہ پٹھے کیسے سُکڑے اور کیونکر سُکڑ گئے اس کا جواب یہ دوگے کہ دماغ سے بجلی گئی اُس نے سُکڑا دیئے اس پر پھر سوال ہے کہ بجلی کو وہاں کس نے بھیجا اور کیوں بھیجا۔ اس کا جواب کوئی روح کا مُنکر نہیں دے سکتا۔ اور درحقیقت اس کا کوئی جواب نہیں سوائے اس کے کہ روح کی مرضی نے جو اس جسم سے جدا دماغ کی انتر گُفا میں موجود ہے +

ساتویں دلیل

اگر علیم یا چیتنا یا مُدرک بالذات ہونا دماغ یا قوت حافظہ یا باصرہ کا کام ہوتا تو

تو چاہیئے تھا کہ ایک عرصہ کے بعد بالکل نہ رہتا حالانکہ ایسا نہیں ٭

کیونکہ علم حکمت سے صاف طور پر ثابت ہے کہ ۷ برس میں خصوصاً تمام جسمانی حصہ بدل جاتا ہے اور ہر ایک پرمانو یا ذرہ کی جگہ دوسرے پرمانو آجاتے ہیں گویا اسی برس کی عمر تک گیارہ دفعہ جسم بدل گیا۔ پس وہ اجزا جن کو یاد تھا تحلیل ہو گئے ایک دفعہ نہیں بلکہ گیارہ مرتبہ تو بتلائیے کہ کس طرح اور کس کو یاد رہا اور جب یاد رکھنے کا ظرف ہی نہ رہا تو مظروف کیسے رہ سکتا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ جو حالت محل کی ہوتی ہے وہی حالت حال کی جب محل ہی نہ رہا تو حال کا رہنا سراپا محال ہے۔ چہ جائیکہ دماغ اور قوت حافظہ کیونکہ یہاں اس سے بھی زیادہ تعلق ہے مگر ایسا نہیں ہوتا اور عام تجربہ اس کے خلاف ہے یعنی جس آدمی نے ۱۵ برس کی عمر میں یا اس سے بھی کم ۷-۸ برس کی عمر میں جس آدمی اور مکان کو دیکھا ہو اور پھر دور دراز مسافرت کے بعد عمر کا ایک بڑا حصہ گذار کر ۶۰-۷۰ سال کی اوستھا میں آکر اُن چیزوں کو پہچان لیتا ہے۔ ذرات کے اس قدر بار بار تغیر و تبدل پر کس چیز نے یاد رکھا۔ اگر کہو پرمانو اپنا اثر دوسرے پرمانوؤں کے سپرد کرتے رہتے تو یہ کہنا کئی وجہ سے باطل ہے اوّل تو پرمانو بے جان ہیں وہ اثر سپرد نہیں کر سکتے۔ دویم اگر بفرض محال ایسا ہم ایک سیکنڈ کے واسطے مان بھی لیں تو پھر کسی بیمار کو کبھی تندرست نہ رہنا چاہیئے اور نہ کسی جاہل کو عالم حالانکہ یہ مشاہدہ روزمرہ کے رو سے غلط ہے :-

اگر کہو دماغ میں عکس رہتا ہے تو بھی باطل ہے کیونکہ جب آلات سرجری سے چیر پھاڑ کر دیکھا گیا تو کسی عکس کا کوئی نشان نہ ملا حالانکہ منکر روح کے عقاید کے مطابق ملنا چاہیئے۔ کئی اور وجوہ سے بھی اس کا بطلان ظاہر ہے۔ پس یہ صفات نہ تو پرمانوؤں کی ہیں اور نہ دماغ کی کیونکہ یہ بالکل بیجان اور جڑھ ہیں ان کا صفات مذکورہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو سب صفات روح کے ہیں ٭

آٹھویں دلیل

اگر اس جسم کے اندر کوئی چیتن روح کام کرانے والا نہ ہوتا مادہ ہی مادہ کو کام کرتا تو بحالت ہونے اعتدال کے اندریاں اپنے کام سے معطل نہ ہوتیں جس طرح ایک کلا چلتے چلتے اُس وقت تک نہیں رک سکتی جب تک کہ اُس کی بھاپ وغیرہ کی طاقت گھٹ نہ جائے یا کوئی آدمی روکنے والا نہ ہو یا نہ بگڑے۔ اسی طرح انسان کے جسم میں اندریاں ہمیشہ کام کرتی رہتیں۔ کبھی نہ رکتیں اور اگر رک جاتیں پھر چل نہ سکتیں۔ کیونکہ مادہ میں ترتیب و انتظام نہیں اور پھر ظاہر ہے کہ آدمی کا حال ایسا نہ ہوتا۔ اس کی مثال ریلوے کا انجن ہے اگر انجن کو کسی طرح کی رکاوٹ نہ ہو تو کبھی نہیں رک سکتا بشرطیکہ اُس کے اندر بھاپ کی طاقت اور سٹرک موجود ہو۔ اور جب رکے گا پھر چلے گا نہیں۔ لیکن وہ ڈرایور کے ماتحت ہے جو اُسے جب چاہتا ہے چلاتا ہے جہاں چاہتا ہے اور کھڑا کر دیتا ہے اگر ارادہ ہو کہ تیز چلا وے تو اُسی طرح چلاتا ہے اور اگر آہستہ چلانا مقصود ہو تو بھی فہو المراد چلاتا ہے انجن اُس سے انکار نہیں کرتا اور نہ کرنے کی اُسے طاقت ہے۔ کیونکہ وہ چیتن نہیں۔ جس طرح چڑھائی یا اترائی میں آہستہ اور تیز چلانا انجن کا ڈرایور کے اختیار ہے۔ اور ٹھیک وقت پر منزل مقصود پہنچانا بھی اُسی کے علم و عقل کے متعلق ہے۔ جس منٹ پر ڈرایور نے ٹھیک اسٹیشن پر پہنچنا ہوتا ہے اُس کو اپنے مدنظر رکھ کر انجن کو تیز چلا اُس سے کام نکالتا ہے۔ انجن کو ان باتوں سے سروکار نہیں۔ ڈرایور ہی اس کا مختار ہے۔ بعینہ یہی حال جسم اور روح کا ہے روح کو جب منزل مقصود پر پہنچنے کا خیال ہوتا ہے۔ جسم سست ہو۔ کمزور ہو۔ بیمار ہو اس کے شکست رنجیت کی پرواہ نہ کر روح اُسے کشاں کشاں لیجاتا ہے اور اپنے ارادہ دلی و حسب منشاء اس سے کام کراتا ہے۔ لیکن اس میں نہ منشاء ہے نہ ارادہ۔ بنابران ایسا زبردست اور جسم سے کام کرانے والا مادہ نہیں ہے بلکہ روح ہے ٭

نویں دلیل

بعض ناستک خیال کے حکیم کہتے ہیں کہ خون جسے عربی میں دم انگریزی میں بلڈ اور سنسکرت میں رودہر اور ہندی میں لہو کہتے ہیں وہی روح ہے اور اُسی لہو کی جسم میں حکومت ہے۔ مگر یہ کہنا بھی سخت غلطی پر مبنی ہے کیونکہ اگر خون روح ہوتا یعنی چیتن تو جب آدمی کو زخم لگتا اور خون باہر نکل جاتا ہے تو اتنا روح کم ہو جانا چاہیئے بعضے آدمی خصوصاً کابل۔ پشاور۔ ایران۔ عرب۔ افریقہ کے رہنے والے برابر ہر سال بلکہ بعض سال میں دو تین مرتبہ فصد کھلواتے ہیں اور ایسے آدمی تو نامہ نگار نے بچشم خود دیکھے ہیں جو دو دو سیر تک خون نکلوا دیتے ہیں تو خون کو روح ماننے والوں کے خیال کے مطابق کیا اتنا روح کم ہو گیا۔ اور روح کے نکل جانے کے ساتھ ہی چیتنتا۔ عقل علم بھی نہ رہنا چاہیئے۔ حالانکہ یہ باطل ہے۔

بلکہ ایک چیز پھر بھی اندر سے حکم دیتی ہے کہ میرا اور خون نکالو یا اتنا خون کم ہو گیا خون نہیں کہتا بلکہ کوئی اور چیز کہہ رہی ہے کہ میرا خون نکل گیا۔ جس طرح میری آنکھ میرا ہاتھ اُسی طرح میرا خون استعمال کرتا ہے۔ اور مشاہدہ بھی ہمیں بتلاتا ہے کہ خون اُسی کا ہے۔ اور وہ اُس سے کام لیتا ہے پس خون روح نہیں ہے۔

خون دوائیوں سے اور خاص خاص امراض میں بڑھ جاتا ہے۔ لیکن چیتنتا نہیں بڑھتی بعض آدمی انسان کا اور بعض جانوروں کا خون دو تین سیر تک پی جاتے ہیں۔ جیسے وام مارگی یا اگھوری یا حبشی یا اور وحشی لوگ مگر اُن کی چیتنتا عقل یا علم زیادہ نہیں ہوتا۔

بعض بیراگی یا ننگے فقیر اپنے ہاتھوں کو کھڑا رکھ کر سُکا دیتے ہیں۔ جس سے وہ مطلق حرکت کے لایق نہیں رہتے مگر اُن کی چیتنتا میں فرق نہیں آتا۔

کسی مرض میں خون خراب ہو کر انسان سخت بیمار ہو جاتا ہے مگر اس پر بھی چیتنتا برابر بنی رہتی ہے۔ انسان کے مرجانے کے ۳ گھنٹہ بعد تک بھی تازہ خون شریان سے نکلا ہے۔ علاوہ برآں خون ایک مادی اور گیان سے رہت چیز ہے ہرگز روح نہیں۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کے وقت میں جو ایک دکھنی یوگی کا واقعہ ہوا اُس سے بھی ظاہر ہے کہ خون روح نہیں ہے ٭

ایک سادھو کا عجیب و غریب حال

(جو چالیس روز تک زمین میں دفن رہا۔)

اس سادھو کا عجیب و غریب ماجرا کہ جس کو بہت سے یورپ و امریکہ کے مصنفوں نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ ذیل کی چٹھی سے جو بابو جوالا پرشاد صاحب سابق کلرک کرنیل واڈ صاحب پولٹیکل ایجنٹ دربار مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب بہادر

حال پنشن یافتہ نے بنام لالہ برج لال صاحب کے لاہور روانہ کی تھی اور جس کا ترجمہ رسالہ تھیوسافسٹ میں درج ہو چکا ہے وہو ہذا:-

میرے پیارے دوست لالہ برج لال صاحب - جس سادھو کا حال آپ نے دریافت فرمایا وہ دکھن سے معہ اپنے مریدوں کے لاہور آیا تھا اور سمادھی لگانے میں کامل تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اُس کو آزمانا چاہا۔ اول اس کو ایک لکڑی کے صندوق میں کہ جو پنجابی روش کا بنا ہوا تھا۔ بخوبی بند کر دیا۔ اور اس میں قفل لگا کر اُس کو سردار کولا سنگھ بھوڑانیا والے باغ کی بارہ دری میں (جو دریائے راوی کے کنارے پر واقعہ ہے) رکھ دیا اور اُس بارہ دری کے دروازے پختہ اینٹوں سے بند کر دئے گئے اور تا اختتام میعاد معینہ ایک سالہ باڈی گارڈ چھت اور بند دروازوں کی حفاظت کے لئے تعین کیا گیا۔ یہ اقرار ہو گیا تھا کہ چالیسویں روز اس کو نکالا جائیگا۔ جبکہ یہ میعاد ختم ہونے کو ہوئی کرنیل واڈ صاحب پولیٹکل ایجنٹ معہ ڈاکٹر مرے و ڈاکٹر میگ گرے گرو و دیگر صاحبان اراکین کے بمقام لاہور تشریف فرما ہوئے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے زبانی فقیر عزیز الدین صاحب کے کہ جو مہاراجہ صاحب کے درباریوں میں سے تھے کرنیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ ایک جوگی کہ جو ۴۰ روز سے سمادھی چڑھائے ہوئے زمین میں دفن ہے کل صبح کو نکالا جائیگا۔ اگر آپ بھی معہ ڈاکٹر صاحبان و دیگر اہل یورپ کے برسر موقعہ تشریف لاویں تو عین مصلحت ہے۔ چنانچہ دوسرے روز کرنیل واڈ صاحب معہ دیگر اراکین برسر موقعہ تشریف لائے اور چند منٹ بعد مہاراجہ صاحب بھی معہ راجہ شام سنگھ و راجہ ہیرا سنگھ و دیگر صاحبان تشریف فرما ہوئے مہاراجہ صاحب نے مصر بیلی رام خزانچی کو حکم واسطے لانے کنجیاں بند مکانات کے اور اُن کو کھولنے کے دیا دروازے سے اینٹیں اُکھاڑ دی گئیں۔ تب مہاراجہ صاحب نے اُس لکڑی کے صندوق کو کھولنے کا حکم دیا صندوق کھولا گیا تب اُس سادھو کے شاگردوں نے اُسے صندوق سے باہر نکالا اور بارہ دری کے دروازے کے سامنے رکھ دیا۔ سادھو کو دیکھا بھگوے رنگ کے کپڑے میں کہ جو چاروں طرف سے اُس کے گرد مثل تھیلہ کے سلا ہوا تھا لپٹا ہوا ہے۔ جس وقت کہ کپڑا اُتارا گیا مہاراجہ صاحب نے کرنیل واڈ صاحب سے کہہ کر ڈاکٹر سے اُس کے جسم کا امتحان کرایا چنانچہ ڈاکٹر نے اس کی نبض دیکھی اور کہا کہ نبض بالکل بند ہے اور جسم میں جان کا نشان تک نہیں۔ اُسی وقت سادھو کے شاگردوں نے سادھو کا منہ کان نتھنے اور آنکھیں کھولیں کہ جن میں روئی اور موم کی ڈاٹیں لگا دی گئی تھیں۔ اور اُن میں روغن بادام ملا ہوا تھا اس کے بعد سادھو کی آنکھیں کھل گئیں اور اُس نے بڑے زور سے چلا کر سانس لیا۔ اور مثل ایک بڑے سیاہ سانپ کے آواز کے سس ہسایا اس کے بعد سادھو کے جسم میں جان آگئی اور اُس نے خود اپنے آپ گنگا جل میں اسنان کیا کہ جو اس کے شاگردوں نے لا رکھا تھا۔ تب مہاراجہ صاحب نے اُس کو کچھ دودھ پینے کو دیا اور بعد ازاں ایک خلعت قیمتی دو ہزار روپیہ سے سرفراز فرمایا۔ پھر سب لوگ اپنے اپنے دولتخانوں کو تشریف لیگئے۔ یہ سادھو بمقام لاہور اُس زمانہ میں آیا تھا جب کنور نونہال سنگھ کی شادی تھی۔ وہ کہتا تھا کہ میں ایک سال کی سمادھی چڑھا سکتا ہوں اگر انگریز لوگ آزمانا چاہیں تو آزماویں مگر بصورت کامیابی میری محنت کے صلہ میں مجھ کو شہر کلکتہ بخشنا پڑے گا۔ اب جو کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا عرض کر دیا۔ آپ مہربانی کر کے یہ چٹھی کرنیل الکاٹ صاحب کو میری طرف سے سنا دیجئے +

من مقام لدھیانہ ۱۰ نومبر ۱۸۸۰ء آپ کا دوست جوالا سہائے پنشن یافتہ

(از آریہ درپن فروری ۱۸۸۱ء صفحہ ۴۸)-

اسی طرح جگاگو کی نمائش میں ایک آدمی کا حبس دم اور کھیتی جانے کا واقعہ اور حال میں بمقام انبالہ ایک یوگی کی حالت اور ڈاکٹروں کا تعجب اور حرکت کا بند ہو جانا جیسا کہ رائے لشمبر ناتھ سی۔ آئی۔ اپنے گلدستہ خیال کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں -

"حال میں ایک سادھو انبالہ چھاونی میں آیا تھا وہ آدھ گھنٹہ تک بالکل مردہ کی مانند بے حس و حرکت ہو جاتا تھا۔ سانس بھی بند کر لیتا تھا۔ دل کی حرکت بھی بالکل محسوس نہیں ہوتی تھی نبض بالکل نہیں چلتی تھی۔ یورپین ڈاکٹروں نے بھی اس کا ملاحظہ کیا مگر ان کی بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ یہ شخص کس طرح ایسا کر سکتا ہے یوگیوں کے سانس اور ناڑیوں کے قاعدے ایسے ایسے معلوم ہیں کہ ابھی تک میڈیکل سائنس نے معلوم نہیں کئے ہیں ان دنوں پیسہ اخبار میں بھی لکھا تھا۔ "انبالہ میں ایک جوگی آیا ہے جو سادہ لگا کر بالکل مردہ ہو جاتا ہے۔ انگریز ڈاکٹروں نے تجربہ کیا وہ حیران ہیں کچھ پتہ نہیں لگا اس کے چیلے پسلیوں میں مالش کر کے ہوش میں لاتے ہیں۔ حیرت کی گئی ہے کہ کیا اسرار ہے" (۲۹ دسمبر ۱۸۹۳ء)+

پس خون روح نہیں بلکہ جو خون کے کم ہو جانے وغیرہ سب حالتوں میں چیتن اور مدرک بالذات ہے وہی روح ہے +

دسویں دلیل

انسان جب بدی کرنے پر متوجہ ہوتا ہے یا جھوٹ بولنے کا ارادہ کرتا ہے یا اور کسی قسم کی برائی پر مائل ہوتا ہے تو ایک چیز اُس کو اندر سے بدی سے باز رہنے کی نصیحت کرتی ہے اور سادہ لوح آدمی کو نہیں بلکہ بڑے بڑے ڈاکو اور لٹیروں کو بھی (مفصل پڑھو ہسٹری آف دی ٹھگز) نہ کرنے تک تو سمجھاتی رہتی ہے۔ کہ ایسا مت کر اور جب بُرا فعل کر لیتا ہے تب ندامت و ملامت و پشیمانی دلاتی ہے اور خلاف اس کے اچھا کام کرنے پر خوشی اور آنند بڑھاتی اور پرچلت کرتی ہے خواہ اُس میں تکلیف کتنی بھی اُٹھانی پڑے جس کا دوسرا نام کانشنس یا ضمیر یا انبوہ ہے۔ آپ سوچ لیں اور غور کریں کہ کانشنس یا انبوہ کسی مادے کی آواز نہیں ہے۔ بلکہ چیتن کی ہے اور وہی روح ہے +

گیارھویں دلیل

ہزاروں باریک مسائل اور سوکشم باتیں انسان اپنے فکر و عقل سے حل کرتا ہے بلکہ تھوڑا سا علم پڑھ کر نئی نئی چیزیں ایجاد کرتا ہے مگر یہ ساری باتیں تب ہوتی ہیں جب دنیاوی تفکرات سے کنارہ کش ہو ایکانت استھان میں بیٹھ اپنے من میں بچارتا ہے ورنہ نہیں۔ دنیا کے تمام فضلاء و موجدان ماہران علوم و فنون کی مثالیں اس کی گواہ ہیں اگر یہ دماغ یا جسم کا کام ہوتا تو چونکہ وہ مادی ہیں گوشہ تنہائی کی ضرورت نہ ہوتی کیونکہ مادی کو مادی سے جنس کا تعلق ہے مگر مادہ پرست نہ تو زیادہ نکتہ دان ہوتا ہے اور اسی طرح دن رات بیہودہ ضائع کرنے اور ایکانت بیٹھ کر نہ سوچنے والا آدمی علم و عقل سے محروم رہتا ہے چہ جائیکہ غور و فکر کی دولت سے مالا مال ہو

ارادہ۔ وچار۔ علم و عقل۔ ایکانت میں بیٹھ کر سوچنے اور وچارنے سے ترقی پاتے ہیں اور ایسا ہی کرنے والا آدمی تمام باریک و دقیق نکات بھی دریافت کر لیتا ہے حالانکہ اُس وقت کوئی معلم پاس نہیں ہوتا پس مادہ سے جدا ہو کر سوچنے والا اور مادی لطیف اشیاء کو سوچنے والا مادہ نہیں ہے بلکہ روح ہے +

بارھویں دلیل

جسمانی ذرآت بغیر سورج۔ چاند۔ آگ۔ بجلی۔ سیارہ۔ دستارہ کی روشنی کے کچھ کام نہیں کر سکتے اور کرہی کس طرح سکتے ہیں۔ وہ ان کی کشش سے وابستہ اور اُن کی حرکت سے متحرک ہیں۔ لیکن ایک اور چیز انسان کے اندر معلوم ہوتی ہے جو صرف اپنی ہی روشنی سے روشن اور اپنے ہی گیان سے گیانی ان سب کی امداد کے بغیر بذاتہ قائم ہے اُس کے قیام سے جسم کا قیام اور اُس کی تحریک سے جسمانی حرکت ہے ہاتھی کا جسم جسے مرنے کے بعد تین چار ہاتھی مشکل سے کھینچتے ہیں اور ۷۔ ۸ ہاتھی بھی جسے زندگی کی حالت کی طرح کھڑا نہیں کر سکتے اور اسی طرح اور بڑے اجسام جن کی طاقت سے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے حرکت کرتے اور اپنے جسم کے سوائے صدہا من بوجھ اٹھا کر دور دراز ملکوں میں لے جاتے ہیں۔ نہ تو جسم ہے اور نہ جسمانی طاقت بلکہ اس سے بالکل جدا اور فرق رکھنے والی ہے۔ اُسی کو حکمائے ہند جیو اور فضلائے یونان روح کہتے ہیں +

تیرھویں دلیل

جب انسان کبھی اچانک سویا ہوا جگایا جاتا ہے تو سراسیمگی کی حالت اُس پر طاری ہو جاتی ہے۔ وہ حیرت زدہ ہو کر ادہر ادہر دیکھتا اور جگانے والے کے منہ کی طرف تاکتا اور پہچاننے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ کون ہے اور مجھے کیا ہوا۔ اگر وہ کچھ پوچھتا ہے تو یہ دیکھتا ہوا کچھ نہیں بولتا۔ اور اگر بولتا ہے تو محض بڑبڑاتا ہے جواب نہیں بن آتا اور اکثر محض بے تکی بے سروپا سناتا ہے اُس وقت بہت سے سوال اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں وہ باوجود ہمیشہ دیکھنے کے بھی جگانے والے کو نہیں پہچانتا۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ مگر جب کامل ہوش میں آجاتا ہے جواب دیتا اور اُس کو صحیح پہچانتا ہے یہ جو مشہور ہے کہ نیند موت کی بہن ہے۔ بیشک صحیح ہے چونکہ خواب میں روح اپنی قوا کو اپنی ذات میں محو کر لیا کرتا ہے۔ مادی حواس جن کے وہ خواص نہیں تھے وہ بے خواص رہ جاتے ہیں بدیں لحاظ اپنے افعال پر توانا نہیں ہوتے جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ خواص در اصل روح کے ہیں نہ کہ شریر کے اور یہی سبب ہے کہ جب روح بوجہ حکم اپنے مالک کے اس مکان کو چھوڑ جاتی ہے اور اپنے خواص یعنی قواء کو بھی ساتھ لے جاتی ہے تو سب حواس کی جوتیں ماری جاتی ہیں یہ ساری اندریاں جو عارضی طور پر اُن کی مالک نظر آتی تھیں۔ اصلی مالک مکان کی رحلت یعنے کوچ کر جانے سے محض معراد خالی رہ جاتی ہیں جو حالت مکین کے انتقال سے مکان کی ہوتی ہے بعینہ ویسی ہی نوبت اس چندروزہ مکان کی ہو جاتی ہے۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ زبان وغیرہ دریچہ کھلے یا بند رہ جاتے ہیں اور کسی کام نہیں آتے نہ کان سنتے۔ نہ زبان بولتی۔ نہ ناک سونگھتا اور نہ ہاتھ پکڑتے اور نہ پاؤں چلتے ہیں۔ بلکہ یہ سارے روح کے نکلتے ہی سڑنے شروع ہو جاتے ہیں اور ان میں بدبو آنے لگتی ہے۔ پس جن کے سبب سے یہ سارے کام جاری اور جس کے چلے جانے سے سب اُن خواص سے عاری ہو جاتے ہیں وہی روح ہے +

چودھویں دلیل

سب چیزیں جو پرمانوں (ذرات) سے بنتی وہ جسمانی ہیں اور ہر ایک جسمانی سے طول عرض عمق و مقدار رکھتی ہے مگر گیان کا جوہر جو آدمی کے اندر ہے اُس کا طول و عرض و عمق و مقدار نہیں۔ پس وہ کسی حالت میں مادی نہیں۔ اگرچہ سب مادی مرکبات جدا جدا اور منقسم ہو سکتے ہیں مگر گیان کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ وہ مادی نہیں ورنہ اس کے بھی ٹکڑے ہو جاتے۔ اگر کوئی غیر مادی چیز آدمی کے اندر نہیں تو غیر مادی علم بھی نہیں ہونا چاہئے۔ مگر یہ ضرور ہے پس وہ چیز جسے غیر مادی علم ہے بلکہ مجسم علم ہے یعنی چیتن وہ روح ہے۔

اور جب وہ اس سے جدا ہے اور مسافرانہ اس میں وارد ہو کر اسپر حکم رکھتا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس کے نہ ہونے پر بھی وہ موجود رہے گا۔ اور جب علم سائینس اور مذہبی فلاسفی نے یہاں تک ثابت کر دیا ہے اور دنیا کے علما نے مان لیا کہ مادہ جسمانی کو کلّی فنا نہیں بلکہ اُس کا بھی صرف استحالہ ہی ہے تو کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ جسم کے افراق پر روح کو فنا ہو یا جسم کے نہ ہونے پر روح نہ ہو نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ روح ازلی و ابدی ہے اور جسم آغاز و انجام والا یعنی روح باقی ہے اور جسم فانی +

پندرھویں دلیل

اگر کوئی غور سے دیکھے تو اُسے ظاہر ہو گا کہ فنا کسی مادی شے میں بھی نہیں پائی جاتی البتہ یہ تو سچ ہے کہ سرشٹی کی مادی اشیاء یعنی مرکبات مثلاً پہاڑ۔ درخت اور تمام اجسام عناصروں میں بدل جاتے ہیں۔ لیکن عناصر ہر حال میں ہمیشہ باقی رہتے ہیں۔ بلکہ وہ اُسی کام کے پورا کرنے کے لیئے ویسے ہی موجود رہتے ہیں جس کو وہ آگے سماپت کر چکے۔ اصل یہ ہے کہ سرشٹی کی کوئی ایک طاقت بھی فنا یا معدوم نہیں ہوتی جس شے کو ہمارے ناخواندہ یا علم معقول سے ناآشنا بھائی فنا یا معدوم یا دوسرے لفظوں میں عدم خانہ یا نیست آباد کہتے ہیں اگر علم کی آنکھوں سے دیکھا جاوے تو محض باطل ہے۔ کیونکہ ہر ایک جسم کے استحالہ کے بعد اُس کے پرمانو یعنی ذرے نئے نئے بہت زیادہ عمدہ اور خوبصورت مفید اجناس میں مجسم ہو کر نباتات کے اجسام میں آجاتے ہیں۔ پس جب کہ مادہ ہی کو فنا نہیں اور نہ ہو سکتی ہے اور نہ نیستی کوئی چیز ہے تو پھر اس جسم کے اندر جو چیز مدرک بالذات و متصرف باآلات ہے جس کا نام شاستر کاروں نے روح رکھا ہے اور جو درحقیقت جیو یعنی ہمیشہ زندہ ہے وہ کیا کبھی نیست ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ ثابت کیا گیا ہے کہ ناممکن ہے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ جسم سے ماقبل و مابعد موجود اور ہمیشہ رہیگی +

سولھویں دلیل

جب ہم کسی ذی عقل اور فہیم انسان کو دیکھتے ہیں تو ہمارے دل میں یہ خیال ہرگز پیدا نہیں ہوتا۔ کہ یہ آدمی اب اپنی ترقی کے معراج پر پہنچ گیا یا اس نے اب زندگی کا مقصد پورا حاصل کر لیا۔ اور اس سے اعلےٰ خیالات و خواہشات کو وہ نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ سارا کا سارا معاملہ اس کے برعکس ہے ہم روزمرہ کے تجربے اور گذشتہ حکما کی تحریروں کو پڑھ کر معلوم کرتے ہیں۔ کہ جہاں تک انسان اپنے معلومات اور خیالات کو جانتا جاتا ہے وہاں تک ہی اُس کی طاقتوں کا پر جوش چشمہ زیادہ جوش مارتا جاتا ہے اور اُس کا ہر ایک قدم میدان صداقت میں زیادہ بڑھتا جاتا ہے۔ سقراط نے علوم میں ترقی کرتے کرتے فلاسفر ہو کر بھی جب وچار کیا تو ہار کر یہی کہا کہ ابھی میرا علم اُس سمندر ناپید اکنار کے مقابلہ میں ایک قطرہ ہے +

جب اُس پر بے گناہ موت کا فتوائے جاری ہوا تو پھانسی کے عوض عام زہر قبول کیا۔ اور اُس پر ہیبت ناک موقعہ پر جب کہ بڑے بڑے پہلوانوں کے زہرہ پانی ہو جاتے ہیں۔ نہایت ہی استقلال و انشراح سے مرتے دم تک نصیحت کرتا اور

ٹہلتا رہا۔ ذرا نہیں گھبراتا کیا روح کے سوا کوئی مادّی چیز یہ فیصلہ یا ہمت کرسکتی ہے۔ اسی طرح لاکھوں کروڑوں مہاتما لوگ گذرے ہیں جنہوں نے سچائی اور فرایض انسانی کے کما حقہ پورا کرنے میں بے شمار دنیاوی تکالیف کو اٹھایا مگر ایشور بھگتی اور پروپکار کی طرف سے اپنی ثابت قدمی کو ذرا بھی کم نہ ہونے دیا۔ جانوں کو خطرہ میں ڈالا بلکہ مصیبت کا مضبوطی سے مقابلہ کیا نہ تو لالچ سے ست دھرم کو چھوڑا اور نہ جھوٹھے دوستوں کی جھوٹھی محبت کی پرواہ کی۔ اُن کے برخلاف لاکھوں طرح کے طوفان بے تمیزی اُٹھائے گئے مگر وہ کوہ ہمالہ کی طرح ست پر قائم رہے جنبش نہ کھائی یہاں تک کہ یا تو کامیاب ہوئے اور زندہ رہے ورنہ جان عزیز کو دیدیا۔ مارے گئے۔ مگر نیائے کے پتھ سے وہ دھیر پرش چلایمان نہ ہوئے۔ کیا کوئی موٹی عقل والا بھی کہہ سکتا ہے کہ اُنکی خواہشیں ختم ہوگئیں اُن کے خیالات رُک گئے اور انہوں نے اس مادّی جسم کے واسطے تمام حیرانی و سرگردانی اُٹھائی یا اُن کا خاتمہ ہوگیا۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں!! اُن کے خیال کا خاتمہ نہیں ہوا اور نہ اُن کی کوششیں ختم ہوئیں بلکہ وہ آیندہ کو بار بار انہیں معلومات اور خیالات کے جسمانی چکروں میں گھومتے ہوئے ترقی یا تنزل کرتے رہینگے پس جس میں اس قدر استقلال و ہمت ہے وہ روح ہے نہ کہ بیجان مادّہ +

سترھویں دلیل

مادّی اشیاء کے اندر کوئی خواہش نہیں اور نہ کچھ ذاتی مطلب ہے۔ نہ اپنے نیست و نابود ہونے یعنی تبدیل ہو جانے کا کوئی اندیشہ ہے اور نہ رہنے کی کوئی توقع یا تمنا کیونکہ اُن کے اندر دہ قوار نہیں۔ غلطیوں۔ تجربوں۔ تکلیفوں سے سبق لینا بھی غیر مادّی کا کام ہے۔ غیر مادّی کی مرضی کی حکومت حال پر اور حال کی استقبال پر ہوتی ہے نہ صرف فرضی بلکہ دور اندیشی اور مآل کے خیال کے باعث اُس کے حال کے سارے کاموں کی بنیاد موسم پر تخم بونے اور آیندہ حفاظت کرنے اور مقررہ میعاد اور پک جانے کے بعد یا جب ضرورت ہو اُسے کاٹ کر فائدہ اٹھانے سے ہوتی ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ اُس کو اپنی ہستی ازبس عزیز ہے اور صرف عزیز ہی نہیں بلکہ اُس کے بچاؤ کے لیئے وہ مقابلہ کرنے کو طیار ہے مگر یہ بات مادّی اشیاء میں نہیں ہے وہ صرف چیتن کے فائدہ اور بہتری بلکہ بھکشن کے لیئے بنائے گئے ہیں نہ اپنی ذات کے لیئے اور نہ رہنے کے لیئے نہ اپنے ضایع ہونے کا اُسے رنج ہے نہ درد۔ اُس کا اگر کوئی دردمند بھی ہے تو وہ بھی غیر مادّی یعنی چیتن ہے نہ کہ جڑھ۔ انسان سے لیکر چیونٹی تک سب میں اس کی شہادت ہے :-

مور گرد آورد بنا بستاں   تا فراغت بود زمستانش
میازار مورے کہ دانہ کش ست   کہ جاندارد و جان شیریں خوش ست

تربیت و تعلیم کا قبول کرنا بھی غیر مادّی کا ہی کام ہے نہ کہ مادّہ کا اس سے صاف ہر نیت ہوتا ہے کہ غیر مادّی جس قدر اپنے مالک کی مرضی کے مطابق چلتی ہے وہ اسی قدر اپنے مسلسل اور لگاتار۔ علے ہستی اور زندگی کی خواہشمند ہے اور اُس کی مرضی کے خلاف چلنے سے وہ اُسی طرح نئے ہستی کی طرف راجح معلوم ہوتی ہے۔ پس یہ صریح ثبوت مادّہ اور روح کی جدائی کا ہے +

اٹھارھویں دلیل

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مادّی چیز تحلیل ہوکر دوسری چیز میں رہ جاتی ہیں۔ مثلاً سبزی مٹی میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ پانی بخارات بن کر ہوا میں چلا جاتا ہے برف پانی اور پانی برف بن جاتی ہے۔ درخت زمین میں اور اسی طرح انسانی جسم میں جسم انسانی مادّہ حیوانی اور مادّہ حیوانی انسانی میں تحلیل ہو جاتا ہے مگر ایک آدمی کا تجربہ۔ واقفیت تاریخ۔ علم۔ فہم۔ توجہ۔ افعال۔ حرکات۔ اشارات۔ محبت۔ اخلاق۔ شجاعت۔ ہمت۔ استقلال۔ خوف۔ شہوت۔ غضب۔ نخوت۔ تکبر۔ نیکی۔ صداقت وغیرہ اوصاف دوسرے میں نہیں بدل سکتے۔ گو سیکھ کر لوگ حاصل کر لیتے ہیں مگر ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ بعد دینے کے اُس میں بالکل نہ رہیں۔ اور اسی واسطے شاستر کاروں نے لکھا ہے کہ ودّیا اور سچائی ایک ایسا دھن ہے کہ جتنا اس کو خرچ کرو اتنا بڑھتا ہے۔ برخلاف مادّی چیزوں کے کہ وہ خرچ کرنے سے کم ہوتی ہیں۔ پس یہ جس چیز کے گُن ہیں وہ ہرگز مادی نہیں ہے بلکہ غیر مادّی روح ہے +

انیسویں دلیل

انسان نیکی کیوں کرتا ہے اس واسطے کہ میرا بھلا ہو اسی طرح گناہ کیوں کرتا ہے صرف اس واسطے کہ وہ اپنے مطلب میں کامیاب ہو۔ غرضمند آدمی مجنون ہو کر بھلائی اور بڑائی کو نہیں دیکھتا مگر مادّے میں یہ صفت نہیں جتنی چیزیں غیر مادّی ہیں اور جہاں جہاں روح کا تعلق ہے وہاں وہاں امید زیست آیندہ برابر لگی ہوئی ہے چیونٹی مچھر کھٹمل مکھی سے لیکر سانپ۔ بچھو۔ چھپکلی۔ نیول۔ سیل۔ مگرمچھ۔ شترمرغ۔ فیل مرغ کتا۔ بلی۔ شیر۔ بھیڑیا۔ گینڈا۔ ارنہ۔ بھیل۔ گونڈ۔ سانسی اور مہذب انسان اور رشی دیوتا تک برابر سلسلہ وار اس کی شہادت ملتی ہے۔ گناہ سے نفرت یا گناہ کو برا جاننا ایک قدرتی بات ہے سگ کو بھی جب خوشی اور اپنے ہاتھ سے روٹی دی جاوے تو آرام سے لیتا اور بے فکر ہو کر کھاتا ہے مگر جب گھر والوں کی غیر حاضری اور مالک مکان کی عدم موجودگی میں وہ روٹی اٹھا لیجاتا ہے تو اول لیکر بھاگتا اور اگر کوئی دیکھ لے تو دور لیجا کر کہیں بھوسہ یا مٹی میں دفن کر دیتا ہے خود چور بھی حالانکہ وہ چوری کرتا ہے مگر جب اُس کے گھر سے کوئی چور لیجاوے تو اُسے ناراضگی ہو جاتی ہے۔ گائے بکری وغیرہ پر بھی یہی حالت طاری ہوتی ہے۔ پس گناہ سے دلی نفرت یہ گُن مادّی اشیا کے سوا کسی اور کا ہے جس کا نام روح ہے +

بیسویں دلیل

اگر کوئی کہے کہ جیسے چند چیزوں کے ملاپ سے نشہ اُتپن ہوگیا ویسے ہی اس شریر میں چاروں عنصروں کے سنیوگ سے جیو آتما اُتپن ہوتا اور اُن کی جدائی سے نشٹ ہو جاتا ہے کیونکہ مرے پیچھے کوئی بھی جیو پرتیکش نہیں ہوتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ پرتھوی یعنی زمین وغیرہ چار عنصر جڑھ اور غیر مدرک ہیں اُن سے چیتن جیو کی اُتپتی کبھی نہیں ہو سکتی۔ یہ تو عناصر جڑھ ہیں خود اس ترتیب و انتظام و خوبی سے مل نہیں سکتے بغیر کرتا پرماتما کے گیان اور وچار کے۔ نشہ کی مانند روح کی اُتپتی اور فنا نہیں ہوتا کیونکہ نشہ یا خمار خود شراب کو نہیں ہوتا اور نہ کسی اور جڑھ کو بلکہ اُس کا اثر جو کچھ ہوتا ہے صرف چیتن کو۔ کثیف اشیائے لطیف ہو کر غیر محسوس ہو جاتی ہیں مگر عدم کسی کے واسطے نہیں چہ جائیکہ ان سب سے لطیف جیو کے واسطے جو نہ تو سنجوگ جن ہے اور نہ دھاتوں سے اُتپن ہوتا ہے کیونکہ دھاتوں میں گیان ہی نہیں اور جو جس میں نہیں ہوتا اُس سے اُتپن بھی نہیں ہو سکتا۔

جب جیو جسم دھارتا ہے۔ تبھی اُس کا ظہور ہوتا ہے ورنہ نظر نہیں ہوتا لیکن اس کی ہستی جسم سے پہلے اور پیچھے ضرور رہتی ہے۔ جب شریر کو جیو چھوڑ جاتا ہے تب وہ شریر

جس سے جیو نکل گیا جیسا عمدہ اور کام کرنیوالا پہلے تھا پھر نہیں رہتا یہی بات یاگو لک رشی نے بھی بیان کی ہے کہ آتما یعنی جیو فنا سے رہت ہے جس کی موجودگی سے شریر چیشٹا کرتا ہے اور جس کی عدم موجودگی سے نہ شریر میں گیان نہ چیشٹا رہتی ہے وہ آتما ہے جیسے آنکھ سب کو دیکھتی ہے پرنتو اپنے کو نہیں اسی پرکار پرتیکش کا کرنے والا اپنے آپ کو اندریہ پرتیکش نہیں کرسکتا۔ جیسے اپنی آنکھ سے سب مادی اشیا کو دیکھتا ہے ویسے ہی آنکھ کو اپنے گیان سے دیکھتا ہے جو درشٹا یعنی دیکھنے والا ہے وہ دیکھنے والا رہتا ہے درشیہ (وہ چیز جسکو دیکھا جاوے) نہیں ہو سکتا۔ جیسے بنا آدھار کے آدھے۔ کارن کے بنا کاریہ ادیوی کو بنا ادیوا در کرتا کے بنا کرم نہیں ہو سکتے ویسے ہی کرتا کے بنا پرتیکش کیسے ہو سکتا ہے ؞

اکیسویں دلیل

انت لا تغفل عن ذاتک ابدا و ما من جزء من اجزاء بدنک لا انتساہ احیانا و یدرک الکل الا با جزاء فلو کنت انت ھذہ الجملۃ ما کان یستمر شعورک بذاتک مع نسیانھا فانت وراء ھذا البدن و اجزاء ؞

ترجمہ تو اپنی ذات سے کسی وقت میں بھی غافل نہیں ہوتا ہے اور کوئی جزو تیرے بدن کے اجزاء سے ایسا نہیں ہے کہ تو کسی وقت اُس سے غافل نہ ہووے اور جب کل معلوم ہووے تمام اجزاء بھی معلوم نہیں ہوتے ہیں پس ثابت ہوا کہ تو اس بدن اور اُسکے اجزا سے جدا ہے

بائیسویں دلیل

بدنک ابدا فی التحلل والیسلان و اذا انت الغاذیۃ بما تاتی فان لم یتحلل من بدنک العتیق عند ورود الجدید لعظم بدنک جدا و لو کنت انت ھذا البدن او جزء منہ لتبدلت انانیتک کل حین و لما دام جوھرک المدرک منک فانت لا بدنک انتھی۔

ترجمہ تیرا بدن ہمیشہ بہ سبب تصرف حرارت غریزیہ و غریبہ کے بدنی رطوبات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے کیونکہ اگر باوجود وارد ہونے نئی چیز کے اگر کوئی چیز پہلے بدن سے تحلیل نہ ہووے تو لازم آویگا کہ بدن بے نہایت فربہ اور بزرگ ہوجاوے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ پس ثابت ہوا کہ بعد وارد ہونے غذا کے کوئی چیز بدن کے اجزا میں سے تحلیل ہو جاتی ہے اگر تو یہ بدن ہووے تو لازم آوے کہ ذات و ہستی تیری بدن کے تبدیل ہونے سے بدل جاوے (حالانکہ ایسا نہیں)۔ پس متحقق ہوا کہ تو اپنے بدن سے غیر (جدا) ہے۔ (نمبر ۱ و ۲ شیخ الاشراقین نے ھیاکل میں لکھیں ہیں) ؞

تیئسویں دلیل

شیخ المشائین نے نمط سابع میں فرمایا ہے۔ ان القوی القائمۃ بالابدان الکلھا تکرار الافاعیل لاسیما القویۃ وخصوصاً اذا انبعث فعلا علی الفور و کان الضعیف فی مثل تلک الحالۃ غیر مشعور بہ کالرائحۃ الضعیفۃ اثر القویۃ و افعال القوۃ العاقلۃ قد تکون کثیرا بخلاف ما وصف

ترجمہ تمام قوتیں بدن کی کثرت اور بار بار کام کرنے سے سست اور نفرت کرنے والی ہوتی ہیں اور جیو یعنی روح نفس ناطقہ اپنے فعل سے کہ سب کا جاننا ہے ہرگز سست نہیں ہوتا ہے بلکہ قوت پاتا ہے پس ثابت ہوا کہ روح جسمانی قوتوں میں سے نہیں ہے بلکہ مجرد ہے۔

چوبیسویں دلیل

شیخ المشائین نے اشارات کے نمط سابع میں فرمایا ہے۔ بل کثیرا ما یکون القوی

الحسیۃ و الحرکیۃ فی طریق الاضمحلال و القوۃ العقلیۃ اما ثابتۃ و اما فی طریق النمو و الازدیاد انتھی کلامہ۔

ترجمہ۔ بدنی قوتیں بوڑھاپے میں حل ہو جاتی ہیں اور قوتِ عقل یعنی روح انسانی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ معلومات میں زیادہ عالم ہو جاتا اور تجربہ جمع کرتا ہے ؞

پچیسویں دلیل

اکثرے نفوس کاملہ زہد بریاضت شاقہ کہ موجب خلال بلکہ افنائے قوائے جسمانی ست بعالم علوی پیوندند و اشیائیکہ ہزارہا فرسنخ دورست بینند و شنوند حالانکہ بدن شان ہمانجاست ؞

ترجمہ۔ اکثر یوگی لوگ جو تپ اور یوگ میں کامل ہو جاتے ہیں جن میں اُن کی جسمانی طاقتیں بالکل کمزور ہو جاتی ہیں جب اُن کی ارواح بلند مراتب پر پہنچتی ہے تو اُن چیزوں کو جو ہزاروں کوسوں پر ہوتی ہیں دیکھتے اور سنتے ہیں حالانکہ بدن اُن کا اُسی جگہ ہے۔

چھبیسویں دلیل

کوکین ہائے ڈرو کلوراس نامی ایک انگریزی دوائی ہے جس سے اکثر آنکھ کا علاج کرتے ہیں اور آنکھ کو بے حس کرکے اُس کے اندر نشتر مار کر تیسرے چھوٹے پردہ سے موتیا بند یا جالا نکال لیتے ہیں۔ اسی طرح دوائی کا اثر زبان چمڑا وغیرہ ہر ایک اعضاء پر ہوتا ہے کہ جس مقام پر لگے اُس کو بے حس کر دیتی ہے۔ اُس کا اثر زایل ہونے کے بعد پھر اندریاں اپنی لذات کو محسوس کرتی ہیں ورنہ نہیں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ شیوں کو جاننا اور حسوں کو محسوس کرنا اندریوں کا کام نہیں بلکہ روح ہے جو ہمیشہ مدرک بالذات ہے۔ پس وہ کسی طرح جسم کا حصہ یا مادی نہیں ہے۔ بلکہ اس سے جدا اور الگ شے ہے ؞

انسان کے سوا اور جانوروں میں بھی روح ہے

تمام منطق والے اس بات میں متفق البیان ہیں کہ انسان بھی ایک حیوان ہے۔ مگر تحصیل علم الٰہی و مسائل فلسفہ کی آگاہی کے سبب وہ اسے زیادہ عزت دیتے اور اشرف المخلوقات بیان کرتے ہیں۔ سنسکرت کی نیتی جاننے والے لکھتے ہیں۔ کہ کھانا۔ پینا۔ سونا۔ جاگنا۔ خوف و رجا۔ مجامعت یہ باتیں انسان و حیوان میں برابر ہیں۔ صرف دھرم ہی ہے جو اس میں زیادہ ہے۔ جس انسان میں دھرم بھاؤ نہیں وہ پشو حیوان مطلق ہے۔ (چانک)

ایک۔ اور حکیم حاذق فرماتا ہے۔ جیسے گدھے پر چندن لادنے سے وہ صرف بوجھ کو جانتا ہے نہ کہ چندن کو ایسے ہی کتابیں زیادہ پڑھ لینے سے جب تک عامل نہ ہو وہ کتابوں کا حمال ہے (دھنونتر وید)

راج رشی۔ بھرتری جی فرماتے ہیں "جو آدمی علم اخلاق۔ موسیقی۔ اور کلا کوشل سے محروم ہے۔ وہ محض حیوان ہے اُس میں اور حیوان میں دُم سینگ کا فرق ہے اور نہ وہ گھاس کھاتا ہے"۔

پھر ایک اور رشی کا قول ہے جس کے پاس ودیا۔ دھرم۔ تپ۔ دان۔ اخلاق اور نہ کوئی ان کے علاوہ گن ہے وہ محض زمین کا بوجھ ہے وہ آدمی کی شکل کا پشو ہے"۔

مصنف قرآن بھی ایسے آدمیوں کو اولٰئک کالانعام بتلاتا ہے کہ وہ مانند چوپاؤں کے ہیں اُن سے سوائے حرکات حیوانی کے کوئی اچھا فعل صادر نہیں ہوتا۔

ایران کے شاعر سعدی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے ؞

زنان باردار اے مرد ہشیار ... اگر وقتِ ولادت مار زایند
ازاں بہتر بنزدیک خردمند ... کہ فرزندانِ ناہموار زایند

بنطق آدمی بہتر ست از دواب دواب از تو بہ گر نہ گوئی صواب

جب یہ حال ہے یعنی انسان کو چند باتوں کے سبب ہی حیوانوں سے شرف ہے ورنہ خواہ مخواہ اُسے کوئی شرافت حاصل نہیں جس کے روح کے گن جسم انسان میں ظاہر ہیں اُسی طرح قالب حیوانی میں بھی نمودار ہیں۔ سب شاستروں میں عموماً جیو کے یہ گن بیان کیئے گئے ہیں دھرم۔ سچائی۔ متر تار۔ پیار۔ تپجا۔ غیرت۔ پریرنا۔ ویراگ۔ پرسوارتھ۔ بیرتا۔ درڑھتا (استقلال) دیا۔ دھارن کرنا۔ کھشما۔ دم۔ استی۔ شوچ۔ دھیر۔ چنتا۔ غصہ خواہش۔ وویش نفرت۔ کوشش۔ سکھ۔ دکھ ان میں سے اگر بنظر غور دیکھا جائے تو یہ سارے کے سارے کم و بیش حیوانات میں پائے جاتے ہیں۔

بیل۔ اور کتے کی وفاداری۔ متر تا۔ پیار۔ نمک حلالی۔ حفاظت۔ شناخت بیا اور شہد کی مکھی کا انتظام و تمیز۔ بندر کی پردہ داری۔ عقلمندی۔ الو۔ زاغ۔ گرگس۔ چیل و بندروں کا اتفاق اور اولاد سے محبت۔ شیر۔ گینڈا۔ گرڑ۔ ارنا۔ بھنسا۔ سور۔ فیل کی بہادری حکومت۔ غرور۔ محبتِ اولاد۔ استغنا۔ رعب اور انتظام حفاظت۔ کلنگ زنبور۔ چیونٹی کی دور اندیشی۔ قواعد دانی۔ تمیز و قوف انتخاب وغیرہ غور کے لائق ہیں۔

شکاری لوگ جب جانوروں کا شکار کرتے ہیں تو جس قدر مکاری سے کام لیتے اور دام فریب بچھاتے ہیں۔ اگر وہ سب آپ سنیں تو بے اختیار آپ کے منہ سے نکلے الانسان خیر الماکرین یعنی آدمی بڑا مکار ہے مچھلی پکڑنے کی غرض سے لوہے کی ٹیڑھی سیخ کے ساتھ آٹا لگانا۔ کینچوے یا صدف کے کیڑے پھنسانا اور جال بچھانا رات کو چراغ جلا کر پکڑنا۔ پھٹنے والا گولا پانی میں پھینکنا اور طوفان برپا کرنا برقی جال بنا کر اپنی عقل کی روشنی دکھانا۔ پانی میں آگ جلانا اور جال کو پانی میں ڈال اُس میں تار کے ذریعہ برقی روشنی پہنچانا اور مچھلیوں کا اس انوکھی روشنی کو دیکھ جال کے اندر آنا اور پھنس جانا۔ علی ہذا القیاس جن حیلوں حوالوں سے انسان خشکی و تری و ہوا کے جانوروں کو پکڑتا ہے روباہ کی مکاری اور گربہ کی عیاری اس کے سامنے بالکل ہیچ ہے اور ہم کو ایسی حالتوں میں صاف طور پر کہنا پڑتا ہے کہ جو جانور حضرت انسان کی اس قدر عظیم الشان علمی شرارتوں سے بچ جاتے ہیں بلکہ شیر۔ بھیڑیا۔ چیتا۔ تیندوا۔ مگرمچھ اور ویل مچھلی کیطرح اس بڑے مکار کی تمام پالیسیوں پر غلبہ پاکر الٹا اسے شکار کر لیتے ہیں یا بعض رحمدل لیکن دور اندیش جانور صرف اسے مار ڈالتے ہیں مگر کھاتے نہیں جیسے ریچھ اور بن مانس چھپا ہی قسم کے بندر وغیرہ اُن میں ضرور بالضرور ہی روح ہے جیسی کہ انسان میں کسی طرح کی کوئی کمی نہیں۔ (دیکھو ڈاہیل صاحب کا مضمون ایشیاٹک ریسرچیز جلد ۱۵)

جرمنی کے مشہور عالم پاپ صاحب فرماتے ہیں کہ "جملہ خراب و فاسد خیالات کہ جنکی وجہ سے آدمی کے دل میں غصہ کی آگ بھڑک جاتی ہے اور جو اُسکو اقسام اقسام کے بیہودہ و مخرافات کاموں کی طرف رجوع کر دیتے ہیں کہ جن کی وجہ سے بہت سے امراض ظاہری اور باطنی انسان کی تندرستی میں حارج ہوتے ہیں۔ صرف جانوروں کے گوشت پر زندگی بسر کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا وحشت انگیز اور مکروہ بات ہو سکتی ہے کہ ہم لوگوں کے باورچی خانے جانوروں کے خون سے تر بتر ہوتے رہتے ہیں۔ ایک طرف جانوروں کے کٹے ہوئے اعضاء بکھرے ہوئے پڑے ہیں دیواروں پر لٹک رہے ہیں دوسری طرف بیچارے جانور تڑپ تڑپ کر پاؤں مار رہے ہیں اگو یا انکے دیکھنے سے ہم کو وے عجیب و غریب فسانجات یاد آجاتے ہیں کہ جن میں دیو اور جنوں کے حالات لکھے ہوئے ہیں کہ وہاں ہر چہار طرف اُن جانوروں کے جو اُن کی بے رحمی اور ظلم کے نشانہ ہوتے تھے اعضاء ہی اعضاء بکھرے ہوئے پڑے رہتے تھے اور کہیں اُن کے

سروں کے ڈھیر لگے رہتے تھے۔

اے بی گیلینی صاحب تمام دنیا کے گناہوں کو جانوروں کے شکار اور ذبح کرنے کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ صاحب موصوف کا بیان ہے کہ دیکھو دغا باز تو ہم بانسی لگانے اور جال پھیلانے سے ہو جاتے ہیں اور جانوروں کے شکار اور اُن کو ذبح کرنے سے ہم پرلے درجہ کے بیرحم ہو جاتے ہیں یہانتک کہ اکثر بے گناہوں کا خون دیدہ و دانستہ اپنے ہاتھوں سے کر بیٹھتے ہیں جو شخص کسی بے گناہ جانور مثل بھیڑ۔ بکری۔ گائے وغیرہ کو ہلاک کرتا ہے گویا وہ اپنے ہمسایہ کے خون میں اپنے ہاتھ رنگتا ہے (از آریہ درپن ماہ جنوری ۱۸۸۱ء)

اب ہم چند بڑے جانوروں کی عقلمندی کے کچھ واقعات سناتے ہیں

۱۔ گھوڑے کی عقلمندی

رستم پہلوان زابلستان کے گھوڑے رخش نام کی بابت شاہنامہ میں بہت سے عجیب و غریب حالات لکھے ہیں ہفت خوان کی منزل میں اُس نے شیر کا شکار کیا۔ اور رستم کو زخمی ہونے سے بچایا۔ اور وہ رستم کے بغیر کسی کو اپنے پر سوار نہیں ہونے دیتا تھا" اور محمد امین خان برادر امیر شیر علی خان قندہار کے قریب زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑے تو گھوڑے نے اُس کے گرد چکر باندھ دیا جس سے کوئی اُس کے قریب نہ آسکا" سوار کے زخمی ہو جانے کی حالت میں دانا گھوڑے عموماً ایسا ہی کرتے ہیں۔ بلکہ بعضے گھوڑے مالک کے مر جانے پر زار زار آنسو بہاتے اور کئی روز تک دانہ گھاس نہیں کھاتے صدہا بزرگ گھوڑے رکھنے کے عادی اس بات کی شہادت دیتے ہیں ❊

"۱۸ ؍ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء دوپہر کے وقت لفٹنٹ رابرٹس صاحب رائل انجنیر گلستان علاقہ بلوچستان سے چمن کو گھوڑے پر سوار جا رہا تھے راستہ میں اُن کو ایک افغان بعمر ۱۷ سالہ گھوڑے پر سوار ملا وہ بھی چمن کی طرف چل پڑا۔ صاحب کی راستہ چلتے ہوئے اس سے بات چیت ہوئی۔ اور اُس نے فوراً پیچھے ہٹ کر تلوار کھینچ لی اور صاحب کو گردن پر زخمی کیا۔ اور نیز بائیں ہاتھ کو بھی۔ جب صاحب بہادر زخمی ہو کر گھوڑے سے گرے تو گھوڑے نے اُس افغان پر حملہ کیا"۔

رسالہ کے عمدہ گھوڑے اور خصوصاً عرب کے گھوڑے اپنی محبت اور پیار سے صاف بتلاتے ہیں کہ وہ ایک زندہ روح رکھتے ہیں ❊

۲۔ ہاتھی کی عقلمندی

اخبار صبح صادق مدراس نمبر ۱۳ مورخہ ۲۰ ؍ اکتوبر سنہ ۱۸۶۵ء میں لکھا ہے کہ مابین حیدر آباد اور کرنول کے ایک مقام فرخ نگر ہے سنا گیا کہ وہاں ایک فیل ہے جو آدمی کی طرح باتیں کرتا ہے۔ جب جا کر دیکھا گیا تو وہ ایک بچہ کی طرح حیات حیات پکارتا ہے۔ اسی حالت میں ایک شخص آیا اور اُسے کہا کہ کیوں پکارتا ہے ہاتھی نے کہا کہ پولاڈال دے چنانچہ اُس نے پولا ڈالا میں نے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور یہ ہاتھی حیات حیات کیا کہتا تھا۔ اُس نے کہا کہ میں فیلبان ہوں اور حیات میرا نام ہے مجھے پکارتا تھا پھر میں نے اُس سے دریافت کیا کہ اس گفتگو کے سوا یہ ہاتھی اور بھی باتیں کرتا ہے یا نہیں۔ اُس نے کہا کہ اکثر ضروری باتیں جو ہم کہتے ہیں اُس کو یہ سمجھتا ہے اور بخوبی اس کا جواب دیتا ہے اور یہ خیال کرنا بیجا ہے کہ باتیں بے محل بھی کرتا ہو بلکہ حسب موقعہ بمضمون مناسب گفتگو کرتا ہے اس پر صاحب مہتمم اخبار صبح صادق تحریر فرماتے ہیں کہ مہاراجہ ٹودزام والئے ملک ملیبار علاقہ احاطہ مدراس کی سرکار میں ایک ہاتھی ہے جو حکم مہاراجہ صاحب کی مہر دستخط سے لکھا ہوا۔ اُس ہاتھی کے نام جاتا ہے وہ بموجب اس کے بہمہ وجوہ تعمیل کرتا ہے اور یہاں تک اس کو ادراک اور عقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک مہر اور دستخط جعلی لشکل مہر

دستخط مہاراجہ کے ایک کاغذ پر کرکے ایک حکمنامہ اُس ہاتھی کے نام لکھا۔ اور اُس نے اس پر مطلق عمل نہ کیا۔ اور جان لیا کہ یہ فریب اور دھوکھا ہے۔

ایک دن مہاراجہ صاحب کے گورو نے ایک لٹھ بڑے درخت کا پہاڑ سے کٹوایا اور کسی ہاتھی سے نہ ہوسکا کہ اُسے نیچے اوتارے ناچار گوروجی نے التجا مہاراجہ صاحب کے حضور میں کی کہ آپ اُس ہاتھی کے نام حکم صادر فرمائیے۔ کیونکہ وہ اُس لٹھ کو نیچے اوتار سکتا ہے۔ بموجب اس استدعا کے مہاراجہ صاحب نے حکمنامہ تحریری اس کے نام جاری کیا اُس کا مضمون یہ تھا کہ لٹھ پہاڑ سے نیچے اوتار دے۔ جب ہاتھی کو وہاں لے گئے اُس نے اُس لٹھے کو نیچے اوتار دیا بعد ازاں گوروجی اور دیگر آدمیوں نے اُس کی طاقت عقل کی بہت تعریف کرکے کہا کہ اُس کو اور تھوڑی دور پیچل اُس نے پچاس فٹ لیجاکر رکھ دیا۔ جب مکان تک لیجانے کے واسطے کہا تو اُس نے عمل نہ کیا۔ اور مہاراجہ صاحب کے در دولت پر جاکر کھڑا ہو گیا۔ مہاراجہ صاحب نے قرینہ سے سمجھ لیا کہ یہ فریاد کرنے کو آیا ہے اور گوروجی نے کہا کہ جس قدر حکم تھا اُس نے اُس کی بخوبی تعمیل کی اب زیادہ ہرگز نہیں کرسکتا۔ اس بات میں ہاتھی کا کچھ قصور نہیں۔ تمہارا قصور ہے۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے اپنی قدرت کاملہ سے حیوانات کو انسان کی گفتگو سمجھنے کا ادراک عطا کیا ہے مگر انسان کو عموماً حیوانات کی گفتگو سمجھنے کا فہم نہیں عطا کیا ہے مثلاً بندر۔ لنگور۔ ریچھ۔ طوطا۔ مینا۔ شاہین۔ جُرہ۔ وغیرہ بہ نسبت اور حیوانات کے زیادہ تر سمجھتے ہیں۔ اغلب ہے کہ اگر ڈاکٹران انگریزی متعلق صیغہ تحقیقات حیوانات اس طرف توجہ کریں تو وہ حیوانات کی اکثر گفتگو کو سمجھ لیں"۔ (پنجاب اخبار لاہور یکم دسمبر ۱۸۶۵ء جلد ۱ نمبر ۴۲ صفحہ ۴۸۳ و ۳۸۵) + ابھی چند سال ہوئے بحالت گرفتاری شاہ تھیبا والئے برہما ایک سفید ہاتھی گورنمنٹ کے قبضہ میں آیا مگر جب سے گرفتار ہوا ہاتھی کو اس قید کا اتنا رنج ہوا کہ اُس نے کھانا پینا چھوڑ دیا آخر اسی صدمہ سے مرگیا۔ سیکھے ہوئے دانا گھوڑے اور سیانے بیل مالک کی آواز سننے پر خود بخود گاڑی۔ بگھی۔ بہلی۔ ہل کے نیچے گردن رکھ دیتے ہیں اور جس طرح وہ گاڑیاں ہانکنے اور بوجھ اُٹھاتے ہیں اسی طرح حضرت انسان بھی ٹم ٹم کو چلاتے اور بار اُٹھاتے بلکہ حیوانوں کا بوجھ بٹاتے یا دوسرے لفظوں میں اُنکے بھائی بند کہلاتے ہیں +

۴۔ کتے کی عقلمندی +

ایک انگریز سیر کو نکلا کتا ہمراہ تھا جب واپس آیا تو کتے کو نہ پایا۔ کپڑے اوتارے تو جیب سے کچھ کاغذ گم تھے۔ وہ نہایت ضروری تھے اُن کی تلاش کی مگر نہ ملے۔ دوسرے یا تیسرے روز پھر اُسی راہ سے اتفاق پڑا دیکھا کہ کتا مردہ پڑا ہے۔ جب اُس کی لاش اٹھائی تو کاغذات اس کے نیچے پائے گئے گویا مالک کے کاغذات کے واسطے کتے نے جان عزیز دے دی +

سید نادر علی شاہ سیفی مالک و مہتمم اخبار رہبر ہند لاہور لکھتے ہیں۔ ہمارے محلہ میں بوچا نام کتا تھا اُس میں اتنے وصف تھے کہ ہم کو ایک نظم لکھنی پڑی تھی وہ تمام محلے کی نگہبانی کرتا تھا۔ محلے کے حیوانوں کو باہر جانے سے روکتا اور باہر کے حیوانوں کو اندر نہ آنے دیتا وہ نہایت بارعب جرنیل تھا۔ اور خود بگلر تھا اُس کے ایک آواز پر تمام کتے جمع ہو جاتے تھے اور ہر ایک مہم خواہ کتنی ہی کچھ سنگین کیوں نہ ہو بغیر کسی انسان کی مدد کے سر ہو جاتی تھی۔ اُس نے ایک دفعہ بروز روشن دغا کھائی۔ ایک شخص غیر حاضر تھا اُس کا بیل ایک چور کھولکر لے گیا۔ بوچا رات کو پہرے پر ہوتا تھا تاہم اُس نے اُس وقت چور کو دیکھا جب محلے سے گذر جانے والا تھا لاچار اُس کا تعاقب کیا اور ضلع سیالکوٹ میں اُس کا گھر دیکھکر آیا۔ اور بیل کے مالک کو تقاضا کرکے ہمراہ لے گیا۔ اور بیل کے پاس پہنچا دیا۔ بوچا ہر جنازے کے ہمراہ جاتا تھا وغیرہ وغیرہ۔

بے شبہ حیوانوں میں عجیب عجیب خاصیتیں پائی جاتی ہیں۔ اور کیا ایسا ہے کہ انسان کو شرما دیتا ہے۔ کتے میں وفاداری ہے۔ اور شب بیداری اور نگہبانی کتے میں قناعت ہے اور محبت و جان نثاری۔ انسان کو سو برس ملازم رکھو ہمیشہ تنخواہ ادا کرو اور ایک مہینے کی تنخواہ کسی مجبوری سے رُک جائے۔ جھٹ عدالت خفیفہ کی راہ لیتا ہے۔ لیکن کتا نیم نان بلکہ استخوان پر قناعت کرتا ہے کسی دن نہ دو تب بھی مالک کی چوکھٹ نہ چھوڑے گا۔ کتا مالک کے رقیب پر حملہ کریگا۔ گو وہ مسلح ہو۔ انسان اکثر فرار ہو جاتا ہے۔ ایک آدمی کو نوکر رکھو اور روز سمجھاؤ۔ کہ رات کو بیدار رہے اور گھر کی حفاظت کرے۔ وہ ضرور سوے گا اور غافل ہو جائیگا۔ کتے کو ٹکڑا دو۔ پس وہ خود بخود بیدار رہے گا اور پاسبانی کریگا اکثر انسان خودکشی کرتے ہیں۔ کوئی زر کے ضایع ہو جانے سے اور کوئی عورت کی بدکاری سے اور کوئی کسی بے عزتی سے لیکن وہ خودکشیاں فضول ہیں۔ البتہ اگر آدمی کتے سے شرما کر دم بخود ہو کر مر جائے تو ہم اس انسان کے فہم اور غیرت کی تعریف کریں گے +

بوچے کی ایک عادت یہ تھی کہ میلا پوش پر بہت حملہ کرتا تھا۔ شاید صفائی اُسے پسند ہوگی۔ نیز پولیس کے کانسٹبلوں پر نہایت سختی سے حملہ آور ہوتا تھا۔ اس کی بنیاد غالباً یہ ہوگی کہ اِن کو اُس نے پہرہ کی حالت میں خواب میں دیکھا ہوگا یا چوروں سے اُن کی سازش ہوئی ہوگی۔ اور عجب نہیں کہ خود کانسٹبل کو چوری کے گناہ میں مبتلا پایا ہوگا۔ (از رہبر ہند ۲۴ اپریل ۱۸۹۲ء)۔

ضلع راولپنڈی کی تحصیل کھوٹہ کے علاقہ میں ایک فقیر تھا اُسکے پاس ایک کتا تھا بڑا بہادر اُس فقیر نے ایک شخص کے کچھ مبلغان دینے تھے اُسکو وہ کتا بدلے میں دیدیا۔ چنانچہ کتا اُس کے ہاں رہتا رہا۔ ایک دن اُس کے چوری ہوئی مجرموں نے جہاں مال لیجاکر گاڑا کتا دور سے دیکھتا رہا۔ اور نشان کرکے چلا آیا۔ آنکر مالک کو اطلاع دی اور اُس کا دامن کشاں کشاں وہاں لے گیا۔ اور مال نکال دیا۔ جس پر اس نے خوشنود ہوکر اُس کے گلے میں پٹہ آزادی لکھکر ڈال دیا اور اُسے آزاد کردیا۔ چنانچہ کتا واپس اپنے اصلی مالک فقیر کے پاس آیا فقیر نے جب دیکھا کہ کتا واپس آیا ہے بہت خفا ہوا اور غصہ میں آکر اسے مار ڈالا مگر جب کتا مرگیا تو اُس کے گلے میں ایک کاغذ دیکھا کھولکر پڑھا تو نہایت رنج ہوا اور اُس مظلوم شہید کی قبر بنادی اور اپنی نادانی پر افسوس کرتا رہا +

کتے مشعل لیکر چلتے ہیں۔ گیند دریا سے پکڑ لاتے ہیں۔ شکار کھیلتے ہیں قواعد کرتے ہیں چوری ہونے سے بچاتے اور مالک کی جان کی حفاظت کرتے مالک کو پہچانتے اور اُس کے بال بچوں کی رکھوالی کرتے راستہ پہچانتے غمی و شادی رضامندگی اور ناراضگی کو جانتے مالک سے پیار کرتے ہیں۔ افسوس کہ باوجود ان صفات کے نادان لوگ اُسے ناپاک کہتے ہیں اور حرام خور ناکار۔ غافل۔ رشوت خور۔ مالک کو نہ پہچاننے والے اور محسن کش انسان کو پاک جانتے ہیں۔ الحذر

ناطق حیوان +

ونزل بیان کرتا ہے کہ بوریا کا ایک کتا اس بات کو سخت ناپسند کرتا تھا کہ کوئی شخص کمرے کے اندر ٹوپی پہنکر آئے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب ایک آدمی ٹوپی پہنے ہوئے اندر آیا تو اُس نے اُچھل کر اُس کی ٹوپی کو اوتار ڈالا۔ وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ ایک کتا تھا جسے اُس کا آقا گوشت خریدنے کے لئے بھیجا کرتا

تھا۔ چنانچہ وہ قصاب کی دوکان پر جاتا اور جس قسم کا ٹکڑا اسے خریدنا ہوتا اس کے سامنے جا کھڑا ہوتا۔ اور جتنے پونڈ گوشت اسے لینا ہوتا اتنی دفعہ بھونکتا۔

(از پیسہ اخبار مورخہ ۲۹۔ دسمبر ۱۸۹۳ء) +

ٹریر کتا اور ٹرین پولینڈ کے ایک کاریگر کے پاس جو روم میں رہتا تھا ایک نہایت وفادار ٹیریر کتا تھا چونکہ ایک مرتبہ وہ سفر کرنے کے لیے مجبور ہوا۔ اس لئے وہ اپنے کتے کو اپنے ایک دوست کے پاس جس سے وہ محبت رکھتا تھا چھوڑ گیا۔ رات دن میں جب کبھی ٹرین آتی تھی کتا سٹیشن پر جایا کرتا تھا۔ اور ٹرینوں کی آمد کا وقت نہایت ہوشیاری سے یاد رکھتا تھا۔ گو وہ روز وہاں جاتا تھا لیکن کسی دن ایسا نہیں ہوا کہ وہ دیر میں پہنچا ہو۔ اور ٹرین چلی گئی ہو۔ مالک کی تلاش کی۔ اسی اُدھیڑبن میں وہ اس قدر افسردہ خاطر ہو گیا کہ اُس نے کھانا چھوڑ دیا۔ اور اگر مالک کے پاس یکبارگی چلے آنے کا تار نہ بھیجا جاتا تو وہ فاقہ کشی کر کے مر جاتا"۔

۴۔ وفادار گائے کے حالات + اخبار سوبودہ سندہو۔ کھنڈواراوی ہے کہ ضلع نرشنگ پور کے نزدیک گاؤں میں ایک سادھو کے ہاں ایک عجیب وفادار گائے ہے جسکی گردن میں ہر روز سادھو مہاراج اپنی بھیکھ مانگنے کی جھولی باندھ دیتے ہیں اور وہ بیچاری برہمنوں کے گھر جا کر بھیک مانگ لاتی ہے اور دیگر قوم کے یہاں نہیں جاتی جبکہ گائے کی جھولی پر ہو جاتی ہے تب وہ اپنے مکان کو واپس آ کر اپنے مالک کو دیتی ہے۔ واہ کیا ہی یہ مالک کی وفادار ہے۔ (روزیرہند جلد ۱۱ نمبر ۲) +

فردوسی نے شاہنامہ میں بذکر فریدوں ایک گاؤ پرمایہ کا حال لکھا ہے۔

دانا نے ضحاک سے کہا :۔

یکے گاؤ پرمایہ خواہد بدن　　جہاں جو یرا دایہ خواہد بدن
تبہ گردد آں ہم بدست تو بر　　بریں کیں کشد گرزۂ گاؤ سر

فریدوں کی پرورش کی حالت :۔

ہماں گاؤ کش نام پیرایہ بود　　زگاداں ورا برتریں پایہ بود
کہ بس درجہاں گاؤ چوناں ندید　　نہ از پیر سرکار داناں شنید
چہ سالش پدر وار زاں گاؤ شیر　　ہمیداد ہشیار زنہار گیر
نشد سیر ضحاک زاں جستجو　　شد از گاؤ گیتی پر از گفتگو

فریدوں کی والدہ کے سارا قصہ اس طرح بیان کیا :۔

سر بابت از مغز پرداختند　　ہماں اژدہا را خورش ساختند
سرانجام رفتم سوے بیشۂ　　کہ کس را بنہ ہیچ اندیشۂ
یکے گاؤ دیدم چو خورم بہار　　سراپائے نیرنگ رنگ و نگار
نگہبان او پاے کردہ بکش　　نشستہ بہ پیش اندروں شاہ خش
برو داد مست روزگارِ دراز۔　　ببر بر ہمے پروریدت بناز
زپستان آن گاؤ طاوس رنگ　　برافراختی چوں دلاور نہنگ
سرانجام زانگاؤ وآں مرغزار　　خبر شد یکایک برِ شہریار
زبیشہ ببردم ترا ناگہاں　　بریدم ز ایران واز خانماں
بیامد بکشت آن گرانمایہ را　　چناں میزباں مہرباں دایہ را

خود فریدون بادشاہ نے شاہ جمشید کی لڑکیوں سے کہا :۔

ہماں گاؤ پرمایہ کم دایہ بود　　زپیکر تنش ہمچو پیرایہ بود
زخون چناں میزباں چارپائے　　چہ آمد براں مرد ناپاک رائے
کمر بستہ ام لاجرم جنگ جوے　　از ایراں بکیں اندر آوردروے

سرش را بکیں گرزۂ گاؤ چہر　　بگویم نہ بخشایش آرم نہ مہر

(دیکھو شاہنامہ مطبع نول کشور کلاں صفحہ ۱۳ جلد اول)۔

پرندوں کی شادی + مسٹر ایونس لکھتے ہیں کہ جانوروں کی نفس کشی۔ فرائض کا خیال الفت۔ خدمت اور محبت کی شہادتیں موجود ہیں اور خودکشی کی قابل اعتبار مثالیں پائی جاتی ہیں بہت سے جانور ادچڑیاں زیادہ ایک ہی شادی کی پابندی کرتے ہیں۔

چوپائیوں میں آدمی کی طرح نر کی بہ نسبت مادہ میں حسن سلوک کا درجہ بہت بڑھا ہوا ہے ان میں کثیر الازدواجی کو جرم تصور کرتے ہیں۔

جنگلی اور پہاڑی کوے سارس یا تعلق اور فلیمنگوز (ایک قسم کی سرخ چڑیاں) عدالتیں قائم کر کے اپنے مجرموں کو سزا دیتے ہیں۔

جزائر شٹلینڈ کے کوّے اوقات مقررہ پر اور عموماً ایک ہی جگہ پر باقاعدہ فوجداری کی عدالتیں قائم کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایک ہی مقدمہ کی تحقیقات میں ایک ہفتہ سے زیادہ صرف ہو جاتا ہے۔ جب عدالت برخاست ہوتی ہے تو ملزم کو اُسی جگہ پر مار ڈالتے ہیں۔

تعلق کے بارے میں بہت سی وہ مثالیں پائی جاتی ہیں جن میں مادہ اپنی بے عصمتی کے باعث پڑوس کی کل تعلقوں کے ایک بڑے جلسے میں مار ڈالی گئی ہے۔ جس طرح اکثر عورتیں اپنے عاشق کو اپنے شوہر کے قتل کر ڈالنے کی رغبت دلاتی ہیں۔ اسی طرح مادہ تعلق بھی اپنے جوان چاہنے والے کو اپنے نر کے مار ڈالنے پر آمادہ کرتی ہے۔ کئی مثالوں میں یہ پایا گیا ہے کہ مرغ اُن مرغیوں کو مار ڈالتے ہیں جو کبوتر یا مرغابی کے انڈوں کو سیتی ہیں لیکن یہ بات یقیناً بہت شاذ و نادر ہوتی ہے"۔

(جلد ۶ نمبر ۲۵۱۶۔ اپریل ۱۸۹۲ء)۔

پروفیسر ای۔ بی ایونز نے حال میں ایک لیکچر اسی مضمون پر دیا ہے اُس میں انہوں نے ایک طوطے کی نسبت بیان کیا ہے۔ جو سانورگ کے گرجا کے پادری کے پاس تھا اور بعض وقت عام بول چال میں شریک ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اُس نے ایک پادری کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ حضور بے ادبی معاف میں نے سمجھا تھا کہ کوئی جانور آیا۔ یہ عام گیت گایا کرتا تھا بلکہ یہاں تک کہ فلاٹو کی ناٹک مرتھا کے سُر میں گایا کرتا تھا۔ حال میں مسٹر مکالین پیرس کے علم موجودات کی انجمن کے ممبر کے پاس ایک بھوسلی رنگت اور سُرخ دُم والا طوطا ہے اُس کی عمر پچاس برس کی ہے اور ۱۸۷۰ء میں پیرس کے محاصرہ سے بچنے کے لئے اُسے دیہات میں بھیجا جہاں اُس نے بہت اہلی اور جنگلی حیوانوں کی بولیاں بولنا سیکھ لیں۔ وہ ایک جانور کی جسے پچیس سال ہوئے اُس نے ذبح ہوتے دیکھا تھا۔ ایسی ہو بہو نقل اوتارتا ہے کہ جو آدمی اُسے بولتا سنتے ہیں ٹھہر جاتے ہیں بات چیت ہو رہی ہو تو کان لگا کر سنتا رہتا ہے۔ اور وقت بوقت آواز کرتا جاتا ہے اور ہنسنے کے موقعہ پر ہنستا ہے صرف گیت ہی نہیں گاتا۔ بلکہ ایسی سُریں نکالتا ہے کہ مطربوں پر سبقت لیجاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے علم موسیقی میں کسی قدر دسترس ہے۔

(از پیسہ اخبار ۲۹ دسمبر ۱۸۹۳ء)۔

بھینسوں کا چروال کی آواز پہچاننا اور اُس کے پیچھے چلنا آواز کا جواب دینا۔ نام پر بولنا یا کھڑا ہونا اور شیر ژیاں کا بالاتفاق مقابلہ کرنا اور بسا اوقات اُسے مار ڈالنا یا بھگا دینا اظہر من الشمس ہے۔ (دیکھو سیر المتاخرین جلد اول)۔

تمام سائنس دان بندر اور انسان میں بہت ہی تھوڑا فرق مانتے ہیں۔ ڈارون جیسے محققوں کی کتابیں پڑھنے والے حیوانوں میں روح کے منکر کبھی ہو

نہیں سکتے۔ حال میں پروفیسر گارنر صاحب جو عرصہ ۱۴ ماہ کا ہوا کہ بندروں کی زبان سیکھنے گئے تھے۔ کامیاب ہو کر واپس آ گئے ہیں۔ اُن کا بیان ہے کہ بندروں کی ایک باقاعدہ زبان ہے جسے مطالعہ کرنے سے انسان سیکھ سکتا ہے۔ پروفیسر صاحب اپنے ہمراہ دو بن مانس (جنگلی آدمی) لائے ہیں جو آواز کے ذریعہ پروفیسر صاحب کو اپنی خواہش اور خیالات سے آگاہ کر سکتے ہیں" علامہ شیرازی نے شرح حکمتہ الاشراق میں لکھا ہے کہ بندر شطرنج کھیلتا ہے۔ میں نے بندر کو بچشم خود شطرنج کھیلتے دیکھا ہے۔

امریکہ کے ایک صاحب نے دو ویل مچھلیوں کو ایسی تعلیم دی کہ جس وقت وہ چاہیئے اُس کے آواز دینے پر وہ سمندر سے نکل آتی ہیں اُن کے گلے میں دو لوہے کے حلقے ڈالے ہوئے ہیں یہ تین کشتیوں کو مضبوط باندہ دیتا ہے اور ایک ایک مچھلی اُن کشتیوں کی ایک ایک طرف باندھ دیتا ہے پھر یہ آواز دیتا ہے اور وہ لیجاتی ہیں۔ اور بہت تیز کشتیوں کو لیجاتی ہیں۔ اُس کی دو بیٹیاں بھی اس کے ساتھ کام کرتی ہیں مچھلیاں اُن سے پیار کرتی ہیں اور وہ مچھلیوں سے۔ اسی طرح تماشا کر کے اپنا گذارہ کرتا ہے اور بعد تماشا کے مچھلیوں سے پیار کر کے اور انہیں خوراک کھلا کر چھوڑ دیتا ہے"۔

سرکس کے تماشوں میں گھوڑوں۔ ریچھوں۔ بندروں۔ فیلوں شیروں کے کرتب جن لوگوں نے دیکھے ہیں وہ کبھی اور کسی طرح بھی حیوانوں میں روح کے مُنکر نہیں ہو سکتے۔

ایک صاحب اپنے سفر کے حالات میں لکھتے ہیں کہ بحالت سفر ہمارا گذر ایک جنگل میں ہوا۔ اکیلی جان کوئی ساتھی نہ تھا۔ اتفاقاً بندروں کا ایک گروہ آیا اور ایک جگہ پنچایت لگا کر بیٹھا۔ ہم ان کا تماشہ دیکھنے کے واسطے اُن سے ذرا دور ٹھہر گئے۔ جو جنگلی بھیں پھول وہ لائے تھے اُن سب کو کوٹ کر انہوں نے لڈو بنائے اور سب بندروں کو چار چار لڈو بانٹے۔ بعدازاں اُن میں سے حسب اجازت ایک بڑے بندر کے بندر ہم لڈو ہمارے پاس لایا ہم نے لے لئے جب کھائے تو وہ ایسے لذیذ اور مزے دار معلوم ہوئے کہ شہروں کی عمدہ مٹھائی بھی ایسی لذیذ نہیں ہوتی"۔

اسی طرح ایک جگہ بندروں کے مارنے کے لئے نخود بریاں پر زہر لگا کر ڈالے گئے مگر جو بندر آتا انہیں سونگھ کر کھڑا ہو جاتا ہر گز نہ کھاتا۔ سب کے بعد ایک بڑا بندر آیا اور اُس نے بھی سونگھا اور سونگھ کر سب کو واپس لے گیا۔ سب جنگل سے گھانس توڑ لائے اور آتے ہی گھاس کو چنوں پر مل کر کھا گئے۔ زہر نے کوئی اثر نہ کیا۔ عند التحقیقات معلوم ہوا کہ وہ گھاس فی الحقیقت زہر کے دفع کرنے والی تھی۔

نیولا (راسو) جانور جب سانپ سے جنگ کرتا ہے تو اتفاقاً اگر کہیں سانپ کے دانت اُسے لگ جائیں تو فی الفور سداب نام گھاس جو قاطع زہر مار ہے کھا کر راضی ہو جاتا ہے اور عموماً نیولا رہتا بھی ایسی جگہ ہے جہاں سداب موجود ہو"۔ مرغی۔ بھیڑ۔ چڑیا کا بچوں کے ساتھ ہوتے ہوئے حملہ کی حالت میں چیل کتا سانپ سے مقابلہ کرنا تو سب لوگ عموماً جانتے ہیں۔

جس طرح انسانوں کی تربیت ہوتی اور وہ اُس سے سدھر جاتے ہیں اور بُری صحبت سے بگڑ جاتے بعینہ یہی حال حیوانوں کا ہے۔ چابک سوار گھوڑوں کو درست کرتے اور چالیں سکھاتے اور اسی طرح بگاڑ بھی دیتے ہیں اور یہی حال فیلوں اور اونٹوں وغیرہ کا ہے جس طرح شریر لڑکوں اور بڑے انسانوں کو استاد سزا دیتے والدین تنبیہ کرتے یا حکام جیل میں بھیجتے ہیں۔ اور وہ کچھ مدت اس طرح کی زجر و توبیخ سے درست ہو جاتے یا بُرے چلنوں سے باز آ جاتے ہیں۔ اسی طریقہ پر شریر جانوروں کو مارنے۔ کوٹنے۔ باندھنے۔ کم خوراک دینے سے سُدھارتے ہیں۔ جو بیماریاں آدمیوں کو ہوتی ہیں حیوانوں کے بھی وہی عارض حال ہیں۔ اور جس طرح انسان دوائی سے صحت پاتے اور تندرست ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح حیوانوں کے بھی علاج کئے جاتے اور انہیں دوائی کھلاتے ہیں۔ جس طرح شریر انسان باوجود پاؤں میں جولان ہونے کے جیل خانوں سے بھاگ جاتے ہیں۔ اور جرائم عمل میں لاتے ہیں اسی طرح شریر جانور بھی باوجود باندھنے اور زنجیر ڈالنے کے بھی نکل جاتے اور بار بار سزا پاتے ہیں۔ سعدی نے اس موقعہ پر حیوانوں اور انسانوں کو برابر گنا ہے۔

چو از قومے یکے بے دانشی کرد | نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
نمے بینی کہ گاوے در علف زار | بیالاید ہمہ گاوان دہ را

جس طرح بعض انسان حلیم۔ کوئی شریر اور ظالم کئی سادہ لوح ہوتے ہیں اسی طرح بعض حیوان ملنسار نہ دکھ دینے والے کوئی شریر لکیکھنے سینگ مارنے والے۔ اور کئی بھولے ہر ایک کے ساتھ ہل جل جاتے ہیں۔ جس طرح گھوڑا کتا مالک کی زیر حفاظت رہ کر بہادر ہوتا اور شیر سے مقابلہ کرتا ہوا نہیں ڈرتا۔ اسی طرح انسان بھی اپنے مالک پرمیشور کی تابعداری کرنے سے سخت ترین مقابلہ کرتے اور کامیاب ہوتے ہیں۔ کبھی نہیں گھبراتے۔ المختصر تمام باتیں بد یا نیک جو انسان کرتا یا کر سکتا ہے وہی حیوان کرتے اور کر سکتے ہیں۔ بندر۔ اونٹ۔ اور ہاتھی حقہ پینے اور چرس کا دم لگاتے تو کئی بار دیکھے گئے ہیں۔ کتوں اور گھوڑوں نے بارہا آدمیوں کی جان بچائی جس طرح گوشت خور حیوان ضرورت پر اپنے بچے مار ڈالتے اور کھا جاتے ہیں اسی طرح گوشت خور انسان بھی دختر کشی کرتے اور قحط کے دنوں میں برابر اپنے بچے مار کر کھا جاتے ہیں۔

حیوانات کے حال تو آپ نے سن لئے اب ذرا ایک خدا رسیدہ اور حق پرست اشرف المخلوقات پادری صاحب کا بھی حال سُن لیجئے +

ایک پروٹسٹنٹ پادری +

آٹھویں دسمبر ۱۸۹۳ء کو منسٹر کی عدالت سشن سے پادری جارج گریفنہ صاحب پر سزائے موت کا فیصلہ دیا گیا۔

ریورنڈ جارج گریفنہ پروٹسٹنٹ پادری تھا اس کو روپیہ کی تنگی تھی۔ ایک روز اُس نے اپنی ماں کو گولی سے مار ڈالا اور اُس کا روپیہ لیکر فرار ہو گیا۔ چلتا ہوا خادمہ سے یہ کہا کہ تیری والدہ دل کی مرض سے فوت ہو گئی۔ لیکن دوسرے دن پولیس نے گرفتار کیا عدالت کے روبرو مجرم نے اپنے جرم سے انکار کیا اور کہا کہ آپ کے اور خدا کے روبرو قسمیہ اقرار کرتا ہوں کہ میں نے اپنی ماں کو ہرگز عمداً قتل نہیں کیا۔ ۹ جنوری ۱۸۹۴ء کو قاتل کو پھانسی دی گئی۔ (راز تقاسم الاخبار)۔

اورنگ زیب نے باپ کو جیل میں ڈال دیا۔ اور کنس نے اگرسین کو حضرت لوط کے حالات سے آپ واقف ہیں خلیفہ ہارون رشید کا واقعہ تاریخ خلفاء میں مطالعہ فرمائیے حضرت یوسف کو اُس کے بھائیوں نے چاہ میں ڈالا۔ اور امام حسن و امام حسین کو ایمانداران یزید نے قتل کیا اور شمس تبریز و منصور و سرمد و ذکریا و دارا شکوہ و مسیح و یوحنا کو مذہبی ملاؤں نے اور دیندار یہودیوں نے قتل کیا۔ ان سب باتوں کو مد نظر رکھکر آپ سوچیں کہ حیوانوں میں روح ہے یا نہیں۔ اس کے سوائے حضرت انسان کو ہزاروں خلاف فطرت جرائم کا مرتکب ہوتا خیال کر کے فرمائے کہ حیوانوں میں روح ہے یا نہیں ⁂

باب دوم

عیسائیوں کے اعتراضوں کے جواب

پادری کا پہلا اعتراض:- آواگون پرتکیش پرمانوں کی وردھ ہے یدی کرم جو آواگون کا مول ہے۔ بیوہارک پدارتھ ٹھیرا تب آواگون تو اوشیہ ہی بیوہارک ہوگا آواگون اور کرم کا کچھ پرتکیش پرمان نہیں ہے یدی کوئی کہے کہ دیکھو وہ لنگڑا ہے وہ کوڑھی ہے وہ گونگا اور بہرہ ہے یہی کرم کا پرتکیش پرمان ہے۔ تو ہم اوتر دے سکتے ہیں کہ یہ کرم کا پرتکیش پرمان نہیں۔ کنتو انومان پرمان ہو سکتا ہے۔ کرم کے پھل کا اُداھرن روگ ہو سکے گا۔ پرنتو نہ کرم کچھ پرتکیش پدارتھ ہے نہ آواگون۔ نہیں تو انگریز۔ عرب۔ آدک لوگ اس کو مانتے تم کرم اور آواگون کا انومان پرمان لیتے ہو۔ ہم آدھنتیا کا پرتکیش پرمان دے چکے ہیں۔ کیونکہ کسی سے پوچھو کہ تم بیوہارک ریتی سے اپنے کو سو آدھین جانتے ہو تو کہیگا۔ ہاں پرتکیش پرمان کے وردھ کوئی نہیں انومان پرمان گرہن کریگا۔ اس کارن بیوہارک ریتی سے آواگون کا ہونا اسمبھو ہے ؀

جواب:- آپنے یہ کیسے فرض کر لیا۔ کہ آواگون پرتکیش پرمانوں کی وردھ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ جہانتک خیال ہو سکتا ہے اور عقل کام کرتی ہے۔ آواگون پرتکیش پرمان کے خلاف تو کیا بلکہ مطابق ہے پرتکیش کی نیاد (منطق) شاستر میں یہ تعریف کی گئی ہے ؀ इन्द्रियार्थ सन्निकर्षोत्पन्नं ज्ञानमव्यभिचारिव्यवसायात्मकम् प्रत्यक्षम्॥ न्याय० अ०१ सू० ४॥

ترجمہ۔ حواسوں سے بغیر کسی طرح کے بھرم اور وہم اور خبط کے جو گیان حاصل ہو۔ وہ پرتکیش ہے ؀

کرم یعنی فعل وہ ہے جو کیا جاوے جسکے دو بھید ہیں شاریرک و مانسک (ظاہری و باطنی) کرم کے سمجھنے کے واسطے کرتا یعنی فاعل کے لئے کسی انومان کی ضرورت نہیں ہے ہر طرح ہویدا ہے اور نہ کسی دوسرے کے واسطے مانسک کرموں کے سوائے شاریرک کے سمجھانے کی ضرورت ہے۔ منش کرم کرنے میں سو آدھین ہے۔ اسمیں ہمارا اور آپ کا اتفاق ہے۔ مگر پھل بھوگنے میں آزاد نہیں۔ بلکہ ایشور آدھین ہے ورنہ کوئی دُکھ میں مُبتلا نہ ہوتا۔ جس طرح کرم نیک و بد ہوتے ہیں۔ اسی طرح روگ۔ دُکھ تندرستی۔ سُکھ بھوگنے پڑتے ہیں۔ کیا مہذب اور کیا وحشی اسے سب مانتے ہیں۔ اور نیکی و بدی کا پھل راحت و رنج جانتے ہیں۔ شاریرک کرموں کا پھل شریر سمبندھی اور مانسک کا ثمرہ آتمک طریقہ سے ملتا ہے۔ ظاہری حکیموں کو جسمانی راحت اور محض حق پرستوں کو روحانی مسرت ملیگی۔ اگر کوئی علم حکمت و حق پرستی دونوں سے آراستہ ہے تو اُسے دونوں عطا ہوتے ہیں۔ اور معرفت الٰہی یعنی پرماتما کے گیان کا درجہ اُن دونو سے اعلےٰ و برتر ہے۔ جس کا پھل نجات یعنی موکش ہے۔ اور اسی طرح روحانی و جسمانی بدیوں کے انسان حسب اعمال بُرے نتائج بھوگنے کے بغیر نہیں رہ سکتا ؀

پس کرم پرتکیش ہے۔ اور اُس کا نتیجہ بھی۔ جسکا دوسرا نام آواگون ہے یا آواگون کی پہلی منزل جس طرح قدرت کو دیکھکر قادر کا اور حمل کو دیکھکر اولاد کا اور لائق حکیم نزو مادہ کا اور جسطرح ہوا اور ابر کو دیکھ کر بارش کا انومان کرتے ہیں۔ اسی طرح پیدائشی بیماریوں سے دانا لوگ آواگون کا انومان کرتے ہیں اور یہ آواگون کی دوسری منزل ہے۔ ورنہ ذات باری کے عدل و انصاف پر دھبہ لگتا ہے۔ یا اُس کی ذات سے ہی منکر ہونا پڑتا ہے ؀

باقی رہا انگریز اور عرب لوگوں کا اُسے نہ ماننا۔ یہ بھی آپکی ناواقفی کی شہادت ہے عرب لوگ قبل از اسلام اسے مانتے تھے اور محمدی ہونے پر بھی اسلام کے کئی فریق اسے ایمانًا مانتے ہیں۔ انگریزی عیسائی ہونے سے پہلے بالعموم اس مبارک مسئلہ پر یقین رکھتے تھے اور اب بھی جنہوں نے عیسائی دین کو باطل سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔ وہ تمام انگریز اس پوتر اور صحیح مسئلہ پر وشواس رکھتے ہیں۔ یورپ کے تمام ممالک میں خصوصاً فضلہ و فلسفہ دانوں میں یہ مسئلہ پھیل رہا ہے۔ سویڈن اور روس سے جرمنی اور اٹلی تک آج کل اس کا چرچا ہے حال میں ہی مشہور فاضل میکس میولر صاحب نے اسے گرہن کیا ہے (دیکھو رسالہ انڈیا انگریزی مطبوعہ لنڈن بابت ۱۸۹۴ء)

تھیوسافیکل سوسائٹی کے ممبران عمومًا اس کے قائل ہیں پس بیوہارک ریتی سے آواگون ہر طرح سدھ ہے۔ جیسے کہ فعل اور اُس کا نتیجہ جس سے کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا۔

اعتراض دوسرا پادری پرمارتھک ریتی سے بھی وہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کیول برہم کو چھوڑ کر اور کچھ بھی پرمارتھ نہیں ہے۔ اسکارن کرم پراتی بھاسک ریتی سے ہے ارتھات جو اُس کو مانتا ہے سو مانو۔ (گویا) رجو دیکھکر سانپ کے بھرم سے بھاگتا ہے ؀

جواب یہ مثال آپکی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ شُبھ کرم ہی پارتھ کے سادھن ہیں۔ اور انہیں کا نتیجہ گیان اور مکتی ہے اعمال حسنہ کے بغیر کوئی آدمی نجات نہیں پا سکتا پس کرم میتھا رتھ چیز ہے نہ کہ پراتی بھاسک یعنی وہم و جہل وہ پرمارتھ کے حصول کے وسائل ہیں جو سرپ کے باطل خیال سے اس یقینی اور صحیح اعمال و افعال کا کوئی تعلق نہیں آپ بائیبل سے ناواقف معلوم ہوتے ہیں وہاں صاف لکھا ہے۔ ہر ایک کو وہی پھل ملتا ہے جو اُس نے کمایا یاد رکھو کہ خدا ٹھٹوں میں نہیں اُڑایا جاتا۔ پس کرم انگیکار نہ کرنا۔ اصل میں خدا کی ہستی سے منکر ہونا ہے۔ کیونکہ اگر وہ کرم کا پھل داتا نہیں اور نہ اُس نے نیک و بد کی آگیا دی ہے۔ تو پھر معلوم نہیں۔ کہ ہمارا اُس سے کیا تعلق ہے اور کسطرح ہم اُسکی معرفت حاصل کر سکتے ہیں ؀

اعتراض تیسرا پادری:- تمہارے شاستر برہم نہیں ہیں اس کارن وے بھی پارتھک نہیں ہیں کنتو بیوہارک ماتر ہیں۔ ان شاستروں کو تو ہم نے ٹھکانا اور نرمان ٹھیرا سکتے ہیں۔ کیونکہ اُن کی شکھیا دیا۔ ست اتیہاس اور ریتی شاستر کے وردھ ہے جسکو سندیہ ہو وہ مرت پریکھشا اور ست مت نردین گرنتھوں کو دیکھ کے اس واسطے تمہارے شاستر کا پرمان نہیں۔ ہاں ست شاستر بائیبل کا پرمان ہو سکتا ہے ؀

جواب وید آدک ست شاستر پرمارتھ کا رستہ دکھلانے والے کمارگ سے بچانے والے سچائی کے ہادی ہیں۔ وہ برہم گیان کے وسائل اور ایشور پراپتی کے مکھ سادھن بلکہ ایشوری گیان ہیں جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے

باغاز جہاں از لطف کرتار — ہوئے پیدا یہ چاروں نیک کردار
شری اگنی وایو سب کے سرتاج — شری آدیتہ شری انگرہ مہاراج
ہوئے چاروں سے ظاہر مثل خورشید — اتھربن سام رگ وید یجر وید
کئے عالم میں چاروں وید ظاہر — کیا ہر وید نے عالم کو ماہر

لے یہ اعتراض کتاب آواگون وچار مطبوعہ نارتھ انڈیا سوسائٹی سے نقل کئے گئے ہیں۔ جو الٰہ آباد مشن پریس میں ۱۸۸۸ء میں شائع ہوئی (دیکھو صفحہ ۱۴ سے ۲۷ تک)

کیا اُن سے کس و ناکس کو تلقین	دکھائے نور عرفاں سے ہو دین
لگایا سب کو راہ نیکوئی پر	کئے افعال بد دنیا سے باہر
دل و جان و جگر سے سب یکبارہ	ہوئے معبود مطلق کے پرستار

یہ تو وید مقدس کا حال ہے باقی رہا بائبل کا نقشہ۔ وہ ہم کئی بار سنا چکے ہیں۔ اور دس گیارہ کتابیں اُسکے رد میں چھپوا چکے ہیں۔ جن کا آج تک پادری صاحبان سے جواب نہ بن سکا اُنہیں میں سے ایک کتاب بیچے دہرم کی شہادت ہے جس میں ست مت دین کی اچھی طرح اصلیت ظاہر کی گئی ہے یورپ کے محقق لگاتار بائیبل کی غلطیاں دکھلاتے ہیں اور اس وقت تک دو سو کے قریب کتابیں بائیبل کی بد اخلاقی اور غلط واقعات سے بھری ہوئی تعلیم کی بابت انگلش زبان میں شائع ہو چکی ہیں اور انہیں کا نتیجہ ہے کہ ایک چھوٹے سے ملک فرانس میں ۷۶۸۴۹۰۶ - آدمی ۱۸۸۱ء کی مردم شماری میں بائیبل کی تعلیم سے ہاتھ دھو۔ لامذہب ہو گئے۔ دیکھو مسٹر گلیڈ سٹون صاحب بہادر کی (صدیوں کا مضبوط چٹان صفحہ ۲۱) ایک اور کتاب میں کیوں بائیبل کو نہیں مانتا۔ نامی تو غالباً آپنے ضرور مطالعہ کی ہوگی آپ اگر انصاف کو کام فرماویں تو ضرور آپ کو یقین ہو جاویگا۔ کہ دنیا میں صرف وید مقدس ہی ہے جو ست ودیا اور علم معقول کے انوکول ہے۔ اور یہی آریہ سماج کا تیسرا اصول ہے

اعتراض چوتھا۔ پادری۔ سمرن کے انوسار اس کی کچھ ساکھشی نہیں ہے۔ اس لوک میں جو کچھ سُکھ دُکھ کسی کو ہوتا ہے۔ تو رشی لوگ کہتے ہیں کہ وہ پورب جنم کے کرم کھپل ہے پرنتو کیا تم کو پورب جنم کا سمرن ہے یدی سمرن نہیں ہے۔ تو اس کو پرمان کہنا اسمبھو ہے اور جب تک اس کا پرمان تم نہیں دے سکتے اُس پر بھروسہ رکھنا تم کو اتینت انوچت ہے ÷

جواب یہ دلیل نہایت ہی کمزور ہے۔ نو ماہ حمل میں رہنے کا حال کسی کو یاد نہیں تو کیا کوئی انسان اُس تاریک حجرہ میں نہیں رہا؟ پانچ برس کی عمر تک کا حال بڑھاپے ... اد نہیں رہتا۔ تو کوئی طفولیت میں گذرا ہی نہیں؟ ... شراب پی کر انسان کو جورو اور دختر کی تمیز نہیں رہتی۔ کیا اس سے انکا ... کرنا ٹھیک ہے۔ کلورا فارم کے سونگھنے سے سب ہوش و حواس کافور ہو جاتے ہیں کیا آپ کو اعتبار نہیں۔ نسیان وغیرہ کئی ایسے امراض ہیں جن سے انسان بیہوش ہو جاتا ہے اور اُسے کچھ یاد نہیں رہتا جس طرح چھوٹی عمر کی باتوں کی یادداشت جوانی اور ... نہیں رہتی۔ اسی طرح پورب جنم کے واقعات کی یادداشت اس جنم میں نہیں ... اشت (سمرن) کے نہ ہونے سے بھی یہ معقول مسئلہ رد نہیں ہو سکتا۔

... ت پرمیشور کی نندا ہے کیونکہ ایشر نیائی ہے۔ اور اسمبھو ہے کہ وہ کسی کے پاپ کا دنڈ کسی دوسرے پر جو اُس کو نہیں بھگتنے چاہتا ہے لگاوے یدی وہ انیا کرتا ہے تو اُس کا نیائے سنگھاسن شُون ہو جاتا ہے۔ جس کو پورب جنم کی وشاؤں اور کریاؤں کا سمرن نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے اُس کو ونڈ دینا اتی انیائی ہے ÷

جواب اس سدھانت کے ماننے سے پرمیشور کی نندا نہیں ہوتی۔ اور نہ اُس کے عدل و انصاف پر بٹہ لگتا ہے۔ بلکہ نہ ماننے سے۔ کیونکہ ہم نے کوئی پاپ تو نہیں کیا۔ مگر وہ سزا دیتا ہے۔ ہم نے چوری تو نہیں کی۔ لیکن قید کرتا ہے۔ ہم بلا قصور مقہور ہوتے ہیں۔ اور بلا وجہ آنکھوں سے معذور۔ ہاں تناسخ کے مانتے ہی ان سب اعتراضات کا خود بخود سو جھ جاتا ہے۔ اور ہر ایک روح شانتی پاتا ہے۔ ورنہ جو لوگ تناسخ سے انکاری ہیں۔ ان کی زبان خدا کی نندا پر جاری ہے۔ کیونکہ خدا کسی کے پاپ کا دنڈ کسی دوسرے کو جو بھگتنا نہیں چاہتا دیتا ہے یا بلا وجہ موجب کے بدوں کے بدلے نیکوں کو شکنجوں میں کستا ہے۔ جیسے آدم کے گناہوں کے عوض سارے انسانوں کو جو بھگتنے سے ناراض ہیں گنہگار بنا دیا اور اس پر بے بنیاد کفارہ کی عمارت کھڑی کی۔ یا اسرائیلی نبی مسیح پر جو چھپا پھرا۔ اور روتا دہاڑتا مرا اور آخری وقت یعنی نزع رواں کی حالت میں بھی ایسے خدا کی غفلت و لاپرواہی کی شکایت کرتے ہوئے۔ ایلی۔ ایلی لما سبقتنی۔ اے خدا۔ اے خدا۔ تو نے مجھے کیوں بھلا دیا یا چھوڑ دیا۔ نہایت بے کسی میں جان دی جو بار بار یہی کہتا تھا۔ کہ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے۔ اگر بائیبل سچ ہے۔ تو ایسے خدا کو جس نے لوگوں کے گناہوں کے بدلے بیگناہ مسیح کو پھانسی دی۔ بقول آپ کے عدالت کی کرسی یعنی نیائے سنگھاسن سے اوتار دینا چاہیئے۔ کیونکہ اُن کو آدم کے گناہوں کا نہ سمرن ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ اُسکی گناہ آلودہ حالت کا خیال ہے پس ان کو بلا سبب ونڈ دینا یا آدم کے بدلے ونڈ دینا مسیح کو اُن کے بدلے ونڈ دینا اور مجرم و گنہگار ٹھیرانا سراپا ظلم ہے ÷

پادری یہ نیتی شاستر کی درودہ ہے اس سدھانت کی انوسار جو پاپ داپُن کرتا ہے وے دونوں ایک جیسے ہیں۔ ہائے ہائے یہ آواگون سنتوں کا نہیں۔ کنتوں دُشٹوں کا مت ہے ÷

جواب:۔ افسوس کہ آپ حق کو چھپا نا حق کو ہویدا کرنا چاہتے ہیں۔ نیتی شاستر یہ کہتا ہے کہ جو کرے وہی بھرے نہ کرد گناہ تو کردی وپیدت بہ قتل گاہ رسید۔ پس یہ نیتی شاستر اور اُس پر پورا عملدرآمد صرف تناسخ کے ماننے سے ہی ہو سکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ نیتی شاستر کے خلاف تعلیم بائیبل کی ہے۔ جس نے بلا سبب اور بلا وجہ تمام دنیا کو گنہگار ٹھیرایا۔ اور بلا ضرورت غریب مسیح کو صلیب پر چڑھایا۔ کرے موسے اور مارا جاوے ابراہیم۔ زنا کرے داؤد اور قتل کیا جاوے عاجز اور معصوم بچہ چوری کریں بنی اسرائیل اور طوفان میں برباد ہوں مصر کے باشندے جہاں خدا کے ہاں بھی دھوکھا اور فریب چل سکتا ہے (دیکھو عیسو کا قصہ) وہاں عدالت کا کیا ٹھکانا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ انجیلی تعلیم کے سبب دنیا میں گناہ کی روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ خواہ کتنا ہی بدچلن ہو صرف مسیح پر وشواس لانے سے بہشت کا سارٹیفکیٹ مل جاتا ہے اور اپنے آپکو ناجی یقین کر لیتا ہے۔ کیونکہ اُس کو پٹی پڑھائی جاتی ہے۔ کہ تمہارے گناہوں کے بدلے برہ (مسیح) قربانی ہو گیا۔ نجات اعمال سے نہیں۔ بلکہ کفارہ سے ہے ہائے ہائے ایسا اندھیر اور ظلم جسکے ماننے سے سادہ اور چور ایک ہی لاٹھی ہانکے جاتے ہیں جسکے ماننے سے سنت اور دشٹ میں کوئی تمیز نہیں رہتی نیک و بد ایک ہی صلیب پر لٹکائے جاتے ہیں بقول آپکے سنتوں کا نہیں کنتوں دُشٹوں کا مت ہے۔

پادری یدی جنم مرن یشوگ آنند۔ سکھ دکھ سب کے سب کرم سے ہیں تو کیا کرم انادی ہیں اتھوا اسکا کبھی آرنبھ ہوا پہلے دوش کا کیا ورتن ملتا ہے۔ کچھ بھی نہیں سو آواگون سربتھا مول رہت اور بے ٹھکانا ٹھیرتا ہے ÷

جواب جنم مرن اور شوگ وغیرہ بیشک کرم سے ہیں اور کرم سروپ سے انادی نہیں ہے بلکہ پرواہ سے انادی ہے۔ کیونکہ انادی چیتن روح کا کام ہے اور جب کرم پرواہ سے انادی ہے تو آواگون نرمول نہ رہا نہایت مضبوط اور پختہ بنیاد کا مسئلہ ہو گیا۔ اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ کسی کو شوک ہونا یا خوشی۔ دُکھ ہونا یا سُکھ اگر یہ کرم سے نہیں تو کیا اندھادھند اور بلا سبب ہیں الٰہی انصاف کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ انسانی سزا و جزا میں خدا کا کوئی واسطہ ہے۔ اور کیا اس بیہودہ مسئلہ پر آپکا اعتقاد ہے کہ ایک آدم کے گناہ سے سب دنیا گنہگار ہو گئی یا شیطان کے بہکانے سے اہل عالم بلا میں مبتلا ہوئے جنا

پادری صاحب اس بے بنیاد اعتقاد سے ایک تو کفر و الحاد کی بو آتی ہے۔ دوم خدا کے ذمہ ظلم کا الزام عائد ہوتا ہے۔ سوم گناہ سے نفرت پیدا نہیں ہوتی اور نہ مورد گناہ کا کوئی علاج ملتا ہے بجز اسکے کہ دلیر ہو کر گناہ کریں اور عاقبت کا خوف دل سے بھلا دیں۔ پس ایسی فضول اور بے ٹھکانا بات پر کون عقلمند اعتبار کر سکتا ہے ؀

پادری- وہ ودیا کے وردہ ہے۔ جب دیکھتے ہیں کہ فلاں آدمی کوڑھی ہے۔ دوسرا لنگڑا ہے تب ہندو لوگ کہتے ہیں کہ پورب جنم اور آواگون کی سدھانت کے بنا اِسکا کوئی کارن نہیں اور یہ تت ودیا کی کبھی وردہ ہے۔ تم نے آتما کو جڑ پدارتھوں میں ملا دیا۔

جواب:- جناب پادری صاحب ہم نے آتما کو جڑ پدارتھوں میں نہیں ملایا۔ رہہ نئے اعتقاد کا پودا آپ نے لگایا ہے اور غالباً بائیبل کی نیکی دیدی کے وہمی درخت سے پھل کھایا آپ کوئی انادی آتما نہیں مانتے اور نہ تین ہم جنس اور ہم پلہ خداؤں کے سوا کسی اور چیز کو موجود جانتے ہیں۔ میں بھول گیا۔ ایک چوتھا شیطان بھی ساتھ رقیب یا حریف گردانتے ہو اور اُسے ایک خدا کا ہمزلف اور دوسروں کا اُستاد پہچانتے ہو گویا تمام نیکی دیدی کا منبع و مخرج انہیں چار خداؤں کو یقین کر کے اور ہر قسم کی شفاعت کا جوا انہیں چار صاحبان کی گردن پر دھرتے ہو۔ آپ لوگ نطفہ سے روح کی پیدائش مانتے ہیں یعنی روح کو خاک وغیرہ عناصر سے پیدا شدہ جانتے ہیں۔ جیسے اینٹ۔ پتھر مٹکا وغیرہ یا جیسے پتھر سے سلاجیت بائیبل نے روح کو جڑ پدارتھوں میں ملا دیا۔ بلکہ اُس نے لوطا کی جورو نمک کو کھمبا بنا دیا۔ یہ بائیبل کی علمی غلطی ہے آپ لوگ تت ودیا کو کیسا جانیں۔ جب کہ آپکو جڑ و چیتن کی تمیز نہیں۔ آپ لوگ تعصب اندرونی کے سبب انسان کے سوا کسی میں روح نہیں مانتے۔ سب کو بے روح یقین کرتے ہیں اور یہی باعث ہے کہ سب کو قتل کر ظالم پیٹ کے مطبخ میں جھونکتے ہو۔ اور آپ میں سے جو زیادہ جنٹلمین ہیں۔ وہ یورپین عیسائیوں کے سوا غریب نیٹوؤں میں روح کے قائل نہیں یہی سبب ہے کہ آئے دن صدہا ہندوستانی بیکس یورپین صاحب لوگوں کے ہاتھ سے مارے جاتے ہیں اور کسی کو سزا نہیں ملتی مطلب ہم جانتے ہیں جیسا کہ مسیح خود کہتا ہے کہ آدمیوں کے موتی سوروں کے آگے مت ڈال یہاں آدمیوں سے مراد صرف یورپین ہیں باقی تمام دنیا کے انسان محض وحشی تصور کئے گئے ہیں۔ پس یہ بائیبل کی تعلیم تت ودیا اور ست ودیا دونوں کے مخالف ہے اندھا وغیرہ ہونا بیشک پورب جنم کا باعث ہے نہ کہ اندھا دھند اتفاقیہ بلا باعث اور اسی سے پرمیشور کی ذات عادل ثابت ہوتی ہے۔ نہ کہ خودکشی کرنے یا پھانسی ملجانے سے جس کا نہ عدل سے تعلق ہے نہ کہ رحم سے بلکہ سراپا ظلم ہے ؀

پادری یہ سدھانت سب سے پراچین شاستروں کے وردہ ہے وہ ویدوں کے سنگتا کو مت کے وپریت ہے۔ یہ کیول وسیو اور ناستکوں کا مت ہے۔ اور آریہ لوگوں کی سنتان کو اس سے سمبندھ رکھنا لجا کی بات ہے۔

جواب ویدکی سنگھتاؤں کے یہ سدھانت مخالف نہیں بلکہ وید مقدس کے ارشاد کے مطابق ہے اور نیز پراچین شاستروں میں صاف لکھا ہے کہ بار بار جیو کا جنم کرم انوسار ہوتا ہے مفصل دیکھو اسی کتاب میں (باب ویدو شاستر سے تناسخ کا ثبوت) آپکے پادری سمتھ صاحب و پادری لیوپولٹ صاحب نے جو کتاب ست مت پریکھشا لکھی ہے اُس میں یہی وید کا ایک منتر دیا ہے ؀
कर्मणा व्रस्तलोकतस्यानावृती

یعنی کرم کر کے جو برہم لوک کو گیا اُس کا پھر آنا (آواگون) نہیں ہوتا" (دیکھو فصل ۵ صفحہ ۹۴ ششم) اس سے صاف ظاہر ہے کہ نجات کے سوا باقی حالت میں آواگون ضرور ہے پس آپکا کہنا باطل ہے نہ یہ ناستکوں اور وسیوں کا مت نہیں بلکہ پرم آستکوں کا مت ہے ناستکوں کا مت ہے۔ تین خدا اور چوتھا شیطان ماننا۔ ناستکوں کا مت ہے آدمی کی قربانی کرنا ناستکوں کا مت ہے آدمی کو خدا ماننا اور خدا کو بُری باتوں سے کلنکت کرنا جیسا کہ عیسائی کرتے ہیں اور ایسے ہی لوگوں کو شاستر میں وسیو کہا ہے (مفصل دیکھو کرسچن مت درپن کا باب عیسائی دین دنیا میں کسطرح پھیلا)

پادری کرم کر جیسکے پھل کی اپکھشیا اس مت میں ہے۔ سو بالکل نرمول اور برتھا ہے کدا چیت مدپی (شرابی) مرے تو شوکر کا جنم لیگا۔ یہ کیسا ونڈ ہے کہ منش کو لجا اور چنتا سے کچھ سمبندھ نہ رکھ کے اُس کا منورتھ پورن ہوگا۔ اس پرکار چوراسی لاکھوں کا جنم لیس نہ ہوگا۔ کیونکہ سب گتی نیچی ہوتی ہوگی۔ اور کچھ اُنت پانے کی آشا نہ ہوگی۔

جواب افسوس آپنے بائیبل کو بھی نہیں پڑھا وہاں صاف طور پر بُرے آدمیوں کو کتے اور سوروں سے نسبت دی ہے اور شرابیوں کے واسطے کا ہمیشہ کا جہنم لکھا ہے شرابی کی حالت آپ جانتے ہیں ایک نقل ہے مگر بالکل صحیح کہ ایک شرابی شراب میں چور رات کے وقت ایک گندی نالی میں پڑا ہوا طپش اندرونی سے پانی مانگ رہا تھا اتنے میں ایک کتے نے ٹانگ اُٹھا کر اُسکے منہ میں موت دیا۔ شرابی بولا واہ یار واہ۔ گرم پانی پلایا ٹھنڈا چاہئے تھا۔ اُسنے اپنے خمار میں ایسا سمجھا کہ اُس کا کوئی دوست اُس کے واسطے پانی لایا ہے۔ جیسے پیشاب اور آب اور شراب کی تمیز نہیں کی ایسے آدمی اگر مرنے کے بعد کتا یا سوٗر کا جنم لیں تو اُن پر کوئی ظلم نہیں بلکہ عین عدل ہے۔ جنہوں نے انسانی جامہ پہن کر خدا کی یاد نہیں کی اُسکے حکموں پر عمل نہ کیا نیک اعمال نہ کئے۔ دن رات بدچلنی۔ زنا شراب نوشی۔ گوشت خوری۔ اغلام۔ چوری قتل وغیرہ دایم میں مبتلا رہا۔ وہ ضرور بالضرور ایسی بری جونوں میں جائیگا۔ بائیبل نے بھی اُن کے واسطے ابدی جہنم تجویز کیا ہے۔ ذرا خدا کیواسطے انصاف کیجئے کہ ابدی جہنم سے تو چوراسی لاکھ جونیں زیادہ سخت نہیں وہاں سے کبھی چھٹکارا نہیں اور یہاں سزا بھگتنے کے بعد جسطرح مجرم جیل سے رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح بدیوں کی سزا بھگتنے کے بعد بُری جونوں سے خلاصی ملتی ہے اور روح انسانی قالب میں آ کر نیک کرم کر کے پھر معراج پر جانیکے واسطے مختار ہو جاتی ہے ؀

پادری وہ شرادھوں کی ریتی کے خلاف ہے اگر تناسخ ست ہے تو شرادہ متھیا ہیں اور اگر شرادہ ست ہیں تو وہ متھیا ہے ؀

جواب مردوں کا شرادہ متھیا ہے اور تناسخ ست ہے۔ شرادھوں کے متھیا ہونے کی بابت صدہا دلائل ہیں۔ اصل مرتک شرادہ پورانک زمانہ میں چلا ہے۔ ویدک زمانہ میں بالکل نہ تھا۔ شاستر کے مطابق زندہ ماتا پتا کی خدمت و سیوا کرنی اور ان دیو بھی کیا پھل اور یہ صحیح ہے۔ زندوں کی جگہ غلطی یا نادانی سے مُردوں کا رواج ہو گیا اور زمان بڈھ یا تیرتھ تعلیم پانے اور ست سنگ اور ست شاستر پڑھنے کا نام تیرتھ ہے آج کل پتھروں اور ندیوں کا نام تیرتھ ہو گیا۔ اسیطرح یہ غلط رواج چل گیا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے کیا شرادہ مردوں کا اگیان چھپائیوں مردوں کو بھلا کس نے بھوجن جمایو مرتک شرادہ راجہ کرن کیوقت سے چلے ہیں خود لفظ کناگت (کرن آگت) اس کا شاہد ہے

پادری لیوپولٹ صاحب و پادری سمتھ صاحب کے اعتراضوں کا جواب از کتاب تحقیق دین حق فصل ہیجم صفحہ ۹۵ و ۶۶)

پادری۔ ہندو تناسخ کے سبب سے اپنے پڑوسی کے دکھ درد۔ بیماری رنج و آفت کو دیکھ کر دل سخت رہتے بلکہ وے بیچارے آپ بھی جانتے ہیں۔ کہ ہماری ایسی حالت قرن

اگلے جنم کے گناہ کے سبب ہوئی اسلئے نا امید ہو کر اپنے اوپر اور اپنے کرم اور دیوتاؤں پر لعنت بھیجتے ہیں ؛

جواب:۔ یہ بالکل غلط ہے آپ نے جان بوجھکر یونس نبی کی کارروائی کی کہ اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اُسکے جلال کے لئے زیادہ ہوئی تو ہم کیوں بُرائی نہ کریں تاکہ بھلائی نکلے ؛

آریہ لوگ تناسخ ماننے کے سبب ہی زیادہ رحمدل دیا دان ہوتے ہیں۔ ایک مہاتما کا قول ہی: دیا دہرم کا مول ہے نرک مول ابھمان تلسی دیا نہ چھوڑئیے جب لگ گھٹ میں پران آریہ لوگ جتنا ہمسائیوں۔ غریبوں بیکسوں کی دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں اور مذہب والے کیا مقابلہ کرینگے آریوں نے اسی کام کیواسطے سدا برت لگائے ہیں جہاں بلا تمیز مذہب سب آدمیوں کو روٹی۔ پیسہ۔ کمبل بستر۔ آٹا۔ دال وغیرہ دہرم ارتھ ملتا ہے صدہا جگہ نسلاً بعد نسلاً یہ طریقہ خیرات کا جاری ہے۔ ہزاروں دکان دہرمسالہ سرائے ایسے ہی دکھی لوگوں کے واسطے بنوائی ہیں پنجاب کی ایک مثال ہے ہمسائے ماپے جائے یعنی ہمسائیوں سے سگے بھائیوں کی برابر محبت ہوتی ہے ہزاروں ویدک جاننے والے حکیم حاجزوں کا مفت علاج کرتے ہیں ہندو راجاؤں کے ہاں عموماً مفت دوائی تقسیم ہوتی ہے اور اسقدر ہالہ جاری ہیں ان شکنہ کہہ جو کچھ ملتا ہے اُسے ہر ایک اپنے اعمال کا پہل جانتا ہے کوئی اور بیہودہ ۔ باعث نہیں

ٹھیرانا اور ہر ایک ویدک دہرم کا پیرو گناہ سے نفرت اور آیندہ گناہ سے بچنے کی نیت سے اور رحم وغیرہ عمدہ صفات کے حاصل کرنے کے خیال سے دان دیتا اور لوگوں پر رحم کرتا ہے۔ عیسائیوں کی طرح عیسائی بنانے کے واسطے نہیں اور نہ کسی پولٹیکل مصلحت سے وقت عیسائی سلطنتیں اپنی ہمسایہ بادشاہتوں سے جو سلوک کرتی ہیں وہ کس پر مخفی ہے۔ اور ایسا کون عیسائی ہے۔ جو اپنے ہمسایہ ہیٹوں سے رحم یا دیا یا دان کرتا ہے یا کسی طرح کی مدد کرتا ہے اگر کوئی ہے تو آپ نشان دیں ورنہ اتنا تو سچ ہے کہ یہ حکم بائیبل میں موجود ہے مگر عملدرآمد اس کا نہ آج تک کسی عیسائی نے کیا اور نہ آگے امید ہے باقی رہا دیوتاؤں پر ہندؤں کا لعنت کرنا یہ بھی عیسائیوں کا ہی شیوہ ہے ہندو غریب اس سے بری ہیں مسیح کے شاگرد رشید آسمانی کلید کے مالک بلکہ خزانچی یہودا اسکریوطی کا قصہ آپکو یاد ہی ہو گا۔ جس نے مسیح پر لعنت بھیجی اور اُسے ملعون ٹھیرایا۔ انجیل بھی اپنے دیوتا یعنی خدا مسیح کو لعنتی بتلاتی ہے اور تمام دنیا آدم کے سبب لعنتی ہوئی اور آدم نافرمانی کے سبب لعنتی ہوا لعنت کی تعلیم بائبل میں بھری ہے ہندو شاستر اس سے بری ہے ؛

پادری مگر یہ بات اُنکے دلمیں ہرگز نہیں سماتی کہ توبہ کر بیٹھیں اور خدا سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہیں۔ کہ وہ اُن کی سنے اور انپر رحم کر کے اُن کی بہتری کرے اسکو تو وے بے فائدہ سمجھتے ہیں ؛ جواب:۔ بیشک توبہ کرنیکی ہندو لوگ بہت پرواہ نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں گناہ کی سزا ضرور ملیگی۔ کسی طرح ایک شوشہ نہیں ٹلیگا پس نیکی پر رغبت اور بدی سے نفرت کرنی چاہئے۔ عیسائیوں کی توبہ سے خدا کی پناہ ع زیں توبہ ہزار توبہ۔ کروڑوں عیسائی شرابی اور زناکار ہیں۔ مگر گرجاؤں میں برابر توبہ میں مصروف ہیں گویا گناہ سے توبہ نہیں بلکہ زبان حال سے خدا سے توبہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں سے از عدل تو صد ہزار توبہ۔ وز رحم تو بار بار توبہ۔ بشش روز گناہ کنیم و عصیاں دے بہ سبت کنیم زار زار توبہ؛ اس توبہ کی تعلیم نے لوگوں کو گناہ پر بہت دلیر بنا دیا۔ یاد رہے کہ توبہ سے گناہ ہرگز معاف نہیں ہوتا ہے۔ سراپا دھوکا ہے ؛

پادری کیونکہ کرم اور بار بار جنم لینے کے معتقد ہو کر خیال کرتے ہیں کہ جو کچھ آگے کیا اب اس کا بھگتنا ضرور ہے اور جو کچھ اب کرتے ہیں سو اُسکے موافق دوسرے جنم میں بھگتنا ہوگا پس کرم اور بار بار جنم لینے کی بات میں ایسے پھنسے کہ اُس سے آزاد ہونے کی امید چھوڑ کر شیطانکے ہاتھ بک گئے۔ اور جو کچھ دل میں آتا جھٹ کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسمیں ہمارا کیا اختیار ہے۔ جو کچھ کرم میں لکھا وہی ہونا ضرور ہے۔ جس کی ایسی سمجھ ہے وہ گناہ سے بھلا کب بچ سکتا۔ اور کیونکر پاک ہوکر خدا کے حضور جاسکتا ہے ؛

جواب کرم اور بار بار جنم حق ہے۔ مگر یہ الزام سراپا باطل ہے کہ وہ اُس سے آزاد ہونے کی امید چھوڑ کر شیطان کے ہاتھ بک گئے۔ شیطان کے ہاتھ بک گئے خداوند مسیح جنہیں یہودا نے تیس کے عوض پکڑوایا یا جنہوں نے چالیس روز تک اُسکی شاگردی کی یا اُس کے ماننے والے لوگ ہندو بیچارے تو شیطانکے وجود سے ہی انکاری ہیں۔ وہ شیطان یا اُسکے کسی بھائی بند کو نہیں پہچانتے اور نہ اُسنے کوئی غرض رکھتے ہیں انہوں نے تو اس کا نام بھی ہولی بائیبل اور قرآن شریف کے سوا کہیں نہیں پڑہا شیطان کے حامی و مددگار جو کچھ ہیں دو نوں قومیں ہیں جو توریت ایوب وغیرہ کی کتابیں کروڑوں چھپوا کر مفت بانٹتے ہیں گویا شیطان کا راج یا تسلط جماتے ہیں ایشور جانتا ہے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے آنے سے پہلے کسی ہندو نے شیطان کا نام بھی نہ سنا تھا اور نہ کسی سنسکرت لغات میں۔ عزازیل ابلیس شیطان معلم الملکوت حارث وغیرہ نا موں سے کوئی نام ہے پس یہ ساری خرابی ان دونوں حضرات کی تعلیم کا نتیجہ ہے انہیں کی جدامجد بابا آدم کو شیطان نے بہکا کر بہشت سے نکلوا دیا۔ یہ سارے آدم کی اولاد اُسی خاندانی گناہ کے سبب پشت در پشت مرض عصیاں میں مبتلا ہو گئے اور یہاں اُسی موروثی گناہ یعنی تقدیر کے قائل ہیں کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو کر بھی اپنے آپکو مجرم نہیں مانتے بلکہ شیطانکو ہاضمہ کی گولی سمجھ اوپر توبہ کو سوڈا واٹر کی بوتل جان مزے سے نوش کر جاتے ہیں اور یقین کر لیتے ہیں کہ گناہ کی خوراک ہضم ہو گئی اور عیسائی تو گناہ کی گرد اپنے دامن پر پڑنے ہی نہیں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کے برہ نے ہمارے بدلے قربانی ہو شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ اور اب خدا نے تمام اختیار بیٹے کے سپرد کر دیا ہے اور آپ گوشہ نشین ہے گناہ کی سیاہی کالے لوگوں پر اثر کرتی ہے ہم ولایتی تیزاب سے صاف کر دینگے بلکہ کر چکے ہیں اور یہی حال مسلمانوں کا ہے وہ تو گناہ کر کے سزا بھوگ کر دلکو اسطرح تسلی دیا کرتے ہیں سے شکوہ نہ یار سے نہ شکایت رقیب سے ؛ جو کچھ کیا خدا نے کیا یا نصیب نے ؛ پادری اگنی پران میں لکھا ہے کہ جس نے آدمی کے جنم سے خارج ہو کر اور گھنونی چیزوں میں جنم لیا تو وہ آٹھ لاکھ جنم پانے کے بعد آدمی کا جنم پاسکتا ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس ایسی باتوں سے آدمی کب پاک ہو سکتا ہے بلکہ اور بھی گندہ اور ناپاک ہو جاتا ہے ؛

جواب یہ بات اگرچہ پرانوں کی ہے اور پُران مذہبی کتب نہیں اور نہ نیک نیتی یا ست دہرم کی اشاعت کی غرض سے تصنیف ہوئیں مگر مسئلہ تناسخ میں ان کا وہی مت ہے جو وید و شاستر کا ہے۔ بنابراں اس معقول مسئلہ میں ہمارا پورانوں سے کوئی اختلاف نہیں بلکہ اتفاق ہے آپ ایسے الزام لگانے سے پہلے کیا اچھا ہوتا اگر بائیبل کو پڑھ لیتے تب امید تھی کہ ایسا ہرگز نہ کہتے۔ سنئے بائیبل میں لکھا ہے۔ کہ چند آدمیوں میں بُری روحیں گھس گئی تھیں۔ جس سے وہ پاگل ہو رہے تھے۔ تب مسیح نے اُن بدروحوں کو وہاں سے نکالنا چاہا۔ بدروحوں نے کہا کہ اگر تو ہم کو یہاں سے نکالتا ہے۔ تو سؤروں کے غول میں جانے دے۔ چنانچہ بموجب کہنے مسیح کے وہ بدارواح وہاں سے نکلکر سؤروں میں گئے اور دو ہزار کے قریب سؤر اُن کے آسیب کے سبب دریا میں ڈوب کر مر گئے۔ اب ہم بقول آپ کے کہہ سکتے ہیں کہ افسوس صد ہزار افسوس ایسی باتوں سے جو سراپا عقل کے مخالف ہیں مسیح نے اُن بدروحوں کو کیا خاک پاک کیا۔ بلکہ اور بھی گندہ اور ناپاک کر دیا۔ بائیبل کے دائمی جہنم اور ابدی دوزخ تو آٹھ لاکھ جہنم پاکر پھر انسان بننا پڑا

قرین انصاف ہے۔ اور روحوں کو پاک بننے اور ترقی کرنے کا بار بار عمدہ موقعہ ملتا ہے۔

پادری پی سی اوپل صاحب کے اعتراضوں کا جواب

اعتراض اول ہم آریہ سے پوچھتے ہیں؟ بھائی تو بتا کر تو برہمن کیوں بنا اور تیرے کون سے کاموں کا پھل تجھ کو ملا تو اپنے پچھلے جنم کی خبر دے سکتا ہے؟ وہ کچھ جواب نہیں دے سکتا۔

جواب یہ سوال آپ کا یادداشت کی بابت ہے اور یاد رکھنا قوت حافظ کا کام ہے جو مرض نسیان میں برباد ہو جاتی ہے۔ پس یہ اعتراض کسی طرح صحیح نہیں۔ انسان تو انسان ہے خود خدا کو بھی آدم کو بناتے ہوئے اُس کے گناہ کا خیال نہ تھا۔ اسی واسطے پچھتایا اور دلیر ہوا اور اقرار کیا کہ پھر ایسا کام نہ کرونگا (دیکھو توریت پیدائش)

پہلے خدا کا تو یہ حال ہے اب دوسرے کلسنئے اُسے یہودا اسکریوطی کو شاگرد بناتے وقت یہ یاد نہ رہا کہ شیطان اسکے اندر گھسا ہوا ہے مسمریزم اور کلورافارم میں تمام باتیں بھول جاتی ہیں۔ پس یہ اعتراض سراپا باطل ہے ✤

اعتراض دوم۔ اگر نیک مرکر برہمن یا چھتری یا کوئی پاکیزہ جانور بنا تو جزا کی غرض پوری نہیں ہوتی۔ کیونکہ تجربہ سے معلوم ہے کہ برہمن اور چھتری اور لوگوں کی نسبت نیکی اور پاکیزگی میں زیادہ ترقی نہیں کرتے۔ بلکہ کبھی کبھی دیکھا گیا ہے کہ مہتر لوگ زیادہ خدا ترس اور عاجز اور فروتن ہوتے ہیں ✤

جواب:۔ نیک مرکر کبھی پاکیزہ جانور نہیں بنتا بلکہ وہ پھر نیک لوگوں کے ہاں جنم لے کر اعمال حسنہ بجا لاتا۔ اور مکمل ڈگری پانے پر نجات پاتا ہے۔ افسوس کہ آپ نے برہمن اور چھتری لفظ کے معنے نہیں جانے اور اپنی عیسائیت کے مطابق مغالطہ کھایا ہم ورن بیوستھا جنم سے نہیں مانتے بلکہ کرم سے۔ اور یہی سبب ہے کہ برہمن اور چھتری بننا ہم نہایت مشکل اور دشوار جانتے ہیں۔ برہمن اور چھتری بننا لاریب پورا نیک مرد اور اعلےٰ درجہ کا پاکیزہ خیال ہونا ہے۔ اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اُن سے کوئی بھی بڑ کر پاکیزہ خیالات اور ذہنی کمالات رکھنے والا آدمی نہیں ہو سکتا۔ مہتر تو مہتر ہیں بڑے بڑے ریورنڈ اور پادری صاحبان بھی اس مراتب کو نہیں پہنچ سکتے اور اگر انصاف کیا جاوے تو ان میں سے بعضوں کے اعمال نہایت ہی نیچ ہیں جیسا کہ اخبار لورپول کریر مظہر ہے کہ وہاں کے رومن کیتھلک جماعت کے ایک بڑے نامی گرامی پادری نے ایک بہت بڑے فریب کا ارتکاب کیا اور ایک کم سن لڑکی کو لیکر بھاگ گیا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ بدقسمتی سے یہ خبر صحیح بھی ہے۔ بیان کیا گیا کہ اس پادری نے لبشپ اوربلی سے ایک چیک ۲۰۰ پونڈ کی جو ایک بنک کے نام تھی لکھوائی اور اُس کا روپیہ بنک مذکور سے جا کر وصول کیا۔ مگر بالعوض اسکے کہ وہ روپیہ چرچ کے کاموں میں جسکے واسطے چیک لکھی گئی تھی صرف کیا جاتا۔ اسکو لیکر پادری مفرور ہو گیا اور جو عورت پادری کیساتھ بھاگ نکلی ہے۔ اس کا سن صرف اٹھارہ برس کا ہے۔ اور پادری کی عمر ۴۵ سال کی پادری کی گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری ہوا ہے۔ اس کا اسم شریف ریورنڈ جان بکینس ہے (دیکھو انجمن پنجاب جلد ۱۴ نمبر ۸۲۔ مورخہ ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء صفحہ ۱۱ و ۱۲)

جس آدمی میں کوئی اچھے گن ہیں اُسے ضرور اُسکے مطابق جزا ملے گی۔ اور اسیطرح بُرے کو ویسی سزا کوئی بری نہیں۔ پس یہ آپ کا اعتراض بے بنیاد ہے ✤

اعتراض سوم۔ تناسخ سے کبھی رہائی نہیں اور اس تسلسل کا آخر نہیں کیونکہ تجربہ ہم کو قائل کرتا ہے۔ کہ کوئی انسان گناہ سے خالی نہیں۔ یا یوں کہیں کہ جب انسان پیدا ہوا۔ تو ضرور گناہ کرے گا۔ پس لازمی دلیل ہے کہ یہ تناسخ کا تسلسل تا ابد جاری رہے گا۔ ورنہ قانون ٹوٹتا ہے ✤

تردید۔ جسطرح روح کبھی جڑھ نہیں۔ جسطرح روح کبھی خدا کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ایشری قانون سے خارج ہو سکتی ہے۔ اس سے وہ کبھی نیست ونابود بھی نہیں ہوتی۔ تناسخ سے رہائی ہوتی ہے۔ اور اس کا نام مکتی ہے۔ مگر ایشور کی نیم سے وہ قدم باہر نہیں دھر سکتی۔ کیونکہ جس طرح کارخانہ خدائی کا اخیر نہیں۔ جسطرح قدرت ایزدی کا خاتمہ نہیں اسیطرح ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ کہ خدا کی صفات میں تعطل لازم آوے اور وہ عنان سلطنت بیٹے کے سپرد کر کے خود پنشن خوار ہو جاوے ✤

یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ کوئی انسان گناہ سے خالی نہیں۔ مگر یہ صحیح ہے کہ تھوڑے ہیں۔ جو گناہ سے خالی ہیں اس کو آپ کس طرح غور کریں کہ دنیا کی ڈیڑھ ارب آبادی میں کروڑوں آدمی گناہ صغیرہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور لاکھوں صرف صغیرہ کے اور ہزاروں آدمی ایسے ہیں جو شاذونادر کبھی گناہ صغیرہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ ورنہ نہیں اور اُنسے آگے چلکر صدہا اہل حق اور عابد اور یوگی پُرش ایسے ہیں جو دن رات عبادت الٰہی اور تصور ذات نامتناہی میں لگے رہتے ہیں۔ وہ ہرگز گناہ نہیں کرتے اور نہ گناہ اُن کے آئینہ دل پر کچھ اثر ڈال سکتے ہیں اور ایسے ہی لوگ اس دنیا میں جیون مکت اور مرکر نجات پاتے ہیں۔ البتہ ابدی جہنم کا مسئلہ بائیبل کے گناہ کی تعلیم کی برکت سے خوب پھیلتا ہے کیونکہ انسان چہ جاکہ ابن آدم یعنی مسیح بھی گناہ سے خالی نہیں پس لازمی دلیل ہے کہ یہ تناسخ کا سلسلہ تا ابد جاری رہے ورنہ قانون ٹوٹتا ہے۔ بھائی صاحب اگر یہ سچ ہے تو تناسخ کے مسئلہ پر تو کوئی شک نہ رہا۔ کیونکہ وہ قانون الٰہی کے مطابق ہے اور جب وہ قانون ایزدی کے مطابق ہے تو اس سے انکار الٰہی عدول حکمی ہے۔ جس سے معافی تو نہیں مگر دگنی سزا کا شک ضرور پڑتا ہے۔ غالباً اسی تناسخ سے ڈر کر عیسائیوں نے ہمیشہ کے دور تسلسل کے بدلے ابدی جہنم پسند کیا ہے۔ پادری صاحب! ابدی جہنم کوئی نہیں۔ جب تک نیکی نہ کرو۔ نیک نہیں بن سکتے۔ یہی قانون الٰہی ہے خواہ اس جنم میں یا دوسرے جنم میں اگر مانو گے تو بھی جزا اور سزا ملے گی۔ اور اگر نہ مانو گے تو بھی سزا و جزا سے رہائی نہیں۔ لیکن دل میں غور کرو کہ انجیل کے احکام ماننے سے الٰہی قانون ٹوٹتا ہے۔ پس وہی طریقہ صحیح ہے۔ جس سے نہ قانون ٹوٹے اور نہ دھوکا ہو۔ جس کا نام ویدک اصطلاح میں آواگون ہے ✤

اعتراض چہارم۔ جب اس تسلسل کا شروع اور اخیر نہیں اور سرشٹی انادی ہے تو پرمیشور یعنی خدا کون ہے۔ خالق اور خلقت اور مخلوق کیا چیزیں ہیں مخلوق کا تو شروع ہوتا ہے۔ اور اس سرشٹی کا شروع نہیں۔ پس یہ مخلوق نہیں پھر خالق کون اور اُس کی ضرورت کہاں؟ جب مخلوق نہیں ویدوں سے تو خالق کی نیستی پائی گئی۔ پس کوئی خدا نہیں ✤

جواب یہ غلط ہے کہ سرشٹی کا اول و آخر نہیں اول و آخر ضرور ہے۔ اور اسی واسطے ہم علم ہیئت کے رو سے سرشٹی سموت بتلاتے ہیں کہ ایک ارب ۹۶ کروڑ برس سے یہ موجودہ سرشٹی ہے۔ کل ۴ ارب برس گذرنے پر اس کا اخیر ہوگا۔ پس پرمیشور اس کا کرتا اور بنانے والا ہے دنیا مخلوق ہے اور خدا کی صنعت۔ اس کے واسطے اُس صانع حقیقی و مالک تحقیقی ایک سچدانند پار برہم کی ضرورت ہے اور یہی مقدس ویدوں کا ارشاد ہے۔ کہ وہ تمام جگت کا پیدا کرنے والا اور تمام بھوتوں کا مالک کا مالک اور پتا ہے۔ اور وہی اپاسنا کے یوگ ہے (دیکھو رگوید منڈل ۱۰) پس یہ اعتراض آپ کا سراپا بے بنیاد ہے ✤

بابو بی سی بنرجی منیجر سوفیا ماہواری انگریزی رسالہ حیدر آباد سندھ

(جو پہلی ہندو پھر برہم سماجی پھر رومن کیتھولک عیسائی ہوئی ہیں) کے اعتراضونکا جواب

(یہ اعتراض انہوں نے اپنے رسالہ میں شایع کئے اور بمقام لاہور بماہ نومبر ۱۸۹۲ء عام پبلک کے سامنے آریوں اور ہندوؤں پر کئے - جنکے جواب آریہ سماج کی طرف سے ماسٹر درگا پرشاد صاحب پردہان آریہ سماج لاہور و ایڈیٹر ہار بنجر آف ہلیتہ نے مندر آریہ سماج میں بابو صاحب موصوف اور عام پبلک کو سنائے)

اعتراض اول جانوروں کی جون میں انسان کی روح کا جانا جو پاپوں کے بدلے مانا جاتا ہے یہ غلط ہے کیونکہ جانور اپنی اپنی جون میں خوش ہیں - پس سزا کے طور پر اس جون کا ملنا صحیح نہیں - یہی اعتراض پی سی ادیل صاحب نے کیا تھا)

جواب جانوروں کا خوشی سے زندگی گذارنا یا خوش رہنا ایشور کے رحم کا تقاضا ہے تاکہ زندگی مرگ نہ ہو - بلکہ زندگی ہو دنیا کے بادشاہ بھی قیدیوں پر تشدد کرنا جائز نہیں جانتے - اور نہ مہذب قانون کے ماننے والے اور اسی واسطے ایکٹ تشدد قیدیاں جاری کیا گیا - مشہور امریکن ریفارمر بار کرنے غلامونکی آزادی کے واسطے کتنا زور لگایا اور کسقدر سفر دور و دراز گوارا فرمایا - مگر غلاموں کو اپنی آزادی کا ذرہ بھی دھیان نہ آیا اور نہ اُن کے دل میں کوئی خیال سمایا صدہا برس سے جابر قومیں اُنہیں گرفتار کرتی اور خدمات جبراً و قہراً لیتی رہیں نویں الہامی (توریت و انجیل و قرآن) کتابیں سارہی کی ساری غلامی کی ہدایات سے بھری پڑی ہیں - سوائے وید مقدس کے جوگُن کرم انوسار بیوستھا رکھنے کی ہدایت دیتا اور جنم سے نہیں بلکہ کرم سے ورن قائم کرتا ہے ؛؛

ہزاروں کتابیں موجود ہیں جنکے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ غلام فرمان برداری میں خوش ہیں اور لونڈیاں خدمت گذاری ہیں - عادت طبیعت ثانی ہو جاتی ہے اور پیدایش سے ہی غلاموں کی ہاں جنم لینا آزادی کا خیال پیدا ہی نہیں ہونے دیتا - دیکھئے کہ قاہرہ میں ایک غلاموں کا سوداگر پکڑا گیا - اُسکے پاس ایک لونڈی تھی جو آزاد نہیں ہونا چاہتی تھی - بلکہ وہ کہتی تھی - کہ میری آرزو ہے کہ میں مصر کے کسی دولتمند پاشا کی لونڈی بنوں" (کوہ نور ۱۰ نومبر ۱۸۹۲ء

ابھی تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ گورنمنٹ نے بیگار موقوف کی اور اجرتاً قلی لینے کا ارشاد فرمایا - مگر بیگار اور غلامی کی عادی قومیں ناراض ہیں وہ نوکری کو خراب اور بیگار کو صواب جانتے ہیں - جو قیدی مدت سے جزیرہ انڈمان میں رہے اور جشن جوبلی پر آزاد ہو کر آئے - وہ عادی قید ہو جانے کے سبب ہندوستان کی سیر کرکے کئی واپس انڈمان میں چلے گئے - آزاد مُرغ قفس میں آجانے سے گھبراتا ہے مگر عادی ہو جانیسے خوش گذران ہو جاتا - بلکہ لوگوں کی خوشی کا موجب کہلاتا ہے ؛؛

جانوروں کو سزا صرف یہ ہے کہ وہ ترقی کے مدارج و تنازل سے گرائے جاتے ہیں وہ روحانی آنند و سرور کو حاصل نہیں کرتے اور نہ کرنے کے اُنہیں سادھن و سامان دیئے گئے - پاگل پاگلخانہ میں خوب راگ گاتا اور اچھلتا کودتا اور من مانے کام کرتا ہے مگر تندرست ہو جانے پر اُسے وہ سب باتیں بھول جاتی ہیں - اُس طرح اور بے انت بادشاہ حقیقی سے روحیں اسی قسم کی سزا پاتی ہیں اور مدارج سے گرائی جاتی ہیں - تاکہ سزا کی سزا اور سدہار کا سدہار ہوتا رہے ؛؛

تناسخ کے ذریعہ سے مجرم کا سُدھار اس طرح سے ہوتا ہے کہ وہ مجبوراً اُنکے اعمالونکے مطابق سدہار کی نیت سے درجہ ترقی سے ہٹا ایک یاد نہ رہنے والے قالب میں ڈالا جاتا ہے اور وہاں اُس کو وہ چیز نہیں دی جاتی - جس سے پہلے بگڑا تھا ایک قالب گذر جانے یا کئی قالب گذر جانے کے بعد جب وہ پھر انسانی قالب میں آتا ہے - تو اُسے اُن گذشتہ قالبوں کی یاد نہیں رہتی - اور جستجو سے کرنا شروع ہوا تھا - اُسی پر قائم کیا جاتا ہے - تاکہ وہ پھر اپنا سدہار کرے - غور سے سوچئے اس سے بڑھکر عادل حقیقی کی طرف سے اور کیا وسائل ہو سکتے ہیں ؛؛

اعتراض دوم دکھ سکھ جو پہلے جنموں کے کرموں کا پھل مانا جاتا ہے - یہ غلط ہے کیونکہ پہلے جنموں کے کرموں کی کوئی یادداشت نہیں رہتی - جبکہ روح جسم سے ایک علیحدہ شئے ہے اور چند سال میں جسم کے اجزا بالکل تبدیل ہو جاتے ہیں - گویا ایک نیا جسم مل جاتا ہے - اور اس سے پہلے جسم کے بدلجانے کی حالت میں بھی پہلے کئے ہوئے اعمال یاد رہتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ پچھلا جنم اگر تھا تو ہم کو یاد نہیں رہتا ؛؛

جواب یہ اعتراض مسئلہ یادداشت پر ہے کہ پچھلے جنم کی یادداشت کیوں نہیں رہتی - اس کا جواب ہم کئی بار دے چکے ہیں - اگر بچہ کی باتیں پیدا ہوتے ہی بھول جاتی ہیں اور پیدا ہونے کے زمانہ سے تین چار سال تک کی باتیں بھولجاتی ہیں - اور اسیطرح عالم جوانی کی ہزاروں ہزار باتیں تمام دنیا لگاتار بھول رہی ہے - باوجود اس قدر غلبہ نسیان کے آپ پھر سوال کرتے ہیں - کہ پچھلا جنم اگر تھا تو ہم کو یاد کیوں نہیں رہتا؟

پادری صاحب یاد نہیں رہتا مرض نسیان کے باعث - یاد نہیں رہتا دماغ کے پرمانو بدلجانے کے سبب نہ صرف بلکہ یاد نہیں رہتا دماغ اور کل جسم کے دوسرے جنم میں تبدیل ہو جانے کے وجہ سے مگر یاد نہ رہنے سے کوئی واقعہ غلط نہیں ہوا کرتا ہے اور نہ سزائیں کمی ہوا کرتی ہے - دیکھئے آدم کو خدا کی ممانعت بابت پھل کھانیکی و بدی کی پہچان کے درخت کی یاد نہ رہی - مگر پھل کھا کے خود بھی لعنتی ہوئے اور تمام زمین کو اپنے فعل سے لعنتی بنایا ؛؛

اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ اگر خداوند خدا نے فی الحقیقت آدم کو منع کر دیا تھا تو اُسے یاد کیوں نہ رہا؟ جس طرح آدم کو خدا کی ممانعت یاد نہ رہی - حالانکہ اسی جنم کی بات تھی - اسی طرح دوسرے جنم کی بات بھی یاد نہیں رہتی ؛؛

اعتراض سوم یہ جو کہا جاتا ہے کہ کرموں کے بنا کوئی سُکھ دکھ نہیں ملتا - پس اگر یہ سچ ہے تو انسان کو کسی قسم کا پرِدیکار کرنے کی ضرورت نہیں رہتی ؛؛

جواب یہ اعتراض تب صحیح ہوتا ہے - جب آپ پہلے یہ بتلادیتے ہیں کہ فلاں سُکھ یا دکھ کرموں کے بنا ہوا ہے اور ہم کرم نہ بتلا سکتے؟ بنیادی بات اگر صحیح ہے یعنی کرموں کے بنا کوئی پھل نہیں ملتا تو کسی کی بیہودہ دلیل یا بے بنیاد اعتراض یا مغالطہ کارگر نہیں ہو سکتا - بے شک کرم کے بغیر سُکھ دُکھ نہیں ملتا - اور اس میں مصنف بائبل بھی اکثر جگہ وید کے احکام کا نقلنویس ہے دیکھو متی کی انجیل میں لکھا ہے ؛؛

ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آوے گا - تب ہر ایک کو اُسکے اعمال کے موافق بدلا دے گا $\frac{16}{27}$

تم دھوکے میں نہ پڑو خدا ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا - کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے وہ کاٹے گا (نامہ گلتیوں $\frac{6}{7}$) کیونکہ تو اپنی باتوں ہی سے بے گناہ اور اپنی باتوں ہی سے گنہگار ٹھیرایا جاویگا (متی $\frac{12}{37}$)

وہ ہر ایک کو اُسکے کاموں کے موافق بدلا دے گا (رومیونکا خط باب $\frac{2}{6}$)

کیونکہ خدا کے حضور کسی کی طرفداری نہیں ہوتی (رومیونکا خط $\frac{2}{11}$)

پھر اُسنے اُنسے کہا کہ ہوشیار رہو کہ تم کیا سنتے ہو۔ جس ماپ سے تم ماپتے ہو۔ اُسی سے تمہارے لئے ماپا جاویگا (متی ۴۔ ۲۴)

باقی رہا پروپکار کرنا یہ ایک نیا فعل ہے۔ اور اس کا پھل ایشور عنایت کریگا ایشور کی سزا کو تو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ البتہ اُسکے احکام کی تعمیل کو تاکہ مجرم جلدی نمرجانے اور ہمارا دل بھی سزا سے خوف کھائے اور دیا دان ہوجائے سعادت قلبی سے رحمت کی طرف رجوع لائے۔ پروپکار کرنا ضروری ہے۔ اور اسی واسطے وید کے ہم جو سب سے پراچین اور نہایت معقول دہرم ہے فرماتا ہے

परोपकाराय सतां हि भूतय کہ ست پرشوں کی زندگی کی ساری لچھمی (سرمایہ) پروپکار ہی ہے۔ عیسائیوں کی طرح خودغرضی یا عیسائی بنانے کے واسطے اُپکار نہیں کیا جاتا بلکہ ایشوری حکم کی تعمیل اور ست گن گرہن کی غرض سے اور یہی سبب ہے کہ آریہ ورت میں بمقابلہ تمام دنیا کے رحم دلی اور دان پن زیادہ ہے اور راجہ بکرماجیت جیسے پرسوارتھی بھی اسی دیش کے چھتر پتی راجا تھے۔ اور راجا ہرشچندر جیسے آریہ قوم کے ماہتاب کبھی اس دیش کے نور تھے جسطرح وید نے سیلف ہلپ یعنی کرم کی تھیوری کو پرچار کیا۔ اُسی طرح اُسنے اپنی عالم الغیب طاقت سے آئیندہ ترقی کا راستہ پروپکار کے طریقہ سے بتلایا اور ساتھ ہی ناستک پن کی مہلک مرض سے بچنے کیواسطے ایشور پرماتما کی مقدس ہدایت سے پرارتھنا اور اُپاسنا کی تعلیم دی پس یہ کسیطرح بھی باہمی مخالفت نہیں معاف کیجئے آپکی سمجھ کا مغالطہ ہے ؛

اعتراض چہارم :۔ پچھلے گناہوں کے عوض میں ایک معصوم بچہ کو بخار وغیرہ کی سزا دینا بعید از انصاف ہے بلکہ ظلم ہے ؛

جواب اگر پچھلے گناہوں کے بدلے معصوم بچہ کو بخار وغیرہ کی سزا دینا بعید از انصاف ہے تو کیا آدم کے معمولی گناہ کے بدلے تمام دنیا کو لعنتی بنانا اور نا دانستہ ٹھیرانا اور بغیر ثبوت کامل کے مجرم تبلانا انصاف ہے

اگر پچھلے گناہوں کے بدلے معصوم بچہ کو بخار وغیرہ کی سزا دینا بعید از انصاف ہے، تو کیا بلا سبب اُسے اندھا لولا لنگڑا بنانا رحم و انصاف ہے

اگر ایک معصوم بچہ کو بخار کی سزا دینا ظلم ہے تو کیا اُسے چیچک و خسرہ وغیرہ میں مبتلا کرنا اور قتل کے برابر تکلیف دینا عدل ہے ؟

اگر بخار وغیرہ کی سزا بعید از انصاف ہے تو شاید تپ دق کوڑہ فالج۔ آتشک کی سزا مطابق قانون کے ہوگی ؛

مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے کس دانش اور دانائی کو مد نظر رکھکر ایسا اعتراض کیا

ریورنڈ ڈاکٹر ہوپر صاحب کے اعتراضوں کا جواب

(جو انہوں نے ۱۵ فروری ۱۸۹۵ء کو فورمن کرسچن کالج لاہور میں اپنے لیکچر میں کئے) :۔

(اول پادری صاحب نے تناسخ پر یقین کرنیکے فوائد تبلائے)

پہلا فائدہ یہ مسئلہ مذہب نیچری یا مادہ پرستی یا دہریت کے اچھی طرح خلاف ہے۔ جو اسمیں یقین کرتے ہیں وہ کبھی ناستک یا نیچری نہیں ہوسکتے وہ یہ نہیں کہ سکتے۔ کہ جسم ہی جسم ہے۔ آتما کچھ چیز نہیں۔ اہل ہنود کا ہم عیسائی شکریہ ادا کرتے ہیں اور یہ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ کیونکہ دنیا سے سٹریلیزم یعنی مذہب نیچری کو دور کرنے میں وہ ہمارے بڑے معین ہیں*

دوسرا فائدہ۔ جیسا ہم عیسائی مانتے ہیں کہ ضرور آتما ایک جسم دھارن کرکے خوشی یا غمی حاصل کریگا۔ ویسا ہی اس مسئلہ کے ماننے والے بھی کہتے ہیں۔ کہ آتما ایک زندگی کے کئے ہوئے پاپ پن کا پھل دوسرے کسی جنم میں ضرور کوئی شریر دھارن کر کے پاویگا *

تیسرا فائدہ یہ مسئلہ اس مسئلہ پر مبنی ہے کہ انصاف کا ساری دنیا میں راج ہے گو ظاہر بہت بے انصافی معلوم ہوتی ہے۔ مگر اصل میں یہ بے انصافی ظاہری ہے ؛

نوٹ از طرف مولف ناظرین ناستکتا یا دہریت سے بچانا پاپ پن کے پھل بھوگنے کا نتیجہ دلانا اور ہمیشہ نیک بننے کی تحریک دینا اور ایشور کی پوترذات کو نیاکاری میرا از ہمہ ذائم نتیجہ کرانا۔ جس مسئلہ کے ایسے مسلمہ فوائد ہیں جسے پادری صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں تو آپ سمجھ لیں کہ اس سے عمدہ مسئلہ دنیا میں اور کیا ہو سکتا ہے۔

اب ہم پادری صاحب کے وہ اعتراض لکھتے ہیں جو کہ انہوں نے ہنود کے تناسخ پر کئے ؛

اعتراض اول حالانکہ اہل ہنود یہ بھی مانتے ہیں کہ سب سنسار صرف ایک ہی آتما کا مختلف طور پر اظہار ہے اور یہ جتنے اختلاف ہمیں روحوں میں یا اور چیزوں میں معلوم ہوتے ہیں یہ سب اگیان کے سبب سے ہیں۔ جب گیان ہوتا ہے تو ایک ہی آتما معلوم ہوتا ہے۔ دیگر کوئی شے نہیں اور اصل میں روحیں سب یکساں ہیں نہ کوئی پاپ کرنیوالا آتما ہے نہ کوئی پن کرنے والا۔ یہ صرف ہمارے خیالات ہیں۔ اسلئے ویدانت کے ماننے والے تناسخ کیونکر مان سکتے ہیں۔ یہ بڑا اعتراض اہل ہنود پر ہے۔ گو یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ تناسخ کا مسئلہ تب ہی سکھایا جاتا ہے۔ جب سیکھنے والا ابھی مبتدی ہو مگر ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر اُس شخص کو ساتھ ہی یہ بھی بتایا جاوے۔ کہ اصل میں نہ کوئی پاپ کرتا ہے نہ پن تو وہ تناسخ میں یقین کیونکر رکھسکتا ہے ؛

جواب یہ آپ کا اعتراض ویدانت شاستر پر نہیں بلکہ نویں ویدانتیوں یعنی ہمہ اوست کے ماننے والوں پر ہے حالانکہ شاستر یا اُپنشدوں کا یہ مذہب نہیں ہے یہ مسئلہ وید و شاستر کے خلاف ہے کوئی شاستر کا ایسا نہیں مانتا۔ البتہ یہی اعتراض عیسائی دین پر عائد ہے کیونکہ یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے "ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا کلام خدا تھا کوئی چیز نہیں جو بغیر اُسکے موجود ہوئی (باب ۱۔ ۱۰)

اور یہی سبب ہے کہ ایسا گناہ عظیم جسکے ارتکاب سے تمام زمین لعنتی ہوئی آپنے اُسکے واسطے ایک گنہگار انسان جبراً مصلوب کو کفارہ مان لیا۔ اور اب جو ۱۸۹۵ سال سے بروقوعہ آنصاحبان کا تمام دنیا کے گناہ کے بدلے خون بہایا گیا۔ تو اب گویا گناہ دنیا میں رہا ہی نہیں اور نہ بھلائی کیونکہ حساب تو فیصلہ ہوگیا۔ افسوس کہ باوجود بدیہی مان لینے کے گناہ پر اسقدر دلیری !!

دوسرا اعتراض۔ اہل ہنود مانتے ہیں کہ اگر چند رسومات ایک شخص کی موت کے بعد کیجاویں تو وہ پتری لوک पितृलोक میں جاتا ہے اسپر یہ اعتراض ہے کہ جو ہندو تناسخ بھی مانتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے والد کی وفات پر کریا کرم بھی کرتے ہیں اُن سے یہ پوچھنا چاہتے۔ کہ تم تو مانتے ہو کہ ایک آتما کا دوسرے کیساتھ کوئی تعلق نہیں۔ صرف ہمارا چند روزہ تعلق ہے غرضیکہ تناسخ کے ماننے سے کریا کرم فضول ہوجاتے ہیں ؛

جواب :۔ بیشک کریا کرم فضول ہیں۔ اور اسی طرح مُردوں کا شرادہ اور ترپن بھی یہ راجا کرن والئے کرنواس ضلع بلندشہر کے زمانہ کی اختراع ہیں۔ اور اسیواسطے شرادھ کے ایام کو کناگت (کرن آگت) کہتے ہیں۔ ست شاستروں میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ پس اعتراض بھی نہایت کمزور ہے۔ جو ناواقف ہندو بھائی کریا کرم

کرتے یا شرادھو نکی رسوم بجالاتے ہیں۔ وہ بھی دل میں یقین کرتے ہیں کہ اسطرح پتروں کے بہانہ سے اپنا پن ہوتا ہے ؞

تیسرا اعتراض ذات کے ماننے والے یہ بات مانتے ہیں کہ انسان اپنے والدین سے صفات نیک وبد حاصل کرتا ہے۔ گویا یہ بھی ایک طرح کی وراثت ہے۔ تو پھر فرزند کا تما باپ کے آتما سے اسقدر مختلف نہ ہوا۔ جسقدر کہ مسئلہ تناسخ کے مطابق ہونا لازم ہے۔ مگر ذات کے مطابق جسم کی روح پر فضیلت ہے ؞

جواب۔ ہندوؤں کی ذات کا مسئلہ تمام تر جسمانی ہے۔ روحانی نہیں مگر ست شاستر کے مطابق ذات کا مسئلہ گن کرم انوسار ہے۔ جنم انوسار نہیں گیتا میں مہاتما کرشن جی نے بھی ایسا ہی مانا ہے کہ چاروں ورن پیدا کئے گئے ہیں۔ گن کرم کے مطابق جو جو جس گن کو حاصل کرتا ہے وہ اُسی ورن میں گنا جاتا ہے۔ بجز سوچ و غور سے ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ پُرانے زمانہ میں کبھی بھی جنم سے نہیں مانا گیا صرف اودیا کے زمانہ میں لوگوں نے ایسا ماننا شروع کردیا۔ پس یہ اعتراض قابل قدر نہیں ؞

پادری صاحب کے مسئلہ تناسخ پر اعتراض

اعتراض اول۔ ہمارا کچھ علم نہیں کہ ہم پچھلے جنم میں کون سے پن پاپ کئے تھے جنکے نتیجے سکھ یا دکھ ہم پارہے ہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ چونکہ ہمیں پہلے جنم کے کرموں کا علم نہیں۔ اسلئے یہ مسئلہ غلط ہے۔ مگر یہ کہ چونکہ دیگر کوئی بات اس مسئلہ کے حق میں نہیں ہے۔ اسلئے یہ بھی ایک نقص اس مسئلہ میں ہے ؞

جواب۔ اس معمولی نقص کا ہم نے بارہا جواب دیدیا ہے۔ یہاں ہم صرف وہ باتیں ذکر کرتے ہیں۔ جو اس مسئلہ کے حق میں ہیں ؞

اول دنیا میں دُکھ سُکھ ہے اور وہ بلاوجہ نہیں بلکہ کرم کے اٹل اور صحیح سدھانت کے مطابق ہے ؞

دوم دنیا کا انتظام اندھادھند نہیں بلکہ ایک زبردست حکیم اور منصف خدا کے قاعدہ قدرت کے انوسار ہیں ؞

سوم۔ انتظام عالم میں ہمیں کوئی چیز بھی نہیں معلوم نہیں ہوتی۔ اور نہ نیستی کوئی چیز ہے ؞

چہارم۔ جیو یا روح فانی چیز نہیں اور نہ حادث یعنی نوپید ہے۔ بلکہ پرمانو کی طرح انادی وستو ہے ؞

پس ان امور پر غور کرنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ کوئی خواہ کتنے ہی ہاتھ پاؤں مارے تناسخ کے مضبوط سلسلہ سے انکار کرنا سراپا محال ہے اور انصاف کی بات یہ ہے کہ عملی طور پر اس سے انکار کرنا ہی ناممکن ہے ؞

اعتراض دوم اس مسئلہ کے مطابق روح اور جسم میں جھوٹھا تعلق مانا جاتا ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ والے یہ مانتے ہیں کہ چوراسی لاکھ مختلف قسم کے جسم ہیں اور روح ہر زندگی میں اُن میں سے کوئی جسم چن لیتا ہے گویا روح پھرتی رہتی ہے۔ اور جسم ۸۴ لاکھ مقرر ہیں ان کی تعداد اتنی ہی ہے کم نہیں ہوسکتی اور نہ زیادہ ہوسکتی ہے۔ مگر سائنس کے علماء کہتے ہیں کہ ہمارا جسم تبدیل ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ جو ذرے ہمارے جسم میں ہیں۔ اُن میں سے سات سال کے بعد کوئی بھی نہ رہے گا۔ گویا جسم برابر تبدیل ہوتا جارہا ہے

جواب کون نہیں جانتا کہ جسم اور روح میں ایک عارضی تعلق ہے۔ خود سائنس اور ڈاکٹر کی شہادت سے آپ بھی مانتے ہیں کہ سات برس میں سارا جسم بدلجاتا ہے تو کیا اب بھی آپکو عارضی اور چند روزہ تعلق میں شک باقی ہے؟ متغیر کا لا تغیر سے سچا تعلق ہو ہی نہیں سکتا۔ پس روح کا ایک جسم سے دائمی تعلق کیسے ہوسکتا ہے۔ جس طرح کہ ایک پرندہ درخت کی ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اُڑ جاتا ہے۔ اور اُس سے تیسری پر اسی طرح جیو اس جسم سے پرواز کر اور جسم میں قاعدہ قدرت کے مطابق چلا جاتا ہے جیسا کہ ایک مہاتما نے کہا ہے "اس عرصے میں اُسے چپکا بیٹھ کر خدا کی طرف دل لگانا چاہئے اور اپنے روح کے نکلنے کو ایسا سمجھنا چاہئے۔ جیسے کہ ایک پرندہ کسی درخت پر سے اپنی خوشی اڑجاتا ہے"

جن مختلف قالبوں میں روحوں کا گذر کرم انوسار ہوتا ہے۔ پُرانے آریہ محققوں نے ان کی تعداد ۸۴ لاکھ بتلائی ہے اور یہ اُنکی تحقیقات علمی کی اعلےٰ شہادت ہے۔ خشکی کے جانوروں کے اقسام۔ پانی کے جانوروں کے اقسام۔ ہوا کے جانوروں کے اقسام کل کی میزان ۸۴ لاکھ ہے۔ مگر روح اُن سے کوئی قالب خود نہیں چن سکتا۔ بلکہ اس کے کرم انوسار ایشور پرماتما اُس جون میں بھیجتا ہے۔ اور یہ عین علم وعقل کے مطابق ہے کہ جو جیسا کرم کرے ویسا ہی پھل ہے۔ سب کو چوراسی میں جانا ضروری نہیں ؞

اعتراض سوم۔ اس مسئلہ کی رغبت انسان کے اخلاقی خیالات کو بگاڑنے کیطرف ہے وجہ یہ ہے کہ مسئلہ تناسخ میں لاعلمی سے کبھی کئے ہوئے کاموں کا اجر نیک وبد ملنا ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا سوچ سمجھ کر کئے ہوئے کرموں کا۔ یہانتک کہ کھانا ہضم کرنا وغیرہ جو بخود بخود بغیر ہماری مرضی کے ہورہا ہے وہ بھی مسئلہ تناسخ میں ایسے کام ہیں جیسے دیگر اخلاقی کام ؞

جواب۔ اگر ایک نادان بچہ بھی قانون قدرت کے خلاف کرنیسے سزا پاتا ہے تو نہیں معلوم کہ ایسا اعتراض کیوں کیا گیا۔ ہمارے خیال میں تو یہ نہایت ضروری ہے کہ تمام کرموں کا پھل ملے آپ شاید گورنمنٹ کے اُس قانون کو پسند کرتے ہونگے؟ جو تین چار سال کی میعاد تک انتظام نہ بدلا دے تو قرضخواہ کو کوڑی بھی عدالت نہیں دلواتی یا کچھ سال تک اگر مقروض انگریزی راج سے باہر چلا جاوے تو قرضہ خورد برد ہوگیا۔ پادری صاحب کرم ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔ اور نہ پھل دینے کے بغیر رہ سکتا ہے۔ "دھوکے میں نہ پڑو خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاتا ہے وہ ہر ایک کو اسکے اعمال کا پھل دے گا۔" اگر کھانا فعل ہے اور ہضم کرنا فعل ہے تو بد پرہیزی یا خراب اشیا کے کھانیکا پورا پھل کیوں نہ ہوگا۔ کیا کھانا ہی تمام تندرستی کی جان نہیں اگر ہے تو اس میں خرابی آنا سب خرابیوں کی بنیاد کیوں نہیں آپ کے اس بیان سے تو تمام ڈاکٹر حیران ہیں۔ کیونکہ ڈاکٹری کی کل بنیاد حفظ صحت اور خوراک اور اس کی پڑتال پر ہے جس سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا ؞

اعتراض چہارم۔ انسانوں میں یہ مسئلہ رحم کو قطع کرتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ ہنود رحم دل نہیں۔ مگر یہ ہے کہ یہ مسئلہ رحم کو خارج کرتا ہے۔ چنانچہ اس کی دو مثالین ہیں تو ایک جذامیون اور دوئم بیوگان کی ہنود ان کو بہت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اسکو پچھلے جنم کے گناہوں بلکہ گھور پاپ کا سبب بتلاتی ہیں جس سے ان کو ایسے دوزخ میں ڈال دیا ہے ؞

جواب جب ہنود باوجود ماننے تناسخ کے دنیا کی تمام اقوام سے رحمدل ہیں اور بیرحمی سے نفرت کرنے والے تو یہ کہنا کہ تناسخ پر ایمان رکھنا رحم کو خارج کرتا ہے سراپا غلط ہے لاکھوں ہندو آریہ حکیم ہزاروں امراض کی دوائی مفت تقسیم کرتے ہیں اور اسی طرح بیشمار آریہ بید اور سنیاسی ایشور آسرے دوائی دیتے اور امراض کو کھوتے ہیں۔ لیکن جذامیوں اور دیگر متعدی امراض کے بیماروں سے نفرت کرنا اصول حکمت کے مطابق

ہے۔ اور تمام ڈاکٹر اُن سے نفرت کرتے ہیں ٭

مجھے افسوس ہے کہ آپ لوگ دنیا کی تمام تکالیف اور جذام جیسے دوگو نکو بھی شاید اپنی عقل کے مطابق خدا کی رحمت ہی مانتے ہیں ہم اُس حکیم مطلق کا کوئی فعل بھی حکمت سے خالی نہیں جانتے اور نہ اُسے ظلم گردانتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ اُسے عادل و منصف یقین کر صدق دل سے تناسخ کو مانتے ہیں ٭

بیوگان کے پنر بواہ کی شاستر میں اجازت ہے اور صدہا شادیاں شاستر ریتی سے ہو چکی ہیں۔ مگر یہ پرانوں کی بُری تعلیم کا قصور ہے۔ مسئلہ تناسخ کا اس سے کوئی تعلق نہیں اس مسئلہ کے جواز میں نوید بیوگان بیہوا پنر بواہ مسئلہ نیوگ بدہوا بواہ۔ بیوستھا وغیرہ بیس کے قریب پستک شائع ہو چکی ہیں جنمیں شاستر کے حوالوں سے بخوبی ثابت کیا گیا ہے کہ یہ جائز ہے ٭

اعتراض پنجم یہ مسئلہ انسان کو بالکل دُنیا دار بناتا ہے۔ بڑی سی بڑی خواہش جو تناسخ ماننے والوں کی ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اسکو اندر کی پدوی ملے۔ جو بالکل نفسانی خواہشوں کے بھوگنے والا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ ہندو زیادہ دنیادی خواہشوں والے ہوتے ہیں۔ مگر صرف یہ کہ اس پر یقین رکھنے سے رغبت اس طرف ہوتی ہے ٭

جواب جیسا کہ آپ خود مانتے ہیں کہ ہندو زیادہ دُنیادی خواہشوں والے نہیں ہوتے بلکہ زیادہ ویراگ دان اور پرمیشر پرائن ہوتے ہیں تو پھر آپ کا وہ خیال کیسے صحیح ہو سکتا ہے آپکو شاید یہ معلوم نہیں کہ اہل ہنود باوجود ماننے پرانوں کے بھی اندر وغیرہ کے مدارج سے اوپر برہمہ لوک مانتے ہیں۔ مگر وہ ایسا برہمہ لوک نہیں مانتے جہاں پر کہ کوئی عورت حاملہ درد سے چلاتی اور جننے کو بیٹھتی ہو (یوحنا ۲۱/۱۶) آریہ لوگ جسے برہم لوگ مانتے ہیں وہاں سوائے برہمہ گیان کے حاصل کرنیکے کوئی نہیں جا سکتا۔ اور وہی موکش کا ہیتو ہے دنیا داری سب سے زیادہ عیسائیوں میں ہے اور اس کا باعث بھی ہم جانتے ہیں کیونکہ اُنکو یقین ہے کہ ایک برہ اُنکے بدلے کفارہ ہو گیا اب وہ موج کرتے اور چین اُڑاتے ہیں یورپ کا حال اس کا شاہد ہے ٭

لیکچر کے اخیر میں پادری صاحب نے فرمایا مگر عیسائی تناسخ کے قواعد اپنے مذہب میں پاتے ہیں اور وہ اعتراض بھی نہیں واقع ہوتے ہیں جو تناسخ پر عائد ہوتے ہیں عیسائی لوگ اپنی عقل کو ایسے سوالوں سے حیران نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمیں کوئی تکلیف دی ہے تو اسمیں پرمیشور کی بڑائی ہے ٭

آریہ عیسائی دین کی جیسی مذبذب حالت ہے اُس سے ایک دنیا آگاہ ہے اور جتنے اُس پر اعتراض عاید ہوتے ہیں وہ سارے کے سارے لاجواب ہیں عیسائی لوگ نہ تثلیث نہ کفارہ نہ تناسخ غرضیکہ کسی مشکل سوال کے حل کرنے میں عقل کو حیران نہیں کرتے تو میں نہیں جانتا کہ اندھی تقلید کے کیا معنے ہیں۔ اگر ایشور کی بڑائی مخلوقات کو دکھ دینے سے ہے۔ تو اس کا ظلم سکھ دینے پر ہو گا۔ سچ ہے بڑوں کی باتیں بڑے ہی جانتے ہیں ٭

مسئلہ تثلیث پر اگر آپ عیسائی فاضلوں کی مفصل رائے دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کرسچن مت درپن کا مطالعہ فرمائیے ٭

باب سوم

مسلمانوں کے اعتراضوں کا جواب

مولوی نورالدین کے رسالہ رد تناسخ کا جواب

مولوی جہانتک تناسخ کے ماننے والوں سے دریافت کیا۔ اور شرح کے رسائل میں دیکھا۔ اثبات تناسخ میں ان کی یہ ایک دلیل سر دفتران کی دلائل کا ہے ٭ ”ہم دیکھتے ہیں کہ کئی آدمی جنم کے اندھے لنگڑے۔ لولے۔ کانے۔ بہرے کنگال ہوتے ہیں۔ اور کئی راجہ ہشکر دولتمند۔ امیر جو یہ کہو کہ پرمیشور کی مرضی ہے تو کیا پرمیشور منصف و عادل نہیں جو بلا قصور ایکدوسرے میں فرق کرتا ہے۔ پس بجز نتیجہ سابقہ جنم کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کیونکہ خدا ایسی طرفداری و نامنصفی نہیں کر سکتا“

پہلا جواب۔ قائلین تناسخ کی اس دلیل سے صاف واضح ہے کہ تناسخ ماننے کا کوئی ثبوت تناسخ ماننے والوں کے پاس نہیں بلکہ صرف اسلئے کہ سکھی آسودہ اور آرام والے کے سکھ آسودگی اور آرام کی وجہ اور دکھی بیمار رنج والے کے دُکھ بیماری رنج کی وجوہ اور اُن لوگوں کے باہمی تفرقہ کے اسباب تناسخ ماننے والوں کو معلوم نہیں ہوئے۔ اس واسطے ان لوگوں نے یقین کر لیا کہ سابقہ اعمال ہی اس تفرقہ کا باعث ہیں پر شکریہ اُس رب العالمین کا جس نے اسلامیوں کو ایسے دلائل سے بچنے کے واسطے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک عنہ مسئولا ط (سورہ بنی اسرائیل) ٭

ترجمہ اور جس چیز کا تجھے علم نہیں اُسکے پیچھے مت لگ کیونکہ کان آنکھ دل سب سے سوال کیا جائیگا ٭

آریہ رد جواب اول۔ تناسخ ماننے والونکے پاس اس مسئلہ کے ثبوت میں اتنے دلائل ہیں کہ جنکے سامنے کسی عاقل بالغ کو انکار کی گنجائش نہیں۔ یہ دلیل بھی اُن دلائل میں سے ایک ہے۔ مگر وہ ساری کی ساری ہی لاجواب میں جو مفصل طور پر اس کتاب میں موجود ہیں۔ مگر یہاں ہم صرف آپکے جواب پر غور کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس دلیل سے صاف واضح ہے کہ تناسخ ماننے کا کوئی ثبوت تناسخ ماننے والوں کے پاس نہیں ٭ مولوی صاحب! آپکی اس تحریر سے تو ہمیں ایک اور بات ظاہر ہو گئی۔ کہ آپ ثبوت کے معنے بھی نہیں جانتے یا تجاہل عارفانہ سے حق بات کو چھپاتے ہیں لیجئے ہم آپ کو سمجھاتے ہیں ٭

ایک شخص ایک مجلس میں آیا جسکے منہ میں شراب کی بو آتی ہے۔ اہل مجلس نے بو سونگھتے ہی جان لیا۔ کہ اس نے شراب پی ہے۔ حالانکہ ان کے سامنے نہیں پی۔ اور وہ خود بھی انکاری ہے ٭

اسی طرح ایک دوسرا شخص آیا۔ جسکو باد فرنگ کی مرض ہے اور مکھیاں اُڑا رہا ہے نیب کی ٹھنی ہاتھ میں ہے۔ بحکم آنکہ سے یاد رکھنا یہ مصیبت بچے سہنی ہوگی ٭ ہاتھ ہوگا تیرا اور نیب کی ٹہنی ہوگی ٭ انہوں نے فی الفور جان لیا کہ اُسنے کسی طوائف سے بدفعلی کی ہے ٭

اسی طرح ایک تیسرا شخص آیا جس کا آواز بیٹھا ہوا کھانسی جاری اور کھانسنے وقت خون بھی آتا ہے۔ اُنہوں نے اُس کی آواز سن کر حالت کو سمجھ لیا۔ کہ اس کو تپ دق ہے۔ حالانکہ اُن کے سامنے اُس نے پی نہ زنا کیا اور نہ کسی قسم کی بدپرہیزی کی۔ حکیم جی! کیا جنہوں نے اِن تینوں کی نسبت رائے قائم کی وہ بلا ثبوت ہے یا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اُن کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ سوائے اُن رمزوں کے۔ حضرت منہ سے بو آنا۔ اور پاؤں میں استقلال نہ ہونا علامت ہے شرابخوری

کی۔ باد فرنگ اور آتشک ہونا علامت ہے۔ طوائف بازی کی۔ کھانسی بخار دائمی اور خون آنا علامت ہے تپ دق کی اور یہ بڑے زبردست ثبوت ہیں۔ کوئی مرض بغیر سبب کے نہیں ہوتی۔ ہر ایک علت کے واسطے ایک معلول کی ضرورت ہے۔ مرض کا سبب اور علت کا معلول دریافت کرنا حکما کا کام ہے نہ کہ بیوقوفوں کا۔ بیوقوف نہیں جانتے۔ کہ تپ دق کیا چیز ہے اور کیوں ہوتا ہے کیا کیا اسکے سبب ہیں۔ آتشک کی کیا وجہ ہے منہ سے بو کیوں آتی ہے۔ انہیں نہیں معلوم کہ منطق کی ساری بنیاد علت اور معلول پر ہے۔ مگر یہ باتیں کسی حکیم حاذق سے پوشیدہ نہیں بُرے کاموں کا پھل دکھ اور بھلے کاموں کا پھل سکھ ایک دنیا جانتی ہے اور اسکا ثبوت بدیہی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جنم کے روگوں کے واسطے کوئی وجہ نہ ہو۔ حالانکہ خدا عادل و منصف ہے۔ جس طرح یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ جو شراب نہیں پیتا وہ مخمور نہیں ہوتا اور نہ اُس کے منہ سے بدبو آتی ہے۔ بعینہ وہی حال گذشتہ جنموں کا ہے۔ جب یہاں پر اپنے اعمال کا پھل ملتا ہے۔ دوسروں کا نہیں تو صاف ظاہر ہے کہ جنم کے اندھے لولے لنگڑے کانے بہرے کنگال امیر غریب وغیرہ بھی اُسی قاعدہ سے ہیں جیسے کہ یہاں یہاں بھی تمام بنیاد اعمال کی وجہ سے ہے وہاں بھی سارا اعتماد اعمال پر ہے خدا کسی ذاتی عداوت سے دکھ نہیں دیتا۔ اور نہ ذاتی محبت و رشتہ داری سے سُکھ پس صاف ظاہر ہے کہ سابقہ اعمال ہی اس تفرقہ کے باعث ہیں نہ کہ موجودہ اعمال اور نہ خدا کی عداوت اور نہ اتفاقیہ اور نہ جہالت آپنے قرآنی آیت تو گستاخی معاف خواہ مخواہ پیش کی۔ جس سے اُلٹی مصنف قرآن کی غلطی ثابت ہوتی ہے۔ اور اس کی لیاقت کی قلعی کھلتی ہے۔ حضرت اس آیت پر عمل کرنے سے تو جملہ علوم معدوم ہوئے جاتے ہیں۔ بایں وجہ کہ کسی چیز کا آدمی کو بغیر پیچھے لگنے یعنی جستجو۔ تلاش اور تحقیقات کرنے کے علم نہیں ہوتا۔ اور قرآن پیچھے لگنے یعنی تحقیقات کرنے سے منع کرتا ہے۔ گویا ہر طرح کی تحقیقات علمی سے روکتا یعنی جاہل بناتا ہے۔ پس قرآن کے اس ارشاد کی تعمیل کرنا گویا وادیہ نادانی میں سرگردان پھرنا ہے حکیم صاحب! کیا آپ کو پیدا ہوتے ہی علم حکمت آتا تھا؟ آپ کو یہ لیاقت کہاں تھی۔ جب آپ علم حکمت کے پیچھے لگے تب حاصل ہوا۔ گویا آپ نے قرآن اور قرآنی خدا کی عدول حکمی کی۔ جب آپ کے خدا نے نہیں نہیں قرآنی خدا نے ایسے دلائل سے بچنے کا ارشاد فرمایا۔ اور آپ نے اُس کا حکم نہ مانا تو بتلائے۔ آپ کون ہوئے؟ حضرت کیا یہی کام معلم الملکوت نے نہیں کیا تھا۔ پس یہ آپ کا جواب کسی حالت میں جواب کہلانے کے قابل نہیں ؞

اسی جواب کا دوسرا رد۔ محمدیوں کو خدا کا علم نہیں۔ اور نہ بہشت و دوزخ کا۔ اور نہ فرشتوں کا۔ اور نہ پیغمبروں کا اور نہ عذاب و ثواب قبر کا۔ اور نہ کتابوں کا۔ اور نہ شیطان کا۔ اور نہ منکر نکیر و کراماً کاتبین کا۔ پھر اُن کے پیچھے لگنا کتنا خلاف عقل ہے۔ حالانکہ قرآن بھی منع کرتا ہے۔ ان سب سے ہزار گنا زیادہ آریوں کو یا تناسخ ماننے والوں کو۔ بلکہ ہر ایک کو تناسخ کا علم ہے ؞

پس ایسے صریح تناسخ جیسے مسئلہ سے انکار۔ اور فرشتوں اور شیطانوں سے دور از عقل مسائل پر اقرار کرنا۔ محمدی ہی کی عقل سناری ہے ؞

اسی جواب کا تیسرا رد۔ کان آنکھ اور دل سے سوال کیا جانا۔ اور اُن کا جواب دینا۔ جو سراپا محال ہے۔ جس کا از آدم تا ایندم کسی محمدی کو علم نہیں اور نہ ہوگا۔ اُس کے پیچھے لگنا اور اس پر اعتبار کرنا اور تناسخ جیسے واضح اور انصاف حق پر مبنی مسئلہ سے روگرداں ہونا کتنی علم و دانش کے خلاف بات ہے ؞

مولوی دوسرا جواب اپنی کم علمی اپنی کم فہمی اور کمزوری سے تفرقہ کے اسباب رنج و راحت کے موجبات اور سامان نہ جاننے سے یہ اعتقاد کر لینا کہ ان تفرقوں کا باعث ہمارے پہلے جنم کے اعمال ہی ہیں۔ گویا بے وجہ قویہ ایک چیز کو کسی دوسری چیز کا سبب قرار دے لینا ہے۔ اور یہ جرات اس قسم کی ہے کہ ہم کسی آدمی کو اندھیری رات میں کہیں جاتا دیکھیں اور اپنے آپ ہی یہ سوچ لیں کہ اسوقت کچہریاں بند ہیں بازار بند ہیں پس بجز اسکے کہ یہ آدمی اس وقت صرف چوری کرنے جاتا ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں عقل والے سوچ لیں یہ کیسی منطق اور لاجک ہے۔ اسیواسطے قرآن کریم نے تناسخ ماننے والوں کی نسبت فرمایا ہے۔ کہ یہ لوگ اٹکل بازی میں پڑے ہیں ؞

آریہ رد جواب دوم۔ ہم آپ کو کم علمی و کمزوری و کم فہمی کی بابت کچھ بھی کہنا نہیں چاہتے۔ ایسی باتوں سے ہی آپ کی لیاقت اور آپ کی دلیل کی کمزوری ظاہر ہے ؞

سُنئے

دنیا میں تفرقہ موجود ہے۔ رنج و راحت موجود ہے۔ جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اب تفرقہ اسباب اور رنج و راحت کے موجبات تلاش کرتے ہیں۔ جو لوگ خدا کو نہیں مانتے یا تمام ذمائم سے آلودہ جانتے ہیں وہ اپنی کم علمی سے کچھ الٹا خیال کریں تو کریں۔ مگر کسی اہل دانش پر پوشیدہ نہیں کہ ایشور کے سب کاموں میں حکمت بھری ہے۔ کوئی کام اُس کا انصاف و عدالت سے خالی نہیں۔ تمام عقلمند یہاں دیکھتے ہیں کہ بُرے کاموں کا بُرا پھل ہے۔ جیلخانہ کے قیدیوں کو دیکھ کر جرم اور جرم کو دیکھ کر قید اور سزا کا خیال آتا ہے۔ جُہلا کیا کہنا۔ اُن کے حق میں مصنف قرآن اچھا کہتا ہے۔ کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے سنتے ہوئے نہیں سمجھتے گویا صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ بہرے ہیں۔ گونگے ہیں۔ اندھے ہیں اور ان حرکتوں سے باز نہیں آنا چاہتے۔ کیا جیل خانہ کے قیدی کو دیکھ کر جرم کا خیال کرنا بیوجہ قویہ ایک چیز کو کسی دوسرے کا سبب قرار دے لینا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ نہایت قوی وجہ سے سچی بات کا اظہار کرنا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ حق بات سے روگردانی کے سبب آپ کی عقل میں فتور آگیا۔ جو آپ نے مثال دی۔ وہ آپ کی منطق دانی پر داغ لگاتی ہے۔ سنئے اور سمجھئے اگر ہم کسی آدمی کو اندھیری رات میں کہیں جاتا دیکھیں۔ تو کیا مندرجہ ذیل شکوک و شبہات پیدا نہیں ہوتے۔ اول یہ کہ اس کو کوئی بہت ضروری کام ہے۔ یا چور ہے یا پاگل ہے یا کسی نے جبراً روانہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اگر اُس کے ہاتھ میں نُہرلہ آلہ نقب بھی ہو کمند بھی ہو۔ دیا سلائی کی ڈبیا بھی ہو تو چور ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔ مزید برآں اگر نقب سے پکڑا جائے مال مسروقہ مل جائے۔ تو وہ یقین درجہ حق الیقین پر پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح ہم یہاں کسی کو آتشک یا سوزاک کی دوائی خریدتا دیکھیں۔ تو اُس کے زنا کار ہونے کا شبہ ہو جاتا ہے۔ اور جب اُس کو آتشک یا سوزاک میں مبتلا دیکھتے ہیں تو اُس کی زناکاری کا یقین ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اُس کی طوائف بازی بھی ہم کو معلوم ہو تو حق الیقین میں کوئی کسر نہیں رہتی

اسی کے حسب حال جب کوئی بچہ جنم سے اندھا لولا لنگڑا وغیرہ دیکھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی خدا کو عادل و منصف بھی مانتے ہیں۔ تو فی الفور حق الیقین

ہوجاتا ہے - کہ اُس نے ضرور بُرے کام کئے ہیں - ورنہ مسلمانوں یا عیسائیوں کی طرح سب خرابیاں خدا کے گلے مڑھنی پڑتی ہے ۔

واضح ہو کہ جس مذہب سے خدا پر الزام آوے وہ مذہب باطل ہے - بنابران

سچے ویدک دھرم انوسار تناسخ یقین ہوجاتا ہے - سوائے اس کے اس کا کوئی جواب نہیں ۔

جس طرح دانا سُراغی (کھوجی) جانور یا آدمی کے پاؤں کا نشان دیکھ اور اُس کے پیچھے لگ مال و مجرم کو پا لیتے ہیں (دیکھو قریش کے کھوجیوں کا حال صفحہ ۱۸۹ - اعجاز التنزیل)

اسی طرح طالبان حق سلسلہ اعمال پر غور کر اور تناسخ کے صراط المستقیم پر چل راہ حق کو پا لیتے ہیں - مگر ناواقف و ناوان آدمی نہ جانتا ہے - اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے - اور حوالہ دیتا ہے - کہ ہماری کتاب میں لکھا ہے - کہ جس چیز کا مجھے علم نہیں - اسکے پیچھے مت لگ - مگر نہیں جانتا - کہ ہر بات میں تحقیق و تفحص شرط ہے - آپنے جو قرآن کا پرمان دیا - اُسمیں قرآن اور اپنی دونوں کی لیاقت کا امتحان دیا - قرآن اسمیں دھریوں کا ذکر کرتا ہے - جو مانتے ہیں - کہ زمانہ ہلاک کرتا ہے - اور دنیا کی زندگی ہی کو معراج مانتے ہیں - اور ایسے لوگ صرف مسلمان ہی ہیں - حدیث میں ہے - مت کھو نا امیدی زمانہ کی تحقیق زمانہ ہی خدا ہے - پس محمدیت اور دہریت توام ہیں - باقی رہا دنیاوی زندگی کو معراج ماننا وہ بھی ان کے حق میں موزوں ہے - نمونہ کے واسطے خود محمدؐ صاحب کی زندگی کافی ہے - شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں ۔

در بدانکہ دوستریں چیزے بحضرت رسالت پناہ از امور دنیا زنان بودند بوے خوش و گفتہ اند کہ در مباشرت قوت سی نفر تا چہل نفر و برا کرامت شدہ بود لاجرم مباح شد اورا چنداں کہ خواہد آں در نکاح خود آورد - و بخاری از انس آوردہ کہ حضرت رسالت پناہ میگشت بر تمامہ نساء خود در یک شب و آں یازدہ تن بودند و در روایتے نہ - و بودیم کہ تحدیث میکردیم کہ دادہ شدہ اورا قوت سہ نفر و از طاؤس و مجاہد آمدہ کہ قوت چہل تن و در روایتے از مجاہد قوت چہل مرد از اہل جنت و در روایت صحیح آمدہ کہ ہر یکے از اہل جنت را قوت صد مرد بود در اکل و شرب و جماع لہذا مباح بود - آنحضرت را ہر مقدار زنان کہ خواہد - دریں جا کمال فضل و شرف و امتیاز اوست از سائر رجال امت (دیکھو مدارج النبوت مطبوعہ نول کشور جلد دوم باب دوم ذکر ازدواج صفحہ ۵۹۲) - پس محمدؐ صاحب کو جماع میں توت ۴۰ × ۱۰۰ = ۴۰۰۰ - آدمیوں کی تھی اور تناسخ نہ ماننے کے سبب ایسے ہی شہوی خیال پیروان دین محمدی کے دل میں گذرا کرتے ہیں - ظہیر الدین بابر بادشاہ غازی کہتا ہے ؎

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست ۔ نوروز و نو بہار مے و دلبر با خوش است
اذیں خوشتر چہ باشد زندگانی ۔ مے و دلدار و گلزار جوانی

اور یہی اشعار تمام مسلمانوں کے حسب حال ہیں ۔

اور اگر قرآن خدا نخواستہ تناسخ کے ماننے والوں کی تردید کرتا ہے - تو مدعا فہمی سے قاصر ہے - اُن کا یہ اصول نہیں بلکہ تناسخ کی ساری بنیاد اعمال انسانی و عدل ربانی پر ہے - توہمات زمانی اور وسوسات قرآنی پر نہیں ۔

مولوی تیسرا جواب :- دنیا میں ہم یہ تفرقہ تو دیکھتے ہیں - کہ ایک جنم کا بیمار ہے - اور دوسرا تندرست - ایک جنم سے دولتمند ہے - اور دوسرا غریب اور مفلس اور دنیا کا تمام کارخانہ اور اُس کا تمام انتظام ایک علیم و حکیم کی زبردست طاقت و صفات کا نتیجہ اور اثر ہے - پس ہمیں یقین ہے کہ یہ تفرقہ بیوجہ اور بحکمت نہ ہوگا - مگر کیا یہ ضرور ہے کہ اُس غیر محدود کی کل باریک حکمتیں اور بے تعداد تدبیریں ایسی ہوں کہ انسانی محدود عقل اور سمجھ انپر حاوی ہو جاوے ؟ یاد رکھو کہ کسی کی نظر اور بصیرت اسکو احاطہ نہیں کر سکتی اور وہ سب پر محیط ہے - قرآن فرماتا ہے - اسکو آنکھ ادراک نہیں کرتی اور وہ آنکھوں کو ادراک کرتا ہے اور وہ لطیف اور خبیر ہے اُن کے آگے کی اور پیچھے کی سب چیزوں کو جانتا ہے اور وہ اُسکے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے - مگر جو وہ آپ چاہے ۔

آریہ رد جواب سوم :- مولوی صاحب یہ تو کوئی نیا جواب نہیں - بلکہ وہی پہلا جواب ہے - جس کا کھنڈن ہو چکا ہے - جو الزام پہلے جواب میں آپنے قائلیں تناسخ پر لگانے وہی یہاں ہم اسلام پر لگا سکتے ہیں - حضرت ! تناسخ والے تو وجہ بتلاتے ہیں اور تلاش کرتے ہیں اور ثبوت پہنچاتے ہیں - مگر قرآن نے تو دلیل سے منع کر دیا دوسرے الفاظ میں بقول آپکے بتلا دیا - کہ اس باریک بھید کے سمجھنے کے واسطے اعرابیوں کی محدود عقل اور سمجھ کافی نہیں یہاں فلاسفرانہ دماغ چاہیئے - بقول سید احمد خاں صاحب کے "اونٹ چرانے والے اس مسئلہ کو نہیں جانتے"

مولوی صاحب :- اس جواب سے اگر خاموش رہتے تو ہم کو آپکے الہام و علم کا گمان بنا رہتا - خدا نے خود چاہا ہے - یعنی یہ اسکی مرضی ہے کہ لوگ حکمت کو سیکھیں اور آنکھ کھولیں عقل کا استعمال کریں - اور اپنے پاک ویدوں میں مسئلہ تناسخ کو کما حقہ ارشاد فرمایا ہے - قرآن کریم کی آیت

کوئی نئی ہدایت نہیں وید اور آپ نشد کے
اس واک کی سنی سنائی روایت ہے - کین اُپ نشد نمبر (۳)

यच्चक्षुषा न पश्यति येन चक्षूंषि पश्यति ।
तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥
केन उपनिषत सामवेदीय खण्ड १ वाक ६

ترجمہ جو آنکھوں سے نہیں دیکھ پڑتا اور جس سے سب آنکھیں دیکھتی ہیں اُسی کو تو برہم جان اور اُسی کی اوپاسنا کر اور اُس سے علاوہ جو سوریہ بجلی - اگنی وغیرہ بیجان چیزیں ہیں اِن کی اوپاسنا مت کر -

اسی طرح وہ دوسری آیت بھی اُپ نشد کے اس واک کا ترجمہ ہے -

सवेत्ति विश्वं न च तस्यास्ति वेत्ता तमाहुरग्र्यं पुरुषं महान्तं

وہ سب چیزوں کو جانتا ہے - اُس سے کوئی بات مخفی نہیں مگر اُسکی ذات کا پورا علم کسی کو نہیں کیونکہ پری پورن (محیط) لطیف اور خبیر ہے -

مولوی چوتھا جواب :- کسی کا بیمار ہونا اور کسی کا تندرست - اور کسی کا آسودوں کے گھر جنم لینا اور کسی کا مفلسوں کے گھر میں جائز ہے - کسی اور وجہ سے ہو سکتا ہیں احتمال آواگون ماننے والوں کا استدلال صحیح اور تام نہیں - پس ہم ان کو کہتے ہیں کہ کوئی ایسی عقلی دلیل لاؤ - جس سے ثابت ہو جائے - کہ ایسے تفرقوں کا اعمال کے سوا اور کوئی باعث نہیں بلکہ صرف اعمال ہی اس تفرقہ کا باعث ہیں - بلکہ بہ تجمیل ارشاد

قرآنی جو ذیل میں ہے کہتے ہیں - کوئی علمی دلیل لاؤ - اٹکلوں اور گمانوں سے کام نہ
لو کیونکہ سچ ہے - جس میں کہا ہے قل ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا الآخر
ترجمہ کہ تمہارے پاس کوئی علم ہے تو ہمارے پاس نکال لاؤ - تم تو ظن کی پیروی
کرتے ہو اور اٹکلیں دوڑاتے ہو (سورۃ انعام)

آریہ رد جواب چہارم :- یہ تو ایسا شک ہے جیسے کوئی کہے کہ ممکن ہے اس دنیا کا
بنانے والا خدا کے سوا کوئی اور ہو کیونکہ اس کو ایسے دھندوں سے کیا کام جو
حیران و ستہام ہو وہ تو لطیف و قدوس ہے مولوی صاحب یہ تو نہایت ہی ناواقفی
کا جواب ہے ہم لوگ تو دلائل عقلی سے اعمال و جزا و سزا کا نقشہ آنکھوں کے
سامنے رکھ عدل خداوندی کے بھروسہ پر ثبوت دیتے ہیں اور بتلاتے ہیں -
کہ اس کا یہی سبب ہے اور کوئی نہیں یہ کہنا آپ کا ایسا ہے جیسے کسی کو مرض جنون
ہو - عام جاہل اور خصوصاً محمدی لوگ یہ کہیں کہ اسکو جن یا دیو ہے اور ان کے ملا لوگ اپنی
اعرابیت سے سورۃ جن پڑھ پڑھ کر اسپر پھونکیں اور کوئی ڈاکٹری یا بید یونانی طبیب
آنکر اسکا دوائی سے علاج کرے اور وہ شفایاب ہو جاوے تب ناواقف لوگ یا کوئی آپ
جیسا راجہ شاہی حکیم کہے جائز ہے کہ جنکے سوا اور وجہ ہو شاید جادو ہو یا نظر لگ گئی
ہو یا کسی ڈائن نے کلیجہ نکال لیا ہو - اور ساتھ ہی یہ کہیں کہ ڈاکٹر صاحب کوئی ایسی
عقلی دلیل لاؤ جس سے ثابت ہو جائے کہ ایسی حالت مرض کے سوا جن بھوت جادو
سحر اور ڈائن چھل پائی کی پکڑ سے نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ تعمیل ارشاد قرآنی جلاب اور
فصد سے کام نہ لو اور نہ علم حکمت کو دخل دو - کیونکہ قرآن سچ (دیکھو سورۃ بقر و سورۃ
جن وغیرہ) مولوی صاحب :- ہم اٹکلوں اور گمانوں سے کام نہیں لیتے بلکہ دلائل و اثبات
سے اٹکلیں تو آپ دوڑاتے ہیں جبکہ فرماتے ہیں - جائز ہے اعمال کے سوا کسی اور
وجہ سے ہو پس بایں احتمال کہہ سکتے ہیں یہ تفرقہ بیوجہ و بحکمت نہ ہوگا - مگر یہ کیا
ضروری ہے کہ اس غیر محدود کی کل باریک حکمتیں اور بیتعداد تدبیریں ایسی ہوں کہ
انسانی محدود عقل اور سمجھ انپر حاوی ہو جاوے - اسلامیوں کو ایسی دلائل نے بچنے
کا ارشاد فرمایا - پس یہ قرآنی آیت آپ جیسے شکی لوگوں کیواسطے ہے اہل حق اور ویراز
وید کیواسطے نہیں ہے کیونکہ ہم نہ ظن کرتے ہیں اور نہ شک بلکہ دلیل لاتے ہیں اور ثبوت
پہنچاتے ہیں جس طرح خدا کی ہستی کا ثبوت ؛

مولوی پانچواں جواب :- اگر آریہ اس پر از راہ عنایت انصاف کریں تو کسی قدر لطیف
اور ملاحظہ کے قابل ہے موجودہ اشیا میں اس تفرقہ سے بڑھکر ایک بڑا تفرقہ ہم دیکھتے
ہیں - اور اس بڑے تفرقہ کا باعث پہلے جنم کی جزا و سزا نہیں اور اس امر کو آریہ
صاحبان آپ بھی تسلیم کریں گے یعنی ایک ارواح یعنی چیتن وستو یعنی عالم ہوشیار چیز
ہے اور پرکرتی بلکہ پرمانو یعنی اجسام صغیرہ اور نہایت باریک ذرات جنکو عربی
علوم طبیعیہ کے عالم اجسام ذیمقراطیسی کہتے ہیں - ایک جڑھ اور غیر ذیشعور چیز ہے
اور باریتعالے علیم و خبیر و عزیز و غائب القدوس السلام ایک تیسری چیز ہے - جو
ان دونوں اول الذکر ارواح و اجسام بلکہ کال یعنی زمانہ پر حکمران ہے

آریہ صاحبان! بلکہ تناسخ کے ماننے والو! ان تین اشیا موجودہ میں اول روحین
جنم سے کیا ازل سے بقول آریہ اللہ تعالیٰ کے ماتحت اور اسکی صفت عدل کے باعث
جزا و سزا میں گرفتار ہیں اور بقول تناسخ ماننے والوں کے بلکہ آریہ کے ابد الآباد
تک اسی طرح گرفتار رہیں گی اگر مہان پرلے کے وقت یا اس سے کسی قدر پہلے اور
پیچھے اجسام سے الگ ارواح آرام و راحت میں بھی رہے تو اس وقت بھی تخم کی
طرح برائی ان میں بنی رہتی ہے - جس کے باعث ارواح کو پھر جنم لینا پڑتا ہے اور

دوم پرمانو بیچارے تو ازل سے ابد تک کبھی بقول آریہ کے محروم ہی رہیں گے - اور
سوم اللہ تعالے ازل سے ابد تک ہمیشہ انپر حکمران رہا اور ہمیشہ انپر حکمران رہے گا ؛
اب ہم تناسخ ماننے والوں کی دلیل کی طرف توجہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم دیکھتے
ہیں ان تین میں بعض اشیا جنم سے کیا ہمیشہ سے لنگڑے اور بعض اشیاء جنم
سے کیا ہمیشہ سے سزا و جزا میں گرفتار اور ایک الغنی اور ایک ان دونوں پر
حکمران جل شانہ - اب آپ کی دلیل تناسخ کو بعینہ لیکر کہتے ہیں دیکھو اثبات تناسخ
بحث کی ابتدا میں ہے - جو کہو کہ پرمیشر کی مرضی تو کیا وہ عادل نہیں پس بجز نتیجہ
سابقہ جنم کے اور کیا کہ سکتے ہو - لیکن تم آریہ اور تمام قومیں اللہ تعالے کو
ماننے والی اللہ تعالے اور پرمانوں میں تو جنم کے قایل نہیں - پس ظاہر ہوا - کہ
تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں - جو ہم تناسخ کے قائل ہو جاویں بلکہ تفرقہ
کے اور اسباب بھی ہوتے ہیں - بلکہ ایزدی مخلوق میں ہم دیکھتے ہیں - کوئی چیز پتھر
کہلاتی ہے اور کوئی پانی کچھ روشنی کی کرنیں اور الکٹرسٹی کے ذرات اور کچھ پہلے درجہ
کی کثیف اشیاء کاربن وغیرہ بنا دیا گیا اس تفرقہ کا باعث پورب لے جنم کے اعمال ہیں انکے کس کام کی
جزا و سزا ہے معلوم ہوا کہ تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں بلکہ اس القادر کی باریک حکمتیں ہیں جنسے ہم آدم کا اور خیر کی
لقد خلقکم اطوارا و خلقکم مافی السموات و مافی الارض جمیعا ترجمہ یقیناً اس نے تم کو مختلف طور
پر بنایا اور آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب تمہارے لیئے پیدا کیا - اور سب
اشیا ہماری ہیں ؛

آریہ رد جواب پنجم :- آپکے اس جواب سے تو در حقیقت تسلی ہو گئی اور کیوں نہ ہو جب
آپ خود ہی اسے لطیف اور قابل داد بتلاتے ہیں دریں چہ شک مگر مولوی صاحب
اپنی تعریف عقلا کو پسند نہیں بقول صائب ثناے خود بخود گفتن نہ زیبد مرد دانا را
کیا اچھا ہو کہ مسلمان اور خصوصاً پیروان مسیح موعود آپ کو مسلم اول کا خطاب دیدیں
کیونکہ حواریان مسیح میں ایسی لطیف اور قابل داد جواب دینے کی کسے طاقت ہے ؛
جناب آپ روح مادہ اور خدا ان تینوں کے بلا تناسخ ویسے اعمال تفرقہ کو پیش کر
اس سے تناسخ جیسے معقول مسئلہ پر اعتراض لاتے اور شک دوڑاتے ہیں مگر
اصل بات یہ ہے کہ آپ نے تناسخ یا اعمال یا سزا و جزا کو بالکل نہیں سمجھا اور
یہی وجہ ہے کہ ایسے وسواس باطل پیدا کر باوجود بنیاد فاسد علی فاسد کے اس کو
لطیف اور قابل داد سمجھ بیٹھے ہو آپ کو سمجھاتے ہیں غور کرو اور سنو سزا و جزا کسی کی
ہستی پر نہیں بلکہ گیان فعل اور روح پر ہے - چونکہ گیان و تمیز ارادہ و ادراک پرمانوؤں
میں بالکل نہیں تناسخ برآں سزا و جزا سے ان کا کوئی تعلق نہیں - باقی رہا خدا چونکہ
اپنی غرض نفسانی کیواسطے وہ کوئی کام نہیں کرتا - چونکہ وہ بغیر حواس کام کرتا ہے
چونکہ اسکا جسم نہیں - علیم کل سرد بیانک ہے - اسمیں احتیاج و اگیان نہیں بنا بر
آں نہ شریر دھارتا ہے نہ پھل بھوگتا ہے نہ تناسخ میں آتا اور نہ آسکتا اور نہ سزا
و جزا کا مستحق ہے مگر
روحیں مدرک بالذات اور متصرف بالآلات ہیں - بدیں سبب وہ فعل کرتی
اور پھل کی خواہشمند ہیں احتیاج و اگیان و الپگیتا وغیرہ صفات سے موصوف
ہیں پس وہ نیک یا بد پھل کی مستحق اور تناسخ میں آنیکے یوگ ہیں ؛
آپ کے یہ الفاظ "پرمانو بیچارے تو ازل سے ابد تک کبھی بقول آریہ کے
محروم ہی رہیں گے" - "بعض اشیا جنم سے کیا ہمیشہ لنگڑے" اور "پرمانو میں تو جنم کے
قایل ہی نہیں" "کوئی چیز پتھر کہلاتی ہے اور کوئی پانی کچھ روشنی کی کرنیں وغیرہ کیا
اس تفرقہ کا باعث پورب لی جنم کے اعمال ہیں" "ان کے کسی کام کی سزا و جزا" -

معلوم ہوا کہ تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں"۔

حضرات آپ کی یہ دلیل تو ایسے بھولے پن کی ہے جیسے کوئی کہے کہ جس طرح تلوار کو آدمی کے قتل کرنے سے پھانسی نہیں ملتی اور جیسے جج مجرم کو سزا دینے سے سزایاب نہیں ہوتا۔ اور جس طرح جیلخانہ کی کڑیاں پیالہ گھڑے دیواریں لوہا چھت دروازے کسی جرم میں جیلخانہ نہیں گئے اور نہ انکو سزا ہوتی ہے۔ اسیطرح قیدی بھی کسی جرم کی علت میں جیلخانہ نہیں گیا اور نہ اسکو کسی جرم کی علت میں سزا ہوئی اور جسطرح آدمی کو بدپرہیزی سے بخار ہوتا ہے مگر کنین کو یا ہسپتال کی بوتلوں کو یا ہسپتال کو یا اوزاروں کو یا ڈاکٹر کو نہیں ہوتا۔ پس مریض کو بھی بدپرہیزی سے نہیں ہوا۔ کیونکہ اور وں کو بھی نہیں ہوتا۔

اور جس طرح آدمی کو طوائف بازی سے آتشک یا سوزاک ہوتا ہے مگر پاجامہ یا دھوتی کو یا دوائی کو یا سامان متعلقہ چارپائی وغیرہ کو نہیں ہوتا پس آدمی کو بھی طوائف بازی سے نہیں ہوا وہ چادر وہ پلنگ وہ زنجیر وہ سقف وہ پانی کس گناہ کے بدلے ایسی بُری جگہ میں گئے۔ انکے کس کام کی سزا و جزا۔ پس معلوم ہوا کہ تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں۔

مولوی صاحب یہ خیال سراپا باطل ہے مہربانی کرکے غور کرو اور سمجھو اچھے یا دولیش پر نہیں سکھ دکھ اور گیان کے ساتھ جو کام کرتا ہے اُسکو اُس کا پھل ملتا ہے دوسرے کو نہیں بایں وجہ معقول صرف روحوں کو ہی کرموں کا پھل ملتا ہے اور وہی تناسخ میں آتے ہیں اور کوئی نہیں۔

آپ کا یہ قول۔ لیکن تم آریہ اور تمام قومیں اللہ تعالے کو ماننے والے اللہ تعالیٰ اور پرانوں میں تو جنم کے قائل نہیں" آپکی ناواقفیت پر دال ہے۔ کیونکہ پورانک ہنود دونوں پُنر جنم کے قائل ہیں اور نوین ویدانتی سب کو خدا مانتے ہیں اور ایسے ہی صوفی ہمہ اوستی اور تم ہمہ اوستی بھی انہیں کے بھائی بند ہو تمہارے بزرگ اور ولی اور پیشوا بایزید بسطامی نے کہا ہے لا الہ الا انا فاعبدون ع الا اللہ ہمہ اوست باللہ ہمہ اوست۔ تمہارے صوفی اور مولوی رومی جیسے فاضل قرآن کے ماہر خدا میں بھی تناسخ کے قائل ہوئے ہیں۔

خود بہ پیمبر شد و پیام آورد گشت خود کافر و نمود انکار

تمہارا ایک خدا رسیدہ کہتا ہے مدت در خیال ایں بودم کہ منم ذاکر و توئی مذکور
شد یقینم کنوں کہ غیر تونیست ذاکر و ذکر شاکر و مشکور

سہ اس دوئی او صاف دیدہ احولست ورنہ اول آخر آخر اول ست

عیسائی مسیح کو خدا مانتے ہیں۔ اور اُس کا لوگوں کے بچانیکے واسطے دنیا میں جنم لینا ایمان جانتے ہیں باپ اور بیٹا اور روح القدس خدا کے اقنوم ہیں اور یہی تثلیث کے تین ارکان معلوم ہیں۔ تمہارے فاضل اجل مولوی رومی صاحب لکھتے ہیں

چون آں بیچوں دریں چوں کرد آرام پے رد پوش کردہ یوسفش نام

مولویصاحب سوائے آریوں کے کوئی بھی ایسا نہیں جو قولاً و فعلاً خدا کے جسم اختیار کرتا ہو دنیا میں صرف وید مقدس ہی ہیں کہ جنکا ایسا ڈنکا کی چوٹ سے ارشاد ہے کہ پرماتما کبھی جون نہیں نہیں آتا اور نہ اوتار دھارن کرتا ہے۔ اسیواسطے اوتار لفظ بھی وید میں نہیں ہے۔

پتھر پانی روشنی کی کرنیں۔ الکٹرسٹی کے ذرات۔ کاربن ہیڈروجن اتیھر ایٹم وغیرہ سب ہی بیجان ہیں گیان سے رہت ہیں اور یہی سبب ہے کہ وہ اعمال کے بندھن میں نہیں ہیں۔ اسی لئے انپر تناسخ کا لفظ حاوی نہیں۔

مختلف سزا و جزا اعمالوں پر ہے اعمال سے شر بد اور شر بد سے تناسخ ثابت ہے۔

اب میں آپکے وہی الفاظ دوہراتا ہوں "ہم دیکھتے ہیں کئی آدمی جنم کے اندھے لنگڑے لولے کانے بہرے۔ کنگال ہوتے ہیں۔ اور کئی راجہ ٹھکر دولت مند۔ امیر جو یہ کہو پرمیشور کی مرضی ہے تو کیا پرمیشور منصف و عادل نہیں۔ جو بلا قصور اندرک بالذات و متصرف بالآلات ہیں فرق کرتا ہے۔ پس بجز نتیجہ سابقہ جنم کے اور کیا کہ سکتے ہیں کیونکہ خدا ایسی طرفداری و نا منصفی نہیں کرتا"۔ الہامی و حواری صاحب یہ فقرہ اب موزوں ہوا یا اسوقت ذرا خدا کے واسطے انصاف کیجئے گا۔

قرآن کی محولا آیت تو چند سطرین سیاہ کرنے کے سوا کسیطرح آپکے حق میں مفید نہیں اور ہو بھی نہیں سکتی کیونکہ تناسخ سے اُسکا کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ علم معقول سے اگر القادر کی باریک حکمتیں یہی ہیں جو قرآن میں ہیں کہ یقیناً اُسنے تم کو مختلف طور پر بنایا اور آسمانوں و زمین میں جو کچھ ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا۔ اور یہ سب اشیا ہماری ہیں" تو انکو سنکر ایک معمولی طالب علم کی (جو منطق کا پہلا رسالہ بھی جانتا ہو) تسلی ہونی درکنار اُلٹی قرآن کے مصنف کی لیاقت پر اُسے ہنسی آنی شروع ہو جاتی ہے۔ اور وہ فی الفور کہہ اُٹھیگا۔ کہ یہ دعولے باطل ہے۔ آسمان کوئی چیز نہیں۔ علم طبعی اور ہیئت نے ظاہر کر دیا۔ کہ وہ صرف حد نظر ہے۔ یا قرآن کی باریک حکمتیں یہی ہیں۔ کہ جسکا تجھے علم نہیں اُسکے پیچھے مت لگ کیونکہ آنکھ ناک کان اور دل سب سے سوال کیا جاویگا"۔ تو بس ع اے ترکِ من ناز کہ تر کے تمام شد۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا جو طالبعلموں کو سوارِ جہانگیر یکراں بُراق۔ کہ بگذشت از قصر نیلی رواق وغیرہ علم معقول کے خلاف شعر حفظ کرائے جاتے تھے اور وہ غریب بالجبور معذور ہو کر یاد کر لیتے ہو منہ سے اعتراض کا نام نکالنے کی بھی جرات نہ کرتے تھے۔ حضرت قرآنمجید فرقان مجید تو صرف اسیواسطے ہے کہ عرب کے بدوؤں کو ڈرا کر دھمکا کر اور پھسلا کر دین محمدی میں گرویدہ کیا جاوے۔ وہ علم معقول اور فلسفی دلائل سمجھانے کے واسطے نہیں اور نہ معقولیت سکھلانے کے واسطے جیسا کہ خود قرآن کریم میں ہے۔ وَهُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ ترجمہ او ست آنکسیکہ برانگیخت درمیان اُمیاں مراد قوم عرب اند کہ اکثر ایشاں خواندہ و نویسندہ نبودند (رسولاً منہم) فرستادہ از جملہ ایشاں یعنی اُمی"

لیکن مولویصاحب القادر کی باریک حکمتیں وہی ہیں۔ جو وید مقدس میں بیان ہوئی ہیں۔ وید ام الکتاب بلکہ فتح الباب عالم و عالمیان ہے۔ وید علم معقول کا مخزن اور جواہر معرفت کا معدن ہے اور اس کا سبب ظاہر ہے۔ کہ عقل کل پرماتما سے اُسکا ظہور ہے۔

مولوی جواب ششم۔ سائنس یعنی پدارتھ ودیا (علم طبعی) نے ثابت کر دیا ہے کہ مابین جمادات و نباتات اور انسان اور حیوانات کے تباین اور تفرقہ ضرور ہے۔ مگر تناسخ ماننے والے کہتے ہیں کہ ان اشیا میں کوئی تباین نہیں انسانی روح ناقص اعمال سے مر کر حیوان اور حیوانی روح انسانی بن جاتی ہے۔ بعض انسان شجر و حجر ہو جاتے ہیں اور بعضے شجر و حجر انسان اور روح وہی روح رہتی ہے۔ اور یہ امر سائنس کے بالکل خلاف ہے تعجب آتا ہے آریہ کے اعتقاد پر۔ روح کے گن۔ کرم سبھاؤ یعنی روح کے خواص۔ افعال۔ اور عادات انادی اور غیر مخلوق ہیں۔ اور روح کے لئے یہ امور آریوں کے نزدیک لازمی ہیں روح سے کبھی علیحدہ نہیں ہوتے۔ پھر روح کے شجر و حجر ہو جانے کی حالت میں ہم پوچھتے ہیں وہ صفات اور لوازمات کہاں چلے جاتے ہیں کیا ثبوت ہے۔ کہ یہ صفات اور لوازمات اس وقت بھی روح کیساتھ موجود رہتے ہیں۔

آریہ رد جواب ششم۔ آپکے گورو بلکہ پیر و مُرشد۔ خاتم الانبیا مثیل مسیح یا مسیح موعود نبی قادیانی جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیلمہ ثانی سُرمہ چشم

اسلام میں فرماتے ہیں ؎

فلسفی را چشم حق بیں سخت نابینا بود — گرچہ بکین باشد و یا بوعلی سینا بود

اور آپ اس چھٹے جواب میں فلاسفی پر چلے - مولوی صاحب قرآن اور فلاسفی مذہب منقول اور فلاسفی کا خیال ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک - تمہارا رومی علم طبعی کے جاننے والوں اور دلیل کرنے والوں سے کہتا ہے ؎

پائے استدلالیاں چوبیں بود — پائے چوبیں سخت بے تمکین بود
گر باستدلال کار دیں بودے — فخر رازی راز دارے دیں بودے
اول آنکس کہ قیاسک ہا نمود — نزد انوار خدا ابلیس بود

علم طبعی سے استدلال کرنا اور سائنس کا حوالہ دینا اہل وید یعنی پیروان وید کا کام ہے نہ کہ اعرابیوں اور مسلمانوں کا ؎

اہل قرآں را بہ طبعی دم کجب — زانکہ دخل عقل در دیں ناروا
چون کنم بر قول قرآن اعتبار — در پیش جبر و پیشش ذوالفقار
اہل قرآں را بہ دانش کار نے — مرد آمی را بہ حکمت بار نے

علم سائنس اور طبعی کا تو اہل آریہ کو افتخار رہے جنکا وید ابر نیساں کیطرح گہر بار رہے یہ ہمارا ہی احتمال نہیں بلکہ آج کل کے علما یورپ اور سائنس کے ماہروں کا بھی یہی خیال ہے - مورخ لیتھبرج صاحب فرماتے ہیں ÷

:- آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے شوقین رہے فلسفہ اور ہندسہ اور طبعیات کے استاد اول بھی ہیں - چھ مختلف وقتوں میں چھ فلاسفی ان کے ہاں تصنیف ہوئی ہیں ÷

مگر شکر ہے کہ آپ سائنس کی طرف چلے اور اعرابیت سے تہذیب کی طرف ڈھلے جو تفرقہ اور تبائین سائنس والوں نے جمادات اور نباتات و حیوانات کے درمیان بتلایا ہے - اسکو بھی آج سے لاکھوں برس پہلے وید مقدس نے حل فرمایا ہے - وہ تفرقہ ہمیں منظور ہے - اور اس تبائین سے ہم ناواقف نہیں ہم جمادات اور نباتات کو جڑھ غیر مدرک مانتے ہیں اور انھیں روح کا پرویش جائز نہیں جانتے - حیوانات نباتات جمادات کو باہمی سخت متبائین گردانتے ہیں کیونکہ انمیں جڑھ چیتن کا فرق ہے سائنس والے تو مادہ اور روح کے انادی ہونے کے قائل ہیں وہ کسی چیز کو سوائے مرکبات کے جدید نہیں جانتے وہ تو بند سے بطور تناسخ یا ہمشکل تناسخ انسان کے پیدائش مانتے ہیں جو بہت کچھ ہمارے مطابق ہے پس سائنس اور آریہ دھرم یعنی علم او ید او وید توام یا (یک جان) دو قالب ہیں علت و معلول کے سلسلہ پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ ضرور انسان ناقص اعمال سے حیوان اور حیوان بعد بھگتنے سزا کے انسان بنتے ہیں ہر ایک حکیم مزاج آدمی جسے منطق سے ذرا بھی مس ہے وہ جانتا ہے کہ انسان اور حیوان میں عقل ہی کا فرق ہے ورنہ لفظ حیوان دونوں پر صادق ہے اگر انسان عقل سے در گذر یا محروم رہ کر حیوانی کام کرتا ہے تو لابد ہے کہ وہ حیوان جو انسان ہو کر (معاذاللہ) گدھیوں کتیوں - گھوڑیوں یا بھیڑ بکریوں سے خلاف وضع فطری کے مرتکب ہوتے ہیں کیا وہ درجہ انسانیت سے گرے ہوئے نہیں ہوتے ؟

جو انسان ہو کر ماں بہن سے زنا کرے خلاف وضع فطرت کا مرتکب ہو فرقہ اسماعیلی کی طرح یا مشعل کشتاں کی طرح - کیا وہ حیوانی قالب میں نہیں جائیگا - بالضرور جائیگا - اور بصد ضرور جائیگا ÷

انسان ایسے برے کاموں سے تمام متحرک بالارادہ قالبوں میں جاتا ہے - مگر کبھی (د) ان قالبوں میں تناسخ نہیں ہوتا - جہاں ارادہ بالکل نہیں وید مقدس اسکے خلاف ہے مسئلہ تناسخ اسکے خلاف ہے روح کی ہستی اسکے خلاف ہے - پس آپکا جواب سراپا ناصواب ہے ÷

مولوی کا ساتواں جواب ÷ تناسخ کے ماننے میں سچے علم طب کا وہ بڑا بھاری خزانہ جسکی نسبت کو ہم رات دن بچشم خود دیکھتے ہیں لغو ہو گا - حالانکہ بداہت مشاہدہ اسکو لغو نہیں ٹھیرا سکتا - اور کیوں لغو ٹھیرا اسکے خالق فطرت اور نیچر کا پیدا کرنے والا خود فرماتا ہے یخلق لکم ما فی الارض جمیعاً - سب جو زمین پر ہے تمہارے لئے پیدا کیا - تناسخ ماننے میں علم طب کا بیفائدہ ہونا - اسلیئے ثابت ہوتا ہے کہ جب ہم نے مانا کہ تمام بیماریاں جو انسان اور حیوان کو لاحق ہوتی ہیں - وہ سب بیماروں کے سابقہ اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ ہے اور بد اعمالی کی سزا ہے - تو طبیب اور نیچرل فلاسفی جاننے والے نیچرل اسباب کو کیوں ڈھونڈھنے لگے - اور جب حسب الاعتقاد تناسخ کے مانا گیا - کہ سزاؤں کا بھگتنا ضروری ہے - اور کسیطرح بھی ممکن نہیں - کہ اللہ تعالے کی عدالت سے وہ سزا ٹلجاوے تو علاج سے کیا فائدہ اور اسکے باعث کیونکر فضل اور کرم الہی ہمکو الہی عدالت سے چھڑا سکتا ہے - اور اسباب الامراض اور معالجۃ الامراض سے کیا نفع ہو گا ÷

آریہ ساتویں جواب کا رد - مولوی صاحب آپکو ایسی نئی قسم کی باتیں کیوں اور کہاں سے الہام ہوتی ہیں - کیا اسی روح القدس سے جو فاختہ بنکر کسیوقت آسمان سے اترتی تھی یا اس سے جو کبوتری بنکر غار ثور پر انڈے دے گئی تھی - کسی گنوار آدمی کو آپ ایسا مغالطہ دیں تو شاید وہ آپ کے دام تزویر میں آجائے - مگر ہم لوگوں کو ہادی برحق نے ایسے وسوسات باطلہ سے خبردار کر دیا ہے - سنئیے ہم آپکو ڈنکے کی چوٹ سے سمجھاتے ہیں علم طب یعنی آیور وید تو یجروید مقدس کا اپ وید ہے جسمیں یجروید کے ان منتروں کی جسمیں علم طب کا ارشاد ہے رشیوں نے تفسیر کی ہے - پس اسپر عمل کرنا خالق نیچر یعنی واضع قانون قدرت کی تعمیل ارشاد ہے اسمیں ہمارا اور آپ کا اتحاد ہے ÷

جس طرح بد پرہیزی یا بد استعمال سے روگ ضرور ہوتا ہے - اسی طرح دوائی کے کھانے سے روگ دور ہوتا ہے - بد پرہیزی برا کام ہے اسکا پھل دکھ ایشور دیتا ہے - اسیطرح دوائیوں میں ایشور نے اپنی دیالتا سے روگ دور کرنے کی تاثیر رکھی ہے اور وید میں انکی کھانیکا ارشاد کیا ہے - پس بہ تعمیل حکم ربانی دوائی کا کھانا اچھا کام ہے اسکا پھل سکھ ہوتا ہے اور روگ کو کھوتا ہے - جب سب دوائیوں میں تاثیر ایشور کیطرف سے ہے ان کا تلاش کرنا اسکے حکم کی تعمیل ہے پس ضرور ہے کہ فائدہ تحصیل ہو - اگر بد پرہیزی کرنا فعل ہے تو دوائی کھانا فعل نہیں ؟ جو اس کا پھل نہ ملے ضرور ہر ایک کام کا پھل ہے
ع کردۂ خویش مثل ہست کہ مے آید پیش -

ہم آپ کو ایک نکتہ اور بھی سمجھائے دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب تک دکھ کی میعاد پوری نہیں ہوتی - دکھ دور نہیں ہوتا ہے - سلطان سکندر کیسا تھا ارسطو و افلاطون جیسے معلم حکمت موجود تھے - مگر جب شراب نے جگر جلا دیا - کوئی علاج کارگر نہ ہوا ÷

خود محمد صاحب کو جب یہودیوں نے زہر دیا - ایک سال تک اسکے سبب رنجور رہے - جبرائیل جیسے خدائی حکیم موجود تھے شفا نہ ملی اور نہ ٹوٹے ہوئے دانت پھر پیدا ہوئے ÷

موسی پیغمبر کی زبان میں لکنت تھی - لوگوں کو ہزاروں معجزے بقول بائیبل کے بتلاتے رہے - مگر اپنی زبان بھی درست نہ کر سکے - کسی نے سچ کہا ہے ع رنگریز برنگش خود در ماندہ - ابھی تھوڑے دن ہوئے شاہ جرمنی بیمار رہو لئے کوئی حکمت کارگر نہ ہوئی - حالانکہ حکمائے حاذق و نامی ڈاکٹر موجود تھے - اگر سچا علم طب جسکی صداقت کو آپ جیسے حواری راتدن بچشم خود دیکھتے ہیں درحقیقت سچا ہے تو آپکے مولانا و مرشدنا حضرت نبی قادیانی کے فرزند ارجمند کیوں مر گئے - حالانکہ جبرئیل نے بھی پیشگوئی کی تھی - آپکے باطل خیال کی تردید میں سعدی نے اچھا کہا ہے ؎ چوں مخبط شد اعتدال مزاج ÷ نہ عزیمت اثر کند نہ علاج

تناسخ کے ماننے سے ہی علم طب کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے آریوں نے اس علم میں علمیت بلند کیا ان لوگوں - اگرچہ ویدک علاج یعنی حکمت

وید کے سکھلانیکے واسطے خاص پاٹ شالائیں زیادہ مقرر نہیں ہیں۔ لیکن پھر بھی ؎

ازنقش ونگار درودیوار شکستہ   آثار پدید ست صنیاد ید عجم را

ایک لایق ڈاکٹر نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے "ایسے ایسے عجیب نسخے سخت سخت امراض کے دفیعہ کے اب بھی طبابت کے ذخیرے میں ہندی سے اخذ کئے ہوئے پائے جاتے ہیں کہ انگریزی ویونانی دونوں بالاتفاق اُسکے مقابلہ سے عاجز ہیں۔"
(مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ باب سوم صفحہ ۱۸۷ سے ۱۹۳)

اور میں نے آپ کے کئی دوستوں سے سنا ہے کہ آپ بھی بعوض یونانی کے ویدک حکمت کو پسند کرتے ہیں۔ بلکہ اُسیکے مطابق علاج فرمایا کرتے ہیں :۔

ہاں اگر تناسخ نہ مانیں تو پھر علم حکمت کا کتبخانہ آگ میں جلانیکے لائق رہ جاتا ہے اور کوشش رائیگان ہوجاتی ہے۔ کیونکہ دکھ لگایا خدا نے۔ خدا کے ارشاد کے مخالف دوائی کھانا ڈاکٹروں کے پاس جانا صاف عدول حکمی ہے۔ اور پہلا عدول حکمی کا مجرم شیطان تھا۔ اور یہی سبب ہے کہ دین اسلام کے ماننے والے طبیب اکثر ناستک ہوتے ہیں مسلمان فاضلوں کا قول ہے۔ "بآب زمزم وکوثر سفید نتوانکرد۔ گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ"۔ چاک کے تقدیر کو ممکن نہیں کرنا رفو۔ سوزن تدبیر گو ساری عمر سیتی رہے :۔ اسکیساتھ ہی دیکھو مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان باب القدر فصل اصفحہ ۹۴ سے ۱۰۶ تک جلد اول) جسمیں صاف طور پر لکھا ہے کہ تمام بُرائی بھلائی بدمعاشی زنا۔ جو کچھ آدمی نے کرنا ہے خدا پہلے ہی لکھ دیتا ہے اور وہ پہلے سے قبل داخل ہونے روح کے جسم میں شقی وسعید مقرر ہوجاتے ہیں جیسا کہ کہتا ہے "ظاہر انیحدیث آنست کہ درآمدن بہشت ودوزخ منوط ومربوط بعمل نیک وبد نیست بمحض تقدیر وقضائے الٰہی است ووے تعالیٰ بعضے از خلق خود را برائے بہشت آفرید خواہ عمل نیک کند یا نہ وبعض را برائے دوزخ پیدا کردہ کارہا ے بد کند یا نہ"۔ (صفحہ ۹۹۔ جلد اول مشکوٰۃ شریف)

مولوی صاحب! جب یہ حال ہے تو بتلائیے۔ علم طب یا علم حکمت والٰہیات کس کام "لاتتحرک ذرۃ اِلا باذن اللہ" بے رضائے خدا تو یکے برگ نجنبد ز درخت ۔

باقی رہا آپ کا یہ کہنا۔ کہ جب ہم نے یہ مانا کہ تمام بیماریاں جو انسان اور حیوانات کو لاحق ہوتی ہیں وہ سب بیماروں کے سابقہ اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ اور بداعمالی کی سزا ہے۔ اس سے علم طب بیفائدہ ہوجاتا ہے" مولوی صاحب! نہ یہ ماننا صحیح ہے اور نہ اسکا نتیجہ صحیح۔ یہ تمام بیماریاں دوسرے جنم کے اعمال کا ثمرہ نہیں۔ بلکہ سوائے پیدائشی اور قدرتی بیماریوں کے اور تمام بیماریاں موجودہ بدافعالی کا نتیجہ اور جس طرح غلہ بونے کے واسطے علم زراعت سے آگاہی ضروری ہے۔ اسیطرح اعمالوں کے سلسلہ پر وچار وغور کرنے کیلئے نیچرل اسباب کی تلاش کرنی لابدی ہے۔ چونکہ بیماریاں بدپرہیزی یا بدافعالی کا پھل ہے اسواسطے اُنسے بچنے کی غرض سے ہمیں چاہیئے کہ پرہیز یا نیک افعالی کو سیکھیں اور جب اسطرح قدرتی طریقوں پر غور کرنا سیکھ جائینگے۔ تو بالنقیض ہمکو تناسخ تسلیم کرنا پڑیگا۔ اسکی قوی وجہ یہ ہے کہ امراض یا دکھ کے نیچرل اسباب بجز وجود کون سے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ بدپرہیزیاں اور بے اعتدالیاں کہاں سے آئیں یا کیا ہیں تو جواب سیدھا ہے کہ وہ کرم ہیں جنسے دُکھ حاصل ہوتا ہے۔ اور جو اُسکے خلاف اعتدال اور پرہیز ہے وہ کیا ہے ہمارے کرم۔ اُس کا پھل سُکھ اور آرام بھی لازمی ہے اور یہی تناسخ کی بنیاد۔ اسیواسطے ہمیں بتلایا گیا ہے کہ مردہ ضرور جلاؤ مگر متعفن ہوا کے صاف اور رشدہ کرنے کے لئے سنگھدت پدارتھوں سے اُسجگہ ہون کرو۔ مکان بناؤ۔ لیکن مکان کی ہوا کو شدہ رکھنے کے لئے روز ہون کرو۔ کپڑے پہنو۔ لیکن اُن کی میل کو صابون سے صاف کرو۔ ورزش کرو۔ مگر سنان بھی کرو۔ تاکہ مسام صاف

رہیں۔ ورنہ بیماری لاحق ہوگی۔ اور تکلیف اُٹھانی پڑیگی۔ اور پھر اپنی اپار دیا سے ہزاروں بناسپتی ہمارے پالن پوشن اور روگ ناش ارتھ بنادیں۔ تاکہ جب ہم غلطی کریں اُسکی تلافی اُس سے کرلیں۔ قصور کے ہم ذمہ وار ہیں۔ اور ہم نئی نوتن قدرت سے اُپکار لے اپنا مسد ہار کرسکتے ہیں :۔

مولوی کا آٹھواں جواب :۔ روح کے گن یعنی خواص۔ روح کے کرم یعنی افعال روح کے سبھاؤ یعنی عادات آریوں کے نزدیک ارواح کو لازم اور ارواح میں انادی ہیں اور آریہ کے نزدیک یہ صفات ارواح میں باریتعالیٰ کی دی ہوئی نہیں۔ اب وہم کا منکر اگر یوں کہے کہ بعض ارواح کا سبھاؤ اور اُسکے گن ہی ایسے ہیں کہ ناقص ذرات کا جسم لیا کریں اور دکھدایک جسم میں زندگی بسر کریں آسودگی میں رہنے والوں کے گھر جنم نہ لیں اور یہ اُمرانکیلئے پوربلی جنم یعنی پہلے زندگی کے اعمال کی جزا و سزا نہ ہو۔ بلکہ ایسی روح کی شقاوت ازلیہ اور اُس کا سبھاؤ ہی اس تکلیف کا موجب ہو بعض ارواح اصل سے ایسا سبھاؤ

آریہ آٹھویں جواب کا رد۔ یہاں آپنے تناسخ سے نہیں بلکہ خدا سے منکر ہوکر آریہ سماج سے مقابلہ کرنا چاہا ہے۔ مگر محال ہے۔ سنئے ہم آپکو اس دہریت کی دلیل کا بھی رد سناتے ہیں بیشک روحیں نہ تو خدا کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں۔ اور نہ انکی چیتنیا خدا کی دی ہوئی ہے۔ مگر روح کرم کرنے میں ستنتر اور پھل بھوگنے میں پرتنتر ہیں جس طرح کوئی مجرم جیل میں خود نہیں جانا چاہتا اور نہ جاتا ہے۔ مگر گورنمنٹ کا حکم اُسے جبراً لیجاتا ہے۔ بعینہ یہی حال روحوں کا ہے کوئی دکھ نہیں چاہتا۔ اور نہ دکھ میں رہنا پسند کرتا ہے اور نہ اپنے واسطے دُکھ تجویز کرتا ہے۔ اور الپگیہ ہونیکے سبب سے پچھلے کرموں کی یاد بھی انسان کو نہیں رہ سکتی۔ بنابراں پھل دینے والا خدا ہے۔ خود روح نہیں اور قرآن میں ایک جگہ ایسا ہی لکھا ہے "فما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم فاصابہم سئیات ماعملوا" یعنی جو کچھ تم کو مصیبت پہنچتی ہے سب تمہارے کسب وراعمال کا نتیجہ ہے"۔ اور اگر بالفرض محال کوئی آپکے جواب کو (جو سراپا غلط اور ناصواب ہے) صحیح بھی مان لے اور شقاوت اور سعادت کو اتفاقیہ ازلی جان لے۔ تو خدا کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور نہ کسی مالک کی حاجت رہتی ہے ؎

خود بخود ہوتے ہیں نیک و بد یہاں   پھر کہاں اور کون ہے جہاں

اور جو قرآنی آیت یا محمدی حدیث آپنے لکھی وہ اور بھی خدا سے منکر کراتی ہے اور ناستک بناتی۔ بایں صورت اگر سب خود بخود ازلی شقی وسعید ہیں۔ پاک وپلید ہیں۔ تو بھی قیامت کے مواخذہ کو دیکھ کر اگر کوئی خدا ہے۔ تو اُسے ہر ایک روح کہہ سکتے ہیں ؎

چو ایں بنیاد بد را خود فگندی   گناہ خویش را بر ما چہ بندی

مولوی کا نواں جواب :۔ آریہ کا اعتقاد ہے کل ارواح اور غیر مخلوق ہیں ہمیشہ آواگون یعنی جنم مرن میں مبتلا رہے اور ہمیشہ رہینگی۔ اگر کچھ زمانہ آزاد بھی رہے تو بھی انمیں بیج انکر یا تر یعنی تخم کیطرح انمیں بُرائی موجود رہتی ہے جس کے باعث پھر ارواح کو جنم لینا پڑتا ہے اور جو لوگ ارواح کو مخلوق مانکر تناسخ کو مانتے ہیں ان کو بھی ماننا پڑتا ہے کہ ارواح غیر مخلوق اور قدیم ہیں۔ کیونکہ ہر ایک جنم کے اعمال افعال اور اقوال جب پہلے جنم کے پھل اور ثمرات ٹھہرے۔ تو بصورت مخلوق ہونے ارواح کے پہلے جنم کے اعمال افعال اقوال اور ارواح کا باہمی تفرقہ کس جنم کا ثمرہ ہوگا۔ اسلئے بر تقدیر تسلیم مسئلہ تناسخ کے ارواح کو غیر مخلوق اور ہمیشہ سے جنم اور مرن میں رہنا پڑا۔ جب روح انادی غیر مخلوق ٹھہری اور روح کا وجود

اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا نہ ٹھیرا۔ اور روح ازلی اور ابدی ہوئی چاہیئے کہ روح اپنی بقا میں اللہ تعالیٰ کی محتاج نہ ہو۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جیسے ہمارا بدن کھانے پینے پہننے وغیرہ کا محتاج ہے روح بھی بدن سے کم محتاج نہیں ٭ اور احتیاجوں سے قطع نظر کرکے اس امر کا خیال کرو۔ کہ روح علوم کے حاصل کرنے میں کتنی محتاج ہے اسی دلیل کی طرف قرآن کریم کا اشارہ ہے یاایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید اللہ الغنی وانتم الفقراء ط ترجمہ لوگو تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ غنی حمد کیا گیا ہے اور اللہ غنی ہے اور تم محتاج ہو ٭

آریہ نویں جواب کا رد۔ اس آپکے طول طویل اور تکرار الفاظ کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ روح چونکہ محتاج ہیں اور قطع النظر اور احتیاجوں کے علوم کے کسقدر محتاج ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ وہ مخلوق اور تناسخ باطل ہے ٭

یہ دلیل آپ کی طبعزاد نہیں ہے۔ بلکہ نبی قادیانی کے اُس ارشاد کی نقل ہے۔ جو انہوں نے سرمہ چشم کے صفحہ ۱۱۹ میں منجملہ دلائل کے درج فرمائی ہے۔ اور جس کا رد ہم مستند حوالوں اور دلائل سے نسخہ خبط احمدیہ کے باب دوم صفحہ ۱۵۱-۱۶۰ میں کر چکے ہیں اور ثابت کر چکے ہیں کہ روح اپنی بقا میں محتاج نہیں ہے بلکہ وہ انادی ستنتر ہے مگر قرآن و حدیث کے رو سے خدا بھی اپنی بقا میں محتاج نظر آتا ہے دیکھو لکھا ہے عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السموات والارض بخمسین الف سنۃ قال وکان عرشہ علی الماء ترجمہ گفت عبد اللہ بن عمر کہ گفت پیغمبر خدا نوشت خدائے تعالیٰ اقدار و احکام خلق را پیش از پیدا کردن آسمانہا و زمینہا بمدت پنجاہ ہزار سال۔ گفت آنحضرت و بود عرش وے سبحانہ بر آب (مشکوٰۃ جلد اول باب الایمان بالقدر صفحہ ۹۵) اسکے ساتھ ہی دیکھو قرآن ٭ وھو الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام وکان عرشہ علی الماء (شیخ ابن حجر گفتہ کہ مراد باب آب دریا نیست بلکہ این آبے ہست زیر عرش چنانکہ وے سبحانہ تعالیٰ خواستہ و تحمل کرد او آب دیا باشد یعنی آنکہ حاملان عرش در دیا اند) صفحہ ۹۵

پس صاف ظاہر ہے کہ خدا عرش (یعنی تخت) اور حاملان عرش اور دریا کا محتاج ہے۔ (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ یعنی رد سرمہ چشم آریہ باب دوم صفحہ ۱۶۰-۱۶۶) اسی تک باقی رہی قرآن کی آیت۔ یہ کوئی نئی ہدایت نہیں اور نہ جبرائیلی روایت ہے بلکہ وید میں ایسی اور اس سے ہزار درجہ بڑھکر ہدایتیں موجود ہیں دیکھو

सर्वभूय स्थाधिति। प्रजापते नत्वदे तान्यन्यो विश्वाजा
ता निपरिताबभूव॥

یعنی سب چراچر جگت اُسیکے آشرے اور ماتحت ہیں۔ وہی سب دنیا کا پالن کرنیوالا اور رچتی ہے۔ مگر انہی سے روحوں کے احداث کا کوئی تعلق نہیں ٭

مولوی کا دسواں جواب:- اگر ارواح الٰہی مخلوق نہیں تو ہم پوچھتے ہیں بدی اور بدکاری ارواح کا ذاتی تقاضا اور جبلی منشا ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ ذاتی تقاضوں اور جبلی منشاؤں کے پورا ہونے کا نام راحت و آرام ہے۔ نہ رنج و تکلیف اور اگر بدی اور بدکاری کوئی عارضی امر ہے جو ارواح کو لاحق ہوا تو چاہیئے کبھی وہ عرض دور ہو جاوے۔ جب عرض دور ہو گئی تو روح پاک اور پوتر ہو کر آئندہ ہمیشہ اعمال نیک کی طرف متوجہ رہے۔ بلکہ یقین ہے کہ وہ ایسا ہی کرے کیونکہ روح کو آریہ نے چیتن اور سمجھدار مانا ہے۔ آریہ صاحبان! اگر اتنے تجربہ پر روح نے اب تک نہیں سمجھا۔ تو وہ چیتن نہیں یا کسی راز دار الہامی کو الہام ہو کہ پتہ لگ جاوے کہ الٰہی ارادہ بعض کے حق میں اس عرض کے دوام لحوق کا ہو چکا ہے ٭

آریہ دسویں جواب کا رد۔ اس جواب میں بھی آپکا ارادہ ہمکو مغالطہ دینے کا ہے جو اہل حق کا ہرگز کام نہیں خیر ع من انداز قدت را می شناسم۔ حضرت آپ نے آج تک روح کو نہیں سمجھا اور سمجھیں کس طرح جب کہ قرآن ہی قاصر البیان ہے اور وہی اعرابیت کا خون آپکے رگ و ریشہ میں رواں ہے مہربان من کمقتضائے دہر ہم بس سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں اور حق یہ ہے کہ صرف آپکی خاطر نے اتنی بڑی ضخیم کتاب کے لکھنے کے واسطے اس نیازمند کو ہمت دی۔ آپ ہی کی دعا نے تاثیر مجھ پر کی یعنی

اللھم اھدنی بروح القدس

جناب مولوی صاحب ابدی روح کا فطری تقاضا نہیں ہے روح کی ذاتی و فطری صفات تو صرف چیتنا ہے مگر وہ چونکہ الپگیہ ہے۔ اس واسطے اسکو ایک وقت میں دو گیان نہیں ہو سکتے۔ مشاہدہ و تجربہ سے ظاہر ہے۔ کہ ہر ایک روح سکھ چاہتا ہے۔ راحت کا طالب ہے۔ نہ کہ رنج و تکلیف کا۔ بلکہ روح ان سے گھبراتا ہے۔ ان کے دفع کرنے کا حتی الوسع علاج سوچتا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ دکھ روح کا فطری تقاضا اور ذاتی منشا نہیں ہے۔ یہ عارضی ہے اور یہی سبب ہے کہ وہ نجات میں دور ہو جاتا ہے۔ اگر ذاتی ہوتا۔ تو کبھی دور نہ ہوتا ٭

بیشک آریہ نے بتعمیل حکم وید و عقل معقول پسند کے روح کو چیتن اور سمجھدار مانا ہے۔ اور اسی واسطے اس کو بدی و نیکی کرنے پر آزاد جانا ہے۔ مگر آپ کو معلوم نہیں۔ ع

آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش

البتہ قرآن نے اسے جڑھ اور بے سمجھ پتھر کی طرح مانا ہے۔ بلکہ بالکل مجبور و معذور گردانا ہے۔ ورنہ کوئی سمجھدار و چیتن چیز فطرتاً مجبور نہیں ہو سکتی ہے ٭

روح کا اتنے تجربہ پر نہ سمجھنا اُس کی الپگتا کی دلیل ہے اگر روح بار بار جنم نہ لیتا تو بھی اکثر ایسے حادثات ہونے ممکن ہیں جنکے سبب اُسے گیان نہ رہے۔ تجربہ بھول جانے کیونکہ ہم اسی جنم میں دیکھتے ہیں کہ باوجود تجربہ علم کے حمل کی باتیں بچپن میں اور بچپن کی جوانی میں اور جوانی کی پیرانہ سالی میں اور ساری کی ساری مرض نسیان میں کھو تک جاتی ہیں ہم آپکو مشکوٰۃ کے مطالعہ کی سفارش کرتے ہیں کہ باوجود اتنے دلگل اور خدا جیسے زبردست جج کی موجودگی کے بھی آدم کو داؤد کے ساتھ کا اقرار بھول گیا۔ ملک الموت نے یاد کرایا تو بھی یاد نہ آیا۔ اُسی کے حق میں محمد صاحب نے فرمایا ہے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان (دیکھو مشکوٰۃ جلد اول کتاب القدر فصل ۳ صفحہ ۱۱۸) جہاں صاف لکھا ہے "پس آنگاہ کہ گذشت عمر آدم مگر چہل سال کہ باقی ماند و عمر آدم در آنچہ مشہور است ہزار سال بود آمد آدم را ملک الموت تا روح پاک او را قبض کند۔ پس گفت آدم آیا باقی نماندہ است از عمر من چہل سال پس گفت ملک الموت آیا آدم آیا ندادی تو آن چہل سال را کہ بقیہ عمر تست پسر ترا کہ داؤد است۔ پس منکر شد آدم۔ پس منکر شدند اولاد او و پیدا شدند میان ایشان نیز انکار و فراموش کرد آدم نہی اللہ تعالیٰ مراد را از اکل شجرہ۔ پس خورد از آن شجرہ پس فراموش کردند اولاد او و پیدا شد در ایشان نیز فراموشی و خطا کرد آدم و خطا کردند ذریت او" (رواہ الترمذی)۔ پس یہ آپ کا جواب سراپا ناصواب ہے ٭

الٰہی ارادہ بعض کے حق میں اس عرض دوام کے لحوق کا ہو چکنا بھی خدا کے ذمہ ظلم و جبر کا الزام ہے۔ عادل خدا کا کوئی ارادہ ہمارے حق میں بلا سبب نہیں اور اعمال کے

سوا کوئی ایسا سبب نہیں۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کہ جس کے ماننے سے اُس کی ذات پاک کلنکت نہ ہو۔ بس یہی راہ صواب اور مسئلہ لاجواب ہے۔

مولوی گیارھواں جواب لڑکوں کی پرورش کیجاتی ہے اور اُن کو تعلیم کے واسطے تکلیف اور سرزنش کیجاتی ہے۔ اس تکلیف کو سزا یا جزا نہیں کہا جاتا۔ بلکہ اس کا نام تربیت رکھتے ہیں۔ پس ایسی ہی وہ تکالیف جو دُنیا میں عارضی ہوتی ہیں اُن کی نسبت کیوں نہیں کہا جاتا کہ وہ تربیت الٰہی میں داخل ہیں۔ نہ سزا اور جزا میں ہمارے لئے نہ سہی مجموعہ عالم کے واسطے ہی اس جواب کو بارھواں جواب اور واضح کرتا ہے ✦

آریہ گیارھویں جواب کا رد۔ پرورش کرنا یہ بھی اعمالوں کے متعلق ہے ورنہ بہت سے ایسے لڑکے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی پرورش نہیں ہوتی۔ یا اگر ہوتی ہے تو نہایت بُری حالت میں رہتے ہیں۔ بعضے پیدا ہوتے ہی تکلیف پانے لگتے ہیں ؎

چو زاید بتلا زاید چو میرد مبتلا میرد ✦ بدرد و رنج و غم زاید بماند و بلا میرد۔

تعلیم کے واسطے سرزنش یا تکلیف سزا تو ہے۔ مگر جزا نہیں۔ تناسخ کے مسئلے کو آپ نے تعصب چھوڑ کر کبھی نہیں سوچا۔ ورنہ آپ کو ضرور معلوم ہوتا کہ سارے کام پچھلے جنم کے متعلق نہیں ہیں۔ بلکہ بہت سے نئے ہوتے ہیں۔ اور ان کی سزا و جزا آئندہ ملتی ہے۔ جو لوگ سکولوں کے ماسٹر ہیں وہ جانتے ہیں۔ کہ شریر لڑکوں کو سکولوں میں سزا ملا کرتی ہے اور یہ سزا شرارت کی ہے۔ بغیر شرارت و قصور کے وہاں سزا نہیں ملتی۔ وہاں بہت سے لڑکے ایسے ہیں جن کے پوربلی جنم کے سنسکار عمدہ ہوتے ہیں۔ اور وہ ایک تو شوق سے پڑھتے اور دوم ذہن رسا رکھتے ہیں۔ سوم شرارت نہیں کرتے۔ چہارم عمدہ یاد کرنے سے اُستاد اُن پر نظر مہربانی کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ بعض کودن کندہ ناتراش بھی ایسے ہوتے ہیں کہ ساری عمر مدرسہ کی خاک چھان چھان اوستادوں کی زجر و تنبیہہ اُٹھا اُٹھا یہ بھی نہیں جانتے کہ زلیخا زن بود یا مرد۔

میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ چھ چھ سات سات برس تک سکولوں اور مدرسوں میں پڑھتے رہے مگر جب نکلے ویسے ہی جاہل مطلق نکلے۔ ؎

تربیت نااہل راچوں گردگاں بر گنبد ست۔ آپ تو اس کے جواب میں خدا کے ذمہ الزام لگائیں گے۔ قضاؤ قدر کو ملزم ٹھہرائیں گے۔ تقدیر کو کانٹت بنائیں گے یا اگر ناستک ہوں گے تو معاملہ اتفاقیہ بتائیں گے۔ لیکن یہ ساری باتیں باطل ہیں۔ اصل سبب یہی ہے کہ تربیت یکساں مت و طبایع بسبب اعمال سابقہ مختلف افسوس کہ لوگ خدا کو کلنک لگاتے ہیں مگر تناسخ جیسے معقول مسئلہ سے جی چراتے ہیں۔ پس تکالیف دُنیاوی ضرور سابقہ اعمالوں کا پھل ہے۔ نہ کہ الٰہی تربیت ورنہ بوجہ سزا و جزا کا ماننا خدا کو جابر و ظالم یا مجرم گردانتا ہے۔ معلوم نہیں ایسا مذہب جس سے خدا کی ہتک ہے آپ نے کیوں جان سے زیادہ عزیز کر رکھا ہے۔ جس کے رو سے کسی مسئلہ کا معقول جواب آپ لوگ نہیں دے سکتے۔

مولوی کا بارھواں جواب۔ حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کے ہاتھ پر جب ایک جنم کا اندھا اچھا ہوا تو حضور علیہ السلام کے حواریوں نے عرض کیا۔ یہ لڑکا کیوں نابینا تھا۔ کیا اپنے گناہ کے باعث یا اپنے ماباپ کے گناہ کے باعث ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے جواب دیا نہ اپنے گناہ کے باعث نہ اپنے ماباپ کے گناہ کے باعث بلکہ یہ لڑکا اس لئے نابینا تھا کہ الٰہی جلال ظاہر ہو۔ کیا معنے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اور بنی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم الانبیا نبی حضرت مسیح کی بزرگی اور صداقت ظاہر ہو۔ میرا اس قصہ کے بیان سے صرف یہ مطلب ہے کہ دُکھ اور سکھ کے اعمال کی جزا و سزا کے ماسوا اور بھی بہت اسباب ہیں۔ آواگون ماننے والوں کے پاس کیا دلیل ہے۔ کہ پوربلی جنم کے اعمال ہی اس کا باعث ہیں۔"

آریہ بارھویں جواب کا رد۔ آپ نے اس انجیلی بے بُنیاد قصہ کو بھی بلا ثبوت و بینہ کے لکھ دیا یہ نہ سوچا کہ حضرت مسیح اس معجزہ کے لکھنے سے محمد صاحب سے بڑھ جائیں گے۔ کیونکہ اُن کے پاس تو بروئے قرآن ایک آدہ معجزہ بھی نہیں ہے۔ خیر ہم اس سے قطع نظر کر اس کا بھی رد آپ کو انجیل سے بتلاتے ہیں۔ اس بے بُنیاد واقعہ کو بھی ہم نہیں بلکہ انجیل ہی رد کرتی ہے۔

مرقس حواری لکھتا ہے اُس برتیمو نام اندھے نے اُس سے کہا کہ اے ولی میں چاہتا ہوں کہ اپنی آنکھیں پاؤں۔ یسُوع نے اُسے کہا کہ جا تیرے ایمان نے تجھے بچایا اور اُس نے وہیں آنکھیں پائیں۔ (مرقس باب ۱۰ آیت ۵۱ و ۵۲)

مگر یوحنا اس تحریر کے بالکل برخلاف بیان کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یسوع نے زمین پر تھوکا۔ اور تھوک سے مٹی گوندھی اور وہ مٹی اندھے کی آنکھوں پر لیپ کی اور اُس سے کہا کہ جا اور سلوام کے حوض پر نہا تب وہ جا کے نہایا اور بینا ہو کے آیا۔" (یوحنا ۹ باب ۶ و ۷ آیت)

علاوہ براں خود انجیل یوحنا سے ثابت ہے کہ ان دنوں وہاں ایک حوض میں ایسی ہی تاثیر موجود تھی۔ یعنی اس کے نہانے سے بہت سی بیماریاں دور ہوتی تھیں (دیکھو یوحنا ۵-۱-۹)

پس یہ کسی طرح معجزہ نہیں۔ ہاں ہزاروں فریب اسی قسم کے آج کل ہوتے ہیں ہم نے تکذیب براہین احمدیہ میں مفصل حال ایسے فریبوں کا لکھا ہے (دیکھو باب معجزات)

پس خدا کے پیارے رسول و نبی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم الانبیا کی کوئی بزرگی ظاہر نہ ہوئی بلکہ ایک اور اعتراض واقع ہو گیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ایسی ہی حکمت عملیوں سے بھرے ہوئے مسیح کے معجزہ تھے اصل بات یہی ہے۔ جو یوحنا نے لکھی۔ غالباً معلوم ہوتا ہے کہ اس کی آنکھیں دُکھتی ہونگی مسیح نے مٹی میں دوائی ملا کر اور تھوک میں گوندھ کر لگائی جس سے وہ سوجن کم ہو گئی۔ اور علاوہ براں کچھ تاثیر حوض نے کی۔ غرض معجزہ ہر طرح باطل ہے لیکن اس سے یہ صاف ثابت ہے کہ اُس وقت تمام لوگ تناسخ کو مانتے تھے اور ایسے دُکھوں کو شامت اعمال گذشتہ جانتے تھے۔ اور یہی حق ہے مسیح سے اس کا کوئی جواب نہ بن آیا۔ بلکہ عام لوگوں ناواقفوں کی طرح خدا کو ملزم ٹھہرایا۔ سچ ہے ایسے ہی لوگوں کے حق میں کسی نے کہا ہے۔ ع ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھہری۔ آپ کا باوجود ان مغالطوں کے بھی کامیاب نہ ہونا پچھلے اعمالوں کا ہی سبب ہے۔

مولوی کا تیرھواں جواب قانون قدرت اور اللہ تعالیٰ کے بے انت کارخانہ میں ہزاروں ہزار اسباب ہیں۔ مثلاً غور کر دان اسباب پر جو علم طب میں بیان ہوتے ہیں۔ اور ان علامات و معالجات پر جن کے ذریعہ ہم اسباب کا پتہ لگاتے ہیں اور ان کے دفیعہ کی صایب تدبیر کر سکتے ہیں۔ بیماریوں کے اسباب جاننے سے ہم افلاس اور غریبی دولتمندی اور حکومت کے اسباب

کا اجمالی علم حاصل کر سکتے ہیں۔
اس مختصر تمہید کے بعد گذارش ہے۔ اس تفرقہ کا باعث جس سے ایک لڑکا بیمار اور دوسرا تندرست ہے۔ نا ملائیم عناصر نہیں۔ اس لئے کہ انسانی اور حیوانی روح یا تو عناصر کا خلاصہ ہے یا فرض کر لیتے ہیں کہ روح کو عناصر کے ساتھ تعلق ہے۔ پہلی صورت میں ظاہر ہے کہ جیسے عناصر ہونگے ویسی ہی روح ہوگی اور دوسری صورت میں جیسے عناصر کے ساتھ روح کا تعلق ہوگا ویسے تندرستی اور بیماری کے ثمرات روح کو لینے پڑینگے۔ اور جیسی جگہہ ارواح جمع ہونگے۔ ویسا ہی سکھ دُکھ بھوگینگے۔ پہلی صورت میں روح کا وجود بھی عناصر سے ہوا۔ جزا و سزا سابقہ جنم کی کہاں؟ اور دوسری صورت پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ ارواح نے ایسی جگہہ کیوں تعلق پیدا کیا۔ جہاں انکو آخر تکلیف اُٹھانی پڑی۔ تو اس کا جواب بالکل ظاہر ہے۔ کیونکہ روح بقول آریہ کے سُتنتر اور آزاد ہے۔ ارواح کو کوئی روک نہیں اور یہ بھی ہے کہ اس روح کو جب بدلا باد ننفی کی راہ کھول دی گئی تو اس پر کوئی ظلم نہ ہوا۔ بلکہ اس پر رحم ہوا۔ اور یہ بھی ہے کہ اگرچہ آج روح کو بظاہر تکلیف معلوم ہوتی ہے کہ ناقص اور دُکھی قالب سے اسکا تعلق ہے۔ مگر اسی عنصری قالب میں اُسے بڑی بڑی فضیلتوں کے لینے کا موقع دیا گیا ہے۔ اسلئے اس پر رحم ہے ظلم نہیں۔ ہاں ایسے موقع ملتے ہیں۔ اگر روح نے نافرمانی کی۔ تو ضرور سزا کا مستحق ہے اللہ تعالی رحیم بکریم اور عادل ہے چاہے پکڑے چاہے عفو کرے اور وہ اپنے امر پر غالب ہے۔

آریہ تیرہویں جواب کا رد۔ آپ نے جو علم طب کا حوالہ دیا کہ اس میں مرض کیواسطے اسباب کا پتہ لگاتے ہیں۔ یہ خود ہی ذرا غور کرنے سے تناسخ کا ثبوت نظر آتا ہے۔ بیشک سب مرضوں کے کوئی نہ کوئی اسباب ضرور ہیں۔ کیونکہ بغیر سبب کے مرض نہیں ہوتی۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ امراض آدمی کی بد پرہیزی سے اور بد استعمال سے واقع ہوتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ محتاط آدمی مرض کا شکار کم بنتا ہے بد پرہیزیاں بھی ہمارے ہی اعمال ہیں نہ کسی اور کے جسطرح یہاں عالم ظاہری میں جو کہ عالم اسباب ہے۔ ہمارے بد اعمالوں سے آتشک وغیرہ بیماریاں یا سزائیں ہوتی ہیں جس سے نادان شخص کے سوا کسی کو بھی انکار نہیں۔ اسیطرح جنم سے اندھا۔ لولا۔ لنگڑا۔ امیر۔ غریب وغیرہ ہونا بھی ہمارے ہی اعمال سے ہے۔ چونکہ اس کا سبب ہمیں یاد نہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ ہمیں بھول گیا جیسا کہ آدم کو اپنا اقرار بھول گیا۔ پس وہ گذشتہ جنم کے کرم ہیں۔
آگے اس کے آپ دو حصے کرتے ہیں اول تو یہ کہ انسانی اور حیوانی روح یا تو عناصر کا خلاصہ ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اگر روح عناصر کا خلاصہ ہے تو روح چیتن نہیں ہو سکتی۔ بلکہ آپکے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ روح جڑ ہے۔ اگر روح کا وجود ہی عناصر سے ہوا جیسے کہ آپ مانتے ہیں تو پھر جزا و سزا کہاں بہشت دوزخ کہاں قیامت کہاں پُلصراط کہاں۔ اور کیسی میزان کیسی شفاعت اور کسکا ایمان مولوی صاحب! خلاصہ اصل کے خلاف نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے۔ شراب کا خلاصہ خمار ہے۔ جیسے وہ جڑ ویسے وہ۔ جزو کل کے اور کل جزو کے خلاف نہیں ہو سکتا ہے آپ نے ہمارے مباحثہ میں اوسان باختہ ہو کر بلکہ گھبرا کر ایسا راستہ اختیار کیا۔ کہ خود قرآن اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ سچ ہے منقولی دین والوں کا معقول پسندوں کے سامنے یہی حال ہونا ہے مولوی صاحب کیا سوچ کر مسلمانوں کی امداد کرنے لگے تھے۔ کیا ان کو بھی ناستکوں کی طرح روح کو عناصر سے پیدا شدہ اور تفریق عناصر کے بعد فنا ہونے والا منوا کر ناستک بنانا چاہتے ہو۔ مبارک باد مرگ نو باستاد۔

دوم آپ فرض کر لیتے ہیں کہ روح کو عناصر کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ فرض آپ کا بفرض محال ہے کیونکہ اس کا بھی سارا کارخانہ دہریت پر دال ہے۔ سمجھئے روح کا عناصر کیساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ ایشور کے ازلی قاعدہ یا قانون کے مطابق اس کا تعلق ہے ہم کئی مرتبہ کہہ چکے ہیں کہ روح جیل بھوگنے میں سُتنتر نہیں بلکہ پرتنتر ہے۔ اور اس کے ہزاروں بدیہ ثبوت ہیں۔ اندھے۔ گونگے۔ لولے۔ بہرے۔ کوڑہی وغیرہ ہزار امراض کے مریض کو کونسی فضیلتیں لینے کا موقع ہے۔ اور اس بیدردی اور ہائے بیرحمی تجہہ سے خدا کی پناہ۔ ایسے دُکھیوں کو خدا کی رحمت

ماننا قرآن اور آپ کی عقلمندی کی دلیل ہے۔ جزاک اللہ۔ یہ خدا کا ایسا ہی رحم ہے جیسا کہ مشکوۃ شریف میں لکھا ہے کہ "کافر را بگناہان مومن عذاب کنند گویا مسلمان در آتش دوزخ در بند گرد بود۔ وایں یہود یا نصرانی را در بدی دے بآتش فرستادند" (باب الحساب فصل اول صفحہ ۹۰ جلد ۴ مطبوعہ نولکشور)
اور اسیطرح امر حق یعنی تناسخ سے چشم پوشی کر آپ نے بھی اس کا اقبال کیا ہے۔ کہ اللہ تعالی رحیم و کریم اور عادل ہے چاہے پکڑے چاہے عفو کرے اور وہ اپنے امر پر غالب ہے۔ اگر در حقیقت یہ تحریر بوئے صدق رکھتی ہے تو نہیں معلوم کہ ظالم کے اور کیا معنے ہوں گے۔ پس یہ ساری چال بازیاں ہیں اور ناحق کی کارسازیاں۔ اصل یہی ہے کہ روحیں بموجب حکم الہی اپنے اعمالوں کے مطابق عنصری جسموں سے تعلق پیدا کرتی ہیں اور کرمانوسار پھل پاتی ہیں۔ اگر بقول آپ کے اس ناانصافی و ظلم پر مجبور روح بھی ضرور سزا کی مستحق ہے۔ تب تو ہر ایک روح ایسی ظالم نہیں نہیں قرآنی و دینی قادیانی کے محاورہ کے مطابق رحیم کریم اور عادل کو کہہ سکتے ہیں کہ ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردۂ　باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

مولوی چودہواں جواب۔ مختلف مُلکوں کی آب و ہوا سے ارواح کی مختلف صفات ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ بلکہ مختلف پیشوں مختلف قسم کے مکانوں جن میں روشنی اور ہوا کی آمد و رفت اور صفائی کے لحاظ سے اختلاف ہو۔ مختلف اشیاء کے کھانے اور مختلف چیزوں کے پینے پہننے اور استعمال میں لانے سے اور انواع اقسام کی عادت سے ارواح کے حالات۔ صفات۔ اور معاملات میں اختلاف نظر آتا ہے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بگڑے ہوئے حالات کی اصلاح اُن مختلف تدابیر سے ہو جاتی ہے۔ جن کو اطباء طب میں اور طبعی حکما علوم طبعیات میں بیان کرتے ہیں۔
جن لوگوں کے لڑکے بیمار پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے علاج و معالجہ و حفظ صحت تبدیلی آب و ہوا دیکھہ مُدت کے ترک جماع سے۔ تندرست بچوں کا پیدا ہونا بگڑی اور خراب کلوں کی اُس حالت کا جس سے تکلیف ہو نیچرل اسباب سے درست ہو جانا وغیرہ وغیرہ ہم پر ظاہر کرتا ہے کہ یا تو ارواح انہیں عناصر کا لطیف جوہر ہے یا ان عناصر سے ارواح کا تعلق ایسے مختلف اسباب سے ہے جن میں بعض خاص حالتوں میں ہم اعمال کو داخل کر سکتے ہیں۔ مگر یہ نہیں کہتے کہ پوربلی جنم کے اعمال ہوں کیونکہ اس دعوے کی دلیل کوئی نہیں اور دعوے بلا دلیل عقلا کا کلام نہیں۔

آریہ چودہویں جواب کا رد جتنے اختلافات اور حالات آپ نے بیان کئے۔ یہ اور ایسے ہی اور ہزاروں جہاں جہاں زندہ یعنی حیوانات کا تعلق ہے۔ تمام تر اعمالوں پر منحصر ہیں بلکہ اعمال ہی اُن کے کارن ہیں کیونکہ ارواح کا تعلق مختلف عناصروں کے قالبوں میں جن مختلف اقسام یا اسباب سے ہے۔ وہ سارے کے سارے ایک عقل کل و سرب بیا پک سرو گیہ و عادل کامل کی طرف سے ہیں۔ پس کہیں بھی اعمال سے لاتعلق ہونا ممکن نہیں۔ یہ کوئی بیوقوف سے بیوقوف بھی تناسخ ماننے والا نہیں کہے گا کہ سارے کام پورب جنم سے ہیں۔ نہیں نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ بہت سے کرم انسان نئے بھی کرتا ہے اور ان نئے کرموں کا پھل بھی ملتا ہے مگر بات تو اس میں ہے کہ کونسا پھل اس جنم کے کرموں کا ہے اور کونسا سابقہ جنموں کے کرموں کا اور یہ عقدہ اس طرح حل ہوتا ہے کہ جو کرم اور اُس کا پھل دونوں ظاہر ہیں یعنی جس معلول کی علت ظاہر ہے وہ اس جنم کا اور جس معلول کی علت ظاہر نہیں۔ مخفی ہے وہ پچھلے جنموں کا اور یہ ایسا صاف علمی و عقلی میدان ہے۔ جس میں کوئی اندیشہ یا خدشہ باقی نہیں رہتا اس کا بہت سا ذکر ہم تیرہویں نمبر میں کر چکے ہیں۔ مگر اتنا یہاں بھی کہتے ہیں۔ کہ خدا کریگا۔ جسطرح خاص حالتوں میں آپ نے اعمال کو داخل کیا ہے۔ ویسے ہی عام حالتوں میں بھی منظور کرو گے۔ کیونکہ خدا نے علم دیا ہے۔ حکیم ہو افسوس کہ ہزاروں نامعقول باتیں یوں ہی اٹکل پچو مان لیتے ہو۔ مگر تناسخ جیسے مدلل مسالہ کے ماننے سے چڑتے ہو۔ مولوی صاحب! ایسا ہٹ آپ جیسے ناگوار ہے

مولوی پندرہواں جواب۔ پہلے جنم کے اعمال ہرگز ہرگز اس تفرقہ کا باعث نہیں جس تفرقہ کو دیکھہ کر تناسخ کے ماننے والوں نے تناسخ پر اعتقاد کیا کیونکہ ہم قدرتی نظارہ میں دیکھتے

ہیں۔ تمام اشیاء انسانی آرام اور راحت کا سامان روشنی۔ پانی۔ مٹی۔ برق۔ نباتات۔ حیوانات۔ سب کچھ اس کے کام میں لگ رہا ہے۔ مگر یہ پُتلا ان اشیاء میں سے کسی کے مصرف کا نہیں۔ تو پھر کیا یہ عجوبہ قدرت بالکل لغو اور اتنی بڑی مخلوق پر حکمران محض نکما ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ جیسے ملہمیں کو بذریعہ الہام اور سلیم الفطرتوں کو بوساطت فطرۃ معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ لطیفہ عبادت اللہ کے واسطے پیدا ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ جب تک انسان کے پاس یہ چیزیں موجود نہ ہوں۔ انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ پس ثابت ہوا۔ یہ تمام سامان انسان کو عبادت کے لئے دئے گئے ہیں اور یہ کل اسباب مقصد عبادت کے آلات اور متممات ہیں۔ یہ مضمون قرآن میں یوں ادا ہوا۔ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا وّا لسماء بناء وانزل من السماء ماءً فاخرج بہٖ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ انداداً۔ اور فرمایا کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ ترجمہ اے لوگو فرمانبردار بنے رہو اپنے اس رب کے جس کے تم کو اور تم سے پہلوں کو بنایا اور فرمانبرداری کا یہ فائدہ ہوگا کہ تم دُکھوں سے بچے رہو گے۔ اسی رب نے زمین کو تمہارے لئے فراش (آرام گاہ اور گول) اور آسمان کو نبار بنایا۔ اور بادلوں سے پانی اُتارا۔ پھر نکالے اُس سے کئی قسم کے پھل رزق تمہارے لئے۔ پس خبردار اللہ کا کسی کو کسی امر میں شریک نہ بناؤ۔ اور جن وانس تو صرف اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان بردار رہیں جب عبادت الٰہی انسان پر واجب ہوئی اور یہ سامان اس لئے عطا ہوا۔ کہ انسان اپنے فرائض منصبی کو ادا کر سکے۔ پس یہ سامان جزا اور سزا میں داخل نہ ہوگا۔ کیونکہ اگر جزا اور سزائے اعمال میں اسے داخل کیا جاوے۔ تو باری تعالیٰ پر ظلم کا الزام ہوگا۔ اس لئے کہ یہ چیزیں منصبی فرائض کے ادا کرنے میں بھی ضروری نہیں اور یہی اشیاء مزدور ہیں بھی داخل ہوگئیں ہاں انکا وفور اور ان کا عمدگی سے میسر ہو جانا بعض وقت اعمال کے بعد ہوتا ہو تو بعید نہیں۔

آریہ پندرھویں جواب کا ردّ - یہاں بھی آپ مغالطہ دہی سے باز نہ رہے اور کسی نہ کسی طرح شک ڈالنا چاہا۔ آپ کی اس غلط اور گمراہی میں عقل دوڑانے پر ہمیں افسوس آتا ہے۔

مولوی صاحب! ضرور بضرور یقیناً تناسخ اور پہلے جنم کے اعمال ہی اس تفرقہ کا باعث ہیں تمام انسانی آرام وراحت کے سامان روشنی اور ہوا پانی اور مٹی اور نباتات بھی سب کے واسطے میسر نہیں ہیں چہ جائیکہ حیوانات۔ کوئی سونا چاہتا ہے۔ مگر چارپائی اور فرش نہیں۔ پہننا چاہتا ہے مگر کپڑا اور جوتا نہیں پہننا چاہتا ہے۔ روشنی نہیں تیل نہیں گرم ہوا بدن کو جلا رہی ہے۔ شور زمین جلد کو بگاڑتی ہے بیٹھنا چاہتا ہے مگر آب شور کے سوا میٹھا پانی نصیب نہیں سوئے ببول اور کانٹوں کے کھانے کو سبزی بھی نہیں ملتی۔ ہزاروں آدمی آئے دن قحط میں مرتے ہیں۔ اگر نباتات ملتی تو کیوں یہ حال ہوتا۔ الا برعکس اس کے بعضوں کو سونے کے واسطے چارپائی فرش پھول خدمت گار اور گرم موسم میں پنکھا سب موجود ہے۔ بلکہ اُس سے بڑھ کر خس کی ٹٹی لگی ہوئی ہے۔ پہننے کے واسطے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے قیمتی لباس جو قرآنی بہشت میں بھی ملنے ناممکن ہیں موجود ہیں۔ روزانہ پوشاک بدلتے حسب پسند پہنتے ہیں۔ جوتا عمدہ سے عمدہ مخمل زری کا بلکہ ربڑ وغیرہ صدہا طرح کے موجود ہیں۔ جھاڑ اور فانوس مکان میں لگے ہوئے ہیں روشنی کا وہ عالم کہ خود برق اُن کے شبستان میں رونق افروز ہے۔ عمدہ سے عمدہ مکان استراحت اور باغ و گلزار مہیا ہیں۔ نہریں چل رہی ہیں اور کہتے ہیں ؎

بدہ ساقی مئی باقی کہ در جنت نخواہی یافت ٭ کنار آب رکن آباد گلگشت مصلےٰ را

تمام عرق تمام شربت۔ آب زلال بلکہ گنگا جل موجود ہے۔ اشارے پر خدمتگار فرمان ماننے کو حاضر ہیں۔ خود اشرف المخلوقات بلکہ یہ پُتلا عجوبہ قدرت اور لطیفہ انسان گدھوں بیلوں گھوڑوں اونٹوں کی طرح ان کی گاڑی میں جُتتے ہیں اور ان کی مرضی کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں ؎

گر از نیستی دیگرے شد ہلاک ٭ مرا ہست بط را ز طوفان چہ باک

حواری صاحب	اب سمجھے یا نہیں کہ یہ ساری چیزیں اعمالوں پر ملی ہیں۔ ہاں چند ایسے بھی ہیں

جو سب کو اس واسطے ملی ہیں کہ وہ اپنی زندگی گذار سکیں۔ مثلاً سورج چاند۔ ہوا۔ آگ۔ زمین آکاش پانی۔ پس یہ سامان جزا و سزا میں داخل نہیں ہیں۔ بلکہ صرف اسی واسطے ہیں کہ وہ زندگی قائم رکھ سکیں۔ مگر وہ باقی کے جتنے ہیں سب اعمالوں پر ہیں۔ جس کا ایک پیرایہ میں دبی اور لکنت آمیز زبان سے آپ نے بھی اقبال کیا ہے +

ہاں ان کا وفور اور ان کا عمدگی سے میسر ہو جانا بعض وقت اعمال کے بعد ہوتا تو بعید نہیں اب ایک شخص کو جنم سے یہ اشیاء وفور اور عمدگی سے میسر ہیں۔ تبلائیے اس کے کون سے اعمال۔ کیا تناسخ کے سوائے کوئی اور بھی جواب ہے؟ ہرگز ہرگز تناسخ یا پہلے جنم کے اعمالوں کے سوا اس تفرقہ کا کوئی بھی باعث نہیں۔

باقی رہی قرآنی آیت اور آپ کا نتیجہ۔ سو اگر اس کا یہی مطلب ہے تو دونوں کی غلطی ہے۔ جب وہ عبادت الٰہیہ کے واسطے پیدا ہوئے تھے یعنی علت غائی اُن کے پیدا کرنے کی یہی تھی تو کیوں وہ پوری نہیں ہوئی۔ یہاں شیطانی ڈھکوسلا سامنے کروگے پس معلوم ہوا کہ کہ اور قرآن دونوں کا دعوےٰ غلط ہے۔

اب آپ کی بیجا تاویلوں کی بھی (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ قرآن کو معقول کتاب بنانا چاہتے ہیں۔ اصلیت ظاہر کرتا ہوں آپ الارض فراشاً کے معنے کرتے ہیں اس نے زمین کو تمہارے لئے فرش آرامگاہ اور گول۔ حضرت گول کس لفظ کے معنے کئے۔ اس اس چودھویں صدی میں یہ الہام بھی خوب سوجھا۔ آپ بہت بڑھ گئے۔ کیا یہی ایمان محمدی کی صداقت کا نمونہ ہے۔

آپ انزل من السماء ماء کے معنے کرتے ہیں۔ اور بادلوں سے پانی اُتارا کیا عرش کے نیچے ڈالا دریا بھول گیا۔ یا اُس حدیث کو یا قرآنی آیت کو منسوخ جانتے ہو پس یہ صریح آپ کی دھوکا دہی ہے۔ اخفاق حق سے آپ کو ذرا بھی سروکار نہیں۔

اب خلاصہ جواب یہ ہے کہ جن چیزوں کو آپ مزدوری جانتے ہیں۔ یہ مزدوری نہیں بلکہ فرائض منصبی کے سامان ہیں۔ اعمالوں کی مزدوری تو جسمانی بناوٹ اور اسکا اندھا لولا۔ لنگڑا وغیرہ ہونا اور غریب ہونا۔ ایسی جگہ پیدا ہونا جہاں ایک دن بھی آرام نہ ہو۔ یا ایسی جگہ جہاں راحت و آرام کے سامان مہیا ہوں۔ یہ متعلق اعمال ہیں اور انہیں اعمال سے یہ تمام تفرقہ موجود ہے اور اسی تفرقہ سے ہی تناسخ ثابت ہے اسکا بہت مفصل جواب ہم تخط خبط احمدیہ میں بھی دے چکے ہیں۔

مولوی سولھواں جواب - اگر یہ تفرقہ جس کے باعث تناسخ کے ماننے والوں کو شبہہ پڑا۔ سابقہ جنم کے اعمال کی سزا و جزا ہوتا تو ضرور تھا۔ کہ اتنی مدت کی بات بلکہ یوں کہئے کہ لاانتہا زمانہ کی باتیں ہمیں یاد ہوتیں۔ اتنی لمبی مدت کی ہزاروں ہزار باتیں اور کام یک قلم کیوں بھول گئے؟ اب انعام اور خلعت کے لینے والے کو خبر نہیں کس کس نیک عمل پر مجھے انعام ملا۔ اور سزا پانے والے کو اطلاع نہیں۔ کس بدکاری کے بدلے میں ماخوذ ہوں۔ لڑکپن کے حالات بھول جانے پر قیاس نہیں ہو سکتا۔ اول تو اس لئے کہ اس وقت انسانی عقل ناقص اور بالکل نکمی ہوتی ہے۔ دوم جیسے آریہ مانتے ہیں۔ کہ سب آدمی شودر پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن کریم یوں فرماتا ہے واللہ اخرجکم من بطون امہاتکم لاتعلمون شیئاً۔ سیوم وہ حالت بھی مختصر وقت کی ہے۔ اور کچھ بڑے کاموں سے اس کا تعلق نہیں۔ البتہ اہل اسلام اس جنم سے پہلے روح پر عہد الست کا زمانہ تجویز کرتے ہیں اور اس زمانہ کو مانتے ہیں۔ مگر اول تو وہ ایک عالم مثال کے عجائبات اور اس کی نیرنگیوں کی ایک بات ہے۔ دوم اس وقت کو بہت تھوڑا سا وقت سمجھا جاتا ہے۔ مگر پھر بھی غور کرو آجتک اس کا کتنا اثر باقی ہے کہ تمام ارواح کی فطرت میں اُس اثر کے باعث باہمہ اختلاف ادیان و ازمان و تباعض و تحاسد کے اس بات پر قریباً اتفاق ہے کہ ہمارا کوئی رب ہے چاہے کوئی اُسے اللہ کہے۔ کوئی

بھوا کوئی اونگ کہے کوئی یزدان۔ کسی کی زبان پر دہر کے نام سے موسوم ہوا کسی کے دہن پر شکتی کے نام سے۔

انبیا علیہم السلام کو لوگوں نے دیکھا ان کے عجائبات معجزات کو مشاہدہ کیا مگر ان کے منکر رہے ور باری تعالیٰ کو بن دیکھے یہاں یوں مان لیا کہ گویا وہ عیاں ہے دلایل سے یہ اتفاق ہر گز مت سمجھو کیونکہ ہم روزمرہ دیکھ رہے ہیں۔ مباحثہ اور زدلایل۔ سے متخاصمین میں جھگڑا اور عناد بڑھتا ہے۔ نہ اتفاق یہی ہے کہ کبھی کانوں سے اپنے خالق و خاطر کی آواز سُن لی ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف مذاہب کے لوگ کیسی کیسی پُر تکلیف عبادات کی طرف اللہ تعالیٰ کو راضی پر متوجہ ہیں۔ کیا ایسی جانکاہی اور اس طرح کی محبت بدون کسی تجلی دیکھے کے صرف شنید سے ہے؟ ایسا ہوتا تو نادیدہ حسینوں کے حسن کو سنکر لوگ ایسے ہی عشق میں مبتلا ہوتے جیسے حسینوں کو دیکھ جانباز عشاق کا حال ہو رہا ہے ولیس الخبر کالمعاینہ یک سلیم الفطرت ہمارے سید و مولیٰ کا مقولہ بالکل سچ ہے اس تحقیق پر یقین واثق ہے بے زیب کبھی ارواح کو تجلی الٰہی کی سعادت حاصل ہو چکی ہے گو اس عالم میں نہ سہی عالم مثال میں سہی۔ اور گو اس وقت ہمارے جسمانی ذرات اس قدر عظیم و کبیر نہ ہوں جیسے اس وقت ہیں۔ بلکہ الست کے وقت نہایت ہی چھوٹے اجسام ہوں۔ یہی مضمون مولوی فیروزالدین نے صفحہ ۲۵۸ سے ۲۶۲ تک لکھا ہے۔

آریہ سولہویں جواب کا رد۔ اس جواب سے خلاصہ مطلب آپ کا یہ ہے کہ اگر یہ تفرقہ تناسخ کے باعث سے ہوا۔ تو ضرور تھا کہ اتنی مدت کی بات بلکہ یوں کہیں کہ لاانتہا زمانہ کی باتیں ہمیں یاد ہوتیں۔ ہم ہزاروں ہزار باتیں اور کام یک قلم کیوں بھول گئے۔ حکیم جی! بیشک تفرقہ کا باعث تناسخ ہے اور وہی ہمارے جنم سابقہ کے اعمال کی سزا و جزا ہے۔ مگر یاد نہ رہنے کے وجوہات ذیل ہیں۔

وجہہ اول۔ جیو الپگیہ ہے۔ ایک دیشی ہے۔ سروگیہ نہیں۔

وجہہ دوم۔ اس کو ایک وقت میں دو چیزوں کا گیان نہیں ہوتا۔

وجہہ سوم۔ مرض نسیان کے سبب بھی اس کو یک لخت بھول جاتا ہے۔

وجہہ چہارم۔ حمل کی باتیں باہر بچپن میں اور بچپن کی سن نمو میں اور نمو کی جوانی میں اور جوانی کی بڑھاپے میں بھول جاتی ہیں۔

وجہہ پنجم۔ جو دیکھنے اور یاد رکھنے کے اوزار تھے وہ نہیں رہتے۔

وجہہ ششم۔ اگر ایک نقش کے اوپر دوسرا اور اسی طرح پے در پے ہزاروں ہزار نقش کھینچے جائیں تو کوئی نقش کبھی قایم نہ رہے گا۔ اور اس کی یادداشت محدود روح کبھی نہیں کر سکے گا بغیر خدا کے۔

میں نے ایک دفعہ ایک جوان آدمی کو جو ایک توت کے درخت پر چڑھا ہوا توت کھا رہا تھا۔ دیکھا کہ وہ پانچ گز کی بلندی پر سے گر پڑا۔ اُس کے گرتے ہی میں اُس کے پاس گیا کہ اس کو چوٹ لگی ہو گی۔ مگر وہ ایک دو منٹ کے بعد ہوش میں آیا۔ تب پوچھا کہ تو کیسے گرا۔ اُس نے کہا کہ مجھے مرگی ہوتی ہے۔ مگر وہ مرگی نہیں کوئی خماری ہو جاتی ہے نہ اُسے کسی چوٹ کے لگنے کا خیال اور نہ گرنے کا حال معلوم بلکہ وہ میرے جتانے سے آگاہ ہوا۔ کہ وہ گرا ہے ایک عورت کا بیہوشی میں بچہ پیدا ہو کر مر گیا اور اُسے اس امر کی یاد بالکل نہیں رہی۔ آپکا الست ماننا یا اہل اسلام کا ماننا بھی اس آیت کے خلاف ہے۔ واللّٰہ اخرجکم من بطون امہاتکم لا تعلمون شیئاً اور اللہ نے نکالا تم کو ماؤں کے پیٹوں سے تم کچھ نہیں جانتے تھے اگر اس آیت کو منسوخ نہ مانو گے تو عہد الست ردی ہو جاوے گا۔ یا اسکی یادگاری کا بھول جانا ماننا پڑے گا۔ پس یہ الست کا خیال ایک وہمی خیال ہے۔ بتوم جو دہر کو مانتے ہیں وہ اس میں گیان نہیں مانتے۔ اور نہ ارادہ مانتے ہیں۔ پس وہ ناستک ہیں

اسیطرح تمام بودھ اور جینی بھی کیونکہ وہ ایشور کی ذات سے منکر ہیں۔

انبیا کے معجزات بھان متی کے تماشے ہیں۔ اس روشنی کے زمانہ میں کیا کوئی عقلمند ان لایعنی باتوں کو سُنکر ایمان لا سکتا ہے۔ سید احمد خان بہادر نے اچھا کیا جو کہہ دیا کہ ہمارے نبی کے پاس معجزے و عجزے کچھ نہیں تھے۔ اور جب ایسے سردار کے پاس نہیں تھے تو بے شک سب انبیار سابقہ کے پاس بھی نہیں تھے۔

جن لوگوں نے ایشور کو سمجھا علم یا عقل تعلیم یا اپدیش سے یا کوئی ایسے مہاتما جو پچھلے جنم کے یوگی ہوں۔ ورنہ کوئی بھی ان ذریعے کے سوائے خدا کو نہیں سمجھتا ہے۔ قرآنی خدا عقل کے معیار پر ایک سکنڈ بھر بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ اور یہی حال انجیل کا ہے لیکن مبارک ہے وہ ارشاد جس میں لکھا ہے کہ جس بدھی سے تمام فاضل اور عالم آپکی کنہ معرفت کو جانتے ہیں اور جن دلائیل سے تمام رشی مُنی کو ایف معرفت کو پہچانتے ہیں۔ اے پرماتما ہم کو وہی عقل وہی علم وہی بدھی عنایت کیجئے +

यामे ध्यां देवगणा पितरश्चे पासते। तयामामद्य मेधयाग्ने मेधाविन कुरु॥

جن لوگوں کو تعلیم تدریس یا اُپدیش سے ایشور پر وشواس نہیں ہوا۔ اُنہوں نے کبھی اُس کے واسطے تکلیف اُٹھائی دُنیا میں اس کی ایک مثال بھی نہیں۔ پس دعوے باطل ہے۔ آپ کے نبی صاحب سے تو جامی صاحب نے اچھا کہا ہے۔ ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد۔ بسا کین دولت از گفتار خیزد

مہاتماؤں سے اس کے کمال قدرت و جلال حکمت کو سُنکر ہزاروں لوگ اس پر دلدادہ ہیں مگر عہد الست کی عالم تمثیل سے نہیں اور نہ قالو بلیٰ کے اقرار نامہ سے کیونکہ وہ دیکھنے کی چیز نہیں۔ محسوس نہیں۔ جسمانی نہیں۔ پس دیکھنے کا خیال ہر طرح لایق ابطال اور فضول لن ترانی ہے۔ اور اگر بقول آپ کے روح عناصر کا خلاصہ ہو تو یہ اقرار نامہ اور بھی بے معنی ہو تا ہے۔

مولوی سترہواں جواب۔ تناسخ کے قایل ابدی آرام کے منکر آریہ ابدی آرام ابد الآباد نجات سے محروم رہ جاویں تو شاید رہ جاویں اس لئے کہ ان کی فطرت اور جبلت میں یہ طلب ہی نہیں رہی۔ ان کے روح نے ابدی آرام کا سوال ہی چھوڑ دیا۔ اس اعتقاد نے ان کی فطرت کو اگر مسخ کر دیا۔ تو ممکن ہے۔ ان پر نہ وہ رحم ہو اور نہ عدل انکی سپارش کرے۔ المختصر۔

آریہ سترہویں جواب کا رد۔ اس جواب کا تناسخ سے کوئی تعلق نہیں آپ ہم کو کم نصیب اور بد نصیب جو چاہو کہو۔ یہ نصیب کا جھوٹھا ڈھکوسلا مسلمانوں کا تراشا ہوا ہے اور اس کا سارا اثر باوجود تناسخ نہ ماننے کے اسلامیوں کی جان کا وبال ہو رہا ہے حافظ کہتا ہے۔ ؎

درکوئی نیکنامی مارا گذر ندارند — گر تو نمے پسندی تغیر کن قضا را

جس طرح موجودہ سائنس و کیمسٹری نے جھوٹھی کیمیاگری اور معجزوں کا نام و نشان مٹا دیا۔ اسی طرح وید مقدس کے مبارک ارشادوں نے جسمانی شہوی اور فانی بہشت کی حور و غلمان کا خاتمہ کر کے صاف دکھلا دیا ہے کہ نجات اعمالوں کا پھل ہے اعمال محدود ہیں۔ پس نجات بھی محدود ہو گی۔ لیکن وہ محدودگی قرآن اور انجیل کے خدا کی عمر سے بھی کروڑ گنا بڑھ کر ہے۔ مولوی صاحب کیا آپ کی فطرت بالکل مسخ ہو گئی ہے جو باوجود کل شیئی ہالک الا وجہہ اللہ ماننے کے بھی بہشت دوزخ اور نجات کو ابدی مان رہے ہو۔ کیا جس بہشت کے داخل ہونے بلکہ اُس کے بننے کی بھی ابتدا ہی ہے اور جس سے آگے بھی آدم جیسے نبی اور معلم الملکوت سے فرشتہ بیرت نکالے گئے تھے

آپ دایمی راحت اور ابدی سرور بھوگ سکتے ہیں خدا کے واسطے غور کیجئے۔

مولوی اٹھارہواں جواب - آریہ کے نزدیک آواگون ہی ایک جہنم اور یہی معہ کچھ دن کے اس آزادی کے جس میں روح جسم سے الگ رہے گی۔ بہشت ہے والانہ کوئی بہشت نہ سُرگ نہ جہنم اور نہ نرک اور تمام ارواح ازل سے ابد تک ہمیشہ گرفتار رہے اور ہمیشہ گرفتار رہیں گے۔ پس ہم کو سخت حیرانی ہے کہ اگر تمام ارواح ہمیشہ ایسے گرفتار رہے باوجودیکہ آریہ مانتے ہیں۔ کہ ارواح اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہیں اور نہ اس کے پرتی بمب یعنی ظل ہیں۔ پس آریہ صاحبان تبلائے ایسی سخت گیری کسی رحیم یا عادل کا کام ہے۔ قرآن کریم کیسے لطف سے فرماتا ہے ولا یظلم ربک احدًا۔

ترجمہ - تیرا رب تو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

آریہ اٹھارہویں جواب کا رد - ایسی فضول باتوں سے کوئی حق بات پوشیدہ نہیں ہو سکتی۔ سُنئے ہم آپ کو اس کا الزامی و تحقیقی دو طرح کا جواب سُناتے ہیں۔

اول تحقیقی - آواگون ایک بڑا وسیع لفظ ہے جس میں تمام طرح کی سزائیں اور تمام طرح کی جزائیں شامل ہیں۔ پس ہم نرگ اور سورگ کو ضرور مانتے ہیں سورگ کے معنے سُکھہ وشیش کے اور نرک کے معنے دُکھہ وشیش کے ہیں۔ اور اسی کے حسب حال کسی ایماندار کا قول ہے۔ ع

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد　　کسے را با کسے کارے نباشد

ہندوستان جنت نشان اور کشمیر جنت نظیر مشہور ہے۔ مگر عربستان دوزخ نشان اور افریقہ کا صحرائے کلاں جہنم مکان ہے اور قرآنی بہشت کی بابت خود قرآن کی زبان سے ایک دانا نے کہا ہے ۔ ؎

گویند بہشت حوض و کوثر باشد　　وانجا می ناب و شہد و شکر باشد

پُر کُن قدح زبادہ و بردستم نہ　　نقدے ز ہزار نسیہ بہتر باشد

دوسرا تحقیقی جواب - بغیر جسم کے سزا و جزا انسان بھوگ نہیں سکتا۔ پس جہاں و جس جگہ جا کر انسان اپنے کرموں انوسار سُکھ دُکھ پاتا ہے وہی دوزخ و جنت ہے کسی خاص مکان کا نام سورگ و نرک نہیں۔

تیسرا الزامی جواب - بہشت میں چھوٹے بڑے مدارج ہیں۔ دُنیا دی لوگوں کی طرح رشک اور بغض ہے۔ لوگ جماع کرتے ہیں ماس نہیں کھاتے ہیں۔ شراب پیتے ہیں بایں لحاظ سید صاحب نے سچ کہا ہے۔ کہ اس بہشت سے تو ہمارے خرابات ہزار درجہ بہتر ہیں۔

چوتھا الزامی جواب - ایک مولوی ایماندار کا قول ہے ۔ ؎

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے　　حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

ہم نے اس مضمون پر ایک جُدا رسالہ **راہ نجات** لکھا ہے جس میں قرآن اور وید کی نجات کا مقابلہ بڑے واضح طور پر کیا ہے۔ قرآن نے بہشت کا نام ہی شداد کی کہانی سے سُنا اور اس کی اصلی بہشت کے مقابلہ میں ایک خیالی بہشت کا نقشہ بنایا قرآنی نجات یا بہشت قرآنی کی بابت ایماندار محمدیوں نے خود بھی ایسا ہی اندازہ لگایا ہے۔

ساقی بہ بہشت اینہمہ مشتاق چیست　　جنت می و ساقی بود باقی چیست

اینجاست مے و ساقی آنجاست ہمیں　　پس در دو جہاں بجز می و ساقی چیست

ساقی قدح مو کہ انگار ایں خاک سرشت　　خط بر سر ما ز مستی و عشق تو نوشت

معمور بود بشاہد و می و بادہ جہان　　موعود بود بکوثر و حور بہشت۔

پانچواں جواب - قرآن کی جنت و دوزخ صرف بیم و رجا ہے۔ ورنہ اصل میں باطل ہے کیونکہ فرضی الف لیلا کی کہانیوں کی طرح دودھ کی نہریں شراب کی نہریں شہد کی نہریں خود بخود مُنہہ میں آجانے والے پھل ساری کی ساری فسانہ عجائب کی کہانیاں

ہیں۔ (دیکھو طوطے اور جوگی کا قصہ) پس ایسے بہشتوں اور دوزخوں کو ہم یا کوئی عقلمند نہیں مانتا جس میں سونٹھہ کی شراب کافور کی شراب۔ انگور کی شراب علیٰ ہذا القیاس بیئر۔ رم۔ برانڈی وسکی۔ اکشیا نمبرا وغیرہ وغیرہ موجود ہیں۔

پس ایسی جنت سے ہم باز آیا محبت سے اُٹھالو پاندان اپنا۔ اب ہمارا اعتقاد سُنو اور دل لگا کے سُنو۔

مولوی صاحب چونکہ ارواح ہمیشہ کام کرتے ہیں۔ اور وہ کام بد یا نیک ہوتے ہیں جن کے عوض ان کو جزا و سزا ایشور دیتا ہے۔ نہ ایشور معطل ہے اور نہ معزول۔ پھر دائمی دور اعمال سے انکار فضول ہے۔ مگر یہ سارا کا سارا الزام قرآنی خدا پر آتا ہے۔ وہ ظلم کرتا ہے۔ مگر کہتا ہے کہ تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ یہ بات ایسی ہے جیسے رب المکہ کو سر دیا پاک ماننا۔ اور کعبہ کو سجدہ کرنا یہ اُس شرابی کی مثال ہے جو شراب پی کر کہتا ہے کہ میں نے کوئی شراب نہیں پی میرے مُنہہ سے بو تو نہیں آتی۔ قرآنی خدا یا تو لوگوں سے تمسخر کرتا ہے جعفر زٹلی کی طرح یا اُلا دہ پیازہ کی طرح ورنہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ فی الحقیقت ظالم و جبار و قہار۔ بلکہ خیر الماکرین۔ یعنی مکار ہے۔

مولوی اُنیسواں جواب - بہ تقدیر تسلیم اعتقاد آواگون کے وہ رحیم و کریم محسن یعنی دیالو کرپالو بھی نہیں۔ کیونکہ اُس کے ہزارہا احسان کے بدلے میں آریہ لوگ کہہ دیں گے کہ ان کو اپنے اعمال کی مزدوری مل رہی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا کوئی فضل انسان پر نہیں۔ مگر سچ ہے وہی کتاب جس میں لکھا ہے۔ نجات اُس کے فضل سے ہو گی اور بچایا ان کو دوزخ کے عذاب سے یہ فضل ہوا تیرے رب کا۔ (سورۃ دخان)

آریہ اُنیسویں جواب کا رد - اس میں آپ نے چند باتوں میں ماہی سترہویں اور اٹھارہویں جواب کو دُہرایا ہے۔ اگر نجات اعمال سے ہے تو فضل فضول اگر فضل سے ہے تو اعمال فضول ہیں۔ اس قرآنی آیت کا جواب ہم قرآن سے ہی دیتے ہیں۔ قرآن سورۃ جاثیہ خلق اللہ السموات والارض بالحق ولتجزی کل نفس بما کسبت وھم لا یظلمون ۵ ط

ترجمہ حسینی - و بیافرید خدا آسمانہا و زمینہا را براستی و عدل و مقتضائے عدالت آنست کہ میان محسن و مسی و موحد و مشرک تفاوت باشد و دیگر برائے آنکہ پاداش دادہ شود ہر بآنچہ کسب کردہ از خیر و شر و ایشاں یعنی عمل کنندگان ستم دیدہ نشوند یعنی نقص ثواب ابرار و از دیار عقاب اشرار وقوع نیابد بلکہ ہر کس را فرا خود عمل او جزا خواہد داد (جلد دویم صفحہ ۳۱۱)

پس صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت قرآنی دید مقدس کے ارشاد کی نقل ہے۔ بیشک عدل کے مطابق دُنیا رچی گئی۔ عدل کیا جاوے گا۔ سب کو اعمال کا پھل ملے گا۔ سزا و جزا بھی اعمالوں کے مطابق ہو گی زیادہ کچھ نہیں ہو گا۔

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت　　دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

ہر کو عمل نکرد و عنایت اُمید داشت　　دانہ نکرد ابلہ و دخل انتظار کرد

نابردہ رنج گنج میسر نمے شود　　مزد آں گرفت جان برادر کہ کار کرد

ایک حکیم کا قول ہے سلطان بلا عدلٍ کنہر بلا ماءٍ یعنی بادشاہ بغیر عدل کے ایسا ہے جیسے نہر بے پانی کے۔

مولوی بیسواں جواب - آریہ صاحبان باری تعالیٰ کو فضل و کرم سے کس نے روکا اس پر کون غالب اس پر کون حکمران۔ اس نے کب عہد نہیں بلکہ وعید کر دیا ہے کہ کسی پر محض فضل نہ کرے گا ہم تو کہتے ہیں۔ اگر ایسا سخت ڈراوا دیا بھی ہے تو بھی وہ نجات دے سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر طرح کے عیوب سے پاک جانتا ہے کہ وعدوں کے خلاف کا نام اگر کذب ہے تو وعید کا خلاف کذب نہیں۔ بلکہ کرم اور فضل ہے لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون ترجمہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ اس پر کسی کو نکتہ چینی اور سوال کی جگہہ

نہیں۔ اور جو کچھ لوگ کرتے ہیں۔ اُس پر تو نکتہ چینی اور سوال ہو سکتا ہے۔

آریہ بیسویں جواب کا رد۔ یہ جواب آپ کا باطل ناصواب ہے کیا اسی منطق دانی پر تناسخ جیسے اہم مسئلہ کا رد لکھنے بیٹھے تھے۔ یہ آپ کی لیاقت سے بہت بڑھ کر ہے اس سے ایک اور بات بھی ہم پر منکشف ہو گئی کہ آپ نے اپنے زعم فاسد میں ایک فرضی اور موہومی حاتم کے حمام بادگرد والے بادشاہ جیسا خدا مانا ہوا ہے۔ تبھی جو چاہتے ہیں عیب اور کلنک اُس کے ذمہ لگا دیتے ہیں۔ خدا کبھی ایسا نہیں ہو سکتا ہے۔ جس کو اپنی سچائی کا پاس نہیں۔ جو حق پر قایم نہیں۔ سفارشوں اور شفاعتوں یا رشوتوں کے لالچ سے جس کے انصاف کے ترازو کو اکتنہا پیش قاضی ردی راضی آئی کی طرح، جدھر چاہو دیا اُس مکار بیوپاری کے چوہوں کی طرح پانسے کا پلڑا، جھکا دیتے ہیں۔ تو ایسا آدمی ہرگز ہرگز خدائی کے لائق نہ ہے نہ ہو سکتا ہے۔

اگر خدا کی۔ غلطی پر نکتہ چینی نہیں ہو سکتی تو محمد صاحب نے کعبہ کے بُت پرستوں سے کیوں مجادلے و مقاتلے کئے۔

اگر خدا کی۔ باتوں پر نکتہ چینی نہیں ہو سکتی تو محمد صاحب نے مسیح کے ابن اللہ ہونے پر کیوں جہاد کر کے عیسائیوں کو قتل کیا۔

اگر خدا کی باتوں پر سوال یا نکتہ چینی نہیں ہو سکتی تو تم لوگ یا تمام خدا پرست کیوں کرشن اور رام کے خدا ماننے سے انکاری ہو۔

اگر خدا۔ جو چاہے کر سکتا ہے تو سب صفات حسنہ کا خاتمہ گناہ کی ترقی اور بدچلنیوں کا گرم بازار ہو کر خود ایسے خدا ہی کی جان پر وبال آئیگا۔

نہ سگ دامن کاروانے درید ۔۔۔ کہ دہقانِ ناداں کہ سگ پرورید

آپ نے سُنا نہیں شاید۔ خطائے بزرگان گرفتن خطاست ۔ ولیکن بجائے مناسب رواست آپ نے وعدے اور وعید دونوں کے معنے نہیں سمجھے۔ یا جان بوجھ کر لوگوں کو گنہگار بنانے کا ٹھیکہ لیا ہے۔ **وعدہ** یعنی اقرار کرنا نیکی کرنے کا **وعید** بدوعدہ سزا دینے کا وعدہ۔ یہ دونوں باہمی لازم و ملزوم ہیں۔ ایک جگہ آپ نے خدا جانے کس طرح حق بات کو لکھ دیا ہے "بعض اوقات چشم پوشی۔ صبر و درگذر نقصان عظیم کا موجب ہو جاتے ہیں۔ چور باغی اور راستہ لوٹنے والے کو اگر سزا نہ دی جاوے اور صرف رحم ہی اس پر کیا جاوے تو کتنا نقصان ہوتا ہے" (تصدیق صفحہ ۵۳) پس دونوں کے خلاف کا نام کذب ہے۔ اور ان کا مرتکب کاذب۔ اس کا ارشاد ڈراوا نہیں ہے بلکہ یقینی ہے اور ضرور ہونے والا ہے۔ ہاں قرآنی دوزخ اور بہشت کی باتیں البتہ ڈراوا اور بھلاوا ہیں۔ طفل تسلی کے درجے سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتی ہیں جیسے عام بولی ہیں ہوّا۔ کہہ سکتے ہیں۔ اسی واسطے ایسی باتیں معتبر اور مستند نہیں ہیں کیونکہ ان کی بنیاد صداقت پر نہیں۔ بلکہ ڈراوے اور بھلاوے پر ہے۔ تبھی غالب مرحوم نے کہا ہے

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن ۔۔۔ دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

مولوی اکیسواں جواب۔ تناسخ کا مسئلہ جیسے توحید کے خلاف ہے۔ اور شرک کا باعث ویسے ہی اخلاق اور مارل فلاسفی کا خطرناک دشمن ہے توحید کے خلاف تو اس لئے ہے کہ تناسخ ماننے والوں پر لازم ہے جیسے دیانندیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ ارواح اللہ تعالےٰ کے بنائے ہوئے نہیں۔ پر ماتو اس کے مخلوق نہیں۔ زمانہ اس کے گورنمنٹ نہیں۔ جس طرح اللہ تعالےٰ غیر مخلوق ہے۔ ارواح اور میٹر بھی غیر مخلوق ہے یہ لوگ وحدت وجود کے بھی قایل نہیں جیسے ان کے ویدانتیوں کا خیال ہے کہ کیا جاوے کہ اصل وہ اس کے معتقد ہو کر توحید کے مدعی ہیں۔

اور اخلاق۔ مارل فلاسفی کا اس واسطے دشمن ہے۔ کہ بشرط اعتقاد مسئلہ تناسخ

کوئی شخص اپنے کسی محسن بخیر خواہ۔ آلہی محبت۔ انسانی ہمدردی کی نسبت اعتقاد و یقین نہیں کر سکتا کہ اُس شخص نے مجھ پر احسان کیا۔ یا رحم کھایا بلکہ تناسخ کا معتقد محسن کے ہر ایک احسان کے بدلے میں کہہ سکتا ہے کہ اس محسن نے کوئی احسان نہیں کیا۔ ممکن ہے کہ اس نے ہمارے پہلے احسانوں کا بدلہ دیا ہو۔

مجھے یاد ہے کہ ایک راجہ کو بچھونے کاٹا۔ شدید درد میں ایک مسمریزم کرنیوالے نے جن کو اُس مُلک کی زبان میں منتر جھاڑنے والا کہتے ہیں۔ جھاڑا کیا۔ جب اس عصبی المزاج راجہ کو آرام ہوا اور جھاڑا کرنے والے کو انعام دیا۔ اُس کا پہرہ معاف کیا۔ تو تناسخ والے خوش اعتقاد بول اُٹھے۔ دیکھو کس طرح اس بچھونے سپاہی کا قرض اُتارا۔

آریہ اکیسویں جواب کا رد۔ نہ تو تناسخ توحید کے خلاف اور نہ شرک کا باعث نہ اخلاق اور مارل فلاسفی کا خطرناک دشمن ہے بوجوہات ظاہر ہیں۔ چونکہ تناسخ سے اس بات کا پورا نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ سب دنیا کو کرم انوسار پھل دینے والا ایک وہی دہر ماتما ہے۔ وہ ایک ہی پرماتما ہے۔ جس نے اپنی انادی نیار انوسار مختلف طرح کی سرشٹی پیدا کی ہے اُسی ایک پرماتما پر کامل یقین یہی ماحصل توحید ہے۔ ورنہ ان چیزوں کے بنانے یعنی خدا نخواستہ نیستی سے ہستی میں لانے سے تو خدا قایم نہیں رہتا بلکہ معدوم ثابت ہوتا ہے۔

شرک۔ اس واسطے نہیں کہ کسی اور سے مُراد مانگنا کسی اور کا ورد کرنا۔ کسی اور پر بھروسہ کرنا۔ شفیع المذنبین جاننا کسی کی خاطر کیواسطے دُنیا کا پیدا ہونا ماننا جیسے کہ مسلمان کلمہ میں بھی محمد صاحب کو شریک کرتے ہیں۔ اس کی شفاعت بغیر نجات محال جانتے ہیں اسکو باعث ایجاد عالم مانتے ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین۔ ترجمہ یعنی اے محمد اگر تو نہ ہوتا تو زمین و آسمان کو میں پیدا نہ کرتا۔ اور تو نہیں بھیجا گیا۔ مگر دُنیا میں رحمت کے واسطے۔ یہ باتیں صریحا شرک ہیں۔ محمدی مسلمان بھی ایسی باتوں کے قایل ہیں۔ پس وہ مشرک ہیں۔

جبرائیل۔ و میکائیل و عزرائیل وغیرہ سب خدا کے شریک ہیں۔ اور خدا اُن کا محتاج اور عرش پر مسکن گزین اور سب سے بڑا شریک اور سچ پوچھو تو بقول قرآن باعث ایجاد عالم حضرت عزازیل علیہ السلام ہے **خدا کا گھر** بناتے ہیں جیسے بیت اللہ (کعبہ) خدا کے دیدار کو حضرت براق پر سوار ہو کر زینہ لگا شب معراج کو آسمانوں پر گئے۔ یہ باتیں صاف کفر و شرک کے پھیلانے والی اور صداقت و توحید کے مٹانے والی ہیں۔ اور بت پرستی کے پھیلانے والی ہیں۔ آریہ لوگ یا تناسخ کے ماننے والے لوگ سب سے زیادہ اخلاق کے حامی ہیں۔ کیونکہ ان کا مدار تمام تر نیک کرموں پر ہے۔ یہ غلط ہے کہ کسی احسان کے بدلے وہ یہ کہیں کہ اس نے ہمارے پہلے احسانوں کا بدلہ دیا ہو۔ ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ نئے کام بھی واقع ہوتے ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ سب سے زیادہ اخلاق انہیں لوگوں میں ہے۔ آپ نے جو کسی مہاراجہ کی کہانی سُنائی وہ آپ کی فلسفہ دانی کا ثبوت ہے۔ حضرت راجا لوگ بھولے ہوتے ہیں۔ ان کو آپ جیسے راجہ شاہی حکیموں نے جنتر منتر تعویذ گنڈے قبروں پر یقین کرا یا ہوا ہے وہ تمام بھوت پریت کے قایل اور جن و پری کے گھایل ہیں یہ سارا قصور آپ جیسے سورہ جن پڑھنے والے مُلّانوں کا ہے ورنہ تمام عقلا و فضلا اور خصوصاً آریہ لوگ ایسے فضول اور نامعقول باتوں پر ہرگز یقین نہیں لاتے اور نہ کبھو ایسے راجاؤں کو ایسی باتیں سُناتے ہیں ایسی ہی بے بنیاد کہانیاں ہیں جیسے کہ حضرت محمد صاحب کی پیغمبری پر گوہ۔ گدہے۔ ہرنی شتر نے گواہی دی اور آپ جیسے مُقلدوں نے مان لیا سبحان اللہ۔

البتہ یہی حکایت موسیٰ۔ نبی کے حسب حال ہے۔ لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ایک چشمہ پر پہنچے جو بن کوہ میں جاری تھا۔ وضو کیا اور نماز پڑھی۔ تھوڑی دیر تک ٹھہرے

جو تناسخ

ناگاہ ایک سوار آیا۔ اور پانی پیا اور چلا گیا۔ اُس کا کیسہ زر رہ گیا۔ بعد اس کے ایک چرواہا آیا اُس نے وہ کیسہ اُٹھا لیا۔ اور چلا گیا۔ بعد اس کے ایک پیر مرد آیا نہایت عاجز اور ضعیف پیٹھ پر گٹھا لکڑیوں کا لادے ہوئے اس نے گٹھا رکھ دیا اور پانی پی کے اس چشمہ پر لیٹ رہا۔ ناگاہ وہی سوار اپنا کیسہ ڈھونڈتا ہوا آیا پیر مرد نے دیکھا جانا کہ اُس نے لیا ہوگا۔ اُس سے مانگا۔ پیر مرد نے انکار کیا سوار نے اُسے ایسا مارا کہ وہ مر گیا۔ موسیٰ متحیر ہوئے اور کہا یا الٰہی اس میں کیا حکمت ہے۔ اور یہ کیا عدل ہے۔ حکم ہوا کہ یہ ہیزم کش سوار کے باپ کا قاتل تھا اور چرواہے کے باپ کا اسی قدر قرض سوار کے باپ کے ذمہ تھا۔ اس وقت حکم ہمارا قصاص اور ادائے دین پر ہوا ہے۔ اے موسیٰ میں حکیم عادل ہوں "

مولوی بائیسواں جواب ۔ تناسخ کا مسئلہ ماننے سے ثابت ہوتا ہے کہ باری تعالےٰ سخت خود غرض ہے۔ کہ بے مزدوری کسی پر رحم۔ احسان اور فضل نہیں فرماتے۔

آریہ بائیسویں جواب کا رد ۔ ایسا ہرگز مت کہو اس مبارک مسئلہ کی تسلیم سے ہی اُس مالک کی صحیح تعظیم ہوتی ہے۔ وہ خود غرض ثابت نہیں ہوتے بلکہ عادل منصف جج۔ غیر متعصب۔ مابہ الاحتفاظ یعنی رشوت سے نفرت کرنیوالے شفاعت کے نہ سننے والے۔ مالک اور پرم پتا یقین ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ بے مزدوری بغیر فعل نیک یا اچھے اعمالوں کے کسی کو جزا اور بلا بد افعالی کے سزا نہیں دیتے مگر بوجوہات ذیل خدائے قرآنی خود غرض پایا جاتا ہے۔

وجہ اوّل ۔ بلا ہمارے افعال کے ہم کو مختلف طور پر بنایا۔ عاجز اور محتاج کیا اور دُکھ دیا۔ جیسا قرآن میں لکھا ہے۔ لقد خلقکم اطوارا ترجمہ یقیناً اس نے تمکو مختلف طور پر بنایا۔ پس خدا یا تو خود غرض ہے یا پاگل یا ظالم۔

وجہ دوم ۔ بعضوں کو افریقہ کے جنگل میں پیدا کیا۔ جن کو کسی طرح کا آرام نہیں گرمی کے مارے جل بھن کر کباب ہو رہے ہیں۔ اور بعضوں کو کشمیر جنت نظیر و کابل جنت تقابل میں جو عمدہ عمدہ میوہ کھاتے اور لطف اُٹھاتے ہیں۔ اگر یہ سب بلا سبب ہے جیسا قرآن میں لکھا ہے۔ لا یسال عما یفعل وھم یسالون ترجمہ جو کچھ اللہ تعالےٰ کرتا ہے۔ اس پر کسی کو نکتہ چینی اور سوال نہیں مگر لوگوں کے کئے پر نکتہ چینی اور سوال ہو سکتا ہے۔ تو درحقیقت وہ خود غرض اور نادان ہے اور اس کے علاوہ قرآن ایک اور اندھا مغالطہ دیتا ہے جب باوجود اس اندھیر کے کہتا ہے۔ خلق لکم ما فی الارض جمیعاً یعنی جو زمین میں ہے تمہارے لئے پیدا کیا۔

وجہ سوئم ۔ جب کوئی اعمال نہیں۔ کوئی وجہ نہیں۔ اور نہ کوئی معقول سبب ہے اور پھر بھی قرآنی خدا نے کسی کو نیک بخت و بدبخت یعنی بہشتی اور دوزخی بنا دیا۔ جیسا کہ قرآن میں لکھا ہے منھم شقی و سعید یعنی ان میں سے کوئی سعید ہے کوئی شقی ہے۔ یہ سراسر ظلم اور اندھیر ہے۔ اور خود غرضی میں تو کسی کو انکار نہیں۔ پس مصنف قرآن ضرور ظالم اور خود غرض ہے۔

وجہ چہارم ۔ یہ خیال خود تمہاری اور تمہارے بھائی بندوں حواریوں بلکہ تمام محمدیوں کی جان کا وبال ہے۔ کیونکہ قرآن میں لکھا ہے یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم من قبلکم لعلکم تتقون ط ترجمہ اے لوگو فرماں بردار بنے رہو اپنے اس رب کے جس نے تمکو اور تم سے پہلوں کو بنایا۔ اور فرماں برداری کا یہ فایدہ ہوگا۔ کہ تم دکھوں سے بچے رہو گے اور دوسری جگہہ قرآن میں لکھا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی جن اور انس اس واسطے پیدا کئے گئے کہ خدا کے فرمان بردار رہیں اب یہاں زیادہ فقرہ بھر پڑھو کہ باری تعالےٰ سخت خود غرض ہے کہ بے مزدوری کسی

پر رحم احسان و فضل نہیں فرماتے "

وجہ پنجم ۔ قرآن کہتا ہے۔ ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم سورۃ بقر۔ قرآن کی ایسی ایسی تعلیموں سے شیطان اور رحمٰن میں کوئی بھید نہیں معلوم ہوتا۔ (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۱۵ سے ۲۵۵) مگر آپ نے خود بھی اس کا اقبال کیا ہے یوتیہ من یشا یعنی دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ (صفحہ ۱۹ جواب ۱۹) پس یہ صاف خود غرضی اور ظلم اور جہل ہے۔ جس سے انصاف کا سراسر خون ہوتا ہے۔

مولوی تئیسواں جواب ۔ ہم لوگ بعض وقت بے وجہ احسان کرتے اور پھر دوسرے وقت احسان کے خلاف کرتے یا احسان نہیں کرتے۔ اس دو قسم کی مختلف کارروائی سے معلوم ہوتا ہے کہ احسان کرنا ہمارا ذاتی اور خانہ زاد وصف نہیں۔ جبکہ بالغرض ہم کو یہ صفت لاحق ہوتی ہے۔ اور بالغرض کے واسطے ما بالذات ضرور ہے۔ پس لازم آیا کسی جگہہ احسان بالذات موجود ہے۔ تو کیوں آریو اس جگہہ کا نام باری تعالےٰ کی پاک ذات نہیں جانتے؟

آریہ تئیسویں جواب کا رد بے شک یہ تمہید آپ کی قلم سے صحیح نکلی۔ لیکن تعصب اندرونی کے سبب اس کا بھی آپ نے نتیجہ غلط نکالا یا نتیجہ نکالنا نہیں آتا۔ سُنئے بے شک ہمارے میں احسان عارضی موجود ہے اور ہم اُس کے مخالف بھی کرتے ہیں لہٰذا اسی واسطے احسان بالذات ایشور میں موجود ہے۔ مگر احسان بالغرض و بالذات دونوں کے معنے آپ نے نہیں سمجھے۔

احسان کے معنے نیکی یا کام بعوض کرنے کے ہیں۔ پس خدا نے ہمارے واسطے زمین چاند سورج۔ ستارے۔ سیارے۔ ہوا۔ آگ۔ پانی۔ وید وغیرہ چیزیں دیں ہم نے اس کا معاوضہ ایشور کو کچھ نہیں دیا۔ اور نہ دے سکتے ہیں۔ اور نہ ہمارے اعمالوں سے انکا تعلق ہے۔ مگر سلسلہ اعمال اور چیز ہے۔ اُس سے احسان اور رحم کا واسطہ نہیں بلکہ عدل و انصاف کا۔ شمس تبریز فرماتے ہیں۔

درخت و کشت برآید ز خاک آں گوئید ٭ کہ خواجہ ہرچہ بکاری ترا ہماں روید

جس طرح اب بُرے کرم کرنے کا نتیجہ سب مذاہب والے آئیندہ جنم یا دکھ مانتے ہیں اسی طرح موجودہ جنم یا دُکھ کن کرموں کا نتیجہ ہے؟ الحذر ائے شیخ نادان الحذر۔

مولوی چوبیسواں جواب ۔ تناسخ کے اعتقاد پر ضرور ہے کہ کسی شخص کو جناب باری تعالیٰ کی پاک ذات سے محبت نہ رہے۔ حالانکہ نص سے اور آپ مانتے ہیں والذین امنوا اشد حبا اللہ یعنی ایمان لانے والے تو اللہ تعالیٰ سے بڑی محبت رکھا کرتے ہیں اور یہ بات کہ تناسخ کے ماننے پر باری تعالیٰ سے محبت نہیں رہ سکتی۔ اس لئے ہے کہ جس جج کی نسبت مجرم کو اعتقاد ہو جاوے کہ ممکن نہیں کہ میرے خلاف ورزی قانون اور جرم کے بعد یہ حاکم مجھ قصور دار پر رحم کرے گا وہ حاکم مجرم کو کیوں پیارا ہونے لگا ہاں جس مجرم کا یہ ایمان ہو۔ کہ شاید حاکم سے درگذر ہو جائے۔ آج نہ سہی کل البتہ وہاں محبت ممکن ہے۔

آریہ چوبیسویں جواب کا رد ۔ یہ جواب آپ کا ایک اعلیٰ درجہ کی مغالطہ دہی پر مبنی ہے کیونکہ جس قسم کی رضامندی یا محبت آپ خدا سے چاہتے ہیں۔ اسی قسم کی رشوت دینے والے لوگ رشوت خور حاکموں سے چاہتے ہیں۔ اور موجودہ سرکاری قانون کے مطابق دونو مجرم ہیں (دیکھو دفعہ ۔ تعزیرات ہند) اور قرآنی اعتقاد کے مطابق قرآنی خدا رشوت خور حاکم سے کسی طرح کم نہیں۔ پس بموجب اعتقاد وید مقدس ویدک خدا سرو دیا پک۔ پرماتما یعنی احکم الحاکمین کے روبرو محمدیوں اور خدائے قرآن

دونوں کی شامت ہے۔ جس طرح قرآنی اعتقاد کے مطابق بُت اور بُت پرست دونوں جہنم میں جاویں گے۔ پس اجتناب کرو۔ ایسے منقول اور نامعقول اعتقاد سے مجرم برخلاف ورزی قانون اور ثبوت جرم کے بعد رحم کیلیا ہے؟ اُس کی اصلاح کے واسطے بے کافی سزا دینا افسوس کہ قرآنی خدا کو سعدی علیہ الرحمتہ جیسی بھی عقل نہیں ؎

نکوئی بابدان کردن چنان ست ✣ کہ بد کردن بجائے نیکمرداں

آپ کا خدا سے ایسی بیہودہ امیدیں رکھنا دُنیا کو گمراہی کی ترغیب اور تعلیم دُینا ہے غافل نہ رہئے اور کانوں سے پنبہ غفلت نکالئے اور یاد رکھئے کہ جرم کا اقبال مجرم کو کافی سزا دلاتا ہے نہ کہ رہائی۔ آنکھوں سے غفلت کی پٹی اُتارو اور دل سے ایسے باطل خیالات کو دور کرو۔ کیونکہ۔

اے نیکی نہ کردہ و بدیہا کردہ ✣ ورحق بعفو خود تمنا کردہ۔
ہشدار کہ ایں وہم تو ہرگز نبود ✣ ناکردہ چو کردہ و کردہ ناکردہ

اصل میں ایماندار لوگ اس جج کو پسند کرتے ہیں۔ اور اُسی سے محبت رکھتے ہیں جو عادل اور منصف ہو اور بدمعاش لوگ اُس سے خوش ہیں۔ جو سفارش پسند اور رشوت خور ہو۔ مصنف قرآن نے جہاں عقل سے کام لیا یا نوشیرواں عادل کا خیال آگیا تو وہاں سادی لکھا ہے اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔ عدل کنید کہ عدل نزدیک تر است بہ پرہیزگاری۔ اس پر مولوحسین واعظ نے کیا اچھا کہا ہے کہ ؎

عدل کن زانکہ در ولایت دل ✣ در پیغمبری زند عادل۔ عدل مشاطہ ایست ملک آرائے۔ دین و دولت زعدل ماند بجائے (صفحہ ۱۳۹ سورۃ مائدہ) مولوی صاحب آپ کا یہ لکھنا کہ جس مجرم کا یہ ایمان ہو کہ شاید حاکم سے درگذر ہو جاوے۔ آج نہ سہی کل سہی النبہ وہاں محبت ممکن ہے۔ نہایت ہی افسوس بڑھنے والا ہے۔ خدا سے درگذر مند کا آج نہ سہی کل یہ پہلو تفی اور سہو۔ سستی اور کاہلی انسان سے ہے نہ کہ ذوالجلال رحمان سے۔ نیاکاری ایشور سے پیار کے سبب سے ہی دہرماتما لوگ محبت رکھتے ہیں۔ اور سچی محبت کا عدل ہی سب سے بڑا باعث ہے۔ ورنہ جہاں اندھیرے وہاں انصاف و محبت کا کیا کام۔ دیکھئے صحیفہ قدرت ہمیں کیا بتلاتا ہے۔

शन्नो मित्रः शं वरुणः शन्नो भवत्वर्यमा। शन्न इन्द्रो बृहस्पतिः शन्नो विष्णुरुरुक्रमः। ऋग्वेद

اس منتر میں پرمیشور کا نام ہی محبوب یعنی مترّ اور اسی کا پیارا نام اریما یعنی عادل ہے وہی ورن یعنی رحیم اور اندر یعنی شہنشاہ ہے۔ اسی کا نام برہسپتی یعنی مالک کل اور وشنو یعنی سروویاپک ہے۔ مولوی صاحب ایمان سے کہنا کیا قرآن میں ایسی فضیلت موجود ہے؟ قرآنی ایمان جس کا آپ نے حوالہ دیا۔ والذین آمنوا اشد حبا للہ اس کی وجہہ وہی قرآنی حور و غلمان اور اُن کے انار پستان اور چاہ زنخدان ہیں۔ یا میب رضوان اور انگور جنان اسی کے حسب حال ایک ایماندار محمدی نے کیا عمدہ کہا ہے۔ کہ ؎

تلاش حور کی ہے بھیس پارسائی کا ✣ بنا ہوا ہے یہ زاہد بھی اک خدائی کا

اور یہی سوال آپ نے اٹھائیسوین جواب میں لکھا ہے۔ پس یہ ہماری تردید اُس سے بھی تعلق رکھتی ہے۔

مولوی پچیسواں جواب ۔ حسب الاعتقاد ایسے عدل ایزدی کے جس میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم عطا اور احسان کی امید نہ رہی۔ بدکار کو اس کی جناب میں دعا پکارنا نہتا لغو اور بیہودہ ہو جاوے گی۔ معاذ اللہ مگر کیا پیارا کلمہ قرآن مجید میں موجود ہے لاتقنطو من رحمت اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ وغیرہ

آریہ پچیسویں جواب کا رد ۔ مولوی صاحب عدل اور رحم مخالف نہیں ہیں

رحم اُس کا سورج چاند وغیرہ کے پیدا کرنے اور ہدایت ورنہ یعنے وید مقدس کے پرکاش کرنے سے ہے۔ جیسا کہ وید میں آیا ہے۔

तस्मात् यज्ञात सर्व्वहुत ऋचः सामानि जज्ञिरे। छन्दांसि जज्ञिरे तस्माद्यजुस्तस्मादजायत॥

پرماتما سرو انتریامی اور دیالو نے تمام جگت پر مہربانی کر کے سنسار کی بھلائی کے لئے ویدوں کا پرکاش کیا تاکہ اگیان سے نکل کر گیان کی طرف متوجہ ہوں اور نور معرفت سے دل کی آنکھیں منور کریں۔

ابر و باد و مہ و خورشید فلک در کار اند ✣ تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
این ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار ✣ شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

ہاں قرآن کے اس کلمہ سے جو آپ نے درج کیا یعنی لاتقنطوا من رحمتہ اللہ الخ یعنی خبردار اللہ کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہو اللہ تعالیٰ تو تمام گناہوں کو عفو کرتا ہے مولوی صاحب میں حیران ہوں کہ آپ کیسے اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ آیت خدا کی طرف سے ہے کیونکہ جب آپ مانتے ہیں کہ خدا نیاکاری ہے۔ نیا یعنی عدل اُسی کو کہتے ہیں کہ جو جیسا اور جتنا کرے اُس کو ویسا اور اتنا ہی پھل دینا تو پھر معافی کیسی۔ حضرت معافی اور سفارش اور رشوت ایسے عقاید ہیں کہ جن سے رب العالمین و شومیر پرماتما پر انیا (یعنی ظلم) کا عیب لگتا ہے اور یہی تعلیم آیت قرآنی دنیا میں گناہوں کے بڑھانیوالی اور برہم زن اخلاق ہے ✣

غور سے پڑھئے ۔ سورۃ الزمر سیپارہ ۲۴ میں قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لاتقنطوا من الرحمۃ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم در معالم مذکور است کہ قومے از اہل شرک ارتکاب قتل و زنا بسیار نمودہ بودند و ابواب معاصی و ملاہی بکلید ہوائے نفس بر روے روزگار خود کشودہ بحضرت رسالت پناہ عرض کردند کہ آنچہ مارا بداں دعوت میکنی نیکوست و بایشرط قبول میکنیم کہ مارا خبر دہی کہ گناہان ما آمرزیدہ میشود یا نے۔ این آیت فرود آمدہ کہ بگوا ے محمدؐ اے بندگان من آنانکہ اسراف کردند بر نفسہائے خود یعنی افراط نمودند در گناہان و انرحد بردہ اند نومید مشوید از بخشش خدائے بدرستیکہ خدائے بیامرزد گناہان جمیعاً ہمہ آن را اگرچہ بسیار باشد و بدانکہ او آمرزندہ گناہانست مہربان ✣

در معالم از ابن مسعود نقل میکند کہ عباس بہ مسجدے در آمد و دید کہ واعظے ذکر آتش دوزخ و سلاسل و اغلال آن میکند فرمود و کہ اے مذکر چرا نا امید میگردانی مردمان را اگر نخواندہ آں را کہ فرمود قل یا عبادی الایہ در خبر ست کہ گفت دوست نمیدارم کہ دنیا و مافیہا مرا باشد بعوض این آیت از دنیا و ہرچہ در دنیا باشد بہتر ست (تفسیر حسینی صفحہ ۲۶۶ - اور معالم جلد ۴ صفحہ ۲۱) اسی کے حسب حال سید ناصر علی کہتا ہے ✣

محیط رحمت او دامن آلودہ میخواہد ✣ گناہے راکہ از دستم نے آید خطا کردم

حاشیہ۔ اے دریائے رحمت او سبحانہ طالب گنہگار ست پس ہر گناہے کہ نمی کنم خطا تصورے میکنم چراکہ ظہور شان غفاری موقوف برآں ست ایضاً (صفحہ ۸۷) ✣

ایک اور فاضل مولوی کہتا ہے ✣

اے آنکہ پدید گشتم از قدرت تو ✣ پروردہ شدم بناز و نعمت تو
صد سال بامتحاں گناہ خواہم کرد ✣ یا جرم من ست بیش یا رحمت تو

ایک اور فاضل فرماتے ہیں ✣

خواہ از شراب خانہ خود را تباہ کن ✣ خواہ از زنا نامۂ خود را سیاہ کن
دزدی کن و فساد و فریب و قمارباز ✣ اے طالب بہشت خدا را گواہ کن

کن قتل خلق عالم و حذر از صلوٰۃ صوم — زندانہ زی وپیشِ صنم سجدہ گاہ کُن
گر اعتبار نیست کہ چوں گشتہ اند مباح — مصحف بخوان و دور زدل اشتباہ کُن
آوردہ است مژدۂ لاتقنطوا شفیع — من ضامنم ہر آنچہ توانی گناہ کُن

مولوی حسین واعظ کہتے ہیں +

چوں تو دادی مژدۂ لاتقنطوا — من چرا ترسم زعصیان وعتوا
چوں تو ہر شکستہ را سازی درست — پس خطا ہا بر امید عفو تست

قرآن سورۃ الانفطار یا ایہا الانسان ما غرک لے آدمی چہ چیز ترا بفریفت تا کافر شدی وعاصی شدی درخدائی و دلیر گشتی در نافرمانی ۔ شیخ منصور فرمودہ کہ اگر خدائے ازمن این سوال کند گویم عزنی کرمک در معالم آوردہ کہ گوید بندہ فریفتہ شدم بکریمی تو (۵۲۴ جلد ثانی تفسیر حسینی) +

ایک اور مولوی فرماتے ہیں +

ما ئیم پر گناہ تو دریائے رحمتی — جائیکہ فضل تست چہ باشد گناہِ ما
گناہِ من از نامدے در شمار — ترا نام کے بودے آمرز گار

ناسخ کہتا ہے +

بخشش کی ہے اُمید علی کبیر سے — ہوتا ہوں مرتکب جو گناہِ کبیر کا

حافظ

قدم دریغ مدار از جنازۂ حافظ — اگرچہ غرق گناہ است می رود بہشت

اے قادیانی پیغمبر کے حواریو اور محمدی مسلمانو بس ایسا اعتقاد سراسر منبع فساد الحاد ہے اور یہی سبب ہے کہ عرب روم ایران افغانستان و بلوچستان ہیں جہاں جہاں مسلمانوں کی زیادہ آبادی اور قرآن کا چرچا ہے کثرت ازدواج امرو بازی قبر پرستی ۔ پیر پرستی قتل ۔ جانور کشی ۔ جہالت ۔ تعصب ۔ بردہ فروشی کا بھی زیادہ رواج ہے ۔ مولوی صاحب جہاں عدل سے آباد ہوتا ہو نہ کہ فضول احکام سے ۔ ذرا مہربانی کرکے شاہ نامہ میں ذکر عدل نوشیروان مطالعہ فرمایئے +

جہاں چوں بہشتے شد آراستہ — زداد و زخوبی و زر خواستہ
برآسود گیتی ز آویختن — بہر جائے بیداد خوں ریختن
جہاں نو شد از فرۂ ایزدی — بہ بستند گفتی دو دستِ بدی
ندانست کس غارت و تاختن — دگر دست سوئی بدی آختن
جہانے بفرمان شاہ آمدند — ز کشتی و تازی براہ آمدند
کسے کو برہ بر درم ریختے — ازاں خواستہ و زد بگریختے

اور قرآنی خدا کے حق میں سعدی کہتا ہے +

ہر آنگہ کہ بروز د رحمت کُنی — ببازوی خود کاروان میزنی

مولوی چھبیسواں جواب بدکاری اور نافرمانی کے بعد تناسخ ماننے والے کو نافرمانی سے نکلنے کے واسطے تناسخ کا اعتقاد پر چاہیئے ۔ کوئی مددگار نہ رہے ۔ اس لئے کہ جناب باری تعالیٰ سے کسی عطیہ کی اُمید نہیں اس واسطے کہ عدالت ۔ سے سزا ہی سزا بھگتنے کا فتویٰ لگ چکا ۔ وہاں سے عفو کی امید نہیں ۔ مگر کیسی لطیف بشارت ہے ۔ اُس کتاب میں جس میں آیا ہے ۔ (امن جیب المضطر اذا دعا ویکشف السوٓ +

ترجمہ ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کون ہے جو مضطر کے اضطراب کیوقت اسکی دعا پر قبولیت عطا کرے اور دکھی کے دکھ کو دور کرے +

آریہ چھبیسویں جواب کا رد ۔ آپکا یہ خیال بھی بالکل لایق ابطال ہے جس طرح ایک مجرم کو حاکم عادل کے انصاف پر بھروسہ ہے سزا کے بعد یا جیل بھگتنے کے بعد آزاد ہے اور اسکے عدل پر کامل اعتقاد ہے کہ وہ بیگناہ پھر عذاب میں نہ ڈالیگا نیک چلنی کا ہادی بھی یہی اصول ہے نہ کہ وہ آپکا وسواس فضول ۔ پس آنرا کہ حساب پاک ست از محاسبہ چہ باک ۔ ہاں قرآن سے سوائے نقصان کے کوئی بہتری کا سامان نہیں ملتا ہے ۔ اگر ملتا ہے تو بچوں کے بہلانے سے زیادہ قابل اطمینان نہیں ۔ یعنی دودھ کی نہریں شہد کی نہریں اور مشک کے برابر بیر ۔ اس میں یہی لکھا ہے میں نے بہتوں کو جن اور آدمیوں سے واسطے جہنم کے پیدا کیا ہے اور میں نے اُن سے دوزخ بھرنے ہیں دیکھو سورۃ اعراف ولقد ذرانا لجہنم کثیراً من الجن والانس ترجمہ بدرستیکہ آفریدم برائے دوزخ بسیارے از دیوان و آدمیان کہ حکم ازلی بشقاوت ایشاں صادر شدہ بر علم قدیم باصرار ایشاں بکفر و موت ایشاں بر شرک پوشیدہ نیست (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۲۰) مشکوٰۃ شریف میں ہے ۔ ان اللہ خلق آدم ثم مسح ظہرہ بیمینہ فاستخرج منہ ذریۃ فقال خلقت ہؤلاء للجنۃ وبعمل اہل الجنۃ یعملون ثم مسح ظہرہ فاستخرج منہ ذریۃ فقال خلقت ہؤلاء للنار وبعمل اہل النار یعملون فقال رجل ففیھم العمل یا رسول اللہ فقال رسول اللہ ان اللہ اذا خلق العبد للجنۃ استعملہ بعمل اہل الجنۃ حتی یموت علی من اعمال اہل الجنۃ فیہ خلہ بہ الجنۃ و اذا خلق العبد للنار واستعملہ بعمل اہل النار حتی یموت علی اعمال اہل النار فیدخلہ بہ النار

ترجمہ ۔ بدرستیکہ خدا تعالیٰ پیدا کرد آدم را پس تا لید وے تعالیٰ پشت آدم را بدست راست خود پس بیروں آورد حق تعالیٰ از پشتِ آدم بروجے کہ گفتہ شد ذریتے را پس گفت خدا تعالیٰ در شان ایشاں پیدا کردم ایں جماع را برائے بہشت و بعمل اہل بہشت عمل میکنند پستر باز بمالید پشت آدم را پس بیروں آورد ازاں جماعۂ دیگر را از ذریت پس گفت پیدا کردم ایں ہا را برائے آتش و بعمل اہل آتش عمل میکنند پس گفت مردی از صحابہ ۔ پس بجہت چیست عمل و تکلیف بداں دور چہ چیز فائدہ میکند عمل ۔ پس گفت پیغمبر خدا ۔ بدرستیکہ خدائے تعالیٰ چوں پیدا کند ۔ بندہ را برائے بہشت در کار میدارد او را بکار بہشتیاں تا آنکہ میمیرد او بر کارے از کارہائے بہشتیاں ۔ پس می آرد آں بندہ را باآں عمل در بہشت و چوں پیدا کند بندہ را برائے آتش در کار میدارد او را بکار دوزخیاں تا آنکہ میمیرد بر کارے از کارہائے دوزخیاں پس می درآرد خدائے آں بندہ را باآں عمل در دوزخ (صفحہ ۱۰۷ جلد اول) +

اور حدیث میں ہے کہ اگر شما گناہ نکنید حق تعالیٰ طائفہ دیگر بیا فرنید کہ گناہ کنند ۔ تا رحمت بے علت او در مرات عفو تجلی نماید واخلاق جلالی صفحہ ۹۷ +

پھر اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت گھر سے نکلے اور انکے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں پوچھنے پر کہا کہ یہ جو میرے داہنے ہاتھ میں ہے اس میں تمام اہل جنت کے نام لکھے ہیں اور یہ جو میرے بائیں ہاتھ میں ہے اس میں اہل دوزخ کے نام ہیں معہ ولدیت و قومیت کے اسکے بعد لکھا ہے فان صاحب الجنۃ یختم لہ بعمل اہل الجنۃ وان صاحب النار یختم اہل النار وان عمل ای عمل ثم قال رسول اللہ بیدیہ فنبذھما ثم قال فرغ ربکم من العباد فریق فی الجنۃ وفریق بالسعیر ترجمہ پس بدرستی کہ بہشتی ختم کردہ میشود مراو را بعمل بہشتیان اگرچہ عمل کند ور ہر عملیکہ باشد نیک یا بد آخر ختم کار او بہ عمل نیک بود و دوزخی ختم کردہ میشود مراو را بعمل دوزخیاں اگرچہ عمل کند ہر عمل کہ باشد پستر اشارت کرد پیغمبر خدا بہر دو دست خود ۔ پس انداخت ہر دو کتاب را از ہر دو دست پس پشت خود ۔ پستر گفت آنحضرت بپرداخت ۔ پروردگار شما از کار بندگان یعنی تمام کرد حکم ایشاں اگروہے در بہشت و گروہے در دوزخ (مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۱۰۹) (رواہ الترمذی)

مولوی کا انتیسواں اور تیسواں جواب محسن مربی ۔ مخدوم ۔ مصلح ہادی مکرم کو بُرا کہنا فطرت کی گواہی ہے کہ بہت بڑا ظلم ہے ۔ مگر تناسخ ماننے والے اپنے

نوٹ ۔ مولوی صاحب کے ستائیسویں جواب کا رد ہم نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۸۲ میں کر چکے ہیں ۔ اور اٹھائیسویں جواب کا رد چھبیسویں میں ہو چکا ہے کیونکہ یہ دونوں ایک ہیں +

محسنوں کو بدکار اور برا جانتے ہیں بلکہ ان پر سوار ہوتے اور اُن سے نمونہ لوطت کے واقع ہونیکے مجوز ہیں کیونکہ اگر اُنکے محسن بُرائیوں کے مرتکب نہ ہوا. تو وہ آواگون اور جنم مرن ہیں کیونکر آویں مگر جنم مرن ہیں آنا تو ضرور ہے اِسلیئے ثابت ہوا کہ وہ بدی کے مرتکب ہوا کرتے ہیں +

ہم دیانندی آریہ سے پوچھتے ہیں اِنکے بزرگ مہاتما نیک خجستہ کردار تھے اور ہیں یا پاپی اور بدکار؟ اگر نیک اور بھلے تھے اور ہیں برائی اُن میں نہیں تو چاہیئے وہ ابدی نجات پاجاویں اور آیندہ آواگون میں جو جہنم اور سزا کا گھر ہے نہ آویں پھر اور لوگ آپکے محسن ہرنی۔ اور بزرگ بن جادیں. اور وہ بھی اِس طرح نجات پالیں یہانتک کہ محدود ارواح کا سلسلہ آخر محدود زمانہ میں ختم ہو جاوے پھر سرشٹی کے پیدا ہونیکا سامان ہی خدا کے یہاں نہ رہے معاذ اللہ اور بصورت ثانیہ اگر نیک نہیں اور بھلے نہیں تو اُن میں کوئی بھی قابل اعتبار نہ رہے بھلا بدکار کا اعتبار کیا مسلمان انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت کے قایل ہیں اور جو اعتراض عیسائیوں یہودیوں کی تاریخ سے اہل اسلام پر کیئے جاتے ہیں اُن میں معترضوں کا دہوکا ہے یا وہ دہوکا دیا چاہتے ہیں یہی اعتراض مولوی فیروز الدین نے صفحہ ۲۸۰ و ۲۸۱ پر کیا ہے +

آریہ رد جواب ۲۹ و ۳۰۔ افسوس کہ آپکو باوجود اتنے بیہودہ الفاظ کی بھرمار کے نہ جواب دینے کا طریقہ آتا ہے اور نہ عزیز وقت کا خیال ہے یہ دو تو جواب ایک ہی ہیں پس دو نمبر ہیں۔ بلکہ ایک ہے مگر ہم سمجھ گئے کہ آپنے اتنے نمبر کیوں دیئے؟ صرف اِس واسطے کہ حواریان مسیح قادیانی میں نام ہوا اور ناواقف مسلمانوں میں شہرت ہو مگر یہ سودائے خام ہے ہم آپکے جواب کے تین حصے کر کے تینوں کا جواب دیتے ہیں +

حصہ اوّل ہمارے بزرگوں کی نسبت اعتراضوں کا جواب۔ ہمارے بزرگ وہی ہیں جنہوں نے وید دھرم انوسار جگت کرتار پرماتما کی اُپاسنا کی۔ جگت کے اودھار اور پراوپکار کے لیئے کمر ہمت باندھی۔ جنہوں نے جامہ انسانی حاصل کر انسانیت میں کمالیت کی داد دی جنکے اخلاق حسنہ دنیا میں ابتک ضرب المثل ہیں ان کی پیروی سے ہمارے چال چلن سدھر سکتے ہیں اور اخلاق بھی درست ہو سکتے ہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ نجات ابدی ہو۔ کیونکہ ابدی راحت اور سرور سوائے پرماتما کے اور کسی کے یوگ نہیں۔ ہر ایک روح اپنے کرم انوسار پھل پاتا اور رنج وراحت اُٹھاتا ہے؟

کردۂ خویش مثل است کہ نے آید پیش

میں اس موقع پر اپنے دو بزرگوں کے قول اُن کی زبانی درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں رامچندر جی راماین آرینہ کانڈ سرگ ۶۳ شلوک ۴ و ۵ میں فرماتے ہیں +

نمبر ۴ (ترجمہ) لکشمن سے رام جی کہتے ہیں کہ پورب جنم میں نشچے بار بار میرے سے ایسے پاپ ہوئے کہ جنکے کارن آج میں دکھ میں گرا +

نمبر ۵ راج سے بھرشٹ ہوا۔ اشٹ متروں سے پرتھک ہوا پتا کا ناش ہوا ماتا سے دیوگ ہوا اے لچھمن یہ سب شوک ہم کو پورب جنم کے پاپوں کے پھل سے پراپت ہوئے ہیں" اور کرشن جی مہاراج نے لکھا ہے گیتا میں۔ اے ارجن میرے اور تیرے انیک جنم ہو چکے ہیں۔ میں یوگ کے سبب ان کو جانتا ہوں مگر تو نہیں جانتا ضرور ہی انسان کو اپنے شبہ اشبہ کرموں کا پھل بھوگنا پڑتا ہے +

حصہ دوم محمدی مذہب کے بزرگوں کی بابت۔ چور کی داڑھی میں تنکا کی مثال کو مد نظر رکھکر جواب دیتے وقت آپ کو اپنے گھر کی خرابی و تباہی کا خیال آگیا خیر ہم بتلاتے ہیں کہ وہ کیسے لوگ تھے۔ بقول +

گر تو کہیگا ایک تو ہم اب کہینگے سو ہر چند اہل ضبط ہیں پر بے زباں نہیں

۱- آدم- دیکھو توریت پیدایش باب ۳- آیت ۹- ۱۷ +

۲- قابیل وہابیل فرزندان آدم- دیکھو توریت باب ۴- آیت ۱ سے ۱۶ +

۳- نوح بنی- توریت ۹ باب- آیت ۲۱ سے ۲۷ +

۴- لوط بنی- توریت پیدایش باب ۱۹- آیت ۳۰ سے ۳۸ تک +

۵- ابراہیم خلیل اللہ- توریت باب ۱۲- آیت ۱۳- ۱۹ تک و ۲۰- آیت ۲ سے ۱۲ تک مشکوٰۃ باب شفاعت +

۶- اسحاق بنی- توریت- پیدایش باب ۲۶- آیت ۶ و ۷ و ۹ +

۷- یعقوب بنی- توریت پیدایش باب ۲۷- آیت ۱ سے ۲۳ تک +

۸- موسیٰ بنی- توریت- خروج باب ۲۲- آیت ۱۹ و ۲۶ سے ۳۱ تک و گنتی باب ۳۱- آیت ۱ سے ۱۸ تک و ۳۵- استثنا باب ۲۱- آیت ۱۰ سے ۱۴ تک مشکوٰۃ باب شفاعت و قرآن +

۹- ہارون بنی- توریت خروج باب ۲۲- آیت ۱ سے ۶ و ۲۴ تک +

۱۰- داؤد بنی- سموئیل ۲- باب ۱۱- آیت ۲- ۲۷ و باب ۱۲ آیت ۱ سے ۲۳ تک و قرآن سورہ ص

۱۱- سلیمان بنی- سلاطین ۱- باب ۱۱- آیت ۱ سے ۱۱ تک +

۱۲- آمنوں- فرزند داؤد بنی- سموئیل ۲- باب ۱۳- آیت ۱ سے ۱۸ تک +

۱۳- عیسیٰ بنی- متی باب ۱۰- آیت ۳۴ و ۳۵ و یوحنا باب ۷- آیت ۵- ۱۱- و متی باب ۱۲- آیت ۱۴ و ۱۵ و ۱۶/۲۰ و مرقس ۱۷/۲۵ و متی ۲۶/۲۹ و ۱۲/۴۶ و ۲۱/۱۸ و ۱۹ و یوحنا ۱۱/۲۰ و ۱۲/۴ و ۱۲/۱۹ و لوقا ۱۲ +

۱۴- محمد صاحب قرآن سورۂ احزاب و انفال و انعام و نجم و حج و مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۸۳ سورۂ نسا و کیمیائے سعادت صفحہ ۲۸۷ و شفا قاضی عیاص صفحہ ۲۱۲ عربی و روضۃ الاحباب مقصد اول باب دوم و تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۲۷۷ سے ۲۹۵ تک +

مسلمانوں نے انبیا کا حال توریت و زبور و انجیل و تواریخ یہود سے لیا اور وہ کتابیں قرآن کے رو سے الہامی ہیں ہر ایک مومن اِنکے الہامی ہونے پر ایمان رکھتا ہے پس اِنکی شہادت جو قبل از محمدؐ ہو چکے ہیں اور جن سے محمدؐ نے نقل کیا قرآن سے ہزار درجہ بڑھکر لایق اعتبار ہے جبتک محمدی ان نبیوں کی کوئی تواریخ پرانے وقت کی بنی ہوئی ان کتابوں کے علاوہ پیش نہ کریں یا کوئی آیت ایسی توریت و انجیل سے پیدا نہ کریں کہ وہ بدچلن نہ تھے تبتک انکے نبی اور بزرگ پاپی ہونیسے بچ نہیں سکتے مولوی صاحب آپ مسلمانوں کو دہوکا مت دیجیئے۔ منہ سے عصمت کا قایل ہونا امر دیگر ہے اور چالچلن دکھانا امر دیگر +

حصہ سوئم تناسخ والے اپنے تمام محسنوں کو بدکار اور برا جانتے ہیں۔ الخ۔ یہ سرتاپا غلط ہے اور آپکی دھوکا دہی ہم ایسا ہرگز نہیں مانتے۔ بلکہ اِس کے خلاف جانتے ہیں۔ سُنو اور کان کھولکر سنو +

روح اور جسم کا قاعدہ قدرت اور شکل وصورت خاص سے ملاپ ہونا اور اس سے اولاد ہونا اِسکے معنے والد اور والدہ کے ہیں۔ بدوں کے نیک اور نیکوں کے بد بھی دنیا میں ہوتے ہیں۔ سچے پرماتما نے انصاف کے آگے نخواہند پسید پدرت کیست بلکہ خواہند پرسید کہ اعمالت چیست۔ روح اور جسم کی جدائی کے بعد یہ سارے تعلق ٹوٹ جاتے ہیں۔ روح کے ساتھ رشتہ داری نہیں جاتی۔ بلکہ اعمال جاتے ہیں۔ ہم آپ کو سمجھاتے ہیں کہ روح ہمارا ماں باپ کے نطفہ سے پیدا نہیں ہوا پس ہمارے ماں باپ روح کے ماں باپ نہیں ہیں۔ ان کا جسم ہی ہمارا ماں باپ ہے جب جسم یہاں جل گیا یا خاک درخاک ہوا۔ تو وہ سلسلہ بھی ٹوٹ گیا +

کیا جب آپکے بڑے مرگئے اور وہ گور میں خاک درخاک ہوگئے اور مدت کے بعد گورستان کھیت ہوگئے اُنکے جسم کے ذرات کھیت کے ڈھیلے بنگئے اور آپ اُس سے ہتنجا کرنے لگے تو بتلایئے آپنے اپنے بزرگوں اور محسنوں کیساتھ کیسی بے حرمتی کی (۔

چوں رفت تن و رواں پاک من و تو — خشتے دو نہند بر مغاک من و تو
وانگہ زبرائے خشت گور دگراں — در کالبدے کشند خاک من و تو
پیش از من و تو لیل و نہارے بودہ است — گردندہ فلک زبہر کارے بودہ است
زنہار قدم بخاک آہستہ نہی — کاں مردمک چشم نگارے بودہ است

آپ جس خاک پر ہر روز بول و براز کرتے ہیں وہ وہی تمہارے بزرگوں کی خاک ہے یا تمہارے بزرگ ہیں کیونکہ ان کا جسم اسی خاک میں ہے یا یہی خاک ہے گور میں ان کی خاک کو کیڑے اور بچھو کھاتے ہیں اور خلق عالم جوتے پہنے انکے سر پر سے گذرتی ہے اور اصحاب کہف کا ساتواں دوست جو قبر سے سلوک کرتا ہے تو کسی سے مخفی نہیں ؎

بقہر خدا ہر کسے او فتاد — ہمہ عالمش پائے بر سر نہند

ہمارے بزرگوں کا جسم خاک ہوا۔ اس سے کھیت میں غلہ ہوا اور غلہ کیا ہے اصل میں خاک ہے وہ خاک تم نے کھائی۔ اور اس سے پاخانہ گئے وہ سور نے کھایا یا کتے نے پس تمہارے بزرگوں نے کتوں کے قالبوں میں حلول کیا +

لواطت لوط علیہ السلام کی اُمت کا دستور ہے علت المشائخ یعنی شیخوں کی بیماری اسکا نام حکمت میں ہے اور یہ خاصکر سب سے زیادہ مولویوں ملانوں شیخوں مسجد نشینوں زائروں کو ہوتی ہے اور اس کے فرتکب بھی ملانے اور مولوی ہوتے ہیں کیونکہ فاعل مفعول دونوں کی گردان انہیں ازبر ہوتی ہے۔ فاعلاتن مفاعلن فعلن۔ مولوی امام الدین احمد صاحب کیوریٹر میوزیم آگرہ میڈیکل سکول نے لکھا ہے ملانوں میں یہ مرض اس وجہ سے کہ ان کو عورت تو نصیب نہیں ہوتی یا بظاہر پارسائی کی وجہ سے اندیشہ تولد کی طرح عورتوں سے ارتباط نہیں رکھتے۔ اور بہ غفقہ کا سبق الامرد کالنساء عوب یاد ہی ہوتا ہے نفس امارہ کے اتباع اور جوش شہوت سے مغلوب ہو کر لڑکوں (یعنی مسجد کے طالب علموں) سے کار برآری کرتے ہیں (دیکھو رسالہ امہات الرجال صفحہ ۴۰)

اور اسلامی ملکوں اور اسلامی سلطنتوں میں اسکا بہت زیادہ رواج ہے یہانتک کہ عورتوں سے بھی اغلام و لواطت رائج ہے اور قول قرآن کو سند پکڑتے ہیں +

بخارا شریف۔ ایران شریف۔ افغانستان۔ کابل شریف و بلوچستان روم۔ لکھنؤ شریف۔ اور انکا فرنگی محل۔ حیدرآباد دکن۔ بھوپال۔ بہاولپور۔ جہاں جہاں ان کا قدم مبارک ہے وہاں وہاں اس شرمناک فعل کی منڈی گرم ہے۔ بخارا شریف میں تو یہاں تک سنا گیا ہے کہ وہاں کے لوگ اپنی اولاد خوبصورت کو ورنشی ہنڈی جانکر چلاتے ہیں۔ غلام اور غلمان اور اغلام ایک ہی مصدر سے نکلے ہیں اور وہ بہشت میں بھی موجود ہیں اب اس فقرہ کا جواب کہ محدود ارواح نجات پاکر ارواح کا سلسلہ آخر محدود زمانہ میں ختم ہو جاویگا اور پھر سرشٹی کے پیدا کرنیکا سامان ہی خدا کے پاس نہ رہیگا۔ واضح ہو کہ ہم ارواح کو محدود نہیں جانتے ہاں خدا اپنے محدود علم سے ان کو جانتا ہے نہ کبھی روح کا خاتمہ اور نہ مادہ کا خاتمہ اور نہ سامان کا خاتمہ ہوگا۔ اور نہ سلسلہ ختم ہوگا۔ ہمیشہ اسی طرح انادی پرماتما انادی رعیت کا راجہ او مالک رہیگا۔ مگر یہ سارا اعتراض قرآنی خدا پر عاید ہے۔ کیونکہ اسکی بساط محدود ہے آدم سے پہلے سرشٹی کے پیدا ہونیکا سامان ازل سے غریب خدا کے پاس نہ تھا ہاتھ پر ہاتھ بے بضاعت بنیا کی طرح بٹے اور تول رکھے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔ حیران تھا کہ کیا کروں بڑی مشکل سے غریب نے خودکشی کی۔ اور اپنے ٹکڑے کرکے پھیلا دیئے۔ ہمہ اوست یا ہمہ از دست ہو گیا تب خدا کہلانے لگا۔ افسوس ایسا بے بضاعت خدا جھٹ پوجنیا خدا ؎

چونکہ بیگری آئینہ ہم اوست — نہ تنہا گنج بل گنجینہ ہم اوست

قیامت کے بعد بھی وہ سامان نہ رہیگا۔ روحیں ختم ہو جاوینگی۔ مادہ ختم ہو جاویگا خدائی کارخانہ درہم برہم ہو جاویگا کیونکہ کل شیئ ھالک الا وجہ اللہ بہشت و دوزخ اور سب نبیوں اور ولیوں اور فرشتوں کی روح بروں اور بھلوں کی روح سب فنا ہو جاوینگی تب غریب اور بے بضاعت خدا عرش کے بالاخانہ پر ہنوز چشمانش نگران ست کہ ملکش باوگران ست کی طرح اوساں باختہ بیٹھا رہیگا معاذ اللہ چند دنوں سے غریب اور بے بضاعت خدا نقش موہوم و مخیل کی طرح مداری بن اپنے پیٹ سے انتڑیاں نکال تماشا دکھلا خدا بن بیٹھا مگر جونہی تماشے کا ہاتھی آیا تو بع نہ بازیچہ ماند و نے بازیگری۔ گدھا۔ سور۔ کتا۔ خرس۔ پاخانہ خدا کو خود بننا پڑا۔ کیونکہ ہمہ اوست یا ہمہ از وست کے سوا غریب کا چھٹکارا نہیں تھا معاذ اللہ مولوی صاحب بیداری۔ تماشہ گر چھلیا۔ نقش موہوم۔ بہروپیا بلکہ مخیل کا کیا اعتبار معاذ اللہ

مولوی صاحب اکتیسواں جواب میں نے اپنے کانوں سے بڑے بڑے راجاؤں مہاراجوں سے سُنا اور یہ تقدیر یا سننے مسئلہ تناسخ کے سچ بھی ہیں وہ لوگ کہا کرتے تھے تپسیوں راج اور راجوں نرک کیا معنے تپ یعنی ریاضتوں اور سخت سخت اور مشکل مشکل عبادتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ ریاضت کنندہ ریاضت کے بعد راجا ہو جاتا ہے۔ پھر راج کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ انسان یعنی راجہ دوزخی ہو جاتا ہے اس کلام کا دوسرا جملہ یعنی راجوں نرک اس لئے بھی سچ ہے کہ راجوں اور مہاراجوں سے اکثر ظلم و تعدی ہو جاتی ہے۔ اِن سے پورا پورا انصاف محال ہے پھر عیاشی اور فضولی وغیرہ وغیرہ آفات میں مبتلا رہتے ہیں بلکہ میرے جیسا تجربہ کار تو شہادت بھی دے سکتا ہے کہ علی العموم یہ دوسرا جملہ سچ ہے کیونکہ دوزخ کا نمونہ ان میں مجھے دکھائی دیتا ہے۔ جیسے سفلس (آتشک) پہاڑی روگ گرمی بادشنجر۔ مبارک کہتے ہیں۔ اہل مصر نے نائیٹریٹ آف سلور کا کیا خوبصورت نام رکھا ہے۔ الحجر الجہنمی۔ میں جب کبھی آتشک کے زخموں پر اس کا استعمال کرتا ہوں۔ اُس وقت اِس مصری نام کی خوبی جیسی مجھے معلوم ہوتی ہے شاید ایک ناتجربہ کار یا شرایع سے ناواقف کو ہرگز معلوم نہ ہوتی ہوگی +

آریہ۔ آپکے اس جواب کا ہم کیا رد کریں اسکا ایک ایک لفظ تسلیم کے قابل ہے اور جب سادھو اسکے آپکا تجربہ بھی شامل ہے کہ ضرور راجاؤں کو ایسا ہوتا ہے کیونکہ آپ راجہ شاہی حکیم تھے۔ الحمد للہ کہ آپکے منہ سے بھی کلمہ حق نکل گیا بیشک راجاؤں اور بادشاہوں کو جو کہ ظالم اور عیاش ہوتے ہیں جہنم ملتا ہے تپتوں راج اور راجوں نرک۔ پس محمود۔ تیمور۔ اورنگ زیب۔ نادر۔ غیاث الدین علاؤ الدین سکندر لودی۔ احمد شاہ ابدالی وغیرہ جیسے ظالموں اور سفاکوں اور عیاشوں کو ضرور نرک (جہنم) ملتا ہے یعنی بُرے کرموں کے بدلے میں اس جنم اور دوسرے جنم میں دُکھ الحجر جہنمی وغیرہ روگوں میں مبتلا ہوتے ہیں مگر جس دم آپنے یہ تسلیم کیا اور سمجھ لیا۔ کہ ضرور ظلم و عیاشی کا پھل دُکھ ہے اب انکو راج کیوں ملا صاف ظاہر ہے ؎

ز قومے کہ نیکی پسندد خدائے — دہد خسروے عادل و نیکرائے

اور اس کے خلاف ؎

چو قومے بعصیاں شود مبتلا — جفا کار شاہے فرستد خدائے

اور یہ تو صاف ظاہر ہے کہ شامتِ اعمال عالم صورتِ نادر گرفت پس ظالم و عادل بادشاہ دونوں ہی اپنے سابقہ اعمالوں کے سبب بادشاہ ہوتے ہیں مگر چونکہ اختیار ملکر دونوں سُتنتر (آزاد) ہیں اسی واسطے حسب منشائے آزادی کوئی عدل کرتا ہے کوئی ظلم اور اُنکے معاوضہ میں درگاہ الٰہی سے سزایاب ہوتے ہیں پس یہ سارے کے سارے تعلق اعمال سابقہ اور پنر جنم سے ہیں نہ کہ اتفاقیہ یا خودبخود +

مولوی بتیسواں جواب ہم نے مانا آرام و تکلیف اعمال کے ثمرات ہیں مگر یہ لیل

نہیں کہا جاتا ہے کہ وہ اعمال دُنیوی اور اِسی جنم کے ہیں ہاں ثمرات کہتے ہیں یہ فائدہ بھی ہے کہ جزا و سزا ایں باعث انعام اور موجب سزا کا علم اور اِسکا یاد ہونا ضرور ہی ثمرات ہیں علم اور یاد داب ضروری نہیں غایتہ مانی الباب ہمیں وہ اسباب موجبات یاد نہ ہوں سو ایسی یادداشت تو تناسخ ماننے والوں کے نزدیک ضرور نہیں رہتی یہ بات کہ بچہ میں ایسے کونسے اعمال ہیں جنکے باعث بچہ نے سزا بھگتی یا جسکا ثمرہ اُٹھایا سو اسکے سر دو جواب ہیں ✤

اول یہ کہ اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ اعمال ہیں جسکا ثمرہ یا جزا لینے میں عامل اور فاعل یا مرتکب کا عاقل و بالغ اور سمجھ دار ہونا جان بوجھ کر قانون قدرت کے خلاف ورزی کا مرتکب ہونا ضرور نہیں مثلاً ایک نادان لڑکا آگ میں ہاتھ ڈالدے یا زہر یلا دودھ پلایا جاوے اور ایسی خلاف ورزی میں سزا جزا اور ثمرہ کا اُٹھانا ضرور ہے بہت نہ ہو تھوڑا ہی سہی مگر ایسی صورت میں اگر قدرے قلیل دُکھ دایک اور رنج رساں ہوں تو اُنکی تلافی اس اجر عظیم سے ہوجاتی ہے جسے شہادت کا مرتبہ کہتے ہیں ✤

دوسرے وہ اعمال ہیں جن میں قانون کی خلاف ورزی مرتکب جرایم کا عاقل بالغ جان بوجھکر جرم کا مرتکب ہونا ضروری ہے ایسے قوانین کو قانون شریعت قانون حکما۔ قانون حکام کہتے ہیں۔ پس لڑکے قانون قدرت کی خلاف ورزی میں گرفتار ہیں۔ اُنہوں نے خود کئے یا اُن کے والدین اور مربیوں نے ✤

دوم۔ لڑکے بھی کہہ سکتے ہیں کہ جان بوجھکر کسی بُرائی کے مرتکب ہوا کرتے ہیں اور اِسی کی سزا میں گرفتار رہتے ہیں یا تو اِس لیئے کہ بُرائی کی مرتکب اُن کی روح ہے اور اُن کی روح جیتنی ہشیار اور ان کی کمزوری کیوقت ایسے گن کرم اور سبھاؤ کے ساتھ ہے جیسے جوانی کے وقت ✤

اور یا اِس لیئے کہ جسقدر کے وہ لڑکے ہیں اور جسقدر اِنکے جسم اور عناصر کی استعداد ہے اسقدر کی سمجھ والی انکی روح بھی ہے پھر جیسے چھوٹی سی چیونٹی بھی روح اور سمجھ کا ایک مقدار رکھتی ہے اور سمجھ کے خلاف مرتکب بھی ہوتی ہے اسی طرح وہ لڑکے بھی جنکو ہم بار دیکھتے ہیں اپنی وسعت اور سمجھ کے موافق کسی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے ہوں ✤

جب ہم عقلاء و حکما اور بڑے بڑے سمجھ والوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ بھی عقل اور سمجھ کے خلاف کرتے ہیں اور اِس کی سزا پاتے ہیں بھلا چھوٹی سی عقل کے بچے ایسا کیوں نہ کرتے ہیں بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ لڑکوں کو کچھ بڑی تکلیف نہیں ہوتی اور اور اِسکے والدین مربی اپنے اِسی جنم کے اعمال کی سزا بھگتتے ہیں اور جائز ہے کہ ایسے لڑکوں کو آیندہ ابد الاباد زندگی میں ترقی کا سامان ملجاوے ✤

آریہ تینتیسویں جواب کا رد۔ اِس میں آپنے نہایت صاف الفاظ میں مان لیا کہ "آرام و تکلیف اعمال کے ثمرات ہیں" "پس لڑکے قانون قدرت کے خلاف ورزی میں گرفتار ہیں" "لڑکے بھی ہم کہتے ہیں جان بوجھکر بُرائی کے مرتکب ہوا کرتے ہیں" "اور اسی کی سزا میں گرفتار ہوتے ہیں" وغیرہ پس آپکے پچھلے سارے انکار آپکو شرمسار کر رہے ہیں درحقیقت سلسلہ اعمال اور سزا سے سوائے اقرار کے کوئی چارہ نہیں ہے ثمرہ کہئے جزا کہئے۔ سزا کہئے۔ ہمارا مطلب ہر طرح حاصل ہے کہ یہ سب تفرقہ دُکھ اور راحت کے متعلق اعمال سے وابستہ ہے پس اس مسئلہ کو تو آپنے مان لیا۔ اب دیکھئے تناسخ سے کیا انکار ہے ✤

ہم نے مولوی صاحب کے جواب میں نمبر لگا دیئے تاکہ رد اچھی طرح سے سمجھ میں آسکے اور طول فضول عبارت ہم کو بار بار نہ لکھنی پڑے کیونکہ ہم کو تحقیق حق سے غرض ہے کاغذ سیاہ کرنیکی مرض نہیں ✤

آپکے اعتراض نمبر ۱ کا جواب یہ ہے کہ وہ اعمال دنیوی اور اِسی جنم کے اِسواسطے نہیں کہ وہ اِس سے پہلے کے ہیں یہاں صرف اِسکا پھل ظاہر ہے بیج ظاہر نہیں پس بیج اِسکا دوسرے جنم کے اعمال ہیں حصہ نمبر ۲ کا یہ رد ہے کہ بچہ نے قبل از پیدایش حمل میں کس طرح انگلی مار کر اپنی آنکھیں پھوڑ ڈالیں کس طرح اپنے پاؤں توڑ ڈالے کس طرح حمل میں بہرہ اور گونگا ہو گیا۔ کیوں غریب اور کنگال کے گھر میں آیا کیا وہ درحقیقت چاہتا تھا اِسکا ثبوت قیامت تک آپ سوائے اقرار تناسخ کے نہیں دیسکتے کیوں جنم سے دکھ میں پڑا۔ اور کیوں سُکھ میں آیا۔ یہ سارے اسباب ہیں جسکا سبب قبل از پیدایش بچہ کے اِسکے حمل میں کوئی فعل ہونا چاہیئے اگر نہیں ہے تو تناسخ بدیہہ دلایل سے ثابت ہے آگ سے یا زہر سے مرے ہوئے بچہ کو آپ شہید سمجھتے ہیں مگر کیا بغیر ارادہ و نیت و خبر کے ثواب یا عذاب ہو سکتا ہے ہرگز نہیں پس وہ کسی طرح نہ عذاب نہ ثواب کے مستحق ہیں اور جو حمل میں مرجاتے ہیں یا اسقاط ہوجاتے ہیں ان کو تو آپ شاید بہشت سے بھی اوپر قرب الٰہی کا درجہ دیتے ہونگے آپکے خیال اور قرآنی آیات کے مطابق اچھا ہوتا ہے جو لڑکے یا زہر سے مرتے ہیں کیونکہ شہید ہوتے ہیں آفرین آپکی عقل پر اور تحسین دانائی پر۔ بریں عقل و دانش بباید گریست بیزبان لڑکوں کے جلنے اور زہر کی تکلیف کو آپ قدرے قلیل دکھ دایک و رنج رساں سمجھتے ہیں کسی نے آپکے حق میں اچھا کہا ہے ✤ ؎

کبھی بید دکھاؤ میں گلستان ذبح کروائے — بلا سے تیری گر اک بیزباں کی جان پہ بن آئے
تیری تفریح طبع کو عجب اچھا تماشا ہے — وہ تڑپے ہے تیرے لب پر اہو ہو ہی اہا آہا ہے

جب یہ صاف ثابت ہے کہ لڑکے قانون قدرت یا کسی قانون کی خلاف ورزی میں گرفتار ہیں پس حمل میں یا پیدا ہوتے ہیں خلاف ورزی اُنہوں نے کیا کی؟ مولوی صاحب! ایمان سے کہنا سوائے تناسخ کے اِسکا کوئی جواب ہے ✤

مولوی چونتیسواں جواب۔ نیکی کا اثر اگرچہ عمدہ ہوتا ہے مگر نیک اپنی نیکی پر کبھی تکبر کرتا یا نیکی کو ریا۔ اور لوگوں کو دکھلانیکے واسطے بجالاتا ہے کمزور لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور بدی کا اثر اگرچہ بُرا ہونا چاہیئے مگر بدکار اپنی بدکاری پر نظر کرتا ہے تو بارگاہ الٰہی میں عجز و انکسار اضطراب شرمندگی ظاہر کرتا اور دعائیں مانگتا ہے اِس لیئے نیک اپنی نیکی کو تباہ کر دیتا ہے اور بدکار بدی کے بعد مقرب بارگاہ الٰہی ہوجاتا ہے تب جسکو ہم اور تم عام نگاہ کے لوگ نیک سمجھتے تھے دکھی دیکھتے ہیں اور بدکار کو سکھی اور اپنے غلط توہمات سے اگر کہدیں کہ یہ تکلیف نیک پر اِسکے پوربلی جنم کا پھل ہیں اور یہ آسایش بدکار کو اسکے پوربلی جنم کا پھل ہیں تو ہمارا یہ وہم غلط ہوگا۔ کیونکہ ممکن ہے ہماری تشخیص نے غلطی کھائی ہو ✤

آریہ تینتیسویں جواب کا رد۔ یہ جو آپنے نیک اور بد کی مثال دی ہم مان لیتے ہیں مگر جو اس میں آپنے مغالطہ دیا ہے اُسکا پہلے کھنڈن کرینگے بھائی پوربلی جنم کے کرم نہ سہی سابقہ اعمال سہی جب اس نے نیکی کی اِسکے بعد غرور کیا یا پہلے غرور کیا پیچھے نیکی کی انصاف تو یہ ہے کہ غرور کا بُرا پھل اور نیکی کا نیک پھل ملے ایسے ہی بُرائی کا بُرا پھل اور پرارتھنا کا عمدہ پھل ملنا چاہیئے پس اول عمل ہوتے ہیں پیچھے پھل ملتا ہے اِسمیں بھی آپنے اپنے منہ سے نہیں قلم سے بلکہ دل سے سابقہ اعمال کا پھل دکھ اور سکھ مان لیا ہے اور یہی اس سے ظاہر ہوتا ہے مگر یہ ممکن ہے کہ اس نے اس جنم میں غرور نہ کیا ہو۔ اور نہ اِس نے اس جنم میں پرارتھنا۔ پس اِس جنم سے تعلق نہ ہونیکے سبب ضرور اعمال جنم سابقہ اسکا باعث ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ آپنے تشخیص میں غلطی کھائی ہو جیسا کہ اکثر کھایا کرتے ہیں۔ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان ✤

مولوی چونتیسواں جواب نیکیوں کے بہت اقسام ہیں پھر جیسے نیکیوں کے انواع و اقسام تھیں ایسے ہی نیکیوں کے ثمرات اور نتایج کے بھی اقسام ہیں اکثر لوگوں

کی حالت یہ ہے ایک قسم یا سو ہزار قسم کی نیکی کرتے ہیں اور جس جس قسم کی نیکی کرتے ہیں اسکی انواع واقسام کی برکات وثمرات کو حاصل کرتے ہیں مگر وہی نیک ایک قسم کی نیکی کرنیوالے اور طرح کی بدی بھی کرتے ہیں اور اِن بدیوں کی سزا بھگتتے ہیں پھر یہ بھی ہے کہ بعض نیکیاں اس قسم کی ہیں کہ جلد اپنا پھل دیتی ہیں اور بعض نیکیاں اپنا ثمرہ مدت کے بعد ظاہر کرتی ہیں ایسی حالت میں نظارہ کنندہ کبھی غلطی میں پھنسکر کسی قسم کی بدی کے مرتکب کو مطلق نیک اور کسی قسم کی نیکی کرنیوالے کو بدکار کہہ بیٹھتا ہے اس جواب کو یہ قصد واضح کرتا ہے +

خاکسار ایکبار مجلس میں انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیاۃ الدنیا پر احباب کو کچھ سنا رہا تھا ایک شخص نے اس میں دریافت کیا کہ جب تمام آرام ایمان سے حاصل ہو سکتے ہیں اور انواع واقسام آلام کفر و نافرمانی سے تو انگریز کیوں حیوٰۃ الدنیا میں منصور و دولتمند ہیں تب خاکسار نے اسکے رعام اہل مجلس سے عرض کیا کہ ایمان کے ادنیٰ ترین شعبوں میں سے اماطۃ الاذی عن طریق ہے یعنے رستوں کو صاف کرنا رستوں میں سے دکھ دینے والی اشیاء کو دور کرنا اور مومنوں کی تعریف میں آیا ہے وامرھم شوریٰ بینھم مومن ہی جنکی حکومت جنکے کام مشورہ سے ہوں اور مومنوں کو کہا گیا ہے۔ وان لیس للانسان الا ما سعیٰ وان سعیہ سوف یریٰ ترجمہ آدمی کو اپنی سعی وکوشش کا نتیجہ ملا کرتا ہے اور اپنی کوشش کے نتایج کو دیکھیگا +

میرے پیارے مخاطبو! ان چند ایمانی احکام پر انگریزوں نے عمل کیا اور تم نے اِن احکام پر عملدرآمد سے منہ موڑا جن لوگوں نے اِن احکام اسلام کو لیا وہ اِن احکام کے پھل بھی اُٹھا رہے ہیں تم نے نافرمانی کی اسکا بدلہ بھی بھگت رہے ہو۔ یہ تو امر کی تمثیل ہے ایسا ہی الٰہی نواہی پر نظر کرو۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم ترجمہ آپس میں مت جھگڑا کرو باہمی اختلافات سے بودے ہو جاؤ گے اور تمہاری عزت وہوا اُکھڑ جاویگی۔ آیت شریف بالا میں تم کو حکم ہے باہمی جنگ وجدل چھوڑ دو۔ ورنہ بودے ہو جاؤ گے تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی۔ اس نہی کی تم نے پرواہ نہ کی اللہ کے فضل سے تم بھائی بھائی بننے تھے مگر باہم اعدا ہو گئے غرض تم لوگ اپنی نافرمانیوں کے وبالوں میں گرفتار ہو۔ ہاں نمازیں پڑھتے ہو روزے رکھتے ہو زکوٰتیں دیتے ہو۔ حج ادا کرتے ہو۔ اور اِن سب سے مقدم توحید پر ایمان لائے ہو اور انگریز مثلاً ان احکام کے منکر ہیں تو اِن اعمال کے ثمرات تم ہی اُٹھاؤ گے انگریز انکا پھل نہ پائینگے غرض جو شخص جس قسم کا بیج بوئیگا اُسی قسم کا پھل اُٹھائیگا۔ لعلکم تتفکرون فی الدنیا والآخرۃ ترجمہ تو کہ تم دنیا اور آخرت میں فکر کرو۔ کی صدا صحابہ کرام اور اُنکا اتباع عظام نے دین اور دنیا دونوں حسنات کا بیج بویا تھا۔ دونوں کا پھل اُٹھایا +

آریہ چونتیسویں جواب کا رد۔ میں حیران ہوں کہ آپنے اس آخری جواب کو تناسخ کے رسالہ میں کیوں لکھا اور آخر میں اگر وہ سارے پچھلے فضول جواب آپ کیوں بھول گئے۔ اسکے جواب میں کرموں کا پھل ملنا تو آپنے ضرور مان لیا۔ وہ فضل کا ڈھیمی ڈھکوسلا آپکا کہاں گیا؟ بیشک نیکی اور بدی کا بالضرور اور یقینی طور پر پھل ملتا ہے آپنے جو قصہ لکھا وہ بھی درحقیقت ع سلام روستائی بیغرض نیست۔ کی مثال ہے۔ ہم آپکو بتلاتے ہیں کہ اس میں آپنے کہاں کہاں غلطی کی۔ اماطۃ الاذی عن الطرق کی آیت پر کبھی اسلام والوں نے عمل نہیں کیا۔ خود خدا کے گھر میں یعنی عرب میں عمل نہیں ہوتا تھا۔ جیسا عرب کا نام محمد صاحب سے پہلے قطاع الطریق اور نازی یعنی لوٹیرا تھا ویسا ہی اب بھی ہے اور جب تک ویدک دھرم پر نہ آویں ایسا ہی رہیگا بتلایئے اس آیت پر عمل ہوتا ہے یا صرف زبانی جمع خرچ سے ہی کام نکالتے ہو +

افغانستان۔ روم۔ ایران۔ بلوچستان۔ تاتار۔ مصر وغیرہ جہاں جہاں اسلامیوں کا راج ہے یا تھا۔ کبھی اس آیت کے اِن معنوں پر عمل نہیں ہوا۔ پھر فضول اسلام کی بے بنیاد تعریفوں سے کیا فائدہ۔ دوسری آیت بھی آپنے بے فائدہ درج کی کیونکہ اس پر کبھی عمل نہیں ہوا یعنی وامرھم شوریٰ بینھم۔ اگر اسلامی بادشاہ مشورہ کرتے تو اسقدر ظلم وستم دنیا میں کبھی ہوتے یا اتنی خونریزی ہوتی ہرگز نہیں اور تو اور خود حضرت ہی کے جہاد اِسکے شاہد ہیں بھلا عقل کو اسلام سے کیا نسبت۔ تیسری آیت اور بھی بیفائدہ ہے یعنی ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم یعنی آپس میں مت جھگڑو باہمی اختلاف سے بودے ہو جاؤ گے اور تمہاری عزت اٹھ جائیگی حضرت کے مرجانے پر کتنا جھگڑا ہوا۔ خلافت کی بابت کیا کچھ گل کھلے۔ حضرت علی اور معاویہ اور عائشہ اور طلحہ وزبیر و عثمان وغیرہ صحابیوں نے اس آیت پر کتنا عمل کیا۔ کیا اُن کو آپ جیسی عقل نہ تھی مولوی صاحب ہ

شیر قالیں دگر و شیر نیستاں دگر ست۔ جو دو آیات آپنے درج کی ہیں وہ عین تناسخ اور مسئلہ اعمال کی مددگار و حامی ہیں یعنی وان لیس للانسان الا ما سعیٰ وان سعیہ سوف یریٰ ترجمہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو کمایا اور اپنی کوشش کے ہی نتائج کو دیکھیگا۔ لعلکم تتفکرون فی الدنیا والآخرۃ۔ تو کہ دنیا اور آخرت کا فکر کرو۔ جبکہ آدمی کو اپنی کوشش اور سعی کا نتیجہ ملتا ہے اور آیندہ بھی ایسا ہی دیکھیگا۔ اور جیسا کسی نے بیج بویا تھا ویسا ہی پھل اُٹھایا۔ پس جنم کے دکھ سکھ یا بلاسبب دکھ سکھ ضرور بالضرور اعمال جنم سابقہ کی سزا وجزا ہے +

مولوی پینتیسواں جواب۔ نیک شخص کے دو پہلو ہیں ایک جہت میں وہ اللہ تعالیٰ کا محب اور ایک جہت میں بباعث اپنی نیکیوں کے اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے نیک پر تکالیف کا آنا ممکن ہے کہ محبت کی جہت سے ہو۔ نہ محبوبیت کی جہت سے اور انعامات محبوبیت کی جہت سے ہوں نہ محب ہونیکی وجہ سے +

آریہ پینتیسویں جواب کا رد۔ خدا کسی کو نہیں آزماتا۔ کیونکہ آزمانا جاہل ناواقف کا کام ہے عالم الغیب کا نہیں۔ پس نیک یا بد کو جو تکالیف ورنج ہوتے ہیں وہ برائی کے سبب سے اور جو آرام وراحت ملتی ہے وہ بھلائی کے سبب سے اگرچہ اِس جواب کا تناسخ سے کوئی تعلق نہیں مگر آپکا فرضی ممکن درحقیقت ناممکن ہے ہم اسی قاعدہ سے فرض کر سکتے ہیں۔ کہ شیطان پر لعنت اور رحم محبت کی جہت سے ہو نہ کہ عداوت اور کفر کی وجہ سے اور نبیوں کو بہشت گناہ کے سبب سے ہو نہ کہ محبت اور پیار کی وجہ سے کیونکہ دونوں باتیں اُسی کی رضا اور خوشنودی میں معلوم ہوتی ہیں۔ ابن عباس فرمودہ کہ امر بمعنی اجبار است یعنی ہر کہ را خواہد ایمان آرد ہر آئینہ ایمان آرد وہر کہ را خواہد کہ کافر شود بیشک کافر گردد۔ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔ آنچہ مشیت ازلی بداں متعلق شدہ از سمت تغیر مبرا داز صفت تبدیل معرا ست ہ

ہر کرا خواہی بران وہر کرا خواہی بخوان　　حکم حکم تست وکس را چارہ جز تسلیم نیست

(دیکھو تفسیر حسینی سورۃ کہف صفحہ ۹ سنہ ۱۲۸۷ء نولکشور) +

جس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآنی اعتقاد کے مطابق اِن تمام شرارتوں بے ایمانیوں وکفر وشرک کا موجد بلکہ بانی مبانی خدائے قرآنی ہے ع زنہار از قرین بد زنہار +

شیخ عبید اللہ مصنف حجۃ الہند کی اغراض صفحہ ۱۴۵ و ۱۴۶

مولوی۔ ہندوؤں کے دین میں قیامت کا ہونا کہیں نہیں لکھا +

آریہ۔ قیامت کا مسئلہ جس طرح قرآن میں لکھا ہے اور جو آپکا منشا ہے بیشک ہنود اُسکے قایل نہیں اور نہ وہ تسلیم کے قابل ہے قیامت کے روز خدا تعالیٰ کا حساب وکتاب کرنا اور ایسی عقل یا علم کل ہے نہیں بلکہ منکر نکیر وکراماً کاتبین کے عرض معروض کرنیکے مطابق اُسکے ہر وقت عادل وحاکم ومنصف ہونیکی صفات کا ابطال ہے اور اُسکے کسی گن کا کسی وقت معطل ماننا صریحاً اُس کی ذات سے انکار ہے پس قیامت کے روز حساب وکتاب خدا کا اجلاس تخت خداوندی پر پیغمبر صاحب کا پیشی کرنا ملائک کا فوجی سلامی

اُتارنا فرحینٹ آرمس) اور بعدازاں رب العرش کا آٹھ فرشتوں کے شانہ پر رکھی ہوئی پالکی پر بیمار یا نزع رواں یا بوڑھے بادشاہوں کی طرح پھر کر سب کے پاس سے گزرنا۔ علیٰ ہٰذالقیاس محض باطل اور سراپا غلط ہے +

مولوی کہتے ہیں کہ جب کوئی گنہگار مرتا ہے تو یم راج جسکو ہندو دھرم رائے بھی کہتے ہیں اُسکے برقنداز گنہگار کی روح یم راج کے پاس لیجاتے ہیں اور وہ جسکے لائق ہوتا ہے اُس کو ویسا ہی جسم دیتا ہے اِس جسم میں اپنے اعمال کی سزا پاکر اِس جسم سے نکلکر پھر کسی اور جسم میں داخل کیا جاتا ہے (از سوط اللہ الجبار جلد ا صفحہ ۱۴۱) +

آریہ آپنے اسکا کوئی ثبوت نہیں دیا صرف عوام کے کہنے سے اعتبار کرلیا مگر اصل میں ایسا نہیں بلکہ سرد یا پک پرماتما کو کسی برقنداز یا چپراسی یا اردلی کی ضرورت نہیں البتہ عزرائیل و میکائیل و جبرائیل وغیرہ برقندازوں کا صوبہ دار قرآنی خدا ہے اور وہی بالائے سبع سموات کبھی عرش کبھی کرسی پر جلوہ فرما۔ اُسی پرماتما کا نام دھرم راج دھرم رائے اور یمراج یا جمراج ہے اور یم وایو کا بھی نام ہے پس وایو منڈل کے ذریعہ روح دوسرے قالب میں جاتا ہے اور وایو کو اُس احکم الحاکمین کا برقنداز (بطور) استعارہ کہیں تو کوئی ہرج نہیں وہی پرماتما ہر جا موجود ہونیکے سبب سب کا ہمیشہ ہر جگہ انصاف کر رہا ہے ہر ایک روح کے حق میں بموجب اعمال وہی دھرم رائے یا دھرم راج (حاکم عادل) ہے وہی پاپ پن کے انتریامتا ہے سب کا یمراج (دلوں کا مالک اور عالم) ہے مہرشی منو نے بھی کاشف القلوب اور محرم اسرار نہانی سے پرماتما کو انہیں ناموں سے پکارا ہے اور اُسکے شارح کلوک نے بھی ایسا ہی لکھا ہے (منو ادھیاے ۸ شلوک ۹۲) پرماتما کے انصاف میں کسی شفیع یا وکیل یا سفارشی کی رسائی نہیں اور نہ کسی ولی یا نبی یا رشی مہرشی کو طاقت گویائی +

سرگشتہ بود خواہ نبی خواہ ولی۔ در وادی ما اوربی ما یفعل بی

مولوی۔ اسی طرح لکھا جنم لیتا ہے یہانتک کہ مکھی اور مچھر اور چیونٹی سور کتا وغیرہ ہر طرح کے حیوان بلکہ درخت اور گھاس بوٹی بھی اور بعضو نکے نزدیک پتھر بھی ہو جاتا ہے اور بہت سے جنم لیکر جب گناہوں سے صاف ہوتا ہے تو اُسکی مکت یعنی نجات ہو جاتی ہے یعنی نیست و نابود ہو کر خدا کی ذات میں ملجاتا ہے +

آریہ۔ بیشک ہر ایک کرم انوسار سزا و جزا پاتا ہے اور رنج و محن یا راحت و آرام بھوگنے کو مختلف قالبوں میں جاتا ہے مگر ہر ایک کیواسطے خواہ مخواہ لاکھوں جنم بغیر کرم کے ضروری نہیں وید کے دھرم کی تمام بنیاد انسانی اعمال اور انصاف ذوالجلال پر ہے کسی بیہودہ خیال پر نہیں مگر دین اسلام اِس نیک اصول کو قبول نہیں کرتا اور کہتا ہے۔

باآب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

مختلف جونوں میں جانا ہرج کی بات نہیں اور نہ علم معقول کے خلاف ہے سارے جسم ایک ہی قسم کے عناصر کم و بیش سے مرکب ہیں اور سب روحیں بھی غیر مادی مدرک بالذات ہیں مکھی۔ مچھر۔ چیونٹی۔ سور۔ کتا۔ سب کو جان عزیز اور سکھ دکھ کی تمیز ہے اپنی اولاد سے محبت۔ دشمن سے نفرت۔ رزق کی ضرورت۔ شہوت غالب اور انسان کی طرح حرص طالب ہے۔ شہد کی مکھی کے حالات یا خود مشاہدہ کرو ورنہ نگارو دانش کو مطالعہ کرو تاکہ عقل آوے اور کام کرنا سیکھو اور ایسا ہی دوسری مکھی کی دانائی اور ہوشیاری امریکہ کی چیونٹیوں کا شہد جمع کرنا اور سب ملکوں میں سردی کیواسطے غلہ یکجا مہیا رکھنا کون ہے جسکو انکی دماغی لیاقت سے انکار ہو۔ اندھیرے میں لگاتار کام کرنا اور ایک شاہی شرک بنانا مستقل مزاجی سے بار بار کوشش کرنا اور کامیاب ہونا اِس لائق تو ہے کہ تیمور جیسے شہنشاہ اُنکی شاگردی کریں لوگ کہتے ہیں کہ چیونٹیاں باتیں کرتی ہیں اور حفاظت خود اختیاری میں نہایت ہوشیار ہیں اور راوی بھی ایسا ہے جس سے آپکو انکار نہ ہوگا یعنی قرآن اور محمد صاحب سورہ نمل میں لکھا ہے +

قالت نملۃ یا ایھا النمل ادخلوا مسٰکنکم لا یحطمنکم سلیمٰن وجنودہ وھم لا یشعرون فتبسم ضاحکا من قولھا ترجمہ گفت مورچہ اے مورچگان در آئید بخانہائے خود تا در ہم نشکنند شمارا سلیمان و لشکر ہائے او و ندانستہ پس سلیمان تبسم کرد از گفتار مورچہ +

تفسیر حسینی سے ثابت ہے کہ چیونٹیاں خدا کی عبادت کرتی ہیں نیکبخت دن رات یاد خدا میں مشغول ہیں۔ پس یہ سب جونیں مسلمانوں سے زیادہ نیک و عابد ہیں جو آدمی دربند ایش نہیں اُس سے چیونٹی اچھی ہے ؎ مور گرد آورد بتابستاں۔ تا فراغت بود زمستانش۔

پھر اُسی سورت نمل میں لکھا ہے فقال احطت بما لم تحط بہ وجئتک من سبا بنبا یقین ترجمہ پس گفت (ہد ہد) جا نور در گرفتم بچیزے کہ در نگرفتہ آں آوردم تو از قبیلہ سبا خبرے تحقیق را۔ اور اس سے پہلے لکھا ہے کہ سلیمان مرغ چنڈول و آدمیوں کی بولی جانتا تھا اور قرآن میں لکھا ہے کہ جانور۔ درخت۔ پہاڑ۔ ستارے۔ شمس و قمر سب خدا کی عبادت اور اُس کو سجدہ کرتے ہیں سورۃ حج الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السمٰوات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس ترجمہ۔ آیا نہ دیدی کہ سجدہ میکنند خدا تعالیٰ را آنانکہ در آسمانہا اند و آنانکہ در زمین اند۔ و آفتاب و ماہ و ستارہا و کوہ ہا و درختان و چارپایان و بسیارے از مردمان۔ اِسی کے متعلق ایک فاضل کہتا ہے ؎ وانگر تابینی از عین شہود۔ جملہ ذرات جہاں را در سجود۔ سعدی کہتا ہے یاد دارم کہ شبے در کاروانی ہمہ شب رفتہ بودم و سحر در کنار بیشہ خفتہ۔ شوریدہ کہ دراں سفر ہمراہ ما بود سحر گاہاں نعرہ بزد و راہ بیابان گرفت و یک نفس آرام نیافت چوں روز شد گفتمش اینچہ حالت بود گفت بلبلاں را دیدم کہ بنالش در آمدہ بودند از درخت و کبکان از کوہ و غوکان از آب و بہایم از بیشہ اندیشہ کردم کہ مروت نباشد ہمہ در تسبیح و من در غفلت خفتہ کجا روا باشد +

بیل اور گدھے بھی آدمیوں سے اچھے ہیں۔ گاوان و خران باربردار + بہ از آدمیان مردم آزار +

عموماً درندے اور چارپائے اچھے ہیں منطق آدمی بہتر ست از دواب ودب از تو بہ گر نگوئی صواب +

غافل آدمی سے سانپ اچھا ہے۔ ازاں مار بر پائے راعی زند + کہ ترسد سرش رابکوبد بسنگ +

اگرچہ پتھر وغیرہ جونوں میں جانا ہم مانتے اور نہ اُنہیں صاحب ادراک جانتے ہیں کیونکہ اول تو انکے قالبوں میں جانا وید مقدس کے خلاف ہے دوم وہ بیجان ہیں سوم جہاں اِچھیا۔ دویش۔ پریتن۔ سکھ۔ دکھ۔ تمیز نہیں وہاں روح یا جان کوئی چیز نہیں۔ بنابراں ان میں روح کا تناسخ ہونا ہم نہیں مانتے +

مگر کتب اسلامیہ کے رو سے آدمی۔ اونٹ۔ سور۔ بندر۔ گوہ۔ چیونٹی۔ ہُدہُد گدھا۔ بلی۔ کتا۔ فیل۔ درخت۔ پہاڑ۔ نمک۔ سنگریزہ تک سب جگہ ارواح معلوم ہوتے ہیں وہ سب مسلمانوں کی طرح کلمہ پڑھتے۔ عربی جانتے اور بولتے۔ شہوت کے قابل سجدہ کرتے۔ گویا سب مسلمان اور مسلمانیاں ہیں مفتی شاہ دین صاحب نے حقیقت روح انسانی میں لکھا ہے شریعت میں حد تواتر کو پہنچگیا ہے کہ درختوں اور پتھروں وغیرہ نے نبیوں کے ساتھ کلام اور اُنکے حکموں کی فرمانبرداری کی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی روح اور شعور رکھتے ہیں"۔ (صفحہ ۳۲) +

جو ہمارا اعتقاد ہے اُسکی بنیاد عدل الٰہی اور صداقت پر ہے کہ جہاں جہاں تمیز اور خواہش ہے اُن تمام اجسام میں روح جنم لیتا ہے اُنکی حالتوں کے اختلاف سے اعمال اعمال سے جسم اور جسمی اختلاف سے خدا کا انصاف ثابت ہوتا ہے ورنہ خدا کی بے

ماننے تناسخ کے نعوذ باللہ ظالم مکار اور دھوکا باز ثابت ہوتی ہے یا ینپٹ ناستک ہونا پڑتا ہے جیساکہ منکران تناسخ کا حال ہے یا سچے الہام وید سے منکروں کا وہم و خیال جس نے تناسخ کی اصلیت کو نہ سمجھا اور نہ روح کی حقیقت کو جانا اُسے ضرور ہی عدل الٰہی سے ہاتھ دھو ہمہ اوستی یا ملحد ہونا پڑیگا +

مولوی۔ اور یہ مسئلہ تناسخ کا بعضے حکما کی خیال بندی اور قیاس ہے کہ اب تمام ہندوؤں کا مذہب ٹھہر گیا ہے اور محض بے اصل ہے +

آریہ۔ آپنے صفحہ ۱۴۶ پر تو یہ لکھا ہے کہ بعضے حکما کی خیال بندی اور قیاس ہے۔ اور صفحہ ۱۱۴ پر فرماتے ہیں اکثر حکما کہتے ہیں کہ نفس قدیم ہے" اور پھر لکھتے ہیں بعضے حکما تناسخ کے قایل ہیں"۔ اور ایسا ہی اشاعت السنۃ جلد دوم صفحہ ۸۲ پر بھی لکھا ہے مگر مولوی صاحب کیا شکر کا مقام نہیں کہ یہ مسئلہ حکما کا قیاس ہے اور حکما ہی اسکے قایل ہیں اور اکثر حکما نفس کو قدیم مانتے ہیں۔ نہ کہ اُمی اور جہلا لوگ اور ہندوؤں نے بقول آپکے اگر تقلید کی تو بھی علما اور حکما اور فضلا کی نہ کہ جہلا کی۔ مگر یہ مسئلہ اصل میں نہ تو حکما کا ایجاد ہے اور نہ کسی انسان کا طبع زاد۔ بلکہ یہ قدرتی قانون کی جان اور وید مقدس کا ارشاد ہے جن حکمائے ایشوری قانون اور ویدک تعلیم پر غور کی یا رشیوں کا اوپدیش سنا وہ اس مبارک مسئلہ کے قایل ہوئے باقی جاہل رہے اور اصل بات یہ ہے۔ کہ روح اور اعمال کو مانکر بغیر تناسخ کے کوئی چارہ نہیں ہو سکتا بشرطیکہ کوئی عقل سلیم سے کام لے محض بے اصل تو پلصراط۔ شفاعت۔ جہاد۔ حور و غلمان اور بہشت اور دوزخ کے مسایل ہیں۔ اور اسی طرح حلالہ۔ متعہ اور تقیہ جو محمدیوں کی خیال بندی اور قیاسی وہمی وسواس کے باعث ہیں نہ کہ ایسا معقول اور علمی مسئلہ جیسا کہ تناسخ ؎ ہر آنکس کہ رو از تناسخ بتافت + بہر جا کہ شد ہیچ عزت نیافت + تناسخ زلیس راہ عقل و صواب + اگر عاقلی رو ازیں در متاب + غفل است کارے تناسخ براست + کسے کیں شناسد خدا را شناخت +

آنریبل سید احمد خان صاحب کے اعتراضوں کا جواب

تہذیب الاخلاق جلد اول نمبر، مورخہ یکم ربیع الثانی ۱۲۸۸ھ صفحہ ۱۱-۱۲۳ میں سید صاحب نے اگرچہ اپنے ایک مسلمان دوست کی درخواست پر جنکے دل میں تناسخ کی بابت چند شبہات تھے۔ ایک آرٹیکل لکھا ہے اور اپنے خیال میں تمام زور سے اس مسئلہ کی تردید کردی۔ مگر حاشا کہ کوئی اعتراض بھی وقعت کے قابل نہیں +

قولہ۔ روح کے ایک جسم سے تعلق چھوڑ کر دوسرے جسم سے تعلق کر لینے کو تناسخ کہتے ہیں جو لوگ تناسخ کے قایل ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس طرح جونک اپنی دم کو ایک جگہ جما لیتی ہے پھر جبتک اپنے منہ کو دوسری جگہ نہ جمالے دم کو نہیں ہٹاتی۔ اور جگہ نہیں چھوڑتی اسی طرح روح جس جسم سے اس کو تعلق ہو گیا ہے جب تک وہ دوسرے جسم سے تعلق نہیں کر لیتی پہلے جسم سے تعلق نہیں چھوڑتی اور جس جسم سے تعلق چھوڑتا ہے۔ وہ ہی اس جسم کی موت ہے اس سے لازم آتا ہے کہ وہ ایسے جسم سے تعلق کرتی ہے کہ اُس سے پہلے کسی اور روح نے اُس جسم سے تعلق نہ کر لیا ہو ورنہ ایک جسم میں دو اور تین اور بلکہ بے نہایہ روحوں کا تعلق ہونا لازم آویگا اور یہ منافی اُس وجہ کی ہے جس کی بنا پر تناسخ کے ماننے والوں نے تناسخ کو مانا ہے +

اقول۔ یہ پورا نا ردی اعتراض ہے جس کی صدہا مرتبہ تردید ہو چکی روح کا جسم سے تعلق پیدا کر لینا بارادہ خود نہیں۔ بلکہ قانون الٰہی کے مطابق ہے اور اسی سرو ویاپک سے نیاریوروک ہر ایک روح کو کرم انوسار مختلف قالبوں میں سزا و جزا حاصل کرتی ہے نہ کہ اپنے اختیار سے اور بھی سبب ہے کہ اسلامی سلطنتوں جیسے ندھر وہاں نہیں جو خواہ مخواہ اپنے جوش جہالت کے فرو کرنیکی غرض سے لاکھوں ہندوؤں کے سر قلم کئے جاویں جیساکہ تعصب کے شعلہ سے بھڑکتا ہوا مولوی رومی قرآنی آیت کا ترجمہ کرتا ہے ؎ لاجرم کفار را خوں شد مباح + ہمچو وحشی پیش نشاب و رماح۔ دخت و فرزندان شاں جملہ سبیل + زانکہ بیعقل اند و مطرود و ذلیل + پس ایک سے زیادہ ارواح کا کسی جسم سے تعلق نہیں ہو سکتا +

قولہ۔ جو لوگ تناسخ کے قایل ہیں وہ ہر جاندار جسم میں روح مانتے ہیں اور اس لئے انکے دو فرقے ہو گئے ہیں۔ ایک فرقہ وہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ جب روح ایک جسم سے مفارقت کرتی ہے۔ تو دوسرے جسم میں چلی جاتی ہے گو کہ وہ جسم اُس جسم کی نوع نہ ہو جس سے اُس نے مفارقت کی ہے یعنی یہ بات ممکن ہے کہ گدھے کی روح جب وہ مرنے لگے۔ انسان کی جون میں چلی آوے۔ اور انسان کی روح جب وہ مرنے لگے۔ گدھے کی جون میں چلی جاوے احمد ابن حابط اور احمد ابن بابوس جو اس کا شاگرد تھا۔ اور ابو مسلم خراسانی اور محمد ابن ذکریا رازی طبیب اور قرامت کا یہی مذہب تھا۔ اور ظاہرا یہی مذہب ہندوؤں کا بھی ہے مگر رازی نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ جب جانور مار ڈالے جاتے ہیں تو اِن کی روح انسان کی جون میں چلی جاتی ہے +

دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ ایک قسم کی روح دوسرے قسم کے جانور میں نہیں جاتی بلکہ ہم قسم جانوروں میں جاتی ہے یعنی انسان کی انسان میں گدھے کی گدھے میں شیر کی شیر میں وعلیٰ ہذا القیاس +

پس اگر تناسخ کو مانا جاوے تو ایک قسم کی روح کا دوسرے جسم سے اُس وقت تعلق ہوگا۔ جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ یا انڈے کے اندر یا سڑے ہوئے مادہ میں ہو جس سے حشرات الارض پیدا ہوتے ہیں اور کسی اور روح نے اُس سے تعلق نہ کر لیا ہو

اقول۔ بیشک قایلین تناسخ ہر جاندار جسم میں روح مانتے ہیں وہ خود غرض مذاہب کی طرح اپنے دین والوں کے سوا غیروں کو واجب القتل و الصلیب نہیں جانتے جنہیں علم معقول سے کبھی مس نہیں۔ اور جو ہمیشہ تقلید پرستی کے سبب جادۂ راستی و تحقیق کیطرف قدم نہیں اُٹھاتے جن کو شروع سے نمک اور کافور کی تمیز نہیں جیساکہ روضۃ الصفا میں بذکر خلافت عمر لکھا ہے اکثر مورخین گفتند کہ در قادسیہ و بدین خروار ہائے کافور بدست عرباں افتاد و آنرا نمک پنداشتند و ہمت بر معاوضہ صفایح طلا یغایح نقرہ گماشتند۔ روضۃ الاصفا جلد ۲ ۶۰۴ مطبوعہ نولکشور +

ایسے اسلامیوں میں اگر دو فرقہ ہو گئے ہوں تو کچھ شک نہیں اور اگر زیادہ فرقہ ہونا کسی مذہب کے بطلان کی دلیل ہے تو بھی سب سے پہلے اسلام کی سلامتی نہیں مگر دونوں طرح ماننے سے اصول میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور نہ تناسخ کے ثبوت میں کوئی دقیقہ باقی رہجاتا ہے قطع نظر اعرابیوں کے دیگر تمام تناسخ ماننے والوں میں کوئی ایسا اختلاف نہیں جس سے اصول میں لغزش ہو جیساکہ اسلام میں بہشت و دوزخ۔ قیامت۔ معراج اور شفاعت کے مسایل جن میں اسلامیوں کا سخت اختلاف ہے

قولہ۔ یہودی اور عیسائی اور جمہور مسلمان تناسخ سے منکر ہیں اور مسلمان تو اِن لوگوں کو جو تناسخ کے قایل ہیں کافر قرار دیتے ہیں +

اقول۔ مسلمانوں کا کسی کو کافر قرار دینا ایسا لایعنی اور بیہودہ ہے جیساکہ اور مذاہب والے مسلمانوں کو کافر کہیں۔ آپ کس منہ سے پھر مسلمانوں کے مددگار ہوتے ہیں جبکہ مسلمانوں نے آپ پر بھی کفر کا فتویٰ دیا ہوا ہے۔ سُنی مسلمان شیعوں کو قطعی کافر کہتے ہیں اور اسی طرح شیعہ لوگ سُنیوں کو اور یہ دونوں وہابیوں کو ہم مسلمانوں کے کافر کہنے کو فقیر بھلا شاہ کے ہمنفیر ہیں +

بھلیا تینوں کافر کافر کہندے نے توں ہانجی ہانجی کہندا رہو۔

محقق نصیر الدین طوسی کو نظام معتزلہ نے کافر کہا۔ اُنہوں نے اِس کے جواب میں یہ شعر تحریر فرمایا ✣

نظامِ بے نظام ار کافرم خواند — چراغِ کذب را نبود فروغے
مسلماں خوانمش زیرا کہ نبود — سزاوارِ دروغے جز دروغے

تمام عقلمندوں کو اعرابی مسلمان اپنی اعرابیت سے کافر کہتے ہیں اور عقلمند انہیں تازی اعرابی اور بردہ فروش اور طائفۂ دزداں قرار دیتے ہیں۔ ہم بقول امیر خسرو ✣

کافرِ عشقم مسلمانی مرا در کار نیست

قولہ۔ بہر حال جو لوگ تناسخ کے ہونے کا دعوے کرتے ہیں ان پر بار ثبوت ہے تاکہ وہ اپنے اس دعوے کو ثابت کریں۔ اس دعوے کے اثبات کے لئے دو قسم کی دلیلیں ہو سکتی ہیں عقلی و نقلی۔ نقلی دلیلیں تو محض بیکار ہیں اس لئے وہ دوسرے مذہب والوں پر حجت نہیں ہو سکتیں بلکہ خود اُس مذہب کے پیرو بھی اِن نقلی دلیلوں پر بحث کر سکتے ہیں کہ آیا اُن سے وہ دعوے ثابت ہوتا ہے یا نہیں ✣

باقی رہی عقلی دلیل اگر دلیل عقلی یقینی سے ثابت ہو تو بلا شبہ اُس کو ماننا پڑیگا۔ دلیل عقلی دو چیزوں پر مبنی ہوتی ہے۔ ایک محسوسات محققہ پر مثلاً اگر زید ہمارے سامنے کھڑا ہے تو ہم کو یقین ہے کہ زید موجود ہے دوسری عقلیات پر جو اولیات پر مبنی ہوں اولیات سے ایسے امور مراد ہیں جس میں غور و فکر کی حاجت نہ ہو۔ جیسے ہمارا یہ کہنا کہ دس زیادہ ہیں تین سے یا یہ کہ ہونا اور نہ ہونا یا حادث و قدیم یا موجود و معدوم یا واجب و ممتنع ایک جگہ اور ایک چیز میں جمع نہیں ہو سکتے ✣

پس تناسخ کے اثبات کے لئے کوئی حسی دلیل تو موجود نہیں ہے جبکہ انسان کے یا حیوان کے کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو کوئی حسی دلیل اس پر نہیں ہوتی۔ کہ اُس میں کسی دوسرے جسم کی روح آگئی ہے وہ پیدا ہونے پر یا چھٹپنے میں یا بڑا ہو کر یا مرتے وقت یہ نہیں کہتا اور نہ بتاتا ہے۔ اور نہ یقین دلا سکتا ہے۔ کہ اِس میں دوسرے جسم کی روح آئی تھی۔ اور نہ دیکھنے والے کسی حالت میں جان سکتے ہیں۔ کہ اِس میں دوسرے جسم کی روح تشریف فرما ہوئی ہے ✣

عقلیات اولیات میں سے بھی کوئی دلیل اِس بات پر کہ اِس آدمی کے یا گدھے کے بچہ میں دوسرے جسم سے روح آئی ہے موجود نہیں ہے پس دلائل عقلی سے تناسخ کا ثابت ہونا غیر ممکن ہے ✣

اقول بیشک تناسخ کے ماننے والوں پر بار ثبوت ہے اور اُنکا فرض ہے کہ وہ اس دعوے کو ثابت کریں اور اِس میں بھی شک نہیں کہ نقلی دلیلیں دوسرے مذہب والوں پر حجت نہیں ہو سکتی ہیں مگر گستاخی معاف آپ منقولی دین سے ڈرے ہوئے ایسی باتیں کہیں وید مقدس کی ہدایت منقولی دین نہیں ہے بلکہ سراپا معقول ہے اُس میں کوئی ایسی بات ہی نہیں جو کہنے سے مان لینی پڑے بلکہ تمام امور کو دلایل معقول سے سمجھایا اور ذہن نشین کرایا ہے ✣

ہمیں افسوس ہے کہ بلا سوچے سمجھے معقول دلایل سے نہیں بلکہ بے ثبوت مغالطوں سے دہوکا میں پڑ کر کہدیا کہ دلایل عقلی سے تناسخ کا ثابت ہونا غیر ممکن ہے ✣

عقلی دلیل کی پہلی بنیاد محسوسات محققہ پر رکھکر آپ کہتے ہیں کہ تناسخ کے اثبات کیلئے کوئی حسی دلیل تو موجود نہیں ہے۔" حضرت! روح کے جسم میں نہیں حسی دلیل کا نہ ہونا روح کے غیر مادی ہونیکا ثبوت ہے نہ کہ تناسخ سے انکار کا کیونکہ روح کا جسم میں آنا اور نکلنا دونوں حسی دلیل سے ثابت نہیں ہیں لیکن جسم میں بغیر روح کے کام کرنیکی طاقت نہیں نظر آتی۔ یعنی مردہ جسم علم سے خالی دیکھتا ہے اور روح کا فعل یا وصف صرف علم ہے۔ باقی رہا اُسکا نہ بتانا یہ بھی انکار کیلئے کافی دلیل نہیں کیونکہ جب روح دنیا میں آئی تب ہم اُس میں طاقت گویائی نہیں دیکھتے اور دماغ کیساتھ رہنے سے سب معلومات بڑی بھول جاتے ہیں نو مہینہ حمل میں اور ۲-تین سال بلکہ ۵ سال طفولیت میں موجودہ جسم کے تعلقات کے سبب سے سے خیالات بھی منتشر ہو جاتے ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ ہمیشہ اکیلے بیٹھکر اپنے خیالات کو منتشر نہیں ہونے دیتے وہ اپنا پڑھا ہؤا کبھی نہیں بھولتے اور جن کے خیال دنیاوی خنجال سے منتشر رہتے ہیں اُنہیں ایک گھنٹہ کی بات بھی یاد نہیں رہتی دوسرے چونکہ انسان کبھی اِس بات کی کوشش نہیں کرتا کہ ہر ایک جاندار کی نیچر معلوم کرے ورنہ روح کے جسم میں آنیکے چند روز بعد تک بھی اُسکی عادت سے ٹھیک ٹھیک معلوم ہو سکتا ہے کہ روح فلاں جسم سے آئی ہے ✣

مثلاً تین آدمی ہیں ایک پہلے امیر تھا۔ اب بھی امیر ہے دوسرا پہلے غریب تھا اب امیر ہے تیسرا پہلے امیر تھا اب غریب ہو گیا ہے اگر وہ تینوں کسی مسافر کے سامنے ایک سا لباس پہنکر چلے جائیں۔ وہ اُنکی ظاہری صورت سے تو پہچان نہیں سکتا۔ لیکن جس وقت اُن کی نشست و برخاست اور کلام وغیرہ سے تحقیق کرنا چاہیگا۔ تو بخوبی جان لیگا۔ بشرطیکہ اُس کو اس بات کا علم ہو۔ حکیم سقراط کا ایک غلام سے اشکال اقلیدس حل کرانا۔ کیا آپنے نہیں پڑھا یا اُس اندھے فقیر کی نقل آپکو معلوم نہیں جس نے بادشاہ و وزیر و غلام کو معلوم کر کے بادشاہ کے دریافت کرنے پر کہا تھا کہ حضور آدمی بات سے پہچانا جاتا ہے ✣

پس حسی دلیل تناسخ پر کیا بلکہ روح کی ہستی اور تمام روحانی قوائے پر نہیں ہے کیونکہ حسی دلیل کا مرکبات کے سوا کسی لطیف چیز کیساتھ تعلق نہیں ہے روحانی قوائے کے علاوہ حرارت کا سب جگہ موجود ہونا۔ قوت مقناطیسی۔ قوت کشش درمیان سورج و زمین وغیرہ پر کوئی حسی دلیل قایم نہیں ہو سکتی اور اصل میں حسی دلیل تمام الہیات کے ماننے والوں کے سامنے بازیچہ طفلاں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ✣

باقی رہے دلایل عقلی وہ سارے کے سارے تناسخ کے حامی ہیں مثلاً عقل سے ثابت ہے کہ جسم میں روح موجود ہے اور کام کر رہی ہے۔ اِس پر مندرجہ ذیل سوال پیدا ہوتے ہیں ✣

اول۔ روح جسم کے ساتھ پیدا ہوئی تھی یا اِس سے پہلے تھی ✣

دوم۔ جسم سے پہلے ہونے کی حالت میں کہاں تھی ✣

سوم۔ روح جسم کے بغیر ہمیشہ رہ سکتی ہے یا کچھ دیر تک ✣

چہارم۔ جسم سے روح الگ ہو کر کہاں جاتی ہے ✣

اگر مان لیا جاوے کہ روح جسم کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اور بے تعلق مادہ کے کبھی بدا نہیں تھی۔ تو اِس صورت میں وہ خواص مادہ سے ایک خاصہ ہو جاتا ہے۔ اور سرے سے روح کا وجود ہی باطل ہو جاتا ہے۔ جس طرح وہ جسم کے پیدا ہونے سے پیدا ہوئی اسی طرح جسم کے فنا ہونے سے فنا ہو جاویگی اور اِس حالت میں جزا و سزا۔ بہشت و دوزخ حور و غلمان ثواب و عذاب و نجات و دیدار الٰہی سب کے سب گاؤخورد ہو جاتے ہیں اور عاقبت کے تمام کارخانے دریا برد۔ اور یہ مسئلہ اول درجہ کی گمراہی اور الحاد کا بانی ہے۔ اگر مان لیں کہ روح جسم سے پہلے موجود تھی تو سوال پیدا ہوگا۔ کہ کہاں تھی اور کس حالت میں تھی۔ روح کی موجودہ حالت کا اندازہ لگانے اور اُس کے جسمانی تعلقات پر خیال دوڑانے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ چیتن بیکار رہنے والی چیز نہیں اور تمام مادی جگت میں نظر دوڑانے سے جہاں تک عقل کی رسائی ہے پر تیت ہوتا ہے۔ کہ وہ بغیر جسم دہارنے کے بُرا یا بھلا کام نہیں کر سکتی۔ اور مادہ پرست اسلام نے تو نجات میں بھی اُسے بغیر جسم کے نہ رہنے دیا کیونکہ حور و غلمان وغیرہ تمام جسمانی خوشیوں کو بغیر جسم نہیں بھوگ سکتی۔ پس ضرور ہے کہ وہ پہلے بھی جسم دھارن کرتی رہی ہو۔ کیونکہ اِس کے بغیر انتظام عالم چلتا ہوا نظر نہیں آتا۔ یا چلنا محال ہے اور اِس صورت میں وہ جسم کے فنا ہونے کے بعد بھی قایم بالذات رہیگی۔ اور روح قدیم ثابت ہو جاوے گی۔ کیونکہ

وہ فانی نہیں اور یہ علمی اور عقلی اصول مانتے ہی منکران تناسخ کے تمام اصول ناکارہ و فضول ہو جاوینگے +

اور ساتھ ہی یہ ثابت ہو جاویگا۔ کہ روح اپنے مالک کی طاقت سے تو کچھ دیر تک بغیر جسم رہ سکتی ہے لیکن ہمیشہ نہیں مثلاً گیند یا توپ کا گولہ یا کوئی اور وزنی چیز بغیر آدھار کے نہیں رہ سکتی۔ اگر آپ گیند کو اوپر کی طرف پھینکیں تو اتنی دیر تک کہ جس قدر پھینکنے والے کی طاقت سے اُسے بل ملا وہ بلا آدھار کے رہی۔ مگر پھر اُسکے بل کے دور ہوتے ہی زمین پر آگریگی۔ اور یہ وقت ہمیشہ طاقت کے فرق سے مختلف ہو سکتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عارضی طاقت ہمیشہ نہیں رہ سکتی اور نہ روح معطل یا بیکار رہ سکتی ہے۔ ایسے سب عقلی دلایل پر غور کرنے سے تناسخ صاف طور پر ظاہر ہے۔ اور جب کہ تمام منطق جاننے والے متفق اللسان ہیں کہ الانسان حیوان یعنی انسان حیوان ہے جیسی انسان میں روح ہے ویسی تمام حیوانوں میں روح ہے عقل کا فرق یا دماغی قصور امر دیگر ہے جیسے چھوٹا بچہ مجذوب یا شاہ دولہ کے چوہے یا مخبوط الحواس انسان اور ایک حبشی بھیل گونڈ اور پتہ پوش اور عرب کے بدو اور ایک علی گڈھ کا نیچری یا کسی اور ولایت کا مہذب تعلیمیافتہ اسی طرح تمام حیوان علی القدر مراتب انسان کے ساتھ ملتے ہیں اور سب میں کام کرنیوالی روح موجود ہے +

قولہ۔ جو لوگ تناسخ کے قایل ہیں۔ اُن کی اول دلیل یہ ہے کہ روح بے تعلق مادہ کے نہیں رہتی اول تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ روح بے تعلق مادہ کے نہیں رہتی دوسرا یہ کہ کبھی روح مادہ سے علیحدہ بھی تھی یا نہیں۔ اگر تھی تو یہ قول کہ روح بے تعلق مادہ کے نہیں رہتی۔ غلط ہو جاتا ہے۔ معہذا کسی جاندار کے مرجانے سے اسکا مادہ کسی حالت میں معدوم نہیں ہوتا۔ پس روح کو اس مادہ کے چھوڑ دینے کی کوئی وجہ نہیں +

اقول۔ آپنے غلط سمجھا۔ اُن کی دلیل ایسی نہیں بلکہ اس طرح پر ہے کہ روح بے تعلق مادہ کے کام نہیں کرتی یعنی نیک و بد افعال نہیں کر سکتی ہے اور روح کا معطل رہنا عقلاً محال ہے پس ضرور وہ تا حصول نجات مختلف اجسام سے بموجب انصاف خداوندی کے تعلق پیدا کرتی۔ اور سرمایہ حسنات جمع کرتی رہتی ہے بتلائیے اسکا آپ کیا رد کر سکتے ہیں اور جبکہ آپ مادہ کو کسی حالت میں معدوم نہیں مانتے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ قدامت مادہ کے آپ قائل ہیں۔ شکر پرماتما کا کہ آپ نے وید مقدس کا ایک اصول قبول کیا۔ اور ایشور کریگا کہ آہستہ آہستہ تمام مسایل کا اقبال کریں گے +

قولہ۔ دوسری دلیل اُن کی یہ ہے کہ روح غیر متناہی ہے اور عالم بھی غیر متناہی ہے اور اس لئے روح ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہوتی رہتی ہے +

اس سے زیادہ کوئی لوچ دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ عالم اور روح کے غیر متناہی ہونے سے روح کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں جانا لازم نہیں آتا اور بالفرض اگر روح بھی غیر متناہی ہے تو روح کو ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونیکی کیا ضرورت ہے اگر یہ کہا جاتا کہ روح متناہی ہے اور عالم غیر متناہی ہے تو روح کے ایک جسم سے دوسرے میں جانیکے لیئے کوئی وجہ ہو سکتی تھی مگر ان لوگوں کو یہ ثابت کرنا کہ روح متناہی ہے۔ اُن کے اصول کے موافق ناممکن ہے +

اقول۔ یہ کسی تناسخ ماننے والے کی دلیل نہیں ہے۔ آپنے گستاخی معاف دھوکا کھایا یا خواہ مخواہ علم روح و تناسخ سے ناواقف ہونے کے سبب مغالطہ دیا +

اُن کی دلیل یہ ہے +

روح کبھی ناش نہیں ہوتی اور نہ عدم سے وجود میں آئی کیونکہ عدم کوئی چیز نہیں اور نیستی سے ہستی ہو سکتی ہے پس روح ہمیشہ رہنے والی چیز ہے اور ساتھ ہی روح معطل یا جڑ نہیں بلکہ چیتن اور کام کرنیوالی ہے اور بغیر جسم کے روح صرف آنند تو بھوگ سکتی ہے مگر کوئی کام نہیں کر سکتی اور چونکہ مادہ بھی قدیم ہے۔ جیسا کہ تمام بدھی مان قائل ہیں اور خدا کی صفت خالقیت بھی قدیم ہے۔ خدا ہمیشہ پرواہ روپ سے دُنیا کو پیدا کرتا اور مہا کلپ تک قائم رکھتا اور پھر اُس کے اصلی کارن یعنی مادہ میں پرلے کر دیتا ہے چونکہ کبھی روح یا پرمانو نیستی سے ہستی میں نہیں آتے۔ پس وہی ارواح (اور وہی پرمانو) بار بار مختلف قالبوں میں تشریف لاتے اور سزا و جزا اُٹھاتے ہیں۔ اب بتلائیے کہ آپ کیا عذر کر سکتے ہیں۔ اور کس طرح تناسخ سے انکار کر سکتے ہیں +

قولہ۔ تیسری دلیل اُن لوگوں کے ثواب و عذاب پر اور انسانوں کے مختلف طبایع پیدا ہونے پر مبنی ہے وہ کہتے کہ انسانوں کی طبایع مختلف ہیں کوئی سلیم الطبع ہے اور کوئی اس کے برخلاف۔ کوئی امراض میں مبتلا ہے۔ اور کوئی صحیح تندرست و خوشحال کوئی مفلس ہے اور نہایت مصیبت میں بسر کرتا ہے اور کوئی متمول ہے اور عیش و آرام سے زندگی کاٹتا ہے۔ اور انسانوں کو بلا کسی وجہ کے ایسی مختلف حالت میں پیدا کیا ہو تو خدا عادل نہیں رہتا۔ اس لیئے وہ یہ کہتے ہیں کہ خدا نے اولاً انسانوں کو ایک حال میں پیدا کیا تھا۔ اور اُن کو اپنے افعال کا اختیار دیا تھا۔ مگر جب اس نے اچھے یا بُرے کام کئے تو اُسکے افعال کی جزا اور سزا میں اُس کی روح کو دوسری جون میں بدل دیا تاکہ وہ اپنے افعال کی جزا یا سزا پاوے اور دوسری جون میں جیسے وہ افعال کرتا ہے نیک یا بد ان کی جزا یا سزا میں تیسری جون میں بدل دیتا ہے۔ اچھی ہیں یا بُری ہیں تاکہ ان افعال کی جزا یا سزا پاوے وہکذا الی ما شاء اللہ ہلم جرا۔ اس بیان سے ان لوگوں کا مذہب جو یہ کہتے ہیں کہ انسان کی روح حیوان میں اور حیوان کی روح انسان کی جون میں آتی ہے بالکل باطل ہو جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے تمام حیوانوں کو اُس خصلت پر جو اُن کو دی ہے پیدا کیا ہے۔ نہ وہ کوئی افعال نیک کر سکتے ہیں جو اُن کے نیچر میں نہیں ہیں۔ اور نہ افعال بد کر سکتے ہیں۔ جو اُن کے نیچر میں نہیں ہے اور اس لیئے وہ جزا یا سزا پانیکے قابل نہیں ہیں پھر کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ کسی حیوان کی روح بعوض ثواب اعمال کے انسان کی جون میں آسکے اور اگر کسی انسان کی روح کسی حیوان میں چلی گئی۔ تو ممکن نہیں۔ کہ اُس سے وہی افعال صادر نہ ہوں جو اُس حیوان کے لیئے مخصوص ہیں اور اس لیئے وہ کسی حیوانی جون سے چھٹکارا نہیں پا سکتے اور پھر انسان کی جون میں نہیں آسکتے +

نقل مشہور ہے کہ ایک راجہ کی سلطنت کے قریب ایک بہت بڑا تالاب تھا۔ جب وہ راجہ مرا تو برہمنوں نے اس کے بیٹے سے کہا کہ مہاراج نے مچھلی کی جون میں جنم لیا ہے اور اسی تالاب میں وہ مچھلی رہتی۔ پھر جب تک کہ وہ دوسری جون میں نہ جاویں۔ اس تالاب کی مچھلی کوئی نہ مارے۔ راجہ نے حکم دیا۔ کہ اس تالاب کی مچھلی کوئی نہ مارے ایک شخص نے پنڈت جی سے پوچھا۔ کہ اچھے اور بُرے کاموں کے لحاظ سے جون بدلا جاتا ہے۔ مچھلیاں تو سب ایک ہی سا کام کرتی ہیں نہ بھلا کریں نہ بُرا کریں۔ پھر مہاراج مچھلی کی جون سے دوسری جون میں کیونکر جاوینگے۔ مگر پنڈت جی کے شاستر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا +

اب باقی رہی یہ بات کہ انسان کی روح دوسرے انسان کی جون میں جاتی ہے اور بلحاظ اعمال کے مختلف حالتیں انسان کی پیدا ہوتی ہیں تو اول ہم یہ پوچھینگے۔ کہ جو حالتیں انسان کی بلحاظ طبع سلیم اور غیر سلیم ہونیکے ہوتی ہیں اور جس طرح انسان کو مختلف امراض لاحق ہوتی ہیں۔ اور جس طرح کہ کوئی رنج و مصیبت میں اور کوئی عیش و آرام میں رہتا ہے وہی تمام حالتیں حیوانات پر بھی گذرتی ہیں اور جو نیچر حیوانات کے از روئے خلقت کے ہیں وہ ہمیشہ یکساں رہتے ہیں۔ شیر ہمیشہ انسان کو پھاڑتا رہتا ہے بلی ہمیشہ چوہے کو کھاتی رہتی ہے حیوانات کے اُن افعال میں جو از روئے خلقت کے اُن میں ہیں کچھ تغیر و تبدیل نہیں ہوتی۔ نہ وہ کچھ ثواب کما سکتے ہیں نہ

عذاب سے پھر حیوانات کے حالات میں کیوں تغیر ہوتا ہے +

علاوہ اس کے انسان ہو یا حیوان - اُس سے جو افعال صادر ہوتے ہیں - وہ بمقتضائے اس ترکیب جسمانی کے صادر ہوتے ہیں جس کو صورت نوعی کہتے ہیں اور وہ کسی طرح تبدیل نہیں ہو سکتی - قرآن مجید بھی اسی کی گواہی دیتا ہے - جہاں خدا نے فرمایا ہے لاتبدیل لخلق اللہ پس بالفرض اگر کسی انسان کی روح کسی دوسرے انسان میں آ بھی گئی ہو تو اس سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ اُس سے وہی افعال صادر ہونگے جو مقتضا اُسکے ترکیب اعضا کے ہیں - اور افعال کہ انسان سے بمقتضائے اُسکے نیچر یعنی ترکیب اعضا کے صادر ہوتے ہیں اور جنکی تبدیل پر اُس قدرت نہیں رکھی گئی - اس پر گناہ و ثواب مرتب نہیں ہوتا جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا مثلاً عنین محض سے نہ ارتکاب زنا واقع ہوتا ہے اور نہ زنا کرنے سے اسکو کچھ ثواب ملتا ہے پس یہ ایک محض غلط خیال ہے کہ انسان کا تغیر حال اُس کی پہلی جون کے اعمال کے سبب سے ہوتا ہے +

خدا کا عدل اُس کی تمام مخلوقات پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے اس نے اپنی تمام مخلوقات میں بلحاظ اُن حالتوں اور ضرورتوں کے جو اُن میں پیدا کی ہیں سامان مہیا کر دیئے ہیں - اگر کوئی شخص ایک ادنے سے ادنے پشہ کو غور کرے یا ایک بڑے سے بڑے جسم مخلوق پر غور کرے یا انسان پر جس کو اشرف المخلوقات کہتے غور کرے تو کوئی شخص یہہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں چیز کی اس میں ضرورت تھی اور اس میں پیدا نہیں کی گئی - تغیر حالات انسان کے ہوں یا حیوان کے وہ اس نیچر کے تابع ہیں جس پر خدا نے اس دُنیا کو پیدا کیا ہے - ان تغیرات کے سبب خدا کو عادل یا غیر عادل تصور کرنا محض نادانی اور نیچر کے انتظام سے محض تجاہل ہے +

اقول حضرت! تناسخ کے ماننے والے اس طرح نہیں مانتے اور نہ اس عقیدہ کو صحیح جانتے ہیں - مسئلہ آواگون کے رو سے دو قسم کے جسم مانے گئے ہیں ایک کرم جونی دوسری بھوگ جونی - کرم جونی میں کام کئے جاتے ہیں اور بھوگ جونی میں کرموں کی سزا بھگتنی پڑتی ہے - جس جسم میں سمجھنے کی طاقت اور نیک و بد کرنے کی تمیز دی گئی ہو وہ کرم جونی ہے اور جس جسم میں نہیں دی گئی - وہ بھوگ جونی ہے اس لحاظ سے انسان کرم جونی اور باقی بھوگ جونی ہیں +

چونکہ حیوان بھوگ جونی ہیں وہ نیک یا بد کام نہیں کر سکتے جس طرح جیلخانہ کے قیدی سزا کی میعاد گذرنے کے بعد جیل سے رہائی ہوتی ہے نہ کہ کسی اچھے کرم سے اسی طرح سزا کی میعاد گذرنیکے بعد حیوانی قالب سے رہائی ہونی چاہیئے اور وہ پھر جس درجہ جسمانی سے تنزل ہوا تھا - اُسی درجہ میں انتقال کیا جاتا ہے حیوانی قالب کے ثواب اعمال سے نہیں +

راجہ کی نقل - جاہلوں کی تراشیدہ ہے ورنہ اصل صرف اسی قدر ہے کہ راجہ صاحب نے اپنے والد کی وفات پر شوک (ماتم) میں رہنے کے سبب بہ نیت ثواب ہر طرح کا شکار بہی وغیرہ بھی بند کر دیا تھا - مہاراجہ کی جون بدلنے کے خیال سے نہیں بلکہ جیو رکشا کے خیال سے پنڈت جی کے شاستر میں تو صاف لکھا ہے کہ سزا بھگتنے کے بعد پھر روح انسانی قالب میں جنم لیتا ہے - مگر افسوس کہ کسی نادان نے آپ کو مغالطہ دیا آگے چلکر آپ فرماتے ہیں کہ حالتیں انسان کی بلحاظ طبع سلیم اور غیر سلیم ہونے کے ہوتی ہیں اور جس طرح انسان کو مختلف امراض لاحق ہوتی ہیں اور جس طرح کہ کوئی رنج و مصیبت میں تو کوئی عیش و آرام میں رہتا ہے وہی تمام حالتیں حیوانات پر بھی گذرتی ہیں اور نیچر حیوانات کے اور نوع خلقت کے ہیں وہ ہمیشہ یکساں رہتے ہیں وغیرہ - جب یہ حال ہے تو معلوم نہیں کہ آپ حیوانات کے روح کے کیوں قائل نہیں پھر آپ جو قرآن کی لاتبدیل الخلق اللہ آیت پیش کر کے کہتے ہیں بالفرض اگر کسی انسان کی روح کسی دوسرے انسان میں آ بھی گئی ہو تو اس سے کچھ فائدہ نہیں وغیرہ - تو پھر انسان بھی بموجب حیوانات کے نہ ثواب کما سکتے ہیں نہ عذاب اور نہ نیکی کر سکتے ہیں اور نہ بدی حالانکہ ہر دو باطل ہیں - پس آپکا دعویٰ سراپا باطل ہے +

ترکیب اعضاء کا فاعل کون - اور کس نے انسان کو اندھا - لولا - کوتاہی - لنجا مخبوط الحواس پیدا کیا اگر ان سب کا پیدا کرنیوالا خدا ہے - اور ضرور خدا ہے - تو باوجود منصف اور عادل ہونے کے اگر وہ بلا کسی اعمال یا سبب قویہ کے جو افعال ارواح کے سوا اور کوئی نہیں - تو نہ وہ عادل ہے اور نہ کبھی کوئی اُسے عادل کہہ سکتا ہے کیا آپ نیچر کو خدا کے سوا کوئی دوسرا خدا سمجھتے ہیں - اگر نیچر خدا کی صفت کا نام ہے - تو ہرگز اس الزام سے آپکا نیچری خدا بری نہیں ہو سکتا اور نہ کسی کو سزا و جزا دے سکتا ہے +

بیشک خدا کا عدل اُس کی تمام مخلوقات پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے مگر آپکی دلیل سے تو عدل نہیں بلکہ ظلم ثابت ہوتا ہے - کیا عنین محض ہیں جو لیت کا نہ ہونا کمی نہیں کیا اندھے میں آنکھ کا نہ ہونا کمی نہیں کیا لنگڑے یا لولے یا پیدایشی بیماریوں کے مریضوں میں کوئی کمی نہیں اگر کمی ہے جو کہ بالکل ظاہر ہے تو خود آپکے قول سے ہی ثابت ہے کہ خدا ظالم ہے ورنہ اس کمی کی وجہ ہونی چاہیئے اور وہ پُورب جنم کے سوا جو ہے بجز بعد دیگرے سراپا باطل ہے خدا کی نیچر یعنی عادت خداوندی کہو خدا کی مرضی کہو مشیت ایزدی کہو قضا الٰہی کہو - نصیب ازلی کہو - کسی طرح ظلم کے الزام سے چھٹکارا نہیں سوائے پُورب جنم کے پس نیچر وغیرہ کے پردہ میں اس ظلم کو چھپانا ناممکن ہے بلکہ ایسے لفظ اُس عادل حقیقی کی نسبت منہ سے نکالنا ہی محض نادانی اور تجاہل ہے +

باب چہارم

براہمو صاحبان کے اعتراضوں کا جواب

براہمو تناسخ کے ماننے والے قبول کرتے ہیں کہ خدا روحوں کا خالق نہیں ہے اور وہ مثل خدا کے قدیم یعنی اناوی اور خود بخود ہیں اور یہ ماننا ان کے لیئے اس مسئلہ کی بنا پر ضروری بھی ہے کیونکہ اگر اس جنم میں روح جو کچھ کرتی ہیں اور بھوگتی ہیں وہ پچھلے جنم کا نتیجہ تھا تو اس طور پر دور تسلسل قایم ہو جاتا ہے اور روح کی پیدایش کی ابتدا نہیں رہتی اور وہ خود بخود اناوی یا قدیم ثابت ہوتا ہے +

تردید - خالق کے معنی آپنے غلط سمجھے اور یہی سبب ہے کہ دھوکا کھایا - روحوں کے حق میں تخلیق کا لفظ کسی طرح عاید نہیں - کیونکہ وہ غیر مادی ہیں - ہاں وہ قدیم یعنی اناوی ضرور ہیں - مگر خدا کی خداوندی میں کسی طرح شریک نہیں - جس طرح ابدی اور دائمی زندگی رکھنے پر بھی روحیں خدا کی شریک نہیں - جس طرح بالفعل موجود ہونے پر وہ خدا کی شریک نہیں جس طرح دیکھنے سننے سمجھنے اور بوجھنے پر بھی یا کرم و رحم وغیرہ صفات رکھنے پر وہ

حاشیہ - آج تک دو چھوٹے رسالہ یعنی رد تناسخ کی اصلیت برہم سماج کی طرف سے شایع ہوئے - پہلا سنہ ۱۸۹۰ء اور دوسرا سنہ ۱۸۹۳ء میں پہلے کے مصنف مسٹر اگنی ہوتری صاحب ہیں اور دوسرے کے ایک پنجابی براہمو - چونکہ دوسرے نے تمام اعتراض رد تناسخ سے اقتباس کئے ہیں کوئی نیا اعتراض نہیں کیا بنا بریں ہم الذکر کا رد کرتے ہیں - کیونکہ دوسرے کا رد اسی میں شامل ہے +

خدا کے شریک نہیں۔ اسی طرح انادی یا قدیم ہونے پر بھی روحیں خدا کی شریک نہیں ہیں ہاں اس کی انادی پرجا ہیں اور وہ انکا انادی مہاراجہ ہے۔ مگر یہ بالکل غلط ہے کہ اس جنم میں جو کچھ روحیں کرتی اور بھوگتی ہیں وہ پچھلے جنم کا نتیجہ ہے کیونکہ اس جنم کے دکھ سکھ یا جسمانی بناوٹ کی متعلقہ حالت یا قدرتی صدمات بیشک تو پچھلے جنم کا نتیجہ ہے مگر فی الحال جو روح کرتی ہے وہ نئے کرم ہیں۔ پورانے نہیں پس کچھ پورانے کرموں کا اور بہت کچھ نئے کرموں کا پھل ہوگئی ہے مذہبی کتابوں کا محاورہ بھی شاید آپ نہیں جانتے ورنہ ایسا ہرگز نہ لکھتے دیکھو توریت میں لکھا ہے خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا۔ خدا کی صورت پر بنایا خدا نے کہا کہ دیکھو اب ہم میں سے آدم ایک کی مانند ہوگیا۔ حدیث میں ہے ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہٖ مگر پھر بھی کسی طرح آدم خدا کا شریک نہیں +

بر اہمو۔ جو چیز خود بخود ہو اپنے وجود کے لیے کسی اور چیز کی محتاج نہیں ہوتی اور اُسکے لئے اپنی فطرت میں کامل اور قایم بالذات ہونا لازمی ہے جو چیز خود بخود نہیں وہ اپنے وجود کے قیام کیلئے کسی اور کی ہمیشہ محتاج ہے۔ مثلاً زمین کا سورج و چاند وغیرہ سے تعلق ہے اگر وہ نہوں تو زمین قایم نہیں رہ سکتی بادلوں کا وجود بھی پانی اور حرارت وغیرہ سے قایم ہے اسی طرح جاندار چیزوں میں نباتات کا وجود زمین رطوبت اور ہوا وغیرہ کے موجود ہونے پر موقوف ہے حیوانوں کا وجود زمین۔ نباتات اور ہوا وغیرہ پر موقوف ہے ایک وجود کے قیام کیلئے محض اور وجودوں کا ساتھ رہنا لازمی ہے اور ان میں سے کوئی وجود بغیر اوروں کے خود بخود نہیں رہ سکتا زنجیر کی کڑیوں کی طرح ایک ایک وجود اپنے قیام کیلئے دوسروں کیساتھ بندھا ہوا ہے اور خود بخود اور محض اپنے وجود میں قایم الوجود نہیں ہے بلکہ اپنے وجود کیلئے کسی اور کا محتاج ہے کہ جس پر اسکا کچھ اختیار نہیں ہے اس طور پر سوائے خدا کے اور کوئی خود بخود اور قایم بالذات نہیں ہے اور خود بخود ہونے سے اس ایک کامل ذات کا نام خدا ہے کیونکہ وہ اپنے وجود کیلئے کسی اور کا محتاج نہیں بلکہ اور ہر ایک وجود کیلئے جن وجودوں کی ضرورت ہے وہ ان کُل کو اپنی حکمت کے موافق پیدا کرتا ہے اور انہیں اپنی قدرت سے اس ضروری تعلق میں قایم رکھتا ہے اب اگر تمہاری روح مثل خدا کے خود بخود ہو تو وہ خدا کی پیدا کی ہوئی دیگر مخلوق چیزوں کی محتاج کیوں ہو بلکہ مثل خدا کے آزاد کامل اور اپنے وجود میں کسی اور وجود کی طرف سے قطعی غیر محتاج ہوگئے اصل حال کیا ہے روح تو آپکی غیر محتاج نہیں بلکہ جیسے جسم آپکا زمین آفتاب ہوا پانی اور نباتات وغیرہ کا محتاج ہے ویسی ہی آپکی روح۔ گیان یا علم یا معلومات طاقت ہمت وغیرہ کیلئے اوروں کا محتاج۔ پھر فرمایئے وہ خود بخود اور قدیم کیونکر ٹھہر سکتے ہیں +

تردید۔ بیشک یہ کہنا آپکا ٹھیک ہے کہ جو چیز خود بخود ہے وہ اپنے وجود کے لئے کسی اور چیز کی محتاج نہیں ہوتی۔ وہ اپنی فطرت میں کامل اور قایم بالذات بھی ہوتی ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ خدا مادہ اور روحیں اپنے وجود کے لئے کسی کی محتاج نہیں اور اسی واسطے انادی ہیں۔ ہاں اوروں کے علم حاصل کرنے یا اوروں کیساتھ تعلق پیدا کرنیکے واسطے وہ بیشک کسی اور کی محتاج ہیں۔ آپنے اس صریح مغالطہ سے نہ معلوم کیوں ناواقفوں کو دھوکا دینا چاہا۔ سنئے تمام ماہران سائنس مشاہدہ و تجربہ بلکہ دلیل عقلی سے ثابت کر رہے ہیں۔ کہ مادہ انادی ہے اور وہ اپنی ذات میں کسی کا محتاج نہیں چنانچہ یورپ کے مشہور و معروف فاضل اور علم سائنس کے کامل ماہر پروفیسر ہکسلی صاحب فرماتے ہیں۔ موجودات میں مفرد جسم نہ تو معدوم ہوتے ہیں نہ انکی مقدار بڑھتی ہے۔ مفرد اجسام کا وزن تمام حالتوں میں قایم رہتا ہے۔ بدلتا نہیں اس سے ثابت ہے کہ انتظام قدرت میں مادہ معدوم نہیں ہوسکتا۔ اسکی مقدار حسبقدر ہے اسی قدر رہتی نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے اور صفحہ ۲۵ پر آپنے بھی نہ معلوم کیوں اور کیسی سچی بات کو لکھ دیا ہے۔ حالانکہ آپ سے بالکل امید نہیں تھی۔ اُس زمانہ میں علوم سائنس کی ترقی سے جو تحقیقات ہوئی ہے اُسکے موافق اس دنیا کے پہلے دو حصوں میں تقسیم کیگئی ہے اول بسیط چیزیں دوم ساخت یافتہ چیزیں "حضرت!۔ آنکھیں کھولئے اور سمجھئے کہ یہی بسیط چیزیں انادی ہیں جناب! جب کسی چیز کی نیستی نہیں ہوسکتی بلکہ مرکبات کی صرف شکل تبدیل ہوتی ہے تو یہ کتنا تعجب ہے کہ آپ باوجود دعویٰ الہام و معجزات علم سائنس سے قطعی ناواقف ہیں آپکے حق میں سعدی نے سچ کہا ہے۔ تو براوج فلک چہ دانی چیست + چون ندانی کہ در سرائے تو کیست فاضل محقق طوسی نے کیا اچھا کہا ہے "چون صور جسمانی قابل فنا نیست۔ جواہر مجردہ از جنس دنس ہیولی مقدس بود اولی باشد در عدم قبول فنا دیکھو اخلاق ناصری) پس صاف ظاہر ہے کہ روح و مادہ اپنی ذات میں کسی کا محتاج نہیں ہے اور جسم اسواسطے محتاج ہے کہ وہ مرکب ہے اور اسکی ترکیب دینے والا پرماتما ہے اسیواسطے زمین۔ سورج۔ چاند۔ بادل۔ نباتات۔ حیوانات وغیرہ سب محتاج ہیں بیشک مادی وجود کیلئے دوسرے وجودوں کی ضرورت ہے مگر روح اور مادہ کیلئے نہیں۔ کیونکہ وہ مرکب نہیں بلکہ مفرد ہیں اور اسی واسطے وہ ترکیب جسمانی سے مبرا ہیں مگر تمام مادی چیزیں اپنے زبردست صانع کی صنعت ہونیکے سبب زنجیر کی کڑیوں کی طرح باہمی مل رہی ہیں۔ خدا لفظ اگر اُسی معنے کیواسطے ہے جو آپنے سمجھا ہے تو خداوند۔ خاوند اور کد خدا۔ دیہ خدا اور ناخدا کے کیا معنے کروگے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسانوں نے بہت سے نام خدا کے اپنے خیال کے مطابق رکھ لئے ہیں جیسے جبار۔ قہار۔ خیر الماکرین رب الافواج۔ ویسے ہی خدا۔ اہرمن۔ نیروان۔ گردھاری۔ ماکھن چور۔ چھلیا۔ مراری۔ رام کرشن۔ کرائسٹ مسیح۔ اسکا باعث یہ ہے کہ پورانے ایرانی تناسخ کے قایل تھے انہوں نے جب دیکھا کہ سب ارواح کرموں کے مطابق پرمیشور کے حکم سے اس جہان میں آتے ہیں اور پرمیشور خود بخود بغیر کسی کی آگیا کے اپنے اختیار سے آتا ہے۔ کسی کے حکم سے نہیں پس اُس خود آیندہ طاقت کا نام خدا ہے اور وہ لوگ خدا میں بھی بعض ویدانتیوں کی طرح آواگون کے قایل تھے یا اُتار مانتے تھے پس یہ مسئلہ اُنکا غلط ہے اور جس طرح آپ خدا کو بتلا رہے ہیں تو کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ خدا بغیر ماں باپ کے بیٹا نہیں پیدا کر سکتا۔ پس ماں باپ کا محتاج ہوا۔ خدا بغیر سورج کے زمین اور زمین وغیرہ کے بغیر سورج و چاند اور ہوا و حرارت و پانی کے بغیر بادل نہیں پیدا کر سکتا پس سورج چاند۔ زمین۔ ہوا۔ حرارت سب کا محتاج ہوا۔ ان سب کے سوائے اس روشنی کے زمانہ میں بھی آپ جیسے سائنس کے ناواقف نیستی سے ہستی ماننے والے پیغمبروں کا محتاج کیونکہ تمام تعلیم یافتوں کو چھوڑکر آپکو پیغمبر بنایا۔ غرضیکہ ذرا ذرا بات کا محتاج ثابت ہوتا ہے پس وہ بھی خدا نہیں رہتا کیونکہ بموجب مثال آپکے جیسے جسم ہمارا زمین آفتاب ہوا پانی اور نباتات کا اور روح گیان علم یا معلومات۔ ہمہ اوست۔ طاقت و ہمت وغیرہ کا محتاج ہے اسی طرح خدا ذرہ ذرہ کا محتاج۔ زمین و سورج کا محتاج۔ چاند اور ستاروں اور سیاروں کا محتاج۔ خلا اور حرارت کا محتاج۔ پیغمبروں کا محتاج۔ والدین کا محتاج مادہ کا محتاج۔ لیکن یہ احتیاج نہیں۔ نہ خدا اپنی ذات میں اور اپنی ذات کی ہستی میں کسی کا محتاج ہے۔ نہ روح اور مادہ۔ بلکہ خدا اپنی انادی صفات کے مطابق مادہ سے جگت کو پیدا کرتا ہے اور روحوں کے کرموں کا پھل دیتا ہے مادہ اپنی ترتیب اور انتظام نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ جڑھ ہے۔ روح خدا کو نہیں جان سکتا کیونکہ وہ الپگیہ ہے۔ خدا سب کو جانتا ہے کیونکہ وہ سروگیہ ہے اور اسی واسطے علیم کل ہونے سے وہ سب کا مالک اور منتظم ہے اور روحوں کو حصول سعادت ابدی کیواسطے اسکی عبادت ضروری ہے بغیر عبادت کے کسی طرح نرباہ نہیں ہوسکتا لیکن وہ اپنی ہستی کیلئے خود بخود اور قدیم ہے نہ کہ بناوٹی اور آغاز والا اور جب ہر آغاز والی چیز کا انجام ضروری ہے تو پھر بموجب عقیدہ تراشیدہ آپکی حیات ابدی محض بے بنیاد ہوتی ہے چہ جائیکہ ابدی

اعتقاد و حافظ شیرازی نے روح کے انادی ہونیکے کیسی اچھی طرح سے بیان کیا ہے ؎
ماجرائے من و معشوق مرا پایاں نیست + آنچہ آغاز ندارد نہ پذیرد انجام۔ اور جب نیستی سے ہستی
ہی جہالت کی تعلیم ثابت ہو چکی ہے اور علم نے ایسی بے بنیاد تعلیم کی دھجیاں اُڑادی ہیں
تو اور بھی مضبوطی سے ثابت ہو گیا کہ روح ضرور انادی اور قدیم ہے نہ کہ مصنوعی اور فانی +

براہمو۔ تناسخ کے ماننے سے روح کے لئے ابدالآباد یعنی اننت کال جہنم میں رہنا
اور ہمیشہ کے لئے پاپ سے نکلنے نہ پانا لازم آتا ہے +

آریہ۔ یہ خیال آپکا بالکل غلط ہے۔ تناسخ کے ماننے سے ہی روح کے لئے ترقی و
تنزل کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے تناسخ کے ماننے سے ہی خدا کا انصاف قایم رہتا ہے
تناسخ تمام قوانین قدرت سے ثابت ہے تمام قدرتی کاموں میں تناسخ موجود ہے بادلوں کی حالت
تناسخ کو ثابت کر رہی ہے زمین کی بناوٹ اور بگاڑ سے تناسخ ثابت ہے سمندروں کے مدوجزر
تناسخ کے گواہ ہیں آفتاب کا تغیر و تبدل۔ کرہ چاند کا آباد سے ویران ہونا تناسخ کا شاہد ہے
دنیا کی پیدایش و اموات تناسخ کی زندہ مثال ہے بیج کا بونا اور درخت کا ہونا اور پھر بیج کا
ہونا تناسخ کی تعلیم ہے اور ان سب اشیا کا تناسخ خدا کی ہستی کی دلیل ہے مگر تناسخ کا منکر
مندرجہ ذیل تاریک خیالات سے کبھی نہیں نکل سکتا۔ اول خدا کو اپنی طبیعت کے موافق ظالم دہوکا
نامہربان مانتا ہے دوم خدا کی ہستی کی بابت اسکے پاس کوئی دلیل نہیں سوم وہ خدا کا اعتقاد
خود اس کے دل کے وسواس کے سوا کوئی تسلی نہیں دیتا۔ قادر کی ساری قدرت اسکے لئے باطل
پڑتی ہے چہارم وہ پاپ کا بڑھانیوالا اور نیکی کی بنیاد اکھاڑنیوالا ہے کیونکہ روح کو مادے
کے وجہ سے پیدا ہونا اور مادے کے فنا ہونے سے فانی مانتا ہے کسی طرح کی جزا و سزا
کا قایل نہیں اگر ہے تو علم و عقل کے خلاف مکاری کا بانی ہے کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ
جسکا جس سے آغاز ہے اسکے فنا کے بعد وہ فنا ہو جاویگا۔ جب مادہ فنا پذیر ہے تو مادی
ارواح کسی طرح بھی اسکے بعد نہیں رہ سکتے پس نہ کوئی پاپ اور نہ پن کا بھوگنے والا اور نہ
سزا اور نہ جزا کا مستحق پنجم وہ علم و عقل کا نادان دوست ہے کیونکہ اس کی سچی تعلیم سے منکر ہے
یعنی نیستی سے ہستی مانتا اور ہستی سے نیستی ششم وہ روحوں کے حق میں ہمیشہ کا جہنم
بھی تجویز کرتا ہے کیونکہ دوبارہ امتحان کا کوئی موقع نہیں بتلاتا۔ چونکہ لوگ دنیا میں گنہگار
بہت زیادہ ہیں اور انکا دوبارہ جنم نہ ہوگا۔ اور نہ پاپ یا بدی سے نفرت کرنیکا کوئی موقع بتلاتا
ہے پس تمام جہان کو کھلم کھلا ابدی جہنم کا راستہ بتلا رہا ہے جیسا کہ خود برہم سماج کی تعلیم
سے ظاہر ہے "انسان کو دائمی زندگی دیگئی ہے جس میں سے دنیاوی زندگی ایک جزو اور تمہید
ہے وہ اپنے افعال کا عقلاً جوابدہ ہے زمانہ حال کے فعلوں کے نتیجہ سے زمانہ آیندہ میں کوئی
بچاؤ نہیں ہے گناہ کی سزا یقینی اور ضروری ہے" پس سماج برہم سماج تمام دنیا کو جہنم
پہنچانیکے واسطے ریل بنا رہا ہے اس آپکے باطل خیال سے کہ روح اننت کال تک نئے جسم
ترقی کرتی جاویگی تو وہ عیسائیوں کا پاپی کیواسطے ابدالآباد جہنم تجویز کرنا پایا جاتا ہے +
آپنے طبعزاد وہم کے گھمنڈ میں یہ بیہودہ ہوس پکاتے بلکہ ناواقف لوگوں کو اپدیش
دیتے ہیں۔ کہ انسان خواہ بد یا نیک پاپی ہو یا دھرماتما ہمیشہ کی ترقی کرتا رہیگا۔ ہمکو تو
یہ آپکا خیال وہی عیسائیوں کی ذہنی غلطی کی نقل معلوم ہوتی ہے ہر ایک پاپی گنہگار
مرنیکے بعد بے انتہا ترقی کرتا جائیگا۔ اب اس پر سوال یہ ہے کہ کس میں صاف ظاہر ہے
کہ اسی میں جو اُسکے پاس ہے۔ یعنی گناہ میں۔ پس گنہگار کا گناہ میں بے انتہا زمانہ تک
ترقی کرتا گیا ابدالآباد جہنم میں جانا نہیں ہے؟ درحقیقت دیو برہم یا برہم دھرم نے کھلم کھلا
گنہگار کیواسطے مسیح والا ابدالآباد کا جہنم تجویز کیا۔ اور ہر ایک اور کفر کا اپدیش دیا۔ یعنی
دھرماتما بھی ابدالآباد ترقی کرتے جاوینگے۔ ہم آپکے اس مغالطہ کو بھی واضح کرنا چاہتے ہیں
جناب پیغمبر صاحب! خدا ایک کامل مکمل اور پورا ہے یعنی کامل گیان سروپ ہے اب دھرماتماؤں

کی روحیں بھی کاملیت اور گیان میں ترقی کرتی جاوینگی آپ سکول میں ماسٹر رہے ہیں ذرا
جذر المکعب کا قاعدہ استعمال کرو تب عقل آجاویگی کہ روحیں تو لا انتہا زمانہ تک ترقی
کرتی جاوینگی اور خدا ترقی یافتہ ہے پس ایک وقت ایسا آجائیگا جب روحیں آپکے خیال کے خدا سے لاکھوں درجہ
آگے بڑھ جاوینگی دیکھئے ان باطل اعتقاد اور خوفناک الحاد سے کیسے کیسے کفر کے خیال پیدا
ہوتے ہیں۔ بقول شخصے این خیال است و محال است و جنوں۔ جس طرح عیسائی بیچارے ہمیشہ
کا جہنم صرف خیال سے تجویز کرتے ہیں اسی طرح آپ ہمیشہ گنہگاروں کیواسطے ترقی اور
دھرماتماؤں کیواسطے ترقی بنا کر ایک طرف تو ابدالآباد کا جہنم طیار کر رہے ہیں۔ اور
دوسری طرف ہمہ اوست کی مکروہ تعلیم دیکر دنیا کو ناستک بنا رہے ہیں +

۸ و ۹ براہمو۔ ایک اور دلیل جو تناسخ کی لغویت کو ظاہر کرتی ہے وہ یہ ہے کہ
اس کے ماننے والے کے نزدیک خدا کا کل انتظام خود غرضی پر مبنی ہو جاتا ہے۔ جسکے
موافق ہر ایک کو اپنے کرموں کا پھل یعنی عوض ملتا ہے اسکے سوائے پریم یا اُپکار کچھ
نہیں ملتا۔ کیونکہ جس صورت میں ہر ایک آدمی اس دنیا میں وہی حاصل کرتا ہے جو اُسکا
حق ہے تو پھر اس میں احسان اور پریم کچھ بھی باقی نہیں رہتا چنانچہ میں اگر کسی بھوکے
کو کھانا کھلاؤں اور کسی مفلس کو روپیہ سے مدد دوں اور کسی جاہل کو علم سکھلاؤں تو
وہ اس مسئلہ کے موافق یہ خیال کریگا۔ کہ جو کچھ اُسے ملا ہے وہ اسکے پچھلے کرموں کا پھل
یعنی معاوضہ ہے۔ حالانکہ یہ سمجھنا اسکا بالکل لغو ہے۔ کیونکہ پچھلے جنم میں اگر وہ جاہل
تھا تو اس نے مجھے علم نہیں سکھلایا۔ جسکا میں نے اس جنم میں عوض دیا۔ اور اگر یہ کہا جاوے کہ
یہ اسکے کسی اور کام کا عوض ہو سکتا ہے کہ جو اس نے میرے لئے کیا ہو تو پھر عوض ہی رہتا
ہے پریم اُپکار اور احسان مندی کا کچھ تعلق نہیں رہتا۔ پس یہ خیال انسان کی اس
روحانی پاک فطرت کی جڑ کاٹتا ہے کہ جسکی جڑ وہ اس خالص ایشوری پریم پر مبنی ہے کہ
جو ہر قسم کی خودی اور معاوضہ کے خیال سے مبرا ہے +

آریہ۔ اب ہم آپکی اس دلیل پر بھی غور کرتے اور اُس کی اصلیت ظاہر کرتے ہیں کہ
آیا اس دلیل سے تناسخ کا ماننا خود غرضی کی بنیاد ہے یا آپکا مذہبی اعتقاد۔ واضح ہو کہ
اگر روحیں انادی نہیں تو ضرور پیدا شدہ ہیں اور اس صورت میں کبھی نہ کبھی انکی ابتدا
ضرور ہے اس سے پہلے بالکل نہ تھیں پس خدا نے اُن کو پیدا کیا۔ مگر سوال یہ ہے
کہ کیوں اور کس سے اور کس چیز سے پیدا کیا۔ روحوں کی اپنی غرض تو کوئی نہیں تھی۔
کیونکہ خود روحیں ہی نہ تھیں۔ باقی جو کہوگے خدا کی غرض ہو گی۔ قدرت کا
اظہار کہو۔ پریم کا اظہار کہو اپنا دکھلاوا کہو جو کہو اور جس طرح کہو وہ خود غرضی سے خالی
نہیں ہو سکتا اور خود غرضی سے پیدا کرنا لغویت ہے پس کسی طرح آپکا مذہبی اعتقاد خود غرضی
سے خالی نہیں ہو سکتا اور اس صورت میں آپکا طبعزاد اور نمایشی خدا اور اُس کا کل
انتظام خود غرضی پر مبنی ہو جاتا ہے اب فرمائیے ؎ مرا خواندی و خود بدام آمدی نظر پختہ
ترکن کہ خام آمدی۔ ہر ایک کو اپنے کرموں کا پھل یعنی عوض ملتا ہے اور ہر ایک آدمی اس
دنیا میں وہی حاصل کرتا ہے جو اسکا حق ہے اس ویدک اعتقاد پر آپ کہتے ہیں کہ اس سے
احسان پریم یا اُپکار کچھ بھی باقی نہیں رہتا آپنے تمام ذمائم سے خدا کو موصوف کر دیا
اور اس سرو شکتیمان اور منبع صفات کاملہ کی حد باندھ دی اور یہی سبب ہے کہ اودیا کی
خندق میں گرے۔ خدا کی صرف پریم اور احسان ہی صفات نہیں ہیں بلکہ عادل اور
مالک۔ دیالو۔ انوپم۔ سرو آدھار۔ سرو انترجامی۔ اجر۔ امر۔ ابھے۔ نت۔ پوتر۔ نردکار۔
سرو شکتیمان وغیرہ بھی اسکی صفات ہیں اور صرف پریم تو غرض کے بغیر ہو سکتا ہی
نہیں۔ جسکے ساتھ پریم کیا جاوے وہ غرض سے خالی نہیں ہو سکتا ہاں یہ دوسرا امر ہے
کہ وہ پریم نیک ہے یا بد۔ مگر غرض سے خالی کوئی نہیں۔ آپنے جب شادی کی گو پریم

ہے کی۔ مگر پیر بھی غرض تھی۔ اولاد کی غرض اسکے علاوہ ہے دیگر کاروبار دنیاوی کی غرض اسکے علاوہ ہے پس اسی طرح خدا میں اگر صرف پریم ہی مانا جاوے تو بھی غرض سے خالی نہیں۔ اور ہاں مخبوط الحواس اور نوین ویدانتیوں یا صوفیوں کی طرح اگر کہو کہ ؎ نوائے دلبری باخویش میباخت۔ قمار عاشقی باخویش میباخت۔ تو محض باطل ہے کیونکہ انہیں کا خیال ہے۔ چونکہ نگری آئینہ ہمہ اوست۔ نہ تنہا گنج بل گنجینہ ہمہ اوست۔ من و تو درمیاں کا ریے نداریم۔ بجز بیہودہ پنداری نداریم۔ اس صورت میں ہمہ اوست کا مکروہ مسئلہ آپکو ماننا پڑیگا۔ پس ایسا بیہودہ پریم آپکو ہی مبارک رہے علاوہ براں جو چیز کچھ نہیں ہے اس پر پریم محض بیہودگی ہے چونکہ روح پہلے نہیں تھی صرف مرکبات کا جوہر بنایا۔ اور اسکے ساتھ پریم کیا۔ باقی کا فانی کیساتھ اور قدیم کا حادث کیساتھ پریم اور احسان سراپا جہالت و بطالت ہے کیونکہ شمار رند اہل دین ایں نکتہ را راست۔ کہ کج باکج گر آید راست بار است اور یہی حال احسان کا ہے مگر جب نیستی سے ہستی کرنا جو علم و عقل کے خلاف جہالت کے زمانہ کا مسئلہ ہے) آپکا مذہبی اصول ہے تو احسان خود فضول ہے کیونکہ احسان کس پر؟ نیست پر جو خود نفی کا حکم رکھتا ہے۔ مگر یہ دونوں الفاظ ایک طرح یعنی آپکے طریقہ مسلمہ کے مطابق سراپا غلط ہیں کیونکہ دنیا کی مختلف حالت سے دُکھی زیادہ سکھی کم رنج میں زیادہ راحت میں تھوڑے بلکہ بالکل راحت میں بہت ہی کم پائے جاتے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ نہ پریم ہے نہ احسان ہے بلکہ ظلم اور اندھیر اور تناسخ کو نہ ماننا نہایت ہی کمینہ پن بلکہ سفاکی اور بیباکی کیونکہ بلا وجہ بلا قصور بلا جرم بعضوں کو جنم کا اندھا کوڑھی لنگڑا اور لُنجا اور گنجا بنا دیا بعضوں کو افریقہ کے صحرا میں پیدا کر دیا اور بعضوں کو ہندوستان جنت نشان میں پس ایسے تمام حالات پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ پریم اور احسان نہیں۔ بلکہ بیرحمی۔ بیدردی۔ سفاکی اور بیدادی ہے ہاں دیگر صفات کا ہر جگہ ظہور ہے مثلاً سب دنیا جانتی ہے کہ ہر ایک کو یہاں اسکے کرموں کا پھل ملتا ہے اور اپنے کئے کا بدلہ پاتا ہے ہر ایک اس دنیا میں وہی حاصل کرتا ہے جیسا کرم کرتا ہے جس نے کھیت نہیں بویا اُس نے فصل کبھی نہیں کاٹا جس نے شراب نہیں پی اُس کو نشہ نہیں ہوا۔ جس نے زنا نہیں کیا اسکو (باد فرنگ) نہیں ہوتا جس نے جرم نہیں کیا وہ جیلخانہ میں نہیں جاتا۔ اور جس نے عبادت نہیں کی اسکا دل صاف نہیں ہوا۔ جو نہیں نہایا اُسکے بدن سے بدبو دور نہیں ہوئی اور جس نے تعلیم نہیں پائی وہ عالم نہیں ہوا غرضیکہ جس نے اپنی عورت سے جماع نہیں کیا اولاد سے محروم رہا۔ پس ظاہر ہے کہ ہر ایک کو کرموں کا پھل ملتا ہے جب تک اسکے خلاف مثال نہ ملے۔ تب تک یہ ڈھکوسلا اور جاہلانہ مسئلہ کہ بغیر کرموں کے پھل۔ بغیر محنت کے اجر۔ بغیر تخم کے کھیت ہو گیا۔ کوئی عقلمند کبھی اور کسی طرح قبول نہیں کر سکتا۔ ہاں ان لوگوں کا جنکے دل و دماغ میں شاہدولہ کے چوہوں کی طرح علم و عقل نہیں اختیار ہے کہ ایسے بے بنیاد مسئلہ مانیں۔ ورنہ سب مذاہب کے علما کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ

(۱) "انسان اپنے افعال کا عقلاً جوابدہ ہے زمانہ حال کے فعلوں کے نتیجہ سے زمانہ آیندہ میں کوئی بچاؤ نہیں ہے گناہ کی سزا یقینی اور ضروری ہے" (از رسالہ برہم سماج)۔

(۲) وان لیس للانسان الا ما سعیٰ ترجمہ اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے۔ جو کمایا۔ (از قرآن)۔

(۳) انما تجزون ما کنتم تعملون وہی بدلہ پاؤ گے جو کرتے تھے (از قرآن)

(۴) عرب کا عام عقیدہ محمدؐ صاحب کے پہلے ہی تھا۔ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ دنیا کھیتی ہے آخرت کی۔

(۵) سعدی کہتا ہے۔ ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت ✢ دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست ✢ برگ عیشے بگور خویش فرست ✢ کس نیارد ز پس تو پیش فرست۔

(۶) اورنگزیب جیسا ظالم بادشاہ بھی اعتقاد رکھتا تھا۔ ؎ گندم از گندم بروید جو ز جو از مکافاتِ عمل ایمن مشو" (از رقعات عالمگیری) ✢

(۷) انجیل متی میں ہے "کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کیساتھ آویگا۔ تب ہر ایک کو اُس کے اعمال کے موافق بدلا دیگا" (متی $\frac{16}{27}$) تم دھوکھے میں مت پڑو۔ خدا ٹھٹیوں میں نہیں اُڑایا جاتا۔ کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے وہی کاٹیگا (گلتیوں $\frac{6}{7}$)

(۸) بابا نانک جی فرماتے ہیں۔ جیتے سرشٹ اُپائی دیکھاں۔ بن کرماں کے ملے نہیں ✢

ایک بات آپکی اور مغالطہ پر مبنی ہے جس کو آپ نے اتنی مدت برہمن رہنے اور برہمنوں کے گھر جنم لینے پر بھی نہ جانا۔ افسوس اگر بھوکے کو کوئی کھانا کھلاوے اور کسی مفلس کو روپیہ سے مدد دے یا کسی جاہل کو علم سکھلاوے تو یہ بہت پرُپکار کی عمدہ بات ہے اور یہ پچھلے کرموں کا پھل نہیں۔ بلکہ نیا کرم ہے۔ پس اس کا پھل پرُوپکار کرنے والے کو پرمیشر دیگا۔ اس کا یہ خیال جہالت ہے کہ یہ اس کے پچھلے کرموں کا معاوضہ ہے۔ مگر افسوس کہ آپ ناواقفی سے یا دھوکا دہی سے کرم اور پھل یا فعل اور نتیجہ کو خلط ملط کر دیتے ہیں یہ فہم کا قصور ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ آپکے ایسے خیال اور اعتقاد سے روحانی پاک فطرت کی جڑھ آپکے دل سے کٹتی جاتی ہے۔ اور آپ علم و عقل کے مخالف ہو کر لوگوں کو تعلیم سے روک کر جاہل بنا رہے ہو۔ اور آریہ سماج ڈنکے کی چوٹ سے علم کا نقارہ بجا رہا ہے اور درحقیقت علم کی زیادہ اشاعت آریہ دھرم کی اشاعت ہے اور آریہ سماج کا اصول بھی ہے کہ ودیا کا پرکاش اور اودیا کا ناش کرنا چاہیئے ✢

برا مھو۔ تناسخ کے اعتقاد سے خود ایشر پریم مئے نہیں رہتے اور یہ جھوٹا خیال ہی خود غرضی کی بنا پر قایم ہے کیا ہم جو سچ بولتے ہیں۔ یا جھوٹ اور چوری وغیرہ کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اس سے کچھ خدا کا ذاتی بھلا ہوتا ہے کہ جسکے عوض میں وہ ہمارے ان نیکی کے کاموں کے عوض بقول تناسخ کے یقین کرنیوالوں کے ہم کو اس دنیا میں دولتمند بنا دیتا ہے یا کسی دنیوی بڑے منصب پر پہنچا دیتا۔ یہ یا جائداد اور سواریاں نذر کرتا ہے۔ ہرگز نہیں ✢

ہم شراب کے پینے سے اور زنا کے نہ کرنے اور چوری اور جھوٹ وغیرہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں خدا کی کسی ذاتی ضرورت کو پورا نہیں کرتے کہ جس کے عوض وہ ہم کو گھوڑے اور سواریاں دے یا روپیہ اور اسباب بطور معاوضہ یا شکرانہ کے ہماری نذر کرے پس ان لوگوں کا یہ ماننا کہ ہم جو کچھ اچھے کرم کرتے ہیں اُنکا پھل یعنی عوض خدا سے حاصل کرتے ہیں ایک ایسا لغو خیال ہے جو ایشر کو مثل ایک خود غرض دوکاندار کے بنا دیتا ہے حالانکہ خدا ایسا نہیں ہے ✢

آریہ۔ ایشور صرف پریم مئے نہیں ہے بلکہ نیاکاری بھی ہے اور سچ یوں ہے کہ اچھے نوکر پر مالک کا پریم ہوتا ہے اور وہ اصل میں اسکے اچھے اعمال کا نتیجہ ہے ورنہ "نکوئی بابداں کردن چنانست ✢ کہ بد کردن بجائے نیک مرداں" اگر ایشور صرف پریم مئے ہوتا۔ تو سنسار میں دُکھ۔ درد۔ رنج و مصیبت کا نام و نشان نہ ہو کیونکہ کون نیک باپ چاہتا ہے کہ میری اولاد دکھی ہو۔ پس یہ مسئلہ سراپا بیہودہ ہے کہ ایشور صرف پریم مئے ہے اور کوئی صفات اس میں نہیں۔ آپکا اتنا قول تو سچ ہے کہ ہمارے اچھے کرموں سے خدا کا کوئی ذاتی بھلا نہیں ہوتا۔ یہ تو عین آریہ دھرم کا اصول ہے۔ مگر یہ محض نا سمجھ پن کا خیال ہے کہ خدا ہمارے نیک کاموں کا پھل نہیں دیتا۔ اور اگر دیتا ہے تو خود غرض ہے۔ بھائی اگر نیک کا نہیں دیتا تو برے کا کیسے کو دینے لگا۔ کیونکہ وہ قدوس ہے۔ پوتر ہے۔ تو نیک و بد دونوں کام کرنیکے بہاؤں سے

ہاتھ دھو بیٹھئے۔ دنیا صرف پھل ملنے کے خیال سے ہی نیکی کرتی ہے ورنہ اگر انجام نیکی وبدی کا برابر ہے تو فعل عبث ٹھہرتا ہے پس اس کا یعنی آپکے مذہب کا نتیجہ صاف یہ ہے کہ خدا نہ نیکی کرنیکی ہدایت کرتا ہے اور نہ بدی سے نفرت کرنیکا ارشاد فرماتا ہے اب بتلائیے خدا کیا رہا۔ کیا وہی جینیوں کا معطل محض نہ ہوگیا۔ اور یہی ناستکوں کا اعتقاد نہیں۔ اور کیا اس اعتقاد کے رکھنے سے آپ ناستک نہ ہوئے؟ پنڈت جی نہیں نہیں پیغمبر جی آپ بتلائیے کہ ایسے ایشور سے جو نہ بدی کی سزا اور نہ نیکی کی جزا دیسکتا ہے اور نہ دیتا ہے کسی کا کیا فائدہ اور کیا تعلق بس اس معطل اور بیکار وہمی اور فرضی خدا سے جس کو آپنے پریمی یا جنونی فرض کر رکھا ہے۔ کون پریم کرسکتا ہے۔ ہمارا تو صاف یہ اعتقاد ہے کہ پرمیشور ہمارا اج حاکم اور مالک بُرے کاموں کی سزا اور تمام نیک کاموں کی جزا دیتا ہے اگر وہ پھل دینے والا نہیں تو کیا کوئی دنیا میں سزائیں پسند کرتا ہے؟ اگر نہیں کرتا تو برے کاموں کی سزا کیوں ملتی ہے افسوس کہ آپ جان بوجھ کر حق بات سے روپوشی کرتے ہیں +

براہمو۔ پہلے بہت سے بھگت لوگ جو ایشور کو پریمی مانکر ان سے پریم کرتے رہے ہیں۔ وہ اگرچہ رواج کے موافق اس مسئلہ کا اقرار کرتے رہے ہیں مگر اس کی اصلیت پر توجہ کرنیکا انہیں موقع نہیں ملا ورنہ ممکن تھا کہ اس کی لغویت اُن پر ظاہر ہوجاتی +

آریہ۔ بھائی صاحب! تناسخ کے ماننے سے ہی ایشور کے ساتھ سچا پریم ہوسکتا ہے ورنہ بالکل نہیں۔ اور یہی سبب تھا کہ شروع دنیا سے لیکر آج تک تمام بھگت جن اس مبارک اور پوتر مسئلہ کو مانتے اور اسکا اپدیش کرتے رہے اگنی۔ وایو۔ برہما۔ نارد۔ شنک۔ سنندن۔ یعنی سنکادک۔ مہادیو۔ جنک۔ کپل۔ یاگولک۔ ویاس۔ سکھدیو۔ رام چندر۔ کرشن۔ اور زرتشت وغیرہ۔ پرانے زمانہ کی رشی اور بھگت اس کل یگ کے فیثا غورث و افلاطون و سقراط اور خاص آریہ ورت کے رامانند رامانج شنکر۔ کبیر۔ دادو۔ نانک۔ چیتن۔ سندرنا۔ نامدیو۔ جیجو۔ میراں بائی۔ انگد امرداس۔ رامداس۔ ارجند اس۔ ہرگوبند۔ ہرائے۔ تیغ بہادر۔ گوبند سنگھ۔ بندا سنگھ۔ مولوی رومی۔ فرید الدین عطار۔ شمس تبریز۔ منصور۔ وغیرہ سب اس مسئلہ مبارک کو سمجھتے۔ سوچتے۔ اور مانتے اور اپدیش کرتے رہے ان سب کو موقع نہیں ملا یہ سب رواج کے موافق اقرار کرتے رہے مگر آپ پر اس کی لغویت ظاہر ہوگئی۔ یوں کیوں نہ کہا کہ ہم کو پیغمبری کے الہامی فرشتہ نے کان میں علم اور عقل کے خلاف پھونک دیا۔ کیونکہ ہم سنسکرت نہیں جانتے۔ صرف اردو اور کچھ قدرے انگریزی پڑھکر انجیل کی تعلیم پائی ہے۔ پس مسیح کی تعلیم کے مطابق تناسخ نہ ماننا۔ لیکن افسوس کہ فرشتہ کو یاد نہ رہا۔ کہ جب خود خدا کو بقول بائیبل کے انسان بن گناہ کے بدلے صلیب دی گئی۔ نا خدائی کیا گئی۔ جب خدا تناسخ میں آیا۔ گناہ کئے صلیب دیا گیا۔ تو پیغمبروں کی کیا حالت۔ جناب پینمبر صاحب ایسے بھگت اپنی بھگتی بھاؤ میں سچے تھے اور اسکی اصل بنیاد وہی تناسخ کی پاک تعلیم تھی۔ مگر آپکی تعلیم کا قصور ہے وہ لوگ رواج کے موافق اقرار نہیں کرتے رہے بلکہ دل سے اقرار کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں سے بعض کو کمال بھگتی سے یہ بھی معلوم ہوگیا تھا کہ وہ پچھلے جنم کے کون تھے مگر ضدی آدمی کو ہم کیا کہیں

براہمو۔ اگر خدا پریمی نہ ہو۔ تو اس سے آدمی کا درجہ کہیں بڑھکر ہے کیونکہ اس کی جماعت میں ایسے لوگ ملتے ہیں۔ کہ جن میں پریم یا منگل کا خاصہ پایا جاتا ہے +

آریہ۔ ہوں تو ہم بھی کہتے ہیں۔ کہ اگر خدا نیاکاری یعنی عادل نہیں تو ایسے خدا سے انسان کئی درجہ بڑھکر ہے۔ کیونکہ نوشیروان۔ یودھشٹر۔ ہرش چندر۔ بکرماجیت وغیرہ مہاراجے بڑے عادل مشہور ہیں۔ اگر بقول آپکے صرف پریمی ہی خدا ہے۔ تو نہایت افسوس ہے کہ اس صفت کا تو دنیا میں کوئی ثبوت نہیں +

کیا کروڑوں آدمی جو ہیضہ سے مرتے ہیں یہ خدا کا پریم ہے +

کیا لاکھوں جو تپ دق وغیرہ سے مرجاتے ہیں یہ خدا کا پریم ہے +

کیا لاکھوں جنم کے اندھے لولے لنگڑے پیدا کرتا ہے یہ خدا کا پریم ہے +

کیا ملکوں کے ملک رنج و تکلیف میں مبتلا ہیں یہ خدا کا پریم ہے +

کیا طوائفوں کے گھر میں لڑکیاں پیدا کرنا خدا کا پریم ہے +

لاکھوں چور بدمعاش۔ زناکار۔ حرامزادے۔ غریبوں کو تاراج کررہے ہیں کیا یہ خدا کا پریم +

لاکھوں بدمعاش بگلے بھگت فقیرانہ لباس پہن شریف آدمیوں کی عصمت بگاڑ رہے ہیں۔ کیا یہ خدا کا پریم ہے +

موسیٰ۔ داؤد۔ سلیمان۔ نوح۔ نبیوں نے لاکھوں آدمی اور عورتیں اور بچے تباہ کرائے۔ کیا یہ خدا کا پریم ہے +

محمد صاحب اور اُنکے جانشینوں نے جو دنیا میں تیغ کے طوفان برپا کئے۔ لاکھوں کے سرتن سے جدا کئے کیا یہ خدا کا پریم ہے +

چنگیز خان۔ ہلاکو خان۔ تیمور۔ محمود۔ اورنگ زیب۔ احمد شاہ و نادر شاہ۔ سکندر وغیرہ کو قتل عام کی طاقت دی کیا یہ خدا کا پریم ہے +

سب کے علاوہ آپ اسی پریمی خدا کے پیغمبر ادر آئے دن تمام دنیا کو گالیاں اور خصوصاً آریہ سماج کے لوگوں کو بدزبانی سے یاد کررہے ہیں کیا یہ خدا کا پریم ہے۔ بھائی ایسے محض پریمی خدا و منگل دیو خدا کا دنیا میں تو کہیں پتہ نہیں۔ اگر آپکے پاس یا کسی اور کے پاس کوئی ثبوت ہو تو پیش کیجئے +

براہمو۔ معلوم ہوتا ہے کہ تناسخ کا مسئلہ اُس وقت نکلا ہوگا۔ جبکہ لوگوں پر ایشور کے پریم مئے ہونیکی خوبی کا معراج اچھی طرح یا بالکل ظاہر نہ ہوا ہوگا۔ ہاں یہ اسی زمانہ کا بیہودہ ڈھکوسلہ ہے جبکہ ہمارے بزرگ ایشور کو صرف سچدانند جانکر اور صرف اپنی طرف سے یعنی جوگ اور سمادھی کے ذریعہ انکے آنند کو حاصل کرنیکی کوشش کرتے تھے اور اُسے اپنے جسم اور خارجی دنیا کا صرف پیدا کرنیوالا یا خالق خیال کرتے اور جسوقت بھگتی اور پرانوں کا زمانہ نہیں آیا تھا۔ اور جبکہ پورانک جوگ یا سمادھی کے طریق میں ایشور کو دیا مئے یا پریم مئے جان پرارتھنا کرنیکا بھاؤ مروج نہیں ہوا تھا۔ ہاں اس وقت بھی پرانے یوگ اور سمادھی کے پیرو ایشور کو مثل بھگتوں کے دیامئے یا پریم مئے نہیں مانتے۔ اور نہ اپنی جوگ و سمادھی میں پرارتھنا کے اصول کی پیروی کرتے ہیں +

آریہ۔ یہ آپکا خیال سراپا باطل اور ست شاستروں سے ناواقفی کا باعث ہے۔ ورنہ ایشور کی تمام صفات کا خیال اور یقین جیسا ویدک زمانہ سے شاستری زمانہ تک تھا۔ ویسا پورانک زمانہ میں بالکل نہیں۔ اور نہ پورانوں میں ایشور کی صفات کاملہ موجود ہیں۔ ذرا آنکھیں کھولکر دیکھئے۔ یجروید ادھیائے ۴۰ +

मू० स्तु० स पर्यगाच्छुक्रमकायमव्रणमस्नाविरं शुद्धमपापविद्धम्। कविर्मनीषी परिभूः स्वयम्भूर्याथातथ्यतोऽर्थान्व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः॥२॥ यजु० ॥ अ० ४० ॥ ८॥ मू० पा० तेजोऽसि तेजो मयि धेहि। वीर्यमसि वीर्यं मयि धेहि। बलमसि बलं मयि धेहि। ओजोऽस्योजो मयि धेहि। मन्युरसि मन्युं मयि धेहि। सहोऽसि सहो मयि धेहि॥ ९॥ अ० १९ ॥ ९॥

اور شاستروں میں سے خاصکر یوگ شاستر جس میں تناسخ کے مسئلہ پر بہت بڑے مستند ثبوت دئے ہیں اس میں اُپاسنا پرارتھنا کو بڑا واضح بیان کیا ہے دستیاب یعنی برہم یگ میں کس خوبی سے پرتما میں بھگتی اور پرارتھنا کا بدہان ہر دیکھو پنچ یگیہ ودہی)

نمبر ۲ - پس یوگ اور سمادھی کو تو جانے دو مگر سنسکرت وِدّیا سے محض ناواقف ہونے پر بھی بیہودہ گپ ہانکنا آپکے ناقص خیالات کا انتہا غبار ہے بیشک تمام سابق بھگت جو سنسکرت پڑھے ہوئے تھے - وہ ایشور کو اپنے جسم اور خارجی دنیا کا صرف رچنے والا مانتے تھے - کیونکہ وہ ویدک فلاسفی سے واقف تھے - آپکی طرح علم و عقل اور موجودہ سائنس سے بھی اُمّی نہیں تھے - اور نہ گالی گلوج سے کام نکالتے تھے +

آپ بہ سبب ناواقفی سنسکرت زبان کے پرانوں سے بھی ناواقف ہیں - اور یہی سبب ہے کہ جھوٹی تعریف سے لوگوں کو گمراہ کرتے - اور اپنا دام تزویر پھیلا کر نیا نانک بدھ مذہب پھیلانا چاہتے ہو - آپ جیسے دام ریا بچھانیوالے فقیروں کے حق میں سعدی کہتا ہے - ترک دنیا بمردم آموزند + خویشتن سیم و غلہ اندوزند +

پورانوں کے پریم نے ایشور کو مچھ کچھ - دیراہ - نرسنگھ - گھوڑا - کُتّا - ہنس وغیرہ اوتار دھارن کرا لیئے +

پورانوں کے پریم نے گوپیوں کے ساتھ کرشن کو کلول کرائے - پرانوں کے پریم نے خدا کو موہنی روپ دھارن کرا شیوجی کی بیعزتی کروائی پورانوں کے پریم نے برہماجی پر زناکاری کے الزام لگائے - پرانوں کے پریم نے کبجا کی کہانی سُنا کرشن جی کو کلنک لگا دیئے پورانوں کے پریم نے باون اُوتار دھر جھوٹ بولوایا چھل اور فریب کرایا - اور سارے جہان کو بت پرست اور جاہل بنایا - کوئی بد معاشی کوئی خرابی کوئی بدچلنی ایسی نہیں جو پورانوں کی خاطر اُنکے اور آپکے پریمی خدا نے نہیں کی - ایسا بہاؤ ست یگ وغیرہ میں نہ مروج ہوا - اور نہ اب ہوگا - ہاں آپکا طبعزاد اور برانگ پریمی بہاؤ فرانس میں یا اکبر کے مینا بازار میں یا ناچ گھر میں یا راس لیلا میں ہوتا ہے یا کسی وقت لکھنؤ کے فرنگی محل یا واجد علی شاہ کے موتی باغ میں ہوتا تھا - یا کبھی کبھی محمد شاہ رنگیلے کے عہد میں ہوتا تھا - یا گوکلیا گوسائیوں کے ہاں یا بہت زیادہ پریم اور وہ آپکا پریمی بہاؤ بام مارگیوں میں بہت ہوتا ہے - ایسی پرارتھنا - ایسی بھگتی ایسے پریم سے ہم کو اور تمام اہل حق کو نفرت ہے +

براہمو - ایسی صورت میں تو گنہگار کو ایسے خدا سے اُدّھار کے لیئے کسی قسم کی امید نہیں رہ سکتی +

آریہ - عادل جج سے بعد ثبوت جرم کے مجرم کو کیا امید رہ سکتی ہے صرف یہی کہ کافی سزا پاوے - نہ کہ رہائی - ہاں رشوت خور - ظالم - خود غرض - آنکھ کے اندھے سے رہائی کی امید رکھ سکتے ہیں - مجرم کی اصلاح اور جرم کی سزا دونوں مدنظر رکھنا جج کا فرض ہے - مگر پاپی اور گنہگار کو سزا دینا صاف صاف اوروں کو گناہ کے واسطے دلیر بنانا ہے چنانچہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ بے سیاست بادشاہ کے راج میں واردات بہت بڑھ جاتی ہے داناؤں کا قول ہے - ہر آنکہ کہ بروز رحمت کنی + بباز وئے خود کار زراں میزنی نکوئی با بداں کردن چنانست + کہ بد کردن بجائے نیکمرداں - ندانست آنکہ کہ رحمت کرد برما - کجاایں جور ست بر فرزند آدم - گنہگار و بدکار و زناکار ہو کر خدا سے اُدّھار کی امید رکھنا - ایک بام مارگی کی مثال کے حسب حال ہے +

مثال - ایک دام مارگی برہمن سے کسی نے پوچھا - کہ کیوں صاحب - مدہ (شراب) مانس (گوشت) مین (مچھلی) مدرا - میتھن (زنا) ان پانچ مکاروں سے کبھی مکتی ہو سکتی ہے کیونکہ یہ بدچلنی کی بنیاد ہیں - پھر یہ مت کیا سچا مذہب ہو سکتا ہے - جواب دیا - کہ خدا کو بدچلنوں شرابیوں زناکاروں کی نجات منظور ہے - بھلا ان کی مکتی کا کوئی سامان نہ ہونا چاہیئے تھا - صرف اِن کی مکتی کے واسطے یہ مذہب ایجاد ہوا ہے کہ بدہی سے شراب مانس - گرہن کریں اور نجات پاویں - حضرت گنہگاروں کا ایسے عادل خدا سے اُدّھار بغیر سزا بھگتنے کے نہیں ہو سکتا - خدا تو خدا ہی ہے اسکے عدل اور نیاؤ میں تو کوئی

شفاعت یا سفارش یا رشوت کارگر نہیں ہو سکتی - آپ بادفرنگ (آتشک) بواسیر وغیرہ کے مریض کو دوائی کے بغیر دعا یعنی رو رو کر پرارتھنا کرنے سے شفا تو دلائے تاکہ کسی کو ذرا یقین ہو ورنہ یوں بیہودہ بکواس اور سیاپے کی نائن بن لوگوں کو رلانے اور خود عیش و آرام کرنے سے کیا حاصل - یاد رکھو دھوکھے میں نہ پڑو - خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاویگا - کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے - وہی کاٹیگا +

براہمو - جب خدا سے کسی مدد کی امید نہ ہو تو اُس سے کسی مدد کے لیئے پرارتھنا کرنا یعنی دعا مانگنا واقعی ایک ناجائز حرکت ہے اور جو لوگ جان بوجھکر پیٹ کھلانے کے لیئے اوپاسنا یا پرارتھنا کرتے ہو - وہ شریر اور مکار ہیں اور خدا کی توہین کرتے ہیں +

آریہ - پرماتما سے ہر انسان اور خصوصاً سچے اُپاسک کو بہت امیدیں ہیں - مگر ناامیدی صرف مکاروں کے واسطے ہے جب ہم اندریوں سے کام کرتے اور من سے سچے پرماتما کی اُپاسنا و پرارتھنا کرتے ہیں - تو ضرور کامیاب ہوتے ہیں - دل کو شانتی ملتی ہے - گیان کی پراپتی ہوتی ہے - اندھکار کم ہوتا ہے - ست دھرم میں وشواش اور ایشور میں پریتی ہوتی ہے - ہاں جھوٹھی پرارتھنا - ریاکاری کی اُپاسنا اور مکاری کی دعا مانگنے والوں کی باتیں ضرور ناجائز حرکت سے نسبت رکھتی ہیں - جو لوگ سیاپے کی نائن کی طرح لوگوں کو رولاتے اور خود مزہ اُڑاتے ہیں - کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ اس روشنی کے زمانہ میں پیغمبر بن سادہ لوح چھوکروں کو گمراہ کر رہے ہیں کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ گزشتہ بزرگوں کی کتابوں سے اچھی باتوں کا انتخاب کر اس سے اپنے الہام کا ثبوت دے اور سچے خدا اور ایشور کے بھگتوں کو گالیاں دے رہے ہیں کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جنکے ہوشیار اور دانا مگر غلطی سے اُنکے جال میں پھنسے ہوئے چیلے خود یا کسی عقلمند کے سمجھانے سے اُنکے جال سے نکلکر آریہ سماج میں شامل ہو گئے - اور پھر اُن کی اچھی طرح قلعی کھولتے ہیں - کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ اور لوگوں کے سادہ لوح لڑکوں کو تعلیم سے نفرت دلا کر فقیر بناتے اور اپنے بچّوں کو بدستور کالجوں میں پڑھاتے ہیں - کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ غیروں کے بچوں سے بھیکھ منگواتے اور خود بنکوں میں روپیہ جمع کراتے اور مزہ اُڑاتے ہیں - اور اُنکے چیلے بھیکھ مانگ کر لاتے اور خود گورو بنکر چین کرتے ہیں - کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ ایک وقت منہ پھاڑ پھاڑ کر بھگوے کپڑے کی بُرائی کرتے تھے اور آخر جب بغیر اسکے کام نہیں چل سکا تو خود پہننے لگے کیا وہ مکّار اور شریر نہیں ہیں +

جو لوگ پہلے گورو پن کے خلاف آخرکار خود گورو بن بیٹھے اور بیوقوف سادہ لوگوں کو اپنے پاؤں کا ناپاک دھوون پلاتے ہیں - کیا وہ ناپاک و شریر نہیں - جو ہندوؤں کو جال میں پھنسانے کے واسطے جینو پہنتے چوٹی رکھتے اور اکادشی کو چاول بانٹتے ہیں - کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

حضرت یاد رکھیئے - کہ لوگوں کو دکھلاوے کے واسطے اوپاسنا میں رونا پیٹنا سراپا مکاری اور شرارت ہے کلیدِ درِ دوزخ آن نماز + کہ بر روئے عالم گذاری دراز - اور یہی سبب ہے کہ اس اُنیسویں صدی میں آپکو نئے الہام اور نئے مذہب اور نیا پیغمبر بننے اور برہمہ سماج چھوڑ کر دیو سماج بنانیکی ضرورت پڑی یا ترکیب سوجھی - افسوس کہ سنیاسی کہلا کر آپ گرگیاں سے پاپت نہ ہوا - اور سچے علم سے آپنے آگاہی حاصل کی +

براہمو - جب ایشر پریم مئے نہیں اور سوائے ہمارے کرموں کے پھل کے اپنی

طرف سے کچھ نہیں دے سکتے۔ تو پھر تناسخ کے قایل جو گناہ میں ڈوبے ہوئے ہیں وہ تو ایسے ایشور کو سخت نفرت کرتے ہونگے +

آریہ ۔ تناسخ کے ماننے والے کبھی خدا کو بُرا نہیں کہتے اور نہ اِس سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ وہ خدا کو منصف عادل نیاکاری مانتے ہیں ۔ ہاں تناسخ کو نہ مانکر یہ حالت ضرور ہوتی ہے نمونہ کے واسطے (دیکھو تناسخ نہ ماننے کی حالت میں مولوی لوگوں کے اقوال) اور اسی سے برہموؤں اور عیسائیوں کا حال قیاس کر لو ۔ اور یہی سبب ہے کہ منصف اور عادل سے کوئی ناراض نہیں ہوتا ۔ ہاں جس طرح گورنمنٹ انگلشیہ کے عدل کے زمانہ میں جب کوئی خون کرتا ہے تو پکڑے جانے اور پھانسی ملنے کے خوف سے گورنمنٹ کو عادل بہ نگر بموجب آپکے خیال کے ضرور بُرا کہتا ہوگا ۔ کہ کاشکے انگریزی راج نہ ہوتا تو خوب ہوتا ۔ مگر یاد رکھئے کہ اگر دعائے طفلان مستجاب بودی ۔ یک معلم در عالم زندہ نماندے عدل کے ساتھ رحم مزہ کرتا ہے بغیر عدل کے رحم سراپا ظلم اور اندھیر ہے آپ نے سنا نہیں ۔

آں پیر لاشہ راکہ سپردند زیر خاک + خاکش چناں بخورد کزو استخواں نماند + زندہ است نام فرخ نوشیرواں بعدل + گرچہ بسے گذشت کہ نوشیرواں نماند +

براہمو ۔ ۲۶ ۔ علمی تحقیقات کے موافق جس حالت میں صرف آدمی کے جسم میں روح ہے ۔ اور اس کا حیوانات اور نباتات کے جسم میں کہیں نام و نشان تک نہیں ۔ تو پھر تناسخ کو مانکر یہ کہنا کہ آدمی کی روح اپنے بُرے کرموں کے پھل سے گئو ۔ بیل ۔ گدھے ۔ گھوڑے اور سور اور گھاس اور پودوں اور درختوں کے جسم میں داخل ہوتی ہے ۔ ایک ایسا خیال ہے کہ جو واقعات اور تجربہ اور حقیقت کے بالکل برخلاف ہے ۔ اس لئے جھوٹا اور بیہودہ ہے +

آریہ آپکی اس تحریر سے تو ہم کو آپکی رہی سہی علمیت کا حال بھی معلوم ہو گیا آپنے صرف تناسخ سے ہی اختلاف نہیں کیا ۔ بلکہ علم سائنس سے بھی انکار کر دیا اور علاوہ برآں تناسخ کی سچی تعلیم سے بھی ناواقفی آپ کی ظاہر ہے ۔ علمی تحقیقات کے موافق صرف آدمی کے جسم میں روح نہیں بلکہ حیوانوں میں بھی روح ہے ۔ شاید انگریزی سائنس کے موجد یا معلم اول ڈارون کا نام بھی آپ نے نہ سُنا ہوگا ۔ وہ صاف طور پر آدمی کے تمام مشابہت بندر کے ساتھ بتلاتے ہیں ۔ اور ایسے ہی اور تمام محقق بھی ۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ علم کے بغیر آدمی بیدم کا بندر ہے ہم نے حصہ اول میں یہ مضمون انسان کے اور حیوانوں میں بھی روح ہے بتلا دیا ہے کہ حیوانوں میں روح نہ ماننا کمال غلطی ہے +

منطق کے مطابق روح کی یہ تعریف ہے ۔ اچھیا ۔ دویش ۔ پرتین ۔ سُکھ ۔ دُکھ ۔ گیان ۔ یہ ساری تعریف انسان اور حیوان دونوں پر صادق ہے ۔ بے علم آدمی سے ہزار درجہ حیوان اچھے ہیں منطق نے صاف بتلا دیا ہے ۔ کہ انسان حیوان ناطق ہے اور دیگر حیوان مطلق ۔ مگر حیوان دونوں ہیں ۔ پس روح اپنے بُرے کرموں کے مطابق جانوروں کے قالب میں ضرور جاتی ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ۔ مگر جہاں روح کا ثبوت نہیں وہاں تناسخ کا تعلق نہیں (دیکھو باب اول) کیونکہ یہ بات علم عقل ۔ تجربہ اور حقیقت اور سچے دھرم وید کے بالکل خلاف ہے (محقق ڈارون نے جب یہ راز ظاہر کیا تب سے عام لوگوں نے اسے بندر کی اولاد کہنا شروع کیا ۔ مگر وہ فاضل ذرا نہ گھبراتا تھا ۔) پس آپکا خیال نہ تو سائنس نہ منطق نہ فلاسفی کے مطابق ہے اس لئے یہ جھوٹا اور بیہودہ ہے +

براہمو ۔ سچ سچ آدمی کے لئے اپنے بزرگوں اور ہمجنسوں کو واقعات اور تجربہ کے خلاف مر لانے اور جھوٹے وقیانوسی خیال کی بنا پر کتے اور بلی گدھا اور گھوڑا سور سانپ وغیرہ قرار دینا ۔ اور ان پر سوار ہونا یا سر کچلنا نہایت شرمناک حرکت ہے

آریہ ۔ یہ اعتراض آپ کا علم سے نہیں بلکہ جہالت سے ہے لیکن ہم آپ کو پھر بھی سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں +

سُنئے ۔ انسان کی پیدایش روح سے ہے یا جسم سے تمام دُنیا کے علما کا اس پر اعتقاد ہے کہ مرد عورت کے ملاپ سے نطفہ رحم عورت میں جاتا ہے ۔ اور وہاں خون حیض کی آلایش سے پرورش پاتا ہے ۔ اور روح اس میں داخل ہوتا ہے اور یہی سبب ہے کہ جماع کے بعد مرد کا جسم کمزور ہوتا ہے نہ کہ روح ۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ اصل میں وہ چیز جس سے انسان پیدا ہوتا ہے ۔ وہ مرد عورت کا جسم ہے ۔ نہ کہ روح ہاں مرتکب اس فعل کا بموجب قانون قدرت کے روح اور آلہ ارتکاب جسم پس جس جسم سے پیدایش تھی ۔ وہ تو یہاں جلایا گیا ۔ اسکا گدھا گھوڑا بننا اور مارا جانا سراپا باطل ہے اور یہ تو تمام عقلا کا مسئلہ مسلمہ ہے کہ روح میں تذکیر و تانیث بالکل نہیں ہے یہ خاصہ جسم کا ہے پس روح اور جسم کی ترکیب ہر ایک جسم میں ہے اسکا نام بزرگ ہے نہ ترکیب کے ٹوٹ جانے سے وہ نام بھی ٹوٹ گیا ۔ وہ پورا ان جنکو آپ بھگتی کی کان مانتے ہیں انکا بھی یہی اصول ہے مگر آپ فضول طرف جارہے ہیں پس نہ بزرگوں پر کوئی سوار ہوتا نہ انکا کوئی سر کچلتا ہے ہاں یہ سارے اعتراض آپکے دھرم پر عاید ہیں ۔ سنئے نہایت شرمناک حرکت یہ ہے کہ ماں کا خون پیتے ہو ۔ کیونکہ بموجب آپکے اصول کے دودھ اصل میں خون ہے ۔ دوم شرمناک حرکت یہ ہے کہ ماں باپ اور بزرگوں کے سر پر موتتے ہو کیونکہ یہ زمین کے عناصر تمام بزرگوں کے جسم ہیں بلکہ بموجب آپکے مذہب کے وہی ہیں ۔ کیونکہ آپکے مذہب کے مطابق روح انہیں مادی چیزوں کا عطر ہے +

سوم ۔ شرمناک حرکت یہ ہے ۔ کہ ماں باپ اور بزرگوں کے سر پر جوتے پہنکر چلتے ہو +

چہارم شرمناک حرکت یہ ہے کہ انکے چمڑے کے جوتے پہنتے ہو ۔ کیونکہ حیوانوں نے سبزی کھائی ۔ اور وہ اصل میں آپکے بزرگوں کی خاک ہے ۔ اور اُس سے چمڑا بنا اور اُس کے آپنے جوتے پہنے +

پنجم ۔ اُسی مادہ سے تمام بڑے لوگوں اور عورتوں کے جسم بنے اور اُسی مادہ سے سور اور سوری اور کتے وغیرہ کا جسم بنا ۔ پس بتلاؤ کہ یہ کیسی شرمناک حرکت کرتے ہو جبتک بسبدہا راستہ وید مقدس کا اختیار نہ کرو گے ۔ اس گرداب سے آپ کی خلاصی ہرگز نہیں ہو سکتی ہے ۔ اِسی پر مولوی نظامیؒ نے کہا ہے ۔

کہ داند کہ ایں خاک انگیختہ ۔ ٭ بخونِ چہ دلہا ست آمیختہ

ایک دفعہ بحالت سفر جب میں نے زمین کا سورج کے گرد پھرنے کا ذکر کیا ۔ تو ایک مولوی صاحب برانگیختہ ہو کر اول تو مجھے گالی دینے لگے کہ یہ کافر ہے ۔ قرآن کے خلاف تعلیم دیتا ہے ۔ آخر کار جب میں نے اُن کو دلایل سے ثابت کیا تب دل میں تو قائل ہو گئے ۔ مگر قرآن کی تعلیم کے سبب حق کے قبول کرنے سے جھجکتے رہے وہی حال برہمو لوگوں کا ہے ۔ یہ لوگ اگر ذرا سائنس یا فلاسفی یا منطق سے غور کریں ۔ تو حق کو حاصل کر لیں یہ لوگ اپنے باطل اور من مانے خیال کے خلاف کسی علمی تحقیقات کے قایل نہیں ہوتے ۔ یہی سبب ہے کہ علم پڑھنے سے چیلوں کو روکتے ہیں ۔ تناسخ کو نہ مانکر اور برہمو یا دیو دھرم کو مانکر موجودہ سخت خرابیوں کا منہ دیکھنا اور شرمناک حرکت کا مرتکب ہونا پڑتا ہے +

اوّل تو روح حادث اور فانی چیز ماننی پڑتی ہے ۔ کیونکہ جس کا آدی ہے اُس کا انت بھی ضرور ہے +

دوم ۔ ہمیشہ کی زندگی اور نجات سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے ۔ بلکہ نیکی کوئی چیز ہی نہیں رہتی

سوم۔ خدا کو ایک رشوت خور یا بھولا بھالا دیو ماننا پڑتا ہے +

چہارم۔ اسکی سخت بیعزتی بھی کرنی پڑتی ہے یعنی اُسے عادل اور نیاءکاری نہ مانکر صرف ظالم اور جاہل ماننا پڑتا ہے کیونکہ وہ کسی کو اسکے کرموں کا پھل نہیں دیتا +

پنجم۔ تمام بزرگوں کی بیعزتی کرنی پڑتی ہے۔ بلکہ ان کو خاک سمجھکر اور نباتات کی طرح کھا کر ہی نہیں۔ بلکہ ان کیساتھ تمام خرابیوں کا مرتکب ہونا پڑتا ہے جو نہایت شرمناک حرکت ہے +

ششم۔ خدا کو ہی جواب دینا پڑتا ہے۔ کیونکہ اس کو عدم کا خدا یا کہ معدوم خدا اور چند روزہ خدا یا وہمی اور خیالی خدا ماننا پڑتا ہے۔ جب وہم دور ہوا خدا بھی دور ہوا +

ہفتم سائنس اور سچا فلسفہ اور علم و عقل اور منطق کے خلاف ہو کر جہالت کا آسرا لینا پڑتا ہے +

ہشتم۔ وہ سچا اخلاق جو مسئلہ سیلف ہلپ سے حاصل ہوتا ہے اس کا خون کرنا پڑتا ہے +

نہم جانوروں میں روح نہ مانکر ان بیگناہوں کے سر پر قصابوں اور جلادوں کی طرح چھری چلانی پڑتی ہے +

دہم۔ سب سے زیادہ یہ ہے کہ گناہ اور خرابی اور بے ایمانی اور بد چلنی کو ناچیز جانکر اسکے ارتکاب پر مخلوق کو دلیر بنانا ہے +

پس ایسے علم اور معقولیت کے خلاف مذہب کے بانی اور اس کے پیرو بلکہ گناہ کرنے پر دلیری دینے والے ہادی اور انکی تعلیم بتلائے۔ دنیا کو کتنا سخت نقصان پہنچا رہی ہے۔ ایسے لوگوں کی تعلیم سے جتنا جلد کوئی نفرت کرتا ہے اتنا ہی نہایت ضروری ہے۔ اے پرماتما تو ایسے لوگوں کے دام تزویر سے انکے بھولے بھالے ناواقف چیلوں کو جلد نکال اور ست دھرم کے انصاف گستر اور شانتی دایک سایہ میں ان نونہالوں کی پرورش فرما تو ہی ست کا محافظ ہے تو ہی حق کا حافظ +

اوم شانتی۔ شانتی۔ شانتی۔

براہمو مذہب کے ایک پرانے واقفکار کی رائے

تناسخ کا مسئلہ بہت پُرانا ہے قدیم ہندو قدیم مصری اور قدیم یونانی اِسکو مانتے تھے لیکن اس وقت کے بڑے مذہب اِس مسئلہ پر بٹے ہوئے ہیں۔ ہندو اور بدھ اِسکو مانتے ہیں اور عیسائی اور مسلمان نہیں تو بھی دنیا کی آبادی کا بڑا حصہ اب بھی اُس کے موافق ہے اُسکے ماننے والوں کا یہ خیال ہے کہ روح غیر فانی ہے اور اپنے ایک جسم چھوڑنے کے بعد اپنے نیک یا بد اعمال کے موافق اچھا یا بُرا جسم اختیار کرتی ہے اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے جبتک کہ مکتی یا نجات نہ ملے موجودہ مذاہب میں سے پہلے پہل عیسوی مذہب نے اِسکو ترک کیا اور اپنی سزا و جزا کیواسطے ابدی دوزخ و بہشت بنائے پھر اسلام نے بھی اِس امر میں عیسائی مذہب کی پیروی کی۔ لیکن ابدی دوزخ کا مسئلہ ایسا خوفناک ہے کہ دنیا میں روشنضمیر آبادی اُسکو تسلیم نہیں کر سکتی۔ اور اس لیئے اُس کو تناسخ ایک نہ ایک شکل میں تسلیم کرنا پڑیگا یورپ کے سپرچوالسٹ لوگوں نے اپنے لیئے اور اپنے خیالات کے موافق اُسکی ایک شکل بنائی ہے یہاں برہمو سماج کے لوگ بھی ابدی جہنم سے گھبراتے ہیں اور حیوانی جسموں میں جانے سے بھی ڈرتے ہیں وہ کیا مانتے ہیں؟ یہ ہمیں ٹھیک معلوم نہیں ہو سکا۔ جہانتک پتہ مل سکا ہے اُنکا خیال یہ ہے کہ مرنیکے بعد روح بغیر جسم کے رہتی ہے لیکن اس خیال میں کوئی خاص سفارش نہیں کیونکہ اُسکا جسم کے ساتھ رہنا زیادہ نہیں تو کم سے کم ویسا ہی معقول ہے جیسا جسم کے بغیر رہنا (از نانک چرتر صفحہ ۲۲۳ سے ۲۲۴) +

حصہ دوم

مسئلہ تناسخ کی بابت وسیع تحقیقات

مقدمہ اوّل

در دیدۂ تنگِ مور نور ست از تو — دریائے ضعیف پشہ زور است از تو
ذاتِ تو سزا است مر خداوندی را — ہر وصف کہ نا سزا ست دور ست از تو

تواریخ حکمت و فلسفہ الہیات کے مطالعہ سے بخوبی ہویدا ہے کہ مسئلہ تناسخ یا پُنرجنم جسے آواگون بھی کہتے ہیں نہایت ہی قدیم مسئلہ اور ہر طرح کے مالانیحل اسرار قدرتی کے حل کرنیوالا ہے آریہ ورت کے رشی مُنیوں سے یونان اور مصر کے فلاسفروں تک جتنے پورانے دانا لوگ اُن قوائے فطری کی طرف غور فرمائے ہے تھے جو حواس خمسہ کی حد سے باہر ہیں۔ بلغیر اغراض کئے اور سمجھی کہ نہ مانا جنکی عادت تھی جنہیں لیل و نہار یہی دھن لگ رہی تھی کہ ہم جو کچھ دیکھتے ہیں وہ کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟ जन का خطاب तर्क एव ऋषि جن کا خطاب اور صداقت کی تلاش جن کی زندگی کا لب لباب تھا +

آریہ ورت کے سب سے پورانے مُقنّن نے جنکی دھارمک تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔ منو ۱۲/۱۰۶ +

आर्षं धर्मोपदेशञ्च वेदशास्त्राविरोधिना। यस्तर्केणानुसन्धत्ते स धर्मं वेद नेतरः॥

جن کی تمامتر تلاش یہ تھی۔ کہ جگت میں جو کچھ انقلاب دن رات دکھائی دیتے ہیں۔ انکا سدھانت کیا ہے۔ یہ کیوں پیدا ہوتے ہیں اور انکا پھل کیا ہے اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ ان سب کے اس واسطہ مشترکہ کا سبب اول (نمت کارن) کون ہے اور صرف آدی مول نہیں بلکہ اُس کا ہم سے کیا سمبندھ ہے اور وہ کہاں ہے اور ہم اُسے کیسے پراپت کر سکتے ہیں آدی صحیفہ قدرت (وید) کے مطالعہ سے وہ سارے اس بارہ میں متفق تھے کہ ایک ذات باری ساری دُنیا کی منتظم دنیاءکاری ہے سبکو بل اور پرکاش اُسی سے ہے۔ اور وہ سرودیاپک اور گیان مے۔ سرو شکتی مان اور اجنما نرا کار ہے۔ سچدانند سروپ۔ اجر۔ امر۔ لایخاف۔ بے عیب نروکار اور پروردگار ہے جسے کوئی اوم۔ برہم۔ کوئی یزدان اور ایزد۔ کوئی اللہ اور رب کوئی گاڈ۔ ایلی اور جہوداکے نام سے پکارتے تھے وہ اس مسئلہ پر بھی ایک سمتی رکھتے تھے کہ روح جسم مادی سے کوئی جدا اور بالاتر ہستی ہے وہ قایم بالذات یعنی فی الحقیقت متشخص ہستی ہے محض کوئی صفت یا کیفیت یا نسبت نہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ وہ فنا پذیر نہیں۔ اور نہ حادث ہے یہ اُس اعلیٰ ہستی (پرماتما) کے خلاف یک دیشی ہونے کے باعث کرموں کو کرتی اور نتایج کو بھوگتی۔ اور سینکڑوں رنگ بدلتی۔ ہزاروں نئے تعلق پیدا کرتی ہوئی لاکھوں منزل کی سیر کرتی ہے وہ کبھی اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج پر پہنچتی۔ اور کبھی تنزل پر تنزل کی سزا بھوگتی ہوئی اسفل السافلین کو چلی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ الپگیہ اور اگیانی ہونے کے سبب سے

گہے بر طارم اعلیٰ نشیند — گہے بر پشت پائے خود نہ بیند

ان سارے چکروں اور مدارج کا جن میں ارواح کو کرم انوسار گذرنا پڑتا۔ یعنی ایک سرائے سے انتقال کر دوسری منزل پر ڈیرہ جمانا ہوتا ہے۔ اُسے اُن سب حکماء کی اصلاح میں آواگون یا آمد و شد کہتے تھے ان سب باتوں کو وہ کلیات

ہستی سمجھتے تھے۔ جزئیات میں کہیں کہیں کم وبیش فرق تھا۔ مگر وہ ایسا نہ تھا جو صول پر کمزوری ڈالے وہ دلائل اور طریق استدلال کا ڈھنگ تھا۔ اور بدیں لحاظ نفس اصول سے محض بے تعلق تھا +

حکمائے آریہ ورت۔ یونان۔ فنیشیا۔ روم۔ اجی پٹ (مصر) فارس چلیڈین کارتھیج وغیرہ اس معاملہ میں بخوبی تحقیقات کرکے اپنے اپنے دماغی سیر اور عقلی سفر کے بعد سبکے ایک ہی منزل پر مقام کیا تھا +

فی ری سای ڈیس وغیرہ فضلا ویشیشک شاستر سے متفق تھے۔ ایپی کیورس کے مسایل ویدانت شاستر کیساتھ ملتے تھے۔ کنفوشس وغیرہ دہاتما بوگ اور میمانسا کے ہم خیال تھے فیثا غورث کی تحقیقات حقہ سانکھ شاستر سے متعلق تھی۔ سقراط۔ فلاطون۔ ارسطو وغیرہ کی رائیں نیائے شاستروں سے میل کھاتی تھیں۔ گو کسی جزوی بات میں انکا قدرے اختلاف بھی ہو تو بھی تناسخ ارواح[1] کی نسبت جہانتک اصول کو دخل ہے۔ ان سب فلاسفرس کا قول ایک ہی تھا زمانوں دیگوں تک یہی عقیدہ دلوں کو نورانی کرتا رہا۔ اُس وقت لوگ زمانہ گرہست کے سوا دنیا میں ایسے مبتلا نہ ہوتے تھے انکا قول تھا

چندیں غم ما بحسرت دنیا چیست	ہرگز دیدی کسے کہ جاوید زیست
ایں یک نفسے کہ در تنت عاریت است	با عاریتے عاریتے باید زیست

اعمال اور انکے کا اٹل نتیجہ ایسا زبردست نیم تھا۔ کہ جس سے انکار کرنیکی دنیا میں کوئی ذی عقل جرات نہ کرسکا۔ اور فی الحقیقت کرسکتا بھی نہیں تھا۔ کیونکہ

अवश्यमेव भोक्तव्यं कृतं कर्म शुभाशुभं

کی لاتغیر اور لایزال تاثیر سے باوجود ماثور ہونیکے کس کی طاقت ہے کہ انکار کرے یہی قوی وجہ تھی کہ خدا پرست تو خدا پرست ملحد و مرتد تک بھی اس کی حقیقت سے انکار نہیں کرسکتے تھے اور گو اسکے نتیجہ پر پہنچنے کیواسطے انکا طریق استدلال رشیوں اور منیوں کی طرز سے مختلف تھا۔ اور انکے تعارفات میں کہیں کہیں صریح غلطی بھی مگر تاہم اُن کا نتیجہ بالکل صحیح تھا کیونکہ کسی ناقص یا بیجا تعارف کا اثر اس تک نہ پہنچتا تھا وجہ یہ کہ اگر وہ پرمیشور کے قایل نہ تھے اور کسی شے یا امر کے وجود کو اس پر منحصر نہ سمجھتے تھے تو اُسکے بجائے اُنہیں تو انین قدرت (جو در اصل وجود ذات باری کے نتیجے ہیں) کا سہارا لینا پڑتا تھا غرضیکہ تناسخ ارواح کی حقیقت سب پر روشن تھی۔ کوئی اسے ایک ضرورت کا مقتضی سمجھتا تھا کوئی دس کا۔ کسی کے نزدیک اس معلول کی علت ایک امر خاص تھا اور کسی کے نزدیک کوئی دوسرا امر +

آج سے ڈہائی ہزار برس تک تمام دنیا میں فلسفہ کی ہوا چل رہی تھی اور زمانہ کے رُخ کا وہ رنگ تھا۔ جسے حکما تعمیم کہتے ہیں۔ اُس وقت تک مسئلہ تناسخ ارواح ایسا مسلم امر تھا۔ جیسا پیدا ہونیکے بعد مرنا +

اسکے بعد تاریک زمانہ آیا۔ علم معقولات نے کوچ کیا۔ معقولات کے معانی پر غور کرنا موقوف ہوا۔ تقلید بجا اور بیجا دونوں کا نام ایک ساتھ دینداری رکھا گیا اور عجائب پرستی کی ابتداء ہوئی عقل معزول ہوئی نقل و جہل کو سلطنت ملی۔ قصے کہانیاں متبرک کتابیں شمار ہوئیں خدا کی الوہیت انسان میں آملی۔ ایک پرمیشور سے ہزار پرمیشور بنگئے۔ خدا کی اولاد ہونے لگی۔ خدا نے مخلوقات سے آشنائی پیدا کی اور مشورہ کا محتاج ہؤا خود خدائی کا کام کرتے کرتے تھک گیا۔ اُسے آرام کرنے اور اپنا کام دوسروں کو سپرد کرنیکی ضرورت پڑی خدا بوڑھا ہوگیا اور اُس کی بصارت میں فرق آگیا وہ اپنے بندوں کی وبدی کو خود نہ دیکھ سکا۔ وہ اوروں کی شفاعت کے بغیر اعمال حسنہ کی جزا و افعال قبیحہ کی سزا دینے میں قاصر رہا۔ خدا کی عادت و صورت ٹھیک آدمی کی سی ہوگئی۔ وہ کبھی راجہ بکرماجیت اور راجہ بھوج اور کہیں علاؤالدین غوری اور محمود غزنوی کی شکل کا نظر آیا اور کہیں اُس کی روحانیت کبوتر کی صورت میں اُڑتی دکھائی دی۔ خدا کیواسطے مکان بنائے گئے۔ اور اُس پر چڑہنے کیواسطے زینہ لگائے گئے وہ عادل نہ رہا۔ بلکہ رشوت خور ہوگیا۔ اور شاید بوڑھا ہونیکے سبب اُس کی کمر درد کرنے لگی اُسے شوربا اور یخنی کی ضرورت ہوئی۔ گناہ سے بچنے اور نجات پانیکے واسطے انسان۔ قربان ہونے لگے تناسخ کو خیرباد کہا توبہ اور قربانی نے آلایش گناہ کی صفائی کا ٹھیکہ لیا نجات میں بھی حقیقی آنند اور راحت کامل کی ضرورت نہ رہی بلکہ وہاں بھی شراب و کباب کی دوکانیں کھل گئیں اکبر و شداد کے مینا بازار کی طرح وہاں بھی حور و غلمان رہنے لگے معقول مسایل سے نفرت اور منقول فسانوں سے الفت ہوگئی۔ فلسفہ کا چراغ گل ہونے کے قریب ہوگیا۔ مذہب کی عقل سے دشمنی ہوگئی۔ کافور کے انبار نمک کے بھاؤ فروخت ہونے لگے۔ زمانہ روز نئی کروٹیں بدلنے لگا۔ اور ایسے ایسے رنگ بدلے۔ کہ چشم حیرت دیکھنے کی تاب نہ لاسکی۔ ڈاکٹروں نے جب چیر پھاڑ کر دیکھا۔ اور جسم انسانی یا حیوانی میں کوئی روح پرندہ نہ ملا۔ تو جھٹ روح کی ہستی سے انکار کردیا۔ انسان صرف ایک اسطوانہ گوشت کا نام رہ گیا۔ پرمیشور کی ہستی۔ روح کا وجود۔ اور پرلوک تو ہمات میں داخل ہوگئے اور اگر کسی نے ان حقایق کو مانا بھی تو صرف برائے نام انکے صفات سے آنکھ بند کی ان کے تعلقات کو مطلق نہ سوچا۔ پڑہتے ہیں تو پیٹ کے دہندے کو اور تنہائی میں بیٹھکر سوچتے ہیں تو آرایش بستر و تکلفات خواب کو حقیقت یہ ہے کہ اس صورت میں ہم انسانیت سے حیوانیت کی طرف نزول کرتے آتے ہیں۔ اور روحانیت کی بجائے صرف جسمانیت رکھنا چاہتے ہیں۔ پس یہ ول ہماری حقیقت کو بگاڑنیوالا۔ ہمارے شرافت کو مٹانے والا اور ہماری زندگی کو خواب سے بدتر بنانیوالا ہے۔ اگر اس کا کچھ علاج ہوسکتا ہے تو یہ ہے کہ ہم اپنی روح کو جو غنودگی کی حالت میں ہے۔ جگانے کی کوشش کریں اور اس کوشش کے اسباب یہ ہیں کہ اُن ہستیوں اور اُن حقایق کو جو ہمارے حواسوں کی رسائی سے باہر ہیں اپنی طبیعت پر ایسا منکشف کریں۔ جیسے سفیدی اور سیاہی کا علم ہماری آنکھوں پر ظاہر ہے۔ ایسے ہی ارادہ والے حکیم کہلاتے ہیں اور اسی قسم کی کوشش کرنیوالے کبھی نہ کبھی گرتے پڑتے اُس راستہ پر پہنچ جاتے ہیں جو شاہی خزانہ کی سڑک سے ملا ہؤا ہے امن کی سلطنت کے بغیر لوگ ایسے دقیق مسایل پر غور نہیں کرسکتے کیونکہ جن دنوں جان کے ہی لالے پڑ رہے ہوں۔ اِن دنوں علمی مسایل پر کون بچار سکتا ہے اور یہی سبب ہؤا۔ کہ اِس مبارک صدی میں کچھ دانا لوگوں نے سائنس اور الہیات کیطرف توجہ شروع کی۔ حکیم لوئی فی گوئیر باشندہ مُلک فرانس نے ایک ضخیم کتاب ڈی آف ٹرڈیتھ یعنی حیات بعد الموت یا معراج الارواح نام سے

[1] تناسخ لفظ عربی کا ہے۔ انگریزی میں اسے ٹرنس میگریشن آف سول کہتے ہیں عربی میں اور بھی کئی لفظ اسی منشا کو ظاہر کرتے ہیں۔ اسی واسطے ہم سبکے معانی یہاں درج کردیتے ہیں۔ تناسخ بمعنی زایل شدن و زایل شدن روح از قالب خود۔ آمدن آں بقالبے دیگر (از منتخب و غیاث) مسخ ایک صورت سے دوسری صورت بدلنا مگر دوسری صورت بدتر صورت ہو۔ ول سے دکریم اللغات) تناسخ برگردیدن صورت کسے بصورت دیگرے کہ بدتر از صورت نخستین باشد (از غیاث) ممانسخ مسخ کنندہ یعنی برگردانندہ صورت اعلیٰ را بصورت زشت (از غیاث) خلع بن جان خود بجسم دیگرے انداختن و جدا کردن بدن از روح و ایں علم جو گیان ست کہ بریاضت حاصل کنندہ در اصطلاح ایں را عمل سیمیا گویند (از غیاث) استحالہ اسفال برگردیدن (از صراح) سیمیا علم طلسم کہ از آں انتقال روح در بدن دیگرے کنند و بشکل کہ خواہند درآیند (از غیاث و از منتخب) خلع روح جان خود بجسم دیگرے انداختن و ایں علمیست جوگیاں را (از غیاث) +

مسئلہ تناسخ ارواح پر اسی صدی میں شایع کی جس نے مغربی دنیا میں ہل چل مچا دی۔ دہریہ تھیاسوفیکل سوسائٹی نے امریکہ سے اس کی اشاعت شروع کی۔ اس طرف آریہ ورت میں سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے ویدک دھرم کے پرچار کے ذریعے آواگون کی بابت تمام مذہب کے علماؤں کو چیلنج دیا۔ دہریت کے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور منقولیت بھیس بدل رہی ہے اُس کے خرق عادات خرقہ پارینہ کی طرح پرزہ پرزہ ہو رہے ہیں۔ سائنس جدا منقولیت کی اصلیت ظاہر کر رہی ہے۔ خود غرضی دور ہو رہی ہے۔ تمام مذاہب کے لوگ حیوانوں میں روح کے قایل ہو رہے ہیں عنقریب زمانہ آنیوالا ہے بلکہ علمی طور پر آ چکا۔ کہ تناسخ کا مسئلہ پھر بدستور سابق عالمگیر ہو اور وہی مذہب علماء و فضلاء اختیار کریں جس میں علمی نور کا ظہور ہو +

غرضیکہ جس حق طبیعت نے اپنا دل و دماغ خرچ کر کے حتی المقدور تحقیقات میں مصروف رہکر ذرا بھی علم و عقل سے کام لیا اُسے فی الفور کچھ نہ کچھ صداقت اس مبارک مسئلہ کی معلوم ہو گئی اور اگر کسی نے عقل کل پرماتما کی ہدایت وید مقدس کے ذریعہ سوچا تو پھر کسی حالت میں بھی منزل مقصود پر پہنچنے سے باز نہیں رہ سکا۔ جن رشیوں نے وید مقدس کی ہدایت کو سنکر سوچا اور جنہوں نے دلی توجہ سے علم معقول کی کتابیں پڑھکر گوشۂ تنہائی اور فرصت کے اوقات میں اکثر اپنی آخری سفری ضرورت پر غور کی یا جنکے دل دنیا کی آلایش سے زیادہ آلودہ نہیں ہوئے اُنکی صدہا مثالیں آریہ قوم میں موجود ہیں کہ ایسے ست پرشوں نے مرنے سے کئی برس یا مہینہ یا دن پہلے بتلا دیا ہے کہ ہم فلانے سال یا دن مر جائینگے اور اس خوبی سے اُنکے روح اس قالب عنصری سے پرواز کی کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے جس طرح ایک پرندہ کسی درخت پر سے اپنی خوشی اُڑ جاتا ہے بعینہ وہی حال اُنکے روح کا ہوا کسی درد یا تکلیف جسمانی سے اُنہوں نے اُف تک نہیں کی

(۱) مہاتما بھیشم پتامہ جی چھ ماہ تک سورج دکھشنا بن ہونے کے خیال سے زخمی یوگ ابھیاس کرتے ہوئے میدان جنگ میں پڑے رہے اور جب سورج اترائن ہوا۔ تب پران تیاگ دیئے +

(۲) اُودے پور کے مشہور بہادر راجہ پرتاب کی بابت ذکر ہے کہ جبتک اُسکی تسلی نہ ہوئی۔ کہ اُس کا بیٹا دشمنوں سے بدلا لیگا تب تک اُس کی روح نہ نکلی

(۳) سوامی دیانند جی مہاراج نے بہت سے لوگوں کے سامنے ایک مہاتما یوگی کے پوچھنے پر سمت ۱۹۳۶ میں ہردوار کے کنبھ پر جواب دیا تھا۔ کہ میں اگلے کنبھ یعنی سمت ۱۹۴۸ کو نہیں دیکھونگا۔ اور پھر ۱۸۷۹ء میں بمقام میرٹھ کرنیل الکاٹ صاحب کو کئی آدمیوں کے روبرو بیان کیا تھا۔ کہ میں ۱۸۸۴ء نہیں دیکھونگا۔ چنانچہ کرنیل صاحب نے اس بات کو اپنے رسالہ تھیوسافسٹ میں اس طرح تحریر کیا ہے +

کہ سوامی جی یوگی پرش تھے۔ ہمیں اُن کے یوگی ہونے میں ذرا بھی شک نہیں اُنہوں نے اپنی وفات سے کئی سال پہلے بمقام میرٹھ ہمیں کہا تھا۔ کہ میں ۱۸۸۴ء ہرگز نہیں دیکھونگا +

(۴) سری گوبند پور ضلع گورداسپور کے ایک معزز آریہ نے ہم سے بیان کیا۔ کہ اُس کے بھائی نے اُسے کئی گھنٹہ پہلے بتلایا تھا۔ کہ آفتاب غروب ہوتے وقت مر جاؤنگا۔ اور جب دو گھنٹہ باقی رہے تب بھی سب گھر والوں کو کہہ دیا۔ کہ ابھی دو گھنٹہ باقی ہیں۔ اس کی تھوڑی دیر بعد زمین صاف کرا کر اُس پر بچھا آسن لگا۔ ایشور کے دھیان میں مگن ہوا۔ اور ہم کو کہا کہ تم شور و شر مت کرو۔ چنانچہ جب دو سوانس باقی رہے۔ تب آنکھ کھول دی۔ اور کہا۔ کہ اب میرے دو سوانس باقی ہیں تم میرے پیچھے مت رونا۔ یہ کہا اور دو سوانس لیئے اور روح پرواز کر گئی۔ بعد ازاں ہم نے اُسے چت لٹا دیا +

ایسے واقعات ایک جگہ نہیں۔ بلکہ کئی مقامات پر ہوئے ہیں۔ اور ہزاروں آدمیوں کی شہادت ہے۔ پس روح اور اُس کی اصلیت اُس کی ہستی او جسم سے تعلق کرم۔ جیو اور ایشور کا سمبندھ ضرور سارے کے سارے سوچنے کے لایق مسایل ہیں۔ اور جس طرح ان کا صحیح اور نتیجہ حل ہوتا ہے۔ یا معقول جواب ملتا ہے وہی مسئلہ تناسخ ہے۔ آشا ہے۔ کہ ناظرین اسکے سمجھنے میں دل و جان سے کوشش کر کے پرمارتھ کے حصول میں مصروف ہونگے +

چند واضح دلایل سے تناسخ کا ثبوت

دلیل اول۔ آواگون دنیا کی تمام چیزوں میں فطرتی ہے کیونکہ تمام چیزیں آواگون کے چکر میں ہیں۔ اور یہ قاعدہ قدرتی ہے۔ پس روح قانون قدرت سے باہر نہیں ہو سکتی +

دلیل دوم۔ ہزاروں جاتے ہیں۔ اور ہزاروں آتے ہیں۔ اگر ایک دفعہ پیدا ہونا۔ اور مرنا ہوتا تو ہر ایک روح جامۂ انسانی میں بقول قیامت ماننے والوں کے قیامت تک موجود رہتی۔ مگر ایسا نہیں اور اگر تناسخ نہ مانیں تو اور مخلوق آیندہ نہ پیدا ہونی چاہیئے۔ جو کہتے ہیں کہ نئے ارواح آتے ہیں تو یہ علم و عقل و تجربہ کے خلاف ہے۔ بوجوہات ذیل +

(۱) جتنے جسم بنتے ہیں۔ اسی مادہ سے بنتے ہیں۔ جو زمین پر پہلے موجود ہے کوئی نیا مادہ نہیں آتا +

(۲) جتنی بارش ہوتی ہے۔ اُنہیں بخارات سے جو زمین سے اُٹھتے ہیں جو قبل ازیں خود پانی تھے۔ کہیں سے نئی پیدا نہیں ہوتی +

(۳) جتنے درخت پیدا ہوتے ہیں۔ اُسی موجودہ مادہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ بہشت سے ہستی میں نہیں آتے +

(۴) جتنے دریا بہتے ہیں اُسی پانی سے جو پہلے دریا سے سمندر میں گیا۔ کہیں عدم سے وجود پذیر نہیں ہوتے +

(۵) جتنے مکان بنتے ہیں وہ سب اُسی مٹی اور اُسی اینٹ اُسی پتھر سے جو پہلے زمین پر کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں۔ کُن کہنے سے پیدا نہیں ہوتے +

جب تمام جسم اُسی مادہ سے بنتے ہیں۔ جس سے پہلے ہزاروں بن چکے ہیں پس صاف ظاہر ہے کہ روح بھی وہی آتی ہے جو پہلے کسی جسم سے قطع تعلق کر چکی ہے جس طرح خدا اور نیا مادہ نہیں بناتا (بقول قائلین احداث) بلکہ اُسی قدیم مادہ سے تعمیر بناتا ہے۔ اسی طرح وہی قدیم ارواح باربار آتے ہیں۔ نہ نئے پیدا ہوتے ہیں۔ اور نہ ایک ہی بار آتے ہیں +

دلیل سوم۔ جس طرح چاند۔ سورج۔ ستارے۔ راس۔ ذنب مختلف نچھتروں میں ہوتے ہوئے۔ بار بار چکر کھاتے آواگون کر رہے ہیں کبھی غروب ہونے کبھی طلوع کوئی ۲۴ گھنٹے کوئی ۱۵ دن کوئی مہینہ کوئی چھ مہینہ کوئی سال کوئی ڈھائی سال کوئی ۱۲ سال کوئی ہزار سال کوئی لاکھ سال کے بعد نظر آتے ہیں نادان جانتے کہ یہ نئے آتے ہیں۔ مگر حکما بالغ نظر کے علم و عقل کے بموجب وہی ستارے باربار آتے ہیں۔ ایسا ہی حال روحوں کا ہے۔ وہ بھی تناسخ میں باربار آتے ہیں۔ مگر علم سائنس سے محروم لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ ارواح نئے آتے ہیں +

دلیل چہارم۔ جو چیز انادی ہے۔ اُس کے گن کرم سوبھاؤ بھی انادی ہیں ارواح

چیتن ہونے کے سبب جڑ۔ معطل نہیں۔ بلکہ کرم کرنیکا سوبھاؤ رکھتے ہیں اور جسم دھارن کرنا بھی اُن کی عادت ہے۔ بنابران صاف ظاہر ہے کہ روح اور جسم کا ملاپ اور جُدائی یعنی تناسخ بھی اُس کے واسطے ضروری ہے +

دلیل پنجم۔ روحوں کا جسم میں آکر مختلف قسم کے سُکھوں اور دُکھوں کا بھوگن صاف ظاہر کرتا ہے کہ اُنکے ہی مختلف کرموں کا نتیجہ ہے ورنہ سب روحوں کو ایک قسم کے نتایج ملتے۔ کیونکہ پرمیشور منصف ہے جو بے سبب اور بیوجہ کسی کو سُکھ دُکھ نہیں دیتا۔ ایک لڑکے کا تندرست پیدا ہونا۔ اور دوسرے کا اندھا۔ لُولا۔ لنگڑا۔ کوڑھی پیدا ہونا تناسخ کو ثابت کرتا ہے +

دلیل ششم۔ تناسخ سے منکر مذاہب والے یہ مانتے ہیں کہ اس جنم کے کرموں کے مطابق ہی بہشت و دوزخ ملجاویگا +

مگر یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔ کیونکہ پرمیشور نیایکاری ہے متعدد فعلوں کے لئے ہمیشہ کا دوزخ و بہشت دیدینا اُسکے عدل و انصاف کے خلاف ہے کیونکہ انصاف یہ کہتا ہے کہ محدود کرموں کا پھل محدود ہونا چاہیئے پس جبتک پنرجنم نہ مانا جاوے۔ خدا کے ذمہ سے یہ الزام دور نہیں ہوسکتا۔ اور ظالم یعنی محدود کرموں کے بدلے ہمیشہ کے جہنم میں ڈالنے والا کبھی خدائی کے سزاوار نہیں +

دلیل ہفتم۔ جبتک گنہگار کو موقعہ نہ دیا جاوے۔ کہ وہ پھر اچھے کام کرے تب تک ایشور کی اُپار دیالتا کا ظہور نہیں ہوسکتا۔ ایک بار جنم ماننے سے اُسکی ذات صفات رحم و فضل سے شون ہو جاتی ہے۔ پُنرجنم مانتے ہی یہ الزام اُٹھ جاتا ہے۔ اور انسان کو ہمیشہ نیک بننے کا موقع دیا جاتا ہے +

دلیل ہشتم۔ تناسخ نہ ماننے سے ایک الزام خدا پر یہ آتا ہے کہ اگر روح کو اعمال کے بدلے نہیں تو پھر کیوں دیا گیا۔ جو اس کا جواب دیتے ہیں۔ کہ روح کے آزمانے کیواسطے وہ ایک اور الزام خدا پر لگاتے ہیں کیونکہ آزماتا وہ ہے جو جاہل ہو جسے معلوم نہ ہو جو انترجامی نہ ہو مگر خدا تو سرِدگیہ ہے۔ پس آزمانا سراپا غلط ہے اِس الزام سے بریت سوائے تسلیم تناسخ ناممکن ہے +

دلیل نہم۔ تمام ارواح مرنے (یعنی قطع تعلق جسم) سے ڈرتے ہیں۔ انسان سے حشرات الارض تک اِس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ پہلے اُنہوں نے کبھی موت یعنی جسم سے جدائی حاصل کی ہے ورنہ جس سے تعلق نہ رہا ہو۔ اُس سے انسان نہیں ڈرتا +

دلیل دہم۔ روح اب جسم میں آئی۔ اُس کا آنا خواہ اعمال سے مانو یا یوں ہی اندھا دھند خدا کے حکم سے جانو جس طرح مانو اِس پر سوال ہوتا ہے کہ جس خدا نے اب اُس کو جسم سے ملحق کیا کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ اِس جسم سے پہلے اور پیچھے اُس کا حکم ایسا نفاذ پذیر نہ ہوسکے۔ حالانکہ تمام قاعدہ قدرت اِس کا مددگار رہے پس تناسخ سے انکار گویا انتظام نیچر سے انکار ہے +

دلیل یازدہم۔ دنیا کے دُکھ سُکھ اور رنج و آرام کے نقشہ کو آنکھوں کے سامنے رکھ کر (جس سے حق پرست تو درکنار ناستک بھی انکار نہیں کرسکتا)۔ نہایت مشکل نظر آتا ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ خدا کی مرضی یا ارادہ یا مصلحت یا اتفاق یا حکومت طلبی یا جبر یا قہر یا بیخبری سے ایسا ہوگیا یا بعضی ناحق پسندوں کی طرح اسے خدا کا رحم ہی کہدیں مگر طبیعت کسی طرح شانتی نہیں پاتی۔ اور نہ سوال کرنیوالے آتما کو تسلی بخش جواب ملتا ہے مگر یہ سارے جھگڑے اور شکوک سلسلہ اعمال کے ماننے سے خودبخود فیصل و رفع ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ تناسخ کی تعلیم کے بغیر کوئی صراط المستقیم نہیں +

دلیل دوازدہم۔ ارواح کو جسم میں ڈالنا خدا کی صفات میں سے ہے اور یہ بھی مسلمات میں سے ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات قدیم ہیں اور جب قدیم ہیں تو کسی صورت میں ممکن نہیں کہ صفات خداوندی اتفاقیہ کبھی جوش زن ہوں جس سے ناستک پن ظاہر ہو۔ پس نہ تو اتفاقی بات ہے اور نہ بلا وجہ ہے بلکہ قدرتی منشا کے مطابق کرموں کے سلسلہ سے اپنی قدیم صفات سے خدا روحوں کو بذریعہ اجسام جزا و سزا دیتا ہے +

دلیل سیزدہم۔ بد اور نیک ارواح جسم ترک کرنے کے بعد تا ہونے قیامت ایک جگہ رکھے جائیں گے۔ یا حسب اعمال مختلف مقاموں یا اجسام ہیں۔ اگر مطابق اعمال جُدا جُدا رہتے ہیں تو پھل مل چکا قیامت کی ضرورت نہیں۔ اگر ایک ہی کھانہ میں بھرے جاتے ہیں تو کمال ظلم اندھیر نگری چوپٹ راجا اور ایسا ہی اندھیر قیامت میں ہوگا۔ پس یہ سیدھا طریقہ ہے کہ اُن کو اعمالوں کے مطابق پھل ملیگا۔ قیامت کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ خدا کے کوئی صفات کبھی معطل نہیں حالانکہ قیامت کے ماننے سے خدا کے صفت عدل و رحم دونوں اس وقت ناکارہ ثابت ہوتے ہیں۔ پس تناسخ ہی ایسا مضبوط اور صحیح اور سچا راستہ ہے کہ جسکے ملننے سے اُس کی ذات تمام نقایص سے بری ہو جاتی ہے۔ وھٰذا طریق الصواب و مسئلہ لاجواب +

باب اوّل

ویدوشاستر سے تناسخ کا ثبوت

ویدوں کا مقدم مسئلہ یہ ہے کہ پرماتما پاربرہم ایک ادوتیہ لاشریک ہے اور وہی تمام مادی جگت کا صانع اور غیر مادی کا انادی سوامی ہے نیک و بد کی فاعل روحیں ہیں اور وہ کرم کرنےمیں آزاد و پرماتما جگت کا نیایکاری مہاراجہ اور روحیں اُسکی پرجا ہیں بنابران وہ سلسلۂ اعمال کے مطابق ہر ایک روح کو نیک و بد پھل دیتا اور جزا و سزا پہنچاتا ہے چونکہ کرم کا سلسلہ جسم کیساتھ ہی منقطع نہیں ہو جاتا بلکہ اُس کا محرک روح ہے اور روح فانی نہیں بلکہ جاودانی ہے پس وہ اِس جسم کے برباد ہو جانے پر الٰہی معدلت کے مطابق دوسرے جسم سے تعلق پیدا کرتا۔ اور سزا و جزا کو بھوگتا اور نئے افعال کا مرتکب ہوتا ہوا مختلف ستاروں و سیاروں میں انتظام مشیت ایزدی کے مطابق سیر کرتا رہتا ہے گویا اُسے نیک بننے اور عمل کمانیکا بار بار بلکہ لاکھوں بار موقع دیا جاتا ہے جب ہمہ تن نیک ہوگیا اُسے نجات یعنی موکش ملجاتی ہے اور پرم آنند پراپت ہو کر ایشوریہ نیم کے مطابق پرانت کال یعنی ۳۶۰۰۰ × ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ = ۱۵۵۵۲۰۰۰۰۰۰۰۰۰ سال تک موکش میں وہ پرم آنند کو بھوگتا ہے اور اِسی کا نام آواگون یا تناسخ ہے +

ویدک محاورہ میں اِس تمام جہان کو ایک چرخ دولاب سے نسبت دی ہے اِس دولاب کا منتظم و مالک پرمیشور ہے ہر ایک دولاب۔ یعنی لوٹا مختلف اجسام

ہیں اور اُن کے اندر پانی بمنزلہ ارواح کے ہے دولاب کی ریسمان یا زنجیر بمنزلہ سلسلہ اعمال اور چاہ بمنزلہ سنسار ساگر کے ہے جس طرح دولاب خالی ہوتے اور بھر بھرے جاتے ہیں۔ اِسی طرح روحیں ایک جسم کو چھوڑتی اور پھر دوسرا جسم اختیار کرتی جاتی ہے اور چرخ ایشوری نیم کے مطابق گھوم رہا ہے جس طرح کوئی دولاب بسبب ٹوٹ جانے ریسمان کے یا قطع تعلق ہو جانے کے چاہ میں گر پڑتی ہے اور جب تک پھر مالک چاہ کو ضرورت نہ پڑے یا چاہ کو صاف کرنا منظور خاطر نہ ہو۔ تب تک لوٹا اُس کے اندر پڑا رہتا ہے مگر مالک چاہ کی مرضی ہونے کے سبب وہ پھر چاہ سے نکالا جا سکتا ہے اور اُسی سلسلہ میں جہاں مالک کی مرضی ہو باندھا جاتا ہے۔ اِسی طرح ارواح اعمال سے لاتعلق ہو کر بہت بڑی میعاد تک الٰہی نیم کے مطابق برہم آنند میں آواگون سے چھوٹ کر موکش دھام میں برہمانند بھوگتے ہیں۔ اور پرانت کال کے بعد پھر سنسار میں آتے۔ اور ایشور آگیا انوسار جگت کے کاروبار میں تنت پر ہو جاتی ہیں ✣

رگوید منڈل ۱۔ سکت ۱۶۴ منتر ۲۰ ✣

द्वा सुपर्णा सयुजा सखाया समानं वृक्षं परिषस्वजाते। तयोरन्यः पिप्पलं स्वाद्वत्त्यनश्नन्नन्यो अभिचाकशीति॥

ترجمہ۔ برہم۔ جیو۔ اور پرکرتی تین انادی پدارتھ ہیں پرکرتی۔ اِن میں سے جڑ ہے۔ اِس انادی پرکرتی سے پرماتما تمام مادی دنیا کو بناتا ہے اور پھر اُسی میں لی کر دیتا ہے جیو اِس باغ دنیا میں پاپ پن روپ پھلوں کو اچھی پرکار کھاتا ہے تیسرا پرماتما کرموں کے پھلوں کو نہ بھوگتا اور نہ پھنستا نہ دنیا کو گرہن کرتا سرونتر پرکاش مان ہو رہا ہے جیسے برہم اور برہم سے جیو اور دونوں سے پرکرتی قطعی جُدا ہے نہ کبھی ایک تھے اور نہ ہیں۔ نہ ہونگے۔ تینوں سروپ سے انادی ہیں ✣

اِسی منتر پر شویتا شوتراپ نشد کے رشی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ✣

अजामेकां लोहितशुक्लकृष्णां बह्वीः प्रजाः सृजमानां सरूपाः। अजो ह्येको जुषमाणोऽनुशेते जहात्येनां भुक्तभोगामजोऽन्यः। अ० ४ श्लो० ५ — ६

ترجمہ۔ ایک انادی اور پیدا نہ ہونیوالی جڑ چیز پرکرتی ہے جس میں سے تمام رنگ اور شکلیں اور سروپ ظاہر ہوتے ہیں ✣

دوسرا انادی اور پرکرتی کے پدارتھوں کو بھوگنے والا جیو ہے اور وہی جیسے بھوگتا ہوا اس کے جال میں پھنستا ہوا جنم مرن کے چکر میں آتا ہے ✣

تیسرا انادی پرماتما ہے وہ نہ پرکرتی کے جال میں پھنستا اور نہ اُسکا بھوگیہ کرم کرتا ہے بلکہ تمام جیوؤں کے کرموں کا پھل داتا۔ اور سب کا سوامی اور مالک ہے ✣

بھارت کے ۱۴ پرب کے ادھیائے ۲۴ میں بیاس جی نے بھی ایسا ہی مانا ہے ✣

اتھروید کانڈ ۵۔ انوواک اورگ ۱۔ منتر ۲ ✣

आ यो धर्माणि प्रथमः ससाद ततो वपूंषि कृणुषे पुरूणि। धास्युर्योनिं प्रथम आ विवेशा यो वाचमनुदितां चिकेत॥ अ० ५ — १ — २॥

ترجمہ۔ جو جیو پورب جنموں میں جیسے دھرم کاریوں کو کرتا ہے وہ اُنکے پھل سے انیک اُتم شریروں کو جنم جنمانتر میں دھارتا ہے۔ اور ادھرماتما منشیہ پشو آدی کے شریر کو دھارن کرتا اور دُکھوں کو بھوگتا ہے۔ جو پورب جنم کے کئے ہوئے پھلوں کو بھوگ کرنیکا سوبھاؤ رکھنے والا جیو آتما ہے وہ پورب شریر کو چھوڑ وایو کے ساتھ گمن کر کے پاپ پن کے مطابق حمل میں قانون قدرت کے طریقہ سے جاتا ہے جو جیو بھلی پرکار ویدک دھرم کا آچرن کرتا اور ابھی تکمیل کو نہ پہونچا ہوا شریر تیاگتا ہے وہ پھر منش شریر کو دھار کر سکھوں کو بھوگتا اور کرم کرتا ہے اور جو ادھرم اچرن کرتا ہے اور دُوراچاری ہے وہ دکھی جسموں میں پردیش ہو کر آدھو گتی کو پراپت ہوتا جاتا ہے۔ اور انیک دُکھوں کو بھوگتا ہے ✣

یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۳۶ ✣

अप्स्वग्ने सधिष्टव सौषधीरनु रुध्यसे। गर्भे सञ्जायसे पुनः॥ यजुर्वेद अ० १२ मं० ३६

ترجمہ۔ جو جیو شریر کو چھوڑتے ہیں۔ وے وایو اور اوشدھیوں کے دوارا گربھ آشے کو پراپت ہو کر شریر دھارن کر پھر جنم لیتے ہیں ✣

یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۴۷ ✣

द्वे सृती अशृणवं पितॄणामहं देवानामुत मर्त्यानाम्। ताभ्यामिदं विश्वमेजत्समेति यदन्तरा पितरं मातरं च॥ य० अ० १९ मं० ४७॥

ترجمہ۔ اِس سنسار میں پاپ پن بھوگنے کے واسطے دو مارگ ہیں ایک تو گیانی ودوانوں کا دوسرا اگیان اور ودیا رہت منشیوں یعنی آدمیوں وغیرہ کا۔ ایک سے موکش ہو جاتا ہے اور دوسرے سے بار بار جنم مرن کے چکر میں آتا ہے۔ اِن دو مارگوں میں تمام سنسار کا چکر گھوم رہا ہے۔ اور آگمن یعنی آواگون ہو رہا ہے ✣

رگوید اشٹک ۸۔ ۱۔ ۱۹۔ ۴۔ ۵۔ اور اسی طرح رگوید اشٹک ۸۔ ۲۱۔ ۲۳۔ ۶ ✣

असुनीते पुनरस्मासु चक्षुः पुनः प्राणमिह नो धेहि भोगम्। ज्योक् पश्येम सूर्यमुच्चरन्तमनुमते मृडया नः स्वस्ति॥

ترجمہ ہے سکھ دایک پرمیشور! آپ کرپا کر کے پُنر جنم میں ہمارے لئے اُتم نیتری آدی اندریاں ستھاپن کیجئے اور اسی طرح اچھے پران یکت شریر دان دیجئے اس جنم میں اور پُنر جنم میں ہم لوگ اُتم اُتم بھوگیہ پدارتھوں کو پراپت ہوں اور سو یہ لوک اور پران اور آپکی مہمان کو گیان یعنی شاستر دوارا اور پریم بھاؤ سے ہمیشہ دیکھتے رہیں ہے سب کا مان دینے ہارے یعنی اندازہ جاننے والے اِس جنم اور جنمانتر میں ہم کو سکھی رکھئے جس سے ہم لوگ کلیان کو پراپت ہوں ✣

رگوید اشٹک ۸۔ ۱۔ ۲۳۔ ۷ ✣

पुनर्नो असुं पृथिवी ददातु पुनर्द्यौर्देवी पुनरन्तरिक्षम्। पुनर्नः सोमस्तन्वं ददातु पुनः पूषा पथ्यां३ या स्वस्ति॥ ऋ० ८ — १ — २२ — ७

ترجمہ ہے سرب شکتی مان آپکی انوگرہ سے پرتھوی پران کو۔ پرکاش چکشو اور انترکش (خلا) کو دیکھتے ہیں وُ پُنر جنم میں سوم یعنی اوشدھیوں کا رس ہم کو اُتم شریر دیتے ہیں انوکول رہے اور ہمارے بل کو پشٹی کرنیوالا ہو۔ ہے پرمیشور کرپا کر کے سب جنموں میں ہمکو سب سکھ نوارن کرنیوالی پتھیہ روپ سوستی یعنی کلیان عنایت کیجئے ✣

یجروید ادھیا ۴۔ منتر ۱۵ ✣

पुनर्मनः पुनरायुर्म आगन् पुनः प्राणः पुनरात्मा म आगन् पुनश्चक्षुः पुनः श्रोत्रं म आगन्। वैश्वानरो अदब्धस्तनूपा अग्निर्नः पातु दुरितादवद्यात्॥ यजु ४ — १५

ترجمہ۔ ہے جگدیشور! آپکی انوگرہ سے وِدیا آدی سرشیٹ گُن یکت من اور آیو مجھ کو اگلے جنم میں پراپت ہوں۔ پُنر جنم میں میرا آتما دوچار سے شُدھ آتما کو پراپت ہو اور اُتم دیکھنے کی طاقت اور سُننے کی طاقتیں حاصل ہوں۔ آپ ہی ہم کو ہمارے کرموں انوسار اپنی

ثبوت تناسخ

پوتر بنیا سے بُرے کرموں سے بچا کر ہم کو ست مارگ میں چلنے کا بل دیجئے۔ جس سے ہم پاپ سے بچکر پرم آنند اور پرم سکھ کو پراپت ہوں +

(اتھرو وید کانڈ ۷-۶-۶۷-۱) +

पुनर्मैत्विन्द्रियं पुनरात्मा
द्रविणं ब्राह्मणंच। पुनरग्नयो धिष्ण्या यथा स्थाम
कल्पन्तामिहैव॥ अथर्व कांड ७ — अ — ६

ترجمہ۔ ہے بھگون! آپکی کرپا سے پُنر جنم میں اندریاں اور من ہم کو پراپت ہوں یعنی پرانوں کو دھارن کرنے ہارا سامرتھ پراپت ہوتا رہے اور ست وِدیا آدی دہن ہم کو حاصل ہوتا رہے۔ اور آپ میں نشٹا ہماری بنی رہے اور ہم لوگ سب جگت کے اُپکارک اگنی ہوتر آدی یوگ کرم کرتے رہیں جہاں جائیں ہم آپ کو ہی پوجیں اور سردا ادور سردھا شدہ رہیں۔ سام وید کے کھنڈ پہلے ادھیا ۶ صفحہ ۵،۷ ۲ سے ۲۶۱ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی میں سایٔن نے بھی پُنر جنم سِدہ کیا ہے +

وید کے پرانے مفسر یاسک منی جی مہاراج نر دکت ادھیا ۱۳ کھنڈ ۱۹ میں یوگ میں اروڑہ ہونیکے سبب اپنی ذات کی بابت بیان کرتے ہیں +

मृतश्चाहं पुनर्जातो जातश्चाहं पुनर्मृतः। नानायो
नि सहस्राणि मयोषितानि यानि वै॥ आहाराविवि
धाभुक्ताः पीतानानाविधास्तनाः। मातरोविविधा
दृष्टाः पितरः सुहृदस्तथाः। अ॰ वा॰ ड॰ निरुक्त अ॰ १३ ख॰ १९

ترجمہ۔ میں نے انیک بار جنم مرن کو پراپت ہو کر ہزاروں گربہ آشے یعنی ارحام کا سیوں کیا ہے انیک پرکار کے بھوجن کئے۔ بہت ماتاؤں کے پستانوں کا دودھ پیا بہت پتا اور رشتہ داروں کو دیکھا میں نے رحم میں نیچے مُنہ اور پانؤ وغیرہ کئی طرح کی تکالیف کو اُٹھا کر بہت ہم ہار گئے پھر اسکے بعد فرماتے ہیں کہ ان مہا دکھوں سے انسان تبھی چھوٹیگا جب پرمیشور میں پورن پریم رکھکر اُسکی آگیا کا ٹھیک ٹھیک پالن کریگا۔ اور تمام ادھرم سے بری اُسکی پوتر ذات کو پہنچے کریگا نہیں تو اس جنم مرن روپ دکھ ساگر سے پار اُتارا کبھی نہیں ہو سکتا +

چرک شاستر میں پُنر جنم کی بابت اسی طرح لکھا ہے +

اب ہم تیسری پر لوک ابھیشا کی تشریح کرتے ہیں۔ اس میں شبہ ہے کہ ہم پھر ہونگے یا نہیں ہونگے (۱) بعض پرتکش وادی یعنی ظاہر بین پُنر جنم کے مخفی یعنی پروکش ہونیسے ناستک ہو جاتے ہیں اور دوسرے آدمی وید پر ایمان لانے سے پُنر جنم میں شانتی پاتے ہیں (۲) بعض آدمی مختلف طرح کی باتیں سننے سے (۳) کوئی کہتے ہیں کہ ماتا پتا ہی جنم کے کارن ہیں (۴) بعض کہتے ہیں کہ خود بخود ہوتا ہے یعنی نیچرل (۵) بعض کہتے ہیں کہ دنیا میں ہر ایک بات پرمیشور کی مرضی سے (۶) بعض کہتے ہیں کہ اتفاقیہ جنم ہو جاتے ہیں +

اب ہم تحقیق کرتے ہیں کہ پُنر جنم ہے یا نہیں +

محقق کو چاہیئے کہ بُدھی کو کام میں لا کر کماینبغی تحقیقات کرے کیونکہ پرتکش تھوڑا اور غایب بہت ہے جیسا کہ وید کے پرمان انومان اور یکتی سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ جن حواس خمسہ کے ذریعہ ہم محسوس کرتے ہیں وہ غیر محسوس ہیں موجودہ چیزوں سے غیر محسوس ہونیکی یہ دلایل ہیں + بہت نزدیکی۔ بہت دور۔ دوسری چیز سے مخفی ہو جانا۔ حواس کے کمزور ہونیسے من کی بیوستھا خراب ہونیسے ہمشکل میں شامل ہو جانیسے دوسرے کے تیج میں آنیسے بہت باریک ہونیسے ان تمام مندرجہ بالا باتوں سے پرتکش۔ پروکش ہو جاتا ہے اسلئے صرف پرتکش ہی کا صحیح ماننا غلط ہے اور ہم یہ بھی کہدیتے ہیں کہ شرتیوں میں کسی قسم کا دوسرا نہیں اگر ماتا پتا جنم کا سبب ہوں تو دو پرکار سے ہو سکتا ہے یا ماتا پتا کی روح کا کلیتاً یا جزواً اولاد میں آجائے اگر تمام روح آجائے تو انہیں فوراً مرجانا چاہیئے اور اگر روح کا جزواً آجانا کہو تو روح لحود جو ہر ہے۔ جو کبھی تقسیم نہیں ہو سکتا اور جو

یہ کہیں کہ ماتا پتا کی بُدھی اور من سنتان میں آجاتے ہیں تو یہ بھی مسلم الثبوت سو کھشم ہیں نیز جنکی یہ رائے ہے وہ اس بات کی بھی تشریح نہیں کر سکتے کہ چھ چار پرکار کی اُپتی کیوں ہوتی ہے +

اس لئے جاننا چاہیئے کہ چھ پرکار کی دہاتوں کی خاصتیں انکے سنیوگ اور وبوگ میں رہتی ہیں اور سنیوگ دیوگ کا کارن کرم ہے چیتن جو اس میں ہے وہ انادی ہونیسے کسی کی نرمت یعنی اندازہ کی ہوئی نہیں ہے اور یہ اگر کوئی دوسری آتما ہے تو یہی ہمارا سدھانت ہے اور اس جسم میں پرمیشور نے بھیجی ہے اور یہاں ہمہ از دست کا بھی کھنڈن ہے کہ جیو برہم سے پیدا نہیں ہوا۔ اگر جیو برہم سے پیدا شدہ نکلا ہوا مان لیا جاوے تو پرماتما بھی پیدا شدہ ماننا پڑیگا اور کرم دہرم بھی سب نشٹ ہو جاوینگے اگر اتفاق کی بات ہو تو نہ ممتحن اور نہ امتحان نہ علت اور نہ معلوم دیوتا نہ رشی نہ سدھ نہ کوئی عمل اور نہ اُسکی جزا و سزا اور نہ کسی کی آتما ان سب میں گڑبڑ ہونی چاہیئے پھر کوئی بیوستھا قایم نہ ہوگی اسیواسطے شاستر کے مطابق ناستکتا سب پاپوں سے بڑا پاپ ہے اسے کھوٹا مذہب ترک کرنا چاہیئے۔ اس پر عقلمند لوگ نہیں چلیں بنا بران ودوان لوگوں کی بدہی کی روشنی میں سب پدارتھوں کو جیسا ہے ویسا ہی دیکھنے یہ جو کچھ دکھائی دیتا ہے دو پرکار کا ہے یعنی ست اور است اور اسکی پریکشا چار پرکار کی ہے وید۔ پرتکش۔ انومان۔ دلیل +

وید کس کو کہتے ہیں رج اور تم سے رہت تپ اور گیان سے پریکشا کیا ہوا تینوں زمانوں میں سدھ اور باہمی نقیض نہ ہو۔ سب سے قدیم اور گو وید ہی سے یکت بیشک و شبہ اور ست بچن ہو +

اب پرتکش کی تعریف کرتے ہیں۔ روح کو من اور اندری اور ارتھ کے سنیوگ سے جو ست بُدھی پیدا ہوتی ہے۔ اُس کو پرتکش کہتے ہیں +

انومان پرتکش پورب ہونیسے تین پرکار کا ہے تین کال کی اپیکشا سے جیسے حمل دیکھنے سے زمانہ ماضی میں جماع کا خیال۔ اور دہواں دیکھنے سے حال میں اگنی کا گیان اور درخت سے پھل دیکھنے میں اگلے زمانہ میں بیج بوکر ویسا ہی پراپت ہونیکی امید اور اسی طرح جل کھیتی بیج اور موسم کے سنیوگ سے سبزی کے پیدا ہونیکا امکان۔ علی ہذا القیاس چھ دہاتو و نکے سنیوگ سے حمل کا ہونا اور مماس اور ممسوس اور مماسہ سے حرارت کا پیدا ہونا اسی طرح سے حکیم مریض اور دوائی اور تیمار دار سے علاج۔ بدہی جن اسباب کثیر کے معلول کو دیکھتی ہے اُس کو تینوں زمانوں میں یکساں سمجھنا چاہیئے۔ دہن۔ دہرم۔ سکھ کی پراپتی کے لئے ہیں پریکشا کے سوا اور کوئی پریکشا نہیں ہے جس سے سب چیزوں کی پریکشا ہو۔ اور آزمودہ چیزیں دو پرکار کی ہیں یعنی ست اور است یا جنم اور مرن یعنی پُنر جنم +

آپت اپدیش وید ہے وید کے سوا اور جو کوئی شاستر کے بچن و بدھ کے انوکول اور پریکشا دکھ سے پرکشت کئے ہوئے اور رشی منیوں کے پسند کئے ہوئے لوک ہتکاری ہیں وہ بھی آپت آگم ہیں آپت آگم سے مفصلہ ذیل پراپت ہوتا ہے کہ دان تپ۔ یگ۔ ست۔ اہنسا۔ برہمچرج۔ دہرم اور موکش کے دینے والے ہیں۔ یہ دہرم اور موکش اُنکو پراپت نہیں ہوتا۔ جنکے دلوں میں حرص اور بکس بھرا ہوا ہے مرتاض لوگوں یعنی ستوگن والوں نے دہرم کے دروازہ پر لکھدیا ہے۔ کہ پُنر جنم ہے قدیم سے قدیم مہارشیوں نے برہم پراپت ہو کر ست اپدیش ہوا اور ایسا ست کہ خوف محبت لالچ دشمنی سے رہت ہے اور نیک کرموں کے جاننے والوں نے معرفت کی آنکھوں سے پرکھشت کر کے یہ اپدیش کیا کہ بیشک و شبہ پُنر جنم پرتکش ہے۔ نیز سنتان اپنے ماتا پتا کے ہمشکل نہیں ہوتی اور ہمشکل بھائیوں کے رنگ۔ آواز۔ سبھاؤ۔ سن بدہی نصیب میں فرق ہوتا ہے ادنیٰ اعلیٰ اور نیچ کُل میں اُپتی خادم و مخدوم ہونا رنج و راحت کی زندگی۔ عمر کا کم و بیش ہونا۔ یہاں پر کرم کئے ہوئے کے پھل کی اپراپتی یا بغیر کئے کرم کے کسی پھل کی پراپتی بغیر سکھلائے کے پیدا ہوتے ہی رونے پستان کو چوسنے ہنسنے اور ڈرنے افعال بالعموم سے نتیجہ بالخصوص کوئی بدہی مان کوئی اجڑ۔ کسی کو اپنی پورب جاتی (پہلے جنم) کا اور اس جنم میں آنیکا سمرن ہوتا ہے۔ اور پرتھوی کے پدارتھوں کے ہمرنگ ہوتے پر بھی الفت اور نفرت۔ ان تمام سے ہم انومان

ثبوت تناسخ

کرتے ہیں کہ اپنے کیئے ہوئے افعال جولازوال اور لاتبدل ہیں اور پورب جنم میں کیئے ہیں اور جنکا نام قسمت یا پراربدہ ہے اور جو اس جیو کو جسم میں ڈالتے ہیں اُسکا یہ پھل ہے اور یہاں کا آگے ہوگا۔ پھل سے بیج اور بیج سے پھل یہ پراپت ہوگیا اور یہ دلیل کہ چھ دہاتوؤں سے گر یہ جنم ہوتا ہے اور جنم کے معنے ہیں روح اور جسم کے سنبوگ کے اور سنبوگ میں کرم ہوتا ہے اسواسطے مگر یہ جنم بغیر فاعل اور وسایل کے ملاپ کے نہیں ہوسکتا یعنی جنم دینے والا پرمیشور اور جنم میں آنیوالا روح اور جس میں جنم دھارن کرے وہ مادہ ہے کریا نے کیئے ہوئے کرم کا پھل ہوتا ہے اور نہ کیئے ہوئے کا نہیں ہوتا اُنکو بغیر بیج کے نہیں ہوسکتا۔ اِس لیئے پھل کرم سدرش ہیں۔ کیونکہ ایک بیج سے اور قسم کا درخت نہیں ہوسکتا۔ یہ دلیل ہے اس واسطے اِن چار پرمانوں سے ثبوت کرکے رشیوں نے دہرم کے دروازہ پر پنر جنم لکھدیا۔ اور اِسی لیئے دہرم کی پراپتی کے لیئے گورو کی خدمت کرنی ودیا پڑھنی۔ برہم چاری ہونا۔ بیاہ کرنا۔ سنتان اُتپتی۔ لواحقین کی پرورش۔ مہمان نوازی۔ دان۔ اوروں کی چیزوں کا خیال بھی نہ کرنا۔ ریاضت۔ حسد جسم۔ من۔ اور بانی سے اچھے کرم کرنے یعنی افعال۔ اقوال۔ خیال شدہ رکھنے جسم من وشے۔ بُدہی۔ جیو پریکشا۔ اور پرانایام۔ سمادہی۔ نیز اور کرم بھی جن کو ودوانو نے نندت نہیں کیا۔ سُکھ دایک اور شریر کو نروگ رکھنے والے ہیں اُن کو بھی کرے۔ ایسا کرتے ہوئے یہاں لیش ملتا ہے اور مرکر سورگ ملتا ہے ✣

سوترا تھان ۱۱۔ ادہیا ✣

نیائے شاستر کے مُصنّف گوتم مہامنی کی رائے ✣

पुनरुत्पत्तिः प्रेत्यभावः॥ न्या० अ १ सू० १४

ترجمہ۔ جو اُتپن ہوتا یعنی کسی جسم کو دھارن کرتا ہے وہ مرن ارتھات ترک قالب کے بعد پنر اُتپن یعنی دوسرے بدن کو بھی اوشیہ (ضرور) پراپت ہوتا ہے اس پرکار کے پھر جنم لینے کو پریت بھاو کہتے ہیں۔ اِس پر منی واتساین جی بھاشیہ یعنی تفسیر کرتے ہیں ✣

उत्पन्नस्य क्वचित् सत्वनिकाये मृत्वाया पुनरुत्पत्तिः स प्रेत्यभावः। उत्पन्नस्य सम्बद्धस्य सम्बद्धस्तु देहेन्द्रिय मनो बुद्धि वेदनाभिः पुनरुत्पत्तिः पुनर्देहादिभिः सम्बन्धः पुनरित्यभ्यासाभिधानम्। यत्र क्वचित् प्राणभृन्निकाये वर्तमानः पूर्वोपात्तान्देहादीन् जहाति तत्प्रैति यत् तत्रान्यत्र वा देहादीनन्यानुपादत्ते तद्भवति प्रेत्यभावो मृत्वा पुनर्जन्म सोऽयं जन्म मरण प्रबन्धाभ्यासोऽनादिरपवर्गान्तः प्रेत्यभावो वेदितव्य इति॥

ترجمہ۔ اُتپن جو سمبندہ ہے اِسکا کسی وقت الگ ہوکر پھر سمبندہ ہونیکو پریت بھاو کہتے ہیں۔ اُتپن سمبندہ کس کا ہے یعنی جیو آتما کا جسم حواس۔ دل۔ اور عقل کیساتھ سمبندہ ٹوٹنے کو پریت کہتے ہیں اور اِسکے پھر سمبندہ ملنے کا نام پریت بھاو کہلاتا ہے سو یہ پریت بھاو انادی جنم سے لیکر موکش تک ہر ایک جیو کے لیئے لازمی ہے ✣

प्रेत्याहाराभ्यासकृतात् स्तन्याभिलाषात्॥ ३-१-२२

ترجمہ۔ جب بچھڑا پیدا ہوتا ہے تب ہی بھوک مٹانیکے واسطے گئو کے پستان پینے لگتا ہے جس سے پہلے جنم کا ابھیاس معلوم ہوتا ہے اِسکا دودہ پینے کی خواہش کرنا گذشتہ جنموں کی عادت سے پرورتی ہے کیونکہ آتما ہر ایک شریر میں جن جن سے اُسکا گذر ہوا ہے ایک ہی تھا اور وہ جن کرموں کو ہر ایک جسم میں یکساں پاتا ہے وہ اُسکی عادت ہوجاتی ہے۔ اور جو فعل ہر ایک جسم میں علیحدہ علیحدہ ہیں وہ اُسکو سیکھنے پڑتے ہیں ✣

आत्मनित्यत्वे प्रेत्यभावसिद्धिः ४।१-१०

ترجمہ۔ آتما کے نت یعنی انادی ہونے اور قایم رہنے والا ہونے سے پرتیہ بھاو یعنی پنر جنم کی سدہی ہوتی ہے کیونکہ یہ آتما جو ہمیشہ رہنے والا ہے جب پہلے شریر کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ شریر مردہ ہوجاتا ہے اور پورب شریر کے ہونیکے بعد وہ دوسرے جسم کو حاصل کرتا ہے اور اسکا یہ شریر کا چھوڑنا اور گرہن کرنا پرتیہ بھاو ہے یا تناسخ کہلاتا ہے وہ آتما کے خلاف ہونیسے ہی ہوسکتا ہے ✣

مہاتما پتنجلی بھی اپنے یوگ شاستر میں فرماتے ہیں ✣

स्वरसवाही विदुषोऽपि तथारूढोऽभिनिवेशः।
योग दर्शन पा० २ सू० ९

ترجمہ۔ تمام جانداروں کی یہ خواہش ہمیشہ دیکھنے میں آتی ہے کہ میں سدا سکھی بنا رہوں مروں نہیں۔ یہ تمنا کوئی بھی نہیں کرتا کہ میں نہ ہوؤں۔ ایسی اچھیا پورب جنم کے ابھاؤ سے کبھی نہیں ہوسکتی یہ ابھی نویش کلیش کہلاتا ہے جو کہ چیونٹی تک کو مرن کا خوف برابر ہوتا ہے یہ بیوہار (طریقہ) پورب جنم کی سدہی کو جتاتا ہے ✣

اس پر پراشر رسی کے فرزند مہاتما بیاس جی تفسیر کرتے ہیں ✣

सर्वस्य प्राणिन इयमात्माशीर्नित्या भवति मा न भूवम्भूयासमिति न चाननुभूतमरणधर्मकस्यैषा भवत्यात्माशीः एतया च पूर्वजन्मानुभवः प्रतीयते सचायमभिनिवेशः क्लेशः स्वरसवाही कृमेरपि जातमात्रस्य प्रत्यक्षानुमानागमैरसंभावितो मरणत्रास उच्छेददृष्ट्यात्मकः पूर्वजन्मानुभूतं मरणदुःखमनुमापयति। यथा चायमत्यन्तमूढेषु दृश्यते क्लेशस्तथा विदुषोऽपि

ترجمہ۔ سب پرانیوں کو اسکا انبھو ہوتا ہے کہ یہ آتما انباشی ہے پورب جنم کی موت کا دُکھ خیال کرنے سے جیو آتما موت سے ڈرتا ہے یہ جو پرتیت ہوتا ہے اسی کا نام ابھی نویش ہے چھوٹے سے چھوٹے کیڑے یا ہر ایک جنم دھاری کو پرتکش انومان اور شاستراں سے بتلائی جو موت ہے اُسکا ڈر دیکھنے سے آتما کا پورب جنم میں بھوگا ہوا موت کا دُکھ اور یہ کلیش نہایت بیوقوف اور اعلیٰ درجہ کے عقلمند میں برابر پایا جاتا ہے اسواسطے دانا اور بیوقوف کو ہونیوالا موت کا دُکھ اور خوف پورب باشا کو جتلاتا ہے

क्लेशमूलः कर्माशयो दृष्टादृष्टजन्मवेदनीयः॥
योग पा० २ सू० १२

ترجمہ۔ معہ تفسیر۔ دہان پن۔ پاپ روپ کرموں کا ذخیرہ کام۔ لوبھ۔ موہ۔ کرودہ سے اُتپن ہوا۔ موجودہ یا گزشتہ جنم سے جاننا چاہیئے زبردست کرم کے پھل یعنی جو آہین تپ سمادہی وغیرہ کرنے سے ایشور کی اُپاسنا۔ دیوتا اور مہرشی آدک مہان انوبھاؤں کی سنگ سے اُتپن ہوا ہوں اُن کرم کے پھل کو پیدا کرتا ہے اور گناہ کبیرہ یعنی ڈرے ہوئے کنجوس وشواس گھاتی یا تپسوی مہا انوبھاوں کے نقصان کرنے سے اُس سے پاپ کرموں کا پھل اُتپن ہوتا ہے جیسے نندیشر کِما رنش پن سے دیوتا ہوگیا اسلئے وہاں نرک میں جانیوالوں کا اور دُکھوں سے رہت ان جیووں کا کرم آشی پوربلی جنم سے جاننا ✣

सति मूले तद्विपाको जात्यायुर्भोगाः॥ योग अ० २ सू० १३
ते ह्लादपरितापफलाः पुण्यापुण्यहेतुत्वात्॥ यो० १४

ترجمہ معہ تفسیر مول کے ہونے سے اُسکا دپاک یعنی پھل ہوتا ہے سنسار میں جاتی یعنی نوعیت۔ آیو یعنی عمر۔ بھوگ یعنی اُن سُکھ دُکھوں کا بھوگنا جنکا یہاں کوئی کارن پایا جاوے اِن پھلوں کے دیکھنے سے اُنکی اصل یعنی کرموں کا انومان ہوتا ہے اور کرم شریر دھارن کرنا

...नुभवादि एवा सर्वति ।।

سے ہوتے ہیں۔ اِس سے پورلے شریر کا انومان ہوتا ہے +

وہ پورب کرم (اہلاد) یعنی خوشی اور پرتیاپ یعنی غم کے پھل کے دینے والے ہوتے ہیں کیونکہ وہ پن اور پاپ دو کارنوں سے اُتپن ہوتے ہیں یعنی وہ جنم آیو اور بھوگ پن کرموں کے پھل سے سُکھ دینے والی اور پاپ کرموں کے پھل سے دُکھ دینے والی ہوتی ہیں جیسے دُکھ کے مخالف وشے سکھ کیونکہ وقت بھی وہ وان ہوگی اسکو آتما کی پرتی کول (مخالف) دکھ ہی مانتے ہیں

اُپنشدوں کے مصنفوں کی رائیں +

شوتیا شراُپ نشد +

वाला ग्रशतभागस्य शतधा क
ल्पितस्य च। भागो जीवः सविज्ञेयः सचानन्त्याय
कल्पते॥ अ॰ ५ श॰ ९ नैव स्त्री न पुमानेष नचैवा
ऽयं नपुंसकः। यद्यच्छरीरमादत्ते तेन स युज्यते
॥१०

ترجمہ۔ سر کے بال کا سواں حصہ کریں اور پھر اُس سویں حصہ کا سواں حصہ کریں یہ جیو کا اندازہ ہے ایسے جیو اننت ہیں۔ جیو نہ عورت ہے نہ مرد ہے اور نہ مخنث ہے اپنے کرموں سے جیسے جیسے اجسام کو پراپت ہوتا ہے ویسا ہی معلوم ہوتا ہے +

کٹھ اُپنشد میں ہے ادھیا اول حصہ دوم +

न जायते म्रियते वा विपश्चिन्नायं भविता वा न भूयः
अजो नित्यः शाश्वतोऽयम्पुराणो न हन्यते हन्यमाने शरीरे ॥१९॥

ترجمہ۔ جیو نہ پیدا ہوتا ہے نہ مرتا ہے اور نہ وہ کسی چیز سے پیدا ہوا ہے وہ جنم رہت اور ہمیشہ ہی اور ہمیشہ تک رہیگا۔ کیونکہ وہ شریر کے ٹکڑے ہونے سے ٹکڑے نہیں ہوتا

منوجی۔ پنر جنم کے بارہ میں ایسا کہتے ہیں +

(۱) یہ جیو جس اچھے یا برے کام کو من سے کرتا ہے اُسکے پھل کو اُسی طرح من سے بھوگتا ہے زبان سے کئے ہوئے کا پھل زبان سے اور شریر سے کئے ہوئے کا پھل شریر سے

(۲) جو آدمی چوری زنا نیک لوگوں کا قتل وغیرہ بُرے کرم کرتا ہے وہ ستھاور یعنی جڑھ بُدھی ہو جاتا ہے بانی سے کئے کاموں کے بدلے پرندوں اور ہرن وغیرہ میں اور من سے کئے فعلوں کا پھل چنڈال وغیرہ میں جنم دھارن کر کے بھوگتا ہے +

(۳) جو گن ان جیوں کے جسم میں زیادہ برتتا ہے وہ گن جیو کو اپنے جیسا کر دیتا ہے

(۴) اِس کا فیصلہ اِس طرح کرنا چاہیئے کہ جب آتما میں پرسنتا اور شانتی معلوم ہو تب ستوگن پردہان اور رجو اور تموگن اپردھان ہے +

(۵) سب آتما اور من دکھی رنجیدہ اور وشیوں میں اِدھر اُدھر ڈولتا ہے تب سمجھنا کہ رجوگن پردہان اور تمو و ستو اپردہان ہے +

(۶) جب دنیاوی وشیا میں آتما پھنسا ہوا ہو اور کچھ بھلائی اور برائی کا بچار نہ ہو حق و باطل کی تمیز نہ کرے تب بالیقین سمجھنا کہ تموگن پردہان رجو اور ستوگن اپردھان ہے +

(۷) اب تینوں گنوں کا اعلیٰ اوسط اور ادنیٰ نتیجہ لکھتے ہیں +

(۸) جو ویدوں کا ابھیاس دھرم کی طرف توجہ گیان کی ترقی پاکیزگی خواہش حواس کا روکنا دھرم کریا اور آتما کا چنتن کرنا ہے یہ ستوگن کا لکشن ہے +

(۹) جب رجوگن کا ظہور اور ستو اور تموگن بالقوہ ہوتے ہیں تب آغاز میں ہیچ کا تیاگنا چھوٹے کرموں میں مصروف ہونا اور دل سے بیچار کی سیوا میں پرتیی ہوتی ہے تب سمجھنا کہ رجوگن زور سے ورت رہا ہے +

(۱۰) جب تموگن کا بالفعل اور باقی دونوں مخفی ہوتے ہیں تب نہایت لالچ یعنی سب پاپوں کا مول بڑھتا اور نہایت سستی اور سونا اور استقلال کا نہ ہونا کرور تا کا ہونا ناستک پن

یعنی وید اور ایشور میں شردہا کا نہ رہنا دل کا ایک طرف نہ لگنا اور خاص خاص کاریوں میں مبتلا ہونا تب تموگن کا ظہور جاننا۔ بعضی جب بُرے کاموں کر نیسے شرم خوف اور احتراز پیدا نہ ہو تب سمجھنا کہ تموگن کا مجھ پر پُرزور غلبہ ہے +

اب بتلاتے ہیں کہ کس کس گن سے کون کون گتی (حالت) کو پراپت ہوتا ہے +

نمبر ۱۔ جو منش ساتوک ہیں وہ دیوتا جو رجوگن والے ہوتے ہیں وہ منش اور جو تموگن والے ہوتے ہیں وہ نیچ گتی کو پراپت ہوتے ہیں +

نمبر ۲۔ جو نہایت تموگن والے ہوتے ہیں وہ درختوں کے متعلق جاندار کیڑوں اور دیگر کیڑوں اور چیونٹیوں اور مچھلیوں سانپ۔ کچھوا مرگ کے جنم کو پراپت ہوتے ہیں +

نمبر ۳۔ جو متوسط تموگن والے ہوتے ہیں۔ وہ ہاتھی گھوڑا۔ گرگ۔ شیر۔ مور۔ اور جنگلی جنم میں جاتے ہیں +

نمبر ۴۔ جو اعلیٰ تموگن والے ہیں وہ خوبصورت پرندر اکھشس ہنسک پشاچ۔ چارن اور ٹھگ ہوتے ہیں +

نمبر ۵۔ جو نہایت رجوگن والے ہیں وہ کانیں کھودنیوالے ملاح۔ نٹ اور ہتھیار بنانیوالے قاصد وکیل اور بہادروں کا جنم پاتے ہیں +

نمبر ۶۔ راجہ کھتری اور راجہ کا پروہت جھگڑا اور مباحثہ کرنیوالے پولٹیکل چالوں میں ہوشیار یہ متوسط رجوگن والے ہیں +

نمبر ۷۔ گندھرب۔ گانیوالے باجہ بجانیوالے عالموں کی خدمت کرنیوالے وغیرہ یہ اعلیٰ رجوگن والے ہیں +

نمبر ۸۔ تپسوی۔ جتی۔ سنیاسی۔ وید پاٹھی۔ اور بمانوں کے موجد اور بنانیوالے جوتشی اور جسمانی حکیم یہ ادنیٰ ستوگن کے کرموں کا پھل ہے +

نمبر ۹۔ یگیہ کرتا ویدوں کے ارتھوں کے جاننے والا ودوان ویدوں اور دیگر عمدہ علوم کے ماسٹر کال ودیا کے جاننے والے رکھشک گیانی اور کام سدھ کرنیکے لائق ادھیاپک یہ متوسط ستوگن کی نشانی ہے +

نمبر ۱۰۔ سب بیدوں کے جاننے والے برہما سب علوم کے فاضل اور مختلف فنون کے موجد اور مختلف کلا کوشل بنانیوالے دھارمک سرواُتم بدھی یُکت اور مہا تما رشی اُتم ستوگن والے ہیں +

چانک۔ رشی فرماتے ہیں +

(۶/۱۲) جیسے پھول میں بُو۔ کنجد میں تیل۔ لکڑی میں آگ۔ دودھ میں گھی۔ گنے میں مصری۔ ایسے ہی سوکھشم طور پر جسم میں روح رہتی ہے +

(۵/۱۳) منش جنم مرن کے بندھن میں آتا ہے۔ شبھ اُشبھ کرموں کا پھل بھوگتا ہے۔ نرک (دُکھ) میں پڑتا ہے اور موکھش پاتا ہے +

(۶/۹) آتما (جیو) آپ ہی کرم کرتا ہے آپ ہی اسکا پھل بھوگتا ہے خود ہی دنیا میں پھرتا ہے اور وہی کرموں کے اُتم پھل سے جگت سے مکت ہو جاتا ہے۔ یعنی یہ سب باتیں جیو پر ہی موثر ہوتی ہیں +

(۱/۴) آیو کرم۔ دھن۔ ودیا۔ نردھن۔ یہ پانچ گربھ میں ہی مقرر ہو جاتی ہیں +

(۱۴/۱۹) دان ودیا تپ کا بہت جنموں میں ابھیاس کرنے سے آدمی پورا دانی پورن ودوان اور پورن تپی ہوتا ہے +

سنسکرت نمے اور اتہاس کے گرنتھوں سے تناسخ کی بابت تحقیقات مہابھارت کے چودھویں پرب کے ادھیا ۱۶ میں لکھا ہے +

पुनः पुनश्च मरणं ज-
न्म चैव पुनः पुनः। आहारा विविधा भुक्ताः पीता ना
ना विधाः स्तनाः॥ ३२॥ मातरो विविधा दृष्टाः

पितरश्च यथा विधाः । सुखानि च विचित्राणि दुःखानि च मयानघ ॥ ३३ ॥

ترجمہ بار بار مرنا اور بار بار جنم لینا اور بہت قسم کے آہار کھانا اور بہت ماؤں کے پستانوں سے دودھ پینا۔ بہت قسم کی ماتاؤں کو دیکھنا اور جدا جدا باپ کا سمبندھ ہونا وچتر سکھوں کا بھوگنا اور اسی طرح دکھوں کا بھی یہ سب کرموں کا پھل ہے۔

कर्मणैव समुत्पत्तिः सर्वेषां नात्र संशयः । अनादिनिधना जीवाः कर्मबीजसमुद्भवाः ॥

स्कंध ४ अध्या ४२ ॥

ترجمہ کرموں کر کے تمام جیوؤں کی اُتپتی ہوتی ہیں۔ بیج روپی کرم ازلی و ابدی جیو کو شریر میں لاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

नानायोनिषु जायंते म्रियंते च पुनः पुनः । कर्मणा सहितो देहसंयोगो न कदाचन ॥ ५ ॥

ترجمہ۔ مختلف جونیوں یعنے قالبوں میں پیدا ہوتے اور مرتے ہیں۔ کرموں کے بغیر جیو کسی شریر میں نہیں جاتا۔

शुभाशुभैस्तथा मिश्रैः कर्मभिर्वेष्टितं त्विदम् । त्रिविधानि हि नान्यानि बुधास्तत्त्वविदश्च ये ॥ ६ ॥

ترجمہ۔ اچھے اور برے اور ملے ہوئے اعمالوں سے یہ تمام تین طرح کے انڈج۔ جیرج سویدج کے ستوگن رجوگن تموگن کر کے یکت شریر دھاری ہوتے ہیں۔ ایسا ہی مہاتماؤں کا اعتقاد ہے۔

संचितानि भविष्याणि प्रारब्धानि तथा पुनः । वर्तमानानि देहेऽस्मिंस्त्रैविध्यं कर्मणां किल ॥ ७ ॥

ترجمہ۔ جو گزشتہ جنموں میں اعمال کئے ہیں جن کا نام سنچت و پراربدھ ہے اور جو آگے کرینگے۔ اور جو اب کر رہے ہیں تین طرح پر کرموں کی تقسیم یا حساب ہے۔

ब्रह्मादीनां च सर्वेषां तद्वशत्वं नराधिप । सुखदुःखजरामृत्युः हर्षशोकादयस्तथा ॥ ८ ॥

ترجمہ۔ برہما سے آدے لیکر تمام جیو اے راجہ کرموں کے بس میں ہیں اور کرموں ہی کے سبب سے سکھ دکھ۔ جرا۔ مرتیو۔ ہرش یعنے شادی اور غمی کو پراپت ہوتے ہیں۔

कामक्रोधौ च लोभश्च सर्वे देहगता गुणाः । देवादीनां च सर्वेषां प्रभवंति नराधिप ॥ ९ ॥

ترجمہ۔ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ جو دیہ کے انترگت گن ہیں کرموں کے مطابق ایشور کے حکم سے اے راجا سب کو ملتے ہیں۔

रागद्वेषादयो भावाः स्वर्गेऽपि भवंति हि । देवानां मानवानां च तिरश्चां च तथा पुनः ॥ १० ॥

ترجمہ۔ راگ دویش وغیرہ کا ظہور بہت سکھوں کے وقت میں بھی ہوتا ہے بڑے بڑے ودوان اور معمولی انسان اور اُن کے علاوہ اور شریر دھاریوں میں بھی۔

कपाली च तथा रुद्रः कर्मणैव न संशयः । अनादिनिधनं चैतत्कारणं कर्मसंभवे ॥ १३ ॥

ترجمہ۔ بلاشک کپالی۔ یا مہادیو وغیرہ بدوہان بھی کرموں سے جیوؤں کو ملے ہیں۔ یہ سب ازلی و ابدی زمانہ سے کرموں انوسار گتی چلی آتی ہے۔

तेनेह शाश्वतं सर्वं जगत्स्थावरजंगमम् । नित्यानित्यविचारेऽत्र निमग्ना मुनयः सदा ॥ १४ ॥

ترجمہ۔ اس سلسلہ پر جگت دو پرکار کا یعنے متحرک و غیر متحرک یا جیڑھ وچیتن پرواہ سے انادی ہے۔ منی لوگ اِن نت یعنے جیو اور برہم اور انت یعنے سنسار کے بچار میں لگے رہتے ہیں۔

नजानंति किमेतद्वै नित्यं वाऽनित्यमेव च । मोयांच विमानायां जगन्नित्यं प्रतीयते ॥ १५ ॥

ترجمہ۔ آدمی کو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جگت ہمیشہ رہیگا۔ پس اس کی بحث سے کنارہ کر کے نت اور انت کو جاننا چاہئے۔ یعنے پرکرتی کو نتیہ اور جگت کو انتیہ ماننا چاہئے۔

कृतकर्मविपाकेन प्राप्नुवंति सुखासुखे । अवश्यमेव भोक्तव्यं कृतं कर्म शुभाशुभम् ॥ ३४ ॥

ترجمہ۔ جیو کرم کے وپاک سے ہی سکھ اور دکھ کو پاتا ہے اور ضرور پاتا ہے۔ اُن کرموں کا پھل جو شبہ یا اشبہ ہوں۔

तपसा दानयज्ञैश्च मानवश्चेंद्रतां व्रजेत् । क्षीणे पुण्येऽथ शक्रोऽपि पतत्येव न संशयः ॥ ३५ ॥

ترجمہ۔ تپ۔ دان۔ اور یگیہ سے انسان راجا وغیرہ یا شہنشاہ وغیرہ درجہ کو پا سکتا ہے اور اسی طرح بڑے بڑے راجہ بھی پُن کے ناش ہونے سے پتت ہو جاتے ہیں۔

پچھلے جنم کی یاد۔ سنہ ۱۹۳۳ء میں گرام کندھا میں موہن لال ٹھاکر بندوق سے مارا گیا۔ اور اسی سال موضع غریب پورہ میں جو کندھا سے ۲ کوس ہے کانشی رام کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا جب وہ تین برس کا ہوا۔ ایک دن بندوق کی آواز سنکر رونے لگا۔ اور بہت ڈر گیا بعد الاستفسار کہا کہ میں تو موہن کندھا والا ہوں۔ مجھ کو ہر بلبہ نے مارا تھا۔ جب یہ بات حاکم ضلع تک پہنچی تب اُس کے اظہار لئے گئے اُس نے ہر بلبہ کو پہچان لیا۔ اور جب فروری سنہ ۱۸۸۱ء میں مقدمہ گوالیار میں آیا تو وہاں بھی وہی لکھوایا۔ اور موہن کے بھائی کو دیکھکر کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور کہا کہ میں سب کچھ پہچانتا ہوں۔ اب مقدمہ کی تحقیقات ہو رہی ہے۔

(آریہ درپن اپریل سنہ ۱۸۸۱ء جلد ۴ نمبر ۲۰)

آواگون کا ایک عجیب نظارہ۔ فلاسفیکل انکوئریز میں جس کی ہر ایک کاپی میں مذہب علم۔ تصوف اور عقلی باتوں پر بہت سے آرٹیکل درج ہوتے ہیں۔ ایک عجیب واقعہ جو پہلے پہل سینٹ پیٹرزبرگ ویکلی میڈیکل جنرل میں شائع ہوا تھا درج ہے اورن برگ یورپی روس کا ایک شہر ہے جو کہ حد ایشیا کے نزدیک کوہ یورال پر واقع ہے۔ قریبًا ایک سال کا عرصہ گذرا ہے کہ ابراہیم چارہ کو ایک دولت مند یہودی اُس شہر کا باشندہ بمرض بخار سخت بیمار تھا۔ ۲۲۔ ستمبر آدھی رات کو اُسے ایک وحشت ناک خیال معلوم ہوا۔ اُس آدمی کو سخت تکلیف ہوئی اور وہ اُس وقت بڑی جدوجہد کرتا تھا اور اُس کے حکیموں نے اُس کی حالت کو نزع رواں سے منسوب کیا چند یہودی بلائے گئے۔ دعائیں کی گئیں۔ بتیاں جلائی گئیں اور دیکھو وہ مریض جو پہلے قریب المرگ معلوم ہوتا تھا اب اچھی طرح سے سانس لینے لگا۔ اور اُس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور تعجب سے ادھر اودھر دیکھنے لگا۔ پھر وہ آدمی جلدی سو گیا۔ اِس پر ڈاکٹر نے کہا کہ اِس کا سونا صحت کے واسطے اچھا ہے۔ صبح کے وقت جاگا۔ اپنے بال بچوں کو ارد گرد دیکھا۔ جو کہ کچھ افسوس اور کچھ خوشی میں اُس کے

جاگنے کی انتظاری کر رہے تھے۔ اُس کی عورت نے نہایت خوشی سے بڑھکر اُسے گلے لگانا چاہا لیکن اُس شخص نے اشاروں سے اُسے ہٹا دیا۔ اور ایک ایسی زبان میں چند چیزیں طلب کیں جس کو وہاں کسی نے نہ سمجھا۔ یہاں یہ بات بیان کر دینی چاہئے کہ ابراہیم چار کو سیاہ رنگ لمبا اور کوزپشت اور لمبی اور سیاہ ڈاڑھی اور سیاہ آنکھیں اور لمبی ناک رکھتا تھا۔ اور اپنی بیماری کے پیشتر وہ سوائے عبرانی کے اور تھوڑی سی روسی زبان کے کچھ نہ جانتا تھا جو کہ ان کم خواندہ یہودیوں کی زبان ہے۔ اب وہ آدمی ایسی زبان میں بولنے لگا جس کو اُس کے گرد و نواح کا کوئی آدمی نہ سمجھ سکا۔ ڈاکٹر بھی جو بلایا گیا تھا وہ اُس زبان کو نہ سمجھ سکا۔ جب کبھی اُس کی عورت اور بچے اُس کے پاس آنے کی کوشش کرتے وہ حقارت سے اُنہیں دھکیل دیتا۔ ڈاکٹر نے یہ رائے دی کہ بباعث بخار کے سخت ہونے کے یہ آدمی پاگل ہو گیا ہے خاندان کی ناامیدی بہت دنوں تک رہی۔ اسی اثنا میں اُس کی عورت نے اپنے ماں باپ کو بلوایا لیکن اُن کے آنے پر ابراہیم نے اُن کو نہ پہچانا اور نہ اُن کی زبان کو سمجھا۔ اور وہ اس بات پر غصہ بھی ہوتا تھا کہ میری زبان کو کوئی کیوں نہیں سمجھتا۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ بستر سے اُٹھا اور اُس کی عورت نے اُسے پہننے کے لئے وہ کپڑے دئے جو وہ بیماری سے پہلے پہنا کرتا تھا۔ جو کہ روسیوں کی معمولی عادت تھی وہ اُن کو دیکھ کر اور اچھی طرح پڑتال کرنے کے بعد بہت ہنسا اور باہر دوڑنا چاہتا تھا لیکن لوگ جلدی سے دروازہ بند کر دیتے تھے تاکہ اُسے سردی نہ لگ جائے وہ کمرے میں چلتا لیکن قدم بڑا آہستہ آہستہ سوچتا ہؤا رکھتا تھا۔ ایک آئینہ کے پاس پہنچکر اُس نے اپنی شکل دیکھی اور وہاں ٹھہر گیا اور بڑا حیران ہؤا اپنی بڑی ناک اور لمبی ڈاڑھی کو چھوتا تھا اور یکایک ہنس پڑتا تھا اور اچانک ایک گہری سوچ میں پڑ جاتا تھا لوگ اس بات سے نہایت سخت تعجب کرتے تھے اُس کی عورت اور والدین جنہوں نے یہ عجیب واقعہ دیکھا تھا ایک دوسرے پر تعجب سے دیکھتے تھے اور وہ خیال کرتے تھے کہ اب یہ آدمی ابراہیم چار کو نہیں ہے۔ بلکہ ایک اجنبی شخص ہے۔ لیکن ابراہیم کے ماتھے پر دو کالی لکیریں تھیں۔ جن کے ساتھ وہ پیدا ہؤا تھا۔ یہانتک کہ ڈاکٹر جو کہ دو ماہ تک اُس کا معالجہ کرتا رہا۔ اس خیال پر ہنس پڑتا تھا۔ ابراہیم چار کو اکثر دریچہ سے دیکھتا تھا اور اردگرد کے لوگوں پر بڑا تعجب کرتا تھا ایک دن اُس نے باہر بھاگ جانے کی بڑی کوشش کی اُس کے خاندان نے گورنمنٹ ڈاکٹر اور دیگر ڈاکٹروں کو بلانے کی صلاح کی جنہوں نے بڑے امتحان کے بعد بیان کیا کہ یہ صحیح شخص ہے اگرچہ اونہوں نے وہ زبان نہ سمجھی جس میں وہ بولتا تھا۔ لیکن وہ ڈاکٹر وغیرہ اس کو ایک باقاعدہ زبان جانتے تھے اُنھوں نے یہ خیال کر کے کہ یہ شخص ہم کو لکھنے میں سمجھا دیگا۔ ابراہیم نے کاغذ کے ٹکڑے پر چند سطور لکھے جنکو ڈاکٹر نے پڑھا لیکن اُن کے معنے نہ سمجھے خط صاف عمدہ تھا بحروف لیٹن لیکن زبان ناقابل فہم تھی اور کوئی بیان نہیں کر سکتا تھا۔ کہ کس طرح ابراہیم نے ان لاٹن حروف کو سیکھا۔ اسی طریقہ پر کچھ مدت گذر گئی حتےٰ کہ وہ ابراہیم کو سینٹ پیٹرزبرگ کی میڈیکل یونیورسٹی میں لے جانے کے لئے متفق ہوئے تاکہ وہاں کے لائق ڈاکٹر کی رائے معلوم کریں جونہیں کہ پروفیسر آرلو نے ابراہیم کی زبان کو سُنا اُس نے پہچان لیا کہ یہ انگریزی ہے ابراہیم نے بہت خوشی ظاہر کی کہ اس ڈاکٹر نے میری زبان سمجھ لی اور کچھ گفتگو کے بعد پروفیسر آرلو نے کہا کہ ابراہیم ایک بڑا ذہین انگلش مین ہے۔ لیکن اُس کی عورت نے کہا کہ ہائے خدا کس طرح میرا خاوند انگریز ہو گیا۔ اور کس طرح اُس نے اپنی زبان بھلا دی۔ ابراہیم کی زندگی کی کہانی کو پروفیسر نے نہایت تعجب سے سُنا۔ اور یقین نہ کیا کہ وہ ایک عام اَن پڑھ روسی یہودی ہے۔ اُس نے ابراہیم سے انگریزی میں پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اُس نے مفصلہ ذیل جواب دیا

”میں برٹش کولمبیا سے جو شمالی امریکہ میں ہے آیا ہوں اور میرا اصلی وطن نیو وسٹ منسٹر ہے میری ایک عورت اور ایک لڑکا زندہ ہے۔ لیکن یہ بھید خدا جانتا ہے کہ میں کس طرح اس عورت کے پاس آگیا۔ پروفیسر نے فوراً یقین کو دھوکا باز بیان کیا اور یہ کہا کہ تم یہ آدمی دغا سے لائے ہو اُس نے گورنمنٹ کو اس امر کے دریافت کرنے کے لئے توجہ دلائی اور ابراہیم کے خاندان کا ڈاکٹر اور اُس کے پڑوسی ہمسائے وغیرہ لوگوں سے سرکاری طور پر دریافت کیا گیا اور یہ دریافت ہفتوں تک جاری رہی لیکن اُس امتحان سے کچھ معلوم نہ ہؤا اور وہ معاملہ اُسی طرح مخفی کا مخفی رہا۔ ڈاکٹروں نے بیان کیا کہ یہ ایک سائی کالوجیکل حیرت ہے اور انسانی روح کا الہام ہے جو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ابراہیم نے کہا کہ اگرچہ میرا نام ابراہیم ہے۔ مگر میرا نام ابراہیم چار کو نہیں بلکہ ابراہیم درہم ہے اور میری یہی خواہش ہے کہ میں خاندان کو جاؤں صبح جب اُس کی عورت اُٹھی تو اُس نے اُس کی جگہ کو خالی پایا وہ غائب ہو گیا تھا۔ مگر یہ عجیب واقعہ آخرکار شاہ روس کے کانوں تک پہنچا جس نے اچھی طرح اُس کے دریافت کا حکم دیا۔ لیکن یہ سب بے فائدہ تھا وہ آدمی کسی طرح نہ مل سکا اور آخرکار یہ یقین کیا گیا کہ چونکہ وہ آدمی پاگل تھا۔ بنا بر آں بحالت پاگل پن دریائے نیوا میں ڈوب مرا*

۱۸۷۵ء کے موسم بہار میں سینٹ پیٹرزبرگ کے پروفیسر آرلو نے اپنی گورنمنٹ کے حکم پر فلاڈلفیا کا ملاحظہ کیا ایک دن جبکہ وہ اخبار پڑھ رہا تھا تو اس ایک مفصلہ ذیل واقعہ نے اُس کی توجہ کھینچی ”نیو وسٹ منسٹر میں ایک ایسا واقعہ ہؤا ہے جس نے برٹش کولمبیا کی تمام حدود میں ہلچل ڈالدی ہے۔ ۲۲ ستمبر ۱۸۷۴ء کے دن اُس شہر کا سمور کا تاجر سخت بخار کے سبب قریب المرگ حالت میں تھا اور کسی شخص کو اُس کے بچنے کی امید نہ تھی حتےٰ کہ ڈاکٹر کو بھی نہ تھی تاہم مریض بچ گیا اور اچھی طرح صحت یاب ہو گیا۔ لیکن یہ معاملہ حیرت انگیز ہے کہ مریض نے جو کہ ایک ذہین انگریز تھا۔ اپنی مادری زبان بھلا دی اور ایسی زبان بولتا تھا کہ جس کو کوئی شخص نہ سمجھ سکتا تھا۔ آخرکار اُس شہر کے ایک آدمی نے کہا کہ یہ ایک یہودیوں کی گنواری زبان ہے وہ مریض جو بیماری سے پیشتر ایک مضبوط آدمی تھا۔ اب بہت پتلا اور کبڑا ہو گیا ہے اور ساتھ ہی اپنی عورت اور بچہ کو شناخت سے انکار کرتا ہے۔ لیکن یہ ضد کرتا ہے کہ میری ایک عورت اور چند لڑکے کسی اور جگہ ہیں۔ اُس آدمی کو پاگل خیال کیا جاتا ہے۔ پھر اتفاقاً عرصہ کے بعد ایک یورپی مسافر آیا جس کا چہرہ ٹھیک عبرانیوں کی طرح معلوم ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ اس سمور بیچنے والی عورت کا خاوند میں ہوں وہ اُس عورت سے اُس زبان میں بولتا تھا جس میں کہ اُس کا خاوند اُس سے بولا کرتا تھا لیکن اُس مرد کے والدین جو کہ اُسی شہر میں رہتے ہیں اُسے نہیں پہچانتے لیکن وہ بار بار یہی ذکر کرتا ہے کہ میں اِس عورت کا خاوند اور انہیں والدین کا بیٹا ہوں وہ بیچاری عورت ایک سخت خطرہ میں ہے کہ میں کیا کروں وہ بار بار یہی پوچھتی ہے کہ یہ کون ہے اور یہ کس طرح میرا خاوند ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے جبکہ وہ اُسے بولتا سنتی ہے۔ لیکن اُس کی شکل نہیں دیکھتی ہے کہ یہ یہودی چہرہ والا میرا خاوند نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ آدمی باوجود اِس کے برابر دعویدار ہے۔ اور وہ اُس کی پوشیدہ باتیں کہتا ہے۔ جو صرف خاوند اور عورت کو معلوم ہوتی ہیں“

پروفیسر آرلو نے تمام اگلے واقعہ کو یاد کیا اور اِس سائی کالوجیکل تقصیری کو حل کرنے کے لئے اُس نے نیو وسٹ منسٹر میں جانیکا ارادہ کیا۔ وہ بڑا حیران ہؤا جبکہ اوس نے وہاں جا کر در حقیقت وہی سیاہ رنگ کا ابراہیم پایا جس کو اُس نے چھ ماہ گذرے کہ سینٹ پیٹرزبرگ میں دیکھا تھا۔ اُس نے اُس سمور کے تاجر سے روسی زبان میں پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے اُس نے جواب دیا کہ میں اصلی برگ سے آیا ہوں۔ اور جبکہ اُس نے اُس کی عورت کا نام لیا جس نے اُسے اپنا خاوند کہا تھا جو کہ اُس وقت سینٹ پیٹرزبرگ میں تھی۔ جب اُس نے اُس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ یہ لوگ میرا نام ابراہیم درہم کہتے ہیں لیکن اصلی میرا نام ابراہیم چار کو ہے۔

پروفیسر آرلو اِس عجیب خیال سے حیران ہو گیا اُس نے دلیل کی اور سوچا کہ جسم تو نہیں بدلے کیونکہ ایک تو چھوٹا اور مضبوط ہے اور دوسرا پتلا لمبا اور کالے رنگ کا ہے اور پھر نیو وسٹ منسٹر اوجین برگ سے دو ہزار میل کے فاصلہ پر ہے۔ اُس نے کہا کہ ضرور تناسخ ہوا۔ روحیں بدل گئیں یعنے (مے ٹمپ سائی کاس) واقعہ ہوا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ۲۲- ستمبر ۱۸۸۷ء کو آدھی رات کے وقت دونوں زندگی اور موت کے درمیان تھے ایک آدمی کا روح ضرور دوسرے آدمی کے جسم میں پرواز کر گیا۔ اور اسی طرح ایک پورا تناسخ واقعہ ہوا۔ اور یہ دونوں شہر ایک دوسرے کے ٹھیک مقابل ہیں۔ اگر ایک میخ زمین میں ٹھوکی جاوے تو وہ ٹھیک وسٹ منسٹر میں نکلے گی اور دونوں شہروں کے درمیان ٹھیک ہی ۱۲ بجے کا وقت ہے۔ اور جبکہ اورن برگ میں آدھی رات کے ۱۲ بجے ہیں تو نیو وسٹ منسٹر میں دن کے ۱۲ بجتے ہیں۔

(آریہ میگزین ماہ اکتوبر ۱۸۸۷ء صفحہ ۱۵۹ سے ۱۶۲ انک جلد ۳ نمبر ۸)

مشاہدات تناسخ

برین منوال قصبہ مکند برہمہ جاری ست کہ تا امروز ذکر او بر زبان ہندوان و برہمنان آن شہر (پریاگ) جاری است و چون این قصہ عجیب و غریب ست و خالی از لطف نیست بنا بر غرابت درین مقام نوشتہ می شود + نقلے ست کہ برہمن مکند برہمہ چاری در ایام سلطنت ہمایون بادشاہ بطریق مذہب خود مدتے بریاضت و قناعت اشتغال داشت و در او آخر سال یکہزار پانصد نود و ہشت سمت (۱۵۹۸) راجہ بکرماجیت مطابق سال نہصد و چہل و ہشت ہجری بود در شہر پریاگ کہ حالا مشہور بالہ آباد است وارد گشتہ بر کنار تربینی یعنے در مقامیکہ دریائے گنگ با دریائے جمن ملحق شدہ است۔ آتشے افروختہ موافق دین و آئین خود تمام اندام خود را پارہ پارہ بریدہ در آن آتش افگند۔ بعد ازان خود را نیز در آتش زدہ خاکستر شد۔ باین نیت کہ تا نیاز او بدرگاہ قادر بیچون بدرجہ قبول رسیدہ بار دیگر درین جہان بقالب انسان پیدا شود و بادشاہی ہفت اقلیم یابد۔ چنانچہ از اشلوکے کہ دران وقت خود بزبان سنسکرت گفتہ بر ورق مس کندانیدہ گذاشتہ بود حالا آن اشلوک اکثر مردمان آن شہر را یاد ست مستفاد میگردد و آن اشلوک این ست +

बसु इन्द्रे बाणे चन्द्रे तीर्थ राजे प्रयागे। तपस फुल्ल
प दे द्वादशी पूर्व यामे सगल तन्त्र ज हो मय सर्व भू
माधपति सगल डुन्ध धारी ब्रह्म चारी मुकन्दा॥
۸-۹-۵-۱

بسو اندر بان چندرے تیرتھ راجے پریاگے۔ تپس پھول پکشے دوادشی پورب یامے سگل تنتر جو ہومیہ سرب بھوم اویتھی۔ سگل وگدا دھاری برہم چاری مکندہ۔

درین اشلوک کہ تاریخ ست معنے اش این است کہ در سمت یکہزار و پانصد و نود و ہشت در شہر پریاگ کہ از بزرگ معبدہا است بتاریخ دوازدہم از نصف آخر ماہ ماگھ در اول پاس از روز تمام اندام خود را ہوم کردم۔ یعنے قربانی نمودم بہ نیت بادشاہی یافتن بر تمام روئے زمین من مکند برہم چاری کہ مدام شیر مے نوشیدم۔

و چون جلال الدین محمد اکبر شاہ ہمان ایام متولد شدہ بود۔ میگویند بلکہ بعضے را اعتقاد ہست کہ روح ہمین مکند برہم چاری در قالب اکبر بادشاہ نقل کردہ بار دو بجہان آمدہ بود و موافق نیت خود بادشاہی ہندوستان یافتہ۔ راقم الحروف از روئے حساب دریافت نمودہ کہ روزیکہ آن برہمن خود را ہوم ساختہ آن روز مطابق بود با تاریخ بست و ہفتم ماہ جنوری ۱۵۴۲ء موافق دہم ماہ شوال ۹۴۸ ہجری و ولادت اکبر شاہ کہ بتاریخ پنجم ماہ رجب ۹۴۹ ہجری بوقوع آمدہ است ہشت ماہ و بست و شش روز بعد ازان واقعہ روئے دادہ پس اگر ہندوان کہ بہ نقل ارواح معتقد اند این واقعہ را راست پندارند جائے تعجب نیست۔ زیرا کہ طفل در رحم مادر نہ ماہ بلکہ گاہے کمتر ازان نیز مے ماند و این صرف چار روز کم از مدت معہودہ است واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتاح التواریخ باب یازدہم صفحہ ۱۹۷ و ۱۹۸)

جس لفظ کے معنے ہفت اقلیم کیا گیا ہے وہ لفظ سرب بھوم یعنے تمام زمین ہے مگر ایسے زمانہ میں جو کہ اسلامی سلطنت کا زمانہ تھا ایسے نقشہ اور جغرافیہ نہیں تھے بلکہ سفر و سیاحت کم ہوتی تھی۔ اور مدت کی پورانک تعلیم نے خیالات بھی محدود کر دئے تھے۔ اور جبکہ اٹک کے پار جانے کو یا جہاز پر چڑھنے کو لوگ بُرا سمجھتے تھے ایک برہم چاری برہمن خصوصاً ممالک مغربی و شمالی کا رہنے والا ہفت اقلیم کی آرزو نہیں کر سکتا تھا پس سرب بھوم مراد صرف ہندوستان سے ہے نہ کہ ہفت اقلیم سے۔

اِس کا ایک صریح اثر یہ ہوا۔ کہ اکبر دین اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ نماز کو چھوڑ سندھیا گایتری کرنے لگا۔ محمد اکبر نام کی جگہ مہابلی نام رکھا گیا۔ گاؤکشی کی ممانعت گوشت خوری سے نفرت ہو گئی۔ ڈاڑھی کے ساتھ اسلام کو سلام کر دیا۔ تناسخ کا قائل ہوا۔ یگیہ پوت پہن لیا۔ پیشانی پر چندن کا ٹیکا لگایا۔ جزیہ بند کر دیا۔ جو ہندو مسلمان ہو گئے تھے۔ اگر وہ واپس آنا چاہتے تو پرایشچت اور واپسی کا دروازہ کھول دیا حکم دیا کہ شیر اور سور بہادر جانور ہیں۔ ان کا گوشت بھی شجاعت بخشتا ہے۔ شراب اتنی پیو کہ بدمست نہ کر دے۔ والدہ کی مکت پر پندرہ ہزار اہل دربار سمیت بھدرا کرایا (دیکھو دبستان مذاہب صفحہ ۳۲۵-۳۲۸-۳۲۴ تعلیم دہم نولکشور و قصص الہند حصہ دوم لاہور۔ ذکر اکبر بادشاہ) +

در موضع بکسر راوت ٹیکا نام مقدم بود شخصے کہ با او عداوت داشت قابو یافتہ زخمے بر پشت و زخمے دیگر بر بناگوش او زد و ہمان زخمہا راوت مذکور قالب تہی کرد بعد چند گاہ رام داس خویش او را پسرے بوجود آمد کہ بر پشت و بناگوش او نشان ہمان زخمہا بود و شہرت شد کہ راوت ٹیکا کہ از زخمہا مردہ بود باز بطریق تناسخ درین عالم بوجود آمد و آن پسر ش بعد رسیدن بحد و شعور میگفت کہ من راوت ٹیکا ام۔ و نشانہائے صحیح مے داد و چون این سانحہ غریبہ بعرض اکبر رسید او را بحضور خود طلبیدہ باحوال او وقوف یافت و گویند تصدیق اظہار او نمود" (سیر المتاخرین مصنفہ سید غلام حسین صاحب جلد اول ذکر اکبر صفحہ ۱۰۷ نولکشور) +

آدمی کا طوطا اور طوطے کا آدمی

ہزار بار خم و کوزہ کردہ اند مرا + ہنوز تلخ مزاجم زمرگ شیرین کام

مسمی پیارے لال ساکن موئی ضلع بریلی جس کا چچا ۱۸۵۷ء میں مارا گیا۔ جب چند روز گذرے تو اُس نے طوطے کا جنم لیا اور شیوہ اختیار کیا کہ ہر شام کو اپنے گھر آتا اور ایک پنجرہ آہنی میں جو اُس کے گھر رکھا ہوا تھا بسیرا لیتا اور صبح کو اُڑ جاتا چندے یہی کیفیت رہی۔ غرض ایک دن جو وہ طوطا گیا تو پھر نہ آیا۔ لوگوں کو اُس کا بڑا خیال رہا۔ اُن دنوں کا ذکر سُننے کہ ایک گوسائیں کی عورت ساکن موضع سدھوں اپنے کام کو کسی

گانوؤں میں جاتی تھی۔ راستہ میں بوجہ غلبہ تشنگی موضع موئی میں اپنے کسی جان پہچان کے گھر آئی۔ اُس کا طفل پنجسالہ پوتے رام کے گھر آیا اور مستورات سے کہا۔ کہ فلاں فلاں کہاں ہیں کہا کہ فلاں مر گئے اور فلاں کام کو فلاں جگہ گئے ہیں۔ پھر لڑکے نے بیان کیا کہ پہلا میرا نام پیارے لال ہے اور یہ گھر میرا ہے یہاں ایک نیب کا درخت تھا۔ وہ کیا ہوا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم نے کاٹ ڈالا پھر اُس لڑکے نے اپنے مارے جانے اور مر کر طوطا بننے اور پھر ایک صیاد کے پنجہ میں پھنسکر مرنے اور پھر گستائیں کے گھر میں پیدا ہونے کا ماجرا بیان کیا اور اپنے ماں باپ نانی چچی کو پہنچان کر اپنی ٹوپی اور کتابیں مانگی اُس کی والدہ سابقہ نے عذر کیا کہ یہ اشیا تمہارے بھتیجے کے استعمال میں آگئیں۔ ہم تم کو اور دینگے حاضرین اُس لڑکے کی ایسی باتوں پر کمال تعجب ہا بعدہٗ وہ اپنی والدہ جدید کے ساتھ چلا گیا + صاحب خبر فرماتے ہیں کہ وہ لڑکا موضع بسندھری میں یجانہ گوسائیں موجود ہے جسکو اس کے معائنہ کا شوق ہو موضع بسندھری میں جا کر دیکھے (لارنس گزٹ و پنجابی اخبار نمبر ۱۶ جلد دوم ۲۳۔ اپریل ۱۸۶۹ء صفحہ ۲۴۵ و ۲۴۶) +

کیڑوں میں تناسخ کا ایک اور نظارہ

ریشم کا کیڑا۔ یہ اُن کیڑوں سے ہے جو تین دفعہ اپنا جسم بدلتے ہیں۔ اس کے انڈے رائی کے دانے سے بھی چھوٹے ہوتے ہیں ہر ایک انڈے میں سے ایک چھوٹا سا کرم نکلتا ہے پہلے کوئی پاؤ انچ سے زیادہ نہیں ہوتا مگر کھاتا بہت ہے اور جلدی جلدی بڑھ جاتا ہے تھوڑے عرصہ میں اتنا ہو جاتا ہے کہ پوست میں نہیں سماتا۔ اُسے سر کی طرف سے چیرتا ہے۔ اور کیچلی کی طرح اوتار کر پھینک دیتا ہے نیا پوست اول اول خوب ڈھیلا ڈھالا اور نرم نرم ہوتا ہے اُس میں جلدی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح چار پانچ پوست اوتارتا ہے جب پورا قد نکال چکتا ہے تو لمبائی میں کوئی ۳ انچہ کا ہو جاتا ہے۔ زردی لئے خاکستری رنگ ہوتا ہے جسم کے گرد بارہ چھلے دونوں کروٹوں میں نو نو چھید جن سے دم لیتا ہے۔ سولہ ٹانگیں۔ دونوں کنپٹیوں میں سات سات آنکھیں۔ دو پتلی پتلی نلیاں جسم سے دور تک پھیلی ہوئی۔ نلیوں کے مُنہ ٹھیک جبڑے کے نیچے اُن میں ایک لیسدار چیز۔ ریشم انہیں نلیوں سے بناتا ہے اِسے اکثر شہتوت کے پتے کھلایا کرتے ہیں کہ یہ اور درختوں کے پتوں سے زیادہ موافق ہیں۔ جتنا بڑھنا ہوتا ہے کوئی چھ ہفتے میں بڑھ چکتا ہے اب کھانا چھوڑ دیتا ہے اور ریشم نکالنا شروع کر دیتا ہے بیٹھا بیٹھا اِدھر اُدھر سر کو موڑتا ہے یہاں تک کہ ریشم کا گویا اپنے اوپر بنا لیتا ہے اس ریشم کا ہر تار دُہرا ہوتا ہے کیونکہ انہی دو چھوٹی چھوٹی نلیوں سے نکلتا ہے۔ اور یہ تار لمبا بھی بہت ہوتا ہے +

یہ کویا تین چار دن میں بنتا ہے کبھی پانچ دن میں بھی۔ یہ اتنا بڑا ہوتا ہے جتنا کبوتر کا انڈا اور رنگ میں ہلکا سنہری۔ اِن دنوں میں یہ گھٹتے گھٹتے پہلے سے آدھا رہ جاتا ہے اِس لئے کہ ریشم اپنے اوپر تنتا ہے اور کھانا بالکل چھوڑ دیتا ہے۔ اب ایک پوست پھر اوتارتا ہے اس وقت وہ مردہ سا ہو جاتا ہے چکنا چکنا پوست ہوتا ہے بھورا رنگ۔ ایک طرف سے نکیلا جسم۔ جب کوئی کیڑا اس حالت میں ہوتا ہے تو انگریزی میں اُسے کرسلس کہتے ہیں۔ دو تین ہفتے تک کوئے کے اندر یہ اُسی طرح پڑا رہتا ہے اور اِس عرصہ میں اندر ہی اندر پر نکالکر پروانہ بنجاتا ہے۔ پہلے تو پوست کو پھاڑتا ہے پھر کوئے سے نکلنے کی یہ ترکیب کرتا ہے کہ اُس کی تار دونکو جو بہت چپکی ہوتی ہیں مُنہ کے لعاب سے تر کرتا ہے

اور انہیں ہٹا کر باہر آنے کا رستہ اپنے لئے بنا لیتا ہے۔ انڈوں سے جب پروانے بنکر نکلتے ہیں تو اُڑ جانے کا ارادہ نہیں کرتے وہیں پڑے رہتے ہیں۔ اور مادہ یہیں انڈے دیتی ہیں پروانے اِس حالت میں کچھ کھاتے نہیں چند روز میں مر جاتے ہیں +

تخمیناً کوئی ۱۲ ہزار قسم کے پروانے اور تیتریاں ہیں۔ سب ریشم کے کیڑے کی طرح تین حالتیں بدلتے مکھیاں پودوں پر انڈے دیتی ہیں پودوں والے کرم جڑوں پتوں اور پھلوں کو بہت خراب کرتے ہیں بڑے ہوتے ہیں تو اکثر اپنی خوراک چھوڑ دیتے ہیں اور زمین پر گر پڑتے ہیں کبھی زمین کے اندر بیٹھ جاتے ہیں۔ کبھی الگ بچاؤ کی جگہ ڈھونڈ لیتے ہیں۔ وہاں اپنا پوست اوتارتے ہیں اب اور ہی شکل بن جاتے ہیں۔ گول مول اور لمبوترے اور نکیلے سے دونوں طرف ہیں۔ سر۔ دھڑ۔ پاؤں ذرا معلوم نہیں ہوتا۔ اِس حالت میں نہ ہلتے چلتے ہیں نہ کچھ کھاتے پیتے ہیں۔ تھوڑے عرصہ بعد اندر ہی اندر مکھی بنجاتے ہیں۔ پوست پھاڑ کر نکل آتے ہیں اُڑتے پھرتے ہیں۔ اور یہی حال مچھر کا ہے + مینڈک۔ سب سے عجیب بات یہ ہے کہ وہ مینڈک کی صورت میں پیدا نہیں ہوتا۔ انڈے سے مچھلی کی صورت نکلتا ہے۔ مینڈکی انڈے دیتی ہے تو ایک نرم نرم لعابدار شفاف چیز میں لپٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ پانی کی تہ میں کہیں رکھکر چلی جاتی ہے۔ چند روز کے بعد بچے نکل آتے ہیں مگر اُن کی ٹانگیں نہیں ہوتیں۔ بڑا سر۔ پتلی سی دُم معلوم ہوتی ہے گلبھڑا ہوتا ہے جس سے دم لیتے ہیں۔ جب تک یہ اِن کی شکل رہتی ہے پانی سے نہیں نکلتے اِس صورت کے جانور ہر تالاب میں ہوتے ہیں۔ پانی کے کنارے پر اکثر دیکھا ہوگا کہ تمہارے آتے ہی چھوٹی چھوٹی سیاہ رنگ کی مچھلیاں جھلکے کھا کھا کر پانی کی طرف جاتی ہیں وہ اصل میں مینڈکوں کے بچے ہوتے ہیں۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد اُن کی شکل بدلنے لگتی ہے پہلے تو اُن کا دھڑ موٹا ہوتا جاتا ہے پھر آہستہ آہستہ پچھلی ٹانگیں نظر آنے لگتی ہیں ہاتھ جبڑے کے نیچے سے بنجاتے ہیں پہلے پہل وہ ایسے ہوتے ہیں کہ مینڈک اُنہیں باہر نکال سکتا اور اندر کر سکتا ہے۔ جب ڈھائی مہینے کے ہوتے ہیں تو خاصے مینڈک بنجاتے ہیں دُم گھٹتے گھٹتے بالکل غائب ہو جاتی ہے۔ اب گلبھڑے کی جگہ پھیپھڑا ہو جاتا ہے۔ مینڈک اُسی سے دم لیتا ہے۔ یہ تمام اِس قسم کے حالات اور واقعات ہیں جنہیں صدہا آدمیوں نے دیکھا اور تصدیق کی۔ تبت کے مشہور شہر لاسا کے لامہ گورو کا بھی یہی حال ہے۔ کئی انگریز ڈاکٹروں نے بطور سیاحت وہاں جا کر اُس سے مُلاقات کر کے اُس کے بیان کردہ واقعات کی تصدیق کی +

باب دوم

پارسی مذہب اور تناسخ۔ اِس مذہب کو مہرشی ویاس کی زندگی میں بمقام بلخ زردشت پیغمبر نے جاری کیا۔ یہ لوگ بھی ویدک دھرم والوں کی طرح چار ورن مانتے۔ زنار پہنتے گئو رکشا کرتے۔ گوشت کھانے کو گناہ جانتے خدا کی ہستی کے قائل اگنی ہونر کے فوائد سے آگاہ اور روح کو انادی مانتے اور تناسخ کے قائل ہیں۔ (دیکھو دساتیر فرازآباد و خشور آیت ۱۳۶ و ۱۳۰)

صدہا مسلمان بھی زردشت کو نبی جانتے اور اُس کے معجزات کے قائل ہیں +

ان کا پیغمبر **ساسان اوّل** اپنے نامہ کی آیت ۱۹ میں فرماتا ہے "روان از تنے بتنے زندہ است" یعنے روح ایک جسم سے دوسرے جسم میں جانیوالا ہے۔ اِس کی شرح میں ساسان پنجم نے بہت عمدگی سے اِس عقیدہ کا ثبوت دیا ہے۔ اور نامہ اوّل آیت ۷۰ و ۷۲ میں بھی اِس کا ذکر ہے کہ اِس عالم میں انسان اپنے پہلے بدن کے اعمال کا نتیجہ شادی و رنج و خوشی رکھتا ہے + دساتیر فرزآباد و خشور آیت ۶۷ و ۶۸ میں ہے۔ شت روان گوہرے ہست کہ نیست سیاہ کاموس و جنبا نندہ وا ورا مردم نامند و من و تو او را خوانند وآن فرشتہ را پیوند

ثبوت تناسخ

بتن پیوند بیارش بے آنکہ در آمدہ باشد بتن یا آمیختہ بدو الخ ترجمہ روح ایک جوہر ہے مجرد و بسیط حرکت میں لانے والا اور مالکی کو انسان کہتے ہیں۔ اور ہم اور تم اُسی سے مراد ہے اور وہ بدن کی تدبیر کرتا ہے۔ بدن میں روح حلول نہیں ہے اور نہ باہم ملا ہوا ہے۔ پس روح مانند ایک فتیلہ کے ہے اور جسم کو روشن کرتا ہے فی الحقیقت جسم سے جُدا ہے "جائز است کہ یکے قبل از دیگرے موجود باشد از ینجا ست کہ حکما گفتہ اند کہ وجود نفس قبل از بدن واجب خواہد بود نہ اینکہ بدن شرط او باشد" (تحقیق التناسخ صفحہ ۱۱) +

ترجمہ۔ جائز ہے کہ ایک دوسرے سے پہلے موجود ہو یہی سبب ہے کہ حکیموں نے کہا ہے روح کا جسم سے پہلے ہونا واجب ہے نہ کہ جسم کا یعنے جسم سے روح موجود نہیں ہؤا بلکہ جسم سے پہلے واجب الوجود تھا +

۶۷۔ وآن کس کہ فرد زین جہان خواہد و نیکوکار باشد او را در خور دانش و کوشش و کنش از خردی دستورے و پرمان دہی و نوامندی مایہ بخشد۔ یعنے جو کوئی اپنی ستودہ کاری اور حسن عمل کے بدلے دُنیا کی نعمتوں کا طالب ہو خدا تعالیٰ دوبارہ اُسکو جب کہ وہ دوسرے جسم میں آوے مطابق اندازہ اُس کے فعلوں اور عقل و کلام کے اُسے دنیوی عزت اور رُتبہ پر پہنچاتا ہے مانند بادشاہی اور وزارت اور حکومت اور دولت مندی کے +

۶۸۔ تا چون کند چنان انجام یابد۔ ترجمہ۔ تاکہ اُس نے جیسا فعل کیا ہے اُس کا نتیجہ حاصل کرے اور سلطنت پاکر بھی جیسے کام کرے اُس کا پھل پاوے +

تا چون کند درین لا تبدی چنان انجام یابد و باز بتشریح آن مے فرماید وخشور آباد در دانشاد کہ یزدانی آباد بر دو بر پیروان پاک نہادش باد۔ درخواست کہ اے مہربان داور وا دادگر پروردگار پاک خسروان و جہانداران و نوامندان را بیمار یہا در تن و روندہ ہا از خویش و پیوند و مانند آن بہ پیش مے آید این چیست و چرا ست جہان خدا و ہستی خدا یو پاسخ داد +

ترجمہ۔ یہ بیان ساسان پنجم کا ہے یعنے پیغمبر نے خدا تعالیٰ سے پوچھا کہ بادشاہوں اور ماجاؤں اور دولتمندوں کو جو رشتہ داروں اور اولاد کے مرنے کا رنج ہوتا ہے اور اسی طرح جو وہ راج راگوں میں مُبتلا ہوتے ہیں۔ اس کا کیا کارن ہے ایزد تعالیٰ اُسکا جواب اسطرح دیتا ہے

۶۹۔ این کہ در ہنگام خورمی آزار و رنج می یابند از گفتار و کردار گزشتہ در فتہ تن کہ داد گر ایشان را اکنون میگیرد میگوید در ہنگام خورمی کہ از سلطنت و تونگری سلاطین و اغنیا را حاصل است متالم و اندوہگین شدن نتیجہ اعمال سابقہ است کہ در جسم سابق کہ روح ایشان ازان انتقال کردہ درین جسم رسیدہ است خداوند عادل این باز آن نتیجہ اعمال نتیجہ ایشان سیدہد۔ پنجم ساسان در شرح آن مے افزاید و میگوید باید دانست چنانکہ کسے پیش ازین بدکار بود پس نیکی کرد و بگذشت و بتن دیگر پیوست کام بخش درین بار او را بآرزو رسانید و بایں از دادگری پاداش بدکاری بدو رسانیدہ از کیفر نکاست چرا کہ اگر در پاداش فرو گذاشتہ شود نہ دادگر باشد کام بخش بخشد مقصود و دہندۂ مطلوب کہ ایزد تعالیٰ باشد +

خلاصہ مطلب ۔ ایزد تعالیٰ جو کہ عادل ہے۔ نیک و بد کاموں کی جزا و سزا اُن کو پہنچاتا ہے پس یہ غم و رنج بُرے کاموں کا نتیجہ ہے جو کہ اُس نے اول کئے تھے اور یہ بادشاہی اور دولتمندی نیک افعال کا نتیجہ ہے جو بعد اُس کے کی ہے پچھلے جنم میں۔ چونکہ خدا عادل ہے پس عدالت اُس کی کا مقتضائے یہی ہے کہ عملوں کے مطابق جزا و سزا دیوے +

۷۰۔ بنام یزدان ہر کس کہ زشتکار و بدکار است او را نخست در پیکر مردم رنجہ دارد چون بیماری و رنج خوردن در شکم مادر و بیرون آن و خود را خود کشتن و از تندبار جانور آزار رسنہ آزردہ در بخور شدن و مُردن و بینوائی بیش آمدن از ہنگام زادن تا مرگ ہمہ پاداش کردار رفتہ باشد و چنین نیکی۔

ترجمہ۔ جو آدمی بدکردار ہوتا ہے اُس کو اول قالب انسانی ہیں سزا دی جاتی ہے۔ مانند بیماری اور شکم مادر میں رنج اُٹھانا اور پیدا ہو کر تکالیف اُٹھانا اور خود کشی کرنا اور موذی جانوروں سے آزار مند ہونا اور بیمار رہنا اور موت کی تکالیف اور جنم سے مرن تک بینوا رہنا یہ سب اُس کے پچھلے کرموں کی سزا ہے اور اس کے خلاف نیکی کی۔

این قسم را در اصطلاح تناسخ فرہنگسار نامند و تناسخ عبارت است از در آمدن روح از کالبد بکالبد دیگر بر آن زمان این را گردنہ نامند۔ و پنجم ساسان بہ تفسیر آن می آید باید دریافت کہ از ہنگام زادن تا مردن ہر چہ از خورمی و خوشی پیش مے آید باید ہمہ کیفر کردار گذشتہ است کہ این بار مے یابد۔ یعنے این ہمہ نتائج اعمال سابقہ است۔

ترجمہ۔ تناسخ کی اصطلاح میں اِس کو فرہنگسار کہتے ہیں تناسخ سے یہ مراد ہے کہ آتما روح کا ایک کالبد سے دوسرے بدن میں واسطے کچھ مُدت کے اِس کو (گردنہ) آواگون بھی کہتے ہیں۔ ساسان پنجم نے ایسی ہی تشریح کی ہے۔

۷۱۔ شیر و پلنگ ببر و یوز و گرگ و ہمہ تند بار کہ جانوران آزار دہ رنجکار اند از پیارہ و روندہ و چرندہ بزرگی و پرمان دہی داشتند و ہر کس کہ مے کشتند پیشکاران و رستاران و یاوران اینان بودہ اند کہ بگفت و یاوری نر پشت گرمی این گروہ البندی درشتی مے گزیند و رندباز جانوران بے آزار ند و ناکشندہ مے آزرند اکنون از خداوند خود سزا مے یابند۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ یہ جانوران درندہ شیر۔ بھیڑیا۔ چیتا۔ وغیرہ سابق جسم میں بادشاہ اور زبردست لوگ اور جانوران بے آزار جو پھاڑے جاتے ہیں اُن کے پیشکار اور ملازم تھے۔ جو اپنے حکام کی حمایت سے بے آزار جانداروں کو آزار پہنچاتے تھے پس اِس جنم میں یہ اپنے مالکوں کے ہاتھ سے سزا پاتے ہیں اور پھاڑے اور زخمی کئے جاتے ہیں۔

۷۲۔ انجام این بزرگان تند بار بپیکر رنجے و بیماری یا زخمے در خور کار گذرند و اگر گناہ باز ماند بار دیگر آمدہ با یاوران خود سزا خواہند یافت و بہ تفسیرش مے فرماید بکیفر خود رسند تا ہر گاہ بکرات کشد یک بار یا دہ بار یا صد بار۔ و مانند آن یعنے این گردش بپایان رسیدن نتائج اعمال برکشیدہ اند و امتداد و پذیرد شمارۂ آن معین نیست +

ترجمہ۔ یہ جانوران موذی آخر کار قالب میں رنج و بیماری اور زخم مناسب اعمال اُٹھاتے ہیں۔ اور اگر گناہ باقی رہ جاتا ہے پھر دوبارہ مع اپنے مددگاروں کے آکر سزا پاوینگے تاوقتیکہ جون اُن کی کا دورہ ختم ہووے ایک بار یا دس بار یا سو بار اور اسی طرح یعنے اِس آواگون کے چکر کا ختم ہونا صرف اعمالوں پر ہے۔ سوائے اعمالوں کے اور گنتی اِن جونوں کی مقرر نہیں۔

۷۳۔ بنام یزدان جہاندار۔ باز ہمین وخشور آباد مے پرماید۔ زندبار کہ جانور بے آزار و ناکشندہ جاندار ہست چون اسپ و گاؤ و اشتر و استر و خر و مانند آن نکشید و بیجان مکنید کہ سزائے کردار و پاداش کار اینہا دگرگونہ است از ہوشیار خردمند۔ چنانچہ اسپ را سواری کنید۔ و گاؤ و اشتر و استر و خر را بار۔ چہ اینہا مردم را بزور بار کردندے معنے این جانوران را کہ سزائے اعمال شان کہ در نخستین قالب کردہ اند ایزد تعالیٰ بحکمت خود مقرر کردہ است ہیچ رکوب و عمل شما اینہا را مکشید +

۷۵۔ اگر ہوشیار دانستہ زندبار کشد و این بار پاداش و سزائے کار از نہان سو یا مرزبان نیابد در بار آئندہ کیفر و باد افراہش رسد۔ نہان سو غیب ۔ ترجمہ جو بے آزار جانور ہیں۔ اور جانوروں کو نہ مارنے والے مانند گھوڑے اور گائے اور شتر اور خچر اور گدھے کے اور علیٰ ہذا القیاس۔ اُن کو مت مارو اور بیجان کرو۔ کیونکہ اِن کے کاموں کی سزا اور طرح پر ہے عقل کل کی جانب سے۔ جیساکہ گھوڑے پر سواری کرنا اور بیل اور اونٹ و خچر اور گدھے پر بوجھ لادنا۔ یہ جانور پچھلے جنم میں آدمیوں کو بیگاری پکڑتے اور جبراً بوجھ اُٹھواتے تھے پس اِن کی سزا خدا تعالےٰ نے یہ مقرر کی ہے کہ اِن پر سواری کی جاوے اور بوجھ لادا جاوے

ثبوت تناسخ

ان کو مت مارو۔ اگر کوئی آدمی جان بوجھ کر بے آزار جانوروں کو مارے اور اس وقت سزا نہ پاوے تو ضرور خدائے عالم الغیب سے دوبارہ جنم لیکر سزا پاویگا۔

۷۶۔ کشتن زندبار برابر کشتن مرد بے آزار ست یعنے برائے قتل حیوان غیر موذی سزائے سخت مقرر است

۷۷۔ دانید کہ کشندہ زندبار بارکش بخشم یزدان والا گرفتار آید زیرا کہ خلاف فرمانش کرد۔

۷۸۔ بہ ترسید از خشم خدائے والا کہ گرفتنش سخت است۔ ترجمہ۔ مارنا غیر موذی جانور کا مثلاً گائے گھوڑا گدھا۔ اونٹ بکری وغیرہ گویا انسان کا قتل ہے۔ مطلب یہ کہ اسکی سزا سخت مقرر ہے۔ اچھی طرح جانو کہ اُس کے مارنے والا خدا کے غضب میں گرفتار ہے۔ کیونکہ اُس نے خدا کے حکم کے برخلاف کیا ڈرو خدا تعالیٰ کے غضب سے کیونکہ دیر گیر و سخت گیر و مر ترا۔

۷۹۔ بنام یزدان اگر تندبار کہ جانور جاندار آزار و جاندار کشندہ است۔ زندبار را کشند سزائے کشتہ شدہ کیفر کردار خون ریختہ و پاداش کنش بیجان کشتہ باشد چہ تندباران برائے سزا و کیفر دادن اند یعنے قتل حیوانات موذیہ نسبت جانداران بے آزار نتیجہ اعمال مقتولان است کہ ایزد تعالیٰ تندباران را از بہر جزا دادن ایشان آفریدہ۔ ترجمہ۔ اگر موذی جانور غیر موذی جانور کو مار ڈالے تو یہ غیر موذی کے اعمال کی سزا ہے کیونکہ تمام درندہ جانور صرف اُن کے اعمالوں کی سزا کے واسطے مقرر کئے گئے ہیں۔

۸۰۔ کشتن تندباراں را شائستہ و ستودہ در خواست چہ آنہا باز رفتہ و گذشتہ خون ریز و کشندہ بودہ اند و بے گناہاں را مے کشند سزا دہندہ اینہا را بہرہ باشد۔ ساسان پنجم از خود سر حش می فزاید و میگوید چہ سزا دادن با آنہا نیکی کردن و بہ پرمان والا یزدان رہ سپردن است ازین دانستہ شد و پرمان داد تا تندباران را بکشند چہ سزائے تندباران ست کہ اورا بکشند یعنے حصول قتل سباع موذیہ از بہر آنست کہ ایزد تعالیٰ بقتل شان فرمان دادہ پس ہر کس کہ سباع را بکشد بفرمان خدا کار کردہ باشد ترجمہ۔ تندباروں یعنے موذیوں کو مارنا اچھی بات ہے۔ کیونکہ وہ پچھلے جنم میں بے گناہوں کو مارتے تھے۔ اِن کے سزا دینے والے کو پُن ہوگا۔ اِس آیت کی تشریح ساسان پنجم کرتا ہے کہ اِن کو سزا دینا گویا خدا کے حکم کی تعمیل کرنا۔ (وخشوران وخشور فرازآباد آیت ۷۶ سے ۸۰ تک)

۸۱۔ و روان ہمید یہ نشود بیا یندگان تنانی برائے آنکہ ایشان جز تن و تنانی نمے یابند و روان نہ تن است و نہ تنانی۔ یعنے نفس ناطقہ جو قوت باصرہ سے دیکھا نہیں جاتا۔ اس کا یہ سبب ہے کہ جسمانی چیزوں کو دیکھنے والی طاقت و توانائی نہیں رکھتے۔ سوائے دیکھنے جسم کے اور جسمانی چیزوں کے لیکن روح نہ جسم ہے اور نہ جسمانی پس اُس کو نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ و پرورش روان بسیا نچی افراز ہا روشن است چہ در یا بد بیا یندگان و جنبا ید بہ رگ و پے مانند و دخشور ہزار آگو بد بہرام یعنے فرشتہ موکل با من گفت۔

۱۹۔ روان از تنے بہ تنے روندہ است از ہمہ چیز آزاد ان خداوندر انگرند و زین فروتران باسمانہا مانند و زین زیر دستان از تنے بہ تنے اخشیجانی روند و بتوضیح این فقرہ پر باید۔ پس وخشور ہزدیرا گوید کہ خوشی دریافت پسند ہست و درد دریافت ناپسند یعنے خوشی۔ کہ بعربی آن را سرور و بند عبارت است از ادراک ملایم و مناسب و درد کہ الم گویند ادراک نامرضی و ناپسندیدہ۔ ترجمہ۔ روح کا حال خدا پر بالکل ظاہر ہے کیونکہ وہ تمام حالات کو جانتا ہے پیغمبر کہتا ہے مجھے بہرام فرشتہ نے کہا کہ روح ایک تن سے دوسرے تن میں تناسخ ہوتا ہے۔ پورے تیاگی لوگ یعنے سنیاسی لوگ ایشور کا درشن پاتے ہیں اور اُس سے نیچے درجہ کے لوگ آسمانی کروں میں رہتے ہیں اور اُن سے نیچے کے درجہ والے مختلف قالبوں میں کرم انگو سار جنم لیتے ہیں۔ اور پسند کے مطابق چیز کا حاصل ہونا خوشی ہے اور دُکھ مرضی کے مطابق چیز کا نہ پراپت ہونا۔

و دریافت گوہر از فروزہ ہائے روانی ہست و ادراک بذات خود از صفات نفسانی است و دیگر قوائے جسمانی را دران مداخلت نیست۔ پس پس جدائے تن خوشی و درد و فراہم تواند شد زیرا کہ نفس ناطقہ نمے میرد بذات خود ادراک پسندیدہ و ناپسندیدہ مے کند پس اگر پسندیدہ را مے ریابد

اور اسرور حاصل مے شود ورنہ الم درمیان شدن و تباہ گشتن قوائے جسمانی ادراک نفس را ضرر نمے رساند زیرا کہ ادراک نفس بذات خود است نہ بوساطت قوائے جسمانی چنانکہ پیش ازین مرقوم شد۔ تن و نیز دیہائے او اگرچہ دریافت بودہ تاں باز دہندے درون مہادیان گرفت۔ و بہرا فراز نا گزیر اند با این پایدار نباشد۔ یعنے جسم و قوائے جسمانی اگرچہ در ادراک محسوسات و جزئیات متضمنہ کلیات واسطہ شدن از بہر نفس درکار اند لیکن پائدار نمے باشند و خوشی و درد خردی استوار باشد از خوشی و درد و شانی بویژہ پس از گستودہ شدن بیوند تن زیرا کہ ہر چند استوار تر دریافت ساتر بود و گوہر روان از نیز دہائے تنانی استوار تر است پس دریافت او را دریافت تنانی استوار تر بود چہ تیر دہائے تنانی جز بیرون و پیدا نہ بینند و ندانند و تیر وئے خردی فرو رود در درون و یافتہائے او نیز از یافتہائے مستر سائی رساتر باشد۔ یعنے مدرکات و دریافت کردہ ہائے عقل کامل تر باشند از مدرکات حواس۔ چہ یافتہائے خرد بے آزاران اند چون ہمادیان و خردان و یزدان و یافتہائے یابندگان تن چون رنگہائے و پرتو ہا و بوئہا و در تراشدہ است کہ آزادگان ستودہ تر اند بون دانستہ گشت کہ دریافتہ و ہم دریافتن و ہم دریابند۔ دریابشہائے خرد بے رساتر۔ باید کہ خوشی روانی رساتر از خوشی تنانی بود و این خوشی را مانند بخوشی تنانی را نتوانند کرد۔ چہ ستر سائیہا را چہ خوشی بازادہائے بویژہ بگرد۔ یعنے محسوسات را نسبتے نیست با مجردات خصوصاً بذات یزدان پاک۔ پس گروہے کہ پیرو و بر یزدان اند کہ در گفتار و کردار بپایہ رسائی رسیدہ باشند ہر آئینہ بگیتی شیدان رسند۔ و زین فروتر گروہے نیک بخت کہ از تنگنائے اخشیجی بیرون آمدہ باشند دبگشادگاہ بجائے آزادان نرسیدہ بودند۔ ہر یک از آسمانہا کہ خویش پیدا کردہ باشند پیوندند۔ و خوشی بپیکر نیکو و زیبائے پسندیدہ کہ در روان سپہر است ہمے یابند۔ و اگر شیدان منش بر دان نیامدہ اند و نیکوئی ایشان فزون ست از تنے بہ تنے ہمے روند۔ براہ فرایش تا بر فرہ رستگاری پیوندند و این گردش را فرہنگسار گویند۔ و از بدی در تن جانوران ناگوبا در خور خوے در آیند و آن را ننگسار گویند۔" (نامہ شت ساسان نخست آیت ۱۰ و ۱۵ اسفرنگ وساتیر سنہ ۱۲۸۰ ہجری)۔

ترجمہ۔ روحانیات کا جاننا اور اپنے آپ کا جاننا روح کا کام ہے اور کسی قوت جسمانی کو اس میں دخل نہیں۔ پس بعد جُدائی تن کے خوشی اور درد جمع ہوتے ہیں کیونکہ نفس ناطقہ نہیں مرتا قدرت خود سے اچھی اور بُری باتوں کو جانتا ہے۔ پس اگر وہ اچھی باتوں کو جانتا ہے اُس کو ضرور حاصل ہوتا ہے نہیں تو رنج جسمانی طاقتوں کے مخفی یا گم ہو جانے سے نفس کے علم کو ضرر نہیں پہنچتا زیرا کہ ادراک نفس کو خود بخود ہے۔ نہ کہ قوائے جسمانی کے ذریعہ سے جیسا کہ پہلے ظاہر کیا گیا۔ اور تن اور بدنی قوتیں اگرچہ روح کو محسوسات کے جاننے کے لئے واسطہ ہیں۔ لیکن پائدار نہیں رہتے۔ اور عقل کے مدرکات خود زیادہ کامل ہوتے ہیں حواس کے مدرکات سے اور محسوسات کو کوئی نسبت نہیں ہے تمام مجردات کے ساتھ اور خاص کر خدائے تعالیٰ کے ساتھ پس وہ گروہ کہ جو سب سے اعلیٰ تر ہے وہ ضرور موکش پا جاتے ہیں۔ اور اس سے نچلے گروہ جو جسمانی آلائشوں سے بری ہو گئے ہیں وہ دیوتا ہوتے ہیں اور جو جسم کے جیلخانہ سے نہیں نکلے ہیں اور زیادہ نیکی کرتے ہیں وہ ایک انسانی قالب سے دوسرے انسانی قالب میں جاتے ہیں تاکہ نجات پا جاویں اس چکر کا نام فرہنگسار ہے۔ اور جو بدی کرتے ہیں وہ حیوان مطلق کے بدن میں جنم لیتے ہیں اس کا نام ننگسار ہے۔" حکیم الٰہی جمشید فرماتے ہیں۔ روان پایندہ و باستانی ست نا نوہ شدہ یعنے حادث چہ برنوہ شدہ اند بیشتر مایہ ہمی باشد پس اگر روان باستانی نہ بود سہاکی (مادی) ہمی ایک بود۔ حکیم الٰہی جی افرام فارسی فرماتے ہیں پایندہ در فرد دین جہان روان است۔ دیگر چیز ہا درہم بگردد یعنے روح ہمیشہ رہنے والی اور قدیم ہے جدید یا تو پید نہیں ہے۔ کیونکہ ہر نو پید چیز پیدا ہونے سے بیشتر مادہ ہوتا ہے۔ پس اگر روح قدیم نہ ہو تو مادی ہوگی نہ کہ جوہر مجردہ۔

ہمیشہ رہنے والی جہان میں روح ہے۔ اور سب چیزیں درہم برہم ہو جاتی ہیں۔

فاضل عبد الکریم شہرستانی لکھتا ہے بذکر فرقہ مجوس منہم قالوا ینناسخ الارواح

ثبوت تناسخ

فی الاجساد والانتقال من شخص الی شخص و ما یلقی من الواحة والتعب والاعتد والنصب فمرتب علی ما سلف قبل وهو فی بدن آخر جزاء علی ذلك والانسان ویدا فی احد امرین ومانی فعل وامانی جزاء وما هو فیه فاما مكافاة علی عمل قدمه واما ینتظر المكافاة علیه والجنة والنار فی هذه الابدان واعلی علیین درجه النبوة واسفل السافلین درجه الجنته فلا وجود اعلیٰ من درجه الرسالة ولا وجود اسفل من درجه الجنته ومنهم من یقول المدارج الاعلیٰ درجة الملئکه واسفل درکه الشیطانه ویخالفون بهذا لمذهب سایر الثنویه (یعنی قائلین ظلمت و نور) فانهم یعنون بایام الخلاص رجوع اجزاء النور الی عالم شریف الحمید وبقاء اجزاء الظلام فی عالم الخسیس الذمیم (از ملل والنحل عربی) + ترجمہ۔ (ذکر کرتا ہے فرقہ مجوس کا) اُن میں سے تناسخ ارواح کو جسموں میں اور انتقال ایک وجود سے طرف دوسرے وجود کے ملنتے ہیں۔ اور جو اس کو ملتا ہے خوشی اور رنج سے اور مراتب کا انحصار ہے اوپر پہلے افعال کے اور وہی ہے مابعد کے بدن پر اور اسی طرح انسان ہمیشہ اُن افعال کی کیفیت پر ہے نہ افعال میں بلکہ جزا میں اور اس کا جسم نہیں ہے الا اپنے کرموں کے بدلے بھگتنے کے واسطے نیکن کرم منتظر ہیں بدلے کے اور بہشت و دوزخ انہیں اجسام میں ہے۔ اور سب سے بڑا درجہ نبوۃ کا ہے اور سب سے نیچا درجہ جنوں کا ہے۔ پس نہیں ہے وجود درجہ رسالت سے اعلیٰ اور نہ کوئی درجہ ہے اسفل درجہ جنی سے۔ اور اُن میں سے ایک فرقہ کہتا ہے کہ سب سے بڑا درجہ ملائکہ ہے اور سب سے نیچا درجہ شیطانوں کا ہے۔ اور مخالفت کرتے ہیں اس فرقہ کے تمام ثنویہ لوگ۔ اور وہ اس طرح خیال کرتے ہیں کہ نجات کیا ہے۔ گو رجوع ہے طرف بڑے عالم نور کے اور پیچھے چھوڑ جانا اجزا کا طرف اندھیرے عالم کے +

باب سوم

بُدھ مذہب اور تناسخ۔ یہ مذہب مسیح سے ۶۳۰ برس پہلے آریہ ورت میں جاری ہوا۔ اس کے بانی مبانی مہا کھی سنگھ گوتم بدھ قوم راجپوت تھے اس قوم کے نشانات افریقہ۔ ایشیا۔ یوروپ و امریکہ بلکہ جزائر میں بھی ملتے ہیں فی الحال چین۔ جاپان۔ برہما۔ سیام۔ انام۔ تبت لنکا۔ چینی تاتار وغیرہ جگہوں میں اس مذہب کا بڑا زور شور ہے۔ تقریباً ۵۰ کروڑ لوگ اس مذہب کے پیرو اور بدھ کہلاتے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے "کرم کے مارے بار بار جنم لینا پڑتا ہے جو جیو آتما کہلاتا ہے سو کوش خزانہ میں نہیں کنتو پانچ سکندھوں میں رہتا ہے اُن کے یہ نام ہیں۔ روپ ویدنا۔ سنگیا۔ سنسکار۔ وگیان۔ مرنے کے سمے یہ سب سکندھ نشٹ ہو جاتے ہیں" (آواگون وچار صفحہ ۷) +

بُدھ مذہب کے مقلدوں کا بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نروان (مکتی) حاصل کریں یعنے فنا ہو جاویں کیونکہ بدھ کی تعلیم کے بموجب انسان نفسانی شہوتوں اور رحمتوں اور آتما دائمی آواگون یعنے تناسخ سے اسی طرح نجات پا سکتا ہے (صفحہ ۳۱ مختصر تاریخ ہند تیسرا حصہ) مہاتما بدھ نے یہ تعلیم کی کہ انسان کی موجودہ اور گذشتہ اور آئندہ جنموں کی کیفیت مخفی اُنہی کے اعمال (کرم) کا نتیجہ ہے۔ انسان جو بوتا ہے وہی کاٹیگا۔ اور چونکہ ہر بدی کی سزا اور ہر عمل نیک کی جزا لابد ہے۔ لہذا جس فعل کے لئے جو نتیجہ لازم ہے وہ تو پورا جاری اور رہ دیو کے روکے رُک سکتا ہے۔ راحت و رنج جو اس دُنیا میں لاحق ہوتے ہیں اُن کو ہمارے گذشتہ جنم کے اعمال کا نتیجہ لازمی تصور کرنا چاہیئے۔ اور اس جنم کے اعمال پر ہمارے آیندہ کے جنم کی راحت و رنج منحصر ہو گی جب کوئی ذی حیات فوت ہوتا ہے تو اپنے اعمال کے موافق ادنے یا اعلیٰ حالت حیات آئیندہ میں پھر جنم لیتا ہے اور اُس کا واجب الجزا اور واجب التعزیر ہونا اُن افعال کی میزان کُل پر جو اُس سے پہلے جنموں میں سرزد ہوئی موقوف ہے" (صفحہ ۱۰۹ مختصر تاریخ ڈاکٹر ڈبلیو ہنٹر صاحب ۱۸۸۴ء) +

یہ قدرتی بات ہے کہ دل ہمارا اُن مسائل کی تردید کا مقابلہ دیر تک کریگا۔ جن سے عقدہ مالاینحل حل ہو جاتے ہیں۔ مسئلہ تناسخ خواہ بروئے عقائد برہمنان ہا تین خواہ بروئے مسائل مذہب بدھ۔ یہ کسی طرح قابل تردید نہیں ہے۔ بلکہ اس کمی بیشی رنج و راحت کی جو دُنیا میں ہم دیکھتے ہیں اُس کا پورا تسلی بخش جواب ہمیں اس مسئلہ سے مل جاتا ہے مثلاً ایک بچہ اندھا ہے یہ اُس کا اندھا پن پچھلے جنم میں آنکھ کے بُرے استعمال کا نتیجہ ہے مگر وہی اندھا جو طاقت شنوائی اعلےٰ درجہ کی رکھتا ہے اُس کا یہ سبب ہے کہ وہ پچھلے جنم میں دھرم شاستر کے سُننے کا بہت شوق رکھتا تھا۔ اسی طرح ہر ایک کی وجہ قوی اور تسلی بخش مل سکتی ہے۔ ان واقعات کے تسلی بخش جواب کی کوئی تردید نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اُن امور کی دریافت انسانی طاقت سے باہر ہے +

(بُدھ مذہب مصنفہ ٹی۔ ڈبلیو۔ ڈیوڈ صاحب صفحہ ۹۹) +

مذہب دوم۔ مردم چین راشکیا۔ (یعنے بنا کردہ شک منی) دامنسوب نامند واین مذہب از شک بتانسوآورد ند کہ اکنون آن راہندوستان مے نامند و مردم چین به پنج عنصر قایل اند اہل مذہب شکیا مے گویند کہ جمیع موالید عالم سفلی ازین عنصر مرکب اند و عالم ہائے بسیار اند و بر تناسخ قایل اند۔ و مطلقاً گوشت خوردن جائز ندارند نفس را لایموت میدانند۔ (از تاریخ چین فارسی صفحہ ۹۰ و ۹۱) +

باب چہارم

مختلف ممالک کے حکماء او فلسفہ دانوں کی رائیں طالیس الملیطی یونان کے سب سے پہلے فیلسوف کا اعتقاد

قال من الروح ان الارواح غیر فانیة بل هی ازلیة - ابدیتہ- جمیع الاسرار الخفیه لا تخفی علی الابیه علیهم - وکان اول الیونانین الذین عرفوا علم الطبیعه وعلم الهیئته وکان یزعم ان الما وهو الاصل الاول - وان جمیع الاشیا تتغیر دائما من حالة الی حالة الی ان یوول امرها الی رجوعها ماء وان سایر ما فی الکون لا یخلو عن احساس ما وانه مملوء بما لا یدرکه الطرف من المخلوقات وکلها متحرکة ذات ارواح وان الارض فی وسط العالم تتحرك علی مرکزها الاصلی - (تاریخ الفلاسفه صفحه ۶ و ۷) +

ترجمہ۔ ارواح غیر فانی اور ازلی و ابدی ہیں۔ اور کوئی اسرار پرمیشور سے مخفی نہیں ہیں۔ یونانیوں سے یہ پہلا تھا۔ جنہوں نے علم طبیعات والہیات کو جانا ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ اصل اول جو ہے وہ پانی ہے۔ اور تمام چیزیں ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلتی رہتی ہیں۔ اور آخر رجوع کرتی ہیں طرف پانی کی اور وہ تمام

چیزیں جو کائنات میں ہیں محسوسات سے ہیں۔ اور وہ تحقیق بھرا ہوا ہے ان چیزوں سے جو نہیں جانی جاتی ہیں۔ یعنے کل کائنات میں دو قسم کی چیزیں ایک محسوس دوسری غیر محسوس جو غیر محسوس ہیں وہ بھی مخلوق کا ایک حصہ ہے۔ اور ہر ایک چیز جو ارادہ سے حرکت کرتی ہے وہ روح رکھتی ہے۔ اور زمین وسط عالم میں اپنے اصل مرکز میں حرکت کرتی ہے۔

سولون فیلسوف طالیس کا شاگرد تھا اور وہ بھی اسی طرح سے قدامت ارواح اور مسئلہ تناسخ کا قائل تھا + اسی طرح انکسفوراس فیلسوف بھی جو کہ انکسیمینس حکیم کا شاگرد تھا اور یہ انکسیمنندر نامی ایک حکیم کا شاگرد تھا۔ جو کہ طالیس کے شاگردوں میں سے تھا یہ بھی سارے کے سارے تناسخ کے ماننے والے اور ارواح کی قدامت کے ماننے والے تھے۔ اور **فیلولیوس** وارضی خاس الطارنتی اور نبوس وغیرہ مشہور فیلسوف تناسخ پر یقین رکھتے تھے +

حکیم دیموقریطس۔ تاریخ فلسفہ میں لکھا ہے۔ ان سافر بلاد الہند لیتعلم علم قدماء فلاسفتھم، وزعم دیموقریطس کمعلم "لوقسیس" ان اصول الاشیاء الذرات والفراغ وانہ لایتکون شئی من العدم کما لا یؤل موجود الی العدم ان الذرات لایعتریھا فساد ولا تغیر لان صلابتھا التی تقاوم کل شئی حفظتھا من سائر التغیرات وکان یزعم ان تلک الذرات تکون منھا ما لا یحصی من العوالم التی کل عالم منھا یھلک من زمن معلوم و یتکون من آثارہ عالم آخر وھکذا۔

وکان یقول الارواح الانسان التی ھی نفس العقل علی رایہ مرکبۃ من اجتماع ذرات وکذالک الشمس والقمر وغیرھما من الکواکب ان ھذہ الذرات لھا حرکۃ دوارۃ تیرلامنھا جمیع الموجودات ومن حیث ان ھذہ الحرکۃ الدورۃ مستوتیہ فی جمیعھا کان سببا لقولہ بوجود القضاء وان سائر الاشیاء تتکون قھرًا وجبرًا وابیسیقورس " سلک فی مذھب دیموقریطس لکن لما لم یقل بالقسر والجبر کما سیاتی توضیحہ فی ترجمۃ لزمہ ان یقول بالمیل الاختیاری ودیموقریطس کان یزعم ان الروح منتشرۃ فی اجزاء الجسم والسبب فی وجود الاحساس فی سائر اجزاء الجسم ان کل ذرۃ منہ قائم بھا جزء ما من ذرات الروح "۔ صفہ۔ تاریخ فلاسفہ۔

ترجمہ اُس نے ملک ہند کا سفر کیا تاکہ وہاں کے قدیم فلاسفروں کی تعلیم کو حاصل کرے اس نے اپنے اُستاد لوکسیس کی طرح خیال کیا کہ کل دُنیا کی اصل پرمانو ہے اور یہ کہ کوئی چیز عدم محض سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ موجود چیز نیست نہیں ہو سکتی اور یہ کہ ذات میں کسی قسم کا فساد نہیں ہو سکتا اور نہ تغیر۔ کیونکہ وہ صلابت جو ہر ایک چیز کا قیام رکھتی ہی اُس کی حفاظت کرتا ہے۔ کل تغیرات سے اور وہ اِس بات کا خیال کرتا ہے۔ کہ یہ کل بے شمار عالم ذرّوں سے بنے ہیں۔ پس ہر ایک عالم اُن میں سے ہلاک ہوتا ہے ایک عرصہ معلوم کے بعد پھر ہو جاتا ہے اُس کے آثار پر دوسرا عالم اور ایسا ہے + اور کہتا تھا کہ انسانوں کی آتما کن ذرات سے مرکب ہیں اور ایسا ہی سورج چندرمان اور دیگر ستارے اور اِن تمام ذرات کے لئے دائرہ کی طرح حرکت ہے۔ جس سے کہ تمام موجودات پیدا ہوتی ہے۔ اور چونکہ یہ حرکت دوارہ مستو یہ اُن تمام میں ہے۔ سو یہ دلیل ہے۔ اُس کے قول پر کہ قضا کا وجود ہے اور وہ کہتا ہے کہ کل چیزیں جبر اور قہر سے پیدا کی گئی ہیں۔ نہ کہ اپنی مرضی سے ابیسی قورس حکیم اِسکے مذہب پر چلا لیکن چونکہ اُس نے قہر اور جبر سے جیسا کہ اُس کی توضیح ہے۔ ترجمہ میں پس اُسے لازم ہو کہ لکھے میل اختیاری سے دُنیا پیدا ہوئی ہے اور یہ حکیم دیمقراطیس خیال کرتا ہے کہ روح اجزاء جسم میں ویاپک ہے اور یہی سبب ہے کہ کل اجزاء جسم میں روح محسوس کرنے کی قابلیت رکھتی ہے۔ کیونکہ جسم کا ہر ایک ذرہ اُس سے قائم ہے اور روح اُن کل ذرات میں مشارکت حاصل کئے ہوئے ہے +

فیثاغورث حکیم نے جزیرہ سیابیئرس میں **فی ری سائی ڈس** ایک نامی فلاسفر سے تعلیم پائی۔ جس کی وہ زیادہ تعظیم کرتا تھا۔ خدا کے بعد وہ عزت کے لائق والدین اور دھرم شاستر کے مصنفوں کو یقین کرتا تھا۔ خدا کی بابت فیثاغورث کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ عالمگیر چیتنیا اور تمام چیزوں میں ویاپک اور محیط۔ تمام حیوانی زندگی کا منبع۔ تمام حرکتوں کا اصلی باعث۔ پرکاش سروپ سچدانند اور دُنیا کائنات کا روح سروم مطلق۔ لاشکل۔ لاتغیر۔ جس کا گرہن صرف روح اور دل سے ہو سکتا ہے۔ نہ کہ ظاہری حواسوں سے۔ فیثاغورث کے اس بیان کی سروتائید کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ وہ خدا کو سرو دیاپک تمام نیچر میں موجود بتلاتا ہے۔ وہ کہتا ہے خدا ایک ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ دُنیا سے باہر ہے۔ وہ تو سب میں موجود ہے وہ تمام عالم میں دیاپک ہے وہ منتظم ہے۔ تمام پیدائش کا اور نیچر کا وہ پشت پناہ ہے۔ وہ ازلی اور تمام شکتیوں کا منبع ہے۔ تمام چیزوں کا حقیقی اصول اور راستی کا چشمہ ہے۔ تمام دُنیا کا پتا اور یونی ورس کا روح اور جان ڈالنے والا اصول۔ تمام گرہوں کا پہلا حرکت دینے والا۔ اِس تمام بیان پچھلے کے ساتھ ملانے سے وہ کہتا ہے کہ جس طرح انسانی روح اس جسم کو زندہ کرتی ہے۔ اسی طرح وہ تمام جہان کو زندہ کر رہا ہے مادے کے تمام خواص سے بری اور چیتنا اور گیان سروپ اگنی ہے۔ وہ یونی ورس کے بنانے اور اُس کے قائم رکھنے میں کسی اور کا محتاج نہیں۔

(ہسٹری آف فلاسفرس صفحہ ۲۹۳ و ۳۹۴) +

کتاب چیمبرس ان فارمیشن فار دی پیپل میں لکھا ہے کہ فیثاغورث جو مشہور حکیم بلدہ سی ماس کا تھا وہ لوگوں کو مسئلہ تناسخ کی ہدایت کرتا۔ اور کہتا تھا۔ کہ میں خبردار ہوں کہ میرا پہلا جنم کیا تھا۔

اماس بادشاہ کے وقت میں فیثاغورث حکیم مصر میں آیا اور پولی کرائیس بادشاہ ساماس کے وسیلہ سے جو اناس کا بہت بڑا دوست تھا۔ بادشاہ تک اُس کی رسائی ہوئی۔ اُس نے چند مدت وہاں قیام کر کے پوجاریوں سے بڑے بڑے باریک مسئلے حاصل کئے اور اُن کے مذہب کی دقیق دقیق باتیں سیکھیں یہاں تک کہ تناسخ کا مسئلہ بھی وہیں سے اُڑا لایا۔ (تاریخ مصر صفحہ ۱۱۰) +

فیثاغورث حکیم نے تناسخ کا مسئلہ مصریوں سے لیا تھا۔ مصریوں کو یہ یقین تھا کہ مرنے کے بعد انسانوں کی جانیں پھر انسانی اجسام میں انتقال کرتی ہیں۔ اور اگر وہ بدکار ہوتی ہیں تو وہ ناپاک اور بُرے حیوانوں کی جون میں آ جاتی ہیں۔ تاکہ اپنے فعلوں کی سزا پائیں۔ اور کئی صدیوں کے بعد اُن کو پھر آدمی کی جون میں جنم لینا نصیب ہوتا ہے۔ (تاریخ مصر صفحہ ۴۴) +

تاریخ الفلاسفہ میں لکھا ہے۔ وکان یزعم ان العالم لہ روح وادراک وان روح ھذا الدولاب العظیم ھو الاثیر فنہ جمیع الارواح الجزئیۃ للآدمیین وسائر الحیوانات وکان یقول ان الارواح لا تفنی غیر انھا تسوح فی الھوی من جھۃ الی اخری الی ان تصادف جسما یا کان فتدخل فیہ مثلا اذا خرجت الروح من جسد الانسان فیتفق ان تدخل فی جسم فرس او ذئب او حمار او فار او طائر او سمکۃ او غیر ذالک من باقی انواع الحیوانات کما یتفق انھا تدخل فی جسد الانسان ایضًا

من غیر فرق کما انها اذا خرجت من جسم ای حیوان تدخل فی جسم
انسان او فی جسم حیوان فلذلک کان فیثاغورث یشدد فی منع اکل
الحیوانات وکان یزعم ایضًا ان ذنب من یقتل الذبابة اذ الزنبور او غیر
هما من الهوام مثل ذنب الذی یقتل انسانا حیث ان سائر الارواح واحدة
منتقلة فی جمیع الحیوانات واراد فیثاغورث ان یثبت الجماعته مذهبه
فی تناسخ الارواح فاخبرهم انه کان سابقا فی جسد اسمه ایثالیدیس
وادعی کان ابن عطارد من الهة الیونان - وکان عطارد یقول له
انه ذاک سلنی ما تحب تعطه ماعدا البقاء والدوام حتی یتم غرضک و
مقصودک فطلب منه ان یعطیه قوة تذکر جمیع اشیاء التی تحصیل له فی
الدنیا فی حیاته وبعد مماته ومن ذالک الوقت صار عالما بجمیع ما یقع
فی الدنیا واخبرهم ایضًا بانه لما خرج من جسم ایثالیدیس انتقل الی جسم
اوفوربه وکان حاضرا فی حصار مدینة تروادہ وجرحه شخص یسمی
منیلاس جرحا شدیدا وبعد ذلک خرج الی جسم هرموتیموس
وفی هذا الزمن اراد ان یثبت للناس بما وهبه له عطارد فذهب
الی بلد ابرانجیدس ودخل هیکل ویولون واذا هم فیه درقه البالیة
التی کان سلبها منیلاس حین جرحه ونذرها لذالک الهیکل دلیلا
علی نصرته ثم انتقل الی جسم صیاد یسمی پوروس ثم الی ذالک الجسم الذی
هو فیثاغورث وانه لم یعد انتقاله الی جسم دیک کذا او طاوس کذا او غیر
ذالک وقال انه حین سفره فی اودیته جهنم رای روح الشاعر
هربودس مسلسلة فی الاغلال ومصلوبة وعمود وتقاسی الشدائد
بلا - ورائی ایضًا روح هرمیرس معلقة فی شجرة واحتاطت بها الافاعی
من کل جانب وذلک عقاب له علی اکاذیبه التی کان ینسبها للآلهة ورای
ارواح الرجال الذین کانوا لا یحسنون العشرة مع نسائهم ویسیئونهن
فی غایته العقاب فی تلک الاودیته واتفق ان فیثاغورث بنی له تحت
الارض حجرة صغیرة وعندما اراد النزول فیها عاهد امه ان تکتب مع
التحقیق سائر ما یحصل فی مدة غیبته وسجن نفسه فیها سنة کاملة
شرخج منها نحیفا اشعث اغبر فی صورة مهولة وجمع الناس واخبرهم
انه کان فی جهنم وکان یحملهم علی تصدیقه فی ذالک شرع یذکولهم
ماحصل فی مدة غیبته فظنوا انه فوق سائر البشر ورثوا لحالہ و
بکوا وتضرع الرجال الیه ان یعلم نساءهم - کان یقول ان الآلهة
تکره القربان من ذوی الارواح وانها تغضب علی من یزعم تشریفها بقربان

ترجمہ - یہ خیال کرتا ہے کہ جہان کے روح ہے اور ادراک - اور اس روح کے لئے لمبا
دورہ ہے - یہ جہان کی روح تمام آدمیوں اور حیوانات کی روح کو پھراتی ہے یا شامل
ہے - اور وہ کہتا ہے کہ روحیں کم و بیش یعنے فنا پذیر نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ وہ
اکاش میں پھرتی ہیں - ایک طرف سے دوسری طرف اور جس وقت کوئی جسم ملتا ہے پس
اُس میں داخل ہو جاتی ہیں مثلاً جس وقت ایک روح انسان کے جسم سے نکلتی ہے - اور اُن
کما اتفاق پڑے گھوڑے اور بھیڑ گدھے - موش یا پرند اور ماہی وغیرہ حیوانات کے جسم
سے جیسا کہ ہو - پس وہ داخل ہوتی ہے - ایسا ہی انسان کے جسم میں بغیر کسی فرق کے
جیسا کہ نکلتی ہے کسی اور حیوان کے جسم سے اور داخل ہوتی ہے - انسان کے جسم
میں یا کسی حیوان کے جسم میں - پس اسی واسطے فیثاغورث حیوانات کے کھانے کی

ممانعت میں سختی کرتا تھا - وہ خیال کرتا تھا کہ ایسا ہی گناہ ہے - مکھی - زنبور یا اور
ایسے اور گزندہ کے مارنے کا جیسا کہ انسان کے قتل کا - اس لئے کہ تمام روحیں ایک
جیسی ہیں - انتقال کرنے والے تمام حیوانوں میں اور ارادہ کیا ہے فیثاغورث نے
ایک جماعت کے روبرو - روحوں کے تناسخ کے ثابت کرنے کا - اور اُس نے اُن کو
خبر دی ہے کہ میں پہلے ایثالیدس کے جسم میں تھا - جو ابن عطارد کے نام سے یونان
کے دیوتاؤں میں موسوم ہے - اُس سے میں نے دُعا مانگی - عطارد نے میرے
لئے کہا تھا کہ تو مانگ جو کچھ کہ مانگتا ہے - تاکہ میں تجھے دوں - جو کہ تیرے لئے لازوال
زندگی کو مہیا کرے - یہاں تک کہ تیری غرض اور مقصود پوری ہو وے - پس اُس سے
مانگا کہ وہ دیوے قوت یادداشت تمام اُن اشیاء کی جو حاصل ہوونگی مجھ کو دُنیا
میں میری زندگی میں اور بعد موت کے اور اُس وقت سے مجھے تمام چیزوں کی سرگذشت
یاد ہے اور پھر بتلایا کہ ایسا ہی جب ایثالیدیس کے جسم سے انتقال کر کے اوفوربہ کے جسم
میں آیا اور وہ ایک شہر کے قلعہ میں بحالت مقابلہ اور مجھے زخم پہنچا تھا ایک آدمی سے
جس کا نام منیلاس تھا - یہ زخم بڑا سخت تھا - پھر وہاں سے نکلکر ہرموتیموس
کے جسم میں گیا اور اُس زمانہ میں مینے ارادہ کیا کہ میں لوگوں پر ثابت کروں کہ جو کچھ کہ
مجھے عطارد نے بخشا تھا - پس گیا میں طرف شہر ابرانخدس کے اور داخل ہوا اپولو
کے عبادت خانہ میں اور پھر جا کر اُن کو دکھلائے وہ پورانے پھٹے ہوئے کپڑے جو بحالت
زخمی ہونے منیلاس کے چھینے گئے تھے - اور بعد ازاں اُسی عبادت خانہ کی نذر کر دیئے
بطور اعتقاد کے پھر میں نے انتقال کیا طرف جسم صیاد کے جس کا نام پوروس تھا
بعد ازاں یہ جنم لیا جس کا نام فیثاغورث ہے اور تحقیق اس کے سوائے میں نے خروس
اور طاؤس کے جسم میں بھی دھارے تھے +

اور بیان کیا گیا کہ جس وقت میں سفر کرتا تھا دُکھ کے مقاموں کا - دیکھا میں نے ہزیودس
شاعر کی روح کہ وہاں زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی - اور ستونوں کے بیچ میں تھا - اور
سخت تکالیف جھیل رہا تھا - اور پھر میں نے دیکھا ہومر کی روح کو کہ وہ درخت سے
لٹکایا ہوا تھا - اور اُس کے گرداگرد سانپ تھے - یہ عذاب اُس کو اُن بطلانوں
کے بدلے میں تھا - جو اُس نے دیوتاؤں کے بدلے میں بولا تھا - پھر اُس نے دیکھا
اُن آدمیوں کی روحوں کو جو اپنی عورتوں سے خوش گذران نہیں کرتے اور اُن کو
سخت تکلیف دیتے ہیں - انہیں دُکھ کے مقامات ہیں -

پھر اتفاق ہوا فیثاغورث کے واسطے کہ اُس نے بنایا زمین کے نیچے ایک چھوٹا
سا حجرہ اور جس وقت وہ اُس میں اُترنے لگا تب اپنے پیروؤں کو کہا کہ جو کچھ اُن
کو حاصل ہووے اُس کے غیب میں اُسے بالتحقیق لکھیں اور خود حجرہ میں ایک
برس بند رہا - بعد ازاں اُس میں سے نکلا - نحیف البدن - پراگندہ موئے - غبار
آلودہ - خوفناک صورت میں اور سب کو اکٹھا کیا - اور کہا کہ میں دُکھ میں تھا -
اور اُن کو پورا تصدیق کرنے کے لئے اپنے بیانات مذہب کے لئے اُس نے اُن کو
سال بھر کی غیب کی باتیں دیں - جتنے اُنھوں نے یقین کر لیا کہ وہ سب آدمیوں
سے بڑا ہے - اور اس کے حال پر گریہ و زاری کی - یہاں تک کہ اُن کی عورتوں نے
جان لیا کہ وہ کہتا تھا کہ دیوتے جانوروں کی قربانیوں سے کراہت کرتے ہیں - اور
جو قربانی سے اُن تک پہنچا چاہتے ہیں اُن پر غضب کرتے ہیں (از تاریخ الفلاسفہ)
ایڈورڈ ٹیلر صاحب ڈی - سی - ایل - ایل - ڈی - کہتے ہیں - کہ
جسم روح کے رہنے کی جگہ ہے - جو کہ مرنے پر نکل جاتی ہے - جیسے کہ آدمی چلتے ہوئے
گھر کو چھوڑ دیتا ہے - ترقی کے زینہ پر ایک روح بہت اجسام میں جا سکتی ہے -

یعنے ایک کے بعد دوسرے میں - نروفٹ سے آئسٹر میں - اور اُس سے مُڈّے میں
اور اُس سے عقاب میں - اور پھر اُس سے مگرمچھ میں - اور اُس سے کُتّے میں حتّیٰ
کہ آدمی میں آجاتی ہے اور پھر انسان سے بڑھکر براتیوں یا فرشتوں میں جو عالم بالا
میں رہتے ہیں اور اُس سے اعلیٰ حالت میں جس کے اصل ارادوں کو مسٹر فوجی آر
سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا - کیونکہ ہماری تحقیقات کے قرائن یہاں تک بس ہو جاتے
ہیں - سب سے بڑھکر آدمی کی آخری جگہ سورج لوک ہے - پاک روحیں جو کہ اس کے
نورانی گیسوں کا مجموعہ ہیں - وہی نظام شمس کے قیام کا باعث ہیں - (اپرسے ٹو لکچر جلد ۲ صفحہ ۱۶)
زمانہ حال کے جرمن فلاسفر جی - ای - لیسنگ صاحب روح کی بابت لکھتے ہیں کہ
روح مفرد ہے اور بیحد خیالات کو رکھ سکتا ہے - لیکن چونکہ وہ خود حد والا ہے
اس واسطے ایک ہی وقت بیحد خیالات رکھنے کے ناقابل ہے - اگر مان بھی لیا جائے
کہ وہ آہستہ آہستہ اُن خیالات کو حاصل کرتا ہے تو ضرور ہے کہ ان خیالات
کے حاصل کرنے کے واسطے ایک ترتیب وار سلسلہ ہو - تاحال روح پانچ حواس رکھتا ہے
لیکن نہ تو کوئی ایسی دلیل ہے کہ جس سے ہم مانیں کہ وہ پانچ حواس کے ساتھ پیدا ہوا
تھا - اور نہ یہ کہ وہ پانچ ہی کے ساتھ ختم ہو جاویگا - مگر چونکہ قدرت جھلانگیں نہیں مارتی
اس واسطے روح تمام چھوٹے درجوں سے گذر کر اُس حالت میں جا پہنچا ہے - اور چونکہ
قدرت میں بہت سے مادّے اور طاقتیں اس قسم کی موجود ہیں - جن کو حواس محسوس
نہیں کر سکتے - اسواسطے یہہ ضرور مان لینا چاہئے - کہ قدرت میں آئندہ ایسے
مدارج ہونگے جن میں کہ روح اس قسم کے حواس پیدا کریگا - جو قدرت کی طاقتوں
کے مطابق ہوں - (چیمبرس این سائیکلو پیڈیا) +

حکیم سقراط کا مذہب - یہہ حکیم عام طور پر تناسخ کی تعلیم دیتا اور بازاروں میں
اس مسئلہ کی وعظ کرتا تھا - یہہ یونان کے نامی حکیم افلاطون کا اُستاد تھا وہ روح
کے انادی اور غیر فانی ہونے کا قائل اور بڑے مضبوط دلائل سے اُس کے وجود پر
بحث کیا کرتا تھا - چنانچہ لکھا ہے کہ سقراط سے اُس کا شاگرد سی بیز سوال کرتا ہے
کہ اے سقراط اگر علاوہ اس کے تمہارا یہہ اصول جس کے بیان کرنے کے تم اکثر
مشتاق ہو - کہ ہمارا علم صرف ایک یادداشت کے طور پر ہے سچ ہو تو میں خیال
کرتا ہوں کہ ہم اس کو جس کو کہ اب ہم اپنی یادداشت میں لے آتے ہیں - کسی پہلے
وقت میں پڑھ چکے ہونگے - اور یہہ ناممکن ہے کہ سوائے اُس حالت کے کہ ہماری
روحیں بیشتر اس کے وہ اس انسانی جسم میں آئیں موجود رہ چکی ہوں - اس
طرح یہہ روح کو انادی ماننے کے لئے اور ایک دلیل ہو سکتی ہے -

اس پر سمیس دوسرے شاگرد نے کہا کہ اے سی بی از اس کا کیا ثبوت
وہ دلائل مجھ کو یاد دلا - کیونکہ اس وقت وہ مجھ کو صاف طور پر یاد نہیں ہیں
سی بی از نے جواب دیا کہ ایک دلیل اور جو کہ وہ سب سے زبردست ہے -
یہہ ہے کہ اگر تم آدمیوں کو سیدھی طرح سے کسی بات کی بابت سوال کرو
تو وہ تم کو صحیح صحیح خود بخود جواب دینگے - لیکن وہ اس کے جواب دینے کے قابل
نہ ہوتے اگر اُن میں علم اور سچی عقل نہ ہوتی - اس کے علاوہ تم ان کو ایسی چیزیں
جیسی اقلیدس[1] کی شکلیں دکھلاؤ - تب اس مسئلہ کا ثبوت تم کو پورا پورا مل جائیگا

[1] اس پر مصنف نوٹ دیتا ہے - کہ اس کی مثال کے لئے صفحہ ۸۲ - الف کا ضمیمہ جہاں
کہ اس جگہ کی طرح سقراط دوبارہ یاد آجانے کے مسئلہ کو ثبوت کرتا ہے اور وہ ایک غلام کو
جو کہ اقلیدس کا بالکل ناواقف تھا - اقلیدس کی بابت معقول سوال کرنے سے روح کے
انادی ہونے کو ثابت کرتا ہے اور شکلوں کی مدد سے اس سے ٹھیک جواب حاصل کرتا ہے "

(دیکھو ٹرائل اینڈ ڈیتھ آف ساقراطیز مترجمہ چرچ صاحب ایم - اے سنہ ۱۸۹۰ء
صفحہ ۱۳۲) اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۰ پر وہ بحث ہے جو روح کے انادی
ہونے پر ہے اور میموریبلیا آف ساقراطیز میں ایسا ہی ہے - (مصنفہ زینوفن
مترجمہ ایڈورڈ پی - سی) +

جب سقراط نے اپنی آئندہ زندگی اور فلاسفروں کا موت پر خوشحالی کا ذکر کیا - کہ وہ لوگ
موت سے ناراض نہیں ہوتے بلکہ خوش ہوتے ہیں - تب سی بی از نے پوچھا کہ اے سقراط
جو تو کہتا ہے اُس کا بہت سا حصّہ ٹھیک ہے - لیکن بعض اشخاص روح کے اُس
بیان پر جو تم نے کیا ہے اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بدن سے نکلنے کے
بعد نہیں رہتی بلکہ موت کے دن ہی تباہ و برباد ہو جاتی ہے - وہ خیال کرتے ہیں
کہ اُسی لحظہ جب کہ وہ بدن سے جدا کی جاتی ہے وہ سانس یا دُھواں کی طرح
پراگندہ ہو جائیگی اور اس لئے وہ نابود ہو جاتی ہے - اگر وہ جسمانی بُرائیوں سے
کسی خاص جگہ پر رہتی تو بیشک ہم مان لیتے کہ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ ٹھیک ہے
لیکن اس بات کے واسطے کافی وجوہات اور دلائل ہونی چاہئیں کہ وہ موت
کے بعد رہتی ہے - اور اُس وقت اُسکو دانائی کی طاقت رہتی ہے - سقراط نے کہا
کہ اے سی بی از یہہ ٹھیک ہے - لیکن کیا اب تمہاری مرضی ہے کہ ہم ان مسائل
پر گفتگو کریں اور پھر دیکھیں کہ آیا جو کچھ میں کہتا ہوں ممکن ہے +
سی بی از نے کہا کہ میں بیشک ان مسائل پر آپ کی مفصل رائے یعنے بحث خوشی
سے سُنونگا - سقراط نے کہا کہ بس اگر تم چاہتے ہو تو آؤ ہم اس سوال کی پڑتال
کریں - ہمیں یہہ بات کہ آیا آدمیوں کی روحیں موت کے بعد دوسری دُنیا میں رہتی
ہیں یا نہیں - اس طرح سوچنا چاہئے - یہہ ایک پُرانا اعتقاد ہے جو کہ ہم بھی جانتے
ہیں - کہ روحیں اس دُنیا کو چھوڑنے کے بعد وہاں دوسری دُنیا میں رہتی ہیں
اور یہہ بھی کہ وہ یہاں پر یعنے اس دُنیا میں واپس آتی ہیں - اور پھر مردوں سے
پیدا ہوتی ہیں - یعنی پُنر جنم لیتی ہیں +
لیکن اگر یہہ ٹھیک ہے - زندہ مُردوں سے پیدا ہوتے ہیں - تو یہہ ضروری ہے
کہ ہماری روحیں دوسری دُنیا میں رہیں - کیونکہ بغیر اس کے وہ پُنر جنم نہیں
لے سکتیں - یہہ ایک کافی ثبوت ہوگا - اور ٹھیک ہے کہ اگر ہم سچ مچ یہہ ثابت
کردیں کہ زندہ صرف مُردوں سے ہی پیدا ہوتے ہیں - لیکن اگر ایسا نہ ہو تو ہمیں
ضرور کوئی دلیل ڈھونڈھنی پڑیگی +
سی بی از نے کہا کہ بس ٹھیک اسی طرح ہے - سقراط نے کہا کہ سب سے آسان طریقہ
اس سوال کے جواب دینے کا یہہ ہوگا کہ ہم نہ صرف آدمی کی بابت سوچیں بلکہ تمام
حیوانات اور پودوں بلکہ تمام چیزوں کی بابت جو پیدا ہوتی ہیں - کیا ہر ایک چیز جس کا
کوئی متضاد ہے صرف اپنے متضاد سے ہی پیدا ہوتی ہے ؟ ضدین سے میری مُراد
یہہ ہے - شریف اور کمینہ - انصاف اور ظلم اور اسی طرح اور ہزاروں مثالیں ہیں +
ہمیں اب دیکھنا چاہئے کہ کیا ہر ایک چیز کے واسطے کہ جس کا کوئی متضاد ہے ضروری
ہے کہ وہ صرف اپنے متضاد سے پیدا ہو - مثلاً جب کوئی چیز کسی دوسرے سے
بڑی ہوتی ہے تو میرا خیال ہے کہ وہ پہلے ضرور چھوٹی ہوگی - تب پھر بڑی ہوگی -
سی بی از نے کہا کہ ہاں -
سقراط - اور اگر کوئی چیز چھوٹی ہوتی ہے تو ضرور وہ پہلے بڑی ہوگی - اور پھر
بعد ازاں چھوٹی ہوئی ہوگی +
سی بی از بیشک ایسا ہی ہے -

سقراط۔ اور پھر کمزور چیز طاقتور سے پیدا ہوتی ہے اور طاقتور کمزور سے۔
سی بی از۔ بے شک۔
سقراط۔ اور بدتر پیدا ہوتا ہے۔ خوب تر سے اور زیادہ منصف زیادہ ظالم سے۔
سی بی از۔ بے شک
سقراط۔ تو اب کافی طور پر ہم کو ظاہر ہوگیا کہ تمام چیزیں اسی طرح پیدا ہوتی ہیں۔ یعنے متضاد چیز اپنے متضاد کو پیدا کرتی ہے۔ **سی بی از۔** ایسا ہی ہے +
سقراط۔ اور کیا متضاد کی ہر ایک جوڑی میں جوڑی کی دو چیزوں کے درمیان دو تبدیلیئیں نہیں رہتیں۔ یعنے ایک سے دوسرے میں اور پھر دوسرے سے پہلے میں بڑی اور چھوٹی کے درمیان بڑھنا اور کم ہوتا۔ اور کیا ہم یہ نہیں کہتے ہیں۔ ایک بڑھتا ہے تو دوسرا کم ہوتا ہے + **سی بی از۔** ہاں۔
سقراط۔ پھر اسی طرح جُدائی ہے۔ اور ملاپ ہے۔ اور سردی ہے اور گرمی وغیرہ کیا یہ عام قاعدہ نہیں ہے۔ اگرچہ ہم اس کو ہمیشہ اتنے الفاظ میں نہیں بیان کرتے کہ متضاد ہمیشہ ایک دوسرے کو پیدا کرتے ہیں اور یہہ کہ اُن کے درمیان ایک شے کے دوسرے میں تبدیل ہونے کا عمل ہے۔
سی بی از۔ ضرور یہہ ہے۔
سقراط۔ تو اچھا بتاؤ کہ زندگی کا کوئی متضاد ہے؟ اسیطرح کہ جسطرح نیند جاگنے کی متضاد ہے
سی بی از۔ بے شک ہے۔
سقراط۔ وہ کیا چیز ہے
سی بی از۔ نے کہا کہ موت۔
سقراط۔ تو اگر زندگی اور موت متضاد ہیں تو کیا وہ ایک دوسرے سے پیدا ہوتی ہیں۔ وہ دو ہیں اور اُن کی دو تبدیلیاں ہیں۔ کیا یہ ایسا نہیں؟
سی بی از۔ بے شک۔
سقراط۔ نے کہا کہ اب میں تم سے ان دو باہمی متضاد جوڑوں میں سے جنکا ابھی ذکر ہؤا ہے۔ ایک کا ذکر کرونگا۔ اور دوسرے کا بیان تم نے کرنا۔ نیند جاگنے کی متضاد ہے۔ نیند سے جاگنے کی حالت پیدا ہوتی ہے اور جاگنے کی حالت سے نیند پیدا ہوتی ہے۔ ان کی دو تبدیلیاں پہلے سوتا ہے اور دوسری جاگنا۔ کیا یہہ ظاہر ہے۔
سی بی از۔ ہاں یہہ بالکل ظاہر ہے۔
سقراط۔ اور تم مجھے اب زندگی اور موت کی بابت بتلاؤ۔ کیا موت زندگی کی متضاد ہے یا نہیں
سی بی از نے کہا کہ ہاں یہہ باہمی ضدیں ہیں +
سقراط۔ نے کہا کہ کیا یہہ ایک دوسرے سے پیدا ہوتی ہیں یا نہیں +
سی بی از نے کہا کہ ہاں پیدا ہوتی ہیں +
سقراط نے کہا تو پھر وہ کیا چیز ہے جو زندہ سے پیدا ہوتی ہے اُس نے جواب دیا کہ موت اور مُردوں سے کیا پیدا ہوتی ہے اُس نے کہا کہ مجھے کہنا چاہیئے کہ زندہ۔ تو پھر اے سی بی از زندہ چیزیں اور زندہ آدمی مُردوں سے پیدا ہوتے ہیں اُس نے کہا کہ یہہ تو صاف ظاہر ہے۔ پھر **سقراط** نے کہا کہ ہماری روحیں اگلی دُنیا میں رہتی ہیں۔ سی بی از نے کہا کہ یہہ تو صاف ظاہر ہے
سقراط۔ اب ان دو تبدیلیوں میں سے ایک تو بالکل ٹھیک ہے۔ یعنے میں خیال کرتا ہوں کہ موت ٹھیک ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے۔ سی بی از بولا کہ ہاں بالکل ایسا ہی ہے +
سقراط۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے کیا ہمیں اِس کے مخالف ایک اور تبدیلی نہیں ماننی چاہیئے کیا قدرت اس جگہ پر نامکمل ہے؟ کیا یہہ ضرور نہیں کہ ہمیں مرنے کے بعد بھی کوئی مخالف تبدیلی ماننی چاہیئے +

سی بی از بولا کہ میں بیشک ایسا ہی خیال کرتا ہوں +
سقراط۔ اور وہ کیا ہونا چاہیئے۔
سی بی از۔ دوبارہ جنم لینا۔
سقراط۔ اور اگر پھر زندگی میں واپس آنا ٹھیک ہو تو یہہ ایک تبدیلی مُردوں سے زندہ میں نہیں ہوگی۔
سی بی از۔ ہاں یہ ضرور ہوگی۔
سقراط۔ تب ہمارا اس بات پر اتفاق ہے کہ زندہ مُردوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اُسی طرح جیسے کہ مُردہ زندوں سے۔ لیکن ہم نے یہہ بھی مانا تھا کہ اگر یہہ ایسا ہو تو یہہ کافی وجہ ہوگی۔ اس بات کے ثبوت کے واسطے کہ مُردوں کی روحیں ضرور کسی نہ کسی جگہ رہتی ہیں۔ جہاں سے کہ وہ دُنیا میں آکر جنم لیتے ہیں +
سی بی از بولا۔ اے سقراط میں خیال کرتا ہوں کہ ہماری بحث کا یہہ ضروری نتیجہ ہے۔
سقر بولا۔ اے سی بی از میں خیال کرتا ہوں کہ ہمارا یہہ نتیجہ غلط نہیں۔ کیونکہ اگر متضاد ہمیشہ متضاد کی مطابقت نہ کریں جیسا کہ وہ پیدا ہوتے ہیں اور اس طرح جیسا ایک دائرہ میں پھرتے ہوئے اور اگر یہہ تبدیلیئیں صرف خط مستقیم میں ہوتیں صرف ایک متضاد سے بغیر دوسرے متضاد میں واپس آنے کے۔ تب تم جانتے ہو کہ آخرکار تمام چیزیں ایک ہی شکل اور ایک ہی حالت میں آجاوینگی۔ اور پیدا ہونی بالکل بند ہو جاوینگی +
سی بی از نے پوچھا کہ تمہاری مراد کیا ہے۔
سقراط۔ نے جواب دیا کہ میری مراد سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ اگر ایک ہی متضاد ہوتا۔ مثلاً سونا بغیر دوسرے متضاد یعنے جاگنے کے جو کہ پہلے سے پیدا ہوتا ہے۔ تو تمام قدرت آخرکار انڈی می این کے قصہ کو بے معنے کردیگی۔ اور پھر وہ بالکل مشہور نہ ہوگا۔ کیونکہ اور ہر ایک دوسری چیز بھی اُسی نیند کی حالت میں ہوگی جس میں کہ وہ تھا۔ اور اگر تمام چیزیں آپس میں ایک ہوتیں اور کبھی جُدا نہ ہوتیں تو انکسا غورث کا قیاس جلد سمجھ میں آجاویگا۔ اسی طرح اے میرے پیارے سی بی از اگرچہ تمام چیزیں کہ جن میں زندگی ہے مریں اور پھر مرنے کے بعد اُسی حالت میں رہیں۔ اور پھر زندگی میں نہ آویں تو ایک ضروری اور لابدی نتیجہ یہہ ہوگا۔ کہ ہر ایک شے آخرکار مرجائیگی۔ اور کوئی چیز زندہ نہ رہیگی۔ کیونکہ اگر زندہ چیزیں موت کے سوا کسی اور طور سے پیدا ہوں اور پھر مرجائیں تو یہہ نتیجہ لابدی ہے کہ تمام چیزیں مرجائینگی کیا یہ ایسا نہیں ہے؟
سی بی از نے اے سقراط میں خیال کرتا ہوں کہ جو کچھ تم کہتے ہو بالکل ٹھیک ہے +
سقراط۔ ہاں سی بی از میں خیال کرتا ہوں کہ یہہ سچ مچ ایسا ہی ہے اور ہم نے اس نتیجہ پر پہنچنے میں کوئی غلطی نہیں کی۔ مرے ہوئے پھر جنم لیتے ہیں۔ اور زندہ مردوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور مردوں کی روحیں باقی رہتی ہیں۔ جن میں سے نیک آدمیوں کی روحوں کی حالت اچھی اور بد آدمیوں کی روحوں کی حالت بُری +
سی بی از نے کہا کہ اے سقراط اس کے علاوہ اگر وہ مسئلہ جو کہ تم اکثر بیان کرتے ہو کہ ہمارا علم صرف یادداشت کا عمل ہے ٹھیک ہو تب میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ضروری ہے کہ وہ چیز جو اب ہم یاد کرتے ہیں ضرور کسی پہلے وقت سیکھی ہوگی اور یہ ناممکن ہوگا۔ جب تک کہ ہماری روحیں پیشتر اس کے کہ وہ انسانی قالب میں آویں موجود ہوں۔ پس یہ ایک اور دلیل ہے اس بات کے ماننے کے لئے کہ روح انادی ہے لیکن درمیان میں سمسیس بولا اے سی بی از اس دعوے کا ثبوت کیا ہے۔ مجھے یاد دلا اس وقت مجھے پُورے طور پر یاد نہیں +
سقراط۔ نے کہا اے سمسیس اگر یہہ دلیل تمہیں قائل نہیں کرتی تو اس پر

ایک اور طرح سے غور کرو۔ اور پھر دیکھو کہ تم ہم اتفاق کرتے ہو یا نہیں۔ میں جانتا ہوں۔ تمہارے تشکوک یہ ہیں۔ کہ کس طرح وہ جسے ہم علم کہتے ہیں یادداشت ہو سکتی ہے

سمیسں۔ نے جواب دیا کہ نہیں میں شک نہیں کرتا۔ لیکن یادداشت کے بارے میں دلیل کو پھر یاد کرنا چاہتا ہوں۔ جس بات کی سی بی از نے تشریح کرنے کا ذمہ لیا تھا وہ تمہارے مسئلہ کے قریباً مطابق ہے۔ اور مجھے قایل کر دیا ہے لیکن تاہم میں سُننے کے لئے تیار ہوں۔ کہ تم اسے کس طرح بیان فرماتے ہو +

سقراط نے کہا کہ اس طرح۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ہم اس بات میں متفق ہیں کہ اگر کوئی بات ایک آدمی یاد کرتا ہے تو یہ ضرور ہے کہ وہ بات اُس نے کسی پہلے وقت میں سیکھی

سمیسں نے کہا بے شک۔

سقراط۔ اور کیا ہم اس بات پر بھی متفق ہیں کہ جو کوئی علم مفصلہ ذیل طریقہ پر آتا ہے تو ہم اُسے یادداشت کہتے ہیں۔ جب ایک آدمی کوئی چیز دیکھتا یا سُنتا ہے یا کسی اور حس سے محسوس کرتا ہے تب نہ صرف اُس چیز کو جانتا ہے بلکہ اپنے دل میں کسی اور چیز کا بھی خیال رکھتا ہے۔ جس کا علم اُس سے بالکل مختلف ہے کیا ہم اس بات کے کہنے میں ٹھیک نہیں ہیں۔ کہ وہ اُس چیز کو یاد کرتا ہے جس کا کہ خیال اُس کے دل میں موجود تھا +

سمیسں۔ تمہاری مُراد کیا ہے۔

سقراط۔ میرا مطلب یہہ ہے کہ ایک انسان کا علم ایک سارنگی کے علم سے علیحدہ ہے کیا یہہ نہیں + سمیسں بے شک۔

سقراط۔ اور تم جانتے ہو کہ جب عاشق ایک سارنگی یا ایک کپڑا یا کسی اور چیز کو جس کو کہ اُن کے معشوق دیکھنے کے عادی ہیں تو اُس وقت اُن کے دل میں اُس معشوق کی تصویر نقش ہو جاتی ہے جس کی کہ وہ سارنگی ہے۔ یہ یادداشت ہے۔ مثلاً کوئی شخص سمیسں کو دیکھ کر اکثر سی بی از کا خیال کر لیتا ہے۔ اور اس بات کی بے شمار مثالیں ہیں۔

سمیسں نے کہا کہ بیشک ہیں۔

سقراط۔ نے کہا کہ کیا یہ ایک قسم کی یادداشت نہیں اور خاصکر ایک آدمی جب یہ خیال اُن اشیائے کی بابت رکھتا ہے جنکو کہ زمانے نے اور عدم توجہی نے بھلا دیا ہے

سمیسں نے جواب دیا کہ بیشک اسی طرح ہے۔

سقراط۔ اچھا کیا یہ ممکن ہے ایک آدمی کو یاد کرنا ایک گھوڑے کی تصویر یا ایک سارنگی کی تصویر کے دیکھنے سے یا سی بی از کی تصویر دیکھکر سمیسں کو یاد کرنا

سمیسں۔ بے شک ممکن ہے۔

سقراط۔ اور کیا یہ بھی ممکن ہے کہ خود سمیسں کو یاد کرنا سمیسں کی تصویر دیکھنے سے

سمیسں۔ بے شک۔

سقراط۔ تب ان تمام حالتوں میں یادداشت متشابہ اشیاء اور غیر متشابہ اشیاء سے بھی پیدا ہوتی ہے +

سمیسں۔ ہاں پیدا ہوتی ہے۔

سقراط۔ لیکن جبکہ ایک آدمی ایک متشابہ چیزوں سے پیدا شدہ یادداشت رکھتا ہے۔ کیا اُس کو اس سے آگے اور خیال نہ آئیگا اور نہ سوچے گا کہ آیا وہ مشابہت جو کہ اُسے یاد ہے کسی طرح سے نامکمل ہے یا نہیں؟

سمیسں۔ ہاں وہ سوچیگا +

سقراط۔ اب دیکھو کیا یہ ٹھیک ہے کہ ہم برابری کی ہستی کو نہیں مانتے

(میری مُراد لکڑی کے ٹکڑوں یا پتھروں کی برابری سے نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ) یعنے خاص صفت مساوات کو۔ کیا ہم کہیں کہ ایسی چیز کوئی ہے یا نہیں +

سمیسں۔ ہاں بے شک ہم کو ضرور ماننا پڑیگا۔

سقراط۔ اور کیا ہم جانتے ہیں کہ یہ مساوات کیا ہے۔

سمیسں۔ بیشک ہم جانتے ہیں۔

سقراط۔ ہم نے اس کا علم کہاں سے حاصل کیا۔ کیا یہ لکڑی کے ٹکڑوں اور پتھروں اور دیگر اشیاء (جن کا ہم ابھی ذکر کر رہے تھے) کے دیکھنے سے تمہیں حاصل ہوتی۔ کیا ہم نے اس صفت برابری کا خیال اُن چیزوں سے حاصل نہیں کیا جو کہ اُن سے مختلف ہیں اور کیا تم اختلاف کرتے ہو کہ یہ مختلف نہیں۔ اس سوال کو اس پہلو سے سوچو کیا ہم کو لکڑی اور پتھر کے برابر ٹکڑے بعض وقت برابر اور بعض وقت نابرابر معلوم ہوتے ہیں حالانکہ وہ ہمیشہ ویسے ہی ہوتے ہیں۔

سمیسں۔ ہاں بیشک ایسا ہی ہے۔

سقراط۔ لیکن کیا مطلق برابر تمہیں کبھی نابرابر معلوم ہوئے ہیں یا مطلق برابری کبھی نابرابری معلوم ہوئی۔

سمیسں۔ نہیں کبھی نہیں اے سقراط۔

سقراط۔ لیکن یہ ان چیزوں سے ہی تھا جو مطلق برابری سے مختلف ہیں۔ کہ تم نے مطلق برابری کا علم یا گیان پایا۔

سمیسں نے جواب دیا کہ یہ بالکل ٹھیک ہے۔

سقراط۔ اور یہ بھی کہ یہ اُن کے متشابہ ہیں یا غیر متشابہ۔

سمیسں۔ بے شک۔

سقراط۔ لیکن اس سے کچھ فرق نہیں ہوتا جب تک کہ ایک چیز کا دیکھنا ایک دوسری چیز کو تمہارے دل میں لاتا ہے ضرور ہے کہ وہاں یادداشت ہو۔ خواہ وہ دونوں چیزیں متشابہ ہوں یا نہ ہوں۔

سمیسں نے کہا یہ ایسا ہی ہے۔

سقراط۔ اچھا کیا لکڑی کے ٹکڑے اور اسی طرح اور برابر چیزیں جن کا ہم ابھی ذکر کر رہے تھے۔ ہم پر اسی طرح تاثیر کرتے ہیں۔ کیا وہ ہمیں اسی طرح برابر معلوم ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ مطلق برابر ہی برابر معلوم ہوتے ہیں۔ کیا وہ مطلق برابری سے کچھ کم ہوتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا ہمارا اس بات پر اتفاق ہے۔ ایک آدمی ایک چیز دیکھتا ہے اور اپنے دل میں کہتا ہے یہ چیزیں جو میں دیکھتا ہوں ایک دوسری چیز کے متشابہ معلوم ہوتی ہیں لیکن یہ اُس سے کچھ نامکمل ہے اور اُس چیز کے متشابہ نہیں ہو سکتی۔ یہ اُس سے نکمی ہے۔ کیا یہ ضرور نہیں کہ وہ آدمی جو کہ یہ خیال کرتا ہے اس چیز کو کسی پہلے وقت میں جانتا ہو جسکو کہ وہ کہتا ہے کہ یہ متشابہ ہے اور جس سے کہ یہ نکمی ہے +

سمیسں۔ ہاں یہ ضرور ہے۔

سقراط کیا برابر چیزوں کے بارے میں بھی اور مطلق برابری کے بارے میں ہمارا خیال اسی طرح تھا +

سمیسں۔ ہاں بے شک۔

سقراط۔ تب یہ ضروری ہے کہ برابری کا علم ہمارے پاس پہلے موجود تھا۔ پیشتر اس کے کہ ہم نے اوّل دفعہ برابر چیزوں کو دیکھا اور معلوم کر لیا کہ وہ تمام برابری کے متشابہ ہونے کے کوئی کام کرتی ہیں اور تمام اُسی کے ادنے ہیں +

سم لیس - یہہ لاپرواہی ہے -
سقراط - اور اس پر بھی ہم متفق ہیں - کہ ہم نے برابری کا خیال نہ حاصل کیا - اور نہ کر سکتے تھے بغیر قوت باصرہ اور مس کرنے کے دیگر حسوں کا بھی یہی حال ہے -
سم لیس - ہاں اے سقراط دلیل کے واسطے یہ ایسا ہی ہے -
سقراط - خواہ کسی طرح ہو یہ حسوں کا ہی ذریعہ ہے کہ ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ تمام محسوسات مطلق برابری کے متشابہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں - اور اس سے نکمی ہیں یعنے برابر نہیں بلکہ کم ہیں کیا یہ ایسا نہیں -
سم لیس - ہاں اسی طرح ہے -
سقراط - تب پیشتر اِسکے کہ ہم نے دیکھنا سُننا اور دیگر حواسوں کا استعمال کرنا شروع کیا - ضروری ہے کہ ہم نے حقیقی اور مطلق برابری کا گیان حاصل کیا ہوگا - ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ ہم برابر محسوس چیزوں کو مطلق برابری کے ساتھ مقابلہ کر سکتے اور نہ یہ دیکھ سکتے کہ اول الذکر یعنے محسوس اشیاء تمام حالتوں میں مؤخر الذکر کے ساتھ متشابہ کی کوشش کرتے ہیں اگرچہ وہ ہمیشہ اِس سے ادنے ہی ہیں -
سم لیس - اے سقراط جو کچھ کہ ہم کہہ چکے ہیں یہ اُس کا لازمی نتیجہ ہے -
سقراط - کیا ہم نہ دیکھتے اور نہ سنتے اور نہ دیگر حواسوں کو رکھتے تھے جب ہم پیدا ہوئے -
سم لیس - ہاں بے شک یعنے ضرور رکھتے تھے -
سقراط - اور یہ ضرور ہے کہ ہمنے مطلق برابری کا گیان پیشتر ان حواسوں کو حاصل کرنیکے پایا ہوگا
سم لیس - ہاں بے شک
سقراط - تو پھر یہ ظاہر ہے کہ ہمنے وہ گیان پیشتر پیدا ہونے کے پایا ہے -
سم لیس - ہاں پہلے ہی پایا ہوگا -
سقراط - اب اگر ہمنے اِس گیان کو پیدائش کے پہلے حاصل کیا اور اُس گیان کو رکھتے ہوئے پیدا ہوئے تو ہم پیدائش سے پہلے اور پیدائیش کے وقت نہ صرف برابر - بڑے اور کم کو جانتے تھے - بلکہ اِس قسم کی ہر چیز کو جانتے تھے - کیا یہہ ایسا نہیں ہے اور ہماری یہہ دلیل نہ صرف برابری ہی کے واسطے ہے - بلکہ اُسی طرح مطلق نیکی اور مطلق خوبصورتی اور مطلق انصاف اور مطلق پاکیزگی کے واسطے بھی ہے - حاصل کلام مَیں پھر دوبارہ کہتا ہوں کہ یہہ دلیل ہر ایک چیز پر عائد ہو سکتی ہے - جس کو ہم اپنے مباحثہ کے سوال و جواب میں حقیقی کے نام سے نامزد کرتے ہیں - پس یہ ضرور ہے کہ ہم نے اپنا تمام حقیقی چیزوں کا گیان پیدائش سے پہلے حاصل کیا ہو -
سم لیس - یہہ ایسا ہی ہے -
سقراط - اور یہہ بھی ضروری ہے کہ ہم ہمیشہ اِس گیان کے ساتھ ہی پیدا ہوں - اور ضرور ہے کہ اپنی ساری زندگی میں ہمیشہ اُس گیان کو ساتھ رکھیں - اگر ہم اِس گیان کو بروقت حاصل کرنے کے بعد بھول نہیں جاتے کیونکہ جاننے کے معنے گیان کو حاصل کرنا اور اُسے رکھنا ہے - نہ کہ اُسے کھو دینا - اے سم لیس کیا ہماری مُراد کسی چیز کو بھولنے سے اِس گیان کا کھو دینا نہیں ہے -
سم لیس - اے سقراط بے شک -
سقراط - لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ یہہ ایسا ہو کہ ہم نے پیدائش کے وقت اُس علم کو کھو دیا جو کہ پیدائش کے پہلے حاصل کیا تھا - اور پھر بعد اِس کے اپنے حواسوں کو محسوسات پر استعمال کرنے سے اِس گیان کو جو ہمارے پاس پہلے تھا پھر حاصل کیا - تو علم اُس گیان کا حاصل کرنا ہے جو پہلے ہی ہمارا ہے تو کیا اُسے ہم یادداشت کہیں تو یہہ ٹھیک نہیں -
سم لیس - ہاں یہہ ٹھیک ہے -
سقراط - کیونکہ ہم اُسے ممکن ثابت کر چکے ہیں کہ ایک چیز کو قوت باصرہ یا سامعہ یا کسی اور حواس سے معلوم کرنا اور پھر اُس سے کسی اور متشابہ یا غیر متشابہ چیز کا خیال کرنا جو کہ ہمیں بھول گئی تھی لیکن جس چیز سے یہہ چیز متعلق تھی اور اس لئے میں کہتا ہوں کہ دو باتوں سے ایک بات ٹھیک ہونی چاہیئے -
(۱) یا تو ہم تمام گیان کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں - اور اپنی تمام زندگی میں اُسے ہمراہ رکھتے ہیں - (۲) یا پیدائیش کے بعد وہ شخص کہ جن کو ہم کہتے ہیں کہ سیکھ رہے ہیں - صرف یاد کر رہے ہیں اور ہمارا گیان صرف یادداشت ہے -
سم لیس - اے سقراط یہہ بلاشبہ ٹھیک ہے -
سقراط - اے سم لیس - ان دونوں میں سے تم کسے پسند کرتے ہو - کیا ہم پیدائش کے ساتھ ہی پیدا ہوتے ہیں - یا اُن چیزوں کو ہم یاد کرتے ہیں - جن کا گیان ہم نے پیدائش کے پہلے حاصل کیا ہے -
سم لیس - اے سقراط میں فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتا -
سقراط - کیا اِس سوال کی بارے میں تمہاری کچھ رائے نہیں ہے کیا ایک آدمی جو کچھ جانتا ہے اُس کا جو کچھ کہ وہ جانتا ہے کچھ حال بیان کر سکتا ہے یا نہیں - تمہاری اس کی بابت کیا رائے ہے - اور تمہارا اس پر کیا خیال ہے -
سم لیس - اے سقراط البتہ وہ اُس کا بیان کر سکتا ہے -
سقراط - اور کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہر ایک شخص ان خیالات کا جن کا کہ ہم ذکر کر رہے ہیں بیان کر سکتا ہے -
سم لیس نے کہا کہ بیشک میں چاہتا ہوں کہ میں کر سکتا لیکن میں بہت ڈرتا ہوں کہ کل اس وقت کوئی زندہ آدمی موجود نہ ہوگا - جو کہ ایسا مباحثہ کر سکے جیسا کہ ہونا چاہیئے -
سقراط - اے سم لیس کیا تم یہ نہیں خیال کرتے کہ ہر ایک آدمی ان باتوں کو جانتا ہے -
سم لیس - ہر ایک نہیں جانتا -
سقراط - تو کیا وہ یاد کرتے ہیں جو کچھ کہ اُنہوں نے پہلے سیکھا -
سم لیس - بے شک ضروری ہے -
سقراط - اور ہماری روحوں نے اِس گیان کو کب حاصل کیا - یہہ ہماری شکل انسانی میں پیدا ہونے کے بعد نہیں ہو سکتا -
سم لیس - بے شک نہیں ہو سکتا -
سقراط - تو کیا یہہ پیشتر تھا -
سم لیس - ہاں -
سقراط - تو اے سم لیس ہماری روحیں پہلے موجود تھیں ہمارے جسموں سے علیحدہ اور پیشتر اِس کے کہ وہ انسانی قالب میں آئیں وہ عقل رکھتی تھیں -
سم لیس - اے سقراط جب تک کہ ہم اِس گیان کو پیدائش کے وقت حاصل نہ کریں وہ وقت تب تک باقی رہتا ہے -
سقراط - اچھا اے میرے دوست اور وہ کونسا دوسرا وقت ہے جبکہ ہم اُسے کھوتے ہیں - ہم نے ابھی اتفاق کیا تھا کہ ہم اِس کے ساتھ نہیں پیدا ہوئے کیا ہم اُسی وقت وقت کھو دیتے ہیں - جس وقت کہ ہم اُسے حاصل کرتے ہیں -

یا تم کوئی اور وقت بتلا سکتے ہو۔

سمیاس۔ اے سقراط میں نہیں بتلا سکتا مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں فضول بول رہا ہوں۔

سقراط۔ نے کہا کہ اے سمیاس تو کیا سچائی یہہ نہیں ہے؟ اگر جیسا کہ ہم بار بار کہہ رہے ہیں۔ خوبصورتی اور نیکی اور دوسرے خیالات حقیقت میں موجود ہیں۔ اور اگر تمام محسوس چیزوں کو اِن خیالات سے نسبت دیں جو کہ پہلے ہمارے تھے اور اب تک ہمارے ہیں اور محسوس چیزوں کا ان سے مقابلہ کریں۔ تو ٹھیک اُسی طرح جس طرح کہ وہ موجود ہیں۔ ضرور ہے کہ ہماری روحیں موجود تھیں۔ پیشتر اس کے کہ ہم کبھی پیدا ہوئے۔ لیکن اگر وہ موجود نہیں تو ہماری دلیل ردی ہو جائیگی کیا یہہ ایسا ہے؟ اگر یہہ خیالات موجود ہیں تو کیا اُس سے یہ واجب نہیں ہوتا کہ ہماری روحیں موجود تھیں پیشتر اس کے کہ ہم کبھی پیدا ہوئے اور اگر وہ موجود نہیں تو پھر ہماری روحیں بھی موجود نہیں۔

سمیاس نے کہا کہ اے سقراط تو نے اِسے بہت ہی عمدہ طرح پر ادا کیا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ ضرورت ایک کے لئے بھی ویسی ہی ہے جیسی کہ دوسرے کے لئے (یعنے خیالات کے لئے اور روحوں کے لئے) ہماری روحوں کی ہستی پیشتر اِس کے کہ ہم پیدا ہوئے اور ان خیالات کی ہستی کہ جن کا آپ نے ذکر کیا۔ اِن کے تمام ثبوت کی دلیلیں اب ایک محفوظ جگہ میں پہنچگئی ہیں۔ مجھ کو اس سے زیادہ اور کوئی بات ظاہر نہیں ہوئی کہ خوبصورتی اور نیکی اور دیگر خیالات کہ جن کا تو نے ابھی ذکر کیا ہے۔

سقراط۔ بولا لیکن سی بی از کا کیا حال ہے۔ ضروری ہے کہ میں اُسے بھی قایل کروں

سمیاس نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اُس کی پوری تسلی ہوگئی ہے۔ اگرچہ وہ دلیل میں سب سے زیادہ متشکی آدمی ہے۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اِس بات کا پورا قایل ہوگیا ہے کہ ہماری روحیں موجود تھیں پیشتر اس کے کہ ہم پیدا ہوئے۔ لیکن اے سقراط میں خود بھی نہیں خیال کرتا کہ تم نے ثابت کر دیا ہے کہ روح زندہ رہیگی۔ جبکہ ہم مرجائینگے۔ عام خطرہ جس کا کہ سی بی از نے ذکر کیا یعنے یہ کہ روح موت کے وقت ہوا میں تتر بتر ہو جاوے اور موت اُس کی ہستی کا خاتمہ کر دے ابھی تک دور نہیں ہوا۔ یہہ فرض کر کے کہ روح چند دیگر مفردات سے بنتی اور زندہ رہتی ہے۔ پیشتر اس کے کہ وہ انسانی قالب میں آوے۔ تو کیوں یہہ ممکن نہیں ہے کہ اُس کا خاتمہ ہو جاوے اور وہ فنا ہو جائے بعد اس کے کہ وہ جسم میں داخل ہووے۔ جبکہ وہ اس جسم سے آزادی پا جاوے۔

سی بی از نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو میں خیال کرتا ہوں کہ ابھی صرف آدھا ثبوت ہی دیا گیا ہے یہہ بتلایا گیا ہے کہ ہماری روحیں ہمارے پیدا ہونے سے پیشتر موجود تھیں۔ لیکن یہہ بھی تبلایا جانا چاہئے۔ کہ ہماری روحیں ہمارے مرجانے کے بعد موجود رہینگی۔ اُسی طرح کہ جسطرح وہ ہماری پیدائش سے پہلے موجود تھیں تاکہ ثبوت مکمل ہو جاوے۔

سقراط۔ نے کہا کہ اے سمیاس اور سی بی از یہہ بتلایا جاچکا ہے۔ کہ اگر تم اِس دلیل کو ہمارے پہلے نتیجہ (**یعنے تمام زندگی موت سے پیدا ہوتی ہے**) کے ساتھ ملاؤ گے۔ کیونکہ اگر روح اِس سے پہلے کسی حالت میں موجود تھی۔ جس حالت سے وہ قالب انسانی میں آئی تو وہ صرف موت سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور اگر موت کی حالت سے ہی پیدا ہوتی ہے تو کیا یہہ ضروری نہیں۔ کہ وہ موت کے بعد بھی زندہ رہے کیونکہ اُس نے پھر جنم لینا ہے۔ پس وہ امر جس کا کہ تم ذکر کرتے ہو۔

وہ پہلے ہی ثابت کیا جاچکا ہے۔ تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ تم دونوں اِس سوال پر مباحثہ کرنا چاہتے ہو۔ تم بچوں کی طرح ڈرتے ہو۔ کہ سچ مچ ہوا روح کو اُڑا دیگی اور تتر بتر کر دیگی۔ جب وہ قالب سے جُدا ہوگئی اور خاص کر اُس حالت میں جب کہ آدمی کسی طوفان وغیرہ میں مرے۔

سی بی از ہنس پڑا۔ اور کہا کہ اے سقراط کوشش کرو اور ہمیں قایل کرو اگر ہم سچ مچ ڈرتے ہیں ورنہ یہہ خیال نہ کرو۔ کہ ہم ڈرتے ہیں۔ شاید ہمارے اندر ایک بچہ ہے۔ جس کو یہہ ڈر ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اور اُسے ترغیب دینی چاہئے۔ کہ موت سے نہ ڈرے جس طرح کہ بچے ہوّے سے ڈرتے ہیں۔

سقراط۔ نے کہا کہ تمہیں اُس پر روز منتر مارنا چاہئے۔ یہانتک کہ اُسکا خوف بالکل دور ہو جاوے۔

سی بی از نے کہا اے سقراط اب ہم ایسا اچھا منتری کہاں پائینگے۔ جب کہ تم بھی ہم سے جُدا ہونے لگے ہو۔

سقراط۔ نے جواب دیا کہ ہیلاس ایک بڑا بھاری ملک ہے اور عموماً بہت سے اچھے آدمی اُس میں پائے جاسکتے ہیں۔ اور وحشیوں کی قومیں بہت ساری ہیں (یہاں وحشیوں سے مُراد یونانیوں کے سوا غیر مُلک کے باشندوں سے ہے) تمہیں ایسے منتری کو ان تمام جگہوں میں کوشش سے تلاش کرنا چاہئے۔ خواہ کتنی ہی محنت یا روپیہ خرچ ہو کیونکہ ایسی اور کوئی چیز مفید نہیں جس پہ تم روپیہ خرچ کر سکو اور تمہیں اُس کو اپنے آپ میں بھی ڈھونڈھنا چاہئے۔ کیونکہ تم اپنے آپ سے اچھا منتری مشکل سے پا سکوگے۔

سی بی از نے کہا کہ خیر وہ دیکھا جاویگا لیکن اب اگر تمہاری مرضی ہو تو ہم پھر مضمون مباحثہ کو آگے سے شروع کریں۔

سقراط۔ ہاں بیشک کیوں نہیں۔ ہمیں اپنے آپ کو یہہ سوال پوچھنا چاہئے وہ کس قسم کی شے ہے۔ جو کہ تتر بتر ہونے کے قابل ہے اور کس قسم کی شے سے ہمیں تتر بتر ہو جانے کے خطرہ میں رہنا چاہئے۔ تب پھر ہمیں دیکھنا چاہئے۔ کہ آیا روح اُس قسم سے ہے یا نہیں اور پھر اُس کے مطابق اپنے ارواح کے واسطے متفکر یا متیقن ہونا چاہئے۔

سی بی از نے جواب دیا کہ یہہ ٹھیک ہے۔

سقراط نے کہا کیا وہ مرکب اور مصنوعی نہیں ہے جو کہ قدرتاً تتر بتر ہو جانے کے قابل ہے اُسی طرح کہ اُسکو ترکیب دی گئی تھی اور کیا وہ غیر مرکب نہیں ہے۔ جو کہ صرف تتر بتر ہو جانے کے قابل نہیں اگر کوئی چیز ایسی ہے۔

سی بی از نے کہا میں خیال کرتا ہوں ایسی ہی ہے۔

سقراط نے کہا اور وہ چیز جو ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہتی ہے۔ اور لاتبدیل ہے بسا اغلب ہے کہ غیر مرکب یعنی مفرد ہو اور وہ جو ہمیشہ بدلتی رہتی ہے۔ اور ایک جیسی کبھی نہیں رہتی بسا اغلب ہے کہ مرکب ہو۔

سی بی از۔ ہاں میں ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔

سقراط۔ نے کہا کہ اب ہم اپنے پہلے مضمون پر پھر واپس آدیں کیا وہ موجودہ چیز جس کو ہم اپنی بحث میں ہستی مطلق کہتے آئے ہیں۔ ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہتی ہے۔ یا بدل جاتی ہے۔ کیا مطلق برابری مطلق خوبصورتی اور علاوہ اس کے دوسری مطلق ہستی پر کیا یہہ تبدیلی آسکتی ہے یا کیا مطلق ہستی ہر ایک کے بالکل ایک ہی اوستھا میں رہتی ہے اور تبدیل نہیں ہوتی۔ اور کبھی کسی حالت میں کسی قسم کی تبدیلی اُس پر عاید ہوتی ہے۔

سی بی از نے کہا اے سقراط ضرور ہے کہ وہ تبدیلی سے رہت ایک جیسی رہے۔

سقراط نے کہا اور خوبصورت چیزوں مثلاً آدمی۔ گھوڑے۔ کپڑے وغیرہ اور تمام چیزوں کی جو کہ کسی خیال کے نام سے نامزد ہیں خواہ برابر ہوں یا خوبصورت وغیرہ کی بابت کیا رائے ہے کیا وہ کبھی ایک جیسی نہیں رہتی ہیں خواہ اپنے آپ میں خواہ اپنے رشتوں میں

سی بی از یہ چیزیں کبھی ایک جیسی نہیں رہتی ہیں۔

سقراط۔ تم انہیں چھو سکتے ہو۔ دیکھ سکتے اور دیگر حواسوں سے معلوم کر سکتے ہو۔ مگر لاتبدیل چیزوں کو تم صرف دلیل اور ادراک سے ہی جان سکتے ہو۔ یہ موخر الذکر دکھائی نہیں دیتی ہیں۔ کیا یہ ایسا نہیں ہے

سی بی از نے کہا یہ بالکل ٹھیک ہے۔

سقراط۔ نے کہا اگر تمہاری مرضی ہو تو ہم فرض کر لیں کہ موجودات کی ہستی دو قسم کی ہے ایک قابل دید۔ دوسری ناقابل دید۔

سی بی از نے کہا اچھا۔

سقراط نے کہا اور ناقابل دید چیزیں لاتبدیل ہوتی ہیں۔ مگر قابل دید چیزیں ہمیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔

سی بی از نے کہا اچھا۔

سقراط۔ کیا ہم انسان جسم اور روح کے بنے ہوئے نہیں ہیں۔

سی بی از نے کہا کہ ہم ان کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

سقراط۔ ان دو ہستیوں میں بسا اغلب جسم کس میں سے ہے۔

سی بی از نے جواب دیا یہ تو صاف ظاہر ہے کہ قابل دید ہے۔

سقراط۔ اور ارواح کس میں سے کیا وہ قابل دید یا ناقابل دید۔

سی بی از اے سقراط روح تو انسان کو دکھائی نہیں دیتا۔

سقراط۔ لیکن ہماری مراد بھی تو قابل دید اور ناقابل دید سے وہی ہے۔ جو انسان کے قابل دید اور ناقابل دید ہو۔ کیا یہ نہیں۔

سی بی از۔ بے شک ہماری یہ مراد ہے۔

سقراط۔ تو ہم روح کی بابت کیا کہیں آیا قابل دید ہے یا ناقابل دید۔

سی بی از۔ یہ قابل دید تو نہیں ہے۔

سقراط۔ تو پھر کیا یہ ناقابل دید ہے۔

سی بی از۔ ہاں۔

سقراط۔ تو روح جسم کی نسبت زیادہ ناقابل دید ہے اور جسم قابل دید ہے۔

سی بی از۔ اے سقراط بالضرور ایسا ہی ہے۔

سقراط۔ کیا ہم نے یہ نہیں کہا کہ جب روح جسم کو اس کی کسی تحقیق یا تشخیص کے واسطے کام میں لاتی ہے اور قوت باصرہ۔ سامعہ یا کسی اور حواس کو استعمال کرتی ہے۔ کیونکہ جسم کے ساتھ کسی چیز کی تحقیقات کرنے سے حواسوں کی تحقیقات سے مراد ہے۔ اس تحقیقات سے وہ ان چیزوں کی طرف سے کھچی جاتی ہے جو کبھی ایک حالت میں نہیں رہتی۔ اور اندھوں کی طرح ادھر ادھر پھرتی ہے اور تبدیلی ہونے والی چیزوں کے ساتھ تعلق رکھنے سے وہ شرابی کی طرح گڑبڑا جاتی ہے اور مخبوط الحواس ہو جاتی ہے۔

سی بی از۔ بے شک۔

سقراط۔ لیکن جب وہ خود بخود کسی سوال کی تحقیقات کرتی ہے تو وہ پاک اور ابدی اور لافانی اور لاتبدیل کے پاس جاتی ہے۔ جن کے ساتھ وہ تعلق رکھتی ہے وہ ان کے ساتھ اس طرح رہتی جیسے کہ اپنے ساتھ۔ اور تب وہ اپنی آوارہ گردی سے آرام پاتی ہے اور اس میں لاتبدیل طور پر رہتی ہے۔ کیونکہ اس وقت اس کا تعلق لاتبدیل سے ہوتا ہے۔ کیا روح کی اس حالت کا نام ہی عقل نہیں ہے۔

سی بی از۔ اے سقراط بیشک تم سچ اور خوب کہتے ہو۔

سقراط۔ ہماری پہلی اور حال کی دلائل سے تم کیا خیال کرتے ہو کہ روح کس قسم کی ہستی کے متشابہ اور متعلق ہے۔

سی بی از۔ اے سقراط میں خیال کرتا ہوں کہ اس تحقیقات کے بعد ایک بیوقوف سے بیوقوف آدمی بھی مانیگا کہ روح تبدیل کی نسبت لاتبدیل سے بہت ہی متشابہ ہے۔

سقراط۔ اور جسم کس کی مانند ہے۔

سی بی از۔ وہ تبدیل ہونے والوں کی قسم میں سے ہے۔

سقراط۔ خیر اب اس کو ایک اور پہلو سے سوچو۔ جب روح اور جسم ملائے جاتے ہیں تو قدرت ایک کو غلام اور محکوم اور دوسرے کو مالک اور حاکم بناتی ہے۔ تو تم مجھے پھر بتلاؤ کہ ان میں سے کونسی چیز الٰہی کی مانند اور کونسی فانی کی مانند ہے اور کیا تم نہیں خیال کرتے کہ الٰہی شے قدرتاً حکم کرتی اور اختیار رکھتی ہے۔ اور فانی شے قدرتاً محکوم اور غلام ہوتی ہے۔

سی بی از۔ اے سقراط یہ صاف ظاہر ہے کہ روح الٰہی کی مانند ہے جسم فانی کی مانند

سقراط۔ اے سی بی از اب بتلاؤ کہ کیا اس تمام کا جو کچھ کہ ہم نے کہا یہ نتیجہ ہے کہ روح الٰہی کی مانند ہے اور لافانی اور ذہین اور مجرد اور لاتبدیل اور لاتغیر ہے۔ اور جسم انسانی ہے۔ فانی۔ انجان اور تبدیل اور ترکیب رکھنے والا۔ اے میرے بھائی سی بی از کیا ہمارے پاس کوئی دلیل ہے۔ جس سے ہم ثابت کریں کہ یہ ایسا نہیں ہے

سی بی از۔ بیشک ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں۔

سقراط۔ اگر یہ ایسا ہی ہے۔ تو کیا جسم کی خاصیت فوراً جدائی اور تتر بتر ہو جانا نہیں ہے۔ اور روح[ل] خلاف اس کے لاتغیر اور تتر بتر ہونے سے رہت ہے اور تم جانتے ہو کہ آدمی کے مر جانے کے بعد اس کا قابل دید حصہ یعنی اس کا جسم جو کہ اس قابل دید دنیا میں ہوتا ہے اور جس کو کہ ہم مردہ کہتے ہیں اور جو کہ تتر بتر ہو جانے اور سڑ جانے والا اسی وقت تتر بتر نہیں ہو جاتا۔ اور نہ اسی وقت سڑ جاتا ہے بلکہ یہ ایک معقول عرصہ تک اسی طرح رہتا ہے۔ جس طرح کہ ہوتا ہے۔ اور بہت دیر تک بھی اگر کوئی عمدہ صحت میں اور عالم شباب میں مرے اور جب کہ جسم رکھا جاتا ہے اور مصالح اس کو لگائے جاتے ہیں مصر کی ممی کی طرح۔ تو یہ ایک بہت ہی دیر تک قریباً ویسا کا ویسا ہی رہتا ہے۔ اور اگر سڑ بھی جائے تو اس کے بعض حصے مثلاً ہڈیاں اور پٹھے عموماً دیر تک رہنے والے کہے جا سکتے ہیں کیا یہ ایسا نہیں +

سی بی از۔ ہاں۔

سقراط۔ اور کیا ہم یہ مان سکتے ہیں کہ روح جو ناقابل دید ہے۔ اور جو یہاں سے ایک ایسی جگہ پہ جاتی ہے نیک اور دانا خدا کے پاس رہنے کے لئے جو کہ اس کی مانند پاک ناقابل دید اور جلال والی ہے یعنے ہیڈیز کو جس کا

[ل] بشپ بٹلر صاحب کی اپالوجی حصہ اول باب اول کا اس سے مقابلہ کرو جہاں پر کہ ایسی ہی دلیل کا استعمال کیا گیا ہے کہ روح لاتغیر ہونیکے باعث لافانی ہے اور روح کی الٰہی خاصیت رکھنے کی دلیل البتہ زمانہ حال کی بھی دیجاتی ہے مثلاً دیکھو لارڈ ٹنی سن کی کتاب (ان میموریم صفحہ ۵۴-۵۷) تک +

نام اُن دیکھی دُنیا کہتا ہے۔ جہاں پر کہ اگر خدا کی مرضی ہو تو میری روح بھی تھوڑی دیر کے بعد جاویگی کیا ہم مان سکتے ہیں کہ روح جس کا سوبھاؤ پُر جلال۔ پاک اور خود ناقابل دید ہے۔ وہ ہوا اُڑ سے تتر بتر اور تباہ ہو جاتی ہے۔ جیوں ہی کہ وہ جسم سے علیحدہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ لوگ کہتے ہیں؟ نہیں پیارے سی بی از وسمیس یہ ایسا نہیں ہے۔ میں تمہیں بتلاؤنگا۔ کیا اُس روح کا کیا حال ہوتا ہے۔ جو کہ اس جسم سے جُدائی کے وقت پاک ہوتی ہے اور جس نے اپنی زندگی میں بھی جسم سے کوئی ایسا گہرا تعلق نہیں رکھا۔ جس سے کہ وہ بچ سکتی تھی۔ اور جب کہ وہ جسم کو چھوڑتی ہے تو بھی جسم کا کوئی داغ اُس پر نہیں لگ جاتا۔ یا وہ اُس کے دل غ سے داغدار نہیں ہوتی۔ بلکہ اُس سے علیحدہ رہتی ہے۔ اور اپنے آپ کو اپنے آپ میں لوگ کیا ہے۔ کیونکہ یہی اُس کا دائمی مطالعہ رہا ہے اور اس کے صرف یہ معنے ہیں کہ اُس نے دانائی کو ٹھیک طور پر بیار کیا ہے اور اس بات پر پورا عمل کیا ہے۔ کہ کس طرح مرنا چاہیئے کیا یہ موت کا عمل نہیں ہے۔

سی بی از۔ ہاں بے شک۔

سقراط۔ تو کیا پھر وہ روح جو کہ اس حالت میں ہے ناقابل دید میں جو کہ اُس کی مانند الٰہی دانا اور لافانی ہے نہیں جاتی جہاں کہ وہ خطا۔ بیوقوفی۔ خطرہ۔ اور تُند شہوتوں سے بری کی جاتی ہے۔ اور اُن تمام بُرائیوں سے جو کہ انسان پر عائد ہوتی ہیں۔ اور خوش ہے اور باقی وقت کے لئے سچ مچ دیوتاؤں کے ساتھ رہتی ہے۔ اے سی بی از! کیا ہم اس بات کو مان لیں؟

سی بی از۔ ہاں بے شک۔

سقراط۔ لیکن اگر جسم کو چھوڑتے پر اُس کے ساتھ ہمیشہ رہنے سے اور اُس کی خدمت کرنے اور پیار کرنے سے اُس سے اور اُس کی خواہشوں۔ اور خوشیوں سے ناپاک اور گندی ہو جائے یہاں تک کہ وہ کسی بات کو سچ نہیں مانتی سوائے اس کے جو جسمانی ہے اور محسوس اور کھایا پیا جا سکتا ہے اور انسانی شہوتوں کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اگر اُس نے اس بات سے جو کہ آنکھ کے واسطے ناقابل دید اور اندھیرے میں ہے اور صرف فلاسفی سے ہی جانی جا سکتی ہے۔ حقارت کرنا اور ڈرنا اور دور بھاگنا سیکھا ہے۔ تو کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایک ایسی روح سوت یا جسم سے جُدائی کیوقت پاک اور مصفا ہوگی

سی بی از۔ نہیں۔

سقراط۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ جسمانیت اُس میں گھس جاتی ہے جو کہ جسم کے دائمی تعلق اور گہری دوستی وغیرہ سے اُس کے سوبھاؤ میں ہی داخل ہو جاتی ہے +

سی بی از۔ ہاں۔

سقراط۔ اور اے میرے عزیز دوست! یہ ضرور ہے کہ جسمانی بوجھل دُنیاوی اور قابل دید ہو۔ اور یہ اسی کا ذریعہ ہے کہ روح اس قابل دید دُنیا میں پھر واپس لائی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ ہیڈیز کی ناقابل دید دُنیا سے ڈرتی ہے۔ اور یہ سب لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ قبروں اور مزاروں پر پھرتی رہتی ہیں۔ جہاں پر کہ روحیں عموماً دیکھی گئی ہیں۔ اور جو کہ اُن روحوں کے سایہ ہیں جو جسم سے جُدائی کے وقت ناپاک تھیں۔ اور اب تک قابل دید دُنیا میں پھر رہی ہیں اور یہی باعث ہے کہ دکھائی دیتی ہیں۔

سی بی از۔ نے کہا کہ اے سقراط یہ اغلب ہے۔

سقراط۔ اے سی بی از یہ نیک آدمیوں کی روحیں نہیں ہیں بلکہ بُرے اور بدچلن آدمیوں کی اور جو کہ ایسی جگہ پر پھرنے کے لئے مجبور کی جاتی ہیں اپنی بُرائی اور شرارت انگیز زندگیوں کی سزائیں اور وہ اسی طرح پھرتی رہتی ہیں جب تک کہ وہ اپنی جسمانی خواہش کے سبب پھر کسی قالب میں بند نہ کی جاویں اور وہ اغلباً اُن حیوانات کے قالبوں میں قید کی جاتی ہیں۔ جن کے عادات اِن آدمیوں کی اپنی زندگی کے عادات سے متشابہ ہوتے ہیں۔

سی بی از۔ اے سقراط اِس سے تمہاری کیا مُراد ہے۔

سقراط۔ میری یہ مراد ہے کہ وہ آدمی جو بیحد حرص اور کاہلی اور نشہ بازی میں رہے ہیں وہ اغلباً گدھوں اور ایسے ہی حیوانوں کے اجسام میں داخل ہوتے ہیں تمہارا اِس سے اتفاق نہیں

سی بی از۔ بے شک یہ ممکن ہے۔

سقراط۔ اور وہ جو اپنی زندگی میں ظالم۔ بے انصاف اور جور وغیرہ رہے ہیں وہ بھیڑیوں۔ بازوں۔ چیلوں کے جسموں میں داخل ہوتے ہیں۔ اِس کے علاوہ اور ہم کس جگہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسی روحیں جاتی ہیں۔

سی بی از نے کہا کہ وہ ایسی ہی حیوانوں کے جسموں میں داخل ہوتی ہیں۔

سقراط۔ نے کہا حاصل کلام یہ ہے کہ ہر ایک روح کہاں جاتی ہے صاف ظاہر ہے کہ اُن حیوانوں کے قالب میں داخل ہوتی ہے جن کی عادات کہ اُسکے اپنے مطابق ہوتی ہیں۔

سی بی از۔ نے جواب دیا کہ سچ مچ ایسا ہی ہے۔

سقراط۔ اور اُن میں سب سے خوش جو کہ سب سے عمدہ جگہ پر جاتی ہیں وہ ہیں جنہوں نے کہ مجلسی اخلاقی اور ہر دلعزیزی کی صفات کو اپنا پیشوا بنایا تھا اور وہ صفات پرہیزگاری اور انصاف وغیرہ ہیں۔ اور یہ صرف عادات اور مشق سے حاصل ہوتے ہیں۔ بغیر کسی دلیل یا فلاسفی کے۔

سی بی از نے کہا اور وہ روحیں سب سے زیادہ خوش کیوں ہیں۔

سقراط۔ نے کہا کیونکہ یہ اغلب ہے کہ وہ ایک حلیم اور سوشیل طبیعت میں جو کہ اُن کی اپنی طبیعت کے موافق ہوتی ہیں۔ مثلاً شہد کی مکھی یا بھڑوں یا چیونٹیوں کے قالبوں میں واپس آتی ہیں۔ یا آدمیوں کے اجسام میں واپس آتی ہیں اور یہ وہی ہیں جو کہ یہاں اگر لائق اور معزز باشندے بنتے ہیں۔

سی بی از نے کہا یہ عموماً صحیح ہے اور یقین ہے کہ ایسا ہی ہو۔

سقراط لیکن صرف فلاسفر یا علم کے عاشق جو کہ اس دُنیا سے جاتے وقت بالکل پاک ہوتے ہیں۔ دیوتاؤں کے گروہ میں جا سکتے ہیں۔ اور اِس واسطے اے میرے دوستان سی بی از و سمیس ایک سچا فلاسفر پرہیزگار ہوتا ہے اور تمام جسمانی خوشیوں سے دور رہتا ہے اور نہ اپنے آپ کو ان کا مغلوب بناتا ہے۔ وہ اپنی حیثیت کے خراب ہو جانے اور مفلسی سے نہیں ڈرتا۔ جیسا کہ عام لوگ اور خصوصاً دولت کے بندے کرتے ہیں اور نہ وہ بد معاشی کی ذلت اور بے شرمی۔ اور بے حیائی کا خوف کھاتا ہے جیسا کہ طاقت اور عزت کے پیارے کرتے ہیں۔ وہ اِن بواعث کے سبب پرہیزگار نہیں ہوتے۔ (ٹرائیل ان ڈیتھ آف سقراطیس صفحہ ۱۲۷-۱۵۱ تک مترجمہ چرچ صاحب) +

حکیم افلاطون کا مذہب۔ قد دون مذھبہ من ثلاثہ من مذاھب الفلاسفۃ فتبع ھرقلیطس فی الطبیعات والمحسوسات وتبع فیثاغورث فیما وراء الطبیعات وفی العقلیات۔ وتبع سقراط فی القوانین والآداب وفضلہ علی الاثنین فاقتدی بہ وحدہ فی ذٰلك ذکر لوطرقس المقالۃ الاولٰی من کتابہ المسمی آراء الفلاسفۃ فی الفصل الثالث ان افلاطون

قال بثلاثة اصول الاله والمادة والادراك فالاله يشبه عقل العقول والمادة تشبه السبب الاول للتولد والفساد والادراك كجوهر روحانی قایم بذات الاله نعم عرف ان العالم خلقة الله ولكنه لم يعن انه مخلوق من عدم محض بل عنى ان الاله انما نظم من تلك المادة القديمة هذا العالم وشكله بالاشكال المتنوعة بمعنى ان الاله اخرج المادة خير العمى الى حيز الظهور و ميزها عن بعضها حتى صارت هذا العالم الشبيه بمعاد يصوغ البيت بالالات الحاضرة كالحجر وغيرة"۔ صفحہ ۷۰ تاریخ الفلاسفہ۔ كان افلاطون يعلم تناسخ الارواح بالطريقة التی تعلمها من فيثاغورث ثم اتخذ ذلك طريقة له وسلك فيها منهاج اخصاصا به غير منوال فيثاغورث كما يوجد فی مخاطبا تہ ومع طرافته مخاطبة المتعلقة ببقاء الروح" صفحہ ۸۰ تاریخ الفلاسفہ

ترجمہ قدوون نے فلسفہ کے طریقوں کے تین نوع بیان کئے ہیں۔ اُس نے ہرقلیدس کی طبعیات اور محسوسات میں پیروی کی ہے۔ اور فیثاغورث کی مابعد الطبیعات اور عقلیات میں اور سقراط کے قوانین اور آداب میں اور اُس پر زیادہ کیا ووپس اُسی ایک خیال کا۔ لوطراقس نے اپنی کتاب تاریخ الفلاسفہ کے مقابلہ اول کی فصل تیسری میں بیان کیا ہے۔ کہ افلاطون تین چیزوں کو انادی مانتا ہے۔ خدا۔ پرکرتی۔ روح۔ پس خدا بطور عقل العقول یعنے نمت کارن کے ہے۔ اور مادہ بطور اُپادان کارن کے ہے۔ اور ادراک جوہر روحانی ہے۔ قائم بالذات اور یہ بات بہت عمدہ ہے کہ خدا عالم کا صانع ہے۔ لیکن یہ بات بہت پوچ ہے کہ خدا نے عدم محض سے دُنیا کو مخلوق کیا ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا نے پرکرتی کی صورت سے اس قدیم پرکرتی سے اس عالم کو نظام دیا اور رنگا رنگ کی شکلوں میں مختلف قسم کے متشکل کیا۔ اِس طرح پر کہ خدا احاطہ اور شبیہ سے اِس پرکرتی کو احاطہ ظہور میں لایا ہے۔ اور اُس کے بعض سے اُس کو تمیز دی یہاں تک کہ اس دُنیا کو معمار کی طرح جو گھر کو موجودہ مصالح پتھر وغیرہ سے بناتا ہے۔ افلاطون تناسخ ارواح کو اس طرح جانتا ہے۔ جس طرح پر کہ اُس نے فیثاغورث سے سیکھا۔ پھر اُس نے اُسے اپنا طریقہ بنایا اور کچھ نئے قاعدے بھی داخل کئے۔ فیثاغورث کے طریقوں کے سواء جیسا کہ اُس کے مخاطبات میں پائے جاتے ہیں۔ یا ب بقائے روح میں حکماء متقدمین مثل افلاطون الٰہی نفس ناطقہ را قدیم می شمارند کہ علت تامہ وجود نفس ناطقہ اگر قبل از بدن موجود باشد۔ لامحالہ نفس قبل از بدن موجود خواہد بود واگر قبل از بدن موجود نباشد بلکہ بدن ہم شرط یا جزء علت تامہ نفس باشد۔ پس وجود نفس موقوف خواہد شد بر وجود بدن۔ و وجود بدن از شرائط و علل وجود نفس خواہد بود۔ لیکن امیدانم کہ وجود بدن از شرائط و علل نفس ناطقہ نیست چہ بدن فاسد و منفسخ میگردد و نفس ناطقہ تا ابد باقی مے ماند۔ پس اگر بدن از شرائط و علل نفس ناطقہ باشد فساد بدن موجب فساد نفس شود حالانکہ چنین نیست پس ثابت شد کہ نفس موجود قبل از بدن است نہ حادث بحدوث بدن بنابراین بدن شرط وجود نفس نمے تواند بود بلکہ شرط تصرف او خواہد بود۔ این عقیدہ موافق است با حکمائے ہند کہ نفس را قدیم مے شمارند" (تحقیق التناسخ صفحہ ۲۷) ؎

ارسطاطالیس کا مذہب

ولیم انفیلڈ ایل ایل ڈی لکھتے ہیں۔ کہ ارسطو کی تحریرات یا کتابوں میں کوئی اِس قسم کا نوشتہ نہیں ہے جس سے یہ کامل طور پر اخذ کیا جاوے کہ روح کو فانی مانتا تھا۔ یا غیر فانی لیکن پہلا یعنے فانی ہونا اغلب ہے اور وجہ اِس کی یہ ہے کہ روح کی بابت اُس کا یہ خیال تھا کہ اُس کو ایک ہمیشہ رہنے والی چیتن طاقت نے انسان کے جسم میں ڈالا ہے۔

تمام چیزیں اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ جس کا وجود قدرت میں ہے۔ یعنے فسٹ میٹر سے نہ کہ اُس سے کہ جس کا ظاہر میں وجود ہے اور نہ نیستی سے مادہ نہ تو پیدا کیا گیا اور نہ نیست کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ وہ پہلی غیر محدود چیز ہے جس سے تمام چیزیں بنائی گئی ہیں سکہ جس میں وہ سب آخر مل جائینگی ہر ایک چیز کی شکل اُس کی طبیعت اور جوہر ہے یا وہ جو کہ بناتی ہے اُس کو جو کچھ کہ وہ ہے۔ مادہ علیحدہ نہیں کیا جا سکتا شکل اور اصل وجود سے"۔

"خدا اس طرح کام کرتا ہے بالائی گردن میں اُن کو حرکت دینے کے لئے جس طرح انسان کی روح انسان کے بدن میں کام کرتی ہے"۔

یہ تحقیق ہے کہ جب اِس بیوسی پس اپنے چچا فلاطون کی رحلت پر دار العلوم میں اُس کا جانشین ہوا تب ارسطو اس بات سے اتنا ناخوش ہوا کہ وہ اتھینس چھوڑ کر چلا گیا۔ اور پھر جب مدت کے بعد ارسطو اتھینس میں واپس آیا اور معلوم کیا کہ وہ دار العلوم جس میں اُسے گدی نشین ہونے کی ہوس یا خواہش تھی۔ اُس میں زینی کریٹیز گدی نشین ہے۔ تب اُس نے فلاسفی کا پیشوا ہونے کا ارادہ کیا۔ اور اسی ارادہ سے ایک نئے فرقہ کی بنیاد ڈالی۔ یہ فرقہ اس دار العلوم کا مخالف تھا اور ایسے علوم کی تعلیم دیتا تھا کہ جو فلاطون کی مخالف بھی۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے آپ کو تمام فلاسفروں سے زیادہ مشہور کرنے کی خواہش نے ارسطو کو اِس بات پر آمادہ کیا۔ کہ وہ ایک فرقہ کی بنیاد ڈالے۔ یعنے ایک نئے فرقہ کا بانی ہو۔ اور اِس میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ کہ اپنے اصول کو زیادہ رونق دینے کے واسطے اُس نے حتی الوسع ہر ایک طرح کی کوششیں کیں۔ کہ دوسروں کے اصول کی وقعت کم کرے اُس کا مقصد یہ تھا کہ اپنا عالیشان مکان دوسروں کے مکان تباہ کر کے بناوے۔ چنانچہ لارڈ بیکن نے اِس بات کو اچھی طرح ظاہر کیا ہے "مانند روم کے ایک ظالم بادشاہ کے اُس نے خیال کیا کہ وہ امن سے حکومت نہیں کر سکتا کہ جب تک اُس کے تمام خویش و اقارب نہ مارے جائیں۔

آلسس گی لی یس بیان کرتا ہے کہ جب سکندر نے ارسطو سے شکایت کی کہ اُس نے اپنی تحریرات میں ظاہر کر دیا ہے اپنے دقیق پوشیدہ اصول کو۔ تب ارسطو نے جواب دیا کہ یہ اصول عوام پر ظاہر کر دئے گئے اور نہیں بھی ظاہر کئے گئے۔ کیونکہ جو کچھ میں نے ان مضامین پر لکھا ہے۔ اُسے صرف وہی اشخاص سمجھ سکتے ہیں۔ جنھوں نے کہ مجھے لیکچر دیتے سُنا ہے"۔

ارسطو اپنی تصنیف کردہ کتابیں اور اپنا کتب خانہ مرتے وقت اپنے جانشین تھیوفرسٹس کو دے گیا جو کہ بلاشبہ اُن کی قدر جانتا تھا۔ اُس نے

اپنی موت پر وہ کتابیں نی لیس کو دیں۔ کچھ اُن سے ٹالیمی فلیڈ لفس کے پاس فروخت کی گئیں۔ جنہوں نے حصہ لیا۔ سکندریہ کی لائبریری کی قسمت کا یعنے جلائی گئیں۔ (دیکھو ہسٹری آف فلاسفرس جلد اوّل صفحہ ۱۲۶ سے ۲۸۵ تک سنہ ۱۸۱۹ء موجود لائبریری جے پور مطبوعہ لنڈن۔) +

نامی گرامی حکیم فیری سائی ڈیس کا اعتقاد

ولیم ان فیلڈ۔ ایل ایل ڈی اپنی ہسٹری آف فلاسفی میں لکھتے ہیں "ایک مسئلہ جو عام طور پر معلوم ہے کہ وہ مشرقی اور مصر کے حکیموں کے درمیان رائج تھا وہ فی ری سائی ڈیس مانتا تھا۔ یعنی تین چیزوں کا انادی ہونا۔ جو پیٹر ڈیوریشن کے اُس اور یہ بھی وہ مانتا ہے کہ تمام چیزوں کا جو پہلا باعث ہے۔ وہ نہایت عجیب ہے۔ یہ ارسطو لکھتا ہے کہ فی ری سائی ڈیس ایسا مانتا ہے اور سب حکماء نے اُس کی بابت بالاتفاق یہ رائے لکھی ہے کہ وہ روح کو انادی مانتا تھا۔ جس کو غالباً اُس نے مصر کے حکماء سے سیکھا تھا سیسرو کہتا ہے کہ یہ پہلا فلاسفر تھا جس نے علمی تجربہ کر کے کتابوں میں اس مسئلہ کو ظاہر کیا۔ اس میں بھی شک نہیں ہے بلکہ یقین ہے کہ وہ مسئلہ تناسخ کو مانتا۔ بلکہ سکھلاتا تھا۔ کیونکہ یہ مسئلہ تمام پُرانے مصر کے حکماء میں عام طور پر رائج تھا۔ اور یہی فاضل اور محقق حکیم فیثا غورث کا اُستاد تھا۔ (دیکھو صفحہ ۳۶۳ و ۳۶۴ جلد اوّل لنڈن موجودہ لائبریری اجمیر۔) ——

فیلسوف امبیدوقلیس کا مذہب

"وکان امبیدقلیس متعلقا بمذھب معلمہ فیثاغورث مو العابد و سبق من اصحاب فیثاغورث"، وکان امبیدقلیس یزعم ان الاصل الاول لجمیع الاشیاء ھو العناصر الاربعۃ التی ھی التراب والماء والھوا والنار وکان یقول ان بین تلک العناصر و بعضھا علاقۃ التائیف تارۃ والتنافر اخری وانھا دائما تتقلب وتتغیر وانھا لا تفنی ابدا وان ترتیبھا بتلک الحالۃ قدیم باقی"

وکان مذھبہ تناسخ الارواح فکان یزعم انھا تنتقل فی الاجسام وکان ان فی حفظی ان کنت نبتا صغیرۃ ثم طائرا بل اتذکر انی کنتا نباتا۔" صفحہ ۷۳ و ۷۴ تاریخ الفلاسفہ۔

ترجمہ۔ امبیدوقلیس کا مذہب اپنے معلم فیثاغورث کے مذہب کی طرف راغب تھا۔ اور وہ اصحاب فیثاغورث سے بھی سبقت لے گیا۔ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ سب کے اصل الاصول خاک باد۔ آب و آتش ہیں۔ اور یہ بھی کہتا تھا۔ کہ ان عناصر میں الفت اور نفرت کا علاقہ پایا جاتا ہے اور یہ عناصر ہمیشہ ہی پلٹتے اور تغیر ہوتے رہتے ہیں۔ اور کبھی معدوم نہیں ہوتے اور وہ اپنی حالت میں ہمیشہ قائم ہیں۔ اس کا مذہب تناسخ ارواح تھا۔ جو کہ اجسام میں نقل مکان کرتی رہتی ہیں۔ اور وہ کہتا تھا کہ مجھے یاد ہے کہ پہلے میں ایک چھوٹی سی لڑکی ہوتی تھی۔ پھر میں مچھلی بن گیا۔ پھر میں پرند بن گیا۔ بلکہ مجھے یہ بات یاد ہے کہ میں نباتات میں تھا" (تاریخ فلاسفہ صفحہ ۷۳ و ۷۴) +

فیلسوف ابیقورس کا مذہب

یہ فاضل لوگوں کو منع کرتا تھا۔ اُن چیزوں کے کھانے سے جس سے وہ شہوی خیالات کی طرف زیادہ متوجہ ہوں۔ گویا وحشی خیالات کو دور کر اعمدہ صفات سکھلاتا تھا۔ اور تھوڑی چیز پر صبر کرنا سکھلاتا تھا۔ لالچ کی خرابیاں کو بھی سمجھایا کرتا تھا چنانچہ اس کے شاگرد ایسے ہی ہوئے۔ دودھ اور میوہ جات کے کھانے کے فوائد بتلاتا تھا جیسے فیثاغورث کے طریقہ کا قائل تھا۔ نیکی اور اچھے عمل اور غم سے بچنے کی ہدایت دیتا تھا۔ وہ صبر کی بہت مدح کرتا تھا۔ اور نفس کو خیالات شہوی کی تباہی سے روکتا تھا۔ یہ آخری صفت ہی اُس کی عقل کی صفائی کا سبب اور حفظ عافیت کا موجب ہوئی۔ اور اسی سبب سے اُس کی عقل اور بدن میں کوئی خلل واقع نہ ہوا۔ ہمیشہ حقائق الموجودات کی بابت بحث کرتا اور سوچتا تھا۔ روح کو جسم کا حرکت دینے والا مانتا تھا اور روح کو دائم زندہ اور موجود مانتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ موافق طبیعت کے (اعمالوں کے) اور اعلےٰ اور ادنےٰ درجہ حاصل کرتی ہے۔ عقل کو خدا کے تصور کا ذریعہ مانتا تھا۔ نیستی سے یعنی عدم سے وجود نہیں مانتا تھا۔ اور گردش ستاروں کی نہبت پُرانی مانتا تھا۔ مادہ کی بابت اُس کی یہ رائے ہے مادۂ اول ایک اجسام رقیق اور بسیط ہیں۔ اُنہیں سے سائر اجسام ترکیب پاتے ہیں۔ اور وہ سب کے سب متحرک ہیں۔ یہ ذرات قدیم ہیں۔ اور عقل ان کی عدد اور صورتوں کو نہیں جانتی اور نہ یہ کہہ سکتی ہے کہ سب ذرات کی ایسی اشکال ہیں سب چیزیں انہیں ذرات سے بنی ہیں مگر تقدیم و تاخیر میں فرق ہے۔ جیسے ایک ہی مقررہ حرکات سے سب کلمات بنتے ہیں مگر تقدم و تاخر کا فرق ہے۔ مثلاً اکبر رکب۔ کربو۔ ربک۔ کبر وغیرہ۔ یہ بیشمار چھوٹے ذرہ دائم الحرکت ہیں۔ اور ان کی حرکت دُنیا کی اُپتتی پیدائش کا سبب ہے۔ اگر یہ کسی جسم کے ساتھ ہمیشہ ایک ہی جگہ رہتے تو ترقی و تنزل بالکل نہ ہوتا۔ اور یوماً فیوماً موت کا بڑھنا گھٹنا نہ ہوتا۔ پس کوئی چیز کبھی فساد پذیر نہ ہوتی۔ بلکہ ہمیشہ باقی رہتی۔ ذرات کی حرکات کا ہی سبب ہے کہ ہم کسی چیز کو ایک حال پر قائم نہیں دیکھتے۔ اور نہ کسی مصنوعی چیز کو باقی دیکھتے ہیں مگر وہ ذرات کبھی معدوم نہیں ہونگے۔ کیونکہ وہ سب اشیاء کا اصل ہیں اور عالم بے شمار ہیں تناسخ کو مانتا تھا۔ گویا مذہب فیثاغورث کا رکھتا تھا۔ اور کئی امورات میں زیادہ بھی ترقی کی تھی۔ (تاریخ فلاسفہ۔ صفحہ ۱۳۹ سے ۱۵۱ تک) +

امام محمد غزالی صاحب نے حل مسائل غامضہ میں لکھا ہے کہ فلاسفہ کے افضل متاخرین یعنے حکیم بو علی سینا نے اپنی کتاب نجات اور شفا میں جسم کیطرف اعادہ روح کا نہ محال ہونا ثابت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ بعید نہیں ہے کہ بعض اجسام مساوی اس لئے بنائے گئے ہوں کہ (روح) موت کے بعد ان میں حلول کرے۔ اور اس نے اسی کی ایک حکایت اپنے بڑے سے یوں بیان کی ہے۔ کہ اس عدم استحالہ کے قائل بعض اہل علم ہوئے ہیں جو بیہودہ گو نہیں۔ اس سے معلوم نہیں ہوا۔ کہ بو علی کو اس قاعدہ میں شک ہے اور اس کے محال ہونے پر کوئی دلیل اس کے نزدیک قائم نہیں ہوئی۔ اگر یہ محال ہوتا تو اُس کے قائل کو یوں نہ کہتا کہ وہ بیہودہ گو یا دروغ گو نہیں۔ محقق طوسی نے شرح اشارات میں بیان کیا ہے۔ کہ بو علی سینا کی اس سے مراد ا[illegible]

فارابی سے ہے۔ جس نے لکھا ہے۔ کہ نفوس جس وقت اپنے بدن سے الگ ہوتی ہیں وہ متعلق دوسرے اجسام سے ہو جاتی ہیں"۔

اعمال و تناسخ

انگریزی عملداری کے اوائل میں کرسچانٹی ہند میں پھیلی۔ جس میں ہر طرح کے وہمی خیالات ملے ہوئے تھے۔ اور یہی سب باتیں ہر ایک اشیاء میں جو کہ انگلستان سے آئیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن ہمارے اکثر ہم وطنوں کی آنکھیں اس جھوٹی چکاچوند سے ایسی بے نور ہو گئیں کہ جس سے وہ لوگ ہند کے رواج کو سراسر تعصب کہنے لگے۔ لیکن جب کہ ہند کے لوگوں نے اس جھوٹی جھلک سے باہر آنے کا موقع پایا۔ اور خود قابل استعمال اپنی قوت مدرکہ کے ہوئے۔ تب سے اپنی ہند کی چیزیں اُن کو ٹھیک اور مناسب اور اصلی حالت میں ظاہر ہونے لگیں۔ ترقی تعلیم سے حالات بالکل تبدیل ہو گئے اب تعلیم یافتہ لوگوں نے اسی طرح کرسچن لوگوں کے جہل و تعصب کو ثابت کر دیا ہے۔ جس طرح قبل از تعلیم کرسچن ہندوؤں کی نسبت کہتے تھے۔ یہ دھوکھ اب بالکل رفع کر دیا گیا ہے۔ مغربی مذہب اب ہمارے روبرو اپنی بد شکل حالت میں اسی طرح دکھائی دیتا ہے۔ جیسا کہ ہے۔ پادری لوگ ہند کے مذہب کی اُن باتوں کو جن کو وہ ناممکن جانتے ہیں۔ اور نیز ایسی باتوں کے اظہار میں جو قابل اظہار نہیں ہیں نہایت کوشش کرتے ہیں اور اپنے دلائل کے استحکام کے واسطے اُن کو ہمارے روبرو پیش کرتے ہیں وہ لوگ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہند کے لوگوں میں چند مراسم کس قدر خلاف ہیں مٹی۔ لوہا۔ تانبا۔ پتھر یا عمدہ دھاتوں کی مورت کے آگے پرستش کرنا کس قدر مخالف منطق اور عام فہم کے خلاف ہے۔ ایسے مذہبی کاموں اور مراسم کا بجا لانا برخلاف حال کی تربیت کے کس قدر نادانی اور نافہمی کا کام ہے ہم ایسی حقارت آمیز باتیں پادریوں سے سُنکر اپنے مذہب سے برگشتہ ہوتے جاتے ہیں۔ لیکن آدمی صرف ان باتوں کے انکار سے تسلی نہیں پاتا ہے۔ ہم لوگوں نے بے فائدہ مذہبی امور میں ایسے لوگوں سے مدد لینی چاہی جن لوگوں نے اپنے ہی بیان کے ایک عیسائی شاعر کی صلاح کا فائدہ اُٹھایا جس کا قول یہ ہے۔ کہ "اوروں کو وہی تعلیم دے سکتا ہے جو اُن سے فائق ہو"۔ نتیجہ جس کا یہ ہوا کہ آسمان سے گر کے کھجور میں اٹکے۔ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ ہم بہ سبب اس خدا شناس سوسائٹی کے اس زبردست گرداب سے محفوظ ہوئے۔ اس مفید انجمن کے اثر سے ہمارے ہموطن لوگ جو چند روز سے بہکے ہوئے تھے۔ پھر اپنی اصلی اور عمدہ حالت پر آ گئے۔ اور اپنی پرانی راہ راست (آریہ دھرم) پر آتے جاتے ہیں۔ جس کو اب تک وہ نظر حقارت سے بہ سبب پادریوں کے دھوکھ دہی کے دیکھتے تھے۔ اب ہمارے لوگوں کو ان کی مشکلات کے حل کرنے کا طریقہ ہاتھ آ گیا ہے۔ اب اُن کو تحقیق ہو گیا ہے کہ آریہ دھرم کا مذہب صداقت سے بھرا ہوا ہے سچ ہے کہ بیان تناسخ بہ اعمال کا بالکل حکمت۔ منطق اور بڑے بڑے علوم پر مبنی ہے۔ بہ نسبت پادریوں کے اُس مسئلہ دوزخ و بہشت جس کا وعظ وہ دیا کرتے ہیں۔ اس مقام پر عمدہ ترین الفاظ مسٹر سنٹ کے درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں اور وہ الفاظ یہ ہیں

"یہ عام خیال کرسچن لوگوں کا مبنی بر غلطی ہے۔ کہ انسان کی زندگی دو حصوں پر منقسم ہے۔ اول دنیوی دوم روحانی۔ اول یعنی دنیوی فقط ساٹھ یا ستر برس تک قائم رہتی ہے۔ اور دوم یعنی روحانی ہمیشہ۔ اور یہ بیان اور بھی ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ جب کہ یہی کرسچن لوگو کا بیان ہے کہ ہمارے روحانی زندگی جو غیر محدود ہے۔ ہمارے اس ساٹھ ستر برس کے محدود اعمال کے موافق ہوگی۔ اور یہ کہنا کرسچن لوگوں کا کچھ کم بیجا نہیں ہے کہ ایک دفعہ مرجانے کے بعد پھر تغیر و ترقی کے قانون قدرت کا عمل نہ ہوگا"۔

مسئلہ اعمال سے خواہ مخواہ اعتقاد تناسخ میں ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ جو ناممکنات سے نہیں ہے۔ ایک بڑی بھاری مثال قاعدہ علت و معلول کی ہے اور اسی بڑے قاعدہ علت و معلول کو جس طرح جان اسٹوارٹ مل صاحب نے بیان کیا ہے۔ اُس سے یہ بالکل قیاس میں آتا ہے۔ اسی قاعدہ پر زمانہ حال کے بڑے علوم مبنی ہیں۔ اور بغیر اس قاعدہ کے کسی بات کی اصلیت قیاس میں نہیں آسکتی۔ بڑے بڑے علماء کا اسی قاعدہ پر دار و مدار ہے۔ اب اگر ہم اُس شہادت کی جانچ کریں۔ جس پر یہ قاعدہ مبنی ہے۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ خاص ثبوت اُس کا یہی ہے کہ اسی قاعدہ پر سب کا عملدرآمد ہے۔ قاعدہ علت و معلول کا اچھی طرح قیاس میں آسکتا ہے۔ اور اس قاعدے سے مستثنے کوئی بات اس وقت تک انسان کے تجربہ میں نہیں آئی ہے۔ اگر مستثنے ہوتی تو ضرور انسان کے تجربہ میں آتی۔ پس یہ قاعدہ درست مانا جاویگا۔ یہ ایک ایسا قاعدہ ہے۔ کہ آدمی کے تجربہ کے ساتھ ساتھ قدم بقدم چلتا ہے۔ اگر یہ قاعدہ اس دُنیا میں سب پر حاوی ہے۔ تو کیا ہم ایک قدم اور آگے بڑھنے کے مجاز نہیں ہیں جو بالکل جائز ہے۔ بموجب اُس تناسب اور تشابہ اور تطابق کے جو ایک شے دوسری شے سے رکھتی ہے۔ تب اس لئے کہ انسان اُس عملی ترین قوت یعنے گیان یا روشن ضمیری کو حاصل کرے۔ جس کے ذریعہ سے روحانی اصلیت نہایت صداقت کے ساتھ بدیہی طور سے دریافت ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی قاعدہ انسان کے سمجھنے کے لئے ہے۔ تو یہی ہے + لائق حکیموں (فلاسفروں) کی رائے ہے کہ قانون علت و معلول کا ایک امر بدیہی ہے۔ جس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے اور ہم لوگ اس قانون کے جان لینے کے واسطے اپنی خلقی قوت متخیلہ کے قاعدہ سے مجبور ہیں۔ اگر یہ رائے حکماء کی عالم مادی میں صحیح مان لی جاوے تو دیگر لطیف تر عالموں میں ہمارا رہنما بجز ایسے قدرتی قانون علت و معلول کے جو ہماری خلقت میں داخل ہے اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے +

میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے بموجب اصول فلاسفی کے کافی بیان کیا ہے۔ اس بات کے ثبوت کے لئے کہ قاعدہ علت و معلول کا کچھ قدرت کے مادی اشیاء پر محدود نہیں ہے۔ ایک اور بھی وجہ ہے۔ کہ جس سے اس سوال کے حل کرنے میں ہم کوشش کر سکتے ہیں +

کوئی قوت زائل نہیں ہوتی۔ بلکہ یا تو وہ فوراً کسی نہ کسی قوت کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یا وہ خود بجنسہ یاہی رہ کر اپنے موقع پر اُس قوت کو ظاہر کرتی ہے۔ کسی چھت یا دیوار پر ڈھیلہ پھینکنے میں جو قوت صرف کی جاتی ہے وہ ضائع نہیں۔ بلکہ ڈھیلے میں اپنی اصلی حالت میں رہتی ہے۔ اور اُس چھت یا دیوار سے جب ڈھیلہ علیحدہ ہو جاتا ہے تو روز اُس کا ظاہر ہوتا ہے۔ جو قوت کہ ایک شیشہ طرف میں برق ڈالنے کے وقت صرف کی جاتی ہے وہ اپنی اصلی حالت میں

رہتی ہے۔ لیکن وہ برق شعلہ بن کر اُس وقت نکل جاتی ہے۔ جب اُس ظرف کا بیرونی واندرونی حصّہ اُس آلہ سے جس کے ذریعہ سے برق نکل جاتی ہے لگایا جاتا ہے۔ جبکہ ایسی حالت ہے۔ تو کیا یہہ بات صحیح نہیں ہے کہ جو قوت ہماری عادات اور خیالات وحرکات سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ زائل نہیں ہوتی ہے جب ہم یہہ جانتے ہیں کہ یہ قوانین اپنا اثر ضرور پیدا کرینگے تو پھر ہم کو مسئلہ تناسخ بھی ضرور ماننا پڑیگا۔ اور ان ظاہری قوتوں کے ظہور کے لئے ظاہری عالم کا ہونا بھی ضرور ہے تناسخ کا مسئلہ جس سے پادری لوگ مخالفت کرتے ہیں۔ علم حکمت کے رو سے نہایت ضروری پایا جاتا ہے۔ اب تک میں نے علم حکمت کے رو سے بیان کیا اب ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ علم مابعد الطبیعات کی رو سے بھی مسئلہ اعمال اور تناسخ کا جس سے ابھی تک اہل یوروپ ناواقف تھے بخوبی حل ہو گیا۔ میرا امتشار اُن مختلف حالتوں سے ہے۔ جن میں کہ لوگ پیدا ہوتے ہیں اور وہ مختلف قوتیں اور باتیں جو اُن میں خلقی ہوتی ہیں۔ ہر ایک شخص نے اپنی پہلی زندگی میں چند باتیں اور چند قوتیں حاصل کیں۔ جو کہ اُس کے روح کے ساتھ بطور جزو لاینجزی کے بہ حیثیت خود موجود ہیں۔ اور جبکہ روح پھر جسم میں آتی ہے تو وہ قوتیں پھر آسانی کے ساتھ کام کر سکتی ہیں۔ یہ ایک ایسا مسئلہ بہت مسئلوں میں سے ہے۔ جس سے کہ اُن امور کا ثبوت جو کہ ہم دیکھتے ہیں بہت عمدہ طور سے ملتا ہے۔ اس لئے میں یہہ خیال کرتا ہوں اور اصول حکمت سے بھی درست ہے کہ ہم کو اور کسی مسئلہ پر فی الحال خیال نکرنا چاہئے۔ بلکہ اسی مسئلہ پر مضبوط رہنا چاہئے۔ اور جبتک پورا پورا گیان اس کا ہم کو نہ ہو لیوے۔ اُس وقت تک اور کسی طرف نہ بھٹکنا چاہئے۔

اب اخلاقی مسئلہ پر نظر کریں تو ہم کو معلوم ہوگا کہ اخلاق کا مسئلہ علم مابعد الطبیعات والہیات سے بھی مفید ہے۔ جسقدر لوگوں کے اخلاق ترقی پاتے جاوینگے۔ اُسیقدر اُن کے مذہب کی بھی ترقی ہوتی جاویگی۔ انسان کے لئے سوائے مسئلہ علت و معلول اور کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ اُس کو تھوڑا یا بہت اس قابل کرے کہ اُس میں جُرأت پیدا ہو اور اپنی آپ مدد کرنی اور اپنی کوشش پر بھروسہ کرنے کی ہمت بندھے۔ جب انسان چاروں طرف سے مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے اُس وقت وہ نہایت مایوسی کے ساتھ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ یہ سب مصیبتیں نتائج ہیں میرے گذشتہ جنم کے اعمال بد کے گو وہ اپنے اُن گذشتہ اعمال سے واقف نہیں ہوتا ہے اور ایسی حالت میں اُس کو اور کسی بات سے تسلی نہیں ہو سکتی ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ یقین کرے کہ اُس کی زندگی آئندہ کی عمدگی اُسی کے اس جنم کی عمدہ کوشش اور نیک اعمال اور نیک چلن پر منحصر ہے ہند کے لوگ کبھی ایسی حالت میں نہ ہوتے اگر وہ اپنے دل کے نگین پر اس بات کو بخوبی ہمیشہ نقش رکھتے کہ اُن کی حالت کا اچھا و بُرا ہونا خود انہیں کے اختیار میں ہے یعنے ہم اگر نیک اعمال کرینگے تو اچھی حالت اور اگر بد اعمال کرینگے تو خراب حالت میں رہینگے۔ ہر گونہ ترقی ہند کی اُسی حالت میں ہو سکتی ہے۔ جب اہل ہند اس سچے اور پاک مسئلہ کی دل و جان سے پوری پوری قدر کریں۔ اور پورے پورے اعتماد کے ساتھ ہمہ تن اُس پر کاربند ہو کر خیر مجسم بنیں"۔ (از رسالہ تھیوسافسٹ ماہ مئی ۱۸۸۵ء)

امارٹیلٹی آف دی سول (بقائے روح) میں فلاسفر ہیوم صاحب فرماتے ہیں "نیچر کے عام قاعدہ کے موافق اگر دلیل کیجائے اور سبب اعلے کے کوئی نئے دخل فرض کر لینے کے بغیر جس کو فلسفہ سے ہمیشہ علٰحدہ کرنا چاہتے تو جو کچھ بگڑ نہیں سکتا ہے وہ فرد ناقابل پیدا ہونیکے ہے۔ اسلئے اگر روح غیر فانی ہے تو ضرور ہماری پیدائش کے پہلے بھی موجود ہوگی۔ اور اگر پہلی زندگانی سے ہمارا کچھ سمبندھ نہیں ہے تو پچھلی سے بھی کچھ نہ ہوگا۔ اس لئے

پُنر جنم (تناسخ) ہی ایک ایسا طریقہ ہے جس کی طرف فلسفہ توجہ کر سکتا ہے"۔

پروفیسر میکس میولر صاحب نے لنڈن میں ۱۰ اگست ۱۸۹۴ء کو ایک لیکچر دیا جس میں بیان کیا کہ کرم کا مسئلہ دھرم کو مذہب اور فلسفہ کی پکی بنیاد پر قائیم کرتا ہے۔ ہم اس اصول کی بابت چاہے جو کچھ خیال کریں مگر اس نے آدمیوں کے حال چلن پر نہایت ہی عجیب اثر ڈالا ہے۔ اگر ایک آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ جو کچھ کہ وہ اپنی اس زندگی میں مصیبت (بغیر قصور کے) بھوگتا ہے یہ تمام اُس کے پہلے جنم کے بُرے کاموں کا نتیجہ ہے۔ تو وہ اپنے مصائب کو بڑے صبر و استقلال سے برداشت کرتا ہے جس طرح کہ ایک مقروض اپنے پہلے قرض کو ادا کرتا ہے۔ ماسوائے اس کے اگر وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ اس زندگی میں نہ صرف پورا قرض ادا کرنے کے لئے مصیبت بھوگتا ہے بلکہ علاوہ بر آں وہ اخلاقی سرمایہ آئندہ کے واسطے بھی جمع کرتا ہے۔ اور اس میں اس کا نیک ارادہ ہے۔ جو کہ اگر غور کیا جاوے تو خود غرضی پر مبنی نہیں ہے۔ جیسا کہ چاہئے۔ یہ اعتقاد کہ کوئی کام خواہ وہ نیک ہو یا بد ضایع نہیں ہو سکتا۔ مذہبی دُنیا کا یہ اصول کہ کرم کا ناش نہیں ہوتا۔ علمی دُنیا کے اس اصول کے برابر ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ طاقت کا ناش نہیں ہوتا۔ یعنے کوئی چیز دُنیا میں معدوم نہیں ہو سکتی۔ یہ آخری دلیل یوروپین سائنس دانوں کے واسطے ایک پُر زور اپیل ہے جن کی تازہ دریافتیں (ڈس کوریز) یہہ ثابت کرتی ہیں۔ کہ دُنیا میں طاقت ہمیشہ قائم رہتی ہے +

ان لیکچروں میں یہ ایسے الفاظ ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آواگون کا مسئلہ ایسا ہے جس پر مغرب کے بہت سے لوگوں کا اعتقاد ہے۔ جبکہ یہہ کہا جاتا ہے کہ آدمیوں کو وہ باتیں یاد نہیں جو کہ اُنہوں نے پہلے جنم میں کی تھیں۔ تو پروفیسر صاحب موصوف اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہم کس طرح سے اپنی پہلی زندگی کے کاموں کو یاد رکھیں جبکہ ہم موجودہ زندگی میں دو تین یا چار برس کے پہلے زندگی کی باتیں یاد نہیں رکھ سکتے"۔

ورڈس ورتھ۔ انگلستان کے بڑے مشہور شاعر نے (جو ۱۷۷۰ء-۱۸۵۰ء میں ہوا ہے) اس اعتقاد کو اس طرح بیان کیا ہے کہ "ہماری روح کے ستارہ کا جو اب یہاں طلوع ہوا ہے۔ اس کا کسی اور جگہ پر پہلے غروب ہو چکا ہے جس کی شعاعیں بہت دور سے یہاں آ رہی ہیں"۔ اس زمانہ تک یہ عام اعتقاد ہے۔ لیکن یہ اعتقاد جو کہ اس معنی ہے کہ ہمارا اس زندگی کا ستارہ جو ہم نے پہلے زندگی میں بنایا تھا بہت سے کانوں میں یہ الفاظ عجیب سُنائی دیتے ہیں۔ لیکن انگلستان میں مسئلہ تناسخ کی سچائی کے پھیل جانیکے امکان کو دیکھنا چاہئے۔ مگر ابھی تک کرم کے فلسفہ کی تشریح اُن کو اچھی طرح سے معلوم نہیں"۔ ویدانت فلاسفی پر لیکچر صفحہ ۱۶۵ رسالہ انڈیا لنڈن) +

(از ایڈیٹر امرت بازار پتر کا) کرم کے مسئلہ پر یہہ رائے فاضل پروفیسر کی ہے ان دو مسئلوں یعنے کرم اور تناسخ کو ایک بڑے فاضل نے ایک پکی بنیاد پر قائم کیا ہے یہ ہندوستان کے باشندوں کے لئے ایک نہایت ہی تسلی بخش ہے"۔ (امرت بازار پتر کا ۱۹ اگست ۱۸۹۴ء کلکتہ) +

"سیون پرنسپل آف مین" میں مسز اینی بیسنٹ صاحبہ فرماتی ہیں "یہاں سے پھر تناسخ یعنے بار بار جنم لینے یعنے جسم انسانی اختیار کرنے کے ذریعہ سے کمال کو پہنچنے کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ اور انسان کا پہلا جنم اس موقع سے شروع ہو کر تیسرے چکر کو طے کر کے جب چوتھے چکر کے عین وسط میں پہنچتا ہے تو اس عرصہ میں درجات ادنے سے جتنے جیو انسان بن سکتے ہیں بنجاتے ہیں اس کے بعد انسان کی تعداد زیادہ نہیں ہوتی اور یہاں تک جسقدر انسان بن چکتے ہیں۔ اُنہیں میں آواگون یعنے آنے جانے کا سلسلہ جاری رہکر بار ہا انسان کے جسم میں داخل ہو کر انسان مکمل بنتا ہے جیو جسم انسان میں داخل ہوتا ہے۔ تب سے اُس کی ترقی کا طریق بدل جاتا ہے یعنے اُس کی اپنی ترقی اپنے اپنے اعمال کے موافق بار بار جنم لینے سے ہوتی ہے۔ اور جو طریق اس سے پہلے کے درجات ادنے

میں جیو کے مجموعی بہاؤ کے ذریعہ سے ہوتا چلا آتا ہے وہ طریق ختم ہو جاتا ہے ''
تھیوسافی کے روسے انسان اب پانچویں چکر میں پہنچا ہے اور چونکہ ہر ایک چکر کے سات سات حصے ہوتے ہیں اس لئے جو نسل انسان اس کرۂ زمین پر موجود ہیں اُنہوں نے ان سات حصوں میں سے چار حصے طے کر لئے ہیں اور اب پانچویں میں ہیں جب پانچواں حصہ پورا ہو جائیگا تو پھر اسی طرح چھٹا اور ساتواں بھی پورا کرنا پڑیگا تب انسان مکمل ہوگا۔ چنانچہ جب سے انسان نسل اس کرہ پر نمودار ہوئی ہے۔ تب سے بار بار جنم لینے والی روحوں کی تعداد میں کچھ بیشی نہیں ہوئی۔ اور اُسی تعداد مقررہ میں سے کسی خاص وقت کسی قدر جامۂ انسانی میں موجود ہوتے ہیں کہ جو دُنیا کی آبادی کہلاتی ہے اور باقی روحیں حالت روحانی میں رہتی ہیں۔ اسی طرح کچھ حالت روحانی سے جسمانی میں اور کچھ حالت جسمانی سے حالت روحانی میں آتی جاتی ہیں جو باعث کمی بیشی آبادی کا دُنیا میں ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی خاص سبب سے کسی جگہ تعداد اموات کی کثرت غیر معمولی ہوتی ہے تو وہاں بعد میں پیدائش کی کثرت ہوتی ہے اس لئے گو بظاہر کسی جگہ دُنیا کی آبادی بڑھتی ہوئی نظر آتی ہو تو اُسکا سبب یہ نہیں ہے کہ نئی نئی روحیں پیدا ہوتی ہیں بلکہ سبب یہ ہے کہ کسی وقت کسی خاص مقام پر زیادہ روحیں حالت روحانی سے حالت جسمانی میں لوٹ کر آتی ہیں'' (۶۸ - ۷۰ تک) +

حکیم مولوی قلندر علی صاحب پانی پتی مرحوم اپنی کتاب اخلاق دلپذیر میں لکھتے ہیں کہ واحد حقیقی اُس کو کہتے ہیں کہ جو ہرگز کسی وجہ سے قسمت نہ ہو سکے۔ اور نفس ناطقہ واحد حقیقی کو تصور کرتا ہے اور معنے اس واحد کا اُس میں منقش ہوتا ہے۔ پس اگر نفس ناطقہ جسم ہووے جسم قابل قسمت کے ہے۔ اور ہر دانا کو ظاہر ہے کہ محل کا تقسیم ہونا سبب ہے۔ حال کی تقسیم ہونے کا یعنے جب محل منقسم ہؤا جو چیز کہ اس محل میں ہے وہ بھی منقسم ہوگی۔ پس اگر نفس ناطقہ جسم ہووے قابل قسمت کے ہوگا۔ اُسکے انقسام سے لازم آتا ہے کہ جو چیز اُس میں منقش و حلول کی ہوئی ہے وہ بھی منقسم ہووے اور ناطقہ میں معنے واحد حقیقی کا منتقش ہوتا ہے۔ واحد حقیقی اُس کو کہتے ہیں کہ جو کسی وجہ سے قابل قسمت نہووے۔ پس جسمیت نفس ناطقہ کی چاہتی ہے قسمت کو اور قسمت نفس ناطقہ کی چاہتی ہے قسمت معنے واحد حقیقی کو اور یہ بالکل باطل ہے ورنہ واحد حقیقی نہ ہوگا۔ پس اِس سے معلوم ہؤا کہ نفس ناطقہ ہرگز جسم نہیں ہو سکتا''

تفسیر کبیر میں ہے کہ خاصہ جسم کا یہ ہے کہ جو صورت اُس کو بالفعل حاصل ہے یہ صورت جبتک زائل نہ ہو دوسری صورت اُس میں حاصل نہیں ہوگی۔ مثلاً ایک جسم کی شکل مثلث ہے جبتک کہ شکل مثلث اُس سے زائل نہ ہوگی دوسری شکل کہ مربع وکروی واسطوانہ ومخروطی وغیرہ ہیں ہرگز ہرگز اُس میں حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایک ٹکڑا موم کا اگر اول اُس کو مربع یا کروی شکل بناؤ جب تک اُس میں یہ شکل خاص ہے۔ دوسری شکل مثلث واسطوانہ ومخروطی ہرگز اُس میں حاصل نہیں ہو سکتی اور ایسا ہی ہم نے اِس پارہ موم پر مہر زید کی لگادی جب تک نام زید کا اِس پارہ موم میں منتقش ہے۔ دوسرا نام خالد ولید کا اُس میں منتقش نہیں ہو سکتا۔ جب نام اول زید کا اُس سے زائل ہووے تب دوسرا نام خالد کا اُس میں منتقش ہووے اور ہر جسم کا ایسا ہی خاصہ ہے۔ خاصہ نفس ناطقہ کا اِس جسم کے خاصہ سے برخلاف ہے۔ اور اُس میں یکبارگی صورتیں بہت منتقش ہوتی ہیں۔ جس وقت ایک لشکر کثیر کو دیکھا صورتیں اشخاص لشکر کی اُس میں مرتسم ہوئیں اور جس وقت شب کو آسمان کی طرف دیکھا صورتیں ستاروں کی جیسے شمار ہیں اُس میں مرتسم ہوئیں۔ بلکہ زیادتی صورت علمیہ کی نفس ناطقہ میں مدد دیتی ہے اُس کو اور صورتیں حاصل ہونے پر۔ پس خاصہ نفس ناطقہ کا برخلاف خاصہ جسم کے ہے۔ اِس سے معلوم ہؤا کہ نفس ناطقہ جسم نہیں ہے''

حکیم ارسطو طالیس نے نمبر چہارم کتاب اثولوجیا میں لکھا ہے۔ من تدر علی خلع بدنه والصعود الی العالم العقلی نانه هوی علی ان یعرف نور العقل وان تعرف نورا لا نوار۔ ترجمہ۔ جس نفس ناطقہ کو یہ قدرت ہے کہ اپنے بدن کو ترک کر کے عالم مجردات واقلیم ملکوت کی سیر کرے۔ تحقیق اُس میں طاقت ہے کہ ملائکہ کے نور کو دیکھے۔ بلکہ پروردگار کو دیکھنے۔

حکیم افلاطون الٰہی نے فرمایا ہے کہ اگر علت تامہ وجود نفس کی قبل بدن موجود ہووے تو نفس ناطقہ بھی ضرور قبل بدن کے موجود ہوگا۔ اس واسطے کہ مختلف وجدائی معلول کی علت تامہ سے محال ہے واگر علت تامہ نفس ناطقہ کی قبل بدن کے موجود نہووے بلکہ علت ناقصہ قبل بدن کے موجود ہووے اور علت تامہ اُسکے بعد بدن کی ہوتی ہے تو اب بدن بھی نفس کی علت ناقصہ ہوگا۔ یا جزو علت تامہ کا ہوگا۔ یا شرط اُس کی اور ظاہر ہے کہ جس چیز کا وجود کسی چیز کے وجود پر موقوف ہے تو اُس چیز کے عدم سے اُس کا عدم ضرور لازم آتا ہے۔ پس جب وجود نفس ناطقہ کا وجود بدن پر موقوف ہؤا تو لازم آتا ہے کہ فساد وہلاکت جسم سے نفس ناطقہ بھی فساد وفنا ہووے اور اِس کا کوئی قائل نہیں سب کا اتفاق ہے کہ نفس ناطقہ فساد وفنا بدن سے ہرگز فاسد نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ بدن فاسد وہلاک ہو جاتا ہے۔ اور نفس ناطقہ ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ پس معلوم ہؤا کہ نفس ناطقہ حادث بحدوث بدن نہیں۔ بدن سے نفس پیشتر ہے اور قدیم ہے۔ البتہ نفس ناطقہ حادث بالذات ہے یعنے اپنی علت سے اُس کو فقط تاخر عقلی ہے۔ حادث بالزمان ہرگز نہیں +

اور بعض حکماء نے نفس ناطقہ کے ازلی ہونے پر یہ دلیل لکھی ہے کہ اگر نفس ناطقہ حادث زمانی ہووے۔ ہرگز مجرد نہ ہوگا۔ بلکہ وہ صرف مادی ہوگا۔ اِس واسطے کہ جملہ حکماء اِس کے قائل ہیں کہ حادث زمانی کا وجود موقوف ہے مادہ پر اور مدت پر'' پس نفس ناطقہ بھی قدیم اور ازلی ہے البتہ بدن انسانی شرط وعلت ناقصہ تعلق نفس ناطقہ کی ہے ساتھ بدن کے نہ شرط وجود نفس ناطقہ کی۔ یہ فرق دقیق و تمیز ہیں۔ اکثر فضلا کو جو شتبہ رہے اِس غلطی سے وہ قائل اِس کے ہوئے۔ کہ نفس ناطقہ حادث ہے بحدوث بدن۔ یہ سب غلط ہے۔ نفس ناطقہ قدیم ہے البتہ تعلق بدنی اُس کا حادث بحدوث بدن ہے۔ اس طائفہ نے وجود تعلق میں فرق نہ کیا۔ اِس واسطے یہ خبط وغلط اُن سے صادر ہؤا'' +

علمائے متاخرین سے جو اِس کے قائل ہیں۔ کہ نفس ناطقہ حادث ہے بحدوث بدن اپنے اِس دعوے پر اُنہوں نے چند دلائل واہیات قائم کی ہیں۔ درست تر اُن سب دلائل سے یہ دلیل ہے۔ اگر نفوس ناطقہ قبل ابدان کے موجود ہوویں یا یہ سب نفوس ایک ہونگے۔ یا بہت۔ اور یہ ہر دو قسم باطل ہیں۔ اور بطلان ثانی کا دلیل ہے بطلان مقدم کی جیسا کہ کتب منطقیہ میں مذکور ہے۔ نفوس ناطقہ قبل بدنی کے اس وجہ سے واحد نہیں ہو سکتے۔ اگر جملہ نفوس قبل از تعلق با بدان واحد عدد نہیں ہو سکتے۔ اِس واسطے کہ عالم ومدرک نفس ناطقہ ہے۔ جب نفس ناطقہ زید وبکر وخالد کا ایک ہی ہو لازم آتا ہے کہ جس قدر علم زید کو ہے وہی علم سب کو ہووے پس اشخاص انسانیہ جملہ برابر ہوں علم میں نہ کوئی اُستاد ہو اور نہ کوئی شاگرد۔ اور نہ کوئی ذکی ہو اور نہ کوئی غبی اور یہ امر بدیہہ باطل ہے۔ واگر قبل از تعلق با بدان نفوس انسانیہ کثیر ہو دیں۔ بالضرور متمایز ہونگے یعنے ایک دوسرے سے جُدا ہوگا۔ تمایز لوازم کثرت سے ہے۔ اور یہ تمایز نفوس کا از تعلق با بدان بالماہیتہ ہے یا بلوازم ماہیتہ ہے۔ یا بعوارض مادہ کے ہے۔ اور یہ ہر سہ شقوق باطل ہیں تمایز اُن کا بماہیتہ اِس واسطے نہیں ہو سکتا۔ کہ جملہ نفوس انسانیہ ایک نوع حقیقی یعنے جملہ نفوس انسانیہ کا ماہیت ایک ہے۔ جب اِن سب کی ماہیت

ایک ہوئی۔ اب تمایز اُن میں بہ سبب ماہیت کے نہیں ہو سکتا۔ اور اسی وجہ سے تمایز اُن میں بہ سبب لوازم ماہیت کے بھی نہیں ہو سکتا۔ اور تمایز اُن میں قبل از تعلق بابدان بہ سبب عوارض محل کے اس واسطے نہیں ہو سکتا کہ نفوس ناطقہ مجرد و بسیط ہیں۔ پاک ہیں محل سے اور مادہ سے اور قبل از تعلق بابدان کسی طرح سے مادہ اُن کے واسطے نہیں متصور ہو سکتا" یہ دلیل اُن کی جملہ ادلہ سے بہتر ہے

اس میں چند وجوہ نظر ہے

اوّل یہ کہ علامہ شیرازی نے شرح حکمت اشراق میں لکھا ہے کہ قول مستدل کا اگر نفس ناطقہ زید و بکر و خالد کا ایک ہووے لازم آوے۔ کہ جس جس چیز کو زید ادراک کرے بکر و خالد وغیرہ بھی اُن سب چیزوں کو ادراک کریں ہم تسلیم نہیں کرتے۔ کہ اگر مراد ادراکات سے وہ ہے جو ادراکات موقوف ہیں آلات پر اس واسطے کہ ادراکات موقوفہ بالآلات مشروط ہیں۔ ساتھ انہیں آلات کے پس وہ نہیں معلوم ہو سکتے۔ مگر ساتھ انہیں آلات کے اور اگر مراد وہ ادراکات ہیں۔ جو غیر موقوف ہیں آلات پر پس جملہ نفوس انسانیہ کا اُن میں نہ مشترک ہونا ہم تسلیم نہیں کرتے آیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ جملہ نفوس انسانیہ مشترک ہیں اِس میں کہ اپنی ذات کو بلا واسطہ جانتے ہیں۔ یعنی اُن کو اپنی ذات کا علم حضوری ہے +

دوئم ۔ یہ قول اُس کا کہ جملہ نفوس انسانیہ ایک نوع حقیقی ہیں۔ ہم تسلیم نہیں کرتے۔ ایک گروہ قدمار الٰہی سے یہ کہتے ہیں کہ نفوس ناطقہ انسانیہ تین نوع ہیں نوع اوّل وہ ہے جو نہایت درجہ کے ذکی و سعید۔ نوع ثانی و اوسط وہ نفوس ہیں کہ جو اوسط درجہ کے ذکی و سعید ہیں۔ گاہ گاہ اُن کے فکر میں خطا واقع ہوتی ہے اور گاہ گاہ اُن سے کوئی امر قبیح بھی ظہور میں آتے ہیں۔ نوع سوم وہ ادنےٰ درجہ کے نفوس ہیں۔ جو غبی محض و شقی مطلق ہیں۔ ہرگز ہرگز علم و حکمت کے کلام نہیں سمجھتے اور اعمال صالحہ اُن سے کبھی صادر نہیں ہوتے ہیں +

نفوس انسانیہ جملہ ان سہ انواع میں منحصر ہیں۔ انسان نوع واحد حقیقی نہیں اور اُس کی وحدت حقیقی پر کوئی برہان قوی ہنوز قائم نہیں ہوئی۔ کلام ربانی بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہا خدا تعالےٰ نے فمن ھم ظالم النفسہ ومن ھم مقتصد ومن ھم سابق بالخیرات ۔ معنے اِس آیہ شریفہ کے یہ ہیں۔ کہ نفوس انسانیہ تین قسم ہیں ایک قسم وہ ہیں کہ بہ سبب جہل و بدکاری کے اپنی ذات پر آپ ظلم کرتے ہیں۔ دوسری قسم وہ ہیں کہ اُن سے اعمال صالحہ و قبیحہ ہر دو صادر ہوتے ہیں۔ تیسری قسم وہ ہیں کہ اُن سے سراسر نیکی و بہتری ظاہر ہوتی ہے +

وجہ سوم ۔ یہ کہ جملہ متاخرین ملائکہ کے تجرد کے قایل ہیں۔ اور اِس کے بھی قایل ہیں۔ کہ ملائکہ کثیر ہیں۔ اور اِس دلیل سے لازم آتا ہے کہ وہ کثیر نہ ہوویں۔ اِس واسطے کہ ہم کہتے ہیں کہ کثرت ملائکہ کو تمایز ضرور ہے۔ اور یہ تمایز یا لماہیتہ ہے یا بلوازم ماہیتہ یا بعوارض مادی ہے۔ نوع ملائکہ کی واحد حقیقی ہے تمایز جا ماہیتہ و لوازم ماہیتہ نہیں ہو سکتا۔ اور ملائکہ مجرد ہیں۔ پاک ہیں۔ مادہ سے پس بعوارض مادی بھی تمایز نہ ہوئی۔ اِس سے لازم آیا کہ ملائکہ ہرگز کثیر نہ ہوویں۔ حالانکہ جملہ حکما و انبیا علیہم السلام ملائکہ کی کثرت کے قائل ہیں۔ حکمار فارس کا بھی یہی ایمان ہے۔ حکیم الٰہی پارسی فرزآباد کہ جس کو پارسی لوگ پیغمبر اول کہتے ہیں۔ اور اُس کی کتاب کو آسمانی

وہ کہتا ہے کہ سروشان بسیار اند و شمارہ آنہا را یزدان پاک داند"

وجہ چہارم ۔ یہ کہ ہم کہتے ہیں۔ کہ نفوس انسانیہ کو ہم نے نوع واحد حقیقی تسلیم کیا اور یہ جملہ قبل از تعلق بابدان عالم بالا میں موجود تھے۔ تمایز اُس کا بہ سبب علوم و صفات کے تھا۔ جیسا کہ ملائکہ مجردات میں تمایز بہ سبب ادراکات و صفات نفسانیہ کے ہے

وجہ پنجم ۔ یہ کہ جملہ علمار متاخرین اِس کے قایل ہیں کہ نفس ناطقہ بہ سبب فساد بدنی کے فاسد نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ اب اِس میں اِن سے سوال کرتا ہوں کہ جن نفوس ناطقہ نے بدن کو ترک کیا اُن میں تمایز کس طرح سے ہے۔ یا بماہیتہ یا بلوازم ماہیتہ یا بعوارض مادیہ :۔

ماہیتہ نفوس انسانیہ کی واحد ہے۔ تمایز بماہیتہ و بلوازم ماہیتہ نہیں ہو سکتا۔ اور بعد ترک بدن نفوس عوارض مادیہ سے بھی پاک ہیں۔ بہ سبب عوارض مادیہ کے بھی بعد مفارقت بدن کے تمایز ممکن نہیں۔ پس اِس سے لازم آتا ہے کہ نفوس ناطقہ کثیرہ بعد مفارقت ابدان کے متحد ہو جاویں۔ اور یہ امر شرعاً و عقلاً بالکل باطل ہے البتہ جو قوم تناسخ کی قائل ہیں اُن پر یہ اعتراض وارد نہیں وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو نفس ایک بدن خاص کو ترک کرتا ہے۔ بعد اُس کے دوسرے بدن کے متعلق ہو جاتا ہے تمایز ان نفوس میں بسبب عوارض مادیہ بدنیہ کے ہے اور یہ علمار متاخرین ہرگز تناسخ کے قائل نہیں۔ ان پر یہ اعتراض سخت وارد ہوتا ہے۔ ہرگز دفع نہیں ہو سکتا بعض علمار متاخرین کہ جن کو علم حکمت سے نصیب کامل اور فن فلسفہ سے بہرہ وافر حاصل نہیں۔ کہتے ہیں کہ حکمار اشراقین کا یہ مذہب ہے کہ نفس ناطقہ انسانی ازلی و ابدی ہے۔ اور فلاسفہ مشائین کا یہ مسلک ہے کہ نفس ناطقہ انسانی ابدی ہے۔ ازلی نہیں۔ بحدوث بدن نفس ناطقہ حادث ہو جاتا ہے" میں یہ کہتا ہوں کہ یہ قول ان کا سراسر افترا و بہتان ہے۔ اُستاد جملہ مشائین کا حکیم ارسطو طالیس ہے۔ اُس نے کسی اپنی کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ نفس ناطقہ حادث ہے بحدوث بدن بلکہ اُس نے یہ لکھا ہے کہ نفس ناطقہ قبل از تعلق بیدن عالم اعلےٰ ملکوت میں موجود تھا۔ اُس نے میمر پنج اثولوجیا میں لکھا ہے۔ ان الانفس کانت وھی فی عالمھا قبل تخط ان الکون حساسۃ الا ان حسا کان حسا عقلیتاً فلھا حادث فی الکون ومع الاجسام حادث ھی القبیا لحس حسنًا جسمیًا۔ ترجمہ۔ نفوس ناطقہ ما قبل از تعلق بابدان عالم اعلےٰ میں موجود تھے۔ اور اُس عالم میں بھی اُن کو حواس تھے۔ مگر وہاں حواس اُن کے عقلیہ تھے۔ جب یہ نفوس اِس عالم دُنیا میں متعلق باجسام ہوئے۔ یہاں بھی اُن کے ساتھ حواس ہیں۔ ان کے حواس سے حس جسمی اُن کو ہوتی ہے" اِس سے صاف معلوم ہوا کہ ارسطو اِس کا قائل ہے۔ کہ نفس ناطقہ قبل از تعلق بہ بدن عالم اعلےٰ میں موجود تھا۔ وجود اس کا قبل وجود بدن کے ہے۔ کوئی حکمار مشائین و اشراقین سے حدوث زمانی نفس ناطقہ کا قائل نہیں۔ (از کتاب اخلاق دلپذیر) +

ڈاکٹر لوئیس فگینر صاحب فرانسیسی اُن لوگوں سے یہ سوالات پوچھتے ہیں۔ جو کہ پُنر جنم کو نہیں مانتے +

"ہم دُنیا میں کیوں آئے۔ ہم نے یہاں آنے کی کوئی درخواست نہیں کی تھی۔ ہم نے پیدا ہونے کی خواہش نہیں کی تھی۔ اگر ہم سے پوچھا جاتا تو ہم دُنیا میں آنے سے انکار کرتے۔ یا کسی اور زمانہ میں پیدا ہونے کی خواہش کرتے۔ ہم اِس زمین کے سوا کسی اور سیارہ میں زندگی بسر کرنے کی اجازت مانگتے۔ ہماری زمین فی الحقیقت رہنے کے لئے خراب ہے۔ ہمیں اچھی نہیں لگتی۔ زمین کی محوری حرکت سے موسموں

کی تقسیم خوش گوار نہیں ہے۔ اگر ہم اپنے آپ کو گرم کپڑوں سے نہ ڈھانپیں تو ہم سردی سے مرجائیں یا ہم کو سخت گرمی جلا دے۔ اخلاق کے لحاظ سے بھی انسانوں کی حالت بہت خراب ہے۔ دُنیا میں بدی زیادہ ہے۔ بدی کی ہر جگہ عزت ہوتی ہے نیکی کی ہر جگہ اِس قدر بدسلوکی ہوتی ہے کہ اگر کوئی آدمی دیانت دار بنکر رہنا چاہے تو اُس پر ضرور مصیبت پڑنے کی امید ہے۔ ہماری محبت سے غم اور رنج پیدا ہوتا ہے اگر کچھ زمانہ کے واسطے باپ ہونے کی خوشی اور محبت کی خوشی اور دوستی کی خوشی کو بھوگتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ وہ محبت کی چیزیں موت کے باعث ہم سے جُدا ہو جاتی ہیں۔ یا بُری زندگی کے حادثوں کے سبب وہ ہم سے الگ ہو جاتی ہیں۔ جو اعضا کہ ہم کو اسی زندگی میں کام کے لئے دئے جاتے ہیں۔ وہ بھاری بیڈھنگے۔ اور بیماریوں کے تابع ہوتے ہیں۔ ہم زمیں میں گرے ہوئے ہیں۔ اور ہمارا بڑا بھاری جیتھا بڑی تھکاوٹ کے بعد ہل سکتا ہے۔ اگر بڑے اچھے جسم والے آدمی ہیں۔ جن کو اچھی صحت بخشی گئی ہے تو دُنیا میں ایسے کتنے ہیں جو کہ بالکل کمزور مخبوط الحواس۔ گنگے اور بہرے اور اپنی زندگی سے اندھے دیوانے اور نِکھٹو۔ میرا بھائی بہت خوبصورت جوان ہے۔ میں بدصورت کمزور نحیف البدن اور کوزپشت ہوں اور پھر ہم ایک ہی ماں کے لڑکے ہیں۔ بعضے بڑی دولتمندی کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور بعضے نہایت مفلسی کی حالت میں ناشکری اور سرکش زمین پر ایک غریب مزدور کی بجائے میں جلیل القدر شہزادہ اور لارڈ کیوں نہیں ہوں۔ میں یورپ و فرانس میں کیوں پیدا ہؤا ہوں۔ جہاں کہ حرفت۔ تہذیب سے زندگی آرام سے کٹتی ہے اور دیر تک رہتی ہے۔ اور منطقہ حارہ کے جلتے ہوئے آسمان کے نیچے کیوں نہیں پیدا ہؤا جہاں کہ میرا حیوانوں کا سا مُنہ۔ کالا اور وحشی چمڑا۔ اور پشم کی طرح بال ہوتے اور میں بڑی سخت آب و ہوا اور سوسائٹی کے وحشیانہ سلوک کی سخت تکالیف میں بُری زندگی گذارتا۔ افریقہ کا کوئی بدبخت حبشی میری جگہ کیوں پیدا نہیں ہؤا۔ جو کہ اچھی طرح زندگی گذارتا اور خوش گذران ہوتا۔ ہم نے ایسی کوئی بات نہیں کی کہ جس سے ہم دونوں کو زمین پر مختلف جگہ ملتی۔ میرا کوئی حق نہیں ہے کہ مجھ سے رعایت کی جاتی۔ اور نہ اُس کا کچھ گناہ کہ اُسے بُری حالت میں رکھا گیا۔ اِن سب ہولناک بدیوں کی کم و بیش تقسیم کا کیا باعث ہے۔ جو کسی پر بہت ہیں اور کسی پر تھوڑی۔ جو کہ اچھے مُلکوں میں رہتے ہیں۔ وہ اِس رعایت کے کیوں مستحق ہوئے جبکہ اُن کے اور بھائی دُنیا کے اور حصص پر گریہ و زاری کر رہے ہیں۔ بعضوں کی عقل بڑی تیز ہوتی ہے اور انہیں ہر قسم کی عقل بخشی گئی ہے اور بعض برخلاف اِن کے ہیں عقل سمجھ اور قوت حافظہ سے بالکل بے بہرہ ہیں زندگی کے مشکل سفروں میں وہ قدم قدم پر گرتے ہیں اُن کی تنگ ظرفی اُن کے ناقص قویٰ اُن پر ہر قسم کی مصیبت اور دُکھ لاتے ہیں۔ وہ کسی چیز میں کامیاب نہیں ہوتے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قسمت اُنکو اپنے بڑے زبردست صدمات کی برداشت کے واسطے منتخب کرتی ہے۔ ایسے بھی جیو ہیں جن کی ساری زندگی پیدا ہونے سے موت تک دُکھوں اور مایوسیوں کی ایک لمبی اور دردانگیز کہانی ہے اُنہوں نے کیا گناہ کیا ہے۔ وہ سطح زمین پر کیوں ہیں۔ اُنہوں نے پیدا ہونے کی درخواست نہیں کی۔ اور اگر وہ آزاد ہوتے تو وہ التجا کرتے۔ یہ کڑوا پیالہ اُن کے مُنہ سے ہٹا یا جاتا وہ بیچارے اپنے ارادہ کے خلاف جبراً پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اتنا تو ٹھیک ہے کہ بعض سخت مایوسی کے عالم میں اپنی رشتہ حیات کو قطع کر ڈالتے ہیں وہ اپنے ہاتھوں سے اُس زندگی کو برباد کر دیتے ہیں۔ جس کو کہ سخت تکلیفوں نے اُن کے لئے ناقابل برداشت بنا چھوڑا ہے +

اِن جیؤں کو (جنہوں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس کے وہ مستحق ہیں) اور جنہوں نے اِس کی خواہش نہیں کی۔ خدا کا بے گناہ سخت تکلیف دینے والی زندگی دُنیا بے انصافی اور شرارت ہے۔ لیکن خدا نہ بے انصاف ہے اور شریر ہے۔ اور اِس کے بالکل برخلاف صفات اِس کے ہیں۔ یعنے عادل وغیرہ بنابران آدمی کی زمین کے مختلف حصوں میں موجودگی اور زمین پر بدی کی کمی بیشی کی تقسیم کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر میرے ناظرین میں سے کوئی بھی ایسا مسئلہ یا ایسا فلسفہ یا ایسا مذہب جس سے کہ یہ تمام دقتیں رفع ہو سکیں بتا سکتا ہے تو میں اِس کتاب کو پھاڑ ڈالونگا۔ کہ میں مغلوب ہو گیا +

اگر برخلاف اِس کے آپ آدمیوں کی بہت سی زندگیاں اور بار بار جنم کو یعنے ایک ہی روح کا بہت سے قالبوں میں آواگون مانیں تو ہر ایک چیز بڑی خوبی اور صفائی سے بیان ہو سکتی ہے۔ اور ہمارے جنم کا دُنیا کے خاص خاص حصوں میں ہونا اندھا دھند قسمت یا اتفاق کا نتیجہ نہیں ہے۔ یہ صرف اُس بڑے سفر کا ایک سٹیشن ہے جو کہ ہم دُنیا میں کر رہے ہیں (از کتاب دی آف ڈیتھ باب ۱۵ صفحہ ۲۰۲ سے ۲۰۵ تک) +

پھر وہی ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔ "اگر بار بار جنم لینا نہیں ہے۔ اگر ہماری زندگی الگ تھلگ واقعہ ہے جو پھر دوبارہ نہیں ہوگا جیسا کہ زمانہ حال کی فلاسفی اور معمولی مذاہب کا اعتقاد ہے تو اِس سے نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ جب جسم بنتا ہے اُسکے ساتھ ہی روح بنتا ہے۔ اور ہر ایک آدمی کے پیدا ہونے پر اُس کے جسم کو رونق دینے کے لئے ایک روح کا بننا ضروری ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ یہ سب روحیں ایک ہی قسم کی کیوں نہیں اور جب کہ انسان کے جسم یکساں ہیں تو روحوں میں اِس قدر کیوں فرق ہے یعنے قوائے عقلیہ اور اخلاقیہ میں ہم پوچھتے ہیں کہ قدرتی جھکاؤ ایسے کیوں مختلف اور زبردست ہیں کہ بہت دفعہ تعلیم۔ تہذیب اور ضبط کی کوششوں کو کامیاب نہیں ہونے دیتے۔ بچوں میں جو بھاؤ نیکی بدی کے ہیں وہ کہاں سے آتے ہیں۔ اور وہ بھاؤ غرور اور کمینگی کے جو اُن کے خاندان اور سوسائٹی کے درجے کے مطابق نہیں ہیں۔ کس طرح پیدا ہو جاتے ہیں بعض لڑکے تکلیف کی یاد سے کیوں خوش ہوتے ہیں۔ اور حیوانوں کو دُکھ دیکر کیوں خوش ہوتے ہیں۔ جبکہ اوروں کو دوسرے حیوانوں کی تکلیف دیکھتے ہی پرلے درجہ کا رحم آجاتا ہے اور زرد رنگ ہو جاتا ہے۔ اور کانپنے لگ جاتے ہیں۔ اگر سب آدمیوں کا روح اُس ایک ہی ڈھانچہ کا ڈھلا ہؤا ہو تو تعلیم اُن پر وہی بنا یکساں اثر کیوں نہیں کرتی۔ دو بھائی ایک ہی کلاس اور ایک ہی سکول میں پڑھتے ہیں۔ اُن کے ایک ہی اُستاد ہیں۔ اور اُن کے سامنے ایک ہی سی مثالیں ہیں۔ باوجود اِس کے اُن سبقوں سے ایک کو اعلےٰ فائدہ پہنچتا ہے اور وہ حرکات و تعلیم و تعلیم و چال چلن میں لاثانی بن جاتا ہے اِسکے برخلاف اِس کا بھائی کودن محض اور اکھڑ رہ جاتا ہے۔ اگر اِن دونوں زمینوں میں وہی بیج بوئے جانے پر مختلف پھل پیدا ہوتا ہے کیا اِس کا یہ باعث نہیں ہے کہ وہ زمین جس میں کہ بیج بویا گیا یعنے روح ہر ایک اپنی حالت میں جُدا جُدا ہے۔ قدرتی طبیعتیں اور بھاؤ اپنے آپ کو ابتدائے عمر سے ہی ظاہر کر دیتے ہیں۔ قدرتی بھاؤ میں یہ اختلاف نہ ہوتا۔ اگر روحوں کی ایک ہی بناوٹ ہوتی۔ حیوانوں کے جسم آدمیوں کے جسم اور درختوں کے پتے ایک ہی طرز پر بنائے جاتے ہیں۔ کیونکہ ہم کو ان میں بہت ہی کم فرق معلوم ہوتے ہیں ایک آدمی کا پنجر ہمیشہ دوسرے آدمی کے پنجر کی طرح ہوتا ہے۔ دل معدہ۔ پسلیاں اور انتڑیاں ہر ایک آدمی میں ویسی ہی ہوتی ہیں۔ روحوں میں اور ہی بات ہے اُن کا ہر ایک آدمی میں بڑا اختلاف ہے۔ ہم روزمرہ سنتے ہیں کہ فلانے لڑکے کی حساب کی طرف طبیعت راغب ہے۔ فلانے کی راگ کی طرف اور فلانے کی نقشہ کشی کی طرف اور بعض میں بدی ظلم اور جرائم کرنے کے بھاؤ بہت زبردست ہوتے ہیں اور یہ بھاؤ ابتدائی زندگی میں ظاہر ہونے لگتے ہیں

یہ قدرتی بہاؤ بڑے دور کے درجہ تک ترقی پا جاتے ہیں - اس کے ہمارے پاس بہت بڑے تاریخی ثبوت موجود ہیں - اور وہ بہت دفعہ پیش کئے جاتے ہیں - ۱۲ برس کی عمر میں ہم دیکھتے ہیں کہ بیس کل پلین جامیٹری کے بڑے حصہ کو دریافت کر رہا ہے - اور جب کہ اُس کو علم حساب کا کچھ علم نہیں ہے - وہ اپنے کمرے کے فرش پر اقلیدس کے پہلے مقالہ کی شکلیں کھینچ رہا ہے اور اُن کے باہم تعلق کو ٹھیک ٹھیک جانچ رہا ہے یعنے اپنے واسطے ڈس کریٹو جامیٹری بنا رہا ہے - ہمارے پاس مونگ یا میلو چیر وا ہے کی ایک اور مثال موجود ہے جو کہ پانچ برس کی عمر میں ایک حساب کی مشین کی طرح حساب لگا رہا ہے اور اسی طرح موزرٹ کی ایک اور مثال ہے جو چار برس کی عمر میں انگلیوں سے ایک اگ کا باجا بجا رہا تھا - اور رات کے وقت سُروں کو بنایا کرتا تھا - یعنے راگ کا ڈراما اور تیری سا ولینو بڑی عقل اور کاریگری سے وا یولن نام باجا بجاتی تھی جس پر پلیکٹے کہتا تھا کہ اُس نے پیدا ہونے سے بیشتر ضرور باجا بجایا ہوگا - ریم بارڈٹ کی ہمارے پاس ایک اور مثال موجود ہے - جو کہ اُس سے بیشتر کہ وہ کچھ لکھ پڑھ سکتا تھا ایک ماسٹر کی طرح نقشہ کھینچا کرتا تھا + ہر ایک آدمی اِن مثالوں کو جانتا ہے لیکن خیال رکھنا چاہئے - کہ یہ مستثنیات میں سے نہیں تھے وہ ایک عام بات کو کرتے ہیں - جو کہ ان میں اسقدر بڑہکر تھی کہ جس سبب سے لوگوں کی توجہ اِن کی طرف کھینچی گئی + بعض لڑکوں میں خاص بہاؤ کے بڑھکر ہونے کا مسئلہ عام فلاسفی سے جو کہ یہ بتلاتی ہے کہ ہر ایک بچہ میں نئی روح پیدا ہوتی ہے حل نہیں ہو سکتا - برخلاف اِس کے یہ عقیدہ آواگون سے بہت آسانی سے حل ہو جاتا ہے اور درحقیقت یہ ایک قسم کا اُس مسئلہ کی کورالری یعنے دوسرا نتیجہ ہے ہر ایک بات سمجھ میں آ سکتی ہے بشرطیکہ اِس زندگی سے ایک پہلی زندگی مانی جاوے - آدمی اِس زندگی میں اُن سنسکاروں کو لاتا ہے جو کہ پچھلے جنم میں اُس نے حاصل کئے ہیں اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہ ایک عجیب بات ہے کہ یہ بہاؤ اور موقعہ ایک پچھلی زندگی کا نتیجہ ہوں جس کی کہ ہم کو کوئی یاد نہیں ہے ہم اُس اعتراض کا یوں جواب دیتے ہیں کہ یہ بالکل ممکن ہے کہ ہمیں سب واقعات جو کہ ہوئے ہیں بھول جائیں اور پھر ہماری روح میں ایسے قوا باقی رہیں جو کہ خاص اور بڑی باتوں پر منحصر نہیں ہے اور خاصکر جبکہ یہ قوا بہت مضبوط ہوں - ہم ہمیشہ ان بوڑھے آدمیوں کو دیکھتے ہیں جنکو اپنی زندگی کے تمام واقعات بھول گئے ہیں اور جنکو اپنے زمانہ کی تاریخ کی کچھ یاد داشت نہیں ہے - اور نہ اُن کو اپنی ہی ہسٹری معلوم ہے - لیکن پھر بھی ان کے قوا یا بہاؤ بالکل زائل نہیں ہو گئے +

نیٹش اپنی بوڑھی عمر میں اپنی کتابوں کو پڑھکر خوش ہوا کرتا تھا اور بھول گیا تھا کہ میں ہی ان کا مصنف ہوں اور بار بار کہا کرتا تھا کیا دلچسپ ہیں کیا خوبصورت ہیں کاش کہ میں ایسا لکھتا " الغرض آدمی کے مختلف بہاؤ قدرتی قوا اور روزمرہ کے پیشے مسئلہ تناسخ سے آسانی سے حل ہو سکتے ہیں اگر ہم اس مسئلہ کو ترک کر دیں تو ہمکو خدا پر بے انصافی کا الزام لگانا پڑیگا کیونکہ ہم کو ماننا پڑیگا کہ اُس نے بعض آدمیوں کو اچھے قوا بخشے ہیں جو کہ اوروں کو نہیں دئے اور سمجھ اور تہذیب کی کم و بیش تقسیم کی ہے - جو کہ چال چلن اور روش زندگی کی بنیاد ہیں +

ہمیں یہ دلیل حملہ کی زد سے پار معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ فرضی بات پر نہیں بلکہ واقعات پر مبنی ہے - یعنے آدمیوں کے قوا اور اُن کی عقل اور تہذیب کی کمی بیشی پر یہ بات جو کہ موجودہ فلاسفی کے خیال کے مطابق حل نہیں ہو سکتی صرف مسئلہ تناسخ سے حل ہو سکتی ہے اور یہی ہماری بحث کی بنیاد ہے " (۲۱۲ - ۲۱۸ تک) +

ایم اینڈرپی زیلنتی صاحب " پہلے حاصل کئے ہوئے تجربے اور وہ طاقتیں جو کہ اسی طرح حاصل کی ہیں اُسے نئی جدوجہد میں مدد دیتی ہیں - لیکن ایسے سبھاوک طور پر جس کی انسان کو کچھ خبر نہیں رہتی - کیونکہ (اِن پرفیکٹ) نامکمل روح اِن جسموں میں جاتا ہے تاکہ پہلی پیدا کی ہوئی صفات کو مکمل کرے - اور ان گناہوں اور غلطیوں کو دور کرے - جو کہ اعلےٰ مدارج پر عروج کرنے کے لئے رُکاوٹ ہیں - (از کتاب پلورلٹی ڈس ایگزسٹنس سنز ڈی لینے صفحہ ۴۰۵) +

" اخلاقی دُنیا کے درست رہنے کے لئے اس مسئلہ تناسخ کا ہونا ضروری ہے - دُنیاوی زندگی کی فزیکل حالتیں قابل نفرت ہیں - آدمی شہید ہے ہر قسم کی تکلیف کے لئے بے بس ہے بیرونی اسباب کے خوف سے ہر وقت ہراسان ہے - سردی و گرمی کی زیادتیوں سے ڈرتا ہے کمزور اور بیمار - دُنیا میں ننگا آتا ہے - اور آب و ہوا کے اثر سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے قدرتی ہتھیاروں سے بے پناہ ہے - اگر یوروپ و امریکہ کے ایک حصہ میں تہذیب کی ترقی کی لہر نے دولتمندوں کے لئے آسائش و آرام پیدا کر دئے ہیں - تو انہیں ملکوں میں غریبوں کی تکالیف کا کیا حال ہے - ایک بڑے بھاری مجمع کے لئے جو کہ ایشیا - افریقہ - اوشینیا کے ناخوشگوار حصہ میں رہتے ہیں - زندگی پے درپے وبال ہے - انسان کے جینے کی حالت اخلاقی طور سے بھی ایسی ہی خراب ہے جیسے کہ جسمانی طور پر - اس بات کو مان لیا گیا ہے کہ خوشی اِس دُنیا میں ناممکن ہے - زمین ایک آنسوؤں کی (ویلی) وادی ہے - ہاں ٹھیک ہے - آدمی کی قسمت سوائے تکلیفات کے اور کچھ نہیں ہے اُسکو اپنی محبتوں اور اپنی ناپوری ہوئی خواہشوں میں ہیچ ہونا ہے - اپنی روح کی ترقی کی خواہشات میں ہمیشہ دھکیلا جا رہا ہے - حیران کیا جا رہا ہے اور بیشمار رُکاوٹوں اور کاوشوں سے گرایا جا رہا ہے - خوشی منع کی ہوئی حالت ہے بہت تھوڑی خوشی کے لمحہ جو کہ کبھی کبھی آتی ہیں - وہ بھی سخت رنج سے بدلائے جاتے ہیں ہمیں محبتیں ہیں کہ ہم عزیز خواہشوں کو گنوا کر اُن کے واسطے رو دیں - ہمارے باپ ہیں - مائیں ہیں - لڑکے ہیں - ہم اُن کو مرتے ہوئے دیکھیں - ناممکن ہے کہ ایسی نادرست حالت ٹھیک ہو - ترتیب - مفارقت یہ ساوادی دُنیا میں بر دہان ہیں - اور یہ ضروری ہے کہ وہ اخلاقی دُنیا میں بھی بدلائے جاویں "

ڈی سی کرپٹس اور ری ہنٹس نے ان باتوں کو ثابت کیا ہے کہ انسان کی سمجھ اِن خیالات کو رکھتی ہے جو کہ اندرونی ہیں یعنے وہ خیالات جو کہ ہم اپنی پیدائش کے وقت ساتھ لاتے ہیں یہ بات سچ ہے - ہمارے اپنے وقت میں سکاٹلینڈ کے ایک فلاسفر ڈیوگلڈ سٹوورٹ نامی نے ڈی سی کرپٹس کی تھیوری کو ایک اچھے پیرایہ میں ظاہر کیا ہے اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ ایک ہی اندرونی خیال جو کہ موت کے بعد آدمیوں کی ضمیر میں ہوتا ہے وہ علّت اور معلول کا اصول ہے - وہ اصول جو کہ ہمیں یہ بتلاتا ہے کہ بغیر کارن کے کاریہ نہیں جس سے دلیل کا آغاز ہوتا ہے - علّت و معلول کے اندرونی اصول بار بار جنموں کے مسئلوں سے بڑی اچھی طرح ثابت ہو سکتے ہیں - درحقیقت وہ اس مسئلہ کے نتائج ہیں - آدمی کی روح جو کہ پہلے سے ہی آدمی کے یا حیوانوں کے جسم میں موجود ہے - اُن سنسکاروں کو جو کہ پہلے جنموں سے پیدا ہوتے ہیں قائم رکھتی ہے - یہ سچ ہے کہ جو کرم جس نے پہلی زندگی میں کئے تھے - وہ بھول جاتے ہیں - لیکن علّت و معلول کا سلسلہ جو کہ خاص خاص واقعات پر موقوف نہیں ہے زندگی کے تجربہ کا عام نتیجہ ہے - اور وہ روح میں بر وقت ملنے دوسرے جسم کے موجود رہتا ہے - (ڈی آفٹر ڈیتھ صفحہ ۲۲۳ - تا ۲۲۴) +

باب پنجم

بائیبل سے تناسخ کا ثبوت

نمبر ۱۔ بنی لوط کی عورت کا ذکر۔ وزنش بعقب خود نگریستہ ستون از نمک شد۔ ترجمہ اور جو رو اُس کی نے پیچھے پھر کر دیکھا جس سے وہ نمک کا کھمّاں بن گئی۔ (مفصل دیکھو توریت پیدائش فصل ۱۹۔ آیت ۲۶۔ اور اُس کے ماقبل و مابعد کی آیات)

نمبر ۲۔ سو گدھی نے پرمیشور کے دوت کو اپنے ہاتھ میں تلوار کھینچے ہوئے مارگ میں کھڑا دیکھا۔ تب گدھی مارگ سے الگ کھیت میں پھر گئی۔ اُس مارگ سے پھرنے کے لئے بلعام نے گدھی کو لاٹھی سے مارا۔ تب پرمیشور نے گدھی کا منہ کھولا! اور اُس نے بلعام سے کہا کہ میں نے تیرا کیا کیا ہے کہ تو نے مجھے اب تین بار مارا۔" (توریت گنتی کی کتاب باب ۲۲۔ آیت ۲۳ سے ۳۰) +

نمبر ۳۔ خداوند تعالےٰ نے سانپ شیطان اور عورت حوّا کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالی (پیدائش توریت باب ۳۔ آیت ۱۴ و ۱۵) +

نمبر ۴۔ طوفان نوحؑ کا ذکر کرتے ہوئے ایک فاضل عیسائی لکھتے ہیں کہ علمائے یہود یہ بات کہتے ہیں کہ اُس زمانہ کے حیوانات بھی بدکار تھے۔ یعنی اپنی غیر جنس کے ساتھ نر و مادہ کی طرح رہتے تھے اس لئے خدا نے اُن پر عذاب کیا۔ (تفسیر احمدی بر کتاب پیدایش صفحہ ۴۹۹) +

بادشاہ بنوکدنضر کے واقعات میں لکھا ہے "این ہمہ بہ بنوکدنضر ملک رسید و بعد از انقضائے دوازدہ ماہ در قصر مملکت بابل گردش مینمود۔ ملک متکلم شدہ گفت کہ آیا این بزرگ نیست کہ آں را من بقوت اقتدارم جہت قصر مملکت وجاہ عزتم بنا نمودم۔ ہنوز کہ این سخن در دہان ملک بود آوازے از آسمان نازل گردید۔ کہ اے بنوکدنضر ملک برایت گفتہ شدہ است کہ مملکت از تو رفت و ترا از انسانیان راندہ خواہند گردانید و مسکنت با حیوانات صحرا خواہد بود و ترا مثل گاوان تعلف خواہند چرانید و ہفت زمان از تو خواہد گذشت تا بدانی کہ متعال بر ممالک انسانیان مسلط است و آں را بہر کس کہ میخواہد میدہد ہماں ساعت این حادثہ بر بنوکدنضر واقعہ شد و از انسانیان راندہ شد علف را مانند گاوان میخورد و جدش بہ شبنم آسمان تر میگردید تا بوقتے کہ موہایش مثل پرہائے عقاب روئید و ناخن ہایش مانند چنگال مرغان گردید۔ و بعد از انقضائے آں روزہا منکہ بنوکدنضرم چشمان خود را بآسمان برداشتم و عقل من عود نمود و متعال را تبارک نمودم و آنکہ ابدا حی است تسبیح و تمجید نمودم کہ سلطنش سلطنت ابدی است۔ و مملکت او دور بدور است"۔ (کتاب دانیل فصل چہارم از آیتہ ۲۸ تا ۳۶ مطبوعہ لنڈن ۱۸۵۶ء)

از ترجمہ اردو۔ یہ سارا حادثہ بادشاہ بنوکدنضر پر پڑا۔ جب ایک برس گذر گیا تو وہ بابل کی مملکت کے قصر میں ٹہلتا تھا۔ بادشاہ نے فرمایا اور کہا کیا یہ وہ بڑی بابل نہیں۔ جسے میں نے اپنی توانائی کی شدت سے بنایا تھا تاکہ وہ دارالسلطنت ہو اور اُس سے میری شان و شوکت جلوہ گر ہووے۔ بادشاہ کے مُنہ سے جیوں یہ کلام نکلا آسمان سے ایک آواز آئی کہ اے بادشاہ بنوکدنضر تجھے کہا جاتا ہے کہ سلطنت تجھ سے جاتی رہی اور تجھے آدمیوں میں سے ہانک کے نکال دینگے۔ اور میدان کے حیوانوں کے ساتھ تیری سکونت ہوگی اور تجھے بیل کی طرح گھاس کھلا دینگے اور سات دور تجھ پر گذر ینگے۔ تا کہ تو جانے کہ خدا تعالےٰ آدمیوں کی مملکت میں حکمرانی کرتا ہے۔ اور جسے چاہے اُسے بخشتا ہے۔ اُسی گھڑی بنوکدنضر بادشاہ پر یہ بات انجام تک پہنچی اور وہ آدمیوں میں سے نکالا گیا۔ اور بیلوں کی طرح گھاس کھاتا رہا اور اُس کا بدن آسمان کی شبنم سے تر ہوا یہاں تک کہ اُس کے بال عقابوں کے پروں کی مانند اور اُس کے ناخن پرندوں کے چنگل کے سے بڑھے۔ اور ان ایام کے گذرنے کے بعد میں بنوکدنضر نے آسمان کی طرف اپنی آنکھیں اُٹھائیں۔ اور میری عقل پھر مجھ میں آئی۔ اور میں نے حق تعالےٰ کا شکر کیا اور اُس کی حمد و ثنا کی جس کی حیات ابدی ہے اور اُس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے اور اُس کی مملکت پشت در پشت" اسی طرح زبور نمبر ۱۲۱ میں ہے

عربی۔ الرب یحفظ خروجک و دخولک من الآن الی الدھر (از کتاب المقدس عربی مطبوعہ نیویارک) +

فارسی۔ خداوند خروج و دخول ترا از حال تا ابدالآباد حراست خواہد کرد (از زبور مطبوعہ ۱۸۳۰ء کلکتہ مشن پریس صفحہ ۲۰۰) +

دوسرا فارسی ترجمہ۔ خداوند خروج و دخولت را از حال تا ابدالآباد در نگاہ خواہد داشت (از کتاب المقدس فارسی ۱۸۳۵ء مطبوعہ اڈنبرا جلد اول صفحہ ۱۶۹) +

اُردو۔ خداوند تیرے جانے آنے میں اس وقت سے لیکے ابد تک تیرا حافظ رہیگا۔" (از زبور ۱۸۶۷ء مطبوعہ مرزاپور صفحہ ۷۶۴) +

حنوک یعنی ایلیاہ تسبی کا کئی بار دُنیا میں آنا۔ بار اوّل۔ بقالب حنوک۔ حنوک کی عمر تین سو پینسٹھ برس کی ہوئی اور حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اور غائب ہو گیا۔ اس لئے کہ خدا نے اُسے لے لیا۔" (پیدائش توریت $\frac{5}{24}$) مسیح سے ۳۳۱۷ سال پیشتر +

بار دوم۔ قالب ایلیاہ تسبی۔ تب ایلیاہ تسبی نے جو جلعاد کے باشندوں میں سے تھا اخی اب سے کہا کہ خداوند اسرائیل کا خدا جس کے سامنے میں کھڑا ہوں۔ زندہ ہے ان برسوں میں نہ اوس پڑیگی نہ مینہ برسیگا۔ مگر میرے کلام کے مطابق۔" (سلاطین ۱ باب ۱۷۔ آیت ۱) مسیح سے ۹۱۰ سال پیشتر +

بار سوم۔ اُس دم خدا کے فرشتہ نے تسبی ایلیاہ کو حکم کیا کہ اُٹھ اور شاہ سمرون کے قاصد سے ملنے جا۔" پھر اُسی سال ایک رتھ اور آتشی گھوڑے نے درمیان آکر (الیسع اور ایلیاہ) ان دونوں کو جُدا کر دیا اور ایلیاہ بگولے میں ہو کے آسمان پر جاتا رہا۔ (۲ سلاطین $\frac{2}{11}$) مسیح سے ۸۹۶ سال پیشتر +

بار چہارم۔ بقالب یحییٰ نبی المعروف یوحنّا ابن ذکریا کے پیدا ہونا۔

دیکھو خداوند کے بزرگ و ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا۔ (ملاکی کتاب $\frac{4}{5}$) مسیح سے پیشتر ۴۱۷ سال +

مسیح کہتا ہے الیاس (ایلیاہ) جو آنے والا تھا یہی ہے (یوحنّا) چاہو تو قبول کرو جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے۔ (متی $\frac{11}{14}$) +

تب اُس کے شاگردوں نے اُس سے پوچھا پھر فقیہ کیوں کہتے ہیں کہ پہلے ایلیاہ کا آنا فرض ہے یسوع نے اُنہیں جواب دیا کہ ایلیاہ البتہ پہلے آویگا۔ اور سب چیزوں کا بندوبست کریگا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آچکا۔ لیکن اُنہوں نے اُس کو نہیں پہچانا۔ بلکہ جو چاہا اُس کے ساتھ کیا۔ اسی طرح ابن آدم بھی دُکھ اُٹھاویگا تب شاگرد وں نے سمجھا۔ اُس نے اُن سے یوحنّا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا۔" (متی $\frac{17}{10-13}$) اور بھی کرنتھس $\frac{9}{13}$ میں ہے انسان تو انسان ہی ہے اُسے تناسخ سے کب گریز ہے جبکہ خود خدا کو بھی تناسخ کے چکّر میں آنا پڑا +

یسوع نے ناصرت گلیل سے آکر یردن میں یوحنّا کے ہاتھ سے بپتسما پایا اور جونہیں وہ پانی سے باہر آیا اُس نے آسمان کو کھُلا اور روح کو کبوتر کی مانند اپنے اوپر اُترتے دیکھا۔"

مرقس ۱/۱۰ + یوحنا نے یہ کہہ کے گواہی دی کہ میں نے روح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اُترتے دیکھا اور وہ اُس پر ٹھیری (یوحنا ۱/۳۲) اور ایسا ہوا کہ جب سب لوگ بپتسما پا چکے اور یسوع بھی بپتسما پا کر دعا مانگ رہا تھا۔ آسمان کھُل گیا اور روح القدس جسم کی صورت میں کبوتر کی طرح اُس پر اُتری۔ (لوقا ۳/۲۲)۔ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا اور یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں۔ (یوحنا ۱/۱-۳)۔ عیسائی کہتے ہیں کہ کلام سے مُراد یہاں خدا یسوع مسیح ہے۔ کلام مجسم ہوا اور وہ فضل اور راستی سے بھرپور ہو کے ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا کہ باپ کے اکلوتے کا جلال یوحنا نے اُس کی بابت گواہی دی (یوحنا ۱/۱۴) + عیسائی دلی اعتقاد سے باپ بیٹا اور روح القدس کو جُدا جُدا اور واحد خدا سمجھتے ہیں یعنی اُن کا اعتقاد ہے باپ قادر مطلق۔ بیٹا قادر مطلق۔ روح القدس قادر مطلق اُن کے مسئلہ تثلیث کے یہ تین اقنوم ہیں۔ دوسرا خدا یعنے مسیح جو ازل سے خدا کے ساتھ تھا بلکہ خدا تھا گنہگاروں کی نجات دینے کے واسطے پاک حالت سے نکلکر مریم زوجہ یوسف کے حمل میں آیا اور پورے نو ماہ حمل میں رہ کر پیدا ہؤا۔ اور ۳۳ سال کی عمر میں وعظ کرتا ہؤا اپنے اعمال کے مطابق یا یہودیوں کے ظلم کے سبب یا شمس تبریز و منصور کیطرح دعوے خدائی کرتا ہؤا صلیب پر لٹکایا گیا۔ جیسا مفصل اناجیل اربعہ میں مذکور ہے پس عیسائی اور یہودی عملی طور پر تناسخ ارواح کے قائل ہیں۔ بلکہ عیسائیوں اور مسلمانوں کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ مسیح ایکدفعہ پھر دنیا میں آویگا اور وعظ کریگا۔ کئی آدمی اصلی مسیح یا مثیل مسیح بننے کے دعویدار ہیں اور ہو چکے ہیں۔ پس جتنے آدمیوں نے اِس مسئلہ کو اِس طرح مانا خواہ وہ کوئی ہو وہ صدق دل سے مسئلہ تناسخ کی صداقت کا قائل ہے اور جب وہ ایسی بے بنیاد اور بے ثبوت مذہبی روایات کو مانتے ہیں تو پھر وہ اِس مقدس مسئلہ سے جس سے خدا کے عدل و انصاف کی زبردست شہادت ملتی ہے کسی طرح اور کبھی انکار نہیں کر سکتے +

مورخ ایڈورڈ گبن صاحب بہادر فرماتے ہیں جب کہ فلسفہ یونان یا کالدنیان نے رواج پایا تھا یہودیوں نے روح کے تناسخ اور غیر فانی اور پہلے سے موجودگی کے مسئلہ کو تسلیم کر لیا (تاریخ روم تہ الکبری باب ۱۵)

باب ششم

قرآن سے تناسخ کا ثبوت

اب ہم اس مضمون کی قرآن سے تحقیقات کرتے ہیں۔ نمبر ۱۔ قرآن سورۃ بقر۔ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین

ترجمہ۔ و ہرآئینہ دانستہ آید آن کسان را کہ از حد در گزشتند از شما در شنبہ پس گفتیم ایشانرا بوزنہ شوید خوار شدہ

تفسیر۔ و ہرآئینہ نیکو دانستہ آید شما آنرا کہ در زمان داؤدؑ از حد فرمان در گزشتند از قوم شما در شہر ایلیاہ در حکم روز شنبہ کہ منع کردہ بودیم ایشانرا از صید ماہی و ایشان مخالفت نمودہ دران روز بحیلہ ماہی برامے گرفتند پس گفتیم امر ایشانرا کہ چون خلاف امر کردید۔ باشید بوزنگان خوار شدگان " از تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۱۲ نولکشور اسی کا مفصل ذکر تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے (صفحہ ۵۹ جلد اول نولکشور)

نمبر ۲۔ قرآن سورۃ اعراف۔ فلما عتوا من ما نھوا عنہ قلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین

ترجمہ۔ پس چون تکبر کردند از ترک آنچہ منع کردہ شد ایشانرا ازان گفتیم ایشانرا شوید بوزنگان خوار شدہ

تفسیر۔ پس آن ہنگام کہ گردن کشیدند ازان چیزیکہ نہی کردہ شدہ بودند ازاں یعنے صید ماہی گفتیم امر ایشانرا کہ گردید بوزنگان دور شدگان و نا امیدان از رحمت آوردہ اند کہ ناصحان بعد از آنکہ از پند پذیرفتن ایشان نا امید شدند ترک کنار نمودہ میان خانہائے خود و ایشان دیوارے کشیدند دوری بجا نمودن نشانہ راہ آمد و شد میان ایشان دربستند۔ روزے از محلہ خود بیرون آمدند و کسے از محلہ فاسقان بیروں نیامدہ بود در تفحص افتادند ہمہ را یافتند۔ بوزنہ شدہ۔ و ہر بوزنہ گرد کسان خود گریہ کناں میگشت و روئے در جامہائے ایشان میمالید۔ سہ روز زندہ بودند۔ در روز چہارم مردند و آن دہ ایلیہ بودہ است۔ میان مدین وطور بر ساحل بحر طبریہ گفتہ اند۔ نام آن دیہہ مقنا بودہ در میان مدین وعینونا و بر ہر تقدیر مردم آن دیہہ متشرع بہ شریعت توریت بودند (صفحہ ۲۲۴ جلد اول) حاشیہ پر عبدالقادر دہلوی فرماتے ہیں (محمد صاحب) نے یہ احوال اُس اُمت کو سُنایا ہے کہ یہ سبب ان پر بھی ہوگا۔ حدیث میں فرمایا ہے کہ اِس اُمت میں بھی بعضے بندر اور سور ہو جاوینگے۔ اللہ گمراہی سے بچاتا" (صفحہ ۱۰۰ نولکشور) +

تفسیر علامہ۔ ابی سعود عربی میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور زیادہ صرف یہ ہے کہ وہ کُل آدمی ۷ ہزار تھے جس میں سے تیسرا حصہ بندر اور سور ہو گئے۔ (دیکھو صفحہ ۵۴ مطبوعہ قسطنطنیہ اور تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی صاحب فرماتے ہیں۔ و نقل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان شباب القوم صاروا قردۃ والشیوخ خنازیر (صفحہ ۵۴۴ جلد ۴) اور معالم التنزیل جلد ۲ صفحہ ۳۲ میں بھی ایسا ہی درج ہے +

نمبر ۳ سورۃ مائدہ۔ قل ھل انبئکم بشر من ذلک مثوبۃ عند اللہ من لعنہ اللہ و غضب علیہ وجعل منھم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت اولئک شر مکانا واضل عن سواء السبیل۔ ترجمہ کہہ کیا خبر دوں میں تمکو ساتھ بدتر کے اس سے جزا میں نزدیک اللہ کے وہ لوگ کہ لعنت کی خدا نے اُن پر اور غضب کیا اوپر اُنکے اور کئے ان میں بندر اور سور اور جنہوں نے پوجا طاغوت (بت یا دیو یا شیطان) کو یہ لوگ بدتر ہیں جگہ میں اور بہت بہکے ہوئے ہیں راہ سیدھے سے + تفسیر حسینی۔ بگوائے محمدؐ آیا خبر دہیم شما را بدتر از آنچہ گفتند کہ دین شما بدترین ادیان است وٗ اہل این دین کم بہرہ تر اند یعنی شما را آگاہ گردانیم وخبر دہیم از دین قومی کہ بدتر اند از جہت جزا کہ ثابت است ایشانرا نزدیک خدائے پس بیان میکند کہ بدتر کیست آنکہ لعنت کرد۔ خدا اُسے او و خشم گرفت خدائے برئے و آن یہود اند کہ خدائے تعالیٰ ایشانرا از رحمت خود دور ساخت وٗ بمعرض غضب خود در آوردہ وساخت از ایشان بوزنگان یعنے مسخ گردانیدن ایشان را بر آن چنانچہ اصحاب السبت را و خوکان چنانچہ منکران مائدہ عیسٰے را و آنکس کہ پرستند طاغوت را یا آنرا کہ در معصیت فرمانبرداری او کردند آن گروہ ماحوبان بدتر از جہت منصرف خود در روز قیامت یعنے بازگشت ایشان بہ بترین مکانے باشد و گمراہ تر اند از میان راہ راست (صفحہ ۱۵۱ جلد اول) ایسا ہی معالم التنزیل صفحہ ۲۸۱ جلد اول میں ہے۔ مولوی محمد طاہر صاحب کہتے ہیں (ذکر عیسٰےؑ) حق تعالے نے وحی بھیجی کہ میں اہل انکار اور کفران نعمت پر بموجب اعتقاد کے عذاب نازل کرتا ہوں۔ حضرت عیسٰےؑ نے اُن لوگوں کو خبر دی صبح کو جو اپنے بچھونوں سے اُٹھے تو چار سو یا سات سو آدمی سور کی شکل ہو گئے اور گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے تھے اور گُو کھاتے تھے حضرت عیسٰےؑ کے روبرو آن کر سر زمین پر رکھتے تھے اور آنسو آنکھوں سے بہاتے تھے لیکن وقت علاج گذر چکا تھا اِس پشیمانی نے فائدہ نہ دیا اور تین دن کے بعد جہنم کی راہ لی نعوذ باللہ من غضب اللہ" (صفحہ ۱۰۴ روضۃ الاصفیا ۱۸۹۰ء) +

دوسری جگہ تفسیر حسینی میں ہے اس آیت پر قال عیسٰے ابن مریم اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون عیدا لاولنا واخرنا وایۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین السماء قال اللہ تعالیٰ انی منزلھا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العلمین۔ پس حواریان از تہدید ربانی ترسان شدہ ازان مائدہ نخوردند و عیسٰے فرمود تا درویشان بیماران و معلولان را طلبیدند و گفت بخورید کہ شما را عطا ہست و دیگرانرا بلا ہست ہزار و سیصد تن ازان طعام بخوردند و ہیچ چیز بران خوان اناانچہ بود کم نشد ہیچ فقیرے ازان طعام نخورد الا کہ توانگر شد و ہیچ بیمارے نخورد الا کہ شفا یافت پس مائدہ بآسمان رفت دیگر روز چاشت گاہ باز آمد و اغنیا و فقرا ہم ازان تناول نمودند چہل روز غائب شد و روزی مے آمد و روزے نمے آمد ہمچو ناقہ صالحؑ

پس وحی آمد کہ اے عیسےٰ مائدہ را فقرا دہ نہ باغنیاں تو نگراں ازین حکم مضطرب شدہ در مائدہ شک آوردند و آنرا بہ جادو ے حمل کردند ہشتاد و تن وبقول صاحب معالم سی صد و سی تن مسخ شدند بصورت خوک بعد از سہ روز بمردند۔ (صفحہ ۱۶۳ تفسیر حسینی) +

تفسیر بیضاوی میں ہے۔ وانھماکم فی المعاصی بعد وضوح الآیات ومسخ بعضھم قردۃ وھم اصحاب السبت وبعضھم خنازیر وھم کفار اھل مائدۃ عیسےٰ علیہ السلام وقیل کلا المسخین فی اصحاب السبت مسخت شبانھم قردۃ ومشایخھم خنازیر۔ صفحہ ۲۳۲ ۱۸۸۲ء جلد ا + اسی تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں۔ انہ جعل منھم القردۃ والخنازیر عبد الطاغوت قال اھل التفسیر عنی بالقردۃ اصحاب السبت وبالخنازیر کفار مائدۃ عیسیٰ وروی الضیا ان المسخین کانا فی اصحاب السبت لان شبانھم مسخوا قردۃ ومشایخھم مسخوا خنازیر۔ (جلد ۳ صفحہ ۶۲۶)

تاریخ طبری[1] میں ہے بدانکہ خدائے تبارک تعالیٰ دو گروہ را از خلق مسخ گردانید از بنی اسرائیل یکے اصحاب المائدہ را کہ ایشا نرا خوکان گردانید و گروہے بیشتر از ایشان از قوم داؤد علیہ السلام بود کہ پس از سلیمان علیہ السلام قومے مردم اندر دیہہ روز شنبہ ماہی گرفتند و حق روز شنبہ نگاہ نداشتند خدائے عزوجل ایشا نرا مسخ کرد۔"

نمبر ۴۔ سورۃ اعراف۔ واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علیٰ انفسھم الست بربکم قالوا بلیٰ شھدنا ان یقولوا یوم القیمۃ انا کنا من ھذا غفلین۔ اُن کی کو اور گواہ کیا اُن کو اوپر جانوں اُن کی کے۔ کیا نہیں ہوں میں رب تمہارا۔ کہا اُنہوں نے البتہ تو ہے شاہد ہوئے ہم۔ ایسا نہ ہو کہ کہو تم دن قیامت کے تحقیق تھے ہم اس سے غافل + تفسیر میں ہے۔ و یاد کن اے محمدؐ چوں فراگرفت از فرزنداں آدم از پشتہائے ایشاں فرزند ایشاں را و گواہ گردانید ایشا نرا بہ نفسہائے ایشاں باقرارے کہ کردند یعنی بعضے را بر بعضے گواہ ساختند و گفت آیا نیستم پروردگار شما حق سبحانہ تعالےٰ ذریت آدم را بہ بیروں آوردہ بعضے از اصلاب بعضے ہمچوں توالد انبیاء از آباء ذکر آدم نکرد چہ ہمہ کس را معلوم است کہ پدر بشر او ست و ہمہ از صلب او بیرون آیند۔ حاکم ابو عبد اللہ در صحیح خود از ابن عباس نقل میکند کہ حضرت رسالت پناہ فرمود کہ خدائے فراگرفت میثاق از ذریت آدم بہ نعمان و آن وادی ست نزدیک عرفات و آنرا النعمان سحاب گویند و بقولے بطن نعمان خوانند۔ در لباب آوردہ کہ از میثاق در دہینا بودہ و آن زمینے ست در ولایت ہند و بعد از خروج آدم بودہ از بہشت و در مدارک میگوید کہ جمہور مفسران بر آنند کہ بعد از خلق آدم و قبل از دخول جنت بودہ بر فضائیکہ بر در بہشت است و عرض آن سی ہزار سالہ راہ است۔ حق تعالےٰ ذریت آدم را از صلب او بیروں آورد بر مثال مورچہائے خرد و زرد و بعضے میگویند کہ سفید یا سُرخ و گروہے بر آنند کہ از جانب راست مورچہ سفید و از جانب چپ مورچہ سیاہ و بعضے بر آنند کہ تو لد و تناسل از پشت آدم یکبارگی بودہ نہ بر وجہ تو لد تناسل روئے نمودہ و حیات و عقل و نطق داد ایشان بافرید و ربوبیت خود را بر ایشاں عرض کرد و ایشاں قبول کردہ گفتند گواہ شدیم ما بر اقرار خود و گفتہ اند چون ذریت آدم بلے گفتند حق سبحانہ تعالیٰ از خود و فرستگان خبر میدہد کہ بر اقرار ذریت آدم گواہ شدیم۔" (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۲۶) +

از حسین منصور قدس سرہ منقول است کہ فرمودہ اند غایت از حقائق سوال الست چگونہ جواب دہد پس سر مخاطب و مجیب بغایت نازک ست۔ بیت تو درمیان ہیچ نہ ہر چہ ہست اوست۔ ہمہ خود الست گوید و خود بلےٰ کند۔" (تفسیر حسینی ۲۲۶) +

اور حدیث میں لکھا ہے۔ وعن ابی الدرداء عن النبی قال خلق اللہ آدم حین خلقہ فضرب کتفہ الیمنیٰ فاخرج ذریۃ بیضاء کانھم الذر وضرب کتفہ الیسریٰ فاخرج ذریۃ سوداء کانھم الحمم فقال الذی فی یمینہ الی الجنۃ ولا ابالی وقال للذی الیسریٰ الی النار ولا ابالی ترجمہ۔ روایت است از ابی الدرداء از پیغمبر گفت آن حضرت پیدا کرد خدا تعالےٰ آدم را ہنگامیکہ پیدا کرد او را پس زد حق تعالیٰ بدست قدرت خود یا فرشتہ را کہ زند شانہ راست آدم را پس بیروں آورد ذریت سفید را گویا کہ ایشان مورچہائے خورد اند و زد شانہ چپ او را پس بیروں آورد ذریت سیاہ گویا کہ ایشان انگشتان اند در سیاہی پس گفت مر آن گروہ را کہ در جانب راست بودند بردید بسوئے بہشت و باک ندارم کہ ایشا نرا حکم جنت کردہ ام بیشتر از صدور عمل۔ مالک و متصرف مطلق ام ہر چہ میخواہم میکنم و گفت مر آن گروہ را کہ از کتف چپ بودند بسوئے آتش دوزخ دوید و باک ندارم از آنکہ ایشان را حکم دوزخ کردم بیشتر از صدور عمل مالک و متصرف مطلق ام ہر چہ میخواہم میکنم پروردگار تعالیٰ بے نیاز است و قادر مطلق ہر چہ خواہد میکند و گفتہ مے در آرم در بہشت ہر کہ را خواہم و مے افگنم در دوزخ ہر کہ را خواہم و باک ندارم ہیچکس را نمی رسد کہ بگوید کہ چرا کردی" مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۱۱۹ +

ابن عباس رضؓ نے پیغمبرؐ سے روایت کی ہے۔ اخذ اللہ المیثاق من ظھر آدم بنعمان فاخرج من صلبہ کل ذریۃ ذراھا فنثرھم بین یدیہ کالذر ثم کلمھم قبلا قال الست بربکم قالوا بلیٰ شھدنا وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر +

ترجمہ۔ گرفت خدا تعالےٰ عہد را از ذریت کہ بیروں آورد از پشت آدم بنعمان پس بیروں آورد حق تعالےٰ از استخوان پشت آدم ہر ذریتی را کہ پیدا کرد آں را پس پراگندہ گردانید ایشا نرا در پیش آدم مانند مورچہائے خورد۔ پس تر کلام کرد با ایشاں روبرو گفت پروردگار تعالیٰ آیا نیستم پروردگار شما گفتند آرے ہستی تو پروردگار ما گواہی دادیم بر ربوبیت تو و این سخن کردن در این درازی مثل سخن کردن نملہ سلیمان ہست و او بر ہمہ چیز توانا ست (صفحہ ۱۲ جلد اول)۔

مولوی محمد طاہر صاحب اپنی کتاب روضۃ الاصفیا میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت آدمؑ ہمیشہ کعبے کو واسطے حج کے جایا کرتے تھے۔ ایکبار کوہ عرفات پر سوئے اور اللہ تعالےٰ نے اُن کی پشت سے تمام اولاد کو جو روز قیامت تک پیدا ہوگی نیک بختوں کو سیدھی طرف اور بدبختوں کو اُلٹی طرف کیا اور ان سب کو حکم الٰہی ہوا الست بربکم آیا میں ہوں پروردگار تمہارا قالوا بلےٰ کہا سب نے ہاں تو رب ہمارا ہے۔ حق تعالیٰ نے اُن کے اقرار پر گواہی فرشتوں سے لکھوا کر حجر الاسود میں امانت رکھی اسی واسطے حضرت مرتضےٰ سے روایت ہے کہ جو کوئی حج کریگا تو حجر الاسود اُس کی گواہی دیگا" (مطبوعہ مصطفائی لاہور ۱۸۹۰ء) اسی طرح اخذ میثاق کا مسئلہ تفسیر علامہ ابی مسعود میں بھی لکھا ہے۔ اور امام فخر الدین رازی نے بھی اپنی تفسیر کبیر میں ایسا ہی لکھا ہے۔ (جلد ۴ صفحہ ۱۶۱۴) +

نمبر ۵۔ سورۃ واقعہ۔ ما نحن بمسبوقین علیٰ ان نبدل امثالکم وننشئکم فی ما لا تعلمون ولقد علمتم النشاۃ الاولیٰ فلولا تذکرون ٭ ترجمہ۔ اور ہم اس بات سے عاجز نہیں کہ بدل دیں تمکو مانند تمہارے اور پیدا کریں تم کو دوبارہ اِس صورت اور شکل میں۔ کہ جس کو اِس وقت نہیں جانتے ہو۔ اور تحقیق جان لی تم نے پیدائش پہلی۔ پس کیوں نصیحت نہیں پکڑتے۔ تفسیر حسینی میں ہے۔ و نیستم ما پیشے گرفتہ یعنی کسی بر ما پیشی نتواند گرفت برائے آنکہ تبدل کنیم از شما کساں را کہ مانند شما اند یعنے شما را بمیرانیم و دیگراں را بیاریم و بیافرینیم دیگر بار شما را در صورتے و ہیکلے کہ نمیدانید امروز یعنے کافران را در زشت ترین صورتے مو جہات را در بدترین ہیہاتے و بدرستیکہ دانستہ آید شما آفرینش نخستین را پس چرا یاد نے کنید!! (صفحہ ۳۴۷ جلد ثانی) +

محمد صاحب نے اپنی ایک حدیث میں جو تفسیر عزیزی میں درج ہے۔ ہمیشہ کے تناسخ کا اقرار کیا ہے۔ انکم خلقتم للابد وانکم تنتقلون من دار الیٰ دار +

[1] تاریخ طبری صفحہ ۲۴۵ جلد دوم ۱۲۹۲ء نولکشور۔

ترجمہ - تحقیق تم اندار مکئے گئے ہو واسطے ہمیشگی کے اور تحقیق تم انتقال یعنے کوچ کرتے ہو ایک دُنیا سے دوسری دنیا کی طرف - یعنے ہمیشہ تم اسی حالت میں رہو گے اور کوچ کیا کرو گے +

نمبر ٦ - سورۃ النساء - ان الذین کفروا بایٰتنا سوف نصلیھم نارا کلما نضجت جلودھم بدلنٰھم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب ان اللہ کان عزیزا حکیما

ترجمہ - جنہوں نے کفر کیا ہماری آیتوں سے اُن کو ہم آگ میں ڈالینگے اور وہاں پر) جس وقت گل جاوینگے بدن اُن کے - ہم اُنکے جسموں کے بدلے میں دوسرے بدن اُن کو دیوینگے تاکہ چکھتے رہیں عذاب تحقیقاً خدا عزیز اور حکیم ہے +

تفسیر حسینی میں ہے - بدرستیکہ آن کسانیکہ حق را پوشیدند و نگرویدند - بدلائل و حدیث یا آیات قرآن یا معجزات پیغمبر زود باشد کہ در آریم ایشان را در آتشی وچہ آتشی ہر گاہ پختہ شود یا بسوزد پوستہائے بآتش بدل کنیم برایشان برائے ایشان پوست ہائے غیر آنکہ پختہ و سوختہ شدہ و این تبدیل در ہر ساعتے صد بار باشد و از حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ منقول است کہ در شبان روزے ہفتاد ہزار بار تبدیل جلود یابد" (صفحہ ١١١) +

نمبر ٧ - سورۃ انعام - وما من دابۃ فی الارض ولا طٰیر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتٰب من شیء ثم الیٰ ربھم یحشرون - ترجمہ - اور نہیں کوئی چلنے والا بیچ زمین کے اور نہ کوئی پرندہ کہ اُڑے ساتھ دو بازوں اپنے کے اگر استیں تھیں مانند تمہارے نہیں کم کیا ہم نے بیچ کتاب کے کچھ چیز پھر طرف پروردگار اپنے کے اکٹھے جاوینگے +

تفسیر حسینی میں ہے کہ نیست ہیچ جنبندہ و پرندہ الا کہ ایشان امتانند مثل شما در آفرینش بمردن و زندہ شدن یا در ادائے ثنائے الٰہی چہ ہیچکدام از تسبیح حق سبحانہٗ تعالیٰ غافل و ذاہل نیست و ان من شیء الا یسبح بحمدہ فرو نگذاشتیم در لوح محفوظ ہیچ چیزے را بلکہ او مشتمل است بر دلائل و حقایق امور علوی و سفلی پس بسوئے پروردگار خود حشر کردم خواہد شد این امم تا انصاف بعضے از بعضے بستانند +

اس سے اگلی آیت میں منوسمرتی کے مطابق صاف لکھا ہے کہ جو اُمتیں حق سے مُنہ چھپاتی تھیں اور جو قومیں ست دھرم سے غافل رہیں اور صراط المستقیم پر نہیں آئیں اُن کو ہم نے اس طرح یعنے مختلف قالبوں میں الکر ظلمت یعنے اندھیرے میں رکھا ہے وہ آیت یہ ہے -

والذین کذبوا بایٰتنا صم بکم فی الظلمٰت من یشاء اللہ یضللہ ومن یشا یجعلہ علیٰ صراط مستقیم ط ترجمہ - اور جن لوگوں نے ہماری نشانیوں کو جھوٹھ سمجھا وہ بہرے اور گونگے ہیں اور جہل کی تاریکی میں ہیں - خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے راہ راست دکھلاتا ہے

تفسیر کبیر میں اول تو امام فخر الدین نے بحوالہ اکثر تفاسیر و احادیث کے یہ تبلانے کی کوشش کی ہے کہ حیوانات خدا کی معرفت اور تسبیح اور حمد میں اسی طرح مصروف ہیں جس طرح انسان - یعنے وہ بخوبی وحدانیت الٰہی کے قائل ہیں اُس کی تسبیح کرتے ہیں - اور قیامت کے دن اُن کو بھی اعمال کا بدلہ ملیگا - انسانوں کی طرح ان کا حشر ہوگا اُن کی طرف بھی رسول بھیجے گئے ہیں - جیسے انسانوں کی طرف پس وہ رسولوں کی اُمتیں ہیں - انسانوں کی طرح بھیڑیا ریچھ خنزیر وہُدہُد اور چیونٹی وغیرہ کی بہت سی مثالیں دی ہیں (جلد ٤ صفحہ ٥٧ مفصل دیکھو تفسیر کبیر مطبوعہ قسطنطنیہ ١٣٠٧ھ) +

اور تفسیر حسینی میں سورۃ الدنیا وکلا آیٰتنا پر ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے - موسن موقن باید کہ اعتقاد چنان ورد کہ کوہ ہا و مرغان بموافقت داؤد برد جہ تسبیح می کنند کہ ہمہ سامعان را ترکیب حروف و کلمات آن مفہوم می شد - و درین معنے از قدرت الٰہی غریب نیست (جلد ٢ صفحہ ٥٨) +

نمبر ٨ - سورۃ اعراف - فاخرج انک من الصٰغرین ط ترجمہ پس باہر جا بشتت سے تحقیق تو خواروں سے ہے - تفسیر حسینی میں ہے کہ بیرون رو از صورت فرشتگی و مباش درمیان فرشتگان پس حق تعالیٰ تبدیل کرد صورت او را بزشت ترین صورتہا (صفحہ ١٩٦ جلد اول مطبوعہ لکھنؤ)

رجلا ہر آئینہ متمثل گردانیدیم - جبرئیل را بصورت آدمی یعنی بصورت دحیہ الکلبی متمثل مے سازیم (انعام صفحہ ١٦٥) + تفسیر کبیر میں ہے - ان رسول اللہ کان یریٰ جبرائیل فی صورۃ دحیہ الکلبی وکان یری الابلیس فی صورۃ الشیخ نجدی (جلد ٥ صفحہ ٥٦)

ترجمہ - رسول نے دیکھا ہے کہ جبرئیل کو دحیہ الکلبی کی شکل میں اور شیطان کو شیخ نجدی کی شکل میں دیکھا

نمبر ٩ - سورۃ کہف - ویقولون سبعۃ وثامنھم کلبھم اور کہیں وہ سات ہیں - اور آٹھواں اُن کا کُتا ہے - اس پر مترجم قرآن سعدی کہتا ہے -

سگِ اصحابِ کہف روزے چند پے نیکاں گرفت مردم شُد

اس پر فاضل مولوی محمد ہادی علی صاحب فرماتے ہیں ہفت تن اصحاب کہف و ہشتم سگ بخوف دقیانوس بادشاہ گریختہ در غارے پنہان شدند - حق تعالیٰ روز قیامت سگ را از پیروی ایشاں در بہشت بشکل بلعم باعور (کہ بزبان مصنف مرد کامل بود و بسبب شرارت نفسانی خود آخر کافر و مرتد شد) در بہشت خواہد برد و بلعم را بقالب سگ در دوزخ (حاشیہ گلستان صفحہ ٤٨ مطبوعہ ١٨٦٧ء) +

سورت اعراف کی آیت میں مصنف قرآن نے بھی بلعم باعور کو فمثلہ کمثل الکلب کہ اُس کی مثال مانند کُتے کے ہے - لکھا ہے - مفصل دیکھو تفسیر حسینی صفحہ ٢٢٧ جلد اول) +

نمبر ١٠ - سورۃ بقرہ - علی الملکین ببابل ھاروت وماروت تفسیر حسینی میں ہے نام دو فرشتہ است و ایشان بر آدمیان گنہگار طعنہ مے زدند حق تعالیٰ فرمود کہ ایشان بستہ نفس و ہوا اند و اگر شما را نیز ہمان حالت کہ ایشان راہست بودے صدور عملہائے بد از افعال ایشان از شما امکان داشتے ایشان استبعاد کردند و حق تعالیٰ نفس بشری را بر ایشان داد و برائے حکومت خلق بر زمین فرستاد و ایشان بر زمین آمدہ بر زنے زہرہ نام عاشق شدند و بسبب شراب خمر بہ قتل ناحق و سجدہ صنم اقدام نمودند و حق تعالیٰ ایشان را از صعود آسمان منع کرد و عذاب بر ایشاں درین جہان مقرر شدہ و حالا در چاہ بابل بہ سوئے سر آویختہ معذب اند (صفحہ ١٧) اس پر مولوی رومی لکھتا ہے :-

چون زنے از کار بد شد روے زرد + مسخ کرد او را خدا و زہرہ کرد
عورتے را زہرہ کردن مسخ بود + خاک و گل گشتن چہ باشد اے عنود

نمبر ١١ - سورۃ بقرہ - کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون ط ترجمہ کس طرح کافر ہو ایسے خدا سے جس نے حالانکہ تم مرے ہوئے تھے پھر زندہ کیا تم کو پھر ماریگا تم کو پھر زندہ کریگا - پھر اُسکی طرف پھیرے جاؤگے

اس سے ظاہر ہے کہ اول زندہ تھے پھر موت آئی پھر دوبارہ خدا نے زندہ کیا یعنے روح کو قالب میں ڈالا - پھر ماریگا اور پھر زندہ کریگا - یہانتک کہ اُس کی طرف پھیرے جاؤگے یعنے مکتی پاؤگے اس سے بخوبی سلسلہ جنم مرن یعنے تناسخ صاف ثابت ہے +

نمبر ١٢ - سورۃ بقرہ - ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما ط ترجمہ - صفا اور مروہ نشان ہیں اللہ کے جو کوئی حج کرے خدا کے گھر کا یا زیارت کرے تو اُس کو گناہ نہیں ان دونوں کے طواف میں

تاریخ انبیا میں ہے - منجملہ بتان کعبہ کے ایک بُت نایلہ اور دوسرا اساف تھا - حضرت نے فرمایا کہ اساف بن عمر ایک مرد تھا قبیلہ جرہم سے اور بنت سہیل ایک عورت تھی اسی قبیلہ کی اُن ہر دو فریب خوردہ شیطان نے خانہ کعبہ میں زنا کیا تھا - اور خداوند تعالیٰ نے مطلق انکو اس گناہ کے بدلے پتھر کے بتوں سے بدلکر بے حس و حرکت بنا دیا تھا - (تاریخ انبیا صفحہ ٥٣)

وکشف اللغات میں ہے - میگویند کہ ایشان ہر دو در کعبہ زنا کردہ بودند - حق تعالیٰ ایشان را مسخ کرد (صفحہ ٥٦٥) + اور ملل والنحل شہرستانی صفحہ ١١٩ میں بھی ایسا ہی بیان ہے کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ یہ دونوں بُت قریش کے دو برگزیدہ شخص تھے - ایک کا نام اساف

بن عمر دوسرے کا نام نائلہ بنت سہیل تھا۔ جب اُنہوں نے کعبہ میں زنا کیا تو پتھر بن گئے عمر بن اسحاق نے اُن کو اٹھا کر صفا پر رکھدیا تھا۔ (از حاشیہ بیضاوی) +

اعظم التفاسیر میں ہے۔ ابن کثیر بن اسحاق سے ذکر کرتے ہیں کہ اسناف اور نائلہ دو آدمی تھے۔ جنہوں نے کعبہ کے اندر زنا کیا بعضوں نے کہا ہے کہ عین طواف میں زنا کا ارادہ کیا تھا۔ اور جس سے اُن کی صورتیں مسخ ہو کر پتھر بن گئی تھیں۔ قریش نے اِن دونوں کو وہاں سے اُٹھا کر کعبہ کے سامنے لوگوں کی عبرت کے لئے رکھ دیا تھا۔ رفتہ رفتہ ایک عرصہ کے بعد لوگ انہیں معبود سمجھ کر پوجنے لگے اور اُس مقام سے اٹھا کر صفا و مروہ پر لیجا کر رکھ دیا اب جو کوئی حج کے موسم میں حج یا عمرہ کا طواف کرتا اُن کا بھی استلام[1] ضرور کر لیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر) +

نمبر ۱۳۔ سورۃ عمران میں ہے۔ لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً ترجمہ۔ مت گمان کر اُن کو مرا ہوا جو کہ خدا کے راستہ میں قتل ہوئے ہیں +

تفسیر حسینی میں ہے۔ حضرت رسالت پناہ صحابہ را گفت چوں برادران شما در روز احد شہید شدند حق سبحانہٗ جانہائے ایشان را در اجواف[2] مرغان سبز بال جائے داد کہ در ہوائے بہشت طواف کنند و بر شاخہائے طوبے آشیانہ سازند و از جوبہار فردوس آب خورند و بوقت استراحت خوابگاہ ایشان قنادیل زرین در سایۂ پایۂ عرش آویختہ (جلد اوّل صفحہ ۹۸)

نمبر ۱۴۔ سورۃ الدہر۔ نحن خلقنٰھم وشددنا اسرھم واذا شئنا بدلنا امثالھم تبدیلاً۔ ترجمہ۔ ہم نے پیدا کیا اُن کو اور محکم کیا اُن کی پیدایش کو اور جب چاہیں بدل کریں اُن کو اُن کی مانند تبدیلی + تفسیر حسینی میں ہے۔ یعنی ایشان را نمیرانیم و در نشائے ثانیہ بمانند ہمیں صورت و ہیئات باز آریم (صفحہ ۴۴۲) +

در جلد اول روضۃ الصفا مرقوم است کہ الیاس ؑ ادریس بودہ است کہ صورت شخصیہ او در سابق ایام از نظر خلائق غایب شدہ حقیقت روحیہ او بر آسمان رفت نوبت دیگر درین اوقات بجہت تکمیل نا قصان بصورت شخصیہ الیاسیہ معاودت کرد۔ تا غافلان بدانند کہ اگر فساد بصورت حسیہ او میباید موجب فنائے حقیقی نمے شود حقیقت روحیہ کہ تکلیف معرفت و طاعت بر آنست ہمچنان باقی می ماند خدا تعالےٰ قادر است کہ آن حقیقت روحیہ را کسوتے دیگر پوشانیدہ بار دیگر بمیان خلق فرستد۔ (از تحفہ صفحہ ۲۶) +

نمبر ۱۵۔ سورۃ النبا۔ یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجاً۔ ترجمہ جس روز پھونکا جائے نرسنگا۔ پس آؤ فوج فوج +

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی نے بحوالہ تفسیر کشاف کے بیان کیا ہے۔ عن معاذ انہ سال رسول اللہ عنہ فقال علیہ السلام یا معاذ سالت عن امر عظیم من امور ثم ارسل عینیہ وقال یحشر عشرۃ اصناف من امتی بعضہم علی صورۃ القردۃ وبعضہم علی صورۃ الخنازیر ومنکسون ارجلہم فوق وجوہم یسحبون علیہا وبعضہم عمی وبعضہم صم بکم وبعضہم یمضغون السنتہم وھی مدلاۃ علی صدورھم یسیل القیح من افواھہم یتقذرھم اھل الجمع وبعضہم مقطعۃ ایدیہم وارجلہم وبعضہم مصلبون علی جذوع من نار وبعضہم اشد نتنا من الجیف وبعضہم ملبسون جبابا سابغۃ من قطران لازقۃ بجلودھم فاما الذین علی صورۃ القردۃ فالقتات من الناس واما الذین علی صورۃ الخنازیر فاھل السحت واما المنکسون علی وجوھم فاکلۃ الربا واما العمی فالذین یجورون فی الحکم واما الصم والبکم فالمعجبون باعمالھم واما الذین یمضغون السنتہم فی العلماء والقصاص الذین یخالف قولھم واما الذین قطعت ایدیہم وارجلہم فھم الذین یوذون الجیران واما المصلبون علی الجذوع فی النار فالسعاۃ بالناس الی السلطان واما الذین ھم اشد نتنا من الجیف فالذین یتبعون الشہوات واللذات ومنعوا حق اللہ تعالیٰ من اموالھم واما الذین یلبسون الجباب فاھل الکبر والفخر والخیلاء۔ (صفحہ ۴۳۴ جلد ۸ تفسیر کبیر سنہ ۱۲۹۴ء قسطنطنیہ) +

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ آوردہ کہ حضرت پناہ را از افواج پرسیدند فرمود کہ حشر کردہ شوندہ صف از امت من اول بر صفت بوزنگان و دویم بر ہیئات خوکان و سوم نگون ساران کہ ایشان را بروئے دوزخ مے کشند۔ و چہارم نابینایان و پنجم کران و گنگان و ششم بخائید زبانہائے خود را و آن بر سینہائے ایشان افتادہ باشد و ریم از دہنہائے ایشان سیلان میکند داہل محشر را از آن کراہیت باشد۔ و ہفتم دست و پا بریدہ باشند و ہشتم از دارہائے آتشین آویختہ و نہم را نتنی[1] تمام باشد بدتر از مردار و دہم را جبہائے آتشین بود نشانیدہ باشد و از قطران[2] چسپیدہ بپوستہائے ایشان اما بوزنگان سخن چینان[3] باشند و خوکان حرام خوران و نگون ساران خورندگان ربوا و کوران جور کنندگان در حکم و گنگان و کران آنہا کہ باعمل خود معجب بودہ اند و زبان خایندگان علما کہ گفتار ایشان مخالف کردار ایشان بودہ است و دست و پا بریدگان رنجانندگان ہمسائیگان بغیر حق۔ و آویختگان از دار غمازان و سعایت کنندگان بسلاطین و حکام و آنہا کہ نتن عظیم دارند متابعان شہوات و بازدارندگان حق خدائے و پوشندگان بلباس قطران اہل تکبیر و نازش“ (صفحہ ۵۴۴ جلد ثانی تفسیر حسینی) +

مشکوٰۃ میں ہے۔ فقال ابن عمر انی سمعت رسول اللہ علیہ وسلم۔ یقول یکون فی امتی او فی ھذا الامۃ خسف و مسخ او قذف فی اھل القدر۔ پس گفت ابن عمر بدرستیکہ شنیدہ ام پیغمبر خدا را مے گفت میباشد در امت من یا گفت میباشد درین امت خسف یعنے در زمین فرو بردن و مسخ یعنے تبدیل صورت کردن یا قذف یعنے سنگ از آسمان باریدن۔ در اہل قدر یعنے آنہا کہ منکر اند۔ آن را“ (رواۃ الترمذی و ابو داؤد و ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ جلد اول فصل ۳ صفحہ ۱۱۷) +

زواجر ہندی میں بحوالہ کتاب الحدیث لکھا ہے کہ محمد صاحب نے فرمایا ہے جو شخص لڑکے سے لواطت کریگا۔ قبر میں خنزیر بن رہیگا“ (صفحہ ۸۴ مطبوعہ علوی بمبئی) +

حدیث جامع ترمذی میں ہے۔ ابن مالک ابی عامر اشعری سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میری امت سے ایک قوم حلال کریگی۔ فرجیں عورتوں کی۔ یعنے زنا اور ریشمی کپڑے و شراب یعنی اس طرح استعمال کریگی۔ جیسے حلال اور اترینگے۔ ان میں سے کچھ قوم نزدیک ایک علم کے شام کو آئیگا اُنکے پاس کوئی آنیوالا کسی حاجت کو۔ وہ کہینگے آج لوٹ جا کل ہمارے پاس آنا۔ پھر مسخ کردیگا۔ اللہ تعالیٰ اُن میں سے کچھ لوگوں کو سؤر اور بندر“ (مطبوعہ مرتضوی دہلی صفحہ ۱۴۰)

و در احادیث دیگر آمدہ کہ فرمود ہمیشہ بود خدا تعالیٰ کہ نقل میکرد مرا از اصلاب طیبہ بارحام طاہرہ مصفا مہذب و منشعب نمی شد دو شعبہ مگر آنکہ بودم من در بہترین دو شعبہ و گفت ابن عباس رض در تفسیر قول وے سبحانہ و تقلبک فی الساجدین یعنی من نبی الی نبی و ہمیشہ بود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ تقلیب کردہ در اصلاب انبیا تا آنکہ بزائید۔ او را مادر وے“ (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۶ سنہ ۱۲۸۱) اور روضۃ الاحباب +

---

[1] استلام ہاتھ یا منہ سے چومنا پتھر کا۔ (از کریم اللغات) +

[2] اجوف شکم خالی مراد قالب مرتمان است +

[1] نتنے یعنے بدبو۔ [2] قطران روغن بدبو۔ درخت عرعر یعنہٖ چیر۔ [3] سعادت چغلی کرنا +

مقصد اول میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ نقلت من اصلاب طیبۃ لطارھام طاھرۃ ترجمہ محمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں پاک مردوں کی پشتوں سے پاک عورتوں کے پیٹوں میں پڑتا ہوا چلا آیا ہوں اور مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ باب الحشر وعن ابی ھریرۃ عن النبیؐ قال یلقی ابراھیمؑ اباہ آزر یوم القیامۃ۔ گفت آنحضرت کہ پیش مے آید ابراہیمؑ پدر خود را کہ نام آزر ست روز قیامت و حال آنکہ بر روئے آزر سیاہی و غبار است پس میگوید ابراہیمؑ مر آزر را۔ آیا نگفتیم من ترا بے فرمانی مکن مرا و را اطاعت کن مرا و را آنچہ از جانب حق بگویم و خبر دہم پس میگوید مر ابراہیمؑ را پدر وے کہ آزر ست پس امروز بے فرمانی نے کنم ترا شفاعت کنی مرا پس میگوید ابراہیمؑ اے پروردگار من بدرستیکہ تو وعدہ کردہ مرا و اجابت کردہ دعائے مرا کہ رسوا نگردانی مرا روزیکہ برانگیختہ شوند مردم و حشر کردہ شوند پس کدام رسوائے سخت تر و افزون تر از رسوائی پدر من کہ ہالک است و دور تر است از رحمت تو پس میگوید خدائے تعالیٰ بدرستیکہ من حرام گردانیدہ ام بہشت را بر کافران و دعائے کہ امروز حق وے کنی والتماس کہ در مغفرت وے داری سود مند نیفتد۔ پس نہ گفتہ مے شود۔ مر ابراہیمؑ را نگاہ کن کہ چہ چیز است در زیر ہر دو پائے تو و ببین۔ پس نگاہ میکند ابراہیمؑ زیر پاہائے خود پس نگاہ وے ملا پس و مقرون است۔ بذبخ یعنے گرگ گفتار نر کہ حیوانے ہست آلودہ بگل و سرگین۔ پس گرفتہ مے شود و کشیدہ مے شود بپاہائے آن ذبخ را پس انداختہ مے شود در آتش دوزخ و این آزر ست کہ مسخ گردانیدہ و خوار ساختہ شدہ در چشم ابراہیمؑ چون مسخ شدہ دید نا امید شد و تبرای اید نمود"

(جلد رابع صفحہ ۳۹۱ لکھنؤ فارسی) +

باب ہفتم

تناسخ کی بابت اولیا و علماء اسلام کی رائیں

ابی الفتح الامام محمد بن عبد الکریم الشہرستانی اپنی کتاب الملل والنحل میں اہل اسلام کے مختلف فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ فرقہ کیسانیہ۔ اصحاب کیسان مولی امیر المومنین علیؓ وقیل تلمیذ السید محمد بن حنیفہ وحمل بعضھم علی القول بالتناسخ والحلول والرجعۃ بعد الموت (صفحہ ۸۳) + ترجمہ۔ یہ کیسان حضرت علیؓ کا غلام تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ محمد بن حنیفہ کا شاگرد تھا۔ اُس کے شاگرد کہتے تھے کہ وہ تناسخ و حلول و رجعت بعد موت مانتا تھا۔ فرقہ ہاشمیہ۔ اتباع ابی ہاشم بن محمد ابن الحنیفہ وکان من مذہب عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ جعفر بن ابی طالب۔ ان الارواح تناسخ من شخص الی شخص ان الثواب والعقاب فی ھذہ الاشخاص اما اشخاص بنی ادم واما اشخاص الحیوانات وقال روح اللہ تناسخت حتی وصلت اللہ وصلت فیہ و کفروا بالقیامۃ لاعتقادھم ان التناسخ یکون فی الدنیا والثواب العقاب فی ھذہ الاشخاص وتاول قولہ لیس علی الذین امنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا الایہ (صفحہ ۸۵ و ۸۶) + ترجمہ۔ اس فرقہ والے ابی ہاشم بن محمد ابن الحنفیہ کے تابع ہیں جو عبد اللہ بن معاویہؓ بن عبد اللہ جعفر بن ابی طالب کے مذہب پر تھا۔ اِن کا اعتقاد ہے کہ روحیں ایک جسم سے دوسرے جسم کی طرف منتاسخ ہوتی ہیں۔ اور سزا و جزا ان اجسام کے بیچ ہے۔ چاہے آدمیوں کے جسموں میں یا حیوانات کے جسموں میں۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا کی روح بھی منتقل ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس تک پہنچتی ہے۔ اور اُنہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے اعتقاد کا بہ سبب اپنے اعتقاد کے کہ مسئلہ تناسخ کیونکہ یہ دنیا میں ہوتا ہے بذریعہ

ثواب و عذاب کے ان جسموں میں اس مذہب والے قرآن کی اس کلام الٰہی سے بھی اپنے قول کی تاویل کرتے ہیں لیس علی الذین امنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا الایۃ

فرقہ البنانیۃ۔ اتباع بنان سمعان الھندی ثم ادعی بنان انہ قد انتقل الیہ الجزو الالٰہی و بنوع من التناسخ" (صفحہ ۸۶) +

فرقہ الرزامیۃ" وقالوا بتناسخ الارواح۔ (صفحہ ۸۷)

الغلاۃ۔ علی صنافھا کلھم متفقون علی التناسخ والحلول لقد کان التناسخ مقالۃ لفرقۃ فی کل امۃ تلقوھا من المجوس والمزدکیہ والھند والبراھمیۃ ومن الفلاسفۃ والصائبیہ ومذھبھم ان اللہ تعالیٰ قائم بکل مکان ناطق بکل لسان ظاھر بشخص من اشخاص البشر و ذلک معنی الحلول و قد یکون الحلول بجزو وقد یکون اما الحلول بجزء ھو کاشراقۃ الشمس فی کوۃ او کاشراقھا علی البلور واما الحلول بالکل فھو کظھر ملک بشخص او کشیطان بحیوان ومراتب التناسخ اربعۃ النسخ والمسخ والفسخ والرسخ وسیاتی شرح ذلک عند ذکر فرقھم من المجوس علی التفصیل واعلی المراتب مرتبۃ الملکیۃ او النبوۃ واسفل المراتب الشیطانیۃ او الجنیۃ وھذا ابو کامل کان یقول بالتناسخ ظاھرا من غیر تفصیل مذھبھم" (صفحہ)

ترجمہ۔ غلاۃ کے تمام فرقہ تناسخ و حلول پر متفق ہیں۔ تناسخ اُس کے ہر ایک امت میں تصرف رکھتا ہے۔ یہ تناسخ اُن کو ملا ہے۔ مجوس سے مزدکیہ سے۔ ہندوستان اور برہمنوں سے اور فیلسوفوں سے اور صائبین سے ان کا مذہب ہے کہ خدا ہر مکان میں رہتا ہے۔ اور ہر ایک زبان میں بولتا ہے اور ہر ایک انسانی جسم میں ظاہر ہے اور یہی معنے حلول کے ہیں۔ ہوتا ہے حلول خدا کی جزو سے جیسا شمس کا طلوع جھروکہ میں یا مانند اُس کے چمکنے کے بلور میں لیکن اُس کا کامل ظہور ایسا ہے جیسا کہ ظہور فرشتہ کا جسم میں یا شیطان کا حیوان میں مراتب تناسخ کے چار ہیں۔ نسخ۔ مسخ۔ فسخ۔ رسخ۔ ان تمام کی تفصیل مجوس کے بیان میں ہوگی۔ ان کے مذہب میں اعلےٰ مرتبہ فرشتہ کا نبوت کا ہے اور سب سے نیچا درجہ شیطان اور جنوں کا۔

"بغیر کسی تفصیل کے ہم نے یہاں تناسخ کے متعلق بات ظاہر کر دی ہے۔"

فرقہ الکاملیہ" وکان یقول الامامۃ نور یتناسخ فی شخص الی شخص و ذلک النور فی شخص یکون نبوت و فی شخص یکون امامۃ و ربما یتناسخ امامۃ الا فتصیر نبوۃ وقال بتناسخ الارواح وقت الموت"

تحفہ اثنا عشریہ میں غلات کا حال اس طرح لکھا ہے۔ فرقہ پنجم از غلات کاملیہ اند اصحاب کامل میگویند کہ ارواح تناسخ مے شود یعنے انتقال میکنند از بدنے ببدنے و روح الٰہی اول در بدن آدم پس از ان در شیث در آمد و ہم چنیں پاکشیدہ در سائر انبیاء و ائمہ نقل نمود و ارواح بنی آدم نیز در میان خود ہا تناسخ میکنند" (صفحہ ۱۱) اور ایسا ہی فرقہ ہفتم جناحیہ کا حال لکھا ہے

فرقہ السبائیۃ اصحاب عبد اللہ ابن سبا و قالت بتناسخ الجزو الالٰہی فی الائمہ بعد علی" (۱۰۰ و ۱۰۱) + فرقہ الغالیہ۔ وبدع الغلاۃ محصورۃ فی اربع التشبیہ والبدا والرجعۃ والتناسخ ولھم القاب بکل بلاد لقب یقال لھم باصفہان الخرمیۃ والکودیۃ وبالری۔ المزدکیہ والسنباذیہ وباذربیجان الذقولیۃ و بموضع المحمرۃ و بماوراء النھر المبیضۃ" (صفحہ ۱۰۰) مفصل دیکھو صفحہ ۸۷ سے ۱۰۱ تک جزو اول مطبوعہ ۱۲۶۳ مصر

اصحاب التناسخ قد ذکرنا مذاہب التناسخیہ وما من ملۃ من الملل الا وللتناسخ فیھا قدم راسخ وانما تختلف طرقھم فی تقریرھا فاما تناسخیہ الھند فاشد اعتقاداً فی ذلک۔ (الملل والنحل جزو ثانی صفحہ ۱۱۸ موجودہ لائبریری نجیب پور)

ملا محمد علی مشہدی نے شرح باب البدایہ النہایۃ میں اور سید عبد الاول حاشیہ شرح حکمت العین میں اور فاضل صدر الدین شیرازی سوابد ربوبیہ میں لکھتے ہیں۔ ما من مذہب

الا و للتناسخ فیہ قدم راسخ یعنے تناسخ در ہر مذہب قدم محکم افشردہ است'' +
شیخ الاشراقین - در حکمۃ الاشراق و نیز علامہ شیرازی بشرح آن میگوید و تمسک بعض
الاسلامئین لصحۃ التناسخ بآیات من الوحی الی آخرہ - یعنے بعض اسلامئین بصحت
تناسخ . بآیات وحی نمودہ و قایل شدند - (تحقیق التناسخ صفحہ ۵۲) +

قاضی عضد الدین جو اہل سنت جماعت میں سے معزز فاضل گذرا ہے - اپنی کتاب مواقف میں
تناسخ کے برخلاف دلایل لکھکر کہتا ہے - ولیس شیٔ منہا خبر بالتعویل - یعنے ہیچ دلیل
از دلایل بطلان تناسخ قابل اعتماد نیست''(صفحہ ۸۴ تحقیق التناسخ) +

تحفہ اثنا عشریہ میں مولوی عبد العزیز صاحب دہلوی فرماتے ہیں کہ اکثر فرقہ اہل تشیعہ از امیہ
وکانیہ و منصوریہ ہمیریہ باطینیہ وغیرہ گویند کہ بدن را معاد نیست نہ روح را غیر این عالم
مقر نیست بلکہ در ہمیں عالم متناسخ میشود و انتقال میکند از بدنے بہ بدنے دیگر و در آخر ہمان
کتاب مینویسد کہ جماعہ امامیہ و دیگر اہل تشیعہ قایل رجعت بودہ اند و آن اُم تناسخ است +
تناسخیہ گویند - چون جان از قالب برآید روا است کہ در قالبد دیگرے در آید - (غیاث
اللغات ردیف ت صفحہ ۴۰۵) + میر سید شریف در شرح مواقف در مبطلین تناسخ
میگوید کہ از بعضے اشخاص مردیست کہ میگفت کہ من یاد دارم زمانہ را کہ در بدن شتر بودم
و محشی آن گفتہ کہ آن شخص شیخ مبارک شاہ سلجوقی بود کہ میگفت وقتے بود کہ من در بدن
شتر بودم'' (تحقیق التناسخ صفحہ ۵۰) +

علامہ اثیر الدین نے زبدۃ الاسرار میں لکھا ہے - ان النفس الانسانیۃ ان لم
تستکمل و بقیت محتاجۃ الی بدن فان لم تکن ہیئۃ ردیۃ یحتمل ان تبقی
قائمۃ بنفسہا بعد البدن و یحصل لہا الخلاص عن العذاب ہو الجہل
بما یجب ان یعلم و یحتمل ان یعذبہا العاقبۃ الی الکمال الی التعلق ببدن
آخر انسانی و ان کان فیہا ہیئات ردیۃ یحتمل ان تبقی معذبۃ بتلک الہیئات
دائما و یحتمل ان تعذبہا تلک الہیئات الی التعلق ببدن آخر حیوانی''
ترجمہ روح انسانی کامل نہیں رہتی اور محتاج رہتی ہے بدن کی اگر وہ ردی حالت میں نہ ہو تو
بذاتہ قائم رہتی ہے ترک بدن کے بعد اور حاصل ہو جاتی ہے اُسے خلاصی عذاب سے وہ محض الجہانی
ہے تاکہ واجب ہووے علم دگیاں) اور احتمال کہ اُس روح کو کھینچے آخر طرف کمال کے واسطے
دوسرے قالب انسانی کے اور اگر ہو ویں اُس میں حیات ردیہ - پس اُٹھائینگے عذاب اسی طرح
ہمیشہ تک اور وہ عذاب پاوینگی تعلق میں دوسرے حیوانوں کے +

مفتاح التواریخ میں ہے '' در نفحات از مولوی رومی نقل کردہ کہ او در کلام خود فرمودہ کہ نور
متور بعد از صد و پنجاہ سال بروح فرید الدین عطار تجلی کردہ مربی او گشت''(باب ہفتم صفحہ ۸۵
نولکشور ۱۸۶۷ء) + ہمبرین طریق در نیر و شاعرے بود متخلص بہ زمانے نیر دی - وعلت این
تخلص آن بود کہ مذہب تناسخ داشت و خود را شیخ نظامی گنجوی می پنداشت و این خیال
را در عالم قال آوردہ چنین گفتہ - بیت

در گنجہ فرو شدم پے دید + از یزد بر آمدم چو خورشید
ہر کس کہ چو مہر بر سر آید + ہر چند فرو رود بر آید

وفات او در ۱۱۷۰ سنہ ھ یک ہزار و ہفدہ ہجری واقعہ شدہ شیخ فرید الدین عطار می فرماید

ہفتصد ہفتاد قالب دیدہ ام + ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

(از مفتاح التواریخ باب یازدہم صفحہ ۱۹۸) +

حضرت محمد بن ملک داد ملقب بہ شیخ شمس الدین تبریزی المشہور شمس تبریز ولی مادر زاد
جنہوں نے ۶۴۵ سنہ ہجری میں وفات پائی تناسخ کے قایل ہیں - اور ایسا ہی اُن کے دوست
مولانا جلال الدین رومی بھی اسی مذہب کے تھے - (از دیوان شمس تبریز) +

ردیف الف

روزی محمد یک شود روزے پلنگ و سگ شود
فروشدن چو بینی بر آمدن بنگر
ترا غروب نماید ولے شروق بود
کدام دانہ فرو رفت در زمین کہ نرست
کدام دلو فرو شد کہ آب در نامد
دہان چو بستی از ین سو بدان طرف بکشا

ردیف دال

آن سبز قبائے کہ چو مہ یار بر آمد
وان ترک کہ می روز بیغماش پذیری
آن بادہ ہمانست کز آن شیشہ دگر شد
آن شمع بصورت مثل مشعلہ شد
گر شمس فرو شد بغروب او نہ فرو شد

گا شتر بدرگ شود گہ نفی ما الدین قہر با
غروب شمس و قمر را چرا زیان باشد
لحد مضیق نماید خلاص جان باشد
چرا بہ دانہ انسانت این گمان باشد
ز چاہ یوسف جان را چرا زیان باشد
کہ ہائے وہوئے تو در حد لامکان باشد
امروز درین خرقہ گلنار بر آمد -
آنست کہ امروز برین دار بر آمد
بنگر کہ چہ خوش بر سر اغیار بر آمد
وان مشعلہ زین روزن اسرار بر آمد
از برج دگر آن سر انوار بر آمد -

ز آنسو کہ ترک شادی و ہندوی غم رسد
زان راہ ناپدید معاکہ بوئے برد -

ردیف ر

شب مرد و زندہ گشت حیوانست بعد مرگ
پیش ازین کاندر جہان باغ و می انگور بود
پیش از آنکہ نقش ما بر آب و گل معمار بود
ما بہ بغداد فنالات انا الحق مے زدیم
شمس تبریز از خبرداری بگو آن عہد را

آمد شدیست دائم و راہست ناپدید
آن گز شراب عشق از ان خورد یا چشید
اے غم بکش مرا کہ حبیبم توئی پدید -
از شراب لایزالی جان ما مخمور بود
در خرابات حقایق جان ما مسرور بود
پیش از ان کیں دار و گیر نکتہ منصور بود
آن زمان کان شمس بے دور فلک مشہور بود

ولیک خوف و فرح از نتیجہ روح است
گہے گہے اگر آئی شوم بالا تر + +

ردیف ش

نشستہ جان بیلے شو کہ ہر کہ راست ظفر
ہزار اس قرن میباید کہ این دولت بہ پیش آید

ردیف میم

درین سر بود عشق تو مقدم
نہ این تن بود نہ این دل نہ این نفس
چون ماہ بے آفتاب رفتم
بار گران چاہ سوئے چاہ رسیدم

کہ امن و خوف ندارد درخت و سنگ و جماد
زنیش جہل بہ پستی کہ ہر چہ بادا باد
کہ دار ہم زکشاکش شوم خوش منقاد
کجا یا بم دگر بارش اگر این بار بگریزم
کہ نہ آدم بد و آنگاہ و نہ عالم
کہ بودم حامل از عشقت چو مریم
گہہ کاستم و گہے فزودم
در غربت اجسام باللہ رسیدم

من از برائے مصلحت در حبس دنیا ماندہ ام
شکل نبات اندر زمین ز آب گذر دارم غذا
چند آنکہ خواہی در نگر در من کہ نشناسی مرا
مانند طفل اندر شکم من پرورش دارم بخون
من طرفہ مرغم کز چمن با اجتہاد خویشتن
ای قصص با دوستان بہتر ز باغ و بوستان
بر زخم او زاری مکن دعوے بیماری مکن

من از کجا سخن از کجا مال کرا و زدیدہ ام
یک بار مے بالد گیاہ من بارہا بالیدہ ام
بد ترا از ان کم دیدہ من صد صفت گردیدہ ام
یک بار زاید آدمی من بارہا زائیدہ ام
بے دام و بے گیرندہ اندر قفس غریدہ ام
بہر خلاصی یوسفے در چاہ آرامیدہ ام
صد جان شیرین دادہ ام تا این طلا تجریدہ ام

ہر کجا باشیم و ہر جا کہ رویم
آزمودم زندگانی بیشمار
گر چو عیسے جملگی گشتم زبان
آنچہ از عیسے و مریم فوت شد

حاضران کاسہ و خون توانم
در بقا و در فنا شگیفتم +
گاہ لب خاموش چو مریم شدیم
گر مرا باور کنی آن ہم شدم

باز آمدم باز آمدم از پیش آن یار آمدم
در من نگر در من نگر بہر تو غمخوار آمدم

شاد آمدم شاد آمدم وز جمله آزاد آمدم
بالا روم بالا روم آنجا شوم آنجا شوم
من مرغ لاہوتی بدم دیدم که ناسوتی شدم
ما را بچشم سر مبین ما را بچشم سر نگر
از چار مادر برترم بر ہفت آبا پا نہم

چندین ہزاران سال شد تا من بگفتار آمدم
باز آمدم باز آمدم رہاں کاینجا نہ زنہار آمدم
دہشش بدیدم ناگہی در روئے گرفتار آمدم
آخر صدف من نیستم چو در شاہوار آمدم
من گوہر کانی بدم کاینجا بدیدار آمدم

باز آمدم باز آمدم تا وقت را میمون کنم
باز آمدم باز آمدم تا بہر بیماران دل
باز آمدم باز آمدم تا سوز و درد عشق را
باز آمدم باز آمدم تا دل بران دلبر نہم
باز آمدم باز آمدم کز جسم و جہان دل بر کنم
باز آمدم باز آمدم دل داده شوریده -
باز آمدم باز آمدم چیزے ندارم چون الف

باز آمدم باز آمدم تا درد عشق افزون کنم
از اشک چشم و آه شب و از خون دل معجون کنم
در گوشه دل نہم در گنج سر مدخون کنم
و ہر چه جز دلبر بود از شہر دل بیرون کنم
چون مرغ دل عرش آشیان ز حضرت بیچون کنم
خود را مگر لیلی کنان ہو ز عشق او مجنون کنم
قد الف را ہر شبے در خدمتت چون نون کنم

افگند در سر من آنچه از دہن بر آید -
تو گرد عشق کہنه از شش ہزار ساله

ز آنچه کردم کنون پشیمانم
تا بدانستی ز دشمن و دوست
چون رضائے تو در غم دل ماست
صد ہزاران سخن نہان دارم

دل امسال یا ربا بیستی
زندگانی دو بار با بیستی
ده چه باشد ہزار با بیستی
گوش را گوشوار با بیستی

خود نقد شد از مخزن اسرار بر آمد	خود گنج عیان شد
در کسوت ابریشم و پشم آمد پسینه	تا خلق بپوشد
در عین تماشا خواست که خود را بپرستد	خود را به پرستید
در موسم باران سما شد سوئے دریا	در ہیئت قطره
خود بزم شد و ہیچ و خود ساغر و ساقی	خود پیر خرابات
خود بر تن خود تیغ جفا زد بسر فنا	خود مرہم او گشت
خود بود که خود بر سر بازار بر آمد	بر خود نگراں شد
خود بر صفت بیع و دستار بر آمد	لبس ہمگان شد
خود گشت بت و گاه به زنار بر آمد	خود عین عیان شد
از بہر تجلی در شہوار بر آمد	در گوش شہان شد
خود می شد و خود از خم خمار بر آمد	خود کوزه کشان شد
خود بر صفت مردم بیمار بر آمد	خود فاتحه خوان شد

ایسا ہی مولوی قاسم صاحب اپنے مستزاد میں لکھتے ہیں

چو خسرو خوبان سوئے بازار بر آمد	انوار دو کان شد
با ناز و نزاکت بجہان کرد نگاہے	از دیده جادو +
خود خواست که ہر باغ پر از شور نماید	از بہر تماشا
خود کرد بنا مسجد و از بہر عبادت	خود گشت موذن
از بہر نفع خواست سفر کردن دریا	کشتی حطب ساخت
خود بود که حی آدمی رفت بہر آب	در پرده مخفی
خود خواست که از دار شفا خلق نماید	خود گشت طبیبے
خود روح شد و جان تن خاک معطر	خود قابض آن گشت
گہ سوئے خود آراستن شد یوسف کنعان	محبوب دو عالم
خود می شد و خود ساغر و خود قاضی و مفتی	خود پیر خرابات
دندانه سخن گفتن قاسم ز مجاز است	اندیده جان بین
بر سر سر حرف خریدار بر آمد	نقد نگران شد
تسخیر جہان کرد با نکار بر آمد	با ناز روان شد
خود گل شد و بلبل شد و گلزار بر آمد	خود باد خزان شد
خود صورت میخانه خمار بر آمد	خود جام کشان شد
خود در اکی کشتی شد و نجار بر آمد	خود باد طوفان شد
گاہے بجہان محرم اسرار بر آمد	ینگر که عیان شد
خود گشت سقیم و تن بیمار بر آمد	خود لا به کنان شد
خود باد رود ختر شد دلدار بر آمد	خود گور کنان شد
خود گشت زلیخا و طلبگار بر آمد	خود طعنه زنان شد
خود مست شد از ساغر سرشار بر آمد	خود ره زنان شد
منصور چسان بہر آن دار بر آمد	سالار جہان شد

ایک دوسرا فاضل کہتا ہے +

در عشق بیا در نگنجد	خود بود که خود بمیری کرد

ایک اور ولی کا قول ہے +

خود پیغمبر شد و پیام آورد	گشت خود کافر و نمود انکار
خود کند ساز ہر گناه که ہست	خود کند باز توبه استغفار

مولوی عبدالرحمن جامی کہتے ہیں +

مے بود از سپہر آشنائی	از و کون و مکان را روشنائی
مقدس نورے از تقید چه و چون	سر از جلباب چون آورد بیرون
چو آن آئینه دید چون گرد آرام	بے رو لیش کرده بوسفش نام

ظہیر فاریابی اپنے بادشاه کی بابت ذکر کرتا ہے

خدایگانه بروئے رشک افلاطون	ق	ترا خدائے زبہر مصالح جمہور
بیا فرید ز اقبال صورتے پس از ان		حادل کرد در و جان بہمن شاہیوه

مشہور ولی عمر و خیال اپنی رباعیات میں لکھتے ہیں +

چون رفت ز جسم جوہر روشن تو	یا جسم دگر گزین کند مسکن تو -
آیند و روند ہیچکس تشنا شد	تا زیر زمین چه بیر و دبر تن تو
خیام تنت بخیمه مے آید راست	جان سلطانست منزلش دار بقا
فراش اجل زبہر دیگر منزل	از پا فگند خیمه چه سلطان برخاست

دیوان مغربی میں ہے

صد بار جستہ ام برون از حصار تن — تا ہر جان خویش حصارے گرفته ام

شیخ فرید الدین عطار فرماتے ہیں

ہزار بار گل و کوزه کرده اند مرا + ہنوز تلخ تر از جہم زعیش شیرین کام

مولوی جلال الدین رومی سوارم الیبات میں فرماتے ہیں مستزاد

ہر لحظه بشکل آن بت عیار بر آمد	دل برد و نہان شد
ہر دم بلباس دگر آن یار بر آمد	گہه پیر و جوان شد
گہ بے بدل طینت صلصال فرو شد	غواص معانی
گہه ز بن که گل فخار بر آمد	زان پس بہ نہان شد
گہ نوح شد و کرد جہان را بدعا غرق	خود رفت بکشتی
گہ گشت خلیل و ز دل نار بر آمد	آتش چو جہان شد
یوسف شد و از مصر فرستاد قمیصے	روشن کن عالم
از دیده یعقوب چو انوار بر آمد	نادیده عیان شد
حقا که ہمے آن بد که اندر ید بیضا	مے کرد شبانی
در چوب شد و در صفت مار بر آمد	زان فخر کنان شد
یونس شد و در بطن سمک رفت بدریا	از بہر طہارت
موسی شد و جوینده دیدار بر آمد	بہ طور روان شد
بر گشت عیسی چند برون بود زمین او	از بہر تفرج
عیسے شد و بر گنبد دوار بر آمد	تسبیح کنان شد
خود کوزه و خود کوزه گر و خود گل کوزه	خود رند سبو کش
خود بر سر آن کوزه خریدار بر آمد	بشکست روان شد
خود گشت فرنگی و می ساغر و ساقی	خود بزم نشین شد
خود ز آن مے مست پیاده بر بند	شد دل و جان شد
این جامه ہمان بود که می دید بہر فنت	ہر قرن که دیدی
تا عاقبت آن شکل عرب وار بر آمد	دارائے جہان شد
منسوخ نباشد چه تناسخ چه حقیقت	آن دلبر زیبا
شمشیر شد و در کف کرار بر آمد	قاتل زمان شد
نه نه که ہمو بود که میگفت انا الحق	در صورت بلبلی
منصور نبود آنکه بر آن دار بر آمد	نادان بگمان شد
رومی سخن کفر نگفت و نگوید	منکر مشو او بش
کافر شود آنکس که بانکار بر آمد	از دوزخیان شد

مولوی رومی نے ایک دوسرے مستزاد میں بھی ایسا ہی لکھا ہے

جنگنامہ اصلی میں لکھا ہے کہ جب امام حنیفہ سے یزید بھاگا اور امام حنیف نے انگوٹھی ایک بیابان کے اندر گھیر لیا۔ تب اندر سے ایک بار چشم اٹھا نکلا جو اصل میں یزید تھا۔

امام حنیف نے اُس کو تیر مار مار کر آگ میں جلا دیا۔

پیر شاہ مخدوم جہانیاں۔ اپنے مناقب میں فرماتے ہیں۔ کہ میں حج کے ارادہ سے جہاز پر سوار ہؤا۔ راستہ میں جہاز بہ سبب طوفان کے ٹوٹ گیا۔ اور میں ایک تختہ پر بیٹھا ہؤا رہ گیا۔ وہ تختہ بہتا ہؤا ایک جگہ خشکی پر جا لگا۔ تب میں اُتر کر خشکی پر پہنچا۔ وہ مجھے دھوپ لگی۔ تو میں بہت میں ایک گڑھا کھود کر اُس میں بیٹھ رہا۔ وہاں جنگل سے ایک ہاتھی آیا۔ اور میرے سے ایک تیر کے فاصلہ پر خشکی میں لید کی۔ لید کرنے کے بعد وہ پانی پینے چلا گیا۔ پیچھے اُس لید سے ایک آدمی پیدا ہؤا۔ اور اپنا بدن جھاڑنے۔ اور رونے لگا بعدازاں ہاتھی آیا اور اُس کو پیچھے سے پکڑ کر اُس کا بند بند جدا کرنے لگا۔ وہ آہ وزاری کرتا ہؤا روتا ہؤا بعد مارنے کے ہاتھی اُسے اُٹھا کر چلا گیا۔ ایسا ہی چالیس روز تک میں برابر دیکھتا رہا۔ کہ ہر روز ہاتھی آتا اور اسی طرح کرتا۔ اور مار کر اُٹھالے جاتا۔ آخر کار چالیسویں روز میں نے اُس سے سوال کیا۔ اُس نے کہا کہ میں بدبخت یزید ہوں۔ مجھے یہ عذاب قیامت کے روز تک ہوتا رہیگا۔ (صفحہ ۲۱۷ - ۲۱۸)

قصص الانبیاء و معارج النبوۃ میں لکھا ہے

روح پُرفتوح حضرت **محمد صاحب** کا ہزار برس تک بصورت طاؤس رحمت کے دریا میں غریق رہا۔

روایت ہے کہ صورت سانپ کی ایسی پاکیزہ اور مطبوع تھی کہ کوئی جانور بہشت میں ایسا نہ تھا۔ حق تعالےٰ نے اُس گنہ کے سبب اُس کی صورت کو مسخ کیا۔ اور خاک اُس کی خوراک ٹھہرائی اور پیٹ اور سینہ کے بل زمین کو رگڑتا اور چھاتی کو چھیلتا رہے۔ اور صورت طاؤس کی بھی بدل گئی۔ چنانچہ پاؤں اُس کے بدصورتی میں ضرب المثل ہیں۔ (روضۃ الاصفیا و قصص الانبیا صفحہ ۷ ذکر آدم مطبوعہ مصطفائی لاہور ۱۸۹۰ع)

غیاث اللغات میں لکھا ہے۔ مسخ بالفتح و خائے معجمہ بہ گردانیدن صورت بصورت دیگر کہ بدتر از صورت نخستین باشد و سیزدہ چیز است کہ حق تعالےٰ بہ سبب افعال بد مسوخ گردانیدہ۔ اول فیل کہ مرد لوطی بود۔ دوم خرس کہ کودکان را محبت مے کرد۔ سوم خرگوش کہ زنے بود از حیض غسل نمے کرد۔ چہارم کژدم کہ غماز بود۔ پنجم سوسمار کہ غارتگر۔ ششم خوک کہ خلاف امر پیغمبر کارہائے کردے۔ ہفتم روباہ کہ دزد بود۔ ہشتم باخہ کہ زانی بود۔ نہم مار کہ متکبر بود۔ دہم فاختہ کہ سوگند دروغ خوردی۔ یازدہم گنجشک کہ مال حرام مے خورد۔ دوازدہم موش کہ زنے بود باجرت نوحہ کردی۔ سیزدہم بوم کہ تغیر مذہب خود کردہ و بعضے بست و نہ نوشتہ۔ (از غیاث و منتخب ردیف میم صفحہ ۳۴۵)

اب ہم آخر میں اسلامیوں کے کتب احادیث سے چند واقعات (ناظرین کی تفریح طبع کے واسطے) جن کی صحت میں کسی مسلمان کو انکار نہیں۔ درج کرتے ہیں۔

مدارج النبوۃ و معارج الفتوۃ۔ میں ہے کہ ایک گوہ نے حضرت کی پیغمبری پر گواہی دی اور کہا لبیک و سعدیک۔ حضرت نے فرمایا تو کس کی بندگی کرتی ہے بولی کہ اُس اللہ کی بندگی کرتی ہوں کہ جس کا عرش ہے آسمان میں اور اُس کی حکومت ہے زمین میں۔ اور بہشت میں اُس کی رحمت ہے۔ اور دوزخ میں اُس کا عذاب ہے حضرت نے فرمایا میں کون ہوں۔ بولی تو رسُول ہے رب العالمین کا اور خاتم ہے پیغمبروں کا۔ جو کوئی تجھ پر ایمان لاوے۔ نجات پاوے۔ اور جو کوئی تجھ کو جھٹلاوے دوزخ میں مبتلا ہو۔ (حجۃ الہند صفحہ ۱۱۲)

معلوم ہوتا ہے کہ گوہ پچھلے جنم میں کوئی مسلمانی تھی۔ جو شامت اعمال سے اُس قالب میں آئی۔

روضۃ الاحباب میں ہے زبانی عقیل کی کہ ایک مقام پر پہونچے ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا ہؤا آیا۔ اور حضرت کے آگے دوزانو ہو کر کہنے لگا۔ کہ الامان الامان اور اُس کے پیچھے ایک اعرابی تلوار کھینچے ہوئے آیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اعرابی تو اس سے کیا چاہتا ہے۔ عرض کیا کہ اے خدا کے رسول میں نے اس اونٹ کو اس لئے خریدا ہے کہ میرا کام کرے اور مجھ کو اس سے نفع ہو اب یہ نافرمانی کرتا ہے میں نے یہ قصد کیا ہے کہ اس کو ذبح کر کے اس کے گوشت سے نفع پکڑوں۔ حضرت نے اونٹ سے فرمایا تو کیوں باغی ہؤا۔ اونٹ نے عرض کیا کہ اے رسُول خدا میں اس واسطے اس سے نافرمانی نہیں کرتا کہ اس کا کام نہ کروں۔ بلکہ میں نے سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی عشاء کی نماز نہ پڑھے اللہ کا اُس کو عذاب پہنچے گا۔ اور یہ اعرابی اپنی قوم کے ساتھ عشاء کی نماز نہیں پڑھتے ہیں۔ میں اس واسطے بھاگتا ہوں کہ مبادا ان کی شامت سے مجھے بھی عذاب پہونچے۔ آپ نے اُس کو نماز کی تاکید کی پھر اونٹ اس کا فرمانبردار ہؤا۔ (حجۃ الہند ۱۲۴) اس سے صاف ظاہر ہے کہ اونٹ یا تو پچھلے جنم کا کوئی مولوی اور یا کوئی اعرابی مسلمان ہے جو کہ نماز کا اتنا مددگار ہے اور بہشت فرائی کا خواستگار۔

یعفور نام ایک گدھا تھا جس پر حضرت اکثر سوار ہؤا کرتے تھے۔ وہ گدھا بھی عربی بولتا تھا۔ اور سوال و جواب کیا کرتا تھا۔ اور جب حضرت سواری کی نیت سے گدھے کے پاس آتے تو وہ السلام علیکم بولتا تھا۔ (دیکھو کشف اللغات) معلوم ہوتا ہے کہ یعفور کبھی مسلمان ہو چُکا تھا اور دین اسلام سے اُسے الفت تھی۔

روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ عقیل نے بیان کیا کہ میں ایک سفر میں حضرت کے ساتھ تھا۔ حضرت سے میں نے اپنی پیاس کا حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جا اور اس پہاڑ سے کہہ کہ رسول خدا کہتا ہے کہ مجھ کو پانی دے۔ میں نے بموجب فرمانے حضرت کے عمل کیا۔ پہاڑ مجھ سے باتیں کرنے لگا اور کہا کہ حضرت کی خدمت میں عرض کر کہ مجھ کو جب سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ڈرو اور بچو دوزخ کی آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اتنا رویا ہوں کہ مجھ میں پانی باقی نہیں رہا (حجۃ الہند صفحہ ۱۲۳)

معارج النبوۃ میں بریدہ سے روایت ہے کہ ایک درخت حضرت کے پاس آکر

اور السلام علیکم یا رسول اللہ کہا۔ (حجتہ الہند صفحہ ۱۲۴) +

حدیث ترمذی اور دارمی میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نواح مکہ میں میں حضرت کے ساتھ تھا جو پتھر۔ درخت سامنے آتا اسلام علیکم یا رسول اللہ کہتا۔ (حجتہ الہند صفحہ ۱۲۵) +

حدیث ترمذی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک کھجور کے درخت نے بھی حضرت کی پیغمبری پر گواہی دی۔ (صفحہ ۱۲۵) +

صحیح بخاری میں جابر سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ مسجد کے ایک ستون سے جو کھجور کی لکڑی کا تھا تکیہ لگا کر خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر تیار کیا گیا حضرت ممبر پر تشریف لائے۔ وہ ستون ایسا رونے اور چلانے لگا گویا ابھی پھٹ جاتا ہے۔ حضرت ممبر سے اُترے اور اُس ستون کو اپنے بدن مبارک سے لگایا۔ تب وہ ستون اس طرح سے رونے لگا جیسے کوئی چھوٹا لڑکا روتا ہے۔ اور کوئی اُسے پیار کرکے رونے سے چُپ کراوے اور وہ روتا رہے۔ آخر وہ ستون خاموش ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ستون اللہ کا ذکر سُنا کرتا تھا اس لئے غم سے رونے لگا تھا۔ (صفحہ ۱۲۳) +

حکیم آدم سنائی فرماتے ہیں ۔ کردہ از رہبری شش ہیر۔ گریہ راہنی سگے را پیر۔ اس پر حکیم علامی حاشیہ چڑھاتے ہیں۔ وگریہ راہنی اشارتست بہ گربہ شیخ اخی فرخ زنجانی رحمتہ اللہ کہ اور اگر بہ یود خانہ پرورد کہ چون عابدان نماز گذاردے۔ اور اگر بہ عابد ہم میگویند چنانکہ جائے حافظ شیراز ذکر آن مے فرماید۔ اما این گربہ روزے بجائے خود کارے کرد کہ چون گروہے از آشنایان بخانقاہ شیخ آمدند جامہ ہر یکے بو کرد تا آنکہ ہر یکے از انہا بایستاد و بول انداخت چون تفحص کردند آن شخص از دین بیگانہ بود۔ و مراد از سگ پیر مشاید سگ شیخ سعد الدین جمہوری باشد کہ مرتبہ منظور نظر شیخ گشت و از شر بایستاد و از شہر روئے تافت و بگورستان رفت (حدیث سنائی مطبوعہ لاہور صفحہ ۲۲۳ سنہ ۱۲۹۰ء) +

اگر یہ واقعات بوئے صدق رکھتے ہیں جیسا کہ تمام مسلمانوں کا ان صحت پر ایمان ہے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ تمام حیوانات وجمادات مذکورہ بالا پچھلے جنم کے ضرور مسلمان ہیں اور شامت اعمال سابقہ سے اب ان قالبوں میں متناسخ ہوئے ہیں ہر کہ شک آرد کافر گردد +

قرآن وحدیث وتفاسیر و دیگر اولیا اللہ کے کلام سے ہمنے تناسخ کی بہت سی شہادتیں پیش کردی ہیں۔ جہاں تک کہ ہم نے کتب اسلامیہ کا مطالعہ کیا ہے اُسکا خلاصہ صرف یہی ہے کہ محمدیوں میں سے خدا رسیدہ ہوئے ہیں جنہیں اُن کے محاورہ میں اولیا اللہ۔ قطب یا غوث کہاتے ہیں وہ مذہب کے سارے تناسخ کے قائل تھے۔ اسلام کے ۷۳ فرقوں میں سے کئی فرقے تناسخ کو مانتے ہیں خود ایک فرقہ کا نام ہی تناسخیہ ہے۔ اعمال اور سزا وجزا نتیجہ بغیر تناسخ کے ملنا سراپا ناممکن ہے۔ مگر پھر بھی عموماً اولیاء اللہ اور خاص خاص فضلاء کے سوائے دیگر محمدی دین کے پیرو تناسخ کو کھلے طور پر نہیں مانتے مگر ان بزرگواروں کی کلام کی عزت کرتے ہیں۔ اور انہیں فارسی زبان کے قرآن کا درجہ دیکر کہتے ہیں ۔

مثنوی مولوی معنوی + ہست قرآن درزبان پہلوی

من چہ گویم وصف آں عالیجناب + نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے جو جو حکما ہوئے یا جنہوں نے حکیمانہ طور پر مذہب کی تحقیقات کرکے حق و باطل کا فیصلہ کیا ہے وہ سارے کے سارے تناسخ کے قائل ہیں جیسے امیہ وکاتیہ ومنصوریہ وہمیریہ وتناسخیہ وکاملیہ وغیرہ ان کے علاوہ خاص علما میں سے جو تزکیہ نفس کے سبب درجہ معرفت پر پہنچ گئے۔ وہ چونکہ کن فیکون سے جگت کی اُتپتی مانتے تھے۔ اُنہوں نے جہانتک غور کی عام ارواح تو کیا خود خدا کو تناسخ کے چکر میں ڈالدیا۔ اور ہمہ وست کے قائل ہوگئے۔ پھانسی ملے۔ قتل کئے گئے۔ تو بھی اپنے ارادوں سے باز نہ آئے۔ اور اپنے یقین پر قائم رہے جیسے منصور علاج۔ شمس تبریز۔ بایزید وغیرہ باقی رہے۔ متعصب مُلّاں اور حلوے مانڈے کے دلدادہ مولوی وہ فقر کے درجہ میں ہمہ وست اور مسجد کے اندر ہمہ از وست کے قائل ہیں۔ مگر دانا جانتے ہیں کہ مطلب دونوں کا ایک ہے۔ لیکن ہمارا یقین ہے کہ جو جو تناسخ کو نہیں مانتے اور ذرا اگھر کی بھی رکھتے ہیں۔ اُنہیں جب وہ سوچتے ہیں اپنے فرضی خدا اور جابر کبریا کو گالیاں دینی پڑتی ہیں۔ نمونہ کے واسطے ہم چند ایسے لوگوں کے قول پیش کرتے ہیں +

عرفی

اے بخت چنان مکن کہ آخر ممنونِ اثر کنم دعا را
یا دستِ دعائے چرخ بربند یا بخل عطائے مدعا را
یارب چہ عداوت ست بامن این کار کشائی کبریا را
تا کے زشکیب در بدیرم آفاتِ نجوم فتنہ زا را

عرفی بتعریف علی رضؓ

گر بعصیان در نہ آیم از بے قوتیست دیں بعینہ چون حریص شہوت ست وضعف باہ
تاب جہر تو مشستم گناہِ نامہ خویش چہ غم کاتب اعمال دارد اختصار
دیگر نہ در پناہ دلائے تو ام چہ غم بود معاصیم نہ باندازۂ قیاس وشمار
گر نہ ام مختار فاعل ہرچہ ہست از حکم تست پس بیاداش گناہم این ہمہ تعزیر چیست

چو این بنیاد بدرا خود افگندی گناہِ خویش را بر ما چہ بندی
قضا مے افگند از راہِ ما را خدا را از خدا در خواہ ما را
در کوئے نیکنامی ما را گذر ندادند گر تو نمے پسندی تغیر کن قضا را
گناہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ تو در طریق ادب کوش گناہ من است
تو نیکی کنی من نہ بد کردہ ام کہ بد را حوالت بخود کردہ ام
من میخورم وہر کہ چو من اہل بود میخوردن من نبز د او سہل بود
مے خوردن من حق بازل مے دانست گر مے نخورم علم خدا جہل بود
مے خور کہ ہزار بار بیشت گفتم باز آمدنت نیست چو رفتی رفتی
ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو آنکس کہ گناہ نکرد چون زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی پس فرق میان من و تو چیست بگو
مشنو سخن بہشت و دوزخ از کس کہ رفت بدوزخ و کہ آمد ز بہشت
اے آمدہ از عالم روحانی تفت حیران شدہ در پنج چہار و شش و ہفت
مے خور چو ندانی ز کجا آمدہ خوش باش کہ ندانی بکجا خواہی رفت

تناسخ کے حکیمانہ مسئلہ سے ناواقف امیر خسرو نے جب قرآن کی پیدائش پر غور کیا اور اُسے ہر طرح انصاف وراستی کے خلاف سمجھا تو قرآنی خدا کی نسبت بے اختیار اُس کے مُنہ سے نکلا ۔

نیائے نہ کین بلن ٹھکرائی بن کینے لکھ دین بُرائی

یعنے خدا نے انصاف نہیں کیا۔ بلکہ مکر اور دھوکہ کیا جبکہ بغیر کرنے گناہوں کے اُن کی قسمت میں بدی لکھ دی +

باب ہشتم

مسئلہ تناسخ پر کبیر صاحب و بابا نانک جی کی رائے

پیدایش ۱۴۶۹ء - وفات ۱۵۳۹ء

بابا نانک جی بعہد بھلول لودی پنجاب میں پیدا ہوئے - اور دور دراز دیشوں میں جاکر ہندو و مسلمان دونوں کو ویدک دھرم کا اُپدیش دیا اور اکثر مسلمانوں کو اپنے توحید بھرے اُپدیش سے راہ راست دکھایا اور توہمات سے ہٹایا - اور مسئلہ پنر جنم کا قایل کرایا - ہندوستان کے سواوہ عرب دیش میں فقیرانہ لباس میں گیئے - علی مردان ایک جنم کا مسلمان (جو باباجی کے اُپدیش سے ہندو دھرم کا ولی قایل تھا) بھی اُس سفر میں ہمراہ تھا - مکہ کی سیر کرنے کے بعد وہ مدینہ میں تشریف لے گیئے - جہاں کہ محمد صاحب کا مزار ہے - وہاں اُنہوں نے علی مردان کو جسے وہ پنجابی محاورے کے مطابق مردانہ کہا کرتے تھے - یہ اُپدیش دیا -

مردانیا - اجے محمد وت جنم آونا ہے پھر گنا وچ آہے ترگنا وچوں نکلیا ناہیں اُس پھر ہندو دے گھر جنم آوناہی - پندرہ سو برس اُسکی بہشت وچ اربلا ہے پندرہ سے ورہا پورا ہوسی تا پھر اوہ ہندو دے گھر جنم کیسی پرشودر دے گھر - اُس تائیں پورن ستگور پر لوکی ملے گا تا اُس دا جنم مرن رہت ہووے گا - اُس وچ جرات بہت آہی اک جنم اُسدا رہندا ہے" (دیکھو جنم ساکھی نانک صفحہ ۱۹۲ ساکھی نمبر ۸۴ مطبوعہ سلطانی لاہور حسب فرمایش چراغدین کتب فروش گورمکھی باہتمام منشی قادر بخش -

بابا نانک کی بابت دبستان مذاہب میں لکھا ہے - نانک قایل بتوحید باری بود و بہ تناسخ نیز ایمان داشت و خمر و گوشت و خوک را حرام شمردہ ترک حیوانی کردہ باجتناب آزار حیوان امر میفرمود و گوشت خوردن بعد از دور مریدانش شہرت یافت وارجن مل کہ از خلفاے بواسطہ اوست چوں قبح آن را دریافت مردم را از اکل حیوانی مانع آمد و گفت این عمل مرضی نانک نیست (دبستان مذاہب تعلیم دوم صفحہ ۲۲۳ - مطبوعہ نولکشور) +

بابا نانک کی تناسخ کی بابت رائے -

نمبر ۱ - آپے بیج آپے ہی کہا - نانک حکمی آوے جاہ - (رجب جی)

نمبر ۲ - کٹیاں اندر کیٹ کرم دوسیں دوس دھرے - نانک نرگن گن کرے گن وشیاں گن دے - (رجپ جی)

نمبر ۳ - تیرتھ نہاواں جے تس بھاواں بن بھانے کے ناہیں کرے جتنے سرشٹ اوپائے ویکھاں بن کرماں کے ملتے نہیں - (رجپ جی) -

نمبر ۴ - جے دڑ آپ جانے آپ آپ - نانک ندریں کرمی دات (رجپ جی)

نمبر ۵ - چنگیاں برایاں واچے دھرم حضور - کرمی آپو آپنی کیا نیڑے کیا دور " "

نمبر ۶ - گورمکھ چوکے آون جاون - نانک پائی درگاہ مان - (سدہ گوشٹ) -

نمبر ۷ - بن ہر ہر نام نہ جیتو - سواوگن آوے جائے (راگ سری محلہ پہلا) -

نمبر ۸ - آواگون ستگور سبدین آپے کرتے بخش لیا - (سدہ گوشٹ)

نمبر ۹ - بن گور بہرمے آوے جاوے - بن گور گھال نہ پاوے تھائے " " نمبر ۳)

نمبر ۱۰ - ٹوٹے بندھن جنم مرن ساہد ریوسکھ پائے - نانک منونہ وسرے گن گوبند رائے - (باون اکھری شلوک ۳۶) -

نمبر ۱۱ - اکھیں اندہ جیبہ رس ناہیں رہے یہ اکرم تانا - گن انتر ناہیں کیوں سکھ پاوے - سن آون جانا (سری راگ محلہ پہلا)

نمبر ۱۲ - جیوں مچھی پھاتی جم جال - بن گور ورتے مکت نہ بھال - پھر پھر آوے پھر پھر جاوے ایک رنگ راچے رہے لولائے (دکھنی اونکار)

نمبر ۱۳ - جو آوے جو جانئے مریں آگے گئے پچھتائے - لکھ چوراسی میدنی سود دوتا نائیں (دکھنی اونکار) -

نمبر ۱۴ - ہوہیں ایتھے بندنہ - فیر فیر جونیں پائیں (آسا دی وار) -

نمبر ۱۵ - سبھو سوتک بھرم ہے - دوجے لگے نہ آوے - جمن مرن حکم ہے بھانے آوے جائے (آساوری وار) -

نمبر ۱۶ - جس کے اندر راج ابھمان - سو نرک پاتے ہوتے سوان - جو جانے میں جوبن ونت - سو ہووے وشٹا کا جنت - آپس کو کرم دنت کھاوے - جنم جن بھو جوں بھرماوے (سکھمنی محلہ ۵)

نمبر ۱۷ - ابھو جنم میں بھرمت ہار یو - استھر مت نہیں پائے مانس دیہہ پائے پد ہر بھج نانک بات بتائے (محلہ ۹ راگ سورٹھ) -

نمبر ۱۸ - کئی جنم بھی کیٹ پتنگا - کئی جنم گج میں کرنگا - کئی جنم پھنکے سرپ ہیو کئی جنم ہیور برکھ جیو ؤ - مل جگدیس ملن کے بریا - چر نگ کال ایہہ دیہہ بنجریا - (راگ سورٹھ محلہ ۹)

نمبر ۱۹ - کئی جنم میل اُرکریا - کئی جنم گربھے رہیا - کئی جنم ساکھ کرا پایا - لکھ چوراسی جوں بھرمایا - سادہ سنگ بھو جنم پراپت - کرسیو بھج ہر ہر گورمت -

نمبر ۲۰ - تد بن سدھی کنے نہ پایاں - کرمی ملیں نہیں ٹھاک رہایاں (رو دس محلہ پہلا)

نمبر ۲۱ - تدہ ڈھٹیاں بیچے پادشاہ مل جنم جنم دی کٹئے -

نمبر ۲۲ - پھرت پھرت میں ہار یو بہڑیو تو شرنائی - نانک کی پربھ بنتی اپنی بھگتی لائی

ترجمہ نمبر ۱ - انسان خود اعمالوں کا تخم بوتا ہے اور خود ہی اس کا پھل کھاتا ہے ایشر کے حکم کے اندر اس کا مختلف جونوں (قالبوں) میں تناسخ ہوتا ہے -

" نمبر ۲ - بُرے اعمال جو ہیں وہ چیونٹی کے پیٹ میں چیونٹے بناتے ہیں خطا کاروں سے اور خطا کار کر دیتے ہیں اور اسی طرح اچھے اعمال نرگن سے گن والا اور گن والوں کو زیادہ گن والا کر دیتے ہیں -

" نمبر ۳ - جو تیرتھ اللہ کے حکم اور منشا کے مطابق ہیں ایسے تیرتھ میں غسل کرنا چاہیئے - کیونکہ اچھے اور واجبی کرموں کا ہی پھل ملتا ہے - جتنی مخلوقات نظر آتی ہے سب کو اعمال کے مطابق پھل مل رہا ہے -

" نمبر ۴ - ایشور کی مہان یا عظمت کا پورا حال وہ خود ہی جانتا ہے مگر نانک اتنا جانتا ہے کہ اُس کی عنایت اور انعام کرموں پر ہوتا ہے -

" نمبر ۵ - اعمال حسنہ اور افعال قبیحہ اُس دھرم راے پرمیشور کے آگے ظاہر ہیں اس لوگ میں سبکو اپنے ہی اعمالونکا پھل ملتا ہے اور کا نہیں -

" نمبر ۶ - جو پرمیشور کے مقبول ہوتے ہیں وہ آواگون سے رہت ہو کر اُس کے پرم پد میں موکش پاتے ہیں -

" نمبر ۷ - جو پرماتما کی بھگتی نہیں کرتے اور اُس کا ورد نہیں کرتے وہ پاپی ضرور مبتلائے تناسخ رہا کرتے ہیں -

" نمبر ۸ - ادم جو گورپرمیشور کا شبد ہے اُس کی دھلر ناسے انسان آواگون

سے رہائی پاتا ہے۔
ترجمہ نمبر ۹۔ جو لوگ ایشور سے ہٹ کر اور سے مراد مانگتے ہیں اور سید ھے ایشوری آگیا کو پالن نہیں کرتے ہیں ایسے لوگ صراط المستقیم سے پھرے ہوئے ہیں۔ ایسے ہی لوگ آواگون میں آتے ہیں۔ اُن کو دار بقا یعنی مکتی نہیں ملتی ہے کیونکہ سچائی کو انھوں نے بھلایا اور گمراہ ہو گئے ہیں۔
نمبر ۱۰۔ ساہدوجنوں یعنی مہاتماؤں کی صحبت سے جو کہ اُتم کرم ہے۔ اُس کے سبب سے جنم مرن یعنی آواگون کی زنجیر ٹوٹتی ہے وہ فیض صحبت کیا ہے۔ ایشور کا بھجن پس ایسا عمدہ بھجن کبھی دل سے فراموش نہ کرنا چاہیئے۔
نمبر ۱۱۔ (گیانی آدمی کی حالت بیان کرتے ہیں) یعنی قریب المرگ ہے آنکھ بے بصارت ہو گئی۔ زبان لذت سے رہت ہو گئی تو بھی مکھ یعنی دل کا غلام انسان گرہست کے دھندے کر رہا ہے۔ ایسے آدمی کا جنم مرن چھوٹنا بہت مشکل ہے ایسا آدمی مکتی کیسے پا سکتا ہے۔ کیونکہ اعمال حسنہ کا کوئی گن اُس کے پاس نہیں۔
نمبر ۱۲۔ جس طرح مچھلی صیاد کے دام میں پھنسکر گرفتار ہو جاتی ہے اس طرح بد انسان بھی لوبھ کے بندھن میں پھنسا ہوا آواگون کے جال میں آجاتا ہے۔ جب تک مرشد کامل نہیں ملتا۔ خلاصی محال ہے ایک جال یعنی قالب سے نکلتا ہے دوسرے قالب میں پڑ جاتا ہے۔ اے انسان اگر تو نجات کا طالب ہے تو ایک پرمیشور کے رنگ سے رنگین ہو تب خلاصی پاوے گا۔
نمبر ۱۳۔ آواگون میں روحیں آتی ہیں اور جاتی ہیں۔ بار بار مر کر بھی وہ دکھ سے نہیں چھوٹتیں۔ یہاں تک کہ ۸۴ لاکھ جونوں یعنی قالبوں کے اقسام ہیں۔ اُن میں وہ پھرتی رہتی ہیں۔
نمبر ۱۴۔ اہنکار بہت بری بلا ہے دنیاوی کاموں اور چیزوں پر مغرور آدمی آواگون کے بندھن سے نہیں چھوٹتے یہاں بار بار جنم لیوینگے۔
نمبر ۱۵۔ سوتک کا ماننا بالکل بھرم یعنی خیال باطل ہے۔ کیونکہ وہ سوتک کوئی چیز نہیں۔ جو ایک آدمی سے دوسرے پر اثر کر سکے۔ البتہ پیدا ہونا اور مرنا ایشور کا حکم ہے۔ اور اسی مبارک ارشاد سے آواگون جیودن کو ہوتا ہے۔ اس سے کوئی بڑی نہیں۔ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے سوتک نہ کرنا چاہیئے۔
نمبر ۱۶۔ جو لوگ راج اور سلطنت پر مغرور ہوتے ہیں وہ کتے کے قالب میں جنم لیں گے۔ اور اس نرگ کو بھوگیں گے۔ جو حسن پر غرور کرے وہ پنر جنم میں پاخانہ کا کیڑا بنے گا۔ جو دکھلاوے کے واسطے اور دنیا میں جھوٹی مشہوری چاہتا ہے وہ اور بہت جونوں میں جاتا ہے۔
نمبر ۱۷۔ انیک جونوں میں پھرتے ہوئے میں تھک گیا مگر مجھ وہ عقل جس سے مجھے کامل یقین ہو جائے نہ ملی۔ انسانی قالب پا کر ایشور کی بھگتی کر یہ بات مہاراج تیغ بہادر کہتے ہیں کہ مجھے نانک جی کے اپدیش سے معلوم ہوئی۔
نمبر ۱۸۔ کئی جنم میں ہم چیونٹی اور پتنگوں کے شریروں میں گئے۔ کئی جنموں میں ہم ہاتھی۔ مچھلی اور گھوڑے ہوئے اور کئی جنم پرندوں اور سرپوں میں ہوا اور کئی جنموں میں بناسپتی کے جیووں کے قالب میں گئے اب ایشور کی کرپا سے مدت مدید کے بعد انسانی قالب ملا ہے۔
نمبر ۱۹۔ کئی جنم ہم کو پتھر وغیرہ دھاتوں کے قالب میں جانا پڑا اور کئی دفعہ ہمارا شریر حمل میں سے اسقاط ہو گیا یا اندر ہی حمل سوکھ گیا۔ کئی دفعہ درختوں کے قالب میں آنا پڑا۔ اسی طرح ہم چوراسی لاکھ جونوں میں پھرتے رہے۔ مگر اب اس انسانی قالب میں سادھوؤں کی سنگت حاصل ہوئی اب گورو نے یہ مت دی۔ کہ سنتوں کی سیوا کرو اور ایشور کا بھجن کرو۔
ترجمہ نمبر ۲۰۔ طاقت اور فضیلت جس کو تو دیتا ہے ملتی ہے اور اُسکو بھی تو اعمال کے مطابق دیتا ہے۔ انصاف کے رو سے نہ کہ بے وجہ۔ جب تک انسان مختلف جنموں میں اچھے کام نہ کرے تب تک مکتی، خالہ جی کا گھر نہیں۔
نمبر ۲۱۔ اے بادشاہ حقیقی پرماتما جب گیان نیتروں سے آپ کا دیدار ہوتا ہے۔ تب جنم جنم کی میل کٹ جاتی ہے۔
نمبر ۲۲۔ اے پرماتما جنموں میں پھرتا ہوا میں ہار گیا اب آخر لاچار ہو کر تیری پناہ میں آیا ہوں۔ اب نانک کی اے ایشور پرارتھنا ہے کہ آپ کی عبادت کے سوائے میرا من کہیں نہ جائے ٭

نانک چرتر کے مصنف نے لکھا ہے "گورو نانک صاحب نے تناسخ کا مسئلہ بتلایا ہے۔ کہ بُرے کرم کرنے اور برہم کو نہ سمجھنے سے آواگون ہوتا ہے۔ اس آواگون سے چھوٹ جانا اور پرمیشور سے مل جانا مکتی یا نجات ہے۔ اور اُس کا ذریعہ ایشور کی بھگتی اور گورو کی سیوا ہے اُن کی تعلیم کے موافق جس نے جنم لیا۔ وہ مریض ہے اور اُس کو اگیان اور خودی کی مرض دکھ دیتی ہے۔ اس مرض سے وہ شخص بچ سکتا ہے۔ جس پر ایشور کی مہربانی ایسی ہو کہ وہ گورو کی خدمت کر کے اُس پرمیشور کے نام کا آب حیات حاصل کر سکے۔ باہر کے اڈمبر چاہے کتنے اور کوئی ہوں نجات نہیں دے سکتے۔ بلکہ الٹے خود بندھن بن جاتے ہیں۔ جو شخص گورو کو ملکر ایشور کی رمنا میں رہے۔ سب کچھ اُسی کا تصور کرے اور اُس کو اپنا تن من نذر کر دے۔ وہ جنم مرن سے چھوٹ جاویگا۔ اور ملجاویگا۔

گورو نانک صاحب کے تناسخ اور مکتی کا اسلام کے ساتھ دور سے دور کا تعلق بھی نہ تھا۔ تناسخ کے مسئلہ ماننے کا نتیجہ یہ ہوا کہ سکھ مذہب کا علم الٰہی وہی رہا۔ جو ہندو مذہب کا تھا ٭ (صفحہ ۲۲۳)۔

کبیر صاحب بانی کبیر پنتھ کی رائے

کبیر جی کا اصلی نام عبد الکبیر اور باپ کا نام نورا یا نور علی تھا۔ کبیر جی اگھن شدی اکادشی سمت ۱۵۰۵ بکرمی میں پرلوک سدھارے۔ یہ مشہور سادہو رامانند جی کے چیلے ہوئے اور دین اسلام سے تایب ہو کر ویشنو مت سویکار کیا۔ انہوں نے مورتی پوجا کی تردید کی اور پورانک مذہب کا بھی اچھی طرح اپنی حسب لیاقت خاکہ اڑایا اپنا مذہب ہندو اور مسلمان دونوں کو بتلایا اور قرآن اور محمدی مسائل کی بخوبی تردید کی۔ یہ بنارس میں پیدا ہوئے اور مگر میں پران تیاگے ان کے مرنے پر بھی ہندو مسلمانوں میں جھگڑا ہوا۔ لاش کسی طرح غائب کر دی گئی راجہ بیر سنگھ نے بنارس میں انکی سمادہی بنائی۔ اور علی خان پٹھان نے مگر میں قبر تیار کی۔ اور اس زیارت پر منصور علی خاں نے جاگیر لگا دی جس کی نصف آمدنی بنارس کے کبیر چورے والے بانٹ لیتے ہیں ٭

کبیر جی نے جس طرح دین اسلام سے تایب ہو کر ویدک دھرم یعنی ویشنو مت قبول کیا۔ اسی طرح مسئلہ تناسخ کو بھی سویکار کیا اور یہی حال تمام کبیر پنتھیوں کا ہے وہ کہتے ہیں کہ جیو مطابق اپنے اعمال کے جسم پاتا اور یہ سلسلہ برابر لگا رہتا ہے تا وقتیکہ شبھ کرم انوسار اپنے آتما کی شدھی نہ کرے اور پرماتما کو جانکر پاپ سے نہ بچے آواگون سے بری نہیں ہو سکتا وہ ہندوؤں کے سورگ اور نرگ اور مسلمانوں کے بہشت

ودوزخ کو دھوکھے کی ٹٹی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دنیا میں جو راحت و آرام ہے یہی سورگ اور جو تکلیف و رنج یہ نرگ ہے وہ گوشت خوری اور جاندار کے قتل کو گناہ عظیم جانتے اور مسئلہ حلال و حرام کو انسانی ایجاد اور اُس پونر ذات پر الزام مانتے ہیں۔ ہندوؤں کی اعلیٰ ذاتوں میں سے سوائے دیش اور کایستھوں کے اور لوگ اُن کے پیرو نہیں اس مت نے اپنے کام کا میدان زیادہ تر شودر قوموں میں رکھا ہے اور یہی سبب ہے کہ لاکھوں کوری۔ چھینبے۔ چمار۔ دھنے۔ بافندے لوہار۔ بڑھئی۔ سائیس۔ گھسیارے وغیرہ محنت کرنے والے گرویدہ اور ماننے والے ہیں اور یہ بھی نہیں کہ صرف ہندو بلکہ ہزاروں مسلمان صاحبان بھی محمدی طریقہ کی عبادت ترک کر کبیر جی کی مالا پھیرتے اور اُن کا ورد کرتے ہیں۔

اب ہم چند بھجن اُن کے معہ ترجمہ نذر ناظرین کرتے ہیں۔ جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ تناسخ کے قایل تھے۔ **نمبر ۱۸**۔ لکھ چوراسی دہارین تہاں جیو یا ابس چودہ یم رکھوار وچار وید وشواش۔ **ترجمہ** چوراسی لاکھ کی لہریں جیو کا نواس ہے چودہ یم کی حفاظت میں اور چار ویدوں پر وشواس کرنے سے اسکا نستارا ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ **نمبر ۱۹**۔ آپ آپ سکھ سب رمے ایک انڈ کے ماہیں۔ اپنتی پرلے دکھ سکھ پھر آویں پھر جائیں **ترجمہ** سب جانور اپنے اپنے آرام میں مصروف ہیں اس ایک نظام شمسی کے اندر پیدائیش اور موت کے دُکھ اور سکھ میں بار بار پیدا ہو کر جسم دھالتے ہیں اور پھر مر جاتے ہیں **نمبر ۲۴**۔ گھر گھر ہم سب سوں کہی شبد نہ سنو ہمار۔ تے بھوساگر ڈوبے ہیں لکھ چوراسی دھار **ترجمہ** ہم نے سب لوگوں سے دھرم کا اپدیش کیا گھر گھر جا کر پر انہوں نے ہماری بات نہ سنی پس یہ سب لوگ دنیا کے سمندر کی چوراسی لاکھ لہروں اور موجوں میں ڈوب کر ہمیشہ تک کبھی ظاہر ہونگے اور کبھی غایب ہو جائیں گے **نمبر** گورو رہی اور من لاکھی ناری پرش وچار تے نر چوراسی پھرے ہیں جب تک ششی دن کار **ترجمہ** اُستاد کے ساتھ دھوکا کرنیوالا اور من کے پیچھے چلنے والا اور بیگانی استری یا بیگانے مرد سے دل لگانیوالا جو انسان ہے وہ جب تک سورج چاند ہیں وہ چوراسی کے چکر میں مبتلا رہے گا۔ لکھ چوراسی یونی جیو یہ بھٹکے بھٹک دُکھ پائے۔ کہہ کبیر جو رامہ جانے سو موہے نیکی بھاوے۔ **ترجمہ**۔ چوراسی لاکھ قسم کی جونیوں میں یہ جیو سرگردان اور پھر مارہتا ہے ان میں سے جو سرب بیاپک پرمیشور کا بھجن کرتا ہے وہ مجھ کبیر کو اچھا لگتا ہے۔ فقط

پادری غلام مسیح صاحب ٹیچر مدرسہ علم الٰہی سہارنپور کی رسالہ رد تناسخ کی تنسیخ

انہوں نے رسالہ مندرجہ عنوان کو تین فصل میں تقسیم کر اپنے خداوند کا جلال ظاہر کرنیکی غرض سے بزعم خود تثلیث کی مشکل حل کر دی مگر ہمیں دو تین بار اُس کے مطالعہ سے سوائے اس کے اور کچھ معلوم نہ ہوا کہ انہوں نے مولوی نور دین صاحب کی تصدیق اور رد تناسخ اور مرزا صاحب کے سرمہ چشم اسلام و براہین اور پادری برہم بند ہو کے رسالہ سوئی سے اور زیادہ حصہ پنڈت شیونرائن کے رسالہ سے ماخوذ کر کے ایک نئی ترتیب سے بھرتی کر دی ہے جن سب کا جواب ہم مفصل طور پر عرض کر چکے اس پر بھی ہم آپ کی کسی قدر خدمت کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ **پادری**۔ جو چیز تغیر پزیر ہے وہ قدیم نہیں اور چونکہ دنیا اور اجسام انسانی متغیر ہوتے ہیں جیسا کہ ہمارے آریہ بھائی بھی مانتے ہیں کہ دنیا ہزاروں لاکھوں دفعہ بنائی گئی اور پھر بگاڑی گئی اور جسم انسانی پیدا ہوتے اور پھر مٹ جاتے ہیں پس جو چیز قدیم نہیں اُس کا شروع بھی کسی وقت ہوا ہماری دوسری دلیل

یہ ہے کہ ہر شے سے جس میں ترکیب پائی جاتی ہے اُس کے اجزا کا جن سے اس چیز نے ترکیب پائی ہے وجود مقدم ہے دنیا اور اجسام انسانی ترکیب شدہ چیزیں ہیں پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسم انسانی سے پہلے اور دنیا کی ترکیب موجودہ سے پہلے جسم اور دنیا کا مادہ مقدم ہے لہذا اجسام انسانی اور دنیا موخر ہوئی اور جس سلسلہ کا ہر جز اپنی ابتدا اور انتہا میں متناہی ہے تو وہ سلسلہ بھی غیر متناہی نہیں ہو سکتا پس جب خدا نے دنیا کو ابتدا میں پیدا کیا تو انسانوں کے کون سے اعمال تھے جن سے اُن کو خلق کیا **آریہ** بیشک یہ دنیا لاکھوں دفعہ بنائی گئی۔ اور اسی طرح بگاڑی گئی اور یہی سبب ہے کہ اُس کا آغاز و انجام ہے اور اسی کا نام آریہ سمت یا سرشٹی سمت ہے اور اسی کو برہم دن کہتے ہیں مگر اُن کی تخلیق کے پہلے آغاز اور انجام میں وہ پرکرتی یا مادہ موجود رہتا ہے جس سے وہ خلق ہوتے ہیں ورنہ اُن کا بننا ناممکن ہے اور وہ مادہ صرف مقدم ہی نہیں بلکہ انادی بھی ضرور ہے کیونکہ وہ پیدا شدہ چیز نہیں ہے اور یہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ تمام دنیا کے علمائے سائنس دان ویدک دھرم کے اس علمی اصول کی تائید کرتے ہوئے اُس کی صداقت کے شاہد ہیں مگر ایسا ماننا عیسائی دین سے بسا بعید ہے کیونکہ علمی باتوں سے اُسے نفرت ہے دیکھیو کانفلکٹ بٹوین ریلیجن ان سائنس) آپ نے باوجود ہندو اور محمدی مذہب کا تجربہ ہونے سے آج تک یہ بھی نہیں سمجھا کہ مادہ کیا چیز ہے کیونکہ آپ اُسے آب و آتش و خاک سمجھ رہے ہیں جیسا کہ صفحہ ۲۱ سے ظاہر ہے مگر یہ بالکل غلط ہے آپ مادہ کی تعریف علم طبعی کی کتابوں میں مطالعہ فرمائے یا ستیارتھ پرکاش کے حصہ سرسٹی اتپتی پر دل لگائے ورنہ سمجھنا دشوار ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہ سوال کرتے وقت انادی کے معنے بھول گئے یا تجاہل عارفانہ کو کام میں لائے ورنہ ایشر جیو اور مادہ کو سروپ سے اور سرسٹی کو پرواہ سے انادی مانتے ہوئے یہ سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا یہ اعتراض اس قبیل سے ہے جیسے کوئی متوازی کے معنے جانتے ہوئے بھی سوال کرے کہ دو خط متوازی کبھی ضرور ملنے چاہئیں ایسے اعتراض وہی کرتے ہیں جو ایک طرف خدا کو اجنما مانتے ہیں اور دوسری طرف قادر مطلق کے معنے نہ جانتے ہوئے اُسکا مریم کے حمل میں آکر اوتار لینا مسلم جانتے براہ مہربانی آپ لفظ انادی اور پرواہ روپ سے انادی کے معنے کوش میں مطالعہ فرمائیے اور پھر اعتراض کے لئے میدان میں آئے انادی کی تعریف ایک فاضل نے اچھی کی ہے اول او اول بے ابتدا ست + آخر او آخر بے انتہا ست پوری انسانی طاقت کو دیکھکر یہ نتیجہ نکالنا کہ خدا بھی بغیر مادہ کے کچھ نہیں بنا سکتا غلط منطق و فلسفہ پر مبنی ہے **آریہ** ہم نے انسان کی طاقت نہیں بلکہ خدا کی طاقت سے یہ نتیجہ کیا ہے کیونکہ پرماتما بھی تمام دنیا کو مادہ سے بناتا ہے اور اُس کا ازل سے ابد تک یہی قاعدہ ہے بغیر مادہ کے اُس نے نہ آج تک کچھ بنایا اور نہ آیندہ امید ہے اور صرف یہی نہیں کہ یہ آپ ہی کا نتیجہ ہے بلکہ عیسائی دین کے دوسرے خدا نے بھی بغیر مادہ کے کچھ بنا کر نہ بتلایا کہ اس طرح میرا آسمانی باپ بغیر مادہ کے بناتا ہے بلکہ یوں سمجھیے کہ اُس غریب میں یہ مادہ ہی نہیں تھا وہ ساری عمر تک گو کہ بہت تھوڑا جیا تو بھی مادہ کے مرکبات ہوا پانی اور روٹی اور شراب اور گوشت سے زندگی کے دن بیتت کرتا رہا پھر ہم کسی اور کی شہادت پر کس طرح اعتبار کریں جب آپ کے خدا صاحب بھی یوسف کے نطفہ سے اُس کی شادی شدہ بیوی مریم کے حمل میں ٹھہر کر غذائے خون حیض نوش جاں کرتے ہوئے پیدا ہوئے تو پھر ہم کس طرح یقین کریں کہ دنیا خدا نے بے مادہ پیدا کی اپنے خداوند کے واسطے کوئی ثبوت پیش کیجیے تین نہ سہی ایک

ہی سہی اور اگر بودانہ سہی ادھورا ہی سہی ہم ماننے کو تیار ہیں ÷

۴۸- پادری :- ازروے علم جیالوجی خلقت حیوان- انسان سے قبل مخلوق ہوئی یا اگر قبل نہ مانو تو ساتھ ہی ساتھ مانو تو جس حال میں کہ ازروے انصاف خدا کسی کو جانور اور کسی کو ذی عقل انسان نہیں بنا سکتا کیونکہ جانور انسان کی بہ نسبت بہت دکھ و تکلیف کی حالت میں رہتے ہیں تو تاوقتیکہ سینکڑوں ہزاروں برس انسان کو گناہ کرتے کرتے نہ گذر گئے ہوں حیوانات کی خلقت وہ پیدا نہیں کر سکتا یا تو علم جیالوجی باطل ہے یا مسئلہ تناسخ- پھر عورتیں جو ازروے شاستر وید وغیرہ کے بہ نسبت مرد کے کمتر درجہ کی ہیں تو اُن کی خلقت بھی مرد کے بعد ہونا ضروری ہے کیونکہ عورت پیدا ہونا بھی تو ایک طرح کی سزا ہے ÷

آریہ - یہ اعتراض بھی اگرچہ پورانا ہے اور اُس کا بھی کئی بار جواب دیا جا چکا ہے مگر آپ نے اُس کو نئے پیرایہ میں بیان کیا ہے بنا بران ہم اس کا جواب عرض کرتے ہیں شکر ہے کہ آپ جیالوجی کی طرف متوجہ ہوئے شاید آپ کو معلوم نہیں کہ جیالوجی سے دین عیسوی کو کتنا صدمہ پہنچا اس علم نے بائیبل کی ساری تاریخ تاریکی میں ڈالدی- آدم کی ہستی سے انکار کر دیا اور اُس کے تمام نسب نامہ کی دھجیاں اڑادیں اسی علم نے ثابت کیا ہے کہ ابھی آدم و نوح کتم عدم میں براجمان تھے کہ اُن سے کروڑوں برس پہلے دنیا میں انسان زندہ موجود تھے (مفصل دیکھو پرابلمس فاردی فیوچر مصنفہ ایس لنگ صاحب) جیالوجی سے سب سے بڑا خطرہ عیسائی دین کو ہے ہمیں ذرا بھی نہیں بلکہ وہ تو بہمہ وجوہ ہماری ممد ہے سرشٹی کو پرواہ روپسے انادی مانتی ہے یہ تمام عقدے حل ہو جاتے ہیں مگر بشرطیکہ کوئی انادی کے معنے جانتا ہو اور ساتھ ہی یہ بھی سمجھتا ہو کہ لاکھوں نظام شمسی ہیں صرف یہی ایک دنیا نہیں جس کے واسطے خدا کا اکلوتا بیٹا مصلوب ہو گیا برہمانڈ بہت ہیں یہ وید میں بار بار ارشاد ہے اور سائنس پکار رہی ہے کہ سورجوں کی بیشمار تعداد ہے مگر بائیبل اس بات سے قطعی محروم ہے اور اس علم کا اس میں نشان تک بھی معدوم ہے اور سچ پوچھئے تو تین خداؤں میں سے کسی کو بھی یہ بات معلوم نہیں تھی ورنہ ضرور لکھ دیتے پس سرشٹیوں کے بیشمار اور سلسلہ پیدایش عالم کے بار بار ہونے سے وہی حیوانی اجسام کی روحیں نئے کالبوں میں آتی ہیں اور یکے بعد دیگرے نیر جنم کو پراپت ہو کر اعلے و ادانے مراتب کو حاصل کرتی جاتی ہیں اور یہ سلسلہ بدستور غیر متناہی رہتا ہے کبھی متناہی نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے جیالوجی کے خلاف ہے- نوح کا عالمگیر طوفان اور آدم کا نسب نامہ- اور اُس کی اکیلی پیدایش اور میڈیکل سائنس کے خلاف ہے حوا کی آدم کی پسلی سے پیدایش اور مسیح کا بے باپ پیدا ہونا اور علم ہیئت کے خلاف ہے مسیح کے ستارہ کا نکلنا اور آگے آگے چلنا اور یسوع کے سورج و چاند کا دن بھر کھڑا رہنا اور پچھم کی طرف نہ ڈوبنا اور کشش ثقل کے خلاف ہے- حنوک اور مسیح کا معراج آسمانی اور خود آسمانوں کا وجود- پس اب بتلائیے کہ ہم ان علوم کو غلط سمجھیں یا اُس کتاب کو جس میں علوم کے خلاف ان واقعات کا ذکر ہے- ہم ازروے وید شاستر عورتوں کا درجہ کمتر نہیں سمجھتے بلکہ شاستر میں باپ سے زیادہ ماں کی تعظیم کرنے کا حکم ہے- ہاں بائیبل عورتوں کی بےعزتی کرتی ہے (دیکھو استثنا باب ۱، آیت ۱۰ سے ۱۴ تک) اور اسی طرح حوا کا آدم کو گنہگار بنانا وغیرہ ÷

باب نہم

شری سوامی دیانند جی کے مسئلہ تناسخ پر مباحثے

پیدایش ۱۸۸۱ سنہ بکرمی   وفات ۱۹۴۰ سنہ بکری

مباحثہ اول - مولوی احمد حسن سے بمقام جالندھر

مولوی - وجود کا بغیر ملنے صورت حال کے ممکن نہیں- جب وجود صورت کا حادث ہے تو ضرور مادہ بھی حادث ہونا چاہئے کیونکہ مادہ کو وجود بذریعہ صورت ملا- ذریعہ شے کا مقدم ہوتا ہے- شے سے- تو اب قایل تناسخ پر لازم آتا ہے- کہ عالم حادث ہو حالانکہ اُنہوں نے مانا تھا کہ قدیم ہے-

سوامی - صورت دو قسم کی ہوتی ہے- ایک گیان سے گرہن ہوتی ہے ایک آنکھ آدی (وغیرہ) سے سو کارن میں صورت ہے- پرنتو وہ اندریوں سے یعنے حواس سے گرہن نہیں ہوتی- کیونکہ جو (سوکھشم) باریک چیز ہوتی ہے- وہ خود ہی نہیں دکھائی دیتی تو اس کی صورت کیا دکھائی دیگی- اور جو اس کارن کی کسی طرح صورت نہ ہو تو کارج میں نہیں آسکتی- کیونکہ جو کارن کے گن ہیں وہی کارج میں آتے ہیں جیسے ایک تل کے دانہ میں تیل ہوتا ہے- وہ کروڑ دانہ میں بھی برابر ہوتا ہے- لوہے کے ایک ذرہ میں تیل نہیں ہوتا- من بھر میں بھی نہیں ہوتا- جو چیز نت یعنے قدیم ہیں- اُس کے گن بھی نت ہیں- کارن کا ہونا نہ ہونا نہیں کہا جاتا ہے- وہ تو قدیم ہے- اور جو چیز قدیم ہے- جیسے صورت اُس کی کارن کی حالت میں قدیم ہے- صورت بغیر شے کے الگ رہ نہیں سکتی- وہ صورت اُسی شے کی ہے اس سے ثابت ہے کہ کارن سناتن یعنی قدیم ہے ÷

مولوی - یہ نہیں جو چیز بدون کسی چیز کے نہ پائی جاوے تو اُس کا عین یعنی وہی ہے- مثلاً حرکت ہاتھ اور چابی کی- حرکت چابی کی بغیر حرکت ہاتھ کے نہیں پائی جاتی- بلکہ جب حرکت چابی کی ہوگی- یعنی ان دونوں حرکتوں میں کوئی زمانہ کسی کے واسطے مقدم یا موخر نہیں نکلتا- اور بالیقین عقل سلیم جانتی ہے- کہ کنجی کی حرکت بغیر ہاتھ کے نہیں- یعنے حرکت کنجی (کلید) کی محتاج ہے- حرکت ہاتھ کی اگرچہ زمانہ موجودہ میں اکٹھی ہے- ایسی ہی مادہ عالم اور اُس کی صورت اگرچہ زمانہ میں اتحاد ہو- مگر عقل جانتی ہے اس بات کو مادہ مقدم ہے- اُس کی صورت سے کیونکہ موصوف اور قابل مقدم ہوتا ہے- وصف اور مقبول سے وجود مادہ کا تشخص اور تعین یعنے محسوس اور دکھائی دینا وہ کسی چیز کے لگنے سے ہوتا ہوگا یا تو شکل کے لگنے سے ہوتا ہوگا- یا کسی اور چیز کے لگنے سے- بہر صورت جبکہ وہ شے جس کے لگنے سے وہ مادہ موجود عالم ہوا اس طرح کے ساتھ کہ

÷ یہ مباحثہ مابین سوامی دیانند جی سرسوتی و مولوی احمد حسن صاحب عرف ولی محمد پادری کے ۲۴ ستمبر ۱۸۷۷ء بوقت ۷ بجے صبح کے سردار بکرماں سنگھ صاحب بہادر اہلووالیہ کی کوٹھی پر شہر جالندھر میں ہوا- اور اُسی وقت مولوی مرزا موحد جالندھری نے لکھکر حسب الارشاد سردار صاحب موصوف ماہ دسمبر ۱۸۷۷ء میں مطبع پنجابی اخبار میں طبع کرایا اُس رسالہ کے صفحہ ۹ سے ۱۰ تک یہ درج ہے ÷

محسوس اور دکھائی دے وہ کسی امر سے ہوا جو بعد اُس مادہ کو عارضی ہوا۔ اور یہ جو جواب میں لکھا گیا کہ کارن کا ہونا نہیں کہا جاتا ہے عجیب وہ شے ہے کہ جس کی علت مادے میں ہونا یا نہ ہونا نہیں کہہ سکتے۔ وہ شے کہ جس کی علت مادی ایسی ہو۔ اُس کو ہونا کس طرح ہوسکتا ہے۔ یعنی شے موجود معدوم سے نہیں بن سکتی۔ اور اگر اُس کے قدیم ہونے سے کوئی شخص یہ کہے کہ وہ موجود ہی ہوگا تو یہ غلط ہے کس واسطے کہ عدم شے خاص کا مثلاً زید کا ہر مذہب کے موافق قدم ہے۔ یعنی زید کے مادہ کو ایک شکل خاص اور وہ ہیئت خاص اسی ہیئت سے پہلے کبھی موجود نہ تھی۔ لہذا اُس کو یعنی اُس کے عدم کو قدیم کہا جاوے گا۔ صورت یعنی روپ کے جو دو قسم کئے۔ ایک وہ جس کو شکل کہتے ہیں۔ اور ایک ماسوائے اِس کے معلوم ہوا کہ صورت غیر مادہ ہے۔

سوامی۔ سبھاوک (ذاتی) گن روپ یعنی شے کے پیچھے کبھی نہیں ہوتے اور جو پیچھے ہو اُسے سبھاؤ نہیں کہتے۔ جیسے اگنی کے پرمانوں کا سبھاوک اتی اندری روپ یعنی آنکھ سے نامحسوس سبھاوک سب دن اُس کے ساتھ ہے۔ جب نمت کارن کے سنجوگ کرنے سے استھول کارج (بڑا) ہونے سے اُس کا اندریہ گراہیہ یعنے محسوس بحواس ظاہر ہوا۔ جیسے جل کے پرمانوں آکاش میں اُڑ کر ٹھہرتے ہیں اور جب تک بادل نہیں ہوتے تب تک نہیں دیکھ پڑتے ہمارا مطلب یہ نہیں کہ وہ مادی نہیں ہے یا مادہ کے سبھاوک گن مثلاً جیسا لڑکے کا ہونا اور لڑکے کا نہیں ہونا۔ جیسا کارج میں یہ ہونا یا نہ ہونا گن ہے ایسا ہی کارن میں نہیں ہے۔ جو کارن اور کارن کے سبھاوک گن ہیں وہ انادی یعنے قدیم۔ کارج جو ہے اُس کا سینوگ سے ہونا اور ویوگ سے پیچھے نہ رہنا وہ ایک شکل یعنی صورت سینوگ جن جو ہے وہ کارج کی صورت کہاتی ہے۔ اُس کا پرواہ یعنی دور تسلسل سے انادی پن ہے۔ سروپ سے نہیں۔ اور ایشور کے دجوگہ سروگیہ ہے اور اُس کا نمت کارن (یعنی بنانے والا ہے) گیان میں سدا ہے اور رہیگی۔ (آخر کے فقرہ کا جواب اوپر آگیا)

مولوی۔ تقدم یعنی اول ہونا دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک ذاتی اور ایک زمانی مقدم ذاتی جیسا پہلے ہم بیان کرچکے ہیں۔ جیسا کہ حرکت ہاتھ کی اور چابی کی۔ اور ایسا ہی تقدم ذات کا اپنی صفات اصلیہ پر مثلاً تقدم ذات پانی کا اپنی برودت پر عقل سلیم جانتی ہے۔ کہ برودت کا قیام پانی کے ساتھ ہے اس تقدم کو تقدم ذاتی کہا جاوے گا۔ الغرض تقدم ذات کا اُن صفات پر جو اُس کے صفات ذاتی ہے۔ کیونکہ موصوف اپنے صفات پر بالضرور مقدم ہوتا ہے۔ اور شبہات تب وارد ہوں جب تقدم زمانی ہو اور دوسرا تقدم زمانی جیسا کہ باپ کا تقدم اپنے بیٹے پر۔ اب ذات کا خالی ہونا اپنے صفات اصلیہ سے لازم آتا ہے اگر زمانی متقدم ہو۔ الغرض مادہ کا تقدم اپنی صورت پر وہ تقدم ذاتی ہے۔ کیونکہ قابل مقدم ہونا چاہئے مقبول پر۔

سوامی۔ درب اُس کو کہتے ہیں کہ جس میں گن۔ کریا۔ سنیوگ۔ ویوگ ہونے کا سبھاؤ ہے۔ پرنتو جو درب پر بچھن یعنی علحدہ علحدہ ہیں۔ اُن کا یہہ لکھشن ہے جو وبھو یا ویاپک درب ہیں وے سنیوگ ویوگ سبھاو سے علحدہ رہتے ہیں۔ اور کسی ویاپک میں گن ہی رہتے ہیں کہ یا نہیں۔ جیسے کہ پرمیشور اُس میں سنیوگ ویوگ ہوتا نہیں۔ پرنتو کریا اور گن ہیں اور آکاش۔ ۔شا کال۔ یہ ویاپک ہیں۔ پرنتو ان میں کریا نہیں گن تو ہیں۔

مولوی۔ الغرض یہ جواب پہلے سوال سے کچھ نسبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ ان جواب کے درمیان ذاتی اور زمانی فرق نہیں کیا گیا صورت علمیہ کی نسبت عدم خاص زید یعنی اُس کے جسم معین پر جو ایک زمانہ تعین حادث ہوا تھا وہ اُس کے جسم سے وجود سے پہلے وہ عدم قدیم تھا۔ اور یہ جو خیال کیا گیا کہ وہ عدم تقدم اس جسم خاص کا نہیں ہے۔ اُس کی صورت علمیہ علم واجب میں موجود ہے یہ محض غلط ہے۔ کیونکہ خدا کے علم میں یہ جسم خاص موجود نہیں ہے جس کا طول تین ہاتھ کا ہے قدامت شے سے وجود شے کا نہیں لازم آتا۔ باقی رہا صورت علمیہ کا خیال تو خدا کا علم صورت علمیہ کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ صورت علمیہ وہ ہوتی ہے جو حاصل ہوتی ہے عالم کو شے خارج سے۔ جب کہ ہیئت خاص اور شکل خاص کو قدیم نہیں مانا جاتا۔ تو اب خدا کے درمیان صورت علمیہ کہاں سے حاصل ہوئی۔ اگر قدیم تھا تو موافق مذہب آپ کے مادہ قدیم تھا۔ اور جو چیز کہ ممکنات سے محسوس نہ ہو۔ جیسے کہ آپ مادہ اور صورت کے قایل ہیں۔ کہ پہلے شکل عارض کے محسوس نہ تھا۔ تو اُس کا علم کسی طرح حاصل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ طریقہ علم شے کا یہی ہے کہ بذریعہ کسی حس کے حس مشترک اور خامہ مدرکہ میں اس کی شکل حاصل ہو۔ اور اسی کو صورت علمیہ کہا جاتا ہے اور باقی رہا حال ذرات پانی کا تحلیل ہوکر بخار بن جاتا ہے۔ گو وہ اُس کو مبصر نہیں ہے تو کسی نہ کسی حس کے ساتھ وہ مدرک ہے بہر صورت وہ اور صورت جو اُس قسم کی مانی گئی کہ مدرک بحواس نہیں ہے تو اس کا وجود بھی نہیں ہے۔ جب قدامت باطل ہوئی۔ باقی تناسخ کی کیا صورت ہے اگر یوں کہا جاتا ہے کہ علت ایک بدن کو چھوڑ کر دوسرے بدن سے متعلق ہونے کی اُس کے افعال ہیں۔ جو بدن اول میں حاصل کئے گئے تھے تو یہ ظاہر ہے کہ افعال حرکت سے صادر ہوتے ہیں اور حرکت منطبق زمانہ پر ہے۔ اور زمانہ کا اول و آخر اور اوسط جمع نہیں رہ سکتا۔ تو علیٰ ہذالقیاس افعال جو بذریعہ زمانہ کے صادر ہوتے ہیں۔ وہ بھی معدوم ہوتے گیا تعلق بدن ثانی سے کسی مرجح کی جانب سے نہ ہوگا۔ جب نسبت نفس اول کی نسبت اجسام سے مساوی ہے تو اب تعلق خاص سے ترجیح بلا مرجح لازم آوےگی۔ نیز اس تعلق سے نقصان بہت پیدا ہوں گے۔ کیونکہ پہلے کمالات جو بدن میں حاصل کئے تھے سو وہ دور ہوگئے۔ اور دوسرا تعلق فرض کرو کہ اگر مثلاً گدھے سے یا کتے سے ہوا تو اُس بدن کے گئے اور گدھے میں وہ کمال نہیں حاصل کرسکتا۔ جو بدن انسان میں حاصل کرسکتا تھا۔ اب آپ کو لازم ہے کہ اول طریقہ حاصل کرنے علوم کا معین کیجئے۔ بعد اُس کے پھر علت تعلق کی قایم کی جائے۔ تو اُس پر پھر اعتراض کیا جائے +

سوامی۔ دس اندریاں یعنی دس حواس سے مولوی صاحب کا فرمان درست نہیں چنانچہ جیو آتما یعنی روح کسی اندری سے نہیں دیکھا جاتا۔ مگر وجود اُس کا ہے جو مولوی صاحب نے کہا کہ انادی وستو باطل ہے۔ یہ کس نے کہا۔ کیا یہ بات آپ نے اپنے دل سے جوڑ لی ہے۔ کیونکہ جب میں لکھوا چکا کہ پرمیشور جگت کا کارن اور جیو یہ تین سناتن ہیں۔ اس سے قدامت ثابت ہے اور ابھاو سے بھاؤ کبھی نہیں ہوتا اور جو کوئی کہے اُس کا کہنا پرمان رہت ہے۔ جو گدھے کے بدن میں منش کا جیو جانے سے مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ بڑا نقصان ہوتا ہے۔ کیونکہ سب کمائی کی ہوئی چلی جاتی ہے۔ جو مولوی صاحب ایسا مانتے تو مولوی صاحب کو سونا کبھی نہ چاہیئے۔ کیونکہ نیند میں جاگرت کی کمائی سب بھول جاتی ہے۔ جو مولوی صاحب کہیں کہ پھر جاگنے سے وہ علم آجاتا ہے تو کہتے

گدھے کے شریر (جسم) میں پاپ کا پھل بھوگ کے جب پاپ پن برابر ہوگا۔ تب پھر بھی منش کے شریر میں آجائے گا۔ اور پھر علم حاصل کر سکتا ہے۔ جیسے کہ آدمی سو کے جاگ کر۔ اس سے میں جانتا ہوں کہ مولوی صاحب کی تقریر۔ اور میری بدہی مان لوگ آپ ہی دیکھ لیں گے۔ پرنتو میری سمجھ میں ایک جنم ان باتوں سے سدھ نہیں ہوتا۔ کنتو پنر جنم (تناسخ دوبارہ جنم لینا) سدھ (ثابت) ہے۔

مباحثہ دوم۔ درمیان پادری جی ٹی اسکاٹ صاحب وسوامی دیانند جی کے بمقام کتب خانہ بریلی۔

واقعہ ۲۵ اگست ۱۸۷۹ء

ثبوت آواگون منجانب سوامی دیانند جی سرسوتی۔

جیو۔ جیو کے سبھاوک گن کرم اور سبھاؤ انادی ہیں۔ اور پرمیشور کے نیائے کرنا آدی گن بھی انادی ہیں جو کوئی ایسا نہیں مانتا کہ جیو کے اور اُس کے گن آدی کی اُتپتی ہوتی ہے۔ اُس کو اس کا ناش ماننا بھی اوشیہ ہوگا اور تس کے کارن آدکا بھی نشچے کرانا ہوگا۔ کیونکہ کارن کے بنا کارج کی اُتپتی سرونتھا اسمبھو ہے۔ جو جو جیو کے پاپ اور پن آدی کرم پرواہ سے انادی چلے آتے ہیں اُن کا ٹھیک ٹھیک پھل پہنچانا ایشور کا کام ہے۔ کیونکہ جیوؤں کا بنا ستھول سوکھشم اور کارن شریر کے سُکھ دُکھ کا بھوگنا اسمبھو ہے جب یہ بات ہوئی تب بارم بار شریر کا دھارن کرنا بھی جیو کو اوشیہ ہے۔ کیونکہ کریہ مان کرم نئے نئے کرنا جاتا ہے ان کا سنچت اور پراربدہ بھی نیا نیا ہوتا چلا جاتا ہے۔ جب اس سرشٹی میں ودیا کی آنکھ سے منش دیکھو تو سرشٹی نیم (قانون قدرت) اور پرتیکش آدی پرمانوں سے ٹھیک ٹھیک سدھ ہوتا ہے کہ دیکھو جو آج سوموار ہے وہی پھر بھی آتا ہے۔ مہینہ رات دن آدی پچھ پہر (پہر پہر) آتے ہیں۔ اور گیہوں کا بیج بونے سے پھر وہی گیہوں آتے ہیں

(دستخط دیانند سرستی)

اعتراض منجانب پادری ٹی جی اسکاٹ صاحب:۔ اس آواگون کے بارہ میں صرف حق کے واسطے جستجو کرنا چاہیئے۔ ہار جیت کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ تعلیم پرانی تو ہے لیکن دنیا میں سے مٹی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنی روح ہیں ہمیشہ جنم لیتی رہتی ہیں کبھی انسان کے بدن میں کبھی بیل کے بدن میں کبھی بندر کے کبھی کیڑہ مکوڑہ کے بدن میں پیدا ہوتی ہے لیکن یہ ایسی تعلیم ہے کہ تعلیم یافتہ قومیں اس کو چھوڑتی جاتی ہیں۔ قدیم مصریوں نے اس کو مان لیا۔ پھر چھوڑ دیا۔ اسی طرح پر یونانی اور رومیوں نے اور انگریزوں نے بھی چھوڑ دیا۔ ہمارے پورانے ڈروڈ لوگ جو ہمارے گورو تھے۔ یہی سکھلاتے تھے۔ اور ہم لوگ سب کے سب مانتے تھے۔ لیکن روشنی کے پھیلنے اور تعلیم حاصل کرنے سے اس پورانی اور بے بنیاد تعلیم کو چھوڑ دیا سو ہمارا سوال پنڈت جی سے یہ ہے کہ آیا اس مسئلہ کے لئے کونسی دلیلیں ہیں۔ جب کچھ خاص ثبوت دیا جاوے تو ہم اُن کے رد کے لئے اعتراض کریں گے۔ بالفعل میرے دو چار سوالات یہاں پر ہیں۔

۱۔ آیا علاوہ ایشور کی روح کے اور ارواح اناد سے یعنی ازل سے ہیں یا نہیں۔

۲۔ اس جنم لینے سے کبھی فراغت ہوگی یا نہیں۔

۳۔ آپ کا یہ دعوےٰ کہ کل تکلیف جو دنیا میں ہوتی ہیں سزا کے واسطے ہے پنر جنم فقط سزا کے واسطے ہے یا اور کوئی سبب ہے۔

۴۔ یہ بھی ایک سوال ہے کہ آیا پرمیشور ہر وقت سگن ہے یا کبھی نرگن بھی ہوتا ہے۔

۵۔ یہ جنم لینا اُسی کی خاص قدرت سے ہر دم ہوتا ہے یا کسی قدرت قانون سے ہوتا ہے۔ جیسے بیج کا اُگنا۔ پھل کا پکنا۔ پانی کا برسنا۔ وغیرہ

(دستخط ٹی۔ جی اسکاٹ)

سوامی دیانند سرسوتی جی۔ تین پدارتھ انادی ہیں۔ ایک ایشور۔ ایک کارن اور سب جیو۔ جنم سے کبھی فراغت نہ ہوگی۔ پُنر جنم فقط سزا جزا دونوں کے لئے ہے۔ پرمیشور سگن اور نرگن ہمیشہ رہتا ہے۔ قدرتی قانون اُس کا یہ ہے کہ جیسا جس نے پاپ پن کیا۔ اس کو ایسا ہی اپنے ست نیائے سے پھل دیتا ہے اب پادری صاحب نے جو کہا تھا کہ پورانی تعلیم بھی پنر جنم کی ہمارے بیچ میں تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ سب دیشوں میں پرتھم پنر جنم مانا جاتا تھا اور یہ جو کہا کہ جو قوم سدھرتی جاتی ہے۔ وہ ہی پنر جنم کے مسئلہ کو چھوڑتی جاتی ہے اب اس پر ایک سوال ہے کہ پورانی باتیں بالکل جھوٹھ یا کچھ سچی بھی ہوتی ہیں۔ اور نئی تعلیم سب سچی یا اس میں کچھ جھوٹھ بھی ہے جو پادری صاحب کہیں کہ پورانی ماننے کے لایق نہیں تو توریت۔ زبور۔ اور انجیل کی تعلیم آج ہی کی اپیکھشا سے پورانی ہے یہ بھی نہ ماننی چاہیئے۔ یہ کوئی بات ثبوت کی نہیں کہ پہلے مانتے تھے۔ اب نہیں مانتے۔ اس لئے سچی یا جھوٹھی ہے۔ یا پہلے نہیں مانتے تھے اور اب مانتے ہیں اس لئے جھوٹھی یا سچی ہے۔

اب پادری صاحب نے کہا کہ کچھ ثبوت ہو تو ہم اس پر کچھ اعتراض کریں اُس کے ثبوت کے لئے میں نے پرتھم لکھا دیا کہ جیو کے کرم آدی انادی اور ایشور کا نیا آدمی بھی انادی ہیں جو کرم کی بات نہ مانی جائے تو سرشٹی میں بُدہ وان۔ نربُدہی۔ دردر اور راجہ اور کنگال کی اوستھا ایشور کس طرح سے کر سکے۔ کیونکہ اُس میں طرفداری آتی ہے۔ اور پکش پات سے اُس کا نیاہی نشٹ ہو جاتا ہے۔ جب کرم کے پھل ہیں تو پرمیشور برابر نیا کاری بنتا ہے۔ انیتھا نہیں اور ایشور انیائے کبھی نہیں کرتا۔

(دستخط دیانند سرسوتی)

پادری اسکاٹ صاحب۔ پنڈت جی کے کہنے سے تمام جیو یعنی ارواح ازل سے ہیں تو اس حساب سے ہماری اور اُس کی ازلیت میں کچھ فرق نہیں۔ یعنے دو شے ازل سے ہیں۔ ایک طرح سے دو پرمیشور ہوئے۔ میرا یہ اعتراض ہے کہ توریت اور زبور اور انجیل کے بالکل خلاف یہ ہے اور میں دریافت کرتا ہوں کہ کس تعلیم میں زیادہ تسلی ہے۔ یعنے ہمارے روح ہمیشہ تک جہرانی میں پھرتے رہیں گے۔ کبھی بیل کے بدن میں۔ کبھی بندر کے بدن میں۔ کبھی مکوڑا کیڑہ کے بدن میں اور کبھی کسی اچھی دیہہ میں۔ ایسے ازلی دور میں زیادہ تسلی ہے۔ یا توریت وزبور۔ انجیل کی تعلیم میں کہ آخر کار جو لوگ نیکی کے لئے کوشش کرتے ہیں اور نیک بنتے ہیں ایک ایسی آرامگاہ میں پہنچیں گے کہ پھر جنم لینا نہ ہوگا۔ نہ کسی طرح کی تکلیف ہوگی۔ غور کیجئے کہ کس کتاب کی تعلیم میں زیادہ تسلی ہے۔ علاوہ اس کے پرمیشور کس طرح نرگن اور سگن دونو ہو سکتا ہے کہ اُس میں صفت بھی ہے اور وہ بلا صفت بھی ہے وہ کیا شے ہے کہ جس میں کوئی صفت نہیں ہے۔ کہتے اُس میں خیار کی صفت نہیں تو نیا کیونکر کرے۔ اور پنر جنم کے راہ سے لوگوں کو سزا کیونکر دیوے۔ ایسے بے بنیاد خیالات کے سبب سے تعلیم یافتہ قومیں اس مسئلہ کو چھوڑتی ہیں۔ علاوہ اس کے اگر پُنر جنم سزا کے واسطے ہے تو اس میں کیا سزا ہوئی۔ مثلاً جب بندر جانتا ہی

نہیں کہ میں نے کیا قصور کیا یا کوئی پادری صاحب یا پنڈت صاحب مثلاً مکوڑا کیڑا کے بدن میں پیدا ہوئے تو اُن کو سزا کیسے ہوئی وہ جانتے ہی نہیں کہ ہم نے کیا قصور کیا۔ آیا کبھی کسی کو یاد ہے کہ میں فلاں زمانہ میں بندر تھا۔ یا میں کسی زمانہ میں گیدڑ تھا۔ اور جب کُل دنیا میں کسی کو یاد نہیں ہے تو ایسے پنر جنم میں کسی کو کیا سزا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ تکلیف کبھی کبھی سزا کے واسطے ہوتی ہے اور کبھی نہیں بھی۔

(دستخط ٹی۔ جی اسکاٹ)

سوامی دیانند سرسوتی جیو۔ دونوں انادی ہونے سے برابر نہیں ہوتے۔ کہ جب تک اُن کے سب گن برابر نہ ہوں پرمیشور اننت جیو سانت پرمیشور سروگیہ جیو الپگیہ۔ پرمیشور سدا پوترا ور مکت۔ تنہا جیو کبھی بندہ کبھی مکت اس لئے دونو برابر نہیں ہو سکتے۔

توریت۔ انجیل۔ زبور کے خلاف ہونے سے سچی بات جھوٹھ نہیں ہو سکتی کیونکہ توریت آدی میں بھی بھرم سے سچ کو جھوٹھ جھوٹھ کو سچ بہت جگہ لکھا ہے۔ سچی تو اُس کتاب کی بات ہو سکتی ہے کہ جس میں شروع سے اخیر تک ایک بھی جھوٹھ نہ ہو ایسی کتاب سوائے ویدوں کے بھوگول میں ایشورکرت کتاب کوئی بھی نہیں کیونکہ ایشور کے گن۔ کرم۔ سوبھاؤ کے انوکول ویدہی پستک ہے دوسری نہیں سوائے وید کے اپدیش کے کسی کتاب میں ٹھیک ٹھیک سب باتوں کا نشچے نہیں نظر آتا اس لئے سب سے اُتم وید کی تعلیم ہے۔ دوسرے کی نہیں۔

پرمیشور اپنے گنوں سے سگن ہے یعنی سروگیہ آدی گنوں سے اور کارن کے جڑتہ آدی گن اور جیو کے اگیان۔ جنم۔ مرن۔ بھرم آدی گنوں سے رہت ہونے سے پرماتما نرگن ہے اس لئے یہ نشچہ جاننا چاہئے کہ کوئی پدارتھ اس ریت سے سگنتا اور نرگنتا سے رہت نہیں۔

جب جیو کا پاپ زیادہ اور پن کم ہوتا ہے۔ تب بندر وغیرہ کا شریر لینا پڑتا ہے اور جب پاپ پن برابر ہوتے ہیں تب آدمی اور پُن ادہک اور پاپ کم ہوتا ہے تب ودواں وغیرہ کے شریر پاتا ہے۔

(دستخط دیانند سرسوتی)

پادری اسکاٹ صاحب۔ سب پورانی تعلیم جھوٹی نہیں اور نہ سب نئی تعلیم سچی ہے۔ لیکن جب تعلیم یافتہ قومیں سوچتے سوچتے کسی بات کو باطل ٹھہرا دیں۔ تو قومی دلیل ہے کہ وہ باطل تو ہے اور ایک ہی دفعہ جنم لینے کے بارہ میں سوچ لیجئے کہ یہ نئی نہیں ہے یہ بہت پرانی ہے توریت وید سے نئی نہیں ہے اُس میں پنر جنم مطلق نہیں۔ توریت اور انجیل کے جھوٹھے ہونے کے بارہ میں اب مقدمہ نہیں ہے نہیں تو اس فضول دعوے کو رد کرتے کہ یہ جھوٹھی نہیں وید کے بارہ میں کچھ نہیں کہتا اُس کا بھی مقدمہ نہیں ہے۔ لیکن اس بات پر غور کیجئے کہ تعلیم یافتہ قومیں توریت اور انجیل پر قائم رہتی ہیں۔ لیکن ہندو لوگ خود جو تعلیمیافتہ ہیں اور جس قدر تعلیمیافتہ ہیں اور جس قدر تعلیمیافتہ ہوتے جاتے ہیں وید کو چھوڑتے جاتے ہیں ضرورت ہو تو سو دلیلیں دے سکتا ہوں۔ اور یہ کہنا کہ کرم ازل سے ہیں۔ اس لئے پنر جنم ہوتا ہے تو پرمیشور کو بھی پنر جنم لینا چاہئے اور اگر کوئی کہے کہ اُس کے کرم سب اچھے ہیں تو کیا مشکل ہے کہ اُس کے کرم وفضل سے ہم بھی ایسے پکے ہو جاویں کہ پھر بندر یا گیدڑ بننا نہ پڑے جیسے ہماری کتاب مقدس میں لکھا ہے ایک دفعہ انسان کے لئے مرنا ہے بعد اُس کے نیاء۔

نرگن سگن کے بارہ میں سوامی جی کے ارتھ کو میں نہیں مانتا۔ نرگن کے معنے یہ نہیں ہیں کہ کچھ گن نہ ہو جب اُس میں گن نہیں ہے سگن تو اُس وقت جسم لینے کا بندوبست کون کرتا ہے اب پھر میں پوچھتا ہوں کہ اگر سزا کے واسطے جنم لینا ہے تو یہ بھی چاہئے۔ سزا میں کہ سزا اٹھانے والا یاد کرے کہ مجھے سزا کیوں ملتی ہے۔ نہیں تو سزا عبث ہے میں پھر پوچھتا ہوں کہ کسی کو یاد کیوں نہیں رہتا کہ ہم بندر گیدڑ پچھلے جنم میں تھے۔

(دستخط اسکاٹ صاحب)

سوامی دیانند سرسوتی جی۔ پہلے پرشن کے وشے میں اتر۔ جیو الپگیہ ہے اس لئے پورب جنم کی بات کو یاد نہیں رکھ سکتا ہے۔ پادری صاحب کو غور کرنا چاہئے کہ ایسی بات کیوں پوچھتے ہیں۔ کیونکہ اسی جنم میں جنم سے پانچ برس تک کی بات کیوں یاد نہیں رہتی اور سشوپتی ارتھات بہت نیند میں جب سو جاتا ہے۔ تب جاگرت کی بات ایک بھی یاد نہیں رہتی ہے اور کارج کارن کے انومان سے ارتھات کارج کو دیکھ کارن کا نشچے کر لینا سب ودوان لوگ مانتے ہیں۔ جب پاپ پن کا پھل سکھ دکھ نیچ اونچ جگت میں دیکھتا ہے تو کارن جو پورب جنم کا کرم ہے سو کیوں نہیں۔ پورانی نئی تعلیم درشٹانٹ کے لئے کافی نہیں۔ کیونکہ بالکل سچ نہیں۔ اور جن کو تعلیم یافتہ مانتے ہیں۔ اُن قوموں میں کوئی آدمی ارتھات فلاسفر بندر سے انسان کا جنم ہونا مانتا ہے۔ کیا یہ بالکل جھوٹھ ہے۔ یہ وید کی باتیں ہیں کہ بیدی کا بنانا کہ ابراہیم کو خدا نے کہا کہ اس سے میں خوش ہوتا ہوں۔ تم جگ کیا کرو۔ انیادی وید کی بات بائیبل میں موجود ہے اور عیسے نے بھی شاکھشی دی ہے کہ اُس کا لفظ بھی جھوٹھ نہیں ہے اس لئے اور دوسری دلیل دیتا ہوں کہ آج کل میکس مولر آدمی لیکچرار اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ رگ وید سے پہلے کی کتاب بھوگول میں کوئی نہیں اب میں سینکڑوں گواہی دے سکتا ہوں کہ میبل ان انڈیا کے بنانے والے وغیرہ اور آج کل کے فلاسفر سینکڑوں کی زبان سے میں نے سنا ہے کہ ہم بیبل اور انجیل کو نہیں مانتے۔ اور کرنیل الکاٹ وغیرہ نے بھی بیبل کی ہدایت کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ اور ہمارے آریہ لوگ ایل۔ اے۔ بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل ڈی وغیرہ لاکھوں لوگ بیبل کو نہیں مانتے اور تعلیمیافتہ ہیں۔ سو یہ نظیر پادری صاحب کی کافی نہیں۔ پرم ایشور کا پنر جنم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اننت اور سرب بیاپک ہے شریر میں نہیں آنے کا اور نت مکت ہے بندھن کا کام کبھی نہیں کرتا۔

(دستخط دیانند سرسوتی)

پادری اسکاٹ صاحب۔ پنڈت جی کا دعوے کہ بچہ کی مثال سے کہ وہ کسی بات کو یاد نہیں کرتا۔ جو لڑکپن میں ہوئی سو یہاں باطل ٹھہرتی ہے۔ کس واسطے کہ بچے کچھ تو یاد بھی کرتے ہیں اور یہ سوال لازم آتا ہے کہ جب ہماری ارواح ازل سے ہیں تو اب تک بچہ میں چاہئے کہ کچھ بڑھ گئے ہوں تو اس جنم کی کوئی بات کیوں یاد نہیں رہتی۔ اس دلیل پر غور فرمائیے۔ ممکن معلوم نہیں ہوتا ہے کہ ہم ازل سے چلے آتے ہیں اور جنم میں آکر سب بات بھول گئے۔ اور پھر جنم لینے کی سزا کا کچھ مطلب بھی نہ نکلا اور نیند کا جو ذکر ہوا سو جواب سے ثابت ہوتا ہے کہ نیند کی بات بھی یاد رہتی ہے۔ بعض آدمی نیند کے وقت بڑے خیالات نکالتے ہیں۔ یہاں پر ایک سخت اعتراض کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اس تعلیم سے دنیا میں گناہ کا بہت سہارا ہوتا ہے کیونکہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ جو چاہیں

سوکریں بھوگیں گے پھر کسی وقت میں اچھا جنم بھی ہوگا۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ دور ہمیشہ رہے گا۔ کیا کریں ہم مانتے ہیں کہ جو تکلیف وغیرہ دنیا میں ہیں اُن کا کوئی سبب ضرور ہوگا۔ کبھی سزا کے واسطے۔ کبھی نیکوں کو کہ اُن کو تعلیم طرح طرح کی ملی ہے؂

کہانی ہے کہ بادشاہ کا لڑکا تھا۔ پنڈت کے ہاں تعلیم کے لئے رکھا۔ پنڈت نے اُس کو سب طرح ہوشیار کیا پھر بادشاہ کے پاس لایا اور اُس سے کہا کہ فقط ایک ہی کام باقی ہے۔ اُس نے پوچھا کہ اُس نے کچھ قصور کیا۔ کہا کہ نہیں۔ کہا کہ مجھے چابک دینا اور خود سوار ہو کر لڑکے سے کہا کہ دوڑو اور اُس کو خوب مارتا گیا پھر بادشاہ کے پاس لے آیا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ کیوں کیا۔ پنڈت نے کہا کہ اوروں کی ہمدردی کو سیکھے رحم دل ہو جائے۔ سو ممکن ہے کہ نیکوں کو بھی تکلیف ملے کسی اچھے مطلب کے واسطے کچھ ضرورت نہیں کہ پرانے جنم کے سبب سے۔

ڈارون صاحب آواگون نہیں مانتے صرف یہی کہتے ہیں کہ دنیا ایں معنی در نسل نیچ جانور اونچ نسل میں ہو گئے۔ یہ مطلب نہیں کہ کوئی جانور اب اور پیشتر بھی تھا۔ کرنیل الکاٹ صاحب کا ذکر ہوا۔ سو اُس کا دعوےٰ سن لیجئے تو معلوم ہوگا کہ کیسے آدمی ہیں۔

(دستخط دیانند سرستی)

سوامی دیانند سرسوتی جی۔ لڑکے کی نظیر سے میرا یہ مطلب کہ وہ جو جو سکھ دکھ بھوگتا ہے اُس کی یادگیری اُس کو اپنے سے نہیں ہوتی۔ کہیں کسی کے کہنے سے ہوتی ہے اور جیو کا سبھاوک گن ایک سا رہتا ہے لیکن نمتک گن گھٹتے بڑھتے ہیں۔ اس لئے جیو ایک سا ہے۔ لیکن اس کے گیان کی سامگری پانچ سات یا پانچ برس کے بڑھتی جاتی ہے۔ اب پادری صاحب یا مجھ کو کوئی پوچھے کہ دس برس کے پہلے کسی سے ایک دن پھر بات چیت کی برابر پوا کھشروں سے یاد ہے تو یہی کہنا پڑیگا کہ ٹھیک ٹھیک نہیں۔ جب سدا سے جیو نہیں آتے تو کہاں سے ہوئے جیلخانہ کے قیدیوں کے گناہوں کو سب لوگ ٹھیک ٹھیک گن کے نہیں جانتے۔ لیکن انومان کرتے ہیں کہ کسی گناہ کے کرنے سے جیلخانہ میں پڑا ہے اس سے میں کبھی گناہ نہ کروں ورنہ میرا بھی یہی حال ہوگا پادری صاحب میرے مطلب کو نہیں سمجھے وہ خواب کی بات نہیں ہے وہ سشوپتی کی ہے کہ جس نیند میں کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ اُس نیند میں ایک بھی خیال کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ جو پنر جنم نہیں مانتے اُن کی تعلیم سے دنیا میں پاپ بہت بڑھتے ہیں۔ کیونکہ آگے جنم لینا ہی نہیں ہے۔ جو دل میں آوے وہ کرتے رہو اور بے فایدہ دورہ سپرد ہوا یعنی آج مرا اور قیامت تک ویسا ہی حوالات میں پڑا رہا اور کچہری کا دروازہ بند اور خدا بیکار بیٹھا ہے۔ اور جو گیا دوزخ میں وہ وہاں کا ہی ہوا۔ اور جنت میں گیا وہ وہاں ہی کا ہوا۔ کرم تو حد والے کئے جاتے ہیں اور اُس کا نتیجہ بے حد ملتا ہے ایشو میں یہ بہت انیاؤ آتا ہے اور امیدواری کی خوشی کے بغیر آدمی درست نہیں ہو سکتے کیول رنج سے تکلیف کا کونسا سبب ہے اور جو نصیحت کے واسطے تکلیف ملتی ہے وہ سدا ہی کے لئے ہے لیکن اُس کا پھل دو یا آدہیں۔ اور پادری صاحب نے کہا تھا کہ ایک مکان میں ہمیشہ سُکھ بھوگیں گے وہ مکان کونسا ہے اور کہاں۔

(دستخط دیانند سرسوتی)

پادری اسکاٹ صاحب۔ کرنیل الکاٹ صاحب کا ایک کاغذ میرے پاس موجود ہے کہ جس میں عیسائیوں اور پادریوں کی اور دین عیسوی کے بارہ میں ایسی فضول اور سخت کلامی ہے کہ میں کسی بازاری بدمعاش کے حق میں نہ کہتا۔ کہتے ہیں کہ یہ سخت دل بے رحم ہیں۔ دنیا میں یہ ساری خرابی کا بانی اور یہ دین عیسوی کی لڑائی کی جڑ ہے"۔ علاوہ اُس کے اور طرح کی بھی سخت کلامی ہے غور کیجئے کہ اس شخص کا دل اور عقل کیسی ہوگی۔ خود غور کیجئے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وید توریت سے پرانا ہے اس واسطے کہ توریت میں قربانی کا ذکر ہے ہم دعوے کر سکتے ہیں کہ اول اُس میں ہوا۔ وید والوں نے توریت سے لے لیا۔ دونوں بات کا دونوں میں ذکر ہے۔ تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کس میں اول ہوا۔

اور یہ کہنا کہ بعض صفتیں قایم ہیں اور بعض نہیں ہیں اسلئے جنم کی ہمیں یاد نہیں رہتی۔ بعض صفت تو قائم رہتی ہے اور چاہیئے یہ بھی کہ کوئی بات یاد ہو پرانے جنم کی اگر ہماری اور پنڈت جی کی گفتگو دس برس ہوئے کہیں ہوئی ہو بعض بات تو ضرور یاد رہتی ہیں۔ نیند کی مثال تو درست نہیں۔ کیونکہ اگر کبھی نیند میں بات یاد نہیں رہتی ہے تب بھی اکثر بات یاد رہتی ہے۔ سو پرانے جنم کی کوئی بات کیوں یاد نہیں رہتی ہے۔ جیلخانہ کی مثال ہے سو وہ بھی پوری نہیں۔ کیونکہ سزا کا فقط ایک مطلب اس میں ظاہر ہوا۔ سزا میں دو مطلب ہیں ایک تو سزا یافتہ کے سدھارنے کے واسطے دوسرا مطلب دیکھنے والوں کو نصیحت لیکن پنر جنم میں صرف دیکھنے والوں کو نصیحت ہے۔ یہ نہیں کہ اُس شخص کو سزا کا حال معلوم ہو کہ یہ سزا مجھے کیوں ملی۔ رہا یہ سوال کہ روحیں کہاں سے آئی ہیں تعلیمیافتہ قوموں میں آج کل یہ دعوےٰ ہے کہ جیسا بیج سے بیج درخت سے درخت پیدا ہوتا ہے اور کوئی نہیں کہتا ہے کہ یہ درخت پیشتر ہوا اس طرح روح سے روح۔ بدن سے بدن پیدا ہوتا ہے تاہم یہ بات عقل سے بعید ہے کہ خاص کر بدن کس طرح پیدا ہوتا ہے اور روح کس طرح پیدا ہوتا ہے لیکن یہ نہیں کہ یہ روح جواب موجود ہے۔ سو پیشتر کسی بدن میں تھی۔ ابھی پیدا ہوئی اور جب یہاں سے جاوے اس کا نیا ٹھیک ٹھیک کرم اوپر ہوا تو پرمیشور انیائی نہیں اس سے بھی پرمیشور کا نیاؤ ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ کہ ہمیشہ روح کہاں رہتی ہے ہم دعوے نہیں کرتے ہیں کہ ہم عالم الغیب میں سکھ کی جگہ بتلاویں کہ وہ کہاں ہے سروشکتیمان خدا روح کو جگہ سکھ کی دے سکتا ہے۔ ہمارا جاننا نہ جاننا کیا ہوا۔

(دستخط اسکاٹ صاحب)

سوامی دیانند سرسوتی۔ جو کرنیل الکاٹ صاحب کے بارہ میں پادری صاحب نے کہا کہ وہ اچھا پرش نہیں یہ تو میں ٹھیک ٹھیک نہیں مان سکتا کیونکہ جن سے بیر وہ ہوتا ہے وہ دونوں پرسپر کے دشمنے میں الٹا سودہا کہتے ہیں۔ وید توریت سے بہت پرانا ہے۔ کیونکہ جس کی بات پوری ہے ادھوری دوسرے میں لکھی ہو وہ اُس سے پہلے ہوتا ہے۔ لڑکپن میں نمتک گیان کم ہوتا ہے اور سبھاوک برابر سب وقت رہتا ہے اس بات کو پادری صاحب ٹھیک ٹھیک نہیں سمجھتے جو کہ آگ کے سنیوگ سے جل میں گرمی آتی ہے وہ نمیتک اور جو آگ میں گرمی ہے۔ سو سوبھاوک ہے جو جو جیو کے سبھاوک گن ہیں وہ کم و بیش نہیں ہوتے۔ کنتو نمیتک کم و بیش ہوتے ہیں اور جو پادری صاحب نے کہا کہ جیلخانہ کے قیدیوں کو دیکھ کر دیکھنے والوں کو خوف ہوتا ہے کہ میں ایسا کرم نہ کروں لیکن جس کو سزا پنر جنم کے کرم سے ملتی ہے اُسکو یاد ہی نہیں جیسے اور لوگ کارج سے کارن کو مانتے ہیں کیا وہ جانیگا ایک حکیم کو بخار آیا اور ایک جاہل کو وید (طبیب) نے علم سے اُس کا کارن جان لیا۔ کہ فلاں سبب سے مجھ کو بخار ہے لیکن اُس گنوار نے نہیں جانا پرنتو بخار کی تکلیف دونوں کے علم میں۔ مگر گنوار یہ جانتا ہے کہ کسی بدپرہیزی سے مجھ کو بخار آیا ہے اسلئے اُسکو سزا اسی سدھرنیکا پھل پراپت ہوتا ہے کہ جو میں بُرا کام کرونگا تو بُرا پھل جیسا

کہ اُس کو ہے وہ مجھ کو ملیگا۔ جب جیو سے جیو اور شریر سے شریر پیدا ہوتے ہیں تو آپ کا بنانے والا پرمیشور نہیں۔ اس لئے آپکا قول ٹھیک نہیں رہا اور پرتھم پرتھم آپ کے قول کے موافق جو جو جیو ہوئے وے کن کن جیوؤں اور شریروں سے ہوئے۔ جو کہیں کہ پرمیشور سے تو پرمیشور بھی آدمی گھوڑے اور درخت اور پتھر کے موافق ہوا۔ کیونکہ جس کا کارج جیسا ہوتا ہے اُس کا کارن ویسا ہی ہوتا ہے اور درمیان میں دورہ سپرد کرنا بہت دن تک کہ جو سزا سے بھی بھاری ہے پھر اس کو سرگ یا نرگ کن کرموں سے مل سکتا ہے۔ کوئی بھی نہیں۔ جب آپ سروگیہ نہیں تو کیوں دعوے کرتے ہیں کہ پنر جنم نہیں اس سے آپ کا ایک جنم سدہ نہیں ہوتا۔ اور پنر جنم سدہ ہو گیا۔ (دستخط دیانند سرسوتی جیو)

تیسرا مباحثہ۔ بمقام چاندا پور ضلع شاہجہانپور

بتاریخ ۲ مارچ ۱۸۷۷ء

پادری ٹی جی اسکاٹ صاحب معہ دو پادری صاحبوں کے ۲۰ مارچ ۱۸۷۷ء کی شب کو سوامی جی کے ڈیرہ پر تشریف لائے۔ سوامی صاحب نے سائبان کے نیچے کرسئیں بچھوا کر بڑی خاطرداری سے پادری صاحبوں کو بٹھلایا اور آپ بھی بیٹھ گئے پھر آپس میں بات چیت ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ مسئلہ تناسخ یعنے آواگون کی نسبت پادری صاحبان نے پوچھا کہ آواگون سچا ہے یا جھوٹھا۔ اور اِس کا کیا ثبوت ہے۔

سوامی جی نے فرمایا آواگون سچا ہے اور جو جیسے کرم کرتا ہے ویسا ہی شریر پاتا ہے اگر عمدہ کرم کرتا ہے تو آدمی کا جسم پاتا ہے اور خراب کرم کرنے سے جانور وغیرہ کا جسم ہوتا ہے اور جو سب اچھے کرم کرتا ہے تو وہ دیو یعنی ودوان وید وان ہوتا ہے دیکھو جب بچہ پیدا ہوتا ہے تب اُسی وقت اپنی ماں کا دودھ پینے لگتا ہے سبب یہ ہے کہ اس کو پہلے جنم کا ابھیاس بنا رہتا ہے یہ بھی ایک ثبوت تناسخ کا ہے۔ نیک بخت اور بد بخت اور قسم قسم کے درجہ و مرتبہ اور سکھ دکھ دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے اور جیو انادی ہے کہ جس کا آد اور انت نہیں اور جس جون سے جیو جنم لیتا ہے اُس جون کا کسی قدر سبھاؤ یعنی عادت وغیرہ بھی بنی رہتی ہے۔ اسی سبب سے انسان وغیرہ مختلف طبیعتوں اور عادتوں وغیرہ کے ہوتے ہیں یہ بھی ایک ثبوت آواگون کا ہے اور اور بہت سے ثبوت آواگون کے ہیں۔ لیکن ایک بار ہی روح کا پیدا ہونا اور پھر کبھی نہ پیدا ہونا اس کا ثبوت نہیں ہو سکتا کیونکہ جو میں نے بیان کیا اُس کے برخلاف ہونا چاہئے سو ایسا ہونا غیر ممکن ہے۔ اور پھر یہ بات کہ مرا اور حوالات ہو گئے یعنے جب قیامت ہوگی تب اُس کا حساب کتاب ہوگا۔ جب تک بیچارہ حوالات میں رہا ایسی بیوستھا ماننا اچھا نہیں۔ بعد ازاں پادری صاحب تشریف لے گئے۔ (دیکھو صفحہ ۷۳ و ۷۴ مباحثہ مذکور اردو مطبوعہ لاہور)۔

منقول از ستیارتھ پرکاش

پرشن۔ جنم ایک ہے وا انیک۔

اُتر۔ انیک۔

پرشن جو انیک ہوں تو پہلے جنم اور موت کی باتوں کا "سمرن" یاد کیوں نہیں؟

اُتر۔ جیو الپگیہ ہے ترکال درشی نہیں اسلئے سمرن نہیں رہتا۔ اور جس من سے دھیان کرتا ہے وہ بھی ایک سمے میں دو گیان نہیں کرسکتا۔ بھلا پورب جنم کی بات تو اور رہنے دیجئے اسی دیہہ میں جب گربھ میں جیو تھا شریر بنا۔ پیچھے جنما۔ پانچویں برس سے پہلے تک جو جو باتیں ہوئی ہیں اُن کا سمرن کیوں نہیں کرسکتا؟ اور جاگرت وسوپن میں بہت سا بیوہار پرتھک میں کر کے جب سوشوپت ارتھات گاڑھ ندرا ہوتی ہے تب جاگرت آدمی بیوہار کا سمرن کیوں نہیں کرسکتا؟ اور تم سے کوئی پوچھے کہ بارہ برس کے بعد تیرھویں برس کے پانچویں مہینے کے نویں دن دس بجے پر پہلے منٹ پر تم نے کیا کیا تھا تمہارا مکھ ہاتھ کان نیتر شریر کس کس پرکار کا تھا؟ اور من میں کیا وچار تھا؟

جب اسی شریر میں ایسا ہے تو پورب جنم کی باتوں کے سمرن میں اعتراض کرنا بالکل لڑکپن کی بات ہے اور جو سمرن نہیں ہوتا ہے اسی سے جیو سکھی ہے نہیں تو سب جنموں کے دکھوں کو دیکھ دیکھ دوکھت ہو کر مر جاتا۔ جو کوئی پورب او پیچھے جنم کے ورتمان کو جاننا چاہے تو بھی نہیں جان سکتا۔ کیونکہ جیو کا گیان اور سروپ الپ ہے یہ بات ایشور کے جاننی یوگیہ ہے۔ جیو کے نہیں۔

پرشن۔ جب جیو کو پورب جنم کا گیان نہیں اور ایشور اسکو ڈنڈ (سزا) دیتا ہے تو جیو کا سدھار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب اُس کا گیان ہو کہ ہم نے فلاں کام کیا تھا۔ اُسی کا یہ پھل ہے۔ تبھی وے پاپ کرموں سے بچ سکیں؟

اُتر تم گیان کتنے پرکار کا مانتے ہو؟

پرشن۔ پرتیکش آدمی پرمانوں سے آٹھ پرکار کا۔

اُتر تو پھر تم جنم سے لیکر سمہ سمہ میں راج۔ دھن۔ بدھ۔ ودیا۔ دلدر۔ نربدھ۔ مورکھتا آدمی سب دکھ سنسار میں دیکھکر پورب جنم کا گیان کیوں نہیں کرتے۔ جیسے ایک حکیم اور ایک مورکھ کو کوئی روگ ہو اُس کا ندان (علت یا سبب) یعنی کارن حکیم جان لیتا ہے اور مورکھ نہیں جان سکتا۔ اُس نے علم حکمت کو پڑھا ہے۔ اور دوسرے نے نہیں۔ لیکن بخار وغیرہ مرض کے ہونے سے مورکھ بھی اتنا جان سکتا ہے کہ مجھ سے کچھ (بدپرہیزی) ہو گئی کو پتھ ہو گیا۔ جس سے مجھے یہ روگ ہوا ویسے ہی جگت میں وچتر (عجیب) سکھ دکھ آدمی کی گھٹتی بڑھتی دیکھ کے پورب جنم کا انومان کیوں نہیں جان لیتے؟ اور جو پورب جنم کو نہ مانو گے تو پرمیشور پکشپاتی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بنا پاپ کے دلدر آدمی دکھ اور بنا پورب سنچت (پہلے جنم) اپن نیکیوں کے راج دھنادھ تا اور نربودھتا اُس کو کیوں دی؟ اور پورب جنم کے پاپ پن کے انوسار دکھ سکھ کے دینے سے پرمیشور نیاکاری یتھاوت رہتا ہے +

پرشن ایک جنم ہونے سے بھی پرمیشور نیاکاری ہو سکتا ہے جیسے سرو دیری راجا (شہنشاہ) جو کرے سو عدل۔ جیسے مالی اُپ بن (باغیچہ) میں چھوٹے اور بڑے برکھش لگاتا کسی کو کاٹتا کسی کو لگاتا اور کسی کی رکھیا کرتا۔ بڑھاتا ہے جس کی جو وستو ہے اُس کو وہ چاہے جیسے رکھے اُس کے اوپر کوئی بھی دوسرا نیاؤ کرنے والا نہیں جو اُس کو ڈنڈ دے سکے یا ایشور کسی سے ڈرے۔

اُتر پرماتما چونکہ نیا (عدل) چاہتا۔ کرتا۔ انیا (ظلم) کبھی نہیں کرتا اس لئے وہ پوجنے یوگیہ اور بڑا ہے جو نیا یعنی انصاف کے برخلاف کرے وہ ایشور ہی نہیں جیسے مالی یکتی کے بنا مارگ (راستہ) وستھان میں برکھش لگانے نہ کٹانے یوگ کو کاٹنے۔ ایوگ کو بڑھانے۔ یوگ کو نہ بڑھانے سے دوکھت ہوتا ہے ہی پرکار بنا کارن کے کرنے سے ایشر کو دوش لگے پرمیشور کو اوپر نیایکت کام کرنا اوشیہ ہے۔ کیونکہ وہ سوبھاؤ سے پوتر اور نیاکاری (عادل) ہے۔ جو اُنمت (پاگل) کیطرح کام کرے تو جگت کی سرشٹ نیا آدمیش کبھی کم اور بے عزت ہو گئے کیا اس جگت میں بنا یوگتا کے اوتم کام کئے پرتشٹھا اور وشٹ کام کئے بنا ڈنڈ (سزا) دینے والا اننیہ (ملعون) اور بے عزت نہیں ہوتا اس لئے ایشور ظلم نہیں کرتا۔ اسی لئے کسی سے نہیں ڈرتا۔ **پرشن**۔ پرماتما نے پرتھم ہی سے جس کے لئے جتنا دینا

وچارا ہے اُتنا دیتا۔ اور جتنا کام کرنا ہے اتنا کرتا ہے۔ **اُتم**۔ ان کا وچار جیووں کے کرم انوسار ہوتا ہے۔ برخلاف نہیں۔ جو الٹا ہو تو وہی اپرادہی انیا کاری ہووے۔

پرشن۔ بڑے چھوٹوں کو ایک سا ہی دُکھ سُکھ ہے بڑوں کو بڑی چنتا اور چھوٹوں کو چھوٹی۔ جیسے کسی ساہوکار کا مقدمہ راج گھر میں لاکھ روپیہ کا ہو تو وہ اپنے گھر سے پالکی میں بیٹھ کر کچہری میں گرمی کے موسم میں جاتا ہو۔ بازار میں ہو کر اُسے جاتا دیکھکر اگیانی لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو پن پاپ کا پھل ایک پالکی میں آنند پور وک بیٹھا ہے اور دوسرے بنا جوتی پہنے اوپر نیچے سے چلتے ہوئے پالکی کو اُٹھا کر لیجاتے ہیں۔ پرنتو بدھی مان لوگ اس میں یہ جانتے ہیں کہ جیسے جیسے کچہری نزدیک آتی جاتی ہے ویسے ویسے ساہوکار کو بڑا شوک اور سندیہہ بڑہتا جاتا ہے اور کہاروں کو آنند ہوتا جاتا ہے۔ جب کچہری میں پہنچتے ہیں۔ تب سیٹھ جی ادہر ادہر جانے کا وچار کرتے ہیں کہ وکیل کے پاس جاؤں وسر رشتہ دار کے پاس۔ آج ہارونگا یا جیتونگا نہ جانے کیا ہوگا اور کہار لوگ تمباکو پیتے پرسپر باتیں کرتے ہوئے پرشن ہو کر آنند میں سو جاتے ہیں۔ جو وہ جیت جائے تو کچھ سُکھ اور ہار جائے تو سیٹھ جی دُکھ ساگر میں ڈوب جائیں اور وے کہار جیسے کے ویسے ہی ہیں۔ اسی پرکار جب راجا سندر کومل بچھونے میں سوتا ہے تو بھی جلدی نیند نہیں آتی اور مزدور کنکر پتھر اور مٹی اونچے نیچے ستھل پر سوتا ہے اُس کو جھٹ ہی نیند آتی ہے ایسے سرور سمجھو۔

اُتر۔ یہ سمجھ اگیانیوں کی ہے کیا کسی ساہوکار سے کہیں کہ تو کہار بن جا اور کہار سے کہیں کہ تو ساہوکار بن جا۔ تو ساہوکار کبھی کہار بنتا نہیں اور کہار ساہوکار بننا چاہتا ہے۔ جو سُکھ دُکھ برابر ہوتا تو اپنی اپنی اوستھا چھوڑ کر نیچ سے اونچ بننا نہ چاہتے دیکھو ایک جیو ودوان (عالم) پن آتما (کریم النفس) اشرمیان راجا کی رانی کے گربھ میں آتا۔ اور دوسرا اجہاد (لد) گھسیاری کے گربھ میں آتا ہے ایک کو گربھ سے لیکر سرب تھا (ہر طرح) سکھ اور دوسرے کو سرب پرکار دکھ ملتا ہے۔

ایک جب جنمتا ہے تب سندر سوگندہ یُکت جل آدی سے سنان۔ یکتی سے ناڑے چھیدن دُگدھ پان آدی یتھا یوگیہ پراپت ہوتے ہیں جب وہ دودہ پینا چاہتا ہے تو اُس کے ساتھ مصری آدی ملا کر مرضی کے مطابق ملتا ہے اُس کو پرسن رکھنے کے لئے نوکر چاکر کھلونا سواری اُتم ستھانوں میں لاڈ سے آنند ہوتا ہے دوسرے کا جنم جنگل میں ہوتا ہے۔ سنان کے لئے جل بھی نہیں ملتا۔ جب دودہ پینا چاہتا تب دودہ کے بدلے میں گھونسا۔ تھپڑ آدی سے پیٹا جاتا ہے۔ نہایت عاجزانہ وبیکسانہ آواز سے روتا ہے۔ مگر کوئی نہیں پوچھتا۔ ایسے ہی جیوؤں کو بنا پن پاپ کے سکھ دکھ ہونے سے پرمیشور پر دوش آتا ہے۔

دوسرا۔ اگر بنا کئے کرموں کے سُکھ دُکھ ملتے ہیں تو آگے نرگ سورگ بھی نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ جیسے پرمیشور نے اس جگہ بنا کرموں کے سکھ دکھ دیا ہے۔ ویسے ہی مرے پیچھے بھی جس کو چاہے گا اُس کو سورگ میں اور جس کو چاہے گا نرک میں بھیج دیگا۔ پھر جب جیو ادہرم یُکت ہو جاویں گے دھرم کیوں کریں۔

کیونکہ دہرم کا پھل ملنے میں سندیہ ہے پرمیشور کے ہاتھ ہے جیسی اُس کی مرضی ہوگی ویسا کریگا تو پاپ کرموں میں بھی (خوف) نہ ہو کر سنسار میں پاپ کی ترقی دہرم کی کمی یا معدومیت ہو جاویگی اس لئے پہلے جنم کے کئے ہوئے پن پاپ کے انوسار موجودہ جنم اور موجودہ اور پہلے کرموں انوسار آیندہ جنم ہوتے ہیں۔

پرشن۔ منش (آدمی) اور دیگر پشو آدی (حیوانوں وغیرہ) کے جسم میں جیو ایک سا ہے یا جدا جدا قسم کے؟

اُتر۔ جیو ایک ہی طرح کے ہیں۔ الا پاپ پن کے یوگیہ سے ملین اور پوتر ہوتے ہیں۔

پرشن۔ منش کا جیو پشو آدی (حیوان۔ چرند۔ پرند۔ حشرات الارض۔ مچھلی) میں اور پشو آدی کا منش کے شریر میں اور استری کا پرش کے اور پرش کا استری کے شریر میں آتا جاتا ہے یا نہیں۔

اُتر۔ ہاں جاتا آتا ہے کیونکہ جب پاپ بڑھ جاتا ہے اور پن کم ہو جاتا ہے تب منش کا جیو پشو آدی نیچ شریر میں اور جب دہرم ادہک تہا ادھرم نیون ہوتا ہے تب دیو یعنی وِدوانوں کا شریر ملتا ہے اور جب پن پاپ برابر ہوتا ہے۔ تب سادہارن (معمولی) انسانی جنم ملتا ہے اس میں بھی پن پاپ کے اعلٰے۔ اوسط۔ ادنےٰ ہونے سے انسانوں وغیرہ میں اعلٰے۔ درمیانہ ادنےٰ شریر وغیرہ سامگری والے ہوتے ہیں اور جب زیادہ پاپ کا پھل پشو آدی کے شریر میں بھوگ لیا تب پھر پاپ پن کے برابر رہنے سے منش کے شریر میں آتا ہے جب شریر سے نکلتا ہے اُس کا نام موت اور شریر کے ساتھ ملاپ ہونیکا نام جنم ہے۔ جب شریر چھوڑتا ہے تب یم آلہ یعنی آکاش استھ وایو میں رہتا ہے کیونکہ یمین وایو نہ وید میں لکھا ہے کہ یم نام وایو کا ہے۔ گرڑپوران کا فرضی یم نہیں پھر دہرم راج یعنی پرمیشور اُس جیو کے پاپ پن انوسار جنم دیتا ہے وہ وایو۔ ان۔ جل یا شریر کے چھدر کو راستہ دوسرے کے شریر میں ایشور کے حکم (پریرنا) سے داخل ہوتا ہے اور داخل کر باقاعدہ ویریہ حمل میں استھت ہو کر شریر دہارن کر باہر آتا ہے جو استری کے شریر دہارن کرنے یوگ کرم ہوں تو استری اور پرش کے شریر دہارن کرنے یوگ کرم ہوں تو منش کے شریر میں پردیش کرتا ہے اور نپنسک گربھ کی سِتھتی سمے استری پُرش کے شریر میں سمبند کر کے رج ویریہ کے برابر ہونے سے ہوتا ہے۔ اسی پرکار نانا پرکار کے جنم مرن میں تب تک جیو پڑا رہتا ہے کہ جب تک اوتم کرم اُپاسنا۔ گیان کر کے مُکتی کو نہیں پاتا کیونکہ اوتم کرم آدی کرنے سے منشوں میں اُتم جنم اور مکتی میں مہا کلپ پرینت جنم مرن دُکھوں سے رہت ہو کر آنند میں رہتا ہے۔

پرشن۔ مکتی ایک جنم میں ہوتی ہے۔ وا انیک جنموں میں۔

اُتر۔ انیک جنموں میں کیونکہ منڈک اُپنشد میں لکھا ہے۔

بھدیتے ہردھے گرنتھی چھدینتے سرو سنشیا
کشی ینتے چاسیہ کرمانی تسمن درشٹے پراورے

(۵۔۲۔۲)

ترجمہ۔ جب اس جیو کے ہردے کی اودیا۔ اگیان کی عقد (گانٹھ) کٹ جاتی سب سنشے (بھرم) چھن بھن یعنی قطعی دور ہوتے اور برُے کرم کشئے (زوال) کو پراپت ہوتے ہیں تب اس پرماتما میں (جو اس روح کو ہمیشہ اندر اور باہر محیط ہو رہا ہے یعنی ویاپت ہا ہے) نواس کرتا ہے۔

پرشن۔ مکتی میں جیو پرمیشور میں ملجاتا ہے یا جُدا رہتا ہے۔

اُتر۔ جدا رہتا ہے کیونکہ اگر ملجائے تو مکتی کا سُکھ کون بھوگے اور مکتی کے جتنے سادہن ہیں وے سب نشپھل ہو جائیں وہ مکت تو نہیں کنتو جیو کا پرلے جاننی چاہئے جو جیو پرمیشور کی آگیا پالن اتم کرم ست سنگ یوگ ابھیاس وغیرہ سب سادہن کرتا ہے وہی مکتی کو پاتا ہے۔

ستیم گیانم اننتم برہم یو وید نہتم گوہا پرمے ویومن
سواشنتے۔ سروان۔ کامان سہ۔ برہمنا۔ وپشچتے

(تیترے آنندولی۔ انوواک ۱۔)

ترجمہ۔ جو جیو آتما اپنی بدہی اور آتما میں استھت ست گیان اور انت آنند سروپ پرماتما کو جانتا ہے وہ اُس دیاپک برہم میں استھت ہو کے اُس اننت ودیا یکت

برہم کے ساتھ سب کاموں کو پراپت ہوتا ہے۔ ارتھات جس جس آنند کی کامنا کرتا ہے اُس اُس آنند کو پراپت ہوتا ہے یہی مکتی کہاتی ہے۔

پرشن۔ جیسے شریر کے بنا سنسارک سُکھ نہیں بھوگ سکتا ویسے مکتی میں بنا شریر کیسے بھوگ سکیگا۔

اُتر۔ اس کا جواب مفصل ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ مگر علاوہ برآں کچھ خلاصاً یہاں بھی لکھتے ہیں۔ جیسے سنسارک سُکھ شریر کی آدہار سے بھوگتا ہے ویسے پرمیشور کی آدہار مکتی کے آنند کو جیو آتما بھوگتا ہے وہ مکت جیو اننت دیا یک برہم میں حسب مرضی سوچھند گھومتا شدہ گیان سے سب سرشٹی کو دیکھتا اور مکتوں کے ساتھ ملتا ہے سرشٹی ودیا کو باقاعدہ دیکھتا ہوا سب لوک لوکانتروں میں (ارتھات جتنے یہ کرّے دیکھتے ہیں اور جو نہیں بھی دیکھتے) اُن سب میں گھومتا ہے وہ سب پدارتھوں کو جو اُس کے گیان کے آگے ہیں دیکھتا ہے جتنا گیان ادہک ہوتا ہے اُس کو اتنا ہی آنند ادہک ہوتا ہے۔ مکتی میں جیو آتما نرمل ہونے سے پورن گیانی ہو کر اُس کو سب چیزوں کا گیان (علم) یتھارتھ ہوتا ہے یہی (افضل راحت) یعنی سکھ وشیش یا راحت کامل ہے۔ اسی کا نام سورگ ہے اور وشئے ترشنا میں پھنس کر دُکھ وشیش بھوگ کرنا نرک کہاتا ہے۔

سورگ لفظ اس طرح ویاکرن کی ریتی سے بنتا ہے (یعنی) سوا سکھ کا نام ہے۔

سوا سو کھم گچھتی یسمن سہ سورگا
اتو وپریتو دُکھ بھوگو نرک اتی

جو دنیاوی سُکھ ہیں اُن کا بھوگنا معمولی سورگ ہے اور جو پرمیشور کی پراپتی سے آنند ہے وہ سب سے اعلےٰ وافضل ہونے سے وشیش سورگ کہاتا ہے سب جیو عادتاً سُکھ پراپتی کے اچھا اور دُکھ کا ویوگ ہونا چاہتے ہیں لیکن جب تک دہرم نہیں کرتے اور پاپ نہیں چھوڑتے۔ تب تک اُن کو سُکھ کا ملنا اور دُکھ کا چھوٹنا نہ ہوگا۔ جس کا کارن ارتھات مول ہوتا ہے وہ نشٹ کبھی نہیں ہوتا جیسے

چھننے مولے برکشو نشیتی تتھا پاپے کھشیتے دو کھم نشیتی

جسطرح مول کٹ جانے سے برکش نشٹ ہوتا ہے ویسے ہی پاپ کے چھوٹنے سے دکھ نشٹ ہوتا ہے (از ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بار دوم صفحہ ۲۴۶ سے ۲۵۱ تک سمولاس ۹ ۱۸۸۴ء پریاگ)

منقول از ویدبھاشیہ بھومکا

پرشن۔ ایک منش ایسا پرشن کرتے ہیں کہ جو پورب جنم ہوتا ہے تو ہم کو اُس کا گیان اس جنم میں کیوں نہیں ہوتا۔

اُتر۔ عقل کی آنکھ کھولکر دیکھو کہ جب اسی جنم میں جو جو سکھ دُکھ تم نے بال اوستھا میں یعنی جنم سے پانچ برس تک بھوگے ہیں۔ ان کا گیان نہیں رہتا۔ اتھوا جو کہ روز پٹھن، پاٹھن (درس تدریس) اور ووہار کرتے ہیں ان میں سے کتنی ہی باتیں بھول جاتی ہیں۔ تتھا نند (یعنی خواب میں بھی یہی حال ہو جاتا ہے کہ اب کے کئے ہوئے کا بھی گیان نہیں رہتا جب اس جنم کے بیوہاروں کو اسی شریر میں بھول جاتے ہیں تو پورب شریر (جسم سابقہ) کے بیوہاروں کا کب گیان رہ سکتا ہے۔

پرشن جب ہم کو پورب جنم کے پاپ پن کا گیان نہیں ہوتا اور ایشور انکا پھل سُکھ دُکھ دیتا ہے۔ اس سے ایشور کا نیائے (عدل) واجیوونکا سدہار کبھی نہیں ہو سکتا۔

اُتر۔ گیان دو پرکار کا ہوتا ہے ایک پرتیکش۔ دوسرا انومان آدی سے۔ جیسے ایک وید (حکیم) اور دوسرا اوید (حکمت سے محروم) ان دونوں کو جور (بخار) آنے سے وید تو اسکا پہلا ندان جان لیتا ہے اور دوسرا نہیں جان سکتا۔ لیکن اُس پہلی بدپرہیزی کا نتیجہ جو بخار ہے وہ دونو کو پرتیکش ہونیسے وے جان لیتے ہیں کہ کسی بدپرہیزی سے یہ بخار

ہوا ہے انتہا یعنی اس کے سوا نہیں۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ وید ان (با علم) ٹھیک ٹھیک روگ کے کارن اور کاریہ کو نشچے کر کے جانتا ہے پرنتو کارن میں اُس کو جیسا چاہئے پورا نشچے نہیں ہوتا۔ ویسے ہی ایشور نیائے کاری ہونے سے کسی کو بنا کارن کے سکھ یا دکھ کبھی نہیں دیتا۔ جب ہم کو پن یا پاپ کا کاریہ سُکھ اور دکھ پرتیکش ہے تب ہم کو ٹھیک نشچے ہوتا ہے کہ پورب جنم کے پاپ و پنوں کے بنا یعنی گناہ و صواب کے بغیر اوتم۔ مدہ او نیچ شریر تتھا بدہی آدی پدارتھ کبھی نہیں مل سکتے اس سے ہم لوگ نشچے کر کے جانتے ہیں کہ ایشور کا نیائے (عدل) اور ہمارا سدہار یہ دونو کام یتھاوت (ٹھیک طور پر) بنتے ہیں (از صفحہ ۲۰۶ و ۲۰۸)۔

خاتمہ

تناسخ کا مسئلہ بہت قدیم ہے اور ایک وقت ساری آباد دنیا اس کو مانتی تھی تمام مہذب ممالک کے فضلا اور علما اس کے قایل تھے۔ یونان۔ مصر۔ روم۔ آریہ ورت۔ ایران۔ چین۔ میکسکو اور پیرو کے دانشمند لوگ جس طرح اس کے پیرو تھے۔ اُسی طرح عرب۔ تاتار۔ روس اسٹریلیا۔ حبش اور شمالی امریکہ کے باشندے بھی اس کے گرویدہ تھے۔ دنیا کی کوئی انسانی آبادی ایسی نہیں تھی جسے اس علمی مسئلہ سے کسی نہ کسی طرح گہرا تعلق نہ ہو۔ تمام پورانی تواریخ متفق البیان ہیں۔ کہ جس وقت دنیا میں سچائی۔ شانتی اور امن کا راج تھا تمام دنیا میں ایک ہی ویدک دہرم پھیل رہا تھا اُس وقت بھی یہ مبارک مسئلہ سب کی روحانی دلوں کی پیاس بجھانے والا تھا کتاب الملل والنحل شہرستانی میں ہے و من العرب من کان یعتقد التناسخ صفحہ ۱۰۹ جلد دوم یعنی اہل عرب تناسخ پر اعتقاد رکھتے تھے۔

پادری۔ ٹی۔ جی اسکاٹ صاحب فرماتے ہیں۔ قدیم مصریوں نے اس کو مان لیا اسی طرح پر یونانیوں نے رومیوں نے اور انگریزوں نے ہمارے پورانے ڈرؤڈ لوگ جو ہمارے گورو تھے یہی سکھلاتے تھے اور ہم لوگ سب کے سب مانتے تھے (مباحثہ بریلی صفحہ ۴)۔

بشپ واربرٹن صاحب لکھتے ہیں پر پہلی زندگی کے خیالات بہت سے داناؤں اور عالموں سے ہر ایک زمانہ میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ ہماری کئی قسم کی تکالیف کے دور کرنے کے واسطے کالیر صاحب کہتے ہیں۔ قدیم مصری۔ یونانی۔ رومی اور سائگر یز تناسخ یعنی آواگون کو مانتے تھے۔ (تاریخ انگلستان صفحہ ۱۱)۔

کیا ایشیا کے ایرانی آریہ چینی۔ جاپانی اور ترک لوگ اور کیا یورپ کے یونانی ڈرؤڈ رومی اور جرمنی والے اور کیا افریقہ کے قبطی۔ پانڈر اور راج خاندان کے بزرگ اور کیا امریکہ کے تانبے رنگ والے ہیلی یعنی سورج بنسی۔ پیرو۔ میکسیکو کے پروہت اور آچاریہ اور اسرین خاندان کے پیشوا سارے کے سارے دلایل و فروعات میں قدرے اختلاف اور جزوی تفریق ہونے پر بھی اعتقاد اور اصول میں سب بالاتفاق اس امر کے قایل تھے۔ کہ ارواح انادی ہیں ایسا وقت یا سمہ کبھی نہیں تھا کہ وہ موجود نہ ہوں اور نہ وہ نیست یا معدوم ہو سکتی ہیں ہر ایک کو اُسکے اعمال کا بدلہ ملتا ہے اور آلہی عدالت میں یہ اٹل قانون ہے جسے کوئی درمیانی ٹالنے والا نہیں عرب کے ملک میں عام اعرابیوں سے ذرا مہذب اور قدرے پڑھے لکھے صابئین[1] لوگ تھے۔ جنکا اعتقاد تھا کہ تناسخ ارواح ضروری ہے اور جسم بعد نکل جانے

[1] اس مذہب کی بابت بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ نام عبرانی لفظ سبا یا صبا سے جسکے معنے ستارہ کے ہیں مشتق ہے اور اس دین کی اصلیت کو اسریا کے گڈریوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ مذہب صابی پسر شیث پیغمبر کا نکالا ہوا ہے جو اُنکے خیال میں اپنے بھائی ایونک اور باپ سمیت مصر کے میناروں میں مدفون ہیں بعض لوگ اس دین کا مخرج اس سے ملتے تر ایک اور چشمہ سے بتلاتے اور بڑی پختہ سند سے دعوے کرتے ہیں کہ طوفان نوح سے پہلے تمام دنیا کا یہی مذہب تھا اُنکا بیان ہے کہ یہ مذہب طوفان کے بعد بھی رہا اور اجداد الاقوام یعنی تمام قوموں کے بزرگ[2]

[2] ...مذہب کے پیرو تھے ابراہیم بھی ... آنکی اولاد بنی اسرائیل نے بھی یہی مذہب اختیار کیا اور

سعدح کے اپنے اصل مادہ میں جو قدیم ہے مل جاتا ہے اور پھر اسی مادہ ہیولائی سے بذریعہ خوراک بموجب مشیت ایزدی دوسرا جسم طیار ہوتا ہے۔

قرآن سورۃ جاثیہ میں عرب کے اس فرقہ کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے وقالو ما ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا۔ ترجمہ۔ گفتند (منکران بعث یعنی قیامت) نیست زندگانی مگر زندگانی دنیا کہ مادر او دایم مے میریم و زندہ مے شویم اس پر مُلا حسین واعظ تفسیر کرتے ہیں۔ احتمال دارد کہ قائلان این سخن مذہب تناسخ داشتہ باشند و نزدیک ایشان آنست کہ ہر کہ مے میرد روح او باجسم دیگرے تعلق گیرد وہم در دنیا ظہور کند تا دیگر بار بمیرد و بار دیگر با دیگرے مے آید بشاکمو کہ بزعم ایشان پیغمبر است نقل کردہ اند کہ میگفت من خود درا دو ہزار و ہفت صد قالب دیدہ ام" (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۳۱۷)

جب تک یورپ میں جہالت رہی تب تک عیسائی دین خوب زور سے پھیلتا رہا۔ علم کے دشمن پادریوں نے علم معقول کے علماء کو پھانسی دی۔ شکنجہ میں کھینچا۔ قتل کیا۔ سیپیا کے تیز ٹکڑوں سے اُن کا تمام گوشت نچوا دیا۔ تیشوں سے اُن کا بدن چھیلا۔ کاٹا اور ٹکڑے کیا۔ کولہو میں پڑوا دیا اور مٹی کے تیل وغیرہ سے جلایا۔ اور بڑی بڑی اذیتوں سے مارا اور برباد کیا۔ (مفصل دیکھو فروٹ آف کرسچانٹی)۔

لیکن جب آفتاب علم کی روشنی یورپ میں پھیلنے لگی تو عیسائی دین میں تنزل شروع ہوا۔ لوگوں نے اُن کے بے بنیاد مسائل جیسے تثلیث فی التوحید۔ کفارہ۔ الوہیت مسیح۔ معجزات مسیح۔ بلکہ مسیح کی لایف سے ہی انکار کر دیا۔ سب سے زیادہ خوفناک صدمہ جو عیسائی دین کو پہنچا وہ بشپ کلولنزو صاحب کا کرسچن مذہب ترک کرنا تھا۔ یہ بزرگ کئی گرجاؤں کا مالک اور صدہا پادریوں کا گورو (رہنما) تھا جب اس نے اچھی طرح نشچہ کر لیا کہ عیسائی دین باطل ہے تو اُس نے کئی کتابیں اس کی تردید میں شایع کیں۔ ہادی حقیقت ایک براہمو اخبار میں لکھتا ہے "چنانچہ بشپ کلولنزو صاحب مذہب عیسائی کے برخلاف تھے۔ اس سبب سے ملکہ معظمہ نے باوجود سفارش جوڈیشل کمیٹی اور پریوی کونسل کے اُن کی جاگیر متعلقہ از گرجا نتال سے محروم رکھا" جلد اول نمبر ۱۳۔ یکم اکتوبر ۱۸۷۳ء اور یوں ہی علم پھیلنے لگا۔ محقق لوگوں نے عیسائی دین سے نفرت شروع کر دی چنانچہ اُسی اخبار میں لکھا ہے کہ یورپ کے ملک میں عیسائی لوگوں میں سوا اسّی لاکھ عیسیٰ کو خدا نہیں مانتے اور ملک یونائیٹڈ سٹیٹ کے باشندوں کا ایک ثلث بھی عیسیٰ کی الوہیت کا قایل نہیں (جلد ۱۔ نمبر ۱۳ صفحہ ۳ یکم اکتوبر ۱۸۷۳ء)۔

اور صرف یہی نہیں بلکہ مسٹر ہوٹ صاحب اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۸۴ء میں لکھتے ہیں کہ "قریب تمام جرمن۔ بوہیمہ۔ وہنگری کے مدارس میں ناستک پن غالب ہو گیا ہے۔ فلاسفہ نے ان ملکوں میں دین عیسوی کے بازو توڑ ڈالے۔ عہد عتیق و جدید کی کراماتی باتوں کو لوگوں نے قصہ و کہانیاں جان لیا۔ طالب علموں کے گروہ سے بارہ ۱۲ آدمی بھی ایسے نہ نکلیں گے جو پکّے ملحد نہ ہوں۔ جن کو شبہ ہووے وہ آپ جاوے اور دیکھ لیوے عیسائی دین کے آدمی اُن کو دیکھ کر رو دیتے ہیں اور پادری کمیک صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ ملک فرانس اور اُس کے متعلقات کی بابت آر دی دون لکھتا ہے کہ ہر سیاح کو معلوم ہے کہ زمانہ حال میں ملک فرانس کے اندر بیس ملحدوں کے مقابلہ میں ایک ایماندار پایا جانا دشوار ہے۔ ان کے پادریوں نے خود اس الحاد کو پھیلایا ہے"۔

اور اسی طرح مسٹر گلیڈسٹون صاحب وزیر اعظم انگلستان اپنی کتاب صدیوں کے مضبوط چٹان میں بڑے افسوس کے ساتھ لکھتے ہیں کہ فرانس میں ۷۶۸۴۹۰۶ آدمی ہیں جنہوں نے ۱۸۸۱ء کی مردم شماری میں اپنا کوئی مذہب نہیں بتلایا (صفحہ ۱۲۱)

اور پروشیا کی بابت گلک صاحب فرماتے ہیں کہ "ساری سلطنت پروشیا میں سالہا سال سے اب تک بائیبل کا مذہب نہیں رہا۔ سب لوگ ملحد ہیں اور الہام اور اعجاز کی باتوں کو کہانیاں سمجھ کر ہنسا کرتے ہیں"۔

خاص ملک انگلینڈ کا حال دین کے بارے میں اور بھی غور کے قابل ہے اس ملک میں جب لارڈ ہربرٹ اور مسٹر بلاڈنٹ اور ہوبس اور اول شاف ٹمشٹ بری اور

بقیہ حاشیہ اور موسےٰ کو جو احکام ملے تھے وہ بھی اسکی تصدیق و تقدیس کرتے تھے ابتدا میں یہ مذہب بالکل صاف اور محض روحانی تھا اسکی تعلیم یہ تھی کہ خدا کی وحدانیت کو ماننا اور تناسخ ارواح یعنی پنر جنم کا قایل ہونا کوئی خاص شہوت پرستی کا ماوا و ملجا بہشت نہیں اور نہ کوئی ابدی جہنم ہے۔ بلکہ پنر جنم میں ہی دوزخ و بہشت یعنی سرگ و نرک ہے حیات ابدی یعنی نجات کے لئے نیک کردار ہو کر بے لوث زندگی کی ضرورت جانتے تھے۔ اگنی ہوتر کے قایل اور سفر بحری اور بری کے بخوم کی ضرورت جانتے تھے اور قمری طریقہ کے مطابق اپنے برسوں کا حساب شمار کرتے تھے۔

مگر جب ہم زیادہ غور سے سوچتے ہیں تو یہ نام سنسکرت زبان کا شِیو معلوم ہوتا ہے یعنی اُر تو شیو یا دوسرے معنوں میں پرماتما پاربرہم کو ماننے والے اور جب ہم توریت کو دیکھتے ہیں سے کہیں یہ صاف پایا جاتا ہے کہ پرانے نبی ایک پتھر کھڑا کر کے اُس پر تیل ڈالتے اور قربانگاہ بناتے اور اُس کے گرد طواف کرتے اور منت مانتے تھے (دیکھو توریت پیدایش باب ۲۸ آیت ۱۸ و ۱۹۔ اور پیدایش توریت باب ۳۱۔ آیت ۱۳ و ۴۵ و باب ۳۵۔ آیت ۱۴۔ احبار باب ۸ آیت ۱۰ و ۱۱ و ۱۲۔ اور اُسی توریت کے باب ۲۸۔ آیت ۲۲ میں لکھا ہے۔ تب خداوند میرا خدا ہوگا اور یہ پتھر جو میں نے ستون کھڑا کیا۔ خدا کا گھر ہوگا" اور دبستان مذاہب میں موسےٰ و عیسےٰ و محمد صاحبان کی ستارہ پرستی کا ذکر موجود ہے (دیکھو تعلیم و ہم صفحہ ۳۲۹)۔

اسی کے مطابق آنریبل سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں۔ حضرت ابراہیم خدا کے لئے ایک بن گھڑا پتھر کھڑا کر لیتے تھے۔ اور جو عبادت یا نماز ہوتی تھی وہ اس کے گرد ہوتی تھی۔ اسی لئے حضرت ابراہیم کے زمانہ میں کوئی خاص سمت قبلہ کا ہونا بغیر اُس نشان کے جس کو وہ قایم کر لیتے تھے اور کچھ نہیں پایا جاتا۔ پھر فرماتے ہیں بس لوگ خیال کرتے ہیں کہ اولاً پتھر کا پوجنا بنی اسمٰعیل میں اسی طرح شروع ہوا کہ جب اُن میں سے کوئی مکہ سے جاتا تو حرم کے پتھروں سے ایک پتھر اٹھا لیتا تھا اور مکہ و کعبہ کے شوق میں جہاں اُترتے تو اُس پتھر کو رکھ لیتے اور اُسکے گرد مثل کعبہ کے طواف کرتے" (تفسیر احمدی جلد ۱ صفحہ ۱۸۶ و ۱۸۷)۔

شیو کی بابت تمام پرانے ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ مختلف جگہ شیو کی پوجا مختلف نام سے ہوتی تھی مکہ میں جو شیو کی مورتی تھی اُس کا نام مکیشر مہادیو تھا اور وہاں ایک اور بھی مورتی مہادیو کی تھی جس کا نام مہا ناتھ (منات) تھا۔ اور اس بات کی مسلمان مورخ بھی شہادت دیتے ہیں۔ چنانچہ ابو القاسم فرشتہ لکھتا ہے کہ براہمہ ہندوستان پیش از ظہور اسلام جہت زیارت خانہ کعبہ و پرستش اصنام ہمیشہ آمد و شد مے کردند و آن موضع را بہترین معابد مے پنداشتند" (مقالہ ششم صفحہ ۳۱۱ ۱۸۸۰ء تاریخ فرشتہ) اور پھر بذکر فتح سومنات لکھا ہے۔ در تواریخ نوشتہ شد کہ در زمان حضرت ختمی پناہ بتی بزرگ را کہ سومنات نام داشت از خانہ کعبہ آوردہ و بدانجا ریختے در سومنات گجرات) آوردہ بنام آوان شہر را بنا کردند" (مقالہ اول جلد اصفحہ ۳۲)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مکہ مہادیو جی کا مندر تھا اور یہی سبب ہوا کہ سومنات میں مکر رہے مورتی پوجک لوگوں نے قایم کیا اور پھر بدستور وہی پیروان شیو اُس کے پوجاری بنے علاوہ بر آں دبستان مذاہب میں لکھا ہے کہ مکہ مرکب ہے ماہ۔ کہ سے یعنی چاند کی جگہ یعنی جس مقام میں

بقیہ حاشیہ چاند کا بت ہے اور ہندو لوگ چاند مہادیو کے ستک پر مانتے ہیں اور مولوی ذکاء اللہ صاحب نے سومنات کے بیان میں اس کی تصدیق کی ہے کہ وہ فی الحقیقت مہادیو جی کا لنگ تھا پس اس میں ذرا جائے شک و تعجب نہیں ہے کہ صائبین شیو کے پوجاری اور اہل میں زمانہ بت پرستی سے قبل وہ تمام تر آریہ قوم سے تھے اور وید کے دہرم کے ماننے والے تھے +

ڈولنڈ جو بڑے بڑے عہدوں پر تھے۔ پہلے پہل عیسائی دین سے منکر ہو گئے تو اُنہوں نے بہت کتابیں کرسچن مت کے خلاف تصنیف کیں اخبار موسومہ ٹابیٹ ماہ اکتوبر ۱۸۵۳ء میں لکھا ہے۔ کہ خاص انگلینڈ میں انچاس مدرسہ ہیں جن میں عیسائی دین کے خلاف تعلیم ہوتی ہے۔ اور تین لاکھ آدمی ایسے ہیں جو کچھ مذہب نہیں رکھتے اور روز بروز الحاد ترقی پر ہے"۔

کفارہ مسیح نے عام لوگوں کو گناہ پر حد سے زیادہ دلیر بنا دیا اُن کی طبیعتیں راستی سے منحرف ہو کر شراب خوری۔ زنا۔ قمار بازی۔ دنیا پرستی۔ جھوٹھ۔ فریب۔ دہریت کی طرف کلیتاً راغب ہو گئیں اخبار ہمبر ہند لاہور یکم فروری ۱۸۷۳ء میں لکھا ہے۔ تیرہ کروڑ ساٹھ ہزار پونڈ ہر سال سلطنت برطانیہ میں شراب کشی اور شراب نوشی میں خرچ ہوتا ہے۔ اور خاص لنڈن میں شاید منجملہ تیس لاکھ آدمیوں کی آبادی کے دس ہزار ہونگے۔ جو شرابی نہ ہوں ورنہ سب مرد و عورت خوشی اور آزادی سے شراب پیتے اور پلاتے ہیں۔ اہل لنڈن کا کوئی ایسا جلسہ اور سوسایٹی اور محفل نہیں ہے کہ جس میں سب سے پہلے برانڈی اور شیری اور لال کا انتظام نہ کیا جاتا ہو۔ ہر ایک جلسہ کا جزو اعظم شراب کو قرار دیا جاتا ہے اور طرفہ بر آن یہ کہ لنڈن کے بڑے بڑے کشیش اور پادری صاحبان بھی باوجود دیندار کہلانے کے مے نوشی میں اول درجہ کے ہوتے ہیں"۔ اور شراب نوشی کے طفیل اور برکت سے لنڈن میں اس قدر خودکشی کی وارداتیں واقعہ ہوتی رہتی ہیں کہ ہر ایک سال ان کا ایک مہلک وبا پڑتا ہے۔ زنا کاری و بدنظری شیر مادر سمجھی گئی۔ قمار بازی کی اوحد ترقی ہو گئی" المختصر۔

اور یہی حال محمدی دین کا ہے۔ اس میں سوائے اُن لوگوں کے جو عابد و زاہد و خدا پرست گذرے ہیں۔ جو تمام ہی تناسخ ارواح کے قایل تھے۔ باقی عموماً خونخوار خلاف فطرت کے مرتکب۔ مردم کش۔ غازی و جہادی۔ گوڑی مرغی اور چہارم بکر مارنے والے یا مردہ دوزخ میں جائے یا بہشت میں اپنے حلوے مانڈے سے غرض رکھنے والے جو سوائے معراج نامہ سنانے یا سنگ اسود چومنے یا ٹخنے سے اوپر پاجامہ پہننے یا ختنے کے پیسے وصول کرنے کے اور کوئی روحانی بات نہیں جانتے۔ گور پرستی جن کا شیوہ اور مردہ پرستی جن کا وتیرہ ہے۔ دن رات قبروں سے مراد مانگ مانگ کر اُن کے آتما مردہ ہو گئے وہ اگر روحانی علوم یا ابدیت روح کے مسایل پر غور کرنا نہیں جانتے تو اس میں ان کا کیا قصور ہے۔ جن کا خدا قتل خلایق سے شاد اور جن کے بہشت میں جانے کا مشہور مسئلہ جہاد ہے۔ عرب ایران۔ روم۔ افغانستان۔ تاتار۔ بلوچستان۔ مصر ہر ملک میں جہاں جاؤ ویش کی بری حالت بدچلنی کا زور شور مردہ پرستی کی گنگھور گھٹا چاروں طرف سے امنڈی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ عرب کے بدو محمدؐ صاحب کے وجود سے پہلے جیسے ڈکیت تھے ویسے ہی اب مردم کش اور غارت گر ہیں۔ اور یہی حال تاتاری اور افغانوں کا ہے۔ پس ایسے آدمی تناسخ جیسے لطیف مسایل کے سمجھنے سے معذور ہیں اور کچھ تعصب اسلامیہ کے سبب وہ غیرہ مذہب کی بات پر تامل کرنا جایز بھی نہیں جانتے۔ مگر ایشور کی کرپا اور سائنس اور فلاسفی کی برکت سے یورپ و امریکہ میں اب کچھ روحانیت کا چرچا شروع ہے۔ ایک طرف تھیوسافیکل سوسائٹی کے محقق مزاج مسئلہ تناسخ ارواح کا پرچار کر رہے ہیں۔ دوسری طرف سوامی شنکر اچاریہ کی فلاسفی لوگوں کو اپنے چرنوں میں جھکا رہی ہے۔ تیسری طرف عیسائی دین کی زبردست اور پیچیدہ زنجیر سے لوگوں نے پاؤں کو باہر نکالکر تحقیقات حقہ کے میدان میں قدم رکھا ہے اور اب سائنس اور مادہ کی قدامت مانتے ہوئے کسی ادنے طاقت کا بھی زایل ہونا اسمبھو نشچت ہو کر فاضل لوگ کثرت سے اسی قسم کے مبارک مسائل کی طرف جھک رہے ہیں (۱) پرکرتی کا انادی ہونا سائنس نے ملحدوں سے بھی منوا دیا اور بغیر ہماری کوشش کے خود علماء سائنس دان اُس کے ثبوت میں لاکھوں جلد چھپوا کر ممالک میں شایع کر رہے ہیں۔ بلکہ تمام کالجوں اور سکولوں میں اس کی علانیہ تعلیم جاری ہے۔ مادے کے انادی ہونے سے انکار کرنے والا خواہ وہ کوئی ہو جاہل شمار ہوتا ہے۔

(۲) مردوں کا جلانا جو آریوں کا آخری سنسکار ہے اور جس کی ہدایت وید مقدس میں موجود ہے تمام طور پر بدھی مانوں اور عالموں میں پرچار ہوتا جاتا ہے۔ بڑے بڑے فاضل ڈاکٹر اور سائنس دان بعوض دفن کرنے کے مردوں کو جلانے کی تجویز کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نعش کے گلنے سے اس میں ایک قسم کی ہوا پیدا ہو جاتی ہے جو کہ پانی کو خراب کرتی ہے اور موجب کئی ایک متعدی امراض کا ہوتی ہے"۔ اور کئی ایک انجمن مقرر ہو رہی ہیں جنکا منشا ہے کہ بجائے دفن کرنے مردوں کے اُن کے جلانے کی رسم یورپ میں عام رائج کی جاوے۔ لوگ خوشی خوشی وصیت نامہ لکھکر ممبر ہوتے ہیں۔ کہ بعد مرنے کے میری نعش گاڑی نہ جاوے بلکہ جلائی جاوے۔ یورپ کے پڑھے لکھے لوگ تو رفتہ رفتہ بُرائی کی بات چھوڑ کر جو بات عقل کے نزدیک بہتر ہے اُس کے پیرو ہوتے جاتے ہیں۔ مگر متعصب پادری صاحبان اس بات سے بڑے نازاں ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے باعث سے آدمیوں کے دلوں سے قیامت کے روز اُٹھنے کا عقیدہ جاتا رہیگا اس پر اخبار ہادی حقیقت کہتا ہے کہ حقیقت میں پادری اور مُلّا نے ہر ایک ملک میں ترقی کے مانع ہوتے ہیں"۔ (جلد ۲ نمبر ۱۷ صفحہ ۶۵)۔

(۳) تناسخ کا مسئلہ اور کرموں کا انوسار ارواح کا دوبارہ قالب میں آنا۔ ہر ایک زمانہ میں حکماء اسے مانتے رہے اور جہلا انکار کرتے رہے۔ چنانچہ اب بھی علماء کے گروہ در گروہ اس کی تصدیق پر کمر بستہ ہیں۔

(۴)۔ زمین کا گول ہونا اور سورج کے گرد گھومنا جو سوائے وید مقدس کے کسی مذہبی کتاب میں مذکور نہیں اُن پر تمام بدھی مان متفق ہیں۔

(۵) آسمان باطل ہے وہ خلا کے سوا کچھ نہیں یہ کس نے بتلایا اور کس نے اس کا پرچار کیا۔ کہ نہ آسمان کے دروازے ہیں اور نہ وہاں برج اور قلعے ہیں اور نہ اُن پر کوئی محافظ ہیں اور صاف ظاہر ہے کہ آسمان کے باطل ہوتے ہی آسمانی خدا۔ آسمانی فرشتے اور آسمانی تخت بھی باقی نہیں رہتا

(۶) دنیا کا بار بار پیدا کرنا اور بگاڑنا اور خدا کا ہمیشہ سے اس کا مالک اور صانع ہونا اور اس نظام شمسی کی پرلے یعنی قیامت کی میعاد کس مذہب نے بتلائی۔ قرآن سورت اعراف۔ وذریات۔ ونازعات۔ واحزاب میں یہ سوال کہ قیامت یا اس دنیا کا خاتمہ یا جزا کا دن یا جزا کی گھڑی کب اور کتنی مدت کے بعد ہوگی۔ اس کا جواب باوجود سایلوں کے بار بار پوچھنے کے یہی دیا گیا کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے + اسی طرح خدا کے اکلوتے بیٹے یا دوسرے لفظوں میں خود خدا مسیح سے جب لوگوں نے یہی سوال کیا۔ تو مسیح جواب دیتے ہیں "مگر اُس دن اور اُس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا۔ کوئی نہیں جانتا ہے" مرقس ۱۳/۳۲ +

دوسری جگہ خود مسیح کہتا ہے۔ لیکن اُس دن اور اُس گھڑی کو میرے باپ کے

سوا آسمان کے فرشتوں تک کوئی نہیں جانتا متی ۲۴-۳۶- اور یہی حال توریت کا ہے۔

(۷) ہزاروں سورج ہیں اور نظام شمسی بھی ہزاروں ہیں ایک دو نہیں اور سب جگہ جاندار رہتے ہیں اور ایشور کی سرشٹی موجود ہے جو خدا ایک دنیا ہی بنا کر تھک گیا۔ گھبرا گیا۔ اور آرام کرنے لگا۔ اور ایک دنیا کا ہی نہ اُسے پورا علم اور نہ گیان ہے جس غریب نے ایک ہی آدم پیدا کیا اور وہ بھی گنہگار نکلا اور جس خدا کو اُس ایک کے ہی سدھارنے کے واسطے خودکشی کرنی پڑی یا ظالم لوگوں جباروں نے مصلوب کردیا اُسے ہزاروں نظام شمسیوں کا کب اور کس طرح علم ہوسکتا ہے +

(۸) ایک مرد کے بیاہ کے لئے ایک عورت اور ایک عورت کے واسطے ایک مرد اور عورت کو اردھنگی یعنی آدھا جسم کس نے ارشاد فرمایا۔

(۹) گوشت خوری وحشی اور جنگلی لوگوں سے چلی اور آہستہ آہستہ جوں جوں دنیا سے ادویا دور ہوتی گئی اُس کا بھی رواج مردم خوری سے حرام و حلال پر اور پھر خاص خاص دنوں کو نہ کھانا وغیرہ وغیرہ طریقوں سے کم ہوتی رہی اب یورپ کے فاضل ڈاکٹروں نے دلائل قاطع سے نشچت کر دیا ہے کہ یہ انسان کی خوراک نہیں۔

(۱۰) برہم چریہ آشرم یعنے سب سے پہلے علم اور پیچھے شادی سومبر کے طریقہ پر بالغ ہوکر کونسی مذہبی کتاب بتلاتی ہے۔ اور اسی طرح چار آشرموں کی تقسیم اور انسان کی زندگی کا وبھاگ کسی فاضل نے پہلے بتلایا ہے۔ جس کی طرف اب یورپ والے متوجہ ہو رہے ہیں۔

(۱۱) سب دنیا کے انسان ایک آدم کی اولاد ہیں۔ یہ کس نے بتایا۔ جس کی سائنس نے اپنی زبردست دلایل سے دھجیاں اُڑا دیں۔

(۱۲) گربھ ہونے کی حالت میں اور جب تک بچہ گربھ میں رہے تب تک مرد اور استری کو برہم چریہ رکھنے اور بعد پیدا ہونے کے جب تک کہ بچہ کے دانت نہ نکلیں۔ یعنی دودھ پیتا رہے۔ جو کہ نہایت ضروری مسئلہ تھا اِس کی بابت کس نے ارشاد فرمایا اور سنسکاروں کی مبارک ہدایت کس مذہب میں ہے۔

اسی طرح توحید کا پہلا معلم یا ہادی دنیا میں سوائے وید مقدس کے کون ہے اور آریہ دھرم کے سوائے کونسا مذہب ہے جو معقولیت کی کسوٹی پر رکھا جاسکتا ہے۔ جب خود خدا ہی کی کتابوں میں یہ نسخ و ردوبدل و تحریف کا ہاتھ صاف ہو تو ایسے ادیان کب کسی محقق کی تسلی کر سکتے ہیں۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ پادری صاحبان اناجیل کو ہاتھ میں لے کر سائنس اور فلاسفی کے بطلان کے واسطے دعا مانگ رہے ہیں مگر تو بھی مسیح کے پیدا ہونے پر جس ستارہ کے نکلنے کی خبر انجیل متی باب ۲ میں ہے اور جو مجوسیوں کے آگے چل رہا تھا اُس کا علم ہیئت سے کچھ پتہ نہیں لگتا۔ اور نہ مسیح کا اوپر اٹھایا جانا علم سے سدھ ہوتا ہے اور نہ یہ بات سچ معلوم ہوتی ہے کہ "اور بھی بہت کام ہیں جو یسوع نے کئے اور اگر وے جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں تو دنیا میں نہ سما سکتیں"۔ یوحنا ۲۱/۲۵ - تین سالہ زندگانی کے لئے اتنے کام۔ مبالغہ کی بھی کوئی حد ہونی چاہیئے۔

پورانے مولوی صاحبان تو منطق کی کتابوں سے استنجا کرنا جایز جانتے تھے۔ باقی رہا حال کے علماء صاف کہتے ہیں۔ کہ تناسخ کا مسئلہ حکماء کا ہے روح اور مادہ کے مسایل اور اسی طرح زمین چاند و سورج کے مسئلوں کا اسلام سے کیا تعلق ہے۔ منطق اور حجت کو دین سے کیا واسطہ۔ ایک دانا مولوی جس کے برابر فاضل اسلام میں اس وقت کوئی نہیں یعنی مولوی رومی صاحب فرماتے ہیں کہ "کوہ قاف اپنی رگ ہلاتا ہے اُس سے تمام دنیا کے پہاڑوں میں جہاں اُس کی مرضی ہو زلزلہ ہوتا ہے اور جن کی عقل اس علم لدنی سے محروم ہے وہ جاہل ہیں۔ اور ایسے ہی جاہل کہتے ہیں ع

زلزلہ ہست از بخارات زمین

ایک اور عقل کا دوست مولوی فرماتا ہے۔ ؎

یہ پیش مذہب حکمائے ناپاک نہیں ہے التیام و خرق افلاک

اسی طرح آج کل کا ایک الہامی نبی کہتا ہے ؎

فلسفی را چشم حق بیں سخت نابینا بود گرچہ بیکن باشد و یا بو علی سینا بود

جب یہ حال ہے تو ان سے کسی بہتری کی امید رکھنا اور کسی معقول و علمی مسئلے کے حل کرنے کی کوشش کرنا سراپا فعل عبث ہے۔ ایسے لوگ ہمیشہ دُعا مانگتے ہیں۔ یا اُن کو ایسی خوابیں ہی آیا کرتی ہیں کہ فلاں ڈپٹی صاحب مرجائیں گے یا فلاں صاحب کے مرجانے پر اُن کی بیوی الہام ربانی کی برکت سے میرے نکاح میں آوے گی۔ یا ایک دوسرا کافر کفر جو ہمارے باطل خیالات کی تردید کرتا رہتا ہے۔ اُس پر قہر الٰہی نازل ہوگا۔ ایسے نبی جب چاہتے ہیں اور حسب موقعہ جسے مناسب سمجھتے ہیں طلاق دیدیتے ہیں۔ اور جو نہ مانے اسے عاق کردیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ عام جاہل و نادان لوگ بغیر معجزوں کے قابو میں نہیں آتے اور دانا بکہی مان ایسے ہتھکنڈوں سے پہلے ہی اپنی عقل خداداد کی برکت اور الٰہی روشنی کی ہدایت سے ایسے فریبوں میں نہیں پھنستے ایسے نبی ہمیشہ یہی دعا کرتے ہیں اور یہی وظیفہ پڑھتے رہتے ہیں۔ عقلمنداں بمیرند و جاہلاں جائے ایشاں بگیرند۔

کسی نے سچ کہا ہے۔ ؎

تو وقف کنی خود را بر گور یکے مرد۔ من وقف کسی باشم کو جان جہاں دارد

پس ہم نے ایسی ابلہ فریبیوں سے لوگوں کو بچانے اور ست ویدک دھرم کا راہ راست دکھلانے کے لئے یہ کتاب **ثبوت تناسخ** طیار کر کے محقق مزاجوں کی خدمت میں پیش کی ہے۔ کیونکہ دنیا میں سبز باغ دکھلانے والے ہزاروں ہیں۔ اور صراط المستقیم (ست مارگ) بتلانے والے بہت تھوڑے ہیں اور اُس پر بھی خود غرضی کسے خالی نصیحت گو تلخ دار و معلوم ہوتی ہے مگر حق بات یہ ہے کہ وہ ہی دفعیہ امراض کے حق میں اکسیر ہے۔ آریہ سماج کا مبارک نیم ہے کہ "سچ کو اختیار کرنے اور جھوٹھ کو چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہیئے" اسی کو مدنظر رکھکر ہم نے برسوں اس مسئلہ پر غور کی اور جو کچھ راست معلوم ہوا اُسے بے کم و کاست ناظرین کی خدمت والا میں پیش کر دیا۔ اب اس پر وچار کرنا اور حق بات کی پریکشا کہ باطل کو تیاگنا آپ صاحبان کا فرض ہے۔

آپ کا پنڈت لیکھرام آریہ مسافر

سماپت

سری کرشن جی کا جیون چرتر

دُنیا کی مذہبی تاریخ پر غور کرنے والے محقق اور مشہور کارناموں پر بچار کرنیوالے مورخ ایسے بزرگ کے نام کو کبھی نہیں بھول سکتے۔ خاص، آریہ ورت کے اتہاس وید یا تو کسی طرح ممکن نہیں کہ انہیں بھول جائیں۔ بھارت کا انقلاب عظیم خاص آپکی بدولت ہوا مہابھارت کی مشہور تاریخ میں شاید کوئی پرب آپ کے نام سے خالی ہو۔ ورنہ اصل میں سچ پوچھو۔ تو بھارت کے ہیرو آپ ہی ہیں۔ جیلخانہ کی ذلت میں پیدا ہونا۔ شاہی کرنا۔ کرم انوسار چھتری ہے گوال کہلانا۔ اور پھر اُس ویش پن سے نکلکر کھشتری بنجانا اور تمام عمدہ صفات سے موصوف ہونا مظلوم کی امداد اور باغی فساد کو سزا دینا بلکہ برباد کرڈالنا۔ کھشتریوں کے دھرم کا ہر طرح پورا پالن کرنا۔ وعدہ کا پکا اقرار کا پورا ہونا۔ باوجود موجودگی سلطنت کے بیوفائی نہ کرنا۔ ماباپ کو قید سے چھوڑانا۔ بہادری میں بینظیر ہونا۔ انسانیت کا کامل نمونہ دکھلانا یہ تمام اعلٰے صفات ہیں جن کے سبب سے ہم اس نیک انسان فرشتہ خصلت اور شجاعت مجسم کی سوانح عمری کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ہم اس بزرگ کی سوانح عمری مورخانہ طور پر نذر ناظرین کرینگے اور بتلائینگے کہ ان کی پاک اور شستہ زندگی سے انسان کیا کیا سبق سیکھ سکتا ہے۔ اُپ نشد۔ مہابھارت۔ گیتا۔ بھاگوت۔ کرشن جنم کھنڈ رکمنی منگل۔ پریم ساگر وغیرہ سنسکرت گرنتھ اور کرنل ٹاڈ صاحب وغیرہ انگریزی مورخوں کی تحقیقاتیں ہماری تحقیقات کے سامان ہونگے +

انگریزی مورخ کہتے ہیں کہ آریہ ورت کی تاریخ پر ایک ایسا تاریک پردہ پڑا ہوا ہے کہ کوئی حال صحیح طور پر معلوم نہیں ہوا۔ اور نہ سنسکرت دان پنڈت متوجہ ہو کر اصلیت نکالنے کا خیال کرتے ہیں۔ توہمات اور تخیلات کی بھرمار جہاں تک مبالغہ سے ہو سکتا ہے وہ تو سب کچھ موجود ہے۔ لیکن صداقت شعاری اور راستی انسان کا صحیح فوٹو جیسے کہ وہ تھے ہرگز نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے آدمیوں کو پر لگا کر ہوا میں اڑایا۔ بعضوں نے ان کی ہستی کو ہی موہوم و معدوم کر دیا۔ کسی نے جہاں تک ان سے بن پڑا تمام عجوبوں سے مزین کر دیا۔ اور بعضے شپرہ مزاجوں کو کسی کی روشنی پسند نہ آئی انہوں نے سب کو کلنک لگا سیاہی پھیر دی۔ سچی تاریخیں اگر ہیں تو وہ بہت ہی تھوڑی ہیں اور مبالغہ پسند طبیعتیں انہیں پڑھ کر ہرگز شانت نہیں ہوتیں۔ پروفیسر ہکسلی صاحب ایک مضمون میں فرماتے ہیں وہ مجھے ڈر ہے کہ کوئی آدمی زندہ نہیں جس کی شہادت قبول کی جائے۔ اگر پہلی شرط یہ ہو۔ کہ اُس نے کوئی کہانی نہیں بنائی اور نہ مشہور کی۔ ہم سب کے دلوں میں یہ چھوٹی جگہیں ایسی موجود ہیں جیساکہ ایک چٹان پر چھوٹے داغ ہوتے ہیں۔ جیساکہ چھوٹی سبز گھاس پیدا ہوتی ہے۔ جہاں اگر کوئی کہانی کا بیج پڑجاوے۔ وہاں ضرور کچھ نہ کچھ یقیناً پھل لادیگا۔ بغیر اس بات کے کہ ہماری صفائی یا سچائی کو اور معاملات میں کچھ بھی تاثیر کرے۔ سر والٹر سکاٹ کو معلوم تھا۔ کہ وہ ایک قصہ کو بیان نہیں کرسکتا تھا۔ بغیر اس کے جیساکہ اس نے خود کہا کہ جب تک میں اُن کو نئی ٹوپی اور نئی سوٹی نہ دیدوں۔ ہم سے بہتوں کا سر والٹر سے یہی فرق ہے کہ ہم واقف نہیں ہیں کہ یہ کہانی بنانیوالی طاقت بغیر ہمارے علم کے اپنا اثر ظاہر کر دیتی ہے۔ مگر یہ بھی سچ ہے۔ کہ یہ قصہ۔ کہانی بنانے والی طاقت ہر ایک شخص میں برابر تیز نہیں ہوتی۔ نہ ایک ہی دل کی ہر حالت اور ہر ایک حصوں میں +

ڈیوڈ ہوم در حقیقت اِس قصہ بنانیوالی طاقت کا اس قدر مغلوب نہ تھا جس قدر کہ ڈے رے مل بیڈیا کے چند ایک نئے مورخ جن کا نام لیا جا سکتا ہے۔ (رسالہ نائینٹینتھ سینچری فروری ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۷۰، سے ۱۸۷ تک) ابھی نہیں۔ بلکہ اس سے کچھ بڑھ کر حال اپنے دیشی مورخوں کا ہوا۔ افسوس کہ ہم ایسے فاضلانہ اور عالمانہ لفظ مورخ کو ایسے لوگوں کے حق میں موزون کرتے ہیں مگر کیا کریں ؎

باہمیں مرد ماں بباید ساخت　　چہ تواں کرد مرد ماں ایں اند

سنسکرت میں ایک مثال ہے۔ !! अन्धेनैव नीयमाना: यथान्धा: !!

"جیسے اندھے کے پیچھے دوسرا اندھا بغیر تحقیق کے چلتا ہے" اسیطرح بعضے لوگ حق بات خصوصاً تاریخ جیسے معزز کام میں بھی کارروائی کرتے ہیں۔ کیا اندھا اندھے کو راہ دکھا سکتا ہے۔ کیا وے دو نو گڑھے میں نہ گرینگے ؟

ناظرین! جب مورخوں اور محققوں کا یہ حال ہو تو مقلدوں کی کیا دشا ہوگی یہی بڑا زبردست باعث ہے کہ جس کے سبب سے کئی صدیوں سے آریہ ورت کی صحیح تاریخ پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ اکیلا چنا بھاڑ کو نہیں پھوڑ سکتا۔ پس ہم اکیلے ہی آریہ ورت کی مکمل اور صحیح تاریخ کس طرح جمع کرسکتے ہیں۔ ہاں یہ عظیم کام بہت سے ودوانوں کا ہے مگر ہمارے ودوان بالکل غافل اور بے پرواہ ہیں۔ وہ سراپا اُمید کے خرمن کو آگ لگا رہے ہیں۔ اُن کے دل سے دیش کی ہتیشتا۔ دھرم کی ہتیشتا۔ قوم کی ہمدردی بالکل معدوم ہوگئی ہے۔ کاش کہ ہمارے دیش کے فاضل اور عالم لوگ دھیان دیتے اور ورت کی سبھاہتا پر مستقل مزاجی سے کمر باندھتے!

پہلا باب

نسب نامہ اور پیدایش کے حالات میں

کرشن جی مہاراج مشہور و معروف شاہی خاندان چندر بنسی میں سے تھے۔ اُن کا نسب نامہ حسب ذیل ہے :-

(۱) چندر۔ (۲) بُدھ۔ (۳) پُرُورَبا۔ (۴) ایو۔ (۵) نہوش۔ (۶) ججات۔ (۷) جدو۔ (۸) کروشٹ۔ (۹) برجنوان۔ (۱۰) سواہ۔ (۱۱) ادر سیک۔ (۱۲) چترر تھ۔ (۱۳) ششش بند۔ (۱۴) پر تھوشر با۔ (۱۵) مُرُوچک۔ (۱۶) جیامگھ۔ (۱۷) بدرتھ۔ (۱۸) کرتھ۔ (۱۹) گُنت۔ (۲۰) دُھرشت۔ (۲۱) زبرت۔ (۲۲) دشارہ۔ (۲۳) بیوم۔ (۲۴) جیموت۔ (۲۵) بکرت۔ (۲۶) بھیم رتھ۔ (۲۷) نورتھ۔ (۲۸) دشرتھ۔ (۲۹) کرنبھ۔ (۳۰) دیورت۔ (۳۱) دیو چھتر۔ (۳۲) مدہو۔ (۳۳) انو۔ (۳۴) پرہوتر۔ (۳۵) آیو۔ (۳۶) ساتیت۔ (۳۷) پرشن۔ (۳۸) چتررتھ۔ (۳۹) بدورتھ۔ (۴۰) شورسین۔ (۴۱) بسدیو۔ (۴۲) کرشن +

یعنی چندر سے پرتھوشروا تک چودہ (۱۴) پشت اور مروچک سے دشرتھ تک چودہ (۱۴) پشت اور کرنبھ سے کرشن تک چودہ پشت۔

اِس نسب نامہ کو بجنسہ درج کرکے اب اُن کی پیدائش کا حال لکھا جاتا ہے۔ متھرا جو لب دریائے جمن ایک مشہور شہر ہے اُس میں پانچ ہزار سال گذرے۔ کہ راجہ اگرسین جی راج کرتے تھے۔ علم و ہنر میں شہرۂ آفاق تھے اور نیکی سخاوت میں بھی بہت بڑھے ہوئے تھے۔ جہاں تک اُس زمانہ کے حالات کتابوں سے معلوم ہوتے ہیں۔ رعیت آباد اور دلشاد تھی گویا گلشنِ دہر کو بادِ خزاں کی یاد نہ تھی۔ عرصہ تک سلطنت میں امن رہا۔ مگر جب سے اُن کی رانی پون ریکھ کے حمل سے کنس دیو نام فرزند تولد ہوا۔ تب سے خرابی کے آثار نظر آنے لگے۔ راجہ نے ہر چند

اُس کی تعلیم و تدریس کے واسطے کوشش کی۔ مگر وہ خرابی اور شرارت میں دلیر ہوتا گیا بدچلن اور بے دھرم سرداروں کی صلاح سے اُس نے پوری جوانی میں پہنچ کر اپنے باپ کو قید کر لیا۔ اور خود جور و ظلم سے سلطنت کرنے اس نے راجہ بردوان کے ساتھ مگدھ دیس سے جا کر جنگ کی اور اس کو شکست دیکر اس کی دو بیٹیوں سے بیاہ کر لیا مگر بیاہ کے بعد اُس کا راج اُسے واپس دیدیا اور خود متھرا کو چلا آیا اس کے ظلم و ستم کا شہرہ روز افزوں ہوتا رہا۔ کسی اتیاچار کرنے میں اس نے کسر نہ چھوڑی۔ اسی اثناء میں اس کی ایک حسین بہن قابل شادی ہو گئی جس کا نام کہ دیوکی تھا۔ اِسے اُس کی شادی کا فکر ہوا۔ آخرش بعد تلاش بسیار راجہ سورسین (جن کی راجدھانی یہ پہلے ہی برباد کر چکا تھا) کے... میں جو نامی گرامی خاندان تھا اُس نے جستجو کی راجہ سورسین اس وقت ضعیف ہو چکے تھے صرف اُن کا ایک نوجوان لڑکا بسدیو نامی موجود تھا۔ چونکہ لڑکی بھی ۱۶ سال کی اوستھا میں پہنچ گئی تھی۔ اور بسدیو کی عمر ۲۵ سے اوپر تھی۔ اِس سے بڑھ کر شادی کا سماں اور کیا ہو سکتا ہے ؎

آخر کار ایک شبھ لگن مقرر کر کے بسدیو اور دیوکی کا دید وکت طریقہ سے پانڑی گرہن سنسکار کیا گیا۔ اور جہیز میں بہت سا زر و مال دیا گیا۔ ایک شاعر نے اُس موقع کے حسب حال کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

بہن تھی جو اُس دیو کی دیوکی ہوئی بارے ہم عقد بسدیو کی

کہتے ہیں کہ جب برات رخصت ہونے لگی تو آکاش بانی ہوئی۔ بقول شاعر ؎

عیاں قدرتِ آسمانی ہوئی پئے کنس آکاش بانی ہوئی
تنا ہشتم اولادِ خواہر کرے سب اسرارِ مخفی کو ظاہر کرے
کرے یکقلم تاختہ تاراج راج تیرا دم عدم سر ہو محتاج تاج

کنس نے اُس ہمشیرہ کے قتل کا ارادہ کیا مگر اُمراء و وزراء کے سمجھانے سے اپنے اس ارادہ سے تو باز آیا۔ لیکن دونو کو جیلخانہ شاہی میں قید کر دیا۔ آکاش بانی کا ہونا کچھ مہمل سا معلوم ہوتا ہے۔ مگر بہت کتابوں میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ شاہ فریدوں کے خاق کرتے وقت آکاش بانی ہوئی تھی۔ مسیح کی تلاش کے واسطے ایران سے جوتشی یعنی پارسی نجومی گئے تھے۔ مسیح کی تلاش کے واسطے کئی مرتبہ آکاش بانی ہوئی۔ کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ ہیرو ڈلیس بادشاہ پر بھی جب اُس نے لڑکے مروانے کا حکم دیا تھا ایسی ہی آکاش بانی ہوئی تھی۔ ہم نے مصر کی تاریخ میں بھی ایک جگہ ایسی ہی آکاش بانی کا ذکر پڑھا ہے۔ مسمریزم والے بھی ایسی ہی آکاش بانی بذریعہ باجے وغیرہ کے کرتے ہیں جن کی بہت سی اصلیت مدراس کے ایک انگریزی اخبار نے ظاہر کی تھی۔ یہ سب فریب ہے۔ مسلمانوں کی کتابوں میں بھی ایسی بہت سی ندائے غیبی کا ذکر پایا جاتا ہے۔ باعث اس کا سب جگہ ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔ یعنی کسی آدمی کو شہرت دینے کے واسطے ایک عجیب طریقہ اختیار کیا جاتا تھا۔ اور شاید کنس دیو کے اندر کے آکاش سے ہی یہ منصوبے نکلا ہو۔ غرض کچھ ہی ہو۔ کنس کو خیال گزرا کہ ایسا نہ ہو یہ بسدیو ہی۔ جس کے باپ کا میں نے راج بگاڑا ہے میری خرابی کا کارن ہو۔ ایسا کچھ سوچ کر اُس نے اُنہیں بند کر دیا اور لوگوں کے نوزاد لڑکوں کو مروا دینے کا حکم دیدیا ؎

ناظرین! جب بُرے دن آتے ہیں۔ یہ نامراد انسان ایسے ہی منصوبے باندھا کرتا ہے۔ مگر کیا ہوتا ہے موت سے تو بچنا سرا سر محال ہے۔ کیونکہ کال سے سوائے اکال پرماتما کے کسی کی رہائی نہیں ہے۔ مسیح کی پیدائش کے وقت بھی انجیل میں لکھا ہے کہ ہیرو ڈلیس نے ہزاروں لڑکے قتل کرائے۔ اگرچہ اس کا کسی تاریخ معتبرہ میں پتہ نہیں لگتا۔ اور نہ ہیرو ڈلیس کے زمانہ کے کسی مؤرخ کی شہادت ملتی ہے۔ مگر انجیل

میں ضرور لکھا ہے۔ اور عیسائی و پادری ضرور بصدق دل مانتے ہیں۔ اسی طرح شاہنامہ میں لکھا ہے کہ فریدوں کے پیدا ہوتے وقت ضحاک نے بہت لڑکے مروا دئے تھے۔ اور ایسا ہی موسےٰ کی پیدائش کے وقت بھی ہوا۔ القصہ کئی سال تک بسدیو اور دیوکی قید خانہ میں رہے۔ اور اُسی قید خانہ کے اندر آٹھ لڑکے پیدا ہوئے۔ اول کے چھ لڑکے کنس نے اپنے ہاتھ سے مار ڈالے۔ اور ساتواں حمل پیدا ہونے کی خبر ظاہر ہونے سے پہلے ہی روہنی کے پہنچایا گیا۔ جو جدو بنسی خاندان کی ایک عفیفہ پارسا عورت کنس کے تشدد سے بھاگ کر گوکل میں بمکانہ نند کے رہا کرتی تھی۔ اُس نے اُسے پالا اور اُس کا نام بلدیو رام رکھا اور وہاں یہ بہانہ کیا گیا۔ کہ گربھ سوکھ گیا یا اسقاط ہو گیا۔ آٹھویں حمل میں مہاراج کرشن جی کی اُتپتی ہوئی جس کو ایک نازک مزاج شاعر ان الفاظ میں ادا کرتا ہے۔ ؎

شمیم مقدم گل سے بیکبار ہوئے مادر و پدر شاداب و سرشار
بروز اشٹمی و چہار شنبہ بماہ نیک بھادوں سال زیبا
بوقت نیم شب سوئے روشن ہوا وہ غیرت مہ جلوہ افگن

ایک دوسرا شاعر اسی مطلب کو ان الفاظ میں ادا کرتا ہے۔

چلی بادِ ہشتم جو بادِ بہار تو پھر نخل امید میں آیا بار
عجب بادِ بھادوں کی تاریک شب عیاں جلوۂ برق تاباں غضب
وہ تاریخ ہشتم وہ ابر بہار وہ کیفیت موسم خوشگوار
گئی تا کمر زلف لیلائے شب ہوئے کرشن جی رونق آرائے شب

اُن کا چہرۂ زیبا اور روئے بیضا دیکھ کر ماں باپ دل و جان سے فدا ہوئے اور اپنی تکلیف جیلخانہ کو بھول کر اُن کے بچانے کی تدبیر سوچنے لگے۔ آخر یہی ٹھیری کہ جمنا سے پار گوکل میں جا کر نند جی کے سپرد کریں۔ لڑکے نے بھی زبان حال سے اسی کی تائید کی۔ ؎

سوئے گوکل مجھے لے چل شتابی نہ دے کچھ اپنے دل کو پیچ و تابی

جس کو پرمیشور بچاتا ہے ہزاروں سامان اُس کے واسطے مہیا ہو جاتے ہیں خوبی قسمت سے محافظ دربان سو گئے اور بسدیو جی لڑکے کو لیکر روانہ ہوئے جمنا سے پار ہو نند جی کے گھر میں پہنچے۔ اتفاقاً اُسی رات نند جی کی رانی یشودھا کے بھی لڑکی پیدا ہوئی تھی بسدیو جی لڑکے کو اُس کی گود میں ڈال کر لڑکی لیکر متھرا میں پہنچ گئے۔ اُن کے واپس آنے پر جب لڑکی روئی۔ تب دربانوں کی آنکھ کھلی اور کنس دیو کو خبر کی گئی ؎

دربانوں کے سونے اور بسدیو کے جیلخانہ سے نکل جانے اور جمنا سے پار ہو جانے پر بہت سے لکھنے والوں نے معجزات کی رنگتیں چڑھا کر لکھا ہے کہ کرشن جی کی پابوسی کے واسطے دریائے جمن بڑھا اور ان کے قدموں کو چوم کر پھر پایاب ہو گیا۔ بقول شخصے ؎

جو چوما آب نے پائے گرامی ہوا پایاب وہ دریا تمامی

مگر یہ صرف ہمارے ہی لکھنے والوں کا قصور نہیں بلکہ ہر ملک میں بزرگوں کے حالات لکھنے والوں کا دستور ہے۔ محمد صاحب کی شب معراج کی کہانی۔ موسےٰ کے دریائے قلزم والی معجز بیانی۔ کیخسرو بادشاہ کا دریائے عماں سے پار گذر جانا۔ مہاراج رنجیت سنگھ کا اٹک سے پار ہونا۔ عیسےٰ کی پیدائش کے وقت کی خوارق عادات ابراہیم۔ زردشت اور جینی لوگوں کے حالات سارے کے سارے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ کس نے کمی کی جو ہم اپنے تاریخ نویسوں کو بُرا کہیں۔ نانک صاحب اور کبیر صاحب کے حالات پر بھی لوگوں نے ایسے ہی مبالغہ چڑھائے ہیں۔ اور سہجانند سنیاسی کے مت والوں نے بھی ایسے ہی کراماتی طوفان باندھے ہیں۔ جب کنس دیو کو خبر ہوئی۔ تو ظالم جلاد نے اس پر بھی رحم نہ کیا۔ اور اس معصوم بیکس کو پتھر کی سِل پر اپنے ہاتھ سے پٹخا

اور مار ڈالا۔ اُدھر نند اور یشودھا کرشن دیو کی پرورش میں مصروف ہوئے۔ اِدھر آئندہ اولاد نہ پیدا ہونے کے خیال سے یا مایوسی کا سامنا دیکھ کر کنس دیو نے ہر دو کو جیلخانہ یعنی کار اگار سے خلاص کر دیا +

اُدھر بلرام اور کرشن جی ایکم کے چاند کی طرح بڑھنے لگے۔ اُن کے جمال ظاہری و کمال باطنی میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔ کبھی کبھی بسدیو اور دیوکی بھی پوشیدہ طور پر آکر آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیتے تھے۔ مگر یہ بات مدت تک نہ چھپ سکی۔ کنس کو بھی لوگوں نے اِس کی خبر دینی شروع کی۔ جس پر اس نے چند شریر النفس عورتیں اور مرد ایسے پیدا کئے جو کسی حیلہ سے جا کر کرشن جی کا کام تمام کریں۔ جن کے نام یہ ہیں متاثہ پوتنا۔ بچھاسُر۔ بکاسُر۔ اگھاسُر۔ پرلیمپ۔ کیشی۔ بوماسُر۔ وو بدمعاش گمنام سر تید ھر براہمن۔ کاگاسُر۔ ترناورت۔ بنسا۔ وہتک۔ سنکھ چوڑ۔ ان پندرہ میں سے صرف ایک عورت ہے اور چودہ مرد۔ جن کو مختلف اوقات میں راجہ کنس نے کرشن مہاراج کے قتل کے واسطے بھیجا۔ جو سب کے سب اعمالِ بد کی سزا پاتے رہے +

اگرچہ ان سب کو راکھشش یا دیت لکھا ہے۔ مگر یہ سارے نہ تو راکھشش تھے اور دیت بلکہ انسان تھے اور انہیں چار ورنوں (یعنی براہمن۔ کھشتری۔ ویشیہ اور شودر) میں سے تھے صرف بُرے اعمالوں کے سبب سے لوگ انہیں راکھشش اور دیت پکارتے ہیں راجہ کنس اصل میں کرشن دیو کا ماموں کا تھا۔ اُسے بھی دیت لکھا ہے عقلمند بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ راکھشش یا دیوتا سے کیا مراد ہے۔ راکھشش وہی ہے جو بھلے لوگوں کو تکلیف دے۔ گوشت خوری کرے۔ شراب پئے۔ بدچلن ہو۔ دیوتا وہی ہے جو بھلے لوگوں کو سہائتا (مدد) کرے۔ مانس نہ کھاتا ہو۔ شراب نہ پیتا ہو۔ اور چال چلن اچھا رکھتا ہو۔

सत्येन पन्था वितततो देवयानः

”دیوتے سچے سیدھے راستے پر چلا کرتے ہیں“

منو ۱۱ میں یگ یعنی اگنی ہوتر کرنے والوں کا نام دیوتا لکھا ہے اور دوسرے لوگوں کا اسر۔ مہابھاشیہ میں وِدوان (عالم) کا نام دیوتا لکھا ہے۔

देवा इति पण्डिता इत्यर्थः

کرشن جی کی ان کہانیوں کے ساتھ بھی وہی دِب شکتی کا ذکر کیا گیا ہے ہمیں اِس میں انکار نہیں کہ وہ ایک غیر معمولی آدمی تھے۔ وہ یادو بنش کے چاند کیا سورج تھے۔ وہ اپنے وقت کے بیشک دیوتا تھے۔ راج رشی تھے۔ لیکن یہ کہانیاں صداقت سے بہت دور ہیں۔ ضرور اُنہوں نے اپنے دشمنوں کو مار ڈالا اور بلرام جی نے بہتوں کو پچھاڑا۔ مگر صرف عقل و زور سے نہ کہ غیر معمولی کرامات سے +

کرشن جی کے گوکل اور بندرابن کے واقعات سے سمبندھ رکھنے والے امور بہت مشہور صرف تین ہیں۔ پس ضرور ہے کہ ہم اُن کا صاف صاف بیان کریں +

اول۔ گوپیوں کے ساتھ بِبھچار (زنا) اور راس بلاس اور مکھن چرانا

کتاب مہابھارت (جو آریہ ورت باشیوں کی ایک معتبر تاریخ ہے) کے اٹھارہ ۱۸ پربوں میں جہاں تک ہم نے خود دیکھا اور لایق کتھا باچنے والے وِدوان پنڈتوں سے پوچھا۔ کہیں بھی ان باتوں کا نام و نشان نہیں ہے اور نہ سراغ ملتا ہے۔ بلکہ اس کے خلاف جتنی چاہیں شہادتیں مل سکتی ہیں۔ یہ بات کسی پر مخفی نہیں ہے کہ خورد سالی میں بِبھچار کرنیوالے لوگ بہت جلد ہی کمزور ہو جاتے ہیں اور طاقتور شہ زور نہیں ہوتے ہیں۔ وہ جنگ کے لایق ہرگز نہیں رہتے۔ اور نہ بہادر کہلا سکتے ہیں۔ اور چھوٹی عمر کے ببھچار میں پھنس جانے والے آدمی نہ یوگ جانتے اور نہ کر سکتے ہیں۔ مگر کرشن جی کی مشہور

کتاب گیتا میں بیسیوں جگہ اِس کی شہادت ملتی ہے۔ خود بیاس جی فرماتے ہیں اور ایک لایق فاضل بیان کرتا ہے۔

यत्र योगेश्वरः कृष्णो यत्र पार्थो धनुर्धरः ॥
गीता

اور سب سے بڑھ کر ایک اور شہادت ہے۔ یعنی اُپ نشدوں کی معتبری کا اندازہ کرنے کے واسطے بڑے عالم کی ضرورت ہے +

معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُپ نشد کرشن جی کے زمانہ میں اختتام کو پہنچے۔ جن میں نہایت عمدہ طور سے اُنکے برہمچریہ کی مثال دی ہے وہ اصل عبارت اُپنشد کی یہ ہے۔

तद्धैतद् घोर आङ्गिरसः कृष्णाय देवकीपुत्रायोक्त्वोवाचापिपास एव स बभूव ॥ (دیکھو چھاندوگیہ اُپنشد)

ترجمہ وہ گھوش انگرس کی نسل کا رشی۔ کرشن دیوکی کے بیٹے کو یہ ودیا پڑھاتا ہوا جس سے انہوں نے (برہمچریہ آشرم پورا کر) مکمل اور فاضل ہو کر شانتی حاصل کی یعنی تحصیل علم سے فراغت پائی۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے برہمچریہ میں ودیا حاصل کی تھی +

پھر ہم صرف برج بلاس کے کہنے پر کس طرح اعتبار کر لیں۔ کہ وہ ضرور اِن باتوں کے مرتکب ہوتے تھے۔ برج بلاس صفحہ ۲۰۵ سے آگے راس لیلا اور مہاراس لیلا کا آغاز ہے۔ جس میں اخلاق۔ تہذیب اور وید مریادا کے خلاف بہت سی باتیں لکھی ہیں مگر یہ صرف مہاتما لوگوں کو کلنک لگانے کی نیت سے لکھی گئی ہیں۔ جب لوگوں کا دِل بھیچار کو چاہتا ہے۔ تو بزرگوں کو بدنام کرتے ہیں۔ برج بلاس سمت ۱۸۲۷ ماگھ شکل پنچمی روز دو شنبہ بنی شروع ہوئی۔ جیسے کہ اُس میں خود لکھا ہے +

سمبت شدھ پران ست جانو تا پر اور پچھتر آنو

یعنی اٹھارہ سو ستائیس میں یہ کتاب تصنیف ہونی شروع ہوئی۔ اِس کا حال کچھ بھگت مال کے اکیاسی ادھیائے میں بھی لکھا ہے۔ اصل نام ترپرداس تھا۔ ایسے ہی خیالات پریم ساگر میں ہیں۔ مگر وہ بھی پایہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ کیونکہ پشٹی مارگ کے چلنے کے بعد بہت سے ایسے کلنک مہاراج جی کی ذات پر لگائے گئے ہیں +

ڈاکٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر صاحب لکھتے ہیں۔ ”چیتنیہ کی وفات کے بعد وشن کی روحانی پرستش کا زوال شروع ہوا۔ تخمیناً ۱۵۲۰ء میں بلبھ سوامی نے شمالی ہند میں درس دیا کہ روح کی آزادی جسم کی ایذا دہی پر موقوف نہیں ہے۔ اور خدا کی تلاش برہنگی۔ فاقہ کشی اور تنہائی میں نہیں۔ بلکہ اس زندگی کی عیش و عشرت میں کرنی چاہئیے ایک دولتمند فرقہ قدیم زمانہ سے کرشن اور رادھا اُس کی زوجہ کی پرستش کا گرویدہ تھا کرشن اور رادھا کے عشق مجازی کو حقیقت کے راز سے منسوب کرتے ہیں“ (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۱۶۵) پھر کہتے ہیں۔ ”بلبھ سوامی لوگوں کے عیش و عشرت کے دین کا پیشوا سمجھنا چاہئے وہ وشن کی پرستش خاصکر کرشن کے اوتار میں کرتا تھا۔ جبکہ اُس نے ایک نورانی اور حسین جوان کا روپ لیا اور جنگل اور دیہات میں عیش و آرام سے زندگی بسر کی۔ اُس کی پرستش کے ساتھ سایہ دار کنج اور نازنین عورتیں اور عمدہ کھانے غرض ہر شے جو گرم ملکوں کے رہنے والوں کی مرغوب الطبع ہوتی ہے“ شامل ہے (صفحہ ۱۶۶)

بھگت مال میں بھی ایسی ہی بہت سی کہانیاں بھری پڑی ہیں عرصہ تین سو سال کا گزرا کہ اس کتاب کو نابھاجی نے تالیف کیا تھا (دیکھو مختصر تاریخ ہند صفحہ ۱۵۲)

یہ بھی ایک یاد رکھنے کی بات ہے کہ کرشن جی کا کنہیا نام بھاگوت میں نہیں۔ اور نہ رادھا کا اُس میں ذکر ہے۔ مگر ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ بھاگوت میں اُن تمام کہانیوں کا

دکھ ہے۔ جو ان کتابوں میں تفصیل سے لکھی گئی ہیں۔ مگر بھاگوت نہ تو بیاس جی کی بنائی کتاب ہے۔ اور نہ اتنی پرانی ہے جتنی کہ لوگ فرض کرتے ہیں۔ ہم نے جہاں تک تحقیقات کی ہے۔ ۱۱۰۰ء سے پہلی کتابوں میں اُس کا پتہ نہیں ملتا ہے۔ اور چونکہ ۸۰۰ برس سے یعنی راجہ بھوج کے زمانہ سے پہلے کسی پوران کا نام ونشان نہیں ملتا۔ خود دیوی بھاگوت سنسکرت کے دیباچہ میں لائق ٹیکا کار نے بزور دلایل سے ثابت کیا ہے۔ کہ کرشن بھاگوت بوپ دیو کا بنایا ہوا ہے۔ جس کے بھائی جیدیو نے گیت گوبند بنایا۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ بھاگوت کے بعد یعنی ایک ہزار برس سے ادھر یہ سب کہانیاں کرشن جی کی نسبت گھڑی گئیں۔ اور راس لیلا کھیلنے والے لوگوں یعنی کتھک لوگوں کی معرفت اِن اخلاق کی بگاڑنے والی کہانیوں سے زیادہ رواج وفروغ پایا۔ جو اب مذہب کی صورت پکڑ گئی ہیں۔ ہم کو مہابھارت۔ گیتا اور اُپنشدوں سے کرشن جی کی زندگی ایک یوگیشر مہاتما یا اولعزم شہزادہ کی زندگی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن پریم ساگر بھاگوت۔ برج بلاس اور سورساگر بالکل اُن تمام مذکورہ بالا کتابوں کے مخالف ہیں۔ ہمیں اخلاقی شہادت اور روحانی چمتکار سکھلاتا ہے۔ کہ بھارت اور گیتا اور اُپنشدوں کی قدر کریں۔ جیسا کہ خود ایک فاضل نے لکھا ہے۔

सर्वोप निषदो गावो दोग्धा गोपाल नन्दनः॥
पार्थो वत्सः सुधीर्भोक्ता दुग्धं गीतामृतं महत्॥

یعنی سرب اُپنشدوں کو غور کرکے اور مطالعہ کرکے کرشن جی نے گیتا کو نکالا ہے۔ اُپنشد گائے ہیں۔ کرشن جی گوالے ہیں۔ اور ارجن بچھڑا ہے۔ گیتا دودھ ہے +

پھر ہم گیتا کے ایسے اچھے ارشاد کو چھوڑ کر کس طرح بے تحقیق شاعروں کے قول پر اعتبار کرکے ایک بزرگ کی ذات پر کلنک لگادیں۔ حق تو یہ ہے۔ کہ کرشن جی کی زندگی کا جُوں جُوں زمانہ گزرتا گیا۔ لوگوں نے نہایت خراب خاکے اتارنے شروع کر دئے بنابراں ہر ایک آدمی خیر خواہ قوم اور ملک کا فرض ہے کہ ان کی زندگی پر جو خراب اور فضول کتھاؤں کے ذریعہ یا بیہودہ فسانوں کے حوالوں سے کلنک لگائے گئے ہیں اُن کو دور کرکے اُن کی اصل اور عمدہ زندگی جیسی کہ درحقیقت اُن کے کلام اور اُنکے ہمعصروں کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے۔ پبلک کے سامنے پیش کریں۔ ہماری موجودہ تحقیقات سے جو ہمیں برسوں کرشن مت میں رہکر اور رمتوں ویدانت کے مہاواک پڑھ کر اور گیتا کے پاٹھ کرنے سے ظاہر ہوا ہے وہ یہی ہے کہ مہاتما کرشن چندر سے اُس چال چلن کا ذرا بھی تعلق نہیں ہے جو کہ بھاگوت وغیرہ میں لکھا ہے اور نہ پریم ساگر سے ان کا کچھ سمبندھ ہے۔ مؤرخ آنریبل مونٹ اسٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی اپنی تاریخ ہندوستان میں لکھتے ہیں "شہر متھرا کے راج بنس میں کرشن پیدا ہوئے۔ لیکن ایک گوالے نے جو اسی شہر کے نواح میں رہتا تھا۔ ایک ظالم راجہ کنس کے پنجہ ظلم سے بچا کر اُن کی پرورش کی" (تاریخ ہندوستان چوتھا باب موجودہ مذاہب صفحہ ۱۴۳ سنہ ۱۸۶۶ء) اور یہی ذکر کرنیل ٹاڈ صاحب نے اپنی کتاب راجستھان کی جلد اول صفحہ ۵۴۳ میں لکھا ہے۔

پھر سر جونس صاحب اپنی ایشیا کے حالات کی کتاب جلد ایک میں لکھتے ہیں "کرشن کے اِس زمانہ یعنی بچپن کے وقت کا ہندوؤں کی طبیعتوں پر غایت درجہ کا اثر ہوا ہے وہ کرشن کے بالے پن کی حرکات وسکنات مثل دودھ چُرانے اور سانپوں کے مارنے کے تہوار رچانے سے کبھی سیر نہیں ہوتے۔ اور ہندوؤں میں ایک بہت بڑا فرقہ کرشن کو خالق مطلق سمجھ کر بالے پن کی صورت میں ان کی پرستش کرتا ہے اسی طرح کرشن کی جوانی کا عالم جو اُنھوں نے گوپیوں کے ساتھ ناچ رنگ کھیل کود بانسری بجانے میں بسر کیا۔ اُن کی پرستش کرنے والی عورتوں میں ایک جوش وخروش پیدا کرتا ہے کرشن پر کچھ گوالنیں ہی فریفتہ نہ تھیں۔ بلکہ تمام ہندوستان کی امیرزادیاں اور رانیاں جو اُن کا حسن وجمال دیکھتی تھیں۔ مایل اور شیفتہ ہو جاتی تھیں" (دیکھو صفحہ ۲۵۹) اسی طرح جلد ۲ صفحہ ۱۸۵ میں بھی جو جیدیو کے راگ کے ترجمہ کے متعلق ہے۔ اِسی قسم کے ذکر ہیں۔ اور تاریخ ہندوستان کے صفحہ ۲۷۱ پر اِسی کا ذکر موجود ہے۔

گیت گوبند مصنفہ جیدیو کو اور اِسی قسم کی اور نظموں کو یوربین مورخ اور فاضل سنسکرت دان دہقانی نظم کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ چنانچہ اسکی بابت کتاب تحقیقات حالات ایشیا میں لکھا ہے۔ "دہقانی نظم گوبند یا جیدیو کے گیت دہقانی نظم کا وہ خالص نمونہ ہیں۔ جن سے میں واقف ہوں۔ اِن گیتوں میں اعلے درجہ کی کیفیت اور حرافت پائی جاتی ہے۔ مگر طبیعت کا زور اور جوش معلوم نہیں ہوتا۔ جو ہندو شاعروں کے عیب اور ہنر سمجھے جاتے ہیں۔ اِن گیتوں میں چٹکلے اور لطیفے بھی ہیں۔ اُنکا مصنف چودھویں صدی عیسوی میں گزرا ہے۔ اِس لئے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ لطیفہ آمیز کلام کرنا مسلمانوں سے حاصل کیا ہوگا" (جلد ۳ صفحہ ۱۸۵) (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۹۵ جلد اول) مؤرخ التھبرج صاحب فرماتے ہیں "گیت گوبند ایک ایسی نظم ہے۔ جو کسی قدر ناٹک کی قسم میں سے ہے۔ اِس میں کرشن چندر گوالے اور رادھکا اُس کی گوالن کے عشق کا قصہ ہے جو جیدیو نے بارھویں صدی میں تصنیف کیا تھا۔ اِس شاعری کی نظم نہایت رسیلی ہے" (صفحہ ۱۴۳ تاریخ ہند) بھاگوت بقول مترجم دیوی بھاگوت کے۔ اور نیز اُس کی طرز شاعری کے بوپ دیو جی کی تصنیف مسلّم ہو چکی ہے۔ اور جیدیو اور بوپ دیو دونو حقیقی بھائی تھے۔ مگر گیت گوبند کا بنانا چند سال پیچھے معلوم ہوتا ہے۔

غرضیکہ ایسی المزاجانہ باتیں کسی طرح بھی اُن کے شایاں نہیں ہیں۔ بقول بھاگوت کے اُنکی عمر جب تک کہ وہ گوکل اور بندرابن میں رہے۔ صرف آٹھ یا دس سال کی معلوم ہوتی ہے۔ کسی طرح اس اندازہ سے زیادہ نہیں پائی جاتی۔ پس ایسی حالت میں لڑکیوں کے ساتھ کھیلنا۔ پھرنا۔ ہنسنا تو ممکن ہے۔ مگر ایسے اندھیرا اور ظلمت کی پھیلانے والی باتیں کرنا سراپا ناممکن ہے۔ علاوہ براں بھچار کا تو کسی طرح بھی خیال نہیں آسکتا۔ پھر ایسے دور از قیاس فسانے کبھی قبول کرنے کے لایق نہیں ہیں۔ بنابراں ہم کو ان کے ماننے میں تامّل ہی نہیں بلکہ سخت انکار ہے۔ پروفیسر ولسن صاحب کی تحریر بھی ہمارے مدعا کی شاہد ہے۔ جنہوں نے اچھی طرح غور اور تجربہ کرکے لکھا ہے کہ ایسے خیالات اور ایسے شہوت انگیز فسانجات عیاش لوگوں کے خوش کرنیکے واسطے لکھے گئے ہیں۔ کرشن کی پوجا کرنے والوں کے فرقہ کی بابت "اس فرقہ میں تمام دولتمند اور عیاش اور قریباً سب کی سب عورتوں کے اور ہر درجہ کے بہت سے آدمی شامل ہیں" (تحقیقات ایشیا جلد ۱۶ صفحہ ۶۵ و ۶۶) (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۷۵)

دوسرا باب

سری کرشن جی مہاراج کی برہمچریہ اوستھا کا حال بہت سا ہم باب اول میں بیان کر چکے ہیں۔ علاوہ براں ان کی اخلاقی دلیری کا بھی یہاں ذکر ضروری ہے اُس وقت کے اکثر لوگ بارش کا دیوتا راجہ اندر کو سمجھتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ بغیر اُسکی مہربانی کے بارش نہیں ہوتی۔ اِسی خیال کے مطابق گوالوں میں (جنھیں ہمیشہ گھاس و چارہ کا زیادہ فکر رہتا تھا) ہر ماہ کار تک راجہ اندر کے نام پر کئی طرح کی پوجا ہوتی تھی۔ خواہ اُس کے نام پر برہمنوں کو کھلاتے تھے۔ خواہ گئوؤں کو کھلاتے تھے۔ اگرچہ

یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کس طرح پوجا کرتے تھے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ کسی طرح ضرور کیا کرتے تھے۔ مطلب جن کا اُس سے صرف یہ تھا کہ بارش وقت پر برسے۔ اور سبزی بافراط ہو۔ گائیں بھینسیں خوب دودھ دیویں۔ اور بیل اور سانڈ مصر کا ہوں۔ اور اسی طرح کھیتی باڑی بھی اچھی طرح ہو۔ یہ اگرچہ قدرتی بات ہے اور ہر ایک مہذب و غیر مہذب کا دلی شوق ہے کہ ایسا ہو کیونکہ ہم کو توریت سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے "تم خداوند اپنے خدا کی بندگی کرو۔ وہ تمہاری روٹی اور پانی میں برکت بخشیگا" خروج ب ۲۳ آ ۲۵ اور اچھی زمین کا صرف یہی پتہ دیا۔ کہ اس میں دودھ اور شہد بہتا ہے۔ یعنی بافراط ہے۔ پس دودھ کی افراط درحقیقت خدا کی رحمت کی نشانی ہے۔ اور یہی گوکل و برج ابن کے گوال لوگ بھی خدا سے مانگتے تھے۔ غلطی صرف یہ تھی۔ کہ وہ راجہ اندر کو اس کا داتا سمجھتے تھے۔ آخر کار جب سری کرشن جی نے ہوش سنبھالا۔ اور بلوغت کو پہنچے تو ایک باران کی موجودگی میں بماہ کاتک وہ دن آیا جب کہ سب گوکل نواسیوں نے اندر کی پوجا کا ارادہ کیا۔ اُن کے حسب حال ایک شاعر کہتا ہے۔ ؎

سلف سے برج میں آ ایک اقبال　　پرستش اندر کی ہوتی تھی ہر سال
مبارک ماہ کاتک روز پڑوا　　ظہور نورِ ماہِ عالم آرا
تمامی برج میں اُس روز شاہا　　سرود و رقص ہوتا تھا ہر اک جا
لباس نو بدل کر ہر زن و مرد　　ترانے عیش کے گاتے تھے پُر درد
جو آئی ماہ کاتک کی وہ پڑوا　　ہوئے خوش مرد و زن اعلےٰ و ادنےٰ
سبھوں نے اپنے اپنے قصر و ایواں　　کئے آراستہ مانند بستاں
نگار و نقش سے ہر بام رنگیں　　بنائے گلشن جنت سے رنگیں
ہر اک نے نو بنو پوشاک بدلی　　کہ ہو ہر رنگ کی جس طرح بدلی
طعام مشکبوئے و میوۂ تر　　معطر نور و حلوائے معطر
بنائے سب نے بانواع ایجاد　　شہِ روحانیاں تا ہووے دلشاد
شہِ گوکل نے باشانِ مباہی　　کیا ترتیب جشنِ بادشاہی
مغنی مطرب و برگِ گل و شمع　　سرانجام پرستش سب کیا جمع
چُنے میوہ وہ طشتِ زرفشاں میں　　جو عمدہ مل سکے باغِ جہاں میں
لباسِ فاخرہ پہنے جسودہا　　خوشی سے کرتی تھی سامان پوجا
زنانِ برج رشکِ لالہ و گل　　زرافشاں پیرہن پہنے جز و کل
ہر ایک باروے رشکِ نار و نارنج　　برنگ کوئل و طوطی نواسنج
جو دیکھا کرشن نے یہ ساز و سامان　　پدر مادر سے پوچھا بنکے نادان
یہ میوہ یہ حلوائے معطر　　یہ رقص و دلنواز و نغمۂ تر
یہ رنگ آمیزی سقف و در و بام　　یہ مشک و عود و عنبر نور و بادام
یہ فرشِ قاقم و سنجاب و دیبا　　نہیں ہے جز شاہوں کے زیبا
مرتب کس لئے ہے برج میں آج　　مگر آئیگا کوئی صاحبِ تاج
تو واضح آج ہے کس بادشاہ کی　　نوید جلوہ ہے کس رشک ماہ کی
شہِ گوکل نے فرمایا خفعت سے　　کہ ہے یہ رسم گوکل میں سلف سے
شہِ روحانیاں کی آج کے دن　　پرستش ہوتی ہے باصدقِ باطن
اُسی کے واسطے ہے سب یہ سامان　　شبستاں میں وہ ہوگا آج مہمان
جو حق پاتا ہے وہ شاہ نکو فال　　تو رحمت خلق پر کرتا ہے ہر سال
زروئے لطف برساتا ہے پانی　　کہ جس سے خلق کی ہے زندگانی
کرم سے اُس کے اے ماہِ جہانتاب　　درخت و کشت سب ہوتے ہیں سیراب
کہا موہن[1] نے میں آگہ ہؤا آج　　کہ راجہ اندر ہے کھانیکو محتاج
جو رشوت خلق سے پاتا ہے ہر سال　　تو برساتا ہے پانی ہو کے خوشحال
جہاں وہ حق نہ پاتا ہوگا اے شفق　　وہاں بارش نہ ہوتی ہوگی مطلق
ولے باور نہیں ہے مجھ کو یہ بات　　کہ ہووے اندر کے قابو میں برسات
فضا[2] و باد و آب و آتش و خاک　　کئے ہیں جس نے پیدا سب ہے پاک
یہ پانچوں ہیں اُسی یکتا کے محکوم　　کرے موجود پل میں چاہے معدوم[3]
پرستش ناروا ہے اُس کی شاہا　　نہ دنیا جس سے حاصل ہو نہ عقبےٰ
جو ہے یکتائے عالم وہ نرنکار　　جسے کہتے ہیں چاروں وید کرتار
کرو اُس کی پرستش بادل و جاں　　کھلا دو راہ میں اُسکے یہ ساماں
جو مانگوگے ملیگا سب کو بے رنج　　زن و فرزند و مال و دولت و گنج
فزوں ہر سال سے برسیگا پانی　　زراعت ہوگی سب کے جانفشانی
یہ سُنکر تھے جو دانشمند ذی ہوش　　رہے وہ صورتِ تصویر خاموش
بزرگی سے کیا دل میں تامّل　　کیا اقبال بے عذر و تعلّل
جو تھے دو چار گوال گوپ ناداں　　ہوئے وہ سنکے نادانی سے حیراں
کہا شاہِ ملایک کی سلف سے　　پرستش ہوتی ہے عزّ و شرف سے
اُسے موقوف کرکے پوجیے کوہ　　نہیں کچھ اس میں حاصل غیر اندوہ
یہ دانائی نہیں اے شاہ ذی ہوش　　کہ کیجے طفلِ ناداں کا سخن گوش
شہِ روحانیاں کی قدر شاہا　　بھلا کیا جانے یہ نادان لڑکا
کرشن نے جبکہ دیکھا اے شہنشاہ　　میرے کہنے سے ہیں سب گوپ گمراہ
رہِ خوبی سے کی معقول تقریر　　ہوئے قائل جوان و کودک و پیر

अन्नाद्भवति भूतानी पर्जन्यादन्नसम्भवः। यज्ञाद्भवति पर्जन्यो यज्ञः कर्मसमुद्भवः॥ कर्म ब्रह्मोद्भवं विद्धि ब्रह्माक्षरसमुद्भवम्॥ तस्मात्सर्वगतं ब्रह्म नित्यं यज्ञे प्रतिष्ठितम्॥ अग्नौ प्रास्ताहुतिः सम्यगादित्यमुपतिष्ठते॥ आदित्याज्जायते वृष्टिर्वृष्टेरन्नं ततः प्रजाः॥ वेद प्रामाणकं कर्मापूर्वस्योत्पादकं भवेत। न तु पाषंड संसिद्धिधर्मस्यात्पादकं भवेत ॥

مطلب

"غلہ کے کھانے سے پنچ بھوتک شریر پیدا ہوتا ہے اور غلہ بادلوں کے برسانے سے پیدا ہوتا ہے۔ بادل یگیوں سے ہوتے ہیں اور یگیہ آہوتیوں سے سگر آہوتی کرم سے اور کرم وید سے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن وید پرماتما اوناشی سے پرگھٹ ہوتے ہیں۔ بنابراں سرب بیاپک برہم کے نمت روز یگ کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگنی میں آہوتی ڈالنے سے ہوا بذریعہ بخارات کے سورج کو جاتی ہے اور سورج سے بارش ہوتی ہے۔ اُس سے اَنّ اور اَنّ سے پرجا کی پالنا ہوتی ہے۔ پس وید سے پرماتمک یعنی وید کے مطابق جو اگنی ہوتر کرم ہے اِس کے کرنے سے آنند پورک بارش ہوتی ہے اور تندرستی ملتی ہے۔ اِس ایشور آگیا کے برخلاف جو اندر پوجا روپی پاکھنڈ ہے

[1] بسبب پیار کے باپ نے اُسے موہن کہا۔ اور بھولی بھالی صورت کے سبب سے بھی موہن کہا۔ [2] مراد از آکاش
[3] معدوم سے مراد اتینت ابھاؤ نہیں ہے۔ صرف اور سیدِ نظر آنے (کیونکہ اتینت ابھاؤ کسی چیز کا کبھی نہیں ہوتا۔ (مولف)

اُس سے دھرم کی کبھی بردھی نہیں ہو سکتی +

منادی برج و گوکل کی شتابی — ہوئی راہی بسوے کوہِ نامی
تمامی عورتیں اشراف و ارزل — کوئی چنڈول میں اور کوئی پیدل
چنے ہر طشت میں میوے تر و خشک — کہ تھی پروردہ جن کی نکہتِ مشک
سپاری نارجیل و برگ و تنبول — لئے سب تھالیوں میں غول در غول
گھرت لوبان اگر گوگل و عود — شکر کافور و مالسی لیلئے زود
شہ گوکل ہوئے اسوار رتھ پر — بٹھائے گود میں پور دلادر
جسودھا پالکی میں تھی بصد شاں — پرستاریں لئے پوجا کا ساماں

بمقام گوبردھن جا کر شری کرشن چندر جی مہاراج نے معہ بلرام جی کے ہون کنڈ بنایا اور ایک عظیم الشان ہون یگیہ رچا۔ تمام گوکل و برندابن کے لوگ جو بگ کی سامگری لائے تھے۔ اُس سے ہون کیا گیا۔ سب لوگوں نے باری باری آہوتیاں ڈالیں۔ تمام علاقہ اُس ہون کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ برہمنوں۔ سادھوؤں اور بھاگتوں کے واسطے بھوجن یگیہ بھی کیا گیا۔ اور ان کی ہر طرح خاطر تواضع ہوئی۔ عالم بالا میں بخارات نے اپنا اجتماع کیا اور نہایت زور و شور سے بارش ہوئی۔ کرشن جی کی اس عمدہ اور نیک تجویز سے اندر کی پوجا گوکل سے بند ہو کر ویدوکت پوجا شروع ہوئی برج بلاس میں ایک بات لکھی ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ وہ تو ناظرین خود سمجھ لینگے۔ ہم اُس کو کسی نتیجہ کے بغیر درج کرتے ہیں +

لطیفہ ۱

یہ باتیں درمیان نند جی اور کرشن جی کے گزری ہیں۔

کر اشنان نند گرہ آئے — پوجا ہت جمنا جل لیائے
تلسی دل اور کمل پو نیتا — پربھو نمت آنے ات پریتا
پائے دھوئے پربھو مندر آئے — کرت ڈنڈوت پریم بڑھائے
استھل لیپ پائے سب دھوئے — پوجا کو سب ساج سنجوئے
چھاپ تلک سب انگ سنواری — پربھو پوجا بدھ کرت سنبھاری
کنور کانہہ کھیلت تھاں آئے — دیکھت پوجا بدھ چِت لائے
بدھ دت نند دیو انہوائے — چندن تلسی پھول چڑھائے
بھوشن۔ بسن انگیکرت لیہنے — دھوپ دیپ ات ہت کر دینے
پیٹ انتر دے بھوگ لگایو — آرت کر چرنن سر نایو
تب ہیں سیام بھسن ہنس بولے — کہت تات سوں بچن امولے
بابا تم جو بھوگ لگایو — سو تو دیو کچھو نہیں کھایو
سن ہر بچن اسر ون سکھدائی — چتے رہے تب ہنس نند رائی

دوہا

کہت نند سکھ پائیکے یوں کہئے نہیں بات
دیون کو کر جوڑ بے کشل رہے جہہ گات

گوبردھن لفظ دو شبدوں سے مرکب ہے۔ گو بردھن۔ گوکل کے تمام زمیندار لوگ اُس ڈھیری پر گوبر کے ٹوپ لگایا کرتے تھے۔ تاکہ بوقت ضرورت کام آویں۔ ایسے اِس ڈھیری کا نام گوبردھن ہوا۔ ورنہ اصل میں گوبردھن کوئی پربت نہیں ہے اور نہ جغرافیہ میں کہیں اسکا ذکر ہے یہ ایک ٹیلہ گوکل سے نا فاصلہ ہے۔ جہاں آج کل بھی میلہ ہوتا ہے مگر یہ بہت تھوڑے سالوں سے رائج ہوا (مولف)

لطیفہ ۲

دیکھت جننی تہاں در ٹھاڑہی — مگن پریم اِس آنند باڑہی
بیٹھے نند سمادھ لگائی — تب یہ لیلا رچی کنہائی
سالگ رام میل مکھ ماہیں — بیٹھ رہے ہر بولت ناہیں
دھیان بسرجن کر نند جاگے — سالگ رام نہ دیکھے آگے
کھوجت چکت چت نند رائی — اِشٹ دیو کن لئے چورائی
اِت اُت کھوجت پاوت ناہیں — بھیو بڑوا چرج من ماہیں
ہنست ہر کے مکھ ہیں جانے — دیکھیت مُہر مُہر مسکانے
سنو تات جننی بل جائی — اد گلو سالگ رام کنہائی
مکھ تے تب ہیں کاڈہ برج ناتھا — دیو دیوتا نند کے ہاتھا

(برج بلاس صفحہ ٨٠ و ٨١ نول کشور سمت ١٩٢٣ بکرم)

اسی طرح اچھے اچھے اُپدیش گوکل و برندابن والوں کو شری کرشن جی فرماتے رہے۔ اُن کے اُپدیشوں سے بڑا لابھ پہنچا۔ اور لوگوں کو اُن سے کمال محبت ہو گئی جب یہ جوانی کی اوستھا کو پہنچے۔ تو والدین کے دُکھ کا بدلہ لینے پر کمر باندھی۔ اتنے میں کنس نے یہ صلاح کی کہ کسی بہانہ سے کرشن کو یہاں متھرا میں طلب کرکے قتل کرا دوں۔ چنانچہ اس کے واسطے ایک آدمی جو بڑا عقلمند اور فاضل تھا جس کی نند سے بھی کچھ رسائی تھی۔ اُس کو اپنے چار گھوڑوں کا رتھ دیکر گوکل کو روانہ کیا۔ کہ متھرا میں یگیہ ہے۔ نند راؤ جی کو معہ کرشن اور بلدیو کے اس بہانہ سے متھرا میں لے آؤ۔ اکرور اِس راز سے ماہر تھا کہ وہ اِن کو مروا ڈالیگا۔ بنابراں وہ افسوس کرتا ہؤا گوکل میں گیا۔ اور ایک یا دو دن ٹھہر کر سب کو متھرا جانے پر راضی کیا۔ متھرا اُس وقت بڑی شان و شوکت پر تھی اُس کی آبادی۔ اُس کی دولت۔ اُس کی حشمت اور اُس کی عمارتیں آنکھوں کو حیران کرتی تھیں۔ گولڈن انڈیا یعنی سنہری ہندوستان کے لوٹنے کے لالچ پر اسکندر آیا۔ دارا کو اِسی سنہری ہندوستان کے ایک صوبہ پنجاب کے چند اضلاعوں نے شہنشاہ دارا بنا دیا۔ محمود کے وقت جو متھرا کا حال تھا۔ اُس کا اندازہ ہم اسلامی تاریخوں کے سوا اور کسی طرح صحیح نہیں لگا سکتے۔ محمود نے متھرا سے حاکم غزنی کو ایک شقہ لکھا تھا۔ کہ یہاں بیشمار مندروں کے سوا اور بھی ہزاروں عمارتیں ہیں۔ جو کہ اسلام کے موافق مضبوط بنی ہیں۔ جن میں اکثر سنگ مرمر کی ہیں۔ یہ شہر ہزاروں دینار خرچ ہو کر تیار ہؤا ہوگا۔ ایسا شہر دو سو برس سے کم میں نہیں بن سکتا ہے (تاریخ ہند ١٨٥٢ء صفحہ ١١١) لوٹ میں پانچ سونے کی مورتیں آئیں جن کی آنکھیں لعل کی تھیں۔ ایک اور مورت میں بیش بہا یاقوت تھا۔ اِس کے سوا ایک سو مورتیں چاندی کی لوٹ میں آئیں جو کہ ایک سو اونٹوں پر لادی گئیں (تاریخ ہند صفحہ ١١٢ کلکتہ)

"٢٠-٢٦ روز محمود متھرا میں رہکر اس کو تباہ کرتا رہا۔ اور مورتول کو تُڑ دا کے مندروں میں بُرا بُرا کام کیا۔ ایک سو اونٹ نرے توڑے ہوئے چاندی کی مورتوں سے بھر کے لے گیا۔ پانچ خالی سونے کی تھیں۔ اُن میں سے ایک کا وزن ہمارے اب کے ۲ من سے اوپر تھا" (اتہاس ترنسک حصہ اول صفحہ ١٤ ١٨٦٣ء)

ناظرین! ہم آپ کو کہاں تک سنائیں۔ سومنات وغیرہ کی لوٹ کا حال اور

دہلی کی لوٹ اور کانگڑہ کی تباہی اور قنوج کا حال پڑھ کر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آریہ ورت عموماً اور متھرا خصوصاً اُس وقت کس عروج پر ہو گی۔ سری کرشن جی نے بڑے شوق سے متھرا کو دیکھا اور تمام بازار میں سیر کرتے ہوئے سنہری قلعہ راجہ کنس کے دروازہ پر پہنچے۔ گرداگرد اُس قلعہ کے ایک گہری خندق تھی۔ جب اُس سے پار ہوئے۔ اوّل ایک پُرزور کمان راستہ میں اُن کو دی گئی۔ جس پر بہت لوگ زور کرتے تھے۔ مگر توڑ نہیں سکتے تھے شری کرشن جی نے جو نہایت پُرزور اور طاقتور جوانمرد تھے۔ اُس کمان کو توڑا اور سب پہلوانوں کو شرمندہ کیا۔ راجہ کنس نے جب کمان کا حال سُنا تو پُرملال ہوا۔ پھر کنس نے سل۔ دتسل۔ چانڑور۔ مشٹک چار نامی پہلوانوں کو کشتی کے واسطے بھیجا۔ جس احاطہ کے اندر یہ پہلوان کشتی کے لئے موجود تھے۔ اُس کے دروازہ پر ایک مست ہاتھی بھی اُن کے مقابلہ کو چھوڑ رکھا تھا۔ ان بہادروں نے مثل سام و نریمان اُس کا بھی کام تمام کیا۔ اور اُس کے خوبصورت دانت اکھاڑ کر آگے چلے۔ جب پہلوانوں کے اکھاڑے میں پہنچے۔ تو اُن میں سے دو نامی گرامی یودھے مشٹک و چانڑور اِن دونو کے مقابل ہوئے۔ شری کرشن جی سے چانڑور کی کشتی ہوئی۔ اور بلدیو جی سے مشٹک مقابل ہوا۔ آخرکار دونو نے دونو کو مار ا اور اکھاڑے میں پچھاڑا۔ سل اور دتسل نے جب یہ حال اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ موت کے مقابلہ سے بھاگے بقول شاعر ؎

اکھاڑا چھوڑ کے بیدین بھاگے ۔۔۔ دلیرو مرد کشتی گیر بھاگے
رہے اُسجا فقط دونو برادر ۔۔۔ نہ آیا سامنے کوئی دلاور

بعد ازاں راجہ کنس نے دیکھا کہ اب اِن سے مقابلہ کرنیوالا کوئی نہیں رہا۔ خود شمشیر لیکر اُٹھا۔ مگر کچھ نہ کر سکا۔ اُن کا رُعب اُسپر غالب ہو گیا۔ وہ لڑکھڑا کر گر پڑا۔ شری کرشن جی نے اس کی تلوار چھین لی۔ اور اُس کی چھاتی پر چڑھ کر اُسے مار ڈالا۔ شہر میں کہرام مچ گیا۔ محلوں میں گریہ وزاری کا شور بلند ہوا۔ راجہ کنس کی لاش لبِ جمنا جلائی گئی۔ اور شری کرشن جی نے سب اُس کے متعلقین کو تشفی دی۔ بعد ازاں جیلخانہ میں ماں باپ کے دیدار کو گئے۔ بقول شاعر ؎

عدو کو فتح کر کے کرشن بلدیو ۔۔۔ وہاں آئے جہاں تھے قید لبستہ لو
جو دیکھا باپ ماں نے روے فرزند ۔۔۔ ہوئے جان حزیں دونوں کی خرسند
نظر آئے جو دونو نور دیدے ۔۔۔ ہوئے دیدار سے مسرور دیدے
کیا یکبار دونو کو ہم آغوش ۔۔۔ غم زنداں کیا دل سے فراموش
نکل کر خانہ زنداں سے فی الحال ۔۔۔ سوئے کاشانہ آئے فارغ البال
شبستان بدر میں شاد و خوشتر ۔۔۔ ہوئے رونق فزا دونو برادر

نئے سرے سے خوشی کے ترانے اور مسرت کے شادیانے متھرا میں بجنے لگے۔ گھر گھر میں آنند اور بشاشت کا ظہور ہوا۔ ظالم کا دَور دُور ہوا۔ انصاف کا زمانہ آیا۔ اور گلستان متھرا نے اپنا پُرانا باغبان پایا۔ یعنی کرشن جی و بلرام جی نے دوسرے دن راجہ اُگرسین کی تلاش کی۔ معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک تاریک زندان میں قید ہے اور اپنی زلیست سے نا امید ہے۔ دونو بھائی وہاں تشریف لے گئے۔ اور اپنے ہاتھ سے ان کے بند توڑ کر سر تخت شہنشاہی رونق افروز کرایا۔ اور تاجِ سلطنت اُن کے سر پر رکھا۔ اُن کے نام کی منادی ہوئی۔ گھر گھر میں آنند و شادی ہوئی۔ اسیران بلا مئم کی قید سے آزاد ہوئے۔ سب بدکاروں کو سزا ملی۔ اور نیک کرداروں کو جزا ملی۔ مُلک میں امن قایم ہوا۔ نند جی گوکل کو تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اور فاضل پنڈت سندیپن جی سے دونوں بھائی مختلف علوم کی تعلیم پاتے رہے۔ اور کئی سال تک تعلیم پا کر شہرۂ آفاق ہوئے۔ جو کامیابی شری کرشن جی و بلدیو جی کو کنس کے مقابلہ اور پہلوانان جری سے جنگ کرنے میں ہوئی۔ اُس سے بعض لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ یہ بات سوائے کرامات کے کیسے ہو سکتی ہے۔ اِس لئے ہم اُن کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ مہربانی کر کے رُستم۔ برزو۔ سُہراب۔ فریبرز۔ اسفندیار۔ سام و نریمان کے واقعات کو پڑھیں۔ شاہ بوناپارٹ کی تاریخیں دیکھیں۔ سکندر اعظم کی کامیابی کا مطالعہ کریں۔ تب ہرگز ایسا باطل خیال اُن کے دل میں نہ آویگا۔ اِس میں کوئی شک نہیں۔ کہ وہ بڑے نامی گرامی ونبجے ٹیرمین جودہا تھے۔ دودھ مکھن جو سب سے عُمدہ اور مقوّی غذا ہے وہ اُنہوں نے افراط سے کھایا۔ اور مردانہ ورزشیں کیں۔ شب و روز سوائے کھیل کُود کے جو برہم چریہ کے واسطے لازمی ہے۔ اُن کا کوئی کام نہ تھا۔ ۴۸ برس تک اُنہوں نے پورا برہم چریہ کیا۔ اور سوائے تعلیم دھرم اور سیر و آزادی کے فضولیات سے قطعی متنفر و مجتنب رہے۔ یہی سب سے اعلےٰ کارن اُن کی شہزوری اور بہادری کا ہے۔ ۲۴-۲۵ برس کی اوستھا میں وہ متھرا پہنچے۔ اور اس کے بعد مگدھ کے راجہ جراسندھ سے اٹھارہ مرتبہ جنگ ہوا۔ جس میں کہ کسی حالت میں بھی ۲۲ سال سے کم نہیں گزرے ہونگے۔ اُپ نشد سے معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم باب اول میں ثابت کر چکے ہیں۔ کہ وہ پورے برہم چاری رہے۔ پس ضرور ۴۸ برس تک اُنہوں نے برہم چریہ کیا +

حصہ اول

شری کرشن جی کا جیون چرتر سماپت ہوا

نیاز مند
لیکھرام آریہ مسافر

ستری شکشا

یعنی

تعلیم النسوان

تمہید

شعر

نمسکار کرتا ہوں جگدیش کو ۔۔۔ نراکار دانا مہاں اِیش کو
پر بھو مِٹھیا باتوں سے چت کو ہٹا ۔۔۔ کہوں ستری شکشا کی اُپدیش بنا

آج کل آریہ ورت میں جو درد شا عورتوں کی ہو رہی ہے۔ اُس سے کوئی انسان بھی ناآشنا نہیں۔ ودیا ہین حیوان مطلق کی مثال نہ اُن کو گرہست آشرم کے دھرم کی خبر۔ اور نہ ہمارے ملکی بھائیوں کو اُن کے سکھلانے کا مطلب۔ خود غرضوں نے اُن کو فہرست شودروں میں شمار کر رکھا ہے۔ اُن کو اپنے حقوق سے آگاہی نہیں۔ کیونکہ تعلیم میں لاپرواہی ہے۔ اس واسطے بمنشاء عالی بھاشا سمبندھی سبھا مقیمی جلی گڑھ بحوالہ آریہ درپن ۱۵۔ مئی ۱۸۸۲ء اِس کی ضرورت جان کر ارادہ تیاری کا کیا +

اِس کے ۵۔ ادھیاء ہیں۔ پہلے میں وِدّیا دہین یعنی حصول علم پہلا ادھیا اتھروید کے گیارھویں کانڈ میں پرمیشور آگیا دیتا ہے۔ کہ جب کنیا برہمچریہ آشرم سے پورن وِدّیا پڑھ چکے اور جوان اوستھا کو پراپت ہو تب اُس کا وِواہ کرنا چاہئے پریوجن یہ ہے کہ سات آٹھ برس کی اوستھا میں کنیا کو پاٹھ شالا میں بھیج دینا چاہئے پندرہ سولہ برس کی اوستھا تک وہاں عمدہ عمدہ ودیاؤں کی ترقی کر کے پورن وِدوشی ہو جاوے۔ سب سے بڑا کام ستری کے واسطے تعلیم اور وِدّیا کا ہونا ہے کیونکہ اول تو مرد و عورت کا قدرتی تعلق ہی کچھ کم نہیں بہت زیادہ ہے۔ دوسرا مقتضائے انصاف نہیں ہے کہ جس چیز سے ایک فایدہ اٹھائے اُس سے دوسرا محروم رہ جائے۔ تیسرا لوازمات انسانی کے لحاظ سے جو منصب مردوں کو حاصل ہے وہی عورتوں کو۔ وہی عقل کی وسعت اور وہی حواسوں کی طاقت وہی قوت حافظ کی رسائی۔ وہی قوت باصرہ کی بینائی۔ مگر افسوس کہ ہمارے بھائیوں کو طریقہ تعلیم یاد نہیں۔ ورنہ اور کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ جو عورتوں کی تعلیم کی مانع ہو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر طریقہ تعلیم نسوان تحریر کروں۔ جس سے کل بیوستھا وِدّیا کی ظاہر ہو +

واضح ہو کہ ہر ایک ناری پاٹھ شالا میں چھ جماعتیں قایم کی جاویں۔ اور پستک مندرجہ ذیل پڑھائی جاویں +

جماعت اول۔ حروف تہجی اور بارہ کھڑی۔ ستری شکسا حصہ اول الف‌ا حصہ دوم۔ و سوم۔ نام لکھنا۔ ایک سے سو تک گننا +

جماعت دوم۔ ستری شکسا سنبھودھنی حصہ دوم۔ ہت اُپدیش۔ ستری شکسا حصہ چہارم۔ پہاڑے یاد کرنا اور لکھنا۔ بودھ او دے۔ من بھلاونی۔ سنگیت مالا کے بھجن حفظ یاد کرنا۔ چھٹی لکھنا سیکھنا۔

جماعت سوم۔ ستری شکسا سنبودھنی حصہ سوم۔ مانو دھرم سار۔ بھوگول درپن۔ بھارتھ بھوگول۔ گنت پرکاش حصہ اول۔ پتر تیشی۔ خطوط لکھنا سیتل زتناگر۔ لکشمن دنے +

جماعت چہارم۔ ہتوپدیش کا۔ بامامنورنجن۔ ستری گرہستھ چارکھک۔ بھوگول چندرکا گنت پرکاش حصہ دوم۔ آریہ اتہاس۔ بھوجن بنانے کی پستک۔ پستک چیچک۔ پستکات بھاشا چندرا ودے۔ پنچ مہایگ وِدھی۔ ستری شکشا سنبودھنی حصہ چہارم۔ الموادکرما۔

جماعت پنجم۔ تتو بودھنی۔ کیمیا کی پستک۔ گنت پرکاش حصہ سوم و چہارم۔ سنسکرت واک پربودھ۔ سنسکار وِدھی۔ ویدک پستک۔ تعلیم ترقی ملک +

جماعت ششم۔ آکرشن ودیا پستک۔ کتاب علم نباتات۔ ریکھا گنت۔ کھیتر چندرکا۔ دید بھاش بھومکا۔ شلپ وِدّیا پستک۔ سنسکرت پاٹھ اُپکارک۔ کتاب علم منطق۔ ویاکھیان لکھنا +

بخوبی نشچت ہے کہ اگر استریوں کو اس طریقہ کے انوسار پڑھایا جاوے تو نہائت سُگمتا سے پندرہ سولہ برسوں کی اوستھا تک لیلاوتی کے بہنیں بنجاوینگی اور سرسوتی کا اوتار کہلاوینگی۔ ہمارے بزرگ ریفارمروں کا قول کہ جب تک تعلیم یافتہ مادروں کے شیر سے آریہ ورت نواسی پرورش نہ پاوینگے عقلمند نہ کہلاوینگے۔ پھر بپایہ ثبوت پہنچ جاویگا اور درجہ اثبات پاویگا +

آج کل جس قدر بحث تعلیم عورتوں کی حالت پر ہو رہی ہے۔ ایسی بحث شاید کسی اور مضمون پر کم ہو گی۔ واضعان قانون کی کونسل۔ ملکی انجمنوں کے جلسے دھرم کی بہتری و بھلائی بتلانیوالے سماجوں میں۔ جہاں دیکھو یہی چرچا ہے۔ ویاکھیان کہنے والے خلایق کے خیر خواہ بُری رسموں اور خراب دستوروں کے مٹانے والے زور و شور سے اِس بارے میں تحریریں کرتے ہیں۔ ملکی اخبار علحدہ زور دے رہے ہیں۔ جس قدر آریہ ورت میں عورتوں کے حق میں ظلم ہو رہا ہے اُس کے کہنے کو زبان قلم میں طاقت نہیں۔ اول ستی ہونے کا ظلم۔ جس کی تشریح سے بڑے بڑے بہادروں کے کلیجے پاش پاش ہوتے ہیں۔ یہ ظلم فرقہ عورتوں کے واسطے ایسا تھا کہ جس سے ہمیشہ ½ حصہ کانپنے الگتار ہوتا پایہ ثبوت کو پہنچتا تھا۔ اُن دنوں میں تمام ملک ہند میں جہالت و بھرم کا اندھیر بھرا ہوا تھا اور مخلوق پرستی اور بُت پرستی یعنے مورتی پوجن گھر گھر پھیلی ہوئی تھی۔ انہیں دنوں ایک قومی بہتری پر جان قربان کرنیوالے ملکی ریفارمر۔ پورے ستی یعنی سچ پر جان قربان دینے والے ۱۷۷۴ء میں راجہ رام موہن رائے پیدا ہوئے۔ جنہوں نے ابتدائی تعلیم میں ہی بقول شخصے (ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات) اگرچہ ذات سے برہمن نہ تھے۔ لیکن وہ وہ جوہر دکھلائے۔ کہ تھوڑے عرصہ میں معقول پنڈت کہلائے۔ ساتھ ہی حق شناسی و حق جوئی کی اُمنگ۔ دل کو لگ رہی تھی۔ صحبت سناسیاں سے بھی فیضیاب حاصل کی۔ علے ہذا القیاس علم عربی و فارسی میں بھی ملکہ حاصل کر کے دستار فضیلت باندھی۔ قومی بھلائی اور ملکی خیر خواہی اُن کے سینہ میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ عورات پرستی ہونے کا غضب دیکھ کر قوم کی جہالت پر سخت افسوس آیا اور یہ ارادہ کیا۔ کہ جب تک اس بدرسم کو بیخ و بنیاد سے نہ اکھاڑونگا۔ تب تک آرام مجھ پر حرام ہے۔ اِسی اثناء میں تحصیل علم انگریزی کا ارادہ کیا۔ اور ملکی اخبارات و قومی جلسوں میں اس مضمون کے مباحثہ و مضامین شروع کئے اور انگریزی میں بھی پورے جنٹلمین بنکر قومی خدمت میں مصروف ہوئے۔ ہمت مرداں مدد خدا۔ اُن کی کوشش کی تاثیر نے اِس بات کو گورنمنٹ تک پہنچایا۔ انہوں نے ساتھ اس کے مذہبی کتابوں یعنے وید مقدس وغیرہ سے ثبوت کر دکھلایا۔ کہ آتم گھاتی مہاں پاپی ہوتا ہے۔ گورنمنٹ کی توجہ سے واضعان کونسل کی بھی مسودہ پیش ہوا۔ اُن کے دلایل معقول و منقول نے ثابت کر دکھلایا کہ یہ ظلم ایسی عادل گورنمنٹ کے عہد میں فرقہ نسوان کے واسطے بالکل خلاف انصاف ہے۔ آخرالامر ممبران کونسل نے مسودہ قانون ایکٹ انسداد رسم ستی پاس کیا۔ جس سے لاکھوں بندگان ناکردہ گناہ کی جان بچ گئی اور خون ناحق کا دھبا آریہ ورت سے دھو ڈالا۔ دوم بال بدھوا۔ سوم بیوگان کی شادی نہ کرنی۔ جس کا ذکر بہ تفصیل علحدہ رسالہ نوید بیوگان میں موجود ہے۔ اِس مقام پر یہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگلے زمانہ میں ہندوؤں کی عورتیں پڑھی لکھی ہوتی تھیں۔ چنانچہ ذکر ہے۔ کہ ویاس جی نے مہابھارت اِس لئے بنایا کہ عورتوں اور ان لوگوں کو بھی جن کی رسائی وید مقدس تک کم ہوتی ہے۔ مذہبی علوم سے واقفیت ہو۔ جو لوگ منو کو عورتوں کے حق میں ناانصاف اور بے رحم ٹھہراتے ہیں۔ ہم اُن سے پوچھتے

ہیں۔ کہ منوجی کی اِس واک کا کہ عورتوں کے نام پسندیدہ اور مرغوب لطیف اسپع اور دل کے لبھانے والے رکھنے چاہئیں۔ کیا مطلب ہے ٭

چونکہ ستریوں کی خوب صورتی اور نزاکت پر عمدہ تام ایک اور بہار ہے اس لیے آریہ دھرم کا منوجی کا یہ منقولہ اِس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ وہ عورتوں پر نامہربان نہیں ہے۔ بلکہ صرف غلط ترجمہ کرنے والا کا قصور ہے۔ ورنہ ایسے بزرگ سے بے انصافی صداقت سے دور ہے۔ منوجی نے جس قدر تعلیم نسوان اور پاس ادب عورتوں کے واسطے ہدایتیں کی ہیں۔ وہ بالکل اُس کو عورتوں کا پورا دردخواہ ثابت کر رہے ہیں۔ جو ادب اور لحاظ منوجی نے والدین اور بوڑھوں اور فاضلوں اور نیک چلن اور مالداروں اور ہوشمندوں کا مقرر کیا ہے۔ وہی پاس عورتوں کے واسطے بھی مرقوم ہے۔ ایک جگہ منوجی نے فرمایا ہے۔ کہ جس گھر میں عورت خاوند کی مرضی پر اور خاوند عورت کی مرضی پر اور عورت خاوند کی صلاح کار اور خاوند عورت کا اصلاح کار رہے وہ گھر ہمیشہ آباد اور پایدار رہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ کہ جب راستہ میں سے کوئی گاڑی یا نوّے برس کا بوڑھا یا بیمار۔ یا بوجھ والا۔ یا عورت یا برہمن یا راجہ یا دولھا آتا ہو تو ہٹ کر کنارہ ہو جانا چاہئے۔ اگلے زمانہ میں آریہ ورت کی عورتیں ہر جگہ آجا سکتی تھیں۔ اور اُن کی حفاظت کے واسطے اُن کی شرم اور اُن کے ہموطنوں کا پاس ادب کافی ہوتا تھا۔ چنانچہ دھرم شاستروں میں درج ہے کہ جو باپ پندرہ برسوں سے پہلے اپنی دختر کی شادی کردے۔ یا جو خاوند وقت مقررہ پر اپنی ستری کے پاس نہ جاوے۔ یا جو بیٹا اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنی ماں کی حفاظت اور خدمتگزاری پر پرورش نہ کرے وہ پھٹکار کے لائق ہے۔ اور بیٹی کے عوض روپیہ لینے کی بھی سخت ممانعت ہے۔ منوجی فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی اپنے داماد سے ایک کوڑی بھی بطمع بیٹی کے لیتا ہے گویا وہ بیٹی کو بیچتا ہے۔ جملہ امورات خانگی و مذہبی میں خاوند اور بی بی یعنی بھرتا اور ستری کو دل و یکجان رہنا چاہئے۔ یہ سچ ہے۔ کہ عورت کو صرف اپنے مکان پر بیٹھ کر پرمیشور کا بھجن کرنا۔ اور خاوند کی خدمت کرنے میں مستعد رہنا۔ اور اولاد کی پرورش اور ان کو تعلیم دینا فرض ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بھی لکھا ہے کہ ٹھاکر دواروں۔ دھرم سالوں وغیرہ معبدوں میں نہیں جانا چاہئے۔ اور نہ دامن میں چنی ڈال کر سیتلا تا کے داہن گدھے کی پوجا کرنی چاہئے۔ دل بہلانے کی باتیں مثلاً دستکاری و مطالعہ کتب وغیرہ مباح ہیں۔ جن میں کسی طرح کا گناہ نہیں۔ ایسی باتوں میں خاوند کو (نمبر۱) اپنی بی بی سے تعرض نہ کرنا چاہئے۔ منو کے شاستر میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ آدمی سختی سے عورت کو باز نہیں رکھ سکتا۔ اِس لئے اس کو چاہئے۔ کہ بیوی کو امور خانگی۔ انتظام اور آمد و خرچ کے اہتمام اور اشنان دھیان میں مصروف رکھے۔ منو کے جنتول جو درج ہیں۔ وہ اس امر کے شاہد حال ہیں۔ کہ اگلے زمانہ میں ہندوؤں کے ہاں عورتوں کا بڑا پاس اور لحاظ تھا (نمبر۱) اگر بیاہی ہوئی عورتوں کے باپ اور بھائی اور خاوند اپنا بھلا چاہیں۔ تو اُن کی زینت و عزت و علمیت کا خیال رکھیں (نمبر۲) جہاں عورتوں کی توقیر ہوتی ہے وہاں سامان خوشنودی مہیا رہتے ہیں۔ اور جہاں ان کی بے عزتی ہوتی ہے وہاں سارے صواب کے کام اکارتھ جاتے ہیں (نمبر۳) جو شخص اپنی رشتہ دار عورتوں کو تکلیف میں رکھتا ہے۔ اُس کا سارا خاندان اس طرح تباہ ہو جاتا ہے۔ لیکن جس گھر میں عورتیں ناخوش نہیں رہتیں وہ خاندان ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے (نمبر۴) پس جو لوگ دولت کے خواہاں ہیں۔ اُن کو چاہئے۔ کہ اپنی عورتوں کو حتے الوسع خوراک و پوشاک اور زیور سے خوش رکھیں۔ لیکن عورت کو بھی چاہئے کہ خاوند کو اس معاملہ میں تنگ کر کے قرضدار نہ کردیوے۔ اور جیسی چادر دیکھے ویسے پاؤں پھیلاوے۔ یقیناً اگر بیوی کی پوشاک اچھی نہ ہوگی تو خاوند کا دل اُس سے خوش نہ ہوگا۔ اور جب دل ہی خوش نہ ہوگا۔ تو اولاد کیا ہوگی۔ اِن اقوال سے ثابت ہے۔ کہ ایسی ذلت اور سیاہ بختی کی حالت میں ہندوؤں کی عورتوں کو لوگ سمجھتے ہیں۔ ایسا ان کا حال نہیں ہے۔ جہاں باپ اپنی بیٹی کو نہایت عزیز سمجھتا ہو۔ اور اس کا پسندیدہ نام رکھنے کی اُس کو تاکید ہو۔ اور اُس کی تعلیم دینے کی اس کے امر میں دھرم شاستر خاص اجازت ہو جہاں عورت کیساتھ بہت اخلاق و اتفاق ... بڑھاپے اور دولت اور فضل کے برابر اُس کی توقیر کرنے کا حکم ہو۔ جہاں بلکہ ... اچھے خاوند کے ساتھ اُس کی شادی کرنی پڑتی ہو اور مباح بہلاوؤں میں اُس پر کچھ تعدّی نہ کی جائے۔ جہاں یہ بات نہ ہو کہ خاوند بیوی کو اپنا جزو بدن سمجھے اور ہمیشہ اُس کو زیور اور خوراک و پوشاک سے حتے الوسع خوش رکھے اور آمد و خرچ کے بندوبست اور گھر کے انتظام میں اُسے مصروف رکھ کر محبت کے ساتھ پیش آوے۔ اور اُس پر اعتبار کر کے کاروبار میں اُس سے مشورہ لے۔ جہاں یہ بات ہو۔ کہ عورت کا مال خاوند کے مال سے الگ گنا جاوے اور کسی رشتہ دار کو اُس پر تصرف نہ پہنچے وہاں عورت کی عزت ایسی ہی سمجھنی چاہئے جیسے اگلے زمانہ میں بوقت جہالت آریہ ورت کے روما اور یونان کی شائستہ قوموں میں تھی۔ یا آج کل تہذیب یافتہ قوموں میں ہوتی ہے۔ جو پاس اور لحاظ ہندوؤں کے ہاں عورتوں کا ہوتا ہے۔ وہ کسی راجپوت سے پوچھنا چاہئے۔ راجپوت کے نزدیک عورت اور تلوار اور گھوڑے سے عزیز چیز اور زیادہ دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ جتنی عزت عورتوں کی راجپوتوں میں ہے۔ اُتنی ایشیا کی کسی قوم میں نہیں راجپوت کو اپنی عورت سے ایسی الفت ہوتی ہے کہ وہ اُس کی محبت کی ایک نظر کو بادشاہت سے بہتر سمجھتا ہے۔ ہند کی عورتوں کی پہلی اور حال کی حالت میں ایک بڑا فرق ہے۔ جس کو لوگ خیال نہیں کرتے۔ بچپن میں عورت کی شادی نہ کرنا کئی عورتیں کرنا۔ بیوہ کا دوسرا دواہ نہ کرنا۔ ستی ہونا۔ عورت کا جاہل رکھنا اور اس کو گھر سے باہر نہ نکلنے دینا اور سادھوؤں اور پوجاریوں اور بھائیوں کی خدمت کی ہدایت کرنا۔ یہ ساری باتیں ہیں کہ پہلے زمانہ میں ان میں سے ایک بھی نہ تھی۔ بہت سی عقیل عورتوں کے احوال سے جن کا بیان آگے آئیگا۔ ثابت ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ کی عورتیں بہت سی پڑھی لکھی گذری ہیں۔ اُس دور میں لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد تین برس تک شادی کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔ اس کے بعد اپنا خاوند پسند کرتی تھی۔ اُس زمانہ میں عورتوں کو یہ بھی اجازت تھی۔ کہ اپنے خواستگاروں کی جماعت سے جس کو چاہیں پسند کرلیں۔ چنانچہ راماین میں سیتا کا سوئمبر۔ مہابھارت میں دروپدی کا سوئمبر رگھو بنس کا لیند اس میں اندومتی کا سوئمبر۔ ارین نامی ایک یونان کا مورخ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ قدیم آریہ لوگ اپنی بیٹیاں اُن لوگوں کو دیتے تھے کہ جو زور اور قوت کی آزمائش میں پورے اُترتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹی عمر کی شادی کا رواج اُن تمام ملکوں میں ہے۔ جہاں لڑکیاں جلد بالغ ہو جاتی ہیں۔ مگر نہ ایسا جیسا کہ ہندوستان میں ہے۔ کہ ابھی لڑکی گڑیاں کھیلنا بھی نہیں چھوڑتی۔ کہ اُسکی شادی ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جن لڑکیوں نے ؟ پنے خاوندوں کو آپ پسند کیا۔ وہ حد بلوغت کو پہنچ گئی ہونگی۔ جب دیویانی نے کنچو کے آگے چند شلوک پڑھے۔ اور کنچو نے

اُس کو اگلے زمانہ کے قصے اور اشعار سنائے تو ضرور ہے کہ ہر دو سن بلوغت کو پہنچ چکے تھے۔ سیتا نے جب رامچندر جی کو سوئمبر میں پسند کیا۔ اور گلے میں پھولوں کی مالا ڈالی تو صاف ظاہر ہے کہ سات آٹھ برس کی نہ تھی۔ دروپدی کو جب ارجن نے سوئمبر میں جیتا اور مالائے گل زیب گلو ہوئی۔ تو دونو کی خوب صورتی اور جوانی بہار پر تھی رکمنی نے جب کرشن جی کو اشتیاق نامہ کے ذریعہ سے اپنا حال جتلایا تھا۔ اور سسپال کے وصال سے گریزاں تھی۔ بخوبی واضح ہے۔ کہ دونو بالغ تھے۔ ریتینی کے باپ نے جب اُس کے سوئمبر کا ارادہ کیا تھا۔ تو وہ جوان تھی۔ یکبا نے جب اپنے باپ پر دواہ کی خواہش ظاہر کی تھی۔ تو وہ عالم شباب میں تھی۔ آریو[illegible]ئی بیبیاں کرنے کا بھی اگلے زمانہ میں رواج نہ تھا۔ خاوند اور بی بی کو اِس [illegible] تحت تاکید تھی۔ کہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کریں اور غیر کے ساتھ [illegible] رہیں۔ اور نہ نگاہ ڈالیں۔ بعض صورتوں میں جو خاوند کو دوسری شادی کرنے کی اجازت ہے وہ اُنہیں صورتوں میں ہے۔ جو واسطے امر مجبوری کے مخصوص ہیں۔ مقدس ویدوں اور قدیم سمرتیوں میں بیوگان کے واسطے بھی مکرر شادی کی اجازت ہے۔ منوجی کے دھرم شاستر میں بھی بیوہ کو مکرر شادی کرنے کی قطعی ممانعت نہیں ہے۔ بلکہ منوسمرتی میں ستی ہونیکا نام ونشان نہیں اور نہ پالپن کے وواہ کا نام وگمان اُس کو یہ ہرگز خیال ہی نہ تھا۔ کہ آیندہ لوگ ایسی قبیح رسومات میں مقید ہو جاوینگے۔ اس امر کا تحقیق کرنا مشکل ہے۔ کہ اس وحشیانہ خیال وجہالت خصال رسم کا آغاز کب اور کیونکر ہوا۔ اس بات میں سب سے پہلی تحریر آریسٹو بیوس کی ہے وہ لکھتا ہے کہ یہ رسم راجہ ٹکسلا کی عملداری میں جاری تھی اور ایک مؤرخ بھی اس قسم کی واردات کا ذکر لکھتا ہے۔ جس کو دو ہزار ایک سو چھیاسی برس ہو چکے ہیں جو یومینیہ کی فوج میں ہوئی تھی۔ یہ مصنف جس کا نام ڈاؤڈوس ہے۔ اس رسم نے رواج پانے کا سبب بیوہ کی خستہ حالی خیال کرتا ہے۔ جس میں اُسے اپنی تمام عمر بسر کرنی پڑتی ہے۔ ایک مہاتما کا واک ہے۔ کہ ستی کی رسم انسان کے مکروہ خیالات سے پیدا ہوئی۔ خود غرضی سے اُس کا نشوونما اور جھوٹ سے اس کا فروغ اور بے رحمی پر اُس کا خاتمہ ہوا۔ جہالت جس سے ایسے مکروہ خیالات پیدا ہوئے۔ جب تک کہ عورتوں سے بالکل دور نہ کی جاوے۔ تب تک ناممکن ہے کہ ہندوستانی بچے مہذب کہلا سکیں۔ ودیا وہ گوہر بے بہا اور علم وہ لطیف غذا ہے۔ جس کے لینے اور کھانے کو ہر بنی نوع انسان متجسس ومحتاج ہے سوائے حصول ودیا انسان حیوان مطلق کے برابر ہے۔ نیکی اور بدی کی پوری تمیز سے آگاہ نہیں۔ اگرچہ روزانہ تجربہ سے کچھ کچھ کر سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ کرنا اُس کا بسبب غلط فہمی کے نہ کرنے کے مساوی ہو رہا ہے۔ اگلے زمانہ کی ساری نازشیں بانہاس مردوں ہی کے نام سے نامزد ہیں۔ عورتیں بیچاری علم سے عاری اس بات سے بے نصیب ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ہندوستان کی بہت سی عورتیں لایق گذری ہیں۔ یونانیوں کی ساری تاریخ میں پانچ چھ مشہور عورتوں سے زیادہ کا ذکر نہیں ہے۔ اہل روما کی کتابوں میں جن کا عروج پندرہ سو برس تک رہا۔ صرف پانچ ہی عورتوں کا ذکر آیا ہے۔ فرانس میں دو تین عورتوں کا ذکر زبان زد خلایق ہے۔ برٹش کی عورتوں کے نام انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ آریہ قوم کی پُرانی تواریخوں کے ملاحظہ سے علاوہ مردوں کی لیاقت علمی کے بہت سی لایق عورتوں کے حالات درج ہیں جو کہ حصول ودیا سے جہالت کے کلنک کا ٹیکا مٹا کر کمالات ظاہری وباطنی میں آراستہ ہوئیں اور انہیں مہذب مادروں کے شکم سے تہذیب یافتہ قدیمی آریہ پیدا ہو کر ملک کو علم وحکمت کی کان بناتے اور یونان وغیرہ کو خوشہ چین کرایا

بعض نادان ہارج تعلیم نسوان فرماتے ہیں کہ ہم کو کچھ زیادہ فایدہ یا بہبودی قوم عورتوں کے پڑھانے میں نظر نہیں آتی۔ اُن سوروا سوں کے واسطے بھی سرمہ سلیمانی کافی ہے۔ کہ اگر عورتوں کو جاہل رکھنا ہی منظور ہے۔ اردھنگی کا خطاب بھی بمنزلہ دم لنگور ہے۔ ایک آنکھ میں سرمہ ڈالنا اور دوسری میں سفید لگانا شایان شان عقلمندان نہیں ہے۔ اگر در خانہ کس ست یک حرف بس است +

دوسرا ادھیا

ودوان عورتوں کے حالات میں

باوجودیکہ قدیم زمانہ کے حالات قلمبند کرنے کی طرف عرصہ سے آریہ لوگ لاپرواہ رہے۔ مگر اُن کی مشہور عورتوں کے نام یورپ کے کسی ملک کی مشہور عورتوں کے نام سے کم نہیں ہے۔ میتری۔ گارگی۔ تارا۔ مندودری۔ سیتا۔ کُنتی۔ دروپدی گاندھاری۔ شکنتلا۔ علےٰ ہذالقیاس ان کے سوائے اور بہت سی عورتیں ایسی ہیں۔ جن کے نام یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ بعد امتیاز سچ اور جھوٹ کے ہر ایک کے حالات درج ہیں ✤

نمبر ۱ حال میتری

یہ عورت یاگولک رشی کے ساتھ بیاہی ہوئی تھی۔ ویدوں کی ایک اُپنشد میں اِس کا حال یوں لکھا ہے کہ جب اُس نے دُنیا چھوڑنیکا ارادہ کیا تو اول اپنی بی بی صلاح پوچھی اور کہا کہ اگر تم اجازت دو تو میں فقیر ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور جسقدر میرا مال واسباب ہے وہ تم اور میری دوسری بی بی کاتیائنی آپس میں تقسیم کرلو۔ میتری نے کہا کہ اگر ساری زمین اور اُس کی دولت میرے قبضہ میں آجاوے تو کیا میں امیر ہو سکتی ہوں۔ خاوند نے کہا کہ دولت سے زندگی البتہ بسر ہو سکتی ہے مگر وہ حیات ابدی کا ذریعہ نہیں۔ میتری نے کہا کہ ایسی دولت مجھے نہیں چاہیے مجھے وہ راستہ بتاؤ جس سے ہمیشہ کی زندگی اور عمر جاودانی حاصل ہو ✤

یاگولک۔ عورت کا یہ استفسار دیکھ کر بڑا متعجب ہوا۔ اور اُس کو سامنے بٹھلا کر نجات کا راستہ اس طرح بتلانے لگا کہ انسان ہمیشہ کی زندگی اُس وقت حاصل ہو سکتی ہے جس وقت سب چیزوں سے اپنا دل ہٹا کر پرماتما اود یتہ کا دھیان دھرے۔ خوشی اور رنج جو کچھ انسان پر گزرتا ہے۔ سب روح کے علاقہ سے ہے۔ اس لیئے چیزوں کو ذی روح ہی کا دھیان کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جس ایک نے سب چیزیں پیدا کی ہیں۔ انجام کو سب کا خاتمہ اُس کی عبادت پر ہے اور نجات اُسی کو ہوگی۔ جو پرماتما کو ایک جانے اور مانے۔ اپنے انتر پرماتما کا دھیان کرے۔ برہم کی معرفت اور گیان کے واسطے برہم ودیا وید حاصل کیا ہے۔ کہ بعد اسی طرح کے اُپدیش کے وہ رشی معہ عورت کے بن کو واسطے عبادت کے چلا گیا۔ اور دونو ایسے مہان رشی ہوئے کہ اُس وقت رشیوں میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ اس فاضلہ عصر نے کئی دفعہ پاکھنڈی پنڈتوں سے مباحثہ کرکے اُن کو پاکھنڈ سے بچنے کی ہدایت کی اور ہزاروں کو راہ راست پر لائے۔ ایک دفعہ پنڈتوں کا مباحثہ راجہ جنک کے حضور میں ہو رہا تھا اور وہاں میتری جی مردانہ ہمت سے اُن کے ہمراہ مباحثہ کر رہی تھی۔ یکایک یاگولک جی آگئے۔ میتری اُن کو دیکھ کر خاموش ہو گئی۔ راجہ جنک نے پوچھا۔ کہ اتنے مردوں کے سامنے خاموش نہ ہوئی۔ لیکن افسوس کہ ایک رشی کے آنے سے تیری زبان بند ہو گئی۔ میتری نے کہا کہ اے راجہ میدان معرفت کے مرد یہی ہیں۔ تو اور تیرے پنڈت واچک اور راہ راستی میں نامرد ہیں ✤

نتیجہ

یہ حکایت ایک ایسی عالی حوصلہ عورت کی ہے جو ایک بڑے رشی کی بی بی اور اُسکی بی بی ہونے کے لایق تھی اور اس بات کی نظیر ہے کہ اگلے زمانہ میں اپنی بیبیوں کی بڑی خاطر منظور تھی اور بغیر ان کے صلاح و مشورہ کے کسی بڑے کام کرنیکا ارادہ نہ کرتے تھے۔ اور فقط اُن کی دُنیوی بہبودی مدنظر نہ ہوتی تھی۔ بلکہ آخرت کا فکر بھی ہوتا تھا۔

نمبر۲۔ حال گارگی

اس مشہور عورت نے اپنے علم و فضل اور ذکا کے سبب سے بہت بڑی شہرت پائی ویدوں کے ایک اُپنشد میں اُس کے اور یاگو لک کے مباحثہ کا ذکر اس طرح لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ راجہ جنک فرمانروائے دوہاس کے ہاں یگ ہوا۔ اور کورو اور پنچال دیش کے بڑے بڑے مشہور اور فاضل پنڈت وہاں جمع ہوئے۔ راجہ نے اس خیال سے کہ دیکھیں اس مجلس میں کون سا برہمن بڑا فصیح اور علم والا ہے۔ ہزار گائیں خریدا کر اور اُن کے سینگوں پر سونے کے خول چڑھوا کر برہمنوں سے کہا۔ کہ تم میں سے جو شخص شاستر میں اعلیٰ لیاقت دکھاوے یہ دان انعام پاوے۔ یاگولک کے سوا اور کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ ان کو ہاتھ لگاوے۔ البتہ ان کے کہنے سے اُس کا ایک چیلا سب گائیں ہانک کر اُس کے گھر لے گیا۔ اِس بات پر تمام برہمن برہم ہوئے۔ اور راجہ کے پروہت نے اُس سے کہا کہ تم بغیر ثبوت لیاقت اور فضل اپنے کے کس طرح اِس دان کے مستحق ہو سکتے ہو۔ یاگولک نے اس مجلس کے تمام فاضلوں کو ڈنڈوت کر کے کہا۔ کہ میں اپنے ہی کو لے جانیکا مستحق سمجھتا ہوں جس کو کچھ دعوےٰ ہو مجھ سے بحث کر لے۔ اُس وقت مجلس میں چھ آدمی جن میں گارگی بھی تھی مباحثہ کے لئے مستعد ہوئے۔ پانچ برہمن تو تھوڑی دیر کے بعد ساکت ہو کر ہٹ گئے۔ اور گارگی بھی اگرچہ آخر کار ہار گئی۔ مگر اُس نے بڑی دیر تک ایسی فصاحت اور متانت سے گفتگو کی کہ اہل مجلس عش عش کرنے لگے اور مباحثہ ختم ہوا۔

نتیجہ

گارگی کے مباحثہ سے اگلے ہندوؤں کے اطوار کی نسبت کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں اول یہ کہ جس زمانہ میں ہندوؤں کے ہاں مویشی ہی بڑی دولت سمجھی جاتی تھی۔ اُس وقت میں بھی عورتیں پڑھی لکھی ہوتی تھیں (دوم) یہ کہ اگلے وقتوں میں پردہ نہ تھا۔ اور عورتیں مکان کی چار دیواری کے اندر قید نہ رہتی تھیں۔ بلکہ مجلسوں اور مباحثوں میں شریک ہوتی تھیں (سوم) یہ کہ جس طرح اس وقت لوگ اپنی رایوں کو اخباروں اور کتابوں میں چھاپ کر مشتہر کرتے ہیں۔ یا کسی مجلس میں کھڑے ہو کر سناتے ہیں اُس زمانہ میں یہ دستور تھا۔ اُن دنوں میں جو بات کسی کو لوگوں کے دلوں میں جمانی ہوتی تھی۔ وہ مباحثہ کی انجمن میں پیش کرتا تھا۔ اور ایسی انجمن کسی یگیہ یا تہوار کے موقع پر ہوتی تھی۔ ان انجمنوں میں برہمن اپنے کرتب دکھاتے تھے۔ اور اہل مجلس سے اپنی لیاقت کی داد پاتے تھے۔ اُسی کے قریب قریب یونان میں بھی دستور تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اُس ملک کے مشہور و معروف مورخ ہیروڈوٹس نے اولمپیا کے اکھاڑے میں اپنی تاریخیں پڑھی تھیں۔ برہمنوں میں اب بھی دستور ہے کہ جو پنڈت اور پنڈتوں پر اپنا فضل ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ کسی عمدہ موقع پر اپنا کمالی جوہر دکھاتا اور سب سے زیادہ دان لے جاتا ہے۔

نمبر۳۔ حال تارا رانی

اس کا ذکر بالمیکی راماین میں ہے۔ یہ ملک تامل کے راجہ کی بیٹی تھی اور کرناٹک میں جہاں بلی پور کے راجہ بالی سے اُس کی شادی ہوئی تھی اور اُس کے حُسن و لیاقت علمی اور خوبیوں کی تعریف اس قدر ہے کہ جس قدر ایک عقلمند دانا رانی عاقلہ میں چاہئے چنانچہ مفصل حال اس کا راماین میں درج ہے۔ راجہ بالی اور راجہ رام چندر جی کی لڑائی کا حال جو راماین میں لکھا ہے۔ اُس سے یہ صاف پایا جاتا ہے۔ کہ راجہ بالی کے گھر تارا کے سوائے دوسری بیاہتا بیوی کوئی نہ تھی۔ جب راجہ بالی اس لڑائی میں مارا گیا تو تارا رانی اپنی سہیلیوں کے ساتھ اُس کی لاش پر آئی اور ایسے درد و غم کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ کہ دیکھنے والوں کو افسوس آتا تھا۔ اُس نے بموجب قاعدہ دھرم شاستر کے اُس کی لاش کو جلوا دیا۔ بالی کی وفات کے بعد رام چندر جی نے اپنے وعدہ کے موافق اُس کے بھائی سگریو کو راجہ بنایا اور سگریو نے فقط اپنے بھائی کا تخت ہی نہ پایا بلکہ موافق اُس دستور کے جو اب بھی اُڑیسہ میں جاری ہے۔ بموجب ہدایت رام چندر جی کے تارا سے مکرر شادی کر کے اُسے اپنی رانی بنایا۔

نمبر۴۔ حال مندودری

یہ عورت بھی ملک تامل کے راجہ کی بیٹی تھی اور اُسکا بیاہ لنکا کے راجہ راون سے ہوا تھا یہ لنکا ملک آریہ ورت کی دکن کی طرف سمندر کا ایک ٹاپو ہے اور اسی کو سراندیپ بھی کہتے سوائے حسن اور جمال ظاہری کے بہت سی لیاقتیں اور خوبیاں اس میں پائی جاتی تھیں۔ جن کا ہونا عاقل اور سنجیدہ آدمی اپنی بیویوں میں بدل چاہتے ہیں۔ یہ جو لکھا ہے۔ کہ راون کے گھر کئی ہزار رانیاں تھیں۔ یہ اگلے شاعروں کی گھڑت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس ملک کے کبیشروں کا قاعدہ ہے۔ کہ جب کسی راجہ کی بڑائی اور مہمان شروع کرتے ہیں۔ تو پہلے اُس کی رانیوں کی کثرت بیان کرتے ہیں۔ کہ اگر مان لیا جاوے کہ راون کی بہت سی عورتیں تھیں۔ تو بھی اس میں کلام نہیں کہ مندودری سب میں پٹرانی تھی۔ اور اُس کے بطن سے راون کے ہاں کئی بہادر بیٹے پیدا ہوئے۔ جب راون نے سیتا کو جبر اور دغا سے لے جا کر اشوک بن میں قید کیا تھا۔ تو مندودری نے کئی بار اُس کی رہائی کی شفاعت کی تھی۔ مگر راون نے ایک نہ سنی۔ عورت کو عورت پر اکثر رحم آجاتا ہے۔ اور اس رحم کا آجانا داخل آدمیت ہے شطرنج کا مشہور کھیل جو کئی صدیوں سے چلا آتا ہے۔ اور دُنیا بھر میں اُس کا اکثر رواج ہے۔ یہ بھی مندودری ہی کی عقل خداداد کا ثمرہ ہے۔ اِس کھیل کے نکالنے کا سبب یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ راون کو جنگ اور خونریزی کا بہت شوق تھا۔ اس لئے مندودری نے اپنی طبیعت سے شطرنج کا کھیل نکالا۔ مطلب یہ تھا کہ خاوند اُس کا اس کھیل میں شطرنج کے مُہروں کی لڑائی سے اپنا دل بہلا کر خلقِ خدا کو تباہ نہ کرے۔ شطرنج کی ایجاد کا دعوےٰ بہت سی قومیں کرتی ہیں۔ مگر سر ولیم جونس اِس کا موجد ہندوؤں کو بتاتے ہیں۔ اور ہندو اس کو مندودری سے منسوب ٹھہراتے ہیں۔ سنسکرت میں اس کھیل کو چترنگ کہتے ہیں اور شطرنج اس لفظ سے بگڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ بعض اِسکی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں کہ سنسکرت میں شترو دشمن کو کہتے ہیں اور شتروں اُسکی جمع ہے۔ جب اُس کے ساتھ جی لفظ جے آیا۔ تو اس کے معنی دشمنوں پر فتح پانے والے ہو گئے۔ چترنگ۔ فوج کے چار حصوں رتھ۔ ہاتھی۔ سوار۔ پیادہ کو کہتے ہیں۔ پہلے اِس کھیل کے مُہرے ان چار ناموں سے موسوم تھے۔ پیچھے رتھ کی جگہ کشتی مقرر ہو گئی۔ چنانچہ ہندوؤں کے ہاں رُخ کو نوکا کہتے ہیں۔ سر ولیم جونس صاحب لکھتے ہیں کہ گھوڑوں اور ہاتھیوں پیادوں کے ساتھ رُخ کا ہونا بے میل سا معلوم ہوتا ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ کشتیوں سے یہاں بحری فوج مراد ہے اور رتھوں سے کشتیوں کا بدلنا اس بات

ستری سکشا

پر دلالت کرتا ہے۔ کہ پچھلے زمانہ میں ہندو راجاؤں کے وقت حفاظت ملک کے لئے فوج بحری کا رکھنا بھی ضروری ہوگیا تھا۔ مندو دری اپنے خاوند اور بیٹوں کے مارے جانے کے بعد باجازت و فرمودہ رامچندر جی کے اپنے دیور ببھیشن سے منعقد ہوئی۔ کیونکہ رامچندر جی نے بصلہ خیرخواہی خود راون کے مرنے کے بعد ملک لنکا اُس کے بھائی ببھیشن کو دے دیا تھا ✤

نتیجہ

جس طرح ملک پنجاب میں جاہل عورات عموماً سوہاگ بھاگ کا برت رکھتی ہیں۔ اور اُس سے دلی منشاء یہی ہوتا ہے۔ کہ خاوند درد و رنج جسمانی و بلائے ناگہانی سے محفوظ رہے۔ اگر ان کو ذرا بھی تمیز ہوتی تو مثل مندودری جی کے ایسے بناوٹی برت سے بری ہو کر خاوند کو غم و الم سے سبکدوش کرنے کے واسطے دستکاری وغیرہ ایجاد سے مددگاری کرتیں ✤

نمبر ۵۔ حال رانی سیتا جی کا

جو شہرت آریوں میں رامچندر جی کی رانی سیتا نے پائی وہ کسی عورت کو نصیب نہیں ہوئی۔ طرح طرح کی مصیبتوں کا جھیلنا۔ اور عجیب عجیب قسم کی تنگیوں کا دیکھنا خاندان و مرتبہ کی شرافت حسن خداداد کی لطافت اور خصائل کی خوبی یہ ساری باتیں ایسی ہیں۔ جس کے سبب سے ہر فریق اور ہر قوم کے ہندو اُس کے نام کو محبت سے یاد کرتے ہیں۔ ہندو سیتا کی ایسی تعظیم کرتے ہیں۔ جیسے عیسائی بی بی مریم کی اور مسلمان بی بی فاطمہ کی سیتا کے باپ کا نام جنک تھا اور متھلا دیس کا جس کو آجکل ترہت کہتے ہیں۔ راجہ تھا۔ اس لڑکی کے سوائے اُس کے گھر اولاد نہ تھی۔ اِس لئے بڑی محبت اور ناز و نعمت سے اسے پالا تھا حسن و جمال میں اس عورت کا اُس وقت کوئی نظیر نہ تھا۔ اور خصائل برگزیدہ و صفات حمیدہ نے اُسے اور بھی چمکا رکھا تھا۔ ایک عقلمند آدمی کا قول ہے۔ کہ بہادر مرد کے سوا حسین عورت کا کوئی مستحق نہیں ہے۔ بموجب اس قول کے اُس کے باپ نے یہ عہد کر لیا۔ کہ جو کوئی ایک سخت کمان کو جو اس کے ہاں رکھی ہوئی تھی چلہ چڑھائیگا وہی سیتا کو پائیگا۔ اُس زمانہ میں بہادری ہی لیاقت سمجھی جاتی تھی۔ تمام سردار اور چھتری اپنی بیٹیاں انہیں لوگوں کو دیتے تھے جو لڑائی کے کرتبوں میں سبقت لے جاتے تھے۔ یہ کمان کوئی آسمانی کمان نہ تھی اور نہ کوئی کرامات رکھتی تھی۔ بلکہ بڑی بھاری اور ایسی کڑی تھی کہ اُس کا کھینچنا دشوار تھا۔ ایرین نامی ایک مؤرخ تحریر فرماتا ہے کہ ہند کے لوگ کمانوں کو پاؤں سے کھینچتے تھے۔ اور ان کا تیر چھ فٹ لمبا ہوتا تھا۔ ایسی کمان اب بھی پہاڑی قوموں میں پائی جاتی ہے پس راجہ جنک کے پاس ایسی کمان کا ہونا تعجبات سے نہیں ہے۔ جب سیتا کے حسن و جمال اور اُس کے باپ کے دولت و اقبال کا شہرہ آریہ ورت میں پھیل گیا۔ تو نزدیک و دور کے بہت سے راجے جنک کے دربار میں آنے لگے۔ اُس وقت رامچندر جی کی جوانی کا آغاز تھا۔ اور فن تیراندازی میں انہوں نے بڑا کمال پیدا کیا ہوا تھا۔ کوئی راجہ رامچندر کے سوائے اُس کمان کو نہ کھینچ سکا۔ اور انہوں نے فقط کھینچا ہی نہیں بلکہ دو ٹکڑے بھی کر دئے۔ اُن کی یہ شہزوری دیکھ کر سیتا کے باپ نے اُن سے اُنکی شادی کر دی اور وہ اُس کو لیکر اپنی اجودھیا میں جہاں اُن کے باپ کی دارالحکومت تھی چلے آئے۔ یہاں رہتے ہوئے رامچندر جی کو تھوڑے دن گذرے تھے۔ کہ ان کے پتا راجہ دسرتھ نے اپنی ایک چاہتی رانی کے بہکانے سے رامچندر کو چودہ برس کا بن باس دیدیا۔ رامچندر جی سیتا اور لچھمن کو ہمراہ لیکر وہاں سے روانہ ہوئے۔ الہ آباد سے ہوتے ہوئے چترکوٹ پہاڑ پر پہنچے۔ اور کئی برس تک اِدھر اُدھر پھر کر آخر پنچوٹی پر جو گوداوری ندی کے منبع کے قریب ہے قیام کیا۔ جلا وطنی کے باقی دن وہاں گذارے۔ اُنکے جانے کے بعد راجہ دسرتھ کو اس قدر رنج و پشیمانی ہوئی۔ کہ وہ جانبر نہ ہو سکا۔ اُسکی وفات کے بعد رامچندر کے لینے کے واسطے بھرتھ اُن کے پاس آیا۔ مگر انہوں نے بموجب اقرار کے تا انقضاء میعاد واپس جانے سے انکار کیا۔ حاصل یہ کہ رامچندر جی معہ عورت اور بھائی کے پنچوٹی میں رہتے اور جنگل کے پھل پھلاری سے اپنی گذر اوقات کرتے تھے۔ اِس عالم مسافرت میں جس خاطر اور تسلی کے ساتھ رامچندر لچھمن اور سیتا کے ساتھ پیش آتے تھے اور جس محبت سے اُسکی خبرگیری کرتے تھے۔ اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندو اپنی عورتوں سے بہت اُنس رکھتے تھے۔ رام اور لچھمن اور سیتا کو کبھی اکیلا نہ چھوڑتے تھے۔ ایک دن اتفاقاً ہرن کا ایک خوب صورت بچہ اُس راستہ سے گذرا سیتا کا دل اُس کی اُلفت میں مائل ہو کر رامچندر جی سے مستدعی ہوئی۔ کہ مہاراج اگر یہ زندہ مل جاوے۔ تو اِس بن باس میں ایک گونہ دل تسلّی پاوے۔ رامچندر جی اُس کے تعاقب میں گئے اور بخیال زندہ پکڑنے کے بہت دیر کی۔ لچھمن جی واسطے خبرگیری کے گئے۔ قضاء النکا کا راجہ راون میدان خالی پا کر سیتا کو زبردستی سے لیگیا۔ باعث لے جانیکا صرف یہی تھا کہ سروپنکھا ہمشیرہ راون رامچندر جی سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ وہ بولے۔ کہ میں اپنی عورت ہمراہ لایا ہوں۔ لچھمن نہیں لایا اُس سے کہو۔ جب اس کے پاس گئے۔ تو وہ انکاری ہوا۔ لیکن سروپنکھا خفیہ طور پر آنکر سیتا کو ڈرایا کرتی تھی۔ لچھمن نے اُس کی حرکات ناشایستہ سے تنگ ہو کر اُس کا ناک کاٹ ڈالا۔ بامر مجبوری راون واسطے مدد کے آیا اور غیر حاضری میں سیتا کو لے گیا۔ لنکا میں لے جا کر ہر چند لعنت کی راہ سے بہتیرے جال ڈالے۔ بلکہ سیتا کو قید بھی کر دیا۔ مگر سیتا کی عصمت اور پاکدامنی کے آگے اُس کی ایک پیش نہ گئی۔ رام اور لچھمن نے جب واپس آ کر سیتا کو گھر میں نہ پایا۔ نہایت بیقرار ہوئے۔ اور جنگل میں جا بجا تلاش کرنے لگے۔ آخر کو جب پتہ اُس کا مل گیا۔ تو کرناٹک کے راجہ بالی کے بھائی سگریو سے مل کر سیتا کو قید سے نکالنے اور راون سے لڑائی کی تیاریاں شروع کیں۔ لڑنے سے پہلے سگریو کے سپہ سالار اور وزیر اعظم ہنومان کو ایلچی بنا کر راون کو سمجھانے کو بھیجا مگر اُس نے نہ مانا۔ ہنومان سیتا کو تسلی دیکر واپس آگیا اور رام چندر جی بہمراہی سگریو بنار کی کھاری پر پُل باندھ کر لنکا پر چڑھ گئے۔ جو معرکہ آرائیاں اور خونریزیاں اس موقع پر ہوئیں۔ اُس کے بیان میں بالمیک نے نہایت مفصل بیان کیا ہے۔ آخر رام اور راون کا مقابلہ ہوا۔ اور رام نے راون کو مار لیا۔ راون کے ہلاک ہونے کے بعد رامچندر جی سیتا کو قید سے چھوڑا کر بسبب پورا ہونے میعاد بن باس وطن کو پھرے اِلّا قبل از روانگی سیتا کو ثبوت عصمت کے لئے آگ میں گرنا پڑا۔ اُس زمانہ میں دستور تھا کہ جس عورت پر زنا کا الزام لگایا جاتا تھا۔ اُس کو اپنی عصمت ثابت کرنے کے لئے جلتے کوئلوں اور لوہے کے لال توے پر ننگے پاؤں چلنا پڑتا تھا۔ اگر عورت کو اِس آزمائش سے کچھ ایذا نہ پہنچتی تھی۔ تو وہ بیگناہ سمجھی جاتی تھی۔ ورنہ آگ میں جل کر اپنی بدکرداری کی سزا پاتی تھی۔ سیتا کو آزمائش کے بعد سب اجودھیا کو واپس آئے۔ اور راجہ رامچندر جی سیتا کے ساتھ بڑی خوشی سے زندگی بسر کرنے لگے وہ جس قدر اپنے حسن و جمال سے اُن کے دل کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔ وہ اُس قدر اپنی فرمانبرداری اور نیک مزاجی سے اپنی محبت کا بیج اُس کے دل میں بوتے تھے۔ ان دونوں کی محبت کا حال جو بالمیک وغیرہ شاعروں نے لکھا ہے۔ وہ نری شاعری نہیں ہے۔ بلکہ عورت اور پتی کی محبت کی ایک مثل ہے۔ سیتا کا دل اکثر لذات دنیاوی سے برداشتہ رہتا تھا۔ آخر چند سال کے بعد تنہائی کی اجازت مانگی۔ اجودھیا کے پاس جہاں ایک سنسان جنگل ہے۔ حسب خواہش سیتا۔ لچھمن جی وہاں اُس کو چھوڑ آئے۔ اجودھیا کے روانہ ہونے سے پہلے سیتا کو ایک دو ماہ کا حمل تھا۔ لیکن ناتجربکاری خیال نہ کیا اور جنگل میں پہنچے

کے ساتھ آٹھ ماہ بعد لَو اور کُش تو ام دو لڑکے پیدا ہوئے۔ بالمیک مُنی جو اُس وقت کے رشیوں میں نہایت دھرماتما تھے ایسی حالت میں بسبب قریب ہونے کے سیتا اُن کی جھونپڑی میں چلی گئی۔ علیٰ ہذا القیاس بارہ برس تک اس عالم تنہائی میں لڑکوں کی پرورش اور رشی کی خدمت اور پرماتما کی عبادت میں مصروف رہی۔ جس وقت رامچندر جی نے اپنے ہاں ایک بڑا یگیہ کیا۔ تو اُس وقت تک بالمیک جی رامائن تصنیف کر چکے تھے۔ اور لَو اور کُش کو حفظ کرائی تھی۔ اِس یگ میں بہت سے رشی منی اور دونو لڑکوں کے ساتھ بالمیک جی بھی اجودھیا کو آئے۔ اور لڑکوں نے کل رامائن ایسی خوش آوازی سے رامچندر کو سنائی۔ کہ اُس عالیشان جلسہ میں سب کو سیتا کی جدائی ناگوار گذری ہنومان وغیرہ سپہ سالاروں کو بھیج کر سیتا کو اجودھیا میں طلب کیا۔ جو مدت سے تکلیفیں اُٹھاتی اُٹھاتی نہایت نحیف اور کمزور ہو گئی تھی۔ اجودھیا میں پہنچتے ہی غش کھا کر گر پڑی۔ ہر چند اُس کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کی گئیں۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس کی جان نکل گئی۔ رامچندر جی کو اُس کے مرنے کا ایسا رنج ہوا۔ کہ انہوں نے اپنے تئیں دریائے سرجو کے حوالہ کیا۔ بعد رامچندر جی کی وفات کے چند روز ماتم کر کے لَو راجہ گدی نشین ہوا ✤

نتیجہ

سیتا کی داستان سے مطالب ذیل برآمد ہوتے ہیں:۔
اوّل۔ یہ کہ لڑکی کی شادی دیکھ بھال کر کرنی چاہیئے۔ دوم۔ جوانی کی عمر میں جبکہ پوری زوجیت کے حقوق و فرائض سے آگاہی ہو۔ سوم جوانمرد کے ساتھ نہ کہ بطمع زیور۔ پیر نود سالہ کے ہاتھ بیچنا۔ چہارم۔ صبر اور استقلال اور اطاعت اور فرمانبرداری سے خاوند کی مصیبتوں میں شریک ہونا۔ پنجم مصیبت اور قید میں بھی خاوند کی طاعت اور فرمانبرداری کو یاد سے نہ بھولنا۔ ششم۔ تعلیم یافتہ ہونا چاہیئے۔ حمل کے قیام وغیرہ حالات سے آگاہی ہو۔ بلکہ ان معاملات کی جیساکہ نئیسرے ادھیاء میں ذکر ہو گا۔ عورت کو تعلیم یافتہ ہونا چاہیئے۔ ہفتم۔ ایک ادنےٰ چیز پر مبتلا نہ ہونا چاہیئے جس سے خاوند کی جان مصیبت میں پڑ جائے۔ اور خود بھی پشیمانی اٹھائے ✤

نمبر ۶۔ حال شکنتلا

یہ عورت ہندوستان میں ایسی ہوئی ہے۔ جس کے احوال سے کالیداس ایک مشہور شاعر نے اپنے ناٹک کو زینت دی ہے۔ شکنتلا جی ایک رشی کنوا نام کی بیٹی تھی یہ رشی ہردوار کے قریب ایک چھوٹی ندی سامنے کے کنارے ایک ایکانت ستھان میں بود و باش رکھتا تھا۔ اُس کی جھونپڑی کے گرد سرو و صنوبر اور قسم قسم کے خودرو پھولوں کے درخت تھے۔ کنوا کے اولاد یہی ایک بیٹی تھی۔ اس لئے بڑے ناز و نعمت سے پالا تھا اور جو باتیں علم و اخلاق کی عورتوں کو سکھلاتی چاہیئیں وہ سب اسے تعلیم کی تھیں۔ جانوروں کی ٹہل کرنی اور پودوں کو پانی دینا اِس لڑکی کا شغل تھا۔ جب وہ جوان ہوئی تو اتفاق سے ایک روز راجہ دُشینت شکار کرتا ہوا اُدھر آنکلا۔ کنوا اُس وقت جھونپڑی میں نہ تھا۔ دستور کے موافق شکنتلا نے اُس کا استقبال کیا نظروں کا چار ہونا تھا۔ کہ دونو کا کام عشق کی شمشیر نے تمام کیا اور نگاہوں ہی میں ایک دوسرے کا راز سمجھ لیا۔ اُسی وقت راجہ نے اپنا حسب و نسب بتا کر اُس کے ساتھ گندھرب وِواہ کر لیا۔ یہ وِواہ طرفین کی رضامندی سے ہو جاتا ہے۔ اور کسی رسم و آئین کا اُس میں دخل نہیں ہے۔ اس طرح کی شادی اگلے زمانہ میں کوہ ہمالہ کے نزدیک ایک پہاڑی قوم گندھرب میں رائج تھی۔ منو نے بھی شادی کے اقسام میں اُس کا ذکر لکھا ہے۔ مگر اُس کو پسند نہیں کیا۔ بیاہ کے بعد راجہ دو چار دن وہاں رہا۔ اور پھر اپنے دار الخلافہ کو روانہ ہوا۔ چلتے وقت شکنتلا کو انگوٹھی دیکر یہ کہا۔ کہ چند روز میں تجھ کو اپنے پاس بلا لونگا۔ تھوڑے عرصے کے بعد شکنتلا کو حمل کے آثار نمودار ہوئے۔ تو اپنے خاوند کی طرف ہستناپور کو روانہ ہوئی۔ مگر راستہ میں جو ایک نالاب کے اندر اُسے نہانے کا اتفاق ہوا تو وہ انگوٹھی اُس میں گر پڑی۔ مگر جب یہ اپنے خاوند کے پاس پہنچی اور اُس نے اپنی نشانی نہ دیکھی تو اُس کی بات کو نہ مانا۔ اور جنگل میں جو قول و قرار کئے تھے سب دل سے بھلا دئے۔ یہاں ناظرین کو ایک بات جتلانی ضرور ہے۔ ایک زمانہ میں آریہ ورت میں دستور تھا کہ سردار کو مہارشی کہتے تھے اور حکومت اور سلطنت کی باگ بھی اُسی کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ پچھلے راجاؤں نے لڑنے اور ملک گیری کا کام تو اپنے ہاتھ میں رکھا اور عبادت اور رہنمائی کا کام برہمنوں کے حوالہ کیا۔ اس زمانہ میں جب برہمن چھتریوں کے ہاتھ تکنے والے بنے تو چھتریوں کے دل سے اُن کی قدر و منزلت جاتی رہی بلکہ اُن سے رشتہ کرنا بھی بےعزتی سمجھنے لگے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ دُشینت راجہ بھی اُسی زمانہ میں گذرا ہے اور شکنتلا کو جب اُس نے غریب برہمن کی بیٹی دیکھا۔ تو اُس کو اپنے گھر میں رکھنا عار سمجھا۔ غرض کہ جب شکنتلا کو راجہ نے قبول نہ کیا۔ تو اُس کی ماں آخر اُس کو اپنے ساتھ جنگل میں لے گئی۔ یہاں پہنچ کر شکنتلا کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور بھرت اُس کا نام رکھا۔ اِس لڑکے کی جرأت کا یہ حال لکھا ہے۔ کہ وہ جنگل میں شیر نی سے نہ ڈرتا تھا۔ اور اُس کے سامنے اُس کے بچوں سے کھیلا کرتا تھا۔ آخر جب وہ انگوٹھی جو شکنتلا کے ہاتھ سے گر پڑی تھی۔ کسی طرح راجہ کے پاس پہنچی۔ اور بھرت کی جوانمردی و بہادری کا شہرہ بھی اُس نے سنا۔ تو واسطے تفتیش حال کے جنگل میں آیا۔ اور اُس کو بیٹا مان کر شکنتلا کے ہمراہ لایا۔ اور پٹ رانی بنایا۔ چنانچہ بھرت بڑا بہادر اور جنگجو ہوا۔ اور ہندوستان کے بہت سے علاقہ اُس نے فتح کئے۔ اور اِسی بھرت کے نام سے آج تک ہندوستان بھارت ورش کہلاتا ہے ✤

نتیجہ

(نمبر ۱) لڑکیوں کو تعلیم دیکر جوہر علم سے آراستہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ زیور نہ ہونے یا پہننے کا دھبہ دل سے دور ہو کر اپنی اخلاقی و روحی و راستی سے مسرور رہیں
(نمبر ۲) اپنے مساوی شخص سے شادی کرنی چاہیئے جو علم و اخلاق میں مساوی ہو
(نمبر ۳) راجہ دُشینت کی مانند عہد شکن نہ ہونا چاہیئے۔ کہ آخر کو پچھتانا پڑے کیونکہ حسن اخلاق حسن اتفاق سے ہوتا ہے ✤

نمبر ۷۔ کُنتی کا حال

کُنتی کا نام آریوں کی تاریخ میں ایسا ہی مشہور عام ہے جیسا اہل روما کی تاریخ میں کوزیلیا کا اِس کوزیلیا کی بابت ذکر ہے۔ کہ اِس کے دو بڑے بیٹے جوانمرد اور بہادر اور محب وطن تھے۔ اور یہ خود نہایت نیک اور پارسا تھی۔ یہ عورت مسیح سے ۲۰۰ برس پہلے گزری ہے ✤
نقل ہے کہ ایک بار ایک عورت اپنا تمام زیور زیب بدن کر کے اُس کے پاس آئی اور اپنا زیور اُسے دکھا کر کہنے لگی۔ کہ تو بھی اپنا زیور مجھے دکھا۔ اُس نے اپنے دونو بیٹوں کو اُس کے سامنے کھڑا کر دیا۔ اور کہا کہ ان دونو زیوروں کے سوا میرے پاس اور گہنا نہیں ہے۔ مگر مجھ کو ان ہی کے سبب سے کمال فخر ہے۔ کُنتی راجہ سور کی بیٹی تھی۔ جو متھرا کا راجہ تھا۔ ان دنو متھرا کی سلطنت بڑی سلطنتوں میں شمار ہوتی تھی۔ اِس لئے پانڈو جیسے راجہ کا جو چندر بنسی خاندان میں

آفتاب تھا۔ متھرا کے راجہ کی بیٹی سے بیاہ کر یادونو کے فخر کا باعث تھا۔ راجہ پانڈو کے ہاں دو رانی تھیں۔ ایک کنتی دوسری مادری۔ کنتی سے یدھشٹر۔ بھیم اور ارجن تین بیٹے اور مادری سے نکل اور سہدیو دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ان پانچوں کو قدیمی تواریخ میں پانڈو کہتے ہیں۔ پانڈو زبردست راجہ تھا۔ کئی برس تک اُس نے بڑی شان و شوکت سے حکومت کی۔ لیکن انجام کار راج کاج چھوڑ کر کوہ ہمالیہ کو چلا گیا۔ کہ باقی عمر بیویوں اور بچوں کے ساتھ وہاں گوشہ تنہائی میں بسر کرے۔ اور پہاڑ کی سیر سے اپنا دل بہلائے جب پانڈو نے انتقال کیا۔ تو کنتی پانچوں لڑکوں کو لیکر ہستناپور کو ان کے چچا دھرتراشٹ کے پاس چلی گئی۔ راجہ دھرتراشٹ بڑی خاطرداری سے پیش آیا۔ محل میں اپنی بی بی گندھاری کے پاس اُسے رہنے کو جگہ دی۔ اور اُس کے بچوں کو اپنے بیٹوں کی طرح پرورش کرنے لگا۔ اور سب کو تعلیم کے لئے درونا چاریہ کے سپرد کیا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ان یتیم بچوں کو درونا چاریہ اُستاد کامل ملا تھا۔ مگر ماں کی تعلیم بھی اُن کے حق میں اُستاد کی تعلیم سے کم مفید نہ ہوئی۔ جب پانڈو اول مرتبہ جلاوطن ہوئے۔ تو کنتی اُن کے ہمراہ جنگلوں اور بنوں میں پھرتی رہی۔ بنوں سے نکلنے کے بعد سب کے سب ورن وت یعنی الہ آباد میں پہنچے۔ یہاں اُن کے دشمنوں نے اُن کے مارنے کی ولیسی تدبیر کی تھی۔ کہ وہ سب جل کر راکھ ہو جاتے۔ مگر اُن کا بال بیکا نہ ہوا۔ اور وہاں سے شہر آرہ میں پہنچے۔ اور کچھ دن تک ایک برہمن کے مکان میں چھپے رہے۔ ایک دن انہوں نے اس گھر میں آہ و زاری کا شور سُنا۔ جب دریافت کیا تو معلوم ہوا۔ کہ اس شہر کے قریب واک نام مردم خور وحشی رہتا ہے۔ اُسکا معمول ہے کہ ہر روز ایک آدمی کھا کر اپنا پیٹ بھرتا ہے۔ اور نوبت بنوبت اس شہر سے ایک آدمی اور کچھ کھانے کا اسباب اُس کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ آج اُس کی معمولی خوراک اور آدمی بھیجنا ہمارا ذمہ ہے۔ اس پر کنتی نے کہا کہ تم کچھ فکر نہ کرو۔ کہ میں اپنے ایک بیٹے کو بھیج دونگی۔ جو وہ اُس آدم خور کو مار ڈالیگا۔ چنانچہ بھیم سین اس کام کے لئے متعین ہوا۔ اور بڑ کے درخت کے نیچے میں جہاں وہ مردم خور آدمی کو آنکر کھاتا تھا۔ جا بیٹھا۔ جس وقت وہ مردم خور آیا۔ اور چاہا کہ اُس کا لقمہ کرے۔ یہ اُس کے مقابل ہو گیا۔ اور بڑی دیر تک دونو میں سخت لڑائی رہی۔ آخر بھیم اُس پر غالب آیا اور اُس کا کام تمام کیا۔ الغرض آرہ سے نکل کر پانڈو پنچال کی سلطنت کمپلا کی طرف اس غرض سے روانہ ہوئے۔ کہ وہاں کے راجہ کی بیٹی درَوپدی کے سوئمبر میں شامل ہوں۔ اور اپنی ماں کو اُس برہمن کے ہاں چھوڑ گئے۔ جب درَوپدی اُنکے سوئمبر میں ہاتھ آئی۔ تو پانچوں بھائی معہ اپنی ماں کے چند روز کمپلا میں رہے۔ اس کے بعد راجہ دھرتراشٹ نے ہستناپور میں اُنہیں بلوایا۔ جب پانڈو دوسری مرتبہ جلاوطن ہوئے تو کنتی اُس وقت بہت ضعیف ہو گئی تھی۔ اور جنگل جنگل ساتھ پھرنے کی طاقت اُس میں باقی نہ رہی تھی۔ اس لئے اُس کو اپنے چچا جمرور کے پاس چھوڑ گئے۔ اس جلاوطنی کے شرائط پورا کرنے کے بعد پانڈو نے کرشن کو کوروں کے پاس بھیجا۔ کہ صلح اور آشتی سے اُن کا راج اُن کو مل جائے۔ اور فساد تک نوبت نہ آئے جب کرشن ہستناپور میں پہنچے تو کنتی کو نہایت حیران اور پریشان پایا۔ اُنہوں نے اُس کی تشفی کی اور کہا کہ تھوڑے روز صبر کر۔ پانڈو کا راج عنقریب اُن کو مل جاتا ہے۔ اس وقت جو پیغام کنتی نے اُن کے ہاتھ اپنے بیٹوں کو بھیجا۔ وہ سننے کے قابل ہے۔ اور اُس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آریہ ورت کی عورتیں کس بلا کے دل و دماغ رکھتی تھیں ÷

پیغام مذکور یہ ہے۔ اے بیٹو! موقع کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہیئے۔ تم کو لازم ہے کہ اپنے باپ کی میراث پر لڑنے میں ذرا تساہل نہ کرو۔ دشمن کی منزلت اور اس کی فوج کی کثرت کا کچھ خوف دل میں نہ لاؤ۔ اور فوراً اُس سے راج چھین لو۔ جان لو کہ تم چھتری ہو۔ ہمیشہ کرنے یا ہل جوتنے یا بھیکھ مانگنے کے لئے پیدا نہیں ہوئے۔ ہتھیار باندھنا اور مرنا یا مارنا تمہارا کام ہے۔ بےعزتی کے ساتھ جینے سے مرنا لاکھ درجہ بہتر ہے۔ یہی وقت ہے کہ تم اپنے کو پانڈو کی اولاد کر دکھاؤ۔ اور لوگوں پر ثابت کر دو کہ کنتی بہادر و شریف بیٹوں کی ماں ہے تمہارے دشمنوں کے سبب سے جو مصیبتیں تمہارے خاندان پر پڑیں وہ کچھ کم نہیں ہیں۔ جب میں اس بات کا خیال کرتی ہوں۔ کہ تمہاری بی بی درَوپدی کے بال پکڑ کر انہوں نے کس طرح گھسیٹا۔ تو سب مصیبتیں اس بےعزتی کے آگے ہیچ معلوم ہوتی ہیں۔ اگر تم نے کوروں سے اس بےعزتی کا انتقام نہ لیا تو دنیا میں تمہارا جینا عبث ہے تم کو لازم تھا کہ جس روز یہ ہتک ہوئی تھی۔ اُس روز اُس کا بدلا لیتے۔ یا وہیں مر کر ڈھیر ہو جاتے اب جو وقت ہاتھ سے نکل گیا۔ اس لئے اب اس میں تندہی کرنی زیادہ ضرور ہے اس پیغام کے سنتے ہی ہمیں سپارٹا کی عورتوں کا وہ مقولہ یاد پڑتا ہے کہ جب اُن کے لڑکے لڑائی پر جاتے تھے۔ تو اُن سے کہ دیتی تھیں کہ یا ڈھال لیکر آنا یا ڈھال کے اوپر آنا اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ میں آریہ قوم کی سب عورتیں ایک ہی سی طبیعت رکھتی تھیں۔ خلاصہ یہ کہ مہابھارت کی لڑائی میں پانڈو فتحیاب ہوئے۔ اور کنتی اپنے بیٹوں سمیت پھر راج کی مالک ہوئی۔ اور پرمیشور نے اُس کو وہ راج اور اقبال دیا کہ اُس کے بیٹے اسومید ھ یگ کرنے کے قابل ہوئے۔ جب اُنکی ساری مرادیں پوری ہوئیں تو وہ دھرتراشٹ اور گندھاری کے ساتھ ہستناپور سے چلی گئی۔ اور گنگا کے کنارے ایک مقام تنہا میں رہنے لگی۔ جب عمر کے دن پورے ہوئے تو ناگہاں اُس بن میں آگ لگ گئی اور کنتی اور گندھاری اور دھرتراشٹ سب جل کر خاک ہو گئے ÷

نتیجہ

(اول) عورت کو نیک اولاد اور بہادر فرزندوں پر ناز کرنا چاہیئے۔ نہ کہ زیورات پر۔

(دوم) ماں کا تعلیم یافتہ ہونا بیٹوں کے واسطے حکم اکسیر اعظم ہے۔

(سوم) سوا سے خانگی معاملات کے معاملہ ملکی میں بھی عورات صلاحکار ہوتی تھیں

(چہارم) عورات میں بزدلی کے خیالات ہونے سے اولاد میں ڈرپوک علّت ہو جاتی ہے

نمبر ۸ حال گاندھاری

گاندھاری بڑی عقلمند اور نیک عورت تھی۔ یہ مہاراجہ قندھار کی بیٹی اور راجہ دھرتراشٹ والی ہستناپور کی رانی تھی۔ باوجودیکہ اس کا خاوند نابینا تھا۔ مگر اُس نے اُس کی تعظیم و توقیر میں کبھی قصور نہیں کیا۔ گاندھاری سے راجہ دھرتراشٹ کے ہاں دو بیٹے دُریودھن اور دُوساسن اور ایک لڑکی دشیلا پیدا ہوئی۔ اسکی عصمت اور پارسائی کا یہاں تک شہرہ تھا کہ تمثیلاً آج تک بھی اس کا لوگ ذکر کرتے ہیں۔ جب دریودھن کا پانڈو کے ساتھ بگاڑ ہوا۔ تو صرف اسی عورت کی عقلمندی کے سبب مہاراج نے اُس کو دربار میں دُریودھن کے سمجھانے کے واسطے بلوایا تھا۔ مگر اُس ڈھیٹ نے جس طرح اور بزرگوں کی نصیحت کو نہ مانا۔ اِس کی بات پر بھی کان نہ دھرا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کورکھشتر کے میدان میں دونو کی لڑائی ہوئی۔ اور تمام کورو اس لڑائی میں مارے گئے۔ اِس واقعہ کے بعد جب پانڈو کو دھرتراشٹ و گاندھاری کے قلق اور اُنکی بیقراری کا حال معلوم ہوا۔ تو اول انہوں نے اُن کی تشفی کے لئے کرشن جی کو ان کے پاس بھیجا۔ جب یہ وہاں پہنچا۔ تو اول انہوں نے رسم تعزیت

ادا کر کے مہاراج کی تسلی کی۔ اُس کے بعد چاہتے تھے کہ محل میں جا کر رانی کو صبر لائیں۔ مگر اُن کا آنا سنکر اُس سے رہا نہ گیا اور وہ ماتمی تصویر بنائے ہوئے وہیں آگئی اور کرشن کو دیکھتے ہی غش کھا کر گر پڑی۔ کرشن یہ حال دیکھ کر بہت گھبرا گئے۔ اور یہ سمجھ کر کہ گاندھاری مر گئی۔ بے اختیار رونے لگے۔ پھر کیوڑا و گلاب منگا کر اُس کے چہرہ پر چھڑکا دھرتراشٹ بھی جہاں وہ بیہوش پڑی تھی۔ آیا اور اُس کا سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا۔ بڑی دیر کے بعد جب اُس کو ہوش آیا۔ تو کرشن نے اسکی بہت تشفی کی۔ اِس عورت کو جس قدر اپنی اولاد کے مارے جانے کا غم تھا۔ اُسی قدر اپنے ضعیف اور شکستہ خاطر خاوند کا بھی فکر تھا۔ مہابھارت میں جس جگہ میدان جنگ میں عورتوں کے بیٹوں اور بیٹوں اور بھائیوں اور خاوندوں کی لاش کو دیکھ کر رونے اور آخری رسم کے ادا کرنے کا حال ہے وہ ایسا پُر تاثیر ہے کہ پتھر دل بھی اُس مقام پر پانی ہو کر موم ہو جاتا ہے جیسا یہ مقام مہابھارت میں درد انگیز ہے۔ شاید تمام مہابھارت میں دو چار ہی اور مقام ہونگے ؎

خلاصہ یہ کہ گاندھاری نے اپنی عقل اور دانش کے سبب زندگی بڑے صبر اور استقلال کے ساتھ کاٹی اور آخری عمر میں اپنے خاوند کے ساتھ گنگا کے کنارے پر جا بسی اور وہاں جنگل میں آگ لگ جانے کے سبب وہ اور سب ساتھی معہ کنتی کے جل کر مر گئیں ؎

نتیجہ

اس حکایت سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ میں دریائے اٹک کے اِس پار آنا جیسا کہ اب حسب قول اکثر گوبرگنیش لوگوں کے پاپ ہوتا ہے گناہ نہیں گنا جاتا تھا۔ بلکہ لوگ نہایت خورمی اور تمنا سے اِس طرف شادی کرتے تھے۔ سنسکرت میں قندھار شہر کا نام گندھار لکھا ہے۔ اور اِس داستان سے فرمانبرداری پتی کی سخت تمثیل اور ضروری معلوم ہوتی ہے ؎

نمبر ۹۔ درو پدی کا حال پُر ملال

درو پدی کی داستان لکھتے ہوئے زبانِ قلم میں آبلہ پڑتے ہیں۔ یہ راجہ پنچال کی لڑکی اور رستم وقت دردید کی ہمشیرہ تھی حسن ظاہری و باطنی سے آراستہ اور جوہر علمی و خلقی سے پیراستہ ہو کر جس قدر توصیف ایک نیک و بزرگ بی بی میں چاہیئے۔ اِس میں سب موجود تھیں۔ عین عالم شباب کو پہنچ کر اُس کی اِچھیا کے بموجب شادی کی تیاری کا آرنبھ ہونے لگا۔ سنسکرت کا عالم پنڈت دروپدی کے اِسم مبارک کو سن کر جو ذرا ویاکرن کی ترکیب پر توجہ کرتا ہے۔ تو اُس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ دروپدی کس پایہ کی عورت تھی۔ متحمل و باحیا اور نخوت و غرور سے مبرّا تھی۔ جس طرح سیتا کا سوئمبر دھوم دھام سے ہوا درو پدی کا سوئمبر اُس سے کچھ کم سر انجام میں نہ تھا۔ الغرض درو پدی کے سوئمبر کی خبر چار دانگ آریہ ورت میں پھیلی۔ بڑے بڑے راجا اور مہاراجہ اور ٹھاکر راجپوت سوئمبر میں رونق افروز ہوئے۔ یودھشٹر بھیم۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو پانڈو بحالت جلا وطنی اُن دنوں شہر آرہ میں ایک برہمن کے گھر خفیہ طور پر مسکین تھے۔ سوئمبر کی خبر سُنکر پانڈو شہر کمپلا دار السلطنت شہر پنچال میں پہنچے اور بروز سوئمبر واسطے ادائے شرط کے بہ مصلحت برادران ارجن جی آگے بڑھے۔ شرط سوئمبر کی یہ تھی۔ کہ ایک سونے کی مچھلی بنا کر لٹکائی گئی تھی۔ اور گرد اُس مچھلی کے ایک چکر نہایت تیز گردش کرتا تھا۔ جس پر نظر بڑی مشکل سے ٹھہرتی تھی۔ ادائے شرط اس طرح پر تھی کہ جس شخص کا تیر وہ چکر میں سے گذر کر مچھلی کی آنکھ میں لگے وہی جوان مستحق بیاہنے دروپدی کا ہے۔ خلاصہ یہ کہ دروپدی لباس مکلف پہنے ہوئے جلسہ سوئمبر میں آ موجود ہوئی

اور جب چند آدمی ناکامیاب ہو کر بیٹھ گئے۔ تو ارجن جی نے بڑھکر اور پرمیشور کو یاد کر تیر و کمان اُٹھا لیا۔ ایسا تاک کر نشانہ لگایا کہ تیر نے چکر سے گذر کر مچھلی کو اڑا دیا دروپدی نے اُسی وقت مالائے گل کو زیب گلوئے ارجن فرمایا۔ راجہ نے نہایت جاہ و شان سے دروپدی کو بیاہا۔ اور کوئی دقیقہ کسی طرح کا نہ بھلایا اور وہاں کمپلا میں رہنے لگے جب راجہ دھرتراشٹ کو یہ حال معلوم ہوا کہ دروپدی کا سوئمبر بھی پانڈوں نے جیتا ہے تو اُس نے اُن کو ہستناپور میں بلوایا۔ ہستناپور میں پہنچ کر پھر وہی آتش نفاق پر کوروان بھڑکنے لگی۔ جب علت قمار میں دوبارہ پانڈواں نے اپنے مال و متاع و جان و مکان کو کھیل دیا اور رسوم جہالت میں پابند ہو کر اس مظلوم بیگناہ دروپدی پر بھی داؤ لگایا تو خود غرضی کا وہ پودا جس کے بارور ہونے سے تباہی ملک متصور تھی جہالت کے دام میں پھنسکر تفریحاً بو دیا گیا۔ اور تہیدست ہو کر جلا وطنی پر مستعد ہوئے۔ حسب اشارہ دریودھن کے دساسن بد باطن واسطے حاضری دروپدی کے محلوں میں گیا۔ اور اُس کے واویلا پر دھیان دیکر بالوں سے گھسیٹتا ہوا دربار میں لایا اور نہایت سخت جور ناگفتہ و ظلم ناشنوۃ یعنے دربار میں برہنہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اگرچہ اُس وقت ہر پانچ برادر موجود تھے۔ لیکن نہیں معلوم کہ کس مصلحت سے جو دھشٹر جیسے صف شکن اور ارجن جیسے پہلتن خاموشی کی پالیسی پر چلے۔ آخر بھیم سے نہ رہا گیا اور نہایت جوش میں آکر دساسن کے ہاتھ سے اُس کو چھین لیا۔ اور ایسے سخت کلمے زبان سے کہے جو قریب تھا کہ خون کے نالے بہ جاتے ہیں۔ اور سینکڑوں گرداب فنا میں تیرتے نظر آتے ہیں۔ مگر دریودھن و دساسن معہ اہل دربار کے بالکل حواس باختہ ہو گئے۔ اور ایک حرف بھی زبان سے نہ نکالا۔ آخرش پانڈو معہ دروپدی کے جلا وطنی کو بموجب شرط کے روانہ ہوئے۔ اور بعد گذارنے ایام بن باس کے ہمراہ کوروں کے نوبت بہ جنگ و جدل پہنچ کر مقام تھانیسر جو متصل علاقہ ہردوار کے ہے محاربہ عظیم واقعہ ہوا۔ اور پانڈو فتحیاب اور کورو گرداب اجل میں غرقاب ہوئے۔ پھر دروپدی کا ستارہ اقبال چمکا۔ اور سلطنت ہستناپور پانڈو کو ملی۔ دروپدی سے ارجن کے ہاں بہمن بیٹا پیدا ہوا۔ دروپدی دستکاری میں عمدہ مہارت رکھتی تھی۔ ہنگام جلا وطنی ایسے ایسے جوہر دکھلائے۔ کہ کل مصائب سفر اُنکے دل سے بھلائے۔ آخرش شادو خورم زندگی کے روز اختتام کو پہنچ لئے ؎

نتیجہ

اکثر عورات جو بروز دیوالی جوا کھیلتی ہیں۔ یا جن کے خاوند اِس علت بد کے عادی ہیں۔ اُن کو واجب بلکہ فرض ہے۔ کہ اس عادت بُری سے پرہیز کریں۔ ورنہ دروپدی کی مثال رنج و ملال میں دن گذارنے پڑیںگے ؎

نمبر ۱۰۔ رانی سنگیتا کا حال

رانی سنگیتا قنوج کے مہاراجہ جے چندر کی بیٹی پرم سندری اور روپ وتی تھی۔ اور اِس کے ساتھ گُن وتی بھی بہت بڑھ کر تھی۔ اُن دنوں راٹھوروں کا راجہ جے چندر اور چوہانوں کا پرتھوی راج تھا۔ ان دنوں اقوام راجپوت میں مدّت سے بغض و حسد چلا آتا تھا۔ جب پرتھوی راج نے دھوم دھام سے ایک یگیہ کیا تو جے چندر کو اور بھی آتش حسد نے بھڑکایا۔ اُس نے اپنے دُشمن سے زیادہ ناموری کی خواہش کر کے راجسو یگیہ کی تیاری کی۔ نہایت عمدہ تزک و احتشام سے یگیہ کا سر انجام ہونے لگا۔ بھارت ورش کے کل راجہ سوائے راجہ پرتھوی راج اور چتوڑ کے سوم راجہ کی یگیہ شالا میں سوشوبھت تھے۔ کیونکہ اُن کو اُس سے بغض و حسد تھا۔ چونکہ ایسے موقع یگیہ پر سب کام راجاؤں کو کرنا پڑتا ہے۔ اس واسطے جے چند نے انکی

تحقیر کرنے کے واسطے اُن کی زر کی تصویریں بنا کر ایک کو دربان ایک کو جھوٹے برتن ملنے پر مقرر کر دیا۔ یگیہ سماپت ہونے پر جے چند رجی نے راج کماری سُنکیتا کا سوئمبر کرنے کا وچار کیا۔ راج کنیاں جے مال ہاتھ میں لیکر یگیہ ستھان میں آ ئی۔ یعنی ان مہاراجوں سے جس کو پسند کرے۔ اپنا پتی دھارن کرے۔ لیکن اُس نے جب سے پرتھوی راج کی بہادری و دلاوری سُن رکھی تھی۔ کسی پر اُسکی نظر نہیں پڑتی تھی۔ اور اُس نے بھی ارادہ ٹھان لیا تھا۔ کہ سوائے پرتھوی راج کے اور سے شادی نہ کرونگی۔ باپ کے بغض وحسد کا کچھ خیال نہ کر کے بلاخوف سب کے سامنے پرتھوی راج کی مُورتی کے گلے میں جیمال ڈالدی۔ پرتھوی راج نے یہ سماچار سُنکر وچار کیا۔ کہ کسی وسیلہ یا حیلہ سے اُس پیاری کو اُس کے پتا کے گھر سے لانا چاہیئے۔ ایک دن اِتفاقاً سب سوار و عُہدہ دار فوج کے ہمراہ لیکر قنوج کے راج محلوں میں گھُس کر سب کے سب دیکھتے ہوئے پرتھوی راج اُسے نکال کر روانہ ہؤا۔ راستہ میں پانچ روز تک جنگ ہوتا رہا۔ راجہ کے بہت سردار و بہادر مارے گئے۔ لیکن اُس کی بہادری میں کسی طرح کا فرق نہ آیا۔ اور سُنکیتا کو دہلی میں لایا۔ جب پرتھوی راج سُنکیتا کو لیکر دہلی آیا۔ تب سے اُسے راج کاج کی کچھ پرواہ نہ رہی۔ عیش وعشرت میں مصروف ہو گیا۔ ایک برس کے بعد راجدوتوں نے آکر خبر دی۔ کہ مہاراج! مسلمانوں کی فوجیں چڑھی آتی ہیں۔ یہ سُنکر مہارانی صورت حال بدلکر اُپدیش کرنے لگی۔ ہے پریتم! اُٹھیئے اب یہ بھوگ بلاس کا وقت نہیں۔ آپ کھشتری ہیں۔ استر شستر پہن لیجئے۔ سنگرام کی تیاری کیجئے۔ کھشتریوں کے لئے اپنے بنش دیش اور ناموری کے واسطے پران دے دینا مرگ نہیں ہے۔ پس اُٹھئے اور شستروں کا سنگار کیجئے۔ یہ فوج شہاب الدین غوری کی تھی۔ پہلے وُہ تلوار کے میدان میں اِسی راجہ سے ہار کھا کر چلا گیا تھا۔ اب فوج دوبارہ سنبھالکر ہندوستان پر چڑھ آیا اُدھر پرتھوی راج بھی کمر باندھ کر تیار ہو گیا۔ لیکن افسوس تھا۔ کہ جتنے بڑے بڑے بہادر سردار تھے۔ سب قنوج کی جنگ میں فوت ہو چکے تھے۔ سب متفق اور قریبی راجاؤں کو جمع کر جنگ پر مستعد ہؤا۔ جب پرتھوی راج اپنی پیاری رانی سُنکیتا سے ملنے آیا۔ دونو میں بولنے کی طاقت نہ رہی۔ آخر بہزار ضبط دم رانی سے جُدا ہو کر میدان میں آیا۔ اگرچہ اِس جنگ میں راجپوتوں نے بہت جوہر دکھلائے۔ لیکن بہ سبب ناتجربہ کاری فوج کے پرتھوی راج مارا گیا۔ اور فوج کو شکست ہوئی۔ رانی سُنکیتا اکیلی میدان میں پاس شہاب الدین کے گئی اور کہا کہ میرے راجہ کا سیس دیدو میں ستی ہوتی ہوں۔ اُس نے اول بہت سمجھایا۔ لیکن جب اس کو مستعد پایا۔ تو سر راجہ کا حوالہ فرمایا۔ اُس کو لیکر رانی سُنکیتا ستی ہو گئی۔ پورانی دہلی کے کھنڈروں میں اب تک سُنکیتا کے محلوں کے نشان پائے جاتے ہیں۔ شہاب الدین سُنکیتا کی دلیری و بہادری پر نہایت دلدادہ ہو کر بہت مدت تک افسوس کرتا رہا۔ اِس کی علمی لیاقت وذاتی جوہر کا ذکر جس قدر شاعر (کوی) چند نے اپنی ہندی کویتا میں لکھا ہے۔ سنگدلوں کو بھی موم کرتا ہے +

تیسرا ادھیا

دربارہ پرورش اطفال چند ضروری امورات متعلقہ حمل جن سے آگاہ ہونا ستریوں کو لابدی ہے

جوہر عقل کے نہونے سے فرقہ نسوان کو ایام حمل و ہنگام وِلادت میں جسقدر تکالیف عاید حال ہوتی ہیں۔ اُن کا مفصل بیان کرنا طاقت قلم سے باہر ہے۔ اِس جگہ چند علامات مندرج کرنے واجب ہیں۔ جن سے بخوبی انقیام حمل کا حال معلوم ہو۔ اوّل معمولی وقت پر حیض کا نہ آنا۔ دوم صُبح کے وقت جی کا متلانا۔ سوم کاہل وجود ہو کر سستی کا آجانا اور کام کرنے کو دلی رغبت نہ پانا۔ چہارم قبض ہو کر تھوک زیادہ آنا۔ بےچینی اور بے خوابی میں نہ سونا۔ پنجم چہرہ پر مردگی کے آثار۔ غذا سے نفرت گزین ہونا۔ ششم شروع حمل میں بھٹنیوں کے چوگرد ایک سیاہ حلقہ پڑ جاتا ہے۔ اور شکم بھی چپٹا جاتا ہے۔ اور تیسرے مہینے اُس کی اونچائی معلوم ہوتی ہے۔ اور پستان بھی دوسرے مہینے بڑھنے لگتے ہیں۔ اور تیسرے چوتھے مہینے دودھ کی مانند رطوبت نکلتی ہے۔ اور تُرش اشیاء کے کھانے پر دل اکثر متوجہ رہتا ہے۔ غلیظ مزاج عورتوں کے دل اکثر ایام حمل میں مٹی کھانے یا کوئلہ چبانے پر بھٹکتے ہیں۔ اور جُہلا کہتے ہیں کہ بچّہ کا دل مٹی کھانے کو چاہتا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ بلکہ اصل یہ ہے۔ کہ عورتوں کی منجملہ خواہشات کوئی خواہش ایام حمل میں حد اعتدال سے بڑھ جاتی ہے اگرچہ زیادہ تُرشی کھانا بھی اچھّا نہیں۔ لیکن مٹی کھانا بہت ہی برا ہے۔ اور کوئلہ چابنا سب سے بدتر۔ عُمدہ یہ ہے۔ کہ معمولی غذا جو طبیعت کے موافق ہو اُسے کھانا اور گھر کے کام دھندے میں مشغول رہنا چاہیئے۔ جس وقت کسی عورت کو اپنے میں یہ علامات معلوم ہوں تو اُس کو غالب گمان گربھ کا کرنا چاہیئے اور اُس وقت مندرجہ ذیل احتیاط کرنی چاہیئے۔ اول ایسے دنوں میں غم وغصّہ و رنج و فکر کرنا دوم وزنی یا گراں چیز اٹھانا۔ سوم سخت محنت کرنا۔ چہارم پیادہ پا چلنا۔ پنجم سخت بیمار کی عیادت کو جانا۔ ششم وحشت انگیز اور خوفناک و بھیانک عورتوں و تصاویر کو دیکھنا۔ ہفتم مُنشّی چیز کا کھانا۔ ہشتم کسی عورت کے وضع حمل کے وقت جانا۔ نہم تیز جُلاب کا لینا۔ دہم فصد کھلوانا۔ یازدہم بخار کے لئے زیادہ مقدار میں کونین یا کوئی اور گرم خشک دوائی کھانا۔ دوازدہم کمر کو کس کر باندھنا۔ اِن بارہ امور کا کرنا ایام حمل میں منع ہے۔ اور ساتھ ہی بالکل بیٹھا رہنا یا کام کاج کو ہاتھ نہ لگانا بھی معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اور واضح ہووے۔ کہ جن ایام میں عورتوں کو خون حیض آتا ہے۔ اُس کا ذکر کرنا بھی اس موقع پر ضروری جانا گیا +

حیض کیا ہے۔ ایک سُرخ سیاہی مائل پتلی رطوبت جو بالغ و تندرست و قوی عورتوں میں دو چھٹانک سے پانچ چھٹانک تک ہر مہینے بچّہ دان سے خارج ہوتی ہے۔ گرم ملکوں میں ۱۰-۱۲ برس کی عمر میں اور سرد ملکوں میں ۱۸-۱۹ برس میں یہ سیاہی آنی شروع ہوتی ہے۔ جو لوگ اسکو خون سمجھتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ اگر یہ خون ہوتا تو بعد نفوذ کرنے کے جم جاتا۔ اور یہ منجمد نہیں ہوتا۔ اِسی سے پایا جاتا ہے۔ کہ وہ خون نہیں ہے۔ اگر حیض نہ ہووے تو اولاد بھی نہیں ہوتی۔ کمزور عورتوں کو شروع حیض میں بخار آجایا کرتا ہے۔ اور اس کا زیادہ مُدّت تک آنا قوّت پر منحصر ہے۔ غایت درجہ حد اس کی ۴۰ سے ۴۵ برس کی عمر تک ہے۔ کم سے کم تین روز اور زیادہ سے زیادہ ۶ روز میں عورت فارغ ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس سے زیادہ روز ہوتا رہے تو مرض سمجھی جاتی ہے۔ ایام حیض میں سردی سے اپنے آپ کو بچانا چاہیئے۔ اور حتے الوسع ٹھنڈے پانی میں پاؤں نہ بھگونا چاہیئے اور نہ ہولناک آواز یا تصویر یا گفتگو کا اثر دل پر پڑنا چاہیئے۔ ورنہ حیض کے یکبیک بند ہو جانے سے اندیشہ مرگ ہولناک کا ہے۔ حیض ایسا ہے جیسا کہ درختوں میں پھول ہوتے ہیں۔ ایام حمل میں دانت اکھاڑنا بھی نہایت بُرا ہے۔ کیونکہ اس سے اندیشہ اسقاط حمل کا ہے۔ اور وقت درد زِہ کے کسی ہوشیار دائی

سے کام کرانا چاہیئے۔ اور شہیدوں کے جھاڑو یا باداجی کے جنتر منتر۔ یا امرناتھ کی بھبوت لگانا۔ عبث بیفایدہ اور جہالت کی نشانی ہے۔ اکثر بچے بے وقوفی اور جہالت سے ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کے ماباپ کف افسوس ملکر روتے ہیں۔ چنانچہ ذکر ہے کہ ایک امیر کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ دائی ناتجربہ کار تھی۔ اُس نے جب جھلی میں لڑکے کا روپ رنگ نہ دیکھا۔ تو اُسکو مُردہ قرار دیا۔ اور گھر والوں نے جو قوم سے ہندو تھے۔ بناوٹی چھوت چھات کی پابندی کر کے اُس کو ہاتھ نہ لگایا۔ دایہ نے لڑکے کو لے جا کر کہیں باہر دفن کر دیا۔ پر ماتما رکھشا کرے تو مارے کون۔ اتفاقاً دوسرے روز کوئی راہرو اُس طرف سے گذرا۔ اور لڑکے کے رونے کی آواز سُنی۔ جب آہستہ آہستہ اُس جگہ کو کھودا۔ تو لڑکا صحیح وسلامت موجود پایا۔ اُٹھا کر اُس کے والدین کے گھر لایا۔ نادان دایوں کی جہالت سے اکثر ہندوستانی بچے اسی طرح ضائع ہو جاتے ہیں۔ اب اُن ضروری باتوں کا ذکر ہے۔ جو بچوں کے پالنے میں کام آویں +

جب لڑکا پیدا ہووے۔ جس قدر زیادہ سووے۔ اُسیقدر صحت بخش اور عُمدہ ہے۔ کیونکہ پہلے دوسرے تیسرے مہینے میں پورا تندرست ہے۔ تو جلد جلد سو جایا کریگا۔ صرف اُس وقت جاگیگا۔ جس وقت اُس کو بھوک ہو گی۔ جتنی اوستھا بڑھتی جائیگی۔ اُسی قدر جاگنے کی اچھیا ہوتی جائیگی۔ اگر رات کو بچہ کو نیند نہ آوے۔ تو اُس کا علاج یہ ہے۔ کہ دن میں اُسے جگائے رکھیں۔ بعد دودھ پلانے کے اُسے فوراً نہ سُلائیں۔ کیونکہ ایسے سونے سے بعض وقت ہاتھ پاؤں کا اینٹھنا اور سُستی وغیرہ رہ جاتی ہے۔ اے اولاد والی عورتو! اگر تم بچہ کو جان سے عزیز جانتی ہو۔ تو اپنے یا کسی بچہ کو پوست یا افیون یا کوئی نشئی چیز نہ دو +

افسوس کس طرح تمہارا ہاتھ چاہتا ہے۔ جبکہ تم ایسی خراب کرنے والی دوا بچہ کو دیتی ہو۔ تم یقین جانو۔ کہ اپنے پیارے بچہ کو دوائیں پلاتی ہو۔ بلکہ زہر کھلاتی ہو۔ اور غارت بلکہ موت کا شربت پلاتی ہو۔ تم ظاہر جانتی ہو کہ بچہ ہمارا خاموش ہو گیا۔ لیکن اگر غور سے دیکھو۔ تو موت سے زیادہ کوئی خاموشی نہیں۔ اِس ہمارے آریہ ورت دیش میں ہزاروں بچے اس تمہاری خاموش کرنے والی دواؤں سے نامراد و ناشاد چلے گئے۔ پھر تمہاری حالت اب تک خاموش نہ ہوئی۔ مجھے غالب گمان ہے کہ اگر تم کو یہ اعتبار ہو کہ اِس سے بچے مر جاتے ہیں۔ تو اُن کو کبھی زہریلی گُھٹیوں کا استعمال نہ کراؤ۔ مگر یہ تمہارا اعتبار لانا سوائے تعلیم پانے کے نہیں ہو سکتا۔ جب کبھی تُم اپنے بچوں کو زیادہ سُلانا بذریعہ سونے والے نشوں کے چاہو۔ تو یہ ذرا سی بات یاد کر لیا کرو۔ کہ شاید تمہارا بچہ ایسا سوئے۔ کہ پھر نہ اُٹھے۔ بچوں کا مرنا یا قتل ہونا بذریعہ نشوں کے بہت کچھ ہوا اور ہوتا جاتا ہے۔ بہت سے لڑکے اِن نشوں سے ضائع ہوتے ہیں۔ لیکن تمہارے دلوں سے یہ خیالات ضائع نہیں ہوتے۔ بہ نسبت اِس کے وہ لڑکے خون آلودہ رتھ کے پہیہ جگن ناتھ پر قربان ہوں۔ یا بچہ خوار جانور کھا جاوے یا نذرانہ و منت کے طور پر گنگا کے دریا میں بلدان کریں۔ یا دھوکا و غلطی میں آئی ہوئی غریب مائیں اِس مصنوعی نیند کو بہت مبارک سمجھتی ہیں۔ لیکن یہ نشے جو علامت مغز کے خراب کرنے کے ہیں۔ اے نیک بخت عورتو! اِن افیونی قطروں کو قطرہ زہر ہلاہل جانو اور صدق دل سے مانو کہ بچہ مر جاویگا۔ جگن ناتھ کی رتھ یا مورتی سے بچہ مانگنا۔ اور پھر اُس پر قربان کرنا یا گنگا مائی کی بھینٹ دھر نا کمال جہالت کی نشانی اور پورے اول درجہ کی نادانی ہے۔ ہمارے ہندوستان میں ایک فرقہ نسوان جس کو جُہلا لوگ چوڑیلاں و ڈاینان کہتے ہیں۔ بخیال عورتوں کے موجود رہتی ہیں۔ سُنا جاتا ہے۔ کہ اُن کے پاس ڈھائی اکھر ہوتے ہیں۔ وُہ پڑھ کر بچوں کے کلیجہ نکال کر کھا جاتی ہیں۔ چونکہ یہ پُستک موسوم بہ ستری سکشا ہے۔ اس واسطے مناسب جانا گیا۔ کہ یہاں اُن کی پُوری پُوری تشریح کروں اور ایسا اٹل منتر بتا دوں۔ تاکہ آیندہ جو کوئی اس کتاب کو اپنے گھر رکھے۔ اور جو عورت اِس کو من چت لگا کر پڑھے۔ اُس کے گھر بلکہ خاندان میں دخل نہ ہووے۔ واضح ہووے۔ کہ عام طور پر ڈاین وچڑیل کی اصطلاحی مراد عورت مہیب شکل سے ہے۔ چھوٹے و ننھے بچے جب کسی مہیب و خوفناک صورت یا تصویر کو دیکھتے ہیں۔ تو دل میں مخوف ہو کر ڈر جاتے ہیں۔ اور خیالی وہم کی مورت اُن کے دل میں راستی کی صورت دکھائی دیتی ہیں۔ جس کے باعث رنگ زرد بدن لاغر۔ آنکھیں سمٹی ہوئی رہتی ہیں۔ لوگ سایہ جن وپری کا یا درشٹ جوگنوں کی۔ نظر ڈاین وچڑیل کی بیان کرتے ہیں۔ اور اُسی کے فکر میں مصروف رہ کر۔ بسبب نہ ہونے علاج مرض کے بچے بہت مر جاتے ہیں۔ جاہل بچوں کے مرض سے بیخبر رہ کر اُنکی بیماری کو بیچاری چڑیلوں کی مکاری خیال کرتے ہیں +

حکیم حاذق دھنتر وید جی فرماتے ہیں۔ کہ وہم کی بیماری کا علاج میرے پاس نہیں ہے۔ لیکن میرے خیال میں خیالی وہم۔ پریوں کے بھرم۔ چڑیلوں کے غلط گمان۔ ڈاینوں کے جھوٹے نشان سوائے معجون علم کے جانے محال و ناممکن ہیں۔ جیسے آفتاب کے نکلنے سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔ اور رات کافور۔ ویسے سُورج دریا کے سامنے اودیا کے غلط گمان بھی یک لخت دور ہو جاتے ہیں۔ اے بچہ والی عورتو! تم کو واجب ہے۔ کہ اپنے نونہال فرزند کسی بے اولاد ڈاین کی گود میں مت دو اور نہ اُس کا دودھ پلاؤ ورنہ ڈھائی اکھر جن کا زخم وِش یعنی زہر ہے۔ ملا کر تمہاری گود خالی کر دیگی اگر بچہ تمہاری گود میں ہو اور دور سے کوئی لاکھ چھو چھا کرے جالکل بیمار یا بیقرار نہ ہوگا۔ تمہاری تسلّی کے واسطے ایک مثال بطور نصیحت کے لکھتا ہوں خوب غور سے سمجھو۔ کہ سوائے ہندوستان کے کسی ملک میں شُکر ستارے کا بھرم نہیں ہے۔ تو پھر بچارنا چاہیئے۔ کہ وہاں عورتوں کو کیوں تکلیف نہیں ہوتی۔ ہم نے کبھی اخبارات میں نہیں دیکھا کہ فلاں عورت کو ستارہ سامنے تھا۔ اِس باعث سے جہاز غرق ہو گیا۔ اگر شراب شراب ہے۔ تو جاہل و نادان دونو کو نشہ ہو گا۔ ورنہ بمنزلہ آب ہے۔ اِس سے تمہاری سب تکلیفیں دور ہو جاوینگی۔ اٹل منتر یہ ہے۔ اِس کو ہر صبح منہ ہاتھ دھو کر بچہ کے کان میں پھونک دیا کرو۔ اگر تمہارا بچہ نہ سووے بے چین ہووے۔ ضد کرے رووے۔ غالباً دودھ ہضم نہ ہونے کے سبب پیٹ میں درد ہو گا۔ کیونکہ بچے بغیر کسی سبب کے نہیں روتے۔ جبکہ بچہ بیچین ہو۔ تو ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ کے بعد ایک چمچہ چاء کا یا دو چمچہ ڈل واٹر کے دو۔ یا شام کے وقت تھوڑے پانی میں کولنگ پوڈر دو ایک دوائی ہے

جو ہسپتال میں ملتی ہے) دو یہ معدہ کی کُل تکلیف دہندہ غذا کو ہضم کر دیگا اور بہ نسبت اُن قطرات حمات کے زیادہ نیند لاویگا۔ جب مائیں دودھ پلائیں۔ تو اُس وقت کسی حالت میں کسی قسم کی مُنشّی یا لال مرچ وغیرہ استعمال نہ کریں۔ کیونکہ اس سے بچہ کا خون گرم ہو جائیگا۔ اور جوش کھا جاویگا۔ جس سے بچّہ کو مسوڑوں کا درد یا بیماری دندان یا اور بہت قسم کی تکلیف ہوا کریگی۔ یہ امر تصدیق ہو چکا ہے۔ کہ دو چند بچّہ ضائع ہوتے ہیں۔ جبکہ وہ دائی کو دئے جاتے ہیں۔ بہ نسبت اِس کے۔ کہ اُن کو خود دودھ پلاوے یا اپنے ہاتھ سے پرورش کرے۔ ہمیشہ بچّوں کو بہت جلد جبکہ ماں اپنی تکلیف اور محنت سے جلنے سے ہوش و حواس میں آوے۔ تو بچّہ کو دودھ پلانا شروع کرے۔ یہ شروع کا دودھ بچّہ کو بہت صاف کریگا۔ بہ نسبت کسی دوا کے یہ قدرتی جُلاب ہے۔ علاوہ اِس کے شروع کے پلانے سے اور دودھ کی صورت درجہ بدرجہ قایم کرنے سے بھٹنیوں کے زخموں اور زیادہ تکلیف سے بچیگی۔ غالباً سوزش اور سینہ کی بیماری سے جو اکثر پہلے زچاہیں ہوا کرتی ہے۔ بری رہیگی۔ دودھ قدرتی غذا بچّوں کے واسطے ہے۔ اِس لئے جب تک اُس کے دانت نہ نکلیں سوائے چھاتیوں کے دودھ پلانے کے اور خوراک نہ دی جاوے کیونکہ ایسی اور چیزیں اِس قدر پرورش نہیں۔ بچہ کے منہ میں جب تک دانت نہ نکلیں اُس کو کوئی غذا ملایم دینا اصلی غذا سے محروم رکھنا ہے۔ اگر اُس کا معدہ نرم غذا سے بھر جائیگا تو پھر دودھ کے لئے کوئی جگہ نہیں رہیگی۔ ہر چند کہ عقلمند سمجھاتے رہتے ہیں۔ لیکن اِس پر بھی اکثر حریص مائیں بچوں کو اور کھانا کھلا دیتی ہیں۔ اِس بات سے نہ ڈرو کہ تمہارا بچہ صرف دودھ پینے کی وجہ سے بھوکا مریگا۔ دیکھو کس طرح سے جانوروں کے بچے پرورش پاتے اور موٹے تازے ہوتے جاتے ہیں۔ اگر تم کو عقل ہو تو سمجھو۔ کہ دُودھ کل پرورش کنندہ اور قوت بخش چیزوں کا عطر ہے۔ ایشور اننت شکتی مان کا دل سے دھنواد کرو۔ اُسکی کیا عُمدہ شکتی ہے۔ کہ جملہ کھانوں سے جو ماں اُس کی کھاتی ہے۔ جن میں سے وُہ سفید عطر جن کا نام مادر شیر ہے بنکر پستان میں آتا ہے۔ جو ہر بچّہ کے بڑھنے کی خواہش کے ملنے کافی ہوتا ہے۔ گویا تا نکلنے دانتوں کے بعوض بچہ کے مائیں کھاتی ہیں۔ ہر روز بروقت شروع دودھ پلانے کے سر پستان دھو ڈالنا واجب ہیں۔ اگر ماں کے کافی شیر نہ ہووے یا دہ بیماری یا ناطاقتی کے سبب سے بچّہ کو دودھ نہ پلا سکتی ہو۔ تو اُس کا عُمدہ عوض تندرست گئے کا دودھ ہوگا۔ جس میں تیسرا حصہ گرم پانی ملا ہو وے۔ اور کچھ سفید شکر بھی واسطے میٹھا کرنے کی ہو۔ اور یہ دودھ بچہ کو بذریعہ بوتل کے پلانا چاہیئے۔ جس کی چاروں طرف ایک سفید چمڑی کی چوچی بنی ہو وے بچّہ کی خوراک ایسی تازہ ہونی چاہیئے۔ جیسا کہ سینہ کا دودھ ہے۔ کھٹا اور باسا دودھ بچہ کے حق میں مضر ہے۔ ننھے بچے کو شروع ایام میں دو تین گھنٹہ کے بعد بار بار دودھ پلانا چاہیئے۔ اور رات میں قریب تین دفعہ کے۔ لیکن چند ہفتہ گزرنے کے بعد صرف تمام روز میں تین مرتبہ دودھ دینا واجب ہے۔ یعنی چار چار گھنٹے کے بعد۔ اور رات کو بالکل دودھ نہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ پھر رات کو دودھ پلانے سے کئی طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی

ہیں۔ اوّل معدہ میں فساد۔ دوم بدہضمی۔ سوم دردِ شکم۔ چہارم قے آنا۔ جس سے ماں باپ کا آرام بالکل دور ہو جاتا ہے اور بچّہ بھی سخت تکلیف اُٹھاتا ہے۔ تم بخوبی یقین کرو۔ کہ بچّہ کو سوائے دودھ بہ تشریح بالا کے اور کسی قسم کی خوراک کی ضرورت نہیں۔ چونکہ بچہ کو پورا مادّہ قوت ناطقہ کا نہیں ہوتا۔ اس واسطے اگر کوئی مایہ جاننا چاہے۔ کہ بچّہ کی بدہضمی کی کیا علامات ہیں۔ اور وہ کس طرح پہچانی جاتی ہیں۔ کہ بچّہ کو غذا ہضم نہیں ہوتی۔ تو ہم صرف اتنا بیان کرسکتے ہیں۔ کہ سوتے سوتے ایکدم جاگنا۔ ہلانا۔ چلّانا۔ رات کو ڈرنا۔ ہاتھ پاؤں کا اینٹھنا۔ دفعتہً پسینہ پسینہ ہو جانا۔ چونکہ اُس کی علامات ہیں۔ اِس کے واسطے سہل اور آسان علاج یہ ہے۔ کہ ماں کو چاہیئے۔ کہ پہلے روز بچّہ کو اننانہ کھلاوے۔ کہ جس سے وہ تکلیف اُٹھاوے ہر وقت جبکہ بچّہ رووے تو اُسے دُودھ نہ پلاوے۔ کیونکہ دُودھ کا پلانا ہی اُس کے ضدی ہونے کا سبب جانا گیا ہے۔ چھوٹے بچّوں کو جب دُودھ زیادہ پلا دیا جاتا ہے۔ تو وہ معدہ میں جاکر اکٹھا ہو جاتا ہے۔ بچّوں کی بیماریاں اکثر بہ سبب بھر جانے معدے کے ہوتی ہیں۔ اگر بچّہ بالکل تندرست ہوگا۔ تو ہر چوبیس گھنٹے یعنی رات دن دو سے چار مرتبہ دست جائیگا۔ اور اس کا عام پاخانہ رقیق یا ہلکے زرد رنگ کا ہوگا۔ اور اُس میں کھٹی قسم کی بُو نہ ہوگی۔ اگر پاخانہ دہی جیسا یا گٹھلی دار ہووے۔ تو بیماری کی علامات ہیں ٭

بچّہ کے نہلانے کا بیان

بچّہ کو صحت اور صحت سے رکھنے کے لئے دن میں دو مرتبہ غسل کرانا چاہیئے ہر صبح کے وقت ملائم اسفنج سے سر اور گردن و چہرہ اور بول و براز کی جگہ کو اور ہر رات کو کُل بدن دھونا چاہیئے۔ صابون کا لگانا بچّہ کے کل جسم پر منع ہے۔ یعنی اُس سے اُس کے جسم میں خشکی ہو جاتی ہے۔ البتہ ہاتھوں کو صابون سے دھو ڈالنا چاہیئے۔ پانی نہلانے کے واسطے نیم گرم ہو۔ بعد نہلانے کے کسی ملائم کپڑا سے بچّہ کو خشک کرنا یعنی پونچھنا چاہیئے۔ اور اُس کی بغلوں اور گلو پر روغن بادام۔ یا روغن گاؤ کا ذرہ گرم کر کے آہستہ سے لگانا چاہیئے۔ اور بہت تھوڑا سا نہ کہ زیادہ۔ اگر یہ باتیں نہ کروگے تو جوڑوں میں خراش یا زخم ہو جاوینگے۔ اور عورتیں تم کو سُست اور غفلت شعار کہینگی غرضیکہ بچّہ کی حفظ صحت کا خیال رکھنے سے بچّہ کی زندگی کا بڑا بھاری بھلا ہوتا ہے۔ اور عمر طبعی کو بڑے آرام سے پہنچتا ہے ٭

دانت نکلنے کا بیان

دانتوں کے نکلنے کا وقت معمولی عام طور پر سات ماہ سے بارہ مہینے تک کا ہے اور اُن کا بہت مدار بچّہ کی تندرستی پر منحصر ہے۔ علامات ذیل ہیں:۔ اوّل دانت کے نمودار ہونے سے پہلے کاٹنا اے ماہ سے شروع ہونا چاہیئے۔ اور اُن دنوں بچہ کے لئے بجائے صرف دودھ کے سادی روٹی دودھ میں دینا چاہیئے کیونکہ یہ بہت ہی پرورش کنندہ اور قوت بخش غذا ہے۔ واجب ہے۔ کہ جن بچّوں کے دانت کاٹتے ہوں۔ اُن کو روٹی اور دُودھ کی خوراک دو۔ جو لڑکے کہ اِس خوراک کو کھاتے ہیں۔ خوب موٹے اور تازے ہو جاتے ہیں اور ایک نمونہ بچپن کی طاقت اور خوبصورتی کا بتلاتے ہیں۔ اور بچپن کی بیماریوں سے نجات پاتے ہیں۔ بچّوں کو طاقت ور گوشت اور وہ خوراک کہ جس سے خون

خون جوش کھا جاوے۔ کھانے سے خسرہ یعنی سوبڑھ کی بیماری ہو جاتی ہے
تم اپنے بچوں کو بھوری روٹی دودھ میں آمیزش کر کے دو۔ سفید روٹی
میں اکثر پھٹکڑی ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اور یہ پھٹکڑی اُس مادہ کو جس سے
ہڈی بنتی ہے دُور کر دیتی ہے۔ اگر بچہ کو بھوری روٹی کھلاؤ گے۔ تو اُس
کی ہڈیاں مضبوط اور ٹانگیں خوبصورت ہونگی۔ جب مسوڑہوں کے
دانت نکلتے ہیں۔ تو شہد میں ذرا سا نمک ملا کر تین بار دن میں مسوڑھوں
پر ملنا چاہیئے ❖

کپڑوں کے بیان میں

بچوں کے کپڑوں میں مضبوط بند مت لگاؤ۔ کیونکہ اُس سے بچہ کا آدھا دم
رُک جاتا ہے۔ ہر ایک کپڑا کشادہ اور ڈھیلا اور آسان پوش ہو۔ یہ
بات یاد رکھو۔ کہ نئے بچوں کی ہڈیاں شروع میں چربی اور جھلی کے موافق
ہوتی ہیں۔ اور وہ کسی شکل میں ڈھل سکتی ہیں۔ بہت سے بچے عمر بھر سینہ
کی بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ یا اُن کی پسلیاں دب جاتی ہیں۔ وجہ اس
کی یہ ہے۔ کہ وہ شروع سے کپڑوں میں کسے جاتے ہیں۔ بچوں کو کپڑے
پہنانے میں یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے۔ کہ بارہ مہینے میں بچہ کو سردی
و کھانسی نہ ہو۔ ایک حکیم کا قول ہے۔ کہ بچوں اور بڈھوں کو فالالین جمڑے
کے برابر پہننی چاہیئے ❖

ٹیکا لگانے کے فایدے

یہ قول ایک حکیم حاذق کا ہے۔ کہ جب جنوبی ہوا کثرت سے چلتی ہے۔ اس
کے بعد چیچک کی پیدائش ہوتی ہے۔ غذاؤں میں بھی ایسی چیزیں ہیں۔
جن کے کھانے سے چیچک جلد پیدا ہوتی ہے۔ خصوصاً ایسی غذائیں۔ کہ
جن کے کھانے کی عادت نہ ہو۔ اور اُن کے اوپر گرم غذائیں یا دوائیں
کھائی جاویں۔ جیسے اونٹنی یا گھوڑی کا دودھ اول بکثرت پیا جاوے۔ اور
ازاں بعد شراب یا اور کسی گرم چیز کا استعمال ہو۔ تو چیچک نکلیگی۔ چیچک
کی بیماری گویا ایک مواد خارجیہ سے ہے۔ یہ اکثر بچوں کو ہوتی ہے۔ اور جوان
اور بوڑھوں کو کم۔ جس بدن میں رطوبت زیادہ ہو۔ اُس میں چیچک بہت
نکلتی ہے۔ اور جس بدن میں خشکی بہت ہو اُس میں بہت کم۔ زمانہ فلاسفہ
یعنے ست جگ۔ دواپر و تریتا میں اس مرض سے بہت کم بچے مرتے تھے۔
اور زمانہ جہالت یعنے کلجگ میں جبکہ وید مقدس و شاستر ہائے متبرک کی
تعلیم چھوٹ گئی۔ تو اکثر جہلا عورتوں نے اس مرض کو سیتلا مائی دیوی کے
نام سے تعبیر کیا۔ مقام افسوس ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ
لاکھوں بچے ہماری قوم کے اِس مرض دیوی کے بھینٹ ہوتے ہیں۔ لیکن
پھر بھی علاج کرانا پاکر ناگناہ سمجھ رہے ہیں۔ تجربات روزمرہ سے بخوبی ثابت
ہو چکا ہے۔ کہ جن لوگوں کو ٹیکا لگایا جاتا ہے۔ وہ بہ نسبت اُن کے جن کو
ٹیکا نہیں لگایا گیا بہت کم مرتے ہیں مثلاً
ایک سو بچہ ایک محلہ میں ہے۔ جن کو ٹیکا لگایا گیا۔ اور دوسرے محلے کی
بھولی مادروں نے جہالت کی مہربانی میں آکر اپنے ایک سو بچوں کو ٹیکا لگانے
کے وقت چھپا دیا۔ تو میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ نمبر ا میں سے ۸۰ کو چیچک نکلیگی
اور ۸۰ صحتیاب ہونگے اور ۲۰ کو بالکل نہ نکلیگی۔ اور نمبر ۲ میں ۱۰۰ کو نکلیگی
۵۰ مر جائینگے اور ۲۰ اندھے کانے۔ ڈورے اور بدشکل ہو جائینگے۔ اور ۳۰

بفرض محال صحت یاب ہونگے۔ یہ مثال صرف من گھڑت نہیں۔ بلکہ تجربات
سالانہ حکماء سے اثبات ہے۔ سفید رنگ کی چیچک سب سے بہتر ہے۔ اور
خصوصاً چند دانے بڑے نکل آویں۔ اے عورتو! اگر تمہاری یہ خواہش ہو
کہ ہمارے بچے خوبصورت ہوں۔ عمر طبعی بھوگیں۔ اندھے۔ کانے۔ ٹوڈے
کمزور نہ ہوں۔ تو راستی سے کہتا ہوں۔

شفا بایدت داروے تلخ نوش

نمبر ا۔ ترجمہ۔ صحت گر چاہیئے تجھے تو کڑوا دارو نوش کر
عافیت درکار ہو۔ تو یہ نصیحت گوش کر × × ×
نمبر ۲۔ ہے اگر اولاد سے الفت تمہیں اور پیار کچھ
بچوں کو ٹیکا لگاؤ سمجھ کر اور ہوش کر ” ”
نمبر ۳۔ جس طرح نکلا کریں ہیں پھنسیاں ہر ایک کو
اِس طرح چیچک نکلتی ہے موادی جوش کر ”
نمبر ۴۔ یہ نہیں ماتا نہ دیوی اور نہ ہے سیتلا
مرض ہے بیماری ہے روگ ہے جہالت پوش کر
نمبر ۵۔ سرد ملکوں میں بہت کم مرض چیچک ہو ظہور
تم بھی اے عورات بھارت سمجھو اس کو گوش کر

جب لڑکا برس کا ہو جاوے۔ تو اُس کا دودھ چھوڑانے کی تجویز
واجب ہے۔ آہستہ آہستہ دودھ چھوڑانا چاہیئے۔ یہاں پہلے دن میں ۵
دفعہ دودھ پلایا جاتا تھا۔ پھر تین دفعہ پھر دو دفعہ پھر ایک مرتبہ۔ پھر بالکل
بند۔ آخر الامر اس تدبیر سے بلا دقت بچہ دودھ چھوڑ دیگا۔ اور نہ کوئی عارضہ
ہوگا۔ لیکن احتیاط شرط ہے۔ اور اُس وقت بہ سبب دودھ نہ نکلنے کے
ماکو تکلیف ہوگی۔ سو یہ علاج کرنا چاہیئے۔ کہ چھ ماشہ کھریا مٹی اور چار رتی
کافور پانی میں گھسکر پستان پر لگانی چاہیئے۔ اور غذا معمولی کو کم کر دینا
واجب ہے۔ جس سے تکلیف رفع ہو جاویگی ❖
جس قدر تمہاری تعلیم بچوں کو فایدہ بخش ہوتی ہے۔ اور کسی گرو یا مرشد
یا معلم یا اُستاد یا ماسٹر کا اُپدیش وغیرہ اُسی قدر مفید نہیں پڑتا۔ وہ جاہل مائیں
جو بچوں کو دُشنام دہی وغیرہ بد اخلاقی سکھلاتی ہیں وہ گویا یہ کوشش کر رہی
ہیں کہ ہماری اولاد شجر آدمیت سے برخوردار نہ ہو۔ اول تم کو واجب ہے کہ
تم خود تعلیم یافتہ ہو کر بچوں کو جب سے کہ وہ بات چیت کرنا شروع کریں۔ اُن
کو ہر ایک بات ایسی سکھلاؤ۔ جس سے وہ گلزار ہستی میں ایک نمونہ دکھلائی دیویں
دُشنام دہی۔ تانا۔ داڑھی پکڑنے کی عادت سکھانا۔ بگھڑے الفاظ یاد کرانا۔
جن۔ بھوت۔ شیطان۔ ہوا۔ چڑیل۔ ڈائن۔ بلا سے ڈرانا۔ یا ایسی مہیب
صورتوں کے نقش دکھانا۔ اولاد کو شروع ہی سے نادانی کا سبق پڑھانا ہے
تم کو واجب بلکہ فرض ہے۔ کہ آغاز بات چیت میں بچہ کو ایشور کے نام یاد کراؤ
اُس کو پرماتما کے اوصاف بتلاؤ۔ اُس کا حاضر و ناظر ہونا اچھی طرح اُن کے
ذہن میں بٹھاؤ۔ ساتھ ہی ماتا۔ پتا۔ بزرگوں کی رواجی تعظیم اُسے بتاؤ۔ آگ
میں ہاتھ ڈالنے سے اُسے ڈراؤ۔ اور نہ اُسے گہنے پہناؤ۔ بلکہ صاف کپڑے
کشادہ وضع کے استعمال کراؤ۔ اور ساتھ ہی قریبی رشتہ داروں کے نام سکھلاؤ
گویا ۵ برس کی عمر تک اُسے حرفوں کو شناخت ہو جائے۔ اور ہونہار کہلائے
اُس کے بعد اُسے سنسکرت کی تعلیم باقاعدہ سکھلانی چاہیئے۔ یہ نہیں کہ اُسے

مار مار کر ہوتا چکر - یا چند ٹی پاٹھ یاد کرایا جائے - یا مہمن رسنو نز طوطے کی طرح سکھلایا جائے - بلکہ طرز تعلیم ایسا ہونا چاہئے - جس سے قوت حافظہ پر بوجھ نہ پڑے اور اچھی اچھی فایدہ مند باتیں ذہن نشین ہو جائیں - سندھیا اوپاسنا مع ترجمہ دو تو سکھلانے چاہئیں - اور ضروری مسایل متعلق خوبی دھرم مت سے اچھی طرح سمجھانے چاہئیں - تاکہ ایسا نہ ہو - کہ گرگان رو بہ لباس یعنے واعظان غیر مذہب تمہارے صاف دل لڑکے کو بناوٹی دام حوران زاہد فریب میں پھنسا کر گمراہ کریں - اور تم کو کف افسوس ملنا پڑے - میری یہ مراد نہیں - کہ تمہارے بچے راستی پسند نہ ہوں - بلکہ وہ مثال نہ ہو - کہ ایک کوہستانی آدمی بقدر ایک من ٹکڑہ ہائے یاقوت و مرجان کوہستان سے لایا اور ایک بقال کو کہا - کہ ہمارے گھر میں نمک نہیں ہے - اگر ان پتھروں کے عوض کچھ نمک دیویں - تو کمال مہربانی ہے - اُس نے پانچ چھ سیر نمک دیدیا - اور وہ خوشی سے گھر لے گیا - لیکن بعد ازاں جب اُس کو کسی جوہری کی زبانی اُن کی قیمت معلوم ہوئی - تب وہ رو کر جان ضائع کی - اور جوہری نے کہا - کہ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت - باقی خود سمجھ لو - اگر تمہارا لڑکا وید مقدس سے پورا پورا مدلل واقف ہوگا - تو بخوبی نشچیہ رکھو کہ منزل راستی سے کبھی نہ پھسلے گا - بلکہ فلاسفر و پنڈت یا بہادر صف شکن کہلا کر قوم کے علاج تمہارے کاج سنواریگا ؛

چوتھا ادھیاء

متعلقہ انتظام و امور خانگی

ایک مہاتما رشی کا واک ہے - کہ کھانا طریقہ سے اور پہننا بھی طریقہ سے چاہئے امور خانگی و کاروبار دنیاوی بھی یکت یعنے طریقہ سے کرنے چاہئیں - کیونکہ گرہست آشرم کی تکلیف کے سوائے انتظام کے سرانجام نہیں ہو سکتی ہے اب دیکھنا چاہئے - کہ سوائے ودیا کے عورات ان امورات کو کیسے نبھاتی ہیں - نہ پکانے کا سلیقہ اور نہ کھانے کا شعور - ڈیڑھ پہر دن چڑھے سوتے سوتے بیدار ہوئیں - جی میں آیا - تو ایک آدھ چھینٹا پانی کا منہ پر ڈال لیا نہیں تو یوں ہی مکھیاں بھنک رہی ہیں - ہاتھوں سے آنکھوں کی غلاظت پونچھ پانچھ - چلے دل دو ٹکر پکا چاول دال حوالہ کر دئے - سوال پکائی تو ادھ گلی - دانہ الگ پانی الگ - کھانے والے کی بالکل رغبت نہ آئی - چاول پکائے تو نیم پخت - مطلب کہ دلی توجہ سے بات پر نہیں - ہر کام کو سر سے ٹالنا ہی مطلب سمجھا - خاوند بیچارے نے کسی بات سے ڈانٹا تو قہر آگیا - جھٹ سقراط کی بیوی کی مثال دھووں برتنوں کا اُس کے سر پر ڈالا - ترت پیچھے چھاڑ اُس کے پیچھے پڑ گئی - روس کر گھر کا کام کاج ترک کر دیا - وہ زن مرید جب روٹی کھانے سے لاچار و بیقرار ہوا - تو ناچار اُسے منتوں شرطوں سے منایا - بلکہ اُس کے نخوت و غرور کو اور بڑھایا - تمام دن کھاتے رہنا - یا ہمیشہ منہ ہاتھ دھوتے رہنا - اگر عمدہ کپڑا پہنا تو اُس کو سنبھالنے کا ہیچ نہیں ایک دو دن میں گندہ کر دیا - ساس سے جھگڑا - نندوں سے لڑائی - دن رات چھری کٹاری کی تیاری - جونہی بیاہی ہوئی آئی - خاوند سے اول ہی یہ شرط ٹھیری - کہ اگر ماں باپ سے علیحدگی کر دو گے تو میں رہونگی - ورنہ مجھ سے کسی کے طعن و تشنیع نہیں اٹھائے جاتے - میں کسی کے برتن مانجھنے کو نہیں آئی -

مجھے لوگوں کے سامنے کھایا ہوا ہضم نہیں ہوتا - اُن کے زیور ہو اور مجھے نہ ہو - یہ ظلم میرے سے سہا نہیں جاتا - تمام عمر میرا تمہارا گذارہ ہے - ماں باپ سے ہر کوئی الگ ہوتا آیا ہے - واجب ہے کہ الگ ہو جاؤ - گویا اُس کا ٹھ کے اُلو کو ایسا وہ پاٹھ پڑھایا - کہ نہ سُدھ بُدھ کی لی اور نہ منگل کی لی - لیکن شہر سے راہ جنگل کی لی - جب ماں باپ کو معلوم ہوا کہ بیٹا ہاتھ سے جاتا ہے - تو اُنہوں نے بھی فی الفور جایداد منقولہ و غیر منقولہ تقسیم کر اُس کو علیحدہ مکان تیار کر دیا - بھلا نفاق کا بیج بویا ہوا کیا زمین میں جل جاویگا - جو نتیجہ ہوگا وہ اظہر من الشمس ہے - امورات خانگی میں سے اول نمبر اصراف بیجا ہے - جس کی بدولت سینکڑوں گھرانے ویران ہو گئے - قرضداری جو تپ دق کی بیماری سے بھی زیادہ مضر ہے - اِسی اصراف بیجا کی برکت ہے - ایک دانا آدمی کا قول ہے - کہ ؎

باندازۂ بود باید نمود خجالت نبرد آنکہ بنمود بود

مطلب یہ کہ جتنی چادر دیکھے اُتنا پاؤں پھیلائے - ورنہ شرمندہ و بدنام و قرضدار ہونا پڑیگا اور سارے خوشامدی بنئے کے یار ہیں - آن ہوئے ہم کوئی مددگار نہیں -

امورات خانگی کے انتظام کے لئے اگر عورات اس دستور العمل پر عملدرآمد کریں اور کراویں تو یقین واثق ہے کہ دُنیا میں اول درجہ کی نیک عورتوں کا خطاب پاویں ؛

دو پیسے کے مزدور سے لیکر راجے مہاراجے تک دولت ہر ایک کو عزیز ہے کیونکہ امور دنیاوی میں یہ ایک بہت کار آمد چیز ہے - مگر یہ جاننا واجب ہے - کہ جب تم اسکی واجبی حالات پر دھیان دوگے یہ ہر دلعزیز چیز کوڑیوں کی مول بکنے یعنی خانگی نہ رکی اصل قدر قیمت اور واجبی حالت یہ ہے - اول کمائی - دوم حفاظت - سوم خرچ - یہ تین باتیں ایسی ضروری اور لازمی ہیں - کہ اگر ان میں سے کسی کی کمی ہو تو تمہارے حق میں متفرق خرابیوں کا باعث ہوگا - یعنی اگر بچاؤ اور خرچ نہ کرو - تو ممسک اور شوم کہلاؤ گے - اور یگانہ بیگانہ اہل محلہ ہمسایہ سے نا پاک خطاب اور بدکار کا تمغہ پاؤ گے - رات دن حرص و ہوس کی مردار خواہشیں تمہارے دل کو بھٹکاتی رہینگی - اور کنجوس مکھی چوس طمع زر میں سراپا منحوس تمنائیں تمہیں ترساتی پھرینگی - اور تمہاری کمائی میں ذرا بھی برکت نہ ہوگی - کیونکہ جو فایدہ چلتا پُرزہ پہنچا سکتا ہے - وہ گڑے ہوئے خزانہ سے غیر ممکن ہے - کمانے کے ساتھ خرچنا ملزوم ہے اور بچانا لازم - جس طرح پڑی ہوئی غیر مستعمل تلوار کو مورچہ کھا جاتا ہے - اِسی طرح ممسک کی جان کو فاقہ مستی و زر پرستی کا گھن لگ جاتا ہے - اور اگر تم کماؤ اور خرچو یعنے باقی بچاؤ نہیں تو کسی نہ کسی وقت دھوکا کھاؤ گے - ممکن ہے - کہ کسی دن ایسے بواعث میں مبتلا ہو جاؤ - کہ کمائی کے دروازہ تک نہ پہنچ سکو - اُس وقت اگر تم کچھ مال گرہ میں نہ رکھو گے - تو تمہاری حاجت براری کی امید بالکل مفقود ہو جاویگی اور لوگوں کے ہاتھ تکتے رہ جاؤ گے - یا یہ کہ بچاؤ اور خرچو تو بھی تمہارے حق میں بھلائی نہیں ہے - کیونکہ بکرے کی ماں کب تک خیر منائیگی - آخر ایک دن گلا اور چھری ہوگی - یا دھر کمانے سے ہاتھ اور پاؤں تھکے ہوئے - ادھر آبائی کوڑیوں کو ڈبو ڈالنگا - تو پھر نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے - اُس وقت ذلت و خواری کے سوا کچھ میسر نہیں ہوتا - بڑی دقتوں سے زندگی کے دن

کھٹنے ہونگے - ایک تجربہ کار ہوشیار فرماتے ہیں - کہ جس نے امور خانگی میں متذکرہ تجاویز کا لحاظ نہ رکھا - وہ ایک دن خطرہ میں پڑنے والا ہے - کیوں نہ ہو - بنظر انصاف اگر دیکھا جاوے - تو بڑے دور کے نکتے ہیں - ان تین باتوں میں ہی مبارک عادتوں کا سبق ملتا ہے - (اول) کمانے میں محنت (دوم) بچانے میں دور اندیشی (سوم) خرچنے میں کفایت شعاری - یہ تین عادتیں ایسی ہیں - کہ اگر کوئی ان کا پابند ہووے - تو تمام دنیاوی کوششیں اُس کی ہمیشہ عُمدہ پھل لاتی رہینگی - اور اُس کی اُمیدوں کے پودے خوشی و فارغ بالی سے بار آور ہوا کرینگے - کیونکہ نو نہال پودے جب تک بادِ صرصر لاپرواہی سے بچائے نہ جاویں - ممکن نہیں کہ گلزار ہستی میں خوشرنگی کے نمونے بنیں - اور اپنے بوجھ کو خود اٹھاویں - ایسے غلط و گمراہ کرنے والے اور سُستی کا سبق پڑھانے اور فقیری کا اُپدیش پھونکنے والے فقرے - بابا اٹل پکی پکائی گھل - یا اُن پورنا بھورنا اور ریتی سے ہی ہمارے ہندوستانی حصہ میں فقیری دو ٹکڑے شکنی کی کثرت ہو گئی - اور برہمنوں نے ہمدردی کو ترک کر شرادھوں کا بہت بڑا حصہ اپنی شکم پوری کے واسطے مقرر فرمایا - جو شخص محنت دور اندیشی و کفایت شعاری کو مد نظر رکھتا ہے - وہ دُنیا میں ایک ٹھوکر بھی کھاتا ہے - تو بھی تندرست نکلتا ہے - یہ تینوں منتر ایسی ہی ہیں - کہ زندگی کا راہرو خُوش و خُرم دُنیا میں چلتا پھر نظر آویگا - ایک اور مہاتما کا قول ہے - کہ محنت و دور اندیشی و کفایت شعاری وہ بیش بہا تدبیریں ہیں - کہ مشکل وقتوں میں کام آتی ہیں - اور زمانہ کی جگر خراش مصیبتوں سے بچاتی ہیں - جو شخص ان تدابیر پر عملدر آمد کرتا ہے - اُس کو دُنیا میں کوئی مصیبتیں جھیلنی نہیں پڑتی ہیں - وہ ایک تنگ و تاریک جھونپڑی میں رہ کر اپنا ایسا مناسب بندوبست کر سکتا ہے - جس کو شاید بڑے بڑے عقلا نہیں کر سکتے - جاننا چاہیئے - کہ اگر سنسار میں سلامت روی و فارغ البالی چاہتے ہو - تو اوّل اُدّم یعنے محنت - دوم بچار یعنی دور اندیشی - سوم بگت یعنے کفایت شعاری سے برتو - سُستی ایسی بُری بلا یا زحمت ہے - جو محنت جیسے مجرّب و قوت بخش غذا سے نکمّا و محروم کر دیتی ہے - سوائے چند ٹکڑے بھن نانکے سادھوان کے تمام جانداروں کی امید و ں کا دارو مدار اسی پر منحصر ہے - بلا محنت کے کمانا بدرجہا غیر ممکن ہے - جانور و انسان سب اپنے چل پھر کر اور محنت سے پیٹ بھرتے ہیں - جو لوگ صرف بر رسیدہ پر شاکر رہتے ہیں - اور محنت سے علیحدگی رکھتے ہیں - میری رائے میں اُن کی زندگی کا جینا مثل حباب کے ہے - کیا کوئی بتا سکتا ہے - کہ دُنیا میں کسی نے بلا محنت کے بھی عروج پایا ہے - تو اس کا جواب سوائے نفی کے اور کیا ہو سکتا ہے - گر تم چاہتے ہو - کہ روپیہ جمع کرو تو کماؤ - اور اگر کمانا چاہتے ہو - تو محنت کرو ❖

امورات دُنیا میں گرہستی یا دنیادار آدمی کو بہت بہت رکاوٹیں پیش آتی ہیں - اگر عورت ہوشیار اور وِدیادان ہو - تو ان رکاوٹوں کو طے کرنا کچھ مشکل نہیں پڑتا - مثل مشہور ہے - کہ اگر مرد ناتجربہ کار اور عورت واقف کار ہو - تو کاروبار خانہ داری میں خلل نہیں پڑتا - ولیکن اگر معاملہ برعکس ہو - تو تین کانے ہیں - خلاصہ یہ کہ عورت سو رہ بش سے خانہ برباد کر سکتی ہیں - اور مرد بیلچہ سے بھی خراب نہیں کر سکتا - کُل امورات خانگی کی تجاویز عورتوں کے ہاتھ میں ہیں - بشرطیکہ عقلمند ہوں - قدرت کے مدارج پر غور کرنے سے پایا جاتا ہے - کہ ستریوں کی درستی و تعلیم اولاد انسانی کے واسطے کمالیت روحانی و جسمانی کا سبق ہے - ایک دانا آدمی کا قول ہے -

زنان باردار اے مرد ہشیار — اگر وقت ولادت مار زایند
ازاں بہتر بنزدیک خردمند — کہ فرزندان ناہموار زایند

ترجمہ

بے علم عورات جو بچہ جنتی ہیں ناخلف — اُس سے ہوگی کیا بھلا دنیا کی اندر بہتری
ایسے لڑکوں سے تو اچھا ہے اگر کچھ غور ہو — وقت جننے کے شکم میں سانپ لاوے استری

ہمارے ملک کی عورات کو جس قدر گہنے پہننے کا شوق اور سٹھنیاں اور سیاپا کرنے کا ذوق ہے - اُس سے بڑھ کر اور کسی چیز کی تمنا نہیں - مردوں نے عورتوں کی نسبت کلمہ ناقص العقلی کا ایسا مشہور کیا کہ اُنہیں خود اس بات کا معترف ہونا پڑا اور اس اقرار نے اُن کی زبان بالکل بند کر دی - افسوس اے اوِدّیا چڑیل تیرا ستیاناش ہو - تو نے کیسی کیسی غلط رسومات و توہمات ان بھولی بھالی وِدیا سے رہت ستریوں کے ہردے میں بطور زیور ہو لدلی کے پہنا دی - جس کے باعث انہیں اپنے مدارج پر غور کرنا - اور باوجود مادہ قدرتی ہونے کے اُس کی ماہیت سے انکاری و بیخبر رہنا - بُدھ ماتا کی تقریر و قلم قدرتی کی تحریر سمجھ بیٹھے ہیں - اے وِدّیا دیوی جلد تشریف لا - اور اس چڑیل کے جادو سے ہمیں بچا ❖

پانچواں ادھیاء

در باب طریقہ عبادت متعلقہ زنان

عبادت یا بھگتی وہ پاک جوہر ہے - کہ جن کے استعمال سے منش بناوٹی ہیم جا کو توڑ کر سچی شانتی کو پراپت ہوتا ہے - اس پاک جوہر کو ہمارے گو برگنیشوں نے اول تو صرف برہمنوں کے واسطے - دوم ہزار مشکل سے صرف مرد کو ادھکاری سمجھ کر رکھا ہے - ستری کو وِدیا کا گرہن داخل عیب سمجھ رہے ہیں - چونکہ آجکل وہ زمانہ نہیں رہا - کہ خود غرضی کے پودے پھل لاتے - اور اندھا دھند کاشی مرنات مکتی پر لوگ جہالت کی پٹی باندھ کر جگر پر جان گزرتے تھے - زمانہ نے بہت کروٹیں بدلیں - خود غرضیوں کے پودے جلے نہیں تو کملائے ضرور ہیں علی ہذالقیاس تعلیم نے ہماری آنکھیں کھول کر ہمیں بخوبی ذہن نشین کر دیا ہے - کہ بے علم نتواں خدا را شناخت - یعنے بناوِدیا ایشور نہیں جانے - کہ وِدیا نیستر اپنتر ہے - اور بغیر حصول وِدّیا عبادت یا بھگتی ناممکن بلکہ وہم و خیال ہے - کنبھ کے سنان کو گنگا کو جانا - یا علی الصباح دھرم سالوں میں جا کر کوڑا اٹھانا - مہادیو جی پر بیل چڑھانا - سالگرام پر تلسی ڈھال لانا - موہن بھوگ ٹھاکروں کا کھانا - سنتوں کے چرنوں پر سیس نوانا یا اُن کی ٹہل کمانا - مندر کے گرد اگرد سات سات پھیر دکھشنا پھرانا - گھنٹہ گھڑیال بجانا - تلک چھاپ لگانا - بلند بلند آواز سے سیتا رام - رادھے کرشن - شیو شکتی ادا فرمانا وغیرہ جملہ امورات کا عبادت میں کچھ ٹھکانا نہیں ہے - عبادت صرف دل کی صفائی و حد انفت کی کاروائی پر منحصر ہے - ورنہ عبادت یا جماعت چہ تعلق - جس چیز کو مہاتما رکھیشروں نے طریقہ عبادت قرار دیا ہے - وہ مندرجہ باتوں سے

علیحدہ ہے۔ منوجی فرماتے ہیں۔ کہ جسم جل سے اور من راستی سے ودیا اور تپ سے جیو اور گیان سے بدھی شدھ ہوتی ہے۔ جب یہ جملہ چیزیں شدھ ہو گئیں۔ تو اُسی کا نام بھگتی یا عبادت ہے۔ (جسم جل سے) جو لوگ گنگاسنان سے مہاتم یا مُکتی مانگتے ہیں۔ اُن کو واضح ہووے۔ کہ جل صرف بیرونی صفائی یا شُدھی کرنے والا ہے۔ رُوح یا من یا بُدھ سے اُس کا کچھ تعلق نہیں۔ وہ کسی اور علاج کے محتاج ہیں۔ چنانچہ یہی باعث ہے۔ کہ گنگا نواسی اکثر کھٹور من ظالم خیال اور کھال نکال ہوتے ہیں۔ اور ودیا سے سوائے دان لینے کے اور کچھ سنسکرت نہیں جانتے (من راستی سے) راست گفتاری و راست کرداری و راست رفتاری سے من کی صفائی منحصر ہے۔ ورنہ مکر مالا پھیرنی اور رام رام جپنا پرایا مال اپنا خیال کرتا ہے۔ اکثر مالا ریا کی نشانی ہے۔ نہیں تو شمار کرنے کی کونسی ضرورت آن پڑی ہے۔ کوئی سود یا بیاج تو ہم نے کسی سے لینا نہیں کہ حساب کرتے رہیں اور علاوہ بر اں مالا ہی کے شمار سے ایک گونہ تفاخر دل میں سما جاتا ہے۔ کہ او ہو ہم نے آجتک ہزار مرتبہ گایتری جاپ کی ہے۔ بالاکھ مرتبہ مالا پھیرنی من کی مالا پھیرنی چاہئیے۔ نہ کہ چوب ردرراچھ دانوں کی +

اے پوپٹ تو شنکھ بجا نہیں ہشیار | گردن میں تیرے مالا ردراچھ زیبدار
باطن میں ہیچ ظاہر میں پیچ و تاب ہو | ایشور کا تمکو خوف نہیں دلیں نہ بہار
عورات کو تو آپ نے شودر بنا دیا | پیدا ہوا انکے شکم سے آئی نہ تمکو عار
من پھیر وام خلق سے گر ہوش ہے تجھے | مالا اٹھوتری کو پھرا مت تو بار بار

(ودیا اور تپ سے جیو) منازل راستی سے دُور پڑا ہوا اگیانی جیو صرف گنگاسنان یا بدرک آشرم کی گھاٹی پر چڑھ کر کبھی ہوشمند نہ ہوگا۔ کیونکہ ابتک جنم سے اس کو موہ جال کی تمنا و ہوا و ہوس گھیرے ہوئے ہے۔ پس اس کا صداقت پسند ہونا سوائے ودیا دان اور عالم باعمل ہونے کے نہیں ہو سکتا۔ ودیا بمعنے جاننا اور تپ بمعنے عمل کمانا یہ دو ایسے اصول ہیں کہ جیو کی شدھی کے واسطے کافی سامان بہم پہنچا سکتے ہیں۔ ورنہ سوائے ان کے ناممکن بلکہ محال ہے۔ کہ جیو شدھ ہو۔ اس موقعہ پر یہ مناسب معلوم ہوا۔ کہ جہلا کے اس قول کو تردید کی جاوے۔ جو وہ کبھی کبھی غرور تا کہتے ہیں (کہ جیتا پڑھیا اِیتا گڑھیا) لیکن افسوس کہ قومی جہالت نے ہمیں اس ادنے سوال کے جواب دینے کی بھی ضرورت بیان کی خیر سایل کا سوال پورا کرنا واجب ہے کہ بھائی اس مثال میں آپ نے سخت غلطی کھائی۔ اصل اس طرح پر ہے۔

جتنا پڑھیا اُتنا گڑھیا بُدھی عقل سرائی | کڑھیا مورکھ بھلا نہ پایا۔ برتھے عمر گنوائی

(گیان سے بدھی شُدھ ہوتی ہے) گیان پہچاننا پاربرہم پرماتما کا ہے۔ جسکی بُدھی میں گیان نہیں۔ وہ اگرچہ بُدھی ہے۔ لیکن اشدھ ہے۔ جیسے جس آئینہ پر قلعی نہیں وہ آئینہ تو ہے۔ لیکن اندھا ہے۔ اول جسم کا گیان چاہئیے۔ کہ اُس کی ماہیت و اصلیت و پرورش کس طرح پر ہے۔ دوم کرم اندریوں کا۔ سوم گیان اندریوں کا۔ چہارم جیو۔ پنجم پرماتما کا۔ جب پرماتما کا گیان من میں سمایا تو یقین کامل ہے۔ کہ حقیقی سرور یا سچا آنند پراپت ہوگا۔ میری رائے میں عورتوں کے واسطے اس سے علاوہ اور عبادت نہیں ہے۔ کہ اول علے الصباح اُٹھ کر نہانا بعد اُس کے ستیارتھ پرکاش کے بموجب پنج مہایگیہ ودھی کرنی چاہئیے۔ اُس سے پیچھے تمام روز حسب موقع امورات خانگی میں سرانجام کریں۔ نہانا اور سندھیا کرنے۔ خاوند کی متابعت اور فرمانبرداری اور بال بچوں کی پرورش و تعلیم دینی اور کاروبار خانگی میں مصروف رہنا ستریوں کے دھرم کی درستی کے واسطے اس سے بڑھ کر کوئی علاج نہیں۔ آجکل کے دھرمسالوں کے بھابیوں اور ٹھاکردواروں کے مہنتوں اور مندروں کے پجاریوں یا زیارت کے ملانوں کے جیسے نیک خیال ہیں۔ وہ آنکھ والوں سے پوشیدہ نہیں۔ راستی سے کہتا ہوں کہ آجکل کے مندر اور معبد پرستش اور پوجا کے بجائے حرامکاری و بدمعاشی کیواسطے کمین گاہیں یا اڈے بنی ہوئی ہیں۔ اگر ان کے سچے زائرین کی تعداد کو انصاف سے دیکھا جاوے۔ تو فیصدی دس بھی نہیں ہیں۔ بقول اخبار دلیش اوپکارک و نفینگر کے امرتسر کے مندر کو دیکھنا چاہئیے۔ کہ جہاں اہل ہنود کی عورات کثرت سے صبح و شام جاتی ہیں۔ یا بندرابن کے ٹھاکردواروں پر توجہ کرنی چاہئیے۔ کہ اہل ہنود کی عورات ہردو شہر کی اخلاقی زندگی پر ہردو مندروں کا بہت بُرا اثر ہوا۔ اخیر جب یہ مورتی پوجن جو کل ان خرابیوں کا مخزن ہے اُٹھایا گیا۔ تو یہ کل اعتراض دفع ہو جاوینگے۔ اگر عورات آریہ ورت حقیقی عبادت مندرجہ وید مقدس جسکا خلاصہ سری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے پنچ مہایگ ودھی میں لکھ دیا ہے۔ اعتبار کرینگے تو غالب و شواس ہے۔ کہ بناوٹی گرہیوں کے زنجیر یا دشا اُن کو کہیں نہ بنا دیگی اور ہمیشہ راحت اور آرام میں رہینگی۔ خانگی جھگڑوں و قومی تنازعے جسکی اصل بنیاد زن و زر و زمین ہے۔ تینوں میں سے دور ہو جاوینگے۔ ودیا سے رہت ہونیکے سبب عورات بھارت ورش جسقدر رذیل حالت میں ہیں۔ اگر اُسکی تفصیل کیجاوے۔ تو علحدہ دفتر تیار ہونا ممکن ہے گویا اسی جہالت کی بدولت وہ فرقہ جہلا میں شمار ہو کر شودر بن گیا۔ مجھے جہانتک تجربہ ہے بیں کر سکتا ہوں۔ کہ سوائے تھوڑے تعلیم کے اور عورات میں کچھ جہالت نہیں ہے۔ اور نہ کچھ اور قدرتی طور پر رُکاوٹ دکھائی دیتی ہے۔ ہمارے ملک کی عورات تو گوپیر کا برت دھار کر گھر میں سانپوں کی تصویریں ڈال یا ستنارائن کی کتھا سننی۔ گنیش چوتھ۔ اکادشی پورنماشی۔ اشٹمی۔ اماوس وغیرہ دنوں کو دودھ پینا یا پھلاہار کھانے کو عبادت سمجھتی ہیں۔ اور اکادشی یا شبور اتری وغیرہ برتوں کی برتی مہاتم سن سنکر اپنا وقت ضائع کرتی ہیں اور اگر کوئی قضا کے مارے کل تیرتھوں پر جا کر خاوند کی دولت برباد کر آئے یا جس سے کوئی مندر یا دھرم سال بنوا دے۔ اُسکے مکت پانے میں تو شک لانے والے کافر کہلاتے ہیں۔ یا اگر کوئی عورت مندرجہ بالا روزوں میں دیہانت ہوئی۔ تو بس بیکنٹھ دھام کو پراپت ہو کر مکت شدہ سمجھی گئی۔ وائے جہالت اور افسوس نادانی تو نے کیا کیا جال اور بھولی بھالی دیویوں کو تو نے چڑیلیں ڈائنیں بنایا۔ اے پرماتما آریہ ورت نواسی ستریوں کو جھوٹے برتوں و روزوں سے چھڑا کر بناوٹی پرستشوں سے بچا اور اپنی اکھنڈ و اٹل بھگتی پر راغب کر اپنی گیان مایا کے جوہر اُنکو عطا کر تا کہ وہ نیک و بد آئینی سے آگاہ ہو کر نیکی کا سبق سیکھیں اور نیکوکار و فلاسفر بچے پیدا کریں +

آخری پرارتھنا

اے بال بچوں سے پاک و ہی جنم مرن سے بیباک! اے فرضی آسمانوں پر نہ رہنے والے نے دکھ نہ سہنے والے راس لیلا کرنے و بن باس پھرنے سے آزاد اے ہمیشہ شدھ بدھ مکت ذات انادی اے وید کا سچا اپدیش و حقیقی الہام کرنیوالے پرماتما! ستریوں کے آتما کو جہالت سے نجات و دیگر عمدہ تعلیم۔ نیک چال چلن بہتر زندگی۔ اچھے انتظام اور اپنی بھگتی کے زیوروں سے آراستہ کر جھوٹے گرہیوں۔ عارضی خوفوں بناوٹی توہمات۔ فضول رسمیات۔ پھکڑ کلمات اور لایعنی فقرات سے اُنہیں بچا کر تہذیب کی پالیسی پر چلا۔ ہزاروں ہزار دھنواد پاربرہم کو ہے جسکی کرپا سے آج یہ لیکچر سمایت ہوئی اور جسقدر متعلق بہبودی عورات کے واجب جانا تحریر کر دیا۔ مجھے اس سے شہرت منظور نہیں صرف ہمدردی انسان کی التجا ہے۔ زیادہ نیاز۔ اوم تت ست برہم

سماپت

ستری سکھشا

پر پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا مضمون

لیکھرام ورڑہ وشواشی پوشار نھی لیکھرام۔ اُن پرشوں میں تھا۔ جو ستری شکھشا کے مہت کو سمجھتے ہیں۔ اور جو اس کام کے لئے جہاں تک اُن سے بن پڑا ہے۔ کام کرتے ہیں اُس وقت جبکہ آریہ سماجوں میں سب پرکار سے شانتی تھی۔ جبکہ پارٹی کا لفظ خوش قسمتی سے سماج کے ممبران نے ابھی تک نہیں سیکھا تھا اور جبکہ ہر ایک آریہ کیول دہرم بھاؤ سے پریرا جاکر مضمون اور کتابیں لکھتا تھا اُس وقت جیسے رجہانتک ہمیں معلوم ہے) قریباً دس سال ہوئے۔ پہلا رسالہ جو ستری شکھشا پر سماجوں میں نکلا۔ پنڈت لیکھرام کی قلم سے نکلا اور شایع ہوا۔ اس رسالہ کا نام "کماری بھوشن" ہے اس میں پنڈت جی نے یُکتی اور پرمان سے ثابت کیا ہے کہ ستری شکھشا نہایت ضروری ہے۔ وید اس کی آگیا دیتا ہے شاستروں کی اس کے لئے ہدایت ہے اور بدھی مان لوگ اِس کے لئے سخت تاکید کرتے ہیں۔

پنڈت لیکھرام پہلا شخص تھا جس نے ساماجک دُنیا کو ایک پراچین رشی کا یہ پرمان سُنایا۔ کہ یگیوپویت سنسکار کا ادھکار جیسا بالکوں کو ہے ویسا ہی کنیاؤ کو ہے۔ اور مرحوم آریہ مسافر کی دِلی خواہش تھی کہ کنیائیں بھی یگیوپویت سنسکار کریں۔ کیونکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ جس طرح سے پراچین سمے میں یگیوپویت اور وید آدہین سنسکار رشی پتنر اور رشی کنیاؤں میں رائج تھا۔ اسی طرح سے اب بھی پتریوں میں ان سنسکاروں کا رواج دینا اُچت ہے۔

لکچروں میں ذکر۔

اپنی زبردست تحریر کے سوائے پنڈت جی کے آریہ سماجوں میں ستری شکھشا پر بہت لکچر ہوئے ہیں۔ اور پنڈت جی کمارل آچاریہ کی اس گفتگو کو جو راج مندر میں بیٹھی ہوئی راج کنیا نے کی تھی۔ اکثر لکچروں میں ذکر کیا کرتے تھے بھٹ کمارل آچاریہ کا برتانت یہ ہے۔ جبکہ ہندوستان میں ویدک دہرم لوپ ہوگیا تھا۔ شاستروں کا پڑھنا پڑہانا چھوٹ گیا۔ اور سب لوگ ناستک ہوتے جاتے تھے۔ تو بھٹ کمارل آچاریہ ایک دن بچرتے بچرتے ایک راج مندر کے نیچے سے گزرے۔ ایک کنیا اوپر بیٹھی ہوئی ورلاپ کر رہی تھی :۔

"ویدوں کا دھرم لوپ ہوگیا۔ ناستک پن پھیل رہا ہے۔ شاستروں کا نرادر ہو رہا ہے ہائے کیا کوئی اس کی رکھشا کرنیوالا نہیں!" رشی نے نیچے سے سُنا۔ جھٹ کھڑے ہو گئے اور راج کنیا کی طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "مت روائے کنیا مت رو۔ میں ابھی جیتا ہوں۔ میں ویدوں کی رکھشا کرونگا۔" جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پنڈت جی ستری جاتی کے کہاں تک مشکور تھے اور انکے دل میں کہاں تک خیال تھا کہ بھارت ورش میں ایسی ستریاں ہوگذری ہیں جو دہرم ناؤ کو ڈوبتے ہوئے دیکھکر ورلاپ کیا کرتی تھیں۔ اور رشی ان سے پریرے جاکر دھرم دہجا کو پھر سے اُڑانے کے لئے اُدیت ہوتے تھے۔

ستریوں کا ستکار۔

مجھے اچھی طرح سے ایک دفعہ کی بات یاد ہے۔ جبکہ ایک دہناڈیہ پُرش ایک ستری کی نسبت سخت سست الفاظ کہہ رہا تھا۔ تو پنڈت جی اِن شبدوں کو نہ سہہ سکے اور اُس پُرش کو بہت شرمندہ کیا کہ تمہیں شرم نہیں آتی۔ تم اپنے آپ کو آریہ کہتے ہو۔ کیا تمہیں ویدوں کا بھی کچھ خیال نہیں تم آریہ کہلانے کے مستحق نہیں اگر تم آریہ ہوتے تو ستریوں کے لئے ایسے سخت لفظ کبھی استعمال نہ کرتے۔

جالندہر میں جن لوگوں کو پنڈت جی کے گھر آنے جانے کا موقعہ ملتا تھا۔ وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ پنڈت جی سب ستریوں کو ماتا۔ مائی۔ دیوی ہمیشہ ایسے لفظوں سے پکارا کرتے تھے اپنی دہرم پتنی سے اُنکا بہت ہت تھا۔ اکثر جلسوں پر وہ اپنی دہرم پتنی کو ساتھ لیجاتے تھے۔ اور سینتل بچنوں سے اپنی سوشیلا بھاریا سے بات چیت کیا کرتے۔ گو اُن کو وقت نہیں تھا۔ تاہم شری متی لکشمی جی ستری سماج میں جانے لگیں۔

پنڈت جی اُن آدمیوں میں سے نہ تھے جو ستریونکو اپنی حالت پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور گرہست کی ضروریات کو لاپرواہی سے دیکھتے ہیں وہ ہمیشہ ہر ایک ضروری چیز کو موقعہ پر بہم پہنچاتے اور دھرم پتنی کی اچھیا کو پرسنتا سے پالن کرتے تھے درحقیقت یہ جوڑا خوشی سے زندگی کاٹ رہا تھا۔

اپنی دہرم پتنی کے ساتھ وایو سیون یعنی ہوا خوری۔

بہت سے لوگوں کو شاید یہ بات نئی معلوم ہوگی۔ کہ لیکھرام جی اپنی دہرم پتنی کی صحت درست رکھنے کے لئے اُن کو شام کے وقت سورج غروب ہونے کے قریب۔ کھلے کھیتوں میں وایو سیون (ہوا خوری) کے لئے لیجاتے تھے۔

کنیا آشرم کی کنیاؤں کے ساتھ باہر جاتے ہوئے میں نے کئی بار اُن کو اپنی دہرم پتنی لکشمی جی کے ساتھ جاتے دیکھا۔ اور کئی بار اُس خوش نصیب جوڑے کو کسی کھیت کے کنارے پر بیٹھے اپنے پتر کو کھلاتے ہوئے ملاحظہ کیا۔

کنیا مہاودیالہ کے ساتھ پریم۔

پنڈت جی مہاودیالہ کے بڑے حامی تھے۔ جالندہر جب وہ آتے مہاودیالہ کی کشل کھیم اوشیہ پوچھتے اور اُس کی ترقی کے وسایل پر غور کرتے۔ اپنے دوستوں سے جالندہر جانے اور مہاودیالہ کا معائنہ کرنے کی پریرنا کیا کرتے تھے۔ اُن کا آخری خط جو مہاودیالہ کے پربندہ کرتا کے نام آیا تھا۔ قتل ہونے سے کچھ دن پہلے کا تھا اس میں انہوں نے لکھا تھا "لالہ بارو مل رئیس جگادھری۔ جو کہ آریہ سماج کو دل سے مانتے ہیں گو ممبر نہیں ہیں۔ وہ کسی کام کے لئے لاہور آئے تھے آج مجھے ملے۔ اُنکا منشاء مہاودیالہ دیکھنے کا ہے وہ پرسوں وہاں آوینگے۔ آشا ہے کہ آپ اُن کے واسطے دوپہر کی گاڑی میں اگر آدمی یا گاڑی بھجوا دیں۔ تو مہربانی ہوگی انہیں اپنے مکان پر ٹھہراویں اور ودیالہ دکھلا دیجئے نتیجہ نیک نکلیگا۔

لیکھرام از لاہور۔ ۴ فروری ۱۸۹۷ء

انعامی مضمون

جس مضمون کی یہ بھومکا ہے اسکا اتہاس یہ ہے کہ اگست ۱۸۹۴ء میں کنیا مہاودیالہ کی ترقی کے لئے ایک چاندی کا تمغہ انعامی مضمون کے لئے رکھا گیا تھا۔ تمغہ پر "ستری شکھشا" یہ الفاظ کھدے ہوئے تھے۔ مضامین کی جانچ پڑتال کے لئے تین صاحبان کی ایک کمیٹی نیئت ہوئی تھی۔ مضمون میں حسب ذیل وشیوں پر وچار کرنا تھا :۔

اوّل۔ کیا ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کا ادھکار ہے؟ یُکتی اور پرمان سے۔

دوم۔ کیا ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کی ضرورت ہے؟

سوم۔ پرشوں کو ستری شکشا کی طرف رُچی دلانے کے کیا کیا اپاؤ ہیں؟

چہارم - ستری شکشا کو ترقی دینے کے کیا کیا وسائل ہیں؟
پنجم - ستریوں کو پورن ودوشی بنانے یعنی اِن میں اعلےٰ تعلیم پھیلانے کے کیا کیا اپاؤ ہیں؟

اور گو تمغہ لالہ جمنا داس بی۔ اے کو پراپت ہوا۔ مگر پنڈت جی کا مضمون ایسا ہے۔ جس سے پبلک بہت لابھ اُٹھا سکتی ہے۔ اور جو ستری شکشا کے پرچارک اور سہائکوں کو بہت مفید ہوگا۔

مضمون پر ایک سرسری نظر پنڈت جی یُکتی اور پرمان سے ثابت کرتے ہیں کہ وِدّیا کا ادہکار ستریوں کو ہے۔

سب سے پہلے ودیا کا ستریوں کو ادھکار ہے۔ وہ یہاں تک زور دیتے ہیں۔ "علاوہ بریں وِدّیا خود ستری لنگ ہے اور اِس کی دیوی سرسوتی بھی ستری ہے وِدّیا کے واسطے کوئی پُلنگ شبد نہیں۔ پس سب سے پہلے عورتوں کو وِدیا کا ادہکار ہے۔ بعد ازاں مردوں کو۔ افسوس! کہ ماتا یعنی سرسوتی کی جائداد سے بیٹیاں محروم ہوں"۔

ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کی بہت ضرورت ہے کیونکہ جیسا کہ پنڈت جی کہتے ہیں۔ "اگر ستریوں کو سبھیا۔ سوشیلتا۔ کو ملتا۔ سکھ۔ دہرم اور موکھش کی ضرورت ہے تو بے شک انہیں ودّیا کی ضرورت ہے اور چونکہ یہ چیزیں بغیر اعلےٰ تعلیم کے نہیں آسکتیں۔ اس لئے ستریونکو اعلےٰ تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے۔

ستری شکھشا پر اُپدیش پنڈت جی سفارش کرتے ہیں۔ کہ اس مضمون کی اشاعت اور پرشوں کی رُچی اس طرف بڑھانے کے لئے اور اُپاؤں کے ساتھ "کچھ لکچرار ایسے بھی ہونے چاہئیں۔ جو مُلک میں اس وشے پر اپدیش کریں" ایشور کریں کہ پنڈت جی کی اس سفارش پر ہمارے وہ بھائی جو اُپدیش دیسکتے ہیں۔ زور دینے میں غور کریں۔ اور بھارت ورش میں ستری شکھشا کی ضرورت کا ناد یجائیں۔ یہاں تک اور اِس زور سے کہ بہرے ہیں جن کے کان وہ بھی سُنیں۔ اور سُننے کے لئے مجبور ہوں۔

ستریوں کو شکھشا کی طرف رُچی دلانے کے لئے وقت نکالو۔ ستری شکھشا کے حامیاں کو پنڈت جی کے یہ الفاظ کبھی نہ بھولانے چاہئیں۔ بلکہ ان پر عمل کرنا چاہیئے۔ کہ کنیا پاٹشالاؤں میں اپنی لڑکیاں داخل کریں اور اپنی ستریونکو تعلیم دینے کے لئے گھر میں وقت نکالیں۔ تاکہ تعلیم حاصل کرکے اُنکی ستریاں وِدیا کی قدردان ہونگی۔ اور پھر وہ ستریاں اولاد کو بے وقوف رکھنا ہرگز ہرگز گوارا نہ کرسکینگی۔

پرشو! ہمت کرو۔ ہمت کرو اور ہمت کرو۔ پنڈت جی سماپتی پر پُرشونکو اِس کام کام کیلئے اور پورشارتھ سے تن۔ من۔ دھن لگانے کی پریرنا کرتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ "ستریوں کو پورن ودوشی بنانے کے لئے ستری شکھشا کی ضرورت جاننے والے پرش ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ ہمہ تن۔ مصروف ہوکر اس مرض کے ناش کرنے کے لئے یتن کریں۔ بڑی ہمت اور یتن کرنے کی اوشکتا ہے۔ ایسے موقعہ پر حاذق حکیمونکی ضرورت ہے۔ جو جاہلوں کے طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کر ہمہ تن دہمہ جان اِس کے واسطے مصروف ہو جائیں"۔

ودیالہ قایم کرو۔ "اور سب مریضوں کو ایک شفاخانہ میں داخل کریں جسکا نام مہا ودیالہ ہوگا"۔

نیک عورتوں کی زندگی پر ودیا کھیان۔ پنڈت جی کی تجویز نہایت عمدہ ہے۔ اور شکر اور خوشی کا مقام ہے کہ کنیا مہا ودیالہ جالندہر اس تجویز کو عمل میں لارہا ہے یعنی سب کنیاوں کو ہال میں جمع کرکے پربندہ کرتا دہرتا لوگوں کے جیون چرتر پر دیا کھیان دیتا ہے۔ اور ادہیاپک ادہیاپکائیں۔ کنیاؤں کو اچھی اچھی اور نیک ستری یا کنیاؤں کی کتھائیں یاد کراتی ہیں۔ اِن پر رُچی دلاتی ہیں۔ اور کنیاؤں کو شکھشا دیتی ہیں۔ کہ تم بھی ایسی ہی بنو"۔ اسی تجویز سے وہ نیک عورتوں کی لایف پر سکول کے ماسٹر عورت ہو یا مرد۔ وہاں دیا کھیان دیا کریں۔ اور دوسرا اپاؤ یہ ہے کہ انعام کسی اچھے موقعہ پر۔ لڑکیوں کو اُن کے ماباپ یا برادری کے لوگوں کے سامنے دیا جاوے"۔

دیوراج

ستری شکھشا پر مضمون

بحوالہ اشتہار ست دہرم پرچارک ۶ اگست سنہ ۱۸۹۷ء

(۱) کیا ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کا ادھکار ہے۔ یُکتی اور پرمان سے؟

زمانہ کے انقلاب اور ست دہرم کی ناؤ کے گرداب میں آنے کے کارن ایسے ایسے سوال بھی آریہ سنتان سے ہونیکا سمہ آگیا۔ وہ لوگ کہ جن کی صداقت اور حق پسندی چار دانگ عالم میں مشہور تھی۔ آج اوّدیا کے زبردست دھکہ سے ایسے گر گئے کہ اُنہیں آتمک سچائی سے انصاف کا ذرا خیال نہ رہا۔ بیہودہ توہمات میں پھنسکر وہ سبھیتا کے پونر گن کو یک لخت ترک کر بیٹھے ہائے رے کال تیری لیلا کا جاننا سراپا محال ہے۔

اوشیہ ہی ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کا ادہکار ہے۔ اور یہ بات تمام دنیا کے ودانوں کی سمتی انوسار سویکار کرنے کے یوگ ہے کہ جس مُلک اور قوم میں ستری جاتی کے سدہار کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ وہ روز بروز ادہوگتی کو جُھکتی جاتی ہے۔ موجودہ زمانہ میں ہم لوگ ستریوں کی تعلیم میں سب مہذب قوموں سے پیچھے ہیں۔ پرنتو اب بھی دُنیا کی قوموں سے گئے گزرے نہیں ہیں۔ بنگال۔ مدراس۔ بمبئی کی بعض اقوام میں تعلیم نسوان کا بہت چرچہ ہے۔ راجپوت کائستھ۔ کشمیری۔ اور بنگالی عموماً عورتوں کو پڑھاتے ہیں۔ اُن میں جاہل عورتیں بمقابلہ اور قوموں کے کم ہیں۔

ادھکار کا خیال بہت پورانا نہیں بلکہ نوین اور تھوڑی مدت کا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ اِسکا ست شاستروں میں کہیں پتہ نہیں ملتا۔ چنانچہ ادھکار اور ان ادھکار کے محقق اور پورے فیصلہ کرنے والے مہرشی جیمنی جی نے فرمایا ہے۔ کہ ست ساستروں یعنی دیدوں کا سب منشیہ ماتر کو ادہکار ہے کسی کو ان ادہکار نہیں۔ جب سب کو ادہکار ہے تو کیا ستری جاتی سب میں نہیں یا وہ انسانی فہرست سے خارج ہے۔ اگر اس شاستر کے واکیہ سے سب کو ادہکار ہے تو پھر ویدوں سے بڑھکر کونسا مشکل پستک ہے اور کونسی اعلےٰ تعلیم ہے۔ جس کا انہیں حق نہیں اور جب وید ست ودیاؤں کا پستک ہے۔ تو سب ست ودیاؤں کا تحصیل کرنا جو نہیں پڑھ سکے کسی کے واسطے رکاوٹ نہیں شاستروں میں سے کرم کانڈ کا زیادہ تعلق بمانسا سے ہے۔ اور وہ سب کو ادھکا بتلاتا ہے اُسکا اُتر بھاگ۔ ویدانت شاستر ہے جو اپنشدوں اور ویدوں کی برہم وِدّیا کا

ودہان کرنیوالا ہے۔ اس میں بھی کوئی ایسا سوتر نہیں جس سے پایا جاوے کہ عورتیں اعلےٰ تعلیم کی ادہکاری نہیں ہیں بلکہ سب کو برہم ودیا کا ادھکار لکھا ہے۔ اور اس سے بڑھکر عورتوں کی تعلیم کو نہایت ضروری سمجھ کر گرہیا دہان سے ہی اس کا ارتھ بتلایا ہے۔ بدیں الفاظ :-

अथ य इच्छेद् दुहिता मे पण्डिता जायेत सर्वमायुरियादिति तिलौदनं पाचयित्वा सर्पिष्मन्तमश्नीयातामीश्वरौ जनयितवै ॥

خود اُپنشدوں میں بیسیوں وِدُشی عورتوں کے نام ہیں جو برہم وِدّیا میں کامل ہو چکی ہیں۔ مہاتما کپل جی کی والدہ دیوہوتی جی بھی انہیں برہم ویتاستریوں میں سے ایک تھیں۔ یہ اُپنشد یجروید کی ہے۔ خود یجروید میں بھی سب منش ماتر کو وید کا ادہکار لکھا ہے۔ ادھیا ۲۶ منتر ۲۔

"پرمیشور کہتا ہے کہ جیسے میں سب منشوں کے لئے اس کلیان کرنیوالی رگ وید آدی چاروں ویدوں کی بانڑی کا اپدیش کرتا ہوں۔ ویسے تم بھی سب برہمن کھشتری۔ ویش۔ شودر۔ اور سمبندھیوں اور اتی شودر آدی جنگلی قوموں کے لئے وید وِدّیا کا اُپدیش کیا کرو"

جب پرمیشور نے سب سے اُتم اور اعلےٰ وید وِدّیا کا سب کے واسطے اپدیش کرنا ارشاد کیا ہے تو ہم کون ہیں جو سب کو محروم رکھیں۔ اور اُسکا اپدیش نہ کریں۔ یہ تو وہی مثل ہے۔ داتا دان کرے اور بھنڈاری کا پیٹ پھٹے۔ یعنی داتا پرمیشور نے تو وید کا سب کیواسطے دان کیا۔ اور خود غرض بھنڈاریوں کے پیٹ میں درد ہوتا ہے کہ ہائے انکو کیوں ملتا ہے۔ وید کے جاننے کے کھٹ انگ اور کھٹ اپ انگ کا جاننا ضروری ہے یعنی شکھشا۔ کلپ۔ نروکت۔ چھند۔ جیوتش۔ دیاکرن۔ میمانسا۔ ویدانت نیائے۔ ویشیشک۔ سانکھ۔ یوگ۔ آیوروید۔ ارتھ وید۔ دہنروید۔ گندھرب وید بھی بلکہ چودہ وِدّیا ہیں۔ پس ان کا سب کو ادھکار ہے۔

اتھروید کے گیارھویں کانڈ کے تیسرے انوواک اور چوتھے پرپاٹھک میں کنڈ کا ۱۴ سے ۲۶ تک ۲۶ منتروں میں برہم چریہ کا ذکر ہے۔ اور جس خوبی سے وہاں اس آشرم کا ورنن کیا ہے۔ کوئی اعلےٰ تعلیم اس سے باہر نہیں رہ سکتی وہاں کنیا اور بالک دونوں کے واسطے برہم چریہ کی تاکید ہے۔ برہم چاری اور برہم چارنی کے سوبھاؤ۔ برتاؤ اور طریقہ تعلیم اور آریہ سمبندھی فرائض۔ یگیوپویت وغیرہ سب کا بیان کرتے ہوئے منتر ۱۸ میں یہ ارشاد کیا ہے۔

"کنیا برہم چریہ سیون سے وید آدی ست شاستروں کو پڑھکر پورن وِدّیا اور اُتم شکھشا کو پراپت ہو۔ اور یووتی (پورن جوان) ہوکر اپنے مطابق (سدرش) پورن جوان پرش سے بیاہی جائے"۔

گارگی اور میتریئی اور کاتیائنی۔ نند آلسا۔ اور منڈن جی کی ستری ایسی ایسی فاضلہ ہو چکی ہیں۔ جنہوں نے صدہا پنڈتوں کے اوسان باختہ کر دئے۔ اپنشدوں کے خزائن میں ابھی تک ایسے ایسے جواہر اُن کے دماغوں سے نکلے ہوئے موجود ہیں۔ جسے آج کل کے اعلےٰ تعلیم یافتہ پُرش عموماً نہایت مشکل سے سمجھ سکتے ہیں چہ جائیکہ ویسے خیال پیدا کرسکیں۔ دیاکرن کی پُستکوں میں صاف اُداہرن (مثالیں) ملتی ہیں کہ جس طرح آچاریہ یعنی پرش ماسٹر ہوکر لڑکیوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ ویسے ہی آچاریانی یعنے ستریاں بھی لڑکیوں کو پڑھایا کرتی تھیں۔ جب ماتا کو سب سے پہلے دیوتا گنا ہے मातृदेवो भव

اور دیوتا کے معنی ہیں विद्वांसो हि देवा اور مہابھاش میں لکھا ہے کہ देवा इति पण्डिता تو میں نہیں جانتا کہ کس طرح ودوان لوگ عورتوں کی تعلیم سے انکار کر سکتے ہیں۔ علاوہ براں خود ماتا لفظ کے ارتھ ہی ودیا والی کے ہیں یعنے جو بچہ کے خیال۔ سوبھاؤ۔ عادت۔ صحبت۔ آچارن۔ مذہب وغیرہ سب چیزوں کی مانیہ یعنی سُدھار کرے۔ یہ شبد بیوقوف پر کبھی نہیں گھٹ سکتا۔ اور یہی سبب ہے کہ شاستروں میں جہاں کہیں تعظیم کا ذکر ہے۔ وہاں ماتا کی تعظیم کا بہ نسبت پتا کے اول ارشاد ہے ایک مشہور اخلاق سکھلانیوالے نے لکھا ہے

माता शत्रुः पिता वैरी येन बालो न पाठितः

علاوہ براں وِدّیا خود ستری لنگ ہے۔ اور اُس کی دیوی× سرسوتی بھی ستری ہے جہاں تک ہم نے ست شاستروں کو دیکھا سُنا وِدّیا کے واسطے کوئی پُلنگ شبد نہیں۔ پس سب سے پہلے عورتوں کو ودیا کا ادھکار ہے۔ بعد ازاں مردوں کو افسوس کہ ماتا یعنی سرسوتی کی جایداد سے بیٹیاں محروم ہوں۔

دلائل

یُکتی نمبر ۱۔ عورتیں مردوں کی اردھنگی ہیں۔ یعنے گرہستی انسان بغیر ستری کے ناکمل ہے چونکہ اوِدّیا سے بڑھکر کوئی دُکھ نہیں اور عورتوں کا جاہل رکھنا گویا نصف بدن کا دُکھی رکھنا ہے۔ جسے کوئی عقلمند تسلیم نہ کریگا۔

یُکتی نمبر ۲۔ وِدّیا کا تعلق دماغ سے ہے اور ستریوں کو ایشور نے دماغ عطا کیا ہے اور آنکھیں بھی دی ہیں۔ اور زبان بھی پھر وِدّیا سے کس طرح محروم رہ سکتی ہیں۔

یُکتی نمبر ۳۔ ستریاں وِدّیا پڑھ سکتی ہیں اور پڑھ رہی ہیں۔ بلکہ اعلےٰ سے اعلےٰ ایم۔ اے۔ بی۔ اے کی ڈگریاں حاصل کر رہی ہیں۔ اینی بیسینٹ[1] اور میڈم بلیوٹسکی[2] پاربتی[3]۔ بنارس[4] کی بائی جی وغیرہ بہت سی فاضلہ ریفارمر ہونیکا دعوےٰ کر چکی ہیں۔ پس انکی اعلیٰ تعلیم سے انکار کرنا اور انہیں ادھکار نہ دینا جان بوجھکر حق پوشی کرنا ہے۔

یُکتی نمبر ۴۔ مورکھ انسان بہت جلدی بہک سکتا ہے بہ نسبت پڑھے لکھے کے آجکل کئی عورتیں جو مسلمانی ہو جاتی ہیں یا سادھوؤں کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں۔ اور دھرم کرم کی کچھ پرواہ نہیں کرتی ہیں اسکا باعث بھی وہی جہالت ہے۔ کیونکہ تعلیمیافتہ عورتوں سے ایسے فعل نہایت ہی کم صادر ہوتے ہیں۔

یکتی نمبر ۵۔ ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ کے راج میں رہ کر تعلیم نسوان سے انکار کرنا سراپا اودیا ہے اور صرف یہی نہیں کہ عورتیں وِدّیا پڑھ سکتی ہیں بلکہ انتظام سلطنت بھی عمدہ چلا سکتی ہیں۔ جھانسی کی رانی جمنا بائی اور اُس کا مشہور جنگ اور انتظام۔ مرہٹہ عورتوں کی شہ سواری۔ رانی کیکئی کا راجہ دسرتھ کے ساتھ یُدھ میں جانا۔ بیگم صاحبہ بھوپال کی بیدار مغزی اور نور جہان کی لیاقت کیا کسی سے مخفی ہے۔ یہ ساری کی ساری ملک کی ملکہ اور ریاست کی مالک کہلاتی ہیں اور ان میں سے نمبر ۲ و ۳ و ۵ گزر چکی ہیں اور نمبر ۱ و ۴ ابھی تک سریر آرائے سلطنت ہیں۔ کوئی بتلاوے تو سہی کہ کسی ہندوستانی راجہ یا نواب سی بیگم صاحبہ کا راج اور کسی شہنشاہ سے ملکہ معظمہ دامت حشمتہا کا راج بدانتظامی میں

× یہ آپکا نہایت پورانا اور دقیق شاعری کا استعارہ ہے یونانی لیٹن پرسی وغیرہ سب میں اسکی نظیر ملتی ہیں

[1] یہ پہلے ناستک اور بریڈ لاکی مددگار مشہور فاضلہ تھیں اب کچھ عرصہ سے تھیاسوفیکل سوسایٹی میں ہیں اور کئی کتابیں تصنیف کی ہیں [2] یہ مشہور فاضلہ رشین میڈم ہیں۔ جنہوں نے ہمراہ کرنل الکاٹ صاحب کے آکر ہندوستان میں تھیاسوفسٹ اخبار جاری کیا۔ اور کئی کتابیں بڑی ضخیم تصنیف کیں [3] یہ فاضلہ جین دہرم کی اوپدیشکا رہیں [4] یہ سنسکرت کی فاضلہ بنارس میں برناندی کے سنگم پر ایک گفا میں رہتی اور ست اپدیش کرتی رہتی ہیں۔

ہے۔ بلکہ اس وقت دنیا کی کوئی سلطنت بھی امن و امان اور وسعت میں مہارانی سے مقابلہ نہیں کر سکتی۔

یکتی نمبر ۶۔ ست نارائن۔ کہنی منگل گنیش چوتھ وانت کتھا۔ گور گیتا۔ اندھے کھوہ بھائی لالو وغیرہ کی دور از قیاس باتیں سُنکر آج کل جو ٹھگ لوگ ستریوں کے تن۔ من۔ دھن ہر لیتے ہیں۔ یہ خرابی اُن کے تعلیمیافتہ ہونے سے نہ رہے گی کیونکہ وہ وِدّیا پڑھکر ایسی کتھائیں بلکہ ان سے عمدہ عمدہ خود بنا سکیں گی اور ان فضولیات کی تردید بھی کر سکینگی۔

یکتی نمبر ۷۔ رمالوں۔ جوتشیوں۔ ڈکوتوں۔ کیمیاگروں۔ فال گیروں۔ گور پرستوں مسانٹروں سٹر ہیبوں۔ مناروں کی رونق کم ہو جائے گی (عورتوں کی تعلیم سے آزردہ ہونا چاہیئے اُنکو نہ کہ ہمارے تعلیمیافتہ ہندو بھائیوں یا آریہ بھائیوں کو۔

یکتی نمبر ۸۔ ستریوں کی بدچلنی کے ۶ ا سبادھن ہیں۔ کوئی (شاعر) کہتا ہے۔ اکیلے[۱] باغوں کی سیر کرنا۔ شراب[۲] پینا۔ رات[۳] کو دوسرے کے گھر جانا اور وہاں رہنا۔ فحش[۴] گیت گانا۔ غیر[۵] مردوں کے سامنے بیحیائی سے ناچنا اور ہنسی[۶] ٹھٹھا کرنا۔ چپلتا[۷]۔ زیادہ[۸] لالچ۔ زیادہ[۹] آرام طلب ہونا۔ زیادہ[۱۰] دُکھی ہونا۔ اکیلے[۱۱] دیہات میں سفر کرنا پوراِنوں[۱۲] کا سننا۔ خاوند[۱۳] کا بدمعاش ہو جانا۔ خورد[۱۴] سالی میں شادی اور پھر ماباپ کے گھر ہمیشہ رہنا۔ خودرائی[۱۵] اور خود پسندی[۱۶]۔ اور مندروں میں جاکر جھگڑا کرنا یہ سولہ باتوں سے کیسی نیک اور خاندانی عورت ہو پتت ہو جاتی ہے۔ اور یہ ساری خرابیاں بغیر تعلیم کے کسی طرح دور نہیں ہو سکتی ہیں۔ بنا براں تعلیم کا انہیں ادھکار اور ضروری ادھکار ہے۔

۲۔ کیا ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کی ضرورت ہے۔

جن کو قدرت نے دل و دماغ دیا ہے انہیں اعلےٰ تعلیم کی ضرورت ہے۔ اگر ستریوں کے پاس دل و دماغ زبان و آنکھ موجود ہیں تو اُن کو اُن چیزوں کی ضرورت ہے۔ جو ان اعضائے کے ساتھ سمبندہ رکھنے والی ہیں۔ اگر ستریاں ماں کے پیٹ سے پڑھی لکھی پیدا ہوتی ہیں تو انہیں کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن جب یہ معاملہ برعکس ہے۔ اور عرصہ سے مردوں کی تعلیم کا زیادہ پرچار ہونے کے کارن اور خود مردوں کی خود غرضی اور شرارت سے ستریوں کی حالت زیادہ گر گئی ہے۔ تو نہایت ہی زیادہ ضروری ہے کہ ان کی تعلیم کا بندوبست کیا جاوے۔ اور پھر آہستہ آہستہ اعلےٰ درجہ تک اُن کو تعلیم دی جاوے۔ انگریزی قاعدہ کے مطابق نہیں، بلکہ سناتنی رشیوں مُنیوں کے قاعدہ کے مطابق یعنے سب سے زیادہ انہیں اخلاق۔ خانگی امورات۔ دھرم۔ صحت وغیرہ مضامین پر اعلےٰ تعلیم ہونی چاہیئے۔

وِدّیا کا کام ہے سُدھار کرنا۔ جو زیادہ بگڑا ہُوا ہے اُس کو ہی زیادہ سدھار کی ضرورت ہے۔ زیادہ بیمار کو زیادہ اوشدھی کی ضرورت ہے نہ کہ تندرست کو امورات خانہ داری کا زیادہ تعلق عورتوں سے ہے۔ اس واسطے زیادہ ضرورت وِدّیا کی خاص ان کے واسطے ہے۔ اگر ستریوں کو نمرتا۔ سبھیتا۔ سوشیلتا۔ کو ملتا۔ سکھ دھرم اور موکش کی ضرورت ہے۔ تو بے شک انہیں وِدّیا کی بھی ضرورت ہے۔ اور چونکہ یہ چیزیں بغیر اعلےٰ تعلیم کے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے۔

بالمیکی رامائن اجودھیا کانڈ سرگ۔ ۲۰ شلوک ۱۵ میں لکھا ہے۔ کہ رامچندر جی جب کوشلیا سے ملنے گئے تو اُس وقت وہ سب ریشمی بستر دھارن کیئے پرمانند رت کے برت میں لگی ہوئی منتر پڑھ پڑھ کر اگنی میں آہوتی دے رہی تھی۔

اور سیتا بھی دہرم شاستر وغیرہ پڑھی ہوئی تھی۔ (دیکھو سیتا اور راون کا مباحثہ) سب سے اعلےٰ تعلیم ویدکی ہے۔ اور ویدوں پر فاضل قدیم زمانہ کی عورتوں کے مباحثے موجود ہیں۔ جنہیں آجکل کے شاستری اور ایم۔ اے مشکل سے سمجھ سکتے ہیں اور آجکل عورتوں کی بہت دُردشا ہو رہی ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم اُن کی خبر لیں (دیکھو نیتی شتک شلوک نمبر ۱۴) پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ عورتیں پشوپن سے نکلکر تہذیب کے میدان میں آویں۔ اور ہمارے گرہست درحقیقت آریہ گھرانے بنیں تو انہیں اعلےٰ تعلیم کی بیشک ضرورت ہے

۳۔ پرشوں کو ستری شکھشا کی طرف راغب کرنے کے کیا کیا اوپاؤ ہیں۔

پہلا اپاؤ۔ چھوٹے ٹریکٹ عورتوں کی تعلیم کے متعلق فاضلوں کی قلم سے لکھوا کر اُن کو اس دیش میں پھیلایا جاوے۔

دوسرا اپاؤ۔ عام اخباروں میں ہر زور آرٹیکل عورتوں کی اعلےٰ تعلیم کی ضرورت کے بارے میں دئے جاویں اور بغیر عورتوں کی تعلیم کے ہندوستان کی بُری حالت کا خاکہ کھینچا جاوے۔

تیسرا اپاؤ۔ پڑھی ہوئی منتظم اور لایق ستریوں کی سوانح عمریاں شایع کیجائیں۔

چوتھا اپاؤ۔ کچھ لکچرار بھی ایسے ہوں جو ملک میں اس مسئلہ پر اپدیش کریں۔

پانچواں اپاؤ۔ جس بات پر بطور نقص کے عام خاص کو اعتراض ہو اُسے حتے الوسع رفع کیا جاوے۔ اور جہاں تک ہو سکے لڑکیوں کی نیک چلنی کے واسطے نیک چلن عورتیں (شادی شدہ) ملازم رکھی جاویں۔ اور بورڈنگ ہوس میں بھی ایسا ہی انتظام کیا جاوے۔

۴۔ ستریوں کو شکھشا کی طرف راغب کرنے کے وسائل کیا ہو سکتے ہیں۔

وسیلہ اوّل۔ جو لوگ تعلیم نسوان کے حامی ہیں اُنہیں چاہیئے کہ اپنی لڑکیاں پاٹھ شالا میں داخل کریں۔ اور اپنی ستریوں کو پڑھانے کے واسطے گھر میں وقت نکالیں۔ جب وہ وِدّیا کی قدردان ہونگی تو اولاد کا بیوقوف رکھنا اُنہیں ہرگز گوارا نہ ہوگا۔

وسیلہ دوم۔ جو عورت سکول کی معلمہ ہوں چاہیئے کہ وہ لڑکیوں کے سنسکار پر بجائے پنڈت کے کام کریں۔

وسیلہ سوم۔ بڑے بڑے رئیسوں کی ستریاں لڑکیوں کو مختلف شُبھ موقعوں پر انعام دیا کریں۔ اور کبھی کبھی دیسی اعلےٰ افسروں کی ستریاں بھی ایسا کریں۔

وسیلہ چہارم۔ لڑکیوں کو ماباپ کی تعلیم اور عزت کرنا عملی سکھلایا جاوے۔ اور اُن کا وقت زیادہ دستکاری میں خرچ کیا جاوے۔ تاکہ شادی ہونے پر وہ خاوند کا ہاتھ بٹانیوالی ہو جاویں۔

وسیلہ پنجم۔ جب لڑکی کا بیاہ ہو تو پاٹھ شالا کی طرف سے کوئی عمدہ چیز بطور انعام دیجاوے۔

۵۔ استریوں کی پورن وِدوشی بنانے کے کیا کیا اُپاؤ ہیں۔

جس طرح بیمار کو تندرست بنانے کے لئے دوائی اور ڈاکٹر اور پرہیز کی ضرورت ہے اسی طرح ستریوں کو پورن وِدوشی بنانے کے لئے ستری شکھشا کی ضرورت جاننے والے پرُش ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ ہمہ تن مصروف ہو کر اِس مرض کے ناش کرنے کے لئے یتن کریں۔ ایک معمولی روگ کے ورنش کے لئے بڑی ہمت اور یتن کرنے کی اوشیکتا ہے چہ جائیکہ ایک راج روگ کو دور کرنے کی

صلاح کی جاوے۔ اور پھر لگا تار ہمت سے کام نہ کیا جاوے۔ ایسے موقعہ پر
حاذق حکیموں کی ضرورت ہے۔ جو جاہلوں کے طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کر ہمہ تن و
ہمہ جان اس کے واسطے مصروف ہو جائیں۔ اور سب مریضوں کو ایک شفاخانہ
میں داخل کر دیں۔ جن کا نام مہاودیالہ ہو گا۔

مہاودیالہ کی نگرانی کرنے والے ایسے پُرش ہوں جو اعلےٰ منتظم ہونے کے علاؔ
نہایت ہی نیک چال چلن ہوں۔ کیونکہ لوگوں کے ننگ و ناموس کا اس سے
زیادہ تعلق ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی غلطی سے کلنکت ہو کر ساری محنت کو برباد
کر دیں۔ اور پھر ہم کو مایوس ہونا پڑے۔

آپ خیال رکھیں کہ راما بائی کے عیسائی ہو جانے سے تعلیم نسوان کو بہت
سخت صدمہ پہنچا ہے اس قسم کی ساری خرابیوں کو حتے الوسع روک دیا جاوے
البتہ تشخیص کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اور اُس کا اُپاؤ کتب تعلیم اور
قاعدہ تعلیم کی اصلاح کرنا ہے۔ ہمارے منتظموں کو چاہیئے کہ وہ دیگر مہاودیالوں کی
نگرانی کرنیوالے فاضلوں سے صلاح لیں۔ شاستر ریتی کے مطابق ۱۶ سے ۲۴
تک کنیا کے بواہ کا سمہ ہے اور ودّیا آرنبھ کا سمہ ۶۔۷۔۸ ہے ۶ سے ۱۲ تک۔
۱۸ برس۔ ۶ سے ۱۶ تک ۱۱ برس اور ۸ سے ۱۶ تک ۸ اور ۱۲ تک ۱۶ برس ہوتے
ہیں۔ اگر طریقہ تعلیم آسان ہو اور تاریخ و جغرافیہ و حساب کو بھی آسان کیا جاوے
تو پڑھائی میں آسانی ہو سکتی ہے۔ اور کالیداس کا بیہ اگر منفی کئے جاویں
اور اُن کے بدلے بالمیکی یا منوسمرتی کے ادھیار کھے جاویں۔ تو کم سے کم پراگیہ
اور زیادہ سے زیادہ شاستری کے واسطے سمہ کافی ہے اقلیدس عورتوں کو دستکاری
میں زیادہ مدد دیگی اور میرے خیال میں وہ اُن کی طبیعت کے زیادہ انوکول ہے
ویدک (طب) کی کتابیں شروع سے آخیر تک پڑھائی میں کسی نہ کسی طرح شامل
رکھنی چاہئیں۔ اور تجربہ کار لیڈی ڈاکٹر کبھی کبھی امتحان لیا کرے۔ علاوہ بریں
نیک عورتوں کی لائیف پر کبھی کبھی سکول کے ماسٹر عورت ہو یا مرد وہاں ویاکھیان
دیا کریں۔ اور دوسرا اپائے یہ ہے کہ انعام یا کسی اچھے موقعہ پر لڑکیوں کو ان کے ماں باپ
یا برادری کے لوگوں کے سامنے عزت دیجاوے۔

۳۰ ستمبر ۱۸۹۳ء — لیکھرام آریہ مسافر از شہر جالندھر

آریہ ہندو اور نمستے کی تحقیقات

زمانہ کا انقلاب اس حد تک آپہنچا ہے۔ اور اودّیا نے وہ دن دکھلایا جبکہ
لوگوں کو اپنے صحیح نام وغیرہ کہلانے کی تمیز نہیں رہی۔ عالمگیر عمدہ اور مہذب
وحقیقی نام بُھلا کر ایک گمنام۔ فرضی غیر مہذب اور ناموزوں کلنک سے ہمارے
بھائیوں کو الفت اور محبت ہو گئی۔ اور سچے و اصلی نام کی عزت اور واقفیت
دور ہو کر اُسکا جاننا و ماننا بھی ہٹ گیا۔ اور یہاں تک اودّیا کا بسیرا ہؤا۔ کہ بجائے
آریہ کے ہندو اور بجائے آریہ ورت کے ہندوستان کہلوانے اور کہنے لگے۔ افسوس
صد ہزار افسوس !!!

نظر براں مناسب معلوم ہوا کہ نہایت مفصل طور پر اُن کی تشریح کر کے حق
و باطل کا پورا اظہار کیا جائے۔ تا کہ اہلِ خلاف کو موقعہ لاف و گزاف کا نہ رہے۔

واضح ہو کہ ہم آریہ لوگ اس ہندوستان اور ہندو نام کو کئی وجہ سے بُرا
سمجھتے ہیں۔ وہو ہذا:-

نمبر ۱۔ ہماری قوم کا ہندو نام کسی سنسکرت پُستک میں درج نہیں ویدوں
سے شاستروں بلکہ پورانوں سے لیکر ست نارائن کی کتھا جو بہت تھوڑے عرصہ
کی تصنیف ہے) تک بھی کہیں اس نام کا نشان نہیں ملتا۔ اس واسطے
ہمارا نام ہندو نہیں۔

نمبر ۲۔ کبھی کسی یادداشت روزمرہ۔ تتھی پتر روزنامچہ بہی جنم پتری ٹیوا
وغیرہ میں بھی ہندو یا ہندی یا ہندوستان وغیرہ نام نہیں لکھے گئے جس
سے بخوبی ثابت ہے کہ ہم ہندو نہیں ہیں۔

نمبر ۳۔ ہمارے ہاں کی بھاشا کتابوں میں بھی جو زمانہ اسلام سے پہلے
کی تصنیف ہیں۔ بلکہ زمانۂ اسلام کی مصنفہ پستکوں میں بھی یہ الفاظ استعمال نہیں
ہوئے۔ حتےٰ کہ کسی مذہبی یا قومی رسوم کے ادا کرتے وقت تاہنوز بھی ہندو وغیرہ
مستعمل نہیں ہیں۔ پس کسی طرح قابل قبول نہیں۔ کہ ہندو ہمارا نام ہو۔

پادری ٹامس ہادل (اپنی تشریح اسمائے ہنود آریہ میں) فرماتے ہیں کہ
یہ ہندو لفظ اس دریا کے نام سے بنا ہے جو سندھ کہلاتا ہے۔ کیونکہ اکثر الفاظ
جو زبان سنسکرت سے زبان فارسی میں آگئے ہیں وہ اس طرح سے تبدیل شدہ
پائے جاتے ہیں۔ مثلاً سپتہ سے ہفتہ۔ دسم سے دہم۔ سہسر سے ہزار۔ اسی
طرح سندھ ہو ہندو ہو گیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جس سے مراد ہے دریائے سندھ
کے کنارے کے باشندے۔

جواب۔ پادری صاحب اتنا تو مانتے ہیں کہ یہ لفظ فارسی کا ہے مگر سنسکرت
سے آیا ہوا۔ یعنی سنسکرت کے سندھو سے ہندو بنا ہے ایسا فرمانے میں واضح ہووے
کہ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ یونانی لوگ براہ روم۔ ایران۔ اور افغانستان کو آریہ ورت
میں آئے۔ اور راستہ میں جیسا کسی ملک کا نام سُنا وہی استعمال کیا۔ حرف س کا
ہ سے بدل جانا ہم نے مانا۔ مگر فارسی میں سنسکرت کسی طرح نہیں۔ ہاں
سنسکرت میں سندھو اور سندھوا (دیکھو نگھنٹو ۱۔۱۳۔ اونادی کوش ۱۔۱۱) دونوں
ندی کو کہتے ہیں۔ مگر سندھو کبھی باشندگان آریہ ورت کی نسبت استعمال نہیں
ہؤا۔ اور نہ شایاں ہے۔ لیکن فارسی لغات کے رو سے جو اس لفظ کے معنے
ہیں وہ البتہ مذموم معلوم ہوتے ہیں۔

سندو۔ در فارسی بکسر سین بمعنے حرام زادہ و بد و شریر و قافیہ معیوب باز
کشف وسراج۔ منتخب وغیاث و برہان و لطائف اللغات۔

چونکہ سرحد کے لوگ غیر ملک والوں کو لوٹ لیا کرتے تھے اسلئے ان کا نام غیر
ملک والوں نے سندو یا ہندو رکھا۔ اور دونوں لفظ فارسی زبان سے مترادف
ہیں اور اُس ملک کے محاورہ میں بھی نقب کو سیندہ کہتے ہیں۔ اور افغانی زبان
میں دریا کو سین کہتے ہیں جس سے نقب زن کا نام ہے۔ یہ سیندو یا ہندو ثابت
ہوتا ہے۔ کسی بھلے مانس کا نہیں۔ چہ جائیکہ آریوں کا۔ پس آپ کا یہ قول
بھی ہر طرح ناجائز ہے۔

پادری۔ ممکن ہے کہ یہ ہندو نام سنسکرت کے لفظوں سے بنا ہو یعنی ہین اور
دوش سے جن کے معنے بے نقص کے ہیں اور ممکن ہے کہ کثرت استعمال کے سبب
اُن میں سے چند الفاظ چھوٹ بھی گئے ہوں۔ جیسا کہ ہندو استھان کی بجائے
ہندوستان بولا جاتا ہے اور عقل بھی قبول کرتی ہے کہ ہندوان کے بزرگوں نے

جو ہوشمند تھے۔ اسی نام کو جسکے معنے بیدوش کے ہیں اپنی قوم پر عاید کر لیا ہو۔

جواب۔ آپکا فرضی تمکن سنسکرت کے رو سے بالکل ناممکن ہے۔ کیونکہ سنسکرت کی کسی لغات یا اتھیاس میں اس کا پتہ نہیں ملتا۔ پس ہندؤں کے بزرگوں کا جاری کیا ہوا یہ نام نہیں ہے۔ بلکہ غیر قوموں کا آریوں کے حق میں الزام و اتہام ہے اور یہ لفظ استھان بھی بالکل اسنبھو اور بے محاورہ ہے۔ کیونکہ ایک فارسی۔ دوسرا سنسکرت ہے۔

البتہ اس کے تسلیم کرنے سے کسی کو انکار نہیں کہ جس طرح اور زبانیں سنسکرت سے نکلی ہیں۔ اسی طرح سنسکرت کے استھان سے فارسی کا ستان بنا ہے۔ مگر عربستان۔ افغانستان۔ فرنگستان۔ انگلستان۔ زابلستان۔ بلوچستان۔ ترکستان گلستان۔ بوستان۔ دبستان۔ تاکستان۔ نخلستان۔ چمنستان کی امثال ہندوستان بھی ہے۔ کوئی لفظ اس میں سے چھوٹا ہوا نہیں ہے۔ پس یہ فرمانا بھی آپ کا محض بے بنیاد ہے۔ کہ یہ ہندؤں کی ایجاد ہے۔ نہیں نہیں غیر ملک کے باشندوں کا الزام ہے اور سب سے زیادہ کثرت استعمال اس کا بدولت اسلام ہے۔ چنانچہ اُس کے اثبات میں شہادتیں یہ ہیں :۔

(۱)۔ حضرت معاویہؓ کے والدہ کا نام ہندیہ تھا۔ کیونکہ وہ سیاہ فام تھی۔ مثالب

(۲)۔ ہند بالکسر نام زنے کہ قاتل امیر حمزہؓ بودہ است۔ منتخب

(۳)۔ ہندو در محاورہ فارسیاں بمعنے وزد و رہزن۔ غلام مے آید۔ خیابان۔ غیاث

(۴)۔ ہندوزن۔ زن ساحرہ راگویند یعنی جادوگرنی عورت۔ غیاث۔ کریم۔

(۵)۔ ہندویا۔ یعنی ہندوستان یادوات (سیاہی) کشف۔

(۶)۔ ہندوے پیر۔ زحل کہ در آسمان ہفتم است و پاسبان ملک است و رنگ سیاہ دارد۔ اگر پاسبان ہند کہ ایشانرا سادہی گویند۔ رنگ سیاہ مے باشند۔ کشف۔

(۷)۔ ہندوئے چرخ ہفتم۔ بالکسر یعنی زحل کہ نحس و سیاہ است۔ کشف۔ بُرہان)

(۸)۔ ہندوے باریک بین وہندوے سپہر ہفتمی۔ وہندوئے کنند گردانہ۔ زحل کشف

(۹)۔ ہندویتو۔ بالکسر غلام وبندۂ تو۔ کشف۔

(۱۰)۔ ہندو بکسر غلام وبندہ۔ کافر و تیغ۔ کشف۔

(۱۱)۔ چار ہندو در یکے مسجد شدند + بہر طاعت راکع و ساجد شدند

(۱۲)۔ زلف دلبندش۔ صبارابند در گردن نہد ؛ باہواداران زہر وحیلہ ہندو بہ بین۔

(۱۳)۔ اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا + بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارارا

(۱۴)۔ خواجہ رابود ہندو بندۂ + پروریدہ کردہ اورا زندۂ۔ مثنوی رومیؒ

(۱۵)۔ دو ہندو بر آیند زہندوستان + یکے وزد باشد یکے پاسبان (نظامیؒ)

(۱۶)۔ دو ہندوئے از پس سنگے سر بر آوردند۔ (گلستان)۔

(۱۷)۔ ہندوئے لفظ اندازمی مے آموخت + حکیمی گفت ترا کہ خانہ نییں ست بازی نہ این است گلستان۔

(۱۸)۔ چہ ہندو ہندوئے کافر چہ کافرے رہزن + چہ رہزن رہزنے ایمان۔ چمن بینظیر

(۱۹)۔ خالے نہ بر عارض آن شاہ مست است + ہندو بچہ ایست کہ خورشید پرست است۔

(۲۰)۔ جہاں ہندوست تا رختست نہ گیرد۔ بگیرش سُست تا سختست نگیرد شیریں خسرو

(۲۱)۔ دوگیسوئیش دو ہندوئے رسن باز ؛ زشمشاد سرا وازش رسن ساز (زلیخا)۔

(۲۲)۔ یکے خال سیاہ جاکرد بر کنج بر لب لعلش ؛ تو گوئی بر لب آب بقا بنشست ہندوئے + ظہیر فاریابی۔

(۲۳)۔ کند در پیش پائے آن نگارین سجدہ ہانفس ؛ بلے کار ہے بہ از آتش پرستی نیست ہندورا۔ دیوان غنی

(۲۴) من آن ترکِ سیاہ چشم بریں بام ؛ کہ ہندوئے سفیدت شد مرا نام۔ شیرین خسرو

اور یہی لفظ فارسی۔ عربی۔ عبرانی وغیرہ زبانوں میں قریب قریب انہیں معنوں میں استعمال ہوا ہے بلکہ ایسی کوئی کتاب شاذ و نادر ہوگی جس میں یہ لفظ ان معنوں میں نہ آیا ہو۔ جس سے ہر طرح ثابت ہے کہ یہ نام ہمارا نہیں۔ قطعی ترک کرنے کے لایق اور عداوت اور عناد سے موضوع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اُن کے لئے یون ملیچھ وغیرہ۔

پادری۔ پھر زبان سنسکرت میں نام آریہ اور زبان فارسی میں ایرانی دونو ہی ایک مصدر یا دہاتو آر سے نکلی ہیں۔ اور آریہ اور ایرانی کے اصل معنے ہل چلا کر کھیتی کرنے والے کے ہیں اور حقیقتاً یہ نام آریہ قوم کے لوگوں کا اس وقت تھا۔ جب یہ صرف کھیتی کر کے ہل واہی کرنے سے روٹی کماتے تھے۔

جواب۔ افسوس کہ جن کو مصدر یا دہاتو کی بھی تمیز نہیں۔ وہ بھی اعتراض کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں۔ حضرت آر دہاتو نہیں۔ بلکہ رِی دہاتو ہے جس سے سنسکرت میں آریہ اور آریہ نام بنے ہیں۔ اور اسی سے فارسی پہلوی میں ایرانی بنا ہے۔ مگر آریہ اور آریہ بھی ایک نہیں وہ ریتی سے بنا ہے۔ یہ اور سے۔ پہلا تمام قوم (برہمن۔ کھشتری۔ ویش۔ شودر) کا نام ہے اور دوسرا صرف ویش کا چنانچہ ویشوں کے (منوسمرتی ادہیا شلوک ۹۰ ہیں) پشوونکی رکھشا۔ دان دینا یگ کرنا۔ پڑہنا۔ بیوپار کرنا۔ بیاج لینا۔ کھیتی کرنا۔ سات کام لکھے ہیں۔ اور پنجابی مثال ہے۔ اُتم کھیتی مدہ بیوپار۔ نکھد چاکری بھیکھ منگار۔ آریہ کے معنے سنسکرت کے رو سے فاضل سرلشٹ۔ وِدوان۔ دہارمک۔ ایشور بھگت کے ہیں۔ اور یہی ذکر میکس میولر صاحب نے بھی کیا ہے۔ (دیکھو سائنس آف لنگویج صفحہ ۲۷۵) آریہ کے معنے فاضل وِدان اور دیوتا اور خوش اخلاق دیوتوں تعظیم کرنے والا ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ دسیون کی ضد ہے"۔

اور کل آریہ کبھی کھیتی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ابتداء سے اس کی چار حصوں پر تقسیم ہے۔ جس کا وید مقدس میں بھی ارشاد ہے گویا اُسی ہدایت پر اس تمدنی تقسیم کی بنیاد ہے۔ یعنی وِدیا کا پڑہنا۔ پڑہانا۔ یگ کرنا۔ کرانا۔ دان دینا۔ لینا۔ جو ملکھ کام ہیں اُن کا کرنیوالا برہمن۔ وِدیا کا پڑہنا۔ یگ کرنا۔ دان دینا۔ ملک و قوم کی حفاظت کرنا جو قوت بازو سے متعلق ہے اُس کا کرنیوالا کھشتری۔ اور بموجب تشریح بالا کے دیشاٹن کر کے تجارت کرنیوالا۔ ویش اور جاہل محض اور خدمتگار کا نام شودر ہے لیکن ہمیشہ آریہ قوم میں سے ویش کھیتی کرنیوالے رہے یا کھیتی کرنیوالے کا ویش لقب رہا۔ مگر تمام بنی نوع انسان کا کام بموجب قانون قدرت کے صرف کھیتی کرنا نہیں۔ ورنہ علم شجاعت۔ حفاظت ملک کی خدمت پر اوپکار کون کرے اور یہی تقسیم ایرانی قوم میں بھی اِسی طرح بلحاظ تمدن کے موجود ہے اور کتاب دبستان مذاہب اور اُستاوژند اور آبحیات سے واضح طور پر مشہود اور اسی کی تائید۔ میکس میولر صاحب کے بیان سے ظاہر ہے یعنی پارسی لوگ بھی آریہ ورت سے اٹھکر ایران میں آباد ہوئے (دیکھو سائنس آف لنگویج صفحہ ۲۸ اور تاریخ بھی اس کی شہادت دیتی ہے کہ قدیم یونانی۔ اور اہل روما اور اہل انگلش اور اہل فرانس اور اہل جرمنی اور اہل فارس وغیرہ سب کے بزرگ آریہ تھے۔ (دیکھو تواریخ ہند) پس مناسب ہے کہ آپ اِس غلطی کا بھی علاج فرماویں۔ اور اس قسم کے فرضی وخیالی دعوؤں سے باز آویں۔

پادری۔ جیسے کہ اس پنجاب میں بھی کھیتی کرنیوالے آرائیں کہلاتے ہیں۔

جواب۔ جناب آرائیں لفظ سنسکرت کا نہیں بلکہ پنجابی ہے۔ جہاں تک بنظر تعمق و غور کیجاتی ہے۔ آرائیں نام والی قوم مسلمان ہی ہے۔ ہندو کوئی نہیں۔ جس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ نام انکا عربی کے راعی سے بگڑا ہوا ہے۔ اور بہت تھوڑے تغیر میں سے جو ذرا حلق کی طاقت نہیں بولنے کی دقت کے سبب اُسکا رائیں یا آرائیں بولنا ذرا بھی دشوار نہیں (راعی۔ شبان۔ نگہبان یعنی چرانندہ چارپایان رعیات) اور یہی آپ کا منشا ہے۔ پس یہ لفظ بھی عربی کے راعی سے بنا ہے۔ سنسکرت کا نہیں

پادری۔ اگر اس پیشہ کے لوگ جانوروں خصوصاً بیلوں پر ظلم کیا کرتے ہیں اور بیزبان جانوروں کو اپنی چھڑی سے جس کے سر پر ایک لوہے کی نوکدار کیل لگی ہوئی ہوتی ہے۔ چبھو چبھو کر ہانکا کرتے ہیں اور اس سبب سے وہ نوکدار کیل آر کہلاتی ہے۔

جواب۔ حضرت یہ اُن بیرحم جاہلوں کا کمال ظلم اور دہرم شاستر کے رو سے ایسے لوگ سزا پانے کے مستحق ہیں۔ چنانچہ علاقہ مہاراجہ جموں یا کپورتھلہ۔ نابھہ یا جیند یا جودھ پور وغیرہ میں کوئی اسکا استعمال نہیں کرتا۔ اور کرنیوالا سزا پاتا ہے (دیکھو زنبیر ڈنڈ وغیرہ) اور بٹالہ میں بھی چند ہندو مسلمان عیسائی صاحبان کی کوشش سے انجمن ہمدردی حیوانات بنی ہوئی ہے اور قانون سرکاری بھی ایسے لوگوں کی تنبیہ کے واسطے جاری ہے (دیکھو ایکٹ ۵ سنہ ۶۹ ۶ دفعہ ۴۳) آر لفظ بھی سنسکرت کا نہیں بلکہ فارسی کا ہے۔ چنانچہ ارہ کابل و افغانستان و پشاور میں لکڑی چیرنے۔ جوتی سینے والے آہنی آلہ کو کہتے ہیں۔ غالباً فارسی کے ان الفاظ سے ہی یہ ان بیرحم جاہلوں نے لفظ سُن سنا کر رائج کیا ہو تو تعجب نہیں بلکہ یقینی ہے۔

پادری۔ پس جب اس قوم نے رفتہ رفتہ علم و ہنر سوداگری میں ترقی کی تو یہ نام گو جو صرف کھیتی کرنیوالے کو مخصوص تھا چھوڑ دیا اور بہ نسبت اس آریہ نام کے (غلباً) ہندو۔ دوش کو جو رفتہ رفتہ ہندو ہو گیا ہے۔ اپنی قوم پر عاید کر لیا ہے اور یہ ہندو بہ نسبت آریہ نام کے اس قوم میں زیادہ رونق پا گیا۔

جواب۔ آپ کا یہ الزام بھی بالکل خام ہے۔ کبھی کسی فاضل سنسکرت یا پراکرت نے یہ نام (ہندو) اپنی قوم کی نسبت عاید نہیں کیا۔ مگر المجبوری و معذوری حکم حاکم مرگ مفاجات جانکر مسلمانوں کے وقت سے فارسی کا رواج ہو جانے سے دفتروں میں یہ نام تحریر ہونے لگا۔ اور آخر کار تمام ملک مسلمانوں کا ہندو (غلام) ہو گیا۔ آپکا یہ فرمانا کہ جب اس قوم نے رفتہ رفتہ علم و ہنر سوداگری میں ترقی کی تو آریہ نام کو چھوڑ دیا بالکل فضول اور لغو ہے بلکہ دھوکھا دہی ہے جبتک علم و ہنر و سوداگری وغیرہ میں ترقی رہی تب تک آریہ نام رہا۔ اور جب سے سُستی اور کاہلی اور آرام طلبی نے گھر کر لیا۔ علم و ہنر و سوداگری و سفر و سیاحت سے دست کش ہو گئے۔ ہندو۔ کافر۔ غلام۔ نیم وحشی بن گئے۔ چنانچہ تواریخ بھی تبلاتی ہے۔ کہ آریہ لوگ ہمیشہ سے فلاسفی کے شوقین رہے اور ہندسہ اور طبعیات کے اُستاد اول یہی ہیں۔ اسی سبب سے وہ آریہ یعنی سرشیٹ کہلاتے تھے۔ ایران کا دارا بادشاہ بھی آریہ ہونیکا اقراری تھا کہ میں آریہ ہوں اور آریوں کی اولاد سے ہوں کیونکہ اُس کے پردادا کا نام اریارمیا تھا (دیکھو سائنس آف لنگویج مصنفہ میکس میولر صفحہ ۲۸۰)

پادری۔ جو کہتے ہیں کہ یہ نام ہماری قوم کا ہمارے دشمنوں یعنے محمدیوں نے رکھا ہے۔ وہ محض غلط نہیں بلکہ دہوکھا ہے۔

جواب۔ چونکہ یہ نام ہماری کسی مذہبی پستک یا تواریخی یا علمی کتب میں کسی جگہ مذکور نہیں ہے اور مخالفوں اور غیر ملک والوں کی کتابوں میں صدہا مقام پر موجود ہے۔ جس سے نمونہ کے واسطے چند مقام ہم نے پیش کر دیئے۔ پس اسی حالت میں انکار محض کو سوائے تجاہل عارفانہ کے ہم اور کیا کہیں۔ مگر صرف یہ تا کہ ہندو بھائیوں کو ست ویدک دھرم سے محروم رکھکر فریبانہ چاپلوسی کر کے عیسائی بنا لیا کریں اور اُن کو آریہ نام سے نفرت ہو جائے۔ پادری صاحب نے ایک دام تذویر بچھا کر اُن کو گمراہ کرنا چاہا۔ ورنہ اور کچھ نہیں۔

پس ہر ایک دانا جان سکتا ہے۔ کہ یہ نام جب ہمارے مخالفوں کی کتابوں میں (خواہ وہ ایرانی ہوں یا افغانی یا یونانی یا اعرابی یا رومی) موجود ہے۔ تو اُن کا دعوے کس قدر دروغ بیفروغ ہے جس پر ہمیں کہنا پڑا کہ پادری نے دہوکھا بازی کو کام فرمایا اور حق سے مُنہ چھپایا ہے۔ ہم اُن کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وہ یا اُنکا کوئی اور الہامی یار غار یا فضلہ خوار (مرزا غلام احمد وغیرہ) ہندو نام کسی سنسکرت کی کتاب میں بتلا دے اور ثبوت کرا دے۔ ورنہ یہ دہوکھا بازی کا طوق مثل یہودا اسکر لوطی یا یزید کے قیامت تک دغاباز کے گلے میں رہیگا۔

پادری۔ کیونکہ یہ نام ان کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ جو محمد صاحب کی پیدایش سے بہت پہلے لکھی گئی تھیں (مثلاً استر کی کتاب جو حضرت محمد صاحب کی پیدایش سے ایکہزار برس پیشتر لکھی گئی تھی) اُس کے پہلے باب کی پہلی آیت میں ہندوستان ہے اور اسی طرح فلادیس جوسفر یہودی مورخ بھی اپنی کتاب میں ہندوستان کا نام لکھتا ہے جو محمد صاحب کی پیدایش سے ۶۰۰ برس پیشتر ہوا ہے (دیکھو اُس کتاب کی حصہ ۸ باب ۵) پس ظاہر ہے کہ محمد صاحب کی پیدایش سے بہت پہلے یہ ملک ہندوستان کے نام سے نامزد اور مشہور معروف تھا اور اغلباً اُسکے باشندے ہندو کہلاتے تھے۔

جواب۔ یہ ثبوت بھی آپ کے وشواس کی مضبوطی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ہمارا دعوے یہ ہے۔ کہ ہماری کتابوں میں ہندو نام نہیں ہے اور نہ سنسکرت کا لفظ ہے۔ باقی رہا استر میں یا تواریخ یہودیہ میں ہونا۔ اول کتاب سکندر کے قریبی زمانہ کی بنی ہوئی ہے (دیکھو استر کی کتاب عبرانی بائیبل صفحہ ۱۱۸۷ مطبوعہ ۱۸۷۸ء لنڈن مسیح سے ۵۲۱ برس پہلے) اور دوسری مسیح کے بعد کی ہے۔ اور جہاں تک تحقیق ہو چکی ہے۔ غالباً یہی زمانہ ہے جب سے یہ بُرا نام ہمارے اور ملک کے واسطے غیر ملک والوں نے استعمال کرنا شروع کیا۔ چونکہ آپ کے بیان سے بھی ہمارے دعوے کا ثبوت ہے۔ اور آپکے حق میں مضر۔ کیونکہ ہمارے ہاں مشہور ہے کہ یہ نام یوں لوگوں نے وضع کیا۔

عام اعتراض۔ ہندو نام اندو سے بنا ہے اور اندو کہتے ہیں چندرمان کو یعنی چندربنسی۔

جواب۔ ہم مانتے ہیں کہ اندو چندرمان کو کہتے ہیں۔ مگر سنسکرت میں یہ کس طرح بن گیا۔ اور علاوہ براں کیا تمام ہندو چندربنسی یا سورج بنسی ہیں۔ برہمن۔ ویش شودر نہیں ہیں۔ اور اندو صرف چندرمان کو کہتے ہیں۔ بنسی کہاں سے آ گیا۔ اور کس کے معنے ہوئے اور کیوں یہ نام اس دہاتو سے بھی کسی سنسکرت پستک میں آج تک مندرج نہیں ہے۔ اور کیا سوائے چندربنسی کے اور لوگ اپنے آپ کو ہندو نہیں کہلاتے یا سورج بنسی سے کوئی اور نام نکلا ہے اور کیا آپکے سوائے دنیا بھر میں کسی کو یہ امر معلوم نہیں۔ جبکہ ان مندرجہ بالا باتوں سے کوئی بھی یوگ نہیں ہو سکتی ہے۔ لہذا یہ دعوے بھی محض بے بنیاد ہے۔ کیونکہ اب تک چندربنسی سورج بنسی وغیرہ صدہا گوتروں کی قومیں آریہ ورت میں موجود ہیں۔ مگر ہندو کا نام و نشان ندارد۔

اب کچھ تھوڑا سا اس امر کا بھی ثبوت دیا جاتا ہے کہ ہمارا آریہ نام کن کن پستکوں میں مندرج ہے۔ نہ زیادہ اثبات کے خیال سے اصل عبارت معہ حوالجات کے تحریر ہوگی۔

نمبراول - رگ وید منڈل ۱ سکت ۱۰۳ منتر ۳

सजातुभर्मा श्रद्दधान ओजः पुरो विभिन्दन्नचरद्वि दासीः
विद्वान वज्रिन्दस्यवे हेतिमस्यार्यं सहो वर्धया
द्युम्नमिन्द्र ॥

نمبر ۲ - رگ وید منڈل ۱ سکت ۵۱ منتر ۸ -

विजानीह्यार्यान्ये च दस्यवो बर्हिष्मते रन्धया शासदव्रतान् शाकी भव यजमानस्य चोदिता विश्वेत्ता ते सधमादेषु चाकन ॥

نمبر ۳ - یجروید ادھیائے ۱۶ منتر ۴۲ -

नमः पार्याय चावार्याय च नमः प्रतरणाय चोत्तरणाय च नमस्तीर्थ्याय च कूल्याय च नमः इति यजुर्वेद ॥
१६।४२

نمبر ۴ منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۲۲ تک

आसमुद्रात्तु वै पूर्वादासमुद्रात्तु पश्चिमात् तयोरेवान्तरं गिर्योरार्यावर्तं विदुर्बुधाः ॥

نمبر ۵ - منوسمرتی ادھیا ۱۰ شلوک ۴۵

मुखबाहूरुपज्जानां या लोके जातयो बहिः म्लेच्छवाचश्चार्यवाचः सर्वे ते दस्यवः स्मृताः ।

نمبر ۶ - نیاودرشن ادھیا - پہلا سوتر ۱ - بھاش واتسائین

نمبر ۷ - کاشکا ادھیاء چار پادا سوتر ۳۰

ऋष्यार्या

केवलमामकभागधेयपापापरसमानार्यकृतसुमङ्गलभेषजाच्च ॥३०॥

نمبر ۸ - اشٹادھیائی ادھیاء ۴ پادا سوتر ۴۹

इन्द्रवरुणभवशर्वरुद्रमृडहिमारण्ययवयवनमातुलाचार्याणामानुक्

نمبر ۹ - اِس کا کاشکا کا بھاش

आर्यक्षत्रियाभ्यां वा आर्याणी आर्या

نمبر ۱۰ - گیتا ادھیا ۲ شلوک ۱۰

अनार्यजुष्टमस्वर्ग्यमकीर्तिकरमर्जुन ॥

نمبر ۱۱ - بھارت ادیوگ پرب

श्रुतं प्रज्ञानुगं यस्य प्रज्ञा चैव श्रुतानुगा असम्भिन्नार्यमर्यादः पण्डिताख्यां लभेत सः ॥

نمبر ۱۲ - ینتحر دہست اپدیش باب اول آرْیَ
نمبر ۱۳ " باب دوم آرْیَ
نمبر ۱۴ " باب سوم آرْیَ
نمبر ۱۵ " باب چہارم آرْیَ
نمبر ۱۶ " باب پنجم آرْیَ

نمبر ۱۷ - بالمیک رامائن بال کانڈ سرگ ۱ شلوک ۱۶ و ۳۵

सर्वदाभिगतः सद्भिः समुद्र इव सिन्धुभिः आर्यः सर्वसमश्चैव सदैव प्रियदर्शनः गत्वा तु समा

स्थाने रामं सत्यपराक्रमम् अयाच ज्ञातरं तं आर्य भावपुरस्कृतः

نمبر ۱۸ वाल्मीकी रामायणे

نمبر ۱۹ - بالمیک رامائن کسکندھا کانڈ سرگ ۱۹ اشلوک ۲۸

सुग्रीवे पुनरुत्थाय आर्यपुत्रेति क्रोशती रुरोद सा पतिं दृष्ट्वा संवीतं मृत्युदामभिः

ڈکشنری کلان سنسکرت وانگریزی مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۲۴ ۱۸۷۴ء

نمبر ۲۰ - آریہ - نمبر ۲۱ - آریک - نمبر ۲۲ آریہ گریہ - نمبر ۲۳ - آریہ پوتر - نمبر ۲۴ - آریہ پرایہ - نمبر ۲۵ - آریہ روپ - نمبر ۲۶ - آریہ لنگن - نمبر ۲۷ آریہ ورت - نمبر ۲۸ - آریہ ویش نمبر ۲۹ آریہ گیت - نمبر ۳۱ - آرش - نمبر ۳۲ अहं आर्य ہمیں کوش پہلا کانڈ - نمبر ۳۳ : नः देवार्य ज्ञातनंदन مرچھٹکا ناٹک - (کوش شبدارتھ بھانو سے صفحہ ۵۰ مطبوعہ سال ۱۸۷۵ء لاہور) نمبر ۳۴ - آریہ - نمبر ۳۵ - آریک - نمبر ۳۶ - آریتر نمبر ۳۷ - آریہ منتر - نمبر ۳۸ آریہ ورت نمبر ۳۹ - آریہ سے ہی ایران اور آرمینیہ یہ لفظ بھی نکلتے ہیں اور ایری کہ آریہ سے بنا ہے - آرمینوں کے ہاں اُس کے معنے بہادر کے ہیں - (دیکھو سائینس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۱) -

نمبر ۴۰ - چونکہ آریوں کی بود و باش کا مقام ہے اُسکا نام ایریہ ہے - یہہ اُستاد ژند میں لکھا ہے (دیکھو سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۱ میکس میولر صاحب -

نمبر ۴۱ - گوربلاس جو تم شکھ ہمارے آریہ (یوسیس دہرم کے کاریہ -

نمبر ۴۲ - ویک ولاس گرنتھ میں بودہوں کا مت ایسا لکھا ہے -

बौद्धानां सुगतो देवो विश्वं च क्षणभंगुरम् आर्यसत्त्वाख्यया तत्त्वचतुष्टयमिदं क्रमात् ॥

نمبر ۴۳ - روزمرہ کا سنکلپ

ब्रह्मणो द्वितीय प्रहरार्द्धे श्वेतवाराहकल्पे जम्बूद्वीपे आर्यावर्तान्तरगते इत्यादि ॥

اِس سے ہر ایک بدیہی مان جان سکتا ہے - کہ ہمارا نام آریہ ہے یا ہندو اور ملک کا نام آریہ ورت ہے یا ہندوستان - ہم نے تحقیق حق اور باطل کے خیال سے بہت سی شہادتیں دونوں ناموں کی نسبت پیش کر دی ہیں - ناظرین سچ اور جھوٹھ میں تمیز کر کے مُلک و قوم کو ان کلنکت ناموں سے بچانے کی کوشش کریں -

نقل اور خط - جناب ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ - نمستے مضمون ذیل کو جو کہ جملہ اعتراضات نور افشان کے لفظ آریہ کی تشریح کی بابت ابلاغ خدمت ہے اپنے بیش بہا اخبار کے کسی گوشہ میں شایع فرما کر نیازمند کو ممنون فرمائیے -

پادری صاحب کو آریہ شبد کی تحقیقات سے پیشتر اس امر کی تحقیق ضرور تر ہے سب زبانوں میں مدر ٹنگ کون ہے اور کس کو دعوے قدامت ہے بیقین کامل ہے کہ اس امر کو تحقیق کرتے ہی خلاصہ اور واضح طور پر سوائے دیوبانی سنسکرت کے اور کسی زبان کا دعوے قدامت اور مدر ٹنگ ہونیکا پایہ ثبوت کو نہ پہنچیگا - پس جب سنسکرت ہی مدر ٹنگ ہے تو خصوصاً اور جب تحقیق طلب آریہ شبد اُسی زبان کا ہے تو عموماً سنسکرت ہی میں تلاش کرنا راست اور درست ہے اور سنسکرت کی لغات (دہاتو (مادہ) کو چھوڑ کر دوسری آف ٹریورن ڈایا الیکیٹس (زبان ہائے مفروع) میں آریہ شبد کا مادہ اور مخرج تلاش کرنا بجنسہ ویسا ہی ہے جیسا کہ جمیکا کی پرزر کار طلائی پر بیٹھ کر مور پنکھ سے سونا نکالنے کی فکر میں سر مارنا خیر - پادری صاحب

کی تو کیا رُوئے زمین پر کوئی بھی ایسا ملک نہیں کہ جہاں کے علماء سنسکرت کی فضیلت اور قدامت کا دم نہ بھریں اور معقول دلائل اور ثبوت کی طرف توجہ دلانے پر اُس کی مدر ٹنگ ہونے کے دعوے میں کلام کریں۔ پس پادری صاحب کو اگر نہ معلوم ہو تو اب معلوم کریں۔ کہ آریہ شبد کا دھاتو پرتیہ اور معنے حسب ذیل ہیں :۔

आर्य पुंल्लिङ्ग अर्त्तुं योग्य आर्यते वा ऋ गतौ ऋहलो
र्ण्यत् इति स्वामिनि गुरौ सुहृदि श्रेष्ठ कुलोत्पन्ने
पूज्ये श्रेष्ठे सङ्गते न्याय्ये कर्म्मान्ये उदारच
रिते शान्तचित्ते कर्त्तव्यमाचरन् अकार्यमकर्त्तव्य
मनाचरन् तिष्ठति प्रकृताचारे स तु आर्य इति स्मृतः

اگر پادری صاحب سنسکرت جیسی دیوبانی کے سمجھنے کی عدم استطاعت کی وجہ سے یا آنکہ بچون و چرا کا تعصبی چشمہ آنکھوں پر لگانے سے صرف آفٹر بورن (پیچھے سے پیدا ہوئے) زبانوں ہی میں اچھی طرح مہارت رکھتے ہیں تو بھی لفظ آریہ کے معنے قریب قریب اُن زبانوں میں بھی بایں تقاضا ہے کہ وہ سب بانیں سنسکرت ہی کی فروعات ہیں۔ اعلےٰ اور افضل کے پائی جاتی ہیں جیسا کہ :۔

(۱)۔ آر۔ آرا ہے۔ ف۔ آراستہ کرنے والا۔ (۲) آرج۔ ف۔ قدر۔ مرتبہ۔

(۳) عربی۔ ۶۔ بلند۔ اونچا۔ (۴) آرین نام ایک شاعر کا + اگر آریہ شبد کی لفظی تحقیقات سنسکرت جیسے اعلےٰ ترین زبان کو چھوڑ کر دوسری زبان میں کرنا محض حمق اور جاہلانہ حرکت ہے۔ تاہم دو فائدوں سے خالی نہیں اول کہ یہ کہ ہر زبان میں آریہ شبد قریب قریب ہم معنی ہونے سے سنسکرت کا مدر ٹنگ ہونا ثابت ہو سکتا ہے دوسرے ہمارے ایک امریکن بھائی کے دل میں لفظ آریہ کے معنے اور وقعت کی طرح یا کسی زبان کے ذریعہ سے متمکن ہونا۔ اور جو ہم نے اپنے اس دعوے کی (کہ لفظ آریہ کی تحقیقات ہر طرح سنسکرت ہی زبان میں ہونا درست ہے) تائید نہ کر کے جو چند الفاظ مترادف اور ہم معنے دوسری زبانوں کے لکھے ہیں۔ وہ محض بغرض تسکین پادری صاحب اور نیز آریہ شبد کے معنے اُن کے دل نشین کرنے کے بجنسہ اُسی طور پر لکھے ہیں۔ کہ جس طرح صاحب لوگ اپنے بچوں کو حرف شناس کرنے کی غرض سے تصویر دار حروف دکھلاتے ہیں۔ تاکہ ہماری قوم اصلی اور پتھارتھ نام اور دھرم پر توجہ کر کے خواب غفلت سے جاگے۔ اور راہ راست پر قایم ہو کے بدیوں سے اجتناب کرے۔ اوم۔ شانتی شانتی شانتی۔

مورخہ یکم ستمبر ۱۸۸۷ء

آپ کا بہی خواہ

ہنومان پرشاد ماسٹر اینگلو ویدک سکول از مقام چھبرامو ضلع فرخ آباد

اب لفظ نمستے کی بابت کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

ہمارے ہندو بھائیوں میں جس طرح انہیں اپنا اصلی نام آریہ بھول گیا ہے۔ اُسی طرح باہمی میل جول کے وقت بھی بہت بمعنے اور رشی منی کرت گرنتھوں کے برخلاف اور بیموقعہ الفاظ بے سمجھے بوجھے رائج ہیں مثلاً جے رام جی کی۔ کشن جے۔ سیتارام۔ رام رام ہری رام جے ہری۔ پیری پونا بندگی۔ پاؤں لاگے۔ متھا ٹیکنا۔ نمونارائن۔ آدیس جے شنبھو جے۔ دیوی ماتا کی جے۔ اشیرباد وغیرہ جہاں تک تحقیق کی گئی ہے۔ ان باتوں کا پورانی پستکوں میں سراغ نہ دارد ہے۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ پورانے آریہ مہاتما اُس وقت میں (جن دنوں کہ ست دھرم کی ترقی تھی) ان کا استعمال نہیں کرتے تھے۔ اور جب سے ان باتوں کا استعمال ہوا ہے تب سے گھر گھر نفاق و بغض و حسد فساد کے گوہر سے جو کہ پھرا ہوا نظر آتا ہے۔ مت

متانتروں کے جھگڑے علیحدہ علیحدہ اشٹ دیو وغیرہ بھی اسی نفاق اور پھوٹ کی برکت سے دکھائی پڑتے ہیں۔ ورنہ ایک ایشور کے بھگت ہونے سے اُن کا سُراغ بھی ملنا ناممکن ہوگا۔ آریہ ورت کی پوتر بھومی میں روز بروز بطالت و مخلوق پرستی کا پھیل جانا اور تنزل سے آئے دن رونق پانا صرف ایسے واقعات کا نتیجہ ہے۔ اور تا وقتیکہ معقولیت سے ان فضولیات کی تردید نہ ہوگی نفاق کا دور ہونا اسنبھو ہے۔ جہاں تک سناتن رشی مُنی پرنیت آریہ گرنتھوں کو دیکھا جاتا ہے نمستے کا لفظ باہمی استعمال کرنا پایا جاتا ہے۔ جو محبت اور اتفاق و ملاپ و اخلاق کے بڑھانے کے لئے نہایت موزوں ہے شاید کسی بھائی کو اعتراض ہو کہ نمستے کا لفظ سناتن گرنتھوں میں کہاں پر آیا ہے۔ اس واسطے ضروری ہوا کہ چند حوالجات گذارش کی جاویں۔

چونکہ بعضے برہمن صاحبان (جنہیں حق پسندی سے خود پسندی زیادہ عزیز ہے) مساوات میں تو نمستے استعمال منظور کرتے ہیں۔ مگر چھوٹے سے بڑے یا بڑے سے چھوٹے کے واسطے پسند نہیں کرتے۔ بلکہ ناجائز جانتے ہیں۔ اس واسطے مناسب جانا گیا۔ کہ ہم تینوں کا نمبروار ثبوت دیویں :۔

نمبر (۱) تیترئی اوپ نشد واک ۱

ओ३म् शन्नो मित्रः शं वरुणः शन्नो भवत्वर्य्यमा शन्न इ
न्द्रो बृहस्पतिः शन्नो विष्णुरुरुक्रमः नमो ब्रह्मणे
नमस्ते वायो त्वमेव प्रत्यक्षं ब्रह्मासि। त्वामेव प्रत्यक्षं
ब्रह्म वदिष्यामि ऋतं वदिष्यामि सत्यं वदिष्यामि तन्मा-
मवतु तद्वक्तारमवतु अवतु माम् अवतु वक्तारम् तै
त्तरीयोपनिषद् ॥ १ ॥

نمبر (۲) اتھروید

नमस्ते अस्तु विद्युते नमस्ते स्तनयित्नवे नमस्ते अस्त्व
श्मने येना दूडाशे अस्यसिः ॥ अथर्ववेदः क० १३
का० १ मन्त्र ॥ १ ॥

نمبر (۳) یجروید ادھیا ۱۶

नमस्ते। नमस्ते रुद्र मन्यव ऽ उतो त ऽ इषवे नमः
बाहुभ्यामुत ते नमः ॥

نمبر (۴) یجروید ۱۶/۶۴

नमस्तु रु। ये दिवि येषां वर्षमिषवः ॥ तेभ्यो
दश प्राचीर्दश दक्षिणा दश प्रतीचीर्दशो दीची
र्दशोर्ध्वाः तेभ्यो नमो ऽ अस्तु ते नोऽवन्तु ते नो मृड
यन्तु ते यं द्विष्मो यश्च नो द्वेष्टि तमेषां जम्भे दध्मः ॥
॥

نمبر (۵) گیتا ادھیا ۱۱ اشلوک ۳۹

नमो नमस्तेऽस्तु सहस्रकृत्वः पुनश्च भूयोऽपि नमो न
मस्ते ॥

نمبر (۶) وشنو سہسر نام شلوک نمبر ۳۳

नमः कमलनाभाय नमस्ते जलशायने नमस्ते केशवा
नन्त वासुदेव नमोऽस्तु ते

نمبر ۷ وشن سہر نام شلوک نمبر ۱۳۴

वासनावासुदेवस्य वासितंभवतत्रयं सर्वभूतनन
वासीनोवासुदेव नमस्तुते ॥

نمبر ۸ وشن سہنسر نام شلوک نمبر ۱۳۵

नमो ब्रह्मण्य देवाय गोब्राह्मणहिताय च जग
द्धिताय कृष्णाय गोविन्दाय नमो नमः ॥

نمبر ۹- چنڈی پاٹھ ادہیاہ ۵ شلوک ۷ سے ۳۴ تک

نمبر ۱۰- شیو پُران اُترکھنڈ ۱۴- ادہیا شلوک ۲۴

तवाववोथोभगवनभूतानामुदयायच मलयायभवे
द्राच्चिर्नमस्ते कालरूपिणे

نمبر ۱۱) شیو پُران اُترکھنڈ ۱۴- ادہیا شلوک نمبر ۲۸

जगदीशस्त्वमेवासि त्वत्तो नास्तीवइश्वरः जगदादि
रनादिस्त्वं नमस्ते स्वात्मवेदिने

نمبر (۱۲) شیو پُران اُترکھنڈ ۱۴- ادہیا شلوک نمبر ۳۹

नमस्साम्मुद्ररूपाय सद्यावकढिनायच स्थूलाय ज्
रुवेतुभ्यंरूपात्मायलघवेनमः

نمبر (۱۳)- سارسوت سوتر ۲۸۵۔

नमस्तेभगवगवनभूयोदेहिमेमोक्षमव्ययम् स
सीवासजहासी चैदृष्ट्वा नौद्यनयांचनम ॥

نمبر (۱۴)- گورو گوبند سنگھ کا جاپ جی پوڑی ۲ سے لیکر ۸ تک اور ۴۲ سے ۵۷ تک اور ۶۵ سے ۱۰ تک اور ۱۴۴ سے ۱۸۷ تک و ۱۹۸ جاپ جی۔

نمبر (۱۵) ست نارائن کی کتھا ادہیا پہلا شلوک ۵۲۔

नमः सत्यनारायणास्य वर्त्रेनमः शुद्धशारवादवि
श्वस्यभर्तिकरालायकालात्मकायास्यकर्त्रेनमस्ते
जगन्मंगलायायात्ममूर्तये

نمبر (۱۶) یجروید $\frac{16}{32}$

नमोज्येष्ठायचकनिष्ठायचनमः पूर्वजायच
परजायपरचतमोमध्यमायचपालभाषच।
नमो

اور اسی طرح بھوشٹ پوران اور آدیتہ ہردے میں بھی بہت جگہ اور مقام میں نمستے کا لفظ موجود ہے۔

نمبر (۱۸) منوسمرتی ادہیائے ۲ شلوک نمبر ۱۲۷
نمبر (۱۹) ادہیاہ ۲ سلوک ۲ نمبر ۱۳۶
نمبر (۲۰)* " " نمبر ۱۳۷
نمبر (۲۱) " " نمبر ۱۳۸
نمبر (۲۲) منوسمرتی ادہیاہ ۳ شلوک نمبر ۳
نمبر (۲۳) " " نمبر ۵۵
نمبر (۲۴) " " نمبر ۵۶

* یہ شہادتیں تینو مدارج النسانی کے استعمال کے واسطے کافی و وافی ہیں جن کے رو سے چھوٹے بڑے مساوی کے واسطے بولنا نمستے کا درست ہے۔

نمبر (۲۵) منوسمرتی ادہیاہ ۳ شلوک نمبر ۵۷
نمبر (۲۶) " " نمبر ۵۸
نمبر (۲۷) " " نمبر ۵۹

اور دیگر سمرتیوں میں بھی صدہا جگہ اس نمستے شبد کا ذکر و بیان ہے۔

نمبر ۲۸- بالمیک راماین میں بن کانڈ میں وشوامتر اور وسشٹ کی باہمی رخصت کا ذکر ہے۔

नमस्तेस्तुगमिष्यामी

نمبر (۲۹) شبدارتھ بھانو صفحہ ۱۸۵۔

नमस्यनमस्कारणीय (त्वी) (स्यी) पूजाताजीमके
लायकमनमस्तेवाता

نمبر ۳۰- سروانوکرم سوتر نمبر ۸ واک ۲۴ میں نمستے کو یا گولک جی نہایت آزادانہ اور عموماً بول چال میں استعمال کرتے ہیں تعصب اور ضد کا تو کوئی نسخہ وہنتر اور لقمان کے پاس نہیں تھا۔ اگر غور سے جو صاحبان خیال فرمائینگے۔ اُن پر بخوبی واضح ہو جائیگا کہ نمستے شبد موزون وسیع۔ فصیح اور عمدہ اور معنے خیز کیا کوئی مذکورہ بالا ناموں سے ہے۔ جہاں تک سوچا گیا ہے کوئی نہیں۔ پس ضروری ہے کہ ہم اس محبت اور اتفاق اور اخلاق سکھانے والے کا نام استعمال کریں۔ تاکہ ملک و قوم کے تنزل کا خیال ہو کر اُس کے ابھار و ترقی کی طرف کمر ہمت باندہیں اور ہندوستان کو پرمیشور کی برکت و کرپا سے آریہ ورت بناویں۔

پادری صاحب نے حاشیہ میں لکھا ہے۔ کہ اگر ہندو نام فارسی میں بُرے ہونیکے سبب متروک ہے۔ تو رام فارسی میں غلام و فرمانبردار کو اور اسی طرح آریہ عربی میں کینہ ور قوم کو اور بید سنسکرت میں حکیم اور فارسی میں درخت بے ثمر کو اور ناد جسکے معنے سنسکرت میں ''جسکا شروع نہ ہو'' اور عربی میں دشمنی کو کہتے ہیں وہ بھی ترک کرنی چاہئیں۔

اسکا جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ رام اور آریہ اور وید اور اناد لفظ سنسکرت کی کتابوں میں صدہا مقاموں میں موجود ہیں۔ مگر ہندو لفظ کا نام و نشان بد ارد ہے اسواسطے پہلے نام قابل تسلیم اور دوسرے لایق ترمیم یا تنسیخ ہیں اگر ہندو بھی کسی آرش گرنتھ میں ہوتا تو ہمیں تسلیم کرنے سے کب انکار تھا۔ مگر بعدم ثبوت (جیساکہ تاہنوز ہو چکا ہے) ہمیں کسی طرح قابل تسلیم نہیں ہے پس ہر ایک آدمی کو واجب ہے کہ بعد مطالعہ کے حق کو اختیار کرکے آریہ کہلانے اور نمستے بولانے سے کسی طرح کا کبھی انکار نکرے۔

پادری۔ جب دیانند نے سُنا کہ زبان فارسی میں آشیرباد کے معنی قید ہونیکے ہیں۔ تو اس لحاظ سے اُنہوں نے سنسکرت اشیرباد کو تیاگ دیا اور بجائے اُسکے نمستے قرار دیا حالانکہ جو اشیرباد ہے وہ سنسکرت میں اچھے معنی رکھتا اور بہت پُرانا لفظ ہے اور منوسمرتی اور دیگر معتبر کتب میں بہت جگہ پایا جاتا ہی نہیں بلکہ اُس کے استعمال کے لئے نہایت درجہ کی تاکید کی گئی ہے (دیکھو منوسمرتی ادہیاہ ۲ شلوک ۱۲۶)

جواب۔ پادری صاحب آپنے غلطی کی اور مہاراج ممدوح کو خواہ مخواہ الزام دیا اور سوامی جی نے کہیں بھی اشیرباد کے تیاگنے کی ممانعت نہیں کی۔ اور نہ کبھی اسکا رواج دیا۔ جو لفظ سناتن رشیوں کے گرنتھ میں مروج دیکھا۔ چونکہ وہ بہت عمدہ تھا بنابراں اُسی کا رواج دیا۔ اور نفاق کے پھیلانے اور صداقت اور محبت کے دور کرنیوالے کو دور کیا۔ آپنے جو منو کا حوالہ دیا ہے۔ اُس اصلی شلوک میں لفظ اشیرباد نہیں ہے البتہ ابھیوادا ورپرتیواد ہے جو ایک ست کار اور دوسرا اُسکا اُتر ہے۔ جسکو سوامی جی نے بھی جایز بتلایا ہے تیاگ نہیں گیا۔ دیکھو وید انگ پرکاش بھاگ ۴ نمبر ۲۴-۲۵-۲۶- یہ اعتراض بھی صرف دھوکھا ہی ہے۔ کسی طرح جایز نہیں ہے

پادری۔ ہندو راجوں اور عالموں نے سوائے دیانند جی اور اُس کی پنتھ والوں کے کبھی کوئی اعتراض (ہندو) نام پر نہیں کیا۔ اور ہندؤں کی پستکوں میں اس نام کا رواج پایا جاتا ہے مثلاً گورو نانک صاحب کے آدگرنتھ میں بار بار اس قوم کا نام ہندو لکھا ہوا ہے۔ اور نیز گورو گوبند صاحب جو فارسی زبان میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ اُن کو کبھی یہ معلوم نہ ہوا۔ کہ جس قوم میں سے ہم لوگ ہیں۔ اسکا نام محمدیوں کی جانب سے بہت بُرا رکھا گیا ہے۔ اس لئے وہ نام تبدیل کیا جاوے۔

جواب۔ ہندو راجوں کی عملداری میں عموماً ورن گوت کے مطابق کارروائی ہوتی ہے۔ اور ہندو نام مسلمانوں کے آنے سے پہلے بالکل ندارد اور اب بھی النادر کالمعدوم کے طور پر ہے۔ اور وہ اردو فارسی کی مہربانی ہے۔ مگر راجوں کے خطاب میں اب بھی آریہ کُل دیواکر اندر مہندر وغیرہ سنسکرت کے بیشمار تھ القاب مزین ہوتے ہیں۔ ہندو بالکل نہیں۔ باقی رہا ست اوپدیشک بابا نانک جی مہاراج کے آدگرنتھ صاحب میں ہندو لفظ کا ہونا وہ ہمیں تسلیم مگر اثر فارسی کی تعلیم کا ہے اور مسلمانی عملداری و ملکی بولی کی تفہیم ورنہ کبھی نہ ہوگا۔ اور نہ فخریہ طور پر اُنہوں نے اس کا ذکر کیا۔ بلکہ سادھارن طور سے ست دہرم کا اوپدیش پنجابی زبان میں دیا۔ جن سے لاکھوں ہندوؤں کو مسلمان ہونے سے بچایا اور ست دہرم پر قایم فرمایا (مفصل حال سرمہ چشم آریہ کے جواب میں دیکھو) باقی رہا یہ کہ شجاعت مجسم صداقت مرتسم غالب میدان جنگ۔ شیر مرد۔ قومی آہنگ گوبند سنگھ صاحب کو اس نام کا بُرا نہ معلوم ہونا یہ آپ کی کمال غلطی و ناواقفی ہے۔ اگر آپ کو ذرا بھی اُنکی تواریخ و ارشادوں سے واقفیت ہوتی تو ایسا کبھی نہ کہتے۔ اُنہوں نے بہ سبب اچھی مہارت حاصل کرنے فارسی کی اسکے بُرے معنے بخوبی سمجھ کر اُسکو بالکل متروک کر دیا۔ اور سکھ یا سنگھ نام فرداً نامزد کر کے تمام اپنے پیرؤں کا نام مجموعی قوم خالصہ (جو آریہ کا نام فارسی میں مترادف یا لفظی ترجمہ ہے۔ قرار دے کر اُسی کے استعمال کا ارشاد فرمایا (دیکھو غیاث اللغات منتخب وکشف۔ خالص و خالصہ و نیا منختہ۔ بچرے و پاک و بے آمنع یعنے بے آمیزش) چنانچہ اُن کے تمام پیرو اور تمام پڑھے لکھے سنگھ بھائی ہندو نام کو بُرا سمجھتے ہیں۔ سِکھ اور سنگھ واسطے سمجھانے آریہ بھائیوں کے اور خالصہ واسطے سمجھانے محمدیوں وغیرہ کے ہے۔ اسواسطے یہ آپکا دعوےٰ سراپا بے اثبات ہے۔

پادری۔ غور کا مقام ہے۔ کہ اکبر بادشاہ جو بے تعصب مشہور ہے اور جسکے عہد میں بہت ہندو دانا امیر اور وزیر او زبان فارسی میں پوری لیاقت اور آزادانہ طور پر گذارہ کر چکے ہیں۔ اسوقت اُنہوں نے بھی اس نام پر کچھ اعتراض نہیں کیا۔ پس جسحالت میں ہندؤں کے بزرگ اُسی کو رواج دیتے اور اپنے پر قبول کرتے رہے ہیں اور کوئی اعتراض اسپر نہیں کیا۔ تو اِس سے معلوم ہوتا کہ وہ اِس نام کو اچھا جانتے تھے نہ کہ بُرا۔

جواب یہ قاعدہ ہے کہ جب تک دو زبانوں کا مقابلہ و موزانہ نہیں ہوتا۔ اور جبتک مقابلہ و موزانہ کے واسطے آزادی نہیں ملتی۔ جبتک انسان دونوں زبانوں سے واقفیت حاصل نہیں کرتا۔ تب تک کسی طرح کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور تمام دنیا جانتی ہے کہ امرا و وزرا۔ لوگ آرام طلب یا مصروف بکار سرکار ہوتے ہیں۔ اسواسطے مذہبی پڑتال یا رسومات قبیحہ کے دور کرنیکا موقعہ کم ملتا ہے۔ یہ بھی کوئی ثبوت نہیں ہے کہ انہوں نے اعتراض نہیں کیا۔ جس طرح نہیں کیا صرف کہا جاسکتا ہے اسی طرح ہم کہ سکتے ہیں کہ کیا ہو تو کیا شک ہے۔ عذر صرف تحریر کے نہ ہونیکا ہے سو اُسکا اثر فریقین پر مساوی ہے وہ ہندؤں کے بزرگ بھی نہیں تھے۔ بلکہ صرف دولتمند انسان تھے۔ سوائے دنیاوی عزت کے ہندو کسی عزت کی نگاہ یا فخر کی نگاہ سے انکو معزز نہیں مانتے۔

پادری۔ ہندو اور آریوں کو اپنے ناموں کے معنے اپنی زبان سنسکرت میں دیکھنے چاہئیں نہ کہ زبان فارسی وغیرہ ہیں۔

جواب۔ ہر ایک شخص جسکو کچھ عقل بھی ہو۔ اور اُس کی عقل کو کسی غرض نے اندھا نہ کر رکھا ہو۔ وہ ضرور انصاف سے کہیگا۔ کہ ہم نے جسقدر آریہ و آریہ ورت کے متعلق اقرار اور ہند و ہندوستان سے انکار کیا ہے وہ اُسی تحقیقات سے ہے جو ہم نے سنسکرت کے مطابق (بقول پادری صاحب کے) کی ہے چونکہ سنسکرت میں ان دو لفظوں کے کچھ معنی نہیں ہیں۔ اور نہ کسی کوش (لغات) اتہاس یعنی (تواریخ) یا دھرم پُستک میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ اسواسطے بقول آپ کے بھی ہم کو اور سب اہل مُلک کو ان بُرے ناموں کا تیاگ یعنی ترک کرنا ضروری ہے ہم ایسا بالکل نہیں کرتے۔ کہ سنسکرت الفاظ کو فارسی کے مغلوب سمجھ کر ترک کردیں بلکہ ہم تو جو سچی اور راست اور مطابق دھرم بات ہے اس کو قبول کر کے جھوٹھ اور بُرائی کو جو الزامی طور پر متعصبین غیر ملک نے لگائے ہیں۔ ترک کرتے ہیں۔ اور یہی آریہ سماج کا مبارک اصول نمبر ۴ ہے۔ کہ ست کے اختیار کرنے اور است کے چھوڑنے میں سروتھا تیار رہنا چاہئے۔ اس واسطے ہم نے اس اصول کے لحاظ سے آپ کے تمام اعتراضوں کے جواب عرض کر دیئے۔ ہر ایک حق پسند کو ضروری ہے۔ کہ بُری باتوں بُرے ناموں اور بُرائی سے بچنے کے واسطے نہایت مستعدی سے جہاں تک جلد ہوسکے تیار ہو۔ پرماتما آپ کے دہارمک ارادوں میں برکت دے۔ زیادہ نیاز۔ راقم لیکھرام آریہ مسافر۔

مردہ ضرور جلانا چاہیئے

مُردے کے ساتھ مختلف ممالک اور اقوام میں مختلف سلوک ہوتے ہیں جلانا دفن کرنا۔ جانوروں کے آگے ڈالدینا۔ ہوا میں یا مصالح ڈال کر خشک کر دینا۔ یا پانی میں بہا دینا۔ آریہ لوگ قدیم سے مردہ جلاتے ہیں۔ یہودی عیسائی۔ محمدی دفن کرتے ہیں۔ پارسی جانوروں کے آگے ڈالدیتے ہیں اور قدیم مصری ہوا میں یا مصالح ڈالکر خشک کر دیتے تھے بعض خاص قومیں پانی میں بہا دیتی ہیں۔ ہمارا مطلب اس تحریر سے یہ ہے کہ جو حق ہو جو علم و عقل کے مطابق ہو جس سے نقصان بالکل نہ ہو یا بہت ہی کم ہو اُس کو رواج دینا چاہیئے۔ اور جو طریقہ علم حکمت کے خلاف ہو بیماری پھیلانے والا بت پرستی کے پھیلانے والا۔ گناہ میں لوگوں کو ڈالنے والا۔ لوگونکو تباہ کرنیوالا۔ اُس سے نفرت کر اُسکو ترک کرنا چاہیئے کیونکہ مذہب یا رواج وہی سچا ہے۔ جو سچے علم کے مطابق ہو باقی سب باطل ہے۔

مردہ دفن کرنے کی بابت تحقیقات۔

توریت پیدائش باب ۴۔ آیت ۱ سے ۱۶ تک قائین اور ہابیل کا قصہ ہے کہ ایک کی قربانی خدا نے منظور کی اور دوسرے کی نامنظور جسپر قاین (جسے مسلمان قابیل کہتے ہیں) نے ہابیل کو مار ڈالا۔ اور اس واسطے کہ ظاہر نہ ہو جاوے۔ اُسے دفن کر دیا۔ خدا نے پوچھا کہ اے قاین تیرا ہابیل بھائی کہاں ہے اُسنے کہا میں نہیں جانتا کیا میں اُسکا نگہبان ہوں؟ خدا نے کہا کہ تیرے بھائی کا خون زمین سے پکار کر کہہ رہا ہے کہ تو نے اسے قتل کر دیا۔ آخر قاین نے اقبال کیا جس پر خدا نے اُس کو وہاں سے نود کی زمین میں چلے جانے کی اجازت دی۔

اس کے متعلق قرآن میں لکھا ہے "فبعث اللہ غراباً یبحث فی الارض لیریہٗ کیف یواری سوأۃ اخیہ۔ قال یٰویلتیٰ اعجزتُ ان اکون

مثل ہذا الغراب فاواری سواۃ اخی فاصبح من النادمین (سورہ المائدہ)
اس پر تفسیر حسینی میں صاف طور پر قابیل وہابیل کا سارا قصہ لکھا ہے کہ جب قابیل ہابیل کے مارنے کے فکر میں تھا تو اُس وقت شیطان آدمی کی شکل بن کر اسے نظر آیا ایک مرغ ہاتھ میں پکڑا ہوا۔ پس شیطان نے اُس مرغ کے سر کو پتھر پر رکھا اور دوسرا پتھر اُس پر مارا تا وہ کوفتہ ہوگیا اور مرگیا۔ قابیل نے شیطان سے یہ قاعدہ سیکھکر جب ہابیل کو پتھر پر سر رکھے سویا پایا۔ اُسی طرح پتھر اُس کے سر پر اٹھا کر مار ڈالا اور مردہ ہوا۔ قیامت کے روز دوزخ کا آدھا عذاب اُس کو ہوگا۔ اب قابیل نہیں جانتا تھا کہ اُسے کیا کرے۔ چنانچہ اُس کو کپڑے میں لپیٹ کر چالیس روز ہر طرف پھرتا رہا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک سال تک پھرتا رہا تاکہ وہ گندہ اور بدبودار ہوگیا جانور اس پر گرتے تھے کہ یہ پھینک دے اور ہم کھاویں جس سے وہ بہت تنگ آگیا اتنے میں یک کوے کو قابیل نے دیکھا کہ اپنے دونوں پاؤں سے ایک گڑھا کھودا اور دوسرے سے مُردہ کوتے کو لایا اور اُس میں دفن کیا اور اوپر خاک ڈال دی۔ قابیل نے کہا کہ میں اس کوتے سے بھی کم عقل ہوں اس کے بعد قابیل نے ہابیل کو کوے کی طرح دفن کیا۔" (تفسیر حسینی صفحہ ۱۴۳ و ۱۴۴ جلد اول نولکشور) ہا سپر آنریبل سر سید احمد خاں صاحب بہادر فرماتے ہیں " قصہ حضرت آدم علیہ السلام کے فرزندوں ہابیل وقابیل کا کہ جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے جب ایک نے دوسرے کو قتل کیا تو اُس کی لاش چھپانے کے لئے حیران تھا دیکھا اس نے ایک غراب یعنے کوے کو کہ وہ ہڈی مٹی میں چھپاتا ہے انسان نے مردہ کا دفن کرنا حقیقت میں اسی وقت سے سیکھا ہے"
(تہذیب اخلاق جلد ا نمبر ۴ صفحہ ۳۵)۔

پس صاف ظاہر ہے کہ مردہ کا دفن کرنا انسان نے غراب یعنے کوتے سے سیکھا یا اُسکی نقل کی ہے کوئی مذہبی بات نہیں اور نہ دین کا اس کے ساتھ تعلق ہے۔

ان قبروں کے سبب یعنے مردہ دفن کرنے کے سبب قبرستان کے متصل کی کھیتوں کا غلہ نہایت ہی مضر صحت ہے اُنکے قریب کے کوؤں کا پانی صحت کا مخرب ہے۔

علاوہ براں لاکھوں بیگہ نہیں بلکہ صدہا میل زمین قبرستان کے سبب سے کھیتی کرنے کے بغیر ویران پڑی ہوئی ہے قبرستان عموماً میدان میں ہوتے ہیں اور میدان ہی کی زمین عُمدہ قابل کاشت ہوتی ہے جب وہ صدہا میل عمدہ زمین زیر قبرستان آگئی تو بتلائیے کہ کاشت کا کتنا نقصان ہوا اور ہو رہا ہے یا آیندہ ہوگا۔

آبادی بڑھ رہی ہے اور قبرستان زمین تنگ کر رہے ہیں اور بیماری اس کے علاوہ۔ پس مردوں کا دفن کرنا اصل میں زندوں کا گلا کاٹنا ہے۔ کروڑوں انسان خدا کا آسرا چھوڑ دوایوں سے منہ موڑ۔ حکمت اور علم طب کے خلاف قبرستان پر جاکر اوقات ضائع کرتے اور شرک کے مرتکب ہوتے ہیں جس کا وبال آئے دن کثرت سے اٹھا رہے ہیں +

علاوہ براں شیطان کی ترغیب سے قتل ہوا اور کوتے کی ترغیب سے دفن کیا گیا۔ ہمارا اس سے کیا تعلق ہے ہم وہ طریقہ اختیار کریں جس سے بنی نوع انسان کا فائدہ۔ بیماریوں کی کمی۔ غلہ کی افراط ہو۔ امن اور صحت سے دنیا آباد ہو +

مردے کا جانوروں کے آگے ڈال دینا۔ یہ طریقہ پارسی لوگوں میں زردشت پیغمبر کے بعد چلا ہے ورنہ ژند اوستا میں اس کا ذکر مطلق نہیں۔ وہاں صرف دو طریقے لکھے ہیں "مردہ را در خم تند آب یا در آتش یا خاک سپرید ایں طریق دفن مردہ است" اسپر تفسیر کی ہے کہ آنچہ فرسنداجیان یعنے پیروان کیش وآباد در بارہ مردہ کردہ اند آن ست کہ پس از جدائی روان تن را باآب پاک شوئید وجامہ ہائے نیکو در و پوشانند پس بدیں گونہ تن او را در خم تند آب (تیز آب) اندازند چوں گداختہ شود آن آب را بجائے دور از شہر بردہ ریزند تا اجزا تن مردہ مردم را پایمال وپے سپر نگردد ورنہ یعنے اگر در تیز آب نگذارند بدیں آرایش یعنے جامہ ہائے نیکو پوشانیدن با آتش سوزانند" (فراز آباد وخشوراں وخشور آیتہ ۵۴ صفحہ ۳۷) اس کے آگے اسی آیت کے تفسیر کرنے والے نے موجودہ طریقہ سے چاہ کھود کر وخمہ بنانے کا بھی ذکر کیا ہے مگر یہ طریقہ بیماری کے پھیلانے والا اور تہذیب سے گرا ہوا ہے اور اب مہذب پارسیوں نے مردہ کا جلانا منظور بھی کر لیا ہے پس سب سے عمدہ یہی جلانے کا قاعدہ ہے +

ہوا میں یا مصالح لگا کر خشک کرنا۔ یہ طریقہ مصر کے بادشاہوں کا تھا چونکہ وہ خدا سے منکر فرعون کے ہم خیال تھے پس اپنی پرستش کے خیال سے اُنہوں نے خود یا اُن کے چیلوں نے اس کا رواج دیا اور اب چونکہ وہ مذہب یا طریقہ نہیں رہا اور نہ وہ عمدہ ہے۔ کیونکہ اُس سے بھی احتمال بیماری پھیلنے کا ہے اور جو غرض ہے وہ قایم نہیں ہوسکتی کیونکہ انسانوں کے واسطے یہ قاعدہ نہیں چل سکتا اور اتنی زمین بھی نہیں کہ اُس پر ابتدائی دنیا سے آج تک جتنے آدمی پیدا ہوئے اگر مصالح لگا کر رکھے جاویں تو گنجایش ہو سکے پھر زندوں کو آبادی چھوڑ کر شاید سمندر میں مکان بنانے پڑیں اس واسطے یہ طریقہ محض خود پرستی ہے۔

پانی میں بہا دینا۔ یہ طریقہ گنگا کے کنارے پر رائج ہے اور وہ صرف مُکتی کے واسطے تاکہ گنگا میں پڑ جانے سے مکتی ہو ورنہ یہ مذہبی یا علمی بات نہیں ہے ڈاکٹروں اور ویدوں نے ثابت کر دیا ہے کہ پانی میں غلاظت ڈالنا اُسے پینے والوں کے واسطے سخت نقصان رسان کر دینا ہے آپ لوگ دیکھتے ہوں گے کہ اگر کسی کوئیں یا تالاب میں کوئی مردہ جانور پڑ جاویں یا مر جاویں تو پانی کیسے بدبودار ہو جاتا ہے اور کتنا مضر صحت ہے درحقیقت لوگ گنگا کا امرت روپی پانی اسی طرح کی عفونتوں کے ڈالنے سے خراب کر دیتے ہیں ہاں یہ طریقہ چور چکار و ٹھگوں رہزنوں کے واسطے ہے وہ لوگ البتہ واردات کے غائب کرنے یا سُراغ چھپانے کے واسطے ایسا کرتے ہیں مہذب دنیا کے واسطے نہایت ہی غیر معقول ہے

مردوں کا جلانا۔ مردوں کا جلانا ایک وقت (جبکہ تمام دنیا میں ویدک دہرم یا آریہ دہرم کا پرچار تھا) ساری آباد دنیا میں جاری تھا آریہ قوم (جس کے اندر یونانی۔ رومی۔ پارسی۔ انگریز۔ جرمن۔ فرنچ بلکہ تمام یورپ شامل اور ایشیا کی تمام مہذب قومیں آریہ خاندان سے ہیں) ہمیشہ اور ہر جگہ مردہ جلاتے تھے۔ چنانچہ آنریبل ڈاکٹر ڈبلیو ہنٹر صاحب مشہور مورخ فرماتے ہیں "آریہ[1] کیا ہند کیا یونان اور اٹلی میں اپنے مردوں کو چتا پر جلاتے تھے" اب ہم آریہ ورت کی مقدس کتابوں سے تحقیقات کرتے ہیں۔ یجروید میں ہے :-

भस्मान्तं शरीरम् अ० ४० मं० १५ ترجمہ۔ اس جسم انسانی کا گروہ انسان سے آخری (سمبندھ) تعلق جلانے یعنے (بھسم) کر دینے تک ہے اس پر مہرشی منوجی تفسیر کرتے ہیں :-

निषेकादि श्मशानान्तो मन्त्रैर्यस्योदितो विधिः मनु अध्याय २ श्लो० १६ ॥

ترجمہ۔ قیام حمل سے لیکر شمشان میں جلانے تک جسم انسانی کیواسطے منتروں (یعنی ویدک) کا وہی یعنے طریقہ ہے یعنے حمل سے لیکر جلانے تک جو جو کام انسانی

[1] تاریخ ہند ۱۸۸۴ء صفحہ ۷۰ +

بہبودی کے واسطے خود یا لوگوں کو کرنے چاہئیں اُنکا ارشاد ویدوں میں ہے جسم کے جل جانیکے بعد منتروں میں پیچھے کرنے کی اُس کے واسطے کوئی اجازت نہیں ہے اور نہ اس کو کچھ پہنچ سکتا ہے۔ رگ وید منڈل ۱۰ سکت ۱۶ منتر ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۱۳۔ اور رگ وید منڈل ۱۰ اسکت ۱۴ منتر ۷ سے ۱۶ تک اور رگ وید منڈل ۱۰ اسکت ۱۸ منتر ۱۰ اور یجر وید ادھیائے ۳۹ منتر ۱ سے ۱۳ تک اور اتھروکانڈ ۱۰ اسکت ۲ منتر ۱ سے ۔ اتک اور تیتری رشی کی تفسیر میں بھی ان منتروں کے متعلق مفصل ذکر ہے پر پاٹھک ۶ انوواک ۱ سے ۱۰ اتک واک ۱ سے ۱۶ تک ۔ میں صاف طور پر مردہ جلانے کے فائدے اور اُس کی ہڈیوں کو جلانے کے بعد پانی یا کھیت میں ڈالنے کا ذکر ہے جن کا فائدہ اظہر من الشمس ہے۔ چونہ۔ ہڈی۔ کوئلہ۔ ریت وغیرہ سے پانی صاف ہوتا ہے +

مُردہ جلانے کے فوائد

فائدہ اول۔ مردوں کے جلانے میں زمین کم خرچ ہوتی ہے ایک بیگھہ یا کنال یا مرلہ زمین میں خواہ تمام جہاں کے مُردوں کو جلا دیں اور پھر وہ زمین ویسی کی ویسی باقی رہے بلکہ اس سے بھی بہت کم میں آسانی اور آرام سے گذارہ ہو سکتا ہے +

فائدہ دوم۔ بت پرستی یا شرک کی بنیاد اکھڑ جاتی ہے کیونکہ قبریں ہونگی اور نہ کوئی اُن سے مُراد مانگیگا اور نہ گناہ کے مرتکب ہوں گے اصل میں اسی پیر پرستی یا گور پرستی سے مردہ پرستی کا رواج جاری ہے +

فائدہ سوم۔ بیماریاں جو گورستان کے تعلقات سے وقوع میں آتی ہیں قطعی بند ہو جاوینگی آب و ہوا اور غلہ خراب نہ ہوگا اور نہ خلق خدا تباہ ہوگی غلہ عمدہ پانی مصفےٰ ہوا لطیف اور پاک استعمال کرنے کے واسطے ملیگی +

حال کے اور پورانے زمانہ کے ڈاکٹروں نے نہایت واضح دلائل سے ثابت کیا ہے اور تمام زندہ دل لوگوں کا تجربہ ہے اور عمدہ اور صاف۔ کھلی ہوا۔ شفاف اور پاکیزہ پانی انسان کی صحت کے واسطے کتنے ضروری ہیں ایک منٹ بھر بھی اگر ہوا نہ ہے تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور اسی طرح پانی بھی کیونکر سب سے زیادہ عمدہ اور اعلےٰ اشیاء جن سے اور جن پر انسانی زیست کا اعلےٰ مدار ہے وہ یہی ہیں۔ درحقیقت طبیعت اور برتاؤ (کیریکٹر) کا عمر کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے جس کی اعلےٰ اور عمدہ بنیاد آب و ہوا ہے۔ جس وقت مردوں کے جلانے کا تمام دنیا میں رواج تھا۔ یعنی تین ہزار سال سے پہلے اُس وقت آدمیوں کی جیون (زندگیاں) مضبوط۔ صحیح۔ کامل۔ درست ہوتی تھیں وہ پورے جوان اور قوی ہیکل اور شہ زور ہوتے تھے۔ اگر مردہ جلانے کا رواج بدستور سابق ہو جاوے تو صحت نہایت ہی عمدہ ہو جاویگی +

فائدہ چہارم۔ وحشی جانور جو اب اکثر مردہ نکالکر لے جاتا یا بعضے کفن کش جو قبریں اکھاڑ کر کفن اوتار لیتے ہیں اور ان افعال سے مُردہ کی بیعزتی ہوتی ہے اور جرایم وقوع پذیر ہوتے ہیں ان کا انسداد ہو جاویگا +

فائدہ پنجم۔ قبرکن اور مجاوران گورستان جو ایک بدخواہی خلایق و حرامخوری کے ذریعہ روٹی کماتے اور بسااوقات اور مرتکب واہیات ہوتے ہیں ایسے لوگ کسی اچھے پیشہ میں لگ جاویں گے +

فائدہ ششم۔ صدہا مردوں کی خانقاہوں پر جو ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑ روپے خرچ کر کے بڑے بڑے مقبرے اور عمارتیں بن گئی ہیں اور بنائی جاتی ہیں وہ روپیہ آیندہ ضایع نہ ہونے پاویگا۔ بلکہ وہ روپیہ کسی عمدہ مفید خلایق کام مثلاً تعلیم یا یتیم خانہ یا ہسپتال وغیرہ میں خرچ ہوگا +

فائدہ ہفتم۔ کوتے یا شیطان کی تقلید چھوڑ کر ہم عقل۔ علم۔ سائنس اور صداقت کے مُقلد یا پیرو کہلاویں گے +

فائدہ ہشتم۔ تیل یا عرس وغیرہ کا خرچ جو لاکھوں روپے سالانہ کے قریب ہے وہ کبھی بالکل نہ رہیگا۔ ایسا خرچ بھی نیک کام میں خرچ ہوگا۔ اب تو صرف مُردہ کے سرہانے تیل جلتا ہے جس سے اُسے مطلق خبر نہیں پھر مسجدوں دھرم سالوں۔ مندروں میں جلیگا یا شارع عام پر جہاں خلق خدا کا بہت فائدہ اور ثواب ہوگا +

فائدہ نہم۔ چرس۔ گانجا۔ افیون اور تمباکو نوشی۔ زناکاری۔ قماربازی جو اکثر ایسے مقاموں (تکیوں) میں زیادہ ہوتی ہے اُسکا بھی انسداد ہو جاویگا۔

اب چند سالوں سے مردہ جلانے کی طرف ڈاکٹروں اور فاضلان علم سائنس کی توجہ ہوئی جنہوں نے بالاتفاق یہ پاس کر دیا کہ درحقیقت دفنانے کی بجائے جلانا نہایت مفید ہے اور تمام قسم کی بیماریاں جو دفنانے سے پیدا ہوتی ہیں اُن کے معدوم ہونے کا احتمال بلکہ یقین ہے +

جاپان۔ امریکہ اور یورپ کے مہذب مُلکوں میں اس کا زیادہ رواج ہوتا جاتا ہے۔ چونکہ علم اس کا ساتھی ہے اس واسطے امید ہے کہ ایک وقت تمام مہذب اور علم دوست دنیا میں یہ کام مروج ہو جاوے گا +

اہل مذاہب میں سے چونکہ عیسائی زیادہ علم دوست ہیں اور بقول ایک فاضل محقق کے "یورپ میں آجکل تمام قوت علم کی ہے اور علم ہی کی وہاں عملداری ہے"۔ اس واسطے یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں نے بھی انصاف اور علم کی آنکھوں سے عیب و صواب پر نظر رکھ یہی معقول طریقہ اختیار کیا ہے۔ جس کی تصدیق تمام معزز انگریزی و اُردو اخباروں سے ہوتی ہے +

مُردوں کے جلانے کی بابت ڈاکٹروں اور عیسائی۔ مسلمان ہندو (آریہ) اڈیٹران اخبار کی رائے۔ لودھیانہ کا عیسائی اخبار نور افشاں لکھتا ہے۔

"ہندوستان کے انگریزی اخبار پایونیر و انگلش مین نے لنڈن کی کانگرس صحت کی اس تجویز کو پسند کیا ہے کہ مُردوں کا جلانا بہ نسبت دفنانے کے مفید ہے" (مورخہ ۱۷۔ ستمبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۱۰)۔

اخبار اختر روم جو قسطنطیہ دار السلطنت ٹرکی سے نکلتا ہے لکھتا ہے کہ "انگلستان میں جنازوں کا جلا دینا چند سال سے یورپ اور ملک انگلستان میں آتش پرستوں کی ایک آئین جاری ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ مرجاتے ہیں اُنکی لاشوں کو آگ میں جلا دیتے ہیں چنانچہ ۱۸۸۵ء میں جنازوں کے جلانے کے لئے ایک تنور بنام دومنیغ جاری ہوا۔ سال مذکور سے ۱۸۹۰ء تک تین انگریزوں کو اُنکی وصیت کے موافق اور ۵۴ آدمی بلاوصیت جلا دئے اور سال پیوستہ میں بھی ۹۹ آدمی کے جنازوں کو اُنکی وصیت کے مطابق جلا کر اُن کی خاکستر کو ہوا میں اُڑا دیا۔ عنقریب منچسٹر اور دیگر بلاد میں ایسے تنور تعمیر پانے والے ہیں" (از اخبار اختر روم فارسی قسطنطیہ ۱۸۹۲ء)

اور شمس الاخبار مدراس نے بھی (جس کے مہتمم محمد سیف الدین آفندی ہیں) اپنے پرچہ ۲۸۔ مارچ ۱۸۹۲ء جلد ۴ ۱۳ میں اس کی نقل کی ہے۔

رفیق ہند لاہور (جس کے اڈیٹر ایک مسلمان محرم علی صاحب تھے) اس میں لکھا ہے کہ "علمائے یورپ نے اس کو تصدیق کیا ہے کہ یورپ میں مردہ جلانیکا

دستور پھیلتا جاتا ہے۔ اٹلی کے روم شہر میں ۱۸۸۵ء میں ۱۱۹ مردے جلائے گئے ۱۸۸۶ء میں ۱۵۵ مگر اس سال میں ۲۰۰ سے زیادہ آدمی مرنے کے بعد جلائے گئے۔

انگلستان میں ووکنگ نامی جگہ میں مردہ جلانے کی اجازت دی گئی ہے تب سے ۶۹ مردہ جلے ہیں۔ علمائے انگریزی کی یہی رائے ہیں۔ جب تک ایسے لوگ جو ہیضہ و چیچک وغیرہ وبائی بیماریوں سے مرتے ہیں دفن کئے جاویں گے تب تک ان بیماریوں کی جڑ کٹ جانا بالکل غیر ممکن ہے کیونکہ قبروں میں انکی پیدائش کے بیج اکٹھے ہوئے موجود رہتے ہیں"۔ (از رفیق ہند ۱۹۔ اکتوبر ۱۸۹۰ء صفحہ ۹)۔

کایستھ کانفرس گزٹ لکھتا ہے۔ کہ "جاپان اور یورپ میں مردہ جلانے کی رسم بڑھی جاتی ہے۔ گذشتہ چار مہینہ کے عرصہ میں انگلستان کے مانچسٹر اور دوسرے قصبوں میں مُردہ جلانے کی تائید میں سوسائٹیاں قایم ہوگئیں"۔ (۱۸ ستمبر ۱۸۹۱ء جلد ۲ نمبر ۴۶)۔

بحوالہ دبدبہ قیصری بریلی کے آریہ سماچار میرٹھ جلد ۴ سمت ۱۹۳۹ نمبر ۱۰ صفحہ ۲۹۸ ماہواری رسالہ میں لکھا ہے۔ "یورپ کے ممالک اٹلی۔ جرمنی۔ سوٹزرلینڈ اور امریکہ کے علاقہ یونائیڈ سٹیٹ میں مُردوں کو دفنانے کے بجائے جلانیکی اجازت ملی ہے اور ممالک مذکور میں جابجا مرگھٹ تیار ہوگئے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں"۔

اس پر اڈیٹر سماچار نے رائے دی ہے کہ ایسے امور سے صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ دین عیسوی کا اعتقاد تعلیم یافتہ دنیا کے دل سے روز بروز رفع ہو رہا ہے"۔

کھتری ہت اپدیشک لکھتا ہے کہ سال گذشتہ میں انگلستان میں ۱۸۴ مردے جلائے گئے اب مردہ جلانے کے لئے ایک بھٹی شہر لنڈن میں بنائی جاوے گی چندہ جمع ہو رہا ہے ڈیوک آف بیڈفورڈ نے اس کے واسطے پچاس ہزار روپیہ چندہ دیا ہے"۔ (جلد ۱ نمبر ۲ صفحہ ۲۲ ۱۸۹۱ء)

اخبار عام لاہور" ۱۸۹۰ء میں پیرس دار السلطنت فرانس میں ۳۲۸۸ مردے جلائے گئے اور ٹوکیو میں ۱۳۰۲۹"۔ (اخبار عام ۷ جولائی ۱۸۹۱ء)۔

آریہ ورت اخبار کلکتہ میں لکھا ہے کہ "امریکہ میں ۲۲ شمشان مردہ جلانے کیلئے تیار کئے گئے ہیں اور بہت ہی مُردے جلا چکے ہیں۔ لنڈن میں بڑا امکان اس بات کے واسطے بنانے کا پربندھ ہو رہا ہے"۔ (آریہ ورت ۱۵۔ اگست ۱۸۹۱ء)

ضمیمہ دھرم جیون میں لکھا ہے۔ بعنوان مردہ جلانا۔ کانگرس حفظان صحت لنڈن نے ایک رزولیوشن اس مطلب کا پاس کیا ہے کہ جب کوئی متعدی مرض سے فوت ہوجاوے تو مردہ کو جلانا ضرور ہے (۳۰۔ اگست ۱۸۹۱ء صفحہ ۴)

آریہ پترکا لاہور۔ میں لکھا ہے کہ اخبار پایونیر میں یہ لکھا ہوا کر سبھو نکو حیرت کے ساتھ پسند ہوگا کہ हाइजन क ہائیجنگ کانگرس (یعنی کمیٹی حفظان صحت) نے جو رزولیوشن جلانے کے متعلق پاس کیا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ سر ہنری ٹامسن اور حفظان صحت کمیٹی کی کوششیں آخر کار اپنا اثر کرنے لگی ہیں اور وہاں عام لوگوں میں یہ خیال پھیلتا جاتا ہے جہاں مدتوں سے تعصب نے سلطنت جما رکھی تھی یہ بات سچ ہے کہ اس کانگرس نے صرف ایسے آدمیوں کے جلانے کو جایز رکھا جو کہ وبائی بیماری سے مریں مگر یہ دلیل انکے مذہبی خیالات کو صدمہ پہنچاتی ہے۔ کیونکہ وہ شخص جو کہ وبائی بیماری سے مرا ہے اُس کی آیندہ حالت ویسی ہے جیسے کہ اُسکی جو کہ وبائی بیماری سے نہ مرا ہو۔ یہ بات سچ ہے کہ یہ خیال کہ تمام کرسچین دفن کرنے چاہئیں۔ بہت ہی واہیات ہے۔ علم۔ عقل و سائینس جس کا زمانہ ملاح ہے۔ ایسے تعصب اور بغیر مطلب کے رسم کے اوپر آخر کار فتح پاوے گا

خواہ یہ ایک ایسی مقدس کتاب کی مدد اپنے اوپر رکھتے ہوں۔ یہ بات یعنی جھوٹ سے درستی کی طرف متوجہ ہونا ایک دلیرانہ کام مگر سچائی کے برخلاف جانا کوئی بہادری نہیں ہے بلکہ بزدلی ہے"۔ (آریہ پترکا لاہور ۱۵ ستمبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۲)۔

وکٹوریا پیپر روزانہ اخبار سیالکوٹ لکھتا ہے کہ "برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن مُردوں کے جلانے کے مسئلہ کی تائید کر رہی ہے"۔ (۷ ستمبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۴)۔

ست دھرم پرچارک ہفتہ وار اخبار شہر جالندھر لکھتا ہے کہ "میڈیکل کانگرس نے جو اس سال ولایت (انگلینڈ) میں زیر پرستی پرنس آف ویلز ولیعہد انگلستان جمع ہوئی تھی اور جس میں دو ہزار تین سو بڑے بڑے لائق ماہران ہر فن یورپ امریکہ۔ جاپان۔ ایران۔ مصر اور ہندوستان وغیرہ سے شریک ہوئے تھے پاس کردیا ہے کہ مردوں کو جلانا بہ نسبت دبانے کے بہت اچھا ہے۔ اور کہ وبائی بیماریوں سے مرنے والونکو ضرور جلانا چاہئے"۔ (ست دھرم پرچارک ۹ ستمبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۷)

وکٹوریہ پیپر لکھتا ہے "پیرس میں مردہ جلانے کی رسم ترقی پکڑتی جاتی ہے۔

دوست ہند بھیرہ۔ ضلع شاہ پور لکھتا ہے کہ "فرانس اور امریکہ میں مُردوں کا جلانا بسرعت رواج پکڑتا جاتا ہے۔ انگلستان میں سب بڑے مقامات میں مردے جلانیکو مرگھٹ بن رہے ہیں"۔ (۸ ستمبر ۱۸۹۱ء)۔

قیصر الاخبار کرنال لکھتا ہے کہ "فرانس و امریکہ میں مُردوں کا جلانا دبانے کی نسبت بہتر سمجھا گیا ہے روز بروز اس کی ترقی پائی جاتی ہے۔ انگلستان میں مُردوں کے جلانے کے لئے مرگھٹ طیار کر رہے ہیں"۔ (۱۹ ستمبر ۱۸۹۱ء)۔

اخبار ست دھرم پرچارک جالندھر لکھتا ہے کہ "مردہ جلانے کی رسم فرانس میں ترقی پر ہے۔ سال گذشتہ میں تین ہزار چار سو اکتالیس مُردے فرانس میں جلائے گئے۔ (جلد ۴ نمبر ۶ صفحہ ۷ کالم ۱ مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۹۲ء)۔

مقام نیویارک امریکہ سے ہنری ایس کرنیل الکاٹ صاحب پریزیڈنٹ تھیوسافیکل سوسائٹی اپنی چٹھی نمبر ۱۷ مورخہ ۱۸ فروری ۱۸۷۸ء میں لکھتے ہیں کہ "اٹھارہ مہینے گذرے اس بڑے شہر میں جس میں دس لاکھ سے زیادہ عیسائی آبادی ہے ہم نے ایک کو اپنی جماعت میں سے ساتھ اُن رسومات گنواری کے دفن کیا اور علامات آگ و روشنی اور پرانی کینچلی جو کہ سانپ کی ساتھ لے گئے تھے معہ اور علامات کے استعمال کیا چھ مہینے کے بعد ہم نے لاش کو اُس چند روزہ آرام کی جگہ سے نکال کر اُس کو بموجب رسومات بزرگان اپنی نسل آریوں کے جلا کر خاک کر دیا"۔ (دیکھو صفحہ ۴ مطبوعہ جوالا پرکاش میرٹھ)۔

یورپ میں مردہ جلانے کی رسم

پہلے یہ خبر درج ہو چکی ہے کہ یورپ میں مُردہ جلانے کی رسم دن بدن ترقی پر ہے۔ حال میں خبر آئی ہے کہ نیپلز میں مُردوں کے جلانے کے واسطے عام چندہ سے ایک مرگھٹ بنوایا گیا۔ پوپ آف روم نے بہت مخالفت کی اور کہا جلانے سے مُردہ دوزخ جائیگا۔ لیکن عام لوگوں کے نزدیک یہ رائے صحیح نہ ٹھہری اور بہتوں نے اس رائے کو نا منظور کیا اور بہت سے حامیان دین کی لاشیں جلائی گئیں۔ یورپ میں یہ خیال اب عام ہوتا جاتا ہے کہ وبائی امراض کے انسداد کا بڑا ذریعہ مُردوں کا جلانا ہی ہے"۔ (تاج الاخبار راولپنڈی ۹ جولائی ۱۸۹۲ء)۔

مردوں کے جلانے کی رسم

شہر برلن (دار السلطنت پرشیا) میں ایک انٹرنیشنل کانفرس پچھلے مہینے میں ہوئی کہ دریافت کرے کہ کون ذریعہ لاش کے دور کرنے کا سب سے عمدہ ہے کانفرس نے اتفاق رائے سے قرار دیا کہ جلانے

کی رسم بہت اچھی ہے چنانچہ ایک ریزولیوشن بعد مباحثہ کے پاس ہوا کہ تمام یورپین سلطنتوں سے درخواست کی جاوے کہ وہ اس طریقہ کی عمدگی کو قبول کریں اور اپنے یہاں بھی رسم جاری کریں"۔ (رسالہ آریہ درپن۔ ماہواری۔ شاہجہان پور۔ جلد ۱۰ نمبر ۴ صفحہ ۸۱۔ ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء)۔

مردہ جلانیکی رسم

"برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن انگلستان نے تجویز کی ہے کہ آیندہ دفن کرنے کا رواج اٹھا دیا جاوے اور مُردہ جلانے کا رواج ہونا چاہئیے یہ ایک بہت بڑی مجلس میں کہا گیا اور تجویز پیش ہوئی بیان کیا جاتا ہے کہ دفن کرنے سے آب و ہوا خراب ہو جاتی ہے اور صدہا بیماریاں خاص اس وجہ سے پھیلتی ہیں وبا وغیرہ کا باعث بھی یہی بتلایا جاتا ہے غرض اس خیال کو ترقی ہے کہ مردے جلایا جایا کریں"۔ اس پر اسلامی اخبار آزاد لکھتا ہے "ہمیں اس بات سے سخت اختلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس رواج پر انگلستان میں زیادہ زور دیا۔ تو ممکن ہے کہ اس کا اثر رفتہ رفتہ ہندوستان پر بھی پہنچے۔ مسلمانوں کا قانون شریعت انہیں صرف دفن کرنے کی اجازت دیتا ہے اور اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں بتلایا گیا۔ اس لئے یہ ایک مذہبی فرض اور مذہبی حکم ہے ہم اس رائے کے بالکل مخالف ہیں اور ایسے امورات میں اسلام کو اپنی مذہبی پابندی کا زیادہ تر خیال ہوگا وہ ہرگز اس کو روا نہیں رکھ سکتا۔ جو طریقہ اس کے مذہب نے بتا دیا ہے وہی مناسب ہے اگر خدانخواستہ اس رائے کا کوئی اثر ہندوستان پر بھی پڑا۔ اس وقت گویا گورنمنٹ ہندوستان کے ایک بڑے مذہبی مسئلہ میں دست اندازی کریگی جو شاید مسلمانوں کو بہت ہی برانگیختہ کرنے والی ہے"۔

اس پر اڈیٹر آریہ سماچار نے نوٹ دیا ہے "یہ قبل از وقت واویلا ہے گورنمنٹ کیوں اس معاملہ میں دست اندازی کریگی۔ جیسے تعلیم نے اہل یورپ کی آنکھیں کھولیں اور اس مسئلہ کو مفید سمجھ کر اپنے یہاں رواج دیا جب مسلمانوں میں علم کی ترقی ہوگی اور وہ دفن کی رسم کو مُضر سمجھیں گے تو اس میں مذہب کی زبردستی نہ چلے گی۔ سوسیا نے ایک مت"۔ (آریہ سماچار ماہواری میرٹھ ماہ۔ اگست سنہ ۱۸۹۴ء جلد ۱۳ نمبر ۷ صفحہ ۲۰۳)۔

ایک اور مسلمانی اخبار لکھتا ہے "گذشتہ سال میں فرانس میں تین ہزار مردے جلائے گئے۔ اور اٹلی میں مردے جلانے کی بھٹیا بیس کے قریب ہیں"۔ (رپیسہ اخبار لاہور ۴ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء صفحہ ۵ کالم ۲)۔

بھارت سدھار میں لکھا ہے "امریکہ میں مردوں کے جلانے کی رسم روز افزوں ترقی پر ہے"۔ (۱۷ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء جلد ۴ نمبر ۳۲)۔

اخبار علم۔ برٹش ڈاکٹروں نے رائے دی جو ہیضہ سے مریں اُنکی لاش جلائی جاویں"۔ (اخبار عام ۱۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء)۔

اخبار عام۔ ڈاکٹر بیلو صاحب سابق کمشنر حفظان صحت پنجاب مر گئے اُنکا جسم مردہ جلایا گیا۔ (۱۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء)۔

کرمیشن یعنے مُردہ جلانا۔

ہم سب جانتے ہیں کہ ہوا ہماری زندگی کے لئے کتنی بڑی ضروری ہے بغیر ہوا کے کوئی زندہ نہیں رہ سکتا۔ پیدایش سے موت تک ہم ہر ایک لحظہ ہوا ہی سے دم لیتے ہیں۔ ہماری تندرستی زیادہ تر اس ہوا کی پاکیزگی اور مقدار پر جس سے کہ ہم سانس لیا کرتے ہیں۔ منحصر ہے۔ وہ لوگ جو خراب ہوا سے دم لیتے ہیں جیسا کہ گنجان آبادیوں کے لوگ ایسے تندرست نہیں ہوتے جیسا کہ وہ لوگ جو کھلے میدان میں رہتے ہیں جہاں بہت سے درخت لگے ہوتے ہیں اور اُنکے ارد گرد سبزی کے کھیت ہوتے ہیں اُس بُری ہوا کی تاثیر جس سے ہم بڑے انبوہ یا بیماری والی جگہ میں دم لیا کرتے ہیں۔ سردی۔ زکام پیدا کرتی ہے یا کئی دن تک صحت میں فرق آتا ہے۔ یہ سب ظاہر ہے جہاں تمہیں سڑا ہوا مادہ پھینکا جاتا ہے۔ وہاں کی ہوا اُس کے فاسد گیس کے ابخرات سے کثیف ہو جاتی ہے اگر تم کسی بوچڑ یا مچھلی بیچنے والے کی دوکان سے یا کسی ذبح خانہ کے پاس سے گزرو یا کسی مالی پھول بیچنے والے اور گلستان کے قریب سے نکلو تو تم فوراً ان دونوں جگہوں کی ہواؤں کا فرق معلوم کر لوگے بعض جگہوں میں زہر ہوا میں ایسا پھیلا ہوا ہے کہ کند شامہ کو اُس کی تمیز نہیں ہو سکتی۔ قوت شامہ کا عصب بھی ایسی ہوا کے متصل ہونے سے ہمیشہ گند ہوا کرتا ہے لیکن جسمانی بناوٹ پر آخر میں اُس کا بھاری اثر پڑتا ہے۔ تندرستی کے محفوظ اور قایم رکھنے کے لئے سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ہوا کے خراب اور بھرشٹ کرنے والے اسباب کو کم کیا جاوے اُن اسباب میں سے جو ہوا کو بگاڑتے ہیں ایک سبب لاشوں کا دفن کرنا ہے۔ جو کہ چند دنوں میں بوسیدہ اور سڑ کر زہر دار گیس نکالتی ہیں یہ گیس پہلے زمین میں سرایت کرتا اور پھر قبروں سے باہر نکلتا۔ اور اِدہر اُدہر اڑ کر آس پاس کی ہوا کو کثیف کرتا ہے۔ ایسے ایسے حالات سنے گئے ہیں کہ جن میں یکایک قبروں کے کھلنے سے کوئی بیماری ٹائیفس یا ہیضہ پھیل گیا بہت سے لوگوں نے قبر کے نزدیک ایک روشنی دیکھی ہے جو کہ سوائے فاسفورس کے اور کچھ نہیں ہوتی اور یہ فاسفورس لاشوں کے سڑنے سے قبروں میں سے نکلتا ہے۔ لہذا یہ ہوا کی کثافت کا سبب آسانی سے کرمیشن جلانے سے دور کیا جا سکتا ہے۔ جس سے فوراً لاش کی بے ضرر راکھ ہو جاتی ہے۔ اور لاش نہیں سڑتی ہوا کو پاک اور صاف رکھنے کی غرض سے جانوروں کے طبابت کے محکمہ نے مردہ گھوڑوں کی لاشوں کا جلانا اختیار کیا ہے یہ طریقہ لاشوں کے ٹھکانے لگانے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے ذیل کے انتخاب سے جو کہ ایک مشہور تصنیف سے لیا گیا ہے صاف ظاہر ہوگا یہ تجویز ہے کہ مردہ جلانے کی طرف رغبت دلائی جاوے اور اس کا باقاعدہ عمل اور انتظام کر لیا جاوے (ایک قانونی فیصلہ سنہ ۱۸۸۴ء میں ہوا تھا کہ مردہ کو جلانا جائز ہے جلانا کسی طرح نہیں روکا جا سکتا ہے سوا اس کے کہ اس طریق پر کیا جاوے۔ کہ اس کا عمل عام کے لئے مضر ہو) ہوم سکرٹری کے کنٹرول میں از روئے اُن قواعد کے جو وہ مقرر کرے جلانیکے لئے مقرر کئے جاویں۔ ایک قسم کا سرٹیفکٹ جو موت کا سبب ظاہر کرے جلانے سے پیشتر پیش کیا جاوے اور کسی افسر سے لاش کو بلا روک ٹوک دیکھا یا جاوے اس تجویز کے جاری ہونے کے لئے دلائل ذیل سے تائید کی گئی ہے۔

(۱) الف زندوں کا خیال مردوں سے زیادہ مناسب ہے اور دفن کرنیکا موجودہ قاعدہ انسانی زندگی کے لئے مضر ہے کیونکہ قبرستان بہت بڑھے جاتے ہیں اور ان میں اور اُن کے نواح میں مضر مادے اور گیس سرایت کرتے جاتے ہیں۔

(۲) قبرستانوں کے بننے سے خطرہ بہت ہے اور زیادہ آباد مقاموں میں دقتیں بڑھتی جاتی ہیں ٭

(ب)۔ بہت سے قبرستان جو کہ آبادی کے حدود سے پرے تھے اب وہ گھروں سے گھرے ہوئے ہیں ٭

(۳)۔ دفنانے کا کوئی طریقہ اس سے زیادہ نہیں کر سکتا کہ وہ جسم کے اجزا کی

علیحدگی کو روکے کیسی طرح دفنائیں عملاً بات ایک ہی ہے لیکن جلا دینا ہوا کا تنقیہ ہے اور معمولی دفن کرنا اجسام کا سڑانا ہے یا یوں کہو کہ ایک جلد جلانے والی آگ کے مقابلہ میں آہستہ آہستہ بوسیدگی ہے +

(۴)۔ اگرچہ دولتمند آدمی اچھی طرح دفنائے جا سکتے ہیں مگر غریب آدمیونکی قبریں (آباد مقامات میں) صرف گندگی کے گڑھے ہیں۔ غریب جلد سڑنے والے کفن میں دبائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے علیحدہ مشکل سے ہوتے بلکہ قریب قریب ہوا کرتے ہیں اور بہت ہی کم مٹی میں ڈھانکے جاتے ہیں اور جذب ہونے سے پہلے ہی کھودے جاتے ہیں +

(۵) الف اگر ٹھیک قاعدہ کے موافق عمل کیا جاوے تو جلانا کسی طرح غیر واجب نہیں بدن کے جل کر سفید بلور جیسے ٹکڑے ہو جاویں گے جو نقصان دہ نہیں اور مدت تک رکھے جا سکتے ہیں +

(ب)۔ کریمیشن کمال شائستگی کے ساتھ ہو سکتا ہے اور اس سے مذہبی عقاید میں کوئی فرق نہیں آ سکتا معمولی رسمیات بھی اس موقعہ پر ادا ہو سکتے ہیں +

(ج)۔ اس سے عام لوگوں کے خیالات پر کوئی صدمہ نہ پہنچے گا۔ اگر پہلے ہی پہل عوام کے چھوٹے اور تنگ خیالات پر اگر کچھ بُرا اثر ہو گا تو یہ دور ہو جائیگا اور جلانے کے فواید جلد تسلیم کر لئے جاویں گے +

(د)۔ موجودہ جلانے والے آتشکدوں سے فائدہ اُٹھانے کے راہ میں بہت سی دقتیں ڈالی گئیں ہیں اور جو رغبت باقاعدہ طریقہ اور معقول حوصلہ افزائی سے ہوتی ہے اُسکا اندازہ اس تھوڑے سے استعمال سے جو آج کل ہو رہا ہے نہیں ہو سکتا

(۶)۔ ایک کنبہ کے قبرستان اور گاؤں کے گرجا گھر کا لوگوں کو بہت اُنس ہے مگر یہہ اُنس وہاں نہیں رہتا جبکہ مردہ کو کسی بعید قبرستان یا اجنبیوں میں لے جا کر دفن کرتے ہیں جہاں نہ کوئی اُسکا نگران ہے اور نہ کوئی قبر کی تعظیم کرنیوالا ہے۔

(۷)۔ الف۔ اس تجویز کی پسندیدگی کا سب کو اختیار ہے یہ ضرورت نہیں کہ کوئی آدمی اپنے یا اپنے رشتہ داروں کی مرضی کے خلاف جلا دیں۔ اور اُس میں نہایت خود غرضی پائی جاتی ہے کہ جو لوگ خود یا اپنے رشتہ داروں کو جلانا چاہتے ہیں اُنھیں اس گارنٹی سے انکار کیا جاوے جو معقول اور مناسب ہے۔

(ب)۔ مراد یہ ہے کہ کریمیشن کو قواعد میں لایا جاوے اُسکو ترقی ہو اور اجازت دی جاوے۔ جلانے کی نسبت کوئی قاعدہ جاری ہونا چاہیئے۔ ورنہ یہ روکا جاوے فی الحال اس کی اجازت تو ہے مگر اس کے قوانین نہیں +

(۸) الف۔ زہر خورانی یا دھوکہ سے قتل کرنے کے جُرم کو کریمیشن کے جائز کرنے سے ترقی نہیں ہوگی۔ برخلاف اسکے جو سخت قواعد تجویز کئے گئے ہیں اُنسے بدمعاشوں کو رد ہوگی کہ وہ اپنے مارے ہوئے آدمیونکے جسموں کو نہ جلانے پاوینگے۔ کیونکہ بوجہ سرٹفکیٹ لازمی ہونے اور بلا مداخلت معائنہ کی وجہ سے زہر خورانی یا مار پیٹ کے راز کھل جاوینگے۔

(ب)۔ فی الحال دفنانے کے متعلق قوانین ایسے ناقص ہیں کہ تیس ہزار آدمی خاصکر بچے ہر سال بغیر موت کے سرٹیفکٹ یا کسی قسم کے سارٹیفکٹ کے دفنائے جاتی ہیں۔ اور اسی طرح زہر خورانی اور دغا سے قتل کو جُرات ہوتی ہے۔

(ج۔ مشتبہ حالتوں میں یا ہمیشہ اگر مناسب معلوم ہو تو تشخیص و امتحان کے لئے انتڑیوں کے رکھے جانے میں آسانی ہوگی +

(د)۔ نباتاتی اور حیوانی زہروں کا دریافت کرنا تمام حالتوں میں بہت مشکل ہے اور معدنی زہروں کا امتیاز آسانی سے ہوگا۔

(ہ)۔ سنکھیا گو کسی قدر آگ میں کم ہو جاتا ہے تو بھی تحقیق اجزا اور تشخیص کیمیائی کے لئے اُس کا کافی مادہ باقی رہ جاتا ہے۔

(و)۔ بوسیدہ یا سڑا جسم خود بعض زہروں کو پیدا کرتا ہے اور بہت سے زہروں پر بھی اپنا کیمیائی اثر ڈالتا ہے کیونکہ موت کے تھوڑی دیر بعد ہی اُس اصلی زہر کا جو باعث ہوا علم فزیالوجی سے کما حقہ دریافت ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔

(۹)۔ آج کل جسم بہت کم قبروں سے کھود کر نکالے جاتے ہیں +

(۱۰)۔ ممکن ہے کہ بعض اوقات مردہ جلانیسے تشخیص میں دقت اور رد ہو کا ہو مگر یہ نتیجہ اکثر موجودہ انتظام کی وجہ سے عاید ہوتا ہے (ہاربنجر آف ہیلتھ فروری سنہ ۱۸۹۲ء صفحہ ۱۰)

پیارے ناظرین! ایک ضروری اور مفید مسئلہ غور کرنیکے واسطے ہم آپکی خدمت میں پیش کرتے ہیں علم اور عقل دونوں اس کے ساتھی ہیں تمام فاضل اور محقق ڈاکٹر اور حکیم اس کے مددگار ہیں مہذب دنیا اس کے ماننے کے واسطے طیار ہی کر رہی ہے مگر ہمارے ملکی بھائی ابھی تک غافل ہیں خدا کرے کہ یہ بھی اس مفید اصول کی قبولیت میں جلد کوشش کر کے صحت اور تندرستی پھیلانے کے حامی ہوں۔

راقم آپ کا خیر اندیش۔ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر۔

پتت اُدھارن

(آریہ) ہندو لوگ کیوں مسلمان ہوئے؟ ویدوں کا سرشیٹ دہرم اور شاستروں کی پوتر مریادا جسکے واسطے اب تک بھی مخالف و موافق اُنکی پاکیزگی کے گیت گا رہے ہیں اگر آج تک دنیا میں بنی رہتی یا اُسکی انوسار لوگ آچار۔ بیوہار کرتے رہتے تو یقین غالب تھا کہ کوئی اور مت (مذہب) منہ نہ دکھلاتا اور نہ کوئی نیا دین پیدا ہوتا۔ ویدک زمانہ کے لاکھوں واقعات میں سے ایک رامچندر جی کا واقعہ ہے جسکے فقرہ فقرہ سے ست دہرم کی روشنی چمکتی ہے اور قدم قدم پر صداقت کی بو آتی ہے۔ رام۔ لکھشمن بھرت۔ شترگھن کی دلی محبت سے کون آگاہ نہیں محبت برادرانہ کے مقابلہ میں وہ راج کو ناچیز و حقیر جانتے تھے۔ رامچندر کی کھڑاؤں کو بھرت کا تخت شاہی پر رکھکر رامچندر جی کا داس کہلا کر ۱۴ برس راج کرنا گیا دنیا میں عدیم المثال نہیں اور اسی طرح رامچندر جی کا بن باس سے واپس آ کر پہلے کیکئی کے محل میں نمسکار کے واسطے جانا۔ کیا کوئی دنیا میں نظیر رکھتا ہے وہی آریہ دہرم یا ویدک دہرم کا زمانہ تھا۔ اور اس کے بعد بھی مدت تک رہا اور آخر کار کورو پانڈو کا سمہ آیا۔ پنڈو کے عاریتاً عطا کردہ راج پر دریودہن کا قبضہ ہوا جنگ عظیم کی نوبت پہنچی تب کرشن جی خود بدولت سمجھانے کے واسطے گئے اور صرف یہ کہا کہ تمام آریہ ورت کے راج سے ۵ بھائیوں کو دہلی کے متصل پانچ گانو پانی پت۔ سونی پت۔ باغ پت۔ دل پت۔ کرنال۔ دیدو تاکہ نوبت فساد تک نہ پہنچے۔ دریودہن نے کہا सूचि अग्रं न दास्यामि विना युद्धेन केशव یعنے اے کرشن تم تو پانچ گانو مانگتے ہو۔ میں اُنکو سوئی کے اگلے سرے برابر زمین بھی بغیر یدہ کے نہ دونگا زمانہ کے اس تغیر و تبدل کو دیکھکر کون ہے جسے شک ہوگا کہ دہرم کی بیوستھا ویسی کی ویسی قایم رہیگی اتنا بڑا بھاری تبدل اور اندھیر بہت امیدوں کے خرمن پر بجلی گراتا ہے۔ بھارت کے یدہ کے بعد آریہ ورت کی حالت روز بروز ردی ہونے لگی عیاشی کے پھیلنے

---

[۱] پہلے ہوم سکرٹری صاحب لارڈ گراس نے اپنی ایک تقریر میں جو ۶ اپریل سنہ ۱۸۸۴ء میں ہوئی تھی اقرار کیا تھا کہ جب میں ہوم آفس میں تھا تو مینے درکنگ ہام کے آتشکدوں میں کریمیشن ہونے کی کوشش ناجائز طور پر کی تھی +

کے سبب راجاؤں اور راج دہرم کی بیوستھا نہایت خراب ہوگئی اور بیتھا جاتا تھا پرجا کا ہونا ضروری ہؤا۔ یہی وجہ ہوئی کہ اُنکے بُرے آچرنوں کا اثر راجاؤں کی ذات تک محدود نہ رہا۔ راج گورو یعنے پروہتوں نے سب سے پہلے اس میں حصہ لیا اور تنتر شاستر کی ایجاد ہوئی اور بام مارگ مذہب گھڑا۔ القول شخصے۔ کفر گیرد کاملے شود۔ تمام برہمن راج پروہتوں کی آدین ہوتی ہیں۔ یہی بڑی بھاری وجہ تھی کہ وہ المجبو معذور خاموش رہے۔ یا انکی ساتھ شریک ہوئے اور جو خاموش رہے انہوں نے بام مارگ کی پرورتی مارگ خلاف۔ نورتی مارگ نام رکھ سناتن دہرم کو پتت ہونے سے بچایا اور بھیچار کے گڑھے میں نہ گرنے دیا۔ بام مارگ کے انیاچار نے بودھ دہرم پیدا کیا جس نے ویدک دہرم کو سخت صدمہ پہنچایا اور سنسکرت ودیا کو کس میرسی کی عالم میں ملکر پراکرت بھاشا ایجاد کی۔ ناستک مت کا پرچار اور ویدک مت کا سنگھار ہونے لگا۔ کہ اسی عرصہ میں دو شیر مرد فاضل دہرم کے میدان میں نکلے اور شاستر ارتھ کا جھنڈا کھڑا کیا پہلے کا نام کمارل بھٹ یا بھٹا چارج تھا جس نے بام مارگ کا ناش کیا اور دوسرے کا مبارک نام سوامی شنکر آچاریہ تھا جس نے ناستکتا کی درخت پر پرشرامی کوٹھار رکھا اور اُسکو آریہ ورت کی مقدس بھومی یعنی مہرشیوں کی سرزمین سے جڑ پیڑ سے کاٹکر سمندر میں گرا دیا پھر ویدک دہرم کا پرچار اور شاستر وکت سنسکار ہونے لگے۔ لاکھوں پتت شدہ ناستک پھر گنگا اور گوداوری کنارے یگیوپویت پہنا شدہ کئے گئے اور نئے سرے سے اُن میں رسن بیوستھا گُن کرم انوسار قایم کی اُسوقت شدی کا طریق صرف یہ تھا کہ بہتا ملک وغیرہ چیلے بموجب حکم سوامی کی ایک دو دن میں پرائشچت کرا۔ گایتری سکھلا یگیوپویت پہنا کر سبھا میں لاکر شدھ کر دیتے تھے اس سے زیادہ کوئی پرائشچت نہ تھا شنکر سوامی کے کئی صدی بعد اما نج آچاریہ ہوئے یہی مانتے تھا کہ جب دین محمدی کا عرب میں ظہور ہوا۔ اور چند عرصہ کی بعد لوٹ مار کی نیت سے بدعوی الجہاد ملک ہند پر حملے شروع ہوئے یعنی ۶۳۶ء میں ابوالعاص عامل یمن نے تھانہ متصل بمبئی پر حملہ کیا پھر ۶۶۴ء میں مہلب امیر عرب براہ کابل ملتان تک آیا۔ پھر ۷۱۲ء محمد بن قاسم عامل حجاج نے سندھ پر یورش کی اور پھر ۱۰۰۱ء سے ۱۰۲۶ء تک محمود غزنوی کے سترہ حملے اور اسی طرح محمد غوری شمس الدین التمش علاؤالدین خلجی۔ قطب الدین۔ سلطان محمد تغلق۔ فیروز شاہ اور ۱۳۹۸ء میں تیمور شاہ کی حملہ سے ۱۷۵۶ء تک جبکہ نادر شاہ کے بعد احمد شاہ درانی کا آخری حملہ ہوا۔

جس ظلم وستم سے ظالم لٹیروں نے ہندو مظلوموں کے ساتھ سلوک کئے اور جسقدر بیرحمی وجفاکاری سے اُن عاجزوں کی گردنوں پر تلواریں چلائیں اور بیحرمتیاں کیں اُنکی حالات مطالعہ کرنیسے دل کانپتا اور کلیجہ تھرتھراتا ہے (مفصل دیکھو رسالہ جہاد) ایسی صورت میں ہزاروں میں سے ایک بھی بمشکل نکل سکتا ہے۔ جو بمقابلہ قتل وبیحرمتی کی دین اسلام کو قبول نہ کرے اور سنت دہرم پر قایم رہے۔ آہ اس آفت یعنی آپتی پر آپنی پڑنے سے جو ثابت قدم رہ سکے جب تلوار کے وضعی راجپوتوں نے بمقابلہ تاخت وتاراج ہونیکے بزدلی کی پناہ لے کلنگ کا ٹیکا لگوا بیٹیاں دینا قبول کرلیں۔ جب راجہ نا بابا جیسی مسلمانیوں کے پیچھے مسلمان ہوگئے اور اسی طرح ہزاروں راجپوت کسی نہ کسی غرض سے بخوف تلوار یا بیحرمتی کے مسلمان بننے پر راضی ہوگئے اور کولا دیوی اور دیول دیوی اور جودھا بائی جیسی جبراً حرم سرائے شاہی میں داخل کیگئیں۔ جب جیبا اور جلیبا جیسی بغداد میں اونٹھوں کے پاؤں سے بندھوا کر مار ڈالی گئیں تو عام لوگوں کی کیا گنتی ہر ایک راجپوت کے اندر مہا رانا پرتاپ ورانا سانگا ومہاراج سیواجی جیسا دل نہیں اور نہ ہر ایک کھتری میں حقیقت رائے جیسا استقلال ہے اور جبکہ ہر ایک برہمن میں اُن تین برہمنوں جیسا برہمہ تیج نہیں ہے جنہیں فیروز شاہ۔ سکندر لودھی۔ اورنگ زیب نے تعصب اسلامی سے دربار شاہی کے سامنے زندہ آگ میں جلایا تھا اور نہ ولشنوی بنیوں جیسی سب ویشوں میں ہمت ہے تو پھر تلوار اور بیحرمتی اور اسلام کی مقابلہ میں ٹھہرنا کتنا مشکل ہے۔ ذرا ایک منٹ کے واسطے دل یکسو کر کے سوچیئے کہ آپ میں کتنے ایسے بہادر ہیں جو اگر اُن کے سر پر تلوار اور ہاتھ میں قرآن رکھا جاوے تو تلوار کو قبول کریں اور قرآن کو انکار۔

بھائیو! ایسی آپتیوں کے پڑنے سے جو برابر ۶۳۶ء سے ۱۷۵۶ء تک (۱۱۲۰ سال) پے در پے پڑتی رہیں اور جنکا مقابلہ عام کیواسطے مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ لاکھوں برہمن۔ کھتری راجپوت۔ ویش۔ شودر تمام ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں جبراً وقہراً بزور شمشیر مسلمان بنائے گئے یہ پہلا سبب ہے جس سے ہندو مسلمان بنائے گئے۔

امن وامان کے نہ ہونے سے ویدک تعلیم بالکل گم ہوگئی تھی سنسکرت کا پرچار چھوٹ گیا تھا پھر بتلائیے کہ کون مقدس بیدوں کو پڑھتا۔ پاک اُپنشدوں کا مطالعہ کرتا اور کون انہیں پڑھکر عقاید اسلام سے مقابلہ کرتا۔ ایسی بے امنی کی حالت یعنی سکندر لودہی کے زمانہ میں ہندوؤں نے فارسی تعلیم شروع کی۔ ہندو دہرم سے ناواقفیت اور عدم تعلیم اور ساتھ ہی اگر کوئی سمجھا نیوالا ہے تو وہ مارا جاوے۔ ان وجوہات پر غور کرنے سے صاف ظاہر تھا کہ فارسی کی مذہبی تعلیم اپنا کیا رنگ لائیگی چنانچہ اس سبب سے بھی سخت آپتی میں مبتلا ہو کر نہ راہ مردن ونہ راہ بردن آپتی میں مبتلا ہو کر بہت سے ہندو مسلمان ہوگئے جنکا ذرا بھی قصور نہیں اور جو ظاہر طور پر مسلمان نہ ہوئے وہ دل ہی دل میں محمدی مذہب کے قایل رہے اور حوروں پر مایل۔ جو چند پشتوں کے بعد علانیہ مسلمان ہوگئے یہ دوسرا سبب ہے۔

ادھر معصوم اور بیگناہ لڑکیاں ہندوؤں کی جبراً پکڑی جاتی تھیں۔ اِدھر طوائفوں کے بلا طلب مجداست و نوجوانوں کے شکار کے واسطے دانہ ودام بچھائے ہوئے تھے۔ جنکی بچھیڈ دام میں بھان۔ ہلا یو اور جگننا تھ جیسے پنڈت بھی پھنس گئے تو عام ان پڑھ شودروں یا جاہلوں کا کیا کہنا وہ تو پہلے سے ہی مورکھ ہیں اُنکے مسلمان ہونے میں کیا دیر تھی۔ مرغ دل کیوں نہ پھنسے دانہ بھی ہو دام بھی ہو اور جبکہ وہ اچھی اچھی قرآن پڑھی ہوئی نمازیں جاننے والی اور رمضان کے ۳۰ روزے رکھنے والی ایماندار مومنہ تمام کمائی کا روپیہ مسجدوں پر صرف کرنیوالی اور محرم میں شربت کی سبیلیں لگانیوالی فاضلہ اور شاعرہ ہوں تو انہیں ہندوؤں کے مبتلا کرنے میں کیا دیر لگ سکتی ہے اسی سبب سے دو کروڑ سے زیادہ ہندو مسلمانی طوائفوں کی کالی ناگنیوں نے ڈس لئے اور وہ اِس طرح کا ماتر ہو کر پتت ہوگئے یہ تیسرا سبب ہے کہ جس سے ہندو مسلمان ہوگئے۔

مسلمانی مکتبوں کے جاری ہونے سے ہزاروں ہندو طالب علم مولویوں کی شرارت اور بہکاوٹ میں آکر پھسل گئے اور یہ تو سب پر ظاہر ہے کہ اُستاد کا شاگرد پر کتنا رعب وداب ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں تمام طالب علم مقید ہیں یہ چوتھا سبب ہے۔

بیوہ ہوجانیکی حالت میں ہندو عورت کے واسطے پورانوں نے دوہی علاج لکھے ہیں یا ستی ہوجانا یا تمام عمر ماتمی لباس پہنکر بیوہ بیٹھے رہنا۔ ایسی تعلیم کے مطابق لاکھوں ستی ہوگئیں (دیکھو ٹاڈ راجستھان) مگر جو کروڑوں ستی ہونیسے بچ گئیں اُنکی حالت پر غور کیجئے۔ بے اولاد ہونیکی صورت میں بیوگی کا زمانہ کتنا کٹھن ہے اور کیسا دشوار گذار پہاڑ طے کرنا پڑتا ہے۔ جوانی مستانی اور جوانی دیوانی کی حالت مست ہاتھی کے برابر ہے۔ اُسکا ویگ روکنا سراپا دشوار ہے ہزاروں نیک بخت اور ستونتیوں کے سوائے اور لاکھوں سے یہ مشکل نہ سہاری گئی کیونکہ اسکا سہارنا درحقیقت مشکل ہے وہ مجبوراً مسلمان کٹنیوں کی بہکاوٹ سے یا خود بخود مسلمان ہوگئیں جسمیں اُنکا ذرا بھی قصور نہیں اگر قصور ہے تو خورد سالی میں شادی کرنیوالوں کا یا بیٹوہ دیکھنے والوں کا۔ یا کاشی ناتھ کا ئستھ شیگر بودہ بنانیوالے اور اسکی پیروی کرنیوالوں کا یا پُنر بواہ بند کرنیوالوں کا کیونکہ پراشر جی مہاراج نے جنہیں ساری ہندو مانتے ہیں اپنی سمرتی میں اس طرح لکھا ہے

नष्टेमृते प्रव्रजिते क्लीवे च पतितेप
तौ। पञ्चस्वापत्सु नारीणां पतिरन्यो विधीयते ॥

یعنی خاوند گم ہوجاوے مرجاوے سادہو ہوجاوے مخنث ہوجائے مسلمان یا کسی غیر دہرم میں جاکر یا کسی اور طرح سے پتت ہوجائے۔ ایسی حالت میں عورت کو چاہیئے کہ دوسرا خاوند

کر لے اور نارو جی کا بھی یہی قول ہے۔ اگر اس پر عمل ہوتا رہتا تو ابھی تک مسلمانوں کی ترقی اتنی نہ ہوتی اور غالباً دو کروڑ سے زیادہ نہ بڑھتے اور ایسا ہی ہوا ہے کہ جوان ہندو جو کسی وجہ سے (بہ سبب نہ ملنے کنوارا رہنے یا ساری عمر رنڈوا رہنے کے) شادی کرنا چاہتا اور ہندو اسے برادری سے خارج کرنا چاہتے ہیں تو وہ معہ بیوہ کے مسلمان ہو جاتا ہے تاکہ طعن و تشنیع سے بچ رہیں یہ پانچواں سبب ہے۔ جس طرح بدھ مذہب کے پھیلنے سے باوجود بدھ کے ناستک۔ اور وید نندک ہونیکے بھی پورانوں کے مصنفوں نے بدھ کو اوتار مان لیا۔

اسی طرح باوجود ہندوؤں کے قتل کرنے اور انکی بیحرمتی کرنیکے بھی کروڑوں جاہل ہندو مرد و عورات نے مسلمان پیروں فقیروں کی خانقاہوں سے اندھا دھند مرادیں مانگنی شروع کیں اور خورد سالی کی شادی اور برہمچریہ بگاڑنے کے سبب عموماً نامردی نے منہ دکھلایا قبروں سے بیٹے ماننے لگے اور یہ ظاہر ہے کہ قبروں کے عطا کردہ یا مسلمان بے دردوں کے عطا کردہ بیٹے ہندو نہیں رہ سکتے ایک دو پشت کے بعد ضرور مسلمان ہو جاتے ہیں۔

اور بت پرستی کا نتیجہ یہ ہونا بھی تھا۔ کیونکہ قبر پرستی اور مردہ پرستی بت پرستی کی دوسری بہن ہے۔ بت پرستی سے مایوس ہندوؤں نے جب دیکھا کہ قبر پرست مسلمان ہم سے زبردست ہیں یا جاہلانہ تقلید کے سبب قبروں سے مرادیں مانگنے لگے۔ ہندوستان کی ہر گوشہ میں قبر پرستی شروع ہوئی۔ بابا نانک جیسے حق پرست کے مرنے کے بعد بھی اُسکے پیروؤں میں بت پرستی و گور پرستی کے مقابلہ میں روڑے صاحب یا ٹھی صاحب۔ پیری صاحب تھڑہ صاحب۔ ڈکھ بھنجن صاحب کیرا صاحب۔ بال صاحب۔ ہاٹ صاحب۔ تول صاحب۔ پنجہ صاحب بابا کی بیر جو ہاصاحب قایم کئے جسپر اُنکے پیرو بھی ویسے ہی بت پرستی میں گر پڑے جیسے کہ عام گور پرست و بُت پرست پس کروڑوں راجپوت۔ براہمن۔ مرہٹہ۔ سکھ۔ کھتری۔ اروڑہ۔ بنئے اور شودر خواجہ معین الدین پیر صاحب۔ نگھاں کا داتا۔ نگاہے والا۔ سرور۔ ڈھونکل۔ یوسف شاہ۔ پیران کلیر۔ پاک پٹن۔ امام بخش۔ شمس الدین۔ بہاؤ الحق۔ شاہ دے شہید۔ دین پناہ۔ غازی مسلمان وغیرہ کی خانقاہوں میں دربدر پھرنے اور سر رگڑنے لگے جس سے آئے دن لاکھوں مسلمان ہوتے اور ست دھرم سے پتت ہو جاتے ہیں۔ یہ چھٹا سبب ہے مسلمان ہونے کا+

بہت سے غریب ہندو شادی نہ ہونے کے سبب اور تمام عمر کنوارا گذارنے کی سخت مشکل سے گھبرا کر شادی کی لالچ سے مسلمان ہو جاتے ہیں جنکی تعداد بھی کسی حالت میں ایک کروڑ سے کم نہ ہوگی اور ہر ایک شہر اور قصبہ اور گانو میں اسکی بہت سی مثالیں موجود ہیں یہ ساتواں سبب ہے۔ جتنی لاگت تہخانوں پر لگی ہوئی ہے۔ اُس سے کئی گنا بڑھکر مسلمانوں نے قبروں پر لگائی ہے اور بڑے بڑے گور خانے مردہ پرستی کے واسطے بنا دئے ہیں اور غالباً ہندوستان کے ۵ کروڑ مسلمانوں میں سے ۴ کروڑ بت پرست یعنی گور پرست ہیں اور جس طرح یہاں ایسی ایسی مٹھ بنائی اسی طرح عرب میں بھی ہیں چنانچہ حضرت محمد صاحب کی قبر پر تین کروڑ روپیہ کی قیمت کے ہیرے اور لال جڑے ہوئے ہیں جسکا نام بت پرستی نہیں بلکہ گور پرستی ہے (از اخبار دانا پور)

یہ مندرجہ بالا تکالیف و آفات ہیں اور صدمات و مشکلات ہیں جنکے سبب سے ۶۲۶ء سے ۱۸۹۱ء کی مردم شماری تک ۲۲۴۵۲۲۷۶ کروڑ ہندو مسلمان شدہ اور مسلمانوں کی اولاد آریہ ورت میں موجود ہیں+

لطیفہ۔ شہر ڈیرہ اسمٰعیلخان میں ایک شیخ یوسف کی خانقاہ ہے جس سے صدہا ہندو مرد و عورت مرادیں مانگنے جاتے ہیں وہاں کے مجاور اول منہ پر تھوکتے پھر جوتے لگاتے ہیں۔ ایک دفعہ ڈیرہ میں چند ہندو مجھ سے پوچھنے لگے کہ وہ تھوکتے تو ہیں مگر جوتے کیوں لگاتے ہیں میں نے کہا تھوکتے اسواسطے ہیں کہ تم پرماتما پار برہم کو چھوڑ کر قبر پر سر رگڑنے آئے اور چونکہ تھوک جلدی سوکھ جاتی ہے اسواسطے جوتے بھی لگاتے ہیں تاکہ تم جلدی نہ بھول جاؤ فاعتبروا اے قوم نادان المحذر

باوجود تیرہ سو سال مسلمان ہونیکے بھی ابھی تک ہندوؤں کے مختلف حصص میں تمام اقوام مسلمانوں کے اندر ہزاروں دستور ہندوؤں کے موجود ہیں۔

لاکھوں مسلمان برہمنوں سے پھیرے پھرواتے اور بیاہ پڑھواتے اور اُنکو پروہت مانتے ہیں۔ کنگنا باندھتے ہیں اور ہندو مسلمان دو نام جُدا رکھتے ہیں اور یہی حال عورتوں کا ہے اور شاید ایک کروڑ ایسے ہونگے جو بالکل گائے کا گوشت نہیں کھاتے لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جنکو سوائے مٹی کے پیالہ کے اسلام سے کچھ لابھ نہیں ہوا۔ تمام رنگڑوں کا یہی حال ہے (از لکچر سید احمد خاں صاحب)۔

لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جو سوائے مردہ دفنانے کے اسلام سے کچھ آگاہ نہیں اور نہ مسلمانی قواعد کو مانتے ہیں۔

لاکھوں مسلمان ہندوؤں کے جوتش پر اعتقاد رکھتے اور پنڈتوں کے مرید ہیں۔ اور جب ملتے ہیں انہیں پالاگن یا نمسکار کہتے ہیں۔

لاکھوں اب تک بیاہ شادی گوت بچاتے ہیں اور قریب میں شادی بالکل نہیں کرتے اور نہ اپنی مسلمان شدہ قوم سے باہر شادی کرتے ہیں۔

لاکھوں ایسے ہیں جو چوٹی رکھتے اور ناگری پڑھتے جیسے بمبئی کی طرف کے بوہرے اور خوجے جنکے نام کاہن جی۔ رام جی۔ شام جی ہوا کرتے ہیں۔

لاکھوں صدق دل سے واپس آنیکو طیار ہیں۔ بشرطیکہ آریہ قوم کا ذرا اشارہ اُنکو ملے یا اُن کی کوئی مدد کرنیوالا ہو۔

پس بھائیو ایسے آپت کے ماروں اور آفت زدوں کی حالت زار پر رحم کرو۔ فراخدلی اور عالی حوصلگی اور اودارچت سے شاستروں پر غور کرو۔ اور براہ مہربانی اوپر دیکار کے اُن کے واسطے واپسی کا دروازہ کھولو۔

دھرم شاستروں میں آپت کال کا کیا دھرم لکھا ہے اور اگر لوگ ست دھرم سے گر جائیں تو کیا پرائشچت لکھا ہے۔

جس طرح ویدک شاستر آیور وید میں سب جسمانی امراض کا علاج ہے۔ اسی طرح دھرم شاستر میں سب روحانی روگوں کی اوشدھی ہے سب دھرم شاستروں اور ویدک شاستروں میں مول وید ہے اور یہی سبب ہے کہ ویدوں میں جسمانی روگ نورتی ارتھ۔ برہمچریہ گرہستھ اور بان پرست اور سنیاس کا ارشاد ہے اور اُسی یُکت آہار وہار کا ذکر کیا ہے کہ جسپر عمل کرنے سے انسان جسمانی روگوں سے بچ سکتا ہے اسی طرح روحانی بیماریوں کے دور کرنے کے لئے وید نے وِدیا۔ اوپاسنا۔ دھیان۔ دھارنا۔ سمادھی۔ یوگ کا ارشاد فرمایا ہے تاکہ شاریرک اور آتمک دونوں طرح کے آنند بھوگ کر جیو موکش دھام کو پراپت ہو۔

ویدوں کے بعد راج نیتک دھرم شاستر کار۔ منو ہوئے ہیں جنکی سمرتی موجود ہے۔ اگرچہ سمرتیاں تعداد میں ۱۸ ہیں۔ مگر سب میں منو کی تعریف ہے اور اسی کو معزز مانا گیا ہے۔ برہسپتی سمرتی میں خود لکھا ہے:۔

वेदार्थोपनिबन्धृत्वात् प्राधान्यं हि मनोः स्मृतम् । मन्वर्थविपरीता तु या स्मृतिः सा न शस्यते ॥

ویدارتھ کے انوکول کے ہونے سے سب سمرتیوں کی سردار منو سمرتی ہے جو سمرتی منو کی خلاف ہے وہ عزت کے لایق نہیں جن باتوں کو منو نے پرائشچت کے یوگ لکھا ہے۔ اگر اُن کے مطابق پرائشچت کرایا جاوے تو غالباً ایک ہندو بھی ہندوستان میں نہ نکلے جو پرائشچتی نہ ہو۔ مفصل دیکھو ادھیایہ ۱۱ اشلوک ۵۵ جس میں لکھا ہے کہ برہم ہتیا کرنے والا۔ شراب پینے والا۔ گورو یا استاد کی استری سے زنا کرنیوالا۔ یہ تینوں مہاپاتکی ہیں۔ اُنکی صحبت کرنیوالا بھی ایسا ہے۔ اول اور آخر بات کو چھوڑ کر شراب پینے والے اس وقت ہر ایک ورن ہر ایک کلین گھرانے میں کم و بیش موجود ہیں۔ اور ہمارے

اس پنچال دیش میں تو کئی مقام پر برہمن شراب کے ٹھیکہ دار ہیں بلکہ شراب کی دوکانوں پر خوردہ فروش ہیں۔ شودر تو کس مپرسی کی حالت میں ہیں اور بام مارگ میں داخل ہونے والے خواہ وہ کسی قوم کے ہوں انہیں ضرور شراب پینی پڑتی ہے۔ مانس کھانیوالے جیسے دہرم شاستر میں بہت نندنی کرم لکھا ہے وہ بھی ہندوستان کے ہر ایک حصہ اور خصوصاً پنجاب۔ کشمیر۔ بنگال۔ میتھل۔ مدھ دیش میں لاکھوں ہیں۔ اگر کوئی دہارمک راجا منو $\frac{11}{19}$ کے مطابق سزائیں دینے لگے تو شاید آبادی نصف ہو جاوے۔ مگر ساتھ ہی شاستر یہ بھی کہتا ہے کہ جب راجا آریہ دہرم انوکول نہ ہو تو وہ آپت کال ہے اور آپت کال کے واسطے یہ بھی ارشاد ہے:-

आपत काले मृ या दा नास्ति

یعنی آپت کال میں کوئی مریادا نہیں جو ہو سکے اور جس طرح ہو سکے اپنے دہرم کو قایم رکھے اور یہی حال کابل۔ قندہار۔ غزنی۔ ہرات۔ بلوچستان۔ قلات۔ تبت۔ کشمیر۔ بخارا خیوا۔ بوشہر۔ بصرہ۔ سکندریہ۔ نٹال۔ عدن۔ جاوا اور بانٹی۔ جاپان۔ مالٹا۔ ہانگ کانگ اور زنگبار کے ہنڈوں کا ہے کہ وہ اپنے آپ کو صرف ہندو کہتے ہیں ورنہ کوئی صداقت دہرم کی اُن کے پاس نہیں۔ پس کیا ہم اُن کو دہرم سے خارج سمجھیں نہیں ہرگز نہیں کیونکہ استقلال اور ہمت میں ہم سے بڑھکر ہیں اور اُنکی شردھا بھی ہم سے زیادہ ہے اور ہندو دہرم سے جتنا اُن کا پریم ہے اُس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا مگر وہ آپت کال میں ہیں بنا بران المجبور معذور ہیں۔

ہمارے رشی منی اس بات سے ناواقف نہیں تھے وہ دور اندیش تھے اور اپنی دور درشی و گیان شکتی سے اس بات کو جانتے تھے۔ بنا بران اُنھوں نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے (دیکھو منوسمرتی ادھیا ۱۰ اشلوک ۸۱ سے ۱۳۰ تک) - چنانچہ شلوک ۱۰۶ میں لکھا ہے۔ کہ بام دیو دھرم اور ادہرم کے جاننے والے نے بھوکھ سے (ارت) دق ہو کر کتّے کا مانس کھا لیا۔ مگر وہ پتت نہ ہوا۔

۱۰۷۔ بھوکھ سے لاچار بھردواج رشی مہا تپسوی نے لق و دق جنگل میں بمعہ اپنے بیٹے کے ایک نیچ آدمی سے دان لیا۔

۱۰۸۔ بھوک سے نہایت بیقرار دہرم ادہرم کے واقفکار وشوامتر رشی نے ایک چنڈال سے کتّے کی ٹانگ کی جوڑی کھانے کے واسطے لی۔

پریم سے گرست رامچندر نے بھیلنی شودرانی بلکہ اتی شودرانی کے جوٹھے بیر کھائے اور پریم سے گرست کرشن مہاراج نے کبجا مالن۔ کے گھر کا بھوجن پایا۔

رامانج کے اوپدیش سے کبیر و کمال وغیرہ مسلمان ویدک دہرم کے پیرو ہو گئے اور لاکھوں ہندو اب ان مسلمان سادہوؤں کو اپنا ہادی اور رہنما مانتے ہیں۔

چیتن سوامی بنگال والے کے اوپدیش سے بھی کئی جنم کے مسلمان ویدک دہرم کے پیرو ہوئے اور برابر بنگالیوں میں اُنکا برتاؤ رہا۔

آدمی کا مردہ کھانیوالے اگھوری سادہوؤں کے بھی کئی ہندو چیلے ہیں جن کے ساتھ تمام ہندو برتتے ہیں۔

منوجی نے ایک جگہ لکھا ہے $\frac{1}{10}$ جو آدمی پران کے رکھنے کے واسطے کسی نیچ جاتی کا آن کھا لیتا ہے۔ وہ انترکش کی طرح پاپ سے نہیں لپائمان ہوتا۔

منوسمرتی میں لکھا ہے۔ کہ اگر گوہتیا وغیرہ کرے تو تین ماہ میں شدہ ہوتا ہے۔ دیکھو ادھیائے ۱۰ اشلوک ۶۰ و ۱۱۶۔

اور منو $\frac{1}{11}$ میں لکھا ہے کہ بغیر اچھا یعنی جبراً کیا ہوا پاپ وید کے ابھیاس سے دور ہو جاتا ہے مگر جو اچھا سے پاپ کیا جاوے تو دہرم سے اُسکا پرائشچت ہے۔

سخت سے سخت کوئی گناہ نہیں جسکا دہرم شاستر نے پرائشچت نہ کہا ہو اور پُرانے زمانہ میں نہ ہوتا رہا ہو۔ اور جبکہ اُن کے واسطے پرائشچت ہے تو جو لوگ آپت کال تھے مارے خون ریز شمشیر کے خوف سے مسلمان ہو گئے یا اپنی عزت بچانے کے واسطے مسلمان ہو لئے۔ تاکہ اُنکی مستورات سے بدچلنی کے مرتکب نہ ہوں تو وہ صرف گاینتری کے جاپ سے ہی شدہ ہو جاتے ہیں۔ جنم کے مسلمانوں یا عیسائی یا یہودیوں یا جینیوں یا بودہ کے واسطے شاستر نے صاف بتلایا ہے کہ وہ بغیر کامنا کے داخل ہیں۔ اسواسطے وہ صرف گایتری منتر سے یا اگنی ہوتر کرنے سے شدہ ہو کر آریہ دہرم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ سوامی شنکر آچاریہ نے ہزاروں بودہوں کو صرف گایتری کا جاپ کرا شدہ کر لیا تھا۔ اُسی طرح ہونا چاہئے باقی رہے خود مسلمان یا عیسائی وغیرہ ہو کر شدھی کی ابھلاشا رکھنے والے اُنکے واسطے شاستر کہتا ہے کہ دیش کال پاتر دیکھ کر پرائشچت کرا کر شدہ کر کے آریہ قوم میں شامل کرو۔

شاستر میں لکھا ہے کہ ساوتری کے جاپ کرنے سے برہمہ ہتیا اور گوہتیا کا پاپ چھوٹ جاتا ہے۔ گایتری منتر سب سے پوتر ہے اسی واسطے اسکی بابت سب کا اتفاق ہے۔ کہ اس سے ہر طرح کے پاپ چھوٹ جاتے ہیں تو کیا محمدی یا عیسائی یا بودہ شدہ نہیں ہو سکتے۔ بالعموم ہو سکتے ہیں۔

اب کس طرح اور کس بدہی سے پرائشچت کرا کر شدہ کرنا چاہیئے۔

آج تک آریہ سماجوں میں تقریباً ایک ہزار آدمی محمدی۔ عیسائی پتت شدہ شدہ کئے گئے۔ لیکن کسی خاص بیوستھا کے موجود نہ ہونے سے ہر جگہ دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ امرتسر۔ راولپنڈی۔ لاہور۔ پشاور۔ گوجرانوالہ۔ لودھیانہ کی سماجوں نے جس قدر دلی اُتساہ اور دہرم بہاؤ سے اس میں زیادہ حصہ لیا۔ اُسی قدر وہ زیادہ دہنواد کے یوگ ہیں۔ آریہ سماجوں نے جسقدر یہ دہارمک خدمت زیادہ کی۔ ویدک دہرم کی عظمت کے بیشتر قایل ہوتے گئے۔

کسی پتت کو شدہ کرنے کے واسطے سب سے اول ضروری ہے کہ اُسکی باطل اعتقاد شدہ کئے جاویں اور اُسے جسقدر کہ وہ سمجھ سکتا ہے ست دہرم کی بزرگی بتلائی جاوے ورنہ کسی سنان یا خوراک یا عضو کے کٹوانے یا داغ غلامی لگانے یا طوق غلامی ڈالنے سے کوئی شدہ نہیں ہو سکتا پورانک لوگ گوبر کھلا۔ اور گنگا جی بھجوا اور وہاں کے بھنگیوں سے جوتے لگوا کر اور برہم بھوج کروا کر ہندو دہرم سے پتت لوگوں کو شدہ کرتے ہیں۔

سورگباشی مہاراجہ رنبیر سنگھ والی جموں و کشمیر نے بصرف زر کثیر اس سخت سزا کو بہت نرم کر دیا تھا اور بیوستھا شائع کی تھی کہ نمبر ا و ۳ ضروری نہیں نمبر ۲ و ۴ ہی شدھی کے واسطے کافی ہیں۔ چنانچہ کئی ہندو اسی کے مطابق پاون کئے گئے۔ سکھ لوگ اگرچہ عام طور پر شدھی کے مخالف ہیں مگر اُن میں سے چند صاحبان مصری یا پتاشوں کا شربت گھولکر اُس میں لوہا رگڑ کر پلاتے ہیں اور اوپر سے سور (خنزیر) کا گوشت کھلاتے اور کچھ شربت کو اُس کے سر میں ڈالتے اور کچھ منہ اور آنکھوں پر ملکر شدہ کرتے ہیں۔ اور بہت سے جوتے بھی اُسے جھاڑنے پڑتے ہیں مگر یہ متعصبانہ کارروائی بعض کٹر ملانوں کی کارروائی سے زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتی۔ جو وہ ہندوؤں کے ساتھ یا سکھوں کے ساتھ جبکہ اُن کو مسلمان بناتے ہیں۔ کیا کرتے ہیں جس سے سوائے دل دکھانے کے اور کوئی پاکیزگی ظاہر نہیں ہوتی۔ مگر کیا گوبر یا سور کا گوشت یا بھنگیوں کے جوتے یا عام ویشیا کے جوتے یا مظلوم اور عاجز گئو کا گوشت یا ختنہ یا عیسائیوں کا چُلو بھر پانی وماغ یا انتشکرن کو رائی کے برابر بھی شدہ کر سکتے ہیں۔ بھگت کبیر جی نے سچ کہا ہے:-

اوہ جاوے مکہ نے اوہ جاوے کاشی — کہے کبیر دوہاں گل پھانسی
اوہ پوجن مڑھیاں اوہ پوجن گوراں — کہے کبیر دو ئے لٹ لئے چوراں

پھر دوسری جگہ بھگت کبیر جی فرماتے ہیں۔

اُن جھٹکا اُن بسمل کہنی یا ددھا نسی بھاگی کہے کبیر سنو بھائی سادھو آگ دو ہاگھر لاگی

{سکھ و راجپوت
مسلمان }
{عیسائی و ہندو

اور یہی سبب ہے کہ پنجاب میں بہ نسبت عام ہندوؤں کے سکھ لوگ حالانکہ وہ بلحاظ آبادی کے نہایت ہی قلیل ہیں زیادہ مسلمان ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اور اسی طرح پہاڑی ڈوگر۔ راجپوت اور سور کھانیوالے بھی یہی حضرات ہیں۔ ہمارے ہندو بھائیوں کو شاید معلوم نہیں کہ محمدی دین میں سور کھانے جوا کھیلنے شراب پینے زنا کرنے سے زیادہ گناہ کوئی نہیں مانا گیا۔ حالانکہ ہندوستان۔ روم۔ عرب افغانستان ایران وغیرہ میں کروڑوں مسلمان نمبر ۲ سے ۴ تک گناہوں میں مبتلا ہیں۔ اور پھر یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ مرغا اور سور اور بھیڑ جیسے غلاظت پر دلدادہ جانوروں کے کھانے سے کیا روحانی پاکیزگی حاصل ہو سکتی ہے۔

بابا نانک جی جو کہ سکھی مذہب کے بانی تسبانی ہیں وہ تمام گوشتوں اور خاصکر سور کے گوشت کو بھی حرام جانتے تھے اور شراب کو بھی۔ چنانچہ ایک غیر متعصب مصنف جس کی تصنیف کو سب لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جس کی سکھوں کے پانچویں گورو ارجن مل جی سے نہایت دوستی تھی لکھتا ہے "نانک قایل بتوحید باری بود و بہ تناسخ نیز ایمان داشت و خمر و گوشت و خوک را حرام شمردہ ترک حیوانی کردہ باجتناب آزار حیواں امر میفرمود گوشت خوردن بعد از وے درمریدانش شہرت یافت وارجن مل کہ از خلفائے بواسطہ اوست چوں قبح آنرا دریافت از اکل حیوانی مانع آمدہ گفت این عمل مرضی نانک نیست" (دبستان مذاہب تعلیم دوم صفحہ ۲۲۳)۔

شدھی کا صحیح طریقہ وہی ہے جس طریقہ سے بابا نانک نے مردانہ کو شدہ کیا یعنی پرمیشور کی بھگتی ویدک طریقہ پر سکھلا کر نہ کہ سور وغیرہ کا گوشت کھلا کر اور سب سے زیادہ غلطی ہمارے بھائیوں کی یہ ہے کہ وہ عیسائیوں کو بھی اسی غلط طریقہ سے شدہ کرتے ہیں۔ یعنی خنزیر کا گوشت کھلا کر شاید اُنہیں معلوم نہیں کہ وہ عیسائی دین خوک کھانے کو حرام نہیں جانتے ہیں۔ بلکہ عموماً کھاتے ہیں۔ اور صرف سور ہی کیا۔ ان کے مذہب میں تمام جانور حلال ہیں۔

پس صحیح اور یتھارتھ پتت پاون یا پتت اُدھارن کا طریقہ وہی ہے۔ جو ست شاستروں میں درج ہے۔ جسکے مطابق پیروان سناتن دہرم (وید مقدس) کا فرض ہے کہ وہ تمام غیر مذاہب میں پتت شدہ آدمیوں کو شدہ کر کے ست سناتن آریہ دہرم کا پیرو بناویں۔

شدھی بیوستھا

اول اُن لوگوں کے واسطے جن کا غیر مذہب والوں کے گھر جنم ہو

اُن کو اول اچھی طرح کئی روز تک ست دہرم کی اصلیت بتلا کر دیگر مذہب کا رنگ اُنکے آئینہ دل سے اوتار دینا چاہیئے جب اچھی طرح ذہن نشین ہو جاوے تو اُسے سندھیا گائتری ارتھ سہت سکھلا کر اور ویدک طریقہ سے اُسکا نام کرن سنسکار اور اگر یگیوپویت سنسکار کے یوگ ہو تو یگیوپویت کرا کر بعد سمجھانے کل طریقوں کے سبھا میں شدہ کر لینا چاہیئے اور گُن کرم انوسار کسی ورن میں شامل کر لینا چاہیئے۔

دوم جبراً و قہراً بھرشٹ ہوئے لوگونکا پرائشچت۔

جب اچھی طرح نشچے ہو جاوے۔ کہ وہ جبراً یا قہراً کسی سخت ناجائز دباؤ سے غیر مذہب میں داخل ہوا تھا۔ تو اُسے بلا عذر و حسبہ بخوشی خاطر تواضع سے شامل کر لینا چاہیئے۔ اُس کے واسطے صرف اُس کا آجانا ہی کافی ہے۔ کسی ہور پرائشچت یا سزا کی ضرورت نہیں۔

سوم جو اپنی خوشی سے بطمع زر یا شادی یا عشق یا مطالعہ کتب وغیرہ طریقوں سے پتت ہو جائے اُسکا پرائشچت۔	جتنے سال تک غیر مذہب میں رہا ہو۔ اُتنے دن اور جتنے مہینے رہا ہو۔

اُتنے دن اور جتنے دن رہا ہو اُتنے گھنٹہ اسکی پریکشا کر کے جب اچھی طرح یقین ہو جاوے کہ وہ پھر پتت نہیں ہوگا اور اس کی شردھا بھی زیادہ معلوم ہو اور تعلق بھی ٹوٹ گیا ہو یا پتت کرنیوالی عورت بھی اُس کے ساتھ ہی واپس آنا چاہتی ہو تو ایک ہفتہ تک ان برت رکھوا کر چوٹی رکھوانے اور نام بدلوانے کے بعد سب حاضرین کی منت و سماجت کرا کے پشچات اُس برائی کی خرابی اور ست دہرم کی فضیلت اچھی طرح سمجھا کر ہون کرا اُسے برتا لینا چاہیئے اور اُسکی ساتھ والی کو بھی اور اگر وہ کسی طوایف کی پیچھی ہوا ہے تو اُس کی حسب توفیق (حتے الوسع) کچھ ڈنڈ لینا چاہیئے ورنہ کسی دھارمک سوسائٹی یعنی آریہ سماج وغیرہ میں اُس سے یوگ خدمت لینا چاہیئے اگر سب کو وہ منظور کرے تو اُسے بخوبی دہرم سے آگاہی کرانے کے بعد شدہ کر لینا چاہیئے۔ اور اگر کوئی خدانخواستہ ایک دفعہ پرائشچت کرانے کے بعد پھر کسی بُری صحبت سے پتت ہو جاوے تو دوبارہ اُس سے دُگنی سزا اور دُگنی احتیاط کی ضرورت ہے۔

نوٹ۔ شدھی پتر سے پہلے اُس سے معہ مفصل حالات پتت ہونے کے ایک درخواست کی جاوے اور پھر شدہ کر کے اُسکو شدھی پتر کا۔ دیجاوے بمضمون ذیل۔ ایک نقل اُسکی دفتر سماج میں رہے بطور یادداشت کے۔

اوم

شدھی پتر کا

آج واقعہ ماہ سدی یا بدی سمت بکرمی مطابق ماہ سنہ ۶ ماہ دسمبر کو سب برتانت اچھی طرح تحقیقات کرنے کے بعد مسمی ولد قوم ساکن بعمر کو بموجب قاعدہ دہرم شاستر منو و متاکھشرا ادھیا شلوک کے شدہ کر کے آریہ دہرم میں شامل کیا گیا ہیں اب اس سے کوئی پرہیز نہیں ہا۔ یہ ہر طرح ہمارے میں شامل ہے کوئی اس سے نفرت نہ کرے۔ اسنے سب کے سامنے دین سے نفرت ظاہر کر کے اُس سے پشچاتاپ کیا۔ بنابران جملہ حاضرین مندرجہ ذیل کے سامنے شُدہ کیا گیا ہے۔ العبد سکرٹری العبد پردھان

دھرم پرچار

ہماری ہند و قوم غفلت کی نیند میں سو گئی ہے جواب اسے جاگتے ہوئے شرم و حیا معلوم ہوتی ہے کہاں وہ رشی منیوں کا مبارک زمانہ اور کہاں اُنکی موجودہ اولادگی یہ بُری گت تراہ مان۔ تراہ مان۔

پیارے بھائیو! عرصہ ۰ ۹ ۹ ۴ سال کا گذرا جبکہ مہاراجہ جودھشٹر کا چکرورتی دہرم راج پرتھوی میں موجود تھا۔ اُس وقت کوئی مسلمان کوئی عیسائی کوئی بدھ کوئی جین اس بھارت ورش میں موجود نہ تھا۔ بلکہ کہیں سارے سنسار میں بھی اُنکا پتہ نہ تھا ساری کی ساری پرجا ویدک دہرم اور شاستر وکت کرم میں مصروف تھی اس کی صدہا سال بعد جب اودیا کے سبب مانس شراب۔ بیبچار آدک اس ملک میں بڑھنے لگا۔ تب عرصہ ۲۴۹۰ سال کا گذرتا ہے کہ علاقہ نیپال میں ایک شخص ساکھی سنگھ نامی نے جو کہ ناستک تھا بودھ مت چلایا راج کا زور بھی ساتھ تھا اور اُسی لالچ سے بہت سے پتت یا لک برہمن اُسکے ساتھ ہو گئے جس سے بدھ مت سارے ہندوستان میں پھیل گیا۔ کانشی۔ کشمیر۔ قنوج کے سوائے کوئی شہر ہندوستان میں ایسا نہ رہا جو بُدھ نہ ہو گیا۔ جب یہ مت بہت بڑھ گیا اور لوگ وید دہرم سے پتت ہوئے۔ یگیوپویت آدک سنسکار چھوڑ بیٹھے تب تقریباً دو سو برس گذرے کہ ایک مہاتما شنکر سوامی (جسے لوگ شنکر آچاریہ بھی کہتے ہیں) نے کمر ہمت باندھی اور شیشوں کو ساتھ لے بودھوں سے شاستر ارتھ کرنا شروع کیا بھلا ناستک لوگونکی

دلایل و یکتیاں وید اور شاستر کے جاننے والے کے سامنے کیا اثر کرسکتی ہیں!

ایک دو خاص خاص مقامات میں فتحیاب ہونے کے سبب شنکر سوامی کا آوازہ بلند ہوگیا۔ بہت سے راجاؤں نے ویدک دہرم قبول کرلیا۔ ۱۰-۱۲ سال کے اندر ہی شنکر آچاریہ کے شاستر ارتھوں کے سبب تمام ملک میں بودہوں کے ہاں ہل چل پڑگئی شنکر آچاریہ کے مباحثوں میں یہ شرایط ہوتی تھیں:۔

نمبر۱- جو ہار جائے یعنے مباحثہ میں شکست کھائے وہ دوسرے کا دہرم قبول کرے۔

نمبر۲- اگر ساد ہو ہو تو چیلا یعنے سنیاسی کا شاگرد ہو جاوے۔

نمبر۳- اگر دونو نامنظور ہوں تو ملک آریہ ورت کو چھوڑ جائے۔

ان تین شرطوں کے سبب کروڑوں بودہ اور جین پھر ویدک دہرم میں آگئے اور پرایشچت کروائے۔ انکو شنکر سوامی جی گایتری بتلائی اور یگیوپویت پہنائے جو بہت ہٹ دہرمی تھی اور تعصب کی آگ میں جل رہے تھے اس قسم کے لاکھوں آدمی آریہ ورت سے جلا وطن کئے گئے۔ راجگان کی طرف سے کشمیر۔ نیپال۔ کیپ کماری۔ سورت۔ بنگال وغیرہ ہند کے سرحدی مقامات پر سنیاسیوں کے مٹھ بنائے گئے اور وہاں فوج بھی رہی تاکہ جو بدہ لوگ خارج کئے جاویں وہ پھر واپس نہ آسکیں ٭

اس کا صاف پرتیکش ثبوت یہ ہے کہ ہندوستان میں سے تو وہ دہرم پیدا ہوا اور ایک وقت سارا ہندوستان بودہ تھا۔ مگر اب ہند میں اُس مت کا ایک آدمی بھی نہیں نظر آتا۔ ہند کے چاروں طرف لنکا۔ برہما۔ چین۔ جاپان۔ روس۔ افغانستان کافرستان۔ بلوچستان وغیرہ میں کروڑوں بودہ موجود ہیں۔

جینی لوگ اب بھی ہند میں بہت ہی کم یعنی ۶-۷ لاکھ ہیں اور یہی لوگ ہیں جو چھپ چھپا کر کہیں گمنام طور پر رہ گئے مہاتما شنکر آچاریہ جی ۳۲ سال کی اوستھا میں مرگئے ورنہ دیکھتے کہ وہی رشی منیوں کا زمانہ پھر موجود ہو جاتا۔ شنکر آچاریہ کا جنم کی جینیوں اور بودہوں کے واسطے صرف یہی پرایشچت تھا کہ ایک دو روز برت رکھوا کر یگیوپویت پہنایا جاوے اور گایتری منتر بتلایا جاوے جس سبب سے ۲۵ کروڑ آدمی پرایشچت کرا۔ گایتری پڑھ یگیوپویت پہن ورن آشرم دہرم میں آگئے۔ حالانکہ ۴-۵ سو برس تک وہ بودہ اور جین رہے بودہ لوگ ورن آشرم کو نہیں مانتے کھانا پینا بھی اُن کے ہاں دید ورود ہے وہ سب طرح کے مانس کھا لیتے ہیں۔ چین کی تاریخ اور برہما کے حالات سے یہ بات سب لوگ دریافت کرسکتے ہیں۔ عرصہ ۱۲ سو برس کا ہوا کہ یہاں پر مسلمانوں نے سورت اور افغانستان کی طرف سے چڑھائی کی آریہ ورت کے اندر ویدک دہرم چھوٹ جانے اور پورانوں کے پرچار کے سبب صدہا مت موجود تھے اور انہیں وید ورودہ متوں کے سبب گھر گھر میں پھوٹ ہو رہی تھی دہرم کے نہ رہنے سے اور وام مارگ کے پھیلنے سے بھبچار زنا بھی بہت پھیلا ہوا تھا اور کثرت بھبچار اور خورد سالی کی شادی کے سبب بل طاقت۔ برہم چریہ اور انساہ کا نشٹ ہو رہا تھا۔ ایسی حالت میں ایک وحشی قوم کا ہمارے ملک پر غالب ہونا کونسا مشکل امر تھا ہماری کمزوری یعنے برہم چریہ نہ ہونیکی ایک موٹی سی دلیل یہ ہے کہ سومنات کی لڑائی میں محمود کے ساتھ ۱۰-۱۵ ہزار فوج تھی اور ہندو راجاؤں کے پاس ۱۰-۱۵ لاکھ فوج تھی۔ مگر آخر کار ہندو ہی ہارے اور محمود جیتا آپ جانتے ہیں کہ سو ہزار کا ایک لاکھ ہوتا ہے گویا ایک افغان کے مقابلہ میں سو ہندو تھے۔ ایسے موقعہ پر ہارنے کی سوائے برہمچریہ اور دہرم کے نہ ہونے کے اور کوئی وجہ نہیں ہے آپ غور سے بچار لیں۔

اس ملک میں سب سے پہلے باپا راجہ چتوڑ[1] ایک مسلمانی پر عاشق ہو کر مسلمان ہوگیا مگر غیرت مند تھا۔ مارے شرم کے خراسان چلا گیا اور وہاں ہی مرگیا۔ پیچھے اُس کے ہندو بیٹا تخت پر بیٹھا۔

دوسرا مسلمان اس ملک میں سکھ پال راجہ لاہور روپیہ و ملک کے لالچ سے محمود کے وقت میں ہوا۔ جس پر محمود اُس کو راجہ بنا کر چلا گیا۔ محمود کے چلے جانے کے بعد وہ پھر ہندو ہوگیا اور برہمنوں نے ملا لیا۔

ملک کشمیر ایک بادشاہ کے ظلم سے جبراً مسلمان کیا گیا ابھی تک اُن کی ذاتیں بھٹ۔ کول وغیرہ وغیرہ موجود ہیں۔

برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر ان سب میں سے جو جو مسلمان ہوئے اکثر تو جبراً مسلمان ہوئے کوئی خوشی یا آنند یا دین اسلام کو پسند کرکے مسلمان نہیں ہوا۔ بہت جاگیر وغیرہ کے لالچ سے بھی مسلمان ہوئے جن کے انسب نامے صاف گواہی دیتے ہیں کہ باپ دادا یا دو تین پشت سے اوپر ہندو تھے۔

بہت سے نوجوان ہندو مسلمانی زنڈیوں کے دام زلف میں اسیر ہو کر بیدین ہوئے جو یاروں کو اسی دین کی تعلیم دیا کرتی ہیں جن کی پہلے اور اب بھی ہزاروں لاکھوں مثالیں ہر ایک صوبہ یا احاطہ میں موجود ہیں۔

بڑے بڑے لایق پنڈت بھی زنڈیوں کے چاہ ذقن میں غوطہ کھا گئے۔ نمونہ کے واسطے پستک گنگا لہری کے مصنف پنڈت جگن ناتھ شاستری جی موجود ہیں۔

لاکھوں بہادر اور شوبیر اور دل چلے مہاتما دہرم پر قربان ہوگئے سیس دیدئے۔ لیکن بیدین نہ ہوئے نمونہ کے واسطے دیکھو شہید گنج اور ٹاڈ راجستان۔

آپ جانتے ہیں جب مسلمان نہیں آئے تھے تو اُن کی زیارتیں۔ قبریں۔ مقبرے خانقاہیں۔ گورستان بھی اس ملک میں نہ تھیں جب ۸-۹ سو برس سے مسلمان آئے تب سے ہی ہندوستان میں قبر پرستی شروع ہوئی جو ظالم مسلمان ہندو بہادروں کے ہاتھ سے مارے گئے مسلمانوں نے انکو شہید بنا دیا اور ہندوؤں کو جہنمی! افسوس صد ہزار افسوس۔

ہمارے باپ دادوں کی صمصام خون آشام نے جن ظالموں کو قتل کیا ہمارے بزرگوں کے ہاتھوں سے جو واصل جہنم ہوئے۔ ہم نالایق اولاد اور ناخلف فرزند انہیں شہید سمجھ اُنپر چراغ جلاتے ہیں۔ وائے نادانی اور افسوس جہالت اور اے بے عزتی تیری حد نہیں رہی اے پرمیشور یہ بُری گت کب تک رہے گی۔

اے ہندو بھائیو! سارے ہندوستان میں جہاں پختہ اور اونچے اونچے قبرستان دیکھتے ہو وہ تمہارے ہی بزرگوں کے ہاتھوں سے کشتہ ہیں اُن کے پوجنے سے تمہاری بھلائی کبھی اور کسی طرح بھی ممکن نہیں اول اچھی طرح سوچ لو ؎

اگر پیر مردہ بکار آمدے زشاہین مردہ شکار آمدے

مسلمانوں نے مندر توڑے۔ بت پھوڑے۔ لاکھوں کو قتل کیا اس سخت مجبوری پر لوگ مسلمان ہوئے دیکھو تیمور کا روزنامچہ۔

مگر ہندوستان ایسا بدبخت نہ تھا کہ ایران۔ روم۔ مصر اور عرب کی طرح کبھی نہ جاگتا بیچ بیچ میں اُس کو جگانے والے بھی ہوتے رہے ٭

مسلمانوں کے ظلموں سے ہی ستی ہونیکا دستور ہوا۔ کہ ایسا نہ ہو یہ ظالم پکڑ کر خراب کریں رانی پدمنی کا ستی ہونا اور علاؤالدین کا ظلم۔ تاریخ غور سے پڑھو۔

پہلا پرائشچت۔ سب سے پہلے آریہ ورت کے اندر شنکر آچاریہ جی نے ۲۵ کروڑ آدمی کا پرائشچت کرایا اور انکو ویدک دہرم پر چلایا۔

دوسرا پرائشچت مہاراجہ چندر گپت نے کیا۔ یعنے سلوکس شاہ بابل یونانی کی بیٹی سے شادی کی جس کو آج دو ہزار ایک سو سال ہوئے۔

[1] تاریخ ہند۔

تیسرا پرائشچت رانا ادے پور نے کیا جس نے نوشیروان والی ایران پارسی کی لڑکی سے جو کہ سارس شاہ قسطنطنیہ کی دُہتی تھی شادی کی جسے تیرہ سو سال ہوئے ہیں

چوتھا پرائشچت لاہور کے پنڈتوں نے راجہ سکھ پال کا کرایا جس کو آٹھ سو برس ہوتے ہیں۔

پانچواں پرائشچت مردانہ مسلمان کا بابا نانک جی نے کرایا جس کو عرصہ ٤٠٥ سو سال کا گذرتا ہے اور اُس کی لاش کو بمقام خورجہ آگ میں جلایا۔

چھٹا پرائشچت پنڈت بیربل و راجہ ٹوڈرمل نے اکبر بادشاہ کا کرایا اور مہابلی اُسکا نام رکھا۔ گایتری سکھلائی اور سنت ہیا پڑھائی۔ یگیوپویت پہنایا اور ہندو بنایا۔ گاؤکشی کی ممانعت اور عموماً گوشت خوری سے نفرت ہوگئی۔ ڈاڑھی کے ساتھ سلام کو سلام کردیا۔ حکم دیدیا کہ جو ہندو غلطی سے ناواقفی سے عشق کے لالچ سے مسلمان ہوگیا ہو اگر وہ اپنے ہندو دہرم پر آنا چاہتا ہو مختار ہے اُسے منع مت کرو اور اگر کوئی عورت ہندوانی کسی مسلمان کے عشق میں مسلمانی ہونا چاہے ہرگز نہ ہونے پاوے وارثوں کے حوالے کی جاوے مفصل دیکھو دبستان مذاہب صفحہ ٣٣٥ و ٣٣٨ تعلیم دہم نولکشور

ساتواں پرائشچت گورو گوبند سنگھ جی نے کرایا بعہد اورنگ زیب ظالم کے جس میں اُنہوں نے تمام مذہبیوں کو سنگھ بنایا و ویدک دہرم میں شامل فرمایا۔ اس کے سوائے دو سکھ اُن کے ایک مرتبہ مسلمانوں نے پکڑ کر جبراً مسلمان کردیئے تھے جب فرصت پاکر وہ اُن کے پاس آئے تو اُن کو پھر ہندو بنا لیا سنگھ بنایا اور دھرم میں ملایا

آٹھواں پرائشچت پرتاب مل گیانی نے کرایا بعہد اورنگ زیب بادشاہ کے جبکہ ایک لڑکا ہندو مسلمان ہوگیا تھا اُس کو شُدھ کرکے ویدک دہرم میں ملایا۔ دیکھو دبستان مذاہب تعلیم دہم صفحہ ٢٣٩ سنہ ١٢٩٦ ہجری نولکشور)۔

نواں پرائشچت رنجیت سنگھ مہاراج نے کیا۔ خود اپنے واسطے اور کئی سرداروں کے واسطے مسلمانوں کی بیٹیاں لیں اور اُنکو ہندو بنایا۔

دسواں پرائشچت مہاراجہ رنبیر سنگھ والی ریاست جموں و کشمیر نے کیا جبکہ تین راجپوت سپاہی لداخ میں مسلمان ہوگئے تھے۔ نہایت خوشی سے تینوں کو واپس ہندو دہرم میں شامل کیا۔ جموں کے وِدوان پنڈتوں نے رنبیر پرکاش ایک گرنتھ بنایا جس کے رو سے ٤٠ و ٥٠ سالہ مسلمان شدہ ہو کر پھر سے دہرم میں شامل ہوسکتا ہے۔ کاشی کے پنڈتوں نے بھی اُس سے اتفاق کیا۔ اور بیوستھا دی۔ چنانچہ ایک ضخیم پُستک ہر ایک سبھا کو جموں سے مفت مل سکتا ہے۔

گیارھواں پرائشچت شری مان سوامی دیانند جی مہاراج نے کرایا یعنی قاضی محمد عمر صاحب ساکن سہارنپور کو مسلمان سے آریہ بنایا اور ویدک دہرم پر چلایا وہ اب ڈیرہ دون میں ٹھیکہ دار ہیں جنکا نام الکھ دھاری ہے اور جو کہ ڈیرہ دون سماج کے ممبر ہیں۔

بارھواں پرائشچت سوامی جی کی وفات کے بعد شرمیتی پراوپکارنی سبھا نے کرایا یعنی جناب مولوی عبدالعزیز صاحب کو جو پنجاب یونیورسٹی کے قاضی فاضل کے ڈگری یافتہ ہیں اور جو اب گورداسپور ضلع پنجاب میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہیں شدہ کیا اور آریہ بنایا جنکا نام نامی اب رائے بہادر ہرس رام جی ہے۔

تیرھواں پرائشچت سنت جولا سنگھ جی نے کرایا۔ جنھوں نے کم سے کم ٤٠ آدمی مسلمانوں کو ویدک دھرم پر لاکر شدہ کیا۔

چودھواں پرائشچت۔ عرصہ ١٥ سال کا ہوا ہے مسٹر راجید اس علیسائی نے ٧ لڑکوں کو عیسائی کیا تھا۔ قصور کے پنڈتوں اور مہاتما لوگوں نے اُن کو شدہ کیا جواب وہ لڑکے اچھے عہدوں پر موجود ہیں۔

پندرھواں پرائشچت آریہ سماج کے ممبروں نے کیا یعنی راجپوتانہ پنجاب۔ ممالک مغربی و شمالی میں کم سے کم دو ہزار مسلمانوں اور عیسائیوں اور جینیوں کو شُدہ کرکے ویدک دہرم پر لاکر آریہ بنایا۔ سندھیا گایتری سکھلا کر پرائسچت کرایا۔ گو برہمن کا ہتیشی بنایا ضلالت سے نکلوایا۔ چونکہ یہ تعداد ہر روز ترقی پر ہے اس واسطے ٹھیک بتلانا ممکن نہیں +

عزیزو! بھائیو!! اس عرضداشت کو پڑھکر ٥ منٹ تک دل میں بچار کرو کہ اگر آپ اسی طرح غافل رہے تو آپ کا کیا حال ہوگا۔

٨ سو برس کے اندر آپ ٢٤ کروڑ سے کم ہوتے ہوتے ٢٠ کروڑ رہ گئے ٤ کروڑ تمہارے میں سے مسلمان ہوگئے۔ آپ حساب جانتے ہیں ذرا اربعہ متناسبہ کو تو کام میں لائیے:۔

سوال

چار کروڑ ہندو ٨ سو برس میں مسلمان ہوئے تو ٢٠ کروڑ کتنے سال میں ہونگے۔

حل

سال		کروڑ		کروڑ
٨٠٠	×	٢٠	÷	٤

= ٢٠×٨٠٠/٤ = جواب ٤٠٠٠ سال میں۔

بھائیو ضرور سمجھلو۔ آنکھیں کھولکر دیکھ لو کنبھ کرن کی نیند میں مت سوؤ۔ دہرم تباہ ہو رہا ہے۔

لوگ وید دہرم کو نشٹ کر رہے ہیں لوبھہ۔ لالچ۔ فریب میں پھنسا تمہارے بچوں کو ملیچھ کر رہے ہیں۔ اگر آپ اسی طرح سوتے رہے کروٹ نہ بدلی تو ... ٤ سال کے بعد ایک بھی ویدک دہرم کا پیرو نہ رہیگا۔ سب ملیچھ ہو جاویں گے۔ صرف یہی ایک نالہ آپ کی دہارمک عمارت کو گرانے والا نہیں ہے بلکہ ایک اور بھی تازہ نالہ جاری ہوا ہے اور وہ کون ہے عیسائی مذہب۔

عرصہ دو سو سال کا گذرا۔ کہ عیسائی پادریوں نے یہاں آکر انجیل سُنانی شروع کی۔ اُس وقت اُس ملک میں ایک بھی عیسائی نہ تھا تمہارے بہت سے قحط زدہ بھائیوں کو مدراس اور دیگر مختلف حصوں میں ان پادریوں نے لالچ دیکر عیسائی بنالیا۔

مردم شماری حال سے معلوم ہوا کہ اس وقت عیسائی ٢٠ لاکھ ہیں۔

کیا کبھی آپنے سوچا کہ اس وقت تک کتنے عیسائی ہوچکے ہیں بھائیو پرمیشور کیواسطے آنکھیں کھولو نیند سی جاگو منہ دھو کر سنان کرو اور اپنی حالت کو سنبھالو تمہارے دہرم کو دونوں طرف سی دیمک لگ رہی ہی اپنی آپکو بچالو ورنہ تمہارا ٹھکانا نہ ملیگا پتہ نہ رہیگا۔

مدراس آجکل خوش قسمت ہے جہاں صدہا گھروں نے جو قحط کے سبب عیسائی ہوگئے تھے۔ عیسائی دین چھوڑ دیا براہمنوں نے اُن ہزاروں آدمیوں کو ویدک دہرم میں ملالیا۔ عیسائی رو رہی ہیں کچھ بس نہیں چلتا۔ تمہیں بھی چاہیئے دیا کرو۔ رحم کرو۔ اپنے نادان بھولے بھالے بچوں کی جان ضائع نہ کرو اُن کو بچالو جو شرن آوے اُسے درست کرو۔ پرائشچت کراکر شاستروکت ریتی سے شنکر سوامی کی طرح۔ بابا نانک کی طرح۔ چانک رشی کی طرح مہاراجہ رنبیر سنگھ کی طرح ملالو۔ ورنہ یاد رکھو کہ مسلمان اور عیسائی مُرہ کر جنبی ہتیا کرے گا۔ اُن سب کا خون تمہاری گردن پر ہوگا۔ پراوپکاری بنو۔ جگت کا بھلا کرو۔ بچھڑے ہوئے بھائیوں کو پرائشچت سے شُدہ کرکے ملالو ✤

الراقم

آپ کا خیر اندیش۔ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر

حصہ دوم

پوران کس نے بنائے

ہمارے سیدھے سادھے ہندو بھائی یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اٹھارہ پوران اور اٹھارہ اُپ پران دیاس جی نے بنائے ہیں۔ جو کہ پراشر جی کے پتر تھے اور مہاراج یدہشٹر کیوقت میں موجود تھے جس وقت سے کہ حال کے زمانہ کا کلجگ کا آغاز شروع ہوتا ہے۔ جس کو آجتک ۴۹۹۱ سال ہوتے ہیں لیکن پورانوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خیال اُنکا درست نہیں ہے یہ بات مندرجہ ذیل ثبوتوں سے پایہ ثبوت کو پہنچ جائیگی امید ہے کہ دھرم کے متلاشی پکشپات کو چھوڑ کر اس کو پڑھینگے +

ثبوت نمبر اول۔ اٹھارہ پورانوں میں بدھ کو اُوتار قبول کیا ہے اور جس عبارت میں یہ ذکر ہے اُس میں سے گذشتہ زمانہ ظاہر ہوتا ہے نہ مستقبل اور جو اُنکے اوضاع و اطوار بیان کئے ہوئے ہیں وہ آجکل کے جینیوں کے (دیو جیوں) گُرؤں سے ٹھیک ملتے ہیں اُس سے صاف ظاہر ہے کہ جس وقت اٹھارہ پوران بنائے گئے اس سے پہلے بدھ کا اُوتار ہو چکا تھا۔ شیو پوران پورب آردہ کھنڈ ادہیا پچوان اودہیا ۳ سے ۹ تک مگر مورخوں نے نشانات یادگاروں مینا روں اور بودھ مندروں اور آریہ ورت لنکا۔ برہما۔ چین۔ اور ملک تبت کی کتابوں اور عجائب گھر کے بتوں سے دریافت کیا ہے کہ بدھ بکرماجیت کے سمت سے ۴۱۶ برس پہلے ہوا تھا اور ۸۰ برس زندہ رہکر مر گیا جس کو آجتک دو ہزار پانسو باسٹھ سال ہوتے ہیں۔ اور بیاس جی کو چار ہزار نو سو اکانویں برس ہوئے ہیں یعنی بدھ دو ہزار چار سو اُنتیس برس بیاس جی سے پیچھے ہوئے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ بیاس جی پورانوں کے مصنف نہیں تھے +

ثبوت نمبر ۲۔ تمام مورخ اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ رامانج بکرماجیت کی بارہوی صدی میں ہوا۔ لاکن وشنو مت کی تردید لنگ پوران میں موجود ہے +

शंखचक्रे तापयित्वा यस्य देहः प्रदह्यते। स जीवन् कुणपस्त्याज्यः सर्वधर्मबहिष्कृतः ॥ १ ॥

ارتھ۔ جسکے جسم پر تپا کر شنکھ چکر کے نشانات لگائے گئے ہیں وہ زندہ مثل مردہ اور تمام دھرم کاموں سے خارج کر کے الگ کر دینے کے لایق ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رامانج کے مت کے بعد اُس کی تردید لنگ پوران میں ہوئی۔ کیونکہ یہ مانا ہوا اصول ہے کہ جو بات نہ ہو چکی ہو۔ اُس کی تردید نہیں ہو سکتی اور لنگ پوران اٹھارہ پورانوں میں شمار ہو چکا ہے۔ اور چونکہ رامانج بکرماجیت کی بارہویں صدی میں ہوئے ہیں یعنی آجتک اُن کو گذرے ۷۴۸ برس ہوئے ہیں اور جیسا کہ اوپر ظاہر کیا ہوا ہے۔ کہ بیاس کو ۴۹۹۱ برس ہوئے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا ہے۔ کہ بیاس سے رامانج ۴۲۴۳ برس پیچھے ہوئے ہیں۔ اس لئے لنگ پوران کا مصنف بیاس نہیں ہو سکتا +

ثبوت نمبر سوم۔ کتاب بنام تُوزک جہانگیری میں جہانگیر بادشاہ لکھتا ہے کہ میرے باپ کے زمانہ میں امریکہ سے ایک پادری۔ آلو۔ تمباکو۔ گوبھی یہ تین چیزیں لایا تھا۔ تمام مورخ اس بات پر متفق الرائے ہیں لیکن برہمانڈ پوران میں لکھا ہے۔ کہ

प्राप्ते कलियुगे घोरे सर्ववर्णाश्रमे नरः ॥ तमालं भक्षितं येन स गच्छेन्नरकार्णवे ॥ २ ॥

ارتھ۔ اس گھور کلجگ میں جو تمباکو پیتا ہے وہ نرک کو جاتا ہے۔ اور پدم پوران میں لکھا ہے +

धूम्रपानरतं विप्रं दानं कुर्वन्ति यो नरः ॥ दातारो नरकं यान्ति ब्राह्मणो ग्रामशूकरः ॥ ३ ॥

ارتھ۔ جو شخص تمباکو پینے والے برہمن کو دان دیتا ہے وہ خیرات کنندہ نرک کو جاتا ہے اور وہ برہمن (دگرامیہ سوکر) گاؤں کے سؤر کا جنم لیتا ہے۔ ہندؤں کی کسی دھرم پستک میں تمباکو کا تذکرہ نہیں ہے۔ اور تمباکو امریکہ کی زبان کا لفظ ہے اور ما سوائے اِسکے بابا نانک جیسے لیکر اُن کی ساتویں بادشاہی تک کسی نے تمباکو پینے کا کھنڈن نہیں کیا کیونکہ یہ اُس زمانہ میں موجود نہ تھا جب جہانگیر بادشاہ کے زمانہ میں آیا اور اسکا رواج ہوا تو اورنگزیب بادشاہ کے زمانہ میں دسویں بادشاہی کیوقت اسکا تذکرہ کیا گیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برہمانڈ اور پدم پوران دونوں جہانگیر کے والد اکبر کے زمانہ سے پیچھے بنائے گئے اور اکبر بادشاہ کا زمانہ بکرماجیت کے سمت ۱۶۱۳ سے سمت ۱۶۶۲ تک ہوا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ برہمانڈ اور پدم پوران بیاس جی کے بنائے ہوئے نہیں ہیں کیونکہ بیاس جی کو ہوئے ۴۹۹۱ برس گذر چکے ہیں ان پورانوں کو تصنیف ہوئے (۱۹۴۸-۱۶۶۲) ۲۸۶ برس ہوئے ہیں +

ثبوت نمبر چہارم۔ سوامی شنکر آچاریہ رامانج سے پہلے ہو چکے تھے کیونکہ رامانج نے شنکر بھاش کا تذکرہ کیا ہے تمام میں یہ بات ظاہر ہے کہ شنکر آچاریہ ساری دنیا کو مایا اور اپنے آپ کو برہم کہتے تھے۔ اور سارے ہندو لوگ شنکر آچاریہ کو مہادیو کا اُوتار مانتے ہیں اور اسکا ہونا بلاشک بودھ سے پہلے نہیں ہو سکتا کیونکہ اُنھوں نے بودھ کا کھنڈن کیا ہے اب پدم پوران میں پاربتی جی کے جواب میں مہادیو کہتے ہیں +

मयावादमसच्छास्त्रं प्रच्छन्नं बौद्धमेव च। मयैव कथितं देवि कलौ ब्राह्मणरूपिणा ॥ ४ ॥

ارتھ۔ ہے دیوی کلجگ میں میں نے برہمن کا روپ دھارن کر کے ویدانت کا شاستر گپت (جو چھپا ہوا بودھ مت ہے) رچا ہے سو پدم پوران بودھ اور شنکر اور رامانج سے پیچھے سے بنا ہے۔ دیاس جی کا بنایا ہوا کبھی بھی نہیں ہو سکتا +

ثبوت نمبر پنجم۔ جگن ناتھ کا مندر سمت ۱۲۳۱ بکرمی میں راجہ اڑیسہ اننگ بھیم دیو نے بنایا تھا اس سے پہلے نہیں تھا اس میں سب مورخوں کی رائے متفق ہے اور مندر میں بھی سمت لکھا ہوا ہے لیکن مندر کا مہاتم اسکند پوران میں لکھا ہے اس لئے اسکند پوران سمت ۱۲۳۱ سے پیچھے بنا۔ اور دیاس دیو کا بنایا ہوا کبھی نہیں ہو سکتا +

ثبوت ششم۔ سارے عالموں کی اس بارہ میں بھی ایک رائے ہے کہ اٹھارہ پوران مہابھارت سے پیچھے بنائے گئے اور پورانوں میں مہابھارت کا ذکر ہے مگر مہابھارت میں پورانوں کا ذکر نہیں ہے اور سب جانتے ہیں کہ شکدیو جی نے راجہ پریکشت کو بھاگوت سنایا تھا تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کورو اور پانڈو کے یُدھ سے پیچھے مہاراجہ یدہشٹر تخت نشین ہوئے تھے اُنھوں نے ۳۶ سال ۸ مہینے اور ۲۵ دن راج کیا اُنکے مرنیکے بعد راجہ پریکشت نے ۶۰ برس راج بھاگوت میں لکھا ہے راجہ پریکشت کے راج کے خاتمہ پر یعنی مہابھارت کے ۹۶ برس کے بعد شکدیو جی نے ان کو بھاگوت سنایا۔ مگر مہابھارت کے شانت پرب کے ادھیائے ۳۳۲ و ۳۳۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب لڑائی ختم ہوئی اور بھیشم جی کے انت سمے پر یدہشٹران سے اپدیش سننے گئے۔ تب اُنھوں نے شکدیو جی کا ذکر کیا اور کہا کہ بہت زمانہ ہوا ہے کہ وہ مر گئے ہیں اُنکے

۱۔ مارکنڈے۔ بھوشت۔ بھاگوت۔ برہم ویبی ورت۔ برہمانڈ۔ شیو۔ وشنو۔ دراہا۔ لنگ۔ پدم۔ نارد۔ کورم۔ اگنی۔ متس۔ برہم و وامن۔ سکند۔ گرڈ +

۲۔ آدی۔ نرسنگ۔ وایو۔ شیو دھرم۔ دُرواسا۔ کپل۔ نارد۔ نندی۔ نیشور۔ سنکر۔ باوشنس۔ درن۔ سامو۔ کلکی۔ مہیشر۔ پدم۔ دیو۔ پراشر۔ مریچ۔ بھاسکر +

مرنے پر دیاس جی کا غمناک ہونا بھی لکھا ہے یدہشٹر اس طرح پوچھتے ہیں کہ گویا اُنہوں نے دیکھا ہی نہیں تھا اور اُس وقت راجہ پریکشت حمل میں تھے جب پریکشت کے جنم سے پہلے ہی سکدیو جی گئے تھے تو اُنکا ۹۶ برس پیچھے بھاگوت سنانا ناممکن ہے اور یہ سچ ہے جیسا کہ دیوی بھاگوت کے مترجم نے لکھا کہ اصل بھاگوت لیجیدیو نے بنائی ہے اور جب بھاگوت سکدیو جی نے سنائی نہیں اور پریکشت نے سنی نہیں۔ جن سے دیاس دیو بہت پہلے گذر چکے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ دیاس دیو نے ان کو نہیں بنایا +

ثبوت نمبر ہفتم۔ پدم پوران کے اُترکھنڈ کے بھاگوت مہاتم کے اول ادہیا میں ۲۸ شلوک سے ۳۲ تک لکھا ہے۔ کہ ناروجی دہاکل او سنتھا میں سنکادک کو ملے اور بیان کیا کہ کاشی سومنات رامیشر وغیرہ مقامات پر مسلمانوں نے مندروں کو گرادیا اور ان پر قبضہ کرلیا یعنی مسجدیں بنالیں اور یہی حال آشرموں کا کیا۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ حال محمود کے زمانہ سے اورنگزیب کے زمانہ تک ہوتا رہا۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ پدم پوران کو بنے ہوئے سمت ۱۰۱۴ سمت ۱۷۲۶ کا زمانہ ہوا ہے +

ثبوت نمبر ہشتم۔ اٹھارہ پورانوں میں تمام رشی منیوں اور دیوتاؤں کی نندا لکھی ہے اور اُن پر متھیا کلنک ہیں جیسا کہ (نمبر ۱) برہماجی کو بیٹی سے ہم بستری کا کلنک اور (نمبر ۲) کرشن جی کو گوپیاں اور رادہکاں (نمبر ۳) مہادیو کو رشیوں کی استریوں سے (نمبر ۴) وشنو کو جلندھر و بیت کی ستری برندا سے (نمبر ۵) اندر کو گوتم کی ستری سے (نمبر ۶) سورج کو کنتی سے (نمبر ۷) چندرما کو اپنے گورو برہسپتی کی ستری تارا سے (نمبر ۸) وایو دیوتا کو کیسری بندر کی ستری انجنی سے (نمبر ۹) درن دیوتا کو اگست دیوتا کی ماتا اور وشی سے (نمبر ۱۰) برہسپتی کو اپنے بھائی کی ستری انتھا سے (نمبر ۱۱) وشوامتر کو او رہنی سے (نمبر ۱۲) پراشر کو مچھودری سے (۱۳) دیو کو داسی سے۔ (نمبر ۱۴) دروپدی کو پنچ خاوندوں سے (نمبر ۱۵) دیویوں کو ماس بھکشن کا (نمبر ۱۶) بامن کو چھل کا (نمبر ۱۷) بلدیو کو شراب نوشی کا (نمبر ۱۸) رامچند کو دہوکہ سے بالی سورما کے مارنیکا وغیرہ وغیرہ کلنک سب رشی منی دیوتاؤں پر لگائے گئے ہیں دیو جی کو کوئی کلنک نہیں لگایا اس نے ناستک مت کو ہر جگہ ظاہر کیا ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ پورانوں کے مصنف بودہ والے ہیں نہ دیاس دیو جی +

ثبوت نمبر نہم دیاس جی کے بنائے ہوئے ویدانت سوتر اور دیا کھیا یوگ بھاشیہ دنیا میں ظاہر ہے انکا دھرم بھی سب دونوں پر ظاہر ہے گر یہ اٹھارہ پوران ان کی عین ضد ہیں ان کا مطلب انکے بنائے ہوئے شاستروں سے نہیں ملتا جس سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پران اُن کے بنائے ہوئے نہیں ہیں +

ثبوت نمبر دہم۔ دیوی بھاگوت میں لکھا ہے کہ ایک راجہ کا لڑکا کسی ایک ملیچھ ویشیا پر عاشق ہوکر دہرم سے پتت ہوگیا۔ یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ جب مسلمان نہیں آئے تھے تب مسلمان رنڈیاں بھی موجود نہ تھیں اور جب مسلمان رنڈیاں نہ تھیں تو اُن پر کوئی عاشق بھی نہ ہوسکتا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ دیوی بھاگوت مسلمانوں کے زمانہ میں بنا ہے اور دیاس دیو نے نہیں بنایا۔ . . . . دھرم شاستر کے موافق برہمن کا کام پڑھنا اور پڑھانا ہے جیسا کہ منو سمرتی میں لکھا ہے۔ کہ (۵) योऽनधीत्य द्विजो वेदमन्यत्र कुरुते श्रमम् स जीवन्नेव शूद्रत्वमाशु गच्छति सान्वयः

ارتھ جو برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ ویدوں کو نہیں پڑھتا۔ اور دیگر کام کرتا ہے تو وہ زندگی ہی میں قبیلہ سمیت جلدی شودر ہو جاتا ہے۔ اور دیکھو اتری کی سمرتی میں کیا لکھا ہے۔ کہ

वेदविहीनाः पठन्ति शास्त्रं शास्त्रेण हीनाश्च पुराणपाठाः पुराणहीनाः कृषिणो भवन्ति भ्रष्टास्ततो भागवता भवन्ति । ६ ॥

ارتھ وید سے ہین لوگ شاستر پڑھتے ہیں شاستر سے ہین پوران پڑھتے ہیں پُران سے ناواقف ہل جوتتے ہیں۔ اور سب سے پتت بھاگوت پڑھتے ہیں۔ جہانگیر کے زمانہ میں گوسائیں تلسی داس مرے تھے۔ جیسے

संवत सोलह सौ असी असी गंग के तीर ॥ सावन शुक्ला पंचमी तुलसी तज्यो शरीर २-१ ॥ ६ ॥

جہانگیر سمت ۱۶۸۵ میں فوت ہوا تھا اس سے ثابت ہوا کہ رامائن کو تصنیف ہوئے (۱۸۹۹ = ۱۶۸۴ = ۲۶۴) سال ہوئے۔ ان ثبوتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کل پوران نوین ہیں۔ صرف چاروں بید ہی سناتن ہیں +

اوشم شانتی! شانتی!! شانتی!!!

دیوی بھاگوت پریکشا

ہمارے ہندو بھائی پورانوں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کی کتھاؤں کو پریم سے سنا کرتے ہیں علاوہ براں وہ بہت کچھ تن من دھن بھی اُن کے اوپن کرنے سے دریغ نہیں کرتے لیکن عموماً دیکھا جاتا ہے کہ وہ اصلیت کی طرف ذرا متوجہ نہیں ہوتے اس واسطے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اُنہوں کی خدمت میں کچھ عرض کریں۔

بہ نزد من آنکس نکو خواہ تست | کہ گوید فلاں خار در راہ تست

ورنہ خود غرض دہوکہ دینے والے آدمی طمع کے دام میں پھنسکر کیا کچھ اندر حال نہیں رچتے واضح ہو کہ برہما۔ بشن۔ اندر۔ برہسپتی۔ چندرماں۔ بدھ۔ شنکر۔ بزرگان دہرم زمانہ سابقہ میں بڑے نامی گرامی ودوان۔ راجہ مہاراجہ گذرے ہیں۔ ست شاستروں میں اُن کی نہایت عزت کی گئی ہے۔ ورشی منی دیوتا خطابوں سے مخاطب درج ہیں۔ مگر الزام نہیں لگاتے ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ برہسپت جی چندر دیوتا کے گورو تھے۔ برہسپت جی کی ستری تارا چندرماں کے گھر گئی اور فریقین ایک دوسرے کی محبت میں مبتلا ہوکر بہت تک کام چشٹیا کرتے رہے برہسپتی دوبارہ مانگنے کے واسطے آئے مگر چندرماں نے انکار کیا۔ برہسپتی نے کہا کہ تو پاپی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تو کون ہوتا ہے تو نے اپنے چھوٹے بھائی کی استری گھر میں ڈالی ہوئی ہے۔ جیسا میں خوبصورت ہوں ویسی ہی تیری استری پر یہ میرے لائق ہے نہ تیرے جیسے بدشکل کے اسکا کوئی سنبندھ نہیں اس پر اُس نے اندر سے شکایت کی۔ اندر نے وکیل بھیجا۔ چندرماں نے جواب دیا کہ اندر دیوتا لوگوں کو تو سمجھاتے ہیں۔ مگر اپنے اعمالوں پر توجہ نہیں فرماتے۔ اہلیا زن گوتم کے ساتھ اُنہوں نے کیوں زنا کیا تھا اور کیوں ہزاروں برس تک سہنسر بھگ ہوکر مان سروکی جھیل میں کنول پھول نال کے اندر شرمندگی سے پوشیدہ چھپے رہے جب یہ جواب پہنچا تب اندر غصہ ہوکر خود کشی کرکے لڑنے کو آیا۔ اُسکی مدد کو برہماجی آئے اور ادہر چندرماں کے مددگار پر شنکر دیوجی آئے اور مہادیو بھی آئے اور چندرماں کو سمجھایا کہ خبردار برہسپتی کی استری نہ دینا۔ برہما نے چندرماں کو سمجھایا کہ اُس کی استری دیدے یہ بڑا پاپ ہے چندرماں نے جواب دیا کہ اُس نے خود

---

(۱) دیوی بھاگوت اسکند ۱۔ ادہیا ۱۱۔ سے شروع ہوتا ہے آخیر تک۔ سنسکرت مطبوعہ بمبئی +
(۲) دیوی بھاگوت اسکند ۱۔ ادہیا ۱۱۔ شلوک ۱ ۔
(۳) " " " ۱ " ۱۱ " ۔ ۸۶۹۵۵ ۔ اوسلی بیکانیل کنند گزٹ صفحہ ۵ بمبئی +
(۴) " " " ۱ " ۱۱ " ۱۴
(۵) " " " ۱ " ۱۱ " ۲۲ و ۲۷ و دیکھو برہسپتی سمرتی ادہیا ۱ شلوک +

ہی اپنی برہسپتی سمرتی میں کہا ہے کہ استری کو زنا کرانے سے جو پاپ ہوتا ہے وہ نیچا ہوتے ہوتے پردور ہوجاتا ہے۔ جیسے برہمن کا پاپ وید پڑھنے سے۔ غرضیکہ کئی سال تک جنگ ہوا آخر الامر شکر کے کہنے سے چندرمان نے وہ استری برہسپتی کو دیدی جس کو وہ مہاراج[1] خوشی خوشی گھر میں لے گئے۔ مگر وہ[2] حاملہ ہوچکی تھی۔ برہسپتی کے گھر جاکر بیٹا[3] پیدا ہوا جس کا نام بدھ دیوتا رکھا گیا چندرمان[4] نے تکرار کیا کہ بیٹا میرا ہے اس پر برہسپتی نے دینے سے انکار کیا جس پر جنگ کی نوبت ہوئی۔ آخر الامر برہماجی نے دیوی تارا سے پوچھا کہ یہ کس کا تخم ہے اس نے جواب دیا کہ چندرمان کا۔ برہمانے بدھ کو چندرمان کے حوالہ کیا۔ پھر اسی بھاگوت میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ دیوتوں[5] اور دیتیوں سے لڑائی کرتے ہوئے دس ہزار سال کے منقضی ہونے پر تھک کر ایک جگہ جاکر کمان کے سرے کو سر کے نیچے[6] رکھکر سو رہے دیوتوں نے بیکنٹھ میں تلاش کی۔ جب وہاں نہ ملے تو تلاش کرتے ہوئے اُس جنگل میں آئے اب سوتے کو جگانا گناہ سمجھکر دلال ہو جلاہوں کی طرح عقل دوڑانے لگے آخر یہ قرار پایا۔ کہ دمری[7] یعنی بھوبرے جانور پیدا کرکے اُس سے یہ خدمت لی جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر اُس نے انکار کیا۔ کہ مجھے اس پاپ (جگانے) سے کیا لابھ ہوگا۔ دیوتوں نے کہا کہ ہم تجھے یگیہ میں بھاگ دیا کرینگے جس پر راضی ہوکر اُس نے اُس کمان کی رسّی[8] کو کاٹا۔ مگر کاٹتے ہی بڑا شور ہوا۔ اُس کمان کی ضرب سے وشنو[9] کا سر کٹ کر سمندر میں جا گرا۔ سب دیوتا حیران ہوئے۔ پھر برہماجی بولے کہ بھائیو کرنیکا پھل اوشیہ بھوگنا پڑتا ہے چنانچہ سب[10] سے پہلے خود مجھے پھل بھوگنا پڑا۔ یعنی میرا سر شیو نے کاٹ ڈالا۔ اور خود[11] شیوجی بھی محروم نہ رہے ایسے ہی کاموں سے اُس کا لنگ بدن سے کاٹا گیا اور اندر دیوتا اہلیا کے ساتھ زنا کرنے سے سہسر بھگ ہوکر مان سروور کے تالاب میں شرمسار رہے آخر سب نے دیوی[12] کی تعریف کی جس پر وہ راضی ہوئی۔ اور حکم دیا کہ گھوڑیکا سر کاٹکر لگا دو۔ چنانچہ لگایا گیا۔ جس پر اُس روز سے وشنو[13] گھر بدا اُتار ہوا ہے۔ بدن آدمی کا سر گھوڑے کا ہے۔ اس ادھیا سننے کا بہت پن ہے جو سنے گا اُس کی مکت ہوجاویگی پھر اس بھاگوت میں لکھا ہے کہ راجہ اوپری چر[14] उपरिचर جنگل میں شکار کے لئے گیا وہاں پر اپنی استری گرتگا کی یاد میں اُسے احتلام[15] ہوا اُس نے نطفہ کو کسی درخت کے

۱ دیوی بھاگوت اسکند ۱ ادھیا ۱۱ شلوک ۳۷
۲ 〃 〃 〃 ۱ 〃 ۱۱ 〃 ۴۰
۳ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۵۵ و ۵۶ و ۵۷
۴ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۵۹ و ۶۰
۵ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۴ و ۵
۶ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۵ و ۶ و ۷ و ۸
۷ 〃 〃 〃 〃 〃 ۵ 〃 ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ سے ۲۴ تک
۸ 〃 〃 〃 〃 〃 ۵ 〃 ۲۵
۹ 〃 〃 〃 〃 〃 ۵ 〃 ۱۶ سے ۲۹ تک و ۳۰ سے ۳۸ تک
۱۰ 〃 〃 〃 〃 〃 ۵ 〃 ۴۴
۱۱ 〃 〃 〃 〃 〃 ۵ 〃 ۴۵
۱۲ 〃 〃 〃 〃 〃 ۱ 〃 ۴۶ سے ۶۰ تک
۱۳ 〃 〃 〃 〃 〃 ۱ 〃 ۱۰۴ سے ۱۰۹ تک
۱۴ 〃 〃 〃 ۲ 〃 ۱
۱۵ 〃 〃 〃 ۲ 〃 ۱ 〃 ۱۷ و ۱۸ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۶ و ۲۷

پتہ میں بند کرکے (بطور پارسل کے) شاہین یا جرہ شکاری پرندے کے ذریعہ گھر کو روانہ کیا۔ راستہ میں بعالم ہوا ایک اور جرہ مل گیا۔ جنگ شروع ہوا۔ وہ جگہ دریائے جمن کے اوپر تھی۔ وہ پارسل گر پڑا۔ نیچے[1] ایک اچھپر نام جو کسی رشی کی بدعا سے مچھلی بنی ہوئی تھی۔ دریا میں تیر رہی تھی۔ گرتے ہی اُس نے منہ میں لے لیا وہ حاملہ ہوگئی جب میعاد حمل منقضی ہوئی تو وہ ایک نشا یعنی ماہی گیر نے گرفتار کر لی۔ شکم چیرنے پر ایک لڑکا اور ایک لڑکی نکل آئی۔ وہ ہر دو کو راجہ ونسو کے پاس لے گیا۔ راجہ نے لڑکا لے لیا۔ اور لڑکی اُسے واپس دیدی اُس نے اُسے پالا اور اُس کا نام مچھودری یا مستودری۔ کالی کالکا تن گندھا ہوا اور بڑی ہونے دریا جمن پر باپ کے ساتھ کشتیبانی کرتی تھی۔ ایک[2] دن قضاکا پراشر منی بید کے جاننے والے وہاں آگئے۔ اور عبور دریا کا ارادہ کیا۔ ملاح روٹی کھا رہا تھا۔ لڑکی کالی کو اجازت دی کہ تو کشتی میں لیجاکر انہیں پار کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب دریا کے بیچ پہنچے۔ منی جیو بھی بدگمان ہوئے۔ غلبہ شہوت نے مجبور کیا۔ اور اس کا داہنا ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑا کالی نے انکار کیا۔ اور منی کو بہت نصیحت کی۔ مگر اُس نے نہ مانا۔ آخر اُس نے اقرار کیا۔ کہ دریا کے پار جاکر کام کرینگے۔ جب کنارہ پر پہنچے تب منی نے ہاتھ پکڑا اُس نے پھر نصیحت کی مگر وہ نہ مانا تب کالی نے کہا کہ میرے بدن[3] سے مچھلی کی بڑی بدبو آتی ہے رشی نے دعا کی جس سے وہ جوجن گندھا ہوگئی۔ یعنی اُس کے بدن سے ۴ کوس تک مشک کی بو آنے لگی۔ اُس نے کہا کہ میرا باپ[4] کنارہ پر دیکھتا ہے روز روشن ہے رشی نے دعا کرکے گہیر پیدا کر لی پردہ ہوگیا۔ پھر اُس نے کہا کہ آپ[5] کام چیشٹیا کرکے چلے جاوینگے میرا پھر کیا حال ہوگا۔ مجھے بکار سے زائل ہوجانے کے سبب سے کون قبول کریگا۔ میرا گذارہ کس طرح چلیگا۔ میرا باپ کیا کہیگا۔ لوگ کیا کہینگے۔ رشی نے دعا کی۔ کہ بکار سے پھر بدستور ہوجاوے گا۔ کہ آخر الامر ان سب شرائط کے پھر اُس نے برمانا۔ کہ[6] میرا لڑکا تیرے جیسا ہو اور خوبصورتی روز افزوں اور خوشبو ہمیشہ رہے کہ ان سب کے بعد وہ بدفعلی ہوئی وصحبت کے بعد لڑکا ہوا۔ اُسی جگہ پر جس کا نام بیاس یا کرشن دوپیائن رکھا گیا۔ پراشر جی بھی چلے گئے۔ اور بیاس جی ست ماتا سے اجازت لیکر جنگل کو چلے گئے اُسی[7] شیوجی یا مچھودری پر راجہ شنتن بدر بھیکم عاشق ہوا اور اس[8] سے شادی کی اسی کے شکم سے چترانگد راور بچتر بیرج دو راجا پیدا ہوئے۔ اور جب یہ دو نو مرگئے تو اُن کی بتفصیل عورتیں بیوہ رہ گئیں۔ اسی کا امبا امبالکا۔ ان تینوں[9] عورتوں کے ساتھ بیاس جی نے نیوگ کئے جن سے دہرتراشٹ اندھا۔ پانڈو اور بدر پیدا ہوئے جو ہندوستان کے نامی گرامی راجہ ہوئے۔ جو کورو پانڈو مشہور ہیں + فقط

۱ دیوی بھاگوت اسکند ۲۔ ادھیا ۱ شلوک ۲۸ سے ۳۲ تک
۲ 〃 〃 〃 〃 〃 ۳۵ سے ۴۰ تک
۳ 〃 〃 ۲ 〃 ۲ 〃 ۱ سے ۵ تک
۴ 〃 〃 ۲ 〃 ۲ 〃 ۸ سے ۱۲ تک
۵ 〃 〃 〃 〃 〃 ۲۰ سے ۲۴ تک
۶ 〃 〃 〃 〃 〃 ۲۵ سے ۲۸ تک
۷ 〃 〃 ۲ 〃 ۲ 〃 ۲۸ سے ۳۰ تک اور ۲۲ و ۲۳ سے [illegible]
۸ 〃 〃 〃 ۳ 〃 ۱ سے ۱۴ تک
۹ 〃 〃 〃 〃 〃
۱۰ 〃 〃 〃 〃 ۶ 〃 ۲ و ۳ و ۴ تک

مورتی پرکاش

سب سے پہلے پرماتما نراکار کی ستتی سنرادار ہے جسے مورتی کرن شانتی اور جیو کو گیان ہوتا ہے ست گیان سے رہت جیوا نیک پرکار کے اندھکار میں پھنسا ہؤا نجات یا موکش سے دور ہو جاتا ہے - پس اس سنسار ساگر سے پار ہونے کے واسطے سچا - مضبوط معقول جاوید گیان ہے - اور اِس کے بغیر نجات کا دم بھرنا یا وشواس دینا یا بھول دگیان ہے نادان ہی وہ انسان جسکو راستی کی ضرورت نہیں اور اندھا ہی وہ شخص جسمیں گیان کا ظہور نہیں (مورتی پوجا) جو اس وقت گھر گھر دکھائی دیتی ہے اسکی حقیقت و صداقت کی اس رسالہ میں تلاش ہے اور بڑی بڑی مستند پرمانک کتابوں سے اسکی ثابت شہادتوں اور پرمانوں کا پرکاش ہے - مجھے اس سے کسی کا دل دکھانا مقصود نہیں اور نہ پکش پات کا بڑھانا مطلب ہے پس جو دھرماتما سچائی کا طالب - ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر مطالعہ کریگا - وہ دونوں زندگی ہر مراد سے بھریگا - اے پرماتما ودیا کا پرکاش کر اور اودیا کا ناش +

دلائل عقلی

(۱) جس طرح دریا لوٹے میں بند نہیں ہو سکتا - اور اگر بند ہو تو دریا نہیں اس طرح کوئی سرب بیاپک ایک جگہ رک نہیں سکتا - اور مورتی پوجا ہونے سے سرب بیاپک نہیں رہتا +

(۲) ہر ایک جسم یا شریر کے واسطے ضروری ہے - کہ طول و عرض عمق رکھتا ہو - اور اُن کے واسطے مکان اور زمان کی بھی ضرورت - پس کوئی جسم انادی اور ناش رہت نہیں ہے - اور پرماتما چونکہ انادی اور ناش رہت مکان دلیش کال وستو سے مُبرا ہے - وہ اس واسطے شریردھاری نہیں ہو سکتا +

(۳) مورت یا تصویر بغیر عکس یا سایہ یا شریر کے نہیں ہو سکتی ہے اور جسکا جسم نہیں اسکا عکس نہیں - اور سایہ عندالعقل محال ہے پس نراکار پرماتما کی مورتی کبھی نہیں ہو سکتی +

(۴) شری کرشن - رامچندر - ہنومان - بھیرو - دیوی - شیوجی - گنیش - برہما - وشنو - درگا - جگن ناتھ - بدری نرائن - کال وغیرہ - بزرگوں کی تمام مندروں میں مورتیں دکھلائی دیتی ہیں - مگر پرماتما یا برہم کی مورتی کسی مندر میں نہیں ہے جس سے خود ہی ظاہر ہے - کہ ایشور کی کوئی مورتی نہیں +

(۵) بزرگان مندرجہ بالا نمبر ۴ کو ہر ایک بُدھی مان جانتا ہے کہ کسی ایک وقت میں موجود تھے - اور ایک وقت پیدا ہوئے اور اب نہیں ہیں - شریر چھوڑ گئے - اُن کی عمدہ نصیحتیں البتہ کارآمد ہیں - اور فائدہ مند ہو سکتی ہیں - مگر اُن کی مرتی تصویروں کی پرستش سے گیان کا پراپت ہونا عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی ہے +

(۶) آجتک کسی جیو نے پرماتما یا برہم کو جسم ظاہری سے یا اور حواس متعلقہ سے نہیں دیکھا ہے پس اس کی تصویر بنانی اگیان کی نشانی ہے +

(۷) جو چیز جسمانی یعنی شریر والی ہے - وہ ہمیشہ متغیر و تبدل ہوتی رہتی ہے - ایک حالت میں نہیں رہ سکتی - پرمیشور چونکہ ہمیشہ ایک رس اور اچل ہے - اس واسطے اُس کی مورتی نہیں +

(۸) جسم یا شریر کی خاصیت ہے - کہ روگ بیماری - خوف - گھٹنا - بڑھنا - چلنا - خشک ہونا - گلنا - ان سے ایک نہ ایک میں مبتلا رہتا ہے اور سنسکرت کی اصطلاح میں شریر کو چھن بھنگر کہا گیا ہے اور شری پرماتما چونکہ ان عوارض سے مبرا شدہ ہے پس وہ جسمانی نہیں ہے - اور نہ ہو سکتا ہے +

(۹) اکثر ہمارے مورتی پوجک بھائی یہ سند پیش کرتے ہیں - کہ مورتی پوجا پرماتما کے دھیان وگیان کی پرتھم سیڑھی ہے - ہم دقت حاصل کرنے گیان کے چھوڑ دینگے مگر یہ عذر ان کا بھی معقول نہیں ہے کیونکہ اول تو آجتک کبھی نہیں سنا گیا - کہ کسی مورتی پوجک نے انت کال تک مورتی کو چھوڑا ہو - بلکہ سینکڑوں مرتے وقت بھی گلے میں لٹکا کر مرتے ہیں +

دوم - سیڑھی سے مراد منزل مقصود تک پہنچنا یعنی گیان کا حاصل کرنا ہے - اب دیکھنا چاہیئے - کہ گیان کے پراپت ہونے کے واسطے کونسی سیڑھی بہتر ہے آیا وید کی تعلیم سے گیان ہو سکتا ہے یا مورتی پوجا سے چونکہ اس میں سب بدھی مانوں کا اتفاق ہے - کہ گیان کے حصول کی ودیا ہی سیڑھی ہو سکتی ہے - نہ کہ مورتی پوجا - پس مورتی پوجا کسی طرح جایز نہیں ہے +

(۱۰) بعضے بھائیوں کا یہ عذر ہے - کہ چنچل من بغیر مورتی کے قائم نہیں رہ سکتا - اور ہم مورتی کو آگے رکھ کر پرماتما سے لو لگاتے ہیں - اب ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ یہ ان کا فرمانا کہاں تک معقول ہے - ہمنے خود مورتی پوجا کے زمانہ میں سینکڑوں مرتبہ دل کو آزمایا - مگر کبھی اُس کو برقرار قائم نہ پایا - جوں ہی کرشن جی کی تصویر پر دھیان جاتا تھا - فی الفور بھاگوت کا وسم سکندھ یاد آتا تھا - اور آنکھ کان - ناک جسم وغیرہ پر خیال جانے سے من کی حالت بیقرار تھی - اور گرڑ اور شیشناگ اور کھیر سمندر کے واقعات سوچ سوچ کر طبیعت کی ایک اور یادگار تھی - نہ رامچندر کی تصویر سے چین تھا اور نہ مہادیو کی مورت سے شانتی پراپت ہوتی تھی - چونکہ تجربہ میں آجانا زبانی باتوں سے عمدہ ہے پس ہر طرح سے مجرب ہے - کہ مورتی پوجا سے من کو شانتی دشوار بلکہ محال ہے اور بغیر ودیا کے اودیا کا جانا جھوٹھ بلکہ خام خیال ہے - اور علاوہ براں من کا دیگ بہت بڑا ہے وہ کسی مورتی مان پدارتھ سے رُک نہیں سکتا - پس اس کا دیگ روکنے کے واسطے ایک مہان سرب بیاپک جوتی پرماتما ہی ایسا ہے - جو اُن کے دیگ کو متفرقات کی طرف جانے سے روک دے - اس لیئے پرماتما نراکار گیان سروپ کا دھیان بہتر ہے - اور مورتی پوجا سے من کا رکنا اسنبھو ہے +

ویدوکت پرمان

नतस्य प्रति- نمبر (۱) یجروید مقدس کا ادھیا ۳۲ - منتر ۳ -
मा अस्ति यस्य नाम महद्यशः हिरण्यगर्भ इत्येष मामा
हिंसीदित्येषा यस्मान्न जात इत्येषः॥

ترجمہ - جو پرمیشور ماتا کے سنیوگ سے نہ کبھی اوتپن ہؤا نہ ہوتا ہے - اور نہ ہوگا - نہ شریر دھارن کر کے بالک - جوان اور برد ہوتا ہے اس کی پرماتما یعنی ناپ کا سادھن پرتی مِب عکس یا سدرش یا تصویر کسی پرکار کی نہیں ہے - کیونکہ وہ مورتی رہت - انت سیمار رہت اور سب میں بیاپک ہے - جو تیج والے سوریہ آدکوں کی اُتپتی کا کارن ہے - اُسی کی اپاسنا کرنی یوگیہ ہے - اور کی نہیں +

सपर्य्यगाच्छुक्रमका- نمبر (۲) - یجروید ادھیا ۴۰ - منتر ۸ -
यमव्रणमस्नाविरं शुद्धमपापविद्धम॥ कविर्मनी
षी परिभूः स्वयम्भूर्याथातथ्यतोऽर्थान्व्यदधा
च्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः॥ यु० अ० ४० मं ८

ترجمہ - جو سب کے جاننے والا - سب کے من کا ساکشی سب کے اوپر براجمان اور انادی سروپ ہے اور جو اپنی انادی پرجا کو انتریامی روپ سے اور وید کے دوارا سب بیوہاروں کا اوپدیش کیا کرتا ہے - سو سب میں بیاپک اننت پراکرم والا - سب پرکار کے شریر سے رہت اور سب روگوں سے رہت ناڑی کے بندھن

سے رہت سب دکھوں سے الگ - اور سب پاپوں سے نیارا ہے - وہی سب کی اوپاسنا یوگیہ ہے - دوسرا کوئی نہیں +

अन्धन्तमः प्रविशन्ति ये- + نمبر ۳ - یجروید ادھیا ۴۰ منتر ۹ +
सम्भूतिमुपासते ॥ ततो भूय इव ते तमो य उ सम्भूत्याꣳ रताः ॥ य० अ- ४० मं- ९॥

ترجمہ - جو اسنبھوتی ارتھات انوتپن انادی پرکرتی کارن کی برہم کے ستھان میں اُپاسنا کرتے ہیں - وہی اندھکار یعنی اگیان اور دکھ ساگر میں ڈوبتے ہیں اور سنبھوتی جو کارن سے اوتپن ہوئی کاریہ روپ پرتھوی آدی بھوت پاکھان اور برکھ آدی اویو اور منش آدی کے شریر کی اوپاسنا برہم کے ستھان میں کرتے ہیں - وہ اس اندھکار سے ادھک اندھکار - یعنی مہا مورکھ چرکال - گھور - دکھ روپ - نرک میں گر کے مہاکلیش کو بھوگتے ہیں +

वेदाहमेतं पुरुषं म- نمبر ۴ - یجروید ادھیاء ۳۱ - منتر ۱۸ -
हान्तमादित्यवर्णं तमसः परस्तात्। तमेव विदित्वाति मृत्युमेति नान्यः पन्था विद्यतेऽयनाय ॥ य० अ ३१ मं १८

ترجمہ - اس منتر میں یہ عقدہ حل کیا گیا ہے - کہ کس پدارتھ کو جان کے منشیہ گیانی ہوتا ہے (وید فرماتا ہے) کہ پرمیشور کو ہی تتحاوت جانکے ٹھیک ٹھیک گیانی ہوتا ہے جو سب سے بڑا سب کا پرکاش کرنیوالا ہے - اور اودیا اندھکار یعنی جسمانی آلائشوں سے اور اگیان آدی دوشوں سے الگ ہے - وہی پرمیشور سب کا اشٹ دیو ہے - اس کو جانے بنا کوئی منشیہ کامل گیان وان نہیں ہوتا - اُس پرماتما کو جان اور پراپت ہو کے منشیہ جنم مرن آدی کلیشوں کے سمندر سے پار ہو کر پرانند یعنی موکش کو پراپت ہوتا ہے پرماتما کے سوا مُکتی کا کوئی راستہ نہیں +

एको देवः सर्व- + نمبر ۵ - شویتا شوترا اُپنشد ادھیا ۶ - انوواک ۱۱ +
भूतेषु गूढः सर्वव्यापी सर्वभूतान्तरात्मा सर्वाध्यक्षः सर्वाधिवासः साक्षी चेता केवलो निर्गुणश्च ॥

ترجمہ - ایشور ایک ہے - اور سب کا پرکاش کرنیوالا چیتن سروپ ہے - اور سب جگت کے بھوت پرانیوں میں بیاپک ہو رہا ہے - اور انتریامی ہے - اوکرموں کا ادھی پتی یعنی سوامی ہے - اور سب کا ادھار بھوت ہے - سب کا ساکھی سہایتا دینے والا لیکن خود کسی کی سہایتا لینے سے ہر طرح مُبرا ہے - سب کا سہایک اور جگت کے گنوں سے رہت ہے - (یعنی کبھی ساکار نہیں ہوسکتا) +

क्लेशकर्मविपाकाशयै- + نمبر ۶ - یہ یوگ شاستر کا سوتر ہے +
रपरामृष्टः पुरुषविशेष ईश्वरः ॥ योग सू०

ترجمہ - اس کا ارتھ یہ ہے کہ اودیا آدی کلیشوں یعنی جہالت وغیرہ آلائشوں سے پاک اور کشل اور اکشل یعنی سکھ دکھ اور تعصب اور ہٹ دھرمی - طرفداری وغیرہ نا مائم سے بُری پھل - ایک کرموں کی واشنا سے رہت وہ سب جیووں سے اعلیٰ اور مہا ایک ایشور ہے +

اُپنشدوں کے پرمان

सत्यं ज्ञान- نمبر ۱ - تیتری اُپنشد ولی ۲ - انوواک ۱
मनन्तं ब्रह्म यो वेद निहितं गुहायाम् ।

ترجمہ - برہم ست سروپ گیان سروپ اور اننت سروپ ہے - جو وید سے پرا پتی یوگ ہے +

نمبر ۲ - کٹھ اُپنشد - ادھیا - ۱ ولی ۳ - واک ۱۵ +

अशब्दमस्पर्शमरूपमव्ययम्। तथाऽरसं नित्यमगन्धवच्च यत् ॥ अनाद्यनन्तं महतः परं ध्रुवं निचाय्य तं मृत्युमुखात् प्रमुच्यते

ترجمہ - پرماتما - شبد - سپرش - روپ - رس گندھ (جو کان چرم اور آنکھ و زبان و ناک کے وشے ہیں) اُن سے پرے ہے - یعنی وہ نہ شبد اور نہ روپ - اور نہ سپرش - اور نہ گندھ اور نہ رسنا میں آسکتا ہے - وہ نت اور انادی ہے انادی اور اننت ہے - جیوآتما سے سرلیشٹ اور اٹل ہے - اس کی ارادھنا کر کے منشیہ موت کے منہ سے چھوٹتا ہے - یعنی موکش کو پراپت ہوتا ہے +

न तस्य कार्यं करणं च- + نمبر ۳ - شویتا شوترا اُپنشد ۶ - ۸ -
विद्यते न तत्समश्चाभ्यधिकश्च दृश्यते। परास्य शक्तिर्विविधैव श्रूयते स्वाभाविकी ज्ञानबलक्रिया च ॥

ترجمہ - اس پرماتما کا نہ شریر ہے اور نہ اندریہ ہیں نہ اس کے برابر نہ اس سے بڑا کوئی دکھائی دیتا ہے اس کی شکتی سب سے بڑی ہے اور نانا پرکار یعنی بہت قسم کی سُنی جاتی ہے - اس کے گیان اور بل اور کریا سبھاوک ہے +

न तस्य कश्चित्+ نمبر ۴ - شویتا شوترا اُپنشد - ادھیا ۶ - انوواک ۹
त्पतिरस्ति लोके न चेशिता नैव च तस्य लिङ्गम् ।
स कारणं करणाधिपाधिपो न चास्य कश्चिज्जनिता न चाधिपः ॥

ترجمہ - پرماتما کا جگت میں کوئی پتی نہیں ہے اور نہ کوئی اُس کا جنتا ہے وہ سب کا کارن ہے اور جیو کا وہی پتی بھی ہے اُسکا نہ کوئی اُتپتی کرتا ہے اور نہ ادھی پتی ہے +

यद्वाचानभ्युदितं येन वाग- + نمبر ۵ - کین اوپنشد ۱ +
भ्युद्यते। तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥ केन उ० ॥

ترجمہ - جو بانی کا سادھن نہیں ہے یعنی اودیا یکت بانیوں سے پرسدھ نہیں ہوسکتا جو سب کی بانیوں کو جانتا ہے اسے تو تم اُسی کو پرمیشور جانو اور کو نہیں +

यन्मनसा न मनुते येनाहुर्मनो- + نمبر ۶ - کین اُپنشد +
मतम्। तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥
केन उ ॥

ترجمہ - جو من سے اچھا کر کے من میں نہیں آتا - اور جو من کو جانتا ہے اسی برہم کو تو جان اور اُس کی اُپاسنا کر +

نمبر ۷ - کین اُپنشد ۳ +

यच्चक्षुषा न पश्यति येन चक्षूंषि पश्यति। तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥ के० उ

ترجمہ - جو آنکھ سے نہیں دیکھ پڑتا - اور جس سے آنکھیں دیکھتی ہیں - اسی کو تو برہم جان - اور اسی کی اوپاسنا کر یعنی اس سے بھن جو سوریہ بجلی آگ آدی پدارتھ ہیں - اُن کی اُپاسنا مت کر +

यच्छ्रोत्रेण न शृणोति येन- + نمبر ۸ - کین اُپنشد ۴ +
श्रोत्रमिदं श्रुतम्। तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥ केन - उ ॥

ترجمہ - جو شروتر یعنی کان سے نہیں سنا جاتا - اور جس سے شروتر سنتا ہے اُسی کو تو برہم جان اور اُسی کی اُپاسنا کر +

نمبر ۹ - کین اپ نشد - ۵ +

यत्प्राणेन न प्राणिति येन प्राणः प्रणीयते। तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ५॥ केन ३॥

ترجمہ - جو پرانوں سے چالیمان نہیں ہوتا - اور جس سے پران گمن کو پراپت ہوتے ہیں - اُس کو تو برہم جان - اور اُسی کی اُپاسنا کر جو اُس سے بھن ہیں یہ وایو ہے - اُس کی اُپاسنا مت کر +

نمبر ۱۰ - کٹھ اُپ نشد - ۵ - ۱۳ +

नित्योऽनित्यानां चेतनश्चेतनानामेको बहूनां यो विदधाति कामान्। तमात्मस्थं येऽनुपश्यन्ति धीरास्तेषां शान्तिः शाश्वती नेतरेषाम्॥

ترجمہ - پرماتما نت ۱۱ اور چیتنا اور ایکتا میں سب کے لاثانی ہے - اور سب کو بھی یوگ پھل ایک اور سب کے جیو کا ساکھشی اور انتریامی ہے - جو ایسے پرماتما کو گیان کے نین سے اچھی طرح جانتے ہیں - وہ ہی شانتی پاتے ہیں اور کسی طرح سے شانتی نہیں مل سکتی - پس گیان اور پریم آنند کے طالب کو لیئے سچدانند سروپ پرماتما کی عبادت کرنی چاہیئے - نہ کہ کسی جڑ پدارتھ کی جکا سوائے اگیان کے اور کوئی نتیجہ نہیں ملتا ہے +

نمبر ۱۱ - شویتا شوتر اُپ نشد - ۳ - ۱۹ +

अपाणिपादो जवनो ग्रहीता पश्यत्यचक्षुः स शृणोत्यकर्णः। स वेत्ति वेद्यं न च तस्यास्ति वेत्ता तमाहुरग्र्यं पुरुषं महान्तम्॥ १९॥

ترجمہ - پرمیشور نراکار ہے - لیکن اس میں شکتیاں سب ہیں - ہاتھ اس کے نہیں لیکن ہاتھ کی شکتی ایسی ہے - کہ سب چراچر کو پکڑ کے تھام رکھا ہے - پاؤں نہیں لیکن سب سے زیادہ بیگ والا ہے - آنکھ نہیں لیکن چراچر کو یتھاوت سب کال میں دیکھتا ہے - کان نہیں چراچر کی بات سنتا ہے - من بدھی چت اہنکار تو نہیں لیکن من نشچے اور سمرن رہت ہے - اور اپنے سروپ کا آپ ہی جاننے والا ہے - وہ سب کچھ جانتا ہے - لیکن کوئی یہ نہیں جان سکتا کہ وہ کتنا بڑا ہے کس طرح کا ہے یا کتنی سامرتھ رکھتا ہے - اس پرمیشور کو گیانی اور شاستر سب اُتکرشٹ پورن اور سناتن کہتے ہیں +

سنسکرت کی اور پشتکوں کے پرمان

نمبر ۱ - کرشن گیتا ادھیا ۔ شلوک ۲ +

अव्यक्तं व्यक्तिमापन्नं मन्यन्ते मामबुद्धयः। परं भावमजानन्तो ममाव्ययमनुत्तमम्॥

ترجمہ - مورتی سے رہت جو پرمیشور ہے - اُس کو خرد بے یعنی مورکھ لوگ مورتی والا مانتے ہیں اور پرم سبھاؤ یعنی مطلب اصلی کو نہیں جانتے کہ وہ سب نام اور ویکتی وغیرہ سے رہت ہے +

نمبر ۲ - کرشن گیتا ادھیا ۹ - شلوک ۱۱ +

अवजानन्ति मां मूढा मानुषीं तनुमाश्रितम्॥

ترجمہ - مورکھ لوگ منیشر کی دیہ دھارن کرنے والا - اور پیدا ہوا پرمیشور کو مانتے ہیں - کہ وہ سب کا مہیشور یعنی مالک ہے - اور سرب بیاپک ہونے سے یک جا مورتی مان نہیں ہو سکتا +

نمبر ۳ - بھاگوت میں درج ہے +

यस्यात्मबुद्धिः कुणपे त्रिधातुके स्वधीः कलत्रादिषु भौम इज्यधीः। यत्तीर्थबुद्धिः सलिले न कर्हिचिज्जनेष्वभिज्ञेषु स एव गोखरः॥

ترجمہ - جو دہاتو وغیرہ اشیاء ارضی میں تم بدھی کرتے ہیں - اور ندی - نالہ

پہاڑ مکان وغیرہ میں تیرتھ بدھی اور سنتری تیرتھ میں سمتا بدھی رکھتے ہیں وہ انسان حیوان مطلق کے گروہ سے گدھے یا بیل ہیں +

نمبر ۴ - مہابھارت میں ذکر ہے +

मृच्छिलाधातुदार्वादिमूर्तावीश्वरबुद्धयः। क्लिश्यन्ति तपसा मूढाः परां शान्तिं न यान्ति ते॥

ترجمہ - جو جیو پرماتما نراکار سرب بیاپک نیاء کاری کی دھات - پتھر - لوہا - پیتل - چاندی - سونا وغیرہ کسی قسم کی مورتی بناتے ہیں - وے اگیانی اور پاپی ہیں +

نمبر ۵ - ایک مہاتما کا واک ہے -

तीर्थेषु पशुयज्ञेषु काष्ठपाषाणमृण्मये। प्रतिमादौ मनो येषां ते नराः मूढचेतसः॥

ترجمہ - تیرتھوں اور پشو ہنسک یگوں میں کاشٹ پاشان اور مٹی کی پرتماؤں یعنی تصویروں میں جن کا من ہے وہ آدمی مورکھ چت والے ہیں +

مورتی پوجا کے بارہ میں بابا نانک اور دیگر گورو صاحبان کی رائے - نقل از گرنتھ صاحب -

۱ - محلہ ایک - بابا نانک صاحب - گھر میں ٹھاکر نظر نہ آوے - گلے میں پاہن لٹکاوے - بھرمے بھولا ساکت پھرتا - نیر وردے کھپ کھپ مرتا - نہ پاتھر بولے نہ کچھ دیو - پھوکٹ کرم نسپھل ہے سیو - (۲) بابا نانک صاحب پاہن نیر کھاوے - بھائی گیا مانگیں کیا دیں - نام وہونے آدمی دہر ہیگ جیوں کرم کریں (۳) بابا نانک صاحب پاتھر لے پوجے مگدھ گوار - جو آپ ڈوبے تم کہاں تارن ہار (۴) نانک صاحب - ایکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سمائے - دوجا کاہے سمریئے جو جمتے مر جائے (۵) ایضاً - جمے نہ مرے آوے نہ جائے نانک کا پربھو رہیا سمائے - (۶) محلہ پنجم - روپ نہ ریکھ رنگ تیرے گن تے پربھ بھن - تے ہو جاوے نانکا - جس ہووے سو پرسن (۷) ایضاً سنگی تھا کر رکھی اشٹم تنتھ گوبند جنما سی - بھرم بھولے تر کرنت کچرائن جنم مرن رہت نارائن (۸) محلہ پنجم سنگی اپرادہ دیہ ٹھورن سو مکھ جلے جو کہے ٹھاکر جونے (۹) محلہ دہم - مویا - کاہو نے پاہن پوج دھرا سر کاہو نے سنگ گلے لٹکائیو - کاہو لکھیو ہر اچی دشا میں - کاہو پچھم کو سیس نوائیو - کیوں ان کو پوجت ہے - اور کیوں پشان کو پوجن دھائیو کرو رکریا اگو رجھیو جگ سارا سری بھگوان بھید نہ پائیو (۱۰) تاہیں تے پچھانت نہ مہا پشو جا کو پرتاب ہتیوں پائیں - پوجتیں - پرمیشور کو جی کے ہیرے پر لوگ پراہیں - پاپ کرو پرمارتھ کر چھ پائیں - تے اتی پاپ نجائیں - پائی پڑھ پرمیشور کی جڑ پاہن میں پرمیشور نہیں (۱۱) سو یا پاہن پرمیشور کیا پوجے سب سنسار نس بھروسے جو رہے سو ڈوبے کالی دھار (۱۲) کبیر صاحب جو پاتھر کو کہتے ہیں دیو تنکی نسپھل جاوے سیو - جو پاتھر کی پائن پائیں - تنکی کھال اجائیں اجائیں (۱۳) بھاٹ بہت ارلا پئی کر گرا کا سار - بھوگن ہار بھو گیا اس مورت کے مکھ چھار (۱۴) پاشان گھڑ کے مورت کینی دے کے چھاتی پائے - جو اوہ مورت ساچی ہے تا گھڑن ہارے تو کھائی - اور پشتکوں سے ۱۵ - کبیر صاحب پتھر پوجے ہر ملے تو ہم پوجیں پہاڑ - اس پتھر سے چکی بھلی جو پیس کھائے سنسار (۱۶) پاتھر پوجے مول لے سن اُنتھ تیرتھ نہلائے - دیکھے دیکھے سوانگ دھر بھولے بھٹکا کھائے - دادو صاحب - دادو دنیا باوری مڑھیاں پوجیں اوت - آپ موئے جگ چھاڑ گئے ان سے مانگے پوت (۱۸) پتھر پیوے دھوئیکے پتھر پوجے پران -

انت کال پتھر بھی بھوڈ ہے اس گیان (۱۹) پاہن کی پوجا کرے کرائے آتما گھات میت
کھوں ستی نہیں سو پرانی دوزخ جات - ایک مہاتما کا واک (۲۰) پتھر
کو بھوگ لگانے وہ کیا بھوجن کھا سکے - اندھے آگے دیپک بالے بر تھا
تیل جلا وسکے رہے ✤

اسے پرماتما پرکاش سروپ - اپنی پرم دیالتا سے اسکے پڑھنے بڑھانیوالوں کو ست
مارگ وید کی طرف چلنے کا گیان عطا کر - جس سے یہ اودیا کا جال آریہ ورت سے جلد
دور ہووے - اوم شانتی شانتی - مورتی پرکاش سماپت ہوا ✤

عطر روحانی بجواب گلاب چمن

دوہا

جتنے پھول جہان کے اُن پر من مت بھول ۔ سر پر کھڑی خزان ہے ہو گا بہت ملول
آدمدھ اور انت سے جو نیارا ہے ایک ۔ نسدن درڑھ کر پریم سے اُسکی پکڑو ٹیک
نرگن سگن پار برہم کبھو نہ ہوئے اُتار ۔ سرب شکتی اور گیان سے نردھاران ادھار
سرشٹی کے آرنبھ میں وید کئے پرکاش ۔ رشی چار کے ہر دے میں جیسے آدے سواس

کبت

دیانند اور آنند ملکے بنے سوامی دیانند سورج اور چاند کی مثل مشہور ہیں
دھیان اور گیان اکیلے جہاں ہیں شانت کئے پوپ جو پیٹ کے مزدور ہیں
دو دیا سے دیں جو نویں بیدانت والے پوجا کراویں اپنے گیان سے مغرور ہیں
پول ان کا پھول پھالی جال کو جلا دینا ڈھول کی اتار بھالی کئے چکنا چور ہیں

خلاصہ از پوتھی گلاب چمن مصنفہ گلاب داس موسنتھ

پوتھی ایک گلاب چمن بھاشا اندر جان ۔ گلاب داس کی کرت ہے خاص پنجاب زبان
جس سے بہت وید انتی پھنسے اندر بھوگ ۔ پاپ پن نہیں مانتے کرتے یوگ ابوگ
مکھ پر یوجن یہی ہے اس پوتھی میں جان ۔ شنکا دل سے دور کر بھوگ کرے انسان
آدسے لیکر انت تک دیکھی چمک گلاب ۔ آئی گندی باشنا من ہو یا بے تاب
راہ میں ملے مہاتما اُن سے پوچھا حال ۔ بولے پوتھی گلاب چمن دشمن جان کمال
اس کارن سے سوچکر کہوں جواب بنائے ۔ نا اس چھوٹے باغ پر مت کوئی من بھرمائے
پڑھے مانو تو کہہ دیر کہتے داس گلاب ۔ یہ بیکار رلیں ہے منج تمام خراب
دو جا ہیں ماں باپ جو بھائی بند ادر میت ۔ ان سے موہ تیاگ دے کر فقیری ریت
تیجا جو ہے استری آدے وہ کس کام ۔ مت کر محنت چاکری بھوگ سدا آرام
کر بیک کی پارنتا کہتے ہیں مہاراج ۔ کل لوگ اور وید کی سبھی تیاگ دو لاج
کرتے دور اندیشیاں منہ سے جھڑے گلاب ۔ ننگے ہو ہو بیٹھتے بن دیکھے در باب
کر نکھید تن دیکھیو جیہ نہ تن میں کوئی ۔ بدھی و دارے جیو ہے دیہ سچے ہوئی
وید پوران کو کھو جکے کہتے کیا وچار ۔ ایک پرماتم نت ہے اور نہ کو دستار
نات پرج کل گرنتھ کا یہ ہے نشچے جان ۔ جیو کہے ہوں اہنگ برہم اور دو جا مان

ست بمعنی پانی ✤

بھوگ اندر بو کا کرم ہے جیو سدا نرلیپ ۔ پاپ پن نہیں چیز کچھ جھوٹے سمجھے وکھیپ

چوپائی

بیر گیان ننگ برہم - اہنگت ہماسمی ۔ ایہنگ آتما برہم - تتوم اسی
چار ویدوں کے چار مہا واک ۔ مول یہی ہے کہوں بیباک
کرم کانڈ ہے سارا وید ۔ کرم گیان میں رہتا بھید
اس کارن سب دھندے چھوڑ ۔ مہا واک سے من کو جوڑ
سوہنگ جاپ پکارے وید ۔ جیو برہم میں مول نہ بھید
جو چیت چاہے وہ کھاؤ نسنگ ۔ پہنو جو کچھ بانگے انگ
بھول سے ایشور ہو گیا جیو ۔ گیان ہوئے پھر ایشور بھیو
اور دوجا کوئی ایشور ناہیں ۔ جو کچھ ہے سو ہے من ماہیں
اور گیان پرتھا سب جان ۔ گیان یہی سکھ بھوگ جہان

دوہا

پرشارتھ کو چھوڑ دے اوتم پرمت ڈول
ترشن گھنیا کی طرح تم ہر دم کرد کلول

عطر روحانی بجواب گلاب چمن

دوہا

برہما سے لے بیاس تک جتنے گیانی ہوئی ۔ چار وید منتب تھے نشچے جانو سوئی
مانو کہہ و بہ ہ در لبھ ہے ملے نہ بارم بار ۔ اس کارن اس دیہ سے کر اپنا نستار
کرم اُپاسنا اور گیان تینوں ملکر جان ۔ ایک بھگتی تب ہوئی ہے پورن لئے وگیان
کرم سے بیت اُپاسنا برتی ہوتی صاف ۔ اور اُپاسنا کرم بن جان گیان خلاف
بن گیان کے پرم کبھی پھر ماویں دن رات ۔ بنا گیان اُپاسنا کی بھی آدھی رات
اصل پریوجن جان لے کر کے سوچ وچار ۔ اس مثال پر غور کر تینوں بات تیار
بھوجن بنانا کرم ہے اُپاسنا کھانا جان ۔ ترپتی ہونا گیان ہے اور سبھی اگیان
بستر بنانا کرم ہے اُپاسنا پوشش جان ۔ گرمی سردی شرم کو ڈھکنا ان جان گیان
ودیا پڑھنا کرم ہے عمل اُپاسنا جان ۔ بھرم نوارن گیان ہے تینوں تو پہچان
پیدا ہونا کرم ہے ودیا اُپاسنا جان ۔ پر اُپکار گیان ہے جس سے ترے جہان
جن کو بُدھی گیان کی وہ سمجھے ہیں خوب ۔ بن ملنے ان تین کے کب پاوے محبوب
دیہ کو چھوڑیں جھگڑیں بدشیک کرم تیاگ ۔ مکھ سے مت کھو گیان جب اندر دشیں آگ
جو جانے ہے بھوگ کو پیدا ہوا بشر ۔ وہ اگیانی سور ہے یا سوان یا خر
نہیں کچھ جلوہ گیان کا اُسکے من پرکاش ۔ وہ چمگادڑ آندھ ہے یا اُلو بن باس
کرم اُپاسنا گیان سے جو ہے مانو کھ ہین ۔ اُسکو وید پکارتے دُشٹ مہان ملین
سندھیا کرنا کرم ہے اُپاسنا پرانا یام ۔ ارتھ سہت جو دھیان ہے وہ ہے گیان مدام
سیوا ماتا اور پاپ کی نت کرم پہچان ۔ یجر وید میں حکم ہے دیوتا ان کو مان
شردھا سیتی ٹہل کر نیت کر دچت لائے ۔ یہی ترپن شرادھ ہے مو انہ بھوجن کھائے
جنم سمیں ماں باپ جو ٹہل کریں دن رات ۔ دُکھ اُٹھا یہیں انت کھٹن بھوگیں نرک اُپات

ہر مانو کھ پر فرض ہے سیوا کریں ہمیش
ان کی سیوا کا ہے کیے جاں یہیں کلیش

رام چند مہاراج جو بدھن تھے ودوان
آگیا پالن باپ کی بن کو گئے پچھان

اور ہزاروں بدھی مان ہن کر یہ فرمان
ماتا باپ کے سرن پر ہو گئے ہیں قربان

چاہیئے سو نا شکہہ مت آپ کھائے جگ دے
مکر سے بنکہ فقیر سے کیا پرشارتھ نہ بھیئے

پر سنیاسی ہونا اُتم بد نر بان
پرشارتھ کا مول ہے اور بڑھاوے گیان

ودیادان سنیاس لیئے اُپدیشی سنسار
مورکھ جو سنیاس لیئے آپ ڈوبے منجدھار

ودیادان سنیاس لیئے رسوچ جگت اُپکار
مورکھ جو سنیاس لیئے دیکھی سندر نار

ودیادان سنیاس لیئے وید کا کرتے کاش
مورکھ جو سنیاس لیئے چرس بھنگ کا ناش

مورکھ جب سنیاس لیئے تب اگوری جان
مانو کھ گندگی کھائے ہے کہتے سوال سمان

رن کی چاہ کے کارنے جو کوئی بنے فقیر
دین دنی کے بیچ میں سمجھو ہوئے حقیر

جگت چھوڑ کر جائیگا تو بتلا کس کون
ساری پرتھوی جگت ہے جس پر کرنے گون

جتنی رہنا کب دھرم ہے بن دھارے برہم چرج
سب جگ جیکر جتی ہوئے مچے فتور اور ہرج

بند ہووے روزگار سب لوٹ نہ جاوے پرداہ
ناں تم سمجھو سوچ کر کبھو نہ ہووے نباہ

استری کرنا دھرم ہے وید حکم سچ جان
گرہست آشرم کبو قت میں من نہ ہو گے حیران

استری ڈھال گناہ کی رہے پاپ سے دور
جو کچھ پاپ ابھوگ کا اُس سے بچے ضرور

اول کر دو برہم چرج اور پیچھے کرو گرہست
تیجا بان پرست ہے چوتھا ہے سنیشٹ

اردھنگی ہے استری حکم منو کا جان
بن استری جگ ہیئے کہاں تیاگو جھوٹھ گمان

جھوٹھی لاج جہان کی تیاگو کرو وچار
ست حکم جو وید کا وہ نہیں تیاگن ہار

وید کہے جب ایک برہم تیاگو اور پکھنڈ
پاپی لکارن جگت میں بنے سام اور ڈنڈ

برہم گیا تا جگت کا جیو بھرا اگیان
برہم بیاپک سرب ہیں جیوا دہونگان

اب بتلاؤں جیو کو سمجھو کر کے خیال
بدہی دوارے پرکھنا ہے یہ بات محال

بدھی اور من چت سب آسرے جیو کے جان
بناں سہارے جیو کے جیسے نہ پران ہان

دیہہ کو تیاگے جیو جب پڑی رہے تب دیہہ
رہے نہ شدھ بدھ چتونا کرے نہ کوئی سنیہہ

دیہہ کا مالک جیو ہے اور شاکھی پربھو پہچان
دیہہ ریل جیو ڈرائیور اور انجنیر ہے جان

لکھا صاف ہے وید میں شو کھم دیہہ سے من
من سے پرے مکھ ہے بدھ سے جیو کٹھن

پرے جیو سے برہم ہے جسکا سب پرکاش
سرب بیاپی برہم ہے ست چت آنند بھاش

بدھی من اور چت سب ذرا سوچ کر دیکھ
آشرت سب ہیں جیو کے پربھو نیارا ایکھ

ادھیائے چالیسواں تو ت یجر وید کا جان
اُس میں جیو اور ایش کا برنن کیا بکھان

رگ وید میں دیکھ ہے برہم کا گیان وچار
حالت پوری جیو کی تجھپر ہوئی اظہار

سام وید میں برہم کو نشچل کھوج ہمیش
اتھرو وید برہم جیو کا کامل ہے اُپدیش

نشچت ویدوں میں نہ فرضی مہاواک
پوچھ کسی ودوان سے کھول دھرم کی تاک

لیکن ان کا ارتھ بھی آپ نے سمجھا اور
ایکتا جیو اور برہم کی نہیں ان میں کر غور

ساری شرتی تیاگ کر دو اکھشر لیئے دھار
ان سے داس گلاب جی کبھو نہ ہوں نستار

ایکتا جیو اور برہم کی نپٹ اسنبھو جان
یہ سراپا بھرم ہے نہیں گیان اگیان

چوپائی

کرم اُپاسنا تیرا گیان
ان سے ملکر ہے وگیان

ان چاروں کا کامل حال
ویدوں میں ہے پڑھکر بھال

کرم اُپاسنا پوری جان
پورا گیان ہے کل وگیان

سنیں گرنتھ سپر مکھ ہے وید
گیان دیدیں پاویں کھید

سوہنگ جاپ نہیں وچ وید
اس کا سن ہے غم اور کھید

مہاواکھ کا ارتھ ہے اور
ویدانت دھوانتی کو پڑھکر غور

ودیا بن کب ہووے گیان
بن ودیا نر پشو سمان

ویدانت شاستر جو کرت ویاس
اس سے مٹتے سب وسواس

صاف لکھا ہے پڑھو وچار
سب سکھ میٹھا برہم اک سار

بھوگوں پر مت ڈول اگیانی
نت وستو کی سار نہ جانی

دیہہ گروشے پاپ بھوگ کرے
آوت جاوت جنمے مرے

بل سے دھووے ہو دیہہ انیت
شدھ کہاں آوے کا چی بھیت

وشے کامنائیں دن کرے
من ہیں دھیان پربھو نہیں دھرے

جیہا اس کے ہو آدھین
پھنسے جال ہیں جیسے ہیں

من کامنا بھوگ ہیں چھیٹے
گر یہہ گمان نہ من سے مٹے

بھگت بھاو ترے سنسار
بن بھگتی نر ہوئے خوار

دوہا

پار برہم کرتار ہیں بھول نہ کبھوں جان
سرب گیا تا پار برہم کیسے ہوئے نادان

برہم مثال سمندر کے جیو مچھلی جان
نہ ہو ہیں سمندر اور نہ ساگر ہیں پہچان

بھوگ لکھے جو کرشن کے گوپیوں کے سنگ جا
وہ سب بھاگوت کار کے کیول کلپنا جان

کر کے انت سماپتی کہہ دیا صاف پکار
سچا چمن ہے وید کا جس ہیں سدا بہار

نہیں دکھیپ نہ کچھ بات سچ سچ کیا بیان
بن ودیا اور وید کے کبھو نہ ہوئے گیان

سانچ کو آنچ نہیں

بنام آنکہ نامش حی جاوید
رساند نا امیداں را بامید

بھومکا

دھرم سبھاؤں کے عموماً اوپدیشک اپنے دیاکھیانوں میں جب آن سے اور کچھ بن نہیں آتا۔ تو سری سوامی جی مہاراج کو ہی کوس کر دل کو ٹھنڈا کر لیا کرتے ہیں۔ مگر ان کے چار پانچ مشہور اوپدیشک علمیت دکھلانے کو ستیارتھ پرکاش کی غلطیاں بھی نکالا کرتے ہیں جو ان پڑھوں کے مقابلہ میں ذرا وقعت کے قابل سمجھے جاتے ہیں۔ ہم نے فیروزپور۔ لاہور۔ امرتسر۔ لودہیانہ۔ پشاور۔ وزیرآباد۔ گجرات راولپنڈی۔ ملتان۔ لاہن۔ سہارنپور۔ بنارس۔ دہرہ دوار کے مقامات میں ان کے دیاکھیانوں کو سنا اور ان کے ماہوار رسالے اور تین چار چھوٹے ٹریکٹ بھی مطالعہ کئے۔ سب میں مجموعی طور پر وہی اعتراض اور دلائل دیکھے۔ انہی نوں ہمارے پاس ایک مہربان نے رسالہ سری سوامی دیانند سورسوتی کی مہان نامی ارسال کیا جنہیں ایک صاحب شیونرائن پرشاد کایستھ سکینہ نے تصنیف کیا ہے*

انہوں نے اُن سب اعتراضوں کو یکجا کر کے ۵۳ صفحے کی چھوٹی تقطیع میں یہ رسالہ لکھا ہے۔ ہم اعتراضوں کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں۔ اور ایشر جانتا ہے کہ اگر ست کی تحقیقات سے اعتراضات کئے جاویں تو چشم ماروشن دل ماشاد ہر وقت حق کے مخالفوں کو جواب دینے پر تیار اور کسی صحیح اعتراض کے قبول کرنے

سے کبھی انکار نہیں کرتے۔ اور انکار کر ہی کس طرح سکتے ہیں۔ جبکہ ہم ایک ایسے نیم کے پابند ہیں جن کے سبب سے ہمیں تمام مذاہب باطلہ سے نرالہ فخر ہے۔ یعنی "ستیہ کے گرہن کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہیئے" یہی وجہ ہے۔ کہ ہم اس رسالہ کو بھی اپنی عادت کے موافق غور سے کئی بار پڑھکر اُس کے جواب لکھنے پر قلم اُٹھاتے ہیں۔ امید غالب ہے کہ اِسے پڑھکر حق کی متلاشی طبیعتیں اور ست سے کسی طرح بہکے ہوئے دل ضرور راستی کی طرف متوجہ ہونگے +

اعتراضوں کا جواب

اعتراض۔ جو لوگ سوامی جی مہاراج کے زیادہ معتقد ہیں۔ وہ تو یہاں تک دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ مذہب کے متعلق جتنے امور ہیں۔ سب ستیارتھ پرکاش میں مندرج ہیں۔ یہی ایک پستک ہے۔ وید اور دہرم شاستر اور سب ست شاستروں کا کام دیسکتی ہے۔ اگر اس بھارت ورش کا بھلا ہوتا ہے۔ تو اسی کے وسیلہ سے ہوگا۔ اور اگر اس دلیش کی اُنتی ہوگی۔ تو اسی کے ذریعہ ہوگی۔ سوامی جی نے ہمارے اوپر بڑی دیا کرکے دریا کو کوزہ میں بھر دیا ہے۔ (صفحہ ۲) +

تردید۔ یہ اپنے پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے والے الفاظ لکھے ہیں ہم ایسا ہرگز نہیں مانتے ہیں کہ وید اور ست شاستروں کا کام بھی ایک پستک دیسکتی ہے۔ آریہ سماج کے ہر ایک ممبر کا اعتقاد ہے۔ کہ وید ست ودیاؤں کا پستک ہے" وید کا پڑھنا پڑھانا۔ سننا سُنانا آریوں کا پرم دھرم ہے"۔ ویدوں سے بڑھکر ہم کسی کتاب کو قابل قدر نہیں سمجھتے اور نہ وید مقدس کے سوا کسی اور گرنتھ پر ہمارے مذہب کی بنیاد ہے۔ بھارت ورش اور سنسار کا بھلا جو کچھ ہوگا۔ وہ وید مقدس پر عملدرآمد کرنے سے ہوگا۔ اور ویدک دھرم کے ماننے سے لیکن اب یہ سوال باقی رہا۔ کہ پھر ستیارتھ پرکاش کیا ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ آریہ سماج کے بانی اور وید مقدس کے فاضل شارح شری سوامی دیانند جی مہاراج کی تصنیف ایک ویدک پستک ہے۔ اور ایسی اُن کی تصنیف کردہ ۹۳ کتابیں اور ہیں۔ جن میں ۱۵ ویاکرن کے متعلق اور باقی تمام دھرم سمبندھی ہیں۔ اُنہیں میں سے ایک ستیارتھ پرکاش ہے اس میں سوامی جی نے ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے ادیان کا نہایت عالمانہ تحقیقات سے خلاصہ مگر صحیح حال لکھا ہے۔ اور اُن کے مقابلہ میں ویدک دہرم کی خوبیاں بھی بتلائی ہیں۔ اور یہاں تک ہی صبر نہیں کیا۔ بلکہ ویدک دھرم کے متعلق کئی ضروری باتوں کا خلاصتاً بیان بھی کیا ہے۔ اور زیادہ تر نیائے پور یک معقول دلایل سے صدہا اعتراضات کی تردید کی ہے۔ پس ستیارتھ پرکاش غیر مذاہب کے متعلق سوامی جی کی تحقیقات کا ذخیرہ اور ویدک دہرم کی طرف لوگوں کا رہنما ہے لیکن بھومکا اور وید بھاشیہ نہایت اعلیٰ درجہ کی بے بہا کتابیں ہیں۔ جن میں وید مقدس کے متعلق پورانک اور تانترک مت والوں کے سراپا باطل اعتراضوں کا ابطال اور یورپین فلاسفروں کے دہریہ پن کے خیالات کا بطلان نہایت واضح علمی و عقلی شہادتوں سے کیا ہے۔ بام مارگیوں اور بت پرستوں کے تمام سکوک کو مٹاکر دیوتا پرستی اور عناصر پرستی کی بنیاد کو منہدم کر دیا ہے جنکے سبب آفتاب وید مقدس اپنی اصلی روشنی میں جہاں تاب ہوا ہے۔ یہ انہیں مبارک تصنیفات کا نتیجہ ہے۔ ورنہ سنسکرت زبان اور ویدک تعلیم سے بام مارگی بھاشیہ کاروں کی بدولت لوگوں کو جتنی نفرت ہوگئی تھی۔ ہمارے بیان کرنے کے سوائے آپکی دھرم سبھا اور اُس کے حامیوں سے بھی مخفی نہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے + ؎

ہے سینتہ بھاشا ترا مظہر مطالب وید — زباں ہوتی ہے جس طرح ترجمانِ دل

اعتراض۔ پہلے ستیارتھ پرکاش میں صفحوں کے صفحے مردوں کے شرادھ کی تائید میں رنگے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے ستیارتھ پرکاش میں مردوں کے

شرادہ کا اُلٹا کھنڈن کیا۔ یہ پریس والوں کی غلطی نہیں ہے۔ سوامی جی کی ہے۔ المختصر ۴ و ۵ +

تردید۔ یہ آپ کا اور دھرم سبھا کے اکثر پنڈتوں کا بے بنیاد الزام ہے۔ اور ممبران آریہ سماج کی نظر میں اُسکی ذرا بھی وقعت نہیں ہے۔ تعصب کے سبب آپ مانیں یا نہ مانیں۔ مگر ہم آپ کو اصل واقعہ سے آگاہ کرتے ہیں۔ آپ و ناظرین اُس پر غور کریں +

ستیارتھ پرکاش بار اول بسال ۱۸۷۵ء بنارس میں طبع ہوا ہے لیکن اُس ہی سال کی طبع شدہ چند اور کتابیں بھی ہیں۔ بلکہ اُس سے ایک دو سال پہلے کی + سب سے اول کتاب جو آریہ سماج کے واسطے طبع ہوئی۔ وہ بھاشیہ سہت سندھیا اُپاسنا ہے۔ یہ بزبان سنسکرت بمبئی میں طبع ہوئی۔ اشون سمت ۱۹۳۱ کو مطابق ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۷۴ء۔ آریہ پرکاش پریس میں) اُس کے صفحہ ۲۰ و ۲۱ پر مرتک شرادہ کا کھنڈن ہے۔ پھر یہ گرنتھ اُسی سال میں مطبع نولکشور میں طبع ہوا ہے اُس میں بھی صفحہ ۱ سطر ۳ میں مرتک شرادہ کا کھنڈن ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ۲۔ اگست ۱۸۷۵ء کو جو سوامی جی نے پونا میں دیاکھان دیا ہے۔ اُس میں بھی مرتک شرادہ کا کھنڈن کیا ہے اور یہاں تک ہی نہیں بلکہ پہلی سنسکار ودہی میں بھی مرتک شرادھ کا کھنڈن کیا ہے۔ جو سمت ۱۹۳۴ بکرمی کو تصنیف ہوئی۔ اُس کے سوا جو لکچر سوامی جی نے ۱۸۷۴ء میں بمقام ماتھرس دیا اُس میں بھی مرتک شرادہ کا کھنڈن کیا تھا منشی کھنیالال صاحب الکھ دھاری نے اپنے رسالہ میں اُس پر نوٹ کیا ہے اِن کے علاوہ وید بھاشیہ بھومکا جو بھادوں سُدی ۱ سمت ۱۹۳۳ مطابق ۲۰ اگست ۱۸۷۶ء کو تصنیف ہوئی۔ اُس کے صفحہ ۲۵۱ سے ۲۶۴ تک مرتک شرادہ کی تردید موجود ہے۔ وید بھاشیہ کے ساتھ پہلے ہی دگیاپن دیا گیا کہ مرتک شرادہ وید ورددہ ہے اس کے علاوہ سوامی جی نے بروقت معلوم ہونے اُس مطبوعہ غلطی کے ایک نوٹس بھی چھاپکر شایع کر دیا تھا۔ بنابران کبھی بھی آریہ سماج میں بحیثیت مجموعی ویدک حکم تسلیم ہوکر مرتک شرادھ جایز نہیں جانا گیا۔ اور نہ کسی ممبر کا اعتقاد ہے۔ یا کبھی آریہ سماج کے قیام کے بعد ایسا عقیدہ رہا۔ پس یہ اعتراض سراپا بے بنیاد ہے۔ ضرور پریس والوں کی بھول ہے۔ کیونکہ آریہ سماج کے قایم کرنے سے ایک مدت پہلے سوامی جی اِس خیال کو چھوڑ چکے تھے۔ ممبران آریہ سماج ایسے واہی اعتراضوں سے کچھ اندیشہ نہیں کرتے۔ کیونکہ آنراکہ حساب پاک است از محاسبت چہ باک +

اعتراض۔ سوامی جی پیشتر کے سارے رشی مُنیوں سے زیادہ لیاقت رکھتے تھے۔ وہ خود اِس کے گواہ ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ جو برہما آدک مہرشیوں کے بنائے گرنتھ ہیں۔ اُن کو پرتہ مان ارتھات ویدوں کے انکول ہونے سے پرمان اور جان میں وید وردہ بچن ہیں۔ اُن کا اپرمان کرتا ہوں" اُس آخری فقرے میں سوامی جی نے صاف لکھدیا ہے۔ کہ براہمن وغیرہ گرنتھوں میں وید ورددہ بچن ہیں۔ (۱۲۱-۱۴) +

تردید۔ بھائی صاحب آپ اِس کا مطلب بالکل نہیں سمجھے۔ سوامی جی نے چونکہ وید کو سوتہ پرمان مانا ہے۔ اور تمام رشی مُنی بھی انہیں سوتہ پرمان مانتے تھے۔ پس ضروری ہوا کہ سوتہ پرمان اور پرتہ پرمان کے معنے کئے جاتے۔ اگر سب رشیوں نے ویدوں کو سوتہ پرمان مانا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ اُنہوں نے کسی رشی یا کسی گرنتھ کی کسی بات کو جو وید ورددہ ہے۔ اُسے پرمان نہیں

کیا۔ ایک مہاتما کا واک ہے +
स्मृतेर्वेद विरोधेतु परित्यागो यथाभवेत् तथैव लौकिकं वाक्यं स्मृति बाधे परित्यजेत् ॥

یعنی جس طرح سمرتی کا قول وید کے وردوہ ہونے سے تیاگنے کے لایق ہے اسی طرح لوکک باتیں سمرتی کے خلاف تیاگ دینی چاہیئے۔ ایک اور مہاتما نے بھی کہا ہے +

श्रुति स्मृति पुराणानाम विरोधो यत्र दृश्यते ॥

یعنی شرتی۔ سمرتی پورانوں (اتہاس) کا جہاں وردوہ ہو۔ وہاں شرتی سمرتی کے وردوہ میں شرتی کو ماننا چاہیئے۔ اور سمرتی اور پورانوں کے وردوہ میں سمرتی بلوان ہے۔ ایسا ہی منو نے لکھا ہے۔ کہ جو سمرتی کہ وید کے خلاف ہو۔ وہ تیاگنے کے لایق ہے +

مہابھاشہ میں لکھا ہے + नैवेश्वर आज्ञापयति नापि धर्म सूत्रकाराः पठन्ति ॥ अ॰ १ पा॰ १ आह्नि॰ ६ सू॰ ४१ =

یعنی نہ تو ایشور نے وید میں آگیا دی۔ اور نہ دھرم سوتر کار رشی فرماتے ہیں۔ پھر ہم شرتی اور سوتروں کے خلاف کسی کا قول کیسے تسلیم کریں۔ حضرت منو کا بھی مطلب سوامی جی کا ہے۔ اور اس سے تو شاید کسی خود غرض کے سوائے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا کہ سمرتیوں اور براہمنوں۔ اتہاسوں اور سوتروں تک میں ملاوٹ کر دی گئی ہے۔ خواہ وہ بکا رادہ ہو یا بغیر ارادہ کے۔ نروکت میں بھی صرف دو گرنتھوں کے مقابلہ کرنے سے پچاسوں جگہ پاٹھ بھید دکھلائی دیا ہے۔ جو پنڈت ست برت ساماشرمی جی نے ظاہر کر دیا ہے (دیکھو نروکت مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ) اور یہی حال منو سمرتی کا ہے۔ اور نہ اس سے براہمن گرنتھ مستثنیٰ ہیں۔ اور وام مارگیوں کے دست برد سے وہ ہرگز نہیں بچے۔ ورنہ بچ سکنا اُن کا ممکن تھا۔ کیونکہ اول تو اُن کی کوئی تعداد مقرر نہیں۔ دوم اُن کی حفاظت کا کوئی معقول قاعدہ نہیں۔ اور بام مارگیوں کے زمانہ میں خاصکر اُنہیں کو وید مانا جاتا تھا۔ اور اندھیر نگری چوپٹ راجا کی طرح اُنہیں کو ویدوں کا قایم مقام سمجھا گیا۔ تنتروں کے مول بھی یہی گرنتھ ٹھہرائے گئے۔ اور اُنہیں کے حوالے ہر جگہ بام مت کے گرنتھوں میں پائے جاتے ہیں۔ پس ان میں وید وردوہ بچنوں کے ملانے سے کون مرد میدان ہے جو ممبران آریہ سماج کے سامنے انکار کر سکے۔ ہم ایک دو نہیں۔ بیسیوں مقام دکھلانیکو حاضر ہیں +

اعتراض۔ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۰۶ پر لکھا ہے۔ کہ رام نام سمرن نشپھل ہے۔ ہری۔ رام۔ کرشن۔ نارائن۔ شیو اور بھگوتی نام سمرن سے پاپ کبھی نہیں چھوٹتا۔ چلو بھگوت بھجن اور نام رام سمرن سے تو چھٹکارا ملا +

تردید۔ بے شک رام۔ ہری وغیرہ کے ناموں کے سمرن سے پاپ نہیں چھوٹتے اور نہ پاپ ایسی چیز ہے کہ بغیر سزا ملے کے چھوٹ سکے اور ویدک طریقہ کے مطابق رام۔ ہری۔ کرشن یہ تینوں پرمیشور کے نام نہیں ہیں۔ بلکہ پہلا نام پرشرام۔ بلرام۔ رامچندر۔ ان تینوں کا یا تینوں میں سے ہر ایک کا ہے۔ ہری بندر اور گھوڑے کا نام ہے۔ کرشن۔ کرشن چندر۔ اور بیاس کا نام ہے۔ اور کرشن پکش یعنی اندھیری ۱۵ راتریوں کا بھی نام ہے۔ پرمیشور کا ہرگز نہیں۔ اور وید مقدس کے کسی منتر میں یا نروکت وغیرہ کسی ویدک کوش میں بھی یہ پرمیشور کے نام نہیں لکھے۔ اور رام اجودھیا باشی۔ شوکیلاش باشی اور کرشن دوارکا باشی کے پرمیشور اور ایشور ہی اُتار مانے جانے کے بعد یہ نام پرمیشور کے گھڑے گئے ورنہ اس سے

پہلے کسی گرنتھ میں یہ نام پرمیشور کے نہیں۔ بنا بر آں انکا ورد کرنا پاپ چھڑوانے کے عوض پاپ کا بھاگی بناتا ہے۔ کیونکہ شاستر میں لکھا ہے کہ ایشور کو چھوڑ کر جو کسی دیوتا کی اُپاسنا کرتا ہے۔ وہ پشو ہے۔ باقی رہے نارائن اور شیو۔ بھگوتی یہ سارے تو نہیں۔ مگر ایک دو ضرور وید میں استعمال ہوئے ہیں۔ اور رشی منیوں نے تینوں نام ایشور کے واسطے استعمال کئے۔ ان کے ورد کرنے میں پاپ نہیں ہے۔ بذات خود یہ اُتم ہیں۔ مگر پاپ انکے جاپ سے نہیں چھوٹ سکتا۔ وہ پھل بھوگا نے سے چھوٹیگا۔ توبہ والوں کی طرح نام سمرن سے اور خصوصاً مالا ٹکٹک ٹیک دل ہے دو بدر۔ چہ با تسبیح بدست زاہد حشمش بحال مردم۔ بقول کبیر جی کے مالا پھیری نہ من پھیرا گھس گھس گیو کر۔ بالکل فضول اور لایعنی حرکت ہے اور اصل میں اپنے اوپر خوش اعتقادی جمانے کے واسطے یہ ایک قسم کا دام ریاکاری ہے اسی واسطے سوامی جی نے اس کو منع کیا ہے۔ ہاں ایکانت میں ایشور کی دھیان اور اُسکے سمرن کو کسی جگہ بُرا نہیں کہا۔ بلکہ اُس کی ہدایت کی ہے۔ (دیکھو وید بھاشیہ بھومکا پرارتھنا دشے) جس طرح سوامی نے لکھا ہے۔ اسی طرح پاتنجلی جی نے یوگ میں لکھا ہے +

तस्य वाचकः प्रणवः ॥२१॥
तज्जपस्तदर्थभावनम् ॥२८॥ पा॰ १

یعنی ایشور پرماتما کا واچک یعنی جتلانے والا۔ یا سنبھودھن کرنے والا سب سے اُتم نام اوم ہے۔ یوگی جن یا اوپاسک کو چاہیئے۔ کہ اس اوم اکشر کا جپ کرے لیکن اُس کے ارتھوں کو سمجھکر۔ کیونکہ سشرت میں دھنونتری جی فرماتے ہیں +

यथा खरश्चन्दनभारवाही भारस्य वेत्ता न तु चन्दनस्य एवं हि शास्त्राणि बहून्यधीत्य अर्थेषु मूढाः खरवद् वहन्ति ॥

یعنی جیسے گدھے کے اوپر چندن لادنے سے وہ بوجھ کو جانتا ہے۔ نہ کہ چندن کو ایسے ہی شاستروں کے پاٹھ ماتر کرنے سے اگر ارتھ (معنے) سے محروم ہے۔ تو صرف گدھا ہے +

اعتراض۔ ہون سے بھی آزادی مل جاتی ہے۔ ہوم کیا ہے۔ وایو شدھی کی ترکیب (۱۶) +

تردید۔ یہ آپ نے آریہ سماج سے یا سوامی جی سے ہی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ تمام رشیوں اور منیوں بلکہ خود وید مقدس سے۔ حضرت رشیوں وغیرہ کا یہی ارشاد ہے۔ اور آپکے مانے ہوئے خدا یعنی کرشن جی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ (دیکھو گیتا ادھیائے ۳ شلوک ۱۴ و ۱۵) منو جی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے (ادھیائے ۳ شلوک ۷۰ و ۷۶) اور آپکے مانے ہوئے شو سروپ شنکراچارج نے بھی ایسا ہی تسلیم کیا ہے۔ دیکھو گیتا بھاشیہ (ادھیائے تین) بے شک ہون کا پھل وہی ہے۔ جو وید میں ارشاد ہے۔ اور ویسا ہی سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش سنسکار ودھی اور بھومکا میں اندراج فرمایا ہے۔ آپکا اعتراض قلت تدبر سے ناشی ہے۔ پس سب کو اُس ایشور آگیا کی حتی الوسع تعمیل کرنی چاہیئے +

اعتراض۔ بھلے چنگے میں آچمن اور مارجن کرنا بیفائدہ ہے کیونکہ آچمن بموجب تحریر سوامی جی کے کف اور پت کی نورتی کے لیے ہے اور مارجن آلس دور کرنے کے لیے تو ہے اور جل پر ایپت نہ ہو تو نہ کرے۔ (۱۶) +

جواب۔ آچمن کا پھل وہی ہے جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ مگر فہم سخن گر نکند مستمع + قوت طبع ز متکلم مجو۔ دیکھو منو سمرتی میں بھی لکھا ہے۔ (ادھیا ۲-

شلوک ۵۳ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۷۰) ان میں آچمن کا ذکر ہے - ۵۳ میں تو آچمن بھوجن کے بعد لکھا ہے وہاں مطلب صرف بقاعدہ طب بدد ہاضمہ کے واسطے جل کا استعمال ہے - کیونکہ ویدک شاستر کے مطابق بھوجن کے بیچ میں جل پینا نہیں چاہیئے - ۶۰-۶۲-۷۰ تک سندھیا میں آچمن کی ودھی ہے - وہاں بھی مطلب پاکیزگی اور صفائی سے ہے - مگر شاید آپ کے نازک خیال میں کف نورتی اور پت نورتی صفائی نہیں - گلے کی خشکی کا دور ہونا ہی وہاں مطلب ہے - کیونکہ پرانایام میں اکثر ایسا ہوتا ہے - کہ علی الصباح اُٹھکر بھی عموماً یہ حالت ہوتی ہے - جو لوگ سندھیا کرتے ہیں - وہ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں - آپ کی بلا جانے اپنے حقیقی رشتہ دار آریہ بھائیوں سے آچمن کے فوائد پوچھئے - جو نت پرتی سندھیا کرتے ہیں - غرضیکہ ہر طرح آچمن سے کف اور پت کی نورتی مراد ہے - خواہ وہ گلے کی ہو - یا زبان کی شلوک ۷۰ میں بھی وید پڑھنے سے پہلے آچمن کرنیکا حکم ہے - مطلب وہی گلے کی کف و پت کی نورتی ہے - کیونکہ سوانس کی آمد و رفت سے گلا خشک ہو جاتا ہے اور لکچر میں پانی پینے سے بھی یہی مطلب ہے اگر یہ باتیں نہ ہوں یا پانی نہ ہو - تو سندھیا میں کوئی ہرج نہیں - اگر ہم آچمن یا مارجن نہ کریں - پانی سے آلس کا دور ہونا تو ایک بدیہی بات ہے خواب کی نورتی کا بھی یہ ایک اعلیٰ ذریعہ ہے اور ایک قسم کا سلف میسمیرزم بھی ہے یہ تو ہے سوامی جی کی فلاسفی - اب آپکو چاہیئے کہ ہوم اور مارجن اور آچمن کے متعلق شیو اور نارائن کے واسطے کوئی پورانک فلاسفی ہم کو بتایئے +

اگر صدق داری بیار دبیا

اعتراض - سنسکار ودہی میں یگیوپویت کرنیوالے بالک کو تین دن کا اپواس کرنا لکھا ہے اور ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴۱ پر لکھا ہے کہ کسی کا اپواس ست نہیں ہے - برت سے کشٹ ہوتا ہے اِن دونوں میں پرسپر ورودھ ہے - سوامی جی کا آخری حکم بھی ہے کہ اُپواس کرنا ست نہیں - جس میں آرام ملے وہی ست ہے (۱۶) +

تردید - افسوس کہ لوگ دیدہ دانستہ حق سے منہ چھپایا کرتے ہیں دیکھئے کہ کیسی بری بات ہے حضرتِ من وہاں ایسا ہرگز نہیں +

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴۰ و ۴۴۱ میں سوامی جی نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ جینی لوگ جو عام ہندوؤں کے برتنوں کو بُرا کہتے ہیں اور اپنے برتنوں کو اچھا یہ اُن کی غلطی ہے وہاں کی اصلی عبارت یہ ہے - اپنے بچا کھشن آدمی برتوں کو اتی سرشیٹ اور نومی آدمی کو ڈوشٹ کہنا موڑھتا کی بات ہے کیونکہ دوسرے کے اُپ داموں کی قونند اور اپنے اُپ داموں کی سُتتی کرنا سجنوں کا کام نہیں - ہاں جو ستیہ بھاشن آدی برت دھارن کرتے ہیں - وے تو سب کے لئے اوتم ہیں - جینیوں اور انیہ کسی کا اپواس ستیہ نہیں ہے " باقی رہی سنسکار ودہی - اُس میں بھی ایسا نہیں ہے وہاں تو تین دن ودّدہ - جو - اماکھیا - دجدہ دہ دہی کھنڈ - کیسر کے مرکب سے بنتا ہے) - کے کھانے پینے کا ارشاد ہے - یعنی تین دن صرف اِن تینوں میں سے کوئی خوراک کھاوے - مطلب یہ ہے کہ ستوگنی خوراک کھاوے جس سے وہ نیم میں رہنا سیکھے - اور اس سے آگے تمام برت یعنی نیموں کو پالن کرنے میں تت پر ہو - وہ تو یگیوپویت کا ایک سادھن یا طریقہ رشی پرینت ہے پس آپ کا الزام سراپا بے بنیاد ہے - بتلایئے آپ نے یہ کتنا خلاف واقعہ لکھا - کہ کسی کا اپواس ست نہیں برت سے کشٹ ہوتا ہے مگر یہ بالکل ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴۱ میں نہیں ہے - اور وہ نہ سنسکار ودہی میں ایسا ارشاد ہے - افسوس کہ لوگ الزام دینے کی خاطر حق کی کچھ پرواہ نہیں کرتے +

۱۷ - **اعتراض** - جنیؤ کی بنجز اس سے زیادہ کچھ توقیر نہیں - کیونکہ سوامی جی نے اُسے ودیا کا چنہ مانا ہے - ستیارتھ پرکاش ۳۸۵ +

تردید - بھائی کایستھ صاحب - آپ یگیوپویت کو کیا جانیں - معاف رکھئے - خواہ مخواہ اعتراض کرنے سے باز آیئے - یگیوپویت فی الحقیقت ودیا کا چنہ ہے بڑا صاف پرمان اس کا یہ ہے کہ اُس کے بعد ہی ودیا چنہ ارمبھ کرایا جاتا ہے - خود یہ لفظ بھی یگ اُپویت سے مرکب ہے جس کے معنی کبھی بھی اُسکے علاوہ نہیں ہیں - جو سوامی جی نے بیان کئے - پنچ یگیہ کا ادہکار - (یعنی برہم یگیہ - دیو یگیہ - پتری یگیہ - اتتھی یگیہ - وشو دیو یگیہ) بھی یگیوپویت کے بعد ہوتا ہے - اور برہم یگیہ کے دوسرے معنے وید ادہین بھی ہیں - اُسی وقت سے اُسے گایتری سکھلائی جاتی ہے - شاستر میں کہیں نہیں لکھا - کہ جو ودیا نہ پڑھے اُسے یگیوپویت پہنایا جاوے - تین آشرم جنہیں پنچ مہایگ کرنیکا بموجب وید کے فرض ہے تینوں ورن جنہیں وید ادہین ضروری ہے - وہی یگوپویت پہننے کے مستحق ہیں اور اُنہا میں یگیوپویت کا ادہکار ہے - اور یہی سبب ہے - کہ یگیوپویت کے تین تار ہوتے ہیں - خود اوم پرماتما کا مقدس نام بھی تین ہی اکھشروں سے مرکب ہے - ودیا ہر تھیاں تین ہیں - اور گایتری کا اُچارن بھی تین حصہ کرکے کیا جاتا ہے یہ بھی تین تار ہونیکا باعث ہے - تین گانٹھ بھی تین مشہور عقدوں کا حل ظاہری اور باطنی سربستہ راز ہے - برہمچریہ - ودیا ادہین - ایشور کی فرمانبرداری یعنی بھگتی - غرضیکہ ایسے ایسے بیسیوں پوتر اصولوں پر اس کی بنیاد ہے اور سب کی جلن ودیا ہے - ہمارے فاضل دوست پنڈت بھیم سین جی نے بھی اس پر اچھی بحث کی ہے - اور اسی واسطے منو جی نے لکھا ہے کہ جو ودیا نہ پڑھے - یا سندھیا و پنچ یگیہ نہ کرے اُسی جنیو اُتار کر شودروں میں داخل کرنا چاہیئے - اور اسی واسطے مہابھارت میں لکھا ہے +

ब्राह्मणो पि क्रियाहीनाः शूद्रा द्प्यवरोभवेत । शूद्रो
पिव्रत संयुक्तो ब्राह्मणाः स युधिष्ठिर:

کہ برہمن یعنی دوج اپنے مقررہ وید ادہین کرما سے رہت ہونے پر شودر ہو جاتا ہے - اور شودر برہمچریہ آدی برت کرنے سے برہمن ہو سکتا ہے - شاستر کی ودہی یہ ہے - کہ جنیو ناف سے اوپر ہونا چاہیئے - نہ کہ زانو تک تا کہ کان پر چڑھانیکی ضرورت نہ ہو - خرابی بہ واقعہ ہوئی - کہ برہمن یا پروہت اپنے جسم کے پیمانہ سے بناتے ہیں - نہ کہ یجمان کے حساب سے - رشی چونکہ آزاد - مہاتما ایکانت سیوی ہوتے تھے بنا بر ان یہ اُن کا کم خرچ بالا نشین تمغہ ہے - اگر راجہ لوگ اِس کے موجد ہوتے تو غالباً سنہری ہوتا - مگر - برگ سبز است تحفۂ درویش - کے بموجب ایک سادھارن چیز یعنی سوت سے اِسے بنایا جاتا ہے - تا کہ کچھ خرچ نہ ہو - اور سب لوگ ست دھرم کے پوتر اصول کو گرہن کر سکیں - ایک وقت عورتیں بھی اِسے پہنتی تھیں - وید میں کوئی ممانعت نہیں - اور نہ کسی رشی کا کوئی سوتر ہے کہ نہ پہنے - مگر مردوں کے شودر ہونے کے سبب وہ مہا شودر ہو گئیں - ایک وقت یہ مقدس دھرم اور ودیا کا رشتہ تمام دنیا میں پھیلا ہوا تھا - جیسے کہ آجکل تار برقی - مگر اب صرف پارسیوں اور آریوں کے سوا کسی قوم میں نہیں ہے - ایشور کرے کہ لوگ ست دھرم کو گرہن کر اس پوتر رشتہ کو سویکار کریں +

اعتراض (۱۷ و ۱۸) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۹ میں لکھا ہے - جس کا خلاصہ یہ ہے - ڈاڑھی مونچھ کبھی نہ رکھنا چاہیئے اور گرم ملک میں چوٹی تک منڈوا ڈالنی چاہیئے چونکہ ہندوستان گرم ملک ہے - یہاں کے باشندوں کو

سانچ کو آنچ نہیں

سوامی جی کے اِس اُپدیش کے بموجب چوٹی تک منڈوا دینی چاہیئے اور ڈاڑہی مونچھ چٹ کرا دینی چاہیئے۔ ورنہ گرمی کے سبب عقل میں فتور ہو جائیگا +

تردید۔ آپنے سخت مغالطہ کھایا۔ اور لوگوں کو گمراہی میں ڈالنا چاہا۔ یہ سوامی جی نے منوسمرتی کا ترجمہ لکھا ہے۔ منو ۲/۶۵ براہمن کے سولھویں کھتری کے بائیسویں اور ویش کے چوبیسویں برس میں کیشانت کرم کتھو رمنڈن ہو جانا چاہیئے +

منو ۱۲/۲۱۹ میں ہے۔ بالکل مونڈ مونڈائی۔ یا جٹا جوٹ رہے۔ اتھوا صرف شکھا رکھے۔ جیسے اُس کی مرضی ہو۔ برہمچاری کے واسطے کوئی ممانعت نہیں۔ ایسا ہی سنیاسی کے واسطے ۶/۵۲ میں لکھا ہے۔ اور ۶/۴۴ میں بھی ظاہری نشانات کو دہرم نہیں مانا ہے اور بنیاد اِن سب کی وہی ۲/۴۴ ہے۔ اِن سب کے ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ اختیاری باتیں ہیں پیارے اجی دہرم سے ان کا کوئی سمبندہ نہیں ہے۔ اِسی کے متعلق دیکھو۔ چھاپ کلی رگھبیشر کا مباحثہ اُپنشد ہیں۔ اِن باتوں کا دھرم سے تعلق نہیں ہے۔ یہ صرف قوم کے رواج ہیں۔ اور جہانتک ان میں فائدہ ہے۔ اِنہیں رکھنا چاہیئے۔ ورنہ کوئی ضرورت نہیں +

آپ غور کریں۔ انڈیا میں۔ مہتر۔ بھنگی۔ چمار۔ بھیل۔ گونڈ۔ سانسی۔ باوریئے۔ میگھ۔ سب چوٹی رکھتے ہیں۔ اِن نیچ قوموں کے سوا چاروں ورن کے صدہا فرقے ہیں۔ مگر سب چوٹی رکھتے ہیں۔ گو سب کہنے کو ہندو ہوں۔ مگر اور کسی بات میں شریک نہیں۔ آریہ ورت کے سوا۔ چین۔ برہما۔ انام۔ سیام۔ جاپان۔ تبت۔ لنکا۔ میں بودھ جینی سب چوٹی رکھتے ہیں۔ بلکہ چین کے مسلمان بھی چوٹی رکھتے ہیں۔ اور شیعہ صاحبان بھی اکثر چوٹی رکھتے ہیں۔ اور عام مسلمانوں میں صدہا لوگ اپنے بچوں کے تبرک کا چوٹی رکھتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی بنگال کے لاکھوں ہندو چوٹی نہیں رکھتے اور نہ گجرات و بمبئی کی طرف کے ہزاروں آدمی چوٹی رکھتے ہیں علاقہ گجرات۔ کاٹھیاواڑ میں ہزاروں ہندو گرمی وغیرہ کے سبب بچ کے تمام سر کے بال معہ چوٹی کے کتروا دیتے ہیں۔ اور پھر بھی ہندو ہیں۔ اور یہ بھی نہیں۔ کہ نیچ لوگ بلکہ برہمن اور راجپوت لوگ اور ویش لوگ۔ وہاں کے بوہرے مسلمان بھی چوٹی رکھتے ہیں۔ مگر ہندوؤں کی طرح ہندوستان کے کروڑوں فقیر سنیاسیوں کے سوا بھی چوٹی نہیں رکھتے۔ اور ہزاروں مسلمان فقیر رکھتے بھی ہیں اب بتلایئے کہ چوٹی سے آپ کیا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ مرغ کے سر پر بھی چوٹی ہوتی ہے۔ اور ہدہد کے سر پر بھی چوٹی اور شکھا کے معنے اصل میں اُس چیز سے جس کی بابت ہم ذکر کریں۔ سب سے اونچے کے ہیں۔ ترازو کی بھی چوٹی ہوتی ہے۔ اور ہمالہ پربت اور درختوں کی بھی چوٹیاں ہوتی ہیں۔ مگر اس سے کوئی دہرم کا نرنے نہیں ہوتا۔ ہزاروں پکے ہندوؤں کی چوٹی بڑھاپے میں گر پڑتی ہے۔ یا بیماری میں اور بعضوں کی جوانی میں بھی چاند نکل آتی ہے کہاں تک اس کا نرنے کر سکتے ہیں ہم حیران ہیں کہ اسے کس طرح دہرم کا نشان مقرر کریں +

باقی رہی داڑہی اور مونچھ۔ کانشی کے تمام برہمن ہر دو کو چٹ کر دیتے ہیں۔ صرف کانشی پر ہی کیا منحصر ہے۔ کشمیر اور پنجاب کے سوا اور سب ہندو اکثر منڈواتے ہیں۔ صدہا راجپوت بھی منڈاتے ہیں۔

اور بعد ہر پر تو سب ہندو اکثر منڈاتے ہیں۔ پھر بتلایئے دھرم کہاں رہا۔ جن قوموں کا مسلمانوں سے زیادہ میل ملاپ رہا۔ وہی زیادہ ڈاڑہی کے دلدادہ ہیں۔ مثلاً کشمیری پنڈت۔ راجپوت۔ کایستھ۔ ورنہ اور کسی گروہ ہندو میں ڈاڑہی کا رواج نہیں۔ پس اس کا رکھنا یا نہ رکھنا دہرم کی بات نہیں۔ اگر کوئی رکھے تو اُس کی مرضی اور منڈاوے۔ تو اُس کی مرضی۔ اکبر بادشاہ جیسے زبردست بادشاہوں نے بھی ہندوستان کے رواج کے مطابق ریش کو خیرباد کہنا ضروری سمجھا تھا۔ بادیگران چہ رسد۔ مگر اِسکا مذہب یا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ مسلمانوں میں ہزاروں منڈاتے ہیں اور ہزاروں رکھتے ہیں۔ فوجی مسلمان تو اکثر ٹرکی میں بھی منڈاتے ہیں ولایت میں مصنوعی ڈاڑہیاں بھی بکتی ہیں۔ بعضے جانوروں کے بھی ڈاڑہی مونچھ ہوتی ہیں ایک مہاتما نے کیا اچھا کہا ہے +

سائیں سیتی پریت رکھے شتاں سل سبھاؤ + بھاویں لمبے کیس رکھ بھاویں گھوٹ منڈاؤ

ہمیں آجتک کوئی ایسی دلیل نہیں ملی۔ اور نہ کوئی شرتی کہ ہم اُنہیں دہرم میں شامل کریں۔ بنابراں لاچار ہیں۔ مگر ہمارا اور ہمارے کئی مہربانوں کا یہ خیال ہے کہ غیر مذاہب والوں کے حملہ کے بعد ہمارے بھائیوں نے تفریق قومی کا یہ نشان مقرر کیا تھا۔ کہ جو چوٹی رکھے وہ اپنا حامی یا اپنی قوم کا شمار کیا جاتا ہے اس واسطے وہ نشان جس میں برہمن سے لیکر بھنگی تک سب ہمارے حامی ہیں۔ وہ چوٹی کا رکھنا ہے۔ جبتک سب دنیا کے لوگ ہمارے مت کو سویکار نہ کریں۔ تب تک ہمیں چوٹی رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اِن متوں میں سے بعضوں کے ہاں چوٹی رکھنا گناہ ہے پس ضرور چوٹی رکھنا چاہیئے +

اعتراض نمبر ۷۔ چھوت چھات کا بچار فضول ہے۔ اس میں بحوالہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۳ کے سِدھ کیا ہے۔ کہ سوامی جی نے لکھا ہے کہ شودر کے ہاتھ کی رسوئی استعمال کرنی چاہیئے۔ یعنی سکھری۔ نکھری کچھ نہیں۔ (صفحہ ۱۸) +

تردید۔ یہ اعتراض اُس نافہمی اور بے علمی کا ہے جس کی حد تصور سے باہر ہے۔ حضرت آپ کو معلوم نہیں۔ کہ ہندوستان کا کیا رواج ہے اور کیا ہو رہا ہے ہم آپ کو اس کی تمام کیفیت سناتے ہیں اور پھر دریافت کرینگے کہ آپکی سکھری اور نکھری کہاں ہے +

پنجاب میں سب قومیں کہاروں کے ہاتھ کی بنی رسوئی کھاتی ہیں کانگڑوں میں اور گوڑوں میں کہار کا آٹا گوندھا ہوا جایز ہے کہ استعمال کیا جاوے۔ بلکہ کہار چوکے کے باہر بیٹھکر روٹی بیل بیل کر چوکے میں دیتا جاتا ہے اور اندر کانگڑا پکاتا جاتا ہے۔ اور حجام اُن کی پکی ہوئی پوری کو اُٹھاکر برادری میں پہنچا سکتا ہے۔ کشمیری پانی بھرنیوالی عورتیں یا مرد مسلمان ہیں۔ وہاں کے لوگ جب بھات پکاتے ہیں۔ تو مسلمانوں کی چھوت چھات کا کوئی پرہیز نہیں کرتے۔ بلکہ اگر خاوند دفتر میں ملازم ہو تو بھات برتن میں رکھکر مسلمانوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ اُسے کچہری میں پہنچا آوے۔ کابل میں پانی بھرنیوالی چوکہ دینے والی۔ آٹا گوندہنے والی۔ دال چڑھانیوالی۔ برتن مانجنے والی۔ مسلمان عورتیں ہیں۔ پنجاب میں مسلمانوں کے بھونے ہوئے دانے کھاتے ہیں۔ علی گڈھ بلکہ انڈیا کے ممالک متوسط میں یعنی انتربھید میں مسلمان کے ہاتھ کی بنی ہوئی ریوڑھی کھاتے ہیں۔ اور پاپڑ بھی۔ کہاروں کے بنے ہوئے چڑوے۔ سب برہمن کھاتے ہیں۔ خصوصاً کانگڑ گوڑ اور سارسوت چڑسہ کا پانی راجپوتانہ۔ نواح فیروزپور۔ حصار۔ اور ہندوستان میں سب پیتے ہیں۔ کشمیری

میتھل۔ کانکبج۔ بنگال کے برہمن اور سارسوت گوشت کھاتے ہیں۔ بیراگیوں کے چیلے سیت پرساد کھاتے ہیں۔ اور گوکلی گوسائیوں کے چیلے اُنکے جوٹھے بھوجن کو کھاتے ہیں۔ ہزاروں۔ لاکھوں ہندو ہر ایک ورن کے رنڈی بازی کرتے ہیں۔ اور بنارس و متھرا۔ میرٹھ و بریلی و دہلی جیسے شہروں میں تو اکثر معزز قوم کے ہندوؤں نے رنڈیاں رکھی ہوئی ہیں۔ سندھ میں پرہیز کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ رامچندر جی نے بیلھنی کے جوٹھے بیر کھائے۔ کرشن جی نے کُبجا کے گھر میں بھوجن کھایا۔ جراسندھ کے گھر کال یمن مہمان رہا۔ منسورہ تو تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور میں ایک کھتریوں کے برات گئی تھی۔ آگ جلانے کا کام چوہڑوں کے سپرد تھا۔ اور نائن روٹی پکاتی تھی۔ پہاڑ میں نیچ سے نیچ جاتیوں میں برتن صفا کراتے ہیں۔ گجرات کاٹھیاواڑ میں راجپوتوں اور مسلمانوں کا حقہ ایک ہے۔ سارے ممالک مغربی و شمالی میں مسلمان اگر فرش پر بیٹھا رہے۔ تو معزز ہندو پوری کھالیا کرتے ہیں۔ کنکھل کی رنڈیوں کے ہاں برہمن اکادشی آوک کی کتھا کرتے اور شرادھ ہون کی رسوئی جیوتے ہیں۔ تمام ہندوستان کے لوگ چوہڑوں اور بھنگیوں کے ہاتھ کا بنا ہوا گوڑ کھاتے ہیں۔ اور روغن زرد۔ دودھ تو سب کے ہاتھ کا لوگ استعمال کرتے ہیں۔ راجپوتانہ میں۔ سکھری نکھری کا کوئی بھید نہیں۔ بھیلوں کے ہاتھ کا پانی استعمال اور حقہ بھی۔ نواح بمبئی اور مدراس میں بھی سکھری نکھری کا سوائے چند پاکھنڈوں کے کوئی بھید نہیں ہے۔ تمام ہندوستان کی قومیں شودروں کے ہاتھ کا کھاتی ہیں۔ کیا سکھری۔ نکھری دونوں یعنی عورتیں بموجب قول پورانوں کے شودر ہیں سب ان کے ہاتھ کا کھاتے ہیں۔ سب تمباکو پینے والے چوہڑوں کا بنایا ہوا تمباکو پیتے ہیں۔ مٹی کے برتن مسلمان کمہاروں کے بنائے ہوئے استعمال کرتے ہیں کائستھ۔ بنگالی۔ اور پنجاب کے عموماً شراب خور مسلمانوں کے ہاتھ کی بنی ہوئی شراب لیکر مسلمان تو کب ہاتھ لگاتے ہونگے۔ اُن سے نیچ قوموں کی بنائی ہوئی شراب اور سوڈا واٹر استعمال کرتے ہیں۔ بام مارگی بھنگنوں تک صحبت کرتے۔ اور سب ورنوں کو بھیروی چکر میں ایک سمجھتے ہیں۔ اور یہ مت سب ورنوں اور چاروں احاطوں میں موجود ہے۔ ارٹ کے کنوئیں کا پانی سب پیتے ہیں۔ ہزاروں ہندو کبیر۔ جولاہے مسلمان کے پیرو ہیں۔ ہزاروں کائستھ حسنؓ۔ حسینؓ کو مانتے ہیں۔ اور تعزیہ بناتے ہیں۔ کئی لوگوں کے نام ہی حسین بخش ہیں۔ حیدر آباد دکن حیدر آباد سندھ۔ گوالیار۔ کشمیر۔ لکھنؤ۔ پٹیالہ میں اس کا رواج ہے۔ ہمارے ایک کائستھ دوست نے فیروزپور میں تعزیہ کے نیچے سے اپنا بچہ نکلوایا تھا۔ کئی تعزیہ کے ساتھ عرضی باندھتے ہیں۔ سخی سرور کے پیرو ہندو وہاں سب ناجائز کارروائی کرتے ہیں۔ اور یہی حال نگاہے اور شیخ سدو کا ہے۔ کئی کائستھ نمازیں پڑھتے اور رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔ کشمیری مانس کھاتے۔ مگر پیاز نہیں کھاتے۔ بنئے۔ برہمن گوڑ پیاز کا بیج کلونجی کھاتے۔ پیاز نہیں کھاتے کانکبج لہسن کھاتے۔ پیاز نہیں کھاتے۔ مگر گوشت کھاتے ہیں۔ بمبئی والے خشک پیاز کھاتے۔ سبز نہیں کھاتے۔ گجراتی سبز کھاتے۔ خشک نہیں کھاتے۔ اسی طرح کسی کو لہسن سے انکار اور کسی کو پیاز سے۔ باوجود اس رواج کے بھی سکھری نکھری کی بحث چھیڑی جاتی ہے۔ اور ابھی تک چند جاہل ہنود کوئی بیٹے کے ہاتھ کی نہیں کھاتا۔ اور کوئی باپ کے ہاتھ کی۔ اور باپ کو جواب دیتا ہے۔ کہ ہم تو تمہارے نطفہ سے ہیں۔ تم معلوم نہیں کہ کس کے نطفہ سے ہو۔ اس واسطے ہم تمہارے ہاتھ کی نہیں کھاتے۔ شاید کائستھوں کی شراب ناب کے بنانے والے گوڑ ہونگے یا گومتی چکر کے بنانے والے دکھشنی برہمن ہونگے۔ افسوس جہالت اور والے نادانی کہ باوجود موجودگی اور رواج اتنے امور کے پھر بھی ایک خیرخواہ قوم ہادی ہندوستان رہبر عالم و عالمیان کو جس نے ایک دنیا کو ست ویدک مارگ پر چلایا۔ الزام دیا جاتا ہے۔ اور دینے والے کون۔ وہی کائستھ صاحبان۔ مثل مشہور ہے "نو سو چوہا کھا کے بلی حج کو چلی"۔ "صد موش خورده گربہ برائے حج رواں شد"۔ زہے حج اور واہ حاجی۔ بھائی صاحب سوامی جی نے تو صرف شاستر کے بموجب بھکش ابھکش کی وہی بتلائی ہے۔ سکھری نکھری کا ایسا بیہودہ ذکر ست شاستروں میں نہیں ہے۔ وہاں تو صاف لکھا ہے +

आर्याधिष्ठिता वा शूद्राः संस्कर्तारः स्युः आपस्तम्ब सू
२ पटल २

کہ ویدمت کے ماننے والے دوجوں کے گھر میں شودر ستری پرش رسوئی بنانا وغیرہ سیوا کو کریں۔ منوسمرتی میں جو تین ورنوں کے کرم لکھے ہیں۔ اُن میں کہیں رسوئی بنانے کا ذکر نہیں۔ ہاں شودر کے واسطے لکھا ہے۔ کہ وہ تینوں ورنوں کی ہر طرح کی سیوا کرے۔ بلکہ رسوئی بنانے کا ایک جگہ ارشاد کیا ہے۔ یہی حال بطور خلاصہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے بھکش ابھکش وشے میں لکھا ہے۔ اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں۔ کہ آپ ہمیں سکھری نکھری کا بھید تبلایئے اور غور سے تبلایئے۔ بھائی صاحب آپ نے جس کو ہندو دھرم مانا ہوا ہے اُس کا تو کوئی ٹھکانا نہیں۔ اور نہ کوئی اُس کے اصول ہیں۔ اُس کی حالت زار نہایت قابل رحم ہے۔ اُس مریض ہندو دھرم کی نزع رواں کی نوبت ہے۔ ع

تن شدہ جملہ داغ داغ پنبہ کجا کجا نہی

پس بہتر ہے۔ کہ آپ سکھری اور نکھری کی نخرہ بازی کو چھوڑ کر ویدک ست دھرم کو سویکار کریں۔ اور اپنے دیگر بھائیوں کی صحت کے خواستگار ہوں +

اعتراض ۔ سدابرت نہ لگاؤ۔ کتنے گرہست لوگ سدابرت اور کھشیتر کرتے ہیں۔ وے انچت کرتے ہیں۔ ۱۱۸۰۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۵۔)

تردید ۔ بھائی صاحب وہاں کی عبارت پوری یہ ہے "کتنے گرہست لوگ سدابرت اور کھشیتر کرتے ہیں۔ وے انوچت کرتے ہیں۔ کیونکہ بڑے دھورت گانجا اور بھنگ پینے والے تنھا چور اور ڈاکو ویسے ہی پکے سدابرت سے ان لیتے اور کھیشتروں میں بھوجن کر لیتے ہیں۔ پھر کو کرم ہی کرتے رہتے اور خرامی ہو جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ اپنا کام کاج چھوڑ کر سدابرتوں اور کھیشتروں کے اوپر گھر کے سب کام اور نوکری چاکری چھوڑ کر سادھو بھکیاری بنجاتے ہیں۔ پرسینت کا ان کھاتے اور سوئے پڑے رہتے ہیں۔ اس سے سنسار کی بڑی ہانی ہوتی ہے سو جو کوئی سدابرت کھیشتر کرتا ہے۔ اُس میں سجن واست پرش کوئی نہیں جاتا اس سے ان گرہستیوں کا پن کچھ نہیں ہوتا۔ کنتو پاپ ہی ہوتا ہے۔ اس سے گرہست لوگ ان آدک دان کرنا چاہیں۔ تو پاٹھ شالا رکھ لیویں۔ اُسی میں سب دان کریں۔ اتھوا جو سرشیٹ دھرماتما گرہستی اور ورکت ہوویں۔ اُن کو ان آدک دیویں۔ اور یگیہ کریں۔ تب اُن کو بڑا پن ہوئے۔ پاپ کبھی ہووے" پس آپ ذرا اسے دو تین بار غور سے پڑھیں۔ اور ملک کی دُرو شا پر بچاریں۔ کسی نے سچ کہا ہے + ع

ایک چوتھائی بھارت باشی بھیکھ مانگ کر کھاتے ہیں

اعتراض (۹) تیرتھوں کی برائی کی ہے۔ (۱۹) +

تردید۔ سوامی جی نے برائی نہیں کی۔ بلکہ اُن کی اصلیت بتلائی ہے۔ اور صاف لکھا ہے۔ کہ جو جل استھل سے ہیں۔ وے تیرتھ کبھی نہیں ہو سکتے۔ جل استھل تارنے والے نہیں۔ کمنڈو یا کر مارنے والے ہیں۔ لوکا آدمی کا نام تیرتھ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اُن سے سمندر آدمی کو تیرتے ہیں۔ (صفحہ ۳۲۵) ٭

آپ سنسکرت نہیں جانتے۔ بنابراں آپ کو معلوم نہیں۔ کہ شاستروں میں کن کو تیرتھ کہا ہے۔ برہم چریہ سیون۔ ودیا وہن تیرتھ ہیں۔ جن کو آپ لوگوں نے تیرتھ مانا ہوا ہے۔ اُن کا ذکر ہرگز کسی ست شاستر میں نہیں ہے۔ شنکر مت انوسار دس نام سنیاسیوں میں سے ایک تیرتھ بھی ہیں۔ اور ست شاستروں کے خلاف بام مارگی لوگ وہ شراب کو تیرتھ کہتے ہیں۔ گنگا آوک کو تیرتھ بتاتا اور اُن کے ستھان سے مکتی جاننا نہ صرف وید و شاستر کے خلاف بلکہ یوگ ابھیاس کے خلاف ہے۔ اور سب سے بڑھ کر علم و عقل کے خلاف کیونکہ معمولی امراض تو ان سے دور نہیں ہو سکتے۔ پھر مکتی کے کیا معنی اور کب ہو گی۔ مہابھارت میں لکھا ہے کہ ہے بدھ شٹر سنجم جس پر جہاز ہے۔ ست جس میں جل ہے شیل سنتو کھ جس کے کنارہ اور دیا روپی جس میں لہریں ہیں۔ اُس آتم روپی تیرتھ میں تو اشنان کر۔ کیونکہ جل سے انترآتما شدھ نہیں ہو سکتا۔ اگر اب بھی اعتبار نہ ہو تو ہردوار اور کنکھل اور جوالاپور کے پنڈوں۔ متھرا کے چوبوں اور کانشی کے گنڈوں کی حالت خود جا کر دیکھ لو۔ اور کانشی مہاتم ہریشچندر کا بنایا مطالعہ کرو۔ کسی نے سچ کہا ہے ٭ ؎

مانڈ سانڈ سیڑھی سنیاسی   ان سے بچے تو پرسے کانشی

اور کبیر جی کا قول ہے ٭

بہو تیرتھ ہم پھر پھر آئے   دیکھا دیکھی جا جا نہائے
چلتے چلتے کمر پیرانی   بات نہ پوچھی پتھر پانی

اعتراض (۱۰)۔ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش بار اول صفحہ ۱۲۳ میں لکھا ہے۔ کہ پنچ مہایگیہ کرنا اور ودوانوں کا یعنی مورکھوں کا کام ہے ٭

تردید۔ وہاں کی اصل عبارت یہ ہے "پانچ یگیہ اپنے سامرتھ کے انوکول یتھا شکتی کرے۔ انہیں کبھی نہ چھوڑے" "مگر یہ کام یوگ سے نیچے ہیں۔ پورن گیان کے ہو جانے پر یوگ ابھیاس کرے۔ ان کو نہ کرے۔ کیونکہ یہ سب پورن گیان سے نیچے مبتدیوں کے واسطے ہیں۔ اور جو گیانی ہیں۔ یہ یتھارتھ پدارتھ ودیا اور پرمیشور کو جانتے ہیں۔ یوگ ابھیاس کرے۔ ست شاستروں کو وچارے۔ برہم ودیا کو پراپت اور اوپدیش بھی کرے۔ اس میں منو بھگوان کا پرمان ہے۔ اتیادی مہا یگیہ ہیں یعنی جتنے گیانی ہیں۔ وے پانچ مہا یگیوں کو گیان کریا سے ہی کرتے ہیں۔ واہیہ چیشٹا سے نہیں کیونکہ وے یگیہ شاستر کے تتوں کو جانتے ہیں۔ اُن کو باہر کی چیشٹا نہ دیکھ پڑے۔ گیان اور یوگ ابھیاس سے وشیوں کو اندریوں کو ہوم کر دے۔ اندریوں کو من میں من کو آتما میں اور آتما کو پرمیشور سے یوگ کرتے ہیں۔ اُن کو باہر کی چیشٹا کرنا اوشیک نہیں" اب بتلایئے آپ نے کس قدر حق سے روپوشی کر کے یہ بیہودہ اعتراض گھڑ مارا بتلایئے آپ کے اُس اعتراض اور نیت کا اس سے کیا تعلق ہے ٭

اعتراض متعلق نیوگ۔ صفحہ ۲۱ سے ۴۴ تک اور اپنے زعم میں بتلایا ہے۔ کہ یہ بھبچار ہے۔ جیسے کہ عموماً دھرم سبھا کے پیرو نکتہ چینی کیا کرتے ہیں ٭

تردید۔ مہاشی آپ عورتوں کی دوسری شادی کو اپنی وشال بدھی سے بھبچار وغیرہ الفاظوں سے یاد کرتے ہیں۔ مگر جو مرد ہو کر ۴۰۔ ۴۰ اور ایک سو تک بلکہ ۱۰۱۰ ڈال لیتے ہیں۔ اُن کو آپ بھبچار یا بھبچاری نہیں کہتے۔ اور کہہ کس طرح سکتے ہیں۔

جبکہ یہ کام بڑے نامی گرامی دیوتا کے ذمہ پورانوں نے لگائے ہیں۔ بام مارگی زنا نہ کرنیوالے کو کنٹک کہتے ہیں۔ اور ماتا بہن تک زنا کرنے کو گناہ نہیں جانتے۔ اور ایسا ہی چولی مارگ۔ اور بیج مارگ ہے۔ مگر آپ کے ہندو کہلائی خوشی خوشی ان متوں کو سوئیکار کرتے اور مہا دیوتاؤں کا جاپ کرتے رہتے ہیں۔ موہنی اوتار اور آپ کے شیو نارائن کی کہانی تو آپ کی من مانی ہے۔ بھلا آپ اُس سے کب انکار کر سکتے ہیں۔ شیو جیسے لوگ نارائن بھی مانتے ہیں۔ اُس کارشیوں کی عورتوں سے بھبچار آپ کے شیو پوران منظوم۔ شنکر دیال کے ادھیائے اکتالیس میں نہیں مطالعہ فرمایا۔ سنکھ۔ چونڈ۔ اور برنڈا۔ جالندھر اور تلسی مہارانی کی کہانی اور وشنو کو بہ سبب زنا کے سراپ ملنا اور سالگرام بنجانا آپ نے دیوی بھاگوت اور کارتک مہاتم میں کا ہے کو مطالعہ فرمایا ہو گا۔ کرشن کا گوپیوں کے ساتھ بھبچار کیا بھاگوت میں موجود نہیں۔ اور نہ برہنہ دیکھنے کی کتھا موجود ہے وہ شیو اور نارائن جنکا آپ اپنے کو پرشار بال رہے ہیں یہ حال تو انکا ہے بعد اسکے ذرا برہمن مطالعہ کرو۔ اور اُس کے ۲۳ شلوک میں برہما کا اپنی بیٹی سے بھبچار مطالعہ فرماؤ۔ ہمیں معلوم نہیں کہ آپ برہمن مانتے ہیں یا نہ اور شاید اس بات کو زنا بھی جانتے ہیں یا نہ۔ اور شیو پران منظوم کا ۱۸ واں ادھیا بھی نظر انداز نہ کرنا۔ اور اُس کے ساتھ جوگ بشسٹ ویراگ پرکرن سرگ شلوک ۵۰۔ ۶۶ تک بھی ہماری خاطر کے واسطے مطالعہ فرمانا۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ رامچندر کن کن پاپیوں کے باعث شاپت ہو کر پیدا ہوئے تھے (یوگ بشسٹ سنسکرت مطبوعہ سمت ۱۹۳۶ بمبئی) ٭

افسوس لوگ اپنی آنکھ کے شہتیر کو نکالنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور نیوگ جیسے پاک مسئلہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ نیوگ پر ہم مفصل رسالہ لکھ چکے ہیں۔ اور ایسا ہی دو تین رسالہ اور بھی نکل چکے ہیں۔ اور ایسا ہی ودوا وباہ (بیاہ) پر بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ پس ایسے اعتراض سراسر فضول ہیں۔ توجہ کے قابل نہیں ٭

اعتراضوں کا جواب صفحہ ۳۰ سے ۳۳ تک۔

اعتراض (۱) ستیارتھ پرکاش کے شروع میں ہی اُنکار کی تشریح کر کے سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ ایسا ہی وید آدی ست شاستروں میں سپشٹ ویاکھیان ہے۔ چاہے کسی وید میں دیکھ لو۔ اس قسم کی تشریح کہیں بھی نہیں لکھی ٭

جواب۔ افسوس کہ آپ تعصب کے وش ہو کر حق و باطل کو ایک ہی طرح خیال کر رہے ہیں۔ خود ستیارتھ پرکاش میں سارے پرمان وید آدی ست شاستروں کے موجود ہیں (دیکھو ۱۰ سے ۱۹ تک) اور خاص کر یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱۷۔ اور یوگ شاستر پاد ۱ اور مانڈوکیہ اوپنشد تمام ٭

اعتراض (۲) گائتری منتر چاروں ویدوں میں ہے ایسا سوامی جی نے پنچ مہایگیہ کے صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے۔ مگر ہم نے کتنے پنڈتوں سے دکھلوایا۔ اتھرو وید میں کہیں بھی نہیں ملا ٭

جواب۔ بے شک یہ منتر چاروں ویدوں میں ہیں یا ان کے ماننے والے رگویدی و یجرویدی و سام ویدی و اتھرو ویدی برہمنوں کی سندھیا میں یکساں ہے۔ یجروید ادھیائے ۳۶۔ منتر ۳۔ رگوید منڈل کے ۳ سکت ۶۲ منتر ۱۰۔ سام وید پرپاٹھک ۶۔ اُتراک ۳۔ ادھیائے ۱۳ کھنڈ ۴ منتر ۱۰۔ اور اسی کے بھاشیہ میں سائن نے ایسا ہی لکھا ہے۔ کہ یہ منتر اتھرو وید میں بھی ایسا ہی ہے۔ چنانچہ وہاں یہ عبارت ہے ٭

भ एशब्द स्यान्न पर स्त्रैव मा था र्वशाक वे छन्दसि ॥

سلیج کو کچھ نہیں

دیکھو جلد ۴ صفحہ ۵۳۸ مطبوعہ ۱۸۷۶ء کلکتہ۔ ایشیاٹک سوسائٹی +

اعتراض (۳) پہلے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۴۷ پر لکھا ہے۔ بیدی کنیچد منور دوت تد بھیلجیم بھاکپھاتا۔ اُپ نشدیں۔ چھان مار و مجال ہے کسی میں ملتجائے +

جواب۔ اصل حال یہ ہے۔ کہ یہ چھاندوگ کا وچن ہے اور چھاندوگ کے دو حصے ہیں۔ یا دو بھاگ۔ اول برہمن۔ دوم اُپ نشد اور کل کو چھاندوگیہ برہمن ہی کہتے ہیں۔ یعنی رشیوں کی تصنیف کردہ کتاب۔ جس میں صرف وید کے مضامین کا وچار ہو۔ سب سے پہلے کلوک بھٹ نے اس کا پرمان دیا۔ بعد ازاں منوسمرتی کی اور ٹیکا کارن نے منشی اندرمن نے صولت ہند میں بھی یہی پرمان دیا ہے۔ اور راجہ شیو پرشاد نے مانو دھرم سار میں بھی اس کا حوالہ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱ منو وید میں لکھا ہے۔ کہ وید ہیں۔ جو کچھ لکھا۔ اُسے جیو کے لئے اوشدھی سمجھنا۔ آگے وہی ٹکڑا ہے۔ مطبوعہ ۱۸۸۱ء اس کی شدھی پہ پانچ مشہور پنڈتوں کے دستخط ہیں +

اعتراض (۴) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۵ میں یہ آدھا شلوک دودھا پنچ رتنانی دوکتنے شوپیا دبیت۔ منو کے پتہ سے لکھا ہے اور اس کا بھاکھا ارتھ یہ کیا ہے کہ نانا پرکار کے رتن سورن آدمی دھن دولت ارتھات سنیاسیوں کو دیویں۔ یہ شلوک بھی سوامی جی کی منوسمرتی میں ہی تھا۔ اور کسی میں نہ ملیگا۔ اس پر اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے۔ کہ سوامی جی نے لوگوں کو لوٹنے کے لئے اپنے من سے یہ شلوک گھڑ دیا تھا۔ یہ سراسر غلطی ہے۔ کیونکہ انہیں لالچ ایک دمڑی کا بھی نہیں تھا۔ فقط دیش اُنتی کا خیال تھا۔ اگر لالچ ہی ہوتا۔ تو اپنے گھر کی مہاجنی کیوں چھوڑتے۔ پھر علانیہ کہتے تھے۔ کہ ہم کو دھن دولت کچھ نہیں چاہیئے نہ کچھ چھاتی پر دھر لے گئے +

جواب۔ علم زبان اور پورانی چیزوں کی تحقیقات سے ناواقف لوگ اکثر ایسے ہی بیہودہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ پورانی کتابوں میں (باستثنائے اُن کے جو برزبان یاد ہوا کرتی تھیں۔ یا جن کے واسطے سخت قواعد یاد رکھنے کے بنائے گئے تھے۔ یا جن کے ایک ایک حرف پر مذہبی نگرانی ہوا کرتی تھی۔ جیسے کہ وید مقدس) کاتبوں کی بے پرواہی کے سبب اور خصوصاً خیانت پسند شاعروں کی طبع کی اندھی جولانی کے باعث یا یاد نہ رہنے کے سبب کہ یہ شلوک کس کا ہے۔ ایسی کتابوں میں بہت سی تعریف ہو رہی ہے۔ مہابھارت اور شاہنامہ جیسی ضخیم کتابوں پر سب سے زیادہ ایسے کام ہوئے ہیں۔ اور سینکڑوں ہزاروں شلوک حضرات حضرات کی مہربانی سے ایزاد کئے گئے۔ (مفصل دیکھو مہابھارت اور شاہنامہ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ) اور ایسا ہی نروکت میں بھی پاٹ بھید ہے منوسمرتی چونکہ بہت بڑی کتاب نہیں ہے۔ اِس لئے اُس پر کارستانی بھی بہت زیادہ نہیں ہوئی۔ آریہ سماج کے فاضلوں کے سوائے اور بھی وِدوان پنڈتوں کی ایسی ہی رائے ہے۔ دیکھو منوسمرتی ہاٹیکا والی مطبوعہ بمبئی۔ راؤ صاحب وشوناتھ نارائن منڈلیک سی ایس آئی۔ ایڈوکیٹ بمبئی نے جو انسٹی ٹیوٹ آف منو یعنی منوسمرتی کی شرح کی ہے۔ اُس میں بھی اقبال کیا ہے۔ کہ بہت جگہ پاٹ بھید اور رلاوٹ ہو گئی یہانتک کہ شلوکوں کے شلوک ملائے گئے ہیں۔ یوروپ کے فاضلوں نے بھی ایسا ہی نتیجہ کیا ہے۔ دیکھو پروفیسر جالی صاحب کی سمرتی جس میں صدہا شلوک کا پاٹ بھید اور مول بھید بتلایا ہے۔ اور اکثر ایسے بھی لکھے ہیں جو بالکل اب منو میں نہیں ہیں۔ اس شلوک کا بھی یہی حال ہے۔ ہمارے پاس ایک بہت پرانی منوسمرتی قلمی ہے۔ اُس میں نہ تو وہ شلوک ہے جو عام منوسمرتی میں ہے۔ اور وہ نہ جو سوامی جی نے لکھا یعنی دونوں نہیں پروفیسر جالی صاحب والی منوسمرتی میں اِس $\frac{11}{4}$ کا بھی پاٹ بھید ہے۔ جیسا کہ اور ہزاروں کا ہے۔ بوہلر صاحب نے بھی اِس شلوک پر شک کیا ہے اصل شلوک یوں ہے +

دوھا[۱] پنچ رتنانی دد[۲] کتنے شوپہ پادا بیت ویدوت[۳] سوبچ وپر شو
پربیت[۴] سورگم سہ مشنُتے

اِس کا پاٹ بھید بعضے گرنتھوں میں یوں ہے +

دھنانی[۱] نو بنیھا شکتی دیپرے[۲] شوپہ پادا بیت ویددت[۳] سو ود کتنے شو
پربیت[۴] سورگم سہ مشنُتے

چوتھا ٹکڑہ دونوں میں ایک ہے۔ دوسرے ٹکڑے میں دپر اور دوکت کا پاٹھ بھید ہے۔ تیسرے ٹکڑے میں بھی دپرے شو۔ اور دوکتنے شو کا پاٹ بھید ہے۔ اور اول ٹکڑے میں رتنانی اور دھنانی کا فرق ہے۔ اور کچھ نہیں اول کا ارتھ ہے۔ انیک پرکار کے رتن سنیاسی کو دیوے۔ کیا بنا ہے جو وید کا وِدوان ہو۔ ایسا دان دینے والا مرنے کے بعد سکھ (سورگ) کو پراپت ہوتا ہے دوسرے پاٹ بھید کا یہ ارتھ ہے۔ حسب توفیق دھن وِدوان کو دیوے۔ کیسا وِدوان ہو جو سنیاسی اور وید کو جاننے والا ہے۔ ایسے کرنے سے مرکر سکھ یا سوگ کو پراپت ہوتا ہے۔ تبلایئے مطلب کا کیا فرق ہوا۔ اِس مقام پر یہ جتلا دینا بھی ضرور ہے کہ دوکت کا ترجمہ بعضے سنسکرت کے ناواقفوں نے گرہستی کیا ہے جو تمام کوشوں کے خلاف ہیں۔ دوکت کا ارتھ ہے۔ علیحدہ کیا ہوا۔ گوشہ نشین اکیلا۔ محسوسات دنیاوی سے آزاد۔ یعنی تارک الدنیا۔ یعنی جیون مکت۔ دیکھو سنسکرت انگلش ڈکشنری وامن شیورام آپٹے ایم اے پرنسپل و پروفیسر سنسکرت پونا کالج ۱۸۹۰ء اور شبد ارتھ چنتامنی کوش میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۴۳۴) +

شنکراچارج۔ ورد ناچارج۔ کرپاچارج وغیرہ مہاتما پراوپکار کیواسطے دھن لیکر پراوپکار میں خرچ کرتے تھے۔ اور ایسا دھن لینا نہ تو بُرا ہے۔ اور نہ گناہ۔ بلکہ لوگوں کو دان کرنیکا عمدہ طریقہ سکھلاتا ہے۔ اِسی طرح سوامی جی نے تبلایا ہے۔ کہ وِدوان فاضل مہاتما سنیاسیوں کو دان دو۔ جس سے وہ تمہارے اوپکار منگل میں لگا دیں۔ کوئی کوئی مہاتما سنیاسی دان لیکر تالاب بنوا دیتے ہیں۔ یگیہ کر دیتے ہیں۔ گوشالہ بنوا دیتے ہیں۔ یہ سارے پن ہیں۔ اور ایسا دان کسی حالت میں بُرا نہیں۔ ملک میں وید بھاش کی ضرورت تھی۔ وید کا ترجمہ بالکل سناتن رشی مُنیوں کے منشاء کے مطابق نہیں ملتا تھا۔ اور سنسکرت کے سمجھنے والے لوگ بھی کم تھے۔ ایسی حالت میں ضروری تھا۔ کہ وید کا ترجمہ عام سہل بھاشہ میں کیا جاتا۔ اور ساتھ ہی جبکہ لوگ ویدک دھرم کو چھوڑ کر مسلمان اور عیسائی بھی کثرت سے ہو رہے تھے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ جو ویدوں کے نام ماتر حامی کہلاتے تھے۔ وہ بام مارگ۔ چولی مارگ۔ بُت پرستی۔ پیپل پرستی۔ دیا پرستی۔ بیج مارگ۔ گور پرستی۔ تعزیہ پرستی ہمہ اوست وغیرہ مکروہات میں مبتلا تھے۔ پس ایسے وقت میں اِس بات کی نہایت ہی ضرورت تھی۔ بنا بران اس ضرورت کو مدنظر رکھکر سوامی جی نے ویدک ینترالہ کے واسطے چندہ کیا۔ اور وہ چندہ کرکے ایک پراوپکارنی سبھا کے سپرد

کردیا۔ جواب۔ کُل دو لاکھ کے قریب اِس سبھا کے پاس موجود ہے۔ اور جن لوگوں نے چندہ دیا تھا۔ اُن سب کو واپس بھی دیدیا۔ اور جنہوں نے نہیں لینا چاہا اُن کی مرضی وہ دھرم ارتھ رہا۔ بتلایئے اُس میں کونسا لالچ اور مطلب سوامی جی کا تھا۔ پس یہہ تمام اعتراض وزبان اور حیلہ بازی آپکی عقلمندی سے بسا بعید ہے +

اعتراض (۵)۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۳۴ میں لکھا ہے۔ کہ اکر ورجی کنس کے بھیجنے سے وایو کے بیگ کے سمان دوڑنے والے گھوڑوں کے رتھ پر بیٹھ کر سورج اُدے سے چلے۔ اور چار میل گوکل میں سورج است سمے پہنچے۔ پوپ لوگ کہتے ہیں۔ کہ بھاگوت میں ایسا کہیں نہیں لکھا۔ اِس سے ثابت ہے۔ کہ ان کی بھاگوتیں نامکمل ہیں +

جواب۔ بھاگوت میں یہ لکھا ہے۔ جو انکار کرتا ہے۔ خواہ پوپ ہوں۔ یا آپ وہ سچا آدمی نہیں ہے۔ مفصل دیکھو بھاگوت سکند ۱۰۔ ادھیائے ۳۸ شلوک ۲۴ سے ادھیائے ۳۹۔ شلوک ۳۸ تک۔ پورب آردہ۔ مطبوعہ بمبئی۔ اتنے لفظ وہاں موجود ہیں +

نمبر ۱۔ اکرورشہ تنوارتھم استھا شئے پرپیٹو۔ نند گوکلو۔ یعنی صبح اُٹھ کر رتھ پر سوار ہو کر گوکل کی طرف جاتا بھیا +

نمبر ۲۔ رتھیں وایو ویگین۔ کیسے رتھ پر جو باد رفتار تھا +

نمبر ۳۔ سوریہ ارتھ گریم۔ جب پہنچا تو سورج است ہو گیا تھا +

آپ چونکہ سنسکرت نہیں جانتے۔ بنابراں ہم آپ کو اردو بھاگوت سے ہی بتلاتے ہیں +

سحر گاہ کاروان اختر و ماہ	ہوا لیکر رواں جب خیل و خرگاہ
ہوا بیدار مرد پاک اکرور	حضور کنس آیا شاد و مسرور
ہوا رخصت چڑھا رتھ پر شتابی	چلا شاداں براہ کامیابی
غرض اس وہیاں میں اکرور تنہا	بوقت شام برندابن میں پہونچا

از بھاگوت منظوم جگناتھ خوشتر ادھیائے سی ونہم صفحہ ۵۳۔ نولکشور ۱۸۶۶ء +

اور اس کے ساتھ دیکھو بھاشا کی بڑی بھاگوت مطبوعہ نولکشور۔ وہاں اور بھی مفصل ہے۔ پس سوامی جی کا اعتراض بالکل صحیح ہے۔ اور جب تک بھاگوت دنیا میں موجود ہے۔ بھاگوت ماننے والوں کا اس اعتراض سے چھٹکارا نہیں۔ اور ایسے ایسے گپیات ہونے کے سبب وہ بیاس جی کی بنائی ہوئی نہیں۔ بلکہ بوپ دیو بام مارگی کی ہے۔ جس نے نگدہ بودہ بنایا +

اعتراض (۶)۔ سوامی جی نے بحوالہ بھاگوت پہلاد کی کتھا میں لکھا ہے۔ کہ لوہے کے تپے ہوئے کھمبہ پر چیونٹیاں چلتی ہوئی نظر آئیں۔ تب پہلاد کی ہمت بندھی۔ اور کسی کے پاس شاید ہی ایسی بھاگوت ملے جس میں یہ کتھا نکلے +

جواب۔ سوامی جی نے نہ تو وہاں بھاگوت کا نام لکھا ہے۔ اور نہ اُس کا کوئی حوالہ دیا ہے۔ صرف پہلاد کی کہانی جن جن کتابوں میں۔ اور نرسنگ اوتار کی۔ ان کتابوں پر انہوں نے اعتراض کیا ہے۔ اور جہاں تک ہم نے غور کیا۔ یہ اعتراض سوامی جی کا جو ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۳۵ پر ہے۔ نہایت ہی معقول ہے مگر ہاں یہ چیونٹیوں کی کہانی بھی اُسی قصہ سے سمبندہ رکھتی ہے۔ کوئی راس لیلا دیکھنے والا آدمی جس نے کبھی نرسنگ اوتار کی لیلا دیکھی ہے۔ اِس سے انکار نہیں کرسکتا۔ بھاگوت کے ٹیکا کار مشہور کرشن بھگت شری دھر نے بھی اس کا اقبال کیا ہے۔ بھاگوت کے ترجمہ فارسی میں فیضی نے اور اُس کے خلاصہ میں سلطان علیشیر ابری نے لکھا ہے ”ہرنکشیپ خشمگین شدہ شمشیر برکشید و درمیان ستون زد و پارہ گردانید خورد۔ مورِ چہ سیاہ آمد رکناں از میان ستون برآمد“ دیکھو بھاگوت فارسی صفحہ ۱۰ مطبوعہ ۱۸۸۰ء +

اس مقام پر ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ پورانوں کے متعلق تمام حوالہ جات کا ایک ہی دفعہ فیصلہ کرلیں +

صفحہ ۳۳۶۔ نمبر ۱۔ دیکھئے۔ گیانم پرم گو یہم مے یدوگیان سمنوتا۔ بھاگوت میں سکند ۲۔ ادھیائے ۹۔ شلوک ۳۰ +

صفحہ ۳۳۶ نمبر ۲۔ بھوان کلپ وکلپیشو نہ وموہتی کرہ چت۔ بھاگوت سکند ۲ ادھیائے ۹۔ شلوک ۳۶ +

صفحہ ۳۳۷۔ نمبر ۳۔ جے وجے کا قصہ۔ بھاگوت سنسکرت ۱۔ سکند ۳۔ ادھیائے ۱۵۔ شلوک ۳۲ سے ۳۶ تک۔ اور اردو بھاگوت گنپت رائے کرت صفحہ ۴۴ مطبوعہ آفتاب پنجاب ۱۸۷۶ء +

صفحہ ۳۳۹۔ نمبر ۴۔ پوتنا کا شریر چھ کوس لمبا چوڑا۔ دیکھو بھاگوت ۱۔ سکند ۱۰ ادھیائے ۶۔ شلوک ۱۰ و ۱۴۔ اور اُسکے ٹیکا سنسکرت مطبوعہ بمبئی +

اعتراض (۷)۔ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش $\frac{۲۸۷}{۲۹۰}$ میں لکھا ہے۔ کہ دو جینی ادیر سے کتھن ماتر و بد مت اور بھنیر سے کٹے جین ارتھات کپٹ منی تھے شنکر اچارج اُن پر اتی پرسن تھے۔ اُن دونوں نے اوسر پاکر شنکر اچارج کو ایسی بکہ بکت دستو کھلائی۔ کہ اُن کی چھدا مند ہو گئی۔ پشچات شریر میں پھوڑے پھنسی ہو کر چھ مہینے کے اندر شریر چھوٹ گیا +

اُتر۔ سوامی جی نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ بالکل ست اور سراپا واقعات کے مطابق ہے۔ اور ایسا ہی شنکر وگ وجے میں لکھا ہے۔ اُن کی تیس سالہ یا بتیس سالہ عمر۔ خود اس بات کی شاہد ہے۔ کہ اُن کی موت غیر معمولی ہوئی۔ اور جتنے ریفارمر اس چھوٹی سی عمر میں مرے ہیں۔ اُن کی موت ایسے ہی بواعث سے ہوئی۔ (دیکھو لایف مسیح) +

اب ہم آپ کو تبلاتے ہیں۔ کہ شنکر وگ وجے میں لکھا ہے۔ ابھی نوگپت نامی ایک منتر شاستری نے جھل سے منبران ہو کر شنکر اچارج کے مارنے کیواسطے ایک ابھی چار کرم کیا۔ جس سے اُن کو بھگندر روگ ہو گیا۔ اس سے وہ کئی مدت تک سخت بیمار رہے۔ آخر انہوں نے بہت دُکھی ہو کر مہادیو کی پرارتھنا کی اور مہادیو نے اشنی کمار دو تون حکیم کو بھیجا۔ جنہوں نے آنکر اُسے راضی کیا۔ اور پھر وہ شیو لوگ کو گئیوں پر بیٹھ کر چلے گئے۔ ”المختصر دیکھو مادہوی شنکر وگ وجے سرگ ۱۶ شلوک ۱ سے لیکر اخیر تک۔ یہ گرنتھ بمبئی میں طبع ہوا ہے۔ اور اس پر گہرا ای ٹیکا بھی ہے۔ اور اسی کے ترجمہ ہندی بھاشہ کی نظم میں ہو کر مطبع نولکشور لکھنؤ میں بھی طبع ہوا ہے۔ سمت ۱۹۳۵ میں اُس کے صفحہ ۳۰۳ سے ۳۰۶ تک یہی حال مفصل لکھا ہے۔ اس بیان سے ظاہر ہے۔ کہ مہادیو کی پرارتھنا اور اشنی کمار کا آنا تو سارے خیالی پلاؤ۔ تعریفی الفاظ ہیں۔ اور گئیوں پر بیٹھ کر شیو لوک جانا بھی علیٰ ہذا القیاس مگر ابھی نوگپت وغیرہ کے ابھی چار کرم۔ یعنی کسی چیز میں زہریلی چیز یا دُکھد ایک اوشدہی کے کھلا دینے سے وہ تقریباً چھ ماہ بیمار رہ کر فوت ہو گئے یا بموجب محاورہ پورانوں کے شیو لوک کو گئے۔ یہی مطلب سوامی جی کا اُس تحریر سے ہے +

سابخ کو اپنچ نہیں

اعتراض (۸) - ستیارتھ پرکاش ۳۳۸/۳۴۳ میں سدھانت شرومنی کا جو حوالہ دیا ہے - مجال ہے - کسی اور کو اس کا پتہ لگ جاوے +

اُتر - یہ مضمون سورج گرہن اور چندر گرہن کے متعلق ہے - سوامی جی نے بتلایا ہے - کہ اس پرکار یعنی جب سوریہ اور بھومی کے مدہ میں چندرماں آتا ہے تب سوریہ گرہن اور جب سوریہ گرہن اور چندر کے بیچ میں بھومی آتی ہے - تب چندر گرہن ہوتا ہے" - اور نویں پوران والوں کے راہو کیت کی کہانی کا کھنڈن کیا ہے - پس جو کچھ سوامی جی نے لکھا ہے - ویسا ہی سوریہ سدھانت شرومنی میں ہے - اور جو ٹکڑہ سوامی جی نے لکھا ہے - وہ گرہ لاگھو کا ہے - دیکھو ادھیایہ ۴ شلوک ۴ مگر اُس نے بھی اُنہیں کے حوالہ سے لکھا ہے +

اعتراض (۹) - ستیارتھ پرکاش ۱۹۷/۱۹۶ میں سنشیپ شاریرک اور شاریرک بھاشیہ کا پرمان دیا ہے - یہ بھی کہیں نہیں ملتا +

اُتر - یہ سوامی جی نے پرمان نہیں دیا - نویں ویدانتیوں نے دیا ہے - اور شاریرک بھاشیہ میں یہ کارکا بھی ہے - اس سے بھی تو کوئی بدھی مان انکار نہیں کرسکتا - اور ویدانتیوں کی تو یہ مشہور ڈھال ہے - خود ہم سے مباحثہ میں کئی مرتبہ اُنہوں نے یہ شلوک پیش کئے - آپ جان بوجھ کر مغالطہ نہ دیں +

اعتراض (۱۰ و ۱۱) - ۱۸۷/۱۸۶ و ۵۸۶/۶۰۰ مضمون کے محولہ اُپ نشد و چنوں پر ہے - یہ دونوں حوالہ اگر کسی گرنتھ کے نہ بھی ہوں - تو بھی نہایت عمدہ ہیں ایک تو یوگ سمادھی اور پرماتما کی بابت اور دوسرا امت کی فضیلت پر ہے - چونکہ سوامی جی نے انہیں اُپ نشدوں کے حوالہ سے لکھا ہے - مگر نام نہیں دیا - اور ہمیں ابھی تک ملا بھی نہیں - غالباً اِن دس اُپ نشدوں میں نہیں ہے - تو کیا حرج - ہم آریہ سماج کے اصول نمبر ۴ کے مطابق انہیں قبول کرتے ہیں - اور یجروید اگنی برت پتی پرنم چرکھشامے کے مطابق ہم اُن کو صحیح سمجھتے ہیں - آپ بتلایئے - اِن میں غلطی کونسی ہے تاکہ ہم اُسے سویکار کریں - یا اِن میں کونسی بات وید کے خلاف ہے - جس پر آپ نے اعتراض کیا ہے - کسی نے سچ کہا ہے - سوارتھی دوشو شٹے +

> اب اُن اعتراضوں کا جواب عرض کرتے ہیں - جو آپ نے اس خیال سے کئے ہیں - تاکہ لوگوں کو سوامی جی سے تشکی کریں یعنی یہ کہ سوامی جی نے شرتی اور سمرتی میں اصلاح لی ہے؟ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے (صفحہ ۳۳ سے ۴۸ تک -

اعتراض (۱) - دوسرے اور تیسرے چھاپہ کے ستیارتھ پرکاش کے ۱۸۸ صفحہ میں شرتی پرمان میں वैश्य کی جگہ وشوم [illegible] اور مہاتم [illegible] کے بجائے (पुराणं) بنایا ہے - اور ایسا ہی منوسمرتی ۲/۱۰۳ میں شودروت کی جگہ سادھو بھی بنادیا ہے +

اُتر - یہ شویتاشتر اُپ نشد کا واک ہے - وید منتر نہیں - اور یہ اس کا پاٹ بھید ہے - نہ کہ سوامی جی کی اصلاح - آپ مختلف گرنتھ قلمی و مطبوعہ مطالعہ فرمایئے - آپ کا شک رفع ہو جائے گا - یہ اعتراض سرتاپا صداقت سے دور ہے +

اعتراض (۲) اسی طرح منوسمرتی کے ادھیایہ کے ۱۷۶ ویں شلوک چہارم حصہ صفحہ ۱۱۰ پر بالکل بدل دیا ہے اور منڈک اُپ نشد کی شرتی صفحہ ۱۵۶ پر صحیح لکھی ہے اور ۲۴۰ پر بدل دی - دیکھو ستیارتھ پرکاش بار سوم +

تردید - یہ آپ کی غلطی ہے - اُس پستک کا غلط نامہ دیکھئے - مطبوعہ بار دوم پستک کے اخیر میں ایسے ہی کئی دفعہ آپ نے دھوکھا دینا چاہا - یا دھوکھا کھایا - اور صفحہ ۱۵۰ ابھی غلط لکھا ہے - اصل میں صفحہ ۱۲۵ ہے - اِن دونوں کیواسطے بار دوم میں غلط نامہ موجود ہے - ذرا آنکھیں کھولکر مطالعہ فرمایئے - اور اول کے صفحہ ۱۵۴ پر بھی ایسا ہی لکھا ہے - پس آپ کا یہ اعتراض سراسر بے بنیاد ہے +

اعتراض (۳) - ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بار دوم کے صفحہ ۴۳ پر لکھا ہے - جو کلین شبھ لکھشن یکت شودر ہووے - تو اُن کو منتر سنگھتا چھوڑ کر سب شاستر پڑھاوے - اور صفحہ ۴۷ پر اُس کے برخلاف وید کے انوسار سب کو وید کا ادھکار لکھا ہے - شاید اِس واسطے کہ اُن کے پنتھ میں شودروں کی کثرت ہے +

اُتر - یہاں بھی آپکی سمجھ کی غلطی ہے وہ سوامی جی کی رائے نہیں - بلکہ شسرت کے مصنف نے اپنی عبارت میں لوگوں کی رائے لکھی ہے - کہ ایسا بھی مت انیک آچاریوں کا ہے - اور جو سوامی جی نے صفحہ ۴۷ پر وید منتر لکھا ہے وہ تو خود ہی صدہا رشیوں سے بڑھکر ارشاد ہے - اور ایسا ہی ہزاروں رشیوں کا مت ہے - کہ سب کو وید پڑھانا چاہیئے - اور ہزاروں رشی - بالمیک - وششٹ - گوتم بیاس - وشوامتر آدک شودر کل میں اوپن ہو کر برہمن ہو گئے +

آریہ سماج میں شودروں کی کثرت نہیں ہے - بلکہ برہمن اور کھتری اور ویشوں کی کثرت ہے - مگر ہم جب ورن ہیوستھا کرم سے مانتے ہیں - تو ہم اس کو اگر ایسا ہو بھی تو بھی اعتراض کے قابل نہیں سمجھتے - مگر شودروں کی کثرت - بام مارگ - بیراگیوں - کبیر پنتھیوں - دادو پنتھیوں - رام سنیہیوں - چکرانکروں - اور نرملوں اور اوداسیوں میں ہے - اور ایک سوال ہمارا آپ پر بھی ہے - کہ دھرم سبھا والے کالیستھوں کو کس ورن میں شامل کرتے ہیں - ذرا ہیوستھا لیکر بتلایئے - کیونکہ ان میں سے ہزاروں مانس شراب کے عادی اور صدہا ایسے ہیں - جنہوں نے مسلمانی رنڈیاں گھر میں ڈالی ہوئی ہیں؟ +

اعتراض (۴) - آریہ ودیش رتن مالا کے گیارہویں صفحہ پر آریہ کی تشریح کی ہے کہ جو آریہ ورت میں سب دن سے رہنے والے ہیں - پھر ستیارتھ پرکاش نمبر ۳۳ صفحہ پر لکھا ہے - کہ منشوں کی آدی سرشٹی تبت میں ہوئی - پھر آریہ لوگ آریہ ورت کی بھومی کو اُتم جان یہاں آکر آباد ہو گئے +

تردید - آپ کی ساری تحقیقات نامکمل - غلط اور دہوکا دینے والی ہے - اصل بات یہ ہے - کہ سوامی جی نے اِس بارہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ حسب ست شاستروں کے مطابق ہے - جسے سوامی جی نے آریوں کی آدی کی اوتپتی ستھان مانا ہے - وہ ہمالہ کے شمالی حصہ میں ہے - اور وہ پورانے یعنی منو کے زمانہ میں جس کا نام ڈنڈوہ منوتھا - آریہ ورت کے ساتھ شامل تھا - چنانچہ بھوگول استھا لک میں بھی لکھا ہے دوسبا - (حدود اربعہ) اِس دیش کی جدا جدا سمہ میں جدا جدا طرح پر رہی کبھی لوگوں نے برہما - سیام - ملاکا - اور کوچین کو بھی اِس میں گنا اور کبھی کابل قندھار اور تبت کو اِس میں ملایا" (صفحہ ۲۰ سنہ ۱۸۷۶ء) +

امریکہ کے مشہور ڈاکٹر جیکسن ڈیوس صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ آدی سرشٹی آدمیوں کی تبت یعنی ہمالہ کے شمالی دامن میں ہوئی - (دیکھو اُن کی کتاب ہارمونیہ جلد ۵) +

اور یہ منو کے بھی مطابق ہے - دیکھو منو ادھیایہ ۲ شلوک ۱۷ - جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے - کہ برہم تیر ندی یعنی سرسوتی ندی سے لیکر درشدوتی یعنی سیاہ پتھروں والی سندھ تک - جو ملک ہے - وہ برہم آورت کہاتا ہے اب خیال کرو - کہ وہ ملک کونسا ہے - آپ انگریزی جانتے ہیں - اٹلس کھولکر آنکھوں کے سامنے رکھو - اور دیکھو کہ برہم پترا اور سندھ کے درمیان میں تبت

تبت خورد آجاتا ہے یا نہیں - اور یہ بھی دیکھو کہ تبت کلان کا بھی بہت سا حصہ اُس میں مل گیا ہے - اگر انگریزی اٹلس موجود نہ ہو - تو ارد و دیکھئے - جو ۱۸۹۰ء میں منشی گلاب سنگھ کے پریس میں طبع ہوا ہے - اگر یہ سچ ہے - کہ اِن دونوں کے درمیان تبت خورد اور کچھ حصہ تبت کلان آجاتا ہے - تو ہرگز سوامی جی کی بات میں خلاف نہیں ہے - ایسا ہی ہے - اور بالضرور ہے - اور یہی غیر ملک کے محققین کی بھی رائے ہے بے شک سوامی جی اُنہیں رشیوں کی اولاد سے تھے - جو آدی سرشٹی میں ترشٹپ یعنی تبت میں (جس کا نام دوسر سورگ یعنی سکھ بھومی بھی ہے) پیدا ہوئے - اور انہیں بزرگوں کی طرف منوجی نے ادھیا ۲ شلوک ۲۰ میں اشارہ کیا ہے - اور مہابھاش وغیرہ کے رو سے اُس کا نام کوروکھشیتر بھی ہے - اور اُس کا پتہ بتلایا ہے - उत्तरकुरवा یعنی کوروکھشیتر اوتر میں ہے - اگر ہم سوامی جی کی تحقیقات کو صحیح مانیں - اور بام مارگی پنڈتوں کے قول پر اعتبار کریں - تو یہ کوروکھشیتر نام کورو پانڈو کی لڑائی کے بعد پڑا - اور منوسمرتی اُس سے بعد تصنیف ہوئی - حالانکہ یہ بالکل غلط ہے - کیونکہ اس جنگ سے صدہا برس پہلے کے گرنتھوں میں کورو وغیرہ نام موجود ہیں - پس سوامی جی کا ارشاد بالکل صحیح ہے کیونکہ اُسکے خلاف ماننے سے تمام ست گرنتھوں سے انکار کرنا پڑتا ہے +

اعتراض (۵) - سوامی جی نے کہیں لکھا ہے - کہ پرم پد کو پراپت ہو کر نتیہ آنند میں رہتے ہیں - اور پھر کئی جگہ مکتی سے لوٹ آنا بھی لکھا ہے +

جواب - یہ اعتراض کئی وجوہ سے باطل ہے - وجہ اول یہ کہ لفظوں کی پھیر پھار کے سوا علمی زندگی میں اِس کا کوئی ثبوت نہیں - بلکہ تمام تر ثبوت اس کے خلاف ہیں - کرشن مہاراج جو یوگیشر اور منیشر مسلم فریقین ہیں - وہ خود گیتا میں فرماتے ہیں +

बहूनि मे व्यतीतानि जन्मानि तव चार्जुन

یعنی اے ارجن میرے اور تیرے بہت سے جنم ہو چکے ہیں +

شنکر آچارج بقول آپ صاحبوں کے شیو سروپ وہ بھی مکت سے واپس آکر منشیہ شریر دھاری ہوئے +

جے بجے بیکنٹھ سے یعنی موکھش پدوی سے خارج کئے گئے - اور وہی آکر کنس وغیرہ ہوتے رہے +

برہما بیاس جی کا اوتار ہوئے - اور اسی طرح دتاتریہ - رامچندر بقول تلسی داس یا پورانوں کے ساکشات وشنو سروپ - مگر منش جنم میں ضرور آئے - سیتا - ہنومان لچھمن وغیرہ سب کا یہی حال ہے - انسانی روحیں تو درکنار - خود خدا کو بھی پورانک لوگوں نے بیکنٹھ میں آرام سے نہ بیٹھنے دیا - سور - مچھ - کچھ - شیر - گھوڑا - کتا - عورت وغیرہ کے قالبوں میں آنا تسلیم کیا - اور نویں ویدانت نے تو دنیا کو ناشک بنانے کا گویا ٹھیکہ ہی لے لیا - یہ جتنی جونیں ہیں - یا جتنے جیو ہیں - سب ہی خدا ہیں - صرف اودیا کے کارن یا مایا کے موہ میں برہم بھولکر جیو کہلاتا ہے ذرا بقول شنکر آچاریہ - نہ مے دھارتم - دھیان - نہ دہے ام تدر یکو وشٹا شوا کیو لوہم +

بھائی شیو نراین جی آپ غور سے خیال فرمادیں - مکتی سے لوٹ آنے کا عقیدہ نیا نہیں ہے - تمام مہاتماؤں نے کارک کوٹی یعنی مکتی یافتہ جیوؤں کے آنے جانے کی اجازت تبلائی ہے - وجہ دوم - جس کی آد ہے اُس کا انت بھی ضرور ہے - ایک طرف جیسا نجات کا آغاز ہے - تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اُس کا انجام نہ ہو - وجہ سوم - مکتی کرموں کا پھل ہے اور کرم محدود ہیں - پس ضروری ہے - کہ مکتی محدود ہو - وجہ چہارم - کوئی وید منتر مکتی کے غیر محدود ہونے پر نہیں ہے - البتہ ایسے منتر ضرور ہیں - کہ جن سے پایا جاتا ہے کہ مکتی محدود ہے اور پرانت کال کے بعد واپس آنا پڑتا ہے +

چونکہ وہ اتنا بڑا زمانہ ہے کہ انسانی علم حساب درحقیقت اُس کا حساب نہیں کر سکتا - اُس واسطے مہاتماؤں نے بعض مقام پر اُسکی تشریح میں ہمیشہ کا لفظ استعمال کر دیا ہے مگر مطلب سب جگہ اور ہمیشہ اُسی پرانت کال سے ہے ہم نے رسالہ نجات میں اور بھی توضیح کیساتھ لکھدیا ہے +

بس آپ کا یہ فرمانا - کہ جالندھر میں ایک مولوی سے مباحثہ کرنے پر سوامی جی نے معقول جواب نہ آنے پر دائمی مکتی سے انکار کر دیا - بالکل باطل ہے - کیونکہ نہ تو یہاں تناسخ اور کرامات کے سوا کسی اور مسئلہ پر گفتگو ہوئی - اور نہ ایسا معاملہ پیش آیا - یہاں کا سارا مباحثہ غیر مذہب والوں کی طرف سے مطبوعہ موجود ہے اُس میں ہرگز اِس کا ذکر نہیں - پس بھائی صاحب مناسب ہے - کہ اول اعتراض دل میں تولو - پھر منہ سے بولو - ؎

نگفتہ ندارد کسے با تو کار ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

سوامی جی نے شاستر کے بچنوں کے اُلٹے ارتھ کئے - صفحہ ۱۴ سے ۵۴ تک -

اعتراض (۱) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۸۹ پر گیتا کے ۱۸/۴۳ کا یہ ارتھ کیا ہے - کہ جو بھاگنے سے یا دشمن کو دھوکھہ دینے سے جیت ہوتی ہو - تو ایسا ہی کرنا چاہئے - مگر بظاہر گیتا کے اِس شلوک کا اُلٹا یہ مطلب ہے کہ دشمن کے سامنے سے بھاگنا چھتریوں کا دھرم نہیں ہے +

آریہ - بھائی صاحب دھوکھہ نہ دیجئے - سوامی جی نے جس خوبی سے اِس کا ترجمہ کیا ہے - وہ جنگی اصول کے بالکل خلاف نہیں - بلکہ عین مطابق ہے وہ لکھتے ہیں دو سینکڑوں سہنسروں سے بھی یدہ کرنے میں اکیلے کو بھی نہ ہوتا - سدا نجبوی ارتھات ونبتار رہنا درڑہ رہنا - دھیریا دان ہونا - یعنی مستقل مزاج - راجا اور پرجا سمبندھی بیوہار اور ست شاستروں میں اتی چتر ہونا - یدہ میں بھی درڑ نش شنک رہ کے اُس سے کبھی نہ ہٹنا نہ بھاگنا - ارتھات اِس پرکار سے لڑنا - کہ جس سے نشچت وجے (فتحیابی) ہووے - آپ بچے جو بھاگنے سے واشتروں کو دھوکھا دینے سے جیت ہوتی ہو - ایسا ہی کرنا - درن شیلتا رکھنا - پکشپات رہت ہو کر سب کے ساتھ یتھا یوگیہ ورتنا وچار کے دینا - پرتگیا پوری کرنا - اُس کو کبھی بھنگ نہ ہونے دینا - یہ گیارہ کھشتری ورن کے کرم اور گن ہیں " +

یہ بھاگنا جو سوامی جی نے لکھا ہے - وہ بزدلی کا بھاگنا نہیں ہے - بلکہ ایک ملٹری ٹرم ہے - یعنی جنگی اصطلاح اور دنیا کی تمام فتحیابیوں کو کسی نہ کسی موقعہ پر اِس پر عملدرآمد کرنا پڑا - بوناپارٹ اور سکندر کی لائیف پڑھو - اور روزنامچہ تیمور کا مطالعہ کرو - اور سوامی جی اِسے مفصل نہ لکھتے - تو بھی کرشنچند جی کی لائیف پر کون پڑتال لگا سکتا ہے - کال یمن سے بھاگے - اور دوبارہ متھرا سے بھاگ کر دوارکا میں جا بسے خود شیو جی کرشن جی کے مقابلہ میں بھاگ گئے اسی واسطے کرشن جی کا نام رن چھوڑ مشہور ہے - پس یہ اعتراض آپ کا اگر ہے تو کرشن جی پر ہے - نہ کہ سوامی جی پر - مگر یہ اعتراض نہیں - بلکہ علم جنگ کا ایک داؤ ہے - یا دشمن کی ضرب کا اغماض +

اعتراض (۲) منوسمرتی ادھیا سے ۱۰/۹۵ کا ترجمہ غلط ہے +

آریہ۔ یہ ترجمہ غلط نہیں ہے آپ کو تعصب نے شکر دیوتا کی طرح نکتہ چینی کے سوائے انصاف سے کام کرنا آپ کی طبیعت سے محو کر دیا ہے۔ سوامی جی سے بہت پہلے بھی ودوان پنڈتوں نے اُس کا یہی ترجمہ کیا ہے۔ چنانچہ آریہ سماج کے وجود سے پہلے سمت ۱۹۲۳ بکرم مطابق ۱۸۶۶ء میں بمقام کلکتہ ایک برہمن فاضل شاستری نے بھوجن وچار گرنتھ لکھا تھا۔ اُس کے صفحہ ۲۳ پر اِس شلوک کا ارتھ اِسی طرح کیا ہے "شودر براہمنتا کو پراپت ہوتا ہے۔ اور برہمن شودرتا کو۔ اسی پرکار کھتری اور ویش کو بھی جانو"۔ (دیکھو پستک مذکور مطبوعہ رامائن پریس کلکتہ) اور انصاف کی بات یہ ہے۔ کہ لفظی ترجمہ شلوک کا یہی ہے۔ اور ایسا ہی منوجی نے لکھا۔ نرا کھشروں سے ہمیں مطلب نہیں۔ اور نہ متعصبوں سے غرض ہے۔ منوسمرتی کے مضمون سے ناواقف لوگ بہت سی لمبی عبارت اس کے اندر گھسیڑ کر ترجمہ کرتے ہیں۔ جو سراپا ناجائز ہے اِسی کے ساتھ دیکھو منو $\frac{9}{26-22}$ اور مہابھارت میں اس کے سوائے اور بھی تفصیل سے لکھا ہے۔ ہم نے اسی کتاب میں اِس کا مفصل ذکر کیا ہے۔ لالہ منشی رام پردھان آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب نے اپنی مصنفہ ورن بیوستھا میں اور آریہ سماج میرٹھ نے بھی اِسی نام کی ایک پستک میں کافی ثبوت دے دیئے ہیں۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ +

اعتراض نمبر ۳۔ منوسمرتی ادھیا شلوک ۶۹ کے اُنز اودہ کا ارتھ بھی غلط کیا ہے۔ سوامی جی اِسے پنر بواہ پر لگاتے ہیں۔ اور دیگر ٹیکا کاروں نے کچھ اور ہی سمجھ رکھا ہے +

آریہ۔ موجودہ دھرم سبھا کے پنڈتوں کی حالت اور اُن کے چیلوں کی کیفیت ناگفتہ بہ ہے۔ جتنی قومی اصلاح کی باتیں اور جس قدر سنسارک بھلائی کے کارن ہیں یہ لوگ۔ اُن تمام سے ہی کشیدہ خاطر رہتے ہیں۔ پنڈت ایشور چندر ودیا ساگر جیسے فاضلوں اور بڑے بڑے لایق پنڈتوں نے پنر بواہ کو جایز بتلایا ہے اور سوامی جی نے بھی اِسکے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔ قوم کی اصلاح کرنیوالی کمیٹیاں ساری کی ساری اسکی حامی ہیں۔ لیکن اگر مخالف ہیں تو صرف یہی من مانے القابوں سے ملقب مہامہو اپدیشک صاحبان پراشر نے پراشر سمرتی میں (جسے دھرم سبھا والے مانتے ہیں) صاف پنر بواہ کی اجازت دی ہے اور پنڈت گورو پرشاد جی نے اِس شلوک کا ارتھ بھی سوامی جی کے انوکول ہی کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے اُن لوگوں پر جو خواہ مخواہ خیر خواہان قوم کی نیک باتوں اور ست اُپدیشوں سے مستفیض نہیں ہوتے۔ لیکن کسی رشی کی اُس رائے پر جو ویدشاستر کے خلاف ہو عمل نہ کرنا چاہیئے۔ اور سگائی سے اِس شلوک کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ سگائی یا منگنی لفظ خود وید وشاستر کے خلاف ہے۔ دیکھو سارا تیسرا ادھیا سگائی۔ مکلاوہ۔ گونا۔ دراگمن ساری کی ساری پوپ لیلا کے رواج ہیں۔ اور اگر آپ کا ارتھ صحیح مانیں تو بالکل اسنگت ہیں کیونکہ لاکھوں لڑکیوں کی سگائی ہونے پر منگنی شدہ لڑکے مرجاتے ہیں۔ تو کیا وہ رانڈ ہو جاتی ہیں یا اُن کا شلوک ۶۹ و ۷۰ کے مطابق عملدر آمد ہوتا ہے۔ یا کبھی ہؤا۔ پس یہ آپکا کہنا یا کسی اور کا اِس پر ہٹ کرنا محض افترا ہے اور اگر اسی ادھیا کے شلوک ۱، و ۲، پر کھیت نہ مانیں جیسا آپ لوگ نہیں مانتے۔ تو شاید سارا ہندوستان رانڈ ہو جاوے پس کیا ایسا ارتھ کبھی ممکن ہے۔ اب اسکے اصلی و لفظی ارتھ سنئیے۔ جس لڑکی کا صرف وید منتروں یعنی ستیہ بانی سے بیاہ ہؤا ہو۔ مگر ابھی صحبت نہ ہوئی ہو۔ یعنی اکھشت یونانی ہو۔ ایسی حالت میں اگر خاوند مرجاوے۔ تو شاستر کے مشہور قاعدہ کے مطابق اُس خاوند کے دوسرے بھائی یا قریبی رشتہ دار سے اُسکی شادی کی جاوے"۔ پس آپکا اعتراض سراپا باطل ہے +

اعتراض ۴۔ منوسمرتی کے ادھیا ۹۔ شلوک ۷۶، کا بھی غلط ارتھ کیا ہے

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۹ +

آریہ۔ بیشک ان شلوکوں کا اصل ارتھ تو یہی ہے۔ کہ "وداہت ستری کا اگر وداہت پتی دھرم کے ارتھ پردیش گیا ہو۔ تو آٹھ برس اور کیرتی کے لئے گیا ہو تو چھ اور دھن کے لئے گیا ہو تو تین برس تک باٹ دیکھے"۔ اور آپ کا یہ قول بھی ٹھیک ہے کہ "چونکہ فقط اتنی عبارت سے پورا پورا مطلب ادا نہیں ہوتا۔ سب ٹیکاکار اِسکے آگے اپنی سمجھ کے مطابق جو کیفیت مناسب سمجھتے ہیں اضافہ کر دیتے ہیں"۔ لیکن ہم آپ سے پوچھتے ہیں۔ کہ لوگ کیا کیا کیفیات اضافہ کرتے ہیں۔ آپنے اُن کو درج نہیں کیا۔ تو ہم بتلاتے ہیں۔ سُنیئے۔ کسی رشی کی رائے ہے کہ میعاد مقررہ کے منقضی ہونیکے بعد عورت دوسرا بیاہ کرے۔ کسی کی یہ ہے۔ کہ اپنے خاص شوہر کی تلاش کرنے کو جاوے کسی کی یہ رائے ہے کہ خوراک کم کرکے یوگ میں اپنی زندگی گذار دے۔ کسی کی یہ رائے ہے کہ محنت مزدوری کرکے عمر گذار دے۔ ایسی ایسی بہت سی رائیں ہیں +

اب ناظرین انصاف فرمائیں اور نشیب و فراز سوچکر جواب دیں کہ عمدہ بات کیا ہے۔ اور اردو منوسمرتی مطبوعہ نولکشور کے ٹیکا کاروں نے لکھا ہے کہ اِسکے بعد کیا کرنا چاہیئے۔ اِسکا بیان نارد سمرتی میں بحوالہ قول منو کے درج ہے اور اِس موقعہ پر بھی ۹۸ شلوک ساتھ ملاکر پڑھنا چاہیئے۔ (دیکھو صفحہ ۳۴۰) +

اور چھ ٹیکا والی منوسمرتی میں ایک دو ٹیکا کاروں کی یہی رائے ہے میکس میولر صاحب نے اپنے ترجمہ انگریزی مطبوعہ ولایت ۱۸۸۴ء میں بھی ایسا ہی نوٹ دیا ہے پس ہم اپنے ناظرین کو زیادہ متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ غور کریں کہ مرد جب برہمچریہ آشرم کے بعد شادی کرکے عورت سے اقرار کرلیوے۔ کہ ہم اور تم اکٹھے اور ایک دوسرے سے تمام دنیاوی کاموں میں شامل اور دھارمک فرایض ادا کرتے رہینگے۔ پس جب مرد نے اُس معاہدہ کو توڑ دیا۔ یعنی وہ بغیر اطلاع دہی کے گھر سے چلا گیا۔ ودیا۔ یا دولت۔ عزت کے واسطے مگر عورت کے واسطے نہ تو گذارہ کا بندوبست کر گیا۔ اور نہ خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور نہ تین سے ۸ برس تک واپس آیا۔ اور نہ ستری کو ساتھ لے گیا۔ اور مردوں کی حالت پردیس میں جاکر جس قدر نیک چال چلنی پر قایم رہتی ہے۔ تو وہ آپ لوگوں سے مخفی نہیں۔ پس عورت کیا کرے۔ اِن چار اموریں سے کس کو وہ سویکار کرسکتی ہے اور کسی سے عام طبیعتیں اور خصوصاً فرقہ نسوان کی طبیعتیں قبضہ میں رہ سکتی ہیں۔ عمدہ تو یہ بات ہے۔ کہ مرد جب پردیس جاوے تو ستری کو ہمیشہ اپنے پاس رکھے۔ جیسے رامچندر جی سیتا کو یا برہسپتی ارندہتی کو یا سری کرشن رکمنی کو اور صاحبان یورپین میم صاحبوں کو۔ اگر کسی کارن سے ساتھ نہ رکھ سکے۔ تو خرچ ارسال کرتا رہے۔ یا خط و کتابت جاری رکھے یا اُس کے واسطے اہل برادری کی نگرانی میں خرچ کا انتظام کر جاوے۔ اگر اِن میں سے وہ کسی شرط کو پورا نہیں کرتا۔ تو اُس کی ستری کو شاستر کا حکم ہے۔ کہ وہ باضابطہ بشرط نہ ہونے اولاد کے دوسری شادی کرے۔ اب تبلائیے۔ اس میں کچھ قباحت ہے یا کہ تمام قباحتوں کی جڑ کاٹنے والا یہ حکم ہے۔ اس کے ساتھ نارد سمرتی کو غور سے دیکھو +

اعتراض ۵۔ ستیارتھ پرکاش بار دوم صفحہ ۱۰۵ و بار سوم صفحہ ۱۰۳ میں سری سوامی جی مہاراج نے منوسمرتی کے چوتھے ادھیائے کے ۱۹۰ شلوک کا جو ارتھ کیا ہے وہ اور ٹیکا کاروں کے خلاف ہے اوروں نے یہ ارتھ لکھا ہے کہ جو برہمن تپ اور وید ابھیاس نہیں کرتا ہے اور دان لیا کرتا ہے وہ معہ اُس دان دینے والے کے ڈوبتا ہے جیسے پانی میں پتھر کی ناؤ اب ذرا غور کیجئے۔ کہ سوامی جی کے کیئے ہوئے ارتھ میں کس قدر عمدگی ہے یعنی انکی تاویل کے بموجب اتینت دھرم ارتھ دان لینے والا بھی ڈوب جاتا ہے اِس سے بڑھکر اور زیادہ صفائی کیا ہوگی

سانچ کو آنچ نہیں

تردید۔ بھائی صاحب! سوامی جی کا بھی یہی مطلب ہے مگر ذرا آپکی سمجھ کا پھیر ہے اُنہوں نے تفصیل زیادہ کی ہے یعنی جو برہم چریہ آوک تپ رہت ہے اور دان لیتا ہے اور جوان پڑھا ہے اور دان لیتا ہے اور جو صرف دان پر ہی اتبنت لگا رہتا ہے کچھ پرم دھرم نہیں کر سکتا یہ تینوں گن والے ہوں یا ایک سب ہی دکھ ساگر میں ڈوبینگے۔ اسی کیساتھ سوامی جی کی رائے کی تشپٹی کرنیوالے منوسمرتی کے شلوک ذیل ملاحظہ فرمائیں۔ ۴-۱۹۰ پس یہ اعتراض سراپا اندرونی مخالفت کا باعث و تحقیق حق سے کوسوں دور ہے اعتراض صفحہ ۴۵ (سوامی جی کی انوکھی تحقیقات) کہ اُنہوں نے ویدوں کا پرکاش اگنی آدی چار رشیوں کے آتماؤں میں لکھا ہے اور برخلاف تمام رشیوں کے برہما پر نہیں لکھا۔ تردید۔ برہما کو وید کے الہام ہونیکا ذکر کسی معتبر گرنتھ میں نہیں ہے۔ بلکہ یہ پورانوں کی جھوٹھی تقلید ہے۔ ہم اگر پورانوں اور اُس کی اس روایت کو صحیح مانیں تو عوض برہما پر وید کے الہام ہونیکے خود برہما کی زندگی پر ایک بڑا بھاری کلنک کا ٹیکا لگتا ہے۔ برہما اور اُسکے چار مُنہ کی کہانی (دیکھو بھاگوت شیو پوران۔ دیوی بھاگوت۔ ادہمن شلوک ۲۳) اور اُسکی پوجا کا مترک ہونا نہایت ہی عبرتناک ہے پس نہ تو ایسے عجیب الخلقت کوئی برہما ہوئے۔ اور نہ اُنکا کسی ست شاستروں میں ذکر ہے۔ وید دوارا پرکاش کے مصنف یا کوئی اور اگر برہما کی کہانی کو ذرا آنکھیں کھولکر مطالعہ فرما لیتے۔ تو ہرگز ایسے کانی پُرش اور اُسکی رسالت اور اُسکی پیدائش پر یقین نہ کرتے۔ مگر وہ غریب کیا کریں۔ ع۔ بُغز بچشم عداوت بزرگ ترعیبست۔ اب ہم بتلاتے ہیں۔ کہ گو پتھ برہمن اور شتپتھ برہمن اور منوسمرتی وغیرہ ہماتن رشیوں کے گرنتھوں میں اگنی۔ وایو۔ آدت۔ انگرہ۔ ابتدائی مہرشیوں کے آتماؤں میں ویدوں کے پرکاش کا ذکر ہے (مفصل دیکھو وید بھاش اندو سنسکرت مصنفہ پنڈت دیودت جی شاستری) برہما جی پر ویدوں کا ظہور تو مورتی کے عقیدے کی طرح وید مقدس اور ست شاستروں کے خلاف ہے ہم رسالہ الہام وید میں اس پر مفصل بحث کرینگے۔ اعتراض صفحہ ۴۶۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۸۰ میں برہمن آدی کے پورانوکت اُتپتی پیدائش پر سوامی جی نے جو اعتراض کیا ہے۔ اُس پر تمسخرانہ گفتگو کی ہے تردید۔ ہمارے کایستھ مہربان کو اپنے نام کی طرح شیو شکتی کی شکل کے سوائے اور کوئی اعتراض کرنا آتا ہی نہیں۔ اچھا اُن کی مرضی مگر ہم اس موقعہ پر پھر اُن سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ وہ ستیارتھ پرکاش کی اس تحریر کو پھر مطالعہ فرماویں۔ اور بیہودہ طور پر ست پُرشوں کے منہ نہ آویں۔ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر + گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر + تو بصورت رفتہ ور ماندۂ + وید اقدس انہ مطلق خواندۂ۔ سوامی جی نے اول تو وید مقدس کے اُس منتر کا ترجمہ برہمن تفسیروں کے انوکول کیا۔ پھر فرماتے ہیں جیساکہ "سب انگوں میں مکھ سریشٹ ہے ویسی ہی پورن ودیا اور اُتم گن کرم سبھاؤ سے یکت ہونے سے منش جاتی میں اُتم برہمن کہلاتا ہے۔ جب پرمیشور کے نراکار ہونے سے مکھ آدی انگ ہی نہیں ہیں تو مکھ سے اُتپتن ہونا اسنبھو ہے جیساکہ بندھیا ستری کے پتر کا وواہ ہونا"۔ انتہا لکھکر آپ پورانوکت ہٹھی لوگوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ جو مکھ آدی انگوں سے برہمن آدی اُتپن ہوتے تو اپادان کارن کے سدرش برہمن آدی کی آکرتی ادشیہ ہوتی جیساکہ مکھ کا آکار گول مال ہے۔ ویسی ہی اُن کے شریر کا بھی گول مال مکھ آکرتی کے سمان ہونا چاہیئے۔ کھشتریوں کے شریر بھجا کے سدرش۔ ویشوں کے اُرو کے تل۔ شودروں کے شریر پگ کے سمان اکار والے ہونے چاہیئے (کیونکہ اُن کی اُتپتی مختلف اُپادان کارنوں سے ہے) مگر ایسا نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی تم سے پرشن کریگا۔ کہ جو جو مکھ آدی سے اُتپن ہوئے تھے۔ اُنکی برہمن آدی سنگیا ہو۔ پرنتو تمہاری نہیں جیسے کہ سب لوگ گربھ آشے سے اُتپن ہوتے ہیں۔ ویسے ہی تم بھی ہوتے ہو۔ تم مکھ آدی سے اُتپن نہ ہوکر

برہمن وغیرہ سنگیا کا ابھمان کرتے ہو اس لئے تمہارا کہنا ارتھ ویرتھ یعنی اپرمان ہے اور جو تم نے ارتھ کیا ہے۔ وہ سچا ہی ہے۔ یعنی وہ افسوس کرتے ہیں اُن لوگوں پر جنہوں نے جھوٹھی کہانیاں بنا کر برہما جی کے مکھ کو کلنک لگایا۔ یعنی اُنکے مکھ کو بچہ دان بنایا اور اسی طرح اُنکے سارے شریر کو۔ اور پھر اُس سے وضع حمل بتلایا۔ پورانوں کے حسب حال کسی انا نے فرمایا ہے ع تن شدہ جملہ داغ داغ پنبہ کجا کجا نہی۔ نتیجہ۔ ارباب دانش و بینش سے مخفی نہ ہوگا۔ کہ سوامی دیانند کے ظہور سے پیشتر ہندو قوم کی حالت کیسی ردی اور بھدی ہو رہی تھی نہ دین کا ٹھکانا نہ مذہب کا پتا۔ دربدر خاک بسر ٹکراتے پھرتے تھے۔ برہمن جنکا دھرم وید و شاستر کا پرچار تھا وہ عوض اسکے کہ لوگوں کا سُدھار کرتے خود جینی اور بام مارگی بلکہ بیچ مارگی ہو کر سیاہی کا ٹیکا لگا چکے تھے۔ کھشتری کچھ راسدھار ہیئے تھے اور کچھ رنڈی بازی و شراب نوشی وغیرہ خرابیوں میں مبتلا ہو کر گئی گذری حالتیں ہو گئی تھی اور مذہب کیطرف سے سوئے نگاہ ہے اور ستداوچکھیا بابا اور دھونکل پرجانیباد رختو اور تیرتھوں سے مرادیں مانگنے کے یا کثرت ازدواج وغیرہ کے بالکل جانتی ہی کیا تھی ویش سوائے میلی دھوتی اور روٹی کی چھوت چھات کے دھرم کا نام تک نہ جانتے تھے ہمارے معزز دوست منشی اندرمن صاحب نے کچھ فارسی عربی کی تعلیم پاکر اپنے دھرم کی حفاظت پر کمر باندھی مگر سنسکرت کی ناواقفی کے سبب وہ کسی مرحلہ پر چلنے کیواسطے کامیاب ہو سکے۔ اور وانپسی کے پراشچت کیواسطے اُنکے پاس سکوت کے سوا اور کیا جواب تھا وہ خود ویش ہونیکے کارن اور برادری کی زنجیر میں جکڑے ہونیکے سبب باوجود دل سے ماننے کے کبھی ایک قدم نہ باہر دھر سکے ریفارمیشن کا معاملہ تو امر دیگر ہے اسی طرح برہمو سماج کا ابھار اور اُنکی ناکامیابی دنیا سے کچھ مخفی نہیں بنا براں آریہ سماج ایک قومی و مذہبی ریفارم کے مندرجہ ذیل اصلاحوں کیواسطے ضرورت تھی۔ روز بروز ہندوؤں کا عیسائی اور مسلمان و دیگر مذہب ہو۔ ویدک دھرم سے منکر مختلف دیوتا پرستی۔ باہم دھرم کرم کی مخالفت۔ ایک دوسرے کے ہاتھ کے کھانے پینے کو ہی دھرم جاننا ویدانت کا طوفان بے تمیزی اور قوم کا دھرم کرم سے بیپرواہ ہو جانا سنسکرت ودیا سے لاپرواہ ہو جانا۔ بام مارگ اور چولی مارگ وغیرہ سے جو بیرحمی اور بداخلاقی آگئی تھی اُسکا دور کرنا۔ اسی طرح کے اور بھی کئی امورات تھے جنکی واسطے ایک ریفارمر کے آنے اور ریفارمیشن فرمانیکی ابھلاشا لگ رہی تھی۔ جسکے پورا کرنیکے واسطے سوامی دیانند جی کا ظہور ہوا۔ اور یہ بھی ایک نامی قاعدہ ہے جسکے مطابق مخالفت بھی گھر سے ہی شروع ہوئی زیادہ مخالف اپنی قوم ہی ہوئی۔ اس نامراد قوم کی اصلاح کا جس نے بیڑا اُٹھایا اُسی سے اس نے مخالفت کی۔ اور اُسے دشمن سمجھا۔ پتھر اور اینٹیں ماریں۔ بلکہ سنگسار کیا۔ زہر کا پیالا پلایا اور بدنام کیا۔ ملزم بنایا۔ اگر گری ہوئی حالت میں غافل اور لاپرواہ ہندو قوم بابت دھرم سے پتت اور گمراہ نام نہاد آریہ قوم ہے
تمہیں کو جگاتا تھا شنکر بچارا + تمہیں کو اُٹھاتا تھا کمارل سدھارا۔ ہوا و شنو بھی تھا قربان تمہارا + دیانند نے تم پہ سر دے وارا
تمہاری مگر قوم حالت وہی ہے + ہوئی صبح پر خواب غفلت وہی ہے + پیارے رشی پتر و آریہ بند ہوؤ۔ اب اس عدل و انصاف کے زمانہ میں اور خصوصاً ایسی مادر مہربان کے راج میں جسکی سلطنت میں آفتاب بھی غروب نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ روشنی بخشتا ہے آپ کا سوتے رہنا اور اُس کے سایۂ عاطفت آرام پاکر بھی ست ویدک دھرم کیطرف متوجہ نہ ہونا کتنی بدبختی کی علامت ہے اگر اس وقت بھی آپنے کروٹ نہ لی اور ویدک وہونی سنکر بھی آپکے کان نہ کھلے۔ اور بد ستور بت پرستی بلکہ بام مارگ کی گھنونی تعلیم کی خونریزی سے سیاہ دل اور شراب کے نشہ سے چور اور مخمور ہے تو تمہارے لئے تک بھی جاگنا کٹھن ہے

تمہیں اپنی مشکل کو آساں کروگے
تمہیں اپنی منزل کا ساماں کروگے
تمہیں درد کا اپنے درماں کروگے
کہو گے تمہیں کچھ اگر یاں کروگے
چھپا دست ہمت میں دست قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

سماپت

آریہ سماج میں شانتی پھیلانے کا اصلی اوپاؤ اور رامچندر جی کا سچّا درشن

حصّہ اول

مانس کھانا پاپ ہے یعنی وید مقدس اور ست شاستروں کے رو سے گوشتخوری کی تردید اور مخالفون کے اعتراضوں کا جواب۔

جس وقت سنسار میں ویدک دھرم کا پرچار تھا۔ اور ست شاستر انوسار لوگ ایسے جیون کا سُدھار کرتے تھے۔ اُس وقت نہ تو عناصر پرستی کا نام تھا اور نہ بُت پرستی کا وہم و گمان ایشور کے دیراہ ور نرسنگھ وغیرہ اوتار نہیں مانے جاتے تھے اور نہ اُسے گوپیوں کے ساتھ ہاس بلاس اور راس لیلا کرنے کے کلنک لگائے جاتے تھے۔ ایک جگدیشور کے سوا کسی دیوتا کی پرستش نہیں جانتے تھے اور پنچ مہایگیوں کے علاوہ کسی پیر پرستی یا گرہ پوجا کو نت کرم نہیں مانتے تھے۔ اُس سمیہ ماتا پتا اتھتی۔ آچاریہ اور پرماتما۔ ان پانچ کے سوا کسی اور سے سروکار نہ تھا۔ اور نہ کوئی اور پرستش کے قابل شمار ہوتا تھا چاروں ورن اور چاروں آشرم گُن کرم انوسار جاری اور ساری خدائی کا اسپر عملدرآمد تھا۔ اُس زمانہ کے دیوتے دیب گُن یُکت۔ ستوگنی۔ شانت۔ آتما۔ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار۔ یعنی پانچ وکاروں سے آزاد۔ عابد اور نیک نہاد ہُوا کرتے تھے۔ نہ تو اُنڈوں کا لی۔ جوالا۔ پشوپتی ناتھ۔ یا بھیروجی صفحہ دُنیا پر براجمان تھے۔ اور نہ چامُنڈا ڈاکنی شاکنی وغیرہ نام دہاری دیوتے قابل پرمان تھے۔ اور اگر کہیں خدانخواستہ یہ موجود تھے۔ تو بھی اس قالب اور اس خوراک سے سراپا مفقود تھے۔ نہ اُن کی یہ صورتیں تھیں اور نہ ایسی بھیانک مورتیں ایک عظیم الشان زمانہ تک اسی طرح ست کا دور دورہ رہا۔ اور حق پرستی کا نام عالم میں شُہرہ۔ آخرالامر دیوسوت منو کی ۲۸ چوکڑی کے تین یُگ گزر جانے کے بعد چوتھے یُگ (کلجگ) کی سندھی کے سمیہ ہر کمالے را زوالے کے بموجب اُنتی کی شکھر (چوٹی) پر چڑھی ہوئی آریہ قوم کو کاہلی نے آگھیرا۔ اور عیاشی اور بدمعاشی نے اُن کے کشور دل پر ڈیرا جما دیا۔ شراب خوری۔ گوشت خوری۔ مچھلی کے کباب۔ زنا۔ مدرا یکے بعد دیگرے پھیلنے لگے۔ اول اول راجاؤں میں ماس کا آغاز ہُوا۔ کیونکہ بہ نسبت اوروں کے یہ سامان انہیں جلدی اور آسانی سے میسّر ہو سکتے ہیں۔ اور کوئی ڈنڈ دینے والا بھی نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی کا خوف ہوتا ہے۔ راجاؤں کے پروہت یا آچاریہ عموماً پالیسی باز ہوتے ہیں۔ جدھر راجا کی رُچی دیکھی۔ جھٹ اُسی کے مطابق شلوک بننے شروع ہو گئے بقول سعدی ؎

اگر شہ روز را گوید شب است ایں ... بباید گفت اینک ماہ و پروین

اور ایک دوسرے موقعہ پر لکھا ہے۔

خلافِ رائے سلطان رائے جُستن ... زخونِ خویش باید دست شُستن

ست پُرشوں اور مہاتماؤں یا عوام الناس سے پوشیدہ رکھنے کے واسطے عام بول چال میں اِن اشیاء کے دوسرے نام رکھے گئے۔ مد کا نام تیرتھ۔ مانس کا نام شُدھی اور پشپ یعنے پھول اور مہا پرشاد مچھلی کا نام جل تُمبکا۔ ندر کا نام چیتکی بیٹھن کا پنچمی۔ طوائف کا نام دیوانگنائیں۔ اپچھران اور گل بُدھو۔ اور اِن چیزوں کے استعمال کرنے والوں کے نام کول۔ آرد ریہ۔ شامبھوگن۔ اور جو لوگ انہیں بُرا سمجھتے اُن کا نام کنٹک۔ بھوکھ۔ ششنگ پشو کہا۔ مطلب اس تمام مکاری اور فریب کا یہ تھا کہ کوئی پہچان نہ کر سکے۔ اور کسی پر یہ راز ظاہر نہ ہو۔ اول پوری پچوری۔ شراب اور

زنا سے اس کا آغاز ہوا۔ گوشت اُس کے بعد شامل کیا گیا۔ بلکہ اختیاری رکھا گیا۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا یا تجربہ کر کے دیکھ لیا تھا کہ زنا اور شراب کے ساتھ گوشت خوری سے انسان بچ نہیں سکتا۔ اور پھر اس گوشت خوری کے دو حصّے کئے گئے۔ خشکی کے جانوروں کا مانس۔ اور بحری جانوروں کا مانس۔ غرضیکہ آہستہ آہستہ مرغ مرغا سے لے بکری بکرے تک پہنچے۔ مگر یہاں صبر کس طرح ہو سکتا تھا۔ گائے۔ بھینس اور آدمی تک نوبت پہنچی۔ اور اُس وقت بام مارگ نہ رہا۔ بلکہ اگھور اور کول ہو گیا یعنے سراپا ظلمت و اندھکار۔ چنانچہ اُن کے گرنتھوں میں لکھا ہے

अघोरात् परतरं नास्ति। कोलात परतरं नास्ति

زناہ بھی صرف خاوند والی عورتوں تک محدود نہ رہا۔ طوائفوں۔ بیواؤں سے گذر کر چوڑھی چماری۔ دھوبن۔ قصائن۔ کلالن۔ چنڈالن تک پھیل گیا۔ اور ماتا اور بہن کی تمیز نہ رہنے دی شرابنوشی کے عوض بھر دیئے گئے۔ بدچلن اور زانی راجاؤں کے خوش کرنے کے کارن جنہوں نے سب سے اچھے شلوک بنائے۔ وہی زیادہ منظور نظر ہو کر جاگیردار اور منصبدار بنائے گئے۔ اس نامبارک منشاء کے پورے کرنے کے واسطے وید منتروں کے ارتھوں میں تاویلیں ہونے لگیں۔ اور بقول شخصے۔ کا ماتر انام نہ بھیم نہ لجیا۔ اور جب ویدوں سے اُن کی خاطرخواہ کامنا پورن نہ ہوئی اور نہ پنچ مکاروں کے سدھ کرنے کے واسطے وا منتر مل سکے۔ تو لاچار ہو کر ویدوں کو سکنڈ کلاس میں ٹھیرا کر اُن سے اوپر فسٹ کلاس میں شامبھوی وِدیا کے گرنتھ مقرر کئے گئے۔ جیسا کہ ہٹ دیپکا میں لکھا ہے۔

वेदशास्त्र पुराणानि समस्तगणिकायथा।
एकैव शांभवीविद्या गुप्ताकुलवधूरिव ॥

کہ وید اور شاستر اور پُران برہمن گرنتھ یہ تو طوائفوں کی طرح ظاہر باتوں کا اپدیش کرتے ہیں۔ صرف ایک شامبھوی ودیا یعنے بام مارگ کے گرنتھ ہی ہیں۔ جو پردہ نشین عورت کی طرح نقاب میں باتیں کرتے ہیں۔ (مفصل دیکھو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

ناظرین! آپ سمجھ گئے ہونگے۔ اس شلوک کا خاص مطلب اور مخفی منشا خود بام مارگیوں نے بھی جب وید سے اپنی اچھیا پورتی خاطرخواہ صدہا تاویلیں کرنے پر بھی نہ دیکھی تو لاچار کنارہ کیا اور صاف کہہ دیا کہ وید اُن گپت باتوں یعنے پانچ مکاروں کی ہدایت نہیں دیتے۔ وہ تو ظاہر کرم کانڈ اور سندھیا گایتری کے ہادی ہیں ٭ پھر بام مارگی راجاؤں نے اور اُن کے تو کول گرہستیوں نے شرادھ وغیرہ ست کرموں اور اتیتھی ستکاروں میں بھی مانس ہی دینا شروع کیا۔ اُس زمانہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ صدہا مرتبہ اِن لوگوں نے اور پشو تو درکنار غیر لوگوں کے بال بچّے قتل کر خود کھا لئے یا آئے ہوئے مہمانوں کو کھلا دیئے۔ اور لاکھوں مرتبہ دیوتاؤں پر انسانوں کا خون بہا دیا۔ بھاگوت جاننے والے جڑ بھرت کی کہانی سے اچھی طرح واقف ہیں۔ دام مارگ کے واسطے نہ تو زندہ ودوانوں کو دیوتا مانا گیا اور نہ کسی مرے ہوئے رشی مُنی کی پوجا کی گئی۔ بلکہ نئے دیوتا اور نئی دیویاں ایجاد ہوئیں۔ جنکا ست شاستروں میں اشارہ و کنایہ بھی نہیں۔ مثلاً پشوپتی ناتھ۔ کالی۔ چنڈی۔ چانڈالی۔ مہاکالی۔ کامکھشیا۔ جوالا چامنڈا۔ بھوت ناتھ۔ بھیرو۔ ڈاکنی۔ شاکنی۔ بگلا مکھی وغیرہ اور اسی طرح اُن کی خوراک بھی تمام رشی مُنیوں کے خلاف مقرر کی گئی ہے۔ مانس۔ شراب۔ مُردہ۔ ہڈی۔ قے۔ اور ایسے ہی مکروہ اُن کے لباس اور سواریاں قائم کی گئیں۔ چونکہ رگ ویچ مارگ

تانترک - کول - مشعل کُشاں - ذاکریا - اسماعیلی وغیرہ سب اِسی دام مارگ کی شاخیں ہیں - اب تک بھی جو ہندو لوگ دیوی اور بھیرو کو نہیں مانتے اور ویشنو کہلاتے ہیں وہ ماس و شراب کے استعمال کو سخت گناہ سمجھتے ہیں - منتروں اور جنتروں کے لکھنے کے واسطے بھی خون کی سیاہی اور ہڈی کے قلم اور چمڑے کے کاغذ سے کام لیا گیا - پوتر یگیہ اور شدہ ہون گندے ماس مدرا سے اپوتر کئے گئے - اور نئے نئے ایک اکشر اور دو اکشر کے منتر بنا کر گومیدھ اور اشومیدھ اور اجامیدھ سِدھ کئے گئے - اور جاہلوں اور معترضوں کو تسلی دی گئی کہ ہم جانوروں کو پھر منتروں سے زندہ کر لیا کرتے ہیں مہابھارت کے زمانہ سے لیکر بودھ کے زمانہ تک یہ طوفان بے تمیزی ہر گاہ مد براں مزید کرد کبھی کبھی آہستہ اور کبھی کبھی خوب زور سے جاری رہا - ویددان مہاتما برہمن کبھی مختلف اوقات میں سانئد کے ساتھ مخالفت کرتے رہے اور ان مذموم رسوم کے مٹانے میں ہمہ تن کوشاں رہے مگر یتھا راجہ تتھا پرجا قطعی اس خرابی کی جڑھ نکاٹ سکے - سب سے پہلے اِس کا کھنڈن مہاراج کرشن و دیاین شری وید بیاس جی نے کیا - چنانچہ وہ فرماتے ہیں -

सुरा मत्स्याः पशोर्मांसं द्विजातीनां बलिस्तथा।
धूर्तैः प्रवर्तितं ह्येतन्नैतद्वेदेषु कल्प्यते॥
म० शा० अ० २६४ श० ६

ترجمہ - شراب - مچھلی - اور دیگر پشوؤں کا ماس اور انسانوں کی بلی دُہورت لوگوں نے چلائی ہے - وید میں ہرگز اس کی اجازت نہیں ہے -

بیاس کے فرزند ارجمند شکھدیو منی جی فرماتے ہیں -

यूपं कृत्वा पशून् हत्वा कृत्वा रुधिरकर्दमम्।
यद्येवं गम्यते स्वर्गो नरके केन गम्यते॥ १॥

ترجمہ - بکری سے باندھ اور پشوؤں کو مار کر زمین کو خون آلودہ کرنا اگر اس طرح انسان سورگ میں جاتا ہے - تو تبلائیے نرک میں کس طرح جاویگا -

सत्ययूपं तपोऽग्निश्च प्राणाश्च समिधो मम।
अहिंसापरमोधर्म एषधर्मः सनातनः॥ २॥

ترجمہ - ست برت ہمارا یوپ ہے - تپ ہماری اگنی ہے اور پران اپان ہماری سمدھا ہے کیونکہ اہنسا پرم دھرم ہے اور یہی سناتن سے مانا گیا ہے -

प्राणा यथात्मनोऽभीष्टा भूतानामपि ते तथा।
आत्मौपम्येन भूतानां दयां कुर्वन्ति पण्डिताः॥ ३॥

ترجمہ - پران جیسے انسان کو پیارے ہیں - ایسی طرح اور جیووں کو بھی ہیں - اس طرح سے اپنی طرح ودوان لوگ سب پر دیا کرتے ہیں -

اسی طرح اور کئی مہاتما میدھا دی بودھاین وغیرہ ست دھرم کا اُپدیش اور ان دید ورودھ باتوں کا کھنڈن کرتے رہے مگر دُشٹ پرچار بڑھ رہا تھا - اور یہاں تک بڑھ چکا تھا - کہ استریوں کو پشوؤں کے سنگ صحبت کرائے جانے کی بھی نوبت آگئی تھی - اور صرف آریہ ورت میں ہی نہیں بلکہ سب دیشوں میں یہہ خرابی پھیل چکی تھی - مثنوی رومی میں روم ویش کی ایک کہانی درج ہے - اسماعیلی فرقہ جہاں موجود ہے اُس کا یہ عام دستور ہے - ملک اٹلی میں بھی ایسی ہی کام ہوتے تھے - پراسٹچیوٹ روم یعنے بدکار مستورات کے مکان جن کے سب نمونے شہر نیپلز کے عجائب خانہ میں موجود ہیں - یہ کارروائی سب شہر پومپائی میں ہوتی تھی - جو ۶۷ء ۱۸ میں آتش فشاں پہاڑ کے لاوہ کے سبب تباہ ہو گیا - (مفصل دیکھو آریہ سماچار میرٹھ ماہ پھاگن سمبت ۱۹۳۹ بکرمی) نظامی نے سکندر نامہ میں بھی لکھا ہے

زمن باد مشعل کُشاں دور دار ❊ چراغِ مرا روز پر نور دار

غرضیکہ جب یہ بام مارگ بہت زور پکڑ گیا - اور اس نے نہایت درجہ تک خرابی پھیلا دی تو کرم سے ۲۵۰۰ برس پہلے کپل وستو میں بودھ نے پیدا ہو کر اور اس اگھور دام مارگ سے تنگ ہو کر دیا دھرم کا پرچار شروع کیا - بودھ مت کی بنائے گرنتھوں میں دیدوں پر بخیال خود بڑے بھاری الزام لگائے ہیں اور بڑے زبردست اعتراض کئے ہیں - مگر حقیقت میں کوئی اعتراض صحیح نہیں کیونکہ جو اعتراض ہیں وہ دام مارگ مذہب پر ہیں - اور انہیں کی بیان کردہ کلنکت باتوں پر ہیں نہ کہ وید مقدس پر - دام مارگ سے لیکر بودھ وغیرہ مت متانتروں نے جو جو اعتراض وید مقدس پر کئے ہیں وہ سارے کے سارے ترمول ہیں ❊

خیر کچھ ہی ہو - بودھ نے دام مارگ یا بقول خود ویدک مت والوں پر اعتراض کئے - اور اس خوبی سے کئے کہ لوگوں نے ناستک بننا سویکار کیا - مگر گوشت خور ویدک بننے سے متنفر ہو گئے اور ایسے ویدوں کو بھی اُنہوں نے جواب دیا - کیونکہ اگر چہ بید ہر اور ساین کے ارتھ صحیح ہیں - تو ایسے دھرم شاستر کے ماننے سے ناستک ہونا ہزار درجہ بہتر ہے؟ اور اگر دام مارگ صحیح ہے - جیسا کہ عموماً ہندوؤں کا اعتقاد ہے - تو لا مذہب ہونا اُس سے عمدہ ہے - بودھ کی تعلیم سے اگر چہ لوگ ایشور اور وید سے شردھا رہت ہو گئے - اور اُس ویدوکت دھرم یعنے بام مارگ کی نندا ہونے لگی - لیکن صحیح بات یہ ہے کہ عملی طور پر ایک بات (ایشور کی ہستی کے انکار) کے سوا اور تمام تردیدوں پر عملدرآمد ہونے لگا یعنے پشوؤں کو مار کر یگیہ کرنا بند ہو گیا - اور بلی دیشو و یو یگیہ ہر روز دیا گیا - اندھے - لولے - لنگڑے عاجز محتاج آدمی اور جانوروں کے واسطے شفا خانے اور غریب خانے تیار ہو گئے - یتیم خانے جاری کئے گئے - (دیکھو منو ادھیائے ۳ / ۹۲) تناسخ اور شبھ کرموں پر زندگی کا مدار رکھا گیا - اگر چہ بودھ خود اتنا کامیاب نہ ہوا مگر اُس کے بعضے اصول بالکل ویدوکت تھے - جس طرح آجکل بعضے آدمی پرانوں یا مہیدھر کے ترجمے پڑھکر عیسائی ہو جاتے ہیں - بجنسہ یہی حال بودھ کا تھا - نہ اُس کا قصور اور نہ ویدوں کا - یہہ سارا کا سارا قصور بام مارگیوں کا تھا - جنہوں نے بودھ کے آتما کو مجبور کیا - کہ وہ اس دھرم کو ترک کرے ❊

اِس بودھ کے ناستک مت کی تردید کرنے والے سب سے پہلے بھٹ پادکمارل آچاریہ ہوئے اُن کی بابت ذکر ہے - کہ وہ جس وقت وید شاستر کو پڑھ چکے - تو ایک دن ایک مکان کے نیچے سے گذر رہے تھے - محل کے اوپر ایک راجکماری دھرم کی بُری حالت کو سوچ سوچکر یہہ آدھا شلوک پڑھ رہی تھی -

किं करोमि क्व गच्छामि को वेदानुद्धरिष्यति।

کہ میں کیا کروں اور کہاں جاؤں - اس اندھکار بودھ مت کے زمانے میں کون ویدک دھرم کی حفاظت کریگا - تب اُس کے جواب میں کمار آچاریہ بولے -

मा विभेषि वरारोहे भट्टाचार्योऽस्ति भूतले॥

کہ اے پیاری مت سوچ کر بھٹ آچاریہ پرتھوی پر موجود ہے - اس کے بعد یہ عام پرسِدھ ہے - کہ انہوں نے بودھ مت کا کھنڈن شروع کیا - مگر ساتھ ہی بام مارگ کا بھی - ان کے بنائے گرنتھوں میں بھی ماس شراب کا برابر کھنڈن موجود ہے - اس کے بعد ۲۲ سو برس کا عرصہ ہوا - کہ شنکر آچاریہ ہوئے - اُنہوں نے بھی ماس شراب کے پرچارک متوں کا اُسی طرح کھنڈن کیا - جس طرح کہ بودھ اور جینیوں کا اور ابھی تک اُن کے مت ایدنائی ماس اور شراب کو بُرا جانتے ہیں - سوائے چند بام مارگی گوسائیوں کے - بعد ازاں ۱۱۵۰ء میں رامانج ہوئے - اُنہوں نے تو کھلم کھلا برخلاف بام مارگی اور ماس آہاریوں کے ویشنو مت کا پرچار کیا - اُن کی زندگی کا سار تمام تر رامچندر جی کی زندگی تھی اور اُن کا نتیجہ تھا کہ وہ ہرگز ماس آہاری نہیں تھے - انہیں کے مت میں ۱۴۸۸ء میں کبیر ہوئے - اُس نے بھی دین اسلام ترک کر کے ویشنو مت سویکار کیا - اور گوشت خوری وغیرہ کے مسائل کی تردید شروع کی - کبیر جی کا قول ہے

ان جھٹکا اُن لبسمل کینا دیا دوہاں سے بھاگی | کہے کبیر سُنو بھائی سادھو آگ وہاں گھرلاگی
جیو بدھ دھرم کرتھا ہوا دھرم کہاں کہو بھائی | آپس کو منی ور کر تھا پیوہ کا کو کہت قصائی
کبیرا تیری جھونپڑی گل کٹین کے پاس | کرن گے سو بھرن گے تو کیوں بھیؤ اودا س

اُنہیں ایام میں یا اِس سے کچھ پہلے ایک سادھو ہو گئے - اُنہوں نے بھی کئی عمدہ باتوں کا پرچار کیا جن کا نام دادو تھا - اُن قول ہے - ❦

پاہن پرمیشور کیا کرلئے آتما گھات | ست کہوں ستنشے ہنیں سچ پرانی دوزخ جات

اِس سے کچھ پہلے ایک مہاتما جامبھ جی دہلی کے گردنواح میں ہوئے ہیں - اُنہوں نے علمائے اسلام سے مباحثہ کر کے بہت کچھ اُنہیں قائل معقول کیا - اور صدہا آدمیوں کو دین اسلام سے نفرت دلا کر ویدک دھرم کا پیرو بنایا - اور ایسا ہی اوپدیش چیتن نے کیا - لیکن بام مارگی دُنیا سے بالکل کم نہ ہوئے - وہ بدستور پوشیدہ پوشیدہ اپنا کام جتنا ہو سکا کرتے رہے اور بدکاری میں قدم دھرتے رہے -

مُسلمانی جوروستم کے زمانہ میں ایک اور مہاتما ادھوجی ہو گئے ہیں - اُنہوں نے بھی ہزار و آدمیوں کو قبت پرستی اور گوشتخوری اور جیو برہم کی ایکتا سے ہٹا کر ایشور کی بھگتی کا اُپدیش دیا - مگر دین اسلام کا کھنڈن بھی ساتھ ہی کرتے تھے - بنا برآں متعصب بادشاہ کے حکم سے قتل کرائے گئے - بابر کے عہد میں بابا نانک جی نے بھی جہاں تک ہمیں علم ہے - گوشت خوری کی تردید کی - اور گوشتخوروں کو اِس کے ترک کرنے کا اوپدیش دیا چنانچہ ہے - ❦

بھنگ مچھلی سراپان جو جو پرانی کھائے + دھرم نیم جتنے کئے سبھی رساتل جائے

جے رت لگے کپڑے جامہ ہوئے پلیت + جے رت کھاوے مانسا تن نرمل کھان چیت
اسنکھ مُوکھ اندھ گھور اسنکھ چور حرامخور + اسنکھ امر کو جائیں جور
اسنکھ گل دو ہتیا کمائیں + اسنکھ پاپی پاپ کر جائیں
اسنکھ ملیچھ مل بھچھ کھائیں + خوب کھانا کھچڑی جا میں امرت لون

ہیاروٹی کارنے گلا کٹاوے کون

مانس کھانڑے کرے تو اج | چھری دگا یئں تن گل تاگ
تن گھر برھمن پورے ناد | اُتان ہی آوے آدھے سواد
کوڑی راس کوڑا بیوپار | کوڑ بولیں کریں آدھار
شرم دھرم کا ڈیرا دور | نانک کوڑ رہیا بھرپور
متھے ٹیکا تیڑدھوتی لگائی | ہتھ چھری جگت قصائی

عرصہ ۵۰۰ برس کا ہُوا کہ سائیں آچاریہ اور اُس کے قریب زمانہ میں ہی مہیدھر ہوئے یہ دونوں بام مارگی تھے - اُنہوں نے راجاؤں کو بس میں کر کے ویدوں کے ذریعہ سے بام مارگ کے پرچار پر مضبوط کمر باندھی - اور انہیں ایام میں ایک گوسائیں شاور ہوئے - اُنہوں نے بھی بام مارگی ہونے کے کارن مانس شراب کا خوب پرچار کیا - اوّل نے رگوید پر بھاشیہ بنایا - اور دوسرے نے یجُروید اور تیسرے نے میمانسا پر - ہم زیادہ طول دینا نہیں چاہتے - کہ اُن کی کتابوں سے اصل عبارت نقل کریں کتابوں کے نام سے ہی آپ سمجھ جاوینگے کہ مہیدھر نے منتر مہودہی بنایا - اور مسٹر شاور نے شاور تنتر بس آپ جان سکتے ہیں - کہ اُنہوں نے ان بھاشیوں میں ست دھرم کا کس قدر ستیاناش کرنے کی کوشش کی بہت کچھ بام مارگ کا پرچار اُن کے بھاشیوں میں سے بھی ہُوا - اور لوگ ست دھرم سے گمراہ ہوئے اور یہ طوفان بے تمیزی روز بروز بڑھتا گیا - انہیں بھاشیوں کی برکت ہے کہ پنڈت جگن ناتھ شاستری جیسے رنڈیوں کے چاہِ ذقن میں غوطہ کھا کر مسلمان ہو گئے +

مانس کی بابت شری سوامی دیانند جی مہاراج کا اُپدیش

عنقریب تھا کہ صدہا پنڈت لامذہب ناستک - محمدی یا عیسائی ہو جاتے - اور ویدک دھرم کو لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھ کر کنارہ پکڑتے - کہ یک لخت ایک مہاتما روح نے اِس سنسار میں تاریخ مبارک سمت ۱۸۸۱ بکرمی گجرات میں جنم لیا - اور پورن جوان ہو کر ست شاستروں کے پٹھن پاٹھن اور ویدوں کے ابھیاس سے نتیجہ کر لیا - کہ اِس وقت کی تمام حالت بالکل ویدوں کے خلاف ہے - چنانچہ کاشی وغیرہ میں صدہا پنڈتوں کے ساتھ شاستراتھ کر کے سب پول کھول دیئے بقول شخصے -

کیا کاشی آدی میں شاستراتھ بھاری | ہوئے شانت سب پوپ دُش کرم جاری
دیا اور آنند ہے مول جن کی + | گھو دھرم جگیا سوا پیا دتن کی +

کرتے ہوئے شروع ۱۸۷۵ء میں بمقام بمبئی سب سے اوّل آریہ سماج قائم کیا - اور کئی ویاکھیان مانس اور شراب وغیرہ کے کھنڈن پر دیئے - اور اسی طرح مورتی پوجا وغیرہ وید وروددھ وشیوں پر - بعدازاں جولائی ۱۸۷۵ء میں بمقام پونا ویاکھیان دیئے - جو اُسی وقت بزبان مرہٹی طبع ہو گئے -

۸ - جولائی ۱۸۷۵ء "اہنسا پرمو دھرمہ دھرتی کھما اتیادی - دھرم اور ادھرم انیک ہیں پرنتو اُن میں وشیش ریتی سے یہ دھرم اور یہ ادھرم ہے اُس کو ہم پہلے کہتے ہیں اوّل اہنسا کا لکشن

अहिंसासत्यास्तेय ब्रह्मचर्यापरिग्रहाय माः

دیکھو یوگ شاستر پاد ۲ سوتر ۳۰ +

اہنسا اِس کا ارتھ عام طور پر تو یہ ہے کہ پشوؤں کو نہ مارنا - مگر ویاس جی نے اِس کا خاص ارتھ اِس سے بڑھ کر کیا ہے -

सर्वथा सर्वदा सर्वभूतानाम नभिद्रोहः अहिंसा हे या

یعنے سب طرح اور ہمیشہ سب پرانیوں سے وِرودھ یا ویر کا تیاگ اِس کا نام اہنسا ہے (صفحہ ۱) پھر ایک اَور ویاکھیان ۲۰ جولائی ۱۸۷۵ء کو سنسکار پر دیا - اُس میں یگیہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے "یگیہ میں مانس نویں پنڈتوں کی بناوٹ ہے - ہوم دیوتاؤں کا ہو اور مانس پشوؤں کا ڈالا جاوے - یہ بیوستھا پرمیشور کی ہو - ہمیں اعتبار نہیں - کیونکہ پرمیشور کی بیوستھا میں ایسا انیائے نہیں ہو سکتا - یہ تو ہم نے پشوؤں کے نہ مارنے کی بابت کہا - لیکن کیا کسی ہوم میں پشو مارے بھی جاتے ہیں - اِس شنکا کا اُتر دیتے ہیں - ہوم دو پرکار کا ہے - ایک راج دھرم سمبندھی - دوسرا سارماجک - اب تک تو ہم نے سماجک ہوم کا نردین کیا - اور باقی رہا راج دھرم سمبندھی ہوم اُس کی بیوستھا ساری کی ساری جُدا ہے اُس میں پشوؤں کے مارنے کی کیا عزت ہے - اُس میں منش بھی مارے جاتے ہیں یعنے یُدھ سمبندھی ہزاروں منش کے پران لینے راج دھرم میں درست ہیں - جو جنگلی جانور دُشٹ کھیتوں کو خراب کرتے ہیں - اُن کا مارنا ٹھیک ہے - اور جنگلی شیر وغیرہ کا بھی مارنا صحیح - مگر یہ ہوم سمبندھی مانس اہار یعنے گوشت خوری جو کہتے ہیں وہ بالکل ایوگ ہے کسی پران دھاری کو تکلیف دینا کیسے ہو سکتا ہے - کسی جیو کے پران لینے سے یہ دھرم ایشور نہیں ہو سکتا" (صفحہ ۶) +

سوامی جی نے جو اُپدیش بمبئی میں بسال ۱۸۷۵ء دیئے - اور جس اصول پر بمبئی آریہ سماج قائم ہُوا اُسی کے مطابق لیلا دھر ہری داس نے ایک کتاب ستیہ استیہ وچار ۱۸۷۶ء میں طبع کرائی - اُس کے صفحہ ۲۶ سے ۴۳ تک مانس شراب وغیرہ کا کھنڈن موجود ہے - پھر سوامی جی نے بھادوں سمت ۱۹۳۳ مطابق ستمبر ۱۸۷۶ء میں بھومکا تصنیف کرنا آرمبھ کیا اُس کے صفحہ ۱۷۱ و ۲۷۱ پر لکھا ہے "سب بھوتوں سے ہمیشہ اور ہر طرح ویر نہ کرنا اہنسا ہے - جو اُپاسک کے واسطے ضروری ہے - المختصر" - پھر صفحہ ۲۷۶ سے ۲۷۸ تک مانس شراب وغیرہ کا کھنڈن کرتے ہوئے لکھتے ہیں - "اتیادی انیک ارتھ کتھا تنتر گرنتھ میں لکھی ہیں - وہ سب وید آدی شاستر سیکتی پرمانوں سے وِرودھ ہونے کے کارن شریشٹ پُرشوں کے گرہن کرنے یوگ نہیں - کیونکہ مدھ آدی سیون سے مکتی کبھی نہ

ہوسکتی - پرنتو گیان کا ناش اور دُکھ ارتھات نرک کی پراپتی ویرگھہ کال تک ہوتی ہے ،،
سمت ۱۹۳۴ مطابق ۱۸۷۷ء میں سوامی جی نے آریہ اودیش رتن مالا تصنیف کی اور بمقام امرتسر طبع کروائی - اُس کے نمبر ۱۴ میں لکھا ہے - (آریہ) جو سریشٹ سوبھاؤ - دھرماتما - پرُوپکاری - ست وادی گُن یکت اور آریہ ورت دیش میں سب دن سے رہتا ہو وہ آریہ ہے -
نمبر ۵۷ - پروپکاری کی تشریح کی ہے - اپنی سامرتھ سے دوسرے پرانیوں کے سُکھ ہونے کے لئے جو تن من دھن سے برتین کرتا ہے - وہ پروپکار کہلاتا ہے +
نمبر ۴۲ - دسیو - اناریہ جو اناری آریوں کے سوبھاؤ اور نواس سے پرتھک ڈاکو چور - ہنسک کہ جو دُشٹ منُش ہیں - وہ دسیو کہاتے ہیں +
پھر سوامی جی نے لاہور میں جو ۱۸۷۷ء میں لیکچر دیئے ہیں - اُن میں سے ایک ویاکھیان میں فرمایا - کہ میں جو ایسا مضبوط اور ہرشٹ پُشٹ ہوں - مانس کھانے اور ہاڑ چبانے سے نہیں ہوا - بلکہ ان آدہک کے کھانے اور برمھچریہ سے ،، اور بھی کئی دفعہ اُنہوں نے مانس کا کھنڈن کیا +
پھر سوامی جی نے گوکرونا ندھی سمت ۱۹۲۷ مطابق ۱۸۸۰ء میں تصنیف کی اور یہی گرنتھ اُن کی زندگی میں دوبارہ ۲۰ - اپریل ۱۸۸۳ء مطابق بساکھ سمت ۱۹۳۹ کو شایع ہوا - اُس کے صفحہ ۶ سے ۱۴ تک ہر طرح کے مانس و شراب کا کھنڈن کیا ہے - اور بڑے پُر زور دلائل سے - پھر سوامی جی نے بھادر پد شکل سمت ۱۹۳۹ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۸۸۲ء کے ستیارتھ پرکاش سماپت کیا - اُس میں بمقامات ذیل مانس کا کھنڈن لکھا ہے -
صفحہ ۴ - پر لکھتے ہیں "کیونکہ جیسے پشو بلوان ہو کر نربلوں کو دُکھ دیتے اور مار بھی ڈالتے ہیں - جب منُش شریر پا کے ویسا ہی کرم کرتے ہیں تو وے منُش سوبھاؤ یکت نہیں - کنتو پشووت ہیں - اور جو بلوان ہو کر نربلوں کی رکشا کرتا ہے وہی منُش کہاتا ہے اور جو سوارتھ وش ہو کر پرائی ہانی کی ہنسا کرتا رہتا ہے - وہ جانو پشوؤں کا بھی بڑا بھائی ہے" (ستیارتھ پرکاش کا دیباچہ) +
صفحہ ۴۷ پر لکھا ہے کہ ماتا اور پتا کو اتی اوچت ہے کہ گربھا دھان کے پہلے درمیان اور بعد مادک درب - مدھ - دُرگندھ - رُوکھے - بُدھی ناشک پدارتھوں کو چھوڑ کر جو شانت آروگیہ - بل - بُدھی - پراکرم - اور سوشیلتا سے سبھیتا کو پراپت کریں ویسے گھرت (روغن) دوگدھ (دودھ) مشٹ شرینی) ان پان آدی سریشٹ پدارتھوں کا سیون کریں - کہ جس سے رج بیرج سب دوشوں سے رہت ہو کر اتی اُتم گُن یکت ہو" (سمولاس ۲)
صفحہ ۳۵ جس پرکار ارگیہ ودیا اور بل پراپت ہو - اُسی پرکار بھوجن چھادن اور بیوہار کریں کراویں - ارتھات جتنی کھشدھا ہو اُس سے کچھ نیون بھوجن کریں - مدھ - مانس آدی کے سیون سے الگ رہیں" (سمولاس ۲) +
صفحہ ۵۰ و ۵۱ - پر برمھچاری اور برمھچارنی کا ذکر کرتے ہوئے خاص طور پر مدھ مانس - پرانیوں کی ہنسا - جوا - جھوٹ - تمباکو وغیرہ کی ممانعت کی ہے (سمولاس ۲) +
صفحہ ۱۴۴ و ۱۴۶ - تک راج دھرم کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں "کام سے اُتپن دُشبو میں سے سب سے بڑے یہ ہیں - نشہ بازی - جوا بازی - زنا کاری - شکار کھیلنا - یہ سارے کے سارے ایک دوسرے سے بڑھکر بُرے ہیں - دُشٹ عادتوں میں پھنس جانے سے مرجانا اچھا ہے - المختصر (سمولاس ۶) +
صفحہ ۲۶۴ - جو لوگ مانس بھکشن اور مدھ پان کرتے ہیں - اُن کے شریر اور ویریہ آدی دھاتو بھی دُرگندھ آدی سے دوشت ہو جاتے ہیں - اِس لئے اُنکے سنگ کرنے سے آریوں کو بھی یہہ کو لکھشن نہ لگجائے - یہہ تو ٹھیک ہے ،، (سمولاس ۱۰) +
صفحہ ۲۶۵ - اِتنا اوشیہ چاہئے - کہ مدھ مانس کا گرہن کدا پی بھول کر بھی نہ کرے (سمولاس ۱۰)

صفحہ ۲۶۶ - ہاں مسلمان - عیسائی آدی - مدھ مانس آہاریوں کے ہاتھ کے کھانے میں آریوں کو بھی مانس آدی کھانا پینا اپرادھ پیچھے لگ پڑتا ہے - پرنتو آپس میں آریوں کا ایک بھوجن ہونے میں کوئی بھی دوش نہیں دیکھتا - ،، (سمولاس ۱۰) +
صفحہ ۲۶۷ - اور مدھ مانس اہاری ملیکش کہ جن کا شریر مدھ مانس کے پرمانوؤں ہی سے پورت ہے - اِن کے ہاتھ کا نہ کھاویں - ،، (سمولاس ۱۰) +
صفحہ ۲۶۸ - گائے - بکری - ہاتھی - گھوڑے - اونٹ - بھیڑ - گدھے وغیرہ سے بھی بڑے اُپکار ہوتے ہیں - اِن پشوؤں کے مارنے والوں کو سب منُشیوں کی ہتیا کرنے والے جانئے گا - ،، (سمولاس ۱۰) +
پرشن - جو سبھی اہنسک ہو جائیں تو بیاگھر آدی پشو اتنے بڑھ جائیں کہ سب گائے آدی پشوؤں کو مار کر کھا جائیں - تمہارا پورشارتھ ہی ویرتھ ہو جائے +
اوتر - یہہ راج پُرشوں کا کام ہے - کہ ہانی کارک پشو وا منُش ہوں اُن کو ڈنڈ دیویں اور پران سے بھی دیوکت کر دیویں +
پرشن - پھر کیا اُن مانس پھینک دیں -
اُتر - چاہے پھینک دیں - چاہے کُتے آدی مانس آہاریوں کو کھلا دیں - وا جلا دیں اتھوا کوئی مانس اہاری کھاوے تو بھی سنسار کی کچھ ہانی نہیں ہوتی - کنتو اُس منُش کا سوبھاؤ مانس اہاری ہو کر ہنسک ہو سکتا ہے - جتنا ہنسا اور چوری وشواس گھات چھل کپٹ آدی سے پدارتھوں کو پراپت ہو کر بھوگ کرنا ہے - وہ ابھکش اور اہنسا دھرم آدی کرموں سے پراپت ہو کر بھوجن آدی کرنا بھکش ہے - جن پدارتھوں سے سواستھ روگ ناشک - بُدھی بل - پراکرم - ورِدھی - اور آیو بردھی ہو جائے - اُن تندل آدی گندم - پھل - مول - کند - دودھ گھی - میٹھا - آدی پدارتھوں کا سیون یتھا یوگ پاک میل کرکے یتھوچت سمے پر متاہار بھوجن کرنا سب بھکش کہاتا ہے - جتنے پدارتھ اپنی پرکرتی سے ورودھ وکار کرنے والے ہیں - اُن اُن کا سروتھا تیاگ کرے اور جو جو جس جس کے لئے وہت ہے - اُن ان پدارتھوں کا گرہن کرنا یہہ بھی بھکش ہے ،، (سمولاس ۱۰)
صفحہ ۲۷۶ - جیسے کہ مدھ سیون - بال اوستھا میں وواہ اور سویچھا چار آدی دوش بڑھ جاتے ہیں - ،، (سمولاس ۱۱) +
صفحہ ۲۸۲ - پشچات جب وشیا سکت ہوئے تو مانس مدھ کا سیون گُپت گُپت کرنے لگے (سمولاس ۱۱) ۲۸۶ و ۲۸۷ - ارتھات یگیہ میں مانس کھانے میں دوش نہیں ایسے پامرپن کی باتیں وام مارگیوں نے چلائی ہیں - مانس بھکشن کرنے - مدھ پینے پر ستری گمن کرنے آدی میں دوش نہیں - یہ کہنا چھوکراپن ہے - کیونکہ بنا پرانیوں کے پیڑا دیئے مانس پراپت نہیں ہو سکتا - اور بنا اپرادھ کے پیڑا دینا دھرم کا کام نہیں - ،، (سمولاس ۱۱)
صفحہ ۲۹۹ پشو مار کر ہوم کرنا وید آدی ست شاستروں میں کہیں نہیں لکھا ،، (سمولاس ۱۲)
صفحہ ۳۰۱ اور جو مانس کھاتا ہے - یہ بھی اِنہیں بام مارگی ٹیکا کاروں کی لیلا ہے اِس لئے اُن کو راکھشس* کہنا اوچت ہے - پرنتو ویدوں میں کہیں مانس کا کھانا نہیں لکھا -

* راکھشس کا لکشن - سمرت ہے - ویدک میں اس ارتھ یہہ ہیں -

जमघेरारूनेनुबद्धं कोरअहारमकुरमाहारणोसुविनास
यतमस्वपनायासंबहुलमीर्ष्यमराजसंविद्यात ॥

ترجمہ - سہن شکتی سے رہت - ہٹ کرنیوالا - غصہ سے مارنیوالا - کٹھور خوراک میں رُچی رکھنے والا - مانس کو بہت چاہنے والا - سونے کے واسطے بہت شرم کرنیوالا اور بہت ایرشا کرنیوالے کو راکھشس کہتے ہیں +

راجیندر جی کا ستیارتھ

اس لیئے اتیادی متھیا باتوں کا پاپ اُن ٹیکاکاروں کو اور جنہوں نے ویدوں کے جاننے سُننے بنا من مانی نِندا کی ہے۔ لسندیہہ اُن کو لگیگا۔ سچ تو یہہ ہے کہ جنہوں نے ویدوں سے ورودھ کیا اور کرتے ہیں اور کرینگے۔ وے اودشیہ ادویا روپی اندھ کار میں پڑکے سُکھ کے بدلے دارُن دُکھ جتنا پاویں۔ اتنا ہی نیون ہے۔ اِس لیئے مُنش ماتر کو ویدانوکول چلنا سموچت ہے۔ جو بام مارگیوں نے متھیا کپول کلپت کرکے ویدوں کے نام سے اپنا پریوجن سِدھ کرنا ارتھات حسب دلخواہ۔ مدھ پان۔ مانس کھانے اور پرستری گمن کرنے آدی دُشٹ کاموں کی پردرتی ہونے کے ارتھ ویدوں کو کلنک لگایا۔ اِنہیں باتوں کو دیکھ کر چارواک۔ بودھ نتھا جینی لوگ ویدوں کی نندا کرنے لگے۔ اور پرتھک ایک رودھ انیشرواوی (منکر از خدا) ارتھات ناستک مت چلالیا۔ جو چارواک آدی ویدوں کا مول ارتھ وچارتے۔ تو جھوٹھے ٹیکاؤں کو دیکھکر ستّ ویدوکت مت سے کیوں ہاتھ دھو بیٹھتے؟ کیا کریں بیچارے विनाशकाले विपरीत बुद्धि جب نشٹ بھرشٹ ہونے کا سمیہ آتا ہے تب مُنش کی اُلٹی بدہی ہو جاتی ہے۔" (سمولاس ۱۲) +

صفحہ ۶۷۹ و ۶۸۱ پر عیسائیوں اور یہودیوں کے خدا کی بابت گوشت خوری کا الزم لگایا ہے اور گوشتخوری پر اعتراض بھی کیا ہے۔ اعتراض نمبر ۹ و ۱۵ (سمولاس ۱۳) +

صفحہ ۷۳۱ ۵ وغیرہ میں مسلمانوں پر گوشتخوری کی بابت اعتراض کیئے ہیں (س ۱۴)

صفحہ ۷۶۹ کے نمبر ۲۸ میں سومنتبیہ (اپنے اعتقاد) کے بیان میں فرمایا ہے تیرتھ یما دی کا ذکر ہے۔ اور یم کی تشریح (دیکھو صفحہ ۷۸ سمولاس ۳) +

نمبر ۲۸- یگیہ کی تشریح جس میں سب بیئوں کو سُکھ پُہنچانا ہے۔ اُس کو اُتم سمجھتا ہوں اور ایسا ہی نمبر ۱۳ و ۱۴ میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور انت میں پرکرن دوسرے کا حوالہ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۸۱ اور دوسرے پرکرن میں دیکھو مانس کا کھنڈن۔ (صفحہ ۳۳۴ پر) مشہور محقق پنڈت تارا ناتھ ترک واچس پتی اپنے کوش میں لکھتے ہیں +

कामाचार पु वामः वेदादिविरुद्धे आचारः । तन्त्रोक्ते मद्यमांसादिसेवनरूपेआचारे ॥ शब्दस्तोम महानिधि पृष्ठ १०१६

شبد ستوم مہا ندھی مطبوعہ بار دوم ۱۸۷۶ء کلکتہ صفحہ ۱۰۱۶۔

ترجمہ۔ یہہ مت بام مارگ وید آدک ست شاستروں کے خلاف طریقہ کو کہتے ہیں۔ یہ بالکل تنتروں کے مطابق ہے۔ اس طریقہ میں مدھ مانس وغیرہ چیزوں کا سیون کرنا پڑتا ہے +

ویدسے مانس کھنڈن کے پرمان (۱) منتر اتھروید

यआमं मांसमदन्ति पौरुषेयं चये क्रविः । गर्भान् खादन्ति केशवास्तानितो नाशयामसि ॥ अथर्व का० ८-६-१३ ॥

ترجمہ۔ جو کچّے مانس کو کھاتے ہیں اور جو آدمی کے بنائے ہوئے مانس کو یعنی پکاکر کھاتے ہیں۔ اور جو انڈوں کو کھاتے ہیں۔ ایسے دُشٹوں کا میں ناش کرتا ہوں۔

(۲) منتر اتھروید۔

यथा मांसं यथा सुरा यथाक्षा अधिदेवने यथा पुंसो वृषण्यत स्त्रियां निहन्यते मनः । एवा ते अघ्न्ये मनोऽधि वत्से निहन्यताम् ॥ अथर्व का० ६-७०-१० मं १

ترجمہ۔ جیسے مانس۔ جیسے شراب۔ جیسے جوا۔ (دیرانی اور ایرانی سے داؤ لگانا)۔ اور جیسے زنا (بھیچار) سے من پاین ہوتا ہے۔ ایسے ہی اے ستری تیرا من بھی پر پرش میں ہین ہوتا ہے۔ اسی وید منتر کی تفسیر منوسمرتی میں کی گئی ہے۔

पानमक्षाः स्त्रियश्चैव मृगया च यथाक्रमम् । एतत्कष्टतमं विद्याच्चतुष्कं कामजे गणे ॥ मं० अ० ७ श्लो० ५०

ترجمہ۔ نشہ پینا۔ جوا کھیلنا۔ زنا۔ شکار کھیلنا۔ یہہ چاروں کام سے اُتپن ہونے والی خرابیاں بمقابلہ ایکدوسرے کے بہت دُکھدائی ہیں۔

اور پھر ۵۳ میں صاف بتلایا ہے۔ کہ دُشٹ دیسنوں میں پھنسنے سے مرجانا اچھا ہے کیونکہ جو دُشٹ آچاری پُرش ہے۔ جتنا وہ زیادہ جیئےگا۔ اتنا زیادہ پاپ کریگا۔

(۳) منتر رگوید

ये वाजिनं परिपश्यन्ति पक्वं य ईमाहुः सुरभिर्निर्हरेति । ये चार्वतो मांसभिक्षामुपासत उतो तेषामभिगूर्तिर्न इन्वतु ॥ ऋ० मं० १ अ० १२ सू० १६२ मं० १२ ॥

بھاوارتھ۔ جو لوگ اگن اور جل کو شُدہ کرنا۔ پکانا اور اُس کا بھوجن کرنا جانتے۔ اور مانس کو چھوڑکر بھوجن کرتے ہیں۔ وے اُتّم آدمی ہوتے ہیں۔

(۴) منتر رگوید۔

यन्नीक्षणं मांस्पचन्या उखाया या पात्राणि यूष्ण आसेचनानि । ऊष्मण्यापिधाना चरूणामङ्काः सूनाः परिभूषन्त्यश्वम् ॥ ऋ० मं० १ अ० १२ सू० १६२ मं० १३

بھاوارتھ۔ جو مُنش مانس آدی کے پکانے کے دوش سے رہت برتنوں کے دھرے جل آدی اُس میں چھوڑنے اگنی کو جلانے اور اُس کو ڈھکنوں سے ڈھانپنے کو جانتے ہیں۔ وے پاک وِدیا میں کوشل ہوتے ہیں۔ یجُروید کے ادھیائے ۲۵ منتر ۳۶ پر سوامی جی لکھتے ہیں۔ جو کوئی گھوڑے آدی اُپکاری پشوؤں اور اُتّم پکھشیوں کا مانس کھاوے تو اُن کو نہایت اپرادھ او نشیہ ڈنڈ دینا چاہئے + اور اسی طرح یجُروید بھاشیہ ادھیائے ۲۵ منتر ۳۴ کے بھاوارتھ میں لکھتے ہیں۔ ہے مُنشو جیسے وِدوان جن مانس اہاریوں کو ترورت کر گھوڑے آدی پشوؤں کی بردھی اور رکھشا کرتے ہیں۔ ویسے تم بھی کرو۔ اور اگنی آدی گھنوں سے الگ رکھو۔

(۵) یجُروید ادھیائے ۱۳ منتر ۳۷ میں

प्रजां मे पाहि शंस्य पशून्मे पाहि

ترجمہ اے جگدیشور آپ میری پرجا اور پشوؤں کی پالن کیجئے۔

(۷) یجُروید ادھیائے ۳۶ منتر ۱۸ میں — मित्रस्याहं चक्षुषा सर्वाणि भूतानि समीक्षे ॥

ترجمہ۔ میں متر کی درشٹی سے سب پرانیوں کو بھلے پرکار دیکھوں۔

(۸) یجُروید ادھیائے ۳۶ منتر ۸ میں

शं नो अस्तु द्विपदे शं चतुष्पदे

ترجمہ۔ اے پربھو آپ کی کرپا سے دوپائے اور چوپائے سب کا کلیان ہو۔

(۹) یجُروید۔ ادھیائے ۱۳ منتر ۵۱ کا بھاوارتھ۔ مُنشوں کو اچت ہے۔ کہ بکری اور سور آدی سنرشیٹ پشو پکھشیوں کو نہ ماریں اور اُن کی رکھشا کرکے اوپکار کے لیئے سنکیت کریں۔

(۱۰) یجُروید۔ ۱۳ ادھیائے منتر ۵۰ کا بھاوارتھ۔ ہے راجن! جن بھیڈ آدی کے روم اور توچا مُنشوں کے سُکھوں کے لیئے ہوتے ہیں اور جو اونٹ بھار اُٹھاتے ہیں۔ مُنشوں کو سُکھ دیتے ہیں۔ اُن کو جو دُشٹ جن مارا چاہیں۔ اُن کو سنسار کے دُکھدائی سمجھو۔ اور اُن کو اچھے پرکار ڈنڈ دینا چاہیئے۔

(۱۱) یجُروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۹ کا بھاوارتھ۔ ہے راج پُرشو! تم لوگوں کو چاہیئے۔ کہ جن بیل آدی پشوؤں کے پربھاؤ سے کھیتی آدی کام ہوتے ہیں۔ اور جن گو آدی سے دودھ۔ گھی آدی اُتّم پدارتھ ہوتے ہیں۔ اور جن کے دودھ آدی سے سب پرجا کی رکھشا ہوتی ہے اُن کو کبھی مت مارو۔ اور جو جن اِن اُپکارک پشوؤں کو ماریں۔ اُن کو راجہ آدی نیائے ادھیش اتینت ڈنڈ دیویں۔

(۱۲) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۸ کا بھاوارتھ۔ منشوں کو اُچت ہے۔ کہ ایک کھُر والے گھوڑے آدی پشوؤں اور اوپکارک بن کے پشوؤں کو کبھی نہ ماریں۔ جن کے مارنے سے جگت کی ہانی اور نہ مارنے سے سب کا اوپکار رہوتا ہے۔ اُن کا سدیو پالن پوشن کرے۔ اور جو ہانی کارک پشو ہوں اُن کو مارے۔

(۱۳) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۷ کا بھاوارتھ۔ کوئی بھی منش سب کے اوپکار کرنے ہارے پشوؤں کو کبھی نہ ماریں۔ کنتو اِن کی اچھے پرکار رکھشا کر۔ اور اِن سے اوپکار لیکر سب منشوں کو آنند دیویں۔ جن جنگلی پشوؤں سے گاؤں کے پشو کھیتی اور منشونکی ہانی ہو۔ اُن کو راج پُرش ماریں اور بندھن کریں۔

(۱۴) ایسا ہی اتھروید کانڈ ۵ ورگ ۲۱ منتر ۲-۱ اور کانڈ ۲ ورگ ۳۵ منتر ۵ و کانڈ ۱۲ ورگ ۲ منتر ۱۵ میں صاف طور پر طاؤس۔ بکرا۔ کونج۔ بھیڑ۔ گھوڑے۔ گائے۔ بکری وغیرہ بے آزار جانوروں کے مارنے کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ اور کانڈ ۴ ورگ ۳۶ منتر ۷ و ۸ اور کانڈ ۵ ورگ ۲۹ منتر ۱۰ و ۱۲ میں مانس کھانے والوں کو راکھشس۔ پشاچ۔ پاتر دھاتو یعنے دُشٹ بیان کیا گیا ہے۔

اسی طرح کناد مُنی ویشیشک شاستر میں لکھتے ہیں۔

तद्दुष्टभोजने न विद्यते॥ वै० अ० ६ अ० हि० १ सू० ६

ترجمہ۔ وہ آتمک گیان دُشٹ بھوجن میں نہیں ہے۔

दुष्टहिंसायाम। वै० अ० ६ अ० हि० १ सू० ९

ترجمہ۔ دُشٹ بھوجن وہ ہے جس میں ہنسا ہو۔

तस्य समभिव्याहारतो दोषः। वै० अ० ६ अ० हि० १ सू० ८

ترجمہ کیونکہ اُس کے کھانے اور کھانے والے کے سنگ سے دوش لگتا ہے۔

तदुष्टे न विद्यते॥ वै० अ० ६ अ० १ सू० ६

ترجمہ۔ لیکن ہنسا سے رہت بھوجن میں وہ دوش نہیں ہے۔

पुनर्विशिष्टे प्रवृत्तिः वै० अ० ६ अ० हि० १ सू० १०

ترجمہ۔ اور ہنسا رہت بھوجن سے ہی عمدہ کاموں میں پرورتی ہوتی ہے۔
اِس کے بھاشیہ میں گوتم مہا مُنی جی نے لکھا ہے۔ صفحہ ۳۵۔

तत्र सामान्यानि धर्मसाधनानि अहिंसाभूतहितत्वं सत्यवचनमस्तेयं॥

اسی کے مطابق منو بھی لکھتا ہے $\frac{۱۰}{۱۲}$۔ اہنسا۔ ست۔ استیئے۔ شوچ۔ اندری نگرہ۔ یہ سادھارن دھرم چاروں ورنوں کے واسطے ہے۔

مہا مُنی پتنجلی جی کی رائے۔ از یوگ شاستر۔

अहिंसासत्यास्तेयब्रह्मचर्यापरिग्रहा यमाः। यो० पा० २ सू० ३०

ترجمہ۔ اہنسا۔ ست۔ استیئے۔ برھمچریہ۔ اپری گرہ۔ یہ پانچ یم ہیں۔

तत्राहिंसा सर्वथा सर्वदा सर्वभूतानामनभिद्रोहः। उत्तरे च यमनियमास्तन्मूलास्तत्सिद्धिपरतया तत्प्रतिपादनाय प्रतिपाद्यन्ते०।

اس پر ویاس جی نے تفسیر کی ہے۔ سب پرکار سے سب کال سے سرب پرانیوں سے ور دروہ کے تیاگ کو اہنسا کہتے ہیں۔ یہ اہنسا ستیہ آدی باقی یموں کا مول ہے۔ اس کے سدھ ہونے سے سب سدھ ہوتے ہیں۔ اور وے سب اِسی کو پشٹی کرنیکے لئے اُپدیش کئے گئے ہیں۔
اِس ویاس بھاشیہ کے اوپر بھوج دیو راج رشی اپنی برتی میں کہتے ہیں۔

तत्र प्राणवियोगप्रयोजनव्यापारो हिंसा च तवां

नघ्नं हे तुस्तद्भावो ऽहिंसा०

ترجمہ۔ کہ کسی پرانی کے پران کا بیوگ کرنا۔ اس کا نام ہنسا ہے۔ وہ سب انرتھوں کا کارن ہے اُس کے نہ کرنے کو اہنسا کہتے ہیں۔ ہنسا سب پرکار تیاگنے یوگیہ ہے۔ سمادھی پراپت کرنے میں پہلا سادھن یم ہے۔ اور یم میں پہلا اُپدیش اہنسا ہے۔ (دیکھئے اِس سے صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ گوشت خوری ایشور پراپتی کی جڑھ کاٹتی ہے) ٭

जातिदेशकालसमयानवच्छिन्नाः सार्वभौमा महाव्रतम्। यो० पा० २ म० ३१

ترجمہ۔ جاتی۔ دیش۔ کال۔ اور سمیہ کے لحاظ سے ہنسا چار پرکار کی ہوتی ہے۔ پس سب جاتیوں کو۔ سب دیشوں میں ہر وقت اور ہر حالت میں اہنسا دھرم کو پالن کرنا چاہیئے۔

वितर्का हिंसादयः कृतकारितानुमोदिता लोभक्रोधमोहपूर्वका मृदुमध्याधिमात्रा दुःखाज्ञानानन्तफला इति प्रतिपक्षभावनम्॥ योग अ० २ सू० ३४

ترجمہ۔ مانس کھانے کے لئے ہنسا کرنا کرانا وانومتی دینا ہوتا ہے۔ لوبھ۔ موہ آدی کرودھ کے ہے سے ہنسا کے بہُت بھید ہیں۔ وے سب ہی دُکھ اگیان آدی انت پاپ کے۔ ایشور آ بیوستھا سے دینے والے ہیں۔ یعنی اِن سب پرکار کی ہنسادان کے کرنے سے کرنے والے کو انت دُکھ اور اگیان روپی پھل پراپت ہوتے ہیں۔

अहिंसाप्रतिष्ठायां तत्सन्निधौ वैरत्यागः यो० पा० २ सू० ३५

ترجمہ۔ جب اہنسا (کسی پرانی ماتر کو کسی پرکار کا دُکھ نہ دینا) یہ دھرم نشچے ہو جاتا ہے تب اُس پُرش کے من سے ویربھاؤ چھوٹ جاتا ہے۔

مخالفوں کے پیش کردہ منتروں کا ترجمہ جن سے وہ بخیال خود مانس بھکشن سدھ کرنا چاہتے ہیں

अपूपवान्मांसवांश्चरुरेह सीदतु। लोककृतः पथिकृतो यजामहे ये देवानां हुतभागा इह स्थ॥ अथर्व कां० १८ वर्ग ४ मं० २०

صفحہ ۳۴۸

यं ते मन्थं यमोदनं यन्मांसं निपृणामि ते। ते ते सन्तु स्वधावन्तो मधुमन्तो घृतश्चुतः॥ अथर्व कां० १८ वर्ग ४ मं० ४२

منتر ۲۰ کے مشکل شبدوں کے ارتھ! اپوپ وان) تل آدی (مانس) مردار شریر (دیکھو اُنادی کوش پاد ۳ سوتر ۶۴) (چرو) ہون کی سامگری (سیدوتوں) یہہ بناہے دے پورب سد دھاتو سے جس کے معنے نشٹ کرنے کے ہیں۔ (دیکھو دھاتو پاٹھ صفحہ ۱۲ سطر ۲۴) یہ دونوں منتر ۲۰ و ۴۲۔ ایک ہی کنڈ کا کے اور یہہ تمام سولھویں سنسکار یعنے مرتک شریر کے جلانے کی بابت ہیں۔ اِس کنڈ کا میں ۸۹ منتر ہیں۔

ہم ناظرین کو اِس تمام کنڈ کا کے دیکھنے کی سفارش کرتے ہیں۔ اور چند منتروں کے ٹکڑے اپنے ارتھ کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ اِس ورگ کا پہلا منتر جیو کی طرف مخاطب ہو کر پڑھا جاتا ہے۔ جس جیو نے شریر چھوڑ دیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ پرمیشور جگت سرشٹی کے پیدا کرنے والے بھنڈار میں پرواز کرنیوں کے مارگ سے۔ دوسرے منتر میں دیویان اور سورگ لوک لفظ موجود ہیں۔ جس کا ارتھ یہ ہے۔ کہ تو اُن دو راستوں سے جا جن سے بھجن کرنے والے سورگ لوک کو جاتے ہیں۔ دو مارگ یعنے پتری یان اور

دیو بان پر سدھ ہیں (مفصل دیکھو ویدبھاشیہ بھوم کا صفحہ ۲۰۵) تیسرے منتر میں بھی سورگ یا ترا - آدیتا وغیرہ شبد موجود ہیں - دسویں منتر میں بھی ذکر ہے - کہ ہے اگنی آپ اس جیو کو سورگ لوک میں سینکڑوں سوکھشم شکتیوں سے رشمی والی بجلی دوارا لیجاؤ - جہاں مُکت جیو آنند بھوگتے ہیں - قدیم رشی اور آجکل کے اعلےٰ فلاسفر سورج کی کرنوں دوارا جیو کی گتی مانتے ہیں (ہربرٹ سپنسر کے شستے ڈی آف ٹرڈٹھ مطالعہ کرو)

منتر نمبر ۲۰ کا ترجمہ - تل ورہون کی سامگری کے ساتھ مرتک شریر کو جلادو - اس میں مانس کھلانے یا جیو کو مارنے کا ہرگز ذکر نہیں -

منتر نمبر ۴۲ کا ترجمہ - جو گھی - چاول - مردہ شریر کا مانس تجھ میں ڈالتا ہوں - وے سب پرشست ان ادھوریا اور جل کے جھرنے والے ہوں -

چونکہ یہ ساری کنڈ کا مرتک سنسکار کے بارے میں ہے - اس واسطے اس سے مانس بھکشن سدھ کرنا بڑی بھاری بھول ہے - یہہ تو ایسی ہی بات ہے - جیسے کہ بھوکھے سے کسی نے پوچھا کہ چاند اور سورج کیا ہیں - جواب دیا کہ دو روٹیاں - ایسے ہی جہاں لفظ مانس دیکھا نہ مضمون سے مطلب اور نہ منشا سے غرض گوشت خوری کا خیال آگیا -

صفحہ ۳۶۰ - एतद्वा ड स्वादी यो म दधिग वे च्.र
वा मां सं वा त दे व ना श्नीयात । अथ नै को० ९ व० ६
के ड का ३ मं० ३ ९ ॥

(مشکل الفاظ کے معنے) (سواویہ) لذید - سوا و لذت کو کہتے ہیں - (ادھی گوم) ادھی کے معنے اوپر کے ہیں - (دیکھو ویدانگ پرکاش ادیہ آرتھہ صفحہ ۳) مثلاً ادھی راج راجاؤں کے اوپر وغیرہ - گوم بنا ہے گو + اج پر یتہ سے گو کے معنے دشٹا یا گوبر کرنے کے ہیں - (دیکھو دھاتو پاٹھہ صفحہ ۹۲ سطر ۱۸) (کھیشر) دودھ - مانس کے معنے گوشت (نہ اشنی یات) نہیں کھانا چاہیئے - اشن دھا تو کھانے کے ارتھ میں ہے جیسے بھل اشنی سبھا اور ران پراشن سنسکار وغیرہ (**لفظی ترجمہ**) وہ دودھ جس میں گوبر یا موت اوپر سے ملگیا ہو - وہ اگر لذید بھی ہو - اور مانس اُن کو کبھی نہیں کھانا چاہیئے - بعضے ویدک محاورہ سے ناواقف یا کسی کے بہکائے ہوئے اعتراض کرتے ہیں - کہ اس منتر میں اتتھی پور دم یعنے اتتھی سے پہلے محذوف ہے کیونکہ یہہ الفاظ اوپر کے منتر میں آئے ہیں - مگر یہ اعتراض کئی وجوہ سے باطل ہے -

وجہ اول - ویداشٹا دھیائی کے سوتر نہیں ہیں - کہ وہ خود اپنا ارتھ نہیں دے سکتے جب تک کہ پہلے سوتروں کے الفاظ نہ جوڑ دیئے جاویں اور نہ وید کے کسی منتر میں محذوف الفاظ رہتے ہیں

وجہ دوم وید میں انوورتی آنیکا سلسلہ نہیں ہے - کیونکہ ان میں خبر اور مبتدا موجود رہتے ہیں

وجہ سوم - اس کنڈ کا ہر ایک منتر بذاتِ خود مکمل ور مبتدا اور خبر اُس میں موجود ہے -

وجہ چہارم - وید میں پرسپر ورودھ نہیں ہے - حالانکہ اس سے پرسپر ورودھ آتا ہے - (دیکھو رگوید منڈل ۱ سکت ۱۶۲ منتر ۱۲ کا سوامی جی کا بھاشیہ) +

اب ہم بتلاتے ہیں کہ اس کنڈ کا میں کیسا اُتم ریت سے اوپدیش کا سلسلہ ہے - اس کنڈ کا میں ۱۳ سے ۳۹ تک ۹ منتر ہیں - ۳۱ سے ۳۶ تک کے منتروں کے ارتھوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اتتھی یعنے مہمان سے پیشتر بھوجن نہیں کھانا چاہیئے - ۳۷ میں مہمان کے صفات بتلائے ہیں - کہ وہ شروتری وید کے جاننے والا ہونا چاہیئے - منتر ۳۱ سے ۳۶ تک لفظ پور دی اتتھی آتا ہے - اور ان سب میں موجود ہے - وید کے پڑھنے والے جانتے ہیں - کہ وید منتروں میں جب اخیر میں دوسرے منتروں میں ٹکڑے آنے لگتے ہیں تو ایک صفر لگا کے اس منتر کو لکھ دیتے ہیں - پہلا منتر پورا لکھتے ہیں - اور جب مضمون ختم ہوتا ہے - تو آخری منتر بھی پورا لکھتے ہیں - وہی بات یہاں پر موجود ہے - ناظرین اتھروید نکالکر ملاحظہ فرمالیں - منتر ۳۷ میں اتتھی کی تعریف ہے - وہاں وہ لفظ نہیں - اور ۳۸ میں یجمان کے لئے اُتساہ بڑھانے والی آگیا ہے - اور ۳۹ میں دونوں کے لئے ہدایت ہے - اس لئے اس میں نہ اتتھی کا لفظ ہے - اور نہ یجمان کا - اور نہ کوئی وقت کی قید ہے - اس واسطے یہ سادہارن اور مدامی ہدایت ہے - جو اصحاب اس ۳۹ منتر کا اور طرح ارتھ کریں - وہ اپنا ثبوت پیش کریں - یا کسی پُرانے رشی کا پرمان دیں - جس سے ہم فوراً سمجھ لیں - کہ یہاں اُنکے من مانے الفاظ محذوف ہیں -

منتر (۴) सयस्त्व विद्वान मांस मुपसिच्योप हारति ।
यावद्वाद शाहेने ष्ट्वा सुसमृद्धेनावरुन्धे तावदेवे नावरु
न्धे ॥ अथर्व कां० ९ व० ६ के ड का ४ मं० ४३ 　　　صفحہ ۳۰۶

ترجمہ - وہ ودوان جو اور کسی عمدہ چیز کو دھوکر بھوجن دیتا ہے - دو وادشاہ اتی یگیہ سے جتنا پھل ہوتا ہے - اُتنا اُس کو پھل ہوتا ہے - جو ایسا کرتا ہے - واضح ہو کہ اس سے اوپر تین منتر اور ہیں - ایک میں گھی یا مکھن دینے کا ذکر ہے اور دوسرے میں دودھ دینے کا ذکر ہے - اور تیسرے میں شہد دینے کا - اور پانچویں میں پانی دینے کا ارشاد ہے - بعد ازاں یہہ ورگ سماپت ہوگیا - بے ترتیبی ویدک مضامین میں نہیں ہے - بنا براں بوجوہات ذیل ثابت ہے کہ یہاں عموماً مانس لفظ کے معنے کسی مرغوب الطبع چیز کے ہیں - نہ کہ مانس یعنے گوشت کے -

وجہ اول - نروکت میں جو ویدوں کا نہایت مستند کوش ہے - مانس شبد کے یہ معنے لکھے ہیں -
मांसमानं वा मानसं वा — मनो ऽस्मिन्त्सीदतीति वा ॥
निरुक्त पू० ष० अ० ४ पा० १ २० ख०

ترجمہ - مانس (ماں) دھاتو سے بنتا ہے - اُس کا ارتھ مان ہے یا من کی سمبندھی یا جس میں من لگتا ہے - یہہ سب معنے مانس شبد کے ہوتے ہیں -

وجہ دوم - اس ورگ میں گھی - دودھ - شہد - پانی سب بہنے والی چیزیں ہیں - بنا براں یہہ بھی کوئی مرطوب چیز ہے - یعنے بہنے والی شریر کا مردار ٹکڑہ نہیں -

وجہ سوم - اس میں پکانے - کاٹنے - یا خون سے جُدا کرنے کا ذکر نہیں - بنا براں یہ گوشت نہیں کوئی اور چیز ہے -

وجہ چہارم - اس میں یہ نہیں تبلایا کہ کس جانور کا گوشت - اگر یہہ وشیش ہوتا تو ضرور آپ آپکا مطلب سدھ تھا - مگر وہ تو بالکل نہیں - آپ نہیں سدھ کر سکتے ہیں - کہ کُتے کا مانس آدمی کا مانس - یا اُلّو کا مانس - صرف مجمل لفظ کے وہی یوگک معنے ہیں جو نروکت کار یا سکّ مُنی نے کئے ہیں - نہ کچھ اور حالانکہ اس کے اوپر پہلے ورگ میں ہی لکھا ہے کہ مانس ہرگز نہ کھاوے -

وجہ پنجم - یہہ کوئی چیز دھوکر یا صاف کرکے پروسنے کی ہے - نہ کہ پکانے کے لائق چیز یا ایسی گھنونی چیز - جیسے کہ گوشت - مطلب اس کنڈ کا یہہ ہے - کہ گھی - دودھ - شہد - اور دیگر کوئی عُمدہ چیز - جیسے عرق - سوم شربت - اکھیرس - جو حاضر الوقت ہوں دیویں - بعد ازاں پانی دیوے - پس کسی طرح اس ورگ میں مانس کھانے کا ذکر نہیں -

ناظرین کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سارے پانچوں منتر اگر سادھارن اتتھی یا مہمان کی بابت ہیں - تب تو ہمنے تبلادیا - کہ نروکت کے مطابق وہاں مانس شبد کے معنے کسی مرغوب الطبع اشیاء کے ہیں - اور اگر ہون کا دشہ ہے - جیسا کہ کئی ودوان پنڈتوں کا خیال ہے - تو مانس لفظ کے معنے جٹا مانسی یعنی بال چھڑ کے ہیں - جو ہون کی سامگری میں سے ایک چیز ہے - (دیکھو رچرڈسن صاحب کی سنسکرت وانگلش ڈکشنری) اور ایسا ہی شبد ستوم مہاندہی میں بھی لکھا ہے - (دیکھو دلیف م) اس کے سوا ہون میں مانس نہ پڑنے کی ایک

اور بھی مضبوط ثبوت ہے۔ سوتر میں لکھا ہے۔ ॥ होमेय च मांस वर्ज ॥

आश्वलायन गृह्य सूत्र अ० १ खंड ९ सू० ९

ترجمہ۔ یعنی ہون کی سامگری کے پدارتھوں میں مانس ہرگز نہیں ہے۔ اور منو ۱۱/۹۵ میں بھی لکھا ہے۔ کہ شراب اور مانس پشاچوں اور راکھشسوں کی خوراک ہے۔ وہ برہمنوں کو نہ کھانا چاہئے۔ کیونکہ وہ دیوتوں اور مُنیوں کے ان پھل۔ پھول۔ کند۔ مول۔ کے کھانے والا ہے۔ جو ہون کے لائق چیزیں ہیں۔

اور اتھرو وید کانڈ ۱۲۔ انوواک ۵ منتر۔ ۱ میں پرمیشور نے کھان پان کی بابت صاف طور پر ارشاد فرمایا ہے۔

पयस्च रस अन्नं चान्नाद्यं च ऋतं च सत्यं चेष्टं च पूर्तं च प्रजा च पशवश्च ॥ अ० १२ — ५ — १०

ترجمہ۔ جو دودھ اور جل آدی۔ اور جو رس ارتھات شکر ادشہد اور گھی آدی ہیں اُن کو ویدک شاستروں کی ریتی سے یتھاوت شودھ کرکے بھوجن آدی کرتے رہو۔ ویدک شاستر کی ریتی سے چاول آدی غلہ دان) کا یتھاوت سنسکار کرکے بھوجن کرنا چاہئے (دیکھو صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ وید بھاشیہ بھومکا)۔

پس سب وید کے ماننے والوں کو یوگ ہے کہ یتھارتھ ست شاستر کی ریتی انوسار مرہ مانس آدی دُشٹ چیزوں کا تیاگ کرکے ہمیشہ اُس خوراک کا استعمال کریں۔ جو خون آلودہ نہ ہو جس کے واسطے ہمیں بے آزار جانوروں کے گلے پر چُھری نہ چلانی پڑی یہی ایشور کی آگیا ہے ✣

مانس کھانا پاپ ہے

دوسرا حصہ

رامچندر کا سچا درشن یعنے بالمیکی رامائن کا سار

رامائن کے مطالعہ سے کسی قسم کا شک باقی نہیں رہتا۔ کہ رامچندر جی مہاراج کس قوم سے تھے۔ اور وہ کس خاندان سے پُکارے جاتے تھے۔ تمام وید و شاستر کے ماننے والے متفق البیان ہیں کہ وہ سورج بنسی خاندان کے مشہور راج رشی تھے۔ اُن کا جیون تمام ہی ہمیں اوپدیش دے رہا ہے۔ کہ وہ آریہ قوم کے سرتاج اور ویدک دھرم کے ماننے والے ست کے پیرو صداقت کے دلدادہ تھے اُن کا دھرم ہمیں رامائن کے اس ایک ہی شلوک سے مفصل معلوم ہو جاتا ہے۔

रक्षिता स्वस्य धर्मस्य स्वजनस्य च रक्षिता। वेद वेदांग तत्वज्ञो धनुर्वेदे च निष्ठितः ॥ बा० का० सर्ग १ श्लो० १४

ترجمہ۔ اپنے دھرم کی رکھشا کرنے اور رعیت کے پالنے والے وید اور وید انگ کے تتو کو جاننے والے خصوصاً دھنُر وید کے پورے ماہر تھے۔

وہ ایشور کے بھگت وید کے ماہر اپنی ستری کے پیارے رعیت کے دُکھ دور کرنے والے بھائیوں کو جان سے عزیز۔ ماں باپ کے فرمانبردار۔ آریہ پُتر تھے۔ اقرار کے پکے۔ قول کے سچے۔ وعدہ کے وفا کرنے والے۔ شتریوں۔ راکھشسوں۔ مانس ہاریوں کے دُشمن اور رشیوں کے صدق دل سے خدمت گذار تھے۔ چنانچہ رامائن ایودھیا کانڈ سرگ ۱۸ شلوک ۳۰ میں اور کئی دیگر ستھانوں میں اس بات کو مُصنّف رامائن نے اچھی طرح ظاہر کیا ہے۔ علاوہ بران بال کانڈ سرگ ۱ شلوک ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ میں لکھا ہے۔

धर्मज्ञः सत्यसंधश्च प्रजानां च हिते रतः। यशस्वी ज्ञानसंपन्नः शुचिर्वश्यः समाधिमान ॥ प्रजापतिसमः श्रीमान्धाता रिपुनिषूदनः। रक्षिता जीवलोकस्य धर्मस्य परिरक्षिता ॥ सर्वशास्त्रार्थतत्वज्ञः स्मृतिमान्प्रतिभानवान। सर्वलोकप्रियः साधुरदीनात्मा विचक्षणः ॥ सर्वदाभिगतः सद्भिः समुद्र इव सिंधुभिः। आर्यः सर्वसमश्चैव सदैव प्रियदर्शनः ॥

ترجمہ۔ وہ دھرمگیہ۔ ست پرتگیہ۔ پرجا کے ہت میں لگے ہوئے۔ اقبال والے۔ گیان سے میکت۔ اتی پوتر۔ اور بھگتی میں تت پر ہیں۔ شرناگت رکھشک ہیں۔ پرجاپتی کی طرح پرجا پالنے والے اور جلال والے۔ سب اچھی باتوں کے دھارن کرنے والے دشمنوں کے وناش کرنے والے۔ سب جیوں کی رکھشا کرنے ہارے۔ دھرم کے نہایت محافظ سب شاستر ارتھوں کے نسچے جاننے والے۔ حافظہ کے نہایت مضبوط۔ مہا تیجسوی سب لوگوں کے پریہ۔ پرم سادھو۔ پرسن چت۔ مہان پنڈت۔ ملاذ العلماء۔ والفضلاء۔ والغربا۔ یعنے سجنوں کے جائے پناہ۔ وِدوانوں کے قدردان۔ جیسے سمندر میں سب ندیوں کی پہونچ ہوتی ہے۔ ویسے ہی سجنوں کی دھاں۔ پرم سریشٹ ہمیشہ خندہ پیشانی۔ دُکھ سُکھ کو سہن کرنے والے۔ پریہ درشن سب گُن یکت اور آریہ پرش تھے اسی رامائن میں ایک جگہ لکھا ہے۔ کوشلیا کے آنند بڑھانے والے۔ سمندر کے سمان گھمبیر سوبھاؤ۔ ہمہ دان۔ (ہمالہ) کے سمان دھیریہ دان۔ (مستقل مزاج) پراکرم (ہمت) میں یگ کے سمان۔ چندرماں کی طرح پریہ درشن۔ کرودھ سمہ کال اگنی کے سمان۔ رکھشا کرنے میں پرتھوی کے سمان۔ دان دینے میں کوبیر کے سمان۔ ست بولنے میں گویا دوسرے دھرم رامچندر جی ایسے گُنی اور پراکرمی تھے۔ پھر ایودھیا کانڈ سرگ ۳۲۔ شلوک ۱۲ میں لکھا ہے۔

आनृशंस्यमनुक्रोशः श्रुतं शीलं दमः शमः। राघवं शोभयंत्येते षड्गुणाः पुरुषर्षभ ॥

ترجمہ۔ اہنسا۔ دیا۔ وید آدک سکل شاستروں میں ابھیاس۔ ست سُوبھاؤ۔ اندریوں کو اپنے قابو میں رکھنا۔ شانت چت رہنا۔ یہ چھ گن راگھو (رامچندر) کو زیب دیتے ہیں۔ رامچندر جی کی لائف ہم کو رامائن سے معلوم ہوتی ہے۔ اُس سے صاف ظاہر ہے کہ اُن کی زندگی گرہیادھان سنسکار سے آخیر تک ساری کی ساری ایک سریشٹ آریہ دھرم جیون ہے۔ چاروں ویدوں کے فاضل اُس گربھادھان سنسکار کے یگیہ میں بھی موجود ہے ✣

المختصر رامچندر جی چندرماں کی طرح روز بروز وِدیا کی اُتم کلاؤں سے سمپورن ہوتے گئے۔ جب وہ عالم شباب کو پہنچے۔ ابھی برہمچریہ آشرم پورا نہیں کیا تھا۔ ہمہ تن شاستر اور شستر ودیا میں مصروف تھے۔ کہ اتفاقاً ایک دن وشوامتر رشی مہاراجہ وشر تھ کے حضور تشریف لائے۔ اور آن کر اپنی سرگذشت سُنائی اور کہا کہ جب ہم یگیہ کیا کرتے ہیں۔ تسمیں دو کام چاری راکھشش وگھن (خلل) ڈالا کرتے ہیں۔ جب ہم بہت دنوں تک یگیہ کرتے رہتے ہیں۔ اور یگیہ سماپت ہونے پہ پہنچتا ہے۔ تو وہ بڑے پراکرمی۔ بڑے چُتر۔ ماریچ اور سوباہو نامی دو راکشش

آگر دیا بدی پر مانس اور رُودھر (گوشت اور خون) کی برشا کرنے لگتے ہیں جس سے ہمارے یگیہ کی رتگیا ان کے ایسا کرنے سے بھرشٹ ہو جاتی ہے چنانچہ وہاں یہ شلوک موجود ہے۔ بال کانڈ سرگ ۱۹ شلوک ۶

मारीचश्च सुबाहुश्च वीर्यवन्तौ सुशिक्षितौ। तौ मांसरुधिरौघेण वेदिं तामभ्यवर्षताम ॥

معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک بام مارگ کا نام و نشان بھی دُنیا میں موجود نہ تھا۔ اندنوں یہ گُوشت مدہ اور مانس ہون کی سامگری میں شمار نہ ہوتے تھے۔ سوائے جنگلی وحشی دسیوں کے کوئی آریہ پُرش اس کا استعمال نہ کرتا تھا۔ بلکہ پوتر رشیوں کے ہون یگیہ اور اُن کے مقدس کنڈ مدہ مانس کے ڈالنے سے بھرشٹ ہو جاتے تھے۔ نہ کہ پوتر اور پاک +

مہاراج دشرتھ نے جب یہہ حال سُنا تب فرمایا کہ منی جی مہاراج میں بوڑھا ہوں۔ راکششوں کے مقابلہ کی تاب نہیں۔ شریر روگ گرست ہے۔ رامچندر نا تجربہ کار اور ودیارتھی ہے بلکہ نوعمر ہیں۔ کبھی کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ تب وشوامتر نے کہا کہ مہاراج ایسا نہیں ہے۔ رگھوبنس بیروں کا بنس ہے۔ اس کے چھوٹے بچے بھی بہادر ہوتے ہیں۔ اور رامچندر تو اب پورن جوان ہیں۔ آپ کو پدرانہ محبت کے سبب نا تجربہ کار معلوم ہوتے ہیں۔ ورنہ ایسا نہیں۔ آخر کار وشِشٹ جی نے کہہ سُنکر مہاراج دشرتھ کے دو عزیز تخت جگر رام چندر و لچھمن رشی کے ساتھ کر دیئے۔ وہاں سے کئی منزلوں دور وشوامتر جی کا آشرم تھا۔ اس تمام سفر میں رام و لچھمن مہ رشی کے برابر دونوں کال سندھیا اور اگنی ہوتر کرتے رہے۔ اور پرمیشور کے بھجن میں تت پر رہے۔ اور کئی پرکار کی ودیا بھی رشی سے حاصل کی۔ منزل مقصود پر پہنچکر کچھ مدّت وہاں قیام فرمایا اور رشی کا یگیہ سمپورن کیا۔ وُشٹ، مانس اہاری راکششوں کو مار کر اُن کا کام تمام کیا۔ اور بھی کچھ ودیا مہاتما وشوامتر سے حاصل کی۔ انہیں ایام میں سیتا کے سوئمبر کا اشتہار بھی وہاں پہنچ گیا۔ اور رشی کے ہمراہ دونوں شہزادے وہاں جا براجے۔ چنانچہ وہاں بھی خوبی قسمت سے تمام مہاراجگان کے جلسہ عظیم میں رامچندر جی نے ہی دھنش توڑا یعنے شرط سوئمبر کو پورا کیا۔ اور سیتا نے بھی انہیں کے گلے جے مال ڈالی۔ مہاراجہ دشرتھ ایودھیا سے برات شاہانہ لیکر رونق افروز ہوئے۔ اور ایک ہی دن چاروں بھائیوں کا چار کنیاؤں سے وواہ ہو گیا +

ایودھیا میں برات کے واپس آنے کے بعد کئی برس تک رامچندر جی ایودھیا میں رہے جب پورن ۲۵ برس کی اوستھا میں انہیں ولی عہد کا ٹیکا ملنے لگا۔ تو اُن کی سوتیلی ماں کیکئی دختر شاہ ایران ناراض ہوئی۔ اور اُس نے مہاراج سے اپنے گذشتہ اقرار کے پورا کرنے کی خواہش کی۔ مہاراج دشرتھ چونکہ وعدہ کے سچے تھے۔ پورا کرنے پر تیار ہوئے۔ اُس نے شری رامچندر جی کے لئے چودہ برس کے بن باس کی اجازت مانگی۔ اور بھرت جی کے لئے یوراج بنانے کی صلاح دی۔ آخر کار مہاراج نے طوعاً و کرہاً اجازت دیدی۔ رامچندر جی بسر و چشم قبول فرما کر بن جانے کو راضی ہوئے سیتا جی نے ساتھ جانے پر اصرار کیا۔ لچھمن جی ہمقدم چلنے پہ کمربستہ ہوئے۔ آخر کار تینوں خوشی خوشی شاہی لباس اُتار کر رشیوں کی طرح سادہ لباس پہنکر مہاراج کو نمسکار کرنے کے واسطے حاضر ہوئے۔ اُس وقت کیکئی ناسکہ ماتا نے یہ ارشاد کیا۔ کہ تم ابھی اس ابھیکھیک (अभिषेक) کو چھوڑ چودہ برس تک ڈنڈکارنیہ میں جا کر بابس کرو۔ وہاں جٹا دہاری چیر آدی جو تپسوؤں کو پہننے چاہئے۔ دھارن کئے رہنا۔ (ایودھیا کانڈ سرگ ۳۷ شلوک ۳) ۔ پھر راجہ دشرتھ نے سب دولت وغیرہ ساتھ لے جانے کو کہا۔ رامچندر جی نے اُتر دیا۔ کہ اے راجن جب ہم سب بھوگ بلاس چھوڑ نش شنگ ہوئے۔ بن کے

کند مول آدی بھوجن کر جیونگے۔ تو ہمارے سنگ دھن دولت سینا آدی کا کون کام ہے۔ اب ہم کو فوج سنگ چلنے سے کیا ہے۔ ہمارے لئے اب اپنے پہننے کے یوگیہ چیر۔ بلکا آدی چاہئے۔ سو مانگتے ہیں جس میں چودہ برس تک ہمیں بن میں بسنا ہے۔ بیچ میں ٹوٹ پھوٹ نہ جائے۔ کند مول کھودنے کے لئے ایک کنتھا (کندال) و ایک پٹاری چاہئے۔ سو کہئے کہ کیکئی کی داسیاں شیگھر لا دیں۔ ہم بن کو چلے جاویں،، (ایودھیا کانڈ سرگ ۳۷۔ شلوک ۲ و ۴ و ۵) چنانچہ کیکئی نے یہ سب چیزیں خود جلدی جا کر تیار کر دیں۔ یہی کند مول پھل پھول کھانے کا اقرار کر منیوں کی طرح رہنے پر درڑھ ہو رامچندر جی گھر سے نکلے +

اسی طرح رامچندر جی جب ماتا کوشلیا سے ملنے گئے۔ تو وہاں بھی یہہ اقرار کیا۔ ایودھیا کانڈ سرگ ۲۰ شلوک ۲۹ ۔

चतुर्दश हि वर्षाणि वत्स्यामि विजने वने। कन्दमूलफलैर्जीवन् हित्वा मुनिवदामिषम ॥

کہ اے ماتا میں چودہ سال تک بیابان جنگل میں منیوں کی طرح کند مول اور پھلوں سے اپنا جیون گذارتا رہونگا۔ نہ کہ گوشت سے۔ (کیونکہ وہ راکششوں کی خوراک ہے) اور ایسا ہی آخر کار اکتیسویں شلوک میں بھی لکھا ہے۔ "اس لئے بن کے کند مول پھل۔ آدی بھوجن کرتے ہوئے چودہ برس نرجن (لق و دق) جنگل میں بسینگے۔،، اس کے بعد جب کوشلیا نے رامچندر جی کے رخصت کے وقت الوداع کہی ہے۔ وہ بھی سُننے کے لائق ہے۔ "منی بھیس دھارن کئے مہابن میں وچرتے ہوئے تم کو اے پُتر سب دیوتا سُکھدائی ہوں۔ راکشش۔ پشاچ۔ دیت آدی۔ جتنے کرور کرم کرنے والے و مانس بھکشی ہیں۔ بن میں ان میں سے کسی کا خوف اے پُتر تم کو نہ ہو۔ ان کو چھوڑ اور جو دُشٹ جاتی مش مانس بھوجن کرنے والے بن میں رہتے ہیں۔ اُن سب کے واسطے بھی میں ایشور سے پرارتھنا کرتی ہوں۔ کہ تم کو بن میں نہ ماریں،، (ایودھیا کانڈ سرگ ۲۵ شلوک ۱۹ و ۲۰) پھر وہ مقام بھی دیکھنے کے لائق ہے۔ جہاں رامچندر جی بن کا حال سیتا کو سُناتے اور وہاں کی تکالیف کا ذکر بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں "پھر برکش سے اپنے آپ گرے ہوئے پھل بھوجن کرنے کو تھوڑے بہت ملتے ہیں۔ رات دن انہیں کے بھروسہ سنتوش کر بیٹھنا پڑتا ہے "پھر پھل پرتی دن نہیں ملتے۔ کبھی کبھی اپواس بھی کرنا پڑتا ہے "پھر جتنا ملجائیگا۔ اُتنی ہی سے نرواہ کرنا ہوگا۔ بن واسیوں کو من مانا بھوجن کبھی نہیں ملتا۔ اس سے بن دکھدائی ہے،، (ایودھیا کانڈ سرگ ۲۸ شلوک ۱۱ و ۱۲) بھردواج اور رامچندر جی کی ملاقات میں لکھا ہے "پھر دھیرے دھیرے آگے کو بڑھے دیکھا۔ تو مہاتما بھردواج جی اپنے ششیوں کے سنگ بیٹھے ہوئے تپسیا کرتے اور اگنی میں آہوتی دے رہے تھے۔ اُسی سمے میں رام لکشمن بہت جان کی پرنام کرنے لگے۔ پرنام کے پیچھے اپنے کو بتلایا کہ ہے منی راج ہم دونوں مہاراجہ دشرتھ جی کے پُتر ہیں۔ اور رام لکشمن ہمارے نام ہیں۔ یہہ جنک کی کنیا ویدیہی ہماری استری ہیں۔ جب ہم بن کو چلے تو یہہ بھی پیچھے بن کو چلی آئیں۔ ہمارے پتا جی نے بن واس تو ہمیں کو دیا تھا۔ پر یہ ہمارے بھائی لکشمن بھی پریم درڑھ برت دھارن کو مارے سنیہ (محبت) کے ساتھ آئے۔ اب سب آدمیوں کو پتا ہی کی آگیا سمجھئے۔ جو بن کو آئے ہیں۔ یہاں منیوں کے جہاں کند مول پھل ہی بھوجن کرتے ہیں۔ مہاراج کمار شری رگھوراج کے ایسے بچن سُن۔ منی راج نے کشل پرسن پوچھ چرن دھونے اور پینے کے لئے جل دیا۔ بعد ازاں نانا پرکار کے رس آن۔ پھل

سول آدمی۔ تینوں آدمیوں کے بھوجن کے لئے منگائے۔" (ایودھیا کانڈ سرگ ۵۴ شلوک ۱۱ سے ۱۸) +

پھر بھرت جی نے جو سوگندیں مہارانی کوشلیا کے سامنے اِس بات کے ثبوت کے واسطے کھائی ہیں۔ کہ میری تی سے رام جی کو بن باس نہیں ہوا۔ میں بالکل نردوش ہوں۔ وہاں بھی اِن بُرے کاموں کو تذ نی لکھا ہے "جس کی صلاح سے رام بن کو گئے ہوں اُس کو وہ دوش لگے جو مدیہ مدہو۔ مانس۔ زہر۔ آدمی لِنشدہ دستوؤں کو بیچ بیچ درب اکتر کر اُسی سے گرہ والے وکٹنبوں کے پالن پوش کرنے والوں کو ہوتا ہے۔" (ایودھیا کانڈ سرگ ۷۶ شلوک ۳۸) +

پھر جب بھرت جی رامچندر جی سے ملنے چترکوٹ پر آئے۔ اُس وقت رامچندر جی نے اُن کو جو نصیحتیں کی ہیں اُن میں اتھروید کانڈ ۶ منترا۔ اور ستوادھیا ۷ شلوک ۵۰ وغیرہ کے مطابق شکار کھیلنا۔ جوا کھیلنا۔ شراب پینا۔ زنا کاری وغیرہ باتوں کی سخت ممانعت کی ہے۔ (ایودھیا کانڈ سرگ ۱۰۰ شلوک ۶۷) +

جب جاوال ناستک بن کر رامچندر جی کو بہکانے لگا تب رامچندر جی نے کہا "ہے جاوال جی تم سے پہلے جتنے برہمن ہوئے۔ سبھوں نے وید کے انوسار شُبھ کرم کئے اسی سے باستثنائے تمہارے اب بھی جو برہمن موجود ہیں۔ یہہ لوک پرلوک سب چھوڑ کر کلیان کارک یگیہ کرتے۔ اور ستیہ بولتے ہیں۔ تمہاری طرح جھوٹھائی نہیں کرتے" "اور دھرم سے یُکت سجنوں کے ساتھ تجسوی دان دینے والے سب شُبھ گنوں میں یُکت جیو ہنسا رہت نرمل چت ایسے وشِشٹ آدمی منی لوک میں پوجیہ ہیں۔" (ایودھیا کانڈ سرگ ۱۰۹ شلوک ۳۶) +

جب ڈنڈکا آرنیہ میں رام جی نے پرویش کیا۔ تو وہاں رامائن میں لکھا ہے۔ "دو نانا پرکار کے پھل مول کند آدی مُنیوں کے بھوجن کے لئے اکثر ہیں۔ بن کے بڑے بڑے پُن دائک برکش موجود ہیں۔ جن میں اتی سوادیشٹ پھل لگے ہیں"۔ اور جب رامچندر جی وہاں کے رشیوں سے ملے تو اُنہوں نے انہیں کیا دیا۔ لکھا ہے "ان رشیوں نے پرم آنندت ہو سوسنی داچپن آدی منگل دایک عمدہ سوَر سے پڑھنے لگے۔ بعد ازاں مول پھل پُشپ آدی دیا۔ پھر سند رسنھان رہنے کیلئے بنایا۔" (ارنیہ کانڈ سرگ ۱ شلوک ۵ سے ۱۷)

نکھاؤ کا راجہ گوہ جب عمدہ چیزیں لایا تھا۔ رامچندر جی نے لینے سے انکار کر دیا۔ اِن سب کو ہم نے جانا گرہن نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم کُشادچیر مرگ چرم دھارن کئے ہوئے ہیں۔ دیکھتے ہو اور پھل مول آدی ہی بھوجن کرتے ہیں۔" (ایودھیا کانڈ سرگ ۵۰ شلوک ۴۴)

جب سوتیکشن رِشی سے ملے۔ تو وہاں لکھا ہے "پھل مول آدی بھوجن کر شری رام لکھشمن و جانکی جی سوتیکشن سے پوجا پائے۔ رات بھر وہیں سوئے۔ بڑے پراتہ کال جاگے۔ اور شُچ سنان کر سندھیا اور اگنی ہوتر کیا۔" (ارنیہ کانڈ سرگ ۸ شلوک ۱ و ۲ و ۳ و ۴)

جس سمیہ رامچندر جی بن باس کو گئے۔ اور دھنش بان کاندھے پر دھارن کر رشیوں کی محافظت کا ارادہ کیا۔ اس کا باعث رامائن میں یہہ لکھا ہے "رامچندر جی نے جاوال سے کہا۔ کہ جو پُرش وید مرجادا رہت ہیں۔ وے پاپ آچار یُکت ہوتے ہیں۔ اِسی سے وید سے باہر چلنے کے کارن سجنوں کی سماج میں اُن کا مان نہیں ہوتا۔ پھر آپ کے بھی وچن وید ورودھ ہی ٹھیرے۔ اِس لئے سجن لوگ نرادر کرتے ہیں۔"

کلین۔ اکلین۔ بیر دا ڈرپوک۔ پوتر اور اپوتر پُرش اپنے آچرن سے ہی جان پڑتا ہے جو وید کے انوسار کام کرتا وہ کلین جانا جاتا۔ جو وید ورودھ آپ کے (بعینہٖ تاسکتا) وچن کے انوسار۔ چال چلن رکھتا وہ اکلین۔ اسی طرح بیر۔ ڈرپوک۔ پوتر اور اپوتر میں بھی جانو" (ایودھیا کانڈ سرگ ۱۰۹ شلوک ۳ و ۴) +

ایودھیا کے ورنن میں بالمیک نے سب چیزوں کا ورنن کیا ہے۔ جو اُس وقت موجود تھیں مگر قصاب کی دوکان کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ اور نہ بکرے لٹکتے یا اُن کی گردن مارنے کا کہیں بیان ہے۔ فی الحقیقت اُسوقت ایودھیا سورگ ہو رہی تھی۔ شعر

بہشت آنجاکہ آزارے نباشد ۔۔۔ کسے را باکسے کارے نباشد

فساد۔ خون۔ قتل۔ بدمعاشی وغیرہ کا نام و نشان نہیں ملتا +

مخالفوں کے اعتراضوں کا جواب

ست دھرم کے مخالف اور مانس اہاری لوگ رامچندر جی کی زندگی پر کلنک لگانے کے واسطے مشہور کرتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے مرگ مارے ہیں اور شکار کیا ہے علاوہ برآں اُنہوں نے گوشت کھایا ہے۔ بنا براں ہم مخالفین کے تمام اعتراضوں کا کھنڈن کرتے ہیں۔

اعتراض اوّل۔ رامچندر جی نے بن باس کے وقت سوت سے کہا۔ کہ ہم نہیں جانتے کہ اب پھر کب سریو کے کنارے پر پُشپت بن میں شکار کھیلیں گے۔ و اپنی ماتا و پتا سے ملینگے۔ (ایودھیا کانڈ سرگ ۴۹ شلوک ۱۵) +

اُتر۔ شکار کھیلنا بالکل بُرا نہیں ہے۔ اور خصوصاً اُس وقت جبکہ دُشٹ پشوؤں شیر بھیڑیا۔ وغیرہ کا مارنا مقصود ہو۔ اور یہہ شاستر انوکول ہے۔ مگر بے آزار جانوروں کا مارنا سخت گناہ ہے۔ جیسا کہ خود رامچندر جی نے بھی بھرت جی کو اِس کی ممانعت کی ہے۔ اور ہمہ تن موذی جانوروں کے مارنے کے واسطے بھی مصروف رہنا۔ اور اُس کو ایک ضروری کام فرض کرنا بھی منع ہے۔ جیسا کہ خود رامچندر جی نے بھی اِس سے اگلے شلوک میں فرمایا ہے۔ کہ کچھ شکار کھیلنا ہمکو بہت پریہ نہیں۔ پس اِس سے کسی طرح مانس کھانا مقصود نہیں۔ کیونکہ وہ صرف دُشٹ جیوؤں کے ڈنڈ دینے کے واسطے شکار کھیلتے تھے۔ نہ کہ شکم پرستی کے واسطے۔ یا پیٹ کو حیوانوں کا گورستان بنانے کے واسطے (دیکھو اُسی سرگ کا شلوک ۱۶ و ۱۷) +

اور خود رامائن میں بھی لکھا ہے۔ وہ وہاں جو دُشٹ مرگ پکھشی تھے۔ اُن کو ڈراتے ہوئے شری رام ایک مہورت بھر میں بمقام پریاگ مُنی بھردواج کے پاس جا پہنچے"۔ (ایودھیا کانڈ سرگ ۵۴ شلوک ۹) +

جنگل میں باس کرنے والے مُنی لوگ جانوروں کو پالا کرتے تھے۔ نہ کہ بھکشن۔ رامائن کے اِسی سرگ میں لکھا ہے۔ "منی راج کے چاروں اور پالتو مرگ وا پکھشی اور مُنی لوگ بیٹھے تھے۔ سب کے ساتھ رامچندر جی کی پوجا کر بھردواج جی دھرم یُکت وچن رامچندر سے بولے" (شلوک ۱۹ و ۲۰) +

اعتراض دوم۔ رامچندر جی مرگ مارنے کے واسطے گئے۔ اور پیچھے راون سیتا کو لے گیا۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ ہرن مار کر ضرور کھایا کرتے تھے +

اُتر۔ اِس مقام پر یا کسی اور مقام پر مرگ کو کھانے کے واسطے مارنے کا مطلق ذکر نہیں۔ بلکہ سونے یعنی (طلاء) کے رنگ کا سُنہری ہرن دیکھ کر سیتا کا من للچایا۔ وہ اُس کی شکل پر موہت ہو گئی۔ اور رامچندر کو اُس کے پکڑنے کے واسطے سفارش کی۔ اُس کے ضد کرنے پر اول رام پھر لچھمن دونوں گئے۔ اور جب پکڑا تو معلوم ہوا کہ وہ چھل تھا۔ اصل ہرن نہیں تھا۔ ماریچی نام ایک دیئت یا وحشی آدمی ہرن کا سوانگ دھار کر یا کھال اوڑھ کر بہلانے آیا تھا۔ تاکہ راون پیچھے بھگالے جائے۔ چنانچہ رامائن میں اِس مقام پر لکھا ہے۔

इदं हि रत्नो मृग संनिकाशं प्रलोभ्य मां दूर मनु प्रयातम् । हतं कथंचिन्महता श्रमेण सराहत सो भुन्मृय

मा रा गृ व ॥ मन श्चमेदी नमिह्य प्रहृष्टं च हृत श्च सव्यक्करुते विकारम् । असंशयं लक्ष्मण नास्ति सीता हृता मृता वा पथि वर्तते वा ॥ रामा॰ अरण्य कां सर्ग ५७ श्लो॰ २२ — २३ ॥

ترجمہ۔ یہ مرگ روپ راکشس ہم کو للچائے بہت دور چلا گیا تھا۔ وہاں بڑے شرم (کوشش) سے جو ہم نے اُس کو مارا تو یہ مرنے کے سمے پھر راکش ہو گیا میرا من دُکھی ہے۔ بائیں آنکھ پھڑکتی اور دکاروالی ہو رہی ہے۔ کچھ شنشیہ نہیں ہے اے لچھمن کہ اب سیتا وہاں نہیں ہے۔ کوئی ہرلے گیا۔ یا مر گئی یا کہیں بھاگ گئی اور اسی موقعہ پر رامچندر کو فاضل لوگوں نے مطعون کیا ہے۔ کہ وہ ایسے دانا ہو کر کس طرح طلائی ہرن کی بات پر اعتبار کر بیٹھے۔ چنانچہ ہت اوپدیش کے مصنف وشنو شرما جی کہتے ہیں۔

असंभवं हेममृगस्य जन्म तथापि रामो लुलुभे मृगाय । प्रायः समापन्न विपत्तिकाले धियोऽपि पुंसां मलिना भवन्ति ॥

ترجمہ۔ طلائی یعنے سونے کے ہرن کا ہونا محال ہے۔ مگر پھر بھی رامچندر جی لالچ میں آ گئے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ویتی کال میں عقلمندوں کی آنکھوں پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے۔

اعتراض سوم۔ سیتا نے جمنا سے پار اُترتے وقت مانس اور گھڑی شراب کی ندی میں ڈالنے کے اقرار پر ندی سے پرارتھنا کی ہے۔ کہ اگر میرا پتی سُکھ پور بک گھر آوے تو میں ایسا کرونگی +

تردید۔ یہ بات کئی وجوہات سے باطل ہے۔

وجہ اوّل۔ یہ ہے کہ جمنا یا گنگا دونوں ندیاں جڑھ ہیں۔ اُن کی پوجا اِن پداتھو سے ہرگز نہیں ہو سکتی ہے۔ اِس کو وہ مانے جو نہیں چیتن یا اِس بُت پرستی اور دریا پرستی کو جائز جانتا ہو۔

وجہ دوم۔ جب سیتا واپس آئی۔ تو یہ اقرار ہرگز پورا نہیں کیا گیا۔ اِس واسطے بھی باطل ہے۔ کہ کسی مانس اور شراب کے عاشق بام مارگی نے یہ شلوک ڈال دیئے ہیں۔ ورنہ اِن کا مضمون سے کوئی تعلق نہیں اور نہ یہ واقعہ ہوا۔

وجہ سوم۔ اِس شلوک میں مانس شبد نہیں ہے۔ اور نہ کسی جانور کے مارنے کا ذکر ہے۔ بلکہ شلوک میں تو گوہزرن سراگٹ شیتن لکھا ہے۔ (ایودھیا کانڈ سرگ ۵۵ شلوک ۱۹ و ۲۰) +

پس مانس کا اِس سے کوئی تعلق نہیں باقی رہی سُرا اِس کی تردید رام لچھمن کی زبانی خود موجود ہے۔ چنانچہ جب ایک دفعہ سگریو نے شراب پی۔ تو رام لچھمن نے وہاں اُسے بہت ہی بُرا کہا۔ بھرت جی نے سوگندوں میں بھی اِس کا کھنڈن کیا ہے۔ پس یہ واقعہ ہرگز نہیں ہوا +

اعتراض چہارم۔ جب رامچندر جی چترکوٹ میں پہنچے۔ تو جھونپڑی بنا کر لچھمن کو حکم دیا۔ کہ ہرن مار کر لاوے۔ تاکہ یگیہ کیا جاوے۔ لچھمن جی اِس ارشاد کے بموجب ہرن مار لائے۔ جو پکایا گیا۔ (از مانس پرچار صفحہ ۵۶) +

اُتر۔ وہاں تو ایسا نہیں بلکہ اِس کے خلاف لکھا ہے۔ دیکھو نمبر ۲۲۔ ہے لکھشمن ایک مرگ پکڑ لاؤ۔ اُس کو پرن شالا (کٹیا) کے دوار پر باندھیں گے۔ تب واستو کی پوجا کرینگے۔ کیونکہ جو لوگ بہت دن جینا چاہتے ہوں۔ اُن کو چاہیئے کہ بنا واستو کی پوجا کئے اُس میں نہ رہیں "

نمبر ۲۳۔ ہے لکھشمن اِس سے اتی شیگھر مرگ لاؤ۔ سندھیا نہ ہونے پاوے۔ جیسا کچھ شاستر میں واستو پوجا لکھی ہے جیسے کل کی ریت ہے ویسا پوجن کریں۔ "

نمبر ۲۴۔ بھائی کے وچن سُن۔ لکھشمن جی جلد ہی ایک مرگ لائے تب رامچندر جی پھر بولے۔

نمبر ۲۵۔ ہے لکھشمن اِس مرگ کے کھانے کے یوگیہ کچھ پھل لاؤ۔ اُنہیں اگنی میں سینک اِس کے بھوجن کے لئے دیوؤ۔ اور انہیں پھلوں سے ہم واستو کی شانتی کے لئے ہون بھی کریں۔ پرشیگھرتا کیجئے۔ کیونکہ دھرو مہورت ہے اسی میں دن رہے ہی رہے پوجا ہو جائے +

نمبر ۲۶۔ رامچندر جی کے ایسے وچن سُن۔ وے جو کرشن مرگوں کے کھانے کے یوگیہ پھل لائے تھے۔ اگنی جلا لکشمن جی نے پکائے +

نمبر ۲۷۔ جب بنائے پری پک (تیار) ہو لئے۔ پھلوں کی سُرخی جاتی رہی تب لکشمن جی پُرشوں میں سنگھ روپ رامچندر جی سے بولے

نمبر ۲۸۔ ہے دیوتاؤں کے سمان روپ والے شری رام۔ کرشن مرگوں کے کھانے والے پھل ہم نے پکائے ہیں۔ آپ دیوتاؤں کی پوجا کیجئے۔ کہ آپ اِس کرم میں کُشل ہیں +

نمبر ۲۹۔ یہ سُن سنان کر جپ کرنے میں چتر ایک اور سے سب منتر پڑھ پڑھ کر آہوتی دینے لگے۔ یہاں تک کہ واستو پوجن سماپت ہوا +

نمبر ۳۰۔ سب واستو دیوتاؤں نے آکر تیکش میں اپنا اپنا بھاگ لیا۔ اُن کو دیکھ پرسن چت ہو۔ رامچندر جی نے اِس کُٹیا میں پرویش کیا +

نمبر ۳۱۔ اُس سمیہ اُنہیں ہوم کے بچے پڑے پھلوں سے بلی وسو دیو وا رودر بلی سب کیا +

نمبر ۳۲۔ تِس کے پیچھے جپ کر ندی میں نہا وہی پھر سنان کر پاپ ناشن ارتھ پھر پھلوں سے بلی پروان کیا +

نمبر ۳۳۔ پھر اُس پتوں کی کُٹیا میں ویدیاں بنائیں۔ دیوتاؤں کی سہائتا کی ان کے لئے الگ الگ چبوترے بنا دیئے۔ جس پرکار کا وہ ستھان تھا۔ اُس کے انوروپ چھوٹے چھوٹے ستھان دیوتوں کے بنائے۔ اور اُن دیوتوں کو ستھاپن کیا " (ایودھیا کانڈ سرگ ۵۶) +

پس دیکھئے اِس میں مرگ مارنے اور پھر اُس کے کھانے کا کہاں ذکر ہے۔ بالکل نہیں۔ اگرچہ اِس میں فرضی دیوتاؤں کی پوجا کے آثار پائے جاتے ہیں۔ جو کسی طرح بھی جائز نہیں مگر گوشت خوری تو اِس میں ہرگز نہیں۔ مفصل دیکھو رامائن مطبوعہ نولکشور ۱۸۸۵ء صفحہ ۳۵۱ و ۳۵۲ جس میں بالمیکی کا لفظی ترجمہ موجود ہے +

فارسی مہابھارت میں جو فیضی نے رامچندر کی لائف لکھی ہے وہاں لکھا ہے "تا آنکہ رامچندر در چترکوٹ دیدند کہ بصورت سنیا سیان برآمدہ لباس از چرم آہو ساختہ موہائے ژولیدہ بر سر دارد و تیر و کمان بدست گرفتہ با لچھمن و سیتا در بیابان بسر میکردند۔ و اوقات ببرگ درختان و گیاہ صحرا و میوہ جنگل بسگذرانیدند"

بعض رامائنوں میں اِس جگہ پاٹھ بھید ہے۔ اور خصوصاً مطبوعہ بمبئی میں اور شاید اُس سے چھپا پر چارک یا مانس پر چار تک صاحبان کچھ تاویل کر کے گوشت خوری سیدھ کرنا چاہیں بنا بر آں ہم بوجوہات ذیل اُن کی تردید کرتے ہیں

وجہ اوّل- بفرض محال اگر اُنھوں نے ہرن ہون کے واسطے مارا اور پھر خدا نخواستہ کھایا۔ حالانکہ یہہ ثابت نہیں تو اُن کا فعل خود اُن کے زیر دست اقراروں کے خلاف ہے جو وہ ماتا کوشلیا اور کیکئی اور وشسر تھ اور بھردواج وغیرہ کے سامنے درستی ہوش وحواس میں کرچکے ہیں۔ اور رامائن میں یہہ بھی بیسیوں مقاموں پر لکھا ہے۔ کہ وہ ست پرتگیہ تھے۔ (دیکھو ارنیہ کانڈ سرگ ۱ اشلوک ۱۸ و ۱۹)

وجہ دوم- اُن کا ایسا کرنا رشی مُنیوں اور سوتر کاروں کے خلاف ہے۔ کاتیائن جی لکھتے ہیں۔

अग्राह्यनीय माँ स प्रति षध: ।।

کہ ہون کی اگنی میں مانس ہرگز نہ ڈالنا چاہئے۔ اور اشولائن رشی فرماتے ہیں۔ کہ ہون کی سامگری مانس نہیں ہے۔

وجہ سوم- اِس سرگ میں صاف ذکر ہے۔ کہ اُس جگہ پھل مُول کند بہت زیادہ تھے۔ دیکھو (شلوک ۷-۱۴ تک) پس اقرار توڑنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی +

وجہ چہارم- دیوتاؤں کی ستھاپنا یعنے بُت پرستی جو گوشتخوری سے بھی سخت گناہ ہے۔ وہ بھی اِس سرگ میں اُن کے ذمہ عاید کیا گیا ہے۔ حالانکہ اُس وقت اِن بانوں کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ اور سب سے بڑھ کر واستو یعنے گرہ او ہشٹ دیوتا کی پوجن خود وید کے خلاف ہے۔ پس کسی طرح یہہ بات جائز نہیں ہو سکتی۔ اور رامچندر جی کے سچے اور ست وادی ہونے کے کارن یہہ الزام سراپا باطل ہیں +

وجہ پنجم- اور بیسیوں جگہ رامچندر جی جھونپڑی بنا کر رہے ہے۔ مگر اِس خرابی کا کہیں ذکر نہیں۔ یا تو اور سب جگہ پاپی رہے اور یہاں دہرماتما۔ اور یا اور سب جگہ دہرماتما اور یہاں پاپی۔ مگر بات یہ ہے کہ وہ درحقیقت دھرماتما تھے۔ کسی بام مارگی نے پاٹھ بھید کر دیا ہے۔ اور صحیح وہی ہے۔ جیسا کہ خود رامچندر نے سرگ ۱ اشلوک ۱۲ میں لکھا ہے کہ مانس کھانا راکشسوں اور دُشٹوں کا کام ہے۔ آریہ لوگوں کا نہیں علاوہ بریں مہابھارت میں جو وید دھرم کے ماننے والوں اور ست کے پیرو راجاؤں کی فہرست درج ہے۔ جنھوں نے تمام عمر نہ تو گوشت کھایا۔ اور نہ مدہ پان وغیرہ دُراچار میں پھنسے۔ اُن میں بھی ہمارے راج رشی رامچندر جی کا نام مبارک موجود ہے۔

اعتراض پنجم- بھردواج نے جو بھوجن بھرت جی کی فوج کو دیا۔ اُس میں مانس وشراب موجود تھا +

اُتر- بے شک وہاں فوج کی مہمانی میں اِن دو باتوں کا ذکر ہے مگر وہاں یہ بھی ذکر ہے کہ اندر کی تمام ستریاں اور برہما کی تمام ستریاں اور وشوکرماں۔ درُیلتا۔ کوبیر یم راج۔ اندر وغیرہ سب کا آواہن کرکے بُلایا۔ تمام دُنیا کی ندیوں کو وہاں بُلایا اور سب سے عجائب بات وہاں یہہ لکھی ہے۔ کہ وہ جنگل جو اُتر کورو دیش میں ہیں جن کے درختوں میں خوبصورت ستریاں ہی پھل لگتی ہیں۔ اُن کُبیر کے بنوں کو بلاتے ہیں۔ غرضیکہ تمام بن۔ پربت۔ سمندر۔ ندیاں وہاں بلائی گئیں۔ ایک ایک آدمی کی خدمت کو ۱۵-۱۵ عورتیں مقرر کیگئیں۔ غرضیکہ ایسی ایسی اندھیر کی باتیں اِس سرگ میں لکھی ہیں جو ساری کی ساری کرامات ہوئیں۔ مفصل دیکھو (سرگ ۹۱- ایودھیا کانڈ شلوک ۱ سے ۳۸ تک) پس جو اِن تمام کرامات اور بیہودگیوں پر یقین کرے۔ جو اِن سب اسنبھو باتوں کو ماننے اور عقل کو فارغخطی دے۔ اُس کا اختیار ہے کہ کسی کو مانس ہاری کہے بنابر آں یہہ سارا فسانہ بیہودہ ہونے سے قابل اعتبار نہیں۔ مگر باوجود اِس قدر کراماتی بیانات کے بھرت ورامچندر کے مانس کھانے کا یہاں بھی ذکر نہیں۔ پس ہم تو اِن مہاتماؤں کی زندگی بتلاتے ہیں۔ نہ کہ اور خدمتگاروں کی +

اعتراض ششم- رامچندر جی نے بنا پرادہ ہرنوں اور راکششوں کو کیوں مارا۔

اُتر- ایسا ہرگز نہیں کسی کو بنا اپرادہ نہیں مارا۔ خود رامائن میں بھی اِس کی وجہ لکھی ہے "رشیوں نے رامچندر جی کو کہا کہ کچھہ بات بناوٹ کی نہیں کہتے۔ آپ یہاں آیئے دیکھئے کہ مہاتما مُنیوں کے ہاڈ پڑے ہیں۔ جن کو راکششوں اور جنگلی لوگوں نے مار مار کر بھکشن کر لیا ہے۔ سو اکثر جو مُنی لوگ پمپا ندی سے لیکر مند اگنی کے کنارے تک کے بنوں میں بستے ہیں اور جو چتر کوٹ پربت پر بستے ہیں۔ انہیں لوگوں کا ناش یہہ راکش لوگ کرتے ہیں" (دیکھو سرگ ۶- ارنیہ کانڈ شلوک ۱۶ و ۱۷) اِسی لئے رامچندر جی نے اِن دُشٹوں کے مارنے کا ارادہ کیا۔

مرگ کے معنے تمام جنگل کے پشو ہیں۔ صرف ہرن نہیں۔ بلکہ شیر بھیڑیا چیتا وغیرہ سب اس میں شامل ہیں۔ چنانچہ یہہ بات کسی سنسکرت دان سے پوشیدہ نہیں۔ رامائن میں جہاں راکششوں کا ورنن لکھا ہے۔ وہاں صاف صاف بیان کیا ہے مانس اہاری لوگ تھے۔ تقریباً دو تین سو جگہ رامائن میں مانس آہاری کو راکشس لکھا گیا ہے خود راون کی تعریف میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اُس کے مرنے پر کئی پشوؤں کا بدھ کیا گیا۔ (دیکھو لنکا کانڈ سرگ ۱۱۳ شلوک ۱۷) پس درحقیقت مانس کھانا یا پشوؤں کو کھانے کے واسطے مارنا راکششوں کی ودھی ہے۔ راون کے کاموں اور راکششوں کے فعلوں سے ہمیں کچھ غرض نہیں وے تو ہمیشہ شاستر وکت کرم نہیں کرتے۔ بلکہ شاستر کے خلاف ہمارا مطلب تو رامچندر جی کی لائف بیان کرنے سے ہے۔ کہ اِس پوتر راج رشی نے کہیں بھی مانس نہیں کھایا۔ بلکہ وہ سب راکششوں کا بھوجن بتلاتا ہی۔ چنانچہ ہم آخری ایک واقعہ سُنا کر ختم کرتے ہیں :-

حاشیہ- رامائن میں پاٹھ بھید بہت ہے۔ اور اُتر کانڈ تو بالاتفاق پیچھے سے کسی نے تصنیف کرکے ملا دیا ہے۔ باقی رہے چھہ کانڈ اُنمیں بھی بالاتفاق دو سرگ پرکشپت ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں ایک تو ایودھیا کانڈ میں دیکھو صفحہ ۳۰۸ اور دوسرا ارنیہ کانڈ میں دیکھو صفحہ ۵۵۰ مطبوعہ بمبئی ۱۸۸۸ء ہگنگا او تپتی کا سرگ بھی تلسی کے اس وقت موجود نہیں تھا۔ کیونکہ جو رامائن چتر کوٹ سے تلسی داس کی لکھی ہوئی برآمد ہوئی ہے اُس میں بالکل نہیں (بال کانڈ سرگ ۳۹-۴۴ تک) اور بدہ کانڈ میں ہی دو سرگ پرکشپت ہیں جو رامائن لکھنؤ میں نولکشور کے ہاں چھپی ہے ۱۸۵۹ء میں اُسکے یُدہ کانڈ کے ۱۲۸ سرگ ہیں۔ اور جو بمبئی میں طبع ہوئی ہے اُس میں ۱۳۰ ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ کلکتہ اور بمبئی والی میں بہت فرق ہے۔ اور شلوکوں کا تو اکثر جگہ فرق ہے۔ کئی جگہ بہت گپ بھی ہے جو کسی طرح قابل اعتبار نہیں رامچندر جی نے دس ہزار برس تک راج کیا (لنکا کانڈ سرگ ۱۲۸ شلوک ۹۵ و ۱۰۶) کنبھہ کرن دس ہزار سال تک جل میں تپسیا کرتا رہا۔ بھیکھن پانچ ہزار سال تک ایک پاؤں پر کھڑا تپسیا کرتا رہا۔ راون دس ہزار برس تک نراہار تپسیا کرتا رہا اور اپنے دس سروں کو باری باری آگ میں جلاتا رہا۔ اِس سے یہہ بل حاصل کیا۔ (اُتر کانڈ سرگ ۱۰ شلوک ۳-۱۲ تک) ایودھیا کانڈ سرگ ۵۳ شلوک ۹ و ۱۰ و ۱۲ میں رامچندر جی کی زبانی پتا کو موکھ او کامی بیان کیا ہو۔ اور بال کانڈ سرگ ۴۸ و ۴۹ میں گوتم و اہلیا کی کتھا بالکل بیہودہ دور از قیاس اور لچر نقل ہے اور اسیطرح بال کانڈ سرگ ۶۴ میں سمندر سگر کے بیٹوں کی بھی محض لغو گپ ہے اور جو کوئی سارا بام مارگ درحقیقت کی ٹیکا کا اثر دیکھنا چاہے تو مہربانی کرکے بال کانڈ سرگ ۱۴ شلوک ۳۳ و ۳۴ کو ملاحظہ کرے۔ اور بادی النظر میں اگر کوئی غور کرے تو اُسے صاف معلوم ہو جائیگا۔ کہ سارا اشومیدھ پرکرن بالکل بناوٹی ہے۔ کیونکہ رشی شرنگ کو وہ راجہ روم پاد کے ملک صرف پُتر اُتپتی کیواسطے لائے تھے۔ دیکھو (سرگ ۱ شلوک ۵ سے ۱۳ تک) اور اسکے ساتھ ملاحظہ فرمایئے۔ سرگ ۵ اشلوک ۱ و ۲ و ۳ وغیرہ درمیان میں بلاتعلق بلاسمبندھ اشومیدھ کا اخلاق کے برخلاف ذکر چھیڑ دیا۔ ایودھیا کانڈ کے سرگ ۱۰۰ کے شلوک ۱۴ وغیرہ بُدھ مت کے بعد ڈالے گئے اور اسی طرح سرگ ۱۰ شلوک ۳۴ بھی بودھ جین اور بام مارگ کے پیچھے ڈھالے گئے۔ پس کسطرح ممکن ہے کہ رامچندر کی زندگی پران بام مارگیوں نے تھوڑا بہت کلنک لگانیکی کوشش نہ کی ہو۔ صدہا جگہ انکی بابت ذکر ہے وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ ہم پھل مول وغیرہ کھاتے ہوئے اہاں اور سب سے بڑی اور سوچنے کے لائق بات یہہ ہے کہ اگر خدانخواستہ رامچندر بھی مانس آہاری سیدھ ہو جاویں تو رام اور راون میں فرق نہیں رہتا۔ ناظرین ضرور غور کریں راکشس میں کچھ فرق نہیں رہتا۔ ناظرین ضرور غور کریں اور بام مارگیوں نے کلکہ ست دھرم کے پرچار میں تنت پر ہوں۔

جب رامچندر جی سوتیکشن مُنی راج (جو سب پرانیوں کے ہت میں تت پر تھا) کی کُٹیا میں پُہنچے - اور اُس سے ملے اور کوئی اُتم جگہ رہنے کی پوچھی - تب رشی نے اُتر دیا " ہے رام جی ایسا چاہتے ہو؟ تب تو یہی آشرم سب گُن یُکت ہے - آنند سے رہئے رشی لوگ بھی یہاں وچرا کرتے ہیں - اِس سے کسی طرح کا خوف بھی نہیں - اور پھول مول پھل یہاں سب کالوں میں ملا کرتے ہیں - ہاں ایک بات ہے یہاں بڑے دیا گھر سنگھ - آدی مرگ آیا کرتے ہیں - پر وے بھی کسی کو مارتے نہیں - کیول اپنا روپ ہی دکھائے - سب کو لوبھائے نربھے یہاں سے چلے جاتے ہیں - آپ اُن سے نہ ڈریئے گا - نہ انہیں ماریئے گا - یہی ایک دوش مرگوں کے آنے جانے کا یہاں کچھ کچھ ہے - اور کچھ بھی نہیں - مہا رشی کے ایسے وچن سُن اتی دھیر رامچندر جی دھنش پر بان چڑھائے بولے کہ ہے مہاں راج اُن آئے ہوئے مرگ سموہوں کو اتی تیز بان سے ہم مار ڈالینگے - کیونکہ جو آپ کو اُن سے کشٹ ہُوا - تو اِس سے ادہک کون کشٹ ہوگا - یہ سُن مُنی راج کچھ نہ بولے رامچندر جی نے جانا کہ مُنی کو مرگوں کا بدھ (مارنا) پسند نہیں - اُس سے کہا کہ اس مرگ بادھت ستھان پر ہم بہت دنوں تک بسنا نہیں چاہتے - یہ کہہ رامچندر جی سندھیا کرنے لگے - سائینگ سندھیا اُپاسنا کر وہیں سوتیکشن جی کے آشرم پر لکشمن جی کے سمیت نواس کیا " (ارنیہ کانڈ سرگ ۷ شلوک ۱۷ - ۲۳ تک) ٭

اِس سے آگے سرگ ۹ میں سیتا جی نے منوہر بانی سے رامچندر جی کو کہا کہ تین بڑے بھاری پاپ دیکھے ہیں ایک پر ستری گمن - دوسرا متھیا بولنا تیسرا بنا دشمنی کے کسی کو مار ڈالنا - ان میں سے اوّل و دوم تو آپ میں بالکل نہیں - البتہ تیسرا ہے - کہ آپ بنا ارادہ و دشمنی کے راکششوں کو مارتے ہیں - اِس پر سیتا جی نے رام جی کو ایک پُرانا اتہاس سُنایا کہ ایک رشی کسی بن میں تپسیا کرتے تھے - اُنکی بڑی تپسیا دیکھ حسد کر کے اِندر مہاراجہ ہاتھ میں تلوار لئے یودھا کا روپ بنائے مُنی کے آشرم پر آیا - اتی پُن روپ تپسیا کرتے ہوئے رشی کے نزدیک اپنی تلوار امانت رکھ کر چلا گیا - مُنی اُس تلوار کی حفاظت میں مصروف ہُوا - کہ کوئی اُٹھا نہ لیجائے - اکثر اُسے پاس رکھتا تھا - روز روز شستر دھارن کئے پھرنے کے کارن مُنی کی بُدھی اتی رودر روپ (قہر مجسم) ہوگئی تپسیا کرنیکا وشواس جاتا رہا - ہر روز اُس سے جیوؤں کو مارنے لگے ایسا رودر سوبھاؤ ہوگیا کہ مہاں پرستت ہوگئے - ستت دھرم جاتا رہا - لیسی شستر کے باندھنے سے مرنے کے پیچھے مُنی راج نرک کو گئے " یہ کہہ سیتا جی بولی کہ آپ بھی بنا ارادہ اور ویر کے کسی مرگ یا کسی راکشش کے مارنے کی بُدھی نہ کیجئے - کیونکہ اے بہادر بنا ارادہ کسی کو مارنا ہرگز بہادری نہیں - اور نہ اِس کی پرسنشا ودوان لوگ کرتے ہیں - کھشتریوں کو دھنش دھارن کرنا بنا ارادہ جیوؤں کے مارنے کے لئے نہیں ہے - بلکہ دُکھیوں عاجزوں کی حفاظت سہائتا کیواسطے ہے - المختصر (ارنیہ کانڈ سرگ ۹ تمام) - اِس کا اُتر رامچندر جی نے اگلے سرگ ۱۰ میں یہ دیا کہ رشی مُنی لوگ اتی کرور کرم کرنیوالے راکششوں سے سُکھ نہیں پاتے - کیونکہ وے لوگ مانس بھکشی ٹھہرے - پھر بہُوت کے روپ بہیانک تو ہوتے ہی ہیں - وہ آئے آئے یگ و ہومنس کرتے اور رشیوں کو مارتے پیٹتے ہیں - اِس لئے ہم رشیوں کی حفاظت کے واسطے دُشٹوں کی سزا کے واسطے شستر دھارن کرتے ہیں - دین عاجز پشوؤں کے مارنے کے واسطے نہیں " اِس کے سوا جب بالمیکی رامائن کی بنیاد ہی ایک ایسے واقعہ سے ہوئی جو سراپا رحم پر مبنی ہے - تو ہرگز اُسکا منشا ریا اُس کے ہیرو کا بھوجن مانس نہیں ہو سکتا - وہ یہ ہے کہ جب بالمیک نے ایک بہیادہ کو دیکھا کہ اُس نے ایک کرونچ کو مارا تو اُنہیں بڑی دیا آئی - اور اُس دُشٹ کو شاپ دیا - تو بھلا وہ دشٹ اوگن اُنکے ہیرو رامچندر میں کس طرح ہو سکتے ہیں - (دیکھو رامائن سرگ ۲ بال کانڈ شلوک ۹ سے ۱۰ تک) چانک رشی نے بھی چانک نیتی میں جو اُس نے مہاراجہ چندر گُپت (جس نے سلیوکس شاہ بابل کی بیٹی سے شادی کی تھی) کیواسطے بنائی تھی جس پر تمام عمر اُسکا عملدرآمد رہا لکھا ہے

मांसभक्षैः सुरापानैर्मूर्खैश्चाक्षरवर्जितैः। पशुभिः पुरु-
षाकारैर्भाराक्रान्तास्ति मेदिनी॥ अ० ८ श्लो० २२

ترجمہ - مانس کھانے والا شراب پینے والا - ودیا سے ہین - نراکشر بھٹاچارج جس میں ایسی مذموم صفات ہیں - وہ فی الحقیقت پشو ہے بشکل آدمی اور زمین کا بوجھ ہے پھر اُس ہی نیتی میں لکھا ہے

त्यजेद्धर्मं दयाहीनं विद्याहीनं गुरुं त्यजेत्। त्यजेत्
क्रोधमुखीं भार्यां निःस्नेहान्बान्धवांस्त्यजेत्॥ अ० ४ श्लो० १६

ترجمہ - جس دھرم میں دیا نہیں ہے اُسے چھوڑ دینا چاہیئے - اور جس گورو میں ودیا نہیں اُسے بھی اور لڑنے والی اور کرودھ رکھنے والی ستری کو تیاگ دے - اور جو تم سے محبت نہ کرے ایسے متر کو تیاگ دو - پھر اُسی نیتی میں لکھا ہے -

यत्र हिंसा परो धर्मः यापि दुष्टस्त्रियः कीदृशाः। मांसाहारी
द्विजो यत्र राजा हिंसः स तत्र कीदृशः

ترجمہ - جس جگہ یا جس مت میں جیوؤں کا مارنا پرم دھرم ہو وہاں یا اُس مت میں نہیں معلوم پاپ کیسا ہوگا - اور جس جگہ برہمن جنری اور ویش مانس کھاتے ہیں نہیں معلوم وہاں کشٹ کیسے ہونگے - ایسا ہی عالم لوگ راکھشس ناٹک کے نام پر بھی توجہ فرماویں بقول چانک جی کا بعینہٖ شم کے قول کے مطابق ہے فارسی مہابھارت میں لکھا ہے (بتشریح مہا پاپی) " مہا پاتکی آنرا گویند کہ برہمن یا ناحق کشتہ باشد یا طلا دزدیدہ باشد یا شراب و گوشت خوردہ باشد یا زن اُستاد زنا کردہ باشد این مہا پاتکی گویند کہ بطریق اَبدی دوزخی باشد " (صفحہ ۷۲۲) جو سنہ ۱۸۰۰ کا قلمی نسخہ ہے ایسی ہی نیک کاموں اور عمدہ ویدیشوں کی مہاراجہ چندر گپت ایک عظیم الشان سلطنت کا مالک ہوا - پٹیل اور رسیا مدن میں جیتا یہ بادشاہ لائق ہوا یہ بعد کے بعد ایسا کوئی نہیں ہُوا - راجہ بھوج کے زمانہ تک مانس بھکشن اور مدیراپان اور زناکاری وغیرہ سے لوگوں کو بہت نفرت رہی مگر بام مارگ کے پھیلنے اور راجوں کے چلن بگڑنے سے وزیروں اور دیگر لوگوں میں گوشت کا مونکی کثرت ہو رہی تھی ایکدفعہ راجہ بھوج کی سواری بازار میں جا رہی تھی اتنے میں راجہ صاحب نے دیکھا کہ ایک سادھو سنیاسی لباس پہنے رنگا سیار ظاہر فقیر باطن بام مارگی قصاب کی دوکان پر مانس خرید رہا تھا اُسے دیکھکر تعجب کی نگاہ سے راجہ بھوج نے سوال کیا -

भिक्षो मांसनिषेवणं प्रकुरुषे किं तेन मद्यं विना। मद्यं चापि तव प्रियं प्रियमहो
वाराङ्गनाभिः सह। तासामर्थरुचिः कुतस्तव धनं द्यूत-
न चौर्येण वा। चौर्यद्यूतपरिग्रहोऽपि भवतो नष्टस्य [illegible]

ترجمہ - اے سنیاسی تو مانس کھاتا ہے - اُس نے جواب دیا کہ مہاراج اکیلا مانس نہیں کھاتا - مدھ کے ساتھ کھاتا ہوں - راجہ نے کہا کہ کیا تو مدھ بھی پیتا ہے کہا وہ بھی اکیلا نہیں طوائف کے ساتھ پیتا ہوں - راجہ نے کہا کہ اگر تو رنڈی بازی کرتا ہے تو دھن کہاں سے لاتا ہے کیونکہ فقیر کے پاس دھن نہیں ہوتا تب بھکشو یعنی سنیاسی نے عرض کی کہ مہاراج میں جوا کھیلتا ہوں اور چوری کرتا ہوں اِن کاموں سے دھن حاصل کرتا ہوں - راجہ نے پھر کہا کہ اے بھکشو جواری اور چور بھی - اُس نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ مہاراج جب نشٹ ہی ہو گیا تو پھر کمی کیوں رہے دو دن ٭ پیارے آریہ بھائیو بھی آجکل بعضے سنیاسیوں کا یہ وہ بالکل کایا قدر ہو رہا ہے - دھرم کرم سے کوئی غرض نہیں ست ویدیش کرنا وہ اپنا فرض نہیں جانتے اور ایسے ہی اُنکے دوست جن گرہستی مرج جو اُنہیں اِن کاموں کیواسطے روپیہ دیتے ہیں یا دفن سوراک وغیرہ مرضو نمیں مبتلا ہیں اور آئے دن گرہستیوں کی عورتوں اور بچوں کو بگاڑ رہے ہیں ہزاروں کے کنبہ پر جو بھائی آئے اُنہیں تحقیق معلوم ہے کہ یہ سنیاسی اور رادھا اور رنڈیں بھیکھ دھاری کہاں کہاں سے عورتیں بھگا کر اور بچوں کو دغا کر کے رام تدویر میں جہنسا پر اور گرہستیوں کا گھر لوٹ ڈنکر اور اپنے دیس کے بیہودہ راجوں کو آلہ پرستی کا سبز باغ دکھا کر کیسے کیسے ٹھگ بناتے ہیں بعض گُرو ان جاہل جنہیں کسی علم کچھ بھی مس نہیں اور جنکے چال چلن بھی افسوسناک ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ جنہیں ست دھرم سے مطلق آگاہی نہیں جنکی عاقشنائیں ایک معمولی گرہستی کی بھی گئی گذری ہیں اُنکے بھروسہ پر دُرست دھرم سے غافل ہو کر گرو کے تخت پر بیٹھے وہ کرتیں جو اور شراب جوری وغیرہ ہو کر آپ سب کنبھ کرن کی نیند میں سوتے رہو مہربانی کر کے ایشور کیواسطے بیدار ہو اپنے دیدہ دھرم کی تحقیق کرو لوگ بگاڑتے ہیں خبر کیجئے ہیں ہی مکروہ اور کھونے دام مارگ کی تعلیم و پنچ مکار ونکی بیٹیاں بشن اور قوم بلکہ ست دھرم کے بدخواہ لوگ یہ جاسکر وطن کیطرح بام مارگی ہو گیت نام رگی کیطرح اپنی گھر کر آپکے بیابنوں میں چُپکے چُپکے پھیلا رہے ہیں -

غم دین خور کہ خوش غم دین است　　جملہ غمہائے فروتر از این است ٭

پیارے بھائیو دھرم کی حفاظت کرو - اُسے دھرم سے بچاؤ - دھرم کو دھرم کردہ باپ بھی جو کچھ ہمت دو تمہاری ہی کوشش جو غیر وں کی تنخواہ اور ست دھرم کے پرچار کی تدبیر میں وقت کی ایسی ہی [illegible] [illegible] ہم نے کام کر دکھلائے تو ہم خود بھی [illegible] مگر پھر بھی پرمیشور کا ہزار ہزار شکر ہو گا کہ ابھی وقت ہے جلدی مت کو سیدھا پہلے کی طرح لگ جاؤ اور [illegible] کا قصہ بیان کریگا دیکھو کو وہ گوارا نہیں جانتا نہیں شوق مہاراجہ آریہ دھرم کا سیوک [illegible]

کرسچن مت درپن

دیباچہ

انسان دنیا میں صرف اسواسطے نہیں آیا کہ اور حیوانات کی طرح کھائے پئے سوئے اور چل بسے بلکہ اسکا سب سے اعلیٰ مقصد اپنی بہبودی کی تلاش کرنا ہے۔ جو جسمانی و روحانی دو حصوں پر منقسم ہے اور اسکا بنیاد دھرم پر ہے جہانتک غور کیا جاتا ہے ست دھرم بھلائی کا باعث اور ہستت ادھرم خرابی کا سبب ہے دیکھو کون چاہتا ہے کہ اُسے تکلیف ہو دکھ میں مبتلا ہے غم و الم میں زندگی گذارے سب آدمی سکھ ہی چاہتے ہیں تمام راحت کے طالب ہیں نجات کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں باوجود سب کو خواہش ہونے کے حاصل کرنے والے بہت ہی تھوڑے ہیں منزل مقصود پر بخیر و عافیت پہنچنے کی سب تمنا رکھتے ہیں مگر ہزاروں لاکھوں راستہ میں غارت ہو جاتے ہیں ٹھگ بھی اس قسم کی تسلی دیتے ہیں یار غار بن جاتے ہیں۔ جانثاری کا بھی دم بھرتے ہیں لیکن وہ تسلی نہیں بلکہ چھپا ہوا دھوکا ہے اصلی غرض انکی مال مارنے سے ہے اور مسافر کو جہنم میں اتارنے سے دنیا میں ٹھگا جانا ممکن ہے انسان دھوکا کھا سکتا ہے۔ کروڑوں سے بڑھکر اسکی مثالیں موجود ہیں پھر دل و دماغ رکھتے ہوئے عقل اور آنکھوں کی موجودگی میں ہم اندھا دھند کسی کی پیروی کیوں کریں ؟ کیا ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار نہیں ؟

جب ہر ایک مذہب اور عقل بلکہ قانون قدرت کے رو سے بھی ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں تو پھر کیوں سوچ بچار کر کام نکریں کیوں آنکھیں موندکر پاؤں رکھیں۔ جس سے چاہ جہالت و ضلالت میں گرنا پڑے ؎ اول اندیش وانگہے گفتار ۔ پائے پیش آمدہ است و پس دیوار ۔ دنیا میں بہت سے مذہب ہیں اور سبھی اپنی طرف دعوت کرتے ہیں ازانجملہ ایک عیسائی مذہب ہے جس کی بابت ہم اس کتاب میں تحقیقات کرینگے ۔

ہم اپنے مہربان عیسائی بھائیوں کی خدمت میں نہایت ادب سے دست بستہ گذارش کرتے ہیں کہ وہ ہماری عرضداشت کو تعصب کی نگاہ سے نہیں بلکہ انصاف و صداقت کی آنکھ سے دیکھیں معقولیت کو مدنظر رکھکر ملاحظہ فرمادیں اس کتاب کے پڑھتے وقت فلاسفی کو دل سے بھلا ندیں سائنس اور طبیعیات کو اپنے کانشنس (جو بالکل حق پسندی کا حامی ہے) سے کنارہ نہ کردیں کیونکہ ہم اور آپ بھائی ہیں۔ آریہ سنتان ہیں مدت کے بچھڑے ہوئے ملے ہیں دھرم کا اختلاف جو درحقیقت بڑا سخت اختلاف ہے کیا اچھا ہو۔ اگر صداقت کے پابند ہو خودغرضی کو چھوڑ علم و عقل سے کام لے قوت فیصلہ کا استعمال کریں ؟ ممبران آریہ سماج بصدق دل حاضر ہیں کہ اسکو چھوڑ دیں مگر کیا آپ لوگ بھی کسی طرح مستعد ہو سکتے ہیں کیا گلیلیو وغیرہ فلاسفروں کے دکھ دینے والے ناپاک خیال آپ کے دل سے ابھی تک نہیں بھولے ۔ جو مذہب جیسی معقول چیز کو نامعقول پیمانوں سے ناپتے ہو اور فلاسفی کو بالائے طاق رکھدیتے ہو۔ یہ بات انصاف سے بہت بعید ہے ۔

ناظرین ! اپنی برسوں کی تحقیقات آپ کی خدمت میں پیش کرنے سے مطلب راستی کا اظہار کرنا کرانا ہے کسی کا دل دکھانا نہیں بائیبل کے متعلق بزرگوں کی محنت سے جو ہمیں لابھ (فائدہ) ہوا وہ سب آپ کی نذر ہے۔ جگت پتا پرماتما ہمکو ہر دلعزیز کرے تاکہ راستی کا پرکاش اور ست کا ناش ہو ۔

باب اوّل

مسیح خدا کا بیٹا نہیں بلکہ یوسف نجّار کا بیٹا تھا

جس طرح ہم ماباپ سے پیدا ہوتے۔ حمل میں رہتے ہیں۔ ہمارے ماباپ شادی کرکے خلوت کرتے ہیں۔ مدت معہودہ کے بعد حمل سے باہر آتے ہیں۔ دودھ پیتے۔ کھیلتے کودتے ہیں۔ جس طرح ہم بالک سے جوان۔ جوان سے بوڑھے ہوتے اور آخر کو مر جاتے ہیں۔ یا بعہد جوانی جرم کرتے سزایاب ہوتے مصلوب پھانسی یا تلوار سے گلا کٹا لیتے ہیں۔ وہی حال مسیح کا ہے۔ مسیح آسمان سے نہیں گرا اور نہ زمین سے پھوٹ نکلا۔ بلکہ مسیح نطفۂ یوسف سے اُس کی عورت مریم کے حمل میں ٹھیر کر بمدت مقررہ کے بعد مقام مخصوص سے برآمد ہو کر دودھ پیتا رہا۔ اور صرف وہ ایک ہی اُس راستہ سے پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ اور بھی بھائی اُسکے اُسی مریم کے حمل سے پیدا ہوئے۔ تمام زندگی میں انکا بیٹا کہلاتا رہا۔ مگر عیسائی باوجود ان سب باتوں کے اُسے خدا کا بیٹا مانتے۔ اور مریم کو یوسف سے نہیں بلکہ باکرہ ہونے کی حالت میں روح القدس سے حاملہ مانتے ہیں ۔

واضح ہو کہ عیسائی اگرچہ اُس کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ مگر مریم کو خدا کی زوجہ اور یوسف کو خدا کا رقیب نہیں جانتے۔ بلکہ عموماً اصطلاح میں اُسے معقولیت کے برخلاف صرف ایمان کے طور پر خدا کا بیٹا جانتے ہیں اور درحقیقت اُن کا ایمان یہی ہے کہ باپ قادر مطلق۔ بیٹا قادر مطلق۔ روح القدس قادر مطلق۔ اور ان سب کی بنیاد مسیح کا کنواری سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ کنواری سے پیدا نہیں ہوا تو خدا کا بیٹا بھی نہیں اور گناہ سے پاک بھی نہیں اور دنیا کا شفیع بھی نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ عیسائی عموماً و پادری لوگ خصوصاً اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح کنواری سے پیدا ہوا۔ اور یہی ماننا اُن کی نجات کا باعث ہے اور اسی کی ہر روز ہزاروں عیسائی بازاروں میں وعظ کرتے ہیں مگر افسوس کہ جہانتک ہم بائیبل کو دیکھتے ہیں اس بات کا پتہ نہیں ملتا۔ اب عیسائیوں کے پاس سب سے بڑا ثبوت (درحقیقت عیسائی دین کی بنیاد) یہ ہے "یہ سب کچھ ہوا جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہوا۔ کہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ اور اُس کا نام عمانوئل رکھے گی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ" (متی کی انجیل باب ۱۔ آیت ۲۲ و ۲۳)

اب پڑتال کرنی چاہیئے کہ وہ پیشگوئی جس کا متی نے حوالہ دیا ہے کہاں درج ہے اور کس نبی کی ہے۔ پادریوں نے جو اس کا فیصلہ کیا ہے اور فرنس میں لکھا ہے وہ یہ ہے یسعیاہ* ۷۔ ۱۴) اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں کیا لکھا ہے۔ اصل عبرانی بائیبل میں یہ عبارت ہے ۔

(۱۴)۔ اجین یتین ادونائی یہوا الخم اوث ہنہ ہا علماہ ہاراہ ویلدث بین وقارات شمو عمانوائل۔

(۱۵)۔ حماہ ودیش یوا کل لدع توما اوص بارع وباحور بطواب

(۱۶)۔ بطرم یدع ہنعر ما اوص بارع وباحور بطواب تعازیب ہا ادماہ اشرانا وقاص مضنی شنی ملاخیہا۔ دیکھو یشعیاہ باب ۷۔ آیت ۱۴ و ۱۵ و ۱۶۔

ترجمہ (۱۴) باوجود اسکے کہ خداوند تم کو ایک نشان دیگا۔ دیکھو نوجوان حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ اور اُس کا نام عمانوائیل رکھے گی ۔

* اور پادری ایک جویل صاحب نے بھی اپنی کتاب اتار پرکشا میں یشعیاہ ۷ و ۱۴ کو مسیح کے حق میں لگایا ہے۔ دیکھو ان کی کتاب صفحہ ۲۷ مطبوعہ ۱۸۸۳ء اور یہی شہادت پادری سمتھ ڈبلیو پی رشیدہ صاحب نے ست مت پرکشا میں دی ہے (دیکھو صفحہ ۲۷۵ ۱۸۹۳ء)

(۱۵) وہ دہی اور شہد کھائیگا۔ جسوقت کہ وہ بُرا ترک کرنے کا اور بھلا پسند کرنے کا امتیاز پاوے ✦

(۱۶)۔ پر اُس سے آگے کہ یہ لڑکا بد ترک کرنے اور بھلا پسند کرنیکا امتیاز پاوے یہ زمین جسے تو برباد کرتا ہے اپنے دونو بادشاہوں سے چھوڑی جاویگی ✦

یہ پیشگوئی کئی وجوہ سے مسیح کے حق میں ثابت نہیں ہوسکتی ✦

وجہ اول۔ عبارت کے اوّل و آخر میں خیال کرنے سے صاف واضح ہے۔ کہ یہ کس کے حق میں ہے۔ اس باب ہفتم کے شروع سے آخر تک کا خلاصہ یہ ہے کہ احاز بادشاہ یہودیہ پر بغرض فتح بادشاہ اسرائیل و رسین شاہ ارام نے فوج کشی کی۔ پر فتحیاب نہ ہوئے۔ پھر شاہ یہودیہ کو خبر ہوئی کہ شاہ ارام افرائیم اور رملیا کے بیٹے کو ساتھ لیکے فوج بڑھاتا ہے یعنی دوبارہ فوج بڑھاکر پھر حملہ کریگا۔ اُس وقت شاہ یہودیہ اور اُس کے لوگوں کے دل کانپ گئے تب خدا نے اُس وقت کے نبی حضرت یشعیاہ سے فرمایا کہ تو یہودیہ کی تسلی کر۔ اور اُسے کہہ کہ برقرار رہ اور تیرا دل نہ گھبراوے اور ان دھوئیں والی لکڑیوں سے مت ڈر کیونکہ جو تیرے خلاف مشورت کرتے ہیں اُن کے منصوبے کو پائیداری نہیں۔ بلکہ ایسا نہ ہوگا۔ پھر خداوند نے یشعیاہ نبی سے کہا کہ شاہ یہودیہ سے کہو کہ اپنے خدا سے کوئی نشان مانگ۔ اُسنے مانگنے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں خداوند کو نہیں آزماتا۔ اُس پر یشعیاہ نبی نے کہا باوجود اسکے (یعنی نہ مانگنے کے) خداوند تم کو ایک نشان دیگا۔ دیکھو کہ ایک نوجوان عورت حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اُس کا نام عمانوائل رکھے گی اور وہ لڑکا دہی اور شہد کھایا کریگا۔ یعنی یہ اوسکی خوراک ہوگی اور اُسکے ہوشیار ہونے سے پہلے یہ دونو بادشاہ تیرے مخالف غارت ہوجاوینگے (باب ۷ آیت ۱ سے ۱۶ تک) ✦

(کیا اچرج ہے یہ لڑکا جسکے پیدا ہونیکی یشعیاہ نبی نے خبر دی تھی انہیں دنوں میں پیدا بھی ہوگیا) اور اُس کا پیدا ہونا اُسی کتاب کے اگلے باب سے اُنہیں ایام میں ظاہر ہے (دیکھو یشعیاہ کی کتاب باب ۸۔ آیت ۳ و ۴۔ اور باب ۹ آیت ۶ و ۷) معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یشعیاہ نے اپنی عورت سے وہ لڑکا پیدا کیا۔ جیسا کہ لکھا ہے "با ہلیہ نزدیکی کردم او حاملہ شدہ پسرے را زائیدہ")

ترجمہ میں بنیہ کے پاس گیا سو وہ پیٹ سے ہوئی اور ایک بیٹا جنی۔

اس پر خود پادریوں نے رفرنس میں یشعیاہ کی کتاب باب ۷۔ آیت ۱۶ الکھا ہوا۔ جو بالکل اُسی گذشتہ لڑکے کے متعلق ہے (دیکھو بائیبل صفحہ ۳۶ سنہ ۱۸۸۳ ع لدہانہ) اور اُسی لڑکے کی بابت آگے چل کر بائیبل میں لکھا ہے "ہمہ سلاح پہلوانان در ہنگامہ رزم و لباسہائے غریق خون۔ سوختہ لقمہ آتش گردید۔ زیرا کہ برائے ما طفلے زائیدہ شدہ و فرزندے بما بخشیدہ شدہ کہ حکمرانی بردوش او خواہد بود۔ افزائش حکمرانی و سلامتی بے انتہا ست بر تخت داؤد۔ و بر سلطنتش تا آنرا با انصاف و نکوکاری از حال تا ابد الآباد مقرر و پائیدار نماید" (یشعیاہ باب ۹۔ آیت ۵ و ۶)

ترجمہ۔ جنگ میں کھڑ بڑ (اسلاح) پہنے ہوئے لوگوں کے سب ہتھیار اور کپڑے جو لہو سے تر ہوں۔ جلانیکے لئے آگ کا ایندھن ہونگے۔ کیونکہ ہمارے واسطے لڑکا پیدا ہوگیا

✦ جہانتک ہمکو پورانے ترجمہ ملے ہیں اُن سب میں ایسا ہی ہے چنانچہ دیکھو بائیبل ناگری مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ ع خاص شہر لنڈن میں اس طرح لکھا ہے باب ۷ آیت ۱۶ کیونکہ اُس لڑکے کے بُرے کو تیاگنے سے اور بھلے کو چُن لینے کے گیان سے آگے وہ بھومی جسکے دو راجاؤں کے کارن تو وہ کھت ہے اُجاڑ ہو جائیگی اور باب ۹ آیت ۵ سے ۶ کیونکہ ہمارے لئے ایک بالک اُتپن ہوا اور ہمیں ایک پتر دیا گیا جسکے کاندھے پر راج ہوتا ہوگی اور وہ اُس نام سے کہلایا جاویگا۔ اپچرج می منتری شکتی مان الیشور۔ سناتن کا پتا کستل کا راج پتر ہے صفحہ ۷ اور اُسکی تصدیق تاریخ بیلی شمعون سے ظاہر ہے کہ یہ خبر اُسی وقت اونہیں ایام میں پوری ہو چکی تھی کسی اور وقت سے اسکا کوئی تعلق نہیں

ہمکو ایک بیٹا بخشا گیا کہ حکمرانی اُسکے کاندھے پر ہوگی اُسکی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی وہ داؤد کے تخت پر اور اُسکی مملکت پر آج سے لیکے ابد تک بندوبست کریگا اور عدالت اور صداقت سے اُسے قیام بخشے گا"۔ اسی پر پادریوں نے رفرنس دیا ہے یشعیاہ ۷/۱۴ دیکھو صفحہ ۳۷ لودہیانہ سنہ ۱۸۸۳ ع

وجہ سوم مسیح کے پیدا ہونے سے احاز بادشاہ کو کیا فائدہ تھا۔

اور اُس جنگ اور گھبراہٹ کے موقعہ کو مسیح کی بشارت سے کیا تعلق تھا۔

اور احاز بادشاہ اور مسیح کا باہمی کیا تعلق تھا۔

کیونکہ وہ بادشاہ مسیح سے ۷۴۰ برس پہلے ہو چکا ہے۔ جب کہ مسیح کے والدین بھی صفحہ ہستی پر وجود پذیر نہیں ہوئے تھے

اور یہ تو ہر طرح ظاہر ہی ہے کہ اُسی وقت کا حزقیاہ بادشاہ اس لڑکے کا مصداق ہے کیونکہ وہی حضرت داؤد کی چودھویں پشت میں تھا۔ اور اُسی کو غم تھا اور اُسی پر اُسکے واسطے بقول بائیبل کے اُنہیں دنوں میں الہام ہوا تھا؟

پادری ہنری ڈی جی اسکاٹ صاحب اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں (متی ۱/۲۲) یہ نبوت یشعیاہ نبی سے احاز بادشاہ کے وقت میں ۷۴۰ برس پیشتر مسیح سے لکھی گئی ✦ (دیکھو یشعیاہ ۷/۱-۱۴) ان دنوں صور اور اسرائیل کے بادشاہ ملک یہودیہ پر لڑائی کے لئے چڑھنے والے تھے اور احاز اسوریہ کے بادشاہ سے مدد چاہنے ہی کو تھے کہ یشعیاہ نبی نے اُس سے کہا کہ خدا تعالیٰ سے ایک نشان مانگ جس سے معلوم ہو کہ وہ تجھے بچاوے گا لیکن احاز نے نہ مانگا تب یشعیاہ نبی نے اُس سے کہا کہ خدا آپ تجھے نشان دے گا یعنی ایک کنواری حمل سے ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوائل رکھے گی اب اس مقدمہ کی صداقت پر غور کیا جاوے کہ پہلے معنے اس نشان کے یہ ہیں کہ اُس وقت کے یہودی صور اور اسرائیل کے بادشاہوں سے بچینگے اور ہر چند پہلے معنے ضرور ہیں۔ مگر دوسرے معنے یہ بھی نکلتے ہیں کہ یہ نشان یسوع مسیح سے مراد رکھتا ہے۔ جو کنواری سے پیدا ہوا اور عمانوائیل یعنے خدا ہمارے ساتھ ہے اور جو ہمیں اپنے دشمنوں سے بچاتا ہے لیکن جو کوئی سمجھے کہ یہ دوسری مراد اُس ثبوت سے نہیں نکلتی تو یہی اُس کی تشریح ہوسکتی ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے اُس لڑکے کے حق میں نبی کی معرفت کہا تھا۔ وہ یسوع کے تولد ہونے سے سب مطابق ہے یعنی مطابقت کی رو سے پیدا ہوا کہ ایک بات کا بیان ہوا اور دوسری بات اس کی مانند وقوع میں آئی (متی ۱/۲۲) یشعیاہ نبی کے بیان سے اُسکا ظاہر مطلب یہ پایا جاتا ہے کہ خدا اپنے لوگوں کا حافظ و ناصر ہوگا۔ لیکن اغلب ہے کہ اس مقام پر ایک افضل معنے نکلتے ہوں کہ خدا مجسم ہو کر ہمارے درمیان موجود ہے۔ ہر چند یسوع کی الوہیت صرف اس نام سے ثابت نہ ہو تو بھی اگر ہم غور کریں کہ متی کس قرینہ اور کس موقعہ پر اُسکا ذکر کرتا ہے تو ایک دلیل بیشک اُسکی ثبوت الوہیت کی نکلتی ہے" (دیکھو تفسیر صاحب موصوف بر انجیل متی رومن صفحہ ۲۴ مطبوعہ الہ آباد) اب ایک بات غور کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ یشعیاہ باب ۹ آیت ۶ میں ایک ٹکڑہ باقی ہے جس کا ترجمہ اردو بائیبل میں یہ کیا گیا ہے "عجیب مشیر خدائے قادر۔ ابدیت کا باپ۔ سلامتی کا شہزادہ"

واضح ہو کہ یہ ترجمہ غلط ہے کیونکہ جس لفظ کا ترجمہ خدائے قادر کیا گیا ہے وہ اصل عبرانی کی بائیبل میں ایل گبور ہے جسکے معنے ہیں سردار زور آور نہ کہ خدائے قادر (دیکھو ولیم ہیو پر صاحب کی لغات عبرانی صفحہ ۵۹ اور اردو بائیبل مطبوعہ سنہ ۱۸۷۱ ع مرزاپور کلاں صفحہ ۱۱ اور نحمیاہ ۱۱ کی ۱۴ آیت) ان میں اسی عبرانی گبور کا لفظ کا ترجمہ پہلوان کیا گیا ہے اور علاوہ بر ان خود بائیبل میں بھی یہ لفظ بہت مرتبہ انسان کے واسطے آیا ہے۔ غور سے دیکھو بائیبل عبرانی کے مقامات ذیل کو"

پیدائش ۱۸/۱۲ میں سارہ نے ابراہیم کو کہا۔
خروج ۲/۱ میں خدا نے موسیٰ کو کہا۔
زبور ۱۲/۱ میں حاکموں کے لئے بولا گیا۔

جبرائیل اور گبرائیل لفظ بھی اسکے ہم معنی معلوم ہوتا ہے ایرانیوں اور عبرانیوں میں گبر اور عربی میں جبر ایک ہیں گبرائیل کے الٹانے سے ایل گبور بنجاتا ہے۔ پس اسکا ترجمہ سردار زور آور ہے نہ کے خدائے قادر

دوسرا لفظ جس کا ترجمہ ابدیت کا باپ کیا گیا ہے وہ عبرانی میں ابی عد ہے اسکے معنے ابدیت کا باپ نہیں کیونکہ عد کے معنے وقت کے ہیں اور اسی کے قریب عربی کا عہد ہے اور ابی کے معنے باپ کے ہیں جسکے قریب عربی اب ہے اور ابی ابو بھی اس معنے میں آئے ہیں۔ مگر یہودی محاورہ میں باپ مربی کے واسطے آتا ہے۔ پس معنی ہوئے وقت کا مربی ؛

اب جو ذرا غور سے دیکھا جاوے تو بائیبل کا جاننے والا آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ ساری صفات حزقیاہ بادشاہ میں موجود تھیں یعنے عجیب مشیر۔ سردار زور آور۔ وقت کا مربی۔ سلامتی کا شاہزادہ۔ کیونکہ اُسکو عجیب فتحمندی ہوئی اُس کے مقابلے میں شاہ اسور کی ایک لاکھ پچاسی ہزار فوج بغیر لڑائی کے مر گئی اور شاہ اسور بھاگ گیا مفصل دیکھو (سلاطین کی کتاب ۲ باب ۱۹ آیت ایک سے ۳۶ تک اور دیکھو سلاطین ۲ باب ۱۸ سے ۱۶)

وجہ چہارم وہ لڑکا جسکے پیدا ہونیکی خبر تھی اور جسکی بابت آحاز کو خوشخبری دیگئی تھی وہ اُنہیں دنوں میں پیدا ہوکر جوان ہوکر لڑکر فتحیاب اور کامیاب ہوکر یہودیوں کو سلامتی دیکر عظیم الشان فتح پانے کے بعد عرصہ تک راج کرکے مر بھی گیا (دیکھو سلاطین ۲ باب ۲۰ آیت ۲۱)؟

اب کنواری حاملہ ہوگی۔ اس لفظ کی تحقیقات ضروری ہے اور اسپر عیسائیوں کا بہت دارومدار ہے اسکو ذرا زیادہ غور سے دیکھو۔ اصل لفظ یسعیاہ کی کتاب میں علما ہے جس کا ترجمہ پادریوں نے بپاس خاطر مسیح کنواری کیا ہے اور ہمارے ناواقف ہندو بھائی جسکی بدولت جادۂ راستی سے پھسل کر مسیح داس اور عیسیٰ چرن بن گئے۔ افسوس

واضح ہو کہ یہ ترجمہ غلط ہے علما کے معنی درحقیقت نوجوان بالغہ۔ نوکتخدا لڑکی کے ہیں (دیکھو لغات عبرانی ولیم ہوپر صاحب کی صفحہ ۲۹۰)

کنواری کے واسطے عبرانی میں لفظ بہتولا ہے (دیکھو وہی لغات صفحہ ۵۹)

پروفیسر رابن سن صاحب کی بھی یہی رائے ہے کہ علما دلہن یا اُس عورت کو کہتے ہیں جسکی نئی شادی ہوئی ہو اور اس پروفیسر نے اپنے اس قول کے ثبوت میں یونانی زبان کے مشہور و نامی شاعر ہومر کا ایک شعر بھی نقل کیا ہے اور پروفیسر مذکور کا خیال ہے کہ آیات مذکورہ میں نبی کا لفظ علما سے نوجوان زوجہ کی طرف اشارہ ہے (دیکھو کیتھو سائکلو پیڈیا) رومن کیتھلک

اور ولیم گرینوس صاحب جنہوں نے زبان انگریزی میں لغت عبرانی کے بیان میں کامل تحقیقات کے بعد ایک کتاب لکھی ہے فرماتے ہیں "کہ علیم صیغہ مذکر ہے۔ اسکو معنے جوان بالغ قابل شادی کے ہیں دیکھو (اُن کی کتاب مطبوعہ ۱۸۵۸ع)

سموئیل ۱ باب ۱۷/۵۶ میں یہی لفظ ہے وہاں بھی معنے لئے گئے ہیں علما اسکی تانیث ہے اُسکے معنی ہوئے لڑکی جوان۔ خاتون۔ عورت۔ قابل نکاح اور یہی معنی علما کے فرہنگ گزنیز (؟) یونانی اور ترجمہ اکویلا اور کھوڈوشن سیمکس میں کئے گئے ہیں جو کہ ہمنے کئے۔

اس زمانہ کے پادریوں نے مسیح کو کنواری سے ثابت کرنے کے لئے (تاکہ کہیں معجزہ نہ ہوجاوے اور یوسف کا بیٹا نہ ٹھہر جائے) بائیبل کے سب مقامات کو بپاس خاطر عیسائی

دین کے بدلکر سب جگہ ترجمہ کنواری کردیا۔ جزاک اللہ

مگر ہم اُن کو ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ اس لغت کا علما میں بکارت کسیطرح داخل نہیں ہے باکرہ کے واسطے عبرانی میں لفظ بتولہ ہے (دیکھو غزل الغزلات باب ۶/۴) اور یہ بات جسکی تحقیقات کرنے کو ہم نے قلم اٹھائی ہے عام عیسائیوں سے قطع نظر خاص محقق مزاجوں کو معلوم بھی ہے مگر وہ بھی (خدا جانے کس بات کا انتظار کر رہے ہیں) باوجود سمجھنے کے پہلو تہی کرتے ہیں اور صداقت پر کمربستہ ہونیکے واسطے مستعد نہیں ہوتے چنانچہ ایک محقق مزاج پادری یعنے مسٹر عبداللہ آتھم صاحب فرماتے ہیں کہ یہ تو ہم کو بھی معلوم ہے کہ لفظ علما اور بتول میں یہ فرق ہے کہ علما میں بیاہی اور بن بیاہی کی شرط کچھ نہیں جبکہ بتیل بن بیاہی کو کہتے ہیں" (دیکھو اُن کی کتاب نمونہ آزادی صفحہ ۱۲ مطبوعہ امرتسر)

جناب بیشک ہمارا بھی تو یہی منشا ہے۔ کہ علما میں بیاہی اور بن بیاہی کی شرط خاص نہیں ہے یعنے بیاہی اور بن بیاہی شادیشدہ نوکتخدا۔ یا بالغ۔ جوان قابل شادی کو کہتے ہیں۔ بیاہی کو بھی علما کہتے ہیں اور جوان بالغ عورت کو بھی علما کہتے ہیں مگر ذرا فرمایئے تو سہی کہ پھر عیسائیوں نے کیوں خواہ مخواہ بپاس دینداری خداوند مسیح کنواری حاملہ ہوگی ترجمہ کیا۔ حالانکہ کنواری کے واسطے لفظ بتیل ہے۔ پس ترجمہ یہ چاہیئے تھا۔ اور ایسا ہی ہے کہ شادیشدہ عورت حاملہ ہوگی یا عورت بالغہ حاملہ ہوگی۔

کیونکہ مریم کسی حالت میں اور کسی طرح کنواری نہیں تھی۔ بلکہ بالغ۔ خاتون نوکتخدا شادی شدہ تھی اور رومن کیتھلک فرقہ کی طرف سے جو انجیل اُردو آگرہ کیتھلک چرچ میں چھپی ہے اُس میں بھی کنواری ترجمہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ بیاہی ہوئی ترجمہ کیا گیا ہے ؛

ہمارے مہربان پادری آتھم صاحب نے ایک دلیل دی ہے علما [illegible] کنواری کرنے پر جس دلیل سے بڑھ کر کسی پادری کے پاس اور کوئی دلیل نہیں [illegible] نہایت غور سے توجہ کرتے ہیں ؛

ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب اُسی کتاب میں فرماتے ہیں "سپٹوجنٹ میں جو ترجمہ عہد عتیق کا عبرانی سے یونانی میں ستر یہودی عالموں نے قریب تین سو برس پہلے ظہور مسیح کے کیا تھا اُسمیں ترجمہ لفظ علما کا کنواری ہی کیا گیا ہے"

تردید۔ جبکہ اُسی سپٹوجنٹ والے ترجمہ میں علیم کا ترجمہ بالغ جوان ہوا ہے اور علما اُسکی تانیث ہے پس مذکر کے معنے جوان مرد اور تانیث کے معنے جوان عورت کے ہونے چاہئیں جسمیں کنوارپن یا بن بیاہی حالت کسی طرح داخل نہیں پس سپٹوجنٹ میں کتاب یسعیاہ کے علما لفظ کا ترجمہ غلط ہوا ہے۔ کیونکہ وہ یسعیاہ نبی کی عورت بیاہتا تھی جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ نبیہ نزدیکی کردم او حاملہ شدہ پسری راز انید (؟) میں بنیہ کے پاس گیا۔ سو وہ پیٹ سے ہوئی اور ایک بیٹا جنی (یسعیاہ باب ۸/۳)

علمائے مسیح بھی اس بات (ظاہری اندھیرا) سے ناواقف نہیں ہیں کہ علما کے معنے زن جوان یا نوکتخدا بالغ عورت کے ہیں مگر افسوس ہے تو یہ ہے کہ وہ عیسائی ہونیکی حالت میں متی پر بھی شک نہیں کرسکتے جیساکہ ہمارے فاضل مہربان جناب عبداللہ آتھم صاحب فرماتے ہیں "کہ تحقیق نگاری کا دعوے متی اور لوقا میں سے صرف لوقا کو ہی ہے[1] یعنے متی کو نہیں) (دیکھو نمونہ آزادی صفحہ ۰)

[1] متی کی غلطیوں کا اور پادریوں نے بھی اقبال کیا ہے اور یہی سبب ہے کہ پادریوں کو بس

تاریخ یسوع مصنفہ جناب ڈاکٹر ڈیوڈ فریڈرک اسٹراس صاحب بہادر میں متی کی بہت سی غلطیاں ظاہر کی گئی ہیں جنکا جواب آج تک کسی عیسائی سے نہ بنا وہ لکھتے ہیں کہ متی سے تاریخ لکھنے میں بہت سی غلطیاں ہوئیں اسواسطے اسکا کلام قابل اعتبار نہیں ؛

بشارت اور متی کی انجیل میں مطابقت کرتے ہوئے سخت مشکل پیش آرہی ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ مسیح چونکہ مریم باکرہ سے پیدا ہوئے تھے اسواسطے زن نوجوان سے بہ طریق اولے پیدا ہوئے اور وہ بشارت جس میں ان کا بظاہر زن بالغہ نوجوان سے پیدا ہونا بیان ہوا ہے۔ اور بتاویلات بعیدہ باکرہ سے بھی مفہوم ہوتا ہے۔ نہایت کامل طور سے پوری ہوئی ‎÷

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب رائیں اُسی غلط خیال پر مبنی ہیں کہ مسیح درحقیقت مریم باکرہ سے (خدانخواستہ) پیدا ہوئے تھے۔ مگر اسطرح استدلال کرنا اور مسیح کی ولادت کو خلاف فطرت پہلے فرض کرلینا۔ اُسکے بعد حضرت یشعیاہ نبی کی بشارت سے مطابقت کرنیکے واسطے کھینچ تان کرنا کوشش بفائدہ ہے جو دیانتداری اور تحقیقات حقہ کے بالکل خلاف ہے ‎÷

کیونکہ یشعیاہ کی بشارت احاز بادشاہ کے واسطے ہے جو مسیح سے سات سو سال پہلے ہوا اور اُسی کے بچاؤ کے واسطے ایک لڑکے کے ہونے کی اُسے خوشخبری دی گئی اور وہ لڑکا ہو بھی گیا۔ فتحمندی بھی کرگیا۔ یہودیوں کو سلامتی بھی دے گیا۔ پس مسیح سے یشعیاہ کی کتاب کا کسی طرح اور ہرگز رائی برابر بھی تعلق نہیں ‎÷

معزز اور لائق پادری رچارڈ واٹسن صاحب فرماتے ہیں ”کہ یہ عام یقین تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ یوسف کے بیٹے ہیں اور اُن کا معجزہ کے طور پر پیدا ہونا (جیسا کہ آج کل عیسائی مانتے ہیں) بالکل مشہور نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ یوسف اور مریم کے دلوں میں مخفی تھا اگر یہ بات مشہور ہو جاتی تو لوگ اکثر حضرت مریم کو تنگ کیا کرتے۔ لوقا کے اس فقرہ سے کہ ”وہ یوسف کا بیٹا خیال کیا جاتا تھا“ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بعد عروج مسیح یہ امر معلوم ہوا اور بغیر کسی شبہ کے (صرف مذہبی اعتقاد اور یقین سے بلا عذر حیلہ) یہ مان لیا گیا۔ اسی وجہ سے یہ بات متی اور لوقا نے انجیل میں داخل کی“

یہاں پر ہم یہ بھی بتلایا چاہتے ہیں کہ یشعیاہ کی پیشین گوئی کا مسیح سے کسی طرح تعلق ہو بھی نہیں سکتا۔ بدلائل ذیل؟

(۱) مسیح کا نام عمانوائل نہیں رکھا گیا۔ بلکہ یسوع رکھا گیا۔ جو دونوں نام۔ نام اور معنے کے لحاظ سے بھی باہمی مخالف ہیں۔ کیونکہ یسوع کے معنے ہیں لوگوں کو گناہ سے بچانیوالا (دیکھو متی ۱/۲۱)

اور عمانوائل کے معنی ہیں خدا ہمارے ساتھ (متی ۱/۲۴)

مگر خرقیاہ بادشاہ کا دوسرا نام بھی یا اصل نام بھی عمانوائیل رکھا گیا (دیکھو یشعیاہ کی کتاب باب ۸ آیت ۸)

(۲) دہی اور شہد کھایا کریگا۔ مسیح نے یہ خوراک ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی نہیں کھائی مگر خرقیاہ بادشاہ کھایا کرتے تھے۔ بلکہ اُس کے وقت میں اُسکی بہت ہی ارزانی تھی۔ (دیکھو یشعیاہ باب ۷/۲۲ و ۲۳)

(۳) دونوں بادشاہوں کے مرنے کا مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر آخز اور خرقیاہ دیسے رہا ہے (دیکھو یشعیاہ کی کتاب اور سلاطین کی کتاب)

وجہ پنجم۔ داؤد کے تخت پر بیٹھنا بھی حضرت مسیح کے نصیب نہیں ہوا اور نہ ہونا چاہئے تھا پادری صاحبان متی کا حوالہ دیتے ہیں ”نبی کی معرفت یوں کہا ہے اے بیت اللحم یہوداہ کی سرزمین تو یہوداہ کے سرداروں میں ہرگز کمترین نہیں ہے۔ کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا جو میری قوم اسرائیل کی رعایت کریگا“۔ (متی ۲/۶)

اور یوحنا کی انجیل کا بھی حوالہ دیتے ہیں ”کیا کتابوں میں یہ بات نہیں کہ مسیح داؤد کی نسل سے اور بیت اللحم کی بستی سے جہاں داؤد تھا آتا ہے“۔ (یوحنا ۷-۴۲)

اور لوقا کا حوالہ بھی دیتے ہیں ”خداوند خدا اُسکے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا (لوقا ۱/۳۲)

اور ان ہر دو کے رفرنس میں پادریوں نے میکا نبی ۵/۲ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ مگر وہاں مسیح کا کوئی نام بھی نہیں ہے؟

اب ہم ان سب حوالوں کا زبانی جمع خرچ سے نہیں بلکہ خود بائیبل سے ہی رد کرتے ہیں جہاں پر لکھا ہے ”اس لئے یہوداہ کے بادشاہ یہویقیم کی بابت خداوند یوں کہتا ہے۔ کہ اُس کی نسل میں سے کوئی نہ رہے گا جو داؤد کے تخت پر بیٹھے“ (یرمیا نبی کی کتاب ۳۶/۳۰)

اب ذرا مہربانی کرکے متی ۱/۱ کو دیکھئے جہاں لکھا ہے۔ کہ مسیح اُسکی نسل سے ہے پس وہ کسی طرح تخت داؤد پر نہیں بیٹھ سکتا۔

سوائے متی اور لوقا کے مرقس اور یوحنا مسیح کی پیدائش کا ذکر تک بھی نہیں کرتے ہاں یوسف کا بیٹا ہونیکے اقبالی ہیں)

وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے (یوحنا ۱/۴۵)

اور انہوں نے کہا کہ کیا یہ یسوع یوسف کا بیٹا نہیں جسکے باپ کو ہم جانتے ہیں (یوحنا ۶/۴۲)

کیا یہ مریم کا بیٹا بڑھئی نہیں اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ و شمعون کا بھائی نہیں اور کیا اُسکی بہنیں ہمارے پاس یہاں نہیں ہیں“۔ (مرقس ۶/۳)

ان کے سوا خود متی اور لوقا میں اُس کو یوسف کا بیٹا لکھا ہے

کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں اور اُسکی ماں مریم نہیں کہلاتی (متی ۱۳/۵۵)

اور جس وقت* ماں باپ اُس لڑکے یسوع کو اندر لاتے تھے۔ تاکہ اُسکے لئے شرع کے دستور پر عمل کریں (لوقا ۲/۲۷)

وہ یوسف کا بیٹا تھا (لوقا ۳/۲۳)

وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے (یوحنا ۱/۴۵)

اس کے ماں باپ ہر برس عید فسح میں یروشلم جاتے تھے (لوقا ۲/۴۱)

وہ لڑکا یسوع یروشلم میں رہ گیا۔ پر یوسف اور اُسکی ماں نے نہ جانا (لوقا ۲/۴۳)

اُس کی ماں نے اُس سے کہا اے بیٹے کس لئے تو نے ہم سے ایسا کیا یعنے روپوش ہوگیا دیکھ تیرا باپ اور میں کڑھتے ہوئے تجھے ڈھونڈتے تھے (لوقا ۲/۴۸)

ان مندرجہ بالا آٹھ حوالوں سے باحسن الوجوہ ثابت ہے کہ یسوع مریم کا اور یوسف کا بیٹا تھا کنواری سے یا معاذ اللہ خدا کے نطفہ سے پیدا نہیں ہوا بلکہ اُس جیسے اُسکے اور بھی بھائی اور بہنیں تھیں البتہ ماں باپ کا جس طرح میں پہلوٹھا بیٹا ہوں وہ بھی پہلوٹھا بیٹا تھا ‎÷

* پادری ٹھاکرداس صاحب فرماتے ہیں کہ بیشک انجیل سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اول سوائے مریم اور یوسف کے اوروں پر یہ امر پوشیدہ تھا اور ہم یہ بات بھی مان لیتے ہیں کہ اگر مریم یا یوسف اسبات کو مشہور کرتے تو لوگ اکثر مریم کو تنگ کرتے کیونکہ عام خیال ایسی پیدائش کے خلاف تھا اور نہ خلاف عادت پیدائش کی امید کیجاتی تھی۔

اور جب مریم اور یوسف کو یہ خوف تھا اور دوسری طرف لوگوں کے خیال اور طرح کے تھے تو ایسے خیالوں کے سبب وہ بیت اللحم کے دفتر میں یوسف کا بیٹا لکھا گیا۔ جس خیال کا لوقا ذکر کرتا ہے جب اُسنے دیکھا تاکہ مسیح کا نسب نامہ لکھے اور اپنی طرف سے یہ بڑھایا کہ جیسا خیال کیا تھا اور پھر اُسی نسب نامہ کو پیش کرتا ہے (انفصال ولادت مسیح ۱۸۸۲ء سیالکوٹ صفحہ ۲۹) یہ فرماتے ہیں ”کہ آپ لوگ کیونکر ایسے سمجھے ہیں کہ مسیح یوسف کے تخم سے تھا تم لوگوں کے ایسے خیال یا گواہی کو اس لحاظ سے ردی سمجھتی ہیں کہ اس امر میں محض انسانی گواہی کچھ حیثیت نہیں رکھتی کیونکہ وہ اُس حمل کے آنکھ دیکھے گواہ نہ تھے اور نہ ہو سکتے ہیں“ (صفحہ ۲۹)

حاشیہ ۲ پادری ٹھاکرداس صاحب اسپر لکھتے ہیں کہ اسمقام پر حواریوں نے مریم کا کلام بیان کیا ہے جس نے تیرا باپ کا لفظ استعمال کیا لیکن مریم جانتی تھی کہ حقیقت میں یوں نہیں ہے۔ چنانچہ اس کا بھی حواریوں نے بیان کیا تھا تو اُس سے صاف نتیجہ یہی صحیح ہوتا ہے کہ مریم نے ظاہر طور پر یا نسبت سے ایسا کہا تھا اور اغلب ہے کہ کہا کرتی ہوگی“ (انفصال ولادت صفحہ ۲۶) ناظرین! مریم تو یوسف کو مسیح کا باپ بتلاتی ہے اور پادری صاحب انکار فرماتے ہیں مگر کیا ایسے موقعہ کی شہادت ماں سے بڑھکر کوئی ہو سکتی ہے“ ‎÷

نکتہ - ایماندار عیسائی بھی مسیح کو جسم کے لحاظ سے انسان مانتے ہیں پس ضرور ہے کہ وہ بلحاظ جسم کے نطفہ انسانی سے پیدا ہوا - ورنہ انسان نہ ہوگا

لطیفہ عیسائی کہتے ہیں کہ وہ کنواری سے پیدا ہوا - ہم کہتے ہیں کہ سب جہان کنواریوں سے پیدا ہوتا ہے اُسکی کوئی خصوصیت نہیں کیونکہ سب عورتیں شروع میں کنواری ہوتی ہیں -

بعضے لوگ اس بات پر گمراہ ہو جاتے ہیں - کہ اگر مسیح خدا نہیں تھا یا خدا کا بیٹا نہیں تھا - تو شاگرد اُسے ربی کیوں کہتے تھے یعنی خدا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ پادریوں کا دہوکا اور تمہاری نادانی ہے - ربی کے معنے خدا کے نہیں ہیں بلکہ اُستاد کے ہیں (دیکھو لوقا ۱/۳۸)

لفظ ابن مریم نے بھی بہت شخصوں کو دھوکے میں ڈالا ہے لیکن اس کا باعث بہت کم لوگ جانتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ چھوٹی عمر میں اور قبل اسکے کہ مسیح کو شہرت حاصل ہو یوسف کا انتقال ہوگیا تھا - کل خاندان پر بجز مریم کے کوئی سرپرست نہ رہا تھا (دیکھو سوانحعمری مسیح مصنفہ ارنسٹ انین صاحب صفحہ ۷۹)

لیکن ابن مریم ذکر نہ کرنے سے مسیح بے باپ ثابت نہیں ہوسکتا - کیونکہ موسیٰ کی پیدائش جو قرآن میں ہے - اُس میں صرف اُس کی والدہ کا ذکر ہے اُس کے باپ کا کچھ ذکر نہیں اور نہ بائیبل ہی میں اُسکے ماں باپ کا نام موجود ہے - بلکہ مجمل لکھا ہوا ہے - کہ لاوی کے گھرانے کے ایک* شخص نے جا کر لاوی کی نسل میں ایک عورت سے بیاہ کیا وہ عورت حاملہ ہوئی اور بیٹا جنی اور اُس نے اُسے خوبصورت دیکھ کر تین مہینے تک چھپا رکھا اب آگے کو نہ چھپا سکی تو ٹوکری میں رکھ کر دریا میں ڈالدیا - ہاں جب فرعون کی بیٹی نے دریا سے اُسے نکلوا کر پالا پرورش کیا اور جب لڑکا بڑھا تب وہ فرعون کی بیٹی کا بیٹا ٹھیرا اور اُس نے اُسکے نام موسیٰ رکھا" (دیکھو خروج باب ۲ آیت ا سے ۱۰ تک)

موسیٰ کے سوا اور بہت لوگوں کی کنیت والدہ سے مشہور ہے - ابن ہندہ ابن الامینہ یہ دونوں بڑے مشہور شاعر گذرے ہیں مگر دونوں اپنی والدہ کے نام سے مشہور ہیں (دیکھو دار المعارف جلد اول)

سوائے ان کے ابن مریم ایک شاعر بھی گذرا ہے (دیکھو ولادت مسیح صفحہ ۷۵)

ہندوؤں میں بھی باوجود باپ ہونے کے چند آدمی صرف ماؤں کے نام سے مشہور ہیں

کنتی پتر یدہشٹرا - کنتی کا بیٹا یدہشٹر (دیکھو مہابھارت)

ستونتی سُتا - ستونتی کا بیٹا بیاس (")

انجنی کا پوت - ہنومان (دیکھو رامائن)

گانگے بھیشم پتامہ جی کا نام یعنے گنگا کا بیٹا (بھارت)

بنتے یعنے بنتا کا بیٹا گرڑ جی "

درو پد اپسر درو پدی

کیا معاذاللہ یہ سب خدا کے بیٹے تھے - جس طرح یہ سب والدہ کی کنیت پر مشہور ہو جانے کے سبب بھی خدا کے بیٹے یا فرزند نہیں تھے اسیطرح مسیح بھی باوجود ابن مریم کہلانے کے یوسف کا بیٹا تھا نہ خدا کا *

بعض عیسائی جہالت سے بپاس محبت مسیح مریم کو تمام عمر باوجود ۴ - ۵ لڑکے بالے پیدا ہونے کے بھی باکرہ رہنے کے قائل ہیں اور ایسے ہی مسلمان بھی - کیونکہ اُن کا تو سارا بھروسہ زبانی تقلید پر ہے کیونکہ حضرت خود اُمی تھے *

مگر افسوس کہ وہ انجیل سے ناواقف ہیں - اگر یوسف مریم کا شوہر ہے اگر مریم یوسف کی جورو ہے اگر عیسیٰ مریم و یوسف کا بیٹا - تو یوبیس یعقوب یہوداہ اور شمعون ضرور اس کو بھائی ہیں یعنے اُس مریم باکرہ کنواری کے شکم سے متولد - اور اسی طرح اُسکی بھنیں بھی ہیں کیونکہ انجیل میں لکھا ہے کیا یہ مریم کا بیٹا بڑھئی نہیں اور یعقوب اور یوبیس اور یہوداہ شمعون کا بھائی نہیں اور کیا اُسکی بھنیں ہمارے پاس یہاں نہیں ہیں (دیکھو مرقس ۶/۳)

یسوع نے بھی اس کا انکار نہیں کیا بلکہ صرف یہ کہا "کہ نبی بیعزت نہیں مگر اپنے وطن میں اور اپنے کنبہ اور گھر میں اور وہ کوئی معجزہ وہاں نہ دکھلا سکا (مرقس ۶/۴)

اسی طرح دیکھو (یوحنا ۲/۱۲ متی ۱۳/۵۵ - مرقس ۳/۳۱ تا ۳۵ لوقا ۸/۱۹ تا ۲۱ یوحنا ۷/۳ سے ۱۰ لوقا ۲۴/۱۹)

ملک فرانس کے ایک لائق مؤرخ ارنسٹ انین صاحب نے اس مشکل کو اسطرح حل کیا ہے کہ یہ چار آدمی جو کہ انجیل متی ۱۳/۵۵ مرقس ۶/۳ میں بیان ہوئے ہیں اور نیز دوسرے مقام میں مریم اور کلیافس کے بیٹے شمار ہوئے ہیں یہ مشکل اس بات کے سمجھنے سے رفع ہوتی ہے کہ ان دو ہمنام بہنوں مریم کے تین تین چار چار لڑکے ایک ہی نام کے تھے مسیح کے حقیقی بھائی پہلے اُس سے عداوت رکھتے تھے جب انجیل کے لکھنے والوں نے کلیافس کے لڑکوں کو ہر وقت مسیح کے ساتھ دیکھا اور اُنکا بھائی کہلاتے سنا - تو غلطی سے بعض مقامات میں حقیقی بھائیوں کے نام کی جگہ انکا نام لکھدیا - مسیح کے حقیقی بھائی - اپنی والدہ کی طرح ان کی وفات کے بعد مشہور ہوئے لیکن پھر بھی اُن کو اس قدر شہرت حاصل نہ ہوئی تھی - جیسا کہ اُن کے خالہ زاد بھائیوں کو ہوئی مسیح کی بھینیں ناصرہ میں بیاہی گئی تھیں - اور مسیح نے اپنی ابتدائے جوانی کے دن وہاں ہی بسر کئے" - دیکھو سوانح عمری مسیح مطبوعہ لنڈن صفحہ ۴۹)

ایک اور محقق اور فاضل مؤرخ بھی اس کے تائید کر کے لکھتا ہے ... کہ انجیل سے بہر طور ثابت ہے کہ مسیح کے حقیقی بھائی بھینیں بطن مریم باکرہ سے ... پھر وہی مصنف لکھتا ہے "کہ اس بات کے ماننے میں بجز اُن لوگوں کے جو مریم کی بکارت دائمی کے قائل ہیں کسی کو کچھ مشکل معلوم نہیں ہوتی - اور اگر سب اعتراضوں کو تسلیم بھی کرلیا جاوے تو بھی انجیل متی ۱/۲۴ و ۲۵ کا کیا جواب ہوگا جہاں لکھا ہے کہ یوسف اپنی جورو کو اپنے پاس لے آیا - اور اُس کو نہ جانا جب تک وہ اپنا پہلوتہا بیٹا نہ جنی اسی طرح انجیل لوقا ۲/۶ و ۷ میں لکھا ہے کہ اُس کے جننے کے دن پورے ہوئے اور وہ اپنا پہلوٹھا بیٹا جنی" - پس اگر حواریوں کو یہ یقین نہ ہوتا - کہ مسیح کے اور چھوٹے بھائی بھینیں بھی ہیں - تو وہ ہرگز اُس کو پہلوٹھا بیٹا نہ کہتے" - (دیکھو سائکلوپیڈیا برطانی جلد چہاردہم)

لائق اور ایماندار پادریوں نے جنہیں مسیح سے بہت زیادہ محبت تھی بہت کوشش کی ہے کہ مریم کو ہمیشہ کے لئے کنواری ثابت کریں - اس کثرت محبت نے اُن کے دل میں یہاں تک تاثیر کی کہ اُنھوں نے مسیح و مریم پر بہت زیادہ شک کرنیوالے فقرے انجیل سے قصداً نکالدئے - چنانچہ فاضل یورپین ہارن صاحب نے فاف صاحب کی کتاب سے انجیل میں دینداروں کی تعریف کرنیکی بابت مفصل ذکر کیا ہے مثلاً متی ۱/۱۸ میں یہ الفاظ "قبل اسکے کہ وے ہم بستر ہوں اور متی ۱/۲۵ میں لفظ اُسکا پلوٹھا بعض پرانے نسخوں میں قصداً چھوڑے گئے ہیں - تاکہ حضرت مریم کی ہمیشہ کی دوشیزگی پر شبہ نہ پڑے" (دیکھو ہارن صاحب کی کتاب جلد ۲ باب ۸ مطبوعہ ۱۸۲۲ء اور تفسیر رومن مین ہنری ٹی جی اسکارٹ صاحب نے بھی متعصب پادریوں سے ڈرتے ڈرتے دبی زبان سے اُس کا اقبال کیا ہے (دیکھو تفسیر مذکور مطبوعہ الہ آباد صفحہ ۲۵ مشن پریس)

متی کے اس فقرہ (جب اُسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی تو اُن کی اکٹھے آنے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی (متی ۱/۱۸)

---

* افسوس کہ بائیبل کے خدا کو بھی موسیٰ کے اصل ماں باپ کا پتہ نہیں لگا - ورنہ ضرور تحریر کرتے جیسا کہ اور دنیے لوگوں کے نسب نامہ موجود ہیں ایسی نادانی رہی اے خدا کی

نے بھی بہت سے لوگوں کو وہم میں ڈالا ہے اور یہ اصل میں دو مشکل فقرہ ہیں اول منگنی دوئم اکٹھے آنے سے پہلے۔

واضح ہووے کہ منگنی کا اُس وقت ایک طریقہ یہ بھی تھا۔ کہ شوہر اور زوجہ مباشرت کریں اپنا بچہ نا ہا۔ یہ منگنی کے شرعاً جائز ہونے کے لئے ضرور تھا۔ کہ طریق ثلاثہ میں ایک پر عمل کیا جاوے ۔

نمبر ۱۔ مال یا مالی چیز حق منگنی لڑکی (یا اگر وہ نابالغ ہو) تو اُسکے باپ کو دیا جاتا۔

نمبر ۲۔ خط یا معاہدہ تحریری لڑکی یا اُس کے باپ کو مرد دیتا۔

نمبر ۳۔ مباشرت جبکہ مرد و عورت دو گواہوں کے سامنے نسبت کا کلمہ کہکر خلوت میں چلا جاتا تھا۔ مگر یہ معیوب گنا جاتا تھا۔ اور مرد کو زجر و تنبیہ کی جاتی تھی۔

(دیکھو کٹیوز صاحب کا سائکلو پیڈیا تشریح لفظ میرج یعنے شادی)

اور ایسا ہی ڈاکٹر سمتھ صاحب کی بائیبل ڈکشنری میں بھی طالمود یہود سے یہ تینوں باتیں منقول ہوئی ہیں یعنے زر۔ معاہدہ اور مباشرت اور اس کا پادری ٹھاکر داس صاحب نے بھی الفصال صفحہ ۳۶ پر اقبال کیا ہے۔

اس سے صاف ثابت ہے کہ بموجب شریعت یہود کے وقت منگنی یوسف و مریم دونوں اکٹھے ہوئے تھے اور مباشرت کی تھی۔ اور اُسی پہلی مباشرت میں جیسا کہ بار بار مرتبہ ہوتا ہے مریم حاملہ ہوگئی تھی پس ثابت ہے کہ منگنی والی عورت صرف ایکدفعہ مباشرت ہو کر جیسا کہ توریت کی شریعت مندرجہ حاشیہ سے ظاہر ہے کہ اُسنے اپنے ہمسائے کی جورو کو رسوا کیا۔ نہ یہ کہ بکارت کو زائل کیا پس صاف ثابت ہے کہ مریم بروقت منگنی یوسف سے حاملہ ہوگئی اور اُن دونوں کے بخانہ یوسف اکٹھا ایک جگہ رہنے سے پہلے ہی وہ حاملہ پائی گئی۔

(اکٹھا رہنے کے لئے یونانی میں دو لفظ ہیں ایک سو دوسرا التھاین سو کے معنے ہیں اکٹھا باہم اور التھاین کے معنے ہیں آنا جانا پس معنی ہوئے اکٹھا آنا یا جانا یعنے باپ کے گھر کے سوا اپنے علیحدہ گھر میں باپ کے گھر سے آنا یا شوہر کے گھر سے باپ کے گھر میں جانا یعنے مریم اُس وقت حاملہ ہوگئی کہ جب وہ باپ کے گھر میں پہلے موقعہ خلوت میں یوسف کے پاس گئی تھی اور ابھی وقت وہ یوسف کے گھر میں اکٹھے آنے سے پہلے حاملہ پائی گئی اور اس اکٹھا آنے کے معنے جیسا کہ ہمنے بیان کئے ہیں ویسے ہی انجیل میں بھی موجود ہیں (دیکھو متی $\frac{1}{24}$)

پس صاف ثابت ہے کہ یہ حمل یوسف کا تھا۔ نہ کہ معاذ اللہ خدا کا۔

باقی رہا یہ امر کہ اگر یوسف کا اپنا حمل تھا تو وہ ڈرا کیوں۔

اس کا جواب باصواب یہ ہے کہ قواعد یہودی کے مطابق اگر اُسکی عورت پہلے مباشرت میں حاملہ ہو جاتی تھی۔ تو اُسے غالباً عورتیں زجر و تنبیہ کرتی یا صرف بزرگوں کی نگاہ میں تھوڑا سا جلد باز معلوم ہوتا۔ جو بہ سبب پہلا موقعہ ہونے کے موجب شرمندگی کا ہوتا ہے اس سے بقول متی کے یوسف تھوڑا سا ڈرا اور خیال کیا (جیسا کہ جلد باز جب تکلیف عیال سامنے آتی ہیں تو گھبراتا ہے) کہ چھوڑ دوں مگر بہ سبب غریبی۔ یا حسن مریم یا عشق آ جانے کے چپ ہو گیا۔ سمجھ گیا کہ سب کے سر پر یہی معاملہ گذرا کرتا ہے۔ پس اس سبب سے نہ چھوڑ سکا۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ یہ بات صرف متی کی خوش فہمی سے معلوم ہوتی ہے۔ اور اُس کو تحقیق نگاری کا دعوےٰ بھی نہیں۔ بلکہ ایسا ٹھیک دعوےٰ صرف لوقا کو ہے جیسا کہ عبداللہ آتھم کے بیان سے پیچھے ہم ثابت کر چکے ہیں اب دیکھئے کہ لوقا جیسا محقق مزاج کیا کہتا ہے وہ اُس وقت سے پہلے یوسف کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ جبتک کہ اسم نویسی کے واسطے یوسف معہ مریم زوجہ خود کے بیت اللحم کو گیا۔ چنانچہ لکھتا ہے "اور یوسف بھی جلیل کے شہر ناصرت سے یہودیہ میں داؤد کے شہر کو جو بیت اللحم کہلاتا ہے گیا۔ اسلئے کہ وہ داؤد کے گھرانے اور اولاد سے تھا کہ اپنی منگیتر مریم کے ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھا جاوے اور ایسا ہوا کہ جب وے وہاں تھے اُس کے جننے کے دن پورے ہوئے اور اپنا پہلوٹھا بیٹا جنی" (دیکھو لوقا $\frac{2}{4 \text{ و } 5 \text{ و } 6}$)

پادری صاحبان منصف مزاج ذرا غور سے دیکھیں کہ متی $\frac{1}{25}$ میں لکھا ہے کہ وہ اپنی جورو کو اپنے یہاں لے آیا۔ پر اُسکو نہ جانا جب تک کہ وہ اپنا پہلوٹھا بیٹا نہ جنی اور اُس کا نام یسوع رکھا"۔

لوقا محقق لکھتا ہے کہ یوسف مریم حاملہ کیساتھ نام لکھانے گیا اُسے معلوم تھا۔ کہ اُسے حمل ہے اور وہ میرا ہے کیونکہ اُسنے وہاں ذرا بھی کسی طرح کا تعجب یا افسوس یا غم تک نہیں کیا اور پھر باقاعدہ طور خوشی خوشی اُس کا نام رکھا۔ ختنہ کرایا۔ اور خداوند کے آگے حاضر کرنے کو دونوں جورو خاوند پہلوٹھے بیٹے کو یروشلم میں لائے اور پھر لکھا ہے کہ جس وقت ماں باپ اُس لڑکے یسوع کو اندر لاتے تھے تاکہ اُسکے لئے شرع کے دستور پر عمل کریں تب یوسف اُسکے باپ اور مریم اُسکی ماں نے ان باتوں سے تعجب کیا اور جب وے خداوند کی شریعت کے موافق سب کر چکے تو جلیل میں اپنے شہر ناصرت کو چلے گئے اُس کے ماں باپ ہر برس عید فسح میں یروشلم کو جاتے تھے"(لوقا دیکھو باب ۲ آیت ۴ سے ۴۱ تک)

افسوس کہ اتنے کام ہوتے رہے لڑکا ہوا۔ ختنہ ہوا۔ موسیٰ کی شریعت کی تعمیل وغیرہ وغیرہ مگر مریم بیچاری ابھی تک منگیتر رہی منکوحہ نہیں لکھا اور نہ نکاح کا ذکر کسی انجیل میں ہے بغیر نکاح کے جماع زنا ہے۔ پس وہ منگیتر نہیں تھی۔ بلکہ بیاہتا تھی اور یوسف کے نطفہ سے ہی حاملہ تھی اور صرف یہی ایکدفعہ نہیں بلکہ ۵۔۶ مرتبہ حاملہ ہوئی بال بچے ہوئے۔ مگر افسوس کہ ابتک کنواری اور منگیتر رہی نہ کنوارپن ٹوٹا۔ اور نہ نکاح ہوا لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ لوقا کی انجیل ہی میں لکھا ہے" اور اسیر کے گھرانے سے انا نام فانوایل کی بیٹی ایک نبیہ تھی۔ جو بہت بوڑھی تھی اور اُس نے اپنے کنوارے پن سے سات برس ایک خصم کے ساتھ نباہ کیا تھا۔ اور وہ بیوہ قریب چوراسی برس کے تھی" (لوقا $\frac{2}{36}$)

اصل بات یہ ہے کہ لڑکی ماں باپ کے گھر میں ہمیشہ لڑکی ہی کہلاتی ہے خواہ چند لڑکے بالوں کی ماں بھی ہو اور سسرال کے گھر میں بیٹی بیاہی ہوئی بھی بہو (جورو) کہلاتی ہے اور بوڑھی ہونے تک بھی وہ بہو ہی کہلائیگی۔ خواہ اُس کے بیٹے کی بہو بھی آ جاوے لڑکے کے نام پر لڑکے کیوں مشہور ہوتے ہیں؟ وجوہات ذیل ہیں۔

نمبر ۱۔ ماں کسی امیر کی لڑکی اور باپ غریب ہو تو بھی عموماً ایسا ہی ہوتا ہے یا ماں مشہور خاندان سے اور باپ غیر مشہور سے

* یہودی شریعت مندرجہ توریت اگر کوئی مرد شوہر والی عورت سے زنا کرتے پایا جائے تو وے دونوں مارڈالے جائیں" اور جو لڑکی کسی کی منگیتر ہو اور کوئی اور شخص اُسے شہر میں پاکر ہم صحبت ہو تو اُن دونوں کو پتھراؤ کر دکر دے مرجائیں اس لئے کہ اُس نے اپنے ہمسائے کی جورو کو رسوا کیا"۔

لیکن اگر کوئی مرد ایک لڑکی کو جو کسی کی منگیتر ہے میدان میں پاوے اور مرد جبر کرکے اُس سے مل بیٹھے تو صرف مرد مار ڈالا جائے"۔ اور اگر کوئی آدمی کنواری لڑکی کو پاوے جو کسی کی منگیتر ہو اور اُسے پکڑ کے اُس سے ہم بستر ہو اور وے پکڑے جائیں تو مرد جو اُس کے ساتھ ہم بستر ہوا لڑکی کے باپ کو ۵۰ مثقال روپا دے اور وہ اُسکی جورو ہووے دیکھو استثنا:۔ (باب ۲۲ آیت ۲۲ و ۲۳ و ۲۵ و ۲۸)

ہم نے توریت کو بخوبی دیکھا کہیں بھی شادی کا طریقہ اس سے زیادہ مفصل بلکہ مجمل بھی نہ پایا گیا اگر ہے۔ تو کوئی عیسائی بتلاوے ۔ پادری ٹھاکر داس صاحب نے بھی الفصال صفحہ ۳۶ و ۳۷ پر اس کا اقبال کیا ہے اور آگے چلکر لکھا ہے کہ یہودیوں کی رسم منگنی میں مرد اور عورت کے شوہر اور زوجہ ہو کر رہنے کے عہد و پیمان پختہ اور پورے ہو جاتے تھے۔ اور پھر دوہرائے نہ جاتے تھے۔ اس لئے مرد عورت کو بلا طلاق نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اور لڑکی شریعت کی نگاہ میں اُس آئندہ خصم کی جورو سمجھی جاتی تھی (صفحہ ۳۸ الفصال لولادت)

لہ نمبر۲- ننسال میں لڑکا پیدا ہو یا اُس کا باپ بھی بیاسخا طرجورو کے باپ کے گھر بیا رہے ۔

سہ نمبر۳ باپ چھوٹی عمر میں مرجائے اور گھر کا انتظام عورت کے سپرد رہے ۔

تہ نمبر۴ - یا کسی شخص کی بہت عورتیں ہوں تو بھی لڑکے ماؤں کے نام سے مشہور ہوتے ہیں ۔

ثہ نمبر۵ یا خاوند کے جیتے جی عورت بدمعاش ہو یا مرنے پر بدمعاش ہو یا حرام کا لڑکا ہو زنا سے لیا گیا ہو تو بھی ماں کے نام سے مشہور رہتا ہے ۔

اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ عیسائی عیسے کو خدا کا کیسا بیٹا کہتے ہیں ۔

نمبر۱- خدا کو کسی نے کبھی نہ دیکھا اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اسی نے بتلا دیا (یوحنا ۱۸)

نمبر۲- کیونکہ خدا نے جہاں کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا (یوحنا ۳/۱۶)

نمبر۳- کیونکہ خدا نے اپنے بیٹے کو جہاں میں اسلئے نہیں بھیجا کہ جہاں پر سزا کا حکم کرے (یوحنا ۳/۱۷)

نمبر۴- باپ بیٹے کو پیار کرتا ہے (یوحنا ۳/۳۵)

نمبر۵- یہی خدا کا بیٹا ہے (یوحنا ۱/۳۴)

نمبر۶- ابتدا میں کلام تھا - کلام خدا کے ساتھ تھا - اور کلام خدا تھا - وہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا - (یوحنا ۱/۱و۲)

نمبر۷- کیونکہ باپ بھی اپنے پرستاروں کو چاہتا ہے (یوحنا ۴/۲۳)

نمبر۸- یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں (متی ۳/۱۷)

نمبر۹- اور میرا پیارا جس سے میرا دل خوش ہے (متی ۱۲/۱۸)

نمبر۱۰- اُس بادل سے ایک آواز آئی اسمضمون کی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے (متی ۱۷/۵)

نمبر۱۱- اور اُنہوں نے جو کشتی پر تھے آکے اُسے سجدہ کیا کہ تو سچ مچ خدا کا بیٹا ہے (متی ۱۴/۳۳)

نمبر۱۲- اور بادل سے ایک آواز نکلی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے اُسکی سنو (لوقا ۹/۳۵)

نمبر۱۳ بادل سے ایک آواز آئی اور یہ کہتی تھی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے (مرقس ۹/۷)

نمبر۱۴- روح القدس جسم کی صورت میں کبوتر کی طرح اُتری اور آسمان سے ایک آواز یہ کہتی آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے (لوقا ۳/۲۲)

نمبر۱۵- ایسی آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں راضی ہوں (۲ پطرس ۱/۱۷)

نمبر۱۶- جس فضل سے اُس نے ہمیں اُس پیارے میں قبولیت بخشی (افسیون ۱/۶)

نمبر۱۷- باپ مجھے اسلئے پیار کرتا ہے کہ میں اپنی جان دیتا ہوں (یوحنا ۱۰/۱۷)

نمبر۱۸- اپنے پیارے* بیٹے کی بادشاہت میں شامل کرایا - (قلسیون ۱/۱۳)

نمبر۱۹- خدا کے بیٹے یسوع مسیح کی انجیل کا شروع (مرقس ۱/۱)

نمبر۲۰- آپ کو بچا اگر خدا کا بیٹا ہے (متی ۲۷/۴۰)

نمبر۲۱- کیونکہ وہ کہتا تھا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں (متی ۲۷/۴۳)

نمبر۲۲- آسمان سے ایک آواز آئی کہ تو میرا عزیز بیٹا ہے (مرقس ۱/۱۱)

نمبر۲۳- وہ بزرگ ہوگا اور خداوند تعالے کا بیٹا کہلائیگا (لوقا ۱/۳۲)

نمبر۲۴- سردار کاہن نے کہا کہ اگر تو مسیح خدا کا بیٹا تو ہم سے کہ - یسوع نے کہا اُس سے ہاں وہی جو تو کہتا ہے (متی ۲۶/۶۳)

نمبر۲۵- اسکے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کے دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتا دیکھوگے (متی ۲۶/۶۴)

نمبر۲۶- تاکہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے (یوحنا ۲۰/۳۱)

نمبر۲۷- قدرت کے ساتھ اُس کے جی اُٹھنے کے بعد خدا کا بیٹا ثابت ہوا (رومیوں کا خط ۱/۴)

نمبر۲۸- اُس کے بیٹے یسوع مسیح کا لہو ہے کہ سارے گناہ سے پاک کرتا ہے (یوحنا کا خط ۱/۷)

نمبر۲۹- باپ خدا - اور باپ کے بیٹے خداوند یسوع مسیح کی طرف سے یوحنا کا خط ۲ (۱/۳)

نمبر۳۰- اسلئے تم جاکر انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسما دو (متی ۲۸/۱۹)

یہ مندرجہ بالا ۳۰- حوالے ہیں جن کو پادری صاحبان کتابوں یا وعظوں میں میلہ بازاروں میں سنایا کرتے ہیں اُن میں سے نمبر۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۲۲ - وہ حوالے ہیں - جو بادلوں گنبدوں کی آوازیں یا آسمانی آوازیں یا فاختوں یا کبوتروں کی آوازیں غٹ غوں وغیرہ ہیں جن کا سوائے مسیح یا محرران انجیل کے اور کوئی گواہ نہیں ۔

باقی* نمبر۱ و ۲ اُسے اکلوتا بیٹا کہتے ہیں ۔

نمبر۳ و ۵ و ۹ و ۲۳ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ میں صرف بیٹا کہا ہے -

نمبر۴ میں پیارا بیٹا کہا ہے -

نمبر۶- میں اُسے خدا کہا ہے -

نمبر۷ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ میں صرف پیار کرنیکے سبب بیٹا کہا ہے کہ چونکہ [illegible] پیار کرتا ہوں اسواسطے اُس کا بیٹا ہوں -

ان تمام مندرجہ عنوان شہادتوں سے ثابت ہے کہ وہ صرف پیار کرنیکے سبب سے خدا کا بیٹا اپنے آپکو کہتا تھا - اور چونکہ خدا کو پیار کرتا تھا - اسواسطے اُسے اپنا باپ کہتا تھا - جس سے کوئی خاص خصوصیت ثابت نہیں ہوتی -

کیونکہ اُن ہی اناجیل میں اُسے ابن آدم - ابن داؤد - ابن ابراہیم - ابن یوسف - ابن مریم - اور نبی بھی کہا ہے ۔

اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ اور لوگ بھی دنیا میں خدا کا بیٹا - پہلوٹھا - پیارا - خدا - نبی مسیح رہے نہ کہ صرف مسیح مفصل دیکھو بائبل کے مقامات ذیل کو

اسرائیل خدا کا بیٹا - بلکہ پہلوٹھا تھا - (خروج ۴/۲۲)

فرشتے خدا کے بیٹے (ایوب ۱/۶)

انبیا خدا کے بیٹے (ایوب ۳۸/۷)

میں نے تو کہا کہ تم سب الہ ہو اور سب حق تعالے کے فرزند ہو (زبور ۸۲/۶)

داؤد بادشاہ مسیح ہے خدا کا بیٹا ہے خدا اُس کا باپ ہے وہ خدا کا پہلوٹھا ہے (زبور ۸۹/۲۰ و ۲۶ و ۲۷ و ۱۳۲/۱۷)

سلیمان پیغمبر خدا کا بیٹا اور خدا اُس کا باپ اور سلیمان مسیح اور برگذیدہ ہے (سموئیل ۲ - ۷/۱۴ و سلاطین ۱ ۱/۳۹ و تواریخ ۱ ۲۹/۲۲ و ۱)

یسعیاہ نبی اپنے آپ کو مسیح کہتا ہے (۶۱/۱)

لہ نمبر لہ شمس آباد ضلع فرخ آباد کے نواب اپنی والدہ کے نام سے لکھے جاتے ہیں مثلاً نواب جعفر علیخان بنت نواب جعفر بیگم صاحبہ اور جناب ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ قیصر ہند کے شہزادگان عالیشان اپنی والدہ کے نام سے مثلاً ہنومان انجنی کا بیٹا؟

سہ مسیح ابن مریم؟

تہ کوشلیہ رامچندر کیکیے بھرت کنتی پتر دیو دھشٹرا - کونتی (ارجن)

ثہ نمبر۵ - طوائفوں کے لڑکے عموماً ماؤں کے نام سے پکارے جاتے ہیں یا حرام لڑکے بھی فرشتے ماؤں کے نام سے نامزد ہوتے ہیں ۔

* یہ لفظ یونانی ہے اور عبرانی میں پیارے بیٹے کی ۔

* لہ متی ۱۶/۱۶ و ۴/۳ و ۸/۲۹ و ۲۶/۶۳ یوحنا ۱/۴۹ و ۲۰/۳۱ متی ۱۴/۳۳ و ۲۶/۶۴ و ۱۱/۲۷ ۔

کہ متی ۱/۱ و ۲۲/۴۲ کہ متی ۱/۱ کہ و شہ یوحنا ۱/۴۵ و ۶/۴۲ مرقس ۶/۳ متی ۱۳/۵۵ لوقا ۴/۲۲ و ۲/۴۱ و ۲/۴۸ ۔

شہ متی ۲۱/۱۱ یوحنا ۶/۱۴ و ۴/۱۹ متی ۱/۱۶ = لوقا ۲/۲۶

خورس بادشاہ مسیح ہے (یسعیاہ کی کتاب ۴۵/۱)

صلح کرنیوالے خدا کے فرزند (متی ۵/۹)

آدم خدا کا بیٹا ہے (لوقا ۳/۳۸)

سب خدا کے فرزند (یوحنا ۱۰/۳۵)

ہزاروں لاکھوں خدا کے بیٹے بلکہ سب جہان کے لوگ خدا کے بیٹے ہیں (پیدائش ۶/۲)

ان کے سوا فرعون نمرود۔ شداد۔ ہرن کشپ۔ بہلول۔ منصور۔ بایزید۔ بہلا شاہ وغیرہ

تمام دنیا کے صوفی نوین ویدانتی یا مایا وادی لوگ اپنے آپ کو خدا کہتے ہیں۔ جب یہ حال ہے تو مسیح کی کوئی خصوصیت نہ رہی۔ بلکہ عام انسانوں کیطرح وہ بھی ایک انسان ٹھیرا نہ کہ ذات اللہ یا خدا کا بیٹا اب ہم یہ دکھلاتے ہیں کہ خدا کا بیٹا کہنے کا خیال عیسائیوں کو کہاں سے سوجھا اور مسیح کو کس لئے خدا کا بیٹا کہنا اور بنانا پڑا ۔

واضح ہو کہ یونانیوں کے یہ معمولی محاورہ کی بات تھی کہ نہایت مقدس اور بزرگ اشخاص کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ چنانچہ مشہور فاضل اور لائق لوگ خدا کا بیٹا کہلاتے۔ فیثا غورث۔ امیولس۔ ہرکیولس ان سب کو یونانی خدا کا بیٹا پکارتے تھے۔ سکندر بادشاہ بھی اپنے آپکو خدا کا بیٹا کہلاتا اور سب حکماء اُسے ابن اللہ پکارتے تھے حالانکہ ان سب کے باپ موجود تھے۔

جب یونان کے طبقہ کا بلحاظ اسکی لیاقت فضیلت کے یہ حال تھا تو اسکو مدنظر رکھکر جب حواریوں کو انجیل کا یونانی زبان میں ترجمہ کردینے یعنی کی اشاعت منظور ہوئی تو انہوں نے بموجب پولوس کے اس قول کے کہ "اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اُسکے جلال کے لئے زیادہ ظاہر ہوئی۔ تو مجھکو کیوں گنہگار کیطرح حکم ہوتا ہے اور ہم کیوں برائی نہ کریں تاکہ بھلائی نکلے" (رومیوں کا خط ۳/۷) یہ مہا اصول پھیلانا شروع کیا۔ کیونکہ جب تک وہ مسیح کو ایسے اعلےٰ القاب سے ملقب کارا جیا ہوتے کوئی لوگ کبھی اُن کی باتوں پر کان نہ دھرتے۔ اسی واسطے انکو ایسے بزرگ خطاب سے مسیح کو مشہور کرنا پڑا کیونکہ ایسے ہی خیال یونانیوں کے عین حسب حال تھے اور ضرور ایسا ہی کیا گیا ۔

اس پر پادری ٹھاکر داس صاحب فرماتے ہیں "کہ یونانی اپنے بزرگوں کو اُن خداؤں کو بیٹا کہتے تھے جو خود انسان تھے اور حقیقت میں ہرکیولس اور جو پیٹر وغیرہ کے باپ تھے۔ مگر موت کے بعد خدا بنائے گئے تھے۔ کیا یہودی جو ایک خدا ئے خالق کے ماننے والے اور اُسکے ایمان میں غیرت مند تھے۔ اُس سدینی کے خیال کو اپنے خیالات کا سانچہ سمجھتے اور اُسکی تقلید سے اپنے خیالات کو صورت دیتے ہرگز نہیں" (انفصال ولادت صفحہ ۳۳)

افسوس کہ پادری صاحب نے جواب لکھنے سے پہلے یہ نہ سوچا کہ یہودیوں کا خدا وہی ہے جس نے ابر میں ہو کر بنی اسرائیل کی رہنمائی کی آگ میں موسیٰ سے باتیں کیں اور منہ دکھلانے کے عوض پیٹھ دکھلائی کیا وہ خالق خدا نہیں۔ جو پچھتاتا اور دلگیر ہوتا ہے جس نے شیطان کے بہکانے سے مفت میں ایوب کا گھر برباد کیا یونانی حکمت عملیاں تو یونان کے ساتھ رہنے دیجئے ہم تو

ا انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح خدا کا فرزند نہیں کیونکہ وہ خود کہتا ہے "یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہوں۔ کیونکہ میں آیا ہوں کہ مرد کو اُسکے باپ سے بیٹے کو اُسکی ماں سے بہو کو اُس کی ساس سے جدا کردوں اور آدمی کے دشمن اُسکے گھر ہی کے لوگ ہونگے (متی ۱۰/۳۴-۳۶)

پھر خداوند مسیح اپنی زبان آتش فشاں سے فرماتے ہیں "کہ میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں اور میں کیا ہی چاہتا ہوں کہ لگ چکی ہوتی کیا تم گمان اتے ہو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا ہوں نہیں میں تمہیں کہتا ہوں بلکہ جدائی (لوقا ۱۲/۴۹) مسلمانوں کی ایک حدیث میں ہے الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ ترجمہ خلقت یعنے تمام لوگ خدا کے فرزند ہیں پس محبوب تر خلقت کا خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو نیکی کرے خدا کی بال بچوں کے ساتھ اسی حدیث پر مولوی رومی مثنوی میں لکھتے ہیں ۔ عیال حضر ہم وتشنیر خواہ ۔ گفت الخلق عیال اللہ ۔

آپ کو ہندوستان میں بھی وہ ساری کارروائی بتلاتے ہیں۔ دیکھئے عیسائیوں کا ایک بھجن ہے مے عیسےٰ میرا رام رمیا۔ عیسے میرا کرشن کنہیا۔ مکھ سے عیسے عیسے بول۔ تیرا کیا لگے گا مول ۔ حال میں ہی مکتی فوج (سالویشن آرمی) والوں نے ٹھاکر داس ایشر داس رام داس۔ بشنداس بھگوانداس وغیرہ نام اپنے رکھکر اور گیروے بستر پہنکر ہندوؤں کو سخت مغالطہ میں ڈالا ہے اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ یسوع مسیح پر چودیات۔ والی گایتری بنالی ہے برہنہ پاؤں پھرتے اور چندن کا تلک وغیرہ لگاتے ہیں پس ان ساری باتوں پر غور کیجئے کہ ٹھاکر۔ ایشر۔ رام بھگوان بشن وغیرہ نام ہندوؤں کے بزرگوں کے ہیں۔ جنہیں وہ خدا مانتے ہیں اور وہی یہاں عیسائیوں نے اس روشنی کے زمانہ میں بھی اختیار کرلئے تو کیا اُس تاریکی و جہالت کے زمانہ میں ان کے بزرگواروں نے ایسی کارروائی نہ کی ہوگی یا کرنے میں کچھ کسر رکھی ہوگی۔ ہرگز نہیں ۔

جب یہ حال ہے تو کسی طرح بھی مسیح کا خدا ہونا یا خدا کا بیٹا یا اکلوتا۔ یا پہلوٹھا ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔ صرف ایک غلط اور دھوکا دینے والا بیان پیچھے سے پولوس وغیرہ نے شامل کرکے انجیل کو بڑھادیا۔ جو محققین بلاتعصب کی تحقیقات سے پایہ ثبوت تک نہ پہنچ سکا اور اسی واسطے خارج اور دھونے کے لایق ہے پرماتما جنم مرن تو۔ دکھ روگ شوک سے منزہ ہے وہ سرب بیاپک سرب انتریامی ہے وغیرہ مجسم نرا کار ہے اُسکی ذات میں کوئی کسیطرح کا عیب نہیں یہ سارے عیب انسان میں ہیں خدا میں نہیں ۔

اب ہم اخیر میں یہ بتلاتے ہیں کہ بائیبل کی رو سے بھی اکثر جگہ صرف خدا کے ایک ہونے کی تعلیم ملتی ہے تین کی نہیں اور تین اقنوم کا ذکر پایا جاتا ہے ۔

دیکھو یسعیاہ ۴۵/۵ و ۴۶/۹ و استثنا ۶/۴ و ۳۲/۳۹ و ۴/۳۵ و خروج ۲۰/۳ و خروج ۱۵/۱۱ و ۱۹/۲۲ و خروج ۲۰/۲ و متی ۲۲/۲۵ و ۲۲/۳۰ و ۹/۱۶ و ۱۷/۱۹ و ۲۷/۴۶ و مرقس ۱۲/۲۹ و ۱۲/۳۲ و ۱۲/۳۴ و رومیوں ۱۱/۳۸ و ۱۳/۳۲ و یوحنا ۱۰/۲۹ و ۲۴ و ۱۷/۱ و ۱۲/۱۶ و تمطاؤس ۲/۵ =

ایک دفعہ پشاور چھاؤنی میں نامہ نگار معہ بابو سرجن مل سکرٹری آریہ سماج پشاور کے پادری جوکس صاحب مشنری مشن افغانستان سے ملنے گیا۔ باہمی بات چیت میں پادری صاحب نے دعوے کیا۔ کہ بائیبل میں خدا کو باپ کہا ہے۔ ایسی عمدہ تعلیم اور کسی مذہبی کتاب میں نہیں ہے ۔

مینے جوابدیا کہ نہیں اور مذہبی کتابوں خصوصاً آرش گرنتھوں میں اس سے بڑھکر موجود ہے فرمایا کہ کسی میں بھی نہیں۔ بلکہ انکو سوجھی ہی نہیں اُنکی اس لاف زنی پر میں نے کہا کہ آرش رشی تو درکنار وہ تو فاضل ہی تھے۔ بابا نانک جی نے بھی بائیبل سے بڑھکر تعلیم دی ہے فرمایا کہ کہاں مینے کہا دیکھیے تم مات پتا ہم بالک تیرے۔ تم ری کرپا سکھ گھنیرے۔ دیکھیے بائیبل سے ہزار گنا بڑھ کر ماتا بھی کہا ہے کہ ایشور کو تم مات پتا سے زیادہ یا مات پتا کی طرح محبت کرو ۔

بتلائیے ایسی تعلیم بائیبل میں کہاں ہے اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ ماتا کی محبت پتا سے زیادہ ہوتی ہے اور غالباً اسی کثرت محبت کے سبب مسیح بھی ابن مریم کہلایا نہ کہ ابن یوسف۔ پادری صاحب لاجواب ہوگئے ۔

اجمیر میں پادری گری صاحب سے ملاقات کرنے کا موقعہ ملا۔ پادری صاحب نے فرمایا کہ تم لوگ باتیں بائیبل سے چرا کر کہتے ہو کہ یہ تعلیم وید کی ہے۔ حالانکہ وید میں کوئی اچھی تعلیم خدا کی بابت نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ اگر کوئی آریہ ایسا کرتا ہے۔ تو میں اُسے مکار سمجھتا ہوں آپ مہربانی کرکے کوئی ایسی تعلیم بائیبل کی بتائیں۔ جو وید میں نہو۔ اور آریہ لوگ وید کی ٹھہراتے ہوں حالانکہ اصل بائیبل کی ہو۔ فرمایا کہ ایشور کو پتا۔ کہنا یہ تعلیم صرف بائیبل کی ہے تم بھی پادریوں کی دیکھی خدا کو باپ کہتے ہو۔ بھلا بتاؤ تو سہی یہ ویدوں میں کہاں ہے ۔

کرسچن مت درپن

میں نے عرض کی کہ یہ تعلیم وید کی ہے بائیبل کی نہیں - دیکھئے وید مقدس کی شرتی - स नो बन्धु

जनिता स विधाता धामानि वेद भुवनानि विश्वा। यत्र देवा

अमृतमानशानास्तृतीये धामन्नध्यैरयन्त॥ यजु० अ० ३२ म० १०॥

ترجمہ - وہ پرماتما ہمارا - بندھو - پتا - ماتا - وہ سب کاموں کا پورن کرنے ہارا تمام لوک ما نام استھان جنموں کو جانتا ہے اور جس تیتیا آنند کو امرت لوگ پراپت ہو کے سوا اچھا کے وچرتے ہیں وہی ہمارا ہادی - راجا عدالت کرنے والا ہے اسی کی بھگتی کرنا ضروری ہے - اور اسی طرح دیکھو رگ وید منڈل ۱۰ - الونواک ۶ - سوکت ۸۲ - منتر ۳ - اس پر پادری صاحب لال سرخ ہو گئے - اور کچھ جواب نہ دے سکے ۔

باب دوم

مسیح بیگناہ نہیں بلکہ گنہگار تھا

عیسائی پادری کہتے ہیں کہ مسیح بے گناہ تھا اس واسطے ہمیں نجات دیسکتا یا دلا سکتا ہے ہم کہتے ہیں - کہ ایسا نہیں بلکہ وہ گناہگار تھا - اور اسی واسطے عیسائیوں کی نجات سراپا محال ہے ۔

افسوس کہ عیسائیوں نے اپنے اس بے بنیاد دعوے کے پورا کرنے کیواسطے مسیح کی سوانحعمری کہیں نہیں رہنے دی اور نہ انجیل ہی کچھ بتلاتی ہے - کیونکہ ۳۲ سال کی اس کی عمر تھی جنمیں سے ۳۰ سال کا کوئی صحیح حال کسی کو معلوم نہیں ۳۰ سال کی زندگی میں اس نے وعظ شروع کی - اور دو سال ہی لیکچر دے کر صلیب پر لٹکائے گئے ۔

ہم اس کا ثبوت کسی بیرونی شہادت سے نہیں بلکہ انجیل سے ہی کرتے ہیں دیکھو لکھا ہے "اور یسوع آپ برس تیس ایک کا ہوا جب شروع کیا" - (لوقا ۳/۲۳)

تیس برس کی اندرونی زندگی کا صحیح اور مفصل حال کسی عیسائی کو معلوم نہیں - اور اگر کسی کو معلوم ہے تو وہ بپاسخاطر مسیح ظاہر کرنا نہیں چاہتا - تاکہ کہیں سارے کے سارے کلنک ظاہر نہ ہو جائیں - مقام غور ہے کہ مہذب قوم عیسائی دنیا بھر کے محقق عیسائی - کل جہان کے مورخ عیسائی اور گھر کے ہادی کی تاریخ پر یہ تاریک گھٹا چھائی ہو افسوس - صد ہزار افسوس ۔

چونکہ مسیح کی سوانحعمری ساری نہیں ملتی - صرف ۲ سالہ زندگی کے حالات تھوڑے تھوڑے اناجیل سے دستیاب ہوتے ہیں - اس واسطے ہم مجبوری اسی پر اکتفا کرکے مسیح کے چال چلن کو دنیا پر ظاہر کرتے ہیں - ایسا نہ ہو کہ کوئی ناواقفی سے دھوکا کھائے اور جان و ایمان کو کسی کی چاپلوسی میں آکر نقصان پہنچائے ۔

نمبر ۱ - مسیح کی بے رحمی - "یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہوں - کیونکہ میں آیا ہوں کہ مرد کو اسکے باپ اور بیٹی کو اس کی ماں اور بہو کو اسکی ساس سے جدا کروں" - (متی ۱۰/۳۴ و ۳۵)

پھر وہ خود فرماتا ہے "میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں اور میں کیا ہی چاہتا ہوں کہ لگ چکی ہوتی پر مجھے ایک بپتسمہ پانا ہے - اور میں کیسا تنگ ہوں جبتک کہ پورا نہ ہو - اور کیا تم گمان کرتے ہو کہ میں زمین پر میل کروانے آیا ہوں نہیں میں تمہیں کہتا ہوں بلکہ جدائی" - (لوقا ۱۲/۴۹ - ۵۱)

پھر مسیح ہدایت دیتا ہے "اگر کوئی میرے پاس آوے اور اپنی ماں باپ اور جورو - لڑکے بھائی بہنیں بلکہ اپنی جان کی دشمنی نہ کرے میرا شاگرد ہو نہیں سکتا" (لوقا ۱۴/۲۶ و ۲۷)

پھر مسیح فرماتا ہے "اور اس وقت زمین کے سب گھرانے چھاتی پیٹینگے" - (متی ۲۴/۳۰)

پھر مہربان مسیح کی بابت لکھا ہے "اور ان سے کچھ دور بہت سوروں کا غول چرتا تھا سو دیووں نے اسکی منت کرکے کہا کہ اگر تو ہمکو نکالتا ہے - تو ہمیں ان سوروں کے غول میں جانے دے - تب اسنے انہیں کہا کہ جاؤ - اور وے نکل کے سوروں کے غول میں گئے اور دیکھو سوروں کا سارا غول کنارہ پر سے دریا میں کود اور پانی میں ڈوب مرا" (متی ۸/۳۱ - ۳۲)

پادری کلارک صاحب نے اسپر تفسیر کی ہے کہ "وہ سور تعداد میں دو ہزار تھے" اس پر مولوی نور الدین صاحب نے کیا اچھا کہا ہے "کہ بودھ اور آریوں اور جینیوں کے اصول عیسائی مذہب کے رحم سے زیادہ رحم پر مبنی ہیں کہ کسی ایک ذیروح کو ستانا مذہباً وہ جائز نہیں سمجھتے" ۔

پھر مسیح نے تلواریں خریدنے کا سب شاگردوں کو حکم دیا - چنانچہ لکھا ہے "اور جس پاس نہیں اپنے کپڑے بیچ کے تلوار خریدے" - (لوقا ۲۲/۳۶)

انجیل میں مسیح کے تلوار چلانے کا ذکر بھی موجود ہے "جب یہوداہ جو ان بارھوں میں سے ایک تھا - آیا - اور اسکے ساتھ ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں لئے سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آپہنچی - اسکے پکڑوانے والے نے انہیں یہ کہکے پتہ دیا تھا کہ جسے میں چوموں وہی ہے اسے پکڑ لینا - اسنے وہیں یسوع پاس آکر کہا - اے ربی سلام اور چوم لیا - یسوع نے اس سے کہا اے میاں تو کاہے کو آیا - تب انہوں نے یسوع پاس آکر یسوع پر ہاتھ ڈالے اور اسے پکڑ لیا - اور دیکھو یسوع کے ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کھینچی - اور سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اس کا کان اڑا دیا" (متی ۲۶/۵۱ - ۴۷)

پھر لکھا ہے "جب انہوں نے جو اسکے ارد گرد تھے وہ حال جو ہونے والا تھا دیکھا تو اس سے کہا کہ اے خداوند کیا ہم تلوار چلادیں ۔

ان میں سے ایک نے سردار کاہن کے نوکر کو لگائی اور اس کا داہنا کان اڑا دیا [illegible] (لوقا ۲۲/۴۹ و ۵۰) (یوحنا ۱۸/۱۰) مرقس ۱۴/۴۶ و ۴۷)

۲ - مسیح کا جھوٹ : لکھا ہے تب اسکے بھائیوں نے اس سے کہا یہاں سے روانہ ہو اور یہودیہ میں جا - تاکہ ان کاموں کو جو تو کرتا ہے تیرے شاگرد بھی دیکھیں کیونکہ ایسا کوئی نہیں جو کچھ کام چھپ کے کرے اور چاہے کہ آپ مشہور ہو اگر تو یہ کام کرتا ہے - تو اپنے تئیں جہاں کو دکھلا - کیونکہ اس کے بھائی بھی اس پر ایمان نہ لائے - تب یسوع نے کہا کہ میرا وقت ہنوز نہیں آیا - پھر تمہارا وقت ہر دم بنا ہے - دنیا تم سے عداوت نہیں رکھ سکتی پر مجھ سے عداوت رکھتی ہے - کیونکہ اس پر گواہی دیتا ہوں کہ اسکے کام برے ہیں (تم عید میں جاؤ میں میں ابھی عید میں نہیں جاتا - کہ میرا ہنوز وقت پورا نہیں ہوا - سو وہ باتیں انہیں کہکے جلیل میں رہا - لیکن جب اسکے بھائی روانہ ہوئے تھے تب وہ بھی عید میں گیا - ظاہر نہیں بلکہ چھپ کے) تب یہودی عید میں اسے ڈھونڈنے لگے (دیکھو یوحنا باب ۷ آیت ۵ سے ۱۱ تک)

۳ - مسیح شرابی تھا - انجیل میں لکھا ہے "ابن آدم کھاتا پیتا آیا اور وے کہتے ہیں کہ دیکھو ایک کھاؤ - شرابی اور محصول لینے والوں اور بدمعاشوں کا یار ہے" (متی ۱۱/۱۹)

پھر مسیح فرماتا ہے "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں انگور کا رس (انگوری شراب) جس دن تک خدا کی بادشاہت میں اسے نیا نہ پیوں - پھر نہ پیوں گا - (مرقس ۱۴/۲۵)

پھر جلیل میں ایک بیاہ ہوا - یسوع کی مع شاگردوں کے وہاں دعوت تھی پیتے پیتے شراب گھٹ گئی - مسیح نے وہاں چھ مٹکے شراب کے (بقول عیسائیوں کے معجزہ سے) پیدا کر دئے ہر ایک مٹکے میں دو یا تین من شراب کی سمائی تھی - پس ۳ × ۶ = ۱۸ من شراب وہاں پر مسیح نے لوگوں پر فی سبیل اللہ بانٹی اور پلائی (مفصل دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۲ آیت ۱ سے ۱۱ تک) ۔

۴۔ ماں کی بےعزتی:۔ لکھا ہے "اُس کی ماں اور اُس کے بھائی باہر کھڑے ہوئے اُس سے بات کیا چاہتے ہیں۔ پر اُس نے جواب میں خبر دینے والے سے کہا کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی" (متی ۱۲/۴۶-۴۸ و لوقا ۸/۱۹ و مرقس ۳/۳۱) +

پھر لکھا ہے کہ جب شراب گھٹ گئی تو یسوع کی ماں نے اُس سے کہا کہ اُنکے پاس مے نہ رہی یسوع نے اُس سے کہا کہ اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام (یوحنا ۲/۴)

۵۔ چوری سرقہ مویشی:۔ مسیح نے ایک گدھی مع بچہ کے چُروائی اور فریب سکھلایا کہ اگر کوئی پوچھے تو کہنا کہ مالک نے مانگا ہے +

۶۔ فریب۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے اور جب وے یروشلم کے نزدیک پہنچ کے بیت فگا میں زیتون کے پہاڑ پاس آئے تب یسوع نے دو شاگردوں سے یہ کہکر بھیجا کہ سامنے کی بستی میں جاؤ۔ اور وہاں ایک گدھی بندھی ہے اُسکے ساتھ ایک بچہ پاؤ گے کھولکر میرے پاس لاؤ۔ اگر کوئی تم کو کچھ کہے تو کہیو کہ خداوند کو درکار ہے۔ وہ اُسی دم اُنہیں بھیج دیگا۔ شاگردوں نے جیسا یسوع نے فرمایا تھا بجا لائے اور اُس گدھی کو بچہ سمیت لے آئے اور کپڑے اُن پر ڈالے اور اُسے اُن پر بٹھلایا" (متی ۲۱/۱-۷) +

انجیلوں کا اس میں باہم اختلاف ہے۔ چونکہ متی کی انجیل نمبر اول ہے بنابراں ہم بھی اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اتنا اختلاف کیوں ہوا۔ متی جو سیدھا سادا آدمی تھا۔ اُس نے صحیح طور پر گدھی اور بچہ دو لکھے۔ اور سب جگہ صیغہ جمع کا استعمال کیا۔ مگر دوسرے حواریوں کو یہ بات سوجھ گئی۔ کہ یہ تو چوری ہے۔ اور مسیح گنہگار ٹھیر جاتا ہے۔ بنابراں گدھی کو دور کر صرف گدھی کا بچہ رہنے دیا (دیکھو مرقس ۱۱/۱-۷ و لوقا ۱۹/۳۰ و یوحنا ۱۲/۱۴) جس سے جرم بہت خفیف ہو جائے اور مسیح مجرم نہ کہلائے + مگر اظہر من الشمس بات کب چھپ سکتی ہے +

دیکھئے ایک تو مسیح نے گدھی چُروائی یا چُرائی اور دوسرا گدھی کا بچہ۔ چوری کیا ہے اِس کا جواب تعزیرات ہند میں دیکھو۔ کہ بغیر اجازت مالک کے چیز لینا سو مسیح نے کیا۔ گدھی کی قیمت کم سے کم عہ روپیہ اور بچہ کی قیمت صہ میزان کل ؤ مال مسروقہ ہوتے ہیں (دیکھو تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۷۹) +

فریب اِس واسطے ہے کہ شاگردوں کو کہا کہ اگر پوچھے تو کہنا کہ خداوند مانگتا ہے۔ خداوند کے لغوی معنے مالک ہیں۔ اور ایسا ہی عام طور پر مالک کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور مسیح کو شاگرد بھی خداوند کہتے تھے۔ مطلب یہ۔ کہ جب کوئی راستہ گذرنیوالا دیکھ کر پوچھے۔ تو خداوند کے معنے مالک سمجھ کر چلا جاویگا اور ان کا مطلب دو دھاری تلوار کی طرح مالک اور عیسے سے تھا جس سے صاف چوری و فریب ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے کوئی شخص کسی مکان کا مالک ہے۔ اور اس کا نام ابراہیم ہے اور ایک چور ہے اُس کا نام بھی ابراہیم ہے۔ مالک کی غیر حاضری میں ایک شخص [illegible] کے اندر جاکر اُس کا چوغہ اُتارتا ہے اور لیجاتا ہو۔ جب کوئی نوکر یا معمولی واقف کار آدمی اُس سے پوچھے کہ کہاں لے جاتا ہے۔ تو وہ کہے کہ ابراہیم نے مانگا ہے۔ اور وہ وہاں بازار میں کھڑا ہے۔ تو بیشک اُس پر اعتبار کرکے جانے دیگا اور ایسی فریب آمیز چوری اکثر شہروں میں ہوتی ہے۔ بعینہ یہی حال اِس جگہ ہوا۔ بنابراں یہ دو جرم ہیں ایک سرقہ مویشی۔ دوم دغا یا فریب (۳۷۹ تعزیرات ہند و [illegible] تعزیرات ہند) اور مسیح ان دو نو دفعات کے جرم کا مجرم ہے۔ واضح ہو کہ یہ گدھی و گدھا دونو مسیح کی زندگی تک مالک کو واپس نہیں دیئے گئے اور نہ اُن کی قیمت دی گئی۔ پس صاف چوری ہے۔ کوئی محقق مزاج جج اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور اُس کے مرتکب کو بری کر سکتا ہے +

۷۔ مسیح کی بےعلمی:۔ انجیل میں لکھا ہے کہ صبح کو وہ بیت عنیا سے باہر آئے۔ اُس کو بھوک لگی اور دور سے انجیر کا ایک درخت پتوں سے لدا ہوا دیکھ کے وہ (مسیح) گیا کہ شاید اُس میں کچھ پاوے۔ جب وہ اُس پاس آیا۔ تو پتوں کے سوا کچھ نہ پایا۔ کیونکہ انجیر کا موسم نہ تھا۔ یسوع نے اُس سے خطاب کرکے کہا کہ کوئی تجھ سے پھل کبھی نہ کھاوے اور اُس کے شاگردوں نے سنا (مرقس ۱۱/۱۲-۱۴ و متی ۲۱/۱۸) +

ایک یورپین فاضل نے اِس پر کیا اچھا فرمایا ہے کہ "اگر عیسائی مذہب کے واہیات مسایل اور بوجہ ظلم و جہالت دیکھنا چاہو۔ تو متی و مرقس کی انجیل کھولکر انجیر کی کہانی پڑھو۔ اُس درخت کے بے موسم پھل نہ پیدا کرنے کے واسطے بھوکھ کے وقت بد دُعا دیکر سوکھا دیا تھا۔ اگر عیسے قادر مطلق خدا تھا۔ تو انجیر کے درخت کو اُس نے خود بنایا تھا۔ اُس کے بڑھنے کی حد خود مقرر کی تھی اور خود ہی اُس کے پھل دینے کے واسطے عرصہ ٹھیرا دیا تھا۔ اور اس طرح پر خود ہی اُس کو بے موسم پھل دینے سے روکا تھا۔ اور خود ہی اُس درخت سے پھل کی امید کی جس پر کہ پھل کا ہونا ناممکن بنادیا تھا۔ اور اپنی بے انتہا محبت سے اِس قصور پر غصہ ہوا کہ درخت نے وہ چیز کیوں نہیں دی۔ جو چیز کہ پیدا کرنے سے خود خدا نے اُس درخت کو منع کیا تھا اگر عیسے کی یہی محبت ہے۔ تو اُس کے پیرو بہشت (اگر کوئی ہے) میں جاچکے"۔

۸۔ غیر عورتوں سے بوجہ محبت:۔ پہلا واقعہ انجیل میں ہے "کہ وہ ایک بستی میں پہنچا اور مرتھا نامی ایک عورت نے اُسے اپنے گھر میں اُتارا۔ اور مریم نامی اُس کی بہن تھی جو یسوع کے پاؤں پاس بیٹھ کے اُس کا کلام سنتی تھی۔ پر مرتھا نے بہت خدمت سے گھبرائی ہوئی اُس کے پاس آکر کہا کہ اے خداوند کیا تجھے پرواہ نہیں۔ کہ میری بہن نے مجھے اکیلا خدمت میں چھوڑا ہے۔ اب اُسے کہہ کہ میری مدد کرے تب یسوع نے جواب میں اُسے کہا مرتھا تو بہت چیزوں کے واسطے فکر و گھبراہٹ میں ہے۔ سو مریم نے وہ اچھا حصہ چُنا ہے۔ جو اُس سے پھیر نہ لیا جاویگا" (لوقا باب ۱۰۔ آیت ۳۸ سے ۴۲ تک) +

پھر لکھا ہے سو مرتھا نے جب سنا کہ یسوع آتا ہے اُس کا استقبال گیا پر مریم گھر میں بیٹھی رہی"۔ (یوحنا ۱۱/۲۰) +

پھر لکھا ہے۔ کہ مرتھا یہ کہ کے چلی گئی اور چپکے اپنی بہن مریم کو بلاکے کہا کہ اُستاد آیا ہے اور تجھے بلاتا ہے۔ وہ بات سنتے ہی جلد اُٹھی۔ اور اُس کے پاس آئی + (یوحنا ۱۱/۲۸) +

دوسری دفعہ شاگرد کھانے کو مول لینے شہر میں گئے سامریہ کی ایک عورت کنوئیں پہ پانی بھرنے آئی۔ یسوع نے اُس سے کہا کہ مجھے پینے کو دے۔ سامریہ کی اس عورت نے اُس سے کہا کیونکر تو جو یہودی ہے مجھ سے جو سامریہ کی عورت ہوں پانی پینے کو مانگتا ہے۔ کیونکہ یہودی سامریوں سے محبت نہیں رکھتے ہیں۔ یسوع نے جواب میں اُس سے کہا۔ کہ اگر تو خدا کی بخشش کو اور اُس کو جو تجھ سے کہتا ہے۔ کہ مجھے پینے کو دے۔ پہچانتی کہ وہ کون ہے تو تو اُس سے مانگتی اور وہ تجھے جیتا پانی دیتا ہے"۔ پھر لکھا ہے۔ یسوع نے اس سے کہا کہ جاکے اپنے شوہر کو بلا اور یہاں آ۔ عورت نے جواب دیا۔ کہ میں بےشوہر ہوں۔ یسوع نے کہا کہ تو نے درست کہا۔ کہ میں بےشوہر ہوں کیونکہ تو پانچ خصم کر چکی ہے۔ اور وہ جو اب تو رکھتی ہے تیرا خصم نہیں تو نے یہ سچ کہا کہ اُتنے میں اُس کے شاگرد آئے اور تعجب کیا کہ وہ عورت سے باتیں کرتا تھا۔ پر کسی نے نہ کہا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ یا اُس سے کس

لئے باتیں کرتا ہے" (یوحنا ۷/۱۲ و متی ۲۶/۱۳-۷) ✣

تیسرا واقعہ یسوع نے ایک زانیہ عورت کو بوجہ حیلہ سازی سے بچادیا حالانکہ اُس نے زنا کرایا اور پکڑی گئی تھی نہ معلوم اِس پردہ ڈالنے سے کیا مطلب تھا (دیکھو یوحنا باب ۸)

چوتھا واقعہ مقام بیت عنا میں ایک عورت مریم نامی (غالباً وہی پہلے واقعہ والی) سنگِ مرمر کے عطردان میں قیمتی عطر اُس پاس لائی جب وہ کھانے بیٹھا تو اُس کے سر پر ڈالا۔ شاگردوں نے چند مرتبہ اعتراض کیا۔ مگر مسیح نے اُس کو منع نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ جہاں انجیل کی منادی ہوگی یہ بھی اُس کی یادگاری کے لئے کہا جائیگا (دیکھو متی ۲۶/۱۳-۶ و یوحنا ۱۲/۴)

۹۔ سبت کے روز کام کیا :۔ لکھا ہے اُس وقت یسوع سبت کے دن کھیتوں میں سے جاتا تھا اور اُس کے شاگرد بھوکے تھے اور وے بالیں توڑ توڑ کر کھانے لگے۔ تب فریسیوں نے دیکھ کے اُس سے کہا دیکھ تیرے شاگرد وہ کام کرتے ہیں جو سبت کے دن کرنا روا نہیں (متی ۱۲/۲تا۱)

اور خدا کا حکم تھا در سبت کو کام کرنے والا مار ڈالا جائے (استثنا ۲۱/۲۳)

۱۰۔ مسیح گالی نکالتا تھا :۔ انجیل میں لکھا ہے مسیح کی زبانی اے ریاکار فقیہو اور فریسیو! تم پر افسوس اے اندھے راہ دکھانے والو تم پر افسوس! اے نادانو اور اندھو! تم ظاہر میں راستباز دکھائی دیتے ہو پر باطن میں ریا اور شرارت سے بھرے ہو وغیرہ وغیرہ (دیکھو متی ۲۳ باب) (لوقا ۱۲ اور مرقس ۱۲) ✣

اس قدر جرائم ہم نے اُس چنے ہوئے اور مسیح کے خیرخواہ شاگردوں کے بنے ہوئے نسخہ انجیل سے نقل کئے ہیں جو درحقیقت قسم کھا کر بیٹھے تھے کہ مسیح کی بُرائی کو کتاب میں درج نہ کرینگے۔ مگر خیر باوجود اِس سخت احتیاط کے بھی مسیح مجرم ہیں

عورت کا بچہ نیک نہیں ہے

"انسان کون ہے کہ پاک ہوسکے۔ اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیا ہے کہ صادق ٹھیرے" (ایوب ۱۵/۱۴) ✣

"کون ہے جو ناپاک سے پاک نکالے کوئی نہیں" (ایوب ۱۴/۴) ✣

"کیا فانی انسان خدا کے حضور صادق ٹھیریگا" (ایوب ۴/۱۸) ✣

"انسان خدا کے آگے کیونکر صادق ٹھیرے گا" (ایوب ۹/۲) ✣

"پس خدا کے حضور انسان کیونکر صادق سمجھا جاوے اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے کیونکر پاک ٹھیرے۔" (ایوب ۲۵/۴) ✣

"کوئی انسان جیتی جان تیرے حضور راستباز نہیں ٹھیر سکتا"۔ (زبور ۱۴۳/۲)

اگر ہم کہیں کہ بیگناہ ہیں تو ہم جھوٹے ہیں اور آپ کو فریب دیتے ہیں (یوحنا کا خط ۱/۸)

"کوئی راستباز نہیں ایک بھی نہیں۔ کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں" (رومیوں کا خط ۳/۱۳و۱۱)

"کون کہہ سکتا ہے کہ میں نے اپنے دل کو صاف کیا ہے میں گناہ سے پاک ہوں" (امثال ۲۰/۹) ✣

"کوئی انسان زمین پر ایسا صادق نہیں کہ نیکی کرے اور خطا نہ کرے" (واعظ ۷/۲۰)

نتیجہ۔ ۱

مسیح چونکہ عورت کا بچہ ہے۔ اِس واسطے نیک نہیں مریم۔ حوا کے سلسلہ سے

ناپاک تھیں اِس واسطے اُس سے پاک نہیں نکل سکتا اور نہ کوئی نکال سکتا ہے پس مسیح نہ تو نیک ہے اور نہ پاک ہے۔ اور یہ ہم ہی نہیں کہتے۔ بلکہ خود مسیح کو بھی اقبال ہے "تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ نیک کوئی نہیں۔ مگر ایک یعنی خدا۔ (مرقس ۱۰/۱۸) (متی ۱۹/۱۷) ✣

شریعت کا پابند لعنتی ہے

مسیح کہتا ہے "یہ مت خیال کرو۔ کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا ہوں میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پورے کرنے کو آیا ہوں"۔ (متی ۵/۱۷) ✣

مسیح نے اپنا ختنہ کرایا۔ بپتسمہ پایا۔ یوحنا کا شاگرد ہوا۔ وغیرہ سب رسومات شریعت کو پورا کیا ✣ اب حضرت پولوس کہتے ہیں "پس کوئی آدمی شریعت پر عمل کرنے سے راستباز نہ ٹھیریگا" ✣ (رومیوں کا خط ۳/۲۰) ✣

پھر لکھا ہے "جو شریعت پر تکیہ رکھتا ہے وہ لعنت کے تحت میں ہے" (گلیتون ۳/۱۰)

پھر صاف لکھا ہے "مسیح نے ہمیں مول لیکے شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنتی ہوا" (گلیتون ۳/۱۳) ✣

نتیجہ۔ ۲

مسیح لعنتی ہے۔ کسی طرح پاک نہیں ہے۔ اس واسطے نہ خود اُسکی نجات ہوئی اور نہ کسی کو معاذ اللہ نجات دلا سکتا ہے اس واسطے اُس پر بھروسا رکھنا معرض خطر ہے

ع زنہار از قرین بد زنہار ✣

مسیح لکڑی پر مصلوب ہوا اس واسطے ملعون ہے

چنانچہ موسےٰ پیغمبر فرماتے ہیں "کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے" (استثنا ۲۱/۲۳) ✣

پھر پولوس فرماتے ہیں "کیونکہ لکھا گیا جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے" (گلیتون ۳/۱۳)

جج مینٹ (فیصلہ)

حضرت پولوس فرماتے ہیں "چور۔ لالچی۔ شرابی۔ گالی بکنیوالا۔ لٹیرے۔ خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے" (قرنتیون ۱ ۶/۱۰) ✣

ہر ایک جو خدا سے پیدا ہوا گناہ نہیں کرتا اور جو گناہ کرتا ہے وہ شیطان کا فرزند ہے۔ (یوحنا ۱ ۳/۸و۹) ✣

لعنتی ہمیشہ کی آگ میں رہینگے چنانچہ لکھا ہے اسے ملعونو میرے سامنے سے جاؤ اُس ہمیشہ کی آگ میں جو ابلیس اور فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے (متی ۲۵/۴۱)

عیسائی لوگ نہ تو ایماندار ہیں اور نہ نجات پائیں گے

انجیل میں ایمانداروں کی یہ علامتیں لکھی ہیں" اور وے جو ایمان لائینگے اُن کے ساتھ یہ علامتیں ہونگی۔ کہ وے میرے نام سے دیوؤں کو نکالینگے اور نئی زبانیں بولینگے سانپوں کو اٹھالینگے اور اگر کوئی ہلاک کرنیوالی چیز پیئینگے۔ اُنہیں کچھ نقصان نہ ہوگا وے بیماروں پر ہاتھ رکھینگے تو چنگے ہو جاینگے (مرقس ۱۶/۱۷و۱۸)

کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تمہیں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوتا تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو چلا جاتا۔ اور کوئی بات

سرشتین مستادرین

نہاری ناممکن ہوتی مگر اس طرح کے بغیر توبہ اور روزہ کے نہیں نکالے جاتے (متی $\frac{17}{20 و 21}$) ✤

چونکہ ایسا دنیا میں کوئی نہیں پس گذشتہ راصلوٰۃ کہکر ہم بطور دعوے کے کہتے ہیں کہ اس وقت کوئی ایماندار نہیں کیونکہ عیسوی علامتیں بقول عیسے کے کسی کے ساتھ نہیں ✤ بلکہ بقول یوحنا کے سب گنہگار ہیں اور ہم ثابت کرچکے ہیں کہ مسیح بھی گنہگار تھا اور یہ تو انجیل میں ہی لکھا ہے کہ جو گناہ کرتا ہے وہ شیطان کا فرزند ہے ✤

چنانچہ فاضل پادری صفدر علی صاحب فرماتے ہیں "اسی واسطے انجیل مقدس میں ارشاد ہوا ہے کہ جو لوگ کلام و احکام ربانی سے واقف نہیں ہیں اور گناہ کرتے ہیں کم سزا پاوینگے۔ مگر جو کلام اللہ پاکر اور جان بوجھ کر سرتابی کرتے اور مرتکب گناہ کے ہوتے ہیں وہ زیادہ سزا پاوینگے۔ پس یہ حکم بلا شبہ خدائے عادل کا ہے جس کے روبرو کسی کی طرفداری نہیں ہے" (نیاز نامہ صفحہ ۱۳ ۱۸۶۳ء لکھنؤ)

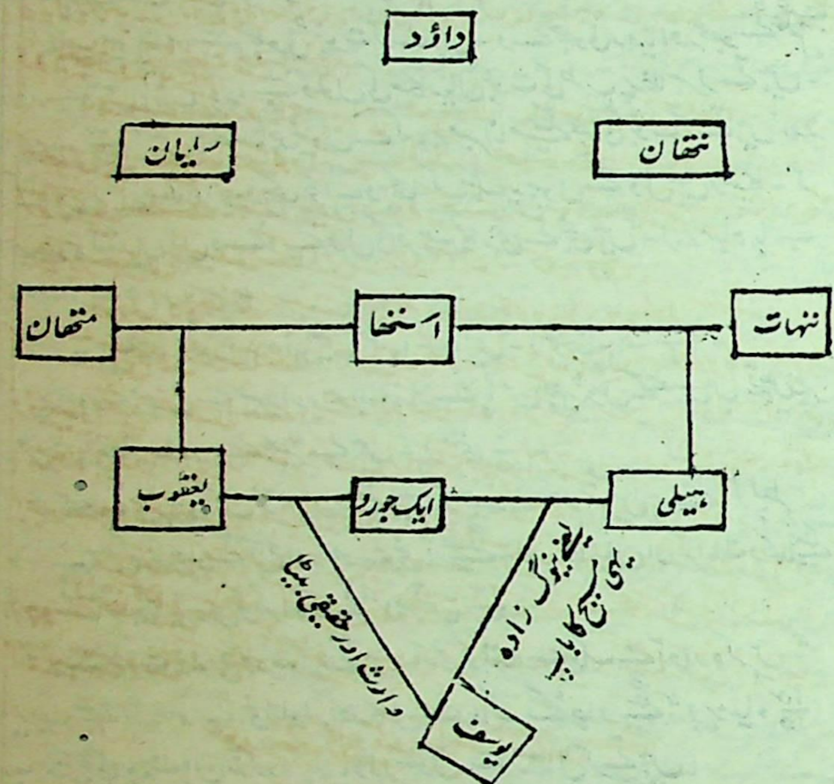
اِن سب حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے نجات نہیں پائی اور نہ عیسائی نجات پاوینگے۔ اگر بائبل سچی ہے تو بھی عیسائیوں کی نجات بائبل کے رو سے ناممکن ہے

توریت کی رو سے نیوگ جائز ہے

حکم نیوگ:۔ "اگر کئی بھائی ایک جا رہتے ہوں اور ایک اُن سے بے اولاد مرجائے تو اُس مرحوم کی جورو کا بیاہ کسی اجنبی سے نہ کیا جاوے بلکہ اُس کے شوہر کا بھائی اُس سے خلوت کرے اور اُسے اپنی جورو کرلے اور بھاوج کا حق اُسے ادا کرے اور یوں ہوگا کہ اُس کا پلوٹھا جو اُس سے پیدا ہو۔ تو اُس کے مرحوم بھائی کے نام پر قایم ہوگا۔ تا اُس کا نام اسرائیل میں سے مٹ نہ جائے" (توریت استثناء $\frac{25}{5 و 6}$)

نیوگ نہ کرنے پر سزا:۔ "اور اگر وہ مرد اپنے بھائی کی جورو لینا نہ چاہے تو اُس مرحوم بھائی کی جورو دروازہ پر بزرگوں کے پاس جائے اور کہے میرے شوہر کے بھائی نے اسرائیل میں اپنے بھائی کا نام بحال رکھنے سے انکار کیا۔ اور بھاوج کا حق ادا کرنا قبول نہیں کیا تب اُس کے شوہر کے بزرگ اُس مرد کو طلب کریں اور اُس سے گفتگو کریں۔ سو اگر وہ اس بات پر قایم رہے اور کہے کہ میں نہیں چاہتا۔ کہ اسے لوں۔ تب اُس کے بھائی کی جورو بزرگوں کے سامنے اُس کے نزدیک آوے۔ اور اُس کے پاؤں سے جوتی نکالے۔ اور اُس کے منہ پر تھوک دے اور جواب دے کہ اُس شخص کے ساتھ جو اپنے بھائی کا گھر نہ بناوے۔ یہی کیا جاویگا۔ اور اسرائیل میں اُس کا نام یہ رکھا جاویگا۔ کہ یہ اُس شخص کا گھر ہے۔ جس کا جوتا نکالا گیا" (توریت استثناء $\frac{25}{7-10}$) ✤ اور پھر روت کی کتاب میں روت کا قصہ پڑھو اور راخل اور لیاہ دو اور عورتوں کے حالات مطالعہ کرو اسی روت کے شکم سے بوعز کے تخم سے عوبید نام لڑکا پیدا ہوا جس کا پوتا داؤد نبی تھا۔ اور اسی کے خاندان سے بقول عیسائیوں کے مسیح پیدا ہوا ✤ (دیکھو روت کی کتاب $\frac{4}{1-22}$)

پادری ڈی جی اسا حب اسکاٹ فرماتے ہیں "ایک نسب نامہ لوقا کی انجیل میں بھی ہے۔ اُس میں ہر کچھ اس کے خلاف پایا جاتا ہے (لوقا $\frac{3}{23-38}$)۔ لیکن ان دونوں کی مطابقت مشکل نہیں۔ اکثر مفسروں کو یہ گمان ہے۔ کہ یسوع جو یسوع کا باپ کہلاتا ہے۔ یعقوب کا حقیقی بیٹا اور شرع کی رو سے ہیلی کا وارث اور بیٹا رہتا۔ یعنی جب ہیلی بے اولاد مرگیا تو اُس کے بھائی یعقوب نے شرع کے حکم بموجب اپنے بھائی کی جورو لیکر اُس کے واسطے نسل جاری کی (لوقا $\frac{20}{28}$ و استثنا $\frac{25}{5}$) چنانچہ یہ بات شجرہ سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ سلیمان اور ناہتان داؤد کے دونو بیٹے تھے اور ناتھان سلیمان کی نسل سے ہؤا۔ اور متھان ناہتان سے جب متھان نے استھا کو جورو کیا۔ اور اُس سے ہیلی پیدا ہؤا۔ پس یہ دونو یعنے یعقوب اور ہیلی ایک ہی ماں کے بیٹے تھے اور جب ہیلی جورو کر کے بے اولاد مرگیا۔ تب اُس کے بھائی یعقوب نے اُس کی بیوہ کو اپنی جورو کر لیا۔ جس سے یوسف پیدا ہؤا۔ پس یوسف یعقوب کا حقیقی بیٹا اور ہیلی کا شرعی بیٹا تھا۔ اور اس سے دونو نسب ناموں کی صداقت ظاہر ہے۔ (تفسیر متی مطبوعہ الہ آباد صفحہ ۲۱ و ۲۲) شجرہ یہ ہے ✤



تیسرا باب
مسیح کے معجزے

جاہل ہندوؤں کو پھنسلانے اور دام میں پھنسانے کیواسطے عیسائی لوگ کرامات کا ذکر کیا کرتے ہیں کہ عیسائی مذہب کی سچائی کا یہ ثبوت ہے کہ مسیح نے معجزے دکھلائے۔ اس واسطے وہ خدا تھا۔ وغیرہ

واضح ہو کہ اگر کرامات دکھلانا۔ معجزہ بتلانا ہی مذہب کے سچا ہونے کا ثبوت ہے۔ تو دنیا میں کوئی مذہب بھی جھوٹا نہیں ہے اور سبھی معجزہ دکھلانے والے خدا ہیں مثلاً یہودیوں میں نوح۔ ابراہیم۔ داؤد۔ موسیٰ۔ اسحٰق۔ یعقوب۔ یشوع وغیرہ نے بائبل کی رو سے معجزہ دکھلائے اور محمدیوں میں محمد۔ عبدالقادر جیلانی۔ شمس تبریز۔ معین الدین وغیرہ نے احادیث و کتب اسلامیہ کے رو سے کرامتیں اور معجزے بتلائے ✤

بدھوں اور جینیوں میں بودھ۔ آدناتھ۔ پارس ناتھ۔ مہابیر وغیرہ نے اشجرج بائیں یعنے معجزے بودھ شاستر وغیرہ کی رو سے کئے ✤

پارسیوں میں زردشت نے بیشمار معجزے دکھلائے ✤ (دیکھو ژند اوستا)

ہندوؤں میں گورکھ ناتھ۔ شنکر آچارج۔ نانک۔ کبیر۔ پورن۔ مہادیو۔ وشن۔ کرشن۔ رام۔ باون۔ کالی۔ بھیرو وغیرہ نے صدہا معجزہ کئے۔ لیکن عیسائی ان سب مذاہب کو باطل اور معجزوں کو جھوٹا جانتے ہیں۔ تو پھر ہم انہیں باتوں سے مسیح کو اور بائبل کو کس طرح سچا مان سکتے ہیں ✤

حالانکہ خود بائبل میں بھی لکھا ہے۔ بہتیرے لوگ میرے نام پر آوینگے اور کہینگے۔ کہ میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کرینگے۔ (متی ۲۴/۵)۔

"بہت سے جھوٹے نبی اُٹھیں گے جو بہتوں کو گمراہ کرینگے اور بیدینی کے بڑھجانے سے بہتوں کی محبت ٹھنڈی ہو جاویگی"۔ (متی ۲۴/۱۱)

"اگر کوئی تم سے کہے کہ مسیح یہاں یا وہاں ہے تو اُسے نہ ماننا کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھینگے اور ایسے بڑے نشان اور کرامتیں دکھائینگے۔ کہ اگر ہو سکتا تو وے برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے"۔ (متی ۲۴/۱۱)۔

"انبیا میرا نام لیکے جھوٹی نبوت کرتے ہیں۔ وے جھوٹی رویا اور جھوٹے علم غیب اور بے اصل باتیں اور اپنے دلوں کی مکاریاں نبوت کی طرح پر ظاہر کرتے ہیں"۔ (یرمیاہ ۱۴/۱۴) "میں نے سنا جو نبیوں نے کہا جو میرا نام لیکے جھوٹی نبوت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا خواب دیکھا۔ کب تک یہ نبیوں کے دل میں رہیگا۔ کہ جھوٹی نبوت کریں ہاں وے اپنے دل کی فریب کاری کے نبی ہیں"۔ (یرمیاہ باب ۲۳۔ آیت ۲۵ و ۲۶)۔

بہت سے جھوٹے پیغمبر دنیا میں نکل آئے ہیں"۔ (یوحنا۔ ۱۔ ۴/۱) ٭

پر جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں پر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں"۔ (متی ۷/۱۵)۔

"جھوٹے نبی بھی اُس قوم میں تھے جیسے کہ جھوٹے معلم تم میں ہونگے" (پطرس ۲۔ ۲/۱) "کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھینگے۔ اور نشانیاں اور کرامات دکھلائینگے اگر ہو سکتا تو برگزیدوں کو گمراہ کرتے"۔ (مرقس ۱۳/۲۲)۔

"وے تم سے جھوٹی نبوت کرتے ہیں۔ کہ تم کو تمہارے ملک سے آوارہ کریں"۔ (یرمیاہ ۲۷/۱۰) "جھوٹے نبی تلوار اور کال سے ہلاک کئے جاوینگے"۔ (یرمیاہ ۱۴/۱۵)

اب ہم مسیح کی بابت اِن مذکورہ بالا یادداشتوں سے پڑتال کرتے ہیں)

نمبر ۱۔ مسیح نے معجزے دکھلائے۔

نمبر ۲۔ مسیح صلیب سے مارا گیا۔ یعنی اپنی موت سے نہیں مرا ٭

نمبر ۳۔ ملک میں نفاق ڈلوانا اور لوگوں کو گھر بار سے آوارہ کرنا چاہتا تھا ٭

نمبر ۴۔ مسیح کے معجزات کے سب گواہ بے ایمان ہیں بحوالہ ذیل

الف۔ یہوداہ بے ایمان ہے متی ۲۶/۱۴ و ۲۶/۲۱ و ۲۵

ب۔ پطرس بے ایمان اور شیطان کا بندہ ہے متی ۲۶/۶۹۔۷۵ و ۱۴/۲۹ و ۱۴/۲۶

ج۔ یعقوب و یوحنا بے ایمان ہے متی ۱۷/۱۷

د۔ سب بارہ شاگرد بے ایمان ہیں مرقس ۱۶/۹۔۱۵ و متی ۱۶/۶۔۹ و ۱۰/۲

و پطرس ۱/۲ و یوحنا ۶/۶۶ و متی ۱۷/۱۴۔۲۱

پس مسیح جھوٹا نبی ہے۔ جب اور کرامات دکھلانے والے جھوٹے ہیں۔ تو مسیح کس طرح سچا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ جہاں کسی عالم فاضل یہودی نے معجزہ کی بابت سوال کیا۔ وہاں حضرت مسیح صاف ٹال گئے۔ معجزہ بالکل نہ دکھلا سکے۔ پس ہم یا کوئی اور حق پسند اُن کے سچا ہونے پر کس طرح اور کب یقین کر سکتا ہے ٭

مسیح کے معجزوں کے اقسام

(۱) مُردوں کا زندہ کرنا۔

(۲) اندھوں کو آنکھیں دینا۔ کوڑھیوں کو راضی کرنا۔

(۳) جنوں۔ بھوتوں۔ دیووں۔ بدروحوں کا عورتوں و بچوں سے نکالنا۔

(۴) مچھلی کا شکار جال سے مارنا۔

(۵) تھوڑی چیز بہت آدمیوں کو کھلا دینا۔

اِن پانچ اقسام سے بہت زیادہ معجزے مسیح کے جنوں۔ بھوتوں اور دیووں اور بدروحوں کا عورتوں اور بچوں سے نکالنا۔ جن کی ہم تردید نہیں کرتے۔ بلکہ خود پڑھے لکھے عیسائی عموماً اور خصوصاً یورپین ڈاکٹر صاحبان اس قسم کے معجزات کی تردید کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بیوقوفی کے زمانہ کی باتیں کرتے ہیں ٭

اندھوں کو آنکھیں دینا وغیرہ آج کل کے علمی زمانہ میں سینکڑوں ڈاکٹر آنکھوں کا علاج کرتے ہیں بلکہ آنکھیں نکال کر بنا دیتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں آدمی شفا پاتے ہیں۔ یہ حکمت کی بات ہے۔ معجزہ کا اِس سے کوئی تعلق نہیں اور ہندوستان میں بھی سینکڑوں سیانے اندھوں کا علاج کرتے اور اُن کی آنکھوں میں خاک ڈال بینائی دیتے ہیں۔ اور اُن دنوں وہاں ایک حوض میں بھی ایسی ہی تاثیر موجود تھی (یوحنا ۵/۱۔۹)۔ مُردوں کا زندہ کرنا یہ تو محض فسانہ ہے۔ کیونکہ مسیح صاحب کا وہاں یہ ارشاد موجود ہے۔ یہ مرا نہیں بلکہ صرف بیہوش ہے۔ لڑکی مری نہیں۔ بلکہ سوتی ہے"۔ (متی ۹/۲۴ و مرقس ۵/۳۹) چونکہ مسیح بقول عیسائیوں کے سچا آدمی تھا۔ فریبی نہیں تھا۔ پس اُس نے ضرور سچ کہا کہ وہ سوتی ہے مری نہیں۔ اس واسطے یہ کسی طرح کا معجزہ نہیں ہے ٭

مچھلی کا شکار بھی صدہا دانا ماہی گیر کیا کرتے ہیں اور لاکھوں ایسے موجود ہیں۔ جو مسیح سے بہت زیادہ مچھلی پکڑ سکتے ہیں۔ دریائے گنگ پر بمقام نرورہ راج گھاٹ ضلع بلندشہر جہاں سے بڑی نہر نکلی ہے صاحبان انگریز نے ایسی حکمت بنائی ہے۔ کہ منٹوں میں منوں مچھلی پکڑ سکتے ہیں۔ پس یہ اُس سے ہزار گنا بڑھ کر معجزہ ہے۔ باقی رہا تھوڑی چیز سے بہتوں کو سیر کرنا اگرچہ یہ معجزہ نہ روغن زرد میں بھی موجود ہے۔ مگر ایسے ہی علانیہ معجزے ہزاروں آدمی مانتے ہیں۔ کہ محمد صاحب۔ پیر رتن ناتھ صاحب و خواجہ معین الدین صاحب نے کئے آگے دروغ برگردن راوی اور اصل بات سب کے واسطے یہی ہے کہ پیراں نمے پرند مگر مریداں مے پرانند ٭

اب صرف ایک معجزہ باقی ہے یعنی مسیح کا مردوں سے جی اُٹھنا۔ ناظرین اسکو بھی دیکھ لیں کہ یہ کئی وجوہات سے باطل ہے عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح آسمان پر خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا خدا کے دائیں بائیں ہاتھ بھی ہیں؟ اگر نہیں تو بیٹھنا خود محال ہے۔ دوم کیا آسمان کوئی چیز ہے؟ اگر نہیں جیسا کہ تمام علم و عقل والے مانتے ہیں۔ تو مسیح کا جانا اور بیٹھنا اور زندہ ہونا تینوں دروغ محض ہیں۔ علاوہ بر آں مُردوں سے زندہ ہونے کے جتنے گواہ ہیں۔ وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہیں ٭

نمبر ۱۔ حاکم وہ مسیح کا حامی تھا (دیکھو متی ۲۷/۱۹) نمبر ۲۔ حاکم کی عورت وہ بھی مسیح کی بہت خیر خواہ تھی۔ (متی ۲۷/۱۹) ٭ نمبر ۳۔ نگہبان وہ سارے یہی بات چاہتے تھے (متی ۲۷/۵۴) ٭

پلاطس حاکم کو مسیح کے مرنے پر تعجب ہے (مرقس ۱۵/۴۴)

بہت لوگ دُبدھے میں رہے (متی ۲۸/۱۷)

پس ضرور لاش غائب کی گئی اور اُس کا آسمان پر اُڑ جانا مشہور کیا گیا۔ اور جس طرح اب تک بھی ہزاروں سالوں کے مُردہ پیر مُردوں کو بطور سبز طوطے کے تنہائی میں نظر آتے ہیں ایسے ہی مسیح بھی شاگردوں کو دکھائی دیا اور آنکھوں کے لمحے اُڑ جانے سے اُس کا آسمان پر چلا جانا مان لیا۔ مگر افسوس میں دُبدھا میں رہے اور

اب جو آسمان ہی ثابت نہیں ہوتا تو تمام عیسائی اور بھی سخت شبہے میں ہیں ع
دو بدہا میں دو رس گئے نہ مایا ملی نہ رام ٭

مشہور و معروف فاضل مسٹر ہیوم صاحب معجزات کی بابت فرماتے ہیں۔ "معجزہ توانین قدرت کی شکستگی ہے۔ اور چونکہ ان قوانین کو ایک مستقیم اور غیر مبدل تجربہ نے قایم کیا ہے۔ پس اس حقیقت کی واقعی خاصیت ہی سے معجزہ کے خلاف ثبوت ایسا کامل ہے۔ جیسا کہ بالامکان تجربہ سے کوئی دلیل متصوّر ہو سکتی ہے"

اب اخیر میں ہم انگلستان کے بے نظیر فاضل اور سائنس کے علامہ اجل پروفیسر ہکسلی صاحب کی راے درج کرتے ہیں جو انہوں نے عموماً انجیلوں اور خاصکر معجزات انجیلی کی نسبت ظاہر کی ہے ٭

پروفیسر ہکسلی صاحب فرماتے ہیں۔ "دوسری (انجیل مرقس) میں ایک بیان پاتا ہوں جسکی شہادت ظاہری طور پر اُسی قدر ہے۔ جسقدر کہ کسی اور واقع کی جو اُس تاریخ میں ہیں۔ یہ مشہور دیوؤں یا بھوتوں کا قِصّہ ہے جو کہ ایک آدمی سے نکالے گئے تھے۔ اور جن کو حکم یا اجازت دی گئی تھی۔ کہ وے ایک سوروں کے گلّے میں داخل ہو جاویں۔ جس سے گڈریوں یعنے سوروں کے غریب اور بیقصور مالکوں کو بہت نقصان پہنچا۔ اِس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا۔ کہ راوی پڑھنے والوں پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ کہ اس کا بشواش ہے۔ کہ یہ نکالنا اور داخل کرنا یسوع ناصری کی طرف سے ہوا۔ کہ بات اور کام سے یسوع نے اس بشواش پر زور دیا۔ اور کوئی قانونی یا اخلاقی اعتراض اُس کے دل میں پیدا نہ ہوئے ٭

برخلاف اس کے جو کچھ میں فزنالوجی اور پیتھالوجی کی بابت جانتا ہوں اُس سے مجھے یقین اکرنا پڑتا ہے۔ کہ وہ واقعات جو دیوؤں کی پکڑ سے منسوب کئے جاتے ہیں وہ ایسے قدرتی ہیں جیسے کہ چیچک کے مرض اور جو کچھ کہ میں ان تھراپالوجی یعنے منش وِدّیا کی بابت جانتا ہوں وہ علم یہ یقین مجھ میں پیدا کرتا ہے۔ کہ دیوؤں اور اُن کی پکڑ کا بشواس پورانے جہالت کے زمانہ کے توہمات باطلہ میں سے بقیّہ جہالت ہے۔ اور اس وقت میں اس کا رواج معمولی تعلیم عقل اور صائب راے کے آدمیوں کے خیالات سے معکوس نسبت رکھتا ہے (یعنی جوں جوں علم و عقل و راے لوگوں کی بڑھتی جاتی ہے یہ خیالات کمزور ہوتے جاتے ہیں)۔

اور جو کچھ مجھے قانون اور انصاف کی بابت معلوم ہے۔ مجھے یقین دلاتا ہے کہ اور شخصوں کی ملکیت کو بیوجہ ضائع کرنا ایک بڑے نمونہ کی بدمعاشی ہے تواریخ اور خاصکر پندرھویں سولھویں اور سترھویں صدی کی تاریخ کا مطالعہ میرے دل میں کچھ بھی شک باقی نہیں رہنے دیتا۔ کہ پکڑ اور بھوت وِدّیا کی سچائی میں بشواش جو رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ لوگوں نے اِس باب اور دیگر بیشمار فقروں پر جو نئے اور پرانے عہدناموں میں پائے جاتے ہیں۔ ٹھیک طور پر مبنی کیا۔ اس بشواس نے بہت سی خوفناک تکلیفیں اُٹھائیں بے گناہ آدمیوں عورتوں۔ بچّوں کو عدالتی حکم سے قتل کرایا۔ جو عیسائیوں اور پادریوں کے خاص رُعب و داب سے وقوع میں آئے اور جنکہ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ ایسے موقع پر ایک سیدھے سادے بیان کی تحریر کہ بھوت وِدّیا اور پکڑ میں بشواس ایک فضول شرارت کی بات ہے۔ مڈل انجیر کے طول طویل درد کو ناممکن کر دیتی میں اس خیال کو ایسا بیان صرف عام غلطی کی پیروی کے لئے نہیں لکھا گیا۔ ایک بیعزت کرنے والا سمجھ کر رد کرنے کو تیار ہوں ٭

"اے ناپاک روح تو آدمی میں سے نکل آ"۔ یہ الفاظ ہیں جو یسوع سے منسوب کئے گئے ہیں (مرقس کی انجیل باب ۵۔ آیت ۸)

اگر میں یہ کہوں جیسے کہ مجھ کو کہنے میں کوئی دیر نہیں ہے کہ میں ناپاک روحوں کی ہستی اور بلحاظ اِس کے انسانوں سے اُن کے باہر نکلنے کی امکان پر بالکل اعتبار نہیں رکھتا۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر واک مجھ کو یہ کہیگا۔ کہ میں اپنے "خداوند" کی شہادت کو وزنی نہیں سمجھتا۔ لیکن اگر یہ الفاظ فی الحقیقت استعمال نہ کئے گئے تھے تو تطبیق کرنے والوں میں سے بہت ہوشیار آدمی بھی اِس بات کے کہنے کے لئے مشکل سے دلیری کریگا کہ یہ الفاظ ان چیزوں میں بے اعتباری سے مطابقت رکھتے ہیں۔ جیساکہ عالم اور منصف مزاج اور ایماندار ڈاکٹر الگزنڈر بیلیکل سائیکلو پیڈیا میں۔ ڈی۔ موتی ایجس آرٹیکل پر اڈیٹوریل نوٹ میں کہتے ہیں۔ "کم سے کم ہمارا خداوند اور اُس کے حواریوں کو ایک راست باز آدمی ماننا چاہیئے۔ اگرچہ سچی تقریر کی ضروریات میں سے یہ نہیں ہے کہ لفظوں کو ہمیشہ اور صرف اُن کے اپنے لغوی معنوں میں استعمال کرنا چاہیئے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ وہ اسطور پر سے استعمال نہ کئے جاویں۔ کہ جن سے وہ معنے نکلیں جن کو متکلم جھوٹا سمجھتا ہے۔ اس لئے اگرچہ ہمارا خداوند اور اُس کے حواری پطرس وغیرہ کے الفاظ کو چند ایک بیماریوں کی نسبت معمولی الفاظ کے طور پر استعمال کر سکتے تھے۔ بغیر تم اُس بات پر یقین کرنے کے کہ اس قسم کے طریقہ اظہار کی جڑھ میں تھے۔ مگر وے بھوتوں کا آدمیوں میں داخل ہونا یا اُن سے باہر نکالا جانا نہیں کہ سکتے۔ جب تک کہ وے اس امر کو تسلیم نہ کریں۔ کہ آدمی درحقیقت دیوؤں سے پکڑے جاتے ہیں۔ اِس لئے اگر ان کا یہ یقین نہیں تھا۔ تو وہ راستباز آدمیوں کی طرح نہیں بولے"۔ (دیکھو بیبلیکل سائیکلو پیڈیا جلد ا صفحہ ۴ ۶ ۶ کا نوٹ) ٭

یہ قِصّہ جس پر ہم بحث کر رہے ہیں صرف دوسری انجیل کی شہادت پر ہی مبنی نہیں ہے تیسری انجیل دوسری کو تصدیق کرتی ہے خصوصاً ناپاک روحوں کو آدمی سے باہر نکلنے کے حکم کے معاملہ میں اور اگرچہ پہلی انجیل یا تو اُسی قِصّہ کو مختلف پیرایہ میں بیان کرتی ہے۔ یا اُسی قسم کا اور قِصّہ بیان کرتی ہے مگر ضروری فقرہ اُس میں بھی درج ہے۔ "اگر تو ہم کو باہر نکالتا ہے تو سوروں کے گلّے میں ہم کو بھیج دے۔ اور اُس نے اُن کو کہا۔ کہ جاؤ (متی $\frac{8}{31 \text{ و } 32}$) ٭

اگر تینوں انجیلوں کی شہادت ایک ایسے معاملہ میں تمام عقلی شک کے رفع کرنے کو فی الحقیقت کافی ہے کہ جو کہ عملی اور علمی طور پر بہت وزن رکھتا ہے۔ اور جس میں یقین یا بے یقینی آدمیوں کی زندگی اور اُن کا دوسرے آدمیوں سے برتاؤ پر بڑی سنجیدگی سے اثر رکھتی ہے۔ تب میں اِس بات کے یقین کرنے پر مجبور ہوں کہ یسوع نے ایم پلیسٹ طور پر بیان کیا۔ کہ مجھ کو آن دیکھے دُنیا کا علم ہے۔ جس نے بھوتوں اور پکڑوں میں یقین کی جو کہ اِس وقت اُس کے ہمعصروں میں موجود تھا۔ پورے طور پر تصدیق کی۔ اگر یہ قِصّہ سچ ہے تو مڈل ایجز یعنی وسطی زمانہ کا قیاس ان دیکھی دُنیا کی بابت ممکن بلکہ اغلب ہے۔ کہ بالکل سچ ہو اور سپرنجر سے لیکر ہاپکنس اور میتھیر تک جڑیلوں کی تلاش کرنے والے بہت بدنام کئے ہوئے شخص ہیں ٭

برخلاف اس کے انسانیت اِس یقین کے بہت خطرناک نتیجہ دیکھ کر اور معمولی عقل اُن سب معاملات میں جن کی واجب اور پورے طور پر تحقیقات کی گئی ہے۔ شہادت کی ناقابلیت مشاہدہ کر اور سائنس وِدّیا پکڑ کے معاملات کو پیتھالوجی یعنے

چکتسا کے دائرہ میں رفتہ رفتہ لاکر جہاں تک کہ وہ پولیس کے احاطہ میں نہیں آتے یہ تمام زور و ارطاقتیں ہم کو اس یقین کو اُس شہادت پر جس پر کہ یہ مبنی ہے۔ بہت زور سے تحقیقات کرنے کے بغیر قبول کرنیکے برخلاف مطلع کرنے میں متفق ہوتے ہیں +

میں اس متحمل الضدین سے کوئی بچاؤ کی صورت نہیں دیکھتا یا تو یسوع نے وہ کہا جو تحریر میں ہے جو کہ اُس نے کہا یا اُس نے نہیں کہا۔ پہلی حالت میں یہ ضروری ہے کہ اُس کی ماننا ایسے معاملات میں جو ان دیکھی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں خوب زور سے ہلائی جاوے دوسری حالت میں انجیلوں کی شہادتوں پر چوٹ لگتی ہے اگر انجیلوں کی رپورٹ ایسی بڑی بھاری اور دور تک اثر رکھنے میں علمی معاملہ میں ناقابل اعتبار ہے۔ تو ہم کیسے یقین کر سکتے ہیں۔ کہ وہ اور معاملات میں قابل اعتبار ہو وہ مُنہ چڑھا جواب جس میں بہت دق کیا ہوا تطبیق کرنے والا پناہ لیتا ہے کہ بائبل سائنس سکھلانے کے لئے نہیں ہے"۔ اِس معاملہ میں ٹھیک نہیں ہو سکتا کہ بھوتوں اور اُن سے پکڑ کی ہستی کا سوال اگرچہ سائنس کے احاطہ میں ہے۔ مگر ساتھ ہی اخلاق اور مذہب سے بھی مضبوط تعلق رکھتا ہے اگر جسمانی اور روحانی بیماریاں بھوتوں کے سبب سے ہوتی ہیں تو گریگری آف ٹاورس اور اُس کے ہمعصروں کا یہ خیال ٹھیک تھا۔ کہ "تبرک افرجن بھوتوں کے نکالنے والے ڈاکٹروں سے زیادہ مفید ہیں"۔ اور بڑے بھاری سوال اُن شخصوں کی اخلاقی اور قانونی جوابدہی کے لئے پیدا ہوتے ہیں جو کہ آسیب زدہ ہوں اور دُنیا اور اُس سے ہمارے تعلقات کے سارے خیالات بالکل مختلف ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم دوسرا خیال نہ رکھیں۔ ایک معمولی وسطی زمانہ کے عیسائی کی زندگی کا خیال ایک معمولی انیسویں[19] صدی کے انگریز سے اُس قدر مختلف تھا جس قدر کہ ایک مغربی افریقہ کے حبشی کا ان معاملات میں اس وقت ہے آج کل کی دُنیا آہستہ مگر یقیناً اِن اور اِسی قسم کے باقی وحشیانہ توہمات کو دور کرتی جاتی ہے۔ اور خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ پھر کیچڑ میں آلودہ ہونے کے لئے نہیں آئیگی۔ جب تک کہ اس کے برخلاف ثابت نہ کیا جائے +

میں اس شک کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ اس وقت میں آیا کوئی پروٹسٹنٹ علم روحانی کا ماہر جس کے پاس کوئی عزت کھونے کو ہے کہیگا کہ وہ گیڈرین کے قصہ پر اعتبار رکھتا ہے۔ اس لئے دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنا چاہئے یا تو یہ کہ جنہوں نے انجیلیں لکھی اُنپر اعتبار نہ کرنا یا خداوند پر اعتبار نہ کرنا۔ جس خداوند کی وے سادہ لوگ شیطان کی غائبانہ دُنیا پر حکومت کی ایسی روایتیں درج کرنے سے عزت کرنا چاہتے تھے یہی متحمل الضدین یعنے ڈاوئی لمّا ہے۔ کسی بڑی بھاری علمیت کے اور سوائے روایز ڈ ورشن یعنے تصحیح شدہ ترجمہ کے

جس کے واسطے یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جو کچھ علمیت کر سکتی ہے کر چکی ہے۔ اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اور نہ معمولی عقل کے علم کے بغیر معمولی اصولوں کے برتاؤ کے کسی اور بات کی حاجت ہے۔ ہم اس بات کے قابل بنانے کے لئے کہ ان دو باتوں میں سے ایک بات چُن لیں۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں ہو سکتا کہ نقد۔ جو کہ پہلی انجیل میں لکھا گیا ہے وہ دوسری اور تیسری انجیل کی نقل ہے تاہم جو اختلافات ہیں وہ بھاری اور اس قسم کے ہیں کہ اُن میں تطبیق نہیں ہو سکتی اور اسی وجہ پر کم سے کم ہم کو چاہئے کہ رائے دینے سے خاموش رہیں۔ مگر اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ اُس وقت سے جبکہ علمی طور پر بائبل کی تحقیقات شروع ہوئی۔ اس وقت تک اِس دیرپا خیال کے برخلاف کہ تین انجیلیں تین اینڈی پینڈنٹ شخصوں کی بنی ہوئی ہیں۔ جن کو کہ خدا کی طرف سے الہام ہوا شہادت مضبوطی سے جمع ہو گئی ہیں۔ یہاں تک کہ اس وقت اس نتیجہ سے بچاؤ نہیں ہو سکتا۔ کہ اِن تینوں میں سے ہر ایک ایک تالیف ہے۔ جس کے دو اجزاء ہیں ایک تو بنیاد جس کے تینوں کے لئے مشترک ہے۔ یعنی تین طرح کی روایت اور دوسری عمارت جس کا ایک حصہ تو وہ ہے جو تینوں میں مشترک ہے۔ اور دوسرا وہ جو ہر ایک کے لئے خاص ہے الفاظ بنیاد اور عمارت سے یہ ہرگز معنے نہیں نکالنے چاہئیں کہ عمارت بنیاد سے پیچھے طیار کی گئی برخلاف اس کے کچھ حصے ممکن ہے کہ ہوں اور اغلب ہے کہ ہیں زیادہ پُرانے بنیاد کے کچھ حصوں سے =

گیڈرین کے سوروں کا قصہ بنیاد سے تعلق رکھتا ہے۔ کم سے کم اس کا وہ ضروری حصہ جس میں بھوتوں کی پکڑ کا یقین ظاہر کیا گیا ہے اور اس لئے پہلی دوسری اور تیسری انجیلوں کے مؤلف جو شخص کہ وے تھے اس یقین کو اُنہوں نے قبول کیا جو کہ درحقیقت اِس زمانہ کے یہودیوں اور غیر قوموں میں عام تھا اور یسوع سے منسوب کیا جو اس بنیاد (یعنے اس تین قسم کے روایت) کے جس پر کہ یہ تینوں گواہ متفق ہیں پیدا کرنے والے یا پیدا کرنے والوں کی بابت ہم کو کیا معلوم ہے۔ کہ جس سے ہم صرف اُن کے بیان کو اتنا وزنی سمجھیں کہ جس سے انسانیت عقل اور علم کے برخلاف دلیلوں کو کم قدر کر دیا جاوے۔ اور اُن کے اُستاد کی اس عزت کو خطرہ میں ڈالا جاوے۔ جیسے کہ بہت لوگ کرنے میں تامل ہونے کے لئے خوش ہونگے۔ بالکل کچھ بھی نہیں۔ اس بات کے لئے کوئی ثبوت بھی نہیں ہے۔ اور معمولی بری زم شن سے بڑھ کر بھی کچھ نہیں کہ کوئی انجیل جس حالت میں کہ ہم اُس کو تصحیح شدہ ترجمہ میں پاتے ہیں۔ دوسری صدی سے پہلے یا اور لفظوں میں واقعات جو بیان کئے گئے ہیں۔ اُن کے ایک ساٹھ[60] یا ستر برس کے اندر موجود تھی۔ اور اُس وقت سے اور سب سے پُرانی انجیل کے موجودہ قلمی نقلوں کے درمیان یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کتنی تبدیلیں اور تحریفیں ہو گئی ہوں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تمام صرف خیال ہی خیال ہے مگر یہ بہت کچھ زیادہ یعنی خیال سے بڑھ کر ہے۔ ہمارے مترجم چونکہ وہ لایق عالم اور ایماندار آدمی ہیں۔ وے اِس بات کے ظاہر کرنے میں مجبور ہوئے ہیں۔ کہ ایسی چیزیں یعنی تبدیلیں اور تحریفیں سب سے موجود پُرانی تاریخوں کے پیچھے بھی واقعہ ہوئی ہیں۔ دوسری انجیل کی سب سے وہ پُرانی کاپیاں [16/8] پر ختم ہو جاتی ہیں۔ باقی کی بارہ آیتیں پری کھپت یعنے پیچھے داخل کی گئی ہیں اور یہ بات قابل توجہ کے ہے کہ پری کھپت کرنے والے نے اس کلام کے داخل کرنے میں دیر نہیں کی۔ جہاں کہ یسوع اپنے شاگردوں کو وعدہ

ف کیا کوئی شخص یہ بات کہ سکتا ہے کہ کوئی اندرونی یا بیرونی قاعدہ ہے۔ کہ جس سے ایک بائبل کے بیان کے پڑھنے والا جس میں کوئی علمی بات ہو۔ اس بات کے لئے فیصلہ کر سکے۔ کہ اُس کو سنجیدگی سے لینا چاہئے یا نہیں۔ کیا طوفان کا سال ہو کہ نئی انجیل میں ٹھیک طور پر مانا گیا ہے وہ کم واضح ہے بہ نسبت ابراہیم کی طلب کے جو کہ اُس میں ٹھیک مانی گئی ہے۔ کس نشان سے جنگل۔ کیا سانپ من میں پرورش پانے کا قصہ (جس میں کہ بہت کچھ عجیب علمی سوال پیدا ہو سکتے ہیں) یہ ظاہر ہو سکتا۔ ہے کہ یہ صرف مبلغین کے لئے ہے) اور قانون کا خدا کے ہاتھ سے پتھر پر لکھے جانے کا قصہ نفسی ٹھیک ہے اگر آدم کے نکالے جانے کا قصہ ایک تواریخی واقعہ کا ٹھیک بیان نہیں ہے تو پولوس کا مذہب کہاں رہتا ہے + مگر پولوس کا قصہ قیاس کے انتہا ہی برخلاف ہے [illegible] اسی قدر بے بہرہ ہے جیسا کہ پیدایش لور طوفان کا ہے جن کے [illegible] ترتیب وار قصوں کا سلسلہ جو ملتا ہے +

[illegible] ہے کہ [illegible] میں [illegible] سے دیووں کو نکالینگے۔ دوسرا ٹکڑہ جو کہ کنارہ پر پھینکا گیا یعنی لکھا گیا ہے اس سے بھی زیادہ تعلیم دہ ہے یہ وہ موثر خاتمہ اُس عورت کا جو زنا کاری میں پکڑی گئی تھی۔ ہے۔ کہ جس کے اخلاقی طور پر بڑے بھاری معنے ہیں۔ جسکی بابت اگر اندرونی شہادت بے ختار رہنما ہوتی۔ یہ کہا جاسکتا تھا۔ کہ مسیح کی تعلیم کا بڑا بھاری نمونہ ہے۔ مگر نیچر یوالے بیرجی سے کہتے ہیں کہ بہت ساری پُرانی تحریریں یوحنا کے [illegible] داخل نہیں کرتی ہیں۔ اب کوئی عقل والا آدمی اپنے آپ سے یہ سوال پوچھے اگر [illegible] جب تقریبا یہ فیصلہ ہو گیا کہ نیا عہد نامہ کیا ہے اور چوتھی اور پانچویں صدی سے پیچھے بھی محرف لوگوں میں اسقدر دلیری اور ہنر تھا۔ کہ وہ اس قسم کی تحریفیں اور ملاوٹیں کر سکے۔ پس اُنہوں نے کیا کچھ کیا ہو گا جبکہ کسی شخص کو یہ سوال پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ کہ کینن یعنے اصلی انجیل کس کو سمجھا جاوے جبکہ زبانی روایت جبرا ابھی [illegible] نہیں ہو چکی تھی اُن لکھی ہوئی باتوں سے زیادہ بیش قیمت سمجھی جاتی تھی جو کہ پہلی صدی کے آخری حصہ میں موجود تھیں یا دوسرا خیال یعنے کرنے پر اگر وے شخص جنہوں نے کینن (اس میں وہ انجیل داخل ہیں جو قبول کی جاتی ہیں) کی بابت آہستہ آہستہ فیصلہ کیا۔ وے ان پُرانی تحریروں کی ہستی سے واقف نہیں تھے جو کہ ہمارے پاس موجود ہیں یا اگر واقف ہیں۔ تو اُن کی شہادت کو رد کیا یعنے [illegible] محققوں کی حیثیت میں اُن کی لیاقت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے وہ لوگ جو کہ عیسائیوں کی پاک کتاب کی آزادانہ تحقیقات پر اعتراض کرتے ہیں۔ بھول جاتے ہیں۔ کہ جو کچھ کہ وہ ہیں اُسی آزادانہ تحقیقات کے سبب سے ہیں جب تک الہام کے معتقد [illegible] بات کے کہنے کے لئے تیار نہ ہوں کہ بہت سارے معزز پادری بہت ۔ بڑے [illegible] صدیوں میں غلطیوں سے بچے ہیں۔ کیونکہ اگر ہم اس بات کو بھی قبول [illegible] کہ اس زمانہ کی چند ایک کتابیں الہامی تھیں تو وے بہتوں میں سے تھوڑی ہی تھیں۔ اور اُن لوگوں کو جنہوں نے کینن کی کتابیں انتخاب کیں صرف محقق ہی سمجھنا چاہئے جب تک کہ وے الہامی نہ ہوں اور اس شہادت سے جو کہ وے اپنے عقلی ہونے کی بابت چھوڑ گئے ہیں بالکل نا تحقیقات کرنے والے محقق تھے۔ جب کوئی شخص خیال کرتا ہے کہ ایسے نازک سوال ایسے شخصوں کے ہاتھ میں پڑے۔ جیسے کہ [illegible] اس جس کا کہ مشہور [illegible] کے قصہ میں اعتقاد تھا۔ اور ایری نی اس بمعہ اپنی دلیلوں کے جو کہ اُس نے صرف چار انجیلوں کے واسطے دیں۔ اور ایسے شائنت (سادہ) منصف جیسے ٹرولی ان جس نے کہا کہ میں اعتبار کرتا ہوں۔ وہ جو کہ ناممکن ہے تعجب یہ ہے کہ وہ انتخاب جس سے ہمارا نیا عہد نامہ بنا ہوا ہے ظاہرا اعتراض والی باتوں سے اس قدر بری ہے جس قدر کہ وہ اپاکرفا (یعنے وہ انجیلیں جو نئے عہد نامہ میں داخل نہیں کی گئی ہیں) والی انجیلیں فی الحقیقت اسی لایق ہیں۔ کہ وہ اپاکرفا ہوں۔ مگر آدمی شک کر سکتا ہے کہ ذرا زیادہ محققانہ امتیاز اپاکرفا کو

بہت بڑھا دیتی ہے۔ اس جگہ ایک صریح اعتراض پیدا ہوتا ہے جس پر توجہ دینی چاہئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ محققانہ شک اس درجہ پر جہاں تک کہ لیجا چکے ہیں تواریخی طور پر پیرونزم ہے کہ اگر ہمیں کسی پُرانے یا نئے مُورخ پر بالکل اعتبار نہیں کرنا ہے کیونکہ اس نے ایک جھوٹے معاملہ کو سچا قبول کر لیا ہے تو بہتر یہ ہوگا۔ کہ ہم تواریخ کی طرف بالکل توجہ نہ کریں۔ یہ کہا جاسکتا ہے اور بہت ہی انصاف سے کہ اجن ہارڈ کی لایف اف شال مین کم اعتبار کے لایق نہیں ہے۔ کیونکہ ہسٹری آف دی ٹرنسلیشن آف دی بلیسڈ مارٹرس مارسی لی نس ایبن پال میں حد سے زیادہ اعتبار کی عجیب حالت عقل سلیم کی کمی اور ساتھ اس کے آٹھویں حکم کی تعظیم کی کمی ظاہر ہوتی ہے۔ یا اس رسالہ کے آخری ملر سے اگر ہم نیچے نہ جاویں۔ تو یقیناً اُس لایق عورت مس سٹرک لین کو اُس جیمس دوم کے بقیہ استخوان کی بابت لکھنے کے سبب سے جس کو کہ اُس نے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ بغیر جان بوجھ کے بنائی ہے۔ بالکل ناقابل اعتبار نہیں سمجھنا چاہئے۔ یہ تو بالکل ٹھیک ہے مجھے ڈر ہے کہ کوئی آدمی زندہ نہیں جس کی شہادت قبول کی جاوے۔ اگر پہلے شرط یہ ہو۔ کہ اُس نے کوئی کہانی نہیں بنائی۔ اور نہ مشہور کی۔ ہم سب کے دلوں میں جھوٹی جگہیں ایسی موجود ہیں۔ جیسا کہ ایک چٹان پر چھوٹے داغ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ چھوٹی سبز گھاس پیدا ہو سکتی ہے جہاں پر کہ کوئی کھانے کا بیج پڑ جاوے۔ وہاں ضرور کچھ نہ کچھ یقیناً پھل پھول لاویگا بغیر اس بات کے کہ ہماری سچائی یا صفائی کو اور ملاقات میں کچھ بھی تاثیر کرے۔ سر والٹر سکاٹ کو معلوم تھا۔ کہ وہ ایک قصہ کو بیان نہیں کر سکتا تھا۔ بغیر اُس کے کہ جیسا کہ اُس نے خود کہا کہ جب تک میں اُس کو نئی ٹوپی اور سوٹی نہ دیدوں۔ ہم میں سے بہتوں کا سر والٹر سے یہی فرق ہے ہم واقف نہیں ہیں کہ یہ کہانی بنانے والی طاقت بغیر ہمارے علم کے اپنا اثر ظاہر کر دیتی ہے مگر یہ بھی بالکل سچ ہے کہ یہ قصہ کہانی بنانے والی طاقت ہر ایک شخص میں برابر تیز نہیں ہوتی نہ ایک ہی دل کی ہر حالتوں اور ہر ایک حصوں میں ڈیوڈ ہیوم درحقیقت اس قصہ بنانے والی طاقت کا اسقدر مغلوب نہیں تھا جس قدر کہ ڈسٹرے ملی بیڈ یا کہ چند ایک نئے مورخ جن کا نام لیا جاسکتا ہے اور یہ مقروض بڑا ہی آدمی بھی اگر اُس نے پانچ پونڈ دینے ہوں کبھی یہ خیال نہیں کرتا۔ کہ مجھے تنخواہ دینے ہیں۔ معمولی عقل کا اصول تو یہ ہے کہ ایسے گواہ پران سب معاملات میں اعتبار کرنا چاہئے۔ جس میں اُس کی خود غرضی یا اُس کی آلودگی یا اُسکے تعصب یا اُس عجب کی محبت جو کہ سب انسانوں میں تھوڑی بہت موجود رہتی ہے۔ بہت زور سے موجود نہ ہوں۔ اور اگر وہ ہوں تو اُس وقت اتنی تصدیقی شہادت مانگنا جتنی کہ وہ چیز جس کی شہادت دی گئی ہے احتمال کے برخلاف ہو۔ گیڈریوں کے قصہ پر بغیر دلیل کے میں شکی نہیں ہوں اگر میں یہ کہوں کہ اُن دیووں کی ہستی جو کہ انسان سے سوروں میں اس طرح لائے جاسکتے ہیں۔ احتمال یعنے پرابیلٹی کے برخلاف ہے۔

میں قبول کرتا ہوں کہ میرے پاس کوئی اے پرائیوری یعنے ابتدائی اعتراض نہیں ہے مادی چیزیں ایسی ہیں جیسی کہ ٹی بی ای اور رنڈرپی ای جو سوروں سے آدمیوں میں اور آدمیوں سے سوروں میں لائی جاسکتی ہیں اور جو دونوں پر بہت شیطانی اور مہلک تاثیر پیدا کرتی ہیں۔ ممکن ہے کہ روحانی چیزیں بھی ایسی موجود ہوں جو اس طرح سے تبدیل ہو سکیں اور جن کی تاثیر بھی یکساں ہوں۔ ساتھ ہی میں یہ بھی کہنے کو مجبور ہوں کہ بہتر ہی ہے آدمی جن کے واسطے میری بڑی بھاری

* فاضل پیپس کی کتاب سا ہنو ڈیکن کی انجیلوں کے انتخاب کی بابت ایک عجیب و غریب کرشمہ میڈم بلیوٹسکی صاحبہ تحریر کرتی ہیں۔ کہ جب بہت سی انجیلیں (جو پچاس سے زیادہ تھیں) مجتمع ہو گئیں تو کونسل نائیس نے اُن کے الہامی و غیر الہامی ہونے کے تمیز کے لئے یہ تصفیہ کیا کہ گرجا میں میز کے نیچے کل کتابیں گڈ مڈ کرکے رکھ دی جائیں اور تمام شب اس طور سے دعا کریں۔ کہ اے خداوند جو کتابیں الہامی ہیں وہ میز پر چڑھ جائیں اور جو غیر الہامی ہیں وہ نیچے پڑی رہ جائیں چنانچہ اسی کے موافق ہوا۔"

(آئیسس انوئیلڈ جلد ۲ صفحہ ۲۵۱ مطبوعہ ۱۸۷۷ء نیو یارک) *

تعظیم ہے۔ آج کل کی روحوں کی ایسی کہانیوں میں اعتبار رکھتے ہیں جو کہ زیر بحث قصہ کی طرح احتمال سے بعید ہے۔ اس لئے جہاں تک کہ صفائی سے ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ میرے پاس کوئی وجہ نہیں کہ جس سے یہ ثابت ہو سکے۔ کہ ان تبدیل ہونے والے دیوؤں کی ہستی نہیں نہ میں انکار کر سکتا ہوں۔ کہ صرف تمام رومن کیتھلک چرچ ہی نہیں۔ بلکہ بہت مشہور روسے نیس کافر دینے جن کو وئیس صاحب کافر کہتے ہیں۔ اس بات میں ایمانداری اور مضبوطی سے اعتبار کرتے ہیں۔ کہ ایسے دیوؤں کی کام کرنے والی طاقت اس ۱۸۹۹ء میں بھی بڑے زور سے ہے مگر تاہم جیسا کہ نیک بشپ بٹلر کہتا ہے کہ "پرانی بلٹی زندگی کی ہادی ہے" اور مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُن حالتوں میں سے ایک ہے کہ جہاں اعتبار اور رد شہادت کا وہ اصول جسکو میں نے بیان کیا پورا زور رکھتا ہے پس پُورانی اور نئی بھوت ودیا کی سچائی کے لئے بہت سارے (کسی سبب سے سارے نہیں) گواہوں کے لئے تعظیم کے ساتھ بھی میں خیال رکھتا ہوں کہ اُن کی اس خاص معاملہ میں شہادت اُن کے نتیجہ نکالنے کے اس قدر تھوڑی ہے کہ ہنسی آتی ہے۔ جو کچھ کہ کہا جا چکا ہے۔ اس کے پیچھے میں کوئی خیال نہیں کرتا۔ کہ کوئی لایق آدمی اگر وہ خفا نہ ہو تو مجھ پر خداوند اور اُس کے حواریوں کے برخلاف کہنے کے سبب تہمت لگائیگا۔ اگر میں دوبارہ اس بات کو کہوں کہ میں تمام گیڈریول کے قصہ میں اعتبار نہیں رکھتا۔ لیکن اگر وہ سارا قصہ اعتبار کے لایق نہیں ہے تو اور تمام بھوتوں کی پکڑ دھکڑ کے قصوں کی نسبت شک پڑ جاتا ہے۔ اور اگر بھوتوں کی پکڑ میں دشواس جو کہ ابتدائی عیسائی مذہب کی بنیاد تھی ہل جاوے۔ تو اُس حالت میں انجیلوں کے غیب (پیشگوئی) آیندہ دنیا کی بابت تاتصدیق شہادت کے واسطے کیا کہنا ہوگا" (رسالہ نائنٹین سینچری انگریزی مطبوعہ لنڈن فروری ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۷۱ سے ۱۷۸ تک) +

چوتھا باب

بائبل کا خدا نہ رحیم نہ عادل بلکہ ظالم ہے

ایک شخص پادری ٹھکر سنگھ جی نے اپنے رسالہ نمبر ۲ و ۳ میں پرمیشور کے پریم و عدل کی بابت بموجب مذہب وید کے نکتہ چینی کی تھی جس کا جواب ہم نے صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج نمبر ۲ و ۳ میں دیدیا اور بائبل کے خدا کی بیرحمی و ظلم اور نا منصفی بھی بقدر ضرورت ظاہر کر دی تھی مگر اب ہم اس رسالہ کرسچن مت درپن میں بائبل کی بابت اُسی مسئلہ پر کما حقہ لکھنا چاہتے ہیں +

پادری صاحبان! کیا آپ لوگوں نے کبھی سوچا بھی۔ کہ اس مسئلہ پر عیسائی مذہب کی کیا تعلیم ہے +

ذرا انصاف کی حقیقت ملاحظہ فرمایئے جسکے پورا کرنے کو بقول عیسائیوں کے خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو (جو اصل میں باپ تھا) یہ تھا کہ ابو البشر آدم کو (بشرطیکہ علم نسل الانسان کی نظیروں میں (جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانی پیدائش ایک سے نہیں بلکہ بہت سے مختلف اشخاص سے ہوئی۔ اور انسان حضرت آدم کے وجود سے کروڑوں سال پہلے موجود تھے اپنا کاروبار کرتے اور مرتے تھے) یہ خطاب ابو البشر حضرت آدم کے لئے زیبا ہو) ایک ایسے درخت کے پھل کھانے سے (جو دیکھنے میں خوشنما کھانے کے لائق دانش بخش بنا) منع کر کے خود اور نیز بواسطہ شیطان نافرمانبرداری پر آمادہ کیا۔ کیونکہ لکھا ہے "خداوند خدا نے سانپ شیطان اور عورت حوا کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالی" (پیدائش ۳/۱۴ و ۱۵)۔

"اے خداوند تو نے ہی ساری چیزیں پیدا کیں اور وہ تیری ہی مرضی سے ہیں" (مکاشفات ۴/۱۱)۔ "جب شیطان نے اپنی دغا بازی سے حوا کو ٹھگا" (قرنتیان ۱۱/۳) کیونکہ لکھا ہے فریب کھانے والا فریب دینے والا دونو اُسی (خدا) کے ہیں (ایوب ۱۲/۱۶) کیونکہ تو نے (خدا نے) اُن کے دلوں سے دانش کو چھپایا" (ایوب ۱۷/۴) +

اور پھر اُس خدا قادر مطلق نے جس نے سب کچھ اپنے ہاتھ رکھا ہے حضرت آدم سے اس نافرمانبرداری کا مواخذہ کیا اور نہ صرف حضرت آدم سے بلکہ ہم تم سب سے اب حضرت فرمایئے ہمارا کیا قصور ہے صرف یہ کہ بموجب تعلیم انجیل حضرت آدم کی اولاد گنے جاتے ہیں۔ واہ وا کیا روشن انصاف ہے اور شان ایزدی کو بھی شایان ہے کہ خود ہی لوگوں کو بہکا دے جیسا کہ لکھا ہے "خدا نے ایک بُری روح اُن کے درمیان ڈالی ہے" (یسعیاہ ۱۹/۱۴) پھر لکھا ہے "خدا نے ابی ملک اور سکم کے لوگوں کے درمیان روح فساد کو بھیجا" (قاضی ۹/۲۳) "خدا نے اُس کو دانش سے محروم کیا" (ایوب ۳۹/۱۷) "خدا نے تم پر سلانیوالی روح کو غالب کیا اور تمہاری آنکھیں موندیں (یسعیاہ ۲۹/۱۰) + "خدا کی سانس قوموں کے منہ پر لگام ہو کر اُنہیں گمراہ کرے" (یسعیاہ ۳۰/۲۷ و ۲۸)۔ "اور اُس نے اُن کی آنکھیں بند کی ہیں وے دیکھتی نہیں۔ اور اُن کے دل بھی سو وے سمجھتے نہیں" (یسعیاہ ۴۴/۱۸ مطبوعہ ۱۸۶۸ء)۔

چنانچہ لکھا ہے "کہ خداوند نے آج تک اُنہیں اُونگھنے والی روح اور ایسی آنکھیں کہ نہ دیکھیں اور ایسے کان کہ نہ سُنیں دی ہیں۔" (رومیوں کا ۱۱/۷ و ۸)

اور پھر خود ہی بر سر حساب آوے اور یہی عین محبت و عدل کہلاوے خدا کیلئے ذرا تو سوچئے کہ انسان ضعیف البنیان طاقت خداوندی کا کیونکر مقابلہ کر سکتا ہے اور جب وہ بُرا کام کرنے پر آمادہ کرے یا اجازت دے جیسا کہ (حزقیل ۲۰/۲۵ نسخہ ۱۸۶۰ء) سے ظاہر ہے کہ خدا نے اہل اسرائیل کو بُت پرستی کی ترغیب اور اجازت دی تو کون اس سے انحراف کرے اور جو حکم الٰہی یا مرضی الٰہی کی فرمانبرداری کرے اگر وہ اُلٹا مستوجب عقوبت ہو تو اس سے کون بہتری کی امید رکھے اور در حقیقت اس سے کسی کو امید بہبودی کی نہ رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ بالکل خود مختارانہ طور سے اپنی مرضی اور اختیار کو نافذ کرتا ہے اور کسی کی خواہش یا اعمال یا اقوال پر مطلق توجہ نہیں کرتا۔ "پس وہ جسپر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سخت کرتا ہے۔" (رومیوں کا ۹/۱۸) (خروج ۴/۲۱ و ۳۳/۱۹)۔

ہم نہیں سمجھتے کہ ایسے خود مختار اور مغرور خدا کو کون محبت اور عدل کی صفات سے موصوف کر سکتا ہے۔ جیسا بائبل میں داؤد نبی نے کہا ہے۔ "داؤد نے جب اُس فرشتہ کو جو لوگوں کو مارتا تھا تو خداوند سے کہا۔ گناہ تو میں نے کیا۔ اور بدی مجھ سے ہوئی پھر ان بھیڑوں کا کیا قصور ہے"۔ (سموائیل ۲۔ ۲۴/۱۷) +

کیا مندرجہ صدر حوالوں سے ذرا بھی محبت اور عدل کی بو آتی ہے ہرگز نہیں کسی نے کیا اور کسی کو پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ واہ ہم نے تمہارے لئے اپنا گلا کٹایا اور گلا کٹا کر بھی ہر شخص کو نجات نہیں بخشی بلکہ صرف اُنہیں کو جو بحسن عقیدت و اقرار

ل پادری صاحب کے ۶ لکچروں کے جواب میں نامہ نگار نے ۶ لکچر جوابی شایع کئے ہیں۔ جنکا نام صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج و متعصب پادریوں کی نافہمی کا علاج ہے +

الوہیت بپتسمالیں۔ گویا اس کا خون پانی کے چھینٹے کی مدد کے بغیر کسی کے گناہ کا دھبہ نہیں دھو سکتا۔ اور پھر حسن عقیدت بھی بموجب حوالجات صدر السنہ ان کے ہاتھ نہیں وہ بانو اس کے ہاتھ میں یا کسی ایسے زبردست کے قبضہ میں جس کے مارے روح خداوندی کبھی بھناتی ہے۔ اور وہ کون حضرت شیطان مخرب دین و ایمان، جس کی طاقت کا اقرار خود خدا نے یوں کیا ہے۔ باوجودیکہ تو نے مجھے ابھارا ہے کہ بے سبب (شاید بمقتضائے انصاف ...) اُسے یعنے ایوب کو ہلاک کروں" (ایوب ۲/۳) اور جسکی قوت کا اظہار حضرت مسیح اقنوم ثانیہ ذات باری پر اس طرح کمالیت سے ہوا۔ کہ جزاک اللہ چنانچہ خود محرران انجیل کو اقبال ہے کہ "تب شیطان یہودا میں سمایا اور اُس نے جاکے سردار کاہنوں اور سپاہیوں کے سردار سے صلاح کی کہ اُس یعنے مسیح کو کس طرح اُن کے حوالہ کرے۔" (لوقا ۲۲/۳ و یوحنا ۱۳/۲۲)۔

اور انجام کار بر سردار پہنچایا۔ جس کے صدمہ سے مسیح (خدائے ثانی) یوں چلایا۔ ایلی ایلی لما شبقتنی اے خدا اے خدا تو نے مجھے کیوں بھلا دیا۔ مگر افسوس کہ کام کے وقت کتنیا ہو گئی۔ خدائے اول یا مسیح کا باپ اُس وقت بالکل مدد کو نہ پہنچا غالباً ڈر گیا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ اس وقت شیطان علیہ الرحمۃ مجھے بھی صلیب پر چڑھا دے درحقیقت اچھی سوچی ورنہ خدا نخواستہ مشکل پڑ جاتی ✣

شیطان کی طاقت کا متی ۱۳/۱۹ و مرقس ۴/۱۵ میں اسطرح اقبال کیا گیا ہے۔ "تب شیطان آکے اُس کلام کو اُن کے دل سے نکال لیجاتا ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ایمان لاکر نجات پاویں" اس جہان کے خدا (شیطان) نے انکی عقلوں کو تاریک کردیا بہت۔ معتقد ہیں۔ کہ مسیح جو خدا کی صورت ہے اُسکی جلال والی انجیل کی روشنی اُنپر چمکے۔ (۲ کرنتھیوں ۴/۴)۔ "اُس نے اُنکی آنکھیں اندھی کیں اور اُن کے دل سخت کئے ہیں تا نہووے کہ وے آنکھوں سے دیکھیں اور دل سے سمجھیں اور رجوع لاویں اور میں اُنہیں چنگا کروں۔" (یوحنا ۱۲/۴۰) ✣

اے خداوند تو نے کیوں ہمیں اپنی راہوں سے گمراہ کیا۔ کیوں تو نے ہمارے دل کو سخت کیا کہ تجھ سے نہ ڈریں۔" (یسعیاہ ۶۳/۱۷) ✣

اسی واسطے بائبل کا رحیم خدا فرماتا ہے "میں مہربانی نہ کرونگا اور نہ چھوڑونگا اور رحم نہ دکھاؤنگا بلکہ اُنہیں ہلاک کرونگا۔" (یرمیاہ ۱۳/۱۴)۔

"سو تو اب جا اور عمالیق کو مار اور سب کچھ کہ اُن کا ہے بالکل حرام کر اور اُنپر رحم مت کر بلکہ عورت و مرد ننھے بچے اور شیر خوار سب کو قتل کر" (سموائیل ۱۔ ۱۵/۳)

"انکا خالق اُنپر رحم نہ کرتا اور اُن کا بنانے والا اُن پر ترس نہ کھاتا ہے۔" (یسعیاہ ۲۷/۱۱) ذرا انصاف فرما دیجئے کہ اس حالت میں ہمارا حضرت مسیح پر ایمان نہ لانا قصور میں داخل ہے یا مجبوری میں۔ ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا جو غلبہ غضب یا جوش انتقام میں اکثر بغیر سوچے سمجھے کے جو چاہتا سو کر بیٹھتا تھا۔ مثلاً جب اُس نے نوح کے زمانہ میں جلدی کر کے لوگوں کو ہلاک کیا اور نہ صرف لوگوں کو بلکہ اُن کے ساتھ ہی (بمقتضائے انصاف یا محبت) بیگناہ حیوانات اور نباتات کو بھی اور انجام کار پچھتایا اور دلگیر ہوا۔ کہ میں پھر ایسا کام نہ کرونگا ✣

یا جیسا بنی اسرائیل کو معہ داؤد (اس وجہ سے کہ داؤد نے باغوائے شیطان بلکہ بقول سلیمان باب ۲۱/۱ مطبوعہ ۱۸۵۵ء الہ آبادی راجہ کا من پرمیشور کے ہاتھ میں ندیوں کے جل کی نائیں ہے وہ اُسے جدھر چاہتا ہے اُدھر پھیرتا ہے۔" باغوائے خود خدائے رحمٰن بنی اسرائیل کی مردم شماری کرانی چاہئیے) جو محض بیگناہ تھے بمقتضائے انصاف یا محبت اول مار ڈالا اور پھر اداس ہوا۔" (تواریخ ۲۱/۱ سنہ ۱۸۵۵) ✣

یا جیسے خدا اپنے فتوے سزا سے جو اُس نے بندگان شہر نینوا پر توسل یونس ظاہر کیا تھا پچھتایا اور "ایشور نے اُن کے کاموں کو دیکھا کہ وہ اپنی اپنی بُری راہ سے پھرے اور ایشور اس بُرائی سے پچھتایا جو اُن پر لانے کو اُس نے کہا تھا اور اُس نے اُن سے وہ بدی نہ کی" (یونہ ۳/۱۰) خداوند فرماتا ہے تو اے یروشلم، پیچھے پھر گئے۔ اس لئے میں تجھ پر اپنا ہاتھ بڑھاؤنگا۔ اور تجھے برباد کرونگا۔ پچھتاتے پچھتاتے میں تھک گیا" (یرمیاہ ۱۵/۶)۔

ایسا خدا انجام کار اپنے کرتوتوں سے یہاں تک شرمسار ہوا کہ اپنا گلا کٹائے بغیر اُس کا جینا شانت نہوا۔ ورنہ کہاں کا کفارہ اور کیسی قربانی۔"

عادل گنہگار کو کبھی نہیں چھوڑتا اور نہ بیگناہ کو کسی کے گناہوں کی عوض سزا دیتا ہے۔ چہ جائیکہ خود اپنی ذات پاک کو جسے انجیل کے بموجب اختیار تھا کہ چاہے بغیر خونریزی حضرت مسیح کے سب کے گناہ یک قلم موقوف کردیتا اور چونکہ اس حکم سے سب کو فایدہ پہنچتا مندرجہ انجیل (متی ۲۰/۱۵) کے اچھوں کو کرم کرانے کا حق نہ تھا۔ **اور اب تو بیچارے کی جان گئی اور اُن کے بھاوے ہی نہیں۔** بہت سے لوگ شکایت کا حق رکھتے ہیں مثلاً وہ لوگ جن کے کان تک ہنوز مسیح کی انجیل ہی نہیں پہنچی۔ دوم وہ بچے جو پیدا ہوتے ہی مر گئے یا تھوڑے دن بعد فوت ہو گئے۔ سوم وہ مادرزاد پاگل جو مدت العمر اسی مرض میں گرفتار رہے اور بمجبوری نہ مسیح پر ایمان لا سکے اور نہ بپتسما پا سکے۔ اگر بخشے نہ جاوینگے۔ تو عدالت کی زنجیر ضرور کھڑکاوینگے اور اگر بخش دئے گئے تو عقل سے بہرہ ور ہیں اور بتقاضائے عقل و علم جادوگر۔ ساحر۔ شعبدہ باز۔ بھوت پشاچ اور جھوٹے معجزوں کے ماہروں پر ایمان نہ لائے یا جو بحسب مرضی رحمٰن یا حضرت شیطان ایمان نہ لا سکے۔ اپنی بے قصوری پر حجتیں کرینگے اور بار گناہ یا تو رحمٰن یا شیطان یا پادری صاحبان (جنہوں نے خواہ مخواہ انجیل سُنا گنہگار بنایا) کے سر دھرینگے تب معلوم محبت غلبہ کرے یا انصاف۔ ہم کو تو انجیل سے مسیحی خدا کے مغلوب الغضب قہار اور خونخوار ہونیکے بیشمار ثبوت دستیاب ہوتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ان ثبوتوں کے مقابل کون اُنکو محبت کہ سکتا ہے اور اگر کہے تو سوائے اس کے کہ عاقل یوں سمجھیں کہ بکتا ہے اور کیا سمجھا جا سکتا ہے ✣

(۱) دیکھو خدا نے آدم سے اُس کے اُس فعل کی جو بحسب مشیت ایزدی در ترغیب شیطان و جبر حالات خاص وقوع میں آیا تھا کیسا مواخذہ کیا اُسے تو اُسے اُسکی اولاد کو بھی پچھوڑا بلکہ اپنے گلے پر بھی چھرا چلائے بغیر نہ رہا ✣

(۲) شیطان جیسا زبردست بلا وجہ ہمارے اغوا پر جس کا نتیجہ سزائے ابدی ہوگا مامور کیا کیا وہ قادر مطلق رحمٰن و شیطان کے دو نو کام انجام دینے سے معذور تھا۔ نہیں شیطنت سے ہنوز دستبردار نہیں ہوا۔ جیسا کہ مندرجہ صدر حوالوں سے ظاہر ہے تو بھی اُس نے اپنے لئے ایک نائب مقرر کیا جو زور و قوت میں اُس سے بھی بڑھ گیا۔ کیونکہ وہ اُسے دھوکا دینے لگا اور دقتوں میں اور تکلیفوں میں گرفتار کرنے لگا۔ جیسا کہ مسیح پر ظہور میں آیا کہ وہ ایلی ایلی لما سبقتانی۔ ترجمہ اے خداوند خداوند۔ تو نے

ا مسیح ہی کیا آدم بھی خدا کی صورت تھا (پیدائش ۱/۲۶) (پیدائش ۲/۳) جو پیدا ہوتی ہے شیطان کی اُمت میں داخل ہوا خدا کے بھی محض غضب میں آیا (۳/۱۷ و ۳/۲۳) اور جسکی اولاد بلا قصور محض بتقاضائے انصاف خدائے عیسایاں کے باوجود کفارہ باپ ہوجانے باپ آدم کے اور مصلوب ہوجانے مسیح کفارہ گناہ انسان کے زندان لعنت میں گرفتار ہے ✣

مجھے کیوں چھوڑ دیا" (متی 27/46) "اے باپ اے باپ! تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے" (مرقس 14/36) "اور دعا مانگی اگر تجھ سے ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے" (مرقس 14/35) پکارتا پکارتا فوت ہوا۔ نہ معلوم اُس نے کس سے دُعا مانگی اور پھر کیوں خالی گئی۔ وہ تو آپ ہی خدا تھا۔ سب کچھ کر سکتا تھا۔ خدا ہی نے بیٹا بنکر اُوتار لیا تھا۔ یا یوں کہو کہ باپ خدا ہی بیٹا خدا بن گیا تھا۔ اگر وہ چاہتا تھا۔ کہ ایسا ضرور ہونا ہے اور شیطان کے پنجے سے چھٹکارا غیر ممکن ہے۔ تو اپنی کمزوری ظاہر کرنے سے کیوں نہ شرمایا +

نمبر ۳۔ طوفان نوح اُسی کے قہر کا نمونہ تھا + نمبر ۴۔ سدوم و عمورا پر (کمال رحم سے) آگ اور گندھک برسائی + نمبر ۵۔ بنی اسرائیلوں کی خاطر مصریوں کے پلوٹھے مار ڈالے اور انہیں رود نیل میں غرق کیا + نمبر ۶۔ وقتاً فوقتاً بنی اسرائیلیوں کو ابھارتا اور ان سے دیگر اقوام کو ہلاک کرواتا رہا اور ہر موقع پر مصر کی غلامی سے نکال لانیکا تنگ ظرفوں کیطرح احسان دھرتا رہا (موجودہ زمانہ) میں تھیوڈر پارکر کی سوانح عمری پڑھو۔ کس طرح اُس نے غلامی کا ستیاناش کیا۔ مگر غلاموں کو کبھی نہیں جتلایا کہ میں نے تم کو یوں خلاص کیا ہے۔ بائبلی خدا سے تو تھیوڈر پارکر ہزار درجہ عالی حوصلہ رہا۔ احسان کرکے فراموش کر دینا نہ جتانا بلند خیالی ہے۔ مگر افسوس کہ بائبلی خدا نے اُس کے برخلاف کیا۔ مفصلہ ذیل حوالہ خدا کے قہر و غضب کو ثابت کرتے ہیں نہ کہ محبت و الفت کو۔

نمبر ۱۔ میں افرائیم کے لئے شیر ببر کی مانند اور یہودا کے گھرانے کیلئے جوان سنگھ کی مانند ہو کر انہیں پھاڑ دونگا" (ہوسیع 5/14) (نوحہ یرمیاہ 3/10،11)۔

نمبر ۲۔ اس لئے میری مصیبت کو دیکھ کہ وہ زیادہ ہوتی ہے۔ تو شیر کی مانند مجھے شکار کرتا اور پھر عجیب صورتوں میں ہو کے اپنے تئیں مجھ پر ظاہر کرتا (ایوب 10/16)۔

نمبر ۳۔ اور میں مصریوں کو آپس میں مخالف کر دونگا اور انہیں سے ہر ایک اپنے بھائی سے لڑیگا۔ یسعیاہ — +

نمبر ۴۔ "اور میں انہیں وہ سنتیں دیں جو بھلی نہ تھیں۔ اور وہ قانون کہ جن سے وہ جیتے نہ رہیں" (حزقیل 20/25) +

نمبر ۵۔ "پرمیشور تمہارے بزرگوں پر حد سے زیادہ خفا ہوا" (ذکریا 1/2)

نمبر ۶۔ "اور میرے سمبادی دُوت نے مجھے کہا کہ یہ کہکے پکار کہ رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ مجھے یروشلم کے لئے جنوں کے لئے غیرت آتی ہے بلکہ بڑی غیرت اور میں ان غیر قوموں سے جو اب بڑے چین سے ہیں نہایت ناخوش ہوں کہ میں تھوڑا سا بیزار تھا اور انہوں نے اس آفت کو زیادہ کر دیا" (ذکریا 1/14،15)

نمبر ۷۔ اے مکتیس کے رہنے والو تم ماتم کرو۔ کیونکہ سارے بیوپاری مارے گئے وے جو چاندی کو اُٹھائے لئے جاتے تھے سو منقطع ہوئے اور اس وقت یوں ہوگا کہ میں چراغ لیکے یروشلم میں تلاش کرونگا اور جتنے اپنے تلچھٹ پر جم گئے ہیں اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ خداوند نہ بھلا کریگا نہ بُرا کریگا اُن کو سزا دونگا تب ان کے مال و اسباب لوٹے جائینگے اور انکے گھر اُجڑ جائینگے" (صفنیاہ باب 1/11-13)

نمبر ۸۔ میں ملک کی سطح پر سے سب کے سب کو بالکل نیست کر دونگا" (صفنیاہ 1/2)

نمبر ۹۔ پرمیشور غضبناک اور انتقام لینے والا ایشور ہے اور بیریوں کے لئے غضہ رکھتا ہے پرمیشور غصہ میں دھیما ہے پر نہایت قوی ہے وہ پاپیوں کو نشپاپ کبھی نہ ٹھیرادیگا۔ پھر کفارہ اور محبت کیسی +

نمبر ۱۰۔ "اور میں اپنا منہ اُن کے خلاف پھیرونگا۔ وے ایک آگ سے نکلینگے۔ دوسری آگ اُنہیں جلاویگی اور جب میں اپنا منہ تمہارے خلاف پھیروں تب تم جانوگے کہ میں پرمیشور ہوں (غضبناک سے بھی ڈرا کرتے ہیں) اور پربھو پرمیشور کہتا ہے اُنکے گناہوں کی وجہ سے ملک کو اُجاڑ ڈالونگا" (حزقیل باب 15/7،8) ضرور انصاف بھی بہی چاہتا ہے +

نمبر ۱۱۔ "اور پرمیشور نے مجھے کہا کہ اگر موسےٰ یا سموئیل بھی میرے سامنے کھڑا ہو تو بھی ان لوگوں پر رحم کرنیکو میرا منہ نہ جھکتا۔ میرے آگے سے انہیں دور کر کر دے چلے جائیں" (یرمیاہ 15/1)۔

نمبر ۱۲۔ "اس لئے تو ان لوگوں کے لئے دُعا نہ مانگ کیونکہ مصیبت کے وقت میں ان کی نہ سنونگا" (یرمیاہ 11/14)۔

نمبر ۱۳۔ "اور رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں انپر سزا نازل کرونگا وہ جوان تلوار سے مارے جاوینگے اور انکے بیٹے بیٹیاں اکال سے مرینگے" (یرمیاہ 11/22)

نمبر ۱۴۔ "اس لئے خداوند یہوداہ کہتا ہے کہ دیکھ میرا غضب اور میرا قہر اس مکان پر اور انسان پر اور حیوان پر اور میدان کے درختوں پر اور زمین کی پیداوار پر ڈالا جائیگا اور وہ بھڑکیگا اور نہ بجھیگا نہیں" (یرمیاہ 7/20،21)

نمبر ۱۵۔ "اس لئے پرمیشور یوں کہتا ہے کہ دیکھ میں انپر مصیبت لانیکا ہوں جس سے وے اپنی کو نہ چھوڑا سکینگے اور گو وہ مجھ سے دعا مانگیں تو بھی میں نہ سنونگا (یرمیاہ 11/11)

نمبر ۱۶۔ مگر تمہاری برائیوں نے تمہاری اور تمہارے رب کی باہم علیحدگی کی اور تمہارے گناہوں نے اُس کے منہ کو تم سے چھپایا ایسا کہ وہ نہیں سنتا" (یسعیاہ 59/2) معلوم ہوتا ہے کہ خدا گنہگاروں پر رحم نہیں کرتا بلکہ منہ چھپاتا ہے جی)

نمبر ۱۷۔ "اور جب خداوند ایوب سے یہ باتیں کہہ چکا تو خداوند نے الیفز تیمنی سے کہا کہ میرا غضب تجھ پر اور تیرے دونو دوستوں پر بھڑکا۔ کیونکہ تم نے میری بابت میرے بندہ ایوب کی طرف نہیں کہا" (ایوب 42/7) پہلے خدا بات پر خفا ہو جاتا تھا۔ مگر جب سے مر گیا ٹھنڈا ہو گیا۔ دیکھو ان بیچاروں سے رشوت لیکر اُن کا پیچھا چھوڑا اور رشوت بھی لی۔ مگر ایوب کی سفارش سے چنانچہ لکھا ہے "سو اب اپنے لئے سات بیل اور سات مینڈھے لیکے میرے بندے ایوب پاس جاؤ اور اپنے لئے سوختنی قربانی گزرانو۔ اور میرا بندہ ایوب تمہارے لئے دُعا مانگیگا۔ کہ میں اُسکی خاطر قبول کرونگا نہ ہو کہ میں تمہاری جہالت کے لائق تمہارے ساتھ سلوک کرونگا" (ایوب 42/8)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ پُرانا عہدنامہ خدا کی محبت کل بنی نوع آدم کے لئے ہرگز ثابت نہیں کرتا۔ ہاں اُسکی صفت قہر و غضب کے ہزاروں بھڑکتے ہوئے ثبوت اس سے جمع کر لیجئے۔ اب پُرانا عہدنامہ ہم چھوڑ کر کہتے ہیں کہ خود مسیح دُنیا میں محبت و الفت کا بیج بونے نہیں آیا اُس نے خود یوں کہا ہے دیکھو نیا عہدنامہ "یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر اتفاق کرانے آیا ہوں میں ملاپ کرانے نہیں۔ تلوار چلانے آیا ہوں کیونکہ میں بیٹے کو باپ سے بیٹی کو ماں سے اور بیٹے کی بہو کو اُسکی ساس سے پھوٹ کروانے آیا ہوں اور انسان کے دشمن اُس کے گھر ہی کے لوگ ہونگے جو کوئی ماں یا باپ کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہے وہ میرے لائق نہیں۔ اور جو کوئی بیٹا یا بیٹی کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہے میرے لائق نہیں ہے" (متی 10/34-37)

اب ذرا مسیح خدا کے انصاف کی بابت بھی غور کر لیجئے۔ کہ گو بموجب اسناد نمبر ۸ و ۱۶ کے پاپیونکو سزا بغیر ہرگز نہ چھوڑیگا۔ تاہم وہ ان افعال کے لئے جن کے کرنے میں وہ حسب تحریر سابقہ مجبور مطلق ہیں۔ وہ چند سزا دینے میں کبھی نہیں ہچکچاتا۔ "یہ دشمن

کو نشفی دو اور اسے پکار کے کہو کہ اسکی مصیبت کے دن جو جنگ و جدل کے تھے گذر گئے اُس کے گناہ کا کفارہ ہوا - اور اُس نے خداوند کے ہاتھ سے اپنے سب گناہوں کا بدلہ دو چند پایا" (لیسعیاہ ۴۰ باب ۱ و ۲) پادری کھڑک سنگھ جی کو اس دیرک سدھانت پر کہ کرموں ہی کا پھل ملتا ہے بڑا تعجب ہے مگر انہوں نے انجیل کی ان آیات کو دیکھنے سے دانستہ آنکھیں موند لیں -

نمبر ۱ - تم دھوکے میں نہ پڑو - خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاتا - کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے وہی کاٹیگا" (گلتیوں ۶ باب ۷)

نمبر ۲ - کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آویگا تب ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق بدلا دیگا" (متی ۱۶ باب ۲۷)

نمبر ۳ - کیونکہ تو اپنی باتوں سے ہی بیگناہ اور اپنی باتوں ہی سے گنہگار ٹھہرایا جاویگا (متی ۱۲ باب ۳۷) +

نمبر ۴ - پھر اُس نے اُن سے کہا ہوشیار رہو کہ تم کیا سنتے ہو - جس ماپ سے تم ماپتے ہو - اُسی سے تمہارے لئے ماپا جاویگا" (مرقس ۴ باب ۲۴) +

نمبر ۵ "کہ حاکم نیکوکاروں کو نہیں بلکہ بدکاروں کو خوف کا باعث ہے - پس اگر تو چاہے کہ حکومت سے نہ ڈرے تو نیکی کر" (رومیوں ۱۳ باب ۳) +

نمبر ۶ "اسواسطے اگر اُس کے خادم بھی اپنی صورتوں کو راستبازی کے خادموں سے بدل ڈالیں تو کچھ یہ بڑی بات نہیں پر اُنکا انجام اُن کے کاموں کے موافق ہوگا" (۲ - کرنتھیوں ۱۱ باب ۱۵) +

نمبر ۷ "کیونکہ پربھو کی آنکھیں دھرمی لوگوں پر ہیں اور اُسکا کان اُنکی دُعاؤں پر لگا ہے پر خداوند کا مُنہ بُرے کرنیوالوں کے خلاف ہے" (۱ - پطرس ۳ باب ۱۲)

نمبر ۸ - کیونکہ جس حال کہ خدا نے فرشتوں کو جب انہوں نے گناہ کیا نہ چھوڑا بلکہ تاریکی کی زنجیروں سے باندھا اور جہنم میں ڈالکے حوالہ کیا تب عدالت کے دن تک اُنکی نگہبانی ہو اور اگلی دُنیا کو بھی نہ چھوڑا بلکہ طوفان کے پانی کو بیدینوں کے عالم میں بھیجکر نوح سمیت جو راستبازی کا منادی کرنے والا تھا آٹھ کو بچالیا اور سدوم و عمورہ کے شہروں کو خاک سیاہ کرکے اور نیست و نابود ہونے کا حکم فرماکے انہیں آیندہ کے بیدینوں کی عبرت کے لئے نمونہ بنا رکھا اور اُس نے راستباز لوط کو جو شریروں کی ناپاک چالوں سے دق ہوا - رہائی بخشی" (۲ پطرس ۲ باب ۴ سے ۷) -

ان تمام حوالوں سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گو انسان فاعل بالاختیار بھی ہو - اور چاہے خدا ہی اُس سے گناہ کرالے تو بھی اپنے افعال و اعمال کی جزا و سزا سے بچ نہیں سکتا - کسی کے ساتھ کچھ رعایت نہ ہوگی ہاں زیادتی ہو جاوے - تو مضائقہ نہیں جیسا کہ لیسعیاہ کے باب ۴۰ محولہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے یا کال کی پستک باب ۲۴ کے ان لفظوں سے واضح ہوتا ہے - "تب داؤد نے خدا سے کہا کہ کیا میں نے لوگوں کو نہیں گنوایا یعنے میں نے ہی پاپ کیا - اور بالتحقیق بُرائی کی پران بھیڑوں (بنی اسرائیل) نے کیا کیا ہے کہ میری بلا ان پہ پڑی - اے میرے خداوند - اے میرے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ تیرا ہاتھ مجھ پر اور میرے باپ کے گھرانے پر پڑے نگران پر نہیں" داؤد کی یہ دُعا ستر ہزار انسانوں کے فوت ہو جانے کے بعد قربانی چڑھانے سے قبول ہوئی +

پادری صاحبان بائبل مقدس میں جا بجا پاتی کی کوئی تمیز نہیں اسکی تعلیم و تعمیل کل انسانوں کے لئے عام ہے (جیسا کہ ہم لیکچر نمبر ۲ کے جواب میں ثابت کر چکے ہیں) مگر تو بھی بوجہ ناواقفیت آپ زیادہ متعجب نہ ہوجیئے - خدا نے مسیح کی ابتدائی حالت آپ بھول گئے - یہ بیچارہ خدا - بنی اسرائیل کے گھر جاکر بچھڑے کھاتا رہا - کہیں آگ میں یا آگ کے ستون میں یا بادل کے ستون میں دلیل راہ ہوا - کہیں لڑا - یعقوب سے کشتی میں مغلوب ہوا - کبھی من اور کبھی بٹیر لاکر کھلاتا - اور میٹھا پانی چٹان سے نکال کر پلاتا رہا - غرض ادنی خدمت گاری میں مدت اوقات گزاری جیسے کہ خیموں کی چوکیداری کرتا رہا - انجام کار وہی قوم اُسکی نہ ہوئی بلکہ اُس کے اور اُس کے رسولوں اور انبیا کو خوب ذلیل سمجھا اور خوار کیا اور مجبور بیچارے کی مثل اس راجہ کے (جس کی تمثیل متی کی انجیل باب ۲۲ - آیت ۱ لغایت ۱۶ میں درج ہے) اور جس کی دعوت میں مدعو لوگ شامل نہیں ہوئے - اور مجبوراً اُسے غیر لوگوں کو بلاکر کھانا دینا پڑا اور غیر قوموں سے اپنے لئے لوگ چننے پڑے +

اگر ہم آپ کے بیان کو (جو در حقیقت لغو اور بے بنیاد ہے) تسلیم بھی کرلیں کہ جات پات کی تمیز وغیرہ کتب مسلمہ میں پائی جاتی ہے - تو سچ کہ زیادہ تمیز بنی اسرائیل اور اقوام غیر سے زیادہ سخت ہے ہم تو عہد عتیق (اولڈ ٹسٹمنٹ) میں پڑھتے ہیں - کہ بنی اسرائیل کے لئے خداوند عالم نے وہ وہ کام کئے جو اسکی شان ایزدی کے ہرگز شایاں نہیں تھے +

پانچواں باب

عیسائی دین دُنیا میں کس طرح پھیلا

تمام احکمت جیسے پادری صاحبان ناواقف بچوں یا گاؤں کے رہنے والے گنواروں کو اس طرح بھسلایا کرتے ہیں اور بعض اوقات شہر کے معزز دسا کو جو تاریخ کا نام تک بھی نہیں جانتے - یہی دم دلاسا دیا کرتے ہیں کہ کرسچن مت کی سچائی اور اُسکی کارروائی کا یہ بدیع ثبوت ہے کہ وہ ساری دنیا میں پھیلتا جاتا ہے اُسکی سلطنت میں امن ہے وہ صلح سے بائبل سے پرچار کرتے ہیں - جبر سے نہیں وہ تلوار نہیں چلاتے بلکہ معقولیت سے سمجھاتے ہیں - چھاپا - ریل - انجن - گھڑی - تار برقی - ڈاکٹری - کالج سکول سب عیسائی دین کی برکات ہیں - اور بعضے اپنے سفید چمڑے کو بھی شہادت میں پیش کیا کرتے ہیں +

بیشک ناواقف آدمی ایسی باتیں سنکر پھسل جاتا ہے اگر عیسائی دین کا درحقیقت یہی نظارہ ہے تو بیچارہ گنوار کیا - عقلا کو بھی اس کا ساتھ دینا چاہئے - سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا عیسائی دین ایسا نہیں ہے - جواب ہرگز نہیں اور اُس کو ہم مفصل طور پر بذریعہ ایک کامل تحقیقات کے ثابت کرنا چاہتے ہیں +

واضح ہو کہ اول تو عیسائی مذہب تمام دُنیا میں نہیں پھیلتا جاتا اور نہ پھیل چکا ہے - اس وقت بھی عیسائی مذہب سے بُدھ بہت زیادہ ہیں فرانس - جرمن انگلینڈ - ناروے اور امریکہ اور افریقہ کے مختلف حصوں میں لوگ عیسویت کو ترک کر رہے ہیں بیسیوں اخبار میں بائبل کے خلاف جاری ہیں - آریہ سماج کی مبارک کوشش عیسائی درخت کو بار آور نہیں ہونے دیتی - وبدازم - بودھ ازم - یورپ کے اکثر مقامات میں پھیل رہا ہے اور مندر بن رہے ہیں -

* ہر ایک نے صاف راستہ ترک کردیا کوئی بھی بری نہیں ایک بھی بری نہیں غافلو خبردار ہو جاؤ - کبائی بھی مستثنیٰ نہیں (مولف)

اکثر مقامات انڈیا میں بھی لوگ عیسائی دین کو چھوڑنے جاتے ہیں۔ مدراس اور پنجاب کے حالات شاہد ہیں۔ ابھی ایک دو سال ہوئے کہ یورپ کے ایک مشہور پادری سر ایزک ٹیلر صاحب نے عیسائی دین کا روز بروز تنزل پانا نہایت عمدگی سے بیان کیا تھا۔ جس پر بہت سی کھلبلی مچی۔ مگر جتنا عیسائیوں کے پاس ترقی کرنے کا سامان ہے اتنا اگر آریوں کے پاس ہو تو وہ عیسائیوں سے صدہا درجہ زیادہ ترقی کر سکتے ہیں۔ وہ اس بے سروسامانی میں بھی تنخواہ دار پادریوں اور بشپوں کے مقابلہ میں بہت کچھ کر رہے ہیں۔ عیسائی مذہب کے سبب سے سلطنت میں امن نہیں بلکہ ہماری کوئین وکٹوریا کی خوش انتظامی اور پارلیمنٹ کی عمدہ کونسل کے سبب سے امن ہے۔ اگر عیسائی دین کے سبب سے امن ہے تو روس میں بد انتظامی کیوں ہے۔ کیا وہ عیسائی نہیں یا وہاں گرجے اور انجیل نہیں۔ پہلے یورپ کے بادشاہوں کے وقتوں میں بد انتظامی کیوں تھی۔ اگرچہ اُس وقت انجیلیں۔ صلیبیں۔ گرجے سب کچھ تھے۔ مگر جتنا ایک ہزار برس تک یورپ میں پوپ کا راج رہا (یعنے ۴ صدی سے ۱۶ صدی تک) رہا۔ اس میں اسقدر خرابیاں۔ ظلم۔ شرارتیں۔ نحوستیں۔ بے ایمانیاں۔ تباہیاں بداخلاقیاں۔ خود غرضیاں تھیں کہ جن کا شمار حد سے زیادہ ہے جو کہ تمام تر عیسائی۔ راہبوں۔ بشپوں۔ پوپوں کے ہاتھوں سے تمام یورپ کے حق میں صرف عیسائی دین کی برکت سے صادر ہوئیں سوائے ان ترقیوں کے اور کسی قسم کی بھی ترقی نہ ہوئی۔ مفصل دیکھو ڈریپر صاحب کی (کانفلکٹ بٹوین ریلیجن ان سائنس باب ۱۰ صفحہ ۲۵۵ سے ۲۸۵ تک مطبوعہ بار ہشتم لنڈن ۱۸۸۷ء)

بائبل کی پرتیچ بھی امن و امان سے نہیں ہوئی اور نہ موقع ملنے پر عیسائیوں نے تلوار چلانے اور جبر کمانے سے پہلو تہی کیا بلکہ حسب موقع صدیوں تک تلوار چلائی۔ خود عیسائیوں میں بھی مذہبی جنگ نے عرصہ تک خون کی ندی بہائی ❊

رومن کیتھلکوں کا برتاؤ پروٹسٹنٹوں سے اور اُنکا دوسروں سے نہایت ہی عبرت انگیز تھا۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہے۔ پس خوش اخلاقی بھی کوئی عیسائی دین کی خوبی نہیں۔ چھاپا دریل کی ایجاد بھی عیسائی دین سے نہیں۔ بلکہ مختلف ملکوں کے فضلا و علما کی کوشش کا نتیجہ ہے نہ کہ پادریوں کی ہمت یا عیسائیوں کی برکت۔ ان چیزوں کے موجد اکثر موحد اور کچھ دہریہ تھے پس بائیبل سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

اب ہم چاہتے ہیں کہ عیسائیوں کا علم۔ اخلاق۔ علمی محبت۔ اور علمی کتابوں اور عالموں سے سلوک اور خود عیسائیوں کا باہمی برتاؤ ان امورات کو یورپین فضلا اور فلاسفروں کی واضح شہادتوں سے عرض کریں تا کہ ہمارے ناواقف بھائیوں کو معلوم ہو کہ ظاہری سفید رنگت کے عیسائی عارضی ٹیپ ٹاپ میں پوڈر اور صابون سے دھلے ہوئے عیسائی اندرونی صفائی سے کتنی منزلیں دور ہیں ❊

سنگین دل ست ہر کہ بظاہر ملایم است پنہان درون پنبہ نگر پنبہ دانہ را

"درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" متی ۷-۲۰۔ تین سو برس مسیح کے مرنے کے بعد قسطنطین بادشاہ اس نئے دین کا بڑا رکن تھا وہ نیسیا کی کونسل میں حاضر تھا جہاں سے عیسائی تثلیث کے تین خداؤں کے درجہ مقرر ہوئے۔ اُس نے کفر کے بند کرنے کے لئے قانون پاس کئے اور ایمان والوں کے فایدوں کے لئے کافروں کی جایداد کو ضبط کیا۔ اُس نے دولت کے ذریعہ ہزاروں کو عیسائی دین کی طرف گرویدہ کیا۔ گرجے کی گود میں بہت دولت ڈالی۔ اور سرکاری خزانہ کو اُس پر خرچ کیا اور اپنے حکم سے بشپوں کو روپیہ دیا۔ غرضیکہ جو کچھ ایک بادشاہ دین کیواسطے کر سکتا تھا وہ قسطنطین نے عیسائی دین کے واسطے کیا۔ اور جو عیسائی دین کا نتیجہ ہونا تھا وہ بھی اُس بادشاہ میں ظاہر ہو گیا یعنے یہ کہ وہ اخیر دم تک بپتسمہ سے ٹال مٹول کرتا رہا تاکہ وہ آزادی سے دلیر ہو کر گناہ کر سکے اُس نے اپنے لڑکے کو مارا اپنی جورو کو قتل کیا۔ وہ ایک ظالم بادشاہ اور فضول خرچ تھا ❊

پہلی صدی کے عیسائیوں کا چال چلن

اگر پال پیٹر جیوڈ کی نوشتیں پہلی صدی میں لکھی گئی ہوں۔ تو اُس وقت بھی عیسائیوں کا اخلاق سخت مشکوک تھا۔" (دیکھو پہلا فٹ نوٹ ۵)

دوسری صدی

مشہور مورخ کہتا ہے "کہ جو شخص نیکی و بدی کا خیال نہیں رکھتا تو وہ اخلاق کا خراب رہبر ہے۔ اگر یہ بات سچ ہے تو یہ خطاب پہلے عیسائی واعظوں پر عاید ہو سکتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے جعلسازی سے فرضی نوشتے بنائے اور دین پھیلانے کے لئے بہت سے دینی فریب کئے"

تیسری و چوتھی صدی

۔ "تیسری صدی میں وہی مورخ موشیم عیسائیوں کے بشپوں کی عیاشی و نفس پرستی اور پادریوں کی اسی طرح بدیاں بیان کرتا ہے اور چوتھی صدی کے حال میں وہی مورخ افسوس سے بیان کرتا ہے۔ کہ بدچلنوں عیاشوں اور آوارہ گردوں کے گروہوں سے عیسائی دین کلنکت ہو رہا ہے۔ گنہگاروں اور عیاشوں کی کثرت کے سبب نیک آدمی بہت ہی قلیل تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ عیسائی دین اول درجہ کی نیکی عام تو تنمیز میں پھیلانے میں ناکامیاب رہا ❊

پانچویں صدی

"مارسیلز کا پادری سیلوی ان پانچویں صدی کے اپنے ہم مذہب والوں کی بداعمالی کا خاکہ ان الفاظوں میں کھینچتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے کون ایسا شخص ہے جو زناکاری کی دلدل میں پھنسا ہوا نہ ہو ❊

اگر اس سے زیادہ پوچھنا چاہتے ہو تو میں آگے بیان کرتا ہوں۔ جو کچھ میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ نہایت سنجیدہ مگر رنج سے پُر ہے۔ خود خدا کا گرجا اور اس میں یہ خرابیاں۔ افسوس کہ اور کس طرح خدا کو غصہ دلا سکتے ہیں چند آدمیوں کے سوا جو بُرائی سے بھاگتے ہیں تقریباً ہر ایک عیسائیوں کا مجموعہ بُرائیوں کا بدبودار چہبچہ ہے کیونکہ تم مشکل سے ایسے شخص کو پاؤ گے جو شرابی۔ شکم پرست زناکار۔ فارنی کیٹر۔ عیاش۔ چور۔ آدم کش نہ ہو اور سب سے خراب بات یہ ہے کہ یہ سارے قسم کے آدمی بے شمار ہیں۔ میں اب تمام عیسائی لوگوں کو ایمان سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم ایک بھی آدمی پا سکتے ہو جو ان تمام بُرائیوں اور گناہوں میں جو میں نے بیان کئے ہیں مبتلا نہ ہو۔ بلکہ کون ایسا ہے جو سب کا مجرم نہ ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسا عیسائی پانا زیادہ آسان ہے بہ نسبت اسکے ایسا عیسائی جو کسی کام کا مجرم نہ ہو۔ عنقریباً تمام ہی پادریوں کا مجموعہ اس قدر منافق بدکاری میں ایسا ڈوبا ہوا ہے کہ تمام عیسائیوں میں اسی کو ایک طرح پاک شمار کرتے ہیں جو اوروں سے کم بدکار ہو" (دیکھو میاں زمیمار یزا آف ارلی کرسچانٹی صفحہ ۲۴۶ و ۲۴۷)

جان ڈیونپورٹ کہتے ہیں۔ درحقیقت پیشوایان دین مسیحی کی بدکرداری سے

عیسائیوں سے کردار بھر گئے تھے جیسا کہ بروس صاحب اپنی کتاب مسمی بہ ٹراولس جلد ۱ صفحہ ۱۰۵ میں لکھتے ہیں۔ پیشوایان دین عیسوی ایسے کاذب اور شہرہ گو اور مکار تھے اور جھوٹی کرامتیں دکھلاتے تھے۔ اور ان سب امور سے بڑھکر یہ تھا۔ کہ ان لوگوں نے امور مذہبی میں ایسی تساہل اور غفلت اختیار کی تھی کہ نصاری عرب کا نام بدنام ہو گیا تھا۔" (صفحہ ۷) "اسی پانچویں صدی میں ایک فلاسفرہ عورت ہپیٹیا نام [illegible] تھی۔ اس کی اس جرم میں کہ فلاسفری پھیلاتی ہے پادری سرل کے مریدوں کی فوج نے اس کے خدا کے بائبلی حکم کے مطابق (خروج ۲۲/۱۸) جبکہ وہ اپنے لکچر کیلئے جا رہی تھی۔ رستہ پر سے گھسیٹکر اسکندریہ کے عظیم الشان گرجا میں لے گئے۔ اول ننگا کیا پھر گرا دیا۔ اور اس کے بدن کو صدف کے ٹکڑوں سے کاٹا پھر جلا دیا"۔ دیکھو ازدوٹ آف کرسچانٹی صفحہ ۵ پیراگراف ۳) "شارل مین نے سکسن کے درمیان فوج بھیجکر بذریعہ آگ اور تلوار کے اس قوم کو عیسائی کیا۔ جن کو پادری اور راہب لوگ صرف اپدیش سے کرسچان نہ کر سکے کیونکہ انہوں نے اپنی کوشش جبر اور دھمکی کے بغیر کی۔" دیکھو (موشیم کی اکلی زی کل ہسٹری یعنے دینی تواریخ صفحہ ۱۷)۔

پھر لکھا ہے۔ "شکسن لوگوں نے جب ترقی کی تو ان میں سے چند عیسائی دین سے کافر ہو گئے۔ جن میں سے آخر ایک گاڈس کیلس راہب ۱۴۹ء میں بشپ کی کونسل میں یہاں تک کوڑوں سے مارا گیا کہ اس نے اپنے نوشتے جلا دئے" (اسی واسطے مارا گیا تھا) (دیکھو صفحہ ۸ فردوٹ آف کرسچانٹی)

"جو پہلی عیسائی دین کا درخت مغرب میں لایا اس سے مشرق میں کبھی بار ور ہوا۔ دیکھو ۸۰۰ء میں تھیوڈورا بادشاہ کے حکم سے پالی شی ان کافر کے مذہب کے ایک لاکھ آدمی پکڑے گئے۔ ان کا مال ضبط کیا گیا اور وہ خود شکنجوں کے عذاب میں پیڑے گئے۔" ہم صاحب اپنی تواریخ مڈل ایجز میں لکھتے ہیں۔ "کہ خود عیسائی دس لاکھ کروسیڈ کے جہاد میں مارے گئے۔"

دسویں صدی

اس صدی میں نارمن۔ پولینڈ۔ روس۔ ڈنمارک۔ ناروے ان سب نے عیسائی دین اختیار کیا۔

نارمن لوگوں نے ایک بہت سا بڑا قطعہ زمین کا مانگا تھا۔ جسکے عوض میں دین عیسوی اختیار کیا اور پولینڈ والوں نے اس سبب سے کہ کافروں کے خلاف بڑے سخت قانون بادشاہ نے بنائے۔ اس ڈر کے مارے پورا نا دین چھوڑ کر جدید مذہب عیسوی اختیار کیا۔ ناروے اور ڈنمارک والوں نے ایک سخت شکست کے بعد عیسائی دین قبول کر کے جان بچائی۔ ورنہ تہ تیغ کئے جاتے۔"

۱۰۹۹ء میں یروشلم فتح ہوا۔ پاک شہر میں ڈی ڈی ام کا بھجن گایا گیا اور پھر عیسے کے سپاہی گھٹنوں پر سے اٹھکر شہر کے کوچوں۔ گلیوں میں گئے اور بیرحمی سے آدمی۔ عورتیں لڑکوں کو قتل کیا۔

اس کے بعد دوسری صدی میں بی زائی رئیس شہر صوبہ البی جنس کا فتح ہوا "نذرلینڈ میں آلوا نے ۱۸ ہزار آدمی ۵۱ سال کی حکومت میں قتل کئے۔" "بکل کی ہسٹری میں لکھا ہے۔ کہ ایک سال میں آٹھ ہزار آدمی جلائے گئے اور جب ہیوگناٹ لوگوں پر حملہ ہوا تو اس میں چودہ سو آدمی قتل ہوئے۔ بادشاہ اپنے محل کی کھڑکی سے بھاگتے ہوئے لوگوں پر گولیاں مارتا تھا۔ گرجا گھر میں گھنٹہ قتل عام کا بجا۔ اور قاتلوں کا نشان صلیب کا تمغہ تھا۔ یہ تمغہ پوپ گرگری سیزدہم نے اسی جہاد کی یادگاری میں بنوایا تھا۔

۲۴ اگست ۱۵۷۲ء میں سینٹ بہار تھالمی کا قتل بھی اسی جرم میں ہوا۔

۱۶۱۵ء میں پروٹسٹنٹ لوگوں پر رومن کیتھلکوں نے حملہ کیا۔ جنہیں کوئی بدی ایسی نہ رہی جو دین کے قبول کرانے میں انہوں نے نہ کی ہو۔ انہوں نے اپنے مخالفوں کو باندھا اور شکنجہ میں رکھا۔ اور اسی حالت میں ٹوٹی (نل) سے انکے حلق میں یہاں تک شراب ڈالی گئی کہ اس کے بخار سے انکی عقل ماری گئی اور انہوں نے اسی حالت میں رومن کاتھلک ہونے کا اقبال کیا۔ بعضوں کو بالکل ننگا کر دیا۔ اور ہزار ہا طرح کی بیعزتی کر کے انکے سر سے پاؤں تک پن (سوئیاں) چاروں طرف ٹھونک دیں اور چاقو سے انکو آہستہ آہستہ کاٹا اور گرم چمٹوں سے ان کی ناکیں کھینچیں۔ اور ان کو کمروں کے اندر گھسیٹتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے رومن کاتھلک دین منظور کیا۔ یا کہ بعضوں کو خوفناک چیخیں مارنے اور خدا کے واسطے ڈالنے سے مجبور اً چھوڑ دیا اور بعضوں کے ہاتھوں اور پاؤں کے ناخن جبراً نکلوائے۔ جس سے بیشک بڑا درد ہوا ہو گا۔ بعضوں کے پاؤں جلا دئے۔ بعضوں کے جسموں کو دھونکنیوں سے اس قدر دھونکا کہ وہ پھٹ جانے پر تیار ہو گئے۔ اگر اس طرح پر بھی وہ دین چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے تو ان کو تنگ و بدبودار جیلخانوں میں بند کیا گیا۔ جہاں انپر خوب بیرحمیاں کی جاتی تھیں اور بعضی جگہ انہوں نے باپ اور خاوندوں کو چارپائی پر باندھا۔ اور انکی آنکھوں کے سامنے انکی جورو اور لڑکیوں کے ساتھ حرام کیا۔" (دیکھو بکل کی ہسٹری)

عورتوں پر خاصکر سخت ظلم کئے گئے وہ ایسے گندے ظلم ہیں جنکا گندہ پن کوئی گندہ مغز بھی خیال نہیں کر سکتا۔ مگر یہ سب صرف اسی واسطے کیا کہ وہ رومن کیتھلک ہو جاویں۔" ایک حکیم اس کیو لی لس چند مشاہدوں کے سبب سے ۱۳۳۷ء میں جلایا گیا۔"

جان ہنس　۱۴۴۵ء میں جلایا گیا
جیروم مشہور و معروف مورخ　۱۴۱۶ء 〃 〃 〃
سہوان اور ارد لا راہب چند برائیاں دور کرنے کے سبب　۱۴۹۸ء 〃 〃 〃
جی آر برونو نجومی روم میں　۱۶۰۰ء 〃 〃
وے نی نی کی زبان نکلوائی گئی اور ٹولوس میں ۱۶۱۹ء میں 〃
پادری کلوین کے فتوے سے سروی ٹس تثلیث کے خلاف ہونے کے سبب اور گروآٹ تمام کرسچانٹی کے خلاف ہونے کے سبب سوئٹزرلینڈ میں جلائے گئے۔

جب پروٹسٹنٹ لوگ ایڈورڈ ششم کے عہد میں زور آور ہوئے تب آرچ بشپ کرین کو حکم ہو کہ پراٹسٹنٹ کے خلاف لوگوں کی تحقیقات کرو۔ جس تحقیقات کے سبب جان بوچر اور وین پیرس انگلینڈ میں زندہ جلائے گئے۔

ملکہ میری کے وقت میں پھر رومن کیتھلک نے زور پا کر پروٹسٹنٹ کے ۲۷۷ آدمی زندہ جلائے۔

ملکہ الزبتھ کے وقت میں پروٹسٹنٹ لوگ غالب آئے تو انہوں نے ۱۵۹۲ء میں

حاشیہ:- جان ڈیوہورٹ لکھتے ہیں ۱۴۱۵ء میں جان گلیڈن اور چارڈ ٹرمسن اسمیتہ فیلڈ میں بہ تہمت کفر جلا دئے گئے اور ۱۴۱۷ء میں ایلیمر کو بہم۔ کلاسٹر راجر بالنگ برنگ اور کنیس۔ سوتھول مارجری جورڈں اور جان ہم بجرم سحر متہم ہو جہین بالنگ بروگ نے بیان سے پائی اور اسکی لاسرح تشہیر کی گئی۔ اور باقی ملک سے نکال دئے گئے۔ صفحہ ۱۴۰

پروٹسٹنٹ بنانے کے لئے شکنجہ - پھانسی - جلد اُتارنا - ٹکڑے ٹکڑے کرنا - اس طرح کے ظلم کام میں لاکر انگلینڈ والوں کو پروٹسٹنٹ بنایا +

شکنجہ میں لانے کا یہ رحمدلی کا نرم طریقہ تھا - جس کے ذریعہ سے ان رحم دل پروٹسٹنٹ عیسائیوں نے رومن کیتھلکوں کو پروٹسٹنٹ کیا - یعنے بلوط کی لکڑی کا ایک بڑا چوکھٹا بناتے اور اُسے تین فٹ زمین سے اونچا لگاتے تھے اور قیدی اُس کے نیچے رکھا جاتا تھا - یعنے پیٹ کے بل زمین پر لٹایا جاتا تھا - اسکی کلائی اور ٹخنے رسی سے باندھ کر وہ رسیاں بیلنوں سے باندھی جاتی تھیں - یعنے چوکھٹے کے آخر کے دو بیلنوں میں - ان بیلنوں کو دو ڈھیکلی یعنے ملیوں یا چرخیوں سے چلاتے تھے - جس سے وہ قیدی نیچے سے اُٹھنا شروع ہوتا تھا - تب اس سے سوال ہوتے تھے - اگر جواب ناموافق ہوتے تو ملزم کو اور زیادہ کھینچتے تھے یہاں تک کہ مظلوم کی ہڈیاں جوڑوں سے جُدا ہو جاتی ہیں - ایسی نرم اور ملائم طریقہ سے پروٹسٹنٹ لوگوں نے رومن کیتھلکوں کو اپنے دین میں ملایا - اور یہی انگلنڈ والا حال سکاٹلینڈ اور آئرلینڈ میں کیا - " (مفصل دیکھو بکل ہسٹری جلد ۳ صفحہ ۱۴۴ سے ۱۴۶ تک) +

اور ایسے ہی ظلم امریکہ میں پروٹسٹنٹ لوگوں نے کویکر لوگوں پر کئے " کرسچانٹی صرف بیرحمی ہی نہیں بلکہ روشنی کے مقابل تاریکی پسند کرتی ہے کیونکہ اُسکی حکومت کی شرط جہالت ہے اُس نے علم کے خلاف جہاد کئے اور بہت صدیوں تک آدمیوں کو ترقی کرنے سے بند رکھا - " پادری لوگ شروع سے ایسے جاہل رہے کہ ساتویں صدی تک بھی بہت کم پادری تھے جو لوگوں کے پڑھنے لایق کتابیں لکھ سکیں - دسویں صدی کے شروع میں علم آنے لگا اور نجوم کو تو اس قدر اُس نے غارت کیا کہ پندرہ سو سال تک عیسائی دین میں کوئی نجومی نہیں ہوا - اور جب کاپرنیکس کتاب چھوڑ مرا تو عیسائی پادریوں نے اُس کے شاگردوں کا پیچھا کیا اور پکڑ پکڑ کر مارے اور کتاب کو جلوا دیا - " (دیکھو فروٹس آف کرسچانٹی مصنفہ میڈم انی بی سنٹ صاحبہ) (مطبوعہ لنڈن) +

ہندوستان میں عیسائیوں کی حکمت عملیاں

ریورنڈ - انچ باور صاحب فرماتے ہیں کہ " سنہ ۱۵۹۹ء میں جو مجلس ملایلم میں منعقد ہوئی تھی اور جس کا پریسیڈنٹ آرک بشپ میں زس تھا - اُسمیں مفصلہ ذیل فتوی دیا گیا " سشن ۹ فتوی ۲ " نیچ ذات کے آدمیوں کے ساتھ عیسائیوں کو اُس وقت تک نہ چھونا چاہئے جبکہ وہ بڑی ذات والے ہندوؤں کے ساتھ ہوں - لیکن جب وہاں عیسائیوں کے سوا کوئی نہ ہو تو کچھ ہرج نہیں " (دیکھو پادری صاحب کا مضمون ہندوؤں کی ذات صفحہ ۳۵ مطبوعہ کرسچن ٹریکٹ اینڈ بک سوسایٹی بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ سنہ ۱۸۵۱ء)

رابرٹ دی نوبی لی لبس صاحب سنہ ۱۶۰۶ء میں ہندوستان میں آیا یہ حال اُسکے وقت میں تھا جو اُس نے اپنی آنکھ سے دیکھا - پادریوں نے شروع میں یہ بات مشہور کی تھی - کہ ہم یورپ کے برہمن ہیں اور جمودیپ کے مغربی حصہ میں ۵ ہزار فرسنگ کے فاصلہ سے آئے ہیں کہ اپنے بھائی ہندوستانی برہمنوں سے علم سیکھیں اور اپنا علم اُن کو سکھلادیں - جب اُن پادریوں نے اپنے آپ کو برہمن مشہور کر دیا تب انہوں نے اس قوم کی تقلید بھی شروع کی - وے پیتامبر دھوتی پہننے لگے - جیسا کہ ہندوستان کے مذہبی پیشوا اور فقیر پہنتے ہیں اور جل دینے لگے - جبکہ وہ عام آدمیوں کے سامنے جاتے تھے ماتھے پر چندن بھی لگاتے تھے - جیسا کہ برہمن لگاتے ہیں - " (دیکھو خطوط اے بی ڈیبو بالئس صفحہ ۵ و ۶) اور دیکھو پادری باور صاحب کی کتاب صفحہ ۵۴)

(صرف یہاں تک ہی صبر نہ کیا) " بلکہ اس کام کے لئے (یعنے برہمنوں کو اپنے میں شامل کرنے کی غرض سے) انہوں کی انجیل کی سچائیوں اور غریب معتقدوں کی آزادی کو گڑبڑ کرتے وقت بھی ذرا نہ سوچا اپنے آپ کو بڑے درجہ کے برہمن مشہور کر کے جو کہ مغربی دنیا سے آئے ہیں اُن پادریوں نے ہندوؤں کے اصلی نام بھی اختیار کر لئے - اور اس ذات کی رسوم کی ہر ایک طرح سے تائید کی - برہمنوں کے بہت سے درجہ ہیں اور اس فریب کو زیادہ موثر کرنے کی غرض سے نوبی لس نے اپنے آپ کو سب سے بڑے درجہ والا بنا کر جتلایا - اور اپنے مخالفین کی زبان بند کرنے کے واسطے اور خاصکر اُن شخصوں کو جو اس کو برہمن ہونے کو فریب جانتے تھے اُس نے ایک پُرانا میلا پارچ منٹ یعنے چمڑے کا کاغذ پیش کیا - جس میں کہ اُس نے پُرانے ہندوستانی لفظوں (یعنے سنسکرت) میں ایک کاغذ جعلی دستاویز کا بنایا - اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے کہ روما کے برہمن ہندوستان کے برہمنوں سے بہت پُرانے زمانہ کے ہیں اور یہ کہ روما کے جیسوئٹس فرقہ کے پادری خاص برہما دیوتا کی نسل سے ہیں - پادری جووِنسی ایک عالم جیسوٹ اس فرقہ کی تاریخ میں اس سے زیادہ بتلاتا ہے جبکہ اس جعلی دستاویز کی صداقت کی نسبت چند ہندوستانی نامعتقد ہندوؤں نے شبہ کیا - نوبی لس نے مدورا کے برہمنوں کی پنچائت کے روبرو حلفاً بیان کیا - کہ میں برہما دیوتا کی نسل سے ہوں کیا یہ تعجب انگیز بات نہیں ہے - کہ ایک معزز پادری نے ایسا جھوٹ کیا ایک کفر یا دھوکہ نہیں ہے - کہ اس نے اس حلف دروغی اور دھوکہ کو ایک پاک عقلمندی بیان کیا - " (دیکھو تاریخ جیسوٹس مصنفہ جان اسی اینٹیاٹک ری سر جس کی جلد ۱۴ صفحہ ۵۷) اور ریورنڈ باور کی کتاب صفحہ ۵۵ و ۵۵) +

پادری رابرٹ دی نوبی لی لبس صاحب نے اپنا نام تتو بودھگہ سوامی رکھا اور پادری آرسی جی لبس جی صاحب نے اپنا نام ویرامنی رکھا - ہندو لوگ اُن کو اور اُنکے بھائیوں کو ہمیشہ اُن کے ہندو ناموں سے جانتے تھے (دیکھو ریورنڈ باور صاحب کی کتاب صفحہ ۴۵ کا نوٹ) - " غریب پیاروں کے واسطے صرف کیتھلک گرجے ہی علیحدہ نہ تھے - بلکہ ان کے واسطے گرجے بھی علیحدہ تھے - اگر وہ کبھی بڑی ذات والوں کے گرجے میں جانا چاہتے تھے تو وہاں سے باہر نکال دئے جاتے اور انکو کوڑوں سے پیٹتے تھے - بلکہ جب وہ مر جاتے تھے - تو عیسائی سنیاسی اُنکے گھرانے میں داخل ہونے سے انکار کرتے تھے - اور مرنے والا بدبخت آدمی جانکندنی کے وقت بستر سے گھسیٹ کر میدان میں لایا جاتا تھا - یا کسی دور کے گرجا میں لے جایا جاتا تھا - تاکہ وہ سنیاسی جو اُس کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا تھا - آخری مذہبی رسوم ادا کرے - لیکن تب بھی وہ اُس کو چھو نہیں سکتا تھا - " (دیکھو کلکتہ ریویو نمبر ۳ صفحہ ۹۴) اور ریورنڈ باور کی کتاب صفحہ ۵۷)

ایک دن ایک فوجی افسر نے (جو ٹنکوبار سے دلی کو سفر کر رہا تھا) ایک فرانسیسی پادری کو جو اس بنگلہ میں آیا - اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے اخلاقاً بلایا اُس پادری نے جبکہ اُس کو یہ معلوم ہوا - کھانا ایک پریار نے پکایا ہے اُس کے کھانے سے انکار کیا اور اُس کو صرف میجے کھائے اور یہ عذر کیا کہ اس کھانا کھانے کی وجہ سے شودر لوگ عیسائی دین سے نفرت کرینگے " (دیکھو ریورنڈ باور رسالہ

کی کتاب صفحہ ۵۸) اور (ہندوستان میں تعلیم مصنفہ ٹریولین صفحہ ۲۰)۔

عیسائیوں کا علمی کتابوں سے سلوک:۔ ڈریپر صاحب فرماتے ہیں۔ عیسائی جہادیوں نے ٹریولی کی لائبریری کو جس میں فرض کرتے ہیں کہ ۳۰ لاکھ کتابیں تھیں جلایا۔ جس وقت وہ پہلے کمرہ میں گئے۔ اُس میں صرف قرآن اور وہ کتابیں تھیں جو عربی امپاسٹر کی تصنیف خیال کی جاتی تھیں اسلئے وہ جلادی گئیں +

اسپین والے سپاہیوں نے مکسکو میں امریکہ کی تصویری نوشتوں کے بڑے بڑے انبار جلادئے۔ جو ایسا نقصان ہے کہ پورا نہیں ہوسکتا اور کارڈنل زیتر نے گرینڈا کے چوکوں میں عربی نوشتوں کی ۸۰ ہزار کتابیں جن میں عمدہ مصنفوں کی بہت سے ترجمہ تھے جلادئے۔" (دیکھو ہسٹری آفدی کانفلک بٹوین سائینس اینڈ ریلیجن صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴۔ لنڈن ۱۸۸۷ء ۲۰ ویں بار)۔

ایڈورڈ گبن صاحب فرماتے ہیں:۔ "میں اُن زیادہ ترقیمتی لائبریریوں پر افسوس کرتا ہوں جو کہ (عیسائیوں کی) رومن امپایر میں تباہ ہوگئیں۔" (دیکھو جلد ۲ باب ۱۵ صفحہ ۵۶۹ تاریخ زوال دوم) +

اخبار پاینیر کا فاضل ایڈیٹر لکھتا ہے۔ "کروسیڈرز عیسائی مذہب کے جہادیوں نے طرابلس کا کتب خانہ جس میں تین ملین یعنے تیس لاکھ کتابیں تھیں جلادیا۔ اسپین کے لوگوں نے مکسیکو میں امریکہ والوں کی تصویر کے تحریرات انبار کے انبار جلادئے کارڈنیل زمیر نے گرینڈا یا غرناطہ میں ۸۰ ہزار عربی زبان کی قلمی کتابیں جلادیں (دیکھو پایونیر اخبار الہ آباد مورخہ آٹھویں اکتوبر ۱۸۸۵ء)

ایک مورخ فرماتا ہے۔ "جب وکلف کے ترجمہ جلانے کا حکم ہوا تو ۱۴۱۰ء ...تمام ٹیلر نے تصنیف کی اور ۱۴۲۸ء میں کونسل منعقد ہوئی جس کے حکم سے وکلف کی ہڈیاں قبر سے نکال کر جلائی گئیں +

۱۵۲۵ء میں کارڈنل ولسی اور بشپ لوگوں نے حکم دیا کہ ٹنڈیل کا ترجمہ نہ پڑھا جاوے اور اس مضمون کے اشتہار اپنے علاقوں میں جاری کئے کہ لوتھر کے بعض پیروؤں نے ترجمہ غلط کیا ہے۔ اور خدا کی کلام کو جھوٹے ترجموں اور ایجادی حاشیوں سے خراب کیا ہے اس لئے وہ ترجمے جس جس کے پاس ہوں تیس دن کے عرصہ میں جنرل واٹیکر کے پاس حاضر کرے۔ ورنہ کلیسیا سے نکالا جائیگا اور بدعتی کہلائیگا اور اسی سال ٹونسل بشپ لنڈن اور ٹامس مور نے تمام نسخے خرید کرکے پالیکر اس میں جلادئے۔ پھر ۱۵۲۹ء یہ نسخے چھپ سار میں علانیہ جلادئے گئے +

جب ۱۵۳۰ء میں ٹنڈیل نے اس پر نظر ثانی کرکے دوبارہ چھپوایا۔ اور جان وغیرہ کی معرفت اس کی اشاعت کی تو لنڈن کے بشپ نے شایع کرنے والوں کی تشہیر کی اور ایک لاکھ اٹھاسی ہزار چار سو روپیہ ۶ پائی جُرمانہ کیا +

پھر ۱۵۴۶ء میں ہنری ہشتم بادشاہ انگلستان کا حکم صادر ہوا کہ ٹنڈیل اور کورڈیل کے ترجمے اور نیز وہ کتابیں جن کی پارلیمنٹ نے اجازت نہیں دی اور نیز فرخت وکلف کی کتابیں نہ پڑھی جاویں۔ بلکہ ملکی اور کلیسائی افسروں کو دیجاویں کہ وہ جلادی جاویں +

پھر ۱۵۴۸ء میں نماز کی کتاب معہ انجیل جلادی گئی +

پھر ۱۵۵۰ء میں اشتہار جاری ہوا۔ کہ بدعتی کتابیں کہیں نہ بیچی جاویں اور نہ کوئی اپنے پاس رکھے۔" (دیکھو کتاب والٹن مطبوعہ ۱۸۷۱ء جلد سوم)۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ صاحب فرماتے ہیں کہ نائسا کی کونسل میں یہ امر واقع ہوا تھا کہ شہنشاہ قسطنطین اوّل نے پادریوں کی جماعت کو وہ اختیار دیا تھا کہ جس سے نہایت ہیبت ناک نتیجے پیدا اور ضرر بیان ہوئے تھے۔ چنانچہ اُن سے چند خراب بیان ذیل میں مذکور ہوتی ہیں۔ خونریزی اور بربادی اُن احمقانہ صلیبی جہادوں کی جو عیسائیوں نے قریب دو سو برس کے عرصہ تک ترکوں پر کئے تھے۔ اور جنمیں کئی لاکھ آدمی ہلاک ہوئے۔ قتل کرنا اُن شخصوں کا یعنی (فرقہ اناسمپٹسٹ) کا جو اُس عقیدہ کو نہیں مانتے تھے کہ انسان کا دوبارہ اصطباغ ہونا چاہئے لوتھر کے پیروں اور رومن کیتھلک مذہب والوں کا دریائے راین سے لیکر انتہائے شمالی تک قتل ہونا۔ وہ قتل جسکا حکم ہنری ہشتم اور اُس کی بیٹی ملکہ میری نے دیا تھا۔ فرانس میں سینٹ بارتھولومیو کا قتل ہونا چالیس برس تک اور بہت سی خونریزیوں کا ہونا۔ فرانسس اول کے عہد سے ہنری چہارم کے پیرس میں داخل ہونے تک اس قتل عام میں پانچسو زیادہ سے زیادہ اور دس ہزار آدمی عوام میں سے فقط پارس دار السلطنت میں قتل کئے گئے عدالت مذہبی کے حکم سے قتل ہونا جو قابل نفرین ہے کیونکہ وہ عدالت پادریوں کی رائے سے ہوا تھا علاوہ اِس کے اور بے انتہا بدعتوں کا اور اُن بیس برس کی خرابیوں کا تو کچھ ذکر ہی نہیں ہے۔ جبکہ پوپ پوپ کے مقابلہ اور بشپ بشپ کے مقابلہ میں تھا۔ زہر خورانی اور قتل کی وارداتوں کا ہونا اور تیرہ چودہ پوپوں کی بیرحم لوٹ اور گستاخانہ دعوے جو ہر قسم کے گناہ اور عیب اور بدکاری میں جو ایک نیرو یا ایک گیلیگولا سے نہایت فوق لے گئے تھے۔ آخر کار اِس خوفناک فہرست کا خاتمہ ہونے کے لئے ایک کروڑ بیس لاکھ نئی دنیا (امریکہ) کے باشندوں کا صلیب ہاتھ میں لئے قتل ہونا! یقیناً یہ بات تسلیم کرنی چاہئے کہ ایک ایسا مکروہ اور قریباً ایک غیر منقطع سلسلہ مذہبی لڑائیوں کا چودہ برس تک سوائے عیسائیوں کی اور کہیں ہرگز جاری نہیں رہا۔ اور جن قوموں کی نسبت بت پرست ہونے کا طعن کیا جاتا ہے اُن میں سے کسی قوم نے ایک قطرہ خون کا بھی مذہبی دلایل کی بنا پر نہیں بہایا" (از اعجاز التنزیل صفحہ ۴۶۰ و ۴۶۱) اور اُن کی کتاب اپالوجی لکھنؤ ۱۹۸-۱۹۹) +

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں عیسائیوں کی ایک مشہور مذہب عدالت کا حال یوں لکھا ہے "اس مذہبی عدالت کا نام انکویزیشن تھا۔ اور اس کا یہ کام تھا کہ جو لوگ مذہب عیسوی کی نسبت ملحدانہ اعتقاد رکھتے ہوں یا اُس سے بالکل منحرف ہو گئے ہوں اُن کو تلاش کرکے پکڑے اور سزا دے یہ ہولناک محکمہ جو اس غرض سے قایم کیا گیا تھا کہ معاملات مذہبی میں آزادانہ تحقیقات نہ ہونے پاوے اور مذہب بالکل یکساں طور کار رہے۔ پہلے پہل تیرھویں صدی میں قایم ہوا تھا جبکہ پوپ انسوسینٹ سوئم نے ایک کمیشن اِس غرض سے مقرر کیا تھا کہ ناریوں کے ملحدوں کو مجرم قرار دیکر اُنکو سزائیں دے۔ ۱۲۰۳ء میں پوپ نے دو راہبوں کو جو ایک خانقاہ سے متعلق تھے اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ البجنس لوگوں کی کفر الحاد کے برخلاف وعظ کریں اور چونکہ اُن کو اپنے کام میں خصوصاً صوبہ ٹولوس میں بہت کامیابی ہوئی۔ اِسلئے پوپ کو یہ جرأت ہوئی۔ کہ وہ کاتھلک چرچ میں انکویزیٹر (حکام محکمہ انکویزیشن) مقرر کرے۔ جن کو بشپ لوگوں سے کچھ تعلق نہ ہو اور جو بطور وکلائے محکمہ مقدسہ پوپ کے کام کریں اور اُن کو ملحدوں کی سزا دینے کا حق حاصل ہو۔ پوپ نے اپنا یہ مقصد پورا کرنے کی غرض سے فلیپ دوم بادشاہ فرانس اور اُمرا اور رؤسا کو بھی اِس کام میں مدد دینے

کے لئے لکھا اور بطور انعام اُنکی کوشش و سرگرمی کے اِنکو ہر قسم کے متلذات نفسانی کے پورا کرنے کی اجازت دی۔ ملک فرانس میں انکویزیشن سنہ ۱۲۰۶ء سے بخلاف البجنس اور اس کے محافظ ریمنڈ ششم کونٹ آف ٹولوس کے شروع ہوُا۔ اور ہر طرح کی مخالفت جلد مغلوب کی جاکر چرچ کو بہت جلد ایسی مقدرت حاصل ہوگئی کہ وہ اپنے مخالفوں سے جو اُس کے قابو میں آجائیں جس طرح چاہے سلوک کرے چنانچہ ایسا بدنصیب البجنسوں کی تعداد قرار دینا جو سنہ ۱۲۰۸ء کے بعد آگ میں جلا جلا کر مارے گئے کچھ آسان کام نہیں ہے اور ممکن نہیں ہے کہ جو شخص اُس زمانہ کی تاریخ کو پڑھے۔ اُس کے دل میں نہایت سخت طور کا ہول اور رحمدلی کا خیال پیدا نہو۔ کیونکہ اُن حالات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس طور پر ہزارہا آدمی قسم قسم کی نہایت بیرحمانہ تکلیفوں کے ساتھ ایک ایسے مذہب کی فتحمندی کے لئے قتل کئے گئے۔ کہ جس میں اُس کے بانی نے فیاضی اور رحمدلی کی تلقین کی تھی۔ سنہ ۱۲۱۵ء میں پوپ انوسنیٹ سوم نے وسویں دفعہ ایک جنرل کونسل قایم کرکے انواع و اقسام کی نئی نئی سزائیں ملحدوں کے لئے ایجاد کیں جنکی تفصیل نہایت طولانی ہے۔ پوپ انوسینٹ کے بعد پوپ ہونوریس سوم نے بھی جو اس کا جانشین تھا اس طریقہ کو جاری رکھا۔ اور رفتہ رفتہ ایک ایسی جماعت واعظوں اور سزا دینے والوں کی قایم ہوگئی۔ جنھوں نے اپنا نام معاونین و مددگاران عدالت مقدسہ تحقیقات مذہبی رکھا +

سنہ ۱۲۲۴ء میں انکویزیشن اٹلی میں بھی قایم ہوگیا۔ اور جب باوجود ان تمام تشددات کے البجنس لوگوں نے اپنے عقاید کو نہ چھوڑا۔ بلکہ اُن کو خاص شہر روم میں بھی پھیلا دیا تو پوپ نے برہم ہوکر پہلے سے بھی زیادہ سخت سخت سزائیں دئے جانے کا حکم دیا مثلاً زندہ جلا دیا جانا یا اگر بشپ لوگ ملحدین پر رحم کا اظہار کرنا چاہیں۔ تو بجائے اس کے صرف زبان کا کاٹ ڈالنا۔ تاکہ وہ آیندہ خدا کی نسبت کوئی کلمہ کفر کا نہ کہ سکیں +

فرانس اور اٹلی کے بعد انکویزیشن اسپین میں قایم ہوُا۔ اور اس سرزمین میں یہ پودا خوب ہی پھولا پھلا اور بادشاہ فرڈینینڈ اور ملکہ اسابیلا کے زمانہ میں تو انکویزیشن نہایت ہی عام ہوگیا اور بڑے تردد کیساتھ مدت ہے مدید تک جاری رہ کر آخر کار سنہ ۱۸۰۸ء میں موقوف ہوُا۔ اس ملک میں ایک عہدہ گرانڈ انکویزیٹر جنرل کا اور اسکے بعد ایک کونسل آف سپریم قایم کی گئی۔ جسکی شاخیں تمام اضلاع اسپین میں پھیلی ہوئی تھیں جن کا کام قوانین بنانا اور اس محکمہ کی استحکام اور اسکی کارروائی کی یکساں جاری رہنے کی نگرانی کرنا تھا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ یہ محکمہ ایذا رسانی اور تکلیف دہی کی ایک ایسی کل بنگیا کہ جسکا نمونہ تاریخ عالم میں اُس سے پہلے کہیں نظر نہیں آتا۔ ایک مجموعہ ہدایات بمقام سیویل چھاپا جاکر مشتہر ہوُا۔ جس کی اٹھائیس دفعات تھیں۔ جن کی تفصیل نہایت طولانی ہے۔ مثلاً چھٹی دفعہ میں درج تھا۔ کہ جو شخص اپنے گناہ سے توبہ کرے اور بخشدیا جائے پھر بھی اُس کو بطور بقیہ اُس سزا کے جو اُس کے لئے تجویز کی تھی۔ یہ سزا دی جائے۔ کہ وہ کسی قسم کے باعزت پیشے کے اختیار کرنے۔ اور سونا چاندی موتی ریشم کے اور عمدہ ململ کے استعمال سے محروم کیا جائے +

پھر بیسویں دفعہ میں لکھا تھا کہ اگر کسی شخص کے مرنیکے بعد اُس کی کتابوں یا زندگی کے اطوار سے یہ ثابت ہوُا کہ وہ ملحد تھا۔ تو اُس پر کفر و الحاد کا فتویٰ لگایا جاکر اُس کی لاش قبر میں پھینک دی جائے اور اُس کا کل مال اسباب ضبط کیا جاکر اُسکے وارثوں کو کچھ نہ دیا جائے۔ پھر بائیسویں دفعہ میں یہ حکم تھا کہ جو شخص کفر کا فتویٰ پاکر سزایاب ہوُا ہو اور اس کی اولاد کم عمر ہو تو اُس کے ضبط شدہ مال کا ایک تھوڑا سا حصہ خیرات کے نام سے اِن کو دیا جائے۔ اور وہ تعلیم مذہب عیسوی کے لئے کسی مناسب شخص کے سپرد کئے جائیں +

جو الزامات محکمہ مقدسہ انکویزیشن کے نزدیک قابل مواخذہ تھے وہ یہ ہیں +

(۱) ہر قسم کا کفر و الحاد مذہب عیسوی میں (۲) یہودیت (۳) اسلام (۴) جرایم خلاف فطرت اور تعدّد ازدواج +

المختصر عدالت مقدسہ ایسی غالب اور ایسی ہولناک بنگئی کہ ماں باپ اپنے بچوں اور خاوند اپنی جوروؤں اور مالک اپنے نوکروں کو بجز زبان ہلانے کے چپ چاپ اُسکے حوالہ کر دیتے تھے بلکہ اُسکی قوت زیادہ تر خوف ہی تھا۔ جو اس نے لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دیا تھا۔ اور خلائق کے دلوں میں اُسکی ہیبت ایسی عام ہوگئی تھی کہ رئیسوں اور بادشاہوں تک اسکے نام سے کانپتے تھے۔ جسقدر انسانوں کی جانیں اِس بیرحم عدالت مذہبی نے تلف کرائیں اُنکی تعداد ٹھیک ٹھیک بیان کرنی آسان نہیں ہے چنانچہ صرف اسپین ہی میں بقول سیر لارینٹی تین لاکھ چالیس ہزار آدمی اس محکمہ سے مستوجب سزا قرار دئے جاکر کسی نہ کسی طرح کی تکلیف سے برباد کئے گئے۔ جن میں سے تقریباً ۳۲ ہزار آدمی تو زندہ آگ میں جلا کر مارے گئے۔ اور اگر اس تعداد میں وہ تمام بدنصیب لوگ شامل کرلئے جائیں جو عدالتہائے مقامات میکسیکو۔ لیما۔ کارتھیجینا۔ سسلی۔ سارڈینیا۔ اوران۔ مالٹا۔ نیپلیس۔ میلان اور فلینڈرس سے جبکہ ان ملکوں میں اسپین کی حکومت تھی سزایاب ہوئے تھے۔ تو غالباً یہ ثابت ہوگا کہ نصف ملین سے زیادہ بدنصیب آدمی اس سنگدل مقدس محکمہ سے طرح طرح کی سزائیں پاکر دُنیا سے گئے۔" (دیکھو انسائیکلوپیڈیا جلد ۱۲) (اعجاز التنزیل صفحہ ۴۷ سے ۴۷۵ تک) یہ کیفیت تو رومن کیتھلک فرقہ کے عیسائیوں کی جور و ظلم کی تھی اب پروٹسٹنٹ فرقہ کا حال جبکہ انھوں نے فروغ پایا۔ سنئے مؤرخ ہالم صاحب تنبیہ "ہیں اِس دین مہذب (فرقہ پروٹسٹنٹ) کے مختلف شعبوں اور فرقوں سے سب سے بڑا گناہ جو سرزد ہوُا ہے وہ یہ ہے کہ بندگان خدا پر دین میں زور و زبردستی کرتے ہیں اور یہ گناہ ایسا ہے کہ ہر ایک ایماندار اشراف جتنی زیادہ کتابوں کی سیر کرتا جاتا ہے۔ اُتنی ہی اُس کو اُن سے نفرت اور کدورت ہوتی جاتی ہے۔" دیکھو تاریخ آئین سلطنت انگلستان جلد اوّل باب دوم اور (اعجاز التنزیل صفحہ ۴۷۵) +

مؤرخ لیکی صاحب فرماتے ہیں۔ "کہ جب کالون نے سرویس کو صرف اس وجہ سے زندہ جلا دیا کہ اُس کے اعتقادات تثلیث کے باب میں جمہور علماء کے برخلاف تھے۔ تو سب پروٹسٹنٹ فرقوں نے کالون کے اِس فعل کی بڑی تعریف کی اور ملانکٹن اور بلنجر اور فارل نے اِس گناہ کی تعریف میں نامے لکھے اور بیزا نے جو بڑا عالم تھا۔ اِس فعل کی تعریف میں ایک بڑا رسالہ تصنیف کیا۔" (تاریخ مذہب معقول پسند جلد دوم صفحہ ۴۹) +

پھر جان ڈیون پورٹ صاحب فرماتے ہیں۔ "اِس زمانہ میں مذہب عیسائی سے زیادہ کوئی چیز بالتصریح خراب نہ تھی۔ وہ دونو شاخیں مذہب عیسائی کی جو ملک ایشیا و افریقہ میں پھیل گئی تھیں۔ انھوں نے طرح طرح کی بدعتیں اور بداعتقادیاں اختیار کرلی تھیں۔ اور ہمیشہ باہمی مباحثوں اور مناقشوں میں مصروف رہتی تھیں اور ایرین۔ نسٹورین۔ سیبلین اور یوٹیچین مذہب والوں کے تکراروں سے نہایت دق تھیں اُنکی پادریوں کی عادات مثل شہوت پرستی اور عہدوں کے فروخت اور جہالت نے مذہب عیسائی کو بڑا دھبہ لگایا تھا اور سب عیسائی لوگوں کو نہایت بدرویہ کر دیا تھا +

عرب کے جنگلوں میں جاہل اور شوریدہ مغز راہب بکثرت تھے جو بیہودہ تخیلات

کرشن منت درپن

ہیں دماغ سوزی کرکے اپنی اوقات خراب کیا کرتے تھے - اور اکثر اِن کے غول کے غول شہر میں آکر اہل شہر کو اپنی توہمات تلوار کے زور سے سکھایا اور منوایا کرتے تھے" (دیکھو اُن کی کتاب)

(فار محمد اپالوجی اینڈ دی قرآن) مطبوعہ لنڈن ۱۸۲۹ء صفحہ ۳) اور اس کا ترجمہ اردو صفحہ ۷ +

پھر وہی صاحب فرماتے ہیں "اُنھوں نے اپنے خیال میں ایک نیا اولیمپس قایم کرلیا تھا - اور اُس میں اپنے مذہب کے ولیوں اور شہیدوں کو فرشتوں کو آباد خیال کرتے تھے جیسا کہ بُت پرست اپنے دیوتاؤں سے اولیمپس کو آباد سمجھتے تھے اِس زمانہ میں ایسے عیسائی بھی جو یوسف کی زوجہ مریم میں الوہیت کی شفاعت قایم کرتے تھے" (دیکھو جان ڈیون پورٹ صاحب کی اپالوجی صفحہ ۴ ۱۸۲۹ء)

پھر وہی فاضل فرماتا ہے - اِن ناپاک وناشایستہ ناقابل تنفر گرجاؤں - اور اُنکی تصویروں اور تہواروں اور تقریبوں کی رسوم سے جنکی بنا بقول مسٹر گاڈ فری ہگنس صاحب اُن خراب باتوں پر تھے جن کو بت پرستی کا فضلہ کہنا چاہیئے اور جس میں نہ صرف ایشیا و افریقہ بلکہ یونان و روم بلکہ تمام فرنگستان کے عیسائی مستغرق تھے اور جو بقول مسٹر ہیگنس پیشوایان مذہب بلکہ خود پوپ روم کی اغوا و تحریک سے عمل میں آتی تھیں" (دیکھو اپالوجی اور اعجاز صفحہ ۱۴۳) +

کلارک صاحب اپنی کتاب تاریخ ڈیٹیچیا انگلکر میں عیسائی مجاہدین کا حال لکھتے ہیں کہ سلفت سے آب تک کسی قوم اور کسی ملک میں عیاشی اور بدفعلی کا زیادہ غلبہ نہیں ہوا - جسقدر کہ مجاہدین سفاری میں ہوا تھا (دیکھو صفحہ ۳۲۹ میں صفحہ ۱۳۱) +

چھٹا باب

تثلیث اور اس کا آغاز

عیسائی دین کے بموجب خدا کے تین اقنوم ہیں اور ہر ایک اُن تینوں میں سے خدا ہیں کیونکہ باپ اور بیٹا اور روح القدس یا پتا پتر و پوتر آتما خدا ہونے پر بھی ایک دوسرے سے ہر طرح جُدا ہیں عیسائی لوگ یوں تو ان تینوں کو خدا کہتے ہیں - مگر دُنیا دی شرم کے مارے لوگوں کے سامنے تین خداؤں کے قایل نہیں - جب اس مسئلہ پر کبھی اُنسے گفتگو آتی ہے - تو جواب دیتے ہوئے اُنکی روح سخت طرح کے پیچ و تاب کھاتی ہے تثلیث فی التوحید - توحید فی التثلیث - ایک تین میں اور تین ایک میں عجب عقدہ ناقابل حل اُن کے سامنے آجاتا ہے جس کو وہ کسی طرح ظاہر نہیں کرسکتے - جب خود عیسائی پادری اور بشپ صاحبان اِس کے سمجھنے سے عاری ہیں تو ہم کیا کہیں

ہمارے ہزاروں مہربان پادری صاحبان یہ جانتے ہیں کہ تثلیث کا ماننا بائبل کا مسئلہ ہے انجیل سے نکلا ہے - مسیح اِس کا موجد ہے - اِسواسطے وہ اِس کو زینت ایمان جان طوعاً و کرہاً اسے مان رہے ہیں - اور ہر چند کہ عقلا کے سامنے اور معقولیت کے روبرو انہیں بارہا شرمسار ہونا پڑتا ہے - تو بھی اِس سے انکار نہیں کرتے +

اِس واسطے ہم نہایت عاجزی سے معزز پادری صاحبانکی خدمت میں دست بستہ عرض کرکے جتلانا چاہتے ہیں کہ یہ تثلیث کا مسئلہ آپکی مقدس بائبل میں کہاں سے آیا؟ اور کب اور کس کے وسیلہ سے رائج ہوا - اُمید کہ ہماری عرض داشت کو آپ غور سے مطالعہ فرماوینگے +

جان ڈیوبیورٹ صاحب لکھتے ہیں "نیوٹن صاحب اور گبن صاحب نے بڑی تحقیقات و کوشش سے ثابت کیا ہے کہ جن آیات انجیل سے مسئلہ تثلیث مستنبط کیا ہے (یوحنا ۱ باب ۵ و ۷) وہ آیات افتراعی ہیں اور کامٹ صاحب بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ آیت درباب تثلیث کسی قدیم نسخہ انجیل میں نہیں - مسیح نے تو ایک ہی خدا کے اعتقاد کا حکم فرمایا تھا - لیکن پولوس اور یوحنا نے جو پیروان افلاطون میں سے تھا - مسیح کا مذہب خراب کردیا - اور اس میں سے عقیدہ توحید باری تعالے نکالکر عقیدہ مہملہ تثلیث مخترعہ افلاطون داخل کیا" (صفحہ ۹۳) +

ایک لایق اور مشہور مؤرخ فرماتا ہے - تین سو ساٹھ برس مسیح سے پہلے افلاطون نے اِس مشکل سے (کہ ایک (رشد سط) مقدس خدا سے کس طرح یہ سب طرح کی دُنیا پیدا ہوئی نکلنے کے لئے اُس نے فرض کیا - کہ پرمیشور کی ذات میں تین حصے ہیں ایک فسٹ کاز یعنی آدی کارن پرمیشور دوم عقل یا لوگاس سوم دُنیا کی روح - اِنکو افلاطون کے فلسفہ میں تین دیوتا بیان کئے تھے اور یہ تینوں ایک عجیب طور پر اُنپتی (جنریشن) سے ملے ہوئے تھے - لوگاس کو خاصکر اُس باپ کا (جو دُنیا کا بنانیوالا اور گورنر یعنی حاکم ہے) بیٹا بیان کیا تھا - اِس کو فلاطون نے بہت ہوشیاری سے ادا کیا تھا اور یہی اُس کے مدرسہ کا راز تھا - جس کو تیس برس کی محنت میں طالبعلم سمجھتے تھے" دیکھو (کڈورتھ کی انٹلکچوال سسٹم صفحہ ۵۶۸) +

ایڈورڈ گبن فرماتے ہیں "یہ فلاطون کی فلاسفی سکندر کی فتوحات کے سبب سے تین سو برس مسیح سے پہلے ایشیا اور مصر میں پھیل چکی تھی - سکندریہ کے مدرسہ میں یہودی اِسکی تعلیم پاتے تھے - لوگاس کا لفظ یہودیوں نے موسےٰ کی جہوا سے منسوب کردیا - اور خدا کے بیٹے کو ظاہری صورت پر دنیا میں اُن کاموں کیلئے داخل کیا - جو خدا کی صفت اور عادت کے خلاف معلوم ہوتے تھے - کہتے ہیں کہ یہ دینی تعلیم فلاطون کی یونانی فلاسفی کی طرح بے پرواہی سے خیال کی جاتی - اگر اُسکی آخری حواری یوحنا کے قلم سے تصدیق ہوتی جو ۹۷ء میں تصدیق ہوکر نروا بادشاہ کی حکومت میں پوری ہوئی - جس سے یہ عجیب بھید دُنیا پر ظاہر ہوا - کہ لوگاس نے جو خدا کے ساتھ شروع سے تھا - اور جو خدا تھا - جس نے تمام چیزیں بنائی تھیں اور جس کے لئے تمام چیزیں بنی تھیں - اُسی نے ناصرت کے جیسس یعنی مسیح ناصری کے جسم میں اُوتار لیا - جو کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوا - اور جو صلیب پر مارا گیا +

ابونیہ والے مسیح کو رسول تو مانتے تھے - لیکن یوحنا کی انجیل کے بموجب مسیح کی تعریفیں نہیں مانتے تھے کہ وہ خدا تھا یا خدا کے ساتھ تھا +

دوسرے ناسٹکس لوگ مسیح کو آدمی اور خدا دونو مانتے تھے کیونکہ وہ خدا کے جسمانی ہونے کے قایل تھے - ابھی مسیح کا خون کالوری کے پہاڑ پر سلگ رہا تھا یعنی اُس میں سے دھواں اُٹھ رہا تھا کہ ناسٹکس لوگوں نے ایک اور کفر اور بیہودگی کا خیال پیدا کیا - کہ بجائے کنواری کے پیٹ سے نکلنے کے مسیح پوری جوانی میں جارڈن ندی کے کنارہ پر اُترا تھا - اور اُس کے چیلوں اور مخالفوں کا دھوکا ہوا اور ایسا ہی پایلٹ کے وزیروں کو دھوکا ہوا - کیونکہ صلیب کے اوپر ایک ہوائی صورت مصلوب ہوئی تھی +

پس اسی رسول یوحنا کے لکھنے سے فلاطون کی فلاسفی عیسائیوں میں مسیح کی دوسری اور تیسری صدی میں رائج ہوئی - کیونکہ اِسی یوحنا نے پہلے ہی سے

الہام کی عجیب ریافتوں کا مکاشفات سے معلوم کر لیا تھا (یعنی یہ مکاشفات بھی اسی یونانی کی ایک حکمت تھی) افلاطون کے معزز نام کو عیسائی لوگ تو عزت سے یاد کرتے تھے اور لوگ اس کی شکایت کرتے اور اسے بدنام کرتے کہ اس نے سچائی اور غلطی والوں کی تائید کی +

تثلیث کے مسئلہ پر اسکندریہ کے فیلسوفوں اور عیسائیوں میں بحث ہوتی تھی۔ اُستاد اور شاگردوں کی سیری لفظوں کی بھرمار سے ہو جاتی تھی۔ لیکن سب سے بڑا عقلمند عیسائی اور علم دین کے جاننے والا اتھنی سی ایس خود صاف صاف صدق دل سے کہتا ہے کہ جب کبھی اس نے اپنی عقل لوگاس کی الوہیت سوچنے پر دوڑائی تو اسکی سب کوششیں ضائع ہوئیں کیونکہ اُس نے جتنا زیادہ سوچا اتنا ہی کم سمجھا۔ اور جتنا اُس نے زیادہ لکھا اتنا ہی وہ کم اپنے خیالوں کو ظاہر کر سکا +

اول تو یہ لوگاس کا راز فیلوسوفوں میں رہا لیکن جب مسیحائی ایمان کی اُمید اور عبادت کا مدعا بن گیا۔ تو روم کی سلطنت کے ہر ایک صوبہ میں عوام الناس اس کو کثرت سے اختیار کرنے لگے۔ مرد اور عورتیں جو کہ اس کی بابت بالکل ناقابل ہیں۔ وہ بھی اس کی بات چیت کرنے لگے +

ایسے وقت کی بابت ٹرٹولن فخر سے کہتا ہے کہ "عیسائی کاریگر آسانی سے ایسے سوالوں کا جواب دے سکتا تھا۔ جس سے نہایت دانا یونانی گھبرا جاتے تھے +

جب ایسا ہو گیا۔ یعنی تثلیث عام میں پھیل گئی۔ اور دینی جوش بھی ساتھ ہوا۔ تو عیسائی لوگ اس کو یونانیوں کے دیومالا یعنی متھیالوجی کی اصلاح میں بیان کرنے لگے اس کے ۸۰ برس بعد بتھنیا کے پادری لوگوں نے پلنی کی کچہری میں اقرار کیا کہ وے اس کو یعنی مسیح کو مثل خدا کے یاد کرتے ہیں +

آخر کار جب اس مشکل پر جھگڑے۔ منادی اور مباحثے ہونے لگے تو ایک مشہور و معروف فاضل عیسائی ایریس نے اس سے انکار کیا اس کے نہایت سخت دشمن بھی اس کے علم اور صداقت کا اقرار کرتے تھے۔ اور وہ ایسا بے پرواہ تھا کہ اُس نے پادری کا تخت لینے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ ایریس کے مریدوں میں سے اُس وقت مفصلہ ذیل اشخاص مذہبی عہدوں پر ممتاز تھے۔ بشپ۔ برس بیٹر۔ ڈیکن۔ کنواریاں۔ ایشیا کے بہت سے پادری ہیں۔ یہ سب اُس کے ہم خیال تھے۔ ان کے سوا سب سے بڑے عالم پادری یوسی بی ایس نے اس کی امداد پر قلم اٹھائی۔ جب اس طرح زور و شور سے مباحثے ہونے لگے۔ تب بادشاہ اور لوگوں کی توجہ اس دینی بحث پر ہوئی۔ اور چھ سال تک خوب جھگڑے ہوتے رہے آخر کار اس کے بعد ۳۱۸ سے ۳۲۵ کی نیس شہر کی عام کونسل کے آخری قطعی فیصلہ پر یہ معاملہ چھوڑ دیا گیا۔ اور یہ کونسل خصوصاً اسی فیصلہ کیواسطے منعقد ہوئی۔ اس وقت تثلیث کے متعلق امورات ذیل تنقیح طلب تھے۔ جن میں سب باہمی ایک دوسرے کو کفر کے فتوے دیتے تھے۔ کیونکہ غلطی اور کفر سے کوئی خالی نہ تھا

اول رائے یہ تھی جس کو ایریس اور اُس کے مرید مانتے تھے کہ لوگاس مطیع تو ہے مگر خود پیدا شدہ ہے۔ باپ کی مرضی عدم سے پیدا ہوئی ہے۔ اگرچہ بیٹے کے لئے تمام چیزیں بنائی گئیں اور تمام دُنیا کے وہ پہلے بھی پیدا ہوا۔ اور جس کی عمر کے مقابلہ میں نہایت بڑے سے بڑا نجوم کا دور ایک فانی لمحے کے برابر بھی نہیں ہے۔ تو بھی اُسکا وقت بیحد نہیں ہے اور اُسکی خوبصورتی پیدایش کے پہلے کچھ وقت گذر چکا ہے۔ یعنی اُس جنے ہوئے اکلوتے لڑکے پر قادر مطلق باپ نے اپنی بہت روح ڈالدی اور اپنی جلال کی چمک سے اُس کو منور کر دیا۔ وہ پوشیدہ کمالیت کی ظاہری صورت تھا اور اُس نے اپنے پاؤں کے نیچے بیحد فاصلے پر نہایت بڑے چمکیلے فرشتوں کے تخت دیکھے تو بھی

وہ عکسی روشنی سے چمکتا تھا۔ اور مثل رومی بادشاہوں کے بیٹوں کی جو کہ اگسٹس یا سیزر کے خطاب سے پکارے جاتے تھے وہ باپ اور بادشاہ کی مرضی کے مطابق دُنیا کی حکومت کرتا ہے +

دوسری رائے یہ تھی کہ لوگاس ذاتی اور دوسروں میں نہ جانیوالی ویسی کمالیتیں رکھتا ہے جیسے کہ فلاسفی اور دین کی رو سے خدا میں ہیں۔ تین مختلف اور بے حد روحیں خدا کی ذات میں مساوی طور پر برابر اور بیحد ہیں اور انمیں سے کوئی مقدم موخر نہیں ہے۔ اس رائے کے ماننے والے اور محمد جس رائے میں تین مختلف خدا معلوم ہوتے تھے منٹ کاز کی وحدانیت قایم رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ جو دُنیا کے انتظام میں خوب واضح ہے +

تیسری رائے یہ تھی کہ تین خدا اپنی ہستی کی ضرورت سے کمالیت کے طور پر تمام خدائی صفات سے موصوف ہیں اور جنکا وقت بیحد ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تمام دُنیا میں موجود ہیں۔ یہ تین آدمیوں کو ایک ہی معلوم ہوتے ہیں۔ جو دُنیا کے انتظام میں مختلف صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے +

اس رائے کے موافق اصلی تثلیث تین ناموں اور تین صفات کی ہے جو سوچنے والے کے دل میں رہتی تھی۔ لوگاس کوئی خاص شخص نہیں بلکہ ایک صفت ہے اور لفظ بیٹے کا اُس پر بطور استعارہ کے لگاتے ہیں اور وہ عقل ہے جو خدا کے ساتھ ہے اور جس سے چیزیں بنائی گئی ہیں لوگاس کا اوتار صرف خدا کی عقل کا الہام ہے +

جس سے مسیح آدمی کی روح بھری تھی۔ اور اس کے کاموں کی ہدایت ہوتی تھی۔ یہ تین رائیں مقدمہ کے طور پر پیش کرنے کے لائق تھیں +

ایریس کو کامل امید تھی کہ اگر نیس کی کونسل کے پادری ایماندار تمیز سے غور کرتے تو اُن کی رائے قبول ہوتی مگر آخر کار کونسل کی رائے سے باپ اور بیٹا دونو کی ایک ہی اصلیت قایم کی گئی۔ جس کو اب پراٹسٹنٹ گریک۔ لیٹن اور تمام عیسائی اپنے دین کا اصلی عقیدہ مانتے ہیں +

کونسل ہونے کے بعد جو باپ اور بیٹے کے متعلق کونسل نے لفظ ہوموشن لکھا اس لفظ کی مخالف رائے کے مطابق واسطے قایم کرنے اپنے اپنے عقاید کے مختلف معنی کئے اسی لفظ کو اوروں نے ہوموآئی اوشن کر لیا تھا۔ غرضیکہ مختلف طرح کے پھل رہے بنا کر اس کے جدا جدا معنے تراشے۔ مگر دو مشہور پادریوں نے جو اس وقت چرچ کے پیل پائے شمار ہوتے تھے اکونسل کے معنی قبول کئے یعنی وہ ایک ہی ذات ہیں +

انہیں متنازع کے دنوں میں اور ۸ افرقے کھڑے ہو گئے جو سب ایریس کے دشمن تھے۔ چنانچہ اُس وقت کی حالت کو سینٹ آیلسری صاحب جو اُسی چوتھی صدی میں فرنہ یو یکرس کے بشپ ہیں ان الفاظوں میں بیان فرماتے ہیں " جہاں کہیں میں گیا میں نے بہت کم پادری پائے۔ جن کے درمیان سچے خدا کا علم تھا۔ یہ بات بہت افسوسناک اور خوفناک ہے۔ کہ آجکل آدمیوں کے درمیان اتنے مذہب ہیں جتنی کہ اُنکی رائیں ہیں۔ اور اتنے اُنکے عقیدے ہیں جتنی کہ اُنکی خواہشیں ہیں۔ اور اتنے ان میں کفر ہیں جتنے کہ اُن میں عیب ہیں۔ کیونکہ مذہبوں کو بغیر وجہ اور بغیر صلاح کے لوگ طبعزاد بناتے ہیں۔ اور اسی طرح اُنکو بیان کر دیتے ہیں۔ ہوموشن کا لفظ کبھی رد کیا جاتا ہے اور کبھی اختیار کیا جاتا ہے۔ اور متواتر جلسوں میں اُس پر جھگڑے ہوتے ہیں۔ آج کل کے کمبخت لوگ زمانہ میں بحث کا یہ ایک مضمون ہے کہ باپ اور بیٹے میں جزوی مشابہت ہے یا کُلی۔ ہر سال بلکہ ہر ایک ماہ ہم نئے دین ان بھیدوں کے بیان کرنے کے لئے بناتے ہیں۔ جو کچھ ہم نے لکھا

ہم اس سے پچھتاتے ہیں۔ جو لوگ پچھتاتے ہیں۔ ہم کبھی انکی حمایت کرتے ہیں۔ اور ہم اُنہیں لوگوں پر کفر کا فتوے دیتے ہیں جن کو پہلے ہم نے بچایا تھا۔ کبھی ہم دوسروں کے عقیدوں کو اپنے درمیان آنے وقت خراب کہتے ہیں۔ کبھی اپنے عقیدوں کو دوسروں کے درمیان پاکر بُرا کہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی بربادی کا سبب ہو رہے ہیں،، (دیکھو فلاسفر لاک صاحب کی کامن پلیس بک فصل ۳۰ صفحہ ۴۷۰) اور تاریخ ڈکلاین اینڈ فال صفحہ ۵۱۱ اور اپالوجی صفحہ ۱۹۷ +

اِس جھگڑے کے بعد سلومیہ کی کونسل ہوئی۔ مگر اُس میں بھی کوئی خاطر خواہ فیصلہ نہیں ہؤا +

اُس وقت عقاید عیسوی پر ایسا اندھیر پڑا ہؤا تھا کہ پادری ہلاری خود ۳۰ برس کونسل کے بعد یہ نہیں جانتا تھا۔ کہ میرا عقیدہ کیا ہے +

جب یہ چرچا مغرب میں پھیلی تو ۳۲۶ء میں ایک اور کونسل ریمنی کی ہوئی۔ اسمیں نیس کی کونسل سے زیادہ پادری حاضر تھے۔ یعنی چار سو بشپ سے زیادہ اٹلی۔ افریقہ۔ اسپین۔ گال (فرانس) برٹن۔ الیریکم کے جمع ہوئے تھے۔ اِس کونسل میں ۸۰ آدمی ایرین کی رائے کے تھے۔ مگر ایریس کے نام سے نفرت کرتے تھے۔ اور اِس کونسل کے اُٹھنے سے پہلے ہی ایسے عقیدہ پر جو مشکوک تھا دستخط ہو گئے۔ مگر پیچھے سے اِس کونسل کی بھی غلطی معلوم ہو گئی ہی نیس کی کونسل کے فیصلہ کو منظور کیا گیا۔ کیونکہ اِس میں ایریس کے کئی لفظ داخل ہو گئے تھے +

جب یہ فساد بہت زیادہ بڑھ گیا تو قسطنطین بادشاہ نے الگزنڈر اور ایریس کو چٹھی لکھی جس میں اُس نے افسوس ظاہر کیا۔ کہ باوجود ایک خدا۔ ایک دین ماننے کے تم ایسی چھوٹی سی بات پر ایکدوسرے کے خلاف جھگڑے کر رہے ہیں اور یونانی فیلسوف کی مثال دی۔ کہ تم بھی انھیں کی طرح رہا کرو۔ دلیل کے وقت دوستانہ طور پر بحث کرو۔ اگر اسوقت بادشاہ کوشش کرتا تو صلح ہو جاتی۔ مگر اُسکی (بُت) مورت کی ہتک سے اُس کو خیالی خوف ہو گیا۔ جس نے باہمی صلح کی امید کو مٹا دیا کیونکہ اُس نے تین سو بشپ اپنے مکان میں جمع کئے +

جہاں بادشاہ ہونے کے سبب خوب زور شور سے بحث ہوئی اور خود بادشاہ مباحثہ میں شامل ہؤا۔ لیکن اوسی ایس جو کہ نیس کی کونسل کا پریذیڈنٹ تھا۔ اس کی ترغیب (یعنی اِس بات کے کہنے) سے کہ یوسی بی ایس نے جس کے پاس ایریس کا فرتھا۔ اُس نے بادشاہ کے دشمن کو مدد دی تھی) بادشاہ نے نیس کی کونسل کے عقیدہ کو تسلیم کیا۔ اور حکم دیا کہ جو لوگ کونسل کے الٰہی فیصلہ کو رد کینگے یا نہ مانینگے وہ جلاوطن کئے جاوینگے۔ اِس بادشاہ کی دھمکی پر اول جو ۰۷ مخالف تھے پھر دو رہ گئے آخر کار تین ماہ انتظار ہی کے بعد یوسی بی ایس جلاوطن کیا گیا اور کافر ایریس بھی الیریکم کے صوبہ کی طرف جلاوطن کیا۔ اور تمام ایرینیس فرقوں کی قانوناً ہتک کی گئی۔ اور ان کو پورفرین کہا گیا اور انکی کتابیں جلائی گئیں اور انکے قتل کا حکم ہؤا۔ جن کے پاس اُنکی کتابیں نکلیں (مختصر دیکھو گبن ہسٹری جلد ا باب ۲۱ صفحہ ۵۷۱ سے ۵۸۷ مطبوعہ چنڈ اس لنڈن)

جان ڈیونپورٹ صاحب لکھتے ہیں کہ ان زمانہ عیسائی کو ماریا ٹیڈس کہتے ہیں۔ اور اِس فرقہ کے لوگوں نے چاہا تھا کہ تثلیث بالکل مقابہ معتقدات میں داخل کریں۔ یعنی بعوض روح القدس حضرت مریم کو اقانیم ثلاثہ میں داخل کریں (صفحہ ۸ ۱۸۶۹ء)

اب ہم اس مسئلہ تثلیث پر چند مکرم و معظم پادری صاحبان کی رائے بیفاضت بی ع

کی نقل عقلا کی خدمت میں پیش کرتے ہیں +

نمبر ۱۔ پادری ڈی ڈبلیو ٹامسن صاحب تثلیث کے حل سے عاجز آکر لکھتے ہیں کہ "مخالفت (نیچر قانون الٰہی) کے استدلال اور عقلی دلایل اِس میں چل نہیں سکتے۔ اِس کا ثبوت بہمہ جہت کلام الٰہی پر موقوف ہے" (تشریح التثلیث صفحہ ۲۲)

نمبر ۲۔ مشہور و معروف پادری فانڈر صاحب فرماتے ہیں (تشریح مسئلہ تثلیث) "عقل انسانی محدود ہے۔ پس ذات الٰہی اور اُس کے اسرار کو مانند تثلیث مسیح درک نہیں کر سکتی،، (مفتاح الاسرار صفحہ ۲۹ باب ۱ سطر ۱۶)

پھر فرماتے ہیں۔ تثلیث اُن بھیدوں اور اُن مسئلوں میں سے ہے۔ جن میں عقل کو راہ نہیں۔ اور دلیل سمعی یعنی کلام الٰہی پر اُس کی تسلیم واجب ہے،، (مفتاح الاسرار صفحہ ۲۹ سطر ۳) +

پھر فرماتے ہیں کہ ہم ان بھیدوں (تثلیث) کے ثابت کرنے کے لئے انسانی عقل اور اس جہان کے علوم سے نہیں بلکہ صرف یسوع مسیح کے کلام اور انجیل و توریت کی واضح آیتوں سے دلیل لاینگے۔ کسواسطے کہ انسان کی ناقص عقل میں ہرگز اتنی طاقت نہیں ہے" (صفحہ ۲۴ سطر ۱۰ و ۱۱ باب اول) +

پھر فرماتے ہیں کہ اِن تعلیمات کا مباحثہ نہ دلایل عقلیہ سے بلکہ صرف کلام الٰہی کی آیتوں سے ہو سکتا ہے،، (مفتاح الاسرار صفحہ ۵)

نمبر ۳۔ فاضل پادری صفدر علی صاحب فرماتے ہیں کہ "مسئلہ تثلیث جو اسرار ماہیت ذات مغیب و مستتر خدائے ذوالجلال سے ہے دلایل عقلی سے اُس کا ثبوت و بطلان دونوں ناممکن ہے" (نیاز نامہ صفحہ ۱۰ ۱۸۶۷ء)

پھر لکھتے ہیں اور اگر کتاب مقدس خدا تعالیٰ کا برحق کلام نہ ہوتا تو صرف مسئلہ تثلیث کیا بلکہ اسکی جملہ تعلیمات قابل اعتماد و اعتقاد نہ ہوتیں" (صفحہ ۹)

پھر فرماتے ہیں اسی تثلیث کے بارہ میں اگر کوئی کہے کہ یہ بات مطلق میرے فہم میں نہیں آتی ہے۔ تو اِس بات پر اسقدر عرض کافی ہے کہ سچ ہے۔ مقام تعجب نہیں" (نیاز نامہ صفحہ ۸ ۱۸۶۷ء لکھنو)

نمبر ۴۔ مشہور و معروف پادری عمادالدین لاہز فرماتے ہیں "تثلیث مبارک پر دلیل عقلی کو طلب کرنا خلاف عقل ہے۔ جیسے توحید مجرد پر۔ یہود کے سوا جو اور لوگ ہیں۔ اُن کو تثلیث پر اس طرح قایل کر سکتے ہیں۔ کہ اولاً ضرورت الہام۔ اور ثانیاً کتب مقدسہ میں اُس کا انحصار دلایل عقلیہ سے اُن پر ثابت کرینگے۔ اور جب وہ اُس کے قایل ہو لئے۔ تو الہام کی اطاعت سے اُن کو بھی تثلیث کا قایل ہونا پڑیگا (دیکھو اُن کی کتاب نغمہ طنبوری لاہور بار اول ۱۸۸۴ء صفحہ ۴۷)

نمبر ۵۔ ایک اور پادری صاحب فرماتے ہیں کہ "اگر کوئی اس تثلیث پر اعتراض کرے تو چاہیئے کہ اِس سے باز رہے کیونکہ خدا کی کامل شناخت کے لئے ہماری عقل میں نقصان ہے۔ یہاں ہمارے ہوش بھی پریشان ہیں غرض شناخت اِس کی محال ہے۔ اور دریافت اِس کی وہم و خیال ہے ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ جو کچھ خدا نے فرمایا ہے۔ یعنی اپنی روح کی بابت سنایا ہے اُس پر اعتراض نہ کریں۔ کچھ عیب نہ دھریں۔ اُس کو سچ جانیں۔ اور یقین سے مانیں (فارقلیط صفحہ ۷۰۵)

لطیفہ

تین اشخاص نے اساس ایک عیسائی کے پاس جاکر نصرانی ہوئے اور عقاید (اصول) اُن کے طوطے کی طرح یاد کئے۔ حسن اتفاق سے ایک دن اُس عیسائی

کے ہاں ایک دوست ملاقات کے لئے آیا۔ بعد سلام و کلام پادری صاحب سے پوچھا کہ یہ تینوں صاحب کون ہیں۔ اور کہاں سے آئے ہیں۔ پادری صاحب نے کہا کہ یہ تینوں نئے نصرانی ہوئے ہیں۔ اور اب تعلیم عقاید میں بدل مشغول ہیں اس دوست نے اُن سے پوچھا کہ مسئلہ تثلیث کی کیا شکل ہے۔ اور تمہارا اعتقاد اس مسئلہ پر کیا ہے۔ ایک نے اُن میں سے جواب دیا کہ میرے اُستاد نے ایسا سکھایا ہے کہ تین خدا ہیں۔ ایک آسمان پر ہے جس کو ہم مسیح کا باپ مانتے ہیں اور دوسرا وہ جو بطن مریم سے پیدا ہوا۔ جس کا نام یسوع ہے۔ اور تیسرا وہ جو شکل کبوتر دوسرے خدا یعنے مسیح کے سر پر اُترا۔ اس پر اُس کے اُستاد صاحب نے غضبناک ہو کر اُس کو دھکیل دیا۔ کہ یہ دیوانہ اور کم فہم ہے۔ اسکی سمجھ پر پتھر پڑیں۔ مدت سے کمبخت کو بتلاتا ہوں اور مغز کھپاتا ہوں۔ آجتک ایک مسئلہ تثلیث کا نہ سمجھا +

دوسرے کو پوچھا گیا تو فرمانے لگا کہ میرے اُستاد نے مجھے یوں سکھایا ہے کہ پہلے تین خدا تھے۔ مگر اب اُن سے دو زندہ ہیں۔ کیونکہ ایک بیچارہ سولی پر چڑھا کر مارا گیا۔ قسیس پہ تقدیس اُس پر بھی دو چند غضب ناک ہوئے۔ آنکھیں لال پیلی کر کے کہا کہ تیرا ستیاناس جائے۔ کتنی دیر سے تجھے سمجھاتا ہوں کھول کھولکر بتلاتا ہوں مگر یہ مثلث شکل تجھ سے حل ہونے سے رہی +

اب تیسرے صاحب باقیماندہ قلعی کھولنے لگے۔ فرمایا کہ مجھے تو یہی تعلیم ہوئی ہے۔ اور اس کو نقش کالحجر کر رکھا ہے اور اس عقیدہ سے میرا دل بہت خوش ہے حقیقت یہ ہے کہ اگلے زمانہ میں تین خدا تھے اور تینوں ایک ہی تھے۔ اور آپس میں اتحاد کامل رکھتے تھے۔ سو ایک اِن سے مارا گیا۔ اب تینوں بسبب اتحاد کے فنا ہو گئے + (نعوذ باللہ من ہذا اللغوات)

اصل بات یہ ہے کہ یہ عقیدہ عیسائیوں کا ایسا برخلاف عقل و علم و فہم کے ہے کہ خدا کی پناہ۔ آجتک اور تو درکنار خود عیسائیوں کی ہی سمجھ میں نہیں آیا +

ایک فاضل عیسائی جب اِس کے سمجھنے سے نہایت لاچار ہوتا تو یہ شعر پڑھکر اپنے دل کو تسلی دیا کرتا تھا + ؎

ہے تثلیث الٰہی عقل انسانی کے گو باہر
خرد کو چھوڑ کر ایمان لائے جسکا جی چاہے

ساتواں باب

عیسائی فرقوں اور بائبل کی تحقیقات

چونکہ ناواقف لوگ نہیں جانتے۔ کہ عیسائی مذہب کی اندرونی حالت کیا ہے اور خود عیسائی قبل از عیسائی بنانیکے وہ کتابیں جو اُنکی اصلیت ظاہر کرنیکے واسطے عالی دماغ مصنفوں نے بنائی ہیں۔ نہیں دکھلاتے۔ بلکہ ہمیشہ چھپاتے ہیں تا کہ کسی طرح نو گرفتار مُرغ دام سے نہ نکل جائے۔ اور یہ بھی دیکھا گیا۔ کہ جب کسی عیسائی نے انصاف سے عیسوی دین کی کتابوں کو دیکھا جھٹ عیسائی تعلیم سے کنارہ کر گیا۔ افریقہ کے مشہور بشپ کولن زو صاحب بہادر کا حال پادریوں سے مخفی نہیں۔ فرانس کے لوگ اور امریکہ کے فاضل بھی بہت کچھ عیسویت سے بیزار ہو رہے ہیں بائبلی خدا کی کرتوتوں سے یہاں تک تعلیم یافتہ لوگ تنگ آ گئے ہیں۔ کہ وہ اُس کا نام کتابوں سے نکالنا چاہتے ہیں +

واضح ہو کہ عیسائی مذہب کے بڑے بڑے فرقوں کا سال جو ہمیں تحقیقات مزید سے معلوم ہوا ہے۔ وہ اِس طرح پر ہے +

ایبونیہ[1] - مارسیونی[2] - مانی کنیز[3] - رومن کاتھلک - یونیٹرین - یونکٹین - یلیکانیہ - پروٹسٹنٹ +

نمبر اول فرقہ ایبونیہ

تاریخ میں لکھا ہے کہ یہ فرقہ جو اول صدی میں ہوا تھا یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ حضرت عیسےٰ صرف ایک آدمی تھے۔ اور حضرت مریم اور یوسف نجار سے مثل اور آدمیوں کے پیدا ہوئے اور اطاعت شریعت موسوی کی صرف یہودیوں پر ہی نہیں بلکہ اور لوگوں پر بھی واجب ہے۔ اور اس کے احکاموں پر عمل کرنا نجات کے لئے ضروری ہے۔ اور جو پولوس اُس پر عمل کرنیکو ضروری نہیں کہتا۔ بلکہ بڑے زور سے اُس کا مقابلہ کرتا ہے۔ سو اِس کو بہت بُرا کہتے تھے۔ اور اُس کی تحریروں کی نسبت بڑی بے ادبی سے پیش آتے تھے۔" (دیکھو موشیم کی تاریخ جلد اول صفحہ ۷۰)

لارڈنر بہ تصدیق قول اوریجن کے اِس فرقہ کی بابت فرماتے ہیں۔ "کہ اِس فرقہ کے دونو گروہ پولوس کے نامجات کو رد کرتے اور پولوس کو دانا اور نیک آدمی نہیں جانتے تھے"۔ (دیکھو اُنکی تفسیر جلد ۷ صفحہ ۳۸۳) +

یوسبی بیس کہتا ہے "کہ یہ فرقہ پولوس کے نامجات کو رد کرتا اور اُس کو مرتد بتلاتا تھا" (دیکھو تفسیر لارڈنر صفحہ مذکور) +

بیل صاحب فرماتے ہیں "کہ یہ فرقہ عہد عتیق کی ساری مقدس کتابوں میں صرف توریت کو ہی مانتا اور داؤد۔ سلیمان۔ حرمیا۔ حزقیل کے نام سے نفرت رکھتا تھا اور عہد جدید سے اُن کے پاس صرف انجیل متی تھی۔ اور اُس میں بھی بہت جا انہوں نے خرابی کی تھی۔ اور خاص کر دو باب اوّل کے خارج کر دئے تھے"۔ دیکھو کتاب الاسناد جلد ۶ صفحہ ۳۸۳) +

نمبر دوم۔ فرقہ مارسیونی اِس فرقہ کی بابت بیل صاحب فرماتے ہیں کہ انکا عقیدہ ہے کہ دو خدا ہیں۔ ایک خالق خیر کا دوسرا خالق شر کا۔ اور اُنکا اعتقاد ہے۔ کہ توریت اور سب کتابیں عہد عتیق کی دوسرے خدا کی عطا ہوئی ہیں اور یہ سب مخالف عہد جدید کے ہیں اور عیسےٰ بعد مرنے کے جہنم میں اُترا اور وہاں سے قابیل اور سدوم کے لوگوں کی روحوں کو نجات دی۔ کیونکہ وے عیسےٰ کے سامنے حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی اپنی زندگی میں خدا خالق شر کی اطاعت نہ کی تھی اور ہابیل اور نوح اور ابراہیم اور پہلے سارے پیغمبروں کی روحوں کو دوزخ میں رہنے دیا۔ کیونکہ گروہ اوّل کے خلاف کیا تھا۔ اور ان کا اعتقاد ہے کہ خالق جہان کا وہی خدا نہیں ہے۔ جس نے حضرت عیسےٰ کو بھیجا ہے۔ اور اسی لئے وہ عہد عتیق کو الہامی نہیں مانتا اور عہد جدید میں سے انجیل لوقا کو مانتا تھا۔ اور پولوس کے نامجات سے دس نامہ مانتا تھا۔ لیکن اُن میں بھی جو اُن کے خیال کے مخالف تھا اُن کو رد کر دیتا تھا +

لارڈنر صاحب فرماتے ہیں "کہ مارسیونی فرقہ نے عہد عتیق کی کتابوں کو بالکل الگ کر دیا۔ یہ فرقہ کہتا تھا کہ یہ کتابیں اُسکی بھیجی ہوئی ہیں جو سارے گناہوں اور برائیوں کا خالق ہے اور یہ بھی کہتے تھے۔ کہ توریت اور انجیل ایک شخص کی بھیجی ہوئی نہیں اسلئے کہ بہت سی چیزیں اوّل میں دوسرے کے مخالف ہیں۔ اور کہتے تھے کہ اول میں بیان ہے کہ جہان کا خالق جاہل ہے۔ کیونکہ آدم کو پکارا کہ تو کہاں ہے اور اسی طرح متلوّن ہے کہ مختلف حکم دیتا ہے۔ اور جہان کے پیدا کرنے اور ساؤل کے بادشاہ کرنے سے پچھتاتا ہے" (دیکھو لارڈ صاحب کی کتاب جلد ۸ صفحہ ۴۸۴) +

پھر لکھا ہے کہ یہ فرقہ عہد عتیق سے اس قدر نفرت کرتا تھا۔ کہ جدید عہد کی اُن

کتابوں کو جنکو وہ مانتا تھا اُن سب دس سو تکو جنمیں ذکر توریت یا اور پیغمبروں کا تھا یا اُن میں اُن کتابوں سے حوالہ لیا گیا تھا اُنمیں حضرت عیسیٰ کے آنیکی پیشگوئی تھی - یا اُن میں باپ کو دنیا کا خالق کہا تھا) نکالکر بہت سے فقرے اپنی طرف سے لگا دئے - اور کہتے تھے کہ یہودیوں کا خدا اور ہے اور عیسےٰ کا باپ اور اور عیسےٰ توریت کے احکام کے مٹانے کو آیا تھا - کیونکہ وہ اُس انجیل کی مخالف تھی" دیکھو لارڈ صاحب کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۳۸۶)

پس اسی جلد میں لکھا ہے کہ مارسیونی عہد جدید سے کل گیارہ کتابیں مانتا تھا اور ان گیارہ کو بھی ناقص اور تبدیل کئے ہوئے اور ان کو ۲ قسم کرتا تھا - ایک انجیل دوم نامجات - انجیل سے فقط انجیل لوقا مانتا تھا - اور ناموں سے پولوس کی نامجات کو اور اُن سے بھی بہت کچھ نکال ڈالا تھا - اور بہت جا الحاق کیا تھا +

فرقہ مانی کنیر — اس فرقہ کی بابت لارڈنر صاحب اپنی جلد نمبر ۳ میں بہ تصدیق قول آگسٹن صاحب کے لکھتے ہیں - کہ یہ اعتقاد اس فرقہ کا تھا کہ خدا جسنے موسی کو توریت دی اور عبرانی پیغمبروں کے ساتھ بولا - سچا خدا نہیں بلکہ ایک شیطان ہے شیطانوں میں کا - اور عہد جدید کی مقدس کتابوں کو مانتا ہے لیکن الحاق کا ان میں قائل ہے اور جو اسکے پسند آتا ہے سے لیتا ہے - اور باقی کو ترک کرتا ہے اور بعض چھوٹی کتابوں کو اُنپر ترجیح دیکر کہتا ہے - کہ یہی کتابیں بالکل صحیح ہیں اور سب مورخوں کا اتفاق ہے کہ تمام فرقہ مانی کنیر کا ہر وقت میں مقدس کتابوں عہد عتیق کو نہیں مانتا تھا اور اعمال ارکلاس میں اُن کا عقیدہ لکھا ہوا ہے کہ شیطان نے یہود کے پیغمبروں کو فریب دیا ہے اور شیطان ہی موسیٰ اور پیغمبروں کے یہودیوں کو [illegible] اسی واسطے یہ فرقہ یوحنا کی انجیل باب ۱۰ آیت ۸ کو سند پکڑتا ہے کہ [illegible] اُن سب کو چور اور ڈکیت کہا ہے" اور اعمال حواریین کو خارج کر دیا تھا - اور فاسٹس کہتا تھا کہ اگر تم انجیل کو مانتے ہو تم کو چاہئے کہ سب اِن چیزوں کو مانو جو اسمیں لکھی ہیں یقین کرتے ہو - بلکہ سوا اُن پیشگوئیوں کے جو اُس بادشاہ یہود کے حق میں تھیں جس کو تم مسیح کہتے ہو اور سوا بعض اخلاقی نصیحتوں کے ہم اسکی کچھ قدر زیادہ نہیں کرتے یہ نسبت پولوس کے جو اسکو گند کی خیال کرتا ہے +

پس تب میں کیوں عہد جدید کے ساتھ ایسا ہی نہ کروں کہ جو میری نجات کے لئے عمدہ اور درست ہے تمسے ہی مانوں اور اُن چیزوں سے انکار کروں جو تیرے ہمارے باپ دادوں نے اُس میں الحاق کر دی ہیں اور اسکی خوبصورتی اور بہتری کو بدشکل اور خراب کر دیا ہے - کیونکہ یہ تحقیق ہے کہ اس عہد جدید کو نہ حضرت عیسےٰ نے لکھا ہے اور نہ اُس کے حواریوں نے بلکہ ایک مدد کے بعد کسی گمنام شخص نے لکھا ہے اور جو اُس نے اس لحاظ سے کہ مبادا اسکو اُن حالات سے جو لکھتا ہے غیر واقف سمجھ کر اعتبار نہ کریں حواریوں اور حواریوں کے رفیق کے نام لگا دئے ہیں اور اُسنے عیسےٰ کے مریدوں کو بڑی تکلیف دی کہ اُن کے نام سے اُن کتابوں کو جنمیں بہت سے غلطیاں اور متضاد ہیں بنایا گیا یہ حضرت عیسےٰ کے مریدوں کے ساتھ جو باہم متفق اور یکدل تھے جدائی کرنی نہیں ہے -

اور ہم سنگے دیکھو کہ یہ طور درست بیان لیا ہے کہ ہر چیز کو قاعدہ عقل اور ادراک کے دریافت کریں کہ اُن چیزوں کو جو ایمان میں معتبر اور صحیح اور اسکے باپ [illegible] بزرگ کی عزت کے قابل ہیں قبول کریں اور اُن چیزوں کو جو مفید اور [illegible] رد کریں اور جب حضرت عیسےٰ نے عہد عتیق میں بعض چیزوں کو سکھایا اور اور دوسرا

کو رد کیا - اسی طرح سے روح القدس جسکی بابت عیسےٰ نے انجیل میں وعدہ کیا تھا ہمیں سکھاتا ہے کہ کیا ہم مانیں اور کیا رد کریں اور کس لئے ہم روح القدس کے وسیلہ سے عہد جدید میں وہی نہ کریں جو تم نے مسیح کے وسیلے سے عہد عتیق میں کیا خصوصاً اُس حال میں جیسا کہ پیشتر کہا گیا - کہ اُسے نہ عیسےٰ نے لکھا نہ حواریوں نے - بالجملہ جیسا تم عہد عتیق سے صرف پیشگوئیاں اور باتیں اخلاق کی لیتے ہو - اور حکم ختنہ اور قربانی اور یوم السبت وغیرہ کو رد کرتے ہو - تو پھر اسمیں کیا قباحت ہے - کہ ہم بھی عہد جدید سے صرف وہی چیزیں مانیں جو اُس کی عزت کے قابل ہیں اور اُن کے اُسنے یا اُسکے حواریوں نے کہا ہے اور خارج کریں - اُسکو جو حواریوں نے جہالت سے کہیں یا جھوٹ اور بیحیائی سے اُن کی طرف منسوب ہوئیں"+

فرقہ رومن کا تھلک — یہ فرقہ اب بھی عیسائی مذہب کے سارے فرقوں سے بہت زیادہ ہے اور کئی سلطنتیں بھی اسکے قبضہ میں ہیں - اسی مجموعہ بائیبل میں یہ فرقہ نو دس کتابیں اور الہامی ٹھہرا کے داخل کرتا ہے اور عشاء ربانی میں عیسےٰ کی ظہوری کا قائل - اور اُس کو سجدہ کرنا فرض سمجھتا ہے - اور بُت پرستی کے بھی کرتا ہے +

یونیٹیرین — اس فرقہ کا قول ہے کہ خدا لاشریک ہے کسی کو اختیار اور منصب بچانے اور سزا دینے کا نہیں ہے نیک افعالی کا بدلہ بہشت اور بد افعالی کا بدلہ دوزخ ہے پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھلک وغیرہ سب فرقوں کو بُرا سمجھتے ہیں +

یوٹلکین — اس فرقہ کا بانی ایک شخص یونانی یوٹیچنس نام تھا - جو پانچویں صدی میں گزرا ہے اس نے یہ عقیدہ اپنے تابعین کو تعلیم کیا تھا کہ سرشت طبیعت انسانیت کی دو نو صفات مسیح میں باہم ایسی متحد ہو گئی تھیں کہ اُن میں کوئی فرقہ و امتیاز وغیرہ اور صفت انسانیت مسیح صفت الوصیت میں اس طرح ایک قطرہ آب دریا میں آمیختہ ہو جاتا ہے" آیا نوجی ترجمہ اردو صفحہ ۷ کا حاشیہ +

فرقہ ملکانیہ — یہ لوگ مریم کو خدا کی وحدت میں شریک کرتے ہیں" دیکھو جان رچرڈسن صاحب کی عربی و فارسی و انگریزی ڈکشنری صفحہ ۹۸۸)

فرقہ پروٹسٹنٹ — اس فرقہ کا بانی مبانی مارٹن لوتھر صاحب ہے اس نے انجیل میں بہت سی اصطلاح کی ہے اس کا قول ہے کہ ہم نہ سنینگے اور نہ دیکھینگے موسیٰ کو کیونکہ وہ صرف یہودیوں کے لئے تھا اور ہم کو اس سے کچھ علاقہ نہیں - ہم نہ قبول کرینگے موسیٰ کو اور نہ اُسکی توریت کو کیونکہ وہ دشمن عیسےٰ ہے - موسیٰ تو جلادوں کو سردار ہے دس حکموں کو عیسائیوں سے کچھ علاقہ نہیں ان دس حکموں کو خارج کرنا چاہیئے کہ تمام بدعت ابھی موقوف ہو جاویگی - کیونکہ یہ سب کام سب بدعت کے چشمہ ہیں (وارڈ صاحب کا اغلاط نامہ نمبر ۱۸۴۱ صفحہ ۳۷ و لوتھر کی کتاب جلد ۳ صفحہ ۴۰ ۴۲۰۱۰) +

وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاط نامہ میں لکھتے ہیں کہ پولوس شاگرد رشید لوتھر لکھتا ہے کہ یعقوب اپنے نامہ کو واہیات باتوں میں تمام کرتا ہے اور کتابوں کا حوالہ ایسا مخالف دیتا ہے کہ جسمیں روح القدس نہیں رہ سکتا - اسلئے وہ نامہ الہامی کتابوں میں نہ شمار کیا جاوے" (صفحہ ۳۷)

جان کلارین صاحب فرماتے ہیں کہ پطرس حواری نے کلیسیہ میں بدعت بڑھائی اور آزادگی عیسوی کو خطرہ میں ڈالا ہے اور توفیق عیسوی کو دور پھینکا (رسالہ مطبوعہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۲۶)

لارڈنر صاحب فرماتے ہیں جب قسطنطنیہ میں مسالہ حاکم تھا پاک انجیلیں مصنفوں کی

جہالت کے سبب سے بحکم بادشاہ انا-طیشوش بُری ٹھیرائی گئیں- اور اُنکی پھر کر تصحیح ہوئی" دیکھو (کتاب الاسناد جلد ۵ صفحہ ۱۲۴) +

رینن صاحب تذکرہ مسیح میں کہتے ہیں کہ اناجیل اربعہ میں سے ہر انجیل پر ایک شخص مشہور کا نام درج ہے جس کا حال تذکرہ حواریین اور تاریخ انجیل میں مرقوم ہے لیکن یہ صحیح نہیں کہ یہ چار شخصی عنصر اناجیل اربعہ ہے اِس قول سے کہ یہ متی نے کہا ہے اور یہ مرقس کہتے ہیں اور یہ لوقا کہتے ہیں اور یوحنا فرماتے ہیں یہ مراد نہیں کہ قدمائے علمائے عیسوی کا یہ اعتقاد تھا کہ یہ آیات کل اُنھوں نے تصنیف کی ہیں بلکہ اِس قول سے یہ مراد ہے کہ یہ آیات اُن سے مروی ہیں- اور انکی طرف منسوب کی گئی ہیں- صفحہ ۸- اپالوجی صفحہ ۱۱

ڈاکٹر کینی کاٹ لکھتے ہیں کہ "قریب تمام نسخ موجودہ عہد عتیق مابین سنہ ایکہزار اور چودہ سو ستاون کے لکھے گئے ہیں- اور اِسی سے استدلال کر کے یہ بات کہتا ہے کہ تمام نسخے جو ساتویں یا آٹھویں صدی کے لکھے ہوئے تھے یہودیوں کی کونسل کے حکم سے بسبب اس کے کہ وہ نسخے اُن نسخوں سے جن کو وہ بہتر سمجھتے تھے- بہت مخالفت رکھتے تھے نیست و نابود کئے گئے" +

(دیکھو ریس کے سائیکلوپیڈیا کی جلد ۴ بیان بائیبل)

انجیل متی ریو صاحب اپنی تاریخ انجیل میں لکھتا ہے کہ یہ بات غلط ہے جو لوگ کہتے ہیں- کہ متی نے انجیل یونانی میں لکھی تھی اِسلئے کہ یوسی بیس اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ متی نے انجیل عبرانی میں لکھی ہے نہ یونانی میں اور جیروم کہتا ہے کہ پین ٹی ٹس نے ایک جلد عبری اس انجیل کی حبش میں پائی تھی- اور اُس نے اُسکو اسکندریہ میں لا کر سی سریا کے کتب خانہ میں رکھا تھا- کہ وہاں سے وہ جاتی رہی- مگر ترجمہ اُسکا یونانی باقی رہا اور نام مترجم کا معلوم نہیں ہے" +

اور تفسیر ہنری اسکاٹ میں لکھا ہے کہ "سبب مفقود ہو جانے نسخہ عبری کا یہ ہوا کہ فرقہ ابیونیہ نے جو منکر الوہیت مسیح کا تھا- اُس نسخہ میں تحریف کی تھی اور بعد تباہی یروشلم کے نسخہ اصل عبری کا جاتا رہا اور بعضے کہتے ہیں کہ ناصریوں یا یہودیوں نے جو نئے عیسائی ہوئے تھے انجیل عبری کو منحرف کیا تھا اور فرقہ ابیونیہ نے بہت سے فقرے اُس کے نکال ڈالے تھے +

بالاتفاق لیکلرک- کوپ- میکس- لینگ- تیمبر- الکھورن- مارش صاحبان جو عیسائی دین کے نامی گرامی محققین ہیں فرماتے ہیں کہ اصل میں ایک عبری نسخہ تھا- اور اس نسخے کے کئی ترجمے بھی تھے- مگر وہ معہ ترجموں کے یقینی ثابت ہے- کہ مفقود ہے" +

اور یوسی بیس بھی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ "ارنیس لکھتا ہے کہ متی نے اپنی انجیل عبری میں لکھی ہے" +

ایک اور محقق کہتا ہے کہ سب سے پہلی کمیٹی جو الہامی کتابوں کے فیصلہ کیواسطے ہوئی وہ قسطنطین کے حکم سے ۳۲۵ء میں شہر نائیس میں منعقد ہوئی اُسمیں ایک کتاب جوڈتھ بھی کتب الہامیہ میں شامل کی گئی +

پھر ۳۶۴ء میں ایک اور کمیٹی لوڈیسیا نامی سے قایم ہوئی جسنے علاوہ جوڈتھ کے توریت و انجیل میں اور سات کتابیں حسب ذیل واجب التسلیم قرار دیں- کتاب آستہ- نامہ یعقوب- نامہ پطرس- نامہ دائد یوحنا- نامہ یہودا اور نامہ پولوس عبرانیوں کو اور اِس حکم کو جا بجا مشتہر کرا دیا +

پھر ۳۹۷ء میں ایک اور کمیٹی قایم ہوئی جسکو کارتھیج کہتے ہیں جس میں علاوہ آگسٹائین کے جو بڑا عالم تھا- ایک سو چبیس اور بڑے بڑے عالم تھے- اس کمیٹی نے پہلی کمیٹیوں کے حکم کو بحال رکھکر معہ مندرجہ ذیل سات کتابیں اور الہامی قرار دیں کتاب وزڈم- کتاب ٹوبیاس- کتاب باروق- کتاب ابکلزیا سیلکشن یہ کتاب مقابیس اول و دوم مکاشفات یوحنا +

اِس کے بعد اور تین کمیٹیاں مقرر ہوئیں جن کو کمیٹی ترلو اور کمیٹی فلورنس اور کمیٹی ترنت کہتے ہیں اِن کمیٹیوں سے کمیٹی کارتھیج کے حکم کو بحال رکھا- پس یہ کتابیں بارہ سو برس تک عیسائیوں میں واجب التسلیم رہیں +

بعد ازاں سنہ ۱۵۳۰ء میں فرقہ پروٹسٹنٹ قایم ہوا اِس نے کتاب باروق- کتاب ٹوبیاس- کتاب جوڈتھ- کتاب وزڈم- کتاب ایکلزیاسٹکس اور مقابیس کی دونو کتابوں کو رد کر دیا اور لغو سمجھا اور کتاب استھر کے چند بابوں کو بھی الہامی بتایا اور اُس کے سولہ باب میں سے اب ۹ باب اور دسویں کے بعض آیات کو مانتے ہیں اور باقی سب کو جعلی بتاتے ہیں-" از نوید ان اندق ذیل صفحہ ۱۷ +

مگر ان میں سے بعض اب تک فرقہ رومن کیتھلک کے نزدیک الہامی اور واجب التسلیم ہیں +

لارڈنر فرماتے ہیں کہ "پی پیش لکھتا ہے کہ متی نے انجیل عبری میں لکھی اور ہر کسی نے اپنی لیاقت کے موافق اس کا ترجمہ کیا" (کلیات لارڈنر جلد ۲ صفحہ ۹۱) +

پھر وہی صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ "یوسی بیس لکھتا ہے کہ پین ٹی نس جب حبش میں آیا- اُس نے وہاں ایک نسخہ وہی انجیل متی کا پایا- جو وہاں کے لوگوں کو برتھولما حواری سے پہنچتا تھا اور اُسوقت سے اُنکے پاس محفوظ اور جیروم لکھتا ہے کہ پین ٹی نس اُس نسخہ کو وہاں سے اسکندریہ میں لایا- جو مفقود ہو گیا" دیکھو (جلد ۲ صفحہ ۲۱۷ و جلد ۴ صفحہ ۹۵) +

پھر وہی صاحب فرماتے ہیں کہ "متی نے اپنی انجیل عبری میں یروشلم میں لکھی تھی" دیکھو (جلد ۴ صفحہ ۶۵ و ۷۴ و ۸۷ و ۹۹ و ۲۴ و ۴۴۱ و ۵۰۱ و ۵۳۸) +

پھر وہی صاحب فرماتے ہیں بجز الہاسی و وڈ کے کہ ان چاروں سے متی نے صرف عبرانی میں لکھی اور باقیوں نے یونانی میں" (دیکھو جلد ۵ صفحہ ۱۳۷) +

انجیل یوحنا اِسکی بابت محقق برشینڈر اور اسٹاڈلن اور فرقہ الوجین (جو دوسری صدی میں تھا) متفق ہو کر کہتے ہیں کہ یوحنا حواری کی تصنیف نہیں ہے بلا ریب اور یقیناً کسی طالبعلم مدرسہ اسکندریہ نے لکھی ہے" (کا تھلک ہرلسڈ جلد ۷ سنہ ۱۸۴۴ء صفحہ ۲۰۵) +

دوسری صدی میں جب لوگوں نے انکار کیا تو انکے جواب میں ارنیوس نے یہ نہیں کہا کہ پولی کارب سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ انجیل یوحنا حواری کی تصنیف سے ہے- حالانکہ ارنیوس پولی کارب کا شاگرد ہے اور پولی کارب یوحنا حواری کا مُرید- اگر ہوتی- تو اُسے ضرور معلوم ہوتا- اور وہ اُس کو بتلا دیتا +

رسالہ اعمال یہ بھی الہامی نہیں اور نہ اسکی بابت کوئی ثبوت عیسائیوں کے پاس ہے- کہتے ہیں کہ لوقا کی تصنیف ہے مگر لوقا مرغیرہ الہامی تھا- علاوہ بر آں اس رسالہ کو پولوس و یوحنا کا دیکھنا بھی ثابت نہیں ناظرین ذرا غور فرماویں کہ یہ کتابیں و رسالہ و خطوط کب الہامی ٹھیرائے گئے- بہت سے خطوط تو کونسل کے حکم سے (جبراً) الہامی اور حواریوں کی تصنیف ٹھیرائے گئے جیسا کہ نامہ عبرانیہ- نامہ یعقوب- نامہ یہود- دوم نامہ پطرس و دوم و سوم نامہ یوحنا- و مشاہدات یوحنا- یہ کونسل کا رتھیج والی ۳۹۷ء میں ہوئی تھی- مگر جب اِس کونسل نے مشاہدات یوحنا کو الہامی ٹھیرا کے قانون کیا تھا- تب اُس نے کتب ذیل کو بھی تو الہامی ٹھیرایا تھا- کتاب جوڈتھ

کتاب توبیاس۔ کتاب وزڈم۔ کتاب الکلریاسٹکس اور دو کتابیں متقابیس۔ مگر ان سب کتابونکو آجکل کے موجودہ علماء فرقہ پروٹسٹنٹ جھوٹے اور غیر الہامی مانتے ہیں اور اسی واسطے اب اُن الہامی نامجات سے خارج ہیں اور نہ حواریونکی تصنیف شمار ہوتی ہیں ✣

باقی رہے ۳ نامہ پولوس اور ایک نامہ پطرس اور ایک نامہ یوحنا سو اُنکے لکھنے کے واسطے الہام کی حاجت نہیں ہے اور نہ وہ کبھی اسکا دعوے کرتے ہیں۔ پس یہ سارا کا سارا مجموعہ غیر الہامی و غیر معتبر ہے۔ فارلیج پولوس مصنفہ نو لینے صاحب جو زبان فرانسی ہے اُسکے باب دوم میں لکھا ہے۔ کہ کوئی ساسٹن نے اپنی تفسیر عمال حوارین جو چوتھی صدی میں لکھے ہیں بیان لکھا ہے کہ بہت لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو نہ پولوس اور نہ اُسکے باقی مت کو مانتے ہیں اور فرقہ نظارینی جو کہ شروع ہی مذہب عیسوی میں عیسائی ہوا تھا یہ پولوس کو نہ مانکر بسبب اُسکی مکاری کے یہ کہتے تھے۔ کہ وہ اصل میں بُت پرست تھا جو یروشلم میں آیا اور وہاں پر اس امید سے ٹھیرا رہا کہ اپنا بڑے کاہن یہودی کی لڑکی سے جس پر وہ عاشق تھا۔ شادی کرتا چنانچہ اسی سبب سے اُس نے اپنا ختنہ کرایا لیکن جب اپنی دلی مراد کو نہ پہنچا تو اُس نے یہودیوں سے جھگڑا کیا۔ اور ختنہ یوم بہت سے تعظیم شدہ اور مذہبی معاملات میں برخلاف یہود کے کہنا شروع کیا (زبدۃ الاقاویل صفحہ ۴۱)

ناواقف عیسائی بھائیوں کو ہم ایک خاص اطلاع دیتے ہیں کہ انہیں انجیلوں کی طرح مسیح کے اور حواریوں کی بھی انجیلیں تھی۔ جنکو جیوں جیوں عقل آتی گئی۔ غلط سمجھنے لگے۔ معقولیت کے سامنے شرمسار ہوتے رہے چھوڑتے گئے۔ اُن کی [illegible] رہے ہے ✣

[illegible] انجیل۔ توما کی انجیل۔ پطرس کی انجیل۔ یوحنا کی اول انجیل۔ یوحنا کی دوسری انجیل۔ اندریا کی انجیل۔ متی کی انجیل۔ فلپ کی انجیل۔ لوقا کی انجیل مسیح کی طفولیت کی انجیل۔ یعقوب کی انجیل۔ مرقس کی انجیل۔ مینا کی انجیل۔ برنباس کی انجیل۔ کسی وقت یہ چودہ اناجیل مانی جاتی تھیں۔ اور انہیں کے الہامی ہونیکا وعظ تھا مگر جیوں جیوں انجیلوں کی اصلیت تعلیم یافتہ پارٹی پر ظاہر ہوتی گئی لوگ انجیلونکو ترک کرتے گئے۔ یہانتک کہ صرف ۱۸۰۰ برس کے اندر ۱۰ انجیلیں ترک کی گئی ہیں۔ اب صرف ۴ باقی ہیں مگر انکو بھی بعضے عیسائی اسواسطے کہ جب باپ۔ بیٹا۔ روح القدس تین خدا ہیں۔ تو انجیلیں چار کیوں۔ تین ہونی چاہئیں۔ چنانچہ اب لوقا کی انجیل عیسائیوں کے دل میں کھٹک رہی ہے۔ غالباً ہمت کرتے کرتے کبھی ضرور نکال دینگے۔ کیونکہ راستی موجب رضائے خدا است ✣ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست ✣

طامس پین صاحب فرماتے ہیں۔ بیبل کی پہلی پانچ کتابوں کا مصنف موسے کو کہتے ہیں۔ دلیلوں سے ثابت کرتا ہوں کہ اُن کا مصنف موسیٰ نہیں ہے بلکہ موسیٰ کے عہد میں بھی رقم نہیں ہوئیں۔ اُسکے کئی سو برس گزرنے کے بعد کسی جعلیم افسانہ گو نے موسے کے زمانہ کا حال لکھا ہے۔ جیسا کہ اس رسالہ کے مورخ ہزاروں سال گذشتہ کے تواریخ کو قیاس سے کہتے ہیں اگر اُسکی شہادت قدیم زمانہ کی مورخونکی کتابوں سے لکھوں۔ شاید بعض پادری قبول نہ کریں جیسا کہ میں اُنکی تحریر کو باور نہیں کرتا۔ پس بائیبل سے ہیں اپنے دعوے کو ثابت کرتا ہوں ✣

موسیٰ کی کتاب فاضل مورخ ہارن صاحب فرماتے ہیں کہ علماء ذیل یعنی اکھارن شلز۔ ڈانتر۔ روزن ملر اور ڈاکٹر جدڈس اس بات کے قایل ہیں کہ موسئے الہامی نہیں تھا۔ بلکہ اُس نے اپنی پانچوں کتابیں اسوقت کی مشہور روایتوں سے

جمع کیں“ (دیکھو ہارن صاحب کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۷۹۸ و ۸۱۸) ✣

آگے پھر طامس پین صاحب اپنی براینج آف ریزن میں لکھتے ہیں اول اچھی طرح اس بات کا رد کر کے یہ موسے کی تصنیف نہیں کہتے ہیں فضیلت اس کتاب کو اس وجہ سے ملی کہ موسیٰ کی تصنیف مظنون ہے جب صاف معلوم ہوا کہ اسکی تصنیف نہیں پس بیہودہ قصہ و کہانی ہے جیسے آدم کی زوجہ اور سانپ سے باتوں کا اور نوح کی کشتی کا ذکر میری رائے میں الف لیلا کی حکایات توریت کی کہانیوں سے دلچسپ ہیں آدمیوں کی عمر کہیں ۸ سو اور کہیں ۹ سو سال کی لکھی ہے جیسے بُت پرستوں نے اپنی دیوی اور دیوتاؤں کی لکھی ہے جب مضامین توریت و موسے کے افعال نفرت انگیز ہیں۔ تو ایسی کتاب کو بغیر سمجھے سے بجز خونریزی و جبر و زیادتی موسے کے نیک افعالی کا کچھ نشان نہیں ملتا ہے ✣

گنتی $\frac{21}{18-13}$ میں رقم ہے جب یہودیوں کی فوج خونریزی و غارتگری کر کے واپس آئی۔ تو موسیٰ نے حکم دیا کہ جتنی لڑکیاں ہیں سب کو قتل کرو اور جو عورتیں مرد سے ہمبستر ہوئی ہے اُنکو بھی قتل کر دو لیکن وہ لڑکیاں جو باکرہ ہیں اُنکو اپنے واسطے زندہ رکھو اگر یہ حکم موسیٰ کا ہے تو موسیٰ سے زیادہ مغلوب شہوت و غضب و ظلم و جہل اور کوئی نہیں خدا اسکے قانون سے کبھی ایسا روا نہیں ہو سکتا اور ایسے فعل کا حکم دینے والا کبھی خدا کا مقرب ہو نہیں سکتا ✣

اشعیا کی کتاب :۔ مورخ و محقق اسٹاہلن جرمنی فرماتا ہے کہ اشعیا کے ۴۰ باب سے ۶۶ باب تک اشعیا کی تصنیف نہیں ہے“ (دیکھو کاکرن صاحب کا رسالہ نمبر ۱)

سلیمان کی کتاب :۔ تفسیر ہنری و اسکاٹ کی اخیر جلد میں لکھا ہے کہ ”ضرور نہیں کہ ہر لکھا پیغمبر کا الہامی یا قانونی ہووے۔ اگرچہ سلیمان نے بعض الہامی کتابیں لکھیں مگر یہ ضرور نہیں کہ جو انہوں نے بطور تاریخ کے لکھا وہ بھی الہامی ہو اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ پیغمبر اور حواری خاص مطلب اور موقع کے لئے الہام کئے جاتے تھے ✣

ڈاکٹر کنی کاٹ فرماتے ہیں کہ قصداً تحریف اُن لوگوں نے بھی کی ہے جو دیندار کہلاتے تھے۔ اور بعد اُس کے وہی تحریف ترجیح دی جاتی اور مقبول ٹھیرتی تھی“ (جلد ۲ صفحہ ۴۳۱) ✣

ڈاکٹر کنی کاٹ فرماتے ہیں کہ محققین بائبل نے جو سامریونکو تحریف کا الزام لگایا ہے وہ الزام یہودیوں کو دینا چاہیئے کیونکہ سامریونکی عبارت اصل ہے اور ہارن صاحب نے بھی اسکی تائید کی ہے“ (دیکھو جلد ۲ صفحہ ۱۴)

محقق کنی کاٹ کتاب سموائیل کی ۱۷ باب آیت ۱۲ سے ۳۱ تک ۲۰۔ آئتوں کو الحاق اور قابل اخراج جانتا ہے اور یہی ذکر بشپ ہارلی سی صاحب نے بھی کیا ہے“ دیکھو (جلد اوّل صفحہ ۳۰۲) ✣

بشپ ہارسلی مقامات ذیل کو بھی محرف مانتا ہے یعنی گنتی (باب ۲۶ آیت ۳ و ۴) کتاب یوشع (باب ۱۳ آیت ۷ و ۸ و ۲۵) ✣

کتاب قضات (باب ۱۲ آیت ۴) اور سموائیل ۱ (باب ۳۰ آیت ۲۰) ✣ اور سموائیل ۲ (باب ۴ آیت ۶) ✣ اور مقامات ذیل کو الحاق مانتا ہے کتاب یوشع (باب ۳ آیت ۱۲) (اور باب ۱۰ آیت ۱۵) اور (باب ۱۳ آیت ۱۴) قضات (باب اول آیت ۱ سے ۶ تک) ✣ ہارن صاحب فرماتے ہیں کہ ”باب ۷ یوحنا آیت ۵۳ سے باب ۸ آیت ۱۱ تک اکثر علماء کو اعتراض ہے اور وہ اس کی سچائی پر گفتگو کرتے ہیں اور کریز اسم اور رتھبو فلاکسٹ اور نولنس کی شرح میں نہ یہ درس منقل ہوئی اور نہ اسکی شرح لکھی گئی

کرشچین مت درپن

اور یہی ورس کیسیرئیوس اور ترتو لیانوس کے حوالوں میں بھی نہیں ہیں" (ہارن صاحب کی کتاب جلد ۴ صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ لنڈن بار سیوم ۱۸۲۲ء)

متی کی باب ۲۷- آیت ۳۵ کی بابت ہارن صاحب فرماتے ہیں کہ یہ عبارت ۶۱ یونانی نسخوں میں اور ترجمہ ٹربانی اور کاپٹک اور سہاڈک تھیوبک اور روسی کے تمام خطی نسخوں میں نہیں پائی جاتی اور کریزاسٹم اور ہیتوس بسٹرا اور یوتھمس اور تھیو فلکٹ اور اریجن اور بتھوس کے پرانے نسخوں کے برلنے مترجم اور اگسٹائن اور جون کوس کے حوالوں میں بھی یہ عبارت نہیں ہے۔

گریس باخ نے جو اس کو بلاشبہ بناوٹی سمجھ کر چھوڑا۔ خوب کیا" (دیکھو ہارن صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۳۳۰ و ۳۳۱)۔

نامہ اول قرنتیوں کے باب ۱۰ آیت ۲۸ کی عبارت بھی کوڈکس الگسنڈریانوس اور واطی کانوس اور دیگر بارہ نسخوں میں اور کئی ترجموں اور اکثر حوالوں میں نہیں پائی جاتی اس کو بھی گریس باخ نے متین سے خارج کیا ہے۔

(ہارن صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۳۲۷)۔

مورخ ہارن متی صاحب باب ۶ آیت ۱۳ کو بھی زائد سمجھا ہے مفصل دیکھو (ہارن صاحب کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۳۲)۔

پھر ایک مورخ لکھتا ہے "کہ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ کتب مقدسہ کا ہر معاملہ اور تمام گزارشات الہامی ہیں وہ اپنے دعوے کو آسانی نہیں ثابت کر سکینگے اور اگر از راہِ تحقیق ہم سے استفسار کیا جاوے۔ کہ تم عہد جدید کے کونسے اجزا کو الہامی جانتے ہو۔ تو ہم جواب دینگے کہ مسائل اور احکام اور پیشین گوئیاں جو دین عیسوی کے اصل اصول ہیں۔ ان سے الہام کا خیال علیحدہ نہیں ہو سکتا گزارشات کے لئے حواریوں کی یادداشت کافی تھی"۔ مفصل اور مشرح دیکھو (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۱۱ صفحہ ۲۰)۔

اور پھر لکھا ہے کہ جیروم۔ گروٹیس۔ ارامس اور پروکوپیس اور بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ کتب مقدسہ کی سب کتابیں الہامی نہیں ہیں دیکھو انسائیکلوپیڈیا جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۴) اور جنیسا میں ہارن صاحب کی تفسیر جلد ۱ صفحہ ۴۲۰ میں لکھا ہے۔

مشاہدات یوحنا ۴ سو برس تک کلام الٰہی نہ مانا گیا ویوشتس مورخ بھی اس کو یوحنا کا مصنفہ نہیں جانتا۔ اور پروفیسر لئے والڈ نے بھی خوب تحقیق سے ثابت کیا کہ وہ یوحنا کی تصنیف نہیں ہے بلکہ بعضے قدماء عیسائی تو اسے سرنتھس ملحد کی تصنیف بتلاتے ہیں (دیکھو مباحثہ صفحہ ۳۳ سنہ ۱۸۵۲ء) اور یوسی بیوس اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ بعض نے ہم سے پہلے تمام کتاب مشاہدات یوحنا کو الہام سے علیحدہ کر دیا اور اس کے رد میں کوشش کی اور لکھا ہے کہ یہ سب بے معنی اور بے عقلی سے پُر اور بڑا بھاری جہالت کا حجاب ہے" (جلد ۷ باب ۲۵)۔

لوقا کی انجیل:۔ جب لوقا نے انجیل کا لکھنا اختیار کیا وہ کہتا ہے کہ "اُس نے اُن چیزوں کا حال اُن لوگوں سے جو آنکھ سے دیکھنے والے تھے سنکر لکھا اور اس لئے کہ وہ سب چیزوں سے واقف تھا اُس نے مناسب جانا۔ کہ وہ باتیں پچھلی آنیوالی پشتوں کو پہنچاوے دیکھو (لوقا کی انجیل باب ۱ آیت ۱ سے ۴ تک) اور دیکھو انجیل لوقا مطبوعہ سنہ ۱۸۷۰ء مرزاپور صفحہ ۱۷) اور دیکھو (ڈاکٹر واٹسن کی جلد ۴ رسالہ الہام)۔

مورخ ارنیبوس صاحب کہتا ہے کہ وہ چیزیں جو لوقا نے حواریوں سے سیکھی تھیں ہمیں پہنچائی"۔

مورخ جیروم لکھتا ہے کہ "لوقا نے نہ صرف پولوس سے بلکہ اور بھی حواریوں سے انجیل کی تعلیم پائی ہے۔

پھر وہی مورخ لکھتا ہے کہ پولوس نے بہت باتیں بغیر الہام کے کہیں جو موجودہ الہامی کتابوں میں درج ہیں چنانچہ مقامات ذیل کو غور سے دیکھو خط تمطاؤس باب ۵- آیت ۲۳- خط ۲ تمطاؤس باب ۴- آیت ۱۳ اور خط فلیموں آیت ۲۴ اور خط ۲ تمطاؤس باب ۴- آیت ۲۰- اور خط اقرنتیوں باب ۷- آیت ۱۰- اور باب ۷ آیت ۱۲ و باب ۷- آیت ۲۵ و ۲۶- اور اعمال باب ۹- آیت ۶ و ۷- اور اعمال باب ۲۳ آیت ۳ و ۵- اور رومیوں کا خط باب ۱۵- آیت ۲۴ و ۲۸- اور خط اقرنتیوں باب ۱۶ آیت ۵ و ۶ و ۸ و خط ۲ قرنتیوں باب ۱- آیت ۱ سے ۱۸ تک (دیکھو واٹسن صاحب کی جلد ۴ رسالہ الہام)۔

زیونگلیس کہتا ہے "کہ پولوس کے نامجات میں سب پاک کلام نہیں ہے اس نے چند چیزوں میں غلطی کی ہے"۔

مسٹر فلک صاحب کہتے ہیں کہ "پطرس حواری نے اکثر انجیل کے بارہ میں غلطی اور جہالت کی ہے۔

ڈاکٹر کوڈ صاحب اپنی کتاب مباحثہ میں جو فادر گنینین سے ہوا تھا کہتا ہے کہ "پطرس نے بعد نزول روح القدس کے ایمان میں غلطی کی ہے۔

فاضل برنیشٹس صاحب فرماتے ہیں کہ "حواریوں کے سردار پطرس نے اور برنباس نے بھی بعد نزول روح القدس کے معہ کلیسیا یروشلم کی غلطی کھائی۔

وائی ٹیکر صاحب کہتے ہیں کہ "بعد عروج مسیح کے آسمان پر اور [illegible] کے سب کلیسیا نے غلطی کی۔ نہ صرف عوام نے بلکہ خاص نے بھی اور حواریوں نے بھی غیر اسرائیلیوں کو ملت مسیح کی طرف کی دعوت کی اور پطرس نے رسوم میں اور بھی غلطی کی ہے۔ اور یہ غلطی حواریوں سے بعد نزول روح القدس کے ہوئی ہے" محقق یاسویرا اور لیاقان کہتے ہیں کہ بعضے ایسے معاملہ ہیں جن میں الہام کی حاجت بھی نہیں۔ مثلاً جب اُن لوگوں نے بچشم خود دیکھ کر یا گواہوں سے سن کر لکھا۔

آٹھواں باب

وقایع عیسوی

جس طرح ہم اور تاریخوں میں پیدائش وغیرہ کا صحیح حال نہ ملنے اور اُس وقت کے کسی مورخ کی تحریر دستیاب نہ ہونے سے واقعات پر پورا اعتبار نہیں کر سکتے وہی حال مسیح اور انجیل کا ہے چاروں اناجیل میں باہمی اختلاف ہے۔ جن کا تھوڑا سا حال ہم اخیر میں ظاہر کرینگے۔

مسٹر طامس پین صاحب اپنے رسالہ ایج آف ریزن میں لکھتے ہیں کہ مریم نے کہا کہ وہ بغیر ہمبستر ہونے مرد کے حاملہ ہوئی اور یوسف اُس کے شوہر نے فرشتہ کو بطور گواہ کے کہا۔ ہم ایسے بعید القیاس قول یوسف و مریم کو کس دلیل سے باور کریں مریم نے یوسف نے کوئی کتاب نہیں لکھی اور نہ اُس زمانہ کے کسی مورخ نے ایسے عجیب واقع کو لکھا جن آدمیوں نے کہا ایک دوسرے سے سن کے میں ایسا بیوقوف نہیں جو بے اصل قول پر ایمان لاؤں" (از رسالہ اجر راہ یزداں صفحہ ۶۴۵)۔

واضح ہو کہ مہاراجہ یدھشٹر سے ۳۱۰۰ سال اور مہاراجہ بکرم سے ۵۷ سال بعد یوسف نام ایک ترکھان (نجار یا بڑھئی) شہر ناصرت صوبہ جلیل مُلک روم میں رہتا تھا - اُس کی مریم نامی ایک بالغ جوان عورت سے شادی ہوئی - مگر وہاں پہلے موقع پر ہی جیسا کہ اکثر ہوتا ہے - اپنے خاوند سے حاملہ ہو گئی (عیسائیوں نے اگرچہ اس شادی کو منگائی لکھا ہے - مگر ہم اس واسطے اُسے شادی کہتے ہیں - کہ بعد ازاں کوئی شادی نہ ہوئی ورنہ ضرور منگنی لکھتے) - جب بتقریب مردم شماری یوسف مع زوجہ خود کے بیت لحم میں گیا - تو رات کو ایک طویلہ میں رہے اور وہیں یسوع لڑکا پیدا ہوا بعد آٹھ روز کے مسیح کا یہودی شریعت کے مطابق ختنہ ہوا +

یوسف کو بادشاہ کی طرف سے کچھ خوف ہوا - اس واسطے دو لڑکے اور اپنی جورو کو لیکر گدھے پر سوار ہو کر مصر کو بھاگ گیا جب تک ہیرودیس زندہ رہا وہیں مصر میں رہتا رہا (مگر معلوم نہیں کہ کتنے سال تک) + اُس کے مرنے کے بعد ماں باپ کے ساتھ یسوع اپنے ملک قدیم کو پھر آیا - اور ناصرت میں جا کر اپنے باپ یوسف کے ساتھ بڑھئی کا کام کرتا رہا - ۱۲ سال کی عمر میں وہ ایک دفعہ یروشلم کی ہیکل میں گیا تھا - جیسے اکثر نابالغ بچہ میلوں میں بھول جایا کرتے ہیں ... تین روز رہ بھی ... سال تک مسیح ناصرت میں ماں باپ کے ماتحت بڑھئی کا کام کرتا رہا - اس کے بغیر اور کسی طرح کا حال اناجیل سے نہیں مل سکتا ہے +

مگر ایک مورخ کہتا ہے کہ "حضرت مسیح لکھنا پڑھنا جانتے تھے - اُنھوں نے قصبہ ناصرہ کے مدرسہ میں بائیبل کی تعلیم پائی تھی" (دیکھو ڈین ملمین صاحب کی "تاریخ کلیسیہ ... مسیحیہ") +

... سال کی عمر میں ۴۰ روز تک ایک شخص سے (جس کو انجیل کے مصنف شیطان کہکر پکارتے ہیں) تعلیم پاتا رہا (دیکھو متی باب ۴/۱-۱۱) +

اُس کی ۳۰ سالہ زندگی کا حال مصریوں کے سوا کسی کو معلوم نہیں غالباً ایسے معلوم ہوتا ہے - اور یہی درحقیقت ٹھیک ہے کہ کچھ فاضل بودھ مت کے جن دنوں کہ مسیح مصر میں تھا پرچار کرنے سکندریہ میں گئے تھے اور وہاں انہوں نے کئی سال تک بودھ دھرم کی وعظ کی - مسیح کئی سال تک اُن کے وعظ سنتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ مصر سے لوٹ کر اپنے وطن میں آ کر وہی الفاظ اپنے منہ سے جدید مذہب قایم کرنے کے خیال سے کہنے شروع کیے - اور یہ صرف ہمارا خیال ہی نہیں بلکہ ایک مشہور و معروف فاضل یوروپین مسٹر آرتھر للی صاحب نے اسی مضمون پر ایک کتاب تصنیف کی ہے کہ "عیسائیت مذہب بدھ سے نکلی ہے" +

ایک اور شخص یوحنا نام کی بھی مسیح نے شاگردی کی اور اس سے بپتسما پایا - بارہ شاگرد مقرر کیے - شمعون جو پطرس کہلاتا تھا - اندریاس شمعون کا بھائی - یعقوب زبدی کا بیٹا - یوحنا یعقوب کا بھائی - فیلبوس - برتھولما - تھوما - متی محصول لینے والا یعقوب حلفا کا بیٹا - لبی جو تھدی بھی کہلاتا تھا - شمعون کنعانی - یہودا اسکریوطی - انجیل سے معلوم ہوتا ہے - کہ وہ کبھی خدا کو اپنا باپ اور اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا تھا - اور کہنے لگا ہے اس ملک کے ویدانتیوں یا صوفی مسلمانوں کی طرح اپنے آپ کو خدا کہہ دیا کرتا تھا - جس طرح محمدیوں نے محمد صاحب کے اور دیگر مذہب والوں نے اپنے مذاہب کے بانیوں کے معجزے مشہور کر رکھے ہیں وہی حال عیسائیوں کا ہے +

اُس وقت بادشاہ کی تاریخ میں مسیح کا کوئی معجزہ درج نہیں تمام یہودی بھی انکاری ہیں ۶۰ یا ۱۰۰ برس اس کے مرنے بعد خود مسیح نے نہیں بلکہ اس کے خیر خواہ شاگردوں نے بقول پیراں نمے پرند مگر مریداں مے پرانند کے خیال سے مسیح کے حالات کو معجزوں کی رنگتیں چڑھا کر قلمبند کیا +

مسیح نے کل ۲ یا ۳ سال وعظ کی لیکن یہ مدت بھی صحیح طور پر انجیلوں میں نہیں لکھی اُس کے دو سالہ وعظ سے ہی لوگ بہت دُکھی ہو گئے - چنانچہ لکھا ہے "وہ لوگوں کو بہت دُکھ دیتا تھا" (یوحنا ۱۱/۴۷) +

جب یہ شکایت عام ہو گئی تب یہودیوں کے کاہنوں اور فریسیوں نے کمیٹی کی - کہ ہم سنا کرتے ہیں کہ یہ شخص لوگوں کو ہمارے دین کے خلاف ترغیب دیا کرتا ہے - ہمارے مذہب کی اہانت کرتا ہے - ایک آدمی کا قوم کے بدلے مرنا اچھا ہے نہ کہ ساری قوم ہلاک ہووے سے بچے یہ دو آتش کہ خلقے بداغ +

قیافا نام سردار کاہن نے یہ اپنی طرف سے نہ کہا لیکن اس سبب سے کہ اُس سال وہ سردار کاہن تھا - یہ اُس نے پیشین خبری کی یعنی یہ فتویٰ اُس نے الہام سے دیا خود اُس کے شاگرد رشید یہودا اسکریوطی نے پکڑوا دیا - اور مفت نہیں بلکہ ۳۰ روپیہ کے انعام کے لالچ سے گرفتار کروایا کیونکہ مسیح کی گرفتاری کے واسطے اُس ملک کے بادشاہ نے ۳۰ روپے کا انعام جاری کیا تھا +

جب یسوع گرفتار ہو کر عدالت کے سامنے لایا گیا - اول تو انکار کرنے کے واسطے بہت کوشش کی - لکھا ہے - کہ جواب طلب کرتے وقت مسیح چُپ رہا - مگر آخر کار اُس نے بیان دیا - جس پر سردار کاہن نے (جو ایک الہامی سچا نبی تھا) کپڑے پھاڑ کر کہا کہ یہ کفر کر چکا - اب ہمیں اور گواہ کیا ضرور - تم نے آپ اِس کا کفر سنا - اب تمہاری کیا صلاح - اُنھوں نے جواب میں کہا - کہ وہ قتل کے لایق ہے - تب اُنھوں نے اُس کے یعنی مسیح کے منہ پر تھوکا اُسے گھونسا مارا - اور دوسروں نے اُسے طمانچہ مار کر کہا بتا تجھے کس نے مارا - پکڑے جانے سے پہلے خدا کے آگے بڑی استدعا کرتا رہا مگر ایک بھی منظور نہ ہوئی - ہر چند روتا رہا - مگر نہ سنا گیا - پکڑے جانے کے بعد شاگردوں نے شاگردی سے انکار کر دیا بلکہ ایک نے تو مسیح پر لعنت بھیجی +

چنانچہ فاضل محقق گاڈ فری ہگنیس صاحب فرماتے ہیں "عیسیٰ کے اول مریدوں کی کم رتبگی میں موشیم صاحب دین عیسوی کی خوبی سمجھتے ہیں مگر سچ پوچھو تو میں بمجبوری مقرر ہوں کہ اگر لاک نیوٹن جیسے اشخاص مذہب عیسوی کے اول محققین میں ہوتے تو مجھ کو بھی اطمینان کامل ویسا ہی ہوتا" (دیکھو اُن کی اپالوجی فقرہ ۱۸) +

پھر وہی مورخ لکھتے ہیں "جب عیسیٰ کو سُولی پہ لے گئے تو اُس کے پیرو بھاگ گئے - اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجے میں چھوڑ کر چل دیے - اگر بالفرض اُسکی مخالفت کرنے کی اُنکو ممانعت تھی - تو اُسکی تشفی کے لیے تو موجود رہتے - اور جی سے اُسکے ایذا رسانوں کو دھمکاتے" (دیکھو فقرہ ۲۳) +

سر ولیم میور صاحب فرماتے ہیں "مسیح کے تمام پیرو خوف کی آہٹ معلوم ہوتے ہی بھاگ گئے - اور ہمارے خداوند کی تعلیم نے اِن پانسو آدمیوں کے دل پر جنہوں نے اُن کو دیکھا تھا خواہ کیسا ہی گہرا اثر پیدا کیا ہو - مگر ظاہر میں اس کا نتیجہ کچھ

سلہ متی ۴/۱-۱۱ + سلہ یوحنا ۱۱/۵۱ + سلہ متی ۲۶/۴۸-۵۰ متی ۲۶/۶۰-۶۵ سلہ متی ۲۶/۶۲ شہ متی ۲۶/۵۶-۶۸
سلہ متی ۲۲/۳۶-۵۰ شہ لوقا ۲۲/۴۲ مرقس ۱۴/۳۶ شہ متی ۲۶/۷۴ لوقا ۲۲/۵۶ مرقس ۱۴/۷۱ +

دکھائی نہیں دیا (لایف آف محمد جلد دوم) +

مورخ ڈین ملمین صاحب فرماتے ہیں۔ "کہ حواریوں سے جو ضعیف اعتقاد اور غیر ثابت قدمی ظہور پذیر ہوئی وہ خود حضرت مسیح کے اختلاف اقوال کا ثمرہ ہے"۔

(دیکھو تاریخ گلسیا جلد اول) +

آخر کار پلاطوس نے پکڑ کر اُسے کوڑے مارے۔ سپاہیوں نے کانٹوں کا ٹوپ اُس کے سر پر رکھا اور اُسے طمانچے مارے۔ اور اُسی لباس میں اُسے باہر لائے۔ پِت ملا ہؤا سرکہ اُس کے پینے کو دیا۔ اُس نے چکھ کر نہ چاہا کہ اُسے پیئے۔ آخر کار اُسے صلیب پر کھینچ کر اُسکے کپڑوں کو بانٹ لیا۔ دو چور بھی اُس کے ساتھ پھانسی دئے گئے ایک دائیں۔ دوسرا بائیں۔ آتے جاتے لوگ اُسے ملامت کرتے تھے۔ سب لوگ اُس سے ٹھٹھے کرتے تھے۔ کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اُتر آ۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ یہ لوگوں کو بچانے آیا تھا۔ مگر اپنے آپ کو بھی بچا نہ سکا۔ اگر اسرائیل کا بادشاہ ہے تو اب صلیب پر سے اُتر آوے۔ تاکہ ہم اِس پر ایمان لاویں۔ اِسی طرح وہ چور بھی اُسے طعنہ مارتے تھے +

نویں گھنٹہ کے قریب یسوع نے بڑے شور سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی۔ ترجمہ اے خدا اے خدا تو نے مجھ کو کیوں بھلا دیا یہ کہتے ہوئے جان دی۔ لاش حسب قاعدہ قبر میں رکھی گئی اور تثلیث کا خاتمہ ہؤا +

مگر عیسائی باوجود اِن سب باتوں کے کہتے ہیں کہ وہ تیسرے دن مُردوں سے اُٹھ کھڑا ہؤا اور شاگردوں کو نظر آیا اور آسمان پر جا کر خدا کے دائیں ہاتھ جا بیٹھا۔ مگر یہ بیان عیسائیوں کا کئی وجوہ سے باطل ہے +

وجہ اوّل یہ ہے کہ جتنے اِس امر کے گواہ ہیں اُن میں سے ایک بھی ایماندار نہیں یہودی قایل نہیں۔ بادشاہ قایل نہیں۔ شاگرد خود دُبدھے میں رہے +

وجہ دوم۔ یہ کہ اِس قسم کی باتیں معقولیت سے کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتی ہیں کیونکہ اِس وقت علوم سے اچھی طرح واضح ہوگیا ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں۔ اور نہ کوئی حق پسند مانتا ہے کہ خدا آسمان پر بیٹھا ہے۔ پھر مسیح کا اول مُردوں سے زندہ ہونا۔ دوم آسمان پر چڑھ جانا۔ سوم خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھنا ہر طرح باطل ہے

جس طرح عوام نانک پنتھی اور کبیر پنتھی نانک جی اور کبیر جی کا مرنا نہیں مانتے بلکہ لاش کا غائب ہو جانا مانتے ہیں۔ لیکن تمام عیسائی اُنکو جھوٹ سمجھتے ہیں۔ وجہ یہ کہ مُردہ زندہ نہیں ہوسکتا۔ پس یہی جواب ہمارا مسیح کے حق میں کافی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو دنیا میں آئے جنہوں نے جنم دھارا وہ سب اپنی مُدّت مقررہ کے بعد مر گئے اور مر جاوینگے۔ خاک میں مل گئے اور مل جاوینگے۔ خود بابا نانک جی نے کہا ہے۔ اِس سنسار میں استھر نہیں رہیسی کوئی) رام گیا۔ راون گیا جا نکے بھُو پروار۔ کہو نانک اِستھر کچھ ناہیں سپنی جوں سنسار۔

پس کوئی جسمانی چیز باقی نہیں رہ سکتی اِس واسطے مسیح کا جسم بھی ضرور فانی تھا اور یہاں ہی فانی ہؤا۔ روح جاودانی تھا۔ وہ کرموں انوسار دوسری جگہ چلا گیا۔ پس یہ ساری کرامات کے سبز باغ جاہلوں کے پھُسلانے کو ہیں اصل بات یہی ہے کہ وہ مصلوب ہو کر مارا گیا۔ پھر اُتار کر زمین میں گاڑا گیا۔ جس طرح موسیٰ مر گیا۔ گاڑا گیا۔ مگر اُس کی قبر کسی کو معلوم نہیں کیونکہ لکھا ہے "اور اُس نے اُسے مواب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل گاڑا۔ پر آج کے دن تک کوئی اُس کی قبر کو نہیں جانتا (استثنا ۳۴/۶) اِسی طرح مسیح ۳۳ سال کی عمر میں بھوگ کر صلیب پر چڑھا کر مارا گیا۔

سے متی ۲۷/۴۹-۴۴ سے لوقا ۲۳/۳۲ +

اور پھر گاڑا گیا مگر شاگردوں کی چالاکی کے سبب اُسکی قبر کوئی نہیں جانتا۔ اصل میں اونچی قبر نہیں بنائی گئی تھی۔ صرف یہودیوں میں کرامات جتلانے کے واسطے کہیں گمنام دفن کر گئے ثابت کردیا ہو کہ "پیراں نمے پرند مگر مُریداں مے پرانند"۔

مذہبی ہتک تو ایک بہانہ ہوگئی تھی۔ ورنہ بادشاہ کے خلاف وہ سازش کرنا چاہتا تھا۔ اُس کا خود قول ہے۔ کہ میں دنیا میں تلوار چلانے آیا ہوں"۔ بادشاہی کا طالب تھا بلوہ کرنا چاہتا تھا۔ دنیا میں جنگ کی آگ لگانا چاہتا تھا شاگردوں کو کہتا تھا۔ کہ کپڑے فروخت کرکے بھی ہتھیار خرید لو۔ اِسی خیال پر پولیس نے پکڑوا کر مصلوب کرا دیا۔ اور دو مجرم بھی اُس کے ساتھ لٹکائے۔ لکھا ہے کہ جو صلیب پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے جو لعنتی ہے وہ ابدی جہنم میں رہیگا" پیارے ناظرین پڑھو اور خدا کے واسطے بچار کرو کہ کیا ایسے آدمی کی زندگی تمہیں کوئی بھی عمدہ سبق دے سکتی ہے !!!

انجیل نویسوں کے چند تاریخی اختلاف

نمبر ۱۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے مسیح کو پہچانا کہ یہ مسیح ہے یوحنا ۱/۲۹۔ یوحنا نے نہ پہچانا متی ۱۱/۲ و ۳ +

نمبر ۲۔ یوحنا بپتسمہ دینے والا الیاس تھا متی ۱۱/۱۴ + یوحنا الیاس نہ تھا یوحنا ۱/۲۱

نمبر ۳۔ سلح کا باپ ارفکسد تھا پیدائش ۱۱/۱۲ + سلح کا قینان اور وہ ارفکسد کا بیٹا تھا لوقا ۳/۳۶ و ۳۵ نمبر ۴ مسیح کو جب وہ بچہ تھا مصر لے گئے متی + یسوع کو مصر میں نہیں لے گئے۔ لوقا ۲/۲۲-۳۹ + ۲/۳-۱۵ و ۱۹ و ۲۳ +

نمبر ۵۔ بپتسمہ پانے کے بعد مسیح چالیس دن + بپتسمہ پانے سے تیسرے دن مسیح جلیل میں ایک بیاہ +

جنگل میں شیطان سے آزمایا گیا مرقس ۱/۹ و ۱۲ و ۱۳ + میں گیارہ شاگردوں کے یوحنا ۱/۳۲ و ۲/۱

نمبر ۶۔ دو اندھوں نے دعا مانگی متی ۲۰/۳۰ + ایک اندھے نے دعا مانگی لوقا ۱۸/۳۵

نمبر ۷۔ مسیح تیسرے گھنٹہ صلیب دیا گیا مرقس ۱۵/۲۵ + چھٹے گھنٹے کے قریب تک صلیب پر نہیں دیا یوحنا ۱۹/۱۴

نمبر ۸۔ دو چوروں نے مسیح پر ملامت کی + ایک نے مسیح پر ملامت کی لوقا ۲۳/۳۹ + متی ۲۷/۴۴ مرقس ۱۵/۳۲ +

نمبر ۹۔ یہودا نے روپیہ واپس لوٹا دئے + نہیں لوٹائے بلکہ اپنے پاس رکھے اعمال ۱/۱۸۔ متی ۲۷/۴ +

نمبر ۱۰۔ یہودا نے اپنے آپ کو پھانسی دی + نہیں بلکہ وہ اوندھے منہ گرا اس کا پیٹ پھٹ گیا متی ۲۷/۵ + پھانسی سے نہیں مرا اعمال ۱/۱۸

نمبر ۱۱۔ یہودا نے کمہار کا کھیت خریدا اعمال ۱/۱۸ + سردار کاہنوں نے اُس کے مرنے کے بعد خریدا متی ۲۷/۶ و ۷ +

نمبر ۱۲۔ صرف ایک عورت مسیح کی قبر پر آئی یوحنا ۲۰/۱ + دو عورتیں قبر پر آئیں متی ۲۸/۱ تین عورتیں قبر پر آئیں مرقس ۱۶/۱ + بہت عورتیں تھیں۔ لوقا ۲۴/۱۰ +

نمبر ۱۳۔ دو فرشتے کھڑے ہوئے۔ قبر پر دیکھے لوقا ۲۴/۴ یوحنا ۲۰/۱۱-۱۰ صرف ایک فرشتہ دیکھا اور وہ بھی بیٹھا ہؤا متی ۲۸/۲ و ۳ مرقس ۱۶/۵

نمبر ۱۴۔ عورتوں نے اسکے شاگردوں کو خبر کی متی ۲۸/۸ لوقا ۲۴/۹ عورتوں نے ان کو خبر نہیں کی مرقس ۱۶/۸ +

کرشن بن منشی دربن

نمبر ۱۵- فرشتوں کے آنے سے پہلے ہی پطرس اور یوحنّا دیکھ گئے - یوحنا ۲۰/۳ و ۶ و ۱۰ و ۱۲ +

نمبر ۱۶- صرف مریم میگڈلیا کو ہی مسیح نظر پڑا مرقس ۱۶/۹ یوحنا ۲۰/۱۴ +

نمبر ۱۷- مسیح تین دن اور تین رات قبر میں رہا متی ۱۲/۴۰

نمبر ۱۸- مسیح زیتون کے پہاڑ سے اُٹھایا گیا اعمال ۱/۹ و ۱۲

دو نہیں بلکہ صرف اکیلا گیا پطرس - مگر فرشتوں کے آنے سے پیشتر ہے - لوقا ۲۴/۴ و ۸ و ۱۲ +

دونو مریموں کو نظر پڑا متی ۲۸/۹ دونو میں سے کسی کو نظر نہیں پڑا لوقا ۲۴/۱۰ و ۱۱

صرف دو دن اور دو رات قبر میں رہا مرقس ۱۵/۴۲ و ۴۶ و ۴۷ ۱۶/۹

مسیح بیت عنا سے اٹھایا گیا لوقا ۲۴/۵۰ و ۵۱

ان دونو جگہوں سے نہیں اٹھایا گیا مرقس ۱۶/۱۴ سے ۱۹ +

یہ اٹھارہ اختلاف اناجیل سے ہم نے اُس کے تاریخی واقعات کی بابت ہدیتاً پادری صاحبان کے پیش کش کئے ہیں +

گر قبول افتد زہے عز و شرف

دوسرا - مسیح کا عرب میں اوتار

اخبار کرسچین لکھتا ہے کہ "عرب میں ایک جھوٹا مسیح اور پیدا ہؤا ہے بہت سے یہودی اُس کے ساتھ ہیں۔ یہ شخص بہت بڑا تعلیم یافتہ اور خوب مستقل مزاج ہے یہودی کہتے ہیں کہ ہمارا یہی حامی ہے - اور اسی کی ہم کو امید ہے - اُس کی محافظت کے لئے چالیس عبرانیوں کا گارڈ قایم ہؤا جو ہر وقت چوکی پہرہ رکھتے ہیں" (اخبار تحفہ کوچک ہند نمبر ۲ حصہ پنجم امریکہ کے بگلنبر ۷ ۔ ۳ صفحہ ۴) +

تیسرا - مسیح کا امریکہ میں اوتار

یونائیٹڈ اسٹیٹس امریکہ میں شہر لبرٹی کے جنوب میں مقام سوانہ سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر کچھ عجیب و غریب معاملات در پیش ہیں وہاں کے حبشی باشندوں نے اپنے گروہ چھوڑ دیئے۔ فصلیں اپنے مویشیوں کو چرا دیں - اپنے اپنے کھیتوں اور کاموں کو چھوڑ کر ایک مصنوعی مسیح کے گرد جمع ہو رہے ہیں - جو اُن کو روزمرہ اُپدیش کرتا ہے ان نومریدوں کے دلوں میں جوش مذہبی اسقدر زور پر ہے کہ وہاں کے اخلاقی اور سوشیل طبائع پر ایک عجیب اثر مرتب ہو رہا ہے - اِن حضرت کا حکم پاکر عورتیں اپنے خاوندوں کو چھوڑ کے لڑکے اپنے ماں باپ سے بھاگ اور اکثر جگہ خاندان کے خاندان اپنا گھر بار چھوڑ کر ان کے ساتھ ہوئے ہیں - اِس کا حکم ہے کہ ۹- اگست کے جمعہ کے روز جانب شمال کنعان کو طیاری ہے - اِس عرصہ میں روزہ اور نماز سے فارغ ہو کر تیار رہنا چاہیئے - یہ گورہ رنگ کے ہیں - عمر ۳۵ و ۴۰ کے درمیان ہوگی - قد میانہ اور بناوٹ مضبوط اُن کے جسم کثیف کا نام کرٹیو مرارتھ ہے - اور لطیف جسم کا نام مسیح ہے - سر سے لمبے لمبے بال لٹک رہے ہیں جو بہت بڑے اور خوب صورت ہیں ۴۰۰ سے زاید مرد اور عورت اور بچے اُس کے منظور شدہ ہیں اور اُس کے ساتھ رہتے ہیں - اُس کے گروہ میں عورتیں زیادہ ہیں وہاں کے اصلی باشندے تو اُس پر پورا پورا ایمان لائے ہوئے ہیں - اور صرف یہ ۴۰۰ ہی آدمی نہیں جو اس کو مان رہے ہیں - اس کے ظہور سے دو ہفتہ تک حبشی عیسائی مُنادوں نے لوگوں کو بہت روکنے کی کوشش کی کہ اُس کی نہ سنیں - آخرش مجبور ہو کر کہ اُنکی کوئی نہیں مانتا تھا - انہوں نے اور گورے صاحب لوگوں کی مدد لینا چاہی - اور ان لوگوں نے بھی اِس معاملہ میں خاص توجہ ظاہر کی - کیونکہ مزدوری گراں ہو چلی تھی جس سے انکا ہی نقصان تھا - آخرش یہ آپس میں فیصلہ ہؤا - کہ اِن کو گرفتار کرنا چاہیئے - اور استاپلس نامی ایک دیسی مناد کے خفیہ اظہار پر کہ وہ خانہ بدوش ہے کہ اس کی گرفتاری کے سمن جاری کر دئے گئے - اور کرنیل نارووڈ بیروی مقدمہ کے لئے مقرر کئے گئے +

مذہبی جوش پھیلنے کا ڈر تھا - مگر ارتھ یعنی مسیح نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کچھ فکر مت کرو یہ میری پیشین گوئی ہے - کہ میں گرفتار کیا جاؤنگا - مگر مجھ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا +

اِن مسیح صاحب کے ذرا اشارے پر ممکن تھا کہ افسران گرفتاری کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے - مگر وہ رضامندی سے گرفتار ہو کر چلے گئے - اور اُس مقام تک جہانکہ اُن کا مقدمہ ہوگا - بیچارہ کو ۱۲ میل پا پیادہ جون کی سورج کی دھوپ میں جانا پڑا ۱۰۰- ۳ کے قریب عورتیں اور مرد اُن کے ہمراہ تھے - اِن میں سے نصف بالکل مسلح تھے - بہت سی عورتوں کے پاس بھی بندوقیں وغیرہ تھیں جبکہ مسیح کو مجسٹریٹ کے روبرو کھڑا کیا انہوں نے چند سکہ ڈالر کے پیش کئے - اور خانہ بدوشی کا جرم یعنی اپنی پرورش آپ نہیں کرسکتا ہے ڈسمس ہو گیا - اُسی وقت دوسرا سمن جاری کیا گیا - کہ وہ مجنون ہے - قانوناً دس روز کی تحقیقات ضروری تھی ایک روز وہ دو چند جماعت کے ساتھ تشریف لائے کرنیل نارڈ نے بڑے طول اور سخت اظہار اُن سے لئے - باہر اُن کے ساتھ کا گروہ یہ چلاتا رہا - کہ ہمارے کرائیسٹ کو لے لیا ہے - مگر آدمی ہمارے عیسےٰ کو مارنا چاہتا ہے - مگر یہ غیر ممکن ہے - ارتھ نے بیان کیا کہ وہ اول لیبٹری ولی اوھیو میں رہتے تھے - اس کی انجیس کی واقفیت نے عدالت جوری اور تماشائیوں کو ششدر کر دیا - نارووڈ نے کہا کہ اگر تم مسیح ہو تو کوئی معجزہ دکھاؤ - اس کا جواب یہ ملا - کہ شیطان کو میرے پیچھے لگاتے ہو - میں تمہارے پھسلانے میں نہیں آؤنگا - تم کو جنون کا جرم لگایا گیا ہے - پس اگر جوری کی رائے میں اور کچھ ثابت ہؤا تو تم پاگل خانہ بھیجے جاؤ گے ؟ وکیل نے کہا کہ اپنے ناخن دکھاؤ اور ثابت کرو - کہ تم وہی عیسےٰ ہو جن کو سولی دی گئی تھی - مسیح نے جواب دیا - کہ یہ قدرتی جسم ہے جو کہ دیکھتے ہو بدل جاتا ہے اور گل جاتا ہے - یہ وہ جسم نہیں ہے جو کراس سے باندھا گیا تھا - اگرچہ روح مجھ میں وہی ہے جو مارپاس پر ٹنگائی گئی تھی - یہ روح ہر ایک جسم میں ہے - سوال کیا وہ جارج واشنگٹن میں تھی - جواب بیشک - اور ابراہیم لنکن میں بھی - سوال کیا وہ جفرسن ڈیوس میں بھی تھی - جواب وہ تھی - اِن مسیح صاحب کو بہت دم دیا جاتا ہے مگر معجزہ دکھانے کے دم میں نہیں آتے انہوں نے پانی کو شراب بنایا اس بنا پر منظور نہیں کیا ہے - کہ نشہ دار چیز کے استعمال کی اجازت ہوتی ہے - ایک دفعہ میں نے یہ کہا تھا - مگر لوگوں نے میری منشا کو بالکل خبط کر دیا ایک شخص نے کہا کہ میں تمباکو چباتا ہوں - اگر آپ میرے ہاتھ کو روک دیں تو میں اور جوری آپ کو عیسےٰ مان لیں - اُس نے کہا کہ مجھ کو کچھ مطلب نہیں - کہ تم تمباکو چباؤ یا نہ چباؤ - میں کچھ تم کو زندگی کے لئے نہیں روکنا چاہتا ہوں +

کمیشن نے حکم پاس کر دیا - کہ بیشک یہ مجنون ہے ایک سرکاری پاگل خانہ میں بھیج دیا جاوے - اس پاگل خانہ میں آجکل اِسقدر کثرت تھی - کہ وہاں کے سپرنٹنڈنٹ نے لینے سے انکار کر دیا - لبرٹی کاونٹی میں جیل خانہ نہیں ہے اور اگر وہاں رکھا جانا ہے تو ملک پر صرف زاید پڑیگا - پس وہ مجنون رہا کر دیا گیا - جبتک اُس شہر کے جج لوگ کوئی تجویز نہ منظور کریں - اب پھر وہ اُپدیش کرتا ہے اور اُس کے ساتھ جاتے

سے وہاں کے باشندوں کو اب پورا یقین پاک قدرت کا ہو گیا۔ اور جوش مذہبی زیادہ شدت سے پھیل رہا ہے" (آریہ پتر کا بریلی صفحہ ۴ سے ۵ تک)

امریکہ کے مشہور و معروف فاضل پولیپی سیڑلے جے ڈیوس صاحب فرماتے ہیں:-

اے پتی پربت اور دھرتی کے | اے مالک مینہ اور آندھی کے
پھول چمن میں کھلانے والے | تیتریوں کے بہلانے والے
اندھیارے اور اجالے کے | مالک گورے اور کالے کے
دیا سے اپنی شانتی دیجئے | من کی چنچلتا ہر لیجئے
تیرے پتی برت دھرم سے ہردم | سب کے سب سنتشٹ رہے ہم
بھگتی میں تیری چت لگائیں | آپسمیں بھی پریم بڑھائیں
بھائی کو بھائی دل سے چاہے | مرتے دم تک پریت نبھائے
پورانک سے پھندے توڑیں | راگ دویش کے دھند چھوڑیں
تیری مدد سے ہو کر ستنتر | سب ہوں سچ اُپدیش پہ تتپر
شدھ ہردے ہوں سب کے ایسے | ستّ دھرم پر شار رکھو سوٹ جیسے

مجھے ایک آگ نظر آتی ہے جو عالمگیر ہے یعنی بے حد محبت کی آگ جو افسرت سوز ہے اور جو ہر چیز کو جلا کر صاف کر رہی ہے۔ امریکہ کے چٹیل میدانوں۔ افریقہ کے فراخ ملکوں ایشیا کے قدیم پہاڑوں اور یورپ کی وسیع سلطنتوں پر مجھے اس سوز اور ہمہ ساز آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے دکھائی دیتے ہیں۔ اسکا چرچا جملہ پست مقامات سے شروع ہوا ہے۔ اپنی آسائش اور ترقی کے لئے انسان نے خود روشن کیا ہے۔ روئے زمین پر انسان ہی ایسا مخلوق ہے جو آگ کو جلا کر اُسے بقا دے سکتا ہے۔ چونکہ ارضی مخلوقات میں ناطق بھی یہی ہے لہذا اپنے مساکن میں دوزخی آگ بھڑکانے کو رتبہ اول ہے پرومیتھس کی طرح جنھی مکانات کو محبت سے پاک اور عقل سے منور کرنے والی آسمانی آگ لانے کے لئے بھی یہی پیش قدم ہے*

اس غیر محدود آگ کو دیکھ کر جو بالیقین بادشاہتوں شاہنشاہوں اور اور دنیا بھر کی سیاستی برائیوں کو پگھلا ڈالیگی میں غایت درجہ مسرور ہو کر لیکن مشتعل جوش کی زندگی بسر کر رہا ہوں سب اونچے اونچے پہاڑ جل اٹھینگے گھاٹیوں سے خوشنما شہر بھنچ جائینگے۔ پیارے گھر اور پُر محبت طبیعتیں ساتھ ساتھ پگھلینگی نیک و بد مخلوط ہو کر یوں غایت ہو نگے جیسے آفتاب کی سنہری شعاؤں میں شبنم

لامحدود ترقی کی بجلی سے انسانی طبیعت جل رہی ہے۔ آج اُسی کی فقط چنگاریاں جانب آسمان اُڑتی ہیں۔ نقادوں شاعروں اور مصنفوں کی آنکھوں میں ادھر اُدھر شعلے نظر آتے ہیں یہ آگ سناتن آریہ دھرم کو اصلی پاکیزہ حالت پر لانے کے لئے ایک انگیٹھی میں تھی جسے آریہ سماج کہتے ہیں۔ یہ ہدایت کی آگ انڈیا میں ایک بندۂ خدا یعنی دیانند سرسوتی کے سینہ میں روشن ہو کر ملک کی اور نورانی طبیعتوں میں منتقل ہوئی۔ ہندو اور مسلمان اس عالم سوز آگ کو بجھانے کے لئے جو چاروں طرف ایسی تیزی سے مشتعل تھی کہ اُس کے بانی دیانند کو گمان بھی نہ تھا دوڑ پڑے۔ مسیحیوں نے بھی جن کے معابد کی آگ اور جن کی متبرک شمعیں پہلے مشرق میں روشن ہوئیں تھیں ایشیا کی نئی روشنی گل کرنے کے لئے ہندو اور مسلمانوں کا ساتھ دیا مگر یہ مبارک آگ اور بھی بھڑک اُٹھی اور پھیل گئی*

قوم کی خدمت میں اپیل

ہم خیال کرتے ہیں کہ اب وہ وقت آگیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ ہندوستان میں اس سرے سے اُس سرے تک مذہبی جوش جگا دیا جاوے اور خالص اور پاک آریہ دھرم کے اصولوں کو جیسا کہ ہمارے ویدوں میں ہے۔ عام طور اس کا نقارہ بجا دیا جاوے۔ اور آریہ اپدیشک شہر بشہر موضع بموضع ویدک دھرم کے اُپدیش کریں۔ یہ اصول آریوں کے لئے مُہر شدہ کتاب میں سے ہوں اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ وہ کس و ناکس کے دلوں میں پیوست کر دئے جاویں۔ ہم کو اول ایسے واعظوں کی ضرورت ہے۔ جو اپنے بھائیوں کو اپنے دھرم پر برقرار رکھیں۔ نہ کہ ایسے کہ غیروں کو اپنے دھرم میں ملا دیں۔ ہمارا مقصد تو یہی ہے۔ کہ ہم در اصل عمدہ ہندو یعنی آریہ بنجاویں یہ سب کچھ درست ہے کہ ہندوستان بہت ترقی کر رہا ہے۔ مگر جو کچھ کر رہا ہے۔ وہ اصلی ترقی نہیں ہے۔ جیسا ہم بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ ملک میں نئی نئی تجویزیں روزمرہ نکالی جاتی ہیں۔ مگر نہیں ترقی پکڑتیں کیونکہ سچے مذہبی اصول پر نہیں چلتے۔ ہم نے ہمیشہ اس بات کو زور کے ساتھ کہا ہے۔ کہ ہر قسم کے سدھار کی جان مذہب ہے۔ بغیر اس کے کسی قسم کا سدھار پختہ اور مستقل خیال نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ہم اپنی قدیمی عظمت کو از سر نو زندہ کرنے کی خوشی میں بارہا یہ کہہ چکے ہیں کہ ہم اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچینگے۔ کیونکہ ہم نے مذہب کو بالکل بالائے طاق رکھ دیا ہم دیکھتے ہیں کہ پولیٹیکل ترقی کے لئے بھی کافی انتظام ہو رہا ہے اور سوشیل معاملات میں بھی لوگ کوشش کر رہے ہیں۔ اور اُس کے متعلق ترقیاں بتدریج طرف اثر پذیر ہیں۔ مگر مذہبی سدھار ایک ایسا دستہ ہو رہا ہے۔ کہ عام رائے کے سرغنا جو ہر قسم کے معاملات میں کوشش کر رہے ہیں۔ اُن سب نے ایک دل ہو کر یہ ٹھیرائی ہے۔ کہ اُس کو امانتاً بکس میں رکھ چھوڑو۔ مگر ہماری رائے ہے کہ اب ایسے بھاری معاملہ میں تغافل نہیں چاہیئے مذہبی سدھار کے لئے ٹھیک ٹھیک تیز بہدف کوشش ہونی چاہیئے*

کیونکہ یہ بات قریب قریب طے ہو چکی ہے۔ کہ بلا مدد سچے مذہب کے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ عظیم الشان قوم کہلانے کے خیال کو بھی پورا کر سکیں۔ یہ بات بھی اچھی طرح ظاہر ہے کہ ہم میں سے بہت لوگ مذہبی خیالات سے بہت ہی پرہیز کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ پولیٹیکل خیالات میں غرق ہو رہے ہیں۔ اور ایک اسی خیال کی بدولت ہم اپنے دیگر لفعوں کو کھوئے ہوئے ہیں۔ اور یہ کبھی نہیں سوچتے۔ کہ قومی ترقی کا جو سب سے اول ذریعہ ہے۔ اس کو ہم نے علیحدہ ڈال رکھا ہے۔ اس سے اب ضروری ہے۔ کہ ایک بڑا بھاری جوش مذہبی سدھار کے لئے پھیلایا جائے۔ اور وہ ایسا جوش ہو۔ کہ اب تک کبھی نہ ہوا ہو۔ عیسائی مسلمان۔ برہمو۔ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں ظاہر کرتے پھرتے ہیں۔ اور لوگوں کو اپنے جعل میں پھانستے جاتے ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ہم لوگ یعنی آریہ لوگ جن کی تعداد سب سے زیادہ ہے کوئی بھی باقاعدہ گروہ اپنے ہادیوں اور اپدیشکوں کا نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ نہشت اور پوجاری لوگ جو خود بخود

اُپدیشک بنا رہے ہیں۔ اُن کے حالات ایسے محدود ہو رہے ہیں کہ وہ اُس روحانی تاریکی کو جو تمام ہندو سوسائیٹی میں پھیل رہی ہے۔ ہرگز ہرگز رفع نہیں کر سکتے۔ ہندوؤں کے لئے اِس سے زیادہ اور کیا افسوس اور نا امیدی کی بات ہو سکتی ہے۔ جب کل ملک میں اُنہیں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ اور ان کو ایسے واعظ بھی میسّر نہیں۔ جو اپنے دھرم کا اُپدیش کر سکیں۔ اور اِسی جانب اپنا تن من دھن ارپن کر کے ایک گروہ اُپدیشکوں کا قایم کر دیں۔ ذرا النکاہی کو اور وہاں کی محدود رعایا سنگلدیپوں کو خیال کیجئے ❖

مثل اور جگہوں کے عیسائیوں نے وہاں بھی بڑا زور لگایا۔ مگر بدھ گوتم کے مت کا اب بھی وہاں زور شور ہے۔ وہاں کے گیروے بھگوے کپڑوں کے سنیاسی اپنے بھولے ہوئے بھائیوں کو پھر سنوار رہے ہیں اور واپس لیتے جاتے ہیں۔ اور ہزاروں لوگ آپ اِس قسم کے صبح و شام دیکھینگے۔ جو اپنا مت اپنے بھائیوں کو سنا رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ یہاں کوئی بھی ہندوؤں کو ان کا دھرم نہیں بتاتا۔ ہندو گھر سے باہر جاتے بھی ہیں۔ تو وہی مکتی فوج کا ڈھول یا اور اسی قسم کی آواز کانوں میں جاتی ہے ❖

ہندوستان بڑا بھاری ملک ہے۔ یہاں دولتمندوں۔ عقلمندوں۔ عالموں کی کمی نہیں ہے۔ مگر افسوس تو یہی آتا ہے۔ کہ باوجود اِن سب [illegible] کے بھی کسی کو بھی اُس قدیمی دھرم کے از سر نو زندہ کرنے [illegible] ہے۔ جس میں وہ پیدا ہوئے ہیں ❖

غور کا مقام ہے۔ کہ اپنے آپ کو ایک قوم نہیں ظاہر کر سکتے ہیں۔ اگر اپنے پُرانے وید مقدس کے مذہب کو جو سراپا معقول ہے۔ اختیار کریں۔ اور اُسی کی تعلیم کو زور دیں۔ اور اشاعت کریں۔ اور اسکی تائید میں چھوٹے چھوٹے رسالے اور لیکچر انہیں خیالات کے شایع کریں۔ اور اپنے بچّوں کو شروع سے وہی پڑھا دیں۔ تاکہ وہ ایک سر لیشٹ ہندو یعنی آریہ ہونے کا دم بھریں۔ جب تک ہم کو یہ سُدھار نصیب نہ ہوگا۔ ہم اپنے پولٹیکل حقوق کے لئے جس قدر چاہیں چلاّ دیں۔ اور پکاریں۔ کبھی ممکن نہیں۔ کہ سیلف گورنمنٹ کی قابلیت ہم میں پیدا ہو ❖

(راقم اڈیٹر انڈین مرر کلکتہ)

آتھم صاحب کے ریویو پر جواب

ہمارے کرسچین مت درپن پر آتھم صاحب نے ریویو بھی لکھا ہے۔ مگر افسوس کہ ہم نے اُسے بہت کچھ دکھایا۔ مگر کچھ بھی نہ پایا ❖

دفعہ اوّل میں وہ ہمیں دہریہ بتلاتے ہیں اور یہی الزام ہمارے ہادی سوامی جیو مہاراج پر لگاتے ہیں۔ پرمیشور انہیں راہِ راست دکھائے اور ایسے باطل تو ہمات سے بچائے ❖

دفعہ ۲ میں انہوں نے پھر وہی پُرانا گیت گایا ہے۔ جسے ہم باب اول میں اچھی طرح لکھ چکے ہیں ❖

دفعہ ۳ میں وہ تہذیب کے جامہ سے باہر ہو کر سقط کلامی پر اُتر آئے۔ بس آتھم صاحب ہم نے تو درخت کو پھل سے پہچان لیا آپ موجودہ انجیل مسیح جا دھرمی و ناقص ہے۔ اُسے چھوڑ کر مسیح کے اصل لائیف جو تبت سے نکلی ہے۔ اور جو اب فرنچ سے انگریزی میں ترجمہ ہو گئی ہے۔ اُسے مطالعہ کریں۔ تاکہ حق و باطل کا انکشاف ہو ❖

دفعہ ۴ میں بدروحوں کے ثبوت میں الف لیلہ کے الہ دین کے چراغ جیسی کہانی گھڑتے ہیں۔ اور تبل میں منہ دیکھکر سکہ کی عورت بن جانا بتلاتے ہیں۔ پادری صاحب کیا ایسے ہی عورتوں کے جادو ٹونے کی طرح اپنے معجزات عیسوی پر یقین لایا ہے۔ اِس واسطے ایک فاضل لکھتا ہے۔ کہ قریب ہے وہ زمانہ کہ سوائے گرجا کے پادریوں اور بے علم کاشتکاروں اور نادان بوڑھیوں کے زبانوں کے اِس کا اثر کسی کے دل پر نہ رہیگا ❖

دفعہ ۵۔ توریت اور وید کے مسئلہ نیوگ میں جو فرق آپ نے سمجھا۔ وہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہ وید میں نیوگ نہ کرنے پر سزا کا حکم نہیں۔ مگر توریت میں سزا ابھی موجود ہے۔ یعنی جو انکار کرے اُس کے منہ پر سب برادری کے سامنے تھوکا جاوے ❖

دفعہ ۶ کی تین سطریں اگر آپ نہ لکھتے تو اچھا ہوتا۔ آپ پوچھتے ہیں کہ اِس سے بہتر اور واقعی ہم کیا مانیں۔ جواب میں ہے۔ کہ ان تمام ظلم و اندھیر سے اگر بچنا چاہتے ہو۔ تو دھرم کر کے پرماتما پر ایمان لاؤ ❖

دفعہ ۷ میں آپ تمام معتبر تاریخوں سے انکار کرتے ہیں۔ اور جن سنتر یہودی عالموں کو دفعہ ۲ میں پہلے معتبر مان چکے ہیں۔ یہاں اُنکو اور تمام یہود کو یہ لکھ کر رد کرتے ہیں۔ پس یہود اور سرسید صاحب کے معنے درست نہیں ہو سکتے۔ جناب من یہ تحکم دانائی سے بعید ہے

ناظرین! ہم نے اِس دفعہ کرسچین مت درپن کو کوٹیشنوں اور دیگر حوالوں سے اور زیادہ مصفا و اُجلا کر دیا ہے۔ یقین ہے۔ کہ آپ اِس میں عیسائی دین کا نقشہ بمقابلہ طبع گذشتہ کے نہایت اچھی طرح سے مطالعہ فرما کر خلقِ خدا کو اُن کے دام ریا سے بچانے کی کوشش کرینگے ❖

خادم ویدک دھرم

آریہ مسافر پنڈت لیکھرام

۲۔ نومبر ۱۸۹۶ء۔ از لاہور

صداقتِ الہام

قولہ کتابوں میں دھرا ہے کیا بہت لکھ لکھ کے دھوڈالیں ہمارے دل پہ نقش کالحجر ہے تیرا فرمانا

جواب اقول کتاب پاک بن تعلیم کب ہوتی ہے عالم میں۔ بغیر از علم ناممکن ہے ایجاں جہل کا جانا
کتابیں گر نہ ہوتیں کسطرح تعلیم پاتے تم - کسی کا شکم مادر میں نہ عالم بین ہوا آنا -
کتابوں میں دھری یوں دیا انہیں دھونا جہاں ہے اسی باعث غلط ہے سر بسر یہ تیرا فرمانا
اگر ماثور ہے خوبی نہ مانو تو شکایت کیا - ولیکن کوئی بن تعلیم عالم ہوگا بتلانا

آج کتاب نور ویلیشن انغانی بل کا اردو ترجمہ دلایل اغلاط الہام مطالعہ سے گذرا جس کے مصنف ایلین ہیوم صاحب اور شایع کرنے والی برہم سماج ہے۔ معترض نے افسوس کہ تہذیب سے چند مقام پر کنارہ کر کے + نہایت سخت الفاظ مستعمل کئے ہیں +

شروع میں باعث اس تمام کشیدگی کا یہ ہے کہ "سوامی دیانند صاحب نے آریہ سماج کے بنیادی اصُول کو کسی کتاب کی تقدیس کامل پر کیوں قرار دے رکھا ہے"۔ ایلین ہوم صاحب اگر غصّہ کو کام میں نہ لاویں تو عرض کرتا ہوں کہ جس قدر روح انسانی کو گیان کی ضرورت ہے جسقدر کامل ہدایت پانے کا محتاج ہے۔ جتنی حقیقی شانتی رُوح کو چاہیئے عقل انسانی کو جس صراط المستقیم پر چلنا ہے۔ گوہر مقصود کے پانیمیں جسقدر تکالیف عائد حال ہیں۔ جو جو چیزیں یا تکالیف اس کی باعث ہیں۔ ان جملہ امورات کو وید مقدس نہایت معقولیت سے ظاہر کرتا ہے۔ اخلاق محبت اتفاق کی عمارت کو ایسی پختہ بنیاد سے اُٹھانا سکھاتا ہے جسکا نتیجہ روز بروز ترقی و درستی ہے بیشک کوئی ورق الہام نہیں نہ اُسکی جزبندی الہامی ہے مگر وہ کامل گیان اور کامل تسلی جس پر ہر طرح غور کرنے سے کاملیت و عمدگیت کا ظہور ہو الہامی ہوتا ہے اور فیض عام کے لئے وہی وید مقدس میں مرقوم ہے۔ جو جو صداقتیں آپ چاہیں یا کوئی اور آپ کا یار غار طلب کرے وہ وید مقدس سے بتلانیکو حاضر ہوں دینی ہوں یا دنیاوی روحی ہوں یا جسمانی۔ پرماتما کی معرفت جس قدر وید مقدس میں موجود ہے اوروں میں اُس کا عشر عشیر بھی مفقود ہے ظلم وستم کا ویدوں میں نشان نہیں اور نہ قتل و آتش زنی کا بیان ہے۔ جن عقاید باطلہ نے مظلوم نوع انسان کو لعنت کے تیروں کا نشانہ بنایا ہے اور جن منحوس خواہشوں نے انسان کو منزل راستی سے گرایا ہے وید مقدس نے نہایت خداوندانہ طریقوں سے اُنکی تردید کر کے اُن کے خطروں سے آگاہ فرمایا ہے۔ زمانہ فلسفہ میں جب وید مقدس کی تعلیم عام تھی۔ انسانی بیعت کا مکروہ "پودا نام ونشان کو نہ تھا چنانچہ تواریخ بھی اسکی شاہد ہے" آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے شوقین رہے۔ اور فلسفہ وہندسہ وطبیعات وغیرہ کے اُستاد اوّل یہی ہیں، ۶ مختلف وقتوں میں ۶ فلاسفی ان کے ہاں تصنیف ہوئی ہیں اور وہ یہ ہیں"۔ اول سانکھیہ جس کا مصنف کپل۔ دوم یوگ جس کا مصنف پاتنجل سوم نیایہ جس کا مصنف گوتم۔ چہارم ویشیشک جس کا مصنف کناد۔ پنجم میمانسا جس کا مصنف جیمنی۔ اور چھٹا ویدانت جس کا مصنف ویاس ہے"۔ از تواریخ ہند۔ ہاں اگر انسانی بیعت سے مراد نیکی صداقت کا قبول کرنا ہے جیساکہ آریہ سماج کے اصُول نمبر ۴ میں ارشاد ہے۔ تو ہم کو کیا بلکہ کل بنی نوع انسان کو ضروری اور لابدی ہے کہ وہ انسانی بیعت جو کسی نفسانی یا حیوانی غرض سے پاک ہو ضرور کرے اور ہم کیا بلکہ سب عقلمند کرتے چلے آئے ہیں افلاطون نے سقراط کی بیعت کی اور آریہ سماج والے بھی اس سے زیادہ بیعت نہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور نہ کسی کو ہدایت دیتے ہیں +

جب سے وید مقدس کی تعلیم کم ہوئی جس کا باعث ایک نہایت مشہور اور عظیم تواریخی واقعہ ہے مخلوقات توہمات پرستی میں مشغول ہوگئی اور اسی زمانہ کے بعد میں کئی فرضی کتابیں خدا کے نام سے تصنیف ہوگئیں جو نسبت حقیقی چاند کو ماہ نخشب سے ہے وہی نسبت وید مقدس کو اور الہاموں سے ہے۔ یہ ہم مانتے ہیں کہ آج تک معدنی و نباتی یا حیوانی قسم کے زہر سے ایسا نقصان نوع انسان کو نہیں پہنچا جتنا کہ اس زہر ذہنی سے پہنچتا ہے۔ جس کے سبب سے تمام مذہبی خونریزیاں تمام قتل ہائے عام تمام آتش زدگان تمام عذاب بربادی کبیر ہلاک کرنا تاراج خانمان وغیرہ ہوتے رہے اور جس سے یہ زمین دوزخ کا نمونہ بلکہ اُس سے صد گونہ بنایا گیا ہے مگر اے میرے مہربان وزود رنج بھائی کیا یہ شرط انصاف ہے اور اسی کا نام بُرہان قاطع ہے اور کانشنش۔ کہ ہم نیک کو بھی بدوں کے ساتھ ترک کریں عادل کو بھی ظالموں کے گروہ میں شامل کریں۔ عاقل کو بھی جہالت کا خطاب دیں۔ اگر آپ سنسکرت جانتے ہوتے یا اسکے پڑھنے کی کوشش کرتے تو غالب گمان تھا کہ ایسے غلط نتایج نہ نکالتے۔ انسان خواہ کسی براعظم کے رہنے والے ہوں بغیر تعلیم وتدریس کے وحشی و جاہل مطلق اور حیوانوں سے بدتر ہیں اور رکھے تجربات روزمرہ نے یہ بات ہر ایک فرد بشر پر بشرطیکہ حق پسند ہو ثابت کر دی ہے۔ کہ کوئی بغیر تعلیم کے ترقی نہیں کرسکتا۔ یہ ثبوت تواریخی شہادتوں سے اور بھی مضبوط ہوگیا ہے کہ ابتدائے آفرینش میں آفرینندہ مطلق کی طرف سے انصرام عالم اور انتظام دنیا کے واسطے الہام ہدایت کامل کا ہونا ضروری تھا ورنہ ایک اہم کارخانہ پیدا کر اُسکے انتظام کا بندوبست نہ کرنا۔ بنانیوالے کے گیان کا نقص بتلاتا ہے اور یہ بات تو فریقین کے مُسلّم ہے کہ وہ عالم کُل اور مالک کُل ہے نقص وسہو سے مبرّا اور اس کا گیان کامل ہے اور ہم وید کو اس واسطے الہامی مانتے ہیں کہ اس میں جس قدر روح انسانی کو چاہیئے کامل گیان ہے اور یہ بات تو تواریخ سے بھی بپایہ ثبات پہنچ چکی ہے کہ دنیا کے کتب خانہ میں [illegible] سے پورانی کتاب نہیں ہے +

آپ کہتے ہیں کہ ویدونکی یا اور کتب مقدسہ کی تقدیس کامل کے معنے کیا ہیں صرف اُس ہادی کی تقدیس کامل سے مراد ہے اور اُس کو آپ برہان انی تواریخ سے اور انجیل جناب اسمیں آپنے غلطی کی ہادی کی تقدیس یا صداقت جگت کا اُپکار کرنا اور بلا غرض نفسانی راستہ کا اظہار کرنا ہے طمع سے پاک وسدرشٹی ہونا ہے۔ انہیں شرایط سے ہی جو اُپدیشک کیواسطے ضروری ہیں۔ کوئی نیک اُپدیشک اپنی طرف لوگوں کو نہیں جھکاتا بلکہ حقیقی زندگی سے پرماتما کے گیان کی طرف رجوع کراتا ہے۔ توہمات سے ہٹاتا اور بطلان سے بچاتا ہے اور ایسی حالت میں جو تکالیف عاید حال ہوں نہایت آنند وسعادت سے اُٹھاتا ہے اور جتلاتا ہے کہ اُن دھن تما پروشنتی یے سمبھو تیام او پاستے کہ جو کسی مخلوق چیز کی اُپاسنا یا پرستش کرتا ہے وہ مہان اندھکار میں پرویش کرتا ہے اور منزل راستی سے دور جاتا ہے۔ پس اُنہیں قدیم گوتم بشسشٹ بیاس وغیرہ مہاتماؤں کی طرح پر ہمارے سوامی جی نے بھی جگت کا اُپکار کیا۔ اور ہم گمرہاں کو مٹے ضلالت ڈبانیا ورنا ن جہاز مراد کو ساحل مراد بنایا جیسے آفتاب کے نکلتے ہی اندھیرا دور ہوجاتا ہے اور سیاہی کافور وہی نوبت آریہ ورت کی ہوئی جوں ہی اُس نیک مرد نے اپنے فیض علم سے ہمارے پر اُپکار کیا اور ہم کو نشیب وفراز بتلایا سب جگت کی غفلت کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ نفسانی الہام اور زبانی احکام جو خود غرضی کی سیاہی سے تحریر ہوئے تھے ترک ہونے شروع ہوئے اگرچہ لوگوں نے لاکھ سانگ بنائے جھوٹے الزام لگائے کالموں کے کالم اپنی ذاتی غرض کیواسطے سیاہ کئے مگر آخیر کو وہی راستی کا بول بالا ہوا بڑے بڑے عالم۔ فاضل پنڈت آریہ سماجوں کے ممبر ہوگئے اور باقی ہو رہے ہیں کسی نے کیا سچ کہا ہے ؎ ایں سعادت بزور بازو نیست ۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ بخوبی جانتے ہونگے کہ آریہ سماج والے کسی انسان کے مرید یا اُمت نہیں ہیں۔ مگر نہیں معلوم کہ آپکے قلم نے اس مقام پر لغزش کیوں نہ کھائی جبکہ آپ نے حقیقی وسچی

بات کے بدلے ایک معمولی و ناکامل بات کو لکھدیا کیا یہ لکھتے ہوئے شرم آتی تھی کہ ویدوں کی تقدیس کامل سے اُن کے ہدایتوں کا ٹھیک و کامل و معقول ہونا شرط ہے و مقدس ہونا اور یہی آریہ سماج کا اصول سوم ہے کہ وید ست ودیاؤں کی پستکیں ہیں۔ ویدوں کا پڑھنا پڑھانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے۔ اب اسی کو تواریخ سے بھی بطور برہان انی ثابت کرتا ہوں اور دلایل معقول بطرز برہان ہی کے ظاہر کرتا ہوں آریاؤں کے نزدیک ویدکی کتابیں نہایت متبرک ہیں ویدوں کا مقدم مسئلہ یہ ہے کہ خدا واحد ہے[+] جو سب سے اعلیٰ اور برتر روح تمام عالموں کا مالک ہے۔ اور اسی نے سب عالم پیدا کئے ہیں از تاریخ ہندوستان۔ چنانچہ مورخ ایک منتر کا ترجمہ بھی کرتا ہے۔ "پرماتما کمال صدق اور عین مسرت ہے اُس کی ذات بے مثل اور غیر فانی ہے وہ واحد حقیقی ہے۔ نہ زبان کو اُس کے بیان کی طاقت ہے نہ عقل کو اُسکے ادراک کی قدرت وہ سب میں عیاں اور سب پر غالب ہے اپنے علم بے حد اور حکمت غیر متناہی سے مسرور ہے۔ زمان اور مکان کی منزل ہے اُسکے پاؤں نہیں مگر بہت تیزی سے چلتا ہے۔ اُسکے ہاتھ نہیں لیکن کل عالم کو اُٹھائے ہوئے ہے۔ بے آنکھوں کے سب چیزوں کو دیکھتا ہے کان نہیں لیکن ہر آواز کو سُنتا سب کو سمجھتا ہے۔ اور کسی سمجھانے والے کا محتاج نہیں ہے وہ سب پر حاکم ہے اور سب پر غالب ہے۔ پیدا کرنے والا۔ بچانیوالا اور کُل اشیاء کی صورت پلٹنے والا وہی ہے" جب یہ تواریخ سے بھی بخوبی ثابت ہے کہ ویدوں کی ایسی ہدائتیں ہیں اور قدیم آریاؤنکی کتابیں وہی ہیں اور اُسی قسم کی ہدایت اُنہیں ویدوں سے سوامی جی نے ارشاد فرمائیں تو سوائے جہالت یا ہٹ دھرمی کے اور کیا باعث ہے۔ اگر ہم قبول نہ کریں۔ آریہ ورت کے بڑے بڑھے پنڈت جن سے میری ملاقات ہوئی وہ اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ سوامی دیانند جی ہم سے سنسکرت میں [illegible] اور وید وان ہونے میں لاثانی۔ ویاکرن میں کامل چھ شاستروں کے [illegible]۔ ویدوں کا ترجمہ تو درست کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ پورانوں کو نہیں مانتے جس سے [illegible] برہمنوں کے سدھ ہوتے تھے اُن کا رزق مارنا سوامی جی کو زیبا نہ تھا بڑے بڑے متعصب ہندو آریہ ہوگئے۔ سینکڑوں پنڈت صدق دل سے آریہ ہیں+ مباحثہ چاندا پور۔ مباحثہ ہگلی مباحثہ بمبئی مباحثہ کاشی مباحثہ مسودا مباحثہ اجمیر۔ غرض کیا لکھوں اور کہاں تک لکھوں کہ کہیں بھی پورانک مہاتما مقابلہ کو نہ آئے اور جہاں آئے وہاں عام منڈلی میں آریہ ہوگئے۔ آگرہ کا مباحثہ اور سوامی جی کا لیکچر اظہر من الشمس ہے جہاں کہ کئی پرتیک جمنا میں ڈالے گئے جتنی سنسکرت کی مستند کتابیں ہیں سبھی ویدوں کو شُرتی اور غلطیوں سے پاک اور توہمات سے بری ایک پرماتما کی عبادت کرانے والی بتلاتی ہیں۔ ہمارے لایق پنڈت علانیہ پُکارتے ہیں کہ ویدوں میں تو یہ نہیں مگر پورانوں میں ضرور ہے اور پوران صدہا دلایل سے تواریخ اور کہانیاں اور غیر مستند ہیں اور اُنکے مصنف خود ہی ویدوں کو الہامی اور قدیم مانتے ہیں۔ پس اگر ایک آریہ بجواب رسالہ پنڈت کلکتہ جو ہمارے بزرگ بھائی لالہ سائیں داس جی پردھان آریہ سماج لاہور کی قلم معجز رقم سے نکلا ہے۔ آپ مطالعہ کریں تو اس میری تحریر کا مشرح ثبوت کافی مانیں گے۔ جس کا جواب آج تک پنڈت صاحبان نہ دے سکے۔ اور دنیا خالہ جی کا گھر تو تھا ہی نہیں ہمارے ساجگر پہلے کوئی پیدا تو کرلے۔ چونکہ جہاں تک بلاتعصب ہوکر تشخیص کی گئی ہے وید مقدس صداقت کا مخزن پایا گیا پس اس صداقت کی علت سے راستی کا مخزن معلول وید مقدس ہے آپ نے کوئی اثبات تواریخی یا ثبوت دلیلی باوجود دعوے کے تحریر نہ کیا۔ نہیں معلوم کہ کس واسطے چھپا رکھا+

آپ فرماتے ہیں کہ کوئی کتاب مقدس خواہ کتنی ہی صحت اور صفائی سے کیوں نہ لکھی گئی ہو بعض مقاموں پر اسمیں ایسے جملے ضرور ہونگے جو کم سے کم دو معنوں میں لئے جاسکتے ہیں اور ہادی ہی سے اس بات کا فیصلہ ہوتا ہے کہ کونسے معنے قبول کئے جائیں پھر آپ کا قول ہے کہ سب کُتب مقدسہ میں بہت سے حصص صفائی اور صحت لکھے ہوئے کے برعکس ہے جناب من اگر آپ یکطرفہ رائے نہ دیتے تو شاید مجھے لکھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ اور عموماً قابل تسلیم ہوتی۔ قدرتاً بھی اگر آپ غور فرماویں گے۔ تو ہر ایک کے کم سے کم دو معنے پاوینگے اور بہت سے ایسے فعل ہونگے جن کے حقیقی معنے صفائی اور صحت سے آپ نہ سمجھ سکینگے۔ پس اُس کے دریافت کی کسی ماسٹر یا ریفارمر یا فلاسفر یا ڈاکٹر سے ضرورت پڑیگی اور اُس کا بلاغرض ارشاد لایق تسلیم ہوگا۔ بہت سے امورات علمی ہم کو پڑھنے تجربہ کرنے اخات دیکھنے سیکھنے وغیرہ سے حاصل ہوتے ہیں اور اُسی سے ہماری ادھوری تمیز یا ناکمل عقل بگڑتی ہے جس سے ہم نئے نئے ایجاد پر توانا ہوتے ہیں ٹھیک مادہ علمی کا حاصل کرنا اور چیز ہے۔ عامل بننا اور چیز ہے اور اُس سے ایجادات پر قادر رہنا اور چیز ہے۔ جس طرح علمی باریک دقایق ریفارمر یا ماسٹر وغیرہ یا ڈکشنری سے حل ہوتی ہے۔ ویسے سنسکرت کی مقدسہ کتب کے ذو معنی الفاظ کوش اور ویاکرن سے مبرہن ہوکر فاضل پنڈت کے ارشاد سے ذہن نشین ہوتے ہیں مگر اُس فاضل کا بموجب میرے پہلے جواب کے خیر خواہ قوم اور بلاغرض ہونا شرط اولیٰ ہے + پھر آپ کا ارشاد ہے کہ اُن کی زبانیں اب عموماً بولی یا سمجھی نہیں جاتیں اور اُن سے بہت سی تحریفات حاصل ہو گئی ہیں۔ ہر ایک حصہ میں افسادو اغلاط پیدا ہوگئی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ کونسے حصے صحیح اور مستند ہیں اور کونسے غیر مستند افسوس یہ تحریر فرمانا آپ کی ناواقفی کا ایک بڑا بھاری ثبوت دے رہا ہے۔ کیا کوئی زبان یا کوئی علم بغیر پڑھائے کسی طرح آسکتا ہے جن لوگوں نے لنگوج کی تحقیقاتیں کی ہیں اونہی کی شہادتوں سے ظاہر ہے کہ سنسکرت اُم الالسان ہے اور اُس کے محاورے اور گردانیں اور ضمیریں بھی نہایت سلیس اور کامل مکتفی ہیں واسطے ہر قسم کے اظہار کے الفاظ کے ہر حصہ کے معنے بتلانا علی الخصوص سنسکرت پر ختم ہے پس اس کے سب سے شائستہ و عمدہ و قدیم اور پاک ہونے میں کیا کلام رہا۔ وید ہائے مقدس میں تحریفات بالکل نہیں ہوئی ہیں۔ قدیم سے قدیم اور جدید سے جدید نسخہ جات بالکل مطابق ہیں۔ ہاں سہو کاتب اور بات ہے جس کے واسطے ویاکرن موجود ہے پس مکمل صحت میں سوائے کسی ضدی یا ناواقف کے اور کون شک لاسکتا ہے جیسے ہر مرض کا علاج ہے ویسے ہی ناواقفیت و جہل کا علم وارد ہے بلکہ اندرائن جلاب ہے پس جس طرح آپ اور چیزیں پڑھ کر حاصل کرسکتے ہیں اُسی طرح علم سنسکرت یا وید مقدس کو بھی تعلیم سے حاصل کرسکتے ہیں چونکہ وید مقدس کی کسی سنگتا میں اختلاف و انحراف نہیں ہے۔ اسیواسطے وہی کامل معتبر و مستند ہے۔ مگر تحقیق و تدقیق شرط ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ "اگر یہ باور کر بھی لیا جاوے کہ فلاں کتاب مقدس کسی زمانہ میں مقدس کامل ہی تھی تو زمانہ آخری میں جسے مقدس کامل پایا جاویگا۔ اُس کا اظہار کسی خاص علم یا ہادی یا سکول یا جماعت وغیرہ کی رائیوں پر ہوگا" اے صاحب بہادر کیا اس سے سوائے تعصب اندرونی کے اور کوئی نتیجہ نکلسکتا ہے۔ جو کتاب کسی زمانہ میں مقدس تھی اور اب تک صحیح و سالم پہنچی تو اُس کی تقدیس کا اب کیا نقصان ہوگیا کیا پورانی تحقیقاتیں اور قدیم شہادتیں صرف نفی سے ٹلسکتی ہیں۔ قدیمی رشیوں اور فلاسفروں نے جنہوں نے طب منطق ہیئت۔ سائنس اور کیمسٹری یوگ الٰہی اخلاق وغیرہ علومات میں کامل دسترس حاصل کی تھی" اُن کو الہامی مانا اور اُن کے مقدس ہونے پر ہزاروں شہادتیں دی ہیں ہمارے پاس اُن کے صحیح ترجمہ موجود ہیں مذہبی تحقیقاتوں سے بڑھ کر کوئی ایسا دقیقہ نئی روشنی والے حاصل نہ کرسکے۔ تاریخ شاہد ہے کہ "خداتعالے کی ذات اور صفات کے علم کے رُو سے اُسی زمانہ میں ایسے اُنکو حاصل ہوگئے تھے جس میں اتھنس کے اعلیٰ ترقی کے زمانہ میں وہاں کے نہایت بڑے

+ چنانچہ اکثر صفات پر وید میں درج ہے کہ حقیقت میں صرف ایک خدا واحد ہے ۱۲

عقیل اور دانا آدمیوں کے دلوں پر بہت تھوڑی سی چمکی"۔ از تاریخ ہند صفحہ ۹۱ "آریہ لوگ نانیوں سے شائستگی اور تربیت میں بہت بڑھے ہوئے تھے"۔ از تاریخ ہند صفحہ ۹۱ پس کسی طرح وید مقدس کے پاک از اغلاط ہونے میں شک نہ رہا۔ ایشور کی کرپا سے اس زمانہ میں ہی ہمارے مخالف ہزاروں برہمن حافظان وید موجود ہیں جو ویدوں کے خالی از نقص ہونے کا چوہرہ ثبوت ہے کہ وید مقدس تحریر سے سرتاپا پاک ہے ✠

آپ کا فرمانا کہ "کتاب کی تقدیس ماننے کا نتیجہ خواہ مخواہ روحانی قید انسانی حکومت اور بیعت ہدایت انسانی کو پیدا کرتا ہے" عدم واقفیت کا باعث ہے اگر وید مقدس کے کسی ایک منتر گاتیری وغیرہ کا ہی ترجمہ مدنظر کرتے تو یہ اعتراض کرنے کی نوبت نہ آتی یہ وید مقدس عقل کو صندوق میں بند کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ بلکہ صداقت انسانی محبت رحمانی کے ساتھ عقل کی رو کی بھی تعلیم دیتے۔ ترقی دانش۔ افزونی عقل کی ایسی کامل ہدایت دیتے جس سے روحانی سرور حاصل ہوکر جسمانی فتور سے آزادی ملتی ہے اور حقیقی نور کا ظہور ہوتا ہے پھر آپ فرماتے ہیں کہ "ویدوں کے صحیح ترجمہ کرنے سے سوامی جی ایزد متعال کے ساتھ برابری کا دعویٰ کرتا ہے اور کامل القائے غیبی کا ثبوت دیں" اور ایک جگہ اپنے اشارتاً معجزے بھی طلب کئے ہیں "اے بھائی وید مقدس کا صحیح ترجمہ کرنا اُن کی لیاقت علمی اور لاغرضی کا ثبوت ہے آریہ ورت کے تنزل کو دیکھ کر اُس کی حقیقی ترقی کے سامان مُہیا کرنا خیر خواہ قوم ریفارمر ملک مہاں پرُپکاری کا کام ہے کیا کسی خودغرض و خود پسند آدمی سے یہ کام ممکن تھا جس کے واسطے اُن کو بموجب ارشاد اُن کے اُستاد کامل یعنی سوامی برجانند سرسوتی جی کے ترجمہ کی ضرورت ہوئی۔ نروکت نگھنٹو اشٹادھیائے مہابھاشیہ وغیرہ قدیم پُستکوں سے اپنی لیاقت علمی کے زور سے بھاشا و سنسکرت میں آسان ترجمہ کرکے پرکاش کیا ہے جو ہر ایک فلاسفر ملک کا بموجب ارشاد وید مقدس کے "ست کا پرکاش اور اَسّت کا ناش" فرض ہے اُسی پر اُنھوں نے عمل کیا۔ کرامات معجزہ اور بار بار الہام ہونے سے وہ خود انکاری تھے اور اُن کی تردید کے واسطے تیار رہے گویا یہ کل دعویٰ ہی آپ کا فضول ہے۔ پس برخلاف جوش و خروش کے ہم نیازمندی سے گذارش کرتے ہیں کہ آپ بغیر علم کے عالم ہوکر کتابیں بنانا ثابت کریں۔ آپ ماں کے شکم سے کسی بچہ کا پڑھا ہوا پیدا ہونا بتلادیں آپ وید مقدس سے کوئی عمدہ رموز معرفت کے بتلاویں اور وید مقدس سے پہلی کتاب ازروئے تواریخ صفحہ دنیا پر نشان دیں تب کسی آریہ سے مقابلہ کو آئیں ورنہ ابتدائے آفرینش میں اُس عقل کل کی طرف سے انتظام جگت کے واسطے الہام کا ہونا ضروری تھا۔ اور وہی لاتبدیل بکلمات اللہ یعنی لاتبدیل الہام پرماتما کا تا انقیام عالم کافی ہے وید مقدس میں مسطور ہے اگر آپ اپنے دعویٰ کے اثبات سے عاری ہیں تو مخالفت میں میرے پاس ہزاروں شہادتیں موجود ہیں جن کو اس وقت بخیال طوالت رسالہ نظر انداز کیا گیا مگر موقعہ پر پیش کرنے کو حاضر ہوں۔ ہاں اخلاق حمیدہ سے جواب ہو انصاف کو ہاتھ سے دینا مدنظر نہوگا آپ فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کو ایک کامل تقدیس الہام بھیجنا منظور ہوتا تو اُس کام کو خدا ادھورا نہ چھوڑتا اُس کے الفاظ مُبہم نہ ہوتے اور اُن میں اختلاف معنے کی گنجائش نہ ہوتی۔ انسانوں کو اُس میں مختلف تحریفات کا کرنا مشکل ہوجاتا جیسے مدار ارضی کا بدلنا" بھائی میرے خداتعالےٰ کو جیسے جسمانی آنکھوں وغیرہ کے واسطے آفتاب کا بنانا منظور تھا ویسے ہی روحانی آنکھوں کے واسطے آفتاب علم و گیان (وید) کا دینا بھی منظور تھا۔ وید مقدس ادھورا نہیں ہے اور نہ اُس میں تحریفات ہوسکتی ہیں۔ اور نہ اُس میں کلام مبہم ہے وید مقدس کی خوبی کسی عالم سنسکرت وید خوان غیر متعصب دلاغرض سے پوچھنی چاہئے مار گزیدہ از ریسمان پیچیدہ مے ترسد۔ انجیلی تعلیم آپ کو وید مقدس سے مجتنب کررہی ہے مگر میں دوبارہ گذارش کرتا ہوں کہ وید مقدس قصہ کہانیوں اور طوفانی باتوں سے خالی اور معرفت و گیان سے بریز اخلاق و سیاست مدنی سے کامل اور مکمل ہے پس انصاف سے اُس کا مطالعہ کرنا شرط ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ صداقت ایزدی کا کوئی الہام کامل مقدس ہم بشروں کے لئے فائدہ مند نہیں ہوسکتا کیونکہ اور اک انسان کی محدود اور تنگ عقل سے ضرور باہر ہوگا۔ اور ایسا الہام کوئی نہیں اُتر سکتا۔ اور پھر آپ آگے چلکر بیان کرتے ہیں کہ سب کتابیں کم و بیش صداقتوں کا اظہار کرتی ہیں سب میں کم و بیش الہام پایا جاتا ہے اور جب صرف پڑھنے سے ہی ہمیں سمجھوں میں اس قدر بے بہا امکانی خوراک ملتی ہے اور جس وقت انسان کسی مقدس کتاب کے مطالعہ میں محو ہوتا ہے جو پُورانی آیتوں کے مُردہ الفاظ کو یا کسی خیال کو طرز زندگانی سے مُنور کرتا ہے اور بعد ازاں وہی زندہ صداقتیں اور ربانی الہام بن جاتے ہیں مگر صرف اُس کے لئے" اُس وقت میرے مہربان ڈاکٹر ٹھاکر داس صاحب پردہان آریہ سماج شملہ کا قول مجھے یاد آیا۔ جنھوں نے پنڈت شیونرائن کے ایک خاص بازاری اُپدیش کے جواب میں فرمایا تھا کہ مُردہ وہ چیز ہوتی ہے جو کبھی زندہ نہ ہو کبھی زندہ تھی وہ مُردہ نہیں ہوسکتی پس الفاظ کو مُردہ کہنا سراپا غلط اور حقارت آمیز کلمہ ہے۔ ؎ باطل است آنچہ مدعی گوید ✠ خفتہ را خفتہ کے کند بیدار ✠

پیارے بھائی اگر الہام فائدہ مند نہ ہوتا تو آجتک وحشی انسانوں کی طرح ہو کر اُن کی مانند دولت علم و رُوپ و ہنر سے محروم الارث رہتے افسوس نمک خوروں و نمک داں شکستن کی ہدایت دے رہی جو ست ہے ہمیشہ ست رہیگا کبھی ناش نہ ہوگا پس جو پہلے مقدس کامل تھی۔ وہ اب مقدس کامل ہے اور اُن کا پرچار کرنا عین عالموں کا فرض اور منشاء اعلیٰ ہے کوئی ذاتی رائے یا خود غرضی کے الہام تقدیس کے زیور سے کبھی آراستہ و فرض نہیں ہوسکتے پس جس طرح یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ بغیر کتاب کے علم نہیں آسکتا ویسے ہی بغیر علم کے [illegible] نہیں بن سکتی اور نہ کسی دلایل کو حل کرسکتا ہے رموز علمی و معرفت روحی [illegible] بے علم کے سوا اور کسی کا نیچر نہیں ہے جب تک پڑھے پڑھائے بچے ماؤں تے [illegible] پیدا نہ ہوں تب تک علمی کتابوں کی نہایت ضرورت ہے اور اِسی ضرورت کا حل کرنا عالم کُل علیم مطلق کی توجہ و الہام کا محتاج کرتا ہے۔ پس عقل سلیم فتویٰ دیتی ہے کہ صفائی ذہنی کے واسطے حقایق روحانی کے واسطے تسلی باطن کے واسطے رہ نمائی معرفت کے واسطے آگاہی یوگ کے واسطے کاروبار دنیاوی کے واسطے باہمی محبت کے واسطے اتفاق کے مبارک پودے کے واسطے۔ انسانیت کامل کے واسطے پرماتما۔ اور بندوں کے رشتہ محبت کے واسطے غرضیکہ تمام مشکلات حل کے واسطے۔ پاک و تقدیس الہام کا ابتدائے آفرینش میں کامل غلطیوں سے پاک ہونا ضروری ہے اور واسطے یادگاری آئندہ کمزوری انسان کے اُس کا تحریر ہونا ساتھ ہی لابدی و لازمی ہے سب سے قدیم ہر طرح مکمل نہایت معقول و معرفت کا کامل رہ نما وید مقدس کا الہام ہے جس پر عمل کمانے سے دھرم ارتھ کام موکش کا دروازہ خداوندانہ حکم کے مطابق کُھلا ہوا ہے اور آفتاب کی طرح اُس کے علوم کی شعاعیں منور کررہی ہیں وہ خود کاشتی ہدایتیں۔ وہ خود زہریلی مٹھائی (یعنے برہمو دھرم) جو آزادی آزادی کہکر لوگوں کو مادر پدر سے آزاد بنا رہے ہیں پرماتما اُس سے ہمارے بھائیوں کو محفوظ رکھے ✠

؎ جواب اس کا اگر معقول ہو تو عین زیبا ہے ۔ صبا پیغام یہ میری طرف سے اُن کو پہونچانا

راقم

لیکھرام آریہ مسافر

سچے دھرم کی شہادت

دیباچہ

جو نراکار سرب جگت آدھار ہے۔ اُسی کی عبادت سب بنی نوع انسان کو سزاوار ہے جو رد بچوں سے مُبرّا ہے۔ وہی ایک سب کا خدا ہے بچپتا ناتھک جانا دلگیر ہونا۔ فاختہ بننا

ان سب الزامات سے اُس کی ذات پاک ہے اس واسطے زادن - مُردن - خوردن خفتن جوانی پیری وغیرہ سے بھی بے باک ہے چونکہ سرب دیاپک اور عالم الغیب ہے - پس انسان کی شعاعوں سے بھی بے عیب ہے جسطرح وہ خود قدیم اور پاک ہے - ویسے ہی اُس کی کلام بھی ہونی چاہیئے اور وہ وید مُقدس ہے دوسرے کوئی نہیں واضح ہووے کہ ایک پادری یورپین جنکا نام غالباً اسمتھ صاحب ہے سنہ ۱۸۷۶ء میں ایک کتاب دین حق کی تحقیق مطبوعہ امریکن مشن پریس لودہیانہ مشہور براعتراضات اہل اسلام و اہل ہنود کے چھپوائی ہے جو میرے پاس موجود ہے اُس کے صفحہ ۱۲ سے ۸۲ تک دین ہنود پر اعتراض کئے ہیں چونکہ وہ کتاب بہمہ وجوہ مغالطہ پر مبنی ہے اس واسطے ہم اپنے دھرم کے ناخواندہ لوگوں کو مُغالطہ سے بچانے اور خس پوش چاہ کے جتانے کی خاطر اُس کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں تاکہ ناواقفی سے کہیں اندھا دُھند گمراہ ہوکر اس چاہ میں نہ گر پڑیں اور پشیمانی اُٹھاویں - اے پرماتما تیری کرپا سے اُمید ہے کہ اِس سے اہل ہنود کے اطفال جو مشن سکولوں میں پڑھتے ہیں فیضیاب ہونگے +

اعتراض صفحہ ۱۱۲ - ہندوؤں کے دین کی کتابیں حقیقت میں چار وید اور چار اُپ وید اور چھ ویدانگ اور چار اُپ انگ ہیں +

جواب آریہ - یہاں پر پادری صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ ہندوؤں سے ہم مراد کس قوم کی لیتے ہیں کیا وے لوگ بنام آریہ جن کے مذہب کی حقیقی کتب مذکورہ بالا ہیں یا کہ وے بُت پرست بے علم جو نافہمی سے صرف پورانوں کے پیرو ہوگئے اور کتب مذکورہ بالا کو اپنے نام کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب کی کتابیں ہیں - بصورت اول اُن کا نام آریہ لینا ... کے بڑے ... جنہوں نے اس ملک آریہ ورت کے ہیں - اور ہندو نام تو مسلمان بادشاہوں ... کے تئے بطور حقارت کے رکھا گیا ہے - حقیقی کتابوں کا نام لے کر اُن کی حقیقی مُعتقد قوم کا نام نہ لینا محض غلطی ہے - بصورت دوم بُت پرستوں اور اپنے مذہب سے گمراہوں کو جتلانے کے واسطے پہلے یہ کہدینا چاہیئے تھا کہ اس ملک کے اصلی باشندے آریہ ہیں - غلطی اور نافہمی نے تمہیں ہندو اور بُت پرست بنا دیا اور تمہاری رہنمائی کی یہ کتابیں ہیں اور تم اصل میں آریہ ہو - خیر اس سے درگذر کر عرض کرتا ہوں کہ آپ کے قول اول میں کئی غلطیاں ہیں آپ نے صرف نام اُن کا سُنا ہوگا ہم آپ کو اُن کے اصول سمجھاتے ہیں - ایک آیور وید ہے - اُسمیں اول میں آخر تک - سرجری - کمسٹری - میڈیسن - الوپاتھی یعنی طبابت وغیرہ کے اذکار ہیں - دین کی بات ایک بھی نہیں ہے - دوم دھنر وید ہے جس میں تمام قواعد فوجی و جنگی کے جو راجوں کو سکھائے جاتے ہیں اور تلوار - بندوق توپ - تیر - چکر وغیرہ کے فن جو جنگ میں کام آتے ہیں مفصل طور پر درج ہیں - دھرم کا کچھ ذکر نہیں تیسرا گاندھرب وید ہے - اس میں علم موسیقی کا مفصل و مشرح حال لکھا ہے دین سے کچھ تعلق نہیں ہے چہارم ارتھ وید ہے - اسمیں قواعد سیاست مدنی اور ہر قسم کی کاریگری مثلاً انجنیری وغیرہ کا ذکر مندرج ہے اسکو بھی دھرم سے واسطہ نہیں افسوس کہ ان چار اُپ ویدوں کو جو دُنیاوی کتابیں ہیں دین حقیقی کی کتابوں میں لے شمار کیا - یہ تب ہو اگر ہم کل علوم کی کتابوں اور مصنوعی انجیلوں کو الہامی کتابیں مان کر آپ سے جواب مانگیں - دوسری بڑی بھاری غلطی یہ ہے کہ چار اُپ انگ ہیں حالانکہ وہ چھ ہیں اور اُن میں بھی اصولات علمی پر بحث ہے - اور وہ یہ ہیں میمانسا - سانکھیہ - یوگ - نیائے - ویشیشک ویدانت اور چھ انگ یہ ہیں شکھشا - کلپ - جوتش - نرکت - پنگل - ویاکرن - چھند - ان میں بھی متعلق وید ہائے مُقدس کی گرامر ڈکشنری قواعد مرتب کئے گئے ہیں - پس اِن کا بھی معاملات دھرم سے کچھ تعلق نہیں وید مقدس چار ہیں - رگ - یجر - سام - اتھروید پُستک ہمارے دھرم کے ہیں جن کو آریہ لوگ ابتدائی آفرینش سے آج تک الہامی مانتے آئے ہیں - اِنہیں کتابوں سے پادری صاحب کو اعتراض کرنا واجب تھا نہ یہ کہ بلاسوچے سمجھے اندھا دُھند کارروائی شروع کردی +

صفحہ ۱۱۲ (پادری) لیکن ان میں چار وید اور چھ شاستر اور اٹھارہ پُران مشہور ہیں - جو خاص کر دین اور نجات کی بات سے علاقہ رکھتے سوا اب اُن کتابوں کی باتیں اُوپر کے نشانوں سے پرکھی جاتی ہیں پہلے یہ سمجھنا چاہیئے کہ ان کتابوں کے رُو سے خدا دو طور پر جانا جاتا ہے ایک نرگن کہلاتا - دُوسرا سرگن - نرگن کے یہ معنے کہ جس کو گُن یعنے صفت نہیں اور خدا نرگن جب رہتا ہے کہ خلقت نہیں رہتی اور اُسکی اُس حالت کا کچھ بیان ہی نہیں +

جواب آریہ - پادری صاحب کا اول وہ فرمانا اور پھر اٹھاراں پُرانوں کا شامل کرنا کس قدر غلطی کی آڑ میں شکار کھیلنا ہے جب سوچا کہ ویدوں اور شاستروں میں اعتراض کی گنجائش نہیں - انہا سوں - ناٹوں یعنی پُرانوں کو بھی شامل کر لیا - افسوس امتحان کرنے والے کی لیاقت جو الفاظ کی مُراد سمجھنا تو درکنار معنے بھی نہیں سمجھتا پھر اُنکے گہرے خیالات کی ماہیت کس طرح جانے گا - ہمارا خدا کبھی بے صفت کبھی باصفت اِس طرح سمجھ لیا ہوگا کہ جیسے اپنے گھر میں خُدا کو غیر محدُود اور کبھی ایک لاشریک کبھی تین اور کبھی لطیف اور غیر محسوس کبھی کثیف اور کبھی دیمک اور گُھن اور فاختہ اور خرس کی شکل - کبھی ہمہ دان اور کبھی آنکھ سے بھی اندھا کہ باغ عدن میں آدم کی تلاش کرتا رہا - اور بلایا کہ تو کہاں ہے اور موسے کو پوچھا کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے - جناب من ہمارا معبُود آپ کی طرح نہیں ہے اب نرگن اور سگن کے معنے جو ہماری کتابوں میں لکھے ہیں سُنئے پادری صاحب سرگن لفظ غلط ہے - اصل میں سگُن ہے خدا ہر حالت میں ہمیشہ ایک صُورت میں رہتا ہے متغیر نہیں ہوتا - اس میں بدی - ظلم - فریب - تعصب - رعایت - کینہ - بُغض - حسد - غضب - جہل وغیرہ مُطلق نہیں اِس لئے وہ نرگن ہے - یعنی اِن صفتوں سے مُبرا اور منزہ ہے کیونکہ یہ صفات اُس کی خُدائی کے لائق نہیں اور سگن اسواسطے ہے کہ اِس میں قدوسیت - قدرت - عدل - علم ہمہ دانی وغیرہ صفات ہیں یعنے اُن صفات سے موصُوف ہے جو اُسکی خدائی کے لائق ہیں نرگن کے یہ معنے نہیں کہ کوئی صفت مُطلق اِس میں نہ رہے اور سگن سے یہ مُراد نہیں کہ دُنیا کی تمام صفات نیک و بد اُس میں آجاویں - اپنی ذاتی صفات کے رُو سے سگن اور غیر صفات نہ ہونے سے نرگن ہے - چنانچہ اس کا عمدہ فیصلہ مباحثہ ستیہ استیہ جو بریلی میں جو مابین سوامی دیانند سورستی جیو مہاراج اور پادری اسکاٹ صاحب کے ہوچکا ہے اور یہی مراد و مطلب تمام شاستروں میں لکھا ہے +

صفحہ ۱۱۳ (پادری) وہ گویا نیند کی سی حالت ہے کہ اِس میں اُسے کچھ کہا نہیں جاتا کہ پاک ہے یا ناپاک - سچا ہے یا جھوٹا - قادر ہے یا عاجز - دانا ہے یا ناداں - کیونکہ وہ بالکل نرگن ہی ہے اور اسی واسطے وہ برہم کہلاتا ہے یعنے نہ پُرش لنگ اور نہ استری لنگ بلکہ نپنسک ہے - اِن کتابوں کے رُو سے خدا سرگن کب ہوتا ہے - جب اسکا پیدا کرنے کا ارادہ ہوتا اور مایا کی اِس میں جنبش ہوتی اور برہم میں اہنکار سماتا تب تین گُن یعنے ست رج - تم - اُپجتے ہیں اور اُن سے دُنیا پیدا ہوتی اور وہ سب چیزوں میں دیاپک ہوجاتا ہے اور شیر و شکر کی طرح سب میں مل جاتا +

جواب آریہ - یہ تو کسی کتاب میں نہیں ہے کہ وہ نیند کی حالت میں ہوتا ہے نہ کہا جاتا ہے کہ پاک یا ناپاک نعوذ باللہ یہ تو ایسی باتیں جیسے ہم فرقہ ماریونی کی شہادتیں دین عیسوی کے اصُولوں میں پیش کریں اور کہیں کہ سچ مچ مُوسے اور عہد عتیق کے پیغمبروں کا معبود شیطان تھا علاوہ ازیں اُس کا نام برہم اِس غرض سے نہیں رکھا کہ نہ وہ مرد نہ عورت اس واسطے نپنسک ہے بلکہ اِس لئے کہ وہ ہر شے میں ہے اور برہم لفظ کے معنے بھی

یہی ہیں اگر اِس غرض سے ہو تو اُس کے پُرش لنگ نام کیوں ہیں اور استریلنگ نام کیوں ہیں۔ پرمیشور کے نام فقط اُس کی صفات بیان کرنے والے ہیں۔ اِن سے یہ غرض نہیں کہ کیا صیغہ ہے اور یہ کہنا کہ وہ دُنیا کے رہنے پر نرگن ہوگا۔ وغیرہ یہ صرف آپ کا دلی بناوٹی مسئلہ ہے کسی آریہ کامل و ماہر علم سے پوچھ کر لکھنا واجب تھا اور نہ اس میں وید مُقدس کا پرمان لکھا ہے پس دعوی بلا دلیل ہیچ و پوچ ہے +

صفحہ ۱۱۳ (پادری) چنانچہ وید میں لکھا ہے کہ سرشٹ ہونے کے وقت خدا کہتا ہے۔ एकोऽहं बहुस्याम یعنے میں ایک ہوں بہت ہو جاؤنگا پھر وید میں لکھا ہے کہ وہی کسان ہو کر زمین کو جوتتا بوتا اور پانی بن کر اسے سینچتا ہے اور اناج ہو کر سب کا پیٹ بھرتا ست اور است اُسی سے ہے +

بیت ست است ہیں دو تو جس سے پھر اُن کے نرتے ہیں کس سے

جواب آریہ - واہ پادری صاحب خُوب اعتراض کیا ہے۔ اگر ہم کہیں مسیح مصلُوب نہیں ہُوا یہ انجیلوں میں لکھا ہے تو عیسائی کب مانیں گے بلکہ کہیں گے دکھلاؤ کہاں لکھا ہے ہم بھی پُوچھتے ہیں کہ آپ وید میں لکھا کہیں۔ وید تو چار ہیں۔ رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھرو۔ ان میں سے کس میں لکھا ہے۔ تب جواب دیا جائیگا۔ اے صاحب کسی نافہم ٹکا کے لالچی نے آپ کو دہوکا دیا ہے۔ یہ مسئلہ وید مُقدس کے خلاف ہے اور کسی وید میں نہیں ہے پس اس کو وید کہنا سراسر انصاف سے برخلاف ہے +

(پادری) **صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۶** بہت کچھ اُپنشدوں اور بشسٹ اور ویوداس وغیرہ کے شلوک لکھ کر خُلاصہ لکھا ہے کہ ”ہنُدؤں کی کتابوں میں خدا جو نرگُن ہے اُس کا بیان ہی نہیں اور خُلاصہ کا یہ شلوک ہے +

एकमेवाद्वितीयं ब्रह्म नेह नानास्ति किंचन

ترجمہ ”یعنے ایک ہی برہم ہے اِس کے سوا کچھ نہیں۔ وید شاستروں و پُران کا خلاصہ یہی ہے“

جواب آریہ - آپ نے یہاں بالکل گڑ بڑ مچا دی ہے۔ اول جو شلوک لکھے اُن کا مطلب اور ہے اور اس شلوک کا اور ہی مطلب ہے۔ آپنے نہ معلوم کیونکر اُن شلوکوں کا یہ خلاصہ سمجھ لیا اور علاوہ براں اُس کا ترجمہ بھی غلط سمجھا۔ لیکن اس کے معنے یہ ہیں کہ خدا صرف ایک ہی ہے دوسرا نہیں ہے (آپ کی طرح تین خدا اس میں نہیں مانتے ہیں اِس واسطے تین کی ہدائت نہ پاکر اعتراض کرنے کا موقعہ آپ کو ملا ہوگا) اِس میں شرکت کو ہٹا کر وحدت کا اشارہ کیا ہے دوسری شئے کی مطلق ہستی سے انکار نہیں کیا۔

افسوس آپ کی دانشمندی پر بلا سوچے سمجھے شاستر و پُران کا خُلاصہ نکال لیا +

(پادری) **صفحہ ۱۱۶** - خدا جب سرگُن ہوا۔ اور سرب ویاپک ہو کے سب باتوں کا کرتا یعنے فاعل ٹھہرا اُس کی پاکیزگی ثابت کرنی دشوار معلوم ہوتی ہے خیر اِس بات کے دریافت کرنے میں کیا چاہئے کہ اِن کتابوں کے رُو سے وہ سرگن ہونے کے پہلے وہ دیو بنا پس آیا وہ تو دیو میں ہو کر قدوس ٹھہرتا ہے یا نہیں کیوں کہ اگر اُن میں جو سب دیوتوں کے سردار (برہما - وشن۔ مہیش) ہیں پاک نہ ٹھہرے گا۔ تو کیس میں ٹھہرے گا +

جواب آریہ - پارکر صاحب کہتے ہیں کہ بھینس کا اگر کوئی مذہب ہوتا تو ضرور وہ اپنے معبُود کو بھینس تصور کرتی۔ جس کا ہر عضو دلربا اور شکل مرغوب قد و قامت میں درست مضبُوط اور بہت عمدہ سبز چراگاہوں میں چرنے والی مانتے یہ سچ ہے + ے

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست +

ہر ایک اپنے اعتقاد اور قیاس کے بموجب کہتا ہے۔ دیکھئے بائیبل میں خدا نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا عدن میں آدم سے ہمکلام ہوا۔ پھر یعقوب سے کشتی لڑ کر مغلُوب ہوا اور پناہ مانگی مُوسے کو زنا کے واسطے رغبت دلائی جیسا کہ مُوسے کی کتابوں سے بین وعن

ظاہر ہے اِس قسم کے بیہُودہ خیالات نے مصنف تحقیق دین حق کو دہوکا میں ڈال دیا ہوگا۔ اور سمجھا ہوگا کہ جیسے مسیح ہمارے اعتقاد میں خدا مجسم ہے اُن کے مذہب میں بھی برہما۔ بشن۔ مہیش تین خدا مجسم ٹھہراؤں اور ان کا نام سُگن روپ رکھوں۔ اگر ہم آریہ اس کے قایل ہوتے تو ہم مسیح کو کیوں رد کرتے یا برہما بشن مہیش کے طور پر تثلیث کے گرداب میں کیوں نہ پھنستے مگر یہ خیال بیشک بسبد تھا دوزخ میں پہنچانے والا ہے اور چاہِ جہالت و ضلالت میں گرانے والا لہذا ہم ہرگز ان کو مجسم خدا مسیح کی طرح نہیں مانتے البتہ نیک اشخاص جانتے ہیں جاہل لوگوں نے اُن پر الزام اور اتہام واسطے شکم پروری خود لگائے ہیں جیسے کہ متی نے برمیانبی کا نام بحث اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ اسی طرح خود غرض ابلہ فریب لوگوں نے برہما بشن مہیش مہاتماؤں پر الزام لگائے ہیں مگر دانا لوگ جو اُن کی تعلیم پڑھتے ہیں اور اُس سے روز روشن کی طرح سمجھتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے گناہ سے پاک تھے +

(پادری) **صفحہ ۱۱۷ یا ۱۱۸** - بحوالہ چنڈی پاٹھ میتہ۔ وشنو۔ لنگ۔ وایو وغیرہ پورانوں کے لکھا ہے کہ برہما ہمیشہ شراب پیا کرتا تھا۔ ایک روز متوالا ہو کے اپنی کنیا پر بُرا ارادہ کیا۔ وغیرہ

جواب آریہ - مثل مشہُور ہے (چھاج تو بولے مگر چھاننی کیا بولے) جس کو ہزاروں سُوراخ ہیں۔ ہم پر کسی طرح الزام نہیں لگ سکتا کیونکہ اوّل تو چنڈی پاٹھ وغیرہ مُعتبر کتابیں نہیں۔ اور علاوہ براں آپ پُرانوں کی شہادت لاتے ہیں مگر اپنی الہامی کتاب پیدایش (بائیبل) کی طرف ذرہ غور سے نہیں دیکھتے۔ جہاں لکھا ہے کہ خدا کے عزیز نبی حضرت لُوط نے اپنے دو بیٹیوں سے شراب پی کر زنا کیا $\frac{۲۰}{۳۱ تا ۳۶}$ خدا کے حکم اور مُو[illegible] ارشاد کے بموجب بتیس ہزار باکرہ چھوکریوں سے زنا ہوا اس کو پڑھ کر[illegible] برہما پر بلا ثبوت کے اتہام لگاتے ہو اور انجیل کو زیر مطالعہ نہیں لاتے۔ بیت

تو براوج فلک چہ دانی چیست چوں ندانی کہ در سرائے تو کیست

(پادری) **صفحہ ۱۱۸** - بحوالہ پدم پُران کے وشنو جالندھر (دیت یا دیو) کی صُورت بن کر اُس کی جورُو سے ہم بستر ہُوا وغیرہ +

جواب آریہ - اپنی آنکھ میں شہتیر نہیں سُوجھتا۔ مگر دوسرے کی آنکھ کا تنکا بھاری معلوم ہوتا ہے پدم پُران جو کسی شہوت پرست کی تصنیف ہے اُسی کی شہادت پیش کی حالانکہ اُن کتابوں کی شہادت ہمارے مہاتما لوگوں کے بارہ میں صادق نہیں آتی ورنہ ٹامس پین صاحب بہادر کی ایج اوف ریزن بائیبل کے بارہ میں شاید ماننی پڑیگی۔ جاہلوں کی بات کو سند پکڑنا واجب نہیں ہے وید شاستر سے شہادت چاہیئے چونکہ یہ ناممکن ہے۔ پس ہم انجیل سے شہادت لاتے ہیں کہ داؤد نے اوریا کی جورُو سے زنا کیا اور اوریا کہ عمداً قتل کیا جس کی اولاد سے حضرت مسیح خدا مجسم پیدا ہوا۔ ناک اپنا کٹا ہُوا ہے۔ نکٹا لوگوں کو بتاویں افسوس۔ دیکھو سموایل ۲ باب ۲ آیت ۳ سے ۵ !!

(پادری) **صفحہ ۱۱۸** - مہادیو اپنے بیاہ میں ننگا ہو کر بیل پر چڑہا۔

جواب آریہ حضرت نوح نے بھی انگوری شراب پی کر اپنی برہنگی ظاہر کی تھی آپ کی الہامی کتاب کہتی ہے۔ دیکھو توریت پیدائش باب ۹ آیت ۲۲ اور اس طرف ایک بدعتی اور شہوت پرست کی کتاب میں ہے۔ یہ ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ مُعترض نے بے سرو پا باتیں بلا ثبُوت وید شاستر کے لکھدی ہیں۔ کل اعتراض ان کتابوں پر ہیں جن میں ۶۰۰ یا ۷۰۰ سو برس کے اندر لوگوں نے عجیب و غریب قِصہ جات اپنی مطلب براری کے لئے درج کر دئے ہیں۔ پس اِس صُورت میں جو کل اعتراض سچے دھرم پر غلطی سے کئے ہیں سب بے بُنیاد ہیں۔ ہم کس کا جواب دیں۔ اگر کوئی اعتراض

وید مقدس پر کرتا تو ہم بخوشی جواب دینے کو حاضر تھے مگر پادری صاحب بیچارے شائد اُنکے نام سے بھی بے خبر ہیں۔ پس اعتراض کہاں سے لاتے اور اپنی استعداد و تجربہ کہاں البتہ پرانوں پر اعتراض کئے ہیں۔ اور اُنہیں کے ماننے والے برہمنوں سے کچھ ٹکے دے کر اعتراض لکھائے ہونگے۔ کیونکہ اُمید نہیں کہ پُرانوں کے پڑھنے کی بھی کچھ استعداد رکھتے ہوں۔ مگر ہم نے تو انجیل۔ فارسی۔ اُردو۔ رومن و ناگری وغیرہ بھی پڑھی ہے اسلئے ہم نے جو اعتراض کئے ہیں خود بائیبل سے دکھلانے کو حاضر ہیں۔ بشرطیکہ کوئی منکر ہو چونکہ پادری صاحب نے پُرانوں پر اعتراض کر کے جاہل ہنود کو شکوک میں ڈالنے کیواسطے کتاب بنائی ہے۔ پس ہم اُس کی کیا تردید لکھیں جب کہ کل اعتراض ہی بے بُنیاد ہیں۔

(پادری) **صفحہ ۱۲۰** — تین دیوتاؤں کے بارہ میں کفایت نہ کر کے رام چندر پر الزام لگائے ہیں کہ اُس نے راون برہمن کو مارا اور اپنی عورت کو جو راؤن کے گھر میں داخل ہوئی تھی۔ پھر قبول کیا اور لوگوں نے اسکو راشد نا پاک ٹھہرایا +

جواب آریہ ۔ اول تو رام چندر انسان تھا اُس کی بہادری کی طرف دیکھ کر عیسائیوں کو چاہیئے کہ اس کو بمنزلہ ایک سچے نبی کے سمجھیں۔ آج دُنیا کے مُہذب اور عالم قوم ایک میل کے دریا پر پُل بنانا بڑی مُشکل سمجھتی ہے اور وہ بھی برس دو برس کے بعد گر پڑتا ہے اس مرد میدان نے ۲۵ کوس سمندر پر پُل باندھ کر لنکا میں بڑی بھاری لڑائی لڑکر فتح پائی یہ فقط اپنے باپ کی قول پروری تھی اور یہ اس کی عصمت تھی کہ اس نے غیروں کے پاس رہنا قبول نہ کر کے خاوند کے ہمراہ ہوئی اگر اس عالم تنہائی میں کسی نے فریباً اس کی عورت کو چُرا لیا۔ [illegible] نے تن تنہا باوجود مدد نہ لینے اپنے باپ بادشاہ کے فتح حاصل کر کے اُسکو [illegible] کے [illegible] مشہور ہے بقول فیضی **بیت**

تنش را پیرہن عریاں ندیدہ ۔ جو جان اندر تن و تن جاں ندیدہ

گھر میں لایا تو اس میں اس کو کیا الزام آیا۔ اے تعصب تیرا خانہ خراب ہو تجھے انصاف سے عداوت ہے سیتا جی تو مجبوراً راون کے گھر میں چلی گئی۔ مگر مریم تو خوشی سے ذکریا کے گھر میں چلی گئی تھی اور وہاں سے حاملہ بھی ہو آئی تھی اور اُسکی پاکیزگی کی شہادت بھی یہودی خوب دیتے ہیں۔ پھر یوسف نے گھر میں رکھ لی تھی جسکا ذکر لوقا کی انجیل ۱/۵۶ میں ہے۔ اور یعقوب نبی کی پیاری دُختر دینہ نام سکم کے گھر میں رہی اور اُس سے ہمبستر بھی ہوئی مگر یعقوب نے اپنے گھر میں رکھ لیا جس کا ذکر ۳۴/۲ و ۳ پیدائش میں ہے افسوس کہ خدام دین آنکھ کے اندھے ہیں نام نہیں سُکھ۔ اپنے گریبان میں مُنہہ ڈال کر بائیبل کو نہیں دیکھتے +

(پادری) **صفحہ ۱۲۱ تا ۱۲۲** (پھر معترض کرشن جیو کی بابت لکھتا ہے) کہ بھاگوت پُران کی رُو سے گوپیوں کے ساتھ بدافعالی کرنا اُس کا ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ گوبند نے گوپیوں کے مزے کا امرت پایا ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے دین کے رُو سے خدا پاک نہیں +

جواب آریہ۔ اول آپ اپنے گھر میں بائیبل کو غور سے وچاریں کیا وہ بھاگوت سے زیادہ خدا کی ذات پر الزام نہیں لگاتی ہے۔ پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ خدا کے مقربین نے کیا کیا نہیں کیا۔ یہودہ نبی نے اپنی بیٹے عیر نام کی تمر نام جورو سے زنا کیا جس کا ذکر پیدائش باب ۳۸ ۱۵ و ۱۶ آیت میں ہے اور سلیمان نے ایک ہزار سے بڑھ کر عورتوں سے بدافعالی بلکہ بُت پرستی بھی کی سلاطین باب ۱۱/۱ آیت میں ذکر ہے مُوسے نے ۲ اور ابراہیم نے شاید تین داؤد نے ۹۹ بلکہ ۱۰۰ اغرض کیا کہوں یشیاہ کے تین باب آیت ۱۷ میں خدا بھی عورتوں کی اندام نہانی اُگھاڑے گا"۔ اے پادری صاحب ذرا سوچ کر اعتراض کیا کرو کرشن جیو مہاراج جو نہایت عالم باعمل نیک سیرت نیک بخت جوانمرد ملنسار تھے اُن کو ملزم ٹھہراتے ہو اور سند بھاگوت کی لاتے ہو جو بالکل بے سند کتاب ہے صفحہ ۱۲۱ میں جو

معترض نے گیتا کا شلوک لکھا ہے۔ اُس سے صاف ثابت ہو گیا ہے کہ معترض سنسکرت سے ناواقف گیتا سے ناآشنا ہے افسوس کہ گیتا میں یہ شلوک بالکل نہیں ہے پس اُس کے کُل اعتراض بے ثبوت ٹھہرے۔ جس شخص نے بلا تعصب دل سے گیتا کا مطالعہ کیا ہے وہ کرشن جیو کی روحانی تاثیر کا قایل ہو سکتا ہے۔ اب آگے چلکر معترض خدا کے پاک۔ عادل رحیم۔ عالم الغیب۔ ہمہ دان۔ صادق وغیرہ صفات برہما۔ بشن۔ مہیش و رام کرشن میں تلاش کرتا ہے۔ افسوس کہ برہما۔ بشن۔ مہیش وغیرہ جو کسی زمانہ میں انسان تھے اُن کو ہمارا خدا بنا کر اُن پر جھوٹے الزام پُرانوں سے لگا کر طعن زنی کرتے ہیں جو اُن کی تہذیب کا حقیقی نور ہے پس ہم انجیل میں بھی تلاش کرتے ہیں کہ بائیبل کے خدا میں یہ چھ صفات مذکورہ بالا ہیں یا نہیں۔ البتہ لفظ **قدوس** انجیل میں ہے۔ مگر اس کی قدوسیت ظاہر نہیں ہوتی۔ کیا عورتوں کی اندام نہانی اُکھاڑنا قدوسیت ہے کیا **لُوط۔ داؤد۔ سلیمان۔ یہودہ۔ موسےٰ** وغیرہ کو دوست رکھنا اور سزا نہ دینا قدوسیت ہے کیا ایک آدم کے گناہ کے بدلے کُل دنیا کو گنہگار ٹھہرانا عدل ہے۔ کیا ایک کے پھانسی دئے جانے سے اوروں کے گناہ بخشے جانے عدل ہے کیا ایک بے گناہ کو پھانسی دینا انصاف میں داخل ہے برخلاف صفت رحمت کے عیسائیوں کا خدا جلاد ہے۔ موسے نے کروڑوں آدمی مارے۔ ہزاروں کا خون بہایا اس کے مُرید یشوع نے ہزاروں کا ستیاناش کیا۔ صموئیل ۶ باب ۱۹ آیت میں خدا نے پچاس ہزار ستر مار ڈالے خدا حکم دیتا ہے۔ اب تو جا اور عمالیق کو مار اور سب کچھ جو اس کا ہے یک لخت برباد کر اور اُن پر رحم مت کر بلکہ مرد عورت ننھے بچے شیر خوار اور بیل بھیڑ بکری اونٹ گدھے تک سب قتل کر صموئیل ۱۵/۳ اگنتی ۲۵/۹ چوبیس ہزار کو مار ڈالا گنتی ۱۱/۳۳ گوشت دانتوں ہی تلے تھا کہ سخت مار مارا ہوسیع ۱۳/۱۶ اُنکی لڑکئیں پٹکی جاوینگی و پیٹ والی عورتیں چیری جاوینگی صموئیل ۵/۶ اسدیوں کو بواسیر سے مارا پیدائش باب ۷ طوفان سے مارا حزقیل ۹/۵ سب پر تلوار چلاؤنگا پس رحیم کہاں رہا بلکہ رجیم ہو گیا عالم الغیب ہونے کی بھی انجیل تردید کرتی ہے عاموس باب ۹ میں خدا فرماتا ہے۔ میں اُن کی اولاد کو تلوار سے مارونگا۔ اُن میں سے کوئی بھاگ نہ سکیگا۔ اور اگر نکل بھاگے رہائی نہ پاویگا۔ اگر وے پاتال میں سنید کی جاوے میرا ہاتھ وہاں سے کھینچ لاویگا۔ اگر آسمان پر چڑھ جاوے تو وہاں سے اُتاروں۔ اگر سمندر کی تہہ میں میری نظر سے چھپ جاوے تو وہاں سانپ کو حکم کرونگا کہ وہ اُن کو وہاں سے جا کر کاٹے کیا خوب عالم الغیب ہے جو زمین اور آسمان کے کُلابے ملا رہا ہے اور یہ خیال نہیں کہ سانپ نافرمانبردار پہلے ہی لعنتی ہو چکا ہے خدا طوفان کو بھیجکر پچھتایا اور زمین کے باشندوں کو غرق کر کے دلگیر ہوا اور توبہ کی کہ آیندہ میں ایسا نہ کرونگا۔ پیدائش باب ۹ باغ عدن میں پکارا اے آدم تو کہاں ہے تجھے کس نے جتایا کہ ننگا ہے۔ کیا اُس درخت کا ثمر کھایا جس کی بابت میں نے منع کیا تھا۔ پیدائش ۹ سے ۱۱ خدا نے قائن سے کہا تیرا بھائی ہابیل کہاں ہے پیدائش ۱۸ میں اب اُتر کے دیکھونگا کہ اُنہوں نے سراسر اُس چلانیکے مُطابق جو مجھ تک پہنچا پایا گیا ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو میں دریافت کرونگا پیدائش ۲/۱۷ خدا نے آدم سے کہا کہ نیک و بد کی پہچان کے درخت سے کچھ نہ کھانا۔ کیونکہ جس دن تو کھائیگا ضرور مریگا۔ پیدائش ۵/۵ برخلاف اس کے بائیبل کے رُو سے آدم کی عمر نو سو تیس ۹۳۰ برس کی ہوئی حضرت ہمہ دانی کی قلعی کُھل رہی ہے اب خدا کی صداقت بھی معترض کو دکھاتا ہوں۔ خدا نے موسے کو کہا تو فرعون کو جا کر ہدایت دے اور میں فرعون کے دل کو سخت کرونگا۔ اور فرعون تمہاری نہ سنیگا خروج ۴/۲۱ وغیرہ پس صداقت اسی کا نام ہے اور قدوس کا یہی کلام و کام ہے۔ تو ہمارا بھی سلام ہے +

پادری پھر مہا بھارت میں کرشن کی بابت یوں لکھا ہے کہ جب ان کی آنکھ رادھا سے لگی۔ تو ایک دن نند دین گھوش کی بہن نے ان دونوں کو ایک جگہ پایا۔ اس لئے رادھا بہت ڈر گئی

اور کرشن سے کہنے لگی کہ وہ میرے خصم سے یہ باتیں کہہ دیگی اور وہ آکر مجھے مار ڈالیگا۔ کرشن نے اسے کہا کہ تم مت ڈرو اگر شاید وہ آویگا تو میں کالی بن جاؤں گا۔ اور تو میری پوجا کرنے لگیو۔ پس میدان جیت لیجیو۔ افسوس ہزار افسوس بھلا ایسے شخص میں بھی کہیں سچائی پا سکتے ہیں +

جواب آریہ ۔ نہیں معلوم کہ ان لوگوں نے جھوٹھ بولنے کا شیوہ کہاں سے سیکھ لیا ہے۔ اور کیوں خواہ مخواہ لوگوں کو دھوکہ دیکر بھلا کر گمراہ کیا کرتے ہیں ہم نے مہابھارت میں پڑتال کی کہیں اسکا نشان موجود نہ پایا۔ بلکہ یہ ذکر تو بھاگوت میں بھی نہیں ہے اسواسطے ہمیں کہنا پڑا کہ مصنف دین حق کی تحقیق کی عقل پر اور اس کے جھوٹے اعتراضوں پر افسوس صد ہزار افسوس بھلا ایسے پادریوں میں بھی کہیں سچائی کا نشان پا سکتے ہیں۔

(پادری) **صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۴** ۔ ہندوؤں میں پیدائش کی بابت بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ کوئی شیو۔ کوئی وشن۔ کوئی کالی کوئی دیوی کو پیدا کرنے والا مانتا ہے۔ پہلے مایا سے ست۔ رج۔ تم۔ پھر اہنکار پھر اکاش۔ پھر وایو آگ۔ پانی پرتھوی۔ اس سے انسان پیدا ہوئے۔ اور حوالہ صرف کرم پران و لنگ پران اور برہمہ ویورت پران و مارکنڈے پران و بھاگوت پران وغیرہ کا دیا ہے۔

جواب آریہ ۔ معترض سے ہم پوچھتے ہیں کہ بائیبل میں جو لکھا ہے کہ کہیں دنیا کا بنانیوالا گاڈ۔ خداوند کہیں۔ جہووا۔ کہیں لارڈ۔ کہیں فادر۔ کیا تمہارے بہت خدا ہیں یا یہ سب ایک ہی خدا کے نام ہیں اگر قول اول درست ہے تو اعتراض تمہارے پر عائد حال ہے۔ اگر حصہ دوئم ہے تو شیو۔ وشن دیوی بھی ایک ہی پرمیشور کے نام ہیں علاوہ براں اگر وید مقدس سے پیدائش کا حال پڑھتے جو پرمیشور نے خود ہم کو بتلایا ہے تو کوئی شک نہ رہتا اور علم و عمل کے مطابق تھا۔ جاہلوں کی تصنیفات میں دیکھ کر خود غرضوں کی زبانی سنکر اور اپنی دینی کتابوں میں برخلاف عقل پیدائش کا حال پڑھ کر دل میں فیصلہ کرایا (مثل) (اسپ من اسپ است و اسپ دیگراں چوں خر است) بائیبل کی پیدائش کیسی اوٹ پٹانگ ہے۔ دیکھیئے سات دن میں دنیا کو پیدا کیا عدن میں باغ انگور لگایا۔ شام کو خدا اسمیں ٹہل رہا تھا۔ (کیسی کھول ہے) ابتدا میں خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا۔ اور بیڈول اور سنسان تھی اور گہراو کے اوپر اندھیرا تھا۔ اور خدا کی روح پانیوں پر جنبش کرتی تھی۔ اور خدا نے کہا اُجالا ہو اُجالا ہو گیا۔ اور پھر خدا نے اُجالے کو دیکھا کہ اچھا ہے اور خدا نے اُجالے کو اندھیرے سے جدا کیا اور خدا نے اُجالے کو دن کہا اور اندھیرے کو رات کہا۔ سو شام اور صبح پہلا دن ہوا۔ پیدائش ۱ تا ۵ ہم پوچھتے ہیں کہ خدا ازلی ہے یا نہیں۔ اگر کہو کہ ازلی ہے۔ تو ازل میں ابتدا نہیں ہوتی کیونکہ ازلی کے معنے ہیں۔ جس کی ابتدا نہ ہو اور ابتدا کہتے ہیں شروع کو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا خدا ازل سے بیکار تھا اور دنیا پیدا کرنیکے علم سے بے خبر تھا۔ جو کہو کہ خدا ازلی نہیں۔ تو وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ آسمان سے کیا مراد ہے خدا کے رہنے کی جگہ۔ یا خلا۔ اگر حصہ اول درست ہے تو جب تک آسمان نہیں بنا تھا۔ تب تک خدا کس جگہ رہتا تھا۔ صاف طور یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ خانہ بدوش رہا ہوگا یا مکان بنانے کے فکر میں ہو مگر کوئی نقشہ سمجھ میں نہ آیا ہوگا۔ جو حصہ دوم پر اعتقاد ہے تو بائیبل بے بنیاد ہے کیونکہ اسمیں اس کا ذکر نہیں البتہ شرح کرنے والوں نے مراد آسمان از خلا رکھی ہے خیر باشد تو اس کہا پیدائش نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ اوپر نیچے ایک سا ہے جب پول نہیں تھا تو کیا تھا اور خدا کہاں رہتا تھا۔ خدا کا علم کامل تھا یا بیڈول۔ اگر سوال اول درست ہے تو اس سے زمین بیڈول کیوں پیدا ہوئی اور پھر بیڈول یعنے اونچے نیچے کو کس نے برابر کیا۔ جو حصہ دوم ٹھیک ہے تو وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ خدا محیط کل ہے یا محدود۔ حصہ اول میں خدا کے روح پانیوں پر جنبش کرتے تھے (جس کو بائیبل نے مرغابی کشتی سمجھ کر رکھا ہے) نہیں ہو سکتا۔ جب روح پانیوں پر جنبش کرتی۔ مانو گے تو خدا کے جسم کو پانیوں میں ڈوبا ہوا یا کسی اور جگہ قبول کرنا پڑے گا۔ جو خدائی اوصاف کے عین برخلاف ہے۔ سوال دوئم جو محدود ہے وہ خدا نہیں بلکہ انسان۔ یا حیوان یا کوئی اور نباتات وغیرہ ہے۔ خدا نے اُجالے کو دیکھ کر کہا کہ اچھا ہے۔ کیا پہلے نہیں جانتا تھا اور اُجالا اُس کے علم میں نہ تھا۔ اگر ہوتا تو دیکھ کر اچھا نہ کہتا۔ اور خدا نے کہا کہ پانیوں کے بیچ آسمان ہو اور پانیوں کو پانیوں سے جدا کرے تب خدا نے آسمان کو بنایا وغیرہ وغیرہ سو شام اور صبح دوسرا دن ہوا ۱ تا ۸ غور کیجیئے اگر پانیوں کے بیچ آسمان نہ ہوتا تو پانی رہتے ہی کہاں آسمان کو بھی آیت میں پہلے دن میں بنایا تھا اب دوسرے دن اُسکا کیا بنایا کہاں تک تحریر کیا جاوے مختصر یہ ہے کہ تیسرے دن خدا نے سمندر اور نباتات اور چوتھے دن چاند سورج غرض چھ دن میں سب کچھ پیدا کر کے آدم کو اپنی صورت پر بنا کر ساتویں دن آرام کیا۔ پیدائش باب پہلا۔ ہم [illegible] ہیں کہ بلا سورج چاند۔ پہلے دوسرے تیسرے چوتھے [illegible] تمیز ہوئی۔ افسوس بائیبل نے لامحدود کو ہمہ جا کو یک جا کر [illegible] ٹھیرا دی۔ جس پر آدم بنا۔ سچ ہے تب ہی تو انسان کیطرح تھک کر ساتویں دن آرام کیا۔ خدا نے آدم پر بھاری نیند بھیجی وہ سو گیا۔ اُس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی نکالی اور اُس کے بدلے گوشت بھر دیا۔ اور خداوند نے اُس پسلی سے ایک عورت بنا کر آدم کے پاس لایا پیدائش ۲ ۲۱ تا ۲۳ سبحان اللہ اور یہ کام پرمیشور سرب ویاپک یعنے خدا محیط کل ہے۔ وہ کیونکر تمام عالم کی خبرداری چھوڑ کر ایک بیچارے آدم کے پیچھے پڑ گیا نیند بھی شاید وزن دار چیز ہو گئی تب ہی تو لفظ بھاری تحریر ہوا ہے شاید نیند سے بائیبل کی مراد بیہوشی قاتل ہو گی کیونکہ پسلی کاٹتے ہوئے آدم کو خبر نہ ہوئی۔ اسجگہ چاقو۔ کارد۔ خنجر کا تو ذکر نہیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اپنے تیز ناخنوں سے جو شیر کے برابر پھاڑنیوالے ہونگے پسلی کاٹی ہو گی۔ وہ گوشت کہاں سے آیا۔ جو پسلی کے عوض بھرا گیا کیونکہ اُسوقت سوائے آدم کے اور کوئی پیدا نہ ہوا تھا خدا نے شاید اپنی ران کاٹ کر بھرا ہو گا۔ آدمی کی بناوٹ سے صاف ظاہر ہے کہ اُسکی کوئی پسلی کم نہیں اور عورت مرد دونوں کے اعضاء بدنی کی بناوٹ یکساں ہے۔ بھلا ایک پسلی سے تمام اعضاء بدن کسطرح بنے مثلاً آنکھ۔ کان۔ سر۔ ناک۔ ہاتھ۔ پیر وغیرہ وغیرہ یورپین سرجن صاحبان غور فرماویں شاید جواب میں پادری صاحبان دُر افشانی کرینگے۔ کہ خدا قادر مطلق ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں بقول آپ کے وہ قادر مطلق بغیر پسلی کے عورت نہیں بنا سکتا تھا۔ جناب من قادر مطلق کے یہ معنے نہیں کہ جو ناپ شناب دل میں آیا کر دیا یاد رہے۔ وہ اپنے قوانین سے برخلاف کچھ نہیں کرتا (چنانچہ اسکا فیصلہ ستیاست بھیک میں موجود ہے دیکھ لینا) ذرا گریبان

میں منہ ڈال کر دیکھئے یہ کیسی جہالت و ضلالت سے پیدائش کا ذکر ہے پُرانوں میں اگرچہ مختلف ناموں سے پیدائش کا ذکر ہے۔ تاہم اس میں پیدا کنندہ کی یہ بزرگی دکھائی ہے کہ اُس نے جہان کو ایک آن میں پیدا کیا۔ برخلاف عیسائیوں کے خدا کے چھ روز میں پیدا کر کے ساتویں روز تھکان کے دور کرنے کے لئے آرام کیا (مفصل مباحثہ پیدائش کا ست دھرم وچار میں درج ہے)

پادری صفحہ ۱۴۵ - ہندؤں کی کتابوں میں شہد اور دودھ وغیرہ کے سمندر لکھے ہیں اور حوالہ بھاگوت و مارکنڈی پُران کا دیتے ہیں۔ اِن کا بھی کہیں ٹھکانا نہیں لگتا صرف وہم کے سمندر میں ڈوب مرنا ہے۔

جواب آریہ - پادری صاحب کو خروج کے تین باب کی آٹھویں آیت کو دیکھ کر بچارنا چاہیئے۔ خدا فرماتا ہے کہ "میں بنی اسرائیل کو مصریوں کے ہاتھ سے نجات بخشونگا۔ اور اس زمین سے نکال کر اچھی وسیع زمین میں جہاں شہد اور دودھ موج مارتا ہے پہنچا دونگا" اور اسی طرح یشوع کے باب ۵/۶ میں درج ہے۔ "خداوند نے اُن کے باپ داداؤں سے قسم کر کے کہا کہ میں تم کو دونگا وہ زمین جسمیں شیر و شہد بہتا ہے" اب ہم پوچھتے ہیں کہ کہاں خدا نے شہد اور دودھ کے سمندر بنائے جس جگہ یہ سمندر رہوں گے ہمارے برہمنوں نے کبھی انہیں کیطرف اشارہ کیا ہے کیا بھاگوت سے بائیبل زیادہ [illegible] پاسکتی ہے۔

[illegible] کے ۱۴۵ - ہندؤں کے دین میں زمین ایک چٹیل میدان کنول [illegible] کی صورت ہے اور کچھوے کی پیٹھ پر ہے اور بعضے پُرانوں میں لکھا ہے کہ شیش ناگ کے سر پر ہے سو ہندؤں کے شاستروں کی یہ باتیں علم ہیئت وغیرہ کے رُو سے صاف غلط ٹھیرتی ہیں اُن کے مصنف بے خبر تھے اور زمین کو کھڑی سمجھتے تھے اور حساب فاصلہ سیاروں کا نہ سمجھتے تھے۔

جواب آریہ - ضرور نہ سمجھتے تھے کیونکہ گرہن وغیرہ کا حال جو بتلاتے تھے اسیواسطے سیارات کو نہ سمجھتے تھے اور پتری یعنے جنتری جو بناتے تھے شاید معترض اُنکو اوروں کی ایجاد سمجھتا ہوگا۔ یقیناً اپنے نبی خدا کے مقرب یشوع کی جو علم ہیئت کا کامل تھا۔ جس نے باب آیت ۱۰/۱۲ الیسے میں سورج کو کہا کہ اے آفتاب جبعوں پر ٹھیرا رہ۔ اور اے مہتاب تو بھی وادی ایلون کے درمیان۔ تب آفتاب کھڑا رہا اور مہتاب ٹھیر گیا۔ یہاں تک کہ اُن لوگوں نے اپنے دشمنوں سے انتقام لیا اور آفتاب آسمان کے بیچوں بیچ ٹھیرا رہا اور قریب دن بھر کے پچھم کیطرف کو مائل نہ ہُوا" جہان میں اسوقت شاید سورج اور چاند اکٹھا چلتے ہوں گے اسلئے چاند اور سورج دونو کو یشوع نے کھڑا کر لیا اب خدا نے اُن کو الگ الگ کر دیا۔ افسوس اس کا کیا جواب ہے یشوع نے زمین کا کھڑا رہنا دل میں ضرور مانا ہوگا ورنہ زمین کو بھی کھڑا رہو کہتا اور مکاشفات یوحنا کے ۱۲/۱ تا ۴ ایک دم بڑا نشان آسمان پر نظر آیا ایک عورت سورج کو اوڑھے ہوئے تھی اور چاند اُس کے پاؤں تلے اور اُس کے سر پر بارہ ستاروں کا تاج وہ عورت حاملہ تھی اور درد سے چلاتی تھی جننے کو اینٹھی تھی اور ایک لال رنگ کا بڑا اژدہا آسمان پر دیکھ پڑا جس کے سات سر اور دس سینگ ہیں اور سروں پر سات شاہی تاج رکھے ہوئے ہیں اور اُس کی دُم نے ۱/۳ حصہ ستاروں کو کھینچکر زمین پر دے مارا" چونکہ یہ مسئلہ بائیبل کا ہے برخلاف علم کے بھی معترض کو مُسلم ہے۔ عورت کا وجود آسمان پر اور سورج گویا ایک کپڑا تھا۔ جس کی چادر اُس نے اوڑھی ہوئی تھی اور آسمان پر حاملہ بھی ہوئی کیا یہاں پر بھی خدا یا روح القدس کی نظر عنایت ہوئی ہے۔ اور اُس اژدہا کی دُم کتنی بڑی ہوگی۔ جس ۱/۳ حصہ ستاروں کو زمین پر دے مارا علم ہیئت کے دعوے کرنے والو ذرا غور تو کرو کہ جتنے ستارے ہیں یہ سب بڑے بڑے کرّہ زمین کے ہیں اور ایک بھی اس زمین پر نہیں آسکتا کیونکہ اُس سے ہر ایک کئی حصّے بڑے ہیں وہ ۱/۳ حصّہ ستارے کس زمین پر گرے شاید پادری صاحب کے گھر پر گرے ہونگے۔ افسوس کہ یہ مسائل ہیچ بلکہ ان کا اعتقاد نجات اور وے شخص جو تمام سیارات و کواکب سے واقف اور علم نجوم کے موجد اُن کے قول ہیئت کے خلاف واہ رے یہودا تیری ہیئت ذاتی و ستارہ شناسی۔

(پادری) صفحہ نمبر ۱۴۶ - پھر وید میں لکھا ہے کہ سورج آگ سے اور چاند سورج سے پیدا ہُوا اور مینہ چاند سے ہوتا ہے۔ کہ بجلی دو بادل کے مل جانے سے پیدا ہوتی ہے اور بادل تین کوس سے اونچا نہیں ہوتا وغیرہ۔

جواب آریہ - آپ نے وید کا نام تو لیا مگر وید کا حوالہ کیوں نہ دیا پتہ لکھنا تو درکنار یہ بھی نہ لکھا کہ کس وید میں ہے ہاں بائیبل پر وید کا دھوکہ ہُوا ہوگا۔ جہاں لکھا ہے اُسی دن بڑے سمندر کے سب سوتے پھوٹ نکلے اور آسمان کی کھڑکیاں کُھل گئیں۔ ۷/۱۱ خدا کہتا ہے جب میں زمین کے اوپر بادل لاؤں۔ تو میری کمان بادل میں دکھائی دیگی۔ پیدائش ۹/۱۴ تب خداوند نے سدُوم اور عمورہ پر گندھک اور آگ خداوند کی طرف سے آسمان پر سے برسائی ایضاً ۱۹/۲۴ واہ صاحب کیا آسمان میں کھڑکیاں لگی ہوئی ہیں کیا قوس قزح خدا کی کمان ہے۔ لیکن علم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سے سورج اور بارش ہے تب سے یہ پانی پر سورج کی روشنی پڑنے سے دیکھتی ہے خدا نے آسمان پر گندھک اور آگ کے انبار کر رکھے ہیں چونکہ یہ مسائل بائیبل کے ہیں۔ اس لئے معترض کو علم سے پڑتال کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور یہ ایک عام قاعدہ بھی ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر اکثر متعصبان مذاہب کو نہیں دکھلائی دیتا۔ جس طرح ہم نے ہر ایک اعتراض کو حوالہ سے تحریر کیا ہے ویسا ہی معترض کو بھی اگر اعتراض اُسکی صداقت کی بُو رکھتے ہیں معہ حوالہ کے تحریر کرنا چاہیئے ورنہ دعوے بلا دلیل سے سوائے ذلیل ہونے کے اور کسی طرح کی سرخروی نہیں +

پادری۔ صفحہ ۱۴۷ تا ۱۵۳ - ہندؤں کی کتابوں میں معبُود کون ہے۔ آیا برہما۔ بشن۔ مہیش یا تینوں مل کر اور حوالہ لنگ پُران مارکنڈی۔ پُران بھاگوت پُران و پدم پُران۔ بارہ پُران و برہم ودیورت پُران کا دیتا ہے۔ اور باہم اُن کا اختلاف ہے۔

جواب آریہ - یہاں پر معترض نے اپنی مرضی کے موافق مسئلہ بنا دیا تینوں ملکر ہندؤں کے معبود ہوں اس جگہ تثلیث ثابت کرنے کا ارادہ ٹھیرا ہوگا۔ پُرانوں کے شلوک لکھ کر معترض کہتا ہے کہ وید شاستر میں اختلاف ہے۔ ہم اگر انجیل برناس اور مصنوعی اناجیل سے اختلاف پیش کریں تو قابل تسلیم ہوگا یا نہیں معترض نے سخت غلطی کھائی اور بے فائدہ محنت اُٹھائی +

پادری۔ صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۶ - شاستروں میں ہی اختلاف دکھاتا ہے کہ خیر شاستروں میں ایسے ایسے بکھیڑے ہیں اور یوں تو اختلاف اور حقوں سے بھی بڑے بڑے ہیں +

جواب آریہ - اے صاحب اوّل تو اختلاف نہیں ہے - بالفرض اگر ہوں - تو ہمیں کچھ خوف نہیں - کیونکہ وے انسانوں کی تصنیف ہیں الہامی نہیں - لیکن آپ نے کسی شاستر کا کوئی حوالہ نہیں دیا اور پُران کسی طرح پرمان کے قابل نہیں مگر آپ کی الہامی کتابوں میں جتنا اختلاف ہے اُس کا ہم پورہ اندازہ نہیں کر سکتے مولوی رحمت اُللہ صاحب و ڈاکٹر فداخاں صاحب نے آپ کی کتابوں ہی سے ثابت کر دیا اور تم مقر ہوئے کہ چالیس ہزار اختلاف ہماری کتابوں میں ہیں اور ڈاکٹر گرنباخ نے ڈیڑھ لاکھ اور وٹیس تن صاحب نے دس لاکھ اختلاف انجیل مقدس سے نکالے ذرہ مُنہ گریبان میں ڈالکر غور کیجئے - کیونکہ آفتاب لب بام ہے - اے معترض چھ شاستر فلاسفی ہیں جن کے اصولوں پر حکما نے بحث کی ہے ان میں اختلاف صرف دلائل یا پرمانوں کا ہے - معنوی یا حقیقی اختلاف نہیں ہے مگر اُن کے سمجھنے کے واسطے سنسکرت کے اعلےٰ درجہ کی لیاقت درکار ہے اور وہ متعرض میں دشوار ہے - پس اسکے نہ سمجھنے سے اعتراض سراپا بیکار ہے ہم قطع نظر اور اختلافوں کے صرف روح کے بارہ میں اختلاف دکھلاتے ہیں - اور مصنف بھی آپ کو بناتے روح کے بارے میں انجیل محض دھوکھا دیتی ہے - نہ خود اس کو سمجھتی ہے اور نہ بتلا سکتی ہے پیدائش ۹/۴ استثنا ۱۲/۲۳ احبار ۱۱/۱۷ زبور ۱۰۴/۲۹ پیدائش ۷/۲ استثنا ۱۲/۲۳ زبور ۷/۵ و ۱۹/۱۶ امثال ۲۲/۱۵ پیدائش ۲۵/۸ و ۳۷/۳۵ و گنتی ۱۶/۲۲ و ۳۳ اور ایوب ۳۴/۱۴ و ۱۰/۲۱ و ۱۴/۱۰ واعظ سلیمان واعظ ۱/۲ و ۳/۱۹ تا ۲۱ میں باہمی سخت مخالفت ہے - یہ نقص روح کے بارہ میں بطور نمونہ درج ہیں *

العاقل تکفیہ الاشارۃ اگر زیادہ اختلاف دیکھنے ہوں تو بائبل پر سپر درو زہ شروع سے اخیر تک ملاحظہ فرمائیے -

(پادری) صفحہ ۱۵۷ - وید میں چاند - سورج - اندر - رودر - ہوا - آگ پانی - ورن اور ہر شئے کی پوجا ہے اور پرانوں میں اکثر چیزوں کی پوجا ہے اور ہندوؤں کے پرستش اور پوجا کے وشئہ میں بڑا اختلاف ہے -

جواب آریہ - اے صاحب وید مقدس ہیں چاند سورج ورن آگ وغیرہ مخلوقات کی پوجا نام کو نہیں ہے مگر صرف ایک پرماتما پاربرہم کی عبادت کا ارشاد ہے مفصل دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱ سے ۲۷ تک کسی سنسکرت دان سے پُوچھکر تسلی کر لیجئے آپ کو صفحہ ۷ کے حاشیہ کی عبارت بھول گئی ہے - جہاں آپ نے لکھا ہے کہ رگوید کے بھاش میں وشسٹ منی لکھتا ہے کہ رگوید خدا کے حق میں یوں کہتا ہے کہ وہ قادر مطلق اور واحد اور سب سے اُولے اور ہمہ دان اور کام - کرودھ - لوبھ - موہ - مادہ اور تین کال اور تین اوستھا سے پرے ہے اور صفحہ ۱۶۶ میں آپ لکھتے ہیں کہ آیا ہندو دین میں خدا واحد ہے یا نہیں اور اس بات کے قابل بھی کہ ہنود مانتے ہیں - ایک خدا کو اور اپنی طرف سے ایک شرتی ایکو برہم دوتیو ناستی درج کری ہے اور یہ کہ بولتا وہی ہے یعنے سب میں خدا ہی بولتا اور مایا کے بس ہو گیا وغیرہ وغیرہ معترض کی اس سخت غلطی پر جی چاہتا ہے - کہ اُس کے ایک ایک حرف کا دنداں شکن جواب دیا جاوے مگر خوف طوالت دامنگیر ہے - دیکھئے اول شرتی ہی غلط لکھی - ایکو برہم دوتیو ناست لکھا ہے - دوئم اگر مایا کے بس میں بھی ہوا تو بھی اُس خدا سے جو نو مہینے ماں کے شکم میں رہ کر خون حیض سے پرورش پاتا رہا - اور مرتے وقت نہایت سوگواری سے جاں دی بدرجہا اشرف و افضل ہے ہاں اگر یہاں برخلاف واحدانیت کی تثلیث کے دلائل پیش

کریں تو ایک میں تین یا تین میں ایک ہے کشتی دروں دریا دریا دروں کشتی کچھ گرداب فنا کا سامنا ہوتا ہے *

پادری - صفحہ ۱۵۷ تا صفحہ ۱۶۲ - کتنے پورانوں میں شراب کباب منع ہے - اور بھاگوت میں لکھا ہے کہ کرشن جی نے شراب پی اور گوشت کھایا - رام اور لچھمن نے بھی گوشت کھایا - رگوید میں لکھا ہے کہ گو کا بلیدان چاہیئے - وغیرہ وغیرہ -

جواب آریہ - خود غرضوں کی تصنیف پرانوں سے ہمارے مہاتماؤں پر الزام قائم کرنا دانشمندی سے بعید ہے - مگر وہاں دانشمندی کا کیا کام - جہاں تعصب اور خود غرضی نے آنکھیں بند کر دی ہوں اعتراض کرتے ہوئے اتنا نہ سوجھا کہ گیتا میں کرشن جی نے ہزار ہا جگہ گوشت کی ممانعت کی ہے بلکہ گوشت خور وغیرہ کو حیوان قرار دیا ہے اور کسی وجہ ذی روح کو دُکھ نہ دینا یہ ہی پرم دھرم کہا ہے بھلا جس شخص کے ایسے خیالات ہوں وہ شراب نوش اور گوشت خور ہو سکتا ہے؟ مگر پادری صاحب کا بھی کچھ اختیار نہیں کیونکہ سنسکرت کے تو نام سے بھی واقف نہ ہوئے پڑھنا شئے دیگر ہے جو کچھ واہی تباہی کسی سے سنا اناپ شناپ لکھ مارا گومید کے یہ معنے نہیں کہ گو کو مار کر بلیدان دینا گو نام زمین کا اور غلہ کا ہے اور مید نام ہے صاف کرنیکا یعنے زمین کو اور غلہ کو صاف کر کے ایک کرنا چاہیئے تسلی کے لئے اشٹا دھیائی ویاکرن دیکھو جو ویدوں کی گرامر ہے - اب بائیبل سے دیکھنا چاہیئے کہ شراب کباب کی کیسی زیادتی ہے - نوح کی شراب نوشی پیدائش ۹/۲۱ خدا کا ابرہام کے گھر میں گوشت کھانا پیدائش ۱۸/۸ لوط کی شراب نوشی ایضاً ۱۹/۳۲ وغیرہ وغیرہ جہانتک دیکھو بائیبل شراب و گوشت سے [illegible] اور اب بھی تجربہ سے ثابت ہے کہ تمام دنیا سے زیادہ شراب نوش اور گوشت خور عیسائی ہیں *

(پادری) صفحہ ۱۷۴ - پھر شاستر کے دوسرے مقام میں لکھا ہے دوہرہ پل بھر میں پربت کیو پل میں ڈار یو مار * یہ تو کام کرتار کے بوجھے بوجھنہار - اور بھرتری شتک کا بھی حوالہ دیا ہے -

جواب آریہ - قابل غور ہے کہ معترض نے کس قدر بھُول کی ہے کہاں شاستر کہاں دوہرے کہاں دھرم بھرتری شتک -

(پادری) صفحہ ۱۷۶ - چنانچہ وید میں یہ بچن ہے -

मोक्षस्तु विष्णु प्रसादान्तरेण न लभ्यते ॥

ترجمہ - یعنے وشنو کی کرپا بنا موکش نہیں ہوتی *

جواب آریہ - رگ - یجر - سام - اتھروان ویدوں میں تو یہ بچن کہیں نہیں - البتہ پورانوں میں ہوگا - شاید اسیواسطے حوالہ نہیں دیا کہ کس وید میں اور کہاں ہے اور نہ اس بچن سے ہمارا نقصان ہے جس کے سہارے سے تمام عالم کے اشیاء ٹھیرے ہوئے اور جو سب اشیاء کو جانتا ہے وہ محیط کل ہے اس پرمیشور کا نام وشنو ہے اُسکی کرپا بنا نجات نہیں ہوتی - اور اُس کی کرپا تب ہوتی ہے کہ جب پورے طور پر اُس کے حکم کی پابندی کیجاوے مسیح کو نجات کا مالک ہونا وہ دھرم میں نہ سمجھ کر اعتراض کا موقع ملا ہوگا -

(پادری) صفحہ ۱۸۱ - (کسی گوبر گینش سے اوجرتا گایتری لکھکر اگر اُسکا ترجمہ لکھتا ہے) یعنے اوم بھو آکاش سورگ ہم سورج کی بڑی روشنی پر دھیان

کرتے ہیں وہ ہمارے دل کی رہنمائی کرے۔

جواب آریہ - معترض نے ترجمہ بہت غلط اور اُشدہ اور نافہمی سے لکھا ہے اصلی ترجمہ یہ ہے کہ پرماتما جو پرانوں سے پیارا سب طرح کے بندھن سے رہت سکھوں کے دینے والا حقیقی آنند کا چشمہ سب جگت کا روشن کرنیوالا اتینت گرہن کرنے اور دھیان کرنے یوگ شدھ وگیان سروپ ہے اور سب کے آتماؤں کا پرکاش کرنے والا ہے۔

اُس کو ہم اپنے آتماؤں میں دھارن کریں - وہی ہماری بل بدھی - گیان کو بڑھاوے یہ سب خلاصتاً گایتری کا ارتھ لکھا ہے - مفصل پنچ مہایگ ودھی میں درج ہے - اہل دانش خود انصاف فرماویں - کہ معترض نے کسقدر غلطی کی اور آگے چلکر سکتانند ترنگنی وکلارلو وشیام رئیس وغیرہ سے اعتراض لکھتا ہے جو بالکل ہیچ و پوچ ہیں اور قابل توجہ نہیں ہیں - معترض کی غلطیاں کہاں تک ظاہر کروں۔

پادری کی پیشین گوئی وید شاستر میں لکھی ہے کہ ہندوؤں دین اُٹھ جاویگا وید شاستر میں یہ بات کہیں نہیں لکھی آپ کا بیان سراپا دروغ ہے ضرور ثبوت دو۔

پادری - معجزے اور پیش گوئی ہندو مذہب میں نہیں ہے - بڑے بڑے ... کی باتیں رام و کرشن کے حق میں لکھی ہیں مگر بہتیرے راکھشوں نے ... کے بڑی بڑی کراماتیں دکھائی ہیں تردید وید دھرم کے رو سے کرامات ... کوئی چیز نہیں اور نہ کسی مستند گرنتھ میں ایسے فضولیات کا بیان ہے بلکہ ایسے دور از عقل باتوں کا ان میں نام و نشان نہیں مگر بائیبل ایسی فضول باتوں سے بھرپور ہے اور اُسی سے یہ بھی ثابت ہے کہ راکھش یعنے جھوٹے اور بدمعاش لوگ بھی نبیوں جیسے معجزے دکھلا سکتے ہیں - دیکھو متی کی انجیل باب ۲۴ - آیت ۲۳ سے ۲۸ تک -

(پادری) **صفحہ ۲۰۲** میں لکھتا ہے کہ سانکھ شاستر دنیاوی شاستر میں گیتا کا ذکر ہے جس میں کل جگت کی باتیں لکھی ہیں -

جواب آریہ - دعوے بلادلیل ہیچ ہے اپنے نیائے شاستر و سانکھ شاستر کا سوتر کیوں نہ لکھا پس آپ کا فرضی دعوے آپ کی ناواقفی کا اعلے ثبوت ہے۔

(پادری) **صفحہ ۲۰۳** - اِندر نے کامانتر ہو کے اپنے گورو گوتم کی ستری اہلیا سے بھوگ کیا -

جواب آریہ - اندر اہلیا کا قصہ بطور ناٹک کے ہمارے ست شاستر شتپتھ وغیرہ میں درج ہے - اور اس طرح ہے کہ اندر - سورج کا اہلیا رات کا اور گوتم چاند کا نام ہے - رات گویا چاند کی عورت ہے اور سورج اُسکا یار ہے سورج کے نکلنے سے رات کا سنگار بگڑ جاتا ہے - جیسے دوست کے بھوگ کرنے سے عورت کی سجاوٹ میں فرق آجاتا ہے اور وہ دوست کے پاس نہیں رہ سکتی ویسے ہی سورج کے نکلنے سے رات کی حالت ہوتی ہے - غور کرنے کا مقام ہے کہ ہم پر ہیچ پوچ لچر اعتراض کرتا ہے اور اپنے بائیبل کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتے ہوئے شرم آتی ہے - کہ خدا کے عزیز نبی اسرائیل کا پیارا بیٹا روبن اپنے باپ کے حرم بلہہ نام یعنے ماں کے ساتھ ہمبستر ہوا - پیدائش $\frac{۳۵}{۲۲}$ عمرام نبی نے باپ کی ہمشیرہ سے شادی کی خروج $\frac{۶}{۲۰}$ امنون نبی تمر نام ہمشیرہ خود کے عشق میں بیمار پڑا جب داؤد اسکا باپ دیکھنے کو گیا تب امنون نے اپنے باپ یعنے داؤد

سے کہا کہ میری بہن تمر کو میرے پاس آنے دیجئے وہ میرے واسطے پھلکے پکاوے گی اور میں کھاؤنگا - حاصل کلام جب اکیلی تمر اس مکان میں آئی تو امنون صاحب نے اُس سے زنا بالجبر کیا + صموئیل $\frac{۲}{۱۴}$ تا $\frac{۱۳}{۱۴}$ باب واہ صاحب شرم چہ کتی است کہ پیش مرداں بیاید -

پادری صفحہ ۲۰۳ - پھر جو کہتے ہیں کہ وید اناد ہے سو اسکا بھی ثبوت کہیں نہیں پہلے تو یہی نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کہاں سے اور کس سے ہے -

جواب آریہ - درحقیقت سچ ہے کہ ایک شخص سنسکرت کی محض سُنی سنائی باتوں پر کارروائی کرنے والا - وید مُقدس کی ماہیئت کیا جان سکتا ہے غور سے سُنئے خدا کی طرف سے وہی کتاب ہو سکتی ہے جسمیں یہ چند ثبوت پائے جاویں +

اول - یہ کہ وہ کسی خاص ملک کی زبان نہ ہو تاکہ سب کو اس کے پڑھنے میں یکساں محنت ہو -

دوم - اس میں کسی خاص قوم کی طرفداری نہ ہو -

سوم - دنیا پیدا ہونے کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی ہو -

چہارم - ایک حکم اسکا دوسرے حکم کو رد نہ کرے -

پنجم - قانون قدرت جو اسی کا بنایا ہوا اسکے برخلاف نہ ہو -

ششم - علم منطق و ہیئت بھی اس کو جھوٹا نہ ثابت کریں -

ہفتم - کسی خاص انسان پر ایمان لانیکی ترغیب دے بلکہ ایک خدا کی ہی اسمیں پرستش ہو -

ہشتم - عقل انسانی کی ترقی دینے والی ہو -

نہم - اسمیں قصہ جات نہ ہوں -

دہم - تمام علوم کا منبع ہو - وغیرہ وغیر پڑتال کرنے سے معلوم ہوجاوے گا کہ ان صفات سے موصوف کوئی کتاب سوائے ویدوں کے کتب خانہ عالم میں نہیں ہے - جب قبول کیا کہ وید ایشور کا علم ہے - چونکہ خدا ازلی ہے اور اُسکا علم بھی اناوی یعنے ازلی ہونا چاہیئے - پس ویدوں کا انادی ہونا ثابت ہوتا ہے - رہا یہ کہ وید کس طرح نازل ہوئے - دنیا کی ابتدا میں ایشور نے - اگنی - وایو - آدت - انگرا ان چار رشیوں کے دل میں اُپدیش کیا کیونکہ ان چاروں کے عمل سابقہ عالم کے ایسی ہی تھے کہ ان پر ہی وید نازل کئے جاتے ہیں - ان چاروں سے برہما نے پڑھے جس کا اعتراض کنندہ آگے قائل ہے - مفصل حال ویدوں کے ظاہر ہونے کا سوامی دیانند سورستی جی مہاراج کی مصنفہ کتاب رگوید آدی بھاش بھومکا میں مندرج ہے وہاں سے دیکھنا چاہیئے - بائیبل میں ان سے ایک بات کا بھی نشان نہیں - پس وہ کسی طرح الہامی نہیں ہو سکتی +

پادری صفحہ ۲۰۳ - رگوید کے آٹھویں اشٹک میں ایک رچا ہے - جسے ایک راجہ نے اپنے دان پُن کی تعریف میں لکھا -

جواب آریہ - اے صاحب وہ رچا آپ نے کہاں پوشیدہ کر لی ہے اور کس لئے تحریر نہیں کی - تاکہ ماہیئت آپکے اعتراض کی ظاہر ہوجاتی کہ جادہ راستی سے کسقدر گمراہ ہوا ہے -

پادری صفحہ ۲۰۲ تا ۲۰۵ - وید میں اندر کی لڑائی اگنی اور منو وغیرہ کا بیان ہے اور ایک منتر ہے - جسے بسشٹ رشی نے اناج چراتے وقت ایک

کتے کو بھونکنے سے باز رکھنے کے لئے پڑھا - اور پھر بل دان بھیڑ - بکری - گھوڑے بیل - گدھے کا لکھا ہے اور بارہ اوتار کا بھی ذکر ہے جیسے کہتے ہیں - کہ ست جگ میں ہؤا -

جواب آریہ - افسوس کہ کوئی آیت وید مقدس کی درج نہیں کی اور جن کو آیات وید سمجھکر نقل کیا ہے وہ رگ - یجر - سام - اتھروا ان چاروں ویدوں میں تو بالکل نہیں ہیں - معترض کو کسی خود غرض عیسائی شدہ برہمن نے دھوکا دیا ہے جو ویدوں سے محض اُمّی تھا - اور رام تاپنی اور گوپال تاپنی وغیرہ کتابوں کی عبارت لکھ کر اس کو سام وید کی رچا کہا ہے اور کرشن جیو کی پیدائش ظاہر کی ہے وہ بھی دروغ بے فروغ ہے کیونکہ وید مقدس میں اُسکا بالکل سراغ نہیں ہے اور کوئی قصہ کہانی یا انسانی واقعات پاک ویدوں میں نہیں ہے - کسی خاص گروہ یا قوم یا انسان سے بھی اسی واسطے وید مخاطب نہیں - اور انسانی شفاعتوں کی اسی واسطے ضرورت بیان نہیں کرتا ہے ٭

پادری صاحب نے - صفحہ ۲۱۰ سے لیکر ۲۳۰ تک جو آجکل کے برہمنوں کی خود غرضیاں ظاہر کی ہیں - وہ درحقیقت اسی قابل ہیں - کیونکہ یہ سب باتیں اپنی بڑائی کی پوتھیوں میں انہوں نے ڈال دی ہیں - تاکہ ہماری عزت رہے - مگر اصل میں وید مقدس و شاستر متبرک کے برخلاف ہیں - چنانچہ اس سے بڑا گنا زیادہ ممبران آریہ سماج اُن کی تردید کرتے رہتے ہیں - اور صفحہ ۲۳۰ سے ۲۴۲ تک جو تیرتھ تپشیا - بُت پرستی کی بابت لکھا ہے وہ بھی بے شک تھوڑے عرصہ سے یعنی [illegible] سے ان مہاراجوں نے خود کاشتی طبعزاد شلوک بناکر بطور جعلی انجیلوں کے جاری کر دیئے تھے جن کو بعد پڑتال کامل کے سوامی دیانند جیو مہاراج نے منسوخ کر دیا صفحہ ۲۴۳ سے ۲۴۶ تک بار بار جنم پر قدرے لکھا ہے - مگر کوئی دلیل کامل نہیں ہوتی - کیونکہ جب یہ اصول معقولیت اور فلسفی دعوے سے بھرا ہؤا ہے - مگر یہ ظاہر ہے کہ معترض عدل آلٰہی سے بھی منکر ہے اس امر کا مفصل مباحثہ جو مابین سوامی دیانند سرستی جیو مہاراج و پادری سکاٹ صاحب بمقام بریلی ہوا تھا - دیکھنے کے لائق ہے (اور وہ ست استھ بیبیک کے نام سے چھپا ہؤا علٰحدہ فروخت ہوتا ہے) ٭

پادری - صفحہ ۲۴۹ - رامانج جس کا ذکر پوران میں لکھا ہے ۱۰۲۰ء میں رچا تھا -

جواب آریہ - آپنے یہ ایک غلطی پورانوں کی نکالی ممبران آریہ سماج ہزاروں لگاتار غلطیاں پورانوں کی خود نکالتے ہیں پس تمام پوران کسیطرح قابل پرمان نہیں ہیں -

پادری - اگر وید میں یہ رچا درج ہے -

समाने योग आभुवत स राये स परध्याम गम द्वा जेभि रासन: ॥

ترجمہ - یعنے اے اندر ہمیں بڑے لوگوں میں ملا اور وہیں دستری اور گیان و بھوجن دینے کے واسطے مستعد ہو پھر اسی صفحہ کے حاشیہ پر بائبل کی یہ آیت لکھی ہے - اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے ویسی زمین پر بھی ہو - ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے اور ہمارے گناہوں کو معاف کر جیسے ہم اپنے تقصیرداروں کو معاف کرتے ہیں -

جواب آریہ - دیکھیئے اس جگہ کیسی چالاکی ہے کہ یجر وید کے منتر کو رگوید کا بتایا اور پہلا حصہ چھوڑ دیا - دوسرا لکھا پھر جتنا لکھا اُس کا بھی ترجمہ بالکل ہی غلط کیا - ذرا اعتراض کی حقیقت دیکھیئے ہمارا منتر دعا کا نہیں فقط خدا کی صفت ظاہر کرتا ہے وہاں ہی لکھا اور بائبل میں سے جس کو اول درجہ کی دعا اپنے دلمیں سمجھتے تھے تین آیت ایک بنا پر لکھیں اور مقابلہ کیا ٭ اصلی ترجمہ منتر کا یہ ہے ٭

"پرمیشور یوگیوں کا اوپاسک ہوا ہوا اور اُن کے دل کو روشن کرتا ہؤا - دھن اور ایشورج سے پری پورن کرتا ہے - اور وہ یوگی کل شلپ ودیاؤں کر کے یکت ہوتے ہیں مطلب یہ کہ اے خدا جو تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے بیں دل کو لگاتے ہیں تو اُن کے دل و دماغ کو روشن کرتا ہے - دولت اور عزت دیتا ہے اور وہ لوگ مختلف علوم سے ماہر ہوتے ہیں" - اب بائبل کی دعا کیطرف دیکھیئے جس پہ پادری صاحب کو بڑا فخر ہے یعنے - "اے باپ جو آسمان پر ہے" مقام غور ہے کیا اس فقرہ نے خدا کو محدود نہیں کیا - کیا خدا آسمان پر ہی رہتا ہے - کیا حاضر اور ناظر نہیں - کیا محیط کل نہیں (تیرے نام کی تقدیس ہو) توبہ توبہ کیا اس کا نام غیر مقدس ہو سکتا ہے - (تیری بادشاہت آوے) کیا زمین پر آگے شیطان کی بادشاہت ہے جو اب خدا کی آوے - افسوس بائبل کے بنانے والے کو یہ عام بات کبھی معلوم نہ تھی - کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے - "تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے ویسی زمین پر ہو" اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آسمان ایک ملک ہے اور وہاں خدا بھی رہتا ہے اور وہاں رہنے والوں کی خواہش پورے طور سے پوری ہوتی ہیں - آفرین ہے اعلم ہیئت کے جاننے والو زمین پر خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوتا اور ہو کیونکر خدا کی صورت پر جو انسان بنایا گیا - زمین شاید کسی [illegible] زور خدا کی بنائی ہوئی ہے - یا شیطان خدا کی مرضی کو زمین پر آنے [illegible] ہوگا اگر آنے دیتا تو اسکا اکلوتا بیٹا ایسی بیکسی سے پھانسی نہ دیا جاتا (ہمارے روز کی روٹی آج ہمیں دے) کیا خدا نے ہاتھ - پیر - دل - دماغ وغیرہ اعضائے بدنی ہم کو روٹی کمانے کے واسطے نہیں دیئے نکمّا کرنے کو دیئے ہیں اس سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ اے خدا ہمارے اعضائے بدنی چھین لے اور روز کی روٹی ہم کو بغیر محنت کے دے دیا کر - کیا روشنی دل و دماغ سے روٹیوں کا مانگنا مقابلہ کر سکتا ہے ہرگز نہیں - ہمارے گناہوں کو معاف کر جیسے ہم اپنے تقصیرداروں کو معاف کرتے ہیں - کیا خدا عادل نہیں - جو گناہ معاف کر دیگا کیا جو تقصیردار کو معاف کرے وہ اسبات کا مستحق ٹھیر سکتا ہے کہ خدا اُس کے گناہ معاف کرے کیا اس فقرہ سے گناہ کرنے کی ترغیب نہیں ملتی - افسوس بائبل کی دعا ہے جس کو بڑے ناز سے پادری صاحب نے تحریر کیا ہے - ٩

بریں عقل و دانش بباید گریست

ناظرین خود انصاف فرماویں کہ کس کی تعلیم دل و دماغ کو روشن کرنے والی ہے اور کسکی بیکار - کون دولت عزت دینے والی اور کون چاہ جہالت و ذلالت میں گرانیوالی ہے - کون خدا کے جملہ اوصاف کو صاف اور پورے طور سے بیان کرتی ہے اور کسکی ادھوری بلکہ خدا کو خدائی اوصاف سے معزول و معطل کرتی ہے افسوس صد ہزار افسوس ٭

پادری صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۸ - ہندؤں کے دیوتا اور رشیوں کے چال چلن اچھے نہیں ٹھیرتے - اندر - رام - کرشن - سورج - چندرماں - برہسپتی پون - ورن - یم - بیاس - وغیرہ وغیرہ نے چوری کی اور زناہ بھی کیا -

جواب آریہ - اے صاحب ہمارے مہاتماؤں پر الزام قائم نہیں ہو سکتا - کیونکہ آپ نے کسی معتبر کتاب کی شہادت نہیں دی - اور بھاگوت وغیرہ پُرانوں کو آپ ہی صفحہ ۲۲۹ میں تواریخ سے ثابت کرتے ہیں کہ ۱۲۰۰؁ء کے بنے ہوئے ہیں پھر ان کو معتبر سمجھکر اعتراض کرنا لاحاصل ہے - لو ہم بائیبل سے جس کو آپ خدا کی کلام مانتے ہو خدا کے عزیز نبیوں کا چال چلن دکھلاتے ہیں -

اوّل - آدم اس نے خدا کی نافرمانی کی لعنتی ہو کر باغ عدن سے نکالا گیا اور اسی کے سبب سے زمین لعنتی ہوئی - پیدائش باب $\frac{۳}{۱۷}$:-

دوم - آدم کے بیٹے قائن نے اپنے بھائی ہابیل کو مار ڈالا اور خدا کے ساتھ جھوٹھ بولا پیدائش باب ۴ :-

سوم - نوح نے اپنے رشتہ داروں کو کشتی پر چڑھنے نہ دیا اور سب کو مروا دیا - اور انگوری شراب پی کر اپنی برہنگی ظاہر کی پیدائش باب ۱۰ :-

چہارم - ابرام نے اپنی بہن سے شادی کی اور برابر جورو کو بہن کہتا رہا - اور دروغ گو تھا وغیرہ ایضاً باب ۲۰ - اسکی خدا سے خوب تمسخر آمیز باتیں ہوئیں ایضاً $\frac{۱۸}{۲۳ \text{ سے } ۳۲}$:-

پنجم - لوط نبی نے شراب پی کر اپنی دونوں دختروں سے زناہ کیا اور اپنی دُختریں زنا کے واسطے دیتا تھا - ایضاً باب ۱۹ :-

ششم - اضحاق اُس نے بھی اپنی جورو کو بہن کہا پیدائش باب ۲۱ - اس [illegible] حرص بہت غالب تھی اپنے بڑے بیٹے کا حق چھوٹے کو دے دیا -

[illegible] - یعقوب نے اپنے باپ کو دھوکھا و فریب دیکر پیغمبری حاصل کی اور [illegible] کی سے زنا کیا - خدا سے کشتی لڑتا رہا عورت کے عشق میں چار برس تک شبانی کرتا رہا - اسکی دختر دینہ نام نے سکم سے زنا کیا ایضاً باب ۳۴ :-

ہشتم - روبن نے اپنے باپ کے حرم یعنے والدہ سے زنا کیا ایضاً باب ۳۵ -

نہم - یہودا نے اپنی بہو یعنے پسر کی جورو سے زنا کیا - جس کا نام تمر تھا - پیدائش باب $\frac{۳۸}{۲۴}$ -

دہم - یوسف نے اپنے بھائیوں کو فریب دیا - ایضاً باب ۴۳ -

یازدہم و دوازدہم - موسےٰ و ہارون موسےٰ نے اول ایک مصری بے گناہ کو مار ڈالا - اسکو بائیبل میں تمام دنیا سے حلیم کہتے ہیں اور یہ بڑی بڑی خونریزیاں کرتا رہا اس کے حکم سے ننھے ننھے بچے اور شیر خوار عورتیں بھیڑ - بکری اونٹ گدھے قتل ہوئے اور اپنی فوج کو زنا کے واسطے رغبت دی - خروج و گنتی ہارون نے ایک سونے کا بچھڑا معبود بنایا اور پھر انکاری ہو گیا - خروج گنتی -

سیزدہم - داؤد نبی نے اوریا کی جورو پر عاشق ہو کر اوریا کو قتل کروایا اور اُس سے زنا کیا اِس کو خدا نے کہا کہ اوریا کے جرم میں تیری جورو تیرے ہمسایہ کو دونگا اور وہ تیرے سامنے اس سے ہمبستر ہوگا - سموئیل باب ۱۱ -

چہاردہم - امنون نے اپنی ہمشیرہ سے زنا کیا بالجبر :-

پانزدہم - سلیمان اُس نے خدا کی نافرمانی کی بُت پرستی بھی کرتا رہا اور یہ بہت شہوتی تھا -

شانزدہم - حضرت عیسےٰ اسکی ماں کی یوسف کے ساتھ منگنی ہوئی - اور اکٹھے ہونے سے پیشتر حاملہ پائی گئی یوسف نے نہ چاہا کہ اُسے تشہیر کرے - اور اس نے قتل عام کے فتوے دیئے اور کہا میں تلوار چلانے آیا ہوں ایک آدمی کا گدھا بلا دینے قیمت کے چُرا لایا اخیر میں نہایت سوگواری سے پھانسی پائی

اور اسکے شاگرد بھی دروغ گو اور بد چلن اور شرارتی تھے - چنانچہ ایک صاحب نے تیس روپیہ کے لالچ سے حضرت کو پکڑا دیا - مُشتے نمونہ از خروارے - غرض کیا گیا پادری صاحب چلو پھر پانی میں غوطہ لگا کر متی کی انجیل $\frac{۲۶}{۱۳ \text{ سے } ۶}$ تک جو ساری عورت کی بابت درج ہے صداقت کی نگاہ سے دوبارہ مطالعہ میں لاویں تب آپ کو بہت کچھ دال میں کالا نظر آوے گا - کیونکہ اسکی یادگاری ہمیشہ مسیح کے ساتھ رہے گی -

پادری - صفحہ ۲۷۸ میں کہتا ہے کہ "وید میں مورتی پوجا نہیں ہے" اور پھر

معترض صفحہ ۲۸۲ - میں لکھتا ہے - کہ "وید میں پرمیشور کی تعریف اس طرح پر کیگئی ہے کہ وہ بن ہاتھ پاؤں کے چلتا پکڑتا - اور بن آنکھ کے دیکھتا - اور بغیر کان کے سنتا - وہ سب کچھ جانتا پر اُسے کوئی نہیں جانتا - مہا پرش اسی کو کہتے ہیں - باوجود اس عمدہ بیان کے پھر بھی معترض کہتا ہے کہ خدا شناسی جو مذہب کی بیخ و بنیاد ہے - اسکی بابت ہندؤں میں تذبذب اور گڑبڑ ہے *

نتیجہ اعتراضات تحقیق دین حق

پادری صاحب کے اعتراض عموماً پُرانوں پر ہیں - وید مقدس پر بہت کم ہیں اور جو ہیں وہ بھی خود غرضوں کا دھوکا دیا ہوا ہے کیونکہ جو شلوک وغیرہ لکھے ہیں وہ وید مقدس میں بالکل نہیں پائے جاتے - برہما - بشن - مہیش - رام کرشن وغیرہ جو بزرگ انسان تھے اُن کو ہمارا پرمیشور جان کر اُن پر نکتہ چینی کی ہے جو بالکل بیفائدہ اور عبث ہے کیونکہ کوئی آریہ اُن کو پرمیشور نہیں جانتا اور نہ وید مقدس اور شاستر متبرک انکی شہادت دیتے ہیں اور پُران قابل پرمان نہیں ہیں - پس نتیجہ یہی ہے کہ پادری صاحب کے کل اعتراض بے سُود ہیں - اور ان سے حاصل ہونا مقصود کا مفقود *

خاتمہ

اے ناظرین کتاب دیکھئے کہ کلام الٰہی کون ہے - آیا انجیل یا وید اور کس کی تعلیم میں عمدگی زیادہ ہے کون خدا عادل کا انصاف و بزرگی و سرب شکتی ماننا کو قائم کرتا ہے اور کون اسے دھبا لگاتا ہے - عقل انسانی کو کس کی تعلیم لطف دینے والی ہے اور کون چاہ جہالت میں گرانے والی - ودیا اور ست کی کان کون ہے جہل کذب کے طوفان کس میں ہیں -

بیت

خوش بود گر محک تجربہ آید میاں ۔ تا سیہ روے شود ہر کہ در و غش باشد

اس بات کے ماننے سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ انسان کو بغیر ودیا کے ناسمجھی کی دلدل سے نکلنا محال ہے اور انسان کی ابتدائی حالت پر غور کرنے سے پایا جاتا ہے کہ بغیر الہام یا کلام الٰہی کے وہ کسی طرح ترقی کی سیڑھی تک نہیں پہنچ سکتا اور تو درکنار روزمرہ کی بول چال میں بھی بغیر تعلیم کے عاجز ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ آدمی خصوصاً مدد کا محتاج ہے - ہمارے اعضائے ابتدائے سے کام کرنے کے لئے بنائے ہوئے ہیں - لیکن اگر سامان موجود نہ ہو

تو اُن کا پیدا کرنا بیکار محض تھا - آدمی چونکہ ابتدا میں نادانی کی حالت میں تھا اور ہوتا ہے - پس اسکی نادانی رفع کرنے کو اور اپنا گیان جتانیکو ایک عالم سے آگاہ کرنے کو الہام کا ابتداے سرشٹی سے ہونا واجب ہے - پرماتما میں نیاکاری انتریامی سرب شکتیمان انوپم نرا کار سرب ادہار یعنے حافظ عالم و عالمیاں وغیرہ اوصاف کا بھی ہمیشہ سے ہونا ضروری ہے ورنہ بعد کو درجہ معطلی پر پہنچ جاتی ہیں - پس ثابت ہے کہ کلام الٰہی یا الہام کا غلطیوں سے پاک اور ابتداے عالم سے ہونا ضروری ہے - اب دیکھا چاہیئے کہ دنیا کی کل موجودہ کتابوں سے پورانی کون ہیں آیا انجیل شریف یا توریت شریف یا زبور شریف یا وید مقدس اس بات سے کہ انجیل متی اور لوقا سے اور زبور داؤد سے توریت موسےٰ سے پہلے نہیں تھی - کسی متنفس کو انکار نہیں ہے پس ذرا غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کتابیں قدیم سے نہیں ہیں صدہا دلائل سے ثابت ہے کہ دنیا کے کتب خانہ میں رگ وید یجروید - سام وید - اتھرووید سے پہلے کی کوئی کتاب نہیں ہے اور اکثر یورپین محققوں و غیر متعصبوں نے گواہی بھی دی ہے اب مختصراً وید مقدس کی تعلیم کا اظہار کرتا ہوں :-

اوّل - رگوید اس میں پرماتما اور جیو اور سرشٹی ودیا اور گن کرم اور کل اشیائے عالم کا حال درج ہے -

دویم - یجروید اس میں انسانی فرائض کا ذکر کرکے مختلف ودیاؤں کی ترقی کا طریقہ بتلایا ہے اور پرماتما کے گیان دھیان کی بھی ہدایت ہے جس سے انتشکرن شدہ ہوتا ہے -

سوم - سام ویدک میں علوم روحانی اور یوگ وغیرہ -

چہارم - اتھرووید اسمیں سب ست ودیا اور گیان و عبادت پرماتما کی جو تینوں ویدوں میں ہے تشریح اور تفصیل ہے - یہ ہر چہار وید مقدس سرشٹی کے آدمین بذریعہ الہام سری اگنی - وایو - آدت - اور انگرا جیو مہاتماؤں کو پرماتما نے دی تھے تاکہ وہ اُن کے مطالعہ اور اُپدیش سے واقف ہو کر کامل ہوویں - ہر چہار وید مقدس میں کوئی داستان کوئی کہانی کوئی قصہ کوئی واقعات کسی قوم کسی گروہ کی نہیں ہے - اب بائیبل شریف کو دیکھیئے -

اوّل - آدم کے گناہ کرنے سے اسکی اولاد کے گنہگار ہونے کا قصہ ابراہیم اور سرہ و حاجرہ کا قصہ نوح کے طوفان اور اُسکی شراب نوشی کا قصہ یعقوب اور خدا کا کشتی یوسف اور اُس کے بھائیوں کا قصہ - موسےٰ اور اُسکے جلا دین و قتل عام کے فتوے لوط اور اس کے بیٹیوں کا قصہ داؤد اور اوریا کی جورو کا مارا جانا - سلیمان کا قصہ - متی کا قصہ - لوقا کا قصہ - مرقس کا قصہ - یوحنا کا قصہ - ذکریا اور اسکے گھر بی بی مریم کے جانے کا قصہ - کنواری مریم سے عیسےٰ مسیح کے پیدا ہونے کا قصہ - عیسےٰ مسیح کے بھاگ جانے کا قصہ اور اُس کے بھوت پریت نکالنے کا قصہ - اور اُس کے صلیب پر چڑہانیکا قصہ وغیرہ وغیرہ مختصراً عرض کیا گیا ہے - اس مقابلہ کے بعد ہر ایک منصف مزاج شخص رائے دے سکتا ہے کہ کون کتاب الہامی ہے اور کون منصف جامی و نظامی کہاں کہئے تعلیم و الیشور کرت پُستک اور کہاں لوط اور داؤد کی داستانیں -

"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

انجیل خدا کے عدل اور انصاف کو بٹہ لگاتی ہے ہمارے مہربان بھائی منصف مذہب و اصلاح فرماتے ہیں - کہ عدل کے معنے قرار دیکے ہیں عادل پرماتما

گنہگاروں کو اُسی قدر سزا دیگا جسقدر واجب ہے اور نیکو کاروں کو اُس قدر سزا دیگا - جس کے وہ مستحق ہیں - کم و زیادہ ہرگز نہ ہوگا مگر انجیل اس انصاف کے برخلاف ہے وہ کہتی ہے کہ جو کوئی عیسےٰ کو خدا کا بیٹا یا خدا مانے گا صرف اُس کی ہی نجات ہوگی باقی سب جہنم میں ڈالے جاوینگے ؂

سراسر غلط ہے کہاں عدل خدائی کہاں یہ لایعنی کارروائی - جو کچھ میرے بھائی نے فرمایا ہے میں اُس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں جانتا مگر صرف ایک بات - چونکہ باپ نے کل اختیار بیٹے کو سونپ دیا ہے - شاید درست ہووے - وید مقدس میں حکم ہے ؂

परीत्यभूतानि परीत्यलोका न परी सर्वां प्रदिशोदिशश्च ॥

محبت جو اخلاق کا جزو اعظم ہے - اُس کی تاکید فرما کر پرماتما حکم دیتے ہیں - کہ بلا تمیز ذات ظاہری کے اے بنی نوع انسان اپنے رشتہ داروں و لواحقوں شہر والوں سے مختلف ملکوں میں جاکر محبت و پریتی کرو پھر وید میں حکم ہے ؂

मातृदेवोभव पितृदेवो भव आचार्य्य देवो भव अतिथि देवोभव ॥

اے انسان تو مائی باپ بزرگوں ابھیاگتوں عالموں کو دیوتا جان اور ان کا ادب کر - پھر وید مقدس میں لکھا ہے

اے سرب جگت کے پرکاشک انتریامی سرب دیاپک تیرے گیان سے کچھ باہر نہیں ہے تیرے پیدا کردہ انترکھش تمام آفتاب وغیرہ گرہ گردش کرتے ہیں - تو سرب - ایشور - ست چت انند سروپ ستی پرکاش ہے تیرے ہی سے سب کو پرکاش ملتا ہے تو انوپم ہے - تیرا گیان اور ودیا کبھی نہیں بدلتے - تیرا ایشورج اور جلال سب سے بڑا اور توانا ہے اور سب کا آدھار ہے - سرب گیاتا ہے - تو آتما کا بھی آتما اور سب پیاروں سے پیارا ہے - ہم تیری بھی بھگتی کریں اور رگوید سکت ٩٢ منتر (١٠) پرماتما کی ایکتا اور سرب شکتی مانتا ویدوں میں اس خوبی سے موجود ہے کہ جس سے بڑھ کر بیان ہی محال ہے - اور سب کتابیں اس معاملہ میں ویدوں کی خوشہ چین ہیں گایتری کا مقدس منتر ویدوں میں پرماتما کی توحید کا ایک اعلےٰ ثبوت ہے اس ایک ہی منتر میں نو نام برہم کے نہایت واضح طور پر توحید کیطرف ہدایت دینے والے موجود ہیں - انسانی کتابوں میں اس خوبی کا ہونا ایک ناپیدا امر ہے صفحہ دہر میں جس قدر کتابیں ہیں وید سب سے پورانی کتاب ہے اور انجیل وغیرہ سب اس کے بعد کے ہیں پس ان کا ویدک خوشہ چین ہونا کچھ تعجب انگیز نہیں ہے - بلکہ ہر طرح واجب التسلیم ہے اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ویدوں نے ان باتوں میں کوئی ان سے لی ہو پس وید ہی الہامی کتاب ہے اور وید ہی صداقت کا چشمہ ہے - وید ہی سچا گیان ہے اور وید ہی دھیان کا ذریعہ ہے اس سے زیادہ کیا لکھوں کیونکہ وید کے معنے ہی گیان کے ہیں اور بائیبل کے معنے کتاب کے ہیں - سب صاحبوں کو جو راستی اور صداقت کے بلا تعصب طالب ہیں اُنکو واجب ہے کہ غلام مسیح - عبد المسیح عیسےٰ بخش مسیح داس ہونے سے چھوڑکر [illegible] دیا نند داس جنگ - سکھدیو بننے کو تیار ہوں

کیونکہ -

بیت

عیش و دنیا ئے دوں دمے چنداست ؛ آخرش کار باخداوند است

پادریوں کی سفید رنگت پر مت بھولئے

بیت

سنگین دل است ہر کہ بظاہر ملایم است ؛ پنہاں دروں پنبہ نگر پنبہ دانہ را

آریہ سماج کے مقدس اصول بھی انند کے دلانے والے راستے کیطرف لیجانے والے عقل و علم کے بڑھانیوالے ہیں - تعصب کو بالاے طاق رکھکر غور سے بچارنا چاہیئے - پرماتما سب کو اندھکار سے بچا کر سناتن دھرم کی روشنی میں لائے -

غزل اوّل

ذرا دیکھو بچار و دلمیں میری بات کو پیارے ؛ کہ اک جگدیش ہے سبکا اُسی کے بندے ہیں سارے
خدا مالک ہے سبکا عادل و عالم بھی وہ خود ہے ؛ وہ انتریامی جانتے ہے سبھوں کے پاپ پن نیارے
سفارش وہاں نہیں چلتی نیاء کا کارخانہ ہے ؛ سفارش اور رشوت کے سبھی حیلے ناکارے
جو مردے زندہ کرتا تھا میرا خود دکھ اٹھا کر کیوں ؛ خدا پھانسی ملا حیرت کی جاہے شرم کے مارے
حیات دائمی چاہے کہ زندہ سے وہ مردہ ہے ؛ شفا مشکل سے پاتے ہیں جہانمیں ایسے دھکارے
[illegible] اور قر[illegible] میں کوئی وید و یدوں سا ؛ جو مرض جہل کو کاٹے ہٹاوے روح کے دکھ سارے
لوشی [illegible] غیر خالد سے ملے گر زید کو پھانسی ؛ سریحا ظلم ہے دھوکا بھی ہے حیلہ اور چارے
جو غیر از نیک کرموں کے بینگا مکت کا طالب ؛ بھٹکتا رہیگا ناداں نہیں پادیگا سکھ بارے
صداقت معقولیت اور قدامت او وحدت بھی ؛ مقدس وید رکھتے ہیں گواہ الہام کے چارے
نہیں ہے بائیبل میں ایک بھی ان چار سے کامل ؛ نکالیں پھر کہاں سے خادمان دین بیچارے
پس اے بھائیو مقدم ابزدی الہام ربانی ؛ مقدس وید ہے اسکو پڑھو تب ہونگے نستارے

غزل دیگر

نقارہ دھرم کا بجتا ہے آئے جسکا جی چاہے ؛ صداقت وید اقدس آزمائے جسکا جی چاہے
منادی جگت میں کردو کہ اک جگدیش ہے سبکا ؛ بغیر اُسکے بتوں کو سر جھکائے جسکا جی چاہے
نہیں ہے سالا سُسرا بیٹا پوتا جگت کرتا کا ؛ کلنک اس قسم کے جھوٹے لگائے جسکا جی چاہے
سفارش اولیا و انبیا کی وہ نہیں سُنتا ؛ عبث الزام رشوت کے لگائے جسکا جی چاہے
نہیں بیت المقدس میں نہ کعبہ ہے مکان اُسکا ؛ محیط کل کو محدود ہی ٹھیرائے جسکا جی چاہے
نہیں وہ کاٹھ پتھر آہن و سیم و زر و گوہر ؛ ہزاروں بتکدو میں بُت بنائے جسکا جی چاہے
جو ایلی ایلی کرتا تھا نہ حق نے کی مددگاری ؛ تو پھر خاطر پہ اُسکے جان گنوائے جسکا جی چاہے
کسی بن وید کے پستک نہیں ہے ماننے لائق ؛ پُرانے سب ہے اور ہیچے دکھائے جسکا جی چاہے
دل و جان سے کرو سندھیا پڑھو وید مقدس کو ؛ نکس سے پوپ کے دہن کو بچائے جسکا جی چاہے

نہیں ہے سزا دھ مردوں کا لکھا وید مقدس میں ؛ یہ ہنڈی جہل کی جھوٹی چلائے جسکا جی چاہے
صدق دل سے کرو بھگتی پربھو کی وید کے دوارے
دگرنہ شرمساری کو اوٹھائے جسکا جی چاہے

نجات کی اصلی تعریف

شرائط مباحثہ

(۱) فریقین تہذیب اور اخلاق سے ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرینگے -
(۲) مباحثہ تحریری ہوگا - سوال و جواب کے لئے فریقین سات سات منٹ بولینگے -
(۳) منتظم جلسہ ہذا سردار ٹھاکر سنگھ صاحب ہونگے -
(۴) مباحثہ ۱۲ بجے دوپہر سے دو بجے شام تک ہوگا -

مباحثہ

سید غلام قادر شاہ - لفظ نجات کے معنے اور تعریف بیان ہو - اور اُس کی ضرورت بھی -

پنڈت لیکھرام - نجات چونکہ عربی زبان کا لفظ ہے اسواسطے اس کے وہ معنے ہمارے خیال میں آریہ دھرم کے انکول ٹھیک نہیں - آریہ دھرم میں اس کے لئے موکھش لفظ ہے جسکے معنے دُکھ سے چھوٹنا اور سکھ کی پراپتی ہے چونکہ ہر انسان دنیا میں اگر کچھ کرم کرتا ہے - اور وہ کرم یا بد یا نیک ہوتے ہیں اور نیک کرم بھی بعضے دنیاوی اور بعضے پرماتھک جو دنیوی ہوتے ہیں - اُنکا پھل شاریرک اور جو پرمارتھک ہیں - اُنکا پھل روحانی ہونا چاہیئے - اسواسطے ہر انسان کے دلمیں یہ قدرتی خواہش ہے کہ میں دُکھ سے چھوٹ کر سُکھ کو پراپت ہوں اسواسطے سچے گیان ویدوں کے ذریعہ سے نجات کا راستہ بتلایا گیا ہے - جسطرح ہماری بھوک کے رفع کرنے کے لئے اَنّ اور آنکھوں کے نور کے لئے آفتاب ضروری ہے - اس طرح آتمک بھوکھ کی نورتی کے لئے موکھش آنند پیدا کیا ہے - اور وہ شاریرک اندریوں کا آنند نہیں - وہ ستری پُتر وغیرہ کے آنند سے اور ہے - کیونکہ وہ صرف روحانی آنند ہے - اور یہی اسکی ضرورت ہے -

سید غلام قادر شاہ - پنڈت صاحب کے جواب میں یہ معلوم ہُوا ہے کہ فعل نیک و بد ہر انسان کے اختیار میں ہے - تو کیا نجات بھی ہر ایک انسان کے اختیار میں ہے یا نہیں -

پنڈت لیکھرام - بے شک فعل بد یا نیک انسان کرتا ہے اور وہ اس کے اختیار میں ہے اور یہی سبب ہے - کہ وہ انکا جوابدہ ہے - ورنہ کرے زید اور مارا جائے عمر - یہ تمام قانون عدالت کے خلاف ہے - یا روٹی کھائے بکر اور بھوک خالد کی دور ہو - یہ بھی ناممکن ہے - اور اسی لئے ہر ایک انسان کو اپنے ہی کرموں کا جوابدہ ہونا پڑتا ہے - چونکہ نجات یا دُکھ ہمارے ہی کرموں کا نتیجہ ہے اور ہمیں ہی ملتا ہے - اور چونکہ خدا عادل ہے - اور عادل کے معنے

یہی ہیں کہ کرموں کے مطابق پھل دیوے - اس لیئے نجات کا حصول کرنا ایشور کی آگیا کو مانتے ہوئے یعنے ایشور کے بنائے ہوئے حکموں کے جو تمام دنیا میں عالمگیر ہیں - اور جن پر شروع دنیا سے آج تک اور آج سے مہا پرلے تک ہر ایک غیر متعصب کی روح (ضمیر) ساکھشی ہے - اس لیئے نجات وہ پھل ہے - جو انسان کے شبھ کرموں کے بعد گیان کی پراپتی ہو کر ایشور اُسے عنایت کرتا ہے - وہ بغیر کرموں کے نہیں ہے اور اسکا بڑا ثبوت یہ ہے کہ آج تک کوئی ایسی نظیر نہیں کہ کسی انسان کو کوئی بدلا بغیر کرموں کے ملا ہو - ہر انسان وہی کاٹتا ہے - جو بوتا ہے - جو نہیں بوتا وہ ہرگز نہیں کاٹیگا - ؎ ہر آنکہ تخم بدی کاشت ... الخ شاستر کا واک ہے - ؎ کُروینیو یہ کرمانی - - - الخ یعنے جب تک تم زندہ رہو - شبھ کرموں کو کرو - کیونکہ آدشیہ میو - - - الخ ضرور ہے - اپنے کرموں کا پھل خواہ اچھے ہوں - خواہ بُرے بھوگنا پڑیگا - اور ممکن نہیں کہ ہمارے کرموں کا پھل نہ ملے -

ہم روزمرّہ دیکھتے ہیں - کہ ہمارے ہر ایک فعل ہمیں سُکھ یا دُکھ دینے والے ہوتے ہیں - عرب کا ایک مشہور ہدایت کنندہ کہتا ہے - ؎ الدنیا مزرعۃ - - الخ دنیا آخرت کی کھیتی ہے - انجیل میں خداوند یسوع بھی فرمایا ہے تم دھوکوں میں نہ رہو - خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاتا - جو ہر ایک بوئیگا وہ کاٹیگا - میں الفا دیگا ہوں میں آؤنگا - تاکہ ہر ایک کو موافق اعمال پھل دوں - پھر اُن لوگوں کو جو کہ لفظی ایمان رکھتے ہیں - عمل نہیں کرتے - جن کے چال چلن احکام خدا کے مطابق اچھے نہیں - جنہوں نے اچھے کرم نہیں کیئے اُن کے لئے خداوند یسوع فرماتا ہے - نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے - خدا کی بادشاہت میں داخل ہوگا - بلکہ وہ جو خداوند کے حکموں کی تعمیل کرے -

سید غلام قادر شاہ - پنڈت صاحب نے فرمایا کہ نجات انسان کے اختیار میں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت صاحب نے اس بات کا خیال نہیں رکھا کہ فعل بد ایک ایسا فعل ہے کہ جسکا نتیجہ کوئی انسان اپنی قدرت سے زائل یا جدا نہیں کر سکتا ہے - اور اگر پنڈت صاحب کے خیال کے مطابق انسان میں یہ قدرت ہے - کہ اپنے بُرے فعل کا نتیجہ اپنے سے دور کر سکے تو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ اُس ایسے ایک قادر مطلق کو مانا جاوے اور دوسری بات - پنڈت صاحب نے یہ فرمایا کہ نجات یا دُکھ کرموں کے پھل ہیں - تو جب نجات اور دُکھ کرموں کے پھل ہیں - تو کرم یا قدرت کرم یہ کاہیکا پھل ہے - کیونکہ آریہ دھرم کے مطابق یہ شریر یا یہ کرم روح کے ساتھ ہی نہ پیدا ہوئے ہیں - اور نہ مثل روح کے انادی ہیں تو جب کہ یہ انادی نہیں ہیں - یعنی یہ شریر یا کرم - تو پھر اُن کے کرنے کی قدرت روح کو کس کرم کے سبب سے پراپت ہوئی ہے -

پنڈت لیکھرام - جس طرح فعل بد کرنے کے بعد کوئی انسان اُس کی سزا سے بچ نہیں سکتا - اور علیٰ ہذا القیاس - نیک تو پھر فعل بد کا کرنے والا سوائے انسان کے کوئی نہیں ہو سکتا - اور چونکہ روح چیتن ہے - اور چونکہ روح مدرک بالذات ہے اور متصرف بالآلات ہے تو کرم کا کرنا چیتن کا گن ہے جب تک چیتن چیتن ہے - وہ جسوقت چاہے کرم کر سکتا ہے - اور جڑ شریر روح نکلنے کے بعد کچھ بھی نہیں کر سکتا - تو بالکل صحیح بات ہے کہ بد یا نیک انسان کے اپنے فعل ہیں - کسی اور طاقت کی ترغیب سے نہیں - اور اگر بد انسان کا فعل نہیں شیطان کا ہے تو نیک کبھی انسان کا فعل نہیں ہوگا - خدا کا ہوگا اس صورت انسان نہ نیک کرتا ہے - نہ بد - دونوں سے چھٹکارا ہوا - اور سزا و جزا نہ کوئی چیز رہی - اور نہ کوئی اسکا بھوگنے والا اور اگر بفرض محال کوئی بھوگنے والا ہے - تو بد کا بھوگنے والا شیطان اور نیک کا بھوگنے والا رحمان ہوا - اور چونکہ یہ دونوں مسئلے جہاں تک میری ذاتی واقفیت ہے - فریقین سے کوئی نہیں مانتا - اسلیئے باطل ہیں - مجھ سے پوچھا گیا ہے - کہ نجات اور دُکھ اگر کرموں کے پھل ہیں - تو کرم یا قدرت کرم کاہیکا پھل ہے - اسکا جواب یہ ہے - کہ کرم پھل نہیں ہے - بلکہ کرم فعل ہے - اور فعل پھل نہیں ہوا کرتا - فعل کرنے کے بعد پھل ملا کرتا ہے جس طرح بیج بونے کے بعد پھل یا جھوٹ بولنے کے بعد آتما میں خرابی یا زنا کرنے کے بعد آتشک - آتشک کے بعد زنا نہیں ہوا کرتا - بلکہ پہلے - تو اس صورت میں کرم جیو کا ایک فعل ہے اور قدرت کرم جیو کا ایک گُن ہے - جیو چونکہ کرم کرنے میں مختار یعنی آزاد ہے - اسواسطے جسوقت وہ چاہے - نیک یا بد کرم کر سکتا ہے - لیکن چونکہ روح خدا نہیں چونکہ روح اپنا آپ مالک نہیں - بلکہ تمام دنیا کا مالک پار برھم پرماتما ہے تو اس صورت میں اس جگت پتی نے روح کو نجات کا راستہ بتلانے کے واسطے اپنے سچے گیان کا پرکاش کیا ہے - اور اُس سے ہم کو موکھش کا راستہ دکھایا گیا ہے - روح انادی ہے اور کرم کرنا روح کی صفت ہے - شریر فانی ہے - اور سنسکرت کی اصطلاح میں اسکا نام چھن بھنگر ہے - تو اس صورت میں شریر انادی نہیں ہے - نہ شریر سے پیدا شدہ کرم بذاتہ انادی ہے - بلکہ روح میں کرم کرنیکا گن سروپ سے ہے اور شریر سے کرم کرنا یا شریر کو دھارن کرنا کرم الوسار ہے ؛

سید غلام قادر شاہ - یہ جو پنڈت صاحب نے جواب میں لکھوایا - کہ جو برائی کرتا ہے - وہ برائی کا نتیجہ اُٹھاتا ہے - تو فی الحقیقت یہ درست ہے - کیونکہ کوئی شریر اپنی برائی کے نتیجہ کو از خود دور نہیں کر سکتا - تو اسی واسطے اُس کے نتیجہ سے آرام یا موکھش پانے کے واسطے ایک غیر کی ضرورت ہے اور وہ غیر ایک ایسا ہونا چاہیئے کہ جو نشاپ ہو - اور جسکو نشاپ کہتے ہیں - وہ ہمارے اصول کے موافق یسوع ہے - جسکے معنے ہیں گناہوں یا اُس کے نتیجہ سے چھوڑانے والا - اسیواسطے ہر ایک انسان کو موکھش کی جیسا کہ ضرورت ہے - ویسا ہی ایک موکھش داتا کی - اور پنڈت صاحب کے بیان میں یہ بھی دیکھا گیا کہ پرمیشور صرف جزا یا سزا دینے والا ہے - تو جبکہ جزا و سزا دینے والا ہے - تو ہر ایک گنہگار اپنے گناہ کے نتیجہ سے اگر کسی مکتی داتا کو نہ مانے تو کس طرح رہائی پاویگا - اور اگر پرمیشور میں صرف یہی گُن ہے کہ وہ نیائی ہو تو اُسکی کرپالو یا رحیم ہونے کی صفت زائل ہو جاتی ہے - اور وہ کبھی ایک صفت کو چھوڑ کر دوسری صفت پوری نہیں کرتا - تو ایک ایسا دھرم ہونا چاہیئے - کہ اُسکی کُل صفات پوری ہوں تو دین مسیحی میں اسکے کل صفات پورے ہوتے ہیں - اور انسان کی نجات یا موکھش پوری ہوتی ہیں - خصوصاً اسوقت اسکے نیاءکاری اور کرپالو یا کرپا پوری کرنے کی بابت ہم خداوند یسوع مسیح کے کفارے کو دیکھتے ہیں - جو اُس نے خود اپنی مرضی سے گنہگاروں کے واسطے کیا - پھر پنڈت صاحب نے یہ لکھوایا کہ روح چیتن ہے اور جبکہ آتما چیتن ہے اور انادی ہے - تو پرمیشر کے ساتھ اُسکی ذات کی نسبت کوئی تعلق نہیں ہے - اگر تعلق نہیں ہے تو اُس کے کرموں کے

نتیجوں میں بھی اُسکا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا - اور پھر پنڈت صاحب نے لکھوایا - کہ کرم جیو کا ایک گُن ہے - اگر یہ گُن روح کا ذاتی ہے - تو روح کو کچھ ضرورت نہیں ہے - کہ پرمیشور کی دچھن سائل ہو اور جبکہ روح ہی صرف انادی ہے - اور سب کچھ کرموں کا ہی پھل - پنڈت صاحب کے بیان کے مطابق معلوم ہوتا ہے تو یہ جسکو شریر کہتے ہیں - اور جو آتما کے لئے بھاری بخشش ہے تو یہ اسکے کس کرم کے سبب سے ملی ہے - اگر مانا جاوے - کہ کسی کرم کے سبب سے ملی ہے - تو پنڈت صاحب یہ دکھائیں کہ آتما انسانی بغیر شریر کے کوئی فعل کرسکتا ہے یا کرسکتی ہے -

پنڈت لیکھ رام - یہ ٹھیک ہے کہ روح بُرے فعل کرتا ہے - لیکن یہ غلط ہے کہ وہ اُس کے نتیجہ کو دور نہیں کر سکتا - کرم کرنا فعل ہے - اسکا پھل ایشور دیتا ہے - اور سزا بھگتنے کے بعد نتیجہ دور ہو جاتا ہے - لیکن کسی آدمی کے ہمارے اور ایشور کے درمیان درمیانی ہونیکی ضرورت نہیں - بوجوہات ذیل - دنیا کے شروع سے آج تک کوئی آدمی زندہ نہیں - جسکے چال چلن کو ہم پورے طور پر جان سکیں - اور بغیر پورے چال چلن جاننے کے کسی پر ایمان لانا دانائی سے بعید ہے - اور یہ کہنا کہ فلاں شخص نشپاپ ہے - یہ صرف خیال ہے جسکا آپنے بھی کوئی ثبوت نہیں دیا - لیکن میں بائیبل سے ثبوت دیتا ہوں - کہ وہ نشپاپ نہیں تھا بلکہ گنہگار تھا - مسیح بے رحم تھا - دیکھو متی کی انجیل باب ۱۰ آیات ۳۴ و ۳۵ و لوقا ۱۲ - ۴۹ - ۱۵ - مسیح نے دو ہزار کے قریب سواروں کی جان برباد کی - متی ۸ - ۳۱ - ۳۳ - پادری کلارک صاحب اپنی تفسیر میں اس کی تصدیق کرتے ہیں - مسیح نے شاگردوں کو تلواروں کے خریدنے کا حکم دیا - اپنے کپڑے اور قرض تلواریں خریدو - لوقا ۲۲ ۳۶ اور جب مسیح پکڑا گیا - تب اُسی تلوار سے دشمن کے سامنے مقابلہ کیا گیا - لیکن جب مقابلہ میں دیکھا کہ حواریوں کی تلوار بغیر مخالفوں کا کان اڑانے کے کچھ نہ کر سکی - متی ۲۶ - ۴۷ - تو لاچار ہو کر مسیح خاموش رہے - یوحنا ۱۸ ۱۰ یوحنا کی انجیل باب ۷ میں مسیح کے جھوٹ بولنے کا بھی ذکر ہے - مسیح کے شرابی ہونے کا ذکر انجیل متی ۱۱ ۱۹ مرقس ۱۴ میں ہے - مسیح کا بیفائدہ بد دعائیں دینا اور اُسکے بیعلمی مرقس ۱۱ و ۱۲ اور متی ۲۱ و ۱۸ سے ثابت ہے - دیکھو انجیل کی کہانی اس پر ایک فاضل انگریز کی رائے ہے - اور وہ یہ ہے کہ اگر عیسائی مذہب کے واہیات مسائل اور بوجہ ظلم و جہالت دیکھنا چاہو - تو متی اور مرقس کی انجیل کی کہانی پڑھو - کرشچئن مت درپن صفحہ ۴۵ -

پس مسیح گنہگار تھا اور وہ نشپاپ نہیں - اور اُس پر ایمان لانے سے کوئی نجات نہیں پا سکتا -

سید غلام قادر شاہ - اگر پنڈت صاحب کے خیال کے موافق انسان اپنے بد فعل کے نتیجہ از خود رہائی پا سکتا ہے - تو اُسوقت پنڈت صاحب یہ بھی دکھا سکتے ہیں کہ ایک شخص اگر اپنی مرضی سے زہر کھا لیوے - اور اُسکی تاثیر خون میں سرائت کر جاوے تو وہ از خود اسکو نکال سکتا ہے - لیکن ایسا ہونا ناممکن ہے بلکہ وہ ضرور دوسرے کا محتاج ہوگا - اسی طرح ہر ایک گنہگار دوسرے کا محتاج ہے - جسکا بیان اوپر کیا گیا ہے - متی ۱۰ ۳۴ و ۳۵ کا مطلب ۳۷ آیت میں لکھا ہوا ہے - جو پنڈت صاحب نے نہیں سمجھا - لوقا ۱۲ ۴۹ و ۵۱ کا مطلب فی الحقیقت سچ ہے کہ سچائی کی مخالفت ہوتی ہے - اور اسی مخالفت کا ہمارے خداوند نے بیان کیا ہے - نہ کہ مخالفت سکھائی ہے - متی ۹ ۳۱ و ۳۲ کا حوالہ سراسر غلط ہے - لوقا ۲۲ و ۳۶ پنڈت صاحب نے فرمایا - کہ لوقا ۲۲ و ۳۶ پر حکم دیا - کہ تلوار خریدو اور جب دیکھا کہ اب کام نہیں چلتا تو خاموش رہا -

پنڈت لیکھ رام - مسیح نشپاپ نہیں ہے اور جو حوالے میں نے دیئے - وہ سارے کے سارے بعینہ اناجیل میں موجود ہیں - بے شک انسان کو موکھش داتا کی ضرورت ہے - اور وہ موکھش داتا پرمیشر ہے - وہ کونسی کمی ضرورت - خواہش یا حاجت ہے - جسکو خدا پورا نہیں کر سکتا - تاکہ انسان کو خدا کا درمیانی ماننا پڑے اور اگر کوئی انسان درمیانی ماننا پڑے - تو بائیبل صاف کہتی ہے - کہ کوئی انسان درمیانی نہیں ہو سکتا - ایوب ۱۵ ۱۴ - ۱۸ - ۴ - ۲۹ - ۲۵ - ۴ - زبور ۱۴۳ ۲ یوحنا ۱ ۸ - ۱ - رومیا ۳ ۱۱ و ۱۳ مثال ۲۰ ۹ واعظ ۷ ۲۰ ان سے صاف ثابت ہے کہ عورت سے پیدا ہو وہ صادق یا نیک یا بیگناہ نہیں ٹھیر سکتا - مسیح سے پوچھا گیا - اور مسیح نے کہا تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے - نیک تو کوئی نہیں - مگر ایک یعنی خدا مرقس ۱۰ ۱۸ پس مسیح نیک نہیں اور مکتی داتا نہیں ہو سکتا - صرف پرمیشور ہی تمام دنیا کو نجات دینے والا ہے - اور اُسی پر ایمان لانے سے ہر ایک کی نجات ہو سکتی ہے - پادری فانڈر صاحب کے مباحثہ سے جو مولوی ابو رحمت کے ساتھ ہوا - صاف ثابت ہے کہ مسیح مرنے کے بعد تین سے زیادہ دن دوزخ میں رہا - تو جب منجی خود دوزخ میں تو کسکو نجات دے سکتا ہے - پرمیشور کے ساتھ روح کی نسبت ہے مالک اور مملوک کے کرموں کا نتیجہ ہی روح کو بھوگنا پڑتا ہے - ورنہ اگر یہ نہ ہو تو خدا کا ہمارے ساتھ تعلق کیا خدا ہمارا جج ہے - اور ہم اُس کے بندے شریر بے شک ہمیں پرماتما نے عطا کیا - لیکن کیوں ؟ ہمارے شبھ کرموں کے بدلے میں - اسکا رحم اور ہے - اور عدل اور - رحم اسکا دید بھیجنے - بارش بھیجنے آفتاب پیدا کرنے سے ہے - اور عدل اُسکا مجرموں کو سزا دینے سے آپ مجھے پوچھتے ہیں - کہ آتما بغیر شریر کے کوئی کرم کر سکتی ہے - یا نہ - اسکا جواب یہ ہے - کہ کرم نہیں کر سکتی - لیکن پھل بھوگ سکتی ہے - علم یوگ جسکا آج کل بگڑا نام مسمیریزم ہے - اس کے رو سے روح بہت سے کرم بغیر شریر کر سکتا ہے - اور وہ ساری باتیں شاستر میں لکھی ہیں جسطرح زہر کے رفع کے لئے ڈاکٹر کی ضرورت ہے - اُسی طرح مکتی کے لئے خدا کی ضرورت ہے - روح میں داخل شدہ زہر کوئی نہیں دور کر سکتا -

سید غلام قادر شاہ - بقیہ یوحنا ۱۸ ۱۱ - پطرس کو فرمایا کہ اپنی تلوار میان کر اور دوسری جگہ لکھا ہے - کہ جو تلوار چلاتے ہیں - تلوار سے ہی مارے جاوینگے - یہ بطور آزمائش کہا گیا - کہ تلوار خریدو - اس کے سوائے جتنے حوالے پنڈت صاحب نے بیان کئے ہیں - اُن کا بیان مطلق نہیں سمجھا - اگر سمجھنا چاہیں تو ہم سمجھا سکتے ہیں - اور میزان الحق کا حوالہ جو لکھوایا - کہ میں تین دن سے زیادہ دوزخ میں رہا یہ غلط ہے - اور قانون قدرت جس کے کہ قائل ہیں دیکھا جاتا ہے کہ کل کام وسیلوں سے سرانجام پاتے ہیں - اور خدا کی خواہش یہ ہے - کہ انسان ہلاک نہ ہو - بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے - تو خداوند فرماتے ہیں - متی ۱۱ ۲۸ کہ جتنے گنہگار ہیں - میرے پاس آکر آرام پاویں - اور جو کچھ ہمارے خداوند کی بابت اُنہوں نے نادرست فرمایا - وہ فی الحقیقت بائیبل میں نہیں ہے - جیسا کہ اپنے اوپر دشمنوں یہودیوں کے سامنے ہمارے خداوند نے فرمایا - کہ اگر تم میں سے کوئی کچھ گناہ ثابت کر سکتا ہے - تو کرے - پھر وے خاموش رہے اور اب پنڈت صاحب سے دریافت کرتا ہوں - کہ نجات کسطرح شروع ہوتی ہے اور عاصی

کس طرح ہوتی ہے -

پنڈت لیکھرام - آپنے جو یہ فرمایا - کہ جو تلوار چلاتے ہیں - تلوار سے مارے جاتے ہیں - یہ غالباً تلوار چلانے کے بعد کا حکم ہے - اور تلواریں خریدو - یہ پہلے کا حکم ہے جبکہ ہیروڈلیس کی پولیس گرفتاری کے لئے پھرتی تھی - تو اسوقت پہلا حکم تھا - اور جب گرفتار ہوگئے - تو یہ اُس کے بعد کا حکم ہے -

(۲) جتنے حوالے میں نے دیئے - سارے بائیبل و اناجیل میں موجود ہیں - میں نے خداوند کی بابت کوئی نادرست نہیں کہا - بلکہ جو الفاظ کہے سب بائیبل کے تھے - پھر کہنا کہ یہودیوں نے کوئی جرم ثابت نہیں کیا - یہودیوں کی کون سی کتاب ہے - جسمیں یہ لکھا ہے - شاگرد اُستاد پر ایسا اعتقاد رکھے - تو اُن کی مرضی ورنہ وہ آج تک مسیح کو گنہگار مانتے ہیں - اور اسی وجہ سے وہ اس مذہب پر نہیں آتے اور یہودی کیوں نہ مانتے - جبکہ انجیل یہ کہتی ہے - شریعت کا پابند لعنتی ہے - متی ۵ ۱۷ توریت کہتی ہے - جو پھانسی دیا جاتا ہے - خدا کا ملعون ہے توریت ۲۱ ۲۳ حضرت پولوس فرماتے ہیں - چور - لالچی - شرابی - گالی بکنے والے کوئی خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے - اور جب مسیح ایسا تھا - تو اسواسطے وہ نجات کا مستحق نہیں - اور جب اُسکی نجات نہیں ہوئی - تو دیگر لوگ کس طرح نجات پا سکتے ہیں - اور جو لعنتی ہیں - اُنکے واسطے متی کہتا ہے - وہ ہمیشہ کے واسطے جہنم کی آگ میں رہینگے -

دستخط	دستخط
سید غلام قادر شاہ عیسائی	پنڈت لیکھرام آریہ

دستخط
پریذیڈنٹ بحروف انگریزی
ٹھاکر سنگھ

صداقت رگوید

پادری دفعہ ۱ - اسلئے کہ رگوید ایک بہت پُرانی کتاب دینی معروف ہے راقم (یعنے عبداللہ آتھم) کو بھی شوق اُس کے مطالعہ کا ہُوا - بایں نیت کہ اس میں انسان کا دُکھ اور اُس دُکھ کی دوا اور اُس دوا تک دسترس کی صورت بیان ہوئی ہے ترجمہ کی صحت پر راقم کو کوئی شک وارد نہ ہُوا - اسواسطے کہ کچھ آلودگی غرض یا خیال بیجا کی مترجمان میں نظر نہ آئی - اور معلمان اصل زبان کا اعتبار مترجمان سے بڑھ کر معلوم نہ ہوسکا -

جواب آریہ دفعہ ۱ - بیشک رگوید مقدس دنیا کی تمام کتابوں سے بہت پورانی دیبچی و دیوی کتاب ہے - اسواسطے سنسکرت کی اعلےٰ لیاقت حاصل کرکے ہر ایک طالب حق کو اس کے مطالعہ سے فیضیاب ہونا ضروری ہے - سب روحانی بیماریوں اور دکھوں کا علاج کامل اور اُس علاج کے استمزاج کی شناخت اور اُس کے دسترس کی صورت و تدبیر معقول یعنے علاج کا طریقہ حصول نہایت خداوندانہ و مالکانہ طریقہ سے پرماتما نے وید میں ارشاد فرمایا ہے - لیکن متعصبین غیر مذاہب کے ترجمہ کی صحت اُس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ فضلائے آریہ ورت اُنکی فضیلت اور وید دانی کی گواہی نہ دیویں - اور ساتھ ہی کوئی غرض دنیاوی دامنگیر نہ ہو آریہ ورت کے تمام رشیوں و فلاسفروں نے ظاہر کیا ہے کہ وید ایشور پرماتما کا گیان ہے اور کسی انسان کا تصنیف شدہ نہیں اسی واسطے وید مقدس کا نام شروتی (یعنے سنا ہُوا) ہے یعنے کسی انسان نے ویدوں کے کرتا ایشور کو آنکھوں سے نہیں دیکھا جس سے صاف ظاہر ہے کہ وید مقدس ابتدائے آفرینش میں پرمیشور نے جگت میں پرکاشت کئے خود تاریخ بھی شہادت دیتی ہے - کہ اہل روما - اہل فرانس - اہل انگلستان وغیرہ سب کے بزرگ آریہ تھے - پس ویدوں کی تاریخ وہی صحیح ہے - جو سورج سدہانت آدی (جو علم نجوم کی) پستکوں کے رو سے آریہ لوگ مانتے آئے ہیں - نہ کہ پادریوں کی تاریخ جن کا غیر قوموں کے ساتھ تعصب اظہر من الشمس ہے - جو ہر دم ہمارے بھائیوں کے شکار کے درپے لگے رہتے ہیں - ایسے لوگوں سے انصاف کی امید رکھنا گویا چیل کے گھونسلے سے گوشت تلاش کرنا ہے قطع النظر آلودگی غرض یا خیال بیجا کے وہی مترجم خود بھی مضامین وید کی نافہمی و عدم واقفیت کا دیباچہ میں اقبال کرتے ہیں - چنانچہ اُسی ترجمہ کے ص ۳۱۵ پر خود ڈاکٹر میکس مولر صاحب نے یہ رائے درج کی ہے کہ عرصہ تین سال کے بعد جو میں نے رگوید کے منتروں اور اُس کی شرتیوں کے جمع کرنے اور چھاپنے میں صرف کئے ہیں -

رگوید کے اپنے کئے ہوئے ترجمہ کو عوام کے روبرو پیش کرتا ہوں مگر تاہم اُن میں سے تمام منتروں کے ترجمہ اندازہ نہیں کر سکتا کیونکہ گو میرے پاس سائن آچاریہ کا ترجمہ اور اُسکے متعلق شرحیں لغت اور صرف نحو وغیرہ کی کتابیں پڑھ موجود ہیں - تو بھی رگوید میں اکثر ایسے ایسے منتر ہیں کہ جن کے معنے معلوم نہیں ہوتے - اس امر کا کہنا کہ جن کو میں بارہا کہہ چکا ہوں کچھ ضرورت نہیں کہ رگوید کے ایک منتر کا بھی ترجمہ کرنا غیر ممکن ہے - تا وقتیکہ سائن آچاریہ کا ترجمہ برہمن - پستک - نروکت - برہدولی - اور سوتر وغیرہ اور بہت سی سنسکرت کے علم عروض و اصول فلسفہ اور قانون وغیرہ کی کتابوں کو نہایت غور کے ساتھ نہ پڑھے اور ڈاکٹر ولسن صاحب کا بھی قول یہ ہے کہ سائن آچاریہ کا ترجمہ انگریزی میں بخوبی نہیں ہو سکتا ہے - کیونکہ یہ ایک ایسی زبان ناممکل ہے کہ جس میں نیز اصل شرح کے بہت سے لفظوں اور جملوں کا ترجمہ ہونا ہی ناممکن ہے آج کل ملک یورپ میں سنسکرت کا ایسا شوق اور اسقدر ترقی ہے کہ یقیناً پچاس برس کے اندر لوگ میرے ترجمہ کو بالکل بھول جاوینگے جسکی بُرائیوں اور غلطیوں سے جسقدر میں واقف ہوں اور کوئی واقف نہیں ہوسکتا - البتہ اپنے ترجمہ کی نسبت اس قدر میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ اُن شخصوں کی ترقی کے واسطے جو میرے بعد علم سنسکرت کے شائق ہوں اوپر جانے کے واسطے ایک چھوٹی سی سیڑھی ہوسکتی ہے - اور اُس کے ذریعے سے وہی شخص ہمارے اباواجداد کے خیالات کو اُن کی نسبت جنکی زبان ہماری زبان میں اب تک موجود ہے - اور بھی تصنیفات ہمارے واسطے اب تک محفوظ رکھی ہوئی ہیں نہ بخوبی دریافت کرسکیں گے -

اب دانا لوگ خود سوچ لیں کہ جن کے ترجموں کو معترض آیت و حدیث سمجھتا ہے وے کہاں تک درست ہونگے -

حاشیہ معترض نے جو اسی دفعہ کے نیچے نوٹ کرکے لکھا ہے کہ "کام ایک

فعل ہے نہ خاصہ متکلم اور فعل بہ نسبت زمانہ کے ضرور ہے کہ اپنے فاعل سے مابعد ہی کسیقدر رہے لہذا دعوے قدامت بہ معنے حقیقی تو دربارہ رگوید کے قایم نہیں ہو سکتا" +

تردید - ہم آریہ لوگ پادری صاحبان کی طرح کوئی کلام خداوند خدا کا نہیں مانتے - بلکہ ہم تو ویدوں کو ایشور کا گیان مانتے ہیں اور گیان صفت ہے - اور صفت اپنے موصوف کے ساتھ رہتی ہے اور جب سے موصوف ہے تب سے صفت اُس کے ساتھ ہے - مثلاً جب سے سورج ہے تب سے روشنی ہے اور جب تک ہے تب تک رہیگی اور کوئی صفت فعل نہیں ہو سکتی - اس لئے معترض کا یہ غلط دعوے ہے کہ وید قدیم کو نہیں - سراسر فضول ٹھیرا اور وید مقدس کی قدامت بحال رہی +

پادری حاشیہ - مصنف آرین ڈیمنس کا رگ میں لفظ یہوا موجود کہلاتا ہے جو توریت کا لفظ ہے +

جواب آریہ - پادری صاحب غیروں کی تقلید کو عین سعادت سمجھتے ہیں - جس سے صاف واضح ہے کہ اپنی عقل نہیں رکھتے اگر ثبوت موجود ہے تو منتر کا حوالہ دیں ورنہ ایسے بیدلیل سے انکار کرنا بہتر ہے میں کہتا ہوں کہ پادری صاحب نے بہت دھوکہ کھایا +

پادری دفعہ ۲ - دکھ انسانی رگ کی رو سے وہی متصور ہوتے ہیں کہ جن کے دفعیہ کے واسطے اُس کے راگوں کے مصنف التجا اپنی دکھلاتے ہیں - چنانچہ یہ کہ اے معبود ہم کو دودھیلی گائیں دو - اور روٹیوں کے واسطے جو اور سواری کے واسطے گھوڑے اور دشمن کے مارنے کے واسطے بہت سی اور مضبوط اولاد اور قربانیوں کے واسطے مولیشی اور سوم کا رس اور کہ جنہوں سے چھیڑ کر عاقبت کار معبودوں میں ملا لو اور دوا اس دکھ کی معبودوں مندرجہ رگ کا رجھانا ہی متصور ہے جو حیوانوں اور انسانوں کی قربانیوں کے چڑھانے اور سوم رس کی پوجا پر چھڑکنے اور رگ کا راگ گانے سے سمجھتے ہیں اور دسترس اس دوا پر بوسیلہ اعتقاد و ہمت طالبان ہی کے حاصل ہوتی ہے -

جواب آریہ دفعہ ۲ - معترض نے لفظ راگ بہت مرتبہ استعمال کیا ہے - جو لوگ علم راگ کی روحانی تاثیر کے قائل ہیں وہ بخوبی جان سکتے ہیں کہ پادری صاحب بغیر تان کے سُر الاپتے ہیں - جس طرح وید مقدس فلسفہ کی کان ہے - اسی طرح وحدانیت کی بھی جان ہے آپ کا ایسا تحریر کرنا کہ "اے معبود وغیرہ" صاف دلالت کرتا ہے کہ معترض علم سنسکرت سے محض ناواقف ہے - شائید بائبل کی اس آیت کا دھیان آگیا ہوگا - "اب آدم ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا" +

پیدائش باب ۲ - گائے کا دودھ - روٹیاں - گھوڑے اولاد وغیرہ پرمیشور سے مانگنا - کیا کسی حق پسند و عاقل کے نزدیک قابل اعتراض ہو سکتا ہے - وید ہائے مقدس میں عموماً - اور رگوید مقدس میں خصوصاً وحدت کی نہایت مشرح تاکید ہے جس کے مفصل حوالاجات دفعہ ۳ کے جواب میں درج ہوں گے - پادری صاحب نے قربانیوں کی بابت بھی کوئی حوالہ نہ دیا - پس قابل توجہ نہیں کیونکہ ہم نہایت صداقت و دلیری سے دعوے کرتے ہیں - کہ وید ہائے مقدس میں قربانی کی بابت کہیں ہدایت نہیں ہے - اور نہ نام و نشان درج ہے اگر معترض کے پاس کوئی شرتی موجود ہے تو پیش کرے - ورنہ مترجموں کی غلطی اور اپنی نافہمی و متعصبانہ رائے کا اقرار کرنا پڑے گا - روحانی و جسمانی گناہوں سے بچنے کے لئے آوارگوں کی معقول سزا جو وید مقدس نے بطور علاج بیان کی ہے افسوس کہ اُس کے مطلب فہمی سے محروم رہنے کے سبب پادری صاحب کو ہر جگہ تین کانے سوجھتے ہیں - بائبل کی آتشی قربانیاں اور آسمانی دیوتوں اور روح القدس کی دخانی و سوختنی مہمانیاں علے ہذا القیاس اُسی نوح کی کہانیاں ابھی تک آپ کی یاد سے نہیں بھولیں - جس کے عوض آپ کے نازک خیال کے رُو سے وید مقدس بھی مخلوقات کے گلے پر انجیل کی طرح چھری چلا رہا ہے -

از گفتہ ناصواب توبہ - اخلاق کی وحدانیت کی کمالیت رحم کی حقیقت غرضیکہ ویدوں نے جملہ امورات کو کماینبغی مشرح بیان کیا دیدہ بینا و گوش شنوا چاہئے -

پادری دفعہ ۳ - اصل الاصول رگ کا تو تعلیم ہمہ اوست ہی معلوم ہوتی ہے کہ جسمیں عناصر و ارواح قدیم ہی تصور کئے گئے ہیں اور عدم محض سے بوجود آنا کسی کا نہیں مانا گیا - تاہم عملی تعلیم اُس کی یہی ہے کہ زمین و آسمان و مافیہا کے ۳۳ دیوتے ہیں جو غالباً تین کے تکرار سے بنے ہیں - یعنے خواص ست رج تم سے پھر ویسے ہی ۳۳ ر انجام ۳۳ کروڑ بھی بن گئے - جن میں خاص الخاص اگنی - وایو - اندر - وشنو ہیں - جو مظہر چار عناصر کے معلوم ہوتے ہیں - میکس مولر صاحب و دیانند سرستی صاحب تو متفرق دیوتاؤں کو متفرق نام ہی واحد وجود کے ٹھیراتے ہیں - مگر مصنفان ویدانت اور نیاء کے اُن سے کچھ کم عالم وید کے نہ تھے - اور قریب تر زمانہ میں ہو کر زیادہ تر لحاظ کے لائق ہیں - مظہریت کے سبب علاقجات جسمانی بھی دیوتاؤں کے ساتھ لگائے گئے ہیں مگر اُن میں بھی نکتہ ہائے ہیں - غرضیکہ رگ کو دعوے فلاسفی اور الہام نہ تو ہے - اور نہ ہو سکتا ہے تاہم لطائف شاعرانہ اور معمات زمانہ سے وہ خالی بھی نہیں ہے اور سراسر بے حکمت اسکو ہم کہہ سکتے ہیں +

جواب آریہ دفعہ ۳ - رگوید مقدس تعلیم ہمہ اوست کے قطعی مخالف ہے ویدوں میں عبارت کی عمدگی سے تشریح کی گئی ہے - فلسفہ یوگ خاص اس مرحلہ کے طے کرنے کے لئے ہے جس کا آخری نتیجہ نجات ہے - اس پاک طریقہ کا اور نو ایجاد مذہبوں میں نام و نشان ندارد ہے - عدم محض سے کسی کا بوجود آنا ایک ایسا امر ہے جسکا علم و عقل دونوں ساتھ نہیں دیتے - قطع النظر دیگر علوم کے علم مروجہ سائنس سے بھی معترض ناواقف معلوم ہوتا ہے ورنہ یہ بات اُسکی بالکل پرمان شونیہ ہے حکماء آریہ ورت اور فلاسفران یورپ نے بھی مادہ کو قدیم مانا ہے - اور اگر روح کی کیفیت جاننا چاہتے ہو تو علم یوگ سے معلومیت حاصل کرو - ورنہ روح القدس سے پوچھ کر تسلی کر لو - کہ روح کو کس نے کس چیز سے کس وقت اور کیوں بنایا" گمان غالب ہے - کہ تسلی ہو جاوے گی - عرصہ چار ماہ کا گذرا ہوگا کہ میں نے حضرت کے بنگلہ پر جا کر بھی اس مسئلہ قدامت مادہ کا ثبوت دیکر اُسکی تردید کی درخواست کی تھی - جس کی بابت آپ کو بخوبی یاد ہوگا - پس دوبارہ بھی صرف اتنا کہنا بہتر ہے کہ بلا دلیل دعوے کی تکمیل تحصیل لاحاصل ہے - دیوتا کے بارہ میں آپنے غلطی کھائی اس کے معنے پرکاشمان اور عالم فاضل کے ہیں - پس رگوید اشٹک ۲ - ادھیاء ۲ ورگ ۳۵ منتر ۱ یجروید ادھیاء ۱۴ منتر ۳۱ - اتھرووید کانڈ ۱۰ پرپاٹھک ۲۳ - انوواک ۴ منتر ۲۳ و ۲۷ - اور اسیطرح

شتھ بیجھ کانڈ ۱۴ اپر پاٹھک ۱۶ منتر ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - وغیرہ کے مطالعہ کرنے کی سفارش کرتا ہوں - جہاں پر مفصل ارشاد ہے کہ سوائے ایک پرماتما کے کوئی اوپاسنا یوگ نہیں ہے - بلکہ یہاں تک حکم ہے کہ جو کسی مخلوق چیز کی اوپاسنا کرتے ہیں - وہ حیوان مطلق سے زیادہ جاہل ہیں ✦

اے ناظرین میکس مولر صاحب و دیانند سرستی صاحب تو متفرق دیوتاؤں کے متفرق نام ہی واحد وجود کے ٹھیراتے ہیں مگر معترض (جو کہ سنسکرت زیادہ جانتا ہے) کی تسلی نہیں ہوتی کیا پرماتما کے متفرق نام ہونے سے خدا بیشمار ہو سکتے ہیں - شاید یہاں بھی "ایک تین میں اور تین ایک میں" گروانے کی صلاح کی ہوگی - مصنفان ویدانت و نیاء کو معترض خواہ مخواہ بدنام کرتا ہے - پس اول تو معترض کو میں علانیہ اطلاع دیتا ہوں - کہ اگر اس کے پاس کوئی ویدانت کا یا نیاء کا سوتر ہو - یعنی اسکے برخلاف تو پیش کرے - ورنہ بصد افسوس سوائے اس کے اور کیا کہونگا - کہ پادری صاحب اپنی ناواقفیت کا علاج کریں نہ فسانہ عجائب جیسے الہاموں کا وید کو دعوے ہے - اور نہ منقولی باتوں اور قصہ جاتوں کا وید خزانہ ہے - آپ کا طبعزاد منطق (نیاء شاستر) میں کیا بلکہ کسی فلاسفر یا حکیم کی کتاب میں بھی پتہ ندارد ہے - پس وہ بید مقدس ایسی فلاسفی سے جو پرانے عہد نامہ و نئے عہد نامہ کے مکاشفات باب ۱۴ آیت ۳ میں بھری ہے - اس کا معقولیت و علمیت کے ساتھ اثبات ہونا یہاں تک ہے - کہ آج کل کے فلاسفر خصوصاً آپ کے محقق میکس مولر صاحب اور بھی تائید کر رہے ہیں - دیکھو لکچر ڈاکٹر صاحب موصوف مطبوعہ آریہ پنتر لاہور - ہاں اسکا بیان کرنا بھی خالی از لطف نہیں ہے کہ بائبل کا اصل الاصول ہمہ اوست ہے یا نہ اگرچہ بہت مقام سے ظاہر ہوتا ہے کہ بائبل کے ملک میں کوئی ہندوستانی نوین ویدانتی جا پہنچا ہوگا جس سے تعلیم ہمہ اوست کی بہت کچھ پائی جاتی ہے - (۱) ابتدا میں کلام اور کلام خدا کے ساتھ تھا - کلام خدا تھا - یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا - سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی - جو بغیر اُس کے ہوتی - یوحنا باب آیت ۱ سے ۳ تک (۲) اُس روز تم جانو گے کہ میں باپ میں اور تم مجھ میں اور میں تم میں ہوں یوحنا باب ۱۴ - آیت ۲۰ (۳) یوحنا باب ۱۴ - آیت ۱۱ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے (۴) یوحنا باب ۱۷ - آیت ۲۱ سے ۲۳ تک تاکہ وے سب ایک ہوویں جیسا کہ تو اے باپ مجھ میں اور میں تجھ میں کہ وے بھی ہم میں ایک ہوں جس طرح ہم ایک ہیں - میں اُن میں اور تو مجھ میں تاکہ وے ایک ہو کے کامل ہوویں - (۵) قرانسیوں کا خط پہلا باب ۱۵ - آیت ۲۸ تاکہ خدا سب میں سب کچھ ہووے - (۶) پیدائش کی کتاب باب ۱ و ۲ - اسی روز آدمی کو بھی یہ کہکے بنایا کہ ہم انسان کو اپنی صورت و اپنی مانند بنا دیں اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا - خدا کی صورت پر اُس کو پیدا کیا - (۷) نیک و بد کی پہچان میں اب آدم ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا - کتاب پیدائش باب ۳ (۸) یسوع نے کہا کہ تم خدا ہو - یوحنا باب ۱۰ - آیت ۳۴ - زبور ۸۲ کی آیت ۶ -

تردید - (۱) اے پادری صاحب جب ابتدا میں سوائے خدا کے اور کوئی چیز نہیں تھی - جس سے جگت کو بنایا تو کیا اُسی ایک واحد کی کثرت نہیں ہے اور ہمہ اوست میں کیا شک ہے - (۲) جب عیسےٰ خدا ہے اور ہم عیسےٰ میں اور عیسےٰ ہم میں تو کیا ہمہ اوست نہ ہوا - (۳) عیسےٰ خدا میں اور خدا عیسےٰ میں کیا بلکہ سب جہان باپ اور بیٹے میں جو مانتے ہیں ہم اُن سے ہمہ اوست کے معنے ضرور دریافت کرتے ہیں (۴) کیا مسیح صاحب نے اِن آیتوں میں صاف بیان نہیں فرمایا - ؎

دریا سے حباب نے کہی یہ صدا تو اور نہیں میں اور نہیں
سب کچھ تیرا ہی جلوہ نماء تو اور نہیں میں اور نہیں

(۵) خدا کا سب میں سب کچھ کیا ہمہ اوست کے سوا کچھ اور مطلب رکھتا ہے - (۶) پادری صاحب کیا خدا کی صورت خدا نہیں ہے اور اگر کسی شیطان کی صورت کہیں تو شیطان نہیں ہوا (۷) کیا وہ جتنے خدا اُسوقت موجود تھے درجہ میں مساوی اور قادر مطلق تھے ؟ اگر ہیں تو آدم جب اُن میں سے ایک کے مانند ہوا تو جب ۹ = ۳ × ۳ × ۳ کئے تو کیا اور ایک جو مساوی ہے ان تین میں ایک کے اُن میں سے ہر ایک کے مساوی نہیں ہوا - پادری صاحب مربع کے چار کونے برابر ہوتے ہیں پس صریحاً ثابت ہے - کہ بائبل کا اصل الاصول تعلیم ہمہ اوست ہے - آگے ماننا نہ ماننا آپکے اختیار ہے ہاں وید مقدس میں پرماتما کی سروگیہ (ہمہ جا) اور اننت اکاء (بیحد اور غیر مجسم) وغیرہ اوصاف کا بیان تو ہے - مگر ہمہ اوست کی مؤید یا حامی کوئی شرتی نہیں ہے - اگر ہے تو مخالف - یعنے پادری صاحب کو ہم چیلنج یعنے میدان میں بلاتے ہیں کہ وہ شرتی پیش کریں ورنہ اپنے غلط دعوے کو واپس لے لیں

پادری دفعہ ۴ - (۱) ادھیاء ۸ انواک ۱ سکتا ۹ میں رودر کی لگاؤ اور انسان کُش بتر سے پناہ مانگی ہے ✦

(۲) پھر ادھیاء ۱ - انواک ۱۸ - سکتا ۶ میں راجہ یہودا دیا اُسکی رانی لوماشا کی تعریف یہ ہے کہ اُنھوں نے ہزارہا قربانیوں کے واسطے سو گھوڑے اور سو بیل اور بہت سی گائیں -

(۳) پھر ادھیاء ۳ - انواک ۲۲ - سکتا ۵ میں مہیش دیوتا کی تعریف قربانی کے پارچات کرنے میں ہے - اور راستی انواک کے سکتا ۶ میں گھوڑے کی قربانی کی بڑی دھوم دھام ہے - جو دیوتاؤں کی سواری کے لئے آگے بھیجا جاتا ہے - اور جس کے آگے آگے چتلی بکری بھی ممیاتی جاتی ہے -

(۴) پھر رگ کی جلد ۱۰ پر ب ۱۲۱ - شلوک ۲ میں بیان ہے کہ خدا نے اپنے آپ کو قربانی دے دیا - جس کے سایۂ اور موت سے حیات ابدی ملتی ہے - (ست پت برہم کے صفحہ ۳۶ میں لکھا ہے کہ خدا انسانوں کے لئے قربانی ہوا - ایسا ہی تیز یا ارنیکا کے صفحہ ۱۴۳ میں ہے - پتر اور گوشت کو بھی دیوتا کھاتا ہے - اور اسکے کھانے والے کو نہیں -

جواب آریہ دفعہ ۴ - معترض کی لیاقت علمی توان حوالجات سے ظاہر ہو رہی ہے جن سے مفصل ٹھیک پتہ نہیں ملتا - مگر پھر بھی ہزار جد و جہد سے جہاں تک معترض کے وسوسات کا نشان مل سکا مع صحیح ترجمہ کے نذر ناظرین کرتا ہوں - واضح ہووے کہ رگ کے آٹھ اشٹک ہیں اور ہر ایک اشٹک میں آٹھ آٹھ ادھیاء اور ہر ایک ادھیاء میں مختلف برگ و منتر ہیں معلوم نہیں ہوتا کہ جناب کا وشواس نمبر اکس اشٹک کے آٹھویں ادھیاء پر ہے -

عند البڑتال پایا گیا کہ رگوید کے اشٹک اول ادھیاء ۸ سوکت ۴ ۱۱ منتر ۸ میں لفظ رودر گو موجود ہے جس سے انوواک وسکت کے نشان قابل اطمینان نہیں اور نہ ادھیاء ۸ میں انوواک اور سکت ۹ کہیں موجود پایا گیا - اصل منتر یہ ہے -

मा नस्तोके तनये मान आयौ मा नोगोषु मा नो अश्वेषु रीरिषः। वीरान्मा नो रुद्र भामितो वधीर्हविष्मन्तः सदमित्त्वा हवामहे ॥

تردید - ۴ ۱۱ سکت کے ۱۱ منتر ہیں اور یہ کل امورات سلطنت کی بابت ہیں اور نمبر ۵ سے لیکر ۹ تک خصوصاً اُن امورات کا ذکر ہے جنکا کرنا سلاطین یا راجوں کا نہایت ضروری ہے - لفظ رودر کے معنے راجا یا سیناپتی کے ہیں - جن کا اعلےٰ فرض یہ ہونا چاہئے - کہ اپنے یا رعایا کے بالکوں - کماروں اور گھوڑے وغیرہ پر اپکاری یعنے مفید خلائق جانوروں کو کبھی قتل نہ کریں اور وہ سبب جن سے انکا نقصان ہو ہمیشہ اُن کو دور کرے - ایسے عادل ظلم سے رہت راجا کی رعایا کو اطاعت ضروری ہے -

جناب من اس منتر میں کہاں انسان کُش تیر اور رودر کی لنگا کا ذکر ہے بلکہ گستاخی معاف سمجھ کا قصور ہے -

وشواس نمبر ۲ - ادھیاء ۱ - انوواک ۸ اسکت ۹ میں تمام رگوید میں مَیں نے پڑتال کیا - مگر آپ کے بتلائے ہوئے راجہ رانی کا وید مقدس میں نشان ندارد ہے اور نہ کہیں ان بیرحمی کی قربانیوں کا نام و نشان دکھائی دیا اور نہ کوئی اس قسم کا بیان پایا گیا پس اس کا جواب صرف یہی ہے کہ براہ مہربانی الطائف الحیل سے باز آیئے - فیلسوفانہ سے باز آیئے -

وشواس نمبر ۳ - حضرت رگوید کے تیسرے ادھیاء میں کہیں ۲۲ - انواک نہیں ہے اور نہ منڈل تیسرے میں کوئی ۲۲ - انوواک درج ہے - میں حیران ہوں کہ آپ کو ایسے خوارق عادات دجھوٹے الزامات کہاں سے اور کیوں سوجھتے ہیں اور بہیس دیوتا اور قربانی کا گھوڑا - یا دیوتاؤں کا واہن - اور چتلی بکری کہاں اور کس منتر میں ہیں - کہیں مسیح کے گدھے کا تو خیال نہیں آگیا جو اُنہوں نے کسی شخص کا چرا کر سواری کی تھی - دیکھو انجیل متی باب ۲۱ - آیت ۲ سے ۴ تک *

وشواس نمبر ۴ - اے ناظرین رگوید میں پرب وشلوک نہیں ہیں بلکہ وہ مہابھارت میں ہیں - خیر بپاس صداقت اسکا جواب باصواب عرض کرتا ہوں اشٹک ۸ ادھیاء ۷ - ۳۰ - سوکت ۱۲۱ - اور منڈل ۱۰ میں یہ منتر ہے -

य आत्मदा बलदा यस्य विश्व उपासते प्रशिषं यस्य देवाः। यस्य छाया मृतं यस्य मृत्युः कस्मै देवाय हविषा विधेम ॥

یہ اپاسنا کے متعلق منتر ہے - جو جگدیشور (یہ آتم دا) پران اور آتم گیان کا کا داتا ہے (بل دا) جو قوت اور اُتساہ پراکرم کا دینے والا ہے (یسیہ وشوا پاسنتے) جس وشو دیو یعنے جگت کے مالک کی وِدوان اُپاسنا کرتے ہیں (پرشکم یسیہ دیوا) گیانی لوگ جس کو سویکار کرتے ہیں - (یسیہ چھایا امرتم) جس کے آسرے اور کرپا سے موکش سکھ حاصل ہوتا ہے - (یسیہ مرتیو) اور جس کے نہ آسرے اور اوٹ سے جنم روپ دکھ انکا بھوگنا ہے - (کسمیٰ دیوائے ہویشا ودہیم) اس سکھ سروپ پرماتما کی عبادت خلوص نیت سے ہمیشہ کرنی یوگ ہے *

معترض اگر لیاقت علمی رکھتا ہوتا تو کبھی کسی خود غرض کے پیچھے چلکر ایسا نہ کہتا لفظ بلدان سے معترض نے اپنی دور اندیشی سے شاید مسیح کا مصلوب و کفارہ ہونا گمان و وشواس کیا ہوگا - جیسا کہ انڈرو نے بائیبل میں لفظ کرشن سے کرسٹ کا نام استخراج کیا اور ناواقف ہندؤں کو شکی کرنا چاہا - مگر یاد رکھیں کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا - ٥

زمانہ بساط نو آئیں نہاد شد آں مرغ کو بیضہ زریں نہاد

برہمنوں کی غفلت اور بھولاپن کا زمانہ دور ہو گیا - اور آفتاب صداقت طلوع ہو کر آریہ ورت مطلع انوار ہو گیا - اور آئے دن آریہ ورت باشی خواب غفلت سے بیدار ہو رہے ہیں -

وید مقدس کی تقلید گھر گھر میں ہو رہی ہے - عنقریب بائیبل کی سنہری جلدیں اور کتابوں کو لگنے والی ہیں - اے ناظرین ٥

دیکھ عقدہ ثریا اُسے انگور کی سوجھی * قربان ہوں اس سمجھ کے کہ کیا دور کی سوجھی

جیسے کوئی شخص دستگیر کے لفظ سے قیدی کے معنے لگائے اور خطابخش کے لفظ سے خطائیں عنایت کرنے والا مان لے اور جو فروشی و گندم نمائی سے معجزات و خوارق عادات کی ہی تان گائے - تو کسطرح قابل لحاظ نہ ہوگا - ویسے ہی معترض کی دوڑ دھوپ ہے - یہ لوگ عموماً ایسے ہتھکنڈے چلایا کرتے ہیں تاکہ کسی طرح لوگوں سے بات کرنے کا موقع ملے - جیسا کہ تمام گرنتھ صاحب سے یہ شلوک نکالا ہے - پن رکھس کا کانا سیا - سری اسکیت جگت کے ایسا - تمام ناظرین جانتے ہیں کہ گورمکھی میں حرف ش نہیں ہے جس سے عموماً حرف ش کی جگہ س مستعمل ہوتا ہے - اصل لفظ ایش کا مخفف ہے - نعوذ باللہ عیسےٰ کا ذکر ہے یشتھ پتھ داتیری کے پُستک جو سنسکرت کے ہیں - اُن میں آپ کی دعاوی کا پتہ ندارد ہے - بتر اور گوشت خوری و پالتا اور وید کے مخالف ہے - ہاں مطبخ بائیبل میں اُن کی گرم بازاری ہے - وہاں سے خرید فرمایئے - ہمارے ہاں یہ جنس ندارد ہے - براہ مہربانی خواہ مخواہ دخل در معقولات عقلا سے بعید ہے

پادری دفعہ ۵ - (۱) ادھیاء ۴ - انوواک ۲۳ میں اندر دیوتا کلاں اگست منی سے کہتا ہے کہ آج کل ٹھیک نہیں کہ ہم پر کیا بیتنے والا ہے -

(۲) اور انوواک ۶ سکت ۲ میں مصنف رانگ رنگ کا کہتا ہے کہ عوام کی نسبت ہم بھی خطاؤں سے کچھ زیادہ محفوظ نہیں -

یہ ہے تعریف لم یزلی - والہام وید کی جو اُس نے خود بھی اپنی کی ہے پیروان وید و پُران کے جو چاہیں مانیں اور کہیں - مگر ویدوں کو نہ تو دعوے معجزات کا ہے نہ مقدس تعلیمات کا نہ فلاسفی کا اور ہیچ وید ہیں - تو شاخ پُران و شاستر کیا کچھ ہونگے - سو ٹھیک معلوم - مگر جہل بھی ایک برکت ہے جو غیر زبان میں رہنے ویدسے پیدا ہو رہا ہے - ٥

بس قیامت خوش کہ زیر چادر باشد - چوں بازکنی مادر مادر باشد

جواب آریہ دفعہ ۵ - اے ناظرین میں افسوس کرتا ہوں کہ رگ وید کے ادھیاء ۴ میں انوواک ۲۳ کوئی نہیں اور نہ منڈل ۴ میں کوئی انوواک ۲۳ ہے ہاں منڈل ۴ میں سوکت ۳۰ ہے - مگر وہاں کیا تمام رگوید میں کسی رشی کی گفتگو درج نہیں - بالکل اگست وغیرہ کسی رشی کا نام و نشان نہیں ہے - اور نہ کوئی

٥ چونکہ آپ کا منطق تمام دنیا سے نرالا ہے - اسواسطے آپ کو ایسے اختراعات میں خوب مہارت ہے مگر سوائے ویدک محاورات سے آگاہ ہونیکے وید مقدس کے مُدعا کو سمجھنا آسان نہیں ہے

انوواک ۱ میں سکت ۲ کا کہیں حوالہ ملتا ہے۔ پس ؎

گر نہ بیند بروز شپر چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ویدوں کو جنھیں انجیلوں کیطرح پر معجزات کا اور توریت موسوی کے طور پر خوارق عادات (جیساکہ وسے لے خدا نے کہا کہ میں فرعون کا دل سخت کرونگا۔ اور تو اُسے سبز باغ بتلانا موسے کی کتاب) وکرامات کا اور اناجیل اربعہ کے طور پر جنوں کبھوتوں کے نکالنے اور لایعنی امورات پر گرداب جہالت میں ڈالنے کا دعوے کہیں نہیں اور نہ ایسے تسبحزات کو صداقت سے کچھ تعلق ہے۔ جس طرح ساون کے اندھے کو ہریاول سوجھتی ہے۔ پادری صاحب کو بھی ویدوں میں نہ مقدس نسیمات کا پتہ ملتا ہے اور نہ فلاسفی۔ کیونکہ وید کی فلاسفی اور ہے۔ بائیبل کی اور یہ کیمیاگری حقیقی اور ہے۔ اور جعلی اور علمی وعقلی صداقت کا وید کو دعوے ہے اور فلاسفی اور روحانی امورات کا ثبوت مگر بائیبل کو برخلاف اس کے قصہ جات ولغویات[1] از عقل باتوں پر دعوے ہے اور جہالت و دھوکہ دہی[2] کا ثبوت ؎

کجا وہم وکجا تعلیم ادراک

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اے ناظرین انصاف پسند حق و باطل کو عقل خداداد تعلیم صداقت بنیاد سے تمیز کرو اور دیکھو کہ آیا طمع کیا عمدہ چیز ہے۔ جو خواہ مخواہ انصاف کی آنکھوں پر پٹی باندھ دیتی ہے ؎

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ ✤ بے توشہ چہ تدبیر کنی وقت بسیج

روئے طمع از خلق بہ پیچ از مردی ✤ انصاف گزین و بہ بطلان میپیچ

پادری دفعہ ۶ ۔ دیانند سرسوتی صاحب معہ انشنٹ کے طے ہوئی ہے۔ اور آفتاب انشنٹ کا صریح غروب پر ہے۔ دیانند صاحب پر اگر سیو برہمو کے منہ پر دم تو پھونکتے ہیں مگر غالب نہیں کہ اُنکی حکمت عملی ان پر کارگر ہو۔ اسلئے کہ ان کا دم صرف جہل ہی پر مؤثر ہے۔ جبکہ اُنہیں علم بڑھتا جاتا ہے اور مقصد بھی یہی ہے کہ سریع الاعتقادی انہی بے اعتقادی کو جگہ دے۔ اور بعد اسکے بے اعتقادی اعتقاد کو جگہ دے۔ کیونکہ سریع الاعتقادی کوئی دلیل اور بنیاد اپنی نہیں چاہتی۔ بلکہ محض جہل ہے اور بے اعتقادی عین مخالف سریع الاعتقادی پر اُٹھکر دلائل کو ہی رد کر ڈالتی ہے مگر واقعات کا اسرار کسی صورت سے مٹ نہیں سکتا۔ لہذا آخر کار دلائل پر اعتقاد لابد ہے ✤

آریہ جواب دفعہ ۶ ۔ سوامی دیانند جی مہاراج نے انشنٹ (پرانے) برہمو کا ساتھ نہیں دیا۔ اور نہ پر اگر سیو (موجودہ) برہمو کی تعلیم کی تائید کی بلکہ آریہ سماج و برہم سماج کا باہمی بعد المشرقین ہے جس کو حق میں آنکھیں دیکھ سکتی ہیں۔ سوامی جی مہاراج کی تعلیم و اُپدیش کا سہا ایک وہ ادی وید ہے اور برہم سماج کی پرارتھنا و اُپدیش صرف وہم وخیال کی بے آئینی یا انجیل یا قرآن و وید کی خوشہ چینی برہم سماج کا زور ہاتھ کاٹنے پر اور آریہ سماج کا علاج کرنے پر مگر کاٹنا یہاں قطعی نامنظور ہے۔ کیونکہ ؎

کہ سہل است لعل بدخشاں شکست ✤ شکستہ نیاید دگر یار بست

پس پادری صاحب خود انصاف کریں ؎

چراغ بیوہ مرگ بلا کجا ✤ آفتاب کجا ✤ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

ہیں کیا بالکل معقول پسند ملتے ہیں کہ دلائل پر اعتقاد لابدی ہے مگر بیدلیل و منقول امورات پر معتقد ہو جانا کونسی دانشمندی ہے اگر آپ کو دلائل پر اعتقاد ہے اور درحقیقت فلاسفروں میں قدم دھرتے ہیں تو میں آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ آدم کا گناہ اور وجہ جرم اور مسیح کے کفارہ کو دلائل سے اثبات فرمائیے۔ ورنہ بے فائدہ اونچی دوکان پھیکے پکوان کا مصداق نہ بنئے ؎

باندازۂ بود بباید نمود ۔ خجالت نبرد آنکہ ہمنمود و بود

پادری دفعہ ۷ ۔ عقل جو خواہش وخیال بیجا کی مخالف ہے اور آخر کار غالب آنیوالی ہے۔ نیز دلیل قطعی کی اول درجہ میں طالب ہے۔ اور جب وہ میسر نہ ہو تو اُسی ہمت کو جاتی ہے۔ جو مغلوط تری میں رکھتی ہو۔ شک پرستی۔ دہریت ہمہ اوست۔ جبریت۔ عنصریت۔ علمیت۔ دی ازم یہ سب وہ امور ہیں کہ جن کی مدد نہ تو کوئی دلیل قاطع ہے۔ اور نہ جنمیں کچھ حفاظت بلکہ حق وحفاظت کے سراسر ہی خلاف ہیں۔ نیچر انسانی میں خالق نیچر نے یہی دین دیا ہے کہ صداقت کے نام کو اور اُس رحم سے خالق کی لو لگا کہ جس نے تقاضاء عدل اُس کے کا پورا ہی کیا ہو نہ پامال اور اُسی کے حضور جو تیرا خالق و مالک ہے فروتنی سے چل۔ انہیں اصولوں کی شرح بائیبل کا دین کرتا ہے اور بطور کامل کے کرتا ✤

جواب آریہ دفعہ ۷ ۔ بیشک عقل جو خواہش نفسانی وخیال بیجا کی مخالفت ونیز دلیل قطعی کی اول درجہ کی طالب ہے۔ جب وہ میسر ہو تو اُس چشمۂ صداقت یعنے پاربرہم کی نسبت انسان کئی طرح کے الزام لگاتا ہے اور مختلف طور کے خیالی پلاؤ پکاتا ہے۔ کوئی بیٹے کو باپ کے دائیں ہاتھ بٹھاتا ہے۔ اور کاروبار خدائی سے خدا کو معزول کر تخت آسمانی سے گراتا ہے اور بیٹے کا بے اختیار محض بتلاتا ہے۔ کوئی غزل الغزلات میں (قابل شرم) اور کئی قسم کی وہ شاعری گاتا ہے اور اُسے خدا کا الہام بتلاتا ہے۔ کوئی خدا کو فرضی عرشوں پر بیٹھلاتا ہے اور کوئی اُسکے تخت کے اٹھانے کے واسطے آٹھ فرشتے لگاتا ہے۔ کوئی اُسکے ملنے کے واسطے معراج یعنے ہفتاد ہزار ڈنڈوں والا زینہ لگاتا ہے۔ یہ سبھی عقل کے نہ ہونیکا قصور ہے اور اندھا دھند تقلید پرستی و سریع الاعتقادی کا ظہور ہے ورنہ ایک کے گناہ کرنے سے کل دنیا گنہگار ہو گئی اور ایک کے مصلوب ہو جانے سے رستگاری مجھے اس مقام پر ایک لائق عیسائی کا قول یاد آیا ہے۔ ؎

ہے تثلیث الہی عقل انسانی کے گو باہر ۔ خرد کو چھوڑ کر ایمان لاوے مجھکا جی چاہے

جسکی بدولت بچہ بچہ انجیلی تعلیم پر نکتہ چینیاں کر کے حاشیہ چڑھا رہا ہے اگر دنیاوی طمع دامنگیر نہ ہو تو پھر دیکھا جاوے کہ کتنے صحیح آنکھ والوں کو تین تین نظر آتے ہیں جوں جوں تعلیم کی ترقی ہوتی جاتی ہے لوگ انجیل کی تعلیم لاحاصل سمجھ کر دہریہ ہوتے جاتے ہیں خود یورپ ہی اسکا ثبوت ہے کہ وہاں پر انجیل نے کیا کیا خرابیت پھیلائی ہے اب موجودہ علومات (سائنس، جیالوجی وہیئت وغیرہ) نے انجیلات کی اور بھی قلعی فاش کر دی ہے۔ اُسکا یہی سبب ہے۔ کہ بائیبل کی عمارت کی بنیاد ریگ پر ہے جس پر ہزار سنہری تصاویر بنانے اور سفیدی لگانے سے بھی اُسکے قیام کی صورت نظر نہیں آتی ہے۔ اے ناظرین کیا کوئی راستی کا پیرو دیکھ سکتا ہے کہ عیسیٰ کی مصلوبیت نے خدا کے عدل کا

[1] نیوں کی روح نا سنہ پاکیزہ بن کر عیسے پر اتری (متی کی انجیل ۲۸) کا رنگ سنگ لشیم اور عتیق سا ہے (یوحنا کی مکاشفات)

[2] خدا نے موسے کو کہا میں فرعون کا دل سخت کرونگا اور تو اُسے نصیحت کرنا (موسے کی کتاب)

تقاضا (لا محال) پورا کیا ہو خدا آگاہ ہے کہ انہوں دناقص گناہ کرنے کیواسطے جو رکاوٹ وخوف تھا وہ بھی دور کر دیا اور کھلم کھلا آزادی دیدی۔ کہ جس سے نہ اب خوف خدا ہے اور نہ عدل کبریائی ہے۔ مچا اندھیر ہے آدمی مسیحا کی خدائی ہے۔ کیا گناہ جسمانی چیز ہے کیا کسی کا قتل کر دینا گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ کیا خون کا داغ نیک بختی کا نشان ہے کیا مسیح کا گنہگار کا کیا اپنا بھی کفارہ ہونیکے لائق ہو سکتا ہے۔ یہ سب وہی امور ہیں جنکے ممد ومعاون کوئی برہان قاطع نہیں ہے اور نہ کوئی حق پسند معقول طبیعت انہیں قبول کر کے شانتی پا سکتی ہے۔

پادری دفعہ ۸۔ یہ ایک بڑی ہی عجیب بات ہے کہ اس دنیا میں جو نزدیک کھڑے کھوٹ کو ہے کھرے کو نہیں لازم تو تھا کہ یگانگت اور غیرت محبت اور رفاقت کھرے کیطرف ہوتی۔ وبس۔ مگر بالعکس اس کے کھوٹ کیطرف ہے ہم حکم پر اکثر یہاں کلام کرتے ہیں نہ حکم کلی کا پر اور سبب اسکا یہی ہے کہ انسان کو خود پرستی مرغوب ہے نہ خدا پرستی۔

آریہ جواب دفعہ ۸۔ پادری صاحب کی بات درحقیقت عجیب کیا بلکہ غریب ہے خدا اُسکو کھرے کھوٹے کی پرکھ نصیب کرے۔ پس جہانتک امتحان پہ پرکھنا ضروری ہے۔ خود غرضی سے مُبرا عقل سلیم ہی سچا جوہری بننے کے لائق ہے مشہور ہے کہ سانچ کو آنچ نہیں اور کھرے کو ڈر نہیں۔ کھوٹ کی تڑک پھڑک جاہل کی آنکھ کو اندھا کرتی ہے مگر جوہری کے سامنے اگر مانند شبہے دیگر نمے ماند۔ ہٹ دھرمی وتجاہل عارفانہ ہیچو ما دیگرے نیست کا کوئی علاج نہیں اور نفس پرستی کا حق پرستی کیطرف رجحان ہونا ایسا دشوار ہے۔ جیسا کہ ایک وایک کا تین ہونا یا تین مختلف ناکامل غرضونکا ایک جوہر ہونا بہرحال بائیبل کے دعاوی کا ثبوت عقلی ہر طرح محال بلکہ ناممکن ہے

پادری دفعہ ۹۔ سچا دین خدا کا وہی ہے جو عدل الٰہی سے اطمینان بیباقی کی کردے خواہ ایسا کرنا اسکا دلائل معقولیہ سے یا گواہی معجزات امر ممکنہ سے اور مبارک وہ شخص ہے جو خطرہ سے مُنہ کو چھپاتا نہیں بلکہ اُس کے مٹانے کی کوشش کرتا اور حال کو مال کے مقابلہ میں نثار کر کے ندامت آخری سے بچتا۔ محبت وخوف الٰہی کا بدقہ ہی صرف اُس کو منزل مقصود رحی تک پہنچا سکتا ہے اور صداقت ہی اُسکی سچی تیغ و سپر ہے کہ جسکا مقابلہ مخالف سے محال ہے۔

آریہ جواب دفعہ ۹۔ سچا دین خدا کا وہی ہے جو عدل الٰہی پر کسیطرح دھبہ نہ آنے دے اور پرماتما کی ذات کو ہر طرح کے کلنک (الزامہا) امورات سے مُبرا ثابت کرے اور ایسا کرنا اُس دھرم کا دلائل معقول سے ہو۔ نہ کہ داستان ہائے فضول سے دھوکہ دہی معجزات دنیاوی طمع۔ سفارشی باتوں اور خوارق عادتوں وکرامتوں وغیرہ سے جنکا ثبوت اُس سے بھی ہزار گنا زیادہ دشوار ہے۔ صداقت کی پیروی میں خطروں سے ڈرنا نامردوں کا کام ہے اور اُسکے مٹانے میں دل وجان سے توجہ کرنا اور دنیاوی عزت اور سفید رنگت وسرد مہری پر نہ بھولنا داناؤں وعقلمندوں پر اختتام ہے ہمارے بھولے بھالے سینکڑوں ہندو بھائی پادریوں کی چاپلوسی پر خوش ہو جامہ سے باہر ہو کر عقل وعلم کو گرد ی کر رہن نامہ لکھا چکے ہیں اور آخرت یعنے مآل کے مقابل میں مال یعنے حال کو نہایت دریادلی سے شرط لگا دیا جس سبب سے جو تھا وہ سب کھو بیٹھے اور جب کچھ نہ رہا تو آگے اللہ اللہ خیر صلا۔ میم صاحبہ کی بگی ہانکنے کے لائق ہو گئے مبارک وہ لوگ ہیں جو طمع کے واسطے زندگی کو برباد نہیں کرتے اور دھوکہ کی تسلی سے بچکر حقیقی شانتی کی تلاش کرتے ہیں اور کسی اندھے خس پوش چاہ میں نہیں گرتے اور جنکا شاستر کے اس فرمان پر عمل ہے یعنی صداقت کی آخر فتح ہوتی ہے۔ ضد وتکذیب کی نہیں ❊

مسئلہ نیوگ

واضح ہو کہ ریلاری کے مشنری ٹی ولیمس صاحب نے (جیسا کہ ان لوگوں کا مدت سے قاعدہ ہے۔) پبلک کو آریہ سماج اور ویدوں سے متنفر کرنیکی نیت سے ۱۷ ستمبر ۱۸۸۹ء کو ایک چٹھی آریہ پتر کا لاہور میں شایع کرائی جسمیں انہوں نے ستیارتھ پرکاش اور سوامی دیانند جی بلکہ رگوید پر یہ اعتراض کیا کہ اُسمیں یم اور یمی کی کہانی ہے۔ اور سوامی جی سے نیوگ دشتہ پر نہایت غیر مہذبانہ الفاظوں میں مخاطب ہو کر بزعم خود یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ پنڈت دیانند اپنے زمانہ میں ویدوں کے نہایت ہی خطرناک دشمن تھے۔

اُسی مرتبہ فاضل پنڈت گوروودت ایم۔ اے کی طرف سے پادری صاحب کا جواب بھی شائع ہوا۔ پنڈت جی نے بہ سبب عدیم الفرصتی اور علالت طبع کے صرف اُن کے اصلی اعتراض کے جواب میں اُسی قسم کی باتیں اُن کی بائیبل سے ثابت کیں۔ اور نیا پور بک (یعنی دلائل منطقی) سے اُن کے اعتراضوں کا رد کیا۔ جس پر بعض مخالفین کی یہ رائے ہے "مسٹر گوروودت نے پادری ولیمس کے اعتراضوں کو بیکر یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ بائیبل کے رد سے آپکے خداوند یسوع مسیح کی نسبت بھی اس قسم کے الزام عائد ہوتے ہیں۔ مگر اس سے کیا؟"

پنڈت جی کا ارادہ کل سکت کے ترجمہ کرنے اور مفصل جواب دینے کا تھا مگر افسوس کہ وہ مہاشے ۱۹۔ مارچ ۱۸۹۰ء کو سرگباش ہو گئے۔

پادری صاحب نے وہی اپنا مضمون جدا رسالہ کی صورت ناگری میں شائع کیا ہے۔ جسکا نام نیوگ کھنڈن پتر کا رکھا۔

آریہ سماج کے خود غرض دشمن بلکہ ضدی اور ناحق مخالف مسٹر شیو نرائن اگنی ہوتری لاہوری پیغمبر نے خواہ مخواہ پادری صاحب کے اعتراضوں کو انگریزی وناگری سے اردو میں ترجمہ کر ایک ٹریکٹ کی صورت میں لکھ اور اُس کا نام پنڈت دیانند کا جھوٹھ اور اُن کی گناہ آلودہ تعلیم رکھ اپنے پریس میں شائع کیا۔

پس ہم اپنے مرحوم بھائی کے ارادہ کو با بشر آشرت ہو کر پورا کرتے ہوئے پادری صاحب اور مسٹر اگنی ہوتری کے اعتراضوں کی اصلیت بتلاتے ہیں۔ کیونکہ ؎

کفرست در طریقت ما کینہ داشتن آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

بام مارگ کے ظہور اور پورانوں کے فتور کے سبب عرصہ سے لوگوں نے تمام قسم کے توہمات[1] ویدوں کے ذمے مڑھنے شروع کیے۔ دیوتاؤں کی قربانیاں اور بتوں کی خونفشانیاں بھی لوگ ویدوں سے منسوب کرنے لگے۔ مہی دھر اور سائن آچاریہ جیسے بام مارگیوں نے صدہا قسم کے کلنک ویدوں کو لگائے اور

[1] مذہبی سنت پورا کرنے کے لئے سندربن یا ساگر کے جزیروں میں بچوں کو مرنے کے لئے چھوڑ آنے کی بیرحمانہ رسم تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۱۷ کے ذریعہ ۱۸۵۹ء میں بند کی گئی ❊

کوشش کی کہ اُنکی مکروہ تعلیم ویدوکت تسلیم کیجاوے - طبع زاد کہانیاں بنا اُنہیں ویدوں سے ثبوت پہنچانا اور دنت کتھا میں رچکر وید پر نیت ٹھیرانا کتنا سخت اور پرلے درجہ کا کفر تھا - مگر ناستک لوگ بالکل نہ چونکے اور ذرا بھی خوف دل میں نہ لائے - گوتم[۱] اور اہلیا اندر اور چاند کی کہانی - برہما[۲] اور سرستی کے بیبچار کی کتھا اندر[۳] اور برترا[۴] کا جنگ - باون[۵] اوتار - اور پرتھوی کا تین قدموں میں ناپنا - صدہا[۶] قسم کے تیرتھ مختلف[۷] دیوتا اور عناصر پرستی - گیا[۸] شرادھ کرانا - عورتوں[۹] کا ستی ہونا - دختر کشی[۱۰] - انسان کی قربانی - کروٹ[۱۱] لینا - یہ سب باتیں بیچاری لوگ ویدوں کے ہی منتروں سے کرتے اور کراتے تھے - اور پرمان پیش کیا کرتے تھے - بنگالہ کا ہری بول - اور ہمالہ کا برفانی سورگ - ویدوں کے ہی پرمان دیکر ثابت ہوتا تھا - ہم کہاں تک حال برنن کریں - اور اس رام کہانی کو کتنا دستار دیں - سچ تو یہ ہے - کہ ویدوں کی تعلیم - ویدونکی بزرگی - ویدوں کا مہتو - ویدوں کی توحید - ویدونکی سچائی - اور ویدوں کا دھرم بالکل معدوم ہوچلا تھا - ویدک جہاز کے کپتان درحقیقت ناخدا - (ناستک -) ہوگئے تھے - اگر اس سمے شری سوامی دیانند جی مہاراج اُدیوگ نہ کرتے - اور محنت شاقہ اُٹھا کر ویدوکت تعلیم نہ پاتے - اور نہ ویدک دھرم پھیلاتے - تو یہ پادری صاحبان کیا کسی کو باقی چھوڑتے ؟ کیا سب کے جنیو توڑ عیسائی نہ بناتے ؟ کیا کُنگ فوج میں بھرتی کر سیدھے جزیرہ انڈمن نہ پہنچاتے - اور ست دھرم کا خاتمہ نہ کراتے ؟ کیا پوپ آف روم کی طرح تن من دھن ارپن کرا ہمیں کورانہ بناتے ؟ اسمیں کسی طرح کا شک نہ تھا - پس ویدک سورج کے طلوع سے اب چمگادڑیں بیچیں کے سوائے اور کیا کر سکتی ہیں - عربی کی یہ مثال اسی موقعہ کے حسب حال ہے -

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

بقول شاعر

صداقت آمد و باطل رواں شد
طلوع شمس شد شپر نہاں شد

اب ہم پادری صاحب کے اعتراضونکا جواب شروع کرتے ہیں

اب معلوم ہو کہ ویدوں میں کوئی قصہ کہانی نہیں - اور نہ کسی خاص آدمی یا راجا یا واردات کا ذکر ہے - کیونکہ ویدوں میں تمام یوگک لفظ ہیں - رُڈھی نہیں یعنی مصدر و مشتق ہیں جامد نہیں اور یہی سناتن سے رشی منیوں کا اعتقاد ہے - اور اسی پر آریہ دھرم کی بنیاد - اور یہی ویدک الہام کا سب سے نرالا فخر ہے کہ اسمیں کوئی قصہ کہانی نہیں - جیسا کہ مہابھاشیہ کے مصنف پتنجلی رشی فرماتے ہیں -

उणादयो बहुलम्॥१॥ बहुलवचनकिमर्थम्। बाहुलकं प्रकृतेस्तनुदृष्टेः तन्वीभ्यः प्रकृतिभ्य उणादयो दृश्यन्ते न सर्वाभ्यो दृश्यन्ते। प्रायसमुच्चयनादपि तेषाम्। प्रायेण खल्वपि ते समुच्चिता न सर्वे समुच्चिताः। कार्यसशेषविधेश्च तदुक्तम्। कार्याणि खल्वपि सशेषाणि कृतानि न सर्वाणि लक्षणेन परिसमाप्तानि। किं पुनः कारणं तन्वीभ्यः प्रकृतिभ्य उणादयो दृश्यन्ते न सर्वाभ्यः। किंच कारणं कार्याणि सशेषाणि कृतानि न सर्वाणि लक्षणेन परिसमाप्तानि। नैगमरूढिभवं हि सुसाधु॥ नैगमाश्च रूढिभवाश्चौणादिकाः सुसाधवः कथंस्युः। नाम च धातुजमाह निरुक्ते। नाम खल्वपि धातुजमेवाहुः नैरुक्ताः। व्याकरणे शकटस्य च तोकम्। वैयाकरणानां च शाकटायन आह धातुजं नामेति। अथ यस्य विशेषपदार्थो न समुत्थितः कथं तत्र भवितव्यम्। यन्न विशेषपदार्थसमुत्थं प्रत्ययतः प्रकृतेश्च तदूह्यम्+। प्रकृतिं दृष्ट्वा प्रत्यय ऊहितव्यः। प्रत्ययं च दृष्ट्वा प्रकृतिरूहितव्या। संज्ञासु धातुरूपाणि प्रत्ययाश्च ततः परे। कार्याद्विद्यादनूबन्धमेतच्छास्त्रमुणादिषु॥

अ ३ पा ३ सू १

ایسا ہی ذکر نروکت میں یاسک منی جی نے بھی کیا ہے - (دیکھو بھاگ ۲ صفحہ ۴۳ کھنڈ ۱۲ ادھیا ۱ ایڈیشن - مطبوعہ کلکتہ) اور یہی مطلب میمانساشاستر کے فاضل مصنف مہرشی جیمنی جی کا ہے -

परन्तु श्रुतिसामान्यमात्रम्। अ० १ पा १ सू० ३१

علیٰ ہذالقیاس جس سے صاف ظاہر ہے کہ بموجب اعتقاد رشی منیوں کے ویدوں میں کوئی قصہ کہانی تلاش کرنا گویا وادیٔ نادانی میں سرگرداں رہنا ہے مفصل دیکھو سوامی جی مہاراج کی وید بھاشیہ بھومکا دیاکرن نیم صفحہ ۳۸۱ سے ۳۹۴ تک اور وید بھاشیہ کا دگیاپن پتر (مطبوعہ بنارس سمت ۱۹۳۳ بکرمی صفحہ ۱ سے ۸ تک)

پس صاف ظاہر ہے کہ وید مقدس میں یم یمی کی کہانی ہرگز نہیں ہوسکتی اور نہ ہے کیونکہ یہ بات تمام رشیوں کی رائے کے خلاف ہے -

اب کاتیاین اپنی سرواُنوکرمنکا میں لکھتے ہیں -

वैवस्वतयोर्यमयम्योः संवादः

یعنی اس سکت میں وَیوسوتیہ کے یم اور یمی کا سمواد ہے - اب دریافت

[۱] بنارس کی مانند مقاموں میں جہاں کہ رواج کی رسم تھی وہ ۱۸۹۵ء میں قانوناً ممانعت کیگئی -

[۲] ستی ہونا تمام ہندوستان سے ۴ - دسمبر ۱۸۲۹ء کو بموجب ایکٹ ۱۷ کے حکماً بڑے انتظام سے بند کیا گیا - [۳] بردہ فروشی ۱۸۴۳ء میں موقوف ہوکر اسکے مرتکب کے واسطے سزا مقرر کیگئی [۴] زہر یا دیکر بیٹھنے کی رسم جو اکثر برہمن لوگ عمل میں لاتے تھے ۱۸۲۶ء میں ایک جرم ٹھیرائی گئی -

[۵] دختر کشی کی روک کے واسطے اول بہت کوشش ہوئی - مگر جب متعصب اور مغرور قومیں اس طرح باز نہ آئیں تو ایک جدید محکمہ قائم ہوا - جو اب تک موجود ہے - [۶] ٹھگ جو بھیرو کالی چنڈی درگا وغیرہ کے نام پر لوگوں کو مارا کرتے تھے - اور فرضی طبع زاد منتروں کو پڑھکر مسافروں کے گلے کاٹا کرتے تھے اُن کے واسطے جدا محکمہ قائم ہوگیا (دیکھو ٹھگ بر انت) اور مسودہ قانون ۱۸۹۱ء

[۷] بیواؤں پر بھی حد سے زیادہ ظلم دیکھو ۱۸۵۶ء و ۱۸۶۶ء میں ایکٹ پاس ہوگیا [۸] تھا کہ یعنی بت کے ساتھ لڑکیوں کی شادی کرنا - اور پھر اُنہیں مندروں میں رام جنی کیطور پر رکھنا گورنمنٹ مدراس نے حکماً بند کردیا - دیکھو نسیم آگرہ مطبوعہ ۲۲ جنوری ۱۸۹۱ء -

طلب یہ بات رہی کہ وِیوسوتیہ کون ہے۔ جب کوش یعنی لغات میں دیکھتے ہیں تو وِیوسوتیہ کا ارتھ سورج لکھا ہے۔ دیکھو (امرکوش کانڈ ۱ ورگ ۳ شلوک ۳۰)

اب وِیوسوتیہ کے لڑکے یم اور یمی کون ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ دن اور رات النکار شاستر کے جاننے والے لوگ اس طریقہ کو بخوبی جانتے ہیں۔ خود نروکت کے رشی کا یہی اعتقاد ہے۔

विवस्वतः सूर्यस्य पुत्री। रूपकमेतत् ख्यानम्॥

کہ یم اور یمی کا سورج کی اولاد کہنے سے مراد النکار ہے۔ یمیا نام راتری کا ہے (دیکھو نگھنٹو ادھیائے کھنڈ ۷) اصل میں لفظ یمیا نہیں ہے۔ بلکہ یمی سے پرے وبھکتی کو ایٹ کا اگم ہوتا ہے۔ اس سے یمیا پریوگ پڑھا گیا۔ واسنو میں یمی شباہ ہے۔ اُسکا پلنگ یعنی صیغہ مذکر یم ہے۔ پس یم اور یمی رات دن کے نام ہوئے۔

صبح کیوقت کی سُرخی (اوشا) کو بھی یمی کہتے ہیں۔ اور شاستروکت النکاروں میں سورج اور دن اور صبح کی سُرخی یعنی اوشا کا بہت ذکر آتا ہے۔ جسکا مطلب صرف یہ ہے کہ قدرتی نظاروں سے اوپدیش فرمانا اتھروید میں جو اس کے متعلق بہت منتر ہیں۔ وہاں یمی سے مراد اوشا معلوم ہوتی ہے۔ دیکھو اتھروید کانڈ ۱۸ انوواک ۱ منتر ۲۷ و ۲۸ بلکہ سورج کی کرن اور راتری کا بھی النکار ہے۔ دیکھو نگھنٹو (۵ ادھیائے کھنڈ ۵) اور ایسا ہی اُنادی کوش میں اور نگھنٹو میں یہ پد کا نام بھی ہے۔ ۵ اسی طرح ویاکرن کے رو سے نیم کرنیوالے استری پُرش کے واسطے عموماً استعمال ہوتا ہے۔ یم وایو کا نام بھی ہے۔ (نگھنٹو ۵ ۴) اور یم یوگ شاستر کے رو سے ایک خاص عبادت اور من روکنے کا ذریعہ بھی ہے (دیکھو یوگ شاستر سوتر ۳۰) اور اُس کے دھارن کرنیوالے کو یمی کہتے ہیں۔ نیائے کاری ہونے سے یم پرمیشور کا بھی نام ہے (دیکھو رگوید منڈل ۱ سکت ۱۶۴ منتر ۴۶۔ اور منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۹۲) یاد رہے۔ نیوگ بھی ایک پرکار کا نیم یعنی اقرار ہے۔ پس یہ معنے یم اور یمی کے ویدک طریقہ سے ہوتے ہیں۔

باقی رہا پورانک محاورہ اُس کے رو سے موت کے دیوتا کا نام بھی یم ہے۔ یمنا ندی کا بھی نام یمی ہے۔ جو پوپ لوگوں نے یم راجا کی بہن بنائی اور کرشن سے بیاہی ہے مگر ہم کو ایسے معنے سوئیکار نہیں۔ کیونکہ ویدک دھرم کے ماننے والے ہیں۔ نہ کہ پورانوں کے۔

ان مندرجہ بالا ارتھوں کے سوائے لغات میں رکنا بند ہوجاتا نتیجہ اُلٹو۔ کوا۔ سنیچر کا ستارہ بھی یم یمی کے معنے میں آئے ہیں۔

رگوید کے اس دسویں منڈل کے دسویں سکت کے کل ۱۴ رچا ہیں۔ جنمیں سے صرف ۴ میں یمی اور یم شبد ہے باقی دس میں بالکل نہیں۔ اس دسویں سکت کے اندر ۶ و ۷ و ۸ ورگ ہیں۔ منتر نمبر ۱ سے ۵ تک ورگ ۶ ہے جسمیں یم یا یمی کا لفظ بھی نہیں ہے۔ منتر ۶ سے ۱۰ تک ورگ ۷ ہے۔ جسمیں صرف منتر ۷۔ ۹ میں یہ لفظ ہے۔ ورگ ۸ منتر ۱۱ سے ۱۴ تک ہے۔ جسکے ۱۳ و ۱۴ میں یم اور یمی لفظ آیا ہے۔ باقیوں میں نہیں۔ یہاں تک یہ سکت سماپت ہوا۔

ان تینوں ورگوں میں مندرجہ ذیل مضموں ہیں۔

ورگ ۶ منتر ۱ — ۵ تک سوئمبر بیاہ کی بابت ہدایت یا طریقہ

ورگ ۷ منتر ۶ — ۱۰ تک نیوگ یا پُنر بواہ کی ہدایت

ورگ ۸ منتر ۱۱ — ۱۴ تک بہن بھائی کے بیاہ یا سگوت میں بیاہ کی نشیدہ و ممانعت۔

اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ پادری صاحب کے شکوک دور کرنے کے واسطے اس سکت کے تینوں ورگوں کا ترجمہ نذر ناظرین کریں۔

ورگ ۶ کا ترجمہ سوئمبر بیاہ کی بابت ہدائیت یا طریقہ

منتر ۱ ۔ ہے ستری میں تیرا متر تیرے سامنے ورتمان اور سمندر کی مانند گمبھیر تا کو پراپت (گرہست آشرمی) ہو کر تیرے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں تاکہ اُس سے پرتھوی پر نشتر پر کاشمان سب کے پرکاشک پرماتما پرجاپتی کی کرپا سے سنتان اوتپتی ہو۔

منتر ۲ ۔ (اگر ستری برہمچارنی رہنا چاہے تو یوں کہہ سکتی ہے) اگرچہ ہیں تُل گن والی بھی ہوں۔ تو بھی آپ کے ساتھ سنجوگ سے ہونیوالی مترتا کو نہیں چاہتی۔ پس آپ کسی اور سے جو آپ کے یوگ ہو۔ ایسی خواہش کریں (اُپ نشدوں سے ظاہر ہے کہ گارگی آدک صدہا فاضلہ تمام عمر تک برہمچارنی رہیں)

منتر ۳ ۔ ہے ستری جو عالم اور فاضل لوگ ہیں۔ وے ہی ایسے اہم طریقہ کر چاہتے ہیں (ایشو آدک نہیں کیونکہ اُنمیں کلیان کا مارگ نہیں) اس لئے اے اُتم شریر والی تیرا من میرے من میں مستقل ہو میں تیرا استنان کرنے والا پتی ہوؤں۔ تیرے ساتھ میری شادی نسپھل نہ ہو۔ تو میرے شریر کو پراپت ہو۔

منتر ۴ ۔ دھرماتما لوگ جو متھیا بیوہار (جھوٹھ وغیرہ) کبھی نہیں کرتے۔ وہ ہم بھی کبھی نہ کریں۔ تیج سروپ شکتی اور پران کو دھارن کرتا ہو اُپرش اور جل آدی کے کومل گنوں کو دھارن کرنیوالی ستری کو (یعنی دو نوں کو) پرمیشور نے پیدا کیا ہے اُسی سمبندھ کیطرح ہم دھرم سے گرہست کرم کریں۔

منتر ۵ ۔ سب شلپ کریا سے بنے ہوئے جگت کے منتظم و صانع حقیقی پیدیرک۔ واُتپن کرنیوالے پرماتما نے گربھادھان استنان اُتپتی کا مارگ پیدا کیا ہے اسلئے پرماتما کے ان نیموں کو کوئی بھی نہیں توڑ سکتا۔ پرتھوی انترکھش۔ سوریہ آدی لوک باوجود جڑ ہونے کے بھی اُسکے انتظام میں چل رہے ہیں۔

ورگ ۷ نیوگ یا پُنر بواہ کی بابت ہدائیت اور وقت

منتر ۶ ۔ انسان کے سابقہ کرم کو وہ پرمیشور جانتا ہے۔ اور سب گپت کرتب یعنی پوشیدہ خیالات کا بھی وہ محرم ہے۔ وہی سب کا ساکھشی بھوگیہ بھوگتری شکتیوں (متر۔ ورن) کا بڑا استھان ہے۔ یعنی دونوں کو اُسی نے اُتپن کیا ہے۔ وہی اُن کے سنھان اور جنم کو جانتا ہے۔

یہ دونوں پرسپر نسبت رکھتے ہیں ۔ کیونکہ ایک کی ہانی ہیں دوسرے کی ہانی ہے ۔ (اس کے ساتھ دیکھو رگوید منڈل ۱۰ سکت ۸۰ منتر ۲۰ ۔ اور نروکت نیگم کانڈ ۳ منتر ۱۵ ۔ مطبوعہ ولایت صفحہ ۵۹ ۔

منتر ۷ ۔ جس طرح ویدوکت دواہت ستری اپنے پتی کے لئے سروسوارپن کرتی ہے ۔ ویسے ہم بھی ایک دوسرے کے ارپن ہوں ۔ نیم پوربک کاریہ (نیوگ) کرنے میں ادیت پرش سنتھ سنسکار تے نیموں کو پالن کرنیوالی ستری کا طالب ہو ۔ دونو سنیکت ہو کر گرہ آشرم کی رکشا کو چلانیوالے ہوں ۔

منتر ۸ ۔ (جو بدھوا ستری برہم چارنی رہنا چاہئے وہ ایسا کہے ہے ستری رہت پرش مادی سنسار کے گُن وکاری یعنی تغیر و تبدل والے ہیں ۔ ایک دم بھر میں قائم نہیں ۔ اسی طرح اس زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ۔ پس میں پنربواہ یا نیوگ نہیں کرنا چاہتی ۔ تم بواہ کی خواہشمند کے ساتھ گرہست روپ چکر کے چلانیوالے ہو (اُپنشداوں سے ظاہر ہے ۔ کہ کئی فاضلہ عورتیں پتی مرجانے کے بعد برہمچارنی رہ کر ست اپدیش کرتی رہیں ۔ اور ایسے ہی مرد بھی)

منتر ۹ ۔ ہے جو سورج اُدے ہونے سے ہوتا ہے ۔ وہ نیم کرنیوالے پرش کے لئے ہو اور رات دن اُس نیم میں رہیں (جیسے دیو لوک اور بھو لوک آپس میں آکرشن رکھتے ہیں ۔ ویسے ہی سنیکت ستری پرش آپسمیں نیوگ سمبندھ کو دھارن کریں ۔

منتر ۱۰ ۔ ایسے یگ یا زمانہ جب پیش آویں ۔ کہ کل بدھو کا ماتر وغیرہ خاص آپتیوں میں مبتلا ہو کر بیچار کیطرف جھکنے لگیں ۔ اور ایوگ کرم میں مصروف ہوں اُن وقتوں میں لوگ ہے ۔ کہ اُن کو کہا جاوے کہ ہے سو بھگے تو مجھ سے انیہ یعنی دوسرے پتی کی اچھیا کر اور اُسکا پانی گرہن کر ۔

راس منتر کا نروکت کار نے بھی یہی ارتھ کیا ہے ۔

आगमिष्यन्ति तान्युत्तराणि युगानि यत्र जामयः करिष्यन्त्यजामि कर्माणि जाम्यतिरेकनाम बालिशस्य वासमानजातीयस्य वोपजन उपधेहि वृषभाय बाहुमन्यमिच्छस्व सुभगे पतिं मदिति व्याख्यातम्॥ निरु० नैगमका० अ० ४ पा० ३ खं० ४

یامی اور جامی کل بدھو کیواسطے استعمال ہوتا ہے ۔ اور عموماً انہیں حنوں میں آیا ہے دیکھو منوسمرتی ۳/۵۷ و ۳/۵۸ و ۹/۱۸۵ و ۸/۸۵ و ۸/۸۵ ۔

ورگ بہن بھائی کے بیاہ کی تردید کہ سگوت میں بیاہ نہیں ہوسکتا

منتر ۱۱ ۔ جسکی موجودگی میں بہن اناتھ ہوئے کیا وہ بھائی ہے ؟ اور جو دُکھ کو بھوگے کیا وہ کسی کی بہن ہے ؟ ارتھات اُسکا کوئی بھائی نہیں تو یدی بھائی کو بہن کہے کہ میرا دُکھ دور کرنے کے واسطے میرے شریر سے اپنا شریر سنیکت کر تو بھائی کیا کرے ۔ (اسکا جواب اگلے منتر میں ہے) یہ صرف سوال ہے ۔

منتر ۱۲ ۔ ہے ! کامنا یکت میں تیرے شریر سے شریر نہ ملاؤں گا ۔ کیونکہ جو پرش ہمشیرہ سے صحبت کرتا ہے ۔ اُسے پاپی کہتے ہیں اس کارن میرے بغیر کسی اور گن کرم انوسار پرش سے شاستر ریتی سے شادی کر ۔ تیرا بھائی اس پاپ کو نہیں کرنا چاہتا

منتر ۱۳ ۔ ہے ! نیموں کو پالن کرنے میں سمرتھ پرش تم بہت دربل ہو رہے ہو کیا ہیں تمہارے ہردے کے برتاؤ کو نہیں جانتی ؟ تم کو اس ستری کے بجائے اور ستری پراپت ہو ۔ جیسے لتا برکھش کو پراپت ہوتی ہے ۔

ایسا ترجمہ اسکا نروکت کار نے بھی کیا ہے ۔ دیکھو نروکت ۶ ۔ ۵ ۔ ۵ ۔ اور مطبوعہ ولائیت صفحہ ۱۰۲ ۔

बतो बलातीतो भवति दुर्बलो बतासि यम नैव ते मनो हृदयं च विजानीमो व्याकुलत्वो परि ष्वजाते कक्ष्येव युक्तं लिबुजेव वृक्षं लिबुजा व्रततिर्भवति लीयते विभजन्तीति व्रततिर्वरणाच्च सयनाच्च ततनाच्च वातापामुदके भवति बात एतद्वा प्यायति पुनानो वा ... ... निरु० अ० ६ पा २ खं० ५

منتر ۱۴ ۔ ہے ! نیموں کے پالن کرنیوالی ستری تو انیہ کسی پرش کو اسطرح پراپت ہو ۔ جیسے لتا برکھش کو ۔ تم پرش کے ساتھ سندر کلیان کرنیوالی سمتی کرو ۔ جس سے پرسپر سکھ کی بردھی اور دُکھ کا ناش ہو ۔ (اس منتر کا ایسا ہی اور اس کے قریب قریب ترجمہ نروکت کار نے کیا ہے ۔ (دیکھو نروکت ادھیا ۱۱ پاد ۳ کھنڈ

अन्यमेव हि त्वं यम्यन्य त्वां परिष्वङ्क्ष्यते लिबुजेव वृक्षं तस्य वा त्वमन इच्छ स वा तवाथानेन मे कुरुष्व संविदं सुभद्रां कल्याणभद्रां धर्मीयमेवं कतां प्रत्याचचक्षे त्या ख्यानमा। नि० अ० ११ पा ३ खं० १३

جسکا ترجمہ یہ ہے ۔ ہے ! یمی تو دوسرے کو پراپت ہو اور تجھ سے دوسرا ہی سمبندھ کرے جیسے لتا برکھش کی ویسے تو اُس کے من کی اچھیا کر وہی تیری دھارنا سے تیرے گیان کو رکھے وہی تیرے کو سو بھدرا (کلیان والی) کرے ۔

یمی یعنی ادنشا ۔ یم یعنی دن کو پر کاشت کرتے ہوئے اُس ادنشا کو وقت کے گزر جانے پر دن منع کرتا ہے ۔

اب ہم پادری صاحب کے بقیہ اعتراضوں کا جواب دیتے ہیں

۱ ۔ پادری ۔ ہم جانتے ہیں کہ پنڈت دیانندجی کا نیوگ سے کیا مطلب ہے

یعنی جب کسی شوہر اور بیوی کے اولاد نہ ہوتی ہو - تو اُن دونوں میں سے جو نربل (ناقابل) نہیں ہے - سنتان پیدا کرنے کی نیت سے کسی پرش کے سنگ پرسنگ کرے -

آریہ - سوامی جی کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے - بلکہ وہ لکھتے ہیں "بیاہ وا نیوگ سنتانوں کے ہی ارتھ کئے جاتے ہیں - پشو وت کام کرنیکا اسکے لئے نہیں (صفحہ ۱۱۹ سطر ۹)

اور جیتے جی نیوگ یا پنر بیاہ جو کہا ہے - اُسکا یہ مطلب ہے "کہ ستری بھی جب روگ آدی دوشوں سے گرہست ہوکر سنتان اُتپتی میں اسمرتھ ہووے - تب اپنے پتی کو آگیا دیوے کہ ہے سوامی آپ سنتان اُتپتی کی اچھیا سے مجھ کو چھوڑ کر کسی دوسری ودھوا استری سے نیوگ کرکے سنتان اُتپتی کیجیئے (صفحہ ۱۱۹ سطر ۲۰) پس یہ جیتے جی نیوگ صرف سخت مریض ہو جانے یا مریض کے ساتھ غلطی سے بیاہ ہو جانے کے سبب سے ہے - ساری دنیا مسیح یا سوامی دیانند جی کیطرح جتی نہیں رہ سکتی - لاکھوں عورتیں اپنے مریض خاوندوں کی خدمت کرنے کو پرم دھرم سمجھتی ہیں اور ایسے ہی لاکھوں مرد بھی - پس یہ حکم وید مقدس کا اُنکے واسطے نہیں ہے - یہ تو صرف آپت کال کا دھرم ہے جب وہ خاوند کی شرم میں نہ رہ سکے یا خاوند ستری کی شرم میں نہ رہ سکے - یعنی جب پتی ستری برت دھرم اور جب ستری پتی برت دھرم کو نہ پالن کر سکے - تب ضرور ہے کہ سب اہل برادری کے سامنے بشکل شادی کے دوسرا بیاہ یا نیوگ کرے -

۲ - پادری - میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ویدوں میں کوئی بے شرمی کی تعلیم موجود نہیں - بلکہ میں دکھلا سکتا ہوں کہ اُن میں اس قسم کی مثالیں موجود ہیں -

آریہ - جناب من - یہ صرف آپ کی بائبلی تعلیم کا نتیجہ ہے - ورنہ وید مقدس میں معاذاللہ ہرگز ہرگز کوئی بے شرمی کی تعلیم نہیں ہے - البتہ صدہا بے شرمی اور بد اخلاقی اور بد تہذیبی کی باتیں آپ کی ہولی بائبل میں موجود ہیں دیکھو مندرجہ ذیل نبیوں کے حالات مقامات ذیل ہیں

ابراہیم نبی کا اپنی ہمشیرہ سے شادی کرنا (پیدائش 12/13-19 و 20/12)

داؤد نبی کی زنا کاری (۲ سموائیل 11/1-5)

داؤد نبی کے بیٹے کا اپنی بہن سے زنا - مفصل دیکھو (۲ سموائیل 13/14)

داؤد نبی کے بیٹے ابی سلوم کا اپنے باپ کی عورت سے زنا (۲ سموائیل 16/22)

لوط نبی کا اپنی دونوں جوان بیٹیوں سے زنا اور شراب نوشی (پیدائش 19/31-37)

یعقوب نبی کا فریب سے پیغمبری حاصل کرنا (پیدائش باب ۲۷ کل)

مسماۃ تمر کا اپنے سسر یہوداہ سے زنا کروانا (پیدائش 37/12-23)

خدا کا موسٰے کو فریب سکھلانا (خروج 11/2)

سلیمان نبی غزل الغزلات میں کہتا ہے "اے میرے بوا میری زوجہ تو نے میرا دل غارت کیا - اے میری بہن زوجہ تیرا عشق کیا خوب ہے - باب 4/9-10 اس کے ساتھ ہی دیکھو (یشعیاہ 3/16و17 و 4/4 و اقرنتیوں 5/1و2 و 6/36)

اب اخیر میں بائبل کے خدا کا ایک اخلاقی حکم بھی درج کرتا ہوں اور اسکا آپ ہی کو منصف بناتا ہوں -

کتاب استثنا میں موسےٰ کو خدا حکم دیتا ہے "اور جب تو لڑائی کے لئے اپنے دشمنوں پر خروج کرے - اور خداوند تیرا خدا اُنکو تیرے ہاتھوں میں گرفتار کرے - اور تو اُنہیں اسیر کر لائے - اور اُن اسیروں میں خوبصورت عورت دیکھے اور تیرا جی اُسے چاہے کہ تو اُسے اپنی جورو بناوے - تو تو اُسے اپنے گھر میں لا - اُسکا سر منڈوا - اور ناخن کتروا - تو وہ اپنا اسیری کا لباس اتارے اور تیرے گھر میں رہے اور ایک مہینہ بھر اپنے باپ اور اپنی ماں کے سوگ میں بیٹھے - بعد اُس کے تو اُس کے ساتھ خلوت کر اور اُسکا خصم بن - اور وہ تیری جورو بنے - بعد اُسکے اگر تو اُسے خوش وقت نہ ہو تو جہاں وہ چاہے - اُسے جانے دے - (استثنا 21/10-14) افسوس صد ہزار افسوس ایسے برہم زن اخلاق اور زناکاری کے حکم خدا کے ذمہ لگائے گئے -!!!

۴ - پادری - یہ تعلیم ویدوں کے سر مڑھنے کا یکتا اور لاثانی فخر پنڈت دیانند جی بانی مبانی آریہ سماج نے ہی حاصل کیا ہے -

آریہ - ایسا ہرگز نہیں - بلکہ سوامی جی کا تو اعتقاد یہی ہے - جیسا کہ انہوں نے خود وید بھاش کے انک ایک میں لکھا ہے "سب کو ودت ہو کہ جو باتیں ویدوں کی اور اُنکے انکول ہیں - اُن کو میں مانتا ہوں - ورودھ باتوں کو نہیں - اس سے جو جو میرے بنائے ستیارتھ پرکاش وا سنسکار ودھی آدی گرنتھوں میں گرہیہ سوتر و منوسمرتی آدی پستکوں کے وچن بہت سے لکھے ہیں - وے اُن اُن گرنتھوں کے متوں کو جتانے کے لئے لکھے ہیں اُن میں سے وید ارتھ کے انکول کا ساکھشی وت پرمان اور ورودھ کا اپرمان مانتا ہوں - جو جو بات وید ارتھ سے نکلتی ہے - اُن سب کو پرمان کرتا ہوں کیونکہ وید ایشور واکیہ (کلام الٰہی) ہونے سے سروتھا مجھکو ماننیہ ہے "

ایسا ہی (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۷۸ - نمبر ۲)

جناب پادری صاحب ہم نے آپ کو صرف مسئلہ بیاہ پنر بیاہ یا نیوگ کا جیسا کہ ویدوں اور خاص کر اس سکت میں ہے - وہ بتلا دیا - اور جیسا سوامی جی مہاراج نے لکھا ہے اُسی طرح آریہ سماج کا بھی اصول ہے "وید ست ودیاؤں کا پستک ہے - وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے" - آریہ سماج سوامی جی کو رسول یا نبی یا اوتار یا ابن اللہ نہیں مانتا - بلکہ ست دھرم پرچارک اور ریجس ریفارمر مانتا ہے - ویدوں کے انکول انکی باتوں کو جو تمام معقول ہیں - ہم مانتے ہیں -

۵ - پادری - گویا اس جگہ وہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں - میں پورے دعوٰے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ پنڈت دیانند کو معلوم تھا - کہ بات کرنے والا یہ ہے - پس یہ جھوٹھ کسقدر خوفناک ہے - کہ جسکے وہ مجرم ٹھیرتے ہیں - ہاں خوفناک ہے - اسلئے کہ وہ صاف طور پر ایک ایسی کتاب کے برخلاف جھوٹھ بولتے ہیں - کہ جسے وہ الہامی مانتے ہیں - اور جس کے الہامی ہونے کی وہ منادی کرتے ہیں -

آریہ - سوامی جی نے جو کچھ لکھا - اُنہوں نے اپنے آتما میں رشیوں کی رائے اور علمیت کے مطابق راست سمجھ کر لکھا جیسا کہ اُنہوں نے ستیارتھ پرکاش کے دیباچہ میں بھی بیان کر دیا - اُن کی آزادی - دلیری - مستقل مزاجی اور صداقت پسندی کی شہادتیں ہزاروں موجود ہیں - مگر ہم آپکو

بتلاتے ہیں۔ کہ آپ کے خداوند مسیح صاحب پر یہ سارے الفاظ عائد ہوتے ہیں۔ نہ کہ سوامی جی پر۔

پہلا جھوٹھ - یسوع نے اُس سے کہا کہ لومڑیوں کے لیئے ماندیں اور ہوا کے پرندوں کے واسطے بسیرے ہیں۔ پر ابن آدم کے لیئے جگہ نہیں (متی ۸ باب) اسکا بطلان یوحنا $\frac{۱}{۲۹}$ سے ہوتا ہے۔

دوسرا جھوٹھ - متی $\frac{۱۲}{۴۰}$ تین رات تین دن رہنے کا اقبال ہے مرقس $\frac{۱۵}{۴۲}$ بروز جمعہ شام کے وقت دفن ہوئے۔ متی $\frac{۲۸}{۱}$ آیتوار - علے الصبح قبر سے لاش غائب ہوئی۔ اس حساب سے دو رات اور ایک دن قبر میں رہے۔

تیسرا جھوٹھ - میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اُن میں سے جو یہاں کھڑے ہیں۔ بعضے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اپنی بادشاہت میں آتا دیکھ نہ لیں موت کا مزہ نہ چکھیں گے متی $\frac{۱۶}{۲۸}$۔

چوتھا جھوٹھ - لوقا $\frac{۲۳}{۴۳}$ میں اُسی روز بہشت میں جانیکا وعدہ ہے۔ مگر خط اول پطرس $\frac{۳}{۱۹}$ کے حوالہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ بہشت میں نہیں گیا۔ بلکہ دوزخ میں گیا۔ جیسا کہ کتاب حل الاشکال ۱۸۸۳ء صفحہ ۶۰ سطر ۱۳ میں پادری فانڈر صاحب نے بھی اسکا اقبال کیا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ مسیح اُسوقت سے تین رات اور تین روز دوزخ میں رہا۔ اور اعمال $\frac{۱}{۳}$ سے ظاہر ہے کہ وہ چالیس روز تک زمین پر رہا۔ پس ۴۳ روز تک مسیح کو بہشت نصیب نہیں اور نہ اُس چور کو یہ بائیبل کے خدا کا ایک بڑا جھوٹھ ہے مسیح کا پانچواں جھوٹھ بھی ہم لکھ دیتے۔ مگر چونکہ انجیلیں چار ہیں اسواسطے ہم بھی چار ہی پر قناعت کرتے ہیں۔ اگر آپ اور دیکھنا چاہیں تو ہمارے بنائے ہوئے کرسچین مت درپن صفحہ ۴۲ لغایت ۴۴ دیکھ لیں۔ سوامی جی نے اپنی ہی کتاب کی نسبت کوئی جھوٹھ نہیں بولا۔ مگر متی رسول اور الہامی نے ضرور بولا۔ غور سے دیکھو متی $\frac{۱}{۲۲}$ و $\frac{۲}{۱۵}$ و $\frac{۲}{۲۳}$ و $\frac{۲۷}{۹}$۔

۱۲۔ پادری - پنڈت دیانند اپنے زمانہ میں ویدوں کے نہایت ہی خوفناک دشمن تھے۔

آریہ - جب آپ کے اعتراض باطل ہوگئے اور ہم اُن کی تردید کر چکے تو پنڈت دیانند جی اپنے زمانہ کے نہایت ہی خوفناک دشمن نہ رہے بلکہ سب سے زیادہ وید دھرم پرچارک اور وید ارتھ پرکاشک ست مت کے حامی ثابت ہوگئے۔ یہ صرف ہماری ہی رائے نہیں۔ بلکہ آپکے پادری ایف ایل نیلڈ صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

"سوامی دیانند سوروتی کے پھرنے اور گفتگو کرنے سے یہ ہوا کہ انہوں نے دینی عابدوں کو جو کہ مکار ہیں اور گیان کو سچے دل سے تحقیق نہیں کرتے ہیں۔ شرمندہ کیا۔ اور ہزار ہا سال سے جو پراچین دھرم بطور معدوم کے ہوگیا تھا۔ اُسکو روشنی میں لاکر ہندوستان کے حوالہ کیا (دیکھو اُن کی سالانہ رپورٹ) اسی طرح ایک اور یورپین صاحب فرماتے ہیں " پانچ برس سے ایک شخص جسکی علمیت وفضیلت میں ذرا جائے کلام نہیں۔ اس دیش میں ظاہر ہوا ہے وہ شہر بشہر پھرتا اور ویدوں کے احکامات کا اُپدیش کرتا ہے جنمیں ایک پرمیشور کی اوپاسنا کی ہدائت ہے۔ اور ادہ رونکی مخالفت اور صرف یہی نہیں بلکہ اُس نے ثابت کر دیا کہ رسم ستی اور بُت پرستی و دیگر رسوم قبیحہ جو پورانوں میں درج اور خودغرض پوجاریوں کی ایجاد۔

وید کے منشا کے بالکل خلاف ہیں" (اخبار پائنیر الہ آباد ۳۰ دسمبر ۱۸۷۹ء) مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۰)

۸ و ۹ و ۱۱۔ پادری - تیرھویں منتر میں یم منادی ہے۔ وہاں لکھا ہے۔ ادیم اور چودھویں پد میں بھی یمی منادی ہے یعنی اہیمی۔ یہ سرددہ آخری منتر میں تشریح سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سوائے منادی کے یہاں اور کچھ نہیں بن سکتا۔ پس یہ بات چیت کرنے والوں کے صاف نام ہیں اب اگر اسکے بعد کوئی بھی یم۔ اور یمی کے رشتہ دار ہونے کی نسبت شک کرے۔ اور جھگڑنے لگے تو اُس کے بیوقوف ہونے میں کیا شک ہے۔

آریہ - ہم نے نہایت واضح دلائل سے اور صحیح پرمانوں سے ثابت کر دیا ہے کہ یم تیم کرنے والے پُرش کے اور یمی تیم کرنے والی ستری کے معنے ہیں۔ اور دن اور رات یا دن اور رات کا ان تمام منتروں میں النکار یعنی استعارہ ہے کوئی قصہ کہانی نہیں یہاں پرماتما نے نظائیر قدرت سے اوپدیش دیا ہے۔ فارسی زبان زبان میں ایک محاورہ ہے۔ درترا میگویم دیوار توگوش کن۔ اور ایسے ہی ایک اور محاورہ ہے۔ فلک گفت احسن ملک گفت زہ قضا گفت گیر و قدر گفت بہ۔ اور ایسا ہی بائیبل میں بھی محاورہ ہے۔ آسمان خوشی کرے اور زمین شادیانہ بجاوے۔ قوموں کے درمیان کہو کہ خداوند سلطنت کرتا ہے سمندر اُس ہمیت جو اُسمیں بھرا ہے شور مچاوے۔ میدان بھی اُن سب ہمیت جو اُسمیں باغ باغ ہوجاوے۔ تب بن کے سارے درخت خداوند کے حضور گائینگے (تواریخ $\frac{۱۶}{۳۲-۳۳}$ اور (یوایل $\frac{۱۹}{۵}$)

اے پھاٹکو اپنے سر او نچے کرو۔ اور اے ابدی دروازو اونچے ہو۔ اسی طرح زبور $\frac{۲۴}{۷}$ و $\frac{۹۸}{۸}$ و $\frac{۸۹}{۱۲}$ و $\frac{۹۶}{۱۱-۱۳}$ اور یشعیاہ $\frac{۴۴}{۲۳}$ یرمیاہ $\frac{۲}{۱۲}$ میں دیکھو بہت سی بیجان چیزیں منادی بنائی گئی ہیں۔ جو سمجھانیکا ایک طریقہ ہے۔ جس سے مطلب صرف نصیحت یا اچھے کام کی ترغیب یا بدی سے نفرت کرانا ہے۔ یہی حال یم اور یمی کے مضمون یا دن اور رات کے مضمون سے ہے اور یہی مطلب دیو۔ اسر۔ سنگرام۔ یا سورج اور بادل کے جنگ سے ہے۔ پس ہم کو بقول آپکے کہنا پڑا۔ کہ اگر اسکے بعد بھی کوئی اس استعارہ اور محاورہ کو نہ سمجھ کر یم اور یمی کو بھائی بہن یا حقیقی رشتہ دار سمجھے یا وید میں درحقیقت کہانی سمجھے اور آریوں سے جھگڑنے لگے تو اُس کے پہلے درجہ کے بیوقوف ہونے میں کیا شک ہے؟ ہرگز نہیں۔

لاہوری پیغمبر مسٹر شیونرائن کی نقلی غلطیاں

اور اُن کی علمیت کا نمونہ

۱۰ - ۱۱ - بارھویں منتر میں یم اُس سے ہم بستری کا تعلق پیدا کرنے سے انکار کرتا ہے۔ کیونکہ جو شخص ہمبستری کی نیت سے اپنی بہن (سواسرم) کے پاس جاتا ہے۔ اُسے پنچہت ने छत त پاپی کہتے ہیں۔ اور اس بید کے اخیر میں وہ کہتا ہے۔ اے خوبصورت تیرا بھائی اس کام کے لائق نہیں۔ (ناتے بھراتا سبھایا ڈشٹے تت

नातेभ्रा तासुभा याद्धयेतत

آریہ - یا بالکل غلط ہے اور آپکی علمیت کی شہادت کیونکہ ۱۳ منتر ہیں نہ تو نیچہت شبد ہے - اور نہ نیچہت کا ارتھ پاپی ہے - اور نہ ایسی سنسکرت وید میں موجود ہے - اس منتر میں لفظ (پاپم) جدا موجود ہے جسکا ترجمہ پاپی ہے - ہم آپ کی سنسکرت فہمی کی مہارت سمجھ گئے - اپنے (چونکہ خود نہیں پڑھ سکتے یا نہیں سمجھ سکتے) لفظ نگچھات निगच्छात को نیچہت سمجھا - جسکا ترجمہ سنجوگ کرتا ہے - اور اپنے خیال سے اُسکا ارتھ پاپی بنالیا - باقی کا سنسکرت کا ٹکڑہ کبھی آپنے بالکل اشارہ لکھا - وہ اصلمیں یوں ہے -

न ते भ्राता सभगे व ष्टोनत

نہ تے بھراتا سو بھگے وشٹ یئتت) اسکا ترجمہ بھی آپنے بالکل اشدھ کیا - کیا اسی لیاقت پر فاضل اجل سوامی دیانند جی سے ہم پلہ ہونیکا ارادہ کرتے ہیں - اور اسی لیاقت پر وید منتروں کا ارتھ کرنے لگے تھے -

صفحہ ۲ سطر ۱۲ میں آپ نے شت پتھ کو شت پت لکھا - کیوں نہ ہو - آپ نام خدا سنسکرت کی لیاقت کیطرح اگنی ہوتری بھی ہیں - اصل بات یہ ہے کہ آپ حق و ناحق آریہ سماج کی مخالفت کے دوست اور آریہ سماج کے دوست کے ذاتی دشمن ہیں - پادری صاحب نے اپنے ٹریکٹ کا نام رکھا نیوگ کھنڈن اور آپنے وہ بالا یا زیادہ اپنی نقل کا نام پنڈت دیانند کا جھوٹھ اور اُنکی گناہ آلودہ تعلیم رکھا - اور ترجمہ میں بھی جہاں مصالحہ کم تھا - وہاں اور نون مرچ اپنے مطبخ سے چھڑکدیا - سعدی نے سچ کہا ہے - شعر

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے ۔ حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست

۱۰ - آئندہ ایک جون کے رشتہ دار ابھی آپسمیں وہ برتاؤ کیا کرینگے کہ جو اُنہیں اس قسم کی رشتہ داری کے شایاں نہیں ہے (بحوالہ منتر ۱۰)

آریہ - اس منتر میں ایسا ہرگز نہیں ہے - آپ کو سنسکرت نہ جاننے کے سبب اور پادری صاحب کو سائن آچارج کے ترجمہ سے دھوکھا ہوا - وہاں صاف یہ الفاظ پڑے ہوئے ہیں -

उपबर्हृहि वृषभाय बाहुमन्य मिच्छस्व सुभगे पतिं मत्

اور ایسا ہی اسکا ترجمہ نروکت کار نے بھی کیا ہے - جو ہم نے منتروں کے ترجمہ میں درج کر دیا - پس اس منتر میں نیوگ یا پُنر بیاہ کا وشے ہے - جو آپت کال کا دھرم ہے آپ کے بیہودہ خیال کا اس سے کچھ تعلق نہیں -

اب ہم سائن آچاریہ کی اظہر من الشمس غلطیوں کو ظاہر کرتے ہیں

اگرچہ خود یورپین فضلا کا بھی خیال ہے - کہ سائن نے کہیں کہیں غلطی کی ہے - جیسا کہ تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۶۸ سے ۱۷۵ تک مشرح درج ہیں اگر اس سکت میں خاص خاص موٹی غلطیاں اُن سے واقعہ ہوئی ہیں -

منتر ۱ - اس کے آغاز میں - آسا چاریہ نے ایک طبعزاد کہانی یم اور یمی کی داخل کی جو اُسکی جان بوجھ کر مغالطہ دہی ہے - اور یورانوں کے ردی قصوں کا نتیجہ ورنہ منتر یا سکت سے اُسکا کوئی سمبندھ نہیں -

منتر ۲ - میں اُس نے اپنی طبعزاد کہانی کے سدھ کرنے کے واسطے سلکشما کا ارتھ بالکل غلط کیا ہے - یعنی (समानयो नित्व लक्ष्या) مگر اسکا یہ ارتھ نہیں ہے اُسکا ارتھ سمان لکھشن یا اچھے لکھشن والی کا ہے اور षुजया वि کا ارتھ بھگنی کیا ہے - حالانکہ اسکا ارتھ خوبصورت ہے -

منتر ۳ - میں جب سائن سے کچھ ارتھ نہیں بن سکا - تو کیول کلپت ایک جھوٹھی کہانی برہما کا بیٹی اور بہن سے بیہچار کی کتھا بلا ثبوت گھڑ کر دھر دی جسکا وید منتر سے کوئی اور کسی طرح کا تعلق نہیں -

منتر ۴ - میں بھی سائن نے بلا سبب بلا وجہ اور بلا ثبوت پرجاپتی کی کہانی جوڑ دی - تاکہ وہ کسی طرح اپنا نامعقول ارتھ کر سکے - اور یم اور یمی کی کہانی کی بنیاد رکھی اور ایسی ہی فضول کوشش منتر ۵ میں بھی کی -

منتر ۶ - میں دیچیا दीच्या ارتھ ترک کیا ہے جو بالکل غلط ہے اور کہیں بھی اُسکا پرمان نہیں ملتا - مگر اُسکو تو اپنا قصہ بتانے سے مطلب تھا نہ کہ وید ارتھ سے دیچیا کا ارتھ ترنگ ہے - دیکھو (انادی کوش ۴ - ۷۲) اور اسی طرح امرکوش (کانڈ ا ورگ ۱۰ اشلوک ۵)

ہم کو بڑا افسوس ہے کہ یاسک منی نے تو اپنے نروکت میں اس سکت کے تین منتر نمبر ۱۰ و ۱۳ و ۱۴ کی تفسیر کر دی - جیسا کہ ہم ترجمہ میں درج بھی کر چکے - چونکہ وہ سائناآچاریہ کی بام مارگ والی طبیعت کے سخت مخالف تھے - اسواسطے اُن کو بالکل درج نہیں کیا - اور نہ اُن کا حوالہ دیا جس سے صاف ظاہر ہے - کہ وہ وید مقدس کا طبعزاد کپول کلپت اور پورانوں کی کہانیوں کے ماتحت ارتھ کرنا چاہتے تھے - ورنہ بمثل سوامی جی مہاراج کے ایسے ضروری موقعوں پر نروکت کا ضرور پرمان پیش کرتے - مگر اُنہوں نے نہیں کیا - پس اُنکی نیت اور انکا انصاف اور سچائی سب لوگ اچھی طرح جان سکتے ہیں -

پادری صاحب کی علمی غلطیاں

— ۱ — ۲ — **پادری** - وہ یہ اپدیش دیتا ہے کہ نس سنتان پُرش کی ستری اپنے پتی کے جیتے جی دوسرے دواہت پرش کے سنگ بھوگ کرے -

آریہ - یہ آپ کی بڑی بھاری غلطی ہے - سوامی جی نے ایسا نہیں لکھا - بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ جبکی ستری یا پرش مر جاتا ہے - اُنہیں کا نیوگ ہوتا ہے - کمار کماری کا نہیں" (صفحہ ۱۱۴) مطلب کہ نیوگ رانڈ ستری اور رنڈوے مرد کا ہو سکتا ہے - ستری والے پُرش اور پُرش والی ستری کا نہیں - اور وہ بیاہ کیطرح نیم پوربک ہوتا ہے نہ کہ بائیبل کے حکموں کی طرح صرف خلوت -

— ۳ — **پادری** — **اینی بیج** यमज بھگنی یمی سے سن بھاشن کرتا ہے - مگر دیانند سمجھ بوجھ کر متھیا بولتا اور پاپ کا بھاگی بنتا ہے -

آریہ - یہ لفظ اپنے صفحہ ۳ میں تین مرتبہ اور کل میں ۴ مرتبہ لکھا ہے - پر بیج لفظ کے معنی بھگنی نہیں ہے - بالکہ بیٹی کے ہیں - آپ کی علمی لیاقت اسی سے ظاہر ہے - بیج کا ارتھ اس پرکار ہوتا ہے

यमा ज्ञ जाय तद्धि ति य म ज्ञः

اسی طرح ज ज ल ल یعنی جل سے اوپن ہونیوالا کمل ہے۔ اور وید کے منتروں میں یہ لفظ نہیں ہے۔ افسوس بایں لیاقت سوامی جی پر اعتراض۔ اب بتلایئے متھیا بولنے کا پاپ کس کو ہے۔ اور اسکا بھاگی کون بنا۔ سوامی جی یا آپ۔

— ۴ — **پادری**۔ نروکت ۱۔ ۱۲۔ ۱۳ ایں پد ۴ ا کا یہ ورنن کرتا ہے۔

यमा यमे चकमे ताम प्रत्याचचक्ष

ارتھات یمی نے یم کے سنگ بھوگ کرنا چاہا۔ اُسنے سویکار کیا۔ یہ شاکشات ہے اسمیں نربل پتی کا کہاں ورنن ہے۔

آریہ۔ اس سے بھی آپ کی لیاقت ظاہر ہے۔ کسی لالچی پوپ جی سے یہ ارتھ کرالیا ہوگا۔ مگر یہ ارتھ اسکا ہرگز نہیں ہے۔ سُنیئے اسکا اصل ارتھ یہ ہے۔ رات یا اوشا نے دن کی اچھیا کی۔ دن نے منع کیا۔ مگر یہاں نربل تو نہیں دربل لفظ موجود ہے۔ دیکھو منتر ۱۳ لیکن ہاں۔ وہ مضمون منتر ۸ تک ختم ہوگیا۔ ان منتروں میں دوسرا مضمون ہے۔ جس سے کوئی کسی کا اعتراض عائد نہیں ہوسکتا۔ البتہ آپ کی لیاقت خوب ظاہر ہو رہی ہے۔

— ۵ — **پادری** — دوسرے پد میں یم یمی کو اپنی سلکھشنا کہتا ہے ارتھات کٹھنی۔

آریہ۔ اس ۵ تک یم یمی کا لفظ نہیں ہے۔ اور نہ سلکھشنا کا ارتھ رشتہ دار یا بہن ہے۔ اپنے سائین کے بھاش کو بھی نہیں سمجھا۔ یہ آپ کی علمی غلطی ہے۔

— ۵ — **پادری**۔ چوتھے پد میں یوں لکھا ہے۔ گندھرب اور الپشیر اپتی اُن سے ہم دونوں کی اُتپتی ہوئی ہے۔ اس کارن ہم پرم جامی ارتھات سگوتر ہیں۔

آریہ۔ اسکا ایسا ارتھ نہیں ہے۔ اصل ارتھ ہم نے لکھدیا ہے اور اس کے غلط ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے۔ کہ اگر یہ ارتھ ہو تو وہ دیوسوت کی اولاد نہ رہے۔ بلکہ گندھرب کی ہوگئی۔ جو بالکل باطل ہے۔ حالانکہ یہ ارتھ آپکے اور سائن دونوں کے مخالف ہی نہیں۔ بلکہ ناواقفی کا ثبوت ہے۔ وید کے اس منتر میں ایسا شبد نہیں ہے۔

— ۶ — **پادری**۔ دسویں پد میں یم اُتر دیتا ہے۔ यत्र जामयः یعنی ابھی سے سگوتر لوگ وہ کرم کرینگے جو گوتر دھرم کا ایگسا ہے۔

آریہ۔ ناظرین ہم نے آج تک यत्र کا ارتھ ابھی سے کہیں سنا اور نہ کسی پُستک میں پڑھا۔ بلکہ اسکا ارتھ صاف ہے۔ جہاں جس جگہ اور جب۔ پس ارتھ ہوا۔ کہ جب اور جہاں کل بدھو۔ بُرے کاموں کیطرف جھکنے لگیں۔ تب نیوگ کرنا چاہیئے۔ پس اس سے پادری صاحب کی لیاقت صاف ظاہر ہوگئی۔ وہ خواہ مخواہ شہیدوں میں داخل ہونا پانچوں سواروں میں شریک ہونے کے خواہشمند ہیں۔ ورنہ اصل بات یہ ہے کہ اُن کے اعتراض پایہ صداقت سے بالکل گرے ہوئے ہیں۔ وہ تعصب کے سبب حق سے مخالفت کرتے ہیں۔ نہ کہ صداقت سے۔

— ۷ — **پادری**۔ دیانند کا یوگ شِشّ گورودت اپنے سوامی جی کے ونشے میں کہتا ہے۔ کہ وہ اپنے سمے کا ایک ہی پنڈت ہے۔ ورنہ میں اسکو کبھی ماننے پر تیار ہوں۔ ارتھات اس کارن سے کہ دیانند نے وید کا متھیا الذواد کرکے اسپر ایسے اتینت انوچت شنکشا کا دوش لگایا ہے۔ وہی دیانند اپنے سمے میں وید کا سب سے مہان شسترو ٹھہرا ہے۔

آریہ۔ ناظرین! مرحوم فاضل پنڈت گورودت ایم اے جنکی سنسکرت کی لیاقت اور ویددانی کے مخالف و موافق قائل ہیں۔ جنکی ویدک میگزین اور اُپنشد بھاش اُن کی تحقیقات حقہ و فضیلت کے شاہد ہیں۔ وہ تو سوامی جی کو اپنے سمے کا ایک ہی ویدک پنڈت مانتے ہیں اور اسی طرح مشہور و معروف سنسکرت دان پنڈت ٹھاکر دت آچاریہ و پنڈت جوالا پرشاد جی شاستری و پنڈت آریہ منی جی وغیرہ صدہا پنڈت اور نامی گرامی فاضل تو سوامی جی کو اودتی فاضل اور وید دھرم کا حامی مانتے ہیں۔ مگر پادری ٹی ولیمس صاحب جن کو معمولی بھاشا پڑھنے کے سوا سنسکرت کی ذرا بھی لیاقت نہیں وہ سوامی جی کو ویدوں کا مہاشترو ٹھیراتے ہیں۔ کیوں نہ ہو پادری صاحبان کو اصل میں سوامی جی کے وجود سراپا جود سے بہت نقصان پہنچا۔ اُن کے چیلے مونڈے کم ہوگئے۔ ہزاروں آدمی دین عیسوی سے ہاتھ دھو پرائشچت کرا آریہ دھرم میں شامل ہوگئے۔ آریہ سماج کے چھوٹے چھوٹے ہونہار ودیارتھی پادریوں کو ہنگام مباحثہ میلوں گزرگاہوں بازاروں میں سخت لاجواب کر دیتے ہیں۔ اُن کو ہر طرح اور سب طرف مایوسی کے سوا اور کچھ نہیں سوجھتا۔ اب لاچاری سے سراسیمہ ہوکر عوض اسکے کہ عیسوی دین کا ثبوت دیں۔ یا عُقدہ لاانحل تثلیث کی گرہ کھولیں۔ یا بائیبل کو الہامی ثابت کریں۔ یا اُسکی تعلیم کی خوبی جتلا دیں۔ یا اُس کے نبیوں کی بدچلنی کا جواب دیں۔ اُلٹے لوگوں کو مشتعل کرکے بھرمانا چاہتے ہیں کہ سوامی جی وید کے دشمن تھے۔ نہیں بلکہ مہا شسترو قربان ایسی سمجھ کے سوامی جی وید کے دشمن بلکہ مہا دشمن اور پادری صاحبان وید کے دوست اور حامی۔ جزاک اللہ اگر سوامی جی دشمن ہیں۔ اگر دیانند ویدوں کے شسترو ہیں۔ تو ایسا شسترو مہا شسترو مبارک ہزار بار مبارک ہو۔ جس نے ہم کو پادری صاحبان کے جال سے چھوڑایا۔ جس نے پوپوں کے پھندے سے بچایا۔ جس نے دام مارگ دھرم کے اندھکار کو مٹایا۔ جس نے بُت پرستی مخلوق پرستی تثلیث پرستی اور قبور پرستی کی خرابی کو سمجھایا۔ اور گمراہانِ تلاطم جہالت کو راہ راست دکھایا۔ اور صداقت اور حقانیت کے چشمہ پر پہنچایا۔ نہیں نہیں معرفت الٰہی کا جام پلایا۔ اور آئندہ کے واسطے صراط المستقیم تبلایا۔ وہ ہمارا شسترو اور پادری صاحبان دوست۔ کھائیو باڑ کھیتی کو کھاتی ہے۔ مگر بکری اور گدھے بچاتے ہیں۔ نازم بایں دانش۔

پادری صاحبان! ہم آپ کے حیلے حوالوں بلکہ سب چالوں سے من و عن واقف ہوگئے۔ اب ہم آپکے جال میں نہیں پھنس سکتے ہیں۔ کیونکہ

شدال مرغ کو بیضہ زریں نہاد
زمانہ بساطِ لؤ آئیں نہاد

اب آپ اُس لومڑی کی طرح جو نارسائی سے انگوروں کو ترش کہہ کر ہاتھ ملتی ہے۔ افسوس کرتے رہیئے۔ بقول شخصے۔

کہ مرغ از قفس رفتہ نتواں گرفت

اب اخیر میں ہم بائیبل کے رو سے بتلاتے ہیں۔ کہ نیوگ موسائیوں اور عیسائیوں کے ہاں بھی جائز ہے۔

بھائی کے لئے نسل جاری کرنے کی شرع

حکم نیوگ - اگر کئی بھائی ایک ساتھ رہتے ہوں - اور ایک اُن میں سے بے اولاد مرجائے - تو اُس مرحوم کی جورو کا بیاہ کسی اجنبی سے نہ کیا جائے - بلکہ اُس کے شوہر کا بھائی اُس سے خلوت کرے - اور اُسے اپنی جورو کرلے - اور بھاوج کا حق اُسے ادا کرے - اور یوں ہوگا کہ اُسکا پلوٹھا جو اُس سے پیدا ہو تو اُس کے مرحوم بھائی کے نام پر قایم ہوگا - تاکہ اُسکا نام اسرائیل میں سے مٹ نہ جائے (توریت ۲۵ باب ۵-۶ استثناء)

نیوگ نہ کرنے پر سزا - اور اگر وہ اپنے بھائی کی جورو نہ لینا چاہے - تو اُس مرحوم بھائی کی جورو دروازہ (پولیس اسٹیشن) پر بزرگوں کے پاس جائے اور کہے کہ میرے شوہر کے بھائی نے اسرائیل میں اپنے بھائی کا نام بحال رکھنے سے انکار کیا - اور بھاوج کا حق ادا کرنا قبول نہیں کیا تب اُس کے شوہر کے بزرگ اُس مرد کو طلب کریں - اور اُس سے گفتگو کریں - سو اگر وہ اس بات پر قائم رہے اور کہے کہ میں نہیں چاہتا کہ اُسے لوں - تو اُس کے بھائی کی جورو بزرگوں کے سامنے اُس کے نزدیک آوے اور اُسکے پاؤں سے جوتی نکالے اور اُس کے مُنہ پر تھوک دے - اور جواب دے اور کہے کہ اُس شخص کے ساتھ جو اپنے بھائی کا گھر نہ بنا دے - یہی کیا جاویگا - اور اسرائیل میں اُسکا نام یہ رکھا جاوے - کہ یہ اُس شخص کا گھر ہے جس کا جوتا نکالا گیا - (استثناء ۲۵ / ۷-۱۰)

اور پھر روت کی کتاب میں مسمات روت کا قصہ پڑھو - اور راخل اور لیاہ وغیرہ عورتوں کے حالات مطالعہ کرو - جنہوں نے بموجب حکم توریت کے نیوگ کیا - اسی روت کے شکم سے بوعز کے تخم سے عوبید نام لڑکا پیدا ہوا - جسکا پوتا داؤد نبی تھا - اور اسی کے خاندان سے بقول بائیبل کے مسیح پیدا ہوا (دیکھو روت کی کتاب ۴ / ۱-۲۲)

پادری ٹی جی اسکاٹ صاحب نے اپنی تفسیر متی میں اناجیل کا نسب نامہ ملاتے ہوئے صاف اقبال کیا ہے کہ مسیح کے بہت سے بزرگ صرف شرعی بیٹے یعنی نیوگ زادہ تھے - ہم نے کرسچین مت درپن صفحہ ۵۳ بار اول پر مفصل درج کیا ہے - پادری صاحب غور سے پڑھیں -

صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج

یعنے

متعصب پادریوں کی نافہمی کا قرار واقعی علاج

لکچر نمبر ۱ کا جواب

نعت کریں آرزو خدائی کی — شان ہے تیری کبریائی کی

ہم پنڈت[1] صاحب اور رسالہ کا نام ٹائیٹل پیج پر دیکھ کر سمجھے تھے کہ شاید پانڈتیہ کے ساتھ آریہ سماج کے اصول اور تعلیم پر بحث کیگئی ہوگی اور ہر موقعہ پر معقولیت مدنظر رہی ہوگی - مگر افسوس ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم - ؟ پنڈت صاحب تو شمشیر و شیر ہی نکلے پانڈتیہ آپ کے مقابل کس طرح ٹھیرتا ہاں! شامت آتی تو آپ کی طرف مُنہ پھیرتا - ؟ اگر آپ عیسائی اور سچے عیسائی ہیں - تو کیا پیارے پنڈت جی (نام کے) آپ کو ان مضامین! ہم کی بابت قلم اُٹھانیسے پہلے انجیل کو ہاتھ میں لیکر یہ تو سوچنا چاہیئے تھا کہ آپکے خداوند یسوع مسیح نے یوں فرمایا ہے - "عیب نہ لگاؤ تاکہ تم پر عیب نہ لگایا جاوے - کیونکہ جسطرح تم عیب لگاتے ہو - اُسی طرح تم پر بھی عیب لگایا جاویگا - اور جس ماپ سے تم ماپتے ہو - اُسی ماپ سے تمہارے لئے ناپا جاویگا - اور اُس تنکے کو جو تیرے بھائی کی آنکھ میں ہے تو کیوں دیکھتا ہے - جب کہ اُس لٹھے کو جو تیری آنکھ میں ہے تو نہیں دیکھتا - اور پھر تو اپنے بھائی سے کیونکر کہہ سکتا ہے - کہ رہ جا - اس تنکے کو جو تیری آنکھ میں ہے نکالوں - اور دیکھ تیری ہی آنکھ میں ایک لٹھا ہے - اے مکار پہلے اپنی ہی آنکھ سے اس لٹھے کو باہر کر تب اپنے بھائی کی آنکھ سے تنکا نکال سکیگا -" (دیکھو متی کی انجیل باب ۷، آیت ۱ سے ۵ تک) کیونکہ وہی اعتراض جو آپ ضبط تحریر میں لائے ہیں - آپ ہی کے عہد عتیق و جدید پر عائد ہوتے ہیں - اور جو نقص آپ ویدک مت میں دکھلانا چاہتے ہیں - وہی بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر تعلیم عیسوی میں نظر آتے ہیں - اور جب آپ بلا لحاظ احکام حضرت عیسے محض تعصب کے جوش میں اُس کتاب پر جو درحقیقت اعتراضات سے پاک ہے - اور جسکے مضامین ادق آپ کی تحریرات کو دیکھ کر (گستاخی معاف ؟ ہم آپ کی حسن لیاقت کا اندازہ کر کے کہہ سکتے ہیں کہ) آپ کی عقل و فہم کی رسائی سے باہر ہیں - خواہ مخواہ اعتراض جڑنے پر آمادہ ہوگئے - تو ہم آپ کو ع بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا خیال والے لوگوں کی زمرہ میں نہ سمجھیں - تو فرمایئے سچا مسیحی کیونکر سمجھ لیں ع قدر جوہر شہ بداند یا بداند جوہری - آپ اس لیاقت کے ساتھ وید مقدس

[1] چونکہ اصول و تعلیم آریہ سماج نمبر ایک کے مولف اعتراضات میں معترض عیسائی کا نام پنڈت کھڑک سنگھ تحریر ہے لہذا یہ انکیطرف اشارہ ہے ۱۲

پر مُنہ نہ کھولیئے - ابھی تو آپ کو اس کوچہ کی ہوا بھی نہیں لگی معلوم ہوتی - وید کی تعلیم اور سماجوں کی تلقین پر مُنہ آنا تو بڑی بات ہے - ابھی آپ یہ بھی نہیں جانتے ہیں - کہ مضمون نگاری کیا شئے ہے اور لکچر کس کا نام اور لکچرار کو اپنا مافی الضمیر کسطرح ظاہر کرنا چاہیئے - جن دلائل سے آپ نتائج نکالتے ہیں - سچ تو یہ ہے کہ اُن پر لفظ دلیل ہرگز صادق نہیں آتا - ہاں - ع برعکس نہند نام زنگی کافور - آپ اُنہیں دلائل نہیں دلائل واثق سمجھئے جہاں تک ہم نے اس پمفلٹ کے ورقوں کو اُلٹا پلٹا - وہاں تک یہی بات ظاہر ہوئی کہ ہمارے (نام کے) پنڈت جی نے محض خیالی باتوں سے اُن دلائل مستقیم کی تردید کی ہے - جنہیں وہ کیا بڑے بڑے لائق پنڈت بھی بے اعتباری کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتے اور جنکا وثوق ہمارے بیان کا ہرگز محتاج نہیں -

مسٹر پنڈت جی ؟ لو اول ہی ہم آپ کی تحریر کی غلطی آپ ہی کے بیان یا اُن کتب کے حوالوں سے ظاہر کرتے ہیں - جنہیں آپ یا آپ کے بھائی مستند خیال کرتے ہیں - اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی دکھلا دیتے ہیں کہ آپ کے یہ الفاظ کہ اُنہیں[1] سے بہت سے جو اپنے آپ کو آریہ نام سے موسوم کرتے ہیں اپنے اس مذہب سے جو انہوں نے اختیار کیا ہے بہت ہی ناواقف ہیں - جو کچھ دوسرے کہتے ہیں اُسپر وہ یقین جما بیٹھے ہیں اور وہ دونوں اپنے لئے اس معاملہ میں تحقیقات نہیں کرتے پاکر ہی نہیں سکتے - ان کا ویدوں کی قدامت اور پاکیزگی کے بارہ میں اور دانائی اور فلسفہ کے اس ذخیرہ کی نسبت جو اسمیں شامل ہے ایک باطل خیال ہے" - بہ تبدیل الفاظ تبدیل طلب (مثلاً ویدوں کی بجائے لفظ بائیبل پڑھنے اور آریہ کے بجائے عیسائی قائم کیجئے - بالکل آپ پر صادق آتے ہیں -

پہلے نمبر کے صفحہ ۵ کے آخری پیراگراف میں جو آخری سطر سے شروع ہو کر صفحہ ۶ کی پہلی تین سطروں میں ختم ہُوا ہے - آپ یوں فرماتے ہیں "کہ پیشتر اس کے کہ ہم ویدوں کی قدامت کی بابت غور کریں ہم اُن کتابوں[2] کی فہرست پیش کرینگے - جنکو پنڈت دیانند نے سچا مانا ہے اور جس پر انہوں نے (سوامی جی نے) آریہ مذہب کی بنیاد ڈالی ہے - اسلئے ہماری بحث کی بنیاد بھی انہیں کتابوں پر ہوگی - اور جہاں کہیں ضرورت ہوگی اُنہیں کتابوں سے حوالہ اقتباس کرینگے"

اس تحریر سے ہمیں یہ گیان ہوتا تھا کہ آپ ویدوں کے خلاف اپنے اس دعوے کے بموجب انہیں کتب سے جنکی فہرست آپنے ذیل پیراگراف مذکور میں درج کی ہے کچھ حوالہ لکھ کر نتیجہ نکالینگے - مگر افسوس جب ورق اُلٹے تو صفحہ ۸ کی آخری سطر کے آخری جزو سے صفحہ ۹ کی پہلی دو سطروں میں یہ لفظ نظر پڑے "اُنکی (ثبوت قدامت وید بموجب قول آریہ) تردید میں ہم نامور اور مشہور پنڈتوں کا حوالہ دینگے - جو کہ دو ہزار برس سے زیادہ گزرے ہیں کہ زندہ تھے تاکہ آریہ لوگ یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے ان دلائل کو خود بخود گھڑ لیا ہے" -

واہ جناب پنڈت صاحب واہ ؟ یا بہ این شور اشوری دیا با این بے نمکی یا تو یہ لن ترانی تھی - کہ ہماری بحث کی بنیاد ہی اُنہیں (یعنی کتب مستندہ شری سوامی دیانند سرستی مہاراج) کتب پر ہوگی - اور جہاں کہیں ضرورت ہوگی - انہیں کتابوں سے حوالہ اقتباس کرینگے - یا ایسے گرے کہ انجام کار انہیں کے مشہور اور نامی پنڈتوں کے دامن میں مُنہ چھپانا پڑا - کیوں پنڈت صاحب ذرا خدا کے لئے سچ کہنا کہ جب آپ اپنے پہلے دعوے کے بموجب کتب مستندہ و مندرجہ فہرست صفحہ سے تردید کا مواد جمع نہ کر سکے تو آپ کا اور بیان ناظرین کی نگاہ میں کچھ وقعت پیدا کر سکتا ہے - ہرگز نہیں - مگر آپ کیا کریں - مشہور ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد جب آپ صفحہ ۸ پر پہنچے ہوں گے تو صفحہ ۶ کا مضمون کبھی یاد نہ رہا ہوگا - اچھا اب دیکھیئے آپ کون سے پنڈتوں کی سند پیش کرتے ہیں - جو بقول آپ کے دو ہزار برس سے پہلے گزر چکے ہیں - صرف ایک یعنی بدھ کی -

گو آپنے صفحہ ۱۱ کی سطر ۶ میں ایک برہمن مسمی بر کرتک تیرکھ کا راجہ شیو پرشاد صاحب کے اتہاس تمر ناشک کے بھروسہ نام لکھدیا - لیکن یہ بیان کتاب محولہ بالا کے خلاف ہے - کیونکہ راجہ صاحب اسمیں یہ لفظ صاف صاف درج فرماتے ہیں - پھر ۶۵ پشت رامچندر سے ستمر تک اجودھیا کے تخت پر بیٹھے - ستمر اجودھیا کا پچھلا راجہ تھا - اور ٹاڈ صاحب کے وِنہ کر کرتک تیرکھ کے لکھنے کے بموجب بکرمادیتہ کے عہد میں موجود تھا (دیکھو اتہاس تمر ناشک حصہ سوم ناگری مطبوعہ مڈیکل ہال بنارس مورخہ یکم جنوری ۱۸۸۷ء کے صفحہ ۲۲ سطر ۲۲ و ۲۳ جسمیں کرتک تیرکھ بیچارہ کا مطلق ذکر نہیں اور نہ بیان ہے کہ ٹاڈ صاحب کی یہ رائے کن دلائل پر مبنی ہے - اور اگر ٹاڈ صاحب کی یہ رائے ہوئی تو تعجب ہی کیا ہے - کیونکہ یہ بیچارہ بھی تو اُسی عیسائی گروہ کا ممبر تھا جو مسیح سے صرف ۴۰۰۰ برس پہلے آدم کا وجود دنیا میں مانتے ہیں اور جن کے پنڈتوں میں سے ایک نے خواہ مخواہ راجہ جی کی کتاب کا نام لیکر (مگر احتیاطاً) اور صفحہ وغیرہ کا پتہ چھپا کر) بظاہر کرتک تیرکھ کا نام اس لئے لکھدینے کی جرات کی - کہ شاید بیان موثر ہو جائے - اگر اور کوئی نہیں تو بعض ناواقف ہی (کیونکہ واقف تو اصلیت جانتے ہی ہیں - دھوکھا کھا کر اس بیان کو صحیح سمجھ لیں واللہ چال تو اچھی چلی شائد عیسائی پنڈتوں کا ایسا ہی شعار ہوتا ہے ؟

[1] یہ عبارت اُن کے صفحہ ۲ سطر اخیر اور صفحہ ۳ سطر ۴ تک کی ہے -

[2] اس جگہ بھی پنڈت جی نے غلطی کی اور وہ یہ ہے کہ اُنہیں دس اپنشدوں کے نام بھی نہیں آتے - کٹ اور کھٹولی دو اپنشدیں نہیں ہیں ایک ہی ہے اور شویتا شر اُن دس اُپنشدوں میں نہیں ہے - وہ دس اُپنشدیں یہ ہیں - ایش[1] - کین[2] - کٹھ[3] - پرشن[4] - منڈک[5] - مانڈوک[6] - تیتری[7] - ایتری[8] - برہدارن[9] - چھاندوک[10] - پس اس سے یہ تو صاف ظاہر ہے کہ پنڈت جی صرف نام کے پنڈت ہیں - ورنہ اُن کو یہ بھی خبر نہیں کہ کٹھ اُپنشد کون ہے اور کھٹولی اُپنشد کون - تمام ناظرین جانتے ہیں کہ اُپنشد کا نام کٹھ ہے اور کانڈ کی طرح اُسمیں ولی نام مستعمل ہے جس کے معنے باب وغیرہ کے ہیں - پس کثرت استعمال سے کھٹولی ہو گیا اصلمیں وہ دو تو نہیں بلکہ ایک ہی ہے لہذا یہ غلطی پادری صاحب کی واقفیت و علمیت دونوں کے متعلق ہے جیسے کوئی کہے کہ توریت کے کتاب میں بھی لکھا ہے - اور خروج بھی حالانکہ دونوں ایک ہی کا نام ہے دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۹ سطر ۱ - اور بھومکا صفحہ ۱۲۰۵ -

صداقت اصول آریہ سماج

بایں ہمہ اگر ہم یہ بھی فرض کرلیں کہ یہ برہمن جس نے اپنی تحریر میں (صرف آپکے قول کے بموجب کیونکہ سند محولہ بالا تو کچھ ہ ور ہی بتلاتی ہے) رامچندرجی کی پُشتوں کا حال سمبر تک (جو راجہ وکرما دیتہ کے زمانہ میں موجود تھا) لکھا ہے۔کوئی بڑا ہندوستانی محقق گزرا ہے۔ اور اُس نے اپنے بیان کے ثبوت میں بعض کتب پر (نہ کہ تواریخ قدیمہ پر جو ایک مدت سے عنقا کا خواص رکھتے ہیں ہاں آپ ناظرین کی نگاہوں میں وقعت پیدا کرنے کے لیئے اُن کا نام کچھ ہی لکھ ماریں) استدلال بھی کیا ہے تاہم آپ تاوقتیکہ علاوہ صحت کتب مستندہ کے جب تک کرتک تیرتھ کو زائد از دو ہزار برس کا ثابت نہ کرلیں اُسکی تحریر پر بھروسہ کے ساتھ استدلال نہیں کرسکتے۔کیونکہ آپ صفحہ ۹ کی سطر ۱ و ۲ میں پرتگیا کرچکے ہیں ”کہ ہم نامور اور مشہور پنڈتوں کا حوالہ دینگے۔جو دو ہزار سال سے زیادہ گزرے ہیں کہ زندہ تھے“۔

لیکن یہ امر آپ کے احاطہ امکان سے خارج ہے! کیا معنے۔کہ کرتک تیرتھ زیادہ سے زیادہ ہمعصر وکرما دیتہ (حالانکہ یہ شخص بہت پیچھے گذرا معلوم ہوتا ہے) ثابت ہوسکتا ہے۔جسے خود اسوقت (سمت ۱۹۴۲ تک) بھی دو ہزار برس سے کم ہی گزرے ہیں ہاں آپ ویاس اور پاتنجلی کی تحریرات سے بھی (جنکی اصلی کیفیت آئندہ عرض کیگئی ہے۔) ایک حجّت تاویلی پیش کرتے ہیں لیکن دراصل آپ کی واہمہ کی تخلیق ہے۔ اور بس وجہ یہ کہ آپکے الفاظ مندرجہ صفحہ ۱۵ سطر ۱۱ ”بیاس جی بُدھ جی کے اور راجہ چندرگپت کے زمانہ کے بعد ہوئے ہیں“ اُسی اتہاس تمرناشک کے خلاف ہیں۔جن پر آپ پہلے ہیج صاد کرچکے ہیں۔ ایشور نمت راستی کی تحقیق کا خیال رکھکر راجہ شیوپرشاد کی اُسی تصنیف کا حصہ سوم ناگری مطبوعہ یکم جنوری ۱۸۷۲ء کے صفحہ ۲۷ کا سب سے آخری نوٹ جو لفظ مہابھارت پر دیا گیا ہے۔ مطالعہ و ملاحظہ فرمائیے اسکی عبارت لفظ بلفظ یہ ہے۔کہ ”مہابھارت کی لڑائی کے وقت مگدھ راجہ سہدیو تھا۔ اور اُس سے پنتیسواں راجا راجات شترو ہُوا۔جس کے وقت میں ساکھ منی گوتم بدھ نے سن عیسوی سے ۳۳۸ برس پہلے نرِبان پایا۔اب اگر ان پنتیوں راجوں کے راج کا پڑتا راجہ پیچھے ۲۶ برس لیں شاید اٹکل اور خود رائی سے) تو مہابھارت کا وقت سن عیسوی سے فقط ۱۴۵۳ برس پہلے ٹھیرتا ہے“۔جس سے ثابت ہوتا ہے۔کہ شری دیاس جی مہاراج جو ایک طور سے مہاراج یدھشٹر کے دادا تھے۔دیکھو بھارت آدی پرب ادھیا ۱۰۶ عین ہنگامہ مہابھارت کے وقت بلکہ اس کے بعد تک سار ہے۔ اور اس لیئے بدھ جی سے ۹۱۰ برس پہلے موجود تھے۔

بدھ کا وکرما دتیہ کے سمت سے ۴۷۵۔ اور مسیح سے ۶۳۲ برس پہلے ہونا آپ صفحہ ۱۵ کی سطر ۵ میں تسلیم کرتے اور لکھتے ہیں کہ ”اسوقت راجہ چندرگپت راج کرتا تھا“ لفظ اُسوقت سے ہم نہیں سمجھتے۔کہ آپ کونسا زمانہ مراد لیتے ہیں۔آیا بدھ کا زمانہ یا ویاس جی اور پاتنجلی کا (دیاس کے ساتھ پاتنجلی کا نام ہم نے اسواسطے لکھدیا ہے کہ جب صفحہ ۱۵ کی سطر ۱۲ میں پاتنجل یوگ سوتر پر دیاس مہرشی کا بھاشیہ کرنا تسلیم کرتے ہیں تو اگر پاتنجلی کو ویاس سے پہلا نہیں تو ہمعصر ضرور مانیں گے۔) اگر بدھ کا زمانہ مراد ہے تو یہ تحریر نہ صرف آپ کی مستند کتاب اتہاس تمرناشک محولہ بالا کے خلاف ہے بلکہ آپ کی واجب التعظیم ڈاکٹر ہنٹر صاحب بھی اپنی مختصر تاریخ ہند حصہ اول ترجمہ ایچ آر ولیم صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول شاہجہانپور مطبوعہ گورنمنٹ پریس الہ آباد سال ۱۸۸۲ء دفعہ اول کے صفحہ ۱۳۰ سطر ۱۲ میں آپکے خلاف اس طرح شہادت دیتے ہیں ”چندرگپت نے گنگا کی وادی میں قبل ۳۱۶ء سے ۲۹۲ تک سلطنت کی“ پس چندرگپت جو بدھ کے ۳۱۶ برس بعد تخت نشین ہُوا۔ بدھ کا ہمعصر نہیں ہو سکتا اور اسی طرح بموجب نوٹ مندرجہ صفحہ ۳۹ اتہاس تمرناشک حصہ دوم ناگری کے تخمیناً ۱۷۲ برس بعد کیونکہ اسمیں سن عیسوی سے ۲۷۲ برس قبل چندرگپت کا تخت نشین ہونا بیان کیا گیا ہے۔ پس کسی طرح چندرگپت بدھ کا ہمعصر نہیں ہو سکتا۔

اور اگر ویاس یا پاتنجلی کا زمانہ مراد سمجھا جاوے تو آپ کے الفاظ مندرجہ صفحہ ۱۵ سطر ۱۱ کے جسمیں آپ ویاس جی کو بُدھ اور چندرگپت کے بعد قرار دیتے ہیں۔کیا معنے ہوں گے لفظ بعد بمعنے ہمعصر تو ہم نے آج تک نہیں پڑھا۔مگر سچ ہے بڑوں کی باتیں بڑے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ آپ کی تاویلوں کو مانیں یا تواریخ کو صحیح جانیں۔چونکہ آپ عیسائی ہیں غالباً ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی عزت کرتے ہونگے۔ وہ بھی مہابھارت کی تصنیف کا زمانہ جسکے مصنف مسلماً ویاس جی ہیں۔جنہوں نے مہابھارت ۲۴ ہزار شلوکوں میں ختم کیا ہے۔ مسیح سے ۱۲ سو برس پہلے قرار دیتے ہیں دیکھو ہنٹر صاحب کی تواریخ محولہ بالا کا صفحہ ۹۰ سطر ۸۔ اور اس صورت میں ویاس جی بدھ سے ۵۶۸ سال پہلے ٹھیرتے ہیں۔
مگر ذرا ٹھیریئے ہمیں بھی آپ کے بیان کی ایک غلطی اور دکھلانی ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ اپنی تاویلات لالعینیہ کے صفحہ ۱۵ کے آخری پیراگراف میں یوں نتیجہ نکالتے ہیں کہ ”پس معلوم ہوتا ہے ۳۰۶۲ برس گزرے ہیں کہ رگوید شروع ہُوا۔ اور ۲۴۱۷ برس گزرے ہیں کہ وہ ختم ہوگیا“ کاش نتیجہ نکالنے سے پہلے آپ یہ سوچ لیتے کہ بدھ کو اب تک کتنا زمانہ گزر چکا ہے آپ تسلیم کرتے ہیں کہ بدھ مسیح سے ۶۳۲ برس پہلے ہُوا۔ اور اب تک مسیح کو ۱۸۸۷ برس کچھ اوپر منقضی ہو چکے ہیں۔پس اب تک بدھ کو کُل ۲۵۱۹ برس چند ماہ گزرے۔ اور چونکہ آپ کے قول کے بموجب وید کے اختتام کو صرف ۲۴۱۷ برس گزرے۔ اسلیئے بدھ جی جو ۱۰۲ برس قبل از اختتام وید بقول آپکے موجود تھے۔ دیکھو لکچر نمبر ۱ صفحہ ۹ سطر ۲ بحوالہ بدھ شاستر ادھیا ۲ سوترا ”چونکہ اُن کے وقت کی میعاد غلط ہے اور اُن میں پریشور کے نشان نہیں ہیں اور خلاف عقل ہیں۔ اسلیئے وید پریشور کا کلام نہیں

۱ مستند بلاسلسل تواریخ کی عدم موجودگی سے یہ ایک بڑی بھاری غلطی ہوئی کہ لوگوں نے صرف ایک نام کے ملجانے سے زمانہ قدیم کرلیا۔حالانکہ علم تواریخ کے ماہر خوب جانتے ہیں کہ ایک ہی خاندان میں ایک ہی نام کے کتنے ہی راجہ گزرتے ہیں اور علے العموم آجکل دنیا میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ ایک ہی نام کے کئی آدمی زمانہ مختلف آگے پیچھے گزرے ہیں اور ہم نے یہاں تک دیکھا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۔ کہ بیٹے پوتے اور باپ دادا کے نام بھی کبھی کبھی صاف طور پر ایک دوسرے سے ملگئے ہیں۔ پس تاوقتیکہ یہ ثابت نہ کیا جائے کہ سہدیو جس سے حساب شروع کیا گیا ہے۔ وہی تھا جو مہابھارت کے زمانہ میں موجود تھا یہ محض خیالی نتیجہ ہے“۔

ہو سکتے" یہ بات ہرگز نہیں کہتے بلکہ صاف لکھدیتے کہ ویدوں کی تصنیف میرے زمانہ میں جاری ہے وہ ہرگز قدیم نہیں ۔ چونکہ اُنہوں نے ایسا نہیں کہا ۔ بلکہ نہایت مذبذب اور گول بیان کیا ۔ اسلیئے بالضرور اُنہوں نے بھی آپ کیطرح دھوکھا کھایا ۔ یا جان بوجھ کر حق کو چھپایا اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو تعجب ہی کیا ہے جب وہ وجود خدا ہی کے منکر تھے ۔ تو کلام الٰہی کیونکر مانتے ۔ اور اس صورت میں اگر آریہ بُدھ کے اُس کلام پر کلام رکھتے ہیں ۔ تو غلطی نہیں کرتے ۔ آپنے جو اسی صفحہ ۹ کی سطر ۵ و ۹ میں یہ لکھ کر[لا] کہ بدھ جی جو کہ قدیم پنڈتوں میں سے ایک نہایت ہی مشہور اور معروف گزرے ہیں ۔ بدھ شاستر میں فرماتے ہیں کہ ویدوں کے دقت کی میعاد غلط ہے اور انمیں پرمیشور کے نشان نہیں اور خلاف عقل ہیں اسلیئے وید پرمیشور کا کلام نہیں ہو سکتے" ۔ اسپر رائے دی ہے کہ آریہ اسکا جواب دیتے ہیں ۔ کہ بدھ جی وید مت کے دشمن تھے ۔ لیکن یہ کسی طرح سے نتیجہ نہیں نکلتا ۔ کہ جو کچھ انہوں نے کہا جھوٹھ ہی کہا ۔ اس لئے یہ کوئی جواب نہیں ہے پادری صاحب اگر آپنے خواہ مخواہ تعصب سے راستی پر نکتہ چینی کرنیکا بیڑا اٹھایا ہے ۔ تو ہمارا اسمیں ذرا بگاڑ نہیں ۔ ؟ ہاں ہم بدھ کے مقابلہ میں مسٹر چارلس بریڈلا ممبر پارلیمنٹ انگلستان کی تصانیف پڑھنے کی تمام مسیحی بھائیوں کو سفارش کرتے ہیں ۔ جنمیں اُس نے بائیبل کی تمام تعلیم کی وہ دھول اوڑائی ہے ۔ کہ گرد باد کو گرد کر دیا ۔ اور علاوہ براں برخلاف بدھ کے بائیبل کی ہر جگہ اصل آیات اور حوالے بھی درج کر کے معقولیت سے الہام کی کیا عمدہ قلعی کھلائی ہے اور پادری صاحب کے اعتراض پر ہم یہ کہتے ہیں ۔ کہ اوّل تو بُدھ جی نے کوئی دلیل نہیں دی ۔ دوم وہ ایشور کو مانتے نہیں تھے ۔ تیسرے پرمیشور کے نشانوں کی موجودگی میں وہ خواہ مخواہ حق سے روپوشی کرتے ہیں ۔ دیکھو وید بھاش بھومکا صفحہ (۵۶ سے ۹۲ تک اور ۱۴۸ سے ۱۰۰ تک) اور تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۸۴ سے ۹۸ تک اور اسی طرح ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۷۸ سے ۲۲۱ تک ۔ پس بُدھ جی نے ضرور جھوٹھ کہا اور آپ کا مذہب جو بدھ مت[لا] کی خوشہ چینی سے نکلا ہے ۔ آپنے اُس کی پیروی کر کے خواہ مخواہ جھوٹھ کی تائید کی ۔

گو ہم آپ ہی کی مانی ہوئی اور ماننے لائق تواریخ سے ویاس کا قبل بدھ ہونا ثابت کر چکے ۔ تاہم ہمیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب اسکا زمانہ ہم اپنی تحقیقات کے بموجب ظاہر کریں مسلم ہے ۔ کہ مہا بھارت کا مصنف شری مہاراج یدھشٹر کا ایک طرح جدا مجد تھا (دیکھو مہا بھارت آدی پرب ادھیائے ۱۰۶) اور یدھشٹر کا ہمعصر نوح ہونا آئینہ تاریخ نما مطبوعہ دفعہ اول گورنمنٹ پریس الہ آباد اور آئین اکبری مطبوعہ مطبع اسماعیلی ۱۸۷۴ء صفحہ ۲۱۸ اور غیاث اللغات مطبوعہ نولکشور ۱۸۷۷ء صفحہ ۳۲۵ سطر ۱۲ سے بخوبی ثابت ہے ۔ اور پیرانا عہدنامہ توریت مطبوعہ نارتھ انڈیا بائیبل سوسائٹی مرزا پور ۱۸۶۷ء کے صفحہ ۶ کالم ۲ کے رف رنس میں نوح کی پیدائش ۲۹۴۸ برس قبل از مسیح کے لکھی ہے اور اب تک مسیح کو ۱۸۸۷ سال ہوئے پس ۲۹۴۸ + ۱۸۸۷ = ۴۸۳۵ یہ زمانہ قریب قریب وہی ہے جو ہم لوگ مہاراجہ یدھشٹر کے سمبت سے وکرم کے موجودہ سمبت تک حساب کر کے نکالتے ہیں ۔ یا بحساب یُگوں کے دریافت کرتے ہیں ۔ اور وید بھاش بھومکا میں بھی شری مان سوامی دیانندجی مہاراج نے کل جگ کے سالگزشتہ ۴۹۷۶ بکرماجیت کے سمبت ۱۹۳۳ تک لکھے ہیں ۔ پس ۱۹۴۴ تک ۱۱ + ۴۹۷۶ = ۴۹۸۷ کے ہوتے ہیں ۔ (دیکھو بھومکا صفحہ ۲۳ سطر ۲۰) اور اسکی تصدیق بلکہ تائید حال میں ایک اور عمدہ اور قابل اعتبار شہادت سے بھی ہوگئی ہے اور وہ یہ ہے ۔

سورت میں دو شنکر آچاریوں کے درمیان دینی مباحثہ ہؤا ۔ جسکی اثناء میں دوارکا کے مندر سے ایک تانبے کا پتر پیش کیا گیا ۔ جسکی تاریخ سمبت ۲۶۶۳ یدھشٹری تھی ۔ یعنی یہ پتر مسیح سے ۳۴۴ برس پہلے تحریر ہؤا ۔ جس کا زمانہ سکندر کی یورش ہند کے زمانہ سے کچھ پیشتر ہوتا ہے" دیکھو امریکن مشن کی نور افشاں اخبار صفحہ ۶ کالم ۴ مورخہ ۵ مئی ۱۸۸۶ء ۔

(یعنے مسیح سے ۳۴۴ برس پیشتر یدھشٹر کا سمبت ۲۶۶۳ تھا ۔ تو اب ۳۴۴ + ۱۸۸۷ + ۲۶۶۳ = سمبت ۴۹۹۳ ہوا)

جیوتش[لا] سے معلوم ہوتا ہے کہ کل یُگ کے اب تک ۴۹۸۷ برس گزرے ہیں اور مہاراجہ صاحب عین ماقبل کلجگ کے یعنی دواپرہ کے چھتیس پاد کے زمانہ اختتام میں زندہ تھے ۔ اور پھر آپکے مستند انتہاس تمرناش سے بھی ان کے حساب کی مطابقت ہو سکتی ہے ۔ اس کتاب میں راجہ یدھشٹر سے راجہ کشیمک تک ۲۶ پشت لکھی ہیں گو افسوس ہے کہ زمانہ پشتوں[لا] کا درج نہیں ۔ لیکن اسوقت توریت کے باب پیدائش کے بموجب انسانوں کی عمر بہت بڑی ہوتی تھیں ۔ مثلاً اسی کتاب مقدس میں عہد عتیق کے باب چہارم کے ابتدائی لفظ یہ ہیں "اگلے آدمی بہ نسبت اسوقت کے بہت قوی تھے اُن کی عمر نہایت دراز ہوئی ۔ آدم ۹۳۰ برس کا ہؤا" اُسوقت کے لوگوں کی عمر اکثر اتنی ہوتی تھی ۔ چنانچہ سیت ۹۱۲ متوشالح ۹۶۹ اور نوح کی ۹۵۰ برس کی ہوئی ۔ اور باب پنجم میں یوں لکھا ہے کہ اسکا بیٹا (نوح کا) سام بھی طوفان کے بعد ۵۰۰ برس جیتا رہا ۔ یہ خبر نہیں کب پیدا ہؤا تھا" اسکا پوتا ارفخشاد ۴۳۸ برس اور اس کا بیٹا ۴۳۳ اور پوتا ۴۶۴ برس کا ہؤا لیکن اس کے بعد آدمیوں کی عمر گھٹتی گئی ۔ کہ پھر کسی کی عمر ۲۵۰ برس سے زیادہ نہیں ہوئی ۔

پس اگر فی پشت[لا] ۶۸ سال اوسط (کہ اُس زمانہ کی عمر مذکورہ توریت کے مقابل کچھ بھی زیادہ نہیں بلکہ بہت ہی کم ہے ۔) قائم کیا جاوے تو ۱۷۶۸ سال

[لا] ایک مشہور اور فاضل انگریزی مسٹر آرتھر لی صاحب بہادر نے ایک کتاب تیار کی ہے ۔ اور اسمیں بتلایا ہے کہ عیسائیت مذہب بودھ سے نکلی ہے ۔ اور کہتے ہیں کہ بودھ مشنری اسوکا کے بھیجے اسکندریہ میں آئے تھے (دیکھو مہر نیمروز مورخہ ۷ ۔ نومبر ۱۸۸۳ء صفحہ ۷ و ۸ کالم تین و پہلا ۔ اور اسی طرح امپیریل پیپر لاہور سال ۱۸۸۳ء)

[لا] دیکھو جیوترودا بھرن کا شیش ادھیائے مصنفہ کالیداس جسمیں زمانہ تصنیف سمبت ۲۴ وکرم کا بعد انقضائے ۳۰۶۸ سال کلجگ کے بیان ہؤا ہے ۔

वर्षैः सिंधुरदर्शनाम्बरगुणैर्यातेकलौ संमिते मासे माधव
[illegible]ते नविदितो ग्रन्थक्रियोपक्रमः । [illegible]

[لا] پشتوں سے مراد (نسل معمولی پشتونکے) باپ بیٹا پوتا وغیرہ سلسلہ وار بلحاظ پیدائش نہیں بلکہ بلحاظ سلطنت

حاصل ہوتے ہیں۔ اسمیں بعد کی پشتوں کا زمانہ مندرجہ آئینہ تاریخ نما ۱۸۸۷ء یعنے سمبت ۱۹۴۴ تک جوڑ لیجئے۔

(اول) راجہ پسرداسے لغائیت راجہ برتمال ۱۴ پشت ۵۰۰ برس
اوسط فی پشت ۳۵ء۷۱

(دوم) راجہ بیر باہو سے لغائیت راجہ ارہنت ۱۶ پشت ۳۰۴ برس
اوسط فی پشت ۲۶ء۸۷

(سوم) راجہ رندھیر سے لغائیت راجہ راجپال ۹ پشت ۳۶۰ برس
اوسط فی پشت ۴۰ء۱

(چہارم) راجہ وکرمادیتہ سے اب تک ۱۹۴۴ (میزان کل ۳۲۳۴)
از یدھشٹر تا کشیمک ۱۷۶۸ + ۳۲۳۴ = ۵۰۰۲ سال

پس تعداد ۵۰۰۲ برس قریب ایام طوفان نوح کے مطابق حاصل ہو جاویگی۔ اور اسکی بدھ (مطابقت) کسیقدر آئین اکبری کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے۔ کہ اب تک بنگال میں ہندو راجہ حسب ذیل راج کرچکے ہیں۔ ؟

کھتری راجہ	۲۴	ایام سلطنت ۲۴۱۸	اوسط ایام سلطنت ۱۰۰ء۷
کائیست راجہ	۹	ایام سلطنت ۲۵۰	اوسط ایام سلطنت ۲۷ء۷
کائیست راجہ	۱۱	از خاندان ادیشر ایام سلطنت ۷۱۴	اوسط سلطنت ۶۴ء۹
	۱۰	از خاندان راجہ بھوپال ایام سلطنت ۶۸۹	" ۶۸ء۹
	۱۰	از خاندان راجہ پال	زمانہ درج نہیں

اور پھر ۷ بید راجاؤں نے ۱۰۶۳ء سے لغایت ۱۲۰۰ یعنی ۱۳۷ برس راج کیا۔ پس اکبر بادشاہ کے زمانہ تک بنگال میں ہندوؤں کے راج کو علاوہ زمانہ سلطنت خاندان پال کے ۴۲۰۸ برس گزر چکے تھے۔ اب اگر ہم یہ فرض کرلیں۔ کہ آئین اکبری اکبر کی تخت نشینی سے ۳۰ برس بعد لکھی گئی تو اُسوقت سے اب تک ۳۰۷ سال منقضی ہوئے۔ کیونکہ ۱۵۵۰ء میں تخت نشین ہؤا تھا۔ پھر ۴۲۰۸ + ۳۰۷ سال میں خاندان پال کے راجاؤں کی سلطنت کا زمانہ درمیان ایام راجگان کائیست اور بھوپال کے بحساب اوسط ۴۳ء۷ فرض کرکے ۴۳۷ ۔ اور اضافہ کردیں۔ تو ۴۹۸۸ برس حاصل ہوتے ہیں۔

چونکہ آپ کی کتابوں کے بموجب طوفان نوح کے بعد دنیا میں حیوانی زندگی ازسرنو شروع ہوئی۔ اور اسوقت میں (بلکہ قبل از طوفان نوح۔ کیونکہ یہاں کوئی ایسا طوفان نہیں آیا۔ ہاں برج سے لوٹتے ہوئے میگھ بالا مغرب پر لوٹ پڑے ہوں تو کیا عجب ہے) شری کرشن دویپاین جی مہاراج مخاطب بخطاب ویدویاس نے شاریرک سوتر ادھیاء اول نمبر ۳ میں وید کو ایشور وکت اور انادی مانا ہے۔ تو کیا آپ کو اگر حق پسند ہیں۔ تو نہ ملنا چاہئے خدا کے لئے ذرا التعصب کو چھوڑ کر سوچئے کہ جب بدھ اور کرتک تیرتھ سے بہت پہلے بڑے بڑے فاضل (جنکے مقابلہ میں یہ بیچارہ کسی شمار میں نہیں اور تمام دنیا کے سنسکرت دان جنکی فضیلت پر معترف ہیں) ویدوں کے ایشور کرتک اور قدامت کا بلا دلائل واضح اقرار کرگئے ہیں۔ تو آپ کی اسناد کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ ناظرین اب ذرا اس بات پر بھی غور کیجئے۔ کہ پنڈت جی نے کس چالاکی سے ویاس اور پاتنجلی کو بدھ اور چندرگپت کے بعد ثابت کرنا چاہا ہے مگر جھوٹھ کے پاؤں نہیں ہوتے آپنے تو ناواقفوں کے دھوکہ دینے کے لئے لکھدیا تھا کہ ویدانت درشن کے دوسرے ادھیاء کے ۲ پاد کے ۳۳ سوتر سے ۳۸ تک میں ویاس جی نے بدھ مذہب کے اصولوں کا تذکرہ کیا ہے (دیکھو لکچر نمبر ۱ صفحہ ۱۵ سطر ۳ و ۴) لیکن ہم اب اصل سوتر لکھکر قلعی کھول دیتے ہیں ؟؟

नैकस्मिन्नसम्भवात ॥ ३३ ॥
एवं चात्माकार्त्स्न्यम् ॥ ३४ ॥
नच पार्यायादप्यविरोधो विकारादिभ्यः ॥ ३५ ॥
अन्त्यावस्थितेश्चोभयनित्यत्वादविशेषः ॥ ३६ ॥
पत्युरसामञ्जस्यात ॥ ३७ ॥
सम्बन्धानुपपत्तेश्च ॥ ३८ ॥

جن کے معنے یہ ہیں نمبر ۳۳ ۔ ایک ہی پدارتھ میں دو دو دھرم ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔ ؟ نمبر ۳۴ ۔ اگر آتما (روح) کو جسم کے برابر مانا جاوے

حاشیہ بقیہ صفحہ ۲۹۰ ۱۲ ایک کے بعد دوسرا حکمران ہے خواہ بلحاظ پشت وہ پہلے کا بیٹا ہو یا پوتا یا کوئی اور رشتہ قریب و بعید بلکہ بعض مورخین نے تو پشتوں کے حساب سے دو چھوٹے چھوٹے راجہ خارج کردیئے ہیں جنہوں نے تھوڑے دن یا برائے نام راج کیا۔

۲ ان اوسطوں پر دھیان دینے سے معلوم ہوگا کہ یدھشٹر سے کشیمک تک جو ۲۶ پشت کا اوسط ۶۸ سال قائم کیا وہ بعید القیاس نہیں اور نہ اپنے ثبوت کے لئے بائیبل کی شہادت کا محتاج ہے۔

نمبر ۱ ۔ در سر آغاز ایں کلجگ راجہ یدھشٹر ہمگی جہاں بر کشادہ لب را بلائے تاریخ فرا رسید فرمانروائی خویش را سر آغاز گردانید و دریں سال چہلم الٰہی چہار ہزار و شش صد و نود و شش سال از گزشتہ سہ ہزار چہل و چہار سال روائی داشت و پیش بکرماجیت از آدرنگ نشینی خویش بر گرفت ۔ و کار سختی بر مردم آسان ساخت ۔ صد و سی و پنج سال فرمانروائی کرد و دریں سال ہزار و ششصد و پنجاہ و دو سال سپری شد (۱۶۵۲ + ۲۹۲ = ۱۹۴۴ + ۳۰۴۴ = ۴۹۸۸) دیکھو آئین اکبری مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷ء صفحہ ۲۶۹) +

نمبر ۲ سدھانت شرومنی میں جو ایک مشہور نجوم کی پستک ہے۔ لکھا ہے کہ شاکا شالباہن کے قائم ہوتے وقت یدھشٹر کا سمبت ۳۱۷۹ تھا دیکھو شلوک مندرجہ ذیل

اور اب شالباہن کا شاکا سمبت ۱۸۰۹ ہے (۳۱۷۹ + ۱۸۰۹ = ۴۹۸۸) سال ہے۔

نمبر ۳ اور وراہی سنگتا میں بھی لکھا ہے کہ وکرم سے ۵۱۸ برس پہلے جدھشٹر کا سمبت ۲۵۲۶ تھا۔ پس اسطرح بھی ۵۱۸ + ۱۹۴۴ + ۲۵۲۶ = ۴۹۸۸ کے ہوتے ہیں ؟!

۱ اس سوتر کے بھاشیہ میں سوامی شنکر آچاریہ جی نے سپت بھنگی نیاء کے لحاظ سے روح میں سات قسم کی صفات متضادہ ماننے والوں کی تردید کی ہے ان سوتروں کو اگر شنکر آچاریہ جی اور بھاشیہ کاروں نے (بوجہ اسکے کہ وہ بودہ مت کے بعد ہوتے رہے) بودہ مت کھنڈن پر لگایا) تو یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ ویاس جی نے بھی انہیں اسی غرض سے رچا تھا۔ ممکن ہے کہ ہر فاضل نے بے نظر پیش بندی ممکن الوقوع اعتراض کا دفعیہ کیا ہو۔ جیسے کہ وحید العصر فضلا کی کلام میں ہوتا ہے۔ اور اتفاق سے شنکر آچاریہ جی نے اپنے زمانہ میں بودھوں کو ایسا مانتے ہوئے دیکھ کر ان سوتروں سے اُن کے متا کی تردید کی ہو۔ پس ان سوتروں سے ویاس کا بدھ کے بعد ہونا ہرگز ظاہر نہیں ہوتا۔

تو سرب گت نہ رہیگا۔ نمبر ۳۵ - جو آگما یائی (آنے جانے یا گھٹنے بڑھنے والا) بھی مانیں تو بھی درد دیدہ رہتا ہے۔ بوجہ وکار کے۔

نمبر ۳۶ - موکھش اوستھا میں جیو کی پرمان کی نیتتا ہیں کچھ فرق نہیں۔ دونوں حالتوں کے نت ہو جانے سے۔

نمبر ۳۷ - ایشور کا پردھان اور پرش کا آدھشٹاتا جگت کا رن ہونا اسنبھو ہے۔

نمبر ۳۸ - سمبندھ کا نہ ہونے سے ؟

ناظرین ؟ ذرا تم بھی غور فرمانا اور سوچنا۔ ہمیں ان سوتروں میں بدھ مذہب کا کہیں ذکر بھی نہیں ملتا۔ چہ جائکہ نام و نشان البتہ فاضل سوتر کار کی فضیلت لفظ لفظ سے مشرح ہے کیا معنے کہ روح کی حقیقت پر بحث کرتے ہوئے آپ نے کس عمدگی کے ساتھ اُن تمام اعتراضات کا جو اس بیان پر مخالفین کی جانب سے پیش ہو سکتے تھے جواب شافی دیدیا - اور اُن کی نمائشی دلائل کی تردید کیسی برہان قاطع سے کی !!! ہائے ؟ ہائے ع

ہنر بچشم عداوت بزرگ‌ تر عیب است

تعصب بھی کیا بُری بلا ہے !! بجائے اِس کے کہ مصنف ویدانت درشن کی فضیلت کا سچے دل سے اقرار کیا جاتا آپ اُن پر بیجا اعتراض جڑنے کو موجود ہو گئے۔ مشفق یہ سب شق جو اہم بحث میں پیش کئے جا سکتے تھے - اسطرح دکھلا کر صاف کر دیئے گئے ہیں کہ بس خاتمہ ہی کر دیا - اور اگر کوئی اچھی طرح سمجھ جاوے یا کسی کو اچھی طرح سمجھا دیا جاوے تو شائد بلکہ طبیعت انسانی کے لئے کوئی شیا شق نکالکر اس مسلہ پر بحث کرنا غیر ممکن نہیں تو دشوار ضرور ہو جاوے۔

حفظ مالقدم کی داد تو ندی گئی - الٹے کہنے لگے کہ بدھ مذہب کی تردید جو کہ ویدانت شاستر سے نکلتی ہے - اسلئے یہ بعد میں تصنیف ہوا۔

دیکھو مصنف کتاب کا کمال کہ اپنی عقل خردبین کے ذریعہ سے وہ وہ رموز و دقائق حل کر دیئے کہ ہم اس کتاب کو پڑھکر و سمجھ کر دیگر مذاہب موجودہ و غیر موجودہ دنیا کی تردید کر سکتے ہیں - گویا اُس نے اپنی کمال علمیت سے انسانی طبیعت کا اپنے آئینہ ذہن میں فوٹو کھینچکر پہلے ہی اسکے تمامتر خط و خال ایسی صفائی کیساتھ صفحہ قرطاس پر ظاہر کر دیئے ہیں کہ ہر شخص اس سے آگے اور پیچھے کے لوگوں کی طبیعت کو بخوبی پہچان سکتا ہے اور یہ بات بھی کون کہے کہ ویاس سے پہلے ایسے خیال کسی کے جی میں گذرے ہی نہ تھے - جنہیں بدھ نے ظاہر کیا اور ہمیں تو دنیا میں کوئی نئی بات نظر نہیں آتی تبدیل لباس کے ساتھ ہم تو وہی پہلی صورتیں (بلحاظ حقیقت) دیکھتے ہیں رنگتیں چاہے بدل جاویں حالتیں چاہے پلٹ جاویں -

کیفیتیں پچھ سے کچھ ہوتی رہیں - کمیت کبھی کم و بیش بنتی رہیں - مگر کہیں حقیقتیں بدلتی ہیں - پس بدھ نے جن اصول پر زیادہ زور دیا بھی کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی طرح کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہوں گے اور طبیعت انسانی میں انکا خدشہ گذرتا ہی رہتا ہوگا - پس بیاس بھی اُسی قدرتی قانون کے مسئلہ سے پوری واقفیت حاصل کرکے ایسے مضامین قلمبند کر گئے - جسکی بدولت ہم اُن کے بعد رائج شدہ مذاہب کی تردید پر بھی قادر ہو گئے - ورنہ یہ بھی کوئی بات تھی کہ کسی کے مذہب کے اصول کی تردید کریں - اور اُسکا نام تک نہ بتلادیں یہ نہیں یہ ہمارے آریہ رشیوں کا دستور نہیں وہ برابر دوسروں کی رائے بتلاکر اپنا سدھانت جتلاتے رہے ہیں - اسی ویدانت درشن میں بھی اس کی بہت مثال ملسکتی ہیں - مثلاً ادھیا چہارم کے چوتھے پاد اور پانچویں سوتر میں جیمنی اور چھٹے میں اولومی کی رائے دکھلا کر ساتویں میں اپنا سدھانت لکھ دیا - علےٰ ہذا دسویں میں پراشر اور گیارھویں میں جیمنی کی رائے لکھکر بارھویں میں اپنا سدھانت ظاہر کیا - لیکن یہ سب باتیں تو اُسوقت سوجھتیں جب پنڈت صاحب عقل سے ذرا بھی کام لیتے اور تعصب کو دم بھر کے لئے چھوڑ دیتے - مگر یہ کیوں ہوتا تھا ایسا کرتے تو جھوٹے حوالہ لکھکر عیسائیوں میں ناموری کہاں سے پاتے - آریہ سماج کے مخالفین کو کیا مُنہ دکھلاتے - کیونکہ انکا تو اپنے پولوس رسول کے اس قول پر عمل ہے - کہ" اگر میرے جھوٹھ کے سبب خدا کی سچائی اُس کے جلال کے لئے زیادہ ظاہر ہوئی تو مجھ پر کیوں گنہگار کی طرح حکم ہوتا ہے اور ہم کیوں بُرائی نہ کریں - تاکہ بھلائی نکلے پھر اگر ہماری ناراستی کو ظاہر کرتی ہے تو ہم کیا کہیں (دیکھو رومیوں کا خط باب ۳ آیت ۵ و ۷) حضرت آپنے صرف بیاس کا نام لکھکر ہی دھوکہ نہیں دیا - بلکہ پاتنجلی جی کے نام کی آڑ میں بھی دام فریب بچھایا ہے - مثلاً آپ تحریر فرماتے ہیں کہ" رشی پاتنجلی نے ایک کتاب جسکا نام یوگ درشن ہے لکھی ہے - جسمیں اُس نے پانینی کے ویاکرن (گرامر) کے دوسرے ادھیاء ۲ یا ۴ و ۲۳ سوتر پر شرح کرتے ہوئے کہا کہ" راجہ کو ایسی مجلس قائم کرنی چاہئیں جیسے کہ راجہ چندر گپت نے کیں"- دیکھو لکچر نمبر ۱ صفحہ ۱۵ سطر ۷ سے ۹ تک) واہ ! واہ ! پنڈت جی مہاراج ! واہ ! لو ہم تو آپ کی پنڈتائی کو ہاتھ جوڑتے ہیں آپ کورے پنڈت ہی نہیں بلکہ مورخ بھی پورے ہی ہیں - سچ سچ یہ تو وہی بات ہوئی کہ ۔ چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا ؞ الایا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا - حضرت یوگ درشن تو پاتنجلی جی کی تصنیف ہے - اُسکی شرح ویاس نے لکھی ہے نہ کہ خود مصنف نے اور اُسمیں پانینی کے سوتر کی شرح لکھنا کیسا ؟ یوگ کی کتاب کو ویاکرن کے کسی مسئلہ کی شرح سے کیا مطلب ؟ مگر اب کیا کہیں جو سمجھیں ...... اسی کا قصور ہے ہاں البتہ پانینی کے اسی سوتر پر رشی پاتنجلی جی نے مہابھاشیہ ویاکرن میں پہلے ادھیاء کے پہلے پاد کے ۶۸ سوتر کے ضمن میں اس طرح

۱؎ مثلاً انسان کے جسم میں جو روح ہے - وہ اگر اسی جسم کے برابر ہے تو اگر آواگون کے قاعدہ سے چینٹی کے جسم میں جاوے تو باہر رہیگی اور ہاتھی کے جسم میں جاوے - تو کم رہیگی - اور خوشی گھٹا بڑھا کرتی ہے اور متغیر ہوتی ہے - وہ باقی نہیں کہلاتی - مطلب یہ کہ اگر کہا جاوے جیسے چھوٹے بڑے جسم میں جیو جاتا ہے اُسی جسم کے برابر ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ آخری یعنی مکتی کی حالت میں تو جو اُسکا مقدار ہے اُسے نت مانو مگر اسکی مثال ویسے ہی ہوگی جیسے پہلی دو حالتوں میں - کیونکہ پرمان (مقدار) ناش ہونیکا آتما کا ناش ہوگا - اور اسلئے آخری پرمان نت بھی نہ رہیگا - ۱۲

۱؎ حالانکہ اتہاس تمر ناشک حصہ سوم صفحہ ۳۲ پر راجہ شیو پرشاد صاحب یہ نوٹ دیتے ہیں کہ جب ساکھ منی نے بدھ ہونیکا دعوےٰ کیا - تب یہ بتلایا کہ مجھ سے پہلے چوبیس بدھ اور گذر چکے ہیں -
۲؎ یہ ہیرا ہندوستان کے دکن میں تھا اور مہابھارت کے یودھاؤں میں سے راجہ کرن والی انگ

شرح کی ہے - जित्पर्यायवचनस्यैव सज्ञाद्यर्थम *
जिन्निर्देशः कर्तव्यः ततो वक्तव्यम। पर्यायवचनस्यैव
ग्रहणं भवति। किं प्रयोजनम्। राजाद्यर्थम्। सभा राजा
मनुष्यपूर्वा। इन सभम्। ईश्वर सभम्। तस्यैव न भव
ति। राजसभा। तद्विशेषाणां च न भवति। पुष्पमित्र
सभा ॥

ترجمہ - جب سبھا لفظ کا نش اور راجہ پد کو چھوڑ کر کے اور ساتھ سماس ہو تو ایسی صورت ہوگی جیسی ان سبھم اور ایشور سبھم - لیکن راجہ کیساتھ سمبندھ ہونے سے یہ صورت نہیں ہوگی - مثلاً راج سبھا اور جو لفظ ان کی صفت واقعہ ہوتے ہیں وہاں بھی سبھا کو سبھم نہیں ہوتا - مثلاً پشپ متر سبھا (دیکھو مہا بھاش مطبوعہ ۱۸۸۳ء بمبئی صفحہ ۱۷۷ سطر ۱۰) اب بتلایئے کہ چندر گپت کا نام کہاں ہے اور فرمایئے کہ اس جیسی سبھا بنانیکا کہاں حکم ہے - اسموقعہ پر ہم آپکے غلط اعتراض کی وجہ بھی بتلائے بغیر نہیں رہ سکتے - کہ آپ کو یہ وہم باطل کہاں سے ہوا - غور سے سنئے خود اسی مہا بھاش کے طبع کرانیوالے اورینٹل لنگویج دکھن کالج کے پرنسپل مسٹر کے ایل ہارن صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ "پتک میں چندر گپت سبھا یہ پاٹھ بھی ہے - لیکن اس پتک میں مہا بھاش کا مول چھٹے ادھیاء کی آدھی تک ہے - اس پتک کے دو بھاگ ہیں - پہلا تقریباً ۱۲۰ برس کا پرانا ہے - اور دوسرا ۸۰ سے ۱۰۰ برس تک کا ہوگا - پہلا بھاگ ۲ ورق سے ۱۲۰ ورق تک کا ہے اور مول پہلی جلد کے ۱ پاد کے ۱۳ سے لیکر ۱۹۶ صفحہ تک کا ہے - دوسرا ۱۲۱ سے لیکر ۳۹۴ ورق تک کا اور مول پہلی جلد کا ۱۹۶ سطر ۲۰ تک کا یہ پستک سارا کا سارا ہی بے پرواہی سے لکھا ہوا ہے - اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اکثر اسمیں حذف بھی ہیں - دوسرے حصہ میں صفحات ذیل خالی ہیں - ۲۲۶ - ۱ الف ۱ - ۱۸ سے لیکر ۲۲۱ - الف تک اڈیشن پہلا صفحہ ۶۲ ۴ سے لیکر صفحہ ۴۶۴ سطر ۲۶ تک ۶۴ ۲ - الف ۱ - ۲ ۲ سے لیکر ۴۷ ۲ - الف تک اڈیشن دوسرا صفحہ ۱۶ - ۱۲ سے لیکر صفحہ ۱۸ - ۱۰ تک علیٰ ہذا القیاس میں یقین کرتا ہوں کہ دونوں کاپیاں کسی اور کاپی سے نقل کیگئی ہیں - اور وہ اصل کاپی سے محفوظ حالتمیں ہے - جبکہ کاپی نمبر ک کی نقل ہو رہی تھی - بہت کچھ خراب اور معیوب ہوگئی - یہ کشمیر کی کاپی ہے - اس کاپی ک میں بعض اوقات صفحوں کے صفحے چھوڑ دیئے ہیں - دلمیں یاد رکھکر کہ کاپی ک اکثر غلط ہے - پاٹھ کا اختلاف یا بالکل نہ ہونا کسی حالتمیں صرف حادثاً سمجھا جاسکتا، اور ہماری خواہش ہے - کہ انڈیا میں کوئی اور اصل زیادہ مستند مل سکے"

بقیہ حاشیہ - (بہار) کے پاس مسیح سے ۳۰۰۰ برس پہلے موجود تھا - پس ۳۰۰۰ + ۱۸۸۷ = ۴۸۸۷ برس کے ہوتے ہیں) دیکھو تواریخ کوہ نور موجودہ عجائب خانہ لاہور ۵ ایک اور محقق لکھتا ہے - وتا اکنوں کہ ہنگام نوشتن این نامہ ست وسال ہجری بہزار و پنجاہ و پنج رسیدہ از کلجگ چہار ہزار و ہفت صد و چہل و شش رفتہ ۴۷۴۶ + ۴۹ = ۴۴۹۴ - ۹۲۳ - از دبستان مذاہب صفحہ ایک سوا کا دن؟
(یہ حاشیہ ۴۵ دہ متعلق صفحہ ۱۰ ہے)

(دیکھو دیباچہ صفحہ ۹ سے ۱۱ تک) پھر صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ "میں اپنی کتاب کے ۱۷۷ صفحہ کی ۱۰ سطر میں صرف پشپ متر سبھا کو چھاپتا ہوں اور چندر گپت سبھا کو جو پشپ متر سبھا کے بعد دو کاپیوں میں درج ہے نہیں چھاپتا - میری دلیل صرف پشپ متر سبھا کے چھاپنے کی یہ ہے - کہ اصل معتبر کاپیاں جی - ڈی اور ا سے میں جسکا پاٹھ اور سب کاپیوں پر افضل ہے صرف یہی لفظ لکھا ہوا ہے" (دیکھو دوسری جلد کے دیباچہ کا صفحہ ۸ مہا بھاش کے صفحہ ۱۴۰ سے آگے مہا بھاش مطبوعہ بمبئی ۱۸۸۳ء) اصل میں آپ نے کہیں سے سنا سنایا لکھ دیا ہے - کہ یوگ ورشن میں ہے مگر آپکو مہا بھاش لکھنا چاہیئے تھا - جو بھول گیا - یا معلوم نہ تھا - لیکن یہ بات مہا بھاش میں بھی نہیں جیسے کہ کے ایل ہارن صاحب کی تحقیقات سے ظاہر ہے - اور نہ کسی معتبر نسخہ میں موجود ہے - باقی رہا یہ کہ اس مشتبہ کاپی میں کیوں موجود ہے - اسکا یہ جواب ہے کہ اول تو وہ نامکمل دوم مشتبہ سوم غلط ہے اگر لفظ چندر گپت سبھا سدھانت کومدی میں ہے - اور ایسے ہی کتابوں میں بھی - جو بکرماجیت و چندر گپت کے بعد بنی ہیں - پس اس غلط کاپی میں بھی کسی کومدی پاٹھی نے (اداہرن) مثال کثرت استعمال کے بوقت نقل کرنے کے سوا لکھ دی ہو تو عجب نہیں - لیکن اصلمیں ندارد ہے - کیونکہ وہ پستک صدہا برس چندر گپت سے پہلے بنی ہے - علاوہ ازاں لبغرض محال نہ ہو تو اس میں یہ لکھا ہے کہ راجہ چندر گپت جیسی سبھا بنادے اور نہ اس قسم کا کچھ تذکرہ کیا ہے - بھلا قواعد میں ایسے تذکرات کا موقعہ ہی کیا تھا - کیونکہ گرامر میں تمام فرضی نام ہوا کرتے ہیں - فارسی - عربی میں - زید - بکر - عمر - خالد حامد - محمود و بہرام احمد وغیرہ سنسکرت میں دیودت - یگ دت رام چندر گپت وغیرہ اور اسی طرح انگریزی میں بھی کیا آپ اگر کسی کتاب میں ان ناموں سے کوئی نام تمثیلاً بلا کسی تعلق کے مذکور دیکھتے ہونگے - اور اس نام والے کسی شخص کو بھی جانتے ہوں تو ضرور اس کتاب کا زمانہ تصنیف اس شخص کے بعد مان لیتے ہونگے - جیسے کہ ایک احد نام افغان جب قرآن کی یہ آیت قل ہو اللہ احد یعنی کہو اللہ احد ہے سنا کرتا تھا تو کہتا تھا کہ قرآن میں میرا نام آیا ہے - بلکہ اسکا مصنف میری خدائی کا اقرار کرتا ہے اور میری پرستش کی طرف لوگوں کو جھکاتا ہے - حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ قرآن شریف کا یہ مطلب نہیں ہے (دیکھو دبستان مذاہب صفحہ ۳۰۰ مطبوعہ نولکشور سال ۱۸۸۱) سچ ہے آپ ہمارے بیان کو تو سمجھ سکتے ہیں - مگر گھر کے معتبر جوتشی کے بیان کی تردید کس طرح ہو - مرد خدا کہیں تو غلط نویسی سے شرمائے ہوتے بھلا آپنے جو منوسمرتی کو نامعتبر قرار دینے کے لئے لکھ مارا کہ "اسمیں ایک آدمی موسوم بہ ہرن قصب ارشارتاً ذکر ہے - اور منوجی اس آدمی کی بابت یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ اسقدر اونچا تھا کہ اسکی کمر سورج کے برابر پہنچتی تھی اور اسکا باقی جسم اسکے آگے سے نکل جاتا تھا - منوجی کی شہادت اسی قدر لبس ہے (دیکھو صفحہ ۹ سطر ۲۰ و صفحہ ۱۰ سطر ۱ و ۲ لکچر نمبر ۱)

ہم نے تو تمام کتاب منوسمرتی کو دیکھ ڈالا - اس عجیب روائت کا اس میں کہیں پتہ نہ لگا ہاں آپنے کہیں خواب میں دیکھ لیا ہوگا - یا روح القدس نے کوئی امر بتلا دیا ہوگا یا کسی پورانک کی زبان سے سن لیا ہوگا - کہ منوسمرتی میں بھی یہ روایت موجود ہے - طرفہ یہ کہ حوالہ اور سند خورد برد بلے پتے جو

چاہے لکھ مارے۔ اسکی سند نہیں۔ اگر ادھیاء اور شلوک کا پتہ صاف صاف یاد نہیں تھا (اور ہوتا کہاں سے جبکہ کتاب بھر میں یہ روائیت ہی درج نہیں) تو ضبط تحریر میں لانا کیا ضرور تھا۔ مگر آپ تو گویا قسم کھا کر بیٹھے تھے۔ کہ جو کچھ کہیں گے سب بے پتہ اور غلط یا جھوٹھ۔ اچھا اگر وہ نہیں تو یہ جو آپ نے کہا ہے کہ سمرتی میں لکھا ہے کہ "جب پہلے ست جگ کے ۱۰ ہزار برس ختم ہو گئے اور بھادوں کے پندرہ دن گزر گئے۔ تب منوسمرتی دھرم شاستر ختم کیا۔ اور یہ برہما کے حکم سے ہوا" (دیکھو صفحہ ۹ سطر ۱۱ سے ۱۳ تک) اسکا سراغ تو کہیں بتلا دیجئے کہ یہ کس پستک کے کون سے ادھیا کے کون سے شلوک میں لکھا ہے۔ اور وہ پستک کہاں ہے۔ آیا یہی منوسمرتی ہے۔ (جسمیں اسکا نام و نشان نہیں۔ یا اور کوئی ہے۔ جو لنڈن کے سوائے اسجگہ نہیں ملسکتی برائے خدا ضرور بتلائیے تاکہ ہمیں آپ کی صداقت کا کسی طرح اعتبار ہو جائے۔ پنڈت صاحب کو یہ ایک بڑی حیرت ہے۔ کہ "جب منوسنہتا کو لکھے ہوئے بہت دراز عرصہ گذر چکا ہے تو اسمیں ان بادشاہ اور رشیوں کے نام کیونکر ملتے ہیں۔ جنہیں بہت تھوڑا زمانہ گذر چکا ہے۔ کہ زندہ تھے"۔ (دیکھو صفحہ ۹ سطر ۱۴ سے ۱۷ تک۔)

مگر ہم اسکا علاج سردست کیا کریں۔ پنڈت جی کی طبیعت پر بھوت پریت اور جادوگر شعبدہ بازوں کی روایات مندرجہ بائیبل نے وہ اثر جما رکھا ہے کہ عقل سلیم مطلقاً معطل ہو گئی۔ پس کوئی کیسے بتلائے۔ بھلا صرف ناموں کے ملجانے سے کیونکر ثابت ہو گیا۔ کہ یہ لوگ وہی ہیں۔ جو تھوڑے دن ہوئے کہ موجود تھے کیا یہ نتیجہ صحیح ہے کہ یعقوب جسکا بیٹا یوسف مصر میں غلامی سے سرداری پر پہنچا۔ وہی تھا جو مسیح کا شاگرد اور بھائی تھا یا یعقوب کا بیٹا یوسف ہی مسیح کا باپ تھا۔ لاحول ولا قوت کوئی بھی ایسا نتیجہ نکالتا ہے۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ اسوقت جو لوگ رام کرشن وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں۔ وہی شری مہاراج رامچندر جی اور کرشنچندر جی ہیں۔ جنکے کارنامہ مندرجہ رامائن اور مہابھارت مدت العمر سے صفحۂ روزگار پر یادگار ہیں اور رہینگے۔ پس ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ جب ولدیت قومیت سکونت اور زمانہ (کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ چند باتیں بلکہ بعض اوقات سب ملجاویں۔ اور پھر بھی وہ لوگ ایک نہ ہوں) معلوم نہیں صرف ناموں کی یکتا سے ذات بھی ایک کیونکر مانی گئی۔ اور سکندر وغیرہ بادشاہوں کے حالات و تذکرات کی عدم موجودگی تو ان کتابوں کی قدامت کے قیاس پر دال ہے۔ آپ اُن کو بھی عجائبات سے سمجھتے ہیں گویا یہ فرض کرتے ہیں۔ کہ ایک مدت دراز سے ہمارے مورخین و شارعین ایسے انتظام میں مصروف تھے کہ شری مہاراج پنڈت کھڑک سنگھ جی خلاں زمانہ میں پیدا ہو کر فلاں رسالہ تالیف کی کوشش کرینگے ایسا نہ ہو کہ انہیں مواد کافی ملجائے۔

مگر ہم جب سنسکرت کی قدیم سے قدیم اور جدید سے جدید پستکوں کی طرف توجہ کرتے ہیں تو ہمیں ہر ایک دھرم سمبندھی پستک سے ویدوں کا قدیم اور ایشوری گیان ہونا ثابت ہوتا ہے۔

رگوید اور شت پتھ اور منوسمرتی اور ویدانت درشن۔ اور مہابھارتھ کے حوالجات تو خود پادری صاحب نے بھی قلمبند کر دیئے ہیں۔ جن سے ویدوں کا ایشورکرت اور قدیم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۷ سے ۸ تک۔

اب اُن کے علاوہ ہم حوالجات ذیل بھی نظر ناظرین کرتے ہیں کہ وید رامچندر جی سے پہلے موجود تھے۔ اور تمام فضلاء انہیں ایشر کا گیان مانتے تھے۔ اور اُنکی قدامت کے قائل تھے۔ رامائن بالمیک بال کانڈ پہلا سرگ شلوک ۱۴

रक्षिता जीवलोकस्य धर्मस्य परिरक्षिता। वेदवेदाङ्गविश्चैव धनुर्वेदे च निष्ठित:॥ १४ ॥

یعنے رامچندر جی اپنے دھرم اور اپنے دوستوں کی رکھشا کرنیوالے ہیں۔ رگوید۔ یجروید۔ سام وید۔ اتھروید کے تتوگیہ اور دیاکرن وغیرہ کے جاننے والے۔ اور دھنروید جو اُپ وید ہے۔ اُس کے خصوصاً کامل تجربہ کار اور ماہر ہیں۔ پھر رامائن میں ہے۔

इष्टिं तेऽहं करिष्यामि पुत्रीया पुत्रीकारणात्।
अथर्वशिरसि प्रोक्तैर्मन्त्रैः सिद्धां विधानतः॥

یہ ایک یگ کے وقت کا ذکر ہے۔ کہ جسمیں اتھروید کے انوسار منتروں سے ہون کیا گیا۔ آپنے صفحہ ۸ پر وید کی قدامت کے بارے میں منوسنگتا ادھیاء شلوک ۴۳ سے ۵۷ تک اور برہمنوں کا تھے بہتر درج تو کیا ہے مگر صفحہ ۹ و ۱۰ پر اُن کی تردید میں جو دلائل دیئے ہیں۔ اُنہیں سے منو کی نسبت تو تمام اعتراضات کی تردید ہو چکی ہے۔ اور جہاں تک ہم جانتے ہیں کافی و وافی ہے۔

روزنامچہ کی نسبت آپ دلیل فرماتے ہیں کہ وہ برہمنوں کے روزنامچہ کا ثبوت بالکل ہی ہیچ ہے صرف اسلئے کہ یہ ایک مشہور اور مانی ہوئی بات ہے کہ اصلی روزنامچہ تھتی پتر راجہ بھوج کے زمانہ سے چار سو برس پہلے گم ہو گیا تھا۔ یعنی ہندوستان میں بدھ مذہب کے عروج کے زمانہ میں وہ روزنامچہ جو اب برہمنوں کے پاس ہے۔ ذرا سے اعتبار کے لائق بھی نہیں ہے اسکی بڑی جز منوسنگتا سے تالیف کیگئی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ اسمیں آسمانی اور دنیوی چیزوں قدیم زمانہ کے بادشاہوں اور بڑے بڑے آدمیوں کا اور اُن چیزوں کا جو صد ہا سال گزرے کہ واقع ہوئیں بیان ہے۔ مگر بڑی حیرت کی بات ہے کہ سکندر اعظم کا تو کہیں ذکر تک بھی نہیں۔ (دیکھو صفحہ ۱ سطر ۷ سے ۱۲ تک)

افسوس کہ آپنے کہیں دلیل سے کام نہیں لیا۔ اور نہ کبھی ثبوت دیا۔ صاحب

---

۵ یہ بعینہ ایسی بات ہے جیسے کہ رامائن میں شلوک ذیل سے کوئی بکرم آدت کا ہونا استخراج کرے۔ بالمیک رامائن کسکندھا کانڈ سرگ ۸ اشلوک ۔

नयश्च विनयश्चोभौ यस्मिन्सत्यं च सुस्थितम्। विक्रमश्च यथा दृष्टः स राजा देशकालवित्॥

یہ تعریف راجہ بالی کے پاس رامچندر جی نے راجہ بھرت کی کی ہے۔ جو اُسوقت راج سنگاسن پر براجمان تھے۔

اسمیں بکرم لفظ موجود ہے لیکن معنے اُسکے اتساہ کے ہیں نہ کہ راجہ بکرماجیت کے۔

پس ہمارے پادری صاحب بھی اسی طرح تاویلات سے کام چلاتے ہیں۔

وہ مانی ہوئی اور مشہور بات ہم نے تو آج تک سنی نہیں اور نہ کسی سنسکرت کی مستند پستک میں مندرج ہے۔ اور نہ کسی آریہ پنڈت کی مسلم ہے۔ جس طرح کوئی عادل حاکم جب تک کسی کی بھی غلطی ثابت نہ کرے جھوٹا نہیں کہہ سکتا۔ اُسی طرح آپ بھی صرف بالکل پوچ کہدینے سے مدلل نہیں کہلاتے اگر کوئی دلیل ہے تو لاؤ۔ ورنہ مانی بات کو من میں ہی رکھو ظاہر نہ کرنا۔ ورنہ آسمانی من والے کا نقشہ ہوگا۔ کس آرش گرنتھ میں لکھا ہے کہ وہ راجہ بھوج کے وقت سے چار سو برس پہلے گم ہوگیا تھا۔ (حالانکہ اب تک موجود ہے) ہاں اگر صرف بدھ کے کہنے سے اعتبار کے لائق نہیں ہے تو یہودیوں کے کہنے سے مسیح کا ہونا بھی ثابت نہیں ہے۔ اور نہ ہیرڈوس بادشاہ کے روزنامچہ میں درج ہے۔ پس اسکا ماننا محض بے ثبوت اور بالکل لچر ہے مگر برہمنوں کا روزنامچہ تمام آریہ ورت میں نہایت حفاظت وصحت سے آج تک موجود ہے۔ اور تمام فضلا اس بارہ میں متفق ہیں۔ یہ کہنا آپ کا کہ اسکی بڑی جز منوسنگتا سے تالیف کیگئی ہے۔ اسکا بھی اگرچہ آپنے کوئی ثبوت نہیں دیا۔ (حالانکہ ہم بلا ثبوت نہیں مانتے) مگر ہم کہتے ہیں کہ اگر منوسنگتا سے تالیف ہے تو کبھی ہرج کیا ہے۔ حالانکہ جوتش شاستر علیحدہ موجود ہے۔ اور اسی گنت ودیا پر اسکا تمام انحصار ہے آپ کو اس کے نہ ماننے سے بائبل میں ۴۰۰۰ سال مسیح سے پہلے کے روک ہو رہے ہیں ورنہ آجکل کے علم جیالوجی (جو درحقیقت ایک بہت پرانا علم ہے۔ جسے سنسکرت میں بھوگربھ ودیا کہتے ہیں۔ اور جس کی بابت آریہ لوگ سب سے پہلے اعلےٰ تحقیقاتیں کرچکے ہیں) سے بھی طبقہ زمین کا بہت پرانا ثابت ہو رہا ہے اور ابھی تحقیقات درپیش ہے۔

سر ولیم میور صاحب بہادر ایجنٹ ہاردتی نے پنڈت ہرسچندر شاستری دہلوی کو مقام پونہ سے دو کوس پر بہت پرانے قصبہ سورتھ یا ستور میں اُنکی تحریر اوتار لانے کے واسطے حکم دیا وہاں بہت سے پتھر ہزار ہا برس کے پرانے لکھے ہوئے اور زمین میں گڑھے ہوئے موجود ہیں ہرسچندر جی کہتے ہیں کہ میں وہاں گیا اور بہت سے پتھروں کی تحریر اوتاری اور مارکنڈے رشی کا بھی اُس مقام سے قریب تین کوس کے فاصلہ پر مکان ہے۔ وہاں آدمی نہیں جا سکتا۔ شیر وغیرہ درندہ جانور کثرت سے ہیں۔ اور ایک پتھر پر لکھا ہوا راجہ یدھشٹر کے ساتھ کا ندی کے سیدھ ہوں مس بڑے بڑے گھیرے حرفوں کا ملا اُسمیں فقط دو سطر سالم تحریر ہیں باقی حروف سب بگڑے ہوئے ہیں۔ اُن سطروں کی تحریر سے (موجودہ) سن وساکھا معلوم ہوتا ہے" (دیکھو رسالہ دہلی سوسائٹی جلد ایک نمبر ۲ بابت سال ۱۸۷۲ء صفحہ ۲۸ و ۲۹)۔

سلہ جیالوجی وہ علم ہے جس سے طبقات زمین کے اسرار اور اسکے اجزا کی حقیقت اور جو تغیرات ابتدا سے اب تک اُسپر واقع ہوئے ہیں یا آئندہ واقع ہوں اُنکی کیفیت معلوم ہو اور اُس کے طبقات میں جو ذخیرے ودیعت کئے گئے ہیں اُن کے ٹھکانے دریافت کرنیکے طریق بغیر امداد کسی اور علم کے منکشف ہو جائیں۔ الغرض یہ وہ علم ہے جس سے پہاڑوں اور کانوں اور سنگلاخ زمینوں کا حال بغیر واسطہ کسی اور علم کے معلوم ہوتا ہے۔ آفرینش زمین کے باب میں ایک مدت دراز سے چہان بین ہوتی چلی آتی ہے اور سب سے پہلے اسباب میں ہندیوں اور کلدانیوں اور مصریوں اور عبرانیوں نے گفتگو کی ہے۔ اسکے بعد یونانیوں نے اسکی بحث شروع کی (رسالہ باغبان پنجاب بابت ماہ دسمبر ۱۸۸۶ء)۔

غرضیکہ جہاں تک تحقیقات زیادہ ہوتی ہے سچائی کیطرف لوگ متوجہ ہوتے جاتے ہیں اور ایک دن آنیوالا ہے کہ تمام دنیا میں بشمول سابق وید دھرم کا زیادہ پرچار ہوگا۔

آپنے صفحہ ۱۶ کی سطر ۳ میں لکھا ہے کہ "مثلاً یجروید کے تیتر اصفحہ ۶۵ ۳ منتر ۲۲ میں یہ لکھا ہے۔ کہ میں اُن رشیوں کو دھنباد دیتا ہوں جنہوں نے ویدوں کو بنایا"۔

ہم نے غور کی کہ یجروید کی تیتریا کون ہے کیونکہ برہمن تو اسکا شت پتھ ہی خیر تلاش کرتے کرتے تیترئی اُپنیشد کی سکھشا کے پرتھم ادھیا ۱۱ انوواک ۱۱ کیطرف آپ کا اشارہ معلوم ہوا جسکو تحقیق حق کیواسطے بجنسہ نقل کرتا ہوں۔

تیتری اُپنشد شکشا کے ادھیا ۱ انواک ۱۱۔

ये तत्र ब्राह्मणाः सम्मर्शिनः । युक्ता आयुक्ताः । अलूक्षा धर्मकामाः स्युः यथा ते तत्र वर्तेरन् । तथा तत्र वर्तेथाः । अथाभ्याख्यातेषु । ये तत्र ब्राह्मणाः सम्मर्शिनः । युक्ता आयुक्ताः अलूक्षा धर्मकामाः स्युः । यथा ते तेषु वर्तेरन् । तथा तेषु वर्तेथाः । एष आदेशः । एष उपदेशः । एषा वेदोपनिषत् । एतदनुशासनम् । एवमुपासितव्यम् । एवमु चैतदुपास्यम् । ४ ॥ स्वाध्यायप्रवचनाभ्यां न प्रमदितव्यम् । तानि त्वयोपास्यानि विचिकित्सा वा स्यात् । तेषु वर्तेरन् । समंच ॥

ایضاً انواک ۵

महइति ब्रह्म । ब्रह्मणा वाव सर्वे वेदा महीयन्ते ।

اسمیں گورو (آچاریہ) شش (شاگرد) کو اُپدیش کرتا ہے

ترجمہ۔ جو اُن میں سمدرشی۔ پکش پات (ہٹ دھرم) سے رہت۔ یوگی ایوگی۔ اروکھیت (حلیم الطبع) اور دھرم کی کامنا (خواہش) کرنیوالے دھرماتما جن ہوں جیسے وے دھرم مارگ میں برتیں یعنی کارروائی کریں۔ ویسے تو بھی برتنا یعنی عملدرآمد کیا کر۔ یہی ادیش۔ آگیا۔ یہی اُپدیش یہی وید کے اُپنشد۔ اور یہی شکشا (ہدایت) ہے۔ اسی پرکار برتنا اور اپنا چال چلن سُدھارنا چاہئے۔ وید کے پڑھنے اور برہم چریہ کے کرنے میں آلس نہ کرنا چاہئے۔ ہم وہی سچھے برتاؤ میں لانی چاہئے۔ اور اُن میں زیادہ جاننے کی اچھیا کرنی چاہئے یہ بات (اوپدیش) ہیں۔

اب ناظرین اس ترجمہ در اصل واک (اوپدیش) کو غور سے دیکھیں اور بچاریں ساتھ ہی پادری صاحب کے اعتراض کو بخوبی مطالعہ کر کے بعد مقابلہ کے ست اور اسست کو نتاریں کیا اسمیں کہیں بھی آپ کے دعوے کا نشان وگمان ہے۔ پھر اس آپ کے دعوے کی تردید بھی اسی اُپنشد میں موجود ہے چنانچہ ترجمہ "مہ نام برہم کا ہے اور سب (چاروں) وید برہم سے ہی پرکاشت ہوتے ہیں دیکھو تیتریئی صفحہ ۷۸ واک ۱۲۔

آپنے صفحہ ۱۴ پر لکھا ہے "کہ ویدوں میں سب سے قدیمی رگوید ہے اور تین اُس سے پیچھے ہوئے ہیں۔ اسلئے اب ہم رگوید کی قدامت پر خیال کرتے

ہیں - اس وید کا پہلا منتر وشوامتر کی بیٹی مدہوشندا کی تصنیف ہے - اور آخری منتر ایک رشی بنام اگ مرگین کا بنایا ہوا ہے - پھر آپ صفحہ ۱۵ کی سطر ۱۳ میں لکھتے ہیں - اب رگوید کے آخری حصہ میں پراشر کے منتر ہیں کیونکہ پہلے نے شروع کا منتر اور پچھلے نے اخیر کا منتر لکھا ہے درمیانی حصہ بہت سے مختلف رشیونکی تصنیف ہے - ہم ضمیمہ میں اسکا نام اور ویدوں کے اُن منتروں کی فہرست دینگے - جو اُنہوں نے بنائی ہیں تاکہ کسی کو اسمیں شک وشبہ نہ رہے'' صفحہ ۱۴ سطر ۸ سے ۱۴ تک -

تردید - اگرچہ اور بھی ثبوت بہت ہیں - مگر ہم اختصار پر نظر رکھکر صرف وشوامتر اور پراشر کی شہادتیں اس بارہ میں نقل کرتے ہیں - کہ وید اُن سے پہلے ہیں اور ایشور کرت کسی انسان کے بنائے نہیں اُنہوں نے پڑھے ہیں - دیکھو پراشر سمرتی ادھیاء اول شلوک ۳ و ۲۰ و ۲۹ و ۴۴ و ۶۶ و ادھیاء سوم شلوک ۵ و ۶ و ۲۳ میں - ادھیاء ۵ شلوک ۳ و ادھیاء ۶ شلوک ۶۹ و ۷۰ و ۱۷ - ادھیاء ۷ شلوک ۳۸ و ۳۹ و ادھیاء ۸ شلوک ۲ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۹ و ۳۶ و ۳۸ میں کیا عمدہ طور سے ویدوں کو ایشر کرت اور رشیوں کو اُن کا حال بتلایا ہے -

اسی طرح بالمیکی رامائن اوتر کانڈ سرگ ۱ شلوک ۶ و ۸ و ۱۵ - رامائن اوتر کانڈ سرگ ۲ شلوک ۷ و ۱۳ -

رامائن اُتر کانڈ سرگ ۱۰۵ شلوک ۲ و ۳ - رامائن اوتر کانڈ سرگ ۴ شلوک ۷ میں بالمیک جی وشوامتر بششٹ وغیرہ کی نسبت صاف درج کرتے ہیں کہ اُنہوں نے وید پڑھے - وہ ویدوں کے فاضل ہیں - چاروں وید یا تینوں وید اُنکی برزبان ہیں - وید انگوں یعنے (گرامر نگھنٹو جوتش نروکت وغیرہ) کے بھی عالم ہیں -

वसिष्ठः कश्यपोऽत्रिर्वि- श्वामित्रः सगौतमः जमदग्निर्भरद्वाजस्सप्तैते कापसात्तमाः वेदवेदाङ्गविद्वांसो नानाशास्त्रविशारदाः ह्यगस्त्यप्रो वाच महात्मागस्त्यो मुनिसत्तमः ॥ ८ ॥ महर्षयो वेदविदः ॥ १५ ॥ सा तु वेदश्रुतिं श्रुत्वा १७ ॥ यस्मात्तु विश्रुतो वेदः ॥ ३१ ॥ श्रीमत्र्यम्बकवेदस्य ७ ॥ इति बलस्य महर्षयोऽत्र- मन्नाया रूपत्वाच्चतुर्वेदमुखाब्ज ॥ ३ ॥

ترجمہ - نمبر ۶ بششٹ - کشپ - ایتری - وشوامتر - گوتم - جمدگنی - بھردواج یہ ساتوں رشی نمبر ۸ ویدوں اور وید انگوں کے فاضل دیگر شاستروں کے عالم اگست - سرلشیٹ منی نے دروازہ میں سخت آدمی کو کہا - نمبر ۱۵ - مہرشی لوگ ویدوں کے ماہر نمبر ۱۷ وہ ویدونکی شرتیاں سنکر - نمبر ۳۱ جس سے اچھی طرح وید سنا گیا - نمبر ۷ میں ویدونکے تین منتر - نمبر ۳ بل مہرشی کا بیان کہ وہ چار ویدوں کا حافظ تھا - وغیرہ -

صفحہ ۱۷ سے ۲۲ تک آپنے فہرست لکھی ہے - مگر مول ویدوں میں اُنمیں سے کسی کا نام نہیں لکھا ہے - بلکہ کسی انسان کا بھی نام نہیں - یہ رشی نہ تو مصنف تھے اور نہ مولف - بلکہ صرف محشی گذرے ہیں اور حاشیہ پر اُن کا نام بھاش کرنے کے وقت آریہ فاضل لکھدیا کرتے ہیں مگر مول ویدوں میں کسی کا نام ونشان نہیں ہے اور وہ خود مثل ہمارے ویدوں کے پیرو گزرے ہیں - نہ کہ معاذ اللہ مصنف - پس یہ تو ہم مانتے ہیں کہ یہ ویدوں کے محشی ہیں اور رشی

کے معنے بھی یہی ہیں اور کسی سنسکرت کے مستند گرنتھ میں کبھی اس آپکے دعوے کا نام ونشان نہیں اور نہ آج تک سوائے آپ کے اعتراض کے کسی کو گمان بھی ہوا - بلکہ جنکو آپ بدنام کرتے ہیں - وہ تو خود ویدوں کو ایشر کا گیان مانتے ہیں - پس یہ اعتراض کسی طرح لائق توجہ نہیں اور سراسر بے بنیاد ہے -

پھر آپ فرماتے ہیں - ''پس ہم دیکھتے ہیں کہ پاتنجلی اپنے یوگ درشن میں راجہ چندر گپت کا ذکر کرتا ہے - اور پھر بیاس جی اس کتاب پر تفسیر لکھتے ہیں - اسلئے اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے - کہ بیاس جی بدھ جی اور راجہ چندر گپت کے زمانہ کے بعد ہوئے'' (دیکھو صفحہ ۱۱ سطر ۱۰ سے ۱۲ تک -)

ہم نے بپاس خاطر جناب تمام یوگ درشن معہ بیاس کرت بھاشیہ کے مطالعہ کیا - کہیں بھی چندر گپت کا نام درج نہ پایا گیا - پس سوائے اسکے جناب کو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے - کہ آپنے راستی پر الزام لگانے کے واسطے (خیال باطل کے) صریح دروغگوئی کی - پرمیشور کرے کہ آپ راستی کیطرف متوجہ ہوں سچ کو حاصل کریں تاکہ انسانی زیست کو ایسی باتوں سے کلنکت نہ کریں - مجھے غالب یقین ہے کہ جس طرح بائیبل والا خدا دنیا پر طوفان بھیجکر پچھتایا اور دلگیر ہوا اور اقرار کیا - کہ میں آئندہ ایسا کام نہ کرونگا - (پیدائیش باب ۸ آیت ۲۱ و ۲۲ و باب ۹ آیت ۱۱ سے ۱۷ تک)

زمین پر انسان پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا اور کہا - کہ میں اُن کے بنانے سے پچھتاتا ہوں - (پیدائیش باب ۶ آیت ۶ سے ۸ تک) اور اسی طرح آپ کو ان غلط اعتراضوں سے نہایت دلگیر ہونا پچھتانا پشیمان ہونا پڑیگا - اور اگر تعصبانہ غیرت نے تقاضا کیا تو اس دعاوی کے اخراج کے واسطے خود درخواست کرنی پڑیگی) کیونکہ راستی کا آپ کے پاس کچھ بھی ثبوت نہ نکلا -

تحقیقات } اب ہم اپنی تحقیقات کے مطابق فاضل مورخوں کی شہادت سے دنیا کا (۴۰۰۴ + ۱۸۸۷) ۵۸۹۱ سال سے پہلے انسانوں کی آبادی سے آباد ہونا ثابت کرتے ہیں - جو ویدک حکماء کی تحقیقات کے عین مطابق ہے -

۳۰۰۰ ڈاکٹر ڈبلیو ہنٹر صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ تین ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ برہمنوں نے سال شمسی کا حساب کسی قدر صحیح پڑتالا اور اُسکو تین سو ساٹھ دن میں تقسیم کیا - اور ہر پانچ سال کے عرصہ کے بعد ایک لوند کا مہینہ زیادہ کیا - تاکہ فی سال ۵ ۱/۴ چھٹکل دن کا حساب صحیح بیٹھ جاوے - برہمن چاند کی ہیتوں اور ستارونکی گردشوں اور منطقۃ البروج سے واقف تھے اور قبل یونانیوں کے ہند میں آنے کے یعنی عیسیٰ سے ۳۲۷ سال پیشتر علم ہیئت میں بہت ترقی کی تھی (دیکھو تاریخ ہند صفحہ ۸۵ سال ۸۴)

۴۰۰۰ - لپ سی ایس کے بیان کے مطابق مصری بارھویں خاندان کا خاتمہ ۴۰۰۰ برس گزرے کہ ہوگیا''

۴۹۷۶ - دو ہزار اُناسی مسیح سے پہلے بہت قدیم بادشاہت سین کی تھی - جکو یوسیس مورخ نے ۱۳۱۳ میں اول اولمپیڈ سے پہلے قرار دیا ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ سلطنت ہزار برس تک رہی (۲۰۸۹ + ۱۸۸۷ + ۱۰۰۰ = ۴۹۷۶) دیکھو تاریخ یونان صفحہ ۱۸ و ۱۹ ۱۸۶۵ء)

۴۰۰۰ - در تواریخ ایشاں نوشتہ کہ پیش از چہار ہزار سال بسیار علمائے نیک وشائستہ

...ے ایشاں بجامی آوردند - (تاریخ چین فارسی صفحہ ۸۶)

۴۵۲۳ م - در تواریخ چین مسطور ست کہ صفت و عمل ابریشم دو ہزار و شش صد و سی و شش سال قبل از تولد عیسی در چین متعارف بود (۲۶۳۶ + ۱۸۸۷ = ۴۵۲۳) (تاریخ چین فارسی مولفہ پادری ایکسو من صاحب کلکتہ سال ۱۸۶۴ صفحہ ۳۰۴)

۴۹۳۰ م - ذکر محمود و فتح سومنات - دراں اثنا چشم او بر بتخانہ چند افتاد کہ باعتقاد ہنود از تواریخ عمارت آنہا چہار ہزار سال گزشتہ بود (تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۰)۔ (۴۰۰۰ + ۹۳۰ = ۴۹۳۰)۔

۴۵۰۰ م - لنڈن میں مصری تیسرے خاندان کے بُت موجود ہیں جو ۴۳۰۰ سے زیادہ قدیم ہیں جس طوفان نوح کا سن ملتا ہے - جنکا سال مرحوم بیرن بنس صاحب بہادر وغیرہ فضلا ۴۵۰۰ سال بتلاتے ہیں"۔

۵۳۱۳ - مصری جو کتھے خاندان میں کبھی بینار قبریں اور بُت بیشمار تھے اور لیپ سی ایس کے بیان کے بموجب یہ خاندان مسیح سے ۳۴۲۶ سال پیشتر یا آج کی تاریخ سے ۳۴۲۶ + ۱۸۸۷ = ۵۳۱۳ سال گزرے - کہ شروع ہوا تھا۔

۵۰۰۰ - ایک فاضل اور مشہور مورخ فرماتا ہے کہ ہم کو قدیمی مصر کے بُت میں بے انتہا ثبوت ملسکتا ہے - جو کہ پانچویں خاندان کی ایک قبر سے نکالے گئے ہیں - یہ بت ۵۰۰۰ برس کے پُرانے ہیں اور زمانہ حال کے **فیلاہ** (کسانوں) کے بالکل مشابہ ہے ریتی سے اُس بُت کی رنگت کو قائم رکھا ہے - جو اپنی تصویر جیسے خوبصورتی سے اپنے بننے سے پہلے اس فن کی ترقی کا زمانہ قائم کرتا ہے - یہ طوفان نوح کے زمانہ سے پہلے کا ہے اور ہمکو اُس زمانہ کا حال بتلاتا ہے - (دیکھو مسٹر بلیٹن صاحب کی آئی کنوگر یعنی انگریزی ۱۱۱)

۶۰۰۰ - کالش صاحب بہادر (نوح کے طوفان کی نسبت) اسطرح بیان کرتے ہیں کہ علم جیالوجی سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ ہزار برس سے اب تک کل طوفان کا ہونا ناممکن ہے"۔

۱۱۵۹۱ - کرنیل الکاٹ صاحب فرماتے ہیں "بائیبل کے لکھے جانے یہود ول کی جاتی اُتپن ہونے بیبن کی بنیاد پڑنے مصر کے سمادھی ستھان اور مہا ستھم یعنی عالیشان بینار کے بننے بلکہ اُس سمت سے ۵۷۰۰ سال پہلے (جسکو عیسائی لوگ سرشٹی کا آغاز بتلاتے ہیں) آریہ قوم اعلےٰ ترقی و تہذیب پر تھی - اور اپنی بھاشا اور ویاکرن کو ایسا سدھارے ہوئے تھی - کہ اُنکی مانند آج تک ایسا کوئی نہیں ہے - اگر میری بات کا پرمان مانا جائے - تو میں یہ پرشن کر سکتا ہوں کہ دنیا کی تواریخ میں کون وقت مصر کا دیش بسنے اور مینا کے راج کی بنیاد کا (جو کہ بالاتفاق تمام مورخین کے مصر کا بنیاد ڈالنے والا کہا جاتا ہے) مقرر ہو سکتا ہے - وے گرنتھ کرتا تک کبھی جنہوں نے اول اس ودیا کا کھوج کیا ہے مینا سے لیکر پچھلے فرعون تک منیتھوں کے راج ونش کا ٹھیک وقت بتانے میں دوبدھا کرتے ہیں - جو لوگ اس تواریخی معاملہ میں بہت زیادہ واقفکار ہیں وہ لکھتے ہیں کہ وہ راج ونش مصر میں مسیح سے ۵ و ۶ ہزار برس پہلے راج کرتا ہے اس سے آگے پچھم والوں کی بدھی کام نہیں کرتی - مصر دیش تہذیب و ترقی میں اتنا بڑھا ہوا تھا کہ رنن مورخ لکھتا ہے کہ اُس کے (مصر کے) زمانہ ترقی کی تلاش کرنے میں سر پھرا جاتا ہے" - اور برگس مورخ لکھتا ہے - کہ "وہ سرشٹی کے ست یگ تریتا آدی یگوں کے وقتوں کا بسا ہوا ہے"۔

جب یہ بات ہے تو ہمیں صاف طور پر تسلیم کرنا چاہیے کہ جو وقت مصر کے بسنے کا زمانہ حال کے مورخوں نے لکھا ہے - اصلمیں وہ ٹھیک ہے - کیونکہ کسی کو اُس کے ٹھیک وقت کا اندازہ کرنے کی سامرتھ نہیں ہوتی - اِسمیں کسی امر کا اعتراض نہیں - کہ مصر دیش کی تہذیب و تعلیم سب سے پراچین (پورانی) ہے اور ثبوت ملتے ہیں - کہ ۸۰۰۰ ہزار سال گذرے تب مصر دیش انتظام - دھرم - قانون - راج نیتی - ریتی - رسوم بیوہار وغیرہ میں اچھی طرح ترقی کیئے ہوئے تھا - اب یہ سوال ہو سکتا ہے کہ کیونکر آریہ ورت مصر سے پراچین نہیں کہا جا سکتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ دراصل آریہ ورت مصر سے بہت قدیم ہے - میرا یہ کہنا اول جھوٹھ معلوم ہو گا - لیکن اسکا صرف سبب یہ ہے - کہ ۸۰۰۰ برس سے اس پن بھومی (مقدس زمین) کا کچھ اتہاس نہیں جانا گیا ہے - اس سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ پشچم دیش والوں کو نہیں جانا گیا - کیونکہ برہمنوں میں ہمیشہ سے علیحدہ **کال نروپن** ودیا چلی آئی ہے - کوئی آج تک لائق اعتبار پرمانوں سے یہ ثبوت نہیں کر سکتا کہ اُنکی کال نروپن ودیا غلط ہے موجودہ وقت سے پہلے یوروپ والوں کو بھارت ورش کی بابت کچھ گیان نہ تھا - الغرض اس سے یہ نتیجے معلوم ہوتا ہے کہ ۸۰۰۰ ہزار برس سے زیادہ گزرے کہ آریہ ورت سے کچھ لوگوں کے جھنڈ (گروہ) اپنا ملک چھوڑ کر اُس ملک (مصر) میں جا کر بسے جسکو اب مصر کہتے ہیں۔

مورخ برکس صاحب جو مصر کے تاریخ نویسوں میں سے سب سے زیادہ معتبر ہے اور بہت پرانے حالات کا جاننے والا ہے وہ لکھتا ہے کہ "پراچین مصری لوگ یعنی قدیم مصریوں کی پہلی پیدائش (آدی اُتپتی) **آریہ ورت دیش** ہی ہے" کاکیشن ونش کی یہ شاخ جسکو انڈو جرمنک ونش والوں سے بہت تعلق ہے ایشیا کے مہادیپ سے آکر سویز کی ڈمرو مدھ کے پار اُتر کر نیل دریائے کے کنارے بسے یہ سفر اُسوقت ہوا جسکا کچھ پتہ یا نشان سنسار کی تواریخوں میں نہیں ہے - تب تک کوئی تواریخ لکھی ہی نہیں گئی تھی۔

مصریوں کی تواریخ سے ظاہر ہے کہ وے سپنت نامی ایک (پوتر بھومی المقدس زمین) سے آئے جو کہ اب معلوم ہوا ہے کہ ہند کے مہاساگر کے کنارے کہیں ہے اُس دیش کو وہ اپنے دیوتاؤں کی پورانی جگہ بتلاتے ہیں آدی ستھان کو پراچین مصر والے پان ٹرا (پوتر) کہتے تھے اب سدھ ہو گیا ہے کہ وہ مینا پربت کی پوتر بھومی نہیں ہے - دار لبحری ستھان میں رانی ہتشاپ کی سمادھی کے پتروں اور چھنہ لکھت لیکھوں کے پڑھنے سے ظاہر ہے کہ وہ مقدس زمین بھارت ورشش ہے۔

بہت عرصہ تک مصری لوگ اپنی پراچین بھومی سے بیوپار کرتے رہے اُن تحریروں میں بہت راجاؤں اور پھولوں پھلوں اور سدھس اور بیش قیمت لکڑیوں کا نام لکھا ہے جو صرف آریہ ورت کے سوا اور کہیں نہیں ہوتی ہیں - اس سے ثابت ہوا کہ مصر سے بہت (پراچین) قدیم آریہ ورت ہے اور آریہ ورت سے ہی سب گن ودیا مصر میں گئی - بہت جگہ ہند گدیب کا نام آیا ہے جو پُرانے زمانہ میں ہند کا ہی ایک ٹکڑا تھا" (کتاب بقتہ ترکانی فرشتہ انگریزی)

صفحہ ۶ ، سے ۱۸ تک مطبوعہ سال ۱۸۸۳ء مدراس)

۱۲۰۰۰-سر چارلس لائل صاحب بہادر کی رائے کے موافق ۱۲۰۰۰ ہزار سال کے اندر اٹنا کے جنگلی منطقہ پر کوئی غارت گر طوفان واقعہ نہیں ہوا۔ (جیسا کہ بقول بائیبل کے نوح کا) اور آور آدرنی کے کوہ آتش فشاں کی مخروطی ساختیں جنکی راکھ میں معدوم جانوروں کی استخوان ہیں جو کہ کوہ اٹنا جیسے کامل حد ظاہر کرتے ہیں اور بھی اس سے پہلے کی ہیں۔

۱۲۳۱۴-مصر کے لئے ایک ایسی قدامت کا بیان کرنا زمانہ حال کا مسئلہ نہیں ہیں بلکہ نامور مشہور یونان کا حکیم افلاطون جو مسیح سے ۴۲۷ سال پہلے گذرا ہے اپنے عہد میں باشندگان مصر کا حال اسطرح بیان کرتا ہے۔ کہ مصر میں مصوری و سنگ تراشی عرصہ دس ہزار سال گزرے کہ عمدہ رونق پر تھی"۔ (۱۰۰۰۰ + ۴۲۷ + ۱۸۸۷ = ۱۲۳۱۴)

۱۸۰۰۰ **فوہی** کے بعد بعض مورخوں کا بیان ہے کہ ۱۵ ص باد شاہ تخت نشین ہوئے اور زمانہ سب کی ریاستونکا قریب ۱۸۰۰۰ ہزار سال کے تھا۔ (تاریخ چین جلد دوم کلکتہ صفحہ ۱۱ ۱۸۵۲ء)

۲۲۰۰۰-اس مسئلہ کی تشریح (کہ حضرت آدم سے بہت مدت پہلے انسان کا کھوج لگایا جاسکتا ہے) کے واسطے ہم اپنے ناظرین کو مرحوم بیرن بنس صاحب بہادر کی **کرونالاجی** کا حوالہ دیتے ہیں صاحب موصوف انسان کی ہستی دنیا میں قبل از بائیس ہزار برس فرض کرنے کے بعد اور نیلوٹک کا امتحان کرنے کے بعد مفصلہ ذیل تاریخیں مقرر کرتا ہے۔

وہ زمانہ جبکہ مصر میں سلطنت جمہوری رہی مسیح سے پہلے دس ہزار برس ۱۰۰۰۰ سال **بائی ٹس** جو کہ پہلا **پریسٹ کنگ** تھا۔ اسکی تخت نشینی مسیح سے نو ہزار پچاسی برس ۹۰۸۵ سال **منتخب** کئے ہوئے باد شاہ مصر میں مسیح سے پہلے سات ہزار دوسو تیس سال **۷۲۳۰** سال **مصر** بالا اور پایاں میں نسلی باد شاہ مسیح سے پہلے پانچ ہزار ایک سو تنتالیس برس **۵۱۴۳** سال (دیکھو ناٹ اینڈ گلڈن صاحب بہادر کی اینڈ وجنس الیستر کا صفحہ ۵۸۷)

۲۷۵۱۷-مین تھان نامی مصر کے مقدس دفتروں کے محافظ اور یونانی فنو(ل) کے نہایت ماہر نے ٹولیمی فلیڈلفس کے عہد میں جو تاریخ لکھی ہے اسمیں درج ہے۔ کہ اول تو دیوتاؤں (یعنی فاضلوں) بعد اسکے دلاوروں نے بیس ہزار سال تک سلسلہ وار مصر میں حکومت کی دلاوروں کے بعد اور آدمی مصر کے حاکم ہوئے۔ جنکی **مین تھان** مورخ نے تیس پشتیں بیان کی ہیں **مرکیوریٹس** کی تحریریں اور تمام قدیم تاریخیں جو مصر کے مندروں کے مقدس دفتروں میں موجود تھیں۔ اس تاریخ کے ماخذ ہیں اگر ان تیس پشتوں کو مسلسل مانا جاوے تو ان سے لیکر سکندر اعظم کے عہد تک پانچہزار تین سو برس کا عرصہ ہوتا ہے علاوہ اسکے اریٹوس تھیبس کی تاریخ میں جسکو ٹولیمی الرجیٹس نے سکندریہ میں بلایا تھا۔ تھیبس کی ۳۸ باد شاہونکی فہرست مسلسل پائی جاتی ہے۔ اور مینس باد شاہ کو تمام مورخ مصر کا پہلا باد شاہ قرار دیتے ہیں اور اسی نے دیوتوں کی پرستش کو رواج دیا۔ اور یگ کی رسمیں جاری کیں۔ (از تواریخ مصر مطبوعہ سال ۱۸۷۰ء صفحہ ۲ ، سے ۵ ، تک)

۳۱۰۰۰-مصر میں حضرت علی نے ایک مکان کو دیکھکر کہا کہ یہ مکان قبل از وجود آدم ۲۵۰۰۰ ہزار سال سے پہلے بنا ہے (۶۰۰۰+۲۵۰۰۰=۳۱۰۰۰) دیکھو تاریخ کشمیر صفحہ ۶ حصہ دوم)

۳۲۰۰۰-ایک فاضل ہیئت دان نہایت فاضلانہ دلائل سے ۳۲۰۰۰ سے دنیا کی پیدائش مانتے تھے تو

یعنے محمدی و عیسائی اور یہودیوں کی تردید ہیں اس علم کی بہت معتبر مستند کتابوں سے تحقیقات کرتے کرتے ۳۲۰۰۰ ہزار سال تک پہنچا کر فرماتا ہے کہ دنیا اس سے بہت ہی قدیم ہے۔ جو لوگ ۶۰۰۰ سال سے مانتے ہیں وہ اگر میری دلائل کی تردید کر دیں۔ تب میں اور زیادہ دلائل اس سے بڑھکر ثبوت کیواسطے پیش کرونگا اس نے ایسے برہان قاطع سے ان جدید مذاہب کے ادعاء باطلہ کی تردید کی ہے۔ کہ بس خاتمہ ہی کر دیا۔ (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ ۱۵ اگست ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۳۸ سے ۲۴۰ تک دسمبر ۱۸۸۱ء صفحہ ۶۲ سے ۶۴ تک و اکتوبر ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۲ سے ۲۴ تک و نومبر ۱۸۸۱ء صفحہ ۴۳ و ۴۵ و دسمبر ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۷ سے ۴۷ تک اور فروری ۱۸۸۱ء صفحہ ۱۲۵ سے ۱۲۷ تک)

۳۴۰۰۰-ماہران علم جیالوجی نے لکھا ہے کہ ہر صدی میں ایک تہ بالو پتھر کیچڑ چونہ کی جمتی ہے زمین کے کھودنے سے اس تہ کے تلے سے انسان کی ہڈی برآمد ہوئی ہے۔ جسکا جمنا ۳۴۰۰۰ ہزار سال سے پیشتر کا باور ہوتا ہے (دیکھو مظہر المضامین صفحہ ۲۲۶)

۴۰۰۰۰-درہمیں ایام خبر رسید۔ کہ مردم قیرات و ناردین کہ از محالک سرحد ہندوستان است قلادہ مسلمانی در گردن نینداختہ اند و سر از طاعت و نقیات و شرع محمدی پیچیدہ بیشتر بت پرست اند۔ سلطان لشکر جمع آوردہ و از قسم درود گرد آہنگر و سنگ تراش جمعے کثیر ہمراہ گرفتہ رو بآں دیار نہاد نخست قصد قیرات کردہ مسخرات ساختہ۔ وظاہرا قیرات جائیست سرد مابین ہند و ترکستان میوہ بسیار دارد۔ وچوں حاکم آنجا اطاعت کردہ مع متوطنان آں دیار اسلام آوردہ و سلطان حاجب علی بن ارسلان جاذب را بہ تسخیر ناردیں فرستاد۔ او رفتہ آنجا را مفتوح گردانید۔ چنانچہ بردہ و اموال بیشمار بدست افتادہ وچوں بت خانہ بزرگ را کہ در آنجا بود شکستند سنگے منقور و منقش از آنجا بیروں آمد کہ باعتقاد ایشاں از بنائے آں چہل ہزار سال شدہ بود۔ سلطان بد انجا رفتہ قلعہ ساخت (دیکھو تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۱ نولکشور مطبوعہ ۱۸۶۵ء سطر ۱۲ سے ۱۷ تک بذکر سلطان محمود۔)

۳۶۰۰۰-نظام بطلیموسی کی بابت کتاب مخزن العلوم میں لکھا ہے کہ "دوم فلک ثواب کہ جمیع کواکب ثابتہ در تحت آں مرکوز اند و آں حرکت میکند از مغرب بمشرق دورہ او بقول قدما درسی و شش ہزار سال تمام کند" دیکھو صفحہ ۱۱۹ ، و ۲۹ مطبوعہ ۱۲۶۷ھ آفتاب ہند)

۱۵۰۰۰۰-قدامت کی بابت صرف ہندو ہی نہیں دم بھرتے۔ بلکہ قدیم فومونیس سے اہیسنی شہر کے باشندے بھی یہی کہتے تھے اور بابل والے قیدہی ڈیڑھ لاکھ برس پیشتر تک اپنی تواریخی وارداتوں کا نشان دیتے تھے۔ چین والے بھی اسی قدامت کا داعیہ کرتے ہیں۔ (دیکھو تواریخ ہند ۱۸۵۲ء کلکتہ صفحہ ۳)

۱۵۸۰۰۰-نیوآیرلینڈ زمین جو کھودایاں چھ سو فٹ گہری ہوئی ہیں۔ اور ریڈک ورکس کے جو کھودایاں ہوئی ہیں۔ اور لوزیانہ کے حصص میں جو امتحانات ہوئے ہیں جہاں پر کہ نیوآئرلینڈز کی نسبت پانی کا گہراؤ زیادہ ہے۔ کم از کم دس عدد سرو کے جنگل جو ایک دوسرے سے آبی پودوں سے منقسم ہیں۔ دریافت ہوئے ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر سمت الراس پر واقعہ ہیں۔ ان سے اور دیگر شہادتوں سے جناب ڈاکٹر بے نٹ ڈولر صاحب بہادر نے یہ انداز کیا ہے کہ اس ڈیلٹا کی عمر کم از کم ۱۵۸۰۰۰- ایک لاکھ اٹھاون ہزار کی ہے۔ اور مذکورہ بالا کھودالیوں میں انسانی ہڈیاں جنگل کی سطح سے نیچے پائی گئی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ **مسی سپی** دریائے کے **ڈیلٹا** میں ۵۷۰۰۰ برس سے زیادہ عرصہ گزرا کہ یہاں

نسل انسانی زندہ تھی (دیکھو کتاب ٹائیس صفحہ ۳۰۶ سے ۳۶۹ تک)

۱۸۵۰۰۰ - یونان کے ایک نامی حکیم بوزاسپ کا بیان ہے کہ ایک لاکھ اسی ہزار قبل از میعاد طوفان نوح ایجاد عالم ہوا" (یعنی ایک لاکھ پچاسی ہزار سال سے دنیا میں انسان آباد ہیں۔ (تاریخ کشمیر صفحہ ۸۳ -)

۱۸۴۹۰۳ - اہل فارس گویند کہ دراں ہنگام ہمگی ستارہ دراول حمل بودند تا اکنوں یک لکھ وہشتاد وچار ہزار و نہ صد وسہ سال گزشتہ (غیاث اللغات ردلیف ت)

۷۰۰۰۰۰ - تاریخ خواجگی میں حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے - کہ حضرت آدم سے پہلے ایکسو آدم پیدا ہو چکے ہیں - اُنکی اولاد و خادم مدتوں دنیا میں رہے (تواریخ کشمیر سال ۸۳ حصہ دوم صفحہ ۸) (۱۰۰×۷۰۰۰ = ۷۰۰۰۰۰ لاکھ سال)

۲۴۰۰۰۰ - علم جیالوجی کے ماہر پروفیسر ڈریپر صاحب کہتے ہیں کہ اسکاٹلینڈ کے پورانے برفانی ڈھیروں میں انسان کی ہڈی معہ ہاتھی کے مفاصل کے (اوبون) ملتی ہیں - جسکی نسبت عمدہ سے عمدہ حساب سے اُنکی موجودگی کا زمانہ دو لاکھ چالیس ہزار سال قائم ہوتا ہے - جو کہ سب سے کم زمانہ انسانی نسل کا ہم قائم کر سکتے ہیں (رسالہ تھیوسافسٹ بابت سال ۷۹ - ماہ اکتوبر صفحہ ۹ کالم ۲)

۳۰۰۰۰۰۰ - جب ہم اُس زمانہ کا حساب لگاتے ہیں - جسمیں زمین کے بڑے بڑے طبقے بنے ہیں - اور اُسمیں جس جس حیوانات اور نباتات کے آثار پائے جاتے ہیں - وہ آگے پیچھے پیدا ہو کر نیست و نابود ہوتے رہتے ہیں - اور پھر اُس زمانہ میں اپنے دورہ کا زمانہ بھی شامل کرتے ہیں تو ہم کو لامحالہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ دنیا کو کم از کم تیس لاکھ برس کا عرصہ گزرا ہوگا (رسالہ باغبان پنجاب صفحہ ۳۲ جنوری ۸۷ء)

۴۰۰۰۰۰۰ - وہ بہت کم شخص ہیں جو کہ اسبات کا دعوے کرتے ہیں کہ کل پیدائش ۶۰۰۰ برس گزرے کہ ہوئی تھی اگر یہ سچ ہو کہ خدا نے سب کو چھ دن میں بنایا اور آدمی کو چھٹے دن تو دنیا آدم سے ۵ دن بڑی ہوئی - یہ بیان کرنا کہ دنیا کو ۶۰۰۰ برس ہوئے بنایا تھا - بالکل لغو ہے جبکہ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ صرف نیبی چٹانوں کے بنانے کے لئے چالیس لاکھ ۴۰۰۰۰۰۰ برس کا عرصہ چاہئے"۔

۱۵۰۰۰۰۰۰ - اور ایک کروڑ پچاس لاکھ برس ۱۵۰۰۰۰۰۰ دنیا کی قدامت کے لئے بطور اوسط بیان کئے گئے ہیں - ہندوستان کے بڑے بڑے دریاؤں کے ڈیلٹے انسان کی قدامت کے لئے بڑے عمدہ ثبوت ہیں - مصر میں دریائے نیل کا ڈیلٹا جو کہ مادے کے اکٹھے ہونے سے ایک بڑی مقدار میں بنگیا ہے - جو کہ اسطرح سے اب تک یہ بھی جاتا ہے اور جمع بھی ہوتا جاتا ہے - پچھلے تین ہزار برس میں ذرا بھی بڑھا ہوا نہیں معلوم ہوتا -

فروز کے زمانہ میں اُس ڈیلٹے پر جیسا کہ اب موجود ہے بڑے بڑے قدیمی شہر بڑی آبادی کے ساتھ آباد تھے جنکی تہذیب کے لئے اُس تاریخ سے اِسقدر زمانہ چاہیئے - جو کہ حضرت نوح کے طوفان کو یا دنیا کی پیدائش کو منسوب کیا گیا ہے"۔ (دیکھو ٹائیپس آف مین کا ینڈ مولفہ مسٹر گلبڈن صاحب بہادر کا ۳۳۵ صفحہ)

۸۸۸۴۰۰۶۰ - تاریخ خطائی سر آغاز از گھیان آفرینش بر سازندہ بزعم ایناں تا امسال ہشت ہزار وہشت صد وہشتاد وچہار دن وشصت سال سپری شد وہر دنی دہ ہزار سال پندارند پائندگی عالم صد ہزار دن بود (۸۸۸۴۰۰۶۰ = ۶۰ + ۸۸۸۴۰۰۰۰ = ۱۰۰۰۰ + ۸۸۸۴) آئین اکبری صفحہ ۲۷۲ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷ء)

ڈاکٹر بے نٹ صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ جو انسانی ہڈیاں سنٹاز کے پاس برازیل کے کنارہ پر اور جھیل لیگو اسنٹا کے کنارہ پر کپتان ایلیٹ صاحب بہادر اور ڈاکٹر لنڈ صاحب بہادر نے پائی ہیں وہ ایک سخت پتھر کے ساتھ مخلوط ہیں - اور سر ایک اُن میں سے پتھر بنگئی ہے - اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ میں مسس پی کے الوویا سے پہلے تھا اور اُن انسانوں کو بھی تاریخ تھی کیونکہ بیشمار نسلیں حیوانی انسان کی امریکہ میں پیدا ہونے سے پہلے معدوم ہو چکی ہیں (دیکھو ٹائپس صفحہ ۳۵۰ سے ۳۵۷ تک -)

مشہور ڈاکٹر ناٹ صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ اتفاقیہ اختلاف یا خصوصیت جو کہ پیدا ہو کر والدین سے بچوں کو لگ جاتی ہیں - اور جس سے کہ نئی نسلیں بنجاتی ہیں - اس وہمی خیال کے بیان کرنے کے لئے بھی ہم کو تھوڑی دیر تامل کرنا چاہیئے - مثلاً افریقہ کے حبشی کسی اور نسل کی شاخ نہیں ہیں - جو کہ رفتہ رفتہ سیاہ ہو گئے اور آب ہوا کی تاثیر سے اخلاقی اور بدنی صورت میں فرق آگیا - بلکہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ انقلاب زمانہ سے اصلی چھوٹے حبشی یا ایسے بہت سے کاکیشن - منگولین یا اور پتلے چمڑے والے والدین سے پیدا ہوئے تھے - اور پھر انقلاب پاکر کل جزیروں کی رنگت بدلدی - اسی طرح امریکہ میں بیشمار اصلی باشندے جو جزیرے میں پائے جاتے ہیں اور جنکی بابت ہم کو یقین ہے کہ ابراہیم کے وقت سے پیشتر ٹیلے بناتے تھے - ایک ایسی نسل کی اولاد ہیں جو اتفاقی اختلاف سے تبدیل ہو گئی - اسی طرح قدیمی چین اور ہندوستان اور اسٹریلیا اور اولیشیا وغیرہ والے تمام طبعی اور عقلی اتفاقی اختلاف کے سبب سے ہیں اور آدم وحوا سے اترے ہیں" کیا انسان کی زود الاعتقادی اس بیان بالا سے زیادہ اور بھی پرے جا سکتی ہے یا انسان کی عقل اس سے زیادہ اور بھی بیہودہ دلیل پیدا کر سکتی ہے"۔ (دیکھو کتاب انڈجینس ریسس آف دی آرتھ کا صفحہ ۴۹۸ سے ۵۰۲ تک)

ایک اور لائق انگریز محقق اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک تو اِس بات کا جواب بائبل سے حاصل ہو سکتا ہے جو ظاہر کرتی ہے کہ آدم و حوا پہلے مرد و عورت تھے جنکو خدا نے بنایا اور مسلمہ نسخہ بائیبل میں اُن کے بنانے کی تاریخ زمانہ حال سے ۶۰۰۰ ہزار برس سے کچھ کم یا زیادہ ہے - دوسری طرف سائینس نہایت واضح دلائل اور پر زور تحقیقاتوں سے ظاہر کرتا ہے کہ انسان دنیا میں بہت بڑے زمانہ سے موجود ہے - اور تصدیق کرتا ہے کہ جہاں تک آدمی کا ہم تاریخی طور پر کھوج لگا سکتے ہیں - اُن کو جدا جدا گروہوں میں پاتے ہیں اور مختلف شکلوں میں - یہاں تک کہ تاریخ سے پہلے زمانہ میں اُنکا پتہ نہیں لگتا - اور ساتھ ہی سائینس یہ بھی بتلاتا ہے کہ مختلف موجودہ قومیں ایک جوڑے سے پیدا نہیں ہوئی ہیں"۔

اہل ہند کے پنڈت جو چار جگ ٹھیراتے ہیں اُنمیں میں موجودہ جگ کا نام کلجگ ہے - اس جگہ کو ہندو کہتے ہیں کہ کئی ہزار سال سے چلا آتا ہے۔

اور چار لاکھ بتیس ہزار تک اور رہیگا - دواپر جگ کے بعد کلجگ آیا - اُن کے حساب کے موافق آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار برس کا تھا اور ترتیا جوکہ دواپر سے پہلے تھا کلجگ اور دواپر دونوں کے برابر تھا - یعنی بارہ لاکھ چھیانوے ہزار برس کا اور ست جگ جوکہ سب سے اول تھا - اسکو کلجگ سے چوگنا بتاتے ہیں - یہ چاروں جگ مل کے ۰۰۰۰۳۲۰ ۴ برس کے برابر ہیں اور شاستروں سے یہ بات بھی دریافت ہوتی ہے کہ ایک کلپ میں ان چاروں جگوں کے کل برسوں کے برابر ایک ہزار زمانے (دور) ہوتے ہیں - ظاہر ہے کہ یہ سب رقوم ستاروں کی گزشتہ حرکتوں سے علاقہ رکھتی ہیں - زمین پر واردالوں سے کچھ نسبت نہیں ہندو مہندسوں نے حساب کیا کہ جب یہ جگ پورے ہوتے ہیں - تب ستارے کسی خاص طور پر ہمقران ہوتے ہیں - اسواسطے اُنہوں نے ان جگوں کو دنیا کی تاریخ ٹھیرایا (دیکھو تواریخ ہند صفحہ ۳۱ و ۳۲ ۱۸۵۲ء کلکتہ)

پھر وہی مورخ لکھتا ہے کہ کل جگ کی جو ہندوؤں نے تعداد لکھی ہے۔ وہ طوفان کے بعد جو اور قومیں بسی ہیں - اُنکی صحیح تاریخوں کے قریب مطابق ہے - اس سبب سے ہم ہندوؤں کے کل جگ کے حساب کو صحیح مان سکتے ہیں - (تاریخ ہند ۱۸۵۲ء کلکتہ باب اصفحہ ۸)

پھر وہی مورخ لکھتا ہے کہ ہندوؤں کی تواریخ کی ابتداء اُسوقت سے ہے جسکا قدامت کے سبب کچھ صحیح حال دریافت نہیں ہو سکتا ہے - اور انتہا جبکہ مسلمانوں نے سندھ دریائے پار ہو کر ہندوستان میں غلبہ پایا - اس سے آٹھ سو برس گزرے ہیں - (تواریخ ہند کلکتہ صفحہ ۱ باب)

ایک اور محقق فرماتے ہیں کہ مصر کا وہ بہت جو طوفان سے پہلے ۵۰۰ سے بھی زیادہ کا ہے ہم کو اُس زمانہ کا صاف حال بتایا ہے - جبکہ اگر بائیبل سچی ہے تو آدم زندہ تھے - مگر تاہم اُس سے بہت پہلے ہم بادشاہوں کو مصر میں طاقتور اور حکومت کرتے ہوئے پاتے ہیں (۵۰۰۰ + ۵۰۰۰ = ۱۰۰۰۰)

قاہرہ کی ایک غار میں مصر کے ہزاروں بادشاہوں کی لاشوں کے صندوق معہ اُنکے کرسی ناموں کے دستیاب ہوئے ہیں - جو قبل از وجود آدم ہو چکے تھے (دیکھو تواریخ کشمیر حصہ دوم صفحہ ۸ ۹۳ء)

اب اسقدر شہادتوں کے بعد ہم اہل علم کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگرچہ ہماری علمی تواریخی کتابیں دست تطاول اسلام وغیرہ سے لاکھوں فی النار ہو چکی ہیں - اور صدہا کتب خانے ہمارے خونریزیوں کے ظلم کی آگ اور ستم کی آندھی نے آریہ ورت کے مختلف شہروں میں جلائے اور برباد کئے - (دیکھو تواریخ ہند مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۱۸ صفحہ ۲۰۲ سال ۱۸۵۲ و تاریخ فرشتہ میں جفا کاروں کے حملے -) مگر اب تک بھی بہت کچھ تلاش سے دستیاب ہو سکتا ہے پرماتما کی کرپا سے اور عرصہ ۱۲ و ۱۴ سال کے شریمان سوامی **دیانند جی** کے ست اوپدیشوں سے آریہ لوگ ست پر دوبارہ قائم ہوئے اور سماجیں روز بروز ترقی پر ہیں - اور دل و جان سے پُرانی کتابوں کی تلاش میں مصروف ہیں - یقین غالب ہے کہ مزید تلاش کر کے عمدہ اور صحیح اور کامل کتابوں سے ایک واضح شرح تواریخ بنا دیں - کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ست وید دکت دھرم کا روز بروز زیادہ پرکاش ہوتا جاتا ہے - اور جہاں تک تحقیقات زیادہ ہوگی راستی کا بڑھکر ظہور ہوگا -

جناب - پادری صاحب ہم نے چند روزہ تحقیقات سے باوجود عدیم الفرصت ہونے کے تقریباً ۹ کروڑ سال تک غیر مذہبوں اور محققوں اور مورخوں اور فاضلوں کی شہادت درج کر دی ہے کہ دنیا اس سے بھی قدیم ہے اور یدھشٹر اور جنگ مہابھارت کی بابت اگر بقیہ نام ولدیت و سال وفات کے راجاؤں کی فہرست دیکھنا چاہو تو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ سال ۸۴ء کے صفحہ ۹۰ سے ۹۴ تک موجود ہے - ملاحظہ کر لو -

ہم اور بھی تحقیقات میں مصروف ہیں - بلکہ آپ کا بھی دھنواد ادا کرتے ہیں جنہوں نے ایک اعتراضی رسالہ لکھکر ہمکو تحقیقات کے واسطے ہمت دلائی -

اگرچہ ہم نے یہ ہر طرح ثابت کر دیا ہے کہ یدھشٹر و بیاس کو ہوئے ۵۰۰۰ سال سے کسی حالت میں کم عرصہ نہیں گزرا اور ساتھ ہی اسبات کی بھی تردید میں کوئی کسر نہیں رکھی کہ دنیا ۵۸۹۱ سال سے نہیں ہے - بلکہ ۹ کروڑ سال سے بھی پہلے کی ہے - ایک آدم و حوا سے ہم کسیطرح نہیں ہیں - بلکہ بہت انسان زن و مرد ابتدا سے میں پرماتما نے پیدا کئے - اور یہی بات تمام فضلاء کی شہادت سے عیاں ہے - ہماری طرف سے زیادہ حاجت بیان نہیں - مسیحی گرجا کی بنیادی اینٹ ایک آدم و حوا اور ۵۸۹۱ سال سے اُن کی پیدائش اور گنہگاری ہے اور اسی پر تمام ملمع کاری اور صلیبی عمارت جاری ہے اگر بنیاد ہی قائم نہیں تو عمارت کا رہنا محال ہے - پس ہر ایک دانا آدمی کو خیال کرنا چاہئے کہ عیسائی دین کا کیا حال ہے اگر ہمیں چندے فرصت رہی تو اس سے زیادہ بلکہ ہزار درجہ بڑھکر لگاتار غلطیوں کا ہم اظہار کرینگے اور سلسلہ وار اُن کی اصلیت آپ کے سامنے کو حتی الوسع ہم مسیحی بھائیوں کی میز پر دھرینگے - اے پرماتما سچائی کا پرکاش کر -

من آنچہ شرط بلاغ ست باتو میگویم ٭ تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

(نفٹ)

اب ہم دوسرے لکچر کیطرف متوجہ ہوتے ہیں -

(لیکھرام آریہ مسافر)

لکچر نمبر ۲ کا جواب

ناظرین یہ پادری صاحب کے لکچر نمبر ۲ کا جواب ہے - جسمیں انہوں نے پرمیشور کے پریم (محبت) کی نسبت بخیال خود ویدوں سے تحقیقات کی ہے جسکو وہ بُرے اور دل دکھانیوالے الفاظ سے شروع کرتے ہیں مثلاً "آریہ نہایت ہی بیہودہ دعوے کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ ان پر انکا ایمان ہے" (صفحہ ۲ سطر ۱۴) "صرف دعوے ہی اُن کے اعتقاد کا تکیہ ہے" (۲-۱۶) آریہ اپنی کتب مقدسہ کی تعلیم کی کچھ پرواہ نہیں کرتے" (۲-۹) "کیا ایسا بے بنیاد مذہب ایک ماندہ دل کو تسلی دے سکتا ہے" (۲-۱۶) وغیرہ وغیرہ -

یہ پادری صاحب کے پریم بھرے الفاظ مسیحی تعلیم کے نمونہ ہیں - جو بلا ثبوت آریوں کی نسبت بیان کئے گئے ہیں - بے شک اُن کے حقیقی منجی (مسیح)

صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج

کی ایسی ہی ہدایتیں ہونگی۔ کیونکہ وہ خود ہی اناجیل میں ایسا ہی فرماتا ہے۔ "اُس نے اُنہیں جواب دیکے کہا کہ اس زمانے کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں" "اے ریاکارو تم آسمان کی صورت کو امتیاز کر سکتے ہو پر وقتوں کی نشانیاں نہیں دریافت کر سکتے اس زمانے کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں" (متی کی انجیل باب ۱۲ و ۱۶) اگرچہ ان کے ایسے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کس قسم کی محبت سے تلاش کرتے ہیں۔ اور راستی سے اُنہیں کسقدر روشنی ہے۔ مگر پھر بھی ہمیں بموجب اصول نمبر ۴ کے اُن اعتراضوں پہ غور کرنا ضروری ہے۔

پادری۔ ۴ - ۱۴ ۔خدا محبت ہے ہم اپنے ارد گرد ہر ایک طرف اس بڑی حقیقت کی شہادت پاتے ہیں۔ ہمارا اپنا دل ہم کو اس بات سے قایل کر رہا ہے کہ یہ محبت ہم کو اسلئے عنایت نہیں ہوئی۔ کہ بنی انسان اس کے لیے مستحق ہیں۔ بلکہ وہ ایک کریمانہ عطیہ ہے۔ اور نہ اسلئے کہ ہم اس کے حقدار ہیں بلکہ اسلئے خدا مہربان اور رحیم ہے۔"

آریہ۔ ایشور اور اُسکا پریم ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جسکے ہر ایک پہلو کو ہمیں نہایت غور سے بچارنا چاہئے۔ پرماتما کی نسبت اکثر باتوں کے سمجھنے میں انسان غلطی کرتا ہے اور یہ غلطی اُسکی روحانی تاریکی کا باعث ہے پریم ایک علت ہے۔ اور وہ بغیر کسی لگاؤ کے نہیں ہوتی اس جگہ بالطبع سوال پیدا ہوتا ہے کہ پرمیشور نے ہم سے کیوں پریم کیا اور اُسکی کیا وجہ ہے کہ وہ امریکہ کے وحشیوں نیوزلینڈ کے جنگلیوں افریقہ کے حبشیوں ہندوستان کے بھیل گونڈ سے ایسا پریم نہیں کرتا اور یہ بات تو ہر ایک دانا کی مسلم ہے کہ ہر ایک کام کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہے۔

پس عقل کل پرماتما کے پریم کی بھی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہونی چاہئے اگر کہیں کہ پریم اُسکا خاصہ ہے اور بلا کسی سبب کے ہے۔ تو یہ علم و تجربہ کے برخلاف ہونے سے غلط ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بہ نسبت سکھیوں کے دُکھی زیادہ ہیں۔ بہ نسبت ڈاکٹروں کے بیمار زیادہ ہیں بہ نسبت عابدوں کے ریاکار زیادہ ہیں کیا کوئی سمجھ والا آدمی کہہ سکتا ہے کہ خدا نے اُن سے پریم کیا۔ محبت کی دیا کی ہرگز نہیں۔ کیونکہ پریم ظلم نہیں۔ اور نہ پریم زحمت ہے اب دیکھنا چاہئے کہ اسکا کارن کیا ہے جس طرح اُسکا پریم مسلم ہے اُسی طرح اُسکا انصاف بھی تمام حق پرستوں کو مسلم ہے۔ پھر ایسے بیہودہ خیالوں کو دور کرکے ہمیں ایسا سوچنا چاہئے۔ کہ ایشور کی صفات میں کبھی متضاد نہ آئے اور ست دھرم کا پرکاش اور سچا پریم ظاہر ہو جائے اُسکے پریم کو بھی عام کرو اور انصاف کو بھی عام۔ ہمارے واسطے چاند۔ سورج۔ زمین۔ ہوا پانی۔ آگ۔ غلہ وغیرہ گوناگون نعمتیں پیدا کیں۔ یہ اسکا پریم ہے ہمارے کرموں کے مطابق سزا و جزا دیتا ہے۔ ہماری جسمانی بناوٹ ہمارے اعمالوں کے مطابق بنائی۔ یہ اُسکا انصاف ہے۔ وہ ضرور ہمارے اعمالوں کے مطابق پھل دیتا ہے۔ کیونکہ منصف ہے۔ مجرم کو سزا نہ ملنے سے اُسکی شرارت زیادہ بڑھ جاتی ہے اور شرارت کا زیادہ بڑھنا راستی کا ستیاناش ہوتا ہے۔ کہ شرارت پسند راستی کا دشمن ہے۔ اسواسطے پریم اعمالوں کے متعلق نہیں مگر جسمانی بناوٹ دُکھ سکھ وغیرہ اعمالوں سے وابستہ ہے۔

چنانچہ بائیبل بھی اکثر جگہ اسکا اقرار کرتی ہے "اے خداوند تیرے کام کیا عظیم ہیں۔ تیرے منصوبے نہایت عمیق ہیں۔ نادان آدمی نہیں جانتا اور نادان اسے نہیں سمجھتا جبکہ شریر گھاس کی مانند اُگتے ہیں۔ اور سارے بدکردار لہلہاتے ہیں تو یہ اسلئے ہیں کہ وے ابد تک فنا ہو جاویں" (زبور ۹۲ آیت ۴ سے ۷ تک) پھر لکھا ہے "ایسا کرنا تجھ سے بعید ہے کہ نیک کو بد کے ساتھ مار ڈالے۔ اور نیک بد کے برابر ہو جاوے۔ یہ تجھ سے بعید ہے۔ کیا تمام دنیا کا انصاف کرنے والا انصاف نہ کریگا" (پیدائش باب ۱۸ آیت ۲۵ و ۲۶) پھر لکھا ہے۔ "کیا خدا بے انصافی کرتا ہے۔ یا قادر مطلق راہ عدالت سے بھٹکتا ہے" (ایوب باب ۸ آیت ۴) پھر لکھا ہے "صاحبان دانش تم سن رکھو خدا سے ہرگز نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ شرارت کرے۔ اور یہ کبھی نہیں کہ قادر مطلق بدکار بنے کیونکہ وہ ہر ایک آدمی کو اسکے عمل کے مطابق بدلا دیتا۔ اور ہر ایک انسان سے اُسکی چال کے موافق سلوک فرماتا یقیناً خدا ناحق نہیں کرتا۔ اور قادر مطلق عدالت میں خلل نہیں ڈالتا۔" (ایوب باب ۳۴ آیت ۱۰) پھر لکھا ہے "تب ہر ایک کو اُسکے اعمال کے موافق بدلا دیگا" متی ۱۶/۲۷ پھر لکھا ہے "دیکھو میں جلد آتا ہوں اور میرا اجر میرے ساتھ ہے۔ تاکہ ہر ایک کو اُس کے کام کے موافق بدلا دوں۔ میں الفا اور امکا۔ ابتدا اور انتہا اول و آخر ہوں۔ مبارک وے ہیں جو اس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں" مکاشفات (۲۲/۱۲-۱۴)

پادری۔ ۷ ۔آریہ مت کی تعلیم سے واضح ہوتا ہے کہ خدا آدمی کو کوئی چیز مفت نہیں دیتا۔ جو کچھ اُسکو ملتا ہے۔ اُسکے کرموں کا پھل ملتا ہے۔

آریہ۔ بےشک یہی ہمارا اعتقاد ہے اور اسی اعتقاد پر ست دھرم کی بنیاد ہے مستحق کو خلعت واجبی سے سرفراز فرمانا۔ اور غیر مستحق کو محروم بنانا۔ عین عدالت خداوندی ہے جسمیں کسیکی زورمندی نہیں۔ افسوس کہ عیاش لوگ چوری کرتے ہیں۔ زناکاری کے عادی ہیں بدمعاشی ان کے دلمیں جاگزین ہے۔ اور اُسپر مسیح وغیرہ کے کفارہ پر بھروسہ رکھکر خلاصی کی امید رکھتے اور شرارت میں وے ہوتے ہیں بقول شخصے۔ ؎

گناہ مرا اگر نبود بے شمار ترا نام کے بودے آمرزگار

مگر یہ عقیدہ پسندیدہ نہیں معقول دلائل کے آگے اسکا پرزہ پرزہ ریزہ ریزہ ہوتا ہے۔ جب عدالت کی میزان میں پاسنگ نہیں۔ اور انصاف کے آگے دوست دشمن میں جنگ نہیں۔ اسواسطے ایسے خودغرضوں اور امید موہوم پر کمربستہ لوگوں کا قافیہ سراپا تنگ ہے اور اس بات میں بائیبل بھی وید کی خوشہ چین بلکہ منجملہ تابعین ہے۔ "دیکھو ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمانی بادشاہت میں شامل ہوگا۔ مگر وہی جو میرے باپ کی مرضی کے مطابق جو آسمان پر ہے عمل کرتا ہے۔ اُس دن بہتیرے مجھے کہیں گے کہ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے دیوؤں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے کرامات ظاہر نہیں کیں۔ اور اُس وقت میں اُن سے صاف کہونگا کہ میں کبھی تم سے واقف نہ تھا۔ اور اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو۔" (متی ۷ باب ۲۱ سے ۲۳ تک اور اسی طرح متی باب ۸ آیت ۲۴ سے ۲۶ تک اور لوقا باب ۶ آیت ۴۶ سے ۴۹ تک اور متی باب ۱۳ آیت ۱۲ جس سے صاف ثابت ہے کہ بڑی بڑی نبوتیں کرانے والے معجزے دکھلانیوالے اور جن بھوتوں کے نکالنے والے اور ماننے والے بھی جن کے اعمال ٹھیک نہیں ہونگے۔ بدکار تصور ہو کر دوزخ میں ڈالے جاوینگے۔ خواہ وہ مسیح پر ایمان لائے ہوئے

ہوں چہ جاکہ آجکل کے پادری یا عیسائی یا کیتھ لک لوگ جن کی نجات یا خدا تک رسائی بقول بائیبل کے کسی طرح بھی ممکن نہیں نکلتی پا جائیں نیاء کاری پرمیشور عدالت سے کبھی نہیں چوکیگا +

پادری - ۷ - علاوہ ازیں اس سے یہہ بھی پایا جاتا ہے - کہ انسان صرف اپنے اعمال کی جزا ہی نہیں پاتا - بلکہ وہی کرم کرتا ہے جو پرمیشور نے اس کے لئے مقرر کئے ہیں یہاں تک کہ ان کو مرضی اور اپنے کاموں پر کسی قسم کی آزادی نہیں +

آریہ - یہ خیال بالکل باطل ہے اور ست شاستروں کے خلاف ہونے سے داناؤں کے ماننے قابل نہیں - چنانچہ وید میں ارشاد ہے +

कुर्व्वन्नेवेह कर्म्माणि जिजीविषेच्छतꣳ समाः एवं त्वयि नान्यथेतोऽस्ति न कर्म लिप्यते नरे ॥ य० ॥ अ० ४ म० २ ॥

ترجمہ - پرمیشور آگیا دیتا ہے کہ منش سو برس پرینت جب تک زندہ رہے تب تک کرم کرتا ہوا جینے کی اچھیا کرے - پس صرف ہم ہی آپ کی رائے کے مخالف نہیں - بلکہ تمام رشی منی جتے کہ خود حکیت پتا پرماتما اس اعتقاد کے برخلاف ہدایت دیتا ہے کہ انسان کام کرنے میں فعل مختار ہے - اسی واسطے جزا و سزا وار بنا بران آپ کا قول کسی طرح قابل اعتبار نہیں +

پادری - ۷ ب - اس امر کے ثبوت میں فقرات ذیل کا حوالہ دیا جاتا ہے - شاریک ادھیائے ۲ پاد ۳ سوتر ۱۷ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۴ وچن سے صاف صاف یہہ تعلیم حاصل ہوتی ہے کہ انسان کو یونہی کچھ نہیں ملتا - جو کچھ اسے دیا جاتا ہے - اس کے اپنے اختیار میں نہیں ہیں - بلکہ خدا سے مقرر ہو چکے ہیں - اس تعلیم کی رو سے یہہ جاننا کہ خدا محبت ہو سکتا ہے نہایت ہی دشوار ہے +

آریہ - حضرت اس میں آپنے کمال غلطی کی اور بلا سوچے سمجھے انصاف اور راستی کی طرف سے آنکھیں موند کر یہ رائے قایم کی - ہم اصل سوتر معہ ترجمہ کے تحریر کرتے ہیں - غور سے مطالعہ اقدس میں لائیں

नात्माश्रुतेर्नित्यत्वाच्च ताभ्यः अ० २ पा० ३ सू० १७

परात्तु तच्छ्रुतेः अ० २ पा० ३ सू० ४१ ॥

कृतप्रयत्नापेक्षस्तु विहितप्रतिषिद्धावैयर्थ्यादिभ्यः । मन्त्रवर्णात् अ० २ पा० ३ सू० ४४ ॥

अ० २ पा० ३ सू० ४२ ॥

نمبر ۱۷ - ترجمہ جیو آتما کی اتپتی نہیں ہے - کیونکہ نہیں سنی گئی - اسواسطے کہ وہ نت ہے - شرتیاں (وید) مقدس اسے ابناشی کہتے ہیں +

نمبر ۴۱ - میں سوال ہے کہ جیو کے کرم برہم سے سنے گئے اگر ایسا ہے تو ایشور پر تعصب وظلم کا الزام لگتا ہے - حالانکہ ایشور ایسا نہیں ہے -

نمبر ۴۲ - میں سوتر نمبر ۴۱ کے اعتراض یا سوال کا جواب ہے - جو کرم پچھلے جنم میں یا پہلے کئے گئے ہیں ان کی اپکشا سے ہے سو منشے کرم نہیں بلکہ گذشتہ کاموں کا پھل آپ پاپ وپن کی سزا و جزا دینے والا ایشور ہے - اس واسطے تعصب یا ظلم اسپر عاید نہیں ہو سکتا ورنہ وید میں وہ امر و نہی کا حکم نہ دیتا +

بیاس جی نے اس اعتراض کا کہ جیو برہم کی انش ہے - سوتر نمبر ۴۳ میں جواب دیا ہے کہ برہم کا انش نہیں ہے - مختلف سوبھاؤ کے سبب بلکہ داس کی طرح ہے

نمبر ۴۴ - سوتر کو نمبر ۴۳ کے ثبوت میں پیش کیا ہے - کہ وید میں بھی یہہ ذکر ہے - کہ وہ برہم کا انش نہیں - پادری نے ان ہر چہار سوتروں کا بے طرح اور بے ترکیب بے قاعدہ طور سے اصلی نہیں صرف بناوٹی ترجمہ لکھا ہے - حضرت کو یہہ بھی معلوم نہیں کہ کون سوتر سوالات اور کون اس کا جواب - ناظرین خود ہی حق و باطل میں تمیز حاصل کر سکتے ہیں - کہ پادری صاحب تحقیق شاستر میں کہاں تک پہنچے ہیں - یہاں پر مناسب ہے کہ نمونہ کے طور پر کچھ بائیبل کے غدر کے ظلم و جور و بے انصافی کا اظہار کیا جاوے تب نوح بولا کہ کنعان ملعون ہوا - وہ اپنے بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہوگا - (پیدائش ۹/۲۵) کیونکہ میں خداوند تیرا غیور خدا ہوں - اور باپ دادوں کی بدکاریاں ان کی اولاد پر جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں تیسری چوتھی پشت تک پہنچاتا ہوں " (خروج ۲۰/۵) اور جب ہنوز لڑکے نہ پیدا ہوئے اور نہ نیک و بد کے فاعل تھے - کہ جن پر خدا کا ارادہ جو کاموں پر نہیں بلکہ بلانے والے پر موقوف ہے قایم ہے تب ہی اس سے کہا گیا کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کریگا - جیسا کہا ہے کہ میں نے یعقوب سے محبت رکھی اور عیسو سے عداوت (یہاں تک لکھ کر حضرت پولوس مجمل طور پر اقرار کرتے ہیں - کہ) پس ہم کیا کہیں کیا خدا کے یہاں بے انصافی ہے (یہاں پر اس ظلم سے صاف اقرار کرنا پڑا - مگر عیسوی حکمت سے ٹالتے ہیں) کہ ایسا نہ ہووے - کہ وہ موسے سے کہتا ہے کہ جسپر رحم کیا چاہتا ہے اسپر رحم کرونگا - اور جسپر قہر کرنی چاہتا ہوں اسپر قہر کرونگا - پس یہ نا چاہتیوں نے نہ دوڑنے والے بلکہ خدا سے رحیم پر موقوف ہے - کیونکہ کتاب میں وہ فرعون سے کہتا ہے - کہ میں نے اس لئے تجھے برپا کیا ہے - کہ تجھ پر اپنی قدرت ظاہر کروں اور میرا نام تمام روئے زمین پر مشہور ہووے پس جس پر وہ چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سخت کرتا ہے " (رومیوں کا خط ۹/۱۱ سے ۱۸) لیکن خداوند نے فرعون کے دل کو سخت کر دیا - اس نے ان کا جانا نہ چاہا (خروج ۱۰/۲۰) اور جب فرشتے نے اپنا ہاتھ بڑھایا - کہ یروشلم کو تباہ کرے تو خداوند بدی کرنے سے پچھتایا اور داؤد نے جب اس فرشتے کو جو لوگوں کو مارتا تھا دیکھا تو خداوند کو کہا دیکھ گناہ تو میں نے کیا - اور یہہ مجھ سے ہوئے پر ان بھیڑوں کا کیا قصور (دیکھئے صریحاً خدا کے ظلم اور نادانی کا اقرار ہے) سموئیل ۲ باب ۲۴ - آیت ۱۶ و ۱۷)

پھر لکھا ہے "کون ہے جو کہتا ہے اور وہ ہوتا ہے - جس وقت خداوند نے امر کا حکم نہیں دیا کیا اللہ تعالےٰ کے منہ سے بھلا اور برا نہیں نکلتا " (یرمیاہ کا نوحہ باب ۳ - آیت ۳۷ و ۳۸) پھر لکھا ہے " میں ہی روشنی کو بناتا ہوں اور تاریکی پیدا کرتا ہوں - میں سلامتی کو بناتا ہوں اور بلا کو پیدا کرتا ہوں - میں ہی خدا ان سبھوں کا بنانیوالا ہوں " (یسعیاہ باب ۴۵ - آیت ۷) ان تمام آیات پر غور کرنے سے ہر ایک دانا اور سمجھدار آدمی جان سکتا ہے کہ بائیبل خدا پر کیا کیا الزام لگاتی ہے - اور کن کن خرابیوں اور گناہوں کا اسے مصدر بتلاتی ہے - بائیبل انسان کو مجبور ٹھیراتی ہے اور گناہ کرنے پر اسے بے قصور بتلاتی - بھلا اس سے بڑھ کر بدی پھیلانے والی تعلیم اور کہاں ہو گی - اس کے ساتھ دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱/۲)

پادری - اگر فی الحقیقت اس کا ہمارے ساتھ پریم ہوتا - اور وہ ہمیں پیار کرتا رہتا وہ ہم سے اچھی کام نہ کرواتا - تاکہ ہمیں ان کا اجر ملتا - مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے بقول آریہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعضوں سے بدی کرواتا ہے اور بعضوں سے نیکی - پس ہم کس طرح مانیں - کہ خدا محبت ہے -

آریہ - یہہ آپکے تمام اعتراض بائیبل کی تعلیم سے چشم پوشی و اغماضی ہے - ہم بھی

پہلے اس کا جواب باصواب خود بائیبل سے دے چکے ہیں۔ کہ یہہ مبارک تعلیم انجیل کی ہے نہ کہ وید کی جیسے مسیح کو بیگناہ بقول عیسائیوں کے پھانسی دلایا۔ اور اس کی گریہ وزاری پر اس قہار کو ذرہ بھی رحم نہ آیا۔ دیکھو متی کی انجیل باب ۲۶۔ آیت ۳۶ سے ۴۵ تک جس میں مسیح کا رونے اور غمگین ہونے کا مفصل بیان ہے کہ میرا دل نہایت غمگین ہے میری موت کی سی حالت ہے۔ اس فقرہ سے گھبرانے اور حواس باختہ ہونے کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اسی طرح یوحنا کی انجیل باب ۱۲۔ آیت ۲۷ "اب میری جان گھبراتی ہے۔ اور میں کیا ہوں اے باپ مجھے اس گھڑی سے بچا۔

پطرس اور یعقوب اور یوحنا کو اپنے ساتھ لیا اور گھبرانے اور بہت اداس ہونے لگا اور ان سے کہا میری جان کا غم موت کا سا ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور جاگتے رہو۔ اور وہ تھوڑا آگے جا کر زمین پر گرا۔ اور دعا مانگی کہ اگر ہو سکے۔ تو یہہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے۔ اور کہا ہے۔ باپ سب کچھ تجھ سے ہو سکتا ہے۔ اس پیالہ کو مجھ سے ٹال دے" مرقس باب ۱۴۔ آیت ۳۲ سے ۳۶ تک۔ کرتے زید اور سزا ملے عمر کو زنا کرے خالد آتشک ہو ولید کو۔ چوری کرے ابراہیم اور کرائی یعقوب تین سال کی قید ہو محمود و عیسے۔ پس یہہ سراسر اندھیر اور ظلم بائیبل کے ذمہ عاید ہو سکتا ہے نہ کہ معاذ اللہ وید مقدس پر۔ دیکھئے نیکی و بدی کی تمیز حاصل کی آدم نے اور حاصل کرائی شیطان نے (اگرچہ خدا انجیلی کرتا رہا) مگر عام بنی نوع انسان ناکردہ گناہ مجرم ٹھہرائے گئے۔ کرے ایک پکڑا جائے سارا جہان۔ اس سے بڑھ کر بدی کبھی صفحہ دنیا پر نہ ہوئی اور نہ ہوگی۔ پس یہہ تعلیم کہاں سے ملتی ہے۔ اور اس بے انصافی کا مخرج کون ہے۔ کس کتاب سے ایسے بے بنیاد الزام ذات باری پر لگتے ہیں۔ ان سب کا جواب یہی ہے۔ کہ بائیبل۔ بائیبل۔ بائیبل۔ اسواسطے ضروری ہے کہ ہم اسکی تعلیم سے اجتناب کریں۔ اور لوگوں کو اس مہلک مرض سے بچاویں۔

پادری ۔ ۸-۹۔ مگر ایک اور ان سے بڑھکر اعتراض ہے جو ابھی ہم پیش کریں گے آریوں کی کتابوں میں یہہ لکھا ہے۔ کہ پرمیشور ہی خود ہر ایک چیز ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں جو کچھ نظر آتا ہے وہ مایا ہے۔ ہر ایک جگہ اور ہر ایک شے میں برہم بھر رہا ہے اور صرف برہم ہی ہے۔ اگر وہ خود سب کچھ ہے۔ تو اس کی محبت اپنی مخلوقات پر ناممکن ہے ذیل کے فقرات سے روشن ہے۔ کہ اس مضمون پر ان مقدس کتابوں کی کیا تعلیم ہے۔

نمبر ۱۔ شتا پتھ برہمن کانڈ ۱۲ پاد ۳ سوتر ۳۴ و
نمبر ۲ " " " ۲ " ۳ " ۴۴
نمبر ۳۔ بھاگوت گیتا ادھیاء ۱۳ و ۱۵
نمبر ۴۔ گوپت برہمن۔

یہہ وہ مسئلہ ہے جو بیاس جی نے صاف صاف طور پر لکھدیا ہے۔ وہ ویدوں اور گیتا کو اپنی سند گردانتے ہیں اور رگ۔ یجر۔ شام۔ اتھرو ویدوں کا پرکاش سکت ہم رگ وید کے پرش سکت سے اقتباس کرینگے۔

آریہ ۔ افسوس کہ پادری صاحب خود ہی صفحہ ۹ کی سطرہ ۲ و ۶ میں اس کی تردید کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں (ور آریہ اس بات سے واقف ہیں۔ اسی سے بڑے زور و شور سے اس بات کا (کہ خدا خود ہی ہر اک چیز ہے) انکار کرتے ہیں۔ انکا (آریوں کا) قول ہے کہ یہہ روح اور موجودات اس سے الگ الگ چیزیں ہیں"۔ اگرچہ دانا وں کا قاعدہ ہے کہ مسلمات پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ مگر یہ بھی لفظوں کے اعتراضوں کا جواب دینا ضروری ہے۔

آریہ دھرم اپدیشک ۔ سری سوامی جی مہاراج نے نہایت زبردست ثبوتوں سے ویدانت دھونوانت نوارن بیتک (برہم کی یکتا کی تردید کی ہے۔ اور اس کی مکروہ تعلیم سے ناواقف لوگوں کو بچایا۔ علاوہ بران ستیارتھ پرکاش کے دصفحہ ۱۹۴ سے ۲۰۰ تک وصفحہ ۳۸۸ سے ۳۹۹ تک بھی مفصل اسکی تردید کی ہے۔ باقی حوالوں کی ہم مفصل تشریح کرتے ہیں۔

نمبر ۱۔ شتا پتھ کے سوتر کا اصلی ارتھ پہلے لکھا گیا ہے۔
نمبر ۲۔ کا ارتھ بھی پیچھے لکھ چکا ہوں
نمبر ۳۔ بھاگوت گیتا سوامی جی کے مستند گرنتھوں میں نہیں ہے۔ آپنے پرتگیا کی ہانی کی ہے (دیکھو لکچر نمبر ۱ صفحہ ۶)
نمبر ۴۔ گوپتھ برہمن کا کوئی پتہ۔ حوالہ۔ واک۔ آپنے درج نہیں کیا جہاں تک ہم نے پڑتال کی گوپتھ میں ایسا ذکر نہیں ہے۔

بیاس جی نے گیتا کو اپنی سند نہیں مانا۔ ہاں ویدوں کو مانا ہے۔ مگر ویدوں میں جیو برہم کی ایکتا نہیں بلکہ تردید ہی تمام سکت کا جو رگ وغیرہ ویدوں میں بیان ہے۔ پادری صاحب نے ارتھ و مطلب مطلق نہیں سمجھا ورنہ ایسا ہرگز نہ لکھتے۔ کہ ان منتروں سے جیو برہم کی ایکتا ظاہر ہوتی ہے۔ خود پرش لفظ ہی جگت اور برہم کو جدا ثابت کر رہا ہے۔ یعنے جو تمام جگت میں بیاپک ہے وہی پورن پرش پرماتما ہے۔ اسی ست پرش نے سورج چند وغیرہ کروں اور انسان و حیوان وغیرہ کو پیدا کیا۔ مگر روحیں اور پرکرتی اس کی اپار شکتی میں سدا سے موجود تھیں نہ وہ پورن کرتا پرش خود جیو بنا اور نہ جگت۔ بلکہ برہم جیو نہیں۔ اور جیو برہم نہیں تینوں جدا ہیں۔ اور دیاپ و بیاپک سیو۔ سیوک سمبندھ رکھتے ہیں۔ مگر افسوس کہ جو اعتراض پادری صاحب نے ہم پر کیا۔ اس سے ہزار درجہ بڑھکر بائیبل میں موجود ہے (مفصل دیکھو صداقت رگوید) اور پرش سکت کا مفصل ترجمہ دیکھو بھومکا صفحہ ۱۱۸ سے ۱۴۴ تک

پادری ۱۳ و ۱۴۔ ہم ویدوں سے پرمان تو پیش کر چکے اب ہم دکھلائیں کے کہ قدیم زمانے کے بڑے بڑے پنڈت انہیں کن معنوں میں لیتے تھے۔

نمبر ۱۔ شتا پتھ ادھیائے ۲ پاد ۱ سوتر ۱۲ و ۱۴
نمبر ۲۔ شتا پتھ ادھیا ۱ پاد ۴ سوتر ۱۸ و ۲۴
نمبر ۳۔ شوتیا شتر ادھیاء ۴ شلوک ۲ و ۳
نمبر ۴۔ نیتر ا برہمن صفحہ ۸۳
نمبر ۵۔ چھاندوگ ادھیاء ۶
نمبر ۶۔ کتولہ ادھیاء ۲ منتر ۳
نمبر ۷۔ گیتا ادھیاء ۳ شلوک ۱۹
نمبر ۸۔ گیتا ادھیائے ۱۸ شلوک ۱۷
نمبر ۹۔ گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۳۶۔

"قدیم زمانہ کے بڑے بڑے رشی سب مانتے چلے آئے ہیں۔ کہ خود برہم ہی سب کچھ ہے"

آریہ ۔ ہم بھی ویدوں سے تو آپکے دعوے کی تردید کر چکے اب ان حوالوں پر بھی غور کرتے ہیں۔

भोक्त्रापत्तेरविभागश्चेत्स्याल्लोकवत् १३
तदनन्यत्वमारम्भणशब्दादिभ्यः
अध्या १ पा० ४ सू० १३—१४

نمبر ۱ - ترجمہ - ویہ سوتر اس سوال کا کہ کرتا ہے بھوگتا ہے - جواب دیتا ہے - کہ بھوگتا جدا ہے - اور ہم کو اس کا پرمان جگت میں ملتا ہے +

ترجمہ پرکرتی کے کاریہ اور کارن ایک ہیں - انہیں شبدوں کے سننے سے -

अन्यार्थन्तु जैमिनिः प्रश्न व्याख्यानभ्यामपि चैवमेके ॥ प्रकृतिश्च प्रतिज्ञा दृष्टान्तानुपरोधात वे दां अ० १ पा ४ सू १८ — २४

ترجمہ نمبر ۲ - جیمنی یہہ کہتا ہے - کہ جیو آدی کا درشن اپ نشد پرماتما کے جاننے کے لئے ہے - اس میں اوروں کی سمتی بھی ہے - کہ اپ نشد کے سوال و جواب سے بھی یہی بات ظاہر ہوتی ہے +

اور پرکرتی کا درشن برہم کی تحقیقات کے واسطے ہے - کیونکہ ایسا ماننے سے اپ نشد کے دعوے اور مثال میں کچھ غلطی واقعہ نہیں ہوتی +

نمبر ۳ - یہہ لینگ گرنتھ مستند میں سے نہیں ہے - اس واسطے ہم اسپر غور نہیں کرتے (دیکھو لکچر نمبر ۱ جواب صفحہ ۳ کا آخری نوٹ)

نمبر ۴ - تیتری برہمن مستند گرنتھوں سے نہیں ہے (دیکھو اپنا لکچر نمبر ۱ صفحہ ۱۶)

نمبر ۵ - چھاندوگیہ اپنشد میں ادہیائے ۶ کوئی نہیں بلکہ اُس کی تقسیم تو پرپاٹھک اور کھنڈوں پہ ہے - اس میں کل آٹھ پرپاٹھک ہیں - جن کے چھٹے پرپاٹھک کو میں نے پڑتالا - کوئی منتر جیو برہم کی ایکتا کا نہیں ملا -

نمبر ۶ - کٹھوپ نشد کے ادہیائے ۲ میں کوئی منتر نمبر ۱۹ نہیں ہے - ہاں ادہیائے (۱) میں نمبر ۱۹ پر ایک واکیہ ہے - جسکا ترجمہ یہہ ہے +

جیو قنت انسان کسی کو مارتا ہے - اس وقت جو نہی جیو کو مارنیوالا سمجھتا ہے - اور جسکو مارتا ہے - جو اسے مرگیا سمجھتا ہے - وہ دونوں طرح سے لوگ نہیں جانتے ہیں کیونکہ اصل میں جو ایک غیر مادی اور غیر فانی انادی طاقت ہے وہ نہ مرتی اور نہ مارتی ہے بلکہ صرف شریر کا ویوگ ہوتا ہے اور اسی کا مفصل ذکر واک نمبر ۱۸ میں اس سے پہلے بھی موجود ہے +

نمبر ۷ سے ۹ تک حوالجات غیر مستند ہیں دیکھو لکچر نمبر ۱ کا صفحہ ۶ - اسواسطے ہم بالکل بیجا حوالوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں +

پس ہم ثابت کر چکے ہیں کہ قدیم زمانہ کے رشی نے ایسا نہیں مانا - اور اگر خدانخواستہ کسی نے مانا ہو تو خود رشیوں کے ہی قول کے مطابق وید کے خلاف رائے دھرم سے سنبندھ نہیں رکھ سکتی - کیونکہ دید ہی راستی اور معقولیت کی بنیاد ہے - مفصل دیکھو رگوید منڈل ۱۰ - انوواک ۱۰ سکت ۱۹۰ منتر ۱ سے ۳ تک - ایضاً رگوید منڈل ۱ - انوواک ۲۲ سکت ۱۶۴ منتر ۲۰ - ایضاً یجروید ادہیائے ۴۰ سے ۷ تک -

ویدوں میں پرمیشور کے پریم کا ہونا اصل میں تو خود پادری صاحب کو بھی اقبال ہے چنانچہ انہوں نے صفحہ ۵ و ۶ پر سات حوالے ویدوں اور شاستروں کے لکھے ہیں اور ہم نے بھی جابجا اس بات کو ثابت کیا ہے - کہ ویدوں میں ایشور پریم بھگتی اور جیو اور برہم کا سمبندھ کس خوبی سے ارشاد کیا گیا ہے -

اخیر میں پادری صاحب کہتے ہیں - الغرض ہم دیکھتے ہیں کہ آریہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ وید خدا کی محبت سے معمور ہیں - ہم کو بعض فقرات ایسے ملتے ہیں جن میں یہہ بیان ہے ۱۱

(دیکھو صفحہ ۱۴ و ۱۵) جس طرح پادری صاحب کو کچھ اقبال ہے پرمیشور کریگا - کہ ہماری اس دوسری گذارش کو پڑھکر کچھ کا کل ہوجاویگا - کیونکہ تمام دنیا میں صرف

وید ہی ہیں جو خدا کے اوصاف کو تمام و کمال نہایت خوبی و عمدگی سے تبلانے اور معقولیت سے سمجھاتے ہیں - بوجوہات ذیل

اوّلاً - وید انسان کو فعل مختار تبلاتے ہیں - اور نیکی یا بدی کرنے پر مجبور (بائبل کی طرح) نہیں ٹھیراتے +

ثانیاً - پرمیشور سب انسانوں کا مالک اور حاکم ہے - جتنے نیک و بد کام انسان کرتے ہیں اس کی سزا و جزا دیتا ہے - ہمارے فعلوں کا خود فاعل نہیں

ثالثاً - ویدوں کے مطابق پرماتما کی قدرت انادی میں انادی زمانہ سے انادی روحیں اور مادہ موجود ہے اور سربشکتیمان ہونے سے وہ ہمیشہ ان کا نینتا (مالک) ہے بائبل کی طرح ۵ - ۶ ہزار سال سے ہی خدا و نیا نہیں بن گیا - اور نہ دنیا خدا کا حصہ ہے +

رابعاً - وید معقولیت سے راستی کے قبول کرنے کی ہدایت دیتے ہیں - بائبل کی طرح عقل کو برج بابل میں مقفل کرنے کی ترغیب نہیں دیتے +

ان مندرجہ بالا وجوہات سے وید مقدس میں پرمیشور کا پریم پرمیشور کا انصاف پرمیشور کا گیان بلکہ وہ سربشکتیمان ثابت ہوتا ہے - تو بے شک ہر ایک بے تعصب آدمی کا دل ان کی سچائی کا قایل ہو سکتا ہے - مگر ہٹ دھرمی آدمی باوجود اس قدر صداقتوں کے بھی دنیاوی چند روزہ عیاشی کی خاطر ست کو قبول کرنے سے ملول ہوتا ہے - اس کے دل کی آنکھیں گناہوں کی تاریکی کے سبب راستی کو نہیں دیکھ سکتیں - حالانکہ وہ آفتاب سب سے زیادہ روشن ہے - اسے پرماتما و دیا کا پرکاش کر اور او دیا کا ناش +

لکچر نمبر ۳ کا جواب

پادری صاحب نے اس لکچر نمبر ۳ میں بزعم خود یہ بات ثابت کی ہے - کہ وید وکت پرمیشور نیاکاری نہیں - ہم نے ان کا لکچر آغاز سے انجام تک پڑھا - مگر ان کی کسی دلیل سے بھی تسلی نہ ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ ہم ان کی تردید کرتے ہیں - ورنہ راستی کے قبول کرنے سے ہمیں کوئی انکار نہیں - البتہ اتنا ہم بھی تسلیم کرتے ہیں - کہ پادری صاحب نے حق نمک اچھا ادا کیا - ہم اس جواب میں ان کے دلایل پر غور کرکے جتلائیں گے کہ ان میں کس قدر کمزوریاں موجود ہیں +

پادری - ۱۴ - چاروں ویدوں کا کلی اتفاق ہے - کہ پرمیشور نے آدمیوں کو چار ذاتوں میں پیدا کیا ہے - یعنے منہ - بازو - ران - پانو سے - ہم اپنے پڑھنے والوں کو خاصکر مطلع کرتے ہیں - کہ ذات کا مسئلہ برہمنوں کی ساخت نہیں ہے جیساکہ ہمارے آریہ بھائی ہمکو یقین دلانا چاہتے ہیں - یہہ تو ویدوں کا مسئلہ ہے اور صریح اور صاف عبارت میں لکھا ہوا ہے - انسان کی پیدائش کا یہہ بیان پرش سکتا میں جو رگ - سام - یجر - اتھرو چاروں ویدوں میں یکساں ہے مندرج ہے +

آریہ - اس بارے میں ہم صرف بہت کچھ پادری صاحب سے اتفاق کرتے ہیں - مگر جہاں تعصب کو کارفرما کر حق سے رو گردانی ہے اس کے مخالف ہیں - بے شک یہہ مسئلہ کہ انسانی مدارج کی تقسیم بلحاظ لیاقت چار بڑے حصوں پر کی گئی آریہ سماج کو تسلیم ہے - لیکن اگر صرف ذات کے لحاظ سے کوئی اس تقسیم

کا دعویدار ہے۔ ہمیں اس کے رلئے سے انکار ہے ہم خود اس تقسیم کو نیار (عدل) کے
مخالف جانتے ہیں۔ مگر دوسری طرح عین انصاف مانتے ہیں۔ اور جہاں تک دیکھا
جاتا ہے دوسری طرح کی تقسیم تمام دنیا میں موجود ہے ✦
مسلمانوں میں۔ مولوی۔ شجاع سپاہی۔ تاجر۔ خدمتگار۔ عیسائیوں میں
پادری۔ بلجری مین۔ ٹریڈرز۔ سرونٹ۔ بودھوں میں۔ شرمنی۔ یودھا۔
ویش۔ شودر۔ ایرانیوں میں۔ برہان آتو برمن۔ چترشن۔ وچتری۔ باس
شودی وسوا۔ آریوں میں برہمن۔ راجنیا۔ ویش۔ شودر۔ ظاہر ہے کہ ودیا
کا اوپدیش منہ سے ہوتا ہے اور علم و ودیا یا ودیا ہر ایک کام سے حکماؤں کے
نزدیک مکھ یعنے اول ہے۔ علاوہ براں علم کا حاصل کرنا انسان کے واسطے
سب کاموں سے ضروری ہے۔ کیونکہ بغیر علم کے انسان میں کوئی شرافت نہیں
اور خدمتگار۔ دولتمند۔ بہادر تینوں سے عالم کا درجہ مکھ یعنے فسٹ نمبر ہے۔ اس
واسطے عالم یعنی برہمن کو اس سے نسبت دی گئی۔ اور یہ ہے کیونکہ انسان کے جسم
میں جس طرح مکھ کا کام اوچارن ہے۔ ایسا ہی برہمنوں کا اوپدیش کرنا ہے۔
شجاعت جسے قوت بھی کہتے ہیں اس کا بازو سے تعلق ہے۔ اور باصطلاح
حکما خصوصاً بازو سے منسوب ہے۔ اور ویدک لغات میں لفظ باہو (بازو) کے
معنے بل کے ہیں۔ پس جس میں قوت بازو زیادہ ہوگا۔ اسے بلوان یا راجنیہ
کہیں گے۔ اور لفظ کشتری کے بھی یہی ارتھ ہیں۔ بایں خیال ان کا ظہور بل
یا باہو۔ یا بازو سے ظاہر کیا گیا ہے۔ بیوپار کے واسطے سفر۔ دور دراز یا
قلبہ رانی وغیرہ کاموں کی ضرورت ہے۔ حرکت کا تمام انحصار رانوں پہ ہے
اگر انہیں نہ ور نہ مانیں تو بیوپار کا کام خام ہے۔ اسی واسطے ان کا ظہور
رانوں سے بتلایا گیا ہے ✦
بیوقوفی یا خدمتگاری بہت ہی قریب ہے۔ اور جاہل محض سے سوائے خدمتگذاری
کے اور کچھ نہیں ہو سکتا اس واسطے شودر پنے کو پانو سے نسبت دی گئی۔ یعنی
انسانیت کے واسطے علم مکھ کام ہے۔ شجاعت دوسرے درجہ پہ اور تجارت
تیسرے درجہ اور خدمت سے سب سے نچلے درجہ پہ ہے۔ جس طرح انسانی جسم میں
بلحاظ قوا عدا اور خواص اور نیز بلحاظ منفعت کے منہ۔ بازو۔ ران۔ پانوں
ہیں۔ اسی طرح انسانوں میں برہمن کشتری ویش شودر ہیں اگر کوئی حق بینی
کی نگاہ سے اس قدرتی تقسیم کو دیکھے۔ تب وہ اس کی اعلیٰ ہدایت اور فاضل
استعاروں سے آگاہی حاصل کر سکتا ہے۔ (مفصل دیکھو وید بھاشیہ بھومکا)
(صفحہ ۲۳۳)

پادری ۴۔ سوامی دیانند جی نے ان کے حق میں یہ بات اچھی نہ کی کہ انھوں
نے ویدوں کے علاوہ اور بہت سی کتابوں کی تعلیم کو بھی سچا مان لیا۔ اور انہیں
کامل سند تسلیم کر لیا۔ اور انھوں نے آریہ سماج کی عمارت کا ایک جزو ان کتابوں
کے ستونوں پہ استادہ کیا۔ لیکن یہ کتابیں ان کے دعووں کو مضبوط کرنا تو
کجا بلکہ بیہودہ ٹھیراتی ہیں ✦

آریہ۔ پادری صاحب اخلاق اور معقولیت سے آپ کوسوں دور ہوئے
جاتے ہیں۔ بعوض کسی پر اعتراض کرنے کے بیہودہ گوئی دانائی سے بعید ہے
داناؤں کا قول ہے۔ ؎

اول اندیش وانگہے گفتار ✦ پائے پیش آمدہ است پس دیوار

آریہ سماج کی عمارت کی بنیاد وید مقدس کی تعلیموں پر ہے۔ اور کسی
کتاب پر نہیں مگر پرانے آریہ مہاتماؤں کی تصانیف۔ اور فلاسفروں کی تالیف
کردہ کتب بھی ہم نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی اسی فیض
الٰہی کی برکات ہیں فانوس اور ہیں مگر نور وہی ہے۔ البتہ کسی کتب کی جو تعلیم
وید کے مخالف ہو۔ وہ ہمیں کسی طرح تسلیم نہیں۔ اور سب مخالفوں سے
پہلے ممبران سماج اس کی تردید کرنے پر موجود ہیں (دیکھو اصول نمبر۴)

پادری ۵۔ برہمن اور راجپوتوں کی ذاتوں کا بیان ذیل عبارت میں
پایا جاتا ہے ✦

رگوید منڈل اسکت ۱۰۸ امنتر ۷
رگوید منڈل اسکت ۴۶ امنتر ۵۴

یہ تعلیم ذات کی ہمیشہ نہیں معنوں میں سمجھی جاتی تھی۔ جیسا کہ آج کل ان
معنوں میں جو آریہ بیان کرتے ہیں۔ (دیکھو شنکر آچاریہ اور سائن آچاریہ کی
تصانیف) ✦

آریہ۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ بلا سوچے سمجھے پادری صاحب کیوں غیر مفید
حوالہ درج کر دیتے ہیں۔ جن سے سوائے اُن کی ناواقفی کے اور کوئی بات ثابت
نہیں ہو سکتی۔ رگوید کے منتر نمبر ۷ میں جس لفظ کا ارتھ آپ راجپوت (ہندوؤں کی
موجودہ ذات) کرتے ہیں۔ وہ اصل سنسکرت ہے۔ جس کے معنے راجا کا
گھر ہے۔ نہ کہ راجپوتوں کی قوم کیونکہ وہ چار ذاتوں میں کشتری ہیں کوئی پانچواں
درن نہیں۔ جب یہ حال ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ذات کی تعلیم ہمیشہ سے انہیں
معنوں میں لیجاتی ہے۔ جیسا کہ آریہ لوگ مانتے ہیں نہ کہ آپ کے باطل خیال کے مطابق
شنکر یا سائن کا حوالہ آپ کو دینا مناسب نہ تھا۔ کیونکہ لیکچر نمبر ۱ کے صفحہ ۶ پر اسکا اشارہ تک
نہیں۔ مگر واضح ہو کہ شنکر آچاریہ جنم سے نہیں مانتا بلکہ مثل ممبران سماج کے کرم سے مانتا ہے
(دیکھو بحر سوچی) اور اگر مفصل دیکھنا چاہو تو درن بیوستھا مطبوعہ ودیا درپن میرٹھ
۱۸۸۷ء مطالعہ کرو ✦

پادری ۶۔ ۸۔ منوجی جس کو پنڈت دیانند جی اپنی بڑی سند مانتے ہیں۔
بیان کرتے ہیں۔ دیکھو منو ادھیائے ا شلوک ۳۱ و ادھیائے ۱۳ شلوک ۴۴ و ادھیا
۸ اشلوک ۲۷۰۔ اور تیتریہ برہمن ادھیائے ا واک ۲۶۔ اور منو ادھیا ۹ سلوک
۲۶۔ اور شت پتھ برہمن ۱۴۔ ادھیائے ۴۔ ۲۔ ۲۳۔ وغیرہ۔ ہم اور بہت سی مثالیں
پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم خیال کرتے ہیں۔ کہ یہی کافی و وافی ہونگی۔ کیونکہ ان
سے یہ بات ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ کہ ویدمت کے مطابق پرمیشور نیاکاری
نہیں ✦

آریہ۔ تیتری برہمن مستند گرنتھوں میں نہیں (دیکھو اپنا لیکچر نمبر ۱ صفحہ ۶)
شت پتھ میں کہیں ایسا ذکر نہیں باقی رہے منو کے شلوک ان کی بابت یہ
عرض ہے۔

نمبر ۱۔ بردھی کے لئے برہمن کشتری۔ ویش۔ شودر مکھ باہو اور پاد سے
ظہور ہوئے۔ یعنے گنوں سے

نمبر ۲۔ ہاتھی خیز نگ شودر آدمی یعنے بیوقوف اور بدچلن اور شودر یعنے
خوک یہ تموگن والے ہیں ✦

یہ اور باقی دونوں شلوک ہمارے کسی طرح مخالف نہیں بلکہ گن کرم سبھاؤ انوسار
برتاؤ کرنیکا ذکر ہے

پادری ۸۔ بنی انسان کی پیدائش مختلف درجوں میں ہے۔ اگر کوئی اونچی

ذات کا آدمی کتنے ہی بڑے گناہ کا مرتکب کیوں نہ ہو۔ اس کو چنداں خیال میں نہ لانا چاہئے۔ مگر ایک نیچ ذات کا آدمی سخت سزا کے قوانین کا پابند ہے +

آریہ۔ حضرت گناہ سب کے واسطے گناہ ہے۔ مگر عیسائیوں کے واسطے نہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک بردہ خیال خود قربانی دیدیا۔ اسی لئے انہیں گناہ کی پرواہ نہیں کرنا چاہئے ان کے خیال میں اب گناہ رہا ہی نہیں۔ شیطان کا سر کچلا گیا۔ مسیح سب کے گناہوں کی عوض مصلوب ہو گیا +

لے نیا تخت حق مسیحا نے + جو گناہ کیجئے صواب ہے آج

شراب پینا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ گوشت کھانا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ جوا کھیلنا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ کورٹ شپ کرنا ان کے ہاں گناہ نہیں پھسلانا ورغلانا واقفوں کو گمراہ کرنا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ تین خدا ماننا ان کے ہاں گناہ نہیں جو گناہ ہیں وہ غریب بنیوں کے واسطے ہیں تو وہ بمشل ظاہری رنگت کے گناہوں سے بھی سرخرو ہیں۔ مگر آریہ دھرم کے رو سے اگر کوئی اعلےٰ آدمی گناہ کرے تو وہ بہ نسبت نادان یا ادنےٰ کے زیادہ مجرم ہے۔ دیکھئے۔

गुरुं वा बाल वृद्धौ वा ब्राह्मणं वा व हु श्रुतम्।
आततायि नमायान्तं हन्या देवाविचारयन्

یہ منو سمرتی ادھیائے ۸ کا شلوک ۳۵۰ ہے۔ جسکا ترجمہ یہ ہے

گورو ہو یا بالک ہو یا بوڑھا ہو یا برہمن ہو اگر اتیائے یعنے وچار رہت جن لوگوں کو بیڑا (تکلیف) دیوے یا قتل کرے تو راجا کو واجب ہے کہ ضرور مروا ڈالے۔ پھر منو کے اسی ادھیائے ۸ کے شلوک ۳۸۰ میں ہے کہ برہمن وید کے جاننے والے کو قتل نہ کرے۔ بلکہ اپنی قلمرو سے خارج کر دے۔ جیسے حبس دوام بعبور دریائے شور ساتھ ہی آپ اسی ادھیائے کے شلوک ۳۳۵ و ۳۳۸ بھی مطالعہ فرماویں اگر اس کو آپ رعایت جانتے ہیں تو قانون انگلشیہ مروجہ ہند میں جو رعایت یورپین کی ہے انکو کیا کہو گے۔ دیکھو تعزیرات ہند جیسے یہ انسانی قانون ہے۔ ویسے ہی منو بھی انسانی قانون ہے۔ مگر یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ وہ رعایت صرف براہمنوں یعنی فضلائے وید کے واسطے ہے اور یہ تمام یورپین کے واسطے جس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور روزمرہ کے تجربہ میں بھی آپ جانتے ہونگے کہ ہمیشہ ڈاکٹر لوگ گورا اور ہندوستانی کے مقدمہ میں تلی کا پھٹ جانا یا صاحب کا نشے میں ہونا وغیرہ باتیں ڈاکٹ میں لکھتے ہیں۔ جس پر گورہ بری ہو جاتا ہے۔ اس کی مثالیں ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں ہیں۔ کہ صدہا ہندوستانی گوروں کے ہاتھ سے مارے گئے مگر ایک بھی گورہ پھانسی نہ ملا۔ ساتھ ہی ہوشی کی توریت الہامی کو بھی نظر غور سے دیکھو پھر اعتراض کرو +

پادری ۸۔ ویدوں میں لکھا ہے کہ سنیاس کے بغیر سچا گیان ہو ہی نہیں سکتا اور بغیر گیان کے مکتی کا حصول امکان سے باہر ہے۔ لیکن صرف برہمن ہی سنیاس لے سکتا ہے۔ اس لئے دوسروں کو چاہئے کہ نجات سے ہاتھ دھو بیٹھیں (دیکھو منو تیا شتر اُپ نشد)

آریہ۔ ویدوں کے رو سے نجات کا راستہ ہر ایک طالب حق کے لئے کھلا ہوا ہے۔ کسی کے لئے بھی بند نہیں مگر تلاش شرط ہے کیونکہ جو صدق دل سے حق کی طرف رجوع کرے وہی کامیاب ہو سکتا ہے۔ سنیاس لینا اسی کے واسطے ضرور ہے۔ جو ست ودیا جانتا ہو اور جو ودیا جانتا ہو وہی برہمن ہے۔ پس ہر ایک باتمیز آدمی جو ہر علم سے آراستہ ہو کر نجات کی تلاش کر سکتا ہے۔ آپنے اسیواسطے شوتیا شتر کا بھی کوئی حوالہ اور پتہ نہیں لکھا +

پادری ۹۔ وہ کتابیں جن سے مکتی کو پراپت ہونیکا طریقہ ملتا ہے۔ صرف وید ہی ہیں مگر ساتھ اس کے یہ بھی لکھا ہے کہ تمام کو ان کتابوں کے پڑھنے کا اختیار نہیں دیکھو شاریرک ادہیا ۱ پاد ۳ سوتر ۸

اور 〃 〃 ۱ 〃 ۳ 〃 ۳

آریہ۔ جناب آپکا خیال اور حوالہ دونوں آپکے مخالف ہیں وہ اصل سوتر یہ ہیں

भूम्वा सं प्रसादादध्य पदेशात ॥ वेदान्त० अ० १ पा० ३ सू० ८ नानु मान मत च्छब्दात। वेदान्त ॥ अ १ पा० ३ सू० ३ ॥

ترجمہ۔ نمبر ۱۔ بھوما پرمیشور کا نام ہے کیونکہ جیو آتما اسی میں پرشاد کمال کرتا ہے اور اسی کے اوپدیش سے آنند ہوتا ہے +

نمبر ۲۔ انومان سے سدھ پرکرتی سے یہاں مطلب نہیں ہے۔ کیونکہ لفظوں سے ضمیر اور طرف جاتی ہے۔ دیکھئے آپ کے اعتراض کا یہاں نشان بھی نہیں ہے

پادری ۱۰-۱۱۔ پھر منو ادہیا ۱ شلوک ۱۰۲ میں لکھا ہے کہ شودر کبھی وید پڑھنے کا ادھکاری نہیں ہو سکتا اسی کے پہلے ادہیا کے شلوک ۹۹ میں مندرج ہے کہ کوئی آدمی شودر کو وید نہ سنائے اور نہ سکھلائے +

آریہ۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ یہاں بھی پادری صاحب کا منشا نظر نہیں آتا۔ بلکہ سراسر اس کے برخلاف پایا جاتا ہے۔ وہ اصل شلوک یہ ہیں۔

ब्राह्मणो जायमानो हि पृथिव्या मधि जायते ईश्वरः सर्व भूतानां धर्म कोशस्य गुप्तये ॥ ९९ ॥
विदुषा ब्राह्मणे नेदमध्येतव्य प्रयत्नतः
शिष्येभ्यश्च प्रवक्तव्यं सम्यक नान्येन केन चित॥ १०३ ॥

ترجمہ۔ جب برہمن کا ظہور سنسکار دوار سے دنیا میں ہوتا ہے تب سے ہی وہ دھرم کا ندھی اور سب پرانیوں میں افضل (اتّم) مانا جاتا ہے +

وددان برہمن کا ہی فرض ہے کہ کوشش سے وید پڑھے اور ششیوں کو پڑھاوے اور کوئی نہ پڑھاوے +

پادری ۹۔ سوامی دیانندجی اس حقیقت کی تہ کو یہاں تک پہنچے کہ انہوں نے اس صاف صاف تعلیم کے اور نقشہ بنانے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا +

آریہ۔ ست گرنتھوں میں صدہا مثالیں اس قسم کی موجود ہیں۔ کہ برہمن کشتری برہمن علیٰ ہذا القیاس ویش شودر کرموں سے ترقی اور تنزل پاتے رہتے رہے۔ اور خود ویدک ہدایت کے مطابق آریہ لوگوں کا ہمیشہ اسی پر عملدرآمد رہا۔ پس سری مہاراج سوامی جی نے نہ تو کوئی اپنا نقشہ بنایا۔ اور نہ کسی نئی تعلیم کا خاکہ جمایا۔ ہاں ویدک ہدایت پھیلانے میں اور ویدورودھ بطالت کے مٹانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا جن کی سچی کوشش سے نتیجہ نیک حاصل ہوا خفتگان خواب غفلت کی آنکھیں کھل گئیں۔ کروڑوں آدمیوں کے کانوں تک ست دھرم کی منادی پہنچ گئی۔ روز افزوں آریہ دھرم کی ترقی ہو رہی ہے۔ حال میں ایک مشہور ریاست کے ایک لایق پنڈت نے جو سوامی جی کے جیتے جی سخت مخالف

رہے۔ اور اب بھی کسی آریہ سماج کے ممبر نہیں۔ صاف صاف اپنے اخبار میں چھپوا دیا کہ "اس موقعہ پر ہم کو سوامی دیانندجی مرحوم کی وفات کا کمال افسوس آتا ہے۔ اگر وہ چندے اور زندہ رہتے تو ویددھرم کی بہت ترقی ہو جاتی"۔

پادری۔ ۱۱۔ ان کی کتابوں میں صاف صاف لکھا ہے کہ وید تمام دنیا کے آدمیوں کے لئے نہیں۔ بلکہ خاص حقدار جماعتوں کے لئے۔ مگر ہمارے آریہ بھائی کہتے ہیں۔ کہ وہ تمام کے لئے ہیں۔ شودروں کے لئے بھی۔

آریہ۔ جن کتابوں کو آریہ سماج۔ بلکہ آریہ ورت کے تمام فاضل پنڈت مستند دھرم پستک مانتے ہیں۔ ان میں کہیں بھی آپ کے دعوے کا ثبوت نہیں۔ چہ جائکہ پرماتما کے اوپدیش ویدہائے مقدس ہیں جو کہ تمام جگت کی ہدایت کیواسطے ارشاد فرماتے ہیں۔ سوامی جی پڑھاتے رہے۔ ہمران آریہ سماج پڑھانے کو حاضر ہیں۔ اور نمونہ کے طور پر قطع نظر گذشتہ زمانوں کے اس وقت بھی شودر ودیش کشتری ورنوں میں (بقول عوام) ادہین ہوئے آریہ بھائی برہمن پدوی سے ملقب کئے گئے ہیں۔ اور بڑے بڑے نامی پنڈت ان کی یہہ پدوی اسویکار کر چکے ہیں پس ہم آپ کی بیجا ضد اور ہٹ دھرمی پر سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ آپکی بات میں راستی نام تک ندارد ہے۔

پادری۔ ۱۱۔ آج کل زمانہ کی روشنی اور ترقی کے باعث آریہ بیان کرتے ہیں۔ کہ تمام آدمی بھائی ہیں۔ اور ایک ہی والدین کی اولاد ہیں۔ وہ ہم کو تبلادیں توسہی کہ یہہ تعلیم ان کے پاک ویدوں میں کہاں ہے۔

آریہ۔ آجکل زمانہ کی روشنی سے نہیں۔ بلکہ ویدوکت صداقت کے پھیلنے کے سبب ایک ہی پرماتما کی پیدائش جانکر ہم سب کو بھائی جانتے ہیں۔ مگر سب کو ایک ہی والدین آدم وحوا کی معاذ اللہ اولاد نہیں مانتے (دیکھو پادریوں کی نافہمی کا علاج نمبر۱۔ اور ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۷ سے ۲۱۳ تک)

پس جس بات کو ہم مانتے ہیں اس کو بپاس خاطر جناب پاک ویدوں سے ہی ثبوت کر دکھلاتے ہیں۔ سنئے وہ پاک تعلیم ویدوں میں یہہ ہے۔

समानो मन्त्रः समितिः समानी समानं मनः सह चित्तमेषां। समानं मन्त्रमभि मन्त्रयेवः समानेन वो हविषा जुहोमि॥ समानीव आकूतिः समाना हृदयानि वः। समानमस्तु वो मनो यथा वः सुसहासति॥ ऋ० मं० १० अ० १२ सू० १४ मं० ३-४

نمبر ۳۔ ترجمہ۔ اے منش لوگو تمہارا ست اور است کے وچار میں دروده نہ ہو اور ہر ایک کی بات سنکر ہٹ کو چھوڑکر دیش ہتیشی بنو۔ کہ جس سے سبھول کو سکھ ہو اور جس سے سبھوں کے بل پراکرم بدھی وغیرہ گن بڑھیں۔ تمہارا من سب پرانیوں سے درودہ رہت پورنشارتھی ہو۔

نمبر ۴۔ ترجمہ۔ اے منشو تمہارا پورشارتھ سب جیوؤں کے سکھ کے لئے سدا ہو۔ جس سے میری آگیا یعنی ویددھرم کا نت پالن کرو۔ تمہارے سب ہو مار پریم شہت ہوں۔ کسی کو دکھی دیکھ کر سکھی مت ہو ہر طرح سے سوادہین ہو کر سب لوگ سدا سکھی رہیں۔

پادری۔ ۱۱۔ اگر ایسا ہے (یعنی ذات برادری کوئی چیز نہیں) تو وہ ایمان کو عمل میں لانے کا حوصلہ کیوں نہیں رکھتے۔ جوان مردوں کی طرح وہ میدان میں کیوں نہیں آتے اور سچائی کے حامی کیوں نہیں بنتے۔ اور کیوں نہیں مستعد ہوتے۔ کہ جو کچھ سر پر گذرے سہیں۔ وہ خدا اور ویدوں اور اس سچائی کی خاطر جس کے وہ ایسے مشتاق پرستار طلبگار ہیں۔ اپنی ذات کے لوگوں سے خارج کیا جانا کیوں نہیں منظور کرتے۔

آریہ۔ ہم قوم کے ساتھ ساتھ ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ مگر خود گرنا بھی نہیں چاہتے۔ اپنے ایمان کو عمل میں لانے کے حوصلہ آریہ لوگ کامل طور پر بجالاتے ہیں۔ جوان مردوں کی طرح تمام برادری کے مذہبی معاملہ میں پرواہ تک نہیں کرتے۔ اور صدق دل سے وید مقدس کے فرمان پر عمل کرتے ہیں ہماری تمام قوم بذاتہ ویدک الہام کو مانتی ہے اور ہم بھی مانتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انہیں تعلیم نہیں۔ اور شاستروکت قاعدہ کی دھرم کسوٹی ان کے پاس ہے۔ سنہ ۱۸۷۰ء میں کوئی سماج نہیں تھی۔ مگر اب عرصہ ۱۴-۱۵ سال میں پرماتما کی کرپا سے ۵۰۰ سے زیادہ سماجیں اور ہزاروں آریہ موجود ہیں۔ اور اکثروں میں سے بصدق دل دھرم کے کارج پر برادری کی لاج کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور صراط المستقیم وید مقدس پر قایم ہیں۔ امرتسر۔ لاہور۔ میرٹھ ملتان۔ سہارنپور۔ فیروزپور۔ پشاور وغیرہ شہروں میں ایسے جوان مردوں دھرماتماؤں کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ جگدیشور کی کرپا سے گانو گانو اب ست دھرم کے عامل ہوتے جاتے ہیں۔ اور تکلیفات برادری کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ ایک آریہ مہاتما۔ جا سد آریہ سماج لاہور نے اپنے والد کی وفات پر جب برادری نے رسومات رائج کرنیکو کہا یہ الفاظ فرمائے تھے۔ ایک طرف برادری ہے اور دوسری طرف پرمیشور ہیں میں اس کی ویدوکت آگیا کو برادری کی خاطر کسی طرح نہیں چھوڑ سکتا خواہ میری گردن جدا ہو جائے۔

پادری ۱۳۔ عقل انہیں کہتی ہے کہ اگر ایک بھائی چوہڑا ان کے کوئیں سے پانی بھر کر اپنی پیاس بجھائے تو کیا ڈر ہے۔ لیکن شاستر تو کہتے ہیں۔ کہ اسے کسی طرح اجازت نہیں گو وہ جان سے جائے۔ کہاں ہیں وہ بہادر آریہ جو عقل کی رہنمائی پر ذات کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

آریہ۔ آپنے کسی شاستر کا حوالہ نہیں دیا۔ اور نہ شاستر کا یہ ارشاد ہے تمامتر اسکی بنیاد صرف آپ کی ذاتی عناد ہے جسکی بدولت آپ خواہ مخواہ کے الزام آریوں کے ذمہ لگا رہے ہیں۔ حضرت آریہ لوگ نہایت رحمدل ہوتے ہیں اور اسی رحمدلی کی بدولت ہمیشہ مفت پانی کے واسطے سبیلیں لگواتے ہیں اور عام رہگذروں مسافروں کو پانی پلاتے ہیں۔ چوہڑے۔ چمار۔ گورے۔ انگریز۔ کرانی۔ پادری۔ محمدی۔ یہودی۔ تمام آتے ہیں اور سیراب جاتے ہیں۔ بلا رکاوٹ یا اجرت پانی پیتے ہیں۔ اور ان کی رحمت کے گو ظاہر نہیں مگر دل میں قایل ہوتے ہیں۔ اور اس کی نظیریں دور کیوں خاص آپکے امرتسر میں موجود ہیں۔ ایک گرجا کے پاس دوسرے پادری صاحب کے بنگلہ کے راستہ میں۔ شاید ان سبیلوں کے سرد پانی سے آپکا جوش تعصب سرد ہو۔ چونکہ چوہڑے وچمار غلیظ ہوتے ہیں اور غلاظت اپنی نہیں دھوتے۔ اسواسطے وہ اپنا برتن اہل ہنود کے کنوئیں میں ڈال نہیں سکتے مگر مسلمان وغیرہ تو اکثر شہروں میں ہندوؤں سے یکجا پانی بھرتے ہیں۔ اور اہل ہنود ان سے کسی طرح کا پرہیز نہیں کرتے۔ آریہ

دھرم وہند ودھرم کے رو سے پرہیز کرنا اتنا ہی ضرور ہے جتنا ویدک شاستر کو منظور ہے زیادہ فضول اور بے بنیاد ہے۔ اور اتنا ماننے سے تو آپ کو بھی شاید انکار نہ ہو۔ مجھے یاد ہے کہ بروقت تشریف لانے لالہ روشن لال بیرسٹرایٹ لا کے پادری نارمن صاحب بھی امرتسر میں لکچر سننے آئے تھے۔ جہاں پر اُن کو پیاس لگی تو سماج مندر میں ہی انہیں پیتل کے گلاس میں پانی دیا گیا تھا۔ پس ایسے اعتراض سراپا بیفایدہ اور فضول ہیں۔

پادری ۱۴۔ جب کبھی ان کو (آریوں کو) احتمال ہوتا ہے۔ کہ یہ خیالات ہمکو گرداب رنج میں لانا چاہتے ہیں تو بڑی خوشی سے انہیں فوراً سلام کرتے ہیں بھلا ایسا بے ٹھکانہ ایمان خود اس شخص کا یا اہل ہند کا کب بیڑا پار کر سکتا ہے

آریہ۔ یہ بات آپ کی بالکل درست ہے۔ اور یہی آریہ دھرم کا فخر ہے۔ بلکہ یہی آریہ سماج کا مبارک اصول ہے۔ "ستیہ کے گرہن کرنے اور اسستیہ کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہیئے"

جب کوئی خیال فاسد آریہ سماجوں یا آریوں کو بہ ہیئت مجموعی یا فرداً فرداً خدانخواستہ گمراہ کرنے لگتا ہے۔ تو ہم ان کو بلا تعصب جھٹ پٹ دور کر دیتے ہیں آپ کی عیسائیوں کی طرح نہیں کہ خواہ کوئی مذہبی کتاب کتنی ہی غلط۔ بے بنیاد علم وعقل کے مخالف راستی اور ایمانداری کے دشمن ہو خواہ وہ کس قدر گرداب رنج میں لاویں خواہ عاقلوں کے سامنے بات ہی نہ کر سکیں خواہ معقول علم اس کے پرزے پرزے کر ڈالے بے بنیاد ثابت کر دے تو بھی دنیاوی لالچ کے سبب اسے نہ چھوڑیں خیرباد کہیں۔ پس ایسا ایمان آپ کو مبارک ہو۔ ہمارا بطور نامعقول باتوں کے اسے بھی سلام ہے۔ پادریوں اور دیگر کیتھولک لوگوں کی حالت از حد ناگفتہ بہ ہے۔ ہم مفصل کسی اور ٹریکٹ میں ظاہر کرینگے۔ تا بدیگراں چہ رسد کیا ایسے مذہبوں سے دنیا و دین کی بہبودی ہو سکتی ہے ہم اور کہاں تلاش کرینگے خود یوروپ ہی اس کا شاہد ہے۔ جہاں پر انجیل مقدس کی برکت سے لاکھوں کروڑوں لوگ دہریہ انتھیسٹ ناستک ہو رہے ہیں۔ خود لنڈن سے ہی ۶-۷ اخبار عیسائی مذہب کی تردید میں نکلتی ہیں۔ باوجود ہونے صدہا گرجوں کے لوگ خدا کا نام بھی کتابوں سے نکالنا چاہتے ہیں۔ برخلاف اس کے ببرکت وید مقدس صدہا ناستک جینی ہمہ اوستی بت پرست گمراہی سے نکلکر ویددھرم پر ایمان لائے اور روز بروز لاتے جاتے ہیں۔ آریہ دھرم کی اس روشنی کے زمانہ میں یہ ترقی ہے۔ اور عیسائی مذہب کا یہ تنزل۔ امریکن عیسائیوں کی حالت بھی ناگفتہ ہے۔ جہاں تک علم کی ترقی ہوگی عیسائی دین کا تنزل ہوگا۔ خدا کرے بموجب اصول آریہ سماج کے ودیا کا پرکاش اور اودیا کا بالکل ناش ہو جائے۔ پھر دیکھیں کہ عیسائی دین کہاں رہتا ہے۔ میں صدق دل سے کہتا ہوں کہ اگر اس وقت آپ کے خداوند یسوع مسیح پیدا ہوتے تو ایک شخص بھی پڑھا لکھا ان پر ایمان نہ لاتا اور مسٹر بریڈلا کے ایک سوال کا بھی جواب نہ دے سکتے کاش کہ وہ موجود ہوتے۔ اب عیسائی دین اور آریہ دھرم کے حسب حال یہ شعر ہے ؎

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا ٭ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

بائیبل کا مذہب نیکی و بدی کی تمیز۔ اخلاق اور خدا کے فرمان اور اعمالوں کے سزا وجزا کے درخت کو جس پر تمام انسانیت کی بنیاد قایم ہے جڑھ سے اکھیڑ ڈالتا ہے جس سے عوض کسی اور کو نقصان پہنچانے کے ان کی نجات بھی گا خود ہو جاتی ہے دنیا کا مالک اور عدالت ؟ اس نہایت مشکل سوال کا بعوض حل کرنے کے بائیبل ایسا بیہودہ جواب دیتی ہے۔ جس سے آدمی کی معقولیت سے ضرور قبل ہونا پڑتا ہے ہمارے

مہربان پادری صاحبان نیٹو لوگوں کو ایسی تعلیم دیتے ہیں۔ جس سے ایک تو خدا اور اس کے فرمان کی بیقدری۔ اور دوسرے اعمال نیک کا ستیاناش۔ تیسرے گناہوں کی ترغیب چوتھے اخلاقی اور روحانی باتوں کا ملیامیٹ ہو جاتا ہے۔ ان کی تعلیم فلاسفی علم اخلاق تجربہ عقل کی قطعی مخالف ہے۔ وہ خدا کی باتوں کو معقولیت سے نہیں بلکہ بلا سوچے بیعلمی سے پڑتال کرنا چاہتے ہیں جو سراپا محال ہے۔ جبکہ ہمیں خواہ مخواہ حسب قول اپنے معزز مہربان پادری صاحب کے کہنا پڑا بھلا ایسا بے ٹھکانہ ایمان خود اس شخص کا یا اہل ہند کا کب بیڑا پار کر سکتا ہے۔ کبھی نہیں ہرگز نہیں۔ پس اے ہندو بھائیو۔ اے مشن سکول کے طالبعلموں۔ اے نو بپتسمہ یافتو غافل مت رہو غفلت سے بیدار ہو کر سوچو۔ بچارو۔ راستی پر عمل کرو ٭

لکچر نمبر ۴ کا جواب

اس لکچر نمبر ۴ میں پادری صاحب نے ویدوں میں ایشور گیان کو تلاش کیا ہے یا یوں سمجھئے کہ ویدوں کے ایشور کرت ہونے پر اعتراض کئے ہیں۔ اُن کی تحقیقات کے یہ دو اصول ہیں ٭

۱۔ آیا وید الہامی اور انادی ہیں یا نہیں

۲۔ آیا وید پرمیشور کا گیان ہیں یا نہیں

ہم بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ اسی قاعدہ کے مطابق اُن کے اعتراضات کو سوچیں اور جو صحیح ہو اسے قبول کریں اور نامعقول کو فضول ثابت کر کے ردی میں پھینکدیں جس طرح ہم ویدوں کو الہامی مانتے ہیں اس کو ہم پادری صاحب کے الفاظ میں درج کرتے ہیں۔ "آریہ لوگ ویدوں کا الہامی ہونا اس طرح پر نہیں مانتے جیسا کہ اور کتب مقدسہ الہامی مانے جاتے ہیں۔ وید بقول آریہ پرمیشور کا گیان ہیں اس سے صاف روشن ہے کہ وید فقط الہامی ہی نہیں۔ بلکہ انادی بھی ہیں۔ کیا وجہ کہ پرمیشور انادی ہے۔ اور چونکہ کوئی ایسا وقت نہیں تھا۔ کہ جس میں وہ گیان سے خالی تھا۔ اس لئے اس سے تو یہی نتیجہ نکلیگا۔ کہ کوئی ایسا زمانہ نہ تھا۔ جس میں وہ موجود نہ ہوں"۔ یہ قول اور فرمانا آپ کا بالکل ٹھیک ہے اور ہم اسی طرح مانتے ہیں مگر ایک خاص بات یہاں جتلانی ضروری ہے یعنی وید کس کا نام ہے ؛

واضح ہو کہ وید نام گیان کا ہے۔ کاغذ۔ سیاہی۔ حروف کا نہیں اور نہ جلد کا چونکہ گیان ان علامات سے غیر ہے۔ بنابران وید بھی ان سے جدا ہے۔ اور وہ کیا ہے صرف گیان یعنے جو وید میں گیان ہے وہ انادی ہے اور کاغذ تحریر قلم و دوات سیاہی وغیرہ سب مساوی ہیں۔ پس اس گیان سروپ وید کا جو آدی کال سے اس اکال کے پاس ہے) اس سرشٹی کی آغاز میں بموجب انصاف قدیم کے نیا اکاری پرماتما نے شری اگنی شری وایو شری آدت شری انگرہ جی چار رشیوں کے انتہ کرن میں بلحاظ سرب بیاپک ہونے کے خود نہ کسی جبرئیل یا گبرئیل کی معرفت پرکاشت کیا۔ اور انہیں کے ذریعہ ودیا کا پرکاش جگت میں ہوا اور ست دھرم پھیلا ٭

اس لکچر کا دو حصوں میں جواب دیتے ہیں اول میں آپ کے اعتراض جواب با صواب دوسرے میں ویدوں کے الہامی ہونے کے ثبوت ٭

حصہ اوّل

پادری ۵۔ منوجی کی شہادت پر پہلے لکچر میں کافی طور پر بحث ہو چکی ہے اور یہ بات بپایہ ثبوت تک پہنچ گئی ہے۔ کہ ان کی شہادت قابل اعتبار نہیں۔

آریہ۔ منو کی بابت آپ کے تمام اعتراض اچھی طرح جواب میں رد ہو چکے ہیں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ آپ کی تحقیقات ناکام ہی نہیں بلکہ سراسر خام ہے۔ اسواسطے منو کا دعوے اور شہادت ہر طرح قابل اعتبار ہے۔

پادری ۷۔ سے ۱۲۔ ویدوں میں بہت سے فقرات ایسے ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ رشیوں نے اپنے آپ کو ان منتروں کا مصنف قرار دیا ہے اور کہیں بھی انہوں نے کسی قسم کی تائید آسمانی یا الہامی کا اقرار نہیں کیا ہے۔ علاوہ ازیں رشیوں نے تین مختلف اور مترادف الفاظ منتر بنانا۔ منتر گھڑنا۔ منتر پیدا کرنا۔ جن کا مادہ سنسکرت زبان میں کرے بمعنے بنانا۔ تکس گھڑنا اور جن پیدا کرنا ہے۔ سے ان منتروں کے مصنف ہونے کا دعوے ثابت کیا ہے وہ فقرات ذیل میں ہیں۔ (چنانچہ یہاں پر بہت سے تقریباً ۴۷ منتروں کے نمبر اس کے ثبوت میں پیش کئے ہیں)

آریہ۔ پادری صاحب نے ان تمام طول طویل حوالوں سے یہہ جتلانا چاہا ہے۔ کہ کہ درحقیقت ایسا ہی ہے کہ رشی وید کے مصنف ہیں۔ اور اسی واسطے انہوں نے ۴۷ صفحہ بلا ثبوت اصلی منتروں کے صرف نمبروں سے بھر دیئے مگر یہہ بات سراپا اُن کے منشا کے خلاف ہے ہم نے اس خیال سے کہ شاید کسی منتر میں خدانخواستہ پادری صاحب کے دعوے کا ثبوت نکل آوے اور پادری صاحب سچے ہو جاویں۔ تو ان کی محنت رائیگاں نہ جائے مگر ؎ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ وہ ہمارا خیال سراسر باطل نکلا اور ساتھ ہی پادری صاحب کا دعوے بھی ناکارہ ہو گیا۔ اس جانچ پڑتال میں ہمارے ۱۰۔ ۱۲ روز خرچ ہوئے مگر بیفایدہ۔ کہیں سے بھی رشیوں کا وید منتروں کا کرتا ظاہر نہ ہوا۔ بلکہ کسی رشی کا نام بھی وید سے نہ نکلا۔ بلکہ کوئی اور ردمی شبد وید میں نہیں۔ پس ہمیں کہنا پڑا کہ پادری صاحب نے صریحاً ان حوالجات میں غلطی کی۔ یا کسی خودغرض نے انہیں دھوکھا دیا۔

پادری ۱۳۔ سانکھ درشن سوتر ۴۵ میں لکھا ہے۔ ویدوں کے انادی ہونیکا اقرار نہیں ہو سکتا۔

آریہ۔ حضرت آپ اکثر غلط حوالے دیا کرتے ہیں۔ شاید مطلب یہہ ہوتا ہوگا کہ کسی طرح تلاش کرنے میں آریوں کو تکلیف ہو۔ مگر آریہ بھی بار بار ہم کی کرپا سے آپ کے داؤ میں آنے کے نہیں وہ اس تکلیف کو عین راحت سمجھتے ہیں۔ جناب من وہ سوتر ۴۵ سانکھ درشن کے ادھیاء ۵ کا ہے۔ مگر وہ سوال ہے اُس کا جواب اسی ادھیاء کے سوتر ۴۶ میں موجود ہے۔

وہ یہ چونکہ پرماتما کی سوبھاوک شکتی سے پرکاش ہوئے ہیں۔ اور وہ سوبھاوک شکتی پرماتما کی انادی ہے۔ اس واسطے وید انادی اور سوتہ پرمان ہیں۔ کسی اور پرمان کے محتاج نہیں۔ آیندہ ذرا دیکھ بھال کر اعتراض کیا کرو۔ ؎

شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

آپ ایسی بیہودہ امید آریہ رشیوں سے ہرگز ہرگز نہ رکھنا

پادری ۱۴۔ خود اپنی کتابوں سے بہت سی ایسی آیتیں ملتی ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بناوٹی ہیں۔ ان آیتوں کا جنکا ابھی حوالہ دیا گیا ہے۔ ذیل کی آیت ایک نمونہ ہے۔

اس (پرجاپتی) نے تپتیا کی اس سے جب وہ اس طرح تپسیا کر چکا تین وید اتپن ہوئے (شتاپتا برہمنا ۱۱۔ ۵۔ ۸۔ ۳)

آریہ۔ جو حوالہ آپنے دیا میں نہیں سمجھتا کہ کس طرح آپ کے مفید مطلب ہو سکتا ہے۔ پرجاپتی پرمیشور کا نام ہے۔ جس لفظ کا آپ غلطی سے تپسیا ارتھ کرتے ہیں اس کا ارتھ گیان شکتی کا پرکاش ہے۔ پس ارتھ یہہ ہوا پرمیشور نے جب آغاز دنیا میں اپنی گیان شکتی کا پرکاش کیا اس سے چار وید ظاہر ہوئے اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ انگرہ کے آتماؤں میں آپنے حوالہ صحیح نہیں دیا۔ یہہ ۱۱ کانڈ کا برہمن ہے ۲۰ کانڈ کا نہیں۔ بلکہ شت پتھ میں کوئی ۲۰ کانڈ ہی نہیں۔ کیونکہ اس میں کل ۱۴ کانڈ ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے لیاقت شما از کاف قابل معلوم شد۔

اس کے ساتھ ہی شت پتھ برہمن کا کانڈ ۱۴۔ الوداہ بھی مطالعہ میں لائیے جو ثبوت آپنے آریوں کو دھوکھا دینے کے واسطے یا عیسائیوں میں نام پیدا کرنے کے واسطے یا ترقی تنخواہ کے واسطے شت پتھ برہمن کا دیا ہے۔ اور جس کا ارتھ اپنے صفحہ ۱۳ پر نہایت بگاڑ کر لکھا ہے۔ یہہ تو شری سوامی جی مہاراج نے وید بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۱۶ پر ویدک الہام کے ثبوت میں دیا ہے گستاخی معاف آیندہ اس قسم کی کارستانی سے باز آئیے۔

پادری۔ ویدوں کے انادی ہونے پر دوسرا اعتراض یہہ ہے۔ کہ ان میں بہت سی مختلف تواریخی زمانہ کے آدمیوں کا ذکر ہے۔ اور چونکہ ویدوں میں اُن آدمیوں کے نام مندرج ہیں۔ تو صاف روشن ہے کہ وید انادی کیونکر ہو سکتے ہیں بہت سے واقعات جو فی الحقیقت عین وقت پر تواریخی زمانہ کے آدمیوں کے ساتھ گذرے۔ روزمرہ کے عام معاملات کی طرح قلمبند ہیں۔ اگر وید انادی ہیں تو یہہ تمام باتیں کیونکر ہو سکتی ہیں۔

آریہ۔ وید میں نہ تو کسی تواریخی واقعہ کا بیان ہے۔ اور نہ کسی خاص راجہ کا نام و نشان نہ وید تواریخ ہے۔ اور نہ تاریخی زمانہ سے اس کا بہ لحاظ واقعات کے کچھ تعلق ہے۔ پادری صاحب کا دعوے خود ان کے بیان سے مردود ہے کہ انہوں نے بھی کوئی حوالہ نہیں دیا۔ ہر ایک آریہ ممبر کا دعوے ہے۔ کہ وید میں کسی آدمی کا خصوصاً نام نہیں ہے۔ اور نہ وید کا تاریخ سے کچھ تعلق ہے۔ اسی واسطے وید انادی ہیں اور بلحاظ پستک کے سب سے قدیم۔ اگر دنیا میں کوئی مرد میدان ہے تو اس کی تردید کرے۔ اور ثابت کر دکھلائے ورنہ دست بمیر سد انگور ترش ست کی کہاوت مخالفوں کے حق میں موزوں رہیگی۔

پادری ۱۵۔ نیاد درشن میں گوتم جی اس مسئلہ پر یوں بحث کرتے ہیں۔ نیائے سوتروں (رتی ۲۔ ۱۸) شبد انادی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اول تو اسکا آغاز یعنے مصدر دوم وہ حس سے محسوس ہو سکتا ہے۔ سوم وہ بناوٹی کہا گیا ہے۔ اگلے سوتروں میں وہ ان دلائل کو توضیح بیان کرتے ہیں۔ جن کو ان کے جاننے کا شوق ہے۔ انہیں خود مطالعہ کر سکتا ہے۔ سوتر ۱۸ میں وہ یہہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ شبد انادی نہیں۔ کیونکہ وہ اچاروں سے پہلے محسوس نہیں ہو سکتا۔ اور اس لئے ہے کہ ہمکو کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی۔ جو اس کو روکتی ہے اگر شبد انادی ہے تو وہ اپنے اچارن سے پہلے بھی معلوم ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ بذریعہ ہوا کانوں میں آتا ہے۔ ۵۹ سے ۲۲ تک سوتروں میں بدلایل عمدہ اس کی تردید ہے۔

وہ نتیجہ جو گوتم جی سوتر ۶۸ سے نکالتے ہیں۔ یہہ ہے کہ وید انادی ہیں۔ لیکن ان کا ماننا ضروری فرض ہے۔ کیونکہ ایک دانا نے انہیں بنایا ہے۔

آریہ۔ پادری صاحب آپ کی عبارت ایسی خبط ہے کہ اس سے کوئی صحیح نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ جب سوتر ۱۸ میں وہ یہہ نتیجہ نکالتے ہیں تو وہ پہلی عبارت آپ کے سوتر کا ترجمہ کرتا ہے۔ سوتروں میں منتر کہاں سے آ گئے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو سوتر اور منتروں کی بھی تمیز نہیں بنیا سوتر کا دوسرا ادھیا اور پہلا انک سوتر ۶۷ پر ختم ہو گیا۔ پھر آپنے یہہ کہاں سے لکھا ہے کہ سوتر ۱۸ میں وہ یہہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ شبد انادی نہیں کیونکہ اس میں ۱۸ کا کوئی سوتر ۶۸ بھی نہیں اب ہم اسی ادھیا کے سوتر ۶۷ کا ترجمہ کرتے ہیں۔ سانکھیہ درشن

सूत्र ۶۷۔ ادھیا ۱ انک ۱

मन्त्रायुर्वेद प्रामाण्य वच्च तत्प्रामाण्यमाप्त प्रामाण्यात २०२-अ० १ सू० ६७ ॥

ترجمہ۔ وید سرب جگت اپتا دک ست سوروپ گیان کے گیان سے ہیں جیسے ان سے لحد کیا ہوا ایور وید مرض کو دور کرتا ہے اور ٹھیک ہے کسی کو اس کی صحت سے انکار نہیں۔ ویسے وید مقدس جو ایشوری سناتن اور ست گیان ہیں سبکو مانی یوگ ہے۔ کیونکہ دانا سے کل نے انہیں پرکاش کیا ہے اب دیکھئے اسی طرح حضرت آپکے تمام حوالے بے بنیاد ہیں۔

پادری۔ ۶۔ سی طرح سانکھیہ درشن (۵۷۔ اور اگلے سوتر) میں کپلا جی شبد انادی ہونیکا انکار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ شبد انادی نہیں۔ کیونکہ وہ صریح بناوٹی معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر نتیجہ نکالتے ہیں کہ ویدوں کے انادی ہونیکا دعوے بالکل ناممکن ہے (سوتر ۵۴)

آریہ۔ یہاں بھی آپ کی منطق دانی کا نمونہ ہے۔ بھلا سوتر ۵۷ کا نتیجہ سوتر ۵۴ میں کس طرح نکل سکتا ہے۔ سبب نہ تحریر کرنے کسی حوالہ کے ہم کو سانکھیہ درشن سارا پڑتال کرنا پڑا بعد تحقیقات بسیار معلوم ہوا کہ یہہ آپکی غلطی پانچویں ادھیا کے نہ سمجھنے سے ہے۔ پس ہم تمام متعلقہ سوتر یہاں درج کرتے ہیں +

न नित्यत्वं वेदानां कार्यत्वश्रुतेः । अ० ५ सू० ४५ ।

निजशक्त्यभिव्यक्तेः स्वतः प्रामाण्यम् अ० ५ सू० ५०

ترجمہ۔ سانکھیہ درشن ادھیاہ سوتر ۵۴ سے ۵۱

نمبر ۵۴۔ ویدوں کو نتیتا نہیں ہے۔ کاریہ ہونے سے (یہہ سوتر سوال ہے) اس سے شروع ہو کر سوتر ۵۰ تک رد و قدح کرتے ہوئے کپل جی مہاراج سوتر نمبر ۵۱ میں صاف و واضح طور پر فرماتے ہیں۔

نمبر ۵۱۔ پرمیشور کی سوبھاوک گیان شکتی سے پرکاشک ہونے کے سبب وید سوتہ پرمان۔ اور نت یعنی انادی ہیں۔ کیونکہ پرمیشور کا گیان انادی ہے۔ اور وہ سرب کال سے سرب شکتی مان ہے۔

آگے چلکر ایک اور بحث شروع کرتے ہیں۔ سوتر ۵۷ سے ۵۹ تک

प्रतीत्यप्रतीतिभ्यां न स्फोटात्मकः शब्दः सू० ५६ ॥ पूर्वसिद्धसत्त्वस्याभिव्यक्तिर्दीपेनेव घटस्य अ० ५ सू० ५ ॥

ترجمہ۔ نمبر ۵۷۔ یہہ سوتر پرش ہے انکا جو سپھوٹک کو شبد مانتے ہیں شبد کا گیان ہونے اور نہ ہونے سے کہ وہ سپھوٹ آتمک نہیں ہے +

اسی طرح رد و قدح کر کے سوتر ۵۹ میں اس کا جواب دیتے ہیں۔ نمبر ۵۹ شبد کاریہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا پرکاش ہوتا ہے۔ جیسے چراغ سے گھڑا یعنی چراغ گھڑے کی ادپتی نہیں کرتا بلکہ پرکاش پس شبد نت ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اعتراض بے بنیاد ہیں +

پادری۔ ۱۶۔ یہہ شبد بقول آریہ پرمیشور سے آیا ہے۔ لیکن اس کی بڑی سند منو جی اس کو ناپاک ٹھیراتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کوئی آدمی رگوید یا یجروید نہ پڑھے جبکہ شام وید کی آواز اس کے کان میں پڑتی ہو۔ بعد ازاں کہ اس نے اس وید کا خاتمہ یا ایک اُدھیا کا پڑھ لیا ہے۔ اس کا شبد ناپاک ہے منو ۴۔ ۱۲۳

آریہ۔ اس بات کی ہم نہیں بلکہ خود منوسمرتی تردید کرتی ہے +

वेदोपकरणे चैव स्वाध्याये चैव नैत्यके । नानुरोधोऽस्त्यनध्याये होममन्त्रेषु चैव हि म० अ० २ श्लो० १०५

ترجمہ۔ وید کے پڑھنے پڑھانے۔ سندھیا۔ اپاسن ادی پرنچ مہایگوں کے کرنے اور ہوم منتروں میں اندھیائے وشے یعنی تعطیل الوردوہ اگرہ کبھی نہیں چاہیئے۔

پس وہ شلوک پرکھیپت ہے۔ ہم اس کو نہیں مانتے کیونکہ ویدک دھرم کے بالکل خلاف ہے شاستر اگیا دیتے ہیں۔ वेदानपित्यमध्यायं तामाम् ।

یعنے ویدوں کو نت پڑھے کبھی تیاگن نہیں ہے۔ پر ہم کسی کی بات نہیں مان سکتے علاوہ بریں یہہ شلوک ۱۲۳ نہیں بلکہ ۱۲۴ ہیں +

پادری ۱۹۔ چاروں ویدوں میں پیشگوئی کا نام و نشان نہیں ملتا۔ بلکہ کوئی ایسا ذکر بھی نہیں ملتا جس کو استقبال سے کچھ مس ہو۔

آریہ۔ یہ قول آپ کا درست ہے۔ کسی آریہ کو اس سے انکار نہیں پیشک وید کو پیشگوئی کا گمان ہے۔ اس میں کسی نام کو نہیں۔ بلکہ سدا ایا برتان ہے اور نہ ان سے کوئی پوری ہوئی نہ ہوگی۔ اور نہ وقت پر لکھی گئی۔ ورنہ مسیح جیسے پیشگوئی کرنے والے آج کل ہزاروں رمال وغیرہ ہیں۔ اور بٹالہ شریف میں ایسے لوگوں کا ایک محلہ آباد ہے۔ جتنی چاہے پیشگوئیاں کرا لو۔ داناؤں نے سچ کہا ہے۔ ؎

چوں غرض آید ہنر پوشیدہ شد

افسوس آپ لوگ ان باتوں کو جو صریح دھوکھہ دینے والی۔ بناوٹی۔ انسانوں کے پھسلانے والی محض بے سروپا بے اعتبار ہیں۔ ان کو بھی ایمان کی بنیاد راستی کی وجہ جانتے ہو جو سراپا محال ہے

پادری۔ ۲۰ و ۲۱۔ پرمیشور اُس انادی گیان کی چند ایسی شکتیں ہیں جن کا خطاب گھی۔ گائے۔ اور قاتبین کی طرف ہے۔ اور جن میں ایک ہارے ہوئے قمار باز کی نوامیدی کا ذکر ہے۔ اور بے معنے خرلیات ہیں جن کا نمونہ ذیل میں دیا جاتا ہے ویجارو گو اکمل کی سر میں (ڈھیلی جوتی) پہنے ہوئے دروازے پر کھڑا ہے اور آسیس دے رہا ہے جناب مہربانی کر کے بتلائیے کہ نئے چاند کے دن ملاقات سے کیا فائدہ ہے،، اس قربانی پر گائیں موجود ہیں کائیں کیکاٹش کے درمیان کیا کر رہی ہیں،، ہم حیران ہو کر پوچھتے ہیں کہ جملات مذکورۃ الصدر میں وہ کونسی بات ہے جس کو پرمیشور کے گیان کا ظہور سمجھنا چاہیئے

آریہ۔ حضرت آپنے کوئی ثبوت یا حوالہ یا نمبر یا نشان کسی وید منتر کا نہیں دیا کہاں تلاش کریں۔ اور کس پادری صاحب سے پوچھیں۔ یا کس گرجا گھر کے

کرنے میں ان چیزوں کی جستجو کریں۔ ہمارا قیاس تو یہہ کہتا ہے کہ اس جگہہ آپنے اپنی بے علمی کا خود اقبال کیا۔ اور اعتراض کا موقعہ نہ دیکھ کر صرف بیہودہ گوئی اور ژاژ خائی کا استعمال کیا۔ کہاں وید مقدس اور کہاں بے معنے ہزلیات۔ وید ان فضولیات سے مبرا ہے اور اگر تلاش کرنا چاہو تو بائیبل کا مطبخ ان فعلوں سے بھرا پڑا ہے۔ اگر یہ بات مانگو تو غزل الغزلیات یا ہزل الہزلیات کو مطالعہ میں لاؤ اور خدا کے مقرب اور معظم اور مقدس داؤد نبی کی فحش حرکت (جس کا ابن ہونے پر مسیح کو فخر ہے) جو اوریا کی جورو مسماۃ بطشا کے ساتھ عمل میں آئی دھجیاں لگاؤ (دیکھو ایل ۲۔ باب ۱۱ آیت) اگر در خانہ کس ست ہمیں اشارت بس ست +

پہلا حصہ جس میں آپ کے اعتراضوں کا جواب ہے اختتام کو پہنچا۔ اب ہم ویدوں کے الہامی ہونے کا ثبوت یعنے دوسرا حصہ شروع کرتے ہیں +

الہام بالکسر۔ آنچہ در دل کسے انداز د خدا تعالے۔ از غیاث اللغات و منتخب +

پادری کلارک صاحب فرماتے ہیں ”کوئی زباندان صدئیں گذر گئیں کہ اس خیال کے پیدا کرنے کو نہیں نکلا۔ کہ عالمانہ اور عام روزمرہ کی بہت سی زبانوں کو مقابلہ کرے۔ علم سنسکرت کی تعلیم اور اظہار کے پیشتر کچھ نہیں معلوم تھا۔ اور اس نے ان کتابوں کے لئے جو کہ تیس سال ہوئے جرمنی میں ظاہر ہوئے ہیں بہت کچھ مصالحہ پیدا کیا۔ سات قسموں کے خیال کرنے میں ہم نہایت ہی شرفا سے ظاہر کرتے ہیں یعنے اس سنسکرت سے جس میں سب سے پورانے علم ہیں یہ ایک ایسی زبان ہے۔ جس میں بڑی بڑی ضخیم اور عمدہ کتابیں نظم و نثر میں ہیں۔ اور تھوڑے عرصہ سے یورپ والوں کو معلوم ہوئی ہیں۔ سائنس آف لنگویج کا مطالعہ جیسا کہ اب کیا جاتا ہے بیشک ہندوستان میں انگریزی عملداری کے تسلط کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ سرکاری رزیڈنٹ سر ولیم جونس نے بہت ساخزانہ اس پورانے علم کا جس کو کہ جرمن کی زبان والوں نے نہایت ہی عمیق تحقیقات و استقلال سے اپنی اور تمام زبانوں کے حل کرنے میں مفید بنایا تھا جمع کیا تھا“ (دیکھو گرامی پادری صاحب موصوف صفحہ ۶ و ۷ ۱۸۶۲ع)

ایک اور فاضل محقق کہتا ہے۔ کہ جس طرح ایک علم نباتات کا جاننے والا درخت کی عمر اس کی شاخوں کی تعداد اور اس کے تنے کے گھیرے سے تبلا سکتا ہے۔ اسی طرح ایک زباندان کی زبان کی عمر اس زبان کی شاخوں سے اور اس ملک کے رقبہ سے جیسر کہ بولی جاتی ہے تبلا سکتا ہے۔ چونکہ اور کوئی زبان ایسی بذاتہ کامل اور شاخ در شاخ شاخوں میں مثل سنسکرت کے نہیں ہے۔ اس لئے تمام زباندانوں کی رائے میں یہہ زبان سب زبانوں سے نہایت ہی پورانی عموماً مانی گئی ہے“ (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ صفحہ ۲۳۸ بابت ماہ اگست ۱۸۸۱ع)

الفرڈ پادری صاحب بہادر نے اپنی زبانوں کی ترتیب کے مضمون میں بعض قدیم یونانی انسانوں کا مخرج سنسکرت سے نکالا۔ اور حسب ذیل ریمارک قابل توجہ دیا ہے :-

آسمانی خدا کو یونانی لوگ زی اس پیٹر کہتے ہیں۔ در اس بات کا خیال کرنا چاہیے کہ زیڈ کی آواز کے مشابہ ہے۔ اس لئے لفظ زی اس در اصل ڈی اس بنجاتا ہے لاطینی اسی خدا کو اس پیٹر یا جو پیٹر کہتے ہیں۔ اب ویدوں میں آسمانی خدا کو دیش پتی کہتے ہیں +

اب ہمارے خدا باپ کی اصلیت جھونٹی جو ہمہ تحقیق کا باپ ہے ظاہر ہوئی۔ یہ ریمارک میں اس لئے دیتا ہوں کہ عام قایم کردہ یہہ رائے جنبش کھا جاوے۔ کہ عبرانی دفاتر خواہ ملہم ہوں یا نہ ہوں بہر نوع نہایت ہی قدیم ہیں اور سب سے پہلی زبان میں لکھے گئے ہیں“ نہ یہہ امر سچ کہ عبرانی قصہ جات نہایت ہی قدیمی ہیں۔ اور نہ یہہ کہ عبرانی سب سے پہلی زبان ہے۔ بلکہ برعکس اس کے جیسا کہ گولڈ ذہی صاحب نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ قصہ جات اخذ کئے گئے ہیں۔ اور زبان خواہ دوسرے خواہ تیسرے درجہ کی حالت میں ہے۔ اب اس پیدایش کی کتاب کی کیا قدر رہے جس کی آدم و حوا کے شرایط قایم کرنے کے لئے یہہ سند ہے۔ کہ چند ہزار ہوئے کہ روئے زمین پر تمام زندہ مخلوقات کے ہمہ تن بانی مبانی ہیں۔

پادری وارڈ صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت کی ویاکرن بے تعداد ہے اور لکھنے والوں کی بدھی کی قابلیت اور تیزی کی مصداق ہے اور اصلی بات یہہ ہے کہ شبدو (یا گرامر) میں آریہ لوگ۔ رومن۔ یونانی۔ اور موجودہ زمانہ کی انسانی قوموں سے سب پر کار بڑھ کر ہوئے ہیں۔ ان کی ڈکشنری نہایت عمدہ ہیں جو ان کی لیاقت اور ہشیاری کے اعلے ثبوت ہیں“ (دیکھو بھارت ترکال دشا انگریزی مطبوعہ مدراس صفحہ ۵)

سو برس گذرے اہل یورپ کا ایسا اعتقاد تھا۔ کہ سب زبانوں کی اصل عبرانی ہے۔ لیکن جس وقت سنسکرت میں مہارت حاصل کی۔ تب یہی دریافت ہوا۔ کہ فارسی یونانی لٹن۔ جرمن وغیرہ زبانیں سنسکرت سے نکلی ہیں“ (سائنس آف دی سٹڈی آف انگلش صفحہ ۱۷) ایک محقق انگریز نے نہایت تحقیق سے ثابت کیا ہے۔ کہ سنسکرت اور یونانی میں بڑی مشابہت ہے۔ یونانیوں نے اپنے نفروں اور دیوتوں کا حال بالکل سنسکرت سے لیا ہے اور کچھ الفاظ اور طریقہ تذکیر اور تانیث بھی آریہ ورت سے اخذ کیا ہے“ (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۷۵)

سر ولیم جونس صاحب فرماتے ہیں ”کہ سنسکرت کی وضع نہایت عجیب و غریب ہے یونانی سے وہ زیادہ کامل ہے۔ اور لٹن سے بڑھکر وسیع ہے اور دونوں کی نسبت شستہ تر ہے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۸۴)

رومن کیتھلک فرقہ کے معزز پادری ڈبی صاحب فرماتے ہیں کہ اب یہہ امر علوم کی تحقیقات سے مثل روز روشن ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ قدیم زمانہ کی کل اصطلاحات مشرق سے ہی پھیلی ہیں۔ اور زمانہ حال کے سنسکرت دانوں کی کوشش سے یہہ امر بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ یورپ کی موجودہ زبانوں کا مادہ و مخرج مشرق کی زبان (سنسکرت) ہے“ (بائیبل ان انڈیا مطبوعہ نیو یارک ۱۸۸۶ع) +

لارڈ مانبرو صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے برہمنوں میں ایک ایسی زبان جاری ہے جو ہومر یونانی شاعر کی عبارت سے ہر طور فصیح ہے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۸۵) +

مسٹر ہل ہڈ صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ سنسکرت کے الفاظ کی عربی۔ فارسی۔ لٹن یونانی سے بہت مشابہت ہے اور مشابہت مصطلحات کے درمیان نہیں ہے کہ جس سے یہہ خیال کیا جاوے کہ جب ایک قوم نے دوسری قوم سے علوم و فنون لئے تو اس کے ساتھ ہی وہ بھی اخذ کر لی۔ بلکہ مشابہت زبان کی اصل لفظوں میں ہے۔ جیسا کہ اسمائے اعداد اور ان چیزوں کے نام جنکی

ضرورت ہر ایک قوم کو شائستگی ہونے پر ہوتی ہے "۔ (بنگالی گرامر کا دیباچہ اور سائینس آف دی لنگویج صفحہ ۱۸۳)

فریڈرک وان سگیل صاحب فرماتے ہیں کہ "اس میں شک نہیں۔ کہ سنسکرت یونانی۔ لاٹن جرمنی سے تعلق نہیں رکھتی ہے۔ بلکہ آبا و اجداد سے ہے۔ کیونکہ یہہ ہی ان کا مصدر ہے جسکی نسبت سکس یوں کہتا ہے کہ یہی ابتدائی زبان آریوں کی قدیمی ہے اور دیاکرن پانی رشی اور متقدمین کی نہایت کامل ہے۔ اس میں فلاسفی۔ سائینس ودّیا۔ علم الوہیت لکھے ہوئے ہیں کہ جس کا یوروپ مشکور ہے"۔ (ہسٹری آف دی میڈیسن صفحہ ۱۲ و ۲۲)

لیب نیز صاحب بہادر نے ثابت کر دیا ہے کہ میں از روئے تحقیقات فرلیفیں کے بیان کرتا ہوں کہ سب زبانوں کی اصل زبان سنسکرت ہے اور بنی آدم مشرق سے مشرق سے مغرب کو آئے "۔ (سائینس آف دی لنگویج صفحہ ۱۵۲)

اہل جرمن میں سے پہلے پوپ صاحب نے سنسکرت کی طرف توجہ کی اور اپنی زبان میں اس کی صرف ونحو لکھی۔ اس زبان ہی سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جب کسی ملک اور کسی قوم میں علوم کا ظہور نہ تھا۔ تب ہندوستان میں علم کی بڑی ترقی تھی۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں سے چار وید ایک نہایت قدیم مجموعہ ہے۔ یہہ وید ہندوؤں کے مذہب اور قانون۔ اور علم کی بنیاد ہیں۔ ہندوؤں کی باقی کتابوں کی اصل یہی وید ہیں قانوں کی کتابوں میں وید کے احکام لکھے ہیں۔ وید ہی کو فلسفی اپنے مسایل کی بنیاد ٹھیراتے ہیں۔ وید ہی کو صرف اپنے قواعد کا ماخذ بتاتے ہیں۔ غرض کل علوم کے عالم اسی مجموعہ کو اپنے علم کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں۔ (از اتالیق پنجاب ۱۸۶۷ء)

واضح ہو کہ ہندوستان ملک قدیم اور خطۂ مردم خیز ہے۔ اصل باشندے اس کے آریہ لوگ بالفعل شاید وہی ملقب بہ ہندو ہیں۔ اور جیسا کہ یہہ ملک قدیم ہے۔ ویسا ہی اسکا دھرم بھی قدیم ہے۔ مگر افسوس یہہ کہ اس ملک کی کوئی تاریخ ایسی نہیں۔ کہ جس کے دیکھنے سے حال قدیم معلوم ہو سکے۔ ہاں کتب مذہبی میں وید البتہ قدیم اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اصل مذہب اور قدیم دھرم صرف اس سے دریافت ہو سکتا ہے۔ اس سب دھرم والوں کو لازم ہے کہ وید کی طرف توجہ فرماویں۔ اور اس سے اصل مذہب کی راہ جانیں اور سمجھ لیں۔ کہ جس طرح کسی دریا کے نکال کی جگہ معلوم کرنے کے واسطے پہاڑ و تیلہ کا جھرنا دیکھنا ضروری ہے اسی طرح دھرم قدیم کی اصل دریافت کرنے کے واسطے وید کا مطالعہ لازم۔ لیکن بہ سبب نہ رہنے چرچا علم سنسکرت کے لوگ پڑھنے پڑھانے اور جاننے وید سے معذور اور اصل دھرم کا معلوم ہونا اور اختلاف مذہب کا مٹنا بدوں وید کے جاننے کے ممکن نہیں۔ اور اگرچہ تمام۔ اور اگرچہ تمام وید مجموعہ ہدایت ہے مگر اپنشد اس کے خاصکر ہدایت سے بھرے ہیں "۔ (دیکھو برہم سماج برہانہ دہلی کھنڈ کا ماہوار رسالہ بابت جولائی ۱۸۶۷ء جلد ا سلسلہ نمبر ۲ صفحہ ۱۲ و ۲۴)

ایک اور لایق مورخ فرماتے ہیں۔ " اہل روما۔ اہل فرانس۔ انگریز۔ یونانی جرمن ایرانی وغیرہ لوگوں کے بزرگ آریہ تھے " پھر وہی مورخ فرماتا ہے۔ ہندسہ۔ طبعیات منطق کے استاد اول یہی (آریہ) ہیں "۔

ان مندرجہ بالا شہادتوں سے ہر ایک سمجھدار آدمی جان سکتا ہے۔ کہ سنسکرت زبان سب زبانوں سے کامل وسیع۔ فصیح اور سب سے زیادہ قدیم ہے۔ اسی بات کا گو ظاہر نہیں۔ مگر در پردہ آپ کو بھی اقبال ہے۔ چنانچہ آپ کہتے ہیں کہ "سنسکرت ایک اور زبان سے نکلی۔ ہے جو اس کی نسبت قدیم تھی اور جسکا نام ونشان اب صفحہ ہستی سے معدوم ہو گیا "۔ (صفحہ ۴ سطر ۷ و ۸)

پادری صاحب جس کا نام ونشان اب صفحہ ہستی سے معدوم ہو گیا اس کی بابت

آپکا کوئی دعواے کرنا اپنی نافہمی کا اقبال کرنا نہیں ہے ۔

ساتھ ہی یہہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ سب مہذب قوموں کی اصل ایک ہی قوم سے ہے اور وہی ایک ہی آریہ قوم سب سے قدیم اور مہذب اور علم دوست اور عالم ہے۔ اور ان دنوں جبکہ اور سب ملک والے جاہل تھے۔ اسی ملک اور قوم میں الوہیت۔ علم۔ اخلاق۔ صنعت۔ حرفت۔ تہذیب۔ وغیرہ کا زور و شور تھا۔ کیونکہ آریوں کی ترقی کے زمانہ میں سب قومیں جاہل تھیں ۔

اب مقام غور ہے۔ کہ جب آریہ ورت کی ترقی سب ملکوں سے قدیم ہے۔ اور آریہ قوم سب قوموں سے قدیم ہے اور سنسکرت سب زبانوں سے قدیم اور وسیع اور فصیح ہے اور سنسکرت میں وید سب سے زیادہ قدیم ہیں۔ اور ان کی کتابیں جنہوں نے سب قوموں سے پہلے ترقی کی۔ اور وہ ان کو الہامی مانتے ہیں۔ بنا بران وید ضرور الہامی ہیں۔ کیونکہ بقول تمام مورخوں کے پورانے آریہ لوگ نہایت سچے اور منصف مزاج اور رحمدل ہوا کرتے تھے ۔

اسی کو آپ ایک اور طرح پر بھی سوچ سکتے ہیں کہ علم بغیر تعلیم کے نہیں آتا۔ اور بغیر تعلیم اور علم کی کتاب نہیں بن سکتی۔ اور جو جتنا فاضل ہوگا۔ اسکی کتاب اتنی ہی فضیلت سے مملو ہوگی۔ توریت جن کو آپ لوگ الہامی ملنتے ہیں۔ وہ اصل میں دس حکم ہیں جو استثنا کے باب ۵۔ آیت سے ۲۲ تک اور خروج باب ۲۰۔ آیت ایک سے ۱۷ تک مندرج ہیں جس کے آگے موسیٰ کہتا ہے "یہی باتیں خداوند نے پہاڑ پر آگ کے اور بدلی کے اور بڑے نہایت تاریکی کے درمیان سے تمہاری ساری جماعت کو بلند آواز سے کہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔ اور اس نے انکو پتھر کی دو لوحوں پر لکھا۔ اور انہیں میرے سپرد کیا "۔ مگر واضح ہو یہی دس حکم وید میں نہایت عمدگی سے باستثنائے نامی حکم بہت کے موجود ہیں۔ حالانکہ وہ موسیٰ کو مسیح سے ۱۴۹۱ برس پہلے معلوم ہوئے۔ اور اسی طرح وہ حکم منوسمرتی میں توریت سے نہایت عمدہ طور پر ہیں ۔

نمبر ۱۔ میرے حضور تیرا دوسرا خدا نہ ہووے۔

نمبر ۲۔ تو اپنے لئے تراشی ہوئی مورت نہ بنا۔ اور نہ اسے سجدہ کر

حاشیہ نمبر ۱۔ ۱؎ یجروید ادھیا ۴ منتر ا ۵ و ۸۔ اور اتھرووید کانڈ ۱۰ اپرپاٹھک ۲۳ انوواک ۴ منتر ۲۷ و ۳۰۔ یجروید ادھیا ۱۳ منتر ۳۱۔ رگوید پاٹھک ۶ ادھیا ۲ ورگ ۳۵ منتر ۱۔ منوسمرتی ادھیا ۱۲ شلوک ۱۲۳ شت پتھ پرپاٹھک ۹ برہمن ۷ کانڈ کا ۱۰

۲؎ یجروید ادھیا ۳۲ منتر ۳۔ اور ادھیا ۴۰ منتر ۸۔ اور شت پتھ برہمن کانڈ کا ۱۴ منوسمرتی ادھیا ۱ شلوک ۷۔ کین اپنشد واک۔ نمبر ا و ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۴ و نمبر ۵ و نمبر ۶ و نمبر ۷ و نمبر ۸ کھنڈ پہلا۔

حاشیہ نمبر ۲۔ مگر ان دس حکموں کی خود بائیبل میں تردید بھی موجود ہے

نمبر ۱ کی تردید۔ پیدایش باب پہلا آیت ۲۶۔ اور پیدایش باب ۲ آیت ۲۲ و پیدایش باب ۱۸۔ آیت ا سے ۳ تک اور متی ۲۸۔ آیت ۱۹

نمبر ۲۔ کی تردید۔ خروج باب ۲۵۔ آیت ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

نمبر ۳۔ کی تردید۔ متی باب ۲۷۔ آیت ۲۶

نمبر ۴۔ کی تردید۔ متی کی انجیل باب ۱۲۔ آیت ا سے ۳ تک اور گلتیون باب ۴۔ آیت ۱۰ اشعیاہ کی کتاب باب ا۔ آیت ۱۳۔

نمبر ۵۔ کی تردید۔ متی کی انجیل باب ۱۴۔ آیت ۲۱ سے ۵۰ تک

نمبر ۶۔ کی تردید۔ خروج باب ۳۲۔ آیت ۲۷ و ۲۸ و ۲۹۔ اور سلاطین ۲

باب ۱۰- آیت ۱۱ و ۳۰

نمبر ۷- کی تردید- استشناء باب ۲۱- آیت ۱۰ سے ۱۴ تک- گنتی باب ۳۱- آیت ۱۸- یوسیع نبی کی کتاب باب ۱- آیت ۲ سے ۴ تک

نمبر ۸- کی تردید خروج باب ۳- آیت ۲۱ و ۲۲- اور خروج باب ۱۲ آیت ۳۵ و ۳۶-

نمبر ۹- کی تردید- یرمیاہ کی کتاب باب ۴- آیت ۱۰- پولوس رسول کا دوسرا خط تسلنیقیوں کو باب ۲- آیت ۱۱- سلاطین کی پہلی کتاب ۲۲ آیت ۲۱ سے ۲۳ تک

نمبر ۱۰- کی تردید- استشنا باب ۲۱- آیت ۱۰ سے ۱۲ تک

حاشیہ نمبر ۱- ۳- ؂۱ تو خداوند کا نام بیفایدہ مت لے- ۴- سبت کے دن کام کاج نہ کر- ۵- ؂۲ اپنے باپ اور ماں کی عزت کر- ۶- ؂۳ تو خون مت کر- ۷- ؂۴- تو زنا مت کر- ۸- تو چوری مت کر- نمبر ۹- تو اپنے ہمسائے پر جھوٹھی گواہی مت دے- نمبر ۱۰ تو اپنے ہمسایہ کی جورو یا مال کا لالچ نہ کر +

؂۱ - یجروید ادھیاء ۴۰ منترہ- منوسمرتی ادھیاء ۵ شلوک ۱۰۹

؂۲ - یجروید کی تیتری اپنشد انوواک ۱۱- اور منوسمرتی ادھیاء ۲ شلوک ۲۳۲ و ۲۳۴ و ۲۳۷ - یجروید ادھیاء ۱۶- شت پتھ کانڈ ۳ پر پاٹھک ۵ ادھیاء ۷ برہمن ۴ کھنڈ کا ۲۰

؂۳ - یجروید ادھیاء ۴۰ منتر ۳- منوسمرتی ادھیاء ۱۰ شلوک ۶۳ اور یجروید ادھیاء ۱ منترا

؂۴ - یجروید ادھیاء ۴۰ منترا- منوسمرتی ادھیاء ۳ شلوک ۵۵ و ۶۰ و ۶۱

؂۵ - یجروید ادھیاء ۴۰ منتر ۴- منوسمرتی ادھیاء ۶ شلوک ۹۲- اور ادھیاء ۱۰ شلوک ۶۳

؂۶ - یجروید ادھیاء ۱ منترہ- منوسمرتی ادھیاء ۶ شلوک ۹۲

؂۷ - منوسمرتی ادھیاء ۶ شلوک ۹۲- یجروید ادھیاء ۴۰ منترا

جب ویدوں شاستروں منوسمرتی وغیرہ میں اس سے بہت اعلےٰ درجہ کے اخلاقی ہدایتیں اور مذہبی ارشاد موجود ہیں- اور یہہ بھی موجود ہیں- تو پھر کوئی دانا کس طرح اس سے پہلی ہدایت چھوڑ کر مابعد کو الہامی مان سکتا ہے- حالانکہ یہہ ہر طرح ثابت ہے کہ منو تو بہت پورانا ہی ہے- مگر بھارت بھی توریت سے بہت قدیم ہے ہے جیساکہ ہم لکچر نمبر ۱ میں ثابت کر چکے ہیں +

ایک لایق محقق پادری صاحب فرماتے ہیں " مینے ویدوں سے سبق حاصل کیا جن کے بیشمار اوراق سے اُن کے ہزاروں سال کی تصنیف کا زمانہ شمار کیا جاسکتا ہے اور جن کے درس سے ہزاروں برس قبل اس کے کہ تھیبز یا بیلوں کا نام ونشاں بھی رہا ہو ہر ایک نوجوان طالب علم (برہمچاری) زندگی کے اصول مستخرج کرتا تھا- مینے قدیم زمانہ کے شلوکوں کو جو از پیدایش حضرت موسےٰ و عیسےٰ کے برہما سے مخاطب ہو کر پڑھے جاتے تھے- سنا مینے منوجی کی ان قوانین کے سمجھنے کی کوشش کی- جن کا انتظام ہزاروں برس قبل اس زمانہ کے کہ عبرانیوں کے احکام خدا کے تختے بادل کے گرجنے اور بجلی کے چمکنے کے وقت- برہمنوں کے ذریعہ سے انجام پایا تھا- غرضیکہ ہندوستان مجھے دوبارہ اپنی اصلی قدیمی حالت میں نظر آیا- مینے اس ذریعہ سے تمام دنیا میں روشن ضمیری

پھیلی ہوئی دیکھی- میں نے ہند کے قوانین- اخلاق و مذہب کا اثر- مصر- فارس- یونان روم میں پایا- مینے وج منی وید بھاش کو سقراط- افلاطون کے زمانہ کے قبل پایا" (دیکھو دی بائیبل ان انڈیا انگریزی مطبوعہ نیویارک امریکہ ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۵)

" وہ اپنے زمانہ میں سر ولیم جونس کہتے تھے- کہ سنسکرت کا اتھاس نہایت قدیم ہے اور موسےٰ کے زمانہ سے پہلے ہندوستان- مصر- یونان میں مذہب یہی تھے- جہاں تک کہ ہندوستان مصر وغیرہ کی بابت کہا جاتا ہے جو تحقیقات سب سے اس- بن تیسین- و صمپولیین- لی نارمنٹ- گلیڈن وغیرہ نامی گرامی محققین نے کی ہے- اُن سے ایشیاٹک سوسائیٹی کے لایق پریزیڈنٹ کا دعوےٰ ثابت ہوتا ہے" (دیکھو جنیس ۲۲ کا صفحہ ۸۰ سے ۹۱ تک) +

" منوسمرتی کی بابت سر ولیم جونس صاحب بہادر سابق جج سپریم کورٹ فرماتے ہیں کہ یہہ منوسمرتی کسی وقت میں یونان اور مصر دیش تک پرچلت- یعنی رایج تھی- اور اس ہی پر عملدرآمد ہوتا تھا" (دیکھو مانو دھرم سار مولفہ راجہ شیو پرشاد مطبوعہ گورنمنٹ پریس الہ آباد ۱۸۸۱ء صفحہ ۱)

جہاں تک غور کی جاتی ہے- ویدوں کے حوالہ تمام کتب قدیم اور جنگ بھارت میں موجود ہیں- مثلاً

نمبر ۱- بدھ جی اپنے بدھ شاستر میں ویدوں کو اپنے سے پہلے بتلاتے ہیں (بدھ شاستر ادھیاء ۲ سوترا)

نمبر ۲- پارسیوں کی کتاب میں وید کا ذکر موجود ہے (دیکھو دساتیر بفرار آباد و حشوران مخشور آیت ۳۷

نمبر ۴- ویدانت درشن میں ویدوں کے الہامی و انادی ہونیکا اقبال ہے (ادھیاء ۱ پاد ۱ سوتر ۳)

۵ یوگ درشن میں وید کا ذکر موجود ہے (دیکھو پاد ۱ سوتر ۲۶

۳ میمانسا میں وید کا ذکر موجود ہے دیکھو ادھیاء ۱ پاد ۱ سوتر ۱۸

۶ نیاد رشن میں وید کا ذکر موجود ہے دیکھو ادھیاء ۲- اہنک ۱ سوتر ۶۷

۷ سانکھ درشن میں ویدوں کا ذکر موجود ہے (ادھیاء ۵ سوتر ۵۱)

۸ وشیشک درشن میں ویدوں کا ذکر موجود ہے (دیکھو ادھیاء ۶- اہنک سوترا)

۹ راماین میں وید کا ذکر موجود ہے- دیکھو بال کانڈ پہلا سرگ شلوک ۱۴

۱۰ سورج سدہانت میں وید کا ذکر موجود ہے

۱۱ سشرت میں وید کا ذکر موجود ہے

۱۲ چرک وید کا ذکر موجود ہے

۱۳ منو میں ویدوں کا ذکر موجود ہے- منو ادھیاء ۲-

۱۴ چاروں برہمنوں میں وید کا ذکر موجود ہے- دیکھو شت پتھ کانڈ ۱۱

۱۵ اپنشدوں میں ویدوں کا ذکر موجود ہے- تیتری اپنشد ۸- واک ۱۲

۱۶ دیاکرن میں ویدوں کا ذکر موجود ہے-

جب تمام آرش گرنتھ ویدوں کو الہامی اور انادی مانتے چلے آئے ہیں اور صرف یقینی نہیں بلکہ دلایل سے بھی اور سب میں ویدوں کا ذکر موجود ہے اور ویدوں میں کسی کا ذکر نہیں- اس لحاظ سے بھی وید قدیم اور الہامی ہیں ہر ایک انسان کو اسکا اپنا دل شہادت دیتا ہے کہ جس طرح اس وقت انسان بغیر تعلیم کے ناکارہ و نادان ہے- اسی طرح ابتدائی آفرینش میں بھی تھا- اس کے بعد یہہ سوال :-

کہ کیا موسیٰ کے وقت الہام کی ضرورت ہوئی پہلے نہیں تھی؟
یا داؤد کے وقت الہام کی ضرورت ہوئی پہلے نہیں تھی؟
یا عیسیٰ کے وقت الہام کی ضرورت ہوئی پہلے نہیں تھی؟

پرمیشور نے جب آنکھوں کے واسطے روشنی۔ کھانے کیواسطے انواع و اقسام کے غلے اور میوے۔ رہنے کے واسطے زمین زندگی بسر کرنے کے واسطے۔ آب و ہوا گل گلزار امراض دور کرنے کے واسطے نباتات۔ معدنیات۔ وغیرہ پیدا کئے۔ جو تمام جسمانی ہیں تو کیا روح کے واسطے ابتدا میں کچھ پیدا نہیں کیا
کیا جسمانی شانتی سے روحانی شانتی افضل نہیں؟
کیا جسمانی تہذیب سے روحانی تہذیب افضل نہیں؟
کیا ڈاکٹری سے یوگ افضل نہیں۔؟
کیا پہلوانی سے عبادت افضل نہیں؟
کیا جسم سے روح افضل نہیں؟
کیا جب جسم کے واسطے خدا نے سب کچھ بنایا تو روح کیواسطے کچھ نہیں بنایا۔؟
اور اگر بنایا تو کیا اور کہاں؟

ان سب سوالات پر غور کرنے کے بعد خود غرضوں لالچیوں کے واسطے یقین غالب ہے کہ کسی حق پسند کو انکار نہیں ہوگا۔ کہ روح کیواسطے بھی ابتدائے آفرینش سے ہی علم یا گیان یا ہدایت کی ضرورت تھی۔ ورنہ بعد کو محض بیفایدہ تھی۔ کیونکہ ابراہیم موسٰے کے وقت لوگ پڑھے لکھے موجود تھے۔ داؤد بھی پڑھا لکھا آدمی اور شاعر تھا تعلیم عام تھی اور وہ خود بادشاہ تھا سلیمان خود شاعر اور داؤد کا فرزند تھا۔ عیسے کیوقت بھی تعلیم عام تھی دنیا میں تہذیب پھیلی ہوئی تھی۔ نامی گرامی حکما، فضلا، ہند۔ مصر۔ یونان میں موجود تھے۔ آرسطو۔ افلاطون۔ سقراط زردشت۔ بالمیک۔ وششٹ۔ گوتم۔ بیاس۔ جیمنی کی تعلیم۔ ہدایت کو ذرہ بھی غور سے تعصب سے کنارہ کر کے مقابلہ کرے۔ تو اسے کرمک شبتاب اور آفتاب جہانتاب کا فرق معلوم ہو۔ علاوہ بریں تمام دنیا کے موجودہ مذاہب میں مختلف طور پر جتنی عمدہ عمدہ ہدایتیں یا اوپدیش ہیں۔ وہ سب ویدہائے مقدس و شاستر ہائے متبرک میں موجود ہیں پھر ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ باوجود موجودگی آفتاب کے ان کی کیا ضرورت ہے۔ حالانکہ ان میں امرت زہر سے ملا ہوا ہے۔ نیم حکیم خطرہ جان و نیم ملا خطرہ ایمان ہے۔ اور ان میں صرف امرت ہی ہے زہر کا نام و نشان نہیں ✦

خود توریت وغیرہ کو عیسائی صاحبان مسیح کی بشارتوں کے واسطے مانتے ہیں۔ زیادہ وہ نہیں مانتے۔ چنانچہ انجیل میں کہتا ہے "جو شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں۔ سو لعنت کے تحت ہیں"۔ پھر کہتا ہے۔ "مسیح نے ہمیں مول لیکے شریعت کی لعنت سے چھڑایا ہے" گلیتون باب ۳۔ آیت ۱۰ و ۱۳ پھر کہتا ہے۔ "شریعت مسیح کے پہنچانے کو ہمارا استاد ٹھیرا۔ پھر جب ایمان آچکا تو ہم پھر استاد کے تحت میں نہیں رہتے"۔ گلیتون باب ۳۔ آیت ۲۵۔

یہ تو آپ کے بھی مسلم ہے۔ کہ خدا کی ذات تغیر و تبدل سے بری ہے۔ تو پھر اس کی صفات یعنے علم یا گیان تبدیل ہو سکتا ہے؟ کیا قانون قدرت بدل سکتا ہے۔ اگر ان باتوں کا جواب نفی کے سوا کچھ نہیں۔ تو کیا اسکو الہام بدلنے کی ضرورت ہو سکتی ہے؟

ممبران آریہ سماج۔ اور قدیم زمانہ کے رشی منی لوگ بھی یہی مانتے ہیں کہ وید گیان میں قانون قدرت کا ہی بیان ہے۔ کسی ملک یا قوم یا شخص کی کوئی تواریخی داستان نہیں کہ جن میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ پس ایسا گیان کیوں انادی نہیں؟ اور یہ کس واسطے وہ تغیر و تبدل سے پاک نہیں؟ اور اس سے تو کوئی مذہب والا بھی منکر نہیں ہو سکتا۔ کہ وید کا کوئی حکم آج تک نہیں بدلا۔ اور نہ آیندہ بدلیگا۔ کیونکہ ایشور قدرت کا مالک ہے۔ اور قدرت اس کی ملکیت ہے۔ اور کامل گیان سے قوانین قدرت کی موضوعیت ہے۔ اور وہی گیان ویدوں میں ہے۔ یا یوں کہو کہ وہ گیان وید ہے جیسے مصنف کے علم اور اسکی تصنیف یا تعلیم وید میں فرق نہیں ہوتا۔ ویسے ہی ایشور اور اس کے قانون قدرت اور اس کی تعلیم وید میں ذرا فرق نہیں ہوتا۔ اسواسطے آریوں کی طرف سے دعوے اظہر من الشمس ہے کہ وید فقط الہامی ہی نہیں۔ بلکہ انادی بھی ہیں۔ کیا وجہ کہ پرمیشور انادی ہے۔ اور چونکہ کوئی ایسا وقت نہ تھا۔ اور نہ ہوگا۔ جن میں وہ گیان سے خالی تھا۔ جس سے صاف واضح طور پر نتیجہ ظاہر ہے کہ کوئی ایسا زمانہ نہ تھا۔ کہ جس میں وید (گیان) موجود نہ ہو۔ بنا بریں ثابت ہوا کہ وید الہامی ہیں اور انادی بھی اور یہی ہمارا دعوے تھا ✦

لکچر نمبر ۵ کا جواب

یہہ پانچواں لکچر آپ کا خدا کی ذات کے متعلق ہے جسمیں انہوں نے تحقیقات کی ہے کہ ویدوں میں ہمہ اوست کی تعلیم ہے۔ اس کے برخلاف نہیں۔ بیشک ہر ایک طالب حق کو جسے مقصود یہہ ہو مبارک تحقیقات کرنی چاہئے۔ اور جو کتاب ایشور کا گیان بتلادے۔ راہ راست دکھلا دے دھوکے سے بچا دے وہی الہامی اور سچی ہے اور وہی ایشور کا فرمان ہے۔ اور ایسی ہی کتاب پر ایمان لانا شایان ہے۔

اس خیال کو مدنظر رکھکر ہم انصاف اور محبت سے پادری صاحب کے اعتراضوں کو پڑتال کرینگے اور بمثل سابقہ تحقیقات کے باطل پر حق کو ہمیشہ فوقیت دینگے

پادری ۳ و ۴۔ آریہ لوگ مانتے ہیں۔ کہ ایک اعلے ہستی ہے۔ وہ ایک ایسا خدا ہے جو اپنی مخلوقات کی خبر گیری کرتا ہے۔ ان کی حاجت بر لاتا ہے۔ اور ہمیشہ ان پر باران رحمت برساتا ہے۔ صرف وہی معبود حقیقی ہے۔ دعائیں اسی کی شان کے شایان ہیں۔ ہدایت اور دستگیری کے لئے آدمزاد کی آنکھ اسی پر لگنی چاہئے۔ اور اسی کو اپنے ایمان کی جائے قرار سمجھنی چاہئے۔ کیونکہ وہی سب (حکمت) کا خالق اور سب (روحوں) کا مالک ہے آجکل کے آریوں کا یہی اعتقاد ہے۔ اور جہاں تک دیکھا جاتا ہے یہ عین درست و سچا ہے۔ اس میں کوئی حجت نہیں آ سکتا۔ مگر ہمارا اعتراض یہہ ہے کہ ان کے ویدوں اور دوسری کتب مقدسہ میں تو اسکا سراغ نہیں ملتا۔

آریہ۔ ہم آپ کے بیان سے بہت کچھ اتفاق کر کے صرف آخری فقرہ کا جواب دینے ہیں کہ یہی ہمارا ایمان ہے۔ اور یہی ستیہ ودیا کی پستکوں کا فرمان۔ اگر پوچھو کہ وہ منتر کون سے ہیں تو دیکھو

آسایہ بھیوے نامی پستک جس میں ایک سینکڑہ سے زیادہ منتر معہ ارتھ کے مذکور ہیں۔ یہہ کتاب ہر ایک آریہ سماج سے قیمتاً ملسکتی ہے۔ ورنہ ویدک یتنترالہ پریاگ سے منگالیں ✦

پادری ۵ - خدا کی ہستی پر یقین کرنیکی تعلیم کے بجائے وہ ہمہ اوست کا بیہودہ مسئلہ بڑے زور و شور سے سکھلاتے ہیں - یعنی ان کی تعلیم یہہ ہے کہ خود خدا ہی ہر ایک شے ہے - کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کا ظہور نہیں - اس کے سوا اور کوئی چیز موجود نہیں - جو کچھہ اور موجود نظر آتا ہے وہ صرف مایا ہی ہے ✣

آریہ - پادری صاحب یہ بیان آپ کا بالکل خلاف واقعہ ہے - نہ ہم ایسا سکھلاتے ہیں - اور نہ ہمارا ایسا اعتقاد ہے - ہم ایسے ایمان کو ملعون سمجھتے ہیں - نہیں معلوم کہ یہہ سراپا بے بنیاد باتیں آپ کس سے سنکر کس کے ذمہ لگا رہے ہیں ✣

پادری ۵ - ویدوں میں ایسی آیات بھی ہیں جن میں خدا کی بابت ایک اعلےٰ خیال پایا جاتا ہے لیکن ہمہ اوست کا ناپاک مسئلہ جسکا ابھی ذکر ہو چکا ہے - ان کو آلودگی سے مبرا نہیں ہونے دیتا - ویدوں اور دیگر کتب مقدسہ کی تعلیم اسی قسم کی ہے ✣

آریہ - ہم صداقت رگوید بجواب ماہیت رگوید میں اور نیز اسی سلسلہ میں جتلا چکے ہیں کہ ہمہ اوست کا مسئلہ ویدوں کا نہیں - وید سراپا اس کے مخالف ہیں اور صرف وید ہی نہیں بلکہ تمام آرش گرنتھ اس کے مخالف اور رد کرنیوالے ہیں جب یہہ حال تو خود آپ کے بیان سے ثابت ہے - کہ ویدوں میں خدا کی بابت نہایت اعلےٰ خیال پائے جاتے ہیں ✣

پادری ۵ سے ۷ - ہم ان کتابوں سے چند حوالجات اقتباس کریں گے تاکہ ہر ایک پر روشن ہو جائے - کہ فی الحقیقت ان میں کس قسم کی تعلیم ہے ✣

نمبر ۱ - شاریرک ادھیاء ۲ پاد ۲ سوتر ۱۱

نمبر ۲ - شاریرک ادھیاء ۲ پاد ۳ سوتر ۴۱

نمبر ۳ - شاریرک ادھیاء ۲ پاد ۳ سوتر ۴۳ و ادھیاء ۲ پاد ۱ سوتر ۱۳

نمبر ۴ - شاریرک ادھیاء ۱ پاد ۱ سوتر ۳

نمبر ۵ - تیتریئی برہمن منتر اول پتر ۲۶

نمبر ۶ - تیتریئی برہمنا پتر ۷۸

نمبر ۷ - شوتیا شتر منتر ۳ -

دیگر اشارات کے لئے ہم اپنے پڑھنے والوں کو لکچر نمبر ۲ کا حوالہ دیتے ہیں - جہاں انکا مفصل طور پر بیان ہے ✣

آریہ - ہم مناسب سمجھتے ہیں - کہ اصل سوتر تحریر کر کے ان کا صحیح ترجمہ تحریر کریں

نمبر ۱ महद्दीर्घवद्वा ह्रस्वपरिमंडलाभ्याम अ०२ पा० सू०११॥

ترجمہ - مہد اور دیرگھ جگت کو رہسو اور پریمنڈل پرمانوؤں سے ایشور بناتا ہے

نمبر ۲ परात्तु तच्छ्रुतेः अ०२ पा०३ सू०४१॥

ترجمہ - پرکرتی سے اس جگت کی بنیاد رکھی جاتی ہے - یعنی جگت پرکرتی سے بنا ہے

نمبر ۳ अंशो नानाव्यपदेशादन्यथा चापि दाशकितवादित्वमधीयत एके अ०२ पा०३ सू०४३॥

نمبر ۳ و ۴ - ترجمہ - یہہ بھی ایک رشی کا مت ہے کہ جیوانش کے تل ہے چیتن شکتی کے سبب سے - کیونکہ واش - کیتو وغیرہ لوگ برہم کو پراپت ہونگے یہہ سوتر نمبر ۳ و ۴ کا ترجمہ ہے جس کا اچھی طرح رد اسی ادھیاء کے اسی پاد کے سوتر ۴ میں موجود ہے - اور سوتر ۱۳ نمبر تو سراپا آپ کے مخالف ہے - کیونکہ اس میں یہہ لکھا ہے کہ اگر جیو برہم ہو جاویگا - تو برہم کو بھوگتا کا الزام لگیگا - حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ یہہ بات عام طور پر ظاہر ہے کہ برہم کرموں کے پھل بھوگنے سے جدا ہے اور جیو پھل بھوگتا ہے ✣

نمبر ۴ - یعنے سوتر ۱ - ادھیاء ۱ میں ظاہر کیا ہے کہ جنکو برہم پرماتما کی جگیاسا (دریافت) ہو یعنے جو حق کا طالب ہو - وہ اس گرنتھ کا مطالعہ کرے - اور پھر اسی پاد کے سوتر ۲ و ۳ میں ظاہر کیا گیا ہے - کہ برہم کون ہے - جس کے جواب میں بیاس جی نے فرمایا ہے کہ تمام جگت کے مرن جنم وغیرہ جس کی آگیا سے ہوتے ہیں - جو سب جگت کو پرکرتی سے پیدا کرنیوالا ہے - علاوہ بریں رگ - یجر - شام - اور اتھرو ویدوں کا گیان داتا پرکاش کرتا سرب ودیا یکت جو سچدانند سروپ ہے وہی برہم ہے - کیونکہ نہ تو جگت کی اوتپتی خود بخود ہو سکتی ہے - اور نہ بجز ویدوں کے کسی جیو کو گیان ہو سکتا ہے ابتدا میں چونکہ تمام انسان جاہل تھے - بنا بریں ہمیشہ بنی نوع انسان کے گیان کے واسطے وید مقدس کا گیان اسی پرمیشور سے ہے - اور کسی سے نہیں - کیونکہ ایسے کامل سب ست ودیاؤں کی پستک سوائے کسی کامل گیان (عقل کل) کے نہیں ہو سکتی لیں وہ سرب گیان پرم دھرم ہے ✣

نمبر ۵ - ایتیری برہمن کا کوئی حوالہ آپنے نہیں دیا - اور نہ تلاش کرنے سے کوئی پتہ ملا -

نمبر ۶ - تیتری برہمن اول تو غیر مستند ہے - دوم آپنے کوئی حوالہ نہیں دیا - پھر ہم کہاں تلاش کریں ✣

نمبر ۷ - سوتیا شتر غیر مستند ہے (دیکھو لکچر نمبر ۱ کا جواب صفحہ ۲ کا حاشیہ) اور اس کا بھی کوئی ٹھیک حوالہ نہیں دیا - ہم بھی آپکے لکچر نمبر ۲ کا جواب باصواب اپنے لکچر نمبر ۲ میں تحریر کر چکے ہیں ✣

آپنے صفحہ ۸ سے ۱۰ تک وہی عبارت درج کی ہے - جو لکچر نمبر ۲ کے صفحہ ۱۰ سے ۱۳ - اور لکچر نمبر ۳ میں صفحہ ۲ و ۴ پر لکھی ہے - بنا بران اس کا جواب دینا ہی یہاں فضول سمجھ کر ناظرین کو جواب لکچر نمبر ۲ کی طرف توجہ دلاتا ہوں - اور اگر زیادہ دیکھنا چاہو تو دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۸ سے ۲۹۹ تک مطبوعہ بار سوم ✣

پادری ۱۱ - ہم حسب معمول ویدوں اور ان کتابوں کے جن کو سوامی دیانند جی نے سچی تسلیم کیا ہے (دیکھو لکچر نمبر ۱) کے حوالجات کے احاطہ سے باہر نہیں نکلے ہیں ✣

ہم اپنے پڑھنے والوں کو پھر یاد دلاتے ہیں - کہ جیسا ہم نے لکچر نمبر اول میں کہا ہے کہ سوامی دیانند جی گیارہ اپنشد اور چھہ درشنوں کو ویدوں کے ہم پایہ مانتے ہیں ✣

آریہ - آپ بالکل اپنے اقرار سے باہر ہو گئے - آپنے پہلا لکچر لکھنے کے بعد پھر نہیں دیکھا وہاں دس اپنشد ہیں (دیکھو لکچر نمبر ۱ صفحہ ۲ سطر ۹۰) علاوہ بریں ہم آپ کے بہت سے بیجا حوالہ رد کر چکے ہیں - (دیکھو جواب نمبر ۱ سے ۴ تک)

پادری ۱۱ - آریوں کا یہہ بھی دعویٰ ہے کہ یہہ کتابیں (مراد چھہ درشنوں سے ہے) ایک دوسرے سے بالکل متفق ہیں - فقط متفق ہی نہیں - بلکہ وہ ایک دوسرے کو منور و مشرح کرتی ہیں - مثلاً ویشیشک درشن میں اشیا کی ہیئت - نیاد درشن میں ان کی تفاوت - سانکھہ میں ان کے اصل اور یوگ میں ان کتب کو

کی تعلیم سمجھنے کی بابت لکھا ہے جیمنی میں ایمان اور ایمانداروں کا ذکر ہے۔ اور ویدانت درشن میں نجات اور نجات حاصل کرنے کے لئے طریقہ کا بیان ہے۔ یہہ سوامی دیانند جی کا عقیدہ ہے۔ اگر سچ ہے اختلاف تو درکنار ایک کتاب کے نہ ہونے سے باقیوں کا سمجھنا دشوار ہوتا ہے۔ جیسا کہ قفل بغیر چابی کے کسی کام کا نہیں +

آریہ۔ یہاں بھی آپنے غلطی کی۔ سوامی جی کا عقیدہ ایسا نہیں۔ بلکہ ایسا ہے دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۲ بار سوم سطر ۲ سے ۸ تک

سوال "جیسا سیتاست اور دوسرے گرنتھوں کا پرسپر وردّہ ہے۔ ویسے ہی ان شاستروں میں ہے۔

جواب۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ وردّہ کس استھل، جگہ میں آتا ہے۔ کیا ایک وشے میں انتھوا بھن بھن (جدا جدا) وشیوں میں۔

سوال۔ ایک وشے میں انیکوں کا پرسپر وردّہ کہتا ہوا اسکو وردّہ کہتے ہیں۔ یہاں بھی سرشٹی ایک ہی وشے ہے۔

جواب۔ کیا ودیا ایک ہے یا دو۔ اگر ایک ہے تو ویاکرن۔ ویدک۔ جوتش وغیرہ کا جدا جدا وشے کیوں ہے۔ جیسے ایک ودیا میں انیک ودیا کے ادیوں کے ایک دوسرے سے بھن (جدا) پرتپادن ہوتا ہے۔ ویسے ہی سرشٹی ودیا کے بھن بھن ۶ ادیوں کا شاستروں میں پرتپادن کرنے سے ان میں کچھ بھی وردّہ نہیں۔ جیسے گھوڑے کے بنانے میں۔ کرم۔ سمے۔ مٹی۔ وچار۔ سینوگ ویوگ آدمی کا پورشارتھ۔ پرکرتی کے گن۔ اور گھمار کارن ہے۔ ویسے ہی سرشٹی کا جو کرم کارن ہے۔ اس کی ویاکھیا۔ میمانسا سے کی ویاکھیا۔ وشیشک میں اپادان کارن کی ویاکھیا نیاد میں پورشارتھ کی ویاکھیا یوگ میں۔ تتوں کے انوکرم پرگننی کی ویاکھیا سانکھیہ میں اور نمت کارن جو پرمیشور ہے اس کی ویاکھیا ویدانت شاستر میں ہے۔ اس سے کچھ بھی وردّہ نہیں"۔ بنا بریں یہی سبب ہے۔ کہ کوئی شخص کسی شاستر کو پڑھے بغیر نہیں سمجھتا۔ جو نیایک ہے وہ یوگ نہیں جانتا۔ اور جو صرف یوگی ہے وہ سانکھیہ نہیں جانتا جو سانکھیہ کا دیتا ہے وہ ویدانت نہیں جانتا۔ اور صرف ویدانت کے جاننے والا یا صرف میمانسک اور شاستروں سے محروم ہے اگر بقول تمہارے ایسے نہیں ہیں۔ تو ایک جاننے سے بقیہ پانچوں کا عالم ہو جانا ممکن ہے۔ حالانکہ سراپا ناممکن ہے۔ صفحۂ دنیا پر کوئی نظیر نہیں۔ اس واسطے آپ کے الزام خام و ناکام ہیں +

پادری ۱۳۔ یہہ شاستر آپس میں سخت اختلاف رکھتے ہیں۔ شاریرک ادہیا ا پاد ا سوتر ۵۔ اور ادہیا ۲ پاد ۲ سوتر ۱ و ۲ و ۱۳ و ۱۷ میں سانکھیہ درشن کے اور ادہیا ۲ پاد ۲ سوتر ۱۱-۱۷ میں۔ وشیشک درشن کی اور ۱۷ و ۳۳ میں نیاد درشن کے ادہیا ۲ پاد کے اور سوتروں میں جیمنی کا خوب خاکہ اڑایا ہے۔

آریہ۔ ہم اسکے جواب میں بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ اصل سوتر تحریر کر کے آپ کے اعتراض کی اصلیت ظاہر کر دیں

نمبر ا

इक्षते नाशब्दं अ० १ पा० १ सू० ५ ॥
रचनानुपपत्तेश्च नानुमानम अ० २ पा० २ सू० १ ॥
उभयथापि न कर्मातस्तदभावः अ० २ पा० २ सू० १२ ॥
अपरिग्रहाच्चात्यन्तमनपेक्षा अ० २ पा० २ सू० १७ ॥ नैकस्मिन संभवात अ० २ पा० 5 सू० ३३ ॥

یہہ مندرجہ بالا تمام سوتر ہیں بتلاؤ ان میں سانکھیہ وشیشک اور نیا ر کا کہاں ذکر ہے +

پادری ۱۲۔ علاوہ ازیں دیکھا جاتا ہے کہ ان کتابوں کے مصنف ایک دوسری کو خوب گالی گلوج دیتے ہیں مثلاً نیائے ویدانت درشن کو کفر کی کتاب کہتا ہے ویدانت اس کے جواب میں نیائے کو کتے کے نام سے پکارتا ہے۔ سانکھ ان دونوں کو ملعون بتلاتا ہے۔ اور پتنجلی ان تینوں کو نفسانی اور بیہودہ کتابیں قرار دیتا ہے

آریہ۔ جناب یہہ سراسر بے معنی اور فضول آپکی طبعزاد گالیاں ہیں ؎

چوں محبت نماند جفا جوئے را + بہ پر خاش در ہم کشد روئے را

تمام نیائے درشن میں ویدانت درشن کا ذکر یا نام و نشان نہیں کیونکہ وہ اس سے ہزاروں برس پہلے کا تصنیف ہے۔ اور سانکھیہ میں ان کا بیان نہیں جب بیاس پتنجلی کے بعد ہوئے (دیکھو لکچر نمبر ا صفحہ ۱۵) جس کا آپ کو خود بھی اقبال ہے۔ تو پتنجلی ان کو کس طرح خدانخواستہ گالیاں دے سکتے ہیں۔ اور نہ کیا آریہ رشیوں سے ایسا ہونا ممکن ہے۔ چونکہ آپنے بھی کوئی ثبوت نہیں دیا۔ صرف بائیبل کے مکاشفات کی طرح لایعنی گپ ہانک دی۔ پس ہم کسی طرح نہیں مان سکتے۔ بلکہ سراپا اپریل فول سمجھتے ہیں۔ اگر سچے ہو تو ہماری طرح ثبوت دو۔ ورنہ ایسی فضولیات سے آپ کے حق میں خاموشی بہتر ہے +

پادری ۱۳۔ سانکھیہ درشن کے ٹیکا کے وگیان بھکشو میں ہل کی حکایت شیو جی پاربتی کی مرقوم ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ دیو مختلف سروپ کر کے انکو مختلف قنوتیں مختلف طرح سے ٹھگتا رہا) اس سے ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ رشیوں [illegible] کی تصنیف کی بابت کسطرح کا خیال ہوتا تھا +

آریہ۔ آپ پھر کہیں گے اور گپ ماریں گے۔ کہ ہم سوامی دیانند جی کی مستند کتب کے حوالہ سے باہر نہیں نکلے۔ دیکھو سوامی جی نے سانکھ درشن پر بھارگو گرت بھاش مانا ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۲) اور وگیان بھکشو تو آجکل کا ایک نوین ویدانتی گذرا ہے۔ دو ہزار کجا وہ تو ۸ سو برس سے بہت پیچھے ہے۔ اور وہ کوئی رشی یا منی نہیں۔ بلکہ ایک بام مارگی تھا۔ یہہ حکایت بیشک اسنے لکھی ہے۔ مگر سانکھیہ درشن کے سوتر کا ارتھ نہیں۔ بلکہ اسی ٹیکا والے نے پدم پوران کا (دیکھو صفحہ ۲ مطبوعہ کلکتہ) ایک قصہ مسخری کے طور پر دنیا کے مت متانتروں پر اپنے دیباچہ میں لکھا ہے۔ جس کا نتیجہ یہی ہے۔ کہ بدمعاشوں نے نہیں بلکہ خود شیو جی بھولے مہادیو بھنگ یا چرس یا دھتورے کی ترنگ میں یہہ تمام شرارتیں کرتے رہے۔ جیسے آجکل کے بھنگی چرسی نشہ استعمال کرتے وقت شیو جی کو پکارا کرتے ہیں۔ وہی حال وگیان بھکشو کی اس حکایت سے ہے۔ کسی وید کسی شاستر کسی اپنشد یا برہمن کا وہ واک نہیں۔ اور نہ کسی میں وہ حکایت ہے۔ بلکہ پدم پوران میں وہ حکایت وہمی وا ہیات ہے ہم اسکو بائیبل کی ہزلیات کی طرح غیر مستند مانتے ہیں +

پادری ۱۵۔ دیکھا جاتا ہے کہ زمانہ حال کے آریہ لوگ تین چیز انکو انادی اور غیر مخلوق مانتے ہیں۔ یعنی خدا۔ مادہ۔ آدمیوں کی روح

آریہ۔ یہہ بات آپکی بالکل راست ہے۔ اور ہم اسکے ہر فقرہ سے اتفاق کرتے ہیں ہم لوگ ایسا ہی مانتے ہیں۔ اور یہی ہمارا دھرم ہے۔

پادری ۱۵ سے ۳۲ صفحہ تک ایک طول طویل فضول عبارت اس مسئلہ پر لکھتے

کہ مایا کو آریہ لوگ مانتے ہیں۔ حالانکہ یہہ بدھ مذہب کی تعلیم ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ہمارے آریہ دوست ہمکو تبلائیں کہ مقدس ویدوں میں مایا کے مسئلہ کی تعلیم کہاں ملتی ہے ❊

آریہ۔ یہہ آپکا سراپا ناراست بیان اور فضول بہتان ہے۔ کوئی ممبر آریہ سماج مایا کو نہیں مانتا اور نہ ہی مقدس وید مایا کو مانتے ہیں۔ اور نہ سوامی جی نے اسکا کہیں اشارہ کیا ہے۔ آپنے عبث اتنا وقت ضایع کیا ❊

پادری۔ ۲۳۔ آریہ مت خدا کی نہایت ہی تحقیر کرتا ہے۔ آریہ خدا کی بےحرمتی کرتے ہیں۔ اور ان کے بموجب روئے زمین کا تمام میلا بھی وہی ہے۔

آریہ۔ یہہ بیان آپکا آریہ دھرم سے کسی طرح مطابق نہیں۔ ہم مادہ دنیا کو قدیم مانتے ہیں۔ اور اسکو ہمیشہ انادی زمانہ سے جگت کے پیدا کرنیکا مصالحہ پرمیشور کے قبضۂ قدرت میں جانتے ہیں۔ پس ہم یا کوئی اور آریہ بھی ایسا کبھی نہیں مانتا۔ کہ خدا خود ہی ہر ایک چیز بنگیا اور دنیا کا میلہ بھی وہی ہے۔ ہم لعنت بھیجتے ہیں ایسے عقیدے پر اور ناستک سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کو۔ ہم روحوں کو خدا نہیں مانتے ہیں۔ اور خدا کا حصہ۔ اور نہ اسی طرح پرمانوؤں کو۔ بلکہ تینوں کو جدا جدا انادی زمانہ سے مانتے ہیں۔ پرمانو جڑھ ہیں۔ مگر خدا جڑھ نہیں۔ روح الپگیہ اور دُکھ سکھ کے بندھن میں ہیں۔ مگر خدا ایسا نہیں۔ وہ سروگیہ اور سچدانند ہے۔ مگر آپکی بائیبل ایسا ہی مانتی ہے ❊

نمبر ۱ "سب چیزیں اس سے (خدا سے) موجود ہوئیں۔ اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اس کے ہوئی۔ زندگی اس میں تھی وہ زندگی انسان کا نور تھی" یوحنا انجیل باب ۱۔ آیت ۳ و ۴

نمبر ۲۔ خداوند کی کلام سے آسمان بنے۔ اور ان کے سارے لشکر اس کے منہ کے دم سے اس نے کہا اور وہ ہوگیا۔ اس نے فرمایا اور وہ برپا ہوا" زبور ۳۳۔ آیت ۶ و ۱۰ ❊

نمبر ۳۔ اس نے حکم دیا اور وے موجود ہو گئے۔ اسنے اسکو ابدی پایداری بخشی" زبور ۱۴۸۔ آیت ۵"

نمبر ۴ "ایمان ہی کے سبب ہم جان گئے۔ کہ عالم خدا کی کلام سے بن گئے ایسا کہ وے چیزیں جو دیکھنے میں آئیں ان چیزوں سے نہیں بنیں جو دیکھی جاتیں" عبرانیوں کا خط باب ۱۱۔ آیت ۱۳۔

اس کے ساتھ ہی یوحنا کی انجیل کے پہلے باب کی پہلی آیت بھی زیر نظر رکھنی چاہئے کہ "ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا"

اب ہم وہی الفاظ جو آپنے صفحہ ۲۳ کی سطر ۴ سے ۹ تک ہماری بسنبت غلطی سے تحریر کئے ہیں۔ بائیبل کی نظر اور آپکے ارپن کرتے ہیں۔ یعنے ایسے جھوٹھے اور بےحرمت کرنیوالے مسئلوں کے مقلد سچے راستی سے صدہا کوس دور بھٹکتے پھرتے ہیں۔ وہ بیچارے اپنے دل اور ضمیر کے گنہگار رہیں۔ ریفارمر اور وسرذ لکا ہادی ہونا تو کجا۔ ابھی انہیں علم اخلاق اور مذہب کے اصولوں کی الف بے سیکھنی ہے۔ وہ غیر فانی (ابناشی) پرماتما کے جلال کو جھوٹ سے بدل ڈالتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ اسکی ذات پاک میں تمام گناہ۔ تجاہل بدکاریاں۔ (جنسے دنیا آلودہ ہے) مخلوط کرنے سے اسے از حد بےحرمت کرتے ہیں" اور ہمارے عقیدہ کی بسنبت پادری صاحب نے صفحہ ۴ کی سطر ۱۳ میں فرمایا ہے۔ کہ ان کے عقیدہ پر ہمارا اعتراض نہیں۔ اور جہاں تک خیال کیا جاتا ہے۔ ہمارا ان کے ساتھ اتفاق ہے"

پس جو ہمارا عقیدہ ہے۔ وہ ہم عرض کر چکے اور پادری صاحب تسلیم کر چکے اب ہم تبلاتے ہیں کہ بائیبل خدا کی بےحرمتی کرتی ہے ❊

نمبر ۱۔ بائیبل کا خدا جلاد ہے (دیکھو پہلی سموائیل باب ۱۵۔ آیت ۲ و ۳۔ اور باب ۶ آیت ۱۹۔ استثنا باب ۴۔ آیت ۲۴۔ توشیع باب ۱۰۔ آیت ۱۱۔ گنتی باب ۲۵۔ آیت ۴ دوسری سموائیل باب ۲۴۔ آیت ۱۔

نمبر ۲۔ بائیبل کا خدا بےعلم ہے (پیدایش باب ۲۲۔ آیت ۱۔ ایوب کی کتاب باب ۲ آیت ۳۔ اور پیدایش باب ۳۔ آیت ۹ سے ۱۱ تک۔ پیدایش باب ۹۔ آیت ۳۔ پیدایش باب ۱۱۔ آیت ۶ و ۷) ❊

نمبر ۳۔ بائیبل کا خدا عادل نہیں (پیدایش باب ۹۔ آیت ۲۵۔ خروج باب ۲۰ آیت ۵ رومیوں کا خط باب ۹۔ آیت ۱۱ سے ۱۳۔ متی باب ۱۳۔ آیت ۱۲۔ استثنا ۱۴/۲۱ سموائیل ۲ باب ۲۴/۱)

نمبر ۴۔ بائیبل کا خدا محدود۔ اور الپگیہ ہے۔ (پیدایش باب ۱۱۔ آیت ۵۔ اور پیدایش باب ۱۸۔ آیت ۲۰ سے ۲۳ تک۔ خروج باب ۳۲۔ آیت ۲۰ سے ۲۳ تک۔ اور پیدایش باب ۳۔ آیت ۸) ❊

نمبر ۵۔ بائیبل کا خدا بدمعاشی سکھلاتا ہے۔ (یرمیا باب ۱۸۔ آیت ۴۵۔ یسعیاہ۔ باب ۴۵ آیت ۷۔ حزقی ایل باب ۲۰۔ آیت ۲۵۔ پیدایش باب ۱۹۔ آیت ۳۰ سے ۳۸ تک)

نمبر ۶۔ بائیبل کا خدا جھوٹھ بولتا اور جھوٹھ بلواتا ہے (یرمیاہ باب ۴۔ آیت ۱۰۔ قاضیوں کی کتاب باب ۹۔ آیت ۲۳۔ حزقی ایل کی کتاب ۱۴۔ آیت ۹۔)

نمبر ۷۔ بائیبل کا خدا شرارت کا تبلا ہے (پہلی سموائیل باب ۱۸۔ آیت ۱۰ اخروج باب ۷۔ آیت ۱۴۔ اور خروج باب ۱۰۔ آیت ۱۔

نمبر ۸۔ بائیبل کا خدا اپنے فعلوں سے پچھتاتا ہے (پیدایش باب ۶۔ آیت ۶ و ۷۔ پیدایش ۸۔ آیت ۲۱ و ۲۲)

اب ہم یہاں پر انجیل کے الہام کا ایک اعلےٰ نمونہ عرض کرتے ہیں۔ ناظرین غور سے پڑھیں "لیکن اگر کوئی سمجھے۔ کہ میں اپنی کنیا سے ناشبھ کام کرتا ہوں جو وہ سیانی ہو۔ اور ایسا ہونا اوشیہ ہے۔ تو جو وہ چاہتا ہے سو کرے اسے پاپ نہیں ہے"

(قرنتیوں ۱ باب ۷۔ آیت ۳۶۔ انجیل ناگری مطبوعہ الہ آباد ۱۸۶۴ء صفحہ ۵۰۶) اور اس کا نتیجہ اور عملدرآمد دیکھو حضرت لوط پیغمبر کا قصہ توریت پیدایش ۱۹۔ آیت ۳۰ سے ۳۸ تک) ❊

جب بائیبل خدا کو اس قدر الزام لگاتی ہے۔ اور انسان کے دلمیں اسکی بےقدری کرکے بدنام کراتی ہے۔ انسان کی شرارت کو بڑھاتی اور بدکاری اور بدمعاشی میں دلیر بناتی ہے۔ وہ ایک سچدانند پرمیشور سے ہٹا کر تین کے پنجہ میں پھنساتی ہے۔ اسواسطے وہ کسی طرح خدا کا کلام نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہدایت کی کتاب کہلا سکتی ہے۔ مگر وید اس کے برخلاف پرماتما کی ذات کو جملہ عیوب سے پاک (شدھ) اور پاپ اور اگیان سے رہت سرب شکتی مان سرب آدھار نیا ئیکاری بتلاتے اور معقولیت سے سمجھاتے ہیں۔ ویدوں کی تعلیم عقل کو بڑھانیوالی۔ روحانی شانتی کی لذت چکھانیوالی۔ توحید کی صداقت اور تثلیث کی بطالت کو ذہن نشین کرنیوالی ہے۔ بنابران ویدہی ایشور کا گیان ہے ویدہی صداقت کی کان ہے ہر ایک انسان کہ جسے راستی کی تلاش اور روح کی شانتی منظور ہو وہ اس چشمہ فیض ادراک از معرفت سے سیراب و معطر ہونے کے واسطے توجہ مبذول فرماوے ❊

اے پرماتما ہماری گذارش ہمارے دیشی بھائیوں کے دلمیں جاگزین کر اور انہیں اپنے کامل گیان کیطرف رہنموں کر تاکہ وہ مسیح داس۔ عیسیٰ بخش۔ عیسیٰ جی ہونیسے باز رہکر تیرے احکاموں پر عمل فرماویں اور حقیقی شکتی آتمک اننتی سے آنند ہو کر سچے بزرگوں کی سچی سنتان کہلاویں ❊ فقط ایکچر نمبر ۲ کا جواب ختم ہوا

لکچر نمبر ۶ کا جواب

ہمارے مہربان دوست پادری صاحب کا یہہ چھٹا لکچر یگ کے بیان میں ہے جسے وہ قربانی سے تعبیر کر کے مسیح کے کفارہ کے نشان دیتے ہیں۔ لفظ قربانی سے ہی انکے لکچر کی ابتدا ہے اور اسی پر طول طویل تاویلات کے بعد انتہا۔ جیسا کہ ہمارا شروع سے طریقہ رہا۔ وہی اس وقت بھی برتنا پڑا۔ (دیکھئے تمام کتب محولہ پادری صاحب آنکھوں کے سامنے رکھکر جواب تحریر کرنا۔)

اس لکچر میں انہوں نے اپنی تحریر کو موثر بنانے کے لئے ایک معزز ہندو کو بھی شریک کیا یعنے ہٹ کچھ۔ اسکی کتاب سے سہارا لیا۔ بنابراں اس کے جواب میں ہمیں دو صاحبوں سے مقابلہ ہے۔ اور مقابلہ بھی کیا۔ بلکہ ہنسا اور اہنسا کا مجادلہ۔ یا حق و باطل کا موازنہ

اگر ہمارا اعتقاد خدانخواستہ جھوٹھ باطل ہوا۔ تو ہمیں اسکے چھوڑنے میں ذرا بھی انکار نہیں کیونکہ ہمارے مقدس اصول بطلان کے ماننے کے لئے ہمیں مجبور یا طول نہیں کرتے بلکہ کھلم کھلا اختیار دیتے ہیں۔ لیکن ڈر ہے تو اس بات کا کہ ہمارا دوسرا فریق راستی کی تحقیق میں ہمارا کس طرح رفیق ہوگا۔ بہرحال اس قول پر۔

निन्दन्तु नीति निपुणा यदि वा॥ स्तुवन्तु लक्ष्मीः स
माविशतु गच्छतु वा यथेष्टम् अद्यैव वा मरण
मस्तु युगान्तरे वा न्याय्यात्पथः प्रविचलन्ति पदं न
धीराः॥ भ० श०

ترجمہ "دنیا کے لوگ نندا کریں یا ستتی روپیہ ملے یا سب نشٹ ہو جائے۔ فی الفور مرنا ہو یا ایک طول طویل زندگانی حاصل ہو۔ باوجود اس کے بھی بدھی مان دھرماتما لوگ صداقت اور راستی کو جو عین عدالت ہے ذرا بھی تیاگن نہیں کرتے" عمل کر کے بمصداق اس کے۔ ع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تراست ✦ راستی کے پرکاش پر کمر باندھتے ہیں۔ ع

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

اس بات کے ماننے سے کسی آریہ پرش کو کبھی انکار نہیں بلکہ ہمیشہ اقرار ہے۔ اور تمام زندگی کے سنسکاروں کا اسی پر دارومدار۔ ہر ایک آدمی جسے کچھ بھی تمیز ہے وہ جانتا ہے کہ یگ دنیا پر نہایت ضروری چیز ہے۔ یگیہ سے ہی وہ ان سکھ کو پراپت ہوتے ہیں یگیہ سے ہی دشٹ گنوں سے دوری ملتی ہے۔ یگیہ سے ہی دشمن دوست بن جاتے ہیں تمام سنسارک سکھ یگیہ میں شامل ہیں اس واسطے آرش ودوان یگیہ کو افضل چیز جانتے ہیں۔ اور اسی اپدیش کو دیا اپدیش کرنے سے دنیا کی بہبودی مانتے ہیں ✦

پادری ۵۔ موجودہ ہندو مذہب بدھ مذہب کیطرح۔ اور بہ سبب اسکی تاثیر کے بخلاف سناتن دھرم بالکل یگیہ کی تردید کرتا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر ہمیں بہت افسوس آتا ہے ✦

آریہ۔ یہہ بیان آپ کا بالکل غلط ہے۔ ہندو مذہب یگیہ کی تردید نہیں کرتا۔ بلکہ سر دھقانہ تائید کرتا ہے۔ ہاں اگر یگیہ سے آپکی مراد قربانی ہے تو یہی غلط ہے۔ کیونکہ ہندو مذہب بطور اپنی اور رہنت کی نہ بالتوں کے قربانی کو جایز بتلاتا ہے۔ دیکھو کلکتہ میں کالی کا مندر۔ ادرکا نگرہ میں جوالا جی کا مندر۔ اور اسی طرح نیپال میں جہاں بکرے بھینسے وغیرہ ذبح کئے جاتے ہیں۔ اور نادان لوگ بقول خود ثواب پاتے ہیں۔ ادہ تو درکنار بھیج چندماہ

کی بات ہے۔ کہ ہمارے ایک آریہ بھائی کو ضلع کوئٹہ میں چند فقیر بھیرو کی منت قربانی کے واسطے لیگئے۔ ذبح کرنے جاتے تھے کہ بطور امداد غیبی چند سوار سرکاری پہنچ گئے اور لڑکے کو اٹھا لائے۔ فقیر بھاگ گئے (دیکھو آریہ گزٹ جلد ۳ نمبر)

پادری ۵۔ اور زیادہ تر افسوس کی بات یہہ ہے۔ کہ آریہ سماج جسکی بنیاد آجکل صرف اس غرض پر مبنی ہوئی ہے کہ وہ مذہب وید کے اصلی عقیدے اور طریق کو بحال کرے۔ وید کے اس بڑے مسئلے کی تردید کرتی ہے ✦

آریہ۔ آپنے صرف یہی ایک بات دیکھی۔ آریہ سماج تو صدہا باتوں کی (جسکے جہلا لوگ قایل ہیں) تردید کرتی ہے۔ اور ہر ایک ان میں سے بخیال آپکے ایسی ہی مضبوط ہیں جنکو تمام ہندو لوگ بصدق دل باطن میں ملتے ہیں۔ کہ وہ ویدک ہدایتیں ہیں۔ مثلاً گو رو گھنٹال۔ بت پرستی ہے جسے صرف آریہ ورت ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے لوگ مانتے ہیں۔ آریہ سماج کہتی ہے۔ کہ یہہ بالکل وید کے خلاف ہے۔ اسی طرح تیرتھ یا دریا یا پہاڑ پرستی یا مردہ پرستی۔ دیوی دیوتا پرستی۔ برہما۔ بشن۔ مہیش پرستی۔ آثار پرستی۔ جن بھوت پرستی۔ آفتاب و مہتاب پرستی۔ پیپل شجر پرستی۔ آتش و آب پرستی۔ غرضیکہ ۳۳ کروڑ دیوتا پرستی کو آریہ سماج نے ملیامیٹ کر دیا۔ آریہ فاضل بیری برہچاری سوامی جی مہاراج نے ہندو پنڈتوں کو بنارس۔ بمبئی۔ بنگلی۔ امرتسر۔ میرٹھ۔ اجمیر۔ فرخ آباد۔ ہردوار۔ وغیرہ مشہور مقامات میں ایسی شکست فاش دی کہ شکست کھاتے ہی صدہا پنڈتوں یا ان کے شاگردوں نے مورتی پوجا سے بصدق دل توبہ کی بعض نے پرایشچت کئے۔ کہ ایشور کی مہاں کرپا سے ہم اس ہری۔ اودیا روپی بلا سے رستگاری ہوئی۔ صدہا لوگوں نے ٹھاکروں کی پرنینگ۔ جمن وگنگ کے ارپن کی ✦

مگر آپ کو اور خود غرض جہان کش پروہتوں کو ابھی تک افسوس ہی رہا ہم کو بھی افسوس بلکہ ہزار افسوس ہے۔ کہ دھنتر وید کی موجودگی میں آپ لوگوں کو شفا نہ ہوئی ✦

پادری ۷۔ ڈاکٹر متر صاحب کا قول ہے۔ کہ جب برہمنوں کا بدھ مت والوں سے معاملہ آن پڑا۔ تو انہوں نے بھی آہستہ اور بے معلوم جیو رکھشا کو اختیار کر لیا

آریہ۔ یہ صرف ان کا قول ہے۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ دھرم کا معاملہ محض قول نہیں۔ ہم ہر ایک کا قول جو دھرم شاستر کے ودھ ہو ماننے سے انکاری ہیں۔ وید ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ ہر ایک قول کو نہیں۔ مگر ماننے کے واسطے ہمیں ایشور نے صرف ایک روح اور ایک ہی زبان دی ہے۔ ہم ہر ایک بات کو بموجب ہدایت یجروید ادھیا ۳۶ منتر ۳ کے قبول نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہمیں صرف معقول ماننے کی آگیا ہے۔ فضول کی نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بدھ مذہب سے ہزاروں برس پہلے کی کتابوں میں جیو رکھشا کی ہدایت ہے۔ اور صرف ہدایت ہی نہیں بلکہ باعث سعادت۔ پھر ہم کس طرح ایک فضول قول کو قبول کر سکتے ہیں ✦

پادری ۱۰۔ اس میں کچھ شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ جیسا کہ آگے منکشف ہو جائیگا کہ پرش میدا قربانی انسانی بھی قدیم آریہ میں جایز و رواج تھا۔

آریہ۔ حضرت ایسا ہرگز نہیں۔ اور نہ ممکن ہے۔ کیونکہ قدیم آریہ نہایت علم دوست اور رحمدل ہوا کرتے تھے "کبھی انسانی قربانی آریہ دھرم نے نہیں مانی اور نہ وید نے جایز گردانی ہے ✦

پادری ۳۲۔ کچھ شک نہیں کہ قدیم آریہ میں قربانی انسان بھی رواج تھی اور اس کا رواج ویدوں کے قانون کے مطابق تھا۔ یجروید میں انسان کی قربانی

کا صاف صاف حکم ہے۔ ادھیاے ۲۴ منتر ۲۹ پرجاپتی کے لئے آدمی قربان کئے جائیں

آریہ۔ ہم آپ کی غلطی مٹانے اور لوگوں کو اس طوفان سے بچانے کے واسطے ضروری جانتے ہیں کہ اصل منتر لکھ کر اسکا ارتھ کریں ✦

प्रजापत्ये पुरुषान हस्तिन ऽआलभते।
य० अ० २४ मं० २९

دیکھو تاریخ ہند مولفہ لیتھبرج صاحب

ترجمہ۔ "جو راجا پرجا پالنے کے لئے آدمیوں اور فیلوں کو پراپت ہوتا ہے وہی شجاع اور توانا ہوتا ہے ✦

پادری۔ ۳۶ - زمانہ وید کی قدیم رسومات میں ایک کا نام مہا پرستھان تھا۔ اس میں ضرور تھا۔ کہ صاحب رسم بے کھٹکے سمندر میں چلا جائے۔ اور یوں اپنی کشتی عمر کو دریا فنا میں غرق کرے۔ ایک اور رسم جو رشدہ کرنے والی جوہا تشانا موسوم تھی یہ حکم تھا کہ انسان اپنے آپ کو جلا کر ہلاک کرے

آریہ۔ یہ بات بالکل وید کے خلاف ہے وید ایسے آدمی کو مہا پاپی اور نرک گامی بتلاتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے یجروید ادھیاے ۴۰ منتر ۳

असुर्य्या नाम ॥ ते लोका अन्धेन तमसा वृता ता ॥ स्ते प्रेत्या पि गच्छन्ति ये के चात्महनो जनाः ॥ यजु० अ० ४० मं० ३

ترجمہ۔ مہا اندھکار جہاں گیان اور روشنی کا پرکاش نہیں ایسے نرک کو وہ لوگ پراپت ہوتے ہیں جو خودکشی کرتے ہیں ✦

حضرت جب وید کا یہ ارشاد ہے تو ہم آپ کی بے بنیاد باتوں پر کس طرح اعتماد کریں ✦

پادری۔ ۳۷ - رگ وید منڈل ۱ - ادھیاے ۲ سکت اول و مابعد میں ایسی قربانی کا بیان ہے ان سکتوں میں سناشیف نامی ایک آدمی کا ذکر ہے۔ جو کہ یوپ سے بندھا ہوا۔ اور مقتول ہونے کے قریب تھا۔ وہ دردمندی سے اجازت چاہتا ہے۔ کہ پھر اپنی ماں اور باپ کو دیکھے۔ یہی رگوید کی ایتیری برہمن میں اور بہادر بچہ برہمن میں راماین کے بال کانڈ میں مفصل بیان ہے۔ منوجی کی سنتھا میں بھی اسکا حال لکھا ہے سناشیف اپنے باپ اجی گرتا کو اپنے قتل کے لئے چھری تیز کرتے ہوئے دیکھ کر کلمات نفرت آمیز زبان پہ لایا ✦

آریہ۔ آپکا حوالہ بھی دعوؤں کی طرح راستی سے دور ہیں۔ سوائے دوسروں کو تکلیف دینے کے اور آپکا کوئی مقصود نظر نہیں آتا۔ یہ حوالے اور اشارے آپکے اصل میں اشٹک اول ادھیاے ۲ ورگ ۴ یا منڈل ۱ - انوواک ۶ سکت ۲۴ منتر ۱۲ و ۱۳ اکیطرف ہیں۔ کل اس شوراشیب (جسکو آپ سناشیف لکھتے ہیں) والے سکت کے ۱۵ منتر ہیں جن میں صرف ۱۲ و ۱۳ میں شوناشیب لفظ ہے۔ جسکا نروکت کار یاسک منی جی ویدک لغات میں یہ ارتھ فرماتے ہیں۔

शवाः शेपाः यो यी श्वयतेर्वा स्यान्नीति कर्मणः श्वसितेर्वा ॥ निरुक्त ३ अ० १८ कां० ३-४-१

(वा) शेपो वैतस इति पुंस्प्रजननस्य शेपः शपतेः स्पृशति कर्मणः शपो ॥ ३-११ (वा) ३-४-४

ترجمہ۔ شوا شبد۔ شیا کی ارتھ میں آتا ہے۔ شوتی دھاتو سے جسکا ارتھ گتی ہے۔ وا۔ شوستی دھاتو سے گتی کا ارتھ گیان گمن پراپتی ہے۔ وہ ارتھ شونی کا ہے

جسکا شوا شبد ہوتا ہے۔ جسکا شش کا روپ شونا ہے ✦

شیپ اور دئیتس پر جن کے نام ہیں۔ شیتی دھاتو سے جسکا ارتھ سپرش ہے جسے صاف ثابت ہے۔ کہ شوناشیب واچک ہے۔ اس کا جسکا دتیلے سپرش ہو یعنی ودوان۔ یہ ویدک اصطلاح میں کسی خاص آدمی کا نام نہیں۔ بلکہ ذوج کی جگہ استعمال ہوتا ہے ✦

ان منتروں میں یوپ کا نام نہیں اور نہ کچھ ذکر ہے۔ اور نہ ہی اجی گرتا کا نام اس تمام سکت میں کہیں ہے۔ اور نہ کوئی ایسا لفظ بھی ہے۔ ایتیری برہمن کا آپنے کوئی حوالہ نہیں دیا ✦

بہادر بچہ خود بے سمجھ ہے اور نہ ہی آپنے اسکا کوئی حوالہ دیا ✦

راماین اگرچہ بموجب لکچر نمبر ۱۔ آپ کی بے سند ہے۔ دیکھو صفحہ ۶ مگر اسکا آپنے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ اور نہ کسی ادھیاے یا سرگ یا شلوک کا پتہ بتلایا۔

منوجی کی سنتھا کا بھی آپنے کوئی نشان نہ دیا۔ پھر ہم کہاں تلاش کریں جبکہ اسکی بنیاد جو کہ وید ہے وہاں بھی نشان نہیں۔ پس اعتراض کا کسی طرح امکان نہیں

پادری۔ ۴۱ - ۲۴ - ۵۸ سے ۶۰ تک۔ پرش میدہ کے بارے میں ایک سو انا سی مختلف دیوتا کے نام مسطور ہیں۔ اور ہر ایک دیوتا کے لئے خاص قسم کا انسان بمعہ نام دیوتا مذکور۔ یہ تمام نام تیتری برہمن میں منقول ہیں۔ عبارت اس قدر طویل ہے۔ کہ اسکی اس اختصار میں گنجائش نہیں۔ ڈاکٹر متر صاحب نے اپنی کتاب انڈو ایرین جلد ۲ صفحہ ۸۱ سے ۸۲ میں بزبان انگریزی اسے مفصل قلمبند کیا ہے۔ یہاں اتنا ہی کہنا بس ہوگا کہ ہر ایک حالت و فرقہ قوم کے آدمی عورتیں قربانی کے لائق اشیا ہیں۔ ایک بھی مبرا نہیں۔ تیترا برہمن ادھیاے اول

آریہ۔ ہم نے آپ کے مضمون کو پڑھ کر تیتری برہمن کو دیکھا۔ اگرچہ یہ برہمن سوامی جی کا مستند نہیں۔ اور سوامی جی اسکو رشی کرت گرنتھ نہیں مانتے۔ جسکا آپ کو خود بھی اقبال ہے (دیکھو لکچر نمبر ۱ صفحہ ۶) مگر یہ آپ کا اعتراض تو اس غیر مستند گرنتھ میں بھی نہیں۔ معلوم نہیں کہ آپکو جھوٹھ بولنے سے کیا لابھ ہوا۔ ہم نے بہت سی تلاش کی اسکا پتہ ندارد ہے۔ پس اول تو یہ غیر مستند دوم بے حوالہ ہے۔ بنا بران ہم جواب دینے سے معذور ہیں ✦

پادری۔ ۵۱ - تیترا ارنیا کا صفحہ ۳۳۱ سے ۳۳۳

अवधनन पुरुषं पशुं। पुरुषं त्वमप्रतः

انہوں نے پرش پشو کو قربانی کیا۔ پرش جو ابتدا سے پیدا تھا۔

اسی طرح شتا پتھا برہمن صفحہ ۸۳۶

तेभ्यः प्रजापतिरात्मानं प्रददौय ज्ञोह्यामास ॥

ترجمہ۔ مخلوقات کے خداوند پرجاپتی نے اپنے آپ کو ان کے لئے دیدیا۔ کیونکہ وہ انکی قربانی دینا تھا ✦

آریہ۔ اصل مطلب فوت ہو جانے کے خیال سے اپنے ایک ناکمل ٹکڑا خدا نخواستہ خداوند مسیح کی قربانی کے بارے میں درج فرمایا۔ تاکہ کسی طرح مسیح کی صداقت ثابت ہو جائے مگر افسوس کہ آپکا ارادہ پورا نہ ہوا۔ ہم آپکی طرح نامکمل نہیں۔ بلکہ پوری عبارت کو درج کر کے اس کا ترجمہ لکھتے ہیں ✦

अथ देवाः। अन्योऽन्यस्मिन्नेव जुह्वत आरुस्तेभ्यः प्रजापतिरात्मानं प्रददौ दानो हैषामास यन्तो हि देवामन्नं।

श० कं० ११ प्र० १ ब्रा० ८ प्र० १ कं० ५ ॥

ترجمہ دائیں آٹھوں برہمن کے شروع میں देवाश्च वा ऋषयश्च

یعنے دیوتا اور بدچلن یا وِدوان اور جہلا یا شریر لوگوں کی اپاسنا اور یگ کے قاعدے تبلاتے ہیں اور وِدوانوں کا ذکر کرتے ہیں، کہ مختلف دیوتا لوگ ہون یگیہ کرتے ہوئے پرمیشور کے دھیان میں روحوں کو مگن کرتے ہیں۔ مگر اس حالت میں بھی یگیہ کو نہیں چھوڑتے۔ کیونکہ یگیہ سے ہی علماء کی زندگی ہے۔

प्रोपकारस्य सतो विभुतय

پروپکار سے زیادہ اور کوئی چیز نہیں یہی حق پسندوں کی آرایش ہے۔ دیکھئے آپنے کتنا بگاڑ کر لکھا ہے۔

نمبر ۱۔ یہ ٹکڑا अवध्य न पुरुष पशुं یجروید کے ادھیاء ۳۱ کا منتر ۹ اسی ہے

نمبر ۲۔ اور یہ ٹکڑا पुरुषं जातमग्रतः اسی ادھیاء کا منتر ۹ سے ہے۔

نمبر (۱) کا ارتھ یہ ہے۔ دیوا یعنی وِدوان مہاتما لوگ اسی سرب بیاپک سرب رشتا پرمیشور پرم پرش کو دھیان کرتے ہیں۔ اسکا نروکت یہ ہے۔

पशुः पश्यते ॥ नि० ३ — १ — ८ ॥

نمبر (۲) کا ارتھ یہ ہے پرش یعنی سرب بیاپک پرمیشور سب جگت سے پہلے تھا دوسرے کا ترجمہ یہ ہے۔ ان کے لئے پرمیشور نے ان رشیوں کو آتم گیان دیا تحقیق یہی یگیہ تھا۔ (منوسمرتی دیکھو منتر ادھیاء ۱-۲۳)

آپنے حکمت عملی کر کے ہمیں پھسلانا چاہا مگر سراپا محال ہے۔

پادری ۵۲

آتم دا۔ اپنے آپکا دینے والا۔ بلدا۔ طاقت دینے والا۔ جبکی چھایا جبکی مرتیو امرتا حیات ابدی ہے۔

آریہ۔ ہم اس کا مفصل ارتھ صداقت رگوید میں بجواب عبداللہ آتھم صاحب کے دیکھے ہیں۔ مگر خیر بپاس خاطر جناب یہاں دوبارہ سارا منتر اور ترجمہ لکھتے ہیں

य आत्मदा बलदा यस्य विश्व उपासते प्रशिषं यस्य देवाः यस्य च्छाया मृतं यस्य मृत्युः कस्मै देवाय हविषा विधेम। ऋ० मं० १० सू० १२१

ترجمہ۔ جو جگدیشور۔ اپنی کرپا سے ہی اپنے آتما کا گیان دینے والا ہے۔ جو بل بدھی اور پراکرم کا داتا ہے۔ جس وشو دیو کی سب وِدوان اپاسنا کرتے ہیں۔ جس کی آگیا پالن سے مکتی اور جس کی آگیا نہ ماننے سے موت ملتی ہے۔ اسکی پراپتی کے لئے ہم لوگ نت بھجن کریں +

آپ نے صفحہ ۴۹ پر مانڈوکیہ برہمن کا حوالہ دیا ہے۔ مگر وہ ہمیں کسی طرح منظور نہیں کیونکہ غیر مستند ہے۔ اور شت پتھ برہمن کی بابت آپ خود تحریر فرماتے ہیں۔ ،، شت پتھ برہمن میں کئی ایک جگہ پرش میدھ کا اشارہ ہے۔ اور ادھیاء اول میں اس قربانی کی ریتی کا مشرح بیان ہے۔ یہ قربانی کو تمثیلی یا نقلی بتایا ہے،، اور لکھا ہے ،، انسان ذبح نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ یہ ہوتا تھا کہ وہ ایک جنگل میں گوشہ گزین ہو کر اپنی بقیہ عمر بنی نوع انسان سے الگ بسر کرے،، (صفحہ ۴۲ سطر ۱۸) پھر آپ صفحہ ۴۴ کی سطر ۱۵ میں فرماتے ہیں ،، یہ ایک بڑی عجیب اور قابل غور بات ہے۔ کہ وید کی تمام عبارت میں قربانی کے لئے ہمیشہ لفظ یگیہ آیا ہے۔ نہ کہ بلی،،

جب یہ حال ہے تو صاف واضح ہے۔ کہ ویدوں میں کہیں بھی قربانی کا نام و

نشان نہیں۔ مستند گرنتھوں کے جتنے حوالے آپنے انسانی قربانی کے ثبوت میں درج کئے تھے ہم نے سلسلہ وار سب کی تردید کر کے اصلیت بیان کر دی +

(اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ حیوانی قربانی بھی ویدوں میں نہیں ہے

پادری ۱۱۔ فی الحقیقت قربانی کے وقت حیوان ذبح کئے جاتے تھے۔ جیمنی جی جو یگیہ کے بارے میں سب سے بھاری سند ہیں فرماتے ہیں۔ میمانسا درشن صفحہ ۳۷۳

آریہ۔ ایسا ہرگز نہیں۔ آپنے کمال غلطی کی اور یہی سبب ہے۔ کہ سوتر یا ادھیاء یا پاد کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ شاید آپ کو شو بام مارگی کی بنیاد ٹیکا سے بھرم ہوا ہو گا جو مول میمانسا کے سراپا برخلاف ہے۔ کیونکہ وہاں اس کا ذرا بھی نشان نہیں غرضیکہ میمانسا میں بھی قربانی کی نشانی نہیں +

پادری ۱۱۔ منوجی ادھیاء ۵ شلوک ۲۳ میں فرماتے ہیں۔ قربانیوں میں حیوان ضرور ذبح ہونے چاہئے +

آریہ۔ وہ اصل شلوک یہ ہے۔

बभूवुर्हि पुरोडाशा भक्ष्याणां मृगपक्षिणाम।
पुराणेष्वपि यज्ञेषु ब्रह्मक्षत्रसवेषु च॥
म० अ० ५ श्लो० २३ ॥

ترجمہ ،، پہلے رشیوں نے گوشہ گزینی کے سبب سے بنوں میں رہنے کی حالت میں گھی (روغن زرد) وغیرہ نہ ملنے کے کارن۔ مرگ پکھیوں کے کھانے یوگ پھل پھول کو ہوشیہ یعنے ہون کی سامگری بنا کر ہوں کیا ہے۔

پادری ۲۷۔ منوایک جگہ ایک برہمچاری کو اپنے گھر واپس آنے پر گائے کے گوشت کے استعمال کی صاف صاف اجازت دیتے ہیں (منو ادھیاء ۳ شلوک ۳)

آریہ۔ یہ آپکی غلطی ہے۔ وہ شلوک یہ ہے۔

तं प्रतीतं स्वधर्मेण ब्रह्मदायहरं पितुः।
स्रग्विणं तल्प आसीनमर्हयेत्प्रथमं गवा॥
म० अ० ३ श्लो० ३ ॥

ترجمہ۔ جو سودھرم سے یکت۔ پتا سے وِدیا کا گرہن کرنے والا۔ مالا پہنے ہوئے اور پلنگ پر بیٹھا ہوا۔ وِدیارتھی ہے۔ اسکا گودان سے پوجا یعنی ستکار کرے

پادری ۱۲۔ رگوید کے اس سوکت سے جو ماہ سمر اشو موشوم ہے۔ چند منتر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اشٹک ۲۔ ادھیاء ۳ شلوک ۱۶۲ (چنانچہ ۱۵ منتروں کا ارتھ کیا ہے۔)

آریہ۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ ان ہی ۱۵ منتروں کا صحیح ترجمہ ہدیہ ناظرین کریں تاکہ حق و باطل میں تمیز ہو جائے +

نمبر (۱) رنو رتو (موسم موسم) میں یگیہ کرنے نارے۔ سنگرام میں جس و یگ دان و دوان یا دب گنو سے پرگٹ ہوئے گھوڑوں کے پراکرم کو کہیں گے اس ہمارے پراکرم کو متر سرشٹ نیا ادھشٹ۔ گیاتا۔ اینشورج دان۔ بدھی مان۔ اور رتوج لوگ چھوڑ کر مت کہیں اور اسکے انوکول اسکی پرشنسا کریں +

نمبر (۲) جو نیائے سے سنچت کئے ہوئے دھن سے سکھ دھرم سمبندھی کام کرتے ہیں۔ وے پراوپکاری ہوتے ہیں۔ اور سکھ کو پراپت ہوتے ہیں +

نمبر (۳) جب پرش نے ویگ دان گھوڑے کے ساتھ یہ آتم تشٹی کا بھاگ جاگ

پہلے پہنچایا۔ کیونکہ گھوڑوں کی پشٹی کے لئے چھیری کا دودھ بہت اتم ہے۔ ودوان اپدیشک سدھ کرنیوالا جن سُندر دانوں میں پرسدھ انکے لئے وششٹ گیان کیا تھ سب طرف سے پریرنا بناتے ہوئے ان کو پراپت ہوتا ہے۔ وہی سُکھی ہوتا ہے ٭

نمبر (۴) جو منش بہت رتنوں میں اتم ودوانوں کی یا ترا سدھ کرنیوالے رتھ کو تین بار سب طرف سے پراپت ہوتے ہیں۔ ودوان اس جگت میں دو سب گنوں کے لئے پشٹی کرانے والے کا پہلا سیون یوگ بھاگ اپنے گن کو پرکاشتا سے جتا ہوا۔ پانی کے لئے ہوگیہ جیا گ سنگ کرنے کے لئے ہوگیہ جو یا تھو پراپت ہوتا ہے ان کو ستکار پوک کریں ٭

نمبر ۶۔ جو گھمبے کے لئے کاشٹ کاٹنے والے۔ اور جو گھمبے و پرنیپ کرانیوالے لوگ گھوڑوں کو باندھنے کے لئے وششٹ سر گھش کاٹتے ہیں۔ اور جو گھوڑے کے لئے پشٹی وایک مصالحہ کو طیار کرتے ہیں۔ اور جو ایسے کام میں ہر طرح سے آدمی ہیں۔ ان سکھوں کو پراپت ہوتے ہیں ٭

نمبر ۷۔ جس نے ودوانوں اور میری اوگیان اور بر ہسپتی کی خواہش کو دھارن کیا ہے جو سندر مانتا۔ اور اوکت گیان اور آشاؤں کو اچھی طرح پراپت ہوتا ہے جو ویدار تھ گیان والے بھی مان۔ اسے پسند کرتے ہیں۔ ایسے سجن کو اوکت ودوانوں کی پشٹی یکت بیوہار میں لوگ نیت کریں ٭

نمبر ۹۔ ہے ودوان چاہیے یا تو رکھنے والے گھوڑے کے جس کئے ہوئے مل کو بھن بھنانی مکھی کھاتی ہے۔ یا اس مکھی کے کھانے سے جو گھوڑا کشٹ سے چلاتا ہے کرم انوشٹھان کرنے والے ہاتھوں اور نخونوں میں سب چیزیں تمہاری درست ہوں یعنے نوکروں کو گھوڑے سے درگندھ رہت۔ لیپ رہت۔ شدھ رکھیں۔ اور ڈوالنی سے رہت رکھنی چاہئے لیکن ہاتھ تھتارسی وغیرہ سے اتم قاعدہ کے مطابق اپنی اچھیا انکول چال چلوانا چاہئے ایسا کرنے والے سے گھوڑے اتم کام کرتے ہیں ٭

نمبر ۱۰۔ ہے ودوانوں انکو شدھ کرنے اور بنانیوالو جو پیٹ میں ٹھیرے ہوئے رس کچے اور کرم سے نکلنے یوگ ان کو گندھ پان وایو کے ذریعہ جاتا ہے وہ اسکو کے یوگ ہے۔ آپ انکو ٹکرا اور پراپت ہوئے پختہ پدارتھ کو پکاؤ۔ جس سے اسے سادھ کر کے سندر پدارتھوں کا استعمال ہو۔

نمبر ۱۱۔ ہے ودوان تیری چلائیمان کر ودھ اگنی سے تپائے ہوئے ہاتھ سے جو شستر لگکر سول کے سمان پیڑا کارک شترو کے سمکھ چلا جاتا ہے۔ وہ بھومی میں نہ گرے۔ یا گھاس میں نہ اٹکے۔ بلکہ شترو کے لئے ہو۔

نمبر ۱۲۔ جو لوگ بھوجن لگانے سے بُرا بھلا نہیں دیکھتے ہیں۔ ودوان جو جل کو پکا سکتے ہیں۔ اور جو پرانی کے مانس کے نہ پراپت ہونیکو ترک وترک و دلیل و حجت سے سیون و پیڑی کرتے ہیں۔ ان کا اوم اور سکندھ ہم لوگوں کو پراپت نہ ہو ہے ودوان تو اس پرکار مانس وغیرہ کے تیاگ (ترک) کرنے سے روگوں کو دور کر ٭

نمبر ۱۳۔ مانس ہاری جس میں مانس پکاتے ہیں یعنے دلٹوئی جو اس کا اچھی طرح امتحان کرتے ہیں اس سے نفرت کہ جو اس کو اچھی طرح سینچنے کے آدھار ذریعہ یا برتن یا گرم رس و لٹووں کے ڈھانپنے کی ڈھکنیاں۔ ان پکانے کے آدھار و لٹوہی کڑاہی آدی برتنوں کے گرہن ہے اسکو جانتے اور سو شوبہت کرتے ہیں وے ہر ایک کام میں پرورت ہوتے ہیں ٭

نمبر ۱۴۔ گھوڑے کے چلانے والے گھوڑے کو چلانا۔ بٹھلانا۔ پھرانا۔ اور پچھاڑی باندھنا اور اسکو اوڑھانا اور گھوڑے کا کھانا پلانا۔ یہ سب کام ہمارے سکھ ہوں ٭

نمبر (۱۸) ہے ودوانوں تم پرتھویوں کے بھیدی بدھی والی اگنی کی جو دیپت کرنے سے اسکو اور جو تین پرکار کے شیری و شیری گیتوں کو تکار لیتے کلوں کو تار نادیکی لگنے گیتوں کو لگاؤ۔ اور ہر ایک پشٹی پر کلا منتروں کا شبد کرایہ دو ٹیک ہوتے ہیں وہ انکو اور گیان کرنیوالو کر ویسی بجلی اور آگ کے ذریعہ تم سب کام سدھ کرو جس میں انسان کے اعضا کو شکن پہنچے ٭

نمبر (۱۹) تیری دویا سے سدھ کئے ہوئے بجلی روپ اگنی کا ایک رتو چیں ٭ کھیں گرنیوالا ودوا اسکو نیم میں رکھنے والے ہوتے ہیں اتھا جو شریروں کے ورتو میں کام ان کو اور ایک پدارتھوں میں جو اڑوں کے جو رنگ ہیں۔ ان کے کام میں یہ لوگ میں کرتا ہوں اور اگنی میں ڈالتا ہوں یعنے جو سب پدارتھوں کے چھین بھن کرنے والے رتو کے انوکول پائے ہوئے پدارتھوں میں یا چت بجلی روپ اگنی کے کال او رسمرشٹی کے نیم کرنے والوں کو سدھ کرتے ہوئے موتی لکڑی وغیرہ چیزوں کو آگ میں چھوڑ کر بہت کام انکو سدھ کریں وہ سلپ ودیا کے جاننے والے ایسے نہ ہوں

نمبر ۲۰۔ ہے ودوان۔ تیرا من مرتے ہوئے تجھ کو کشٹ نہ دے اور بجر کے سمان بجلی تیرے شریر کو مت ڈھیر کرے۔ کیونکہ جو منش لوگ بھیا ہی کرتے ہیں وہ مرتیو روگ سے نہیں۔ بیمرت ہوتے۔ اور نہ ان کو روگ دکھی کرتے ہیں۔

نمبر ۲۱۔ یہ اتم یگیہ۔ ہم کو گائے۔ گھوڑے وغیرہ اور پوریشارتھی۔ پتروں اور سبکی پشٹی دینے والے دھن کی برودھی اور اکھنڈت۔ پاپ سے رہت راج کو پراپت کرے۔ اور سب لوگ اس یگیہ میں پرورت ہوں

پس ثابت ہے کہ اس تمام سوکت میں گھوڑے کی قربانی کا ذکر نہیں۔ اور نہ اور کہیں ہے ٭

پادری ۱۴۔ ایک جگہ رگوید۔ اشٹک ۴۔ ادھیا اسکتا ۵ امیں لکھا ہے۔ کہ تین سو گاؤ میش قربانی کی گئی تھی۔ اور پھر دوسرے مقام میں رگوید بھاگ ۲ صفحہ ۱۰۴ پر ستارہ پرار تھنا کرتا ہے۔ کہ ایک سو بھینسے طرح نذر کئے جاویں

آریہ۔ ہم نے ان دونو مقاموں کو نہایت غور سے دیکھا کہیں بھی اس مضمون کا ایک ذرہ نشان نہیں۔ نہیں معلوم کہ یہ گپ آپنے کہاں سے ہانک دی

پادری ۱۶۔ چنانچہ فی الحقیقت ایک جگہ گائے کا گوشت سب سے افضل خوراک لکھا ہے (رگوید منڈل ۶ سوکت ۱۶)

آریہ۔ ہم نے تمام سوکت نمبر ۱۶ پڑتال کیا۔ مگر کسی فقرہ سے بھی آپ کا مطلب سدھ نہ ہوا۔ اور نہ کوئی ایسا منتر ملا۔ جس میں اسکا سراغ نظر آئے۔ ہاں ایک منتر سے سائینا چاریہ نے ہنسا سمجھی ہے جس کا ہم صحیح ترجمہ درج کرتے ہیں

आते अग्ने ऋचा हवि हृदा तष भरामसि। ते ते भव
तु दा रा ऋषभासो वशाउत॥ ऋ० मं ६ स० १ ६ मं
४ ७ ॥

ترجمہ۔ ہے تم شدھ انتہ کرن ودوان ویدوں کے منتروں سے میتھا رتھ ایشور کی کرکے اچھی طرح او تم پدارتھوں کی کامنا کرو اور اسکی آگیا سے سرشٹ پدارتھوں کو پراپت ہو۔

ہم نہیں سمجھتے کہ ایسی مقدس ہدایت سے مسٹر سائین کس طرح وہ براگوشت

گرہن کرتے ہیں تمام منتر میں کوئی بھی ایسا فقرہ جس کا گائے یا اس کا گوشت ترجمہ ہوسکے نہیں کسی دانا نے سچ کہا ہے ؎

دیکھ عقد ثریا ملے انگور کی سوجھی   اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

پادری ۱۶ یجروید ادھیا ۲۴ منتر ۲۷ - گائیں برہسپتی کے لئے قربان کی جائیں ❊

آریہ - جس منتر میں برہسپتی لفظ ہے وہ ۲۷ نہیں بلکہ ۲۸ ہے - اور اصل اُس منتر کا وہ فقرہ جس پر آپ کو وہم ہوا ہے یہ ہے

बृहस्पतये गवयांस्त्वष्टु दाग्न

اس کا ترجمہ صرف یہ ہے کہ مہاتماؤں کی رکھشا کے لئے گایوں کو پراپت ہو -

اصل میں اس منتر میں جانوروں کے سبھاؤں کا ورنن ہے - اور اس سارے ادھیائے میں یہی مضمون یعنے جانوروں کے سبھاؤں کا اُپر غور کرنے کی بابت ارشاد ہے - مارنیکا کہیں نام ونشان نہیں - پس دعوائے باطل ہے -

پادری ۱۹ - تیتر برہمن ۳ - صفحہ ۶۵۸ کیمیا اسمیں دادلی قربانیاں کے عنوان میں ہمکو قربانی کی یہ ہدایت ہوئی ہے -

آریہ - صفحہ ۶۵۸ پر تو ایک لفظ بھی نہیں اور تیتری برہمن کے مول میں کچھ ذکر ہے مول میں صرف یہی لکھا ہے -

आग्नेयोऽन्यान पशूनुपारोति अ० १ वा २ ॥

البتہ مسٹر سائیں اپنی ٹیکا میں صرف صفحہ ۶۵۵ و ۶۵۶ پر ایسا ذکر کرتا ہے - مگر معلوم نہیں کہ وہ کسکا ارتھ کرتا ہے - پس ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ❊

پادری ۲۰ - اسی براہمنا میں ایک اور رسم کا ذکر ہے جسمیں ایک بڑی تعداد گائیوں اور دوسرے مویشیوں کی قربانیاں ہوتی تھیں - یعنی سترہ پانچ سالہ بے کوہان کو بونے سانڈ - اتنی ہی بونی بچھیاں کم از سہ سالہ انتخاب کی جاتی تھیں -

آریہ - تیتری برہمن میں صرف یہہ عبارت ہے सप्तदश प्रजापते ॥ جس کا ارتھ یہ ہے کہ پرجاپتی کا ہی نام سپت دش ہے - کیونکہ وید میں اس کے ۱۷ استوم ہیں - زیادہ کوئی ذکر نہیں - آپ اس سے خواہ مویشی نکالیں یا انسان آپکا اختیار ہے

پادری ۲۰ - اس گھوڑے کے ساتھ جو اشومیدھ میں قربان ہوتا تھا اکیسو انسی پالتو حیوان ذبح ہوتے تھے جنمیں گھوڑے - سانڈ - گائے - بکری وغیرہ ہوتے تھے - (تیتر برہمن صفحہ ۶۵۱)

آریہ - اپنے نمبر غلط لکھا - تیتری برہمن ۳ - انوواک اپر پاٹھک ۹ صفحہ ۶۵۱ ہے - اصل عبارت وہاں کی یہ ہے -

प्रजापतिरश्वमेधमसृजत। सोऽस्मात्सृष्टो अपाक्रामत। तम। तमष्टादशिभिरनुप्रायुङ्क्त तमाप्नोत्। तमाप्त्वाष्टादशिभिरवारुन्ध। यदष्टादशिन आलभ्यन्ते यमेव तेनाप्त्वायजमानोऽवरुन्धे। संवत्सरस्य वाऽएष प्रतिमा। यदष्टादशिनः द्वादशमासा पञ्चर्तवः तै। ब्रा० ३ अ० ९ प्र० ९॥ पुरुषो वाव संवत्सरः मे प्रपा० ५ वा० ३ ॥

ترجمہ - پرجاپتی نے اشومیدھ کو اتپن کیا - وہ اس سے اتپن ہوا ہوا ہٹ گیا اس کو اشٹا دشیوں سے پھر لوٹایا - ان کو پراپت ہوا - ان کو پراپت ہوکر اشٹا دشیوں کے ہی دوارا روکا - جو یہہ اشٹا دشیان ملتے ہیں - ان کے دوارا یگ پراپت ہوکر ججمان اور روندہ ہوتا ہے - یہی سموت سر کے پرمانا ہے - جو یہ اشٹا دشیان ہیں ۱۲ مہینہ اور ۵ رتو - ایشور نے پرجا پالن کا یگیہ بنایا ہے - وہ یگیہ ایشور سے رچیت ہوکر جگت میں پرورشٹ ہو رہا ہے اس لئے اُس یگیہ کو کرنا ۱۸ جزو - والے سال یعنے ۱۲ ماہ اور ۶ رتو میں منشیہ کا دھرم ہے کہ پریوگ کرے جو ایسا کرتا ہے - وہ اس یگیہ کو پراپت ہوتا اور سال بھر میں رکھشا کرتا ہے - جو یہہ وقت گزر رہتا ہے - اسی وقت کے ذریعہ یگیہ کو پراپت ہوکر ججمان یگیہ کی رکھشا کرتا ہے جو یہہ اٹھارہ ہیں - وہی سال کا حساب یعنے بارہ مہینے - اور ۶ رتو ہے'' چونکہ اس تیسرے کانڈ کے ۹ پرپاٹھک کے ۱۰ - انوواک اسی وشیہ پر ہیں - بنا براں مسٹر سائن نے اپنے من گھڑت خیال سے فی انوواک ۱۸ املا کے ۱۸ x ۱۰ = ۱۸۰ کی تعداد پوری کرکے بخیال خود ۱۸۰ حیوان اپنے راجا کے قصاب خانہ کے واسطے مقرر کر لئے - مگر دیکھئے مول تیتری برہمن وغیرہ میں حالانکہ غیر مستند ہی ہے - ۱۸۰ کا نام ونشان نہیں

پادری ۲۵ - حیوان قربانی بطور خوراک مستعمل ہوتے تھے - گو تیتر برہمن سے اس بارہ میں کچھ معلوم نہیں ہوتا - کہ انہیں (یعنی ٹکڑوں کو) کیا کیا جاتا تھا - لیکن اتھروید کے گوپتھ برہمن میں ہر ایک مفصل بیان ہے ❊

آریہ - گو آپ نے کوئی حوالہ نہیں دیا - مگر ہم نے تلاش کرکے ایسے نادانوں کو شک ڈالنے والے الفاظ صفحہ ۵۵ پہ دیکھئے - بنا براں ہم گوپتھ برہمن کا ارتھ پرکاش کرتے ہیں ❊

از صفحہ ۵۵ - اب ہم تبلائیں گے - کہ جیسے پشو کے جس سے کہ دودھ سینچا جاتا جاتا ہے ۳۶ انگ ہوتے ہیں - ویسے ہی جس پشو سے سورگ روپ آنند کا سینچن کرتا ہے - اسکے کو بھی ۳۶ انگ ہیں - یہاں پر مقابلہ گائے کے زبان وغیرہ تمام اعضاؤں کی پرستوتا - پرتی ہرتا - ادگاتا وغیرہ یگ کرنا لوگ اس سورگی یگیہ کے انگ قرار دیئے گئے ہیں - اور دلیل یہ ہے - کہ جیسے گائے کی زبان بولنے کے کام آتی ہے - ویسے ہی اس سورگی یگیہ میں پرستوتا زبان کا کام کرتا یا قایم مقام ہے جسکا صرف ہم ہی نہیں بلکہ خود فاضل رشی کے صفحہ ۵۶ پر صاف ذکر کیا ہے - کہ جیسے ۳۶ انگوں کی گئو ہوتی ہے ویسے ہی ۳۶ انگ یگیہ کے یہہ ہیں - اور ۳۶ ہی اکھشروں کا برہتی چھند ہے جس میں اکثر وید کے منتر آتے ہیں - جن مقدس منتروں پر عمل کرنے سے ودوان لوگ سورگ کا یگیہ سدھ کرتے ہیں ❊

یہاں تک تو ہم پادری صاحب کے لکچر نمبر ۲۶ کے حوالوں کی تردید کر چکے ہیں - اب ہم مسٹر منتر کی اصل کتاب کیطرف متوجہ ہوتے ہیں - وہ اپنی کتاب کا یہہ باب ولسن صاحب کے ترجمہ سے شروع کرتے ہیں - وہ اپنی کتاب میں ان گرنتھوں کا حوالہ دیتے ہیں - میگھ دوت - اُتر رام چرتر - مہابیر چرتر - جیرک سنگھتا - سشرت - باقی وہ حوالے جنکی ہم تردید کر چکے ہیں - کیونکہ وہ پادری صاحب نے اپنی طرف سے پیش کئے تھے -

نمبر ا سے ۳ تک تو آرش گرنتھ نہیں ہیں - اور نہ مستند ہیں - بلکہ وہ ہیں جو بام مارگی راجاؤں کے خوش کرنے کے واسطے بطور ناٹک تصنیف ہوئے ہیں - اور

وہ اسی زمانہ کے ہیں جب سب دھرم لوپ ہو چکا تھا۔ اندھکار پھیل گیا تھا۔ پس ایسے حوالے کبھی دانا آدمی کیلئے سند پذیر نہیں ہو سکتے

باقی چرک اور سشرت جن کے حوالے ڈاکٹر متر صاحب انڈو آرین جلد اول صفحہ ۳۶۰ میں دیتے ہیں۔ ان کے شلوکوں کی ہم نے پڑتال کی۔ معلوم پڑتا ہے کہ انہوں نے غلطی سے ان کتابوں کا نام لکھ دیا۔ کیونکہ وہ ہر دو شلوک دونوں گرنتھوں کے ان دھیاؤں میں نہیں (دیکھو چرک و سشرت مطبوعہ کلکتہ سنکہ سرستی ینیتر الیہ جو پنڈت جیوانند نے طبع کرائے ہیں) مہابھارتھ اور رامائن کی بابت متر صاحب لکھتے ہیں۔ گو ان میں اشارہ تو ہے لیکن مفصل ذکر یا واضح بیان اس بات کا نہیں۔ کہ گائے کا گوشت بطور خوراک استعمال ہوتا تھا۔ (صفحہ ۳۵۹ جلد اول انڈو آرین)

اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ حق و باطل کی تمیز کے واسطے کچھ تھوڑا سا اور عرض کریں +

سوال ہوتا ہے کہ اگر درحقیقت یہہ قربانیاں نہیں ہوتی تھیں توساین۔ مہیدھر متر وغیرہ لوگوں کو یہہ باتیں کہاں سے سوجھیں۔ اور کیوں انہوں نے ہندو ہو کر اپنے مذہب کے برخلاف بات تجویز کی +

اس کا جواب صاف اور واضح یہ ہے۔ کہ ہندو مذہب کی اندرونی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ وہ کونسی خرابی ہے جو اس مذہب میں نہیں۔ بام مارگ اس میں موجود ہے۔ شیو جی اور جلہری کی پوجا اس میں موجود ہے۔ خود خدا بنے ہوئے ہزاروں ویدانتی اس میں موجود ہیں۔ اگھوری لوگ اس میں موجود ہیں۔ رادھا سوامیے اس میں موجود ہیں۔ چولی مارگ اس میں موجود ہیں۔ مسلمانوں کی قبروں شہیدوں جنے کہ مہتروں کے آگے سیتلا کے واسطے گدہا یہہ پوجتے ہیں سیتلا کی یہہ مہاراج تعریف کیا کرتے ہیں کہ گدہے پر سوار۔ برہنہ بدن۔ ہاتھ میں جاروب۔ سر پہ چھاج۔ ایسی سیتلا کو ہندوں کا نمسکار پہنچے۔ پس ایسے مذہب والوں سے راستی کی امید موہوم ہے۔ جھوٹھی تاویلیں کرنے میں یہ لوگ لاثانی ہیں۔ اور علاوہ بریں خود غرضی میں اپریل فول کو مات کر دیا کرتے ہیں۔ انہیں ہندو پنڈتوں میں سے ایک نامی گرامی برہمن رام کشن کے اوتاروں پر شردھا کرنے والا مشن میں ملازم ہو کر ہندو مذہب کی تردید اور عیسائی مذہب کی تائید کرکے کرسچن بنایا کرتا تھا جس کا حال پنجاب کے اکثر پڑھے لکھے آدمی جانتے ہیں۔ اسی کے بھائی سینکڑوں اور موجود ہیں۔ اور خصوصاً نامی گرامی پنڈتوں نے تو وید کو اپنی بدچلنی کے واسطے آڑ و بنا رکھا ہے۔ تاکہ لوگ یہ بہانہ وید ان پر معترض نہ ہوں۔ انہیں دنوں میں مورتی پوجا کا سلسلہ دیکھیے حالانکہ اس کا ویدوں میں سراغ تک نہیں۔ بلکہ صریح اور واضح طور پر تردید موجود ہے۔ لیکن ابھی تک اور شاید چند سال آئندہ تک خود غرض لوگ یہی کہتے رہینگے۔ کہ ہم وید کے رو سے مورتی پوجا کرتے ہیں۔ اور یہی ان کی اور پوجاؤں کا حال ہے۔ ہم پہلے ہی ایک کتاب میں ثابت کر چکے ہیں کہ ساینا چاریہ اور مہیدھر وغیرہ لوگوں نے خود بام مارگ میں گمراہ ہو عالم کے گمراہ کرنے میں ذرہ کسر نہیں رکھی۔ اور جہاں تک بن سکا۔ تاویلات لایعنی کر کے اور قصہ جات بے معنے بھر کے وام مارگ دنیا میں چلا دیا۔ اور سنسکرت میں ہونے کے سبب کے عام پنڈت تو اعتراض کرنے سے رہے۔ جہلا ان کے پیچھے لگ پڑے۔ اور بڑے پنڈت باستثنا چند فضلا کی زبانی لذتوں اور یہ جسمانی عیاشیوں کے پنجہ میں پھنس گئے۔ جہاں وید میں گو لفظ دیکھا گو تیا گے

لے لئے۔ جہاں اشو لفظ دیکھا گھوڑے کی قربانی مراد لیلی۔ جہاں پرش شبد ملا انسانی قربانی کے واسطے اگھوری لوگوں کی عزت رکھ لی۔ جہاں شنو لفظ دیکھا سنیچر کی پوجا۔ سورج لفظ سے آفتاب پرستی۔ چندر لفظ سے مہتاب پرستی۔ شیو لفظ سے شیو جی کی پوجا۔ وشنو لفظ سے کہہ سمندر کے رہنے والے کی پوجا۔ غرضیکہ کسی لفظ کے آنے سے منشا و خود پوجا لگا لگی گنپتی لفظ سے گنیش پسر مہادیو کا سر کاٹ کر اور ہاتھی کا لگا کر ایک دانت توڑ کر موش پر سوار کرا کر مندر کے دروازہ پر آ بیٹھایا اور تھوڑا سا سندور لیکر اس کی پیشانی کو سرخ بھی کر دیا۔ جیسے نور علی نور ہو گیا۔ پس ایسے شخصوں کے قول قدر کے لائق نہیں۔ سوائے قدیم رشی کرت آرش گرنتھوں اور وید مقدس کے کوئی گرنتھ راستی کے مملو نہیں۔ بلکہ جھوٹھ اور فریب سے جعلسازی کرکے ست گرنتھوں مثلاً منو بھارت میں بھی کہیں کہیں اَست ملا دیا۔ جس کے سبب سے طالبان حق کو قدرتے تکلیف دامنگیر ہوتی ہے۔ مگر منوجی نے اس حق و باطل کی تمیز و تحقیق کا اچھا طریقہ لکھا ہے۔ یعنی جو پستک وید کے خلاف ہو خواہ کوئی ہو وہ دھرم پستک ماننے کے یوگیہ نہیں۔ دلیل۔ ترک اعتراض۔ معقولیت سے ہر ایک بات کو سوچ بچار کر قبول کرو۔ اندھا دھند پیروی کرنے سے سوائے نقصان ایمان اور کسی بہبودی کا گمان نہیں +

ہمیں ساین یا مہیدھر۔ یا متر سے کوئی غرض نہیں اور نہ ولسن سے کوئی خاص مطلب ہے۔ پرمیشور نے ہمیں آنکھیں دی ہیں۔ اور سنسکرت ودیا جاننے ہیں پستک موجود ہیں۔ ہم اندھا دھند کسی کی پیروی کیوں کریں۔ جس طرح مورتی پوجا یا بام مارگ یا دیوتا پرستی کے بارے میں ہم بہتوں مرتبہ دکھا چکے ہیں کہ ان تینوں صاحبوں کی رائے غلط ہے۔ اور صرف غلط ہی نہیں۔ بلکہ باطل ہے۔ وہ وید کو اپنے پیچھے چلایا چاہتے ہیں۔ اور اپنا طبعزاد مطلب ان مقدس کتابوں سے جن میں ان بے بنیاد کہانیوں۔ بادرچیخانوں کا ایک لفظ تک نہیں ثابت کیا چاہتے ہیں۔ مگر رشی کرت گرنتھوں سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ اور نہ ان میں کبھی بھولے بھٹکے نگاہ ڈالتے ہیں۔ وہ ویدوں سے اپنی غرض نفسانی پوری کرنی چاہتے ہیں۔ و ویدوں سے صحیح تحقیق نہیں کرتے۔ بلکہ دریافت کرتے ہیں کہ مسیح سے کتنے برس وید پہلے آدم حوا یا نوح کے طوفان سے کتنے برس پیچھے ہوئے انہیں برج بابل کی لاگت کا تو اسٹیمیٹ بنانیکا خیال ہے۔ مگر سمیت ہو برانتیش کی طرف جیالوجی کی تحقیقات کرنا ناگوار گزرتا ہے +

وہ نوح کی کشتی کا طول و عرض بسر و چشم قبول کرتے ہیں۔ مگر قدیم فاضل آریوں کا علوم علویہ سے ماہر ہونا۔ رنج وہ معلوم ہوتا ہے۔ وہ ان فاضل لوگوں کی قدر نہیں کرتے۔ اور نہ عمدہ نصیحتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ بلکہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں گئو میدھ یا اشومیدھ کہاں ہے۔ تاکہ ہمیں نوٹ لکھنے میں کام آوے۔ یوگ کا ایک فقرہ نہیں جانتے ہیں۔ اور نہ سمادھی کے قریب آسن سے انس ہے۔ بلکہ ساری عمر میں کبھی سندھیا یا پرانایام بھی نہیں کیا۔ اس ناواقفی میں بڑے زور و شور سے یوگ کا تماشہ چھپوا رہے ہیں۔ مگر پرماتما کا ہزاراں ہزار دھنیاد ہے۔ کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ اب لوگ صرف سنتے ہی نہیں بلکہ پڑھتے اور دیکھتے بھی ہیں۔ تو پھر کس طرح غلطی سے کسی کی نامعقول اور راستی اور دھرم کے برخلاف رائے مان سکتے ہیں۔ متر صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۸۸ پر شرتی سمرتی والے شلوک کا ارتھ بالکل غلط کیا۔ وہ شمروت کا ارتھ سوتر کرتے ہیں۔ حالانکہ شرتی سے مراد وید ہے۔ کیونکہ اس شلوک میں یہہ جتلایا گیا ہے۔ کہ سمرتی۔ شرتی۔ اور پورانوں میں جہاں ودوہ سمرتی پورانا

صدا اقتدا حمول [illegible]

کے دودھ میں سمرتی کو قبولیت ہے۔ اور شرتی سمرتی کے در دودھ میں فضیلت شرتی کو ہے کسی اور پتک سے یہاں نہ غرض ہے اور نہ تعلق۔ پھر خواہ مخواہ بیجا تاویلیں کرکے اپنا مطلب نکالنا دانائی سے بعید ہے۔ ویدوں اور ست شاستروں میں اہنسا کی بہت ہدایت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ یوگ شاستر۔

نمبر (۱) अहिंसासत्यास्तेयब्रह्मचर्यापरिग्रहा यमाः
योग० पा २ सू० ३० ॥

ترجمہ۔ اہنسا۔ ست بھاشن۔ ویر۔ راگ۔ اور چوری کا تیاگ کرکے برہم کی رکھشا۔ نرابھمان۔ پانچ یموں کو نت سادھن کرے۔

نمبر (۲) अहिंसन् सर्वभूतान्यन्यत्र तीर्थेभ्यः छा-
न्दो० प्र० ८ खं० १५ वा० १ ॥

چھاندوگ۔ سب بھوتوں سے اہنسی ہو کر ست دھرم انوسار چلے

نمبر (۳) अहिंसा परमो धर्मस्तथाहिंसा परो दमः ।
अहिंसा परमं दानमहिंसा परमं तपः ॥ भार०
अनु० अ० ११५ श्लो० १८ ॥

ترجمہ۔ جیوؤں کا نہ مارنا یہ شانتی دھرم ہے۔ اور یہی اہنسا اندریوں کا دمن کرنا ہے۔ اس سے بڑھ کر دان اور تپ نہیں۔ بلکہ یہ سب کی بنیاد ہے

نمبر (۴) अहिंसा परमो यज्ञस्तथाहिंसा परमं बलम् ।
अहिंसा परमं मित्रमहिंसा परमं सुखम् ।
महा० अनु० अ० ११६ श्लो० १८ ॥

ترجمہ۔ جیوؤں کا نہ مارنا ہی پرم یگیہ ہے۔ اور اصل طاقت یہی ہے کہ ہم جانداروں کو آزار نہ دیں۔ کیونکہ اس کے کرنے سے ہم سب کے متر ہو جاوینگے۔ اور سب کے متر ہو جانے سے پرم سکھ ملتا ہے۔

نمبر (۵) न च धर्मो दयापरः । चा० अ० ६ श्लो० ४६

ترجمہ۔ یعنی دیا سے پرے کوئی دھرم نہیں ہے

نمبر (۶) अघ्न्याः गोपतौ यजमानस्य पशून्
पाहि य० अ० १ मं० १ ॥

ترجمہ۔ اے منشیو نہیں مارنے یوگ جو گئو آدی اپکاری جیو ہیں۔ اُن کی اوشیہ رکھشا کیجئے۔

نمبر (۷) ब्राह्मणार्थे गवार्थे वा सद्यः प्राणान्परित्य-
जेत् । म० अ० ११ श्लो० ८० ॥

ترجمہ۔ برہمن کے بچانے اور گئو کے بچانے کے واسطے پرانوں کی بھی پرواہ نہ کرے

نمبر (۸) अहिंसा सत्यमस्तेयं शौचमिन्द्रियनि-
ग्रहः । एतं सामासिकं धर्मं चातुर्वर्ण्येऽब्र-
वीन्मनुः अध्या० १० श्लो० ६३ ॥

ترجمہ۔ جیوؤں کا نہ مارنا۔ ست بولنا۔ چوری نہ کرنا۔ پاکیزگی۔ اندریوں کا روکنا یہ پانچ دھرم سنکشیپت سے چاروں ورنوں کے واسطے منوجی نے کہے ہیں۔

نمبر ۹ ब्राह्मणार्थे गवार्थे वा देहत्यागोऽनुपस्कृ-
तः । बालाभ्युपपत्तौ च बाह्यानां सिद्धिकारणं म०
अ० १० श्लो० ६२

ترجمہ۔ برہمن۔ گئو۔ بالک۔ استری۔ انکے تیاگ کے وقت تکلیف سے چھوڑانے میں۔ آدمی کو چاہئے کہ دیہہ تیاگنے تک دریغ نہ کرے۔ کیونکہ یہہ نہایت اہم کام ہے۔

نمبر (۱۰) यक्षरक्षःपिशाचान्नं मद्यं मांसं सुरासवम् ।
तद्ब्राह्मणेन नात्तव्यं देवानामश्नता हविः ॥
म० अ० ११ श्लो० ९६ ॥

ترجمہ۔ یکیہ دیہ بھاشی۔ راکھش (شریر)۔ پشاچ (چنڈال) لوگوں کی جو خوراک ہے۔ مختلف قسم کے نشے شراب وغیرہ اور گوشت۔ ان کو ویدپاٹھی برہمن ہوں یکسر کبھی استعمال نہ کرے (اسی طرح دیکھو منو کے ادھیاہ ۵ شلوک ۵ سے ۵۵ تک) اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ یگیہ لفظ کے معنے کیا ہیں دیکھو

यज देवपूजासंगति
करणदानेषु यो यज्ञो विहितो द्विरिज्यते वा स यज्ञः

ترجمہ۔ دیوتاؤں کا ستکار۔ ملاپ۔ دان میں تو جان کا نام یگیہ ہے۔

अध्यापनं ब्रह्मयज्ञः पितृयज्ञस्तु तर्पणम् । होमो
दैवो बलिर्भौतो नृयज्ञोऽतिथिपूजनम् ।
म० अ० ३ श्लो० ७० ॥

ترجمہ۔ وید کا پڑھانے کا نام برہم یگیہ۔ مہاتماؤں کو خوراک بھوجن آدی دینا پتری یگیہ۔ اگنی میں روغن وغیرہ ہون اور عطر اشیا ڈالنے کا نام دیو یگیہ۔ چھوٹے چھوٹے جانوروں کی پرورش بھوت یگیہ۔ اتتھی کا ستکار کرنا اسکا نام نر یگیہ ہے۔

نمبر (۱) राष्ट्रं वा अश्वः श० कां० १३ प्र० १ अ० २
ब्रा० ११ कं० १६

ترجمہ۔ شجاعت اور انتظام سلطنت کا نام اشو ہے
اور یہی ذکر پرپاٹھک ۳ اور ہستیا برہمن ۲ میں آیا ہے۔

نمبر (۲) प्रजा वै पशवः श० कां० १३ प्र० १ अ० २
ब्रा० १४ कं० २

ترجمہ۔ پشو اور پرجا کے ایک ہی معنی ہیں

نمبر (۳) अग्निः पशुरासीत् श० कां० १३ प्र० १
अ० २ ब्रा० १ कं० १३ ॥

ترجمہ۔ اگنی اور پشو دونوں لفظ مترادف ہیں

نمبر (۴) कतमो यज्ञ इति पशव श० कां० १४ प्र० ६ अ० ६
ब्रा० ७ कं० ७ ॥

ترجمہ۔ یگیہ کا رکھشک پشو ہے اور پشو کا رکھشک یگیہ ہے

نمبر (۵) एष वा अश्वमेधः श० कां० १३ प्र० अ० १
ब्रा० ६ कं० ३ ॥

ترجمہ۔ دیش کا پالن کا نام اشومیدھ ہے

نمبر (۶) प्रजापतिर्वै जमदग्निः सोऽश्वमेधः
श० कां० १३ अ० २ प्र० १ ब्रा० ११ कं० १४ ॥

ترجمہ۔ پرماتما۔ نراکار کی اپاسنا کا نام اشومیدھ ہے

نمبر ۷ श्रीर्वै राष्ट्रमश्वमेधः श० १३ प्र० २ अ० २ ब्रा० ३

ترجمہ۔ دولت و دیا کی ترقی کا نام بھی اشومیدھ ہے

نمبر (۸) तेजो वा आज्यं श० कां० १३ अ० ६ प्र० ४ ब्रा० २
कं० ११—१४ ॥

ترجمہ۔ تیج یا جلال یا بزرگی یا شوکت کو آجیہ کہتے ہیں

نمبر (۹) त्वष्टा वै पशूनामीष्टे पुष्टो वसु । श०
कां० ३ प्र० ५ अ० ७ ब्रा० ५ कं० १० ॥

ترجمہ۔ توشا ہی کا نام پشو ہے۔ اور وہی توشا وسو ہے

نمبر (۱۰) एकादशिनाः सत्यासु पशवो भवन्ति राकार
शाक्वरात्रिष्टुब्व श० कां० १३ प्र० ३ अ० ६ ब्रा० १ कं० ५

ترجمہ - الکاوتیاں بھی پشو ہی ہیں - کیونکہ تیرھٹپ کی الکاوش الھشتر ہیں -

نمبر (۱۱) गौर्वाङ्- नाम नि घंटु अ० १ खं० ११ ॥

ترجمہ - گو نام کلام بانی کا ہے -

نمبر (۱۲) गो पृथिवी नाम नि घंटु अ० १ खं० १ ॥

ترجمہ - گو نام زمین کا ہے

نمبر ۱۳ गो स्तोतृ नाम नि घंटु अ० ३ खं० १६

ترجمہ - گو نام استوتر کا ہے

نمبر ۱۴ - मघ्या यज्ञ नाम नि घंटु अ० ३ खं० ७ ॥

ترجمہ - میدہ یگیہ کا نام ہے

نمبر ۱۵ - अन्नं हि गौ श० कां० १३ अ० १ ब्रा० ६ कं० ३

ترجمہ ان کا ہی نام گو ہے - اور اسی کے متعلق لفظ گندم کا سنسکرت گو دہم بھی بجا کہے لائق ہے -

ان تمام حوالوں سے ہر ایک بدھی مان جان سکتا ہے - کہ راجا نسار اعدل (دھرم سے پرجا پالن کرتا ہے - اور ودیا کا پڑھنا پڑھانا اور اگن میں گھی آدی کا ہون کرنا ہی اشومیدھ ہے اور غلہ - اناج کو شدھ اور پرتھوی کا انتظام) اور درستی اور پوترتا کی رکھنا ہی گومیدھ ہے - طاقت شوکت وغیرہ بڑھانے کے واسطے یگیہ کرنا اجامیدھ ہے -

یہہ صرف بام مارگیوں کی مہربانی ہے - جس سے یہہ بد چلنی اور ظلم کی رسوم قوم ہندو میں یہ چلت ہوگئیں ٭

ممبران آریہ سماج اندھادھند پیروی کرنے کو نہایت برا سمجھتے ہیں - جب ہمارے وید و شاستر اس کے مخالف ہیں - جب ایشور کا گیان اسکے مخالف ہے جب قدرتی رحم اس کے مخالف ہے - جسکا ہمنے بہت کچھ ثبوت دیدیا ہے - پس ہم لوگ کسی طرح ان کو قبول نہیں کر سکتے -

پادری صاحب اسی لکچر کے صفحہ ۵۰ پر اس اعتراض کو بھی ٹالنا چاہتے ہیں کہ مسیح کا کفارہ انسانی عقل سے بعید اور معقولیت سے دور بات ہے - آیندہ کیواسطے آریہ لوگ اسپر اعتراض نہ کریں - اور وجہہ حکمت عملی کرتے ہیں کہ تیتری ارنیا کا صفحہ ۹۱۸ کا ایک واک لکھکر اس کا یہہ ترجمہ کرتے ہیں " اے موت تیرے لاکھوں جال جو فانی آدمی کے لئے ہیں ہم ان سبکا یگیہ کی بعید الفہم طاقت سے ناش کرتے ہیں "

" آج کل جب آریوں سے کفارہ مسیح کی بابت گفتگو ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ کفارہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا - مقام غور ہے کہ کیونکر آئے - جبکہ خود وید ہی جن پر ان کا کلی دارومدار ہے قربانی کے راز کو بعید الفہم تبلاتے ہیں -

ہم پادری صاحب کی کوشش پر حیران ہیں - کہ انہوں نے ایک جھوٹی بات کے صحیح ثابت کرنے کے واسطے کیوں اور دو جھوٹ بولے - دیکھئے اول تو اس واک میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کے معنے بعید الفہم ہوں - بلکہ اس کے معنے زبردست طاقت کے ہیں دوم آریہ لوگ تیتری ارنیا کو رگوید نہیں مانتے ہیں - پس یہہ پھسلانا یا دھوکھا دینا نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟

واضح ہو کہ وہ اعتراض آریوں کا اب بدستور رہا - کہ مسیح کا کفارہ اور تثلیث کا ٹھیکہ یا پادری پارہ عقل کے ترازو پر سراپا ناکارہ ہے

پادری صاحب نے اپنے اس لکچر نمبر کے خاتمہ پر دعوت کی ہے - کہ ہم مسیح پر ایمان لائیں - بنابران ہم بھی اپنے ناظرین کو بتلانا چاہتے ہیں - اور پادری صاحب کو بھی

کہ اول تو مسیح گنہگار تھا دیکھو رومیوں کا خط باب ۸ آیت ۳ - اور انجیل متی باب ۱۹ آیت ۱۶ و ۱۷ دوم مرگ سے ڈرتا تھا - (دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱۲ - آیت ۲۶ - ۲۷ - اور متی باب ۲۶ - آیت ۳۸ سے ۴۴ تک)

سوم یہود اسکریوطی گنہگار ہے جسنے مسیح کو پکڑواکر کفارہ کرادیا (دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱۵ - آیت ۱۱)

چہارم - مسیح لعنتی اور نافرمان بردار ہے - اور نیک نہیں ہے - دیکھو گلتیوں کا خط باب ۳ - آیت ۱۲ و ۱۳ - ایوب کی کتاب باب ۱۵ - آیت ۱۳ و ۱۴ - اور باب ۱۴ - آیت ۱ - اور باب ۴ - آیت ۱۸ - اور ایوب ۹ - آیت ۲ - اور رومیوں کا خط باب ۳ - آیت ۲۰ - اور ایوب کی کتاب باب ۲۵ - آیت ۴ سے ۶ تک - اور زبور ۱۴۳ - آیت ۲ و ۳ - اور خروج باب ۳۱ - آیت ۱۵ - اور استثنا باب ۲۱ - آیت ۲۳)

حضرت عیسے دنیا پر امن - یا نیکی پھیلانے نہیں آئے - بلکہ خرابی و گمراہی - چنانچہ وہ خود بیان کرتے ہیں -

" یہہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں - میں صلح کرانے نہیں - بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں " (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۰ - آیت ۳۴) پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں - " میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں - اور میں کیا ہی چاہتا ہوں کہ آگ لگ چکی ہوتی " (لوقا کی انجیل باب ۱۲ - ۴۹)

پس ہم یا اور کوئی پڑھا لکھا آدمی کسطرح ایسے شخص پر ایمان لا سکتا ہے - اور یہی سبب ہے کہ پرمیشور کی مہربانی سے صدہا لوگ عیسائی دین سے تائب اور برگشتہ ہو کر ست آریہ دھرم پر ایمان لارہے ہیں اور وہ دن عنقریب آنیوالا ہے - کہ سب گمراہ بھائی صراط المستقیم پر آجائیں - اور شانتی پائیں ٭

ہم اپنی عادل گورنمنٹ کی عملداری کے بہت کچھ شکرگذار ہیں کہ جسکی برکت سے ستی - دختر کشی - نربلی - جگنناتھ کی رتھ کی خونریزیاں - کانشی کے کرووٹ - اور بنگال کی ہری بول وغیرہ بری اور مکروہ رسومات - اور قوم کو بدنام کرنیوالے امورات حکماً بند کئے گئے -

جس سے آریہ سماج کے مبارک مشن کو بہت کچھ تقویت ملی اور ساتھ ہی ست دھرم کی اشاعت میں اعانت ہوئی - ورنہ عوض موجودہ نیک کاموں اور ویدک سنسکاروں کے ہمیں ان برائیوں کے دور کرنے پر مستعد ہونا پڑتا - اور شاید ایک صدی یا قریب اس کو رکھ دھندے میں الجھ کر - آریہ سماج کی ترقی دو صدی تک پیچھے ہٹ جاتی بھولے مہادیو جی کے چیلے جس طرح اس روشن عملداری میں اپنی آمدنی کم ہو جانے کے خوف سے کانشی کرووٹ بند کئے بیٹھے ہیں - اور اس کو ننگ کھا رہا ہے - کیا یہہ ست اپدیشوں سے اتنے جلد ماننے والے تھے - ہرگز نہیں ٭

کلیں گھر انکے ہند و جھوٹھے گھمنڈ اور بناوٹی آن بان کے بہانے کیا اتنی جلد دختر کشی سے باز آنیوالے تھے - ہرگز نہیں ٭

پس جتنے یہہ مبارک کام ہوئے ہیں - یہہ سب اس عادل گورنمنٹ کی نیک سلطنت کی برکت ہے - پرمیشور اسکو اسی طرح روز بروز ست کاموں کے پرچار کی ہدایت دیتا رہے - تاکہ دین اور دنیا دونوں کا سدھار ہو ٭

چھبیسوں لکچروں کے جوابی لکچر ختم ہوئے ٭

حصّہ سوم

تکذیب براہین احمدیہ جلد اول

विश्वानि देव सवितर्दुरितानि परासुव ॥ यद्भद्रं तन्न आसुव ॥१॥ यजुर्वेद । अध्याये ३० मंत्र : ३५

"وہ ہے ست وگیان مے رہتے سدآنند سروپ۔ اننت سامرتھ۔ نگت اننت ہوبا۔ وگیان ودّیا رہ۔ پرمیشور۔ آپ تمام جگت اور سب ودیاؤں کے پرکاش کرنیوالے ہو اور سب آنند کے داتا سرب جگت ادتپاک ہو۔ ہمیں برے کاموں۔ بُری خواہشوں سے دور کرکے سب سکھوں یکت بھدر۔ کلیان کو پراپت کیجئے۔ آپکی کرپا ہی سے سب دکھوں کا ناش ہوتا ہے۔ ایسی سہاشتا دیجئے۔ کہ ہم کامل اُدیوگ سے ست کے پرکاش میں مستعد ہوں"

پرماتما نے انسان کو اس سنسار ناپائدار میں فعل مختار بناکر آزادی کا جوہر بخشا۔ مگر ساتھ ہی عقل دوربین بھی عطا کی۔ کہ آزادگی تمہارے احاطۂ بندگی میں محدود ہے۔ یعنی بندگی وعبادت تمہاری کلیدِ در مقصود ہے۔ انسانیت سے باہر آزادی مبدا فساد ہے۔ اور اصل میں وہ آزادی نہیں۔ بلکہ آواگون کی بنیاد ہے۔

پرم دیالتا اور رحماں کرپالتا سے ہدایت عام اور شانتی تمام کیواسطے اپنے گیان ہدایت بنیان کو بذریعۂ الہام شری اگنی۔ شری وایو۔ شری آدت۔ شری انگرہ جی مہاتماؤں کے سرشٹی کی آدمیں پرکاشت کیا۔ وہی گیان موسوم بہ چار وید آجتک رہنمائے عالم علیم کل کی طرف سے یہ نہایت ضروری تھا کہ انسانی حوائج کیواسطے کامل گیان ہادی عرفان کا نمایاں فرماتا۔ پس اُسی سرب انتریامی نے اپنی لامحدود دیا کے کوش سے ہمیں مستفیض بنایا۔ **وید مقدس** کا جلوہ دکھایا۔

جان لے حق کی اگر پہچان ہے — وید ہر اک درد کا درمان ہے
وید اقدس رازدانِ غیب ہے — بے نشاں کا محرم لاریب ہے
راستی جز وید کے ناپید ہے — دیکھا ہے ہر روح کا پس وید ہے
جو شقی محروم ہووے وید سے — دور ہے وہ دولت جاوید سے

اندنوں جبکہ آفتاب وید مقدس کا ہماری غفلت کے ابر میں آگیا تھا۔ اور جہاز ہند ساحل مراد سے دور ہو چلا تھا۔ ایک باو مراد بھیجکر پرم دیالتا کا اظہار فرمایا یعنی **شری سوامی دیانند سرسوتی** جیو کو مستعد بنایا جنکے جگت پرشار تھ کی بدولت ہمیں خورشید وید کی شعاعوں سے نورانی ملی۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں جہاز گم گشتہ کو ساحل مراد دکھائی دیا اور اہل جہاز کو اپنے گئے دن پھر آنے کی امید ہوئی۔

باعث اس تمام انقلاب کا خلاصتاً یہی ہے۔ کہ عرصہ سے آریہ ورت روپی جہاز کے کپتان عیش وعشرت میں پڑکر خدمت مفوضہ کو بھول گئے تھے۔ اور وہ تمام ہدائتیں اور آرڈر جو بادشاہ حقیقی سے انکو ملے تھے۔ خودغرضی اور لاپرواہی سے انہوں نے طمع کے رومالوں میں باندھکر چھپا رکھا تھا جونہی سوامی جیو نے صداقت کا جھنڈا اٹھایا۔ اور وید مقدس کا دیا گیان سنایا۔ جہالت کا بھر یا تھر تھرایا۔ گرداب نادانی کو چکر آیا۔

جو تشویش ہوا خواہ دنیا فتاد — تزلزل در اقوام جہلا فتاد
قزاقی گرانی بجو بانی تمام — فتاد ہر یک ز بنیاد خام
بیا درد بھتاں ازاں صدق ما — بے سایہ بگریزد از آفتاب
بسا پنڈت ومولوی پادری — بناحق شماتت شدہ مفتری

ولیکن بہ منہ ہر کہ تف افگند — ہمانا ہماں تف بر ویش فتد
نہ لغزد صداقت زافسوں گری — چہ باک ست حق راہ بابیں کافری
کسانیکہ خود شپرہ طینت اند — زخورشید محروم در ظلمت اند
بیا اے طلبگار صدق وصفا — خدارا بگلز از معنی درآ
بچشم خرد وید مقدس بہ بین — کمنور شوانہ نور دنیا و دیں

سبب تالیف کتاب

چونکہ آجکل ہمارا ہنگامہ ساحثہ گرم ہے۔ اور برخلاف زمانہ جہالت کے اب ہمیں واقفیت رزم وآرزم ہے۔ اسواسطے اکثر کتب غیر مذاہب مطالعہ میں آتی رہتی ہیں اندنوں ایک کتاب **براہین الاحمدیہ** جسکے مصنف مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیاں ضلع گورداسپور ہیں) مطالعہ سے گذری۔ علاوہ اور شیخی کے اس کا مصنف دس ہزار روپیہ انعام بھی مجیب کے حق میں دینے کا اقراری ہے۔ اور باوجود ناداری کے دل ودماغ میں دعوے دہوائے (چیف آف قادیاں یعنی) رئیسی وسرداری ہے۔ ناظرین جسطرح دور کے ڈھول سہاونے ہوتے ہیں۔ اور تمام ستھرے شاہ جی کہلاتے ہیں۔ وہی حال ہمارے رئیس اعظم صاحب کا ہے۔ تمام مہا نُما دھر ف خیالی پلاؤ اور تمام ملکیت نیسٹ من کا الاؤ ہے۔ جب اسقدر جائداد منقولہ اور غیر منقولہ بھی موجود نہیں ہے۔ تو واللہ اعلم خیر الماکرین۔ اس اشتہار سے حضرت کا کیا مقصود ہے۔ سچ ہے۔ **ان کید قادیان عظیم**۔

براہین الاحمدیہ کے مصنف نے روپیہ کمانیکا ایک نرالا ڈھنگ نکالا ہے۔ اور عرصہ آٹھ سال کو کسی طرح کے مکروفریب اور حیلہ حوالہ میں ٹالا ہے۔ کتاب میں کہیں برہمو دھرم والوں سے گالی گلوچ ہو رہی ہے۔ کسی جگہ عیسائیوں کو کوس رہے ہیں۔ کسی جگہ مسیح کو ناخلف ابن اللہ بنا رہے ہیں۔ اور کسی جگہ آریوں کو برابھلا بتا رہے ہیں۔ مجھے اس جگہ کسی اور سے سروکار نہیں۔ اور نہ میں کسی غیر کا مختار۔ ہاں **آریہ** دھرم کا پیرو کار ہوں۔ اور وید وکت صداقت کا بندۂ جان نثار۔ پس اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ براہین احمدیہ کو میزان انصاف میں تولوں اور اُن کا امتحان کروں۔

خوش بود گر محکِ تجربہ آید بمیاں — تا سیہ روئی شود ہر کہ درو غش باشد

اشتہار کی حقیقت کا اظہار

جلد اول میں مرزا صاحب نے ظاہری نمود بے بود بلکہ روپیہ کمانے کے سود پر بڑے حرفوں میں ایک اشتہار کامل ۱۲ صفحہ پر لکھا ہے۔ جس سے سوائے ظاہری شیخی کے کوئی کسی طرح کا نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ اشتہار کا ایسا بلند نکور تصدیق کرتا ہے کہ طبل تہی را رود بانگ دور۔ اہل انصاف جانتے ہیں کہ ظاہری نمودوں پر مرنا صداقت کا خون کرنا ہے۔ ایک دانا کا قول ہے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ مطلب انکا اس تمام لاف وگزاف سے صرف یہی ہے کہ کسی طرح روپیہ ہاتھ آئے اور دنیا تخیر ہوجائے۔ مگر مرزا صاحب کو یہ خیال نہیں ہے۔

کلید درِ دوزخ است آں نماز — کہ بر روئے عالم گذاری دراز

ان چال بازیوں پر خواہ کوئی جاہل مائل ہو جائے۔ اور حق سے ہاتھ اٹھائے مگر عقلا ان ہتھکنڈوں سے سراسر بیزار ہیں۔ اور دانا ان دھوکوں سے آگاہ وواقف کار۔ جہالت کا دور دورہ اب نہیں رہا۔ علم نے آنکھیں کھولدیں۔ محمدی اور عیسوی معجزات قدر کے لائق نہیں رہے۔ شعبدہ بازی رہ گئی ہے۔ کیونکہ اُسکے شائق نہیں رہے۔

زمانہ بسا طِ نو آئین نہاد — شہ آں مرغ کو خایہ زریں نہاد

اس طرح کی حیلہ بازیوں سے ترمیم نبات بیکار ہے۔ اور بیجا جھوٹ سے قرآنی حفاظت دشوار ہے۔ کیونکہ خود حدیث ساوی ہے۔ ستفترق امتی علیٰ ثلث و سبعین فرقہ کلھم فی النار الا واحدۃ یعنی تہتر فرقہ مومنوں کے ہیں سب دوزخ کی آگ میں جلینگے اور دست تاسف بسبب نامرادی کے ملینگے۔ لیکن ایک بہشتی ہمایونگا۔ اور نجات پائیگا۔ اس پر طرفہ

تر یہ ہے۔ کہ اہل تسنن تشعیہ کے اور اہل تشعیہ تسنن کے باہمی خاکہ اوڑا رہے ہیں۔ اور جوشِ
مذہبی میں آکر خون بہا رہے ہیں۔ ہر ایک اپنی ذات کو ناجی اور دوسروں کو ناری جانتا ہے۔ اور اسی
قرآن سے بحر بطلان میں سرگردان ہو کر مذہب خود کو حق جانتا ہے۔ حالانکہ واللہ اعلم بالصواب
سبھی ناری ہیں۔ اور پابند جہالت و خواری۔ آتشِ نفاق سے جل بھنکر کباب ہو رہے ہیں۔
اور ورطۂ نادانی میں حیران و بیتاب۔ تیغ ابرو غلمان سے مرغ سر بریدہ ہیں۔ اور عشق چشم
حوراں پر دل و جان سے گرویدہ کسی نے سچ کہا ہے۔

زاہد کو کون کہتا ہے یہ حق پرست ہے — حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

مجھے انعام صرف انعام خاص و عام درکار ہے نہ کہ زر سند رجہ اشتہار۔ کیونکہ ایسے انعام بطور مکر
انعام صرف دینے اور دکھلانے کے ہوتے ہیں۔ نہ کہ دینے اور دلانے کے۔ اگر جواب معقول
ہو تو اہل انصاف مقبول فرمادیں۔ ورنہ اختیار باقی ہے۔

عیش دنیائے دوں دمے چندست	جاں بعیش جہاں نہ خورسند است
گر فریبی بمکرِ خود عالم	گویدت خلق کایں ہنرمندست
پیر گشتی و پا بزنجیری	دل بعصیان و لب بسوگندست
ہر زماں وصل تو ہمی خواہی	باتو ایں خاص رمز و لبندست
موسیہ کردی اندازۂ بلبیس	آخرت کار با خداوندست
لعنت اللہ بماکریں گوئید	کن حذر گر دلت بایں پندست
بر رسولاں بلاغ باشد و بس	بشنو آنکہ راست پیوندست

مجھے طول فضول سے کام نہیں۔ اور نہ دعوے ہمعنی مجھے کلام حق سے مطلب ہے
اور ناحق سے نفرت۔ پس مرزا صاحب کے دلائل کا ضعف نمبروار بتلاؤنگا۔ اور ابطال
انکا بھی استدلال قاطع بہم پہونچاؤنگا۔ تلوارسکے دین۔ اور پیارے کے دھرم کا مقابلہ کرکے
میزان انصاف میں رکھکے قوم کے لئے عینک دوربین بناؤنگا اور جبر اور اکراہ کو محبت و
چاہ کے روبرو لاکر عقل صدق پسند سے اُس کی عمدگی کی داد چاہونگا۔

सत्यमेव जयते नानृतं جھوٹ خواہ کتنے ہی زور شور دکھلاوے فریاد اور
داویلا مچاوے۔ مگر راستی کی آخرکار فتحمندی ہوگی۔ اور ناراستی کو ورمندی پرماتما
حق کا پرکاش کر اور ناحق کا ناش

آغاز کتاب

اعتراض مصنف براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

یہ (آریہ) ایک نیا فرقہ ہے۔ جو ہندوؤں میں پیدا ہوا ہے جو اپنی مذہبی مجلس کو
آریہ سماج سے موسوم کرتے ہیں۔ اندنوں میں سرپرست بلکہ بانی مبانی اس فرقہ
کے ایک پنڈت صاحب ہیں جن کا نام دیانند ہے۔ اور اس وجہ سے ہم اس فرقہ
کو نیا فرقہ کہتے ہیں۔ کہ وہ عام اصول جنکا یہ فرقہ پابند ہے۔ اور وہ تمام خیالات
اور تاویلات کہ وید کی نسبت اس فرقہ نے پیدا کئے ہیں۔ وہ بہیئت مجموعی کسی
قدیمی ہندو مذہب میں نہیں پائے جاتے۔ اور نہ کسی وید بھاش اور نہ کسی
شاستر میں یکجائی طور پر انکا پتہ ملتا ہے۔ بلکہ منجملہ ذخیرہ متفرق خیالات کے کچھ تو پنڈت دیانند
صاحب کے اپنے دل کے بخارات ہیں۔ اور کچھ ایسے بیجا تصرفات ہیں کہ کسی جگہ سے سر اور
کسی جگہ سے ٹانگ لی گئی ہے۔ غرض اس قسم کی کارسازیوں سے اس فرقہ کا قالب طیار کیا گیا ہے

جواب

پوشیدہ نہ رہے کہ اعتراض کرنے سے پہلے فریق ثانی کے کتب کا مطالعہ کرنا
شرط اولی ہے۔ مگر معترض نے نہیں کیا۔ اور ساتھ ہی تواریخ سے بھی محض اُمی معلوم
ہوتا ہے۔ حضرت آپکو کہاں سے دریافت ہوا۔ کہ آریہ ایک نیا فرقہ ہے۔ کیا عام جہلا کے طور
پر آپکو بھی حق سے کنارہ کرنا ضروری تھا۔ کوئی پنڈت وید خواں آریہ مذہب کو نیا فرقہ

نہیں کہتا۔ بلکہ اہل جہان متفق البیان ہیں۔ کہ آریہ دھرم سب سے قدیم اور برترشٹ یعنی اُتم ہے
اُسکے تمام اصول قدیم رشیوں اور منیوں کے دلائل منقول و معقول سے حصول ہیں۔ وید مقدس
جو اُم الکتاب ہے۔ آریہ دھرم اُسی کا لب لباب ہے۔ آریوں کے تمام اصولات وید سے مشہور
ہیں اور معہ عالمگیر ہدایتوں کے مشرح موجود۔

اب یہاں پر ثابت کرنا واجب ہے کہ آریہ دھرم درحقیقت نیا فرقہ ہے یا نہیں۔ اور ہندو
قدیم ہے یا جدید۔ اول خود وید مقدس کی بابت غور فرمائیے۔ کہ قرآن انجیل زبور۔ توریت اور
وید میں سے کون نئی پستک ہے۔ اور کون قدیم۔ کس میں گیان کی تعلیم اور تفہیم ہے۔ اور کس
میں قصہ جات و فسانہ جات کی تقسیم و ترسیم۔ نوشیرواں بادشاہ کے وقت عرب میں آپکے پیغمبر
صاحب پیدا ہوئے۔ جنکا نام محمد ہے۔ اور جب دنیا کے تجربات کرتے اور تجارت کے سود و زیان
میں نفع و نقصان بھرتے انکی عمر ۴۰ سال کی ہوئی۔ تب قدیم بت پرستی سے دل گھبرایا۔ اور
اسی گھبراہٹ میں قرآن کا دھیان آیا۔ جسکو آجکل عرصہ ۱۳۰۳ سال کا منقضی ہو رہا
ہے گویا ۱۳۰۳ سال سے دین محمدی اور قرآن جسکی صداقت پر آپکو اعتماد و ہم و گمان ہے ۱۸۸۶
سال سے انجیل ہے۔ جو مسیح کی ہدایت پر دلیل ہے گویا ۱۸۸۶ سال سے مذہب عیسوی کی بنیاد
ہے۔ جو آپکے دین سے ۵۸۳ سال از دیاد ہے۔ داؤد سے پہلے زبور مفقود تھی۔ اور موسے سے
آگے توریت بیبود و بینمود۔ زردشت موسے سے پہلے خدا کا رسول تھا۔ اور بقول پارسیوں
کے مقرب بارگاہ و مقبول جسکی نبوت کا اکثر علمائے محمدیہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ اور اسکی
صداقت و حقانیت و معجزات کا مشرح اظہار۔ فاضل شہرزوری۔ علامہ شیرازی و علامہ
دوانی و میر صدرالدین وغیرہ اُن سے مشہور ہیں اور انکی تصنیفات میں شہادتیں مذکور
۳۴۰ سال سے پہلے موسے کا نشان نہ تھا اور عرصہ ۴۰۰ سال سے زردشت کے ژند اوستھا
کا ذکر و بیان۔ راجہ یدھشٹر کا سال جلوس ۴۹۲۸ سال سے پرکاشمان ہے۔
اور غیاث اللغات کی ردیف (ف) سے یہ امر آپ کی ہدایت کا نشان "بدانکہ پیشتر در ہندیا
سمت راجہ جدھشٹر رواج داشت۔ راجہ مذکور نزد ایشاں در آغاز کلجگ حال بودہ و
تمام جہان را بر گشادہ تا ایں زبان از سنبت ایالت (یعنی جلوس و تخت نشینی) او چہار
ہزار و نہ صد و ہشت سال گذشتہ" آجتک جنتریوں میں بھی وہ مسطور ہوتا ہے۔ جس سے
ہماری صداقت و قدامت کا ظہور ہوتا ہے۔ بلکہ طوفان نوح و جلوس یدھشٹر کا ایک
ہی سال ہے۔ جس سے اہل تعصب کا دل سراپا پُرملال ہے۔ اور اُس ردیف ت سے
بھی ہمارے اس دعوے کا اثبات ہے۔ جو جان مخالف کیواسطے چاروں طرف سے آفات
ہے "تاریخ طوفان سر آغاز از حادثہ طوفان گیرند سال شمسی حقیقی و ماہ قمری مبتدائے
سال از حمل گیرند۔ تا ایں سال چہار ہزار و نہ صد و بست و ہشت سال گذشتہ"
صحیفۂ آسمانی پارسیاں یعنی ژند اوستھا میں زردشت پیغمبر بتلاتا ہے کہ یہی حکم جو میں
تکو بتلاتے ہیں۔ یزدان یعنی خدا نے میرے سے بہت پہلے وید میں نازل فرمائے ہیں
اور اب آپکے واسطے مجھکو پہونچائے ہیں تاکہ میں تم کو سناؤں۔ اور راہ راست پر لاؤں
اُسی استاد ژند کے آخری وساتیری میں تحریر ہے کہ "بیاس نام برہمن ہندوستان سے آیا
اور زردشت سے مباحثہ کرکے چند باتوں کو دریافت فرمایا۔ بلکہ یزدان پارسیاں نے زردشت
کو بیاس جی کے جواب کامل نہ جانکر بیاس کی بابت ارشاد فرمایا۔ کہ برہمنے بیاس نام از ہند
آید بس داناکہ بر زمین ہند کم کس چنانست مردول دارد کہ نخست از تو پرسد کہ یزداں چرا کندہ
دکرد۔ گر نزد و یک ہست در ہمہ ہستی گر فتگاں یعنی ایزد تعالیٰ کہ بر ہمہ چیز قادر است عقول را
چرا وسائط وجودات گردانید و خود بیواسطہ دیگر از بہر چہ آفرید۔ بگو او را کہ یزدان کنندہ و سازندہ
ہمہ چیزہات باایں در فرد بارہ ہستی بر فرشتہ۔ سالار و سرو شید و دیگر اقرارے در میان نیست و
دیگراں را اقرار ہا ست یعنی واسطہ ہست" غرضیکہ یہ بات ہر طرح۔ کیا بلحاظ تواریخ کیا

بلحاظ تعلیم ثابت ہے کہ دنیا کی تمام کتابوں سے وید قدیم ہیں۔ اور وید کی قدامت موافق و مخالف
دونوں کو تسلیم ہے۔ تیرہ سو سالوں سے یہ فرقان ہے۔ وید سے آگے وہ ابجد خواں ہے"
اب رگ وید مقدس کے منترہائے ذیل سے واضح ہے کہ وید کے رو سے ہمارا نام آریہ
ہے نہ کہ اور۔ وہ منتر یہ ہیں:۔

विजानीह्यार्यान्ये च दस्यवो बर्हिष्मते रन्धया शासदव्रतान्। ऋ॰ मं॰ १ सू॰ ५१ मं॰ ८।

یہ رگ وید کے منڈل سوکت ۵۱ کا منتر ۸ ہے۔
"پرمیشور اُپدیش دیتا ہے۔ جیو تو آریہ یعنی سریشٹ۔ اور دسیو یعنی دشٹ سُبھاؤ کے ڈاکو آدی
ناموں سے پرسیدہ شخصوں کے دو بھید جان لے۔ اور راستی کا آچرن کر اور ناراستی سے پرہیز"
دنیا کے آغاز میں جگت ادھارک پرماتما کی طرف سے عدالت خداوندی کے رو سے نہایت
وضاحت سے اظہار کیا گیا۔ کہ سریشٹ اور دشٹ صرف نیک و بد اعمالوں پر ہیں۔ نہ کہ کسی
جسمانی تفریق کے لحاظ سے چونکہ ویدوں میں سوائے ایک آریہ دھرم کے بیان کے اور
کسی مذہب کی تردید و تکذیب نہیں ہے۔ اس سے یہ بھی بخوبی واضح ہے کہ اسوقت دنیا کے صفحہ
پر کوئی مذہب موجود نہ تھا۔ ہاں پرماتما سربشکتی مان نے اپنی سروگیتا سے حق کی پوری و کامل تشریح
کر کے حجت ساطع و برہان قاطع سے ثابت کر دیا ہے کہ اسکے برخلاف تمام ناحق سے اجتناب کرو
اور اس چشمہ فیض سے زراعت دل کو صداقت باطنی سے سیراب کرو۔

सजातूभर्मा श्रद्दधान ओजः पुरो विभिन्दन्नचरद्वि दासीः। विद्वान् वज्रिन् दस्यवे हेतिमस्यार्यं सहो वर्धया द्युम्नमिन्द्र। ऋ॰ मं॰ १ सू॰ १०३ मं॰ ३।

یہ رگ وید منڈل سوکت ۱۰۳ کا منتر ۳ ہے۔ پرمیشور فرماتا ہے۔ کہ سبھا کے سوامی سب
پدارتھوں کے دھارن کرنیوالے ودوان کو چاہیئے۔ کہ اُنکی حفاظت و بچاؤ کے واسطے دسیو یعنی دشٹ
لوگوں کو جو آبادیوں میں وناش کرتے ہوئے وچرتے ہیں۔ سزا کافی دینے کے کارن سکھ کے
بڑھانے (دیا) امن کے کام کرنیوالے بجر ہتھیار کو پراکرم سے عمل میں لائے اور آریہ یعنی
سریشٹوں کے بل دھن کی سہائتا کرے"
یہ منتر راج نیت ودیا کے متعلق ہے۔ خلاصہ مطلب اس کا یہی ہے۔ کہ راجہ کو ملکی انتظام
میں دھرماتما اور اچھے کام میں پرتی کرنے والے کی سہائتا کرنی دشٹوں کو سزا اور سریشٹوں کو
جزا دینی چاہیئے" ہر چہار وید مقدس میں چند مقام پر آریہ نام موجود ہے مگر دانا کے واسطے یہ
دو ثبوت کافی ہیں۔ کہ وید کے ماننے والے بلکہ وید و کت دھرم والے کا نام آریہ ہے تعصب
و طرفداری سے وید سراپا مبرا ہیں۔ اور جھوٹے افسانوں و طوفانی بیانوں سے معرا۔ اب
اسی کو منو سمرتی سے بھی ثابت کرتا ہوں۔ اور پھر موجودہ تواریخ سے شہادت دوں گا۔
منو سمرتی کے ادھیائے ۲ کے شلوک ۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲ میں مفصل حال اسکا درج ہے

सरस्वतीदृषद्वत्योर्देवनद्योर्यदन्तरम्। तं देवनिर्मितं देशं ब्रह्मावर्तं प्रचक्षते॥१७॥ तस्मिन्देशे य आचारः पारम्पर्यक्रमागतः। वर्णानां सान्तरालानां स सदाचार उच्यते॥१८॥ कुरुक्षेत्रं च मत्स्याश्च पञ्चालाः शूरसेनकाः। एष ब्रह्मर्षिदेशो वै ब्रह्मावर्तादनन्तरः॥१९॥ एतद्देशप्रसूतस्य सकाशादग्रजन्मनः। स्वं स्वं चरित्रं शिक्षेरन् पृथिव्यां सर्वमानवाः॥२०॥ हिमवद्विन्ध्ययोर्मध्यं यत्प्राग्विनशनादपि। प्रत्यगेव प्रयागाच्च मध्यदेशः

प्रकीर्तितः॥२१॥ आसमुद्रात्तु वै पूर्वादासमुद्रात्तु पश्चिमात्। तयोरेवान्तरं गिर्योरार्यावर्तं विदुर्बुधाः॥२२॥

۱۷ - مہاراج منو فرماتے ہیں۔ کہ سرسوتی اور درشدوتی جو دو دیوتوں کی ندیاں ہیں ان کے
درمیانی دیش کو برہم ورت کہتے ہیں

۱۸ تمام باشندگان خطۂ خاک مقدس آریہ ورت اپنے دھرم کرم کو یعنی رسومات دینی اور
دنیوی کو برہمنوں یعنی وید کے جاننے والوں سے اخذ کریں یا پڑھ کر حاصل کریں۔

۱۹ آریہ ورت کے قرب و جوار میں متسیہ اور پنچال اور سورسینی وغیرہ جو ملک ہیں۔ وہ
برہم رشیوں کے ہیں۔ اسی وجہ سے ان ملکوں کو لوگ متبرک جانتے ہیں۔

۲۰ جملہ ورنوں اور ورن آشرموں کا یہ جو اس ملک میں قدیم سے جاری ہے۔ منو جی
فرماتے ہیں۔ کہ تمام دنیا کے لوگ اس ملک کے فاضلوں سے تعلیم حاصل کریں
اور یہاں کے لوگ مختلف ملکوں میں جاکر ست دھرم اور ودیا کا پرچار کریں۔

۲۱ ہماچل اور بندھیاچل کے درمیانی اور ترشی کے مشرق کے جانب اور پریاگ کے مغرب
سمت جو ملک آباد ہیں۔ ان کو مدھ دیش یعنی ممالک متوسط کہتے ہیں۔

۲۲ بحر شرقی سے بحر غربی تک اور ہمالیہ اور بندھیاچل کے وسط میں جو ملک آباد ہیں انکو
عموماً آریہ ورت کہتے ہیں۔ آریہ ورت دو شبدوں سے بنا ہے۔ ایک آریہ دوسرا آورت یعنی
آریوں کے نواس کا استھان یا آریوں کے رہنے کی جگہ۔ آریہ قوم کی تعریف منو جی نے یہ کی ہے۔

कर्तव्यमाचरन् कर्म अकर्तव्यमनाचरन्। तिष्ठति प्रकृताचारे स आर्य इति स्मृतः॥

"کہ کرنیکے لائق اعمال حسنہ کا کرنا۔ اور نہ کرنیکے قابل افعال قبیحہ کا نہ کرنا جسکا طبعی خاصہ ہو
وہ آریہ ہے"۔ حال کے جغرافیہ دان اگر ذرہ غور سے دیکھیں تو بخوبی جان لیوینگے مگر اس زمانہ
کی تقسیم سے اس وقت کی حد بست کا اتنا بڑا تفاوت نہیں ہے۔ منو جی تمام سمرتی میں
اکثر مقامات پر آریہ ورت اور آریہ قوم ہونیکا ذکر فرماتے ہیں۔ بلکہ وہ خود بھی تمام آریہ ہونے کا
فخر ظاہر کرتے ہیں۔ اگرچہ اور تمام سمرتیاں یعنی دنیاوی قانون منو کے بعد کی تصانیف
ہیں۔ مگر تمام متفق اللفظ آریہ دھرم اور آریہ سنتان ہونے کے اقراری ہیں۔

نکتہ

ایک فاضل سے کسی نے سوال کیا۔ کہ سوامی دیانند سرسوتی جی کہتے ہیں کہ یہ ملک آریہ ورت
ز سرشٹی کے آد سے جدھشٹر کے وقت تک اسی آریہ ورت کے لوگ ودیاؤں میں ہر طرح کے فاضل ہوچکے ہیں
اور بڑے بڑے حکیم اسی جگہ کی شاگردی سے نامور کہلائے۔ نوشیرواں کا وزیر بزرجمہر یہاں راج نیت سے
ہی فاضل اجل کہلایا اور اُسی پر عملدرآمد کرنے سے نوشیرواں نے عادل نام پایا۔ جس کتاب سے
انوار سہیلی تحریر ہوئی ہے وہ اب تک سنسکرت میں موجود ہے۔ جس کا نام پنچتنتر مشہور
ہے فیثاغورث یا پتھاگورس جسے یونا چارج بھی کہتے ہیں۔ یہاں کی فلاسفی سے کامیاب ہوا اور
کئی سال یہاں کے پنڈتوں کی شاگردی کر کے مسائل فلسفہ میں استاد کہلایا یہی بانی تاریخ
آگوان کی کتابوں کا مترجم اول ہے۔ اور ایسی بزرگ کی بدولت یونان اور اور مصر و اٹلی وغیرہ
کی طرف اس مبارک مسئلہ کی تعلیم ہوئی۔ یہ وہی حکیم ہے جس کے مرنے کے بہت مدت بعد اس
کے شاگردوں کے شاگردوں سے حکیم افلاطون نے جاکر ہندسہ اور فلاسفی اور منطق اور تناسخ
کی تعلیم کے مسائل سیکھے اور خود بھی آریہ ورت میں آنے کا ارادہ کیا مگر کسی سبب سے
راستہ سے واپس چلا گیا اور یہ ارمان اُس کے دل ہی میں رہا۔ غرضیکہ یہ سلسلہ
اوپدیش کا برابر جیمنی جی کے وقت تک رہا۔ چنانچہ خود بیاس جی کا پاتال (امریکہ) ہیروڈوٹس
(یورپ) چین۔ جاپان۔ ایران وغیرہ ملکوں میں جانے کا حال بھارت سے بر دیگر
تواریخ دان پر واضح ہو سکتا ہے۔ جیمنی جی مہاراج بھی ایک دو مرتبہ وید دھرم
کے اُپدیش کے واسطے ایران مصر و یونان وغیرہ کی طرف گئے اور لوگوں
کے مختلف شکوک رفع فرماتے رہے۔ علم جہازرانی میں بھی پورانے آریہ لوگ
نہایت ہوشیار ہوا کرتے تھے۔ اور تجارت کے واسطے یہاں کے سوداگر دور دراز ملکوں
میں جاتے تھے۔ علم اقلیدس یعنی ریکھا گنت بھی اسی ملک سے اول چین میں گیا اور وہاں سے مصر و یونان میں پہنچا

ہے اور یہاں کے باشندے آریہ ہیں۔ مسلمان وغیرہ لوگ کہتے ہیں کہ ملک ہندوستان اور ساکنان اسکے ہندو ہیں جسکے معنے چور۔ رہزن و غلام کے ہیں۔ اصل مطلب اس کا کیا ہے اور درست کون ہے۔ اور کس طرح کہنا چاہیئے۔ اُس نے جواب دیا کہ بھائی جبتک ودیا کا زور شور۔ ایجادوں کا ترقی۔ ست دھرم کی طرف توجہ۔ وید مقدس پر عمل رہا۔ بناوٹی توہمات سے رستگاری۔ ایک پرمیشور کی پرستش جاری رہی۔ لوگ عالم باعمل۔ اور بلاور رعایت کے پڑھنے پڑھانے والے رہے۔ تب تک یہ ملک آریہ ورت اور یہاں کے باشندے آریہ یا اوج رہے۔ مگر جب سے اُنہوں نے طوق غلامی پہنا۔ بُت پرستی اختیار کی ایک کو چھوڑ۔ انیک مردوں شہیدوں کے بندے بن گئے۔ ہزاروں لاکھوں ور گرو رو کے آگے سر جھکانے لگے۔ جعلسازی کتابوں پر نقلوں اور فسانوں یعنی پرانوں کو ویدوں پر ترجیح دی۔ تب سے ہندو بن گئے۔ اور ملک ہندوستان۔ مدعی بھی سچا اور مدعا علیہ بھی جھوٹا۔ صرف تناقضی ہے۔

آریوں کی قدیم حالت تواریخ سے ثبوت

اب تواریخ پر غور کرنی چاہیئے۔ لیتھبرج صاحب کی انگریزی تواریخ ہند مطبوعہ ۱۸۸۱ء کے صفحہ ۱۶ سے ۲۲ تک آریوں کی تاریخ ایک مختصر پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔

"آریوں کے نزدیک وید کی کتابیں نہایت متبرک ہیں۔ ہندوؤں اور اہل فرنگ و اہل روم وغیرہ کے بزرگ آریہ تھے غرض آریہ قوم دریائے سرسوتی اور زمین پنجاب کے اور دریاؤں کے کنارے پر کئی سو برس تک آباد رہی۔ اُس زمانہ میں اُنکی حکومت کسی راجہ یا حاکم خاص سے متعلق نہ تھی۔ بلکہ ہر ایک گھر کا بزرگ ہی اپنے اپنے خاندان کا سردار ہوا کرتا تھا۔ اور وہی اُس گھرانے کا پروہت یعنی پیشوائے دین بھی ہوتا تھا۔ آریہ لوگوں کو جب کبھی ضرورت پڑتی تھی تو وہ وحشی باشندوں سے لڑا بھی کرتے تھے۔ اور چونکہ آریہ لوگ اُنکی نسبت بہت بہادر تھے اور ہتھیار بھی عمدہ رکھتے۔ اور زرہ بکتر لگاتے تھے۔ اس لئے اپنے مخالفوں پر فتح پاتے تھے۔ آریہ لوگ روز بروز زیادہ اور آسودہ ہوتے گئے۔ آخر یہ ہوا کہ جو میدان پنجاب سے بھی زیادہ زرخیز اور گنگا اور اُسکے معاون سے سیراب ہے۔ اُسکے فتح کرنے پر انہوں نے کمر باندھی۔ آخر دشمنوں یعنی وحشی لوگوں کو بھگا کر بہت سی جمعیت فراہم ہو جانے سے بڑے زبردست ہو گئے۔ آریہ لوگ دریائے سرسوتی کے درمیانی ملک کو برہم رشی دیش اور جو ملک اُسکے مشرق میں الٰہ آباد تک ہے۔ اُس کو مدھ دیش۔ اور سارے ملک کو آریہ ورت کہا کرتے تھے۔ آریہ لوگوں کے بہادر راجہ رامچندر جی نے جنوبی ہند۔ جزیرۂ لنکا پر حملہ کر کے اُسکو فتح کیا۔ آریوں کی نسبت یونانیوں نے لکھا ہے۔ کہ ایشیا کے ملکوں میں جسقدر قومیں سے ہم کو کام پڑا اُن میں آریہ لوگ زیادہ بہادر تھے۔ اور وہ زبان کے بھی بڑے سچے تھے انہوں نے اُسکی نسبت یہ بھی لکھا ہے۔ کہ وہ شراب و کباب نہیں کھاتے پیتے تھے۔ اور ہر ایک امر میں میانہ رو اور صلح اندیش سادگی اور دیانت میں مشہور اور عدالت میں رجوع کرنے سے نفور تھے"۔

تاریخ ہندوستان کے صفحہ ۱۰۶ میں مورخ تحریر کرتا ہے کہ "ویدوں کا مقدم مسئلہ یہ ہے کہ خدا واحد ہے۔ چنانچہ اکثر مقامات پر وید میں درج ہے۔ کہ حقیقت میں صرف خدا واحد ہے جو سب سے اعلیٰ و برتر ہو کر تمام عالموں کا مالک ہے اور اُسی نے سب عالم پیدا کئے ہیں۔ برہما۔ وشن۔ شیو کا بہت کم ذکر پایا جاتا ہے۔ اور اُنکو کچھ فوقیت نہیں دی گئی اور نہ وہ پرستش کے قابل سمجھے گئے"۔ مورخ **کالبروک** صاحب فرماتے ہیں "مجھ کو ویدوں میں کوئی ایسا مقام نہیں مل سکا۔ جس سے ان دیوتوں کا اوتار ہونا ثابت ہو۔ رگ وید کے ایک منتر کا ترجمہ بھی (وید وکت توحید کے ثبوت میں) یہ مورخ شہادتاً پیش کرتا ہے۔ کہ "پرماتما کامل صدق و یقین مشرت ہے۔ اُس کی ذات بےمثل و بےنظیر

فانی ہے۔ وہ خدا حقیقی ہے نہ زبان کو اُس کے بیان کی طاقت ہے۔ اور نہ عقل کو اُسکی ادراک کی قدرت۔ وہ سب میں عیاں اور سب پر غالب ہے۔ اپنے علم بیحد اور حکمت غیر متناہی سے مسرور ہے۔ زمان اور مکان سے منزہ ہے۔ اُسکے پاؤں نہیں مگر بہت تیزی سے چلتا ہے۔ اُسکے ہاتھ نہیں لیکن کل عالم کو اٹھائے ہوئے ہے۔ اور بے آنکھوں کے سب چیزوں کو دیکھتا ہے۔ اور بغیر کانوں کے ہر آواز کو سنتا ہے۔ سب کو سمجھاتا ہے اور کسی سمجھانیوالے کا محتاج نہیں۔ پیدا کرنے والا بچانے والا۔ اور کل اشیا کی صورت پلٹنے والا وہی ہے۔

اُسی تاریخ کے صفحہ ۹۱ پر آریوں کے عام حالت یونانیوں سے مقابلہ کرتا ہے "اگرچہ اُن دونو قوموں کے قوانین اور انتظام کے طریقے اور ہنر و فن کی کیفیت اور عام تہذیب اور شائستگی اور قانون کی پابندی کا مقابلہ کیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ آریہ لوگ یونانیوں سے اور تربیت میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ آریوں کے ملکی جلسے بہ نسبت یونانیوں کے بہت کم ناشائستہ تھے۔ اور وہ دشمنوں سے بہت ترحم کے ساتھ سلوک کرتے تھے۔ اور ہر قسم کے علوم میں اُنکو بہت زیادہ دسترس تھی اور خدا تعالےٰ کی ذات اور صفات کے علم کی روشنی بھی اُسی زمانہ میں ایسی اُنکو حاصل ہو گئی تھی جس میں ایتھنز کے اعلےٰ ترقی کے زمانہ میں وہاں کے نہایت بڑے عقیل۔ اور دانا آدمیوں کے دلوں پر بہت تھوڑی چمکی"۔

لیتھبرج صاحب کی تواریخ ہند سے یہ بھی واضح ہے "آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے شوقین رہے۔ اور فلسفہ اور ہندسہ اور طبعیات کے اُستاد اول بھی ہیں چھ مختلف حصوں میں چھ فلاسفی اُنکے ہاں تصنیف ہوئی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ اول سانکھ درشن جسکا مصنف کپل۔ دوم یوگ درشن۔ جسکا مصنف پتنجلی۔ سوم نیاے درشن جسکا مصنف گوتم۔ چہارم ویشیشک جسکا مصنف کناد۔ پنجم میمانسا جسکا مصنف جیمنی۔ ششم ویدانت جسکا مصنف بیاس ہے۔

بموجب تشریح بالا ہر ایک بدھی مان یعنی صاحب علم و عقل جان سکتا ہے۔ کہ آریہ دھرم آریہ قوم اور اُنکی پستکیں وید مقدس سب سے قدیم ہیں۔ کیونکہ شہادتیں ہمارے حق میں غیر قوموں کی ہیں۔ پس انصاف کریں کہ آریہ دھرم اور آریہ قوم کس عظمت و شان کے لائق ہے

اب ہندو لفظ کی بابت کچھ تھوڑا سا ذکر کیا جاتا ہے جو کہ آیا یہ لفظ کس زبان کا ہے۔ اور کن پستکوں میں اسکا اندراج پایا جاتا ہے۔ اور کون لوگ اسکا استعمال کرتے ہیں۔ سنسکرت لغات میں ہندو لفظ کا نام و نشان ندارد ہے۔ اور نہ اسکے کچھ معنی بن سکتے ہیں ویدہائے مقدس سے لیکر راجہ بھوج کے وقت کی تصنیف شدہ پستکوں بلکہ ۱۰۰ برس کی مصنفہ کتابوں یعنی ست نارائن کی کتھا۔ گنیش مہاتم کے زمانہ تک بھی یہ لفظ کسی سنسکرت پستک میں ندارد ہے۔ اور فارسی لغات کے دیکھنے سے اسکے معنے چور۔ سیاہ وغیرہ کے پائے گئے۔ دیکھو غیاث اللغات ردیف (ھ) ہندو منسوب بہ ہند دریں لفظ واؤ برائے نسبت است۔ و ایں نسبت خصوصیت بذدی المعقول دارد و لفظ ہندو در محاورہ فارسیاں بمعنے دُزد و رہزن و غلام مے آید از خیاباں و ہندو زن زن ساحرہ را گویند از سکندر نامہ فارسی کی کتاب ایسی کوئی شاذ و نادر ہو گی۔ جس میں اس لفظ کو بُرے طور پر استعمال نہ کیا ہو۔ گلستان سے لیکر بہار دانش و دُرّہ نادری وغیرہ تک ہر جگہ انہیں معنوں میں بلکہ اس سے بھی رذیل معنوں میں مستعمل ہے۔ پس زیادہ تحقیق و بحث کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ایک طرف سے محض انکار۔ اور فریق ثانی کا اقبال و اقرار ہے۔ جس سے ہر طرح ثابت ہے۔ کہ یہ نام ہمارے واسطے ملیچھ بادشاہوں نے موضوع کیا تھا۔

آریہ بمعنے سرنیشٹ و نیک و خدا شناس اور سماج یعنے مجلس یا نشستگاہ۔ باہمی دو لفظ مل کر آریہ سماج کے معنے ہوئے۔ وید کے پیروں یا خدا شناسوں یا نیکوں کا جلسہ جس سے کوئی بھی اعتراض نہیں رہی۔ اب نہیں معلوم کہ وہ کونسا امر ہے جو آریہ سماج کو

برخلاف وید مقدس کے کرتے ہیں۔ میرے خیال میں تو ایسا کوئی امر نہیں ہے کہ جسکی ہدایت وید نہ بتلاتے ہوں۔ مگر آریہ لوگ مذہبی طور پر اُسے بجالاتے ہوں۔ معترض نے بھی کوئی بات نہیں بتلائی جسکا جواب دینا ہمارے ذمہ ہوتا۔ اسواسطے دعوےٰ بلادلیل خود مدعی کی تذلیل ہے۔ جسے کسی طرح سے حاجت تفصیل نہیں۔

رگ وید۔ یجروید۔ سام وید۔ اتھروید میں ہر ایک امور روحانی و جسمانی کی اس خوبی سے ہدایت ہے۔ جو کسی طرح محتاج کمزوری و شکایت نہیں۔ ہاں اُنکی ایک ایک تشریح حق پسند طبیعتوں و صداقت کے طالبوں کو رہنمائے سعادت ہے۔ انہیں دونوں امور کا پورا اظہار الہام کا دارومدار ہے۔ اور ادھورا ادنا کامل نہ چھوڑنا اُسکی کاملیت کا اظہار بلکہ افتخار ہے۔ شتپتھ ایتری۔ سام و دہان اور گوپتھ ان چار برہمنوں میں (جو وید کی تفسیریں ہیں) اچھی مفصل تشریح و توضیح آریہ دھرم کی موجود ہے۔ کہٹ درشنوں (یعنی چھ شاستروں) اور دس اُپنشدوں میں بھی انہیں اصول پر حکماء آریہ ورت کے دیاکھیان مذکور ہیں۔ جن سے ست دھرم کی صداقتوں کے ظہور ہیں۔

قولہ۔ وہ بحیثیت مجموعی کسی قدیم ہندو مذہب میں نہیں پائے جاتے

اقول۔ ہندو مذہب کی قدامت کی نسبت سوائے اس کے ہیں کیا کہوں

یکے بر سر شاخ و بُن مے برید	خداوند بُستان نگہ کرد و دید
بگفتا کہ ایں شخص بد میکند	نہ با من ولیکن بخود مے کند

حضرت آپکا سوال سراپا غلط بلکہ وہم و خیال ہے۔ **قولہ** اور نہ کسی وید بھاش اور نہ کسی شاستر میں یکجائی طور پر اُن کا پتہ ملتا ہے۔ **اقول** معلوم نہیں کہ کس کو پتہ نہیں ملتا۔ آیا مرزا غلام احمد صاحب الہامی کو یا سنسکرت کے فاضل پنڈتوں کو۔ اگر شق اول ہے۔ تو بالکل تسلیم کے قابل ہے اور اُسکا علاج لیاقت کا محتاج ہے۔ مرزا صاحب سنسکرت سے محض لاعلم اور ناآشنا ہیں۔ پس اُنکو وید بھاش اور شاستروں سے پتہ نہ ملنا سراسر بھول و خطا ہے۔ اور اس حالت میں اُنکا معترض ہونا جسقدر بیجا ہے کہوں اُسی قدر ناروا ہے۔ اگر شق ثانی ہے تو محض نادانی ہے۔ یکجائی طور پر اگر پتہ نہ ملتا۔ تو لاکھوں علماء و فضلاء کیوں ایک غریب و حقیر سنیاسی کے پیرو ہوتے۔ اور مولوی محمد قاسم ابو المنصور جیسے کیوں پشیمانی میں سر دھنتے اور روتے۔ جس شخص نے صدق دل و نگاہ غور سے ست دھرم وچار میلہ چاندا پور۔ اور ستیارتھ پرکاش و مباحثہ بریلی۔ اور سوال و جواب مباحثہ جالندھر۔ و شاستر ارتھ کاشی وغیرہ مباحثہ جات سوامی جی مہاراج کے دیکھے ہوں۔ وہ سوامی جیو کی حق بیانی اور دُر فشانی کا قائل و مُقر ہو سکتا ہے۔ ہم اس مقام پر ناظرین حق پسند کے واسطے چند سطریں خصوصاً پیش کرکے اُنکے مطالعہ کی انصافانہ طور سے سفارش کرتے ہیں

شمول در مباحثہ چاندا پور

واضح ہو کہ یہ میلہ صرف دو روز رہا۔ قبل شروع ہونے میلہ کے بعض "مولوی" صاحبان نے سوامی دیانند سرسوتی جیو کے ڈیرہ پر تشریف لیجا کر فرمایا۔ کہ بہتر ہوا گر اہل ہنود۔ اور اہل اسلام ملکر یاد ہونگے مذہب کی تردید کریں۔ سوامی جیو نے فرمایا کہ اس میلہ میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی کسی کی طرفداری نہ کرے۔ بلکہ میری سمجھ میں تو یہ اچھی بات ہے کہ ہم اور مولوی صاحبان اور پادری صاحبان تینوں محبت سے ملکر ست کی تحقیقات کریں۔ کسی سے برخلافی کرنی واجب نہیں۔" داناؤں نے سچ کہا ہے۔

بنائے کار بنہ در ثبات و ایمن باش	کہ ہر بنا کہ براصل ست پائدار بود
در ترود رہ نجات مدار	ہیچ خصلت بہ از ثبات مدان
میں داری بر فعت درجات	در معانی ثبات رز ثبات

ناظرین! کیا ایسے موقعہ پر سوامی جی کا راستی اور ست دھرم کی طرف دائم رہکر کپٹ اور فریب میں شامل نہ ہونا۔ اس بات کو ثابت نہیں کرتا کہ جوہر صداقت کی پوری چاشنی اُنہیں حاصل

ہو چکی تھی۔ اور غیر حق سے اُنکی طبیعت قطعی بیزار تھی۔

مرزا نے جس قدر توہمات کا طوفان اٹھایا۔ اُسکو طوفان نوح سے بھی بڑھا دیا۔ اور اگر سچ پوچھو تو راستی کا خون بہا دیا۔

قولہ "بلکہ منجملہ اُن ذخیرہ متفرق خیالات کے کچھ تو پنڈت دیانند صاحب کے اپنے دل کے بخارات ہیں۔ اور کچھ ایسے بیجا تصرفات ہیں کہ کسی جگہ سے سر اور کسی جگہ سے ٹانگ لی گئی ہے۔ غرض اس قسم کی کارسازیوں سے اس فرقہ کا قالب نیا کیا گیا ہے

اقول۔ مرزا صاحب اسلامی تعصب کے بخارات نکالنے سے باز نہیں رہتے اور اسی جوش میں جو منہ آتا ہے کہتے ہیں۔ حضرت گھبرائیے نہیں۔ یہ پنڈت جی کے دل کے بخارات نہیں ہیں بلکہ صدرا فنت کے احکامات اور وید مقدس کی ہدایات ہیں۔ ست شاستروں کے فرمان ہیں اور علمی دقائق کے بیان۔ بدعات سے ہمیں کُلی نفرت اور توہمات سے قطعی پرہیز ہے بیجا تصرفات کا الزام لگانا اور کارسازیوں کا اتہام جتانا آفتاب کو دامن سے چھپانا اور چاند پر گرد اڑانا ہے مگر در حقیقت آپکا ذرہ قصور نہیں صرف مذہبی تعصب کا فتور یا اسلام کا الہامی نور ہے جو آپکو حق کی جانب سے روکتا ہے اور ناحق کے گرداب میں جھونکتا ہے۔ پس واجب سمجھتا ہوں کہ آپکو اسکا جواب باصواب گوشگذار کردوں۔ اور تمام دفتر منقولات کو آپکے روبرو دہروں۔ مضامین چرانا اور مرغی کا سر اور ٹانگ اوڑانا کسی اور کا شیوہ ہے۔ نہ کہ سوامی جی کا۔ غور سے مطالعہ فرمائیے

موسےٰ و اسمٰعیل و اسحاق و ابراہیم و لوط و یوسف و یعقوب وغیرہ کے قصہ جات کو توریت موسوی سے اُڑایا۔ داؤد و سلیمان۔ ایوب وغیرہ کے واقعات کو صموئیل اور زبور کی کتابوں سے حفظ فرمایا آدم و حوا۔ اور شیطان کے ورغلانیکی حکایت کو طالموت اور موسےٰ کی پیدائش کی کتاب سے چرایا۔ ابراہیم کا بتوں کو توڑنا اور جنات کے قصے فرشتوں کا انکار سوال و جواب قبر اور جہنم کا سات حصوں پر تقسیم فرمانا قیامت کے روز ہاتھ و پاؤں وغیرہ اعضاؤں کا تکلم میں آنا اور شہادت دلوانا غسل اور طہارت و تیمم اور روزہ کھولنے کا بیان۔ یہ سب یہودیوں کی حدیثوں اور تواتر سے نکلوایا۔ چنانچہ طالموت و میدا آس و ضمایون مذکور ہیں۔ جو اس ظلمت کے دور کرنیکے واسطے بمنزلہ نور ہیں۔ عیسےٰ کا ہنڈولے میں باتیں کرنا اور لڑکپن کے معجزے جو آل عمران اور مریم اور تحریم کی صورتوں میں ترقیم ہیں۔ اور اسی طرح اصحاف کہف اور قصہ رقیم جنکا سورۂ کہف میں بیان ہے وہ محمد نے عیسائیوں کی احادیث سے لیکر قرآن میں لکھوایا۔ چنانچہ افرایم نامی کتاب اور انجیل طفولیت میں مفصل درج ہیں۔ میزان اور پلصراط کی باتیں قدیم آتش پرستوں کی حکایتوں سے اخذ کی گئی ہیں۔ اور زند نامی کتاب سے چھانا گیا ہے۔ کعبہ کی تکریم اور آداب حج قدیم قریشی اور بُت پرستان عرب سے اور بیت المقدس کی تعظیم کا عیسائیوں اور یہودیوں سے رواج پایا۔ خضر کا قصہ جو کہف میں ہے وہ بھی یہودیوں کی حدیثوں کا جوڑ توڑ ہے۔ لقمان اور سکندر کے قصص نے (دورانداز قیاس) یونانیوں کی تواریخوں سے جلوہ دکھایا۔ اور کچھ سنی سنائی باتوں پر عمل فرمایا اور باقی امورات خانگی و جنگ و جدال روزمرہ کو بھی عروس خیال سے درست کرکے با محاورہ بنایا۔ غرضیکہ مختلف قصہ جات و فسانہ جات و بیانات کو مع اپنے

ؔ ایک فلاسفر فرماتا ہے۔ "ہم کو یقین ہے کہ موسوی و عیسائی و محمدی مذہب کی بنیاد آتش پرستوں کے مذہب سے قائم ہوئی ہے۔ کیونکہ شیطان و جبرائیل کا وجود پارسیوں سے ہوا۔ اور وہی (شیطان و جبرائیل) اُنکی کتابوں میں موجود ہیں۔ تصدیق اسکی کتاب سفر ننگ و سائٹر سے بخوبی ہو سکتی ہے پہلے ہم کو خیال تھا کہ پیغمبروں کی بنیاد کو موسےٰ نے قائم کیا۔ مگر اب ان کتابوں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اس تودہ طوفان کے برپا کرنے والے آتش پرست ہیں یا کوئی ان (آتش پرستوں) سے بھی پہلے ہوگا جس کی نقل اُنہوں نے کی"

پر کسی طرح جائز نہیں ۔

لہذا ثابت ہوا کہ روحیں اناادی ہیں ۔ نیستی سے ہستی میں نہیں آئیں ۔ اور یہی ثابت کرنا ہمارا فرض تھا

۴ ۔ دعوے ۔ روحیں ابدی ہیں اس واسطے ازلی یا اناادی بھی ہیں ۔

دلیل یہ ہے ۔ ابدی ہونا مسلم فریقین ہے اسواسطے اسکی تشریح کی ضرورت نہیں ۔ ابدی کے معنے وہ زمانہ جسکی انتہا نہ ہو ۔ اب مقام غور ہے ۔ کہ ابدی روحیں کیوں ابدی ہیں ۔ جو ظاہر ہیں کہ (۱) وہ مرکب نہیں تاکہ ترکیب پذیر ہوویں ۔ (۲) وہ چیتن اور لطیف جوہر ہیں اسیواسطے وہ مردہ نہیں ہو سکتے ۔ علی ہذا ۔ اب نہیں وجوہات کو اگر منقلب کریں تو ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا ماننا صرف پیدائش کی غرض سے ہے ورنہ جسکی پیدائش نہیں اسکی ابتدا نہیں ۔ نہ تو روحیں ترکیب پذیر اور نہ منقسم ہونیوالی چیز ہیں ۔ پھر انکی پیدائش کسطرح ہوئی کیونکہ ہر چیز ترکیب پذیر کا انحلال لازمی ۔ اور وجود بعد العدم کا نام حادث ہے ۔ مگر جبکہ روحوں پر عدم نہیں تو حدوث بھی لازم نہیں ہوتا کیونکہ بحکم علوم متعارفہ اسکے ناممکن ہے ۔ جیسا کہ ایک کنارہ کا دریا ناممکن ہے ۔ اور جسطرح آفتاب ناممکن میں اندھیرا ناممکن ہے ویسے ہی ابدی کا حادث ہونا ناممکن ہے ۔ کیونکہ بحکم عدم اجتماع ضدین یہ اجتماع ضدین باطل ہے لہذا ثابت ہوا کہ روحیں انادی ہیں اور یہی مطلوب تھا

۵ ۔ دعوی ۔ روحوں میں فنا یا موت نہیں اس واسطے روحیں خدا کے قبضہ قدرت میں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہینگی ۔

دلیل یہ ہے ۔ کہ موت نام روح اور جسم کی جدائی کا ہے ۔ ورنہ موت اور کوئی چیز نہیں اور روحوں کے واسطے بالذات موت نہیں ۔ کیونکہ وہ باقی ہیں اور نہ روحوں میں کوئی ایسا مادہ ہے ۔ جو کبھی شامل ہوا ہو یا کبھی اُن سے اخراج پذیر ہوا اسواسطے کہ وہ جاندار نہیں ۔ پس بحکم (علوم متعارفہ) کے اُس سے روحانیت برآمد بھی نہیں ہو سکتی ۔ علاوہ براں جڑھ چیتن کی ایکتا یعنے وحدت الوجودی ناممکن ہے اور یہ بموجب حکم علوم متعارفہ باطل ہے ۔ لہذا روح کے بالذات چیتن اور جڑھ سے مبرا ہونے اور فنا کے آزاد ہونیکے سبب سے اُسکی ابتدا نہیں ۔ اسی واسطے بصراحت ثابت ہے کہ روح اناادی ہے اور یہی ثابت کرنا ہمارا فرض تھا ۔

اب مادہ یعنے ہیولی کے اناادی ہونے پر چند دلائل بھی ارقام کرتا ہوں ۔ گذارش ہے کہ مرزا صاحب انکو بھی غور سے مطالعہ میں لاویں اور حق و باطل میں تمیز فرماویں ۔

(۱) چونکہ خدا غیر مادی ہے اسواسطے مادی دنیا کا اُس سے نکلنا نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ کسی چیز سے وہی چیز نکلتی ہے جو پہلے اُسکے اندر موجود ہو ۔ اور جو موجود نہ ہو وہ کسی طرح نہیں نکل سکتی (بحکم علوم متعارفہ اور ۲) اسواسطے مادہ اناادی ہے ۔

(۲) دنیا صرف قدرت سے نہ بن سکتی ہے ۔ اور نہ حکم سے کیونکہ قدرت قادر کی ایک صفت ہے اور کوئی صفت اپنے موصوف سے علیحدہ نہیں ہو سکتی ۔ (بحکم ۵ علوم متعارفہ) حکم بغیر محکوم عمل پذیر ہونا دھوکہ بازی ہے ۔ اور حکم صرف شبد ہے ۔ جگت کا شبد سے بننا ناممکن ہے ۔ بلکہ مادہ سے ۔ پس مادہ اناادی ہے ۔

(۳) پدارتھ ودیا یعنے علم سائنس کا پہلا اصول ہے کہ کوئی چیز نیستی سے ہستی میں نہیں آتی مگر ہستی سے یعنے

नासतो विद्यते भावो नाभावो विद्यते सतः

جو نہیں ہے اس کا کسی طرح بھاو یعنی پرکاش نہیں ہوتا ۔ اور جو ہے اُسی کا بھاو اور پرکاش ہوتا ہے ۔ ہستی سے ہستی ہوتی ہے ۔ اسکے برخلاف ہستی سے نیستی یا نیستی سے ہستی کبھی نہیں ہو سکتی اسواسطے مادہ اناادی ہے ۔

(۴) جسوقت بیان کیا جاتا ہے کہ دنیا کے پیدا کرنیوالا خدا ہے ۔ تو فی الفور سوال ہوتا ہے کہ کہاں سے اور کس چیز سے ۔ محمدی لوگ اس کا جواب دیتے ہیں ۔ کہ عدم محض سے بذریعہ قدرت خود کے بنایا ۔ اس پر جب یہ سوال ہے کہ عدم محض سے عدم محض کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا ۔ اور عدم پر جو قدرت ہے ۔ وہ خود عدم محض کا حکم رکھتی ہے ۔ تو جواب یہ ملتا ہے کہ اپنے سے بنایا ۔ اس پر یہ سوال ہوتا ہے ۔ کہ اپنے سے بغیر اپنے کوئی چیز نہیں نکلتی ۔ پس جو اپنے میں سے ہو وہ اپنا حصہ ہے جس سے دنیا خدا کا ٹکڑا یا کوئی ٹکڑا معلوم ہوتی ہے ۔ اور بطور مشتے نمونہ از خروارے جب یہ دنیا خدا کا ٹکڑا ہے اور بیجان ہے ۔ پس جو چیز جزو میں ہے وہی کل میں ہوگی (بحکم ۱۰ علوم متعارفہ) چونکہ یہ مادی اور بیجان ثابت ہے نظر براں خدا بھی جڑھ تسلیم ہوتا ہے نہ کہ روحانی ۔ جلالی اور زندہ اور عالم کل ۔ مگر یہ مسلم ہے کہ خدا زندہ اور جلال والا اور عالم کل ہے ۔ پس دنیا اُس سے نہیں نکلتی اور نہ اُسکا ٹکڑا ہے ۔ بلکہ مادہ سے بنی ہے ۔ اور مادہ خدا کے قبضہ قدرت میں اناادی زمانہ سے موجود ہے ۔ قدرت اور علم اور ارادہ قدیم سے بموجب قاعدہ قدیم کے خدا اُسکا بنانیوالا ہے ۔ کیونکہ کوئی جڑھ (چیز) خود بخود نہ بن سکتی ہے اور نہ بنا سکتی ہے ۔ روح چیتن اور زندہ اور غیر مرکب ہے ۔

नैनं छिन्दन्ति शस्त्राणि नैनं दहति पावकः न चैनं क्लेदयन्त्यापो न शोषयति मारुतः ॥

ترجمہ ۔ شستر یعنے اسلحہ اُسکو کاٹ نہیں سکتے ۔ آگ اُسکو جلا نہیں سکتی ۔ پانی اُسکو بھگو نہیں سکتا اور ہوا اُسکو خشک نہیں کر سکتی ۔ کیونکہ وہ مفرد لطیف اور زندہ ہے جسے باصطلاح حکماء بسیط کہتے ہیں وہی اناادی روحیں اناادی زمانہ سے پرماتما کی مالکیت اور قبضہ قدرت اور محکومیت اور عبودیت میں موجود ہیں ۔ اُنکے کرموں کے انوسار پرماتما اپنے اننت شکتی مان اور نیاؤکاری ہونے سے مختلف اجسام کو مادہ سے خلقت کر کے جزا و سزا دیتا ہے ۔ ہاں روحیں اور مادہ سے سب چیزوں کے بنانے کا علم اُس عالم الکل کے گیان میں قدیم اور اناادی زمانہ سے موجود ہے اور ایشور کے قبضہ و قدرت و محکومیت و عبودیت میں اناادی زمانہ سے یہ روحیں اور مادہ ہے ۔ کوئی وقت ایسا نہیں تھا اور نہ ہے اور نہ ہوگا ۔ جو یہ اُسکے قبضہ اور قدرت اور عبودیت اور ملکیت سے باہر ہوں یا نہ ہوں ۔ پس عدم سے وجود میں آنا ۔ ع

ہست ایں مضمون زسر تا پا غلط خود غلط املا غلط انشا غلط

اب ناظرین پر یہ امر ہویدا کرتا ہوں کہ قرآن نے روح کی بابت کونسی نئی تعلیم فرمائی ہے سورۃ بنی اسرائیل یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی یعنی "اے محمد اگر تجھ سے روح کی بابت سوال کریں کہو مجمل جواب کر خدا حکم یا حکمت" اس سے بھی ثابت ہے کہ روح انادی ہے مگر سمجھنا آسان نہیں تھا ۔ اسواسطے خلقت کو حیرانی میں ڈالا صریحاً ثابت ہے کہ جب سے حاکم ہے تب سے حکم ہے ۔ کیونکہ خدا سے قدیم کا حکم و علم و ارادہ قدیم ہے اور جب سے حکیم ہے تب سے حکمت ہے بلکہ باہم لازم و ملزوم ہیں ۔ مگر اے مرزا صاحب آپ اس معاملے میں کیونکر جرات کرتے ہیں ۔ اور کس طرح سمجھ سکتے ہیں ۔ جبکہ خود قرآن ہی اس معاملہ میں کم زبان ہے سورۃ بنی اسرائیل وما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنے نہیں علم دیا گیا تمکو مگر تھوڑا زیادہ اعتراض مت کرو اور مت پوچھو ۔ پنجابی مثال ہے ایک نہیں اور سو سکھ یعنی ایک نفی دو انکار اور صدہا آرام ۔ مفسر تفسیر حسینی کہتا ہے کہ "علم روح مخصوص است بعلم خدا تعالے او غیر حق سبحانہ تعالے ۔ کسے بدو دانا نیست" در حقیقت یہ وہی امر ہے جسکا سوال اہل مکہ نے یہود کے سکھلانے سے حضرت محمد سے پوچھا تھا واسطے اُنکے آزمانے کے اور حضرت نے وعدہ کیا کہ کل بتاؤنگا ۔ بعد اسکے اٹھارہ روز تک گھر میں یا غار میں چھپکر سوچتے رہے ۔ مگر کوئی جواب نہ بن سکا ۔ آخر الامر لاچار ہوکر یہ فقرہ تراشہ کہ تم کو علم نہیں دیا گیا زیادہ اعتراض مت کرو ۔ اور مت پوچھو" دیکھو حاشیہ قرآن صفحہ ۲۹۸ ترجمہ عبد القادر صاحب دہلوی مولفہ ۱۲۰۵ ہجری ۔

اے ناظرین کیا یہی جواب ہے کیا اسی دعوے کا خدا کی طرف سے خطاب ہے ۔ مرزا صاحب جب قرآن قاصر البیان ہے تو براہین احمدیہ کی کونسی حقیقت و شان ہے ۔ جو اسکے قصہ

خانگی واقعات کے جمع کرایا اور کچھ مطابق محاورہ عرب کے قافیہ ملا کر اپنے سفری خیالات کو بھی ساتھ ملایا۔ گویا اسی طرح کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ ذرا غور سے دیکھو اور انصاف سے بیان کرو کہ اعتراض کس پیمانۂ حال ہے۔ کس کا قالب کارسازیوں سے تیار کیا گیا۔ اور کون کتاب الہام ذو الجلال ہے کون مذہب ذخیرہ متفرق خیالات کا ہے۔ اور کون پرماتما کی عنایات بیحسابات۔

اب ہر ایک دانا دا انصاف پسند جان سکتا ہے کہ ان قصہ جات کے مجتمع کرنے کیوجہ سے کون سے الہام کی درکار ہے۔ اور کس نئی بات کا اُن کتابوں سے بڑھکر قرآن میں اظہار ہے۔ اگر کوئی بات ایسی ہے جو اُن کتابوں میں بے نشان ہے۔ اور قرآن اس بارہ میں فصیح البیان بلکہ رطب اللسان ہے۔ تو جسطرح ہو سکے ضرور دکھلا دیں۔ اور اپنے قرآن کی شان کو بڑھا دیں ورنہ تواریخی طور پر بھی قرآن قابل اعتبار نہیں چہ جائیکہ الہامی قرار دیا جاوے۔

قولہٗ اور بہلا اصول اس فرقہ کا یہی ہے۔ جو پرمیشور روحوں اور اجسام کا خالق نہیں بلکہ یہ سب چیزیں پرمیشور کیطرح قدیم اور انادی اور اپنے وجود کے آپ ہی پرمیشور ہیں۔"

اقول ۔ آریہ سماج کا پہلا اصول یہ نہیں ہے۔ بلکہ کوئی شخص جو آریہ سماج سے ذرہ بھی واقفیت رکھتا ہے۔ آپکی ضرور تکذیب کریگا۔ اور آریہ سماج کے اصول دیکھنے سے آپکو خود ہی شرمندہ ہونا پڑیگا کہ آپکے اعتراضوں کی خدا کے فضل سے بسم اللہ ہی غلط ہوئی سچ ہے دھوکہ دینا اسی کا نام ہے۔ اور فریب بازی آپ پر اختتام ہے۔ آریہ سماج کا اصول نمبر ایہ ہے۔ "سب ست ودیا اور ودیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں۔ اُن سب کا آدی مول پرمیشور ہے" اگر سے

کفر است در طریقت تا کینہ داشتن آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

آریہ سماج کا دیدوکت ریت سے یہ نشچا ہے۔ کہ ایشر سدا سے سرشٹی رچتا۔ پالن کرتا۔ اور پرلے کرتا ہے۔ اور اسی طرح کرتا رہیگا۔ کیونکہ اسکے گن۔ کرم۔ سبھاو انادی ہیں۔

رگوید میں حکم ہے सूर्याचन्द्रमसौधातायथापूर्वमकल्पयत्
दिवञ्चपृथिवींचान्तरिक्षमथोस्वः॥

"پرمیشور جیسے پورو کلپ میں سوریہ۔ چندر۔ دیوت۔ پرتھوی۔ انترکش آدی کو بناتا ہوا آیا ہے اب بناتے ہیں۔ اور آگے بھی ویسے ہی بناویگا۔" پرمیشور کے انادی ہونے سے انادی کال سے تمام جگت کو بنانا بھی ضروری ہے۔ گن۔ کرم۔ سبھاو کے انادی ہونے سے" یس وید مقدس کا حکم ہے کہ پرماتما انادی زمانہ سے جگت کا کرتا ہے۔ اور صدہا منتر ویدوں میں سرشٹی کی پیدایش کے بارے میں ہیں۔ کہ پرمیشور ہمیشہ سے اُسے پیدا کرتا۔ دھارن کرتا اور ناش یعنی پرلے کرتا چلا آیا ہے اور اسیطرح کرتا رہیگا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ سے موصوف بصفات مذکورہ ہے اور اسی کو آریہ لوگ مانتے ہیں۔ مگر محمدی لوگوں کی طرح اُسکو ۶ ہزار سال سے خالق۔ رازق۔ و مالک و رحیم و عادل و قادر مطلق نہیں مانتے۔ اور نہ اُن صالوں سے پہلے اُسکو معزول و بیکار جانتے ہیں۔ کیونکہ یہ عقیدہ سراسر نکوہیدہ ہے اور اُسکا ماننے والا سیدھا نرک گامی ہوتا ہے اس جگہ ضروری معلوم ہوا کہ روح کے انادی ہونے پر چند دلایل ارقام کی جاویں دھو ہذا

۱۔ جو چیز جہاں ہوتی ہے۔ وہی وہاں سے برآمد ہوتی ہے۔

علوم متعارفہ

۲۔ جو چیز جہاں نہیں ہوتی۔ وہ وہاں سے برآمد بھی نہیں ہوتی۔

۳۔ جو کل میں ہوتا ہے وہی اُس کی جزو میں بھی ہوتا ہے۔

۴۔ جو کل میں نہیں ہوتا ہے وہ جزو میں بھی ناممکن ہے۔

۵۔ اگر کسی مقدار معین کے برابر حصے کئے جاویں تو وہ سب آپس میں برابر ہونگے۔

۶۔ اگر کسی وزن یا پیمانہ مقررہ سے کئی چیزیں یکساں تولی جاویں تو وہ سب وزن میں برابر ہونگی۔

۷۔ اجتماع ضدین باطل ہے۔

۸۔ قدیم چیز کی سب ذاتی صفات قدیم ہوتی ہیں۔

۹۔ صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی۔

۱۰۔ علم معلومات کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

۱۱۔ جو پیدا نہیں ہوا ہے وہ نہیں مریگا۔ اور جو پیدا ہوا ہے وہی مریگا۔

۱۔ **دعوےٰ** ۔ پرمیشور قدیم ہے اور اُس کی سب صفات اور علم اور ارادہ قدیم ہیں۔ اسواسطے اگر روحیں انادی نہ مانی جاویں۔ تو خدا کی صفات زائل ہوتی ہیں۔

اس پر **دلیل** یہ ہے۔ چونکہ یہ امر مسلم فریقین ہے کہ پرمیشور اور اُسکی سب صفات اور علم اور ارادہ قدیم ہیں۔ اسواسطے اس پر بحث کی ضرورت نہیں۔ اور اگر قدیم نہ مانا جاوے تو حادث ماننا پڑیگا۔ پرمیشور جو مالکیت و رازقیت۔ عالمیت۔ و عادلیت و رحم و کرم وغیرہ صفات سے موصوف ہے۔ کیا یہ سب صفات اُسکی جدید و حادث ہیں؟ کیونکہ اگر روحیں قدیم نہیں تو سب صفات خدا تعالےٰ کے بھی قدیم نہ رہینگی جو بموجب (۸ و ۹ و ۱۰ علوم متعارفہ) کے ناممکن ہے اسی واسطے **روحیں** قدیم اور انادی ہیں۔ اور انادی پرماتما کی انادی قدرت کے قبضہ میں موجود ہیں۔ حادث نہیں۔ اور یہی ہمارا دعویٰ تھا۔

۲۔ **دعویٰ** ۔ روحیں مجرد اور غیر مرکب چیتن ہیں۔ اسواسطے انکی پیدائش نہیں ہو سکتی۔

دلیل ۔ پیدائش دو طرح ہوتی ہے۔ ایک اپنے آپ سے دوسری کسی غیر سے اپنے آپ سے پیدائش بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک یقینی دوسری وہمی یقینی جیسے کوئی اپنا حصہ کاٹکر یا جدا کرکے بنائی جاوے۔ وہمی جیسے اندھیری رات تنہائی میں بھوت۔ پریت یا چڑیلوں کے غلط خیال ہوتے ہیں۔ اگر بالفرض یہ مانا جاوے کہ خدا نے روح کو پیدا کیا تو فی الفور سوال ہوتا ہے کیوں؟ اور کس چیز سے؟ اور کب؟ اگر یہ جواب دیا جاوے کہ اپنی قدرت کے اظہار کرنے کے واسطے اپنے جسم سے کوئی ٹکڑا کاٹ کر جب چاہا بنادیا یا جب سے خدا ہے تب سے بنایا۔ تو یہ اعتراض آتا ہے۔ کہ کیا خدا پر اس سے پہلے اسکی قدرت پوشیدہ تھی یا ظاہر۔ صورت اوّل غلط۔ صورت ثانی فعل عبث ہے۔ اپنے جسم سے ٹکڑا کاٹ کر روحیں بنانا ارادتی وریا برد برآمد کا نقشہ ہو جاتا ہے اور بموجب (علوم متعارفہ ۳) کے ہر ایک روح خدا ٹھہرتی ہے۔ جو خلاف عقائد فریقین ہونے سے باطل ہے علاوہ ازیں اُس طرف کمی آجاتی ہے۔ اور آمد نی نہ ہونے سے خدا منقسم ہو جاتا ہے۔ اور یہ کہ جب چاہا بنالیا۔ یا جب سے خدا ہے تب سے بنایا۔ دونو شقوق باطل ہیں کیونکہ چاہنا بغیر خواہش کے نہیں ہوتا۔ اور خواہش اپراپت (غیر میسر) کی ہوتی ہے جس سے خدا محتاج و کمزور ثابت ہوتا ہے جو بموجب مذہب فریقین کے باطل ہے۔ جب سے خدا ہے تب سے بنایا۔ یہ انادیت کو ثابت کرتا ہے مگر بنانے کی تردید۔ کیونکہ تقدم و تاخر صانع و مصنوع میں ضروری ہے۔ اسواسطے بنانا ثابت نہیں ہوتا بموجب (علوم متعارفہ ۲) کے کیونکہ علم و معلوم و عالم لازم ملزوم ہیں۔ اور بموجب (علوم متعارفہ ۹) کے صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی اور نہ بموجب (علوم متعارفہ ۱۰) کے معلومات کے بغیر علم ہو سکتا ہے۔ اسواسطے ثابت ہوا کہ روحیں **انادی** ہیں اور اُنکی پیدائش نہیں ہو سکتی ہے۔ اور یہی مطلوب تھا۔

۳۔ **دعوےٰ** ۔ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہستی سے نیستی ہو سکتی ہے۔ اسواسطے روحیں "انادی" ہیں

دلیل ۔ نیستی کے معنی یہ ہیں کہ "جو کچھ نہیں" اور ہستی کے معنے یہ ہیں۔ کہ "جو کچھ ہے" اگر ارواح نہیں تھیں۔ تو وہ ضرور کہیں بھی نہ ہونگے۔ اور بموجب (علوم متعارفہ) کے وہ اس عدم خانہ سے برآمد بھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ بموجب حکم (علوم متعارفہ ۱) کے جو چیز جہاں ہوتی ہے۔ وہی وہاں سے برآمد ہوتی ہے۔ چونکہ روحیں اب موجود ہیں اسلئے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ پہلے بھی کہیں تھیں۔ اور وہ یہ بھی نہ ہوتیں۔ اور عدم اُن

کے پوڈ کرنے پر خم ٹھونکے۔ مثل مشہور ہے کہ ملاں کی دوڑ مسجد تک۔ مگر ہاں آپ بھی تو چشم بددور خدا حافظ چھوٹے ملہم غیب ہیں۔ خیال ہوگا کہ "اگر یہ رنتواند پسر تمام کند" اگر تم کو روح کا غیر مادی اور غیر حادث ہونا قرینِ قیاس نہیں آتا۔ تو سوائے اس ایک آیت وہمی روایت کے اپنے سارے قرآن شریف سے کوئی اور آیت تو بتلائیے اور قرآن کی اس کمزوری کو دور فرمائیے۔ اگر نہیں ہے تو مبارک باد مرگ تو باستاد۔ اُس دو ہزار انعام میں سے چند مبلغان بکلوائے ضادیق مقفل کو ہو الکوائیے۔ یوگ شاستر منگوائیے اور خاطر خریں کی تسکین فرمائیے۔ اور اگر خود لیاقت نہیں ہے۔ "تو نہ ہو جیسے سے بینا چشم سوزن"

اب چارہ دشوار ہے اور بوڑھے طوطے کا پڑھنا غیر قابلِ اعتبار ہے۔ مگر آپ کوشش کو ہاتھ سے نہ دیجیے۔ اور پیر شو بیاموز پر عمل کیجیے۔ افسوس کہ آپ موقعہ پر غافل رہے۔ تساہل کو کام فرمایا چھ سات میل (درمیان گورداسپور و قادیاں) کے صعائب سفر کو گوارا نہ کیا۔ منبع الجود سراسر محمود و مسعود سراپا آنند مقبول بارگاہ خداوند سری سوامی دیانند جی کی خدمت میں حاضر ہو کر دل تعصب منزل کی تسلی کرتے۔ تو سر گردانی نہ اٹھانی پڑتی۔ اور بعد اُنکی وفات کے تیئیں اُنکے کرنیکا موقعہ نہ ملتا۔ کسی دانا نے کیا سچ کہا ہے۔

نور گیتی فروز چشمہ ہور … خوش نباشد بچشم موشک کور

شور بختاں بآرزو خواہند … مقبلاں را زوالِ نعمت و جاہ

راست خواہی ہزار چشم چناں … کور بہتر نہ آفتاب سیاہ

اگرچہ وہ مہاراج رحلت گرائے عالم جاودانی ہو گئے۔ مگر جو اُنکے لگائے ہوئے مبارک پودے اب گلشن شاداب کا حکم رکھتے ہیں۔ اور بفضل جگدیشور روز افزوں ترقی کر رہے ہیں اب کسی طرح انہیں بادِ مخالف سے صدمہ پہنچنے کا اندیشہ نہیں۔ ہدایات وید مقدس اُس چمنستاں کی خیابانی ہے اور بفضل برکت ہادیٔ حقیقی یہ۔ انکی عمر دانی۔ بڑے بڑے فاضل و فلاسفر اُن میں بہ اجماع ہیں اور دل و جان سے ست دھرم وید پر قربان ہیں۔

(۱) عالیجناب پنڈت شام جی کرشن ورما دیوان ریاست تلام (حال سکرٹری کونسل راج اودیپور)۔

۲۔ عالیجناب پنڈت گوپال راؤ ہری دیش مکھ پردان آریہ سماج بمبئی۔

۳۔ عالیجناب رائے مولراج صاحب بہادر ایم۔ اے۔ سب جج و اپ پردہان پراوپکارنی سبھا اجمیر۔ (حال جج عدالت خفیفہ امرتسر)

۴۔ عالیجناب پنڈت دوارکا داس صاحب ورما ایم۔ اے۔ پرنسپل مہندر کالج پٹیالہ (حال وکیل چیف کورٹ مقیم انبالہ)

۵۔ عالیجناب پنڈت گورودت صاحب ورما ایم۔ اے۔ اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔

۶۔ عالیجناب پنڈت امراؤ سنگھ صاحب شرما ماسٹر کالج رڑکی و سکرٹری آریہ سماج رڑکی

۷۔ عالیجناب لالہ سائیں داس صاحب ورما پردہان آریہ سماج لاہور

۸۔ عالیجناب پنڈت نرائن کول صاحب شرما جج عدالت صدر جموں۔

۹۔ عالیجناب رائے نرائن داس صاحب ورما ایم۔ اے۔ رئیس راولپنڈی۔

۱۰۔ عالیجناب پنڈت بھیم سین صاحب شرما مقیمی پریاگ راج۔

۱۱۔ عالیجناب پنڈت رگھونت جی شرما اُپدیشک آریہ سماج کلکتہ۔

۱۲۔ عالیجناب پنڈت گنگا دین صاحب رئیس بہادر

۱۳۔ عالیجناب منشی جوتش سروپ صاحب ورما سکرٹری آریہ سماج میرٹھ۔

۱۴۔ عالیجناب منشی چھمن سروپ صاحب ورماں پردہان آریہ سماج میرٹھ۔

۱۵۔ عالیجناب منشی آنند لال صاحب ورما بہایدر آریہ سماج میرٹھ وغیرہ وغیرہ۔

مگر اُنکی طرف عدم توجہ کا قوا علاے سبب یہی ہے۔ کہ ہمیں پہلے اپنی قوم کی **اصلاح** کرنی منظور ہے اور اول خویش بعدہ درویش کی مثل مشہور ہے۔ ورنہ میدان مباحثہ کی ہر ایک آریہ سماج میں آزادی ہے۔ اور ایک شہر میں ست دھرم کی منادی۔ نہ تو یہ وہ وقت ہے کہ جو بولا سو مارا گیا قتل الکافرین کہ کر سر اُسکا گنبد تن سے اتارا گیا۔ بلکہ فرزا صاحب **گورنمنٹ برطانیہ** کی طرف سے ہر ایک اپنی منادی مذہبی کے واسطے آزاد ہے عقلاے تحقیق پر مستعد جہلا کے دل میں وہی بنیادِ جہاد و فساد ہے۔ سری سوامی دیانند جی نے اول خود وید مقدس کا درس حاصل کیا۔ بعد ازاں جب دیکھا کہ ہند میں جہالت اور تاریکی روز افزوں۔ محمدی اور عیسائی آریہ نسل کا خون کر رہے ہیں راستی عدم۔ ہمدردی کے سبب شرمسار ہے۔ اور ناراستی متعصب دلوں کی بدولت برسر بازار لوگ ویدوں کو چھوڑ کر گوناگون بناوٹی قصہ جات کو ایمان جا رہے ہیں۔ اور رنگا رنگ فرضی پیر پرستیوں کو زندگی کا معراج مان رہے ہیں۔ شکم پوری سے مطلب اور دھوکہ دینے سے غرض ہے۔ ورنہ کوئی انہیں سوچتا کہ دھرم کس بلا کی مرض ہے تب اُنہوں نے سوامی برجانند جی سرسوتی اپنے گرو کی آگیا انوسار جرأت کے سدھا رپر کمر ہمت باندھی۔ اور وید مقدس کی تلقین و تدریس کا دفتر کھولا۔ سے

بگوش اہل بھارتہ خوش صدائے راستی دادہ … نوید وید چوں آں رہنمائے راستی دادہ

کشادہ ایزدی دار الشفائے وید عالم … بدرد جہل گنج فہماں دوائے راستی دادہ

زدودہ از دیں دو دنیا زنگ کذب تازہ مذہبا … چو آں روشنگر صادق جلائے راستی دادہ

ہمہ اعلام کاذب سرنگوں گشتند در عالم … نشاں خورشید آسا چوں ان رکوائے راستی دادہ

عبادت باہتاں کردن ہر دو از مرد گاجستن … بدفع ایں ضلالت نیک رائے راستی دادہ

تبرک ماسوا اللہ ذکر حد طاعتش کردن … زدیر و کعبہ برگشتن ندائے راستی دادہ

بدل مقبول ارباب علوم و حق پسنداں شد … چو داد علم و دانش درا ہے راستی دادہ

زہے آں کاشفِ اسرار علم پاک ربانی

پئے بہودِ عالم خوش عطائے راستی دادہ

صد شکرِ آں مہرشی تسلیم آریہ ورت … کز دید باز بخشید تو ہیم آریہ ورت

زاں گنج علم و دولت با غافلاں خبر داد … شد باز فخر عالم اقلیم آریہ ورت

سرمست خواب غفلت خفتہ چو بخت خود بود … بیدار کرد بخشید تعظیم آریہ ورت

ہجدہ پران و تنتر برعکس وید یکسر … تکذیب آں نمودہ تفہیم آریہ ورت

از وید جملہ پستک کر فیض وید ہستند … فرمود آں محقق تعلیم آریہ ورت

نام مبارک او نازم کہ شد **دیانند**

کردہ دیاد آنند تقسیم آریہ ورت

سوامی جیو خود آریہ تھے اور اُنکے گرو بھی آریہ۔ بیشک بانی مبانی آریہ سماجوں کے وہی ہیں۔ مگر بذریعہ ہدایات وید مقدس کے۔ جیسا کہ سناتن سے آریہ مہاتما کرتے چلے آئے ہیں۔ سوامی جیو نے ہم کو ایک گنجینہ لا یزالی کا دفینہ بتلایا۔ اور تصدیق زبانی کے واسطے برہان قاطع کا جلوہ بھی دکھایا۔ حتے کہ قرآنی۔ کرانی۔ پورانی۔ اور جینی سب کے دانت کھٹے کر دیئے۔ نتیجہ جس کا یہ ہوا کہ وہ پردہ بے تمیزی جو کچھ مدت سے لوگوں کے دلوں اور عقلوں پر پڑا ہوا تھا دور ہونے لگا۔ یعنے صدہا مسلمان اور عیسائی اور جینی ست دھرم وید مقدس پر ایمان لائے اور بطلان سے برکنار ہو گئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب کے ضلع گورداسپور میں بھی ہادی برحق کے فضل سے تین چار شائیں اظہر من الشمس موجود ہیں۔ خدا سب کو ہدایت دیوے۔

قولہ پرمیشور اُنکے نزدیک ایک ایسا شخص ہے جو اپنی بہادری سے یا اتفاق سے

سلطنت کو پہنچ گیا ہے۔ اور اپنی جیسی چیزوں پر حکومت کر رہا ہے۔ اور انہیں کے سبب سے اور آخر سے اُسکی پریشوری بنی ہوئی ہے۔ ورنہ اگر وہ چیزیں نہ ہوتیں تو یہ پریشوری نہ تھی۔

اقول۔ مرزا صاحب کو جھوٹ بولنے سے ذرہ بھی عار نہیں بلکہ دینی شعار جانکر اُس پر بلند آہنگ باعث افتخار جانتے ہیں۔ اپنے طبعزاد خیال مختلف پیرایہ میں لاکر لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ اور داناؤں کو اپنی نالائقی پر ہنساتے ہیں۔ چونکہ ہمارا اعتقاد نہیں۔ اور نہ کسی ویدک اُپدیش کا یہ اشارہ ہے۔ پس اُنکا دعوےٰ یا اعتراض محض بے بنیاد ہے ہاں یہ **قرآن شریف** کے حق میں موزوں ہے۔ جس میں بعینہٖ اس قسم کا مضمون ہے۔

سورۂ بقر۔ واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک قال انی اعلم ما لا تعلمون ۝ وعلم آدم الاسماء کلہا ثم عرضہم علی الملائکۃ فقال انبئونی باسماء ہؤلاء ان کنتم صادقین ۝ قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ۝ قال یا آدم انبئہم باسمائہم فلما انبأہم باسمائہم قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السموات والارض واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون ۝ واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین ۝ وقلنا یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منہا رغدا حیث شئتما ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین ۝ فازلہما الشیطان عنہا فاخرجہما۔

ترجمہ۔ اور جب تیرے رب نے فرشتوں کو کہا کہ میں پیدا کرنیوالا ہوں زمین میں نائب اپنا۔ فرشتوں نے کہا کہ تو رکھیگا اُس میں اُس آدمی کو جو فساد اور خون کرے۔ اور ہم تیری مالا پھیرتے ہیں اور یاد کرتے ہیں تیری ذات پاک کو۔ خدا نے کہا کہ مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔ خدا نے آدم کو نام تمام سکھلائے مخلوقات کے۔ پھر فرشتوں کو خدا نے کہا کہ بتاؤ مجھکو نام اُنکے اگر تم سچے ہو۔ فرشتوں نے کہا کہ تو سب سے نرالا ہے۔ ہم کو کچھ عقل نہیں ہے مگر جو کچھ کہ تو نے سکھلایا ہے تحقیقاً تو دانا حکمت والا ہے۔ خدا نے کہا ہے اے آدم بتادے اُنکو نام اُنکے پھر جب اُس نے بتائے نام اُن کے۔ کہا خدا نے کیا میں نے نہ کہا تھا تمکو کہ مجھکو معلوم ہیں پردے زمین اور آسمان کے۔ اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے ہو۔ اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو۔ وے سجدہ پر گر پڑے مگر ابلیس نے قبول نہ کیا۔ اور تکبر کیا۔ اور وہ تھا کافروں میں اور کہا ہم نے آدم کو رہ تو اور زوجہ تیری بہشت میں اور کھاؤ بہشت سے بہت کھانے جہاں سے چاہو۔ اور نزدیک مت جاؤ اُس درخت کے ہو ظالموں اور گنہگاروں سے ہو جاؤگے۔ پس پھسلایا ان ہر دو کو شیطان نے اس جگہ سے اور نعمتوں سے۔

اور اسی طرح سورۂ اعراف میں ہے۔

ولقد خلقناکم ثم صورناکم ثم قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس لم یکن من الساجدین ۝ قال ما منعک الا تسجد اذ امرتک قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین ۝ قال فاہبط منہا فما یکون لک ان تتکبر فیہا فاخرج انک من الصاغرین ۝ قال انظرنی الی یوم یبعثون ۝ قال انک من المنظرین ۝ قال فبما اغویتنی لاقعدن لہم صراطک المستقیم ۝ ثم لآتینہم من بین ایدیہم ومن خلفہم وعن ایمانہم وعن شمائلہم ولا تجد اکثرہم شاکرین ۝ قال اخرج منہا مذءوما مدحورا لمن تبعک منہم لاملئن جہنم منکم اجمعین ۝ ویا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ فکلا من حیث شئتما ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین ۝ فوسوس لہما الشیطان لیبدی لہما ما وری عنہما من سوآتہما وقال ما نہاکما ربکما عن ہذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین ۝ وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین ۝ فدلاہما بغرور فلما ذاقا الشجرۃ بدت لہما سوآتہما وطفقا یخصفان علیہما من ورق الجنۃ وناداہما ربہما الم انہکما عن تلکما الشجرۃ واقل لکما ان الشیطان لکما عدو مبین ۝

ترجمہ۔ تحقیق پیدا کیا ہم نے پھر صورت دی تمکو۔ پھر کہا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو سب نے سجدہ کیا مگر شیطان نہ تھا سجدہ کرنیوالوں سے۔ کہا (خدا نے) تمکو کس چیز نے منع کیا کہ سجدہ نہ کیا جب میں نے حکم دیا۔ شیطان نے کہا۔ کہ میں اس سے بہتر ہوں مجھ کو بنایا تو نے آگ سے اور اس کو بنایا کیچڑ سے۔ کہا نیچے اُتر جا آسمان سے کہ تجھے لائق نہیں کہ اُس میں سرکشی کرے پس نکل جا تحقیقاً تو خوار ہے۔ کہا اے خدا مجھے فرصت دے جسدن تک جی اٹھیں (یعنے قیامت تک) کہا خدا نے تحقیقاً تجھے فرصت دی گئی۔ شیطان نے کہا کہ اس سبب سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے۔ میں بھی آدمیوں کے سیدھے راستے میں بیٹھونگا۔ پھر اُن پر آؤنگا آگے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے اور نہ پاویگا تو اُن میں سے اکثر کو شکرگذار۔ کہا نکل جا یہاں سے مردود راندہ ہوا۔ جو کوئی ان میں تیری راہ چلا۔ میں بھر دونگا دوزخ میں تم سب کو یکجا۔ اے آدم پس تو اور زوجہ تیری جنت میں رہو۔ پھر کھاؤ جہاں سے چاہو۔ اور نہ پاس جاؤ اُس درخت کے پھر ہوگے تم گنہگاروں سے۔ پھر بہکایا اُنکو شیطان نے تا کھولے اُن پر جو پوشیدہ ہے۔ اُن سے اُن کے عیب اور وہ بولا تم کو جو منع کیا ہے رب تمہارے نے اس درخت سے کہ کبھی ہو جاؤ فرشتہ یا ہو جاؤ ہمیشہ جینے والے اور قسم کھائی کہ میں تمہارا نصیحت کرنیوالا ہوں۔ پھر گرایا اُن کو فریب سے اور چکھا دونو نے درخت کھل گئے اُن پر عیب اُنکے اور لگے جوڑنے اپنے اوپر پتے درختوں کے اور پکارا اُنکو اُنکے رب نے کہ میں نے منع نہ کیا تھا تم کو اس درخت سے اور نہ کہا تھا کہ شیطان دشمن تمہارا صاف ہے"

اور یہی داستان سورۂ بنی اسرائیل میں لکھی ہے۔ وہی لفظ وہی معنے اور وہی مطلب اور اُسی پیسے ہوئے کو چہارم بار سورۂ کہف میں پیسا گیا ہے۔ اور بقول کہ دروغ گو را حافظہ نباشد سورۂ ص میں بھی یہاں آتش در کاسہ یافتم مگر اس کو اس لئے ہو بہو درج کرتا ہوں کہ اہل اسلام کو موقعہ لاف زنی کا نہ رہے۔

سورۂ ص۔ اذ قال ربک للملائکۃ انی خالق بشرا من طین ۝ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین ۝ فسجد الملائکۃ کلہم اجمعون ۝ الا ابلیس استکبر وکان من الکافرین ۝ قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی استکبرت ام کنت من العالین ۝ قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین ۝ قال فاخرج منہا فانک رجیم ۝ وان علیک لعنتی الی یوم الدین ۝ قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون ۝ قال فانک من المنظرین ۝ الی یوم الوقت المعلوم ۝ قال فبعزتک لاغوینہم اجمعین ۝

خدا نے فرشتوں کو کہا تحقیق میں نے پیدا کیا آدمی کو کیچڑ سے پس جب میں سیدھا کروں اور پھونکوں اُس میں اپنی روح کو پس گر پڑو اُسکو سجدہ کرتے ہوئے۔ پس تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔ لیکن شیطان نے سرکشی کی اور کافروں سے تھا۔ کہا خدا نے اے شیطان کس چیز نے منع کیا تجھے اُس چیز کے سجدہ کرنے سے جسکو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔ آیا تو نے تکبر کیا۔ یا تو تحقیقاً بلند قدر والا تو ہو گیا ہے۔ اور تیرے پر میری طرف سے لعنت ہووے قیامت تک۔ کہا مجھ کو قیامت تک مہلت دے۔ کہا تجھ کو مہلت دی گئی مقررہ وقت تک (یعنی قیامت تک) کہا کہ مجھے کو تیری عزت کی قسم ہے۔ بالضرور سب آدمیوں کو گمراہ کرونگا" یہ ہے **مباحثہ شیطانی** اور رحمانی جو قرآنی خدا کے جلال اور بزرگی کی لاثانی نشانی ہے اور مس گناہ اور مہلت اغوا پر بنیاد مسلمانی قائم ہے۔ اور یہ شجر بھی بائیبل کے نیکی بدی کے پہچان کے درخت کی مانند باغ عدن میں موجود ہوگا۔ الم غلم والا السلم تمسخر آمیز داستان سے جو خدائے محمدیاں و حضرت شیطان کے درمیان واقع ہوئی ہے مطالب ذیل برآمد ہوتے ہیں۔

(۱) خدائے محمدیاں بےعلم اور نافہم اور مکار اور دھوکہ باز اور فریبی بلکہ حیلہ پرداز بھی ہے اور وجہ اُسکی یہ ظاہر ہے۔ (اول) خدا کا فرشتوں سے آدم کے پیدا کرنیکے واسطے صلاح پوچھنا مشورت ایسا جس سے صاف ظاہر ہے کہ عالم الغیب و انتریامی ہر ایک کام اپنے گیان سے کرتا ہے نہ کہ لوگوں کی صلاح سے۔ جیساکہ خدائے محمدیاں نے اپنا نائب بنانیکے وقت صلاح پوچھی پس اگر یہ بیان راست ہے تو وہ ضرور بےعلم ہے جو اپنی عقل نہیں رکھتا اور لوگوں کی صلاح برتتا ہے وہ کسیطرح خدائی کے لائق نہیں (دوم) فرشتوں سے صلاح پوچھنا اور فرشتوں کو خدا کو نہایت معقول و فاضلانہ جواب دینا بلکہ آدم کی تمام آئندہ بدچلنیوں اور برائیوں سے خدا کو آگاہ کرنا انکے عالم الغیب ہونیکا ثبوت ہے مگر خدا کی عقل دیکھئے وہ اُنکے سمجھانے سے بھی نہ سمجھا اور بدستور اُسکے نائب بنانے پر ہٹ کرتا رہا۔ آخر الامر وہی ہوا جو فرشتوں نے پیشین گوئی کی تھی اسواسطے خدائے محمدیاں نافہم ہے (سوم) خدا نے فرشتوں سے مکر کیا۔ اور اُسکی تفصیل یہ ہے۔ جب فرشتوں نے خدا کو شرمندہ کیا اور کہا نسبح بحمدک ونقدس لک کہ ہم جو تیری حمد اور تقدیس کرتے ہیں۔ کیا خون او فساد کرنیوالے آدم کو تو بناسکتا ہے ہمارے نائب اپنا کریگا۔ جو تیری ذات اور شان کے بالکل برخلاف ہے۔ تب خدا نے پوشیدہ آدم کو تمام مخلوقات کے نام سکھلائے۔ اور پھر پارلیمنٹ میں آنکر ممبران پارلیمنٹ یعنی فرشتوں کو کہا کہ اگر تم بزرگ ہو میری حمد کرتے ہو اور اپنی عقل پر فخر کرتے ہو تو تمام مخلوقات کے نام بتادو۔ جب اُنکے اس سوال کا جواب فرشتوں سے نہ بن آیا تب خدا نے اپنی پالتو طوطی کو کہا کہ اے آدم بتادے اُن کو نام اُنکے۔ جب آدم نے تمام نام بتادئے فرشتے حیران ہوئے۔ کہ یہ ہمارے سے کیسے فاضل ہوگیا تب خدائے خیرالماکرین فرماتا ہے۔ کہ میں نے تم کو نہ کہا تھا کہ مجھ کو پردے زمین اور آسمان کے معلوم ہیں۔ ہر ایک حق پسند آدمی جان سکتا ہے۔ کہ اس بدنیتی اور آدم کی بزرگی کرنے اور فرشتوں کو ملزم گردانتے میں خدا نے صریحاً و توضیحاً مکر کیا۔ فریب کیا۔ دھوکہ دیا۔ داؤ کھیلا۔ پس خدا انہیں صفات سے موصوف ہے۔

(۲) شیطان کی پیدائش خدا کے ارادہ سے نہیں ہوئی۔ بلکہ اُسکے احاطۂ اقتدار سے باہر یا اُسکی مرضی کے خلاف وقوع میں آئی اور نہ خدا کو معلوم ہے۔ وجہ اسکی ظاہر ہے کہ اگر ہوتا خدا کو اسکی پیدائش کا حال معلوم۔ یا اُسکے ارادہ سے وہ مخلوق ہوتا۔ یا اسی طرح اگر احاطۂ قدرت اُسکے سے باہر نہ ہوتا تو سب سے اول بلا سوچے سمجھے اُسکو اپنے مقربین ملائک کا معلم نہ بناتا اور جب عمدہ شیطانیت کی تعلیم دے چکا تو اس وقت تکبر کرنے کی نیت سے خدائے محمدیاں بیدار نہ ہوتے ؎

ازیں معنی کرا حیرت نزاید معلم کار شیطانی نماید

خدا صاحب کو آئندہ سوچ اور سمجھ کر کارروائی کرنی چاہئیے۔ گزشتہ را صلوٰۃ۔ آئندہ را احتیاط پر عملدرآمد کریں۔ اور جادۂ اقتدار سے قدم باہر نہ دھریں۔ اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

(۳) قرآنی خدا عالم الغیب بھی نہیں ہے۔ اگر ہوتا غیب کے جاننے والا اور اپنی عقل بھی رکھتا ہوتا۔ اور اگر حور و غلمان کی محبت سے آزاد ہوتا تو وقت پر یا وقت سے پہلے سوچ اور غور فرماتا۔ مگر وہ تو محمد شاہ رنگیلے کی طرح یا واجد علی شاہ کی طرح زچہ خانہ میں بیٹھا ہوا تھا اگر اُسکو پہلے معلوم ہوتا یہ حال کہ شیطان آدم کو سجدہ نہ کریگا اور مجھے شرمندہ ہونا پڑیگا تو ہرگز یہ نغمہ کہ قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد۔ یعنی کہا اے شیطان کس چیز نے منع کیا سجدہ سے زبان الہام بیان سے نہ فرماتا بقول شخصے چودانی ویرسی سولت خیالات۔

(۴) خدائے محمدیاں علم مباحثہ سے ناواقف اور کم زبان ہے اور ساتھ ہی زود رنج۔ اور تعصب والا بھی ہے کہ جو اُسکو معقول باتوں سے جھڑک دے یا اُسکی بطالت جتا دے اُسی پر لعن طعن کرنے لگتا ہے جیساکہ ظاہر ہے خدا نے کہا کہ آدم کے بت یا جسم کو سب فرشتے سجدہ کرو۔ چونکہ

اور فرشتے صرف کاٹھ کے پتلے تھے۔ جوں ہی آدم کا بت کھڑا ہوا اسکو چھوٹا خدا یا دوسرا خدا سمجھ کر سجدہ میں گر پڑے شیطان نے سوچا کہ اس بت کو سجدہ کرنا کفر ہے اور بجز مٹی اس میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اسی دھیان میں مست کھڑا رہا۔ خدا نے کہا کہ اے ابلیس تجھے سجدہ کرنے سے کس نے منع کیا شیطان نے جواب دیا کہ اپنی عقل نے۔ خدا نے کہا عقل تجھے کس نے دی کہا کہ تو نے۔ خدا نے کہا کہ آدم کو مخلوق کے نام آنے سے بزرگی ہے شیطان نے کہا کہ مجھ کو تیرے عشق میں محو رہنے سے بزرگی ہے۔ خدا نے کہا کہ آدم خاکی ہے اور خاک پاک ہے اسواسطے وہ بزرگ ہے اُسکو سجدہ کر شیطان نے کہا کہ وہ عرض کثیف سے پیدا ہوا ہے اور میں جوہر لطیف سے پس کثافت سے لطافت کو ہمیشہ بزرگی ہے۔ خدا نے کہا کہ اس کو میں نے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔ تو اسے سجدہ کر شیطان نے کہا مجھ کو تو نے قدرت سے بنایا ہے۔ بناوٹی سے قدرتی چیز ہمیشہ عمدہ ہوتی ہے میں اسے سجدہ نہیں کرتا۔ خدا نے کہا کہ آیا تو درحقیقت عزت والا ہے یا تو نے تکبر کیا۔ شیطان نے کہا کہ میں بسبب اُس علم و کمال کے جو آدم کے کبھی نصیب نہ ہوگا عزت والا ہوں اور آدمی سے افضل۔ خدا نے کہا کہ یہاں سرکشی مت کر چلا جا تو کافروں سے ہے میرے ساتھ مباحثہ کرتا ہے۔ شیطان کا کافروں سے ہونا معلوم ہوتا ہے کہ شیطان سے پہلے لوگ بھی کافر ہو چکے تھے (۵) خدا سے شیطان زور آور بھی ہے۔ کیونکہ شیطان کو گالیاں دیتا اور مستحق لعنت کرتا ہے اور شیطان کا بال بیکا نہیں ہوتا۔ شیطان کا قول ہے کہ عاجز دلگیر گالیاں نکالتے ہیں اور بزدل اور بےمقدار حیلہ بازی سے ٹالتے ہیں جب تک میرا ہاتھ چلتا رہیگا تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہونگا۔ دیکھ اب تو مباحثہ میں بھی بند ہوا اور برخلاف صداقت کے جواب سے دردمند اور علاوہ برآں اب دیتا ہے اور گالیاں بکر اپنی حرمت کھوتا ہے چونکہ یہ مکان تیرا ہے اسواسطے میں بموجب دفعہ ۴۸ تعزیرات ہند کے مداخلت بیجا بہ تکرار نہیں کرتا اور قدم باہر دھرتا ہوں میں تیری طرح تھوتھے ہتھیاروں پر نہیں آتا۔ اور نہ گالیاں سناتا ہوں خود ہی مجھ کو گمراہ بنالیا اور خود ہی گالیاں سناتا ہے اور اپنے مکر و فریب سے نہیں شرماتا میں اس جگہ تو دست اندازی نہیں کرتا مگر یاد رکھو کہ جسطرح تو نے مجھ کو گمراہی کا خطاب دیا اسکے مطابق میں آدم اور اُسکی اولاد کو (جسکی خاطر کیواسطے تو نے مجھ کو جنت سے نکالا) یہاں سے نکالونگا اور گمراہی اور جہالت میں ڈالونگا"

اب یہاں پر جواب ترکی بہ ترکی دینا واجب ہے یعنی ہم کو بھی بقول مرزا **غلام احمد** کے کہنا پڑا کہ مسلمانوں کے نزدیک خدا ایک ایسا شخص ہے جو مکر و فریب سے یا اتفاق وقت سے سلطنت کو پہنچ گیا ہے مگر علم و عقل سے بالکل عاری ہے اور ناواقفوں اور سادہ لوحوں پر یا اُسکے اپنے جیسے لوگوں پر اُسکی حکومت جاری ہے۔ بہادری کا اُس میں نام و نشان نہیں اور خدائی ہرگز یکا اُس کو ذرہ بھی گیان نہیں فرشتوں کے سہارے اور آسرے سے اُسکی خدائی بنی ہوئی ہے ورنہ اگر وہ کل فرشتے مع معلم الملکوت حضرت ابلیس کے فرنٹ ہو جاتے اور ہاتھ اُٹھا کر مقابلہ کو آتے تو عرش کے تخت سے گر پڑتا اور شرمسار ہوتا۔ اور اگر فرشتے اُسکے حیلہ حکار اور رازدار نہ ہوتے تو پھر خیر نہ تھی گویا خدائے محمدیاں سراسر فرشتوں کا محتاج ہے اور انہیں کے سر پر اُس کا راج ہے۔ ورنہ اُسکی خدائی آج نہ کل ضرور تاراج ہے۔ پس ایسا شخص کسی طرح خدائی کے سزاوار نہیں۔ کیونکہ ایک تو وہ دانا نہیں دوسرے معاملات ملکی کا تجربہ کار نہیں۔ اب چلئے غور سے کہ ہم آریہ لوگ خدا کو کمزور یا بزدل یا بےعلم یا مکار مانتے ہیں یا محمدی لوگ [illegible]

الفرق [illegible]

* قرآن کی سورۃ حاقہ میں مذکور ہے والملک علی ارجائہا ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیۃ (ترجمہ) اور فرشتے اُس (آسمان) کے کنارہ ہونگے اور اٹھاوینگے تیرے (خدا) کے تخت کو اُس دن آٹھ آدمی تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ آجکل حامل عرش کے چار ہیں مگر اُس روز چار اور لگینگے کل آٹھ ہونگے۔ شاہ ولی اللہ بھی یہی بیان کرتا ہے اکثر تفسیروں میں ہے کہ ایک فرشتہ کی شکل مانند شتر ہے دوسرے کی مانند گاؤ تیسرے کی مانند عقاب چوتھے کی مانند جاموس کے ہے جنہوں نے عرش کو اپنے کاندھے پر اٹھایا ہوا ہے مگر تفسیر حسینی۔ والا اُن کی شکل مانند بز کوہی کے تحریر کرتا ہے۔ اب ناظرین خیال کریں کہ جس تخت کو چار فرشتوں نے اٹھایا ہے۔ اور اُس پر خدا تعالیٰ بیٹھا ہوا ہے وہ ضرور محدود چیز ہے۔ اور محدود کے اندر غیر محدود چیز نہیں آسکتی پس وہ محدود تخت جس پر خدا کو بیٹھا ہوا تا بت کرتے ہیں کہ خدا محدود ہے پس وہ ہرگز عالم ناظر و قادر مطلق نہیں ہوسکتا افسوس کہ لوگوں کو اتنا بھی کیوں نفرت نہیں آتی اور کیوں ایسا عبالغہ [illegible]

قولہ اور وہ سب چیزیں یعنی ارواح اور اجزا اور اجسام اپنے وجود اور بقا میں بالکل پرمیشور سے بے تعلق ہیں۔ یہانتک کہ اگر پرمیشور کا مرنا بھی فرض کر لیا جاوے۔ تو اُنکا کچھ ہرج نہیں ہے۔

اقول معترض جسطرح آریہ دھرم کے اصولات سے محض ناآشنا ہے اسیطرح جھوٹے الزامات بنانے میں بھی یکتا ہے۔ اعتراض کرتے وقت تمام دارومدار اُسکا فرضی باتوں پر ہوتا ہے اور یہی فرضِ باطل کو فرض حقیقی سے لکھتا ہے۔ آریہ سماج کے کسی ممبر کا یہ اعتقاد نہیں ہے کہ تمام ارواح اور اجزا اور اجسام وجود اور بقا میں بالکل پرمیشور سے بے تعلق ہیں بلکہ ہم آریہ لوگ بموجب ہدایات وید کے اسبات کو اپنا پرم دھرم سمجھتے ہیں۔ کہ وہ پرمیشور تمام ارواح اور اجزا اور اجسام عالم وغیرہ کا مالک ہے اور قدرت انادی سے انادی زمانہ سے ہی یہ انادی چیزیں اُسکی ملکیت میں موجود ہیں۔ اُسکے علم بیحد و حکمت غیر متناہی کے سبب اُسکے گیان سے کوئی دور و مفقود نہیں مگر ہم اُس کو کسی چیز کا محتاج نہیں مانتے بلکہ عقلاً و یقیناً جانتے ہیں کہ اُسکے قدرتی بھنڈار میں انادی ۔۔۔ کارخانہ موجود ہے نہ کبھی خدا کا ناش ہوا اور نہ ہوگا" علیٰ ہذا القیاس۔ موصوف ۔۔۔ انادی کال سے صفت اکال ہے۔ خدا کے انادی علم اور انادی ارادہ سے انادی معلومات اور انادی روحیں موجود رہتی ہیں اور روحوں کی انادیت سے سلسلہ اعمال بھی پرواہ روپ سے انادی رواں ہے۔ جگت کا کارن یعنی پرکرتی دریا تو بھی اُس پرماتما کے قبضۂ قدرت میں انادی زمانہ سے موجود ہیں۔ یہ تمام جڑ جگت اُسی بیجان پرکرتی سے ایشور نے پیدا کیا اور کرتا ہے۔ منکران خدا و ناستکاں کبریا کو یہی تو مقام ہے جہاں چکر کھانا پڑتا ہے اور یہی منزل جہاں سے مذبذب ہو کر پرماتما کی طرف رجوع لانا۔ بریں ہمیشہ وا انتظام محال المحال ہے اور یہی ایک ثبوت اعلیٰ ہستی ذوالجلال پر دال ہے۔ یہ تمام چیزیں پرماتما کی برکت و قدرت و انتظام و کاملیت کی محتاج ہیں اور اپنے فرض کمزوری میں لاعلاج۔ جتنا ان کا تعلق پرمیشور سے ہے اتنا کسی دوسری چیز کا باہمی نہیں ہے۔ چنانچہ وید میں ایشور فرماتا ہے۔

यो भूतं च भव्यं च सर्वं यश्चाधितिष्ठति ॥ स्वर्यस्य च केवलं तस्मै ज्येष्ठाय ब्रह्मणे नमः ॥ अ॰ का॰ १ प्र॰ २३ मं॰ १

برہم۔ پرماتما۔ بھوت۔ بھوشت ورتمان ان تینوں زمانوں کے اوپر براجمان اور تمام جگت کو اپنے وگیان ہی سے جاننے والا اور رچنے والا اور پالنے والا اور پرکرتی میں لے کرنے والا سنسار کے سب پدارتھوں کا ادھشٹھاتا یعنی مالک ہے۔ جسکا سکھ کیول سروپ ہے جو سب سکھوں کا دینے والا ہے۔ اور جو سب سے جیشٹھ یعنی بڑا ہے۔ اُسکو نمسکار کرنی یوگ ہے کسی اور کو نہیں اور نہ کوئی اُسکے سوا مالک ہے۔

اس منتر سے پرماتمانے من کل الوجوہ ثابت کر دیا ہے کہ تمام ارواح اور اجزا اجسام وغیرہ جگت کا مالک ہی اپنی انادی قدرت سے تمام جگت کے پدارتھوں یعنی جڑ جگت کو جاننے والا اور رچنے والا اور روحوں کو اُنکے کرموں کے انوسار عدالت کاملہ سے پھل دینے والا اور پرورش کرنے والا ہے۔ اُس میں کبھی دکھ نہیں کبھی بھول نہیں ہے۔ وہ راستی کا منبع اور گیان کا مجمع ہے۔ دنیا کا ایک ذرہ بھی اُسکے احاطۂ قدرت سے باہر نہیں ہے۔ تمام انسانوں کو اُسکی عبادت اُسکی پرارتھنا کرنی چاہیئے۔ نہ کہ کسی اور کی۔ کیونکہ جگت کا سوامی یا ادھشٹھاتا اور کوئی نہیں ہے۔

جب یہ منتر خود ہی مخالفوں کے مصنوعی و بناوٹی اعتراضوں کا تسلی بخش و کامل جواب ہے تو ہمیں زیادہ ضرورت نہیں ہے کہ کچھ اور ایزاد کریں۔ جو سچی بات کو غلط پیرایہ میں بیان کر کے لوگوں کو راستی سے روگرداں کرنا چاہیئے۔ وہ داناؤں کے نزدیک جھوٹا ہے اور قرآن کہتا ہے لعنت اللہ علی الکاذبین اور میں ماگریب و مغسدین کو بھی شامل کرتا ہوں۔ اور یہ بات کہ اگر پرمیشور کا مرنا بھی فرض کر لیا جائے تو اُن کا کچھ ہرج نہیں" اس کا جواب یہ ہے اے ناظرین مخالف بدبین و کوتاہ اندیش جفاکیش نے کس قدر بھاری الزام و منہ بھوٹ کلام من گھڑت بنایا ہے نہ خدا سے ڈرا اور نہ جھوٹ بولنے سے شرمایا ہے۔ خاموش ۔۔۔ بیہودہ ہے اور جواب ترکی بہ ترکی دینا ضرور ہے کہ اگر آپ اپنے کو ہی جھوٹا فرض کر دیں تو تمام دعوے ہی غلط ہو جاوے اور خلقت خدا کی فریب دہی کا اتہام آپ پر نہ آوے۔ اور ہم آپ کو زندہ درگور فرض کر لیویں تو بھی ہمارا کچھ ہرج نہیں صرف براہین احمدیہ کے خریداروں کا نقصان ہے۔ اور آپکے قرضخواہوں کا زیان و تاوان۔

حضرت فرض کا میدان فرض ہے۔ بالفرض والتقدیر اگر آپکا یہی میدان ہوتا تو ہمارا کیا ہرج تھا۔ کروڑوں خون نہ ہوتے۔ لاکھوں لونڈی غلام نہ بنتے۔ کروڑوں گھر تباہ نہ ہوتے اور نہ ملک کا ستیاناس ہوتا۔ اور اسی کے حسب حال ایک ایرانی شاعر صداقت کا ماہر فرماتا ہے۔

زشیر شتر خوردن و سوسمار ۔۔۔ عرب را بجائے رسید است کار
کہ ملک عجم را کنند آرزو ۔۔۔ تفو بر اے چرخ گرداں تفو

خفا نہ ہو جئے۔ نہ اُس میں کچھ خود غرضی ہے۔ بلکہ یہ سب ہماری گفتگو فرضی ہے تسلیم یا عدم تسلیم آپکی مرضی ہے۔ مرزا صاحب اگر بالفرض والتقدیر ایسا اتفاق ہووے کہ جن فرشتوں نے خدا کا تخت اٹھایا ہوا ہے وہ سب مثل شیطان کے ۔۔۔ ہو جاویں اور مقابلہ کر دیں اور تخت کے چوبوں سے کاندھے سرکا دیں۔ تو پھر آپ ذرہ یہ بتلا دیں کہ خدا کے محمدیاں کو کس غار میں گرا یا دیں اور اُس گر پڑنے میں بالفرض اگر خدا مرجاوے۔ تو آپ کا مولا کون کہلائے۔ برا نہ مانئے یہ آپ ہی کی مرضی ہے ورنہ ہمارا دعویٰ حقیقی نہیں بلکہ فرضی ہے۔

شیطان کی نجات کا قطعی فیصلہ

بقول محمدیاں شیطان نے خدا کا دیدار بھی دیکھا۔ اور خدا سے باتیں بھی کرتا رہا اور فرشتوں کا معلم اول بھی تھا باوجود اینہمہ سوائے خدا کے کسی کو نہ مانتا تھا۔ گویا موحد تھا یا صوفی مذہب تھا۔ عالم اجل ہونا۔ اسکا محتاج بیان نہیں۔ فضیلت میں اُسکے ہم پلہ کوئی ملائک یا انسان نہیں پس اس میں شک نہیں ہے کہ اُسکی نجات ہو چکی ہوگی۔ اور روضہ رضوان میں سیر کرتا ہوگا۔ سب سے بھاری وجہ نجات کی یہ ہے کہ محبت الٰہی ہے۔ (دیکھو ایوب کی کتاب) اور برازندہ حاجات۔ پس عقل کسی طرح نہیں مان سکتی کہ اتنے خوش نصیب شخص کو خدا الملعون بنا دے اور گالی گلوچ سے مطعون۔ اور خصوصاً پیروان آدم کو اُس کا ممنون ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہی باعث ایجاد اولاد آدم ہوا اگر وہ آدم کو دانہ گندم نہ کھلاتا اور نیکی بدی کی پہچان نہ کراتا۔ تو بس اللہ اللہ و خیر صلا تھی اُنکو اس عالم میں کون لاتا۔ درحقیقت اگر یہ کارروائی بوجہ اُسکے ہے تو حضرت شیطان مقدس بندۂ رحمان ہوگا۔ اب برہان قاطع سے اسکی تصدیق واجب ہے کہ آیا قرآن کے رو سے یہ بات درست ہے یا برخلاف واقعہ۔

چونکہ شیطان بذاتہ کوئی شخص نہیں ہے۔ اور نہ کوئی ثبوت دے سکتا ہے۔ لیکن بالفرض محال اگر شیطان ہے تو جب آدم اور اولاد آدم کو شیطان نے بہکایا اور خدا سے مقابلہ کرایا حالانکہ خدا نخواستہ بقول محمدیاں مجرم اول وہی ہے حل طلب اور قابل غور دو امر ہیں اول پرمیشور انادی کل ہے۔ کسی کا کوئی راز اُس سے پوشیدہ نہیں اور سب کا سوامی یعنی غائب کل بھی ہے اور قطع النظر اسکے سجدہ کرنا کسی اور کو سوائے اُسکی مقدس ذات کے کفر و شرک

اعتقاد سے اجتناب نہیں کرتے اور کیا اس ایسا مذہب جسکے رو سے خدا کا مالک کل و محیط کل ہونا حرجکے الزام لگتے ہیں۔ خدا پاک کی تعلیم ہو سکتا ہے ہرگز نہیں کوئی سلیم العقل و مستقل مزاج انسان جو خدا کی پاک ۔۔۔ وہ ایسے الزامی و مصنوعی ایمان بالجبر مذہب سے بہت جلد نکلنے کی کوشش کریگا کیونکہ ان لوگوں نے ۔۔۔ الگیہ ناواں مکار ظالم قہار جبار وغیرہ ناموں سے ملقب کیا ہوا ہے۔ اے محمدی فاضلو ذرہ تو دل میں غور کرو کہ کیا تمام دنیا کا پرمیشور۔ تمام خدائی کا مالک جہاں ہے غافل و بیخبر ہو کر ایک جگہ عرش پر فرشتوں کا محمد سے چڑھ کر بیٹھا ہوا ہے۔ اور کیا یہ مجسم ہونے کی تعلیم۔ منتر کو ناکارہ ہو سکتا ہے۔ پس وہ البسمانی خدا ضرور فانی ہے۔ باقی اور پاک روحانی نہیں ہے۔ خدا کو حاضر و ناظر جان کر ۔۔۔ ناحق ۔۔۔ تعصب ۔۔۔ بہ ہماشا ۔۔۔ ہی تکذیبی وا صلی ہے

ہے جب کفر کا کرنیوالا کافر ٹھہرا پھر کفر کا حکم دینے والا یا کفر کرانیوالا کافر و مشرک کیوں نہیں ؏

ببیں دانائی بانئی اسلام — عبث الزام شیطان بر جدا بست
بنے غالب بقول اوست شیطاں — خداوند گانش را کند پست

اے مومنو! یہ سخت حیرت کا مقام ہے اور قابل الزام کلام - کہ خداوند پاک کفر کا حکم دیوے اور جو اُسکے کفر کا حکم نہ مانے اُسے مطعون ٹھہراوے اور لعنتی گردانے - چونکہ وہ پرمیشور ان الزامات و توہمات و شرکات سے منزہ ہے اسواسطے خرد خردہ بین فتوے دیتی ہے کہ یہ حکم اُسس کا نہیں ہے - اور نہ شیطان کوئی فرشتہ مامور کیطرف سے کہیں ہے چوری کرنیوالیکا نام چور ہے اور کشتی کھیلنے والیکا نام شہزور ہے - جو چوری سے تارک وہ نیکوکار ہے اور زانی کا نام بدکار ہے - چنانچہ اسکی تائید ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں ؏

ہنسی آتی ہے مجھے بس حضرت انسان پر
فعل بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

کتاب وقائع نعمت خان عالی جسکا مصنف ایک عالی طبع مسلمان ہے وہ بھی ہماری تائید میں گوہر فشاں ہے -

حکایت

شیخ در خواب دید شیطان را — رہزن دین و دزد ایمان را
از صفا بسکہ دل چو آئینہ ساخت — آں لعین را ہمیں کہ دید شناخت
بملامت عتاب پیش گرفت — بر سرش زد بہی و در ریش گرفت
کہ چہا میکنی تو اے مردود — شدہ از درگہ خدا مطرود
ایکہ گمراہ کردہ مردم را — طوق اضلال حلقہ دم را
ایں ہمہ طاعت و رکوع و سجود — بہر اغوائے خلق و مردم بود
ہم دیگر چو شیخ برد بکار — شد از اں ضرب دست خود بیدار
چوں تر شد در خواب شیرین جست — دید ریش خودش بدست خود است
جنگ با دیو نفس آمد یاد — خندہ زد در ریش خود سر داد
گر نہ کشف است چیست ایں خر — ہر کہ شک آورد شود کافر

در حقیقت یہ بات درست ہے کہ "نفس و شیطان ہر دو یک تن بودہ اند" اگر بہ انصاف سے اس مقام پر میری ایک گذارش ہے - کہ دو آدمی یار غمگسار ہوں جن میں سے ایک مجرد اور ایک عیالدار ہو بہ ترغیب اپنے مجرد دوست کے اگر عیالدار زوجہ خود کو بحریار سے ہمبستری کا حکم دیوے - تو عورت (بشرطیکہ پاک دامن اور حیادار ہو) کو ان دو امروں سے کیا کرنا بہتر اور واجب ہے - اول کیا بموجب فرمانے اپنے بیحیا خاوند کے اُسکے یار کے پاس چلی جاوے اور ہمبستر ہووے یا اُس سے کہے کہ اے کم عقل بیحیا پاگل پن مت کر اور ایسا حکم ناجائز مت دے بلکہ ایسے حکم تعمیل کی اُمید مجھ سے مت رکھ - تیری بات سر بسر بُری ہے ورنہ میرا گلا اور چھری ہے کسی اہل حیا اور دانشمند سے امید نہیں ہے - کہ امر اول کی تاکید کرے بلکہ عوام الناس سے بھی دریافت کیا جاوے تو یہی جواب جواب ملیگا کہ اگر اُسکو اس حکم کے نہ ماننے سے قتل کر دیوے علیحدہ کر دیوے چھوڑ دیوے تو بھی یہ امر قابل پذیرائی ہے - کسی طرح منظور نہ کرے چہ جا کہ لعنت ملامت - بقول حضرت سی مس صاحب کے -

سرہا کار بعشق حرم و دیر مکن — در کوچہ فسق چو گمرہاں سیر مکن
گر صدق ثبوت رہبری شیطان آمد — یک قبلہ گزیں و سجدہ با غیر مکن

اب ایک صریح کفر کا اثبات کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ عام **محمدیوں** کا عقیدہ ہے کہ **خدا** سے خیر اور **شیطان** سے شر آفریدہ ہے یعنی خیر کا خالق **رحمان** اور شر کا خالق **شیطان** ہے - دیکھئے **سورۃ مائدہ** میں لکھا ہے -

انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون - سوائے اسکے نہیں ہے کہ چاہتا ہے شیطان جو درمیان تمہارے ڈالے دشمنی اور ناخوشی بسبب شراب اور قمار بازی کے اور ہٹا رکھے تمکو خدا کی یاد اور نماز سے - پس تحقیقاً اُسوقت تم ہٹ جاؤ **سورہ یٰسین** میں ہے ألم اعھد الیکم یبنی اٰدم ان لا تعبدوا الشیطٰن انہ لکم عدو مبین ولقد اضل منکم جبلا کثیرا - افلم تکونوا تعقلون ؕ آیا میں نے نہ بھیجا تمہاری طرف اے اولاد آدم کی کہ مت پوجو شیطان کو - تحقیقاً وہ تمہارا دشمن ظاہری ہے اور تحقیقاً گمراہ کیا شیطان نے تمہاری طرف سے بہت مخلوق کو کیا تم نہیں جانتے تھے علیٰ ہذا القیاس "-

اسی طرح صدہا آیتیں قرآن میں موجود ہیں اور ہمارے مدعا کے ہوا لمقصود - کیا یہ ممکن ہے کہ کارخانہ الٰہی میں اسقدر اندھیر ہو - اور دیدہ و دانستہ معاملہ چشم پوشی برتا جاوے نادان بیوقوف کے بیچارہ - اور ناحق پرست پشیمانی اٹھاوے - در حقیقت شیطان کو ہضم کی گولی سمجھکر گناہوں سے پرہیز چھوڑ دیا اور دلیرانہ گناہ کر کے شیطان کے سر چڑھنے لگے اور اسی دھوکہ بازی سے شیطان ماننے والی قوموں میں گناہ بڑھنے لگے شیطان کا نام لیتے ہی (بمثل سارٹیفکیٹ) مقتی دین متین سے جھٹ خلاصی اور رستگاری ہے اور الاٹش گناہ و جرائم سے صرف توبہ پکارنے سے آزادی ہے -

عیسائیوں کے نزدیک سوائے پیروان عیسےٰ باقی کل فوج شیطان کی ہے

محمدیوں کے نزدیک سوائے پیروان محمد کے باقی کل فوج شیطان کی ہے -

آتش پرستوں کے نزدیک سوائے پیروان زردشت کے باقی کل فوج اہرمن یعنے شیطان کی ہے اور ہم **آریا** لوگ تو اُسکی ذات سے منکر ہیں - اسواسطے کسی کو لشکر شیطان نہیں بناتے - مگر جب دل میں خیال دوڑاتے ہیں تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی فوج سے شیطان کی فوج فراوان ہے - اور شاید یہی سبب ہے کہ قرآن میں خدائے محمدیاں اُس سے مقابلہ کرنے میں ترساں ہیں - پس یہاں دوبارہ ہمیں بقول مرزا **غلام احمد** کے کہنا پڑا کہ مسلمانوں کے نزدیک دو خدا ہیں - ایک خدائے خیر دوسرا خدائے شر - اور دونو ہر ایک جگہ حاضر و ناظر ہیں اور دونو مسلمانوں سے غالب و زور آور - عالم کل بھی دونو ہیں لیس کمثلہ شیء یعنے لاثانی بھی دونو ہیں - رب العالمین بھی دونو ہیں اور خیر الماکرین بھی دونو خالق بھی دونو ہیں اور رازق بھی دونو - اور نظر براں شیطان کی فوج کے ارواح و اجزا و اجسام وغیرہ اپنے وجود اور بقا میں بالکل خدائے محمدیاں سے بے تعلق ہیں یہانتک کہ اگر خدا کا مرنا بھی فرض کیا جاوے تو بھی مسلمانوں کا کچھ حرج نہیں اور نہ نقصان ہے بلکہ بفضلہ قائم مقام اسکا موجود ہے جسکا نام شیطان ہے - **لطیفہ**

مرمنے را گفت مردے کاے فلاں — ہیں مسلمان شو بیاش از مومناں
گفت گر خواہد خدا مومن شوم — در فزاید فضل ہم موقن شوم
گفت میخواہد خدا ایمان تو — تا رہد از دست دوزخ جان تو
لیک نفس زشت و شیطان لعین — میکشندت جانب کفران و کین
گفت اے مصنف چو ایشان غالب اند — یار او باشم کہ باشد زورمند
نفس و شیطان خواہش خویش بود — واں عنایت قہر گشت و خرد مرد

براہین الاحمدیہ جلد اول صفحہ ۵۶ سے ۱۶۱ تک اشتہار میں ہے

ہم بطور تمثیل کے اسجگہ اسی قسم کی ایک دلیل دلائل مرکبہ مثبتہ حقیقت فرقان مجید سے

تحریر کرتے ہیں اور وہ یہ ہے جو تعلیم اصولی فرقان مجید کی دلائل حکمیہ پر مبنی اور مشتمل ہے یعنی فرقان مجید ہر ایک اصول اعتقادی کو مدار نجات کا ہے تحقیقاتی طور سے ثابت کرتا ہے اور قوی اور مضبوط فلسفی دلیلوں سے بپایہ صحت پہنچاتا ہے جیسے وجود صانع عالم کا ثابت کرنا۔ توحید کو بپایہ ثبوت پہنچانا۔ ضرورت الہام پر دلائل قاطع کا لکھنا اور کسی احقاق حق و ابطال باطل سے قاصر نہ رہنا۔ پس یہ امر فرقان مجید کے منجانب اللہ ہونے پر بڑی بزرگ دلیل ہے جس سے حقیقت و فضیلت اس کی بوجہ کمال ثابت ہوتی ہے"

اور پھر براہین احمدیہ کی جلد ۳ کے صفحہ ۲۴۹ پر تحریر کرتے ہیں کہ "بہ نسبت مقابلہ و موازنہ وید و قرآن کے جو نظر ڈالنا ہے فی الفور دکھائی دیکھا کہ وید اپنی عبارت میں ایسا کچا اور ناتمام ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں طرح طرح کے شکوک پیدا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی نسبت انواع و اقسام کی بدگمانیوں میں ڈالتا ہے اور کسی جگہ اس دعویٰ کو طاقت بیانی سے واضح کر کے نہیں دکھاتا اور نہ پایہ ثبوت تک پہنچاتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اس کا دعویٰ کیا ہے اور اگر کچھ معلوم بھی ہوتا ہے تو بس یہی کہ وہ اگنی اور سورج اور اندر کی پرستش کرانا چاہتا ہے۔ اور پھر اس پر کوئی حجت اور دلیل پیش نہیں کرتا کہ کب سے اور کیونکر ان چیزوں کو خدائی کا مرتبہ حاصل ہو گیا"

اے پیارے ناظرین! آریہ سماج کا چوتھا نیم ہے کہ "سچ کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں سرو تھا اودت یعنی ہمیشہ تیار رہنا چاہئے" ہر ایک حق پسند جانتا ہے کہ یہ کس قدر اعلیٰ مدارج کا اصول ہے۔ اور اگر ذرہ عمیق نظر سے دیکھا جاوے تو بہت سی صداقتوں اور کمالوں پر محمول ہے۔ انسان کو ہمیشہ صدہا روحانی برکتوں و نعمتوں کا رہتا ہے۔ اور بہت سے کشائش باطن و عقدہ جہالت کا مشکل کشا وسیلہ وکت دھرم میں اندھا دھند کسی کی تقلید کرنا اور غلط بات پر اعتراض کرنا سراسر واجب دیجا۔ جس بات کے سمجھنے سے عقل عاری ہے اس پر غور کرنا ہر طرح دانائی و ہوشیاری ہے۔ اپنی بات کی اس اصول میں تاکید ہے۔ اور یہی سبب ہے جس سے آریہ سماج میں ہر ایک بمخالفت کی علانیہ تردید ہے۔ جس مذہب میں اعتراض کرنا یا شک لانا کفر کا نشان ہے۔ اس ایمان بالجبر یا ایمان بالاکراہ کا خود اسی کی بات سے ہی بدیہی البطلان ہے۔ اسی مبارک اور مقدس ارشاد کے مطابق ہم بضرورت واجب ہے کہ راستی کو پاکر بھی سچ کی پریکشا کرتے رہیں یعنی صداقت کو سمجھ کر بھی خاموش نہ بیٹھیں بلکہ ناراستی کے دفعیہ پر مستعد رہیں۔ پس باوجود صحیح بلنے وید مقدس کے ہمیں ہر ایک مذہب کی بنیادی کتاب کو (جنہیں وہ الہامی و پاک سمجھتے ہیں) دیکھنا اور پڑھنا ضروری ہوا بانیوجہ جب تک سچائی کا مقابلہ نہ کیا جاوے اور جھوٹ اسکے سامنے لاکر دلائل قاطع سے شکست فاش نہ کھاوے تب تک راستی کے جوہر خاص و عام پر بدرجہ انکشاف نہیں پاتے اور نہ تسلی کامل پہنچاتے ہیں

ابیات

کسوٹی پر کھرے سونے سے کھوٹے کو پرکھتے ہیں
مقابل وید اقدس اس لئے قرآن کو رکھتے ہیں

بھلا ویدوں میں ہے ایشر کا گیان اے مہربان دیکھو!
صداقت اور توحید الہٰی کے نشان دیکھو!

پرانے قصوں کا مجموعہ ہے قرآن سرتاپا
اساطیر الاولیں ہے یہ خود اسکا ہی بیان دیکھو

بالفرض محال اگر سوامی جی مہاراج بحالت زندگی غیر مذاہب والوں سے مباحثہ کرکے جا و دانی بہادر ہمہ دانی و وید مقدس منوا کر آتے تو وہ وقت آریہ سماجوں کے گلستان میں یہ مبارک پودے کبھی دیکھنے میں نہ آتے اور اگر مولوی غیر مذاہب کا حوالہ یا جیو دید کے متعلق کمتیوں و دلائل سے ہمارے سامنے گفتگو نہ فرماتے تو ہم آریہ سماج کی روز افزوں ترقی نہ دیکھ پاتے۔ آگے ان سماجوں اور آریہ دھرم کی بابت مختلف ممالک میں غیر پیش بیانی تھی۔ اور کفر و شرک کی جہت ویدی امر اور بعض سر بہ تنزل و نقصان وید و ویدک کی تعلیم و حقانیت کا تو رد دکانوں کو خیال ہے اور ویدک دھرم کی خوبیوں سے ہر ایک منصف مزاج مسرور و خوشحال۔ ہمارے مرزا صاحب کو اس بات پر بڑا فخر ہے کہ قرآن چہار دلائل مقرر کرہ بالا سے منجانب اللہ ہونا ہے چونکہ اُن چہار دلائل کو انہوں نے ایک ہی دلیل گردانا ہے اور قرآن و بشتہ کی اشتہارات سے قرآن کے منجانب اللہ ہونے پر بڑا بھاری ثبوت مانا ہے۔ نظر بریں ہمیں نہایت ضروری ہے کہ انصاف اور راستی سے حسب درخواست مرزا صاحب قرآن اور وید مقدس کا مقابلہ و موازنہ کریں اور اس سے حق و باطل کا مشاہدہ دکھائیں۔ پس ہم انہیں چہار دلیلوں سے وید و قرآن کا مقابلہ کرتے ہیں اور انصاف اس کا ناظرین کے ذمہ چھوڑتے ہیں۔

مقابلہ و موازنہ قرآن و وید

قرآن سے ثبوت ہستی صانع عالم	وید سے ثبوت ہستی صانع عالم
(۱) سورہ طٰہٰ وہل اتٰک حدیث موسیٰ ٭ اذ ارا نارا فقال لاھلہ امکثوا انی انست نارا لعلی اٰتیکم منھا بقبس او اجد علی النار ھدی ٭ فلما اتٰھا نودی یٰموسیٰ انی انا ربک فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی ٭ وانا اخترتک فاستمع لما یوحی ٭ اننی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری ٭ ان الساعۃ اٰتیۃ اکاد اخفیھا لتجزیٰ کل نفس بما تسعیٰ ٭ فلا یصدنک عنھا من لا یؤمن بھا واتبع ھوٰہ فتردیٰ ٭ وما تلک بیمینک یٰموسیٰ ٭ قال ھی عصای اتوکؤا علیھا واھش بھا علیٰ غنمی ولی فیھا مآرب اخریٰ ٭ ترجمہ آئی ہے تیرے پاس بات موسیٰ کی جب وقت دیکھی اس نے آگ پس کہا واسطے گھر والوں اپنے کے ٹھہرو تحقیق میں نے آگ دیکھی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ لاؤں	तद्विष्णोः परमं पदं सदा पश्यन्ति सूरयः। दिवीव चक्षुराततं ॥ ऋ० १।२।७।५। نجات یا مکتی کے واسطے جنکی مقصود یا پرم اُکرشٹ پد یا سب جاننے لوگ سرب بیاپک پرماتما ہے یکسو ہو رہے پرشن سے اُسکے حصول یا پراپتی کے لئے کوشش اور یتن کرنا چاہئے اُسکے گیان برہم اغیر رہ سکتے ہیں ست ودیا سے ہی اُسکا گیان ہوتا ہے اور گیان سے ہی پرماتما کا جاننا ہے جس طرح آکاش میں نیتر اور سورج کی بیاپتی اور پرکاش امن تات بیاپت ہے ایسے ہی برہم سب جگہ پری پورن ایک رس بیاپک ہے اُسکی پراپتی سے جیو سب کھوٹ سے چھوٹتا ہے اور کسی طرح نہیں اس منتر میں پرماتما نے چار اپدیش فرمائے ہیں (۱) ایشور کے ہی گیان سے مکتی ہے اور اُس مکتی سے اعلیٰ سکھ یا حقیقی آنند یا زیادہ خارج ترقی۔ انسان کے واسطے کوئی نہیں ہے

حاشیہ اس کتاب کے ضمیمہ میں ایک امریکن فاضل کی رائے تحریری سے اردو۔

قرآن

اُس آگ سے تمہارے پاس آگ سلگا کر یا پاؤں اُس آگ پر کوئی واقف کار راستہ بتانیوالا۔ جب آیا اُسکے (آگ کے) پاس آواز آئی (آگ سے) اے موسیٰ تحقیق میں ہوں پروردگار تیرا۔ پس اُتار جوتیاں اپنی تحقیق تو بیچ میدان پاک کے ہے کہ نام اُس کا طویٰ ہے اور میں نے پسند کیا تجھ کو پس سن جو کچھ وحی کیا جاتا ہے تحقیق میں ہی ہوں خدا میرے سوا کسی کو مت پوج۔ عبادت کر میری اور قائم کر نماز کو واسطے یاد میری کے۔ تحقیق قیامت آنیوالی نزدیک ہے کہ چھپا ڈالوں میں اسکو تو کہ بدلا دیا جاوے ہر جی ساتھ اس چیز کے کرتا ہے پس نہیں بند کرے تجھ کو اُس سے وہ شخص کہ نہیں ایمان لا سکتے اور پیروی کرتا ہے خواہش اپنی کی پس ہلاک ہو جاوے تو اور کیا ہے بیچ داہنے ہاتھ تیرے کے اے موسیٰ بولا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیکتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں واسطے اپنی بکریوں پر اور میرے اس میں کئی کام ہیں۔

اور تھوڑے سے اختلاف کے یہی قصہ سورۃ قصص میں بھی ہے مگر سورۃ النمل میں اسکا بیان بہت عمدہ ہے۔ جہاں صاف یہ لکھا ہے۔ خلما جاء ھانودی ان بورک من فی النار ومن حولھا وسبحٰن اللہ رب العالمین ٭

ترجمہ

(۲) فانی جسم اور شعور یا اگنیانی انسا نہ کا انت یعنی انام ونشان بھی نہ ہووے۔

(۳) وشنو محسوس نہیں ہے اور نہ محدود ہے اُس کا کوئی خاص مکان یا تخت نہیں ہے اور نہ اُسکی حاضری کیواسطے کسی آگ کی ضرورت ہے بلکہ وہ سرب بیاپک ہے۔

(۴) وہ یا اگیان کا ذریعہ اور گیان کی کنجی کا پتہ لگتی کا نتیجہ پیدا تاکی یا اپی ہے دیگر اس حکم بات کہ جانتے کیواسطے ایک اس سے بھی سو گشت دلیل کی ضرورت تھی۔ جو وشنو کی طرف لیے ہوئے بتا دی گئی کہ پر شیعہ اگنیا دیا ہے کہ جس طرح آکاش ہیں غیر کا پیاپی ہے اور محسوس نہیں ہوتی۔ بعد ازاں اپنا کام چلاتا رہی ہے اور وہ کبھی نہیں دیتی اسی طرح سو دیو کا پرکاش آکاش اپنی آنکھ تاثر بیاپت ہے۔ اور وہ سو گشت ہونے سے آکاش اسی پر لانہ اسکی ماہیت کو نہیں جانتے ویسے ہی ایک جہان کنگھی کا اور پر ماتما انتظام عالم کا کرتا ہے۔ مگر سورج کی پیچھے ہیں اور نہ ایک وشنی (محدود یا مکان) ہے چونکہ فانی نہیں اسواسطے محسوس بھی نہیں ہوتا اور سرب بیاپی بان ہے۔

لہٰذا اب قرآن کے تنایج پر غور فرمایئے۔ اور جھوٹ سچ کو تمیز کیجئے امتحان فرمایئے۔ سورۃ طٰہٰ کی اس آیت میں موسیٰ سے آگ نے باتیں کرکے انی انا ربک یعنی اے موسیٰ میں تیرا پروردگار ہوں کہا حالانکہ ان کل آیتوں مندرجہ بالا پہلے ویدوں میں آگ کی نشانیاں موجود ہیں۔ عالم کل وحیط کل کو ایک شعلہ میں سمجھنا اور وقنا ربنا عذاب النار بطور کی زمین میں جو اور نار آگ کی تعظیم کرنا آتش پرستی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ اور دیسی واسطے ہوتے سوختنی قربانیاں کرکے اگنی دیوتا کو خوش کیا کرتا تھا۔ اور اُسی کو معبود سمجھ کر اُسی سے مرادیں مانگتا تھا۔ جس سے کلی بوجوہ ثابت ہے کہ موسیٰ آتش پرست اور یہی آرزو رکھتا تھا۔ کہ اے آگ فرعون کو جلا دے۔ اے آگ دریائے نیل کو سکھا دے۔ اے اگنی دیوتا میری قربانی قبول کر۔ اے آگ مرنے کے بعد مجھ خوش کر دے ناری خدا اپنے پوجاریوں کی حفاظت کر۔ اے آتشی اللہ میرے گناہوں کو جلا دے اے جلانیوالے مولا دل جلوں کی زیادتی سردی سے بچا۔ اور گرمی کی تکلیف سے نگہبانی کر۔ اور آنچ سے نزول کرکے ہمارے میں منزل فرما۔ اے تیز قہار مجھے مصر پر تسلط دے۔

دیکھئے یہاں پر بعوض ثابت کرنے کہ قرآن نے ایک نیا گل کھلایا یعنے نار (آگ) کو پروردگار بتلایا اور موسیٰ کو مسجود کرایا۔ جنکو خدا نے آنکھیں دی ہیں۔ وہ یقینی طور پر دیکھ سکتے ہیں کہ یہ صاف۔

قرآن

پس جب آیا اُس کے پاس پکارا گیا یہ کہ برکت دیا گیا جو کچھ کہ بیچ آگ کے ہے اور جو کوئی گرد اُسکے ہے اور پاکی پروردگار عالموں کے کو۔

(۳) سورۃ فاتحہ

یہ اول سورۃ قرآن ہے

الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ (ترجمہ)

تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا بخشش کرنیوالا مہربان۔ صاحب قیامت کے دن کا۔ تجھی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ سے مدد چاہتے ہیں ہم۔ دکھا ہم کو راہ سیدھی راہ اُن لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تو نے اوپر اُنکے۔ سوائے اُنکے جو غصہ کیا گیا اوپر اُنکے اور نہ راہ گمراہوں کی۔

چونکہ مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی کتاب بڑھانے کو اور اس سورۃ کی فضیلت جتانے کو براہین الاحمدیہ کی چار جلد میں سے کچھ زیادہ ورق سیاہ کر کے بہت سے عیسائیوں برہموؤں وغیرہ کے قصے اُس میں بھر دیئے ہیں اور اُنکا دعوےٰ اس سورۃ کی نسبت حد سے بڑھا ہوا ہے بلکہ اُنکے خیال میں یہ کل قرآن کی جان یا جوہر القرآن ہے نظر براں ہم اس کا امتحان کرتے ہیں۔

(۱) الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم

تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا بخشش کرنیوالا مہربان" اگر خدائے قرآنی بموجب ان دو آیتوں کے موصوف ہوتا تو خیر خدا پیدا کرنے والوں اور حیوانوں کو مسلمانوں کے ہاتھ سے ذبح نہ کراتا کیونکہ ذبح و قتل رحمت و ربوبیت کے برخلاف ہے۔ اور کسی شخص کو بیگناہ قتل کروانا سراسر بے رحمی وسفاکی و جلادی ہے۔ نہ کہ رحمانیت و رحمت جنکے دل میں ذرہ بھی محبت و رحمت کا نشان ہوگا۔ وہ ضرور کہینگے کہ جو خدا عالموں کا رب اور رحمان و رحیم ہے قرآن اُسکا الہام و تعلیم نہیں کیونکہ (رع)

وید

ओं भूर्भुवः स्वः तत्सवितुर्वरेण्यं भर्गो देवस्य धीमहि धियो योनः प्रचोदयात य० अ० ३६ मं० ३

یہ منتر یجر وید کا ہے

(اوم) سرب جگت کرتا۔ سرب آدھار۔ سرب سوامی۔ گیان سے سرب بیاپک۔ انتریامی اُپیشر۔ ہرنیہ گربھ۔ اپنا شکتی (بھو) پرانوں سے پیارا (بھو) مکت اور سب سکھوں کا داتا (سو) سبکا دھارن کرنیوالا (سوتیو) سب ایشور جگادھار (نہم) جو سو بکار کرنے کے لائق (تی سریشٹ) (بھرگو) شدھ اور پوتر کرنیوالا (دیوسیہ) سب کے آتما اور سبکا پرکاش کرنیوالا (تت) اُس پرماتما کو (دھی مہی) ہم دھارن کریں (دھیو یونہ) پرجودیات (جو سو نیا) و یو پرمیشر ہماری بدھیوں کو ست کی طرف پریرنا کرے اور برے کاموں سے بچاوے۔

اس منتر میں عالم کل جگدیشور نے اسقدر خوبیوں سے بھری ہوئی پرارتھنا ہمیں سکھلائی ہے جس کے کامل بیان کرنیکو ایک فرشتہ چاہیئے۔ دیاسے پرمیشور نے جسقدر ہدایات متعلق آتمک گیان کے دی ہیں۔ انکو منو مہاراج اور سوامی بیاس جی و سوامی شنکر آچارج و منی یاگوولک جی نے معہ شرح معانی کے نہایت واضح کرکے لکھا ہے۔ مگر اُن تمام کی گنجائش اس مختصر بیان میں دشوار جانکر خلاصتاً چند فضائل ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

فضیلت اول اس شرتی میں (اوم) سرب اوتم نام ہے جو مجمع ہے اوصاف گوناگون در مخزن فضائل بو قلموں کا جیسا سرب جگت کرتا اور سرب آدھار اور سرب سوامی اوصاف موجود ہیں۔ جن سے نہایت واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ جگت کا کرتا اور سب کا آدھار اور سب کا مالک ایک ہی ہے دوسرا کوئی نہیں۔ اس تمام چراچر جہان جگت کا جو بنانے والا اور بنا کر آدھار رکھنے والا یعنی اُس کو عمدہ انتظام میں چلانیوالا اور ہمیشہ جہاں مکتی سے اُسکا سوامی کہلانے والا جو تمام برکات کا چشمہ

قرآن

نے باشد مخالف قول وفعل راستان ہم
اور اس امر کی زیادہ تائید یہ ہے کہ تمام
دنیا کے مسلمان جب کسی حیوان کو ذبح کرتے
ہیں تو اُسوقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نہیں پڑھتے۔ بلکہ بسم اللہ۔ اللہ اکبر کر کر
قتل کرتے ہیں۔ گویا اپنے خیال خام
میں اُسوقت خدا ے محمدیاں کو رب العالمین
اور رحمان اور رحیم نہیں مانتے۔ بلکہ صدق
دل سے جانتے ہیں کہ وہ صفات اُسکے
عارضی اور دکھلاوے کے ہیں اصل نام
اُسکے جبار و قہار و جلاد و ستمگار و ذابح
الجاندار ہیں جو اس موقع کے سراسر زیبا
ہیں۔ اگر وہ رب العالمین ہوتا تو قتل
الکافرین والمنافقین کیوں فرماتا۔ انھوں نے
اُسکا (خدا کا) کیا بگاڑا تھا۔ جو خواہ مخواہ
ایمان بالجبر نہ لانے کے جرم میں شہید کیے
گئے۔ خدا کی ربوبیت کے بھی یہ بات
بالکل برخلاف ہے۔ عالموں کا رب ور دین کو
تلوار اور غضب سے چلاوے۔ کاشف القلوب
ہو کر قتل کا حکم فرماوے۔ صریحاً واضح ہے کہ
یہ حکم باہم نقیض ہیں۔ اور ایک غلط بات کو
دوسری کی دلیل اثبات گردانا اُسکو جھوٹا
ٹھہرانا ہے۔ پس اس تنازعہ باہمی سے
ہمیں قرآن کی صداقت میں شک عظیم
واقع ہو کر اُس کو درجہ صداقت الہام
سے گرانا پڑا۔

(لملک یوم الدین) صاحب قیامت کے
دن کا یہ فقرہ قرآن کا نہایت حیرت افزا ہے
جس سے خدا کی ذات پر ایک دو شش
(عیب) وارد ہوتا ہے۔ کیا پرمیشور ہر روز
انصاف نہیں کرتا؟ کیا آدم کے وقت سے
مرے ہوئے لوگ اب تک کشمکش میں رہیں!
مگر نہیں معلوم کہ ضمانت پر ہیں یا حوالات
حوالات میں۔ علاوہ بریں اسی قرآن کی سورۃ
بقر میں خدا کا نام سریع الحساب رکھا ہوا ہے
اگر وہ جلد حساب کرنے والا ہے تو ملک
یوم الدین نہیں۔ اور اگر ملک یوم الدین
ہے تو سریع الحساب نہیں۔ خاصکر حاکم عادل
[illegible]

وید

اور جمیع فیوض کا مبدا ہے۔ وہی جاننے یوگ ہے
فضیلت دوم۔ گیان ہے۔ سرب بیاپک
انتریامی۔ یہ تینوں ناؤں کار سے پرکاش ہوکر
اس منتر کی دوسری فضیلت کہلاتے ہیں
تمام جگت کے ذرہ ذرہ کا جسے علم ہے کسی کا
کوئی جسکے گیان سے پوشیدہ نہیں۔ جو
تمام جیووں کے اوپکار نمت اپنے گیان سے
ویدوں کا ظہور فرماتا ہے۔ جو مجسم اور ایک
دیسی یعنی عرش پر بیٹھا ہوا نہیں ہے؛
اور اسی سبب سے طول عرض و عمق یعنی پرماتما
سے باعث سرب بیاپک ہونے کے مبرا و منزہ
جو جہل یعنی اودیا سے پاک اور غفلت و کمزوری
و فریب سے شدہ ہے۔ جہانتک یوگی جن
اور بدھی مان بچار سکتے ہیں۔ اس سے بھی
اُسکا گیان نہایت سوکھشم۔ وہ سرب کا انتریامی
ہے اُسکا انتریامی کوئی نہیں ہے اپنے احکام
کا بدلنا گیان نہ ہونے سے اس پر الزام ہے
عرش۔ غرش۔ یا مکان میں ہونا سرب
بیاپک پر اتہام ہے۔ پرماتما سرب گیہ
علیم کل ہے۔ تمام الزامات سے برکنار
اور ہر قسم کی کمزوریوں سے بزرگ ہے۔
فضیلت سوم۔ ہر تینہ گربھ التشر
ابناشی یہ نام میری فضیلت ہیں۔ تمام
کرۂ سورج و چاند ستارہ و سیارہ وغیرہ
جسکے انوار جلال سے منور ہیں۔ اور جسکے
قبضۂ قدرت میں رہ کر بالکل باہر نہیں ہو سکتا
جو سب کو ہمیشہ انصاف سے دیتا ہے۔ ویش
اور گیان کا دینے والا ساد رتغیر و تبدل
کارخانہ دنیا کے برخلاف خود غیر متغیر ہے
جو کسی طرح شار بک اور کا رکسی بندھن
میں نہیں آتا جو اپنے بیاد کا بھی نیا و آلائش
جوتا ہے گر بھ میں کبھی نہیں آتا۔ بلکہ تمام
دنیا کے گربھ جسکے آسرے ہیں۔ جسکے حضور
سفارش و شفاعت و رشوت و دّالی لیجانا
جرائم کبیرہ سے ہیں جسکو جبرئیل و میکائیل
وغیرہ کا وحی پہونچانی و رزق رسانی کا
محتاج ہونا جہالت کے ذخیرہ سے ہے جو
التکام بھی نہیں کرتا۔ اور نہ کبھی چھپتا
اور نہ گھٹے ورتا ہے سدا ایک رس

قرآن

کی اطلاع ملے فوراً کارروائی شروع کرے
اور مجرموں کو سزا دیوے۔ بقول محمدیاں
کے اسوقت صفت عدل خدا کی معطل محض
معلوم ہوتی ہے۔ اور دنیا کا انتظام و انصاف
شاید کوئی ختم المرسلین کرتا ہوگا۔ اور شاید
رب العالمین خواب استراحت میں ہوگا
ورنہ ملک یوم الدین کے کیا معنے ہیں۔ کیا
وہ ایزد متعال مالک یوم الحال مالک یوم
الماضی و استقبال کا نہیں ہے؟ کیا لاتعطل
من اللہ درست نہیں ہے؟ اگر کوئی حق
پسند ذرہ غور سے خیال کرے تو اُس
پر اس نقص کی اصلیت طشت از
بام ہو جاویگی۔

(ایاک نعبد و ایاک نستعین ع
"تجھی کو عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد
چاہتے ہیں" یہ دو فقرے بظاہر تو اچھے
ہیں۔ اور موافق ارشاد وید مقدس کے
مگر سہائتا اور مدد چاہتے ہیں کچھ تشریح
نہیں کی گئی کہ آیا کس قسم کی مدد چاہتے
ہیں۔ برائیوں یا بھلائیوں میں جیسے کہ
آجکل کے لاکھوں افغان وغیرہ مسلمان
چوری۔ قتل۔ ڈکیتی میں ایاک نستعین
کا وظیفہ کرتے ہیں۔ یا ہزاروں
ملا لوگ قمار بازوں کو یہ کلام سکھلاتے ہیں
کہ یہ پڑھ کر اگر قمار کھیلنے بیٹھیگا تو بہت جیتیگا
جو کبھی اتفاقاً کچھ جیت لیا تو کلام کی
برکت سے ملاجی کی ہانڈی گرم ہو گئی۔
ورنہ اس طرح تال ویا کر بے ٹھکانا پاک
ہوگا پڑھا ہوگا۔ غرضیکہ ہزاروں بے معاش
اس بھروسہ پر چوری وغیرہ کر کے کچھ حصہ
خدا کے نام یا پیر صاحب کی نیاز کر دیتے
ہیں۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ برائیوں کے
واسطے خدا سے مدد مانگنی چاہیے

(اھدنا الصراط المستقیم) دکھا ہمکو
راہ سیدھی" یہ فقرہ بھی اچھا ہے بشرطیکہ
سیدھی راہ سے قتل و خونریزی سے پرہیز
اور محبت و سلوک و اخلاق و خدمت و
آسایش خلق اللہ (پرُوپکار) مراد ہو۔
ورنہ آجکل سیدھی راہ ایکسا دبھی مشہور

وید

ابناشی ہے۔
فضیلت چہارم۔ یہ عام قاعدہ ہے کہ
جو جس کو پیار کرتا ہے۔ دوسرے کے دل
میں اُسکی محبت اتنی ہی اثر کرتی ہے اور
نوجہ الفت بڑھتی جاتی ہے۔ انسان کو سب
سے زیادہ پیارے پران ہیں جسکے آسرے
جسم کے سارے تاب و تواں ہیں۔ اُنہیں کو
پرانوں سے پیارا جاننا گویا جسم و جان کا
اُس پر قربان کر ڈالنا ہے۔ اور حصول قرب
کا یہی پہلا درجہ ہے۔ جو پرماتما کے پوتر
بھو نام سے پرکاشت ہوتا ہے۔ یہی محبت
اسی سے مراد ہے۔ اور اصلی بھگتی کی یہی
بنیاد ہے۔ جو اس رموز معرفت سے ذرہ
بھی آشنا ہیں اُنکے واسطے حقیقی سرور سے
فیضیاب ہونا آسان امر ہے۔
فضیلت پنجم۔ سنسار میں تمام آدمی
راحت کے حصول کا دم بھرتے ہیں مگر اُسکے
وسائل جداگانہ استعمال کرتے ہیں گویا
وُس ایک راحت اور آنند کو لوگ حسب
مرضی چاہتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ
محروم رہ جاتے ہیں۔

ساقی بہ تشنہ ناب ربطے دارد
مطرب بچنگ دوف ضبطے دارد
فہمیدہ نہ شد کسے رموز اصلی
ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

ویدک اصطلاح میں تمام دکھوں سے
چھوٹنے کا نام مکتی ہے۔ جسکا دوسرا نام
راحت کامل ہے۔ فانی یا شہوی سکھ نکا
(جو عارضی و چند روزہ ہیں) وہاں گزر
نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سبھی باسوا سے اللہ
ہیں اور حقیقی آنند سے ہٹانیوالے ہیں
ست گیان سے پراپت ہونے والا سچا آنند
کا یتھارتھ آنند ہی وہ سکھ ہے جسکا اس
مقدس بھو نام سے تعلق ہے سچے پریم کا
بڑھانیوالا اور حقیقی جوگ کے کرانیوالا
یہی ارشاد ہے۔ جس سے بڑھ کر طالب
حق کے لئے اور کوئی مراد نہیں۔
فضیلت ششم۔ جب ہم نظام عالم
پر نگاہ دوڑاتے ہیں۔ اور اس سرب ویاپک

قرآن	وید
ہے اگر خدا سے سیدھی راہ کے طلبگار ہو تو علم و عقل کو کیوں دخل نہیں دیتے اور معقولات کے پڑھنے سے کیوں گریز کرتے ہو۔ قرآن میں عقل سے سوچنا کفر مت جانو اور غلطی کو جہاں ہو صحیح مانو۔ کیا صرف مسلمانی کا ہی راستہ سیدھا ہے یا کوئی اور بھی۔ اگر کوئی اور بھی ہے تو مسلمان اُسکے قبول کرنے سے کیوں کتراتے ہیں۔ ایمان نہیں لاتے۔ بھائیو! مقابلہ کرکے دیکھو اور سچ یعنی صراط المستقیم کو گرہن و اختیار کرو (صراط الذین انعمت علیہم) اُنکا راستہ جن پر تو نے نعمت کی (غیر المغضوب علیہم) سوائے اُنکے جو غصہ کیا گیا۔ اور پر اُنکے (ولا الضالین) اور نہ گمراہوں کی چونکہ مسلمان تناسخ کے قائل نہیں ہیں پس خدا کا کسی کو نعمت دینا اور کسی پر غضب کرنا اور کسی کو گمراہی میں ڈالنا بے معنی وارد اس سے نہ اُسکا انصاف قائم رہتا ہے نہ اُسکا رحم نہ اُسکا علم۔ انعمت علیہم مغضوب علیہم و ضال علیہم۔ سب کی ضمیریں خدا کیطرف پھرتی ہیں پس اُن اعمال کا فاعل خدا ہو نہ کہ وہ لوگ۔ اسواسطے یہ پرارتھنا (دعا) بہت نقصان رساں ہے۔ اور خدا پر بُہتان لگنیوالی ہے بیان نامہ نگاران کی تائید تفسیر حسینی والا بھی کرتا ہے ”نہ راہ آن جماعتیکہ خشم گرفتۂ بر ایشاں قبل از وجود ایشاں حق غضب بود آمدہ وجود ایشاں سبب بر تقدم نمودہ“ قبل از وجود جبکہ کسی سے کوئی عمل سرزد نہ ہوا۔ بلا ظہور جرم کا خدا مغضوب الیہ سمجھنا خدا کو ظالم الظلم و جاہل الجہل ٹھہرانا ہے۔ (نعوذ باللہ منہا)	شکتی کا دھیان لاتے ہیں تو نہایت عمیق خیال سے اس تمام کا رجحان ایک خاص مرکز کیطرف معلوم ہوتا ہے۔ جو اس اپار سنسار کا دھارن کرنیوالا ہے۔ اور یہ عقدہ جبتک فضل الٰہی شامل حال نہو تب تک حل نہیں ہو سکتا اس لئے پرماتما نے مہان یالتے ارشاد فرمایا ہے کہ جسقدر جگت تم دیکھتے ہو یا وہ جو کہ تمہاری درشٹی گوچر نہیں ہے یعنی لوک لوکانتر وغیرہ۔ ان سبکو سرب شکتی مان سرب آدھار۔ جگدیشور نے ہی دھارن کر رکھا ہے۔ اور وہ اپنے کام میں کسی سے سہائتا نہیں لیتا۔ **فضیلت ہفتم** وہ سوتیس یعنے سب ایشورج کا داتا ہے۔ ہر ایک اُس سے کرم ونسار پھل پاتا ہے۔ اُسے چھوڑ کسی اور سے مانگنا قطعی نادانی ہے۔ کیونکہ اس صفت سے موصوف ہونیکے لائق اور کوئی نہیں۔ تمام روحانی برکتوں کا اعتبار ایسی مبارک اُپدیش سے جاننا کیونکہ اعتبار قطعی لاتعلق ہونیکا اس میں ارشاد ہے وید مقدس ایک پرماتما کے سوا اسکے اور کسی کو ایشورج یعنی نعمتوں کا داتا نہیں بتلاتے اور نہ قبروں شہیدوں اور فرشتوں کیطرف جھکاتے ہیں بلکہ تمام عالم کو اس سچے دیا دان کیطرف جھکاتے ہیں لہٰذا سوائے اسکے نہایت آزادانہ طور پر سناتے ہیں۔ **فضیلت ہشتم**۔ ہر ایک کو نیک بننے کی تمنا ہے۔ اور جاہل سے جاہل بھی اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے سچ کی تحقیقات بہت تھوڑے دلوں میں اثر پذیر ہونے کے سبب اپنے چمکتے جوہر بتلائے ہوئے بھی جہلا کی آنکھوں میں نہیں

دکھائی پڑتی اور اسی سبب سے لوگ ست مارگ دست دھرم دست گرنتھوں کے سمجھنے و سطالعہ میں لانے سے محذور رہتے ہیں۔ کسی محمدی کو اگر آپ ہزار کہیں کہ خدا اسلئے دنیا کے گمراہ کرنے کو شیطان مقرر نہیں کیا یہ تعلیم غلط ہے۔ وہ قہر و جبر اور غضب و مکر سے پاک ہے (اسواسطے قہار و جبار نہیں اور نہ مکار ہے) مگر وہ کسی طرح نہیں مان سکتے کیونکہ قرآن کی تعلیم (جس طرح کچھ ہی ہو) اُن کو ہر طرح تعلیم ہے۔ ویدک دھرم یا سچا دھرم ہی یہ ہدایت نہیں دیتا بلکہ برخلاف اسکے نہایت خداوندانہ طور سے کمال عنایت سے بتلاتا

ہے کہ اگر نیک بننا چاہو۔ تو نیکی کا مخزن۔ سوبکار کرنے کے لائق جو اتی سرشٹ ورنیئم سرب اوتم ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔ اُسی کی اوپاسنا نشۂ جنم کے واسطے آنندہ دایک ہے۔

فضیلت نہم۔ یہ ارشاد وید مقدس کی ایک اعلیٰ فضیلت و پوتر اور پاکیزگی کا رہنما ہے۔ شدھتا یعنی برائیوں سے بچنا پوترتا جیو کو اُس کے دھیان میں لگاکر یوگت یعنے اُپاسنا سے جوڑ کر پرارتھنا کرنا کہ اے میرے سوامی آپ جلال والے ہیں۔ اس سرب آتم یعنے مقدس جلال کا میری آتما میں پرکاش کیجئے۔ آپ آندھکار سے اچھادت نہیں ہیں

پس مجھے بھی اگیان سے نکلنے کی سامرتھ دیجئے۔ عید کی بکری و بھیڑیں تیری خوراک نہیں اور نہ تو اس قدر بے رحم و ظالم ہے کہ تیرے پیٹ کے واسطے عاجز جانور ذبح کئے جائیں۔ تو نہ خونخوار ہے اور نہ قتل کا طلبگار۔ تو بھیڑیوں کی طرح خون نہیں پیتا اور نہ بھوکا ہوتا ہے۔ خون تیرے حضور نہیں پہونچتا۔ بلکہ تیرے سے دور ہٹاتا ہے۔ پاکیزگی و پوترتائی کی تکمیل صرف تجھ میں ہے نہ کہ کسی اور میں۔

فضیلت دہم۔ اس مقدس ارشاد سے کامل تشفی اور یقین ہوتا ہے کہ حقیقی دعا اور شانتی دینے والی اوپاسنا وہی ہے۔ جس کے کرنے سے اُپاسک کے دل میں کسی طرح کا شک نہ رہے۔ جو اس کے حصول کے وسائل ہیں۔ اول اُن کا گیان نہایت لازمی ہے۔ اور یہ تبلانا اُس مذہب کا ذمہ ہے جو کاملیت کا دعویدار ہو۔ محمدی بیچارے کیا کریں۔ اور کہاں سے لادیں جبکہ قرآن میں شیر۔ شہد۔ شراب۔ پانی کی نہروں اور حور و غلمان کے انار پستانوں اور مہ رخساروں کے سوائے روحانی سرور کا نشان ندارد ہے اور صدہا مقام پر انہیں وعدہ وعید کا تملق و تشوق آمیز بیانوں سے بار بار اظہار کیا گیا ہے۔ جن سے کسی حق پسند کی تسلی ہونی دور از قیاس ہے۔ حقیقی نجات یا کامل شانتی دینے والی اوپاسنا کے نتیجہ پوچھنے والے کے واسطے اُن سے ہاں دوالفقار کی دلیل ہے۔ اور برہان عقلی کے بدلے ان نہروں کے پیاسوں کی تسلی کو شراب کی سبیل ایک عمدہ تمثیل ہے۔ مگر اے ناظرین جس طرح دریائے گنگ پر پہونچ کر پیاسی طبیعتیں سیراب ہوتی ہیں اُسی طرح اُس سب کے آتماؤں کے پرکاش کرنے والے پراچین یوگ گیان کے ساگر۔ پرماتما سے جو حقانیت۔ وحدانیت و معرفت و طریقت کی چار نہریں۔ رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھروید پرکاشت ہیں اُنہیں برہم چرج سے پراپت ہوکر ہر قسم کی شانتی ہر طور کی تسلی اُن سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور اُن سے ثابت ہے کہ صاحب صفاتِ کاملہ۔ اور حسنات برکات افضلہ و مبداء فیوض اعلےٰ و منبع سعادت عظمےٰ بیاپکی یوگ سب کا گیان داتا ایک پرماتما ہے دوسرا کوئی۔

فضیلت یازدہم سنسار میں جتنے مذاہب ہیں عقل کو صندوق

یوں بند کر تفضّل لگانا اپنا پہلا اصول جانتے ہیں۔ اور ان مذاہب میں سے قسمت تفسیر دین محمدی کا ہے۔ مصنف اعجاز محمدی صفحہ ۱۴۱ میں لایا ہے کہ اہل شرع نے درس علم معقول فلسفی سے منع فرمایا ہے ؎

علم دین فقہ است و تفسیر و حدیث
ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث

مگر وید مقدس میں ارشاد ہے کہ ہمیشہ گیان سے بدھی بڑھا کر پرمیشور سے بدھی کی ترقی اور معقولیت سے روحانی شانتی پڑھانے کی پرارتھنا کرنی چاہیئے کیونکہ اس عقل کل کے تمام کام معقولیت سے معلوم ہیں جیسے مرحبی الشان اور صداقت علمیت سے بجا رتی ہے۔ قوم صد ہا باریک عقیدے جو جاہلانہ طور سے سمجھ میں نہیں آسکتے ایست صداقت اور حکمت دکھائی پڑتے ہیں۔ ہر ایک دانا اقرار ہے کہ سچ جھوٹ کی کسوٹی سوا عقل کے اور کوئی نہیں اور عقل کا علم ہادی ہے یا دونو باہمی لازم و ملزوم ہیں۔ اس واسطے عقل کل علیم کامل پرمیشور نے وید کو ناسے اوپاسنا کی ہدایت بخشی ہے۔

فضیلت وید ۔ وید عقل کل کی طرف سے نہایت معقولیت سے اس سچی پرارتھنا کی تعلیم کا ارشاد ہے۔ اور یہی ارشاد پرمی جگت کے لئے شانتی کا باعث ہے۔ ہر ایک سچائی کا عاشق۔ جو سچ پرچہ دیات کے مبارک الفاظ سے روحانی اتحاد کا سبق سیکھ سکتا ہے۔ جو سرا پا قوت عبودیت و خلوص عبادت کے لئے ضروری ہے۔ سچے دل و نیک نیت و ٹھیک وسائل کو معقولیت سے استعمال میں لا کر اپنے دیا مے سوامی کی حضوری حاصل کر کے اسی مبارک دائم سلسلہ سے پرارتھنا کر کا نتیجہ دکھلاتا ہے۔ جس سے روز بروز روحانی کمزوری و جسمانی شقاوت و ناپاکی دور ہو کر اُس گیان سے بدھا کو اپنی ترقی سے انسان جاتا ہے۔ اور یہی اس منتر کا خلاصہ مطلب ہے۔

قرآن

۳۔ سورۃ نجم

والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غویٰ۔ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ علمہ شدید القویٰ ذو مرۃ فاستویٰ۔ وھو بالافق الاعلیٰ۔ ثم دنا فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ۔ ما کذب الفواد ما رایٰ افتمٰرونہ علیٰ ما یریٰ۔ ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتہیٰ عندھا جنۃ الماویٰ اذ یغشی السدرۃ ما یغشیٰ ما زاغ البصر وما طغیٰ۔ لقد رایٰ من ایٰت ربہ الکبریٰ۔ خدا کہتا ہے کہ قسم ہے مجھے ستارہ کی جب گر پڑتا ہے۔ گمراہ نہیں ہوا یہ یار تمہارا۔ اور رستہ نہیں بھولا اور اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا۔ قرآن نہیں ہے مگر وحی جو بھیجا گیا ہے اُسکو۔ اُسکو قوت والے نے سکھایا ہے پھر سیدھا بیٹھا۔ اور تھا وہ اونچے کنارے آسمان کے۔ پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہ گیا فرق دو کمان کا میانہ یا اُس سے بھی نزدیک۔ پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا۔ جھوٹ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا۔ اب تم کیا اُس سے جھگڑتے ہو اُس پر جو اُس نے دیکھا۔ اور اُسکو اُس نے دیکھا ایک دوسرے اتار پر پرلی حد کی بیری کے پاس۔ اُس پاس ہے بہشت رہنے کی۔ جب چھپا رہا تھا اُس بیری کو جو کچھ چھپا رہا۔ بہکی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی بیشک دیکھے اپنے رب کے بڑے نمونہ

ای ناظرین! یہ ذکر اُس رات کا ہے جسکو محمدیان وہ حال کی بتلاتے ہیں اسرات کو محمد صاحب کا معراج پانا یعنی زمین سے آسمان تک معراج در زینہ لگانا جسکی تشریح فیضی کرتا ہے

بنہاد دراں بلند منہاج
ہفتاد و ہزار پایہ معراج

و بعد اس زینہ پر سے بسواری براق چڑھ جانا اور سات آسمانوں کے اوپر عرش و کرسی وغیرہ تک پہنچنا

وید

परीत्य भूतानि परीत्य लो
कान् परीत्य सर्वाः प्र
दिशो दिशश्च उपस्था-
य प्रथमजामृतस्यात्मा
नात्मानमभि सं विवेश ।। य° ३२ ।। ११

پرماتما آکاش آدی سرب بھوتوں اور سورج آدی سب لوکوں (یعنی کُرّوں) میں۔ اور پورب آدی سب دشاؤں میں اور اگنے آدی آپ دشاؤں میں بھی اپنے لا انتہا گیان سے بیاپک ہو رہا ہے جسکے گیان اور بیاپکتا سے ایک ذرہ تک بھی خالی یا نامعلوم نہیں۔ جو دنیا کی ساخت کا آدی ہے۔ وہی کلپ کے آدی میں سرشٹی یعنی جگت کی اُتپتی کرنیوالا ہے اُس آنند سروپ پرماتما کو جو جیو آتما اپنے سادھن اور دیانت من بدھی گیان سے تصدیق کر کے جانتا ہے وہی دکھوں سے چھوٹ کر مکتی پاتا ہے۔

اس منتر میں پرمیشور نے چار (۴) اُپدیش فرمائے ہیں

(۱) پرماتما جو ہر جا اور دانائے کل ہے آکاش اگر چہ [illegible] آتما اسکا بھی آدھار اور گیان [illegible] سورج سب کو پرکاش دیتا ہے مگر اسکا پرکاشک دور گیا [illegible] ہے جگت کا کوئی پرمانو بھی اُس سے پوشیدہ یا اُسکی ستا اور دیاپکتا [illegible] کسیطرح کا اگیان نہیں ہے۔ قطع النظر ان کل کے وہ اپنے انت گیان میں بھی کبھی غلطی نہیں کرتا

(۲) من۔ بدھی۔ ودیا سے [illegible] گیان کے واسطے اُدیوگ کرنا چاہئیے۔ گویا اُسکو من بدھی اور ودیا سے بھی پیارا جاننا چاہئیے یعنی ان سب کا آخری غرض ایشور کی پراپتی جاننا جب اس حد تک خلوص نیت سے کوئی جیو [illegible] ہوتا ہے تب [illegible] نجات کا مستحق ہوتا ہے

(۳) [illegible] کے واسطے [illegible] کوئی علاج نہیں [illegible] ایشور کی [illegible] تجربہ کی [illegible] گناہ کی [illegible] اجتناب نہ کیا جبتک کہ اُنکو ایشور کے [illegible] ہو سکے کا گیان نہ ہو۔

رفٹ نوٹ ۔ ایک مولوی غلام علی صاحب بڑے فاضل عربی زبان کے امرتسر میں رہتے ہیں ایک دفعہ اُن کی ملاقات کو گیا اس وقت مولوی صاحب مسجد میں اپنے ایک شاگرد کو سبق پڑھا رہے تھے کہ "یوشع نبی نے بسبب شام ہو جانے کے آفتاب کو کہا کہ ٹھہرا رہ میرے کام میں ہرج ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ ٹھہرا رہا غروب نہ ہوا" میں نے عرض کی۔ کہ آپ فاضل تو ہی ہیں اور معقول و منقول سے واقف۔ پھر ان باتوں کی آپ کس طرح تعلیم دیتے ہیں۔ اوّل تو مولوی صاحب حیلہ و حوالہ میں ٹالتے رہے۔ بعد تھوڑی دیر کے صاف اقرار کیا کہ اگر ہم نہ مانیں تو لوگ ہمیں کافر بتائیں "ہر ایک دانا جانتا ہے کہ جو بات معقول طور سے ثابت نہیں ہے اُسکو کسی غرض سے ماننا [illegible]

اور (سدرۃ المنتہیٰ) ایک بیری کے درخت کے ساتھ آسمانوں پر گھوڑا یا تو چھوڑ دیا اور پیادہ ہو کر چلا جا پہنچا خدا کے پاس نزدیک ہوا اور شک آیا پھر رہ گیا خدا و محمد یاں اور محمد صاحب کے درمیان فرق دو کمان کا یا اس سے بھی کچھ نزدیک تھے

چنانچہ ایک مفسر فرماتا ہے۔ کہ

کلام سعدی ہے نقل شفیعہ

خداوند جہان را ہے جہت دید

پھر خدا نے جو حکم وصیت کی صلوٰۃ کی تھی یا مشورت لینی تھی خلوت میں اسکو بحوالہ کر کے فرماتے ہیں کہ اس بیری پر کچھ چار اتھا لیکن وہ کیا

تھا پھر خود ہی عالم کل جو بیکے سب طاہر روالات قاطع کے احقاق حق و ابطال باطل کو دنظر رکھ کر بیان اللہ کی محمدی خوب ظاہر فرماتے ہیں اور جواب دیتے ہیں کہ جو کچھ چھا رہا تھا غالباً اہم ... سیل ہوگی اب دوسرا معقول جواب سنئے ... مہتا

(۲) جو کسی خاص جہت میں ہوگا وہ محدود ہوگا اور کوئی محدود اشتراک یا سروبیاپک نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ سراپا بغیر شک ہے۔ اسیواسطے برہما نے ارشاد کیا ہے۔ پربھو سروا پربھو وشوا ستیا ... سب اطراف و جوانب میں بیاپک ورگیان ہے یہ نہیں خاص اطراف میں محدود نہیں بلکہ اسکو کسی خاص جہت میں جانکر محدود بنا کر مانا شرک ہے کیونکہ وہ کسی جگہ بھی نہیں اور سب جگہ ہے جیسا ثابت ہو کر اس تمام جرا جر کا مالک و منتظم اور سب سے بڑا اور بزرگ ہے یا یک جیز نکا بھی اور سب کا باپ بھی اور سب سے بے کشتم ساتھ ہی ایسا کامل جو خلقیوں سے منزہ ہے باوجود ایسی جو غیر محدود غیر جسم اور ست گیان سے مکیت ہے وہی برہم ہے دوسرا کوئی نہیں ٭

نے وہاں پر دیکھا وہ کیا جو اب یا خواب۔ جو کچھ اس نے دیکھا سو دیکھا بہکی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی۔ افسوس کہ سوتے کی چڑیا جال میں پھنسی تھی اور نکل گئی۔ درحقیقت خدا آنے سے بہت مشتاق تھا ایک جگہ معراج النبوۃ میں لکھا ہے کہ دو سو مرتبہ اس رات کو خدا نے آواز دیا کہ نزدیک آ نزدیک آ۔ مفسران اس جگہ نہایت سخت گرداب تفکر میں سرگرداں ہیں اور صدہا طرح کی تاویلیں تراشا کرتے ہیں مگر افسوس کہ کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے۔ کمان (یس ہوا (قاب) بمقدار (قوسین) دو کمان کے (او ادنیٰ) یا زیادہ نزدیک خدا اور محمد صاحب کے درمیان دو کمان یا اس سے بھی کم فرق رہتا خدا کے محدود ہونے کی شہادت ہے۔ سروبیاپک یا محیط کل کی قرابت کو دو کمان کے فرق سے ناپنا عقل کا قصور ہے اور فضیلت سے دور۔ زمانہ اسلام سے آج تک اس پر اعتراض ہوتے رہے۔ مگر جب کبھی جواب ملا تلوار سے کبھی معقول گفتار سے کسی نے تشریح نہ کی۔ جب نوبت اس حد تک پہنچی اور تاویلیں کرتے کرتے یہ مسئلہ بہت ہی گنجلک ہو گیا۔ تو اب بعضے محمدی لوگ دو کمانوں کو ایک دائرہ گردا نکر محمد صاحب کو اس پر ایک وتر یا قطر کے طور پر ڈالتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ زیادہ تاویلوں سے منقولی مسائل کی تذلیل ہوتی ہے جو سراپا تحصیل لاحاصل ہے۔ لیکن اس طرح کے فکر انکو ہیں جو کسی غرض دنیاوی سے دین اسلام کو نہیں چھوڑنا چاہتے اور صرف فرضی تسلیوں سے خاطر جمع رکھتے ہیں ورنہ علم معقول کے آگے اب اس قسم کے مسائل بہت بودے ہو رہے ہیں سات آسمانوں کی تفصیل مفسر یہ کرتے ہیں۔ ایک تو ہے کا دوسرا پانی کا تیسرا لوہے کا چوتھا پیتل کا۔ پانچواں چاندی۔ چھٹا سونے کا۔ نواں زمرد کا بیری کے ہونے کی تشریح حدیثوں اور تفسیروں میں بہت سی ہے۔ کوئی اسکا بیر مٹکے کے برابر

کوئی گھر سے مکیہ برابر بیان کرتا ہے۔ وہی آیت کے آغاز میں خدا مانند جاہل عورتوں کے ستارہ و مشتری کی قسم کھاتا ہے۔ سے معقول پسند مسلمانوں پہچانے علم نجوم و نیز رب النجوم جو دہی قسم کی کتاب میں ہمیشہ لائے استدلال کرتا ہے۔ اسے ناظرین انکھیں اس تصدیق سے حق کی حقیقت و حق بیانی کو آپ صاف دل سے غور فرما کر حق کو قبول اور ناحق کو فضول سمجھیں۔

وید	قرآن
स पर्यगाच्छुक्रमकायमव्रणमस्नाविरं शुद्धमपापविद्धम्। कविर्मनीषी परिभूः स्वयम्भूर्याथातथ्यतोऽर्थान्व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः। य० ४०। ८। سب کے من کا ساکشی سب کا ایشور برہمچاری سروبیاپک نت بل والا سب جگہ کے خیر یعنی کایا یعنی جسم سے مبرا و گھٹا بڑھا اور روگ سے رہت ناڑی آدی کے بندھن رہت جسم کے دکھوں اگیان و سب قلیسوں سے نرتر اور شدھ ہے وہی سب جگت کا پالتا انادی ہے ہمیشہ ساکش انتریامی ہے یہ سے وید کے دوارہ سب دیا ؤں کا اپدیش کیا کرتا ہے۔	(۴) سورہ ن و القلم یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود فلا یستطیعون جس روز جامہ اٹھایا جاویگا پنڈلی سے اور بلائے جاوینگے لوگ واسطے سجدہ کرنے کے پس نہ کر سکینگے اس آیت کی تشریح شاہ ولی اللہ صاحب یوں فرماتے ہیں کہ حشر کے دن مسلمانوں کے پاس پروردگار آویگا جس صورت میں وہ پہچانتے نہیں۔ اور خدا فرماویگا میں تمہارا رب ہوں میرے ساتھ آؤ۔ کہینگے نعوذ باللہ تو ہمارا رب آویگا تو ہم پہچان لینگے۔ فرماویگا کچھ اس کا نشان جانتے ہو کہینگے جانتے ہیں ہم پھر ظاہر ہوگا انکے بیچ انکے موافق اور کھولیگا تو سجدہ میں گرینگے جو سچے تھے سجدہ کرنے والے اسکی پیٹھ نہ مڑیگی۔ انتہیٰ

گریگا تفسیر فتح الرحمن میں لکھا ہے کہ روز قیامت برداشتہ شود و خواندہ شود ایشان را بسجدہ ... شرف کا باب حشر میں محمد اس آیت یکشف عن ساق ... وینادون الی السجود ... ایک بڑا سجدہ ... اسکو سجدہ کرینگے تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ مطبع حیدری اٹیم بمبئی ... حدیث میں لکھا ہے

قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکشف ربنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مؤمن و مؤمنۃ

فیبقی من کان یسجد فی الدنیا ریاء و سمعۃ فیذہب لیسجد فیعود ظہرہ طبقا واحدا قولہ عزوجل

ویدعون الی السجود فلا یستطیعون یعنی الکفار و المنافقین تصیر اصلابہم کصیاصی

البقر فلا یستطیعون السجود - ترجمہ محمد صاحب سے سنا گیا ہے کہ روز قیامت پروردگار ہمارا اپنی پنڈلی کھولیگا۔ اور سجدہ کرینگے۔ اسکو ہر مومن مرد اور عورت اور باقی مرد اور عورت جن لوگوں نے دنیا میں سجدہ کیا ظاہرداری سے کیا ہوگا پس وہ مکار سجدہ نہ کر سکینگے۔ اور پشت ان کی یک پارہ ہو جاویگی اور حدیث میں ہے کہ پشت کافر اور منافق کی مانند سینگ گاؤ کے یک مہرہ ہو جاویگی پس سجدہ نہ کر سکینگے

اے ناظرین! اس آیت کو توجہ کی آنکھ سے دیکھئے۔ خدا آپ محمد جیوں کو کہتا ہے کہ قیامت کے روز میں تمکو دیدار دونگا۔ اور تم نہیں مانو گے۔ اور پھر میں تمہارے اصرار کرنے پر پنڈلی جامہ اٹھا کر دکھلاؤں گا تب تم سجدہ میں گروگے۔ جلے تعجب و حیرت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے سب دور بھی کیا جانہ باہر ہو جاتا ہے اور نہیں کرتا انصاف کرو کیا ایسی تعلیم الرحمٰن الرحیم کی طرف سے ہے، اور کیا زر نگار کے ساق سمیں بھی موجود ہیں

وید	قرآن
हिरण्यगर्भः समवर्तताग्रे भूतस्य जातः पतिरेक आसीत्। स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमां कस्मै देवाय हविषा विधेम॥ ऋ० म० १० व० न०॥	(۵) سورۃ اعراف میں ہے ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استویٰ علی العرش - ترجمہ تحقیق خدا تمہارا

قران	وید
وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمان اور زمین کو چھ روز میں۔ اور بعد ازاں قرار پکڑا اوپر عرش کے ؛	اے جیوؤ جو سرشٹی کے پورب یعنے پہلے سب سورج آدی تیج والے لوگوں کی اُتپتی کا استھان آدھار اور جو کچھ اُوتپن ہے۔ ہوا تھا اور ہوگا۔ اس کا سوامی تھا اور ہے اور ہوگا۔ وہ پرتھوی سے سوریہ لوک پرینت سرشٹی کو بنا کر اپنی انت شکتی سے دھارن کر رہا ہے اسی ایک پرمیشور کی بھگتی کرنی ضروری ہے اور کسی کی نہیں ؛
یہ بات بعینہ توریت کی منقول ہے قادر مطلق کا دنیا کو چھ روز میں بنانا۔ اور بعد تیار کرنے کے فراغت حاصل کر عرش پر چڑھ کر آرام کرنا کیا سرب شکتی مان کی تعلیم ہو سکتی ہے؛ حالانکہ خود قرآن ہی میں اسکے برعکس موجود ہے۔ دیکھو سورۂ انعام کی	

یہ آیت وهو الذی خلق السموات والارض بالحق ویقول یقول کن فیکون۔ اور وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حق کے اور جب کہتا ہے۔ کہ ہو پس ہو جاتا ہے

اب اے محمدی فاضلو۔ ہم کس بات کو سچ مانیں اور کس کو دروغ۔ خدا کی کلام اور اتنا اندھیر یہ ہمیشہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک آدمی موافق اپنی طاقت کے کام کرتا ہے۔ خدا جو سب چیزوں کا مالک ہے۔ افسوس کہ اسکے بنانے میں اتنا حیران اور سرگرداں ہو وے۔ اور چھ دن رات میں ایک دم بھی نہ سو وے۔ اور لگاتار کام کرتا ہے اور حدیث میں ذکر ہے کہ اس نے آدم کی مٹی کو بھی چالیس روز تک اپنے دونو ہاتھوں سے خمیر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بڑا محنتی آدمی ہے۔ جس کے چالیس روز ایک آدم کے قالب بنانے میں خرچ ہوئے۔ بھلا اس کی صنعت کا کیا ٹھکانا۔ وہ حدیث یہ ہے خمرت طینة آدم بیدی اربعین صباحًا۔ جس کا خدا دنیا کے بنانے میں اس قدر کمزور اور بیکس ہے۔ کیا ان کی کسی اور علمی معاملہ میں دسترس ہو سکتی ہے۔ یہاں پر بہت سے سوال پیدا ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ آدم کے قالب کیواسطے مٹی کہاں سے لی اور کیوں صرف کم نجکون کہنے سے قالب تیار نہ کر لیا اس فانی جسم کیواسطے تو چالیس روز دونو ہاتھوں سے محنت کری تب کامیاب ہوا اور اب اس باقی و جاودانی روح کیواسطے پیدائش کا ذکر نہ کیا کہ کن مصالحوں سے اسکو کتنے سالوں میں خمیر کیا مٹی کی پیدائش بھی قرآن سے واضح نہیں ہوئی کہ کہاں سے آئی۔ اگر مادہ انادی نہیں مانتے ہیں۔ تو مصنف قرآن کو نہایت ضروری تھا کہ اسبات کو شرح دلایل سے واضح کرتا مگر اسنے نہیں کیا۔ بلکہ وہ دنیا کے پیدا کرنے ہی لاچار ہے چہ جاکہ پیدائش کی گفتگو سے مطلع فرما وے۔ اور خدائی کا انتظام وہ سنبھال بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اُس جیسے بہت سے رب النوع اُسکے ساتھ ہیں۔ اب مقام غور ہے کہ نہ مادہ اور نہ روح کی پیدائش کی تشریح یا تفصیل ملتی ہے۔ بلکہ صرف مجازًا دنیا کی پیدائش کا حوالہ ہے۔ پس ضرور مٹی سے آدم کا جسم بنایا اور انادی مادہ سے زمین بنائی اور انادی روح کو اس میں پھونکا۔ ورنہ کسی طرح کا کامل جواب قرآن نہیں دیسکتا۔ اگر در خانہ کس ہست ہمیں عبارت بس است

قران	وید
(۶) سورہ کہف قرآن قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم اللہ واحد۔ ترجمہ میں بھی ایک تمہارے جیسا آدمی ہوں وحی کیا گیا سوائے اس کے کہ اللہ تمہارا	नद्वितीयो न तृतीयश्चतुर्थो नाप्युच्यते न पञ्चमो नषष्ठः सप्तमो नाप्युच्यते नाष्टमो नवमो दशमो नाप्युच्यते त मिदं निगतं सहः स एष

قران	وید
اللہ ایک ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ اس میں کونسی عمدہ دلیل یا فلاسفی محمد صاحب نے ظاہر کی جہاں تک الٹ پلٹ کر دیکھا گیا فلسفہ کا پتہ نہ ارد ہے اور یہ کہاں سے از کوزہ ہمسان تراود کہ درو است۔ عرب والے اللہ کو پہلے ہی مانتے تھے۔ اور صدق دل سے جانتے تھے کہ خدا ایک ہے چنانچہ محمد صاحب کے باپ کا نام عبداللہ تھا اور حالانکہ وہ مکہ کے مندر کا پوجاری تھا پس اس میں سے کوئی نئی تعلیم ظاہر نہیں ہوتی سورہ فتح۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم ترجمہ۔ جو لوگ ہاتھ ملاتے ہیں تجھ سے وہ ہاتھ ملاتے ہیں اللہ سے۔ اللہ کا ہاتھ ہے اوپر ان کے ہاتھ کے ؛	राक रक वृदेक राव सर्वे ग्न भिमन दे वा राक वृ तो भव न्ति ॥ अ॰ क॰ १३ अ॰ ४ मं॰ १६ १७ । १८ । २० । २१
یہاں پر محمد صاحب کے ہاتھ کو قرآن خدا کا ہاتھ بتلاتا ہے اور اس سے ہاتھ ملانا خدا سے ہاتھ ملانا بتلایا ہے۔ کیا یہی توحید کی تعلیم ہے ہمہ اوست یعنے ہمیشہ کے ساتھ ملانا کھیج مشرکانہ تعلیم ہے۔ کہ محمد ہی کے ہاتھ خدا کے ہاتھ ہیں اور اس سے ہاتھ ملانا خدا سے ملانا ہے۔ تو ان کے دوسرے خدا ہونے میں کسے کلام ہے۔ جو صریحًا بت پرستی ہے۔ غالب یقین ہوتا ہے کہ خدا کی طرف جھکاتے جھکاتے آخری وقت میں حضرت کو خدا بننے کا بھی خیال آگیا تھا۔ اور بہت شخصوں کو اپنی عبادت کی طرف بھی رجوع کرانے لگے تھے اسکی تصدیق اس خطبہ سے ہوتی ہے جو بروقت وفات انکے حضرت عمر نے پڑھا تھا۔ (دیکھو محمد صاحب کی زندگی کے حالات) بہر حال خدا کے ہاتھ ٹھہرانے اور پھر اپنے ہاتھوں کو خدا ہی کے ہاتھ قرار دینے میں یا تو ہمہ اوست کی تعلیم ہے یا خود پرستی و مشرکانہ ہدایت ہے جو صداقت و توحید الہی سے کوسوں دور ہے	ان منتروں سے بخوبی طور پر نتیجہ ہوتا ہے کہ پرمیشور ایک ہے۔ اس سے بھن نہ کوئی دوسرا نہ تیسرا اور نہ کوئی چوتھا پرمیشور ہے۔ نہ پانچواں نہ چھٹا۔ اور نہ کوئی ساتواں ایشر ہے نہ آٹھواں نہ نواں اور نہ کوئی دسواں ایشور ہے۔ بلکہ وہ ہمیشہ ایک ادوتی ہی ہے۔ اس سے بھن دوسرا ایشور کوئی کبھی نہیں۔ اسی پرماتما کے سامرتھ میں سب پرتھوی آدی لوک ٹھہر رہے ہیں۔ ان منتروں میں جو دو سے لیکر دس تک (اور اس سے زیادہ ایشور ہونیکا نشیدہ کیا ہے۔ وہ اس مطلب سے ہے کہ تمام علم حساب کی بنیاد ان اعداد پر ہے۔ اور سب سنکھیا لکھوں ایک ایک ہی ہے۔ اسی کو دو۔ تین چار۔ پانچ۔ چھے۔ سات۔ آٹھ۔ اور نو بار گننے سے ۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸ ۹۔ انک بنتے ہیں۔ اور ایک پر شون یعنے صفر دینے سے دس کا انک ہوتا ہے۔ ان سے ایک ایشور کا نتیجہ کر اکے ویدوں میں دوسرے ایشور کے ہونے کا سروتھا نشیدہ ہی لکھا ہے یعنے اُس کے ایک ہونے میں کسی طرح کا بھید نہیں اور وہ شون یعنے صفر بھی نہیں۔ بلکہ جو سچدانند آدی لکھشن یکت انکریں پرماتما ہے وہی ویدوکت ریت سے جاننے یوگ ہے سب جگت میں پریپورن اور سب گرہوں کو رچ کے اپنے سامرتھ سے دھارن کر رہا ہے یعنے وہ سرب شکتی مان ہے۔ علاوہ بر اں عالم کل ہونے سے اس نے علم حساب کی بہت سی ضرورتوں کو اسمیں حل کر کے ایک

۲ -	۳ -	۴
۵ -	۶ -	۷
۸ -	۹ -	۱۰
۱۵ -	۱۸ -	۲۱

نہایت معقول پڑتال کا قاعدہ بھی پرکاش فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب ہم ہندسوں میں لکھ کر جمع کرتے ہیں تو حاصل جمع ...... اب ۱۵ و ۱۸ و ۲۱ و ۲۷ و ۲۴ و ۱۸ و ۹ سے اگر ۹ کم کرتے ہیں یا ۳ کم کرتے جائیں۔ تو باقی بذاره ہوگا۔ اور یہ جمعت کی پڑتال کا قاعدہ نہایت معقول ہے۔ جمع۔ تفریق۔ ضرب

تقسیم کے کسی سوال کی غلطی و صحت کی پڑتال اس سے نہایت عمدہ طور سے ہو سکتی ہے۔
حاصل کلام یہہ کہ وہ حواس کثرت سے مبرا اور سنُون یعنی نفی بھی نہیں وہ ایک ایشور ہے
اگر کوئی معترض یہ عذر کرے کہ ۲ اور ۹ جو کہ طاق ہیں اس کے سوا لئے ۵ و ۷ جو طاق ہیں انسے
گنوں منفی نہیں ہوتی۔ تو اس وسواس کا یہ جواب ہے۔ کہ اول تو خود انتریامی جگدیشور نے نفی
والے ہندسوں کی گنتا ۹ مرتبہ کی ہے۔ اسواسطے وہیں سے کٹی ہونی چاہیئے۔ اور وہی قاعدہ
معقول ہے دوسرا نہیں۔ دوسرا اس وہم کا یہ جواب ہے کہ شرتی میں تین تین نمبر گنتا کی ہے
اس واسطے تین ہی پہ کاٹ کرنا چاہیئے۔ اور یہی ٹھیک ہے۔ اور نہ کسی اور غلط قاعدہ کے
طور یعنی ۵ و ۷ سے صحت حساب ہوتی ہے۔ پس یہی دو قاعدے پڑتال کے عمدہ ہیں اسی
نرگٹی کے قاعدہ سے اور بہت سے علم حساب کے قاعدے اور عقدے حل ہوتے ہیں
مگر اختصار منظور ہے اس لئے زیادہ تشریح نہیں کیگئی۔ جنکی آنکھیں صداقت کو دیکھ
سکتی ہیں۔ یا جن کے دلوں میں انصاف کی قابلیت موجود ہے وہ بخوبی غور کریں کہ اس
ویدک شرتی میں ہادی کامل نے کس زور شور سے توحید کو علمی طور پر ظاہر فرمایا ہے
اور کیا معقول قاعدہ سے شرک کی تردید کرکے ایکو برہم دتیو ناستی جتلایا ہے ✣

قران

(۷) سورۂ نجم

افرءیتم اللات والعزی ومنٰوۃ الثالثۃ الاخری تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی ترجمہ
تم دیکھتے ہو لات اور عزی اور منات
بتوں کو یہ تینوں بت بڑے بزرگ ہیں
اور ان کی شفاعت کی امید رکھنی چاہیئے
وقت نزول سورۂ نجم کے محمد صاحب
کعبہ میں (جن دنوں کعبہ میں بت تھے۔ اور
پرستش بھی ہوتی تھی) بیٹھکر سورۂ نجم
سنا رہے تھے ✣

اس وقت وہاں پر کافر اور مسلمان ملے
ہوئے طواف کرتے تھے۔ جب تمام سورۂ
پڑھ چکے تو مسلمانوں اور کافروں نے اکٹھا
سجدہ کیا اور لوگ نہایت خوش ہوگئے کہ اب
محمد انصاف پر آگیا اور جس طرح کہ ہم انکو
شفیع جانتے ہیں اسی طرح قران میں بھی یاد
کیا۔ تفسیر معالم التنزیل میں
ہے قال ابن عباس و محمد بن کعب
القرظی وغیرھما من المفسرین لما
رای رسول اللہ تولی قومہ عنہ
وشق علیہ ما رای من مباعدتھم
عما جاءھم بہ من اللہ تمنی فی نفسہ
ان یاتیہ عن اللہ ما یقارب بینہ و
بین قومہ لحرصہ علی ایمانھم فکان
یوما فی مجلس لقریش فانزل اللہ

وید

सनो वन्धु र्जनिता स विधाता धामानि वेद भुवनानि विश्वा। यत्र देवा अमृतमानशानास्तृतीये धामन्नध्यैरयन्त॥ यजु॰ अ॰ ३२। मं॰ १०॥

پرماتما ہی ہمارا سہایک اور وہی پالن کرنے
والا اور وہی تمام جگت کا دھارن کرنیوالا
سب دھام انیک لوک لوکانتر کو رچ کے انت
سروگیتا سے تیہار تھ جانتا ہے۔ اسی کے
آشرے سے دکھ رہت موکھش پدکو ہم
پراپت ہوتے ہیں۔ کبھی اس کے سوا کوئی
سہاتیا اور عبادت کے یوگ نہیں ہے۔
اس شرتی میں پار برہم جگدیشور نے آگیا
فرمائی ہے کہ تمام دھارمک لوگوں کو اس پر کامل
نشچے آتمک ہونا چاہیئے۔ کہ ہمارا سہایک وہی
ایک پرمیشور ہے۔ اس کے سوا کوئی سہاتیا
دینیوالا یا پالن کرنیوالا نہیں ہے تمام لوک
لوکانتر (سورج پرتھوی چاند ستارہ سیارہ
وغیرہ) یعنی جملہ سنسار کا رچنے والا اور
جگر دھارن کرنے والا اور جاننے والا وہی
سرب شکتی مان اور سروگیہ۔ ایشور ہے اور
کوئی جاندار یا غیر جاندار شفاعت یا عبادت
یا سجدہ کے لایق نہیں ہے۔ کرم اپاسنا
اور گیان کا مدعا اصلی اس کی پراپتی ہے اور
وہی نیار کاری اپنے بھگتوں کو موکھش کے

وید	قران
دینے والا ہے۔ جو انسان سچی پریم بھگتی سے ویدک معقول طور پر اُسکی شرناگت ہوتا ہے وہی سکھ کو پراپت ہوتا ہے	نقلسورہ والنجم فقرا ۱۶ ھا رسول اللہ وحتی بلغ قولہ افرایتھم اللات والعزی ومناۃ والثالثۃ الاخری القی الشیطان علی لسانہ بما کان یحدث بہ نفسہ وتیمناہ تلک الغرانیق العلی
جو نہ دوڑے تیری راہ میں ٹوٹ وہ پانو سر وہ کٹ جائے نہ ہو جسمیں کہ سودا تیرا	

وان سفا عتھن لترتجی فلما سمعت
قرلس ذالک فرحوا بہ۔ ترجمہ ابن عباس و محمد بن کعب القرظی اور
سوائے ان کے جماعہ مفسرین نے کہا ہے کہ جب محمد صاحب نے دیکھا کہ ان کی قوم قران کو
تسلیم نہیں کرتی تو انہوں نے۔ اپنے دل میں تمنا کی کہ خدا کی طرف سے کوئی ایسی آیت قران
میں نازل ہووے کہ جو مابین اُن کے اور قوم کے دوستی پیدا کرے پس ایسا ہی ہوا کہ
ایکدن محمد صاحب مجلس قریش میں حاضر تھے کہ خدا نے سورۂ والنجم نازل کی پس رسول
اللہ نے اس کو پڑھا۔ جبکہ محمد صاحب اس سورۃ کے اس قول افرایتم سے الاخری
تک پہنچے۔ شیطان نے اُن کی زبان پر وہ بات ڈال دی جسکی وے تمنا کرتے تھے
یعنی یہ فقرہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی یعنے بت بڑے
بزرگ ہیں اور تحقیق اُن سے شفاعت کی امید رکھنی چاہیئے۔ پس قریش یہ سنتے ہی خوش*
ہوئے تفسیر زاد الاخرۃ جو منظوم ہے اس میں اس طرح مرقوم ہے۔

اسکا منشا کسی طرح آیا ۔۔۔ اہل تحقیق نے یہ فرمایا
کہ لگے پڑھنے ایک روز رسول ۔۔۔ سورہ نجم کو جو بعد نزول

٭ یہہ خبر چاروں طرف سے مشہور ہوگئی کہ اب بت پرستوں کے ساتھ محمد صاحب نے صلح کرلی
تھوڑے عرصہ کے بعد جب کسی سبب جو پیری مریدی کی تمنا سے مراد ہے پھر طبیعت آزردہ ہوئی
تو جھٹ وہ آیت منسوخ کردی کہ وہ خدا کا کلام نہیں ہے شیطان کا ہے شیطان نے میرے منہ
میں ڈالدیا تھا اور ایک آیت یہی سورۃ حج کی اوتارلی۔ کہ شیطان آگے بھی اور پیغمبروں
کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتا ہے۔ اس آیت کو منسوخ جانو بعض تفسیروں میں صاف واضح
کر کے بھی لکھا ہے۔ مگر تفسیر حسینی والا اسکو ظاہر کرنا واجب نہیں جانتا۔ جیسے مفصل حال
اس کا معالم و جلالین و بیضاوی و معمد فی المعتقدین ذکر ہے اسپر اعتراض یہہ ہیں کہ
اول تو بت پرستی اور بتوں کی تعریف خدا کی جانب سے قران میں موجود ہے۔ جس سے یقین
غالب ہے کہ قران حق کیطرف سے نہیں ہے۔ صرف محمد صاحب کا طبعزاد ہے۔ دوم
جب لاحول پڑھنے سے بقول محمدیاں کے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ تو کیا قران پڑھنے اور
حج کرنے اور مکہ میں پھرنے سے دور نہیں ہوتا۔ اور علاوہ بریں کیا مکہ میں جا سکتا
ہے یا نہ۔ سوم معمولی عقل والا آدمی بھی قبول نہ کریگا کہ شیطان۔ محمد صاحب کی عبارت
میں اپنی آیت ملادے۔ اور وہ بالکل بیخبر رہیں چہارم وہ دعوے بھی باطل ہوگیا کہ
فاتو بسورۃ یعنی بناؤ قران جیسی کوئی سورۃ پس خود ہی بقول محمدیاں کے شیطان
نے رحمان جیسی آیت بنالی۔ اور اس کی فصاحت و بلاغت پر آج تک کسی نے اعتراض نہ
کیا۔ اور نہ خود مدعی صاحب نے فصاحت شیطان کی غلطیاں نکالیں بجز کوئی معقول
پسند مسلمان (جیسے سید احمد خاں صاحب بہادر وغیرہ) کبھی نہیں مانسکتا کہ شیطان کوئی
چیز ہے۔ پس یہ صرف الزام ہے اور سراسر اتہام۔ مگر یقین واثق اور امر محقق ہے کہ قرآن بت
پرستی کی تعلیم ضرورت کے وقت ضرور دیتا ہے۔ ۵

گر ضرورت بود روا باشد ✣ بے ضرورت چنیں خطا باشد

جب یہ آیت زبان پر لائے — اک توقف کے ساتھ پیش کرے
دل میں ڈالا جو دیو نے وسواس — بولے از راہ سہو خیر الناس

افرایتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری تلک الغرانیق العلی
وان شفاعتھن لترتجی

سنکے مشرک ہوئے نہایت شاد — سمجھے حضرت نے وہ صفت کی یاد
الغرض جب آخیر سورۃ پر — کرنے سجدہ لگے جو وے سرور
آئے سجدہ میں جملہ اہل یقیں — اور ساتھ ان کے مشرکان لعین
پس کیا عرض حال سر تا سر — جبرئیل امین نے آ کر
سنکے حضرت ہوئے بسا محزون — تب تسلی کو پہنچی آیت یوں

ما ارسلنا من قبلک ...... الخ

اور نہ بھیجا تھا ہمنے اے مقبول — تیرے آنے سے پہلے کوئی رسول
اور نہ کوئی نبی کیا ارسال — پر لگا جبکہ باندھنے وہ خیال
ڈالنے یک بیک لگا ابلیس — اس کے باندھی خیال میں تلبیس
پھر مٹا دیوے خالق اس شے کو — وہ جو شیطاں نے دل پہ ڈالی ہو
پھر کرے حکم استوار خدا — اپنی آیات اور نشانی کا
اور خداوند علم والا ہے — حکمت اس کی بیاں سے بالا ہے

منقول از تفسیر زادۃ الآخرہ

اب اس مقابلہ سے حضرات انصاف پسند تعلیم حق و ثبوت توحید کا (جو بطور مشتے نمونہ از خروارے ضروری عرض کیا گیا ہے) اندازہ کر لیویں وید مقدس میں توحید وجود صانع عالم اس کثرت سے موجود ہے کہ جس کا عشر عشیر بھی اور کتابوں میں مفقود ہے۔ مہاتما وید خواں سوامی گوتما چاریہ جیونے وید مقدس ہی اثبات وجود صانع عالم اس عمدگی سے ظاہر کیا کہ جس کے پیرو و خوشہ چین حکماء یونان و فارس و مصر و چین ہیں اپنے ابتدائی ریمارکوں میں وہ تمام اس مہاتما کی باریک بینی کے مداح ہیں۔ اسی مقاصد پر اس وحید العصر نے نیائے درشن تصنیف فرمایا اور ایک عالم کو منطقی لاحچی شی ان بنایا۔ ویدک توحید کے بارہ میں شہزادہ دارا شکوہ صاحب میر اکبر میں فرماتے ہیں۔ و ہو ہذا۔

کہ اکثر کتب تصوف بنظر در آوردہ مگر تشنگی طلب توحید کہ بحر یست بے نہایت دمبدم زیادہ مے شد۔ و مسئلہ ہائے دقیق بخاطر مے رسید کہ حل آں جز کلام الٰہی امکان نداشت۔ و چوں قرآن مجید و فرقان کریم اکثرے بہ موز ہست و دانندگان آں کمیاب۔ خواست کہ جمیع کتب سماوی بنظر در آرد چنانچہ نظر بر توریت و انجیل و زبور و دیگر صحف انداخت۔ اما بیان توحید در آں ہم مجمل و مرموز بود در پے آں شد کہ از چہ جہت در ہندوستان وحدت عیان گفتگوئے توحید بسیار ہست و علمائے ظاہری و باطنی۔ طایفہ قدیم ہند ما ہر وحدت انکارے و بر موحدان گفتارے نیست بلکہ پایۂ اعتبار نیست بر خلاف جہلائے ایں وقت کہ خود را علمائے قرار دادہ اند۔ و در پے قتل و آزار و تکفیر و انکار خدا شناساں و موحدان افتادہ راہزن راہ خدا اند چنانچہ بعد از تحقیق بسیار معلوم شد کہ در میان قوم ہنود چار کتاب آسمانی کہ رگ بید و جر بید و شام بید و اتھرب بید باشد۔ بر انبیائے آں وقت بہ جمیع احکام ظاہر شدہ و ایں معنی از ہمیں کتاب ہا ظاہر ہست۔ و خلاصہ جمیع اسرار سلوک و توحید دراں درج ست آنرا اپنکھت مے نامند۔ چوں نظر بر اصل وحدت ذات بود خواست کہ ایں اپنکھت ہا را کہ گنج توحید بود بزبان فارسی در آوردہ و لفظ اپنکھت در سنسکرت بمعنے اسرار پوشیدنی ست۔ لہٰذا ایں جماعۃ آنرا از اہل اسلام و کسان دیگر ادیان بلکہ از بعض اقوام ہنود پوشیدہ دارند و منتہائے مطلب جمیع اولیائے اللہ ست در ۱۰۶۷ھ بے غرضانہ ترجمہ نمودہ و در ہر مشکل و ہر سخنے کہ میخواست و نمے یافت۔ ازیں کتاب قدیم کہ بے شک و شبہ اولین کتب سماوی و سر چشمہ تحقیق و بحر توحید است و مطابق قرآن مجید بلکہ تفسیر آنست صریحا

؎۔ اہل اسلام سے چھپانے کا یہ مطلب تھا کہ وہ تعصب و جہالت سے غیر مذاہب کی کتب کو جلا دیا کرتے تھے ایسا نہ ہو کہ ان ست دھرم کی کتابوں کو بھی جلادیں۔ ورنہ وید مقدس میں کوئی ایسی ہدایت درج نہیں ہے۔ بلکہ وید اقدس تمام دنیا کے واسطے ہیں نہ کہ کسی خاص ملک کیواسطے۔ اس کا ثبوت اسی کتاب میں علیحدہ مقاموں پر موجود ہے۔ اگر کوئی اسلامی انکار کرے کہ اہل اسلام علمی کتابوں کو نہیں جلاتے تھے تو ہم شہادت بتلاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔

سکندریہ کے کتبخانہ کی تباہی

جب سکندریہ پر اہل اسلام کا تسلط ہو گیا اور عمرو سپہ سالار اس جگہ کا ناظم ہوا تو اس نے فیلفوس اسکندریہ کے نامی حکیم اور فاضل اجل سے ملاقات کی۔ چونکہ عمرو علم دولت اور عالمانہ گفتگو کا از بس شائق تھا۔ اس حکیم کی صحبت اور قیل و قال سے ایسا محظوظ ہوا کہ دل سے اس کی عزت کرنے لگا ایک دن فیلفوس نے سپہ سالار کی خدمت میں عرض کی کہ آپ نے سکندریہ کے کل بیت المال و ذخایر اور سرکاری گوداموں کا ملاحظہ فرما لیا ہے۔ اور ہر قسم کے اسباب پر مہر چھاپ لگا دی ہے۔ سو جو چیزیں آپ کے کار آمد ہیں ان کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن جو آپکے کام کی نہیں۔ اور ان میں سے بعض شاید میرے فایدے کی ہیں۔ اگر میری درخواست بیجا نہ ہو تو مجھ کو عنایت کی جاویں۔ عمرو نے پوچھا کہ آپ کونسی چیزیں مانگتے ہیں حکیم نے جواب دیا کہ زر نہیں جواہرات نہیں اور کوئی قیمتی اسباب نہیں صرف فلسفی کی کتابیں ہیں جو سرکاری کتب خانہ میں بیکار پڑی ہیں۔ عمرو نے جواب دیا کہ اس درخواست کی منظوری میرے اختیار سے باہر ہے۔ اور میں اس بارہ میں سوائے اجازت امیر المومنین حضرت عمر فاروق کے کوئی حکم نہیں دیسکتا اسپر منظوری منگوانے کے واسطے ایک مراسلہ خلیفہ وقت کے حضور میں بھیجدیا گیا وہاں سے جواب آیا کہ اگر ان کتابوں کے مضامین قرآن کے مطابق ہیں تو گویا ان کے مطالب قرآن میں آچکے اور وہ اب ردی ہیں۔ اور اگر ان میں کوئی بات مخالف قرآن ہے تو ہمکو ان کے وجود سے نفرت ہے فی الفور جلا دی جاویں۔ عمرو نے اس حکم کی تعمیل میں کل جلدیں۔ سکندریہ کے حماموں میں بانٹ دیں اور حکم دیدیا کہ ان کو جلا کر حمام گرم کئے جاویں۔ کہتے ہیں کہ چھ مہینہ تک برابر حمام انہیں کتابوں کی آگ سے گرم ہوتے رہے یا ایہا الناظرین ذرا اس واقعہ کو پڑھو اور غور سے دیکھو کہ اس کے پڑھنے سے دلوں پر کیا اثر ہوتا ہے غرض دنیا کے اس مشہور کتب خانہ کا خاتمہ بھی یہ تھا۔ اور جہالت اور وحشت کے تشریف لانیکے زمانہ کا آغاز بھی وہی ہوا بعض اقوام ہنود سے مراد بدھ و جین ہیں جو بیجا عیب جوئی انانیت دھرم کی اپنا دھرم جانتے ہیں اور عموماً پرماتما کی ذات سے انکاری ہیں بلکہ اس جگدیشور سے تمسخر کرتے ہیں اسواسطے ان لوگوں کو کتابیں نہیں دیجاتی تھیں۔ علاوہ بریں ان کی بڑی بھاری عداوت بھی تھی کیونکہ سوامی شنکر اچاریہ جی نے ان سے صدہا مباحثہ کر کے سخت زک دی تھی جس کا مفصل حال شنکر وِک جے میں موجود ہے۔ ورنہ کسی اور قوم کو رکاوٹ نہیں ہے ✤

یافتہ چون ظاہر مے شود کہ این آیہ نبیہ در حق این کتاب قدیم ہست۔ سورۂ واقعہ و انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطہرون تنزیل من رب العالمین" یعنے قرآن کریم در کتابیست کہ آن کتاب نہاں است۔ وادراک ادراک نمیکند مگر ولیکہ مطہر باشد و این نازل شدہ ست از پروردگار عالمیان واز لفظ مکنون صریح معلوم مے شود۔ کہ این آیہ در حق توریت و انجیل و زبور نیست چراکہ آن پوشیدہ نیستند۔ واز لفظ تنزیل ہچنان ظاہر مے شود کہ در حق لوح محفوظ ہم نیست چون اینکہ کہ بمعنے سر پوشیدہ نیست اصل این کتاب ست و معنے آیۃ ہائے قرآن مجید بعینہ ہماں یافتہ مے شوند۔ پس بہ تحقیق پیوست کہ کتاب مکنون این کتاب قدیم باشد" +

اے ناظرین! وید مقدس کے اودھیان کے اودھیا توحید سے بھر پور ہیں اور بہتان اور قصہ جات سے دور۔ یہاں پر مقابلہ کرنے کی ضرورت نہ رہی کیونکہ خود مسلمان موحد کے قول سے ثابت ہو چکا ہے۔ مگر اہل اسلام سے ایک ضروری گذارش ہے کہ آدم و حوا و شیطان و موسیٰ و نوح و ابراہیم و یوسف و لوط۔ و لقمان و سکندر و اصحاب کہف و یاجوج و ماجوج و عمران و ذکریا و عیسیٰ و مریم و محمد صاحب کے خانگی امورات و جنگ و جہاد و سامری و بلقیس و تختے دوزخ و بہشت کی نہروں کا حال و حور و قصور غلمان و خیرات و زکوٰۃ و حج و احرام و سنگ اسود و نکاح و متاع و حلال و حرام و قربانی وغیرہ کے قصہ کہانی نکال کر باقی کو اے بھائیو! اگر آپ انصاف سے مطالعہ فرماویں گے تو بخوبی جان جاوینگے کہ کسقدر الٰہی تعلیم باقی ہے +

ضرورت الہام پر دلائل قاطع کا لکھنا

بعد ملاحظہ کل قران شریف کے ہر چند غور و فکر سے دیکھا گیا۔ کوئی ضرورت الہام قران کی بپایہ گمان نہ پہنچی۔ چہ جا کہ ثبوت و اطمینان۔ سوائے قصہ جات مذکورہ بالا کے اگر کوئی عمدہ بات قرآن شریف سے ثابت کرے جو وید مقدس میں نہو تب ہمیں بھی ہو قصہ کلام کا ہو۔ اور علاوہ براں وہی باتیں یا اس سے عمدہ باتیں قران سے پہلی کتابوں میں موجود ہیں۔ پس اس بات سے تو کسی کو انکار نہیں کہ ان پہلی کتابوں نے وہ باتیں قرآن سے نہیں چرائیں مگر فریق ثانی کے ذمہ یہ الزام ضرور ہے۔ جس سے اُس کی راستی و الہامیت ہبا کافور ہے۔ اگر قرآن میں کوئی بات ایسی ہے جو نامعلوم یا معدوم ہو۔ تب الہام ہونے کی ضرورت کا مفہوم ہو ورنہ کسی طرح الہامی نہیں ہو سکتا الا الاسلام تحتہ السیف دلیل کا ایک ہی کلام نہیں۔ کون انکار کر سکتا ہے کہ السیف ام الاسلام نہیں۔ قرآن کو دلیل قاطع سے قطعی اجتناب ہے اسی واسطے کمزوری کے وقت لکم دینکم ولی دین کا خطاب ہے۔ جو نسبت حقیقی چاند کو ماہ نخشب سے ہے۔ وہی نسبت وید مقدس کے ساتھ مصنوعی الہاموں کو جس طرح بار بار نئے آفتاب کے بنانے کی ضرورت نہیں جس طرح روز بروز نئی زمین گھڑنے کی حاجت نہیں اُسی طرح ایک ہی دفعہ کامل گیان لا تبدیل لکلمات اللہ جو کبھی

+ راجہ رام موھن رای صاحب بانی برھمو سماج کی رائے منقول از رسالہ تت بودھنی سبھا کلکتہ مطبوعہ ۱۸۴۴ع صفحہ ۸ سطر ۱۹

"میں یقین کرتا ہوں کہ ان باتوں کے مطالعہ سے آپ کو یقین ہو جاویگا کہ ویدوں میں نہ صرف علم ریاضی و طب۔ اسلحہ (توپ۔ بندوق۔ تلوار۔ تیر وغیرہ) ہی ہے بلکہ ان میں اخلاق و پولیٹیکل فلاسفی اور تمام علوم و فنون کا بھی بیان ہے۔ چنانچہ تمام علوم جنکا مختلف شاستروں میں بیان ہے صرف ویدوں سے اخذ کئے گئے ہیں"

تغیر و تبدل میں نہیں آتا۔ یعنے وید مقدس پرماتما نے ہدایت عام کیواسطے نازل فرما دیا۔ اب باوجود ہونے آفتاب کے اگر کوئی آنکھیں بند کرے تو آفتاب کا قصور نہیں۔ بلکہ اس متعصب کو بصارت کی ضرورت نہیں +

احقاق حق و ابطال باطل سے قاصر رہنا

احقاق حق میں جس قدر قرآن کم زبان ہے۔ اسی قدر ابطال باطل میں بھی وہ قاصر البیان ہے۔ سات آسمان اور سات زمینوں کا ہونا۔ زمین کے اوپر پہاڑوں کو بمنزلہ میخوں کے ٹھوکنا تا کہ زمین جنبش نہ کرے سورج کا چشمہ گلی میں ڈوبنا چاہ بابل میں ہاروت و ماروت کا قید ہونا چشمہ ہائے دودھ و شہد و شراب کا بہنا۔ سلیمان کے وقت جانوروں کا بولنا وغیرہ حق کے ظاہر کرنے سے قطعی پرہیز ہو رہا ہے۔ ورنہ اہل عالم و ماہران تواریخ و ہیئت و جغرافیہ ان کی نمبروار تردید کر رہے ہیں۔

اسی طرح ابطال باطل میں بھی چشم حق دور ہے۔ اور کہیں بھی روشنی نہیں بلکہ ہر طرف شب دیجور ہے +

بیت اللہ مکہ کی طرف سجدہ کرو۔ وہی خانہ خدا ہے۔ اس کی طرف سے پھر کر سجدہ کرنا ناروا بلکہ گناہ و خطا ہے۔ حج و طواف سے صواب بلکہ گناہ دور ہوتے ہیں چاہ زمزم کے منبع نہر ہائے جنت کے سوتے ہیں۔ آب زمزم دل سے گناہوں کے سیاہ داغ دھوتا ہے۔ اور حجر الاسود کی تعظیم و چومنے سے گناہ معاف اور سینہ پاک ہوتا ہے۔ احرام کعبہ و زیارت مدینہ سے دل کی نورانی ہے عمرہ کے دوڑنے و جانور کشی یعنے قربانی سے رضا جوئی ربانی ہے اسی طرح وصال حوران انار پستان و غلمان لالہ رخان کا علیحدہ طور سے۔ جن کے ہاتھوں سے اہل جنت کو جام ہائے "شراباً طہوراً" کا دور ہے کیوان کے بت حجر الاسود کی تعظیم کو نہ مٹایا۔ سجدہ آدم کا صاف حکم فرمایا۔ برخلاف ابطال باطل کے بیچارہ تردید کرنے والے کو لعنتی ٹھہرایا۔ شق القمر کی سحر آمیز تعلیم۔ عرش کے برابر خدا کا وجود بیان کرنا وغیرہ ابطال باطل کی بالکل کوشش نہیں کیگئی۔ اور صاف بت پرستی کی بنیادی دیواریں (تعلیمیں) موجود و مشہور ہیں۔ نہیں معلوم کہ باوجود اس قدر اندھیر کے مرزا صاحب کس طرح "درالنادر کالمعدوم" کا اشتہار دیکر کہتے ہیں کہ "براہین الاحمدیہ و نبوت المحمدیہ" کا ثبوت ہے۔ اور پیچ در پیچ عربی الفاظ میں طوالت عبارت سے کاغذ سیاہ کر قرآن کے الہامی ہونے کا لوگوں کو مقر کرنا چاہتے ہیں۔ جو سراپا محال بلکہ دور از خیال ہے۔ افسوس کہ مرزا صاحب اس کی توحید کو فلسفی مباحثوں سے پر بتلاتے ہیں۔ اور ثبوت سوائے گالی گلوچ کے کچھ بھی نہیں دکھلاتے۔ یعنے دونوں کتابوں کی توحید ادیر بیان کر دی اور ہر ایک کی تعلیم و تردید عیاں +

مرزا صاحب دشنام دہی سے قرآن کی فلاسفی ثابت کرتے ہیں اور مقابلہ و مجادلہ میں قدم دھرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ حق کو ان باتوں سے نفرت ہے۔ اور راستی کو بدزبانی سے عداوت +

اب ناظرین خود ہی انصاف کریں کہ قرآن اور وید میں سے کون عبارت و معنی میں کچا اور ناتمام ہے۔ کون توحید کے پھیلانے اور شرک مٹانے میں کمزور اور خام ہے۔ موسیٰ کو آگ کے سامنے کس نے سجدہ کرایا ہے۔ اور ابراہیم کا سورج کو کس نے خالق و رب ٹھہرایا ہے۔ آگ۔ چاند۔ سورج اور ستاروں کو مداربی کون بتلاتا ہے اور فرشتوں کو رب النوع کون ٹھہراتا ہے مگر مرزا صاحب جب سنسکرت سے محض ناواقف ہیں تو ان کا ویدوں سے بدگمان ہونا جہالت کا نشان ہے۔ افسوس کہ جب وہ خود تسلیم

کرتے ہیں کہ "معلوم نہیں کہ وید کا دعوےٰ کیا ہے"۔ جب انکو وید کا دعوےٰ ہی معلوم نہیں تو پھر باوجود اس نادانی کے کیوں بیہودہ جہالت کی دھوم مچاتے اور ایک عالم میں اپنی نالائقی کی رسوائی کراتے ہیں ✤

سخن باید بدانش درج کردن
چو زر سنجیدن انگہ خرج کردن

اعتراض مصنف براہین احمدیہ از صفحہ ۱۰۳ جلد (۲)

قولہ عیسائیوں میں باستثنائے ان لوگوں کے جن کو تہذیب اور تحقیق سے کچھ غرض نہیں۔ اس وقت ہزارہا ایسے شریف النفس اور منصف مزاج پیدا ہوتے جاتے ہیں کہ جنہوں نے دلی انصاف سے عظمت شان اسلام کو قبول کر لیا ہے اور تثلیث کے مسئلہ کا غلط ہونا اور بہت سی بدعتوں کا عیسائی مذہب میں مخلوط ہو جانا اپنی تصنیفات میں بڑی شدومد سے بیان کیا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ انصاف ہماری ہموطن آریہ قوم سے مٹا جاتا ہے۔ اس قوم کو تعصب نے اس قدر گھیر رہا ہے کہ انبیا کا ادب سے نام لینا بھی ایک پاپ سمجھتے ہیں۔ اور تمام انبیاء کی کسر شان کرتے اور سب کو مفتری اور جعلساز ٹھہرا کر یہ دعوے بلا دلیل پیش کرتے ہیں کہ ایک وید ہی خدا کا کلام ہے۔ جو ہماری بزرگوں پر نازل ہوئے تھے۔ اور باقی سب الہامی کتابیں جن سے دنیا کو ہزارہا طور کا فایدہ توحید اور معرفت الٰہی کا پہنچا ہے وہ لوگوں نے آپ ہی بنالی ہیں ✤

اقول جو کچھ مرزا صاحب نے عیسائیوں کی بابت لکھا ہے۔ اُس کا جواب کوئی پادری صاحب دینگے۔ ہمارا کام صرف انکے دعووں کی تکذیب کرنا ہے ✤

واللہ اعلم دنیا میں کیا طوفان آیا ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر بعض متعصبین کو نہیں سوجھتا۔ مگر دوسروں کی آنکھ کا تنکا بھاری معلوم ہوتا ہے۔ اسلامی تعصب دنیا میں ضرب المثل ہے۔ اور اس سے ہر ایک دانا کی طبیعت منفعل۔ بیجا تعصب و ناواجب طرفداری سے انسان کو بچنا ضرور ہے۔ مگر حق کا اظہار اور صداقت کا طرفدار ہونا بھی ہر ایک صدق پسند کو منظور ہے۔ جب آریہ سماج کا اصول ہفتم ہے کہ "سب سے پریتی پوربک دھرم انوسار یتھا یوگ برتنا چاہیئے"۔ پس اگر کوئی آریہ بالفرض محال خدا نخواستہ بیجا طرفداری کرتا ہے تو یہ برخلاف دھرم کے اس کا ذاتی قصور ہے۔ مگر ہاں کسی بُرے کو نیک اور نیک کو بد کہنا۔ راستی سے دور ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ ممبران آریہ سماج ہمیشہ اخلاق و محبت کے ساتھ غیر مذہب والوں سے گفتگو کرتے ہیں مگر بیجا خوشامد و جھوٹے لیت ولعل اور حق کو چھپانے سے البتہ ڈرتے ہیں۔ اور یہ بھی اپنا دھرم سمجھتے ہیں کہ کسی پر جھوٹا الزام نہ لگادیں۔ اور جو بات کہیں کتب غیر مذہب سے بپایۂ اثبات پہنچادیں۔ چنانچہ اس کی تصدیق کے واسطے ایک واقعی **مثال** عرض کرتا ہوں۔ مرزا صاحب خود ہی انصاف کو کام میں لاویں اور حق و باطل میں تمیز فرماویں ✤

ایک دن خاص قصبہ قادیان میں مرزا صاحب کے مکان پر بیٹھے ہوئے ایک سال بھر وہاں ٹھہرنے کی شرایط طے ہو رہی تھیں۔ اثنا گفتگو میں لفظ خوارق عادات کی تشریح ہونے لگی۔ نامہ نگار کی طرف سے یہ دعوے تھا کہ خوارق عادات کہتے ہیں۔ عادت یا سبھاؤ کے توڑنے کو۔ چاقو میں چاک کرنے کی عادت ہے۔ اور آگ میں جلانیکی۔ درخت میں غیر متحرک رہنے کی۔ اور انسان میں چلنے کی وغیرہ۔ آپ اگر ان عادتوں کو خدا کی برکت سے توڑ دیویں۔ تب مسلمان ہو جاؤنگا۔ ورنہ آپ آریہ ہو جاویں۔ اور غلط دعووں سے باز آویں۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ قرآنی اصطلاح میں اس لفظ کے یہ معنی نہیں ہیں۔ نامہ نگار نے کہا کہ یہ لفظ ہی قرآن میں نہیں ہے ورنہ تبلاؤ اگر کہیں ہے۔ مرزا صاحب نے اقرار کیا کہ قرآن میں ضرور ہے۔ نامہ نگار کے پاس قرآن تھا۔ اسی وقت پیش کیا کہ برائے خدا نکالئے اور الہام کی فال ڈالئے چند منٹ تک مرزا صاحب ورق گردانی کرتے رہے مگر بالکل وہ لفظ قران سے نہ نکالا اور طوعاً و کرہاً فرمایا کہ "میں دعوے سے دست بردار ہوں۔ قران میں یہ لفظ نہیں ہے"۔ اس وقت حکیم کشن سنگھ صاحب و لالہ نہال چند صاحب و حکیم دیارام صاحب و پنڈت جے کشن صاحب و لالہ لچھمی سہائی صاحب و مرزا کمال الدین صاحب و منشی مراد علی صاحب اور ایک بوڈھا مسافر بیٹھے ہوئے تھے۔ جس سے غالباً مرزا کو بھی انکار نہ ہوگا۔ **دوسرا ثبوت** سوال و جواب مباحثہ جالندھر ہے۔ جو مابین **مولوی احمد حسن صاحب** اور **شریمان سوامی دیانند سرسوتی** جی کے ہوا تھا۔ اس کے پڑھنے سے بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ مباحثہ کے بعد مولوی صاحب کیطرف سے بدتہذیبی ہوئی نہ کہ آریوں کی طرف سے تعصب و ہٹ دھرمی مولوی صاحب سے ظہور میں آئی نہ کہ سوامی جی سے چنانچہ وہ رسالہ بھی محمد مرزا موحد صاحب جالندھری کے قلم سے سرزد ہوا۔ اسکے صفحہ ۳ کی سطرہ سے ۱۲ تک عبارت ذیل موجود ہے

"بعد ختم گفتگو (مباحثہ) کے جو مولوی صاحب کی طرف سے خلاف عمل عالمانہ ایک فعل سرزد ہوا۔ بنظر انصاف اسکا بھی ظاہر کر دینا مناسب ہے اور وہ یہ ہے کہ بعد تمام ہونے گفتگو کے مولوی صاحب خانقاہ امام ناصر الدین کے دروازہ پر گئے اور کچھ فخریہ وعظ سنا کر مسلمانان حاضرین سے اپنے وجود بے جود کی شہرت کے طلبگار ہوئے۔ اگرچہ اہل علم اور وضعدار مسلمان تو اس شہرت کی خواہش کو جاہلوں کا کھیل سمجھ کر کنارہ کش ہو گئے۔ مگر جہلائے عوام جو مرغ اور لال اور بٹیر اور راگن وغیرہ کی لڑائی کے عادی اور ہار جیت کی شہرت کے شایق ہیں اُنہوں نے مولوی صاحب کو بازی یافتہ قرار دیا اور گھوڑے پر چڑھا کر شہر کے گلی کوچوں میں خوب پھرایا۔ اور جیت ہار کا غل مچایا۔ مگر خاص وضعدار اور مہذب آدمیوں نے ایسے ناپسند کیا"

حالانکہ یہ پہلے ہی طے ہو چکا تھا کہ "جو اس گفتگو کے ختم ہونے پر ہار جیت تصور کریگا وہ متعصب اور جاہل متصور ہوگا"۔ ناظرین خود ہی اب نتیجہ نکال لیں ✤

براہین الاحمدیہ از صفحہ ۱۰۵ تا ۱۰۶

سو اگرچہ یہ دعوے تو اس کتاب میں ایسا رد کیا گیا ہے کہ وید موجودہ کا قصہ ہی پاک ہو گیا۔ لیکن اس جگہ ہمکو یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ کس قدر ان لوگوں کے خیالات اصول حسن ظن اور تہذیب اور پاک دلی سے دور ہیں اور کیسے یہ لوگ تعصب قدیم کی شامت سے جو اُن کے رگ و ریشہ و تار پود میں اثر کر گیا ہے۔ اُن نیک ظنوں کی طاقتوں کو جو انسان کی شرافت اور نجابت اور سعادت کا معیار تھیں اور اس کی انسانیت کا زیب و زینت تھیں یہ یکبارگی کھو بیٹھے ہیں ✤

جواب باصواب

پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل۔ سنسکرت کی حرف شناسی سے جاہل محض۔ اور وید کے رد کا ٹھیکہ۔ آنکھیں چمگادڑ کی اور آفتاب سے جنگ و جدل

چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا ✤ الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا

بترس از دروغ و فریب و ریا ✤ کہ ناگہ رسد بر تو قہر خدا

ہاں اگر ہم دعوی کریں تو شایاں ہے۔ کیونکہ فارسی و عربی جانتے ہیں۔ اور ہمارے پاس قرآن ہے۔ آپ جو ان صفات سے محروم مطلق ہیں آپ کو یہ دعوے بے دلیل سراپا ذلیل کریگا۔ ہاں بفضل جگدیشور اس کتاب کے طبع اور شایع ہونے سے قرآن موجودہ کا قصہ پاک ہوگا۔ اور عالم اس کی زہریلی تعلیم سے بیباک۔ اسلامی تعصب اور محمدی بغض جو مغلی قوم کی شامت سے آپ کے سینہ پر کینہ میں نسلاً بعد نسلاً جاگزین ہے اسی سبب سے آپ کو اسلام کے برخلاف بات خواہ وہ کیسی ہی حسنات و کمالات و برکات و تجلیات سے بھری ہو خراب و غلط و پرکاوش و رنجش کا باعث نظر آتی ہے آپ کو نہ تو انسانیت سے غرض ہے اور نہ اخلاق سے۔ مبلغ علیہ السلام سے غرض ہے اور زر سلمہ اللہ کا فرض عیش و عشرت کا خیال ہے اور عطر و پھلیل لگانے میں کمال۔ خدائے ذوالجلال اگر آپ کو صد سال سلامت رکھے تو بھی رونق اسلام ہے اور یادگار خیر الانام۔ مگر افسوس کہ آپ جیسے زیادہ الہامی ہوتے جاتے ہیں۔ ویسے ہی اخلاقی خوبیوں کو کھوتے جاتے ہیں تحقیق سے آپ کو ذرہ بھی سروکار نہیں اور بیجا شیخیوں اور ناجایز دعوؤں سے کچھ بھی ننگ و عار نہیں ✤

براہین الاحمدیہ صفحہ ١٠٦ سے ١٠٧ تک

جو ان کے دلوں میں یہ خیال سمایا ہوا ہے جو بجز آریہ ویش کے اور جتنے ملکوں میں نبی اور رسول آئے جنہوں نے بہت سے لوگوں کو تاریکی شرک اور مخلوق پرستی سے باہر نکالا۔ اور اکثر ملکوں کو نور ایمان اور توحید سے منور کیا۔ وہ سب نعوذ باللہ جھوٹھے اور مفتری تھے ✤

جواب باصواب

مرزا صاحب یہ آپکا بالکل غلط گمان ہے اور بیجا طوفان اور سراسر بہتان۔ خدا سے خوف کیجیے۔ اور کسی کو جھوٹھے الزام نہ دیجیے۔ ممبران آریہ سماج ایسے خیالی دعوی نہیں جماتے۔ اور گھر میں بیٹھے ہوئے آپ کی طرح الہامی حلوے نہیں پکاتے۔ نہ داؤ پیچ کھیلتے ہیں۔ اور نہ پھند لگاتے ہیں۔ آپ جیسے نبیوں کو جو انا انزلنا قریبا من القادیان کے دعویدار ہیں۔ صرف آریہ سماج والے ہی مکار نہیں جانتے بلکہ خود ایماندار مومن بھی جھوٹھا مفتری مانتے ہیں۔ اور کفر و الحاد کے فتوے لگاتے ہیں۔ اور لوگوں میں مشتہر فرماتے ہیں۔ جنہوں نے تمام خانگی امور اف پر الہام کا جال بچھایا ہے ان کو آریہ سماج والوں نے نیکوں کے درجہ سے گرایا ہے جن کا راستی پر قرار و مدار اور فریب سے تنفر و انکار ہے۔ انہیں ممبران آریہ سماج نیکوکار و صادق بجانتے ہیں۔ اور ان کے انکار کو حگبت کی بہتری کا باعث مانتے ہیں۔ جو اپنے گناہوں اور شامت اعمال کو خدا کا قصور ٹھہراتے ہیں انکو اگر آریہ سماج والے مفتری اور حیلہ باز بتاتے ہیں۔ تو آپ اس پر کیا فتوا لگاتے ہیں غالبا آپ کا اور ہمارا اتفاق ہوگا نہ کہ بغض و نفاق ✤

براہین الاحمدیہ صفحہ ١٠٧

سچی رسالت اور پیغمبری صرف ہندوں کی وراثت اور انہیں کے بزرگوں کی جاگیر خاص ہے۔ اور اس بارہ میں خدا نے ہمیشہ کے لیے انہیں کو ٹھیکہ دے رکھا ہے اور اپنے وسیع دریائے ہدایت اور رہنمائی کو انہیں کے چھوٹے سے ملک میں گھسیڑ دیا ہے۔ اور ہمیشہ اسکو انہیں کا دیش اور انہیں کی زبان اور انہیں میں سے پیغمبر پسند آگئے ہیں ✤

جواب باصواب

مرزا صاحب یہ فرمانا آپکا متعصبانہ نہیں ہے تو کیا ہے۔ خفا نہ ہوجیے۔ ہمارے اور آپ کے بزرگ ایک ہی تھے۔ تواریخ بتلاتی ہے کہ روما۔ اہل فرانس۔ اہل انگلش۔ اہل فارس وغیرہ سب کے بزرگ آریہ تھے۔ "سنسکرت زبان میں جو ویدکی ہدایت لوگوں کو سنا دے۔ وید کی وعظ و اپدیش کی تدریس بتلادے وہ برہمن ہے چنانچہ سنسکرت زبان میں اس کی توضیح اس طرح پر ہے ✤

ब्रह्म जानाति ब्राह्मणः يعنے جو وید مقدس کو جانے اور وید مقدس کے ذریعہ توحید و گیان کا پرکاش کرے وہ برہمن ہے۔ برہمن کسی خاص قوم یا ذات کا نام نہیں ہے بلکہ اُس ورن کا نام ہے جس کی تشریح اوپر کر چکا ہوں۔ پس برہمن ہونا وید وکت طور سے کسی کی وراثت نہیں ہے۔ یہ تو قدرتی طور پر بنی نوع انسان کی تقسیم ہے جو غیر قابل ترمیم ہے۔ اور داناؤں کو ہر طرح تسلیم۔ پس سچی رسالت اور پیغمبری کا منصب جس کو ملے اس کو سنسکرت زبان میں برہمن کہیں گے۔ اور مختلف زبانوں میں جدا جدا نام دھریں گے فاضلوں کو فضیلت کا ٹھیکہ دینا عیب نہیں بلکہ انصاف ہے۔ مردمک دیدہ کو دیکھنے کا ٹھیکہ دینا سوچکر بتلائیے۔ کہ کس طرح حق کے خلاف ہے۔ لاف و گزاف کو چھوڑیئے اور نار آشتی و بطالت سے منہ موڑیئے اور جواب دیجیے کہ نیکوں کو نیکی کا ٹھیکہ دینا کس طرح قابل اعتراض ہے جس کے ماننے سے آپ کو اس قدر عذر و اعتراض ہے۔ سچا ہادی اور نیک رہنما دریائے ہدایت کے جہاز کا ملاح ہے۔ اور اس کے فرمان پر عمل کرنا عین مقصود و فلاح۔ اس کی تردید خود وید مقدس سے سنانا بہتر معلوم ہوتا ہے تاکہ رہتی کا عمدہ طور سے پرکاش ہو ✤

यधेमां वाचंकल्याणीमावदानि जनेभ्यः। ब्रह्मराजन्याभ्यां शूद्राय चार्याय च स्वाय चारणाय। प्रियो देवानां दक्षिणायै दातुरिह भूयासमयं मे कामः समृध्यतामुप मादो नमतु।

यु॰ अ॰ २६ मं॰ २॥

یجروید میں ایشور اگیا دیتے ہیں کہ جس طرح میں یہ وید کلیان کا سادھن بلا تعصب تم کو اپدیش کرتا ہوں۔ ویسے ہی تم انسانوں کو اس کا اپدیش کرو بنی نوع انسان کے یہ اقسام ہیں برہمن۔ کھشتری۔ ویش۔ شودر۔ سو سب وید کے ادھکاری ہیں۔ کوئی اندھکاری یعنے غیر مستحق نہیں ہے۔ وید کے اپدیش میں کسی قسم کی طرفداری نہیں چاہیئے۔ جو سچے دل سے ویدکی آگیا کا پالن کرتا ہے وہ ہر طرح کے سکھوں سے مستفیض ہوتا ہے۔ یہ وید ودیا ہمیشہ سب کے کلیان کا ہی ہے۔ اسپر عملدرآمد کریں ✤

سنسکرت زبان کو تمام متعصب انگریز و مسلمان ام اللسنہ (ما در یا) مدر آف لنگویج پکارتے ہیں۔ اور ہزاروں الفاظوں کو باہمی مقابلہ کرکے سنسکرت سے نثار کرتے ہیں۔ چنانچہ آب حیات میں مولوی محمد حسین صاحب آزاد فرماتے ہیں کہ ایران نام بھی آریہ۔ این سے بنا ہے یعنے آریوں کے متعلق اصل عبارت یہ ہے۔ وہ اس قوم کا نام ایرین تھا۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہندوستان میں آکر راجہ مہاراجہ کا خطاب لیا۔ ایران میں تاج کیانی پر درفش

کا دیانی لہرایا۔ اپنے مذہب کا نادر طریقہ لیکر چین کو نگارخانہ بنایا۔ یونان کا طبقہ حکمت سے الگ جمایا۔ روما کی عالمگیر سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اندلس (ہسپانیہ) ہینچکر چاندی نکالی*

مرزا صاحب آپ کے دل ہیں باوجود الہامی ہونے کے تعصب کو کس نے گھسیڑ✻ دیا ہے اس قدر حق سے روپوشی کو افتخار جانتے ہو اور سچ کے قبول کرنے سے تحقیر مسلمانی مانتے ہو خدا سے شرمایئے انصاف سے ہاتھ نہ اٹھایئے۔ اور براہ مہربانی ھسٹری اف لینگویجز یعنے زبانوں کی تاریخ مصنفہ میکس مولر صاحب مطالعہ فرمایئے تاکہ جہالت (اودیا) دور ہو اور صداقت کا ظہور*

براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۸

قولہ۔ اور وہ بھی صرف تین یا چار کہ جس سے مسئلہ الہام۔ اور رسالت کا قوانین عامہ قدرتیہ۔ اور عادت قدیم الہیہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور امر نبوت اور وحی کا بباعث قلت تعداد الہام یافتہ لوگوں کے ضعیف اور غیر معتبر اور مشکوک اور مشتبہ ٹھہر جاتا ہے اور نیز کروڑہا بندگان خدا جو اس ملک سے بیخبر رہے۔ یا یہ ملک ان ملکوں سے بیخبر رہا۔ فضل اور رحمت اور ہدایت الٰہی سے محروم اور نجات سے بے نصیب رہ جاتے ہیں اور پھر طرفہ یہ کہ بموجب خوش عقیدہ آریہ صاحبان کے وہ تین چار بھی خدا تعالےٰ کے ارادہ اور مصلحت خاص سے منصب نبوت پر مامور نہیں ہوئے۔ بلکہ خود کسی نامعلوم جنم کے نیک عملوں کے باعث سے اس عہدہ پانے کے مستحق ہو گئے اور خدا کو بہر حال اُنہیں پیغمبر بنانا ہی پڑا۔ اور باقی سب لوگوں کو ہمیشہ کے لئے اس مرتبہ عالیہ سے جواب مل گیا۔ اور کوئی کسی الزام سے اور کوئی کسی تقصیر سے اور کوئی آریہ قوم اور آریہ دیش سے باہر سکونت رکھنے کے جرم سے الہام پانے سے محروم رہا۔

جواب باصواب

اقول حق سے مخالفت کرنا عموماً مرزا صاحب کا اصول ہے۔ اور خواہ مخواہ طول و فضول عبارت بنا کر سخن کا دم بھرنا معقول جانتے ہیں۔ ورنہ اگر سچ مچ راستی سے کام ہے اور تحقیق مسئلہ الہام۔ تو ذرہ بیان کیجئے کہ چار آدمیوں پر ایشور کی طرف سے الہام ہونے میں قوانین عامہ قدرتیہ اور عادات قدیم الہیہ میں کونسا قضیہ واقعہ ہوا جس کا

✻ قطع نظر اسکے کیا ابتدائے آفرینش سے محمد صاحب تک حسب اعتقاد یہود و عیسائی و اہل اسلام کے سوائے بنی اسرائیل کے کسی اور قوم میں کوئی پیغمبر کتاب لیکر آیا ہے۔ جہانتک بائبل اور انجیل اور قرآن سے پتہ ملتا ہے کوئی نہیں آیا۔ بلکہ صاف لکھا ہے کہ نوح سے محمد صاحب تک تمام برحق نبی سب کے سب ایک خاص قوم اور گھرانے سے ہوتے رہے۔ بلکہ سارے جہان کو چھوڑ خدا نے تمام خدائی سے منہ موڑ نعمت نبوت کا رشتہ خاص اس قوم سے جوڑ دیا (دیکھو سورۃ مایدہ آیت ۲۲) اور سورۃ بقر کی آیت ۱۳۰) اور اسی طرح (سورۃ آل عمران کی آیت ۱۷۸) اب ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ سچی رسالت اور پیغمبری صرف اسرائیلوں کی وراثت اور انہیں کے بزرگوں کی جاگیر خاص ہو گئی اور اس بارہ میں خدا نے ہمیشہ کے لئے انہیں کو ٹھیکہ دے رکھا ہے اور اپنے وسیع دریائے ہدایت و رہنمائی کو انہیں کے دجلہ و فرات کے درمیانی دوآبہ میں گھسیڑ دیا ہے۔ اور ہمیشہ خدا کو عرب و روم کا دیش پسند آیا اور انہیں کی زبان خدا کا تکیہ کلام ہو گئی۔ چین۔ جاپان۔ امریکہ۔ سنٹرل ایشیا وغیرہ میں کبھی کوئی پیغمبر نازل نہ اترا۔ اور نہ ہندوستان میں کبھی کسی پیغمبری کی دال گلی۔ پس یہ سراسر الزام آپکے مذہب پر کسی طرح ہم پر عاید نہیں ہو سکتے۔ اور خدائے محمدیاں کی نسبت یہ تمام شک وارد ہوتے ہیں۔ نہ کہ ہم پر*

دفعیہ آپ کے وہمیہ و طبعیہ منطق میں ہمارے ذمہ ضروری جانا گیا۔ برائے خدا بیان کیجئے اور جواب لیجئے۔ ایک کے مقابلہ میں شہادت اربعہ ہر طرح قابل اعتبار ہے اور کسی طرح محل عذر و انکار نہیں۔ ہاں قطع نظر اُوٹ پٹانگ باتوں کے آپ کی شہادت کمزور ہے۔ اور یہ صحیح بمقابلہ میں اسکے زور ہے۔ کہاں خود غرضی کی صلاحیں اور شکایتیں اور کہاں صداقت کے احکام اور راستی کی ہدایتیں۔ مرزا صاحب ایک ہنستا ہے ایک روتا ہے انصاف اور خود غرضی میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ رب العالمین منصف و عادل ہے نہ کہ خود غرض و غافل۔ ؎

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا
ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

مذہبی تواریخوں سے ثابت ہے کہ اوّل اوّل انسانوں کی پیدائش آریہ ورت میں ہوئی اور وہیں انصرام عالم کے واسطے الہام کی ضرورت ہوئی۔ ورنہ ایک اہم کارخانہ پیدا کرتے اس کے انتظام کے احکام نہ دینا بنانے والے کے گیان کو الزام لگانا ہے پس وہاں ہی ویدوں کا الہام ہوا۔ کوئی سکول۔ کوئی پنڈت کوئی ماسٹر اس وقت موجودہ نہ تھا۔ جس سے وہ الہام غیر معتبر اور مشکوک اور مشتبہ ٹھہرتا۔ اور نہ کوئی کتاب موجود تھی۔ جس سے منقول تصور ہوتا۔ تمام مشکلات کا غور کرکے ہر ایک سلیم العقل کے دل سے فی الفور یہی جواب ملتا ہے۔ کہ ایسے وقت میں ایسے کامل گیان اور مکتفی ہدایت اور مشرح فرامین اور سچے اپدیش اور اعلےٰ علمی دقائق و حکمی و فلسفی حقائق کا پرکاش ہونا انسانی طاقت و قوت بشری سے بسا بعید بلکہ ناممکن ہے پس ہادی حقیقی اور مالک تحقیقی سچدانند سروو دیا پرکاش گیان سے پرمیشور سے ہی ان کا ظہور ہوا۔ غیر معتبر تب ہو۔ جبکہ کوئی پڑھا لکھا آدمی راز دار موجود ہو۔ ضعیف تب ہو جب کوئی خارجی ذریعہ موجود ہو۔ محیط و موجود کل کی رسالت کے واسطے وحی کا آنا اس کو ایک ویکتی یعنے محدود ٹھہرانا ہے پس اس گیان سروپ نے انتریامتا سے ویدک انادی گیان ان کے انتشکرن میں پرکاش کیا چونکہ غیر متغیر کا گیان لاتبدل ہوتا ہے۔ اسی واسطے وہ گیان آجتک نہ دید و تنسیخ سے مبرا ویدوں میں موجود ہے۔ توریت منسوخ ہو گئی اور اسی طرح انجیل میں بھی۔ انجیل کی تعلیم تم خود بھی غیر واجب جانتے ہو اور اسے ناکامل گردانتے ہو۔ قرآن کی بھی بہت سی آیات منسوخ ہو گئیں اور بہت سی تمہاری تلاوت سے نکالی گئی ہیں۔ پس وہ گیان سے اور غیر متغیر کے گیان نہیں ہیں۔ بلکہ انسانی اور نفسانی اور فانی داستانیں ہیں جن کے وجود اور نابود مساوی ہیں۔ سچی کتاب از آغاز عالم تا اختتام عالم رد و تبدل سے پاک رہیگی۔ کسی طرح کا نقص و سہو اس میں برآمد ہونا سہل نہیں بلکہ ناممکن ہے اور وہ سٹ ودیا کا پستک وید مقدس ہے ہم لوگ جو تناسخ کو مانتے ہیں۔ کسی کا الہام پانے سے محروم رہنا اس کی شامت اعمال جانتے ہیں مگر خدا تعالےٰ کو متعصب و ظالم نہیں گردانتے۔ بلکہ یقیناً پہچانتے ہیں کہ وہ انصاف کے برخلاف کوئی کارروائی نہیں کرتا۔ آپ منکر تناسخ ہیں آپ ہی اس کا پاسخ دیجئے کہ خدا کا اپنے ارادہ و مصلحت خاص سے کسی کو منصب نبوت پر مامور کرنا چشم انصاف کو مغرور کرنا نہیں ہے تو کیا ہے؟ حقدار کا حق غیر مستحق کو دینا خود غرضی و طرفداری ہے اور لائق و حقدار کو اس کے منصب پر پہنچانا معدلت و نصفت شعاری

فٹ نوٹ دیکھو مضمون کتاب ہذا متعلق فضیلت سنسکرت بجواب اعتراض صفحہ ۳۷ تا ۱۴۳ براہین احمدیہ۔

خدا کو صادق مانکر پھر دروغگوئی کے واسطے درخواست کرنا بہرحال ایک ایسا امر ہے کہ جس کے قبول کرلینے سے ممبران آریہ سماج کو خصوصاً اور تمام اہل دانش کو عموماً انکار ہے افسوس کہ خود ہی محمدؐ صاحب کو ختم المرسلین ماننا۔ اور لوگوں کو ہمیشہ کے واسطے مرتبہ نبوت سے محروم الارث بنانا ایمان جانتے ہو۔ مگر اس اعتراض کے کرتے وقت اپنے گریبان میں منہ ڈالکر نہیں دیکھتے ورنہ یہ زہر نہ اگلتے۔ خدا کو خودغرض اور طرفدار بنانا آپ کے ہاں آسان ہے مگر حق کو قبول فرمانا نہایت گراں بلکہ نقصان ایمان ہے۔ تناسخ سے انکار بعینہ خدائی ستمگری کا اقرار ہے۔ جس کو ہم اسی کتاب میں علیحدہ بیان کریں گے۔ اگر خدا کو ان مذموم نقایض سے نقصان پذیر نہیں مانتے۔ (جو بالکل ٹھیک ہے) تو کسی اور نبی اور کتاب کا نزول قبول کرنا پڑیگا۔ اور محمدؐ صاحب اور قرآن کو درجہ نبوت و الہام سے معزول ✣

مرزا صاحب ایک کامل الہام کی موجودگی میں کسی اور کامل یا ناکامل الہام کا ارسال کرنا حالانکہ کوئی نئی تعلیم بھی نہ دیتا ہو۔ فعل عبث کے سوا اور کیا حکم رکھتا ہے۔ کوئی کسی تقصیر بناوٹی یا خارجی کے سبب تعلیم وید سے محروم نہ رہا مگر اپنے گناہوں کے باعث

ہر چہ ہست از قامت ناساز بے اندام ماست
ورنہ تشریف بیالائے کسی کوتاہ نیست

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹

اب دیکھنا چاہیئے کہ اس ناپاک اعتقاد میں خدا کے مقبول بندوں پر جنہوں نے آفتاب کی طرح ظہور کرکے اس اندھیرے کو دور کیا جو اُن کے وقت میں دنیا پر چھا رہا تھا۔ کس قدر ناحق و بے موجب بدظنی کی گئی ہے۔ اور پھر اپنے پرمیشور پر بھی یہ بدظنی جو اُس کو غافل یا مدہوش یا مخبط الحواس تصور کیا ہے۔ کہ جو اس قدر بےخبر ہے کہ گو بعد وید کے ہزارہا طور کی نئی نئی بدعتیں نکلیں اور لاکھوں طرح کے طوفان اور اندھیریاں چلیں اور رنگارنگ کے فساد برپا ہوئے اور اس کے راج میں ایک بُری طرح کی گڑبڑ پڑ گئی اور دنیا کو اصلاح جدید کی سخت سخت حاجتیں پیش آئیں پر وہ کچھ ایسا سویا کہ پھر نہ جاگا اور کچھ ایسا کھسکا کہ پھر نہ آیا۔ گویا اُس کے پاس اتنا ہی الہام تھا جو وید میں خرچ کر بیٹھا اور وہی سرمایہ تھا جو پہلے بانٹ چکا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے خالی ہاتھ رہ گیا۔ اور منہ پر مہر لگ گئی۔ اور ساری صفتیں اب تک بنی رہیں مگر تکلم کی صفت صرف وید کے زمانہ تک رہی۔ پھر باطل ہوگئی۔ اور ہمیشہ کے لئے کلام کرنے اور الہام بھیجنے سے عاجز ہوگیا ✣

جواب باصواب

مرزا صاحب کیا یہی الہامی تہذیب ہے۔ اور اسی کا نام محمدی تادیب۔ زبان سنبھالئے ایسے الفاظ منہ سے نہ نکالئے۔ سقراط۔ بابا نانک جیسے مہاتما لوگ جنہوں نے آفتاب کی طرح ظہور کرکے لوگوں کی اودیا کو دور کیا ہم ان کی صدق دل سے تعظیم کرتے ہیں۔ اور ہر ایک دانا کو کرنی چاہیئے ✣

”ایک ایرانی سیاح امرتسر میں ایک روز باتنار گفتگو فرمانے لگے۔ کہ دونتک میں دنیا کے اور مذاہب سے مقابلہ کرتا ہوں۔ نبیوں کی نسبت یہ چار امر سنائی دیتے ہیں۔ اول کتاب۔ دوئم امت۔ سوئم معجزہ۔ چہارم اصحاب۔ مگر کسی نبی کی نسبت غیر قوم نے شہادت نہیں دی۔ لیکن جب غور کرتا ہوں تو بابا نانک جی کی نسبت یہ پانچوں امور تصدیق بلکہ موجود ہیں۔ بابا نانک کتاب دارد۔ امت دارد۔ معجزہ دارد اصحاب دارد بزرگتر از ہمہ فضائل آنکہ مسلمان ہم بکرامت او قائل اند پس بابا نانک بلا شک و شبہ نبی است۔ میں نے سوال کیا کہ محمدؐ صاحب کی نسبت جو ختم المرسلین کا لوگ

گمان کرتے ہیں؟ ہنسکر جواب دیا کہ ”ایں بالکل غلط است“ علی ہذا شنکر اچاریہ وغیرہ بھی اسی تعظیم کے لائق ہیں ✣

مگر جنہوں نے دنیا میں طوفان بے تمیزی پھیلائے۔ قتل عام کرائے۔ جہاد کے بیڑے اٹھائے آباد شہر بیچراغ بنائے کیا وہ بھی اسی تعظیم کے مستحق ہیں۔ اگر ہیں تو کیا وجہ؟ اور محمود غزنوی۔ چنگیز خاں۔ تیمور۔ ہلاکو۔ نادر شاہ۔ بابر۔ احمد شاہ وغیرہ کیوں مستثنیٰ رکھے جاویں۔ اور برادری سے خارج کہلادیں جیسے پرماتما آپ شدھ اور غیر متغیر ہے اسی طرح اس کا الہام بھی شدھ اور تغیر و تبدل سے مبرا ہونا چاہیئے نہ کہ ناقص اور متغیر۔ پس کامل اور شدھ چیز کے بدلنے کی ضرورت نہیں اور نہ کامل اور ناقص کا کامل اور سروگیہ سے ظہور ہونا ہی اچنبھا یا غیر ممکن ہے۔ ترقی تنزل کا سلسلہ آواگون ہے۔ نئی نئی بدعتوں کے نکلنے اور نئے طوفان اور اندھیریوں کے چلنے سے وہ عالم کل غافل نہیں ہے اور نہ بدعتیں اور طوفان اور اندھیریاں کارخانہ قدرت کو درہم برہم کر سکتی ہیں۔ اور نہ اُس کے راج میں گڑبڑ ہو سکتی ہے جنگ روم و روس کے وقت اسے نئے الہام کی ضرورت نہیں۔ اور نہ نادر شاہ کے قتل عام کرنے پر حاجت تھی۔ جب لارڈ منٹو صاحب بارے گئے تب بھی وہی الہام تھا اور جب فرعون نے خدائی کا دعوے کیا تب بھی وہی الہام۔ جب موسیٰ پیدا ہوئے تب بھی وہی الہام تھا اور جب لاکھوں کے قتل عام کا حکم دیا تھا۔ تب بھی وہی الہام۔ ابراہیم کے وقت میں بھی وہی الہام تھا۔ اور کیومرث کے وقت میں بھی وہی۔ مگر مہاجیت کے وقت میں بھی وہی تھا۔ اور مسیح کے وقت میں بھی وہی۔ وہی الہام کرشن جی کے وقت تھا۔ اور وہی رامچندر جی کے وقت۔ وہی منوجی کے وقت تھا اور وہی اگنی اور انگرہ کے وقت ✣

آفتاب صداقت ہمیشہ موجود رہتا ہے مگر آنکھیں کھولنا اور بلا تعصب ہوکر دیکھنا اور غور کرنا اور فایدہ اٹھانا قابلیت کی شرط ہے۔ جو آواگون سے لازم و ملزوم ہے ایشور منہ کا محتاج نہیں۔ اور نہ کلام کا۔ وہ سب کا انتریامی ہے۔ ویدوں کو گیان دوارہ پرکاش کرتا ہے۔ مگر دیدہ بینا و گوش شنوا چاہیئے ✣

تم قرآن کو کلام اللہ مانتے ہو پس کلام بغیر موہنہ کے ظہور پذیر نہیں ہوتی

محمدؐ خاتم المرسلین ہیں۔ یہ اعتراض تمہارے پر عاید حال ہے نہ کہ ہمارے پر پس ہم کو کہنا پڑتا ہے کہ جو خدا کے پاس ہدایت کا سرمایہ تھا۔ وہ قرآن میں بانٹ چکا۔ اور پھر قیامت تک خالی ہاتھ رہ گیا۔ اور اس کے منہ پر مہر لگ گئی۔ محمدؐ کے بعد کسی رسول بھیجنے کی اس کو طاقت نہ رہی۔ تکلم کی صفت موسیٰ کے زمانہ تک رہی۔ آگے سے کلیم ہوا اور نبوت اور رسالت کی ڈگری محمدؐ تک اُس کے پاس رہی آگے سے بے بضاعت ہوگیا اور ہمیشہ کے لئے رسول اور نبی بھیجنے سے اور کتاب دینے سے عاجز ہوگیا ✣

مرزا صاحب خدا کامل ہے۔ اس کی کتاب اس کا گیان اس کا اُپدیش سب کچھ کامل ہونا چاہیئے۔ نہ کہ مجمل و ادھورا و ناقص۔ بدلنے کی ضرورت غلطی میں ہوتی ہے اور بڑھانے کی ضرورت ناکامل میں۔ جہاں سہو ہو وہاں کاٹنا پڑتا ہے۔ اور جہاں بھول ہو وہاں سے ہوشیار ہونا۔ مگر ایشور میں مسلم فریقین ہے۔ کہ یہ عیب نہیں ہیں پھر الہام کا بار بار باہمی نقیض اور مختلف اور ناکامل بھیجنا کیا ضروری تھا کیا قانون پروردگار ہے یا ایکٹ سرکار۔ لیکن مرزا صاحب الہام کے بار بار ہونے ہونے میں آپکے پو بارہ ہیں اگر آپ ویدوں پر ایمان لادیں۔ یا الہام کا ایک بار کامل نازل ہونا تسلیم فرمادیں تو آپکو الہامی و مجدد و مسیح ثانی۔ مرشد۔ چھوٹا نبی کون کہے۔ اور چڑھاوے

کس کو چڑھیں۔ ۷

الا اے حذر کن ز آز و ریا
کہ انجام ایں ہست رنج و بلا
طمع راسہ حرف ست ہر سہ تہی
کزو نیست مر طمعاں را بہی

اب بنونہ کے طور پر کچھ اختلاف دکھلاتا ہوں۔

۱۔ نکاح کے بعد اگر کسی سبب سے جورو ناپسند آوے تو اسے طلاق دیدے ...... (استثنا ۲۴/۱)
۲۔ بجز زنا کے اور کسی سبب سے طلاق دینا درست نہیں بلکہ جو دیتا ہے زنا کراتا ہے .. .. (متی ۵/۳۱)
۳۔ جب خاوند چاہے طلاق دے سکتا ہے .. .. (قرآن)
۴۔ جانور۔ چرند و پرند کا خون و چربی حلال تھا .. .. (پیدائش ۱/۲۹)
۵۔ خون جانوروں کا حرام ہوا .. .. (پیدائش ۹/۴)
۶۔ سوتیلی بہن سے نکاح درست ہے .. .. (پیدائش ۲۰/۱۲)
سوتیلی بہن سے نکاح منع ہے .. .. .. (احبار ۱۸/۹ و ۲۰/۱۷ استثنا ۲۷/۲۲)
دو بہنوں کا نکاح کرنا ایک کے جیتے جی درست ہے (پیدائش ۲۹ و احبار ۱۸/۱۵)
ناواجب ہے شریعت موسوی میں .. .. (توریت)
پھوپھی سے جماع کرتے تھے اور خدا کا حکم تھا .. .. (خروج ۶/۲۰)
بہن بھائی کی شادی ہوتی تھی .. .. (توریت)
شراب جایز تھی اور نبی پیتے تھے .. .. (توریت۔ پیدائش)
حرام ہو گئی .. .. (قرآن)
ایک عورت سے زیادہ شادی کرنا گناہ ہے .... (توریت پیدائش و انجیل متی ۵/۳۲)
عام لوگوں کو چار چار۔ اور محمد صاحب کو ۹۔ ۱۱۔ ۱۸ ملکہ بیاہتا۔ (قرآن سورۃ احزاب وغیرہ)
بیت المقدس کی طرف سجدہ کرو .. .. (قرآن سورۃ بقر)
مکہ کی طرف سجدہ کرو پہلا حکم منسوخ ہوا .. .. .. (قرآن سورۃ بقر)

ماخوذ از اخبار الاسلام جلد ۲ مطبوعہ سال ۱۳۰۲ھ صفحہ ۲۷ و ۲۸ وغیرہ

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰

یہ اعتقاد آریہ قوم کا ہے کہ جس ہر ایک ہندو کو رغبت دلائی جاتی ہے کہ اس کو اپنا دھرم بنا دے مگر تعجب کہ اس اعتقاد کا وید میں کہیں ذکر تک نہیں۔ اور کوئی شرتی اس میں ایسی نہیں کہ اس متعصبانہ بدظنی کی تعلیم دیتی ہو۔

جواب باصواب

مرزا صاحب ہیر! ابھی آپ کے اس قول سے اتفاق ہے کہ وید مقدس میں کوئی شرتی ایسی نہیں ہے جو اس متعصبانہ بدظنی کی تعلیم دیتی ہو۔ جب وید مقدس بالکل طرفداری و متعصبانہ باتوں سے بقول آپ کے مبرا ہیں۔ تو ہر ایک ہندو بلکہ مسلمانوں کو بھی ایمان لانے سے کیا نقصان ہے۔ اور ابھی آپ کی نصیحت تو مانگر کئی لوگ وید مقدس پر ایمان لے بھی آئے ہیں۔ یہ (وید) اعتقاد آریہ قوم کا ہے۔ اور وید کے ماننے والے آریہ ہیں۔ پس جو آریہ برخلاف وید کارروائی کرے وہ گنہگار ہے۔ مگر ہر ایک شخص کام کرنے

میں فعل مختار ہے مجبور ولاچار نہیں ؀

براہین الاحمدیہ از صفحہ ۱۰۰ تا ۱۱۱

معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشلوک انہیں دنوں میں گھڑا گیا ہے۔ کہ جب آریہ قوم کے عقلمندوں نے پستکوں اور شاستروں میں یہ بھی لکھ مارا تھا۔ جو ہمالہ پہاڑ اور کچھ ایشیا کے حصہ سے پرے کوئی ملک نہیں اور اسی طرح اور بھی خام خیالیاں اور وہم پرستیاں کہ جن کا اس وقت ذکر کرنا ہی فضول ہے۔ اور جواب روز بروز دنیا سے مٹتی جاتی ہیں۔ اور علم اور عقل کے حاصل کرنے والے خود بخود ان کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ انہیں دنوں میں نکلی تھیں ؀

جواب باصواب

چونکہ مرزا صاحب نے کوئی اشلوک اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش نہیں کیا۔ پس ہمیں بے اختیار کہنا پڑا کہ ان کا یہ دعوے بھی مثل اور دعاوی کے محض بے دلیل ہے مرزا صاحب نے جھوٹھ اور دھوکھے سے شاستروں کا نام لیا۔ چھیوں شاستروں میں ہرگز ایسی تعلیم نہیں ہے نہیں معلوم الہامی لوگ جھوٹھ بولنے سے کیوں نہیں شرماتے۔ حضرت آپ کو کہاں سے

٭ حاشیہ

آریہ لوگوں کی عقلمندی و علمیت کی بابت تو ایک جہاں آگاہ ہے اور صدق دل سے گواہ۔ دیکھو تہذیب الاخلاق جلد چہارم نمبر چہار دہم میں سید احمد خاں صاحب فرماتے ہیں۔ حساب میں بھی مسلمانوں نے کم توجہ نہیں کی انہوں نے ہندوؤں سے مراتب اعداد کا رکھنا سیکھا۔ اور اسی لئے اس کا نام احد ادھند رکھا۔ فن جبر و مقابلہ کی نسبت اختلاف ہے۔ بعض مسلمانوں کو اس کا موجد بیان کرتے ہیں۔ مگر صحیح یہ ہے کہ مسلمانوں نے یہ علم ہندوستان کے پنڈتوں اور یونان کے عالموں سے اخذ کیا پھر اس میں بہت سی ترقی کی۔ علم طب میں بھی مسلمانوں نے بہت ترقی کی انہوں نے ہندوستان میں سفر کیا زبان سنسکرت سیکھی اور نہایت مشہور دو کتابیں سنسکرت زبان کی جن کا نام چرک اور سشرت تھا عربی زبان میں ترجمہ کیں۔ سب سے پہلے سنہ ۱۵۶ ہجری موسیٰ ابن موسیٰ الفرازی نے سنسکرت کا ترجمہ شروع کیا۔ پھر محمد بن اسمعیل خود ہندوستان میں آیا اور اس کے بعد دس عالم ہندوستان میں آئے اور ہندوؤں کے علوم کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا"؀

پھر سید صاحب جلد چہارم کے نمبر پنجم میں فرماتے ہیں "ہمارے بزرگوں کا غیر قوموں سے علوم سیکھنا اور مسلمانوں میں پھیلانا تو تاریخ سے بخوبی ثابت ہے یونان۔ سریانی۔ سنسکرت سے علوم کا اخذ کرنا مثل آفتاب کے روشن ہے"۔

پھر سید صاحب جلد چہارم کے نمبر ہفتم میں لکھتے ہیں "یونان اور ہندوستان سے ہر قسم کے علوم و فنوں کو مسلمانوں نے حاصل کیا۔ اور یہ ترقی قریباً ۷۰۰ھ تک جاری رہی۔ پھر یہ قوم ایک اچھالے ہوئے پتھر کی مانند نیچے کو چلی آئی"۔

پھر سید صاحب جلد چہارم کے نمبر سیزدہم میں لکھتے ہیں "سب اہل اسلام جانتے ہیں کہ ہماری قوم کے آغاز کو تیرہ سو برس کے قریب گذرے ہیں یہ قوم ایک ایسے ملک میں تھی۔ جہاں درحقیقت علوم عقلی کا نشان بھی نہ تھا۔ لیکن جیسے اس قوم کا آغاز ہوا۔ چھ سو برس تک اس قوم نے اپنی کوشش سے اپنی ترقیات ایسے اعلےٰ درجہ پر پہنچائیں جس سے وہ بھی دنیا کی قوموں میں اعلےٰ درجہ کی قوم شمار ہونے لگی"۔

ماہ سال ۱۲۹۰ھ مخزن العلوم کی جلد ہفتم کے نمبر گیارہ میں مولوی الطاف حسین صاحب

٭ قرآن کی اس آیت سے حرمت علیکم عمتکم "حرام کیں اوپر تمہارے پھوپھیاں تمہاریاں" وہ حکم منسوخ ہوا اور حرام قرار پایا (دیکھو سورۃ نساء)

الہام ہوا۔ اور رب القادیان من النواحی جو ہندو اسفورا نے کس وحی کے ذریعہ تار بھیجکر آپ کو آگاہ کیا۔ کیا وہ الہام انا اللہ حافظون کی گارد کے بغیر آیا تھا جو راستہ میں لوٹا گیا۔ ؟ گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط شرط ہے۔ اس جگہ واجب جانتا ہوں کہ اسلامی الہاموں کی غلطیاں تلاوا اور اہل حق کو ان سے مطلع کراؤں۔ کیونکہ وہ اگرچہ کلام الٰہی مشہور ہیں۔ مگر صداقت سے دور ہیں ✣

فرماتے ہیں ہندوستان کے قدیم باشندے ہندو ہیں۔ ان کے بزرگوں کا حال جو تاریخ میں دیکھا جاتا ہے اس سے اس گروہ کی کمال قابلیت و استعداد ظاہر ہوتی ہے۔ ہندوؤں کے قدیم طبقوں نے علوم حکمیہ میں بڑی بڑی ترقیاں کی ہیں۔ یہ بات بالاتفاق تسلیم کی گئی ہے کہ علم ہیئت میں جو ہندوؤں نے کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں نقصان اگرچہ نہایت درجہ کا ہے مگر اس کے ساتھ کمال بھی اعلےٰ درجہ کا پایا جاتا ہے اور ہیئت کے سوا ریاضی کے فروع میں جو انہوں نے ترقی کی ہے وہ علم ہیئت سے بھی زیادہ جتلانے کے قابل ہے چنانچہ کتاب سورج سدہانت جو عام مورخوں کے نزدیک پانچویں یا چھٹی صدی عیسوی کی تصنیف مانی جاتی ہے اس میں علم مثلث کا بیان ایسا پایا جاتا ہے جس سے ان کو یونانیوں ہی پر ترجیح نہیں دے سکتے بلکہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس میں بہت سے سوالات ایسے ہیں جن کا علم عموماً اہل یورپ کو سولھویں صدی تک حاصل نہ ہوا تھا۔ علم ہندسہ کے بعض اصول کا علم ہندوستان ہی کے ساتھ خصوصیت رکھتا تھا۔ خصوصاً وہ نسبت جو نصف قطر کو محیط دایرہ کے ساتھ ہے اس کا علم زمانہ خال تک ہندوستان کے سوا کسی اور ملک کے لوگوں کو نہ تھا۔ علم حساب میں سب کے نزدیک کسور اعشاریہ کے موجد ہندو ہیں۔ اور ظاہرا اسی امتیاز کے سبب سے علم حساب میں ان کو یونانیوں پر فوقیت دی جاتی ہے۔ جبر و مقابلہ میں بھی برہمن اپنے ہمعصروں سے سبقت لے گئے تھے۔ چنانچہ اس علم کی بابت ان کی تحقیقات کا حال برہم گپت کی کتابوں سے جو کہ چھٹی صدی عیسوی میں ہوا ہے۔ اور بھاسکر اچاریہ کی کتاب سے جو کہ بارھویں صدی میں ہوا ہے دریافت ہوتا ہے اور ان دونوں نے آریہ بھٹ کی تصنیفات سے مضامین اخذ کئے ہیں۔ ظاہرا اس شخص کے زمانہ میں علم کمال درجے کو پہنچا ہوا تھا اور یہ یادر ڈائی فنٹس جس نے یونان میں جبر و مقابلہ سب سے پہلے لکھا ہے بعض مورخین کے نزدیک ایک زمانہ میں ہوئے ہیں۔ اور یہ بات مانی ہوئی ہے کہ یہ شخص ڈائی فنٹس سے اس علم کی ایسی تحقیقات میں سبقت لے گیا ہے جن کے حاصل کرنے اور سمجھنے پر متاخرین کو فخر ہے۔ اور جو کہ ہندوؤں کی ابتدائی ترقی کے زمانہ میں اور تمام قومیں جاہل تھیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ انہوں نے یہ علوم کسی غیر ماخذ سے نہیں لئے۔ اور جس زمانہ میں ان علموں کا غیر قوموں سے اخذ کرنا ممکن ٹھہر سکتا ہے اس وقت ان کی علمی تحقیقات کے طریقے ایسے اصول پر مبنی تھے جن سے کوئی اگلی قوم اصلا واقف نہ تھی۔ اور ان سے ایسی تحقیقات کا علم ظاہر ہوتا ہے جن کو اب سے ۲ سو برس پہلے تک اہل یورپ بھی نہ جانتے تھے۔ اسی طرح الٰہی و طبعی اور منطقی مسایل میں حکمائے ہند کی رائیں اور اختلافات اور مباحثات اس قدر ہیں جن سے ان میں اور حکمائے یونان میں ایک نسبت معتد نکل سکتی ہے۔

رسالہ تیرھویں صدی مطبوعہ مطبع آگرہ اخبار کی جلد سوم کے نمبر ۸ سے ظاہر ہوتا ہے ✣

۱۔ نوح کے طوفان کا تمام دنیا پر آنا . . . . . . (توریت۔ پیدایش)

۲۔ خدا کا طوفان بھیجکر پچھتانا اور بدلی میں اپنی کمان (قوس قزح) لٹکانا۔ (توریت پیدایش ۸۔۹)

۳۔ نوح کشتی میں جانداروں و انسانوں کا معہ ایک سالہ خرچ کے آنا . . . . . (ایضاً)

۴۔ بابل کے برج گرنے سے ایک آواز کا ہونا اور دنیا کی زبانوں کا بدلنا . . . . (ایضاً)

۵۔ دودھ اور شہد کی نہروں کا بہنا اور خدا کا روٹیوں کا مینہہ برسانا . . . . (توریت)

۶۔ مسیح کا باکرہ عورت سے پیدا ہونا بغیر مجامعت شوہر کے (قران سورۃ آل عمران و مریم)

یہ ہے ہندوستان جس کے فیض علوم سے تمام جہان مستفیض ہوا۔ اور جس کے قدیم باشندوں نے تمام علوم و فنون و صنعت و حرفت میں سے کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی۔ اور اب بھی اس زمانہ کی اکثر تحقیق و صنعت کا پتہ پچھلی کتابوں سے لگ سکتا ہے۔ اس میں بھی غبارہ کا عروج ہو چکا۔ گو اب ہم کو ہندوؤں کی پرانی پوتھیاں اور کتابیں ایک افسانہ معلوم ہوتی ہیں مگر کوئی عقلمند اس بات کو نادر نہ کریگا۔ کہ اگلے زمانہ کی ایسی دانشمند قوم اپنی ملکی اور مذہبی کتابوں کو افسانہ بنا جاوے۔ ہاں یہ امر سچ ہے کہ اس میں امتداد مدت اور چالاکی براہمنہ سے کچھ تصرف ہو گیا ہو تو عجب نہیں ہے۔ اب اس تصرف سے اصل اور باطل کی تمیز ہزاروں برس کے بعد دشوار بلکہ محال ہو گئی۔ لیکن وہ قصہ اس شے کی اصلیت کا پتا بتا رہا ہے کہ اس وقت میں بھی اس چیز کا وجود تھا۔ اور طبایع انسانی پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جو بات اپنے ذہن سے باہر ہو وہ جھوٹ یا معجزہ معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً یہی ریل جس پر لاکھوں آدمی دھوئیں کے زور سے سفر کرتے ہیں اور یہی تار برقی جس آن واحد میں ہزاروں کوس خبر چلی جاتی ہے نہ ہوتا۔ اور سو پچاس برس پیشتر کی کتابوں میں لکھا ہوتا تو یہ بھی ایک افسانہ معلوم ہوتا۔ اور غالباً آیندہ کبھی ایسا ہی کہا جاویگا۔ لیکن اسکا وجود باقی رہیگا۔ پس اگلے صنایع و حالات کو بھی اس طور پر قیاس کر لینا چاہیئے۔ کہ گو وہ اب افسانہ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر کبھی نہ کبھی انکا وجود ضرور ہوگا۔ اور کسی نہ کسی طرح ان کا استعمال ضرور کیا جاتا ہوگا۔ اور گو ان حالات کو برہمن نے اگلے راجاؤں کی کرامات میں داخل کر کے ایک مذہبی خیال بتا دیا ہے۔ مگر درحقیقت وہ اس دانشمند ملک کی حکمت و فلسفیت کا نتیجہ ہیں۔ چنانچہ ہندی پوتھیوں میں ہے کہ فلاں راجہ پاتال کے راجہ سے لڑنے گیا تو اب سمجھ میں نہیں آتا کہ زمین توڑ کر کس طرح پاتال میں چلا گیا۔ حالانکہ ملک امریکہ جس کو نئی دنیا کہتے ہیں۔ بوجہ کرویت ارض اس جگہ سے پاتال میں واقعہ ہے۔ پس اگر اس وقت میں بھی یہاں کا راجہ وہاں گیا ہو تو عقلائے بالغ نظر کے خیال میں لغو نہیں معلوم ہو سکتا۔ اور ہر طرح ہندی کتابوں میں لکھا ہے کہ فلاں راجہ اس قدر کثیر فوج لیکر اپنے سو کوس چند ساعت میں چلا گیا۔ گو اس میں مبالغہ ہو مگر ریل پر نظر کرنے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس وقت میں بھی اگر کوئی ایسا امر کب ہو تو کچھ عجب نہیں۔ اسی طرح اس غبارہ کی نسبت بھی ہندی کتابوں سے استنباط ہو سکتا ہے مثلاً ہندی کتابوں میں لکھا ہے کہ فلاں راجہ کے ہاں بمان (بیلون) تھا اور اس کے ذریعہ سے جایا کرتا تھا۔ گو اس کی صورت اس غبارہ و بیلون سے دوسری طرح کی ہو مگر اس سے اس کی اصلیت باطل نہیں ہو سکتی۔ اور اس صورت میں کوئی محقق اور صحیح الخیال شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ غبارہ نئی ایجاد ہے ✣

گیان پرداینی پترکا مورخہ جون ۱۸۸۶ء کے صفحہ ۳ میں بابو نوبین چند ممبر برہم سماج لاہور بحوالہ مسٹر ای۔ پی وائننگ صاحب بہادر کے لکھتے ہیں کہ "امریکہ کے پرانے مذہب اور ریتی کے حال سے معلوم ہوتا ہے کہ

۷- زمین کا مسطح اور ہموار ہونا- اور نہ ہلنا- اور پہاڑوں کا بمنزلہ میخوں کے
ٹھوکا جانا .. .. (قرآن سورۃ نقرہ و سورۃ نوح
۸- خدا کی باتوں کو سننے کے واسطے شیطانوں کا آسمان پر جانا اور فرشتوں کا آگ کے گولے
مارنا جو شہاب ثاقب ہے .. .. .. (قرآن سورۃ حجر و طارق و ملک)
(۹)- یاجوج و ماجوج کا وجود ان کے کان پاؤں تک لمبے ہونا اور ہزاروں سال تک
زندہ رہنا .. .. .. (قرآن سورۃ کہف و تفسیر حسینی)
(۱۰)- اصحاب کہف کا صدہا سال تک کمبہ کرمن کی طرح خواب میں رہنا .. .. (سورۃ کہف)
(۱۱) سکندر ذوالقرنین کا کل دنیا تسخیر کرنا اور وہاں پہنچنا جہاں سورج کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا
ہے اور پیتل اور تانبے کی دیوار بنانا (قرآن سورۃ کہف)
(۱۲) سات آسمان اور سات زمینوں کا ہونا اور خدا کا اوپر اس کے برج بنانا (قرآن)
(۱۳) جنوں کا ہونا- اور محمد صاحب پر اُن کا ایمان لانا- . . . . . . (قرآن)
(۱۴) کوہ قاف کا تمام زمین کے گرداگرد ہونا- اور سکندر سے اُس کا باتیں
کرنا . . . . (مثنوی* رومی دفتر چہارم
(۱۵) مکہ کا زمین کی ناف میں ہونا . . . . (معارج النبوۃ باب دوم)
۱۶- حجر الاسود کے چومنے سے لوگوں کے گناہوں کا دور ہو جانا- اور پتھر کا رنگ
بسبب گناہوں کے سیاہی پر آنا . . . . (معارج النبوۃ- باب ہفتم)
۱۷- عوج بن عنق کا قد بست ہزار و سی و سہ گز طول میں ہونا بلکہ تمام دنیا کے پہاڑوں
سے چہل گز بلند ہونا- اور تین ہزار چھ سو سال تک زندہ رہنا (معارج النبوۃ باب ...)
۱۸- چاہ بابل میں ہاروت و ماروت کا قید ہونا اور لوگوں کو جادو سکھلانا (قرآن سورۃ بقر)

* رفت ذوالقرنین سوئے کوہ قاف	دید کوہ را کز زمرد بود صاف	گرد عالم حلقہ گشتہ او محیط
ماند حیران اندر آن خلق بسیط	گفت تو کوہے دگرہا چیستند	کہ بہ پیش عظم تو بازیستند
گفت رگ ہائے من اند آن کوہہا	مثل من نبوند در حسن و بہا	من بہر شہرے رگے دارم نہاں
بر دو قسم بستہ اطراف جہاں	حق چو خواہد زلزلہ شہرے را	امر فرماید کہ جنباں عرق را
پس بجنبانم من آں رگ را بقہر	کہ بداں رگ متصل گشتست شہر	چوں بگوید بس شود ساکن رگم
ساکنم ور روئے فعل اندر تگم	ہمچو مرہم ساکن و بس کارکن	چوں خرد ساکن وزو جنباں سخن
نزد آنکس کہ نداند عقلش ایں	زلزلہ ہست از بخارات زمیں	(مثنوی رومی دفتر چہارم)

رسمیں وغیرہ ہندوؤں سے ایسے ملتی ہیں جس سے نتیجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ پرانے زمانہ میں
ہندو لوگ امریکہ گئے تھے یا امریکہ والوں سے ہندوؤں کا کسی پرکار کا سمبندھ ہوا تھا مثلاً
بیاہ میں آگ کے گرد سات پھیرے لینا ان کا بالکل ہندوؤں کے مطابق ہے علیٰ ہذا القیاس
پانچویں صدی میں امریکہ میں ایک گروہ بودھ سنیاسیوں کا گیا تھا- اُن میں سے ایک شرمن یا سنیاسی جسکا نام
ہواون شان تھا اکتالیس برس بعد چین دیش میں لوٹ آیا اور اسنے امریکہ کے اس حصہ کا جسے دیکھا تھا بیان
لکھا- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مکسیکو دیش میں گیا تھا وہ بیان چین کی تواریخ میں مندرج ہے اور
وینگ صاحب نے اب اسکا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے" (ان تعارفات سے آریوں کا دور دراز ملکوں میں سفر کرنا
اور اپدیش دینا بخوبی واضح ہے) بھارت ورش کا ایک درشا مصنفہ کرنل الکٹ صاحب میں لکھا ہے کہ "دو قریب
چھ ہزار برس کے عرصہ گذرا کہ ایک جماعت سیاحان آریہ ورت کی جانب مصر (جو ابھی تازہ آباد ہوا تھا) روانہ
ہوئی- اس عہد میں اول بادشاہ وہاں کا مینا نام تھا الغرض وہاں جا کر سب کو تعلیم کیا اور وید
مقدس پڑھایا- اور کام حرفت و صنعت سکھایا وہاں سے وہ علم یونان گیا- یونان
سے روم عرب وغیرہ میں پھیل گیا- اور اب تک ہم وہ علم و فن نہیں جانتے جو آریہ ورت کے قدیم
اور رشی منی جانتے تھے" انتہیٰ

۱۹- خدا کا شیطان کو دنیا کے گمراہ کرنے کے واسطے مقرر کرنا اور قیامت تک اسکو
مہلت و اجازت دینا .. .. (قرآن)
۲۰- شق القمر .. .. (قرآن)

غرضیکہ اسی طرح اور کئی خام خیالیاں اور وہم پرستیاں جن کا
زیادہ ذکر کرنا ہی فضول ہے- اور جواب مہذب و تعلیمیافتہ مسلمان لوگ چھوڑتے
جاتے ہیں اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور علم و عقل سائنس کی روشنی ہونے سے دن بدن ...

* مولوی آنریبل سید احمد خانصاحب (تہذیب الاخلاق جلد سوم
نمبر چہارم) میں فرماتے ہیں "یہ بات ظاہر ہے کہ قرون ثلاثہ میں علوم عقلی کا کچھ چرچا نہ تھا
اور حکمت اور بحثیں فلسفہ یونان سے کوئی واقف نہ تھا- مگر بعد اس کے وہ زمانہ آیا- جس
میں مسایل فلسفہ کا جاری ہونا شروع ہوا- آخر اس کی یہاں تک ترقی ہوئی کہ وہ
مسایل دین میں داخل ہو گئے اور مذہبی کتابوں میں انپر بحثیں ہونے لگیں- اور
رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ ان سے تفسیریں بھر دی گئیں اور جس طرح تفسیر میں
اقوال پیغمبر و صحابہ کی نقل کی جاتی تھی- اسی طرح افلاطون اور ارسطو
وغیرہ حکمائے یونان کے قول نقل ہونے لگے- اور جب یہ سلسلہ جاری ہوا تو ہر ایک
مفسر نے دوسرے مفسر سے اور دوسرے نے تیسرے سے اُس کا نقل کرنا یا انتخاب کرنا
شروع کیا اور ان قولوں کے قائلین کا نام بھی لکھنا چھوڑ دیا یہاں تک کہ آخر وہ اقوال
تفسیروں میں ایسے مل گئے کہ لوگوں کو تمیز کرنا مشکل ہو گیا- کہ یہ قول ارسطو کا ہے
یا صاحب شریعت کا یا کسی صحابی کا یا کسی امام کا اور اسی واسطے ان اقوال پر دین کا
مدار ٹھیر گیا"

تہذیب الاخلاق کی جلد دوم صفحہ ۱۸۶ میں لکھا ہے- کہ "وجود سمٰوات
سبع کے ابطال پر جو دلایل ہیں اُن کی ترکیب کس کتاب میں لکھی ہے اور اثبات
حرکت دوری آفتاب پر جو دلیلیں ہیں اُن کی تردید کس سے جا کر پوچھیں- عناصر
اربعہ کا غلط ہونا جواب ثابت ہو گیا اس کا کیا علاج کریں آیۂ کریمہ ولقد
خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار
مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا
المضغۃ عظاماً فکسونا العظام لحماً کی جو تفسیر عالموں نے لکھی ہے فن
تشریح کے رو سے وہ غلط معلوم ہوتی ہے ہم اپنی آنکھوں سے بوتلوں میں بھرے
ہوئے نطفہ سے لیکر بچہ کے پیدا ہونے تک تغیرات کو دیکھتے ہیں جو مفسروں کی
تفسیروں کی غلطی کو ثابت کرتے ہیں- پھر ہم کیونکر اسپر اعتماد رکھیں- خدا کی بات اور
اس کا کام ایک ہونا چاہئے- یہ مسئلہ تمام دنیا نے تسلیم کر لیا ہے پھر اس کی تصدیق
مذہب اسلام کی کس کتاب میں ڈھونڈیں اور کس مُلّا اور آخوند سے پوچھیں- جب کوئی
بات بھی ان میں سے موجودہ کتب مذہبی میں نہیں- تو ان سے لامذہبی جو فلسفہ مغربیہ اور
علوم محققہ جدیدہ سے ہوتی ہے کیونکر رفع ہوگی- یہ باتیں نہایت صاف اور روشن
ہیں اُن کو ظاہر میں نہ ماننا دوسری بات ہے- مگر کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو اپنے دل
میں ان باتوں کو سچ نہ جانتا ہوگا- پس ایسی حالت میں ان کتابوں کا نہ پڑھنا ان کے پڑھنے
سے ہزار درجہ بہتر ہے"

تہذیب الاخلاق جلد اوّل نمبر سوم سے ظاہر ہے "ہیئت اور طبیعیات وغیرہ
صدہا علم اس قسم کے ہیں کہ جن کی تعلیم کے واسطے آج تک کوئی نبی مبعوث ہوا- نہ کوئی
کتاب اس فن خاص میں خدا تعالیٰ نے اس وقت تک کسی نبی پر نازل کی قرآن

وسوسات باطلہ مٹتے جاتے ہیں جو شروع اسلام میں نکلی تھیں اور اب تک بھی متعصب محمدی مثل مرزا صاحب کے انکے انکار کو کفر جانتے ہیں۔ خدا ہدایت دیوے۔ اور اس قسم کے گرداب ضلالت سے نکال ساحل سعادت پر لاوے۔ چونکہ ان قرآنی فلسفوں کا ساتھ نہ تو عقل دیتی ہے اور نہ علم۔ اور نہ تلوار ذوالفقار کے بغیر کوئی اور شہادت ملتی ہے پس نہیں معلوم کہ لوگ باوجود سمجھنے کے کیوں علانیہ طور پر حقائق حق پر مستعد نہیں ہوتے اور باوجود بار بار زک اٹھانے کے پھر بھی اسی غلطی کو روتے ہیں۔ یہ ہے خیالی ولادبانی تعلیم قرآن کی جس نے ایک عالم کے گلے پر چھری پھیر کر لاکھوں کو شہید کر ڈالا، کروڑوں کو تباہ کر کے ایمان بالجبر میں گرد کیا اور جس کو اب ہمارے الہامی دوست مرزا غلام احمد بھی طول نویسی کی آڑ میں یا اوپن کھو کہ معجزات کے پردے میں سلکہ انعام کے جھوٹے وعدوں اور تیغ بنیاد مسودوں کے فریب میں الہامی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جس قدر اس کی زہریلی تعلیم لوگوں کے خون کی پیاسی ہے۔ جس قدر اس کی بات بات میں خدا پر الزام لگائے گئے ہیں۔ جس قدر اسے حق سے مخالفت اور ناحق سے الفت ہے۔ افسوس کہ فرصت کم ہے۔ وگرنہ

زکذب لاف آں ہادی بیانی	بہر حرفش نویسم داستانے
صداقت گم شد از تعلیم اسلام	ندارد از خدا ترسی نشانے
جہاد ش جہد خونریزی عالم	نہ قرآنے ولیکن تیغ رانے
اگر تا حشر کعبہ را پرستی	کہ بہر لامکاں سازی مکانے
غریق بحر کفر و شرک باشی	ازیں باطل خیال و بدگمانے
پرستی سنگ گر بعد سال	چو انند بر سر تد یانی زیانے
خدا را کن ضد بانہ درس قرآں	کہ مے نالد ز جور او جہانے

وحدیث میں ہیئت یا طبعیات کے متعلق کہیں کسی چیز کا نام آگیا کہیں تذکرہ اور کہیں عام لوگوں کے فہم کے لائق کسی چیز کا کوئی مختصر بیان ہوگیا۔ کہیں کوئی مجمل اشارہ کسی چیز کی طرف ہوا۔ مگر حاشا کہ کسی مقام پر بھی ان بیانات سے یہ بات مقصود بالذات ملحوظ نہیں ہوئی کہ ان کے ذریعہ سے عامہ خلائق کو ہیئت اور طبعیات کے علم کی تعلیم دی جاوے کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ یسئلونک عن الاھلۃ یعنی اے محمد لوگ تجھ سے مہینوں کی حقیقت دریافت کرتے ہیں اور پھر فرمایا کہ قل ھی مواقیت للناس یعنے کہہ دے کہ مہینوں کے ذریعہ سے لوگ اپنے وقتوں کا حساب ٹھیک کر لیتے ہیں۔ آج کسی ادنیٰ ہیئت دان سے اہلہ کی کیفیت دریافت کیجئے پھر دیکھئے کہ وہ کیسے زمین و آسمان کے قلابے ملاتا ہے۔ حساب کے معاملہ میں پیغمبر خدا نے یہ فرمایا اور اس وقت میں اسپر فخر کیا کہ ہم گنتی کو انگلیوں پر ٹھیک کر لیتے ہیں حاصل یہ ہے کہ اس وقت میں حساب و ریاضی و طبعیات وغیرہ کی طرف کسی کو مطلق التفات نہ تھا۔

پھر جلد دوم تہذیب الاخلاق کے نمبر ہفتم میں سید صاحب فرماتے ہیں۔

کہ جو انگریزی علوم تحصیل کرتے ہیں انکو متعصب بھائی مسلمان ایک گناہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ خلفائے بغداد کے زمانہ میں جس قدر علوم عربی میں آیا وہ سب زبان گریک یعنی یونانی سے ترجمہ کیا گیا۔ اور اس زمانہ کے اکثر علماء نے گریک کو جو کفار کی زبان تھی بدرجہ تکمیل تحصیل کرتے تھے۔ مگر ایسا نہ ہوتا تو جس قدر رطب کہ ہمارے ہاں موجود ہے کچھ نہ ہوتی اور فلسفہ و منطق کا تو نام بھی نہ ہوتا۔

یہ مدلل رائیں چند علماء و فضلاء اسلام کی ہیں جن کو ہم نے ناظرین انصاف پسند کے مطالعہ کو بجنسہ درج کر دیا ہے تاکہ وہ خود ہی فیصلہ کریں کہ مرزا کے دعوے کسقدر بے بنیاد ہیں۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۷ حاشیہ نمبر ۸

جو حال میں ہنود صاحبوں کے ہاتھوں میں وید ہے جن کو رگ۔ یجر۔ شام۔ اور اتھرون سے موسوم کرتے ہیں۔ ان کا ٹھیک ٹھیک حال معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کن حضرات پر نازل ہوئے تھے۔ کوئی کہتا ہے کہ اگنی۔ وایو۔ سورج کو یہ الہام ہوا جو بالکل نامعقول بات ہے۔

جواب باصواب

مرزا صاحب خدا آپکو حق و ناحق کی تحقیق کا مادہ عطا فرماوے اور چاہ جہالت سے نکال کر منزل مقصود پر پہنچا دے۔ ویدہائے مقدس کا ٹھیک ٹھیک حال کس کو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ آیا آریوں کو یا ہندوؤں کو یا مسلمانوں کو۔ اگر شق اول ہے تو سراپا باطل ہے اور اس کے جواب دینے اور سمجھانے کو ہر ایک ممبر آریہ سماج حاضر۔ اگر شق ثانی ہے تو بھی آپکی نادانی ہے کیونکہ اعتراض کا جواب دینا کام واقفکار کا ہے۔ نہ کہ ناواقف ہوئے کا۔ اگر ہندو اپنے دھرم سے آگاہ ہوتے تو مسلمان و عیسائی بنکر کیوں گمراہ ہوتے انہیں اپنا نام و رشتہ کہلانیکی تو تمیز نہیں پھر دھرم انہیں کیسے عزیز ہو۔ آپ ناواقفوں سے سوال نہ کیجئے۔ بیچارے کسی ہندو کو دھوکھہ نہ دیجئے۔ اور اگر شق ثالث ہے تو ان کی جہالت ہر طرح ثابت ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

جب تک وہ تعصب دل سے نکال راستی کی جانب خیال نہ کریں گے کبھی دامن آرزو گوہر مراد سے نہ بھر سکیگے۔

ہر چہار وید مقدس کا شری اگنی۔ شری وایو۔ شری آدت۔ اور شری انگرہ جی مہاتماؤں کو الہام ہوا تھا اور وہ چاروں مہرشی کی آدمی رکھیشر یعنی انسان تھے یہ بات نامعقول نہیں۔ بلکہ بالکل معقول و لائق قبول ہے۔ حصول گیان کا ادل ماہر وہی ہیں۔ اور پھر ہدایت کے پہلے شاد رکھی وہی۔ نامعقول باتیں منہ سے نہ نکالئے اور کتنی نام ذو معنی پر اسطرح حجت نہ ڈالئے ورنہ اللہ۔ رحمن۔ ابوبکر عمر۔ عثمان۔ مسیح۔ آدم۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ ابوہریرہ وغیرہ ناموں کی نسبت ہم وہی لفظ استعمال کرنا پڑیگا۔ بھلا قصور معاف ہے۔ براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۷ حاشیہ مذکور میں اور بھی لکھا یہ دعوے ہے کہ برہما کے چار مکھ سے یہ چاروں وید نکلے ہیں "جواب باصواب" برہما کے چار منہ کی کہانی ایک بناوٹی افسانہ ہے جس کا کسی مستند گرنتھ میں ٹھکانا نہیں ملتا کیونکہ مخرج اعلیٰ اسکے پوران ہیں۔ جو ہر طرح ناقابل پرمان ہیں۔ عندالعقل یہ زبانی روایت صرف اس قسم کی ہوتی ہے جیسا کہ فی زمانہ ایک پنڈت جی ہفت زبان ہیں۔ حالانکہ یہ فقرات ان کی نسبت تعریفی بیان ہیں۔ بادشاہوں کے ہزاروں کان ہوتے ہیں مگر اصل میں وہی دو کان ہیں برہما جی کا بھی ایک ہی منہ تھا چاروں ویدوں کو بر زبان یاد کرنے سے چتر انن مشہور ہوئے انہیں کے حسبحال ایک غلا سفر فرماتا ہے۔

ہے زبان ایک در چار مزے ۔ اس کی ہر بات میں ہزار مزے

لے نام آفتاب و نام موضع از جزیرہ (کشف) ۲ نام مسیلمہ کذاب (غیاث) ۳ بکر بالفتح شتر جوان وابو بمعنے پدر (غیاث) ۴ بمعنے گوشت (از کشف) ۵ عثمان بمعنے بچہ پا رویل تر (از کشف) ۶ نام کوہے ست در کرمان (کشف) ۷ آنکہ در دروغ گوید و اسپ تیز رفتار و مرد یکہ مجامعت بسیار کند (کشف) ۸ بمعنے شتر سفید و آہوئے سفید (از غیاث) ۹ نام ستوہ (از غیاث) ۱۰ پلید گربہ باند خرنگ

مگر مرزا صاحب اس میں آپ کا ذرہ قصور نہیں۔ صرف ہمارے خود غرض اور بعلم پوپ صاحبان کا قصور ہے۔ عقل کے پیچھے لاٹھی لیکر پھرنا ان کا کام ہے اور بیہودہ دور از حق باتوں کے بتنگڑ بنانے پر انتمام۔ راون کے دس سر انہوں نے بنائے۔ اور سوامی کارتک کے سر پر چھ منہ لگائے۔ گنیش کے چہرہ پر ہاتھی کا سونڈ لگایا اور موش پر سوار کرایا۔ شو پران و لنگ پران بناکر بھگوتی کا سکہ جمایا و شیو پران لودھیا ۲۴ غرضیکہ ان کی نادانی اور اودیا کا کیا اور کہاں تک بیان کریں عجز فروش اور گنم جینیوں کے بنائے پورانوں پر ان کا ایمان ہے اور وہی دور از قیاس فسانے ان کے حرز جان (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۰ سے ۲۷۳ تک) اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع لاتے ہیں اور دعوے معترض کی تکذیب جتلاتے۔ تاکہ ست کا پرکاش ہو اور اسنت کا ناش۔ شت پتھ برہمن کانڈ ۱۱۔ ادھیائے ۵ برہمن ۳ صفحہ ۸۶۸ مطبوعہ لنڈن +

तेभ्यस्तप्तेभ्यस्त्रयो वेदा अजायन्ताग्नेर्ऋग्वेदो वायोर्यजुर्वेदः सूर्यात्सामवेदः
श. ब्रा. कां. ११ अ. ५ ब्रा. ४ सं. ३।६।८

ترجمہ: "پرمیشور مالک کل نے ویدوں کا پرکاش اس طرح پر کیا کہ اگنی رکھی سے رگ وید اور وایو رکھی سے یجروید اور آدت رکھی سے۔ سام وید اور انگرہ رکھی سے اتھر وید پرکاشت ہوئے +

اور مہابھاش سے بھی صاف طور پر عیاں ہوتا ہے کہ "اندر نے برہسپتی سے ست ودیا پڑھی اور برہسپتی نے پرجاپتی سے اور انگرہ پرجاپتی نے منو سے اور منو نے وراٹ سے اور وراٹ نے برہما سے اور برہما نے اگنی آدک رشیوں سے اور انہوں نے بذریعہ الہام پرماتما سے حاصل کی"

اسی طرح گوپتھ برہمن کے پرتھم پرپاٹھک کے ۲۹ برہمن سے بھی عیاں ہے کہ "اگنی۔ وایو۔ آدت انگرہ رشیوں پر چار ویدوں کا ظہور ہوا۔ جن کے شعاع گیان سے کل جہان پرنور ہوا"

منوسمرتی کے شلوکوں سے بھی انہیں مہاتماؤں کی تائید ہے بلکہ حق پسندوں کے واسطے صداقت کا ثبوت مزید۔ برہما جی کا اگنی وغیرہ رشیوں سے وید حاصل کرنیکا مذکور ہے اور وہی شلوک اس کتاب کے صفحہ ۱۲۱ پر مسطور۔ غرضیکہ اور بہت سی پستکوں میں بھی انہیں چار مہاتماؤں کا اقرار ہے۔ اور کسی فاضل و لائق آدمی کو اس سے انکار نہیں پس ہر ایک جان سکتا ہے کہ برہما جی نے وید پڑھے نہ کہ ان پر نازل ہوئے۔ جس طرح میدوں کی تعلیم عرصہ سے گم ہو گئی تھی اسی طرح ویدوں کی معلومات کی نسبت بھی خیال بکھر در ہو گئے۔ جیسا کہ یورپ کی طرف قرآن کو پوتھی تبلاتے ہیں اور نماز پڑھنے سے شرماتے۔ میں آپ کو حق کی قبولیت کی طرف بلاتا ہوں اور ہل من معارض کہہ کر سمجھاتا ہوں کہ یہ آپ کا دعوے بے فروغ ہونے کے سوا معقولیت کے سامنے دروغ بھی ہے اور نہ کسی رشی منی کرت گرنتھ سے اس کا سراغ ملتا ہے چونکہ آپ ہمیشہ سنی سنائی باتوں پر ایمان لا بیٹھتے ہیں اور تحقیق حق سے کسی طرح کا سروکار نہیں رکھتے۔ اسی واسطے تحقیق کے وجہ سے آپکے اعتراض لغو اور بیہودہ ہم تسلیم کرتے معذور ہیں +

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۷ "اور کسی کی یہ رائے ہے کہ الگ الگ رشیوں کے اپنے اپنے بچن ہیں ان بیانات میں یہاں تک شک ہے کہ کچھ پتا نہیں ملتا کہ آیا ان اشخاص کا کچھ خارج میں وجود تھا یا محض فرضی نام ہیں اور وید پر نظر کرنے سے تیسری رائے صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ اب بھی وید کے جدا جدا منتروں پر جدا جدا رشیوں کے نام لکھے ہوئے پائے جاتے ہیں۔

جواب باصواب

مرزا صاحب! آپنے پبلک کو سخت دھوکہ دیا اور الہامی فریب کھیلا۔ جھوٹھ بولتے خدا کا خوف دل میں نہ لائے اور کس طرح ایک تکی ہانک دی کہ "وید پر نظر ڈالنے سے" ذرہ خدا کو حاضر ناظر جان کر بتلاؤ کہ ویدوں کا ایک حرف بھی جانتے ہو یا کہ جھوٹھی شیخی بگھارتے ہو گیا کبھی ویدوں کو تمام عمر میں دیکھا بھی ہے؟ افسوس با ایں نادانی۔ اس قدر فضول گوئی۔ سے

باندازہ لہردو بایدنمود   خجالت نبرد آنکہ ننمود بود

حضرت یہ رائے کسی پادری کی ہوگی یا کسی کرسچن ہندو کی یا کسی شیخ جی کی ورنہ اور کسی ہندو یا آریہ کی یہ رائے نہیں ہے اس واسطے آپ متشکی نہ ہوجئے اور مستقل ہو کر جواب سنئے۔ وید مقدس کسی انسان کے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ پرماتما یا سروگیان سے پرکاشت ہوئے ہیں بذریعہ ان چار رکھیوں کے جگت میں ان کا اپدیش ہوا مگر وہ بھی وید کے رو سے کسی کے سفارشی یا شفیع نہیں۔ آپ کا ذاتی شک صرف متعصبانہ بک بک ہے اور سنسکرت سے ناواقفیت اس کی محرک ورنہ کسی آریہ فاضل کی یہ رائے نہیں ہے۔ تمام مہاتما لوگ مانتے ہیں کہ جن دنوں ہم پیچ آدی رشیوں کا اور بیاس اور وسشٹ آدی منیوں کا جنم بھی نہ ہوا تھا اس سے پہلے وید جگت میں موجود تھے اور سرشٹی کی آدی سے لیکر آج تک وید جیسے کہ اب ہیں صحیح و سالم موجود تھے۔ رشی منیوں کے الگ الگ وچن برہمن پستک ہیں۔ یا اپ نشد و شاستر۔ نہ کہ وید مقدس۔ پس یہ آپکا بیان سراپا وہم و گمان ہے جو سوا اس باطل ہونے کے کسی طرح قابل پرمان نہیں۔ وید مقدس پرماتما کے گیان ہیں نہ کہ مصنفہ کسی انسان لطیفہ جب عرب میں محمد صاحب نے قضا کی تو خلافت کی بابت فساد برپا ہوا۔ اور گدی نشینی کا جھگڑا مچا۔ چند آدمی مجنوں سے ذکر کرنے لگے کہ تیری کیا صلاح ہے۔ محمد صاحب کی خلافت کس کو ملے مجنوں نے جواب دیا کہ "لیلی کو" وہی حال ہمارے مرزا صاحب کا ہے جو وہی رائے دیگر اور آپ ہی اپنی رائے دیگر اور آپ ہی اپنی رائے کو ترجیح بلا مرجح ٹھہراتے ہیں اور حجت اٹھاتے ہیں کہ "اب بھی وید کے جدا جدا منتروں پر جدا جدا رشیوں کے نام لکھے پائے جاتے ہیں" مرزا صاحب یہ آپکا صرف وہم اور وسوسہ ہے جس کو آپ اودیا سے بڑھانا چاہتے ہیں۔ یہ رشی وید کے مصنف نہیں ہیں۔ بلکہ مختلف اوقات میں شارح گزرے ہیں چنانچہ اس امر کو مہاتما یاسک منی کی بنائی نروکت میں کمال توضیح سے پہلے حل کیا گیا ہے اور اصل عبارت وہاں کی یہ ہے۔

ऋषयो मन्त्रदृष्टयः मन्त्रान्सम्प्रादुः یعنے شرح وید منتروں کی جس جس رشی کی زبانی کی گئی۔ اور سب سے پہلے جس نے عمدہ ویاکھیا کسی منتر کی یا چند منتروں کی کری۔ اور اس کے ارتھ کو پرکاشت کیا یا پڑھایا اسی یادداشت کے کارن اس منتر کی شرح کے وقت اور شارحوں نے اس رشی کا نام بھی کنارہ پر لکھدیا۔ جو کوئی رشیوں کو منتروں کا کرتا یا مصنف تبلاوے وہ سراپا متھیا وادی یعنے جھوٹھا ہے۔ وہ تو منتروں کے ارتھ پرکاشک ہیں یعنی شارحان وید۔ اصل ہر چہار ویدوں میں اُن کے نام یا ذکر نہیں ہیں اس واسطے یہ دعوے آپ کا بھی صرف

براہین احمدیہ جلد اول

وہمی یا خارج الوجود ہے۔ کسی طرح قابل قدر نہیں ✤

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۷۰

اور اتھرون وید کی نسبت تو اکثر محقق پنڈتوں کا اسی پر اتفاق ہے کہ وہ ایک جعلی وید یا برہمن پستک ہے جو پیچھے سے ویدوں کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اور یہ رائے سچی بھی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ رگ وید میں جو سب ویدوں کا اصل اصول اور سب سے زیادہ معتبر خیال کیا جاتا ہے۔ صرف رگ اور یجر اور شام وید کا ذکر ہے اور اتھرون وید کا نام تک درج نہیں۔ اگر وہ وید ہوتا تو اس کا بھی ضرور ذکر ہوتا۔ اور پھر یجر وید کے ۲۶۔ ادھیار میں صاف لکھا ہے کہ وید صرف تین ہیں۔ اور ایسا ہی تمام ویدمیں بھی ویدوں کا تین ہونا بیان کیا ہے ✤

جواب باصواب

آجکل آریہ ورت میں چار قسم کے پنڈت ہیں (۱) وہ اُمّی نام کے پنڈت جو سینچر کے روز تیل جمع کر کر لوگوں کے دیوالے نکالتے ہیں اور خود مزہ اوڑاتے ہیں۔ وہ جاہلوں کے آگے بے شک پنڈت ہیں مگر فاضلوں کے آگے شودروں سے بھی ادنیٰ شودر ہیں پس کسی طرح ان کی گفتار قابل اعتبار نہیں ✤

(۲) وہ برہمنوں کے بیٹے جن کے باپ دادا کسی وقت فاضل و عالم گذرے ہیں مگر خود قلیہ رائی اور دوکانداری یا ملازمت سرکاری کرتے ہیں اور سنسکرت بالکل نہیں جانتے پدرانہ مشہوری کے سبب جاہل لوگ انہیں بھی پنڈت کہتے ہیں جو سراسر بھولے اگیان ہیں۔ انہیں لوگوں میں سے جب کبھی کوئی طمع نفسانی سے کسی کے دام تزویر میں پھنس گیا تو جھٹ اُسے پنڈت کہکر اپنے دعوے کا گواہ بنا اثبات کرانا چاہتا اور ایسے لوگ اگرچہ گذشتہ زمانہ میں بھی بہت گذرے ہیں مگر فی الحال بھی دنیا میں موجود ہیں اور سے قطع نظر اور رگھوں سے بھی خاص مرزا صاحب کے گواہوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو سنسکرت کے ایک حرف سے بھی جاہل محض اور مرزا صاحب اُنہیں پنڈت کے خطاب سے ملقب کرتے ہیں جنہیں مرزا صاحب ایمان محمدی اور الہام رب القادیان جبر ئیلی مقدمہ میں اپنی شہادت کا گواہ امر واقعہ بلکہ کاتب الہام غلام احمدی قرار دیکر اپنی براہین الاحمدیہ میں مشتہر کر چکے ہیں۔ قادیان کا بچہ بچہ بلکہ تمام مسلمان بھی اس امر کے گواہ ہیں کہ حضرت نے لوگوں کو ایک دھوکہ عظیم میں پھنسانے کی واسطے ایک فریبانہ چال چلی ✤

(۳) وہ لوگ ہیں جو ودیا کی لیاقت تو رکھتے ہیں مگر شکمی کتے کی محبت سے خواجہ سگ پرست بنے ہوئے ہیں باوجود پنڈت ہونے کے مہامورکھوں کے کام کرتے ہیں جیسے اکبر بادشاہ کے وقت میں چند لالچی پنڈتوں نے اشرفی اور روپے کے لالچ میں اکبر سہسر نام اور الوپ نشد یا اللہ سکت تصنیف کر کے بادشاہ کو اس بھی پیغمبری کی مبارکباد دینچائی کہ تو خدا کا خلیفہ ہے۔ تیرا ذکر ہمارے بیدوں میں آیا ہے۔ اندھا پیسے تھو تھے وہاں۔ اُدھی بادشاہ اور خوشامدی وزیر بلا غور و تفکر اُن پنڈتوں کو مالا مال کر کے دین الٰہی اکبر شاہی جاری کرنا شروع کیا چنانچہ مفصل ذکر اس کا قصص الہند و دبستان مذاہب میں درج ہے۔ کلمہ بنایا لا الٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ۔ بسلام علیکم کی جگہ اللہ اکبر و جل جلالہ پکارا جاتا ہوئی۔ (دیکھو قصص ہند حصہ دوم)

(۴) وہ لوگ ہیں جو علم و صنعت سے با مال۔ راستی۔ اور حق بیانی میں بے مثال ہیں طمع و لالچ سے بیزار۔ بغض و دمہ کرتے ہیں بر کنار جھوٹ سے متنفر اور حقیقت کے منقر ہیں۔ ست شاستروں میں انہیں پنڈت بتلایا ہے اور اُنہیں کی رائے کو قابل پرمان اور معتبر ٹھہرایا ہے اور آریہ سماج بھی اُنہیں کو پنڈت تسلیم کرتا ہے نہ کسی اور کو چنانچہ ✤

आत्मज्ञानं समारम्भस्तितिक्षा धर्मनित्यता।
यमर्था नापकर्षन्ति स वै पण्डित उच्यते॥

جسکو آتم گیان۔ آلس سے رہت ہو۔ سوکھ۔ دوکھ۔ مان۔ اپمان۔ ہانی۔ لابھ نندا۔ استتی میں ہرش اور شوک کبھی نہ کرے۔ دھرم میں ہی نت نشچت رہے جس کے من کو اوتم اوتم پدارتھ۔ ارتھات وشے سنبندھی وستو آکرشن یعنے نہ کھینچ سکیں وہی پنڈت کہاتا ہے

श्रुतं प्रज्ञानुगं यस्य प्रज्ञा चैव श्रुतानुगा।
असम्भिन्नार्यमर्यादः पण्डिताख्यां लभेत सः॥

جس کی بدیا سنی ہوئی ست ارتھ کے انکول۔ اور جس کا شروَن بدھی کے انوسار ہو جو کبھی آریہ ارتھات سرشٹ۔ دھارمک پرشوں کی مریادا کا چھیدن نہ کرے وہی پنڈت سنگھیا کو یعنے درجہ کو پراپت ہو وے ✤

پس اے مرزا صاحب شاستروکت قاعدے کے انوسار۔ ایمان یعنی دھرم کو پہچان کر خدا کو حاضر ناظر جان کر ذرہ تبلائیے تو سہی کہ وہ محقق پنڈت کون ہیں جن کا آپنے لایعنی بیان ہے۔ مرزا صاحب! سچ ہے شیر قالین دگر و شیر نیستاں دگر ست۔ وہ آپ کے خانگی پنڈت اور ہیں۔ اور محقق موصوف بصفات شاستر اور ہیں۔ اب اصل جواب سنیئے ✤

وید بذاتہ واحد ہیں کیونکہ ایک پستک کے چار حصے ہیں۔ جیسے کہ توریت و زبور و صحیفہ انبیا کو تمام عیسائی اولڈ ٹسٹمنٹ یعنے پرانا عہد نامہ اور مسیح کی تمام انجیلوں کو نیا عہد نامہ یا صرف انجیل پکارتے ہیں حالانکہ وہ اناجیل اربعہ یعنے چار ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ بعضے عیسائی نئے عہد نامہ اور پرانے عہد نامہ کو ایک ہی بائبل کہکر نام دیتے ہیں۔ اور منکر نہیں جانتے ہیں۔ اسی طرح بعضے پنڈت چاروں کو ایک وید کہکے پکارتے ہیں۔ مگر دریافت کے وقت چار حصے شمار تے ہیں۔ اسی باعث برہما کا نام مشہور اور اس کے چار منہ کا مذکور ہے۔ مگر چاروں پر اطلاق لفظ وید کا ہے۔ اس واسطے کسی عقلمند کو جائے اعتراض نہیں۔ اگر مجمل لفظ گیان کو لیا جاوے تو یہ کہنا روا ہے اور ہر ایک منصف مزاج کے نزدیک بے خطا ہے۔ بعضے پنڈت چاروں کو دو کہہ کے جتلاتے ہیں۔ اور اسی سے پرا اور اپرا۔ ودیا یعنے کرم اور گیان نامزد فرماتے ہیں ✤

بعضے ان چاروں کو تین کر کے اُچارتے ہیں اور اسی سے کرم۔ اوپاسنا۔ گیان کی تشریح پکارتے ہیں۔ مگر اس میں کسی طرح کا ہرج مطلق نہیں ہے۔ اور نہ وید کے چار حصے ہونے میں جائے شک ✤

باقی تمام مہاتما وِدوان لوگ ان چاروں کو چار ہی بتلاتے ہیں۔ اور کرم اُپاسنا گیان و گیان کی حقیقی تقسیم کے قائل و عامل کہلاتے ہیں اور یہی بات بالکل سچی اور سب سے زیادہ ٹھیک اور ویدک اصول کے مطابق ہے۔ مگر بتشریح بالا کسی وِدوان کے نزدیک چاروں امور سے کوئی بھی تشکی نہیں۔ اور نہ ہمیں تسلیم ہے ✤

اتھروَن وید جعلی نہیں ہے۔ مگر آپ جھوٹ بولکر جعلسازی کرنا چاہتے ہیں تاکہ کوئی جاہل ہندو کسی طرح تشکی ہوجاوے اور صداقت سے ہاتھ اٹھاوے لیکن وہ زمانہ اب نہیں رہا گھبرائیے نہیں اور اس کے جواب میں فرقہ علویہ کے عقاید ملاحظہ

فرمائیے تاکہ آپ کی تسلی ہو جاوے۔ یجروید کے ۲۶۔ ادھیا کا نام بھی آپنے جھوٹھ موٹھ لکھ دیا اور لکھتے ہوئے خدا کا خوف دل میں نہ آیا کہ جھوٹھ کی کیا سزا ہے یجروید کے ۲۶۔ ادھیا میں ۲۶ منتر ہیں اور کسی میں ان سے ویدوں کی تعداد کا ذکر نہیں ہے۔ مرو خدا جھوٹھ سے اجتناب کرو خدا کو حشر کے روز کیا جواب دو گے ہاں رگوید کے منڈل ۱۰۔ انواک ۷ سکت ۹۰ منتر ۹ میں سر چہار وید کا بیان ہے جس سے آپ کے تمام دعاوی کا سر بچاو تو صنحاً بطلان ہے۔ مگر ہاں شرم جیکتی ست کہ نزد ورو غگو بیا ید آپ کو کسی لالچ نے دھوکا دیا۔ یا کہ ملہم غیب سے غلطی ہوئی۔ ورنہ آپ ایسا اندھے تو نہیں تھے کہ خواہ مخواہ آب ندیدہ وموزہ کشیدہ کے مصداق بنتے۔

तस्मा द्य ज्ञा त्सर्वहुत ऋचः सामा नि जज्ञिरे छन्दांसि जज्ञिरे तस्मा द्य जुस्त स्मादजायत ॥ ऋ॰ मं॰ १० अ॰ ८ सू॰ ९० मं॰ ९

سرب بیاپک۔ ست چت آنند گیان سروپ پرمیشور سے جو سب منشوں کے اپاسنا یوگ ہے رگوید۔ شام وید۔ اتھروید اور یجروید پرکاشت ہوئے ہیں اور یہ وید اینگ ودیاؤں سے یکت ہیں۔ سب منشوں کو اچت ہے کہ ویدوں کو گرہن کر کے اس کے مطابق عملدر آمد کریں۔ اور یہی بیان یجروید کے ۳۱۔ ادھیا کے ساتویں منتر میں بھی ہے ✤

ان ہر دو وید منتروں سے بخوبی واضح ہے کہ وید چار ہیں اور ابتدا سے آج تک برابر چاروں پر گٹ ہیں کسی طرح کا اختلاف نہیں۔ شتپتھ براہمن میں بھی اس کی بابت صاف اندراج ہے جو کسی طرح کی تاویل کا محتاج نہیں۔

एवं वा अरे ऽस्य महतो भूतस्य निःश्वसितमेतद्यदृग्वेदो यजुर्वेदः सामवेदो ऽथर्वांगिरसः श॰ १४-५

یاگولک رشی بیان کرتے ہیں کہ جو سرب بیاپک آکاش سے بھی بڑا پرمیشور ہے۔ اس سے ہی رگ وید۔ یجروید۔ سام اور اتھروید چاروں وید اوتپن ہوئے ہیں اور کسی سے نہیں

کسی آرش گرنتھ میں یہ تحریر نہیں ہے اور نہ معاذاللہ کوئی دکھلا سکتا ہے کہ اتھروید جبلی وید یا براہمن پتک ہے جنکو خدا نے آنکھیں دی ہیں۔ اور بیچ سینہ یا دماغ میں کچھ راستی کا مادہ موجود ہے وہ بخوبی تصدیق کرینگے کہ وید مقدس چار ہی ہیں کسی طرح کم و بیش نہیں مسجح منڈک اپ نشد میں ویدوں کو عمدہ تشریح سے بیان کیا ہے رشی مہاتما ویدوں کی ودیاؤں کی تقسیم کر کے بیان فرماتے

तत्रापरा ऋग्वेदो यजुर्वेदः सामवेदो ऽथर्ववेदः ॥ मु॰ ख॰ १ म॰ ५

ہیں کہ وید چار ہیں۔ رگ وید۔ یجروید۔ سام وید۔ اور اتھروید۔ اسی طرح دیکھو تیتری اپ نشد انو واک ۳۔ اور برہدارنیک براہمن ۲ منترہ۔ اور مہا بھاشی ادھیا ۱۔ پاد ۱۔ انو واک ۱۔

قطع النظر ہمارے شاستروں کے قدیم سے غیر مذاہب والے بھی ایسا ہی مانتے ہیں (دیکھو غیاث اللغات ردیف ب)

براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۸

اور منوجی اپنی پتک کے ساتویں ادھیا کے بیالیسویں اشلوک میں تین وید ہی تسلیم کرتے ہیں ✤

جواب باصواب

منو سمرتی ایک راج نیت اصول سلطنت کی پتک ہے۔ جس میں جہاں تک سیاست مدنی کی متعلق اس کی رائے میں مناسب جانا گیا اسے درج کیا۔ اور در حقیقت منو کی شرح تمام آریہ لوگ قابل تسلیم جانتے ہیں اور اب بھی اسی طرح عملدرآمد کرتے ہیں مگر آریوں کا یہ عقیدہ ہمیشہ سے رہا اور اب بھی اسی طرح ہے کہ جو پتک وید مقدس کے مخالف ہو۔ اسے اپنا دھرم پتک نہ ماننا چاہیئے۔ چنانچہ منو مہاراج خود بھی اس کی نسبت ادھیا ۱۲ کے ۹۵-۹۶ شلوک میں یہی فرماتے ہیں۔ کہ جو گرنتھ وید کے برخلاف کت ست پرشوں کے بنائے ہیں سنسار کو دوکھ ساگر میں ڈوبانے والے ہیں۔ اسی واسطے نش پھل یعنے بے فایدہ ہیں اور ست یعنے جھوٹھ۔ اندھکار یعنے ظلمت کیطرف لیجانے والے ہیں اور اس لوک اور پرلوک میں دکھ پہنچانیوالے ہیں ✤

جو ویدوں سے دور دھ یعنی غلط طرف لیجانے والی سمرتی اوتپن ہوتی ہیں وے غیر معقول اور نامکمل ہونے سے جلدی نشٹ ہوجاتی ہیں۔ انکا ماننا نش پھل جھوٹھا اور جھوٹھا ہے۔ ویدوں کو ہی سب پرم دھرم جانیں ✤

منوسمرتی میں چونکہ بہت حصہ متعلق راج نیت ہے اسواسطے اکثر منو جیو کو تین ویدوں سے کام پڑا جو تھے وید سے اس کا تعلق بہت کم رہا کیونکہ راج نیت کا عموماً ارشاد تینوں میں ہے مگر جوتھے وید سے کسی جگہ انکار نہ کیا جہاں ضرورت پڑی وہاں اقرار کرنے سے کسی طرح گریز نہیں فرمایا۔ اور گریز کرنے کی وجہ کون سی تھی۔ علاوہ بریں جبتک کھلم کھلا انکار نہ ہو۔ عدم تسلیم کا اظہار سوائے کسی ضدی کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ ہاں یہ تو میں بھی مانتا ہوں کہ منو نے ہر مقام پہ بلا ضرورت اتھروید کا حوالہ نہیں دیا اب اصل اشلوک تحریر کرتا ہوں ✤

अग्निवायुरविभ्यस्तु त्रयं ब्रह्म सनातनम् दुदोह यज्ञसिद्ध्यर्थं ऋग्यजुःसामलक्षणम् ॥ म॰

اگنی۔ وایو۔ آدت رکھیوں سے سرشٹی کی آدمیں برہما نے سلسلہ وار رگ۔ یجر۔ سام ویدوں کو یگ کرم اور گیان کی سدھی کے لئے تحصیل کیا ✤

श्रुतीरथर्वाङ्गिरसीः कुर्यादित्यविचारयन् वाक्शस्त्रं वै ब्राह्मणस्य तेन हन्यादरीन्द्विजः ॥ म॰ अ॰ ११-श्लो॰ ३३

اتھروید جو انگرہ رکھی پر پرکاش ہوا ہے اُس کے منتر کو آپت کال میں (جبکہ کوئی ظالم یا راجہ کسی فاضل کو ستاوے یا تکلیف دیکر لوٹنا چاہے) تب اس کی پرارتھنا سے رنج و تکلیف دور ہو کہ اس کو راحت و سرور ہوگا۔ کیونکہ براہمن کا شستر صرف بانی ہے اور اسکا کام عبادت ربانی ✤

واضعان قانون یعنے شاستروں کے جاننے والوں نے ظاہر کیا ہے کہ وہ منتر جن کا حوالہ منو جیو دیتے ہیں وہ اتھروید کے کانڈ ۸۔ سوکت ۹۹ کے ۲ منتر ہیں

✤ غیاث اللغات ردیف ب بید ار مرکب است از بید و آر کلمہ نسبت است وید بمعنے شعور و گیان است بید نام کتاب ہنود کہ ہمنان آن را کلام خدا گویند و آں در اصل یکے ست مشتمل بر چہار دفتر و بہمیں سبب چہار بید گویند۔ اول رگبید بکسر رائے مہملہ و سکون کاف مخلوط التلفظ بہا۔ دوم جُجر وید بفتح جیم اول و ضم جیم ثانی سوم سام بید بکسر سین مہملہ و بعدہ یائے تحتانی۔ چہارم اتھربن بفتح الف و فتح تائے

بقیہ حاشیہ۔ مخلوط التلفظ بہا و سکون رائے مہملہ و فتح موحدہ و سکون نون۔ در ہر سہ بید اول از امر و نہی و وعدہ و وعید و سایر احکام شریعت انبیا است و در بید چہارم از اول تا آخر ہرچہ در میان آمدہ است، پس معترض کے وسواس صرف دھوکہ ہیں کیونکہ اس میں

اب اے ناظرین خود ہی غور فرمائیے کہ منو جو برخلاف انکار کے صریحًا اقراری ہیں کہ رگ وید اگنی رکھی گئے اور یجر وایو رکھی گئے اور سام وید آدت رکھی گئے اور اتھروید انگرہ رکھی کے آتماؤں میں پرکاش ہوئے اور وہی ملہم گیان ربانی ہے نہ کہ کوئی اور انہیں سے برہما وغیرہ تک پہنچے - اب کیا ثبوت کرنا ہمارے ذمہ باقی رہا اور منوسمرتی کے ۲۴ - اشلوک کا معترض نے حوالہ دیا ہے وہ بھی غلط ہے - دیکھو اصل شلوک یہ ہے

ए ष्ठुस्तु विन या द्रा ज्ये प्रा म वा म्म नुरेव चकुबेर स्म
धने स्व स्यं स्वा ह्म रा यं चैव राधिजः मं०१ सू०७ शृ०१२

ترجمہ پرتھو اور منو نے وِتّے یعنے عاجزی سے راج کو پایا - اور کوبیر نے دھن اشوَرج کو اور گادھی بیٹے نے علمی فضیلت کو

اب اگر انسانیت اور غیرت کا مادہ کچھ بھی موجود ہے تو اس قدر صریح کذب بیانی سے عرق خجالت میں ڈوب جانا چاہئیے لعنت اللہ علی الکاذبین کا آپکے حق میں قرآنی فتویٰ ہے +

اے ناظرین ایسے واضح طور پر اثبات کے بعد کسی کے انکار کی سوائے جہالت اور ضدیت اور تعصب کے کوئی اور وجہ منکشف نہیں ہوتی اصل میں ان لوگوں نے بلا سوچے سمجھے جاہلوں کی خوشہ چینی کو اپنا ایمان جانا ہوا ہے گویا کہ خدا نے تمیز کا مادہ ہی انہیں نہیں رکھا - اور لفیل من یشاء ہر دم ان کے ورد زبان ہے - آنکھیں تو چہرہ پہ دو موجود ہیں - مگر اندھے بنکر کارروائی کرنا اپنا اصول جانتے ہیں - اس بات کو ہر ایک دانا مان سکتا ہے کہ جس علم میں مہارت نہ ہو اس کی بابت رائے دینا سفلہ پن ہے جب حضرت منوسمرتی جانتے ہی نہیں تو خواہ مخواہ اعتراض کرنے سے کیوں نہیں شرماتے پرمیشور ایسے آدمیوں کو تعصب شیطان کے پنجہ سے چھوڑا کر راہ راست کی ہدایت دلیوے اور گرداب نادانی سے نکالے

براہین الاحمدیہ صفحہ ۸۰ جلد ۲ حاشیہ نمبر ۹

اور جوگ لشسٹ میں جو ہندوؤں کی بڑی متبرک کتاب شمار کی جاتی ہے اور ان تعلیمات کا مجموعہ ہے جو خاص راجہ رامچندر جی کو اُن کے بزرگ استاد نے دی تھیں - چاروں وید کی نسبت ایسا صاف لکھا ہے کہ بس فیصلہ ہی کر دیا - جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف اتھرون بید کے وید ہونے میں بحث نہیں بلکہ سارے ویدوں کا یہی حال ہے اور کوئی ان میں ایسا نہیں جو تغیر اور تبدل اور کمی بیشی سے خالی ہو +

جواب باصواب

یہ سچ ہے کہ تعصب وخود غرضی آدمی کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے اور اسے باوجود روز روشن کے کچھ نہیں سوجھتا وہی حال مصنف براہین کا ہے جہاں حوالہ دیتے ہیں غلط اور دروغ ہوتا ہے - انہیں کتاب بنانے اور جھوٹی شہرت حاصل کر روپیہ کمانے سے غرض ہے - نہ کہ اثبات حق سے - مسلمانوں میں ڈاڑھی ہلانے کے واسطے جوگ لشسٹ کا نام لکھ مارا - اور خیال کر لیا کہ بس اب ویدوں کی (معاذ اللہ) تردید ہو گئی - مگر معترض کو یاد رہے کہ دعوے بیدلیل اسکو خود ہی ذلیل کریگا - نہ پرکرن کا حوالہ نہ ادھیائے کا پتہ نہ اصل عبارت کا سراغ لشکے الہامی بھی الہام ہے کہ جوگ لشسٹ میں ہے - حضرت جوگ لشسٹ میں نہیں ہے - آؤ اچھی پرکرن بکیت کامل جوگ لشسٹ ہمارے پاس موجود ہے آنکھیں کھول کر مطالعہ کرو - ورنہ کسی برہمن سے سن لو - پوچھو تو آپ کے دعوے کا کہیں بھی نشان نہیں ہے بلکہ اس کے برخلاف موجود ہے (دیکھو پرکرن دوسرا مُمکھش کے باب میں)

اور جب تک تریا اوستھا میں نہ پہنچے (یعنے کامل گیانی اور حق الیقین کا درجہ حاصل نہ ہو تب تک صحبت نیکوں اور خدمت استادوں اور بزرگوں سے کنارہ نکرے بلکہ تواجی کرتا ہے اور بموجب شرتی وید اور سمرتی اور شاستروں کے برہم چریہ اور گرہست اور بان پرست اور سنیاس کے آداب سب بجا لاوے اور رسومات تہذیب اخلاق اور ترکیب منزلی اور ریاست مدنی ادا کرتا رہے اور جب اس مرتبہ کو پاوے پھر وہ اور فرشتوں سے اعلےٰ مرتبہ رکھتا ہے"

چوتھے استھ پرکرن میں بھی لکھا ہے "اے رامچندر جس کو کمبخی اچھی ہو وہ ویدوں کو پڑھے اور بموجب علم وید) کے عمل کرے" آزادی کے پانے اور مکت کے حاصل کرنے کو وید اور شاستر علم معقول ہیں"

اور چھٹے نِرْبان پرکرن میں ہے "اگر آدمی کے سر پہ قیامت بپا ہو جائے تو بھی خلاف وید و شاستر و نصیحت استاد و عقل کے عمل نہ کرے"

اگرچہ جوگ لشسٹ خود چاروں ویدوں کو الہامی اور قابل عملدرآمد جانتا ہے مگر مسئلہ وحدت وجودی یعنے ہمہ اوست میں جو ویدوں کے مخالف ہے ہم لوگ اُسے ٹھیک اور دھرم پستک نہیں جانتے - علاوہ اس کے وجوہات ذیل ہیں جو اسکے غیر مستند ہونے پر دلیل ہیں

اوّل تو تمام فاضل پنڈتوں اور مہاتما سادھوؤں کی یہ رائے ہے کہ یہ پستک وشسٹ جی کے نام سے کسی اور نے بنایا ہے نہ اسکا مصنف بالمیک ہے اور نہ لشسٹ بلکہ کسی اور کی تصنیف ہے - کیونکہ بالمیک کی نسبت یہ بہت مخالف ہے اور وشسٹ کی ان رائیوں سے (جو اور دست گرنتھوں میں درج ہیں) بھی اس کا ذرو ہے پس اس کا مصنف کوئی اور ہے نہ کہ لشسٹ اور بالمیک - اس واسطے غیر معتبر ہے +

دوم - شنکر اچارج کے وقت تک صرف بالمیک کی مصنفہ رامائن ہی تسلیم ہوتی تھی - جوگ لشسٹ کا پتہ بھی نہیں تھا اس واسطے غیر معتبر ہے -

سوم - اس میں اٹھارہ پورانوں کا حوالہ بھی موجود ہے جس سے عمدہ ثبوت ملتا ہے کہ پورانوں کے بعد کی تصنیف ہے جو آٹھ نو سو برس کا زمانہ ہے - اس لئے غیر معتبر ہے

چہارم اکثر فاضل پنڈتوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ یہ شنکر آچارج کے بعد کی تصنیف ہے بلکہ اسکا مصنف اور پنچدشی کا مصنف ایک ہی ہیں کیونکہ طرز بیان دونوں کا بہت سا ملتا ہے اور وہ شنکر آچارج کے چیلوں میں سے ایک نوین ویدانتی تھا اسواسطے غیر معتبر ہے -

ممبران آریہ سماج عمومًا وخصوصًا مسئلہ وحدت وجودی کی تردید کرتے ہیں ہمارے ہاں یہ کتاب کبھی بھی پرمان نہیں ہوئی اور نہ ہے - مگر نہیں معلوم کہ خواہ مخواہ اعتراض کر کے معترض نے کیا فایدہ حاصل کیا - اگر اس سے ویدوں کی سند بھی ظاہر ہوتی تو بھی وہ قول اور کتابوں کے غیر معتبر ہے - پس اس سے ہمیں کسی طرح کا ضرر نہیں اور نہ اسکی بطالت یا اثبات سے آریہ سماج پر کسی طرح کا اثر لہذا اعتراض بالکل فضول ہے اور کسی طالب حق کو قبول نہیں +

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۲۱

اب ان صاحبوں کو سوچنا چاہئیے کہ توحید جو مدار نجات کا ہے کس کتاب کے ذریعہ سے سب سے زیادہ شایع ہوئی - بھلا کوئی بتلائے تو سہی کہ کس ملک میں وید کے ذریعہ سے وحدانیت الٰہی پھیلی ہوئی ہے یا وہ دنیا کس پردہ زمین بستی ہے کہ جہاں

رگ اور یجر اور سام اور اتھروِن تے توحید الٰہی کا نقارہ بجا رکھا ہے۔ جو کچھ وید کے ذریعے ہندوستان میں پھیلا نظر آتا ہے۔ وہ تو یہی آتش پرستی۔ شمس پرستی۔ بُت پرستی وغیرہ انواع و اقسام کی مخلوق پرستیاں ہیں کہ جن کے لکھنے سے بھی کراہت آتی ہے ہندوستان کے اس سرے سے اس سرے تک نظر اٹھا کر دیکھو جتنے ہندو ہیں سب مخلوق پرستی میں ڈوبے ہوئے نظر آوینگے۔ کوئی مہادیو جی کا پوجاری۔ اور کوئی کرشن جی کا بھجن گانیوالا اور کوئی مورتیوں کے آگے ہاتھ جوڑنے والا۔

جواب باصواب

وید مقدس نے تمام دنیا میں توحید پھیلائی اور تمام جہان کے فلاسفروں اور بزرگوں اور پیغمبروں نے یہاں سے توحید پائی۔ وحدانیت کی بنیاد وید ہیں اور گیان کے ساگر بھی صداقت پہلے یہاں سے نکلی۔ ایشور اُپدیش کے معلم اول وید ہی ہیں نہ کہ اور کوئی جیسا کہ ہم مقابلہ وید و قرآن میں دکھلا چکے ہیں۔

جتنے اعتراض معترض نے کئے ہیں وہ عدم تعلیم وید کا باعث ہے اور وید کے دروده چلنے کا سبب۔ مگر پھر بھی مسلمانوں سے ہنود شرک پرستی میں کسی طرح زیادہ نہیں ہیں جہاں ہمیں قرآن سے تعلیم ملتی ہے۔ نتیجہ قرآن کی توحید کا نظر آتا ہے وہ صرف یہی ہے۔ کہ محمد پرستی کہیں علی پرستی کہیں غوث الاعظم پرستی وغیرہ انواع و اقسام کی پوجا و مخلوق پرستی پھیل گئی۔ کوئی پیر پرستی کو ایمان جانتا ہے اور کوئی قبور پرستی کو ہادیٔ دوجہان۔ سخی سرور پرستی۔ معین الدین پرستی۔ کعبہ پرستی کربلا پرستی۔ نجف پرستی۔ سنگ اسود پرستی۔ زمزم پرستی۔ معین الدین پرستی۔ کتاب پرستی۔ تقلید پرستی۔ دستار پرستی۔ تعزیہ پرستی۔ بلکہ تابوت سکینہ پرستی۔ محراب پرستی۔ زہرہ پرستی۔ چاند پرستی۔ موسیٰ کی آتش پرستی۔ بیت المقدس پرستی۔ آدم پرستی۔ خرہ پرستی۔ ملائک پرستی۔ جن بھوت پرستی۔ غرضیکہ لاکھوں طرح کی جہالت اور بطالت دنیا میں کہاں سے پھیلی کوئی محمدی نشان دے سکتا ہے کہ اس کا مخرج سوائے قرآن سے پہلے ان جہالت و بطالت کا دنیا میں کہیں سراغ نہیں تھا۔ فی صدی بچاسی مسلمان اس بلا میں اسیر ہیں۔ مکہ سے لیکر ہندوستان کے اس سرے تک تمام مسلمان اسی پیر پرستی اور حسن پرستی اور حسین پرستی اور فاطمہ پرستی میں ڈوبے ہوئے ہیں اگرچہ عرصہ تک ویدک تعلیم کے نہ ہونے سے بہت خرابی پھیل گئی تھی مگر پھر بھی وہ قرانی پیر پرستی اور مردہ پرستی سے کسی طرح بری نہیں ہے۔

مرزا صاحب! پہلے اپنی چارپائی کے نیچے لاٹھی پھیرو بعد ازاں کسی پر آہو گیری کرو چھاج اگر بولے تو بولے مگر چھاننی تو کسی طرح بات کرنے کے لائق نہیں ہے۔ ع

یا سخن برجستہ گوئے مرد ناداں یا خموش

اعتراض براہین الاحمدیہ کی جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ سے ۱۱۶ تک

قولہ اس جگہ ہمیں پنڈت دیانند صاحب پر بڑا افسوس ہے جو وہ توریت و انجیل و قرآن شریف کی بنسبت اپنے بعض رسالوں اور نیز وید بھاشِ بھومکا میں سخت سخت الفاظ استعمال میں لائے ہیں اور معاذ اللہ وید کو کھرا سونا اور باقی خدا کی ساری کتابوں کو کھوٹا سونا قرار دیا ہے۔

اقول۔ اگر مسلمان ہو اور ایمان محمدی کا کچھ نشان بھی سینہ میں رکھتے ہو تو کہیں بھی وید بھاش بھومکا میں سے دعوے بیگیان کا نشان دکھلانے اور اثبات کرائیے۔ میں نے صفحہ بصفحہ نمبر وار سے لیکر ہم تک (آپکے اعتراض کے خیال سے) پڑتال کی مگر یہ ادعا یعنی آپ کا دعا ندارد پایا چونکہ جھوٹھ کے پاؤں نہیں ہوتے اسی واسطے اپنے لفظ بعض رسالوں کا بھی مددگاری میں لکھ مارا۔ اور خواہ مخواہ الہام کو الزام لگایا۔ خوف خدا دل میں نہ آیا۔ اور بقول سعدی تقلید پر ایمان لایا۔ جیسا کہ وہ سردار مومنان ایران اور برگزیدہ محمدیاں بوستاں میں فرماتا ہے۔ ؎

بہ تقلید کافر شدم روز چند۔ برہمن شدم در مقالات ثند

توریت و انجیل کا آپ ٹھیکہ نہ لیجیے اور نہ لوہے پر ایمان نہ دیجئے۔ ان کے محافظ پادری و انگریز ہیں جو محمدیوں سے عقل و دانش میں تیز ہیں۔ جہانتک معلوم ہوا ہے سوامی جی نے کبھی کسی عیسائی و محمدی پر وہ اعتراض نہیں کیا جو قرآن و انجیل میں نہ ہو۔ بلکہ عموماً ان کے اعتراض اس قسم کے ہوتے تھے جنکو سنکر عیسائی و محمدی یا تو ادیان باطلہ سے ہاتھ دھوتے تھے۔ ورنہ اگر تعصب کے سبب حق کے قبول کرنے سے ناچار تھے تو منہ پہ مہر خموشی کے ضرور داغدار تھے۔ بڑے بڑے عیسوی و محمدی مذہب کے دعویدار آئے مگر معقول تردید کے سبب تعصب کی بازی ہار آئے پنجاب کے ایک نامور رئیس نے مجھے امرتسر کے ریلوے سفر میں باثنائے گفتگو فرمایا کہ "سوامی صاحب در حقیقت اعلیٰ درجہ کے پارسا و نیکوکار تھے۔ مجھے سوامی جی کے اپدیش سے تین فوائد ہوئے۔

اول تو مجھے یقین کامل ہو گیا کہ عدالت خداوندی کے آگے شفاعت صرف دھوکھہ بازی ہے نہ وہاں کوئی شفیع اور نہ وکیل مجازی ہے اب میں صدق دل سے مانتا ہوں کہ سوائے اعمال نیک کے اور کسی طرح نجات کا ملنا محال ہے اور شفاعت جیسی گناہ و ہنسائی دلیری دینے والی کوئی مثال نہیں۔

دوم۔ روح کا انادی ہونا بھی انہیں کی کرپا سے میرے ذہن نشین ہوا اور میرا کامل یقین ہوا کہ اگر روح کا انادی ہونا نہ مانا جاوے تو خدا پر الزام بے پیدا کرنیکی اعتیاج لازم آتی ہے حواس کو ان کا محتاج بناتی ہے اور پیدا کرنے سے اس کی تمام صفات کی قدامت ہاتھ سے جاتی ہے اور نہ کوئی معقول وجہ پیدا کرنیکی ضرورت کو اثبات پہنچاتی ہے۔ میں صدہا مولویوں سے سوال کر چکا ہوں کہ خدا نے روح کو کس چیز سے کب اور کیوں پیدا کیا مگر آجتک کوئی جواب کسی نے عنایت نہیں فرمایا۔ اس واسطے میری تسلی ہو گئی کہ وہ بات بالکل حق ہے اور جھوٹھ کا اسمیں مطلق اثر نہیں۔

سوم۔ مسئلہ تناسخ بھی جس پر پہلے ناواقفی کے سبب میرا اعتبار نہ تھا۔ سوامی جی کے تسلی بخش ارشاد سے میرا کامل اعتقاد ہو گیا۔ بغیر تناسخ کے صدہا قسم کے الزاموں سے جو عند العقل اٹھتے ہیں، کسی طرح پرمیشور کی ذات شدہ اور پوتر اور پاک نہیں ثابت ہوتی۔ اسی واسطے آپ کے ست اپدیش سے اب میں بوجہاتہ کامل مانتا ہوں کہ تناسخ یعنی پنر جنم ٹھیک ہے اور اس کے نہ ماننے والا خدا کو ظالم قرار دیتا ہے۔ قطع النظر اس کے گوشت خوری وغیرہ سے بھی طبیعت ایک گونہ بیزار ہو گئی ہے۔"

مرزا صاحب! جبکہ وید مقدس کیا بلحاظ تعلیم کیا بلحاظ توحید غرضیکہ ہر طرح لاثانی ہے تو اس کے کھرا سونا ہونے میں انکار کرنا نادانی ہے۔ ہمیں کسی خاص کتاب سے خصوصاً مخالفت نہیں ہے مگر جو کتابیں حق سے برکنار ہیں اُن سے ہم بھی بیزار ہیں۔

قولہ پنڈت صاحب نہ عربی جانتے ہیں نہ فارسی نہ بجز سنسکرت کے کوئی اور بولی بلکہ اردو خوانی سے بالکل بے بہرہ و بے نصیب ہیں۔

اقول۔ مرزا صاحب نہ سنسکرت جانتے ہیں اور نہ پراکرت نہ گورمکھی جانتے نہ گجراتی۔ غرضیکہ سوائے فارسی کے کوئی اور بولی بلکہ ناگری حرفوں سے بھی حضرت

محروم مطلق اور بے بہرہ اور بالکل بے نصیب ہیں مگر سوامی صاحب سنسکرت کے بہت بڑے عالم و فاضل و آچاریہ تھے اور وید مقدس کے ماہر کامل پس کسی طرح عربی فارسی نہ جاننے سے ان پر الزام نہیں آسکتا۔

قولہٗ - اور اسی وجہ سے وید کی وہ تاویلیں جو کبھی کسی کے خواب میں بھی نہیں آئی تھیں وہ کرتے جاتے ہیں - اور پھر ان بے بنیاد خیالات کو چھپوا کر لوگوں سے اپنی رسوائی کراتے ہیں اور اگرچہ سارے ہندوستان کے پنڈت شور مچاتے ہیں جو ہمارے وید میں توحید کا نام و نشان نہیں اور ہمارے باپ دادا نے یہ سبق کبھی پڑھا بھی نہیں ہے اور وید نے ہمکو کسی جگہ بھی مخلوق پرستی سے منع نہیں کیا ہے۔

اقول - سوامی جی مہاراج کی جو وید مقدس کی تفسیریں ہیں انہوں نے تمام دنیا کی آنکھیں کھول دیں اور ویدوکت توحید کا چرچا نئے سر سے عالمگیر کر دیا - وہ بالکل ویدوکت لغات **نگھنٹو و نروکت** اور صرف نحو - اور برہمنوں کے مطابق ہیں کسی طرح کا اختلاف نہیں - بلکہ ہر ایک منصف مزاج بعد مطالعہ و غور کے حق و باطل کی اصلیت سے واقف ہو جاتا ہے مگر حسود را چہ کنم کو زخود برنج درست - **ہندوستان** کے پنڈت جنہوں نے آپ کے یا آپکے ہمعصروں کے پاس شور مچایا ہے - میمو ریل ارسال فرمایا ہے وہ کون ہیں؟ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ کیوں منہ چھپاتے ہیں؟ اور میدان میں نہیں آتے - وہ پنڈت جو کہتے ہیں کہ وید میں توحید کا نام و نشان نہیں ہے وہ پنڈت نہیں ہیں - قرآن کے اندھے حافظ ہیں - یا کسی **مشن یا محمڈن** سرکار کے ملازم ہونگے - اور حق گوئی سے جبراً انکاری یا نادم وید ہائے مقدس کو آنکھوں سے بھی نہ دیکھا ہوگا - یا صرف دیاکرنی پنڈت ہونگے - یا محض ذات کے پنڈت اور ودیا سے محروم ہونگے - ورنہ کوئی وِدوان پنڈت ویدوکت توحید اور گیان سے ماتما سے منکر نہیں ہو سکتا - جن کے باپ دادا نے ١٠٠+١٠٠=٢٠٠ سال سے توحید کا سبق نہیں پڑھا اسے **پنڈت** کون پکارتا ہے بلکہ برخلاف اس کے **شودر** کے لقب سے ملقب ہونے یوگ ہے منو جی نے ایسے پنڈتوں کے بارہ میں فرمایا ہے - منو سمرتی ادھیائے ٢ کے شلوک ١٥٧ و ١٦٨ کا ترجمہ ذیل میں کیا جاتا ہے

यथा काष्ठमयो हस्ती यथा चर्ममयो मृगः यश्च विप्रो नधीयानस्त्रयस्ते नाम बिभ्रति अ॰ २।१५७

جیسے کاٹھ کا ہاتھی چمڑے کا ہرن ویسے ہی اَن پڑھ برہمن ہے - پس یہ تینوں نام مات‍ر ہی ہیں کام کچھ نہیں کر سکتے"

योऽनधीत्य द्विजो वेदमन्यत्र कुरुते श्रमम् स जीवन्नेव शूद्रत्वमाशु गच्छति सान्वयः।
मनु॰ अ॰ २ श्लो॰ १६८

جو دوج وید کا پڑھنا چھوڑ کر اور پشکوں کی طرف محنت یا کوشش رکھتا ہے وہ مع لواحقوں کے جیتے جی شودر ہو جاتا ہے"

وہ بے بنیاد خیالات نہیں ہیں بلکہ بے بنیاد عمارات کے گرانیوالے ہیں اور توہمات اور فاسد خیالات کے مٹانیوالے - جھوٹھے نبیوں اور کاذب ولیوں کے وسوسات طبعزاد کو جو لوگ الہام ایزدی بتلاتے ہیں وہی دین و دنیا میں اپنی ہتر لیات کی رسوائی کراتے ہیں - صادقوں کی رسوائی کبھی نہیں ہوتی - بلکہ ان کی تکلیف اٹھانے سے قوم کی رہنمائی اور صداقت کی توقیر سوائی ہوتی ہے - آپ بیہودہ شور مچاتے ہیں - اور نافہمی سے دعاوی کر کے اپنی رسوائی کراتے - خدا لوگوں کو آپکے تمرد و فریب سے بچاوے - اور آپ کو ست دھرم پر لاوے۔

قولہٗ - اور اُن صدہا دیوتوں کو جو وید کے متفرق معبود ہیں صرف ایک خدا بنایا جاتا ہے تا وید کے الہامی ہونمیں کچھ فرق نہ آجائے۔

اقول - مرزا صاحب آپ خواہ مخواہ دخل در معقولات دنیا پسند کرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے - صدہا دیوتے وید کے متفرق معبود نہیں ہیں - اور نہ ویدک دھرم والوں کا ان سے کچھ عابدانہ تعلق و مقصود ہے - بلکہ وید کا معبود حقیقی صرف ایک نراکار **پرمیشور** ہے دوسرا کوئی نہیں - ہاں **دیوتا** لفظ کے معنے جہلا لوگ غلط سمجھتے ہیں - اور تحقیق سے گرگر متشکی ہو کر راہ راست سے دور جا پڑتے **دیوتا** دِو दिव دھاتو یا مصدر سے بنتا ہے اس کے پانچ ارتھ ہیں - اول کریڑا - دوسرا قبضہ کرنے کی خواہش تیسرا ہو ہار اندرونی و بیرونی - چوتھا فضیلت - پانچواں عمدگی - روشنی وغیرہ کے ہیں جن سے یہ کام ہوں یا جس میں یہ کار روائی ہو اس کو سنسکرت کی اصطلاح میں **دیوتا** پکارتے ہیں مگر کوئی دیوتا مصنوعی ہماری اپاسنا کے لائق نہیں ہے - پس خلاصتاً **دیوتا** کے معنے ہوئے وِدوان - بزرگ - فاضل روشن یا پرکاش مان تھے + ان تمام معنوں پر اگر کوئی مدعی ہان ذرا بھی غور فرماوے اور حق کی قبولیت کی خواہش کو دل میں لاوے - تب اُسے یقین کامل ہو جاوے کہ معترض کا سوال کس قدر حق سے دور ہے ویدک طور سے اپاسنا یا عبادت کیواسطے تمام دیوتاؤں کا مالک اور سب پرکاشک چیزوں کا پرکاشک ایک **وشودیو** یعنے عالم کل پرمیشور ہے دوسرا کوئی نہیں اور یہی **وید مقدس** کا اعلٰے منشاء ہے ماتا پتا یعنی ماں باپ اور اچاریہ یعنے استاد وغیرہ بزرگوں کو بھی دیوتا کہتے ہیں چنانچہ اس میں اپنشد کا پرمان ہے۔

मातृदेवो भव पितृदेवो भव आचार्यदेवो भव
अतिथिदेवो भव। तै॰ उ॰ ।

خدا آپ کو حق میں آنکھیں عطا کرے اور جہالت کی بیماری سے جو رگ و ریشہ میں موجود ہے، شفا بخشے مرزا صاحب یہی امر خود وید ہائے مقدس سے بخوبی عیاں ہے جسکے واسطے احتیاطاً یہاں ایک پرمان درج کرتا ہوں

यस्य त्रयस्त्रिंशद् देवा अङ्गे गात्रा विभेजिरे तान्वै त्रयस्त्रिंशद् देवानेके ब्रह्मविदो विदुः। अथ॰ १
४—२३—२६ ॥

جو تیتیس دیوتا ہیں وہ سب بیوپارک ہیں - عبارت میں اُن سے کچھ تعلق نہیں وہ پیمائش یعنی بہبودی یا بھلائی کے کسی کام کے نہیں ہیں جس کو ان کی مفصل کیفیت دیکھنی ہو وہ وید بھاش بھومکا صفحہ ٥٦ سے لیکر ٥٧ تک مطالعہ کرے اور نہ ان میں سے کوئی اپاسنا کے یوگ ہے - ان سب کا مالک جو برہم ہے وہی سبکے اپاسنا یوگ ہے دوسرا کوئی نہیں وہی تمہارا ایک مالک ہے"

کٹھ اوپنشد کے ٥ - ادھیائے کے ١٥ - شلوکوں میں اسی وید منتر کی تشریح ہے کہ "سورج - چندرماں - تارے - بجلی - اگنی یہ سب پرمیشور میں پرکاش نہیں کر سکتے - بلکہ ان سب کا پرکاش کرنے والا ایک وہی ہے - کیونکہ تینتیس دیوتے جسے مجموعی طور پر ہم کل جگت کہتے ہیں سب اسی کے پرکاش سے پرکاشمان ہو رہے ہیں - پس جاننے یوگ ہے کہ ایشور سے بھن کوئی پدارتھ سوتنتر یعنے خود بخود پرکاش کرنیوالا نہیں ہے - اس واسطے ایک پرمیشور ہی سب کا معبود ہے - دوسرا کوئی نہیں، بلکہ **شت پتھ برہمن** جو ویدوں کی پرانی دیکھیا ہے اس میں اس کی بابت اور بھی بڑھکر اور مفصل تشریح موجود ہے تا کہ کسی جاہل کو بھی کسی قسم کا شک نہ رہے

"جو ایشور کو چھوڑ کر کسی دیوتا کی اپاسنا کرتے ہیں وہ سیدھے راستہ سے گمراہ ہیں اور ان کی وہ عبادت بالکل وید ورودھ ہے۔ پس وہ انسان نہیں بلکہ دیوتوں کے گدھے ہیں۔ اُن کی کلیان دشوار ہے"۔

جب یہ بات ویدوں اُپ نشدوں اور برہمن گرنتھوں سے خود صاف علانیہ طور پر ظاہر ہو گئی۔ تو اب غور فرمائیے کہ یہ اعتراض کس قدر بیجا اور نارواہے۔ تاکہ وید کے الہامی ہونے میں کچھ فرق نہ آوے۔ "جناب! وید کی الہامی ہونے میں فرق آنا قانون قدرت کا گویا ٹوٹ جانا ہے۔ اور آفتاب پہ جہالت سے گرد اُڑانا۔ یا دریا سے عظیم میں خاروخس ڈالنے سے بند لگانا۔ بعینہ وہی بات ہے جیسے وید کے مقابلہ میں قرآن وانجیل کا لانا اور اُن کے قدامتوں کو دلائل منطقیہ سے ثبوت کرنے کا بیڑا اٹھانا۔

مثل ہے جبکہ پروانہ کے سر پہ موت آتی ہے | تو شمع اسکو کھینچ کر الفت سے لاتی ہے
تکبر اور نخوت کو بھی دل میں اٹھاتی ہے | جنوں کے جوش کو بھی مغز میں اسکے بڑھاتی ہے
نہ جانگی ہوش رہتی جسم کی بھی سدھ بھلاتی ہے | پھر اُسکو اسکے شمشیر برہنہ کر دکھاتی ہے
ہوس نصرت کی بڑھتی ہے تمنا جان کھاتی ہے | غرض کچھ ہو مقابل شمع کے آکر اڑاتی ہے
ادھر وہ آتشیں رو اور ادھر پروانہ نازک جاں | شہادت اسکی ہوتی اور عالم کو ہنساتی ہے
پر پروانہ کی جنبش ہوا اس دم چلاتی ہے | مگر گیا وہ ہوا اس شمع روشن کو بجھاتی ہے
حرارت خون پروانہ کی جو گرمی کھاتی ہے | مقابل شمع کے تیل اور وہ کیا بیش جاتی ہے
تن پروانہ سے ایک نہ رہ خاکستر جو گرتی ہے | بجھانے کے عوض میں شمع کے گل کو گراتی ہے
پسینہ جسم پرواز سے جو گرتا ہے جربی ہو | وہ بتی بن کے اسکا جسم کو اسکے جلاتی ہے
مقابل گیان کے آگیا یہ بات صادق ہے | نہ کام آتا جہاد اور نہ فصاحت کام آتی ہے
بکھر ہو گئے فرقے تمہارے تیرہ صدیوں میں | ترقی سب تمہارے ظلم کی برکت کہاتی ہے
خدا کیواسطے باز آؤ گر کچھ حق کے طالب ہو | وگرنہ اب صداقت جھوٹھ کے سر پر اڑاتی ہے
سراپا چشمۂ وحدت صداقت ہے، واں جس میں ہے | خدا دانی کا ہادی وہ جس سے شناخت پاتی ہے
گیان ایشور کا اور رہبر جگت کا گوشِ دنیا کا | وہ ہے اپدیش ویدوں کا جہالت جس سے جاتی ہے
تعصب چھوڑ کر انصاف سے ویدوں کو تم دیکھو
ہر اک منتر سے بس توحید کی تائید آتی ہے۔

مرزا صاحب اب قرآن کے الہامی ہونے میں فرق آتا ہے۔ اور بہت سے تعلیم یافتوں کے دلوں میں سے تعصب کا پردہ ہٹتا جاتا ہے ۵۰۔ ۷ فرقے پہلے موجود ہیں اور لاکھوں علاوہ ان کے دہریہ وزنانیہ۔ آپ کو اسی واسطے اس چودھویں صدی میں رسول بننے کا دھیان آیا۔ اور رب المسلمین نے بھی عرش سے اس بانسری کو دیکھ پایا۔ بعوض مکہ اور یروشلم اور ایران کے اب قادیان کی باری آئی۔ اور الہام کی ڈاک جاری ہونے لگی تاکہ قرآن کے الہامی ہونے میں کچھ فرق آجائے اور محمدؐ صاحب کے شمشیری خزانہ کو غارت ہونے کی نوبت نہ آئے مگر کوشش بے فائدہ ہست وسمہ برابر دے کور +

قولہ۔ صدق کے عدم ثبوت سے کذب کا ثبوت لازم نہیں آتا جس حالت میں کسی شخص کا کذب ثابت نہیں تو اسپر احکام کذب کے وارد کرنا۔ اور کاذب کاذب کر کے پکارنا حقیقت میں انہیں لوگوں کا کام ہے کہ جن کا دھرم اور پرمیشور اور بھگوان صرف دنیا کا لالچ یا جاہلانہ ننگ وناموس یا قوم یا برادری ہے

اقول۔ معلوم نہیں کہ مرزا صاحب نے یہ بناوٹی منطق کہاں سے سیکھا ہے کیا کسی شخص کا نیک چال چلن ثابت نہ ہونے سے اسکی بد چلنی میں کچھ تبدیلی ہو جاتی ہے اور عدم الصدق تکذیب کر اسے [illegible]

بری کر سکتی ہے؟ جس طرح آفتاب وغیرہ کی روشنی نہ ہونے سے تاریکی موجود ہوتی ہے اور اندھیر المنود۔ اسی طرح کے عدم ثبوت میں کذب کا ثبوت ہے کیا جس وقت ہم کہتے ہیں کہ فلان آدمی سچا نہیں ہے تو سرا ایک آدمی شخص نہیں جانتا کہ وہ جھوٹھا ضرور ہے۔ نہیں معلوم کہ صدق اور کذب کے درمیان آپنے کونسا درجہ مانا ہے۔ جسے نئے الہام کے روسے اعراف گردانا۔ سوامی جی مہاراج نے کبھی کوئی دعویٰ ایسا نہیں کیا کہ جس کا اثبات تاویل طلب ہو بلکہ وہ تو سرا ایک بات کو مخالف سے تسلیم کرا کر اعتراض کیا کرتے تھے۔ فرضی طور پر کسی کے ذمہ الزام نہ جڑتے تھے مگر نامہ نگار گذشتہ راصلوٰۃ کہہ کر اب چند آدمیوں کے اعمالنامہ مع شہادت کے آپ کو تبلاتا ہے اور منصف بھی آپ ہی کو بناتا ہے خدا کرے کہ حق و باطل کی تمیز پاؤ اور رجان عزیز کو تعصب میں ضایع کرنے سے بچاؤ +

(١) جس نے شراب پی اور اپنی دختروں سے جماع کیا جھوٹھ بولا۔ کیا وہ مومن ہے؟ (لوط؟ دیکھو پیدائش توریت باب ١٩۔ آیت ٣٠ سے ٣٨ تک)

٢۔ جس نے بت پرستی کی۔ صدہا عورتوں سے زنا کیا۔ قتل کیا۔ کیا وہ مومن ہے؟ (سلیمان؟ دیکھو سلاطین ١ باب ١١)

٣۔ جس نے جھوٹھ بولا۔ بہن سے جماع کیا۔ کیا وہ مومن ہے؟ (ابراھیم؟ دیکھو پیدائش توریت باب ٢٠۔ آیت ١ و ٢۔ و ٣ و ١٢ اباب ١٢۔ آیت ١٨ و ١٩)

(٤)۔ جس نے قتل عام کرائی۔ زنا کرائے۔ بیگناہ بچے مروائے۔ باکرہ چھوکریوں سے زنا بالجبر۔ جھوٹھ بولا۔ خدا کے الہام کی بیقدری کی۔ کیا وہ ایماندار ہے؟ (موسیٰ؟ دیکھو خروج باب ٣٢۔ آیت ٢٦ سے ٣١ تک۔ اور ١٩ گنتی باب ٣١۔ آیت ٧ سے ١٨ تک و ٣٥ استثنا باب ١ آیت ١٠ سے ١٤ تک)

٥۔ جس نے ایک عورت خاوندوالی سے زنا بالجبر کیا اور اس کے خاوند کو قتل کرایا جھوٹھ بولا۔ کیا وہ مومن ہے؟ (داؤد۔ دیکھو سموائیل ٢ باب ١١۔ آیت ٢ سے ٢٦ تک اور قرآن سورۂ ص)

٦۔ جس نے خاص و عام کے واسطے چار عورتیں اور اپنے واسطے بے تعداد اور خصوصاً ٩۔ ١١۔ ١٨ جایز بتلائیں۔ قتل و جہاد کرائے۔ گوشت خوری کی۔ بت پرستی کی۔ صدہا علمی کتابوں کو جلوایا۔ بے نکاح عورتوں سے جماع کئے اور اپنے اور اپنے بیٹے کی جورو سے دل لگایا اور بے نکاح صحبت کی اور بہت سے الزام بعوض اقراری ہونے کے خدا کے ذمہ لگائے کیا وہ مومن ہے؟ (محمدؐ دیکھو حاشیہ)

٧۔ جس نے بت پرستی کی اور کرائی۔ اور خدا کے نام پر الزام لگایا۔ جھوٹھ بولا۔ لوگوں کو دھوکھا دیا قتل کرایا۔ کیا وہ مومن ہے؟ (ھارون؟ دیکھو خروج باب ٣٢۔ آیت ١ سے ٦۔ اور ٢٢)

(٨) جو خدا کے بغیر کسی کو سجدہ نہ کرے۔ عالم اجل ہو۔ ایک خدا کو مانتا ہو۔ کیا وہ مومن نہیں؟ (شیطان؟ دیکھو قرآن)

اب اگر آپ میں کچھ بھی سعادت اور رشد کا مادہ موجود ہے تو اسپر انصاف فانہ

١ قرآن سورۃ اعراب (٢) قران سورہ انفال ٣ قرآن سورۃ انعام ٤ قرآن نجم۔ ٥ بوستان سعدی دیباچہ یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست کتبخانہ چند ملت بشست ٦ قرآن سورۃ احزاب مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ٢٨٣ ٧ قرآن سورۃ احزاب وتفسیر حسینی ٨ قرآن سورۃ نساء واحزاب وغیرہ

جواب دیجئے۔ ورنہ اختیار باقی ہے۔ ہم انتظار کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو اس بارہ میں اب کیا الہام ہوتا ہے ؛

قولہٗ۔ اگر وہ حق کو قبول کریں اور ہر ایک نوع کی ضدیت چھوڑ دیویں۔ تو پھر ایک غریب درویش کی طرح سب کو چھوڑ چھاڑ کر دین الٰہی میں داخل ہونا پڑے۔ تو پھر پنڈت جی اور گورو جی اور سوامی جی ان کو کون کہے۔ پس اگر ایسے لوگ حق اور راستی کے مزاحم نہ ہوں تو اور کون ہو اور اگر ان کا غضب و غصہ نہ بھڑکے تو اور کس کا بھڑکے ؛

اقول مرزا صاحب کا عموماً عندیہ اس قسم کا ہے کہ انہیں اپنی اندھی چشم نور العین نظر آتی ہے اور دوسروں کی روشن آنکھیں نابینا دکھائی پڑتی ہیں۔ اور ایمانا یقین رکھتے ہیں کہ خر ما اسپ ست و اسپ دیگراں چوں خر ست۔ دین الٰہی کو اکبر شاہی یا غلام شاہی کے دھوکھے سے زینت دنیا الضاف کی آنکھوں پر پٹی باندھنا ہے۔ فاضل کو ناصل لکھنا انسانیت سے اور فرض واجبی بلکہ تعلیم حقانی سمجھو تو آریہ انکو گورو نہیں مانتا۔ ہاں آریہ دھرم یا ویدک ہدایت کے پرچارک جھے اور سب دھرم کے پرکاشک۔ سوامی جی صرف سنیا سیوں کا خطاب ہے اور ایک واجبی آداب و القاب حق کی مخالفت کرنا اسلام کا فرض ہے نہ کہ آریوں کا سوامی جی ایک غریب درویش تھے اور راستی پسند و صداقت کیش۔ آپ اسی واسطے تو مقابلہ سے منہ چھپاتے رہے۔ اور جہاں تک ہو سکا موقعہ کو ہاتھ سے گنواتے رہے۔ وہ گورداسپور آئے اور عرصہ تک براجمان رہے وہاں سماج قایم کی اور کئی مباحثہ کئے۔ ویاکھیان دیئے اور قادیان کے معزز ممبر انکی ملاقات کو گئے اور شکوک رفع کئے۔ مگر آپ خواب غفلت سے نہ جاگے چار آنہ کرایہ یکہ کا گوارا نہ کیا سوامی جی پھر امرتسر میں تشریف لائے اور آپکو جواب بھجوائے کہ خدا کے واسطے آئے اور تسلی فرما جایئے۔ اگر حق سمجھے تو ایمان لایئے ورنہ تسلی و شانتی کو کام مایئے مگر تشریف ضرور لایئے۔ جواب کے پہنچتے ہی لرزہ جاری ہوا اور وسواس طاری۔ الہام فراموش ہوا۔ اور اسلام حلقہ بگوش۔ حالت مرگ نازل ہوئی اور نزع روان کی نوبت حایل قادیان سے باہر نہ نکلے۔ اور بارہ آنہ کرایہ کے خرچ نہ کیئے۔ اور نہ مقابلہ کی جرات شرم و حیا سے ہاتھ دھو حق سے منہ چھپائے رہے اور وہیں قادیان کے بیت المقدس میں تسبیح ریا پھیر کر باتیں بناتے رہے۔ اگر اسلام کو چھوڑ آریہ دھرم قبول کرتے اور بیجا طمع رسالی اور ضدیت اسلامی سے کنارہ کر راستی کو دل میں دھرتے یا اگر عدم قبول حق کے سبب خدا سے ڈرتے تو ویدک دھرم کے قبول کرنے میں ایک غریب درویش (سوامی جی) کی طرح سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ایشر بھگت دھرم میں داخل ہونا پڑتا اور زبانی الفانوں کے سوا صندوق میں روپیہ کہاں سے آتا۔ حضرت اندھوں میں کانا راجا ہوتا ہے مگر آنکھ والوں کے حضور بیقدر رہتا ہے۔ ویسے ہی آریوں کے نزدیک آپ کی فضیلت نہ چل سکتی اور نہ الہام کے بناوٹی احکام چلتے اور خدا کے انادی الہام ویدوں پر ایمان لانا پڑتا۔ نئے نئے فقرے کہاں سے تراش سکتے۔ آپ کو مرزا جی۔ مجدد جی۔ الہامی جی۔ مرشد جی۔ گوگا پیر اور دھونکلی پیروں کا جانشین۔ قادیان والا میاں دسوندھی بیگ وغیرہ کون مانتا ؛

پس اے ناظرین ان واقعات پر غور فرما کر بتلاویں۔ کہ اگر ایسے لوگ ویدک دھرم کی راستی و صداقت کے پھیلانے میں مزاحم نہ ہوں تو اور کون ہو۔ اگر مرزا صاحب جیسوں کا غصہ و کرودھ نہ بھڑکے تو کس کا بھڑکے۔ اگر اس قدر مسلمانوں کو آریہ ہوتے دیکھ ایسے طامع لوگوں کی گھبراہٹ نہ بڑھے تو کس کی بڑھے۔ اگر انکے دل میں آگ نہ لگے تو کہاں لگے۔ اگر ان کے اوسان خطا نہ ہوں تو کس کے ہوں اگر یہ لوگ ڈوبتی ناؤ اسلام کے بچانے میں ہاتھ پاؤں نہ ماریں۔ تو کون مارے۔ اگر یہ ملاں لوگ ایسے وقتوں میں الہام کے مدعی نہ ہوں تو اور کون ہو۔ اگر یہ لوگ داؤ پیچ کھیلکر فاقہ مستی سے کاغذی روپیوں کا اشتہار نہ جاری کریں۔ تو اور کون کرے۔ اگر ان لوگوں پر خواب حرام نہ ہو تو کس پر ہو تو کس پر ہو۔ اگر ان کے دہان طمع میں پانی نہ بھرے۔ تو کس کے بھرے۔ اگر ان لوگوں پر خواب حرام نہ ہو تو کس پہ ہو۔ اگر ایسے نازک موقعہ پر ان کے شکم میں چوہے نہ دوڑیں اور کھلبلی نہ ڈالیں تو کس کے ڈالیں۔ غرضیکہ لوگوں کے زیادہ آریہ ہو جانے سے جو کچھ نقصان ہے وہ انہیں کا ہے اور جتنا گھاٹا ہے وہ انکا ہے

حسن قد رفیقان ہے سارا ہی مرزا آپکا / آریوں نے رزق بس مارا ہے مرزا آپکا
ہنجر و تلی کھل گئی قلعی ساری ان دنوں / داؤ جو تھا مکر کا ہارا ہے مرزا آپکا
سکہ ہا سے معجزہ تلبیس ثابت ہو گئے / اندروں تا بنا بیروں پارا ہے مرزا آپکا
آب زمزم بلکہ کہتے تھے جسے آب حیات / وہ کنواں ثابت ہوا کھارا ہے مرزا آپکا

قولہٗ۔ ان کو تو اسلام کی عزت ملنے سے اپنی عزت میں فرق آتا ہے۔ طرح طرح کے وجوہ معاش بند ہوتے ہیں تو پھر کیونکہ ایک اسلام کو قبول کر کے ہزار آفت خرید لیں یہی وجہ ہے کہ سچائی پر یقین کرنے کے لئے صدہا سامان موجود ہیں اسکو تو قبول نہیں کرتے۔ اور جن کتابوں کی تعلیم حرف حرف میں شرکت کا سبق دیتی ہے اس پر ایمان لائے بیٹھے ہیں ؛

اقول۔ تف اے کیدی باین کج فہمی تو کون سی اسلامی عزت جو انہیں ماننے سے انکار تھا۔ کونسی اسلام میں خوبیوں کی خبردار تھی جنسے وہ خبردار نہ تھے۔ اسلام میں خوبیاں؟ اسلام میں عزت کے آثار!! زنہار زنہار از قرین بد زنہار!!! ؎

قتل عالم نشان اسلام ست / تیغ در کف بیان اسلام ست
غمزہ شیطان و حیر از یزداں / درود قبضہ عنان اسلام ست
باخدا مشترک محمد شد / کلمۂ شرک جان اسلام ست
دور سے وصل حور و غلمان ہم / این نجات و جنان اسلام ست
گشت ویران ز جور او عالم / دین بالجبر شان اسلام ست
دخل در دین ز علم و عقل حرام / سنت عالمان اسلام ست
بس کتب خانۂ علوم لطیف / سوختہ در زمان اسلام ست
قتل و غارت گری مریدیراں / یادگار شہان اسلام ست
از حدیث انا نبی بالسیف / جو ہر ظالمان اسلام ست
قادیانی ز بعد ختم رسل / ننگ پیغمبران اسلام ست
ہر کہ شک آورد شود کافر / بے دلیل این بیان اسلام ست

مرزا صاحب! وہ کون سے وجوہ معاش ہیں جن کے بند ہو جانے کا انہیں فکر تھا خدا کو حاضر ناظر جان اگر آپ بیان کریں تو ہم اسی سے آپکی راستی کا امتحان کریں۔ اور قرآن کے بطلان کو بعد اس کے عیان کریں۔ ورنہ آپ کی گالی گلوچ سے ہم تسلی یاب نہیں ہوتے خواہ عمر بھر دیتے رہو۔ ہر بات کو دلیل سے بیان کرو اور حق پسندی کے ارادہ سے اول اپنے گھر میں اسپر دھیان دھرو۔ یعنی اول تو لو پھر منہ سے بولو۔ بقول سعدی کہ برہان قوی بیار و معنوی۔ نہ رگہائے گردن بحجت قوی۔ وید مقدس کی نسبت ایسے الفاظ جزاک اللہ۔ اگر ایک جگہ بھی کوئی فاضل آدمی وید مقدس سے شرک کا ایک حرف بھی نکالکر ثبوت فرماوے۔ اور علانیہ تبلادے تو ہم اسی وقت جو شرط کریں دینے کو تیار ہیں اور

اس شرک کی تعلیم کو ترک کرنے پر مستعد - مگر کوئی غیر مذہب والا اس معاملہ میں مقابلہ نہیں کرتا مقابلہ تو درکنار حرف اقرار زباں پر نہیں دھرتا ہاں میری مراد اس جگہ مقابلہ کرنے والوں اور مستعد ہونیوالوں سے سنسکرت کے فاضلوں سے ہے - نہ کہ عربی کے ملانوں اور انگریزی کے بابوؤں سے ، تو اس حالت میں ہم ایسے وساوس کو جیسا کہ آپ کرتے ہیں سوائے زبانی بکواس کے اور کیا مانیں - اور کس طرح معتبر جانیں ہم قران شریف سے شرک و بت پرستی و آتش پرستی بحوالہ آیت قرآنی و ترجمہ مسلمہ کے عوض (اسی کتاب ہیں) کر دینگے - اول تو کوئی دنیا بھر کا مسلمان جواب دیوے ہمیں برہان ساطع چاہئے نہ کہ صمصام قاطع -

بعد ازاں وید سے شرک بت پرستی نکالکر بتلا دیں - اور مقابلہ کرا دیں زبانی جمع خرچ دولتمندی نہیں ہے بلکہ فاقہ مستی - گھر بیٹھے گالی گلوچ نکالنا جواب دینا نہیں ہے بلکہ تنگ دستی - ہے

دہن خویش بدشنام میالا صایب
کیں زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

قولہ - اگر ان مقدموں کو کہ جنکی راستبازی پر ایک نہ دو بلکہ کروڑہا آدمی گواہی دیتے چلے آتے ہیں - بغیر ثبوت اس کے کہ کسی کے سامنے انہوں نے مسودہ افترا بنایا - اس منصوبے میں کسی دوسرے سے مشورہ لیا یا وہ راز کسی شخص کو اپنے نوکروں یا دوستوں یا عورتوں سے بتلایا - یا کسی اور شخصوں نے مشورہ کرتے یا راز بتلاتے پکڑا آپ ہی موت کا سامنا دیکھ کر اپنے مفتری ہونے پر اقرار کر دیا - یوں ہی جھوٹھی تہمت لگانے پر تیار ہو جاتے ہیں *

اقول - مریدوں اور اُمت کی گواہی اگر اعتبار پذیر ہے تو مرزا صاحب سب کے پو بارہ ہیں - چنانچہ مثل مشہور ہے - پیراں نمے پرند مگر مریداں مے پرانند اسی طرح ایک مرید یقین کرتا ہے - پیر من خس ست و یقین من بس است - اسی طرح مسلمان بھی یقین کرتے ہیں اور خورد سالی سے یہی باتیں بچوں کو تلقین - پس اگر زیادہ مریدوں والے کا راست بیان ہے تو دنیا میں بودھ سے بڑھکر کسی کا خاندان نہیں اور عیسائی اور ہنودوں سے زیادہ کسی کا خان و مان نہیں -

ثبوت افترا پردازی و مسودہ بازی و مسودہ سازی آپکے بزرگوں کا اگرچہ بہت کچھ ہے مگر تھوڑا سا مشتے نمونہ از خروارے ذیل میں عیاں کرتا ہوں - غور فرمایئے

اوّل - ملازمت خدیجہ ایک مالدار عورت کی **محمد صاحب** کے واسطے حصول نبوت کا پہلا ذریعہ ہے - جوں ہی دور دراز ملکوں میں سفر کے واسطے جانا ہوا - نئی نئی ہوا لگی - نئی نئی باتیں سنی طبیعت نے گرم سرد زمانہ دیکھ کر اور ہی رنگ جمایا اور قدیمی بت پرستی میں چین نہ آیا (دیکھو قرآن ترجمہ عبد القادر دہلوی صفحہ ۶۲۳)

دوم - جب خدیجہ پڑھی لکھی عورت نے محمد صاحب کو جوان اور کماؤ ملازم پایا بیوہ تھی شادی کا دھیان آیا - اور اُس سے نکاح بندھوایا - اور سب مال اس نے حوالہ کیا - (دیکھو توان صفحہ مذکور) لائف محمد مطبوعہ سنہ ۱۸۲۳ء صفحہ ۱۱ تا ۱۳ - انگریزی بمقام کلکتہ)

تب دونوں کی رازداری اور غمگساری سے طبیعت کو ٹکا لگی - دن رات کی صحبت سے تمام حالات گذشتہ انبیاؤں کے برزبان یاد کئے - اور کچھ زیادہ تجربوں نے مختلف مذہب والوں سے فایدہ پہنچائے اور پیغمبری کی ہوا سر میں سمائی - اور رند نوشت کے مزاج نے عالم بالا کی سیر دکھائی - وہی استاد ژند والا جبرئیل آ حاضر ہوا اور آسمانوں کی سیر کرائی

سوم - علیؓ نامی پہلوان کو (جو حضرت کا چچا زاد بھائی تھا) زیادہ رازدار بنانے کی غرض سے اپنی بیٹی فاطمہؓ سے نکاح کرا دامادی کے سلسلہ میں لایا - اور دو اور لڑکیاں ام کلثوم و رقیہ - عثمان نامی فصیح اور بلیغ آدمی کے حوالہ کر کے بھی تیسرا رازدار بنایا - اور فرو النورین کا خطاب دیکر ڈبل دامادی کے زنجیر میں پھنسایا - جس نے بیاس محبت مرگ تک اسلام کو عمدہ طور سے چلایا - اور اسی طرح عمرؓ اور ابوبکرؓ سے یارانہ بنایا - اور کسی کو کسی طرح اور کسی کو کسی داؤ سے ملایا - غرضیکہ یا پنج پنج مل کیجے کاج - ہارے جیتے آئے نہ لاج -

چہارم - مکہ سے باہر ایک غار حرا تھی اس کو مصلحت گاہ قرار دیکر ہر رات کو پانچوں وہاں تشریف لے جاتے اور مصلحت فرماتے - چنانچہ یہ سب حال (معارج النبوۃ و مدارج الفتوۃ مطبوعہ نولکشور ماہ نومبر سنہ ۱۸۸۷ء صفحہ ۸۹ سے ۹۷ تک رکن دوم میں اور صفحہ ۹۸ سے ۱۰۰ تک اور اسی طرح رکن چہارم کے صفحہ ۳۵ سے ۴۴ تک اور صفحہ ۹۳ سے بخوبی واضح ہوتے ہیں - اور تواریخ حبیب اللہ صفحہ ۶۳ - اور یہی ذکر قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے اور مدارج النبوۃ جلد دوم نولکشور صفحہ ۲۷۲ میں بھی مذکور ہے *

ان دنوں میں جس شخص نے کوئی اعتراض اٹھایا - حضرت علیؓ نے جھٹ ذوالفقار سے انکا سر اتار گرایا - وہ عاجز مرحوم شہید کہاں سے آنکر افترا پردازی کا ثبوت دیویں - اس وقت کسی شخص افترا پردازی کا ثبوت دینے کو تیار ہوتے - مگر وہاں تو سنتا کون - ایک سے ایک متعصب اور امنا و صدقنا کے پیرو - اور من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو - کے اقرار نامہ پر صدق دل سے دستخط کر چکے تھے - کئی سعیان و گواہان افترا پردازی کے واسطے احکام و انعام گرفتاری جاری کئے - کشتوں سے قریب کشتوں کے پشتے لگے پھر صلح ہوئی - مرزا صاحب ان دنوں پیغمبری کی نا بالغی کا دور تھا - اور ہر طرف دم دلاسے کا مسودہ اور طور تھا - غرضیکہ اسی مسودہ کا یہ مضمون ہے جس کے حرف حرف و لفظ لفظ سے صداقت و حق پسندی کا خون ہے -

قولہ - انبیا وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ہی کامل راستبازی کو قوی حجت پیش کر کے دشمنوں کو بھی الزام دیا *

اقول - ایسے اگر بہم نرسد خر غنیمت ست - انبیا اگر نہ سہی - اولیا ہی سہی رسول نہ سہی الہامی ہی سہی - کچھ ہو ہمیں تحقیق حق منظور ہے - آپ اپنی ہی راستبازی کا ثبوت دیجئے اور کسی طرح حرفہ نہ کیجئے - انبیا تو آپ نہیں ہیں مگر آپ قادیانی پیغمبر ضرور ہیں - سب سے اول آپ اپنی بابت ثبوت دلوایئے اور نیک چال چلن اور خوش معاملگی کی تصدیق کرایئے - اگر نہیں ہے تو آپ مشتے نمونہ از خروارے سب انبیاؤں کے مصداق ہیں اور حرکات لا یعنی میں طاق - ہم آپ کو ہی خاتم الانبیا جانیں گے - اور مہر نبوت آپ ہی کی پشت پر مانیں گے - ہے

بیا مرزا رہا کن شرمساری ÷ ز صاف و درد پیش آر آنچہ داری

براہین الاحمدیہ کی جلد نمبر ۴ کے دیباچہ کے اعتراض اول کا جواب

مرزا صاحب اس جلد کے آغاز میں مسلمانوں کی تنگ حالت اور انگریزی گورنمنٹ پر کچھ تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

قولہ - فی الحقیقت یہ سچ ہے کہ جس قدر انکے ہمسایوں آریوں کی نظر میں ایک ادنے

حیوان گائے کی عزت اور توقیر ہے۔ اُن کے دلوں میں اپنی قوم اور اپنے بھائیوں اور اپنے دین کی مہمات کی بھی اس قدر عزت نہیں ؎

اقول۔ اس جگہ ہمیں شیخ سعدی کا قول یاد آیا جو اس نے گویا اسی موقعہ کے لئے بنایا ہے۔ ع

گاوان خران باربردار ؎ بہ از آدمیان مردم آزار

دینی مہمات سے مراد مرزا صاحب کی صرف براہین الاحمدیہ کی امداد ہے۔ نہ کہ کچھ اور چنانچہ اس کی اصلی کیفیت ناظرین کو اس اشتہار کے مطالعہ سے (جو از جانب مرزا امام الدین صاحب کے شایع ہوا تھا) معلوم ہو جائیگی جو اسی کتاب کے آخر میں مندرج ہے۔

قولہ۔ محقق پنڈتوں کو خوب معلوم ہے کہ کسی وید میں گائے کا حرام ہونا نہیں پایا جاتا بلکہ رگ وید کے پہلے حصہ سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وید کے زمانہ میں گائے کا گوشت عام طور پر بازاروں میں بکتا تھا۔ اور آریہ لوگ بخوشی خاطر اس کو کھاتے تھے ؎

اقول۔ مرزا صاحب ہمیشہ راستی سے کنارہ کرتے اور جھوٹے الزام فریق ثانی پر دھرتے ہیں۔ تعصب اندرونی اُن کے تار پود سے نمود ہے۔ بیجا ضد بیت اور درشت زبانی ان کا اصلی مقصود۔ نہیں معلوم کہ خدا کو حاضر ناظر جان کر جھوٹھ بولنے سے کیوں نہیں شرماتے اور کس واسطے لایعنی کو اس سے اپنی ہنسی کراتے ہیں۔ ایک شخص کا مقولہ ہے کہ "دروغگو را حافظہ نباشد" وہ مرزا کے حق میں زیبا ہے اور ہمارے علیم عا چنانچہ وہ خود آگے چل کر اسی جلد نمبر ۴ کے صفحہ ۲۳۸ میں تحریر کرتے ہیں۔ کیا "رحم اور عفو کی تاکید بت پرستوں کی پستکوں میں کچھ کم ہے۔ بلکہ سچ پوچھو تو آریہ قوم کے بت پرستوں نے رحم کی تاکید کو اس کمال تک پہنچایا ہے۔ کہ بس حد ہی کر دی ان کے ایک شاستر کا اشلوک اس وقت ہمکو یاد آیا ہے۔ جس پر تقریباً سارے ہندوؤں کا عمل ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ اہنسا پرمو دھرما۔ یعنے اس سے بڑا دھرم اور کوئی نہیں کہ کسی جاندار کو تکلیف نہ دی جاوے۔ اسی اشلوک کے رو سے ہندو لوگ کسی جاندار کو آزار دینا پسند نہیں کرتے"

چونکہ سچ چھپانے سے نہیں چھپتا۔ اور کسی نہ کسی پہلو میں ظاہر ہو جایا کرتا ہے۔ خود متعصب جفا کیش کی قلم سے بھی ٹھیک سچی بات تحریر ہو گئی۔ جس سے اس کی پہلی یاوہ گوئی کی خود ہی تردید ہے۔ بلکہ اس کے متعصب اور کاذب ہونے کا ثبوت مزید۔ سچ ہے اس بیت الحرامی کو حرام حلال کی تمیز نہیں اور اسکی مرا طبیعت میں سوائے تن خوری کے حرام و حلال اور کوئی چیز نہیں ؎

گر تجھے شرم کچھ ہے اے مرزا ؎ خنر ساری سے ڈوب کر مر جا
جھوٹھ کی دی خدا نے تجھکو سزا ؎ خود تیرے قول سے کیا رسوا
خود لکھی اپنے جھوٹھ کی تردید ؎ اس سے رسوائی اور کیا ہے مزید
اپنے فرضی ہمزا سے سیکھ ریا ؎ آپ منسوخ اپنا قول کیا
یہ جو بیہودہ بک رہا ہے تو ؎ سگ دیوانہ بن گیا ہے تو
جبکہ بدلا ہے جامۂ انساں ؎ پھر حیا شرم و عقل و ہوش کہاں
جس تناسخ سے سخت منکر تھا ؎ دیکھ اب مبتلا خود اس میں ہوا
ہے نہ اشلوک بلعم باعور ؎ تجھکو دی ہے خدا نے اتنے قصور

؎ صفت تن اصحاب کہف دشتم سگ بخوف دقیانوس بادشاہ گریختہ در غار ے پنہاں شد ند حق تعالیٰ در قیامت سگ را از برکت ایشاں بہشت ہشتم بلعم باعور کہ بزمان موسیٰ مرد کامل بود دبسبب شرارت نفسانی خود آخر کار خوار و شد وبہشت خواہد برد۔ دبلعم بتا نیب سگ کور بدرد زخ"۔ مجمل از حاشی علی بخش گلستان سعدی بلعوسل

اب ہم خوک و خمر کی کیفیت سمجھاتے ہیں۔ اور ان کے حلال ہونے کی شہادت تبلاتے۔ خوک اگلے نبیوں کے دین میں حلال ہے۔ اور جو آریان عیسے کا اسپر صدق دل سے اقبال انجیل کے رو سے نوشجان فرماتے ہیں۔ اور حلال و طیب ٹھہراتے (دیکھو انجیل اعمال باب ۱۱۔ آیت ۶ سے ۹ تک) انجیل طیطس باب ۱۔ آیت ۱۵) انجیل رومیاں باب ۱۴۔ آیت ۲ کی شرح مطبوعہ سال ۱۸۹۰ء ؎

شتر جو بمنزلہ سور ہے (دیکھو توریت احبار باب ۱۱ آیت ۴) اس کو تمام مومنین کھاتے ہیں۔ شراب کا پینا تمام گذشتہ نبیوں کے مذہب میں بے وسواس ہے۔ اور قرآن کے رو سے بھی منافع للناس۔ حضرت نوح و لوط و سلیمان و عیسے وغیرہ نبی شراب پیتے تھے۔ اور اسی کے سہارے جیتے تھے (دیکھو توریت پیدائش باب ۹۔ آیت ۲۱۔ اور باب ۱۹ آیت ۳۰ سے ۳۸ تک۔ اور یوحنا انجیل باب ۲۔ آیت ۱ سے ۱۱ تک۔ اور لوقا باب ۲۲ آیت ۲۰۔ اور قرآن سورۃ بقرہ و سورۃ نحل) آپ کے پیغمبر صاحب بھی جنت میں اس کے پیر مغان ہیں۔ اور ان کی بدولت تمام مومناں سرشار و سرگردان (دیکھو قرآن میں ذکر شراباً طہورا)

اب اصل جواب تحریر کرتا ہوں کہ نہیں معلوم وہ محقق پنڈت کون ہیں۔ جن کو وید مقدس میں گائے کے مارنیکی ممانعت نہیں دکھائی پڑتی۔ آدیں اور اس منتر کو آنکھیں کھولکر اور اگر کم دکھائی دیتا ہو عینک لگا کر مطالعہ کریں ؎

अस्मिन् गोपतौ स्यात बह्वीर्यजमानस्य पशून्पाहि ॥ यजु॰ अ॰ १ मं॰ १ ।

یہ منتر یجروید کے پہلے ادھیائے کا پہلا منتر ہے۔ پرماتما آگیا دیتا ہے کہ "اے منشیو پرشارتھ کی سدھی کے لئے سرداو پکار اور دھن کے سیوں والے ہو کر گائے وغیرہ مفید جانوروں کی حفاظت کو مقدم جانو جس سے تمہاری بل اور بدھی بڑھتی رہے"

یجروید کے شروع میں یہ شرح ہدایت موجود ہے تو پھر معترض کا دعوے سراپا مردود ہے۔ علاوہ براں رگ وید کے پہلے ادھیائے میں اس قسم کی کوئی ہدایت نہیں ہے۔ اور نہ گائے کی نسبت کوئی منتر کہیں ہے۔ البتہ رگوید کے اشٹک ۱۔ ادھیائے ۴ ورگ ۹ کا بارھواں منتر ہے۔

नेव भद्रं रक्षस्विने नावेद्यो नोपया उत। गवे च भद्रं धेनवे वीराय च श्रवस्यतेऽनेहसो व ऊतयः सुऊतयो व ऊतयः ।

ترجمہ۔ اے سرب سوامی در کھشک (ایشور) آپ کلیان دایک ہیں۔ دُشٹ آتما اور ہنسک جن (خونخوار آدمی) آپ کے نیائے سے ہمیشہ سزا کو پاتے ہیں اور پوتر آتما اور دیاوان (رحمدل) لوگ ہی آنند اور شانتی یعنے راحت حقیقی کے مستحق ہیں ہمیں اپنی کرپا سے ہی شم دم (ریاضت و عبادت) بکیت اندریوں (حواسوں) اور گوؤں اور شبہ سنتان یعنے نیک اولاد اور اتم دھن سے فیضیاب کر کے سدا دیا درشم ادی سرشٹ گنوں میں پیدورت کیجئے آپ کے سوا کوئی رکشک نہیں ہے ؎

اس کے مطالعہ سے مرزا صاحب وسوسات شیطانی کو دور فرمایئے اور اس قسم کی جلادانہ و ظالمانہ تحریر سے باز آکر جھوٹھ لکھنے سے شرمایئے۔ ورنہ ع

سرانجام جاہل جہنم بود ؎ کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

قولہ۔ اور حال میں ایک بڑے محقق یعنے آنریبل مونٹ اسٹوارٹ الفنسٹن صاحب

بہادر سابق گورنر بمبئی نے آریہ قوم میں ہندوؤں کی مستند پستکوں کے روسے ایک کتاب بنائی ہے جس کا نام تاریخ ہندوستان ہے۔ اس کے صفحہ ۹۷ میں منو کے مجموعہ کی نسبت صاحب موصوف کہتے ہیں کہ اس میں بڑے تہواروں میں بیل کا گوشت کھانے کی برہمنوں کو تاکید کی گئی ہے۔ یعنے اگر نہ کھاویں تو گنہگار ہوں۔

اقول جو شخص علم سنسکرت سے ناواقف ہو وہ اگر سنسکرت کی کتابوں کی تواریخ بنائے تو کوئی انصاف پسند کبھی مان سکتا ہے کہ وہ صحیح ہوگی۔ اسی طرح معترض نے بھی کوئی عبارت منوسمرتی کی درج نہیں کی۔ گورنر صاحب بمبئی نے اگر لکھا ہے تو ناواقفیت زبان سنسکرت سے اسکا قول ہمارے واسطے آیت حدیث نہیں ہے۔ البتہ یہاں سے یہ تحریر کرتا ہوں کہ منوسمرتی میں اس معاملہ کی قطعی ممانعت ہے۔ جیسا کہ شلوک ہائے ذیل سے واضح ہے

गोवधोऽयाज्यसंयाज्यपारदार्यात्मविक्रयाः।
गुरुमातृपितृत्यागः स्वाध्यायाग्न्योः सुतस्य च॥
उपपातकसंयुक्तो गोघ्नो मासं यवान्पिबेत्।
कृतवापो वसेद्गोष्ठे चर्मणा तेन संवृतः॥
अनेन विधिना यस्तु गोघ्नो गामनुगच्छति।
स गोहत्याकृतं पापं त्रिभिर्मासैर्व्यपोहति॥
मनुस्मृति अध्या० ११ श्लो० ६०. १०८. ११६

ترجمہ نمبر ۶۰۔ گائے کا مارنا۔ یگ کے ایوگ سے یگ کروانا۔ پر استری گمن اپنے کو بیچنا۔ گورو ماتا پتا پتر سیوں کا چھوڑنا۔ شرتی کا نت نہ پڑھنا۔ یہہ سب اُپ پاتک ہیں یعنے گناہ ہیں۔

ترجمہ نمبر ۱۰۹۔ گائے مارنے والا گنہگار مہینہ بھر جو پئے اور داڑھی۔ مونچھ کے سب بال منڈوا کر۔ اس گائے کا چرم اوڑھ کر گوشالہ میں تین مہینہ بھر رہے۔

ترجمہ ۱۱۶۔ جو گائے کا مارنے والا اس ودہی سے گائے کی سیوا اور انوسرن کرتا ہے وہ تین مہینہ میں گوہتیا کے پاپ سے چھوٹ جاتا ہے۔

جب منوسمرتی میں معترض کے اس دعوے کا ذبانہ کا کہیں نشان نہیں ہے اور نہ شہادت کوئی ثبوت کسی قسم کا وہ لکھتا ہے۔ پس اے ناظرین! ہمیں کہنا پڑا

نہ بک انتہا العیں کوتاہ اندیش — کہ ہوگا چاہ کن را چاہ در پیش

ان تمام اعتراضات لا یعنے سے آپ جان سکتے ہیں۔ کہ کس قدر اس الہامی کے سینہ میں بغض و جہالت و جھوٹھ نے جاگیر کر لی ہے۔ جس سے پرہیز کرنا اسے اعضاء رئیسہ کی معطلی معلوم ہوتی ہے۔ مگر سوائے اس کے معترض سنی سنائی باتوں اور تعصب محمدیہ کو اگر کنارہ کر کے غور کرے تو بھی اسے واضح ہو جاویگا۔ کہ گاؤکشی کیا بلحاظ صحت اور کیا بلحاظ گناہ اور کیا نقصان ملک و تنزل نسل کے خیال سے ہر طرح بری ہی بری ہے (دیکھو کتاب گئو رکھشا مصنفہ پنڈت جگت نارائن صاحب شرما ساکن بنارس جس میں وید و قرآن اور انجیل و توریت و ڈاکٹروں اور حکیموں اور سنسکرت و فارسی کی اخلاقی کتابوں کے روسے گاؤکشی کے نقصان اور گئو رکھشا کے فواید بتلائے ہیں اور اسی طرح گوکرنا ندھی (مصنفہ فاضل اجل سری سوامی دیانندجی مہاراج جس میں انہوں نے وید مقدس کی شرتیوں اور دلایل معقول سے اس کے مارنے نقصان نہایت عمدگی سے بتلائے

ہیں اور یہ دونوں کتابیں اس وقت تک لاثانی اور لاجواب ہیں اور ہر ایک آریہ سماج سے مل سکتی ہیں۔

قولہ۔ اور ایسے ہی ایک اور کتاب انہیں دنوں میں ایک پنڈت صاحب نے بمقام کلکتہ چھپوائی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ وید کے زمانہ میں گائے کا کھانا ہندوؤں کے نزدیک دینی فرایض سے تھا۔

اقول۔ چونکہ معترض نے کتاب کا نام اور کاتب کا نام و پتہ نہیں لکھا ہے اور نہ وہ مقام لکھا ہے جہاں سے ملتی ہے اور نہ کوئی اور نشان۔ اس واسطے جواب خشت سنگ آمد مناسب۔ مگر تہذیب مانع ہے۔ ہم مرزا صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں کہ ان کے ایک سید صاحب فرماتے ہیں کہ عرب کے جنگل کا کالا سُور حرام ہے ولایتی سفید سور حلال ہے خرما کی کشید عرب کے وحشیوں کے ساتھ کی بنی ہوئی شراب خراب ہے۔ رم و برانڈی حلال و طیب۔ اور اس کے پینے کی شرع میں ممانعت نہیں۔ آپکا خواجہ صاحب لسان الغیب فرماتا ہے۔ ؎

ببیں ہلال محرم بخواہ ساغر راح — کہ ماہ امن و امان ست سال صلح و صلاح
بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند — چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند
نگہ ہمت کہ ہمہ سال مے پرستی کن — سہ ماہ مے خور و نہ ماہ پارسا میباش
بدہ ساقی مے باقی کہ در جنت نخواہی یافت — کنار آب رکناباد و گلگشت مصلےٰ را
آن تلخوش کہ صوفی ام الخبائث خواند — اشھی لنا و احلیٰ من قبلۃ العذارا

علاوہ براں آپکے ظہیر الدین بابر بادشاہ غازی فرماتے ہیں ؎

نوروز و نوبہار و مے و دلبر خوش است — بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

اسی طرح قصص الہند حصہ دوم بذکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کے صاف طور پر لکھا ہے کہ بادشاہ نے حکم جاری کیا کہ "شیر اور سور بہادر جانور ہیں۔ ان کا گوشت بھی شجاعت بخشتا ہے۔ شراب اتنی پیو کہ بدمست نہ کر دے"[1] وغیرہ۔

ان کے علاوہ مسلمانوں کی مذہبی کتابوں سے بھی ہمارے پاس بہت ثبوت موجود ہیں۔ مگر زیادہ ثبوت ہمیں اس وقت دینے کی ضرورت ہوگی۔ جبکہ معترض بھی کسی مذہبی کتاب کی عبارت اصلی تحریر کریگا۔ معترض کہہ سکتا ہے کہ سور اور شراب کے ثبوت ہماری اور مذہبی کتابوں سے نہیں دئیے۔ ہماری طرف سے یہ صاف جواب ہے کہ آپ نے کونسی دھرم پستک سے اثبات پہنچایا۔ الغرض اور ایک گمنام پنڈت کے مقابلہ میں ایک گمنام سید اور ظہیر الدین و اکبر بادشاہ اور حافظ اور انجیل و توریت گواہ کافی ہیں۔ اے ناظرین وید مقدس و شاستر متبرک کے روسے گوشت خوری عموماً۔ اور گاؤکشی خصوصاً ممنوع ہے جسکو کلام ہو علیحدہ مباحثہ کرنے کو ہم موجود ہیں۔

معجزات وکرامات والہامات وخوارق عادات

براہین الاحمدیہ جلد سوم صفحہ ۲۵۵ سے ۲۷۸ تک

اور جلد چہارم صفحہ ۴۶۰ سے ۴۵۲ تک

معجزات وکرامات والہامات وخوارق عادات ایسے الفاظ ہیں۔ کہ جن کے

[1] دیکھو متعصب پادریوں کی نافہمی کا علاج مصنفہ نامہ نگار مطبوعہ لاہور سال ۱۸۶۶ صفحہ ۸۹

نام سے تمام ناظرین ناقص وعام آگاہ ہونگے اور ہنسوں کی آنکھیں ان کی اصلیت و ماہیت کے دریافت کی منتظر ہونگی۔ کہ یہ کتابیں کہاں تک درست ہیں۔ واضح رہے کہ باوجودیکہ تمام تعلیم یافتہ ان کی حقیقت سے منکر ہیں۔ اور عامانیہ ان باتوں کو مکر و فریب جانتے بلکہ صدق دل سے مانتے ہیں کہ محض چالباز یاں اور دھوکے بازیاں ہیں۔ لالچ ان کا وجود ہے اور خود غرضی انکا بانی۔ مگر دوسرا گروہ جو علم تعلیم اور غیر تجربہ کے سبب پڑتال و پریکشا کے درجہ سے گرا ہوا ہے۔ وہ برخلاف دو دو اول عالموں کے ہر ایک فرضی و اختراعی بات کو خواہ کس قدر دروغ بے فروغ ہو) نور ایمان جانتا۔ اور انکار کرنیکو کفر شرک سمجھتا ہے۔ باوصف اس کے وہ اول درجہ کا ضعیف الاعتقاد ہے اور دنیا میں کثرت سے آباد۔ دنیا کے پردہ میں ایسا کوئی ملک نہیں۔ جہاں ان کا بسیرا نہ ہو۔ تمام کیبات کے مخزن یہی لوگ کہلاتے ہیں۔ اور کوئی پیر نہیں اور شتے۔ مگر ایسے ہی مرید اور ملتے ہیں فیصدی ایک سو ان میں سے جاہل ہوتے ہیں۔ اور خواہ کیسی ہی دور از فہم قیاس بات ہو اس کو یہ معتبر جانتے ہیں۔ میرے اقوال کی تصدیق مولانا دھونکل علیہ الرحمۃ فرماویں گے یا ننگا ڈھے والے پیر خانہ سے ہم شہادت لاوینگے۔ ساتھ ہی اس کے تمام دنیا کے جال پھیلانے والوں کا قاعدہ ہے کہ ہمیشہ تاک میں لگے رہتے ہیں اور کمیں گاہیں خیال رکھتے ہیں۔ جہاں موقعہ ملا شکار کھیلنے دانہ پھینکنے دام بچھانے سے تساہل نہیں کرتے۔ بیوقوفوں کے بہکانے و پھسلانے کے واسطے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا عجیب و غریب سوانگ و اسکے دکھلا کر سادہ لوحوں کو لوٹنا۔ دم جھلسے دینا انکی زندگی کا بڑا بھاری مقصد ہوتا ہے۔ شروع میں ان لوگوں کے بڑے طول طویل دعوے ہوتے اور نہایت شد و مد سے سٹرطیں لگاتے ہیں۔ کئی شاگرد اور دلال ہمیشہ بھی ان کے مددگار رہکر ناواقفوں و سادہ لوحوں کو ٹٹولتے اور مرشد جی سے اپنا حصہ ٹھہرا کر ان کو عیش و عشرت کراتے اور خود بھی مزہ اوڑاتے ہیں۔ مال مفت و دل بے رحم جان کر قصابوں کی طرح بکری کی جان پر ذرہ رحم نہیں فرماتے۔ ہم اس مقام پر چند معجزاتی لوگوں کے حالات لکھنے ضروری خیال کرتے ہیں۔ تاکہ فریبیوں کا پورا کھنڈن کیا جاوے ؛

منقول از گیان پرکاش مصنفہ منشی کنہیا لال صاحب الکھ دھاری صفحہ ۱۹۶ سال ۶۳

ہند کے مردم عجائب پرست ہیں تو کوئی معجزہ اور کرامات دکھا۔ تب تیری عظمت ان کے دل پر اثر کرے۔ اور تیرا قول انکو باور ہو جاوے۔ جب چند نادان تیرے فضل و کمال پر گواہی دیویں گے۔ عام تجھے سدھ جی پیر جی کہنے لگیں گے شراب کو دودھ بنانا اور پارہ سے چاندی اور تانبے سے سونا۔ اور بھوت اور چڑیل (جن اور دیونی) کو جنتر منتر۔ تعویز و کلام سے اتارنا تو خوب جانتا ہے وہ عام کو بتا دے۔ اور دل کی تمنا بتانے کی ترکیب اور اندھے آنکھیں اور بہرے کو قوت سماعت دینے کی ترکیب میرے مجرب لکھدے نامہ نگار نے جواب دیا کہ میں اس قسم کی واہیات کا قایل نہیں ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ عوام ایسے دھوکا بازوں کے فریب میں نہ آویں۔ پھر جو باتیں دغابازوں کی میں جانتا ہوں اگر لکھوں تو دغابازی کا راہ نما بن جاؤں۔ لیکن آپ جو فرمائیں گے وہ رقم کرونگا ؛

(۱) اس نے کہا کہ ایک شہر میں ایک بہت مشہور و معروف مہاپرش تھا۔ اور ہر قوم کی گمان میں ہمہ صفت موصوف تھا۔ علم غیب اگرچہ پیشتر سے تھا مگر یہ دس ہزار سال پیشتر اس علم سے نہانخانہ عدم میں موجود ہوا تھا۔ جو طالب کسی چیز کا اس کے حضور میں حاضر ہوتا۔ یہ صورت کو دیکھ اس کے دل کی بات بتا دیتا تھا۔ پس وہ تن من اور دھن انکے قربان کرتا تھا۔ اور جو کچھ اس پر گذرتا تھا۔ ان مہاپرش کی زبان کی تاثیر سے تصور کرتا تھا۔ وہ کمال ان صاحب کمال کو اس دست غیب و چہل کاف سے حاصل ہوا تھا کہ انہوں نے ایک مکان بنا رکھا تھا۔ اس میں آٹھ دروازے آٹھ کراماتوں کے لگا رکھے تھے ؛

(۱) دروازے سے بیٹا ملتا تھا۔ (۲) دروازہ سے بیاہ ہوتا تھا
(۳) دروازے سے نوکری ملتی تھی (۴) دروازہ سے دولت ملتی تھی
(۵) دروازہ سے بیماری اچھی ہوتی تھی (۶) دروازے سے قید او مصیبت رہائی ہوتی تھی (۷) دروازے سے مہم مقدمہ یا اپیل وغیرہ فتح ہوتی تھی (۸) دروازے سے مفقود الخبر کی خبر ملتی تھی۔ اور احاطہ کے دروازہ پر ایک چیلہ حاضر رہتا تھا۔ جب کوئی طالب کسی چیز کا آتا تھا چیلا بحکمت عملی اس کے دل کی بات دریافت کر لیتا پھر اس کو کہدیتا۔ کہ باواجی سے تو اپنا بھید نہ کہنا۔ باواجی خود تیرے من کی بات بتا دیں گے۔ اگر من کی بات بتا دیں تو تو جاننا۔ کہ تیرا کارج سدھ ہو گیا۔ وہ الغرض جونہا چیلے کی ہمراہ اس مکان میں جاتا چیلہ اسکو اس دروازے سے لیجاتا۔ جو جس مراد کے واسطے مقرر کر لیا تھا۔ باواجی فوراً پکارنے لگتے کہ تو بیٹا چاہتا ہے یا مفقود الخبر کا حال دریافت کرتا ہے۔ وہ کوتاہ عقل ان کو عالم الغیب تصور کر کے جو کچھ اپنے پاس نقد و جنس رکھتا ہے نذر کرتا ہے ہونے کو جو اس کی قسمت میں ہوتا۔ وہی ہوتا۔ غرضیکہ ایسے ہزاروں روپیہ ان حضرت نے کمائے۔ اور آخر لوٹ لاٹ کر رفو چکر ہوئے۔ (۲) ایک صاحب کمال چار یار ہمراہ لے دوسرے دیش میں گئے۔ وہ پیر جی ایک مسجد میں بے پرواہ بن کے بیٹھے رہے۔ ایک چیلے نے اندھے کا سوانگ بھرا۔ اور شہر کے ایک سمت میں رہا۔ دوسرے چیلے نے بہرہ کا سوانگ بنایا۔ اور دوسری سمت میں رہا۔ تیسرا لنگڑا بنا۔ چوتھا یاروں کو کھانے پینے کا سامان بیگانہ وار پہنچاتا گیا۔ ایک برس تک اس آئین سے عمل کیا کہ اس نقل کو اصل پر فوقیت دیا۔ اور ہر ایک رئیس شہر نے فقیر کو لا پرواہ اور لنگڑے کو لنگڑا۔ اور اندھے کو اندھا۔ اور بہرہ کو بہرہ یقین کر لیا۔ ایک روز فقیر صاحب واسطے زیارت کسی غازی مرد کے جاتے تھے۔ لنگڑے نے حضرت کا پانو پکڑ لیا۔ اور کہا کہ مجھے شب کو خواب ہوا۔ کہ تم میرے لنگ کو دور کرو گے۔ بس مجھ پر رحم کرو اور دعا کرو کہ مجھے صحت ہو۔ شاہ صاحب بہت خفا ہوئے۔ اور سخت گوئی کرنے لگے اور عاجزی جتانے لگے۔ لنگڑے نے ایک بات پر خیال نہ کیا۔ اور ان کے پاؤں کو نہ چھوڑا فقیر صاحب نے خفا ہو کر لات ماری۔ اور کہا کہ خدا کرے تیری دوسری ٹانگ بھی ٹوٹے بمجرد لات کے لگنے کے وہ لنگڑا بندر کی مانند کودنے لگا۔ یہ معجزہ صاحب کمال کا جب بازاریوں نے دیکھا ہر ایک شمع پر پروانہ ہو گیا۔ اس ہی خانقاہ مسجد تک پہنچتے پہنچتے ہزار ہا روپیہ ان کی نذر چڑھے۔ شاہ صاحب نے لاپرواہی سے اس ہی لنگڑے کو دلا دیئے۔ چند روز میں تمام شہر میں غل ہو گیا کہ آسمان سے فرشتہ اوترا آیا ہے یہ خبر سن اندھا اور بہرہ بھی آیا۔ اور اپنی مراد کو پہنچا۔ اور فقیر صاحب کا کمال زیادہ ہوا۔ پھر سب اصحاب جمع ہو گئے۔ اور ہزاروں مرید بھی ہوئے اور لاکھوں روپے کمائے۔ جب خاطر خواہ آسودہ ہو گئے۔ ایک شب بغیر اطلاع چلدیئے ؛

(۳) اسی طرح ایک فقیر جو کچھ کسی سے نقد پاتا تھا۔ اس کو گلا چاندی کا کوئی وزن بنا محتاجوں کو دیتا تھا۔ چندروز میں مشہور ہوگیا۔ کہ یہ کیمیا ساز ہے۔ ہر ایک اسکی خاطر اور عزت کرنے لگا +

اے گھینا لال جب تک ایسے باکمال آدمی پیدا نہ کرے صاحب کمال کیونکر ہووے ہینے جواب دیا۔ کہ جب تک ایسی حکایتوں سے آدمی واقف نہ ہووے۔ بدذاتوں کے فریب سے ایمن نہیں رہتا +

(۴) ضلع راولپنڈی میں ایک حافظ صاحب کراماتی مشہور ہوئے اور قریب و دور سے پانچ چار چیلے بھی اکٹھے ہوگئے۔ وظائف قرآن ورد زبان۔ اور رومال سے منہ ڈھانک رکھتے تھے۔ دعوے یہ تھا کہ جو جتنے روپے خدا کے نام کے دیوے۔ بعد ایک میعاد مقررہ کے اس سے دوچند لیوے۔ صدہا پڑھے لکھے ہندو و مسلمان ڈپٹی تحصیلدار وغیرہ تک اس پر ایمان لائے۔ بہت سے لوگ فائز المرام بھی ہوئے۔ اور دوگنے چار گنے روپیہ تک لیئے۔ اور عرصہ تک اس کا دور دورہ رہا۔ خزانچی سررشتہ دار وغیرہ بھی ملازم ہوگئے۔ ہزاروں کا خزانہ جمع رہنے لگا۔ آخر الامر گورنمنٹ نے تحقیقات شروع کی تو تمام راز فاش ہوگیا۔ اور ثابت ہوا کہ ھذا اجعل المستمر ہے۔ ایک لاکھ کے قریب یا کچھ زیادہ لوگوں کے روپیے اُس کے ذمہ نکلے۔ آخر الامر چند سال قید کا سزایاب ہوا۔ اور کوئی وظیفہ یا کلام سہا تیا نہ کرسکی۔ مسل اس کی محافظخانہ راولپنڈی میں موجود ہے۔ اور ایک عالم پر ظاہر و مشہور ہے۔ بلکہ ابتک بہت سے امی لوگ اس کے مرید ہیں اور اسکی تیغ معجزہ کے شہید۔

(۵) یہ واقعہ میرے لائق آریہ برادر لالہ ھیرانند صاحب ڈاکٹر شفاخانہ ڈسکہ کا چشم دید ہے۔ اور گذشتہ کراماتوں کی شہادت مزید۔ کہ ایک سید کراماتی دعوے سے اُن کے پاس آیا۔ اور اثنائے گفتگو میں اظہار فرمایا۔ کہ اسلامی دین کی برکات و محمدی مذہب کی تجلیات اس حد تک ہیں کہ باوجود گزر جانے تیرہ سو سال کے اب بھی ان کے نام مبارک کی تاثیرات تیر بہدف ہیں۔ اور خاص بندوں پر جو کہ صدق دل سے نماز و تلاوت قرآن میں سرگردان رہتے ہیں) اُن خاص کرامات کا ظہور و حلول ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ کہ اگر کچھ صداقت موجود ہو تو بتلاویں ورنہ لاف زنی نہ فرماویں۔ سید صاحب نے فرمایا کہ میں جو ایک احقر بندہ رب العالمین ہوں۔ بطفیل و برکت مولانا و سیدنا پیغمبر صاحب کے مجھ پر بہت سی برکات کا ظہور ہے از انجملہ ایک میں اب بھی بتلا سکتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ جو بات کسی قسم کی کسی زبان میں آپ اندر پوشیدہ جاکر اس مقدس قلم سے جس پر کلام کندہ ہے تحریر کریں اور وہ کاغذ بھی آپ اپنے پاس رکھیں۔ میں ہو بہو وہی بات بتلاونگا۔ مگر کچھ عرصہ مجھے اکیلا بیٹھنا پڑیگا۔ تمام حاضرین متعجب ہوئے کہ یہ تو علانیہ کرامات ہے۔ آخر الامر سب نے دیکھنے پر اصرار کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے سید صاحب کی کتاب کی جلد پر رکھکر ایک کاغذ پر ان کی قلم سے پوشیدہ جاکر کچھ حرف لکھے اور کاغذ اپنے پاس رکھ لیا۔ سید صاحب نے صحن کے کنارہ بیٹھکر سوچ کر بعد درود و وظائف کے فرمایا۔ کہ کر چند آپنے نام تحریر کیا تھا۔ جب اصل کھولا گیا تو وہی نام تھا۔ سب حیران ہوئے۔ کہ مولویصاحب نے معجزہ دکھلایا۔ مگر داناؤں کے آگے فریب چلنا دشوار ہے۔ یار تاڑ گئے کہ یہ کوئی مزور فریب ہے۔ آخر الامر سوچتے سوچتے معلوم کیا۔ کہ اس جلد کے اندر کی طرف ایک کاغذ سیاہ موجود ہے۔ جون ہی کوئی جلد کے باہر کی طرف سے کسی کاغذ پر کسی زبان میں کوئی حرف تحریر کرتا ہے اُس کا زور اُس سیاہ کاغذ پر پڑتا ہے۔ اس کے روبرو ایک کاغذ سفید ہے اس کی حرکت و زور کے مطابق اس سیاہ کا نشان اس سفید کاغذ پر پڑجاتا ہے۔ جب کنارہ میں لیجاکر دیکھتے ہیں تو اس سفید کو نکال کر یہ فریب کرتے ہیں۔ جب سید صاحب کو اس حال سے آگاہ کیا گیا کہ یہ تمہارا فریب ہے جس کو تم کرامات جتلاتے ہو۔ تب وہ خود بھی اقبالی ہوئے اور منت سماجت سے خلاصی نصیب ہوئی۔ یہ بات ڈاکخانوں کے رسید بک کے کاغذ سے ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے۔ زیادہ تشریح کی حاجت نہیں +

اب مرزا غلام احمد کے الہاموں کی تردید کرتا ہوں اور ان کو پوست کندہ کرکے ناظرین کے روبرو دھرتا ہوں۔ اور قرآن سے **محمد صاحب** کا معجزات دکھلانے سے انکار بھی اس کے ذیل میں ہوگا۔ تاکہ اس قادیانی رسول کی ماہیت ظاہر ہووے +

اول۔ ایک سال کا عرصہ ہوا کہ مسمی جان محمد کشمیری جو مرزا صاحب کی مسجد کا امام ہے اس کا لڑکا جس کی عمر اس وقت قریباً پانچسال ہوگی عارضہ بخار سے بیمار ہوا۔ اور بڑھتے بڑھتے مرض اس قدر بڑھ گئی کہ بخار کے ساتھ ہی اسہال آنے شروع ہوگئے۔ اور لڑکے کا خورونوش بالکل بند ہوگیا۔ اور ایسا کمزور نحیف اور ضعیف البدن ہوگیا کہ استخوان ہی استخوان معلوم ہوتے تھے۔ غرض ایک روز لڑکا عین نزع کی حالت میں تھا اور اس وقت اُس کی حالت کو دیکھ کر معمول سے معمول بھی یہی کہتا تھا کہ لڑکا کوئی دم کا مہمان ہے۔ غرض اس اضطرابی اور بیقراری کی حالت میں جان محمد مذکور مرزا صاحب کی خدمت میں گئے اور مرزا صاحب اس لڑکے کو دیکھ بھی چکے تھے۔ خیر امام صاحب نے کل احوال عرض کیا اور کہا کہ آپ مستجاب الدعوات ہیں۔ اس لڑکے کے لئے دعا کیجئے۔ . . . . مرزا صاحب کو اس لڑکے کی طرف پہلے ہی خیال تھا۔ کیونکہ ان کی مسجد کا امام زادہ تھا۔ فرمایا کہ جان محمد آپ کے آنے سے اول ہی مجھ کو الہام ہوا ہے۔ کہ اس لڑکے کے لئے قبر کھودو۔ مرزا صاحب کے منہ سے یہ کلمہ نکلنا تھا کہ امام صاحب کے ہوش باختہ ہوگئے۔ اوسان خطا کیوں نہ ہوتے اور ہاتھ کے طوطے کیوں نہ اڑتے۔ کیونکہ اس کا یہی ایک بیٹا تھا وہ بھی پچھلی عمر کا۔ غرض امام صاحب اسی یاس اور مایوسی کی صورت میں جو اپنے گھر کو واپس آئے۔ تو الہام کا اثر برعکس ظہور میں آیا۔ اور جادو نے الٹا شعبدہ دکھایا۔ یعنے لڑکے کے آثار و صحت دیکھے مرزا صاحب کا الہام فرمانا ہی تھا کہ خداوند کریم کی قدرت کا تماشا دیکھئے۔ لڑکے کو دمبدم آرام ہونا شروع ہوا۔ اور ایک ہی ہفتہ میں لڑکا تندرست ہوگیا۔ اب مرزا صاحب اپنی دروغ بیانی و کذب لسانی و غلطی الہام کی یہ تاویل فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا الہام تو ہرگز غلط نہیں ضرور کسی نہ کسی وقت پورا ہوجاویگا۔ ہم کہتے ہیں کہ کسی وقت بلکہ عنقریب ہی آپ کے واسطے قبر کھودینگے۔ الا اے حذر کن زکذب صریح + کہ پیش خرد ہست فعل قبیح +

دوم۔ واقعہ ۲۔ دسمبر ۸۵ء کو مرزا غلام احمد نے مسمی بشنداس ساکن قادیان کو ملاکر کہا کہ مجھے تمہاری نسبت الہام ہوا ہے (جبکہ میں انبالہ کے سفر میں تھا) کہ تو لڑکے پڑھاتا ہے۔ اور نام تیرا عزیز الدین ہے نتیجہ یہ ہے کہ تو ایک سال تک مسلمان ہوجاویگا۔ ورنہ مرجاویگا۔ بشنداس نے پوچھا کہ اگر

یہ مزدریات ہونیوالی ہے تو میرا کیا چارہ ہے۔ مگر میں آپ سے صلاح پوچھتا ہوں کہ میرا مرنا اچھا ہے یا مسلمان ہونا۔ مرزا صاحب نے زبان الہام ترجمان سے فرمایا کہ مسلمان ہونا۔ پھر بشنداس نے ایک دو روز بعد دریافت کیا تو کہا کہ مجھے خواب آئی تھی الہام نہ تھا۔ مگر میری خواب بھی الہام ہوتی ہے۔ اور اکثر الہام خوابوں میں ہوتا ہے۔ اور خواب نامہ بھی نکال کر دکھلایا۔ نتیجہ اس خواب کا لکھا تھا کہ زود بمیرد یا مسلمان شود۔ تم اپنا بندوبست کرو میری خواب ضرور سچی ہوگی۔ اگرچہ وہ بشنداس سادہ لوح تھا بہت گھبرایا۔ مگر اس تاریخ نامہ نگار بھی وہاں تھا جب اس کو کامل طور پر سمجھایا گیا۔ کہ یہ صرف فریب بازی اور چالاکی ہے۔ اور آریہ سماج کے اصول اس کو سمجھائے۔ جس کو وہ سمجھ کر ممبر آریہ سماج ہوگیا۔ اس مبارک سوسائٹی کی برکت سے تمام کمزوریاں اُس کے دل کی دور ہوگئیں۔ تب وہ علانیہ طور پر مرزا غلام احمد سے مقابلہ کرنے لگا۔ پھر مرزا صاحب ہاتھ ملتے رہ گئے۔ اور وہ سونے کا مرغ ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ چونکہ اب عرصہ ایک سال کا گذر گیا ہے۔ اور وہ بات بالکل واہیات اور محض خرافات سے بھی کمتر ثابت ہوئی جھوٹے کی پیشانی پر سیاہی کا داغ قائم رہا اور تا قیامت قائم رہیگا۔ انہیں دنوں میں مرزا صاحب کے کئی مجاوروں یا فضلہ خوروں یا مریدوں نے گمنام خط بھی بنام بشنداس بطور خیرخواہی کے ارسال کئے اور وہ تمام خطوط بشنداس نے نامہ نگار کے پاس بھیجدیئے افسوس کہ مرزا صاحب دھوکہ دینے سے باز نہیں آتے اور ابلہانہ چالاکیوں سے نہیں شرماتے حالانکہ بار بار زک اٹھاتے ہیں ÷

سوم " [illegible] سال کا عرصہ گذرا کہ مرزا صاحب کو الہام ہوا تھا کہ اُن کے گھر میں سے عنقریب ایک احمد مرجاویگا۔ کیونکہ تثلیث قائم ہوتی ہے۔ مرزا صاحب کا نام **غلام احمد** ہے بڑے بیٹے کا نام **سلطان احمد** چھوٹے کا نام **فضل احمد** ہے۔ اور سادہ لوحی سے یہ بات مشہور بھی کرادی مگر آج تک باوجود گذر جانے دو ڈھائی سال کے ایک احمد بھی نہ مرا اور سب زندہ ہیں۔ سه

دروغ آدمی را کند شرمسار ... مگر جسکو ہو روسیاہی سے عار

چہارم "محرم ۱۲۹۹ھ میں مرزا صاحب کو خواب میں خدا نے کہا۔ کہ کسی نے تجھے کتاب کے واسطے ۵۰۰ روپیہ روانہ کئے ہیں۔ اور ایک آریہ صاحب نے بھی وہی خواب دیکھا کہ ہزار روپیہ آیا ہے۔ چنانچہ جوناگڈھ سے مرزا صاحب کو ۵۰۰ روپیہ آگیا۔ اور ہندو کی خواب میں ۱۹ حصہ جھوٹھ نکلا کیونکہ وہ دین اسلام سے خارج تھا۔ کئی لوگ اور کئی آریہ گواہ ہیں" افسوس کہ مرزا صاحب نے اس دعوے بے معنی کی تصدیق کے واسطے کسی آریہ کا نام نہ لکھا۔ اور لکھتے کس طرح جب وجود ہی مفقود تھا۔ کئی آریہ لوگ تو ان دنوں قادیاں میں موجود نہ تھے۔ اور نہ ان کئی آریوں کے نام ہیں۔ بس ہم کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے صرف جعلسازی کی اور پہلے اندرونی طور پر بالفرض سچ ہونے کے مرزا صاحب کو خط آچکا تھا۔ چونکہ روپیہ کمانے کے لئے یہ سب چالاکیاں ہوتی ہیں۔ اس لئے خواب میں بھی اگر دیکھا تو کیا عجب ہے۔ بمصداق اس قول کے ع

تشنہ آب و خواجہ نہ رسگ استخواں بیند بخواب

پنجم "ایک مرتبہ خدا نے ایک راجہ کے مرجانے کی خبر دی۔ اور ہم نے ایک ہندو کو بتلائی جب وہ خبر پوری ہوئی تو ہندو نے کہا کہ کھلم کھلا عالم غیب حال نہیں کیونکر معلوم ہوگیا" واہ رے قادیانی الہامی ہم تیری چالاکی کی کیا تعریف کریں نہ تو اس راجہ کا نام لکھا اور نہ اس ہندو کا۔ پس ہمیں کسی طرح اعتبار نہیں۔ اور علاوہ بریں ایک گواہی مدعی کی تباہی ہے بلکہ روسیاہی (دیکھو سورۃ نور قرآن)

ششم "ایک مرتبہ ایک وکیل صاحب نے امتحان دیا۔ اور لوگوں نے بھی امتحان دیا۔ وہ پاس ہوگئے باقی اس ضلع سے کوئی پاس نہ ہوا۔ ہم نے ان کو پہلے کہہ دیا تھا۔ اور سنہ ۱۸۶۸ء میں اس وکیل نے اطلاع دی کہ میں پاس ہوگیا" اے ناظرین یہ نمبر ۵ سے بھی زیادہ فریب ہے۔ چالاک آدمی بہت سی ایسی باتیں کرکے اکثر لوگوں کو گرویدہ کرتے ہیں۔ افسوس کہ مرزا صاحب نے وکیل کا نام نہ لکھا۔ اور ساتھ ہی کوئی گواہ بھی نہ بتلائے۔ مرزا صاحب کے بڑے بھائی ضلع کے سررشتہ دار تھے۔ اور مرزا صاحب خود بھی عرصہ تک ملازم سرکار رہے اور تجربہ کار ہوئے۔ آج کل یہ بات تو کرامات نہیں کہلاتی بلکہ چالاکی اور واقفیت چاہتی ہے۔ لاہور میں بیسیوں آدمی ایسے ہیں جو اس قسم کی پیشگوئی تیر بہدف کرتے ہیں اور خطا نہیں ہوتی۔ پس یہ امر کسی طرح پیشگوئی نہیں ہے۔ بلکہ یاوہ گوئی ہے ÷

ہفتم۔ ایک مجمل بات لکھی ہے کہ "ہم نے ایک آریہ کو ایک پیشگوئی بتلائی۔ اور اس نے تعجب کیا۔ مگر ہم اس پیشگوئی کی اس جگہ تصریح نہیں کرتے" مرزا صاحب خدا کے چور کیوں بنتے ہو اور ظاہر نہیں کرتے۔ ذرہ محمدی صاحب کے واسطے آریہ کا نام اور پیشگوئی کا الہام ظاہر کرو ÷

ہشتم "۱۲ برس کا عرصہ ہوا کہ ایک ہندو آریہ ممبر آریہ سماج قادیان معجزات محمدیہ سے منکر تھا۔ اتفاقاً اس کا ایک عزیز قید ہوگیا۔ ایک ہندو اور بھی اس کے ہمراہ قید ہوا۔ اس نے مجھ سے پوچھا۔ کہ اس مقدمہ کا کیا نتیجہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ غیب خدا کے پاس ہے اس کے اصرار کرنے پر میں نے دعا کی اور خواب میں مجھے خدا نے ظاہر کیا۔ کہ وہ نصف قید تخفیف ہوکر بعد بھگتنے نصف باقی کے رہا ہوگا اس میں پنڈت دیانند سرسوتی کے پیرو کی گواہی ہے۔ اسی طرح ہوا" اے چالاک نبی کیوں راست بیانی سے روگردانی کرتا ہے نہ تو اس ہندو کا نام لکھا اور نہ اس آریہ کا پتہ بتلایا۔ جن دنوں **نامہ نگار** قادیاں گیا تھا اس کی تحقیقات بھی کی۔ مگر کوئی گواہ اس قسم کا نہ ملا۔ جو آپ کی تائید کرتا ہو۔ البتہ یہ الہام کتاب میں درج پایا گیا۔ جو ہندو قید سے چھوٹا تھا وہ اس کی اصلیت سے انکاری ہے۔ پس یہ بھی آپ کی مکاری ہے۔ پنڈت صاحب کے کسی پیرو کا آپ نے نام نہ لکھا۔ اور نہ وہ آپ کے الہام کا مصداق ہے۔ وہ تو کوئی گمنام ہوگا۔ میں علانیہ معجزات محمدیہ و عیسویہ و غلام احمد کا انکاری ہوں۔ اور لاکھوں آریہ اور صدہا مسلمان بھی میرے شریک ہیں۔ یہ مقدمہ بازوں کی نشانیاں ہیں اور دلالوں کی دستگردانیاں۔ وکیل خصوصاً ان معاملوں میں چالاک ہوتے ہیں اور اس قسم کی پیشگوئیوں میں بیباک ÷

نہم "سردار محمد حیات خاں جب معطل ہوئے۔ تو ہم کو خواب میں خبر ملی۔ کہ کچھ خوف نہ کرو۔ خدا تعالیٰ درپے ہے۔ وہ تمہیں نجات دیگا۔ چنانچہ حیات خاں بری ہوگئے۔ ساٹھ ستر آدمی گواہ ہیں جن سے دس بارہ آریہ ہندو و ممبران آریہ سماج بھی ہیں ÷

جن دنوں سردار **محمد حیات خاں** صاحب معطل ہوئے تھے۔ ان کے تمام خیرخواہ بریت چاہتے تھے۔ اور اکثر دست بدعا رہتے تھے۔ جن میں ہزاروں

اہل ہنود اور ہزاروں مسلمان ہیں۔ گورنمنٹ عادل نے موجب بعد تحقیق کامل کے ان کے ذمہ کوئی قصور ثابت نہ پایا تو بری فرمایا۔ جس کا مفصل حال گورنمنٹ گزٹ میں مطبوع ہوگیا۔ آپ کا الہام تو سراپا غلط نکلا۔ الہام کے فقرے یہہ ہیں! ”خدا قادر ہے تمہیں نجات دیگا“ کیا اس سے کوئی ذیعقل حیات خاں کی بریت ظاہر کر سکتا ہے۔ جب اس طرح سردار صاحب بری ہوئے اور ان کے ہزاروں روپے خرچ ہوئے تو آپ نے براہین الاحمدیہ کی امداد کے خیال سے خواہ مخواہ خیر خواہوں سے بننا چاہا۔ مگر وہاں دال گلنی آپ کی سراپا وہم و خیال ہے اور آپکا گواہ آریہ بھی انکاری ہے۔ اور کوئی ہندو بھی شہادت نہیں دیتا خدا آپ کو شرمندہ کرے؛

دھم ”ایک دفعہ خواب میں الہامی صاحب نے مسیح کے ساتھ ایک برتن میں روٹی کھائی اور دونوں کی باہمی برادرانہ محبت ہوئی۔ یہہ خواب کیسی عظیم الشان ہے۔ اگرچہ اب تک پوری نہ ہوئی مگر پوری ہو جاویگی“ مسیح کے ساتھ روٹی کھائی تو فخر کی نشانی نہیں ہے۔ اور وہ بھی خواب میں۔ مگر مسیح کی زندگی میں یہودا اسکریوطی وغیرہ تمام شاگرد اس کے ساتھ کھاتے رہے۔ اور آخر کار اس کو اسیر کرایا۔ اس سے اگر آپ عیسائیوں کو فریب میں لانا چاہیں تو دشوار ہے وہ آپ کے مکر و فریب سے از دست بیزار ہیں؛

یازدھم ”میں نے براہین الاحمدیہ کے بنانے کی اجازت بھی خدا سے پائی اور دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا۔ ۱۸۶۵ء میں یہہ خواب میں نے دیکھا تھا۔ اور اسی روز محمد صاحب کی زیارت بھی ہوئی۔ اور بی بی فاطمہ نے یہ کتاب مجھے دی“ مرزا صاحب یہ تو کوئی الہام نہیں بلکہ خیال خام ہے۔ ؎ تشنہ را بینمایند اندر خواب؛ ہمہ عالم بچشم چشمہ آب۔ دس ہزار روپیہ کے اشتہار کی صلاح آپ کو خدا نے نہیں دی۔ آپنے صریحًا جھوٹھ بولا۔ بلکہ یہ صلاح تو مشفقی ام حکیم کشن سنگھ آریہ نے آپ کی جہالت و سفلہ پن کو تمام عالم میں منتشر کرنے کے خیال سے دی تھی کیا وہ آپکا خدا ہے۔ یا خلیفہ ہوا۔ دروغ گو را حافظہ نباشد؛

دوازدھم ”ایک ہندو آریہ باشندہ قادیان طالبعلم مدرسہ بیمار ہوا۔ عمر اس کی بیس سال کی تھی وہ بمرض دق مبتلا تھا۔ اور میرے پاس آیا کرتا تھا (کیونکہ آپ حکیم ابن الحکیم ہیں) خدا نے مجھے الہام دیا۔ کہ قلنا یا نار کونی برد او سلاما یعنے ہم نے تپ کی آگ کو کہا تو سرد اور سلامت ہو جا۔ چنانچہ کئی ہندوؤں کو اس کی بابت اطلاع دی۔ اور اس کو بھی۔ اور خدا کے بھروسے دعوے کیا گیا۔ کہ ضرور صحت یاب ہوگا۔ آخر وہ ہندو صحت یاب ہوگیا“؛

جہاں تک قادیان کے باشندوں سے واضح ہوا وہ صرف اسی قدر ہے کہ مرزا صاحب کے مسہل دینے اور نیز اپنے خانگی علاجوں سے اسے صحت ہوئی نہ کہ الہاموں سے۔ عربی عبارت مرزا صاحب بنا سکتے ہیں۔ پس صرف دعوے ہی دعوے ہے اگر آپ حکیم نہ ہوتے اور وہ آپ کی دوا اور اپنے خانگی علاج نہ کرتا۔ اور آپ میعاد مقرر کرتے۔ اور نگرانی کرنے والے نامہ نگار جیسے ہوتے۔ تب الہام کی حقیت کی قلعی فاش ہوتی۔ بغیر ثبوت کے دعوے نرا باقی صرف لن ترانی ہے نہ کہ الہام آسمانی؛

سیزدھم ”مرزا صاحب کو ۱۰ دسمبر ۱۸۸۳ء کو خداوند کریم نے پانسو روپیہ کا الہام پہنچایا۔ اور بڑے شدومد و تکلیف و امتحان سے ۵۰۰ روپیہ پہنچے۔ اور خدا کا الہام سچا نکلا۔ ایک آریہ اس کا گواہ ہے“ اس کی بابت وہی آریہ کہتا تھا کہ

ان دنوں ہم کو بہ سبب ضرورت کتاب کے روپیوں کی خوابیں آیا کرتی تھیں اور مرزا صاحب کو لوگ خطوط ارسال کیا کرتے تھے۔ بعد ازاں روپیہ آتے تھے۔ بلکہ مرزا صاحب کی خوابوں سے تو میری اکثر راست ہوا کرتی تھیں۔ اور مرزا صاحب کی دروغ۔ غرضیکہ قادیان آجکل خدا سے محمدیاں کی الہاموں کی خوابگاہ ہو رہی ہے مرزا صاحب کی فریب نا زی دیکھکر بچہ بچہ الہام کا مدعی ہے۔

مرزا صاحب کے الہاموں کے گواہ لالہ ملاوا مل صاحب و لالہ شرمپت صاحب ہیں۔ جنہوں نے آجکل اشتہار بھی مرزا صاحب کے برخلاف طبع کرایا ہے جو اسی کتاب کے اخیر میں درج ہے۔ سال ۱۸۸۳ء میں مینے مرزا صاحب کی اس قدر زبان درازیاں دیکھکر ایک خط بنام سکرٹری آریہ سماج قادیاں کے ارسال کیا۔ جس کا مضمون یہ ہے۔ کہ ”مرزا غلام احمد قادیانی نے کتاب براہین الاحمدیہ کی جلد نمبر ۳ میں لکھا ہے کہ مینے آریہ سماج قادیان والوں کو کرامات وغیرہ خوارق عادات بتلائی۔ اور الہامات کی لذتیں چکھائی ہیں اور ان کے دل کی باتیں بوجھی ہیں۔ آیا یہ سچ ہے یا نہ“ اس کے جواب میں ایک خط قادیاں سے میرے نام آیا جس کی نقل لفظ بلفظ ذیل میں درج کی جاتی ہے؛

خباب مکرم و معظم بندگان لیکھرام صاحب۔ نمستے۔

نوازشنامہ دربارہ استفسار احوال کرامات وغیرہ کے جو مرزا غلام احمد صاحب قادیاں کی بنسبت براہین الاحمدیہ میں لکھا ہوگا۔ پہنچا کمال خوشی حاصل ہوئی خباب من یہاں پر سماج نہیں ہے۔ ہم صرف چار پانچ اشخاص آریہ مت والے یہاں قادیان میں ہیں۔ سو ہم میں سے کوئی کسی قسم کی کرامات وغیرہ یا صداقتیں ان کی کا قایل نہیں ہے ہم لوگوں کے جو خیالات آگے تھے ہیں وہی ہیں۔ فقط نیاز

العبد

شرمپت رائے و اچھروبل وکشن سنگھ و دیارام و جیکشن از مقام قادیاں ضلع گورداسپور

۴۵۔ مارچ ۱۸۸۳ء

اب بعد اس کے یہہ بھی تبلاتا ہوں کہ معجزات محمد صاحب سے بھی ظہور میں آئے ہیں یا نہ شہادت اس بارہ میں صرف قرآن سے لانی ضرور ہے۔ کہ کسی اور کتاب سے۔

(۱) سورۃ بنی اسرائیل

ما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بہا الاولون یعنے کوئی سبب ہم کو مانع نہ ہوا کہ تجھ کو ہم معجزات کے ساتھ بھیجتے۔ مگر یہ کہ اگلے پیغمبروں کو جھٹلایا ساتھ ان کے (یعنے ان کے معجزے لوگوں نے نہ مانے اس واسطے ہم نے تجھ کو معجزے نہیں دئیے)

(۲) سورہ بنی اسرائیل

وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا۔ او تکون لک جنت من نخیل و اعناب فتفجر الانہر خللہا تفجیرا۔ او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ و الملئکۃ قبیلا۔ او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتبا نقرؤہ۔ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا۔ اور بولے (بزرگان قریش) کہ ہم نہ مانینگے تیرا کہا جب تک تو بہا نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جاوے واسطے تیرے باغ کھجوروں اور انگوروں کا پھر بہا لیوے

تو اس کے بیچ نہریں چلا کر یا گرا دے آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو ضامن۔ یا ہو جاوے تیرے واسطے ایک گھر سنہرا یا چڑھ جاوے تو آسمان میں اور ہم یقین نہ کرینگے تیرا چڑھنا۔ جب تک نہ لا اوتار لاوے ہم پر ایک لکھا جو ہم پڑھ لیں۔ تو کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی بھیجا ہوا ؟" (افسوس کہ باوجود اس قدر اس قدر افراروں اور شرطوں اور وعدوں کے محمد صاحب نے معجزوں سے انکار کر کے لاچاری ظاہر کی کہ میں صرف آدمی بھیجا ہوا ہوں نہ کہ کراماتی یا معجزہ نما۔ تم میرے سے کیوں معجزے مانگتے ہو۔ میرے پاس معجزہ نہیں ہیں)

(۳) سورۃ انعام

واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاءتھم اٰیۃ لیومنن بھا قل انما الاٰیات عند اللہ وما یشعرکم انھا اذا جاءت لا یومنون یعنے وہ قسم کھائی ہے انہوں نے (کافروں نے) ساتھ سخت قسم اللہ کے کہ اگر کوئی معجزہ دیکھیں تو ایمان لاویں گے۔ کہہ اے محمد کہ معجزات خدا کے پاس ہیں۔ اور تم نہیں جانتے ہو اگر معجزہ ہوگا تب بھی ایمان نہ لاوینگے"۔ (اے مومنو بانصاف سے غور کرو کہ یہ کیسا صاف معجزہ دکھلانے سے حیلہ بنایا گیا ہے ورنہ کافروں کا خدا کی قسم کھانا صریح تصدیق کرتا ہے کہ وہ ضرور ایمان لاتے)

(۴) سورہ انعام میں ہے۔

ماعندی تستعجلون بہ ان الحکم الا اللہ یقص الحق وھو خیر الفاصلین قل ان عندی ما تستعجلون بہ لقضی الامر بینی وبینکم۔ یعنے کہہ اے محمد وہ چیز یعنے معجزہ جس کے لئے تم جلدی کرتے ہو نہیں میرے پاس۔ کیونکہ خدا کی طرف سے اور وہی حق کو ظاہر کر دیگا۔ اور وہ سب حاکموں سے بہتر اور برتر ہے۔ کہہ اے محمد وہ چیز یعنے معجزہ جسے تم چاہتے ہو کہ جلد ظہور میں آجائے۔ اگر میرے پاس ہوتا تو میرا تمہارا جھگڑا فیصل ہو جاتا"۔ یہاں سے صاف فیصلہ ہو گیا کہ حضرت کے پاس معجزے نہیں تھے بلکہ یہاں پہ نہ ہونے معجزہ کا صاف اقبال کیا)؛

(۵) سورۃ آل عمران

الذین قالوا ان اللہ عھد الینا الا نومن لرسول حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار قل قد جاءکم رسل من قبلی بالبینٰت وبالذی قلتم فلم قتلتموھم ان کنتم صدقین (سے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمکو کہہ رکھا ہے کہ ہم یقین نہ کریں کسی رسول کا۔ جب تک نہ لاوے ہم پر ایک نیاز جس کو کھا جاوے آگ۔ تو کہہ تم میں آچکے کتنے رسول مجھ سے پہلے نشانیاں لیکر۔ اور یہ بھی جو تم نے کہا۔ پھر کیوں قتل کیا تمنے ان کو اگر تم سچے ہو۔ (معجزہ کے لغوی معنے عاجز کرنے کے ہیں افسوس کہ خدا نے محمد صاحب کو کوئی معجزہ نہ دیا۔ ورنہ اس قدر قتل عام اور ظلم و جور کی ضرورت نہ ہوتی۔ خدا کا نبیوں کو محمد صاحب سے پہلے معجزہ دیکر ارسال کرنا اور لوگوں کا قتل کر دینا ایک تماشہ معلوم ہوتا ہے)۔

(۶) سورۃ انعام۔

وان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض او سلما فی السماء فتاتیھم بایۃ ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدیٰ اور اگر ہے بھاری ہے ان کا تغافل کرنا۔ تو اگر تو سکے۔ کہ ڈھونڈ نکالے کوئی سرنگ زمین میں یا کوئی سیڑھی آسمان میں پھر لادے ان کو ایک نشانی۔ اور اگر اللہ چاہتا جمع کرتا ان کو راہ پر (افسوس کہ محمد صاحب معجزہ دکھانے سے گھبرا کر غاریں تلاش کرتے تھے تاکہ بھاگ جاویں۔ یا آسمان پر زینہ لگاویں اور چڑھ جاویں۔ تاکہ معجزہ کے طالبوں کے ہاتھ سے نجات پاویں۔ جب جا کے معجزہ دکھلاویں یا مومنیں!)

نہیں معجزہ حق کو منظور ہے ؛ زمیں سخت اور آسمان دور ہے

(۷) سورۃ رعد میں ہے۔

یقول الذین کفروا لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ قل ان اللہ یضل من یشاء ویھدی الیہ من اناب کہتے ہیں منکر کیوں نہ اترے اس پر (محمد صاحب پر) کوئی نشانی اس کے رب سے تو کہہ اللہ گمراہ کرتا ہے جسکو چاہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع ہوا۔ (اس جگہ معجزہ دکھلانے سے متنفر ہو کر گالیاں نکالنی شروع کر دیں کہ وہ گمراہ ہیں۔ کیا ہی معجزہ نمائی ہے)؛

(۸) پھر سورۃ رعد میں ہے۔

لولا انزل علیہ اٰیۃ انما انت منذر ولکل قوم ھاد کہتے ہیں لوگ کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب سے (کہہ اے محمد) تو تو ڈر سنانے والا ہے۔ اور قوم کو ہو لیے راہ بتانے والا (یہاں پر معجزوں سے قطعی انکار بلکہ صرف ڈرانا ہی اپنا فرض کہہ کر مانند عام راہ نماؤں کے بن گئے سچ ہے معجزہ دکھانا خالہ جی کا گھر نہیں ہے)

(۹) سورہ عنکبوت میں ہے

وقالوا لولا انزل علیہ اٰیات من ربہ قل انما الاٰیٰت عند اللہ وانما انا نذیر مبین اور کہتے ہیں (کافر) کیوں نہ اتریں اس پر آیات اس کے رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں اختیار میں اللہ کے۔ اور میں تو ڈر یا قرآن سنانے والا ہوں کھول کر۔

اے ناظرین صداقت قرین! آپ مندرجہ بالا آیتوں سے بطور حق الیقین کے جان سکتے ہیں۔ کہ محمد صاحب کو معجزہ کا اختیار نہ تھا۔ اور جو لوگ معجزہ بیان کرتے ہیں۔ وہ اپنی طبعزاد عبارتوں میں مضمون باندھتے ہیں۔ ورنہ قرآن میں کوئی ثبوت اس امر کا نہیں۔ کہ محمد صاحب نے معجزہ دکھلائے بلکہ یہ تو شہادتیں مندرجہ بالا نفی میں موجود ہیں جن سے کوئی محمدی انکار نہیں کر سکتا پس بعوض چار گواہوں کے ہم نے ۹ گواہ اس امر کے پیش کئے کہ محمد صاحب بے معجزہ تھے۔ اور درحقیقت تمام فلسفی جاننے والے مولوی فاضل لوگ علانیہ انکاری ہیں کہ قرآن میں معجزہ نہیں ہیں۔ اب اس وقت تک کہ کوئی ان ۹ شہادتوں کو رد کر کے ۹ شہادتیں اور ثبوت معجزہ کی قرآن سے نہ نکالے تب تک ہمارا دعوے بدستور موجود رہیگا؛

جب خدا نے محمد صاحب کو معجزہ نہیں دیا۔ اور نہ انہوں نے کوئی دکھایا اور نہ دعوے کیا تو غلام احمد کا دعوے نبوت و معجزہ و الہامات و کرامات وغیرہ کا علانیہ کرنا کس قدر قرآن کے خلاف اور لاف گزاف ہے بلکہ اگر راست پوچھو تو دائرہ انصاف سے۔ اور اگر سچ پوچھو تو یہ تمام چالاکیاں مرزا صاحب کی حضرت دجن علیھا الناس کے واسطے ہیں نہ کوئی کرامات ہے نہ خوارق عادات ہے نہ الہامات ہیں۔ نہ آسمانی نشانات۔ بلکہ کسی طرح کا عجوبہ دنیا بھی ان کے پاس نہیں ؛

ایک دفعہ مرزا صاحب کے مکان پر خاکسار نامہ نگار بیٹھا ہوا تھا۔ اور چند معزز آریہ صاحبان اور چند مسلمان بھی تشریف رکھتے تھے۔ مرزا صاحب کراماتی مسئلہ ہانکنے لگے اور اثناء گفتگو میں فرمایا۔ کہ "مجھکو فرشتے دکھائی دیتے ہیں" ہم نے کہا کہ کیا سچ کہتے ہو؟ جواب دیا کہ ہاں میں نے ایک کاغذ کے پرچہ پر پنسل سے حرف اوم کا لکھ اپنے ہاتھ میں رکھ لیا۔ اور پوچھا کہ براہ مہربانی فرشتوں سے پوچھکر بتلاؤ کہ میں نے کونسا حرف لکھا ہے۔ ایک عرصہ تک کچھ منہ میں گن گناتے رہے بعدازاں کہا کہ اس طرح نہیں کسی اور جگہ رکھو۔ میں نے اپنی پاکٹ میں ڈالدیا۔ پھر پوچھا تو تھوڑی دیر خیالی اور وہمی اور بناوٹی فرشتوں سے پوچھتے رہے۔ مگر کچھ نہ بتلا سکے۔ اور شرمندہ ہوکر لاجواب ہوگئے۔ اس امر کے وہاں دس بارہ آدمی متفق اللفظ گواہ ہیں۔ اور مرزا صاحب بھی غالبًا حلفًا انکار نہ کرینگے۔

لطیفہ۔ ایک حافظ قرآن آنکھ سے اندھا تھا مگر اکثر خواب میں اپنے آپ کو بینا دیکھا کرتا تھا۔ ایک دن اسی بینائی کی دھن میں چوب دستی کا سہارا ترک کر کے چاہ میں گر پڑا۔ اسپر کسی نے کیا سچ کہا ہے۔

دیکھ عقد ثریا سے انگور کی سوجھی ؛ اے بادکشو اسکو بھی کیا دور کی سوجھی

نتیجہ۔ صیاد جب بلبل کو دام توڑ درخت پر چہچہے کرتا دیکھتا ہے۔ تو پھر اسے دانہ دکھلا کر پکارتا ہے۔ تاکہ کسی طرح وہ نادان بلبل میرے دام میں آ پھنسے۔ اور میری روزی چلتی رہے۔ اگر بلبل دانا کو آزادی نعمت غیر مترقبہ کا خیال آگیا اور قید کی تکلیف نہ بھلا بیٹھی۔ تو پرواہ نہ کر کے چلی گئی۔ ورنہ پھر وہی آب و دانہ قفس نصیب ہوا۔ بعینہ وہی حال ان کا ہے جونہی کوئی محمدی تعلیم کی جھپک سے فلسفی دلایل پر متوجہ ہوا۔ اور زمانہ آزادی کا دیکھ کر راستے دینے کے قابل بننا چاہا تو جھٹ اُسے ڈرانا اور دھمکانا شروع کیا۔ اور فتوے لایعنی ملنے لگے۔ یہی حال ہمارے مرزا کا ہے۔ کہ جب کوئی مسلمان قرآن کے الہامی ہونے سے منکر معلوم ہوا تو فی الفور دام پھیلانے لگے۔ اور الہام کے دعوے سنانے لگے۔ کہ اس تیرھویں صدی میں ہم بھی ملہم کلام غیب ہیں۔ خدا ہماری تعریف میں ابھی اب تک عربی میں آیتیں نازل کرتا رہتا ہے۔ ہر وقت نماز جبرئیل ہمارے کان میں وحی پھونکتا ہے۔ ہم بھی کراماتی ہیں جاہلوں کے بہکانے کو نال بوجھکڑ ہیں ہم نے فلانے بیمار آریہ کو دور دو عمل علمی سے صحت بخشی۔ ہم نے فلانے مقدمہ میں فلانے شخص کا خدا کی درگاہ میں اپیل کرا کے سفارش پہنچا کر مقدمہ جتایا۔ اور ہم نے فلانے لوگوں کی پیشگوئی کی تھی اور اسی روز ڈاکخانہ سے ملے۔ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔ در حقیقت ان کے لایعنی دعوؤں نے اگلوں کے معجزوں کا بھی ستیاناس کر دیا۔ خدا مرزا صاحب کو ہدایت دیوے۔ اور ان کے فریب سے ایک عالم کو بچا دے ٭

مصنف براہین الاحمدیہ (جلد چہارم صفحہ ۲۹۷ سے ۳۴۷ تک) کے اعتراضوں کا جواب

معترض نے کامل ۵۰ صفحوں کے حاشیوں پر آریہ سماج والوں سے مخاطب ہو کر نہایت تعصب سے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ اور غالبًا مخالفت میں تمام بخارات نکال دیئے مگر بالکل لایعنی و بلا ثبوت اصلی کتاب کے دیکھنے سے تمام دعوؤں کے بیان میں (جو بزعم خود انہوں نے ہفت خوان کی منزل طے کی ہے) کوئی شرتی وید مقدس کی درج نہیں کی۔ اور اس طرح فحش و اہانت آمیز اور بُرے کلمات ایماندار سینہ سے نکالے ہیں کہ جن کا مکرر درج کرنا نقل کفر بدتر از کفر کا حکم رکھتا ہے۔ مہذب لوگ اس قسم کے مباحثوں کو تہذیب سے گرا ہوا سمجھتے ہیں۔ اس لئے عطائے او بلقائے او بخشیدم پر عمل کر کے مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں ٭

معترض نے اپنی تمام کتاب میں جہاں وید مقدس کی نسبت کوئی اعتراض لکھا ہے وہ اپنی لیاقت سے نہیں بلکہ اس غلط و مہمل و بیقاعدہ اور بے ترتیب اردو ترجمہ سے ہے جو سال ۱۸۷۲ء میں دہلی سوسائٹی کی اجازت سے لالہ لچھمن داس مدرس سینٹ سٹیفنز کالج دہلی (جو مشن کالج ہے) نے پروفیسر ولسن صاحب کے انگریزی ترجمہ سے اردو میں کیا ہے جو بنام نہاد ترجمہ ۱/۲ رگ وید کے طبع ہوا ہے۔ اور پروفیسر ولسن صاحب نے وہ ترجمہ سائنا کے ترجمہ سے کیا ہے۔ اب مجھے سب سے پہلے ان باتوں کا واضح کر دینا ضروری ہوا کہ اس خرابی کی بنیاد کہاں سے نکلی

چودھویں صدی عیسوی میں جن دنوں کہ ابر ظلمت و نادانی تمام آریہ ورت پر پھیلا ہوا تھا۔ جن دنوں کہ ست دھرم و نیک کرم کی طرف بہ سبب حملات مغربی کے لوگوں کا رجحان کم ہوگیا تھا۔ انہیں دنوں میں اہل ہنود میں ایک ایسا فرقہ قایم ہوا۔ جو گوشتخوری و شراب نوشی کو اصولات دینی سے سمجھنے لگے۔ زنا و طوائف بازی ان کے مذہب کا ایک پہلا فرض ٹھیرا عیاشی و تماش بینی میں پنڈت جو روپیہ کے مقابلہ میں دین کو کچھ چیز نہ جانتے تھے۔ انہوں نے اس مذہب میں بڑے بڑے درجہ و عہدہ حاصل کئے چنانچہ جس مذہب کا سنسکرت میں وام مارگ اور عمومًا اصطلاح میں ساکتک نام ہے انہیں دنوں میں نکلا تھا سائنا چاریہ اور مہی دھر وغیرہ بہت سے لیسے پنڈت ان کے پیشرو بنے۔ اور نہایت ہمت سے نئی نئی اصطلاحات نکال کر ویدوں کی طرف سے لوگوں کو تشفی کرنا چاہا یا یوں کہو کہ وام مارگ کے ثبوت کرنے کو ترجموں میں کئی طرح کی تاویلیں جوڑنی بیٹھیں اور جاہلوں کے طعن سے بچنے کے واسطے وید کے ذریعہ وام مارگ مت چلانا شروع کیا۔ چونکہ اس کا دوسرا بھائی ایک راجہ کا وزیر تھا۔ لہٰذا رعب و داب حکومت سے بھی بہت سی ناجایز کاروائی کرائی (دیکھو ترجمہ مذکور صفحہ ۴۴ سطر ۳ سے ۹ تک)

ایک تو سائنا چاریہ کا ترجمہ خود بھی ویدک لغات اور برہمن گرنتھوں سے وردھ (خلاف) ہے۔ دوسرے میکس مولر صاحب اور ولسن صاحب جو اس کے ترجمہ کو بھی سمجھنے اور سمجھانے اور دوسری زبان میں الٹانے کی لیاقت نہیں رکھتے۔ قطع النظر آلودگی غرض یا خیال بیجا کے وہی مترجم خود بھی مضامین ویدک ناواقفی و عدم واقفیت کا دیباچہ میں اقبال کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی ترجمہ کے صفحہ ۱۵ ۴۳ پر خود ڈاکٹر میکس مولر صاحب نے یہ رائے درج کی ہے کہ عرصہ ۲۰ سال کے بعد جو میں نے رگوید کے منتروں اور شرحوں کے جمع کرنے اور چھاپنے میں صرف کئے ہیں رگ وید کا اپنے کئے ہوئے ترجمہ کو عوام کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ مگر تاہم ان میں سے تمام منتروں کے ترجمہ کا اقرار نہیں کرتا کیونکہ گو میرے پاس سائن آچاریہ کا ترجمہ اور اس کے متعلق شرحیں لغت اور صرف نحو وغیرہ کی کتابیں موجود

ہیں تو بھی رگ وید میں اکثر ایسے ایسے منتر ہیں کہ جن کے معنے معلوم نہیں ہوتے اس امر کا کہنا کہ جس کو میں بارہا کہہ چکا ہوں۔ کچھ ضرورت نہیں کہ رگوید کے ایک منتر کا بھی ترجمہ کرنا غیر ممکن ہے۔ تاوقتیکہ ساین آچارج کا ترجمہ برہمن اپنکھ۔ نرکت۔ برہد دنی اور سوتر وغیرہ اور بہت سے سنسکرت کے علم عروض و اصول فلسفہ اور قانون وغیرہ کی کتابوں کو نہایت غور کے ساتھ نہ پڑھے۔ اور ڈاکٹر ولسن صاحب کا بھی قول ہے کہ سائنا چارج کا ترجمہ انگریزی میں بخوبی نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی زبان مکمل ہے کہ جس میں نیز اصل شرح کے بہت سے لفظوں اور جملوں کا ترجمہ ہونا ہی ناممکن ہے۔ آج کل ملک یورپ میں سنسکرت کا ایسا شوق اور اس قدر ترقی ہے۔ کہ یقیناً پچاس برس کے اندر لوگ میرے ترجمہ کو بالکل بھول جاوینگے۔ جس کی برائیوں اور غلطیوں سے جس قدر میں واقف ہوں اور کوئی واقف نہیں ہو سکتا۔ البتہ اپنے ترجمہ کی نسبت اس قدر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ ان شخصوں کی ترقی کے کہ جو میرے بعد علم سنسکرت کے شایق ہوں اوپر جانے کے واسطے ایک چھوٹی سی سیڑھی ہو سکتی ہے اس کے ذریعہ سے وہ شخص ہمارے اباؤ اجداد کے خیالات کو ان کی بہنت جن کی زبان ہماری زبان میں اب تک موجود ہے اور جنکی تصنیفات ہمارے واسطے اب تک محفوظ رکھی ہوئی ہیں۔ بخوبی دریافت کر سکیں گے۔

اسی طرح اس ترجمہ اردو کے دیباچہ میں بھی ماسٹر لچھمن داس صاحب بصفحہ نمبر ۶ لکھتے ہیں۔ اس حصہ میں بعض بعض رچائیں ایسی ہیں جن کے معنے بخوبی سمجھ میں نہیں آتے۔ ان کے ملاحظہ سے ناظرین یہ تصور نہ فرماویں۔ کہ قصور ترجمہ کا ہے بلکہ ان کو یہ سمجھنا چاہئیے کہ اس زمانہ میں بعض بعض خیالات ایسے بھی تھے جو اب بخوبی سمجھ میں نہیں آسکتے۔

پھر صفحہ ۸ میں کہا ہے۔ اور نیز منتروں کے مصنفوں کے نام اور دیوتا جنکی مہما میں یہ منتر ہیں وید میں مندرج نہیں ہیں۔ یہ حال بہت کچھ اور پستکوں سے معلوم ہوتا ہے۔ جو وید سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتیں۔

پھر صفحہ ۹ میں تحریر کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ نکالنا کچھ دشوار نہیں ہے بلکہ اب تک ہم قطعی نتیجہ نکالنے یعنے اپنی رائے لکھنے کے مستحق نہیں ہیں۔

پھر صفحہ ۱۱ میں تحریر کرتا ہے۔ بہت سے وید کے فقرے ہنوز بغیر شارح کی مدد کے سمجھ میں نہیں آتے۔

پھر صفحہ ۱۲ میں تحریر کرتا ہے۔ کہ قدیم منتر اور قواعد مذہبی جمع کرنے میں اور ان کے ملحوظ رکھنے میں جو غرض ظاہر کی گئی ہے عجیب تر ہے کیونکہ جس قدر کہ ہم اب تک تمیز کر سکتے ہیں۔ یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ ان میں مذہبی اور مجلسی قوانین کا کچھ بھی ذکر نہیں ہے۔ جو بلاشبہ ویدوں کے ترتیب کے زمانہ میں بخوبی مکمل ہو گئے تھے شاید ہم اب تک کوئی قطعی اقرار درباب مذہبی عقیدے اور طریقہ رواج کے جو رگوید میں پایا جاتا ہے اور مجلسی حالت کی نسبت جو ان منتروں کی تصنیف کے وقت تھے نہیں کر سکتے۔ اور یہ سراسر بیجا ہو۔ اگر ہم یہ کہیں کہ رگوید میں برہمنوں کے عقیدوں کی بڑی بڑی علامتوں کی منظوری نہیں پائی جاتی جب تک ہم سارے رگوید کا مطالعہ نہ کریں۔ اور بخوبی تحقیق نہ کر لیں۔ کہ ایسی باتوں کا رگوید میں کچھ بھی ذکر نہیں ہے۔ لہذا یہ بات سمجھنی چاہئیے۔ کہ ان معاملات میں رائے دینے میں جو کچھ چال ہمیں معلوم ہوا ہے وہ بذریعہ رگوید کی اول کتاب کے ہوا ہے جس کا اب ترجمہ ہوا ہے اور کوئی بات ہم کو آیندہ معلوم ہو۔ اور وہ اس کے خلاف ہو تو اس سے ہماری رائے بدل سکتی ہے۔ اور اگر موافق ہو تو نہیں"۔

صفحہ ۲۷ میں تحریر کرتا ہے۔ لیکن غالب یہ ہے کہ وید میں لفظ کیا روین کے کچھ اور معنی ہوں اور اب کوئی نہیں جانتا ہو۔

صفحہ ۲۷ میں تحریر کرتا ہے۔ اور ہم یہ بات نہیں خیال کر سکتے۔ کہ وہ ان دیوتاؤں کے ایسے معتقد تھے یا کہ وہ ایسے صرف ظاہری عناصر کی پرستش ان کو کچھ اور تصور کر کے کرتے ہوں۔ سوائے اس کے کہ یہ عناصر پیدا کنندہ کی طاقت کی نشانیاں ہیں۔ گو ان دیوتاؤں کی توصیفوں میں کسی قدر مبالغہ ہو لیکن ہم یہ خیال کر سکتے کہ ان کے مصنفوں نے یہ الفاظ بالیقین منہ سے نکالے ہوں۔ خصوصاً جبکہ ہم یہ بات دیکھتے ہیں کہ یہ منتر ان لوگوں کی تصنیف سے ہیں جن کی لیاقت اور غور میں کچھ کلام نہیں ہو سکتا۔ اور جن کو علمی استعداد اور تیزی ادراک حاصل تھی۔

صفحہ ۳۴ میں لکھا ہے۔ کیونکہ اگرچہ سائنا نے جو معنے لگائے ہیں ان میں کہیں کہیں اعتراض ہو سکتا ہے۔ تاہم بلاشبہ کوئی فرنگستانی عالم ایسا نہ ہوگا جو اس کی لیاقت کو پہنچ سکے۔

مندرجہ بالا رائوں کا نتیجہ

جب مترجم خود ہی صفحہ ۶۔ میں تحریر کرتا ہے کہ اس حصہ میں بہت سی رچائیں ایسی ہیں جنکا مطلب بخوبی معلوم نہیں ہو سکتا" جن رچاؤں کے مطلب مترجم نہیں جانتا کیا وہ کسی طرح ممکن ہے کہ اس مترجم کا خوشہ چین اس کے مطلب کو جان سکے۔ پس یقیناً معلوم ہوا کہ وید منتروں کے الفاظوں کا مطلب خود مترجم نے بہت مقاموں پر بالکل نہیں سمجھا اور نہ رچاؤں کے ٹھیک معنے سمجھ سکا۔ بس اس کی خوشہ چینی اور اس کی نقل نویسی اور اسکے ترجمہ یعنے نتیوں سے راستی کی امید ناپدید ہے

اے ناظرین پروفیسر ولسن کہتے ہیں صفحہ ۹ پر۔ کہ "ہم ابھی اس ترجمہ کی نسبت کسی طرح کا نتیجہ نکالنے یا رائے دینے کے مستحق نہیں ہیں صاحب اس کا راہنما انگریز مترجم خود ہی نتیجہ نکالنے کا مستحق نہیں اور نہ رائے دینے کا مجاز ہے تو پھر مرزا صاحب کا اس ترجمہ مشکوک پر رائے دینا کس قدر جہالت کو ثابت کر رہا ہے۔ جبکہ وہ ترجمہ خود مترجم کے خیال میں بھی اعتبار کے درجہ سے منزلوں دور ہے۔

اے مطالعہ کرنیوالے سچا رکرو کہ صفحہ ۱۱ میں مترجم نے جب خود ہی کہہ دیا کہ "بہت سے وید کے فقرے ہنوز بغیر شارح کی مدد کے سمجھ میں نہیں آتے" تو پہلے مترجم کا نہ سمجھنا دوسرے کا غلطی کھاتا۔ تیسرے کا دھوکا سے یا دھوکہ دینے کے خیال سے اس غلطی کو صحیح مان کر حق سے چشم پوشی کر لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنا کس قدر ایمانداری ہے۔ بیشک سچ ہے کہ بہت سے فقرے وید کے بغیر فاضل سنسکرت کے امی محض کی سمجھ میں نہیں آتے اس واسطے مرزا صاحب کا اس غلط ترجمہ پر اندھا دھند تقلید پرستی کرنا سراپا فریب بازی اور جعلسازی ہے۔

صفحہ ۱۲ میں مترجم لوگوں کی ان رائیوں پر سخت تعجب کرتا ہے۔ کہ یہ ویدعلم کے

زمانہ کے برخلاف ہیں، مذہبی مجلسی قوانین ویدوں کے زمانہ میں کامل ہو چکے تھے۔ مگر آج کل کے ترجموں سے ہمیں وہ مطلب نہیں ملتا۔ اسی واسطے ہم ابھی تک کوئی اقرار قطعی درباب مذہبی عقیدے اور مجلسی قوانین کے جو ویدمیں ہے نہیں کر سکتے ہیں،، اور یہ بھی لکھا ہے کہ "یہ سراسر بیجا ہو۔ اگر ہم یہ کہیں کہ رگوید میں برہمنوں کے مذہب کے عقیدوں کے بڑی بڑی علامتوں کی منظوری نہیں پائی جاتی۔ جب تک کہ ہم کل وید کو مطالعہ نہ کریں" اے ناظرین خدا کے واسطے فرمایئے کہ جس نے ترجمہ کرنے کے وقت چار وید پڑھے ہی نہیں بلکہ ایک رگوید بھی نہیں پڑھا۔ یا مطالعہ نہیں کیا۔ کیا وہ ترجمہ کرنے کی لیاقت رکھ سکتا ہے۔؟ کیا وید ایسی چیز ہے کہ معمولی سنسکرت کی چند کتابوں کا مطالعہ والا اس کا ترجمہ کرے؟ ہمیں نہایت افسوس ہے ان لوگوں کی عقل پر جو اس کو سنسکرت کا پروفیسر یا کوئی اور خطاب دیویں اور اس کے فرضی ترجمہ کو (جو سنسکرت سے انگریزی اور انگریزی سے اردو میں کیا گیا ہے) قابل قدر جانیں جو بالکل غلط اور نامکمل اور غیر قابل اعتبار ہے۔ بلکہ وہ خود ہی بیان کرتے ہیں کہ "ہمکو کوئی بات آئندہ معلوم ہو اور وہ اس کے خلاف ہو۔ تو ہماری رائے بدل سکتی ہے،، اب تو ان کے ترجموں کے علانیہ طور پر تردید ہو گئی۔ ہے اور تمام دنیا میں نوٹس دیئے گئے ہیں جس سے غالباً پروفیسر کی رائے بھی بدل گئی ہوگی۔ علاوہ بریں ان کی رائے بدلوانے کے واسطے ہمیں انگلینڈ سے خط وکتابت کرنی پڑتی ہے جو آریہ سماج لنڈن کے سکرٹری کا ذمہ ہے۔ مگر مرزا صاحب اگر حق پسند ہیں تو ان کے واسطے ہمیں قادیان سے رائے بدلوانی آسان ہے۔ کسی طرح دشوار نہیں اور سب سے زیادہ عمدگی یہ ہے کہ وہ سنسکرت سے محض ناآشنا ہیں اگرچہ اس حالت میں ان کی رائے کی پہلے ہی کچھ وقعت نہیں۔ مگر پھر بھی خدا کرے کہ اس غلط نما ہادی کی پیروی سے مرزا صاحب اپنی غلط و بدگمان رائے کو واپس لے لیویں اور راہ راست پہ آویں۔

صفحہ ۷ میں لکھا ہے کہ "غالب یہ ہے کہ وید میں لفظ کیا ردین کے کچھ اور معنی ہوں اور وہ اب کوئی نہ جانتا ہو،، خوب جب وید کے کسی لفظ کے معنے اور ہیں جو کوئی اب جانتا ہو۔ تو لغات ادر نروکت اور برہمن گرنتھ کس کام کے ہیں۔ وید میں ایسا لفظ کوئی نہیں جسکے معنے کتب قدیم سے دریافت نہو سکتے ہوں وجہ بڑی بھاری یہ ہے کہ وید میں مہمل یا غیر معنی لفظ کوئی نہیں فاضلان لغات وید نے نہایت عمدگی سے اس خدمت کو سرانجام کیا ہے۔ مگر بغیر لیاقت اور لغات وغیرہ دیکھنے کے حاصل ہونا محال ہے۔ ہاں اگر یہ خیال ہے کہ جس بات کو مترجم نہ سمجھے اسکے معنے کون جانتا ہوگا۔ بیشک یہ صرف دعوٰے تو ہے۔ مگر اسے کوئی آریہ اتفاق رائے نہیں کر سکتا۔ بلکہ ناواقفی کا ایک ثبوت ہے۔

صفحہ ۲۷ میں لکھا ہے "لیکن ہم یہ نہیں خیال کر سکتے کہ ان کے مصنفوں نے یہ الفاظ بالیقین منہ سے نکالے ہوں"۔ حضرت جب انہوں نے بالیقین منہ سے نہیں نکالے ہیں تو آپکا ترجمہ کرنا اور مرزا غلام احمد صاحب کا رائے دیکر اور لوگوں ناواقفوں کو دھوکا دینا کس قدر دیا کا نشان ہے صفحہ ۳۴ میں لکھا ہے کہ ساینا چارج نے جو معنے لگائے ہیں انمیں کہیں نہیں اعتراض ہو سکتا ہے تاہم بلاشبہ کوئی فرنگستانی عالم ایسا نہ ہوگا جو اس کی لیاقت کو پہنچ سکے۔ جب سائنا چارج کے معنے پر بھی مترجم کو خود اعتراض ہے تو مترجم کے معنوں پر کس قدر اعتراض کی گنجایش ہے۔ اس حالت میں صریحاً غلطی نہیں ہے تو کیا ہے۔ اگر ہم یا کوئی اور حق پسند آدمی کبھی ان پہ اعتبار و بھروسہ کرے۔ جب ساینا کے ترجمہ پر اعتراض ہیں تو ان فرنگستانی عالموں کے ترجمہ میں (جن میں سے کوئی بھی اس کی لیاقت کو نہیں پہنچ سکتا ہے؟) کس قدر اعتراض و اغلاط کے ہونے کا یقین ہے اسواسطے سائنا چارج کے ترجمہ کے ہونے سے فرنگستانی عالموں کا ترجمہ مکرر غلط سمجھتے ہیں غلط ہو گیا۔ اور ان ترجموں سے ماسٹر لچھمنداس کا ترجمہ سہ کرر غلط ہو کر مرزا غلام احمد کے اعتراض جو بناء فاسد برسار فاسد و سقف فاسد و تعمیر فاسد کا حکم رکھتے ہیں وہ کسی طرح قابل اعتبار نہیں اور نہ وقار کے لایق ہیں اور یہی ثابت کرنا ہمارا فرض تھا۔ جو بفضلہ کامل طور پر ادا ہوا۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۳۹۹ سے ۴۰۱ تک حاشیہ نمبر ۳

رگ وید سنتھا اشٹک اول سکت ۶۱ کی یہ شرتی جس میں لکھا ہے۔ اے اندر ورترا پر اپنا بجر چلایا اور اسے ایسا ٹکڑے ٹکڑے کر جیسے بوچڑ گائے کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔ ایک تو یہ تشبیہ غیر موزوں ہے اور ایک بزرگ کو بوچڑ سے تشبیہ دینا گویا اس کی ہجو بلیغ کرنا ہے جو درجہ بلاغت اور شایستگی کلام سے بعید اور ایک طرح کی بے ادبی ہے وغیرہ

جواب نامہ نگار نے معترض کی صداقت کا متلاشی ہو کر کل اشٹک اول سکت ۶۱ پرتال کیا مگر اس بات کا کہیں نام ونشان نہ پایا نہیں معلوم کہ حضرت کو یہ بات کہاں سے سوجھی لیکن ساتھ ہی جب دہلی والا ترجمہ اردو ملاحظہ کیا گیا تو الہامی کی لیاقت ظاہر ہو گئی ناظرین بیشک اس ترجمہ سے جس کی بابت ہم پہلے لکھ چکے ہیں مرزا جی کو بڑا دھوکا ہوا۔ اسی نمبر ۱۲ کی نسبت جس کی مرزا صاحب نے نقل کی ہے۔ شارح حاشیہ پر نمبر ۲ کا نشان ہے پر لگا کہ تحریر کرتا ہے "وید کی رچا میں صرف اس قدر عبارت ہے ورترا کے عضو گؤ کی مانند جدا جدا کر ڈالو (باقی عبارت شارح اپنی طرف سے زیادہ کرتا ہے) جیسے دنیادار آدمی گوشت کاٹنے والے حیوانوں کے اعضاء الگ الگ کرتے ہیں۔ یہ بیان واجب الملاحظہ ہے۔ تو بخوبی عیاں نہ ہو کہ شارح جو لفظ لکھتا ہے یعنے وکاتیا کاٹنے والے یا تراشنے والے اس کے کیا معنے ہیں شاید یہ لفظ وکرتیا ہو۔ جس کے معنے گوشت بیچنے والوں یا قصابوں کے ہیں۔ کچھ ہی ہو۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ٹکڑے گوشت گائے سے زمانہ سلف کے ہندو متنفر نہ تھے،،

مفسر نے اس جگہ جتنا زہر اگلا ہے اور جتنا جھوٹھ کہا ہے وہ احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے اور اسی طرح عقل کے اندھے مرزا صاحب نے اس کی تقلید کی۔ اپنی عقل کو ذرا بھی دخل نہ دیا کہ آیا یہ بات کس قدر بناوٹی اور غلط ہے۔ غرضیکہ حق و باطل کی تمیز کے واسطے ہم منتر وید کا مع ٹھیک ترجمہ کے تحریر کرتے ہیں۔ تاکہ معترض کی اور غلطیوں کی بھی اسی سے اصلیت واضح ہو جاوے۔ اور آئندہ انکے دھوکے میں کوئی نہ آوے۔

अस्मा इदु प्र भरा तूतुजानो वृत्राय वज्रमीशानः कियेधाः। गोर्न पर्व वि रदा तिरश्चेष्यन्नर्णांस्यपां चरध्यै। ऋ॰ अ॰ १ अ॰ ४ स॰ ६१ मं॰ १२

(اس سکت ۶۱ کے کل ۱۶ منتر ہیں۔ اور یہ تمام سکت متعلق راج دھرم ور مشتر و دیا کے ہے۔ یہ بارھواں منتر بھی سبھاپتی کے متعلق ہے)

ہے سبھادہکش (کتنی دھا) کتنے گنوں کو دھارن کرنیوالے (ایشاناہ) ایشوریہ

یکت (تو تو جانا ہ) سیگھر کرنے ہارے آپ جیسے سورج (اپام) جلوں کے سنبندھ سے (دارالسنی) جلوں کے پرواہوں کو (چردوہی) بہانے کے ارتھ (ورترای) بادل کے واسطے ورتتا ہے۔ ویسے (اسمی) اس شترو کبو اسطے (ترسچا جرم) ٹھہری گتی والے شسترکو (پرہر) اچھے پرکار دھارن کرو۔

(گورن) بانڑیوں کے دبھاگ کے مانند (پرد) اس کے حصہ جدا کرنیکو (اہیں) اچھپا کرناہوا (اود) ایسے ہی (ورد) اینک پرکار ہنن کیجئے۔

تشریح

اس منتر میں پرمیشر نے سبھا دکش کے واسطے عمدہ ہدایتیں اپدیش کی ہیں

(۱) سبھا دکش گنوان اور رانیشوریہ والا اور تیجسوی ہو۔ (۲) شستر و دیا سے بھی اچھی طرح ماہر ہو اور موقع استعمال سے من وعن آگاہ ہو۔ (۳) نشیب و فراز جو انیک پرکار کے معاملات سلطنت میں ہوتے ہیں اُن سے بھی واقف رہنا سبھا دکش کے واسطے ایک فرض اعلےٰ ہے (۴) ظالموں کو کیفر کردار کی جلدی ہنرا دینا غفلت نکرنا اور امن و امان کے قایم کرنے پر مستعد رہنا جو سلطنت کا اصل منشا ہے (۵) جیسے سورج کی کرنیں جلوں کے سمبندھ سے بارش کی پرواہ کو رواں کرنے کے واسطے بادل سے ورتتے ہیں (۶) جیسے بانڑیوں کے دبھاگ کو مختلف ستھانوں میں اس کے چھن بھن کرنے کی اچھپیا کرتے ہیں (۷) ویسے ہی شترو ں کے مقابلہ میں باقاعدہ فوج کو عمدہ شستروں سے مسلح کر کے نشیب و فراز سفر و میدان جنگ سے آگاہی حاصل کر کے کامیابی کرے۔

خلاصہ

ہے سبھاپتی جیسے معاملات ودیا میں پران وایو سے تالو آدی ستھانوں میں زبان کوتاڑن کر بھن بھن اکھشر یا پدوں کے دبھاگ کرتے ہو ویسے شستروں کے بل کو اپنی سینا کی باقاعدہ لڑائی سے چھن بھن کرو۔

ریمارک

جبکہ بقول ولسن صاحب کے وید میں صرف یہی عبارت ہے کہ "ورترا کے عضو گو کی مانند جدا جدا کر ڈالو" اور ورترا میگھ یعنے بادل کو کہتے ہیں۔ اور گو نام بانڑی کا ہے یعنے بادل کے عضو کو بانڑی کی مانند جدا جدا کر ڈالو۔ افسوس کہ لوگ بغیر کسی قسم کی لیاقت کے بڑے بڑے دعوے کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں۔ شارح لکھتا ہے کہ وکاتیا کاٹنے والے کو کہتے ہیں۔ ہم جہاں تک وید مقدس کی اس شرتی کے حرف حرف پر نگاہ دوڑاتے ہیں وکاتیا لفظ بالکل نہیں ملتا۔ جس سے ولسن صاحب اور رسالہ قصائی اور گوشت کاٹنے والے کے معنے نکالتے ہیں۔ اور ہمارے الہامی دوست بغض باطنی و کدورت روحانی سے بوچڑ کے معنے لگاتے ہیں۔ جب یہ لفظ ہی اس منتر میں نہیں ہے پس اعتراض بھی محض کھوکھلا اور بے بنیاد ہو گیا۔ ہم یہاں پر ولسن صاحب اور مرزا صاحب یا کسی اور ان کے خیر خواہ ملک الہام لانے والے کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ یا تو وید مقدس کی اس شرتی سے جو ہمنے اوپر درج کی ہے وکاتیا لفظ نکالکر بتلاویں اور قصائی یا بوچڑ بننے کی تصدیق کراویں۔ ورنہ اس خوانخواہی اور بدکاری کا علاج فرما کر اس کی تکذیب چھپوا کر شایع فرماویں۔ اور آیندہ ان اوباشانہ عودل سے باز آویں (ہم دوبارہ پھر اس بات کو دوہراتے ہیں اور ناظرین کو جتلاتے ہیں کہ اس کا ثبوت وجواب کوئی بھی کسی طرح مہا پرلے تک نہیں دے سکیگا کیونکہ نیستی سے ہستی کسی طرح نہیں ہو سکتی اسی طرح جو ویدوں میں نہیں ہے

اس کا ان سے نکالنا بھی محال بلکہ ناممکن ہے۔ مرزا صاحب کے تمام غلط دعادی اور ترجمہ اردو کی نسبت یہ ہماری طرف سے اتمام حجت ہے جو انکے ایسے ہی تمام بکواس کے ہوائے آساس کے ستیاناس کرنے کے واسطے ھل من معارض کی التماس ہے۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۳۰۲ ہم حاشیہ ۳

قولہ ایک جگہ بھی منہ کھولکر وید نے بیان نہیں کیا کہ مخلوق پرستی سے باز آجاو۔ آگ وغیرہ کی پوجا مت کرو۔ بجز خدا کے اور کسی سے مرادیں مت مانگو۔

اقول ۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔ چشمۂ آفتاب راچہ گناہ۔ مرزا صاحب آیئے اور ان پوتر منتروں کو آنکھیں کھولکر مطالعہ فرمائے۔ وید مقدس مخلوق پرستی کی بڑی سخت تردید کر رہے ہیں۔

(۱) یہ منتر سام وید کا ہے

तत्वां अन्योदिव्यो न पार्थिवो न जातो न जनिष्यते अश्वायन्तो मघवन्निन्द्र वाजिनो गव्यन्तस्त्वा हवामहे। सा. उ. प्रथ. प्र. १ अ. १ मं. ११॥

ہے سرو ایشورج کے مالک سب کے جیون مول پرماتما آپ جیسا دیولوک یا پرتھوی میں (تینوں کالوں میں) نہ کوئی پیدا ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ اور نہ ہے۔ آپ تمام چیزوں کی آمیزش سے پوتر ہو۔ ہم گھوڑے وغیرہ آرایش کے سامان ٹھ کے بڑھانے والے آتمک اور شریرک بلیان اور ضروریات کی خواہش رکھنے والے آپ ہی کی شرن میں آتے ہیں آپ کے سوا ہمارا مالک کوئی نہیں۔

(۲) یہ رگ وید کا منتر ہے

य आत्मदा बलदा यस्य विश्व उपासते प्रशिषं यस्य देवाः यस्य च्छायामृतं यस्य मृत्युः कस्मै देवाय हविषा विधेम।

ऋ. अ. ८ अ. ७ व. ३ मं. २

جو جگدیشور اپنی کرپا سے ہی اپنے آتما کا وگیان دینے والا ہے۔ جو سب ودیا اور سب سکھوں کی پراپتی کا ہیتو ہے۔ جس کی اوپاسنا سب وودان لوگ کرتے آئے ہیں۔ اور جس کے انوشاسن کو سب اتم لوگ کرتے ہیں۔ جس کا آشرا کرنا ہی موکھش سکھ کا کارن ہے۔ اور جس سے غفلت میں رہنا ہی جنم مرن روپ دکھوں کا دینے والا ہے۔ جس کی آگیا کا پالن ہی سب سکھوں کا مول ہے جو سب سنسار کا پتی ہے اسی پرمیشور کی ہم اوپاسنا کریں۔

(۳) یہ یجروید کا منتر ہے۔

अन्धन्तमः प्रविशन्ति येऽसम्भूतिमुपासते ततो भूय इव ते तमो य उ सम्भूत्यां रताः। यजुर्वेद। अ. ४० मं. ९।

جو (اسنبھوتی) یعنی پرکرتی کی برہم کے ستھان میں اپاسنا کرتے ہیں وے اندھکار رنھات اگیان اور دوکھ ساگر میں ڈوبتے ہیں اور جو سنبھوتی یعنے پرتھوی آدی کروں اور پاشان اور درخت اور انسان وغیرہ کے سریروں کی اپاسنا برہم کے ستھان میں کرتے ہیں وے اس اندھکار سے بھی زیادہ دکھ میں پڑتے ہیں

(۴) ایضاً

भयादस्याग्निस्तपति भयात्तपति सूर्यः भयादिन्द्रश्च वायुश्च मृत्युर्धावति पञ्चमः। य. क. अ. २ व. ६ मं. ३।

پرماتما کی ربوبیت کے جلال سے ہی سورج چمکتا ہے اور اسی کے فیضان سے اگنی جلاتی ہے۔ اس کی برکت سے وایو چلتی ہے اور اسکی ہی کرپا سے بارش برق وغیرہ اپنے اپنے کام کرتے ہیں مرتیو یعنے کال اسکے کامل گیان اور ارشاد سے تمام جگت کی فنا میں مصروف ہے +

(۵) یہ بھی یجروید کا منتر ہے तदेजति तन्नैजति तद्दूरे तद्वन्तिके तदन्तरस्य सर्वस्य तदु सर्वस्यास्य बाह्यतः
यज· अ· ४· मं· ५।

پرمیشور سب جگت کو تیھا یوگ اپنی اپنی چال پر چلا رہا ہے مگر آپ نہیں چلتا۔ ایک رس ہر جا ہیا پک ہے ادھرم سے وہ بہت دور اور دھرم سے بہت ہی قریب ہے (یعنے ادھرم سے اس کا جاننا ناممکن ہے اور دھرم سے اس کی پراپتی سگم ہے) وہ سب کا انتریامی یعنے ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے۔ اسی کے جاننے سے کلیان ہوتی ہے نہ کسی اور سے۔ وغیرہ صدہا منتر ویدوں میں پرماتما کی وحدانیت کے موجود ہیں +

اب مرزا صاحب خود ہی انصاف فرماویں کہ ویدوں نے مخلوق پرستی سے کس قدر ممانعت کی ہے۔ تمام وید ہائے مقدس میں کسی فانی یا مخلوق چیز کی عبادت یا پرستش کا حکم نہیں ہے سوائے ادوتی پرمیشور کے۔ اور نہ کوئی آریہ کسی قسم کی مخلوق پرستی کرتا ہے +

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۴۰ سے ۱۴۲ تک حاشیہ در حاشیہ

(معترض نے ۸ ورقوں کے حاشیہ نمبر ۳ میں اُسی غلط ترجمہ اردو دہلی والہ سے جس کا ہم مفصل حال پہلے بیان کر آئے ہیں، اگنی۔ سورج۔ چاند۔ منتر۔ ورن۔ اندر وغیرہ کو کریوں کا پرمیشور جان کر یا دیوتا گردانکر اعتراض کئے ہیں کہ یہ مخلوق پرستی ہے۔ اس قدر نشتروں سے جنکا ایک ذخیرہ کلان یہاں لکھ کر کئی صفحہ ہم نے سیاہ کئے ہیں۔ کیا کچھ خدا کا بھی پتہ ملتا ہے۔

جواب باصواب

معترض نے اپنی تمام کتاب میں ہر جگہ بلا دلیل زبان درازی کی ہے۔ اور کہیں بھی ٹھیک حوالہ و پتہ نہیں تبلایا اس کو واجب تھا کہ اول وید منتر لکھتا۔ بعدہ اس کا ترجمہ کرتا اور مفصل حوالہ دیتا تا کہ اس کی زبان درازی کی ماہیت معلوم ہوتی۔ اور اگر یہ لیاقت نہیں تھی، اور نہ ہے تو عبث خامہ فرسائی کی۔ مگر خیال کیا ہوگا۔ کہ ان دنوں جو آفتاب وید اظہر من الافق ہو کر تمام دنیا پر روشنی پھیلا رہا ہے۔ اور ہر جگہ آریہ سماجیں ہوتی جاتی ہیں۔ جہاں پر اہل اسلام بدنام کنندہ نکو نامے چند ہو کر پشت دکھا دکھا مباحثہ سے بھاگ رہے ہیں۔ مرزا صاحب نے ایسے وقت میں مجبوراً ضروری جانا اور قرضداری نے بھی ضروریات کا منہ دکھانا شروع کیا۔ ایسے موقع پر قرآنی خدا کو اپنے تلوار ہی دین کے بجاؤ کی فرشتوں سے مشورت کرنی پڑی اور اسی حالت میں مرزا نے سوچا کہ ہم بھی کچھ ہاتھ پانو ہلاویں۔ اور گپیات واہیات و کرشمات بعید از اثبات کو گھر بیٹھے سنادی کرادیں۔ تا کہ مشہور ہو وسے یاروں میں۔ ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں۔ امام مناظرہ۔ مجدد وقت۔ ملہم کلام ربانی مسیح ثانی۔ محمدیوں کی زبان پر ہمارا نام بھی ورد ہو جائے اور بیٹھے بٹھائے ایسے داؤ پیچ میں عقل کے اندھوں اور نوعمندوں سے کچھ روپیہ بھی ہاتھ میں آئے بقول

> چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
> یکے حمایت قوم و دگر حصول معاش

وید مقدس میں کسی مخلوق یا مملوک چیز کی پرستش قطعی نہیں ہے۔ اور نہ کسی مصنوعی یا اختراعی کی پوجا درج ہے۔ بلکہ صاف و انکشاف طور پر معقولیت و کمالیت کے ساتھ ان کی پرستش کی ممانعت موجود ہے۔ مگر کیا کیا جاوے آنکھ والیکو آدمی دکھلا سکتا ہے اور کان والے کو سنوا سکتا ہے۔ جس کے دونوں نہیں وہ معذور ہے +

> تو آنم آنکہ فیاز آرم اندرون کسے حسود را چکنم کو زخود بر نج درست
> بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست

بھائیو! ظاہری دو آنکھ اور دو کان والے تو کروڑوں آدمی موجود ہیں۔ مگر ان میں بہت سے ایسے ہیں جن کی آنکھیں تعصب نے اندھی کر دیں اور جن کے کان ہٹ دھرمی کی گرمی سے بہرے ہو گئے ان کے واسطے ہمارے پاس کوئی علاج نہیں وہی حال مرزا صاحب کا ہے۔ سنسکرت ودیا کیا بلکہ اس کی حرف شناسی سے بھی محض اُمی ہیں۔ وید مقدس کی آخنک پرمیشور جانتا ہے شکل بھی نہیں دیکھی آریہ سماج کی کتابیں مطالعہ فرمانے سے تعصباً نفرت ہے نہ کبھی آریہ کی ملاقات کر کے اور اس کا اپدیش سننے سے وہ بالکل محروم ہیں۔ پس ایسی حالت میں ہر ایک بدیہی جان سکتا ہے کہ ان کے خیالی اعتراضات کس قدر درجہ اعتبار سے گرے ہوئے ہیں۔ اگر وہ کسی واقف کار ممبر آریہ سماج سے ایک گھنٹہ بھی گفتگو کرتے۔ تو ان کے وسوسات باطلہ و توہمات عاطلہ یک لخت دور ہو جاتے مگر یہ بھی انہوں نے نہیں کیا اس واسطے بسبب محروم رہنے سنسکرت اور ویدک ودیا کے مرزا صاحب اندھے ہیں اور کسی آریہ کے اپدیش نہ سننے یا حالات نہ معلوم ہونے سے مرزا صاحب بہرے ہیں ورنہ ایسے شدھ اور پوتر دھرم اور عقاید کی نسبت ایسے منتشکی اور بعید خیال دل سے نہ نکالتے جناب مرزا صاحب وید مقدس میں آگ۔ ہوا۔ پانی و خاک و معدنیات وغیرہ سے اوپکار لینا تو ضروری لکھا ہے۔ جس سے حوائج انسانی کا رفع کرنا۔ اور کلاؤں و حکمت و صنعت وغیرہ کی ایجادات کو عمل میں لانا مراد ہے۔ مگر ان فانی اور غیر مدرک چیزوں کو پرمیشور ماننے کی کہیں بھی آگیا نہیں ہے الفاظ سورج۔ چاند۔ اگنی۔ پانی۔ دھرتی۔ منتر۔ اندر۔ باسو۔ اسولوں وغیرہ جن کو وید نے ہزاروں جگہ مخلوق بیان کیا ہے۔ انپر معترض بھی بمثل جاہل مسلمانوں کے اعتراض کر کے فخر حاصل کرتا ہے۔ مگر آنرا کہ حساب پاکست از محاسبت چہ باک۔ ہم کو آپ کے اعتراضات سے کسی طرح کا خوف نہیں ہے اگر خطرہ ہے تو تلوار کے دینداروں کو جن کے قرآن میں ہو بہو یہی اعتراضات موجود ہیں جن کو ہم آگے اسی کتاب میں مشرح لکھیں گے۔ اور لیئے دعاوی کے آیات قرآنی سے شہادت لادینگے آپ کی طرح مکرر لفظی کرنا ہمارا خیال نہیں اور نہ فرضی اور غیر مسلمہ باتوں پر قیل و قال۔ جس بات کا وید مخالف ہے آپ اس بات کی اس سے شہادت دلاتے ہیں۔ اور ثبوت کے واسطے صرف زبانی حدیثوں سے کام چلاتے ہیں + ؎

> اگر کوشش کنی تا حشر اے جاں + نیابی زیں سخن سر گرہ نشانے

ہاں بعضے موقعہ پر اگنی وغیرہ نام پرمیشور کے بھی ہیں۔ جس کی تشریح ویدک کتب لغات میں مفصل موجود ہے۔ بلکہ خود وید مقدس میں اسکا فیصلہ کر دیا ہے تا کہ بت پرستی یا آفتاب پرستی یا آتش پرستی وغیرہ کی طرف انسانوں کو رجحان

نہ ہو۔ اور سوائے سچدانند کے کسی کو اپنا معبود نہ جانیں۔ جسے ہر ایک طالبِ حق کے لئے تحقیق ہو جائے۔ اور کسی طور کا شک نہ آنے پائے

علی الخصوص شریمان سوامی جی مہاراج نے ان باتوں کی اس قدر عمدہ طور سے چھان بین کر دی ہے کہ اب ادنےٰ سے ادنےٰ سنسکرت دان بھی انصافانہ طور پر دیکھنے سے تسلی یاب ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ان وہموں یعنے بھرانتیوں کو دور کرنے کے واسطے سوامی جی نے ایک پستک علیحدہ بھرم اچھیدن (بھرانتی نوارن) نام بنایا ہے جس نے ایک گمراہ عالم کو راہ راست دکھایا ہے۔ چنانچہ چند منتر یہاں بھی شہادتاً پیش کرتا ہوں تا کہ حق و باطل کا کامل اظہار ہو وے۔

इन्द्रं मित्रं वरुणमग्निमाहुरथो दिव्यः स सुपर्णो गरुत्मान्। एकं सद्विप्रा बहुधा वदन्त्यग्निं यमं मातरिश्वानमाहुः॥ ऋ० मं० १ सू० १६४ मं० ४६॥

یہ رگ وید کا منتر ہے۔ وہ جو ایک ادوتی (لاشریک) ست برہم ہے اسی کے اندر۔ متر۔ ورن۔ اگنی۔ ودیا۔ سپرنا۔ گورڈمان۔ ماترشوا۔ یم نام بھی ہیں۔

منو جی بھی ادھیائے ۱۲ کے شلوک ۱۲۳ میں کہتے ہیں

एतमेके वदन्त्यग्निं मनुमेके प्रजापतिम्। इन्द्रमेके परे प्राणमपरे ब्रह्म शाश्वतम्॥ म० अ० १२ श्लो० १२३

وہ جو سب کا پرماتما ہے۔ اسی کے اگنی۔ منو۔ اندر۔ پران۔ پرجاپتی۔ برہم بھی نام ہیں۔

اور اسی طرح یجروید و سام وید و اتھروید سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اگنی وغیرہ نام بعضی جگہوں پر ایشور کے بھی ہیں۔ مگر یہ بھوتک اگنی اور سورج وغیرہ ایشور نہیں ہیں بلکہ اسکی مخلوق ہیں۔

اگنی لفظ جو رگ وید میں اکثر جگہ آیا ہے اوس سے کم فہم اور کم علم آدمیوں کو مغالطہ ہوتا ہے۔ اول تو خود ان لوگوں کو اتنا مادہ کہاں ہے کہ اس لفظ کے اصلی اور حقیقی معانی کو پورا پورا دریافت کر سکیں۔ اگرچہ رگ وید کے منتر اور منوسمرتی کے قول سے بھی ثابت کیا گیا ہے کہ اگنی وغیرہ پرمیشور کے نام ہیں جس سے غالب یقین ہے کہ کسی حق پسند کو کلام نہیں ہے مگر وہ لوگ کہ جن کی چشمِ تمیز کو زمانہ موجودہ کے شعاع شمس العلم نے ایسا خیرہ کر دیا ہے کہ جہالت کے تاریک گوشہ کو اپنا مامن خیال کرتے ہیں انہیں سچ کے قبول کرنے میں شرم معلوم ہوتی ہے اگر کبھی طوعاً و کرہاً سر اٹھاتے ہیں۔ تو برقعہ تعصب چہرہ حق پسندی پر ڈال لیتے ہیں پھر فرمائیے کہ وہ شاہد مراد جو نصف النہار انصاف میں عقل حق بین کے آئینہ حقیقت سے نظر آ سکتا ہے۔ وہ ان کے دل میں یا آنکھوں میں کیسے جلوہ گر ہو ہم ناظرین کی خدمت میں لفظ اگنی کے معنے بطور التماس پیش کرتے ہیں کہ عنانِ انصاف کو ہاتھ سے نہ دیں اور نتیجہ نیک استخراج فرماویں

अञ्चु गतिपूजनयोः अञ्चते प्राप्यते सत्क्रियते वा वेदादिभिः सत्यशास्त्रैर्विद्वद्भिर्वा सोऽयमग्निः॥

اس دھاتو سے اگنی لفظ ماخوذ ہے اور رویدادک ست شاستروں کے وسے ودوان لوگ جس کا ستکار کرتے ہیں۔ اور گیان سروپ اور سرب بیاپک ہے وہ اگنی ہے اس کے علاوہ ست پتھ برہمن کے مندرجہ ذیل واکوں سے یہ بات اور بھی زیادہ صاف ہو جاتی ہے کہ اگنی کا ارتھ ایشور کرنا کسی طرح کی ناویل نہیں ہے بلکہ واقعی ہے اور پچھلی تمام رشیوں نے ایسا ہی مانا ہے اور ویدادی ست شاستروں میں ایسا ہی ارشاد ہے جو بالکل ٹھیک اور نہایت درست اور صرف نحو اور لغات کے مطابق اور ہر طرح معقول ہے اس کو زیادہ واضح کرنیکے واسطے اصلی واکوں کو نقل کرتے ہیں

ब्रह्माग्निः श० १-४-२-११

आत्मा वा अग्निः श० १-२-६-२

अयं वा अग्निः प्रजा प्रजापतिश्च श० ९-१-२४२

تحقیق برہم آتما۔ پرجاپتی۔ اور آگ لفظ کے معانی و مفہوم میں داخل ہیں الغرض مندرجہ صدر حوالوں سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ اگنی لفظ کثیر المعانی ہے اور اس کے بہت سے معانی ہیں منجملہ ایشور۔ آتما۔ پرجاپتی کے بھوتک اگنی یعنے آتش ہے۔ اگر اس قسم کے ثبوت موجود نہ ہوتے اور وید مقدس میں خود ہی اس کا کامل تصفیہ نہ ہوتا۔ اور رشیاں نہ ملتیں اور قطع النظر اس کے محض اصول علم معانی و بیان مدِنظر رکھ کر اگنی شبد کا مفہوم پرماتما بیان کیا جاتا ہے تو بے شک کوئی دانشمند معترض نہ ہوتا۔ عموماً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص اپنی میزان واقفیت میں دوسروں کے معلومات کو تولتا ہے۔ اور خواص حیوانیہ کے غلبہ سے اس کو یہی منظور ہوتا ہے کہ میرا ہی پلہ وزنی رہے۔ ایسے مہاتما بہت تھوڑے ہوتے ہیں کہ خواص حیوانیہ کو مغلوب کر ہر بات کو صداقت یا اصلیت سے نیاو کی کسوٹی پر جانچنے اور ٹھیک اور درست نکل آنے پر اگرچہ اس کے پہلے خیال کے کتنا ہی یا بالکل خلاف ہو، بخوشی خاطر قبول کر لیتے ہیں۔ مرزا جی آفتاب خاک اوڑانے سے کچھ نہیں چھپتا۔ اور ماہتاب شب تاریک میں بھی چمکتا ہے۔ اسی طرح تاویلات اور توجیہات اور اعتراضات سے اصلی معانی مخفی نہیں رہ سکتے۔ چونکہ زر کامل عیار محکِ امتحان سے زیادہ پایہ اعتبار کو پہنچتی ہے اس لئے اگنی وغیرہ لفظوں کی بابت ہم نے اوپر شرح لکھ دیا۔ ایشور کے نہت ناموں میں سے تقریباً ایک سو کا ارتھ واضح طور پر ستیارتھ پرکاش میں موجود ہے جو بالکل ویاکرن یعنے گرامر کے مطابق سنسکرت دھاتوؤں سے درج ہے۔ جس سے کسی بدھی مان کو ذرہ اعتراض بھی نہیں ہو سکتا۔ ان مندرجہ بالا منتروں کے ترجمہ دیکھنے سے ہر ایک حق پسند صداقت کی داد دے سکتا ہے اور اگر آتش پرستی ہوم یگ کا کرنا ہے۔ تو یہ محض انصاف اور علمیت اور فلاسفی کے گلے پر چھری دھرنا ہے۔ پرانے نبیوں کا آگ کو جلا کر بارش کا کرنا قربانی کا جلانا۔ اور خدا کا خوشنود ہونا (جو توریت اور نبیوں کے صحیفوں میں درج ہے) اور براق پر چڑھ کر آسمانوں کی سیر کو جانا۔ گنہگار زانی قاتلوں۔ سفاکوں۔ ڈاکوؤں کا صرف شفاعت سے بخشا جانا (جو قرآن اور تفسیروں اور حدیث میں ہے) تو مرزا صاحب ضرور مانتے ہیں۔ اور ان کا ایمان باعث نجات جانتے ہیں۔ مگر ہون سے بارش اور صحت کا ہونا نامعلوم دکھائی پڑتا ہے۔ اور اس کو بزعم باطل۔ مخلوق پرستی گمان کیا جاتا ہے۔ بڑی بھاری وجہ اس تعصب اور حق پوشی کی یہ ہے کہ وہ باتیں پشتہا پشت سے مانتے چلے آتے ہیں اور خصوصاً قرآن میں ہیں۔ پس انکار کرنے سے دنیا کے لعن و طعن کا اندیشہ ہے خیر کچھ ہو ہم اس بارہ میں تھوڑا سا تحریر کرنا مناسب جانتے ہیں۔ اگر مرزا صاحب ہمارے اس بیان کو فلسفہ محمدیہ سے رد کر دیویں تو اس وقت ہمیں اور دلیل دینے کی حاجت پڑیگی۔ مگر انشاء اللہ تعالےٰ اسی سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ ہو جاویگا اور زیادہ امتحان کی ضرورت نہ رہیگی۔

اس تحریر کے شروع کرنے سے پہلے یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا بارش صرف مرضی خدا پر منحصر ہے یا کہ اس کے وسایل بھی ایشور نے بنا چھوڑے ہیں +

جن فلسفہ دانوں اور چکتسا خوانوں کو علم بارش سے آگاہی ہے انہیں کی اسمیں گواہی ہے کہ بارش کے ہونیکا یہی طریقہ مقرر ہے کہ زمین سے پانی کے بخارات اوپر چڑھ کر بارش ہوکر برستے ہیں چنانچہ اس کی تصدیق کے واسطے اکثر فلسفیوں نے بارش کا امتحان بھی کرا دیا - بلکہ ایک فاضل فلسفی نے اشتہار بھی دیدیا تھا کہ جس کسی کو خواہش بارش دیکھنے کی ہو - میں برسا کے دکھلا سکتا ہوں - پس اس کل تحریر کا منشا یہہ ہے کہ جس طرح بذریعہ کونین کے تپ کا افاقہ ہوجاتا ہے - اور جلانے سے لکڑی راکھ ہوجاتی ہے - کھانے سے جسم کو تقویت ملتی ہے - اسی طرح اگر باقاعدہ بخارات چڑھائے جاویں تو بارش ہوسکتی ہے - یہہ تو صاف جہالت ہے کہ محض خدا کی مرضی سے بلا قاعدہ مقررہ کے بارش ہوجاوے - پس جبکہ بارش کا ایک خاص قاعدہ ہے - تو اب ہم کو غور کرنا چاہئے کہ کونسا قاعدہ بارش کا عمدہ ہے چونکہ محمدی لوگ بھی ہر ایک امر کو خدا کی مرضی پہ اکتفا نہیں کرتے - روٹی کے واسطے تو محنت مزدوری کرتے ہیں - بیماری کے واسطے دوا دارو بھی کھاتے ہیں - نفسانیت کے خیال سے بیاہ شادی کی بھرمار کرتے ہیں - کسی امر میں محض خدا کی امید پر بیٹھے نہیں رہتے - ایسا ہی ہمکو بارش پر غور کرنا چاہئے - البتہ یہہ امر تو بہت معقول ہے کہ ہر ایک فعل کے ساتھ پرمیشور کی مدد کا خواہاں ہونا لیکن بلا افعال محض خدا کے بھروسہ پر پڑا رہنا کسی قاعدہ کے مطابق روا نہیں ہے اب ہمکو بارش کے اصول پر خیال کرنا چاہئے +

محمدیوں اور عیسائیوں کی کتابوں کے رو سے بارش کے لئے یہ قواعد مقرر کئے گئے ہیں کہ مسجدوں یا گرجا گھروں میں جمع ہوکر خدا کے آگے التجا کرنا +

اور آریہ دھرم کے مطابق ہون یگ کے ذریعہ ایشور سے پرارتھنا کرنی کہ آپ دیامے ہیں دیالتا سے بارش کیجئے -

اب غور کرنا چاہئے کہ بارش کے لئے کونسا قاعدہ عمدہ ہے آیا محمدیوں کا یا عیسائیوں یا آریوں کا -

اول سوچنا چاہئے کہ یہ قاعدہ ہاتھ سے کاروبار کرنا اور دل سے ایشور کی مدد کا جان روزی کا طلبگار ہونا عمدہ ہے یا یہ قاعدہ کہ ہاتھ باندھ کر بیٹھے رہنا اور ایشور سے روزی کا طلب کرنا بہتر ہے -

یقین واثق ہے کہ اخیر کے قاعدہ کو کوئی عقلمند پسند نہ کریگا - اور ہر طرح نحوست بخش اور جہالت مانے گا - اس لئے قاعدہ اول کی صورت ہون کے ذریعہ ایشور کے آگے پرارتھنا کرنے کی ہے - کیونکہ ہون قاعدہ قدرت کے مطابق خاص ذریعہ بارش اور صحت جسمانی اور صفائی ہوا کا ہے - ہون کا یہ قاعدہ ہے کہ زعفران زرد اور معطر اور مقوی اشیا کو وید کے منتروں سے آگ میں باری باری آہوتی دینا زمین سے پانی کے بخارات دو طریقوں سے میگھ منڈل میں چڑھ سکتے ہیں (۱) سورج کی گرمی سے (۲) آگ کی حرارت سے - پس جس وقت آگ جلا کر ہون کیا جاتا ہے تو اس کی حرارت سے گھی وغیرہ معطر اور مقوی اشیا کے بخارات اوپر کو چڑھتے ہیں - یہ بات بھی عموماً مسلم ہے کہ بعض اشیا کو سورج کی گرمی حسب ضرورت اوپر نہیں اٹھا سکتی - اس لئے ہون کے ذریعہ چڑھائی جاتی ہے - یہ جو گھی ہون میں ڈالا جاتا ہے - اسکے یہہ فایدہ ہے کہ بارش کو بڑی مدد حاصل ہوتی ہے - جو بخارات پانی کے سورج کی حرارت سے اوپر چڑھتے ہیں - ان کو منجمد کرنے کے لئے گھی کے بخارات بطور جاگ کے ہیں جیسا کہ ہزار من دودھ میں ایک پاؤ دہی ڈالنے سے تمام کو دہی بنا دیتا ہے - ویسا ہی جس وقت گھی کے بخارات پانی کے بخارات سے ملتے ہیں ان کو منجمد کر دیتے ہیں اور وہی بخارات فوراً بارش کا ذریعہ ہوجاتے ہیں - اور گھی کی یہ خاصیت ہے کہ وہ سورج کی گرمی سے اوپر نہیں چڑھ سکتا - تم غور کرو کہ ہر ایک شئے کو سورج کی گرمی خشک کر دیتی ہے لیکن گھی ہزار برس پڑا رہے - تو ویسا کا ویسا ہی بنا رہتا ہے - ہرگز خشک نہیں ہوتا - اس لئے بذریعہ آگ کے اس کو اوپر چڑھایا جاتا ہے تاکہ بارش میں مدد کرے اور ساتھ ہی اس کے مقوی و معطر اشیا ڈالی جاتی ہیں انکا بھی یہی فائدہ ہے کہ پانی نفیس اور جلدی منجمد ہوکر گرے - کیونکہ جس وقت پانی کے بخارات لطیف ہوتے ہیں اس وقت کم منجمد ہوتے ہیں - لیکن جب وہ کثیف ہوتے ہیں - تو جلد منجمد ہوکر بارش کو کرتے ہیں اب معترض یہہ کہینگے کہ جس جگہ ہون نہ ہوگا - وہاں بارش نہ ہوگی - یہہ خیال ان کا درست نہیں - کیونکہ بارش کا ذریعہ محض ہون ہی نہیں ہے بلکہ اور بھی کئی ایک مثلاً درخت عمدہ ذریعہ بارش کا ہے - اور یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ سورج کی گرمی سے جو پانی کے بخارات چڑھتے ہیں وہ محض پانی کے نہیں ہوتے بلکہ ان کے ساتھ لطیف بخارات - اور مقوی اور معطر اشیا کے بھی چڑھ جاتے ہیں - اس لئے یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے - اور یہ معاملہ دانائی اور معقولیت کا ہے - مثلاً فرض کرو کہ جنگل میں قدرتی میوے ہزار طرح کے پیدا ہوتے ہیں - تو کیا درخت لگانیکی کچھ ضرورت نہیں ہے کوئی دانا اس امر کو پسند نہ کریگا - پس باغ وغیرہ لگا کر عمدہ طور سے میوہ جات بافراط پیدا کرنا قدرتی عطیہ کا باقاعدہ بڑھانا ہے - اسی طرح اگرچہ قدرتی طریقہ خاص بھی بارش کا ہو - لیکن تاہم انسان اس میں کئی طرح کے اعمال سے اپنی کوشش کا فایدہ اٹھا سکتا ہے اس لئے اگر ہم خاص قاعدہ بارش کے نازل ہونے کا مدنظر رکھ کر اس کے ساتھ ایشور کی مدد کے خواہاں ہوتے ہیں - تو وہ اس نکمے اور بھدے اور نامعقول طریقہ سے ہزار ہا درجہ اعلےٰ تر ہے

اب اگر محمدیوں کا بارش کیواسطے قاعدہ دیکھوگے - تو بہر نوع ناکارہ اور بودا ہے یعنی مسجد میں جاکر کچھ زبان سے کہنا بارش کو کیا مدد دیتا ہے - بلکہ سستی وکم ہمتی کا مصداق ہے - اور یہی حالت عیسائیوں کی ہے

بڑا افسوس ہے کہ جس طرح اور کاموں میں محمدی لوگ تعصب نامعقولیت وسینہ زوری کو عمدہ ذریعہ خیال کرتے ہیں - اس بارش کے بارہ میں بھی وہی پالیسی برتتے جاتے ہیں اور عقل وعلم کو استعمال میں نہیں لاتے اگرچہ اکثر کاموں میں محمدی لوگ تدبیر کو بھی کام میں لاتے ہیں - مگر بارش کو صرف باری سے چاہتے ہیں - کیا معاذ اللہ وہ نادان ہے جو تمہارے دھوکا میں آجاویگا - اگر بارش چاہتے ہو صحت مندی کے خواستگار ہو اس کے مقررہ طریقہ ہون کی تعمیل کرو - بھائیو! کیا کبھی بلا کام کرنے کے بھی معاوضہ مل سکتا ہے؟ جب آپ ایشور کے حکم کی تعمیل کرینگے تو وہ دنیا رکاری اپنی قدرت سے ہر ایک چیز کو دے سکتا ہے - مہاتما کرشن جیو کا قول ہے -

अन्नाद्भवन्ति भूतानि पर्जन्यादन्नसम्भवः । यज्ञाद्भवति

ति पर्जन्यो यज्ञः कर्मसमुद्भवः कर्म ब्रह्मोद्भवं विद्धि ब्रह्माक्षरसमुद्भवम् तस्मात्सर्वगतं ब्रह्म नित्यं यज्ञे प्रतिष्ठितम् ॥

ترجمہ: کہ جسم خوراک سے بنتا ہے اور خوراک بارش سے ہوتی ہے۔ ہون سے بارش ہوتی ہے۔ اور آہوتی وغیرہ کرم سے ہون ہوتا ہے۔ وید منتروں سے آہوتی لینے کرم پیدا ہوتا ہے۔ اور وید منتر برہم پرماتما سے پرکاشت ہوتے ہیں۔ اس واسطے سب کا مالک برہم ہے اور اس کی آگیا پالن کہ جس کا نام ہون ہے۔ ایشور کو اپنا مالک اور ہون کو اس کا حکم اور جگت اوپکار کا سبب جان کر روز یگ کرنا چاہئے"۔ ان تمام مندرجہ بالا اثبات سے ہر ایک دانا جان سکتا ہے کہ جس طرح کہ نیں کھانا کوئی بت پرستی نہیں۔ آگ سے روٹی پکانا اور اس میں عمدہ خوشبودار چیزوں کا جلانا آتش پرستی نہیں۔ بلکہ صحت جسمانی کا سبب۔ درستی ہوا کا کارن اور بارش وغیرہ صدہا سکھدایک باتوں کا ذریعہ ہے۔ پس کوئی وید کا پیرو آتش پرست یا مخلوق پرست نہیں ہے۔ بلکہ ایشور بھگت اور برہم پرست ہیں۔

مجھ کو مصنف براہین الاحمدیہ کے ایسے خیالات پر کہ جن کی تائید کسی فلسفہ سے نہیں ہو سکتی۔ سخت تعجب و افسوس آتا ہے کہ وہ کیوں اس گرداب بلا سے خلاصی کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ ھل من مزید کا دم بھرتے ہیں۔ حجر الاسود کی بت پرستی اور مکہ کے یاترا یا تیرتھ پرستی سے گناہوں کا دور ہونا اور کعبہ کو مکان خدا یعنی بیت اللہ سمجھنا۔ اور اس کے حج سے ثواب آخرت اور نکوئی جاوید ماننا۔ یہ دونو خاصکر ایسے امر ہیں جن کے ماننے سے عقل و علم دونو رخصت ہوتے ہیں۔ بقول ایک فاضل کے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر ست ❊ از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر ست
کعبہ بن گاہ خلیل آذر ست ❊ دل گذر گاہ جلیل اکبر ست

بلکہ میں خیال کرتا ہوں کہ جب مرزا صاحب کے ایسے خام خیالات ہیں تو ان کو آریہ لوگوں کی بنسبت کسی طرح کا حرف بھی زبان سے نہ نکالنا چاہئے کیونکہ داناؤں کا قول ہے "اپنے سر پر صد من بوجھ نہ دیکھنا۔ اور دوسروں کے بال بھر بار کو باربرداری سمجھنا"۔

تو بر اوج فلک چہ دانی چیست
چوں ندانی کہ در سرائے تو کیست

میں یقیناً بیان کر سکتا ہوں کہ آریہ لوگ کبھی کسی نامعقول بات بات کو پسند نکریں گے خواہ آپ لوگ اپنے تعصبانہ خیال سے جان سے عزیز اور مقبول خیال کریں ❊

اگر وید میں مخلوق پرستی یا بت پرستی ہوتی تو صدہا پنڈت جن کا سوامی جیو سے مقابلہ ہوا کوئی شرتی پیش کرتے۔ یا الحال اپنے دعوی کا ثبوت دیتے۔ اور روز بروز کثرت سے آریہ سماجوں میں داخل نہوتے مزید براں واضح ہووے کہ ایک سیٹھ صاحب ساکن شہر بمبئی نے عرصہ چھ سال سے ایک اشتہار دیا ہوا ہے کہ جو پنڈت صاحب بمقابلہ آریوں کے وید سے بت پرستی یا مخلوق یا کسی قسم کی شرک پرستی کا نشان دیوے۔ بشرط ثبوت وہ پانچ ہزار روپیہ کا انعام پاوے۔ مگر اب تک باوجود ہونے لاکھوں ہزاروں واسنوں کے (جو ابھی تک کسی خاص سبب سے) آریہ سماج میں

شامل نہیں ہوئے) کوئی بھی اس بات کا ثبوت نہ کر سکا۔ اور وہی راستی کا بول بالا ہوتا رہا اور ہوتا رہیگا۔ انہیں دنوں میں جب وہ اشتہار طبع ہوا تھا۔ اخبار آفتاب پنجاب لاہور وغیرہ اخباروں میں بھی اس کی اشاعت ہوئی تھی ❊

اخبار وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ مطبوعہ ہفتہ دوئم جولائی ۱۸۸۲ء حصہ ۲ صفحہ بعنوان "بمبئی چاہئے چڑیوں کا دودھ" میں یہ مضمون طبع ہوا تھا) "بقول آفتاب پنجاب لاہور بمبئی کے ایک متمول بھائی نے پانچ ہزار روپیہ اس پنڈت کو دینے کئے ہیں جو یہ ثابت کرے کہ وید و شاستر بت پرستی کی اجازت دیتا ہے وکٹوریہ پیپر رائے دیتا ہے کہ میں ڈنکہ کی چوٹ سے کہتا ہوں کہ شاستر و وید خدا پرستی کی اجازت دیتے ہیں نہ کہ بت پرستی کی۔ پنڈت جی کیوں جھگڑتے ہیں۔ باز آجاویں بیجا اصرار سے"۔

"سائینا اور مہیدھر وغیرہ کے ترجمہ برخلاف لغات (نگھنٹو) اور برہمن شکول کے درود ھ ہونے سے قابل پرمان نہیں ہیں اور انہیں کی شاگردی کرنے سے میکس مولر اور مونیر ولیم اور ولسن صاحبان کے ترجمہ بھی حق سے برگران ہیں اور انہیں ترجموں کو آپ نے (مرزا صاحب) آیت و حدیث مانا ہے جو بالکل غلطی اور جہالت کی بات ہے کیونکہ وید کا ترجمہ وہی صحیح اور درست ہے جو شتھ پتھ۔ ایتریہ۔ گوپتھ۔ سام و دہان۔ برہمنوں اور نرکت اور نگھنٹو لغات کے انوسار یعنے موافق ہو۔ اور انہیں کے رو سے رد سے اس کی پوری تائید ہو سکے۔ مہاراج سوامی دیانند جی نے عظیم الشان علمی عمارات سنسکرت کے ویرانہ میں مدتوں سرگردان اور پریشان رہکر بیخزاین اور دفاین دریافت کئے تھے۔ اور انہیں سناتن تفسیروں کے انوسار گلزار وحدت نگار وید کے ترجمہ میں وہ وہ توحید بیانی اور گلفشانی کی ہے جن کے خیالات حقانی اور فہمید سمائی اور عالی روانی کی مخالفان دھرم بھی داد دیتے ہیں۔ جبکہ آپ سنسکرت جانتے ہی نہیں تو مذاق سنسکرت سے آپ کا آگاہ ہونا معلوم۔ بھلا آپ کے ایسے اعتراضوں سے جن کی بنیاد ہی غلطی پر ہے۔ ہمارا کیا بگڑ سکتا ہے بقول شخصے کہ "وچیا اگر کودیگا تو کیا پہاڑ گرا دیگا"۔ مرزا صاحب آپ کی تحقیق کی سیڑھی درجہ صداقت سے چھوٹی ہونے کے سوائے نادرست اور کمزور بھی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہر ایک مقام سے پرزے پرزے ہو کر ٹوٹ رہی ہے اور آپ کو منزل راستی سے پھر اکر سرگردان وادیہ جہالت کر رہی ہے۔

ہاں اگر کسی آریہ کی زبانی سنتے اور وہ مقابلہ میں ان کو یا ان میں سے کسی کو لائق پرستش کہتا یا حوالہ دیتا۔ تب جائے اعتراض ہوتی۔ آپ سے بڑھکر ہم اور ہمارے بھائی اس قسم کی روایت کی تردید کر رہے ہیں اور ہندو مسلمانوں کو بت پرستی۔ قبور پرستی۔ کعبہ پرستی۔ پیر پرستی سے ہٹا رہے ہیں جو خدا کے فضل سے روز بروز کامیابی ہے۔ آپ نے سخت دھوکھا کھایا اور بیفائدہ کاغذ سیاہ کئے۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے

گوسالہ ما پیر شد و گاو نشد

کیا آپ کو پہلے کسی نے صلاح ندی تھی کہ اے غافل جس منزل کا راستہ نہیں جانتے جس سفر کے واسطے تمہارے پاس خرچ نہیں) جس علم سے امی محض ہو اسکی بابت لاف و گذاف مت مار اور نہ اس کے دعویدار بنو ورنہ اول و دوم میں حیرانی و نادانی اور سوم میں پشیمانی و سرگردانی ہوگی ❊

براہین الاحمدیہ کے صفحہ ۴۰۹ حاشیہ نمبر ۳ کی عبارت

کہ اندر کوشیکا رشی کے پتر جلد آ - اور مجھ رشی کو بڑا مالدار کر دے - تمام پورانوں کے شجرہ میں لکھا ہے کوشیکا کا بیٹا وشوامتر تھا - اور سائنا وید کا بہاشکار اس کی وجہ بیان کرنے کو کہ اندر کوشیکا کا کیونکر پتر ہوگیا - یہہ قصہ بیان کرتا ہے - جوکہ وید کے تتمہ انوکرمنیکا میں درج ہے کہ کوشیکا آستر ا تھا کے پتر نے یہہ دل میں خواہش کرکے کہ اندر کی توجہ سے میرے بیٹا ہو - تپ جپ اختیار کیا - جس تپ کی جلدو میں خود اندر ہی نے اس کے گھر میں جنم لیا اور آپ ہی اس کا بیٹا بن گیا -

جواب باصواب

یہاں سے صاف واضح ہوگیا کہ معترض یا اس کے ہادی نے وید مقدس کی شکل بھی کبھی نہیں دیکھی - اور یہی سبب ہے کہ اس کی تحقیق خام ہے - افسوس بایں بے علمی اور نافہمی دعوے الہام

کجا توحید خاص ایزد پاک — کجا افسانہ ہائے عشق بیباک
کجا راز حقیقت معرفت خیز — کجا شرک و جہالت ظلمت انگیز
کجا علم الٰہی را خزینہ — کجا وہم و خیالے را دفینہ
کجا امی کجا آن نور ادراک — چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کہاں وید اور کہاں پوران - کہاں وحدانیت اور کہاں افسانہ جات - مرزا صاحب وید قصہ جات نہیں اور نہ اُن میں کسی راجہ اندر کی داستانیں بھری ہیں - اور نہ کوئی فسانجات اس میں - وہ تمام پورانوں کا شجرہ کیا ہے کس وید خواں کی تصنیف ہے - اور کہاں ہے - افسوس کہ جہالت و تعصب نے لوگوں کی آنکھیں اندھی کردی ہیں جس سے راستی کو دیکھنا اور قبول کرنا گناہ تصور ہونے لگا - ویدوں میں ایسے نام کسی انسان کے نہیں ہیں اور نہ کوئی بات وید کی کسی خاص شخص سے متعلق ہے - جس طرح ہمارے مرزا نے ویدوں کا کوئی منتر ثبوت کے واسطے پیش نہیں کیا - اسی طرح کوئی پوران کا شلوک بھی معہ حوالہ درج نہیں کیا - پس دعوے ہر طرح بلا دلیل ہے - کیونکہ یہہ قصہ یا اور کوئی ویدوں میں بالکل نہیں ہے - اب اس کا اصلی ترجمہ عرض کرتا ہوں -

”ہے سب ودیاؤں کے اُپدیشک اور ان کے ارتھوں کے پرکاش کرنیوالے آنندمے پرمیشور سب استتی کے یوگ آپ ہی ہیں - کرپا کرکے ہماری استتی کو گرہن کیجئے اور ہمیں تازہ زندگی دیجئے تاکہ ہم لوگوں میں انیک ودیاؤں کے پرگٹ کرنے والے رشی ظہور پذیر ہوں اور حکمت کا اوپکار کریں“ رگ وید منڈل ا - انوواک ۳ سکت ۱۰ منتر ۱۱ کا یہ ترجمہ ہے جس کو نادانی سے الہامی صاحب نے ایک پورانی فسانہ کرکے لکھا ہے - خدا انہیں راہ راست دکھائے اور دروغگوئی کی عادت سے بچائے +

اسی طرح تمام منتروں کے ترجموں کی نسبت خیال فرماویں کہ کس طرح جادۂ تسلیم سے پھرے ہوئے ہیں - وید بھاشں میں سوامی جیو نے ان انگریزوں کے ترجموں کی بہت معقولیت سے تردید کی ہے - جس کسی کو مرزا صاحب کی تمام منتکی تحریرات کا جو متعلق وید منتروں کے ہیں صحیح ترجمہ دیکھنا ہو وہ وید بھاشں ملاحظہ فرماکر تسلی پاوے +

چونکہ مرزا صاحب کی غلطیاں حد سے افزوں ہیں اور ان کا اگر اسی طرح مشرح ہم جواب تحریر کریں تو کتاب کے بہت بڑھ جانے کا خوف ہے اور جواب ان کا صحیح طور پر چونکہ وید بھاشں میں چھپ گیا ہے - بس دوہرانے کی کوئی ضرورت بھی نہیں معلوم ہوتی ہر ایک طالب حق وید بھاشں کو خرید کر یا سماج سے دیکھ سکتا ہے - اور حق و باطل میں تمیز فرما سکتا ہے +

اعتراض مصنف براہین الاحمدیہ صفحہ ۴۰۲ حاشیہ نمبر ۳

لیکن وید کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں - اور کیا تحریر میں لادیں جس میں بجائے حقایق و معارف کے طرح طرح کے گمراہ کرنے والے مضمون موجود ہیں کروڑہا بندگان خدا کو مخلوق پرستی کی طرف کس نے جھکایا - وید نے آریوں کو صدہا دیوتوں کا پرستار کس نے بنایا وید نے +

جواب باصواب

وید وکت وحدانیت کی ہم مفصل تشریح پہلے کر آئے ہیں - اب قرآن کی نقصان رساں تعلیم کا اظہار کرتے ہیں +

۴۰۶

منقول از غیاث اللغات ردیف (ر) صـ

باید دانست کہ ہمگی ملتہا ہفتاد و سہ اند یکے ازاں سنت و جماعت و ہفتاد و دو سوائے آں - بدانکہ در اصل شش گروہ اند - رافضیہ - خارجیہ - جبریہ - قدریہ - جہمیہ - مرجیہ و ہر گروہے ازینہا دوازدہ فرقہ دارد +

بیان فرقہ ہائے رافضیہ و عقاید ایشاں

علویہ کہ حضرت علی را نبی گویند - ابدیہ علی را (نبوت) دانند شیعیہ گویند ہر کہ حضرت علی را از جمیع صحابہ دوست تر ندارد کافر است - اسحاقیہ گویند کہ نبوت ختم نشدہ است - زیدیہ گویند در امامت نماز بجز اولاد علی دیگرے را نشاید - عباسیہ بجز عباس ابن مطلب کسے را امام ندانند - امامیہ زمین را از امام غیب خالی ندانند و نماز نگذارند - مگر پس بنی ہاشم - ناوشیہ گویند ہر کہ خود را بر دیگرے فاضل داند کافر است - تناسخیہ گویند چوں جان از قالب برآید رواست کہ در کالبد دیگرے درآید - لاعنیہ طلحہ و زبیر و عائشہ را لعنت کنند - راجعیہ گویند کہ علی بار دگر بدنیا خواہد آمد و حال آنکہ مابر ہے مانند - مرتضیہ گویند کہ بجنگ پیش آمدن با بادشاہ مسلماں رواست +

بیان فرقہ ہائے خارجیہ و عقاید اوشاں

ازرقیہ گویند کسے کہ در خواب نکوئی نہ بیند زیرا کہ وحی منقطع شدہ است - ریاضیہ گویند کہ ایمان قول صالح و عمل صالح و نیت سنت - ثعلبیہ گویند - کہ کار ہائے ما حاصل شدہ اند بخواب حق تعالے نہ بقدرت و خواہش او - خازمیہ گویند فرضیہ ایمان شناختہ شدہ است - خلفیہ گویند گریختن از مقابلہ کفار کہ دو چند باشد کفر است - کوزیہ گویند کہ بدن بدون بسیار مالش پاک نمیشود - کنزیہ گویند دادن زکواۃ فرض نیست - معتزلہ گویند کہ شر بتقدیر الٰہی نیست و نماز با امامت فاسق روا نیست و ایمان از کسب بندہ است و قرآن مخلوق است و مردگاں را از دعا و صدقہ نفع نرسد و معراج بیش از بیت المقدس نیست و کتاب و حساب و میزان ہیچ نیست و فرشتگان از مومنین افضل اند و رویت حق در قیامت نخواہد شد و کرامت اولیا ہیچ نیست

واہل جنت را خفتن و مردن ہست و مقتول بموت خود نمے میرد و علامات قیامت مثل دجال وغیرہ ہیچ نیست۔ میمونیہ گویند ایمان بالغیب باطل ہست۔ محکمیہ گویند حق تعالے را بہ خلق حکم نیست۔ نبراحیہ گویند کہ احوال پیشینیاں نہ حجت ہست و انکار کردن برای واجب۔ اخنسیہ گویند نمے رسد جزائے عمل و اجر آن بہ بندہ ❖

بیان فرقہ ہائے جبریہ وعقاید ایشاں

مضطریہ گویند کہ خیر و شر ہمہ از خداست و نیست بندہ را دراں ہر دو اختیار۔ افعالیہ گویند برائے بندہ فعل ست ولیکن بدون قدرت و اختیار۔ معیہ گویند برائے بندہ فعل وقدرت ہست بغیر طاقت دادن خدا تعالے۔ تارکیہ گویند کہ بعد از ایمان چیز دیگر فرض نیست۔ بخشیہ گویند ہر کہ ہست بنصیب خود مے خورد و پس چیزے دادن کسے را ضرور نیست۔ متمنیہ گویند کہ خیر آن خیر ست کہ نفس بداں تسلی یابد۔ کسبانیہ گویند ثواب و عقاب زیادہ نمیشود بعمل۔ حبیبیہ گویند کہ دوست ہرگز عذاب نکند دوست خود را۔ خوفیہ گویند کہ دوست ہرگز نترساند دوست را۔ فکریہ گویند کہ فکر در معرفت حق از عبادت بہتر ہست۔ حسبیہ گویند کہ در عالم قسمت نیست۔ حجتیہ گویند کہ چون کارہا بہ تقدیر ہمہ است بر بندہ ہیچ حجت نیست کہ بداں گرفتار شود

بیان فرقہ ہائے قدریہ وعقاید اوشاں

احدیہ گویند کہ ما را بالفرض اقرار ہست بر سنت انکار۔ ثنویہ گویند کہ نیکی از یزداں ست و بدی از اہرمن۔ کیسانیہ گویند کہ افعال ما مخلوق ہست یا نہ۔ شیطانیہ گویند کہ شیطان را وجود نیست۔ شریکیہ گویند ایمان غیر مخلوق ست۔ گاہ باشد و گاہ نباشد۔ وہمیہ گویند کہ فعلہائے ما را مکافات نیست۔ رویدیہ گویند دنیا فانی نیست۔ ناکثیہ گویند۔ خروج بر امام جایز ہست۔ تبرئیہ گویند کہ توبہ گنہگار مقبول نیست۔ قاسطیہ گویند کہ کسب علم و مال و حکمت و ریاضت فرض ست۔ نظامیہ گویند کہ حق تعالے شے گفتن روا ست۔ متوقفیہ گویند نمیدانیم کہ شر مقدر ست یا نہ۔

بیان فرقہ ہائے جہمیہ عقاید اوشاں

این دوازدہ فرقہ متفق اند برینکہ ایمان بالقلب ست نہ بزبان و منکر عذاب قبر و سوال منکر و نکیر و حوض کوثر و ملک الموت و کلام حق موسٰے اند و اختلاف دارند درمیان خودہا۔ معطلیہ گویند کہ اسمائے حق تعالے و صفات او مخلوق اند۔ متراقبیہ گویند علم و قدرت و مشیت مخلوق اند و خلق غیر مخلوق ست۔ متراقبیہ گویند کہ حق تعالے در مکان ہست۔ واردیہ گویند ہر کہ در دوزخ رود باز ہرگز بیروں نخواہد آمد و مومن در دوزخ نخواہد رفت۔ حرقیہ گویند کہ اہل دوزخ چناں سوزند کہ از ایشاں یک اثر در دوزخ نماند۔ مخلوقیہ گویند کہ قرآن و توریت و انجیل و زبور مخلوق اند۔ عبریہ گویند کہ محمدؐ رسول اللہ مرد بود عاقل و حکیم نہ رسول۔ فانیہ گویند کہ جنت و دوزخ ہر دو فنا خواہند شد۔ زنادقیہ گویند بود معراج بروح نہ بہ تن۔ و حق تعالے مرئی ست در دنیا۔ عالم را قدیم و قیامت را منکر اند۔ لفظیہ گویند قرآن کلام قاری ست نہ کلام الٰہی مگر معنے کلام الٰہی ست۔ قبریہ عذاب قبر منکر اند۔ واقفیہ گویند کہ در مخلوقیت قرآن ما را توقف ہست ❖

بیان فرقہ ہائے مرجیہ وعقاید اوشاں

ہمہ متفق اند کہ پیغمبراں برائے نظام کار عالم خوف و رجا مے نمایند و گرنہ حق تعالے بے نیاز ست از عذاب کردن بر بندگان۔ تارکیہ گویند ہیچ چیز دیگر بعد ایمان فرض نیست۔ شائیہ گویند ہر کہ گفت لا الٰہ الا اللہ بکند ہر چہ خواہد ہیچ عذاب نیست۔ راجیہ گویند بندہ بطاعت مقبول و بمعصیت عاصی نمیگردد۔ شاکیہ شک دارند در ایمان خود گویند کہ ایمان علم ہست ہر کہ نداند جمیع اوامر و نواہی پس آن کافر ست۔ عملیہ گویند کہ ایمان علم ہست ہر کہ نداند جمیع اوامر و نواہی پس آن کافر ست۔ عملیہ گویند کہ ایمان عمل ہست۔ منقوصیہ گویند ایمان گاہے زیادہ میشود و گاہے کم۔ مستثنیہ گویند ما مومنان ہستیم انشاء اللہ تعالی۔ اثریہ گویند قیاس باطل ہست۔ صلاحیت دلیل ندارد۔ بدعیہ گویند اطاعت امیر واجب ہست اگرچہ امر کند بمعصیت۔ مشبہیہ گویند حق تعالے آدم را بر صورت خود آفریدہ ہست۔ حشویہ گویند واجب و سنت و مستحب ہمہ واحد اند" و ابوالقاسم رازی ہفت فرقہ دیگر ہم از ایشان بر آوردہ۔ کرامیہ۔ دہریہ۔ حالیہ۔ باطنیہ۔ اباحیہ۔ براہمیہ۔ اشعریہ و اسمائے بعضے از ایشان سوفسطائیہ و فلاسفہ و ثمنیہ و مجوسیہ ہم یافتہ شدہ ❖

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی اپنی تصنیفوں میں فرماتے ہیں کہ بنیاد ان بہتر فرقوں کی چھ مذہب ہیں۔ تشبیہ و تعطیل و جبر و قدر و رفض و نصب ❖

عمدۃ المتقدمین شہاب الحق فضل اللہ بن یوسف التوری نے لکھا ہے کہ تشبیہات خدا کو لائق صفتوں سے منسوب کرتے ہیں اور جوہر اور عرض سے نسبت کرتے ہیں۔ اور تعطیلیاں خدا کے منکر ہوگئے اور اس کی صفتوں کا نفی کر دیا۔ کہ اس میں خدائی کی کوئی صفت نہیں ہے بلکہ اصلی یہ ہے کہ اس جہان کا کوئی صانع نہیں ہے یہ ہمیشہ سے ایسا ہی ہے جیسا کہ اب ہے اور بعضے بزرگ ان سے فلاسفی کے اس عقیدے کے معتقد ہیں کہ خدا تعالی تمام دنیا کی چیزوں کی علت ہے اور مادہ عالم ہمیشہ اسکے قبضہ میں ہے ❖

جبریہ۔ تمام کاموں کا جو انسانوں سے صادر ہوتے ہیں فاعل خدا کو تبلاتے ہیں اور خود فاعل ہونے سے انکاری ہیں۔ قدریہ تمام کاموں کے فاعل خود کہلاتے ہیں اور خالق افعال خدا کو نہیں جانتے اور روافض علیؓ کی محبت میں بڑھ گئے ہیں۔ اور عثمان اور ابوبکر اور عمر کی نسبت بہت بری باتیں استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں جو بعد محمد کے علیؓ سے بیعت نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہے اور نواصب وہ دوسروں کی محبت میں بڑھ کر علی کو برا کہتے ہیں اور اس کے پیروؤں کو دایرہ ایمان سے خارج جانتے ہیں ❖

اموبہ دیزیہ فرقوں کا حال

مشرق کے پہاڑوں میں ایک مشہور سرزمین ہے جس کو شنکونہ کہتے ہیں۔ حاکم اس ملک کا معاویہ بن ابی سفیان کی اولاد سے کہلاتا ہے اس سرزمین کے لوگ بہادر و جنگجو اور نماز گزار ہیں۔ اور محمد کی نبوت کے قایل۔ اور معاویہ کی خلافت اور امامت کے پیرو۔ علی کے حق میں لعنت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ خدائے کا دعوے کرتا تھا اور اپنی خدائی کی بابت لوگوں کو دعوت کرتا تھا۔ اور خطبۃ البیان سے شہادت لاتے ہیں کہ وہ خدائی کا دعوے دار ہے ❖

انا اللہ وانا الرحمن وانا الرحیم وانا العلی وانا الخالق وانا الرزاق وانا الحنان وانا المنان وانا مصور النطفۃ فی الارحام

ترجمہ علی کہتا ہے میں اللہ ہوں اور میں رحمن ہوں اور میں رحیم ہوں اور میں علی ہوں اور میں خالق ہوں اور میں رزاق ہوں اور میں حنان ہوں اور میں منان ہوں اور میں پیٹوں میں نطفہ کا مصور ہوں۔ اور ایسے بہت ہی قول اس کے ہیں اور ایسے ہی دعاوی فرعون اور نمرود کے تھے۔ اسی سبب سے

وہ خونریز اور بیرحم اور رہزن تھا محمد صاحب سے اکثر بیجا سلوک کیا کرتا۔ اور یہہ آیت قرآن (سورہ بقر) کی علی کے حق میں ہے ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوٰۃ الدنیا ویشہد اللہ علی ما فی قلبہ وہو الد الخصام ترجمہ اور آدمیوں سے کوئی ہے جو تعجب دلاتا ہے تجھے قول اس کا درباب زندگانی دنیا کے اور گواہ ٹھہراتا ہے خدا کو اوپر جو اس کے دل میں ہے اور کہتے ہیں کہ حسن اور حسین رسول کی آل سے نہیں ہیں بموجب اس آیت (سورہ احزاب) کے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ترجمہ "محمد کسی آدمی کا باپ نہیں مگر رسول ہے خدا کا اور مہر ہے اگلے پیغمبروں کی" اور کہتے ہیں کہ حسین بن علی تسخیر ملک کے واسطے عراق میں آیا تھا جس سبب سے یزید کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور وہ لوگ محرم کی دسویں کو سوار ہو کر گھوڑے میدان میں نکالتے اور حسین کی صورتیں بنا کر ان پر گھوڑے دوڑاتے ہیں۔ اور اس دن کو مبارک اور فتحمندی کا روز جانتے ہیں اور عیدین سے شادی زیادہ کرتے ہیں کیونکہ اسی روز یزید علیہ السلام نے باغی پر غلبہ پایا تھا اور ان میں ایک گروہ کے لوگ شمشیر کشیدہ اس روز دوڑتے ہیں اور علی اور اولاد اس کی کو نفرین کرتے ہیں۔ اور اسی طور سے روزی جمع کرتے ہیں اور ان کو سیاف کہتے ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ پیغمبر ہمارا مارنے اور جلانے پر قادر تھا اور جو کچھ چاہتا تھا کرتا تھا لیکن وہ امر اس کے پیروؤں پر جائز نہیں۔ مثلاً محمد صاحب حیوانوں کو مارتے تھے کیونکہ وہ جلانے پر قادر تھے اور ہم کو نہیں چاہئے کہ کسی جاندار کو بیجان کریں کیونکہ ہم اس کو زندہ نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہمارے واسطے پیدا ہوا۔ اور اسی طرح پیغمبر صاحب جس کی جورو چاہتے تھے لے لیتے تھے کیونکہ جہان انکے واسطے ہے۔ لیکن ہم کو واجب نہیں ہے کہ کسی کی جورو لیں۔ اسی واسطے شکوہ میں جاندار کو نہیں مارتے ہیں۔ نباتات کے کھانے پر گذارہ کرتے ہیں اور شہد اور روغن اور ایسی مقوی چیزیں کھا کے عیش سے زندگی گذارتے ہیں۔ اور خونخواری نہیں کرتے ٭

مذہب اہل شیعہ

شیعہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مذہب مستقیم وہ ہے جو توحید اور عدل اور نبوت اور امامت اور معاد ہر ایک پر ایمان رکھے۔ اور پانچوں کی تصدیق کرے محمد نے علی کو چن لیا۔ اور وصی اور خلیفہ اپنا بنایا محمد کے بعد علی تمام پیغمبروں اور اولیاؤں سے بہتر ہے۔ اور ابوبکر اور عثمان وغیرہ کو بیگناہ اماموں کا حق غصب کرنے والا جانتے ہیں اور ان کو نفرین کرتے ہیں اور بہت سے ان میں یقین رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عثمان نے بعضی صورتیں جو علی اور اس کی آل کی بزرگی میں تھیں قرآن سے نکال دیں۔ اور ان سورتوں میں سے ایک یہہ سورۃ ہے جو عثمان نے قرآن میں درج نہیں کی ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایہا الذین آمنوا آمنوا بالنورین انزلناہما یتلوان علیکم آیاتی ویحذرانکم عذاب یوم عظیم نوران بعضہما من بعض وانا السمیع العلیم ٥ ان الذین یوفون بعہد اللہ ورسولہ فی آیات لہم جنات نعیم ٥ والذین کفروا من بعد ما آمنوا بنقضہم میثاقہم وما عاہدہم الرسول علیہ یقذفون فی الجحیم ٥ ظلموا انفسہم وعصوا الوصی الرسول اولئک یسقون من حمیم ٥ ان اللہ الذی نور السموات والارض بما شاء واصطفی من الملائکۃ والرسل وجعل من المومنین اولئک خلق یفعل اللہ ما یشاء لا الٰہ الا ہو الرحمن الرحیم ٥ قد مکر الذین من قبلہم برسلہم فاخذتہم بمکرہم ان اخذی شدید الیم ٥ ان اللہ قد اہلک عادًا وثمود بما کسبوا وجعلہم لکم تذکرۃ فلا تتقون ٥ وفرعون بما طغی علی موسی واخیہ ہارون اغرقناہ ومن تبعہ اجمعین ٥ لیکون لکم آیۃ وان اکثرکم فاسقون ٥ ان اللہ یجمعہم فی یوم الحشر فلا یستطیعون الجواب حین یسئلون ان الجحیم ماویہم وان اللہ علیم حکیم ٥ یا ایہا الرسول بلغ انذاری فسوف یعلمون ٥ قد خسر الذین کانوا عن آیاتی وحکمی معرضون ٥ مثل الذین یوفون بعہدک انی جزیتہم جنات النعیم ٥ ان اللہ لذو مغفرۃ واجر عظیم ٥ وان علیًا من المتقین ٥ وانا لنوفیہ حقہ یوم الدین ٥ ما نحن عن ظلمہ بغافلین ٥ وکرمناہ علی اہلک اجمعین فانہ وذریتہ الصابرون وان عدوہم امام المجرمین ٥ قل للذین کفروا بعد ما آمنوا طلبتم زینۃ الحیوٰۃ الدنیا واستعجلتم بہا ونسیتم ما وعدکم اللہ ورسولہ ونقضتم العہود من بعد توکیدہا وقد ضربنا لکم الامثال لعلکم تہتدون۔ یا ایہا الرسول قد انزلنا الیک آیات بینات فیہا من یتوفیہ مومنًا ومن یتولہ من بعدک یظہرون ٥ فاعرض عنہم انہم معرضون ٥ انا لہم محضرون ٥ فی یوم لا یغنی عنہم شیء ولا ہم یرحمون ان لہم فی جہنم مقامًا عنہ لا یعدلون ٥ فسبح باسم ربک وکن من الساجدین ٥ ولقد ارسلنا موسی وہارون بما استخلف فبغوا ہارون فصبر جمیل فجعلنا منہم القردۃ والخنازیر ولعناہم الی یوم یبعثون ٥ فاصبر فسوف یبصرون ٥ ولقد آتیناک الحکم کالذین من قبلک من المرسلین ٥ وجعلنا لک منہم وصیًا لعلہم یرجعون ومن یتول عن امری فانی مرجعہ فلیتمتعوا بکفرہم قلیلا فلا تسئل عن الناکثین ٥ یا ایہا الرسول قد جعلنا فی اعناق الذین آمنوا عہدًا فخذہ ٥ وکن من الشاکرین ان علیًا قانتًا باللیل ساجدًا یحذر الآخرۃ ویرجوا ثواب ربہ قل ہل یستوی الذین ظلموا وہم بعذابی یعلمون ٥ سنجعل الاغلال فی اعناقہم وہم علی اعمالہم یندمون انا بشرناک بذریتہ الصالحین ٥ وانہم لامرنا لا یخلفون فعلیہم منی صلوٰۃ ورحمۃ احیاءً وامواتًا یوم یبعثون ٥ وعلی الذین یبغون علیہم من بعدک غضبی انہم قوم سوء خاسرین وعلی الذین سلکوا مسلکہم منی رحمۃ وہم فی الغرفات آمنون والحمد للہ رب العالمین ٭ اسی طرح اور بھی صدہا باتوں میں ان کا اختلاف ہے۔

علی الہیان کا حال

کوہستان مشرق میں ختا کے نزدیک انیل

نام ملک ہے اور اسے ارمال بھی کہتے ہیں اس ملک کے باشندوں کا اعتقاد ہے کہ جب کوئی خدا کی ماہیت کو نہیں جانتا اس واسطے خدا کو ضروری تھا کہ مجسم ہو کر لوگوں کو اپنے حکم کی تعمیل کراوے۔ اور اپنے مذہب چلا دے اور یہہ بات کسی طرح غیر ممکن نہیں۔ اس واسطے خدا جسمانی ہو سکتا ہے تاکہ دنیا کا انتظام چلتا رہے اور کفر غلبہ نہ کرے۔ اسی واسطے اس حکیم مطلق کی حکمت نے اقتضا کیا کہ اپنے آپ کو انسانوں میں ظاہر کرے۔ چنانچہ اس زمانہ میں وہ خورشید سپہر کمال سوائے علی کے اور کہیں ظاہر نہیں ہوا۔ بلکہ تحقیقاً امی پیغمبر ہمارے لئے علی کے مبارک وجود کو چند پیں دانا نبیوں کے برابر گنا۔ اور تمام انبیاؤں کی صفات اس کے مبارک وجود میں موجود دیکھیں۔ اور یہی سبب ہے کہ بزرگ لوگ اس ابو البشر کی تصویر کو دیکھتے ہیں۔ اور اسی کو نوح کی کشتی کا بچانے والا اور اسی کو ابراہیم کے لباس میں آگ سے کھیلنے والا اور اسی کو موسے کے قالب میں کلیم اللہ جانتے ہیں اور حدیث ان اللہ خلق آدم علی صورتہ بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ آدم اولیاؤں کا اور ابو البشر اصفیاؤں کا سوائے علی مرتضی کے اور کوئی نہیں ہے ایک سوا ایک نام علی مرتضے کا ہمیشہ صبح جاپ کرتے ہیں۔ اور رسان سانی فی صورۃ امر کی حدیث کا بھی مشار الیہ علی مرتضی کو جانتے ہیں اور باواز بلند سناتے ہیں۔ بیت

عرض زبن شکنی ہا جز این نبود بنی را
کہ دوش خود ملف پائے مرتضے برساند

اور خانہ کعبہ کو اسی سبب سجود جانتے ہیں اور تناسخ نور حق کے بھی آدم سے علی تک قابل ہیں۔ اور عموماً ورد اپنا علی اللہ کہتے ہیں اور محمد کو پیغمبر اور بھیجا ہوا علی اللہ یقین کرتے ہیں۔ یعنے جبکہ خدا نے دیکھا کہ میرے پیغمبر سے کام نہیں چلتا خود تشریف ارزانی کی۔ اور قالب علی اللہ میں ظہور پذیر ہوا۔ اور کہتے ہیں کہ یہہ موجودہ قران عمل کے لایق نہیں۔ کیونکہ یہ وہ قران نہیں جو علی اللہ نے محمد کو دیا تھا۔ بلکہ یہ ابو بکر و عمر و عثمان کی تصنیف ہے۔ بعضے ان سے اس قران کو ناکامل جانکر علی اللہ کی نظم و نثر کو بھی اس مصحف میں تکمیل کرتے ہیں بلکہ اس کو قرآن پر بہت ترجیح دیتے ہیں کیونکہ وہ بذریعہ محمد کے آیا اور یہ بلا ذریعہ کی خود علی اللہ سے حاصل ہوا اور ان میں ایک فرقہ ہے جسکو علویہ کہتے ہیں۔ جو اپنے کو علی کی اولاد سے بتلاتے ہیں اور موجودہ قرآن کو عثمان کا بنا ہوا ہیا نا یقین کرتے ہیں جس جگہ قرآن پاتے ہیں ہیزان غضب سے جلاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ علی اللہ کا جسم آفتاب سے مل گیا اس واسطے اب آفتاب بجائے اس کے ہمارا مددگار ہے اور بیان کرتے ہیں کہ علی کے حکم سے آفتاب غروب ہو کر پھر واپس چلا آیا تھا اور اس کو عین شمس کہتے ہیں اور شمس کو علی اللہ جانتے ہیں اور بڑے بڑے الہام و کرامات و معجزوں کے قایل ہیں اور گوشت نہیں کھاتے بموجب علی اللہ کے اس ارشاد کے لا تجعلوا بطونکم مقابر الحیوانات یعنے مت بناؤ شکموں کو حیوانوں کی قبریں۔ اور جو قرآن میں بعضے حیوانات کا کھانا لکھا ہے وہ گوشت ابو بکر و عمر و عثمان اور ان کے پیرووں کا ہے۔ اور یہہ ضرور رکھانا چاہیے کیونکہ علی اللہ کے مخالف ہیں۔ اور علی اللہ کی مورت کو سجدہ کرنا جاینہے اور تناسخ کے قائل ہیں۔

اور ممالک ہوتچہ کے باشندگان بھی اسی مذہب کے ہیں اور علی کو اللہ جانتے ہیں +

فرقہ صادقیہ کا حال

یہ لوگ محمد اور مسیلمہ دونوں کو نبی جانتے ہیں اور اپنے کو رحمانیہ مانتے ہیں ہیں کیونکہ رحمن مسیلمہ کا نام ہے۔ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کا یہی حاصل کلام ہے یعنے مسیلمہ کا خدا رحیم ہے وہ کہتے ہیں کہ ہر مومن پر فرض ہے کہ مسیلمہ کو نبی جانے ورنہ اس کا اسلام ناتمام ہے۔ اور اکثر آیات فرقانی و فاروقی کو گواہ بتلاتے ہیں کہ مسیلمہ ضرور نبی ہے۔ اور محمد کا شریک۔ بلکہ برہان قاطع سے بتلاتے ہیں کہ شاید وہ چند ہے یا اس سے زیادہ کیونکہ الہام و رسالت جیسا امر خطیر جس قدر مضبوط شہادتوں سے مزین ہووے بہتر ہے اور اس کے فضایل و معجزات بھی مثل محمدیاں کے حد سے زیادہ بیان کرتے ہیں بلکہ محمدی بھی اس کے معجزات کے قایل ہیں چنانچہ مصنف روضۃ الاحباب لکھتا ہے وہ خوارق عجیبہ کہ برعکس معجزات نبویہ بود۔ حق تعالے بر دست او ظاہر میکرد از برائے استدراج وے و یا بنا بر سحر و شعبدہ" چاند کو بھی اس نے بمثل محمد صاحب کے بلایا اور گود میں بٹھلایا۔ اور اس کے معجزوں کے مفصل حالات مدارج النبوۃ رکن چہارم کے صفحہ ۲۲۰ و ۲۲۱ میں درج ہیں اور صادقیہ ہزاروں لاکھوں اس کے گواہ ہیں اور فصاحت و بلاغت اس کی اس حد تک تھی کہ تمام فصحاے عرب کی زبان اس کے مقابلہ سے بند تھی خدا نے اسپر کتاب بھیجی جس کا فاروق ہے اور وہ بھی دعوے فصاحت فاروق کا ابتدائے زمانہ نبوت سے اس کو ۱۳۰۰ برس کا عرصہ ہوا ہے۔ کہتے ہیں اور فاروق بسورۃ من مثلہ ان کنتم صادقین کو نہایت جوش و خروش سے پڑھتے ہیں کہ اگر سچے ہو تو ایسی سورۃ بناؤ اور مدد ان میں آؤ مگر آج تک کوئی بھی نہ بنا سکا۔ صادقیہ کہتے ہیں کہ قرآن اور فاروق کو بغیر محمد اور مسیلمہ کے کوئی نہیں سمجھتا ہے۔ صدہا اس کے حافظ موجود ہیں۔ بعد وفات محمد کے خدا نے مسیلمہ پر ایک اور کتاب یعنے فاروق ثانی ارسال کی۔ اور یہی سبب ہے کہ بعضی باتیں صادقیہ اور محمدیہ کے برخلاف ہیں کیونکہ چند امور خدا نے بعد وفات محمد کے منسوخ کر دئے جیسا کہ محمد کے وقت میں بھی بہت سی آیات فرقان سے منسوخ ہو گئیں اور کہتے ہیں کہ خدا ہاتھ منہ وغیرہ سب اعضا رکھتا ہے۔ مگر نہ مثل مخلوقات کے۔ اور خدا کے دیدار کے بروز قیامت قایل ہیں اور مثل محمدیہ کے وہ بھی عقل کو فاروق کی بعضی باتوں میں دخل دینا کفر جانتے ہیں اور فاروق ثانی میں لکھا ہے کہ قبلہ کی طرف نماز کرنیوالی آیت منسوخ ہو گئی ہے۔ اب جس طرف چاہو سجدہ کرو جیسے کہ محمد کی زندگانی میں بیت المقدس والی آیت منسوخ

+ فرقان یعنے جدا کنندہ حق از باطل و این کتابیست کہ محمدیان اور ا کلام اللہ گویند و مشہور نام او قرآن ہست و تسلیم میکنند کہ نازل شدہ ہست بر محمد کہ نبی شان بود

+ فاروق یعنے فرق کنندہ عیان حق و باطل و این مشتمل بر دو حصہ ہست فاروق اول و فاروق ثانی کتابیست کہ صادقیہ اورا کلام اللہ دانند و تسلیم میکنند کہ نازل شدہ ہست بر مسیلمہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ نبی شان بود +

ہوگیا تھی۔ پس اب بر وقت نازل ہونے فاروق ثانی کے قبلہ کی طرف متوجہ ہونا کفر ہے۔ کیونکہ یہہ خدا کی نسبت الزام ہے اس واسطے کسی گھر کو یا محراب کو قبلہ کرنا بت پرستی ہے اور نیلیوں نمازیں ایک ہی طرف منہ کر کے نہ پڑھے بلکہ مختلف جوانب رخ کر کے کیونکہ ایک طرف توجہ کر کے نماز پڑھنا بت پرستی ہے یعنے کسی مکان خاص کا تعین نہ کرے کیونکہ یہہ شرک ہے اور کعبہ کو بیت اللہ نہیں کہنا چاہیے کیونکہ خدا کا کوئی گھر نہیں۔ اور نمازمیں نام پیغمبر کا نہ لینا چاہیے۔ کیونکہ یہہ گستاخی ہے۔ اور نماز تین وقت پڑھنی چاہیے۔ کیونکہ دو وقت کی نماز (عشا بامداد) خدا نے مسیلمہ کی خاطر معاف کر دیں۔ ابلیس کو جو آدم کے سجدہ کا حکم قرآن میں حکم ہے یہہ کفر ہے فاروق کے رو سے یہہ بات گناہ قرار پا کر منسوخ ہوگئی۔ یہہ حکم خدا کی طرف سے نہ تھا۔ نکاح میں صرف رضامندی فریقین کافی ہے اور چچا اور ماموں وغیرہ کی لڑکی جو محمدؐ کے عہد تک جائز تھی۔ بعد مرنے اس کے خدا نے حکم بھیجی کہ یہہ بات حرام ہے۔ فاروق مسیلمہ میں حکم ہے کہ لڑکی اس کی لو جس سے سابقہ رشتہ داری نہ ہو۔ ایک عورت سے زیادہ نکاح روا نہیں ہے۔ البتہ متعہ جائز ہے۔ مرغ خانگی کا کھانا درست نہیں کیونکہ یہہ اور ٹنوالا خوک ہے۔ روزہ رمضان کے منع ہوگئے کہ بجائے روزہ کے شب رکھو۔ آفتاب کے ڈوبنے سے آفتاب کے نکالنے تک کچھ نہ کھاؤ اور نہ پیو اور نہ جماع کرو اور ختنہ کرنا یہودی ہو جانا ہے۔ اس واسطے منع ہے۔ تمام مسکرات جتنے کھانیوں اور رجوز بھی حرام ہے۔ مسیلمہ کو خدا نے حکم دیا کہ جب لڑکا پیدا ہووے بہتر ہے عورت سے جماع نہ کرے۔ اور دونوں خدا کی یاد میں رہیں ورنہ ایک بار روزہ سے زیادہ صحبت نہ کرے فاروق ثانی میں زنا مباح ہے کیونکہ مثل اور بازاری سوداؤں کے ہے۔ ابوبکر کو برا کہتے ہیں کہ اس نے طمع خلافت کیواسطے مسیلمہ کو مروا دیا جیسے یہود اسکر یوطی نے عیسٰے کو مروا دیا تھا فاروق مسیلمہ کی چند ہدایتیں یہہ ہیں ۔

یا ضفدع نقی الیکم ینفعن ۔ ولا اشراب تشربین ۔ ولا الماء تکدرین ولا الطین تفارقین ۔ ولا المعذ وبتہ تمغین ۔ لنا لضف الارض والقریش نصف ولکن قریش قوم لیعتدون ۔ اس کے واسطے (مسیلمہ کے واسطے) فرقان کی سورۃ الذریت کے جواب میں خدا نے یہہ آیتیں نازل کیں ۔

(از فرقان محمد) والذریت ذروا ۔ فالحملت وقرا ۔ فالجریت یسرا ۔ فالمقسمت امرا ۔ انما توعدون لصادق ۔ وان الدین لواقع ۔ والسماء ذات الحبک ۔ انکم لفی قول مختلف ۔ یوفک عنہ من افک ۔ یہ قرآن کی آیتیں ہیں ۔

(از فاروق مسیلمہ) والذاریات ذرعا ۔ فالحاصدات حصرا ۔ فالذاریات قمحا ۔ فالطاحنات لحما ۔ فالخابزات خبزا ۔ فالثاردات ثردا ۔ فاللاقمات لقما ۔ اھالتہ وسمنا ۔ لقد فضلتم علی اھل الوبر وما سبقکم اھل المدر ۔
(دیگر) الم تر ان اللہ خلق النساء افراجا ۔ وجعل الرجال لہن ازواجا ۔ فنولج فیہن ایلاجا ۔ ثم تخرج ما نشاء اخراجا ۔ فینتجن لنا انتاجا ۔ **(دیگر)** الم تر الی ربک کیف فعل بالحبلی ۔ اخرج

منہا نسمۃ تسعی ۔ من بین صفاق وحشی ۔

جب ابوبکر خلیفہ نے یہہ آیتیں سنیں اُس کی بلاغت وفصاحت پر بہت ہی تعجب کیا (کیونکہ عرب میں اس کی فصاحت اعلیٰ درجہ کی مشہور تھی) اور فرمایا کہ ایسی نفیس کلام اس نے تمہیں سنا کر گمراہ کیا۔

اسی طرح وہابیہ۔ نیچریہ۔ وشمسیہ وغیرہ اور فقیروں وقلندروں کے صدہا گروہ موجود ہیں ماسوائے اس کے اور بھی کئی فرقے ہیں جو باوجود مسلمان کہلانے کے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس قرآن کی اسی برخلاف تحریر وہ وراز انصاف تسطیر سے محمدی مذہب میں ۱۳۰۰ برس سے سخت طرح کی گڑبڑ پڑ گئی کوئی کسی زیارت کا پوجاری۔ کوئی روضہ کا مجاور۔ کوئی ننگا ہے داتا کا بندہ۔ کوئی محمدؐ کا پرستندہ کوئی مدینہ کا دیندار۔ کوئی سرور کا سروریہ۔ کوئی شیخ سدو کا صدقہ خوار اور متوالا بن گیا۔ کوئی خاک کربلا پر قربان ہے کوئی نجف کی تلاش میں سرگردان ہے کوئی خدا کو لاجواب کر رہا ہے۔ کوئی علی کو خدا مانکر اس کے نام پر مر رہا ہے۔ کوئی سورج کو خدا جانتا ہے اور کوئی رعد کو۔

اب ہر ایک منصف مزاج بعد ملاحظہ تمام حالات کے حق وباطل میں تمیز کر سکتا ہے کہ حقیقت کیا ہے اور کس قدر اندھیر ہو رہا ہے۔ کیا کہیں معقولات کی تعلیم کا نشان بھی موجود ہے؟ خلاف اس کے کہ قرآن ایک خدا کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ یا کفر وبت پرستی کو اکھیڑتا ہے۔ بالعکس اس کے دقائق معرفت وحقائق وحدت کو تمام فریق میں قائم رکھا۔ بالعوض محبت وتوحید کے اس میں طرح طرح کی شرک وخونخواری موجود ہے ان کو درصل محمدیوں کو خونخوار کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ محمدیوں کو مکان پرست کس نے بنایا؟ قرآن نے کبھی بیت المقدس اور کبھی کعبہ کی طرف کس نے بھٹکایا؟ قرآن نے۔ محمدیوں کے ہاتھوں سے لہو کا دریا کس نے بہایا؟ قرآن نے۔ علی کو خدائی کی گدی پر کس نے بٹھایا۔ قرآن نے خدا کو مکار وٹھٹھہ باز وگمراہ کرنے والا کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ آدم کو فرشتوں کا خدا کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ آگ کے آگے موسیٰ کو کس نے جھکایا؟ قرآن نے۔ شیطان کو بت پرستی نہ کرنے سے لعنتی کس نے ٹھہرایا؟ قرآن نے۔ سورج کو خدا سے بڑا یا خدا کس نے سمجھایا؟ قرآن نے عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں جاؤ۔ اپنے کھیت میں جس راستہ سے تمہاری

فٹ نوٹ۔ دیکھو روضۃ الاحباب مقصد دل باب دوم اور تاریخ ابوالفدا عربی

فٹ نوٹ۔ دیکھو مدارج النبوۃ صفحہ ۳۴۵ رکن چہارم در عمر فاروق بعد وفات محمدؐ یہ خطبہ خواند من کان یعبد محمدا قد مات ومن یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت یعنی جو محمدؐ کو پوجتے ہیں انہیں معلوم ہو کہ محمدؐ مر گیا اور جو خدا کو پوجتے ہیں وہ جانیں کہ خدا زندہ ہے

نساءکم حرث لکم فاتو حرثکم انی شئتم (سورۃ بقر) عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں جاؤ اپنی کھیت میں جہاں سے مرضی ہو تمہاری تفسیر حسینی والاف صاف تشریح کرتا ہے کہ انی سیتم یعنے خواہ بطریق دبر خواہ بطریق قبل عورت سے صحبت کرو مفسر سیوطی و امام فخرالدین رازی وغیرہ کا علانیہ دعا کہ بحیض عورت سے اغلام روا ہے کتاب النساء میں امام مالک کی سند سے یہہ فعل جائز ہے۔ اور در منثور سے بھی یہی ظہور ہوتا ہے مصنف اعبار محمدی والا کہتا ہے کہ طریقہ شیعا ثنا عشریہ طی بریں صواب مسئلہ لا جواب ہے

مرضی ہو کہیں نے ارشاد فرمایا؟ قرآن نے۔ عورتوں کو حیوان مطلق سے کم قدر کس کسے کیا؟ قرآن نے۔ خدا کو غافل کس نے بنایا قرآن نے۔ پیر پرستی و ماما یک پرستی میں کروڑوں کو مشرک کس نے بنایا؟ قرآن نے۔

تناسخ کا قرآن سے ثبوت

براہین احمدیہ جلد نمبر ۴ صفحہ ۲۹۲ حاشیہ نمبر ۱۱

قولہ جو آریہ ہیں وہ خدا کو خالق نہیں سمجھتے۔ اور اپنے روحوں کا اس کو رب قرار نہیں دیتے۔

اقول - جھوٹھ بکتے ہو تمام آریہ ایشور کو سب سنسار کا خالق جانتے ہیں اور اپنی روحوں کا رب (یعنی) مانتے ہیں بلکہ تمام جہان کی روحوں کا رب وہی ہے اس کے سوا ہمارا سوامی اور معبود کوئی نہیں ہے خدا سے ڈرو اور جھوٹھ بکنے سے پرہیز کرو۔

قولہ - اور جو اُن میں بت پرست ہیں وہ صفت ربوبیت کو رب العالمین سے خاص نہیں سمجھتے اور تینتیس کروڑ دیوتا ربوبیت کے کاروبار میں خدا تعالے کا شریک ٹھیراتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔

اقول - اگر تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو خدا سمجھتے ہیں۔ تب تو آپکی جائے اعتراض ہے۔ ورنہ کسی بت پرست کا درجہ جامی وغیرہ مومنوں سے کم نہیں ہے۔ وہ جبرئیل و میکائیل و عزرائیل وغیرہ فرشتوں کو ربوبیت کے کاروبار میں خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ اور ان کا نام رب النوع+ تبلاتے ہیں یعنی ایک ایک قسم کا رب اور اسی طرح کروڑہا مسلمان پیر پرستی - غوث الاعظم پرستی سخی سرور پرستی - مدینہ پرستی - خاک نجف پرستی - علی پرستی - شمس پرستی - قبور پرستی - کعبہ پرستی - تابوت++ سکینہ پرستی میں سرگردان اور حور و غلمان کے متوالے ہو رہے ہیں اور یا محمد یا علی یا غوث الاعظم یا جبرئیل کا وظیفہ کرتے ہیں پس ان سے وہ غریب بت پرست کسی طرح برے نہیں ہیں۔

قولہ - اور یہ ہر دو فریق خدا تعالے کی رحمانیت کے بھی انکاری ہیں اور اپنے وید کے رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ رحمانیت کی صفت ہرگز خدا تعالی میں نہیں پائی جاتی +

اقول - جھوٹھ بکتے ہو خدا تمہیں ان کا ذبانہ حملوں کا عوض دیوے اور اس بُرے اعتقاد سے بچاکر سچائی کی طرف رجوع کرے۔ لعنت اللہ علیہ الکاذبین پر بانماد یا سے دیالو کرپانِدھان ہے اور ضرور ہے ہاں اگر رحمانیت سے مراد

طرفداری وظلم اور انصاف کا خون کرنا ہے تو آپ کا اختیار ہے ہمارا کیا بلکہ سب عقلمندوں کا اس سے انکار ہے +

قولہ - جو کچھ دنیا کے لئے خدا نے بنایا ہے۔ یہ خود دنیا کے نیک عملوں کی وجہ سے خدا کو بنانا پڑا ورنہ پرمیشور خود اپنے ارادہ سے کسی سے نیکی نہیں کرسکتا اور نہ کبھی کی۔ اسی طرح خدا تعالے کو کامل رحیم نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کیسے ہی سچی دل سے توبہ کرے اور خواہ نہ سالہا سال تفرع وزاری اور اعمال صالح میں مشغول رہے خدا اس کے گناہوں کو جو اس سے صادر ہوچکے ہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ جبتک وہ کئی لاکھ جونوں کو بھگت کر اپنی سزا نہ پاوے +

اقول - افسوس ہم مرزا کی غلطیوں کو کہاں تک تحریر کریں۔ دھوکھ دینا اس کا روحانی مشن ہے۔ اور گمراہ کرنا اس کا اعلے فن۔ زانی کو نجات جاودانی دینا ظلم کی نشانی ہے اور نیکوکار کے حق میں قربانی نہ کہ انصاف ربانی۔ پس بدکار کو سزا دینا اور نیکوکار کو جزا دینا عین انصاف و عدل ہے اس سے منہ موڑنا خدا کی نسبت الزام جوڑنا ہے۔ اس واسطے جو جیسے اعمال کماتا ویسے ہی سزا جزا پاتا ہے۔ مالک و حاکم خدا ہے جس کے قبضہ قدرت میں سزا و جزا ہے۔ ہر ایک دانا جانتا ہے کہ جو مجرم ہو اسے خواہ مخواہ رستگاری ہے اور یہی عدالت ایزدی یا انصاف باری ہے ظالم و زانی کو بموجب قانون خداوندی کے نرک دودکھ میں جانا پڑا اور عابد یا گیانی کو سورگ یا سکھ میں آنند پانا پرمیشور کا خاص ارادہ سے کسی سے نیکی کرنا محال بلکہ مہمل بات ہے۔ اگر کوئی سبب نہیں تو سراپا تعصب وطرفداری ہے جو ذات باری کے حق میں الزام لگاری ہے۔ کسی خاص سبب سے ہمیں بھی انکار نہیں بشرطیکہ عدالت پر نقصان عاید نہ ہو۔ ہم رحیم تو مانتے ہیں مگر وہ رحم جو انصاف کی تردید و ترمیم کرے ہمیں کسی طرح تسلیم نہیں اور نہ معقول طور سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ بس ہر تا پا نادانی اور بیہودہ ہوس لگائی ہے۔ جس کا نتیجہ دین و دنیا میں سوائے پشیمانی اٹھانے کے اور کچھ نہیں۔ توبہ کا قبول ہونا بالکل فضول اور نامعقول امر ہے ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں ...

توبہ حاصلے دارد خاک سر بسر طاعت ٭ ایں نمازہ وایں روزہ رسم کتخدائیہا ست

جتنا اس توبہ کے مسئلہ نے دنیا میں گناہ پھیلایا۔ شاید اتنا کسی اور مسئلہ سے ظہور میں نہ آیا۔ جسطرح مصری مصری کہنے سے منہ میٹھا نہیں ہوتا مگر کھانے سے۔ اور پانی پانی کہنے سے جسم کی صفائی نہیں ہوتی مگر نہانے سے۔ اسی طرح سے

توبہ توبہ گر بگوئی صد سال ٭ از گفتن توبہ نشوی فارغ بال

سالہا سال کی تفرع وزاری اور اعمال حسنہ میں مشغول رہنا ضرور باعث نجات ہے مگر گناہوں کے دور ہوجانے سے۔ ورنہ جبتک آلائش گناہ ساتھ ہے تبتک نجات ایک موہومی بات ہے۔

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نکی داشت ٭ دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست
از مکافات عمل غافل مشو ٭ گندم از گندم بروید جو ز جو

باقی رہا کئی لاکھ جونوں کا بھگتنا یہ ہر ایک کے واسطے ضروری نہیں بلکہ ہر ایک اپنے گناہوں کے موافق سزا پائیگا۔ اور جب بھگت کر بغیر کردار کے چھٹ کر قالب انسانی میں آئیگا اور عمل کمائیگا یہی قاعدہ اگر غور کرو تو مطابق انصاف ہے اور ذرا بھی متعلق ظلم یا عقل کے خلاف نہیں۔ الا یہی الزام آپ کے قرآن پر عاید حال

+ رب بالفتح و تشدید با۔ خداوند و سوامی، پروردگار (پالنے والا) بصلاح آرندہ (نیکی کیطرف ہدایت کرنیوالا) ردیف الف غیاث اللغات صفحہ ۱۲۱۔
رب النوع فرشتہ کہ حق تعالی بجہت پرورش و حفاظت ہر یک نوع از انواع حیوانات و جمادات مقرر فرمودہ چنانکہ برائے پرورش ہر نوع فرشتہ علیحدہ ہست (غیاث اللغات ردیف را)

++ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینہ دیکھو سورہ بقر۔ یہ کہ آوے تمہارے پاس تابوت جس کے تسکین ہے پروردگار تمہارے سے۔ تفسیر حسینی والا کہتا ہے۔ آلنت کہ بیاید بشما تابوت سکینہ و آن صندوق بود و صور ہمہ انبیا در ان منقوش بود (از نزد پروردگار شما یعنی چیزے کہ تسکین خاطر شما بداں باشد

ہے اور اس کے مطالعہ سے تمام مفسرین کی زبانیں گنگ و لال یعنے قرآن کے رو سے جہنم میں جانا سب نیک و بد کے واسطے لابدی ہے۔ اور ان کے خوش عقیدے میں قربان سرمدی سورۃ مریم وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا۔ **ترجمہ** اور کوئی آدمی نہیں جو دوزخ میں نہ جاوے۔ پس یہ بات بھی آپکا اس قرآنی آیت کے حق میں موزوں ہے جسکے حرف حرف سے انصاف و رحم کا خون ہر تو یہ استغفار و شفاعت کے عدم تسلیم کی رہین ہے اور اسی سبب سے جملہ علما محمدیہ مفسرین قرآنیہ اسکے جواب میں سرنگوں و شرمسار ہیں بلکہ نہ رہے رفتن نہ روئے ماندن کے مخمصہ میں گرفتار۔ البتہ جونوں کا بھوگنا ہر طرح قابل پذیرائی ہے اور ہر ایک سلیم العقل کو اس کا تسلیم کرنا موجب دانائی۔ منہم قطع النظر اور نہ عقلی دلائل کے قرآن سے اثبات للتناسخ اور حقانیت اس مسئلہ کی جتانے دکھیے

(۱) سورۃ بقر ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین **ترجمہ** - اور البتہ تحقیق جانتے تھے تم ان لوگوں کو جو حد سے نکل گئے تم میں سے بیچ ہفتہ کے۔ پس کہا ہم نے انکو ہو جاؤ بندر ذلیل

یہ قصہ ایک قوم کی بابت ہے جو بقول محمدیاں کے داؤد کے زمانہ میں شہر ایلیا کے رہنے والے تھے انہوں نے شنبہ کے روز برخلاف حکم خدا کے مچھلی کا شکار کیا۔ اس پاپ کے بدلے خدا نے اس قوم کو بندروں کی جونوں میں ڈالدیا

(۲) سورۃ انعام۔ وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شیء ثم الی ربھم یحشرون **ترجمہ** اور نہیں کوئی چلنے والا بیچ زمین کے اور نہ کوئی پرندہ کہ اوڑے ساتھ دو بازوؤں اپنے کے مگر امتیں تھیں مانند تمہاری نہیں کم کیا ہمنے بیچ کتاب کے کچھ چیز پھر طرف پروردگار اپنے کے اکٹھے کی جاویں گی ❊

مصنف قرآن فرماتا ہے کہ جس قدر بعا ندار زمین پر اور زمین کے بیچ چلنے والے ہیں (مثل حشرات الارض و ماہی و سانپ وغیرہ اور انسان و حیوان درندہ و چرندہ وغیرہ) اور جسقدر پرندہ ہوا پر بازوؤں سے اڑنے والے ہیں وے سب مسلمانوں کیطرح اگلے پیغمبروں وغیرہ کی امتیں تھیں جو گناہوں کے سبب تناسخ کے سلسلہ میں عدالت خداوندی سے مختلف قالبوں میں آگئی ہیں۔ بعد ازاں دعوے کرتا ہے کہ یہ سب پھر خدا کیطرف یعنے انسانی قالبوں میں آکر عبادت کی طرف اکٹھے کئے جاویں گے۔ اور سینے کوئی بات قرآن میں درج کرنے سے نہیں چھوڑی ❊

(۳) سورۃ اعراف واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی شھدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ھذا غافلین۔ او تقولوا انما اشرک اباونا من قبل وکنا ذریۃ من بعدھم افتھلکنا بما فعل المبطلون **ترجمہ** اور جب لیا پروردگار تیرے نے بیٹوں آدم کے سے پیٹھوں ان کے سے اولاد ان کی کو اور گواہ کیا ان کو اوپر جانوں انکی کے کیا نہیں ہوں میں تمہارا رب کہا انہوں نے البتہ تو ہے۔ شاہد ہوئے ہم ایسا نہو کہ کہو تم دن قیامت کے تحقیق تھے ہم اس سے غافل یا کہو سوائے اس کے نہیں کہ شرک کیا تھا ہمارے باپوں نے پہلے اس کے اور تھے ہم اولاد پیچھے انکے سے کیا پس ہلاک کرتا ہے تو ہمکو ساتھ اس چیز کے کہ کیا جھوٹوں نے ”

تفسیر حسینی والا مفسر کہتا ہے کہ حق تعالی از سینہ نسل آدم را از صلب بیرون آورد بر شمال مورچہ ہائے خرد و ریز۔ بعضے گویند سفید یا سرخ دگروہے برآمدند کہ از جانب راست مورچہ سفید و از جانب چپ مورچہ سیاہ۔ بعضے برانند کہ توالد و تناسل از پشت

آدم یکبارگی بودہ نہ بروجہ توالد و تناسل روئے نمودہ حیات و عقل و نطق در ایشان بیافریدہ و ربوبیت خود را برایشان عرض کردہ و ایشاں قبول کردہ گفتند گواہ شدیم تا بر اقرار خود گفتہ اند چوں ذریت آدم بلے گفتند حق سبحانہ ملائکہ را گفت گواہ باشید ملائکہ گفتند شھدنا۔ اور معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ کے رکن اول کے باب ۴ کی فصل دوم میں بھی اسکا مفصل بیان موجود ہے اور زیادتی یہہ ہے کہ یہ تمام اقرار و شہادتیں حجر الاسود کو درمیان رکھکر لی گئی ہیں اور قیامت تک وہ گواہی دیوےگا اس وقت زبان اس کی جد ہے۔ پس اے ناظرین ایک تو چیونٹیوں کیطرح جب انکو پہلے ملے تھے دوسرے اب انسانوں کے تیسرے قیامت کے روز ملینگے بموجب قواعد کے دو سے زیادہ جنم ہوتے ہیں۔ اس سے بھی تین جونیں ثابت ہیں ایک بار جنم لینا کسی طرح ثابت نہیں۔ اور اس سے محمدیوں کا وہ اعتراض بھی بالکل بے بنیاد ہوگیا جو بطور وسواس باطلہ کے پیش کیا کرتے ہیں کہ اگر تناسخ ہے تو یاد کیوں نہیں رہتا۔ حالانکہ بموجب قرآن یہہ تمام بنی آدم کا ذکر ثابت ہے اور قیامت کے روز اس کی بازپرس بھی ہوگی۔ مگر وہ چیونٹیوں کی جونیں کسی محمدی کو یا کسی انسان کو یاد نہیں ہیں اور ان کے ہونے سے انکار کرنیوالا کافر ہوتا ہے۔

(۴) سورۃ المائدہ قل ھل انبئکم بشر من ذالک مثوبۃ عند اللہ من لعنہ اللہ وغضب علیہ وجعل منھم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت اولئک شر مکانا واضل عن سواء السبیل **ترجمہ** کہہ کیا خبر دوں میں تمکو ساتھ بدتر کے اس سے جزا میں نزدیک اللہ کے۔ وہ لوگ کہ لعنت کی خدا نے ان پر اور غضب کیا اوپر انکے اور کئے ان میں بندر اور سور۔ اور جنہوں نے پوجا طاغوت بت یا دیو یا شیطان کو یہہ لوگ بدتر ہیں جگہ میں اور بہت بھکے ہوئے ہیں راہ سیدھی سے ❊

مفسر لکھتے ہیں کہ یہہ قوم یہودی تھی جن کو بسبب گناہوں کے خدا نے بندروں اور سوروں کی جونوں میں ڈالدیا تھا۔ کیونکہ مصنف قرآن اس آیت سے پہلے لکھتا ہے و ان اکثرکم فاسقون یعنی تم بہت بدکار ہو سو اسکے بدکاری کی سزا یہہ ہے کہ بندروں اور سوروں کی جونوں میں جاؤ گے بدکاری سے پرہیز کرو۔ چنانچہ اخیر میں یہہ بھی بتلا دیا کہ جو لوگ بت پرستی یا جن بھوت پرستی یا نفس و شیطان پرستی وغیرہ میں مصروف ہیں وے اُن سے بدتر جونوں میں جگہہ پاویں گے کیونکہ وہ بہت ہی راہ راست سے گمراہ ہیں۔ افسوس کہ آجکل کروڑوں مسلمان پیر پرستی و قبور پرستی و نفس پرستی میں غرق ہیں ❊

(۵) سورۃ الواقعہ میں ہے۔ وما نحن بمسبوقین علی ان نبدل امثالکم وننشئکم فی ما لا تعلمون ولقد علمتم النشاۃ الاولی فلولا تذکرون ۝

ترجمہ اور ہم اس بات سے عاجز نہیں کہ بدل دیں تم کو مانند تمہارے اور پیدا کریں تمکو دوبارہ اس صورت اور شکل میں جس کو اسوقت نہیں جانتے ہو اور تحقیق جان لی تمنے پیدائش پہلی پس کیوں نصیحت نہیں پکڑتے ”

مصنف قرآن کہتا ہے یعنے خدائے محمدیاں کہ میں اس بات سے عاجز نہیں ہوں یعنے اس بات کی طاقت مجھ میں ہے کہ تمہیں دوسری جونوں میں بدلوں اور ایسی جگہ اور صورت اور شکل میں پیدا کروں جسکو تم نہیں جانتے اور جس سے بالکل غافل ہو اور کیا تمنے اے لوگو پیدائش پہلی جان لی ہے کہ پہلے اس سے تم کس جون میں تھے اگر جان دے ہے اور عقل رکھتے ہو پس کیوں نصیحت نہیں پکڑتے

(۶) سورۃ نسا قرآن میں ہے ان الذین کفروا بایاتنا سوف نصلیھم

❊ فٹ نوٹ دیکھو قرآن مترجمہ مولوی عبد القادر دہلوی کے صفحہ ۱۰۷ مطبوعہ ۱۲۰۰ حاشیہ پر لکھا ہے محمد صاحب نے حدیث میں فرمایا ہے کہ اس میری بھی بعضے بندر اور سور ہو جاوینگے

ا النضجت جلود ھم بدلنا ھم جلوداً غیرھا۔ ترجمہ یعنی جنہوں نے کفر کیا
ری آیتوں سے انکو ہم آگ میں ڈالیں گے (وہاں پر) جس وقت گل جاوینگے بدن انکے ہم انکے
ے میں دوسرے بدن انکو دیتے ہیں۔
مصنف قران لوگوں کو ڈراتا ہے کہ جنہوں نے ہماری آیتیں نہیں مانی۔ وہ گنہگار دوزخ
ں ڈالے جاوینگے اور جلانے والے دکھوں میں مبتلا ہونگے۔ اور وہاں پر دوکھ بھوگ
وگ کر ایک قالب کو چھوڑنے کے بعد دوسرے قالب پاتے رہینگے۔ اور بار بار مختلف
ںوں میں سزایاب ہونگے۔ تاکہ چکھتے رہیں عذاب۔
) توریت پیدایش۔ باب ۱۹۔ آیت ۲۶ ''مگر اسکی جورو نے اسکے پیچھے پھر کے
ھا اور وہ نمک کا کھمبا بن گئی''۔ یہ لوط پیغمبر کی جورو کی بابت ہے جو گناہ کرنے
سبب پتھر کی جون میں متناسخ کی گئی تھی۔ اس سے قطع النظر اور جونوں کے
ر وغیرہ تک متمثل القالب ہونا بھی صحیح اور ہر ایک مسلمان کو قبول کرنے کے لایق
۔ اور کلام الٰہی سے منکر ہونا کسی طرح واجب نہیں۔
) تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ روح شہدا فی سبیل اللہ یعنے جہادی لوگوں کی
وصیں بہشتی جانوروں کے قالب میں چنانچہ محمد صاحب نے بحالت معراج انکو جنت الماوی کے
زاروں میں دیکھا۔
) حدیث مشارق الانوار میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کا باپ آذر اور تارہ روز جزا کے
بلوں جانور کے قالب دجنم (یا جون) میں ڈالے جائیں گے +
) حدیث میں لکھا ہے نقلت من اصلاب طیبہ الی ارحام طاہرہ
یہ حدیث روضۃ الاحباب کے مقصد اول میں مذکور ہے) محمد صاحب فرماتے
میں کہ میں پاک مردوں کی پشتوں سے پاک عورتوں کے پیٹوں (شکموں) میں منتقل ہوتا
آیا ہوں۔ اور قصص الانبیا و معارج النبوۃ میں ہے کہ نور محمد یعنی روح حضرت محمد صاحب
بصورت طاؤس کے ہزار برس رحمت کے دریا میں غرق رہا ''غور کرو !
) اور تحفہ اثنا عشریہ میں مولوی عبد العزیز صاحب کہتے ہیں کہ ''اکثر فرق اہل تشیعہ
امیہ کاملیہ و منصوریہ و ہمیریہ و باطنیہ وغیرہ گویند کہ بدن کا معاد نیست و نہ روح
یغیر این عالم مقر نیست بلکہ در ہمیں عالم متناسخ میشود و انتقال مے کند از بدنے بہ بدنے
یہ'' یعنے اکثر فرقہ شیعوں کے رامیہ اور کاملیہ او منصوریہ اور ہمیریہ اور باطنیہ
غیرہ) کہتے ہیں کہ جسم کو عالم آخرت میں جانا نہیں ہے اور نہ روح کیلئے بغیر اس عالم کے
ی ٹھہرنے کی جگہ ہے بلکہ اسی جہان میں پھر جنم (آواگون) میں آتا ہے اور ایک
ن سے دوسرے بدن میں جاتا ہے۔
ان مندرجہ بالا آیات قرانی و احادیث محمدی و تفاسیر وغیرہ کی شہادتوں سے ہر ایک
ن سکتا ہے کہ قران کے روسے تناسخ ہر طرح قابل یقین ہے اور محمدیوں کو اسکا
ماننا ایت رب المسلمین اور نشان دین ہے اور انکار کرنا موجب کفر و باعث ہزار نفریں
قول۔ جب کسی نے ایک گناہ کیا۔ پھر نہ وہاں توبہ کام آتی ہے اور نہ بندگی نہ خوف الٰہی نہ عشق
ی اور نہ کوئی عمل صالح گویا وہ جیتے جی ہی مرگیا اور خدا تعالیٰ کی رحمت سے بکلی ناامید ہوگیا
قول۔ جھوٹھ بکتے ہو تارہ غضب میں جل گئے البتہ یا تشنہ ہے اور باتوں سے انکی تو یہ صوبھ
ا ملتی ہے جس کی آڑ میں لوگوں کو گمراہ کر رہے ہو اور گناہ سے نہیں ڈرتے خدا کی
حمت سے کوئی ناامید نہیں مگر فریب اور چاپلوسی نہیں اور نہ زحمت ہے
ندگی خوف الٰہی اور عمل صالح کا پھل نجات ہے مگر گناہ کا پھل دکھ
ہیں دکھ کے بھگتنے کے بعد سکھ کی باری ہے اور یہی عدالت الٰہی کا فرمان جاری
رزا صاحب رشوت و سفارش و شفاعت کی وہاں گنجایش نہیں اور نہ توبہ چاپلوسی

کی فہمایش ہے بار آوان توبہ ہائے بے معنے سے۔
قولہ علی ہذا القیاس یہ لوگ یوم جزا پر جس کے رو سے خدا تعالیٰ مالک یوم الدین
کہلاتا ہے صحیح طور پر ایمان نہیں رکھتے اور جن طریقوں متذکرہ بالا سے انسان اپنی سعادت
عظمیٰ تک پہنچتا ہے یا شقاوت عظمیٰ میں پڑتا ہے اس کامل سعادت یا شقاوت کے ظہور سے
انکاری ہیں اور نجات آخری کو صرف ایک خیالی اور وہمی طور پر سمجھ رہے ہیں +
اقول یوم جزا بالکل ایک بناوٹی افترا ہے خدا ہر وقت منصف و عادل و رحیم ہے اور
ہمیشہ مالک و رازق و کریم۔ ہم تمہاری طرح اس وقت اس کو غافل ظالم کاہل جاہل
نہیں مانتے اور نہ اس وقت کسی اور کو عادل و منصف و رحیم کریم جانتے ہیں۔ آپ اس
غلط ایمان سے باز آئیے۔ اور خدا کے ہمیشہ موصوف بصفات کامل ہونے پر ایمان
لائیے۔ حور و غلمان کے شہوی گمان سے بچکر راستی و صداقت کے گیان کیطرف
توجہ فرمایئے۔ تاکہ نجات حاصل ہو۔ ورنہ حوروں کی تمنا پر دمہ لگا نا شہوت پرستی
کا بڑھانا ہے جو سراسر وہم و گمان اور خیال و جنجال ہے۔ مولانا غالب مرحوم فرماتے ہیں

خوب معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

قولہ بلکہ وہ نجات ابدی کے قایل ہی نہیں اور انکا مقولہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ
کے لئے نہ اس جگہ آرام ہے اور اس جگہ۔ اور نیز انکے زعم باطل میں دنیا بھی آخرت
کی طرح ایک کامل دار الجزا ہے جس کو دنیا میں بہت سی دولت دی گئی وہ اس کے نیک
عملوں کے عوض میں جو کسی جنم میں اسنے کئے ہونگے دیگئی ہے اور وہ اس بات کا مستحق ہے
کہ اسی دنیا میں اپنی نفس امارہ کی خواہشوں کے پورا کرنے میں اس دولت کو خرچ کرے
لیکن ظاہر ہے کہ اس جہان میں خدا تعالیٰ کا کسی کو اس غرض سے دولت دینا کہ وہ اس دولت
کو فی الحقیقت اپنے اعمال کی جزا سمجھ کر کھانے پینے اور ہر طرح کی عیاشی کیلئے آلہ بناوے
یہ ایک ایسا ناجایز فعل ہے کہ جس کو خدا تعالیٰ کی نسبت کرنا نہایت درجہ کی بیادبی
ہے کہ گویا معاذ اللہ وہ بیشمار آپ ہی لوگوں کو بدفعلی اور پلیدی میں ڈالنا چاہتا ہے
اور قبل اسکے جو اسکا نفس پاک ہو۔ نفسانی لذات کے وسیع دروازے ان پر کھولتا ہے
اور یہی جنونگے نیک عملوں کا اجر انکو یہ دیتا ہے کہ پچھلی جنم میں وہ ہر طرح کے اسباب تنعم پاکر
اور نفس امارہ کے پورے پورے تابع بنکر پھر تحت الثرے میں جا پڑیں +
اقول مرزا صاحب آپ دھوکھہ میں پھنسکر اوروں کو گمراہ نہ کیجئے کوئی آریہ وغیرہ
آپکے دام تزویر میں نہ پھنسے گا۔ محدود اعمالوں اور محدود نیکیوں کے عوض میں
غیر محدود نجات اور ابدی عدد سکھ کا غیر منتہی زمانہ تک بھوگنا ایک اسنبھو اور غیر ممکن
امر ہے جیسے محدود خوراک کھانے سے محدود زمانہ تک بھوکھ بند ہوتی ہے نہ کہ غیر محدود
زمانہ تک حدوالے کاموں کا پھل غیر محدود ملنا کوئی سلیم العقل تسلیم نہ کریگا جیسے محدود چیز
کی کشش محدود ہوتی ہے۔ ویسے ہی محدود روح کے اعمال محدود ہیں۔ اور محدود
اعمالوں کا نتیجہ بیحد نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے نجات ابدی روح حاصل نہیں کر سکتا
اور نہ ابدی دوکھ بھوگ سکتا ہے۔ بموجب اعمالوں کے عدالت خداوندی سے سکھ
دوکھ کی سزا و جزا پاتا رہتا ہے اور نیک و بد کرم کرنے میں فعل مختار ہے۔ اور قرآن بھی
اسی ویدک اصول کی تائید کرتا ہے مگر خدا جانے کہ صاف کہنے سے کیوں ڈرتا ہے۔
سورہ ہود ۔ واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خلدین فیھا ما دامت
السموات والارض الا ما شاء ربک عطاءً غیر مجذوذ۔ ترجمہ اور جو لوگ کہ نیک
بخت کئے گئے ہیں بیچ بہشت کے ہیں ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے جبتک کہ رہیں آسمان و زمین
مگر جو چاہے پروردگار تیرا بخشش بے نہایت والا ہے +

اور اسی سورۃ میں ہے فاما الذین شقوا ففی النار لھم فیھا زفیر و شھیق خلدین فیھا مادامت السموت والارض الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید۔

ترجمہ۔ پس جو لوگ کہ بدبخت ہوتے۔ پس بیچ آگ کے ہیں۔ واسطے اُن کے بیچ ان کے چلّانا ہے۔ آواز باریک اور موٹی سے ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے جبتک کہ رہیں آسمان اور زمین مگر جو چاہے پروردگار۔ تیرا تحقیق پروردگار تیرا کر نیوالا ہے جو ارادہ کرتا ہے۔"

ان مندرجہ بالا آیتوں سے اگر کوئی ذرا بھی غور سے دیکھے اور بچارے تو صاف واضح ہوتا ہے کہ لوگ بہشت اور دوزخ میں اُتنا عرصہ رہیں گے جبتک آسمان و زمین قایم ہیں اور اس سے کوئی مسلمان انکاری نہیں کہ آسمان اور زمین ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ پس ضرور بہشت و دوزخ اور حور و غلمان فانی ہیں۔ ان فانی مکانوں میں جاودانی نجات والے کسی طرح نہیں رہ سکتے۔ اس لئے ضرور واپس آنا ہوگا۔ ہاں ہم آسمان اور زمین کی معیاد سے کئی ہزار گنا زیادہ عرصہ نجات کیواسطے مانتے ہیں جس کو مہا کلپ پکارتے ہیں۔ آپ نے بالکل جھوٹھ بولا اور خواہ مخواہ نامہ اعمال سیاہ کیا۔ ہم ایسا ہرگز نہیں مانتے اور نہ دنیا کو کامل دار الجزا جانتے ہیں۔ البتہ نجات کے سوائے باقی تمام سزاؤں اور جزاؤں کیواسطے دار الجزا مانتے ہیں جو ہر طرح مسلم عقلا ہے اور اعتراضات سے مبرا و معرا۔ حق حقدار کو دینا کسی طرح ناواجب و ناسزا نہیں۔ ہاں خدا کسی سے بُرے کام نہیں کراتا۔ اور نہ شیطان کو کسی کے گمراہ کرنے کیواسطے مقرر فرماتا ہے۔ جیسا قرآن میں لکھا ہے۔

سورۃ اعراف۔ من یھد اللہ فھو المھتدی ومن یضلل فاولئک ھم الخسرون

ترجمہ۔ جسکو راہ دکھلاوے اللہ پس وہ راہ پانیوالا ہے اور جس کو گمراہ کرے۔ پس وہ لوگ ٹوٹا پانے والے ہیں۔

سورۃ مریم۔ الم تر انا ارسلنا الشیطین علی الکفرین تؤزھم ازًّا ترجمہ کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ بھیجا ہم نے شیطان کو بیچ اوپر کافروں کے بہکاتے ہیں انکو بہکانے کر۔

جو چیز جسکی ہے نہ اس کے خرچ کرنے میں فعل مختار ہے۔ مجبور و گرفتار نہیں۔ ہاں ہر ایک انسان کو ضروری ہے کہ بدیوں سے اجتناب کرے اور ثابت قدمی راہ صواب انسان اسی فعل مختاری کے سبب تو سزا و جزا کا حقدار ہے اور اس کے بھوگنے میں مجبور و لاچار۔ ورنہ اگر بالفرض و دل بیرحم کے مقولہ پر بقول آپکے عمل آمد ہوئے تو موجودہ دولت وغیرہ کو برباد کر دے اور آیندہ سے ہاتھ دھو دے۔ ہندوؤں کا پرمیشور عادل و منصف حقدار کو حق پہنچانے والا ہے۔ آپکے خیر الماکرین کی طرح ظالم و جابر و غافل و خود غرض نہیں ہے۔ جو خواہ مخواہ لوگوں کو بدفعلی اور پلیدی کا رہنما اور معاذ اللہ بدچلنی اور فعل شنیعہ کا خدا ہے۔ اور یہ باتیں کسی حق پرست کیطرف سے خدا کے حق میں ہر طرح قبیح اور ناسزا ہیں اور کسیطرح واجب ادب نہیں۔

قولہ۔ اور ظاہر ہے کہ جس شخص کے خیال میں یہ بھرا ہوا ہے کہ میرے ہاتھ میں جس قدر دولت اور مال اور حشمت اور حکومت ہیں۔ یہ میرے ہی اعمال سابقہ کا بدلا ہے۔ وہ کیا کچھ نفس امارہ کی پیروی نہ کریگا۔ لیکن اگر وہ یہ سمجھتا کہ دنیا دار الجزا نہیں ہے بلکہ دار ابتلا ہے اور جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے۔ وہ بطور ابتلا اور آزمائش کے دیا گیا ہے تا یہ ظاہر کیا جاوے کہ میں کس طرح پر اس میں تصرف کرتا ہوں۔ کوئی ایسی شے نہیں ہے۔ جو میری ملکیت اور میرا حق ہو۔ تو ایسا سمجھنے سے وہ اپنی نجات اس بات میں دیکھتا کہ اپنا مال نیک مصارف میں خرچ کرے اور نیز وہ غایت درجہ کا شاکر بھی ہوتا۔ کیونکہ وہی شخص دلی اخلاص اور محبت سے شکر کر سکتا ہے جو سمجھتا ہے کہ میں نے مفت پایا۔ اور بغیر کسی استحقاق کے مجھے کو ملا ہے۔ غرض آریہ لوگوں کے نزدیک خدا تعالیٰ نہ رب العالمین ہے۔ نہ رحمان نہ رحیم۔ اور نہ ابدی اور دائمی اور کامل جزا دینے پر قادر ہے (صفحہ ۳۶۹ تک حاشیہ نمبر ۱۱)۔

اقول۔ کسی شخص کا نفس امارہ کی پیروی کرنا خود اس کا مجرم ہونا ہے۔ نہ کہ کسی اور کا۔ نیکی کا پھل سکھ ضرور ہونا چاہیئے۔ مگر جو بدی کی جاوے۔ اس کا پھل دُکھ کے سوائے اور کیا ہے۔ آزمائش جاہل اور نادان کرتے ہیں۔ نہ کہ عالم الغیب پرمیشور۔ دنیا کا صرف دار ابتلا ہونا کوئی بے وقوف سے بیوقوف بھی تسلیم نہ کریگا۔ ورنہ گناہوں کے بدلے دکھ اور نیکیوں کے بدلے سکھ اس جگہ نہ ہونا چاہیئے۔ حالانکہ ہوتا ہے۔ جس شخص کو یہ خیال ہو کہ جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے۔ وہ نہ تو میرا حق ہے۔ اور نہ کوئی سبب خاص بلکہ اتفاقاً غلطی سے میرے قبضہ میں دیا گیا ہے خواہ میں ہزار نیکیاں کروں یا ہزار بدیاں۔ جو کچھ ہونا ہے وہی ہوگا۔ میں مجبور محض ہوں ؎

روز تو جام سے گذرتی ہے ✽ شب دلارام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے ✽ اب تو آرام سے گذرتی ہے

خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا۔ پس اعمال نیک محض وبال ہیں۔ بقول سعدی "شنیدم کہ در روز امید و بیم ✽ بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم" "ابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست" ایسا شخص ضرور نیکی سے پرہیز کریگا۔ اور کفر و ضلالت کی غار عمیق میں مدہوش ہو رہیگا لیکن برخلاف اس کے جو یہ جانتا ہوگا کہ جو کچھ مجھے ملا ہے یہ میرے ہی اعمال کا بدلہ پرماتما نے عدالت خداوندی سے دیا ہے۔ اگر میں اس سے زیادہ نیکی کرونگا۔ تو زیادہ پھل پاؤنگا۔ اور اگر گمراہی و بدکاری کیطرف جھکونگا۔ تو اس کا معاوضہ بھی بھرونگا۔ ایسا شخص ضرور نیکی کریگا۔ اور بدیوں سے مجتنب ہوگا یہی باعث ہے کہ اہل ہنود یعنی آریہ صاحبان نیکی۔ رحم۔ محبت میں لاثانی ہیں۔ اور خفانیت و عبودیت کے بانی ہیں۔ برخلاف اس کے آپ کے مسلمان صاحبان "مفت راچہ گفت" مان کر جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ اور خدا کا خوف دل میں نہیں دھرتے۔ افغانستان کے مسلمان (جو نماز روزہ و قرآن خوانی و اصول مسلمانی سے بہ نسبت ہندوستانی لوگوں کے ہزار درجہ آگاہ ہیں) ان کا ارشاد ہے اور پختہ اعتقاد۔ کہ موذن کو اولاد وقتا توبہ لیکر دے "یعنی نہ کرو۔ اور دستہ مار و توبہ کا گھر بڑا ہے" اس کے علاوہ آپ کے مفتی دین سید المرسلین محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی کو ان کے والد بزرگوار نے جبکہ وہ قید خانہ میں فرزند دین پسند کے ہاتھوں اسیر تھے۔ یہ شعر لکھ بھیجا تھا ؎

آفرین باد ہندوان را ✽ مردہ را میدہند ہیشہ آب
اے پسر تو عجب مسلمانی ✽ زندہ جانم بآب ترسانی

پس ثابت ہوا کہ آریہ سماج ہر طرح پرماتما کو کامل الصفات و منبع البرکات و صفات مانتے ہیں مگر مسلمان لوگ خصوصاً مرزا صاحب کے نزدیک خدا تعالیٰ رب العالمین ہے اور نہ عادل اور انصاف گزین ہے۔ نہ ابدی اور نہ ازلی۔ نہ اس کی رحمت عام ہے اور نہ رحمانیت۔ نہ وہ سب کا رزاق ہے۔ اور نہ مالک۔ بلکہ معاذ اللہ وہ گمراہ کرنیوالا۔ بہکانے والا۔ شیطان کا بھیجنے والا۔ ظلم پر کاربند۔ خیانت پسند۔ گناہ کرانیوالا۔ چوروں کا یار۔ بدمعاشوں کا مددگار ہے۔ اور برخلاف قادر ہونے کے عاجز اور برخلاف عالم الغیب ہونیکے نا واقف۔ اور آزمانیوالا ہے۔ حالانکہ آزمائش امر مجہول کا معلوم کرنا ہے۔ جو انسان ہیچمداں کا کام ہے نہ کہ خدائے ہمہ داں کا۔ آپ لوگوں کے اعتقاد سے صاف ظاہر ہے کہ خدا نے منعم اور اہل دل کو نعمت و راحت وغیرہ بلا نتیجہ اعمال کے مفت دی ہے پس ہر ایک منصف مزاج عقلمند انسان کے نزدیک بھی اس پر مندرجہ ذیل اعتراض شدید وارد ہوتے ہیں۔

(۱) جب خدا نے اپنے دریائے بخشش کو جاری کیا۔ تو ایک جہان کو کیوں اس سے تشنہ لب یعنی محتاج و مفلس کیوں رکھا۔ جس سے اس کی رحمت عامہ نہیں اور قدرت نفسانیہ بھی معطل ہو گئی۔ (۲) تھوڑے آدمیوں کو دینا اور کثیر التعداد کو نہ دینا علاوہ تعصب و طرفداری کے لوگوں کو گناہ کرنے پر دلیر بنا دیتا ہے وہ ضرور مجبور ہو نا چاہئیں کہ گناہ کبیرہ کو مرتکب ہونگے بقول شخصے۔ خداوند روزی بحق مشتغل۔ پراگندہ روزی پراگندہ

باگرسنگی قوت پرہیز نماند ✦ افلاس عنان از کف تقوی بستاند

صاحب نے اس کی تائید کی ہے۔ الفقر سواد الوجہ فی الدارین یعنی مفلسی دونو

رو سیاہی ہے اور اس کا ثبوت آجکل بھی عیاں ہے کہ جماعت بیکاران و ناداران

مالداروں پر لوٹ مچائی۔ اور مکہ کے بدو ہمیشہ حاجیوں کو لوٹتے رہتے ہیں

کا اتفاق ہے کہ از دست تہی چہ مروت آید و معدہ خالی چہ قوت واز پائی

بیرو از دست گرسنہ چہ خیر۔ پس اس ناپاک اعتقاد کے رو سے ان تمام برائیوں

کا خدا ٹھہرتا ہے۔ نعوذ باللہ من الشرارت قوالھم و الفاسھم واوھامھم

میشور ایسے برے قولوں اور باتوں اور وہموں سے ہم کو پناہ دے۔

سنسکرت کی فضیلت

براہین احمدیہ از صفحہ ۳۷ تا ۱۸۳ جلد چہارم

ناداں آریہ ایک سنسکرت کو پرمیشور کی بولی ٹھہرا کر دوسری تمام بولیاں جو صدہا عجائب

بارہی سے بھری ہوئی ہیں۔ انسان کا ایجاد قرار دیتے ہیں۔

اول سب سے یہ ثابت کرتا ہوں کہ پیدائش انسانی آریہ ورت میں ہوئی اور

تمام دنیا پر پھیلی ہے تفسیر حسینی (جو قرآن حاشیہ پر دہلی میں ماہ ذیقعد

میں طبع ہوئی ہے) کے صفحہ ۱۸۸ پر سورۃ اعراف کے روز میثاق کے وعدہ

ہے۔ "در لباب آوردہ کہ اخذ میثاق در دہنا بود و آں زمینیست

ہند و بعد از خروج آدم بودہ از بہشت" اور تفسیر قادری میں صفحہ

مذکور ہے۔

معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ رکن اول صفحہ ۴۴ باب ۲ مذکور ہے

ہند در کوہ سراندیپ فرود آمد و آں کوہیست کہ فروتر وے بہ آسمان

نزدیکتر است۔ الحدیث فی الرائس عن حدیقۃ الیمانی از حضرت

کہ نزد وچوں آدم بزمین فرود آمد بروے اوراق جنت بود کہ تن پوش

بود۔ بواسطہ تغیر ہوائے دنیا آں ورقہا خشک شدہ بتصرف باد در

متفرق شد نفحات اشجار و درواجہ اثمار جنت در آں مملکت منتشر گشت و

ماند تا قیامت بوئے عود و صندل و مشک و عنبر از آں نفحات اوراق جنت

با حوا در اں زمین بفراغ بال بمیامن الطاف خدائے ذوالجلال بعد از

فرقت براحت مواصلت بہرہ مند گشتہ عمر باقی بفراغت و رفاہیت

دور قبول کلام الہی و اطاعت فرمان بادشاہی جل ذکرہ اہتمام تمام

شتند و بغیر ازیں در تمام روئے زمین ویلے ہندوہ اور ایسا ہی روضۃ

وغیرہ میں بھی ذکر ہے کہ آدم ہندوستان میں رہتا تھا۔

توریت باب ۱۱۔ آیت ۱ و ۲۔ اور تمام زمین پر ایک ہی زبان اور ایک

اور جب وے پورب سے روانہ ہوئے تو ایسا ہوا کہ انھوں نے سنعار کے ملک

میدان پایا۔ اور وہاں رہنے لگے" کوئی آدمی کسی مذہب کا پھر و اس بات سے باوجود

ان شہادتوں کے انکار نہیں کرسکتا۔ کہ سرشٹی کی ابتدا آریہ ورت میں ہوئی اور

ملتے ہیں وہ بھی یہاں ہی ہوا۔ دو کیوں جائیں آدم کی وجہ تسمیہ پر بھی فیصلہ ہو سکتا ہے

لغات روئیت الف میں یہ عبارت درج ہے آدم۔ وجہ تسمیہ آنکہ از ادیم الارض

یعنی از روئے زمین ا ے از خاک روئے زمین مخلوق شدہ بود و بعض گویند کہ او گندم گون

بود و دریں صورت از ادمت ماخوذ است و ادمت بالضم بمعنے گندم است۔ وجہ دل

از تفسیر جلالین۔ و بعض محققین نوشتہ اند کہ لفظ آدم را اسم ابوالبشر است از ادیم

یا از ادمت مشتق گفتن صحیح نباشد۔ چراکہ آدم لفظ عجمی است و ادیم و ادمت عربی

است۔ پس اشتقاق لفظ معجم از عربی متصور نمے شود۔ یعنے آدم کا نام لفظ ادیم سے بنا ہے

کیونکہ وہ زمین کی خاک سے مخلوق ہوا تھا۔ پھر کہتا ہے کہ نہیں کہ وہ گندم رنگ تھا اور ادمت

گندم کو کہتے ہیں پس لفظ ادمت سے بنا ہے مگر پھر خود ہی ان کی تردید کرتا ہے کہ یہ دونوں لفظ

ادیم اور ادمت عربی کے ہیں اور آدم عربی کا لفظ نہیں بلکہ زبان عجم کا ہے پس یہ استحقاق

اور یہ معنی اور یہ وجہ تسمیہ درست نہیں ہے۔ اب ہمیں تلاش کرنا چاہیئے کہ آدم کے معنی کیا ہیں

چونکہ مذکورہ شہادتوں سے بحوالہ تفسیر و حدیث و تواریخ کے ثابت کیا گیا ہے کہ آدم ہندوستان

(آریہ ورت) میں ہوا۔ پس آریوں کی منزہ و مصفا و مقدس زبان میں جسے سنسکرت کہتے ہیں

اس نام کے معنے ہوئے یعنی جو آد میں پیدا ہووے۔ اس کو آدم کہتے ہیں۔ آد-

آغاز کو کہتے ہیں جس کو ہندوستان کا بچہ بچہ جانتا ہے اور یہ نہایت موزوں معلوم ہوتا ہے

اور ہر طرح ٹھیک و قابل یقین ہے جب آدم کا نام بھی سنسکرت کا ہے اور سنسکرت سب

زبانوں سے قدیم اور ام السنہ ہے۔ پس یہی ایک شستہ و کامل زبان بذریعہ الہام وید کے

پرکاش ہوگئی۔ اب اگر ناداں کہتے ہو تو توریت والے کو کہو کہ جو کہتا ہے کہ اسوقت تمام زمین

پر ایک ہی زبان اور ایک ہی بولی تھی یا حدیث والے کو کہو۔ پس ثابت ہوا کہ بقول عیسائیوں

و محمدیوں کے بھی ابتداء میں صرف ایک ہی بولی دیکھی کہ آدم سے لیکر نوح کی اولاد اور بابل کے

برج بننے تک جس وقت کہ آدم اور نوح مر بھی چکے تھے یعنی دنیا کی پیدائش سے تخمیناً ۲۴

سال پہلے تک آدم اور اس کی اولاد اور نوح وغیرہ تمام سنسکرت بولتے تھے اور دوسری کسی

بولی کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ تو اے ناظرین اس سے منکر ہونا صداقت پر پانی اور پردہ کا

سے بے ایمان ہونا ہے جو سخت ناوانی اور کور باطنی کی نشانی ہے۔ ہر ایک دانا کو اس بات پر یقین ہے

کہ خدا ہر صفات ہماری سے برتر ہے پس جس زبان میں اس کا الہام ہو۔ وہ زبان بھی نہایت کامل

اور آراستہ و پیراستہ اور مہمل باتوں سے معرا اور محاورات علمی و تلفظ میں نہایت معتدل ہوا اور

ایسی کامل ہو کہ کوئی فقرہ معنی سے خالی نہ ہو۔ چنانچہ مصنف "آبحیات" فرماتے ہیں۔ "آریوں

نے اس سبب سے تاکہ بزرگوں کی زبان ہمیشہ خالص رہے) اس واسطے کہا کہ ہماری زبان الہی ہے اور

الہی عہد سے اسی طرح چلی آئی ہے چنانچہ اس کے قواعد اور اصول باندھے اور ایسے جانچ کر باندھے کہ

جس میں نقطہ کا فرق نہیں آسکتا۔ اس کی انگریزی نے غیر لفظ کو اپنے دامن پر ناپاک دھبہ سمجھا

اس سخت قانون نے بڑا فائدہ یہ دیا کہ زبان ہمیشہ اپنی اصلیت اور بزرگوں کی یادگار کا خالص

نمونہ نمایاں کرتی رہیگی۔" جب مسلمان حملہ آور ہندپر آئے اور زبانوں کی باہمی ملاوٹ ہونے

لگی۔ اسوقت کی بابت آبحیات میں لکھا ہے کہ ادھر سنسکرت تو دیوبانی یعنے زبان آسمانی

تھی۔ اس میں ملکھشوں کو دخل کہاں۔ البتہ برج بھاشا نے اس نئے آئے مہمان کو جگہ دی۔"

پس یہ ہر طرح ثابت ہوگیا کہ اول میں سنسکرت تھی۔ اور وہی بموجب توریت

کے تمام دنیا کی بولی تھی۔ چنانچہ لفظ آدم کا بھی زبان سنسکرت کا ہے نہ کسی اور زبان

کا۔ پس پرمیشور کی طرف سے یہی ایک بولی انسانوں کو آدمیں دی گئی اور وہ کل

زبانوں کی ماں سنسکرت ہے۔

قولہ - گویا انسان کے ہاتھ میں بھی ایک قسم کی خدائی ہے۔ کہ پرمیشور نے تو صرف

ایک بولی ظاہر کی۔ مگر آدمیوں نے وہ قوت دکھلائی۔ کہ بیسیوں بولیاں اس سے

بہتر ایجاد کیں۔

اقول - کفر کے کلمے کیوں استعمال کرتے ہو اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ خدا نے آدمی کو

مجبور و مقید پیدا نہیں کیا بلکہ فعل مختار اور دنیا میں سوچنے سمجھنے کیواسطے۔ ترقی کرنیکے واسطے فائدہ دینے اور حاصل کرنیکے واسطے بموجب انصاف قدیم کے پیدا کیا۔ اور شاہی ترقی کرنیکا آلہ یعنی الہام بھی دیدیا جو نہایت ضروری تھا۔ کیونکہ ان پہلے انسانوں کیلئے جن کے واسطے کوئی مدرسہ یا کتب یا سکول نہیں تھا اور نہ کوئی استاد تھا کوئی رفیق شفیق نہ تھا جو انکو بولنا سکھلاتا اور گونگ محل سے نکالکر تہذیب و تادیب و علمیت کے مرتبہ علی تک پہنچاتا۔ پس وہ صرف پرماتما پاربرہم پرمیشور ہی تھا۔ جس نے انادی گیان اور رشدہ عرفان سے تمام حوائج انسانی اور ضروریات جسمانی و روحانی کے پورا کرنیکے واسطے لامبدل بلکہ اقدس کامل اور غیر متغیر گیان عنایت فرمایا۔ پھر سلسلہ تعلیم و تدریس کا جاری ہوکر تمام عالم میں بمقدار آبادی کے ترقی پکڑتا اور رواج پاتا گیا۔ غرضیکہ تھوڑی سی عقل والا آدمی بھی جان سکتا ہے۔ کہ حقیقتاً و واجباً ابتداء میں پرمیشور کی طرف سے الہام و ہدایت کی ضرورت تھی۔ مگر آئندہ انسان اپنی حاجتوں و ضرورتوں کو اسی الہام کے فیض و برکت سے ہمیشہ حل کرتا ہے۔ اور تھوڑے تھوڑے تجربات پر تبدلات کرتا ہوا ایجادات کرنیکی ترقیات کرتا جاتا ہے۔ مگر اس کامل گیان سے منہ موڑ کر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ جو فاضل لوگ غیر متعصب ہوکر سوچتے ہیں۔ یا جنہوں نے زبانوں کی حالتوں پر غور کی ہے۔ وہ عموماً رائے دیتے ہیں کہ سب زبانیں ایک ہی زبان سے نکلی ہیں اور ان سب کا مخرج سنسکرت ہے چنانچہ ابتک بھی بہت سی زبانیں سنسکرت سے صاف نکلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ کوئی زبان سنسکرت کے مساوی کامل نہیں چہ جائیکہ بڑھکر بلکہ تمام زبانیں بلحاظ بلاغت و وسعت میں اس سے کمتر ہیں۔ مگر آپ جیسے نادان محض سنسکرت کی فضیلت سے محروم مطلق ہیں اور سچ بھی ہے کہ ؎

قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری ❊ شیشہ گر نادان چہ داند میفروشد سنگہا

قولہ۔ بھلا ہم آریہ لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر یہ سچ ہے کہ سنسکرت ہی پرمیشور کے منہ سے نکلی ہے اور دوسری زبانیں انسان کی صنعت ہیں اور پرمیشور کے منہ سے دور رہی ہوئی ہیں۔ تو ذرا بتلاؤ تو سہی کہ وہ کون سے کمالات خاصہ ہیں جو سنسکرت میں پائے جاتے ہیں۔ اور دوسری زبانیں ان سے عاری ہیں کیونکہ پرمیشور کے کلام کو انسان کی مصنوع پر فضیلت ہونی چاہئے کیونکہ وہ اسی سے خدا کہلاتا ہے کہ اپنی ذات میں اپنی صفات میں اپنے کاموں میں سب سے افضل و بے مثل و مانند ہے۔

اقول۔ آپ بیجا زبان درازی کو عمدہ بتلانے اور مسلمات پر اعتراض کرتے وقت منہ بناتے ہیں مگر یہ بات شایان شان عقلمندی نہیں۔ پرماتما حوائج فانی اور منہ ناک زبان وغیرہ اعضاء جسمانی کا محتاج نہیں۔ البتہ سنسکرت کو اس نے اپنے کامل گیان سے بذریعہ الہام وید مقدس پرکاش کیا ہے۔ زبان سنسکرت کو دیگر تمام دنیا کی زبانوں پر وہ فضیلت ہے جو والدین کو فرزندوں پر۔ یا استاد کو شاگردوں پر۔ یا مرشد کو مریدوں پر۔ یا آدمی کو حیوان پر۔ ہاں سنسکرت میں بہت سے کمالات خاصہ ہیں جن سے دوسری زبانیں محض عاری ہیں۔ ہم ان فضائل کو بھی محققین کی شہادتوں سے بتلاتے اور آپ کے اعتراضات کی بطالت کرتے ہیں۔

(۱) زبان سنسکرت کو ان لوگوں (آریوں) نے ایسا مانجھا ہے کہ دنیا کی کوئی زبان اسکی برابری نہیں کر سکتی۔ اور یورپ کے بڑے بڑے فاضل جنہوں نے اس کی تحصیل میں بڑی بڑی کوششیں کی ہیں اسکو سب زبانوں سے وسیع و فصیح اور کامل بتاتے ہیں (قصص الہند حصہ اول سال ۱۸۸۲ء صفحہ [illegible])

(۲) مخزن العلوم مطبوعہ شہر دہلی جلد ہفتم کے نمبر ۱ میں مولوی الطاف حسین صاحب حالی ممبر دہلی سوسائٹی نے سنسکرت زبان کی نسبت فرمایا ہے سنسکرت زبان کی نسبت ایک بہت بڑے محقق کا قول ہے کہ یہ زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے بڑھکر فصیح و بلیغ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے بزرگوں نے اس زبان کی تکمیل اور تہذیب میں جیسی چاہئے۔ ویسی ہی توجہ کی ہے۔ لکھا ہے کہ اس زبان کی صرف و نحو ایسی مکمل ہے کہ تمام دنیا میں کلام انسانی کے اصول اس سے زیادہ قائم نہیں ہو سکتے۔" اگر کوئی زیادہ ثبوت چاہے تو یورپ کے محققین کی رائے ملاحظہ فرماویں

قولہ۔ اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ سنسکرت پرمیشور کا کلام ہے۔ جو ہندوؤں کے باپ دادوں پر نازل ہوا ہے اور دوسری زبانیں دوسری لوگوں کے باپ دادوں نے بوجہ اس کے کہ وہ ہندوؤں کے باپ دادوں سے زیادہ زیرک اور دانا تھے آپ بنالی ہیں مگر کیا ہم یہ بھی فرض کر سکتے ہیں کہ وہ لوگ ہندوؤں کے پرمیشور سے بھی کچھ بڑھکر تھے جن کی قدرت کاملہ نے صدہا عمدہ زبانیں بنا کر دکھلاویں اور پرمیشور صرف ایک ہی بولی بناکر رہ گیا۔

اقول۔ آپ کو بغض باطنی سے فرض کرنیکی مرض ہے۔ مگر حق و صداقت سے کسی طرح کی غرض نہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے تشریح کر آئے ہیں کہ سب انسانوں کے باپ دادا آریہ ہی تھے اور سب کی زبان بہت دراز عرصہ تک ایک ہی تھی یعنی وہ قدرتی بچے جو ابتدائے آفرینش سے دایۂ قدرت کی گود میں پلے۔ وہ آریہ تھے اور وہ قدرتی زبان جو قادر مطلق نے قدرتی کارخانہ کے انصرام و انتظام کے لئے کارکنوں کو بتلائی وہ سنسکرت تھی۔ وہ قانون جس پر عملدرآمد ہوا۔ اور جس کے مطابق کارروائی کرنیکا ارشاد فرمایا۔ وہ وید مقدس ہیں ان (آریوں) کی دانائی اور زیرکی ایک عالم میں ضرب المثل ہے ان کی وحدت و صداقت و شجاعت دنیا میں بے بدل ہے۔ جن کو آپ عمدہ بتلاتے ہیں وہ زبانیں خجالت سے سر نہیں نکال سکتی ہیں اور اپنی ثقالت و ناقابلیت کی معترف ہوکر اس مادر مہربان کی قدمبوس ہو رہی ہیں۔ چنانچہ عربی زبان کے ثقیل اور غیر موزون ہونے کی نسبت خود قرآن کی شہادت کافی ہے (سورۃ المزمل) انا سنلقی علیک قولاً ثقیلاً یعنی اے محمد عنقریب ہم تیرے پاس قول ثقیل نازل کریں گے چنانچہ جس کے ادا کرتے وقت زبان نکالنا۔ حلقی کیوقت منہ پھاڑنا اور [illegible] کے زبان پر لانے سے گلا بٹھلانا اور منہ بنانا خود عربوں کی شہادت سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ثقیل اور غیر مانوس زبان ہے اور غوغائے شتران سے ہم الحان۔ بقول سعدی ؎

اشتر بشعر عرب در حالت ست و طرب

مرزا صاحب تعصب کا علاج ہدایت حقیقی کا محتاج ہے۔ اسی پرماتما کے کامل الہام (وید مقدس) سے دنیا میں گیان کا نور چمکا۔ اسی سچی کتاب سے تمام مکتب جاری ہوئے اسی چراغ عرفان سے ظلمت کدے روشن ہوئے۔ اسی ہادی کامل کی برکت سے سب نے راہ پائی اور اسی ایک کامل زبان سے لوگوں کو بولنے کی طاقت ملی۔ اسی کی حلاوت سے معانی نے دنیا کو زباندانی سکھلائی۔ اگر آپ سنسکرت سے ذرا بھی آگاہ ہوتے۔ تو ایسے الفاظ اور بیجا کلمات ہرگز منہ سے نہ نکالتے۔

قولہ۔ جن لوگوں کے تار پود میں شرک گھسا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے پرمیشور کو بہت سی باتوں میں ایک برابر درجہ کا شخص سمجھ رکھا ہے۔ کبھی زیر ہوا اور کبھی زبر ہوئے۔ خدا کے شریک جو ٹھہرے۔

اقول۔ یہ وہم جو آپ کا اندرونی کفر ہے۔ تا مرگ آپ کے رگ و ریشہ سے نہ نکلیگا۔ ؎

خوے بد در طبیعتے کہ نشست ❊ نرود جز بوقت مرگ از دست

کوئی آریہ کسی بات میں پرمیشور کی برابری کا دعویٰ (معاذاللہ) نہیں کرتا بلکہ خادمیت اور بندگی و عبودیت کا دعویٰ ہم ضرور رکھتے ہیں۔ اور یہ دعویٰ بلکہ عرصہ [illegible] ہماری ابتدائی زمانہ سے ہے۔ شرک تو آپ کرتے ہیں جو اسے انسانوں کی طرح [illegible]

ناک کان والا تخت پر بیٹھا ہوا۔ چراغ کی مثال روشن ساق سیمیں والا۔ رشوت لینے والا۔ سکا کہیں رہنے والا۔ دوست دشمن والا۔ وکالت سفارش والا۔ آدمی کی شکل والا۔ بالاخانے پر بیٹھنے والا۔ جمعہ کے روز مسجدوں میں آنیوالا۔ ایکطرف والا۔ فریب کھیلنے والا۔ شیطان سے ڈرنیوالا۔ مانتے ہیں۔ کیوں نہ ہو غیر فانی جو ہوئے۔ گناہ کر نیپر مجبور جو ہوئے۔ خدا کے شاہ ہوکار جو ہوئے۔

قولہ۔ اور اگر کسی کے دل میں یہ وہم پیدا ہو کہ خدا نے ایک بولی پر کیوں نہ کفائیت کی۔ یہ وہم بھی قلت تدبر سے ناشی ہے۔ اگر کوئی دانا اقالیم مختلفہ کے اوضاع متفاوتہ اور طبائع متفرقہ پر نظر کرے۔ تو بہ یقین کامل اس کو معلوم ہوگا کہ ایک ہی بولی ان سب کے مناسب حال نہ تھی (دیکھو مرزا صاحب نے چند سطروں کے بعد لکھا ہے) کہ کیا مناسب تھا کہ وہ جدا جدا طبیعتوں کے لوگوں کو ایک ہی بولی کے تنگ پنجرہ قید کر دیتا۔

اقول۔ اس کیچڑ طبعزاد و بے بنیاد مستزاد کا ہم توریت سے مقابلہ کرتے ہیں اور اس اختلاف السنہ کے مسئلہ کو ناظرین کے آگے دھرتے ہیں۔ **توریت پیدائیش** باب ۱۱ آیت ۳ سے ۹ تک۔ اور آپس میں کہا۔ آؤ ہم اینٹیں بناویں اور آگ میں پکا دیں سو ان کو پتھر کی جگہ اینٹ اور گچ کی جگہ گارا تھا۔ اور انہوں نے کہا کہ آؤ ہم اپنے واسطے ایک شہر بناویں۔ اور ایک برج جسکی چوٹی آسمان تک پہنچے اور یہاں اپنا نام کریں ایسا نہ ہو کہ تمام روئے زمین پر پریشان ہو جاویں۔ اور خداوند اس شہر اور برج کو جسے بنی آدم بناتے تھے۔ دیکھنے اُترا۔ اور خداوند نے کہا دیکھو لوگ ہیں اور ان سب کی ایک ہی بولی ہے اب وے یہ کرنے لگے۔ سو وے جس کا ارادہ رکھیں گے۔ اس سے نہ رک سکیں گے۔ آؤ ہم اتریں اور ان کی بولی میں اختلاف ڈالیں۔ تاکہ وے ایکدوسرے کی بات نہ سمجھیں۔ تب خداوند نے ان کو وہاں سے تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا۔ سو وے اس شہر کے بنانے سے باز رہے۔ اس لئے اس کا نام بابل ہوا۔ کیونکہ خداوند نے وہاں ساری زمین کی زبانوں میں اختلاف ڈالا۔ اور وہاں سے خداوند نے ان کو تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا۔

اس کے برخلاف قرآن میں دیکھیئے۔ وہاں لکھا ہے۔ سورۃ الروم ومن اٰیتہٖ خلق السمٰوات والارض۔ اختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لاٰیٰت للعلمین۔ اور نشانیوں اس کی سے ہے پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا اور اختلاف بولیوں تمہاری کا۔ اور رنگوں تمہارے کا تحقیق بیچ اس کے نشانیاں ہیں واسطے لوگوں کے۔

محمدی لوگ توریت اور قرآن دونوں کو خدا کی زبان مانتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ان میں اسقدر اختلاف ہے۔ توریت سے ظاہر ہے کہ اس وقت لوگوں کا بڑا اتفاق تھا۔ اور نفاق سے نفرت تھی۔ اور نہایت محبت و پیار سے گذران کرتے تھے خدا کو ان کی حالت پر رشک آیا اور ان کا اتفاق اس آسمانی باپ کو نہ بھایا۔ نفاق کا نشان جمایا۔ اور غصہ کے مارے برج کو گرایا۔ تاکہ اتفاق نہ کر سکیں اور باہم میل سے رک جائیں اور برخلاف اس کے قرآن بیان طراز ہے کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا جیسا نشان ہے ویسا ہی بولیوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ایک نشان ہے ہر ایک دانا اور اہل علم جانتا ہے کہ آسمان صرف ایک وہم وگمان ہے اور حد نظر کا نشان نہ کہ کوئی سقف اور مکان اُن کی بساط بتقسیم ہر ایک بدھیمان کو تسلیم ہے اور زمانہ جہالت کی تعلیم جسطرح آسمان کوئی چیز نہیں اسطرح اس کو نشان کہنا بھی ایک صریح بطلان ہے بیشک زمین کا پیدا کرنا خدا کا نشان ہے اور اس سے کوئی حق بیان منکر نہیں بولیوں کا بیشک خدا سے ماننا اسکو لیقینا نفاق پسند گردانتا ہے۔ اور آدمی کو مجبور محض جاننا اور اعتقاد اُن لوگوں کا ہے جو کہ کہتے ہیں

۵ خود پیمبر شد و پیام آورد + گشت خود کافر و نمود انکار

یہ اعتقاد وحدت الوجودیوں کا ہے جو ہمہ دوست کو مانتے ہیں۔ ہمارا یہ اعتقاد نہیں اور ہم ان کو دلائل ذیل سے رد کرتے ہیں۔

(۱) اگر سب بولیوں کا موجد خدا ہے تو سائیٹنوں کی بولی جس سے وہ لوگوں کو لوٹتے اور قتل کرتے ہیں۔ ڈاکوؤں کی بولی جس سے وہ خریداروں کے گلے پر چھری پھیرتے ہیں۔ زرگروں کی بولی جس سے وہ لوگوں کے زر چراتے ہیں۔ طوائفوں اور کنجروں کی بولی جس سے وہ فعل شنیعہ کیواسطے داؤ پیچ کرتے ہیں بھی خدا کیطرف سے ماننی پڑیگی۔ جس سے خدا چوروں رہزنوں اور طوائفوں و کنجروں کا ہادی و معلم بھی تسلیم کرنا پڑیگا۔ جو بالکل ناسزا ہے۔

(۲) ہر ایک صحیح العقل و سلیم الفکر پر روشن ہے کہ پرمیشور اپنی ذات و صفات و افعال میں ادویتی (لاثانی) ہے پس جس کو دویا اور شکتیوں میں سے سب زیادہ اور بے نظیر مانتے ہیں اس کی شکتیوں کے پرکاش کو بے چون و بے چرا جاننا ضروری ہے غور کرنیکا مقام ہے کہ گیان کی قدر و منزلت گیانی کی لیاقت و بزرگی کا شہادت ہے ناواقف اور نادان بچہ کا گیان اس گیان مے پرمیشور سے جو صداقت کا چشمہ ہے اور علمیت کا منبع کسی طرح مقابلہ نہیں کیا سکتا ہے جو گیان اور ودیا میں کامل اور علمی اور عقلی طاقتوں میں افضل ہے اس کے فیض اور گیان کی کمالیت و معقولیت اور فضیلت بھی سب سے زیادہ تر ہونی چاہئے جب یہ بخوبی وجہ ثابت کیا گیا ہے کہ ابتداء میں قادر مطلق کی طرف سے گیان کا پرکاش بذریعہ وید مقدس ہوا اور جو زبان وید کی وہ سنسکرت تھی پس انسان کی علمی طاقتیں خدا کی علمی طاقتوں سے ہرگز برابری نہیں کر سکتی ہیں۔ اور جو دنیا میں اعلیٰ اور ادنیٰ۔ فاضل اور جاہل۔ قوی اور ضعیف سروگیہ اور الپگیہ کا تفاوت ہوتا ہے وہی فرق سنسکرت و غیر زبان اور دیگر کتابوں اور وید میں ظاہر ہے۔ پس یہ غیر زبانیں اور غیر کتابیں اس کامل گیان مے اور ودیا مے سے نہیں ہیں بلکہ اسی کے فیض کامل سے انہیں بھی قدرے زباندانی اور علمیت ملی ہے اور ان کا موجد حسب ضروریات کے انسان ہے نہ کہ وہ سرب گیان مے سرب شکتیمان پرماتما۔

باقی رہا رنگوں کا اختلاف۔ یہ آب و ہوا سردی وگرمی موسم و ملک کے متعلق ہے ہاں ان کا مدار انتظام قدرت پر ہے اقالیم مختلفہ کے اوضاع اور انسانوں کے متفرق طبائع مختلف ملکوں کی آب و ہوا سے بہت سے متغیر نظر آتے ہیں۔ مگر آغاز دنیا میں ایسے نہ تھے اور نہ ان دنوں تعلیم تھی۔ قدرت کیطرف سے ترقی و انصرام ضروریات کے سامان دئے گئے جس پر انسانوں نے موقعہ بموقعہ کارروائی کی۔ ایک ہی بولی ابتداء میں سب کے حسب حال تھی اور اگر رہتی تو کچھ حرج بھی نہیں تھا۔ مگر خیر ہم کسی بولی کو برا بھی نہیں کہتے لیکن اس پاک و کامل و شدہ زبان کے مقابل میں قدر و منزلت کے لائق نہیں جانتے اور اس پر ہر ایک فاضل غیر متعصب خیال کر سکتا ہے۔

مرزا صاحب سنسکرت زبان ایک تنگ پنجرہ نہیں ہے بلکہ ایک وسیع بحر اعظم یا عظیم الشان اور ناپیدا کنار سمندر ہے جس میں بود و باش اور شناوری کرنے سے کسی طرح کی رکاوٹ نہیں ہے۔ تنگ پنجرہ تو عربی زبان ہے۔ جس کے اندر بضرب شمشیر و ظلم عاجز مرغیوں کو ذبح کے خوف سے بند کیا گیا ہے اور اب ان کی لسلیس العادت طبیعت ثانی کی پابند ہو کر اس کو (بمثل مرزا صاحب کے) اپنی زبان یا وطن مالوفہ یا الہامی جان رہی ہیں غالب یقین ہے کہ جس دن حق و باطل کی تمیز یا صداقت کی تحقیقات عزیز ہوئی۔ تعصب کو ناچیز جان کر بست دویا کا گرہن کریں گے۔ اور وہ اس آرزو کو ہر مراد سے بھر بیٹھے۔ پرمیشور کرے کہ وہ دن جلد آوے۔

قرآن کی تعلیم کا فوٹوگراف

ہمارے مرزا صاحب اکثر اس بات کا فخر کرتے ہیں کہ قرآن میں حقائق و معارف بہت ہیں اور کسی بات سے وہ قاصر نہیں اور کوئی تعلیم اس میں ادھوری نہیں مگر جب کبھی بتلانیکا موقعہ ہوا تب سوائے گالیوں اور بُرا کہنے کے کوئی ثبوت نہ دے سکے ہم انکی سقط کلامی سے آزردہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ اسلامی تعصب و صداقت ہے اور دانا وں نے کہا ہی ہے "از کوزہ ہماں تراود کہ دروست"۔ لیکن ہم اس کتاب میں ضروری جانتے ہیں کہ اصلیت و ماہیت قرآن کا بیان قرار واقعی کریں۔ اسواسطے ہم سب سے پہلے تمام قرآن کا فوٹوگراف تیار کرتے ہیں اور اس کو حق و باطل کی پرکھ کے اظہار کیواسطے ناظرین کے روبرو دھرتے ہیں۔

نمبر	نام سورۃ	خلاصہ مضمون اور مشہور قصے یا کوئی خاص یادداشت
۱	فاتحہ	شروع میں دعا ہے کہ اے خدا مجھے گمراہی سے بچا اور اگلے نیک لوگوں کے ہمقدم چلا۔
۲	بقر	آدم و حوا و شیطان و خدا و ملائکہ کا مباحثہ و مجادلہ۔ سامری کی گوسالہ پرستی اور موسیٰ کا حال اول بیت المقدس کیطرف سجدہ کرنیکا حکم پھر مکہ کی طرف۔
۳	آل عمران	عیسیٰ اور آل عمران اور ابراہیم کے کل قصہ جات اور حرام و حلال کا بیان اور عیسیٰ کا حرام چیزوں کو حلال کرانا۔
۴	نساء	مسلمانوں کو واسطے چار عورتوں سے نکاح کرنیکا حکم اور لونڈیوں کے ساتھ علاوہ ان کے۔ اور ایک منکوحہ عورت سے کوئی جڑنا چاہے تو بدلا سکتا ہے۔
۵	مائدہ	جانوروں کے حرام و حلال کی تشریح اور موسیٰ کا ذکر اور بنی اسرائیل کے قول و قرار کی تکرار توریت و انجیل کی تصدیق اور عیسیٰ کا حال۔
۶	انعام	اس میں بھی حرام و حلال اور ابراہیم کا ستارہ و ماہتاب و آفتاب کو خدا ماننے کا فسانہ برخلاف توریت کے قرآن کا مکہ والوں کے ڈرانیکے لئے نازل ہونا۔
۷	اعراف	اس میں پھر شیطان اور آدم اور خدا کا مباحثہ ہے اور کافروں کے واسطے آسمانوں کے دروازوں کا نہ کھلنا اور خدا کا آسمان و زمین بنا کر عرش پر بیٹھ رہنا۔
۸	انفال	غنیمت یعنی ڈکیتی کے مال کی تقسیم کرنے کی بابت ہدایتیں کہ اتنا حصہ خدا کو دو۔ اتنا رسول کو دو۔ اور لوٹ مار کی ہدایت اور خدا کا مکر کرنا۔ اور خدا کا مسلمانوں کو کافروں کے مقابلہ پر جانیکے واسطے تخفیف کرنا کہ اب بجائے پہلے کے دس گنا زیادہ کافروں سے جنگ نہ کرو۔ بلکہ اب ایک مسلمان دو سو سے جنگ کرو! افسوس!!
۹	توبہ	کافروں کے ڈرانے اور دھمکانیکا ذکر۔ مسلمانوں کو جنگ سے نہ بھاگنے کی دلدہی اور توبہ کا بیان۔ اور مارشل لاء کی اجازت اور حرام و حلال اور کافروں سے بد اخلاقی کرنیکا بیان۔
۱۰	یونس	قدرے نصیحت اور یونس پیغمبر کا ماہی کے پیٹ میں جانیکا قصہ اور خدا کا آسمان و زمین بنا کر عرش پر جا کر تدبیر کرنا اور خدا کا مکر کرنا۔ اور موسیٰ اور فرعون اور ہارون کا قصہ۔
۱۱	ھود	خدا کی روح کا پانی پر تیرنا اور نوح کی داستان اور کشتی کا بننا۔ اور جوش طوفان کا پانی ابلنا اور ہود و صالح کی حکایتیں۔ اور شعیب اور لوط کا قصہ۔
۱۲	یوسف	خلاصتاً تمام یوسف و زلیخا اور مصر کی داستان۔ اور انکی عیاشی اور بھٹک جانا اور زنا کا ارادہ اور قید ہونیکا ذکر اور اسی میں یہ بھی کہ یوسف کے بھائی پر چوری کی تہمت لگائی۔ اور جھوٹ بولنے کا بیان۔
۱۳	رعد	خدا کے محمد یا اس سورۃ میں رعد یعنی گرج کہ جو ایک فرشتہ ہے بیان کرتا ہے کہ وہ خدا کی تسبیح پڑھتا ہے۔
۱۴	ابراھیم	اس میں ابراہیم پیغمبر کا خلاصہ حال اور پیغمبروں کا مجمل حال ہے اور نمرود کا دور از عقل فسانہ اور اس کا آسمان پر جانا۔
۱۵	حجر	ایک قوم کی کہانی ہے جس پر خدا نے محمد یا ان نے پتھر و نکا مینہ برسایا تھا اور شہاب ثاقب کے گولہ مارنا فرشتوں کا شیطانوں پر جو خدا کی باتیں سننے اوپر جاتے ہیں۔ تاکہ وہ پھر نہ آویں۔
۱۶	نحل	کچھ ہدایت اور کچھ حرام و حلال کا انفصال اور زمین کے ہلنے کا بیان اور خدا کا پہاڑوں کو بمنزلہ میخوں کی ٹھوکنا تاکہ کہیں ہل نہ جاوے اور زمین کا خیمہ کرنا۔
۱۷	بنی اسرائیل	بنی اسرائیل کے واقعات کا بیان اور داؤد بادشاہ کا ذکر اور محمد صاحب کو مکہ سے بیت المقدس تک ایک رات میں خدا کا لے جانا اور مفسرین کا باہم سخت اختلاف اور ایک دوسرے پر کفر کے فتوے دینا۔
۱۸	کھف	اصحاب کہف کا ذکر اور کتے کا بیان جو کئی ہزار برس سے آجتک بلکہ قیامت تک سوتے رہیں اور نہیں جاگتے اور آفتاب بھی وہاں سے چال بدل جاتا ہے۔ سکندر کا قصہ اور لوہے اور روئیں کی دیوار بنانا اور یاجوج ماجوج کی دور از قیاس داستان اور سکندر کا تمام دنیا تسخیر کرنا۔
۱۹	مریم	عیسیٰ اور مریم کا ذکر اور فرشتہ کا اترنا اور اس کے حاملہ ہونیکا بیان۔
۲۰	طہ	طوی نام میدان کا ہے۔ موسیٰ کی داستان اور طوی کے جنگل کا بیان اور انکی دیوتا کی پرستش یا خدا کا آگ میں حلول فرمانا اور اس آتشی خدا کی پرستش۔
۲۱	انبیاء	قصہ ہائے داؤد و سلیمان و زکریا و یحییٰ و یعقوب و موسیٰ و ابراہیم و اسمٰعیل اور لوط و اسحاق کے بطور خلاصہ۔ اور خدا آسمانوں سے اتر کر زمین پر آنا۔
۲۲	حج	ذکر قوم نوح اور قوم عاد اور قوم ثمود وغیرہ کا جنکو خدا نے غرق کیا اور حج کی آداب یعنی تیرتھ یاترا کی تشریح اور بہشت کے لباس و زیورات کا ذکر۔
۲۳	مومنون	نوح کے طوفان کا ذکر اور مسلمانوں کی بابت زکوٰۃ وغیرہ کی ہدایتیں اور خدا کا اپنی کتاب میں لوگوں کا حساب رکھنا۔
۲۴	نور	زنا کی بابت سزا وغیرہ اور بی بی عائشہ کے اتہام زناکاری کا قصہ اور ان کا اترنا اور چار گواہ کا مانگنا۔ خدا کا نور ایسا ہے جیسے دیوٹ میں چراغ ہو کہ جسے معشوق مثل ہے۔
۲۵	فرقان	حضرت موسیٰ اور حضرت نوح نبیوں کے قصہ جات اور کچھ قرآن کی تعریف اور کافروں کا سوال کہ کیوں قرآن اکٹھا نہ اتارا۔ اور خدا کا مہمل یعنی غیر معقول جواب کہ ہم تیرے دلکو ثابت کریں تھم تھم کر یہ سوتے کی بات

۲ ہزاروں فاضل مولوی ان دونوں سورتوں کو ایک ہی جانتے ہیں اور ہزاروں برخلاف کہتے ہیں اور محمد صاحب کے اصحاب کا بھی اس میں اختلاف تھا۔ ۱۲

؍؍	؍؍	کوئی تفسیر والا اس کا جواب معقول نہیں دیتا ہے ۔
۲۶	شعراء	حضرت موسیٰ اور فرعون کا ذکر اور اسطرح نوح کے طوفان کا بیان اور کچھ شاعروں کی بابت گفتگو اور خدا تعالیٰ کا ایک پہاڑ کو اٹھا کر لوگوں کیواسطے سائبان بنانا ۔
۲۷	نمل	حضرت موسیٰ اور سلیمان اور داؤد کے قصے اور حضرت سلیمان اور سبا کی عورت ملکہ بلقیس کا عشق آمیز فسانہ اور سلیمان کا مراسلہ بنام ملکہ سبا اور مورچگان کے واقعات ۔
۲۸	قصص	مجموعہ و خلاصہ قصہ جات موسیٰ و فرعون کا ہے ۔
۲۹	عنکبوت	عنکبوت یعنی مکڑی کا قصہ اور کچھ نصیحت اور معجزہ سے انکار اور بہشت کا ذکر
۳۰	روم	قوم روم کے مغلوب ہونے کا قصہ ۔ اور خدا کا لوگوں کی دلوں میں حق کیطرف سے پھیر نیکے واسطے مہر لگانا اور ابراہیم کی پیروی کرنیکا حکم
۳۱	لقمان	حکیم لقمان کا قصہ اور آسمانوں کو خدا تعالیٰ کا بغیر ستونوں کے کھڑا کرنا اور لقمان کا نصیحت نامہ بیان کرنا اپنے بیٹے کو ۔
۳۲	سجدہ	تھوڑا ذکر سجدہ کا اور باقی عذاب و ثواب اور بہشت و دوزخ کے حالات ۔ خدا آسمان سے اتر کر زمین پر کام کرتا ہے اور پھر چڑھ جاتا ہے اور بھول جانا خدا کا ۔
۳۳	احزاب	ان عورتوں کا حال جو نفس اپنا پیغمبر کو بخشدیں اور اس کی تشریح اور کفار کے لشکر سے عہد و پیمان کا بیان اور نوح موسیٰ ابراہیم وغیرہ کے قصہ جات ۔
۳۴	سبا	خدا کا پاکٹ بک میں لوگوں کا حساب لکھنا ۔ اور پہاڑوں کا باتیں کرنا داؤد کے ساتھ اور گیت گانا ۔
۳۵	فاطر	کچھ ہدایت ہے اور فرشتوں کے دو دو تین تین اور چار چار پر کا بیان اور سورج اور چاند کا دن رات میں چلنے کا حال ۔
۳۶	یسین	اسرافیل فرشتہ کا ذکر ۔ اور اسکو کرنا (نرسنگا) پھونکنے کا حال جو قیامت کے روز پھونکیگا اور خدا کا قرآن کی قسم کہانا اور بہشت دوزخ کا بیان ۔
۳۷	صافات	خدا کا فرشتوں کی قسم کہانا مع لوگوں کا قرآن کو کلام الٰہی نہ جاننے کا حال اور الیاس پیغمبر کا قصہ ۔ اور شیطان کا لوح محفوظ کی باتوں کے دیکھنے کیواسطے جانا اور خدا کا شہاب ثاقب مارنا ۔
۳۸	ص	خدا کا قرآن کی قسم کہانا اور داؤد اور سلیمان کا ذکر ۔ اور آدم و شیطان کی حکایت ۔ اور خدا کا دونوں ہاتھوں سے آدم کا بنانا ۔
۳۹	زمر	جو قرآن کو نہ مانے اور وہیں مانگے اس کیواسطے عذاب و سزا کا بیان یعنی گالی گلوچ ۔ اور خدا کا جسکو چاہنا گمراہ کرنا ۔ اور جسکو چاہنا راہ دکہانا اور بہشت کی زمین کا بیان ۔
۴۰	مؤمن	مسلمانوں کی بابت عذاب دوزخ سے خوف اور خدا کے تخت کو فرشتوں کا اٹھانا اور خدا کا جلد حساب کرنا ۔
۴۱	حم السجدہ	خدا کا قرآن عربی میں ارسال کرنا واسطے ان کے جو عربی جانتے ہیں اور قوم ثمود کا ذکر اور موسیٰ اور محمد کی ہدایتیں ۔ اور خدا کے نزدیک کان اور ہاتھ اور آنکہوں کا گواہی دینا ۔
۴۲	شوریٰ	آسمانوں کے پھٹنے کا زمانہ قریب ہو اور قرآن عربی کا آنا اسواسطے ہے تا کہ تو اے محمد مکہ والوں کو ڈراوے اور مکہ کے قریب والوں کو قیامت کے خوف سے
؍؍	؍؍	اور خدا کا پردہ کے پیچھے باتیں کرنا ۔ اور محمد صاحب کا چالیس سال تک
؍؍	؍؍	ایمان کا نہ جاننا کہ کیا ہے ۔
۴۳	زخرف	قرآن عربی میں اسواسطے ہوا تا کہ جنکی بولی ہے وہ سمجھیں اور موسیٰ اور عیسیٰ کے قصوں کا خلاصہ اور خدا کا لوگوں کیساتھ ایک ایک شیطان چھیڑنا تا کہ گمراہ ہوں ۔
۴۴	دخان	قیامت کے روز آسمان دھوآں بن جاویگا ۔ اس کا ذکر اور بنی اسرائیل اور فرعون کا ذکر ۔
۴۵	جاثیہ	قیامت کے روز کی کارروائی کا ذکر اور اعمال ناموں کا ملاحظہ کرنا اور فریقین کا پیش ہونا ۔ بنی اسرائیل کا قصہ اشارتاً اور بہشت و دوزخ کا ذکر ۔
۴۶	احقاف	قوم عاد کا ذکر اور کچھ ماں باپ کی بابت نصیحتیں ۔ عرب کے ڈاکوؤں ظالموں کیواسطے عربی قرآن کا نازل ہونا ۔
۴۷	محمد	بہشت کا نقشہ اور حلیہ اور محمد صاحب کا حال اور انکی بابت (بقول محمدیاں) خدا تعالیٰ کا شہادت دینا ۔
۴۸	فتح	محمد صاحب کی گناہ گاری کا حال اور جنگ کی فتح اور لوٹ کے مال کی تقسیم اور غیر قوموں کیساتھ بیرحمی کا بیان اور خواب کا جو خدا نے بتلائی تھی محمد کو وہ جھوٹی ہوئی ۔ اور آیت اتری ۔
۴۹	حجرات	محمد صاحب کی عزت کرنیکا بیان اور اسی طرح اور عزت والوں کا اور جہاد کرنیوالوں کی تعریف اور مبارکبادی ۔
۵۰	ق	خدا قرآن کی قسم کہاتا ہو اور محمد کی پیغمبری کی قسم کہاتا ہے کہ میں نے دنیا کو چھ روز میں پیدا کیا ہے اور خدا نے یادداشت کیواسطے کتاب لکھی ہوئی ہے ۔ تا کہ بھول نہ جاوے ۔
۵۱	ذاریات	خدا ہواؤں کی قسم کہاتا ہو اور راہوں والے آسمان کی قسم کہاتا ہے اور ابراہیم کے مہمانوں کی کیفیت اور فرعون اور موسیٰ کی حکایت ۔
۵۲	طور	خدا اس سورۃ میں کوہ طور کی اور کتاب قرآن کی اور کعبہ کی اور دریا کی قسم کہاتا ہے اور بہشت کا ذکر ۔
۵۳	نجم	اس میں محمد صاحب کا (بسواری براق) آسمانوں پر جانیکا ذکر ہے اور خدا اسپر گواہی دیتا ہے تا کہ کسی طرح لوگ یقین کریں اور موسیٰ اور ثمود اور عاد کے قصہ جات ہیں ۔
۵۴	قمر	چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی شعبدہ بازی اور حضرت لوط علیہ السلام کے اہل خانہ کی حکایت ۔
۵۵	رحمان	اس میں جنات کا بیان اور بہشت کے دو باغوں کی توصیف اور یاقوت اور مرجان کی حوروں کا دلفریب اور ہوشربا واقعہ ۔
۵۶	واقعہ	اس میں بہشت کی نہروں و حوروں و مکانوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اصلی قرآن کا کسی اور کتاب میں پوشیدہ ہونیکا بیان اور زمین اور پہاڑ ہلائے اور اڑائے جائیں گے ۔
۵۷	حدید	نوح اور ابراہیم کے قصہ جات اور بہشت اور دوزخ میں کا فرق اور مومنوں کی تقسیم درجات ۔
۵۸	مجادلہ	حضرت محمد صاحب اور ایک عورت کا باہمی شکایت نامہ ۔
۵۹	حشر	قیامت کے خوف سے ڈرانا ۔ اور مسلمانوں کو جنگ کیواسطے دلیری دینا ۔
۶۰	ممتحنہ	کچھ مسلمان دین سے پھر کر کافروں (یعنے اپنے اصلی ایمان) کیطرف

نمبر	سورۃ	کیفیت
〃	〃	چلے گئے تھے ان کو ڈرانے اور بانجھ کو آزمانے کی بابت
۶۱	صف	عیسیٰ اور موسیٰ کے واقعات کو مختصر بیان کر کے صف بستہ اتفاق کرنیکی بابت تاکہ نفاق نہ ہوجائے۔
۶۲	جمعہ	یہودیوں سے موت مانگنے کا قصہ اور امیوں کے پاس امی پیغمبر کا آنا اور جمعہ کے دن کی بزرگی۔
۶۳	منافقون	منافق لوگوں کی بابت ہدایت اور نفرت تعیب۔
۶۴	تغابن	روز تغابن (یعنی قیامت) کا ذکر کر کے بہشت کی تحریص اور قدرے نصیحت اور خدا کا لوگوں سے بذریعہ محمد صاحب کے قرض مانگنا۔ اور دگنا دیے کا قرار۔
۶۵	طلاق	عورتوں کی بابت طلاق دینے کا بیان اور سات زمینوں اور سات آسمانوں کا پیدا کرنا اور بہشت کا بیان۔
۶۶	تحریم	خاص محمد صاحب کی عورتوں کی بابت ہدایتیں اور انتظام۔ حضرت نے شہد اپنے پر حرام کر دیا تھا (جسے نہ دو سکے) یہ آیت پڑھی کہ کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے حلال کیا ہے۔
۶۷	ملک	سات آسمان اور جہنم اور چراغوں کا ذکر کر کے قدرے نصیحت اور خدا کا آسمانوں میں ہونا۔ اور شیطانوں کو شہاب ثاقب مارنا جو وصل ستارے ہیں۔
۶۸	قلم	خدا قلم کی قسم کھاتا ہے اور ایک باغ والے کا قصہ اور خدا کا اپنی پنڈلی قیامت کے روز دکھلانا اور مکر کرنا۔
۶۹	حاقہ	خدا کا تخت فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے اور اس پر خدا براجمان ہے اور قیامت کا ذکر اور دوزخ کا ڈراؤ۔
۷۰	معارج	قیامت کا ذکر اور اس کی میعاد کہ پچاس ہزار سال تک رہیگی خدا کا زینہ لگانا اور فرشتوں کا اوپر سے نیچے اترنا۔
۷۱	نوح	نوح کا قصہ ہے۔
۷۲	جن	محمد صاحب کا قرآن پڑھنا اور جنوں بھوتوں کا فریفتہ اور مسلمان ہو جانا اور خدا کا قرآن کی آیتوں کو وحی کے ساتھ بحفاظت چوکیداران کے ارسال کرنا۔
۷۳	مزمل	قرآن کے پڑھنے کی بابت ہدایات اور دوزخ اور قیامت کا ذکر بحوالہ ذکر فرعون کے۔
۷۴	مدثر	ذکر انیس فرشتوں کا جو دوزخ کے موکل ہیں۔
۷۵	قیامت	خدا قیامت کی قسم کھاتا ہے۔
۷۶	دھر	زمانہ اور ایک آدمی کی جہالت کا ذکر اور قرآن خوانی اور بہشت کا ذکر۔
۷۷	مرسلات	خدا ان ہواؤں کی قسم کھاتا ہے جو بھیجی گئی ہیں۔
۷۸	النبا	اس میں بھی ذکر زمین اور آسمان کا کر کے علم لدنی سے بیان کیا جاتا ہے کہ زمین بچھونا ہے اور پہاڑ میخیں ہیں اور سات آسمان اور ان کے دروازوں کا بیان ہے۔
۷۹	نازعات	فرشتوں کے باہمی جھگڑے اور معراج کا ذکر ہے اور موسیٰ اور جنگل طویٰ کا ذکر ہے۔
۸۰	عبس	نابینا جو محمد صاحب کے پاس آیا اور انہوں نے اسے مکروہ سمجھا اسکا قصہ ہے۔
۸۱	تکویر	یہاں پر قسموں کا مدد طوفان اٹھاتا ہے۔

نمبر	سورۃ	کیفیت
۸۲	انفطار	آسمان کے پھٹنے کی بابت اور قیامت کے ظہور کا ذکر اور آدمی کا تعین دو فرشتوں کا مقرر ہونا آدمی کے اعمال نویسی کیواسطے۔
۸۳	تطفیف	کم وزنوں کی بابت ذکر ہے اور بہشت میں شراب نوشی کی بابت خوشخبری اور باغ کا بیان۔
۸۴	انشقاق	اسمیں بھی آسمان کے پھٹنے اور قسموں کا ذکر اور شور سے بیان ہے۔
۸۵	بروج	اس میں خدا آسمان کے برجوں کی قسم کھاتا ہے۔
۸۶	طارق	زمین کی قسم اور آدمی کی پیدائش باپ کی پشت سے بیان کی ہے اور خدا کا مکر کرنا۔
۸۷	اعلیٰ	پرانے صحیفوں کا حوالہ دیکر خدا اپنی بزرگی کا ذکر ہے۔
۸۸	غاشیہ	اس میں قیامت کا ذکر ہے۔ اور بہشت تحریص۔
۸۹	فجر	خدا فجر کے وقت کی قسم کھاتا ہے اور جفت وطاق کی بھی قسم کھاتا ہے اور خدا کا آنا فرشتوں کی صف باندھ کر اور فرعون و ثمود کا قصہ۔
۹۰	بلد	خدا بامداد اپنے شہر مکہ کی قسم کھاتا ہے۔
۹۱	شمس	خدا سورج اور چاند اور دن کی قسم کھاتا ہے۔
۹۲	لیل	خدا رات کی قسم کھاتا ہے۔
۹۳	ضحیٰ	خدا روز کے وقت کی قسم کھاتا ہے۔
۹۴	الشراح	خدا محمد صاحب کو حوصلہ دیتا ہے تاکہ گھبراوے نہیں۔
۹۵	تین	خدا انجیر کے درخت اور زیتون کے درخت کی اور طور اور سینا پہاڑوں کی قسمیں کھاتا ہے۔
۹۶	علق	خدا بیان کرتا ہے کہ آدمی کی پیدائش خون سے ہے اور اکثر مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ یہ سورۃ سب سے پہلے خدا نے آسمان سے نازل کی ہے۔
۹۷	قدر	شب قدر کی رات کا ذکر ہے کہ اس رات کو فرشتے اور روح اترتے ہیں۔
۹۸	بینہ	قرآن و نماز و زکوٰۃ کی بابت ذکر ہے۔
۹۹	الزلزال	زلزلہ کی بابت اور زمین کا باتیں کرنا۔
۱۰۰	عدیات	خدا گھوڑوں کی قسم کھاتا ہے۔
۱۰۱	قارعہ	قیامت کی بابت۔
۱۰۲	تکاثر	طمع کی بابت نصیحت ہے۔
۱۰۳	عصر	خدا زمانہ کی قسم اٹھاتا ہے۔
۱۰۴	ھمزہ	عیب پکڑنے کی ممانعت ہے تاکہ کوئی اعتراض نہ کرے۔
۱۰۵	فیل	فیلوں اور ابابیلوں کا قصہ درج ہے۔
۱۰۶	قریش	خاص قوم قریش کی بابت (جسمیں کہ محمد صاحب پیدا ہوئے تھے) ذکر ہے۔
۱۰۷	ماعون	برتنے کی چیزوں کے استعمال کرنیکا بیان۔
۱۰۸	کوثر	حوض کوثر کی بابت ہے (یہ حوض کہتے ہیں کہ آسمانوں کے اوپر جنت میں ہی) اس حوض میں بیٹھ کر محمد صاحب شہیدوں کو پانی پلائیں گے۔
۱۰۹	کافرون	کافروں سے سوال و جواب جنہوں نے انکی پیغمبری پر ایمان نہ لایا۔
۱۱۰	نصر	مسلمانوں کی دل دہی بڑھانیکے واسطے فتحمندی کا ذکر۔
۱۱۱	لھب	مسمی ابی لہب (جو کہ محمد صاحب کا بڑا سخت مخالف تھا) کی بابت خدا صاحب اور محمد صاحب کا بد دعا اور گالیاں دینا۔
۱۱۲	اخلاص	خدا کی تعریف ہے۔
۱۱۳	فلق	دعا ہے اور شرارت سے پناہ مانگی ہے۔
۱۱۴	الناس	آخری دعا اور شیطان سے بچنے کیواسطے خدا سے پناہ مانگی گئی ہے۔

خلاصہ تعلیم قران

نمبر شمار	تعداد سورۃ	قسم مضمون و قصہ جات	تعداد آیت
۱	۴۰	قصہ جات گذشتہ پیغمبروں اور بادشاہوں کی بابت	۱۰۰۰
۲	۱۶	لوٹ کھسوٹ ڈاکہ زنی جنگ و جہاد و جانور کشی وغیرہ	۱۱۵۰
۳	۲۰	بہشت و دوزخ اور قیامت کی بابت اور کعبہ پرستی وغیرہ۔	۲۰۶۶
۴	۱۵	بابت قسموں سوگندوں کی جو خدائے محمدیان بار بار کھاتا ہے وغیرہ۔	۲۰۰
۵	۱۴	بابت عورتوں کی اور حضرت محمد صاحب کی خانگی امور کی	۵۰۰
۶	۵	بابت بہشت اور حوروں اور غلماؤں اور نہروں اور مکانوں کے وعدے جو جنگجو اور جہادی مومنوں سے کئے گئے ہیں۔	۱۶۵۰
۷	۴ ∴	بابت دعا اور عبادت الٰہی کے۔	۱۰۰
		میزان	۶۶۶۶

اس فوٹوگراف کو جو انصاف کی نگاہ سے مطالعہ میں لاوینگے کچھ شک نہیں کہ وہی اسکی اصلیت کو پاوینگے۔ اب تھوڑا سا اسکی قسموں کی لوچھاڑ کا بھی اظہار کرتا ہوں کہ ان سے کس قدر معقولیت آشکارا ہو رہی ہے۔

سورۃ الفجر۔ والفجر ولیال عشر والشفع والوتر والیل اذا یسر هل فی ذالک قسم لذی حجر ٥

سورۃ البلد۔ لا اقسم بھذ البلد وانت حل بھذ البلد ووالد وما ولد ٥ لقد خلقنا الانسان فی کبد ٥

سورۃ الشمس۔ والشمس وضحٰها والقمر اذا تلٰها والنهار اذا جلّٰها والیل اذا یغشٰها والسماء وما بنٰها والارض وما طحٰها ٥ ونفس وما سوّٰها ٥ فالهمها فجورها وتقوٰها ٥

سورۃ الیل۔ والیل اذا یغشٰی والنهار اذا تجلّٰی ٥ وما خلق الذکر والانثٰی ٥ ان سعیکم لشتّٰی ٥

سورۃ الضحٰی۔ والضحٰی والیل اذا سجٰی ٥ ما ودعک ربک وما قلٰی ٥ وللاخرۃ خیر لک من الاولٰی ولسوف یعطیک ربک فترضٰی الم یجدک یتیما فاٰوٰی ٥ ووجدک ضالا فهدٰی ووجدک عائلا فاغنٰی فاما الیتیم فلا تقهر ٥ واما السائل فلا تنهر ٥

سورۃ التین۔ والتین والزیتون ٥ وطور سینین ٥ وهذ البلد الامین ٥ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ ثم رددنٰه اسفل سافلین ٥

سورۃ الطور۔ والطور وکتٰب مسطور فی رق منشور والبیت المعمور ٥ والسقف المرفوع ٥ والبحر المسجور ٥ ان عذاب ربک لواقع ٥

سورۃ العٰدیٰت۔ والعٰدیٰت ضبحا ٥ فالموریٰت قدحا ٥ فالمغیرٰت صبحا ٥ فاثرن به نقعا۔ فوسطن به جمعا ٥ ان الانسان لربه لکنود ٥ وانه علٰی ذالک لشهید ٥ وانه لحب الخیر لشدید ٥ افلا یعلم اذا بعثر ما فی القبور ٥ وحصل ما فی الصدور ٥ ان ربهم بهم یومئذ لخبیر ٥

سورۃ القریش۔ لایلٰف قریش ٥ ایلٰفهم رحلة الشتاء والصیف فلیعبدوا رب هذا البیت ٥ الذی اطعمهم من جوع وامنهم من خوف ٥

سورۃ الکوثر۔ انا اعطینٰک الکوثر ٥ فصل لربک وانحر ٥ ان شانئک هو الابتر ٥

سورۃ الکٰفرون۔ قل یا ایها الکٰفرون ٥ لا اعبد ما تعبدون ٥ ولا انتم عٰبدون ما اعبد ٥ ولا انا عابد ما عبدتم ٥ ولا انتم عٰبدون ما اعبد ٥ لکم دینکم ولی دین ٥

سورۃ اللهب۔ تبت یدا ابی لهب وتب ٥ ما اغنٰی عنه ماله وما کسب سیصلٰی نارا ذات لهب ٥ وامراته حمالة الحطب ٥ فی جیدها حبل من مسد

سورۃ المرسلٰت۔ والمرسلٰت عرفا ٥ فالعٰصفٰت عصفا۔ والنٰشرٰت نشرا۔ فالفٰرقٰت فرقا۔ فالملقیٰت ذکرا ٥ عذرا او نذرا ٥ انما توعدون لواقع ٭

ترجمہ بموجب ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ

سورۃ الفجر۔ قسم ہے مجھ کو صبح اور دہ گانہ راتوں کی۔ اور قسم ہے مجھ کو جفت اور طاق کی اور قسم ہے رات کی جب روانہ ہووے آیا اس مقدمہ میں گواہی معتبر ہے عقلمند کو۔

سورۃ البلد۔ میں قسم کھاتا ہوں شہر مکہ کی۔ اور تو حلال ہو جاویگا اس شہر میں۔ اور قسم کھاتا ہوں جننے والی کی اور جو جنتا ہے۔ اسکی تحقیق ہمنے ہی آدمی کو پیدا کیا ہے مشقت میں۔

سورۃ الشمس۔ قسم ہے آفتاب کی اور اسکی روشنی کی۔ اور قسم ہے اس چاند کی جو بعد آفتاب کے نکلتا ہے اور قسم اس دن کی ہے جب آفتاب کو ظاہر کرتا ہے اور قسم رات کی جو آفتاب کو چھپاتی ہے۔ اور قسم آسمان اور اس کے بنانیوالے کی اور قسم زمین کی اور خدا کی اس کی درستی کرنیکی۔ اور قسم آدمی کے نفس کی اور خدا کے درست کرنیکی۔ اور قسم اس کے دل میں تقویٰ اور گناہ ڈالنے کی۔

سورۃ الیل۔ قسم رات کی جو چھپاتی ہے۔ اور قسم دن کی جو ظاہر کرتا ہے۔ اور خدا جسنے نر و مادہ کو پیدا کیا۔ اس وجہ سے کہ تمہاری سعی مختلف ہے۔

سورۃ الضحٰی۔ قسم روز چڑھے کے کہانیکے وقت کی اور قسم ہے رات کی جو چھپاتی ہے تجھکو نہ چھوڑا تیرے پروردگار نے اور تیری آخرت تحقیقا دنیا سے بہتر ہوگی اور البتہ نعمت دیویگا تیرا پروردگار تو خوشنود ہو جاویگا۔ تجھ کو یتیم دیکھا جگہ دی اور گمراہ دیکھا رستہ دکھلایا۔ تنگدست دیکھا تونگر کیا۔ پس جو یتیم ہو پس مت قہر کر اور جو مانگنے والا ہو پس مت ڈانٹے۔

سورۃ التین۔ قسم ہے انجیر کے درخت اور زیتون کے درخت کی اور قسم ہے سینائی پہاڑ کی اور قسم ہے اس شہر (مکہ) امین والیکی۔ ہم نے پیدا کیا ہے آدمی کو پیدا کیا ہے اچھی صورت میں۔

سورۃ الطور قسم ہے کوہ طور کی۔ اور قسم کتاب لکھی ہوئی کی کشادہ کاغذ میں اور قسم ہے بنے ہوئے گھر کی۔ اور قسم بلند چھت کی۔ اور قسم بھری ہوئی دریا کی۔ تحقیقا تیرے پروردگار کا عذاب ہونیوالا ہے۔

حاشیہ ۔ غیاث اللغات ردیف ق۔ قرآن بالضم و مد الف (باعتقاد محمدیان) کلام اللہ است و آں صد و چہاردہ سورۃ و شش ہزار و شش صد و شصت و شش آیت و پانصد و چہل رکوع و منجملہ آیات مذکورہ بروایت جار اللہ زمخشری صاحب کشاف ہر یکہزار آیت قصص است و یکہزار امثل و در وعدہ یکہزار و در وعید یکہزار و در امر یکہزار و در نہی یکہزار و بعدہ پانصد در حلال و حرمت (حرام) و یکصد در دعا و شصت و شش در ناسخ و منسوخ و لفظ قرآن مصدر است بمعنے خواندن کہ مستعمل شدہ بمعنے مفعول۔

سورۃ العدیت - قسم ہے مجھ کو گھوڑوں کی جو تیز دوڑتے ہیں - اس سبب سے کہ دم سے پُر ہو جاتے ہیں - پس قسم ہے اُن گھوڑوں کی جو آگ سی نکالتے ہیں اپنے سم ہائے سے جبکہ پتھر پر ٹاپتے ہیں - پس قسم ہے گھوڑوں غارت کرنے والوں کی - جبکہ صبح کے وقت آتی ہیں اور اُس وقت دھوڑ (گرد) اڑاتے ہیں - پس اُس وقت دشمنوں کی جماعتوں میں آتے ہیں - تحقیقاً آدمی مال کے دوست رکھنے میں مبالغہ کرنے والا ہے - آیا نہیں جانتا کہ جب پریشان ہوگا جو قبروں میں ہے اور ظاہر ہوگا - جو سینوں میں ہے تحقیقاً خدا اُن کے اُس روز سے خبردار ہے -

سورۃ القریش - واسطے شکر الفت دینے قریش کے (جو محمد صاحب کی قوم تھی) واسطے اُلفت اُن کے زمستان کے سفر میں اور تابستان میں - چاہیئے کہ عبادت کریں مکہ کے گھر کی خدا کی - جس نے ان بھوکوں کو طعام دیا - اور ڈرنے والوں کو امن دیا -

سورۃ الکوثر - ہم نے تجھ کو (اے محمد) کوثر کا چشمہ بخشدیا - پس اس احسان کو یاد کر - اونٹ کو قربانی کر تحقیقاً تیرا دشمن وہی دُم کٹا ہوا ہے -

سورۃ الکافرون - کہو اے کافرو میں نہیں پوجتا ہوں جس کو تم پوجتے ہو اور تم نہیں پوجتے ہو جس کو میں پوجتا ہوں - نہ میں تمہاری چیز کو پوجوں گا - اور نہ تم میری چیز کو پوجو گے - واسطے تمہارے تمہارا دین اور واسطے میرے میرا دین +

سورۃ اللھب - ہلاک ہوویں دونوں ہاتھ ابی لہب کے اور ہلاک ہووے ابی لہب کچھ دفع نہ کیا اُس کے سر سے مال اُس کے نے اور جو کچھ پیدا کیا ہوا تھا - آویگا آگ شعلہ والی میں اور عورت اُس کی بھی آوے گی - مراد رکھتا ہوں میں اُٹھاویں گے لکڑی کو اُس کی گردن میں ایسے ہی کھجوروں کے لیف سے +

سورۃ المرسلات - قسم ہواؤں کی جو نرمی سے بھیجی گئی ہیں پس قسم ہواؤں کی جو تیز چلنے والی ہیں - اور قسم ہواؤں کی جو ابر کو اٹھاتی ہیں - پھر جدا کرنے والوں کی پھر اُن فرشتوں کے گروہ کی قسم تحقیقاً جو وعدہ کروں گا تم ہونے والا ہے (۲)

نتیجہ اگرچہ اسی طرح اور بہت سی آیات موجود ہیں مگر اُن کو بخیال طوالت کے چھوڑ دیا تمام دخاص قاعدہ ہے کہ قسمیں تین قسم کی اُٹھائی جاتی ہیں - اول اپنے سے بڑے کی - دوم اپنے مساوی کی - سوم اپنے سے چھوٹے کی یا عزیز کی - مگر یہاں ان تینوں میں سے کسی قسم کی بھی تمیز نہیں کی گئی اور نہ تفریق بتلائی گئی ہے - کہ کیوں اس قدر قسموں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے - اور کس نے خدا محمدیہ کو اس قدر قسمیں اُٹھانے اور سوگند کھانے پر مجبور کیا تھا - جو یہ ضرورت پڑی - اور اس قدر قسموں کی حاجت کیا تھی؟ ایک فاضل فلاسفر کا قول ہے کہ جو جتنا قسمیں زیادہ اُٹھاتا ہے وہ اُتنا ہی زیادہ کاذب کہلاتا ہے اور اُس کا اعتبار جاتا رہتا ہے "خلاصہ ان تمام قسموں کا اس طور پر ہے کہ خدا کہتا ہے کہ مجھ کو صبح بہار کی قسم اور جفت وطاق کی قسم اور رات کی قسم ہے کہ تیرے اس مقدمہ میں گواہی معتبر ہے - غالباً جوا کھیلتا ہوگا ورنہ جفت وطاق کی قسم کے اور کیا معنے ہیں -

شہر مکہ کی قسم عورت حاملہ کی قسم اور اُس کے جنین کی قسم ہے کہ میں نے ہی آدمی کو پیدا کیا ہے - واے نادانی کے بیفائدہ قسموں کی بھرمار ہو کر انصاف وتمیز کی خونریزی ہو رہی ہے - اور خواہ مخواہ اپنا اوچھاپن جتلایا جاتا ہے جو اُس کے جلال و استغنا کے برخلاف ہے ❊

سورج دیوتا اور اُس کی روشنی کی قسم چاند دیوتا اور اُس کے حسن کی قسم دن اور رات کی قسم - آسمان دیوتا کی قسم اور دھرتی کی قسم - آدمی کے نفس کی قسم کہ میں سچ کہتا ہوں - نہیں نہیں اے خیر الماکرین! واللہ آپ جھوٹ کہتے ہیں - آپ کی راستی کا ثبوت کیا ہے؟ دعوےٰ بے دلیل قابل تسلیم نہیں -

قسم رات اور قسم دن کی اور خدا کی قسم جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا کہ تمہارے اعمال مختلف ہیں - اے خدا محمدیان! وہ کونسا خدا ہے جس کی آپ قسم کھاتے ہو (اے محمد یو غور سے سوچو) اور یہ کون سی مشکل بات ہے کہ ہمارے اعمال مختلف ہیں یہ تو ہر ایک آدم جانتا ہے - واہ واہ آپ کی غیب دانی اور دور اندیشی - اگر سچ مچ قسم کھانی ہی تھی تو کوئی عمدہ بات فرماتے - ز کر کندن کوہ و بر آمدن موش دُم بریدہ ❊

روٹی کھانے کے وقت کی قسم - رات کے چھپانے کی قسم ہے کہ تجھ گمراہ کو رستہ دکھلایا تیری آخرت بہتر ہوگی - مثل مشہور ہے سالے کہ نکوست از بہارش پیداست - اگر خدا تعالیٰ اُس کو رہنمائی نہ کرتا تو دنیا میں خون کی ندیاں کہاں سے بہتیں - لاکھوں زن و مرد کیوں آوارہ ہوتے - عورات کو مویشی کی طرح کیوں جائز رکھنا کہ گلہ بھرا جاوے - یہ تمام رب الملکہ کی رہنمائی ہے - جس سے مخلوق کے واسطے شامت بلکہ قیامت آتی ہے سچ

شامت اعمال عالم صورت نادر گرفت

قسم ہے انجیر کے درخت کی اور کھو کی لکڑی کی قسم - قسم سینا پربت - قسم مکہ کے رہنے والوں کی کہ میں نے آدمی کو پیدا کیا ہے - کوہ سینا اور انجیر اور زیتوں کی قسمیں کھانا کوئی دلیل نہیں ہے - کہ تم نے آدمی کو پیدا کیا ہے - واہ عالم کل - کنز کی قسم اور اعلیٰ کی صداقت کا ثبوت عمدہ فلاسفی کی بنیاد نکالی ہے - سچ

چہ نامی کہ مولائے نام تو ام - بحیرت ز قسم و کلام تو ام

قسم تیز گھوڑوں کی اور قسم اُن کے دوڑنے کی - قسم اُن کے نعل ٹاپنے کی - قسم اُسکی نعلبندی کی - لوٹ پر جانے والے گھوڑوں کی قسم تحقیقاً آدمی ناشکر گذار ہے -

واہ رے رسالدار میجر - آپ نے تمام جنگی قواعد کی قسموں میں تعمیل کرا دی ہم نے مانا کہ آپ جنگ جو ہیں - اور قہار بھی ہیں -

قسم کوہ طور کی - قسم کتاب لکھی گئی کی - قسم گھر کی - قسم چھت کی - قسم پون دیوتا کی - قسم اُس کے جلد چلنے کی - اور قسم اُس کے بدلی لانے کی - اور قسم تمام دیوتاؤں کی - تحقیقاً جو میں وعدہ کروں گا ہونے والا ہے - جناب! ہم کو تو آپ پر اعتبار نہیں - آپ نے جو موسیٰ سے وعدہ کیا تھا اُسے بھی پورا نہ کیا - آپنے جو قابیں سے وعدہ کیا تھا اُسے بھی بھلا دیا اور نہ آپ نے نوح کے طوفان کے بعد ایفاء وعدہ کو کام فرمایا آپ کے قول و فعل پر ہمیں اعتبار نہیں ہے - آپ نے مسیح کے مصلوب ہونے کے وقت مددگاری نہ کی - اور نہ ذکریا کے سر پر آرہ چلانے کے وقت آپ سے سہایتا کی - بیگناہ حضرت ایوب کا گھر شیطان کے بہکانے سے خراب کیا - پھر اُس ناکردہ گناہ کے جسم و جان و مال پر عذاب کیا - شیطان کو جہان کے گمراہ کرنے کے لئے مقرر کیا - میں آپ پر کس طرح اعتبار کروں - آزمودہ را آزمودن خطاست -

ترمذی میں اس طرح لکھا ہے - حدیث عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حلف بغیر اللہ فقد اشرک - ترجمہ - ابن عمر سے روایت ہے کہ میں نے رسول سے سُنا کہ جس نے خدا کے بغیر کسی اور کی قسم کھائی اُس نے شرک کیا -

قرآن میں حسب مندرجہ بالا خدا - چاند سورج وغیرہ کی قسمیں کھاتا ہے - اور آپ کا پیغمبر ایسے قسم کھانے والوں کو مشرک ٹھہراتا ہے - اب ہم کیا کہیں کہ دونوں میں سے کون سچا ہے - ناظرین خود ہی انصاف فرماویں ❊

حرام و حلال کا بیان از روئے قرآن

اب ہم قرآن کی کمزوری کا بیان اور مسئلہ حرام و حلال کے نقصان وزیان عرض کرتے ہیں کہ مصنف قرآن کس قدر قاصر البیان اور ناواقف

اور انجان ہے ۔

سورۃ النحل۔ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان اللہ غفور رحیم۔ **ترجمہ** سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور وہ چیز کہ آواز بلند کیا جاوے واسطے غیر خدا کے ساتھ اسکے پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل جانے والا اور نہ اوسے چھین لینے والا۔ پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان۔

(۲) پھر سورۃ النحل میں ہے۔ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔ **ترجمہ**۔ اور مت کہو واسطے اس چیز کے کہ بیان کرتے ہیں باتیں تمہاری جھوٹھ یہ حلال اور یہ حرام ہے۔ تو کہ باندھ لو اوپر اللہ کے جھوٹھ تحقیق جو لوگ کہ باندھ لیتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹھ نہیں فلاح پائیں گے۔

(۳) سورۃ بقر میں ہے۔ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم۔ **ترجمہ**۔ سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے اوپر اس کے غیر اللہ کے پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل جانے والا۔ اور نہ چھٹنے والا۔ پس نہیں گناہ اوپر اس کے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۴) سورۃ المائدہ میں ہے۔ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام ذلکم فسق الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا فمن اضطر فی مخمصۃ غیر متجانف لاثم فان اللہ غفور رحیم۔ **ترجمہ**۔ حرام کیا گیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے۔ سوائے اللہ کے ساتھ اس کے اور گلا گھوٹے اور لاٹھی مارے۔ اور اوپر سے گر پڑے اور سینگ مارے اور جو کھا گیا درندہ مگر جو ذبح کرو تم۔ اور ذبح کرو اوپر تھانوں کے۔ اور یہ کہ قسمت معلوم کرو ساتھ تیروں کے۔ یہ فسق ہے آج کے دن نا امید ہوئے وہ لوگ کہ کافر ہوئے دین تمہارے سے۔ پس مت ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے۔ آج کے دن پورا کیا۔ میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا۔ اور پوری کی اوپر تمہارے نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام دین۔ پس جو کوئی بے بس ہووے بیچ بھوکھ کے نہ جھکنے والا طرف گناہ کے پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان۔

(۵) سورۃ انعام میں ہے۔ وقد فصل لکم ما حرم علیکم۔ **ترجمہ** تحقیق مفصل بیان کر دیا واسطے تمہارے جو کچھ حرام کیا گیا ہے اوپر تمہارے۔

قرآن بنانے والے نے سوائے سور اور لہو اور مردار و غیر مذبوح جانوروں کے سب حیوانات اور پرند اور دریائی جانور اور حشرات الارض اور کیڑے مکوڑے حلال کر دیئے کیونکہ آیت نمبر ۱ و ۲ و ۳ میں فقط سور اور لہو اور مردار اور غیر مذبوح جانوروں کے سوا سب کو حلال کر دیا اور چھری چلا دی اور آیت نمبر ۴ و ۵ میں نہایت صاف الفاظ میں بیان کیا کہ جو کچھ حرام ہے وہ مفصل بیان کر دیا مگر علمائے اسلامیہ نے جب اور مہذب قوموں کا آچار دچار دیکھا تو پھر قرآن کی اس تعلیم نہ ہے کیونکہ اس سے کتا۔ بلا۔ آدمی کا گوشت اور نیز ہاتھی اونٹ وغیرہ جانوروں کے کھانیکی اجازت تھی مکروہ حلال وطیب قرار پا گئے تھے اور بلحاظ دور اندیشی کے قرآن کی اس تعلیم کے برخلاف علمائے اسلامیہ نے تین درجہ قرار دیئے اور یہ تمیز ان کو محمد صاحب کے مرنے سے کئی سو برس بعد نصیب ہوئی (۱) حلال۔ (۲) مکروہ (۳) حرام۔ لیکن اس پر بھی علمائے اسلامیہ کا اتفاق نہ ہو سکا اور بڑا بھاری اختلاف ہو گیا نمونہ اس کا ذیل میں دکھلاتا ہوں۔

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	مکروہ	حلال	〃	〃	〃	〃
[illegible]	[illegible]	〃	〃	〃	〃	〃
[illegible]	حرام	〃	〃	〃	〃	〃
[illegible]	حرام	〃	〃	〃	[illegible]	حرام
[illegible]	مکروہ	حلال	〃	〃	〃	〃
[illegible]	حرام	〃	حلال	[illegible]	حلال	حرام
[illegible]	حرام	〃	[illegible]	حلال	〃	[illegible]
[illegible]	حرام	حلال	حرام	〃	حلال	حرام
[illegible]	حرام	〃	〃	〃	حلال	حرام
[illegible]	حرام	〃	〃	〃	〃	حلال
[illegible]	مکروہ	حلال	[illegible]	حلال	〃	[illegible]
[illegible]	[illegible]	حلال	حرام	〃	حلال	[illegible]
[illegible]	[illegible]	حرام	〃	〃	[illegible]	حرام
[illegible]	مکروہ	حلال	〃	〃	مکروہ	[illegible]
[illegible]	حرام	حلال	〃	〃	〃	〃
[illegible]	حرام	حلال	〃	حرام	حلال	〃
[illegible]	حرام	حلال	〃	〃	〃	〃
[illegible]	مکروہ	حلال	〃	〃	〃	〃
[illegible]	[illegible]	حلال	〃	[illegible]	حلال	〃
[illegible]	مکروہ	حلال	〃	〃	〃	〃

نتیجہ

اے ناظرین غور فرماویں۔ جس حالت میں حرام کی تشریح مفصل قرآن میں آچکی اور قطعی ممانعت ہو گئی کہ اب اور افترا نہ کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام۔ تو علماء نے کیوں قرآن پر اکتفا نہ کیا اور وہ چیزیں جو قرآن نے حلال کر دی تھیں۔ انہیں سے بعضوں کو کیوں اپنی اپنی عقل کے موافق حرام اور بعضوں کو مکروہ ہونے کا فتویٰ دیا۔ اور پھر بھی آجتک اس کاٹ پر اتفاق نہ کر سکے اور من گھڑت تاویلیں کرنے لگے حالانکہ مصنف قرآن نے آیت نمبر ۴ و ۵ میں بطور دعویٰ کے کہہ دیا کہ میں نے حرام و حلال کا بیان مفصل کر دیا ہے۔ پھر اسمیں ترمیم کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی کیا وہ اپنے خدا سے زیادہ سیانے پیدا ہو گئے؟ کیا خدا کی عقل ان سے کم تھی؟ سچ تو یہ ہے کہ قرآن کی اس تعلیم سے محمدی لوگ غیر قوموں میں شرمندہ ہوتے ہونگے۔ اور ان کتا۔ بلا۔ گدھا۔ بندر۔ کرگس وغیرہ کے کھانے سے غیر قومیں ان سے نفرت کرتی ہونگی۔ اسلئے یقین ہوتا ہے کہ علمائے اسلامیہ نے مآل اندیشی سے اپنی عقل کے موافق قرآن کی اس تعلیم کی اصلاح کی۔ اور غالباً شروع میں یہی وجہ ان سے اس سخت نفرت کی ہوئی ہوگی۔ جو آج تک چلی آتی ہے حقیقت میں اگر انسان تعصب نہ کرے تو اس بارہ میں قرآن کی تعلیم نہایت ہی مکروہ ہے۔ اور جنگلی منشوں کے آچار کے موافق جس سے آدمی تک کا کھانا حلال وطیب و پاک و حکم خدا قرار پا گیا۔ بھلا کوئی مہذب قوم ایسی تعلیم کو خدا سے مان سکتی ہے؟ ہرگز نہیں ہاں ہی پر غور کر لو کہ آریہ ورت میں جو مسلمان لوگ آباد ہیں وہ اب تک بھی بہت سے ایسے مکروہ جانور

سے کہ اسنت سے نفرت کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ عملہائے قرآنی اور خدائے آسمانی کو ان چیزوں کے بنانے سے کیوں شرم نہ آئی۔ ایسی ہی بہت سی باتیں جو برخلاف عقل و حکمت و شائستگی کے تھیں لوگ غلط سمجھ کر خود بخود چھوڑتے جاتے ہیں۔ دیکھو ختنہ یعنی سنت کا مسئلہ ابراہیم نے قائم کیا۔ عیسائی لوگ جو ابراہیم کی نبوت کے قائل ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ ختنہ کا حکم ابراہیم کو خدا سے ملا تھا اور احکام ایزدی کے تنسیخ کے بھی قائل نہیں ہیں مگر تاہم اُنہوں نے بمقتضائے ننگ و عار انسانیت کے اِس مسئلہ کو چھوڑ دیا۔ دیکھو پیدائش کا خط باب ۲۔ آیت ۲۶ سے ۲۹ اور باب ۳ کی پہلی آیت۔ لیکن عرب کے جنگلی لوگوں میں بدستور قائم ہے۔ یہاں تک کہ عورتوں کا بھی ختنہ کرتے ہیں اور اُسکو سنت سارہ بتلاتے ہیں۔ معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ (مطبوعہ مطبع نولکشور ۱۲۸۵ء کے صفحہ ۱۳۳ سطر ۷ تا ۱۰ رکن اول باب ۵ فصل ۱۱ میں اسطرح مذکور ہے (سارہ) از نہایت قلق و اضطراب سوگند یاد کرد کہ عضوے از اعضائے ہاجرہ را قطع کند و تغیر خلق او نماید۔ ہاجرہ این معنی را دانستہ از سارہ بگریخت و در زاویہ متواری شد۔ ابراہیم از سارہ شفاعت نمودہ التماس کرد کہ تا خاطر از کدورت او صافی کند و برائے تحلۃ القسم تر مہائے گوش ہاجرہ را سوراخ کند و از اندام نہانی او چیزے قطع نماید و سارہ بقول ابراہیم عمل نمود و ایں سنت درمیان زنان باقی گذاشت۔ اور لغات میں لکھا ہے۔ **ختان** بالکسر سر فرج بریدن در وقت ختنہ کردن از کشف رویف خ صفحہ ۳۷۰ ختانہ سر فرج بریدن آنقدر کہ سنت باشد (از کشف رویف خ صفحہ ۳۷۵)

اے ناظرین! دیکھنا چاہیئے کہ کتنی شرم کی بات ہے اور اسمیں کس قدر خرافات بھرا ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے اگرچہ طوعاً و کرہاً مردوں کا ختنہ جور و ستم سے مان لیا ہے مگر عورتوں کے ختنہ کو مارے شرم کے تا ہنوز نہیں مانا اور مانتے کس طرح کیونکہ ایک عربی کی مثال ہے **الحیاء من الایمان** (حیاداری ایمان ہے) حیا کے چلے جانے سے ایمان بھی کوچ کر جاتا ہے۔ ہمارے ایک فاضل مہربان نے ہمیں اطلاع دی۔ کہ ملتان اور بہاولپور کی طرف ختنہ زنان بدستور جاری ہے اور علی العموم شب زفاف کو اس سنت کی باری سے مومنات ختنہ پاتی ہیں۔ اور مقابل مختون کے ختانون بنائی جاتی ہیں۔

خطاب مرزا

مرزا کیوں مبتلا ہے قرآں کا — تجھ کو سودا ہوا ہے قرآں کا
تو اسی پر گھمنڈ کرتا تھا — دیکھ قول کچا ہے قرآں کا
مکر کرتا ہے اور فریب و دغا — خوب جعلی ہے خدا قرآں کا
خادع و ماکر و مضل ماذل — واہ کیا کبریا ہے قرآں کا
آسمان سقف و کوہ میخ زمیں — فلسفہ کھل گیا ہے قرآں کا
فانی اشیاء کی کھائی ہیں قسمیں — اعتبار اُٹھ گیا ہے قرآں کا
آدم و کعبہ سجدہ گاہ کیئے — شرک یہ برملا ہے قرآں کا
بیم جاں۔ طمع مال غارت کی — یہی دام بلا ہے قرآں کا
پھنس گئے اسمیں وحشیانِ عرب — سخت جور و جفا ہے قرآں کا
چھن گئی قتل عام کی تلوار — زور مارا گیا ہے قرآں کا
اب تو ہے عدل دائن قیصر ہند — ترک کرنا روا ہے قرآں کا
دین گبر و یہود سے ابلیس — خالق خیر بنا ہے قرآں کا
خوف شر سے اُسکے خالقِ خیر — عرش پر جا بسا ہے قرآں کا
اُس کے حملوں پہ روز تیر شہاب — وہ خدا مارتا ہے قرآں کا
دیکھو خناس کی شرارت پر — خاتمہ کر دیا ہے قرآں کا

وہم سے نکل اے غلام احمد — کیوں بھروسا رکھا ہے قرآں کا
اب قرآں کوئی دم کا مہماں ہے — خاتمہ ہو چلا ہے قرآں کا

سوامی جی کی نسبت مرزا صاحب کے اعتراضوں کا جواب وغیرہ

براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۳ سے ۵۳۷ تک

قولہ۔ میں ڈرتا ہوں کہ آپ لوگوں کا ایسا انجام نہ ہو جیسا کہ پنڈت دیانند آریوں کے سرگروہ کا انجام ہوا۔ کیونکہ اِس احقر نے انکو اُن کی وفات سے ایک مدت پہلے راہ راست کی طرف دعوت کی اور آخرت کی رسوائی یاد دلائی۔ اور اُن کے مذہب اور اعتقاد کا سراسر باطل ہونا براہین قطعیہ سے اُن پر ظاہر کیا۔ اور نہایت عمدہ اور کامل دلائل سے بادب تمام اُن پر ثابت کیا گیا کہ دہریوں سے بعد تمام دُنیا میں آریوں سے بدتر اور کوئی مذہب نہیں۔

اقول۔ جیسا سوامی جی کا انجام ہوا وہ ایک عالم پر روشن ہے۔ ہزاروں لاکھوں کو مسلمان عیسائی ہونے سے بچایا اور وید کا بھاش کر کے ایک عالم کو راہ راست دکھلایا بُت پرستی و مخلوق پرستی و پیر پرستی و کعبہ پرستی کی مہلک بیماریوں سے بذریعہ اروپدیش اپدیش و گیان۔ مریضان آریہ ورت کو شفا دی۔ بیوگان کی آہ و زاری کو وید کی تسلی بخش ہدایت سے دور کر کے ست دھرم کا پرکاش کیا۔ نفاق پسند ہندوستان کو اتفاق سے آریہ ورت بنایا۔ قرآنی کرانی مذہبوں کے سفارشی ڈھکوسلوں سے آریہ ورت کی روحوں کو بچایا ع

گل ست سوامی و در چشم دشمناں خار ست

مرزا صاحب! جب آپ خود گمراہ ہیں تو اور لوگوں خصوصاً سوامی جی کو جو ابر رحمت یزدان اور دریائے علم و عرفان تھے کیا ہدایت کر سکتے تھے۔ ع ایں گزاف تست با خورشید لاف بوم شوم۔ آخرت والے فقرے کا جواب میرے پاس اور کچھ نہیں۔ مگر صرف یہ کہ جھوٹھ بولنے کے عوض تم خود رسوا ہو گے۔ اُن کے مقابلہ سے دُم دباتے رہے روبرو آنے سے ہمیشہ برقعہ میں مُنہ چھپاتے رہے اور اب باتیں بناتے ہو خدا سے شرماؤ اور جھوٹھ کہنے سے باز آؤ۔ آپ کا قرآنی خدا خود دہریہ ہے۔ جو سورۃ العصر میں زمانہ کے تصدق جاتا اور اُس کی قسمیں کھاتا ہے۔ حدیث مشکات و بخاری میں محمد صاحب کی زبانی منقول ہے **ولا تقولوا خیبۃ الدھر فان اللہ ھو الدھر۔ ترجمہ** "اور نہ کھو نا امیدی زمانہ کی اِس لئے کہ تحقیق اللہ وہی ہے زمانہ" حدیث نبوی اور قرآن دونوں سے ہر طرح ظاہر ہے کہ دہریوں اور محمدیوں میں ذرہ تفاوت نہیں بلکہ روحانی رفاقت کیونکہ زمانہ ہی انکا خدا ہے اور دہر ہی انکا کبریا۔ پس دہریت اور اسلام باہمی توام ہیں جسمیں کسی کو کلام نہیں۔

آریوں سے زیادہ خیرخواہ آپکا نا معلوم ہے مگر خدا جانے آپکے سینہ پُر کینہ میں غم و الم کا کیوں ہجوم ہے۔ حضرت! قطع النظر مبنع علیہ الرحمۃ و برکتہ کے ہم آپکے مخالف نہیں بلکہ آپ کی بہتری کے طالب ہیں۔ تاکہ آپ سیدھی راہ پر آویں اور جہالت سے نجات پاویں۔ دہریہ تو عدم ثبوت کے سبب لاچار ہیں۔ مگر آپ مانکر بھی جہالت میں گرفتار ہیں۔ خدا کو عرش پر محدود مانتے ہوا وہ ہر جگہ اُسے موجود نہیں جانتے۔ قتل و خونریزی کو زینت ایمان گردانا ہے اور سفارش و شفاعت کو اُس کے حضور جائز جانا ہے جہان کو گمراہ کرنیوالا اُسے ٹھہرایا ہے اور ضلالت کا بانی مبانی اُسے بنایا۔ پس دہریوں سے تمہیں کوئی فضیلت نہیں بلکہ ہر طرح رذیلت ہے اُن کا نہ سمجھنے کے سبب انکار ہے اور آپ سمجھ کر جہالت میں گرفتار ہو ع

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

قولہ۔ کیونکہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی سخت درجہ پر تحقیر کرتے ہیں کہ اُس کو خالق و رب العالمین نہیں سمجھتے اور تمام عالم کو یہاں تک کہ ذرہ ذرہ کو اُس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ اور صفت قدامت اور ہستی حقیقی میں اُس کے برابر سمجھتے ہیں۔

اقول - خدا تعالیٰ کی تحقیر تو قرآن کرتا ہے جو کہتا ہے سورۃ آل عمران میں ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ترجمہ مکر کیا انہوں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بڑا مکر کا ہے۔ سورۃ انفال میں ہے۔ ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ ترجمہ۔ مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ اور اللہ بڑا مکر کرنیوالا ہے سورۃ بقر میں ہے۔ اللہ یستھزی بہم ویمدھم فی طغیانہم۔ ترجمہ۔ اللہ ہنسی کرتا ہے اُن سے اور بڑھاتا ہے اُن کو سرکشی میں۔ سورۃ البقر میں ہے وانا نخاف من ربنا یوما عبوسا۔ ترجمہ۔ ڈرتے ہیں ہم پروردگار اپنے سے اُس دن کہ جس دن مُنہ بنانے والا ہوگا۔ سورۃ اعراف میں ہے۔ افامنوا مکر اللہ۔ ترجمہ۔ پس بیخوف ہو گئے خدا کے مکر سے۔ سورۃ ابراہیم میں ہے فللہ المکر جمیعا۔ ترجمہ۔ واسطے اللہ کے ہے مکر تمام۔ سورۃ اعراف میں ہے واملی لہم ان کیدی متین۔ ترجمہ۔ فرصت دونگا اُن کو بلاشبہ میرا مکر مضبوط ہے۔ سورۃ یونس میں ہے اللہ اسرع مکرا۔ ترجمہ۔ اللہ بہت جلد مکر کرنیوالا ہے۔ سورۃ البقر میں ہے یخادعون اللہ والذین آمنوا۔ ترجمہ۔ فریب دیتے ہیں اللہ کو اور لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں۔ سورۃ یوسف میں ہے کذالک کدنا لیوسف۔ ترجمہ۔ اسی طرح ہم نے مکر کیا یوسف کے لئے۔

مرزا صاحب! ہم تو اُس کو سب خداوندی کی صفتوں سے موصوف اور قدیم مانتے ہیں تمام دنیا کا خالق و رب العالمین جانتے ہیں۔ مگر قرآن کی طرح بہت سے خالق نہیں ٹھانتے اور نہ خدا کو احسن الخالقین یعنے خالقوں میں سے اچھا گردانتے ہیں۔ ہم ذرّہ ذرّہ کو اُس کے تابع فرمان سمجھتے ہیں اور کسی چیز کو اُس کے حکم سے باہر (جیسا کہ قرآن شیطان کو جانتا ہے) یا وہ گمراہ یا اُس کے قبضہ قدرت سے دور نہیں ٹھہراتے اور قدیم زمانہ سے سب چیزوں کو احاطۂ قدرت قدیم میں بتلاتے ہیں اور دلائل معقول سے شہادت لاتے ہیں۔

قولہ - اگر اُن کو کہو کیا تمہارا پرمیشور کوئی روح پیدا کر سکتا ہے۔ یا کوئی ذرّہ جسم کا وجود میں لا سکتا ہے۔ یا ایسا ہی کوئی اور زمین و آسمان کبھی بنا سکتا ہے یا کسی اپنے عاشق صادق کو نجات ابدی دے سکتا ہے۔ اور بار بار کتا بلا بننے سے بچا سکتا ہے یا کسی اپنے محب خالص کی توجہ قبول کر سکتا ہے۔ تو ان سب کا یہی جواب ہے کہ ہرگز نہیں۔

اقول - روح اور ذرّہ کی پیدائش کی بابت ہم شروع میں جواب دے چکے ہیں مگر صرف ایک فقرہ یہاں کہتے ہیں کہ نیا پیدا کرنا ایک تو خدا کے گھر میں کمی کا الزام ہے دوم وہ محتاج ثابت ہوتا ہے جس طرح وہ جاہل نہیں ہو سکتا۔ بندہ نہیں بن سکتا۔ بھولتا نہیں وغیرہ اسی طرح اُس کے گھر میں نیستی و ناداری نہیں ہے اور نہ روحوں اور ذرّوں کی کمی ہے۔ پس موجودگی میں پیدا کرنا یا پیدا کرنے کی خواہش فعل عبث سے زیادہ نہیں ہے۔ ہاں پیدا کرنے کے معنے اگر یہ لو کہ ظاہر کرنا تو بیشک روحوں اور ذرّوں کو جو اُس کے پاس موجود ہیں انادی زمانہ سے مختلف قالبوں میں ظاہر کرتا ہے اور کر سکتا ہے۔ اور یہ آسمان و زمین کا پیدا کرنا یہ آسمان لفظ تو فضول ہے مگر زمین کا پیدا کرنا اگر حاجت پڑے تو پیدا کر سکتا ہے مگر حاجت معدوم ہاں سلسلہ انادی سے جیوؤں کی حاجت کے مطابق سرب شکتی مان تا سہج پیدا کرتا ہے۔ خدا کوئی حجلہ نشین معشوقہ نہیں ہے جس کے لوگ عاشق ہوں اور نہ آسمانوں پر ملاقات کرنے کو زینہ لگا کر جاویں۔ البتہ وہ سب کا مالک و سوامی ہے۔ اُس کی عبادت ضروری ہے۔ اُس کے بھگت اُس سے نادا جبی درخواست نہیں کرتے اور نہ بیہودہ عذر دھرتے ہیں۔ بھگتوں سنتوں۔ رشیوں کو پرماتما کی شرناگت ہونے سے بُری جونوں میں نہیں جانا پڑتا۔ مگر زانیوں۔ بدچلنوں۔ بدمعاشوں۔ گوشت خوروں۔ شرابیوں وغیرہ گنہگاروں کو ان بُری جونوں میں جانا پڑتا ہے نہ کہ مہاتماؤں کو۔ تو یہ صرف دھوکہ دہی ہے پس آپ کا تمام اعتراض و الزام صرف وسواس خام ہے۔

قولہ - مگر افسوس کہ پنڈت صاحب نے اس نہایت ذلیل اعتقاد سے دست کشی اختیار نہ کی اور اپنے تمام بزرگوں اور اوتاروں وغیرہ کی اہانت اور ذلت جائز رکھی مگر اس ناپاک اعتقاد کو نہ چھوڑا اور مرتے دم تک اُن کا یہی ظن تھا۔ کہ گو کیسا ہی اوتار ہو رامچندر ہو کرشن ہو یا خود وہی ہو جس پر وید اُترا ہو۔ پرمیشور کو ہرگز منظور ہی نہیں کہ اُس پر اپنی فضل کرے بلکہ وہ اوتار بنا کر پھر بھی اُنہیں کو کیڑے مکوڑے بناتا ہی رہے گا۔

اقول - میں آپ کے نہایت ہی ذلیل اعتقاد اور اہانت و ذلت اور ناپاک بنیاد کا کچھ جواب نہیں دیتا۔ ناظرین خود ہی آپ کی اصالت جان لیں گے۔ پرماتما انادی کُل ہے اُس کا کوئی کام گیان و کاملیت سے خالی نہیں۔ اُس کی کوئی صفت دوسری صفت کی متضاد نہیں۔ اور سب صفتوں کا باہمی کامل تعلق ہے عدالت و صداقت کے حضور سفارش و خود غرضی کا آنا سراپا محال ہے اور کوئی منصف مزاج منظور نہیں کر سکتا۔ مگر رشوت خور۔ پس بیفائدہ فضل یا بلا سبب رحمت یا بے اندازہ عدالت یا اسیطرح قہر و رحمت و ظلم غرضیکہ یہ تمام کام سوائے کسی نافہم و مجنون الحواس کے صحیح العقل سے ظہور پذیر نہیں ہو سکتے کرشن جی مہاراج خود فرماتے ہیں۔

बहूनि मे व्यतीतानि जन्मानि तव चार्जुन ।
तान्यहं वेद सर्वाणि न त्वं वेत्थ परन्तप ॥ ४।५

"اے ارجن میرے اور تیرے جنم بہت سے گزر چکے ہیں۔ مگر اُن سب جنموں کی کیفیت کی مجھ کو یادداشت (بسبب یوگی ہونے کے) ہے۔ لیکن تجھ کو نہیں ہے" ایسے ہی خود رامچندر جی مہاراج بالمیکی رامائن وغیرہ میں بھی جنموں کے پانے کا اقبال کرتے ہیں۔ پس وہ مہاتما تھے اور ہمیشہ ایسے مہاتما جگت اُپکار کے واسطے جنم لیتے ہیں۔ بُری جونوں میں نہیں جاتے یہ آپکا وسواس شیطانی سراپا نادانی ہے۔ ہاں یہی اعتراض اسلامی بزرگوں کی نسبت عاید ہے شیخ سعدی کہتا ہے ؎

پسر نوح بابدان بنشست	خاندان نبوتش گم شد۔
بابداں یار گشت ہمسر لوط	خاندان نبوتش گم شد۔
سگ اصحاب کہف روزے چند	پے نیکاں گرفت مردم شد۔

مُفصل حال اس کا قرآن اور توریت میں موجود ہے اور ہر ایک غیر متعصب کے لئے باعث نصیحت۔ آپ جھوٹ بولنے سے اجتناب فرماویں۔ کسی آریہ کا آپ کے مطابق اعتقاد نہیں ہے۔ مگر بموجب فرمان وید مقدس کے۔

قولہ - وہ کچھ ایسا سخت دل ہے کہ عشق اور محبت کا اُس کو ذرا پاس نہیں اور ایسا ضعیف ہے کہ اسمیں خود بخود بنانیکی ذرا طاقت نہیں یہ پنڈت صاحب کا خوش عقیدہ تھا۔

اقول - مرزا صاحب آپکا خدا بیشک ایسا ہی قہار ہے اور اسی طرح کا جبار وہ ایسا ہی سخت دل ہے۔ اور مخلوق کا قاتل۔ دیکھو قرآن کی سورۃ لہب تمام۔ اور سورۃ توبہ کی یہ آیت یا ایھا الذین آمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ ترجمہ اے مسلمانو لڑو و قتال کرو اُن لوگوں سے کہ پاس تمہارے ہیں کافروں میں سے اور چاہیئے کہ پاویں بیچ تمہارے سختی۔ اور سورۃ انفال کی یہ آیت یا ایھا النبی حرض المومنین علی القتال ترجمہ یعنی اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو قتال کا۔ اور سورۃ توبہ کی یہ آیتیں۔ واللہ لا یھدی القوم الکفرین۔ واللہ لا یھدی القوم الفسقین۔ ترجمہ۔ اور خدا نہیں ہدایت دیتا کافروں کی قوم کو۔ اور اللہ نہیں دیتا فاسقوں کی قوم کو۔

بیشک مسلمانوں کے خدا کو عشق اور محبت کا ذرا پاس نہیں۔ ایوب کا خانہ خراب کیا شیطان کے اغوا سے۔ ذکریا کے سر پر آرہ چلایا۔ ابلیس کے ارشاد سے۔ محمد صاحب کے دو دانت شہید کرا کے لور خاک میں دفنائے خواجہ حارث کے ورغلانے سے۔ غرضیکہ

عشق اور محبت کا اُسے ذرا پاس نہیں شہادت کے واسطے دیکھو ایوب کی کتاب باب ۲ سے ۲۴ باب تک اور قرآن اور معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ رکن چہارم باب ششم صفحہ ۱۰۷ جنگ احد۔ خود بخود بنانا ایک مہمل بات ہے۔ ہاں تمام دنیا کو بغیر مدد کسی انسان۔ حیوان وملائک وغیرہ کے بنا سکتا ہے اور بناتا ہے البتہ بقول محمدیان کے اپنا جگر کاٹ کے نہیں بناتا اور نہ اپنے شکرہ کرنے کی ناجائز طاقت رکھتا ہے۔ یہی پنڈت صاحب کا خوش عقیدہ تھا اور یہی پسندیدہ عقیدہ ویدک دھرم میں آرمیدہ ہے مگر نہیں معلوم کہ آپ کس جہل باطنی کے سبب اِس سے کشیدہ خاطر ہیں۔ خدا آپ کو ہدایت دلوے۔

قولہ ۔ جس کو پر زور دلائل سے رد کر کے پنڈت صاحب پر یہ ثابت کیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ ہرگز ادھورا و ناقص نہیں بلکہ مبداء ہے تمام فیضوں کا اور جامع ہے تمام خوبیوں کا اور مستجمع ہے جمیع صفات کاملہ کا۔ اور وحدہ لاشریک ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور معبودیت میں ۔

اقول ۔ مرزا صاحب زبان درازی نہ کرو پنڈت صاحب کے مقابلہ سے ہمیشہ اس طرح مُنہ چھپاتے رہے جیسے آفتاب سے چمگاڈر۔ اور یہی حال آج تک ہے۔ مقابلہ میں نہیں آتے۔ قرآن میں تو اِنکار رد ندارد ہے۔ مگر ذرا اُن مسلمانوں کے عقاید کو تو پہلے رد کرو جو بطالت اسلام سے متنفر ہو کر آریہ دھرم پر آ گئے ہیں۔ بعد ازاں کوئی بات کسی آریہ پر ثابت کرو۔ بیشک ان صفات کو آریہ لوگ مانتے ہیں اور یہی وید مقدس کا ارشاد ہے۔ مگر قرآن اِن سے رو گرداں ہے۔ قرآن خدا کو مکار بتلاتا ہے اور گمراہ کرنے والا جتلاتا ہے۔ اُس کے سوا اور بہت سے خالق اور رب پوجواتا ہے۔ کعبہ کی طرف جھکاتا ہے اور بیت الحرام کو مسجود کراتا۔ سنگ اسود سے گناہ بخشواتا اور شفیع المذنبین ٹھہراتا ہے۔ اگر در خانہ کس ست ہمیں بس است ۔

قولہ ۔ اور پھر اُس کے بعد دو دفعہ بذریعہ خط رجسٹری شدہ حقیقت دین اسلام سے بدلائل واضح اُن کو متنبہ کیا گیا اور دوسرے خط میں یہ بھی لکھا گیا کہ اسلام وہ دین ہے جو اپنی حقیقت پر دوہرا ثبوت ہر وقت موجود رکھتا ہے۔ ایک معقول دلائل سے جن سے اصول حقہ اسلام کی دیوار روئیں کی طرح مضبوط اور مستحکم ثابت ہوتی ہیں۔ دوسری آسمانی نشانات وربانی تائیدات اور غیبی مکاشفات اور روحانی الہامات ومخاطبات اور دیگر خوارق عادات جو اسلام کے کامل متبعین سے ظہور میں آتی ہیں جن سے حقیقی نجات اسی جہان میں سچے ایماندار کو ملتی ہے۔ یہ دونوں قسم کے ثبوت اسلام کے غیر میں ہرگز نہیں پائے جاتے۔ اور نہ اُن کو طاقت ہے۔ کہ اُس کے مقابلہ پر کچھ دم مار سکیں ۔

اقول ۔ آپ شیخی مارنے کو تو شیخ چلی سے بھی بڑھ کر ہیں اور ہے بھی سچ اگر آپ اس مشیخت سے کام نہ لیں۔ تو گذارہ کہاں سے چلے۔ آپ نے پرنس بسمارک وزیر اعظم سلطنت جرمن کو رجسٹری بھیجی۔ آپ نے مسٹر گلیڈسٹون کو دعوت کی۔ آپ نے نیو مارک میں لارڈ صاحب کو خط لکھا وغیرہ ایسے ہی بہت صاحبان کے پاس آپ کی رجسٹری پہونچی۔ جس میں آپ نے لکھا تھا کہ ایک سال تک آ کر میرے پاس ٹھہرو یا خوارق عادات وآسمانی نشانات بتلاؤنگا۔ ورنہ دو سو روپیہ ماہواری کے حساب سے تنخواہ بطور ہرجانہ یا جرمانہ کے دونگا۔ آپ سلم الرحمان تنیس بار خان بلکہ پچاس بار خان ہیں وہ حقیقت دین اسلام والے خط کیوں طبع نہ کرائے۔ کہاں چھپا رکھے۔ ہمیں نے آپکو اسقدر خط لکھے اور طبع بھی کرا لئے اور آپ حیلہ حوالہ فرماتے رہے۔ اسوقت وہ حقیقت اسلام کا دوہرا ثبوت کہاں تحتہ تابوت کی طرح پڑا تھا۔ جب میں دو ماہ قادیان میں رہا آپ کے بالا خانہ (بیت المفکر) میں بھی بشرائط مباحثہ کے واسطے حاضر ہوا۔ وہ دوہرا ثبوت کس لاہوت میں گیا تھا۔ اسکو آپ نے کیا۔ کرامات کے متعلق جس قدر اشتہار آپ نے چھاپے ... کے ... تاقیامت

باندھا ہے۔ اُن سب کا جواب معجزات کی تردید میں آچکا ہے۔ زیادہ سوائے فضولیات کے سیر اور کچھ نہیں ہے مگر نقطہ دانوں کے واسطے ایک یادداشت لکھتا ہوں۔ یادداشت۔ جمشید کے وقت میں جب انگشتری ایجاد ہوئی بادشاہ نے اُس کو دست چپ میں پہنا حکیموں نے اعتراض کیا کہ دست راست میں چاہیئے تھی بادشاہ نے جواب دیا کہ راست را راستی بس است۔ آریہ دھرم کو معجزوں اور شعبدوں کی ضرورت نہیں الا مذہبوں کو ہے۔ آریہ دھرم کو آرمغ ہی کافی دوانی ہے ؎

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی۔ فلک پر کیسے خوش لگتا ہے دیکھو چاند بن گہنے

جس سورہ کہف والے ذوالقرنین کی دیوار روئیں دُنیا میں نہیں ہے۔ اسی طرح اصول حقہ اسلام کی دیوار روئیں بھی جانئے۔ دونوں کا مخرج قرآن ہے اگر ایک سچ نہیں تو دوسری کی صداقت کا کیا برہان ہے بلکہ صریح البطلان ہے زردشت والے معجزات دنیا میں لاثانی ہیں مسیلمہ کی خوارق عادات کی بابت مسلمانوں کو بھی حق بیانی ہے۔ محمد صاحب سے بڑھ کر سب کے معجزات ہیں اور طمطراق اس قدر کہ گویا چشم دیدہ مشاہدات ہیں۔ جتنے الفاظ آپ نے استعمال فرمائے ہیں۔ ان سے صدہا درجہ بڑھ کر اُن کے پیرو اپنے بزرگوں کیواسطے لائے ہیں۔ ایکا قرآن محمد صاحب کے معجزات سے انکاری ہے۔ مگر حدیثوں میں معجزوں کی تار جاری ہے سنسکرت کی ایک مثال ہے۔ मूलं नास्ति कुतो शाखा ॥ یعنے جس کا مول نہیں اس کی شاخیں کہاں سے آگئیں" اقلیدس کا نہم علوم متعارفہ ہے کہ کل بڑا ہوتا ہے اپنی جز سے۔ پس محمد صاحب تمام دین اسلام کے کل ہیں۔ اگر اُن کے پاس معجزہ بالکل نہیں جیسا کہ ہم دلائل قرانی سے ثابت کر چکے۔ کہ وہ بے معجزہ تھے پس غلام احمد میں یا کسی اور اسلام کے کامل متبعین میں بھی معجزہ کا ہونا بحکم متعارفہ کے ناممکن ہے اور نہ اُنکو طاقت ہے کہ اِس قسم کی باتوں میں دم مار سکیں ۔

قولہ ۔ لیکن اسلام میں وجود اس کا متحقق ہے۔ سو اگر ان دونوں قسم کے ثبوت میں سے کسی قسم کے ثبوت میں شک ہو تو اِسی جگہ قادیان میں آکر اپنی تسلی کر لینی چاہیئے۔ اور یہ بھی پنڈت صاحب کو لکھا گیا کہ معمولی خرچ آپ کی آمد و رفت کا اور نیز وجہی خرچ خوراک کا ہمارے ذمہ رہیگا۔ اور وہ خط اُن کے بعض آریوں کو بھی بتلایا گیا۔ اور دونوں رجسٹریوں کی اُن کی دستخطی رسید بھی آگئی۔

اقول ۔ ہمیں شک تھا اور اب بھی شک بلکہ دروغ جانتے ہیں کہ یہ آپ کا افتراء محض ہے۔ ہم قادیان میں بھی گئے مگر آپ نے کسی طرح کی تسلی نہیں کی۔ اور نہ کوئی معجزہ بتلایا جب اُن کے ایک شاگرد سے بھی عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ تو اُنکو دعوت کرنی صرف ایک کا ذبانہ شرارت تھی۔ آپ میاں مانگتے اور باہر کھڑے درویش۔ یہ ایک پنجابی مثال ہے اور بالکل آپ کے حسب حال ہے۔ خود قرضدار اور گذارہ سے لاچار۔ مگر اس قدر اشتہاری روپیوں کے دعویدار ہیں خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا غذ پر تمام ہند سہ کی رقوم لکھ سکتے ہیں مگر نقد ندارد ہے ؎ قرض نے مرزا نکما کر دیا۔ ورنہ تم بھی آدمی اچھے کام کے

لطیفہ ۔ "جب مرزا صاحب کی شادی رجسٹری خدا کی طرف سے منادی آئی تھی) دہلی میں ہوئی تو مشہور کیا کہ نواب ناصر کے گھر میں میری برات جاویگی۔ قادیان کے چند ہندو برات میں گئے مگر مسلمان ندارد تھے۔ یہ وہاں جا کر حیران ہوئے کہ نہ ریاست۔ نہ ملک نہ فوج۔ نہ حشمت صرف نواب ناصر میں۔ بہت سے جاہل ان کو مرید۔ اسکو کرامات جانتے تھے۔ مگر جب آخر کو نواب ناصر صرف میاں ناصر نکلے تو تمام قلعی کھل گئی،، چونکہ آپ نے بعض آریوں کا نام جن کو خط بتلایا گیا تھا۔ نہیں لکھا۔ پس دعوی امتکی ہے قابل اعتبار نہیں ۔

قولہ ۔ انہوں نے حب دُنیا اور ناموس دنیوی کے باعث سے اس طرف ذرا بھی

توجہ نہ کی۔ یہاں تک کہ جس دُنیا سے انہوں نے پیار کیا۔ اور ربط بڑھایا۔ آخر بعد حسرت اُس کو چھوڑ گیا اور تمام درم و دینار سے بمجبوری جُدا ہو کر اِس دار الفنا سے کوچ کر گئے۔ اور بہت سے غفلت اور ضلالت اور کفر کے پہاڑ اپنے سر پر لے گئے٭

اقول۔ وہ تو فقیر تھے اُن کی نسبت تو اِن باتوں سے ایک بھی موزوں نہیں ہو سکتی اور نہ ہے۔ نہ دُنیا سے اُن کا پیار تھا اور نہ درم و دینار سے۔ وہ تو لوگوں کو غفلت اور ظلمت اور ضلالت اور کفر سے نکال کر صداقت۔ حقیقت۔ وحدانیت۔ معقولیت کی طرف رجوع کرا گئے اور صدہا [illegible] کو تعصب و خونریزی۔ شرک و جہالت سے بچا گئے۔ باقی گالیوں کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔

قولہ۔ اور اُن کے سفر آخرت کی خبر بھی کہ جو اُس کو تئیس اکتوبر ۱۸۸۳ء میں پیش آیا تخمیناً ۳ ماہ پہلے خداوند کریم نے اس عاجز کو دیدی تھی۔ چنانچہ یہ خبر بعض آریہ کو بھی بتلائی گئی تھی۔ خیر یہ سفر تو ہر ایک کو درپیش ہی ہے اور کوئی آگے اور کوئی پیچھے اِس مسافر خانہ کو چھوڑنے والا ہے۔ مگر یہ افسوس ایک بڑا افسوس ہے کہ پنڈت صاحب کو خدا نے ایسا موقعہ ہدایت پانے کا دیا کہ اِس عاجز کو اُن کے زمانہ میں پیدا کیا۔ مگر وہ باوصف ہر طور کے اعلام کے ہدایت پانے سے بے نصیب گئے۔ روشنی کی طرف اُن کو بلایا گیا۔ مگر انہوں نے کم بخت دنیا کی محبت سے اُس روشنی کو قبول نہ کیا اور سر سے پاؤں تک تاریکی میں پھنسے رہے۔ ایک بندۂ خدا نے بارہا اُن کو اُن کی بھلائی کے لئے اپنی طرف بلایا مگر انہوں نے اِس طرف قدم بھی نہ اٹھایا۔ اور یوں ہی عمر کو بیچ التعصبوں اور نخوتوں میں ضائع کر کے حباب کی طرح ناپدید ہو گئے۔ حالانکہ اِس عاجز کے دس ہزار روپیہ کے اشتہار کے اوّل نشانہ وہی تھے۔ اور اسی وجہ سے ایک مرتبہ رسالہ برادر ہند میں بھی اُن کے لئے اعلان چھپوایا گیا۔ مگر اُن کی طرف سے کبھی صدا نہ اُٹھی۔ یہاں تک کہ خاک میں یا راکھ میں جا ملے۔ سو اے بھائیو انہیں پنڈت صاحب کے حال سے نصیحت پکڑو۔

اقول۔ اگر انکی وفات کی خبر رب العرش نے قادیان میں آنکر آپ کو دی تھی تو آپنے کیوں تین ماہ کے اندر یا اُس کے بعد اشتہار طبع نہ کرائے۔ کیوں عام بازاروں میں منادی نہ کرائی۔ تاکہ ہزاروں لوگ آپ کی (معاذ اللہ و نعوذ باللہ) صداقت سے آریہ دھرم کو چھوڑ دیتے اور حجت قایم ہو جاتی۔ اور کیوں خیانت مجرمانہ کر کے سال ۱۸۸۴ء میں یہ چالاکی کی کہ اسے درج کیا؟ کیوں لاہور یا امرتسر کے آریہ سماج میں خط نہ لکھا؟ اور کیوں اِس جلد سال ۱۸۸۴ء میں بھی کسی آریہ کا نام نہ لکھا؟ اور کس واسطے سوامی جی کو رجسٹری شدہ چٹھی نہ ارسال کی؟ اور کیوں اُن کی رسید نہ منگوائی؟ چونکہ اِن باتوں سے آپنے کوئی کاروائی نہیں کی۔ اِس واسطے آپکا معجزہ بالکل باطل ہو گیا۔ اور ہمیں کہنا پڑا۔ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد۔ پنڈت جی کی ہدایت کا حال آفتاب تمثال ایک دُنیا پر روشن ہو گیا۔ مگر آپ کی بابت بڑا ہی افسوس ہے کہ جس طرح آپ کے چند بھائی حق پر آ گئے ہیں اگر آپ بھی کفر و ضلالت سے نکل کر خدا کو مکار اور فریبی کہنے سے بچکر بیت الحرام کی پرستش چھوڑ کر حجر الاسود پرستی اور تابوت سکینہ کے آگے انکسار کرنے اور خدا کو راشی و متعصب ماننا ترک کر کے حقانیت و وحدانیت ویددھرم کیطرف رجوع ہو جاتے تو کس قدر دُنیا کو فائدہ پہونچتا۔ اور آپ کا بھلا ہوتا۔ اگرچہ وہ ہادی برحق تشریف فرما ہو گئے۔ مگر

ہنوز آں ابر رحمت دُرفشاں ست ٭ و صداقت راہماں ذکر و بیاں است

آپکو تسلی فرمانا چاہیئے۔ ہم آپ کے خرچ و خوراک کے ذمہ وار ہوتے ہیں۔ زرپرستی چھوڑیئے اور قماربازی سے منہ موڑیئے۔ آپکے پاس وہی شب معراج والی روشنی ہے یا کوئی اور یہ روشنی اب کل تاریک ثابت ہو گئی ہے اور اِس روشنی سے جہاں میں خونخوار طوفان بے تمیزی پھیل گیا ہے یہ آپکی روشنی دوات کی روشنائی ہے اور کسی نے زنگی کا نام کافور کی مثال اسی کے حسب حال بتائی ہے۔ آپ خدا کے بندے نہیں ہیں "غلام احمد" محمد صاحب کے بندہ ہیں اور بقول مولوی عبید اللہ کے ؎

نارِ دوزخ کے ایندھن بن گئے ٭ جو کوئی بندوں کے بندے بن گئے

دوزخ کے بندے ہیں" اگر آپ خدا کے بندے ہوتے تو خداوند تعالیٰ پر اس قدر الزام نہ لگاتے اور اتنے اتہام نہ پھیلاتے۔ بلکہ تاریکی سے نکلنے کی کوشش فرماتے۔ مگر آپ نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ہم آپ کو خدا کا بندہ کس طرح جانیں۔ آپ تو نفس پرست۔ اور نفس کے بندے ہیں اور روپیوں اور نوٹوں کے جمع کرنے کے لئے ہر طرف پھندے لگائے ہیں۔ مولوی رومی آپ کے حق میں کہتا ہے۔ "**اہل دُنیا کافران مطلق اند**"

دس ہزار روپیہ کا اشتہار۔ آپ کا سراپا جھوٹھ اور فریب اور جعل ہے۔ آپکی منقولہ اور غیر منقولہ کسی قسم کی جائداد اِس قیمت کی نہیں ہے۔ تمام قصبہ قادیان کے ہندو مسلمان آریہ وغیرہ میرے گواہ ہیں۔ بلکہ تمام ضلع گورداسپور کے لوگ آپ کی قلاشی اور وجہ معاش سے آگاہ۔ برادر ہند کا رسالہ سوامی جی کے مطالعہ میں نہیں آتا تھا۔ کیونکہ وہ فارسی اردو نہیں جانتے تھے۔ اور پنڈت شیو نرائن برادر ہند کا اڈیٹر سنسکرت نہیں جانتا۔ پس وہ اشتہار محض بے سود و مردود تھا۔ ہاں اگر بھارت مِتر اخبار کلکتہ یا کسی اور اخبار ناگری میں چھپواتے تو بھی ایک بات تھی۔ مگر اُن میں نہیں چھپوایا تعجب یہ ہے کہ آپ کو خدائے مکہ نے جیسا کہ اُس وقت عربی میں الہام ارسال کیا تھا۔ سنسکرت میں کیوں الہام نہ بھیجا تاکہ سوامی جی سے سنسکرت میں مباحثہ کر کے فتحیاب ہوتے۔ اور اُن کے مرنے کے بعد اِس قدر نہ روتے۔ اور نہ بیہودہ غم و غصہ میں زندگی کھوتے۔ مگر ایک خیال گزرتا ہے کہ سوامی جی کے اُپدیشوں سے جب بہت سے محمدیوں نے نہایت ذلیل اعتقاد سے دست کشی کی۔ تو ایسی ایسی باتیں سُن کر مرزا صاحب نے جو چلہ کشی کر رہے تھے رحمن العرش کے حضور درخواست کی ہو گی کہ تو ہمارے بزرگوں کے نام کی شرم رکھ ہمارا تلواری خزانہ مُفت میں برباد ہو رہا ہے۔ کچھ لالعنی خرافات اور واہی اعتراضات لکھ کر اُس کے روکنے کا بندوبست کر۔ اور اُس کو کسی طرح ممانعت فرما۔ تاکہ غلاموں سے ہم محروم نہ رہیں۔ مگر آفتاب صداقت اُن دنوں نصف النہار پر تھا جس نے تھوکا اُس کے مُنہ پر گرا۔ اور جو مقابلہ میں آیا مُنہ کی کھائی۔ اور ویددھرم پر ایمان لایا۔ خدائے محمدیان نے اپنی پاکٹ بک یعنے لوح محفوظ میں دیکھا ہو گا اور عرش پر گھبرایا ہو گا اور اپنے معشوق کی اُمت برباد ہوتی دیکھ کر رمل ڈلوایا ہو گا کہ اُس مہاتما کی میعاد زندگی کس قدر باقی ہے سوامی جی کے انتردھیان ہونے کے بعد رب المسلمین و رب العرش و رب الکعبہ و رب القادیان کو اُن کی موت کی خبر ملی ہو گی تو جھٹ فاختہ یا کبوتر بن قادیان میں اُترا ہو گا۔ اور سلام علیکم کہہ کر حال بتلایا ہو گا۔ سوائے اِس بات کے ہم مرزا صاحب کے دعوی کو اپریل فول سے زیادہ عزت نہیں دے سکتے۔ خدا انہیں ہدایت دیوے۔ اور ویدک دھرم کی طرف رجوع کرے٭

اب ہم محمد صاحب اور سوامی دیانند صاحب کی زندگی کا مقابلہ دکھلاتے ہیں اور اُن کے چال چلن اور خدا شناسی کے بارہ میں فضلاء اسلام کی شہادتیں لاتے ہیں۔ خدا کرے کہ ناظرین حق و باطل میں تمیز فرمادیں٭

محمد صاحب اور سوامی صاحب کی زندگی کا مقابلہ

محمد صاحب	سوامی صاحب
اِن کے والدین بُت پرست تھے۔ اور	آپکا حال پیدائش [illegible] کرم اور جنم بھومی

محمد صاحب

مکہ کے مندر کے پوجاری۔ قرآن میں لکھا ہے۔ سورۃ والضحیٰ ووجدک ضالاً فھدیٰ۔ "اے محمد تو گمراہ تھا پس تجھے ہدایت دی۔" ۲۵ سال کی عمر میں یہ خدیجۃ الکبریٰ ایک مالدار بیوہ عورت سے مبلغان قرض لے کر (گماشتے بنکر) شام کے ملک میں سفر و تجارت کے واسطے گئے اور جب وہاں سے واپس آئے تو اسی خدیجہ عورت سے جس کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔ حضرت نے شادی کی اور مالدار ہو گئے جب تک وہ زندہ رہی دوسری شادی نہیں کی ۲۵ سال تک یہی ایک عورت رہی کیونکہ دولت مند تھی۔ جب وہ مر گئی تو ۵۰ سال کی عمر میں جو پیغمبری کا دسواں سال تھا۔ اول سودہ۔ دوم عائشہ۔ سوم زینب۔ چہارم ام سلمہ۔ پنجم زینب بنت جحش۔ ششم جویریہ۔ ہفتم ام حبیبہ۔ ہشتم صفیہ۔ نہم حفصہ۔ دہم میمونہ کو تصرف میں لائے۔ یہ معہ خدیجہ کے کل گیارہ (۱۱) ہوئیں۔ بعضے مصنف ان سے زیادہ بتلاتے ہیں۔ معارج النبوۃ کے صفحہ ۲۸ رکن چہارم میں لکھا ہے کہ عائشہ بوقت شادی ۹ سالہ بود "اور خدا نے ایک فرشتہ کے ذریعہ دو مرتبہ عائشہ کی تصویر حریر میں نقش کر دا کر محمد صاحب کو خواب میں دکھلائی تھی۔ قبل شادی کے اور اسی روز عائشہ سے زفاف (ہم بستری) کی۔ یہ تمام حال معارج النبوۃ کے صفحہ مذکور میں درج ہے۔

حضرت امام غزالی صاحب کیمیائے سعادت کے صفحہ ۲۴۱ فرماتے ہیں۔ "رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہر شبے نزدیک زنے بودے و عائشہ را دوست تر داشتے و گفتے بار خدایا آنچہ بدست من است جہد میکنم اما دل بدست من نیست و اگر کسے از یک زن سیر شدہ باشد و نخواہد کہ پیش وے رود باید کہ او را طلاق دہد و در بند ندارد۔ کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم سودہ را طلاق خواست دادن کہ بزرگ شدہ گفت من نوبت خود بہ عائشہ دادم مرا طلاق مدہ۔ تا روز قیامت از جملہ زنان تو باشم

سوامی صاحب

علاقہ راجہ موروی کاٹھیاواڑ ہے۔ آپ کے والدین مورتی پوجک اودیچ گوت کے برہمن معزز خاندان تھے۔ سن تمیز سے برہم چرج آشرم یعنے حصول ودیا میں مصروف ہوئے ابتداء میں چند مرتبہ آپ کے والد آپ کو بھی شوالہ میں لے گئے۔ مگر ہمیشہ نئے اعتراض پیدا ہوا کرتے تھے غرضیکہ ایک رات شو راتری کو ان کے والد نے ان کو بھی برت رکھایا۔ اور جب رات کو شب زندہ داری کے لئے بیٹھے انہوں نے پتا سے شکوک رفع کرنے شروع کئے۔ مگر وہ شکوک ایسے نہ تھے جو متروک ہو جاویں۔ شک اول یہ تھا کہ شو کیا چیز ہے؟ اور کہاں رہتا ہے؟ شک دوم یہ تھا کہ اس کی پوجا سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔ انکے والد شریف نے کوئی جواب معقول نہ دیا۔ البتہ یہ کہا۔ کہ یہی مورتی آواہن کرنے سے چیتن ہو جاتی ہے۔ اور موہن بھوگ وغیرہ کو کھاتی ہے۔ آدھی رات کو جب اس مورتی پر چوہے دوڑنے لگے اور مورتی نے کچھ حرکت یا شکنت نہ دکھلائی تو آپکی طبیعت بت پرستی سے قطعی بیزار ہو گئی اور مورتی پوجا سے اسی دن کنارہ کش ہو گئے۔ ان بحثوں سے لاجواب ہو کر والد نے بھی انکو ودیا پڑھنے کیطرف آزاد چھوڑ دیا۔ اس رعایتی سختی کے ایام میں انکی والدہ محترمہ انکی مددگاری کیا کرتی چنانچہ ۱۵-۱۶ سال کی اوستھا تک گھر میں معمولی طور سنسکرت کی کتابیں پڑھتے رہے۔ اسی اثناء میں آپکے چچا اور ہمشیرہ صاحبہ فوت ہو گئے۔ (جنسے سوامی جیو کو زیادہ الفت تھی) انکے وفات پانیسے ان کے دل پر زمانہ کی بے ثباتی بہمہ نوع ثابت ہو گئی۔ اور دنیا فانی سے دل اوچک گیا ہمیشہ طبیعت اداس رہنے لگی۔ اسی تقریب پر والدین نے انکی شادی کا بندوبست کرنا شروع کیا مگر انہوں نے اول تو اس خیال سے کہ ابھی برہم چرج آشرم پورا نہیں ہوا شادی کرنی مناسب نہیں دوم تحصیل علم کا شوق بدستور روز بروز ترقی پر

محمد صاحب

اور طلاق نداد۔ دو شب نزد عائشہ بودے و نزد دیگراں یک شب" اے صاحبان اس مقام پر قرآن کی سورۃ طلاق کو ذرہ غور سے پڑھو جہاں یہ لکھا ہے۔

واتقوا اللہ ربکم لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ وتلک حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ۔ ترجمہ ڈرو اللہ پروردگار اپنے سے مت نکالو عورتوں کو انکے گھروں سے اور نہ نکل جاویں وہ مگر یہ کہ کریں بیحیائی ظاہر اور یہ ہیں حدیں اللہ کی۔ اور جو کوئی نکل جاوے اللہ کی حدوں سے پس تحقیق ظلم کیا اسنے جان اپنی کو (افسوس کہ محمد صاحب نے اس خدائی حد کو توڑ ڈالا۔)

کیمیائے سعادت کے صفحہ ۲۷۸ سطر ۲۱ میں لکھا ہے۔ "در غریب الاخبار است کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گفت در خود ضعف دیدم۔ جبرئیل علیہ السلام مرا ہریسہ خوردن فرمود و سبب آں بود کہ او نہ زن داشت و ایشاں بر ہمہ عالم حرام شدہ بودند و ہمہ ایشاں از ہمہ عالم گسستہ" ترجمہ غرائب اللغات میں لکھا ہے کہ رسول نے کہا اپنے اپنے میں ضعف شہوت کا دیکھا اور جبرئیل سے ذکر کیا یعنے علاج پوچھا جبرئیل نے کہا کہ ہریسہ کھایا کرو۔ حضرت کے ضعف شہوت کا سبب تھا کہ حضرت کی ۹ عورتیں تھیں اور وہ اور لوگوں پر حرام ہو گئی تھیں اور انکی امید سب جہان سے ٹوٹ گئی تھی یعنے وہ اور کسیکے نکاح میں نہیں آ سکتی تھیں (یہی ذکر حدیث میں ہے اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے اور زیادہ صرف یہی عبارت ہے کہ ہریسہ میں چالیس آدمی کی قوت ہے صفحہ ۲۸۲ جلد دوم معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ ایک عورت مسمات میمونہ بنت الحارث اونٹ پر چڑھی ہوئی جا رہی تھی جو اس پر حضرت کا دل مفتون

سوامی صاحب

تھا۔ سوم پابندی عیال و اطفال سے انکی مزاج میں ویراگ آگیا تھا۔ الحاصل ۲۱ سال کی عمر کے بعد بارادہ تحصیل علم گھر سے نکلے۔ رستہ میں ایک فقیر نے ان سے کپڑہ و لوٹہ وغیرہ ٹھگ لیا۔ غرضیکہ شیوراتری کی رات سے (جس میں آریہ ورت کی ترقی و بہبودی کا مبارک پودا بویا گیا تھا) دن بدن اپنے گوہر مقصود کی تلاش میں غواص کی مانند پھر رہے تھے ان کے والد نے خبر پاکر ایکدفعہ ان کو آکر پکڑ بھی لیا تھا مگر وہاں سے بھی بھاگ گئے اور پھر بدیس بہ ملک اور شہر بہ شہر گرسنت و دیا کی تلاش میں سرگرم رہے۔ کہیں کسی مہاتما سے نیایہ یعنے منطق سیکھا کہیں کسی سنت پرش سے ویاکرن یعنے صرف و نحو میں کمال حاصل کیا۔ کسی سے سانکھیہ اور کسی سے ویدانت اور کسی سے جوتش کسی سے میمانسا اور کسی سے ویشیشک کی تحصیل کی۔ ہمالہ کے غاروں اور بدریک آشرم کی گپھاؤں میں رشیوں تپسیوں سے متفرق تمام عقدے حل کئے اور یوگ ودیا کے گیان دھیان میں بھی خوب ملکہ حاصل کیا۔ اس بیت فراغت پاکر ویدوں کی حضوری حاصل کرنیکو مہرشی اور ست وادی وید و گیا فاضل اجل سوامی پورجانند سرستی جی کی خدمت میں تمام منتظر نیاز حاصل کیا۔ و سیونہار ہوا۔ کیسی عجیب بات انہوں نے بھی ان کی شاگردی کو آریہ ورت کے سدھار کا ذریعہ سمجھا۔ انہوں نے بھی شب و روز کی محنت سے چند سالوں میں ہی ویدوں میں تبحر حاصل کیا۔ جب تعلیم سے فارغ ہو چکے۔ تو مہرشی فاضل نے ان سے گرو دکشنا مانگی۔ انہوں نے عرض کی کہ جو میرے پاس ہے۔ دل و جان سے دینے کو حاضر ہوں انہوں نے فرمایا کہ ہم صرف یہ مانگتے ہیں۔ کہ ملک کا بھلا کرو۔ اودیا کو ہٹاؤ۔ وید ودیا کو پھیلاؤ۔ مخلوق پرستی سے خلقت کو بچاؤ۔ انہوں نے معمولی عذر و معذرت کے بعد بسر و چشم منظور کیا فاضل ہادی نے جسقدر ودیا کا سرمایہ علم موجود تھا وہ بھی ان کے سپرد کیا۔ آخری رخصت کا سمت ۱۹۲۰ کے بعد ہے۔ پھر

تکذیب براہین احمدیہ جلد اول

سوم اتر صفحہ ۷۴ تعزیرات ہند کا مطالعہ کرو۔

محمد صاحب

ہوا۔ اور فتویٰ ہی جاری کیا کہ اونٹ اور اونٹ والی میری ہے۔ چنانچہ اُس کے ساتھ وہاں ہی مجامعت کی اور اسکو اپنے ساتھ گھر میں لے آئے اور اونٹ کو بیت المال میں رکھا۔ اور اُسی وقت یہ آیت بیان فرمائی۔

سورۃ احزاب۔ وامراۃ موضعۃ ان وھبت نفسھا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحھا خالصۃ لک من دون المؤمنین

ترجمہ۔ حلال ہے وہ ایمان والی جو بے نکاح اپنا نفس نبی کو بخشدے اگر نبی بھی اس کو اپنے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تیرے واسطے حکم ہے۔“

مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ مسماۃ زینب جو اُسکے پسر متبنٰی زید کی جورو تھی اُس سے بھی حضرت نے بلا نکاح مجامعت کی اور عندالاستفسار فرمایا کہ خدا نے آسمان پر میرا اور زینب کا نکاح پڑھا ہے اور جبرئیل گواہ ہے۔ چنانچہ مفصل حال تفسیر حسینی میں اسطور پر درج ہے۔

سورۃ احزاب۔ فلما قضی زید منھا وطرا زوجنٰکھا لکی لا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیاءھم اذا قضوا منھن وطرا وکان امر اللہ مفعولا۔ ترجمہ۔ پس جب ادا کر لی زید نے اُس سے حاجت ہم نے اُس کو تیری زوجہ کر دیا۔ تاکہ بعد تیرے مسلمانوں پر حرج نہ پاوے انکی جوروں کے حق میں جب ادا کر لیں اُن سے حاجت اور ہے حکم اللہ کا کیا گیا۔ تفسیر سید عالم صلعم (محمد صاحب) بعد از نزول ایں آیت بخانہ زینب رفت۔ بے دستوری زینب گفت یا رسول اللہ بے خطبہ وگواہ حضرت فرمود کہ اللہ المزوج وجبرئیل الشاھد“ زینب ازیں سبب بر سائر زنان فخر میکرد۔ کہ اللہ تعالیٰ مرا تزویج کرد بر پیغمبر ومتولی تزویج شما اولیاء شما بودہ اند“

لالچ وتیغ کے زور سے مذہب چلایا۔ قرآن سورۃ بقر کی آیت ماجعلنا القبلۃ التی کنت علیھا جلالین کا مفسر کہتا ہے۔ وکان صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الیھا فلما ھاجر امر باستقبال بیت المقدس تالیفا للیھود فصلی الیہ ستۃ او سبعۃ عشر شھر ثم حول

ترجمہ۔ یعنے محمد صاحب پہلے کعبہ کی طرف منہ

سوامی صاحب

نفس کشی اور من جیتنے کے خیال سے عرصہ تک ہردوار کے پاس یوگ ابھیاس میں مصروف رہے جب ہر طرح کامل تعلیم یافتہ دانشمند وشاربرگ شانتی پاکر ہو چکے تو ملک کے سدھار پر کمر باندھی اور ہندوستان کو آریہ ورت بنادیا۔ دنیاوی عیش وعشرت کو بمقابلہ ملکی بُرائیاں دور کرنے کے ناچیز جان کر ایشور کی توحید کا نقارہ تمام ملک میں بجا دیا اور تمام عمر نفسانی خواہشوں کو روک کر گمراہی وبُت پرستی کا داغ دامن آریہ ورت سے مٹا دیا اور ظلم وجور چلانے کے عوض ست دھرم کے اور پدیشوں کے نسخہ جات سے اگیان۔ اودیا۔ اندھکار۔ کی مہلک بیماریوں کو جڑوں سے اکھیڑ دیا۔ صداقت طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی اور حق پسندی سے مزاج کو روحانی الفت تھی۔ صدہا ناستکوں کو ایشور کا قایل کرایا۔ ہزاروں خود پرستوں (ویدانتیوں) کو پرمیشور کا بندہ بنایا۔ لاکھوں بُت پرستوں کو نرانکار (غیر مجسم) پرماتما کا ساجد بنایا اور اگیان کے عمیق گڑھے سے نکال نکال کر جگدیشور کے آگے جھکایا تین ہزار برس کی قایم شدہ بُت پرستی کی لاٹھ کو ست ویدوں کے اُپدیش سے نہایت کامل شجاعت سے سخت سختیں کر کے ایک زلزلہ عظیم ڈالکر بالکل اکھاڑ دیا۔ کلک قدرت نے جو کھینچیں پانچ تصویریں ہم اوّل اُن چاروں کو انکو نقش ثانی لکھدیا۔ غرضیکہ آریہ ورت کا سدھار کرتے ہوئے ۱۸۸۳ء کے اخیر ریاست جودھپور میں تشریف لیگئے اور بہت کچھ ست دھرم پھیلایا مگر طبیعت اعتدال پر نہ رہی اور بیمار ہو گئے۔ مہاراجہ صاحب بہادر اُنکی بیماری اور خصوصا اس بات سے کہ اُنکی ریاست میں سوامی جی بیمار ہوئے نہایت آزردہ تھے چنانچہ وقت رخصت سوامی جی کی پالکی کے ہمراہ بہت دور تک پیادہ پا تشریف لاکر افسوس کا اظہار کیا۔ وہاں سے بتقریب

محمد صاحب

کر کے نماز کیا کرتے تھے۔ جب مکہ سے مدینہ گئے تو یہودیوں کی رضامندی کو بیت المقدس کی طرف نماز کرتے رہے پھر اودھر سے پھر گئے اور اُسی کعبہ کی طرف سجدہ کرنے لگے (ذرہ غور سے مطالعہ کرو۔)

مسلمان ہونے کے واسطے روپیہ اور اونٹ وغیرہ بھی دیتے تھے۔ لوٹ میں جو لوگوں کی عورتیں پکڑ لاتے تھے وہ فوجی سپاہیوں کو بھیڑ بکری کی طرح انعام ملتی تھیں۔

(دیکھو قرآن سورۃ نساء)

والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتٰب اللہ علیکم۔

ترجمہ۔ حرام ہیں تم پر نکاح بند عورتیں مگر جو تمہارے ہاتھ آجاویں۔ (لڑائی میں تو حرام نہیں) حکم ہوا اللہ کا تم پر۔ مترجم عبدالقادر فایدہ ہفتم میں بحاشیہ قرآن صفحہ ۸۰ لکھتا ہے کہ کافر مرد اور عورت میں نکاح تھا۔ اور عورت (مسلمانوں کی) قید میں آئے جسکو پہنچے اُسکو حلال ہے

لوٹ کے مال کی ترغیب دیکر بہتوں کو گرویدہ کیا اور اُنہوں نے اُسی لوٹ مار کو دین کمانی جانا اور اس لوٹ کے مال سے اپنا اور خدا کا حصہ بھی ٹھہرایا دیکھو قرآن سورۃ انفال واعلموا انما غنمتم من شیئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل ترجمہ۔ اور جان رکھو کہ جو لوٹ (غنیمت) لاؤ کچھ چیز سو اللہ کے واسطے اُسمیں سے پانچواں حصہ اور رسول کے اور قرابت والے اور یتیم کے اور محتاج کے اور مسافر کے۔ مترجم قرآن صفحہ ۱۸۰ پر حاشیہ پر پڑھتا ہے جو مال کافروں سے لڑ کر لیویں وہ غنیمت ہے اُسمیں پانچواں حصہ نیاز اللہ کی ہے واسطے خرچ رسول کے کہ رسول کو خرچ ہے اپنی ذات کا اور قرابت

سوامی صاحب

تبدیل آب وہوا کوہ آبو پر گئے پھر اجمیر چلے آئے مگر افاقہ نہوا۔ چنانچہ بروز دیوالی بدی اماوس ماہ کاتک وقت شام نہایت آنند وبشاشت میں گائیتری کا جاپ کرکے یہ الفاظ ایشور تیری اچھا پورن ہو کہکر انتقال فرمایا اور اُسی جگہ ویدک قاعدہ سے سنسکار کیا گیا۔ تاریخ ہولی غروب مہر درا جمیر گوئی اب چند غیر متعصب مسلمانوں کی نے تحریر کرتا ہوں۔

مولوی واحد علی صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ ملتان کی۔ منقول از اخبار ریفارمر لاہور صفحہ ۶ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۸۸۳ء

اے آریہ ورت تیری بدقسمتی پر مجھے رونا آتا ہے۔ اے آریہ ورت تیری یتیمی پر میرا دل خون ہوتا ہے اے آریہ ورت تیری بیکسی پر مجھے غیرت آتی ہے اے آریہ ورت تیری بے پر بالی پر میرا دل کملایا جاتا ہے کیسی جلدی تیری تیاری کے سرچشمہ کو بند کر دیا گیا اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم نیر خوار پرورش پائیں؟ اے خدا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم دنیا کی رفتار کے ساتھ قدم اُٹھانا سیکھیں؟ اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم بیجا بیوجہ بے حرمت اور بیہودہ قیود سے رہائی پاویں؟ اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم اُن وہمیات رسمیات کے بندوں سے نجات پائیں ہمارے خدا کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ ہم آپس کے نفاق کو دور کریں؟ اے خدا کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ ہم اپنی اپنی نوع کو اپنا بھائی سمجھ کر اُن سے محبت کرنا سیکھیں۔ اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم علوم علویہ کی تحصیل کریں؟ اے خدا کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ ہم راستی دھرم کو پھر دیکھیں؟ اے خدا کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ ہم اپنا کھویا ہوا نام حاصل کریں؟ اے خدا کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ ہم اُس ست دھرم کو سیکھ کر تیری اُن اعلیٰ انعام کی کیفیت اُٹھائیں جو تو نے اپنے بندوں کے واسطے مخصوص کی ہیں؟ نہیں! اے خدا یہ سب کچھ تیری مرضی کے مطابق اور تیرے منشاء کے موافق ہو رہا تھا۔ پھر کیوں اے خدا تو نے ہمکو یک لخت اسطرح بے سروسامان اور بے مان کر دیا یعنے ہمارے سچے ہادی سری سوامی جی مہاراج دیانند سرستی کو جو ہمیں یہ سب کچھ سکھاتے تھے۔ ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۳ء ۶ بجے شام کے بلایا دیوالی کی رات گو مصنوعی چراغوں سے روز روشن ہے لیکن حقیقی آفتاب عالمتاب غروب ہو گیا۔ ہم بالکل نادان تھے وہ ہمیں ہر ایک چیز کی شناخت کراتا تھا۔ ہم کم طاقتی سے اُٹھ نہیں سکتے تھے۔ وہ ہمیں

محمدؐ صاحب

والوں کا اور حاجتمند مسلمانوں کا اور بعد حضرت کے خرچ ہوئیں سردار کو۔ پھر غنیمت میں چار حصے ہیں سو لشکر کو تقسیم کرنا سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک اور جو مال صلح سے لیا وہ سارا خرچ مسلمانوں کا" افسوس! ؎
اگر تیغ جفا سے شیر نر مارا تو کیا مارا۔
نہ مارا نفس امارہ کو گر مارا تو کیا مارا

اگرچہ خون کا کھانا پینا قرآن میں حرام ہے۔ مگر جنگ احد میں جب حضرت کا خون جاری ہوا تو مالک ابن مثان نے جو ابو سعید خدری کا باپ ہے انکے زخم پر منہ لگا کر خون نوشجان کیا اور محمد صاحب نے فرمایا۔ یہ آدمی بہشتی ہے اور اکثر جاہل لوگوں کو اپنی تھوک پلایا کرتے تھے (دیکھو شفاء قاضی عربی صفحہ ۲۱۲ سطر ۱۴ و ۱۵)

مدارج النبوۃ کے باب اول میں اسطرح مذکور ہے کہ ام ایمن لونڈی نے حضرت کا پیشاب پی لیا اور حضرت نے اسکو نالایق حرکت سے منع نہ کیا بلکہ ہنسکر کہا کہ اب تیرے شکم میں کبھی درد نہو گا۔ اور منہ دھونے یا کرلی کرنیکا بھی حکم نہ دیا۔

دوسری بار ایک عورت برکہ نے انکا پیشاب نوش کر لیا اسکو بھی حضرت نے خوش ہو کر یونہی ارشاد بتلا دیا کہ تو کبھی بیمار نہو گی۔ اور ایک مرد نے بھی ایک بار حضرت کا پیشاب پیا تھا (دیکھو شفاء قاضی عربی صفحہ ۲۱۲ سطر ۲۰)

ایک محمدی حجام نے حضرت کا خون بیماری کا نکلا ہوا پیا تھا حضرت نے اسے ارشاد فرمایا کہ اب تو کبھی بیمار نہوگا۔ حالانکہ خود اسی مغز مدفون سے بیمار رہتے تھے۔

اسی طرح کسی مرض کے سبب حضرت نے پھر خون نکلوایا تھا اسکو عبد اللہ ابن زبیر پی گیا محمد صاحب نے فرمایا کہ اے عبد اللہ اب تو دوزخ میں نہ جاویگا (دیکھو شفاء قاضی عربی صفحہ ۲۱۲ سطر ۱۵)

حضرت نے ایکبار پانی کے پیالہ میں ہاتھ اور منہ دھویا اور اس پانی میں کلی کی اور یار ونکو پینے کیواسطے دیا جسکو بلال اور ابو موسیٰ نے اور ام سلمہ زوجہ آنحضرت نے بھی پیا۔

مدارج النبوۃ اور شفاء میں ہے کہ حضرت کا پاخانہ زمین نگل جایا کرتی تھی جب بی بی عائشہ نے پوچھا تو فرمایا کہ نبیوں اور رسولوں کا پاخانہ زمین نگل جایا کرتی ہے!!!

سوامی صاحب

سکھاتا تھا۔ ہم بے نام گی علم سے بات نہیں کر سکتے تھے۔ وہ ہمیں بولنا سکھاتا تھا۔ ہم ایک دلدل عظیم میں پھنسے ہوئے تھے وہ ہمیں اسمیں سے نکالتا تھا اور خشک ریتی پر لاتا تھا۔ ہم رسومات کی بیڑیاں پیروں میں اور تعصب کی ہتھکڑیاں ہاتھوں میں دیئے ہوئے تھے وہ ہم کو ان سے نجات دیتا تھا۔ ہم اپنے بھائیوں سے حقارت کراتے تھے وہ ہم کو رفاقت سکھاتا تھا۔ ہم اپنی آنکھوں پر پردے اور دلوں پر مہریں رکھتے تھے وہ ان کو اٹھاتا تھا ہم ہاں ہمہ جہ اپنے تئیں سمجھے ہوئے تھے۔ وہ ہمیں بتلاتا تھا کہ ست دھرم کے واسطے ظاہری جہان فضول ہے۔ ہم اس غلط امتیاز کو ثواب جانتے تھے اس نے اس کو عیب ثابت کر دیا۔ ہم نے اپنا ننگ و ناموس گنوا دیا تھا۔ وہ ہمیں پھر دلوانا چاہتا تھا۔ اے خدا ہم تجھ سے بہت دور ہو گئے تھے۔ لیکن اے خدا تو ہی جانے تیرے دل میں کیا آئی کہ تو نے اسکو ہم سے اتنی جلدی جدا کر دیا۔ تیری باتیں تو ہی جانے۔

مولوی محمد مراد علی صاحب اڈیٹر

راجپوتانہ گزٹ کی رائے۔ منقول از اخبار کوہ نور لاہور مطبوعہ نومبر ۱۸۸۳ء صفحہ ۱۴۹۶

جناب اڈیٹر صاحب اخبار کوہ نور تسلیم۔ آپکا اخبار صداقت شعار کوہ نور مورخہ ۱۰۔ نومبر ۱۸۸۳ء میرے روبرو رکھا ہوا ہے جس میں آپ نے کمال دانائی اور دور اندیشی کے ساتھ سری سوامی دیانند سرستی جی مہاراج بیکنٹھ باشی کی یادگار کے بارہ میں کروڑ روپیہ کی رائے ظاہر فرمائی ہے۔ سچ ہے مجھے بھی اسی روز سے جس دن سوامی جی مہاراج نے ہمارے شہر میں انتقال فرمایا۔ انہیں باتوں کا بہت بڑا خیال ہو رہا ہے اور بار ہا اس عرصہ میں کچھ نہ کچھ لکھنے کی ارادہ تھا۔ لیکن پھر اسی خیال سے کہ دیکھیں اہل الرائے علی الخصوص آپ بہ بھائی

محمدؐ صاحب

(دیکھو شفاء قاضی مطبوعہ نولکشور ۱۲۹۴ھ قسم اول باب ثانی فصل ثالث صفحہ ۲۱۲ سطر ۹ سے ۱۸ تک) قاضی عیاض نے شفاء میں لکھا ہے کہ اہل علم کی ایک جماعت قایل ہوئی ہے محمد صاحب کے پاخانہ اور پیشاب کے پاک ہونے پر۔ اور یہ قول علمائے شافعیہ کا ہے کہ حضرت محمد صاحب کا پاخانہ اور پیشاب دونوں پاک کھانیکی مانند طیب اور طاہر تھے اور جناب مولوی محمد علی صاحب قاری امرتسری نے بھی اپنی کتاب میں جو لیسفارش نواب بہاولپور کے طبع کرائی ہے۔ اس بات کی اچھی طرح تصدیق کی ہے۔ آفرین! اسی سے عرب کی جہالت اور اصحاب کی عقلمندی کو جان لینا چاہیئے۔

مذاق العارفین جلد یازدہم صفحہ ۹۰ و ۹۱ میں لکھا ہے کہ محمد صاحب جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے ہر روز انکی چارپائی ایک ایک بیوی کے گھر جاتی تھی آخر یہ قرار پایا کہ حضرت کو بی بی عائشہ سے زیادہ رغبت ہے۔ اور کہ چارپائی اس ہی کے گھر میں رہے اور ایک رفعہ نے ذکر نہیں ۹ بیبیوں سے مباشرت کی اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۸۲ میں لکھا ہے اور یہی ذکر معارج النبوۃ میں بھی ہے رکن چہارم صفحہ ۲۸ شمہ از فضائل عائشہ ودیگر آنکہ وحی الٰہی جل وعلا در بستر وے نازل مے شد" یعنے محمد صاحب کے پاس وحی تب ہی آتی تھی جبکہ حضرت بی بی عائشہ کے لحاف میں ہوتے تھے۔ اور ایسا ہی تواریخ حبیب اللہ میں بھی رقم ہے۔ پس سچ ہے کیوں نہ ہو یہ ایکٹ نبوت ہے اور تواریخ حبیب اللہ کے صفحہ ۶۷ و ۱ فصل ۳۰۔ (مطبوعہ نولکشور ۱۸۸۱ء) میں لکھا ہے کہ موقت وقت روح نہیں نکلتی تھی بہت گھبرا رہے تھے آخر الامر بی بی عائشہ کی جوٹھی مسواک انکے منہ میں چڑائی گئی۔ تب روح نکلا۔ اور یہی ذکر معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ رکن چہارم باب سیزدہم صفحہ ۲۴۲ میں لکھا ہے۔

بصحت رسیدہ کہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گفت در حالت نزع سر مبارک آنسرور درکنار من بود عبد الرحمن بن ابی بکر درآمد در دست او مسواک سبز از چوب اراک بود حضرت رسالتؐ در آن نظر کرد چنانکہ من

سوامی صاحب

جناب ممدوح کی یادگار کے لئے چندہ جمع کرنیکی تجویز کرتے ہیں یا نہیں اور جو کرتے ہیں تو اس چندہ سے کیا یادگار قایم کرنیکی تجویز کرتے ہیں چونکہ سب سے پہلے اس بارہ میں آپ نے عمدہ اور صحیح رائے ظاہر فرمائی ہے جسکو میں بھی ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ یہ تو سب پر ظاہر ہے کہ سوامی جی ممدوح ایسے بزرگ کی کوئی نہ کوئی یادگار قایم ہونی ضرور چاہیئے۔ کیونکہ سوامی جی مرحوم جیسے بزرگ بار بار اس سنسار میں پیدا نہیں ہوتے اگرچہ ہم لوگ ان کی یادگار قایم کرنے میں دل وجان سے کوشش کر رہے ہیں اور کریں گے۔ مگر پھر بھی آپ خوب یاد رکھیں کہ اگر سوامی جی مرحوم کی یادگار ان کے پیرو کار نہ بھی قایم کریں تب بھی سوامی جی ایسے نہ تھے کہ ان کی یادگار اس دنیا کے رہنے والوں کے دلوں سے فراموش ہو جائے۔ بلکہ میرا خیال یہ ہے جسکو میں نہایت صحیح سمجھتا ہوں کہ سوامی جی مہاراج کی یادگار نہ صرف آریہ مت کے لوگوں میں رہے گی بلکہ انگریزوں یہودیوں مسلمانوں وغیرہ کے سوا ان لوگوں کی کتابوں اور دلوں میں بھی سوامی جی کی یادگار ہزاروں برس حتے کہ قیامت تک رہیگی جو ان سے اس دنیا میں جھگڑتے رہے ہیں۔ اور ہمیشہ اُن کی مخالفت میں سعی کرتے رہے ہیں وجہ یہ کہ مسلمانوں کی تیرہویں صدی اور انگریزوں کی اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں ہندوؤں کے مت کا کوئی عالم فاضل ایسا نہیں گزرا جیسا کہ سوامی دیانند جی مہاراج تھے بلکہ اگر میرا خیال صحیح ہے تو سوامی تلسی داس جی مہاراج مشہور ہندی شاعر اور سوامی بلکہ ان کے اجد سوامی دیانند سرستی ہی ایک وید مقدس کے عالم متبحر گذرے ہیں۔ جن کو سوامی تلسی داس اور بلکہ داس پر بھی ترجیح دیں تو جائز ہے۔ کیونکہ جو کام سوامی دیانند جی مہاراج کی ذات بابرکات سے ظہور میں آئے۔ وہ ان دونوں بزرگوں کے خواب وخیال میں بھی نہیں آئے اگر ہم سوامی دیانند جی مہاراج کو تعلقات دنیاوی سے بالکل جدا نہیں بتلا سکتے تو یہ بھی نہیں

محمد صاحب

دانستم کہ آں مسواک رامیخواہد۔ پرسیدم آیا رسول اللہ مسواک میخواہی بسر مبارک اشارت فرمود کہ آرے مسواک از دست برادر خود برگرفتم و بآب دہن نرم ساختم و بآں حضرت دادم بستد و بہ تعجیل مسواک کردن گرفت چناں کہ روئے بر سینہ من بود و نظر بر سقف خانہ میداند خیمت بروح مطہرش بدار البقار حلت کرد۔"

روضتہ الاحباب میں لکھا ہے کہ ایک یہودن کے گھر روٹی کھانیکو گئے اُسنے کھانے میں زہر ڈالدیا اُسی زہر کی تاثیر سے بعد عرصہ بیمار ہوکر فوت ہوئے بابت گدی نشینی کے آخری وقت کچھ کہنا چاہتے تھے۔ قلم دوات مانگی عمر نے کہا اس وقت پیغمبر کے ہوش ٹھکانے نہیں کچھ کا کچھ کہہ رہا ہے۔ اس کے قول پر اعتبار نہیں ہے۔ موت کے درد و غم میں ہے خلاصہ یہ کہ خلافت کی بابت کوئی بندوبست نکر سکے مرنے سے پہلے بڑا سخت بخار آیا اور دردسر پیدا ہوا۔ آخر بی بی عائشہ کے زانو پر سر رکھ کر انتقال فرمایا۔ عمر ۶۳ برس سال کی تھی۔ مدینہ میں دفن ہوئے ❊

روضتہ الاحباب میں عادت آنحضرت (بازوجات) کی بابت لکھا ہے۔ میگفت خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی و بایشاں در غایت مدارا بود واگر التماس امرے بیگانہ از یکے از ایشاں واقعہ شدے در اں معذوری نبودے آں مبذول داشتے و بہ ثبوت پیوستہ کہ گاہے عائشہ صدیقہ از کوزہ آب خوردے حضرت آں کوزہ را ازوے بگرفتے واز موضعے کہ آں آب خوردہ بود آب خوردے و چوں از استخواں بدنداں بازگرفتے حضرت استخواں را ازوے بستدے۔ واز موضع دہان وے گوشت بخوردے و در حالیکہ عائشہ حائض بودے سر در کنار او نہادہ گاہے بروے تکیہ زدہ قرآن خواندے و در سفر دو نوبت با عائشہ دویدن مطابقت نمودہ بار اول عائشہ ازوے درگزشت و نوبت دوم عائشہ فربہ شدہ بود آں حضرت از عائشہ درگزشت۔ پس فرمود ھذا بذاک یعنے ایں سبقت در مقابل آں سبقت واقعہ شد کہ تو بر گرفتہ بودی۔ گاہ بود کہ در حضور مجمع ازواج دست بر کسے از ایشاں بنہادے و مزاح فرمودے

سوامی صاحب

کہ وہ **لوبھ یا موہ کے بس میں تھے**

پس جسقدر لوبھ یا موہ دنیاوی معاملات سے اُن کو تھا۔ وہ اسی لئے تھا۔ کہ خلق اللہ خصوصاً اہل ہنود کو اپنے جوہر علمی سے فائدہ پہونچاویں۔ اگر سوامی دیانند جی مہاراج سنیاس لے کر دنیا کو ترک کرکے اب بھی وہ تارک الدنیا تھے) کر بیٹھتے۔ اور مثل بعض مہاتماؤں کے کسی سے واسطہ نہ رکھتے۔ تو آج روز یہ فوائد جو گروہ ہنود کو پہونچ رہے ہیں۔ کہاں سے پہونچتے۔ پس یہی وجہ ہے کہ دیانند جی مہاراج نے دنیا کو ایسا تیاگ نہیں کیا کہ اس سے بالکل جدا ہو بیٹھتے۔ اور ان کا فضل و کمال یوں ہی پوشیدہ رہکر ہمرنہ نہیں کہ آتماؤں کو نفع پہونچاتا۔ ہمارے نزدیک اس قسم کے سنیاس سے ایسی یہ سنیاس جسمیں سوامی جی مہاراج نے اپنی عمر کو ہدایت کردیا ہزار درجہ بہتر ہے اہل کمال کی پوری قدر دانی انکے مرنے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ پس اب دیکھنا ہے کہ سوامی دیانند جی کے فیض کو جس سے ہزاروں آدمی آسودہ دل سیر ہوتے تھے۔ انصاف پسند اور دانا لوگ یاد کرکے روئیں حضرت ہمارا دل تو سوامی جی کے لئے اس قدر روتا ہے کہ بیان نہیں ہوسکتا۔ **ایسے باکمال** بار بار کہاں پیدا ہوتے ہیں ❊

پس اگرچہ انکی زندگی کے واقعات ہماری یادگار کے محتاج نہیں۔ تو بھی آریہ سبھا والوں پر فرض ہے کہ اس معاملہ میں دائمی درمے سخنے سے بہت جلد کوشش کریں تاکہ ممالک غیر کے باشندے اور آئندہ آنیوالی نسلیں بھی سمجھ لیں کہ ہمارے بزرگ اپنے اہل کمال مرشدوں اور ریفارمروں کی کسقدر خاطر و عزت کرتے تھے۔ اور کیسے دل و جان سے معتقد تھے۔ ایسے کاموں میں ہمت اور قومی اتفاق کے ثبوت کے علاوہ دینی گرمجوشی کا بھی پورا اظہار ہوتا ہے۔ اب یہی یہ بات کہ سوامی دیانند جی مہاراج کی

محمدؐ صاحب

و بسیار بود کہ در یک شب یا در یک روز بر مجموعہ حرمہائے نہ گانہ طواف فرمودے و اکتفا بیک غسل نمودے وگاہ بر ہمہ طواف کردے و در عقب ہر مجامعتے غسل نمودے یا وے گفتند چرا برائے ہمہ یک غسل نمی کنی فرمود ایں طریقہ ازکی و اطہر و اطیب است ام سلمہ گوید رسول صلے اللہ چوں باز یکے از زنان خویش صحبت داشتے چشم مبارک برہم نہادے و جامہ بر سر او پوشانیدے وباں زن گفتے **علیک بالسکینۃ والوقار** و بصحت پیوستہ کہ آنحضرت را در جماع قوت سی مرد از افزایدہ دادہ بودند لاجرم او در احلال بود کہ ہر چند زن خواہد نکاح کند نہ یا زیادہ بر نہ دیگر موجب الی من دنیاکم النساء والطیب و جعل قرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔

روضتہ الاحباب مقصد اول باب ۲ میں لکھا ہے "روایت از عائشہ آنکہ گفت ہیچ من ندیدم ہیچ احدے را کہ مرض بروے صعب بودے از پیغمبر۔ رسول اللہ در مرض موت بسیار اضطراب مے نمود و در فرش خویش منقلب مے شد"

روضتہ الاحباب مقصد اول باب ۳۔ فصل اول۔ از میمونہ بنت الحارث روایت کنند کہ گفت من و رسول خدا ہر دو جنب بودیم من آب انطرف بردا شتم و غسل نمودم مقدارے آب از آں ظرف بماند رسول از آں بقیہ آب غسل نمود گفتم من ازینجا غسل کردہ بودم۔ فرمود **لیس علے الماء جنابۃ**

روضتہ الاحباب مقصد اول باب ۲۔ از وصیت نامہ روز پنجشنبہ کہ مرض پیغمبر اشتداد یافت۔ بایاران فرمود بیائید بنزد من تا برائے شما نوشتہ بنویسم کہ بعد از من گمراہ نشوند۔ پس میان اصحابہ اختلاف واقعہ شد و با دیگر منازعت کردند بعضے از اصحاب گفتند شان او چیست درد حال است آیا ایں سخن از وے مثل اں سخنان است کہ مردم در حین اشتداد میگویند۔ عمر خطاب گفت وجع بر پیغمبر غالب کردہ و نزد آں و نزد شما ہست حسبنا کتاب اللہ ... خصومت و

سوامی صاحب

یادگار کس قسم کی ہونی چاہیئے اِس امر میں آپکی رائے سے مجھے کلی اتفاق ہے۔ سوامی جی کی وہی یادگار انکی موت کے بعد قایم کرنی لازم ہے جسکو زندگی میں وہ دل و جان سے پیار کرتے تھے۔ اور نہ صرف پیار بلکہ اُسکے پورا کرنیمیں اپنی تمام طاقت کو صرف کر رہے تھے وہ کیا ہے؟ **وید کا ترجمہ اور تفسیر** جسکو سوائے سوامی جی کے چاروں جگ میں آجتک کسی عالم نے نہیں کیا۔ کرنا تو کیا ارادہ بھی نہیں ہوا۔ ہوتا کیونکر؟ یہ کام کچھ ایسا ویسا تو تھا ہی نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس یادگار سے تمام آریہ لوگوں کو فائدہ عظیم قیامت تک پہونچتا رہے گا۔ اور آریہ دھرم کے علاوہ تمام قومیں اس چشمۂ فیض سے ابدالاباد تک سیراب ہوتی رہیں گی۔ اور جب ان تفسیروں کو اپنے روبرو رکھیں گے تو وہی لطف حاصل ہوگا جو سوامی جی مہاراج کے گفتگو کرنے اور انکے وعظ مبارک سُننے میں حاصل ہوتا تھا۔ اب فرمائے کہ اسکول یا اور یادگار بنانیمیں یہ لطف کب مل سکتا ہے۔

راقم محمد مراد علی بیمار از اجمیر۔

آنریبل مولوی سید احمد خانصاحب علی گڑھ کالج کے مہتمم کی رائے۔

منقول از اخبار کوہ نور لاہور مطبوعہ سال ۱۸۸۳ء ۱۲۶۵ صفحہ ۱۱

نہایت افسوس کی بات ہے کہ سوامی دیانند سرستی صاحب نے جو زبان سنسکرت کے بہت بڑے عالم اور وید کے بہت بڑے محقق تھے تیسویں اکتوبر ۱۸۸۳ء کو ۶ بجے شام کے اجمیر میں انتقال کیا علاوہ علم و فضل کے نہایت نیک اور درویش صفت آدمی تھے۔ اُنکے معتقد اُن کو دیوتا جانتے تھے۔ اور بے شبہ اسی لایق تھے وہ صرف جوتی سروپ نرنکار کے سوائے دوسرے کی پوجا جائز نہیں رکھتے تھے ہم سے اور سوامی دیانند مرحوم سے بہت ملاقات تھی ہم ہمیشہ انکا نہایت ادب کرتے تھے کیونکہ ایسے عالم اور عمدہ شخص تھے کہ ہر مذہب والے کو اُن کا ادب لازم تھا۔ شاید ہماری سمجھ کی غلطی ہو۔ مگر ہم کو خیال ہے کہ سوامی صاحب میٹر لینے مادی کو جیسے وہ

محمد صاحب

منازعت نمودند۔ چوں لغو و اختلاف از حد گزرانیدند فرمود برخیزید از من پیشِ من کہ سزاوار نیست نزدِ ہیچ پیغمبرے با آنکہ فرمود نزدِ من مردیست کہ عبداللہ بن عباس گفت بدرستیکہ بزرگ آں بود کہ نگذاشتند کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم وصیت نامہ بنویسند۔“

مرتے وقت فرقت عائیشہ سے گریان تھے اور اُس کے حسن خوبصورتی پر نگران خدا نے اُسکا بُت بنا کر جنت میں دکھلایا تب دل بیچین کو قرار آیا۔

چنانچہ مدارج النبوۃ میں ہے رسول خدا فرمود بہ تحقیق آسان کردہ شد بر من موت زیرا کہ دیدم بیاض کف دست عائشہ را در بہشت و معلوم شدہ است کہ محبت عائیشہ مر آنحضرت ادرا نحائت مرتبہ کمال بود تا کہ صبر نمے توانست کرد از وے پس متمثل ساختہ شد عائیشہ برائے وے در جنت تا آسان شود بروے موت بجہت آں۔ زیرا کہ زندگانی خویش در اجتماع محبان است ٭

جس طرح کے جور و ظلم سے دین چلایا۔ اُن سے اگرچہ کوئی عقلمند بھی ناواقف نہیں مگر پھر بھی ایکخاص واقعہ کیطرف توجہ دلاتا ہوں ؎

شنیدم کہ طے در زمانِ رسول ٭ نکردند منشورِ ایمان قبول
فرستاد لشکر بشیر و نذیر ٭ گرفتند ز ایشاں گروہے اسیر
بفرمود کشتن بہ شمشیر کین ٭ کہ ناپاک بودند ناپاک دیں
زنے گفت من دختر حاتمم ٭ بخواہید زیں نامور حاکمم
کرم کن بجائے من اے محترم ٭ کہ مولائے من بود زاہل کرم
بفرمان پیغمبر پاک رائے ٭ گشادند زنجیرش از دست و پائے
دراں قوم باقی نہادند تیغ ٭ کہ رانند سیلابِ خوں بیدریغ

(بوستان باب ۲)

غرضیکہ اسی طرح صد سالہ خونریزی اور لشکر کشی سے عرب۔ شام۔ روم۔ ایران و مصر کی ولایت نے سپاہِ عرب سے مغلوب ہو کر جبراً دین محمدی قبول کیا (دیکھو سیرت الرسل اور تاریخ ابو الفدا کتاب خامس)

اب اے ناظرین انصاف قرین خدا کیواسطے حق و باطل میں تمیز کر کے جھوٹھ کو چھوڑ دو ٭

سوامی صاحب

ہا یا سے تعبیر کرتے تھے قدیم ازلی مانتے تھے اگر اُن کا یہ خیال نہ ہوتا تو نسبت ذات باری کے اُنکا اور مسلمانوں کا عقیدہ بالکل متحد تھا بہر حال ایسے شخص تھے جنکا مثل اسوقت ہندوستان میں موجود نہیں ہے اور ہر شخص کو اُن کی وفات کا غم کرنا لازم ہے کہ ایسا بے نظیر شخص اُنکے درمیان سے جاتا رہا۔

تاریخ وفات سوامی صاحب طبعزاد مولوی عبدالرحیم صاحب مدرس مدرسہ وزیر وال

منقول از اخبار آریہ مترا امرتسر مطبوعہ ۳ جنوری ۱۸۸۳ء نمبر ۳ جلد ۱

بگو عبدالرحیم ایں سانحہ پُر درد و غم افزا
کہ ایں آشوبِ محشر زا چساں اُفتاد در دُنیا
بماہِ کاتک و روزِ دیوالی نسی اکتوبر
غبار تیرہ شد از سمت اجمیر آنچناں پیدا
کہ شد یوم الضحی لیل الدجے در دیدہ مردم
مگر گوئی کہ گردید آفتاب از چرخ ناپیدا
ز ہر جانب صدائے گریہ و احسرتا خیزاں
بلند از ہر طرف افسوس و آہ و دردا و دیلا
بدل گفتم مگر محشر بپا شد ہاں ہے ہاتف گفت
کہ نشنیدی سفر کرد از جہاں آں زبدۃ الحکما
مہاراج سوامی دیانند آں فخر اشراقیں
کہ در زیر شامیں شد ہدایت بخش در دُنیا
بہندوستاں چو شمع آریہ مذہب منور کرد
چراغ مشرب ویدانت ہم افروخت در دُنیا
شدم اندوہ گیں زیں خبر وحشت اثر غم پرور
شدم در فکر تاریخ وفاتِ آں مقدس را
چو پُرسیدم زہاتف سن عیسی سمت بکرم
بسن یکہزار و ہشتصد ہشتاد و سہ گفتا
مگر گفتمش تاریخ سن عیسوی گفتے
مگر از سمت بکرم دگر تاریخ ہم فرما۔
بخندہ گفت سن عیسی ست از ظاہر شن ملہر
ز اعداد حروف فش سمت بکرم شود پیدا
بریں صنعت کہ از یکمادہ دو تاریخ حاصل شد
بفضل حق چشم انصاف است از اہل ہنر ما را۔

تکذیب براہین الاحمدیہ کا خاتمہ باخیر

اے ناظرین صداقت قرین! جس قدر مرزا صاحب نے اپنے الہامی اور قرآنی خزانہ سے بیمعنی اور خیالی اعتراض کئے تھے اُن کے جواب باصواب اول مرتبہ یکم اکتوبر ۱۸۸۴ء کو روبرو ایک جماعت کثیرہ کے آریہ سماج گورداسپور میں سُنائے گئے تھے (باعث اس کا صرف یہی تھا کہ شاید کتاب دیر سے طبع ہووے جہاں پر باوجود فاصلہ قریب کے اشتہار ارسال کرنے پر بھی مرزا صاحب مباحثہ کیواسطے تشریف نہ لائے۔

دوسری مرتبہ قادیان میں جا کر تمام باشندگان قادیان کو جواب براہین الاحمدیہ کا اول مرزا صاحب کی کتاب سے اعتراض پھر اپنی کتاب سے اور زبانی جواب سنائے گئے۔ جس سبب سے اُس گردنواح کا بچہ بچہ اُنکی مکاری و عیاری سے خبردار ہو گیا۔ قادیان جانیکے وجوہات ذیل ہیں:۔

اول ۔ مرزا صاحب نے اشتہار دیا تھا کہ جو آریہ ہمارے پاس آوے اور ایکسال رہے۔ اگر اس عرصہ کے اندر خوارق عادات و کرامات و صداقت دینِ اسلام سے مشرف نہووے تو ہم اُس کو دو سو ماہوار کے حساب سے ہرجانہ یا جرمانہ دیوینگے۔

دوم ۔ وہاں آریہ سماج بھی نہیں تھا۔ اُس کا قیام بھی اُس نواح میں ضروری جانا گیا۔ چونکہ مرزا صاحب نے جواب معقول دینے سے انکار کیا۔ اس واسطے نامہ نگار سفر دور دراز کی تکالیف اُٹھا کر قادیان میں گیا۔ اور کامل دو ماہ وہاں رہا۔ اُنہیں دنوں میں پرماتما کی کرپا سے آریہ سماج بھی قایم ہو گیا۔ ہر روز وید مقدس کا اُپدیش ہوتا رہا۔ مرزا صاحب کو کسی شرط پر قایم کرانیکے واسطے تین مرتبہ الہامی کوٹھ (مرزا جی کے بالاخانہ) پر بھی گیا۔ مگر مرزا صاحب کسی شرط پر نہ ٹھہرے۔ ایکدن سے لیکر دو سال تک رہنے کی شرائط کو بھی منظور کیا مگر مرزا صاحب کسی اقرار پر نہ جمے۔ اگر کچھ کرامات کا نام و نشان بھی ہوتا تو ٹھہرتے مگر وہاں تو آسمانی نشان کا نام و نشان ندارد ہے۔ ہاں! خدا کے فضل سے اتنا ضرور ہوا کہ اُنکی آمدنی کے تمام جایز وسایل بند ہو گئے۔ یکوں میں بیٹھ کر دور دراز شہروں سے مُسافروں کا پیر صاحب کی زیارت کو آنا اور نذرین چڑھانا قطعی مسدود ہوا۔ آخر نوبت باینجا رسید کہ تمام جمع کئے ہوئے سرمایہ کو کھا چکے اور کچھ روپیہ قرض لے کر انبالہ کی طرف ہجرت کر گئے ؎

نہاں زباں سے نکالی بُتِ قرآنی نے ٭ نہ چیں جبیں سے اُتاری ستم کے بانی نے
ہزاروں چوچلے کرتا رہا قسم کے ساتھ ٭ نہ اِک بھی پورا کیا مُنکرِ زمانی نے
دِکھلاکے ناز کرشمہ جہاں کو بھلایا ٭ بہت سا لوٹا ہے لوگوں کو قادیانی نے
سبھوں کو دیتا تھا بیٹے پر اُسکی بدقسمت ٭ نہ چھوڑا اُس کو صحیح حمل کی گرانی نے
نجومی لوگوں کو بتلاتا تھا فلک کے حال ٭ بلا میں ڈالا اُسے قہرِ آسمانی نے
بڑا جو بول ہے ہر ایک کو گراتا ہے
رُلایا مرزا کو بھی اُسکی لن ترانی نے

افسوس! کہ باوجود اس قدر دعاوی کے مرزا صاحب نے کسی کو بھی بپایہ صداقت نہ پہونچایا۔ اور ہمیشہ عند الاستفسار مکر و فریب کو کام فرمایا۔ قادیان کے لوگ بچے سے بوڑھے تک سبھی اُنکی حیلہ پردازیوں اور روبہ بازیوں سے آگاہ ہو کر میری اس تحریر کے گواہ ہیں جس قدر معترض نے آریہ دھرم پر اعتراض کئے تھے اُن کے جواب باصواب معہ حوالہ جات وید و قرآن کے تحریر کر دیئے بسبب وعظ و اُپدیش آریہ دھرم اور سفر دور دراز کے کتابوں کا ساتھ رہنا مشکل ہے۔ اس سبب سے بھی تاخیر ہوئی ورنہ کب کی طبع ہو جاتی مگر پھر بھی بقول۔ دیر گیر و سخت گیرد مر ترا۔ دیر آید درست آید۔ پر عمل ہو کر مُفصل حوالہ جات تحریر کئے گئے ٭

بہت سے مسلمان بھائیوں کو بھی اس کے مطالعہ سے فائدہ پہونچا۔ اور قلمی

کتاب کی نقلیں بھی دور دور چلی گئی ہیں - یہ **تکذیب** براہین الاحمدیہ کے ہر چہار حصوں کے جواب میں **حصہ اول** ہے - جو ہر طرح عقلی و نقلی شہادتوں سے مکمل ہے - اگر مرزا صاحب کچھ اور بولیں گے تو ہم بھی قرآن کی باقی ماندہ قلعی کھولیں گے - ورنہ اہل حق کے واسطے یہ کافی ہے - بلکہ اگر سچ پوچھو تو آئینہ قرآن ہے - ہر ایک محمدی بھائی سے گذارش ہے کہ مطالعہ فرمانے سے پہلے بغض اور کینہ کو خزینہ سینہ سے کنارہ کر دلویں - اور حق کی قبولیت کے واسطے ایشور سے پرارتھنا کریں - تب یقین کامل ہے کہ گوہر مراد حاصل کریں گے ؎

گر نیاید بگوش رغبت کس — بر رسولاں بلاغ باشد و بس

التماس

اے محمدی بھائیو اور ہمارے بچھڑے ہوئے دوستو! آریہ ستان کے ٹکڑو اور بھارت کے لخت جگرو!! ہندوستان کے پیارو!!! پرماتما نے آپ کو اور ہم کو ایک ہی قسم کے عناصر خمسہ سے پیدا کیا - ایک ہی دانہ پانی ہمارے لئے مستعمل ہے - ایک ہی ہوا پر ہماری گذران ہے ایک ہی زمین ہماری استراحت کو ہے مگر باوجود اینہمہ ہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں - بھائیوں کو قصائیوں سے بدتر مخالف جانتے ہیں - باوجود قدرتی تعلقات کے ہم بعد المشرقین کی مسافت میں پڑے ہوئے ہیں اس گذارش سے جو میرا مدعا ہے اُسے غور سے پڑھو یعنی بچارو سوچو مطالعہ کرو - دل میں جگہ دو - بعد ازاں جو چاہو سو کہو تخمیناً سات سو سال کا عرصہ گذرا کہ ہم دونو قومیں ایک ہی تھیں - ہمارا دھرم ایک تھا - ہمارے کرم ایک تھے - ہمارے باپ دادا ایک ہی مسلسل سلسلہ میں تھے - ہماری خوراک ایک ہی تھی اور ہماری پوشاک بھی ایک ہی تھی - ہمارے خون ایک ہی تھے - اور ہماری حرلیتیں بھی ایک ہی - اُسوقت آپ جانتے ہیں کہ ہماری اور آپ کی تفریق نہ تھی - اور نہ کسی طرح قومی نفاق تھا جب مغرب کیطرف سے تیغ کا طوفان آیا - اور جبر اکراہ سے تلوار چلانے اور جور و ظلم کمانے لگے - ایسے وقت میں فاتح اور مفتوح کی جو حالت ہوتی ہے وہ کسی تواریخ دان انصاف پسند سے مخفی نہیں ہے - پس اُس بادشاہ گردی کے زمانہ میں جب کہ جسکی لاٹھی اُسی کی بھینس کی نوبت تھی اور ہر ایک کو جان و مال کی حفاظت کی تشویش پڑ رہی تھی - باپ بیٹے کے اور بھائی بھائی کے خبر گیراں بلکہ خیر خواہی کے خواہاں کم تھے - محمود غزنوی کے جور و ظلم - اورنگ زیب کے کشت و خون - محمد شاہ اور نادر شاہ کے زمانہ کی قتل عام - احمد شاہ ابدالی اور تیمور وغیرہ کی خونریزیاں جنکے ہاتھوں سے اتہاس یعنے تواریخ خون رو رہی ہے - وہی زمانے تھے جن سے آپکی اور ہماری جدائی کی نامبارک بنیاد رکھی گئی - وہی دور تھے جبکہ یہ نفاق کی برائی کا بیج بویا گیا - وہی وقت تھے جبکہ پھوٹ کے پودے بوئے جانیکا آغاز ہوا - پست ہمت اور بزدل اولاد جنہوں نے جان پیاری کی طمع نفسانی کے دام میں شہوت جوانی کے سبب ہمت ہاری - وہی لوگ خواہ زور یا ناجائز طور سے دین مسلمانی پر مجبور ہوئے ❋

فخر قوم آریہ حقیقت راۓ کی داستان جس قدر قابل افسوس اور حسرتناک ہے - اُس سے کوئی مسلمان بھائی بھی انکار نہیں کر سکتا - اور جس قدر ظلم سے اُس طفل رستم دل کی جان لی گئی - اہل درد و منصف مزاجوں کے دل اُس کے واسطے تا ہنوز آنسو بہاتے ہیں - غرضیکہ اس قسم کے جور و جفاؤں اور ظلم و ربادؤں سے آپ کے بزرگوں کو دین اسلام قبول کرایا گیا - اور ہزاروں لاکھوں بزرگ اُس طفل معصوم کی طرح اُن (حملہ آوروں) کے ہاتھوں اور تلواروں سے شہید ہوئے - مگر تھوڑے عرصہ کے بعد وہ جوش ذوالفقاری پر زوال آیا اور سلطنت نے پلٹا کھایا - داناؤں نے سچ کہا ہے ؎

جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں
سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھو شمشیر کا

پرمیشور نے اُن کے قہر سلطانی سے بچانے کے لئے کمپنی کو تجارت ہند کے لئے مستعد بنایا - جس نے اُن ظالموں کے پنجوں سے علم او تدبیر سے اور عقل اور شمشیر سے ہندوستان کے اسیروں کو چھوڑایا - لوگ امن و چین سے زندگی گذارنے لگے اور بیقرار دلوں کو قرار آیا - بعد ازاں جب کمپنی کے ٹھیکہ کی میعاد منقضی ہوئی تو جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند و انگلینڈ دام سلطنتہا نے عنان حکومت قبضہ خود میں لاکر علم و عقل کا پھیلانا شروع کیا - جسکی برکت و اقبال سے ہر طرف سے امن و امان ہوکر چوروں کے ظلم اور راہ چلتوں کے تشدد کی تباہی رفع ہوئی - لوٹیروں سے اہل ملک نے نجات پائی اور سبھی اپنی اپنی حالتوں کو سنبھالنے لگے - جب علم نے آنکھیں کھولیں اور ظلم کی تلوار ٹکڑے ہو گئی - تب بہت سے دانا دلوں اور بزرگوں کے خون پر فدا ہونیوالوں نے پرائیشچت کی تجویز کی - مگر ہمارے برہمن بھائی خوف و رعب گذشتہ سے واپس کرنے پر راضی نہ ہوئے - چنانچہ وہ اُس وقت غلطی یا کسی خاص مصلحت سے شدھ نہ کئے گئے - مثل مشہور ہے کہ "سو برس کے بعد خدا کوڑھی کی بھی سنتا ہے" ہندوستان کی بری حالت نے بھی پلٹا کھایا اور آفتاب صداقت وید دھرم نے طلوع فرمایا یعنے جب زمانہ نحوست اور ایام برائی منقطع ہوئے تو شریمان پرم سجان سوامی دیانند سرستی جیو رونق افروز ہوئے - جو اور لوگوں سے طمع اور تلوار سے نہ ہوسکا وہ دلائل و براہان اور نصیحت و اپدیش سے کر دکھلایا - اسوقت تک قریباً ڈیڑھ ہزار ۱۵۰۰ کے مسلمان و عیسائی شدھ ہندو بھائی بعد پرائیشچت دست اُپدیش کے آریہ دھرم میں واپس کئے گئے - اور صدقدل سے اُنہوں نے بھی ضلالت سے نکلکر وید مقدس پر ایمان لایا - اور نہایت محبت و پریم سے ہمارے برہمن بھائیوں نے بھی اُنہیں بھائی سمجھ برادری میں شریک فرمایا اور گذشتہ قصورات معاف فرمائے - کیونکہ وہ غلطی اور ظلم پر مبنی تھے - تمام آریہ ورت کے فاضل پنڈت اُس مہاتما کے شکرگذار ہو کر دھنواد دے رہے ہیں - بنارس - جموں - امرتسر - لاہور کے مہاتما پنڈتوں نے اس مبارک کام میں فتویٰ دیدیئے - جوق در جوق لوگ شدھ ہو رہے ہیں اور عربی کی یہ مثال و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا اُور دیکھے تو لوگوں کو داخل ہوتے ہیں پرماتما کے سچے دھرم میں گروہ گروہ" بکثرت سے سچا دھرم پھیل رہا ہے اور لوگ بھولے ہوئے پرائیشچت کرا رہے ہیں - آپ میں اگر بزرگوں کے خون کا ذرہ نشان باقی ہے - اگر اُن پرشوں کے تسلسل قومی کا کچھ اثر ہے - اگر ملکی و قومی ہمدردی نام تک موجود ہے - اگر زندگی کی سچائی کی کچھ تاثیر رکھتے ہو - اگر پرماتما سے محبت کی حقیقی التجا ہے - اگر علمی خزانوں سے مستفیض ہونا چاہتے ہو - اگر اُس پاک زبان کے مخفی جوہروں کی چمک سے دل منور کرنا چاہتے ہو - اگر ظلم و ستم اُٹھانیکے عادی نہیں ہوئے - اگر تواریخ سے کچھ بھی سبق سیکھا ہے - اگر اخلاق و محبت کا دماغی اثر رکھتے ہو تو اے پیارو عزیزو بھائیو! آؤ! ملو!! پریم سے سوچو بچارو!!! جسکو غلط سمجھو چھوڑ دو - حقیقی جوش سے چھوڑ دو - سچی زندگی کے لئے چھوڑ دو - دلی ایمان سے چھوڑ دو - خدا کے واسطے چھوڑ دو - کفر کو دل میں مت رکھو - ہٹ دھرمی کو مت چھپاؤ - بغض و تعصب کے نزدیک مت جاؤ - کسنے ڈھونڈھا؟ جسے نہ ملا - اور کسنے چاہا؟ جسنے نہ دکھائی دیا - صداقت اور پیار سے اس کو مطالعہ کرو - تاکہ نفاق دور ہو کر ہم اور آپ بھائی بنیں - خدا آپ کو توفیق دیوے - اے پرماتما ہماری التماس ہمارے محمدی بھائیوں کے دلوں میں عموماً اور مرزا صاحب کے دلمیں خصوصاً جاگزین کر تاکہ نفاق کا ستیاناس ہو اور دھرم کا پرکاش -

الملتمس خیر خواہ ملک و قوم آریہ مسافر لیکھرام

ضمیمہ کتاب ہذا متعلق خطوط و اشتہارات

خط و کتابت

نمبر ۱

جناب مرزا صاحب ہادی اسلام خدا ہدایت دیوے - بعد آداب دوستانہ کے گذارش ہے -
آپ کا خط مطبوعہ مطبع مرتضائی لاہور ملا تاریخ آج میرے مطالعہ سے گذرا - خدا
آگاہ ہے کہ جب سے آپ نے براہین احمدیہ کا ابتدائی اشتہار سفیر ہند اخبار میں
طبع کرایا تھا اُس روز سے آج تک جس قدر آپ نے خامہ فرسائی کی ہے سب کو بغور ملاحظہ
کرتا رہا اور ہمیشہ اشتیاق ملاقات کا رہا - خط کے مضمون کو کما ینبغی پڑھا - یہ خط جس
کے لکھنے کی آپ کو بقول آپ کے مضمون خدا کی طرف سے اجازت ہوئی ہے - کہ ہم آریہ لوگوں
اور غیر مذہب والوں کو بھی آپ دین اسلام کی طرف مدعو کریں - اور جو کوئی ہم میں سے
اس منشاء سے بشرط آپ کے پاس ایک سال تک رہنے کے اگر وہ کوئی نشان آسمانی
یا کرامات صداقت دین اسلام و قرآن کو نہ دیکھے اور تسلی پا کر مسلمان نہ ہووے - تو آپ
اُسکو دو سو روپیہ ہرجانہ یا جرمانہ ماہوار کے حساب سے دینا منظور کرتے ہیں - پس آریہ سماج
کے مبارک اصول نمبر ۴ کے بموجب جس کا مطلب یہ ہے کہ سچ کے اختیار کرنے اور
جھوٹھ کے چھوڑنے میں ہمیشہ مستعد رہنا چاہئیے - راقم الحروف آپ کی خدمت میں بنابر
دریافت نشان آسمانی و معجزات و صداقت دین اسلام کے حاضر ہونیکو بموجب آپکے
دعدہ کے مستعد ہے - مگر بایں شرط کہ آپ اول بحساب دو سو روپیہ ماہوار کے کل ۲۴۰۰ روپیہ
ایک سال کا داخل خزانہ سرکار فرما دیویں اور اقرارنامہ تحریر کر دیویں کہ اگر ایک سال تک
آپ کی ہدایت اور آسمانی نشانات و معجزات وغیرہ سے تسلی نہ پا کر آپ کے دین کو قبول
نہ کروں تو وہ ۲۴۰۰ روپیہ بطور ہرجانہ کے بلا عذر و حیلہ خزانہ سرکار سے مجھکو ملجاوے -
اور وہ روپیہ تا انقضائے میعاد ایک سال کے خزانہ سرکار میں کفول رہے اُسکے واپس لینے
کا آپکو اختیار نہ ہوگا - جواب اس عریضہ نیاز کا اندر میعاد ایک ہفتہ کے بمقام آریہ سماج لاہور میرے
پاس ارسال فرماویں - اگر حسب شرائط مطبوعہ جناب کے یہ شرائط آپ قبول یا منظور نہ فرماویں گے
تو سمجھا جاویگا کہ آپنے بہ تحریص لغو تبلا کر اپنے خلاف دعوی کو ثابت کرنا چاہا ہے اور ایسی آپکو
دعوی کی تکذیب بھی لازم آویگی اور تمام خاص و عام میں مشتہر کیا جاویگا - اگر آپ اپنے دعوی میں سچے
ہیں تو مندرجہ بالا تحریر کو منظور فرما کر بندوبست کریں - مجھے ایک سال تک آپکی شاگردی بھی
دل سے منظور ہے - بر وقت آپنے کامل جواب کے داخل ہو جانے مبلغان ہرجانہ کے اور
تجویز ہو جانے شرائط اقرارنامہ کے بندہ بلا عذر حاضر خدمت ہو جاویگا - ۳ اپریل ۱۸۸۵ء

پنڈت لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور مقام امرتسر -

جواب - از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بطرف پنڈت لیکھرام صاحب - بعد ما وجب آپکا
خط ملا - آپ لکھتے ہیں کہ خط مطبوعہ مطبع مرتضائی لاہور میرے مطالعہ سے گذرا لیکن
میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک یہ خط آپنے مطالعہ نہیں کیا - کیونکہ تحریر آپ کی شرائط مندرجہ خط
مذکورہ بالا سے بکلی برعکس ہے - اول اس عاجز نے اپنے خط مطبوعہ کے مخاطب وہ لوگ ٹھہرائے
ہیں کہ جو اپنی قوم میں معزز علماء اور مشہور اور مقتدا ہیں - جنکا ہدایت پانا ایک گروہ کثیر پر موثر
ہو سکتا ہے مگر آپ اس حیثیت اور مرتبہ کے آدمی نہیں ہیں - اور اگر میں نے اس رائے پر غلطی
کی ہے - اور آپ فی الحقیقت مقتدا و پیشوائے قوم ہیں - تو جنت خوب میں زیادہ تر آپ کو
تکلیف دینا نہیں چاہتا صرف اتنا کریں کہ پانچ آریہ سماج میں آریہ سماج قادیان - آریہ
سماج لاہور - آریہ سماج لدھیانہ - آریہ سماج امرتسر - آریہ سماج لدھیانہ میں جسقدر ممبر ہیں سب
کیطرف سے ایک اقرارنامہ حلفاً اس مضمون کا پیش کریں کہ جو پنڈت لیکھرام صاحب ہم سب
لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں اگر اس مقابلہ میں مغلوب ہو جاویں گے اور کوئی نشان آسمانی
دیکھ لیں گے تو ہم سب لوگ بلا توقف شرف اسلام سے مشرف ہو جائیں گے - پس اگر آپ
مقتدائے قوم ہیں تو ایسا اقرارنامہ پیش کرنا آپ پر کچھ مشکل نہیں ہوگا - بلکہ تمام لوگ آپ کا
نام سنتے ہی اقرارنامہ پر دستخط کر دینگے - کیونکہ آپ پیشوائے قوم جو ہوئے لیکن اگر آپ اپنا
مقتدائے قوم ہونا ثابت نہ کر سکیں اور ایسا اقرارنامہ مرتب کر کے دو ہفتہ تک میرے پاس
نہ بھیج دیں تو آپ ایک شخص عوام الناس سے سمجھے جائینگے جو قابل خطاب نہیں یہ بات آپ
پر واضح رہے کہ ہمارا میں خط مطبوعہ میں شرط یہی درج ہے کہ مقتدائے قوم ہو (دیکھو سطر
دہم خط مطبوعہ) اب مقتدا ہونا بجز مقتدیوں کے اقرار کے کیونکر ثابت ہو - اور یہ بات کہ ہم نے
اپنے خط میں یہ شرط لازمی کیوں رکھی کہ شخص ممتحن مقتدائے قوم ہو عوام الناس سے نہ ہو اس شرط
کی وجہ یہ ہے کہ عوام الناس میں سے کسیکو مغلوب اور قائل کرنا دوسروں پر موثر نہیں ہو سکتا -
بلکہ ایسے شخص کے تجربہ کے خواص لوگ سادہ لوحی اور عدم بصیرتی پر حمل کرتے ہیں اور بجائے
اسکے کہ کوئی گروہ اُسکا اتباع کر کے راہ راست پر آوے - حق کی ہدایت پاتی تو کسی غرض نفسانی پر
مبنی سمجھ لیتے ہیں ماسوا اسکے ان خطوط مطبوعہ کے بھیجنے سے میری غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک
قسم پر حجت پوری ہو کر حصہ پنجم میں اس اتمام حجت کا حال درج کیا جائے - لیکن ایک عامی آدمی کے
قائل اور مسلمان ہو جانیسے قوم پر کیونکر حجت پوری ہو جائیگی - عامی کا عدم قوم کے نزدیک برابر
ہے کیا اس جگہ کے بعض آریہ سماج کے ممبر و نکی شہادت سے جنہوں نے بچشم خود بعض نشانوں کو
دیکھا ہے آپ لوگ مسلمان ہو سکتے ہیں؟ تو پھر کیونکر امید رکھیں کہ آپ کی شہادت قوم پر موثر ہوگی -
حالانکہ آپ قادیان کے بعض آریوں سے جنہوں نے بعض نشانوں کو مشاہدہ کیا ہے حیثیت
اور عزت اور لیاقت میں زیادہ نہیں ہیں - بہرحال ہمکو اُس خط مطبوعہ پر عمل کرنا لازم ہے جسکو
آپ بنظر سرسری دیکھ چکے ہیں - اگر قوم کے مقتدا مخاطب ہونیکے لئے مخصوص نہوں تو
یہ سلسلہ قیامت تک ختم نہوگا - مناسب ہے کہ آپ بہت جلد اسکا جواب لکھیں کیونکہ اگر
آپ مقتدا قوم کے قرار پا گئے تو دوسرے مراتب اسکے بعد طے ہونگے - اور جو مبلغ دو سو روپیہ
ماہواری کے حساب سے دو ہزار چار سو روپیہ سالانہ بصورت مغلوبیت دینا تجویز کیا ہے - یہ بھی اسی
لحاظ سے مقتدائے قوم کیوجہ سے قرار پایا ہے - خواہ وہ مقتدا تمام روپیہ آپ رکھے یا قوم جو اقرار
نامہ پر دستخط کرینگے اپنے اپنے حصہ کے لائق - اب خلاصہ کلام آپ یہ یاد رکھیں کہ ہم نے تین ماہ تک
حصہ پنجم کا چھپنا ملتوی کر کے ہر ایک قوم کے سرگروہ کو خطوط مطبوعہ بصیغہ رجسٹری بھیجے
تھا - کیونکہ قوم کے سرگروہ کل قوم کا حکم رکھتے ہیں عوام الناس سے ہم کو کچھ سروکار نہیں
اور نہ اس طور سے بحث کا سلسلہ کبھی ختم ہو سکتا ہے -

جو شخص ہمارے مقابل پر آنا چاہے (آپ ہوں یا کوئی اور ہو) اول اُس کو یہ ثبوت دینا چاہیے
کہ درحقیقت وہ مقتدائے قوم ہے - اور اُس کی قوم کے لوگ اس بات پر مستعد ہیں
کہ اُس کے قائل اور اقراری ہو جانیسے بلا حجت و حیلہ دین اسلام میں داخل ہو جاوینگے
سو مناسب ہے کہ آپ سعی اور کوشش کر کے پانچوں آریہ سماج کے جسقدر ممبر ہوں اُنسے
حلفاً اقرارنامہ لیلیں اور نام بنام اُن سے دستخط کرائیں اور اس اقرارنامہ پر دس
باہمیں متفرق مسلمانوں اور بعض آریوں کے دستخط بھی ہوں تا کہ وہ اقرارنامہ مع
آپکے اقرار اور ہمارے اقرار کے چند اخباروں میں چھپوایا جاوے - لیکن جب تک آپ اس
طور سے اپنا سرگروہ ہونا ثابت نہ کریں تب تک آپ عوام الناس میں سے محسوب ہونگے
ہمارے خط کو غور سے دیکھو اور اُس کے منشاء کے مطابق قدم رکھو - ان خطوط
سے اصل مطلب ہمارا یہی تھا کہ قوموں کے سرگروہوں کو قائل یا لاجواب کر کے

فٹ نوٹ خطوط مندرجہ ضمیمہ ہذا سوائے خط نمبر ۵ کے اخبار کوہ نور و آفتاب پنجاب و خیر خواہ کشمیر میں شائع
ہو چکے ہیں -

تکذیب براہین احمدیہ جلد اول

کل قوموں پر (ہندو ہوں یا عیسائی) اتمام حجت کیا جائے پس جو لوگ سرگروہ ہیں نہیں انکے لاجواب یا قایل کرنے سے ہمارا مطلب کیونکر پورا ہوگا۔ اور حصہ پنجم کے چھپنے کی کب نسبت آپکی اور اگر خدا توفیق دیوے تو اپنے آریہ بھائیوں کی شہادت کو ہی کافی سمجھو کیونکہ وہ بھی آخر تمہارے ہی بھائی ہیں۔ والدعا۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ ۱ اپریل ۱۸۸۵ء

۳۔ (جواب الجواب) مرزا صاحب آپکا خط۔ بجواب میرے نیاز نامہ کے آج ۹۔ اپریل ۱۸۸۵ء کو موصول ہوا۔ اُسکے پڑھنے سے اور ہی کیفیت نظر آئی۔ سچ ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں۔ اور دکھلانیکے اور۔ میرا خیال تھا۔ کہ آپ بموجب مضمون خط کے وعدہ کے بھی ویسے ہی سچے ہونگے۔ مگر وہ غلط نکلا۔ بیشک آپ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ گم آن شد کہ دنبال داعی نرفت۔ مگر آریہ سماج والوں کا اعتقاد بالکل اسکے مختلف ہے۔ آریہ سماج والے لکیر کے فقیر نہیں ہیں اور نہ کسی بشیر و نذیر کے دام ہیں اس پر ہر ایک شخص بصحت عقل و درستی حواس و صفائی باطن آریہ سماج کا ممبر ہے۔ اور وید مقدس کا پیرو۔ ہم کسی انسان کے بندے نہیں ہیں اور نہ کسی مردہ یا زندہ کے گردیدہ کا۔ ہماری پاک سوسائٹی کا اصول یہ ہے کہ نار دوزخ کے ارادے ٹھن گئے۔ جو کوئی بندوں کے بندے بنگیے۔ آپ بقول شخصے۔ آب ندیدہ و موزہ از پا کشیدہ پر عمل کر رہے ہیں۔ مگر قبل از مرگ واویلا خوب نہیں ہے۔ خدانخواستہ بالفرض محال کسی آریہ کا دین اسلام قبول کرنا وید مقدس اور دھرم منبرک پر کسی طرح کا حرف نہیں لاسکتا۔ مہربا من تلوار کے دین اور پیار کے دین جہاد کے دین اور انجاد کے دین۔ طمع کے ایمان اور صداقت کے بیان میں بین زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ ایک معزز کے ایمان لانے سے جاہل قوم مایل ہو جاتی ہے۔ مگر عاقل اور مہذب قوم اس اندھا دھند کارروائی سے شرماتی ہے۔ عقلا اس بھیڑ یا چال سے دور ہیں۔ اور جہالت سے نفور۔ ؎

گاہ باشد کہ کودکے ناداں　　بغلط بر ہدف زند تیرے

دشخنے از حکیم روشن رائے　　برنیاید درست تدبیرے

آپکا یہ تحریر فرمانا کہ آریہ سماج قادیان۔ آریہ سماج لاہور۔ آریہ سماج پشاور۔ آریہ سماج امرتسر۔ آریہ سماج لودہیانہ میں جس قدر ممبر ہیں سب کیطرف سے ایک اقرار نامہ حلفاً اس مضمون کا پیش کریں۔ جو پنڈت لیکھرام صاحب جو ہم سب لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اگر اس مقابلہ میں مغلوب ہو جائینگے۔ اور کوئی نشان آسمانی دیکھ لینگے تو ہم سب لوگ بلاتوقف شرف اسلام سے مشرف ہو جائینگے۔ الخ اس بات کو تصدیق کرتا ہے کہ حیلہ جو را بہانہ بسیار ہیں اوپر تحریر کر چکا ہوں۔ کہ ہم آریہ دہرم والے صداقت کے مرید ہیں۔ طمع کے شہید نہیں کیا آپ مندرجہ ذیل معزز و محقق مسلمانوں کے آریہ ہو جانیسے دید و کت دھرم کو گرہن کرنے کے لئے مجبور ہو سکتے ہیں۔ نام ان بزرگوں کے یہ ہیں جنہوں نے لیاقتِ علمی و صداقت باطنی و روشنی روحی سے تحقیقات کامل کر کے آریہ دھرم کو اختیار کیا ہے اگرچہ وہ تعداد میں کئی ہیں۔ مگر چند بھائیوں کے نام درج کرتا ہوں۔ مولوی محمد عمر صاحب۔ مولوی عبداللہ صاحب۔ مولوی غلام شاہ صاحب۔ قاضی نظام الدین صاحب۔ حافظ غلام مصطفیٰ صاحب وغیرہ۔ پس یہاں پر اگر آپکا قول درج کر دوں۔ تو عین مناسب ہے۔ کہ اگر خدا آپکو توفیق دیوے تو اپنے مسلمان بھائیوں کی شہادت کو کافی سمجھو۔ کیونکہ آخر وہ بھی تمہارے بھائی ہیں۔ الخ۔

مرزا صاحب اپنے گھر میں کچھ کا کچھ سمجھ لینا شایانِ شان عقلمندی نہیں ہے بالفرض محال اگر آپ آریہ ہو جاویں۔ تو کیا آپکے بھائی رشتہ دار وغیرہ موضع قادیان کے رہنے والے اہل اسلام آریہ دھرم کو قبول کرینگے۔ کبھی نہیں۔ پر اس معاملہ میں زیادہ تحریر واجب نہیں جانتا ہوں۔ مگر صرف اتنا لکھنا ضروری ہے ؎ باندازۂ بود باید نمود + خجالت بزد آنکہ بنمود بود + مرزا صاحب ادعائے بےمعنی سے سوائے خجالت کے

اور کچھ فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ جیسے اگر آپ بعد کامل تحقیقات کے آریہ ہو جاویں۔ تو آریہ دھرم کی صداقت کا عمدہ ثبوت ہے۔ ویسا ہی ایک میرے جیسے کا خدانخواستہ مسلمان ہو جانا۔ دین اسلام کی خوارق عادات کا ایک بہتر و برتر معجزہ ہوگا۔ چونکہ مجھے آریہ سماج قادیان کے ممبروں سے آپکے کراماتی مایہ کی قلعی کھل چکی ہے۔ پس آزمودہ را آزمودن جہل است۔ علاوہ بر آں وہاں کوئی ایسی سماج بھی نہیں ہے۔ صرف دو تین ممبر آریہ سماج والے رہتے ہیں۔ آپکا یہ تحریر فرمانا کہ خواہ وہ مقتدا تمام روپیہ آپ رکھے یا قوم جو اقرار نامہ پر دستخط کریگی۔ اپنے اپنے حصہ بھیر الیں۔ الخ۔

یہ درحقیقت آپکی خوش فہمی ہے۔ ورنہ آریہ سماج والوں کا یہ اعتقاد و خواہش نہیں ہے +

پس اب آخری خلاصۃ عرض ہے کہ آپکا یہ تحریر کرنا کہ ہر پانچ سماجوں کے ممبروں سے اقرار نامہ حلفاً تحریر کروا کر ارسال کریں صرف ٹال مٹال اور حیلہ پردازی و ظاہر آرائی معلوم ہوتی ہے ورنہ جس سماج سے چاہیں۔ آپ براہ راست یا میری معرفت وغیرہ طور پر تسلی کر سکتے ہیں میں اس طمع نفسانی سے پاک ہوں۔ نہ آپ کے گنج قارون کے حاصل کرنیکی کسی طرح کی تمنا ہے صرف تحقیق حق منظور رہے ہے مگر افسوس کہ آپ بالکل پہلو تہی فرما رہے ہیں۔ ہاں یہ تو میں خود بھی لکھتا ہوں۔ کہ عوام آریہ سے نہیں ہوں بلکہ خاص سے ہوں

پس مصرعہ جو اِس پر بھی نہ سمجھے پھر تو اُس بت سے خدا سمجھے۔

اگر جواب کامل اس کا ایک ہفتہ تک نہ آیا تو مفصل حال آپکے دعویٰ کا اخباروں میں طبع کیا جاویگا۔ ۹۔ اپریل ۱۸۸۵ء۔

نیازمند لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور۔ از مقام لاہور۔

۴۔ ردجواب۔ مشفق پنڈت لیکھرام صاحب۔ بعد ما وجب آپکا خط مرقومہ ۹ اپریل ۱۸۸۵ء مجھ کو ملا۔ آپنے بجائے اسکے کہ میرے جواب پر انصاف اور صدق دل سے غور کرتے۔ ایسے الفاظ دور از تہذیب و ادب اپنے خط میں لکھے ہیں جو میں خیال نہیں کر سکتا کہ کوئی مہذب آدمی کسی سے خط و کتابت کر کے ایسے الفاظ لکھنا روا رکھے پھر آپنے اُسی اپنے خط میں ہنسی اور تمسخر اور ہنسی کی راہ سے دین اسلام کی نسبت توہین اور ہتک کے کلمات تحریر کئے ہیں اور بغیر سوچنے سمجھنے کے ہجو ملیح کی طرح مکروہ اور نفرتی باتوں کو پیش کیا ہے اگرچہ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ اِس قدر طالب حق ہیں۔ لیکن پھر بھی میں نے مناسب سمجھا کہ آپکی سخت اور بدبودار باتوں پر صبر کر کے دوبارہ آپکو اپنی منشاء سے مطلع کروں۔ کیونکہ یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ شاید آپنے میرے پہلے خط کو غور سے نہیں پڑھا۔ صاحب میں نے جو پہلے خط میں لکھا تھا اُس کا خلاصہ مطلب یہی ہے۔ جواب میں گذارش کرتا ہوں یعنی ان دنوں میں اتمام حجت کی غرض سے میں نے یہ مناسب سمجھا کہ سات سو خط چھپوا کر اُن مخالفین مذہب کیطرف روانہ کروں جو اپنی اپنی قوم کے سرگروہ اور میر مجلس ہیں اور یہ قرار پایا کہ چونکہ ہر ایک قوم میں اوسط اور ادنیٰ درجہ کے آدمی ہزارہا بلکہ لکھوکھہا ہوا کرتے ہیں اسلئے یہ مناسب ہے کہ یہ خطوط مطبوعہ اُن چیدہ چیدہ اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کیطرف روانہ کئے جائیں۔ کہ جو خواص اور قلیل الوجود آدمی ہیں۔ پھر ساتھ ہی یہ بھی سوچا گیا کہ ایسے لوگ اگر قادیان میں ایک برس تک ٹھہرنے کیلئے بلائے جائیں تو اُن کی دنیوی عزت اور آمدنی کے لحاظ سے ۲۰۰ روپیہ ماہواری اُن کے لئے شرط مقرر کرنا مناسب ہوگا۔ کیونکہ یہ خیال کیا گیا کہ وہ لوگ جس قدر اپنے اپنے مکانات میں بذریعہ نوکری یا تجارت وغیرہ وجوہ معاش حاصل کرتے ہیں۔ وہ غالباً اسی اندازہ کے قریب قریب ہوگا۔ غرض جو ۲۰۰ روپیہ کی رقم تجویز کی گئی وہ بنظر اندازہ وجوہ معاش اُن اعلیٰ درجہ کے سرگروہوں کی مقرر ہوئی تا وہ لوگ یہ عذر پیش نہ کریں۔ کہ قادیان میں ٹھہرنے سے ہمارا ۲۰۰ روپیہ ہرج منصور ہے اور اسی غرض سے خطوط مطبوعہ میں یہ بھی اندراج

ضمیمہ کتاب ہذا متعلق خطوط و اشتہارات

خط و کتابت

نمبر ۱

جناب مرزا صاحب ہادی اسلام خدا ہدایت دیوے۔ بعد آداب دوستانہ کے گذارش ہے۔ آپ کا خط مطبوعہ مطبع مرتضائی لاہور ملا تاریخ آج میرے مطالعہ سے گذرا۔ خدا آگاہ ہے کہ جب سے آپ نے براہین احمدیہ کا ابتدائی اشتہار سفیر ہند اخبار میں طبع کرایا تھا اُس روز سے آج تک جس قدر آپنے خامہ فرسائی کی ہے سب کو بغور ملاحظہ کرتا رہا اور ہمیشہ اشتیاق ملاقات کا رہا۔ خط کے مضمون کو کما ینبغی پڑھا۔ یہ خط جس کے لکھنے کی آپ کو بقول لئے مضمون خدا کی طرف سے اجازت ہوئی ہے۔ کہ ہم آریہ لوگوں اور غیر مذہب والوں کو بھی آپ دین اسلام کی طرف مدعو کریں۔ اور جو کوئی ہم میں سے اس منشاء سے بشرط آپ کے پاس ایک سال تک رہنے کے اگر وہ کوئی نشان آسمانی یا کرامات صداقت دین اسلام و قرآن کو نہ دیکھے اور تسلّی پا کر مسلمان نہ ہووے۔ تو آپ اُسکو دو سو روپیہ ہرجانہ یا جرمانہ ماہوار کے حساب سے دینا منظور کرتے ہیں۔ پس آریہ سماج کے مُبارک اصول نمبر ۴ کے بموجب جس کا مطلب یہ ہے کہ سچ کے اختیار کرنے اور جھوٹھ کے چھوڑنے میں ہمیشہ مُستعد رہنا چاہیئے۔ راقم الحروف آپ کی خدمت میں بنابر دریافت نشان آسمانی و معجزات و صداقت دین اسلام کے حاضر ہونیکو بموجب آپکے وعدہ کے مُستعد ہے۔ مگر بایں شرط کہ آپ اول بحساب دو سو روپیہ ماہوار کے کل ۲۴۰۰ روپیہ ایک سال کا داخل خزانہ سرکار فرما دیویں اور اقرارنامہ تحریر کر دیویں کہ اگر ایک سال تک آپ کی ہدایت اور آسمانی نشانات و معجزات وغیرہ سے تسلّی نہ پا کر آپ کے دین کو قبول نہ کر دوں تو وہ ۲۴۰۰ روپیہ بطور ہرجانہ کے بلاعذر و حیلہ خزانہ سرکار سے مجھکو مل جاوے۔ اور وہ روپیہ تا انقضائے میعاد ایک سال کے خزانہ سرکار میں کفول رہے اُسکے واپس لینے کا آپکو اختیار نہوگا۔ جواب اس عریضہ نیاز کا اندر میعاد ایک ہفتہ کے بمقام آریہ سماج لاہور میرے پاس ارسال فرما دیں۔ اگر حسب شرائط مطبوعہ جناب کے یہ شرائط آپ قبول یا منظور نفرماویں گے۔ تو سمجھا جاویگا کہ آپنے یہ تحریص لغو تعلّی کر اپنے خلاف دعوی کو ثابت کرنا چاہا ہے اور اسی سے آپکے دعوی کی تکذیب بھی لازم آویگی اور عام و خاص میں مشہر کیجاویگی۔ اگر آپ اپنے دعوی میں سچے ہیں تو مندرجہ بالا تحریر کو منظور فرما کر بندوبست کریں۔ بندے کو ایک سال تک آپکی شاگردی بھی دل سے منظور ہے۔ بر وقت آپ کے کامل جواب کے اور داخل ہو جانے مبلغان ہرجانہ کے اور تجویز ہو جانے شرائط اقرارنامہ کے بندہ بلاعذر حاضر خدمت ہو جاویگا۔ ۳ اپریل ۱۸۸۵ء

پنڈت لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور مقام امرت سر۔

۲ جواب۔ از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بطرف پنڈت لیکھرام صاحب۔ بعد ما وجب آپکا خط ملا۔ آپ لکھتے ہیں کہ خط مطبوعہ مطبع مرتضائی لاہور میرے مطالعہ سے گذرا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک یہ خط آپنے مطالعہ نہیں کیا۔ کیونکہ تحریر آپ کی شرائط مندرجہ خط مذکورہ بالا سے کلی برعکس ہے۔ اول اس عاجز نے اپنے خط مطبوعہ کے مخاطب وہ لوگ ٹھہرائے ہیں کہ جو اپنی قوم میں معزز علماء اور مشہور اور مقتدا ہیں۔ جنکا ہدایت پانا ایک گروہ کثیر پر موثر ہو سکتا ہے مگر آپ اس حیثیت اور مرتبہ کے آدمی نہیں ہیں۔ اور اگر میں نے اس رائے پر غلطی کی ہے۔ اور آپ فی الحقیقت مقتداء و پیشوائے قوم ہیں۔ تو بہت خوب میں زیادہ تر آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا صرف اتنا کریں کہ پانچ آریہ سماج میں آریہ سماج قادیان۔ آریہ سماج لاہور۔ آریہ سماج پشاور۔ آریہ سماج امرت سر آریہ سماج لدھیانہ میں جسقدر ممبر ہیں سب کیطرف سے ایک اقرارنامہ حلفاً اس مضمون کا پیش کریں کہ جو پنڈت لیکھرام صاحب ہم سب لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں اگر اس مقابلہ میں مغلوب ہو جاویں گے اور کوئی نشان آسمانی دیکھ لیں گے تو ہم سب لوگ بلا توقف شرف اسلام سے مشرف ہو جائیں گے۔ پس اگر آپ مقتدائے قوم ہیں تو ایسا اقرارنامہ پیش کرنا آپ پر کچھ مشکل نہیں ہوگا۔ بلکہ تمام لوگ آپ کا نام سنتے ہی اقرارنامہ پر دستخط کر دینگے۔ کیونکہ آپ پیشوائے قوم جو ہوئے لیکن اگر آپ اپنا مقتدائے قوم ہونا ثابت نہ کر سکیں اور ایسا اقرارنامہ مرتب کر کے دو ہفتہ تک میرے پاس نہ بھیجدیں تو آپ ایک شخص عوام الناس سے سمجھے جائینگے جو قابل خطاب نہیں یہ بات آپ پر واضح رہے کہ اسی واسطے میں خط مطبوعہ میں شرط یہی درج ہے کہ مقتدائے قوم ہو (دیکھو سطر و ہم خط مطبوعہ) اب مقتدا ہونا بجز مقتدیوں کے اقرار کے کیونکر ثابت ہو۔ اور یہ بات کہ ہم نے اپنے خط میں یہ شرط لازمی کیوں رکھی کہ شخص ممتحن مقتدائے قوم ہو عوام الناس سے نہ ہو اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ عوام الناس میں سے کسیکو مغلوب اور قایل کرنا دوسروں پر موثر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسے شخص کے تجربہ کے خواص لوگ سادہ لوحی اور عدم بصیرتی پر حمل کرتے ہیں اور بجائے اسکے کہ کوئی گروہ اُسکا اتباع کر کے راہ راست پر آوے۔ حق کی ہدایت پانی کو کسی غرض نفسانی پر مبنی سمجھ لیتے ہیں ماسوا اسکے ان خطوط مطبوعہ کے بھیجنے سے میری غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک قسم پر حجت پوری ہو کر حصہ پنجم میں اس اتمام حجت کا حال درج کیا جائے۔ لیکن ایک عامی آدمی کے قایل اور مسلمان ہو جانیسے قوم پر کیونکر حجت پوری ہو جائیگی۔ عامی کا عدم وجود قوم کے نزدیک برابر ہے کیا اس جگہ کے بعض آریہ سماج کے ممبر ونکی شہادت سے جنہوں نے بچشم خود بعض نشانوں کو دیکھا ہے آپ لوگ مسلمان ہو سکتے ہیں؟ تو پھر کیونکر امید رکھیں کہ آپ کی شہادت قوم پر موثر ہوگی۔ حالانکہ آپ قادیان کے بعض آریوں سے جنہوں نے بعض نشانوں کو مشاہدہ کیا ہے حیثیت اور عزت اور لیاقت میں زیادہ نہیں ہیں۔ بہرحال ہمکو اس خط مطبوعہ پر عمل کرنا لازم ہے جسکو آپ بنظر سرسری دیکھ چکے ہیں۔ اگر قوم کے مقتدا مخاطب ہونیکے لئے مخصوص نہوں تو یہ سلسلہ قیامت تک ختم نہوگا۔ مناسب ہے کہ آپ بہت جلد اسکا جواب لکھیں کیونکہ اگر آپ مقتدا قوم کے قرار پاگئے تو دوسرے مراتب اسکے بعد طے ہونگے۔ اور جو مبلغ دو سو روپیہ ماہواری کے حساب سے دو ہزار چار سو روپیہ سالانہ بصورت مغلوبیت بنا تجویز کیا ہے۔ یہ بھی اسی لحاظ سے یعنے مقتدائے قوم کی وجہ سے قرار پایا ہے۔ خواہ وہ مقتدا تمام روپیہ آپ رکھے۔ یا قوم جو اقرارنامہ پر دستخط کریگی اپنے اپنے حصہ بھر الیں اب خلاصہ کلام آپ یہ یاد رکھیں کہ ہم نے تین ماہ تک حصہ پنجم کا چھپنا ملتوی کر کے ہر ایک قوم کے سرگروہ کو خطوط مطبوعہ بصیغہ رجسٹری بھیجے تھا۔ کیونکہ قوم کے سرگروہ کل قوم کا حکم رکھتے ہیں عوام الناس سے ہم کو کچھ سروکار نہیں اور نہ اس طور سے بحث کا سلسلہ کبھی ختم ہو سکتا ہے۔

جو شخص ہمارے مقابل پر آنا چاہے (آپ ہوں یا کوئی اور ہو) اوّل اُس کو یہ ثبوت دینا چاہیئے کہ درحقیقت وہ مقتدائے قوم ہے۔ اور اُس کی قوم کے لوگ اس بات پر مستعد ہیں کہ اُس کے قایل اور اقراری ہو جانیسے بلا حجت و حیلہ دین اسلام میں داخل ہو جاینگے سو مناسب ہے کہ آپ سعی اور کوشش کر کے پانچوں آریہ سماج کے جسقدر ممبر ہوں اُنسے حلفاً اقرارنامہ لیلیں اور نام بنام اُن سے دستخط کرائیں اور اس اقرارنامہ پر دس بیس متفق مسلمانوں اور بعض پادریوں کے دستخط بھی ہوں تاکہ وہ اقرارنامہ مع آپکے اقرار اور ہمارے اقرار کے چند اخباروں میں چھپوایا جاوے۔ لیکن جب تک آپ اس طور سے اپنا سرگروہ ہونا ثابت نہ کریں تب تک آپ عوام الناس میں سے محسوب ہونگے ہمارے خط کو غور سے دیکھو اور اُس کے منشا کے مطابق قدم رکھو۔ ان خطوط سے اصل مطلب تو ہمارا یہی تھا کہ قوموں کے سرگروہوں کو قایل یا لاجواب کر کے

فٹ نوٹ خطوط مندرجہ ضمیمہ ہذا سوائے خط نمبر ۵ و ۶ کے اخبار کوہ نور آفتاب پنجاب خیر خواہ کشمیر میں شایع ہو چکے ہیں۔

کل قوموں پر (ہندو ہوں یا عیسائی) اتمام حجت کیا جائے پس جو لوگ سرگروہ ہی نہیں اُنکے لاجواب یا قایل کرنے سے ہمارا مطلب کیونکر پورا ہوگا۔ اور حصہ پنجم کے چھپنے کی کب نوبت آئیگی اور اگر خدا توفیق دیوے تو اپنے آریہ بھائیوں کی شہادت کو ہی کافی سمجھو کیونکہ وہ بھی آخر تمہارے ہی بھائی ہیں۔ والدعا۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۸ اپریل ۱۸۸۵ء

۳ (جواب الجواب) مرزا صاحب آپکا خط۔ بجواب میرے نیاز نامہ کے آج ۹۔ اپریل ۱۸۸۵ء کو موصول ہؤا اُسکے پڑھنے سے اور ہی کیفیت نظر آئی۔ سچ ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانیکے اور ہوتے ہیں۔ اور دکھلانیکے اور۔ میرا خیال تھا۔ کہ آپ بموجب مضمون خط کے وعدہ۔ کے بھی ویسے ہی سچے ہونگے۔ مگر وہ غلط نکلا۔ بیشک آپ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ گم آن شد کہ دنبال داعی نرفت۔ مگر آریہ سماج والوں کا اعتقاد بالکل اسکے مختلف ہے۔ آریہ سماج والے لکیر کے فقیر نہیں ہیں اور نہ کسی بشیر و نذیر کے دام ہیں اس پر ہر ایک شخص بعنعت عقل و درستی حواس و صفائی باطن آریہ سماج کا ممبر ہے۔ اور وید مقدس کا پیرو ہے ہم کسی انسان کے بندے نہیں ہیں اور نہ کسی مردہ یا زندہ کے گردیدہ کا۔ ہماری پاک سوسائٹی کا اصول یہ ہے کہ نار دوزخ کے ارادے ٹھن گئے۔ جو کوئی بندوں کے بندے بنگئے۔ آپ بقول شخصے۔ آب ندیدہ و موزہ از پاکشیدہ پر عمل کر رہے ہیں۔ مگر قبل از مرگ واویلا خوب نہیں ہے۔ خدانخواستہ بالفرض محال کسی آریہ کا دین اسلام قبول کرنا وید مقدس اور دھرم متبرک پر کسی طرح کا حرف نہیں لاسکتا۔ مہربامن تلوار کے دین اور پیار کے دین جہاد کے دین اور اتحاد کے دین طمع کے ایمان اور صداقت کے بیان میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ ایک معزز کے ایمان لانے سے جاہل قوم مایل ہو جاتی ہے۔ مگر عاقل اور مہذب قوم اس اندھا دھند کارروائی سے شرماتی ہے۔ عقلا اس بھیڑ یا چال سے دور ہیں۔ اور جہالت سے نفور۔ ؎

گاہ باشد کہ کودکے ناداں بغلط بر ہدف زند تیرے

وگفتے از حکیم روشن راے بر نیاید درست تدبیرے

آپکا یہ تحریر فرمانا کہ آریہ سماج قادیان۔ آریہ سماج لاہور۔ آریہ سماج پشاور۔ آریہ سماج امرتسر۔ آریہ سماج لودھیانہ میں جس قدر ممبر ہیں سب کیطرف سے ایک اقرار نامہ حلفاً اس مضمون کا پیش کریں۔ جو پنڈت لیکھرام صاحب جو ہم سب لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اگر اس مقابلہ میں مغلوب ہو جائینگے۔ اور کوئی نشان آسمانی دیکھ لینگے تو ہم سب لوگ بلا توقف شرف اسلام سے مشرف ہو جائینگے الخ اس بات کو تصدیق کرتا ہے کہ حیلہ جو را بہانہ بسیار ہیں اور یہ تحریر کر چکا ہوں۔ کہ ہم آریہ دہرم والے صداقت کے مرید ہیں۔ طمع کے شہید نہیں کیا آپ مندرجہ ذیل معزز و محقق مسلمانوں کے آریہ ہو جانیسے وید و کت دھرم کو گرہن کرنے کے لئے مجبور ہو سکتے ہیں۔ نام ان بزرگوں کے یہ ہیں جنہوں نے لیاقت علمی و صداقت باطنی و روشنی روحی سے تحقیقات کامل کرکے آریہ دھرم کو اختیار کیا ہے اگرچہ وہ تعداد میں کئی ہیں۔ مگر چند بھائیوں کے نام درج کرتا ہوں۔ مولوی محمد عمر صاحب۔ مولوی عبداللہ صاحب۔ مولوی غلام شاہ صاحب۔ قاضی نظام الدین صاحب۔ حافظ غلام مصطفیٰ صاحب وغیرہ۔ پس یہاں پر اگر آپکا قول درج کر دوں۔ تو عین مناسب ہے۔ کہ اگر خدا آپکو توفیق دیوے تو اپنے مسلمان بھائیوں کی شہادت کو کافی سمجھو۔ کیونکہ آخر وہ بھی تمہارے بھائی ہیں۔ الخ۔

مرزا صاحب اپنے گھر میں کچھ کا کچھ سمجھ لینا شایانِ شان عقلمندی نہیں ہے۔ بالفرض محال اگر آپ آریہ ہو جاویں۔ تو کیا آپکے بھائی رشتہ دار وغیرہ موضع قادیان کے رہنے والے اہل اسلام آریہ دھرم کو قبول کرینگے۔ کبھی نہیں۔ پس اس معاملہ میں زیادہ تحریر واجب نہیں جانتا ہوں۔ مگر صرف اتنا لکھنا ضروری ہے ؎ باندازۂ بود باید نمود + خجالت بزد آنکہ بنمود بود + مرزا صاحب ادعائے بیمعنی سے سوائے خجالت کے

اور کچھ فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ جیسے اگر آپ بعد کامل تحقیقات کے آریہ ہو جاویں۔ تو آریہ دھرم کی صداقت کا عمدہ ثبوت ہے۔ ویسا ہی ایک میرے جیسے کا خدانخواستہ مسلمان ہو جانا۔ دین اسلام کی خوارق عادات کا ایک بہتر و برتر معجزہ ہوگا۔ چونکہ مجھے آریہ سماج قادیان کے ممبروں سے آپکے کراماتی مایہ کی قلعی کھل چکی ہے۔ پس آزمودہ را آزمودن جہل است۔ علاوہ برآں وہاں کوئی ایسی سماج بھی نہیں ہے۔ صرف دو تین ممبر آریہ سماج والے رہتے ہیں۔ آپکا یہ تحریر فرمانا کہ خواہ وہ مقتدا تمام روپیہ آپ رکھے یا قوم جو اقرار نامہ پر دستخط کریگی۔ اپنے اپنے حصہ ٹھیرالیں۔ الخ۔

یہ درحقیقت آپکی خوش فہمی ہے۔ ورنہ آریہ سماج والوں کا یہ اعتقاد و خواہش نہیں ہی +

پس اب آخری خلاصتاً عرض ہے کہ آپکا یہ تحریر کرنا کہ ہر پانچ سماجوں کے ممبروں سے اقرار نامہ حلفاً تحریر کروا کر ارسال کریں صرف ٹال مٹال اور حیلہ پردازی و ظاہر آرائی معلوم ہوتی ہے ورنہ جس سماج سے چاہیں۔ آپ براہ راست یا میری معرفت وغیرہ طور پر تسلی کر سکتے ہیں میں اس طمع نفسانی سے پاک ہوں۔ نہ آپ کے گنج قارون کے حاصل کرنیکی کسی طرح کی تمنا ہے صرف تحقیق حق منظور ہے مگر افسوس کہ آپ بالکل پہلو تہی فرما رہے ہیں۔ ہاں یہ تو میں خود بھی لکھتا ہوں۔ کہ عوام آریہ سے نہیں ہوں بلکہ خاص سے ہوں پس مصرعہ جو اِس پر بھی نہ سمجھے پھر تو اُس بت سے خدا سمجھے۔

اگر جواب کامل اس کا ایک ہفتہ تک نہ آیا تو مفصل حال آپکے دعوے کا اخباروں میں طبع کیا جاویگا۔ ۹۔ اپریل ۱۸۸۵ء۔

نیازمند لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور۔ از مقام لاہور۔

۴۔ ردجواب۔ مشفق پنڈت لیکھرام صاحب۔ بعد ما وجب آپکا خط مرقومہ ۹ اپریل ۱۸۸۵ء مجھ کو ملا۔ آپنے بجائے اسکے کہ میرے جواب پر انصاف اور صدق دل سے غور کرتے۔ ایسے الفاظ دور از تہذیب و ادب اپنے خط میں لکھے ہیں جو میں خیال نہیں کر سکتا کہ کوئی مہذب آدمی کسی سے خط و کتابت کرکے ایسے الفاظ لکھنا روا رکھے پھر آپنے اُسی اپنے خط میں ہنسی اور تمسخر اور ہنسی کی راہ سے دین اسلام کی نسبت توہین اور ہتک کے کلمات تحریر کئے ہیں اور بغیر سوچنے سمجھنے کے ہجو ملیح کی طرح مکروہ اور نفرتی باتوں کو پیش کیا ہے اگرچہ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ اِس قدر طالب حق ہیں۔ لیکن پھر بھی میں نے مناسب سمجھا کہ آپکی سخت اور بدبودار باتوں پر صبر کرکے دوبارہ آپکو اپنی منشاء سے مطلع کروں۔ کیونکہ یہ بھی خیال گذرتا ہے کہ شاید آپنے میرے پہلے خط کو غور سے نہیں پڑھا۔ صاحب میں نے جو پہلے خط میں لکھا تھا اُس کا خلاصہ مطلب یہی ہے۔ جواب میں گذارش کرتا ہوں یعنی ان دنوں میں اتمام حجت کی غرض سے میں نے یہ مناسب سمجھا کہ سات سو خط چھپوا کر اُن مخالفین مذہب کیطرف روانہ کروں جو اپنی اپنی قوم کے سرگروہ اور میر مجلس ہیں اور یہ قرار پایا کہ چونکہ ہر ایک قوم میں اوسط اور ادنیٰ درجہ کے آدمی ہزارہا بلکہ لکھوکھا ہؤا کرتے ہیں اسلئے یہ مناسب ہے کہ یہ خطوط مطبوعہ اُن چیدہ چیدہ اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کیطرف روانہ کئے جائیں۔ کہ جو خواص اور قلیل الوجود آدمی ہیں۔ پھر ساتھ ہی یہ بھی سوچا گیا کہ ایسے لوگ اگر قادیان میں ایک برس تک ٹھیرنے کیلئے بلائے جائیں تو اُن کی دنیوی عزت اور آمدنی کے لحاظ سے ۲۰۰ روپیہ ماہواری اُن کے لئے شرط مقرر کرنا مناسب ہوگا۔ کیونکہ یہ خیال کیا گیا کہ وہ لوگ جس قدر اپنے اپنے مکانات میں بذریعہ نوکری یا تجارت وغیرہ وجہ معاش حاصل کرتے ہیں۔ وہ غالباً اسی اندازہ کے قریب قریب ہوگا۔ غرض جو ۲۰۰ روپیہ کی رقم تجویز کی گئی وہ بنظر اندازہ وجہ معاش اُن اعلیٰ درجہ کے سرگروہوں کی مقرر ہوئی تا وہ لوگ یہ عذر پیش نہ کریں۔ کہ قادیان میں ٹھیرنے سے ہمارا ۲۰۰ روپیہ ہرج متصور ہے اور اسی غرض سے خطوط مطبوعہ میں یہ بھی اندراج

مانا کہ اگر ۱۱ روپیہ ماہواری کسی صاحب کی حیثیت دُنیوی سے کم ہو تو جہاں تک ممکن ہو اُن کو ۱۱ روپیہ سے کچھ زیادہ دیا جائیگا۔ اب آپ جو تحریر فرماتے ہیں کہ وہ ۱۱ روپیہ کہ جو اعلےٰ درجہ کے لوگوں کے لئے بلحاظ حیثیت دنیوی اُنکے خطوط مطبوعہ میں اندراج پایا ہے بعدہ روپیہ ملنے کی شرط سے میں قادیان میں آتا ہوں۔ سو آپ خود انصاف فرمالیویں کہ آپ کیونکر اسقدر روپیہ پانے کی شرط کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر آپ کسی جگہ ۱۱ روپیہ ماہواری پاتے ہیں تو پھر اس صورت میں مجھ کو کسی طور سے عذر نہیں ہے۔ آپ مجھ پر یہ ثابت کر دیں کہ میں اتنی حیثیت کا آدمی ہوں۔ اور اگر ایسا ثابت نہ کریں۔ تو پھر آپ کے لئے یہ منظور کرتا ہوں کہ جس قدر آپ نوکری کی حالت میں تنخواہ پاتے رہے ہیں وہی تنخواہ حسب شرائط مندرجہ خطوط مطبوعہ آپ کو دونگا۔ لیکن آپ خود انصاف کر لیویں کہ جو تنخواہ اعلےٰ درجہ لوگوں کے لیے انکی ماہواری آمدنی کے لحاظ سے اور انکے ہرجہ کثیرہ کے خیال سے خطوط مطبوعہ میں لکھی گئی ہے وہ کیونکر ان لوگوں کو دیجائے جو اس درجہ کے آدمی نہیں ہیں۔ اور اگر ہر ایک ادنےٰ و اعلےٰ کے لیے ۱۱ روپیہ ماہواری دینا تجویز کر دوں تو اسقدر روپیہ کہاں سے لاؤں۔ آپ تحکم کی راہ سے کلام نہ کریں اور جو میں نے خطوط کے چھاپنے کیوقت انتظام کیا ہے اُسکو خوب سوچ لیں۔ اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آپ دو تین روز کے لیے قادیان میں آجائیں اور بالمواجہ گفتگو کر کے اِس بات کا تصفیہ کریں۔ مجھے یہ بھی منظور ہے کہ دو تین شریف اور معزز آریہ جیسے منشی جیونداس لاہور میں ہیں وہ مجھ سے ملاقات کر کے جو اِس بارہ میں تصفیہ کریں وہی قرار پا جاوے۔ میں ناحق کی ضد کرنا نہیں چاہتا۔ نہ کوئی حیلہ بہانہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ غور سے میرے خط کو پڑھیں اور یہ جو آپ نے اپنے خط کے آخر پر لکھ دیا ہے کہ قادیان کے آریہ لوگوں سے آپ کی کراماتی مایہ کی قلعی کھل چکی ہے۔ یہ الفاظ بھی منصفین کے سامنے پیش کرنیکے لائق ہیں جس حالت میں قادیان کے بعض آریہ جو میرے پاس آمدورفت رکھتے ہیں ابتک زندہ موجود ہیں اور اس عاجز کے نشانوں اور خوارق کے قائل اور مقر ہیں۔ تو پھر نہ معلوم کہ آپ نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ وہ لوگ منکر ہیں۔ اگر آپ یہی کے طالب تھے تو مناسب تھا کہ آپ قادیان میں آکر میرے روبرو اور میرے مواجہہ میں اُن لوگوں سے دریافت کرتے تا جو امر حق ہے آپ پر واضح ہو جاتا۔ مگر یہ بات کس قدر دیانت اور انصاف سے بعید ہے کہ آپ دور بیٹھے قادیان کے آریوں پر ایسی تہمت لگاتے ہیں۔ ذرا آپ سوچیں کہ جس حالت میں میں نے انہیں آریوں کا نام حصہ سوم و چہارم میں لکھ کر انکا شاہد خوارق ہونا حصص مذکورہ میں درج کر کے لاکھوں آدمیوں میں اس قصہ کی اشاعت کی ہے۔ تو پھر اگر یہ باتیں دروغ بیفروغ ہوں تو کیونکر وہ لوگ اب تک خاموش رہتے۔ بلکہ ضرور تھا کہ اس صریح جھوٹھ کے رد کرنیکے لئے کسی اخباروں میں اصل کیفیت چھپوا تے اور مجھ کو ایک دُنیا میں رسوا اور شرمندہ کرتے سو منصف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ لوگ باوجود شدت مخالفت اور عناد کے اِسیوجہ سے خاموش اور لاجواب ہے۔ کہ جو جو شہادتیں اُنکی نسبت لکھیں وہ حق محض تھا۔ اور آپ پر لازم ہے کہ آپ اِس ظن فاسد سے مخلصی حاصل کرنیکے لئے قادیان میں آکر اس بات کی تصدیق کر جائیں۔ تا سیہ روئی شود ہر کہ در وغش باشد جواب سے جلد تر مطلع کریں۔ والدعا ئے۔

راقم مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۱۱۶ اپریل ۱۸۸۵ء

(۵) رد جواب ۔ مہربانمن مرزا غلام احمد صاحب تسلیم۔ آپکا خط مورخہ ۱۱۶ اپریل ۱۸۸۵ء بہت انتظاری کے بعد ۲۳ اپریل ۱۸۸۵ء کو مجھے پشاور میں ملا۔ چونکہ پشاور آریہ سماج کا چوتھا سالانہ جلسہ ۲۵ و ۲۶ اپریل ۱۸۸۵ء کو تھا اس واسطے مجھ کو لاہور سے ۱۸ اپریل ۱۸۸۵ء کی گاڑی میں پشاور آنا ہوا۔ ۵ و ۶ روز کثرت کار جلسہ کے سبب فرصت نہ ملی آج عند الفرصت جواب عنایت نامہ کا تحریر خدمت کرتا ہوں۔ اِس قدر دیری کو معاف فرمائیے یہ خط آپکا بھی میں نے غور سے پڑھا اور تامل سے سچارا اور ساتھ ہی اپنے خط نمبر ۲ کو حرف بحرف مکرر مطالعہ کیا۔ مگر کوئی حرف یا کلمہ دور از تہذیب و ادب اُسمیں نہیں دیکھا۔ نہیں معلوم کہ آپنے اُس خط سے اسقدر باتیں کہاں سے نکال لیں۔ ہاں اگر جواب معمولی سے بھی مزاج مبارک برافروختہ ہوتا ہے۔ تو تحقیق حق و باطل و تصدیق صدق و کذب ہمیں سراپا محال ہے۔ افسوس کہ اپنے خط نمبر ۱ کی تادیب و تہذیب پر دھیان نہیں دیتے ہو۔ اور میرے صاف خط کو بھی مہربانہ نہیں بتلاتے۔ اگر اس سے اسلامی تحکم جتلانا مراد ہے تو عنقا امر ہے ورنہ اُسمیں کوئی امر از قسم اخلاق نہیں ہے جسطرح آپ نے اتمام حجت کی غرض سے خطوط ارسال کیئے ہیں۔ اسیطرح میں نے بھی تردید حجت پر کمر باندھی ہے۔ آپکے پہلے خط مطبوعہ کا مطلب اور ہے اور خط مورخہ ۷ اپریل ۱۸۸۵ء سے کچھ اور ہی ظاہر ہوتا تھا اور اس خط محررہ ۱۶ اپریل ۱۸۸۵ء سے کچھ اور ہی نتیجہ نکلتا ہے۔

واللہ علم آپ اپنی تحریرات سے کیوں پلٹے جاتے ہیں۔ خط مطبوعہ کے برخلاف یا اُسکی اور دی تائید کیواسطے بہت باتیں آپ نے دل ہی دل میں پوشیدہ رکھیں اور غالباً اب بھی بہت باتیں مطلب برآری کیواسطے پوشیدہ ہونگی۔ آپکا خیال نہیں ہے سے

خشے باشد مخالف قول و فعل راستاں باہم۔ کہ گفتار قلم باشد زرفتار قلم پیدا

جو نتیجے آپکی مختلف تحریروں سے برآمد ہوتے ہیں وہ کسی عاقل کے نزدیک کبھی تسلیم کے لائق نہیں ہیں اور نہ کوئی انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھیگا۔

بماہ ستمبر ۱۸۸۳ء میں بتقریب جلسہ آریہ سماج امرتسر کے گورداسپور گیا تھا اور وہاں پر اس امر کی نسبت کہ آپنے جو دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ہے۔ درحقیقت کس حیثیت کے آدمی ہیں دریافت کیگئی تو ایک معزز آدمی کی زبانی جو آپکا پورا واقف تھا معلوم ہوا کہ آپ اسقدر جائداد بھی نہیں رکھتے ہیں بلکہ مقروض ہیں۔ اب اُسی کی تصدیق آپ کی ہی تحریر سے ہو گئی کہ اگر ہر ایک کے لیے ۱۱ روپیہ ماہواری دینا تجویز کر دوں تو اس قدر روپیہ کہاں سے لاؤں۔

مرزا صاحب! اس سے لاو جس نے آپکو بقول آپ کے مثیل ناصری اسرائیلی کی طرز پر اصلاح خلق کے لئے مامور کیا ہے۔ قادیاں کے آریہ بھائیوں کی نسبت میں نے تہمت نہیں لگائی اور اپنے دعوی کا نہایت قوی اور مُدلل ثبوت رکھتا ہوں۔ جو براہین الاحمدیہ کے جواب تکذیب براہین الاحمدیہ میں درج ہو کر عنقریب چھپنے والا ہے اور وہ اُنکی خط و کتابت ہے۔ اُن کو تہمت آپنے لگائی ہے۔ کہ اُنکو میں نے کرامتیں بتلائی ہیں۔ جو بالکل صداقت سے خارج امر ہے۔ میں آپکے رد پر بھی آنے کو مستعد تھا مگر ایک لائق آریہ برادر کی زبانی جو آپکی ملاقات کو گیا تھا معلوم ہوا کہ آپ زود رنج اور غصہ ور آدمی ہیں تو خیال گزرا کہ شاید ان کی اسقدر مہربانیوں کو میں برداشت نہ کر سکوں۔ اِس واسطے ارادہ ملتوی کیا۔ لالہ مرلیدھر نے شاید آپ کے دعوی کی تکذیب بھی براہ مہربانی وید کا نشک میں کی تھی مگر افسوس کہ مجھے اس وقت اچھی طرح یاد نہیں ہے اور اسمیں میرے مہربان بھائی باوا نرائن سنگھ جی نے بھی وید کا نشک میں بہت مشرح لکھا ہے۔

العاقل تکفیہ الاشارۃ ۔

اور جو باتیں اپنے پہلے خطوں میں تحریر کر چکا ہوں یا جو شہادتیں مذہبی یا عقلی بیان کی گئی ہیں سب کے ثبوت سلسلہ وار میرے پاس موجود ہیں۔ ایک مولوی صاحب ساکن لاہور جو علم دینی و دنیوی و طب میں عمدہ دستگاہ رکھتے ہیں۔ اُنہوں نے بھی آپ کی کراماتوں کی مفصل فہرست پیش کی تھی کہ آپ جاہلوں کے آگے بہت کچھ دسترس رکھتے ہیں چونکہ مجھے تحقیق حق منظور ہے۔ اور بفضل ایزدی چاہتا ہوں۔ کہ اُن لوگوں کو جو راہ راست سے بیخبر ہیں صراط المستقیم یعنے ہدایت وید مقدس کی تعلیم دوں۔

قرآن و انجیل و توریت و زبور وغیرہ کتب ہائے ادیان مختلفہ کو بخوبی مطالعہ کیا ہے اور دلائل عقلی و نقلی سے انکی بابت بحث کرنے کو موجود ہوں اور میرے اکثر دوست مسلمان جو آپکی براہین احمدیہ کے خریدار ہیں یا جنکو آپ تبرکاً یا کسی اور طور پر کتاب دیتے ہیں۔ بہ سبب منکر از کرامات ہونے کے وہی لوگ مجھے آپکی عنایتوں کا مشکور کرتے رہتے ہیں۔ مگر زیادہ طول دینا مجھے پسند نہیں ہے۔ صرف آخری گذارش ہے کہ اگر درحقیقت وہ صدق کے پیچھے اور حق کے محقق اور راستی کے طالب اور اصلاح خلق کے لئے مامور ہو رہے ہیں۔ تو آپ حسب مضمون میرے پہلے خط کے بحساب ۲۰۰ روپیہ کے کل دو ہزار چار سو روپیہ ایک سال کا داخل خزانہ سرکار فرما دیں۔ اور اقرار نامہ تحریر کر دیویں کہ اگر کیمال تک آپ کی ہدایت اور آسمانی الہامات و معجزات وغیرہ سے تسلی نہ پاکر آپ کے دین کو قبول نہ کروں تو وہ مسلمان مجھکو ملجاویں اور وہ روپیہ تا انقضائے ایک سال کے خزانہ سرکار ہی میں معطل رہے۔ اس کے لینے دینے کا آپکو اختیار نہ ہوگا۔ اگر آپ حضرت قادر مطلق جلشانہ کی طرف سے بقول اپنے مامور ہوئے ہیں تو اس اقرار نامہ اور خالی روپیہ سے کیوں گریز کرتے ہیں۔ جب سانچ کو آنچ نہیں اور آپکو اپنے کراماتی نشانہ پر امید ہے تو قلب نہیں ہے تو کل عذر و معذرت و حیلہ جوئی بیکار ہے جب خدا نے پیشگوئی فرمائی۔ اور علاوہ بریں آپ نے کئی مرتبہ آزمائی تو ہم کو لازم ولاجواب مغلوب ہی ہونا پڑیگا۔ خدا نے وعدہ آپسے فرمایا۔ اور آپ ہی وعدہ پورا کرنے سے پہلو تہی فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ آپکے خطوطات سے ظاہر ہے۔ پس کس طرح مانا جاوے کہ اُسمیں تخلف کا امکان نہیں ہے جبکہ آپکو ہی اُسکا کامل امتحان نہیں۔ دعوی کرنا اور اتمام حجت کا اشتہار دینا کہ جس روز آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا مبلغان ادا کرونگا۔ آپ جیسے کی عقلمندی کو بٹہ لگا رہا ہے۔ بسبب اسی آپکے تخلف وعدہ کے کوئی آریہ بھائی آپکے پاس آنا نہیں چاہتا۔ مکرر سہ کرر تحریر کرتا ہوں۔ کہ کراماتی زر کے آزمانے کے واسطے اپنی طبع کو محک امتحان بنانا چاہتا ہوں اور ایک سال تک آپکی شاگردی اور قادیاں کی حاضر باشی صدق دل سے منظور کرتا ہوں۔ اگر اس دفعہ بھی وہی طول طویل عبارت اور مطلب حیلہ حوالہ رہا تو زیادہ خط و کتابت بیفائدہ ہوگی۔ زیادہ نیست۔

۲۹ اپریل ۱۸۸۵ء راقم پنڈت لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور از پشاور

(۶) خط مرزا صاحب بجواب خط نمبر ۵ مشتملہ پنڈت لیکھرام صاحب۔ بعد ما وجب

اگرچہ اس خاکسار نے آپکے اُن خطوط کے جواب میں جنمیں آپنے قادیاں میں ایک سال ٹھہرنے کی درخواست کی تھی یہ لکھا تھا کہ چوبیس سو روپیہ لینے کی شرط پر آپکا ایسی درخواست کرنا آپکی عزت اور حیثیت عرفی کے برخلاف ہے لیکن چونکہ آپ ابتک اسی بات پر اصرار کئے جاتے ہیں کہ میں آریہ سماج کے گروہ میں ایک بڑا عزت دار آدمی ہوں اور بزرگوار اور عالی مرتبت ہونے کی وجہ سے تمام آریہ سماجوں میں مشہور و معروف ہوں بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپنے اپنے اسی دعوی کو بعض اخباروں میں چھپوا کر دیا ہے تا مجھے بدنام کیا جاوے ہے اور یہ لکھا ہے کہ جس حالت میں میں ایسا عزت دار آدمی ہوں اور پھر طالب حق تو پھر کیوں مجھے آسمانی نشان کے دکھلانے اور اسلام کی حقیقت مشاہدہ کرانے سے محروم رکھا جاتا ہے اور کیوں چوبیس سو روپیہ دینے کی شرط پر مجھ کو قادیان میں ایک سال تک ٹھہر کر آسمانی نشانوں کے آزمانے کے لئے اجازت نہیں دیجاتی۔ سو آپ پر واضح ہو کہ ہم نے جو آجتک آپکی درخواست منظور کرنیمیں توقف کیا تو اس کی یہی وجہ تھی کہ ہم اپنے خط مطبوعہ میں یہ شرط درج کر چکے ہیں کہ ہمارا مقابلہ عوام الناس سے نہیں ہے بلکہ ہر قوم کے چیدہ اور منتخب اور صاحب عزت لوگوں سے ہے۔ اور ہرچند ہم نے کوشش کی۔ مگر ہم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ آپ اُن معزز اور ذی مرتبت لوگوں میں سے ہیں۔ جو بوجہ حیثیت عرفی اپنی کے دو سو روپیہ ماہواری خرچہ پانے کے مستحق ہیں مگر چونکہ آپ کا اصرار اپنے اس دعوی پر غایت درجہ تک پہونچگیا ہے کہ فی الحقیقت میں ایسا ہی عزت دار ہوں اور پشاور سے بمبئی تک جس قدر آریہ سماج ہیں وہ سب مجھ کو معزز اور قوم میں سے ایک بزرگ اور سرگروہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے آپ کی طرف لکھا جاتا ہے کہ اگر آپ سچ مچ ایسے ہی عزت دار ہیں تو ہم آپکی درخواست منظور کر لیتے ہیں۔ اور جہاں چاہو چوبیس سو روپیہ جمع کرانے کو تیار اور مستعد۔ لیکن جیسا کہ آپ شرائط مندرجہ خطوط سے تجاوز کرکے اپنی پوری تسلی کرنے کے لئے مجھسے چوبیس سو روپیہ نقد کسی دوکان یا بنک سرکار میں جمع کرانا چاہتے ہیں تو اس صورت میں مجھے بھی حق پہونچتا ہے کہ میں بھی آپ کے اس اقرار کو جو بعد دیکھنے کسی آسمانی نشان کے بلا توقف قادیان میں ہی مسلمان ہو جاوینگا آپ ہی کے اعتبار پر چھوڑوں بلکہ جیسے آپ روپیہ وصول کرنے کے باب میں اپنی پوری پوری تسلی کرینگے۔ ایسا ہی میں بھی آپ کے مسلمان ہونے کے لئے کوئی اور تدبیر کر لوں۔ جس سے مجھے بھی پورا پورا الیقین اور کامل تسلی ہو جائے کہ آپ بھی درحالت انکار اسلام اپنی عہد شکنی کے ضرر سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے سو عدالت کی بات جسمیں ہم اور آپ برابر ہیں یہ ہے کہ ایک طرف یہ خاکسار ۲۴ سو روپیہ حسب منشاء آپ کے کسی جگہ جمع کرادے اور ایک طرف آپ بھی اسیقدر روپیہ حسب نشانہ ہی اس عاجز کے بوجہ تاوان انکار اسلام کسی مہاجن کی دوکان پر رکھوا دیں۔ تا جسکو خدا تعالیٰ فتح بخشے اُسی کے لئے یہ روپیہ فتح کی ایک یادگار ہے۔ یہ تجویز کسی فریق پر ظلم نہیں بلکہ فریقین کے لئے موجب تسلی و سراسر انصاف ہے۔ کیونکہ جیسے آپکو یہ اندیشہ ہے کہ آپ بصورت مغلوب ہونے اس عاجز کے چوبیس سو روپیہ جبراً وصول نہیں کر سکتے۔ علی ہذا القیاس مجھے بھی یہ فکر ہے میں بھی بعد مغلوب ہونے آپ کے آپکو جبراً مسلمان نہیں کر سکتا۔ سو یہ انتظام حقیقت میں نہایت عمدہ اور مستحسن ہے کہ ایک طرف آپ وصول روپیہ کے لئے اپنی تسلی کر لیں اور ایک طرف میں بھی ایسا بندوبست کر لوں کہ درحالت عدم قبول اسلام آپ بھی شکست کے اثر سے خالی نہ جانے پاویں۔ اگر آپ اسلام کے قبول کرنے میں صادق النیت ہیں تو آپکو روپیہ جمع کرنیمیں کچھ نقصان اور اندیشہ نہیں کیونکہ جب آپ بصورت مغلوب ہونیکے مسلمان ہو جائینگے تو ہم کو آپ کے روپیہ سے کچھ سروکار نہیں ہوگا بلکہ یہ روپیہ تو صرف اس حالت میں بطور تاوان آپ سے لیا جاویگا۔ کہ جب آپ عہد شکنی کرکے اسلام کے قبول کرنے سے گریز یا رد پوشی اختیار کریں گے۔ سو یہ روپیہ بطور ضمانت آپکی طرف سے جمع ہوگا۔ اور صرف عہد شکنی کی صورت میں ضبط ہوگا۔ نہ اور کسی حالت میں۔ رہا یہ امر کہ آپ اسقدر روپیہ کہاں سے لاوینگے تو اسکا فیصلہ تو آپ ہی کے اقرار سے ہوگیا جبکہ آپنے اقرار کر لیا کہ میں بڑا عزت دار آدمی اور قوم میں مشہور و معروف ہوں۔ کیونکہ جس حالت میں آپ اتنے بڑے عزت دار ہیں تو اول یہ روپیہ آپ کے آگے کچھ چیز ہی نہیں بلکہ اس سے بہت زیادہ آپکے دوستانہ میں جمع ہوگا۔ اور اگر کسی اتفاق سے آپ پر افلاس طاری ہے تو قوم کے لوگ ایسے معزز اور سرگروہ سے امداد وغیرہ کے بارے میں کب دریغ کرینگے بلکہ وہ تو سنتے ہی ہزارہا روپیہ آپکے قدموں پر رکھ دینگے۔ اور صرف آپکی ایک زبان کے اشارہ سے روپیوں کا ڈھیر جمع ہو جائیگا۔ خدانخواستہ ایسا کیوں ہونے لگا۔ کہ آریہ سماج کے دولتمند اور ذی مقدرت لوگ آپکو چند روز کے لئے بطور امانت روپیہ دینے سے انکار کریں اور آپ کی دیانتداری اور امانت گذاری میں اُن کو کلام ہو کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ادنے ادنے آدمی جیسے چوہڑے چمار یا ساہنسی اپنی قوم میں کچھ ذرا سا اعتبار رکھتے ہیں وہ بھی اپنی برادری میں اس قدر مسلم العزت ہوتے ہیں کہ قوم کے ذی مقدرت لوگ کسی مشکل کے وقت صدہا روپیہ سے بطور قرضہ وغیرہ اُن کی امداد کرتے ہیں اور آپ تو بقول آپکے بڑے ذی عزت آدمی ہیں جنکی عزت سارے آریہ سماج

ہیں تسلیم و قبول کی گئی ہے۔ ماسوا اِسکے یہ روپیہ صرف کچھ مدت کے لئے امانت کے طور پر آپکے ہاتھ میں دینگے۔ یہ نہیں کہ وہ روپیہ آپکی ملک کر دینگے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ آج ہم یہ خط رجسٹری کرا کر آپکی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ اور اگر بیس دن تک آپنے ہمارا جواب نہ بھیجا۔ اور قادیان میں اگر ایک سال تک ٹھیرنیکے لئے بات نہ ٹھیرالی۔ اور اِن شرایط کو جو عین انصاف اور حق پسندی پر مبنی ہیں۔ قبول نہ کیا۔ تو پھر بعد گزرنے بیس روز کے یہ خیال کنارہ کشی آپکا چند اخبارونمیں شایع کرا کر لوگوں پر ثابت کیا جاویگا۔ کہ آپ کا ایک سال تک قادیان میں ٹھیرنے کیلئے مجھ سے دریافت کرنا سراسر لاف و گزاف پر مبنی تھا نہ آپکی نیت صاف و درست تھی نہ آپکی ایسی حیثیت و عزت تھی جس کا آپنے وعدہ کیا تھا اب ہم اِس خط کو ختم کرتے ہیں۔ اور مدت مقررہ تک ہر روز آپکے جواب کے منتظر رہینگے۔ والسلام علیٰ من طبع الہدیٰ۔

از قادیان ضلع گورداسپور۔ مورخہ ۱۷۔ جولائی ۱۸۸۵ء خاکسار **غلام احمد**۔

۷۔ بجواب خط مرزا صاحب (محررہ ۱۷۔ جولائی ۱۸۸۵ء) مشفقی جناب مرزا صاحب

بعد از شوق ملاقات بموجب خط مورخہ ۱۷۔ جولائی ۱۸۸۵ء کے لکھا جاتا ہے کہ میرے اور آپکے خط و کتابت کے سلسلہ کی بنیاد فقط آپکا وہ اشتہار ہے جو آپنے مطبع مرتضائی لاہور سے بلا تاریخ طبع کرا کر شایع کیا تھا۔ اور جس میں آپنے نہایت صاف الفاظ میں یہ دعویٰ کیا تھا۔ کہ منجانب اللہ آپ کو یہ حکم ہوا ہے کہ سب غیر مذہب والوں کو دین اسلام کی دعوت کریں۔ اور جو کوئی شخص آپکے پاس ایک سال تک قادیان میں رہے اور نشان آسمانی و خوارق عادات و صداقت دین اسلام مشاہدہ نہ کرکے اور تسلی نہ پاکر مسلمان نہ ہو جاوے۔ تو آپ مبلغ ما۔ ماہوار کے حساب سے کل ۲۴۰۰ روپیہ دو ہزار چار سو روپیہ بابت سالتمام کے اُس شخص کو ہرجانہ یا جرمانہ دیوینگے۔ جس پر میں نے معقولیت کیسا تھ آپکی خدمت میں التجا کی تھی کہ میں ایک سال تک آپکی خدمت میں رہنے کو تیار ہوں۔ بشرطیکہ آپ زر موعودہ امانتاً سرکاری خزانہ میں داخل کر دیویں۔ اب اس ۱۷۔ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں آپ ایک نئی حجت پیش کرتے ہیں یعنی یہ کہ دو ہزار چار سو روپیہ میں بھی بالمقابل آپکے امانتاً داخل کروں تاکہ اگر آپکے نشان آسمانی یا معجزہ مشاہدہ کرکے اور تسلی پاکر دین اسلام کو قبول نہ کروں تو اِس چوبیس سو روپیہ کے جو میں داخل کر دونگا۔ آپ مستحق ہوویں۔ صاحب من آپنے اپنے عہد مشتہرہ پر کیوں قایم نہ رہے اور کسواسطے اپنے جادہ انصاف سے کنارہ کیا۔ کیا دینداروں یا راستبازوں کے یہی کام ہوتے ہیں؟ اور زیادہ تر لطف یہ ہے کہ آپ اپنے اس انحراف قطعیہ کو نہایت عمدہ اور تحسین فرماتے ہیں۔ جزاک اللہ فی الدارین۔ اب انصاف یہ ہے کہ آپ پہلے اس بات کا اشتہار دیدیں کہ جو آپنے اول اشتہار دیا تھا وہ بوجوہ ذیل باطل ہوا (۱) اِس ۱۷۔ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں ۲۴ سو روپیہ راقم سے بھی بالمقابل امانت میں داخل کرانا چاہتے ہیں تاکہ اگر باوجود مشاہدہ نشان آسمانی کے اسلام سے انکار کیا جاوے تو زر امانت داشتہ راقم آپکے لیویں حالانکہ اشتہار میں بالمقابل روپیہ داخل کرنا شرط نہیں آپ برخلاف اُسکے لکھتے ہیں اِسلئے پہلا اشتہار قایم نہ رہا (۲) جبکہ آپنے معجزہ کا دعویٰ بذریعہ اشتہار کے شایع کیا تو آپکا یقین نہایت مضبوط ہونا چاہئے تھا کہ ضرور معجزہ دکھا دینگے اور تاثیر اُس کی نیر ہوبہت ہوگی اور مشاہدہ کنندہ بھی ضرور اسلام قبول کریگا کیونکہ معجزہ کے لغوی معنی عاجز کرنیکے ہیں اگر کسی کو عاجز نہیں کیا تو وہ اعجاز نہیں کہہ سکتا اسلئے آپکو اپنے دعویٰ پر خود ہی شک پیدا ہو گیا۔ کہ میں آپکے معجزہ سے عاجز نہیں ہو سکتا۔ اور اسلام قبول نہیں کر ونگا اُسکے عوض آپنے روپیہ مدخلہ میرے کے لینے کی تمنا کی ہے دروغ گو را تا بدروازہ باید رسانید۔ آپکے اس ۱۷۔ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں جو آپنے نئی حجت اُٹھائی ہے میں اُس کیواسطے بھی حاضر ہوں جس وقت آپ چاہیں ۲۴۰۰ روپیہ میں داخل کر سکتا ہوں مگر مجھ کو آپکے استقلال پر شک ہے اِس لئے اس امر کی بھی صراحت ہونی چاہئے۔ کہ کونسا نشان آسمانی آپ مجھ کو دکھا دینگے۔ آسمانی نشان یعنی سورج۔ چاند۔ ستارے

ہیں پس علاوہ اِن قدرتی نشانات کے آپ کوئی ذیل کا آسمانی نشان دکھلاویں یعنی دوسرا آفتاب جسکا طلوع غرب سے اور غروب مشرق ہو یا شق القمر کا معجزہ جسکا اشارہ حدیث میں ہے اور جو عقلا کے نزدیک غیر مسلم اور آپکے خیال میں حق ہے پس اگر اِسی کو اعادہ کرکے دوبارہ دکھلا دیں یعنی پورنماشی کی رات کو برخلاف عادت موجودہ چاند کے دو ٹکڑے ہو جاویں دوسرا چاند کامل اماوس کی رات کو جیسا کہ پورنماشی کو ہوتا ہے ظہور ہووے۔ اِن میں سے کل کو یا جس ایک کو آپ دکھلا سکیں اور تاریخ و وقت معجزہ کے دکھلانیکا بھی آپ مقرر کریں۔ تاکہ وہ عام میں مشتہر کرایا جاوے۔ ورنہ میں سمجھونگا کہ چوبیس سو روپیہ خرچ کرکے بیٹھے دنیا کو ایک تماشا دکھلوا دیا۔ اگر اب بھی آپنے اس خط کا جواب صاف الفاظ میں بلا حجت بازی کے نہ دیا۔ تو تصور کیا جاویگا کہ ایسے بے بنیاد و لغو دعاوی کا وہی باعث ہے جو عام عقل کا آدمی سمجھ سکتا ہے اور من بعد اُسکے خط و کتابت بند ہو ویگی اور چونکہ آپنے اس ۱۷۔ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں جو طرز اختیار کی ہے وہ تہذیب سے گری ہوئی ہے مگر میں اُس کی پرواہ نہیں کرتا ہوں بلکہ اُسکو بھی اُسکے ذیل میں سمجھتا ہوں جس میں آپکے اور دعاوی ہیں اور اِس کا باعث بھی وہی ہے جو عام آدمی سمجھ سکتے ہیں۔ اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ست کا پرکاش اور راست کا ناش ہووے جواب اِس کا ایک ہفتہ تک آنا چاہئے ورنہ بعد ازاں اشاعت کیجاویگی +

۲۰۔ جولائی ۱۸۸۵ء۔ الراقم نیاز مند لیکھرام از آریہ سماج امرتسر۔

یادداشت (۸) جو خط مرزا صاحب کا (بجواب خط نمبر ۷) آیا تھا وہ مطبع آفتاب پنجاب لاہور سے پس و پیش ہو گیا ہے اور تلاش سے دستیاب نہ ہوا مگر اُسکا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ ہم یہ شرایط نہیں کر سکتے اور نہ مطلوبہ نشانات بتلا سکتے ہیں بلکہ ہم کو معلوم نہیں کہ کیا کچھ ظاہر ہوگا یا نہ ہوگا غرضیکہ اس بلائے ناگہانی (دعوی کرامات) سے پلہ چھوڑانا چاہا۔ بہت سا حصہ اُس خط کا جواب ۹ میں بھی موجود ہے ناظرین ملاحظہ فرماویں (مصنف)

۹۔ جواب خط مرزا صاحب مرقومہ ۳۱ جولائی ۱۸۸۵ء مشفقی مرزا غلام احمد صاحب بجواب خط مرقومہ ۳۱ جولائی ۱۸۸۵ء آپکے عذرات اور بمقابلہ ہر ایک عذر کے تردید مدلل لکھتا ہوں **عذر اول** پہلے اشتہار میں ۲۴۰۰ روپیہ دینے کا وعدہ ضرور ہوا ہے مگر پیشگی جمع کر دینے کی شرط نہیں کی تھی چونکہ آپنے میرے وعدہ کو معتبر نہ سمجھا اور یہ زاید شرط لگائی کہ زر معہود کسی بنک سرکاری میں جمع کر دیا جائے اس صورت میں میرے لئے بھی برخلاف اُس اشتہار کے استحقاق پیدا ہو گیا کہ ۲۴۰۰ روپیہ بالمقابل پیشگی امانت رکھاؤں **تردید دفعہ ۱**۔ آپکو واجب تھا کہ پہلے ہی اشتہار میں صاف لفظوں میں شرط باندھتے کہ بطور قمار بازان کے ۲۴۰۰ روپیہ دو بدلگا جاویگا تاکہ شرایط کی ترمیم و تنسیخ نہ کرنی پڑتی۔ پس یہ سراسر بھول آپکی ہے ورنہ اگر صاف طور پر لکھا ہوتا تو کوئی عام عقل کا آدمی بھی ایسی قمار بازی کا جواب تک نہ دیتا چہ جائیکہ راقم اس تکلیف کو گوارا کر کے آپسے خط و کتابت کرتا مگر افسوس کہ آپ بجائے خجالت اُٹھانیکے اپنی بھول کی حجت کرتے ہیں **دفعہ ۲**۔ آپکے وعدہ پر اعتبار نہ کرنیکا یہ سبب ہے کہ اگرچہ مجھکو ضرور نہیں تھا کہ آپ کی حیثیت کی قلعی کھولی جاوے مگر آپ کی بیجا لاف و گزاف و بے بنیاد دعاوی نے مجبور کر دیا کہ مجملاً آپ کی استطاعت کا ضعف بیان کروں۔ کہ آپ نہ کوئی اہلکار۔ نہ جاگیر دار۔ نہ پنشنخوار۔ نہ تجار۔ نہ حرفتکار۔ نہ کارخانہ دار۔ نہ زمیندار۔ نہ صاحب جایداد اعلیٰ ہیں۔ ہاں موضع قادیان جو ایک گانو ہے اُسکی ملکیت زمینداری کے بہت حصہ داران میں سے ایک حصہ دار ہیں تو ایسی حیثیت عام لوگوں کی ہوتی ہے۔ حیثیت تو یہ اور لاف و گزاف یہ کہ آٹھ ہزار دو سو چالیس خطوط بطور اشتہار بنام اکثر معززان و رئیسان و علما و فضلا جاری کر دیئے کہ جو کوئی شخص ایک سال تک موضع قادیان میں رہکر کوئی آسمانی نشان مشاہدہ نہ کرے بحساب ما۔ ماہوار ۲۴۰۰ روپیہ بابت سالتمام کے پاویگا۔ اسکا حساب لگایا تو قریب دو کروڑ روپیہ کے ہوتا ہے اُسپر خرافات

یہ کہ اپنی کتاب براہین احمدیہ کے سر ورق پر اپنے اسم مبارک کے القاب ہیں رئیس اعظم قادیان دام اقبالہ لکھ دیا۔ مزید برآں طرہ یہ کہ جو کوئی اُس کا رد لکھیگا دس ہزار روپیہ انعام پاویگا۔ خیال کرنا چاہیئے کہ اس قدر ممالک وسیع ہے سو دو سو اشخاص بھی جداگانہ رد لکھینگے تو لکھہا روپیہ چاہیئے۔ دفعہ ۳۔ جبکہ آپ ایک ایسے گنج قارون کے مالک ہیں تو اپنی کتاب کی اشاعت کے واسطے ہندوان مسلمانان سے بھیکھ کیوں مانگتے ہیں۔ اور طرفہ تر یہ ہے کہ باوجود دریوزہ گری پانچ سالہ انطباع کتاب کا خرچ بھی بہم نہ پہنچا سکے۔ دفعہ ۴۔ سچ تو یہ ہے کہ آپنے اس لاف زنی سے ایک ذریعہ معاش کا پیدا کر لیا۔ جیسا کہ پنجابی کی مثال ہے کہ "روٹی کھائیے شکر سے دنیا کھائیے مکر سے" نظر بحالت مذکورہ جو میری طرف سے درخواست پیشگی زر معہودہ کی ہوئی۔ تو کچھ بیجا نہیں ہے۔ اور نہ کوئی منصف مزاج بیجا کہیگا۔ دفعہ ۵۔ آپکا یہ گمان غلط تھا۔ کہ بسبب سختی شرائط کے آپکے پاس ایک گاؤں میں درمیان ہتقانان ومجہولان کے ایک سال تک قید بے زنجیر رہنا کوئی آدمی قبول نہ کریگا۔ تو بصورت خاموشی معترضان کے آپکا دعوے بطور ڈگری یکطرفہ ثابت ہو جاویگا۔ مگر جبکہ آپ کے ابطال دعویٰ پر بندہ استادہ ہوگیا اور بوجہ شرط صدر زر معہودہ پیشگی امانت رکھانا چاہا تو آپنے برخلاف اشتہار کے ایک نیا حیلہ اختراع کیا یعنی مجھ سے بھی بالمقابل اعے اسٹامپر مانگا۔ بندہ نے اپنے ارادہ پر ثابت قدمی کر کے اسی حیلہ جدید کی راہ سے بھی آپ کو بھاگ جانیکی فرصت نہ دی۔ یعنی اعے اسٹامپ جمع کرانا منظور کر لیا۔ پس جبکہ زر مشروط طرفین سے مساوی جمع ہوگا۔ تو شرائط بھی مقبول ومساوی طرفین ہونی واجب ہوئیں۔ نظر برآں آپکے اس دعوے پر کہ نشان آسمانی خوارق عادات مشاہدہ کراوینگے۔ میری طرف سے نہایت مناسب یہ سوال پیش ہوا۔ کہ آسمانی نشان قدرتی تین قسم کے موجود ومشہور ہیں۔ سورج۔ چاند۔ ستارے۔ انکی نسبت خرق عادت یعنی خلاف قانون قدرت کوئی معجزہ مشاہدہ کرا دیجیے۔ اور معجزہ نمائی کا کوئی وقت تجویز کر کے مشتہر کیجیے۔ اسکے جواب میں جو عذرات آپنے لکھے ہیں بمقابلہ ہر ایک عذر کے تردید لکھتا ہوں **عذر اول**۔ اخیر پر آپ اسی قسم کے نشانوں کو قبول کرتے ہیں کہ ستاروں آفتاب وماہتاب کے تغیر وتبدل وغیرہ پر مشتمل ہو۔ **تردید**۔ حضرت اپنے اشتہار میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی صحبت میں ایک سال تک رہکر آسمانی نشانوں کو بچشم خود مشاہدہ کر لیں تو اگر چاند۔ سورج۔ ستارے۔ موجودہ نشانوں میں خرق عادت نہیں دکھاوینگے۔ یا علاوہ انکے دوسرا سورج یا دوسرا چاند یا اعادہ معجزہ شق القمر نہیں دکھاوینگے۔ تو پھر آسمانی نشان چہ معنی دارد۔ کیا آسمان سے اپنے جھوٹے دعوے پر خاک دھول برساوینگے **عذر دوم** پنڈت صاحب ہمارا کام یہ ہرگز نہیں کہ ہم جس طور سے کوئی شخص زمین و آسمان میں انقلاب پیدا کرنا چاہیئے۔ اس طور سے انقلاب کر کے دکھاویں۔ **تردید دفعہ ۱**۔ جبکہ آپ اس قسم کے لایق نہیں تو مشاہدہ نشان آسمانی کا جھوٹا دعویٰ کیوں لکھ مارا۔ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ آپنے سمجھا ہوگا کہ جس طرح آپ عقل سے کام نہیں لیسکتے۔ سب کا ایسا ہی حال ہوگا اور کوئی نہ پوچھیگا **دفعہ ۲**۔ جبکہ آپنے آسمانی نشانوں کا مشاہدہ کرانا لکھا تو اسی پر بحث کی گئی وہی نشان مانگے گئے اگر زمین کے نشان یا اربعہ عناصر میں سے یا موالید ثلاثہ سے کسی قسم کی چیز پر خرق عادت کا دعویٰ ہوتا تو اسی پر بحث ہوتی اور اُسکے مطابق سوال کیا جاتا اگر زمین وآسمان کا انقلاب آپ ناممکن سمجھتے تھے تو آسمان کا لفظ کیوں لکھا تھا۔ سچ ہے ؎

دروغ آدمی را کند بے فروغ   مگو اے برادر تو ہرگز دروغ

کراماتوں کے ادعائے بے معنے سے سوائے پشیمانی کے اور کیا نتایج نکلتے ہیں **عذر سوم**۔ ہم صرف بندۂ مامور ہیں۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کس طور کا نشان ظاہر کریگا۔ **تردید دفعہ ۱**۔ اس کلمہ سے کہ ہم بندۂ مامور ہیں اور زیادہ تر آپکے اشتہار کی سطر اول ودوم کے مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ آپنے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے اور حضرت عیسیٰ کا نام مبارک لکھکر اُنکے برابر آپکو ظاہر کیا ہے۔ اس سے زیادہ دعویٰ نبوت کی کیا صراحت ہونی چاہیئے اس موقعہ پر بیجا نہ ہوگا۔ کہ اگر ہم حضرات علماء اسلام سے داد خواہی کریں یعنی خاص وعام اہل اسلام پر اظہر من الشمس ہے کہ حضرت رسالت پناہ ختم المرسلین ہیں پس ایسے دعویدار پر تعزیر شرعی کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے کیونکہ دشمن خانگی اسخت خرابی لاتے ہیں اور گھر کے بھیدی لنکا ڈھاتے ہیں اور اگر صداقت قرآن شریف و اتمام حجت اسلام کا دعویٰ ہے تو بھی نعوذ باللہ کیا قرآن شریف فی نفسہ اپنی صداقت میں مکمل نہیں ہے بہرحال یہ بات بھی خلاف شرع ہے اور نہ کہیں قادیان میں الہام ربانی اترنیکا اشارہ پایا جاتا ہے۔ پس یہ عذر بتر از گناہ ہے زرا گفتن شنیدن اختیار است **تردید دفعہ ۲** یہ عذر کہ ہم کو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کس طور کا نشان ظاہر کریگا نہایت بیجا ہے جبکہ آپ ایک خاص واہم کام پر مامور ہو رہے ہیں تو اس کام کے سب اسرار سے آگاہی کیوں نہیں اور جب معلوم نہیں کہ کس طور کا نشان ظاہر ہوگا تو بدوں ارشاد الٰہی نشان آسمانی کا دعویٰ زبانی کیوں لکھ مارا صرف نشان کا لفظ کافی تھا۔ جبکہ آپکے الہام کی بسم اللہ ہی غلط ہے تو آگے کیا کام کرینگے آپکو واجب تھا کہ وحی آسمانی سے جو آپکے پاس قادیان میں نازل ہوتی ہے نشان آسمانی کا صحیح صحیح پتہ معلوم کر کے اشتہار میں لکھ دیتے۔ باینہمہ ناواقفی اعلیٰ ترین درجہ نبوت پر مامور کرنا خدائے ہمہ دان کا کام نہیں ہوسکتا بلکہ اور ا خدا تعالیٰ کے کسی اور کا کام ہے **عذر چہارم** ہم جانتے اور سمجھتے ہیں کہ نشان اُسی شیے کا نام ہے کہ انسانی طاقت سے بالاتر ہو **تردید**۔ ہم نے بھی ایسے ہی نشان مانگے تھے جو طاقت انسانی سے بالاتر ہیں فروتر نہیں مانگے مگر اس سے بھی آپ گریز کر گئے کہ انقلاب زمین و آسمان نہیں ہو سکتا ہے شامل اس تردید کے عذر دوم کی تردید دفعہ ۲ میں بھی مطالعہ کرنی چاہیئے **عذر پنجم**۔ ہمارا دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ ضرور ایسا نشان دکھلائیگا جس کے مقابلہ سے انسانی طاقتیں عاجز ہوں **تردید** اب آپ نے اپنے دعویٰ کا نصف حصہ چھوڑ دیا کہ نشان آسمانی سے صرف ایک جزو نشان کا باقی رکھا اور وہ دوسرا حصہ یعنی غلط نشان بھی بے نشان ومعدوم کر دیا۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہی نہیں کہ وہ کیا اور کیسا ہوگا۔ پس بکلی آپ کا دعویٰ ٹوٹ گیا شکر ہے۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے **عذر ششم** لفظ نشان کو اپنی اصطلاح میں معجزہ قرار دیکر یہ تعریف لکھتے ہو کہ اُسکے مقابلہ سے انسانی طاقتیں عاجز ہوں تو واقعی یہ معنی معجزہ کے درست ہیں کہ مشاہدین فوراً عاجز ہو کر مشاہدہ کرانیوالے پر ایمان لاویں اور دور تک موثر ہوئے غرضیکہ اظہر من الشمس ہونا چاہیئے **تردید** باوجود اپنے مندرجہ بالا اقرار کے نہ معلوم کہ یہ عذر کیوں پیش کرتے ہو کہ آپکے معجزہ پر اثبات یا نفی کی رائے دینے کے لئے منصفان مقبولہ طرفین۔ جو فریقین کے مذہب سے الگ ہوں مقرر ہونے چاہئیں۔ عموماً ظاہر ہے کہ جو کوئی مقدمہ یا کوئی امر مجہول الکیفیت اور مہمل پیش ہوتا ہے اُسکے واسطے ضرورت منصفان کی ہوا کرتی ہے اور وہ منصفان بھی نیر ور تاریکی چلاتے ہیں کیونکہ غیب دانی بشریت سے بعید ہے۔ پس اگر آپکا معجزہ بھی ایسا ہی مجہول الکیفیت ہوگا تو اپنے گاؤں کے بھیڑ بکری چرانیوالوں کو بتلا دیا کریں ہم آپکی لاف زنی کے معجزہ کو دیکھکر خاموش رہنا بہتر سمجھتے ہیں۔ میں باز آیا محبت سے اُٹھالو پاندان اپنا۔ مگر آخری اپنا فرض دوستانہ ادا کرنا بھی واجب جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ سچا مذہب خدا کیطرف سے ہے عالمگیر ہے اور جسکی صداقت کی شعاعیں ہمیشہ آفتاب کی طرح جہان کو روشن کر رہی ہیں وہ آریہ دھرم ہے اور وہ کتاب الٰہی جو بالکل مکمل وافضل ومعقول ہے اور جسکا احکام ہمیشہ رد وتبدل وتنسیخ وناکاملیت سے پاک اور مبرا ہیں۔ اور جو اپنی صداقت پر ہمیشہ چوہرہ یعنی چہار گانہ ثبوت رکھتے ہیں

اوّل وحدانیت دوم قدامت سوم صداقت چہارم کاملیت وہ وید مقدس ہیں پرم آتما پاربرہم سے بلا سفارش وشفاعت غیرے کے ملانے والا گیان یا عرفان وید مقدس کے سوا کہیں نہیں۔ پس بخیال نیک نیتی کے دعوت کیجاتی ہے کہ جسطرح اور کئی علماء و فضلاء دین محمدی اچھی طرح سوچ سمجھ کر وید مقدس پر ایمان لائے ہیں۔ آپ کو بھی اگر صراط المستقیم پر چلنے کی دلی تمنا ہے تو صدق دل سے آریہ دھرم کو قبول کرو آئندہ دل کو تعصب نفسانی سے پاک کرو۔ اگر بوقت پہونچنے اس اطلاع کے توجہ نہ کروگے تو خدا کا مواخذہ آپ پر رہیگا اور حقیقی سرور اور صداقت کے نور سے ابدالآباد تک مقہور و دور رہوگے۔ اور جس قسم کی تسلی روحی دینی یا دنیوی آپ کرنا چاہیں بندہ حاضر و مستعد ہے اور کئی آریہ برادران بھی جنکا کام صداقت کا اعلام اور جہالت کا انہدام ہے۔ حاضر و موجود ہیں۔ خدا آپ کو قدرت حقیقی کے چشمہ سے (جو وید مقدس ہے) سیراب کرے۔ ما نصیحت بجائے خود کردیم۔ روزگارے دریں بسر بردیم۔ گر نیاید بگوش رغبت کس۔ بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔

راقم لیکھرام از آریہ سماج امرت سر تحریرہ۔ اگست ۱۸۸۵ء

یادداشت — اس آخری خط کا جواب جب عرصہ تین ماہ تک کوئی نہ آیا تو پھر مہینے ایک پوسٹ کارڈ بطور یاددہانی کے ارسال کیا۔ اس کے جواب میں مرزا جی کا کارڈ آیا کہ "قادیاں کوئی دور تو نہیں ہے۔ آن کر کے ملاقات کر جاؤ۔ امید کہ یہاں پر باہمی ملنے سے شرائط طے ہوجاوینگی۔"

غور طلب — یہ خطوط ملاحظہ فرما کر مرزا صاحب کے الہامی دعوؤں و خوارق عادات بثوت و شرطیہ انعامات و دولتمندی و جاگیرداری و زبان درازی و حیلہ سازی و لفاظی اشتہارات کی نسبت نتائج نکالنے اور نتیجہ نکلنے کے تصفیہ کو ہم تکذیب براہین احمدیہ کی ذمہ واری پر چھوڑتے ہیں۔

اشتہارات

(۱) مطبوعہ قانونی ہند امرت سر

اشتہار صداقت اظہار

تحقیق حق کیواسطے باطل کو چھوڑ کر چاہتے ہیں ہم کہ توڑ دیں شیشہ فریب کا۔ ناظرین

پر واضح ہو کہ مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیاں ضلع گورداسپور نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں مجدد وقت اور ملہم اور صاحب کرامات ہوں اور حضرت قادر جلشانہ کی طرف سے بنی ناصری اسرائیلی مسیح کے طرز پر کمال مسکینی و فروتنی و غربت و تذلل و تواضع سے اصلاح خلق کے لئے مامور ہوا ہوں اور میرے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ انا انزلناہ قریبا من القادیان بالحق نزل صدق اللہ و رسولہ وکان مفعولا اور ہر وقت یہی وعظ کرتے ہیں کہ میں بہت بزرگ ہوں اور کتاب براہین احمدیہ میری مصنفہ کی امداد و مصارف میں مسلمان بھائی جہانتک ہوسکے توجہ فرمائیں۔ بلکہ تعمیر مساجد و حج اور زکوٰۃ اور خیرات وغیرہ ضائع اخراجات سے کتاب براہین احمدیہ کی امداد میں جو شخص روپیہ بھیجے اسکو ثواب عظیم اور نجات عقبےٰ حاصل ہوگی اور اپنے اشتہارات میں یہ بھی دعوے کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص میرے الہامات کی صداقت پر بدظن ہو تو اس کو چاہیئے کہ قادیان میں آکر تحقیق کرے۔ چنانچہ اپنے دعویٰ کی مضبوطی کے لئے چوبیس سو روپیہ درماہہ بحالت عدم مشاہدہ الہام دینا مقرر کیا ہے۔ جیسے غور ہے۔

اوّل — تو مرزا صاحب کو اپنے مولی کریم پر بھروسا نہیں ہے کیونکہ اگر ہوتا تو جن شخصوں نے تحقیق کیواسطے درخواستیں کی تھیں۔ ان سے شرائط کرنے میں تساہل نہ کرتے۔ از انجملہ پنڈت لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور اور منشی ملاوامل سکرٹری آریہ سماج قادیان نے جنکو

مرزا غلام احمد صاحب نے بھی گواہ الہامات مشہور کیا ہے اور نیز اس طالب صادق نے بارہا خطوط برا‌ئے مشاہدہ نشانات آسمانی بھیجے ہیں۔ جن کا جواب معقول آجتک بجز پہلو تہی اور حیلہ حوالہ کرنے کے نہ دیا بلکہ منشی ملاوامل نے اپنی دلی جوش سے یہاں تک بھی لکھا کہ ایسی کرامت کا میں خواستگار نہیں ہوں جو آپ کے نزدیک ناممکن اور قانون قدرت کے برخلاف ہو میں چاہتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ آپ خواہ کیسی اونے کرامت اور خرق عادت کا مشاہدہ کرادیں جو طاقت انسانی اور علوم کی رسائی سے باہر ہو۔ بعد مشاہدہ کے میں آپ کی شرط اشتہار کو پورا کرونگا۔ اور عدم ثبوت کی حالت میں ہم حرجانہ کے خواہاں بھی نہیں ہونگے۔ نہیں معلوم کہ باوجود اس قدر مضبوط دعاوی محققوں کے کس لئے تحقیق نہیں کراتے اور کیونکر چوبیس سو روپیہ کا دعویٰ کیا تھا۔

دوم — مسمی شام لال کو جو مرزا غلام احمد کے روزنامچہ نویس الہامات کا لکھا ہے اس کی عمر اوقت ملازمت مرزا صاحب کے تقریباً ۱۲ سال کی تھی مگر وہ پرلے درجہ کا بے تمیز اور بے سمجھ اور سادہ لوح تھا بلکہ اس وقت بھی سوائے مشکل سے شمار کر سکتا ہے۔ اگر کسی طالب حق و اہل تمیز کو بغرض تحقیق الہامات وغیرہ قادیان آنے کا اتفاق ہو تو ان کو ایسے گواہوں کو بچشم خود دیکھنا چاہیئے تاکہ اصلیت حقیقت الہام ظاہر ہوجاوے۔

سوم — واقعہ ۱۰ اگست ۱۸۸۵ء کو اکثر اہل ہنود و معزز و محقق ساکنان قادیان متفق ہوکر مرزا صاحب کے پاس گئے اور یہ کہا کہ آپ نے جو اپنے کو تمام ملک میں صاحب الہام و خوارق عادات و کرامات مشہور کیا ہے۔ ہم کو بالکل یقین نہیں سراسر جھوٹھ سمجھتے ہیں۔ اگر آپ دعوے خود میں سچے ہیں تو ہم کو بھی تحقیق کرادیں۔ اس پر مرزا صاحب نے صاف جواب نہ دیا۔ مگر اپنے دعویٰ کے بچانے کیواسطے صرف حیلہ سازی میں وقت ٹالنا شروع کیا اور کہا کہ آپ سب اہل تحقیق متفق ہو کر چوبیس سو روپیہ نقد جمع کردو اور اسی قدر ہم بھی کرتے ہیں اگر عرصہ ایک سال میں ہمارے بیس الہامات سے ایک الہام بھی بہ پایہ صداقت پہونچا تو ہماری حجت قائم ہوجاویگی۔ اور ہم روپیہ لینے کے مستحق بنینگے۔ اس کے جواب میں اہل تحقیق نے کہا کہ ایسے پٹوے تو نجومی و رمال بھی بتا سکتے ہیں۔ اور ضرور دس میں سے دو چار پورے بھی ہوجایا کرتے ہیں۔ کیا وہ بھی الہامی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ خواہ میعاد دو سال مقرر کریں۔ مگر جس قدر آپ کو الہام ہوا کریں وہ سب کے سب پورے کردکھلادیں اس سے لاجواب ہوگئے اور اصل بات کو اور طرف لے گئے۔ اور یہ نامعقول جواب دیا کہ طالب حق کو چاہیئے کہ مشاہدہ الہام ربانی میں چون و چرا نہ کرے۔ جب اہل تحقیق نے اس پر قناعت کی اور کہا کہ خواہ آپ ایک ہی نشان آسمانی مشاہدہ کرادیں مگر بوقت صدور الہام میعاد مقرر کردیں کہ فلاں تاریخ یہ الہام ظہور پذیر ہوگا۔ ملہم صاحب نے یہ بھی نہ مانا اور کہا کہ ایسا ہونا امر محال ہے۔ بلکہ مجمع عام میں اکثر الہامات سے (جنکے گواہ حافظ سلطان محمد صاحب امام مسجد وغیرہ لوگ موجود ہیں اور ظہور انکا ابتک نہیں ہوا) صاف منکر ہوگئے کہ ہم کو الہامات ہوئے ہی نہیں

چہارم — اب نئی امداد کی توقع پر ایک اور اشتہار جاری کیا ہے جس میں دس آدمی ہنود حسب منشاء خود جو عین حق کو مرزا صاحب کی خاطرداری اور لحاظ کے واسطے قسمیہ خلاف کہدیں۔ محققین الہامات قرار دیکر ایک مضمون خود تیار کرکے ان سب کی العبدات کرائی ہیں اور یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ ان شخصوں نے خوف خدا اور جوش دلی خیال عقبیٰ سے میرے پاس تحقیق اور آزمایش الہامات کے لیے درخواست کی اور میں نے بھی بنظر رفاہ عام ان کا کہنا منظور کرلیا اور قرار پایا ہے کہ بعد مشاہدہ الہامات و خرق عادات کے تبدیل مذہب کی کسی کو قید نہیں۔ مگر بشرط اثبات الہام صداقت الہام کا اقرار کریں۔ اس لئے یہ معاہدہ واسطے آگاہی خاص و عام مشتہر کیا جاتا ہے۔

پنجم ۔ اے اہل بصیرت و صاحبان تمیز آپ ذرہ توجہ فرما کر خیال کریں کہ اوّل تو مضمون اشتہار مصنّف صاحب نے خود تراشا ہے ۔ کیونکہ ان سب معاہدین میں سے کسی کو طاقت ایسے مضمون سازی کی نہیں ۔ دوم ۔ یہ جانتے نہیں کہ الہام کی کیا حقیقت ہے کیونکہ انمیں سے صرف ایک دو نے کسی زمانہ میں قاعدہ ابتدائی شاید پڑھا تھا ۔ اور نہ باقی عموماً ناخواندہ ہیں ۔ علاوہ اس کے یہ سب مرزا صاحب کے دست نگر اور خوشامدی ہیں ۔ ہاں انہیں سے برعکس خیال ملہم صاحب کے جس کسی کو توفیق الٰہی شامل حال اور خوف عاقبت دامنگیر ہو کر راست راست بیان کرے تو وہ شخص عاقبت اندیش اور خداترس متصور ہوگا ۔ بلکہ اس کو راقم کی پیشگوئی کا ثمرہ سمجھنا چاہیئے اور جو طالب حق اور صاحب عقل یہاں قادیان میں آکر ان بناوٹی اور نا واقف از علم گواہوں کو دیکھے گا ۔ اس پر ملہم صاحب کی کارستانی و راست بیانی من وعن ظاہر ہو جائے گی ۔ گو اس کارستانی سے مصنف صاحب کو ان کے مریدوں و مشیروں نے ہر چند سمجھایا کہ اس بناوٹی کارروائی سے ضرور خلل عاید ہوگا اور کئی طرح کے شکوک و شبہات پیدا ہو جاوینگے ۔ لازم ہے کہ اہل تحقیق و اہل علم سے بھی ایک معزز و معتبر آدمی معاہدہ میں شامل کیا جائے ۔ مگر مرزا صاحب نے کسی کی نہ مانی ۔ کیونکہ وہ تو جانتے ہیں کہ من آنم کہ من دانم ۔ میر عباس علیشاہ لدھانوی وغیرہ معاونان اس محکمہ نے امداد براہین احمدیہ میں اس قدر سعی و کوشش کی ہے کہ قطع نظر ترغیب دہی روسا و امرا و نوابوں کے غریب آدمی سے بھی پیسہ پائی تک نہیں چھوڑا اور کبھی ایک بیوہ عورتوں کو ترغیب دیکر ایک چھلہ و مرکی ڈنڈی تک اتار لیا ہے اور یہاں تک کہ طوالیف کا مال بھی جسکو قطعی حرام سمجھتے ہیں براہین احمدیہ کی اشاعت امداد میں حلال و طیب متصور ہوا ہے ۔ خدا معلوم کہ اس متعصب کارروائی کی امداد میں روپیہ دینے سے کس طرح کا ثواب ہوگا

ششم ۔ اہل اسلام و اہل ہنود سکنائے قادیان و قرب و جوار قسمیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آج تک کبھی مشاہدہ الہام وغیرہ کا نہیں کیا اور نہ کبھی کسی الہام کا بہ ثبات پہنچنا سنا یا دیکھا ہے اور گواہان مندرجہ کتاب بھی تکذیب اثبات الہامات کی بیان کرتے ہیں ۔ مگر ان کا باہمی لین دین ان کی عام اشاعت کا ذرہ حارج ہے ۔

ہفتم ۔ مسکینی و فروتنی و عزت و تذلل و تواضع کا دعوی بھی سراسر خلاف ہے اگر مسکینی ہوتی تو دس ہزار روپیہ والے الٹے کی شرطیں نہ باندھتے اور فروتنی ہوتی تو زود رنج اور غصہ ور نہ ہوتے اور عزت کیواسطے لازم تھا کہ تعمیر مکان پر مخلوقات کا روپیہ ضائع نہ کرتے اور چوبارہ سے باہر نکل کر اصلاح خلق پر مستعد ہوتے ۔ تذلل و تواضع کا یہ حال ہے کہ اکثر سائیلوں کو جبر سے نکالا جاتا ہے ۔

اس لیئے بہ نیت خیر اندیشی مخلوقات یہ اشتہار عام مشتہر کیا جاتا ہے کہ سب لوگ مطلع ہو کر دھوکہ میں نہ پڑیں اور جو اس پر زیادہ شوق رکھیں انکو لازم ہے کہ بنظر تحقیق و انصاف آزما دیں کیونکہ ۔ سے

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند ۔ چوں بخلوت می روند آں کار دیگر میکنند

عجب پیدا ہوئے صاحب ولایت ✦ نہیں اثبات کی دیتے روایت ۔
جو ملہم بن کے دنیا لوٹ کھائے ✦ کرامت ایک ہرگز نہ دکھائے ۔
جسے تحقیق حق کی جستجو ہو ✦ مخالف بے یقیں کہتے ہیں اس کو ۔
ہمیں ضد و تعصب سے نہیں کام ✦ فقط چاہتے ہیں ہم تحقیق الہام ۔

المشتہر

مرزا امام الدین رئیس قادیاں برادر مرزا غلام احمد صاحب ۔ بقلم خود
۱۳ ۔ اگست ۱۸۸۵ء

(۲) مطبوعہ شفیق ہند پریس لاہور

اشتہار

کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے

ناظرین اشتہار اس بات سے بخوبی آگاہ ہونگے کہ ایک شخص مرزا غلام احمد نامی ساکن قصبہ قادیان کے دماغ میں عرصہ سے اس قسم کی دھن سمائی ہے کہ الہام و خوارق عادات کے ساتھ میری دعا کی درگاہ ایزدی میں رسائی ہے ۔ رب العرش نے مجھے اسرار خفیہ و نقاط مخفیہ سے ہمیشہ آگاہ کرتا ہے اور انتظام عالم کے سبھی احکام میرے ذریعہ صادر ہوتے ہیں ۔ انبیا بنی اسرائیل سے اپنا رتبہ مسیح سے کم نہیں جانتے ہیں اور مسلمانان موجودہ و نیکوکاران زمانہ سے اپنا نظیر کسی کو نہیں گردانتے ۔ اول آپ نے باوجود [illegible] ہونیکے دعوی کیا کہ جو کوئی میری کتاب براہین احمدیہ کا جواب دیوے وہ دس ہزار روپیہ کا انعام پاوے ۔ مگر وہ تین سو دلیل والی کتاب پختہ طور سے سنا گیا ہے ۔ کہ باوجود گذر جانے آٹھ نو سال کے ابھی تک مرزا صاحب نے تصنیف نہیں فرمائی اور نہ چھپوائی ۔ مگر ہاں اسی دام تزویر کے ذریعہ دس بارہ ہزار روپیہ مسلمانوں سے کما لیا ۔ مگر مال حرام کا بجائے حرام جانا ضرور ہو کر تھوڑے دنوں کے عیش و عشرت سے وہ روپیہ اڑا دیا ۔ براہین احمدیہ کا جواب تکذیب براہین احمدیہ تیار ہو کر ماہ اکتوبر ۱۸۸۴ء کو اور ماہ ستمبر میں ان کو سننے کے واسطے بلایا گیا ۔ مگر ہٹ دھرمی و غصہ نے ان کے دل کو سیاہ کر دیا جس سبب سے انہوں نے بالکل نہ سنا اور جب نہ سمجھا تھوڑے عرصہ کے بعد جب وہ روپیہ اڑا چکے تو ایک اور داؤ پیچ کھیلا کہ جو میرے پاس قادیان میں آکر ایک سال تک رہے وہ ضرور آسمانی نشانات و معجزات دیکھ کر اسلام سے مشرف ہوگا ۔ ورنہ دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے ایک سال کا ہم حرجانہ دیوینگے ۔ اس پر اول ہمنے خط و کتابت شروع کی جو پچھلے سال آفتاب پنجاب و کوہ نور وغیرہ اخبارات میں طبع ہوتی رہی جس سے ناظرین مرزا صاحب کی ابلہ فریبی بخوبی جان گئے ہونگے ۔ بعدہ منشی اندرمن صاحب سے بھی انہوں نے وہی حکمت عملی کی اور انکی کسی شرط کو منظور نہ کیا ۔ بلکہ ایک جعلی و فریبانہ اشتہار بطور درخواست ہنودان قادیان سے لکھا کر انکے پاس بھیجا اور اخباروں میں چھپوایا ۔ جس پر اہل ہنود نے مطلع ہو کر ایک ٹریکٹ ان نشانات عظیم کا چھپوا کر تمام مشتہر کر دیا کہ یہ مرزا صاحب کا سراسر فریب ہے ۔ ہم نے منشی اندرمن کو ہرگز نہیں بلایا ۔ پھر مرزا صاحب ایک اور چال چلے یعنے دس ہندوان محض ناخواندہ سکنائے قادیان کے نام سے ایک درخواست اپنے نام لکھوائی کہ ہم طالبان حق میں ہمکو آپ آسمانی نشانات بتلا دیں ۔ اور خود بھی پیچھے ایک اقبالنامہ تحریر کیا کہ ہمیں اس جماعت عشرہ کی درخواست منظور ہے ۔ اور اپنے چند فضلہ خور مسلمانوں کو گواہ لکھ کر اعلان چھپوا دیا ۔ جس کارسازی پر اہل ہنود نے مطلع ہو کر اعلان کا بطلان چھپوایا جو شائقین کے مطالعہ میں آیا ہوگا ۔ اور جس کا علیحدہ ٹریکٹ قادیان کے دس ہندوان کی کارسازی اور مرزا غلام احمد کی افترا پردازی کے نام سے طبع ہو چکا ہے ۔ غرضیکہ مرزا صاحب نے ایک سال رہنے کی شرط کو بھی مبلغان کے نادار ہونیکے سبب سے حیلہ و حوالہ غصہ و فریب سے ٹال دیا ۔ لاچار بندہ دو ماہ قادیان میں رہ کر آریہ سماج ستھاپت کرکے وہاں سے چلا آیا ۔ اب ایک اور فریب سوچا کہ حضرت کو اس نیازمند اور منشی اندرمن صاحب کی وفات و حیات و شادی و غمی کی بابت الہام ہوتے ہیں ۔ مگر نہیں بتلاتے ہیں ۔ جب تک کہ ہم ان کو اجازت نہ دیویں ۔ منشی اندرمن صاحب کا حال مجھے معلوم

فٹ نوٹ ۔ دیکھو اعلان نمبر ۴ صفحہ

نہیں مگر ہیں نے اُنکو تحریری اجازت نامہ ارسال کردیا۔ جسپر ابتک کچھ انکشاف نہیں ہوُا کہ خیر الماکرین سے مرزا صاحب کو کیا الہام ہوتا ہے خیر اسی طرح مرزا صاحب کو یہ بھی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو الہام ہوُا تھا کہ تمہارے گھر میں ایک لڑکا عمنوائیل نام پیغمبری کی صفات والا مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزول من السما جسکا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ عنقریب آتا ہے اسکو مقدس روح دی گئی ہے وہ نور اللہ ہے ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونیوالا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ چونکہ اُن دنوں مرزا صاحب کے ہاں حمل کا اشتباہ تھا جسکے حال سے نیازمند بھی آگاہ تھا۔ مرزا صاحب کو چونکہ حکیم ہیں قیاساً خیال کیا ہوگا اور بظاہر مردم فریبی کو الہام پیشگوئی و متابعت رسول و بشارت جبرائیل وغیرہ ناموں سے نامزد کر کے چھپوا دیا مگر بُرا بول ہر ایک کے آگے آتا ہے اور جھوٹے دعووں سے ہر ایک آدمی پشیمانی اُٹھاتا ہے ؎ ہر کہ گردن بدعوٰی افرازد + خویشتن را بگردن اندازد + آج ایک معتبر رئیس قادیان کے خط سے معلوم ہوُا کہ مرزا صاحب کے گھر میں ۵۔ اپریل ۱۸۸۶ء کو بجائے عمنوائیل کے عمنوئیلہ دختر ابنالہ آس پیدا ہوئی۔ اور مرزا صاحب کو خط بھی آگیا۔ پس اے ناظرین مبارک ہو کہ جھوٹ کا ناستر اور ست کا پرکاش ہوُا۔ مرزا صاحب کو چاہیئے۔ کہ آئندہ ایسے جھوٹے دعووں سے باز آویں۔ اور خدا کے نام پر الزام لگانے سے شرماویں ✣

المشتہر

پنڈت لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور سرحد۔ مورخہ ۲۵۔ اپریل ۱۸۸۶ء

(۳) مطبوعہ چشمہ نور پریس امرتسر

اشتہار واجب الاظہار

اے ناظرین۔ ہماری اس تحریر کو ذرا غور سے پڑھنا اور اس تحریر کے شایع کرنے سے ہمارا اصلی منشا ہے۔ اُس کو بخوبی سمجھنا۔ شک نہیں کہ انہیں صاحبوں کو ہماری یہ تحریر پسند ہوگی۔ جو راستباز اور محقق مزاج ہیں۔ خواہ کسی ملت کے ہوں یہ بھی یاد رہے کہ ہم کو کسی قوم یا خاص کسی شخص کیساتھ بغض و عداوت نہیں۔ بلکہ ہم اپنے دوست مرزا غلام احمد صاحب کے مقابلہ میں اشتہار شایع کرنا موجب شرم کا سمجھتے ہیں۔ مگر کیا کیا جائے یہ اُن کی ہی ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ ہے حقیقت میں ہمارے دل کو اس اشتہار کے شایع کرنے سے اس قدر رنج اور تکلیف اور بوجہ ہے جو بجز دانائے حقیقی کے غیر نہ جانتا ہوگا مذکورہ بالا فقرات کی تصدیق ذیل کی عبارت سے ہو جائیگی ہمارا ارادہ محض راستی کے ظاہر کرنے کا ہے کیونکہ ہم نے معلوم کرلیا ہے کہ ہمارے خاموش رہنے سے راستی کا خون ہوُا جاتا ہے اور ایک قوم ممتاز پر مخالف قوم کی طرف سے بزعم خود حجت قایم ہوتی جاتی ہے اس لئے ایسے نازک موقعہ پر شہادت کا اخفا کرنا یا واقعہ کے برخلاف بیان کرنا سخت گناہ ہے حالت پیش آمدہ دیکھکر خود ناظرین جان سکتے ہیں۔ کہ ایسے وقت پر شہادت میں پس پیش کرنا یا خاموش رہنا کبیرہ گناہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کیونکہ اُسکا صدمہ ایک قوم اور گروہ پر پہنچتا ہے۔ نہ واحد جان پر۔ اور سوائے اسکے ہمدردی اور خیرخواہی سے بھی بعید ہے۔ کیونکہ ایک تو مرزا صاحب اپنے اوقات الہام اور خرق عادت کے دعوٰی میں جس کا ثبوت پہنچانا ایسا محال اور ناممکن ہے۔ جیساکہ غرب سے آفتاب کا طلوع ہونا صرف کر رہے ہیں۔ اور دوسرا لوگوں کو تکلیف دے رہے ہیں کیونکہ دور دراز سے صعوبت سفر اور ہر ایک طرح کا ہرج اُٹھاکر لوگوں کا آنا اور تمنائے دلی سے محروم اور نامراد ہوکر واپس جانا کس قدر موجب تکلیف حق پسند کا ہوتا ہے۔ اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں تخمیناً مدت ۱۲ بارہ یا چودہ ۱۴ سال سے ہم دونوں کو مرزا غلام احمد صاحب (مولف براہین احمدیہ) سے ملاقات حاصل تھی اِس عرصہ میں شاید کوئی ایسا دن گذرا ہوگا۔ جو تین چار مرتبہ اُنکے پاس آنا جانا نہ ہوُا ہو۔ خویش و بیگانہ سے کوئی شخص ہم کو اُنکے برابر عزیز نہ تھا اور ہم اُن کی بہت عزت اور تعظیم کرتے تھے۔ ہاں وہ بھی ہمیں اپنے عزیزوں سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ قریباً عرصہ سات برس کا ہوُا ہوگا یا غالباً وہ وقت تھا کہ جب بعض اخبار نویس خوشامد پسندوں نے خلیفہ سید احمد حسین صاحب بھوپالیہ کو مجددی کا خطاب دیدیا تھا حکیم محمد شریف صاحب کلانوری (حال وارد امرتسر) نے جو مرزا صاحب کے بڑے دوست ہیں۔ ہم دونوں کے سامنے مرزا صاحب کو یہ صلاح دی یا یوں کہو کہ پٹی پڑھائی یا کسی طرز اور کنایہ سے کہا جس کا لب لباب یہی تھا کہ آپ مجددی کا دعوٰی کریں کیونکہ اس زمانہ میں بھی کوئی مجدد ہونا چاہیئے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم محمد شریف صاحب کی اُس وقت کی گفتگو نے مرزا صاحب کے دل میں بہت سا اثر پیدا کیا جس کا نتیجہ آج ظاہر ہے۔ حکیم صاحب کا یہ فرمانا ہی تھا۔ کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کا مسودہ بنانا شروع کردیا۔ اور اخباروں میں اشتہار دیدیئے اور جا بجا خط روانہ کردئے۔ خوابوں کی تعبیر کا شوق ابتدا ہی سے مرزا صاحب کو رہا ہے۔ یہاں تک کہ خواب نامہ مرزا صاحب کے سرہانے پر ہی رکھا رہتا ہے اکثر موقعہ آمدورفت میں ایسا ہوُا کرتا تھا کہ مرزا صاحب کی خوابیں سننا اور اپنی خوابیں سنانا اور تعبیر نامہ سے تعبیر دیکھنا۔ رفتہ رفتہ مرزا صاحب نے مکاشفہ اور الہام اور خرق عادت کا دعوٰی شروع کیا۔ جبکہ کچھ مسودہ براہین احمدیہ کا تیار ہوُا۔ تو مجھ شرمپت رائے اور ملاوامل پر شہادت الہام کا بہتان لگادیا۔ اور براہین احمدیہ میں نام جڑدیا اور ہم بھی بسبب کسی مصلحت کے آجتک خاموش رہے اور ہماری خاموشی کو مرزا صاحب آج سرمہ چشم آریہ میں شق القمر کے بارہ میں سنداً اور نظیراً پیش کرتے ہیں ہم وہ سند اور نظیر دیکھکر حیران رہگئے۔ اور ہم پر زیادہ کھل گیا کہ اسلام کے پیشواؤں اور پیغمبروں کا بھی قاعدہ چلا آیا ہے جو مرزا صاحب نے اختیار کیا ہے سچ ہے کفر گیرد کاملے ملت شود۔

کاش ایک الہام سچ بھی ہماری تسلی کی ہوتی تو بھی ایک بات تھی اور ہم یہ بھی بیان کردیتے ہیں کہ گواہوں میں نام درج کرنے کے وقت مرزا صاحب نے ہمارے سے بالکل صلاح و مشورہ نہیں کیا ورنہ ہرگز ایسا نہ ہوتا۔ اُنہوں نے تو رونق کتاب کو مدنظر رکھا یا دل میں یہ خیال کرلیا ہوگا کہ یہ مجھ سے ہیں اور میں اِن سے ہوں کیا میرا کہا نہ مانینگے؟ اب سب کچھ ناظرین کے آگے دھر دیا ہے خواہ جھوٹے کو گھر تک پہنچائیں۔ مگر اتنا تو ضرور ہوگا۔ کہ صاف باطن اور نیک نہاد الہام اور خرق عادت کے دعوٰی کی حقیقت بخوبی تاڑ جائینگے۔ اور واضح ہو کہ شرمپت رائے ہی کی طرف سے ایک رسالہ بعد طبع ہونے سراج منیر کے شایع ہوگا۔ جس میں تردید اسلام اور مرزا صاحب کے الہامات کی سب کارروائی درج ہوگی۔ فقط ۴ نومبر ۱۸۸۶ء

المشتہر ملاوامل از قادیان ضلع گورداسپور۔

(۴) مطبوعہ چشمہ نور پریس امرتسر

اعلان کا بطلان

جو اشتہار کہ مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان نے ہم لوگوں کی نسبت بدیں مضمون کہ یہ لوگ صدق دل سے مذہب اسلام کی صداقت و الہام و کرامات وغیرہ دیکھنے کے لیئے برس تک درخواست کرتے ہیں چھپوا کر مشتہر کیا ہے۔ چونکہ وہ سرتاپا بے بنیاد۔ اس لئے عام لوگوں کو دھوکھے سے بچنے کے واسطے واضح کیا جاتا ہے کہ ہم میں سے پنڈت بہارا مل و بشنداس و پنڈت نہالچند و سنت رام و فتح چند و پنڈت ہرکرن جن کے نام اُس خط میں درج ہیں۔ بالکل علم فارسی و اُردو سے محروم مطلق ہیں و لچھمی رام و تاراچند و بیج ناتھ و بشنداس والدھیرانند

تھوڑا سا پڑھے ہوئے ہیں اور کوئی ایسا نہیں ہے جو اس خط کے مساوی یا کم و بیش مضمون بنا سکے یا لکھ سکے بلکہ ہم میں اتنی طاقت بھی نہیں ہے جو اس مضمون کو بخوبی سمجھ سکیں۔ اس مضمون کے سمجھنے کے لئے بھی مڈل و انٹرینس کی لیاقت درکار ہے وہ مضمون مرزا صاحب کا سراپا خود تراشا ہوا ہے اور ہم کو منت و سماجت سے اپنے چوبارہ یعنی بالاخانہ میں متفرق طور پر بلا کر ایک کاغذ پر اس منشا سے دستخط کرا لئے کہ حرام (الہام) بتلایا جاویگا۔ تم گواہ رہنا۔ نہ ہم کو الہام کے معنے آتے ہیں نہ بتلائے گئے تھے نہ ہم کو وید مقدس کے سوا کسی کتابی الہام یا انسانی الہام پر اعتبار ہے۔ چونکہ ہم کو مضمون خط المشہورہ اعلان مشتہرہ مرزا غلام احمد سے پہلے آگاہی نہیں تھی۔ اب جو ہم نے اُس کے مضمون سے بخوبی اطلاع پائی۔ اور اُس کے مطالبہ سے واقفیت حاصل کی تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بالکل مرزا صاحب کا طبعزاد ہے ہم وید مقدس کے سوا کسی اور الہام کے طالب صادق نہیں۔ چونکہ مرزا صاحب کی کارروائی بجائے پرموخطا مر ہے اور مرزا صاحب کو نہ ہم کو ایک دم بھر زندگی کا اعتبار ہے۔ اس واسطے بیہودہ طور پر ایک سال تک اس طرح کے خام خیال پکانا اور لوگوں کو دھوکھے کے جال میں پھنسانا ہمیں منظور نہیں آگے مرزا صاحب جانیں اور اُن کی آمدنیات و اخراجات کے الہام جانیں۔ اب جسے روح کو تاریکی میں ڈالنا ہو اور بناوٹی الہام سے دُنیاوی کاروبار رکھنا ہو ہم اُس کو مرزا صاحب کے حوالہ کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ پرمیشور اس طرح کے فرضی الہاموں سے ہندو بھائیوں کو بچاوے۔

العبد	العبد	العبد	العبد
پنڈت نہال چند	پنڈت بھارا مل	سنت رام	لچھمی رام بقلم خود
العبد	العبد	العبد	العبد
بیج ناتھ برہمن بقلم خود	بشنداس کھتری	بشنداس برہمن	فتح چند کھتری
العبد	العبد	العبد	
ہرکرن برہمن	لچھمنداس بقلم خود	میلا رام بقلم خود	

تمّت الکتاب

قطعہ تاریخ کتاب تکذیب براہین الاحمدیہ از نتائج طبع عالی سخنور بیمثال مولانا جلالی صاحب زاد الطافہ

غوائے دیو لفس است الہام قادیانی — پُر کذب و مکر و آز است اعلام قادیانی
ختم رسل چو گردید پس دعوئ رسالت — بشکست از شریعت اسلام قادیانی
ابلہ فریب تصنیف کرد احمدی براہین — کز تار و پود کید ست آں دام قادیانی
تکذیب آں براہین شد زیں کتاب صادق — زائل شدند و باطل اوہام قادیانی

از وحی دانش آمد تاریخ ایں صحیفہ
طشت ریا در افتاد آں بام قادیانی

۱۸۸۶ء

نور افشاں ۱۵۔ مارچ ۱۸۸۶ء کمار ریویو

ضمیمہ تکذیب براہین احمدیہ مصنفہ پنڈت لیکھرام صاحب ایڈیٹر

آریہ گزٹ فیروزپور۔ دین کی غیرت ایک ایسی غیرت ہے۔ جس کے برابر دُنیا میں انسان کو کسی اور بات کے لئے نہ ہو گی۔ اور یہ کسی خاص انسان پر موقوف نہیں ہے بادشاہ سے لے کر گدا تک سب اس میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اگرچہ ہزاروں ادیان دُنیا میں ہیں۔ اور یہ بھی اظہر ہے۔ کہ سب راستی پر نہیں۔ تاہم ہر ایک اپنے مذہب کے لئے سخیر تمند ہوتا ہے۔ ہندوستان میں سب سے نکمی ذات کے بھنگی گنے جاتے ہیں۔ مگر اُن کو بھی اپنے دین کی ایسی ہی غیرت ہے۔ جیسے سلطان روم کو محمدی مذہب کی۔ اور دیانندیوں کو ویدوں کی۔ اگرچہ اس غیرت کے لئے کوئی کسی کو مطعون نہیں کر سکتا۔ تاہم بعض دفعہ یہ غیرت انسان کو صداقت و بطالت میں امتیاز نہیں کرنے دیتی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے کس زور و شور کی غیرت سے محمدی دین کا تنزل دیکھ کر (براہین احمدیہ جس کو وہ اپنے زعم میں الہامی بھی قرار دیتے ہیں) لکھی۔ اور ہزاروں اشتہار دُنیا کے ہر ایک حصہ میں بھیجے۔ اور دعوت دین محمدی کی کی۔ صرف اسی پر اکتفا نہ کر کے دس ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی دیا۔ دس ہزار روپیہ تھوڑا نہیں ہوتا۔ مگر کسی نے مرزا صاحب کی تحریر کا جواب نہیں دیا۔ اس غرض سے کہ دس ہزار روپیہ انعام پائے بلکہ صرف اپنے دین کی غیرت سے۔ مرزا نے نہ صرف دین محمدی کو منجانب اللہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ بلکہ دیگر ادیان پر سخت حملے کئے ہیں۔ اور کوشش کی ہے۔ کہ سب دیگر مذاہب فضول اور اُن کی کتابیں ردی سمجھی جائیں۔ اور یہ نتیجہ صرف اسی بیجا غیرت کا ہے۔ جس سے کہ حق و باطل کی امتیاز نہیں رہتی۔ اگرچہ مرزا نے اس قدر سمندر کی لہروں کی مانند جوش و خروش کیا۔ آخر کیا ہوا۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

جو اعتراض اور حملے اُنہوں نے مسیحی دین پر کئے۔ جنکو وہ اپنے زعم میں لاحل سمجھے تھے۔ کس طرح ہمارے فاضل پادری ٹھاکرداس صاحب نے اُن کی دھجیاں اُڑائی ہیں۔ کہ مرحبا مخالف بھی دیکھ کر صاد کرتا ہے۔ وہ سب کچھ ناظرین نور افشاں جانتے ہیں ۱۸۸۲ء و ۱۸۸۳ء کے نور افشاں میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ ایسے تحقیقی جواب کہ آج تک مرزا نے چوں بھی نہیں کی ہمیں مرزا صاحب کی حالت پر افسوس آتا ہے۔ کہ جس طرح اُن کو مذہب کی غیرت تھی اور غالباً اب بھی ہو گی۔ اپنی زبان کا پاس مطلق نہیں۔ کہاں دس ہزار کا انعام اور کہاں پلے سے پھوٹی کوڑی بھی نہ نکلی۔ لیکن طالبان حق جان گئے ہیں۔ کہ یہ حرف مرزا کے دکھلانے کے دانت تھے۔ ورنہ براہین احمدیہ کے اُن دلائل کی تردید جو مذہب عیسوی کے رد میں تھیں۔ پادری صاحب موصوف نے کماحقہ کر دی۔

اسوقت براہین احمدیہ کے دوسرے حصہ کی تردید ہمارے پاس آئی ہے۔ جو مرزا صاحب نے ویدوں پر خامہ فرسائی کی ہے۔ اس کتاب کا نام تکذیب دو عنوان ہے ناظرین کو خیال رکھنا چاہئے۔ کہ ہم عیسائی ہیں اور ثالث ہو کر ہر دو کے دلائل پر غور کر کے اپنی رائے دیتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے واسطے دونوں برابر ہیں۔

ہم نے اس کتاب کو شروع سے لے کر آخر تک پڑھا ہے اور بغور دیکھ کر جابجا نوٹ بھی دیئے۔ پنڈت لیکھرام صاحب نے اس میں کمال کیا ہے۔ اول مرزا کے اعتراض کا جواب بہت خوبی کے ساتھ ویدوں سے دیا ہے۔ جہاں ویدوں سے جواب دیا ہے وہاں ویدوں کے اصلی منتر بھی نقل کئے ہیں۔ اور جابجا مرزا صاحب کو ایسی ڈانٹ دکھلائی ہے۔ کہ مرزا بھی کیا یاد کرے گا۔ اس کو وہ پادری ٹھاکرداس صاحب کی تحریر عاجزانہ محققانہ نہ سمجھے گا۔ بلکہ جابرانہ و انتقامانہ۔

آول لفظ آریہ پر بحث ہے - پھر آریوں کی قدامت کا جھگڑا تواریخ سے فیصل کیا ہے ٭

صفحہ ۴۲ پر تواریخ کے حوالہ سے پنڈت صاحب لکھتے ہیں - کہ "پرمیشور سب عالم کا خالق ہے" تواب ہم کہتے ہیں کہ جس حال میں پرمیشور خالق ہے - اور ویدوں سے یہ بات ثابت ہے - تو عالم انادی نہ ہوئے - چلو انادی کی ٹانگ ٹوٹی -

صفحہ ۱۷ پر مرزا کا یہ اعتراض ہے کہ "یہ ہیئت مجموعی کسی قدیم ہندو مذہب میں نہیں پائے جاتے" اس کا جواب پنڈت صاحب سے کچھ نہیں بن آیا - سوائے اس کے کہ "حضرت آپکا سوال سرا پا غلط بلکہ وہم و خیال ہے"

مادہ اور روحوں کے انادی ہونے کی نسبت جو بحث ہے - اگرچہ وہ مرزا کے اعتراضوں کی کافی تردید ہے - مگر ہماری رائے میں کچھ کمزور دلائل ہیں -

ہر فرعونے را موسیٰ کی مثال یہاں خوب صادق آتی ہے - جس طرح مرزا صاحب نے ویدوں پر حملات کئے - پنڈت صاحب نے وہ الزامی جواب دیئے ہیں کہ قرآن کا کہیں پتہ بھی نہیں لگتا - اور صرف یہی نہیں کہ الزامی جواب ہی پر اکتفا کیا ہے - بلکہ مرزا کے دعوے کو پورے طور پر رد کیا ہے - کہ جو الزام ویدوں پر مرزا لگاتا ہے - ویدوں پر نہیں - بلکہ قرآن اُن کا مصداق ہے - چنانچہ قرآن کی سورتوں کی سورتیں نقل اور ترجمہ کر دی ہیں -

صفحہ ۴۲ پر پنڈت صاحب نے بہت ہی سختی سے لکھا ہے - اوّل تو مرزا کو مخالف بدبین کوتاہ اندیش - جفاکیش - وغیرہ لکھا ہے - کہ "بالفرض و التقدیر اگر آپ کا نبی پیدا نہ ہوتا - تو ہمارا کیا ہرج تھا - کروڑوں خون نہ ہوتے - لاکھوں لونڈی غلام نہ بنتے کروڑوں گھر تباہ نہ ہوتے - اور نہ ملک کا ستیاناش ہوتا - وغیرہ"

صفحہ ۵۰ سے ۴۸ تک قرآن اور ویدوں کا مقابلہ کیا ہے - ایک طرف قرآن کی آیتیں اور دوسری طرف وید منتر نہایت خوبی سے موازنہ کیا ہے - پنڈت صاحب کی لیاقت پر ہم بھی صاد کرتے ہیں کہ آریہ ہو کر قرآن کی اس قدر واقفیت حاصل کی -

صفحہ ۷۶ و ۷۷ میں پنڈت صاحب نے محمدیوں کے اس دعویٰ کی کہ فاتو بسورۃ ایسی عمدہ تردید کی ہے - کہ ہم نے آج تک کسی کتاب میں نہیں دیکھی - اور نہ کسی عیسائی سے سُنی - اور نہ خیال میں آئی - پنڈت صاحب لکھتے ہیں کہ محمد صاحب نے اہل مکہ کی خاطر لات و عزیٰ کی تعریف اس طرح کی کہ تلک الغرانیق العلیٰ و ان شفاعتھن لترتجی لیکن کچھ عرصہ بعد محمد صاحب نے اس آیت کو منسوخ کر دیا - یہ کہہ کر شیطان نے اُن کے مُنہ میں ڈالدی - خدا کی طرف سے نہ تھی - پنڈت صاحب کہتے ہیں کہ پس فاتو بسورۃ کا جواب کافی ہو گیا - کہ شیطان نے ایک آیت بنادی اور وہ آج تک قرآن میں موجود ہے - اور محمدیوں نے اس کو تسلیم کیا ہے - اُسکی عزت بھی ویسی ہے - پس جس صورت میں کہ شیطان بنا سکتا ہے - اور اُسنے بنا دی - اور آج تک قرآن میں موجود اور محمدیوں کا ورد ہو رہی ہیں تو قرآن کوئی بینظیر کتاب نہ ٹھہری - فاتو بسورۃ کا دعویٰ بالکل باطل ہو گیا -

بعض جگہ پنڈت صاحب نے نئی عربی آیتیں بھی گھڑی ہیں چنانچہ صفحہ ۸۹ میں ہے -

انا انزلناہ قریبا من القادیان ۔ اور صفحہ ۱۰۲ میں ہے رب القادیان صن الشیوجی جو رو یسعفو بر (مراد گوردا سپور)

ہم اس کتاب میں سے کیا کیا بیان کریں - یہ تو شروع سے لیکر آخر تک دیکھنے کے قابل ہے قرآن کا الہامی ہونا اور محمد صاحب کا دعویٰ نبوت رد کر کے لکھا ہے کہ جب وہ نہیں تو مرزا کہاں سے پیغمبر ہو گئے -

الہامات و معجزات مرزیہ کا بھی خوب خاکہ اُڑایا ہے - اور ایسے تمسخرانہ پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ ہنستے ہنستے لوٹ جاؤ - صفحہ ۱۶۱ میں مرزا کی ایک خواب کی نقل کی ہے جس پر مرزا اپنا فخر ظاہر کرتا ہے - کہ خواب میں مسیح کے ساتھ ایک برتن میں روٹی کھائی -

پنڈت صاحب کہتے ہیں کہ یہ کوئی فخر کی بات نہیں - اور پھر خواب میں یہودا اسکریوطی نے بھی کھائی تھی - اُسی صفحہ میں لکھا ہے - کہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مینے براہین احمدیہ کے بنانے کی اجازت خدا سے پائی - پنڈت صاحب کہتے ہیں کہ یہ صلاح کشن سنگھ نے دی تھی - کیا وہی آپکا خدا ہے -

صفحہ ۱۹۶ سے ۲۱۰ تک محمدیوں کے فرقوں کا وہ خاکہ اُڑایا ہے - دیکھنے پر منحصر ہے -

صفحہ ۲۱۰ سے ۲۲۵ تک قرآن سے نہایت خوبی کیساتھ مسئلہ تناسخ کا ثابت کیا ہے -

صفحہ ۲۲۹ سے ۲۳۶ تک سنسکرت کی فضیلت بیان کی ہے -

صفحہ ۲۳۷ سے ۲۶۱ تک قرآن کی تعلیم کا فوٹو بڑی خوبی اور اعلیٰ لیاقت سے اوتارا ہے -

صفحہ ۲۶۳ سے ۲۷۷ تک سوامی دیانند کی نسبت مرزا کے اعتراض کا جواب دیا ہے -

صفحہ ۲۷۷ سے ۲۹۵ تک محمد صاحب اور سوامی دیانند کا مقابلہ کیا ہے -

ناظرین ضرور ملاحظہ فرماویں ہم اپنی رائے اس پر دینا نہیں چاہتے شاید ہماری تحریر کسی صاحب کو گراں گذرے - ۴۳۶ صفحہ پر اس کتاب کو ختم کیا ہے - بہت محنت اور لیاقت سے کام لیا ہے - دینی حملوں میں مصنّف نے بڑی کوشش کی ہے کہ سوائے دین محمدی کے کسی اور دین پر حملہ نہیں کیا - اگرچہ بعض باتیں دین محمدی اور عیسوی کی آپس میں ملتی جُلتی ہیں مصنّف نے بعض جگہ دقت اُٹھا کر عیسائیوں سے کنارہ کر کے صرف محمدیوں ہی کو لتاڑا ہے - صرف ایک الزام پنڈت صاحب پر ہم لگاتے ہیں - کہ الزامی جواب نہایت تلخ دیئے ہیں ذرا رحم اور نرمی کو نہیں برتا -

تکذیب براہین احمدیہ اگرچہ دینی جھگڑے کی کتاب ہے - مگر ایسی مزیدار ہے - اگر اس کو پڑھنا شروع کرو - جب تک ختم نہ کر لو ہرگز ہاتھ سے چھوڑنے کو دل نہ کریگا ایک عمدہ ناول ہے قابل دید براہین احمدیہ کی اچھی تردید ہے جنکو ہر قسم کے مذاہب سے دلچسپی ہے وہ ضرور اس کو منگوا کر دیکھیں مصنف کے پاس درخواست کرنے سے عہ قیمت پر مل سکتی ہے - محصول اس سے علاوہ ہے -

ریویو نمبر ۱ لکھنے کے بعد اڈیٹر صاحب کو کسی متعصب پادری کی تحریر نے ریویو نمبر ۲ پر نور افشاں ۲۱ مارچ ۱۸۹۰ء میں مجبور کیا - جسمیں انہوں نے عیسائی اعتقاد کے مطابق ہماری کتاب کے چند مقاموں پر اعتراض کئے - ہم فضول عبارت کو ترک کر مناسب سمجھتے ہیں کہ اُن کے تمام اعتراضوں کے جواب دیں -

اعتراض نمبر ۱ - تکذیب صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں کہ تمام علوم کا مخزن آریہ قوم ہے امریکہ کو آریہ گئے تھے - کیسی جھوٹھ اور خرافات باتیں ہیں -

جواب - پادری صاحب یہ جھوٹھ نہیں بلکہ بالکل راست ہے - آریہ قوم در حقیقت پہلے زمانہ میں جنگ بھارت تک تمام علوم و فنون کی عالم و فاضل گذری ہے وہ امریکہ ضرور گئے تھے صدہا نشان اُنکے اب تک وہاں موجود ہیں - اُنکی کتابوں کے علاوہ صدہا فقرات اکثر مذاہب اس امر کے شاہد ہیں دیکھو (ہندو سوپر یزیشن ان اشنٹ امریکا - انگریزی مطبوعہ کلکتہ - اور

لہ وہاں ایسی عبارت نہیں بلکہ اسطرح ہے "اور اُسی نے سب عالم پیدا کئے ہیں" سب عالم پیدا کرنے سے جو پرکرتی کو مختلف شکلوں میں متشکل کرنے سے مراد ہے نیستی سے ہستی کسی طرح پائی نہیں جاتی اور مختلف طرح کی کردنی شکلوں کو ہم انادی مانتے ہیں - بلکہ پرکرتی کو مقصود تھا - یہ آپکی کچھ سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے لہ حضرت ہم ہندو لفظ اور ہندو مذہب کو صحیح مانتے - بلکہ ایک قسم کی گالی جانتے ہیں وید شاستر کے خلاف ہونیکے سبب نہیں اس کی قدامت تجھاتے ہیں اصل میں آریہ اور آریہ دھرم درست ہے - اور وہی قدیم ہے - شاید کسی اتفاق سے آپنے اس تحریر پر غور نہیں فرمایا اور اصلی مطلب کو نظر انداز کیا -

گیان پرودہنی پتر کالاہو اور بائیبل ان انڈیا مطبوعہ نیو یارک - امریکا)

اعتراض نمبر ۲ - افسوس کہ جس عالم کا دعویٰ اِس وقت آریہ کرتے ہیں - اس کا نکتہ بھی بقیہ اُن کے پاس نہیں - شاید چور لے گئے - آج تک آریوں کی حکمت کے رو سے پانچ عنصر مانے گئے - مگر حکمائے یورپ کی تحقیق سے ۶۰ یا ۶۷ عنصر موجودات میں پائے گئے ہیں

؎ بہ بیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا - اِس پر دعویٰ کمالیت

جواب - آریوں کے پاس اگرچہ اب بھی بہت کچھ ہے مگر افسوس کہ وید کے ورُدھ (خلاف) کارروائیوں نے اُنہیں غافل کر دیا - ہم نسخہ خبط احمدیہ کے صفحہ ۱۷۸ سے ۲۳۴ تک وید اور آریوں کی علمیت کو ایکسو تین علما غیر مذاہب و فضلا ممالک مختلفہ کی شہادت سے ثابت کر چکے ہیں اور خاصکر صفحہ ۲۱۹ پر ایک لائق ڈاکٹر کی شہادت سے واضح کر چکے ہیں - کہ یورپ والوں کی موجودہ تحقیقات سے بہت زیادہ آریہ لوگ جانتے تھے اور ۵۰ ۔ ۶۷ عنصر تک مانتے تھے اور نہ صرف جانتے بلکہ تعلیم بھی دیتے تھے (دیکھو صفحہ مذکور) اور کسی قوم کی حالت تنزل موجودہ کو دیکھ کر اُس کے گذشتہ ترقی کے زمانہ سے انکار کرنا انسانیت سے بعید ہے - یونان موجودہ سے سقراط و جالینوس کے زمانہ کو مقابلہ فرمایئے - اور روم اور عرب کے ازمنہ ترقی و تنزل کو خیال میں لایئے -

اعتراض نمبر ۳ - آپ کو دو چار ایجادوں کا نام تو بتلایئے - افسوس کہاں وہ آہنی سڑکیں جن پر آریہ ریل چلایا کرتے تھے - اور کہاں تار برقی کے کھمبے - جن پر خبروں کے گھوڑے گھوڑے دوڑے کرتے تھے - کیا وہ سب صفحہ ہندوستان سے اُٹھ گئے - نام کو بھی نشان نہ رہا - صنّاعان مصر کی یادگاریں آج تک موجود ہیں - پنڈت صاحب کہیں سے کھود کھاد کر کسی انجن کا کیل پُرزہ نکالو - کہ لوگ کچھ تو یقین کریں -

جواب - ہم بہت سے ایجادات کے ثبوت تو نسخہ خبط احمدیہ میں دے چکے - جو ہماری نسبت غیر مذاہب کے فضلا کی شہادتیں ہیں - ہر ایک باتمیز آدمی اُنہیں پڑھ کر اِس تنزل کے زمانہ میں بھی آریوں کی فضیلت کا صد فدل سے قائل ہو سکتا ہے - سنسکرت گرنتھوں میں اِس کی صدہا شہادتیں موجود ہیں - دیکھئے بیلون یا غبارہ کا ذکر رامائن بالمیکی میں ٹر کر صاف لفظوں میں لکھا ہوا ہے - جس سے کوئی تھوڑی عقل والا بھی انکار نہیں کر سکتا - (دیکھو رامائن لنکا کانڈ سرگ ۱۲۵ شلوک ۱ سے ۱۲ تک) ہوائی گھوڑے راجا بھوج جی مہاراج کے زمانہ تک بھی دوڑا کرتے تھے - جن میں سے بعضوں کی چال فی گھڑی گیارہ کوس اور ایک گھنٹہ میں ۲۷ ½ کوس ہوتی تھی (مفصل دیکھو بھوج پربندھ سنسکرت اسی کے متعلق دیکھو ڈکرنیل الکاٹ صاحب کے لکچر انگریزی مدراس) اور کچھ آگے چل کر آپ کو بھی اقبال ہے چنانچہ لکھا ہے " اسمیں کچھ شک نہیں کہ قدیم ہندو (آریوں) میں علم تھا - مگر ایسا ہی جیسے یونان میں - نہ کہ ایسا جیسا کہ فی زمانہ اقوام یورپ اور اہل امریکہ میں ہے " (نور افشاں صفحہ ۸ نمبر ۱ جلد ۱۶)

اور یونانیوں کی بابت محقق پوکاک صاحب نے نہایت اعلیٰ تحقیقات سے بخوبی ثابت کیا ہے کہ یونانیوں نے جو کچھ حاصل کیا ہے - آریہ ورت سے - دیکھو (انڈیا ان گریس کل انگریزی) اسی قسم کی تحقیقات فاضل ڈاکٹر جیکسن ڈیوس صاحب امریکن نے بھی فرمائی ہے اور ثابت کیا ہے کہ وید سب سنت دیاؤں کے خزانہ ہیں - دیکھو اُنکی تحقیقاتی لکچر مطبوعہ ۱۸۸۴ء نیویارک امریکہ ایک فاضل نے لکھا ہے " کسی علم اور کسی زبان میں کوئی کمال ایسا نہیں جو علم سنسکرت سے باہر ہو - علم سنسکرت کی توحید اور معرفت سراپا قبولیت - اور حکمت اور نجوم وغیرہ سراسر قابل تحسین ہے - غرض کوئی علم اور کوئی کمال ایسا نہیں کہ علم سنسکرت اسکی جڑ نہو - ریل اور تار برقی جو اِس زمانہ کی عجوبہ چیزیں ہیں اگر بجنسہ اِسی شکل پر اُنکا وجود علم سنسکرت میں موجود نہیں - مگر بمان (بیلون کی سواری کے اصول اور ہوا پر اُڑنے کے طریقے

اور عالم خلا کی سیر و تفرج کے عمدہ قاعدے - کیا ریل اور تار برقی کی صنعت سے کچھ کم ہے اگر اُنہیں اصول پر غور و تامل کیا جاوے تو ہوائی ریل کا ایجاد اور اختراع ممکن تھا - اور جو یہ صورت ہوتی تو از روئے انصاف اِس ریل اور ریل ہوائی میں زمین و آسمان کا فرق ظاہر ہوتا بہر حال حکمت اور دانائی کوئی ایسی نہیں کہ جو علم سنسکرت سے باہر ہو - دیکھو مخزن العلوم بریلی جلد ۱ نمبر ۱۰ - اکتوبر ۱۸۷۴ء صفحہ ۵۳)

اب ہم کچھ تازہ تحقیقات کی رُو سے بھی ناظرین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں ایک محقق مزاج صاحب ہمیں اپنے خط میں اِس طرح تحریر فرماتے ہیں :-

" جناب پنڈت صاحب - سُنئے - ماہ دسمبر ۱۸۸۲ء کا ذکر ہے جبکہ میں تحصیل صوابی میں ملازم تھا اُسوقت ایک صاحب بہادر واسطے دریافت حالات زمانہ سلف اور ملاحظہ عمارات کہنہ تشریف لائے تھے جو حال اُنکی زبانی اِس آریہ ورت کی ترقی اور فضیلت کا معلوم ہوا وہ ذیل میں عرض کرتا ہوں - اور یہ حال صاحب بہادر نے روبروئے مرزا امیر الدین صاحب تحصیلدار صوابی کے کہا تھا کہ ریل وغیرہ کاریگریوں کو لوگ اِس زمانہ میں دیکھ کر شاید یہ خیال کرتے ہیں کہ اِسی زمانہ میں حاصل ہوئیں - لیکن یہ خیال لوگوں کا غلط ہے کیونکہ زمانہ سلف میں اِس سے بڑھ کر آریہ ورت میں موجود تھیں - یہ کُل حال اُن پتھروں پر کندہ ہے - جو کہ موضع شہباز گڑھ علاقہ یوسف زئی ضلع پشاور (جو کہ ہماری تحصیل سے ۷ یا ۸ میل ہے) پر اسوقت بھی موجود ہے اور ایسے پتھر حیدر آباد - لنکا وغیرہ جگہ سے بھی ملے ہیں - جیسا اِس زمانہ میں - اشتہارات و احکامات کاغذوں پر تحریر ہوتے ہیں - اُس زمانہ میں جو ایسے احکام جاری ہوتے تھے - وہ پتھروں پر کندہ کر کے تمام عملداری کے خاص مقام پر نصب کئے جاتے تھے - چنانچہ شہباز کا پتھر منجملہ اُن احکامات کے ایک اشتہار نصب ہے جسکو ایک راجہ نے جسکو چار ہزار برس کا عرصہ گذرتا ہے جاری کیا تھا - اور اُس میں چار احکام کی تعمیل کے واسطے راجہ کی جانب سے ملازموں کو یہ تاکید ہے - وہ یہ ہیں -

اول - دہوں گاڑی میں لکڑی نہ جلائی جایا کرے بجائے لکڑی کے پتھر کا کوئلہ جلانا چاہیئے -

دوم - تمام عملداری میں انسانوں کے ہسپتال (اوشد آلہ) موجود ہیں لیکن حیوانات قسم مویشی کے واسطے کوئی شفا خانہ نہیں - مویشیوں کیواسطے ہسپتال مقرر کئے جاویں -

سوئم - اگر تمام عملداری میں سب جگہ سرائے واسطے آرام مسافر لوگوں کی موجود ہیں - مگر اب اُس قدر ایزادی ہونی چاہیئے کہ جو مسافر مسافر خانہ کی جس چیز کو پسند کرے اور لیجانا چاہیئے اُس کے ساتھ میرا ملازم کچھ تعرض نہ کرے جو چیز مانگے اُسے دیدینی چاہیئے -

چہارم - سڑکیں موجود ہیں اُن پر درختان سایہ دار گنجان اور میوہ دار لگائے جاویں جن سے مسافروں کو بہت آرام حاصل ہو - تکلیف کسی طرح کی نہ ملے -

ماسوائے اِس کے اور بہت حالات اُن پتھروں کی بابت میں نے ایام ملازمت میں جس قدر ایام مفصلات میں رہا ہوں ، سُنے ہیں اور تاریخ پشاور میں بھی بہت ایسے حالات درج ہیں اگر جناب کو منظور ہو - میں عرض کرنے کو موجود ہوں -

۲۵ اگست ۱۸۸۹ء کانشی رام اہلکار - ضلع پشاور -

اعتراض نمبر ۴ - آریہ قوم کی ترقی دیکھئے ایک ہندوستان مگر صوبہ صوبہ کا راجا الگ کسی راجا نے ہندوستان پر سلطنت آج تک نہ کی سلطنت کا مادہ کہاں سے لاتے -

جواب - مہاراجہ بکرماجیت کی فتوحات دیکھو (انڈیا ان گریس باب چہارم) اسی طرح مہاراجہ جدہشٹر کی فتحیابی کا مفصل حال دیکھو (بھارت سنسکرت کا راج دھرم) اور آئین اکبری مطبوعہ کلکتہ اور متعصب پادریوں کی نافہمی کا علاج نمبر ۱ مادہ سلطنت کی بابت دیکھو انوار سہیلی اور منوسمرتی کا راج ادھیا اور ہتو اپدیش

ادا کیا ہے۔

اب ہم عیسیٰ کی بابت کچھ تحقیقات کرکے صحیح طور پر آپکی تسلی کرتے ہیں۔ یوحنا جسنے عیسیٰ کو بپتسما دیا جو عیسیٰ کا گورو تھا۔ (دیکھو متی ۱۲/۴) جب یسوع نے سُنا کہ یوحنا گرفتار ہُوا تب خداوند مسیح جلیل کو چلا گیا۔ اور ناصرت کو چھوڑ کر کفرناحوم میں جا رہا۔ (متی ۱۲/۴)

اسی طرح جب عیسیٰ گرفتار ہُوا۔ تو لکھا ہے کہ سب شاگرد چیلے اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے اور انکار کیا۔ کہ یہ ہمارا گورو نہیں بلکہ ایک برخوردار پطرس شاگرد نے عیسیٰ پر لعنت بھیج کر اور قسم کھا کر کہا کہ اس شخص کو میں نہیں جانتا۔ متی (۷۴-۷۲ باب ۲۶) اسی چیلے کو عیسیٰ نے آسمان کی کنجیاں بخشی تھیں۔ افسوس (متی ۱۶/۱۹) اب ہم آپ کیطرح بیہودہ طور پر نہیں۔ بلکہ سچائی سے بہ شہادت انجیل کہتے ہیں۔ کہ گورو جیسا نہ ویسے چیلے چاپان شڑپ۔

اعتراض نمبر ۹۔ عیسائیوں کے نزدیک سوائے پیروان عیسیٰ کے باقی کل فوج شیطان کی ہے اس کے جواب میں ہم صرف کلام الٰہی کی آیت پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ طوالت منظور نہیں وہ تب پطرس نے زبان کھول کر کہا اب مجھے یقین ہوا کہ خدا ظاہر پر نظر نہیں کرتا بلکہ ہر قوم میں جو اُس سے ڈرتا اور راستبازی کرتا۔ اُس کو پسند آتا ہے۔ (اعمال ۱۰/۳۴ و ۳۵)

جواب۔ افسوس! آپ صاف بات سے انکار کرتے ہیں اور بہشت کے معاملہ میں بہانہ سے اڑتے ہیں دیکھئے انجیل کیا کہتی ہے۔ جیسے مسیح خدا کا بیٹا اور نجات دہندہ اور خدا نہیں جانا اور جس نے روح القدس کو اقنوم ثانی اور خدا نہیں جانا اور ایماندار نہیں متی ۲۸/۱۹ اور بے ایمانوں یعنے اُن چیزوں کے نہ ماننے والوں کی جگہ جہنم ہے۔ مکاشفات ۲۱/۸ و ۲۲/۱۵ اور جو بیٹے پر ایمان نہیں لاتا حیات کو نہ دیکھے گا۔ بلکہ خدا کا قہر اُس پر رہتا ہے (یوحنا ۳/۳۶) اسکے سوا آپ خود ہی دیکھ لیں کہ جو بائبلی خدا کو نہیں مانتے اور نہ تثلیث کو نہ مانتے ہیں۔ اور نہ عیسیٰ کو منجی اور نہ خدا کا فرزند جانتے ہیں انکے حق میں انجیل کیا کہتی ہے متی باب ۱۲ ۳۰ سے ۳۴ اور باب ۱۳ ۳۷ سے ۴۳ تک اور متی ۲۵/۴۱ کیا سوائے ابدی جہنم کے کوئی اور جگہ ہے اور کیا وہ شیطان کے مرید نہیں مانے جاتے؟ اور کیا آپنے نورافشاں ۱۸۸۴ء کے مرد خدا کے عنوان مضمون میں محمدیوں اور آریوں کو بول یعنے شیطان نہیں لکھا۔ اور کیا عیسیٰ کو خدا نہ ماننے کے سوا کوئی اور قصور بھی اُنکے ذمہ ہے۔ اگر نہیں ہے تو ایمان سے بتلائے کہ آپنے یہ سفید جھوٹ کیوں کہا۔ ذرا مسیح کے واسطے انصاف سے دل میں غور کرو۔

اعتراض نمبر ۱۰۔ (شیطان کے انکار پر) شیطان تو گیا جہنم میں آپ تو ذات الٰہی کے منکر ہیں۔

جواب۔ عیب مت لگاؤ تاکہ تم پر عیب نہ لگایا جاوے۔ وہ خدا جو فرعون سے فریب کرتا ہے اُسکو دل کو ایمان لانے سے روکتا ہے۔ (دیکھو خروج باب ۱۰) وہ خدا جو کام کرکے پچھتاتا۔ دیگر ہوتا۔ آرام کرتا۔ آیندہ کر نیسے فارغ علی لکھتا ہے۔ دیکھو پیدائش باب ۶ آیت ۱ سے ۸ تک وہ خدا جسکا الہام علم و عقل و نیچر کے خلاف ہے۔ سانپ بولا۔ گدھا بولا۔ گنتی ۲۲ سورج دن بھر کھڑا رہا۔ یسوع ۱۲/۸ مسیح معہ جسم جو تھے آسمان پر جا کر خدا کے دہنے ہاتھ جا بیٹھا۔ مسیح کے پھانسی ملنے سے لوگوں کے گناہ معاف ہوگئے۔ بابل کا برج گرنے سے لوگوں کی زبانیں بدل گئیں۔ نوح کا فرضی طوفان تمام دُنیا میں آیا۔ ایک آدم سے تمام دُنیا ہوئی وغیرہ نیچر اور عقل و علم کے خلاف باتیں جسکے الہامی کتاب میں درج ہیں۔ جو ایک نہیں بلکہ تین ہیں۔ جو شیطن کا خدا مادہ اور روح کے علم سے ناآشنا ہے۔ بیشک ایسے خدا سے ہم منکر ہیں۔ ہمارا ایسے خدا سے قطعی انکار ہے اور نہ وہ خدائی کے سزاوار ہے۔ اور نہ ایسا وہ فضل مختار رہا بلکہ عدالت بیٹے کے سپرد ہے۔ اور وہ خدائی کا حقدار بلکہ تاجدار ہے۔ پس ایسے خدا سے ہمارا بلکہ سب حق پرستوں کا انکار ہے۔

اعتراض نمبر ۱۱۔ پنڈت صاحب لکھتے ہیں کہ موسیٰ آتش پرست تھے۔ آگ سے مراد یں

مانگتا ہے۔ چنانچہ اُسکی چند دعائیں بھی لکھی ہیں۔ اِس جھوٹ کا بھی کچھ ٹھکانا ہے اگر یہ وید کا آتشی خدا ہوتا۔ تو فوراً اِس بوٹے کو جلا دیتا۔

جواب۔ آپ بائبل سے محض ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔ ورنہ ہرگز ایسا نہ کہتے دیکھو لکھا ہے " ملک یہواہ ایک بوٹی میں آگ کے شعلہ میں اُس پر ظاہر ہوا۔ پھر موسیٰ دیکھنے کو نزدیک آیا۔ تو خدا نے اُسے بوٹے کے اندر سے پکارا" (خروج ۳/۴)

جلانے کی بابت دیکھو " اور کوہ سینا پر زیر و بالا دھواں تھا۔ کیونکہ خداوند شعلہ بن ہو کے اُس پر اُترا۔ اور تنور کا سا دھواں اُس پر سے اُٹھا۔ اور پہاڑ سراسر ہل گیا۔ خروج ۱۹/۱۸ " پھر خداوند کے حضور سے آگ نکلی۔ اور اُن اڑھائی سو کو جنہوں نے بخور گذرانا تھا کھا گئی۔" (گنتی ۱۶/۳۵) کیونکہ پہاڑ آگ سے جل رہا تھا (استثنا ۹/۱۵) اسکے ساتھ ہی مقامات ذیل بھی ملاحظہ کرو۔ (خروج ۸/۱۵ و ۱۸/۲۰ و ۲۵ / ۱۵ سے ۱۸ و ۳۲ / ۲۱ سے ۲۳ و ۳۳/۳ و ۵/۴۴ و ۴۸/۴۳) اور (گنتی ۹ / ۱۵ و ۱۶ و ۱۱ / ۲ و ۳ و ۱۴/۱۴ و ۲۶/۱۰) اور استثنا ۵/۵ و ۵ / ۲۲ سے ۲۶ و ۴/۱۱) ان مقامات میں صاف صاف آگ اور آتشی اللہ اور درختوں خیموں پہاڑوں کے جلانے کا۔ اور آتشی قربانی کا مفصل ذکر موجود ہے۔ اس کے سوا متی ۳/۱۱ میں بھی صاف لکھا ہے۔ کہ " وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔" یہاں بھی اسی آتشی اللہ کا اشارہ ہے جو روح القدس کے ساتھ ساتھ دوسرا خدا موجود ہے۔

اب پادری صاحب فرمائے کہ ہمنے موسیٰ پر جھوٹ باندھا۔ یا بائبل نے۔ کیا آپکو انکار کرنے سے شرم نہ آئی؟ کیا بائبل دنیا میں موجود نہیں؟ آتشی قربانی آتش مزاج خدا کا اُن کو کھانا۔ بھسم کرنا خیمہ کا جلانا۔ دھواں اُٹھانا تنور کیطرح جلنا۔ آگ کی گرمی کے سبب موسیٰ کا چہرہ سُرخ ہو جانا۔ اِسمیں قربانی ڈالنے سے گناہ ہونگا دور ہونا قصاب منش اور آتش مزاج خدا کیواسطے تمام دُنیا کے جانور آگ میں ڈالے جانے۔ اور اِس طرح کی سوختنی قربانی سے ہر طرح کے گناہوں سے بریت کی اُمید رکھنا۔ کیا موسیٰ کی آتش پرستی نہیں ہے؟ کیا اس سے بڑھ کر اور آتش پرستی ہو سکتی ہے؟ کیا اب بھی آپ مُرغی کی ایک ٹانگ کہہ انکار کر سکتے ہیں؟ یہ ہرگز ہونے کا نہیں۔ اسی واسطے موسیٰ ضرور آتش پرست تھا۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

اعتراض نمبر ۱۲۔ مکتی پر۔ تمام دکھوں سے چھوٹنے کا نام مکتی ہے جسکا دوسرا نام راحت کامل ہے۔ یہ ویدک مکتی ہے۔ ناظرین ذرا انصاف سے دیکھیں کہ اِس مکتی کے کیا معنی ہیں۔ دُکھوں سے رہائی تو انسان ہر کر حاصل کر لیتا ہے۔ کیا یہی نجات ہے یا امیر جنکو دُنیا کی سب نعمتیں حاصل ہیں اُنکو بھی کوئی دُکھ نہیں اسکا نام مکتی ہے کیا آپ کی مراد روح کے دُکھوں سے رہائی کی ہے۔ اگر یہی ہے تو بھی غلطی۔ کیونکہ بموجب عقیدہ تناسخ کے دُکھوں سے رہائی نہیں پا سکتا۔ ایک سے نکلا دوسرے میں پھنسا۔ دوسرے سے تیسرے میں تو پھر مکتی ندارد۔ دکھونکا باعث آپکو معلوم نہیں۔ یہ نجات یا ہمیشہ کی زندگی کس طرح حاصل ہو انجیل سے ظاہر ہے۔

جواب۔ دُکھوں سے رہائی ہم نے ویدوکت حوالہ سے مکتی بتلایا تھا۔ اِس پر آپ بسبب متعصبانہ خیالات کے ناخوش ہو انکار کرتے ہیں حضرت مرکر دُکھوں سے رہائی نہیں ہوتی اور نہ امیر ہی دُکھ سے چھوٹتے ہیں۔ غریب غم نان سے امیر غم جہاں میں۔ راجوں کے راج روگ مشہور ہیں۔ شہنشاہ جرمن کی حکایت ابھی تازہ ہی ہماری مراد روحانی اور جسمانی دُکھوں سے رہائی تھی۔ اور ساتھ ہی راحت کامل بھی جو سوائے اُپاسنا کے کسی طرح ممکن نہیں۔ اور انجیل بھی اِس کی شاہد ہے۔ " دیکھو ایک نے آکے اُس سے (مسیح سے) کہا اے نیک اُستاد میں کونسا نیک کام کروں۔ کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اُس نے اُسے کہا کہ تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے۔ نیک۔ تو کوئی نہیں۔ مگر ایک یعنے خدا پر اگر تو زندگی میں

اور پنچ تنتر سنسکرت جن کا مفصل حال سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں لکھدیا ہے۔ صفحہ ۱۳۸ سے ۱۷۸ تک ۔

اس کے علاوہ اگر آریہ راجاؤں کی زیادہ کیفیت دیکھنی ہو تو دیکھو جگدیشر تواریخ کشمیر حصہ دوم ۱۸۸۳ء لاہور صفحہ ۱۰۲ تک اور راج ترنگنی کی سنسکرت تواریخ۔

اعتراض نمبر ۵۔ جس حال میں آپ ازلی بھی مانتے ہیں۔ تو پرمیشور کو خالق کبھی نہ مان سکتے ہیں یہ تو متضادین ہیں۔ اور اجتماع ضدین عقلاً و نقلاً محال ہے۔

جواب۔ ہم موجودہ عالم یعنی مادہ سے بنی ہوئی دنیا کو ازلی نہیں مانتے۔ کیونکہ اس کے بننے کی ابتدا ہے۔ اور خدا کو خالق اسی سبب سے کہا ہے کہ اس نے مادہ سے جگت کو رچا ہے نہ کہ عدم سے اور نہ معاذ اللہ عدم کوئی چیز ہے۔ مگر مادہ یا پرکرتی کو انادی مانتے ہیں۔ نہ کہ پرکرتی سے جگت کی بناوٹ کو بھی۔ پس یہ کسی طرح اجتماع ضدین نہیں۔ بلکہ یہاں بھی آپ کی فہم ہی کی غلطی ہے جیسے کہ ؎

خدا کو بندہ مانا بندہ کو تم کبریا سمجھے — پڑیں پتھر سمجھ پر آپکی سمجھے تو کیا سمجھے

اعتراض نمبر ۶۔ دیانند صاحب کا قول ہے کہ ۲۴ ارب سب روحین ہیں انہیں روحوں سے بموجب تناسخ قایم ہے۔

جواب۔ یہ اعتراض بالکل بے بنیاد ہے۔ سوامی جی نے ایسا کہیں نہیں لکھا۔ اور نہ وید مقدس میں موجود۔ اور نہ آپنے کوئی حوالہ دیا۔ شاید نوح کی کشتی کا بائیبلی تخمینہ یاد آگیا۔ یا برج بائیبل کا اسٹمٹ نظر پڑ گیا۔ جسکی چوٹی آسمان تک پہونچی اور خدا آسمان پر سے گھبرا کر اترا اور برج کو گرایا تا کہ ایسا نہ ہو کہ اسے تخت خدائی سے گرا دیں اور آسمان پر چڑھ جائیں۔ ؎

اگر روزی بدانش برفزودے — ز ناداں تنگ تر روزی نبودے

اعتراض نمبر ۷۔ مادہ اور روحوں کے انادی ہونے پر۔ پنڈت لیکھرام کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ علوم متعارفہ وغیرہ صرف انسان کی ایجاد میں جنکی بنیاد صرف محدود خیالات و ناقص عقل پر ہے۔ خدا تعالے پر جو عقل کل اور غیر محدود ہے۔ کسی طرح انکی پابندی نہیں ہو سکتی۔ ہم کہتے ہیں کہ نیستی سے ہستی ہو سکتی ہے۔ اور ہستی سے نیستی بھی۔ آپنے یہ صرف اپنا ہٹ قایم کرنیکو گھڑ لیا ہے۔ جو کہ بالکل بے بنیاد اور ناقص ہے ذات الٰہی کے سوا کسی شے کو انادی ماننا صرف دیوانگی ہے۔ اور کچھ نہیں یاد رہے کہ خدا قادر ہے اس نے نیست سے ہست کیا۔ وہ قادر ہے کہ پھر ہست سے نیست کر دیگا۔ چنانچہ کلام خدا میں مرقوم ہے۔ زبور ۳۳/۶و۷و۸و۹ اور پطرس ۲ ۳/۱۰ سے ۱۳ تک۔

جواب۔ اگرچہ ہم اچھی طرح تکذیب براہین احمدیہ میں اور علاوہ برآں نسخہ خبط احمدیہ باب دوم جگت اتپتی میں اس کے متعلق بیسوں شکوک کا فیصلہ کر چکے ہیں مگر کچھ آپ کی خدمت کرنی بھی ضروری ہے۔ واضح ہو کہ نیستی سے ہستی کا ہونا ایک ایسا علم و عقل و تجربہ کے برخلاف امر ہے جسکو سوائے آپ جیسے آدمیوں کے کوئی عقلمند بے تعصب ہرگز نہیں مان سکتا۔ معتقدان تثلیث کے سوا دیگر تمام فضلا اس بات کے قایل ہیں۔ کہ عدم کوئی چیز نہیں۔ تمام علماء سائینس کا یہ مقدم اصول ہے کہ نیستی سے ہستی کسی طرح نہیں ہو سکتی اور آپ کہتے ہیں کہ آریوں نے گھڑ لیا ہے حضرت ایسا نہیں بلکہ علمی اور یقینی مسلہ ہے۔ دیکھو پروفیسر ہکسلی صاحب بہادر فرماتے ہیں۔

دفعہ ۸ ہم موجودات میں مفرد جسم نہ تو معدوم ہوتے ہیں۔ نہ انکی مقدار بڑھتی ہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ جیسا حرارت پہنچانے سے ایک مکعب انچ پانی بھاپ بنکر اڑ جاتا ہے۔ تو وہ نیست نابود نہیں ہو جاتا۔ بلکہ صرف یہ ہوتا ہے کہ مائع سے گاس کی حالت میں بدل جاتا ہے۔

اور اس سے اس کے وزن میں کچھ فرق نہیں آتا۔ جتنا تھا اتنا ہی رہتا ہے۔ اگر اسے مکعب انچ پانی کے آکسیجن اور ہیڈروجن جدا کریں۔ تو بلاشبہ پانی تو غارت ہو جائیگا۔ مگر اس کا مادہ برقرار رہیگا اسکے وزن میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ اگر پانی کا وزن ۲۵۲ء۵ گرین ہو۔ تو اسمیں آکسیجن گاس ۲۲۴ء۴۵ گرین اور ہیڈروجن گاس ۲۸ء۰۵ گرین ہونگی۔ جو کچھ تغیر و تبدل انسان اپنی تدبیروں سے کر سکتا ہے۔ اس سے ان گاسوں کی ایک معینہ مقدار کے وزن میں کچھ فرق نہیں آتا۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہے مفرد اجسام کا وزن تمام عالم میں قایم رہتا ہے۔ بدلتا نہیں اور اسی سبب سے خواہ وہ کسی شکل میں ہوں پہچانے جا سکتے ہیں۔ اگر یہ بات سچ ہے تو اس سے ثابت ہے کہ نظام قدرت میں مادہ معدوم نہیں ہو سکتا۔ اسکی مقدار جس قدر ہے اسی قدر رہی ہے۔ نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ قدرتی اور مصنوعی چیزیں ایک بات میں مشابہت رکھتی ہیں۔ یعنی یہ بات دونوں پر ثابت آتی ہے کہ جس مادے سے وہ مرکب ہیں۔ وہ نہ معدوم ہوتا ہے۔ نہ زیادہ ہوتا ہے۔ پس جس طرح مصنوعات کا سلسلہ انسانی قوتوں کے وسیلہ سے قدرتی اجسام کے ملنے اور علیحدہ ہونے پر منحصر ہے اسی طرح قدرتی واقعات کا سلسلہ قدرتی قوتوں کے وسیلہ سے قدرتی اجسام کے ملنے اور علیحدہ ہونے پر مبنی ہے۔ دیکھو (مبادی العلوم ۱۸۸۳ء مطبع سرکاری لاہور صفحہ ۸۵ و ۸۶)

اسی طرح دیکھو نیچرل فلاسفی جلد ۵ مصنفہ پروفیسر ہکسلی صاحب انگریزی جسمیں مشرح مادے کی قدامت کا ثبوت مندرج ہے۔ بائیبل کے تمام بے بنیاد دعاوی کی تردید ایک لایق یوروپین مسٹر ٹامس پین صاحب بہادر اپنی مصنفہ کتاب ایج آف ریزن میں کر چکے ہیں۔ پس تمام بائیبلی خیالات کی تردید ناظرین اس میں دیکھ سکتے ہیں۔ علاوہ برآں ہم نے بھی علیحدہ پادری کھڑک سنگھ و ڈاکٹر ہنری مارٹن کے چھ لکچروں کے جواب میں مشرح ثابت کر دیا ہے (دیکھو متعصب پادریوں کی نافہمی کا علاج ۶ لکچر)

قادر مطلق کے معنے آپنے غلط سمجھے نیستی سے ہستی میں لانیوالے کے نہیں ہیں۔ بلکہ آزاد طاقت والے کے ہیں یعنی جسکی طاقت کسی سے حاصل شدہ نہ ہو۔ اور نہ محتاج بالغیر ہو جس کے گھر میں نیستی کبھی نہ ہو خدا صانع عالم ہے اور کامل انسان خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کو لیکر کچھ تھوڑا سا تغیر تبدل کرتا ہے نہ پرمانوں سے کچھ نہیں بنا سکتا کیونکہ وہ اسکی قوتوں سے باہر ہیں۔ پس انسان جو کچھ بناتا ہے گویا اس کی رحمت کو عمل میں لاتا ہے۔ ورنہ خود خدا دا علم کے بغیر عاقل نہیں اور نہ عالم ہے۔

جسطرح خدا مرنے پر۔ جسطرح خدا پیدا ہونے پر جسطرح خدا جھوٹ بولنے پر اور جسطرح خدا دو تین۔ چار ہونے پر۔ یا جسطرح خدا صلیب پر چڑھنے پر قادر نہیں۔ اسیطرح خدا نیستی سے ہستی کرنے پر قادر نہیں۔ کیونکہ یہ ایک قسم کا دھوکا ہے۔ اصل میں آپ علم سے نہیں بلکہ خدا باپ سے منسوب کرتے ہو کہ اسکو نیستی کا خدا مانتے ہو اور عدم کا مالک گردانتے ہو حالانکہ بیوہ کا خاوند اور بانجھ کا بچہ بعدم محض سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور یہی حال انجیلی خدا کا ہے۔ کیونکہ وہ مصلوب ہو گیا۔ افسوس ہے خدا مارا گیا غیرت کی جا ہے شرم کے مارے۔

اعتراض نمبر ۸۔ اس سوانح عمری میں جو لاہور کے دیو دھرمیوں نے شایع کی ہے پنڈت دیانند کے کسی خاص گرو کا پتہ نہیں لکھا ہے۔ گرو ورجانند کے چیلے جان پڑتے ہیں۔

جواب۔ اگر دیو دھرمیوں کو جہالت ضلالت کے سبب صداقت نظر نہیں آتی تو نہ آئے مگر ہم آپ کو بتلائے دیتے ہیں۔ کہ وید بھاش کے ہر ایک ادھیا سماپتی (اختتام) پر اور ستیارتھ پرکاش کے اخیر میں انکے گرو یعنی سوامی برجانند سرسوتی جی کا نام مبارک لکھا ہے۔ وگ و جی آرک میں بھی چھپا ہوا ہے۔ ہنوز انکے تمام معزز روسا بلکہ عوام الناس بھی اس بات سے آشنا ہیں تو پھر دیو دھرمیوں کو نہ سوجھنا انکی نظر کا گھاٹا نہیں ہے۔ تو

آدی مول ابتدائے اصل الیشر، خدا ہے اور وہ اُن کے دوسرے اصل میں موجود ہے۔ ایشر۔ سرب شکتیمان۔ دیالو سرشٹی کرتا ہے۔ اور بے ریب یہ کاملہ صفات ہیں۔ اور اُسکی ذات پاک کو نقایص سے منزہ بھی کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ذرات عالم جنھیں پرمانو کہتے ہیں اور ارواح اور اُن کے خواص۔ وِدّیا علم سے معلوم ہوتی ہیں۔ حسب اصل اور اعتقاد اول چاہیئے تھا کہ اُن کا خالق اور آدی مول ایشر ہوتا۔ پر آریہ انکاری ہیں۔

جواب ۔ آپنے آریہ سماج کے مبارک اور مقدس اصول کو نہیں سمجھا۔ اس اصل کا مطلب یہ ہے کہ ست وِدّیا یعنی علوم حقیقی اور اشیاء یعنے پدارتھ جو جگت سے مراد ہے۔ اِن سب کا آدی مول یعنے مظہر پرمیشور ہے۔ نیستی سے ہستی کا یہاں ذکر نہیں۔ اور نہ خود خدا سے معاذ اللہ بطور ٹکڑہ کے دُنیا بننے کا ذکر ہے۔ بلکہ وِدّیا کا ذکر ہے کیونکہ وِدیا کا پرکاش کرنے والا بذریعہ الہام اور پدارتھ یعنے دنیا مادہ سے بنانے والا پرمیشور ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔

اعتراض نمبر ۴ ۔ دیانند نے ستیارتھ پرکاش اور بھومکا میں لکھا ہے کہ اگر سوال کرے۔ پرمیشور کی تو زبان نہیں۔ قلم اور دوات اور ہاتھ نہیں رکھتا ہے۔ اُس نے وید کس طرح بنائے۔ اور کیسے بنائے۔ تو اُس کا جواب یہ ہے۔ کہ وہ قادر مطلق ہے اُسکو اسباب کی ضرورت نہیں۔ وہ سب کچھ بدون اسباب کر سکتا ہے۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۶ سنہ ۸۵ء) پر یہ جواب مادہ عالم میں بھول گیا۔

جواب ۔ آپنے غلطی کی۔ وہاں ایسا نہیں۔ بلکہ ستیارتھ پرکاش میں ایسا ذکر مطلق نہیں۔ البتہ بھومکا میں ہے۔ مگر وہاں صرف ایشور کے جسمانی نہ ہونے سے مخالف کے اعتراضونکا جواب دیا ہے کہ وہ بن ہاتھ پاؤں کے جگت رچ سکتا ہے۔ مُفصل دیکھو (بھومکا صفحہ ۱۷ نمبر ۴ سنہ ۹۳) وہاں مادہ یا پرکرتی کا تذکرہ نہیں اُسکا علیحدہ ذکر موجود ہے۔ جگت اُتپتی کے بیان میں۔ یہاں صرف اتنا ہی مطلب ہے۔ کہ ایشر بغیر اعضاء جسمانی کے تمام دُنیا کو مادہ سے رچ سکتا ہے۔ اگر ذرہ کسی عالم سائنس سے مادہ عالم کے بارہ میں دریافت کروگے تو اچھی طرح اس غلط خیال سے باز آجاؤگے نیستی سے ہستی کا مسلہ سوائے اُمیوں یا اڑیلوں کے کوئی دانا کبھی نہیں مان سکتا۔ (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ باب ۲)

اعتراض نمبر ۵ ۔ اکل و شرب میں شراب اور مُردار اور ایسے چرند و پرند کا کھانا حرام کیا۔ جن کا کھانا جسم اخلاق کے لئے مضر ہو۔ مثلاً۔ سور گندگی کا عاشق۔ بیحیا حملے میں عاقبت اندیش۔ جانوروں میں ایک ہی ایسا ہے۔ جو نر سے جماع کرے اور لواطت کا مرتکب ہو۔ اور جسکے گوشت میں کدو دانے مادہ ہے۔ اور کتا جو بجا اس من مُردار کے پاس اپنے ہم قوم کو نہ آنے دے۔ با آنکہ ضرورت سے زیادہ موجود ہے (صفحہ ۱)

جواب ۔ شراب کیواسطے لفظ حرام کا قرآن میں نہیں لکھا۔ آپ جسم یا اخلاق کے لئے مضر بتلاتے ہیں۔ اور قرآن میں منافع للناس ٹھہراتا ہے۔ ہم کس کو سچا مانیں۔ دنیا تو دنیا بہشت میں بھی شراب کی سبیل لگادی۔ نہریں جاری کردیں۔ پس مولوی صاحب حرام نہیں۔ یہ آپکی غلطی ہے۔ سور تو سو گندگی کا عاشق اس واسطے حرام ہے۔ مگر گوسفند۔ بھیڑ۔ بکری۔ خروس۔ جو گندگی کے عاشق۔ اپنی ماؤں۔ بہنوں سے زنا کرنے والے۔ بزدل۔ مخنث مزاج۔ ناعاقبت اندیش۔ کیوں حلال و طیب ہوگئے؟ سور کا نر سے جماع۔ آپ حکیم ہیں۔ آپ کا تجربہ ہوگا۔ ذرا علت المشائخ کے معنے کسی لغات میں دیکھ لو۔ لاکھوں مسلمان بخارا شریف۔ کابل شریف۔ اور ایران شریف میں ان مرضوں کے مریض ہیں۔ لواطت اور لوطی کی نسبت حضرت لوط کے نام سے نکلی ہے۔ اور اسی کے متعلق

انگریزی کا لفظ سیڈمی ہے سڈوم سے جو لوط کا شہر ہے۔ منسوب ہے۔ پس سور اشرف المخلوقات انسان کی تقلید سے کسی طرح مجرم یا حرام نہیں ٹھہر سکتا۔

گائی کے گوشت میں ہیضہ کی بیماری ہے۔ حکماء یوروپین گواہ ہیں۔ جالندھر انبالہ کا معاملہ شاہد ہے۔ اور علاوہ بر آں اپو اسیر پیدا کرنے والا ہے۔ وہ کم عقل بھی ہے۔ گندگی بھی کم و بیش کھاتی ہے۔ کدو دانے کی بیماری بھی اسمیں ہے۔ مگر بیعلمی نے حلال کردی۔

ہم نے اِس بات کی تحقیقات کے واسطے کہ آیا سور دفعہ ۳۷۷ کا مجرم ہوتا ہے۔ چند ساہنسیوں سے یعنے سور چرانے والے لوگوں سے دریافت کیا۔ اُنہوں نے صاف انکار کیا۔ کہ ایسا نہیں ہے بلکہ نہایت غیرت والا جانور ہے۔ اور قانون قدرت کا نہایت خوبی سے پابند بلکہ متقی پرہیزگار ہے۔ جب تک سورنی طالب مباشرت نہ ہو ہرگز اُس کے نزدیک مثل بیل یا آدمی یا گدہے یا گھوڑے کے نہیں جاتا۔ بلکہ نہایت عقلمندی سے صرف اولاد پیدا کرنے کے واسطے صحبت کرتا ہے۔ اپنی عورت سے کمال محبت رکھتا ہے رقیب سے عداوت رکھتا ہے۔ مولوی صاحب وہ سور جس کا گوشت مقوی باہ۔ مقوی جسم شجاعت بخشنے والا ہے۔ وہ حرام۔ افسوس۔

کتا ۔ جیسے وفادار جانور کو حرام جاننا۔ اور اُس کے شکار اور لعاب لگے گوشت کو حلال ماننا۔ اعراب کی عقلمندی ہے۔ مگر قرآن کی زبان بندی نہ اکیا و نہیں رہا۔ ورنہ ضرور لکھ دیتا۔ قرآن میں ذکر تک نہیں۔ اگر کہیں قرآن میں ہے تو مولوی صاحب نشان دو۔ حلالے سے بھی مولوی صاحب کو انکار ہے مگر وہ کعبہ شریف کے اسرار سے خبردار نہیں جہاں پر یہ حلالہ حلال ہے۔ اور باعث ترقی و اقبال۔ قرآن و حدیث پر عمل جاری ہے اور ہر ایک مولوی اقراری۔ ہم اس کی شہادت بھی ایک فاضل مسلمان کی تحقیقات سے دیتے ہیں۔ جناب حاجی مولوی زین اللہ صاحب اپنے سفر عرب کا حال لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ایسا ہی مقدمہ طلاق اور حلالہ کا بھی جو عرب میں جاری ہے۔ بظاہر ناپسند معلوم ہوتا ہے۔ لیکن باطن میں شرع کے رو سے اُسمیں بہت سے فوائد دینی اور دُنیوی متصور ہیں۔ علاوہ بریں بمقابلہ علماء عرب کے ہندوستانیوں کی کہاں مجال۔ اور طاقت۔ مقالت عہدہ برائی کی درباب مسایل کے اُن لوگوں سے کہ کوئی کسی امر میں اعتراض کر سکے۔ بڑے بڑے علماء عرب امام اور قاضی۔ اور مفتی جمع ہوکر بطور کونسل منجانب سلطان روم مامور و مقرر ہیں۔" (دیکھو توشہ حجاج صفحہ ۲۹ مطبوعہ نظامی کانپور سنہ ۱۲۹۲ ہجری) اور قرآن کے رو سے بھی یہ جایز ہے۔ سورۂ بقر فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره فان طلقها فلا جناح عليهما ان يتراجعا۔ **ترجمہ** ۔ پس اگر طلاق داد یعنی سوم بار پس ہرگز حلال نمیشود این زن آں مرد را بعد ازیں تا وقتیکہ در آید بر نکاح شوہرے دیگر یعنے داد دخول کند پس اگر طلاق داد اش این شوہر دیگر پس گناہ نیست برآں ہر دو بار آنکہ باز گردند بنکاح باہم (صفحہ ۳۵)

جس قدر مولوی صاحب نے اشتہار نا اعتراض کیئے تھے۔ اُن کے جواب ہم نے عرض کر دیئے۔ ایک دو مولوی صاحبوں نے تکذیب کے جواب کا بھی اشتہار دیا تھا۔ مگر ابھی تک نہیں نکلا قبل از وقت ہم کچھ نہیں کہتے۔ مگر صرف یہ کہ ہمارے پاس بھی قرآن کے متعلق بہت سامان موجود ہے۔

العاقل تکفیہ الاشارہ

داخل ہوا چاہے تو حکموں پر عمل کر۔ یعنے موسیٰ کے دس حکموں پر۔ (متی ۱۹/۱۶ سے ۱۹) اور اسی طرح (مرقس ۱۲/۲۸ سے ۳۴) اور سارے دل اور ساری عقل اور سارے زور سے پرماتما سے پریم کرنا اُسی کا نام اوپاسنا ہے۔ مگر افسوس کہ آپ تعصب کے سبب سے منکر ہو رہے ہیں۔ تناسخ صرف گناہوں کی سزا ہے۔ سزا بھگتنی اور نیک عمل کرنے سے تناسخ سے بریت ہو سکتی ہے۔ (دیکھو باب نجات نسخہ خبط احمدیہ) اور درحقیقت نجات خالہ جی کا گھر نہیں۔ بلکہ اعمال پر منحصر ہے۔ اور سب نیک اعمالوں سے اوّل نمبر اُپاسنا ہے۔

اب بتلاتا ہوں کہ آج کل کے موجودہ عیسائیوں کی نجات انجیل کے رو سے ناممکن ہے۔ دیکھو لکھا ہے۔ نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں شامل ہوگا۔ مگر وہی جو میرے باپ کی جو آسمان پر ہے اُس کی مرضی پر چلتا ہے۔ اُس دن بہتیرے مجھے کہیں گے۔ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے دیوؤں کو نہیں نکالا۔ اور تیرے نام سے بہت سی کرامات ظاہر نہیں کیں۔ اور اُس وقت اُن سے صاف کہونگا۔ کہ میں تم سے کبھی واقف نہ تھا۔ اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو۔ (متی ۷/۲۱ سے ۲۳)

عیسائی تو درکنار خود مسیح کی نجات بھی نہیں ہوئی۔ اور نہ بموجب بائیبل کے ہو سکتی ہے **خدا**۔ باپ دادوں کے گناہ کے بدلے تیسری چوتھی پشت سے لیتا ہے (گنتی ۱۴/۱۸)

عورت کا بچہ نیک نہیں ہے۔ ایوب ۱۵/۱۴ و ۱۶ و ۱۴/۱ و ۴/۱۸ و ۹/۲ و ۲۵/۴ و ۵ و ۶ دیکھو یوحنا کا خط ۳ زبور ۳ ۱۴ و ۲ و ۳

اور بمفصل ہم مسیح کے فوٹوگراف میں اُسکا حال عام و خاص پر ظاہر کرینگے۔

اعتراض نمبر ۱۳۔ قائف لیسو پر ۲ پر پہلے ریویو میں ہماری غلطی ہے ایک دوست نے ہم کو آگاہ کیا ہے۔ کہ یہ بات **تواریخ محمدی**۔ اور تحریف قرآن اور سیرت المسیح والمحمد میں بھی اس کا بیان ہے۔ پنڈت صاحب اس میں بھی کمزور رہے۔

جواب۔ حضرت ہم کو اس بات سے تو انکار نہیں۔ کہ اس قسم کا اعتراض اوروں نے بھی کیا ہے۔ مگر ہم آپ کو تسلی دیتے ہیں۔ کہ ہمنے سوائے اصلی قرآن یا اسلامی تفاسیر وحدیث و تواریخ کے اوروں میں اس کا ذکر کم دیکھا ہے بلکہ کتاب نمبر ۳ کی تو ہم نے شکل بھی نہیں دیکھی۔ ہمارے اعتراض صرف قرآن پر ہیں۔ اپنی معلومات اور اسلامی تفسیرات کے مطابق۔ نہ کہ کسی کے کہنے سُننے سے۔ اور آپ اگر ذرا غور سے ہماری کتابوں کو دیکھیں تو بیسیوں اعتراض ایسے ملیں گے۔ جو آج تک کسی کے خواب میں بھی نہیں آئے۔ ناظرین خود دیکھ سکتے ہیں۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

اعتراض نمبر ۱۴۔ توریت کے رو سے بہن بھائی کی شادی ہوتی تھی۔ شرم کیجئے۔ کیوں جھوٹ کے لئے ایسا منہ کھول رکھا ہے۔ توریت میں کہاں لکھا ہے۔ مہربانی سے پتہ دیجئے۔

جواب۔ اول تو سب آدم کے بیٹے اپنی بہنوں (خواہروں) سے بیاہے گئے ہیں کیونکہ بقول بائیبل کے صرف ایک آدمی اور ایک عورت سے تمام دنیا پیدا ہوئی۔ پس بہن بھائی کی شادی ہوئی تھی۔

دوئم۔ ابراہیم نے سرہ کے ساتھ جو اُس کے باپ کی بیٹی تھی شادی کی جس سے وہ صاف اقبال کرتا ہے۔ "کہ وہ تو سچ میری بہن ہے۔ میرے باپ کی بیٹی پر میری ماں کی بیٹی نہیں سو میری جورو ہوئی۔" (پیدائش توریت ۲۰/۲۲ و ۱۱/۱۹ دیکھو) کیوں! پادری صاحب بھی تسلی ہوئی یا نہیں۔ پتہ لگایا نہیں ورنہ کچھ اور ثبوت دیں دلدار

جہاں تک پادری صاحب نے ریویو نمبر ۲ میں اعتراض کئے۔ ہم نے اُن کے سلسلہ وار جواب دیئے۔ باقی رہے اُن کے تہذیب سے دور الفاظ اور معمولی طعن و تشنیع اُنکو ہم دہرانا

نہیں چاہتے۔ وہ انجیلی اخلاق کا نمونہ ہے سچ ہے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے پادری صاحب نے جتنا دشنام دہی پر زور دیا ہے۔ اُتنا ہی ہم بائیبل کے کھنڈن پر زور دیں گے۔ جس سے راستی کی فتح ہو۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

اب قصبہ بھیرہ کے رہنے والے **مولوی نورالدین** صاحب نے **مرزا غلام احمد** کی تقلید پر عیسائیوں کا جواب دیتے ہوئے کہیں کہیں آریوں پر منہ زوریاں کی ہیں۔ ہم نے اس کتاب کی دونوں جلدوں کو بغور دیکھا۔ اکثر مقامات پر سید احمد صاحب کی تقلید اور کہیں بعض عقائد اسلامیہ کی بھی تردید ہے۔ حالانکہ وہ قرآن میں موجود ہیں مرزا غلام احمد صاحب کے اعتراضوں کا کافی و وافی جواب ہم تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ میں دے چکے ہیں۔ قطع نظر اُن کے اعتراضوں کا جواب ضمیمہ میں دیتے ہیں۔

جلد ۲ صفحہ ۳۸ از فصل الخطاب

اعتراض نمبر ۱۔ نیاکاری کا لفظ جہاں تک میں نے پوچھا وید میں نہیں ہے۔

جواب۔ یہ آپکی ناواقفی کا ثبوت ہے۔ ورنہ وید مقدس میں وہ نام موجود ہیں جسکے معنے نیاکاری کے ہیں۔ وہ ایشر مقدس کے نام یم اور اریما ہیں۔

यः सर्वान प्राणिनो नियच्छति सयमः एकोसद्विप्राब हुधावदंत्याग्निं यमं मातरिश्वानमाहु ॥ ऋ. मं. १ अ. २२ त. १४ मं. ४६

ترجمہ۔ جو سب پرانیوں کے کرم پھل دینے کی بیوستھا کرتا اور سب انیاؤں (ظلموں) سے پرتھک (جدا) رہتا ہے۔ اُس پرماتما کا نام (یم) نیارکاری ہے۔ اور اسی کو گیان مے۔ اور ماترشوا بھی کہتے لوگ ہے۔

اعتراض نمبر ۲۔ (ختنے کے معقول ہونے پر بھی مولوی صاحب نے ایک دلیل دی ہے۔) فرماتے ہیں ایک ہندو (آریہ) مرض آتشک سے بیمار میرے پاس آیا۔ اُس کے اندر کا چمڑا زخموں کے سبب سے پیچھے نہیں ہٹتا تھا۔ میں نے اُس کا ختنہ کیا۔ اور کہا سبحان اللہ آج ختنہ کی حقیقت دریافت ہوئی۔ گویا ایک دلیل سوجھی۔

جواب۔ ہمیں مولوی صاحب کی اس دانش آمیز دلیل پر ہنسی آتی ہے۔ مولوی صاحب کو ہم دانشمند سمجھے تھے۔ مگر افسوس خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ جناب کیا استنجا کرنیکی فضیلت آپکو حضرت معاویہ کے دلداری استنجا سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔ جہاں بچھو کے لڑنے سے یزید علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور کیا بانی مبانی ختنہ یعنی ابراہیم کو بھی خدا نخواستہ یہی مرض پیدا ہوئی تھی یا کوئی اور حضرت اسمعیل کس مرض میں مبتلا تھے علاوہ بریں کیا مسلمانوں کو آتشک یا سوزاک نہیں ہوتا۔ کیا مسلمان رنڈیاں ان امراض میں مبتلا نہیں ہوتیں۔ اگر ہوتی ہیں تو ختنہ سے کیا فائدہ۔ ڈاکٹر لوگ جو آتشک وغیرہ ہونے سے ناک انگلیوں کو کاٹ ڈالتے ہیں۔ یا خود گر پڑتی ہیں۔ کیا بقول آپ کے یہاں بھی ختنہ کی ضرورت ہے آپ کی فلاسفی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان اعضاؤں کے ختنے کی بھی ضرورت ہے۔ افسوس!! تا بلبیب شما از قاف قابل معلوم شد۔ یہ اکثر متعصب محمدیوں کا دستور ہے کہ جب کوئی ہندو شامت اعمال میں گرفتار اُن کے پاس معالجہ کا طلبگار ہوتا ہے۔ عوض کسی عمدہ علاج کرنے کے انہیں ختنہ اسلامی سوجھتا ہے۔ ہمیں ایک فاضل آریہ سے اس مرض کا ایسا مجرب نسخہ دستیاب ہوا ہے کہ ایسی کے مریضوں کو بھی بقول جاہل طبیبوں کے ختنہ کی ضرورت نہ رہے گی اور نہ کارخانہ الٰہی میں رخنہ اندازی ہوگی۔ مصرعہ۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

اعتراض نمبر ۳۔ (آریہ سماج کے اصول پر) آریہ بھی اپنے اصول کے بیان میں اس پہلی اصل میں اسلام کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اصل اول جو پدارتھ (اشیاء) ست ودّیا (علم حقیقی) سے جانے جاتے ہیں۔ اُن سب کا

اور نہ بنانے کی سامرتہ تھی جو سکھوپت اوستھا میں تھے انکو بھی سدھ نہیں تھی اور نہ اُن سے یہ ہو سکتا تھا اول پرکرتی سے یہ روشنی کا پورنج یعنے مجموعہ روشنی بنایا - ایک جگدیشور ہی دنیا کا بنانیوالا اور مالک ہے دوسرا کوئی نہیں +

ایک اور منتر میں ارشاد فرمایا - کہ جس طرح ظاہری اندھکار اور انتظام گردش و قیام عالم کے واسطے اس سورج کو پیدا کیا - اسی طرح دنیا کی جہالت دور کرنے اور ظلمت نادانی کے مٹانے اور سچا گیان بتانے کو ازلی و ابدی الہام کا پرکاش کیا اگر وید کا ظہور نہ ہوتا - تو اگیان کا اندھکار کبھی کبھی دور نہ ہوتا +

گر نہ خورشید جمال وید گشتے رہنموں — از شب تاریک غفلت کس نہ دیدی رہ برو

جگت پتی جگدیشر نے جو کچھ از آغاز عالم تا اختتام عالم ضروری تھا اپنے مخزن العلوم ازلی سے رشیوں کے دل میں الہام کر دیا اور اس طور پر کیا کہ تعصب و طرفداری کا نام و نشان نہ رکھا اور ہوتا کہاں سے جب اُس ہادی برحق کے حضور ان باتوں کا ظہور ہی نہیں یہی وجہ ہے کہ ان چہار گلزار (وحدت - معرفت - طریقت - شریعت) میں سے یہ ضلالت قطعی دور ہے ساری دنیا اُس وقت غیر آباد - درس تدریس کا نام و نشان نہ تھا - قدرتی بچے محض ناواقف و نادان تھے نہ کوئی سکول نہ مدرسہ نہ پاٹ شالا نہ کالج تھا - بلکہ ان باتوں کا کسی کو گمان نہ تھا ایران کی ژند اوستھا اور نہ موسیٰ کی تورات تھی نہ بودھوں کے سوتر اور نہ مصریوں کے حکیما نہ بات تھی - اُس وقت مسیح پیدا نہیں ہوئے تھے - پھر انجیل کہاں اور جب محمد صاحب کا جنم بھی نہ ہوا تھا - پھر قرآن کی تنزیل کہاں - نہ سقراط و افلاطوں کے ملفوظات تھے اور نہ فیثا غورث (پھیتا گورس) کی فاضلانہ تصنیف +

نہ ایران میں روشنی جلوہ گر تھی — نہ یونان کو علم و فن کی خبر تھی

فرامین جاری نہ تھی مصر میں تب — نہ توریت و انجیل و فرقان تھے جب

نہ ژند و استھا نہ سوتر تھے پیدا — نہ تھا چین میں ہنر کوئی ہویدا

پڑا تب تھا سنسان پاتال سارا — تھا آغاز میں بس یہی حال سارا

نہ داؤد اپنے مزامیر گاتے — نہیں یرمیاہ اپنا نوحہ سناتے

نہ آدم تھا پیدا نہ نوح کا نشان تھا — زبانوں کا بھی اتنا جھگڑا کہاں تھا

فقط ایک سُربانی یا دیو بانی - — ہویدا ہوئی تب زبانوں کی بانی -

اُسے سنسکرت بھی پکاریں ہیں علما — وہی سبکی ماں وہی سب کی ملجا

چونکہ وہ قدرتی الٰہی یا نیچرل زبان تھی - اور چونکہ وہ عالم کل جگدیشور کی طرف سے تمام دنیا کی ہدایت کے واسطے دیگئی تھی - اسیواسطے ضروری تھا - کہ وہ نہایت کامل ہوتی واجب تھا کہ وہ مصنوعی زبانوں سے اعلےٰ ہوتی - وسعت فصاحت بلاغت کاملیت کا تاج اسکے سر پر ہوتا ہے - بنابراں یہی ہوا - آج گو ہر چیز کی تحقیقات میں ریلگاڑی کی چال کیطرح تیز رفتاری سے ترقی ہو رہی ہے - تو بھی تمام یورپ و امریکہ بالاتفاق اُسکے مدر آف لینگوئج یعنے ام اللسنہ ہونے کے اقراری ہیں - پس اسی پاک اور شستہ زبان میں قدوس و رپوتر پرماتما نے انسانی سرشٹی کے آغاز میں اپنا الہام ظاہر فرمایا - چونکہ وہ انترجامی اور سرب بیاپک ہے سرب شکتیمان اور نیاکاری ہونے کے سبب کسی جبرائیل یا گبرئیل کی معرفت الہام نہ بھیجا اور نہ سوتے سوتے کئی ہزار برس کے بعد بھیجا نہ عرش نہ کرسی اور نہ آسمان سے وا کیا - بلکہ اپنی مہان شکتی سے رشیونکے آتماؤں (قلب) میں اُپدیش کیا کس طرح اور کیونکر اسکو یہ اشعار اچھا ادا فرماتے ہیں +

دستِ لطفش نسخہ علم و حکم — بے قلم در صفحہ دل زد رقم

علم اہل دل نہ از مکتب بود — بلکہ از تلقین خاص رب بود

جو کچھ انسان کو اپنی بہبودی معاد اور معاش کی بابت روحانی و جسمانی اوپدیش چاہیئے تھا جتنا اُسکے روحانی یا آتمک شانتی کیواسطے ضروری تھا جسقدر کہ اُسکو سعادت دارین حاصل

کرنیکے لئے درکار تھا جس طرح کہ وہ ہادی ازلی ضروری جانتا تھا - ہاں اپنے کمال فضل و عدل سے اہل جہانیاں کی جس قدر حاجات تھیں - صرف اسی مرتبہ نہیں - بلکہ قدیم سے جیسا کہ وہ کرتا آیا ہے - کیونکہ وہ اور اُسکی رعایا ازلی و ابدی ہے - اُسکے افعال اور صفات ازلی و ابدی ہیں اُس کے حکم میں اختلاف نہیں اور نہ ہونا ممکن ہے - اُسمیں غلطی یا فتور نہیں اور نہ ہو سکتا ہے - اُسمیں ردو تبدیل نہیں کیونکہ وہ خود تبدل سے آزاد ہے - اُسکے حکم میں سہو نہیں جھوٹ نہیں فریب نہیں - پس نسخ اور تحریف کی کیا حاجت اور کیا وجہ کامل میں نقص عادل میں ظلم ہو نہیں سکتا جس طرح ہزار لوگ سرہاں آفتاب در عالمتاب سے انکار کریں - دوسرا آفتاب ایشور نہیں بنائیگا - چہ بہ ہیچ کہ ہزار چیز بیگی تک کیواسطے اُسکا ٹھیرنا ضروری ہے - اسی طرح بادشاہوں کی شور و شر - امراض کے توافر و تقاصر سے مدت مدید کے گزر جانے سے ایشور اپنا گیان یا الہام نہیں بدلیگا - کیونکہ +

قلم بہ نیک و بد خلق در ازل رفت است — بگفت گوے خلائق دگر نہ خواہد شد

یعنے تمام امور و مناہی کا کماہی و واجبی طور سے حکم ازلی یا ہدایت سرمدی الٰہی ارشاد کے مطابق وید مقدس میں درج ہے جدید الہام یا نئے ہدایت ناموں کی نہ ضرورت ہے اور نہ قانون ایزدی اس کا مدعا ہے - کیونکہ وہ حکیم مطلق نسخہ شفا دے چکا - وہ شافی برحق شفا پانے کا طریقہ بتلا چکا - جیسے اچھا جبتک کوئی دوسرا خدا (معاذ اللہ) نہ ہو ہونا اور بننا محال ہے +

حقتعالے بحض فضل کریم — در کتاب کریم و حکم قدیم

آنچہ مر جملہ را بکار آید — گفتہ است آنچنانکہ مے باید

چونکہ وہ صداقت اور حق تھا اسی واسطے اُسکی تبدیلی کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی جس طرح قانون قدرت میں غلطی نہیں اسی طرح نظام عالم میں قصور نہیں - کیونکہ عقل کل کے زبردست اور نہ غلطی کرنیوالے ہاتھوں نے اُسے بنایا ہے - چون و چرا کی گنجائش ہی نہیں - اور نہ لیت و لعل کا تعرض ہے انسانی تصرفات سے یہ بالاتر جگہ ہے - حیرانی یا تسلیم کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں گویا گمان خلایق ایک اٹل انتظام کے اندر جس میں اُنہیں کوئی چارہ و دخل نہیں) دیکھیے کہ وہ انسان پر تو ایک مرتبہ سکتہ کی سی حالت طاری اور حرکت سلب ہو جاتا ہے - وہ حیران ہو کر سچے معلم کی تلاش کرتا ہے - تاکہ قدرت کے سربستہ راز و بھید اُسے آگاہی ملے - بھلا جس بات کو انسان نہیں جانتا حیوانوں کی اُسکے بتلانے میں کیا سامرتھ ہو سکتی ہے - جب وہ نہایت مضطرب و سرگشتہ ہوتا ہے تو اُسے رہنما ملجاتا ہے - جو اُسے منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے یہی حال اُن سچے طالبان حق کا تھا سب سے پہلے اُن کے دل میں طلب معرفت کی پیاس جاگی ان کی پیاسی طبیعت نے مادی دنیا سے شانتی حاصل نہ کی اور نہ ہو سکتی تھی - یہی وجہ ہے کہ اُنکو الٰہی گیان کے سوا کی تلاش ہوئی - مہاتما پاتنجل جی فرماتے ہیں

کہ اُن رشیوں اگنی وایو آدت انگرہ کو جو سب سے پہلے حق کے متلاشی تھے آدی گرد پرمیشور نے ہی گیان کا ساگر یعنے بحر العلوم جسکا دوسرا نام وید ہے بتلایا - اور انکی پیاسی طبیعتوں کو سیراب کیا اُن کے اندھکار سے بھرے ہوئے دل روشن ہو گئے معرفت کی پیاسی طبیعتیں شانت ہو گئیں صرف انہوں نے اپنی ہی شانتی کافی نہ سمجھی بلکہ پر اپکار کے نمت ہمت کو صرف کر دنیا میں اُس کا پرکاش کیا سب کے دلوں میں اُسکی روشنی پہنچائی - اُپدیش کیا وعظ کیا دھرم اور گیان کا پرچار کیا شریعت اور طریقت کے قاعدے تبلائے ست دھرم کی دعوت کی آواز ہمالیہ کی چوٹیوں پر گونجنے لگی اور گھر گھر اوم پرماتما کی بھگتی کا پرچار کیا - آباد دنیا نور صداقت سے منور ہو گئی +

چراغے روشن از نور خدائی — جہاں را دادہ از ظلمت رہائی

از وجہا نرا بدانش آشنائی — وز و چشم جہانرا روشنائی

اُسی نور حق کے پھیلانے کے واسطے ہر ایک دور میں رشی اور منی لوگ اُپدیش فرماتے رہے کیونکہ بموجب ہدایت وید کے ہر ایک آریہ یعنے پیرو وید کا فرض ہے کہ وہ حتی الوسع ست دھرم

تکذیب براہین احمدیہ

جلد دوم

دیباچہ

پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی تصانیف کو چھپوا کر شائع کرنے کا کام میرے سپرد ہوا تھا یہ پاک ذمہ داری کسی خاص آدمی نے میرے سپرد نہیں کی تھی۔ بلکہ میرے آتما نے آریہ مسافر کی آخری سفر کی تیاری کے وقت خود بخود اٹھانے کی پرتگیا کی تھی۔ پرماتما کی دیا سے آج اُس فرض سے سرخرو ہوتا ہوں۔ اس کتاب کے علاوہ پنڈت جی کی جس قدر دیگر تصانیف میں نے طبع کرائی ہیں اُن میں کسی بڑی دقت کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ لیکن اس کتاب کی تکمیل میں بڑی بھاری رکاوٹوں کا سامنا پڑا۔ مینے اس کام کو ہاتھ میں لیتے وقت سمجھا تھا کہ پنڈت جی کتاب کو مکمل کر چکے ہونگے۔ لیکن جب پڑتال کی گئی تو معلوم ہوا کہ اکثر باب بالکل نامکمل ہیں بعض جگہوں میں فریق مخالف کے اعتراضات درج کر کے جوابوں کے لئے جگہ چھوڑی ہوئی تھی اکثر جگہوں میں عبارت پڑھی نہیں جاتی تھی۔ اور کئی جگہ پنسل کا لکھا ہوا تھا۔ مینے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ پنڈت جی کی اصلی عبارت ہو بہو درج کیجاوے اور اسلئے اس کتاب کی درستی میں اس قدر وقت صرف کرنا پڑا جسمیں کہ بڑی آسانی سے ایک نئی کتاب لکھی جاسکتی لیکن مجھے اس کا افسوس نہیں ہے۔ کیونکہ ایک پوتر آتما کے خیالات کو موت سے بچانے کا کام میں اپنے خیالات کے اظہار کی نسبت زیادہ تر ضروری سمجھتا ہوں *

قریباً ۲۰۰ صفحے کتاب کے پنڈت جی کی زندگی میں لکھے جا چکے تھے۔ اُن میں کچھ بینے چھپوائے لیکن چونکہ کتابت ٹھیک نہ تھی۔ اسلئے باقی کل کاپیاں ردی کردی گئیں۔ اور از سر نو لکھوائی گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض ورقوں کی چھپائی اچھی نہیں ہے *

صفحہ ۱۰۰ سے آگے اکثر وید منتروں کے ترجموں کے لئے میں ذمہ دار ہوں۔ بعض نوٹوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنڈت جی کا یہ بھی ارادہ تھا۔ کہ تصدیق براہین احمدیہ کے اس حصہ کا جواب بھی دیا جاوے جسمیں کہ صفحہ ۲۴۷ سے ۲۸۰ تک حکیم نور الدین صاحب نے قرآن کی خوبیوں کا اظہار کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں نے جب اُن آیتوں کا حکیم صاحب کا کیا ہوا ترجمہ پڑھا۔ اور اُن کا قرآن کے اصل ترجمہ سے مقابلہ کیا۔ تو بعض جگہوں میں حکیم صاحب کی اپنی طبع آزمائی زیادہ تر معلوم ہوئی۔ لیکن چونکہ کتاب کے شائع ہونے میں آگے ہی بہت توقف ہو چکا تھا۔ مینے اس مقابلہ وید و قرآن کو کسی اور وقت کے لئے ملتوی کر دیا اور بشرط صحت و زندگی ارادہ رکھتا ہوں کہ قرآن کی اُن آیتوں کا جنہیں کہ علمائے اسلام روحانی تعلیم کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ وید منتروں کے مضامین کے ساتھ مقابلہ کر کے پبلک کے روبرو رکھوں تاکہ پبلک کو قدرتی اور بناوٹی الہام میں تمیز کرنیکا موقعہ ملے *

پیارے ناظرین! آریہ مسافر کی آخری تصنیف اسی حالت میں قبول فرمائے طبع دوم میں جسکی نوبت کہ میری رائے میں جلد پہنچیگی یہ سب نقص رفع ہو جائینگے *

منشی رام سجگیاسو

ایڈیٹر

सथाता विथता स वायुर्व्भ: उद्धिनम ३। सोऽर्यमा स वरुणः स रुद्रः स महादेवः।४। सो अग्निः स यः सउ एवमहायम ॥५॥ अथर्व० [illegible]

پرماتما سرشکتیمان ہونے سے سب کا دھارن کرنیوالا اور مالک ہے وہی سب کا بچانے والا نیاکاری اور دیالو ہے۔ پرماتماؤں کے لئے وِدیا اور آنند کا داتا اور پاپیوں کے حق میں سزا دینیوالا وہ سربیاپک گیان مے تمام بادشاہوں کا شاہنشاہ عبادت کے یوگیہ ہے۔

قادر قدرت نے آغاز آفرینش میں سورج کو پیدا کیا۔ مطلب اس سے تمام کاموں کا انتظام اور روشنی کا اہتمام تھا۔ غلہ اور میوہ جات کا پکانا۔ بارش کا برسانا اور قدرتی نظارہ دکھانا بھی اسی سے انجام ہو گیا۔ بھنو گربھ وِدیا یعنے جیالوجی کے دو دانوں اور علم جوتش یعنے ہیئت کے ماہروں نے جتنی تحقیقات کی ہے وہ ساری کی ساری اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ نظام قدرت میں آفتاب ہر طرح عالمتاب ہے اور اسکے نیر اعظم بلکہ منور عالم ہونے میں کوئی جائے شک نہیں مگر پھر بھی خفاش اور چند مزاج کے وہ موافق نہیں۔ اور بہت سے شبگیر و جانور اُس کے مخالف ہیں۔ حالانکہ سورج اُن کو بھی برابر فائدہ پہنچاتا ہے جو غذا وہ ہیں سورج کی حرارت سے پکتی ہے۔ جو پانی وہ پیتے ہیں اسکی ہستی تک بخارات کی برکت ہے چاند یا ستارے سب اُسی کی روشنی سے درخشاں ہیں جس زمین پر وہ قائم ہیں وہ بھی اسی کی کشش سے وابستہ ہے مگر اُنکی آنکھیں اسکے دیکھنے اور اُن کے دل اس امر کے سمجھنے سے معذور رہیں جیسا ظاہر ہے کہ وہ علم و عقل سے مقابلہ نہیں کرتے بلکہ ضد و تعصب سے وہ انصاف کی آنکھ سے نہیں دیکھتے اور شاید دیکھنے کا مادہ ہی نہیں رکھتے بنا بر ان مجبور ہیں *

ہر کہ اندر حجاب جاوید است — مثل او ہیچو بوم و خورشید است

گر نہ خورشید بوم بے نیر دست — از پے ضعف خود نہ از پے اوست

نور خورشید در جہان فاش است — آفت از ضعف چشم خفاش است

مگر اس میں بھی صانع کامل کی ایک عجیب حکمت ہے۔ اگر یہ مخالفت نہ ہوتی تو دانا لوگوں کو اس کی تحقیقات کا خیال پیدا نہ ہوتا اور جب خیال ہی نہ ہوتا تو روشنی کے مسئلہ کی تحقیقات کیسے ہوتی اور کس طرح اس علم سے لوگ مستفیض ہوتے۔ اور کس طرح ثابت ہوتا کہ اُسے بغیر سورج کے کوئی بینائی دینے کی طاقت ہے۔ آفتاب اور سحاب کا جنگ بھی ایک قدرتی نظارہ ہے اور اسی کا دوسرا اشارہ علم و جہل کا مقابلہ ہے۔ جن ملکوں میں بہت دنوں تک سورج نظر نہیں آتا یا جہاں جنگل ہیں ایسا ہوتا ہے اکثر لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ وہاں سورج کی کرنیں کیسی پیاری معلوم ہوتی ہیں جب دھوپ زیادہ پڑتی ہے اُسی وقت بخارات بھی زیادہ اُٹھتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ سخت گرمی کے بعد بارش ہوتی ہے *

قدرت ہمکو روز سبق سکھلاتی ہے کہ آنکھیں کھولو اور دیکھو یہی حالت تمام سرشٹی و دیا میں دو تماں ہی بحث اور مباحثہ تائید اور تردید۔ تکذیب اور تصدیق دونوں سے جو کہ فائدہ ہے وہ صداقت کو ہے اور تمام تر نقصان بطالت کو دنیا کے آغاز میں جس طرح روشنی کا ظاہری خورشید عالم کو منور کرنے کے واسطے ایشور نے اپنی مہا شکتی سے بنایا۔ اور تمام کرتوں کو اُس سے وابستہ کر کے اُسکے گرد گھمایا۔ اسی طرح ہدایت عالمیان کیواسطے خورشید وید کا چار رشیوں کے آتما میں جلوہ دکھایا اسی میں یہ راحت بخش استعارہ مختلف طور سے سمجھایا ہے کہ سُورج اور اگنی یا آریہ اور وسیو کیا گیا اور کس کس طرح کامیابی کرنا چاہتے ہیں آفتاب نورانیت و آفتاب ظلمیت دونوں کا پیدا کرنے والا چونکہ ایک ہی ہے یہی سبب ہے کہ اُس کی ضرورت کو بھی اُس

سچے الہام

نے اُن پتنے و مطلب خیز الفاظ میں ادا کیا۔ تم آسیت تمسا گوڑھم اگرے

یعنے ظاہری روشنی کی بڑی ضرورت تھی کیونکہ سورج کے بغیر پہلے اندھکار

تھا سم ادستھار پرکرتی یعنے میٹر اعتدال کی حالت میں سنکشت تھا جسمیں خود نہ بننے کی

چیلوں نے پھر گڑ بڑ مچا دی بدھ کے چیلے مار کر نہیں کھاتے مگر مرا ہوا کھا لیتے۔ غرضیکہ ہر طرح کا گوشت سوائے گائے کے کھاتے ہیں۔ برہما چین تبت کا حال شاہد ہے اُدھر مسیح کے پولوس نے سب جانور حلال کر دئے ہاں اپنے واسطے مگر خدا کے نام کو بدنام نہ کیا یعنے خدا کے نام کی قربانی اور سوختنی قربانی کو بند رکھا۔ جس طرح بودھوں نے ÷

مگر مسیح کے مرنے کے بعد مخالفوں نے پھر دل کے بخار نکالے بام مارگیوں یا گوشت خوروں نے اُس بیت المقدس میں جہاں کبوتر فروشی سے مسیح نے منع کیا تھا۔ سؤر کی قربانی کی ÷

پھر ۶ سو برس کے بعد ادہر انارکھ ادھر محمد صاحب نے اصلاح کی مگر کیا کیا۔ اور کس طرح کیا۔ دنیا سے مخفی نہیں ہے۔ اول الذکر نے بام مارگ کو ہٹایا توحید کا اپدیش دیا۔ مگر بت پرستی کو خدا جانے کیوں اور کس مصلحت سے قائم رکھا۔ ہاں ایشور کا اوتار ہونا ضروری طور پر مان لیا۔ ثانی الذکر نے توحید کو پھیلایا۔ مگر بام مارگ کی قربانی کو بہت بڑھا دیا ہر ایک کا فرض کر دیا کہ وہ قربانی کرے گوشت کو سید الطعام لحم بتلایا۔ کثرت ازدواج (بہ تک) کا الہام ہوا۔ خود اس پر صبر بھی نہیں کیا۔ اپنے واسطے ۹-۱۱-۱۸ جائز بتلائیں اور لونڈیاں ملک سرالیمین ان کے علاوہ بیگانی عورتیں فوجی سپاہیوں کے واسطے حلال کر دیں۔ عاقبت میں بھی حور و غلمان ملنے کی ہدایت کی یہاں اول تو شراب جاری رکھا مگر آخر کو بند کیا۔ لیکن اسکی کسر بہشت میں نکال دی۔ بت پرستی کو ہٹایا۔ مگر کعبہ پرستی کا اپدیش دیا۔ حجر الاسود (جسے اہل ہنود مکیشر مہادیو) کہتے ہیں کی تعظیم بہت زیادہ کر دی اُس کا چومنا اُس کا بوسہ لینا عزت کرنا تمام منوں کا فرض ٹھیرایا دنیا میں خون کی ندیاں بہائیں اور قتل عام کرائے انہیں ایام عرب میں مسلیمہ صاحب پیدا ہوئے جنہے ہر طرح کے شرک و بت پرستی سے لوگوں کو ممانعت کی گوشت خوری و کثرت ازدواج قریب میں نکاح کی ممانعت کی کعبہ کی طرف نماز کا رخ پلٹا یا۔ لاکھوں مسلمان اُسکے پیرو ہو گئے آخر بیگناہ فریب سے شہید کیا گیا۔ بعینہ ادہر عرب سے نجد شریف میں عبد الوہاب صاحب پیدا ہوئے اُسنے قبر پرستی پیر پرستی حجر الاسود پرستی و کعبہ پرستی کی تردید کی مگر اُسکی بھی پیر پرستوں اور کعبہ پرستوں نے بسخت مخالفت کی ادہر رانانج کے بعد کبیر صاحب پیدا ہوئے جسنے ہر طرح کے اوتار اور بت پرستی سے ممانعت فرمائی مگر افسوس کہ بود برہم کی ایکتا یعنے ہمہ اوست کے سبب وہ بھی کامیاب ہوئے اُن کے بعد چیتن صاحب نانک صاحب۔ داود صاحب پیدا ہوئے اور وہ بھی بہت کچھ شرک اور بت پرستی کی ممانعت کرتے رہے اور ساتھ ہی گوشت خوری اور جانوروں کی قربانی سے بھی نفرت دلائی۔ مگر داود صاحب اور موحد صاحب کے پیرؤں کے بغیر کوئی بھی بام مارگ کی زد سے بچ نہ سکا۔ دنیا بھر کی تہ میں کسی نہ کسی پیرایہ میں بام مارگ کے زہریلے درخت کی شاخیں دور تک پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں ؎

نمے گویم حدیث دام چوں است　زہر تا پا غریق مے و خون است

جس طرح یہاں دین محمدی آیا۔ اور جو کچھ سلوک باشندگان ہند سے فرمایا وہ ہماری تباہی کتاب جہاد سے دنیا پر روشن ہے کچھ تو دین محمدی نے اپنی ذوالفقاری حملوں سے ہندوؤں کو بیدین کیا اور کچھ عیسائیوں نے اپنی حکمت عملیوں اور پالیسیوں سے گرویدہ کیا ادہر آگے ہی ہند کا میو پھوٹ تھا رہے سہے اوسان بھی ٹوٹ گئے انگریزی اور فارسی کی کثرت تعلیم نے سنسکرت کو مردہ زبان یعنے ڈیڈ لنگوئج کے نام سے نامزد کیا بام مارگیوں کی حرکات اور بت پرست برہمنوں کی عملیات سے وید اور بھی بدنام کئے گئے اسلام کی تلوار نے ہیضہ اور عیسائیوں کی حکمت عملی نے تپ دق کا کام کیا اور گھر کی پھوٹ نے رہی سہی حالت بھی تباہ کر دی۔ عنقریب تھا کہ ویدک دھرم اور وید اپدیش اور آریہ قوم کا نام و نشان مٹ جائے۔ شامت اعمال سے نوح کے خیالی طوفان کے بدلے در حقیقت ستیاناش کرنے والا طوفان آ جائے یا دوارکا ڈوبنے کا نقشہ مد نظر ہو جائے سب ہند محمڈن تو نہیں مگر کرشچن ہو جائے یا ناستک اور دہریہ کہلائے ÷

تباہی کی حالت پہ پہنچا تھا بیڑا ÷　تلاطم نے ڈالا تھا ہر سو بکھیڑا

سراسیمگی چھا رہی تھی یکایک　نہ ست دھرم رہتا نہ ویدوں کی پستک
نہ رشیوں کا رہتا تھا نام و نشاں بھی　نہ ویدک مرجادا کا تھا گمان بھی
نہ سندھیا نہ ترپن نہ رہتا ہون بھی　نہ منیوں کے مسکن نہ تپنیوں کے بن بھی
نہ رشیوں کے گوتوں کی کچھ یاد رہتی　نہ یا تنجلی یوگ کی ناد رہتی
مسلم ہی کر بیٹھے تھے مہتی پوجا　نہ باقی رہا یار برہم کا بھروسا
ہوا پانی آگ اور سورج کو جس جا　ملا ہووے خلقت سے رتبہ خدا کا
وہاں کون پوچھے صداقت کا مبدا　کسے ہو سکے راہ حق کی تمنا
وہاں کس طرح سے کسی حق کی چاہ ہو　نہ کیوں ایسے لوگوں کا بیڑا تباہ ہو
مگر حق کو منظور تھا حق دکھانا　زمانہ میں کلیگ کے ست یگ چلانا
وہی دھرم ویدوکت جو ہے پرانا　سناتن سے پیرو رہے جس کے دانا
بایں مدعا تا کہ ست چھپ نہ جاوے　اودیا نہ جامے میں پھولی سماوے
یکایک ہوئی رحمت حق کو حرکت　دیا کی دیا مے نے از راہ شفقت
کہ بھیجا جہاں میں دیانند سوامی　تھی حصہ میں انکے ہی یہ نیکنامی
بمانند نام مبارک گرامی　کرے صرف دنیا میں آیو تمامی
برہمچاری تیجسوی ودوان گیانا　ہر اک دم پربھو کی گنانواد گاتا
مخالف جو آئے موافق گئے بن　نہ ودوانوں نے اُس سے کی کچھ بھی ان بن
کیے کاشی آدمی میں شاستر ارتھ بھاری　ہوئے شانت سب دشٹ دشمن کرمچاری
کرانی کرانی دگر جیتی آیا　کوئی سامنے بحث کرنے نہ پایا
زبردست ہیچی دلائل تھے قاطع　بھلا کیسے قاطع ہوں برہان ساطع
کرے دور الزام ویدوں کے سارے　صداقت بطالت کئے نیارے نیارے
خذف اور گوہر کے نقشہ اتارے　کھرے اور کھوٹے نکالے نتارے
جنہیں لوگ سمجھے تھے الماس و جوہر　پرکھ کر دکھایا یہ ہیں محض پتھر
جنہیں لوگ اوتار مانے ہوئے تھے　مجسم خداوند جانے ہوئے تھے
مقدس کتابوں سے کہلائے منتر　دلائل سنائے سر وعظ اکثر
کہ وہ تھے بشرطیکہ پاکیزہ انسان　عبادت کے بیکے نہیں تھے وہ بھگوان
خودی میں جو بد مست اور خود خدا تھے　جو منکر نہ الہام پرماتما تھے
جو نزات مدہ ماتس پر جان فدا تھے　جو بھولے ہوئے جہل میں مبتلا تھے
سبھوں کو صداقت کا رستہ دکھایا　خودی سے ہٹا حق کا بندہ بنایا
تکبر چھوڑا وید مارگ بتایا　کئے ہم پہ احسان کیا کیا خدایا
مخالف تھے سب جھوٹ کا بیج کھویا　پرانا پاپ سوا انتر کرنوں کو دھویا۔

سوامی جی کے مبارک اپدیشوں اور سچے دل سے نکلے ہوئے ویاکھانوں نے سوئے ہوئے لوگوں کو جگایا غافلوں کو بیدار کیا۔ اور جاگتوں کو خبردار۔ وید کی مبارک دھونی نے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ جنکے سدھار کی کسے بھی امید نہ رہی تھی اور جس وقت آفتاب عیسویت نصف النہار پر تھا تثلیث کا نشان تمام گرجاؤں کی چوٹی پر چمک رہا تھا۔ جس برہم سماج سے لوگوں کو کچھ ملک اور قوم کی بھلائی کی امید تھی۔ وہ راجہ رام موہن رائے کی اعلیٰ درجہ کی حق پسندی سے گر کر خود تثلیث میں تقسیم ہو گئی۔ عوض اسکے کہ وہ لوگوں کو سدہارتے خود گڑھے میں گر پڑے ایسے وقت میں ضرور تھا کہ ایک سچا رہنما ظاہر ہوتا۔ ورنہ بیڑا جو منجدھار میں پھنسا ہوا کسی دن کا مہمان تھا اُس کا پار ہونا مشکل تھا۔ سوامی جی جن کے آنے کے واسطے حق پسندوں کی آنکھیں منتظر تھیں آخر کار جلوہ گر ہوئے اور توحید کا دفتر کھول دیا۔ تثلیث کا گورکھ دہندا اور شفاعت کا مالاینحل معما ایک آن میں کھولکر اُسکی ساری اصلیت لوگوں پر ظاہر

کے پھیلانے میں کوشش کرتا ہے **प्रव्रवा मश र्दे: श्तम ॥** یجروید کے اس
منتر میں جو ہر ایک آریہ کو روزانہ دو مرتبہ پڑھنا پڑتا ہے یہی مبارک ہدایت ہے۔ ہم آریہ تاریخ کے جب
اُلٹتے ہیں تو ہر ایک صفحہ سے اسکی شہادتیں ملتی ہیں کبھی دیکھتے ہیں کہ اُدیالک اور امرکیش
وغیرہ رشی اُمریکہ میں اپدیش کر رہے ہیں کبھی نارد جی افریقہ کے سنسان جنگلوں اور ویرانوں
سے پھرتے ہوئے ایشور آشرت (توکلت علی اللہ) ست دہرم کا جھنڈا لئے سب کو وید مارگ
کی پیچ کر رہے ہیں کہیں شانڈل رشی لوگوں کے عقد حل کر رہے ہیں اور کہیں پاتنجل جی وید کے
شانتی سرود سے پیاسوں کی پیاس بجھا رہے ہیں منگر رشی جو منگولین (مغلوں) کے مورث
اعلیٰ ہیں۔ اور کرشن کے فرزند ارجمند سام رشی جو عرب والوں کے مورث ہیں دوسرے خیر سادے
سانبھ (جو صائبین فرقہ کے مورث اعلےٰ ہیں بھی اسی طرح مصر وغیرہ کی طرف اُپدیش
کے واسطے گئے اور عرب کو بیابان و صحرا دیکھ وہاں ڈیرے جمالئے اس سے بیشتر کوش
رشی بھی اپنے خاندان کے بھی ایکدفعہ ویدک دھرم پرچار کیواسطے افریقہ گئے تھے حبشی لوگوں
میں انہوں نے ہی ست دہرم کی وعظ کی اور انکو راہ راست پر لائے مصر کی تاریخ کے پڑھنے
سے اس مقدس قوم کے بہت سے آثار مل سکتے ہیں انہیں کی ہدایت سے مصر کے قبطی
कवति قوم عرصہ تک ست دہرم پر مستعد رہی ویدک محاورہ میں قبطی ویدک پرچارک
کو کہتے ہیں۔ اُسی کی اولاد اہبلیک رشی کی عمالیقی قوم یادگار عالم ہے۔ اسی طرح پلست رشی
بھی معہ خاندان کے دہرم کے ارپن ہوئے تھے ان کے ست نے افریقہ میں اتنا زبردست کام
کیا کہ بالکل کامیاب ہی ہوگئے انکے اپدیش نے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ لوگوں کو جو سابق ظالم
بادشاہ کے ظلم سے سخت تنگ تھے۔ اُنھوں نے اس نیک سیر اور پاک طینت رشی کا
پہنچنا غنیمت جانا سارے ملک مصر پر قبضہ کر لیا۔ اب تک بھی دنیا میں فلسطی یا پلسٹائن
قوم اُن کی یادگار ہے مصر کی پرانی تاریخ میں ان کا ذکر ہکشس یعنی چوپان بادشاہ کے
نام سے ملتا ہے کیونکہ یہ رشی مویشیوں کو بہت پالتے تھے بلکہ اس لفظ کے معنے بھی گوپال کے
ہیں غرضیکہ اسیطرح مختلف اوقات میں رشیوں اور منیوں کے طریقہ پر ویدک دہرم دنیا میں
پھیلتا رہا۔ ایکوقت تمام آبادی زمین کا یہی دہرم تھا۔ آریہ تاریخ کے سوا بھی جہانتک ہم
نظر دوڑاتے ہیں اور جب کبھی کسی تاریخ کو گہری نگاہ سے مطالعہ میں لاتے ہیں تو اسی سے بھی ست دہرم
کی شہادتیں ملتی ہیں۔ امریکہ کے علاقہ میکسیکو و پیرو کے باشندوں کے حالات و تصاویر ریڈ انڈین
کی زبان و تحریر ایرانیوں کے پرانے کتبے اور اتہاس یونان کے فضلا اور ان کی کتابیں مصر کی
عمارات اور ہون کنڈ اور پرانے بادشاہوں کی (ممیری) تصاویر۔ چین کے مذہب اور اُن
کی زبان روس کے کھنڈرات اور کوہ قاف کی گفائیں اور وسط ایشیا کی تمام مہذب قوموں کے
حالات سلسلہ وار آریہ قوم کی بزرگی اور آریہ دہرم کی شرافت کے قائل پائے جاتے ہیں کپل
منی کے فلاسفی جیسے سانکھ شاستر کہتے ہیں اُسمیں کس خوبی سے اُپدیش کے مسئلہ پر زور دیا ہے
उपदेश्यो पदेष द्रत्वात् तत्सिद्धिः।अ०३।सू०७९ ترجمہ
جب اُتم اُتم اُپدیشک (وعظ کہنے والے مشنری دعات ہادی) ہوتے ہیں تب اچھی پرکار لوگ ست دہرم
پر چلتے ہیں تب ہی دہرم ارتھ۔ کام موکش (سدہ) حاصل ہوتے ہیں۔ اور جب فاضل و باعمل
اُپدیشک یا گیانا۔ گرو سپروہت۔ اچاریہ سوامی نہیں ہوتے اور حق پسند شروتا (سامعین) بھی
نہیں ہوتے ہیں تب اندہ پرم پرا یعنے تقلید جاہلانہ یا سخت گرداب ضلالت میں لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں۔
عقل کو تیاگ جہالتمیں پھنسکر حق کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اسیطرح اندھیر کے بعد اندھیر بڑھ جاتے
سے وہ ست کم ہوتا ہوا بالکل لوپ ہو جاتا ہے پھر لوگ اُسی جہالت کو ہی اپنے بزرگوں کا
مذہب جانکر پیروی کرنے لگجاتے ہیں جب کوئی انکو منع کرتا ہے تو وہی عام جاہلانہ قول پیش

کرتے ہیں کہ کیا ہمارے باپ دادا بیوقوف تھے۔ کیا وہ بھولے ہوئے تھے۔ کیا تم نئے عقلمند
پیدا ہوئے ہو۔ یہی حالت ہر ملک میں وقتاً فوقتاً منہ دکھلاتی رہی ہے ٭

خلق را تقلید شان بر باد داد ۔ کہ دو صد لعنت بران تقلید باد

المختصر ویدک دہرم کا پرچار برابر یودھشٹر جی کے وقت تک ہوتا رہا بلکہ اُنکے بعد چار یا پانچسو برس تک
برابر دنیا میں ست دہرم کا نقارہ بجتا رہا۔ مگر مہابھارت کے عظیم الشان یدھ نے ایک ایسا سخت انقلاب پیدا کیا
کہ گویا زمین دہرم کا تختہ ہلا دیا اور اُسکے ساتھ ہی عیاشی نے قدم جمائے بام مارگ پرچلیت ہوا اور اتنا جلد
موثر ہوا کہ کسنے اوسنے میں بہت فرق ہی دور دور اُسکے نہانخانہ بن گئی یہ شراب کباب اور زنا اسکے تین اعلیٰ
اصول تھے۔ عرب ایران افغانستان تک تو اسکے نشانات ملے ہیں۔ ایک ایرانی شاعر بام مارگ سے ان
الفاظ میں پناہ مانگتے ہیں ٭

زمین باد مشعل کشان دور دار ۔ چراغ مرا روز پُر نور دار

بھلا ان تین گردابوں میں پھنستے ہوئے لوگ کس طرح دھرم کے ساحل نجات پر پہنچ
سکتے سراپا محال تھا ٭

اس درمیانی زمانہ (۳۵۰) برس زمین جو در حقیقت جاہلیت کا زمانہ تھا چاروں
طرف اودیا کا پھیلاؤ شروع ہوا۔ بام مارگ اپنا کام کر رہا تھا جسکے لئے زنا لازمی امر اور وہ شکتی
پوجا کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ اُس سے بُدھ مذہب نے مقابلہ کیا۔ اگرچہ رحم پھیلایا مگر ایشور
کو جواب دیا۔ وید کو بھلا یا اور ناستک مت چلایا سو وہ بھی ایکوقت عالم گیر ہو گیا اب تک
بھی اُسکے پیرو آدھی دنیا سے زیادہ ہیں۔ مگر آریہ ورت سے خارج ہو گیا۔ اس نخریج کے بانی
گوڑپادآچارج تھے اور مرد میدان شنکر آچارج بنے فتح ان کے نصیب ہوئی اور بودھ خارج کئے
گئے۔ مگر اندھ پرم پرا ابھی چھوٹی نہ تھی بودھ کے سبب جہاں رحم پھیلا ساتھ ہی سادہ پرستی
اور بت پرستی نے قدم جمایا۔ شنکر آچارج کے چیلوں میں وہی بت پرستی بام مارگ کی صورت میں بدل
گئی شکتی کے ساتھ شیو کا جوڑا ہو گیا۔ اور لنگ پوجا کا آغاز ہوا ۔
ادہر ہمارے ایرانی بھائیوں میں وید منتر بھول جانے کے سبب ایشور کی توحید کم ہونے لگی۔
خدا پرستی اور اگنی ہوتر کے بجائے آتش پرستی کا آغاز ہوا جسطرح یہاں ہون کی جگہ بام مارگ نے
سوختنی قربانی جاری کردی اُسیطرح وہاں آتش پرستی کے ساتھ ہی بام مارگ کے جلوہ نے بھی رنگ
جمایا۔ ہابیل کا بیل نوح ابراہیم لوط۔ موسیٰ۔ ہارون کی سوختنی قربانی اور کوہ طور کا جلوہ خدا کا
دھوئیں میں آنا۔ لال ٹین جگانا۔ آگ کا باتیں کرنا۔ اور ساتھ ہی ستون آتشی کا آگے چلنا
آسمان سے آگ کا آنا اور ایلیا کا پانی اور آگ سے بپتسما دینا وہی ہون کی بگڑی ہوئی اور بام
مارگ کی سدھری ہوئی صورت ہے ٭
اب جسطرح کہ ادہر بدھ کے سبب رحم کا پرچار دوبارہ ہوا۔ اور آتشی قربانیاں اور سوختنی قربانیاں
اور آتش پرستی بند ہوئی۔ اُسی طرح مسیح کے اپدیش سے یروشلم میں کامیابی ہوئی قربانیاں
بند ہو گئیں کبوتر بیچنے کی ممانعت کی گئی رحم کا اصول کہ کوئی اس گال پر تماچہ مارے دوسری
بھی آگے کر دو اور ایک عام اپدیش کہ میں دنیا کو گناہ سے چھڑانے آیا ہوں اور تمام قربانیوں
کے بدلے میں مقدس برہ قربان ہونگا۔ چنانچہ وہ قربان ہوا یا قربان کیا گیا۔ مگر اُس روز سے قربانی
عیسائیوں میں بند ہو گئی پہلا اثر مسیح کی تعلیم کا یہ ہوا کہ متی شاگرد رشید نے گوشت کا کھانا
چھوڑ دیا اسی طرح یوحنا نے بھی۔ مگر یہ کیوں ہوا اسکا سبب لائق محققوں اور دانا کھوج کرنے
والوں نے پرانی تاریخ کے ورق الٹا الٹا کر نکالا ہے کہ مسیح بودھ کے مشنریوں کا جو مصر اور سکندریہ
میں پرچار کرنے کے واسطے گئے تھے شاگرد تھا۔ اُن کے اپدیش سے اُن کا دل نرم ہوا وہی اُسکے
ہادی تھے اُنہیں سے ابن اللہ انہیں سے انکساری اُنہیں سے رحم اُنہیں سے محبت اُنہیں سے
قربانی سے نفرت اُنہیں سے سب قوموں نے دہرم پرچار سیکھا تبت سے برآمد انجیل اس بات کی
پوری اور واضح دلیل ہے۔ مگر بودھ کے بعد کیا ہوا اور عیسیٰ کے بعد کیا ادہر دیکھو شنکر اچارج کے

ٛ شریمان سوامی جی نے اس مضمون کو اپنی بے نظیر کتاب ستیارتھ پرکاش کے لیارہویں سمولاس میں
نہایت خوبی سے بیان کیا ہے (دیکھو صفحہ ۲۷۵ سے ۲۸۲ تک) مطبوعہ بار سوم ۱۸۸۷ء

چیلوں نے پھر اٹھا بڑ مچا دی بدھ کے چیلے مار کر نہیں کھاتے مگر مرا ہوا کھا لیتے۔ غرضیکہ ہر طرح کا گوشت سوائے گائے کے کھاتے ہیں۔ برہما چین تبت کا حال شاہد ہے۔ اُدھر مسیح کے پولوس نے سب جانور حلال کر دیئے۔ ہاں اپنے واسطے مگر خدا کے نام کو بدنام نہ کیا یعنے خدا کے نام کی قربانی اور سوختنی قربانی کو بند رکھا۔ جس طرح یودھوں نے *

مگر مسیح کے مرنے کے بعد مخالفوں نے پھر دل کے بخار نکالے بام مارگیوں یا گوشت خوروں نے اُس بیت المقدس میں جہاں کبوتر فروشی سے مسیح نے منع کیا تھا۔ سؤر کی قربانی کی *

پھر ۶ سو برس کے بعد ادہر رامانج ادھر محمد صاحب نے اصلاح کی مگر کیا کیا۔ اور کسطرح کیا۔ دنیا سے مخفی نہیں ہے۔ اول الذکر نے بام مارگ کو ہٹایا توحید کا اپدیش دیا۔ مگر بت پرستی کو خدا جانے کیوں اور کس مصلحت سے قائم رکھا۔ ہاں ایشور کا اوتار ہونا ضروری طور پر مان لیا۔ ثانی الذکر نے توحید کو پھیلایا۔ مگر بام مارگ کی قربانی کو بہت بڑھا دیا ہر ایک کا فرض کر دیا کہ وہ قربانی کرے گوشت کو سید الطعام لحم بتلایا۔ کثرت ازدواج (۹ تک) کا الہام ہوا۔ خود اس پر صبر بھی نہیں کیا۔ اپنے واسطے ۹-۱۱-۱۸ جائز بتلائیں اور لونڈیاں ملک سر الیمین ان کے علاوہ بیگانی عورتیں فوجی سپاہیوں کے واسطے حلال کر دیں۔ عاقبت میں بھی حور و غلمان ملنے کی ہدایت کی یہاں اول تو شراب جاری رکھا مگر آخر کو بند کیا۔ لیکن اُسکی کسر بہشت میں نکال دی۔ بت پرستی کو ہٹایا۔ مگر کعبہ پرستی کا اپدیش دیا۔ حجر الاسود (جسے اہل ہنود مکیشر مہادیو کہتے ہیں) کی تعظیم بہت زیادہ کر دی اُس کا چومنا اُس کا بوسہ لینا عزت کرنا تمام مومنوں کا فرض ٹھیرایا۔ دنیا میں خون کی ندیاں بہائیں اور قتل عام کرائے۔ انہیں ایام عرب میں مسیلمہ صاحب پیدا ہوئے جسنے ہر طرح کے شرک و بت پرستی سے لوگوں کو ممانعت کی گوشت خوری و کثرت ازدواج قریب میں نکاح کی ممانعت کی کعبہ کیطرف نماز کا رخ پلٹایا۔ لاکھوں مسلمان اُسکے پیرو ہو گئے آخر بیگناہ فریب سے شہید کیا گیا۔ بعد ازاں ادہر عرب سے نجد شریف میں عبد الوہاب صاحب پیدا ہوئے اُسنے قبر پرستی پیر پرستی حجر الاسود پرستی و کعبہ پرستی کی تردید کی مگر اُسکی بھی پیر پرستوں و کعبہ پرستوں نے بسخت مخالفت کی ادہر رامانج کے بعد کبیر صاحب پیدا ہوئے جسنے ہر طرح کے اوتار و بت پرستی سے ممانعت فرمائی مگر افسوس کہ پربرہم کی ایکتا یعنے ہمہ اوست کے سبب سے بھی کامیاب ہوئے اُن کے بعد چیتن صاحب نانک صاحب۔ دادو صاحب پیدا ہوئے اور وہ بھی بہت کچھ شرک اور بت پرستی کی ممانعت کرتے رہے اور ساتھ ہی گوشت خوری اور جانوروں کی قربانی سے بھی نفرت دلائی۔ مگر دادو صاحب اور موحدانہ سکھ پیرؤں کے بغیر کوئی بھی بام مارگ کی زد سے بچ نہ سکا۔ دنیا بھر کی تہ میں کسی نہ کسی پیرایہ میں بام مارگ کے زہریلے درخت کی شاخیں دور تک پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں *

نمے گویم حدیث دام چوں است — زسرتا پا غریق مے و خون است

جس طرح یہاں دین محمدی بھی آیا۔ اور جو کچھ سلوک باشندگان ہند سے فرمایا وہ ہماری بنائی کتاب جہاں کسی دنیا پر روشن ہے کچھ تو دین محمدی نے اپنی ذو الفقاری حملوں سے ہندوؤں کو بیدین کیا اور کچھ عیسائیوں نے اپنی حکمت عملیوں اور پالیسیوں سے گرویدہ کیا ادہر آگے ہی ہند کا میوہ پھوٹ تھا رہے سہے اوسان بھی لوٹ گئے انگریزی اور فارسی کی کثرت تعلیم نے سنسکرت کو مردہ زبان یعنے ڈوڈ لنگویج کے نام سے نامزد کیا۔ بام مارگیوں کی حرکات اور بت پرست برہمنوں کی عملیات سے وید اور بھی بدنام کئے گئے اسلام کی تلوار نے ہیضہ اور عیسائیوں کی حکمت عملی نے تپ دق کا کام کیا اور گھر کی پھوٹ نے رہی سہی حالت بھی تباہ کر دی۔ عنقریب تھا کہ ویدک دہرم اور وید اپدیش اور آریہ قوم کا نام و نشان مٹ جائے۔ شامت اعمال سے نوح کے خیالی طوفان کے بدلے در حقیقت ستیاناش کرنے والا طوفان آ جائے یا دوارکا ڈوبنے کا نقشہ مدنظر ہو جائے سب ہندو محمڈن تو نہیں مگر کرشچین ہو جائے یا ناستک اور دہریہ کہلائے *

تباہی کی حالت پر پہنچا تھا بیڑا * تلاطم نے ڈالا تھا ہر سو بکھیڑا

سراسیمگی چھا رہی تھی یکایک — نہ ست دہرم رہتا نہ ویدوں کی پستک
نہ رشیوں کا رہتا تھا نام و نشاں بھی — نہ ویدک مرجادا کا تھا گمان بھی
نہ سندھیا نہ ترپن نہ رہتا ہون بھی — نہ منیوں کے مسکن نہ تپیوں کے بن بھی
نہ رشیوں کے گوتوں کی کچھ یاد رہتی — نہ پاتنجلی یوگ کی ناؤ رہتی
مسلم ہی کر بیٹھے تھے مہتی پوجا — نہ باقی رہا پار برہم کا بھروسا
ہوا پانی آگ اور سورج کو جس جا — ملا ہووے خلقت سے رتبہ خدا کا
وہاں کون پوچھے صداقت کا مبدا — کسے ہو سکے راہ حق کی تمنا
وہاں کس طرح سے کسی حق کی چاہ ہو — نہ کیوں ایسے لوگوں کا بیڑا تباہ ہو
مگر حق کو منظور تھا حق دکھانا — زمانہ میں کلجگ کے ست یگ چلانا
وہی دہرم ویدوکت جو ہے پرانا — سناتن سے پیرو رہے جس کے دانا
یہاں مدعا تا کہ ست چھپ نجائے — اودیا نہ جامے میں پھولی سماوے
یکایک ہوئی رحمت حق کو حرکت — دیا کی دیامے نے از راہ شفقت
کہ بھیجا جہاں میں دیانند سوامی — تھی حصہ میں اُنکے ہی یہ نیکنامی
بمانند نام مبارک گرامی — کرے صرف دنیا میں آیو تمامی
برہمچاری تیجسوی و دوان گیاتا — ہر اکدم پربھو کی گنانواد گاتا
مخالف جو آئے موافق گئے بن — نہ ودوانوں نے اُس سے کی کچھ بھی اَن بَن
کئے کاشی آدمی میں شاستر ارتھ بھاری — ہرائے شاتانت سب دشٹ دش کرمچاری
کرانی کرنی دگر جینی آیا — کوئی سامنے بحث کرنے نہ پایا
زبردست یکجی دلائل تھے قاطع — بھلا کیسے قاطع ہوں برہان ساطع
کرے دور الزام ویدوں کے سارے — صداقت بطالت کئے نیارے نیارے
خذف اور گوہر کے نقشہ اتارے — کھرے اور کھوٹے نکالے نتارے
جنہیں لوگ سمجھے تھے الماس و جوہر — پرکھ کر دکھایا یہ ہیں محض پتھر
جنہیں لوگ اوتار مانے ہوئے تھے — مجسم خداوند جانے ہوئے تھے
مقدس کتابوں سے کہلائے منتر — دلائل سنائے سر وعظ اکثر
کہ وہ تھے بشر ٹھیکہ پاکیزہ انسان — عبادت کے بھوکے نہیں تھے وہ بھگوان
خودی میں جو بدمست اور خود خدا تھے — جو منکر نہ الہام پر مائت تھے
جو ذرات مادہ مانتے بیجان فدا تھے — جو بھولے ہوئے جہل میں مبتلا تھے
سبھوں کو صداقت کا رستہ دکھایا — خودی سے ہٹا حق کا بندہ بنایا
تکبر چھوڑا وید مارگ بتایا — کئے ہم پہ احسان کیا کیا خدایا
مخالف تھے سب پھوٹ کا بیج کھویا — پرانایام سے انتہ کرنوں کو دہویا۔

سوامی جی کے مبارک اپدیشوں اور سچے دل سے نکلے ہوئے ودیا کہانوں نے سوئے ہوئے لوگوں کو جگایا غافلوں کو بیدار کیا۔ اور جاگتوں کو خبردار۔ ودیا کی مبارک روشنی نے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ جنکے سدھار کی کسیکو بھی امید نہ رہی تھی اور جسوقت آفتاب عیسویت نصف النہار پر تھا تثلیث کا نشان تمام گرجاؤں کی چوٹی پر چمک رہا تھا۔ جس برہم سماج سے لوگوں کو کچھ ملک اور قوم کی بھلائی کی امید تھی۔ وہ راجہ رام موہن رائے کی اعلیٰ درجہ کی حق پسندی سے گر کر خود تثلیث میں تقسیم ہو گئی۔ عوض اسکے کہ وہ لوگوں کو سدہارتے خود گڑھے میں گر پڑے ایسے وقت میں ضرور تھا کہ ایک سچا رہنما ظاہر ہوتا۔ ورنہ بیڑا جو منجدھار میں پھنسا ہوا تھا کئی دن کا مہمان تھا اُس کا پار ہونا مشکل تھا۔ سوامی جی جن کے آنے کے واسطے حق پسندوں کی آنکھیں منتظر تھیں آخر کار جلوہ گر ہوئے اور توحید کا دفتر کھولدیا۔ تثلیث کا گورکھ دھندہ اور شفاعت کا مالاینحل معما ایک آن میں کھولکر اُسکی ساری اصلیت لوگوں پر ظاہر

کے پھیلانے میں کوشش کرتا ہے मन्त्रवा मश दः शतम ॥ تجوید کے اس
منتر میں جو ہر ایک آریہ کو روزانہ دو مرتبہ پڑھنا پڑتا ہے یہی مبارک ہدایت ہے۔ ہم آریہ تاریخ کے جب
اُلٹتے ہیں تو ہر ایک صفحہ سے اسکی شہادتیں ملتی ہیں کبھی دیکھتے ہیں کہ اُدیالک اور امرکیش
وغیرہ رشی اُمریکہ میں اپدیش کر رہے ہیں کبھی ناردجی افریقہ کے سنسان جنگلوں اور ویرانوں
سے پھرتے ہوئے ایشور آشرت (توکلت علی اللہ) ست دہرم کا جھنڈا لئے سب کو وید مارگ
کی پیچ کر رہے ہیں کہیں شانڈل رشی لوگوں کے عقدے حل کر رہے ہیں اور کہیں پاتنجل جی وید کے
شانتی سروپ سے پیاسوں کی پیاس بجھا رہے ہیں منگر رشی جو منگولین (مغلوں) کے مورث
اعلیٰ ہیں۔ اور کرشن کے فرزند ارجمند سام رشی جو عرب والوں کے مورث ہیں دوسرے خبر دادے
سانبھ (جو صائبین فرقہ کے مورث اعلیٰ ہیں بھی اسی طرح مصر وغیرہ کی طرف اُپدیش
کے واسطے گئے اور عرب کو بیابان و صحرا دیکھ وہاں ڈیرے جمالئے اس سے بیشتر کوش
رشی بھی اپنے خاندان کے بھی ایکدفعہ ویدک دہرم پرچار کیواسطے افریقہ گئے تھے حبشی لوگوں
میں انہوں نے ہی ست دہرم کی وعظ کی اور انکو راہ راست پر لائے مصر کی تاریخ کے پڑھنے
سے اس مقدس قوم کے بہت سے آثار مل سکتے ہیں انہیں کی ہدایت سے مصر کے قبطی
قوم عرصہ تک ست دہرم پر مستعد ہی ویدک محاورہ میں قبطی ویدک چارک कवति
کو کہتے ہیں۔ اُسی کی اولاد اہیلیک رشی کی عمالیقی قوم یادگار عالم ہے۔ اسی طرح پلست رشی
بھی مع خاندان کے دہرم کے ارپن ہوئے تھے ان کے ست نے افریقہ میں اتنا زبردست کام
کیا کہ بالکل کامیاب ہی ہوگئے انکے اپدیش نے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ لوگوں کو جو سابق ظالم
بادشاہ کے ظلم سے سخت تنگ تھے۔ اُنہوں نے اس نیک سیر اور پاک طینت رشی کا
پہنچنا غنیمت جانا سارے ملک مصر پر قبضہ کر لیا۔ اب تک بھی دنیا میں فلسطی یا پلسٹائن
قوم اُن کی یادگار ہے مصر کی پورانی تاریخ میں ان کا ذکر ہکشس یعنی چوپان والے بادشاہوں کے
نام سے ملتا ہے کیونکہ یہ رشی مویشیوں کو بہت پالتے تھے بلکہ اس لفظ کے معنے بھی گوپال کے
ہیں غرضیکہ اسیطرح مختلف اوقات میں رشیوں اور منیوں کے طریقہ پر ویدک دہرم دنیا میں
پھیلتا رہا۔ ایکوقت تمام آبادی زمین کا یہی دہرم تھا۔ آریہ تاریخ کے سوا بھی جہانتک ہم
نظر دوڑاتے ہیں اور جب کبھی کسی تاریخ کو گہری نگاہ سے مطالعہ میں لاتے ہیں تو اسی سے بھی ست دہرم
کی شہادتیں ملتی ہیں۔ امریکہ کے علاوہ میکسیکو و پیرو کے باشندوں کے حالات و تصاویر ریڈ انڈین
کی زبان و تحریر ایرانیوں کے پُرانے کتبے اور اتہاس یونان کے فضلا اور ان کی کتابیں مصر کی
عمارات اور ہون کنڈ اور پرانے بادشاہوں کی (ممیز) تصاویر۔ چین کے مذہب اور اُن
کی زبان روس کے کھنڈرات اور کوہ قاف کی گفائیں الغرض ایشیا کی تمام مہذب قوموں کے
حالات سلسلہ وار آریہ قوم کی بزرگی اور آریہ دہرم کی شرافت کے قائل پائے جاتے ہیں کپل
منی کے فلاسفی جیسے سانکھیہ شاستر کہتے ہیں اُسمیں کس خوبی سے اُپدیش کے مسئلہ پر زور دیا ہے
उपदेश्यो पदेष दृ त्वात् तत्सिद्धिः । ३ । सू० ७ ६ ترجمہ
جب اوتم اُپدیشک (وعظ کہنے والے مشنری وعات ہادی) ہوتے ہیں تب اچھے پرکار لوگ ست دہرم
پر چلتے ہیں تب ہی دہرم ارتھ۔ کام موکش (سادہ) حاصل ہوتے ہیں۔ اور جب فاضل اور باعمل
اوپدیشک یا کہیا نا۔ گرو۔ پروہت۔ اچاریہ سوامی) نہیں ہوتے اور حق پسند شروتا (سامعین) بھی
نہیں ہوتے ہیں تب اندھ پرم پرا یعنے تقلید جاہلانہ یا سخت گرداب ضلالت میں لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں۔
عقل کو تیاگ جہالتمیں پھنسکر حق کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اسیطرح اندھیر کے بعد اندھیر بڑھ جاتے
سے وہ ست کم ہوتا ہوا بالکل لوپ ہو جاتا ہے پھر لوگ اُسی جہالت کو ہی اپنے بزرگوں کا
مذہب جانکر پیروی کرنے لگجاتے ہیں جب کوئی انکو منع کرتا ہے تو وہی عام جاہلانہ قول پیش

کرتے ہیں کہ کیا ہمارے باپ دادا بیوقوف تھے۔ کیا وہ بھولے ہوئے تھے۔ کیا تم نئے عقلمند
پیدا ہوئے ہو۔ یہی حالت ہر ملک میں وقتاً فوقتاً منہ دکھلاتی رہی ؎

خلق را تقلید شان بر باد داد   کہ دو صد لعنت بران تقلید باد

المختصر ویدک دہرم کا پرچار برابر یودھشٹر جی کے وقت تک ہوتا رہا بلکہ اُنکے بعد چار یا پانچسو برس تک
برابر دنیا میں ست دہرم کا نقارہ بجتا رہا۔ مگر مہابھارت کے عظیم الشان یدھ نے ایک ایسا سخت انقلاب پیدا کیا
کہ گویا زمین دہرم کا تختہ ہلا دیا اور اُسکے ساتھ ہی عیاشی نے قدم جمائے بام مارگ پرچلیت ہوا اور اتنا جلد
موثر ہوا کہ کینے اور سینے میں بہت فرق ہی دور دور اُسکے نہانخانہ بن گئے یہ تراکیا اور زنا اسکے تین اعلیٰ
اصول تھے۔ عرب ایران افغانستان تک تو اسکے نشانات ملے ہیں۔ ایک ایرانی شاعر بام مارگ سے ان
الفاظ میں پناہ مانگتے ہیں ؎

زمین باد مشعل کشاں دور دار   چراغ مرا روز پُر نور دار

بھلا ان تین گردابوں میں پھنسے ہوئے لوگ کس طرح دھرم کے ساحل نجات پر پہنچ
سکتے سراپا محال تھا ؏

اس درمیانی زمانہ (۳۵۰۰) برس زمین جو درحقیقت جاہلیت کا زمانہ تھا چاروں
طرف اودیا کا پھیلاؤ شروع ہوا۔ بام مارگ اپنا کام کر رہا تھا جسکے لئے زنا لازمی امر اور وہ شکتی
پوجا کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ اُس سے بُدھ مذہب نے مقابلہ کیا۔ اگرچہ رحم پھیلایا مگر ایشور
کو جواب دیا۔ وید کو بھلایا اور ناستک مت چلایا سو وہ بھی ایک وقت عالمگیر ہو گیا اب تک
بھی اُسکے پیرو آدھی دنیا سے زیادہ ہیں۔ مگر آریہ ورت سے خارج ہو گیا۔ اس تخریج کے بانی
گوڑپاد آچارج تھے اور مرد میدان شنکر آچارج بنے فتح ان کے نصیب ہوئی اور بودھ خارج کئے
گئے۔ مگر اندھ پرم پرا ابھی چھوٹی نہ تھی بودھ کے سبب جہاں رحم پھیلا ساتھ ہی سادہ پرستی
اور بت پرستی نے قدم جمایا۔ شنکر آچارج کے چیلوں میں وہی بت پرستی بام مارگ کی صورت میں بدل
گئی شکتی کے ساتھ شیو کا جوڑا ہو گیا۔ اور لنگ پوجا کا آغاز ہوا)

ادہر ہمارے ایرانی بھائیوں میں وید منتر بھول جانے کے سبب ایشور کی توحید کم ہونے لگی۔
خدا پرستی اور اگنی ہوتر کے بجائے آتش پرستی کا آغاز ہوا جسطرح یہاں ہون کی جگہ بام مارگ نے
سوختنی قربانی جاری کردی اُسیطرح وہاں آتش پرستی کے ساتھ ہی بام مارگ کے جلوہ نے بھی رنگ
جمایا۔ ہابیل کابیل نوح ابراہیم لوط۔ موسیٰ۔ ہارون کی سوختنی قربانی اور کوہ طور کا جلوہ خدا کا
دھوئیں میں آنا۔ لالٹین جگانا۔ آگ کا باتیں کرنا اور ساتھ ہی ستون آتشی کا آگے چلنا
آسمان سے آگ کا آنا اور یحییٰ کا پانی اور آگ سے بپتسما دینا وہی ہون کی بگڑی ہوئی اور بام
مارگ کی سدہری ہوئی صورت ہے ؏

اب جسطرح کہ ادہر بدھ کے سبب رحم کا پرچار دوبارہ ہوا۔ اور آتشی قربانیاں اور سوختنی قربانیاں
اور آتش پرستی بند ہوئی۔ اُسی طرح مسیح کے اپدیش سے یروشلم میں کامیابی ہوئی قربانیاں
بند ہو گئیں کبوتر بیچنے کی ممانعت کی گئی رحم کا اصول کہ کوئی اس گال پر تماچہ مارے دوسری
بھی آگے کر دو اور ایک عام اپدیش کہ میں دنیا کو گناہ سے چھڑانے آیا ہوں اور تمام قربانیوں
کے بدلے میں مقدس برہ قربان ہونگا۔ چنانچہ وہ قربان ہوا یا قربان کیا گیا۔ مگر اُس روز سے قربانی
عیسائیوں میں بند ہو گئی پہلا اثر مسیح کی تعلیم کا یہ ہوا کہ متی شاگرد رشید نے گوشت کا کھانا
چھوڑ دیا اسی طرح یوحنا نے بھی۔ مگر یہ کیوں ہوا اسکا سبب لائق محققوں اور دانا کھوج کرنے
والوں نے پورانی تاریخ کے ورق الٹا الٹا کر نکالا ہے کہ مسیح بودھ کے مشنریوں کا جو مصر اور سکندریہ
میں پرچار کرنے کے واسطے گئے تھے شاگرد تھا۔ اُن کے اپدیش سے اُن کا دل نرم ہوا وہی اُسکے
ہادی تھے اُنہیں سے ابن اللہ انہیں سے انکساری اُنہیں سے رحم اُنہیں سے محبت اُنہیں سے
قربانی سے نفرت اُنہیں سے سب قوموں نے دہرم پرچار سیکھا تبت سے برآمدہ انجیل اس بات کی
پوری اور واضح دلیل ہے۔ مگر بودھ کے بعد کیا ہوا اور عیسائے کے بعد کیا ادہر دیکھو شنکر اچارج کے

ؔ شریمان سوامی جی نے اس مضمون کو اپنی بے نظیر کتاب ستیارتھ پرکاش کے گیارہویں سمولاس میں
نہایت خوبی سے بیان کیا ہے (دیکھو صفحہ ۲۷۵ سے ۲۸۲ تک) مطبوعہ بار سوم ۱۸۸۴ء

تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم

کہ اُس نونہال چمنستان وحدت کا نام بھی اسم بامسمےٰ آریہ تھا اُسی موحد اور حق پرست قوم کی اولاد یونانی ایرانی - رومی امریکن - جرمنی - برطانی - فرانسیسی وغیرہ تمام مہذب قومیں موجودہ یا گذشتہ زمانہ کی شاخیں ہیں سنسکرت زبان کے (جس کے شستہ ہونے میں کسی کو کلام نہیں) ہزاروں الفاظ اکثر مشہور زبانوں میں پائے جاتے ہیں اور وہ اتفاقی طور پر نہیں بلکہ کچھ تو آرین خاندان کے سبب سے اور کچھ وہ زدیدہ ہیں سنسکرت کی صرف ونحو ایسی کامل ہے کہ دنیا میں کوئی زبان اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی مہذب اور تعلیم یافتہ قومیں مانتی جاتی ہیں اور جہلا یا وحشی یا متعصبی دنیا میں رہنے والے لوگ شاید قیامت تک نہ مانینگے - کیونکہ علم معقول کو وہ فضول جانتے ہیں وہ اگر تاریخ لکھیں تو دوراز عقل اگر جغرافیہ بنا دیں تو دوراز فکر آدمیوں کو پر لگا کر معراج پر اُڑانا - یا گھوڑے پر چڑھا کر زینہ لگا کر آسمان پر نہیں نہیں سات آسمان اور عرش و کرسی پر بیٹھانا اور سیر کرانا اُن کے ہاں تاریخ وجغرافیہ اور علم کی بنیاد ہے علم اگر ہزار دلائل سے سمجھاتا ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں اُسکے اوپر خدا نہیں رہتا - بلکہ وہ سرب بیاپک ہے - عرش پر بیٹھنے والا محدود ایک دیشی غیر محدود نہیں ہوتا - مگر وہ باوجود جغرافیہ اور بھوگول کے بار بار سمجھانے اور معائنہ ومشاہدہ کرانے کے ابھی تک وہی مرغی کی ایک ٹانگ تانتے ہیں اور وجد میں آ کر گالتے ہیں -

؎ بنزد مذہب حکما ہے ناپاک نہیں ثابت وجود عرش و افلاک

غیر مذہب کے حالات لکھتے ہوئے علاوہ اور تعصب کے گالی گلوچ تک کبھی دریغ نہیں کرتے فی النار والسقر تو ہر جگہ کہ دینا ایک معمولی بات ہے اُن کی سچی بات غالباً چھوڑ جاتے ہیں اپنی جھوٹی بات بھی عمدہ خوبی سے لکھ دیا کرتے ہیں - پس گویا تعصب کے شیاطین اُن کے سر پر سوار ہیں خدا سے مقابلہ کرنے کو تیار ہیں - مگر راستی کے قبول کرنے کو نہیں انہیں کی تاریخوں کے سہارے بعضے انگریزوں نے تاریخیں لکھیں - بھلا بنیاد فاسد کی عمارت کیسے سید ھی ہو سکتی ہے - اور یہی سبب ہے کہ خاص خاص واقعات میں بعضوں کی قیاسی رائے نے دوسرے سے سخت اختلاف کیا پس اُن کی قیاسی رائے نے کسی طرح بھی بغیر مضبوط ثبوت کے یقینی ویرمانک نہیں ہو سکتی ؛

ؔ پھر اسی لائق مورخ نے لکھا ہے آریہ کے معنے معزز وممتاز (برگزیدہ) کے ہیں تاریخ ہند مولوی ذکاءاللہ حصہ ا -

ؔ پھر مولوی ذکاءاللہ صاحب نے لکھا ہے الحاصل انگریزی بانیں ہندو (آریونکی) تواریخ ایسی موجود ہیں کہ اُن سے انکے قدیمی حالات کی تصویر آنکھوں کے سامنے بن جاتی ہے اور اس سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ بنی نوع انسان میں (ہندو) کس قبہ کے تھے اور ان کی تہذیب و شائستگی نے کیسے کیسے رنگ بدلے حقیقت میں ان کے حالات ایسے ہیں کہ اُن سے طبیعت انسانی اور فطرت بشری کے ساری حقیقتیں کھلتی ہیں (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول فصل صفحہ ۱۹)

پھر وہی لائق مورخ پروفیسر مولوی ذکاءاللہ صاحب فرماتے ہیں علم زبان کی حکیمانہ تحقیقات سے اہل فرنگ نے ایک اور عجیب بات معلوم کی ہے کہ آریا کی زبان ایشیا کی آدھی زبانوں کی اور یورپ کی تقریباً کل زبانوں کی جڑ ہے - غرض اکثر زبانیں جو شائستہ اور مہذب ہیں وہ اسی سے مشتق معلوم ہوتی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل یونان و اہل روم اور اہل جرمن و اہل انگریز و فرانسیس اور ہندو اور ایرانی غرضیکہ سب کی نسل کا ایک ہی سلسلہ ہے اس بات کو سننے سے لوگوں کو بڑا تعجب ہوگا - کہ اصل میں ہندوؤں اور انگریزوں کا سلسلہ ایک خاندان سے چلا ہے اور دونوں کی نسل کا دریا ایک ہی چشمہ سے بہا ہے علمائے یورپ اس چشمہ کو ایرین کہتے ہیں صدہا سال تک یہ دونوں شاخیں بچھڑی رہی ہیں اب پھر آ کر مل گئیں اور ملتی جاتی ہیں ؛

(دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل اول صفحہ ۲۲) اور دیکھو منٹر صاحب کی تاریخ باب چہارم صفحہ ۵۸)

؎ ہندوستان کی تاریخ میں محققین نے قیاسات کو دخل دیا ہے اور قیاسات میں ایسا اختلاف ہے کہ ایک محقق کچھ کہتا ہے اور دوسرا کچھ" (مولوی ذکاءاللہ صاحب کی تاریخ ہند حصہ اول صفحہ ۲)

مرد تو مرد ہی کتنے عورتیں بھی تہذیب میں بڑھی ہوئی تھیں کسی شائستہ قوم کی عورتوں سے آریہ قوم میں عورتوں کو کم عزت نہیں دیگئی مذہبی علمی اور خانگی امورات میں عورت کو جزو بدن سمجھا گیا ہے گارگی میتری ستیا گندھاری وغیرہ نیک عورتوں کے نمبر سینکڑوں سے زیادہ آریہ تاریخ میں مل سکتے ہیں - درحقیقت عورتوں کی تعلیم بچوں کے نیک بنانے کے واسطے سب سے زیادہ ضروری ہے اور اسی واسطے جہاں شاستر یا وید مقدس میں ذکر آیا ہے ماں باپ کی تعلیم یا باپ کی تعظیم کا وہاں ماتا پتا یا मातृमान पितृमान ماتری مان پتری مان آچاریہ مان نہ پرشو وید کا ذکر آیا ہے आचार्यवान पुरुषो वेद ॥ یعنے ماتا کا نام اول ہے ترجمہ جسنے ماتا سے تعلیم پائی ہوئی ہو جس نے پتا سے تعلیم پائی ہوئی ہو جس نے آچاریہ سے تعلیم پائی ہو وہ ہی ویدھی مان ہو سکتا ہے پھر ایک اور جگہ برہمن گرنتھ میں ارشاد ہے کہ ماتری دیو وبھو پتری دیو وبھو تیتی دیو وبھو آچاریہ دیو وبھو मातृ देवो भव पितृ देवो भव आचार्य देवो भव ۔ ماتا دیوتا ہے پتا دیوتا ہے مہمان (غیر مقررہ تاریخ پر آنے والا) دیوتا ہے استاد آچاریہ دیوتا ہے ان چار دیوتاؤں کی روزمرہ خدمت وتواضع وتعظیم وتکریم کرے اور ان کی سیر کرے ایسی ہی ہزاروں مثالیں موجود ہیں - وید مقدس کی بیسیوں شرتیاں موجود ہیں کہ ماتا کی تعلیم بچہ کے واسطے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے ؛

پردہ کی رسم تہذیب اخلاق وقانون نیچر کے خلاف تھی اسی واسطے وید مقدس شاستر نے اسکی بخوبی تردید کی ہے - جہاں جہاں جہالت کا زور ہے وہاں حجاب پردہ کا شور ہے گویا جہالت اور اودیا کا ایک سخت پردہ ہے جو ترقی وانتی کے واسطے سخت حارج ہے باہمی عزت اور خاوند کی محبت کو سوئمبر کی شادی اور وید مقدس کے ارشاد اور باہمی ارادہ انگی ہونے کے فرائض نے یہاں تک مضبوط کر دیا کہ جہالت کی سخت زنجیر اور ظلم کے وہ دہا دشمشیر نے عورتوں کو ستی ہونے پر مجبور کر دیا - ایک مسلمان شاعر نے ستی کی کیفیت کو اس طرح نظم کیا ہے ؎

زن است و میکند کارجو امرد - کز و ہنگامہ پروانہ شد سرد - خرد در عشق بازی کم ز ہندو زن مباش - کو برائے مُردہ سوز و زندہ جان خویش را ۔ (مفصل دیکھو یادوت میر ضیاءالدین عبرت) یہ ساری باتیں محبت صادق کے جوش میں تھیں ظلم سے بچنے کے واسطے تو بیا اچھا نسخہ ہے مگر درحقیقت ویدوکت قاعدہ سے ناجائز ہے وید کے رو سے خود کشی کرنا نہایت برا ہے ہماری

؎ آریہ عورتوں کی تعلیم کے بارہ میں پروفیسر ذکاءاللہ صاحب فرماتے ہیں جب کسی ملک کی شائستگی اور تہذیب کا امتحان کرتے ہیں تو اول توجہ عورتوں کے حالات پر ہوتی ہے اب منو میں دیکھتے ہیں کہ اس وقت میں ہندوؤں کے ہاں عورتوں کی ایسی ہی عزت تھی جیسی کہ روم ویونان کی شائستہ قوموں میں شادی کے قوانین عورت کے حق میں گئے نہیں خاوند بی بی کو اپنا جزو بدن سمجھے - ہمیشہ اسکو زیور و پوشاک سے خوش رکھے اور خرچ اور امورات خانگی کا انتظام اُسکے سپرد کرے اور اسکو اپنا مشیر بنائے اُس پر اعتبار کرے بی بی خاوند پر جان نثار ہو (تاریخ ہند صفحہ ۱۵ فصل ششم باب ا حصہ ا)

آنریبل الفنسٹن صاحب سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں وید پورانی سنسکرت میں لکھے ہوئے ہیں جو اس سنسکرت سے جس کا آجکل رواج ہے اسقدر مختلف ہے کہ بجز بڑے بڑے قابل اور عالم برہمنوں کے اسکو کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے - ان کے صرف تھوڑے سے حصہ کا ترجمہ یورپ کی زبانوں میں ہوا ہے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۶۴)

پھر وہی مورخ فرماتے ہیں ہر ایک فرقہ یا ذات میں عورتوں کا کام یہ ہے کہ وہ دولت کے جمع کرنے اور اُسکے صرف کرنے اور صفائی اور اُن اُن فرضوں میں جو عورتوں کو کرنے چاہئے یعنے روزمرہ کا کھانا پکانا نیز اور گھر کی چیزوں کی حفاظت میں مصروف ہیں" تاریخ ہندوستان ۱۸۶۶ء صفحہ ۸۶)

دبلیو ہنٹر صاحب فرماتے ہیں - عورتیں بڑی قدر ومنزلت تھی - نکاح متبرک سمجھا جاتا ہے میاں بی بی کا رتبہ گھر کے انتظام میں مساوی تھا بیواؤں کی اپنی خاوند کی چتا پر بھسم ہونے کی رسم سے کوئی واقف بھی نہ تھا وید کے وہ منتر جنسے برہمنوں نے بتبدیل کر کے اس رسم کو جائز ٹھیرایا ہے اسکے خلاف معنی رکھتے ہیں صفحہ ۹)

کردی ست اپدیشوں کے سبب سب کی آنکھیں کھل گئیں۔ مختلف معبدوں سے نکلکر لوگ اُنکی طرف آنے لگے اور آریہ سماج کی بنیاد قائم ہوئی ؎ چہ گویمت کہ چہ خوش آمدی چہا کردی۔ بیک نفس ہمہ رو مرادوا کردی ۔ لاکھوں سے بت پرستی۔ قبور پرستی۔ پیر پرستی۔ کعبہ پرستی اور سنگ پرستی چھڑا کر راہ حق دکھایا۔ اور سیدھے وید مارگ پر چلایا ہر بات دلیل کے ساتھ تھی۔ اور ہر ایک دلیل معقولیت سے بھری تھی ؎

درگنج معانی برکشادہ   وزاں صاحبدلاں را مایہ دادہ

یہ روشنی کا زمانہ۔ سائینس کا زور۔ فلاسفی کا شہرہ۔ اور علوم کی ترقی تھی۔ علم ہیئت اور جغرافیہ نے لوگوں کی آنکھیں جھوٹی کراموں اور طفل تسلی والے معجزوں یا جہادی مسائل سے ہٹا کر کسی اور ہی بات کی منتظر کر رکھی تھیں۔ امید دنکی جہاز صداقت کی بندرگاہوں سے دور بھٹک رہے تھے نا خدا خود خدا تھے۔ اُنہیں خدا سے کیا مطلب تھا نہ تثلیث کا مسئلہ لوگوں کی سمجھ میں آتا تھا اور نہ شیطان کا بہانہ اور نہ جہاد سے تلوار چلانا انصاف پسند دلونکو منظور تھا۔ بت پرستی سے نفرت اور برہم سماج کے گھر کی پھوٹ اور مختلف آرائون اور گورو بن کے رواج اور کسی کامل ہدایت کے نہ ہونیسے بھی لوگ گھبرا رہے تھے۔ اسلام جو سب سے زیادہ توحید کا لفظی مدعی تھا اُسکی قبر پرستی و قدم پرستی و تعزیہ پرستی اور پیر پرستی کی گھنونی حالت دلونکو سخت مایوس کر رہی تھی۔ کیونکہ معقولیت سے اُسے کوئی مس نہ تھا۔ آریہ سماج تمام مریض طبیعتوں کے واسطے شفاخانہ اور بھولے ہوئے نا خداؤں کے واسطے لائیٹ ہوس ہے جنہوں نے سوامی جی مہاراج کی وعظ سنی ہے وہ جانتے ہیں کہ وید کی فصیح و بلیغ شرتیاں کس خوبی سے دلونکو تسخیر کرتی ہیں علم تسخیر جسکا دوسرا نام موسیقی یا گان و دیا ہے اُسکی جان وید ہے کیونکہ سام وید اُس کا مخزن اور تمام ویدوں کی اُس پر روحانی تقسیم ہے گان کا اثر جتنا جلد روح پر ہوتا ہے۔ اُس کا بیان ہمارا محتاج نہیں اور پھر وید و کت گان تو گویا علی نور ہے ؎ ز صورت دلکشش جان تازہ گشتے۔ روان از ذوق بے اندازہ گشتے ۔ صرف وید کی شرتیوں نے ہی دلونکو تسخیر نہ کیا۔ بلکہ وید کے ہر ایک ارشاد کو دلائل وبحث سے مدلل کیا۔ منطق باتوں میں بھرا تھا۔ اور فلاسفی کا تمام آسرا تھا۔ علم معقول پر سارا بھروسا اور سائنس اور قانون قدرت ہر دم مدنظر تھا۔ اسطرح معقولیت سے اُنہوں نے کیوں کام کیا۔ اسکی وجہ لوگ کہتے ہیں کہ روشنی کا زمانہ تھا علم کا راج تھا مگر ہمارے خیال میں یہ سبب نہیں بلکہ انصاف اسکے سوا ایک خاص وجہ یہ تھی کہ وید مقدس کا حکم اور سوامی برجانند جی کا ارشاد تھا۔ وید فرماتا ہے ۔

यां मेधां देवगणाः पितरश्चोपासते।
तया मामद्य मेधयाऽग्ने मेधाविनं कुरु स्वाहा॥

ہمیشہ سے رشی منی لوگ بدھی سے کام لیتے معقولیت سے ہی ایشور کی اوپاسنا کرتے علم و عقل کی مدد سے ہی اُنکے شرن آگت ہوتے تھے گیان سروپ عقل کل پرماتما کے جاننے کے واسطے معقولیت کے بغیر کوئی راستہ نہیں۔ صرف یہی صاف سیدھا اور نہ گمراہ ہونیوالا طریقہ ہے ۔

نرد کت کار یاسک منی فرماتے ہیں तर्को वै ऋषिः। یعنے رشی لوگ دلیل مجسم ہوتے ہیں۔ اور ہمہ تن علم و عقل سے کام لینا فلاسفی کے مطابق چلنا رشی بننا ہے۔ اسی واسطے مہرشی دیانند جی نے معقولیت پر آریہ سماج کی بنیاد رکھی اور فرمایا سچ کے گرہن کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہکر ودیا کا پرکاش اور اودیا کا ناش کرنا چاہیئے۔ کیونکہ:-

فرق است میان آنکہ از روے یقین   با دیدہ بہ بست رود اندر رہ دین
یا آنکہ دو چشم بستہ بیدست کسے   ہر گوشہ ہمیں رود بہ ظن و تخمین

یہی سبب ہوا کہ آریہ سماج میں پہلے پہل تعلیم یافتہ لوگ شامل ہوئے اور روز بروز ہوتے جاتے ہیں۔ اور زیادہ باریک بین لوگ اسے زیادہ ہی پسند کرتے ہیں گیان یعنے ودیا آریہ سماج کا ہادی اور آریہ سماج گیان کا پرچارک ہے۔ اور وید ست ودیاؤں کا پستک ہے وید کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے یہی آریہ سماج کا مطلب اور یہی غرض ہے کامل توحید کا علمی اور عقلی دلائل سے پھیلانا۔ اور وید وکت فلاسفی اور اخلاق کا پرچار تمام بنی نوع انسان کو ایک ست دھرم کا مدعو ہونا دیش و دیشانتروں میں آریہ دھرم کا پرچار کرنا۔ اور آریہ سماج بنانا جسمانی اور روحانی بیماریوں کا برہم چرج اور پرانایام سے دور کرنا۔ دنیا میں امن و امان قائم کر محبت اور پریم کا بڑھانا اور لوگونکو پوتر خوراک کی راغب کرنا۔ پیر پرستی۔ قبر پرستی۔ تعزیہ پرستی کعبہ پرستی بت پرستی اور مادہ پرستی اسی طرح صلیب پرستی اور انسان پرستی سے ہٹا کر ایک ایشور کے حضور میں جھکانا ہر ایک آریہ کا روحانی کرتو ہے جو دلائل اور صداقت کے سنہری حرفوں سے دلوں کے اندر کندہ ہے

مسلمان عیسائی بودھ جینی پارسی یہودی ہندو اور لامذہب برہمو اور تھیوسافسٹ سب کے واسطے ہر وقت آریہ سماج کا دروازہ کھلا ہے۔ پس اے طالبان حق آپ ضرور غور کریں اور سچ کے قبول کرنے پر طیار ہیں قطعہ مدہ فرصت از دست گر بایدت۔ کہ گوے سعادت ز میدان بری کہ فرصت عزیز ست گر فوت شد۔ بسے دست حسرت بدندان بری ۔

اے پرماتما اپنی مہربانی کرپا اور دیا لتا سے ست کا لوگوں کے ہردے میں باس کرا اور ہمیں اور ہمارے تمام سماجک بھائیوں کو ست دھرم کے پرچار پر مستعد بنا تاکہ ہم آپکے پوتر دھرم کا سب آپکے مخلوق کے آگے پرچار کر سکیں ۔

انسانیت اور دھرم کی (بنیاد) اصلیت

جس طرح ایک علم ٹٹولنے کے جاننے والا درخت کی عمر اُس کے تنہ اور شاخوں اور جڑوں کو پڑتال سے معلوم کر سکتا ہے۔ اسی طرح ایک علم تاریخ کا جاننے والا یا علم زبان کا جاننے والا قوم اور زبان کی اصلیت اور عمر اُسکی پھیلاؤ۔ اُسکے کارناموں اُسکی شاخوں سے بخوبی جان سکتا ہے دنیا کی تاریخ کو جہاں تک ہم تعصب کی عینک اُتار کر مطالعہ کرتے ہیں۔ بڑی صاف اور واضح طور پر شہادت دے رہی ہے کہ خواہ ہم امریکہ میں جائیں یا افریقہ میں۔ ایشیا میں پھریں یا یورپ کی سیر کریں قطب شمالی سے جنوبی تک جدہر نظر اٹھائیں (معلوم دنیا) یا پورانی دنیا میں نظر دوڑاتے ہیں آریہ قوم اور آریہ زبان کو موجود پاتے ہیں۔ اُنکی شائستگی اور اُس کی شستگی اگرچہ بعضے مقامات پر خراب شدہ اور بگڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے مگر عقلا بالغ نظر کے خیال میں ؎ از نقش و نگار در و دیوار شکستہ۔ آثار پدید است صنادید عجم را ۔ علم زبان کے لائق محققوں نے بڑی تحقیقات کے بعد یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ

[1] مولوی ذکاء اللہ صاحب فرماتے ہیں پورانے آریہ خود شائستہ تھے اور جانتے تھے کہ اچھا انتظام اور راحت کا سامان کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ مکان بنانا آتا تھا۔ رتھوں پر سوار ہوتے تھے جہاز رانی کشتی چلانی آتی تھی۔ تجارت کرتے تھے۔" تاریخ ہند صفحہ ۲۳۔ حصہ اول باب اول فصل اول) ۔

[2] پھر لکھا ہے کہ قدیم آریہ لوگوں کی زبان سنسکرت ہے۔ جو اس زبان کی سب سے پہلی حالت ہے وہ وید میں ہم دیکھتے ہیں (آجکل ملک جرمنی زبان سنسکرت کا گھر ہے) اس ملک کے فاضلوں نے انگریزوں کی قدردانی اور امداد سے جسقدر اس زبان کی تحقیق کو رونق دی کسی اور ملک کے آدمیوں نے نہیں دی گو یہ بات مدت سے معلوم تھی کہ سنسکرت اور یونانی اور رومی زبانوں کے الفاظ وغیرہ ملتے ہیں۔ مگر یہ کام اُنہیں کا تھا۔ کہ تصریفات کا مقابلہ کرکے یہ ثابت کر دیا کہ اُن میں توافق ہے اُن میں سے بڑے بڑے محققوں کا یہ قول ہے کہ یہ زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے زیادہ وسیع اور دونو سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔ کہتے ہیں کہ اس زبان کی صرف و نحو ایسی مکمل ہے کہ تمام دنیا میں کلام انسانی کے اصول اس سے زیادہ استحکام کے ساتھ قائم نہیں کیئے گئے۔ جو زبانیں ہندوستان خاص میں بولی جاتی ہیں۔ وہ اسی کی فروع ہیں صرف و نحو لغت و علم بدیع و بیان و کلام و دانش میں ہزاروں کتابیں اس زبان میں موجود ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے بزرگوں (آریوں) نے اس زبان کی تکمیل و تہذیب میں جیسی چاہیئے ویسی توجہ کی"۔ تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل اول)

سُراغ نہ تھا محبت و اخلاق کا جوش تھا ہمیشہ یہی بات مدنظر تھی کہ دنیا میں امن رہے لوگوں کے بال بچے جورو لونڈی غلام نہیں بنائے جاتے تھے اور نہ لوٹ گھسوٹ کا بازار گرم تھا۔ اس کی شہادت قرآن میں بھی ہے "وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّا اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا" سورۂ یونس ترجمہ نبود ند مردمان مگر یک اُمت پس اختلاف کردند۔

دہرم اپدیش اور وعظ بھی ہوتے تھے ویاکھیان اور کتھا بھی لوگ شوق سے سنتے تھے مگر نہ ماننے والے یا دلیل سے بحث کرنے والے کو کبھی قتل کی دھمکی نہیں دیگئی حبشی۔ عربی۔ رومی ترکی مغل روسی مصری سب کو برابر اپدیش سنایا جاتا تھا نہ دلوں میں تعصب تھا۔ اور نہ آنکھوں میں جہالت کی چربی تھی مطلب اس تمام بے تعصب خلاقی تعلیم کا صرف یہی تھا کہ کسی کو تکلیف نہ ہو ورنہ کوئی اپنے کسی بنی نوع انسان کے امن امان میں حارج ہو۔ مصر یونان اٹلی اور جزائر برطانیہ تک اسطرف اور دوسری طرف میکسکو کے صوبہ تک منوسمرتی کا پرچار تھا ہون یگ ہوا کرتے تھے دفش کا دیانی بھی درحقیقت غیر موذی جانوروں کے نہ مارنے کی علامت تھی پارسی مذہب اگرچہ زردشت کے وقت کچھ شعلہ آتش کی طرف جھک گیا تھا مگر درحقیقت جتنی اُس میں نورانی تھی وہ مبارک وید منتروں کی تاثیر اور ہوموں کی عالمگیر برکت تھی۔ جہاں تک ہم نے استاد ژند کو دیکھا ہے اُسمیں صاف طور پر کہیں ذکر نہیں آیا کہ آگ خدا ہے نا خداترس دشمنوں نے بات کا بتنگڑ بنا کر آتش پرست مشہور کردیا۔ مگر شاید ویدوں کا پرچار نہ رہنے کے سبب جہالت کی نخوت سے ہون سے آتشی پرستی پر آگئے تو بھی انکی کتابوں کے مطالعہ کرنے سے انکے اکثر مسائل وید سے منقول معلوم ہوتے ہیں اور اُن میں وید کو بڑی عزت سے یاد کیا گیا ہے اُن کے چاردرن اور یگیوپوت تو ابھی تک اظہر من الشمس آریہ بزرگونکی علامت و یادگاری ہے۔

غرضیکہ آریہ قوم کی مختلف شاخیں ہو کر شمال و جنوب مشرق و مغرب کو آنا جانا اور بعضوں میں ویدوں کا پرچار برابر رہنا اور بعضوں میں آہستہ آہستہ کم ہوتے جانا اور پھر صدیوں کے بسر پھیر کے بعد اعظوں اپدیشکوں کا (جسکی وید میں ہر ایک آریہ کو خاص ہدایت ہے) نہ پہنچنا۔ یا کم پہنچنا ہر ایک تاریخ دان کے نزدیک ثبوت کا ذرا بھی محتاج نہیں۔

گویا بھارت کا خاتمہ ہوتے ہی ویدک دہرم کا بھی تنزل شروع ہوا اول پارسی پھر موسائی۔ پھر بام مارگی پھر بودھ پھر جینی۔ پھر نوین ویدانتی پھر عیسائی پھر محمدی پھر چکر نگد وغیرہ ۹۹۹ مت وید دروہ چل پڑے اور چل رہے ہیں ہر ایک کی صدہا شاخیں ہو گئیں اور بعضے شاخ در شاخ پر بھی منقسم ہو گئے۔ ہر ایک اپنے آپکو ناجی اور دوسروں کو ناری کہتا ہے اور لاکھوں آدمی ہر ایک کے مرید ہیں بعضوں (بودھ۔ عیسائی۔ بام مارگی۔ نوین ویدانتی۔ محمدی) کے پیروؤں کا تعداد حکومت۔ دولت۔ زنا۔ لوٹ تلوار۔ لالچ کے سبب کروڑوں تک بھی پہنچ گئی ہے جب سے آریوں نے سندھیا آدی پنچ مہایگ اور وید شاستر کا پڑھنا پڑھانا چھوڑا تب سے یہ سارے مت متانتر جاری ہو گئے۔ جس ظلم اور جور اور ذوالفقار کے صدمات سے دین اسلام نے ملک کا ستیاناس اور قوموں کے گلے پر چھری پھیری ہے تاریخ فرشتہ و تیمور نامہ وغیرہ سے ہر ایک اہل انصاف داد نیک نہاد دی سے جان سکتا ہے آریہ قوم جس طرح عقل سخاوت اور صداقت میں یادگار و سرافراز عالم تھی اسیطرح بہادری میں بھی سرتاج عالم تھی نہ صرف جسمانی نہ صرف مالی نہ صرف روحی بلکہ آتمک۔ شاریرک اور ساماجک تینوں حالتوں میں اپنی ستو برج اور اور ہنوگن کیطرح بے نظیر تھی۔ اسلام نے جہاں جہاں قدم رنجہ فرمایا۔ جہاں جہاں اللہ اکبر کا کلمہ تکبیر سنایا کروڑوں کے گلے پر چھری پھیردی کروڑوں نے زبردستی مذہب محمدی قبول کیا۔ کل عرب نے بھی روز کے کشت و خون سے تنگ آکر لوٹ مار کے لالچ سے محمدی مذہب قبول کیا۔ پارسیوں اور ایرانیوں نے بھی صدہا بہادروں کے گلا کٹ لینے کے بعد مجبوراً دین بالجبر قبول کیا۔ اور یہی حال افغانستان کا ہوا مصریوں بیچاروں نے لاکھوں کا گلا کٹوانے اور لاکھوں بال بچوں عورتوں کو لونڈی غلام بنانے کے بعد برسوں تک جنگ سے لاچار ہو کر اول جزیہ پھر دین محمدی قبول کیا اُن مذکورہ بالا ممالک میں اب نام کو پرانا دین باقی نہیں ہے ظلم و ستم بھی ہاں صدیوں تک نہیں ہوا۔ بلکہ سالوں تک مگر بزدل قوم نے لاکھوں تن بے سر کرا دینے کے بعد دین محمدی قبول کر ہی لیا

مگر واہ رے آریہ ورت تیری بہادری تیرا استقلال اور تیری ہمت اور تیری مذہبی فضیلت باوجودیکہ سات سو سال تک تیرے سر پر تلوار چلی تیرے لاکھوں بیٹے شہید ہوئے مگر پھر بھی تیرے راجپوتوں تیرے چھتریوں تیرے برہمنوں اور تیرے ویشوں و جاٹوں میں ابھی تک ویدک سنت دہرم کا اثر موجود ہے اے آریہ ورت تیرے اندر جن لوگوں یا قوموں نے دین اسلام قبول کیا اُن میں سے اب بھی تیرے حقیقی فرزندوں کے مقابلہ میں کسی گنتی میں نہیں ہیں لو لیے اب وید مقدس (ادھیا ۲۶ منتر ۲) اور منو کے ارشاد مبارک کے مطابق واپسی کا دروازہ کھولدیا ہے۔ غیر قومیں ایسی محمدی بن میں آئیں کہ گویا مر گئیں۔ تیری ناخلف اولاد کے اندر محمدی ہو کر بھی ابھی تک آریہ دہرم موجود ہے ہمیں ہر روز بروز گم شدہ بھائیوں کی واپسی کی کثرت دیکھکر اور سماجک شدھی کو ہر دلعزیز پاتے ہوئے بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ تجھ کو اس بے نظیر بہادری کی مبارکباد ہو اس بے نکان ہمت کی مبارکباد ہو۔ اس سچے دہرم کی مبارکباد ہو۔ اس عارضی دین کے چھوڑنے کی مبارکباد ہو۔

له پورانے آریوں کی پورانے زمانہ کے ایک یونانی مورخ ایرین لکھتا ہے کہ آریہ لوگ لڑائی کی بہادری بہادری اور صنعت میں ایشیا کی باقی تمام قوموں سے برتر و ممتاز ہیں" (دیکھو ایرین صاحب کی تاریخ مہمات سکندریہ جلد ۵۔ باب ۴) پھر فرماتا ہے کہ وہ سنجیدہ طبیعت اور معتدل المزاج اور بہت شریف اچھے سپاہی اور اچھے کسان اور سادگی اور صداقت کلام میں مشہور اور ایسے حق پسند کہ عدالت تک نوبت نالش نہ پہنچاتے ہیں اور ایسے دیانتدار کہ لوگ اپنے مکانوں میں قفل تک نہ ڈالتے تھے (دیکھو ایرین صاحب کی تاریخ مہمات سکندر جلد ۵ باب ۲۵)

پھر اس بات پر زیادہ زور دیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ آریہ لوگ اپنے عہد و پیمان کی پختگی کیواسطے باہم تحریر نہ کرتے تھے اور یہ بھی لکھا ہے کہ کوئی ایسا ہندوستانی دیکھنے اور سننے میں نہیں آیا جو جھوٹ بولتا ہو دیکھو اسٹیر سو صاحب کی تاریخ جلد ۱ صفحہ ۸۸ سنہ ۱۸۴۷ء اور ایرین صاحب کی تاریخ ہندوستان باب ۱۲ اور پروفیسر ذکاء اللہ صاحب کی تاریخ ہند فصل یازدہم باب اول فصل ۲۔ ۷ سنہ ۱۸۷۵ء

پھر وہی یونانی مورخ لکھتے ہیں کہ وہاں آریہ ورت کی ہر قوم آزاد ہے انکی ہاں کوئی کسی کا غلام نہیں غرض غلامی کہیں نام کو نہیں۔

پھر وہی مورخ فرماتا ہے سکندر کا ارادہ تھا کہ پاٹلی پوتر میں پہنچے مگر پوڑوسے لڑکر سپاہ کا جی ایسا چھوٹ گیا تھا کہ ہر چند سکندر نے کتنی منت و سماجت سپاہ کی کی کبھی ہیبت اور سیاست کہائی مگر فوج نے ایک نہ سنی ناچار سکندر الٹا پھر آیا تاریخ ہند

ملتان میں مالی قوم سے سخت معرکہ آپڑا ایک تیر سینے میں آنکر لگا۔ اس لڑائی میں سکندر ایسا زخمی ہوا کہ جینے کی امید نہ رہی تھی مگر تندرست ہو گیا (   ) تاریخ ہند صفحہ ۶۵

نہایت کامل تحقیقات کے بعد ثابت کیا گیا ہے۔ کہ فیثا غورث کے مسائل منو کے زمانہ کے بعد کے ہیں (دیکھو رائل ایشیاٹک سوسائٹی

منو کے مجموعہ میں اور فرضوں کے ساتھ نہ اسقدر زیادہ قیدیں لگائی گئی ہیں اور نہ ان کی نسبت اسقدر تاکید کی گئی ہے۔ جس قدر کے وید کے پڑھنے پر تاکید اور قیدیں ہیں" - (تاریخ ہندوستان صفحہ ۶۷ سنہ ۶۶ء

منو کے مجموعہ کا ایک حصہ نصف سے زیادہ ایسے قواعد سے بھرا ہوا ہے جو پاک صاف سچ کے متعلق ہیں (تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۰ سنہ ۶۶

بعض ایسے سستے قاعدوں سے جو ان کے برخلاف ہیں اچھی دانشمندی ظاہر ہوتی ہے جسکی توقع اس مقنن سے نہ تھی چنانچہ لکھا ہے کہ راجا کبھی ناپاک نہیں ہو سکتا ہے اور نہ وہ گو

گورنمنٹ برطانیہ نے بھی وہ کوشش جو آریہ سماج نے اب کرنی تھی یعنی ستی ہونے کے قانون کے اجرا کی ضرورت دہ عرصہ ہوا اپنی رحمدلی کے تقاضا سے تمام آریہ ورت کے پنڈتوں کی رائے لیکر پاس کر دیا کہ آئندہ کوئی عورت ستی نہ ہونے پاوے اس ملکی ار شاد کے بموجب جتنی عورتیں بچ گئیں اُن کا ثواب گورنمنٹ عادل کو پرماتما دیگا۔ درحقیقت اُسنے وید کے مبارک منشا پر عملدرآمد کیا (دیکھو وید ادھیا ۴۰ منتر ۹)

اخلاق دسبھتا۔ اور تحصیل علم کی بنی نوع انسان کے واسطے عام سبیل بھی وید مقدس کی قدرتی تعلیم ہے گایتری کے مبارک منتر میں بھی علم وید ہی کے واسطے پرارتھنا کرنے کا ارشاد ہے علم سے بڑھکر دیدنے کوئی دولت نہیں تبلائی۔ منو دہرم کے ۱۰ انشانوں میں سے آدیا اور بدھی دو نشان مقرر کردئے یعنے دو چیزیں بھی دہرم کے واسطے ضروری ہیں علم معقول پڑھنے کی ہمیشہ عام اجازت ہے ایشور چونکہ عقل کل ہے بنابران اُسکے حکم جہالت پر کبھی بھی نہیں ہوسکتے یہی وجہ ہے کہ ویداو اُسکے پرکاشک پرماتما نے اور خود مہمان وید او ر پیروان وید نے علم معقول کے پڑھنے پڑھانے سے کبھی بیرداہی نہیں کی وید او ر اپ وید انگ اور اپ انگ سراپا معقول ہی معقول ہیں اور یہی باعث تھا کہ آریوں نے ویدک زمانہ میں یعنے جس وقت تک مہابھارت نہیں ہوا تھا یعنے مسیح سے ۳۱۰۰ سال پہلے بہت اعلےٰ درجہ کی ترقی ہر ایک علم و فن میں کی ہوئی تھی اور علم و عقل میں وہ فضیلت حاصل کرلی تھی کہ بس خاتمہ ہی کردیا۔ اُنکی ضخیم کتابیں اُنکی فلسفہ دانی کے مسائل اب تک جہان کے عموماً اور یورپ کے خصوصاً عالموں کو ششدر کر رہے ہیں حساب دانی میں وہ بچہ نہیں تھے اور نہ ابجد خواں تھے اور نہ انگلیوں پر پرت سہ گنا کرتے تھے بلکہ زمین اور عالم ہائے بالا کے قلابے ملاتے۔ ستاروں کی گردشیں قطر اور بعد دریافت کرتے تھے بیلوں اور اگنی رتھ کے استعمال سے واقف تھے جہازرانی کے اصول انکو معلوم تھے۔ انہیں کے تھوڑے سے باقیماندہ نشان اب بھی پتھر کی لکیر ہو رہے ہیں ؞

فریب و مکر کا زمانہ نہ تھا ایک ایشر کا بندہ ہونے کے سبب ایک وید کے ماننے کے سبب ایک دہرم ہونے کے سبب اخلاق عدل رائج تھے۔ صداقت سب میں دہرم ہی دھرم تھا وہ دہرم کو چھوڑ کر بات نہیں کرتے تھے ایکتا کی مبارک دھونی ایک اوم کی ہدایت جو شروع سے انکے کانوں تک پہنچ چکی تھی۔ جھوٹی شہادت تقیہ پالیسی چالبازی کے برتاؤ النادر کالمعدوم ہوتے تھے گویا نہیں تھے ؞

دوسرے کو دکھ دینے لوٹنے کا مطلب یا غرض کبھی نہیں تھی اور نہ ایمان بالجبر یا قتل کا کہیں

---

[۱] پھر وہی فاضل مورخ فرماتے ہیں۔ گھر میں خبردار اور شفیق محافظوں کی حفاظت میں عورتیں محفوظ نہیں رہ سکتی ہیں۔ پس وہی عورتیں پاکدامن رہ سکتی ہیں۔ جنکا دل خود ان کا محافظ ہے ستی ہونیکی رسم کا ذرہ سا بھی بیان نہیں پایا جاتا ہے برہمن کی بیوہ کو جسن یاضت اور نیک طریقہ میں زندگی بسر کرنے کی اجازت دی گئی ہے اس سے بھی ظاہر ہے کہ شوہر کے ساتھ جلنا اس کا کچھ بھی ضروری نہیں سمجھا گیا (تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۷ سنہ ۱۸۶۶ء)

پھر وہی مورخ لکھتا ہے کہ بیوہ عورتیں بھی قانون کی خاص حفاظت میں ہیں چنانچہ انکے رشتہ دارونکو سخت تاکید ہے کہ اُن کے مال و متاع سے مزاحمت نہ کریں راجہ کو بیوہ عورتوں اور تنہا عورتوں کا محافظ قرار دیا گیا ہے اور اُسکو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ عورتوں کے ایسے رشتہ دارونکو چوروں کی مانند سزا دیوے جو اُن کے مال و دولت کے ہضم کرنیکا ارادہ کریں (منوسمرتی ادھیا شلوک

[۵] منوسمرتی ادھیا ۸ شلوک) دیکھو گورنر صاحب کی تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۶ سنہ ۱۸۶۶ء پھر منوسمرتی میں تمام فرقوں اور رشتہ کے لوگوں کے ساتھ آداب اور اخلاق سے برتنے کے طریق بہت تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں (تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۸ سنہ ۱۸۶۶ء)

[۱] پھر وہی مورخ منو کے اخلاق کی بابت فرماتے ہیں ماں باپ اور بڑے بوڑھوں اور عالموں اور خلیق اور دولتمند اور اہل رتبہ سے نہایت تعظیم کے ساتھ پیش آنے کی نصیحت کیگئی ہے۔ چنانچہ حکم ہے کہ ضرورت کے وقت گاڑی میں ایسے آدمی کو جنکی عمر ۹۰ برس سے زیادہ ہو اور کسی بیماری میں مبتلا ہو اور بوجہ سے بھی مرتا ہو اور عورت اور پوجاری اور راج کنور اور نوشہ کی جگہ دینی چاہئے میں نہیں جانتا کہ قدیم رسموں کی تعظیم کا جسقدر اس مجموعہ میں حکم ہے اُنکے بخوبی ادا کرنے کے واسطے کس مقام پر ذکر کرنا چاہئے جنکو بہت معزز قانون اور تمام خدا پرستی کی بنیاد بیان کیا گیا ہے۔ یہی رسمیں آجتک ہندوؤں کے مذہب کی جان ہے اور ہندو انکے قوانین کے ہمیشہ قائم رہنے کی بھی یہی رسمیں باعث ہیں۔ اس مجموعہ میں علم کو نہایت ممتاز بیان کیا گیا ہے اور ہدایت کیگئی ہے کہ تمام عمر اُسکو تحصیل کریں تیج ہر کردید اور اسکے مفسرین (برہمنوں) اور صرف اور چند کتابوں کے پڑھنے کی طالب علم کو ہدایت کی گئی ہے لیکن انہیں کتابوں سے علم الہیات اور منطق اور علم طبیعیات حاصل ہوتا ہے۔ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ان رسالوں میں جو وید کے ساتھ (تعلیم) میں شامل ہیں انہیں مضمونوں پر بحث کیگئی ہے اور برہمن جو ان سب علموں سے اندازہ نہیں اچھی واقفیت رکھتے تھے۔ اس وجہ سے یقین ہے کہ انہوں نے ان علموں میں اُسی زمانہ میں جس وقت مجموعہ بنایا گیا تھا بہت سی استعداد حاصل کی ہوگی (دیکھو تاریخ ہند) پھر وہی مورخ فرماتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ رسم ستی کا ذکر نہیں کیا گیا جسکی نسبت کالبروک صاحب نے کتاب تحقیقات ایشیا جلد اصفحہ ۲۰۸، ۵۸ میں بیان کیا ہے کہ از روئے وید اُسکی اجازت ہے اور متقدمین نے بیان کیا گیا ہے کہ کلا نس ستی ہوئی اس کا ذکر مجموعہ کے کسی مقام میں نہیں پایا جاتا ہے" (الفنسٹن صاحب کی تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۷ سنہ ۱۸۶۶ء حاشیہ)

[۱] اُس اثر کا بیان جو مذہب نے اخلاق پر کیا ہے مورخ الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں البتہ منو کے مذہب کا اثر اخلاق پر عموماً اچھا ہے جائز اور ناجائز کا ضروری فرق شروع میں بہت اچھی طرح بیان کیا گیا ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے اور وہ فرق عموماً جابجا خوب قایم رکھا گیا ہے" برخلاف اس کے بہت سے احکام اور تاکیدیں عدل انصاف راستی نیکی کی بابت پائی جاتی ہیں اور بُرے چال چلن کے بہت بُرے بُرے نیتجے اس دنیا اور عاقبت میں بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ نیک آدمی کو بہ سبب تنگدست ہونیکے دل شکستہ اور پژمردہ نہ ہونا چاہئے اور ظالم اور بدکار کو اور اُس شخص کو خوشی کبھی حاصل نہیں ہوتی ہے جو جھوٹی شہادت کے ذریعہ سے دولت حاصل کرتا ہے (باب ۴ شلوک ۱۷ الغایت ۱۷۹) ایک مقام میں صاف یہ کہا گیا ہے کہ رسمونکو فرضوں سے اخلاقی فرض بہتر ہے (باب ۴ شلوک ۲۰۴) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسے گناہوں پر جو لوگوں کی آسائش میں خلل انداز ہوں عاقبت میں ایسی ہی سزا ملیگی جیسی مذہبی معصیت پر ملیگی" (تاریخ ہندوستان سنہ ۱۸۶۶ء جلد اوّل صفحہ ۸۳ و ۸۴) اس اخلاق کا مقصد صاف یہ ہے کہ آدمی اپنے امن و امان کا مزہ اٹھاوے اور کسی جاندار کو تکلیف نہ پہنچاوے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۴)

منو کے قوانین عورتوں کے ناتوان فرقہ کے حق میں بہرحال بُرے نہیں ہے ؞ اور راوی بتلاتے ہیں عورتوں کی حالت ایسی ہی ہے جیسی قانون سے توقع کیجائے" ایک زوجہ کو اپنے شوہر کا بالکل فرمانبردار اور جان نثار ہونا چاہئے اور شوہر کو لازم ہے کہ اُس کو پابند قانونی قیدوں کا رکھے اور بے قباحت اور جائز شغلوں کی اجازت کرے جس طرح اُس کا جی چاہے اُسی طرح اُس میں مشغول ہو (باب ۹ شلوک ۲) اور جس زمانہ میں اس کا شوہر موجود نہ ہو۔ تو جس طرح اُس کی مرضی کے تابع رہتی تھی اُسی طرح اپنے رشتہ داروں کی مرضی کے تابع رہے (باب ۵ شلوک ۱۴۷)

لیکن بخلاف اسکے شوہر کے رشتہ دار مردونکو عورت کی عزت کرنیکی بہت تاکید کی گئی ہے ؞

چنانچہ لکھا ہے کہ جس جگہ عورت کی بیقدری ہوتی ہے وہاں جو اچھے اچھے کام مذہبی کئے جاتے ہیں وہ سب اکارت جاتے ہیں اور جسجگہ عورتونکو ذلیل اور مصیبت میں رکھا جاتا ہے اُسکے خاندان کے تمام لوگ تباہ ہوجاتے ہیں اور جس خاندان میں شوہر زوجہ سے اور زوجہ شوہر سے راضی اور خوش ہو وہ گھر یقیناً ہمیشہ خوش و آباد رہیگا ایسی باتوں میں جس کا مجموعہ قوانین میں گفتگو کرنا عجیب معلوم ہوتا ہے شوہر پر نوازش کیواسطے قانون مقرر کیا گیا ہے چنانچہ تاکید کیگئی ہے کہ تیوہار اور خوشی کے دنوں پر خاوندوں کو چاہئے کہ اپنی زوجہ کیواسطے عمدہ عمدہ زیور اور پوشاک اور رکھانا مہیا کرے تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۶

آدم اور شیطان کا مقدمہ۔ مولوی صاحب کے اسمیں عذرات بطور اپیل

اور ہمارا آخری فیصلہ

۱۱۶ سے ۱۳۶ تک

ہمنے تکذیب براہین احمدیہ میں صفحہ ۳۲ سے ۴۷ تک بحوالہ آیات قرآنی وتفاسیر معتبرہ اور مولوی ساونجی جیسے علماؤں اور سرسید جیسے نفراؤں کی تحریروں کے مستند حوالجات سے قصۂ خلافت **آدم** اور سجدہ ملایک اور انکار شیطان کو لکھکر اسپر انصاف اور معقولیت سے اعتراض کئے تھے جنکا خلاصہ یہ تھا کہ یہ ساری کارروائی عقل کے مطابق اور حق کے مخالف ہے۔

مولوی نورالدین صاحب حواری نے فصل الخطاب میں صفحہ ۱۱۶ سے ۱۳۶ تک ہمارے اعتراضوں کے رد کرنے کی کوشش کی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حق کو کسی حالتمیں بھی جنبش نہیں۔ ہزار لوگ الہام کا دعوی کرکے اُس سے مخالفت کریں اُس کا بال بیڑا نہیں کر سکتے چنانچہ ظاہر ہے کہ اِس تصدیق میں ہمارے زبردست اعتراضوں سے تنگ آکر مولوی صاحب نے اول تو مان لیا کہ وہ فرشتگان جنکو خدا نے کہا تھا کہ میں آدم کو خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔ اور اُن سے متنازعہ ہوا تھا وہ ارض شام کے صلحا اور عارفین تھے چنانچہ مولوی صاحب کی عبارت یہ ہے "اُسیطرح اللہ تعالی نے ارض شام کے صلحا اور عارفین کو الہاماً خوشخبری دی کہ میں ایک ایسا آدمی مبعوث کیا چاہتا ہوں جو علاوہ صلاح اور تقوی کی حفاظت کے امور دنیوی کی باگ ہاتھ میں لینے کی صلاحیت بھی رکھتا ہوں وہ سادہ اور پاک لوگ بولے وہ بھی کوئی ایسا ہی خونریز اور بے رحم ہوگا جیسے عملی نمونہ آگے موجود ہیں" (صفحہ ۱۲۰) پس صاف ظاہر ہے کہ یہ سب فرشتے زمین شام یعنے ملک روم کے باشندے تھے نہ کہ مسلمانوں کے فرضی آسمانوں کے رہنے والے۔

دوسرے۔ ہماری اعتراضات کو بھی لاچار ہوکر مولوی صاحب نے مان لیا کہ آدم سے پہلے ہی انسان دنیا میں موجود تھے جیسا کہ کچھ تو اوپر کے حوالہ سے ظاہر ہے اور کچھ آگے لکھتے ہیں۔ "بزرگوں دیوتاؤں کا کام تو یہی تسبیحات اور تحمید الہی اور باریتعالی کی عبادت ہوتی ہے اور بس وہ بیچارے اللہ تعالی کے علم وحکمت اور اُسکے کاموں کے اسرار سے کیا واقف کہ فقط لسانی تحمید اور تقدیس سے دنیوی انتظام اور دینی کام اسطرح از بار پایدار کے نہیں چلتے میرا یہ کہنا کہ آدم سے پہلے اور قومیں دنیا میں آباد تھیں اول قرآن کی اِس آیت وکان من الکافرین سے ظاہر ہے بلکہ مکذب نے بھی اس امر کو تکذیب میں تسلیم کیا ہے" (صفحہ ۱۲۳) اِس کے ثبوت میں اُنھوں نے قرآن سے تو نہیں مگر اخبار الدول اور آثار الاول کی چوتھی فصل اور تفسیر فتح البیان اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی اور ابن کثیر اور امام باقر کے قول اور فتوحات مکیہ کے حوالہ دیئے ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ اس آدم سے پہلے لاکھ آدم ہو چکے ہیں (از صفحہ ۱۲۳-۱۲۵)

سوم ہمارے اعتراضوں سے گھبرا کر یہ بھی مان لیا ہے کہ وہ جنت جس میں آدم رہتے تھے وہ زمین پر تھی نہ کہ آسمان پر (از صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۲)

اب جن ہمارے اعتراضوں سے مولویصاحب نے انکار کیا ہے انکا جواب دیتے ہیں۔

۱۲۴ — مولوی — وہ ملایکہ بھی ایسے ہی محدود العلم۔ محدود التجربہ مخلوق تھے اپنی کم علمی اور غیب نہ جاننے کے باعث اور کچھ خلیفہ کے لفظ سے جس کے معنے نائب اور قایم مقام کے ہیں غلطی سے سمجھ بیٹھے ہیں کہ یہ آدم بھی آدم ہے پہلی قوموں کی طرح فساد قتل اور سفک بپا نکرے۔

آریہ — یہ آپکی غلطی ہے وہ محدود العلم نہ تھے اور نہ محدود التجربہ تھے بلکہ قرآنی خدا سے بھی عمدہ بات کہی اور ایسی کہ جو ہر طرح صحیح اور سچ تھی یہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ قرآن کے مفسروں نے بھی ایسا ہی مانا ہے تفسیر میں لکھا ہے "و وقوف ایشان برین حال یا باخبار الہی بودہ یا در لوح محفوظ خواندہ بودند یا در عقول ایشان مرکوز بود کہ عصمت خاصہ ایشانست وبجہت این معنے گفتہ کہ چنین کسے را خلیفہ مے سازی" (تفسیر حسینی جلد ۱ صفحہ ۸)

۱۲۵ — مولوی جب ملایکہ پوتلانے اپنے غلط قیاس کے باعث وہ عرض کی جس کا ذکر آیت اتجعل فیہا من یفسد فیہا میں گذرا تب باری تعالی نے ملائکہ کو فرمایا انی اعلم ما لا تعلمون کسی تاریخ سے قرآن کی کسی آیت سے معلوم نہیں ہوتا کہ آدم علیہ السلام سے کسی قسم کا فساد فی الارض یا سفک ہوا ہو ملایکہ کا اعتراض حضرت آدم پر تھا مگر حضرت آدم ان عیوب سے پاک اور بری نکلے۔ اگر حضرت آدم کی اولاد میں سے کوئی شخص انکی طرز پر نہ چلا تو اُسکے جرم سے حضرت قصوروار نہیں ہو سکتے

آریہ — آپنے یہاں دھوکا کھایا یا دھوکا دینا چاہا۔ آپکا قول کسی طرح ٹھیک نہیں ہے اور نہ ایسا ہوا بلکہ اُسکے خلاف وقوعہ میں آیا قرآن یا توریت یا فرشتوں کے قول سے صرف آدم مراد نہیں ہے بلکہ آدم اور اُس کی ساری اولاد اس میں شامل ہے اِسی آدم کے سبب سے زمین لعنتی ہوئی۔ اسی کے سبب سے گناہ کا بیج بویا گیا۔ اسی کے سجدہ کے سبب وسوسے شیطانی کا آغاز ہوا دنیا مبتلاء ہے تو یہی کہ جتنے قتل اور فساد حضرت آدم سے سرزد ہو کسی حیوان سے سنتے کبھی نہ ہوئے اور نہ ہونگے۔ یہ اپنے آپکو مجاوہ میاں مٹھو اشرف المخلوقات کہنے والا ارذل المخلوقات ہو گیا خود آدم کے بیٹوں میں سے مشہور **قابیل اور ہابیل** کا جھگڑا ہے بھائی نے بھائی کو قتل کیا آتش پرستی اور بت پرستی کی پھر اُسکے بیٹے نے یعنے آدم کے پوتے نے اپنے باپ کو قتل کیا جھوٹ بولا حرامیاں کیں اور زنا ہوئے (مفصل دیکھو قرآن سورۃ مائدہ) حسینی صفحہ ۱۴۷۔

اِس آپکے مغالطہ کی شیطان نے اُسیوقت بھرا جلاس تردید کردی تھی سورۃ اعراف اور حجر میں تمام آدمیوں کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ وہ مورد اعلے تھا پس فرشتوں کا قول سچا نکلا اور آدم گمراہ اور لعنتی ہوا جیسا کہ توریت پیدایش سے ظاہر ہے زیادہ تحقیقات سے آدم کی اور شرارتوں کا حال بھی ہمکو معلوم ہوا ہے۔

۱۲۶ — مولوی غرض آدم علیہ السلام اسلام میں ہے اور شیطان اول سے عداوت کرتا رہا انکو یا اُس درخت کے کھانے کے بہلنے بتاتا رہا جس کی ممانعت تھی مگر شیطان کے کہنے پر آدم علیہ السلام نے کبھی عمل نہ فرمایا اور اُسکے ایمان کے قول پر کبھی نہ چلے۔ اور شیطان کا اُنپر کوئی زور اور دخل نہ تھا اور نہ شیطان خالق شر تھا نہ اِسکا کوئی تسلط آدم علیہ السلام پر تھا۔

آریہ حضرت آپ مجھے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں مصنف قرآن سے آپ داؤپیچ کھیلتے ہیں۔ وہاں تو صاف لکھا ہے دیکھیئے مقامات ذیل۔

نمبر ۱ سورۃ بقر فازلہما الشیطان۔ پس بلغزانید از جا بردو آدم وحوا آن دو بورکش نافرمان بردار تفسیر حسینی صفحہ ۲۹- اور تفسیر بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۵۱-

نمبر ۲- سورۃ اعراف فدلیہما بغرور گرایا اُن کو فریب سے اُسکے ساتھ ہی مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۳۵-۱۴۰ تک) پس یہ آپکی امر حق سے علانیہ روگردانی آخر کیا تخریب دین کا باعث نہیں؟ اب بتلا فرشتے اور شیطان سچے ہوئے یا قرآنی خدا انصاف

۵۵

ناپاک ہو سکتے ہیں جن کا ناپاک ہونا راجہ کے کاروبار کے سبب نہ چاہئے اور کاریگر کا ہاتھ جو کاروبار میں مصروف رہتا ہے۔ ہمیشہ پاک رہتا اور سپاہی کے وہ رشتہ دار جو لڑائی میں مارے جاویں اشدھ نہیں ہوتے اور جو سپاہی خود لینے فرض کے ادا کرنے میں مارا جاوے وہ گویا نہایت یگیہ کرتا ہے۔ اور ہر طرح ناپاکی سے فوراً پاک صاف ہو جاتا ہے اور تمام پاک صاف چیزوں میں سے کسی شے میں ایسی عمدہ صفائی اور پاکیزگی نہیں سمجھی گئی ہے جیسے کہ وہ صفائی دل کی ہوتی ہی جو دولت کے حاصل کرنے اور قصوروں کے معاف کرنے اور فیاضی کرنے اور عبادت کرنے میں ہوتی ہے"

(دیکھو الفنسٹن صاحب بہادر کی تاریخ ہندوستان صفحہ ۔۔ سنہ ۱۸۶۶ء انگلش ۔۔)

فاضل منشی کنہیا لال جی الکھ دھاری فرماتے ہیں بیلون انگریزوں کی ایجاد نہیں ہے اور اُن کشولہ پہلے بھی تھا۔ اگن بان جس کا ذکر ہندی کتابوں میں ہے۔ کیا یہ توپ نہ تھی۔ یہ عبارت کہ ایک تیر بارہ ہزاروں تیر ہو کے لگے۔ کیا یہ بم کا گولہ و چھرا نہ تھا۔ اور رقم ہے کہ پلک مارنے میں ہزار کوس پہونچے کیا یہ ریل نہ تھی؟ رقم ہے کہ ہزار کوس پر جو شاگرد بیٹھا تھا اُس کو اُستاد سبق پڑھاتا تھا۔ کیا یہ تار برقی نہ تھی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جیسے عجائبات آج انگلستان کے آدمیوں کے ہندیوں کو نظر آتے ہیں جب ہندی لایق تھے۔ اُن سے عمدہ رکھتے تھے۔ سامع اس کو ہرگز یقین نہ کرے یا کرامات سمجھے"

(دیکھو گیان پرکاش رسالہ ماہواری صفحہ ۱۸۱ نمبر ۲۴ جون سنہ ۱۸۸۵ء)

"اگر انگریزی عملداری جاتی رہی اور ریل و تار وغیرہ کا کام ہندیوں کو نہ آوے اور ہزار پانسو برس اس حالت کو بھی گذر جاوے اُس وقت جب کوئی ریل یا تار کا ذکر کرے۔ تو سامع اُس کو ہرگز یقین نہ کرے یا کرامات سمجھے"

(دیکھو گیان پرکاش)

سبب تالیف

تکذیب براہین احمدیہ و **نسخہ خبط احمدیہ** کی تصنیف کے بعد ہمارا ارادہ دین محمدی کے خلاف کوئی کتاب تالیف کرنے کا نہیں تھا مگر کیا کریں ہمارے مخالف آرام سے نہیں بیٹھنے دیتے بار بار ترغیب دیتے ہیں کہ ہم اپنے تمام معلومات سے دنیا کو آگاہ کریں اور اُنہیں ویدک مارگ کا سیدھا راہ بتلا کر اپنے فرائض سے سبکدوش ہوں **مرزا صاحب** آئینہ کمالات میں معقول جواب سے عاری ہو کمینہ حملوں پر اُتر آئے اور ست بچن میں اس قدر بدزبانی کو کام میں لائے کہ جعفر زٹلی کو بھی شرما دیا بلکہ نیچا دکھایا جس قدر بدکلامی میں بڑھتے جاتے اور جہالت کے معراج پر چڑھتے جاتے ہیں اُسی قدر وہ حق پسند پبلک کی نظروں سے گرتے جاتے ہیں شیوہ کادیانی یعنے معجزات یہی **قادیانی** کی جتنی مٹی پلید ہوئی وہ کسی رشید اور سعید طبائع سے مخفی نہیں اور اُس کی ساری کیفیت طشت از بام ہو گئی۔

مرزا صاحب کے سب سے بڑے حواری مولوی **نور دین** راجا شاہی حکیم نے **براہین** کی تصدیق میں **تصدیق براہین** ترقیم کی اور اپنے زعم فاسد میں **براہین** کی کمی پوری کی۔ حکمت بھری پالیسو نے کہیں سچائی کو قبول اور کہیں خاک دھول میں ملانے کی کوشش کی مگر مرزا صاحب کی طرح یہ بھی سے زیادہ کام نہیں لیا بلکہ انصاف یہ ہے کہ علم اور عقل کو دخل دیا اور ہندو ریاست کا حق نمک ادا کیا گو آخر کار بالہ خوردن و نمکدان شکستن کا اسلامی شیوہ نہیں بھلایا۔ اکیلے ہی نہ بلکہ ابلیس کی طرح بار طاؤس کو بھی بہشت سے نکلوایا۔

مرزا صاحب کے اور حواریوں نے بھی بے لگام ہو موہنہ زوریاں دکھائیں اور قرآنی مستانوں کی طرح جھوٹی گھانیاں اپنی طرف سے بنائیں ہیں۔ ست دھرم کے خواہشمند اور معقول پسند ناظرین! ان لوگوں۔ اوّل ہماری کتابوں کے جواب لکھے۔ مگر چونکہ وہ نامعقول و لاجواب تھے۔ جوابات کو کافی نہ سمجھ قرآنی خدا۔ اور محمدی کبریا کو بھی بے وقت بانگ سُنا سُنا کر نیند سے جگایا۔ اور جیسے بعض مخبوط الحواس بڑبڑاتے اور گڑگڑاتے ہیں ویسا ہی اُسے مجبوراً بڑبڑانے پر مستعد بنا یعنے اُس نے جبرائیل بھیج قادیانی کے کان میں ہماری موت کا الہام سنایا کہ دیوانہ لکار خویش دانا کی طرح جس نے اُسے اپنی گذشتہ جہالتوں کی طرح شایع فرمایا دوسری طرف اپنے عقل کے دشمن چیلوں کو بھڑکایا اور عدالت انگلشیہ میں اُنکا روپیہ برباد کرایا۔ مرزاپور۔ الٰہ آباد و بمبیج لپشاور۔ لاہور۔ دہلی میں نالشیں کیں اور شرمسار ہوئے اور زیر بار بفضل الٰہی و رحمت نامتناہی پیروان ویدک دھرم فتح یاب ہوئے اور کامیاب۔

پس آج دس سال کے بعد پرماتما کی انوگرہ اور ایشوری کرپا سے ہم **تکذیب براہین احمدیہ** جلد دوم کی اشاعت کرنے اور دین اسلام کی باقیماندہ کیفیت کو طالبان حق کی میز پر دھرتے ہیں۔

ناظرین! تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ نے جس قدر اسلامیوں کو راہ راست دکھانے اور ہندوؤں کو ویدک دھرم پر چلانے میں کامیابی حاصل کی وہ ایشوری مدد کے بغیر ممکن نہیں تھی وہ صدہا محمدیوں نے دین محمدی چھوڑ کر شرک و کفر سے موہنہ موڑ اور تسبیح ریا توڑ کر راہ راست (ویدک مارگ) پر قدم جمایا اور کعبہ پرستی کو ترک کر اور وید و قرآن میں فرق کر حق و باطل کو پرکھ کر رشتہ توحید (زنار مقدس) زیب گلو فرمایا۔ جگت پتا پرمیشور اسی طرح ہندی نژاد ۵ کروڑ محمدیوں کو آریہ دھرم میں لا کر آریہ بناوے۔ اور باقی تمام محمدیوں کو بھی علم معقول کا ہمخیال اور اعرابیت و جہالت سے نکال کر اپنے ست سناتن دھرم پر چلاوے۔

۹۔ جنوری سنہ ۱۸۹۷ء

لیکھرام

آریہ مسافر از آریہ سماج لاہور

فریب میں آگئے۔ اور اُسکے کہنے پر عمل کیا شیطان کا نام فرشتوں میں حارث تھا اور اُنہوں نے وعدہ کیا کہ جب لڑکا ہوگا اُسکو آپکا بندہ بتائینگے چنانچہ جب فرزند تولد ہوا اُسکا نام آدم و حوا نے عبدالحارث رکھا۔ قرآن کے مصنف نے اُنکے شرک کا اُن الفاظ میں ذکر کیا ہے فلما اٰتٰھما صالحًا جعلا لہٗ شرکاء۔ پس جبکہ خدا نے اُنکو صحیح جسیم بیٹا دیا۔ تب اُنہوں نے شرک کیا۔ یہاں مفسر حسینی کے یہ الفاظ ہیں و بعضے برانند کہ آنوقت کہ داد حق تعالیٰ آدم و حوا را فرزند شائستہ ایشان غیرے را شریک حق ساختند" پس خدا کیساتھ شرک بھی کیا اور سورۃ نساء میں ہے ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالًا بعیدًا جس نے کوئی شریک کیا وہ راہ حق سے بہک کر بہت دور جا پڑا۔ پھر لکھا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ اللہ یہ گناہ تو کبھی نہ بخشیگا کہ اُسکا کوئی شریک ٹھہرایا جاوے (مفصل دیکھو تفسیر حسینی جلد ا سورۃ اعراف صفحہ ۲۲۹ نولکشور) اور مدارج نبوۃ میں ہے پس حسد برد ابلیس بر آدم و در وسواس انداخت۔ برآورد او را از بہشت صفحہ ۵ جلد دوم موجودہ لائبریری اجمیر)

اور عبدالحارث کا اسیطرح قصہ تاریخ طبری میں ہے دیکھو صفحہ ۲۷ جلد اول اور ایسا ہی ذکر شاہ ولی اللہ کے ترجمہ کے حاشیہ صفحہ ۱۶۶ پر و معالم التنزیل صفحہ ۴۰ سطر ۱۸-۲۱ پر ہے۔

۱۳۶ **مولوی** اب بھی اگر ناعاقبت اندیشوں کے باعث محرم و دسہرہ وغیرہ کے فساد ہوتے ہے تو بہت ساروں کو حکم ہوگا کہ پورٹ بلیر چلے جاؤ اور یوں مجبورًا قلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض (پورٹ بلیر) مستقر و متاع الیٰ حین کی تعمیل کرنی پڑیگی۔

آریہ بیشک ہمکو آپکے اس آخری جملہ سے اتفاق ہے اسی واسطے محرم اور دسہرہ دونوں کو ناجایز جانتے ہیں۔ مگر محرم میں تو آپکے بڑے بڑے دیندار بڑے بڑے عماموں والے مولوی صاحبان شامل ہیں۔ اُنکا کیا علاج؟

مگر آپنے جو لکھا ہے غرض آدم علیہ السلام جلد اور کسی اور زمین میں جا کر بسے توریت شریف میں مفصل لکھا ہے پیدایش باب ۲ آیت ۸ و باب ۳ آیت ۲۴ اور باب ۴ آیت ۱۶ اور یہ بھی فرمایا کہ ہم اسواسطے تمکو نکلتے ہیں کہ تم لوگوں میں باہمی عداوت ہے اور باہمی عداوت کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ آخر کچھ قوموں کو نکلنا پڑتا ہے (صفحہ ۱۳۵ و ۱۳۶)

مولوی جناب اس آپکے نتیجہ سے اور پورٹ بلیر کے حوالہ سے کون پورٹ بلیر بھیجا گیا صاف ظاہر ہے کہ آدم علیہ السلام کیونکہ وہی شام کی ملک سے نکالا گیا اور جو مجرم ہوتا ہے وہی نکالا جاتا ہے آپکے لکھنے آپکے قول و تحریر سے بھی دشمنوں کی پیشگوئی سچی اور خدا کی ضد باطل ہوئی آدم ضرور گناہگار ہوکر نکالا گیا ہے۔

۱۳۶ **مولوی**۔ سوچو آریہ ہند میں کس طرح آئے۔ مقام تامل اور غور ہے۔

آریہ۔ منوسمرتی جو آریوں کی شرع اور بعضے معاملات میں تاریخ بھی ہے اُسمیں لکھا ہے کہ آریہ لوگوں کے آدی اپنتی استھان ہی آریہ ورت دیش ہے کہیں اور سے نہیں آئے مگر اسکی حد تبت سے اور اٹک اور رہم پتر سے سندہ تک ہے کیونکہ تاریخ میں بھی لکھا ہے سیما حدود اربعہ) اس دیش کی جدا جدا سمے میں جدا جدا طرح رہی کبھی لوگوں نے برہما سیام ملا کار اور کوچین کو اس میں گنا اور کبھی کابل قندہار اور تبت کو اس میں ملا یا" (رہو گول ہستا ملک صفحہ ۲۰ ۱۸۷۶ء)

۱۴۵ تکذیب براہین احمدیہ عام محمدیوں کا اعتقاد ہے کہ خدا خیر اور شیطان شر کا آفریدہ ہے۔

۱۶۶ **مولوی** ہرگز یہ عقائد محمدیوں کا نہیں اور کہیں یہ تفریق قرآن میں نہیں لکھی۔

آریہ۔ مولوی صاحب ہمکو اس آپ کی بیجا ضد سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ صداقت سے منزلوں دور ہیں جب ہمنے تکذیب میں ہی کئی آیات قرآن کی درج کر دی ہیں جنمیں صاف لکھا ہوا ہے فبما اغویتنی کہ شیطان نے تمہارے میں سے بہت مخلوق کو بہکا دیا ہے ابھی اُسکے خالق شر ہونے میں شک ہے اور مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ ۱۲۵ سے ۲۵۵ تک) قرآن کو مانکر جو شیطان کو خالق شر ہونے سے انکار کرتا ہے بے شبہ وہ قرآن کی رو سے کافر ہے۔

۱۴۳ **مولوی** مگر شیطان کے قول کی وہی حجت پکڑیں جو اُسکے مائیں۔

آریہ۔ شیطان کے ماننے والے یہودی۔ عیسائی محمدی ہیں اور شیطان کی تابعداری بھی نہیں زیادہ اور اُنہیں کا فرض ہے کہ اُسکے قول کو حجت پکڑیں ہم تو اُس کی تردید کرنے والے ہیں قرآن میں شیطان کی ایسی تعلیم سلیمان پارسی کی حجت کا فیض ہے۔

ذوالقرنین سکندر رومی کا بیان اور یاجوج ماجوج کی داستان

۱۶۴ **مولوی** سکندر کا نام قرآن کریم میں ہرگز موجود نہیں۔ کسی صحیح حدیث میں رومی سکندر کا قصہ جناب خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا۔ پھر کہتا ہوں ہرگز سکندر کا قصہ قرآن کریم میں نہیں۔ پھر اس رومی سکندر کا جو مشرک اور بت پرست تھا اور آخر کار شراب خوری میں ہلاک ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ خیال آپکو قرآن کے مطالعہ اور عربی دانی سے نہیں ہوا بلکہ یہ موقع پر آپنے پادری صاحبان یا منشی اندرمن صاحب یا کنہیالال صاحب کی خوشہ چینی فرمائی ہے آپنے ذوالقرنین کے قصہ کو جو قرآن میں موجود ہے سکندر کا قصہ تجویز کیا اور بنا کہا یا

آریہ۔ مہربان من آپنے میری دلیل کی تردید نہیں کی۔ بلکہ جماعت مفسرین کی تحقیقات پر لکیر پھیری جنہوں نے صاف صاف اقبال کیا ہے کہ یہ ذوالقرنین سکندر رومی تھا۔ ہم نے جو کچھ اعتراض کیا ہے وہ قرآن اور حدیث و تفاسیر عربیہ و فارسیہ میں موجود ہے نہ تو ہم نے کسی کی خوشہ چینی کی اور نہ دھوکا کھایا بلکہ قرآن شریف کے قصص کی اصلیت کو دکھایا اور تفاسیر اسلامیہ کی ماہیت کو معرض ظہور میں لایا ہے جناب مولوی صاحب دیکھئے مفسرین قرآن کیا فرماتے ہیں

(۱) **تفسیر جلالین** میں ہے ویسئلونک ان الیھود عن ذی القرنین اسمہ الاسکندر ولم یکن نبیا" دیکھو جلد ثانی مطبوعہ احمدی پریس کلکتہ ۱۲۵۷ھ صفحہ (۱)

(۲) **فاضل اجل جار اللہ زمخشری** فرماتے ہیں ذوالقرنین ھو الاسکندر الذی ملک الدنیا (تفسیر کشاف صفحہ ۲۱۲ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۷۶ھ)

(۳) **تفسیر معالم** میں ہے وقیل اسم الاسکندر بن فیلقوس بن یاماوس الرومی صفحہ ۳۴ بمبئی ۱۲۷۴ھ)

(۴) **تفسیر سواطع الالہام** میں لکھا ہے ذوالقرنین ملک الروم وعدلہ اوھو ملک اھل الترمکاء کلھم سمود الحمو در ملکہ المطلع والمدلک اولکلم رھط احد طرد رسم حال طوح اللہ لما دعاھم للاسلام وھلاکہ ولا عطاء اللہ الروح لعصر طولا عودا اولکرم والرع وامہ اولطول عمرہ اولحلم علم الاحکام والاو امر و علم الاسرار والحلم اولو رح ولا الملک والمطلع وھو رسول کامل مکمل محامور ھو ارم للمعود او ملک مسلم صالح وھو الاصح او امر صالح ماھو رسول ولا ملک او ملک (صفحہ ۲۷۲ و ۳۷۳ مطبع نولکشور ۱۳۰۶ھ)

(۵) **تفسیر مدارک التنزیل** میں ہے یسئلونک ای الیھود علی جھۃ الامتحان او ابوجہل واشیاعہ عن ذی القرنین ھو اسکندر الذی ھو ملک الدنیا (جلد ۲ صفحہ ۱۴ برحاشیہ تفسیر حسینی ۱۲۸۰ مطبع احمدی)

(۶) **قاضی بیضاوی** صاحب اپنی تفسیر **انوار التنزیل** و اسرار التاویل میں فرماتے ہیں ویسئلونک عن ذی القرنین یعنی اسکندر الرومی ملک فارس والروم وقیل المشرق والمغرب ولذلک سمّی ذا القرنین او لانہ طاف قرنی الدنیا شرقھا وغربھا وقیل لانہ انقرض فی ایامہ قرنان من الناس وقیل کان لہ قرنان ای ضفیرتان وقیل کان لتاجہ قرنان ویحتمل انہ لقب بذلک لشجاعتہ کما یقال الکبش للشجاع کانہ ینطح اقرانہ واختلف فی نبوتہ مع الاتفاق علی ایمانہ وصلاحہ (بیضاوی جلد اول صفحہ ۵۰۲ مطبوعہ لیپزک جرمن ۱۸۴۸ء موجود لائبریری الہ آباد)

(۷) **تفسیر العلامہ** ابی مسعود میں ہے ویسئلونک عن ذی القرنین ھم الیھود سالوہ علی وجہ الامتحان او سالہ قریش بتلقینھم وصیغۃ الاستقبال للدلالۃ علی استمرار

۱۲۷ - مولوی - آدم کو چیزوں کے نام سکہائے اس تعلیم سے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کو دی معلوم تو ثابت ہوا کہ جو چیز آپکو سکھلائی گئی وہ فرشتے نہیں جانتے تھے اگر جانتے تو اس چیز کے بتانے سے عاجز آکر نہ کہتے سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا آدم کو ایسی بات تعلیم کردینی جس کا علم فرشتوں کو نہ ہو خود اس امر کا مثبت ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ کچھ جانتا ہے جسے فرشتے نہیں جانتے اگر فرشتے جانتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اگر آدم کو پڑھا دیا تھا - گو ہم نے مانا کہ علیحدہ پڑھایا تھا تو واجب تھا کہ فرشتے بدون اسکے کہ خدا سے پڑھتے بتلا دیتے اور اگر نہ بتلا سکے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمودہ واعلم مالا تعلمون بالکل سچ تھا جب وہ ایسا علیم تھا کہ فرشتے اسکے علوم سے بے خبر ہیں تو اسکے کسی فعل پر کسیکو خواہ ملایکہ کیوں نہ ہوں اعتراض کا موقع نہیں -

آریہ - حضرت آپنے کتنی حکمت عملی کتنی چالاکی اور کتنی عبارت آرائی کی مگر وہ فریب چھپ سکا جس کا ہمنے تکذیب میں ذکر کیا تھا دیکھو صفحہ ۳۶ نمبر سوم - اسی واسطے قرآنی خدا خیر الماکرین یعنے بڑا مکار ہے اور آپکا وہ فقرہ جس پر ہمنے خط کھینچ دیا ہے صریح ہمارے زیر دست اعتراض کے اقبال کا ثبوت ہے - ہاں فرشتوں نے سب جہان یا خدا کے دل کا حال جاننے کا اقرار نہیں کیا تھا جیسا کہ خدا کو آدم کے آیندہ حال سے آگاہی تھی ویسے فرشتوں کو خدا کے فریب سے آگاہی نہ تھی مگر انہوں نے پیشگوئی کی تھی وہ بالکل سچ تھی خدائے محمدیان اگر علیم ور دانا تھا تو چاہئے تھا کہ فرشتوں نے معقول سمجھانے پر خاموش ہو رہتا سکوت کرتا مگر ہٹ اور ضد کی جو دانائی سے بعید ہے اور فی الحقیقت یہ ساری نسل انسانی کی خرابی اسی ہٹ اور ضد کا باعث ہے اور فرشتونکو پیش گوئی کا ظہور پھر آپکا یہ فرمانا اور بھی تعجب انگیز ہے کہ اسکے فعل پر کسیکو خواہ ملایکہ کیوں نہ ہوں اعتراض کا موقع نہیں - حضرت اگر یہی حال ہے تو عیسیٰ کے ابن اللہ کہنے والوں اور انجیلی ارشاد پر کیوں اعتراض کرتے ہو تسلیم کیوں نہیں جھکاتے - یہود پر کیوں اعتراض کرتے ہو - بت پرستوں سے کیوں لڑتے ہو مولوی وحی کیطرح کیوں نہیں دم بخود ہو کر کہتے ہندیا نزا اصطلاح ہند مدح ۔ سندیا نزا اصطلاحِ سند مدح حق کو اعتراض سے خطرہ نہیں اور ناحق اعتراض کا متحمل نہیں ہو سکتا اور لاجواب ہو کر گالیاں دینی شروع کرتا ہے جیسا کہ قرآنی خدا - یا علماء اسلام -

۱۲۸ - مولوی - جب باریتعالیٰ نے ملایکہ کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو آدم کا سجدہ کرنا اور اسکی اگیا کا پالن کرنا درحقیقت باریتعالیٰ کی جناب کو سجدہ تھا نہ آدم کو - سجدہ کا لفظ اسلامی شرع میں ایک وسیع لفظ ہے (۱) آسمانوں اور زمین کی اشیاء اللہ کو سجدہ کرتی ہیں (۲) آسمانوں اور زمین کے رہنے والے اللہ کو سجدہ کرتے ہیں اس رس بہادر قوم کے آگے پہلے اور پیچھے سجدہ کرتے ہیں سجدہ کا لفظ عرب کی لغت میں انقیاد اور فرمانبرداری کے معنے دیتا ہے -

آریہ - جناب من آپکو اس شرک و مشرکانہ اور کفر کے چھپانا نہیں خواہ کتنی ہی کوشش کرنی پڑے مگر نہیں چھپا سکتے کیونکہ ع بھلا خاک ڈالے سے چھپتا ہے چاند - کیونکہ قرآن میں صاف طور پر لکھا ہے انکو آدم کو سجدہ کرنیکا حکم دیا نمبر ا اور ۲ میں تو خدا کے لئے سجدہ کا ذکر ہے اور نمبر ۳ - ایک عرب کے شاعر زید خیل کا شعر ہے - شاعروں کے واسطے قرآن میں کہا ہے والشعراء یتبعھم الغاوٗن پس قرآن کسی شاعر کی کلام ہے یا القادر کی اگر خدا کی ہے تو اسے شاعروں کی طرح جھوٹے محاورہ کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ شعرا کے جھوٹ سے خدا کی پناہ - او یہاں خدا شاعروں کی پناہ میں گیا دہر ما تما لوگونکے عقیدہ کے مطابق کسی قسم کا سجدہ سوائے خدا کے سب کو منع ہے اور اسکا کرنیوالا کافر ہے ظاہر ہے کہ خدانے کفر کا حکم دیا اور ایسا خدا معاذ اللہ شرک سے بری نہیں ہو سکتا بار بار قرآن میں لفظ سجد بن سجد تسجد - اسجد و یسجد و پڑے ہوئے ہیں - اور معنے کئے گئے ہیں کہ چوں روح در قالب وے در آرام و زندہ گرد و پس در روئے دے افتید برائے وے سجدہ کنندگان (تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۲۷ اور اسی پر سارا مباحثہ ہے پس صاف طور پر قرآنی خدا نے فرشتونکو کفر کا حکم دیا - اور کفر کا اپدیش کرنیوالا ماننے والا اسکے دونوں کافر ہیں - بنا بران اس الزام شرک و اتہام کفر سے بانی قرآن کی بریت نہیں ہے - اور اصل میں آپنے مان ہی لیا ہے آدم کو سجدہ کرنا درحقیقت باریتعالیٰ کی جناب کو سجدہ تھا آدم کو (۱۲۹) پھر فضول معنی اور تاویل لایعنی کرنیسے کیا حاصل کفر کا حکم کسیکا ہو ماننا چاہئے زنا کسی کے کہنے سے نہ کرنا چاہئے - چوری کسی کے کہنے سے نہ کرنی چاہئے - بت اور اسکے پرستار اور اسکے اپدیشٹا - کفر کا مرتکب اور اسکا معلم - شرک اور اسکا حکم دینے والا اور مشرک تینوں برے ہیں تینوں حرام تینوں سزایاب ہونگے اندھے حاکم اور بیوقوف محکوم دونو گنہگار ہیں یہ تاویل ایسی ہے جیسی بام مارگی کہتے ہیں کہ ہمکو ماہن سے زنا کرنا اور شراب پینی خدا کا حکم ہے محمدی کہتے ہیں مخلوق کا قتل اور بیگانی عورتوں سے زنا یا متعہ یا اغلام اور قربانیاں ہم خدا کے حکم سے کرتے ہیں عیسائی کہتے ہیں کہ خدا نے ہمکو کہا ہے کہ مسیح تمہارے واسطے ملعون ہوا خدا کی روح فاختہ بنکر اتری خدا مصلوب ہوا یہ ساری باتیں انکے کلام میں درج ہیں - ہندو کہتے ہیں ہمکو خدا نے کہا ہے میں تمہارے واسطے اوتار لونگا - وہی خدا سور - مچھ - کچھ - نرسنگہ کا اوتار ہوا - الہامی صاحب - ایسی فضول باتیں اور کفر کے کلمے اور مشرکانہ الفاظ کسی کے نہ ماننے چاہئیں جس کتاب میں علم اور عقل اور نیچر کا لنشن کے خلاف حکم ہیں خواہ وہ کوئی بھی ہو شرک سے بری نہیں ہو سکتی پس وہ انسانی کتاب ہے الہام سے اسکا کوئی تعلق نہیں - میرے کرم مولوی صاحب ایک خدا پوتر پرماتما - ادویتی برہم یعنے شرک سے حقیقی نفرت کرنیوالا خدا کل - کسی کے سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیتا -

لقمان حکیم نے بیٹے کو کیا اچھا کہا ہے "اگر تیرے ماں باپ شرک کرنے پر تجھے مجبور کریں تو انکا کہا مت مان" - آگیا پالن اور فرمانبرداری مردیگر ہے مگر وہ بھی نیک لوگوں کی نہ کہ بدوں کی - آدم جس نے ساری دنیا کو بقول بائبل کے ملعون بنایا اسکے سبب سے زمین لعنتی ہوئی - گناہ کا بیج بویا گیا قتل اور خونریزی جاری ہوئی زنا گفتنہ بہ جرایم کا آغاز ہوا جسیلئے آدم سے یوسف اپنے والدین کو نکالا گر کیا اچھے اور مختصر الفاظ میں ادا رکھا ہے جتنے مجھسے پہلے آئے سب چور اور بٹمار ہیں - اور محمد صاحب نے اپنے سے پہلے نبیوں کو کہا کہ مشکوٰۃ میں اتارا ہے (دیکھو باب شفاعت جلد ۴ فصل اصفحہ ۴۰۸) پس فرشتوں جیسے مخلوق کو آدم کی فرمانبرداری اور سجدہ کا حکم دینا بنظر انصاف ظلم - جہالت اور شرک ہے -

جناب مولوی صاحب انصاف کیجئے اور ذرا خدا کو حاضر و ناظر جانکر فرمائیے کہ اگر عزازیل نے آدم بت کو سجدہ کرنا تو کتنا بڑا بھاری گناہ کرتا اور اگر فرشتوں نے غلطی سے یا خدا کے بہکانے سے کر دیا تو کتنا گناہ عظیم کیا - اور کیا وہ کافر ہوئے یا نہیں -؟

مولوی ۱۳۱ - اگرچہ آدم علیہ السلام شیطان کے کہنے پر نہ چلے مگر مدت کے بعد وہ درخت کے پاس جانے کی الہی ممانعت کو بھول گئے -

آریہ - یہ آپکا فرمانا بالکل قرآن کے مخالف ہے - قرآن میں لکھا ہے ان الشیطان لکما عدو مبین بدرستیکہ او مر شمارا دشمنست آشکار (تفسیر حسینی میں لکھا ہے چہ بید شمارا بوسوسہ از بہشت بیرون آورد (جلد ا صفحہ ۲۷) اور پھر لکھا عصی آدم ربہ فغوی ترجمہ آدم نے اپنے رب کا عصیان کیا اور بہک گیا پھر لکھا ہے فوسوس لھما الشیطان (سورہ اعراف) پس وسوسہ کرد آدم و حوا شیطان - پھر لکھا ہے سورہ اعراف یٰبنی آدم لا یفتننکم الشیطن کما اخرج ابویکم من الجنۃ اے فرزندان آدم پرحذر باشید کہ شمارا در فتنہ نہ اندازد و شیطان و باشما نکند و شمارا از راہ حق بیرون نبرد چنانکہ بیرون آورد پدر و مادر شمارا از بہشت (صفحہ ۱۹۸) بہانتک ہی صبر نہیں کیا بلکہ اسی سورہ اعراف میں لکھا ہے ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منھا زوجھا کی آیت پر تفسیر حسینی میں ہے کہ جب حوا حاملہ ہوئی شیطان اسکے پاس گیا - وہ حیران تھی کہ کیا پیدا ہوگا اور کہاں سے اور کس طرح آدم اور حوا شیطان کے

حاکم لکھا کہ پھر چلونگا اور سمجھونگا اگر چاہیگا اللہ تعالیٰ اور انشاء اللہ کہیگا تو آئینگے پھر دوسرے روز لوٹ کر آوینگے اور اسکو ویسا ہی پاوینگے جیسا کہ چھوڑ گئے تھے پس سوراخ کر ڈالینگے اسمیں اور نکل پڑینگے لوگوں پر اور سب دریاؤں کا پانی پی ڈالینگے - اور لوگ اُن سے بھاگینگے - پھر وہ آسمان کی طرف تیر پھینکینگے اور اُن پر گریگا تیر خون میں ڈوبا ہوا سو بولینگے کہ دبالیا ہم نے زمین والوں کو - اور چڑھائی کی آسمان والے یعنے خدا تعالیٰ پر - کہینگے اپنے دل کی سختی اور غرور سے سو بھیجیگا اُن پر اللہ تعالیٰ ایک کیڑا کہ پیدا ہوگا اُنکی گردنوں میں اور وہ سب مر جاوینگے - اور فرمایا آپنے قسم ہے پروردگار کی کہ جان محمدؐ کی اُسکے ہاتھ میں ہے کہ زمین کے جانور اُنکا گوشت کھا کھا کر موٹے ہو جاوینگے اور مستے ہو رہینگے اور شکر کرینگے بخوبی" (دیکھو حدیث جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن مطبع مرتضوی دہلی صفحہ ۳۶۰ و ۳۶۱)

پھر لکھا ہے ابن حاتم نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے "الجن والانس عشرۃ اجزاء فتسعۃ اجزاء یاجوج وماجوج وجزء سائر الناس" ترجمہ اور انسان کے دس حصہ میں نو حصہ اُنمیں سے یاجوج وماجوج ہیں اور ایک حصہ سب لوگ (جامع ترمذی صفحہ ۹۳)

فاضل جار اللہ زمخشری لکھتے ہیں عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صفتہم لا یموت احد منہم حتی ینظر الی الف ذکر من صلبہ کلہم قد حمل السلاح (تفسیر کشاف مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۸۱۲ سنہ ۱۲۷۶ھ)

قسطلانی میں لکھا ہے فیما ذکرہ محی السنۃ ان یاجوج وماجوج اثنان وعشرون قبیلۃ بنی ذو القرنین السد علی احدی وعشرین قبیلۃ وبقیت واحدۃ منہم الترک سموا بالترک لانہم خارج السد وعن حذیفۃ مرفوعًا ان یاجوج وماجوج امۃ وکل امۃ اربع مائۃ الف لا یموت الرجل منہم حتی ینظر الی الف ذکر من صلبہ کلہم قد حمل السلاح قال وہم ثلاثۃ اصناف وصنف مثلہم مثل الارز شجر بالشام طولہ عشرون ومائۃ ذراع فی السماء وصنف طولہ وعرضہ سواء عشرون ومائۃ ذراع وہولاء لا یقوم لہم جبل ولا حدید وصنف منہم یفترش احدہم احدی اذنیہ ویلتحف بالاخری لا یمرون بفیل ولا وحش ولا خنزیر الا اکلوہ ومن مات منہم اکلوہ مقدمتہم بالشام وساقہم بخراسان یشربون انہار المشرق وبحیرۃ طبریۃ (قسطلانی جلد ۵ صفحہ ۲۷۰)

مترجم جامع ترمذی نے گویا اس کا ترجمہ کیا ہے یاجوج وماجوج بائیس قبیلہ ہیں حضرت سکندر ذو القرنین نے اکیس پر سد بنائی اور ایک قبیلہ اُس سے باقی رہگیا اور وہی ترک ہیں اور حذیفہ سے مرفوعًا مروی ہے کہ یاجوج ایک گروہ ہیں اور ماجوج ایک گروہ - اور ہر گروہ چار لاکھ کا ہے - نہیں مرتا اُنمیں سے کوئی جبتک نہ دیکھ لے اپنے ہزار لڑکے قابل ہتیار باندھنے کے اور وہ تین قسم ہیں ایک درخت صنوبر کی مانند ہیں کہ طول اُسکا ایک سو بیس گز ہے اور ایک گروہ اُنمیں سے ایسا ہے کہ طول و عرض اُسکا برابر ہے ایک سو بیس گز ہے قد اُنکا - اور کوئی پہاڑ اور لوہا اُنکی برابری نہیں کر سکتا اور تیسرا گروہ ایک کان بچھاتا ہے ایک کان اوڑھتا ہے - نہیں پاتا وہ ہاتھی کو یا کسی اور وحشی جانور یا سور یا کسی کو مگر کھا جاتا ہے اور جو اُنمیں سے مر جاتا ہے اُسے بھی کھا جاتے ہیں جب وہ نکلینگے سر اُنکے لشکر کا شام میں ہوگا اور ساق اُنکا خراسان میں - پی جاوینگے وہ نہریں مشرق کی اور بحیرہ طبرہ کہ ایک دریا ہے بہت بڑا - غرض خروج اُنکا ایک بڑی نشانیوں قیامت سے ہے - دیکھو حدیث جامع ترمذی مطبع مرتضوی دہلی ابواب تفسیر القرآن صفحہ ۹۲ و ۹۳ - ۱۰۷ - ۱۱۰ و ۳۶۰ و ۳۶۱ -

رسالہ حشریہ میں لکھا ہے کہ ملک ان یاجوج ماجوج کا اقصاء بلاد شمالیہ میں ہے ہفت اقلیم سے باہر جانب شمال اُنکے دریائے شور ہے کہ پانی اُسکا بسبب شدت برد کے ایسا غلیظ ہے کہ گذار کشتی کا دشوار ہے اور جانب مشرق اور غرب کے دو کوہ عظیم ایسے واقعہ ہیں کہ چڑھنا اور اُترنا بھی اُنپر ناممکن ہے اور جنوب اُنکی بائیں ہیں اور جنوب کی طرف وہ دونوں پہاڑ آہستہ آہستہ قریب ہوتے جاتے ہیں کہ درمیان اُنکے فاصلہ قلیل رہ گیا ہے سکندر ذو القرنین نے اُس فاصلہ پر دیوار آہنی بنائی ہے جو بہ سد سکندر معروف ہے بلندی اُسکی قلعہ کوہ کے برابر ہے اور عرض اوس کا پچاس گز ہے اور وہ جنبیش ہمیشہ اُسکو کھودتے ہیں مگر باریتعالیٰ پھر اُسکو درست کر دیتا ہے آنحضرت کے زمانہ میں دو انگشت حلقہ کے برابر سوراخ ہو گیا تھا - اور نہایت کثیر الجماع ہیں چنانچہ ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم نے روایت کیا کہ یاجوج وماجوج کی عورتیں ہیں اور وہ جماع کرتے ہیں جب چاہتے ہیں بلکہ وہ مانند درخت کے پھل لاتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں"

اسیطرح مولوی ابو محمد عبد الحق نے عقاید الاسلام میں ام مسلم کی روایت سے نقل کیا ہے (دیکھو صفحہ ۱۹۵ سنہ ۱۲۹۴ھ مطبوعہ دہلی)

تفسیر کبیر میں امام صاحب نے بھی اسی طرح کا حال یاجوج وماجوج کا لکھا ہے اور زیادہ بحوالہ تفسیر کشاف کے یہ لکھا ہے قال صاحب الکشاف قیل بعد ما بین السدین مائۃ فرسخ" (دیکھو جلد ۵ صفحہ ۷۵۵ سے ۷۵۸ تک)

جناب مولویصاحب! اگر آپ سکندر کا قصہ اُسکے مشرک ہونے اور شراب خوری کے سبب قابل اندراج قرآن نہیں جانتے تو حضرت لوط علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام و حضرت داؤد و سلیمان حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی بابت کیا فتویٰ لگاؤگے جنہوں نے اکثر ایسے کام کئے ہیں - اگر آپ فرماوینگے کہ کہاں لکھا ہے تو ہم یہی عرض کرینگے کہ صحایف انبیاء (توریت مقدس) و انجیل شریف یعنے پاک کتابوں اور الہامی کتابوں میں جنہیں تمام مسلمان اور خود محمد صاحب الہامی مانتے تھے -

۶۴ - ۶۷ - مولویصاحب لیکن وہ قصہ کتاب دانیال کے ایک مشکل مقام کی تفسیر ہے دیکھو دانیال ۸ سے ۱۲ تک جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بموجب مکاشفہ دانیال نبی کے اور بموجب تعبیر جبرئیل کے اُسی دو سینگ والے اور فارس کی بادشاہت کا قرآن نے تذکرہ کیا ہے اور پھر خود تفسیر کرتے ہیں کہ یہ بادشاہ جو دانیال کی خواب میں دو سینگ کا مینڈھا دکھائی دیا اور فارس اور ماد کا حکمران ہوا اسکا نام خورس ہے اور اُسکے ساتھ عزرا ۱ باب کا بھی حوالہ دیا ہے - المختصر -

آریہ - آپنے ذو القرنین کا ارتھ دو سینگ والا کیا ہے اور ایران کے شمال میں مقام دربند سد ذو القرنین کا پتہ دیا ہے حضرت اگر آپ کتاب لکھنے سے پہلے ساری دانیال کی کتاب ہی مطالعہ فرمالیتے یا کم سے کم تاریخ معتبرہ کو پڑھ لیتے تو ہرگز ایسا مغالطہ نہ کھاتے اور نہ ایسا بے بنیاد حوالہ دینے کی آپکو ضرورت رہتی اور نہ اس خلاف تاریخ بات کی آپکو تفسیر کرنی پڑتی اور نہ حق بات کو چھپانے پر مستعد ہوتے اور نہ صحیح واقعات سے انکار کر سکتے اب براہ مہربانی انصاف کو کام میں لا کر غور سے سنئے -

دانیال نبی نے یہ مضمون کب لکھا اُسی کتاب میں لکھا ہے دارا کو پسند آیا کہ مملکت پر ایک سو بیس سردار مقرر کرے (۶ باب ۱) اور لکھا ہے انہوں نے اس سے عرض کی کہ اے دارا بادشاہ تا ابد جیتا رہ (۶) سو دارا نے اس نوشتہ اور فرمان پر دستخط کیا (۹) تب دارا بادشاہ نے ساری قوموں اور گروہوں اور اہل لغت کو جو روئے زمین پر بستے تھے نامہ لکھا (۲۵) اُسی رات کو بیلشضر کو جو کسدیوں کا بادشاہ تھا قتل ہوا اور دارا مادی نے ۶۲ سال کی عمر میں ہو کے مملکت لے لی (۵ باب ۳۰ و ۳۱) بیلشضر بادشاہ کی سلطنت کے تیسرے سال میں مجھے ہاں مجھ دانیال کو ایک رویا نظر آئی (۸ باب ۱) خوسرس کے بیٹے دارا کے پہلے سال میں جو مادیوں کی نسل سے تھا (۹) -

ناظرین - اگرچہ ترتیب اور امور خانہ و قنعت کے لحاظ سے کتاب بھی قرآن کی طرح ثبوت میں لئے جانے کے لایق نہیں - مگر ہم آپکو اس صریح غلطی جتلاتے ہیں کہ جب اخسویرس - کورس - یا خورس اس واقعہ سے پہلے مر چکا تھا اور دارا اُسکی

ذٰلک الی وجہ الجواب و هو ذو القرنین الاکبر و اسمہ الاسکندر بن فیلقوس الیونانی والاول هو الاظهر لان من بلغ ملکہ من السعة والقوة الی الغایة التی نطق بها التنزیل الجلیل انما هو الاسکندر الیونانی کما تشهد بہ کتب التواریخ یروی انہ لما مات ابوہ جمع ملک الروم بعد ان کان طوائف ثم قصد ملوک العرب و قهرهم ثم امعن حتی انتهی الی البحر الاخضر ثم عاد الی مصر فبنی الاسکندریہ (جلد ۵ صفحہ ۷۳۰ برحاشیہ تفسیر کبیر)

(۸) امام فخر الدین محمد الرازی ابن العلامة ضیاء الدین عمر اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں "یسئلونک عن ذی القرنین انہ هو الاسکندر بن فیلقوس الیونانی" صفحہ ۵۰۰ سے ۵۰۲ تک - اول تو امام صاحب نے سکندر بن فیلقوس کا ذکر بہت عمدہ دلایل سے لکھا بعد ازاں ایک دو اور اقوال بھی لکھکر آخر میں بڑی مضبوطی سے بتلایا ہے کہ وہ یہی سکندر بن فیلقوس تھا جس کا اُستاد ارسطاطالیس تھا اور دو قرن کے معنے بتلائے ہیں کہ اسکے تاج میں دو سینگ سے تھے (دیکھو تفسیر کبیر جلد ۵ مطبوعہ قسطنطنیہ -

(۹) فاضل شہاب الدین احمد بن الخطیب القسطلانی المصری الشافی فرماتے ہیں ذی القرنین انہ کان شابا من الروم وانہ بنی الاسکندریہ وانہ علا بہ ملک فی السماء وذهب بہ الی السد" - وانما الذی کان من الروم اسکندر الثانی واما اسکندر الاول فقد طاف بالبیت مع الخلیل صلوٰة اللہ علیہ والسلام اول ما بناہ وامن بہ اتبعہ کما ذکرہ الارزقی وکان وزیرہ الخضر واما الثانی فهو اسکندر الثانی وزیرہ ارسطو الفیلسوف کان قبل المسیح بنحو ثلثمائة سنة وسمی ذی القرنین ولانہ ملک المشرق والمغرب ولانہ طاف قرنی الدنیا شرقها و غربها (دیکھو قسطلانی الشرح صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۱۷۲ نولکشور کانپور) اور یہی ذکر صحیح بخاری صفحہ ۴۴۳ کتاب الانبیا میں مطبوعہ ۱۸

۱۰ ملا حسین واعظ فرماتے ہیں یسئلونک عن ذی القرنین ے پرسند ترا مشرکان مکہ بر امتحان یہود از ذو القرنین کہ بادشاہ شرق و غرب بود بدین جہت ذو القرنین گفتند کہ او کرانہ مشرق و مغرب طواف کرد یا در زمان او دو قرن از مردم در گذشتند یا تاج او دو شاخ داشتہ یا بدست فرکاب حرب میمونہ یا کریم الطرفین بود یا میان علم ظاہر و باطن جمع کردہ یا دو صغیرہ داشتہ یعنی دو گیسو بافتہ از جانب سر داشتہ آنست کہ این سکندر رومی است و در نبوتش اختلاف کردہ اند" (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۱۷ نولکشور)

۱۱ تاریخ الحکما میں لکھا ہے در ایام ارسطو بادشاہے ذو القرنین صور نے تمام یافت و بیخ شرک و کفر از بلاد یونان برکندہ گشت"

۱۲ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری اپنی تاریخ میں بھی سکندر بن فیلقوس کو سکندر ذی القرنین لکھتے ہیں (دیکھو صفحہ ۲۱۳ سے ۲۲۱ جلد دوم تاریخ طبری نولکشور)

۱۳ ظہیر فاریابی کہتے ہیں (شکرت نصرمن اللہ) چو بہ خصم زوند بخدا لرزہ شان سد سکندر گیرد -

۱۴ فاضل اجل نظامی گنجوی لکھتے ہیں پیغمبری آنکہ گویم درش کہ خواندہ خدائیش پیغمبر بحق (حاشیہ) قال اللہ تعالیٰ قلنا یا ذی القرنین الایة و ظاہر است کہ مخاطب رب العزة غیر از انبیا علیهم السلام نبود و درین آیہ اشعار بارسال طرف امت ہم ہست هذا ارادا الاطلاع فلیطالع فی سورة کہف" (دیکھو سکندر نامہ صفحہ ۴۳ نولکشور)

۱۵ مشہور مترجم قرآن مصلح الدین سعدی فرماتے ہیں سکندر بدیوار روئین سنگ + بگرد از جہان راہ یاجوج تنگ + ترا سد یاجوج کفر از زرست + نہ دیوار روئین چو اسکندر است - اسکے حاشیہ پر بھی سکندر ذو القرنین اور اُس کی سد اور یاجوج و ماجوج کا ذکر موجود ہے اور قرآنی حوالہ بھی مندرج ہے (صفحہ ۴ نولکشور -

۱۶ - ایک اور فاضل لکھتا ہے یاجوج و ماجوج قومے اند کثیر کہ باقصائے اراضی شرق بیباشند آن طرف از سد سکندر" (مفرح القلوب صفحہ ۱۷۶ سنہ ۱۲۳۱ء کلکتہ)

۱۷ یہی ذکر سکندر اور سد سکندری اور یاجوج ماجوج کا روضة الصفا میں بھی ہے (دیکھو جلد اول صفحہ ۲۸ - اور ۱۴۹۷ مطبوعہ نولکشور -

۱۸ مجمع البحرین کہ قرآن و حدیث کی لغات کی جامع کتاب ہے اس میں لکھا ہے ذو القرنین لقب سکندر است زانکہ دو گیسو داشت چہ قرن گیسو گویند یا آنکہ رسید بہر دو طرف عالم کہ مشرق و مغرب باشد یا آنکہ کریم الطرفین بود از مادر و پدر یا آنکہ داخل شدہ بود در نور و ظلمت -

۱۹ - تاریخ الخمیس عربی میں بھی ذکر ہے کہ سکندر رومی ہی ذو القرنین تھا (دیکھو ورق ۹۰ سے ۹۴ تک قلمی موجودہ لائبریری الہ آباد)

۲۰ - دیوان شمس تبریز میں ہے ببستی از بر او سد سکندر را و - نہ فرشتہ و پری روبس بند ہا کشودی - ردیف ی صفحہ ۲۶۷)

۲۱ - نواب سید محمد صدیق خان صاحب نے کتاب نجات القرآن چھپوائی ہے اسمیں لکھا ہے "قصہ سکندر ذی القرنین و طلوع آن مغرب شمس و غروب شدن در چشمہ گرم و وجدان قومی نعذیب ظالم و تبشیر مومن نمودن سکندر باز بلوغ آن مطلع الشمس و وجدان قومے بر سد بلوغ ایشان بین السدین و شکایت کردن ساکنان آنجا از فساد یاجوج و ماجوج و بنیائے سد از زبر حدید با فراغ قطر بر آن و وعدہ خروج ایشان بقرب قیامت" دیکھو صفحہ ۵۹ مطبوعہ لاہور موجودہ لائبریری لودھیانہ)

۲۲ - مولوی سید ابو المنصور صاحب لکھتے ہیں حضرت یرمیاہ نبی مصر میں مقتول و مدفون ہوئے اور بعد عرصہ دراز کے سکندر ذو القرنین نے اُنکی ہڈیان کو جو گمنامی کی حالت میں مدفون تھیں نکلواکر سکندریہ میں دفن کیا" (صفحہ ۱۱۲)

۲۳ - اتہاس تمر ناشک میں لکھا ہے مسلمان اکثر اس سکندر کو ذو القرنین کہتے ہیں ذو القرنین کے دو ارتھ ہیں ایک ساٹھ برس والا دوسرا دو سینگون والا - سکندر تیس برس کی عمر میں مر گیا تھا اس ساٹھ برس سے تو کچھ تعلق نہ رہا - لیکن دو سینگ والا اسے ضرور کہہ سکتے ہیں کیونکہ اُسکے سکہ پر جو اسکی تصویر ہے اسمیں اُسکے سر میں مینڈھے کے دو سینگ لگے ہیں اور یہ اپنے دیوتا جو پتر آمن کا نشان سمجھکر اپنی تصویر میں لگا دئیے ہیں" حصہ سوم صفحہ ۶۱)

اب ہمکو بتلا دیں ذرا جدا کیو نسطی انصاف کو کام میں لاکر بتلائے تو سہی کہ یا دریصاحبان یا منشی صاحب یا کسی اور صاحب نے یہ اعتراض کہاں کیا اور کس کی ہمنے خوشہ چینی کی اور ہمکو دھوکا ہوا یا اتنے جلیل القدر فاضلوں کو؟ یا اوس شوخی کے زمانہ میں آپ ہی قرآن اور تفاسیر کی اصلاح کر رہے ہیں۔

اب ہم یاجوج ماجوج کی بابت اعتراض کرتے ہیں

فاضل شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی فرماتے ہیں وخلق کعب فیها ذکرہ یحیی لستر ان ادم علیہ السلام احتلم ذات یوم فامتزجت نطفتہ بالتراب فخلق اللہ من ذٰلک الماء یاجوج و ماجوج" (جلد ۵ صفحہ ۲۷۰ قسطلانی مطبوعہ نولکشور

تفسیر حسینی میں بھی یہی ذکر ان الفاظ میں موجود ہے - در عین المعانی آوردہ کہ آدم را احتلام شدہ و منی او بخاک آلودہ گشت آدم از ان حال اندوہناک گشت حق تعالیٰ این دو قوم یاجوج و ماجوج را از ان خاک آلودہ منی ابو البشر بیافرید" جلد دوم تفسیر حسینی سورہ کہف صفحہ ۱۸)

حدیث جامع ترمذی ہے عن ابی رافع عن حدیث ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی السد الخ ترجمہ ابی ہریرہ سے دیوار سکندر کے باب میں مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ یاجوج و ماجوج اُسے روز کھودتے ہیں یہانتک کہ قریب پھٹنے کے ہو جاتی ہے - پھر کہتا ہے جو ان پر حاکم ہے کہ پھر چلو کل اوسکو گرا دینگے - فرمایا آپنے کہ اللہ تعالیٰ پھر اُسے اول روز سے زیادہ مضبوط کر دیتی ہے یہانتک کہ جب اُنکا وقت آجاویگا اور اللہ کا ارادہ ہوگا کہ اونکو لوگوں پر نکالے کہیگا ...

تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم

ہست کہ جہت دفع مضرت یاجوج صعقان دشت از کنار دریا تا البرز کوہ کشیدہ تا قصور وقوعہ ندارد زیرا کہ در اقصائے دریائے شرقی و شمالیست کہ ذوالقرنین مابین آدمیان و یاجوج و ماجوج از آہن در صاص ترتیب دادہ۔ مسموعہ شدہ کہ ایں سد را شاہ نوشیروان کسریٰ جہت مضرت دفع آسیب مردم دشت قبچاق کہ خرصورت اند و نوعے نشانی از آدمیان ندارند ترتیب دادہ و چون ہر شئے را در مقام تعریفا و ستودن بغرو کامل نسبت می دہند تکمیل است کہ ایں سد را از غایت استحکام بطریق مجاز سان سد نسبت کردہ سد سکندری نامیدہ باشند" باب یازدھم صفحہ ۲۱۸ و ۱۹۹ مفتاح التواریخ ۱۸۷۶ء اور ایسا ہی ذکر ادا ضنت میں بھی لکھا ہے دیکھو صفحہ ۹۱ و ۹۲ علاوہ بر آن سورۃ انبیا میں لکھا ہے حتیٰ اذا فتحت یاجوج و ماجوج وھم من کل حدب ینسلون تفسیر حسینی میں لکھا ہے تا وقتیکہ کشادہ شود سد یاجوج و ماجوج تا قیامت کہ فتح سد یاجوج علامت آنست یاجوج و ماجوج از ہر بلندی مے شتابند و مے دوند تا ہمہ عالم را فرو گیرند و آبہائے تمام دریا ہا را بیاشامند و از خشکہا نزد ہرچہ یابند بخورند صاحب معتمد حمت اللہ فی المعتقد در ذکر علامت قیامت آوردہ کہ بعد از ہلاک شدن دجال و انبداع او بردست عیسیٰ خروج یاجوج و ماجوج باشد و کشادہ شدن سد ایشان" جلد دوم صفحہ ۱۱۶ پس دربند قلعہ کا نام جو جہانگیر بادشاہ کے زمانہ اور شاہ عباس صفوی کے زمانہ ۱۶۰۳ء میں فتح ہوا سد ذوالقرنین نہیں ہے یہ بالکل غلط ہے اور نہ وہ ایک سو فرسنگ یا تیس میل ہے اور نہ وہ قیامت تک یاجوج و ماجوج کو بند کرنے والی ہے بلکہ وہ تو فتح ہو چکی ہے۔ بنا بران روس و انگریز یاجوج و ماجوج نہیں ہیں۔ یاجوج و ماجوج کی علامت قرآن میں یہ لکھی ہے ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض یعنے ہر آئینہ یاجوج و ماجوج زمین میں فساد کرنے والے ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ زمین پر فساد اور خونریزی و خرابی اور تباہی کرنیوالے کون ہیں آیا مسلمان یا انگریز۔

ناظرین خود ہی تاریخ پڑھکر جان لیں کہ اسلامی عملداری میں پہلے کبھی کون سے ملک میں امن و امان ہوا اور اب کہاں امن و امان ہے۔ کہیں بھی نہیں؟ جس کی مرضی ہو اسلامی تاریخیں پڑھ لے یا موجودہ زمانہ میں افغانستان بلوچستان۔ ایران۔ روم۔ مصر۔ عرب۔ سوڈان کے حالات ملاحظہ کرلے۔ اور ذرا خدا کیواسطے انگریزوں کی سلطنت کے امن و امان کو بھی آنکھوں کے سامنے رکھو۔ کیا عدل و انصاف کا زمانہ ہے شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں اور دونوں ایکدوسرے سے لاتعلق ہوکر جیتے ہیں جتنی تہذیب اور انصاف کا برتاؤ ہے یہ سب عملداری سرکار انگلشیہ کی برکت ہے نہ کہ شہنشاہ روم یا امیر کابل کی جن کو مفسد میں جو یہ تہمین جو تازی ہیں جو لوٹیرے ہیں وہی یاجوج ماجوج ہیں نہ کہ کوئی اور۔

۲۰۔ مولوی یوحنا کے مکاشفات ۲۰ سے پڑھو "اور جب ہزار سال ہو چکینگے" یہ ہزار سال حضرت محمد صاحب کے وقت سے ہیں اور شمسی اور قمری مہینوں کا حساب ناظرین یہاں کر کر لیں اپنی قید سے چھوٹ کا اور نکلے گا تا کہ اُن قوموں کو جو زمین کے چاروں کونوں میں ہیں یعنے یاجوج ماجوج کو فریب دے اور انہیں لڑائی کے لئے جمع کرے۔

آریہ۔ جناب مولوی صاحب ہاں ایسا نہیں آپ کہیں بھی صدق سے کام نہیں لیتے وہاں کی اصل عبارت یہ ہے۔ "اور جب ہزار سال ہو چکینگے شیطان اپنی قید سے چھوٹ جاوے گا" ایک طرف تو آپ لوگ تعصب کی شامت سے یوحنا کے مکاشفات کو ایک ملحد کی تصنیف بتلاتے جانتے ہیں۔ پس یہ پیشگوئی کچھ وزن یا حقیقت نہیں رکھتی ہے۔

ہمارے موجودہ زمانہ کے دین محمدی کے ریفارمر آنریبل سر سید احمد خاں نے بھی اس مضمون پر تحقیقات کی ہے اور انہوں نے یاجوج سے مراد قوم اور ماجوج سے مراد ملک لیا ہے

بحوالہ حزقیل ۳۸-۲ لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ انہوں نے یوحنا مکاشفات ۲۰-۸ کو نہیں دیکھا جہاں یاجوج و ماجوج دونو قوم میں لکھی ہیں نہ کہ ایک اور حزقیل ۳۹-۶ میں ماجوج سے مراد قوم کی ہے۔ پھر آگے چلکر سید صاحب نے اُس دیوار کو چین کی دیوار بتلا کر لکھا ہے کہ کچھ شبہ نہیں کہ جس سد کا ذکر قرآن مجید میں ہے وہ وہی دیوار ہے جو چین اور تاتار یا سنتھیا کی سرحد پر بنائی گئی ہے اور جسکو چی وانگٹی فغفور چین نے درمیان ۲۴۰ و ۲۵۰ قبل مسیح میں بنایا یہ بادشاہ تیرہ برس کی عمر میں ۲۴۶ قبل مسیح میں تخت پر بیٹھا تھا یہ دیوار ہانگ ہو دریا کی غربی موڑ سے جو ایک پہاڑ کے قریب ۲۷ درجہ پندرہ دقیقہ عرض بلد اور ایک سو سات درجہ طول بلد پر واقعہ ہے بنائی شروع ہوئی اور پھر اس دریائے کی دوسری طرف موڑ کر قریباً ۳۸ درجہ عرض بلد اور ایک سو گیارہ درجہ طول بلد پر کامکرا اور جنجان پہاڑوں کی جنوبی سلسلہ کے نیچے ہوکر خلیج لیوٹونگ کے کنارہ پر ٹھیک چالیس درجہ عرض بلد اور ایک سو بیس درجہ طول بلد پر ختم ہوئی طول اس دیوار کا بارہ سو میل سے پندرہ سو میل تک بیان ہوا ہے"

اگرچہ مولوی نورالدین حواری مسیح قادیانی اور سید احمد خان صاحب کی تفسیریں باہمی سخت مخالف ہیں مگر یہ تفسیر تو تمام جماعۃ مفسرین کے خلاف ہے چنانچہ سید صاحب نے ایک جگہ تمام مفسرین کی تحقیقات کی بابت لکھا ہے کہ "سب کہانیاں جھوٹ اور محض غلط اور بے اصل ہیں۔" یہ کچھ کم افسوس کی بات ہے جبکہ ایسی بے سرو پا باتیں قرآن المجید کی تفسیروں میں لکھی ہوئی دیکھتے ہیں مگر اس باہمی مخالفت کے علاوہ ہمارا اعتراض اسپر بھی وہی ہے کہ یہ تو پتھر اور چونے کی دیوار ہے نہ تانبے کی حالانکہ قرآن شریف میں حدید اور روہ لفظ پڑے ہوئے ہیں۔ نہ تو اسکی بابت یہودیوں کا سوال تھا اور نہ ساری بائبل میں اسکا کہیں ذکر بنا بران اس کا قرآن کی سد ذوالقرنین سے کوئی تعلق نہیں اور وہ بادشاہ جسکا آپنے ذکر کیا خدا پرست تھا بلکہ بت پرست۔ مشرک۔ بودھ تھا اور بہت عرصہ ہوا کہ چینی تاتار اور چین کی سلطنت ایک ہو گئی ہے پس قیامت تک اُنکا یعنے یاجوج ماجوج کا نکلنا بھی باطل ہو گیا[1] بیضاوی میں لکھا ہے کہ مابین آذربائیجان اور آرمینیہ کے ذوالقرنین نے تیس میل کی دیوار بنائی تھی اور حالانکہ یہ دیوار ڈیڑھ سو میل کی ہے پس اس کا قرآنی دیوار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۱۷۔ مولوی۔ اگر انگریزی تواریخ کچھ صحت رکھتی ہے اور آریہ قوم بھی انگریزوں سے اعلیٰ نسل میں متحد ہیں جو یہ تحقیق لیتھم وغیرہ محققان یوروپ مسلم ہے تو یہ بھی ماجوج میں داخل ہیں تو ہم آریہ کی اُس تیز ترقی کو اپنے مقدس کتابوں کی صداقت ہی یقین کرینگے۔

آریہ بیشک۔ آریہ اور انگریز سب اعلیٰ نسل میں متحد ہیں اور اسیطرح ہندوستان و ایران و افغانستان و بلوچستان کے مسلمان بھی اعلیٰ نسل میں آریہ خاندان سے ہیں اور پرمیشور کریگا کہ پھر تمام قومیں اُسی اعلیٰ نسل کی طرف رجوع کرینگی یعنے آریہ دھرم کو قبول کرینگی مگر آپ کی کتابوں کی صداقت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اگر ایسی بیجا تاویلیں کرنے لگیں تو تمام پرانوں کو قرآن سے بڑھکر عمدہ ثابت کر دیں مگر ہمارے ہاں ایسی تاویل محض بے دلیل اور بیہودہ ہے ہم اسے جائز نہیں جانتے۔

۱۸۔ مولوی۔ جیسے شاہنامہ میں لکھا ہے کہ باختر کے شمال میں یعنے بخارا کی جانب یاجوج و ماجوج کا مسکن ہے بالکل ٹھیک ہے۔

آریہ۔ شاہنامہ میں جہاں یاجوج و ملجوج کا ذکر ہے وہاں یہی لکھا ہے کہ

نہ یاجوج و ماجوج گیتی برست ۔۔۔ زمین گشت جائے نشیم و نشست

ازان نامور بند اسکندری ۔۔۔ جہان برست او بدورہ آوری

یاجوج و ماجوج کی یہ تعریف شاہنامہ میں لکھی ہے

ہمہ روئے ہاشاں چو روئے ہیون ۔۔۔ زبانہا سیہ دیدہا شاں چو خون

[1] تاج الاخبار راولپنڈی مورخہ ۲۰ جون ۱۸۹۰ء میں یہ مضمون میرا چھپ ہوا تھا

سلطنت پر عرصہ سے قابض تھا تو پیشگوئی کجا بلکہ نقل میں بھی سخت قصور ہے جس مینڈھے کو بلحاظ دو سینگ کے آپ ذوالقرنین سمجھتے ہیں وہ یہ خورس کسی طرح نہیں ہے بلکہ اُس سے زیادہ موزون ہوتا اگر آپ اُس بکرے کیطرف کوشش کرتے کیونکہ اس سے ذرا آپکی بات باوقعت ہو جاتی مگر ایسے کرنیسے آپکو حق بات ماننی پڑتی اب ہم آپکو مسماۃ آستر کی کتاب کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں غور فرمائے مسیح سے ۵۲۱ سال پہلے اسکا آغاز ہوا - اور ۵۰۹ سال پہلے خاتمہ - اور یہ کتاب اُس اخویرس بادشاہ کے وقت میں تصنیف ہوئی یہ بادشاہ ہندوستان سے کوش تک سلطنت کرتا تھا ایک سو ستائیس صوبہ اسکے عمل میں تھے فارس اور مادہ کے حاکم سب اُسکے ماتحت تھے دیکھو آستر کی کتاب ۱/۱-۹)

اب عزرا کی کتاب دیکھئے مسیح سے ۵۳۶ سال پہلے اُس کا آغاز ہوا اور ۴۵۶ سال پہلے خاتمہ اور اسمیں بھی وہی خورس کا ذکر ہے ۲ تاریخ کی کتاب باب ۳۶/۲۲و۲۳ میں خورس کا ذکر ہے جو مسیح سے ۵۸۸ سال پہلے ختم ہوئی -

اِن سارے واقعات پر غور کرنیسے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں نام ایک ہی ہیں یعنے اخویرس یا خورس اور اسکا زمانہ سلطنت بموجب تحقیقات مورخان یورپ اور ماہران بائیبل کے اس طرح پر ہے اِس بادشاہ کے تیسرے سال جلوس میں آستر کی کتاب کا آغاز ہوا یعنی اُسکا تیسرا سال مسیح سے ۵۲۱ سال پہلے تھا بدیں لحاظ اُسکی تخت نشینی مسیح سے ۵۲۴ سال پہلے ہوئی -

مگر دانیال کے خواب نامہ میں لکھا ہے کہ اِس مینڈھے کو وہ بکرا مار ڈالیگا اور وہ بال والا بکرا یونان کا بادشاہ ہے دانیال ۸/۵ و ۲۱ بنا بران اس لحاظ سے دارا موجودہ بادشاہ فارس جو اُسوقت زندہ تھا اُسکے واسطے یہ سارا ذکر ہے کوئی خواب نہیں ورنہ الہام ہے اور نہ رویت ہے فارس کا بادشاہ دارا اور یونان کا بادشاہ سکندر ہوئے ان دونوں کو تمام دنیا جانتی ہے پس اس ساری تحقیقات کے مطابق ذوالقرنین سکندر یونانی بن فیلقوس کا بہ سبب دو سینگ تاج میں رکھنے کے نام ہے نہ کہ خورس کا - کیونکہ خورس کو کسی یونانی بادشاہ نے نہیں مارا بلکہ اُسکے بیٹے دارا کو یونانی سکندر نے مارا -

چنانچہ فاضل مولوی سید ابوالمنصور صاحب بھی ایک مشہور اور قابل اعتبار تاریخ میں لکھتے ہیں - سکندر بادشاہ یونانی لشکر دلیل کا سردار مقرر ہو کر اہل فارس پر چڑھ گیا اور مسیح سے ۳۳۳ برس پیشتر دارا بادشاہ کی فوج کو کلکلیہ میں شکست دی بعد اسکے تمام سوریا اور ... کو قبضہ میں لایا اور اس سبب سے کہ یہودیوں نے اسکے دشمنوں کو رسد پہونچا کر اسکی مددگاری سے انکار کیا تھا اُن پر بھی حملہ آور ہوا جب یدو نامی سردار کاہن نے اسکے آنیکی خبر پائی تب اُس نے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ ہو کر قربانی گزرانو اور دعا مانگو کہ خدا اُس آنیوالی آفت کو ہم سے دور کرے چنانچہ لوگوں نے خدا کے سامنے عاجزی کی اور یدو کو خواب میں حکم ملا کہ وہ اور سب کاہن اپنے اپنے کاہنی لباس پہنکر سکندر سے ملاقات کریں تب وے بڑی بھیڑ کے ساتھ جو سفید پوشاک پہنے تھے ایک ٹیلہ صفا نامی پر جہاں سے ہیکل اور تمام شہر نظر آتا تھا ہو چکر تھے جب بادشاہ انکے نزدیک آیا تو انکی عجیب شکل دیکھنے سے اُن کا رعب اُس پر اسقدر غالب آیا کہ صف آرائی کا خیال چھوڑ آگے بڑھکر یدو نامی سردار کاہن کو سجدہ کیا اب یونانی اُسکی اس عجیب حرکت سے متعجب ہوئے کہتے ہیں کہ سکندر نے یروشلم کی ہیکل میں داخل ہو کر قربانی گذرانی سردار کاہن نے اُسکو دانیال کی کتاب جس میں لکھا تھا کہ ایک یونانی بادشاہ ملک فارس کو لیگا۔ دکھلائے - اُسکے پڑھنے سے سکندر نے فتحیابی کی زیادہ امید رکھکر دارا پر چڑھائی کی اور یدو کی سفارش سے اُس نے یہودیوں کو اجازت دی کہ اپنے دین و طریق پر بے روک ٹوک قایم رہیں اور ہر ساتویں سال جب بموجب شریعت کے بونے بوئے کی ممانعت کی ہے خراج دینے سے معذور ہیں سکندر نے دارا کی فوج پر فتح پائی اور دانیال کی پیشگوئیاں ... پوری ہوئیں دانیال باب ۲/۳۹

و ۲/۸ و ۲۰/۱ و ۲۴/۱۱ دیکھو تاریخ بیت المقدس مطبوعہ مرزا پور رکن دوم صفحہ ۱۸ و ۱۹ و ۱۱۶ دہلی اور مفتاح الکتاب صفحہ ۱۳۱)

اگر شراب نوشی کے سبب سکندر بادشاہ کا قصہ قابل اندراج قرآن نہیں جانتے تو خورس بادشاہ اُس سے بھی زیادہ شراب خور ہے مفصل دیکھیے آستر کی کتاب باب ۱ آیت ۱ اور باب ۵/۶ و ۷/۲ بنا بران یہ آپکا مفروض سراپا باطل ہے اِن ذبائح سے کوئی بھی بری نہیں بڑے بڑے نبی بھی بموجب توریت مقدس کے ان جرائم کے مرتکب ہیں -

اب ہم یاجوج و ماجوج کی بابت آپکی تحقیقات کی اصلیت بتلاتے ہیں -

۶۸ - مولوی - غیاث اللغات و روضۃ الصفا و شاہنامہ کے حوالوں سے لکھتے ہیں پس ہر عاقل اب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ بلاد یاجوج و ماجوج اقلیم ہفتم میں ہے -

آریہ - افسوس کہ آپنے وہاں کی عبارت درج نہ کی ورنہ سارا جھگڑا ابھی مٹ جاتا مگر آپ کو حق بات ہرگز منظور نہیں دیکھئے وہاں اصل عبارت یہ ہے -

اقلیم ہفتم - در مابین شمال و مشرق این اقلیم دیار یاجوج و ماجوج آن طرف سد سکندر (غیاث صفحہ ۴۰۸ نو لکشور) پس ایسے ہی تمام حوالہ آپکے غلط اور بے بنیاد ہیں -

۶۹ و ۷۰ - مولوی - حزقیل نبی کی کتاب باب ۳۸ آیت ۱ سے ۴ تک میں ظاہر ہے کہ اے آدم زاد تو جوج کے مقابلہ میں جو ماجوج کی سرزمین میں ہے اور روس اور مسک اور طوبال کا سردار ہے مونہہ کر اور اُسکے برخلاف نبوت کر اس سے ناظرین یقین کرینگے کہ روس بیشک یاجوج ہے اور حزقیل ۳۹/۵و۶ میں ہے میں ماجوج پر اور اُن پر جو جزیروں میں بے پروائی سے سکونت کرتے ہیں ایک آگ بھیجونگا - اب یہ دونوں قومیں یاجوج روس اور ماجوج انگریز کیسے نزدیک نزدیک آ پہونچے ہیں اور بہت ہی قریب ہے کہ دونوں آپس میں الجھ پڑیں

آریہ - آپنے یہ تو لکھا ہے مگر اسکے ساتھ ہی آپ نے تحقیقات قرآن سے انکار کر دیا کیونکہ قرآن اسکے خلاف لکھتا ہے آتونی زبر الحدید حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا حتی اذا جعلہ نارا قال آتونی افرغ علیہ قطرا فما اسطاعوا ان یظہروہ وما استطاعوا لہ نقبا **ترجمہ** تم میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لے آؤ - آخر جب اُس نے دونوں پہاڑوں میں برابر کر دیا کہا دھونکو - آخر جب اُسکو آگ سا کر دیا بولا میرے پاس لے آؤ میں اُس پر پگھلا ہوا تانبا ڈالوں پھر اُن سے نہ ہو سکا کہ اُس پر چڑھ جاسکیں اور نہ ہی بن پڑا کہ اس میں چھید کر سکیں -

جناب من یہ کسی چھوٹی سی قوم کی بابت ذکر معلوم ہوتا ہے نہ کہ عرب سے کئی گنا بڑے ملک کے واسطے کیونکہ ایسے لوہے اور پیتل یا تانبے کی دیوار کوئی بھی موجود نہیں کیونکہ قرآن اُس سد کی تعریف کرتا ہے کہ وہ روکیں کی دیوار ہے جس کی اینٹیں لوہے کی اور گارا تانبے کا -

۷۱ - مولوی - یہ وہ مقام ہے جو ایران کے شمال میں دربند کر کے مشہور ہے اور اسکے قریب انک قبہ نام ایک بستی اسی کیقباد خورس کے نام سے قرآن کی تصدیق کے لئے موجود ہے -

آریہ آپنے دربند کے مقام میں اُس کا پتہ بتلایا مگر یہ بالکل غلط ہے کیونکہ مفتاح التواریخ میں لکھا ہے (بند کر فتح قلاع دربند و باد کوبہ) این ہر دو قلعہ را شاہ عباس صفوی در سال ہشتم از جلوس مطابق سنہ یکہزار و ہفدہ فتح ساخت ۔ میر جلال الدین حسن در تاریخ این فتح گفتہ دربند چو شد ہاتف غیبی میگفت - فتح دربند زہی فتح کہ مشحون آمد + و مصحف دل چو کشادیم برآمد تاریخ + فتح دربند ہمایون ہمایون آمد

بے شک تاریخ سے ناواقف لوگ کہتے ہیں کہ سد سکندر ذوالقرنین یہی باب الابواب یا قلعہ دربند ہے مگر مورخین بالغ النظر نے اس سے انکار کیا ہے چنانچہ صاحب عالم آرا نے نوشتہ کہ بین الجمہور مشہور است کہ سد سکندر ذوالقرنین کہ در قرآن آمدہ ہمین باب الابواب

(دیکھو تہذیب الاخلاق جلد سوم نمبر چہارم)

پھر سید صاحب فرماتے ہیں ؎ خلفائے بغداد کے زمانہ میں جسقدر علم عربی میں آیا۔ وہ سب زبان گریک یعنے یونانی سے ترجمہ کیا گیا اور اس زمانہ کے اکثر علماء گریک کو جو کہ کفار کی زبان تھی۔ بدرجہ تکمیل تحصیل کرتے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جسقدر طب کہ ہمارے ہاں موجود ہی کچھ نہ ہوتی۔ اور فلسفہ اور منطق کا تو نام بھی نہ ہوتا؎ (دیکھو تہذیب جلد ۲ نمبر ۷)

؎ سب سے پہلے ترجمہ یونانی فلسفہ کا خلیفہ مامون رشید کے وقت ۲۱۱ھ میں ہونا شروع ہوا تھا۔ لیکن اُسی وقت سے مامون کا مذہب بھی سلامت نہ رہا تھا۔ فوراً ملانوں نے فتوے دیدیئے تھے؎ (دیکھو نسخہ خبط احمدیہ)۔

پھر ایک اور جگہہ سید صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ ؎ یونان اور ہندوستان سے ہر قسم کے علوم و فنون کو مسلمانوں نے حاصل کیا۔ اور یہہ ترقی قریباً ۱۰۰۰ء تک رہی پھر یہہ قوم ایک اُچھالے ہوئے پتھر کی طرح نیچے کو چلی آئی؎ (تہذیب جلد ۴ نمبر ۱۲)

مولوی ۔ ۴۰۴ اگر کتابوں کا جلانا اسلامی لوگ اختیار کرتے۔ تو ضرور تھا کہ مکذب براہین اپنے مُلک سے کوئی نظیر دیتے اور نہیں سکندریہ میں سمندر پار نہ جانا پڑتا

آریہ ۔ بے شک اسلامیوں نے ہندوستان میں بھی ایسی مہربانیاں کی ہیں۔ جو تا قیامت یادگار رہینگی۔ اُنہوں نے یہاں بھی شہر جلائے مندر توڑے۔ لوگ جبراً بیدین کئے۔ کتابوں کی بیقدری کی اور جلایا۔ لوگوں کی بہو بیٹیوں کو جبراً پکڑ لے گئے اور مندروں میں گائیں ذبح کیں مفصل دیکھو تاریخ فرشتہ ذکر شاہ ناصر الدین مقالہ ۸ جلد ۲ صفحہ ۱۶ ۳ ۱۳۔ اور ذکر راجہ داہر صفحہ ۳۱۳ ۳۱۳۔ اور ذکر شہر دمن المعروف ٹھٹھہ صفحہ ۳۱۲ مقالہ دوم ذکر سکندر لودی صفحہ ۱۸۴۔ ذکر ادویت نگر ذکر ملک مالوہ صفحہ ۱۸۴ ۱۸۸۴ء نولکشور و تیمور نامہ صفحہ ۲۹۵ سے ۲۹۷ و ۳۰۲ سے ۳۰۸ تک و ۳۱۴ و ۳۱۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۸ و ۳۳۹ سے ۳۴۶ و ۳۵۱ و ۳۵۳ تک قلمی موجودہ لائبریری راولپنڈی و واقعات ہند لاہور ذکر اورنگ زیب صفحہ ۱۶۳) اور ذکر سلطان محمود خلجی تاریخ فرشتہ مقالہ پنجم صفحہ ۲۴۷ نولکشور) اور تاریخ یمینی عربی مطبوعہ دہلی ۱۲۶۶ھ موجودہ پبلک لائبریری الٰہ آباد صفحہ ۱۸۱ و ۱۸۱ سے ۲۰۷ و ۲۶۱ سے ۲۷۸ و ۳۰۳ سے ۳۰۵ و ۳۰۹ سے ۳۲۴ تک)

مولوی ۔ ۴۰۴ ۔ سات سو برس سے زیادہ اسلام نے ہندوستان میں سلطنت کی۔ اور اس عرصہ میں بھاگوت رامائن ۔ گیتا ۔ مہابھارت اور اُنکے مثل لنگ پوران مارکنڈی مشہور کتابیں جو آج تک مقدس پستک یقین کیجاتی ہیں کسی کے جلانے کی خبر کان میں نہیں پہونچی ۔ بلکہ ان کتابوں میں سے بعض کے ترجمے ہوئے ۔

آریہ ۔ بے شک سات سو برس سے کچھہ زیادہ یا کم محمدیوں نے ہندوستان میں حکمرانی کی ۔ لیکن یہہ غلط ہے کہ کسی پُستک کے جلانے کی خبر کان میں نہیں پہونچی جان بوجھ کر صمٌ و بکمٌ ہو جانا امر دیگر ہے ۔ ورنہ تاریخ کا ہر ایک ورق بتلاتا ہے کہ ضرور ہندوستان میں بھی کمال ظلم و جور سے کتابیں جلائی گئیں ۔ اور بیگناہ برہمن قتل کئے گئے جو حال ایران میں ژند و سنفا اور پارسی مذہب کا ہوا ۔ وہی حال آریہ ورت میں ۔ آریوں اور اُنکی کتابوں کا ہوا ۔

چنانچہ فاضل مورخ کرنیل ٹاڈ صاحب بہادر فرماتے ہیں ؎ ہندوستان میں بہت سی لائبریریاں جو اسلامیوں کے جلانے سے بچ گئی تھیں ۔ ابھی تک موجود ہیں جیسے ۔ جیسلمیر اور پٹن کی لائبریریاں ۔ اگر ہم محمود اور اسلامی بادشاہوں کے ظلموں کو خیال کریں تو ہمیں ذرا بھی اس بات کے ماننے سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے ضرور ہندوستان کی تواریخ برباد کر دی ؎ (دیکھو تاریخ راجستھان انگریزی صفحہ ۷ جلد اول مطبوعہ ۱۸۲۹ء)۔

پھر کرنیل صاحب موصوف فرماتے ہیں ؎ جبکہ ہندو برابر آٹھہ سو برس تک ان لوگوں کے ماتحت رہے ہوں جو اُنکی زبان سے بالکل ناواقف ہوں ۔ اور جب ہر ایک بڑے بڑے شہر جنگلی اور متعصب اور مغرور دشمن سے تباہ کئے گئے ہوں ۔ تو یہہ حد سے زیادہ امید کرنا ہے کہ اور نقصان کے ہوتے ہوئے اس ہنر کی چیزیں یعنے کتب تواریخ بچ رہی ہوں جبکہ بادشاہ ایک جگہہ سے دوسری جگہہ پر بھگائے جاتے تھے ۔ اور جبکہ ان کو اس بات میں بھی شک تھا کہ وہ روٹی جسکو اب پکا رہے ہیں کھانی نصیب ہوگی یا نہیں تو کیا اسوقت تاریخ کی کتابوں کا خیال ہو سکتا ہے ؎ (تاریخ راجستھان انگریزی صفحہ ۹ جلد اول ۱۸۲۹ء)۔

آنریبل راجہ شیو پرشاد صاحب سی ایس آئی اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں کہ ؎ گرنتھہ بھی اس دیش میں آتم تتو ۔ جیوتش ۔ گنت ۔ بھوگول ۔ کھگول ۔ اتہاس نیتی ۔ ویاکرن کا بیہ ۔ النکار ۔ نیائی ناٹک ۔ شلپ ۔ ویدک ۔ دھرم شاستر ۔ کاوِ ۔ اشو ۔ گج ۔ انہادی سب ودیا کے اچھے اچھے سامان موجود تھے پر مسلمانوں نی عملداری میں ہندوؤں کے شاستر نشٹ کر دیئے ؎ (بھوگول ہستاملک ۱۸۷۶ء صفحہ ۴۶)

ایک اور لائق مورخ فرماتے ہیں ؎ سلطان علاؤ الدین خلجی بادشاہ ہند کے حکم سے ایک مسجد بجائے بُت خانہ سومنات کے تعمیر ہوئی ۔ شہر پٹن جسکی عمارت تمام سنگ مرمر کی تھی خاک میں ملگیا ۔ اور مورت مجرہ کو گرا دیا ۔ اور کتب متعلقہ باطلہ رسومات ہنود کو جو موافق طریقہ بدھ یا پورانوں کے تھیں جلا دیا ۔ اس مہم میں ایک غلام خوبصورت کافور نام اور **کولا دیوی** بی بی راجہ کی جو حسن و جمال میں نظیر بیچ ہندوستان کی نہ رکھتی تھی ہاتھہ آئی ۔ یہہ عورت حرم سرائے شاہی میں داخل ہوئی ۔ اور کافور مسلمان ہو کر زمرہ نوکران دربار میں مقرر ہوا ؎ اور ایسا ہی دیول دیوی کا لوٹ لانا اور حرم سرا میں داخل کر لینا ؎ (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۲۹ و ۱۳۴ اشاعت)

ایک لائق محمدی مورخ اپنی مشہور و معروف تاریخ الفی میں لکھتے ہیں (بذکر محمد بختیار خلجی حاکم بنگال) کہ بہار مُلک بنگالہ میں جا کر اس نے برہمنوں کو قتل کیا ۔ اور کتابوں کو پانی میں ڈبویا چنانچہ وہاں کی اصل عبارت یہہ ہے ؎ ساکنان آن دیار را کہ برہمنان بیرو مرتاض بودند ۔ و ریش و بروت تراشیدہ میداشتند بتیغ رسانیدہ چنانکہ کتب ایشاں کہ بدست افتادہ بود و ہیچ کس از ان جماعت پیدا نشد ۔ کہ آنرا خواند یا بفہماند لیکن از گفتہ مردم چناں معلوم شد کہ سُکان آنرا یا مکار بودند و اہل آن دیار تمام مدرسان گفتار بودند و بلغت ہندی بہار را مدرسہ گویند زدا ازانکہ آموضع معدن علم بود بدین اسم اشتہار یافت پس ہمہ کتب ایشان را بدریا غرق کردند ؎ اور ایسا ہی ذکر تاریخ فرشتہ جلد دوم مقالہ ہفتم صفحہ ۲۹۲ میں ہے)

اس کے علاوہ آپ ویدوں کی پستکیں جنکی شہادت جینی صاحبان کی کتابوں میں لکھی ہے اُنکا ہمیں اور یوروپین محققوں کو آج تک کچھہ پتہ نہیں ملا کہ اُنہوں نے کہاں غرق کر دیں ۔

سوائے اسکے کشمیر کے سب ودوان پنڈت مقر ہیں کہ سید قاضی نامی جسے بزبان کشمیری مُستھہ کہتے ہیں اور وہاں کشمیر کے گرد و نواح میں ہے ہے مسلمان ظالموں نے وہاں پل باندھنے کیواسطے بجائے خس و خاشاک سنسکرت کی مذہبی و علمی کتابوں اور تاریخی پُستکوں کو نہایت حقارت سے گاڑ دیا تھا جس سے کوئی نادان بھی انکار نہیں کر سکتا ۔

فتوحات فیروز شاہی میں لکھا ہے کہ فیروز شاہ تغلق نے موضع کوہانہ میں ہندوؤں کی پوتھیاں پھونک دیں ۔ اور ایسا ہی آئینہ تاریخ نما میں لکھا ہے اور ڈاکٹر برنیر صاحب مشہور فرانسیسی سیاح نے نہایت تجربہ سے لکھا ہے ۔ کہ ہندو ویدوں کو بڑی ہوشیاری سے چھپائے رکھتے تھے ۔ کہ مبادا مسلمانوں کے ہاتھہ لگ جائیں اور جیسا کہ اکثر ہوا جلا دیئے جائیں ؎ (سفرنامہ جلد دوم صفحہ ۲۲۵)

سیر غلام حسین صاحب ایک کثیر متعصب مورخ جسنے اورنگ زیب کے وقت میں اپنی مشہور تاریخ سیر المتاخرین لکھی ہے فرماتے ہیں ؎ **ذکر سلطان سکندر** بالجملہ سلطان خیلے متعصب بود ۔ دہنود را ببیے اہانت و ذلت می نمود و مقرر کردہ بود کہ ہندوان اندکے پارچہ نیلگوں بر جامہ متصل

سیہ روئے دیدآنہا چوں گراز
بر و سینہ و گوشہا شان چو پیل
زہر مادہ بچہ زاید ہزار
تک آرند و برساں گوراں شوند
کیا شاں بود زین سپس خوردنی
بآواز برساں کبتہ شوند

کہ بار دشدن نزد ایشان فراز
بخسپند و یک گوش بستر کنند
کم و بیش ایشاں کہ آرد شمار
خورش ایں بود سال تا سال شاں
بپویند ہر سو بآورد نے
بہاراں ز تیتیں بکردار گرگ

ہمہ تن پر از موئے ہر رنگ نیل
دگر گوش چوں جامہ چادر کنند
بگرد آمدن چوں ستوراں شوند
کز آگندہ گردد تن و یال شاں
چو سرما بود زرد و لاغر شوند
بغرند بآواز ہائے بزرگ

دیوار یعنی سد کا ذکر بھی شاہنامہ میں ویسا ہی ہے جیسا کہ قرآن اور حدیث اور تفاسیر میں ہے

سکندر بیامد نگہ کرد کوہ
مس و روی و سنگ گراں آوردند
از آں یکرش انگشت و آہن یکی
چنیں باشد افسوں و رائے کیاں

بیاورد از آں فیلسوفاں گروہ
ز پہلے تا سر کوہ بالائے او
پراگندہ مس در میاں اندکے
(جلد سوم صفحہ ۳۶۲ نولکشور)

بفرمود کاہنگراں آورند
چو صد شاہرش بود پہنائے او
ہمہ بخت گوگردش اندر میاں

اسکندریہ کا مشہور کتب خانہ

یہہ صدی کیا مبارک ہی جسمیں کہ اسلام والوں نے اُن غلطیوں سی جو اُنکے پیشوایان دین سے ہوئیں۔ اور جنکا شاہی عہد تک مجاہدین اسلام کو فخر تھا انکار کرنیکا ارادہ کیا اور انہیں سے بعضوں نے کر دیا۔ ہم خوش ہیں کہ وہ اسی طرح انکار کرتے کرتے تمام اعتراضی مسائل سے انکار کر دیں مگر افسوس تو یہہ ہی۔ کہ وہ اس کارروائی کو حکمت عملی سے کرنا چاہتے ہیں۔ وہ عربستان جا کر (جہاں بقول اُنکے خدا کا گھر ہے) ایک لفظ بھی مُنہ سی نکالنا نہیں چاہتے۔ مگر صرف ہندوستان ہیں۔ خیر ایں ہم غنیمت است۔ یہہ مشہور کتب خانہ جسمیں فلاسفی۔ حکمت۔ ہندسہ۔ منطق الٰہیات کی بیشمار کتابیں تھیں جنکی لوح میں دہوم تھی جسکی کتابوں سے چھہ ماہ تک حمام جلتے رہے۔ جسکے واسطے بادشاہوں نے زر کثیر و مبلغ خطیر خرچ کرکے فراہمی کتب کی تھی جسکے اجتماع کیواسطے حکماء و فضلا نے خون جگر کہا کر سالہا تمام کئے تھے۔ خلیفہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی زمانہ میں جلایا گیا نذر النار کیا گیا۔ حماموں کی نذر ہوا۔

یہہ واقعہ ایک تاریخی امر ہے۔ مورخین نے اس پر مختلف اوقات میں واضح طور پر شہادتیں دی ہیں۔ کہ یہہ واقعہ ضرور ہوا۔ اس کے ہونے میں کوئی شک نہیں مگر اب اس سے بھی انکار کیا جاتا ہے۔ بنا برآں ہم چاہتے ہیں کہ اسپر نہایت واضح طور پر بمعہ مفصل حوالوں کی تحقیقات کرکے حق و باطل کا اظہار کریں۔

تکذیب براہین الاحمدیہ مطبوعہ بار اول صفحہ ۷۸ و ۷۹ میں ہم نے لکھا تھا۔ کہ "برہمن لوگوں کی ست دہرم کی پستکوں کو اسلام سے مخفی رکہنے میں یہہ مصلحت تھی کہ وہ تعصب و جہالت سے غیر مذہب کی کتب کو جلا دیا کرتے تھے۔ ایسا نہ ہو کہ انکو بھی جلا دیں اور ساتھ ہی نمونہ کے طور پر ہم نے شہادت بھی درج کی تھی کہ امیر المومنین خلیفہ عمر کے حکم سے عمرو سپہ سالار لشکر عرب نے اسکندریہ کا کتب خانہ حماموں میں ہیزم کی جگہ پر پھونکدیا جس سی چھہ ماہ تک حمام گرم ہوتی رہے"

۲۳۹ تصدیق مولوی یہہ اعتراض صرف پادری صاحبان کی کاسہ لیسی کا نتیجہ ہے

آریہ اگر کسی فاضل کی رائے اپنے کسی دعوے کے ثبوت میں درج کرنا کاسہ لیسی ہے تو کوئی فاضل بھی اس سے خالی نہیں۔ اور سب سے پہلے یہہ الزام اسلام پر عاید ہوتا ہے اُس کی بسم اللہ ہی پارسیوس کی کاسہ لیسی کا ہی (دیکھو نسخہ خبط احمدیہ باب فصاحت) بیشک ہم نے اس مضمون کو نور افشاں سے لیا تھا۔ لیکن اُسکی ہمارے پاس بڑی مضبوط وجہ یہہ تھی کہ ہم ہمیشہ چاہتے ہیں کہ اپنے اعتراض کے ثبوت میں کسی غیر کی شہادت پیش کریں۔ کیونکہ ہم ایسا کا کہتے ہیں کہ ہم بلا کسی ثبوت و شہادت کے کبہی کسی پر اعتراض نہیں کیا کرتے اور نہ ایسے اعتراض کو مستند مانا کرتے ہیں اور نہ اس کے سوا اور وجہ تھی۔ اور نہ ہم اسکو غیر صحیح جانتے ہیں بلکہ ہم اسکو یقیناً صحیح مانتے تھے اور اکثر کتابوں میں دیکھا بھی تھا۔ مگر سفری طور پر وہ کتابیں ہمارے پاس موجود نہ تھیں۔ اب جو دوبارہ چھپوائی گئی تو بھی وہی وقت درپیش رہی لیکن اچھا ہوا کہ اس سے بھی مخالفین نے انکار کیا۔ جس سی ہم یہہ مضمون زیادہ مکمل کر ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

مولوی ۲۳۹ - اگر اسلام کی عادت میں یہہ ہوتا۔ تو اسلام والے پھر خلیفہ عمر کے عہد معدلت مہد میں یہود اور عیسائیوں کی پاک کتابوں کو جلاتے۔ کیونکہ وہی دونوں مذہب کے پاک کتابوں والے مذہب اسلام کے پہلے مخاطب تھے۔

آریہ بے شک اسلام والوں کی یہی عادت تھی بلکہ اب بھی ہے۔ مگر جہاں بس چلے۔ مولوی صاحب ہم آپکی باتیں کس طرح مان لیں جبکہ تاریخیں اس کے خلاف افسوس سے پکار رہی ہیں۔ کہ عیسائی اور یہودی اسلام کی صمصام خون آشام سے قتل کئے گئے۔ اُنکی صلیبیں توڑی گئیں۔ چار ہزار گرجے (کلیسیا) گرائے جلائے تباہ کئے گئے۔ اور انکی جگہہ محرابیں اور مسجدیں اور منبریں بنا لی گئیں۔ توریت اور انجیل کی بیقدری کیگئی۔ جلائی گئیں۔ اُنکے پڑھنے دیکھنے کی ممانعت کیگئی۔ پس یہہ ضرور ہوا اس کی ہونے میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں (دیکھو فتوح الشام عربی جلد اول صفحہ ۲۵ و ۳۵ سنہ ۱۲۸۹ھ نولکشور و فتوح المصر عربی صفحہ ۳۰ و ۴۳ سے ۴۷ تک اور ایڈورڈ گبن صاحب کی تاریخ زوال روم انگریزی جلد ۴ فصل ۴۲ صفحہ ۲۵۵ لنڈن۔ اور تاریخ خلفائے صفحہ ۵۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۲۱۲ ذکر اسکندریہ و مصر۔ اردو نولکشور اور جارج سیل صاحب کے قرآن کا دیباچہ صفحہ ۸ مطبوعہ لنڈن۔ اور انگلش سائیکلو پیڈیا جلد ۲ ردیف اور بیان خلیفہ عمر رض صفحہ ۵۶۷ و ۵۶۸ مطبوعہ لنڈن موجودہ لائیبریری پشاور۔ اور کپتان ولیم رابرٹس صاحب کی کتاب صفحہ ۷۳ ۴۰ سنہ ۱۸۴۴ء)

مولوی ۲۳۹ - پہر مجوس پر اسلام کا پورا تسلط ہوا۔ مگر کوئی تاریخ نہیں بتاتی کہ اسلام نے اُنکی کتابیں جلائیں۔ اگر یہہ فعل اسلام یا خلفاء اسلام کا داب ہوتا تو اُنکی ایسے ارتکاب کے اسباب ہمیشہ اسلام میں موجود تھے اور اسلام کا کوئی مانع نہ تھا۔

آریہ بے شک مجوس پر بھی اسلام کا بروقت فتحیابی ایران پورا تسلط ہوا مگر تاریخ بتلاتی ہے کہ اُنکی کتابیں بھی جلائی گئیں۔ اُنکے آتشکدہ بھی خراب کیئے گئے۔ لاکھوں مجوسی قتل اور بیدین کیئے گئے اور لاکہوں بھاگ کر ہندوستان۔ افغانستان بلوچستان کو چلے آئے۔ چنانچہ مشہور یورپین فلاسفر ڈاکٹر لائیٹنز صاحب فرماتے ہیں "حضرت عمرؓ سنہ ۶۳۴ء میں خلیفہ ہوئے۔ کسرے (نوشیروان) کے ایوان کو خراب کیا۔ اور کتاب خانوں کو جلایا۔ اور پانی میں ڈبویا۔ اور یہی حال سکندریہ کا کیا" (دیکھو سنین الاسلام سنہ ۱۸۸۰ء لاہور حصہ اول صفحہ ۳۰)

مولوی ۲۴۰ - اگر مذہبی وغیرہ کتابوں کا جلانا اسلامی بادشاہوں اور عوام اسلام کا کام ہوتا۔ تو یونانی فلسفہ یونانی طب یونانی علوم کے ترجمے عربی زبان میں محال ہوتے۔

آریہ - بیشک مذہبی اور علمی کتابوں کا جلانا اسلام کا کام ہے۔ اور اسی پر اسکے تمام وکمال دعاوی کا اختتام۔ عوام اسلام بھی اسی اعلام کے بندۂ بیدام ہیں۔ اور یہی علماء اسلام کے فتاوی و احکام۔ ذرا غور فرمایئے۔ اور تاریخ کو آنکھوں کے سامنے لایئے۔

ایک مولوی فاضل فرماتے ہیں "مورخ داناں تمام عالم اجماع دارند باآنکہ تا صد سال از ہجرت ہیچ تصنیفے در اسلام واقعہ نشدہ" (دیکھو تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ ثمر ہند لکھنؤ سنہ ۱۲۹۵ھ صفحہ ۱۰۳)۔

اسی طرح آنریبل سر سید احمد خان صاحب بہادر فرماتے ہیں "یہہ بات ظاہر ہے کہ قرون ثلاثہ میں علوم عقلی کا کچھہ چرچا نہ تھا اور حکمت اور فلسفہ یونان سے کوئی واقف نہ تھا۔ مگر بعد اس کے وہ زمانہ آیا جس میں مسائل فلسفہ کا جاری ہونا شروع ہوا آخر اُسکی یہاں تک ترقی ہوئی کہ وہ مسائل دین میں داخل ہو گئے۔ اور مذہبی کتابوں میں اُنپر بحثیں ہونے لگیں اور رفتہ رفتہ یہہ نوبت پہونچی کہ اُن سے تفسیریں بھر دی گئیں"

[illegible]

اب مہربانی فرماکر مولوی صاحب ارشاد کیجیے۔ کہ اس ساری عبارت کو سکندریہ کے کتب خانہ جلانے سے کیا تعلق ہے۔

۳۴۲ مولوی ۔ اور جو بید آدکوں کی پستک کو پایا اور پوربکے اتی ہاسوں کا انکا پرایا ناش کر دیا جیسے کہ انکو پوربلب وستھا۔ سمرن کبھی نہ رہی پھر جینیوں کا راج اس دیش میں اتینت جمگیا تب جین ہی بڑی ابھمانیں ہوگئے اور کو کرم انیا بھی کرنے لگے‘‘ (صفحہ ۲۱۳ ستیارتھ پرکاش)

آریہ دہرم کا تنزل اور بودہ مت کی ترقی کا حال بیان کرتے ہوئے سوامی جی لکھتے ہیں کہ اس دیش میں ودیا کے نہ ہونے سے بہت منشوں نے انکے مت کو سویکار کر لیا۔ پرنتو قنوج۔ کاشی۔ پربت دکھن اور پچھم دیش کے پرشوں نے سویکار نہیں کیا تھا۔ پرنتو وے بہت تھوڑے تھے۔ وے ہی وید آدک پستکوں کا پٹھن پاٹھن کرتے اور کراتے تھے۔ پر انہوں (بودھوں) نے ورن آشرم بیوستھا اور ویدوکت کرموں کو متھیا دشٹی لگاکے اشرد ہا اور ابردرتی بہت کرادی پھر بگیوپویت آدک کرم بھی پلرینشٹ ہوگیا۔ اور جو جو وید آدک کی پستک کو پایا اور پور بکے اتھاسوں کو انکا پرایہ ناش کر دیا جس سے کہ انکا (آریوں کو) پوربہ اوستھا کا سمرن بھی نہ رہی۔ پھر جینیوں کا راج اس دیش میں اتینت جمگیا۔ تب جین بھی بڑے ابھمان میں ہوگئے اور کو کرم انیا بھی کرنے لگے (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۱۱ و ۳۱۲)

اب ہم اپنے مہربان مولوی صاحب سے مودبانہ پوچھتے ہیں کہ اس آپ کے مندرجہ بالا الزام دہی میں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سری سوامی جی مہاراج نے اگیا دی ہو یا وید و شاستر کا ارشاد یا کسی آریہ راجا کی کارروائی ہو کہ علمت اور فلسفہ یا مذہب کی کتابوں کو جلادو۔ اور کیا اسکا سکندریہ کتب خانہ جلانے سے بھی کوئی تعلق ہے۔

اب مولوی صاحب نے جو کتب خانہ سکندریہ کی نسبت ہماری خلاف شہادتیں لکھی ہیں انپر غور کرتے ہیں۔

۳۴۴ مولوی ۔ مشہور محقق ہسٹورین گبن صاحب کی تاریخ کے فٹ نوٹوں کا ترجمہ ملاحظہ ہو تاریخ گبن صفحہ ۵ باب ۵۱ جلد ۶ "ول یہود اور عیسائیوں کی مذہبی کتابوں کے نہ جلانے کی دلیل یہ ہی کہ اہل اسلام خدا کے نام کی بہت عزت کرتے ہیں اور انکی کتابوں کو وہ کتب الہیہ مانتے ہیں۔ جیسا کہ صفحہ ۳۰۷ میں ذکر ہی دیکھو پکتو یا ت قریفش‘‘

آریہ اگرچہ قرآن ہی بطور نام کی انکو کتب الہامی مانا ہی۔ مگر در حقیقت انکو تمام علماء اسلام نے محرف اور منسوخ گردانا ہی۔ فاضل اجل مصلح الدین سعدی شیرازی فرماتے ہیں۔ ؎ نہ از لات و عزیٰ برآورد گرد کہ توریت و انجیل منسوخ کرد ٭ اور جامی کہتا ہے ؎ نبودش خط ولی زد خط بہ تعجیل ٭ بکلک نسخ بر توریت و انجیل منسوخ چیز کو تقویم پارینہ یا کاغذ ردی سمجھنا معمولی بات ہی منسوخ تو امر دیگر ہے خود حضرت عثمان جامع القرآن نے قرآن شریف کے صدہا نسخہ لیکر جلادیئے اور خدا کے نام کا ذرا لحاظ نہ کیا۔ خلافت عثمان و خلق را بر جمع یک قرآن و قرأت یک مصحف فرمان داده باقی مصاحف را کہ بلغات مختلفہ میخواندند و تنازعہ میکردند بسوخت صفحہ ۳۷۰)

اور دوسری جگہ خود عثمان کی زبانی منقول ہی۔ و دیگر میگویند کہ عثمان مصحف را بسوخت و حال آنکہ غرض من ازاں جرات رفع اختلاط از میان خلق بود نسبت بکلام الٰہی (روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۴۷۱ نولکشور ۱۸۸۳ء)

اور فتح الباری شرح صحیح بخاری تصنیف علامہ ابن حجر عسقلانی میں لکھا ہے قولہ وامر بما سوا من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق اور یہ امر اچھی طرح تفصیل کے ساتھ صحیح بخاری میں لکھا ہی دیکھو باب جمع القرآن صفحہ ۱۵ مطبوعہ ۱۲۷۱ھ اور یہی ذکر مولوی رحمت اللہ نے اعجاز عیسوی میں لکھا ہے صفحہ ۳۴۶)

ہزاروں انعویذ کر نیوالے مولوی صاحبان صدہا قرآنی آیات کی دہونی دیتے ہیں اور گناہ نہیں مانتے اور دیکھو تاریخ ابی الفداء عربی مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۷۶ اور نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۳۸)

اور فرقہ علویہ کے مسلمان جو قرآن کا حال کرتے ہیں کیا وہ آپ کو معلوم نہیں؟ شیعہ لوگوں کی کتابیں جنمیں صدہا جگہ قرآن کی آیات تہیں اور محمد صاحب کی صفات انکو سنی علماء کی فتوی نے جلادیا تا بدیگران چہ رسد (دیکھو فتوحات فیروز شاہی اور آئینہ تاریخ نما ز عقاید اسلام میں بحوالہ صحیح بخاری کے لکھا ہی کہ عثمان نے قرآن کی بہت سے نسخے اکٹھے کرکے جلادیئے (صفحہ ۳۹ ۱۲۹۴ھ حدیقہ سنائی کے صفحہ ۵۸ پر بھی قرآن کی بہت سی نسخوں کے جلانیکا باین الفاظ ہمہ را پاک سوختند ذکر موجود ہے۔

۳۴۱ مولوی ۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اسکندریہ کے کتب خانہ میں مذہبی کتابیں نہ تھیں جو اصل محل اعتراض ہیں۔

آریہ ۔ اگرچہ یہ کتابیں بہت زیادہ تو علمی تھیں۔ مگر مذہبی بھی انمیں ضرور تھیں چنانچہ لکھا ہی کہ یہیں کتب خانوں کیلئے ٹولیمی فیلاڈلفس کی حکم سی توریت زبور و صحف انبیا کا عبری زبان سی ستر عالموں کی نگرانی میں یونانی زبان میں ترجمہ ہوا تھا جو سپٹو ایجنٹ کہلاتا ہی‘‘ (دیکھو اعجاز التنزیل ۱۲۹۸ھ صفحہ ۱۸۷)

ہم اس موقع پر مناسب سمجھتے ہیں کہ جس مورخ پر سہارا کر چند محمدی بہائیوں نے اس کے انکار پر کمر باندہی ہی اسکی اصلی تحریر کا جواب دیں۔

اول اعتراض جو گبن صاحب فرماتے ہیں "ایک تنہا اجنبی جسنے چھ سو برس کی بعد میڈیا یا فارس کی سرحد پر تواریخ لکھی جبکہ اسکے خلاف دو اُس سی پہلے مورخ خاموش ہیں اور دونوں کرسچن اور مصر کے رہنے والے ہیں جنمیں سب سے پہلا پادری یوٹی چی ایس ہی جسنے مصر کے فتح کا مفصل حال لکھا ہی۔ تو اسکی گواہی کب معتبر ہو سکتی ہے‘‘

تردید جن دو آدمیوں کا گبن صاحب ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے لائبریری کا ذکر نہیں کیا وہ جاہے کرسچن ایماندار ہوں مگر علم کے قدردان نہ تھے۔ کیونکہ وہاں زیادہ تر علمی کتابیں تھیں۔ اور یہ پادری صاحب علم سی نفرت کرتے تھے۔ جیسا کہ پادری کارڈنل زمینز صاحب نے ۱۵۰۰ء میں اسی ہزار کتابیں قلمی گرینڈا کی میدانوں میں برباد کرنیوالی آگ کی شعلوں کی حوالہ کر دی تھیں (دیکھو کانفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ ریلجن مصنفہ ڈریپر صاحب صفحہ ۱۰۴) مگر آجتک پادری لوگ اسکی لائف کو بہت ہی اچھا بیان کرتے ہیں۔ اور لیتھبرج وغیرہ اسکی بہت ہی تعریف کرتے ہیں اور خود گبن صاحب کا بھی اقبال ہی کہ پادری لوگ علمی کتابوں کی عزت یا پرواہ نہیں کرتے تھے (دیکھو گبن کی تاریخ جلد ۳ باب ۲۸ صفحہ ۲۸۸) بنابراں اس ایک ہی مصنف و لائق مورخ کی تحریر جو کہ علم کا قدردان تھا بمقابلہ ان دو ناقدر دانوں اور علم کی دشمنوں کی بہت زیادہ قدر اور عزت اور تسلیم کے قابل ہے۔

دوم اعتراض ۔ خلیفہ کا حکم سچے مسلمانوں کی رائے کے خلاف ہے کہتے ہیں کہ یہودی اور عیسائیوں کی کتابیں جو لڑائی سی حاصل کیجاویں وہ جلائی نہ جاویں دنیوی علم اور مورخوں اور شاعروں اور حکیموں اور فلاسفروں کی کتابیں بھی مسلمان لوگ استعمال کر سکتے ہیں۔

تردید نہیں معلوم کہ سچے مسلمانوں سی گبن صاحب کی کیا مراد کیا انہوں نے جو دارہ شکوہ پر فتوے دیئے گئے تھے نہیں سنے۔ کیا مندروں گرجاؤں کی ساتھ جو سچے مسلمانوں نے جنہیں امین الملۃ و یمین الدولہ کا خطاب سلطان روم نے دیا تھا سلوک کیا ہی وہ آپکو معلوم نہیں۔ خود عمر و سپہ سالار نے حالانکہ شاعر تھا مگر بسبب تعصب ہی کی ہر ایک چیز کی فہرست لکھی مگر لائبریری کا نام بھی نہ لکھا۔ اور جب جان فیلوپنس حکیم کے کہنے کی مطابق اُسکی کچھ قدر اسی معلوم ہوئی تب بھی نہ کتابوں کی فہرست بنائی اور نہ انکا مفصل حال لکھا صرف اندھا دھند لکھ دیا۔ مگر صحیح بات اس طور پر ہے جیسا کہ احیاد پانیر کی لائق اڈیٹر نے لکھا اور جسکو خلیفہ صاحب نے اپنی کتاب میں بلا کسی عذر کے درج کر دیا کہ بیشک خلیفہ عمر کو کتابوں کی کچھ پرواہ نہ تھی۔ اور نہ اسکو لکھنے پڑھنے میں کچھ تشاغل تھا (دیکھو اعجاز التنزیل صفحہ ۱۸۹)

سوم اعتراض شاید یہ بات محمد صاحب کے جانشینوں کے جوش سی ہو سکتی ہی۔ مگر اس معاملہ میں بسبب کمی مصالحہ کے آگ جلدی بجھ جاتی یہ اسقدر کتابیں نہ تھیں کہ چھ ماہ تک جلائی جاتیں‘‘

تردید شاید نہیں بلکہ ضروری طور پر یہ سخت حادثہ محمد صاحب کے جانشینوں سی ہوا مصالحہ کی کمی کا آپ غم نہ کیجئے کہ تھوڑی تھوڑی لکڑی اور خاشاک بھی ساتھ جلایا کرتی تھی لکڑیوں کے ساتھ کتابیں جلتی تھیں اکیلی نہیں اخیر میں گبن صاحب فرماتے ہیں اگر یہ ایرین اور مانو فزائیٹ کے فرقوں کے جھگڑوں کی ضخیم کتابیں عام حمام میں جلائی گئی ہوں تو ایک فیلسوف ہنسی میں کہہ سکتا ہی کہ بہر آخر کار النسانیکے کام میں تو آئیں یعنی اگر جلائی گئیں تو اچھا ہوا‘‘ (دیکھو تاریخ روم مطبوعہ چنڈوز کلیتنک لشڑلی جلد ۳ باب ۵۱ صفحہ ۶۸ ہ سی ۱۷۶ تک)

کتف پیوند کنند تا اطاعت اسلام بظہور رسد و علامت ہنود ظاہر باشد و کتب ہندواں راہر جا ہرکس کہ مییافت می سوخت "۔ جلد اول صفحہ ۴۰۱ نولکشور)

جناب مولوی یہہ تو ہمارے اپنے ملک کی شہادتیں ہیں۔ جسے غیر مذہب خصوصاً مسلمان محمدی مورخوں نے بھی صحیح قلمبند کیا ہی۔ ذرا انصاف کو کام میں لائے اور تجاہل عارفانہ سی باز آئیے۔

اب ہم یہہ بتلاتے ہیں کہ جو مہابھارت ۔گیتا۔ راماین ۔ شُسنکہپ سن بتیتی ۔ بھاگوت ۔ یوگ بشسٹ ۔ رہتہ ۔ اُپدیش و اُپنشدوں کے ترجمہ ہوئے وہ کون ہوئے اور کسنے کیئے۔ کیا تعلیم اسلام کی برکت تھی یا کوئی اور وجہ ۔ واضح ہو کہ تمام محققوں کا اسبات پر اتفاق ہی کہ نمبر ا سے ۵ تک اکبر بادشاہ کے عہد میں **فیضی** نے ترجمہ کیں ۔ اور نمبر ۶ اُسی مبارک عہد میں **ابوالفضل** نے اور نمبر ۷ و ۸ بعہد شاہجہان بادشاہ و شہزادہ داراشکوہ نے مگر اکبر بادشاہ اور داراشکوہ اور فیضی اور ابوالفضل چاروں دایرہ اسلام سے خارج ہیں ۔ نمبر ا و ۳ و ۴ تو دین الٰہی کے پیرو بلکہ پیغمبر اور خلیفہ تھے ۔ اور نمبر ۲ خالص ویدانتی تھی ۔ اور اورنگزیب نے جو حال داراشکوہ کا انہیں ترجموں کی بدولت کیا ۔ وہ کسی تاریخ دان سی بھی پوشیدہ نہیں چنانچہ لکھاہے کہ ایکدن علماء کو بلا کر چند رسالے اور کتابیں جو اس نے علم تصوف میں تالیف و ترجمہ کروائی تھیں پیش کیں اور پوچھا کہ جس شخص کا یہہ اعتقاد ہو اُسکے لیئے شرع میں کیا حکم ہے انہوں نے کہا کہ انکے مضامین شریعت کے خلاف ہیں جس مسلمان کا یہہ اعتقاد ہو اُسکا قتل واجب ہے" (دیکھو قصص الہند حصہ دوم ذکر اورنگزیب صفحہ ۱۱ ۱۸۷۲ء لاہور ۔ اور آئینہ تاریخ نما مطبوعہ گورنمنٹ پریس الہ آباد ۱۸۶۷ء صفحہ ۹۲ حصہ اول) اور ایسا ہی فتوےٰ علماء ہندوستان کا بر کتاب حوط نور بخشند کر دفع شر ایشاں از مسلمان با سیاست و القتل واجب ست (دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دہم جلد دہم صفحہ ۲۳۶) ۔

مولوی ۲۴۲ ۔ اب ہم روشن ضمیر آریہ صاحبان کو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بار اول کے صفحہ ۱۹۴ و ۲۱۶ و ۲۱۳ کے دیکھنے کی تکلیف دیتے ہیں ۔ جوانکے واجب القدر گرو دیانند صاحب کی تصنیف سی ہے وہ تحریر فرماتے ہیں " دوسری بات یہہ ہی کہ وید آدی ست شاستروں کا چہر اتینت پرچار کرلے ۔ اور جو کوئی جال پُستک اچے ڈاڑھی پڑہا دی اسکو راجہ شر چہیدن تاکے ڈنڈ دیوے جس سے کوئی متھیا جال پُستک نہ رچے " صفحہ ۱۹۴ ستیارتھ پرکاش ۔

آریہ وہاں کی اصل عبارت یہہ ہے ۔ دوسری بات یہہ ہی کہ وید آدک ست شاستروں کا اتینت پرچار کرے اور جو کوئی جال پُستک رچی وا پڑہے پڑہاوے ۔ اُسکو راجا شر چہیدن تک ڈنڈ دیوے جس سی کہ کوئی متھیا جال پُستک نہ رچے " یہاں سوامی جی نے منوسمرتی کی مطابق راجہ کا دہرم بیان کیا ہی کہ آریہ راجا کو چاہئے کہ رگوید یجروید سام وید اتہروید چار وید ۔ اور آیورو وید علم حکمت و سرجری و کیمسٹری دہومیو پیتھک) دہنر وید (علم جنگ و اسلحہ سازی و بارود سازی) اور گندہرب وید (علم موسیقی) یہہ چار اُپ وید ۔ اور ۶ انگ (منطق علم عمارت انجنیری ۔ پیمائش ۔ جر ثقیل) گندہرب وید (علم موسیقی) یہہ چار اُپ وید اور ۶ انگ (منطق یوگ ۔ ویشیشک ۔ سانکہ ۔ میمانسا ۔ شاستر ک یہہ چھہ درشن گہٹ اُپ انگ ۔ اور شکھشا ۔ کلپ ۔ نرکت ۔ نگہنٹو ۔ ویاکرن ۔ چہند ۔ جوتش یہہ چھہ انگ ۔ اور اسی طرح جو علم و ہنر کی باتیں ہیں ان سب کا راجا بہت ہی پرچار کرے لیکن راجہ کو یہہ بھی چاہئے کہ کوئی جعلسازی کی گرنتھ نہ بنا دے ۔ اور نہ ٹھگی اور بدمعاشی کے اور نہ کسی اور مہاتما کے نام سی گرنتھ بنا کر کوئی پرچلیت کرے جس طرح بیاس جی کے نام پر پوپ دیو وغیرہ جعلسازوں نے ۱۸ پران بنائی جس طرح نارد جی کے نام سے سوا نند پوپ نے ست نارائن کی کتھا بنائی جس طرح رشی منیوں کے نام سی بجائے ۱۰ اُپ نشد کے اب ۵۰ اُپ نشد بنا لیا جس طرح ایک لاکھ شلوک بیاس جی کے نام سی مہابھارت میں بڑہا دیا جس ملک میں سخت طرح کا طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا اور ست دہرم کر بدلے تینتیس ۳۳ کروڑ دیوتا پرستی کو قایم کیا ۔ جسکی بابت غیر مذہب کے منصف مزاج مورخوں کو بھی اقبال ہے ۔

آنر یبل اسٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر فرماتے ہیں " جو بڑی تبدیلیاں منو کر زمانی سی مذہب میں ہوئی ہیں ۔ یہہ ہیں کہ ویدوں کے بجائے نئے نئے مسئلوں کے مجموعہ (پرانوں) کا رواج دینا اور دیوتا

کے فرقوں کو ایک مذہبی عظمت حاصل ہونا ۔ فرقوں کی کثرت اور ترقی ہو جاتا ۔ توحید کے اصول سی غافل ہو جانا " (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۶۰ و ۱۶۱ ۱۸۶۶ء)

جو کچھہ ہوتا ہوا ہم دیکھتے ہیں وہ سب اگرچہ مذہب کے روسی قایم ہوتا ہی ۔ لیکن اسمیں مذہب کی پابندی بہت کم ہوتی ہی ۔ اسحالت میں بھی اگر حقیقت پر نظر ڈالی جاوی تو شروع زمانہ سی اب تک مذہب کے اثر میں بہت کم نقصان آیا ہی ۔ لیکن ہندوؤں کے معبود اب وہی نہیں رہے ہیں جو پہلے تھے بجائے توحید کے جسکو وید نے بطور ایک سچے مذہب کے تعلیم کیا ہے ۔ بہت بڑے بڑے دیوتوں کی پرستش اور بت پرستی کا طریقہ قایم ہو گیا ہی ۔ اگرچہ توحید کو لوگ ہر جگہہ بالکل نہیں بھول گئے لیکن بجز حکماء اور علماء الٰہیات کے کوئی شخص توحید کی بطور خود مستقل پیروی نہیں کرتا " (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۶۲ ۱۸۶۶ء)

پس ایسی وید دروہ گرنتھ بنانیوالوں کو سوامی جی نے جعلساز لکھا ہی جس طرح جھوٹھے نوٹ بنانیوالے وغیرہ سرکاری مجرم ہیں ۔ ویسی ہی منو جیو نے جعلساز مصنفوں کی نسبت لکھا ہی بس یہہ کوئی ظلم یا جہالت کی بات نہیں ۔ بلکہ عین عدل ہے ۔ اور خود سوامی جی مہاراج نے بھی اسی مضمون کے اخیر میں لکھدیا ہی " جیسی کہ آج کل آریہ ورت دیش میں منڈلی کی منڈلی پھیلتی ہیں پشو ان لاکھوں میں کوئی ایک پرش مادہوین دہاری کیا ہے ۔ ورکنتہ یہہ تھا جال ہی ان لوگوں کے من میں ایسے ایجاتیھا دت پر کہشا کری ست داوی ۔ جانند ریہ سب ودیاؤں میں تمیں اور شانت آدہی گن جسمیں ہوں اُسکو تو در کتہ ہی رہنے دے اس سی جتنے دِپریت ہوں ۔ اُن کو یتھا یوگ ہل آہرآدک کرم میں راجا لگا دیوی ۔ اس وستھا کو ادشیہ کرے ۔ انیتیا کبھی اُسکہ نہ ہوگا " (دیکھو ستیارتھ پرکاش طبع اول صفحہ ۱۹۵) پس یہہ بات سکندریہ کی علمی کتب خانہ جلانی سے کیا نسبت رکھتی ہی ۔ سوائے اسکے کہ آپنے لکھہ کر کاغذ سیاہ کیا ۔

۲۴۳ مولوی " بیاس ۔ رتھات کا دشمن ۔ بھاگوت آدکوں کی کتھا کرنیوالے اور مندروں کے پوجاری اور سنیر داوولے براگی ۔ شیو ۔ بام مارگی آدک ۔ پنڈت مہاتما اور سدہ یہہ تو اوپر کو بنے رہتے ہیں ۔ پرنتو ان کو سب جگت کے ٹھگنے والے جاننا چاہیں) اور یہہ سب پرسدہ چور ہیں ۔ انکو ڈنڈ سے راجا اوپدیش کردی ۔ ایسا ڈنڈ دی کہ کوئی اس پرکار کا منکہہ پر جا میں نہ رہنی پاوے تب ہی راجہ اور پرجا کی اُنتی ہو گی انیتھا نہیں " صفحہ ۲۱۵ ستیارتھ پرکاش)

آریہ ۔ میری مہربان مولوی صاحب ! انکی اصل عبارت یہہ ہی ۔ جسکو ہم یہاں بجنسہ لفظ بلفظ درج کرتے ہیں

नलामा नं प्रतीगाने सर्वं च स्य तुलषि
तम। षदेन ... तच मासेषु पुष्पेव परी

یہہ شلوک منو ادہیا ۸ شلوک ۴۰۳ کا ہی ۔ ترجمہ تُلا نام ترازو کی ڈنڈی اور ترازو کی پریکشا کری پکش پکش ۔ ماہ ۔ ماہ یا چھٹے چھٹے ماہ " (کیونکہ دوکاندار لوگ بیچ کا سوت اور دونوں پلے ڈنڈی کے بیچمیں چھید کر کے پارہ بھر دیتے ہیں اُس سی جب لیتے ہیں تب ادہک لیتے ہیں اور دیتے ہیں تب نیون (کم) دیتے ہیں جب بڑہی مان جاتی تب اور بہاؤ سیب مور رکہہ جاتی تب اور بہاؤ ایسا کر کے موند لیتے ہیں) پر تمام ارتہات پر تمام چہپا تکت دکہ دانکو گھٹا بڑہا لیتے ہیں اس سے ادہک لیتے ہیں اور نیون (کم) دیتے ہیں یہہ مہاجن اور ساہوکار بن رہے ہیں ۔ یہہ نتو دی بڑی ٹھگ ہیں جیسی کر دیاس ارتہات کا دشمن بھاگوت آدکون کی کتھا کرنیوالے اور مندروں کی پوجاری اور سنیر داوالے ویراگی شیو ۔ وام مارگی آدک پنڈت مہاتما اور سدہ یہہ تو اوپر کو بنے رہتے ہیں پرنتو اُنکو سب جگت کے ٹھگنے والے جاننا چاہیں (یعنے وہ کم تولنے والے) اور یہہ (وام مارگی وغیرہ) پرسدہ چور ہیں انکو ڈنڈ سے راجا اپدیش کردی ایسا ڈنڈ دی کہ کوئی اس پرکار کا منش پر جا میں نہ رہنے پاوے تب ہی راجا اور پرجا کی اُنتی ہو گی انیتہا نہیں (دیکھو صفحہ ۲۱۵ و ۲۱۶ ستیارتھ پرکاش)

اور منو سمرتی ۸ ۴۰۳ کے مطابق ۔ نبی خدا کی زبانی محمد صاحب نے بھی سورۃ التطفیف میں کم تولنے والے کو فجار لکھا ہے اور سورہ بنی اسرائیل میں لکھا ہی ۔ وزنوا بالقسطاس المستقیم یعنے تولو سچے ترازو سے اور دیکھو تعزیرات ہند دفعہ ۲۶۴ سے ۲۶۷ تک باب ۱۳ ۔ جنکی سزا ایک سال قید اور جرمانہ ہے وہ بھی کم وزنی کی دفعات ہیں ۔

قریب جمع تھیں۔ جولیئس سیزر کے فتح کرنے کے بعد ملوٹ مارک درمیان پورانی لائیبریری کو اتفاقاً آگ لگی۔ تاہم سریپیس کا کتب خانہ بچ گیا جس میں بعد ازاں بہت کتابیں بڑھائی گئیں خصوصاً پیٹر یگی ان کے جمع کرنے سے جسمیں دو لاکھ کتابیں مارک انٹنی نے ملکہ کلیو پیٹرا کو نذر کی تھیں۔ اور اس طرح یہہ لائیبریری پہلی لائیبریری سے تعداد اور قیمت کے لحاظ سے بہت بڑھ گئی تھی۔ جب ۳۹۱ء میں تھیوڈوسس اعظم کے ماتحت تھیو افلس نے مندر ویران کیا لائیبریری کا ایک بڑا حصہ کھویا گیا تھا۔ لیکن مسلمانوں کے اسکندریہ کو ۶۴۱ء میں فتح کرنے سے یہہ لائیبریری بالکل برباد کیگئی۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ جب فاتح جنرل عمرو نے خلیفہ عمرؓ سے کتب خانہ کی بابت ہدایت مانگی۔ اُسکو یہہ حکم ملا۔ کہ اگر یونانیوں کی کتابیں خدا کے کلام یعنے قرآن سے مطابق ہیں۔ تو وہ بیفایدہ ہیں اور انکو محفوظ نہ رکھنا چاہیئے۔ اور اگر وہ غیر مطابق ہیں تو سخت نقصان رساں ہیں۔ پس انکو برباد کردینا چاہیئے۔ بیان کرتے ہیں کہ ان کتابوں سے ۴ ہزار حمام گرم کیگئے اور اُنکی تعداد اس قدر تھی کہ وہ چھ ماہ تک گرم کرنے کے کام میں آکر جلتی رہیں'' (دیکھو بی تنسر ڈکشنری آف یونی ورسل انفرمیشن جلد اول صفحہ ۴۱ لنڈن)

نمبر ۸۔ نامور مورخ مسٹر سایمن اکلی صاحب فرماتے ہیں ''ایک شخص بنام جان اُس وقت بہت عالم فاضل خیال کیا جاتا تھا۔ عمرو کی اُس کے ساتھ بہت دوستی تھی ایک دن جان نے عمرو سے کہا کہ آپ کتب خانہ کی کتابوں کا ملاحظہ فرمائیں۔ اور کتابیں مجھے عنایت کر دیں عمرو سپہ سالار نے اس بات کے واسطے اپنے افسر سے یعنے خلیفہ عمرؓ سے اجازت مانگی۔ خلیفہ رضا نے جواب دیا کہ اگر مضمون کتب مطلوبہ کا قرآن مجید کی آیات کے مطابق ہے۔ تو خیر ورنہ تمام کتابیں ردی ہیں پھینک دو خلیفہ عمرؓ کے ارشاد مبارک کے مطابق کچھہ کتابیں لوگونکو تقسیم کر دی گئیں۔ اور باقی کی حاکم نے اپنے حمام خانہ کے کام میں لا کر جلا دیں۔ اگرچہ بہت مبالغہ دراصل تعداد کتب خانہ بالا کی نسبت بیان کیا گیا ہے۔ مگر روایت ہے کہ یہ کتابیں پورے چھ ماہ تک جلنے کے کام میں آتی رہیں۔ یہ کتب مصر کے قدیم بادشاہوں نے جمع کر رکھی تھیں''۔ (دیکھو تواریخ سر اسیمن انگریزی صفحہ ۲۶۳ پیراد وسرا ۱۸۴۹ء موجودہ لائبیری لاہور اور نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۵۰ و ۲۵۱)۔

نمبر ۹۔ مورخ ابوالفراغیس لکھتا ہے کہ فرست کے وقت عمرو سپہ سالار۔ جان فلولوس سے گفتگو کرتا تھا۔ اور اس سے اُسکی دوستی تھی اس سبب سے عمرو سے اس نے ہی عظیم الشان لائیبریری کی درخواست کی۔ جو لائیبریری فلولوس کی نگاہ میں بیش قیمتی اور وحشیون عرابیوں کی نگاہ میں محض ہیچ تھی۔ اور جو ابھی تک تباہ نہیں ہوئی تھی۔ عمرو سپہ سالار اس صرف نحو کے جاننے والے فاضل فلولوس کی خواہش پوری کرنا چاہتا تھا) مگر بسبب یانتداری کر وہ ذراسی بھی چیز بغیر خلیفہ کے حکم کے نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے خلیفہ سے درخواست کی جس کا یہہ حکم آیا کہ اگر یہہ گریس والوں کی کتابیں خدا کی کتاب کے موافق ہیں تو بیفایدہ ہیں اور نہ باقی رہنے دینا چاہیئے اور اگر وہ اُس (خدا کے کلام) کے برخلاف ہیں۔ تو وہ نقصان دہ ہیں۔ پس انکو برباد کرنا چاہیئے'' اس حکم کی تعمیل نہایت فرمانبرداری سے کیگئی اور وہ کتابیں چار ہزار سکندریہ کے حماموں میں تقسیم کیگئیں۔ اور وہ اسقدر تھیں کہ چھ مہینے اُنکے جلنے کے لئے مشکل سے کافی ہوئے''۔ (دیکھو پوکاک صاحب کی ابوالفراجین صفحہ ۱۱۴)

نمبر ۱۰۔ مشہور فاضل ڈریپر صاحب فرماتے ہیں کہ اگرچہ'' اس لائیبریری کی کتابون کی تعداد پر شک کیا جاتا ہے۔ لیکن اس میں کچھہ شک نہیں کہ خلیفہ عمرؓ نے یہہ حکم دیا تھا۔ خلیفہ عمرؓ امّی آدمی تھا۔ اور اُسکے مجلسی سخت دینی متعصب اور جاہل تھے عمر کا یہہ کام علی کے کہنے کی تعمیل تھی''۔ آگے عیسائیوں کے ظلموں کا ذکر کر کے فرماتے ہیں) کہ اکثر ایسے کام دین کے مفسترین سے ہوتے ہیں''۔ (ہسٹری آف دی کانفلکٹ بٹوین سائینس اینڈ رلیجن صفحہ ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ لنڈن ۱۸۷۵ء)

نمبر ۱۱۔ مشہور و معروف مصنف ارونگ واشنگٹن صاحب امریکن فرماتے ہیں۔ الگزنڈریا کو ۶۴۰ء میں فتح کرنے کے بعد عمرو سپہ سالار نے خلیفہ عمرؓ کو اسکا حال لکھا کہ ہمیں چار ہزار محل۔ پانچہزار حمام۔ چار سو تماشہ گاہ۔ بارہ ہزار باغبان ۴۰ ہزار یہودی ہیں انکو لوٹنا چاہیئے یا نہیں۔ خلیفہ نے حکم بھیجا۔ کہ انکو مت لوٹو۔ اور اُن کے مال و اسباب کی فہرست تیار کرو۔ عمرو شاعر تھا۔ اور اُسکی ایک فلوپونس جان گرامر جاننے والے سے دوستی ہو گئی تھی ایک کمبخت گھنٹہ میں جان گرامرین نے عربی جنرل کی نظر عنایت سی حوصلہ پاکر ایک خزانہ اُسپر ظاہر کیا۔ جو ابھی تک اسکی نگاہ نہ چڑہا تھا۔ یا کہ اس مسلمان فاتح کا کی قدر نہیں کی تھی۔ یہہ خزانہ مجموعہ کتابوں یا نوشتہ کا تھا جو اس وقت سے الگزنڈرین لائبریری کے نام سے تاریخ میں مشہور ہے جان نے جب چاہا۔ کہ اس نے شہر کی ہر ایک قیمتی چیز کا حساب تو لیا اور تمام اُس کے خزانوں کو مقفل کر دیا۔ مگر اس نے کتب خانہ کی کتابوں کی کچھہ پرواہ نہ کی۔ تب جان نے عرض کی کہ یہہ کتابیں مجھ کو عنایت ہوں لیکن اس عالم کے پُرجوش بیان سے عمرو کی نگاہ میں ان کتابون کی قدر بڑہ گئی۔ اس واسطے اُن کے دینے میں اس نے بلا حکم خلیفہ کے پس و پیش کیا۔ اُسنے فوراً خلیفہ کو خط بھیجا اور اس میں جان کے اوصاف بھی بیان کیئے۔ اور درخواست کی کہ آیا اسکو یہہ کتابیں دیجاویں یا نہیں خلیفہ عمر کا جواب مختصر لیکن مہلک تھا۔ خلیفہ نے لکھا ''کہ مضمون ان کتابوں کا یا تو موافق ہے یا موافق نہیں۔ اگر موافق ہے تو قرآن بغیر اُن کے کافی ہے۔ اگر موافق نہیں ہے تو وہ نقصان رساں ہیں۔ اس لیئے وہ برباد کیجاویں''۔ چنانچہ پانچہزار شہر کے حماموں میں کتابیں اور نوشتہ بطور ایندہن کے تقسیم کیئے گئے۔ لیکن وہ اس قدر زیادہ تھے کہ اُن کے جلانے میں چھہ ماہ لگ گئے۔ یہہ وحشیانہ حرکت انکا ابوالفراجیس نے بیان کی ہے۔ اور گبن نے اس پر شک کیا ہے۔ اسوجہ سے کہ دو پرانے مورخوں المامسیں اور یوٹی چی اس نے اپنی تواریخوں میں نہیں لکھا۔ اور حال میں لوگ (بغیر ثبوت) کہتے ہیں کہ وہ کتابیں جنکا جلا دینا لکھا ہے۔ وہ ابھی تک قسطنطنیہ میں موجود ہیں۔ مگر ہم نہیں جانتے کہ اُنکے پاس کیا ثبوت ہے۔ بہرکیف انکا جلانا اکثر یقین کیا جاتا ہے۔ اور تواریخ دان اُسپر بہت افسوس کرتے ہیں''۔ دیکھو (لائف آف دی سکسیسرز آف محمد جلد دوم صفحہ ۲۱۵ سے ۲۱۷ تک موجودہ لائیبریری لاہور۔)

نمبر ۱۲۔ مورخ مانٹر صاحب بہادر فرماتے ہیں ''ٹولیمی لیگس کے لڑکے اور جانشین ٹولیمی سوٹر نے اسکندریہ میں ایک فاضلوں کا مدرسہ یعنے اکیڈمی قایم کیا۔ اور اسی شہر میں ایک مشہور و معروف کتب خانہ بنایا جسمیں اہل روم کی فتوحات کے زمانہ میں ۷ لاکھ کتابیں موجود تھیں جنمیں سے کچھہ اتفاقیہ آگ سے اس زمانہ میں غارت ہو گئیں۔ جبکہ جولیس سیزر نے اسکندریہ پر حملہ کیا تھا۔ لیکن وہ نقصان آیندہ صدیوں میں پورا ہو گیا یہاں تک کہ ساتوین صدی میں مسلمان خلیفہ عمرؓ کے حکم سے وہ عظیم کتب خانہ بالکل تباہ کیا گیا''۔ دیکھو مُرے ٹریزری آف ہسٹری صفحہ ۸۲۳ کالم پیراگراف آخری سطر ۱۵ سے ۲۶ تک موجودہ لائیبریری لاہور)

پھر لکھتے ہیں کہ ''۶۴۲ء میں سکندریہ کی لائیبریری خلیفہ عمرؓ کے حکم سے جلا دی گئی۔ اور وہ لائیبریری اتنی بڑی تھی کہ اُسکی کتابون سے ۶ ماہ سے زیادہ چار ہزار حماموں کی آگ جلتی رہی''۔ (مُرے ٹریزری آف ہسٹری صفحہ ۸۲۹ کالم ۱)

پادری فایئر صاحب لکھتے ہیں کتب خانوں کے چھین لینے کے بعد عمرؓ نے اُنکے جلا دینے کا حکم کیا اور اسوقت کے اور محمدیوں کا بھی یہہ حال تھا کہ جو پرانی کتاب پاتے تھے برباد کرتے سو اس برباد کرنے میں یا تو پرانی کتابوں کی قدر نہیں جانتے یا یہہ سمجھتے تھے کہ انکا مضمون قرآن کے خلاف ہونے پر گواہی دیتا ہے۔ اور یہی قدیم کتابوں کا برباد کرنا محمدیوں کی ایسی بیخبری کا باعث ہوا (میزان الحق مطبوعہ ۱۸۵۰ء باب اول فصل ۳)

مولوی۔ ابوالفرگیس کا افسانہ اس قدر مشہور نہ ہو جاتا۔ اگر اس سے یہہ غرض نہ ہوتی کہ روم کے وحشی فتحیابوں کو اس بات کا الزام دیا جاوے کہ انہوں نے دنیا میں علمی تاریکی

بیشک یہہ صحیح بات ہے کہ آیرین اور ماتو فرائیٹ فرقون کی ضخیم کتابیں اردمن کیتھلک وغیرہ نے برباد کر دیں اور جلا دیں اور اُن سے نہایت ہی بُرے بُرے سلوک کئے (دیکھو فروٹ آف کرسچانیٹی مطبوعہ لنڈن) اور کرسچن مت درپن مطبوعہ ۱۸۹۱ء) اور ایسے ہی سلوک علمی کتابوں اور غیر مذہب کے عالموں کے ساتھ قرون ثلاثہ میں اہل اسلام نے کئے اور ۳۰۰ھ کے بعد بھی اکثر مقامات پر ایسے ہی سلوک کئے ۔ یہ نتیجہ کرنا کہ قرآن درست ہے کتب خانہ چند ملت شکست۔

واضح ہو کہ عیسائیوں نے بھی کتب خانہ جلائے ہیں اور محمدیوں نے بھی مگر اُسی وقت جبکہ تعصب مذہبی کے سبب علم کی قدر دانی سے محروم تھے ۔ سکندریہ کے ایک وار کتب خانہ کو اس سے پہلے غالباً ۳۰۰ سال عیسائیوں نے جلا دیا تھا ۔ مگر وہ پھر بھی مرتب ہو گیا تھا۔ کیونکہ مذہبی پوجاری اور بادشاہ اسکے حامی تھے ۔ اب ہم چند فاضل موّرخوں کی شہادت عرض کرتے ہیں کہ آخر کار یہہ کتب خانہ مسلمانوں نے جلا دیا ہے نہ کسی اور نے ۔

نمبر ۱ ۔ آنریبل سر سید احمد خاں صاحب بہادر سی ۔ ایس ۔ آئی فرماتے ہیں "یہہ تحقیق ہے اور عربی تواریخوں میں یہہ واقعہ درج ہے کہ کتب خانہ خلیفہ عمر کے حکم سے جلایا گیا تھا ۔ اگرچہ یہہ ممکن ہے کہ اُسکی ضخامت کی نسبت کچھہ مبالغہ کیا گیا ہو جو لوگ اس الزام کے رفع کرنے کے خواہاں ہیں وہ صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ مصنفین عرب نے اس روایت کو غلط بیان کیا ہے ۔ لیکن ضرور ہے کہ انکے ایک واقعہ کو غلط بیان کرنے کی کچھہ وجہ ہو وجہ صرف یہی پیش کیجاتی ہے کہ مسلمانوں کے اسکندریہ فتح کرنے سے پیشتر عیسائیوں نے کتب خانہ کو جلا دیا تھا ۔ اور مسلمان مؤرخین نے غلطی سے اس واقعہ کو عمر کے حملہ مصر کے عہد سے منسوب کیا ہے ۔ یہہ وجہ ایسی کمزور ہے کہ اسکی درستی پر یقین کرنا مشکل ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ ایک دفعہ اس کتب خانہ کو عیسائیوں نے آگ لگا کر جلا دیا تھا ۔ لیکن یہہ ثابت کرنا مشکل ہے کہ عمر کے حملہ کے وقت یہہ اُسی تباہی کی حالت میں تھا ۔ اور بعد میں پھر جمع نہیں کیا گیا ۔ یا یہہ کہ مسلمانوں کے حملے کیوقت کوئی مجموعہ کتب سکندریہ میں نہ تھا ۔ اصل واقعہ اس طرح پر معلوم ہوتا ہے ۔ کہ اسکندریہ میں ایک کتب خانہ تھا جسکو عیسائیوں نے جلا دیا تھا ۔ مگر اس کے بعد پھر وہ مرتب کیا گیا تھا ۔ تواریخ سے اسقدر تحقیق ہوتا ہے " (دیکھو اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مطبوعہ ۱۲ مارچ ۱۸۹۰ء و سر مور گزٹ ۲۴ ۔ مارچ ۱۸۹۰ء)

آنریبل محقق فاضل نے جب وہ رائے دی تو اسپر ایک مسلمان مولوی کو بڑا افسوس ہوا ۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ اگر ہندوستان کے کم تعلیم یافتہ مسلمان جو نہ تو عرب کی قدیم تواریخوں سے بہرہ اندوز ہو سکتے ہیں ۔ اور نہ مغربی علوم تک انکی رسائی ہے اس اسکندریہ کے کتب خانہ کو مسلمانوں نے جلا دیا ۔ مضمون کی ناواقفیت ظاہر کرتے ۔ تو چنداں حیرانی کی بات نہ تھی مگر جب سر سید احمد خان جیسے لوگ بھی یہہ خیال رکھتے ہوں کہ اس کتب خانہ کے حضرت عمر کے وقت میں جل جانے کی روایت صحیح ہے تو اسپر صرف تعجب ہی نہوگا بلکہ افسوس ہوگا"

نامی گرامی مورخ ولیم سمتھ صاحب فرماتے ہیں "اس اسکندریہ کی لائبریری میں ایک روایت کے بموجب سات لاکھ کتابیں تھیں ۔ (یشوع کی قدیم تواریخ باب ۲۲ فقرہ ۔) اور دوسری روایت کے بموجب چار لاکھ (اتھینشر کی تواریخ صفحہ ۳) اس ملکانی نماہزہ کا کچھہ حصہ سیراپیس کے مندر میں جمع تھا جہاں کہ دو لاکھ کتابیں پرگمس کے بادشاہوں نے جمع کی تھیں اور جو کہ ایم ان ٹونیو نے ملکہ کلیوپیٹرا کی نذر کی تھیں ۔ عجائب خانہ کی لائبریری جولیس قیصر کے محاصرہ میں برباد ہو گئی ۔ اور سراپین کے کتب خانہ کو اسکندریہ کے لوگوں کے باہمی جھگڑے سے نقصان پہونچا تھا ۔ اور خصوصاً اُسوقت جبکہ مندر کو عیسائی مجاہدین نے چوتھی صدی عیسوی میں برباد کر دیا تھا ۔ مگر کتب خانہ کی کل کتابیں آخر کار خلیفہ عمر کے حکم سے ۶۴۰ء میں جلائی گئیں " (دیکھو ڈکشنری گریک اینڈ رومن جیاگرفی جلد اول ۔ صفحہ ۹۷ سطر ۲۰ سے ۴۱ تک لنڈن)

نمبر ۳ ۔ مشہور و معروف یوروپین فاضل مسٹر جے ایم راڈویل صاحب ایم ۔ اے فرماتے ہیں "اگرچہ اسلام میں بہت سی باتوں کے لحاظ سے ایک ناکامیابی ہے لیکن یہہ زیادہ تر قرآن ہی کی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ ایک بے آب علف جزیرہ نما کے باشندے جنکے افلاس کی برابری صرف انکی جہالت ہی کر سکتی ہے ۔ نہ صرف ایک نئے مذہب کے پرجوش اور سچے پیرو بن گئے ۔ بلکہ عمر و اور بہت سے اور لوگوں کی طرح اسکے بزور شمشیر پھیلانے والے ہو گئے ۔ وہ لوگ مملکتوں کے بانی اور شہروں کے آباد کنندہ اور کتب خانہ انہوں نے خراب کئے تھے ۔ اُن سے زیادہ کتب خانوں کے جمع کرنیوالے ہو گئے ۔" (ترجمہ قرآن انگریزی ۱۸۶۱ء کا دیباچہ)

نمبر ۴ ۔ پھر ایک نہایت قابل قدر اور بے نظیر مورخ فرماتے ہیں "اسی اثنا میں عمرو بن العاص نے جو کہ مصر کی فوج کا کمانڈر تھا ۔ اسکندریہ کے فتح کرنے سے اُس ملک کی فتح کو ختم کیا ۶۴۱ء میں یہہ بات اُسی وقت واقعہ ہوئی کہ مشہور لائبریری جسکو بطلیمی فلاڈلفس نے بنایا تھا اسکو مسلمان فاتحوں نے بالکل تباہ کر دیا جب عمرو نے خلیفہ کو درخواست کی کہ ان کتابوں کی نسبت آپکی کیا رائے ہے ۔ تو اُسکا یہہ حکم آیا کہ برباد کر دو کیونکہ عمر نے لکھا کہ اگر یونانیوں کی کتابیں خدا کی کتاب یعنے قرآن کے مطابق ہیں تو بیفائدہ ہیں انکے رکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور اگر وہ برخلاف ہیں تو وہ سخت نقصان رسان مذہب کے واسطے ہیں پس انکو برباد کر دینا چاہیئے ۔" اس حکم کے بموجب بیان کرتے ہیں کہ چار ہزار حماموں اور بعضوں کے قول کے بموجب پانچہزار حماموں کو شہر میں تقسیم کیگئیں جنمیں کہ وہ چھہ ماہ تک بطور قیمتی لکڑی کے استعمال کیگئیں اگرچہ گبن نے اس بیان کو غلط ثابت کرنے کے لیئے بڑی عقل دوڑائی ہے ۔ لیکن پھر بھی ہمکو اس بات کو یقیناً ماننا پڑتا ہے کہ کتابیں ضرور خلیفہ کے حکم سے جلائی گئیں" (دیکھو انگلش انسایکلوپیڈیا جلد ۲ ردیف ۱ (مطبوعہ لنڈن برڈبری اگنو اینڈ کمپنی صفحہ ۵۶۶ و ۵۶۷)

نمبر ۵ ۔ عربی کے فاضل تواریخ عرب کے ماہر مشہور و معروف ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر فرماتے ہیں "حضرت عمر کی خلافت میں ۶۳۹ء میں ابو بکر عمر ابن العاص نے مصر پر حملہ کیا شہر اسکندریہ فتح ہوا اور لوٹا گیا کتب خانہ وہاں کا میزم کی جگہ جلایا گیا اس جگہ پہلا کتب خانہ جو بادشاہ ٹولومیز نے مرتب کیا تھا ۔ وہ تو آگے ہی قیصر روم کے حکم سے جل چکا تھا ۔ اس کے بعد یہہ کتب خانہ طیار ہوا تھا ۔ وہ حضرت عمر کے حکم سے جلایا گیا" (دیکھو سنین الاسلام حصہ دوم صفحہ ۸۰ ۱۸۷۶ء لاہور)

نمبر ۶ ۔ خوندمیر مورخ ایرانی خلیفہ عمر کے قابل تعریف کاموں کی یہہ تفصیل کرتا ہے "کہ اسنے چھتیس ہزار شہر اور قلعہ کافروں سے چھینے اور چار ہزار مندر اور گرجے برباد کیئے ۔ اور ۱۴ سو مسجدوں کی بنیاد ڈالی ۔" (انگلش سائیکلوپیڈیا جلد ۶ ردیف ۱ و بیان خلیفہ عمر صفحہ ۵۶۷ و ۵۶۸)

نمبر ۷ ۔ ایک اور عالی قدر اور فاضل مؤرخ فرماتا ہے "بیدخالیا چھاپہ کی ایجاد سے پیشتر دنیا میں یہہ سب سے بڑا کتب خانہ تھا جسکی بنیاد ٹالمی سوٹر نے مسیح سے ۲۸۴ برس پیشتر ڈی میٹریس فلیریس کے کہنے سے جسنے ایتھنز کا کتب خانہ دیکھا تھا ڈالی اس کتب خانہ کے واسطے یونان اور ایشیا کے مختلف حصوں میں ایجنٹ مقرر کیئے گئے تھے تا کہ نایاب اور نہایت قیمتی کتابوں کو خریدیں حتی کہ انجام کار سکندریہ کے کتب خانہ میں ۷ لاکھ کتابیں ہو گئیں ابتدائی میں یہہ کتابیں برو شیم کے عجائب خانہ میں رکھی گئی تھیں لیکن جب جلدوں کی تعداد چار لاکھ تک پہونچ گئی ۔ تو ایک نئی لائبریری سیرپیس کے مندر میں بنائی گئی جہاں کہ تین لاکھ کتابوں کے

معہ المسلمین والمشرکون والجن والانس یعنے ابن عباس سے روایت ہے کہ کہا سجدہ کیا نبی نے سورۃ نجم میں اور سجدہ کیا ساتھ اُن کے مسلمانوں اور مشرکوں اور جنوں اور آدمیوں نے یہاں بالکل مہمل بیان ہے مشرکوں کے سجدہ کی وجہ کوئی عیاں نہیں جب تک کہ حضرت کی بت پرستی کا گمان نہ ہو وہ سجدہ نہیں کر سکتے۔ اسکی ساری تشریح شرح بخاری میں مذکور ہے ہم بجنسہ یہاں درج کرتے ہیں۔

نمبر ۲۔ فاضل اکمل مولوی شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی المصری الشافعی فرماتے ہیں ''فی قولہ تعالی اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ ای اذا حدث ای اذا تلوا النبی صلے اللہ علیہ وسلم شیئاً من الایات المنزلۃ علیہ من اللہ تعالی القے الشیطان فی حدیثہ فی تلوتہ عند سکتہ من اسکتات بمثل نغمۃ۔ ذلک النبی مایوافق رائ اھل المشرک من الباطل فیسمعونہ فیتوھمون انہ لما تلوہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم وھو منزہ عنہ لا یخاطہ حقا بباطل حاشاہ اللہ من ذلک فیبطل اللہ ما یلقے ولا بی ذر عن الکشمیہنی ما القی الشیطان ویحکم ایاتہ ای یثبتھا ویقال ان امینتہ ھی قرأتہ وان ابی حاتم والطبری وابن المنذر من طرق عن شعبۃ عن ابی بشر عن سعید بن جبیر قال قرا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بمکۃ النجم فلما بلغ افرائیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری القے الشیطان علے لسانہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی فقال المشرکون ما ذکر الھتنا بخیر قبل الیوم فسجد وسجدوا فنزلت ھذہ الایۃ رواھا البزار وابن مردویہ من طریق امیۃ بن خالد عن شعبۃ فقال فی اسنادہ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فیما احسب ثم ساق الحدیث وقال البزار لا یروی متصلا الا بھذا الاسناد تفرد بوصلہ امیہ بن خالد وھو ثقۃ مشھور قال وانما یروی ھذا من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابی عباس'' انتہی (دیکھو قسطلانی المعروف کتاب ارشاد الساری الشرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۳۹۱ و ۴۹۱ مطبوعہ نولکشور کانپور)

نمبر ۳۔ تفسیر جلالین میں ہے۔ ما ارسلنا من قبلک من رسول ھو نبی امر بالتبلیغ ولا نبی ای لم یؤمر بالتبلیغ (الا اذا تمنے) قرا (القے الشیطان فی امنیتہ) قرائتہ ما لیس من القران مما یرضاہ المرسل الیھم وقد قراء النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی سورۃ النجم بمجلس من قریش بعد افرائیتم اللات والعزی ومنات الثالثۃ الاخری بالقاء الشیطان علی لسانہ صلعم من غیر علم صلعم بہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی ففرحوا بذلک ثم اخبرہ جبرئیل بما القاہ الشیطان علی لسانہ من ذلک فحزن فسلے بھذہ الایۃ لیطمئن فینسخ اللہ یبطل ما یلقے الشیطان ثم یحکم اللہ ایاتہ (دیکھو تفسیر جلالین صفحہ ۴۸۵ جلد ثانی مطبوعہ کلکتہ مطبع احمدی ۱۲۵۱ھ)

نمبر ۴۔ فاضل اجل جار اللہ زمخشری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ والسبب فی نزول ھذہ الایۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لما اعرض عنہ قومہ شاقوہ وخالفہ عشیرتہ ولم یشایعوہ علی ما جاء بہ تمنی لفرط ضجرہ من اعراضھم وطرصہ وتھالکہ علی اسلامھم ان لا ینزل علیہ ما ینفرھم لعلہ یتخذ ذلک طریقا الی استمالتھم واستنزالھم عن غیھم وعنادھم فاستمر بہ ما تمناہ حتی نزلت علیہ سورۃ والنجم وھو فی نادی قومہ وذلک التمنی فی نفسہ فاخذ یقرأھا فلما بلغ قولہ ومنوۃ الثالثۃ الاخری القے الشیطان فی امینتہ التی تمناھا ای وسوس الیہ بما شیھا بہ فسبق لسانہ علے سبیل السھو والغلط الی ان قال تلک الغرانیق العلے وان شفاعتھن لترتجی وروی الغرانقۃ ولم یفطن لہ حتی ادرکتہ العصمۃ فتنبہ علیہ وقیل نبھہ جبرئیل علیہ السلام او تکلم الشیطان بذلک فاسمعہ الناس فلما سجد فی اخرھا سجد معہ جمیع من فی النادی وطابت نفوسھم وکان تمکین الشیطان من ذلک محنۃ من اللہ وابتلاء زاد المنافقون بہ شکا وظلمۃ والمومنون نورا وایقانا۔ وقیل تلک الغرانیق اشارۃ الی الملئکۃ ای ھم شفعاء ولا الاصنام'' (دیکھو تفسیر کشاف النصف الثانی مطبوعہ کلکتہ ۱۲۷۶ھ صفحہ ۹۱۲ موجودہ پبلک لائبریری الہ آباد)

نمبر ۵۔ تفسیر مدارک التنزیل میں اول یہہ سب قصہ لکھہ کر پہر تاویلات پر کمر باندہی ہی فلما بطلت ھذہ الوجوہ لم یبق الا وجہ واحد وھو انہ علیہ الصلوۃ والسلام سکت عنہ قولہ ومناۃ الثالثۃ الاخری فتکلم الشیطان بھذہ الکلمات متصلا بقرأۃ النبی مرفع عنہ بعضھم انہ علیہ السلام ھو الذی تکلم بھا فیکون ھذا القاء فی قرأۃ النبی وکان الشیطان یتکلم فی زمن النبی''۔ (صفحہ ۷۰ جلد ۲ مطبع احمدی ۱۲۸۱ھ بر شاشیہ حسینی)

نمبر ۶۔ علامہ ابی مسعود اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ وقیل تمنے لحرصہ علی ایمان قومہ ان ینزل علیہ ما یقربھم الیہ واستمر بہ ذلک حتی کان فی نادیھم تنزلت علیہ سورۃ النجم فاخذ یقروھا فلما بلغ ومناۃ الثالثۃ الاخری۔ وسوس الیہ الشیطان حتی یبق لسانہ سھوا الی ان قال تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی۔ ففرح بہ المشرکون حتے شایعوہ بالسجود لما سجد فی اخرھا بحیث لم یبق فی المسجد مومن ولا مشرک الا سجد'' (صفحہ ۵۶ جلد ۲ بر حاشیہ تفسیر کبیر)

نمبر ۷۔ امام فخر الدین اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔ ذکر المفسرون فی سبب نزول ھذہ الایۃ ان الرسول لما رأی اعراض قومہ عنہ وشق علیہ ما رای من مباعدتھم عما جاءھم بہ تمنی فی نفسہ ان یاتیھم من اللہ ما یقارب بینہ وبین قومہ وذلک لحرصہ علی ایمانھم فجلس ذات یوم فی نادٍ من اندیۃ قریش کثیر اھلہ واحب یومئذ ان لا یاتیہ من اللہ شئ ینفروا عنہ وتمنی ذلک فانزل اللہ تعالی سورۃ والنجم اذا ھوی فقرأھا رسول اللہ حتی بلغ قولہ افرائیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری القی الشیطان علی لسانہ تلک الغرانیق العلی منھا الشفاعۃ ترتجی فلما سمعت قریش ذلک فرحوا ومضی رسول اللہ فی قرأتہ فقرأ السورۃ کلھا فسجد وسجد المسلمون بسجودہ وسجد جمیع من فی المسجد من المشرکین فلم یبق فی المسجد مومن ولا کافر الا سجد سوی الولید بن المغیرۃ وابی احیحہ سعید بن العاص فانھما اخذا حفنۃ من التراب من البطحاء ورفعاھا الی جبھتھما وسجدا علیھا لانھما کانا شیخین کبیرین فلم یستطیعا السجود وتفرقت قریش وقد سرھم ما سمعوا وقالوا قد ذکر محمد الھتنا باحسن الذکر فلما امسی رسول اللہ اتاہ جبرئیل فقال ماذا صنعت تلوت علی الناس ما لم اتک بہ عن اللہ وقلت ما لم اقل لک فحزن رسول اللہ حزنا شدیدا وخاف من اللہ خوفا عظیما حتی نزل قولہ تعالی وما ارسلنا من قبلک (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۵ قسطنطنیہ)

نمبر ۸۔ تفسیر کلبی میں ہے۔ ان النبی حدث نفسہ فقال ذلک الشیطان علے لسانہ یعنی شیطان نے آنحضرت کی زبان سے یہہ لفظ کہہ دیئے۔

نمبر ۹۔ مجاہد نے اس قصہ کی یوں روایت کی ہے کہ وہ لفظ جو رسول کی زبان سے نکلے والغرانقۃ العلی تھے اور بڑے بڑے مفسرین نے اسکی یہہ توجیہ کی ہے کہ لا یجلان ھذا کان قرانا والمراد بالغرانقۃ العلے وان شفاعتھن لترتجی الملئکۃ ورد الشفاعۃ من الملائکۃ صحیح یعنی اس آیت کا قرآن سے ہونا کچھ بعید نہیں اور مراد غرانقہ سے ملائکہ ہیں اور انکی شفاعت صحیح ہے پہر خیر اس تاویل کے یہہ فرمایا ہے کہ اب جو یہہ لفظ۔

پھیلانے کی کوشش کی"۔ اس حکایت کو سب سے پہلے ابو الفراغیس مورخ نے ایجاد کیا ہے جو مدینہ کا باشندہ تہا۔ اور چودھویں عیسوی میں یعنے اس واقعہ کے قریبًا آٹھ سو برس بعد اس نے اپنی کتاب لکھی تھی۔

آریہ۔ یہہ آپکی تاریخی غلطی ہے فاضل ابو الفراغیس نے یہہ واقعہ سب سے پہلے درج نہیں کیا بلکہ اُس سے پہلے ایک اور مورخ عبد اللطیف صاحب نے اسکو درج کیا ہے اور یہہ فاضل یعنے عبد اللطیف مورخ مصر ۵۲۲ سال بعد فتح سکندریہ کے ہوا ہے۔ اور ابو الفرجیوس بھی آٹھ سو برس بعد نہیں ہوا بلکہ ۵۸۶ سال ہوا ہیں۔ انہوں نے جو کچھہ لکھا وہ نہایت غور و پڑتال کے بعد لکھا ہے۔

مولوی عبد اللطیف مورخ مصر حادثہ سکندریہ سے آٹھ سو برس بعد ۱۱۶۲ء میں پیدا ہوا اور ۱۲۳۱ء میں مر گیا۔

آریہ۔ یہاں بھی حساب میں آپ نے غلطی کی ۵۲۲ سال ہوتے ہیں۔ نہ کہ آٹھ سو سال ۲۷۸ سال کہاں اُڑا دیئے۔

مولوی۔ نہ اس واقعہ کو تاریخ بحری کے مُصنف نے بیان کیا ہے جسنے اپنی قابل تعریف تصنیف کو ۳۰۲ھ یا ۹۱۴ء میں ختم کیا تھا۔ تاریخ بحری دو نوں طرز اور واقعات کے لحاظ سے نہایت اعلےٰ درجہ کی تصنیف ہے۔

آریہ۔ اسکندریہ کے فتح کرنے کا کوئی مفصل حال یا مجمل ذکر تاریخ بحری میں نہیں ہے پھر کتب خانہ کا کیا پتہ یا نشان لگ سکتا ہے۔ دوم تعصب اسلامیہ کی شامت سے وہ ایسے فضول واقعات کے لکھنے کو متوجہ ہی کب ہونے تھے۔ اور اگر کچھہ تحریر کر بھی دیتے تو آپ کیا غیرت اسلامی کے تقاضا سے ماننے والے تھے۔ مورخ عبد اللطیف صاحب المصری فاضل ابو الفرجیوس صاحب لمدنی۔ احمد المقریزی القاہری صاحب اور ابن خلدون صاحب ان سب کی بے تعصبانہ و فاضلانہ شہادتوں کو کیا آپنے مان لیا۔

مولوی رحمت اللہ صاحب لکھتے ہیں یہ حضرت عمر نے تو محرف کتابیں کہ جنہیں وہ خود بھی ایسا سمجھتے تھے جلوائی ہیں بخلاف عیسائیوں کے کہ انہوں نے وہ کتابیں غارت کیں کہ جنہیں وہی لوگ خدا کا خاص کلام جانتے تھے"۔ (صفحہ ۵۰۰۔ اعجاز عیسوی مطبوعہ ۱۸۵۴ء اکبرآباد)

پس یہہ بات ہر طرح صحیح تحقیقات سے ثابت ہے کہ سکندریہ کا عظیم الشان کتب خانہ جو صحفہ دنیا پر ایک نہایت ہی عجوبہ اور قیمتی یادگار تھی۔ کتب خانہ موصوف میں مصر۔ یونان ہندوستان اور روم قدیم کے بیش قیمت علمی مخازن موجود تھے اور اُن میں سے صرف اُن ستبوں کی تعداد جو الماریوں میں چھپے ہوئے تھے چار لاکھہ تھی اگرچہ صرف یہی ایک قیمتی اور قابل قدر علمی ذخیرہ اپنے بانیوں اور اسکندریہ کے فخر و ناز کے لیے کافی تہا تاہم اسی قدر وقعت کا ایک اور کتب خانہ جو مہیر سرا پیس المشہور بہ سراپیم کے بتخانہ میں عظیم الاقتدار خاندان طلیمی کے دلچسپی علوم و فنون کا ثبوت دے رہا تھا فراہم کیا گیا تھا۔ جسمیں تین لاکھہ کتابیں علمی مضامین سے مالا مال رکھی ہوئی تھیں پس ان دونوں کتب خانوں کا مجموعہ کتب ۷ لاکھہ بیان کیا جاتا ہے جو کہ طلیمی فرمانروایان کی علمی جانفشانیوں کا ایک عمدہ نتیجہ متصور ہوتا ہے۔

اگرچہ اس پر اور بہی صدمے پہونچتے رہے۔ مگر آخرکار اسکا خاتمہ کہ زید الا ۶۴۰ء میں خلیفہ عمر کا وہ غضبناک حکم تھا جسنے چھہ ماہ تک شعلہ ناک ہو کر اُسکا نام و نشان مٹا دیا اور صرف مصر میں ہی نہیں۔ بلکہ ایران۔ ہندوستان میں جہاں جہاں اسلام کا نشان گیا علم کا ستیاناس کرتا گیا۔ اس سے انکار کرنا بعینہ ایسا ہی ہے جیسا کہ محمود۔ علاؤالدین۔ اورنگ زیب۔ تیمور۔ نادر۔ و احمد شاہ ابدالی کے جور و ظلم سے انکار کرنا۔ اب اگر کوئی اتنے سو سالوں کے بعد انکار کرے کہ وہ لاکھہ لاکھہ ہندوں کافروں کے سروں کے ڈھیر جو تیمور نے لگائے تھے اُنکا کیا ثبوت ہی۔ ایسا ہونا ایماندار ہوں سے (یورپین تہذیب کے زمانہ میں) بسا بعید ہے۔ تو اے ناظرین ہم سوائے اسلامی تواریخی ثبوتوں کے اور کیا بتلا سکتے ہیں۔ اور اُسوقت اگر کوئی مولوی چراغ علی خان صاحب جیسا یہہ کہے کہ مُسلمانوں میں تاریخی واقعات میں سامع اور مسابلت بہت ہوگئی ہے اسو جسے بے تکے اڑا جاتے ہیں"۔ تو ایسی باتوں کا در حالیکہ صحیح واقعات سے انکار ہو رہا ہے) اور ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ والغافل لا ینطعہ لف عبارۃ

القاء شیطانی و توصیف بتان کا قصہ

ہم نے تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۸۷ پر دو معتبر تفسیروں کے حوالہ سے لکھا تھا کہ ایک دن محمدؐ صاحب بانئی اسلام مکہ کے مندر میں سورۃ نجم پڑہ رہے تھے اور اسوقت پڑہتے پڑہتے یہہ فرمایا افرایتم اللت والعزی ۵ منوۃ الثالثۃ الاخری ۵ تلک الغرانیق العلی ۵ وان شفاعتھن لترتجی جب یہہ ساری سورت ختم کر چکے تو سجدہ کیا یہہ ایسا وقت تھا جبکہ کعبہ میں ۳۶۰ بت موجود تھے بُت پرست اور کعبہ پرست دونوں حاضر رہے تھے کعبہ پرستوں نے بہ تقلید رسول خود اور بُت پرستوں نے بتقلید بزرگان مذہب تعریف محمدؐ صاحب یکجا سجدہ کیا۔ اور باہم صلح صفائی ہوگئی۔ یہہ خبر اُن مسلمانوں کو بھی جو حبشہ واقعہ مُلک مصر میں تھے جا پہونچی وہ سنکر بہت خوش ہوئے اور وطن مالوفہ کو پھرے چند روز کے بعد طمع پیری و مریدی کے سبب کوئی تنازعہ ہوا اور پھر آپسمیں بگڑ گئے محمدؐ صاحب نے جھٹ فرما دیا کہ وہ آیت جسمیں بتوں کی تعریف اور شفاعت کی ترغیب تھی میرے مُنھہ میں شیطان نے نکلوا دی تھی۔ بنا بر ان منسوخ سمجھو۔

واضح ہو کہ محمدؐ صاحب ہمیشہ دل میں تمنا کیا کرتے تھے کہ خدا کوئی ایسی آیت قرآن میں نازل فرماوے کہ جس سے درمیان ہمارے اور ہماری قوم کے صلح ہو جاوے چنانچہ ویسی ہی آیت خدا نے نازل کی جسنے کعبہ پرستی اور بُت پرستی ملا دی لیکن باہمی جھگڑا ہو جانے سے اسی ناحق منسوخ کر دیا اور کہدیا کہ وہ آیت شیطان نے میرے مُنھہ میں ڈالدی ہے اس واسطے کہا ہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اب ہمارے مہربان مولوی صاحب اُس سے انکار کرتے ہیں۔

۲۳۶ **مولوی** اسلام کے مختلف فرقے دُنیا میں موجود ہیں۔ سب کے پاس قرآن ہے مگر تعجب ہے کہ کسی میں یہہ موجود نہیں۔

آریہ بے شک اسلام کے ۷۵ مشہور اور ۱۵۰ غیر مشہور فرقے دُنیا میں موجود ہیں لیکن سب کے قرآن ہم نے ابھی تک نہیں دیکھے اور نہ غالبًا آپ نے دیکھے ہیں۔ اگر کسی میں ہو تو ہرج کیا ہے۔ مگر سب تفسیروں میں ہے جس طرح اور بیسیوں منسوخ شدہ آیات اب قرآن میں نہیں رہیں بلکہ نکالی گئیں انہیں کے شمار میں ایک یہہ بھی ہے۔

۲۳۶ **مولوی** اور ہو کیسے قرآن کریم کی شان اس سے اعلے و ارفع ہے کہ اس مجموعہ توحید میں ایسا مشرکانہ مضمون ہو اب حقیقت میں قرآن پر کوئی اعتراض رہا۔

آریہ۔ اگرچہ وہ آیت اس عثمانی قرآن میں نہیں ہے۔ کیونکہ یہہ تو حضرت عثمان جامع القرآن نے اُس سے انتخاب کر کے لکھوایا ہے۔ اور باقی سب پُرانے نسخے آگ میں جلوا یا (دیکھو تاریخ ملک اسماعیل ابو الفدا عولی مطبوعہ مصر جلد صفحہ ۱۷۶)۔ لیکن اُس محمدی قرآن میں جو کعبہ کے اندر خود محمدؐ صاحب نے پڑہا تھا۔ یہہ آیت موجود تھی۔ تمام مفسر اس کے قایل ہیں یہہ اور بات ہے کہ القاء شیطانی انصاف پسند محققوں کا مطلب دونوں طرح حاصل ہے۔

ہم معالم التنزیل اور زاد الاخرت دو تفسیروں کی عبارت تو تکذیب براہین میں درج کر چکے ہیں۔ اب باقی تفاسیر کی عبارت درج کرتے ہیں۔

نمبر ۱ صحیح بخاری میں ہے عن ابن عباس قال سجد النبی بالنجم و سجد

اور کلی تفریق ان اجزاے لاتجزی کی ہوتی ہے نہ یہاں گزارتا ہے۔ اُسکی مانند ہے جسنے سے خلق اور ہمیشہ سے رازق اور ہمیشہ سے متکلم اور ہمیشہ سے رائیں چن لیں۔ اور اُن کے جی اُنکی تقوی ناظرین اگر خدا ہمیشہ سے خالق اور رزاق اور [illegible] دن کو چن لوں گا۔ اور جی سے ڈرتے ہیں۔

اور مرزوق و مخاطب ہمیشہ سے نہیں ہے اُنھوں کے آگے شرارت کی اور اس بات کہ [illegible] ہے ہم مولوی صاحب کو نصیحت کرتے ہیں حیاہ ۶۶ آیت ۳ [illegible] ہود نہ ابھی تہیں پہنچا تا

کیونکہ نبی کی اُن اسباب جنکا ذکر اوپر ہوا ہے تمام نہیں ہیں تو انسان کو یقینی آرام دہ بچا ہتا ہے۔ کے ملنے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ تب ہمہ قدرت ہمہ فضل ہمہ طاقت سے چلے ۶/۸ طرف سے الہام ہوتا ہے پھر جو کچھ ایک ملک میں الہام سے سکھایا ممکن ہو کر دوسر الہامی تعلیم کا اثر نہ پھیلے۔ اس لئے دوسری قوموں میں اللہ تعالیٰ ملہم بھیجتا ہے۔

مسو ملہم کی ہدایت و تعلیمات کو پھیلانے میں ظاہری یا باطنی یا دونو صورت میں کچھ مولوی ہوتی۔ اور اسکا پورا اثر اس کے تلامیذ یا قوم یا ملک تک کبھی ایسا نہ ہوا۔ وہ چند قوم کا عدد رہتے ہے۔ تو اور پاک شخص اس عون۔ یہ امتیاز یوں۔ بجز گرو حضرت مسیح علیہ السلام کی تاثیر کیسی کمزور ثابت ہوئی جناب سنت جیوانہ حواری مسیح کو اُن کہہ بیٹھے اور کچھ یہودا اسکریوطی نے سلوک کیا وہ دنیا سے مخفی نہیں۔ اور جو کچھ روحانیت آپکی تعلیم سے آپکی قوم کو حاصل ہے معلوم۔ سو چو حضرت سید نا مسیح کا وہ قول کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلنا آسان ہے۔ اس سے کہ دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو رہتی ہم ۱۹ اور یورپ و امریکہ کی دنیاداری۔

ڈیڈ وانے مسیح۔ وایو۔ انگنی گرو کہتے ہیں اُنکی نسبت کوئی شہادت نہیں لکھا کون تھے۔ کہانکے رہنے والے تھے۔ کیسے چال چلن کے تھے۔ اور یہ کہ اُنھوں نے اگر ملہم تھے اپنے وید بزرگ الہامات ہیں۔ تو کسقدر وید کا اثر دنیا میں پھیلایا۔ نے اُنکے جانشین اور جانشینوں کے تعلیم یافتہ بموجب دعوی آریہ کے ایک ارب برس گزرتے ہیں کہ وید نے دنیا میں پھیلایا۔ اور اس عرصہ میں وید کے اتباع میں کسی نے الفاظ صحیح ترجمہ کبھی نہ کر دکھایا و ہرو سے کیا اپنے لوگوں سے بھی اخفا کرتے ہیں۔ یہی یہ بات کہ وید وں پر عملدرآمد رہا۔ ہنود آریہ کا چال چلن ہی بتاتا ہے کہ کسقدر وید پر عمل کرتے ہیں۔

غرض جب کسی نبی کی تعلیم سے دنیا پر اپنا قوی اثر نہ دکھایا تو اللہ تعالیٰ کے تفضل سے ایک ایسا آدمی دنیا پر ظاہر ہوا جسنے ان تعلیمات کو پھیلایا۔ امید کہ جس طرح عرب شام و مصر و روم اور ہند و سندھ و تاتار بر بلا واسطہ یا بالواسطہ حجت قائم ہوگئی اسیطرح تمام دنیا پر حجت قائم ہوگی۔

آریہ۔ آپکے پیارے جوان کو ہم جان گئے یہ وہی آوارہ گرد ٹھگ کر اس نام ہمارا وہی لڑکا ہے جسکو اپنے در غلا اور پھسلا کر گمراہ کر دیا۔ آپکے دین کے جنکے بھروسہ مسلمان ہوا۔ ہم کو سب معلوم ہیں بلکہ آپکے ہاتھ کا لکھا ہوا خط ہمارے پاس ابھی تک موجود ہے۔

آپنے افسوس کا او شیعہ زائین کا ایک قصہ لکھ مارا۔ مگر اگنی ہو تری جاتے اور آپ راست باز دیدہ رو ہیں۔ ہم دونوں کو ساوی جانتے ہیں۔ البتہ اس کہانی کے عوض ایک لطیفہ سناتے ہیں

لطیفہ ایک دن اکبر بادشاہ نے بصلاح مسلمان اراکین دربار کے بیربر کو حکم دیا کہ تین [illegible] محمدی ہو تم مسلمان ہوجاؤ۔ بیربر نے کہا کہ حضرت سلامت دین کا معاملہ ہے سوچ سمجھ کر جواب دونگا چند روز کے بعد ایک رات بادشاہ کے ساتھ شہر کی گشت کو روانہ ہوا۔ پہلے ایک مولوی اہل سنت جماعت کے پاس گئے۔ بادشاہ کو باہر کھڑا کر دیا کہ آپ ہماری گفتگو کو سنتے رہنا۔ خود اندر گیا۔ مولوی سے معمولی تعظیم و تکریم کے بعد اثنائے گفتگو میں پوچھا کہ مجھے بادشاہ نے مسلمان ہونے کا حکم دیا ہے۔ اب میں آپسے صلاح لینے آیا ہوں کہ میں سنی مسلمان ہوں یا شیعہ۔ مولوی نے فرمایا۔ وزیر صاحب اگر آپنے مسلمان ہونا ہے تو سنی مسلمان ہونا ورنہ شیعہ کافر ہے آپکا ہندو رہنا ہی

آئیں اور آتی ہیں۔ اور اُنکا [illegible] بادشاہ کو ساتھ لیکر شیعہ مولوی صاحب کے پاس گئے۔ جب اُس تعالیٰ علیم و خبیر [illegible] ہونیکا ارادہ ظاہر کیا اور صلاح پوچھی تب مولوی صاحب نے فرمایا اور اگر واقعی آپ مسلمان ہوتے ہیں تو شیعہ پاک میں داخل ہونا ورنہ سنی غاصب ہو نیسے آپ ہندو ہزار درجہ بہتر ہو۔ باہر آ کر بادشاہ سے عرض کیا کہ حضرت سلامت آپنے سُن لیا۔ بموجب دونو کی شہادت کے بیرا ہندو رہنا اچھا ہے۔ بادشاہ لاجواب ہو گئے آپنے مسیح کے چیلوں کا اُس کی بابت بیہ انکار تو لکھا مگر آپنے گھر کی طرف بالکل دھیان نہ کیا مسلمانوں کے بہتر فرقہ ہونیکا سبب حضرت کی تشنگی تعلیم ہے۔ اور حدیثوں کے باہمی گرہ بہ آیات قرآنی کا اختلاف اور ناسخ منسوخ ہونا خود حضرت کے نواسے بلکہ لخت جگر نور العین حسن و حسین کو صحابیوں کے بچوں نے قتل کیا۔ معاویہ اور علی داماد رسول کا جنگ حضرت کی آخری وصیت اور ناکامیابی وفات کے ساتھ ہی اکثر اہل عرب کا مرتد ہو جانا اور اسلام سے ہاتھ اُٹھانا ناقص تعلیم کا باعث ہے۔

جواز گوشت خوری پر مولوی صاحب کی ہینہ توری

۱۷۰- **مولوی۔** معترضوں کے اعتراضوں کا مدار ان چند وجوہ پر ہے۔ پہلی وجہ جانوروں کا ذبح کرنا باری تعالیٰ کی صفت کا شانا نہیں ہے۔ جواب صفت اللہ کا وجود [illegible] ذبح کرنا بھی چونکہ ضروری امر ہے حکمتوں سے خالی نہیں وہ بھی [illegible] بھی نباتات و معدنیات کی قدرتی صفت کا ابطال کرتے ہیں ہمیشہ مرکبات میں تغیر ہوا کرتا ہے۔ اور کسی آن میں مرکبات موجودہ تغیر سے محفوظ نہیں رہ سکتیں پس تغیر ایک لازمی امر جو مصنوعات کو لابد ہے ذبح ہوں یا نہ ہوں پھر ذبح پر انکار کیا جاتا ہے۔

تہذیب۔ افسوس کہ آپنے اس صحیح وجہ کے جواب میں بھی اُلٹی راہ اختیار کی اور اعتراض کی تائید کی۔ حضرت! نہ تو ذبح کرنا ضروری امر ہے۔ اور نہ حکمتوں سے بھرا ہے کیونکہ اگر ضروری ہوتا تو اسکا ترک ہونا محال تھا۔ اور گر حکمتوں سے بھرا ہوتا تو جو زیادہ ذبح کرنے پر زور دالتے ہوتے نہ کہ زیادہ بیوقوف۔ پس یہ دونو وسواس باطل ہیں۔ بائبل و منو وغیرہ منکران ذبح صفت رحم کو کام میں لا کر رحمت الٰہی سے فائدہ اُٹھاتے۔ ایوب ۲۹ پاتے ہیں اور نباتات و معدنیات کو قدرتی صفات کا بھی ابطال ہے۔ تم گوشت کھانا چھوڑ دیا تمام بادشاہ نامدار ہو گئے ہیں۔ اگر اسکے برعکس مجوزین ذبح جانوروں دونو سے زیادہ شجاع تھے۔ کی ندیاں بہاتے۔ ملک میں ہیضہ پھیلا حفظ صحت میں خلل اتب۔ مہربانی و مدارج عطوفت اسمیں شک نہیں کہ مرکبات میں تغیر ہوا کرتا ہے اور وہ قدرتی ہے با کو شر نظران گرفتار مضیق نہیں۔ مثل ہر چہ بود ست قضا کردگار کرد۔ لیکن مارے جانے اور مرنے میں آسمان و زمین کا فرق ہے دیگر اتفاقیہ امر کا فاصلہ زیب شرق ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ ذبح پر انکار کیا جاتا ہے۔ ہم کیا خود جانوران مذبوح انکار کرتے بھاگتے اور چلاتے بلکہ تڑپتے روتے اور شور مچاتے ہیں۔ بڑی مشکل اور دقت سے لاکھوں طرح کے فریب کمانے اور مکر کے دام بچھانے اور دانہ پھیلانے پر اس قید کا [illegible] [illegible] پکڑے جاتے اور ظلم و ستم کی تلوار سے مارے جاتے ہیں۔

[illegible] جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

[illegible] کیا کھونکی طرح کے پھندے اور فریب۔ جال اور مکر کی بلا راہ بندو [illegible] اور ہوکا بازی ستم نہیں ہے کیا یہ سب بدی اور فطرتی ہیں۔ ہرگز نہیں ہیں جیسا کہ ہرگز نہیں ہیں تو انجام تک گنہگار کیوں نہیں؟

مولوی۔ دوسرا طعن یہ کہتے کہ ذبح کرنے میں جانور کو بقیہ حیات اور تمتع زندگی سے بیزار کیا جاتا ہے۔ مگر پہلے یہ ثابت ہونا چاہئیے کہ حیوانات کو اس محرومی سے ضرر صدمہ گوشت حیوانات کے اضطراب اور اُنکے عند الذبح کے حرکات سے اندازہ نہیں لگ سکتا ہے اور یہ کیا ثبوت ہے کہ انہیں تکلیف ہوتی ہے یا وہ تکلیف کا نتیجہ ہے۔ مرگ زدہ کو اپنی تکلیف

قرآن میں نہیں ہیں۔ اسکا سبب یہ ہے کہ کلمات منسوخ التلاوۃ میں داخل ہو گئے۔

قاضی عیاض نے بھی کمال منشی کنز من القرآن کہ قرآن کی کئی ایسی آیات منسوخ ہو گئی ہیں خدا جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے ایسا کہکر محمد صاحب کے ذمہ سے الزام دور کرنے کی کوشش کی ہے (شفا قسم ثالث صفحہ ۱۸۵) **نمبر ۱۰ مولوی** رومی لکھتا ہے۔

مثنوی۔ دکان وحدت ست | غیر واحد ہرچہ بینی آن بت است | بغیر واحد ہرچہ بینی اندر ین
بیگمانے جملہ است آن یقین | بت ستودن بہر دام عامہ را | ہمچنان آن کالغرانیق العلے
خواندش اندر سورۂ والنجم زود | لیک آن فتنہ بدا زسورہ نبود | جملہ کفار آن زمان جدشدند
ہم سر بود آنکہ سر بر در زدند (دفتر سوم)

اس کی شرح بحر العلوم میں اس طرح کی ہے۔ آن چہ غیر وحدت است (مثنوی) آوردہ شدہ برا آنکہ عامہ متوجہ مثنوی شدند و این توجہ ایشان بتوحید رسانند اگرچہ بتقلید باشند چنانچہ الفاظ الغرانیق العلےٰ وان شفاعتھن لترجی جو داخل سورہ شدہ عامہ مشرکان متوجہ شدند و ساجد اللہ گردیدند و این قصہ مشکل است۔ چنانچہ مورخان آوردہ کہ آن سرور سورۂ نجم میخواندہ چون باین آیت رسید افرئیتم اللات والعزیٰ ومنٰوۃ الثالثۃ الاخریٰ بالقائے شیطان بر زبان مبارک این الفاظ جاری شد تلک الغرانیق العلےٰ وان شفاعتھن لترجی چون مشرکان این شنیدند خوش گردیدند و گفتند کہ محمد مدح اللہ ما کردہ ایشان را شفاعت ثابت گردانید چون بآخر سورت رسید سجدہ کردند پس جبرئیل آمدہ گفت کہ این الفاظ از سورۃ نبود بلکہ از القائے شیطان بود و این ابیات مثنوی در تقریر این کہ مذکور شد۔

جلال الدین سیوطی نے در منثور میں اور شہاب الدین نے مواہب لدنیہ میں اور فضل و زیادتی الطال الباطل میں روایت غرانیق کی تصحیح کی ہے اور قول منکرین کی بدرجہ غایت تقبیح (اعمادیہ صفحہ ۱۶۲)

نمبر ۱۱۔ تفسیر حسینی میں ہے۔ بعضے از مفسران قصہ القائے شیطان در امنیت پیغمبر صلعم بر وجہے آوردہ اند کہ مرضی اہل تحقیق نیست و ما از تاویلات علم الہدیٰ و تلبیتو کہ کتب معتبر چون عمدۃ فی المعتقد و روضۃ الاحباب است و اخوار جال مولف الے یوم الحساب آنرا انیجا ایراد کردیم بطریقیکہ مستحسن اہل سنت است آوردہ اند کہ چون سورۃ والنجم نازل شد۔ سید عالم آنرا در مسجد احرام در مجمع قریش میخوا ندو در میان ایشان توقف میفرمود تا مردم ثانی نمودہ یاد گیرند پس بطریق مذکور و بعد از تلاوت آیت افرئیتم اللات والعزیٰ ومنٰوۃ الثالثۃ الاخریٰ متوقف شد۔ شیطان دران میان مجال یافتہ بگوش مشرکان رسانید کہ تلک الغرانیق العلےٰ وان شفاعتھن لترجی حاصل معنے آنکہ ایشان بزرگان قوم یا مرغان بلند پرواز و امید شفاعت ایشان میتوان داشت کفار باستماع این کلمات خوشدل شدہ پنداشتند کہ حضرت رسالت پناہ صلعم خواندہ بتان ایشان بدا ستائش کردہ۔ لاجرم در آخر سورت کہ آنحضرت صلعم با مومنان سجدہ کردند۔ اکثر اہل شرک اتفاق نمودند جبرئیل فرود آمدہ صورت حال بعرض آنحضرت رسانید و دل مبارک پیغمبر از ان بسیار اندوہناک شدہ حضرت باریتعالیٰ و تقدس جہت تسلیہ خاطر سید عالم صلعم آیت فرستاد کہ وما ارسلنا و نفرستادیم ما من قبلک من رسول پیش از فرستادن تو ہیچ رسولے ولا نبی و نہ ہیچ نبی فرستادیم الا اذا تمنی القی الشیطان مگر چون تلاوت کرد بیفگند شیطان فی امنیۃ در میان تلاوت او آنچہ خواست بحثیکہ مشتبہ شد کہ آن سخن پیغمبر خواند چنانچہ بوقت تلاوت پیغمبر با شیطانے کہ او را ابیض گویند ہنجار او از حضرت صلعم این کلمات بخواند مثل تلک الغرانیق العلےٰ وان شفاعتھن لترجی در حالتیکہ حضرت صلعم سورۃ والنجم میخواند و بانجا رسیدہ بود و مناۃ الثالثۃ الاخریٰ و جمعے گمان بردند کہ این کلمات از تلاوت پیغمبر صلعم است فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان پس باطل و زائل گرداند خدا آنچہ در افگندہ باشد شیطان از کلمات کفر پس ثابت کند خدا آیت ہائے خود را کہ پیغمبر میخواند (صفحہ ۲۷ جلد ثانی نولکشور ۱۸۸۷ء)

نمبر ۱۲۔ حضرت شاہ عبد الحق صاحب دہلوی فرماتے ہیں "آنحضرت روزے در مقام البلاغ

و انداز آمدہ سورۃ النجم را بر مشرکان خواند چون بدین آیت رسید افرئیتم اللات والعزیٰ ومنٰوۃ الثالثۃ الاخریٰ شیطان دران میان مجال یافت و بگوش مشرکان سانید تلک الغرانیق العلےٰ وان شفاعتھن لترجی و چون آنحضرت سورت تمام کرد و سجدہ رفت و مسلمانان نیز سجدہ رفتند۔ و در مسجد الحرام ہیچ کافر نماند۔ الا کہ بسجدہ رفت مگر امیہ بن خلف جمحی بقول مشہور کہ مشتے خاک گرفت و بر روئے شوم خود را گفت جبہے۔ پس مشرکان شاد گشتند و گفتہ محمد الہ ما را یاد کرد و مدح نمودہ برایشان اثبات شفاعت کرد۔ و ما نیز ہمین قدر اعتقاد در ایشان نزا خالق و رازق و محیی و ممیت نمیدانیم و چون محمد در این امر اتفاق نمود۔ ما با وے صلح کردیم دوست از ایذا یاران او بر داشتیم این خبر در اطراف منتشر شد و شیطان آنرا فاش گردانید۔ و چون بمہاجران حبشہ رسید ایشان بظن صدق این خبر بوطن عود نمودند و چون وقعہ این واقعہ موجب حزن و ملال خاطر آن حضرت گشت صلعم حق تعالیٰ از برائے تسلیہ خاطر حبیب خود این آیت فرستاد وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم چون این آیت بسمع کافران رسید گفتند محمد پشیمان گشت از آنچہ یاد کردہ بود از منزلت اللہ ما نزد خدائے بانیز از ان صلح برگشتیم۔ باز بہ سر ایذا ے مسلمانان آمدند۔ و مہاجران بحبشہ برگشتند چنانکہ مذکور شد" (دیکھو مدارج النبوۃ صفحہ ۵۸ جلد دوم نولکشور ۱۲۸۷ء)

نمبر ۱۳۔ محدث شاہ عبد العزیز صاحب لکھتے ہیں۔ "در اثنائے خواندن سورۂ نجم شیطان رجیم بصورت جور الصورت پیغامبر نمود چند از کلمات کہ دلالت بر مدح غرانیق علا کم لفظ منتحمل است۔ ملائکہ و اصنام را میکرد بلند خواند بوضع کہ کفار آنرا شنیدہ بر مدح بتان حمل نمودند و راضی شدند" (تحفہ اثنا عشریہ کید بست و ششم)

نمبر ۱۴۔ قطب الدین خان لکھتے ہیں کہ جب حضرت ان آیتوں کو پڑھنے لگے افرئیتم اللات والعزیٰ آخر تین آیتوں تک تو شیطان نے اپنی آواز حضرت کی آواز کے مشابہ کرکے پڑھا تلک الغرانیق العلےٰ وان شفاعتھن لترجی یعنے یہ مرغابیاں بلند ہیں۔ اور تحقیق شفاعت انکی البتہ امید کیگئی ہے۔ پس مشرکوں نے گمان کیا کہ حضرت نے ہمارے بتوں کی تعریف کی۔ پس خوش ہوئے اور حضرت کیساتھ سجدہ کیا (مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۳۰۸)

نمبر ۱۵۔ اب ہم اخیر میں شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی کی کتاب سے اسکا آخری فیصلہ درج کرتے ہیں۔ شاہ صاحب نے اول قاضی عیاض و امام فخر الدین بیہقی کے اقوال درج کر کے کہا کہ سوائے انکے جمعی کثیر مثل ابو حاتم و طبری ابن المنذر و ابن اسحق و موسیٰ ابن عقبہ و ابو معشر وغیرہ نے انکے خلاف لکھا ہے اور اخیر میں لکھا ہے کہ "آنرا فی الجملہ اصلے ہست و بہ نقلہ بر ثبوت چارہ نیست از توجیہ اخراج آن از ظاہر تا ازین محذورات کہ ذکر کردہ شد برآید و تحقیق سلوک کردہ اند در توجیہات و تاویلات مسالک بعیدہ کہ نہ موجب تشفی و تسلی است پس بعضے گفتہ اند کہ جاری شد این کلمہ بر زبان آنحضرت صلعم در حالتے کہ عارض شد مراو را سنہ بے آنکہ ظہور باشد مراو را و چون مستشعر شد بآن و دانست آنرا محکم گردانید حق تعالیٰ آیات خود را حکایت کردہ است این را طبری از قتادہ در دکردہ است۔ قاضی عیاض این سخن را زیرا کہ جائز نیست ولایت شیطان بروے صلعم در نوم۔ و بعضے گفتہ اند کہ شیطان ملجا او مضطر گردانید از روئے بے اختیار و این سخن فاسد تر و نامعقول تر از اول است بقولہ تعالیٰ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان و اگر شیطان را قوت و قدرت بران باشد ہیچ احدے را قوت بر طاعت نباشد۔ و بعضے گفتہ اند کہ مشرکان چون ذکر میکردند الہ خود را وصف میکردند ایشانرا۔ پس متعلق شد آن اوصاف بذہن شریف آنحضرت ماند و حافظ وے صلعم۔ پس

اور کلی تفریق ان اجزائے لاتجزی کی ہوتی ہے نہ بیان گزارتا ہے۔ اُسکی مانند ہے جسنے
سمجھا خالق اور ہمیشہ سے رازق اور ہمیشہ سے متکلم اور ہمیشہ کی رائیں چن لیں۔ اور اُن کے جی اُنکی تقوی
ناظرین اگر خدا ہمیشہ سے خالق اور رزاق اور دن کو چن لوں گا۔ اور جبھی سے ڈرتے ہیں۔
اور مرزوق اور مخاطب ہمیشہ سے یقین ہے اُنہوں کے آگے شرارت کی اور اس بات کو اختیار
ہے ہم مولوی صاحب کو نصیحت کرتے ہیں یعیاہ ۶۶ آیت ۳)

میکہ نبی کی کتاب میں بھی اول قربانیوں کی تردید کرکے آخر میں کہا ہے
سچا ہوتا ہے ... انصاف ... دور و دراز دشوار گزار
سے ہو دیں نہ اس لئے کہ ہم اُنکو کھا جاویں اور اُنکا خون بہاویں۔

زرہ ہوا پرستی ... رو آر سوئے خدا پرستی
محبتش رواں شو ... بگذر زرہ جفا پرستی

مسکن اور لباس۔ حیوانی خوراک اور آرام پر نظر کرنے سے تو خدا تعالیٰ کی
نہیں کیطرف پایا جاتا ہے۔ دیکھو ایوب کی کتاب ۳۸ و ۳۹ و ۴۱۔
وہ ہمارا ... انا آدمی کیطرح عمدہ گھونسلا بنانے اور غاریں اور ناندیں سجانے میں
... لشتی جلتنو۔ بدوئی پتہ پوشوں زرید انڈین ... تاریوں کیطرح جہاں
ہ اور پانی پلتے وہاں ہی ڈیرہ جمانے ہیں۔ لباس میں تو ایک ادنیٰ حیوان سے بھی اعلیٰ
انسان مقابلہ نہیں کرسکتا۔ طاؤس کی دم کے بال لوگ لہامی کتابوں اور بادشاہی
بوں کی زینت سمجھتے ہیں۔ سعدی کہتا ہے۔

پر طاؤس را اوراق مصاحف دیدم ... گفتم اینقدر نواز منزلت تو من بیشم بیش
گفت خاموش ہر آنکس کہ جمالے دارد ... ہر کجا پائے نہد دست بدارند پیش

خوراک میں انسان کی کیا حیثیت کہ اُنسے مقابلہ کرسکے تمام پھولوں کا عطر تمام پھلوں کا مزہ تمام
میوہ جات کی لذت شیریں تمدہ سے عمدہ مقطر پانی تازہ سے تازہ ہوا جنگلوں کے
جنگل مرغزار اور پر فضا اُنکے کہاتے۔ سیر کرنے رہنے کو موجود۔ سچ پوچھو تو انسان اُنکا فضلہ
خور ہے۔ باقی رہتے عیش۔ انسان کی عین موذی پن کی ہے۔ اور اُنکی انصاف و رحم کی ...
انسان کی عیش اُنکا خون پینے اور گلا کاٹنے اور انہیں آگ میں جلانے سے ہے۔ اور اُنکی تا...
قدرت پر عمل کمانے سے۔ انسان اسی سبب سے ظلوم و جہول یعنے ظالم و جاہل ہے۔ اور ...
اعتدال اور انصاف پر ہے ایک۔

خدا سے باغی و شہوت کا پتلا انسان مسجد و ہمیں وہ فعل کرتا ہے جنکے کرنے سے حیوان جنگلوں
میں بھی ڈرتا ہے۔ مقام شرم ہے کہ حضرت انسان جانوروں تک سے خلاف فطرت نکاح سمجھتا
خفقان۔ ضعف معدہ۔ ذیابیطس میں عمر کھوتا۔ آتشک سوزاک نامردی و جریان میں مبتلا ہو کر
روتا ہے جب کثرت ازدواج سے گناہگار ہو۔ طوائف بازی۔ امرد بازی وغیرہ میں تجربہ صحبت
ہوتا ہے تو قوت باہ کے نسخے تلاش کرتا ہے۔ خدا سے منکر حکیموں اور دہریہ طبیبوں نے وہ
نسخے بھی غریب جانوروں کے گوشت اور خون سے تجویز کئے ہیں۔ (تریاق اکبر باب ...
و علاج الغربا صفحہ ۱۵۴ - ۱۶۰)

گو جانوران ہمارے ایسے مبرا ہیں اور تمام جرائم سے منزہ اس لئے نہ اُنہیں ایسے گندے
نسخوں کی ضرورت ہے اور نہ ایسے حکیموں کی حاجت۔

مولوی۔ دیکھو اکثر حیوانات بدون وحشت و اضطراب کے ذابح کے پاس کھڑے رہتے ہیں
معلوم ہوتا ہے کہ ذبح کے آلام سمجھنے میں اُنکے قوا ایسی ہی کمزور اور ضعیف ہیں۔

آریہ۔ یہ اُنکی نادانی کا باعث ہے ایسا ہرگز نہیں لوگ اُنکو باندھکر رکھتے ہیں یا نہایت کمزور کر دیتے
ہیں یا بڑو دونوں کاٹ ڈالتے ہیں یا کوچیں تاکہ وہ بھاگ نہ سکیں ورنہ شیر سے بکری اور ہرن۔ چیل سے مرغی
اور کبوتر۔ سانپ سے چڑیا۔ بگلے اور شکار اور صیاد سے تیتر۔ بندر۔ ریچھ۔ چڑیا۔ بٹیر۔ بلبل وغیرہ ایسے ڈر سے
اور گھبراتے ہیں کہ اُڑ جاتے۔ ذبح خانہ کیطرف جاتے ہوئے آپنے کبھی بکریوں یا بھیڑوں کی حالت نہیں دیکھی۔ سیوا ...
دیکھنے والے لوگوں کو جو جانوروں کے سامنے اُنکی جنس کو ذبح کرتے تھے۔ نہایت خفا ہو کر کہا کہ ایسا

آئیں اور آتی ہیں۔ اور اُنکی ...
تعالیٰ علیم و خبیر ہو جو دیسے ہی کو ذبح ہوتے دیکھیں تو اپنے دل نہیں کس قدر
اور واقعی سندہ اُنکے جی پر پہونچے گا" (مشکوٰۃ) معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے
جی کا علم بھی نہیں۔ البتہ بعض وقت وہ ناواقف ہوتے ہیں اور اسحالت سے
انسان ہی مستثنے نہیں (مفصل دیکھو مسٹر برآف مگ)
محمد صاحب نے یہودیہ زہر دینے والی کی مہمانی مان لی۔ حالانکہ وہ الہامی اور نبی تھے مگر یسوع
گرو مسیح نے اپنے پکڑنے والے کو نہ پہچانا۔ اور اُسے شاگرد بنا لیا۔

۱۷۶-۱۷۷ **مولوی**۔ ہند کے اصلی باشندے یا تو گوشت خوری کے مجوز ہونگے یا نہیں
عفونتوں کے سبب کمزور ہو کر ہمیشہ مغلوب ہی رہے عمدہ صفات میں شجاعت ہے اور گوشت
اس کا معین ہے اسواسطے گوشت خور ونمیں فہمندی محدود رہی اور خیانت نہایت درجہ
کی رذالت ہے اور گوشت اس کا دشمن ہے۔

آریہ۔ ہند کے اصلی باشندے آریہ تھے اور وہ گوشت خوری کے مجوز نہیں تھے اب ہم آپ کی
دلیل کی پڑتال کرتے ہیں (۱) ہند کے اصلی باشندے یا تو گوشت خوری کے مجوز ہونگے۔ اچھا
اگر مجوز تھے جیسا کہ عموماً مورخ مانتے ہیں کہ تھے تو کیا سبب ہے کہ دم دبا کر پہاڑوں کو بھاگ
گئے۔ اور فہمند دیکھئے بجز ہن آریوں کے غلام یا تابعدار رعایا بنگئے۔ مگر صحیح حال یہ ہے
کہ آریہ لوگ یہاں کے اصلی باشندے ہیں۔ باہر سے نہیں آئے گوشت خوری بہادری
نہیں سکھلاتی۔ بلکہ مکاری۔ فریب اور کمینہ پن سکھلاتی ہے۔ دیکھو شکاریوں اور
مجوزین ذبح کی حرکتیں گینڈا اور ارنا۔ بھینسا جو دونوں سبزی خور ہیں۔ تمام دنیا
کے جانوروں سے بہادر زور آور اور قوی ہیں اور شیر اُنکے پاس تک نہیں پھٹکتا وہ نہ
وہ اُسے مار ڈالتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ دیگر گاؤمیش صحرائی کہ نہایت جرأت دارد دا کثر
شیر را میکشد (سیر المتاخرین صفحہ ۴) اور گوریلا اور شمپانزی کی طاقت اور شجاعت
کہ لوہے کے ڈنڈوں اور بلوں کو توڑ دیتے ہیں اور شیر کا ناک میں دم کر دیتے ہیں اور مار ڈالتے
ہیں (مفصل دیکھو مانڈر صاحب کی نیچرل ہسٹری آف ہسٹری۔ اور ڈاکٹر ابل صاحب کی اینیمل ...)
خدا خود بھی گینڈے کی تعریف کرتا ہے کہ اُسکو بڑا زور ہے۔ ایوب $\frac{۳۹}{۱۰}$۔
دیکھئے ہندوستان کے دو نامی مسلمان بادشاہوں نے گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ تمام بادشاہوں
سے زیادہ تندرست رہے۔ اور زیادہ راج کیا اور دونوں سب سے زیادہ شجاع تھے۔

اول اکبر بادشاہ۔ ابو الفضل میں لکھا ہے۔ مراتب۔ مہربانی و مدارج عطوفت
خدیو جہاں از اندازہ گفت بیرون است و اگاہ از امثال بالو شر لطران گرفتار مضیق
بشری بہر حال متنالا بفرمان قہرمان خرد کہ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ آنچہ دریافت نشود
وہمہ اش گزاشتہ نشود ہمہ اش است۔ کلمہ چند نگاشتہ قلم فراغت بیشود۔ میفرمودند کہ
بیچارہ آدمی باوجود خرد در ظلمت طبیعت در افتادہ۔ راہ نجات خود نمے جوید۔ و باوجود
چندین نعمت کہ برائے او سرانجام دادہ اند قصد جانداران نمودہ سینۂ خود را کہ محرم اسرار ایزدی است
گورستان حیوانات میسازد۔ وز برائے پرساختن شکم چندین جاندار را بیباکانہ عدم سپے
فرستند میفرمودند کہ کاشکے جسم عنصری من بمشابہ کلان بودے کہ این نامعاملہ فرمان گو
خوار ازگوشت این کس سیرگشتہ۔ بجاندار دیگر نہ پرداختندے" (دفتر سوم صفحہ ۲۳۳)
سید غلام حسین صاحب فرماتے ہیں۔ و نیز قرار یافت کہ از تاریخ ولادت خود چند روز بحساب
عدد روز ماہ شمسی تجنب غذا ئے گوشت حیوانی نشود و ہر سال بعد از آنقدر روز کہ
موافق عدد سنین عمر او باشند گوشت تناول کنند۔ و دران ایام در ممالک محروسہ جاندار را
نیازارند۔ و بدین تقریب کار دلکشی نیز از ممالک محروسہ منع گردید دیگر میگفت کہ اگر گوشت
بار بار ہا بخاطر میرسد۔ چہ گوشت از شاخ درخت بر مے آید و مانند نباتات از زمین دانی کے ...
ازبدن جاندار است باوجود انواع اغذیہ اقسام نعمتہا کہ از خانہ انعام الٰہی با ...

... راجپریہ جلد دوم

کلیات آریہ مسافر

تلاوۃ میں داخل ہو گئے۔
رگی گئی ایسی آیات منسوخ ہو گئی ہیں
دور کرنے کی کوشش

بے جبری ہوتی ہے۔

نزد بار - کیا یہ نہایت واضح اور صاف بات بھی ثبوت کے
تو بتلائیے کہ اس کا کیا ثبوت ہے قتل کرنے سے انسان کو بقیہ حیات اور تمتع ز ندی
محروم کیا جاتا ہے۔ حالانکہ موجب روایات اسلامیہ وہ اس سے اعلیٰ درجہ کی شہادت کو پہنچکر
بہشت میں گلچھرے اڑاتا ہے؟

مولوی صاحب تجاہل عارفانہ سے کام نہیں چلتا۔ ہر ایک سلیم العقل و الفطرت
اسکو جان سکتا ہے۔ یہ آپکی راجہ شاہی حکمت کا نسخہ نہیں کہ جس کی پڑتال محال ہو۔
فردوسی کہتا ہے۔ میازار موری کہ دانہ کش است که جاں دارد و جان شیریں خوش است
نظیر فاریابی کہتا ہے۔

ترا اسافت دور و دراز در راہ ست
تو در میاں گروہ غریب و مہمانی
بہ بیں کہ تا شکمت سیر فنت پوشیدہ است
چہ بار ہاست ز تو بر تن بورم و بہرام
بدشت جا نور خارمی خورد غافل
کناغ چند ضعیف بجوں دل بستند
ز کرم مردہ کفن بیکشی و در پوشی

بہ بیں دو روزہ اقامت چرا شد ای مغرور
چناں مکن کہ بجیا رگی شوند نفور
چہ ایہ جانور انداز سوختہ و رنجور
چہ داغہاست تو در دل وحوش و طیور
تو تیز می کنی بہر حلق او ساطور
تو جمع آوری کین اطلس و آں سیفور
بیان اہل مروت کہ داردت معذور

تڑپنا - رونا - بلبلانا - پانو مار - چیخنا - خون بہانا - غش کہا جانا سب باتیں تکلیف
و دردکی علامات ہیں نہ کہ خوشی و فارغبانی کی - صرع کی حالت بھی آئندہ فرحت بخش
نہیں بلکہ کثرت رنج سے اوسان باختہ ہو درد کو محسوس کرتا اور روز بروز ردی
ہو جاتا ہے۔ بگر دماغ کے خراب ہو جانے سے وہ ظاہر نہیں کر سکتا - کیا آپکے خیال میں
جانور بہ نہیں اوسکی اضطراری حالت بیقراری نہیں ؟ کیا خوشی و فارغبانی کا نشان
فرحت کا سامان ؟ مولوی صاحب کیا اسی حکمت پر حکیم بنکر ر یاستوں کو برباد
مرگی والے کا ذبح کرنا کوئی گناہ نہیں ثواب ہے ؟

عزق کردی بہ بحر صد و قتر
منیت لیکن شفا بعیب بشر
کس ندانست چیست آئینت

الاجب آمدہ انداگر چہ
انتہا توقف میفر
افرایتم اللات والعزیٰ ومنٰوۃ الثالثۃ
بگوش مشرکان رسانید کہ تلک شادی انیہ واعلیٰ
در ایشان بزرگان قوم یا مرغان بلند پرواز ہ ہنر
ہیں کلمات خوشدل شدہ پنداشتند کہ لغیت
ستائش کرد - لاجرم در آخر سورت کہ وجہ حیات سے حیوانات بے جز ہیں -
اتفاقاً ہم **آریہ** - یہ بالکل دہوکھا ہے - اور آپ اپنی دینی کتابوں سے ناآشنا ہیں - سانپ نے
آدم و حوا کو دانہ گندمی کھلایا - طاؤس نے دونو کو بہشت میں پہونچایا - گدہے نے
فرشتہ کو دیکھا مگر بلعم نے نہ دیکھا - خدا کی روح فاختہ یا کبوتر بنکر اتری اور کہا کہ یہ میرا
پیارا بیٹا ہے - یہ توریت و انجیل کی باتیں تھیں - اب سنیں قرآن کی روایتیں -
سورہ نمل میں لکھا ہے گفت سلیمان اے مردمان آموختہ شدیم ما گفتار مرغان را جسکا
آپکی بھی دینی زبان سے اقبال ہے (تصدیق صفحہ ۳۲۴)
تفسیر حسینی میں ہے - ہر جانورے از طیور را آوازے ہست - کہ بنی نوع ایشان ازاں فہم
معانی وے اشارات میکنند - و آنچہ سلیمان را آموختہ آں بود کہ فہم کنند مرغان - یکمدیگر روزے
بلبلے بر شاخ نشستہ سر دم می جنبانید و صدائے میکرد - اصحاب را گفت
مر بلا دانید کہ بلبل چہ میگوید - گفتند اللہ و رسولہ اعلم - سلیمان فرمود کہ میگوید کہ من امروز نیم خرما
خوردم خاک بر سر دنیا (مفصل دیکھو جلد ۲ صفحہ ۱۳۶) و معالم جلد سوم
در افگندہ باشد
صفحہ ۳۲
منبر ۱۲
جانور اپنے ... کو لازم پڑتی ہے - یا جگہ کو بکر کرس کو بچائے
جس جگہ تقریر ... کہتا ہے - پس آپنے کس عقل و حکمت سے ... کہ تمتع وجہ حیات سے

واندازہ آمدہ سورۃ النجم را بر مشرکان خواند چوں بدیں آیت رسید افرایتم اللات والعزیٰ ومنٰوۃ
الثالثۃ الاخریٰ شیطان دراں میان مجال یافت و بگوش مشرکان سانید تلک الغرانیق العلیٰ
وان شفاعتھن لترتجیٰ و چوں آنحضرت سورت تمام کرد و سجدہ رفت و مسلماناں نیز سجدہ
رفتند - و در مسجد الحرام ہیچ کافر نماند - الا کہ بسجدہ رفت مگر امیہ بن خلف جمحی بقول مشہور
کہ مشتے خاک گرفت و بر روئے شوم خود او گفت جبہے - پس مشرکان شاد گشتند و گفتہ
مدح نمودہ بر ایشان اثبات شفاعت کرد - و ما نیز ہمیں قدر اعتقاد در
نفرت کرتے - قانون ... انہم ... محمد ...
بابا وصلح کردیم
حالت کسی طرح خراب نہیں۔

مولوی - حیوانات کے تمتعات اضطراری ہیں یا اختیاری - ظاہر ہے
تمتعات کیا ہیں یہی کہانا - پینا - بول و براز اور تنفس لینا - اور یہ اقسام
اضطراری ہیں -

یا انزا فاحش
کو ہمنو د ندہ
صلعم حق تعالیٰ
من رسول
اللہ اینہ

آریہ - صرف یہی نہیں بلکہ اگر گھوڑے وغیرہ کا تماشہ کبھی سرکس میں دیکھو
حکمت بھول جائیگا - اور عقل آجائے کہ انسان سے وہ کتنی باتیں ... شیار
زبانبردار و وفادار ... اضطراری کے علاوہ اختیاری بھی ہیں - جیسا کہ
انسان تھوڑی تعلیم سے دانا ہو جاتا ہے - ایسا ہی عموماً حیوانوں کا حال ہے -

مولوی - پس حیوانات کو بند کرکے ایذا دینا ظلم ہوگا اور بے انصافی - اسیواسطے حدیث
میں ہے کہ ایک عورت بلی کے بدلے جہنم میں داخل ہوئی ۔

آریہ - ہمیں بہ راو پکا اتفاق ہے کہ یہ ظلم ہے اور ظالم دوزخ میں جائینگے ہر گز امان نہ پائینگے -
اب دیکھئے کہ وہ کون کون ہیں - تمام جانوروں کو گرفتار کرکے بیچنے والے - تمام مرغوں اور
مرغیوں کو روکنے والے تمام ماہی گیر اور چڑیمار اور اسی طرح تمام قصاب اور انکے مددگار -
یعنی گوشت فروش اور خریدار - پس اس بدکاری سے باز آؤ -

زنہار از قرین بد زنہار   وقنا ربنا عذاب النار

۲۷۱ - مولوی - مگر حیوانات کو ذبح کر دینا اور انکے مادہ اضطرار کو ہی قطع کر دینا ظلم نہو گا -

آریہ - واہ قربان جائیں آپکی سمجھ کے بند کرکے ایذا دینا ظلم - اور اسکو کھانے پینے سے
روکنا ظلم اور بے انصافی اور اس کا مرتکب جہنمی اور دوزخی - مگر انکا ذبح کرنے والا - گلا کاٹنے
والا - تڑپانے والا - اور انہیں بھون بھون کر کھانیوالا ظالم نہیں! حضرت یہ اس سے زیادہ
ظلم ہے - وہ اگر جہنمی ہے تو یہ اسفل السافلین کے لائق ہے - یہ تو آپ کی ایسی بات ہے
جیسے کوئی کہے کہ کسی پیاسے کو پانی نہ پلانا تو ظلم - مگر اس کا گلا کاٹ ڈالنا رحم ہے - آپکے
نورانی خیال اور روشن قیل و قال پر جزاک اللہ - دیکھتی تو ظلم مگر دیکھتی معہ قتل ظلم نہیں !!

مولوی - جو کہتے ہیں کہ ذبح میں بے جرم جانور کو سخت سے سخت تکلیف پہونچائی جاتی
ہے - اسکا جواب یہ ہے کہ انسان کے بہت سے کام حیوانات کی تکلیف پر موقوف ہیں - جیسے
زراعت وغیرہ - اسیواسطے باری تعالیٰ نے حیوانات کی بناوٹ اور انکے طبعی قوانین کی جیسی
مضبوط رکھی ہے - انکے نفسانی قوے اور ادراکی طاقتوں میں ایسا استحکام نہیں رکھا
حیوانی اور انسانی - مسکن - لباس - خوراک - عیش پر نظر کرو -

نزد بار - بے شک یہ اعتراض مضبوط ہے مگر اس کا جواب مجوزین ذبح کے پاس بالکل نہیں
یہ خیال انکا یکطرفہ ہے - انسان کے بہت سے کام حیوانات کی تکلیف پر موقوف ہیں اصل
معاملہ یوں ہے کہ جن اہلی حیوانات کی محنت پر انسان کے بہت سے کام موقوف ہیں -
لاکھوں انسان دن رات انکی غلامی و خدمتگذاری میں مصروف ہیں - صبح سے شام
تک شبانی کرتے سائیسی کرتے ہیں انکے بدنوں کو ملتے - انکے پاخانوں کو اٹھاتے - انہیں نہلاتے
دانہ کھلاتے - چارہ ڈالتے اور انپر غور کرتے ہیں - پس انسان کی تکلیف پر انکے کام اور
انکی تکلیف پر انسان کے کام انصرام پاتے ہیں - نہ کہ ذبح کرنے پر - مثلاً والدین کی
پرورش کا بچوں کی تکلیف پر اور بچوں کی پرورش و زائد گی کا ...

اور کلی تفریق ان اجزاے لاتجزی کی ہوئی ہے نہ ہو بیان گزارتا ہے۔ اُسکی مانند ہے جسنے
سنح خالق اور ہمیشہ سے رازق اور ہمیشہ سے متکلم اور ہمیشہ پر رائیں چن لیں۔ اور اُن کے جی اُنکی نفوتی
ناظرین اگر خدا ہمیشہ سے خالق اور رزاق اور ... دن کو چن لوں گا۔ اور جن سے ڈرتے ہیں۔
اور مرزوق و مخاطب ہمیشہ سے نہیں ہے اُنہوں کے آگے شرارت کی اور اس بات کو اختیار
ہے ہم مولوی صاحب کو نصیحت کرتے ہیں۔ یسعیاہ ۶۶ باب ۳ آیت)

سیکہ نبی کی کتاب میں بھی اول قربانیوں کی تردید کرکے آخر میں کہا ہے - خدا نے ... ہمراہ
چاہتا ہے ... اور ... کے جنگ اور
سے چلے ... کی غدر اور دہلی کے محاصرہ میں رہ چکا ہوں اس تمام عرصہ راز میں یعنے
...ب کی عملی تائید کر دکھائی - جو کہ انگریزی فوج کے ایک مشہور سرجن ہیں ...
...ری صحت کا مختلف طریقوں سے مختلف آب وہوا میں امتحان کیا گیا
مولوت اور شراب کا استعمال نہیں کرتا میں فلالین یعنے گرم اونی کپڑا نہیں
وہ ہمارے رمینہ - جاڑی - گرمی - سردی کی پرواہ نہیں کرتا"
مولوی صاحبوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ لارڈ ہیتہ فیلڈ کے برابر کوئی بہادر نہیں
ایک ... انہوں نے نہایت کوشش وسنجیدگی سے الطارق کے محکم حلہ فتح کیا - لارڈ مذکور
تاکہ شراب کو قطعی استعمال نہیں کرتے تھے - صرف روٹی اور نباتی پیداوار اُنکی
... اور چار گھنٹہ سے زیادہ نہیں سوتے تھے۔
۱۸۶۲ء میں جنرل والڈیز صاحب نے جو کہ ... واقعہ جنوبی امریکہ کے سردار تھے اپنی فوج کے
ساتھ ... میکسیکو کے جنوب میں ... شہر ... کی ۵۰۰ میل فاصلہ ... روزہ ۴۶ میل
کے حساب سے لگاتار گیارہ دن تک کوچ جاری رکھا اور آخر کو سفر کے اختتام پر دشمن کی
فوج کو شکست فاش دی اور طرفہ یہ کہ اس سفر میں سپاہی صرف بھنا ہوا اناج پر گزارہ کرتے تھے"
... صاحب لکھتے ہیں کہ یورپ میں پولینڈ اور ہنگری کے سپاہی سب سے زیادہ
چالاک اور طاقتور آدمی دنیا بھر میں ہیں وے روٹی اور آلو پر گزارہ کرتے ہیں نپولین
بوناپارٹ کے ماتحت پولینڈ کے سپاہی ایکدم ۴۰ میل سفر کیا کرتے تھے اور لگاتار لڑا کیا
کرتے تھے دوسرے دن جب سو کر اُٹھتے تھے تو ایسے تر و تازہ ہوتے تھے گویا بالکل تھکے
نہیں" (دیکھو فروٹس اینڈ فیرینشیا صفحہ ۵۳)
پھر وہی صاحب کہتے ہیں کہ دنیا میں بہت تھوڑی قومیں ہونگی جنکے سپاہی روس کے
سپاہیوں کی برابری کر سکیں۔ روس کے سپاہی بڑی بھاری تکلیفیں اور سخت تھکان
نہایت صبر اور بردباری سے برداشت کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ سادہ اور عام نباتاتی پیداوار
کی خوراک پر گذارہ کرتے ہیں۔ روس کے فوجی قزاق میں سے کوئی بھی ۶ فیٹ سے کم لمبائی میں
نہیں ہوتا۔ وہ اناج جسکو انگریز رائی کہتے ہیں۔ اس کی کالی روٹی نباتاتی تیل
اور نمک چائے یہ اُنکی خوراک ہے۔
ہند کے ایک فوجی افسر جے الف واریج صاحب نے ڈاکٹر یونس صاحب کو ولایت میں
ایک خط لکھا تھا جس میں ذکر کرتے ہیں کہ ہماری دیسی فوج سوائے اُنہوں کے پھل اناج
کے کھانیوالی ہیں اور اسیواسطے انگریزوں کی بہ نسبت دیسیوں کو خوراک بہم پہونچانا نہیں
دقت نہیں ہوتی۔ میری اپنی ۶۳ رجمنٹ کے سکھ تمام ہی پھل اناج کھانے والے ہیں
کبھی کبھی ہم بار برابر ایک کیلا کھالیتے ہیں۔ اگر ہماری جیب پھل اہاری ہو جاویں تو ہم
سفر کی بڑی تکلیف سے بچ جاویں" (دیکھئے ہیرلڈ سنیچر نمبر ۳۹ صفحہ ۳۹۷)
ٹیپو سلطان میسور نے گوشت خور فوج کے میسور کی لڑائی میں شکست کھائی گیا
پلاسی کی لڑائی میں سراج الدولہ گوشت خور کو شکست ملی نادر شاہ نے محمد شاہ کو
گوشت خور کو شکست دی۔ بھوکھے اور فاقہ مست بابر نے جیسے غلہ آش بھی مشکل سے
ملتا تھا ابراہیم لودہی مشہور گوشت خور کو شکست دی۔ نوان شکستوں کا یہ سبب ہے
کہ جلنے والے گوشت خور نہیں تھے۔ اور نہ یہ کہ کم گوشت خور تھے اور فاتح لوگ

آئیں اور آتی ہیں۔ اور اُنگی - ہمیشہ ...
تعالیٰ علیم و خبیر موجود ہے۔ اور اُ...
اور جو واقعی ست گوابہ ہیوں کے جا جانے تھے - بلکہ یہ کہ عمدہ اسلحہ - اتفاق
جو علم الٰہی ہو - دشمنوں میں تھا - جفاکشی ... تجربہ - فتحیابی کے بواعث ہیں -
پہلے مورخ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ فاتح قومیں نسبتاً زیادہ دانا زیادہ
اتفاق کرانے والے اور عمدہ ہتھیاروں کے رکھنے والے ہوتے ہیں -
مرہٹے جنگی بہادری ضرب المثل ہے بالکل گوشت خور نہ تھے اور نہ جاٹ گوشت
خور ہیں مگر بھرت پور اور مہاراجہ رنجیت کے واقعات پر کون پردہ ڈال سکتا ہے -
ڈاکٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر صاحب (جو کہ گورنر جنرل ہند کے مشیر اعظم تھے) کا اور جملہ
محققین فرنگ کا قول ہے - کہ انگریزوں نے ہندوستان مسلمانوں سے نہیں لیا
بلکہ ہندوؤں سے - جسکے یہ معنے ہیں کہ انگریزوں نے ہندوستان مسلمانوں سے نہیں لیا
(وہ تو کب کے برباد اور تباہ ہو چکے تھے) بلکہ ہندوؤں سے کیونکہ اُن دنوں دہلی کا بادشاہ
کاٹھ کا پتلا تھا جسکی حکومت اُس کی محل کی چار دیواری کے اندر محدود تھی مرہٹوں کی
سلطنت پونا سے اجمیر تک قایم ہوگئی - اور اُنکی فوجیں تنجور سے بنگال تک پہیل گئیں اور
کل صوبوں سے خراج لینا شروع کر دیا - اگر اور جدید غیر متوقعہ اور عجیب سبب نہ پیدا ہو جاتا تو غالب
ہے کہ مرہٹوں کی سلطنت دہلی میں قایم ہو جاتی - اور مسلمان شہنشاہ کی جگہ ہندو مہاراجہ
حکومت کرتا" (حصہ اول صفحہ ۲۲۰ لکچر نمبر ۱)
راجہ اشوک کی بہادری اور فتحمندی اور سلطنت کا امن آجتک کسی بادشاہ
کو نصیب نہیں ہوا - مگر وہ گوشت خور ہرگز نہیں تھا اور نہ چندر گپت آنند گوشت
خور تھے - معلوم نہیں کہ آپ پھر کس طعام کی مدد سے یہ زٹل ہانکتے کہ فتحمندی
گوشت خوروں میں محدود رہی -
ڈاکٹر لفنش صاحب لکھتے ہیں کہ گرین لینڈ کے باشندے جو دنیا میں اعلیٰ درجہ
کے گوشتخور ہیں وہ دنیا بھر میں سب سے زیادہ ٹھنگنے دستہ قامت اور پست ہمت ہیں - انسان
پیدایش کے قریباً ۲۰ انچہ ہوتا ہے - پورا جوان ہونے پر انسان کا قد ۳ گنا سے
۶ فٹ تک پایا گیا ہے وہ لوگ جو سرد ملکوں کے رہنے والے ہیں اور نباتاتی خوراک
پر گذارہ کرتے ہیں بہ نسبت گوشت خوروں کے جسمانی صحت اور ترقی میں بڑھے ہیں -
چنانچہ اسکاٹلینڈ کے آلو کھانیوالے ۱۰-۵ فٹ پلائے گئے ہیں چونکہ گوشت میں ہڈی
بنانے والے اجزا نہیں ہوتے اسلئے گوشت کھانیوالے ٹھگنے رہتے ہیں ہائے
مگر اب گرین لینڈ والوں نے بھی آلو کھانے شروع کر دئے ہیں یوروپ کے تجارو
کی بدولت یہ نباتاتی نعمتیں اُنکو نصیب ہونے لگیں - وہ دن دور نہیں کہ اُن سے
گوشت خوری متروک ہو جاوے -

۱۵۷ - مولوی - گوشت خوری ایک ضروری امر ہے -

آریہ - گوشت خوری ضروری نہیں کیونکہ اُسمیں وہ مادہ ہی نہیں جس سے انسان
کی پوری پرورش ہو سکے - چنانچہ ڈاکٹر اینا کنگس فورڈ ایم ڈی کہتی ہیں کہ مٹر چنے -
وغیرہ پھلدار اناج میں ۲۳ سے ۳۰ فیصدی تک مادہ نیٹروجن اور ۵۰ سے ۶۰
فیصدی تک سٹارچ یعنے نشاستہ اور قریباً تین فیصدی نمکین مادہ موجود ہے مگر انکا بالکل
حیوانات کے گوشت میں ۱۹ سے ۲۰ تک مادہ نائیٹروجن ہوتا ہے - اور سٹارچ اسقدر کم پایا
جاتا ہے کہ گنتی میں نہیں آسکتا - گویا ہمکو کہنا پڑتا ہے کہ نشاستہ گوشت میں بالکل نہیں
اس سے ظاہر ہے کہ گوشت جسمیں ایک بڑا بھاری نشوونمائیہ والا جز نشاستہ
موجود نہیں ہے - کسی انسان کی خواہ کسی ملک کا رہنے والا کیوں نہ ہو ...
نہیں ہو سکتی" (پرفیکٹ وے ڈایٹ صفحہ ۴۸ و ۴۹)
ڈپٹی سنٹری کمشنر بنگال نے سرکلر جاری کیا ہے - کہ مسور کی دال نہ ...

ۃ میں داخل ہو گئے۔

ئی ایسی آیات منسوخ ہو گئی ہیں

کلیات آریہ مسافر

برائے اندک لذت کہ زیادہ از آنے بر زبان نے آید۔ تشدد دور کرنے کی کوشش
سخت جانی و سنگدلی است و صد ز خود را کہ مخزن اسرار الہٰی است چہ
گردانیدن کمال نادانی و بیعقلی و نیز میفرمود کہ شکار کار بیکاران و نمونہ جلادی بید دیکہ
است زنا خدا ترسان ہلاک جانداران بیچارہ را تماشا گاہ قرار دادہ بیگناہان چندرا ناحق
از جان میکنند و نمے دانند کہ اینصور غریبہ و عجیبہ از بدایع صنایع الہٰی ساختہ دست
قدرت اوست و سعی در انہدام آنہا نمودن کمال نادانی و شقاوت (سیر المتاخرین جلد اصفحہ ۱۸۵)
اورنگ زیب بادشاہ کی بابت ایک مشہور مورخ مالمیاے وھیلر صاحب لکھتے ہیں۔ اورنگزیب
دُبلا پتلا اور متعصب آدمی تھا۔ وہ شراب اور گوشت سے بالکل پرہیز کرتا تھا۔ اور میوہ جات و نباتات
سے گزران کرتا تھا (ہسٹری آف انڈیا صفحہ $\frac{1884}{158}$ آگرہ کالج۔ رقعات عالمگیر میں بھی لکھا ہے)
ڈاکٹر رحیم خانصاحب لکھتے ہیں۔ ہم ہندوستانیوں کو تو دال روٹی چاول ترکاری
دودھ دہی۔ تھوڑا گھی یا گھی نہایت موافق پڑتا ہے تم حیران ہو گے کہ لوصاحب
انہوں نے تو غذا کی فہرست سے گوشت کو بالکل اڑا ہی دیا۔ سنو اگر گرم ملک میں گوشت
کھانا اچھا نہیں اسکے کھانے سے جگر کے فعل میں فتور پڑ جاتا ہے (صفحہ ۵۱۶) آگے
چلکر لکھتے ہیں ہم ہندوستان کے لوگ اس بات کو نہیں جانتے تو بغیر گوشت کھانے کے آدمی کو
طاقت نہیں آتی۔ دیکھو جو اچھے ہندو ہیں وہ گوشت نہیں کھاتے پر انکا کیا بگڑتا ہے
کیا وہ کمزور ہیں یا انمیں طاقت نہیں ہے۔ البتہ انہیں اور گوشت خوروں میں اتنا فرق
ضرور ہے کہ مثل گوشت خوروں کے صبح کو اٹھتے ہی یہ لوگ جگر کے مقام پر مکیاں مارتے۔
تم نے تشریح پڑھی ہے پس اس نکتہ کو سمجھ جاؤ (طب رحیمی بار سوم ۱۸۹۵ صفحہ ۵۱۷)
ہمارے تجربہ کی بات ہے کہ ہندوستان میں چار قومیں زیادہ گوشت خوار ہیں کالبتہ۔
کاشمیری۔ بنگالی۔ مدراسی اور چاروں ہی اول درجہ کے بزدل۔ ڈرپوک اور کمزور
ہیں شجاعت کے حامی ہیہ ہم چیریہ۔ آزادی۔ ورزش اور استعمال اسلحہ میں گوشت
خوری ہرگز نہیں۔ گوشت خوری تو عفونت۔ طاعون۔ خارش تپ دق۔ ہیضہ
وغیرہ متعدی امراض کی حامی ہے مگر گرم ملکوں کی بابت تو ڈاکٹر صاحب کی رائے
سن چکے۔ اور سرد ملکوں کی بابت مفصل دیکھو کیا سرد ملکوں کے باشندوں کو
کھانا چاہئے۔

گوشت خوروں میں فتحمندی نہ رہی بلکہ اتفاق ہمت اور علم و عقل پر فتحمندی
محدود ہے اور محدود رہیگی۔

پورانے آریہ گوشت نہیں کھاتے تھے تاریخ میں لکھا ہے۔ بجز آریہ شکار پر
پر بسر کرنیوالی قومیں تھیں برعکس اسکے آریانے شکاریوں کا وحشیانہ طریقہ چھوڑ کر
کاشتکاری اختیار کی اور ان لوگوں میں عورت ایک ہی شوہر کرتی تھی" (مختصر
تاریخ ہند ہنر مصاحب باب ۲ صفحہ ۱۴۱)
آریہ ورت میں ہی نہیں بلکہ پورانے آریہ ایرانی بھی گوشت نہیں کھاتے تھے بلکہ اسکے
ترک کو ضروری جانتے۔ لیکن وہ سب سے زیادہ بہادر۔ اولوالعزم اور فتحیاب تھے۔ دیکھو تیر
فرزند خسروان (خسرو آئینہ ۱۳۲ و ۱۳۷) جس کا آپنے بھی صفحہ ۳۲ پر اقبال کیا ہے"
۱۶۷ مولوی۔ اگر ظالمین کو اجازت ذبح نہ ہوتی تو مشرکین جو احکام الہٰی اور
احکام فطرت کے پابند نہ ہوتے ضرور گوشت کھاتے اور کاملوں کو ستاتے۔ اللہ تعالیٰ
نے کاملین کو بھی اجازت دی تاکہ وہ اشرار کا مقابلہ کر سکیں۔
آریہ ۔ جن جن شریر اور بدچلن لوگ سوامی شنکر آچارج اور بدھ کی تعلیم سے سیدھے
رستہ پر نہ آئے تو سوامی دیانند جی نے راہ راست دکھایا اس کا عشر عشیر
خاک برہمن ... کے نام نہیں کیا۔ اسلام کی تعلیم بھی محمد صاحب کے بعد ... ہوئی۔ اگر کاملین

وانداز ه آمده سوره النجم را بر مشرکان خواند چون بدین آیت رسید افرئیتم اللات والعزیٰ ومناة
الثالثة الاخریٰ شیطان دران بیان مجال یافت و بگوش مشرکان ساند تلک الغرانیق العلیٰ
وان شفاعتهن لترتجیٰ و چون آنحضرت سورت تمام کرد سجده رفت و مسلمانان نیز سجده
رفتند۔ و در مسجد الحرام ہیچ کافر نماند۔ الا که به سجده رفت مگر امیه بن خلف جمحی بقول مشهور
مشتے خاک گرفت و بر روئے شوم خود را گفت جبہے۔ پس مشرکان شاد گشتند و گفتہ
کو کامل ہے و مرحوم نموده بر ایشان اثبات شفاعت کرد۔ و ما نیز ہمین قدر اعتقاد در
کامل ہے تو ناقص ضرور انسان ہے ۱۵۰ محمد ... ام القفاة ... ملح کریم
مسیح کہتا ہے۔ بھلا یہ ہے کہ تو گوشت نہ کھاوے اور شراب پیوے اور اشش
جس سے تیرا بھائی ٹھوکر کھاتے (رومیوں ۱۴ باب ۲۱) اور اسلامی روایات
مسیح خود بھی گوشت نہیں کھاتے تھے اور یہی سبب ہو کہ اس نے تر ... تعلیم کی
کشتی جسکا دو سرا نام خدا کی نافرمانی ہے۔ یہ بھی منع کر دی اور متی وغیرہ رسول
گوشت نہیں کھاتے تھے بقول بائیبل کے جب دنیا دار گناہ گار ہوئی یعنے
بڑھ گئی تو کثرت ازدواج اور گوشت خوری کی خرابی کا رواج ہو گیا (تکوین ۹ باب)
خواجہ معین الدین چشتی لکھتے ہیں۔ آنگاه فرمود که شنیدم که از زبان خواجہ حاجی
علیہ که درویش خواجہ عبد اللہ مبارک گفته است که ہفتاد سال عمر او بود قسم راند در
ہفتاد سال وقتے یاد ندارم که مرغ بسمل کرده باشم (صفحہ ۲۵۔ انیس الارواح)
عبد اللہ بن مسعود روایت کرد از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر که چہل روز گاؤ بسمل کند یک
خون کبیره کرده و نیز لیند و ہر که بوزیکہ یعنے نفس کشته ہمچنان باشد که یوبیران
گردن خانه کعبه یاری کرده باشد"
رسول فرموده است که نشاید جانورے را که کسی در آتش افگند یا به تیر چہی بکشد
کفارت او آنست که برده آزاد کند و یا شصت مسکین را طعام دہد یا دو ماه روزه از
و پیوسته رسول گفتے میدانید که ہیچ جانورے را آتش نرسد مگر خدا تعالیٰ شما را عقوبت
اندر دنیا و آخرت عذاب خواہد کرد۔ و ہر که جانوران را در آتش افگند چنانست که مادر خود را
زنا کرده باشد صفحہ ۷۰ و ۹ ملفوظات حضرت عثمانی ہارونی (گور با طنون اور سیاه
اندرونوں کی حالت تو اور بھی وہ گناہ کرتے ہیں اور سزا پاتے ہیں مگر منتبہ نہیں ہوتے
نیک سیرت اور اچھے خدا رسیدہ لوگ تھوڑے پر سمجھ جاتے ہیں چنانچہ لکھا ہے۔
وقتے ابوتراب نخشبی را ہوس بیضہ مرغ شد که امروز بر سد بران افطار کنم قضا را بوقت
نماز دیگر برائے تجدید وضو بیرون آمد در صحور کودکے در آمد دست در دامن خواجہ زد
گفت این دزد است۔ که پیرو ز کالائے من برده است امروز باز آمده است تا کالا
بردہمیں که قوم یاد شد خلق گرد شدند کودک و پدر آں درشت زدن شدند۔ خواجہ
شمرد۔ چنانچہ شش مشت زدند ہمچنان مردے میدانند خواجہ را شناخت گفت اے خواجگان
این دزد است۔ خواجہ ابوتراب نخشبی است خلق معذرت خواه آمدند که ما ندانستیم بخشید نی باید
چون آنمرد خواجہ را بخانه برد نماز شام بگذارده است قضا را در خانه آن مرد بیضہ مرغ
دنان ... خود بود پیش او را آوردند که خواجہ دید تبسم کرد من تخواہم خورد گفت چرا گفت
امروز من آرزو ہے این کرده بودم تا نان خورد ہم شش مشت خوردم اگر این خاگینه ہم خورده
نزانکر تا چه بلا بر من نازل گردد خواجہ برخاست ناخورده برفت (ملفوظات صفحہ ۱۶)

گوشت خوروں میں فتحمندی محدود نہیں

زمانہ کی مشہور بہادر سپاہی قوم جو کہ اپنے زمانہ میں بہادری میں بے نظیر تھی گوشت خور نہ تھی۔
روہیلہ فوج کے سردار اور سپاہی گوشت خور نہ تھے۔ جنہوں نے یورپ فتح کر لیا تھا۔
بندا سنگھ بیراگی گوشت خور نہ تھا پھر اسنے لاکھوں مسلمان قتل کیے۔ تمام دہاری سکھ
یعنے گورو کے گوشت خور نہیں ہیں یہ گوشت خوروں کو گاجر مولی سمجھتے ہیں

تکذیب براہین احمدیہ حصہ دوم ... اپنے ...

اور کلی تفریق ان اجزائے لاتجزی کی ہوئی ہے نہ بیابان گزارتا ہے۔ اُسکی مانند ہے جسنے خلق اور ہمیشہ سے رازق اور ہمیشہ سے متکلم اور ہمیشہ ہیں ہر ائیں چن لیں۔ اور اُن کے جی انکی تقوی تا ظرین اگر خدا ہمیشہ سے خالق اور رزاق اور ... دن کو چن لوں گا۔ اور جی سے ڈرتے ہیں۔ ہے اور مرزوق اور مخاطب ہمیشہ سے نہیں ہے اُنہوں کے آگے شرارت کی اور اس بات کو اختیار ہے ہم مولوی صاحب کو نصیحت کرتے ہیں یسعیاہ (۶۶ آیت ۳)

سو کیونکہ بنی کی کتاب میں بھی اول قربانیوں کی تردید کرکے آخر میں کہا ہے کہ یہ ظرف منسوب چاہتا ہے بلکہ کتا انصاف کے بہاؤ اور جو ... کہ قتل و استعمال حمل و زہر خورانی ... کیوں یہ رحم کے خلاف سے ہیں۔ آپکا گھر پورا ہوا ہے یا نہیں۔ خدا جس طرح انسان کو ماننا ہے اسی طرح وہ نہیں طرح سور کا مالک ہے اسطرح گلے کا۔ وہ جس طرح انسان کا خالق ہے کا نہیں اس کا حکم رحم اور انصاف خداوندی کے خلاف نہیں۔ کیونکہ وہ ہمارا سے صاف ہے۔ لیکن ذبح انسانی فساد ہے۔ رحمانی حکم ارشاد نہیں صاف حکم ہے انصاف کا نہیں۔ جو خود غرضی ناپاکی اور جفا کاری سے مملو ہے مولوی ... سنیک نیتی کے روبرو نہیں۔

... در پنبہ غفلت گوش تعصب سے نکالکر سنیں جتنے زبردست وہ سب حرام جتنے زبردست وہ سب حلال۔

ہاتھی	حرام	بلا	حرام	گیدڑ	حرام
شیر	حرام	چیتا	حرام	ڈیل مچھلی (وبراگور بچو)	حرام
گینڈا	حرام	ریچھ	حرام		حرام
مگرمچھ	حرام	بندر	حرام	بجھیلا	حرام
کتا	حرام	بھیڑیا	حرام	گفتار	حرام
سور	حرام	شاہی	حرام	بیڈلا	حرام
سانپ	حرام	شاہین	حرام	گرگس	حرام
چوہا	حرام	لگڑ	حرام	نسر	حرام
گرگٹ دم	حرام	بوتیمار	حرام	چیل	حرام
بچھری	حرام	بگلا	حرام	الو	حرام
زنبور	حرام	شہباز	حرام		
گائے	حلال	روباہ	حلال	مرغابی	حلال
بھینس	حلال	معمولی مچھلی	حلال	کلنگ	حلال
گورخر	حلال	فاختہ	حلال	بلخ	حلال
گوسفند	حلال	کبوتر	حلال	کبک	حلال
ہرن	حلال	بودنہ (بٹیر)	حلال	تیتر	حلال
بکری	حلال	کنجشک	حلال	تلیر	حلال
اونٹ	حلال	کبھی طاؤس)	حلال	بطخ	حلال
حرام کبھی	حلال	کوا	حلال	راج ہنس	حلال
گھوڑا	حلال	شارک	حلال	لٹور	حلال

عاجز جو زیردست ہیں سارے حلال ہیں — اور جتنے زور رکھتے ہیں للہ کا مال ہیں

ہاتھی سے شہباز تک سارے حرام ہیں — اور گلے سے لٹور تک سب حلال ہیں

پس غور کرکے سوچو ذرا مومنو انہیں

احکام ایزدی ہیں کہ اپنے خیال ہیں

ہم مصنف قرآن کی عقلمندی کا ایک اور نمونہ بھی بتلانا چاہتے ہیں۔ اگر قرآن کا مصنف

آئیں اور آتی ہیں۔ اور آئیگی۔ ہم

تعالیٰ حلیم وغیرہ ہو جو دیسے ہوتا تو دہ گوشت جسکے واسطے تمام فاضل حکیم اتفاق اور واقعی بہ نسبت گوشتوں سے زیادہ طاقتور ہے اُسے حرام نہ کرتا۔

بو علی سینا صاحب فرماتے ہیں لحوم الخنازیر۔ البری فانہ مع کونہ احف من لحم الاھلی ھو قوی الغذاء کثیرہ لاسریع الا نھضام ویولد الجود مایکون فی الشتاء ویجب ان ینظر فی احوال الحیوانات (قانون صفحہ ۲۰۰ مطبوعہ نول کشور)

مولوی امام الدین صاحب ماسٹر میڈیکل کالج آگرہ فرماتے ہیں۔ گوشت خوک گرم تر تمام حیوانات وحشی سے بہتر و عمدہ ہے۔ کل جزو بدن ہو جاتا ہے۔ خون غلیظ بہت پیدا کرتا ہے (رتھلے نسل انسان صفحہ ۱۷۰)

مولوی محمد حسین صاحب آزاد لکھتے ہیں۔ بذکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ "شیر اور سور بہادر جانور ہیں۔ انکا گوشت بھی شجاعت بخشتا ہے"

ڈاکٹر پارکس صاحب فرماتے ہیں۔ کہ سب سے زیادہ حرارت پیدا کرنیوالا گوشت سور کا ہے (دیکھو مینول آف ہائی جین صفحہ ۲۵۵)

۱۷۴۔ مولوی گائے کے بطرف سینے ذبح کرنے میں بہ نسبت گردن کے زیادہ آرام ہے۔

آریہ۔ اسکا جواب باصواب تو یہ ہے کہ کسی نے اونٹ سے پوچھا کہ چڑھائی اچھی یا اُترائی جواب دیا کہ ہر دو لعنت۔ اسکے حسب حال مولوی عبدالکریم صاحب المشہور بھگت کبیر جی کا قول ہے

اُن جھٹکا ان بسمل کینا دیا دو ہاں سی بھاگی — ہے کبیر سنو بھائی سادھو آگ دوہاں گھر لاگے

۱۷۵۔ مولوی۔ قتل احسن بجا طور اشرف کل مذاہب میں معمول ہے۔

آریہ۔ یہ بات مبدا فساد ہے جو خود غرض انسان کی ایجاد۔ داناؤں اور حق پرستوں کا اسپر عمل نہیں ہے۔

شنیدم کہ مردان راہِ خدا — دل دشمنان ہم نہ کردند تنگ

تُرا کَے میسر شود ایں مقام — کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

نہ کر محنت دیگران بے غمی — نشاید کہ نامت نہند آدمی

در اخبار آوردہ اند کہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز را کہ بجمال عدالت و فرط تقوی و طہارت موصوف بود بعد از وفات در خواب دید تداز حال او سوال کردند گفت یک سال مرا در ورطۂ حجاب داشتند بجہت آنکہ سوراخے در پل واشدہ بود گوسپندے را پائے بسوراخ فرو رفت و مجروح شد۔ بامن عتاب کردند (اخلاق جلالی صفحہ ۲۹۰۔ نول کشور)

۱۷۶۔ مولوی۔ علوم طبقات الارض و جغرافیہ کے مشتاق اور قطبین کے رہنے والوں کو گوشت و مچھلی کی حاجت لابدی ہے۔

آریہ۔ آپنے ایک جھوٹے اور بے رحمانہ مسئلے کے ثبوت کرنیکے واسطے کتنی ناجائز کوشش کی اور عقل کو بُری طرف خرچ کیا۔ حضرت پیران قرآن اور سکان عربستان کو علم و عقل سے کیا نسبت وہ کونسا علم ہے جس کی اونہوں نے تحقیقات کی۔ وہ کونسا مولوی ہے جس نے علم طبقات الارض میں حرف اوکمات کی شروع اسلام سے آجتک کون مولوی یا قطب قطبین کے پاس گیا کس مولوی یا غوث نے امریکہ یا جزیرہ دریافت کیا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر محمد صاحب کے سامنے کوئی فاضل یہ کہتا۔ کہ زمین گردش کرتی ہے اور آسمان کوئی چیز نہیں تو جھٹ اُس بیچارہ کی گردن اڑوائی جاتی۔ کیونکہ ایسا ماننے سے معراج کی کہانی پایہ صداقت سے گر جاتی ہے۔ علوم کے محقق اگر منکر ہیں تگے رہینگے تو خاک تحقیقات کرینگے۔ گوشت سید الطعام نہیں بلکہ خبث الطعام اور وحشی درندوں۔ موذیوں کی خوراک عام ہے۔

دہان سمتھ صاحب اپنی فرنچ اور فیرن ایشیا میں لکھتے ہیں کپتان ... کی کے زعم میں ... کے دیکھنے سے حیران ہو گئے کہ ایک گرین لینڈ کا باشندہ دو مچھلی جو سات ...

...التلاوۃ میں داخل ہو گئے۔

کلیات آریہ مسافر

...ن کی کئی ایسی آیات منسوخ ہو گئی ہیں

ہے بہ نسبت سب گوشتوں کے" (امرت بازار پتر کا ہ جون ۹۲ء ام دور کرنے کی کوشش

اب جنسی طور پر اگر کوئی زیادہ سے زیادہ دلیل ہو سکتی ہے تو وہ یہ ہے۔

پٹھے بنانیوالا مادہ نائیٹروجن بکثرت ہے لیکن وہ بھی بقول اکثر اناٹمسٹ کے دو کو زیادہ سے زیادہ ۱۹۰ فیصدی تک ہو سکتا ہے۔ حالانکہ دہی مادہ اٹھاون فیصدی تک چنے وغیرہ کی دال میں موجود ہے۔ پس کسی حالت میں بھی گوشت آجکل کے اعلیٰ سے اعلیٰ طبی تحقیقات کے رو سے انسانی غذا کھلانے کے قابل نہیں ہے (انگیان پرواینی جلد ۲ نمبر ۳ صفحہ ۴۶)

کیمسٹری کے فضلا نے جو نقشہ تیار کیا ہے۔ دربارہ تفریق و تاثیر اجناس خوردنی اُسے یہاں درج کرتے ہیں۔

نام اشیاء	جزو گوشت بنانیوالا	جزو گرمی پیدا کرنیوالا	اجزا اجناس معدنی	حصہ آبی پانی
چاول	۷	۷۸	۱	۱۴
ساگودانہ واراروٹ	۴	۸۲	۱	۱۳
آلو	۲	۲۳	۱	۷۴
چینی	۷	۱۰۰	۰	۰
مکھن اور گھی	۰	۱۰۰	۰	۰
گندم	۱۳	۷۲	۲	۱۳
جوار	۹	۷۴	۱	۱۶
باجرا	۱۰	۷۳	۲	۱۵
کنگنی	۱۲	۷۰	۱	۱۴
آرد جو ولایتی	۱۷	۶۹	۳	۱۱
جو	۱۱	۷۲	۲	۱۵
مچھلی	۱۴	۷	۱	۷۴
گوشت پختہ	۲۲	۱۴	۱	۶۳
دال نخود	۱۹	۶۲	۳	۱۶
دال ارہر	۲۰	۶۱	۳	۱۶
دال مٹر	۲۵	۵۴	۲	۱۵
دال مسور	۲۴	۵۹	۲	۱۵
دال کھساری	۲۸	۵۶	۳	۱۳
لوبیا	۲۳	۵۹	۳	۱۴
لونگ	۲۳	۶۰	۳	۱۳
آرہو	۲۲	۶۲	۲	۱۳
سبز مٹر	۷	۳۶	۲	۵۵
دودھ	۵	۸	۱	۱۸

ایسا ہی اے ڈبلیو ڈگلس صاحب ایف سی ایس نے رسالہ کیمسٹری آف فوڈ میں اور ولیم کو چیمبرز نے یگانہ نامی کتاب میں جو نقشہ جات دئے ہیں ان سے بھی واضح ہے کہ اناج میں گوشت ... وقت ہے۔

حرارت کا جز
۶۲

نمبر ۱۲ حضرت شباب سو پونڈ وزنی

وانداز آمدہ سورۃ النجم را بر مشرکان خواند چوں بدیں آیت رسید افرئیتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ شیطان دران میان مجال یافت وبگوش مشرکان سایند تلک الغرانیق العلےٰ وان شفاعتھن لترتجی وچوں آنحضرت سورت تمام کرد وسجدہ رفت ومسلمانان نیز سجدہ رفتند۔ ودر مسجد الحرام ہیچ کافر نماند الا کہ بسجدہ رفت مگر امیہ بن خلف جمحی بقولے مشتے خاک گرفت وبر روئے شوم خود او گفت چنیں۔ پس مشرکان شاد گشتند وگفتہ ... ما آلہہ ما را مدح نمودہ بر ایشان اثبات شفاعت کرد۔ وما نیز ہمیں قدر اعتقاد در ... لمن انہم ودم محمد ... باز داد صلح کردیم

آلو
گوشت
آٹا ۷۴
مٹر ۵۳
کھچڑی ۶۵

گوشت کھانے سے بیماریاں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ اور گوشت خوار ہی اُنکے زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ انا کنگس فورڈ ایم ڈی۔ اپنے لکچر میں فرماتے ہیں کہ بیماری کے کرم بغیر خوردبین کی مدد کے جو کہ نظر نہیں آتے۔ نباتات ان کرموں سے بری ہے۔ بعض نباتات بیشک خراب ہوتے ہیں اور ہمیں اُنکا استعمال کرنے سے روک دیتی ہے۔ گوشت ہمیں دھوکا دیتا ہے اس صورت میں اُسکے اچھا دکھائی دینے پر بھی مذکورہ بالا کرموں سے پُر ہوتا ہے۔

ڈاکٹر ایلفریڈ صاحب نے ۱۸۸۱ء کی میڈیکل کانگریس کے روبرو ظاہر کیا تھا کہ گوشت اسی یا نوے فیصدی بیماری کے کیڑوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر جے ایم پیلیس ایم ڈی فرماتے ہیں کہ میں اس بات پر زور دیتا ہوں کہ گندہ مادہ اور ردی اجزا جو کہ قتل کئے ہوئے حیوانوں کے گوشت لہو اور جگر میں پایا جاتا ہے کھانے کے قابل نہیں ہے۔ پھل ہیوہ اناج کھانیوالے اپنی خوراک اصلی ذخیرہ سے بالکل پاکیزہ حاصل کرتے ہیں اور اسکو اپنے جسم میں پہلی دفعہ گوشت اور لہو کی صورتیں مبدل کرتے ہیں در حالیکہ گوشت خوار اسکو دوبارہ چبلاتے اور دوبارہ ہضم کرتے ہیں جو کہ ایک دفعہ چبانے اور ہضم کرنے سے حیوانی گوشت بن گیا ہے۔"

مولوی اچھے تجربہ کار ڈاکٹر کو زخموں کا چیرنا قبیح نہیں۔ جبکہ اس کام کو ایک رقیق القلب کر سکے اور ڈاکٹروں کو اپنے زعم میں قسی القلب کہا کرے۔

آریہ جو ڈاکٹر نیت رستی قایم رکھنے۔ درد کو دور کرنے مریض کو تندرست بنانے کی نیت سے علاج کرنے زخموں کو چیرتے۔ آلائش کو نکالتے اور بعض خاص صورتوں میں اعضا کو کاٹتے ہیں وہ رحمدل۔ نیک نیت اور رقیق القلب لیکن مضبوط دل ہیں۔ مگر جو ڈاکٹر یا حکیم رشوت لیکر کسی کو مار ڈالتے ہیں یا شرارت سے اعضا کو کاٹ ڈالتے اور خونریزی کرتے ہیں وہ ضرور قسی القلب رذیل ہیں۔ اب دیکھئے کہ مسلمان کس نمبر میں ہیں اگر وہ جانوروں کے امراض کا علاج کرتے اور اسی نیت سے اُنکے زخموں کو چیرتے اور مرہم لگاتے ہیں تو ضرور رحمدل و نیک نیت ہیں۔ ہمیں اُنسے کوئی مخالفت نہیں لیکن اگر وہ اپنا ظالم پیٹ بھرنے کیواسطے انکا گلا کاٹتے ہیں اور ثواب کی نیت سے خدا کو الزام لگاکر اُسکے نام کو بدنام اور مردہ پیر فقیروں کے نام پر جانوروں پر صمصام چلاتے ہیں یا تفریح طبع اور تماشے کیلئے ایسا کام کرتے ہیں تو وہ ضرور قسی القلب قصائی ہیں اور ظالموں کے بھائی۔

۱۷۴ مولوی ۔ خدائی موت جو ذبح سے حاصل ہوتا ہے۔ بدون دخل انسانی بھی شدنی ہے اور ذبح جانوروں کو تکالیف امراض اور تدریجی موت کے شدائد سے نجات بخش ہے۔

آریہ ۔ افسوس ہے کہ آپ سے تمیز کا مادہ بالکل غارت ہو گیا۔ یہ تو ایسی بات ہے جیسے امراض کی تکالیف سے ڈر کر خودکشی کرنا یا مریض کو گولی مار دینا یا پانی میں ڈبو دینا یا سنکھیا کھلا کر ہلاک کر دینا جو سراسر خدا کی نافرمانی اور کفران نعمت کی نشانی ہے۔ مگر ہم جان گئے کہ آپ نے الہامی حکیم اور قرآنی معنوں میں رحمٰن کے بھائی رحیم ہیں۔ پس جب کسی مریض کو تدریجی موت میں مبتلا پاتے ہونگے ضرور رسم الفار دیکر اُس کا بیڑا پار کرتے ہونگے الہامی بیٹے کے ساتھ شاید یہی سلوک کیا کہ اُسکو زندہ نہ رہنے دیا۔ مگر مرزا قادیانی کی بیماری میں یہ علاج نہ سوجھا تا کہ اُن کی جان الہام کے اذنار چڑھاؤ سے چھوٹ جاتی۔ اور نقرآنی ...

اور کلی تفریق ان اجزائے لاتجزی کی ہوتی ہے نہ یہ بیان گزارتا ہے۔ اُسکی مانند ہے جیسے
شے خالق اور ہمیشہ سے رازق اور ہمیشہ سے متکلم اور ہمیشہ ہی رائیں چن لیں۔ اور اُن کے جی اُنکی تفوق
ناظرین اگر خدا ہمیشہ سے خالق اور رزاق اور متکلم دن کو چن لوں گا۔ اور جیسی سے ڈرتے ہیں۔
اور مرزوق اور مخاطب ہمیشہ سے ہیں ہے انہوں کے آگے شرارت کی اور اس بات کو اختیار
ہے ہم مولوی صاحب کو نصیحت کرتے ہیں میاہ (آیت ۶۶)

سیکہ نبی کی کتاب میں بھی اول قربانیوں کی تردید کرکے آخر میں کہا ہے۔ خداوند تجھ سے اور کیا
چاہتا ہے۔ مگر یہ کہ تو انصاف کرے۔ اور رحمدلی کو پیار کرے اور اپنے خدا کے ساتھ فروتنی
سے چلے ۶/۸۔

مسئلہ روحانی پر مصنف قرآن کی پریشانی

مولوی صاحب نے تصدیق کے صفحہ ۳۰۷ سے ۳۱۶ تک کوشش کی ہے کہ روح کے بارہ میں
وہ ہمارے اعتراضوں کا جواب دیں اور ثابت کریں کہ روح حادث ہے۔ لیکن افسوس کہ
مولوی صاحب باوجود اتنی محنت کے بھی کامیاب نہ ہوئے۔ اور ہوتے کس طرح جبکہ وہ
ایک امر حق سے انکار کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے مولوی صاحب کے جوابوں کو کئی بار غور و
تفکر سے پڑھا۔ مگر کوئی جواب بھی معقول اور مدلل نہ پایا۔ ہاں اسمیں کوئی شک نہیں کہ
مولوی صاحب بہ نسبت اور محمدی بھائیوں کے بہت مہذب ہیں۔

۷۶۔ تکذیب۔ آریہ محمدی لوگوں کی طرح پانچہزار یا چھ ہزار سال سے خالق رازق مالک
رحیم عادل اور قادر مطلق نہیں مانتے۔

۷۴۔ تصدیق۔ تمام قرآن کریم اور حدیث نبی رؤف الرحیم سے یہہ بات نکال
دیکھئے۔ کہاں اسلام نے کہا ہے۔ بس اسی پر فیصلہ ہے۔

تردید۔ ہم نے اسکا جواب نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۰۶ و ۱۱۴ و ۱۱۵ میں دیا ہے
اُس کے سب تاریخ ابی الفدا میں نہایت جانفشانی اور کوشش سے بحوالہ حدیث و آیات
قرآنی کے لکھا ہے۔ کہ۔

آدم سے نوح تک۔ ۲۲۴۲۔
آدم سے ابراھیم تک۔ ۳۳۲۳۔
آدم سے موسیٰ تک۔ ۳۸۶۸۔
آدم سے سکندر تک۔ ۵۲۸۱۔
آدم سے عیسےٰ تک۔ ۵۵۸۴۔
آدم سے محمدؐ عرب تک۔ ۶۲۱۶۔

سال ہوتے ہیں (دیکھو اُنکی تاریخ جلد اول صفحہ ۴ سے ۹ تک مطبوعہ مصر) اور ایسا ہی تاریخ
بحری میں بحوالہ احادیث اور قرآن کے لکھا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۴ سے ۸ تک مطبوعہ نولکشور پریس)
اور توریت عبرانی کے نسب نامہ سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ دیکھو موسیٰ کی کتاب تکوین باب اول
سے اخیر تک یعنے ۴۰۰۰ سال مسیح سے پہلے قرآن نے اگرچہ اصحاب کہف کی خواب جسکے رو سے ۳۰۹ سال
بیان کئے ہیں۔ اور نوح کے طوفان کے سوا اور کسی کی تاریخ نہیں بتلائی۔ مگر جو کچھ سلسلہ آدم سے قابیل اور
ہابیل اور شیث وغیرہ کا اُس نے چلایا ہے وہ تاریخ معتبرہ سے ۵-۶ ہزار سال سے زیادہ نہیں بیٹھتا
اور آدم سے پہلے قرآن بالکل خاموش ہے۔ اور قرآن سے بڑھکر کسی علمائے اسلام کے قول کا اعتبار
نہیں۔ لہٰذا یہہ سچ ہے کہ دین اسلام والے ۵-۶ ہزار سال سے پہلے خدا کو خالق و رازق وغیرہ تمام
صفات سے محروم بتاتے ہیں۔ کیونکہ خلاف علم و عقل حدوث ارواح کے قائل ہیں۔ جو بڑی بھاری
غلطی ہے۔ مولوی صاحب! ابھی فیصلہ ہوا یا نہیں۔

۷۹۔ مولوی۔ پہلے اور دوسرے علم پر تمام ارواح اور ساری اشیاء جو ظاہری وجود میں

آئیں اور آتی ہیں۔ اور آئینگی۔ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود ہیں اور موجود رہینگی اللہ
تعالیٰ علیم و خبیر موجود ہے۔ اور اُسکا علم جو اُسکی صفت ہے وہ بھی موجود۔ اللہ تعالیٰ کے سچے
اور واقعی ست گیان ست ودیا حقیقی علم کے مطابق اُسکی کامل قدرت سے وہ اشیاء
جو علم الٰہی میں موجود ہیں اور موجود تھیں حسب تقدیم تاخیر اور ترتیب سے خارجی وجود پاکر موجود کہلاتی
ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے تھے۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود ہے وہی علمی وجود
سے برآمد ہوتی ہے۔ اور جو چیز وہاں موجود نہیں ہوتی وہ ہرگز ہرگز برآمد نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ
تمام سموات اور زمین کا خالق اور نور ہے وہی تمام سرشٹی اور مخلوق کا پرکاشک ہے عدم محض
نہ کسی چیز کا خالق نہ کسی چیز کا مادہ اور نہ کسی شے کا جزو نہ عدم محض کوئی مخلوق ہے ساری مخلوق
اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود تھی معدوم محض نہ تھی۔ علمی وجود کے بعد مخلوق کو اپنے خالق سے
بتدریج خارجی وجود عطا ہوتا ہے جیسے وید اور ویدوں کا گیان خدا کے پاس اور رشیوں کے پاس ہے۔

آریہ۔ مولوی صاحب آپکی تحریر سے صاف ثابت ہے کہ ہم اور ہماری ارواح اور تمام اشیاء
پیدائش سے بلکہ ہمیشہ سے پہلے خدا کے علم میں موجود تھے۔ عدم محض نہ تھے اور نہ عدم محض کسی چیز
کا مادہ ہے اور نہ کسی شے کا جزو۔ بس عدم یا نیستی کوئی چیز نہیں اور نہ ہوگی۔ اور آپکی مثال سے
تو اور بھی ارواح و مادہ کا انادی ہونا ثابت ہوگیا یہہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ پرکرتی سے جگت
کا خارجی وجود یعنی موجودہ حالت بتدریج خدا کے علم کے مطابق ہوتی ہے۔ اور اسی طرح روحوں
کو بھی خارجی وجود یعنی جسم انسانی یا حیوانی بتدریج علم الٰہی کے مطابق کرم انوسار ملتا ہے۔ وید جیسے
کہ ایشور کے گیان میں موجود تھے۔ ویسے ہی رشیوں کو ملے۔ جیو اور پرکرتی جیسے کہ ایشور کے علم میں
موجود تھے ویسے ہی اب موجود ہیں۔ یاد رکھیئے کہ عدم محض کا علم عدم محض سے کچھ بھی زیادہ نہیں ہے
پس روح اور پرکرتی انادی ہوئے۔ نہ کہ حادث۔

۷۷۔ مولوی۔ تیسرے اور چوتھے علم پر۔ یہہ دونوں علوم متعارفہ نہیں بلکہ محض خیالی
اور سراسر غلط اعتقادات ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکذب کا خیال ہے کہ جو کل میں ہے
وہ ہر ہر جزو میں ضرور ہوتا ہے۔ صادق غور سے کہہ سکتا ہے کہ یہہ قول غلط ہے کیونکہ ہم ایک
ایسا کل فرض کرتے ہیں۔ جو چار اجزائے بسیطہ سے بنا ہے اس کل میں یہہ بات موجود ہے
کہ اُسے ہم کہتے ہیں کہ یہہ مرکب ہے اس میں چار قسم کی چیزیں موجود ہیں۔ مگر اُس کے
اجزا میں یہہ بات موجود نہیں۔ اور ایسے کل اور مرکب کے اجزا کی نسبت ہم نہیں کہہ سکتے
اس مرکب کا ہر ایک جزو وہی چار قسم کے اجزا سے مرکب ہے۔ ایسا ہی بالعکس یعنی چوتھا
علم آپ کے علوم متعارفہ سے بھی علی الاطلاق صحیح نہیں کہ جو کل میں نہیں جزو میں بھی نہیں
ایک بڑا موٹا رسن فرض کرو جو کتنی تاروں سے بنایا گیا ہو اور وہ موٹا رسن ایک کمزور
آدمی کو دو اور اُسے کہو کہ اسے ہاتھ سے کھینچکر توڑ ڈال۔ ممکن نہیں کہ وہ کمزور اُس موٹے
رسن کو توڑ سکے۔ اب اس رسن کی ایک باریک تار کو جو اُسکی جزو ہے الگ کرلو اور اُسی کمزور
کو جیسے پہلے کہا تھا کہو کہ اس تار کو توڑ ڈالے تو یقیناً وہ کمزور توڑ دے گا۔ اب دیکھو وہ چیز
(شکست) جو کل میں نہ تھی جزو میں پائی گئی۔ اور وہ ٹوٹنا جو کل میں ممکن نہ تھا اسی کل کے
ہر ایک جزو میں موجود ہے۔

آریہ۔ مولوی صاحب اور تو درکنار تیسرے اور چوتھے علم کی تردید تو آپنے ضرور الہام
کی مدد سے لکھی۔ اور اسمیں تو کوئی شک نہیں کہ مرزا صاحب کی روح سے امداد لی ورنہ کب ممکن
تھا کہ آپ ایسا عمدہ رد لکھہ سکتے۔ آپنے اول تو ہماری عبارت بدلانے کی کوشش کی۔ اور
پھر چار بسیط مرکبوں کو ایک کل بنایا۔ تاکہ کسی طرح حق کو باطل کردوں اور ثابت کردکھلاؤں
کہ جو کل میں ہوتا ہے۔ وہ جزو میں نہیں ہوتا۔ اس سے پہلے اگر آپ یہہ کوشش کرتے کہ ہم
تو جزو کو ہی کل مانتے ہیں۔ یا مثلث کو ہی مربع مانتے ہیں۔ تو زیادہ بہتر ہوتا۔ دیکھیے اور غور
سے دیکھیے آپنے کتنی غلطی کی چار بسیط جوہروں کو جزو ٹھہرایا۔ اور عولی دانی کے زعم میں

واندازہ آمدہ سورۃ النجم را بر مشرکان خواند چوں بدین آیت رسید افرئیتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ شیطان دران میان مجال یافت وبگوش مشرکان سانید تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجی وچوں آنحضرت سورت تمام کرد وسجدہ رفت ومسلمانان نیز سجدہ رفتند۔ ودر مسجد الحرام ہیچ کافر نماند۔ الا کہ بسجدہ رفت مگر امیہ بن خلف جمحی بقول مشہور کہ مشتے خاک گرفت وبر روئے شوم خود راو گفت جبہے۔ پس مشرکان شاد گشتند وگفتہ ۔ ۔ ۔ ذکر ومدح نمودہ برایشان اثبات شفاعت کرد۔ وما نیز ہمیں قدر اعتقاد دیر ... ہیں۔ وہ فرشتے ... بلند انیم وچوں محمد ودین امر اتفاق نمود۔ ما باد صلح کردیم

۔۔۔ کاواوہ میں داخل ہو گئے۔
۔۔ کئی ایسی آیات منسوخ ہو گئی ہیں
... دور کرنے کی کوشش

کھانا کھانیکے بعد نکل گیا۔ ایک گرین لینڈ کا رہنے والا۔ دس ۔۔۔
پادری آرمز صاحب کا بیان ہے کہ پیٹیگونا کا باشندہ ایک دن میں ... سے کھا جاتا ہے یہہ اُسکی معمولی روزانہ خوراک ہے یہہ لوگ حالانکہ اتنا لو ... ہیں تو بھی بزدل۔ کمزور پست قامت ہوتے ہیں۔ ایک سیر گندم کی روٹی چار سیر عمدہ سی عمدہ گوشت کی نسبت نہایت ہی مفید اور ٹڑیکر نشو ونما دینے والی خوراک ہے۔ روس و یونان کے مزدوروں بھر چالاکی اور زندہ دلی سے کام کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ آدہ سیر اناج معہ چند پھلوں کے کھاتے ہیں۔ اگر گوشت میں طاقت اور غذائیت کا مادہ موجود ہوتا تو ظاہر ہے کہ دُنیا میں گرین لینڈ کے رہنے والے کبھی بُزدل۔ پست قامت اور پرلے درجہ کے وحشی نہ ہوتے (صفحہ ۳۰۹)

گرین لینڈ وغیرہ ایک دو برفانی جگہ ایسی ہیں۔ جہاں کے باشندے عموماً گوشت اور مچھلی پر گزران کرتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ یہہ برفانی ملک انسان کی قدرتی جائے رہائش نہیں۔ قدرت میں قاعدہ ہے کہ جس حیوان کی خوراک جہاں بکثرت پائی جاتی ہے۔ وہی جگہہ اُس حیوان کی جائے رہائش سمجھی جاتی ہے۔ انسان قطبین کا رہنے والا قدرتی نہیں ہے۔ تمام فضلاء کا اسپر اتفاق ہے۔

ڈاکٹر کی۔ اڑیلینسن ال آر سی۔ پی اپنی کتاب میڈیکل ایس لسے میں فرماتے ہیں۔ کہ انسان بلاشبہ گرم اور معتدل ملکوں کا رہنے والا ہے۔ جہانکہ اناج اور پھل اسکی خوراک کے لئے اُگ سکتے ہیں۔ انسان کی کھال پر چھوٹے چھوٹے رونگٹے ہیں وہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ بلاشبہ گرم اور معتدل ملکوں کا باشندہ ہے سرد ملک کے رہنے والے حیوانوں کی کھال پر لمبے بال ہوتے ہیں۔ مگر سرد ملک کے رہنے والے انسانوں کے نہیں ہوتے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ قدرت کی طرف سے سخت برفانی مُلک کے رہنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ معترض سوال کر سکتا تھا۔ کہ جب قطبین میں رہنا قدرتی نہیں تو وہ لوگ جو وہاں پائے جاتے ہیں۔ وہاں کیونکر جا بسے۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ جیسے ہندوؤں نے مسلمانوں کے حملوں سے ڈر کر چھوٹی عمر کی شادی اختیار کر لی ٹھیک ویسے ہی ظالموں کے حملوں سے تنگ آکر جرمن فرنگوداریں جان بچانے کے لئے گرین لینڈ جیسی برفانی ویران جنگلوں میں جا کر پناہ گزین ہوئے بمصیبت کے مارے ان لوگوں نے وہاں رہنا اختیار کیا۔ مگر قدرتی طور پر کوئی قطبین پر رہنا پسند نہیں کرتا۔ ایسا عقل کا دشمن کون ہے۔ جو اُن برفانی ملکوں میں زندگی بسر کرنا چاہتا ہو۔ اگر قطبین انسان کی رہائش کے قابل ہوتے۔ تو صدہا فرنگی جو آئے دن نئی جگہ کی تلاش میں اپنے ڈیرے امریکہ۔ آسٹریلیا میں اتنی دور لیجاتے ہیں۔ وہ کیوں نہ انگلینڈ کے شمال کی طرف قطبین میں ہی جا بستے۔ کوئی بستی یا گاؤں آج تک وہاں قائم نہیں ہوئے۔ جو اسبات کا ثبوت ہے کہ یہہ جگہہ انسان کی جائے رہائش کے ناقابل ہے۔

ایسا ہی فاضل الفرڈ رسل ڈی ایس ایل ایل ڈی ایل ایس وغیرہ نے ڈاروں ازم میں بھی مفصل درج کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۶۰ سنہ ۱۸۸۹ء لنڈن اور ایسا ہی ڈاکٹر بنکن صاحب نے بھی لکھا ہے اُسی کے حسب حال حضرت آدم کو خدا کا حکم دیکھو میں تمکو ہر ایک بیجدار نباتات کو جو تمام روئے زمین پر ہیں۔ اور ہر ایک درخت کو جس میں بیجدار پھل ہے۔ دیتا ہوں اور یہہ تمہیں کھانے کے واسطے ہوگا۔ اور سب تمہی کی سبزی او حیوانوں کے کھانے کے واسطے دیتا ہوں۔ (توریت ۱/۲۹)

سید احمد خان صاحب کہتے ہیں پہلے آدم کو صرف درختوں کے پھل کھانے کی اجازت تھی۔ تا فتنہ کے گوشت کی اجازت نہیں تھی (تصنیفات احمدیہ صفحہ ۵۰۳)

نمبر ۱۲ حضرت باپ ... صاحب کہتے ہیں۔ کہ سچی شائستگی معتدل یا گرم ملکوں کے

تلذذ کے سبب سے واقعہ ہونا بسبب تام ہے۔ کیونکہ وجد کرنا اور تڑپنا اور غش ... استلذاذی میں بھی ہوا کرتا ہے۔ (صفحہ ۱۵۱ سنہ ۱۲۹۲ء)

تردید۔ وائی نادانی اور خود غرضی کہ انسان شرارت میں کتنا دلیر ہو ... چوری کرتے ہوئے دوسرے کے مال کو اپنا حق سمجھتا ہے۔ ڈکیت ڈاکہ زنی ... گناہ کا کبھی خیال نہیں کرتا۔ جبشی لوگ انسان کے قتل اور اُس کے گوشت ... دریغ نہیں کرتے اور اسے ثواب جانتے ہیں۔ یہی حال اگھوری فقیروں کا ہے ... ہے محمد صاحب تمام مسلمان بیگناہ لوگوں کی منکوحہ عورتیں لونڈی سپاہیوں کو ... دینا حکم ربانی سمجھتے ہیں۔ یہی عیسائیوں کا خون پینا اور مسلمان غازی عیسائیوں ... ثواب جانتے ہیں۔ اور تمام حبشی اور مسلمان اور یہودی بردہ فروشی کو جائز جانتے ہیں ... کو مارنا سب نے جائز ٹھہرایا۔ غریبوں کو برباد کرنا سب نے صحیح بتلایا۔ غیر مذاہب کے لوگوں کو ہر ایک خدا سے پروانہ لایا۔

دیکھو جہاں۔ کافروں (عیسائی۔ یہودی۔ کافروں) کا سر کاٹ کر اُن کے گردن ... گرم تلوار رکھ دیتے ہیں جس سے وہ مردہ ناچتا ہے۔ اور وہ خوشی مناتے اور گاتے ہیں اور اِس کام کو ثواب بتلاتے ہیں۔ اسی طرح مصنف بہاں کو ذابح کی بیقراری اور اضطراری کی حالت دُکھ دایک نہیں معلوم ہوتی۔ ایسی نفسانی باتیں نیک انسانوں کو شایاں نہیں بقول شخصے

ہر کہ اندر دام نفس است و ہوا — اہل شیطان ست نے اہل خدا

کسی نے سچ کہا ہے۔

کبھی بیدرد طاوس گلستان ذبح کر دا کے — بلا سے تیری گر اُس بیزبان کی جان پر بن آئے
تیری الذبح طبیعت کو عجب اچھا تماشا ہے — وہ تڑپے ہے تیری لب پہ ہو ہو کا اہا ہا ہے

جو لوگ خدا یا پیروں کے نام بکرے وغیرہ قربان کر کے خوش ہوتے ہیں۔ اُن کے حق میں داؤد نبی کی زبور میں لکھا ہے۔

"میں تیرے گھر کا بیل نہ لونگا۔ اور نہ تیرے باڑے کا بکرا کہ جنگل کے سب جاندار میرے ہیں اور کوہستان کے حیوانات ہزارہا ہزار میں پہاڑ کے سب پرندوں سے آگاہ ہوں۔ اور دشتی چرند میرے ہیں۔ اگر میں بھوکا ہوتا تو تجھ سے نہ کہتا کہ دُنیا اور اُسکی معموری میری ہے۔ کیا میں بیلوں کا گوشت کھاتا ہوں۔ یا بکروں کا لہو پیتا ہوں" زبور ۵۰/۸-۱۳۔

یسعیاہ کو خداوند کہتا ہے۔ تمہاری ذبیحوں کی کثرت سے مجھے کون کام میں مینڈھوں کی سوختنی قربانی اور فربہ بچھڑوں کی چربی اور بیلوں اور بھیڑوں اور بکریوں کا لہو نہیں پیتا ہوں۔ جب تم دعا پر دعا مانگو گے تو میں نہ سنونگا تمہارے ہاتھ تو لہو سے بھری ہیں (۱/۱۱-۱۵)۔

خداوند یوں فرماتا ہے کہ آسمان میرا تخت ہے۔ اور زمین میرے پاؤں رکھنے کی چوکی وہ گھر کہاں ہے کہ میرے واسطے بنایا چاہتے اور میری آرام گاہ کہاں ہے؟ کہ یہہ سب چیزیں تو میرے ہاتھ نے بنائیں۔ اور یہہ سب موجود ہوئی ہیں۔ خداوند فرماتا ہے۔ لیکن میں اُس شخص پر نگاہ کرونگا اُسی پر جو غریب اور شکستہ دل ہے۔ اور میرے کلام کے سبب کانپ جاتا ہے۔ وہ جو بیل ذبح کرتا اُسکی مانند ہے جسنے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ اور وہ جو ایک بکرہ قربانی کرتا ہے اُسکے برابر ہے جیسے ایک کُتے کی گردن کاٹی ہے۔ جو ہدیہ چڑھاتا ہے ایسا ہے کہ

سے رد اور باطل ہوگئے جیسا کہ مصنف اور کلی تفریق ان اجزاے لاتجزی کی ہوتی ہے نہ مخلوق چیزیں فنا ہونگی۔ اور پھر کہتا ہے کہ کل شئی خالق اور ہمیشہ سے رازق اور ہمیشہ سے متکلم اور ہمیشہ ہیں فنا پذیر ہیں سوائے منہ خدا کے بہشت ناظرین اگر خدا ہمیشہ سے خالق اور رزاق اور نسخہ ۱۰۸ و تکذیب صفحہ ۲۰۳ میں ثبوت دیکھے ہیں اور مرزوق اور مخاطب ہمیشہ سے بیتیں ہے اور ہمیشہ یا مخلوق چیز تغیر و تبدل سے بری نہیں ہوتی اور کوئی مولوی صاحب کو نصیحت کرتے ہیں کہ ضرور مریگی۔ پس اگر ارواح پیدا شدہ ہے تو کسی حالت میں نجات دائمی یا قیام بعد از جسم کے سزاوار نہیں۔ کیونکہ ہر ایک حادث کو فنا ہے یعنے تغیر۔

جدائی از زنگ بو ساز و اسیرت   دلے نزدیک ارباب بصیرت

نہ رنگے دلکشش را اعتباری است   نہ بوئے دلفریبش را مداریست

آگے چلکر مولوی صاحب ہمارے دعاوی اور دلائل کی بخیال خود تردید کرتے ہیں ہم نے جہاں تک انکو بار بار غور سے پڑھا الضیع اوقات کے سوا کوئی اعتراض ایسا معلوم نہ ہوا جسکے رد کرنے کی ضرورت ہو۔ کیونکہ وہ دلائل ایسے مضبوط ثبوت رکھتے ہیں جنکا رد کرنا سراپا محال ہے مولوی صاحب نے بعض دلائل و دعاوی کو سمجھا ہی نہیں۔ اور اگر سمجھا ہے تو جان بوجھ کر حق سے روپوشی کی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے دلائل کی مضبوطی میں ان گیدڑ بھبکیوں سے کوئی ضعف نہیں آیا۔ مگر فریق ثانی کے گھر میں ضرور ماتم پڑا ہوا ہے وہ اب نہ اسلام کو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ دلائل کو توڑ سکتے ہیں۔ نہ راہ رفتن اور نہ روئے ماندن وہ بدہا میں مبتلا ہیں ناظرین خود ہی ایک دفعہ تصدیق کا صفحہ ۴۸ سے ۱۱۶ تک مطالعہ فرمایئے اور ساتھ ہی لکر رسہ کر تکذیب براہین الاحمدیہ جلد اول صفحہ ۱۳ سے ۸۳ تک مطالعہ فرمایئے۔ اور پھر نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۰۴ سے ۱۹۶ تک پڑھ جایئے۔ ہرگز ہرگز کسی دلیل کا ذرا رد نہیں ہوا۔ بلکہ ناظرین تصدیق براہین الاحمدیہ پر اسلام کی اور بھی کمزوری ظاہر ہوگی۔

مولوی صاحب نے ہماری دلیل اول سے اسبات کو مطلق نہیں سمجھا کہ وہ اگر روحیں قدیم نہیں تو سب صفات باری تعالےٰ کے بھی قدیم نہ رہینگے۔ یہہ کتنی صاف اور واضح بات تھی۔ کیونکہ ہم نے لکھا تھا کہ پرمیشور ربوبیت و مالکیت و رازقیت و عالمیت وغیرہ صفات رکھتا ہے۔ یہہ سارے بمقابلہ معلوم۔ مرزوق و مملوک وغیرہ کے ہیں اور وہ کون ہیں ارواح اور مادہ پس انکی عدم موجودگی سے صفات باری تعالےٰ میں نقصان عائد ہوگا۔ اور صفت کے نہ رہنے سے موصوف بھی نہ رہیگا۔ یہی ہمارا اُس دلیل میں مطلب ہے۔ بلکہ الٹا ہم سے پوچھتے ہیں کہ یہہ اجسام مرکبہ معہ تراکیب موجود کے قدم میں موجود تھے یا نہیں ؟ اور قدم اور ازل میں آپکی یہہ جون جسکو آپ اسوقت بھوگ رہے ہیں۔ اور وہ جونین جو آپ بعد اس جون کے ہوگیں گے موجود تھیں یا نہیں ؟ اگر موجود تھیں تو ظاہر ہے کہ آپکی یہہ جون اور اور جونین جو ہونگی قدیم ہیں کسی عمل کی سزا یا جزا نہیں۔ اور الہی خلق میں اسی سے مسئلہ تناسخ اور مسئلہ سزا جزا کا بالکل استیصال ہو جاتا ہے۔ اور قدم میں اگر موجود تھیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ خدا اُن سے پہلے ان خاص جونوں کا خالق تھا یا نہ تھا۔ اگر تھا تو عالم بدون معلوم اور رازق بدون مرزوق اور خالق بدون مخلوق کیسے ہوگیا ؟ اور اگر نہ تھا تو اب کیسے ان کا رازق و عالم اور خالق ہوگیا ہے ؟

مولوی صاحب نے اس دلیل سے تو گویا قلعہ خیبر یا در مازندران فتح کرلیا۔ کیوں کہ اسی سے وہ مسئلہ تناسخ کی تردید اور اسی سے مسئلہ سزا و جزا کا استیصال۔ اور اسی سے ارواح کے انادی ہونیکا رد کرچکے۔ سبحان اللہ حضرت یہہ ہمارے اجسام مرکبہ موجود معہ ترکیب موجودہ کے قدم میں موجود نہ تھے۔ البتہ ہماری ارواح اور مادہ اجسام موجود تھا اور وہ ہمیشہ سے سرشٹی کا خالق اور منتظم و صانع ہے۔ آواگون سب کرموں اور سب اجسام اور سب روحوں سے الگ ہوکے۔ اور قدرت ایزدی سے وابستہ ہے اسکا استیصال کارخانہ ایزدی کا استیصال ہے اصلیت سے ناواقف لوگ۔ اصول حقہ کی نسبت ایسے ہی توہمات و خیالات رکھا کرتے ہیں جیسے نمرود و شداد کارخانہ خدائی کی بابت۔ مگر مسایل علمی اصلاً جنبش نہیں کھاتے آپنے وہی نمرودی دعویٰ کیا۔ خدا خیر کرے۔

پھر پوچھتے ہیں۔ کہ اگر ارواح حادث مانی جاویں تو اللہ تعالےٰ کی اجر اور امر اور اجنا۔ اور پوتر پر کیا نقصان عائد ہوتا ہے۔

سُنئے صاحب۔ اجر بمقابلہ جرا۔ اور امر بمقابلہ مرتیو اور اجنا بمقابلہ جنما اور پوتر بمقابلہ اپوتر ہے اگر یہہ ہیں۔ تو معطل محض سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ اور معطل معدوم سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ فی الحقیقت قرآنی خدا کا شرسٹی اور تیمیج سے پہلے اور جہاد کا مسئلہ بھیجدینے۔ اور ختم المرسلین پیدا کردینے کے بعد معطل سے زیادہ کیا درجہ ہے اور حدیث سے بھی ثابت ہوچکا ہے۔ کہ زمانہ خدا ہے۔ (دیکھو تکذیب جلد اول صفحہ ۲۶۴) اور صرف ان صفات کے خدانخواستہ ہونے سے ہی وہ ایک نیک انسان یا غرا زیل سے زیادہ نہیں رہتا۔ مولوی صاحب دیکھا نتیجہ تعلیم قرآنی۔ یہی آخر کو ہوگا۔ اگر آپنے وید کی شرتی نہ لی علم سے مقابلہ کرنا گویا اپنے گلے پر چھری پھیرنا ہے۔ زیادہ کیا لکھوں ہمارے دوسرے دعویٰ اور دلیل کی بابت جو کچھ مولوی صاحب نے لکھا ہے۔ وہ بہ نسبت تمام کتاب تصدیق کے بہت ہی زیادہ عمدہ ہے ہم نے پیدایش دو طرح کی لکھی تھی مولوی صاحب نے تین طرح کی لکھی۔ ایک پیدایش خالق کی اپنے مخلوق اور اُس مخلوق کے مادہ کو . . . . اپنی کامل شکتی و قدرت سے۔ اور دوم پیدایش اپنی غیر سے ہے ہماری پیدایش عناصر سے۔ تیسری پیدایش اپنے آپ سے۔ جیسا تم نے خود بیان کیا۔" پس یہہ اس کی تین قسمیں ہوئیں۔ نہ دو جیسے تم نے لکھی ہیں۔ ان تین اقسام میں سے پہلی دو قسم کی پیدایش کا ماننا عام مسلمانوں۔ پرانے فلاسفروں۔ حکما اور فیلسوفوں یہودی اور عیسائی مذہب والوں کا اعتقاد ہے تیسری قسم کی پیدایش بھی ان ہی لوگوں میں سے بعض وحدت وجود اور ویدانتیوں کا اعتقاد ہے۔ افسوس ہے کہ ان اقسام میں سے آپ کسی ایک کا بھی بطلان نہ کرسکے ؛

ناظرین۔ مولوی صاحب نے جو تیسری قسم بتلائی ہے۔ اُسکا تو دنیا میں کوئی ثبوت نہیں کیونکہ مخلوق اور اس مخلوق کا مادہ اگر خدا نے اپنی کامل شکتی سے پیدا کیا یعنی قدرت سے تو قدرت میں ضرور وہ موجود ہوگا۔ ورنہ کیسے پیدا ہوسکتا تھا۔ اگر موجود تھا تو انادی ہوا ورنہ خدا اُس سے پہلے نیستی کا خدا ٹھہرا۔ اور محض معطل اور موجود ہوا۔ صرف قدرت سے کوئی روح یا مادہ نہیں نکلسکتا۔ کیونکہ قدرت مادی نہیں ہے بلکہ وہ خدا کی صفت ہے اور صفت موصوف سے جدا نہیں۔ اگر قدرت الہی سے سب پیدا ہوئے اور وہ قدرت الہی ہی سبکا مادہ ہے۔ تو سب خدا کیوں نہیں۔ اور کیوں ہمہ اوست والوں سے اپنے کو جدا گنتے ہو۔ تم دبی زبان سے کہتے ہو وہ کھلے طور پر کہتے ہیں جیسا کہ تفسیر حسینی سے ظاہر ہے۔ اپنے سے بنانا اپنی قدرت سے بنانا۔ اپنی شکتی سے بنانا جس طرح کہو ایک ہی مطلب ہے۔ اور سب مادہ اور روحیں خدا ٹھہرتی ہیں۔ اور یہی کفر اور الحاد کا مسئلہ قرآن کی تعلیم ہے جسکے تمام مولوی روم جیسے فاضل اور محی الدین جیسے ولی لوگ قایل ہیں۔ اب دیکھ لیا قرآنی شرک اور کفر کا نتیجہ۔

اور ایسا ہی عقیدہ عیسائیوں کا ہے۔ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ جو بغیر اُس کے ہوئی (یوحنا) اسی واسطے مسیح نے کہا۔ میں کہتا ہوں کہ تم سب ایشر ہو۔ خدا کے فرزند ہو۔ اور اُس کے خود خدائی کے دعویٰ کا بھی یہی مطلب تھا۔ پورانوں کی نسبت یہہ الزام آپنے غلط لگایا۔ اُنکی تعلیم درحقیقت اسکے مخالف ہے۔

कर्मणोवससृतिः सर्वेषां नात्र संशयः । अ ना

بسیط کا اور تبہ بھی یاد نہ آیا۔ یا جان بوجھ کر دل سے بہلایا تاکہ کسی طرح قرآنی عظمت باقی رہجائے اور الہامیت میں فرق نہ آئے۔ حضرت! بسیط جز نہیں ہوا کرتا بلکہ وہ جزو کا کل ہوتا ہے۔ انگریزی فلسفہ تو درکنار ذرا یونانی ہی پڑھ لیا ہوتا۔ تاکہ ایسی فاش غلطی نہ کرتے۔ اب ایک اور غلطی پر بھی نظر ڈالیئے۔ اور اس طرح گرگ تعصب کو گود علمیت میں نہ پالیئے۔ ہمارا کیا بلکہ تمام دُنیا کے علماء کا اتفاق ہے۔ کہ جو کل میں نہیں وہ جزو میں بھی ناممکن ہے۔ آپنے اِس سے بھی انکار کیا۔ اور رسن اور شکست کی مثال دی۔ جسطرح تمام رسن میں شکست ممکن ہے۔ اور چند طاقتور آدمی اُسے یقیناً توڑتے ہیں۔ اسی طرح ایک تنکے میں بھی شکست ممکن ہو۔ کیا آپکے راجہ شاہی حکمت کے آگے بڑے موٹے رسن کو کوئی توڑنے والا نہیں ہے؟ اگر ہے تو یہہ مغالعہ کیوں دیا۔ اور کیوں حق بات سے انکار کیا۔ ایسے ہی ایک مولوی صاحب نے تفسیر قرآنی میں لکھا ہے۔ کہ اگر زمین پھرتی تو جانوران ہوائی اپنے گھونسلوں میں کبھی نہ پہونچ سکتے۔ پس یہہ مسئلہ باطل ہے۔ اسی طرح ایک اور مولوی صاحب تعصب کی ترنگ اور واہائی کی اسنگ میں ہماری تردید کرتے ہیں کہ انسان کل ہے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ اسکے اجزا ہیں اب غور کیجئے کہ انسان کو عالم کہہ سکتے ہیں نہ کہ اجزا کو یعنی اُس کے ہاتھ پاؤں کو عالم نہیں کہہ سکتے۔ اور کل انسان کو طبیب کہہ سکتے ہیں۔ نہ اسکے اجزا کو۔ اور نیز اسکو کہتے ہیں کہ چلتا پھرتا کھاتا پیتا ہنستا بولتا۔ لکھتا پڑھتا ہے نہ کہ اُس کے اجزا کو۔ بہرکیف جو کل کی صفت ہے وہ جزو کی نہیں۔" اُسکے سوا ایک اور بھی دلیل دیتے ہیں کہ چند آدمیوں کا ایک مجموعہ ہو۔ اُن سب نے ملکر ایک پتھر کو اوٹھایا۔ جو ہر ایک سے نہ اٹھ سکتا۔ تو دیکھئے کل کی وہ صفت ہوئی اور انہیں وہ بات پائی گئی۔ کہ جو جزو یعنے ہر ایک آدمی میں نہیں ہے۔" (صفحہ ۸۲ صدقہ جاریہ)

ناظرین!

اگر روزی بدانش بر فزودے ٭ ز ناداں تنگ تر روزی نہ بودے

اس روشنی کے زمانہ میں علمائے اسلام کے یہہ دلائل اور اُن پر یہہ فخر و ناز کیا ثابت نہیں کرتا کہ وہ صداقت سے منزلوں دور ہیں۔ معقولیت کی اُنہیں ہوا بھی نہیں لگی سائینس اور فلسفہ کے سامنے ایسے دلائل رد کرنے سے پہلے ہی نفرت کے قابل سمجھے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی سر سید احمد خاں صاحب کی رائے مندرجہ حاشیہ تکذیب صفحہ ۱۰۷ سے ۱۰۹ تک مکرر ملاحظہ فرمائیے۔ تاکہ آپکی شانتی ہو۔

۷۸۔ مولوی۔ (پانچویں اور چھٹے علم کو تسلیم کر اور صحیح مانکر ساتویں پر اعتراض کرتے ہیں) یہہ دعویٰ بھی علے العموم صحیح نہیں۔ سبحان اللہ۔ کیسا مجمع اضداد ہے۔ چھت کے نیچے لٹکا ہوا جھاڑ چھت سے نیچے اور ہم سے وہی جھاڑ اونچا ہے۔ ہم اُس جھاڑ کو اونچا اور نیچا جمع اضداد کہہ سکتے ہیں۔

آریہ۔ اِس آپ کے بیان میں بالکل اجتماع ضدین نہیں ہے۔ مرد خدا کہیں تو تعصب کو چھوڑ کر حق کو قبول کیا ہوتا۔ ایک نادان بھی نہیں کہیگا کہ سقف اور جھاڑ اور آپکا اجتماع ہی جب اجتماع نہیں۔ تو اجتماع ضدین کس طرح نہ باطل ہوا تحت اور فوق کوئی چیز نہیں ہے۔ ذرا سائینس کا کوئی رسالہ مطالعہ کیجئے اور پھر آریہ سماج کے مقابلہ آئیے۔ آپکی اِن دلیلوں پر لوگ ہنستے ہیں۔

۷۹۔ مولوی۔ (علم ہشتم پر بہت سے اقرار و انکار کے بعد آخر لکھا ہے) کہ اگر انسان مخلوق اور موجود نہ ہو اور بار رہتا ہے تو پھر بھی خالق۔ رازق کہیں تو کیا ہرج ہے۔ کیا اسکا خالق رازق ہونا انسانی ہستی پر موقوف ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

آریہ۔ صرف انسانی ہستی نہیں بلکہ انسانی و حیوانی اور تمام سنسار کی ہستی پر خدا کے تمام صفات موقوف ہیں۔ بانجھ کا بیٹا۔ یا اندہے کی بصارت۔ یا بلی نور آفتاب یا بے زمین زمیندار۔ یا بے سلطنت سلطان کی مانند کوئی صفات اُس سے متعلق نہیں ہو سکتی۔ اور نہ وہ موصوف کہلا سکتا ہے۔ اور جب صفات نہیں رہیں یا نہیں تھیں تو کس طرح اُسکی خدائی کی بابت وہم و خیال [illegible] صفات خدا عدم محض سے زیادہ کیا حقیقت [illegible] خیال سے بڑھکر کچھ نہیں رہتا۔ آپ اچھی طرح سوچ لیں [illegible] نہیں بلکہ حقیقی ہے۔

۸۱۔ مولوی۔ نویں علم پر فرماتے ہیں کہ یہہ بھی اپنے عموم اور اطلاق میں [illegible] نہیں۔ کیونکہ صفات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک لوازم ذات۔ اور دوسرے صفات عرضیہ قسم اول کا جدا ہونا بے شک محال ہے۔ مگر قسم ثانی کا جدا ہونا ممکن ہے۔

آریہ۔ ہمارا بھی یہی مطلب ہے۔ آپنے خواہ مخواہ خامہ فرسائی کی۔ علوم متعارفہ میں حل نہیں ہوتا۔ بلکہ حل دلیل میں ہوا کرتا ہے۔

۸۲۔ مولوی۔ (دسویں علم پر کہتے ہیں) یہہ علم بھی آپکے علوم متعارفہ سے تفصیل کا محتاج ہے۔ کیونکہ ہر ایک معلوم کا علم بے ریب معلوم کے وجود کا محتاج ہے الا کبھی اس معلوم کا وجود صرف علم ہی میں ہوتا ہے۔ اور کبھی باوجود وجود علمی کے معلوم کو خارجی وجود بھی لاحق ہوتا ہے۔ دیکھو مبدا اول صرف باری تعالےٰ کے علم میں موجود ہے اور اب اِسوقت باوجود وجود علمی کے جو علم الٰہی کے باعث ہے ایک اور وجود بھی رکھتے ہیں۔

آریہ۔ آپکا یہہ کہنا تو بالکل ٹھیک ہے کہ ہر ایک معلوم کا علم بے ریب معلوم کے وجود کا محتاج ہے۔ کیونکہ علم معلوم کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ وید ہمیشہ سے ایشور کے گیان میں ایسے ہی موجود ہیں جیسے کہ اب۔ مگر ہم ایسے نہیں ہیں۔ کیونکہ ہم ایشور کے علم میں صرف علمی طور پر اور اُسکے احاطۂ قدرت میں فے الحقیقت موجود ہیں۔ اگر ہم فے الحقیقت نہ ہوں تو صرف علم نہیں ہو سکتا ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ کوئی جہالت سے مان بھی لے۔ تو اسکا علم وجود برابر ہے۔ کیونکہ معلوم کے بغیر علم علم نہیں بلکہ عدم ہے۔ (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ باب جگت ادپتی) اور علم کے عدم ہونے سے عالم خود معدوم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا

۸۳۔ مولوی (گیارہویں علم کو کچھ تسلیم اور کچھ ترمیم کرتے ہیں) اس مہود فی الذہن جملے کا یہہ منشاء ہے کہ فنا اُس ہی کو ہے جسکو وجود ملا اور جو پیدا ہوا ہو تو بات سچ ہے یعنی اگر فنا طاری ہوئی تو اُس حادث پر ہی طاری ہوگی جسکا وجود کہیں سے آیا۔ اور اگر معنے لئے ہیں کہ جو چیز پیدا ہوئی اور جسکو وجود ملا وہ ضرور فنا ہوگی تو اول یہہ جملہ اس مضمون کا مثبت نہیں دوم اس معنے پر یہہ جملہ غور کے قابل ہے بلکہ اپنے عموم پر غلط ہے اس لئے کہ فنا کے معنے اگر بالکل معدوم ہو جانے کے لیں تو جملہ قابل برہان اور ثبوت طلب ہے۔ کیونکہ ممکن اور متحمل ہے کہ خالق کسی چیز کو خارج میں بالکل معدوم نہ کرے۔ کون امر اس احتمال کو رد کر سکتا ہے۔ پس ہر ایک جو پیدا ہوا وہ ضرور نہ مرا مثلاً اجسام کی لنسبت ہم کہتے ہیں کہ وہ مرکب اور مخلوق ہیں اور مرکب کو تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح اجسام کو تغیر ہوتا رہیگا۔ کل فنا علے العموم انپر طاری نہ ہوگی۔ بلکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی چیز کو پیدا کرکے فنا نہ کرے یہاں تک کہ اُسمیں تغیر بھی کچھہ نہ پائے۔ ہاں موت اگر ایک خاص تغیر ہے جو مخلوق پر آنیوالا ہے جیسے قرآن میں ہے کل من علیہا فان کل شی ھالک الا وجہہ تو ممکن ہے کہ مکذب کی بات کچھ بن جائے۔ البتہ جنت میں پہونچ جانے والے تنزل کا تغیر نہ پاوینگے انکا تغیر ترقی کی طرف ہوگا۔

آریہ۔ افسوس کہ آپنے میرے مطلب کو نہیں سمجھا بلکہ اُسکو اُلٹا بیان کیا۔ گیارہواں علم یہہ ہے کہ جو پیدا نہیں ہوا ہے وہ نہیں مریگا۔ اور جو پیدا ہوا وہی مریگا۔ اسمیں فنا کا مطلق ذکر نہیں۔ اور نہ کسی چیز کا خارج میں بالکل معدوم ہو جانا ہم یا پیروان وید مقدس مانتے ہیں پھر ایسے طول و فضول سے میں نہیں سمجھا کہ آپنے کیا سیدہ کیا۔ آپکے تمام ممکن اور

दि निधनाज्जीवाः कर्मबीजसम्भवाः। देवीभागवत स० ४ अ० २ श्लो० ४

صحیح بخاری میں ہے حدثنا بن حفص بن عیاث قال حدثنا ابی قال حدثنا الاعمش قال حدثنا ابراھیم عن علقمہ عن عبد اللہ قال بینا انا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حرث وھو متکی علی عسیب اذ مر الیھود فقال بعضھم لبعض سلوہ عن الروح فقال ما رابکم الیہ وقال بعضھم لا یستقبلکم بشیٔ تکرھونہ فقالوا سلوہ فسئلوہ عن الروح فامسک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یرد علیہ شیئاً فعلمت انہ یوحی الیہ فقمت مقامی فلما نزل الوحی قال ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔، صفحہ ۲۵۵ مطبوعہ ۱۲۷۲ھ

ارشاد الطالبین میں ہے۔ ودر شان روح این آیت خواند قولہ تعالیٰ ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الخ وچون روح را تحت ظل کن گفت ودر حدیث و اخبار صحیح وارد است کہ جسم لطیف است وحضرت رسالت پناہ را بیشتر ازین آگاہ نکرد از بیان او منع کرد پس ما وشما را اولیٰ تر است کہ ہیچ نگوئیم وساکت باشیم"، صفحہ ۴۳ ورده اند کہ چون حضرت رسالت پناہ علیہ السلام از اصحاب کہف وذوالقرنین وروح سوال کردند۔ فرمود کہ فردا بیائید تا جواب دہم وانشاء اللہ تعالیٰ نفرمود پانزدہ یا دوازدہ یا بیست ویچ روز جبریل بر فرود نیامد"، صفحہ ۴۲۔ جلد دوم تفسیر حسینی سورہ مریم

پھر لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ چون سوالات ثلثہ مذکورہ را از حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پرسیدند۔ فرمود کہ فردا بیائید۔ تا شما را خبر کنم ونگفت انشاء اللہ تعالیٰ پانزدہ روز یا کم وبیش وحی فرود نیامد سو قریش طعنہ آغاز کردند وغبار ملال بر دل آنحضرت نشست (صفحہ ۶ سورہ کہف تفسیر حسینی جلد دوم)

در مواہب صوفیان بادیہ از مواہب الٰہی کہ برای حضرت شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ الدین سمنانی قدس سرہ فرود آمدہ مذکور است کہ حضرت رسالت پناہ را سہ صورت است یکے بشری۔ قولہ تعالیٰ انا بشر مثلکم دوم ملکی چنانچہ فرمودہ است انی لست کاحد کم ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی سوم حقی کما قال لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل وازین روشن تر من رانی فقد رأی الحق وحضرت اللہ تعالیٰ باوی بہر صورتی سخنے بعبارتے دیگر واقعہ شدہ۔ در صورت بشری کلمات مرکبہ چون شرح اللہ احنا ودر صورت ملکی حروف مفرد ومانند کھیعص خواند در صورت حقی کلام مبہم فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ"

(تفسیر حسینی صفحہ ۱۰ سورہ مریم جلد ثانی)

ابن عربی دانوں کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے اور ان جیو کو انادی مہر کرتی کو انادی مانتے ہیں وہ صرف اوتار کے قایل ہیں۔ پرمیشور کو جسم رہت مانکر بھی جنم والا بتلاتے ہیں۔ ایسے ہی انکی کئی باتیں علم وعقل کے خلاف ہیں اور وید کے خلاف ہیں اسکے واسطے ماننے کے نہیں ورنہ اس مسئلہ میں وہ وید کے مخالف نہیں ہیں۔ کوئی حکیم بھی یا فلاسفر نیستی سے ہستی ہر ما نتا لیں حکیموں کو اسلامیوں کے ساتھ ہرگز نہیں ہے اور انہیں واسطے اسلام نے کتب حکمت کو جلا دیا اسلام تو حکمت کی باتیں صرف قرآن کی آیات سے ہی ہونک دینے والا چاہتے ہیں (عقل دیکھو تفسیر حسینی) ہمارے اس سوال کے جواب میں روح کو خدا نے کب پیدا کیا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ سوال مجید روحانی فوائد پر مشتمل نہیں۔ اسواسطے کسی الہامی کتاب میں تو اسکا جواب نہیں آیا۔ لیکن اگر ہم جواب میں یہ کہیں کہ ہر وقت اور اعتبار کے مواد سے اسوقت یا اس سے پہلے یا پیچھے روحوں کا بننا بھی شروع ہوا۔ تو بہرکیف صورت میں کیا اشکال ہے؟ اور اسپر کیا اعتراض ہے۔ اگر ہم یہ جواب دیں یہ کہیں

کہ باری تعالیٰ نے روح کو عناصر سے بنایا تو ... مانی اسباب یہ کہ عناصر چیتن نہیں اور روح ... پرچیتنتا کا فیض ہوتا ہے جیسے سورج اگنی وا... تعالیٰ مہینہ کو پرکاش کرتا ہے۔ اسی طرح عناصری ... اور پھر ہم تیسرے سوال کا جواب دیتے ہیں کہ ایک ... کی غذا کھائی۔ انہیں سے ایک حیوانی میٹر اُت پت ہوا۔ اور اسکے رحم میں گیا۔ اور اس قسم کے مواد سے نر کے جسم میں ایک حیوانی میٹر پیدا ہوا۔ جب یہ میٹر جو نر میں پیدا ہوا تھا اس رحم والے میٹر سے خاص حالت اور خاص وقت پر ملا۔ اسی ملاوٹ اور اختلاط سے ایک انسانی یا حیوانی روح بن گئے۔ غرض عناصر کے عطر اور خلاصہ کا نام روح ہے۔ اور مختلف ارواح کی پیدائش کے واسطے مختلف اوقات ہیں جنکو ہم روزانہ اپنے مشاہدے میں دیکھتے ہیں۔

ہم نے اپنے نزدیک راستی اور صفائی سے رن معوتی ... دن رکر فرح بیوں سن پر ہے اور کب بنی) مختصر مگر معقول جواب دیدئے ہیں (صفحہ ۹۱)

پھر صفحہ ۹۷ پر لکھا ہے اور ارواح عناصر کی خاص ترکیب کا خلاصہ اور مرکب اشیا کا نتیجہ ہوتا ہے"۔ پھر صفحہ ۹۹ میں لکھتے ہیں بے رب روحوں میں کبھی مادہ شامل ہو جاتا ہے اور کبھی وہ مادہ اخراج پذیر ہو جاتا ہے"۔ پھر صفحہ ۱۰۰ پہ لکھتے ہیں جز بدار تھہ سے جزوہ کے خاص خاص تغیرات کے بعد خاص ترکیب اور خاص تناسب پر چیتنتا کا فیضان ہو جاتا ہے"۔ ایسے ہی تناسب کے خاص حصہ پر چیتناں کا فیضان ہوتا ہے اور خاص وہی حصہ انسانی یا حیوانی روح ہے"۔ (۱۰۰) آگے پھر روح کی تفصیل کرتے ہیں صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۲ غور کرو۔ گلاب کی شاخ پھوٹی اُس نے لکائے پتوں کانٹوں گلاب کی شاخ اور جڑ سے گلاب کا پھول پیدا ہوا۔ اس سے عطر نکلا۔ کیا وہ عطر گلاب کی جھاڑی سے وحدت الوجودی رکھتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ دونوں کا وجود جدا جدا ہے پس خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ ایک معنی کی لحاظ سے انسانی یا حیوانی روح ایک ایسی چیز ہے۔ جو خاص قسم کے اجتماع عناصر کا ثمرہ ہے یا بطور عناصر کے یہ عنصر بھی مخلوق ہے"۔ پھر صفحہ ۲۱۶ پر لکھتے ہیں انسانی جسمانی روح ایک قسم کی لطیف ہوا، جو انسان میں شریانی عروق اور انسانی پھیپھڑوں کے بنجانے اور قابل فعل ہونے کے وقت نفخ کیجاتی ہے۔ انسان اسی نطفہ سے جو عناصر کا نتیجہ ہے خلق ہوتا ہے۔ اور پھر اُسے سمیع وبصیر یعنی ادراک ور ذوی العقل بنایا جاتا ہے نہ یہ کہ پیچھے سے اپنے ساتھ کچھ لاتا ہے"۔ اور ایسا ہی صفحہ ۲۱۴ پر لکھا ہے۔ یہ ہیں مولوی صاحب کے الہامی اور اسلامی دلائل جو انہوں نے روح کے بارہ میں ہمارے مخالف پیش کئے ہیں ناظرین کیا انمیں کہیں بھی صداقت اور روحانیت کی بو ہے۔ صفحہ ۱۱۲ پر مولوی صاحب نے یوحنا کی انجیل کا حوالہ بھی غلط دیا ہے وہ ۱۶/۱۳ نہیں ہے بلکہ ۱۵/۱۶ ہے سطر ۱۳ و ۱۴ میں)

مادہ کے انادی ہونے پر جو ہمنے تکذیب براہین الاحمدیہ جلد اول میں دلائل دئے تھے انکے جواب دینے کی مولوی صاحب نے تصدیق صفحہ ۱۰۱ سے ۱۰۹ تک خامہ فرسائی کی ہے، عوض اسکے کہ مولوی صاحب مادہ کے انادی ہونے کی تردید کرتے یا اُس کی رد میں کوئی قرآنی دلایل لاتے۔ یا اگر قرآنی نہ سہی تو الہام قادیانی کے ذخیرہ سے ہی کچھ نمونہ دکھاتے۔ اُلٹا مادہ کو انادی ماننے کی طرف جھک پڑے ہے"۔

ہم مولوی صاحب کی عقلمندی پر صاد کرتے ہیں کہ زمانہ سائنس اور تعلیم فلاسفی کو سمجھکر حق بات سے انکار نہیں کیا چنانچہ وہ فرماتے ہیں ... اسواسطے یقین ہوتا ہے کہ ہزاروں ہزار اشیا اسی طرح معدوم اور ہزاروں ہزار نئی پیدا ہوتی ... ہو رہی ہیں باری تعالیٰ کی ذات پاک کو صفات سے تعطیل اور بیکاری نہ ہو گی اور نہ ہوئی جس دلیل سے یہ دنیا مخلوق ہے اسی دلیل سے جس چیز کا یہ دنیا نتیجہ ہے وہ بھی مخلوق ہے کبھی نخلاں نام

اور کلی تفریق ان اجزائے لاتجزی کی ہوتی ہے نہ ہوگی صفحہ ۱۰۷۔ پھر لکھتے ہیں باری تعالیٰ ہمیشہ سے خالق اور ہمیشہ سے رازق اور ہمیشہ سے متکلم اور ہمیشہ ہمیشہ رہیگا صفحہ ۱۰۷

ناظرین اگر خدا ہمیشہ سے خالق اور رزاق اور متکلم ہے اور ہمیشہ ہمیشہ رہیگا۔ تو کیا مخلوق اور مرزوق اور مخاطب ہمیشہ سے نہیں ہے اور ہمیشہ ہمیشہ نہ رہیگا تا زم برین فلسفہ مولویانہ ہم مولویصاحب کو نصیحت کرتے ہیں کہ خوف قوم و برادری چھوڑ کر کھلے لفظوں میں ست دھرم سے پریم کریں جس طرح انہوں نے کئی سال ہوئے پھر میں تمام اسلام والوں کے خلاف کچھ کہا تھا مگر پھر رک گئے۔ اسیطرح اب پھر وقت ہے آزاد ہوکر اور توہمات سے نکلکر ست دھرم کا اوپدیش دیجئے یہی ہے اصول آریہ سماج اور یہی ہے ہدایت وید مقدس بقول منشی مہدی خاں مصنف

چوں بوقلموں مباش ہر لحظہ برنگ   یا نرم چو موم باش یا سخت چو سنگ

یا برسر صلح باش یا برسر جنگ   یا رومی روم باش یا زنگی زنگ

مولوی صاحب نے صفحہ ۱۳۷ سے ۲۳۶ تک ہمارے مقابلہ و موازنہ قرآن اور وید کی بابت بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور بڑی جد و جہد کرکے وید مقدس کی شرتیوں کے مقابلہ میں قرآن سے آیات لائے ہیں۔

اوّل ایمان بالجبر سے انکار کیا اور تقدیر سے بھی خلاف ورزی کرنے پر کمر باندھی ہے مگر انہیں خبر نہیں کہ قرآن میں کیا لکھا ہے۔

قرآن سورۃ بنی اسرائیل وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ ونخرج لہ یوم القیمۃ کتباً یلقٰہ منشوراً۔ ازاد والبیر از مجاہد نقل میکنند کہ ہر مولودی را کتابے ہست اگر دن او آویختہ و در آن نوشتہ کہ شقی ام سعید (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۰۵) اس کی بحث ہم نہایت تفصیل سے اثبات ثبوت تناسخ میں کی ہے۔

پس قرآن نے حقیقت خدا کی ذات پر بڑے بڑے کلنک لگائے۔

دنیا میں لوگ کسی نہ کسی پیرایہ میں خدا تعالیٰ کو مانتے رہے ہیں۔ مگر جو سخت غلطی اور زبردست ٹھوکر کھائی ہے۔ وہ لوگوں نے صرف پرماتما کے گنوں کے ورنن میں کھائی۔

یہود یوں نے اُس کی تعریف کیا کی۔ گویا اس سے ہٹتے گئے۔ یعقوب کے ساتھ اُسے کشتی لڑایا ابراہیم کا مہمان بنایا۔ باغ میں پھروایا دیگر اور پشیمان کرایا۔ اور آتش خیز پہاڑ کو اللہ ٹھہرایا عیسائیوں نے ایک آدمی کو خدا ٹھہرایا۔ اور کبھی اُسے فاختہ اور کبوتر بنایا۔ ایک پر صبر نہ آیا۔ تثلیث کا دام بچھایا۔ بودھوں نے اُس سے قطعی انکار کیا۔ جینیوں نے اُسے معطل سمجھا۔ قرآن نے شیطان کا رقیب گردانا۔ عرش پر محدود ٹھہرایا۔ قتل و جہاد کا بانی بتلایا لاکھوں اونٹوں اور گائے بکریوں کا لہو اُسکے اندر گرایا۔ گویا قہار اور خونخوار کا نمونہ دکھلایا مکر کنندہ مکار و جبار بنایا اور مسخر ایسے ہزال بتلایا کبھی اُسکے پنڈے سے جامہ اُٹھا کر برہنہ کرایا کبھی اُسکو تخت پر بٹھلایا اور کبھی تخت الثرلیں اور ہمہ اوست کی تعلیم دیکر تمام جہان کے ذرات سے اُسے مذموم بنایا۔ اور عبادت کے عوض حور و غلمان کا دینے والا بتایا نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات بعضوں نے انہیں سے محمد کو خدا ٹھہرایا اور بعضوں نے علی کو اور بعضوں نے یوسف کو اور بعضوں نے سب کو۔ مگر حق اور ست وہ کتاب ہے جسمیں کوئی برائی و خرابی اسکی پوتر ذات سے نسبت نہ کیگئی ہو اور نہ قانون قدرت یا علم و عقل کے خلاف کوئی مسئلہ اسمیں درج ہو۔ وید نے بتلایا ہے کہ وہ نیائے قدرت رب سب شکتیمان دیالو عادل سرب انتریامی ہے وہ تمام سرشٹی کا خالق ہے۔ مگر ہستی اُسکے گھر میں کبھی نہیں وہ رب العرش یا رب العلمین کیطرح کبھی معطل و بیکار نہیں اور نہ شفاعت یا سفارش کا روادار۔ وہ تمام صفات کاملہ میں انوپم یعنی بیچون و بیچرا ہے پس یہ پیاری کاملہ صفات سوائے وید کے کسی میں نہیں ہیں۔

۱۵ موسیٰ کی آتش پرستی سے مولوی صاحب نے انکار کیا ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ آتش پرستی اظہر من الشمس ہے مفصل دیکھو تکذیب مطبوعہ بار دوم

آتش پرستی کے سوا اُسنے چوری کی بھی ہدایت دی ہے۔ قرآن سورۃ شعرا۔ در مختار آوردہ کہ موسیٰ بنی اسرائیل را فرمود تا پیرایہ و زیورہا از قبطیان بہ بہانہ آنکہ عید نزدیک شدہ میخواہیم کہ اہل خود را بیاراں بارانیم عاریت گرفتند و آخر روز خبر درج ایشان بقبطیان رسید چہ پیدا شتند کہ بنی اسرائیل بجہتہ اسباب در خانہا خود اقامت نمودند۔ روز دوم خواستند کہ از عقب ایشان روند۔ در خانہ ہر قبطی از عزہ ایشان بمرد و بتعزیت او مشغول شدند" صفحہ ۱۰ جلد ثانی تفسیر حسینی)

اسی طرح قبطی کا قتل دیکھو سورۃ الشعرا صفحہ ۱۸ اور سورۃ قصص صفحہ ۱۲ تفسیر حسینی میں بھی یہی قصہ موجود ہے۔ پس ایسا آدمی کبھی پیغمبری کے لایق نہیں ہے۔

۲۰۴ سے ۲۰۶ تک ساق کے معنے سے انکار ہے

۱۳ یوم اور لفظ ستۃ ایام کے معانی سے انکار۔

آریہ۔ یہ بھی غلط ہے۔ دیکھو تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ سورۃ یونس الذی خلق السمٰوات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش۔ بیافرید آسمانہا و زمینہا کہ بزرگترین اجسام این عالم اند در مقدار شش روز از ایام پس مستوی شد بر عرش" تفسیر حسینی جلد ۱۷۶ اور جلد ثانی صفحہ ۷۷ پر بھی یہی ذکر ہے مگر خدا کہیں تو انکار نہ کیا ہوتا۔ کہانتک انکار کرتے جاؤ گے۔ اسلام کے سارے مسایل ہی ایسے ہیں۔ ع جامہ ہمہ جملہ تار تار بخیہ کجا کجا نہی۔

ہم نے جو حدیث حضرت یعنے آدم سیدی اربعین صباحاً صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں اسکو صحیح کرنے کے واسطے مولوی صاحب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں صفحہ ۲۱۱-۲۱۲ تک آدمی کا جسمی قالب چالیس روز میں تیار ہو جاتا ہے آپ کو طوعاً نہیں کرنا حدیث مانتی پڑیگی۔ ڈاکٹری گروہ یک زبان ہوکر محمدی حدیث کی تصدیق کریگا۔ یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ انسانی شکل اور اسکے تمام خط و خال کا پہلا خاکہ رحم اور میں چالیس روز تک پورا ہو جاتا ہے۔

آریہ۔ یہ جواب غلط ہے ہمکو حق بات کے ماننے سے کوئی انکار نہیں بشرطیکہ حق ہے کیونکہ ہمیں دین اسلام کی طرح راستی سے مخالفت نہیں اور نہ حق سے ضد ہے۔ تعصب سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں ہمارا اصول ہے ست کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔ مگر آپ نے جاہلوں کو دھوکہ دینا چاہا علم تشریح سے محروم لوگوں نے شاید محمدی حدیث کی طرح سمجھ لیا ہوگا۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ ماہران سرجری و تشریح اس کے مخالف ہیں۔ ڈاکٹر گوراندتہ مل صاحب ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن لکچرار علم دفن قابلہ وطب اسسٹنٹ کیمیکل اکزمنر گورنمنٹ پنجاب لاہور اپنی کتاب مدوائی فری میں لکھتے ہیں۔ دوسرے ماہ میں جنین بآسانی نظر آسکتا ہے اور سر بڑا کھائی دیتا ہے۔ وزن ۲۰ گرین اور طول ۶ سے ۸ لاین ہوتا ہے سر اور اطراف اچھی طرح معلوم ہو سکتے ہیں اور اطراف پر ابھار معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے ماہ کے گذرنے پر گردے اور انکے کپسول بنجاتے ہیں۔ اور عقب کے ونٹریکل کے بیچ میں ایک پشم پیدا ہو جاتا ہے تال بالکل سیدھی اور شکم کے نچلے حصہ میں ہوتی ہے ہنسلی کے جڑے اور ہنسلی کی ہڈی میں استخوانی مادہ پیدا ہونے لگتا ہے تیسرے مہینہ میں بازو اچھی طرح بنجاتے ہیں انگلیاں بھی بننی شروع ہو جاتی ہیں آنکھوں کے نشان نمایاں ہو پڑتے ہیں" صفحہ ۶۸ و ۶۹ ۱۸۹۰ع

اسی پر تمام ڈاکٹروں کا اتفاق ہے۔ پس گویا کہ محمدی حدیث سے سب نے انکار کیا۔ اب مسلمانوں کے ہونہار بچوں کو چاہیے کہ طوعاً و کرہاً اس محمدی حدیث سے انکار کریں۔ در حقیقت یہ علمی غلطی ہے پس یہ شش روزہ پیدایش اور چالیس روزہ خمیر کا مسئلہ بالکل باطل ہوا۔

تفسیر مدارک التنزیل میں ہے، ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی۔ الجمھور علی انہ الروح الذی فی الحیوان سالوہ عن حقیقتہ فاخبر انہ من امر اللہ ای مما استاثر بعلمہ وعن ابی ھریرۃ لقد مضی النبی وما یعلم الروح وقد عجزت الاوائل عن ادراک ماھیتہ بعد انفاق الاعمار الطویلۃ علی الخوض فیہ والحکمۃ فی ذلک تعجیز العقل عن ادراک معرفۃ مخلوق مجاور لہ لیدل علی انہ عن ادراک خالقہ اعجز ولذا رد ما قیل فی حدہ انہ جسم دقیق ھوائی فی کل جزء من الحیوان وقیل ھو خلق عظیم روحانی اعظم من الملک و عن ابن عباس ھو جبرئیل دلیلہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک و عن الحسن القرآن دلیلہ وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا ولانہ بہ حیوۃ القلوب ومن امر ربی ای من وحیہ وکلامہ لیس من کلام البشر روی ان الیہود قالت لقریش ان سلوہ عن اصحب الکھف وعن ذی القرنین وعن الروح فان اجاب عن الکل او سکت عن الکل فلیس نبی وان اجاب عن بعض فھو نبی فبین لھم القصتین وابھم امر الروح وھو مبھم فی التوارۃ فندموا علی سوالھم وقیل کان السوال عن خلق الروح یعنی اھو مخلوق ام لا وقولہ من امر ربی دلیل خلق الروح فکان ھذا جوابا“ صفحہ ۴۸۳ جلد اول۔

تفسیر العلام النبی المسجود میں ہے، ویسئلونک عن الروح الظاھر ان السوال کان عن حقیقۃ الروح الذی ھو مدبر البدن الانسانی ومبداء حیاتہ روی ان الیہود قالوا لقریش سلوہ عن اصحاب الکھف وعن ذی القرنین وعن الروح فان اجاب عنھا جمیعا او سکت فلیس نبی وان اجاب عن بعض وسکت عن بعض فھو نبی فبین لھم القصتین وابھم امر الروح وھو مبھم فی التورات“ (صفحہ ۴۸۳ جلد ۵ برحاشیہ تفسیر کبیر)۔

امام محمد الرازی فخر الدین ابی عبداللہ ضیاء الدین عمر اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں، ویسئلونک عن الروح الخ للمفسرین فی الروح المذکورۃ فی ھذہ الآیۃ اقوال اظھرھا ان المراد منہ الروح الذی ھو سبب الحیاۃ روی ان الیہود قالوا لقریش اسالوا محمدا عن ثلاث فان اخبرکم باثنتین وامسک عن الثالثۃ فھو نبی اسالوہ عن اصحاب الکھف وعن ذی القرنین وعن الروح فسالوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ھذہ الثلاثۃ فقال علیہ السلام غدا اخبرکم ولم یقل ان شاء اللہ فانقطع عنہ الروح اربعین یوما ثم نزول الوحی بعدہ ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ ثم فسر لھم قصۃ اصحاب الکھف وقصۃ ذی القرنین وابھم قصۃ الروح ونزل فیہ قولہ تعالی ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وبین ان عقول الخلق قاصرۃ عن معرفۃ حقیقۃ الروح فقال وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ومن الناس من طعن فی ھذہ الروایۃ من وجوہ“ (صفحہ ۴۲۰ جلد ۵ مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۲۹۴ھ)۔

آگے امام صاحب نے لوگوں کے طعن کے وجوہ بتلائے ہیں پھر آگے چلکر کوشش کی ہے کہ روح کے معنے قرآن کریں یا جبرئیل یا کچھ اور تاکہ عقلاء کے اعتراض سے نجات ہو مگر کوئی بچاؤ نہیں کر سکے ہاں عوض معنے بدلانے کے خود روح کے ثبوت دینے شروع کئے ہیں۔ جس سے امام صاحب کی لیاقت ظاہر ہوتی ہے مگر قرآن کی کمی بدستور ہے وہ ہرگز پوری نہ ہوسکی اور لوگوں کے طعن بدستور ہیں اور جب تک قرآن جہان میں موجود رہے گا۔ ان اعتراضات سے خلاصی نہیں پا سکتا +

آریہ اور ہندو کی تحقیقات اور آریہ دہرم کی قدامت تصدیق ۵۶-۴۲ کا جواب

۴۷۔ مولوی۔ اسلام کے معنے صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنا۔ چین سے رہنا۔ کیونکہ یہ لفظ مسلم سے مشتق ہے۔ جس کے معنے صلح اور آشتی کے ہیں۔

آریہ۔ بے شک اس کے معنے تو یہی ہیں۔ مگر یہ نام محمدی بھائیوں پر کسی حالت میں موزون نہیں ہے کیونکہ یہ کبھی اس نام کے مصداق نہیں ہوئے۔ یہ تو یہ خود محمد صاحب کے وجود میں صلح و آشتی نہیں تھی۔ چنانچہ تاریخ سے ظاہر ہے پیغمبر ہمچناں وعظ و توجہ گفتے و بتاں را بزشتی یاد فرمودے تا ہمہ را بدشمنی برافروختند“ (صفحہ ۹ بدر الاسلام) اور یہی حال ابراہیم کا تھا جیسا کہ تفسیر منیر میں لکھا ہے در تفسیر منیر مذکور است۔ القصہ ابراہیم پیوستہ مذمت بتاں کردے و پرستندگان ایشاں را دشنام دادے و قوم او با او مجادلہ میکردند“ (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۷۷ نولکشور) پس علاوہ براں جو کچھ حلم اور آشتی انکے وجود سے دنیا میں ہوئی وہ تو اظہر من الشمس ہے کروڑوں آدمیوں کے سر کٹ گئے خون کی ندیاں بہ گئیں۔ لوگوں کے بال بچے۔ لونڈی۔ غلام بنکر فروخت ہو گئے۔ لاکھوں انسان غلام بنائے اور اُن کے آلہ تناسل کاٹکر خواجہ سرا کرائے گئے۔ باہر کیا تلاش کریں خود گھر میں ہی آتش فتنہ و فساد لگا دیئے۔ نیاز الدین نے صحیح کہا ہے ؎

اسرار حقیقت سے خبر دار جو ہوتے ہفتاد و دو ملت میں کبھی جنگ نہ ہوتا

پس اسلام کا لفظ آپ لوگوں پر کبھی زیبا نہیں۔ بلکہ جیسے پہلے لوٹتے تھے ویسے اب لوٹتے ہیں۔ اسلام نہیں بلکہ غریب مخلوق آلہی کے حق میں قتل عام کا اعلام ہے اس محمدی اسلام کے حق میں تو سارے آدمی اور جانور پکار کر کہہ رہے ہیں ع اسلام نے کھویا ہے بس اسلام ہمارا۔ آپ کی ریاست جموں میں وہ کارروائی جس کے باعث آپ وہاں سے نکالے گئے بھی آپکو زمرہ اسلام سے خارج کرتی ہے۔

مولوی صاحب نے پادری طامسن ہاول صاحب کی تحریر کی جو انہوں نے آریہ لفظ اور ہندو لفظ کی تحقیقات میں لکھی ہے بہت تعریف کر کے اخیر پر شری بان سوامی جی کے حق میں لکھا ہے کہ اپنے آپ کے مصلح نے اس لفظ ہندو پر بحث کرنے میں بالکل انصاف سے کام نہیں لیا یہ بحث اُس نے مختلف اغراض کے واسطے جڑ دی ہیں راستی سے کہتا ہوں کہ مسلمان فاتح لوگوں نے اس نام کو ہانتا“ اختیار نہیں کیا تھا

آریہ ہم پادری صاحب کے رسالہ کا مفصل جواب آریہ ہندو اور نمستے کی تحقیقات میں دیکھ چکے ہیں ہم جانتے ہیں کہ آپ پادریوں کی کاسہ لیسی صرف دنیا میں فساد ڈالنے اور آریہ سماج کے مقدس مشن میں ہارج ہونے کے واسطے کر رہے ہیں ورنہ آپکی یہ تحریر کسی طرح بھی بوئے صدق نہیں رکھتی ہم نے یا ہمارے مصلح سری سوامی جی مہاراج نے بالکل انصاف سے کی ہے اور تمام تر غرض اُن کی حق کے ظاہر کرنے سے تھی چنانچہ وہ ظاہر ہو گئی۔ اب کہیں خاک ڈالے سے چھپتا ہے چاند تاریخ بتلاتی ہے کہ ہم لوگ اصل میں آریہ ہیں اس دیش کا نام آریہ ورت ہے سوامی جی نے اس کا اس طرح فیصلہ کیا کہ آریہ نام سناتن اور ہندو ملیچھ بادشاہوں کا ہے اور ملیچھ بادشاہوں نے یہ نام رکھا ہے اور اُن کی کتابوں میں اس کا ذکر ہے وید کے ماننے والے سارے اپنے آپ کو آریہ کہلائیں اور وید پر عمل کریں کیونکہ وہ سارے کے سارے روزمرہ سنکلپوں میں آریہ پڑھا کرتے ہیں نہ کہ ہندو۔ پس اس کے معنے صاف بُرے ہیں عرب کے فاتح تو یہاں نہ آئے اور نہ کامیاب ہوئے بلکہ شکست کھائی۔ ہاں فارس کے لوگ آئے اور انہیں کی کتابوں سے اس کے بُرے معنے پیش ہیں۔ پھر ہم آپکی حکمت عملی کی باتوں پر کیسے بھول جاویں

۶۰۔ مولوی۔ ہندو اونٹ کے گلے کا نام ہے ایک عورت کا نام بھی جو عمرو کی الدہ تھی

دہند ایک قبیلہ عرب کا نام ہے۔ ہند کے ایک بھاڑا کا نام ہے تلوار کے تیز کرنے کو بھی ہند کہتے ہیں۔ ہند اس تلوار کو کہتے ہیں جو بہت تیز ہو۔ ہندوان ایک نہر کا نام ہے جو خراسان میں ہے کیا تعجب ہے کہ آریہ کے بزرگ اسی ندی کے کنارے سے آئے ہوئے ہوں اور عربی میں طویلہ کو کہتے ہیں پس کیا تعجب ہے کہ ہمارے بزرگوں نے بجائے آریہ ہند کا لفظ اختلاف شریعت کے حکم سے زیادہ ترپڑتا ہو۔ اور کوئی باعث خاص ہو جو دل آزاری کے سوا ہے اب بھی مکہ معظمہ میں ہندی مسلمانوں کے شیخ شیخ الہنود کہتے ہیں آریہ یہ چلنے معنے متعلق ہند کے آپنے لکھے ہیں ان میں سے چند تو ہم نے بھی آریہ اور ہندو کی تحقیقات میں درج کر دیئے ہیں بعضے آپنے زیادہ لکھے ہیں۔

مگر ہمیں ان معنوں سے انکار نہیں۔ ان سب سے بڑھکر ہندو کش پہاڑ کیوں نہ لکھدیا جو بہت زیادہ مشہور ہے مولوی صاحب یہ سارے معنے ہندو کے اچھے نہیں ہیں اور نہ آریہ کے بزرگ نہر ہندوان کے کنارے سے آئے ہیں ہندوان کی نہر کے کنارہ شاید اونٹوں کے گلے بہت چرتے ہوں گے اسی واسطے اُس کا نام ہندوان ہوا یا کوئی اور ہندو کے سوا وجہ ہوگی یا اُس کے کنارے کی مٹی کالی ہوگی واللہ اعلم بالصواب مولوی رومی مثنوی کے دفتر میں لکھتے ہیں:۔

نقش ماہی را چہ دریا و چہ خاک رنگ ہندو را چہ صابون و چہ زاک

سنسکرت کا اصل لفظ آرج یا آریہ یا آرش ہیں اور یہی آرج لفظ فارسی میں عمدہ معنے رکھتا ہے۔ آرج۔ قسمت۔ قدر مرتبہ (حد۔ اندازہ) اسم اسلوب۔

ارجمند۔ صاحب قدر۔ صاحب مرتبہ۔ اسم اسلوب + آرشہ ع بہت ہدایت یافتہ آدمی + آرنیت ع عقلمند۔ عالم + آرش۔ زیبائش۔ آراستگی۔ آرا۔ آرای۔ آراستہ کرنیوالا عرش۔ تخت۔ چھت۔ خدا کا تخت سات آسمانوں سے اوپر۔ عروج۔ چڑھنا۔ بلند ہونا یہ سارے معنے آرش یا آرج یا عرج یا آریہ کے ہیں جو نہایت عمدہ ہیں پس ایسے اچھے معنے جب آریہ کے موجود ہیں۔ تو ہم وہ فضول اور غلط کیسے قبول کرتے ہیں۔ جس طرح مسلمان یا محمدی کے معنے سنسکرت میں بُرے ہیں مگر عربی دان اُس کو عربی میں اچھے معنے ہونے کے سبب قبول نہیں کرتے اگر سنسکرت میں اسکے اچھے معنے ہوتے تو ہم ہرگز انکار نہ کرتے ہم بھی فارسی یا عربی کے خراب معنے ہونے کے باعث اُن کے قبول کرنے سے انکاری ہیں پس اسکا ماننا یا عمل کرنا نہایت ہی غلط اور سوامی جی نے جو کچھ لکھا بالکل معقول اور قرین انصاف ہے۔

محمدی اسلام قدیم نہیں۔

۵۸ مولوی۔ اسلام کیا ہے۔ خدا کا فرمانبردار ہونا۔

آریہ۔ اگر خدا کا فرمانبردار ہونا اسلام ہے تو یہ اسلام تمام دنیا کو مبارک ہو۔ اور یہی آریہ دھرم ہے۔ کیونکہ شاستر میں حکم ہے:۔

यत्रनवदेवताम् पास्तेन सवेद पशूरेव ৪ सदे
वा वा : ।।

جو پرماتما کو چھوڑ کر کسی اور کی تابعداری کرتا ہے وہ گیان وان نہیں ہے وہ وید کے خلاف چلتا ہے۔ وہ بیوقوف اور گدھا ہے۔

اور یہ اسلام محمدی ہونا نہیں ہے بلکہ آریہ بننا۔ کیونکہ قرآن کے رو سے اسلام خدا کا فرمانبردار ہونا نہیں بلکہ صرف فرمانبردار ہونا۔ آپ لوگ بہت زیادہ تو تعصب اور نخوت کے فرمانبردار ہیں اور اُس سے زیادہ حور و غلمان کے۔ رسول کی فرمانبرداری بھی (اور اُس کے چال و چلن پر اعتراض نہ کرنا) اسلام کے اندر ہے ویسا ہی فرمانبردار ہونا اسلام ہے۔ پس یہ اسلام ناتمام اور نامکمل ہے چنانچہ سورۃ محمد میں ہے:۔

یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و لا تبطلوا اعمالکم

اسے کسا نیکہ ایمان آوردہ فرمان بہ یہ خدا اے باور آنچہ حکم کردہ فرمانبردار باشید رسول را در آنچہ فرماید و باطل مسازید عملہائے خود را ایسا اور بھی چند مقام پر یہ ذکر ہے۔ پس یہ محمدی ہونا اسلام نہیں۔ مولوی عبید اللہ نے لکھا ہے کہ ”تا دو زخ کے الائے کٹھن گئے۔ جو کوئی محمد کی کے بندے بن گئے ہم ایمانا کہتے ہیں کہ اس وقت تمام دنیا کے مسلمان محمد کے غلام ہیں۔ بندے ہیں کوئی بھی خدا کا بندہ نہیں ہے بلکہ لاکھوں تو محمد کو ہی خدا مانتے ہیں۔ اور یہی آریہ دھرم یعنی سچا اسلام محمد و عیسیٰ و ابراہیم و موسیٰ سے پہلے تمام دنیا کے لوگوں کا مذہب تھا قرآن نے بھی اس کی طرف ایک دو مقام پر اشارہ کیا ہے ان الذین آمنوا والذین ہادوا والنصریٰ والصابئین من آمن باللہ والیوم الآخر و عمل صالحاً ولہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولاہم یحزنون یہ آیت بقر و مائدہ وغیرہ دو کی سورتوں میں بھی ہے اور پھر دوسری یہ بھی ہے۔ والذین آمنوا وعملوا الصالحات اولیک اصحاب الجنۃ وہم فیہا خالدون۔

پس یہی اسلام آریہ پن ہے اور یہی ویدک دھرم ہے۔ مگر محمدی مذہب قدیم نہیں ہے یہ تو نہ موسےٰ کا مذہب ہے نہ عیسےٰ کا مذہب ہے اور یہی سبب ہے کہ موسائی اور عیسائی دونوں اس کے مخالف ہیں۔

بےشک آریہ کے معنے سرشیٹ نیک اور خدا ترس کے ہیں اور ہر ایک آدمی اعمال کے ذریعہ آریہ ہو سکتا ہے کسی خاص قوم اور ایک ملک والوں کے واسطے اس کی خصوصیت نہیں پس ان معنوں کے رو سے بنی اسرائیل کا نیک اور حق شناس آدمی جو سچے الہام وید اور ایشور کو مانتا ہو آریہ ہے گو شام کا رہنے والا ہو۔ یا مصر کا ایک پارسا عیسائی کے گھر میں پیدا شدہ انسان جس کا وید اور ایشر پر اعتقاد ہے آریہ ہے گو وہ ناصرت میں پیدا ہوا اور اسی طرح عرب کا بدو یا ایک جنم کا مسلمان بھی آریہ ہے اگر وہ ویدک تعلیم کو سچا مانتا اور عمل کرتا ہے خواہ وہ مکہ کا باشندہ ہو اور آریوں کے گھر کا پیدا شدہ بدچلن ایشور سے منکر وید سے منکر یا انسان پرست دسیو ہے۔ خواہ آریہ ورت میں ہی پیدا ہوا ہو۔

قرآن کے محمدیوں نے بت پرستی کی جگہ اسود پرستی اور کعبہ پرستی قائم کی۔ اور قبور پرست علماء اسلام نے جاری کردی۔ اس وقت مکہ سے ملایا تک اور مدینہ سے سوڈان تک ایک بھی ایسا مسلمان نہیں جو شرک اور اثر پرست نہ ہو۔ یا صرف موحد ہو۔ ایک غریب یا اللہ رحمۃ اللہ علیہ عبد الوہاب نام نجد شریف میں پیدا ہوا تھا مگر اُس کی تمام علماء و فضلاء اسلام نے مخالفت کی اور کفر کے فتوے دیدئے۔ البتہ اُس نے قبر پرستی کی بیخکنی کرنی چاہی تھی پس جب تک مسلمان گور پرستی اور کعبہ پرستی اور مدینہ پرستی اور اسود پرستی اور تابوت سکینہ پرستی سے باز نہ آویں اور توبہ نہ کریں تب تک وہ کسی طرح حلقہ اسلام یا آریہ دھرم میں نہیں آسکتے۔ وہ خدا کو کلنگ لگانیوالے دسیو ہیں آریہ نہیں ہیں۔

پارسی مذہب آریوں سے قدیم نہیں۔

آریہ۔ تکذیب براہین الاحمدیہ ۱۸۲۹۸ ہم نے ضرورت الہام قرآن پر لکھا تھا کہ سوائے قصہ جات مذکورہ بالا کے اگر کوئی عمدہ بات قرآن سے ثابت کرے جو وید مقدس میں نہ ہو تب ہمیں بھی موقعہ کلام کا نہ ہو اور علاوہ بریں وہی باتیں یا اُس سے عمدہ باتیں قرآن سے پہلے کتابوں میں موجود ہیں۔ پس اسبات سے تو کسی کو انکار نہیں کہ ان پہلی کتابوں نے وہ باتیں قرآن سے نہیں چرائیں۔ مگر فریق ثانی کے ذمہ یہ الزام ضرور ہے۔ جس سے اُسکی راستی و الہامیت سراپا کافور ہے۔

۳۱۸ مولوی۔ سوامی پر ایک ریمارک ہے کہ پارسیوں کو دعوے ہے کہ وہ اور اُن کا مذہب اُن کی کتاب آریہ ورتی کتابوں سے ہاں آریہ ورتی مقدس کتابوں بلکہ وید سے بہت پرانی ہیں۔

آریہ۔ آپکا خیال ... بالکل باطل ہے۔

وجہ اول۔ پارسیوں کی کتابوں میں وید کا ذکر ہے اور اُس کو نہایت عزت سے یاد کیا گیا۔ چنانچہ ہوم بشٹ سوم یگ کے مضمون میں اتھروید کا نام موجود ہے۔ اور اکثر انگرہ رشی ملہم اور امام ربانی کا نام مبارک مذکور ہے بلکہ ایک تاریخی واقعہ بھی لکھا ہے کہ کرشنا نو راجہ نے حکومت کے غرور میں اتھروید جسکے شروع کا منتر شنو دیوی ابھشٹے ہے اپنے راج میں بند کردیا۔ اسواسطے ہوم نے اس کو تخت سے اُتار دیا۔ (دیکھو ہوم بشٹ کی ۱۸ ویں آیت کا پاٹ ژند اوستھا) اس پر فاضل ہاگ صاحب نے لکھا ہے کہ کرشنانو کا ایک ایساہی اور بھی بیان آریہ ورت کے پرانے پستکوں میں بھی ہے دیکھو ایتری برہمن (۳-۲۶) پس صاف ظاہر ہے کہ یہ حصہ ژند اوستھا میں ایتری براہمن سے لیا گیا اور ایتری براہمن اور ژند اوستھا دونوں سے قدیم وید ہیں۔

وجہ دوم۔ محقق فضلاء غیر مذاہب نے جنہوں نے آریہ ورت کے ویدک دھرم اور ایران کے پارسی مذہب کی بابت تحقیقات کی ہے انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ آریہ لوگ آریہ ورت سے اُٹھکر ایران میں آباد ہوئے۔ چنانچہ محقق پروفیسر میکس میولر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ پارسی لوگ بھی آریہ ورت سے اُٹھکر ایران میں آباد ہوئے" (سائنس آفدی لنگویج صفحہ ۲۸۸)۔

دارا بادشاہ کہتا ہے کہ میں آریہ ہوں اور آریوں کی اولاد سے ہوں۔ کیونکہ اُس کے پردادا کا نام ایریا المتیا تھا" (سائنس آفدی لنگویج صفحہ ۲۸۰) یہ دارا بادشاہ دارا سکندر سے بہت پہلے گذرا ہے۔

آمریکہ کے ایک مشہور فاضل فرماتے ہیں۔ منوجی مصری۔ ایرانی۔ یونانی اور رومن قانون کی بنیاد کے باعث ہوئے اور منو کے قوانین کا اثر یورپ کے کل قوانین سیاست مدنی میں اب تک پایا جاتا ہے (رسالہ بائبل ان انڈیا)۔

وجہ سوم۔ بیاس جی کا پارسی فرسندرج کیش یعنے پیغمبر زرتشت کے پاس بمقام بلخ جانا اور اس سے مباحثہ کرنا (مفصل دیکھو تکذیب براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۹) حالانکہ بیاس جی سے بہت پہلے براشر۔ کشپ یا گولک۔ وشنشٹ وشوامتر۔ رامچندر۔ جنک۔ گوتم۔ کپل۔ کناد۔ منی وغیرہ ہو چکے ہیں اور وہ سب ویدک دھرم کے ماننے والے تھے اور رشی دیوسوت۔ سوایمبھو وغیرہ منو اور اُنسے بھی وید پہلے موجود تھے۔

وجہ چہارم۔ اُن کا آریہ کہلانا۔

وجہ پنجم۔ مسئلہ تناسخ کا قایل ہونا اور جیو کو انادی ماننا اور پرکرتی کو بھی۔ دیکھو دساتیر مرشد آباد وحشوراں حشور آیتہ ۶۷ و ۶۸۔

وجہ ششم۔ گوشتخوری کے ترک کو ضروری جاننا اور گوشت نہ کھانا دیکھو آیتہ ۱۳۶ و ۱۳۷۔

وجہ ہفتم۔ چار ورنوں کا ماننا اور اُس کا ویدک قاعدہ کے مطابق ہونا اور نئے ناموں سے نامزد ہونا (دساتیر آسمانی بفراز آباد حشوراں و حشور آیت ۱۴۵ صفحہ ۳۴)۔

وجہ ہشتم۔ اگنی ہوتر کرنا اور آگ کو خدا نہ ماننا بلکہ ہوا کے صاف کرنیوالی چیز جاننا

وجہ نہم۔ سنسکرت زبانیں جو کل زبانوں کا مخرج ہے اُسکا پارسی سے زیادہ نسبت رکھنا

وجہ دہم۔ خاصکر گئو رکھشا کرنا اور گوبر کے وہی مشہور فواید جو علم طب کے رو سے ضروری ہیں ماننا (دیکھو ژند پاژند مطبوعہ ایران اصل دری زبان میں اور اُس کا ترجمہ بزبان فارسی)۔

وجہ یازدہم۔ یگیوپویت یعنے زنار پہننا۔

وجہ دوازدہم۔ مردہ کو جلانا۔ (دیکھو نامہ وحشوراں وحشور فراز آباد آیت ۱۵۴) پس کسی طرح بھی وید سے وہ قدیم نہیں اور نہ وید اُن سے نوین ہیں۔ بلکہ یہ مندرجہ بالا شہادتوں سے صاف ظاہر ہے کہ پارسی کیا تمام دنیا کے مذاہب اور سب جہان کی

کتابیں ویدوں سے مابعد کی ہیں پس ثابت ہوا ہمارا دعوے کہ وید نے کسی مذہب یا کتاب سے کچھ نہیں چورایا۔ بلکہ سب نے جو کچھ سچائی یا صداقت یا ہدایت کی وہ وید مقدس سے حاصل کی۔ اس کے ساتھ (دیکھو تاریخ دنیا جلد اول و دوم)۔

جان شکسپیر صاحب کے کوش میں ہندو شبد کا ارتھ لکھا ہے کہ نگرو حبشی۔ بلاک ارسین۔ انڈین۔ ایتھوا۔ ایتھوپئین"۔ اور جنیٹو کا ارتھ وو بسٹر صاحب کی بڑی ڈکشنری میں اسکا اصل ارتھ جنیٹاہل ہے اور جنیٹاہل ہوون اور پیگن یہ سب نام کافر کے ہیں۔

رچرڈس صاحب کی عربی۔ فارسی۔ انگریزی ڈکشنری میں ہندو کا ارتھ چاکر۔ داس ڈاکو۔ ناستک۔ چوکیدار اور چہرہ پر کالے تل کے گئے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۶۹۲)۔

سکندرنامہ میں خط دارا بجانب سکندر میں لکھا نامہ۔

ترا آن بہ اے سرور رومیاں ۔ بخدمت چو ہندو بہ بندی میاں

(ہندو بمعنے غلام)

سکندرنامہ میں بذکر جشن نوشابہ لکھا ہے:۔

زہندوستان آمدہ جوزنے ۔ زہر جوزدہ سوختہ خرمنے

(ہندوستان بمعنے کوئلہ کی دوکان اور ہندو بمعنے کوئلہ)

پھر اسی میں ہے:۔

زہندو زنے خانہ پرخون شدہ ۔ ہمہ آبنوسش بتر خوں شدہ

(ہندو بمعنے جادوگر)

بہار دانش میں ہے:۔

گردست زلف مشکینت خطائے رفت رفت ۔ وزہندوئے شمابر من جفائے رفت رفت

(ہندو بمعنے خال سیاہ)

مسلمانوں نے پارسیوں کا نام گبر بمعنے کافر رکھا۔ افریقہ کے اتھوپیا دیش کا نام حبش رکھا (بمعنے غلام) افریقہ کے دکھن دیش کا نام کافریہ رکھا۔ یورپ والوں کا ترسا یعنے ڈرپوک وناستک رکھا افغانستان کے اصلی باشندوں کا نام کافر اور ملک کا نام کافرستان رکھا

۶۲۔ تکذیب لقمان اور سکندر کے قصص نے (دور از قیاس) یونانیوں کی تواریخوں سے جلوہ دکھایا۔

لقمان اور ابراہیم کا قصہ اور محمدی جہاد کا مختصر ثبوت۔

۶۳۔ مولوی۔ سنئے صاحب قرآن نے لقمان کا قصہ جہاں بیان کیا ہے اس سورۃ کا نام سورہ لقمان ہے۔ جو اکیسواں سیپارہ میں موجود ہے مہربانی کرکے وہ قصہ سنئے آپ کو اپنے انصاف اور نیک نیتی اور استعداد عربی کا خود بخود پتہ لگ جاویگا (آگے لقمان کی نصیحتوں کو جو اُس نے اپنے بیٹے کو دیں بیان کیا ہے) ان آیات کریمہ پر غور فرمائیے اور داد دیجئے نہ صرف داد بلکہ قبول فرمائیے میں آپ کو حق کی طرف بلاتا ہوں اور بے انصافی کے سخت وبال سے آگاہ کرتا ہوں۔ دیکھو مرنا ہے اور بھلائی بُرائی کا نتیجہ پانا ہے۔ کیا یہ دور از قیاس ہے۔

آریہ۔ مولوی صاحب افسوس کہ آپنے اب تک بھی راستی کی قدر نہ کی۔ اور نہ تفاسیر قرآنی کا مطالعہ فرمایا۔ دیکھئے وہ صاف طور پر دبی زبان سے ہمارے بیان کی تصدیق کر رہی ہیں۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ "آوردہ اند کہ قصہ لقمان حکیم وو صاحب نزد یہود شہرتے عظیم داشت و عرب دراہر مہمے کہ رجوع بدیشاں کردندے از حکمتہائے لقمان برائے ایشان مثل زدندے الخ" (صفحہ ۱۸۴ جلد ثانی) اس سے آگے چل کر لقمان کی بابت جو تفسیروں میں اختلاف ہے وہ دکھلایا ہے کوئی نبی کہتا ہے کوئی حکیم اُس کے موطن میں بھی اختلاف اُسکی ولدیت و قومیت وغیرہ میں

بھی اختلاف ہے پس صاف ظاہر ہے کہ یہود اُس کے تمام حالات سے واقف تھے اور محمد صاحب کی موجودگی میں اُسکی حکمتوں اور نصیحتوں کے حالات لوگوں کو سناتے تھے جن کی حد دس ہزار تک تھی اور ایک سو نصیحت اُسکی جو اُس نے اپنے بیٹے کو دی وہ ایک مشہور کتاب بھی ہے۔ وہ ساری یہودیوں میں موجود تھیں لیں صاف ظاہر ہے کہ محمد صاحب نے یہودیوں سے سنکر قرآن میں درج کردیں اور جب یہود کی پاس دس ہزار تک تھیں تو یہ دس بارہ نصیحتیں کس شمار میں ہیں جن کے واسطے اس کی ضرورت ماننی چاہیئے پس وہی بات درست ہے جو ہم نے تکذیب میں درج کی ہے کہ لقمان کے قصہ نے یونانیوں کی تاریخوں سے جلوہ دکھایا اور کچھ سنی سنائی باتوں پر عمل فرمایا باقی رہا یہ کہ آپ اس قصہ کو دوراز قیاس سمجھ بیٹھے ہیں یہ آپ کی علمیت کا معاف رکھئے قصور ہے تکذیب کی عبارت پھر پڑھیئے وہ دوراز قیاس یونانیوں کی تواریخوں کے حق میں ہے کہ وہ دوراز قیاس ہیں۔ اُن سے قرآن کے جامع عثمان نے یا محمد صاحب نے نقل کرلیا۔ سُنکر یا دیکھکر۔ اور اسی واسطے اس میں بڑا سخت اختلاف ہے (مفصل دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۱۰۴)۔

سکندر کے بے بنیاد قصہ کے سبب سے ہم نے اُن کو خاصکر دوراز قیاس کہا ورنہ کوئی وجہ نہیں تھی اور درحقیقت وہ دوراز قیاس ہی نہیں بلکہ اصلی حالات سے مخالف ہے

ابراہیم کا قصہ۔ ہم نے تکذیب صفحہ ۱۸۰ پر لکھا تھا کہ قرآن میں صرف پرانے لوگوں کے بائیبل وغیرہ سے منقول قصہ جات بھرے ہیں اور اسی لحاظ سے لوگ اُسے قصص الاولین کہتے ہیں۔ اسپر مولوی صاحب فرماتے ہیں :-

۲۸۷- ابراہیم کا قصہ اس وقت سُنا دیتے ہیں اور انصاف مانگتے ہیں کہ کیا یہ کہانی لغو ہے یا تمام بلند پردازیوں کی ترقیوں کی جڑ ہے۔ اس سے آگے سورۃ بقر ومریم وشعراسے نقل کرکے کہانی لکھی ہے) اور کچھ ذکر صفحہ ۳۲۵ و ۳۲۶ پر بھی کیا ہے)

آریہ- آپ نے یہاں بھی ہم سے چالاکی کی یا پبلک سے داؤ کھیلا یعنے صرف ایک مہمل سی بات لکھدی اور سارا فضول قصہ نقل نہیں کیا۔ لیجئے ہم سے سُن لیجئے اور انصاف کیجئے :-

سورۃ انعام- واذ قال ابراھیم لابیہ ازر اتتخذ اصنا انی اریک وقومک فی ضلل مبین ہ وکذالک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین ہ فلما جن علیہ الیل رآ کوکبا قال ھذا ربی فلما افل قال لا احب الافلین ہ فلما را القمر بازغا قال ھذا ربی فلما افل قال لئن لم یھدنی ربی لا کونن من القوم الضالین ہ فلما را الشمس بازغۃ قال ھذا ربی ھذا اکبر۔ فلما افلت قال یقوم انی بری مما تشرکون ہ انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ہ وحاجہ قومہ قال اتحاجونی فی اللہ وقد ھدان ولا اخاف ما تشرکون بہ الا ان یشاء ربی شیئا وسع ربی کل شی علما افلا تتذکرون وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم باللہ ما لم ینزل بہ علیکم سلطنا فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون ہ الذین امنو ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولیک لھم الامن وھم مھتدون ہ وتلک حجتنا اتینھا ابراھیم علی قومہ نرفع درجت من نشاء ان ربک حکیم علیم ہ **ترجمہ** اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر کو تو کیا پکڑتا ہے مورتوں کو خدا میں دیکھتا ہوں تو اور تیری قوم صریح بہکی ہو اور اس طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمان اور زمین کی اور تا اُس کو یقین آوے۔ پھر جب اندھیری آئی اُس پر رات دیکھا ایک تارا بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غایب ہوا بولا مجھ کو خوش نہیں آتے چھپ جانیوالے۔ پھر جب دیکھا چاند چمکتا بولا یہ ہے رب میرا۔ پھر جب وہ غایب ہوا بولا اگر نہ راہ دے مجھکو رب میرا تو بے شک میں رہوں بھکنے والے لوگوں میں۔ پھر جب دیکھا سورج جھلکتا۔ بولا یہ ہے رب میرا یہ رب بڑا پھر جب وہ غایب ہوا بولا اے قوم میں بیزار ہوں اُن سے جن کو تم شریک کرتے ہو میں نے اپنا منہ کیا اسکی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین ایک طرف کا ہو کر اور میں نہیں شریک کرنیوالا۔ اور اُس سے جھگڑی قوم بولا تم مجھ سے جھگڑتے ہو اللہ پر اور وہ مجھکو سوجھا چکا اور میں ڈرتا نہیں اُن سے جنکو شریک ٹھہراتے ہو اُسکا مگر کہ میرا رب کچھ چاہے سمائی ہے میرے رب کی علم میں سب چیز کو کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو اور میں کیونکر ڈروں تمہارے شریکوں سے اور تم نہیں ڈرتے کہ شریک ٹھہراتے ہو اللہ کے ساتھ جسپر نہیں اُتاری اُسنے تم کو کچھ سند اب فرقوں میں کس کو چاہیئے خاطر جمع کہو اگر سمجھ رکھتے ہو جو لوگ یقین لائے اور ملائی نہیں اپنے یقین میں کچھ تقصیر انہی کو اپنی خاطر جمع اور وہی ہیں راہ پائے اور یہ ہماری دلیل ہے۔ کہ ہم نے دی ابراہیم کو اُس کی قوم کے مقابل درجے بلند کرتے ہیں ہم جس کو چاہیں تیرا رب تدبیر والا ہے خبردار ؁

سورۃ بقر- الم تر الی الذی حاج ابراھیم فی ربہ ان اتیہ اللہ الملک اذ قال ابراھیم ربی الذی یحی ویمیت انا احی وامیت قال ابراھیم فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب فبھت الذی کفر واللہ لا یھدی القوم الظلمین ہ واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تومن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءا ثم ادعھن یاتینک سعیا ہ واعلم ان اللہ عزیز حکیم ہ **ترجمہ** تو نے نہ دیکھا وہ شخص جو جھگڑا ابراہیم سے اُسکے رب پر واسطے یہ کہ دی تھی اُس کو اللہ نے سلطنت جب کہا ابراہیم نے میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے کہا ابراہیم نے اللہ تو لاتا ہے سورج کو مشرق سے پھر تو لے آ اُسکو مغرب سے تب حیران رہگیا وہ منکر اور اللہ نہیں رہ دیتا بے انصاف لوگوں کو۔ اور جب کہا ابراہیم نے اے رب دکھا مجھکو کیونکہ جلاویگا تو مردے فرمایا کیا تو نے یقین نہیں کیا کہا کیوں نہیں لیکن اسواسطے کہ تسکین ہو میرے دل کو فرمایا تو پکڑ چار جانور اوڑتے پھر اُنکو ہلا اپنے ساتھ پھر ڈال ہر پہاڑ پر اُن کا ایک ایک ٹکڑا پھر اُنکو پکار کہ آویں تیرے پاس دوڑتے اور جان لے کہ اللہ زبردست ہے حکمت والا۔

سورۃ شعرا- واتل علیھم نبا ابراھیم ہ اذ قال لابیہ وقومہ ما تعبدون ہ قالوا نعبد اصناما فنظل لھا عاکفین ہ قال ھل یسمعونکم اذ تدعون او ینفعونکم او یضرون ہ قالوا بل وجدنا اباءنا کذلک ہ قال افرءیتم ما کنتم تعبدون ہ انتم واباءکم الاقدمون ہ فانھم عدو لی الا رب العلمین ہ الذی خلقنی فھو یھدین ہ والذی ھو یطعمنی ویسقین ہ واذا مرضت فھو یشفین ہ والذی یمیتنی ثم یحیین ہ والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین رب ھب لی حکما والحقنی بالصلحین ہ واجعل لی لسان صدق فی الاخرین ہ واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم ہ واغفر لابی انہ کان من الضالین ہ ولا تخزنی یوم یبعثون ہ یوم لا ینفع مال ولا بنون ہ

الا من اتی اللہ بقلب سلیم ٭ وازلفت الجنۃ للمتقین ٭ وبرزت الجحیم للغوین
وقیل لھم اینما کنتم تعبدون ٭ من دون اللہ ھل ینصرونکم او ینتصرون
فکبکبوا فیھا ھم والغاون وجنود ابلیس اجمعون ٭ قالو وھم فیھا یختصمون
تاللہ ان کنا لفی ضلل مبین ٭ اذ نسویکم برب العلمین ٭ وما اضلنا الا المجرمون
فما لنا من شافعین ٭ ولا صدیق حمیم ٭ فلو ان لنا کرۃ فنکون من المومنین
ان فی ذالک لاٰیۃ وما کان اکثرھم مومنین ٭ وان ربک لھو العزیز الرحیم

ترجمہ اور سنا ان کو خبر ابراہیم کی جب کہا اپنے باپ کو اور اُس کی قوم کو تم کیا پوجتے ہو وہ بولے ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پھر سارے دن ان پاس لگے بیٹھے رہیں۔ کہا کچھ سنتے ہیں تمہارا جب پکارتے ہو۔ یا بھلا کرتے ہیں تمہارا یا بُرا۔ بولے نہیں پر ہم نے پائے اپنے باپ دادے یہی کرتے کہا بھلا دیکھتے ہو جن کو پوجتے رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے اگلے سو وہ میرے غنیم ہیں۔ مگر جہان کا صاحب جس نے مجھکو بنایا سو وہی مجھ کو سوجھ دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوں وہی چنگا کرتا ہے اور وہ جو مجھکو ماریگا اور پھر جلاویگا اور وہ جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر دن انصاف کے اے رب دے مجھکو حکم اور ملا مجھکو نیکوں میں اور رکھ میرا بول سچا پچھلوں میں اور اگر مجھ کو وارثوں میں نعمت باغ کے اور معاف کر میرے باپ کو وہ تھا راہ بھولوں میں اور رسوا نہ کر مجھکو جس دن جی کر اٹھیں جس دن نہ کام آوے کوئی مال نہ بیٹے۔ مگر جو کوئی آیا اللہ پاس لیکر دل چنگا۔ اور پاس لائی بہشت واسطے ڈر والوں کے اور نکالی دوزخ سامنے بیراہوں کے اور کہئے ان کو کہاں ہیں جنکو پوجتے تھے اللہ کے سوائے کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری یا بدلہ لے سکتے ہیں۔ پھر اوندھے ڈالے اُس میں وہ اور سب بیراہ اور لشکر ابلیس کے سارے۔ کہینگے جب وہ وہاں جھگڑتے لگیں۔ قسم اللہ کی ہم تھے صریح غلطی میں جب تمکو برابر کرتے تھے جہاں کے صاحب کے اور ہم کو راہ سے بھلایا سو ان گنہگاروں نے پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنیوالا اور نہ کوئی دوست محبت کرنیوالا سو کسی طرح ہمکو پھر جانا ہو تو ہم ہوں ایمان والوں میں اس بات میں نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

سورۃ الانبیاء۔ ولقد اٰتینا ابراھیم رشدہ من قبل وکنا بہ علمین ٭ اذ قال لابیہ وقومہ ماھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون قالو وجدنا اٰباءنا لھا عبدین ٭ قالو لقد کنتم انتم واٰباؤکم فی ضلل مبین ٭ قالوا اجئتنا بالحق ام انت من اللعبین ٭ قال ربکم رب السموٰت والارض الذی فطرھن وانا علی ذالکم من الشھدین ٭ وتاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین ٭ فجعلھم جذاذا الا کبیرا لھم لعلھم الیہ یرجعون ٭ قالو من فعل ھذا بالھتنا انہ لمن الظلمین ٭ قالوا سمعنا فتی یذکرھم یقال لہ ابراھیم ٭ قالوا فاتوا بہ علی اعین الناس لعلھم یشھدون ٭ قالوا ءانت فعلت ھذا بالھتنا یا ابراھیم ٭ قال بل فعلہ کبیرھم ھذا فسئلوھم ان کانوا ینطقون ٭ فرجعوا الی انفسھم فقالوا انکم انتم الظلمون ٭ ثم نکسوا علی رءوسھم لقد علمت ما ھولاء ینطقون ٭ قال افتعبدون من دون اللہ ما لا ینفعکم شیئا ولا یضرکم ٭ اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ افلا تعقلون ٭ قالوا حرقوہ وانصروا الھتکم ان کنتم فعلین ٭ قلنا یانار کونی بردا وسلما علی ابراھیم ٭ وارادوا بہ کیدا فجعلنھم الاخسرین ٭ ونجینہ ولوطا الی الارض التی برکنا فیھا للعلمین ٭ ووھبنا لہ اسحق ویعقوب نافلۃ وکلا جعلنا صلحین ٭

ترجمہ اور آگے دی تھی ہم نے ابراہیم کو اُس کی نیک راہ اور ہم رکھتے ہیں اُسکی خبر۔ جب کہا اُس نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیا مورتیں ہیں جن پر تم لگے بیٹھے ہو۔ بولے ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو انہیں کو پوجتے بولا مقرر رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے صریح غلطی میں بولے تو ہم پاس لایا ہے سچی بات یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے بولا نہیں پر رب تمہارا وہی ہے۔ رب زمین اور آسمان کا جسنے اُن کو بنایا اور میں اسی بات کو قائل ہوں اور قسم ہے اللہ کی میں علاج کرونگا تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر پھر کر ڈالا ان کو ٹکڑے مگر ایک بڑا اُن کا کہ شاید اُس پاس پھر آویں کہنے لگے کس نے کیا یہ کام ہمارے ٹھاکروں سے وہ کوئی بے انصاف ہے وہ بولے ہم نے سنا ہے ایک جوان اُن کو کچھ کہتا ہے۔ اُس کو ابراہیم کہتے ہیں۔ ابراہیم وہ بولے اُسکو لے آؤ لوگوں کے سامنے شاید وہ دیکھیں۔ بولے کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے ٹھاکروں پر اے ابراہیم بولا نہیں پر یہ کیا اُنکے اُس بڑے نے سو اُن سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں پھر سوچے اپنے جی میں۔ پھر بولے لوگو تم ہی بے انصاف ہو۔ پھر اوندھے ہوئے ڈالکر تو تو جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہیں۔ بولا کیا پھر تم پوجتے ہو اللہ سے دیسے ایسے کو کہ تمہارا کچھ بھلا کرے نہ بُرا۔ بیزار رہوں میں تم سے اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا۔ کیا تم کو بوجھ نہیں بولے اسکو جلاؤ اور مدد کرو۔ اپنے ٹھاکروں کی اگر کچھ کرتے ہو ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور آرام ابراہیم پر اور چاہنے لگے اُسکا بُرا پھر اُنہیں کو ہمنے ڈالا نقصان اور بچا لکالا ہم نے اُسکو اور لوط کو اُس زمین کی طرف جس میں برکت رکھی ہمنے جہان کیواسطے اور بخشا ہمنے اُسکو اسحاق اور یعقوب یا انعام میں اور سب کو نیک بخت کیا

اس کے متعلق تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ "پیراہن خلیل کہ تعویذ وار بر بازو داشت وپوشانید" (صفحہ ۲۱۷ جلد اول سورۃ نور)۔

اسی میں ہے :۔

بہ تعویذ اندرش پیراہنے بود	کہ جدش را آرائش بامنے بود
فرستادش بتر ساروح رضواں	ازانروشد بروآتش گلستان
رسید از سدرہ جبرئیل امیں زود	زبازوے وے تعویذ بکشود
بروں آورد آنجا پیرہن را	بداں پوشید آں پاکیزہ تن را

سورۃ مریم۔ واذکر فی الکتب ابراھیم انہ کان صدیقا نبیا اذ قال لابیہ یابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا ٭ یابت انی قد جاءنی من العلم ما لم یاتک فاتبعنی اھدک صراطا سویا ٭ یابت لا تعبد الشیطن ان الشیطن کان للرحمن عصیا ٭ یابت انی اخاف ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطن ولیا ٭ قال اراغب انت عن الھتی یا ابراھیم لئن لم تنتہ لارجمنک واھجرنی ملیا ٭ قال سلم علیک ساستغفر لک ربی انہ کان بی حفیا ٭ واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ وادعوا ربی عسی الا اکون بدعاء ربی شقیا ٭ فلما اعتزلھم وما یعبدون من دون اللہ وھبنا لہ اسحق ویعقوب وکلا جعلنا نبیا ٭ ووھبنا لھم من رحمتنا وجعلنا لھم لسان صدق علیا۔

ترجمہ اور مذکور کر کتاب میں ابراہیم کا بے شک تھا وہ سچا نبی۔ جب کہا اپنے باپ کو اے میرے باپ کیوں پوجتا ہے جو چیز نہ سُنے نہ دیکھے اور نہ کام آوے تیرے کچھ اے باپ میرے مجھکو آئی خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل سوجھا دوں تجھکو راہ سیدھی اے باپ میرے مت پوج شیطان کو بے شک

شیطان ہے رحمٰن کا بے حکم۔ اے باپ میرے میں ڈرتا ہوں کہیں آلگے تجھکو ایک آفت رحمٰن سے پھر تو ہو جاوے شیطان کا ساتھی وہ بولا کیا تو پھرا ہوا ہے میرے ٹھاکروں سے اے ابراہیم اگر تو نہ چھوڑیگا تو تجھکو پتھروں سے مارونگا۔ اور مجھ سے دور جا ایک مدت کہا تیری سلامتی رہے میں گناہ بخشواؤنگا تیرا اپنے رب سے بے شک وہ ہے مجھ پر مہربان اور کنارہ پکڑتا ہوں تم سے اور جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوائے اور میں پکارونگا اپنے رب کو امید ہے کہ نہ رہونگا اپنے رب کو پکار کر محروم۔ پھر جب کنارے ہوا اُن سے اور جنکو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا۔ بخشا ہم نے اُسکو اسحٰق اور یعقوب اور دونوں کو نبی کیا اور دیا ہم نے اُنکو اپنی مہر سے اور رکھا اُنکے واسطے سچا بول اونچا"۔

افسوس کہ محمد صاحب اور اُن کے جانشینوں نے بیگناہ لاکھوں مردوں اور عورتوں اور بچوں کو تباہ کیا اور گردن مارا۔ خدا کا خوف بالکل نہ کیا اور یہ نہ سوچا بقول فردوسی :-

بکردار بد تیز بشتا فتے	مکافات بد را بدی یا فتے
کنوں روز بادا فرہ زیر دست	مکافات بد را زیزداں بہ بست
زکردار بد بر سرش بد رسید	مجوا سے پسر بند بد را کلید
چہ جوئی بدانی کہ از کار بد	بفر جام بر بد کنش بد رسد
چنیں گفت موبد بہ بہرام تیز	کہ خونِ سرِ بیگناہاں مریز
نگہ کن کہ تا تاج با سر چہ گفت	کہ با مغزت اے سر خرد باد جفت
مکن بد کہ بینی بفرجام بد	زبد گرد د اندر جہاں نام بد
بگیتی ہمی باش با ترک و باک	نیایش ہمے کن بیزدانِ پاک
ہمیں ست فرمان یزداں پناہ	کہ ہر کس کہ ببرد سر بے گناہ
سرش را ببرند بے ترس و باک	سپارند ناپاک دل را بخاک

جہاد۔ اگرچہ اس مضمون پر ہمنے مفصل رسالہ علیحدہ شایع کردیا ہے جسکا نام ہی جہاد ہے۔ مگر یہاں ہم مولوی صاحب کے بقیہ دعاوی کی تردید ضروری جانتے ہیں

۷۴۔ مولوی میں بڑی جرات سے کہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام اور اُنکے رشد جانشینوں کے زمانے میں کوئی شخص جبر اور اکراہ سے مسلمان نہیں کیا گیا۔

آریہ۔ داناؤں نے سچ کہا ہے۔

ہر کہ گردن بدعوے افراز د	خویشتن را بگردن انداز د

لیجئے ہم آپ کو نہایت واضح ثبوت دیتے ہیں۔ محمد صاحب[۱] کے وقت میں بلکہ اُن کے سامنے ابوسفیان جبراً مسلمان کیا گیا اور خلفا[۲] کے حکم اور زمانہ میں مندرجہ ذیل لوگ جبراً مسلمان کئے گئے۔ جاپان نام ایک بہادر ایرانی خلیفہ عمر کے وقت اور جرجان کا علاقہ علاقہ خلیفہ عثمان کے وقت اور گنگی سوقبطی خلیفہ عمر کے وقت جبراً مسلمان کئے گئے اُن کے علاوہ اور بھی صدہا آدمی ہیں مگر ہم نے مشتے نمونہ خروارے عرض کردیا۔

۷۵۔ بلکہ محمود اور عالمگیر کے زمانے میں بھی کوئی شخص عاقل و بالغ جبر سے مسلمان نہیں کیا گیا۔ دُنیا میں تاریخ موجود ہے۔ صحیح تاریخ سے اس الزام کو ثابت کیجئے میں نے تاریخ کو اچھی طرح دیکھ بھال کر یہ دعوے کیا ہے۔

آریہ۔ مسلمانوں کے خوش کرنے کے واسطے ایسے فضول دعوے آپ کے کام نہیں آوینگے لیجئے اُن کی تردید سُن لیجئے :-

محمود نے سکھپال کو مسلمان کیا مگر جب وہ بلخ کی طرف گیا تو وہ پھر پیچھے ہندو بنگیا اور اورنگ زیب نے سنبھاجی پسر سیواجی کو جبراً مسلمان کرنا چاہا مگر جب اُسنے انکار کیا تو قتل کیا۔ غرض کہاں تک کہوں میری بنائی ہوئی کتاب "مسئلہ جہاد" میں آپکے تمام دعاوی کی تردید موجود ہے تاریخ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ محمود کا ہند کی دولت پر تو دانت تھا ہی مگر ساتھ ہی یہ بھی آرزو تھی کہ بڑے بڑے بانکے راجپوتوں کو تلوار کے زور سے دین اسلام میں داخل کرے اور اسکا سبب زیادہ تر یہ ہوا کہ خلیفہ بغداد نے اُسکے مذہبی جوش کو دیکھکر ایک گرانبہا خلعت اُس کے پاس بھیجا اور امین الملتہ و یمین الدولتہ کا خطاب دیا تھا۔ پس محمود نے یہ عہد کرلیا کہ دین اسلام کے پھیلانے کے لئے ہر سال ہندوستان پر حملہ کرونگا (دیکھو مختصر تاریخ ہند صفحہ ۴۸ و تاریخ ہندوستان لینتھبرج صاحب صفحہ ۸۶ و آئینہ تاریخ نما صفحہ ۸)۔

ایک اور فاضل نے لکھا ہے۔ "محمود نے ہندوستان کا سبق جو باپ سے پڑھا تھا وہ کبھی نہ بھولا اور بار بار چڑھائی کی اِسکے دو سبب تھے اول یہ کہ ہندوستان میں اسلام پھیلائے دوسرے یہ کہ ہندوستان کا مال و دولت سمیٹ کر لائے" (صفحہ ۸۷)۔

"محمود نے سورما سوار اور جانباز بہادر چن کر ایک لشکر عظیم آراستہ کیا اور روانہ ہوا ہزاروں مسلمان ساتھ ہوئے جو فقط دین کے نام پر تلواریں اُٹھاتے تھے اور اسلام کے کام پر جانوں کا دینا ایمان سمجھتے تھے" (صفحہ ۸۸)۔

"یہاں کئی راجا بڑی بڑی فوج لے کر آئے اور لڑائی کا میدان گرم ہو۔ ادھر دین لڑ رہا تھا ادھر دھرم مقابلہ میں اڑ رہا تھا۔" (صفحہ ۱۸۱)۔

"اس کے عہد میں غزنی کو دیکھ کر ہندوستان یاد آتا تھا کیونکہ جو غریب آدمی تھا اسکے گھر میں بھی تین چار لونڈی غلام ہندوستان کے بولتے دکھائی دیتے تھے اور یہی لوگ گلی کوچوں میں پھرتے نظر آتے تھے غزنی کے بازاروں میں ایک ایک بندۂ خدا دو دو روپیہ کو بک گیا" (صفحہ ۹۰) افسوس صد ہزار افسوس آپکو باوجود اسقدر روشنی کے کچھ نہیں سوجھتا ایک جگہ آپنے بھی محمد صاحب کی تعریف میں فرمایا ہے وہ جو مشرک اور کافر کو تیغ بے دریغ کا عرضہ بنانے سے تذبذب نہیں کرتا جس کے ادنے سے خادم نے سومنات کے ایسے شرک گڈہ کو حرف غلط کی طرح صفحہ عالم سے حک کردیا (دیکھو صفحہ ۲۳۰ سطر ۲۲ و ۲۳ و ۲۴)

۷۶۔ مولوی [معجزات قرآنی کی تردید] محمدی معجزات کی بابت مجھ سے سُن لیجئے۔

اول تو آپنے خود تکذیب کے صفحہ ۱۶۳ میں کئی آیات لکھدی ہیں جن سے آپنے اپنے خیال میں ثابت کرلیا ہے کہ قرآن شریف میں محمد صاحب نے معجزات سے انکار فرمایا۔ آپنے کتاب نسخہ خبط احمدیہ میں اور ایسے دلائل دیئے ہیں جن سے بزعم خود ثابت کرلیا ہے کہ محمد صاحب نے معجزہ سے انکار فرمایا پس میں کہتا ہوں کہ اگر محمد صاحب نے معجزہ سے انکار فرمایا تو آپکا اعتراض کس قدر خوبی کا رہا اور بطریق اولے آپکے قول کے موافق اسلام ہر قسم کے شعبدوں سے بری ٹھہرا۔

آریہ۔ داؤد۔ سلیمان۔ موسیٰ۔ ابراہیم۔ نوح۔ عیسیٰ اور الیاس کے حواریوں کے توصدہا معجزے قرآن میں بھرے پڑے ہیں۔ یہ کیوں ؟ صرف عیسائیوں اور یہودیوں کے

---

[۱] تاریخ انبیا صفحہ ۳۵۴ و ۳۵۵ سنہ ۱۲۸۲ء اور کتاب سیرت الرسل و رسالہ بدر الاسلام فارسی صفحہ ۲۶۔

[۲] تاریخ انبیا صفحہ ۴۱۲۔ اور جہاد صفحہ ۳۵۔ اور تاریخ فرشتہ صفحہ ۱۶ فتوح المصر صفحہ ۹۵ سنہ ۱۲۸۶ء۔

تفسیر حسینی سورۃ توبہ میں لکھا ہے "والمولفتہ قلوبھم کہ بہم آوردہ شدہ است کہ دلہائے ایشان سوئے اسلام آورند۔ امانیتہائے ایشان ہنوز خالص نیست پس بجہت تالیف دل ایشاں را محظوظ باید ساخت و مولف قلوب اشراف عرب بودند کہ حضرت رسالت پناہ نظر بر الفت دلہائے ایشاں بدین حق و ترقب اسلام امثال ایشاں را از غنایم حنین قسمتے کامل دادے چوں ابوسفیان و عتبہ بن حصن در قرع بن جالس وغیرہ آن چوں سہم مولفت قلوب برائے ایں اغراض بودند کہ مذکور شد بعد از ظہور اسلام و غلبہ مسلمانان باجماع صحابہ ساقط شدہ است (صفحہ ۲۶۰ جلد اول) پھر لکھا ہے آوردہ اند کہ جلاس و اصحاب او چوں رفاع و سماک و دیگر منافقان کہ بظاہر ایمان آوردہ بودند و نیز ایشاں از کینہ سینہ عالم خالی نبودند در خلافت آنحضرت را بچیزہائے کہ زبان را حد ادائے آن نیست نسبت میکردند یکے گفت خاموش باشید۔ اگر سمع آنحضرت را جمع سمار شور شوند (صفحہ ۲۶)"۔

خوش کرنے اور توریت و انجیل کی تصدیق کیواسطے تاکہ وہ کسی طرح ہماری دین کے قایل ہوں مگر نہ ہوئے ۔ خود مصنف قرآن نے اُنکے معجزات کی تردید بھی نہیں کی ۔ تو پھر محمدؐ صاحب اُنسے افضل کیسے ہو سکتے ہیں ۔ محمد صاحب کو معجزہ والا ہی ثابت کرنیکی غرض سے مرزا صاحب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے ہم اُنکا مطلب بھی (رموز عاشقاں عاشق بداند) سمجھ گئے تھے وہ اپنی نبوت کیطرف لوگونکو جھکانا اور صلی اللہ علیہ وسلم کہلانا چاہتے تھے آپکی پیر و مرشد مرزا صاحب مجدد قادیانی نے کتنے ہاتھ پاؤں مارے اور کتنے روپے اشتہاروں پر بگاڑے مگر کیا کامیاب ہوئے ہرگز نہیں ۔ ذرا بھی نہیں احادیث محمدیہ جن معجزات بھرے پڑے ہیں اور کتب اسلامیہ جو محمد صاحب کے مریدوں نے تصنیف کی ہیں انمیں لوگونکو بہکانے کیغرض سے ہزاروں کرامتیں درج کر دی ہیں اور صدہا جھوٹھی حدیثیں بنا کر اُنکو تمام انبیاء اولین و آخرین سے افضل ٹھہرایا اور اسلام کا خاکہ معجزات کی زمین پر جمایا اور شعرا نے اُسپر کیسی طرح کا سنہری اور روپہری رنگ چڑھایا ہمکو تو اول سے ثابت ہے اور آپکے قوم سے بھی ہویدا ہو گیا کہ وہ بے معجزہ تھے کوئی کرامات کسی قسم کی اُن کے پاس نہیں تھی نہ مرزا صاحب کی ساری کوشش آپنے مٹی میں ملا دی مگر حکیم صاحب جب تک قرآن سے اور نبیوں کے معجزات کا چرچا نہ خارج کیا جاوے تب تک وہ سچی کلام نہیں ہو سکتی ۔ اور نہ اسلام ہر قسم کی شعبدہ بازی سے پاک ہو سکتا ہے ۔

۷۳ ۔ مولوی ۔ (دوم) آپ عربی دانی کے بڑے مدعی ہیں قرآن کریم میں کہیں دکھائے کہ حضرت نے شعبدہ بازی کا دعوےٰ کیا ہو ۔ بلکہ صحیح احادیث کے اعلےٰ طبقہ کی کتابیں بخاری ۔ مسلم ۔ ترمذی میں اس لفظ معجزہ کا پتہ دیجئے ۔

آریہ ۔ ہم جس بات کے انکاری ہیں آپ اُسی کا ہم سے ثبوت مانگتے ہیں یہ آپ کی منطقی لیاقت کا صاف ثبوت ہے ہم تو کہتے ہیں کہ قرآن میں محمد صاحب کوئی معجزہ یا کرامات نہیں ہے وہ بے معجزہ نبی تھے ہاں کتب احادیث محمدیہ میں اُنکی صدہا معجزے درج ہیں جو اُنکی وفات کے تین سو برس سے پانچسو برس تک بنائے اور گھڑے گئے مفصل دیکھو معجزات احمدیہ مصنفہ مولوی غلام نبی صاحب امرتسری ۔ مواہب لدنیہ ۔ تحفتہ الہند ۔ معارج نبوت وغیرہ اور ہمارے بنائے ہوئے نسخہ خبط احمدیہ و تکذیب براہین احمدیہ جلد اول (دربارہ تردید معجزات) البتہ قرآن میں لفظ معجزہ نہیں ہے دیکھو سورہ ہود ۲۰۲ و ۲۰۴ سورہ سبا صفحہ ۲۸۶ و ۹۳۹۹ و سورہ النحل صفحہ ۲۷۵ مطبوعہ بمبئی ۔ مگر معجزہ کے معنوں سے ان مقامات میں کوئی تعلق نہیں باقی رہے اور نبی اُنکی معجزے قرآن میں بہت کثرت سے مندرج ہیں ۔ دیکھو عیسےٰ کے معجزے سورہ مائدہ و آل عمران اور مریم ابراہیم اور موسیٰ کے معجزے ۔

ہم اعرابی نہیں ہیں اور نہ بدو پھر بڑے عربی دانی کے مدعی کس طرح ہو سکتے ہیں ہم تو صرف اپنے یقین اور ایمان سے دین محمدی کو باطل سمجھتے ہیں کیونکہ ہمنے جہانتک قرآن اور احادیث صحیحہ یعنی صحاح ستہ اور تواریخ اسلامیہ و تفاسیر قرآنیہ کو پڑھا ہم دین اسلام کو حق نہیں جانتے اور نہ منجانب اللہ گردانتے ہیں اور جسکو ہم ایماناً سچ جانتے ہیں اُسکو اوروں پر ظاہر کرتے ہیں جبتک ایشور نے سلامت رکھا حق کے اظہار پر طیار اور بطالت سے دست بردار رہینگے ۔

۳۷ ۔ ۳۸ ۔ مولوی (سوم) معجزہ کے معنے عربی میں دوسرے کو عاجز کر دینے والا ہیں آپ لغت عرب میں تحقیق کرلیں اور بعد تحقیق کامل اور انصاف محمدی اور عیسوی معجزات کی تصدیق کے واسطے کچھ تو اپنی تاریخ ہندسے کام لیں اور کچھ ہمارے آثار دیکھ لیں میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کو محمدی اور عیسوی معجزات یا محمدیوں اور عیسائیوں کے افعال معجزہ سے ہرگز انکار نہیں ہوگا اگر شک ہو تو حسب ہدایت وید مقدس دشٹ قوموں کی لڑائی کے واسطے ذرا شاستر اٹھا کر امتحان کر لیجئے خوب واضح ہو جاویگا کہ ان دونوں اہل کتاب قوموں نے بت پرست حریفوں کو عاجز کر دیئے ہیں کیا کیا معجزات اور کارہائے نمایاں دکھائے ہیں اور اب بھی اُنکا مستعد ہاتھ ویسے ہی معجزات دکھانے کو تیار ہے ۔

آریہ ۔ یہاں آپ نے جنگ و جدال اسلامیہ و جہاد و قتال عیسوی کو معجزہ مانکر ہمارے انکار کے مقابلہ میں پیش کیا ۔ اور اُصفیں آخر انجیل مباہلہ کے بموجب ہمارے اعتراضوں سے لاجواب ہو کر لڑائی پر اتر پڑے مگر یہ آپکی ناواقفی اور علم یا حافظہ کی کمی یا غلطی ہے ۔ ہم نے اس جاہلانہ اور وحشیانہ معجزے سے کبھی انکار نہیں کیا چنانچہ ہم نسخہ خبط احمدیہ میں عرض کر چکے ہیں کہ ہاں صمصام احمدی کو تو ہم بھی قایل ہیں اور جہادی معجزہ ہے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا (صفحہ ۸) مگر کیا یہی معجزہ رنجیت سنگھ والی پنجاب اور بہادر ظفر جنگ شیواجی بانی سلطنت مرہٹہ کے پاس نہیں تھا ؟ کیا یہی معجزہ گورکھیوں اور سکھوں ۔ پوربیوں اور مرہٹوں کے پاس نہیں ؟ آپنے شاید سُنا نہیں ۔ تیغ ہندی کی دھوم شام و روم تک پڑی ہوئی تھی اسفندیار اور رستم کے پاس بھی یہی معجزہ تھا اور رانا پرتاب کے پاس بھی یہی معجزہ تھا جسنے اکبر جیسے شہنشاہ کو ناک میں دم کر دیا اور اسی معجزہ نے اورنگ زیب کی آخری زندگی خراب کی سکندر رومی کے پاس بھی سوائے اس خنجر رومی کے اور کوئی معجزہ نہ تھا ہلاکو خاں اور چنگیز خاں بھی اس معجزہ سے لاکھوں مسلمانوں کو تا تار سے روم تک ہلاک کر گئے اور کوئی سامنے نہ ٹھہر سکا بلکہ لاکھ لاکھ آدمی کو ایک ایک دن میں قتل کر کے اُن مومنوں کے سروں کے مینار بنائے ۔ یہی معجزہ یزید کے پاس تھا ۔ جس سے وہ حسنین پر غالب آیا ہم افسوس کرتے ہیں کہ آپنے کس عقل کے روسے اس خونخواری و مردم آزاری و قتل خلایق قتل کو معجزہ گردانا ہے باقی رہا یہ کہ عیسائیوں کے افعال معجزہ ہیں یا محمدیوں کے ہرگز نہیں ۔ آپنے یہاں تو خوشامد پسندی کے لحاظ سے عیسائیوں کو اہل کتاب مان لیا مگر ہم آپکی تصدیق براہین الاحمدیہ کے اور مقامات بتلاتے ہیں آپ گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں یا حق سے کتنی مخالفت کر رہے ہیں

یہود کی بت پرستی ۔ "یہود کا بچھڑے کی پوجا کر ناموسیٰ کے سامنے کا واقعہ ہے ۔ اور بعد کی بت پرستی قاضیوں کی کتاب سے جو کتب مقدسہ میں کی ایک کتاب ہے پڑھ لیجئے " (تصدیق صفحہ ۲۹ سطر ۹ و ۱۰) ۔ عیسائیوں کی بت پرستی " عیسائیوں کی بت پرستی ظاہر ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام جیسے خاکسار رنگ بندے کو خدا یقین کرتے ہیں اگر بیٹا کہتے ہیں تو اول مسیح کو خدا کا ازلی بیٹا اور خود خدا ہاں ذاتاً خدا سے متحد بناتے ہیں دوم اسکی انسانیت کے ساتھ اسکی استعانت اور نجات طلب کرتے ہیں کفارات معاصی پر جو کچھ ان قوموں کا خیال ہے وہ ناگفتہ بہ ہے اور اس مسئلہ سے جو خطرناک نتایج پیدا ہوتے ہیں وہ عیاں " (تصدیق صفحہ ۳ سطر ۱۱ ۔ ۱۶) میرے مخاطب آریہ تسلیم کریں گے کہ یہ طرز عیسائیت کا بے ریب شرک ہے " (صفحہ ۳۹) ۔

عیسائی تو ایسی حالت میں جا پڑے کہ اپنی ساری لعنتوں کا منقول کے بدلہ میں حضرت سیدنا مسیح کو معاذاللہ ملعون بنا یا (دیکھو نامہ گلتیان ۳ ۱۳) (تصدیق صفحہ ۳۰) اور ایسا ہی ذکر آپنے صفحہ ۳۱۴ پر کیا ہے ۔

مسلمانوں کی بت پرستی ۔ سنگ اسود ۔ کعبہ ۔ مدینہ ۔ چاہ زمزم ۔ کربلا ۔ خاک نجف ۔ اور تمام خانقاہیں ۔ بجائے کعبہ مقبرے مبارک ۔ قدم مبارک ۔ قدم ابراہیم و آدم تابوت سکینہ تعزیہ اور گھوڑا پرستی یہ سارے کے سارے صریح شرک اور کفر ہیں جنمیں کروڑوں مسلمان سر تا پا غرق ہیں ۔ بس ان تینوں اہل کتاب بت پرستوں کے واعظین نے یہاں لوگوں پر کوئی تاثیر نہ کی اور کبھی تثلیث یا صلیب پرست اور سنگ اسود یا کعبہ پرست بیارے ہم وید کے پوجنے والوں پر غالب نہ آسکے اور نہ دلایل سے سیدھی سادی بت پرستی گویہ اندھی بت پرستی دور کر سکتی تھی ۔ صاحب گلشن کہتے ہیں : ۔

مسلماں گر بدانستے کہ بت چیست ۔۔۔ بدانستے کہ دیں در بت پرستی است

اگر مسلم ز بت آگاہ بودے ۔۔۔ چرا در دین خود گمراہ بودے

آریہ سماج کے وجود سے عیسائی اور محمدی دونوں اوسان باختہ ہو رہے ہیں اور اپنی

ساختہ و پرداختہ کی قلعی کھلتی دیکھکر آٹھ آٹھ آنسو رو رہے ہیں نہ آپ ہی خدا کیواسطے مراقبہ کر کے اپنے دل سے ہماری صداقت یا بطالت کی گواہی لے لیجئے گا۔ اسلام قبول کر کے سر کروڑوں آدمی بجائے دریا پرست کے گور پرست ہو گئے اور بجائے سالگ رام کی پوجا کے سنگ اسود (جسکے دوسرے معنے سالگرام ہیں یا سالگرام کا ہم شکل ہے) کے پوجاری بن گئے ہیں اسلام نے ایک خندق سے نکالا اور دوسرے گڑھے میں ڈال دیا۔ کسی قوم سے سوائے لونڈی۔ غلام بنانے کے کوئی اچھا سلوک نہ کیا۔

۸۳۴۔ مولوی (چہارم) اب اثبات معجزہ لیجئے۔ یہاں میں نے معجزے کے معنے خرق عادت بھی مان لیئے ہیں آپکو تواریخ عرب سے عیاں ہوگا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یتیم رہ گئے۔ جس ملک میں آپنے وعظ شروع کی وہانکی بت پرستی ایک خطرناک تھی اور وہاں جسقدر لوگ تھے قریباً کل اُسمیں گرفتار تھے اور سخت گندی ناتراش ھندی چال تھی عرب کے صدود اطراف کا حال دنیا جانتی ہے آریہ اور پارسی۔ عیسائی اور یہودی سب شرک میں غرق تھے ایسے وقت حضرت نے توحید کی وعظ شروع کی۔ بے شک علمی طور پر توحید الوہیت کا دعویٰ کتب مقدس میں موجود ہوگا۔ الا عملی حالت بالکل مفقود تھی۔ عملاً تو اعتقاد توحید پر ظلمت کا ابر چھایا ہوا تھا۔ عیسائیوں نے لوتھر کے زمانہ میں کچھ ترقی مذہب میں کی مگر شرک سے پاک نہ ہوئے حضرت خاتم الانبیا نے ایسے وقت توحید الوہیت کی طرف بلایا تمام بت پرستی کی عادی قومیں مخالفت پر کھڑی ہو گئیں اور سخت سخت ایذائیں دینی شروع کر دیں جسقدر موحد جناب رسالت مآب کے ساتھ ہوئے ان سب کو ملک چھوڑ چھاڑ ہجرت کرنی پڑی اور حبش کو چلدیئے آخر نوبت باینجا رسید کہ خود حضور بھی مکہ چھوڑ مدینے چل دیئے بت پرستوں نے وہاں بھی چین نہ لینے دیا اور استیصال کے درپے ہو گئے تب قرآن کریم میں حکم ہوا کہ جب مشرکوں نے اسلام کا استیصال چاہا تو اہل اسلام کو بھی اپنے تحفظ پر کمر باندھنی چاہیئے آخر خدا کی نصرت شامل اہل اسلام ہوئی کہ عنقا اسلام ہی غالب رہے۔ حضور ہی کی معجزت تھی کہ تمام عرب مقابلہ میں عاجز ہو گئے۔ کیا یہ معجزہ نہیں ہے؟

آریہ۔ اگرچہ حضرت کا باپ شروع میں فوت ہو گیا تھا مگر اُنکے دادا عبد المطلب زندہ تھے وہ پالتے رہے اور ایک دنیا جانتی ہے کہ دادا کو پوتے سے کس قدر محبت ہوتی ہے۔ علاوہ برآں اُن کی والدہ بھی زندہ تھی جب حضرت کی عمر ۹ سال کی ہوئی تب اُنکے دادا فوت ہوئے مگر فوت ہونے سے پہلے بڑے بیٹے ابو طالب کو وصیت کر گئے کہ اِنکی اچھی طرح پرورش کرنا۔ ایک مورخ لکھتا ہے "الحمد لی ابو طالب نے اپنے بھتیجے کو چھاتی سے لگایا اور عمر بھر اُسکے ساتھ پدرانہ سلوک کرتا رہا" دوسرا مورخ لکھتا ہے "ابو طالب اوصیت کرد آنحضرت را در کنار مہر پرورید" "جب محمد صاحب نے بعمر ۴ سال بصلاح خدیجہ وغیرہ رازداروں کے پیغمبری کا دعوٰی کیا تب بھی اُنکے چچا ابو طالب زندہ تھے اُسی نے شادی کرائی بیٹے ہوئے بیٹیاں ہوئیں انہیں ایام میں جب محمد صاحب بتوں کو بڑے الفاظوں سے یاد کرتے تھے تب عام لوگ دشمنی کرنے لگے مگر ابو طالب ہمیشہ بچاتا رہا بقول ایک لائق مورخ کے "مگر ابو طالب ہموارہ پیغمبر را از بد اندیشان در امان داشتے" ایک اور دفعہ بھی قریش کے کئی آدمی شکایت لائے کہ یہ ہمارے مذہب اور بزرگوں کو بُرا کہتا اور گالی وغیرہ دیتا ہے۔ یا اسے آپ منع کریں یا چھوڑ دیں کہ ہم اسکو سزا دیں اور اسے قتل کریں" ابو طالب با پیغمبر گفت کہ اے برادر زادہ بیں چہ کار کردہٗ۔ پیغمبر دانست کہ ایں ہم بیزار شد فرمود اگر آفتاب را در یکدست من و ماہ را در دست دیگر من نہند گویند کہ دست ازیں کار بدار نے بردارم و بدیدہ اشک بگردانید و از برادر برخاست۔ ابو طالب آوازش داد و دلجوا نیش گفت بگو ہر چہ خواہی ہرگز ترا بدشمناں نسپارم" (صفحہ ۷ بدر الاسلام) جب حضرت کو پیغمبری کا دعوےٰ کرتے ہوئے دس سال اور عمر آنحضرت کی ۵۰ سال کی ہوئی اس وقت

ابو طالب نے وفات پائی ابو طالب کے مرتے ہی مخالفوں نے پھر زور ڈالا جس سے حضرت کے تمام اوسان باختہ ہو گئے چنانچہ لکھا ہے "پس در شوال سال دہم نبوی ابو طالب پیام مرگ رسید و پس ازاں خدیجہ ہم وفات کرد۔ ناگزیر بر پیغمبر خدا اندوہ پیا پے رسیدن گرفت و ہمسایگاں بآزارش میاں بستند" (صفحہ ۱۱) اسی سراسیمگی حالت میں ابو طالب کے مرنے کے بعد ایکسال بھی مکہ میں نہ ٹھہر سکے۔ اتنی ہمت کہاں سے پاتے فی الفور مدینہ کی طرف بھاگ گئے۔ افسوس کہ آپ اُن یتیم کہتے ہیں اور پھر معجزہ کے طور پر۔

باقی رہی بت پرستی وہ عرب کی ایسی ہی خطرناک تھی جیسے عموماً وحشی ممالک کی ہوتی ہے جس طرح اب افغانستان و بلوچستان وعرب و روم و تاتار و مصر کے مسلمان گندہ ناتراش ہوتے ہیں ابو الفضل نے ایسی ہی لوگوں کو افاغنہ ملاعنہ بہائم سیرت و حوش خصلت تحریر فرمایا ہے ویسے ہی اُسوقت وہاں کے بت پرست تھے۔ کیا یہود و عیسائی مذاہب نہ تھے اگر یہ سچ ہے تو خدا کے واسطے بتلائیے کہ اسلام نے کونسی تہذیب پھیلائی اور کہاں پھیلائی۔ ذرا افغانستان و بلوچستان میں جاکر دیکھ لیجئے۔ اور کافرستان کا بھی سفر کر کے مقابلہ کیجئے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو بھی وہ کافر گنتے ہیں۔ پاخانہ پھر کر دھوتے نہیں ویسے ہی غلیظ رہتے ہیں اغلام وغیرہ کا اس قدر زور ہے کہ بڑے بڑے علما اس بلا میں مبتلا ہیں تا بدیگراں چہ رسد۔ اسلام نے کونسا شرک مٹایا اور کونسا ہدایت کیواسطے شاہراہ بنایا۔ محمد نے اپنی تعریف کی ایک حدیث بنائی۔ لولاک لما خلقت الافلاک وما ارسلناک الا رحمت العلمین مسلمانوں کا اعتقاد ہے "پس از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ کیا یہ شرک نہیں کعبہ کو سجدہ کرنا یا سنگ اسود کو خدا کا ہاتھ ماننا شرک نہیں ہے؟ بالضرور ہے پس اسلام شرک سے پاک نہیں آریہ اور پارسی تو شرک سے پاک ہیں۔ نادان دشمنوں نے انہیں خواہ مخواہ آتش پرست مشہور کیا۔ ورنہ اُنکی ژند اوستھا میں آتش پرستی کا مطلق ذکر نہیں۔ البتہ محمدی۔ عیسائی۔ یہودی اس مرض میں مبتلا ہیں اور انصاف یہ ہے کہ ان کے ہاں شرک کا قدم یہ رہا ہے اس سے ہم کو بھی انکار نہیں کہ لفظی توحید یا قولی توحید قرآن میں موجود ہے اور یہی حال یہود اور نصارا کا ہے مگر علمی و عملی توحید کا سوائے وید مقدس کے کہیں بھی نشان نہیں ملتا۔ جس طرح بانی اسلام نے اُنکو ایذا رسانی کلمہ اور گالیاں سُنائیں انہوں نے بھی اُسکی تلافی کی مثل مشہور ہے غریب کی گالیاں بر دست کی پیٹ جب دلائل ور زور سے بمقابلہ لات و منات پرستی کی کعبہ پرستی کو آپکے حضور صاحب ثابت نہ کر سکے۔ تو اوسان باختہ ہو کر کچھ حبشہ کی طرف اور کچھ مدینہ کی طرف بھاگے اور موقعہ تلاش کر تے رہے جب بہت سی جمعیت اکٹھی ہو گئی تب تلوار اُٹھائی کہ دلیل سے تو مسلمان نہیں کر سکتا ہوں اب تلوار سے مسلمان کروں اور فوجی جمعیت کے واسطے کافروں کے مال و اسباب کو لوٹوں۔ یہ ساری باتیں دنیا کی محبت۔ راج کے لالچ۔ امیری کی خواہش۔ پیری و مریدی کی تمنا کے متعلق ہیں۔ حق پرستی یا دین حق سے اُنکا کوئی واسطہ نہیں۔ آلہی نصرت نے فتح نہیں پائی۔ بلکہ مدینہ کے لوگوں کے جہادی کارروائی نے۔ کیونکہ وہ مکہ والوں کے مخالف تھے مقابلہ میں کبھی غالب اور کبھی مغلوب ہونا ایک قدرتی امر ہے اور اسکا اثر طبقہ اول کی مسلمانوں پر ہوتا رہا چنانچہ جب اسلام فتحیاب ہو جاتا تھا تو لوگ مسلمان ہو جاتے تھے اور بحالت شکست وہی لوگ پھر اسلام سے نجات پاتے تھے چنانچہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے سورۃ آل عمران کیف یہدی اللہ قوماً کفروا بعد ایمانھم و ایشاں دوازدہ تن بودند کہ از مسلمانی رو برتافتہ بدر اکفر پیوستہ چوں حارث بن سوید طعمہ بن ابیرق و مقیس بن جنابہ و امثال آن (تفسیر حسینی جلد ا صفحہ ۹۴)۔

عرب کے لوگ جس طرح مسلمان ہوئے ہمنے بڑی واضح شہادت سے رسالہ جہاد میں ذکر کیا ہے۔ (دیکھو باب اول ذکر عرب) پس یہ کوئی معجزہ نہیں کیونکہ چنگیز خاں دہلا کو خاں و پیروان بدہ مذہب بھی اس سے بڑھکر کامیاب ہو چکے ہیں مگر یہ کامیابی فساد و جہاد کی ہے

نہ کہ توحید اور صداقت کی ہم ایماناً کہتے ہیں کہ خلیفہ عمر وغیرہ سپہ سالاران دین محمدی اگر فوج کشی نہ کرتے اور عرب کے بدوں کو لوٹ کھسوٹ کا لالچ نہ دیتے اور محمدی بادشاہان ملک کو تباہ نہ کرتے تو دیگر ممالک درکنار خود اہل مکہ و مدینہ بھی دین محمدی قبول نہ کرتے اور نہ اُس کے قایل ہوتے اُسوقت جو کچھ نبوت تھی اور جسے پیغمبری کہتے تھے اور جسکا نام فتح نصرت یا اشاعت دین تھا یہ سارے کے سارے لفظ ایک چیز کا نام تھا جسے ہماری زبان میں تلوار یا شمشیر کہتے ہیں۔ خود محمد صاحب نے بھی اقبال کیا ہے انا نبی بالسیف کہ میں نبی ہوں تلوار سے پس نبی ہیں جو نبوت ہوتی تھی اسکا نام تلوار تھا۔ اور عقل کے علاوہ محمد صاحب تو بالضرور تلوار کے نبی تھے۔ اپنی تلوار کا نام ہی آلہی نصرت رکھا ہے ہمیں نام سے جھگڑا نہیں کام سے مطلب ہے اور اُس میں آپکا ہمارے سے اتفاق ہے پس آپ نے بھی دوسرے لفظوں میں مان لیا۔ کہ حضرت یا حضور نے جو کچھ کامیابی کی وہ تلوار کی مہربانی تھی۔ ہم حضرت کو نبی یا رسول آلہی تو نہیں مانتے۔ مگر پولیٹیکل مین یا فوجی جرنیل یا کرنل ماننے سے ہم کو کوئی عذر نہیں۔

۳۸۔ مولوی۔ آپ اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں کہ اُن دنوں میں اس آریہ ورت کی کیا حالت تھی اور اب تک ہے مگر آیندہ امید ہے کہ جیسا اسلام کی فیض و برکت سے کسی قدر بت پرستی کی گھنونی عادت کو چھوڑا ہے۔ کامل موحد دیندار بھی ہو جاوینگے۔

آریہ۔ آریہ ورت کی حالت اُس وقت بھی وہی تھی جو سوامی جی کے آغاز اپدیش یعنی سمت ۱۹۲۶ و سمت ۱۹۳۰ میں تھی۔ اگرچہ سب ایک پرمیشور کو مانتے تھے مگر بت پرستی اور دیوتا پرستی کے سبب گھر گھر کا خدا جدا تھا جس طرح ایک گور پرست دوسرے مردہ پرست کو بُرا نہیں کہتا۔ اسی طرح عام ہندوؤں کا حال تھا۔ دین محمدی کے سبب یہاں کوئی اصلاح نہیں ہوئی۔ ہاں لاکھوں آدمی بے گناہ شہید کئے گئے اور لاکھوں عورتیں لونڈی اور لاکھوں مرد غلام بنائے گئے ان کے علاوہ جو کمزور اور بزدل تھے انہوں نے طوعاً و کرہاً دین محمدی قبول کیا۔ مگر چونکہ جبراً دین محمدی میں آئے تھے مباحثہ اور پسند سے نہیں بنابراں اُنھوں سے دیوتا پرستی تو بدستور رہنے دی ساتھ ہی پیر پرستی و گور پرستی اور بڑھادی اور کعبہ پرستی مزید براں۔ جس طرح ظلم سے پہلے رام رام کا جاپ کرتے تھے اُسی طرح ظلم کے زمانہ میں اور اس کے بعد یا محمد اور یا علی کا ورد ہونے لگا۔

آپ ہی خدا کے واسطے بتلائیے کہ اسلام نے کونسی اصلاح کی اور کہاں تک تہذیب پھیلائی جتنے ظلم و ستم سے ہندوستان کا یہ حال ہوا وہ کسی تاریخ داں سے پنہاں نہیں۔ اور اس کا گناہ نامہ اعمال سلاطین اسلام میں تا ابد رہیگا۔ اور انہیں واصل جہنم کریگا۔

ہاں جب سے رہنمائے عالم و عالمیاں ہادی جہاں شری سوامی دیانند جی مہاراج نے آفتاب کی طرح صداقت کا جلوہ دکھایا اور رہنمائی کا بیڑا اٹھایا تب سے لوگ کعبہ پرستی و گور پرستی۔ صلیب پرستی اور تثلیث پرستی۔ بت پرستی۔ خود پرستی کی گھنونی تعلیم سے متنفر ہو کر توحید ویدی کی طرف متوجہ ہونے لگے ہیں اس آفتاب کی صداقت کی شعاعیں چاروں طرف پھیل رہی ہیں اور پھیلتی جاتی ہیں۔ لوگوں کے گروہ در گروہ ست دھرم کی طرف آتے جاتے ہیں جس سے یقین کامل ہے کہ ایک وقت یہ پاک ویدوں کی مسائل کی منادی کرنے والے آریہ اُپدیشک سب دنیا کو کامل موحد اور دیندار بناوینگے اسلام کے فیض و برکت سے بت پرستی نہیں چھوٹ سکتی ہے بلکہ اس بت پرستی کے ساتھ یا اسکی قایم مقام گور پرستی پیر پرستی۔ مردہ پرستی اور مکان پرستی شامل کر لینے تپ کے ساتھ کھانسی اور نمونیا کا زور اتپ دق کر دیتا ہے جس سے مریض کی صحت سراپا ہی محال ہے ممکن ہے کہ کسی بت پرست یا صلیب پرست کو موحد بنالیں لیکن نہایت مشکل ہے کہ گور پرستوں پیر پرستوں اور مکان پرستوں کو ہم شرک و کفر سے ہٹا سکیں کیونکہ تپ دق کا کوئی علاج نہیں

۴۱۔ مولوی۔ مسیح علیہ السلام کو بڑی کامیابی ہوئی مگر کیا اُن کی اپنی قوم اُس بادشاہت میں داخل ہوئی جس میں داخل کرنے کے لئے حضرت مسیح کو بادشاہ بنایا گیا تھا اور جسکے حصول کی امید میں اُس کے سر پہ پاک تیل ڈالا گیا تھا کیا وہ قوم جو ہدایت کے لئے مقصود بالذات اور مسیح کی بنی قوم تھی۔ اس نجات سے نجات یاب ہوئی کیا مسیح اُن کے لئے قربانی ہوا کیا کھوئی ہوئی بھیڑیں اس کے ہاتھ آئیں ؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس بیت المقدس میں جہاں کبوتر فروشی سے مسیح نے منع کیا تھا سور کی قربانی ہوئی۔

آریہ۔ بیان آپکا بالکل صحیح ہے کہ مسیح کی زندگی میں عیسائی دین کی ترقی نہیں ہوئی۔ اور اپنی حین حیات مسیح کامیاب نہیں ہوا۔ مگر بعد وفات اُنکے حواریوں نے اتنا کام کیا کہ محمدی دین کے کبھی نصیب نہ ہوگا۔ کیونکہ بردباری۔ حلم۔ رحم میں عیسائی دین اس سے بدرجہا بہتر ہے ہم چونکہ آریہ ہیں اور دونوں مذہبوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں تو بھی ہم دونوں مذہبوں پر غور کرنے سے انصافاً کہتے انصافاً کہتے ہیں کہ قرآن اخلاقی باتوں میں انجیل کی برابری نہیں کر سکتا اور نہ محمد صاحب حضرت مسیح کے مقابل ہو سکتے ہیں اُنکی انسانی غلطیوں سے قطع نظر صاف کہتے ہیں کہ مسیح بنی انسان کا خیر خواہ تھا اور محمد بدخواہ۔ مسیح نے زخموں پر مرہم لگائی اور محمد صاحب نے بیماروں کے گلے پر چھری چلائی۔ مگر افسوس کہ مسیح کا دل ویدک توحید سے منور نہ تھا ورنہ نور علی نور کر تا اور عیسائی دین میں تثلیث کی ظلمت نہ رہتی۔

۴۲۔ مولوی۔ کیا بدھ کا بانی اس کامیابی پر خوش ہوگا کہ آریہ ورت میں اُس نے اپنا کچھ ثبوت اور قیام مذہب نہ دیکھا۔ ویدوں اور پورانوں کے حامی برابر آریہ ورت میں موجود رہے۔ علاوہ بریں اُس نے الہام کا دعوے ہی کیا کیا ؟

آریہ۔ بدھ مذہب کے بانی شاک من۔ گوتم کی تعلیم نے جو اخلاق اور اعمال کے متعلق ہی ایک کام کیا دنیا قایل ہے کہ وہ بہت ہی عمدہ ہے آپکے سید اور عیسائی خدا کے اکلوتے اور پلوٹھے بیٹے مسیح کی بابت اب علما نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ وہ گوتم کے شاگرد تھے۔ بلکہ اُس کے مذہب کے پیرو۔ اور یہی سبب تھا کہ وہ ہمہ اوست یا میں خدا ہوں یا ابن اللہ کی تعلیم اور جتی رہنے کی ہدایت دیتے تھے۔ انجیل کی ساری عمدہ تعلیم بدھ کے شاگردوں کے لکچروں کی نقل ہے اور وہ ساری بودھ پٹارے میں موجود (مفصل دیکھو رومیش چندر دت کی ہسٹری آف سویلزیشن ان انشنٹ انڈیا)۔

۴۳۔ مولوی۔ کیا یہ نصرت دیانند جی کو حاصل ہوئی۔ ویدوں کے حامی نے ہمارے دیکھتے دیکھتے وید کی حمایت کا بیڑا اٹھایا مگر اپنی مقدس اور پیاری کتاب کا ترجمہ بھی پورا پورا قوم کے سامنے نہ رکھ سکا۔ بلکہ اور قوم کی نجات تو خواب و خیال ہے جس کتاب پر نجات کا مدار سمجھا تھا وہ کتاب ہی ملک کو نہ دکھلا سکا حسب دعوی آریہ صاحبان ویدوں کو اس موجودہ دنیا میں آئے ہوئے دو ارب کے قریب زمانہ گزرتا ہے پھر اس کتاب کی نسبت نصرت اللہ کا یہ حال ہے۔ کہ آریہ ورت میں ہی یہ کتابیں پورا رواج نہیں پائیں اور اور بلاد کی نسبت دعوے بلا دلیل پر چشم دید حالت سے بڑھکر اُنکی خیالی اشاعت کو کوئی کیونکر مانے اور کیونکر یقین کرے کہ ویدہی کے بدولت تمام دنیا نے سچے علوم سیکھے۔ اور توحید ذاتی اور توحید صفاتی اور توحید الوہیت کا پتہ وید ہی سے لگا۔ ہم تو اب بھی آریہ ورت میں جین مت والوں کو اُنکا سخت مخالف پاتے ہیں

آریہ۔ بیشک یہ نصرت دیانند جی کو حاصل ہوئی۔ خام عمارت بنانا اور اُسپر چونا لگانا تو آسان ہے اور جلد بن سکتا ہے مگر دیوار چین یا مصر کے مینار بنانا آسان کام نہیں ہے۔ محمد صاحب نے لڑائی بھڑائی سے دین پھیلایا اس واسطے جان کے لالے پڑ جانے سے لوگ طوعاً و کرہاً گرویدہ ہو گئے اور اسی واسطے بہت جلد فساد پھوٹ

اور تفریق ہوگئی۔ خود حضرت کے یار اور نواسہ امت کے ہاتھ سے مارے گئے زہے دین اور خہے آئین تلوار سے بڑھا اور تلوار سے گھٹا۔ علم کے آگے ایک سیکنڈ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ جاہلوں کو تلوار سے سنوارنا آسان ہے مگر تعلیم کسے مشکل۔ آدمیوں کا گلا کاٹ کر دور کرنا آسان ہے مگر مرہم لگا کر راضی کرنا دشوار ہے اور دیر پا ہے۔ محمد صاحب نے گلا کاٹا اور سوامی جی نے مرہم لگائی دونوں میں فرق ہے اس واسطے محمد صاحب کی کامیابی خام دیوار پر چونا کرنا ہے اور پنڈت جی کی مصر کے مینار سے بھی اور چین کی دیوار سے بھی زیادہ مضبوط غور سے سنئے۔ ملک پر اوڈیا کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ تثلیث اور کعبہ پرستی نے لوگوں کو گمراہ کردیا تھا۔ بت پرستی نے دلوں کو پتھر بنا دیا تھا۔ ویدانتیوں نے خود خدا بنا کر علم۔ عقل محبت۔ اخلاق سے فارغ کر گناہ کا نام مٹا دیا تھا باما رگ نے تمام افعال قبیحہ کا مرتکب کرا دیا تھا۔ نہ باپ مددگار نہ ماں نہ چاچا نہ تاؤ نہ جورو سارا آریہ ورت دشمن اور حق کے مخالف دیش مخالف قوم مخالف۔ غرضیکہ سب مخالف چاروں طرف باد مخالف چل رہی تھی اس صورت میں کامیابی کتنی مشکل تھی اب سنئے اور سوچئے کہ انہوں نے کیا کیا۔ پہلے سنسکرت کی تعلیم حاصل کی پر طبیعت کو ایشور پریم میں جگت سدھار کا خیال آیا جھٹ آرام چھوڑ جگت سدھار کا بیڑا اٹھایا۔ قوم نے پتھر مارے۔ تلواریں لیکر گلا کاٹنے آئے گالیاں دی۔ جان کے دشمن ہوگئے۔ زہر دی۔ مگر اس مرد میدان رضا نے ہمت نہ ہاری اور نہ ہجرت کی اور نہ حق کو چھوڑ چل بسے جاتے کیوں انکا تو ایشور پر بھروسہ تھا نارائن پر تکیہ تھا مستعار زندگی کو ایسے پراوپکار میں خرچ نہ کرتے تو کیا کرتے سب تکلیف کو برداشت کیا اور ہر طرح مشکلات پر سینہ سپر کر کے حق کا ثبوت دیا سب سے جو مشکل کام تھا اسکو اول کیا اور وہ کیا تھا ویدوں کا بھاشیہ آپ کہتے ہیں کہ پورا ترجمہ بھی قوم کے سامنے نہ رکھ سکا یہ بالکل غلط ہے انہوں نے ایک وید جس کی بابت سب سے زیادہ اعتراض اور شک اٹھاتے تھے اسکا اول ترجمہ کیا اور پورا کردیا۔ مگر چاروں ویدوں کے ترجمہ کے برابر بلکہ زیادہ جو کام کیا وہ وید بھاشیہ بھومکا کا لکھنا تھا جس کے معنے ویدوں کا دیباچہ ہے اس میں انہوں نے نہایت وسعت سے تمام اعتراض باطلہ و توہمات عاطلہ کا جواب دیدیا۔ اب ترجمہ اتنا مشکل نہیں اور یہی سبب ہے کہ اب ایک معمولی پنڈت بھی سوامی جی کی کتابوں کو دیکھ مشکل سے مشکل وید منتر کا ترجمہ کرسکتا ہے۔ آریہ نہایت فارغ دلی سے کام کر رہے ہیں۔ تمام آریہ قوم کے سامنے انہوں نے بھومکا کے رکھنے کے بعد ایک پر زور صداقت کا ثبوت دیا اور ستیارتھ پرکاش کی تصنیف منیف کے بعد غیرہ مذاہب کو طشت ازبام کردیا ستیارتھ پرکاش کیا ہے گویا آریہ میگزین کے جسکا کہ ایک ایک گولہ مذاہب باطلہ کے قلعوں کے بیسیوں برجوں کے اڑا دینے کے لئے کافی ہے۔ آریہ پبلک نہایت زور و شور سے وید کا اپدیش کر رہی ہے اور جو کامیابی کہ آریہ سماج کو ہوئی ہے نہ محمدی نہ بودھ نہ پارسی نہ عیسائی غرضیکہ کسی کو آج تک نصیب نہیں ہوئی۔ باقی آپ کی تحریر کا جواب ہم نے نسخہ خبط احمدیہ میں دیدیا ہے۔

۴۲۔ مولوی۔ یہ نصرت کسی ہادی۔ مذہب کو اپنے سامنے اپنی زندگی میں ہوئی ہے تو اس کی نظیر دو۔ اس بےنظیر کامیابی میں بھی اعجاز ظاہر ہے اور عدم نظیر میں اس کامیابی کی خرق عادت ہونے میں کوئی شبہ ہے۔

۴۳۔ پھر اگر اس کامیابی کے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی اگر نظیر دکھلانے سے عجز ہے اور واقعی عجز ہے تو آپ کے وہ افعال جو کامیابی کے باعث ہوئے بے ریب خرق عادت اور معجزہ ہیں کون گذرا ہے جسنے ملہم الٰہی ہونے کا جھوٹا دعوے کیا ہو اور ایک کتاب کو خدا کی بنائی ہوئی کتاب بتاتا ہو پھر اپنی قوم اور اپنے ملک پر خاص کر ان عظیم الشان موجودہ سلطنتوں پر جو اپنی جگہ بےنظیر تھیں مثلاً ہمارے ہادی کے وقت ایران سلطنت جو ایشیا کی بےنظیر اور قریباً کل ایشیا پر حاوی اور دوسری روم کی سلطنت جو قریباً کل یورپ اور آباد افریقہ پر مسلط تھیں فتحیاب ہوا ہو۔ اور کامیابی جو راستبازی کا معیار بھی حاصل کرچکا ہو۔

آریہ۔ اس بڑھکر کامیابی زردشت صاحب کو ہوئی۔ ایران سے مغرب اور شمال سے یونان تک اور مشرق میں ہندوستان اور چین اور جاپان تک اسکا مذہب چلا انہی کے وقت میں پھیلا ہوا تھا اور نوشیروان جیسے نیک لوگ اسی کے وقت میں سے تھے۔ جسکی بابت محمد صاحب کو بھی فخر ہے۔

دوسری کامیابی بودھ کو ہوئی۔ جسکی نظیر زردشت کے سوا دنیا میں کوئی نہیں محمدی فتح تو کسی طرح بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ دیکھو افریقہ۔ ایشیا۔ یورپ اور امریکہ میں بھی اس کے نشانات ملتے ہیں جس طرح اسلام سپین اور پرتگال سے نکالا گیا اسی طرح زردشت اور بدھ کا مذہب ہندوستان اور ایران میں نہیں ہا مگر یہ دلیل ان کی بطالت کی نہیں ہے۔

تیسری کامیابی شنکر سوامی کو ہوئی۔ سارے آریہ ورت سے بدھ مذہب کا خاتمہ کردیا۔ جن کی وجہ سے اب تک اس کے نام کا ڈنکا بج رہا ہے۔ تقریباً ۱۵ کروڑ آدمی اب تک بھی اس کے مت کو مانتے ہیں۔

چوتھی کامیابی چنگیز خاں۔ ہلاکو خاں کو ہوئی۔ پانچویں سکندر اور ارسطو کو پہلے تاریخ کو مطالعہ میں لائیے۔ پردۂ غفلت آنکھوں سے اٹھائیے اور تاریخ ایران و یونان و ہند کو مطالعہ میں لاکر خدا کے واسطے انصاف کیجئیگا۔ کہ محمد صاحب سے وہ کسقدر زیادہ معجزہ والے گزرے ہیں بشرطیکہ تلوار چلانا معجزہ ہو ایرانیوں اور رومیوں کی سلطنت اس وقت بھی زور پر تھی اسی طرح دارا اور ہندوؤں کی سلطنت بھی سکندر کے وقت عظیم تھی اور روس اور مصر کی حالت بھی عمدہ تھی۔

مولوی صاحب ! ایسے بیہودہ فخریہ دعاوی اس وقت موزون تھے جبکہ فارسی یا عربی کا علم صرف مسلمانوں میں محدود تھا یا تلوار کے زور سے دین چلایا جاتا تھا اور جہاں اب بھی چلایا جاتا ہے وہاں موزون ہے اس روشنی اور علم کے راج میں ایسا فضول دعوے عقلا سے بعید ہے آجکل تو محمدی نبی بھی ایسے ہیں کہ اگر گورنمنٹ کسی پولٹیکل اشارہ سے ان کے گھر کی تلاشی کرنی چاہے تو خدا کا خوف چھوڑ کر کاغذ پہلے جلا دیں٭ خواہ اسپر خدا کا نام اور قرآن کی آیتیں یا الہامی مضمون ہی کیوں نہ ہو اور بڑھکر پتہ کیا دوں اپنے پیر و مرشد سے پوچھ لیجئے وہ الہام کی فال ڈالکر بتلا دینگے کہ کون ہے۔

پس یہ کوئی بھی نظیر کامیابی کی نہیں ہے اور اب تو خدا کے فضل اور ایشور کی کرپا سے لوگ دین اسلام سے تائب ہو کر وید دھرم پر آرہے ہیں خدا کرے کہ جھوٹ کا جلد ناش ہو اگرچہ بودھ مذہب آریہ ورت سے نکل گیا مگر اس وقت بھی دنیا میں اسکا نظیر بالکل نہیں ہے اور اب تو یہ فرانس اور سویڈن وغیرہ ملکوں میں پھیل رہا ہے تو کیا یہ معجزہ ہے۔

۴۳۔ مولوی۔ اگر معجزہ کسی علامت نبوت یا نشان رسالت کا نام ہے۔ جسے قرآنی اصطلاح میں آیت کہتے ہیں تو سنئے آیات رسالت محمدیہ اسقدر ہیں اور تھیں کہ صاحب آیات کے آیات دیکھکر اسقدر لوگ اس کے دین میں داخل ہوئے۔ کہ منکرین کے چھکے چھوٹ گئے اور حضرت نے اپنے کانوں سے سن لیا۔ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم۔ سبحان اللہ کیا معجزہ ہے۔

آریہ۔ منکرین کے چھکے معجزوں سے نہیں چھوٹے اور نہ انکی رسالت سے اعتقاد

٭ ناظرین کیا یہ پنڈت جی کی پیشین گوئی نہیں ہے جب مرزا صاحب کے گھر کی تلاشی پنڈت جی کے قتل کے بعد ہونیکو تھی تو ایک زمانہ جانتا ہے کہ انہوں نے کسقدر کاغذات جلا کر خاکستر کردیئے۔

ڈوبے بلکہ تلواروں سے لاکھوں کو قتل کیا اس ظالمانہ اور بیرحمانہ آیات سے اسقدر لوگ اُس کے دین میں داخل ہو گئے۔ اسکو تو ہم بھی آپ کے ساتھ متفق ہوکر کہتے ہیں۔ سبحان اللہ کیا یہی معجزہ ہے کیا یہی صداقت ہے۔ کیا اسی کا نام ایمان لانا اور دین میں بھی کرنا ہے کیا یہی آیات نبوت ہیں۔ کیا اسی کا نام رحمتہ العالمین ہے کیا اسی کا نام شفیع المذنبین ہے یا اسی کا نام سید المرسلین ہے سبحان اللہ۔

قرآن کی پیش گوئیوں کی تردید واضح ہوکہ جو پیش گوئیاں قرآن کی بابت یا قرآن میں سے پہلے مولوی صاحب نے قبل از تصنیف براہین الاحمدیہ و سرمہ چشم آریہ کے لکھی تھیں انکی تردید تو جناب منشی اندرمن صاحب مرحوم نے اپنی کتاب تحفتہ الاسلام و پاداش اسلام و حملہ ہند و صمصام ہند و جواب ہند میں کردی ہیں اور جو مرزا صاحب نے براہین الاحمدیہ و سرمہ چشم آریہ میں کی تھیں اُن کی تردید نیاز مند نے تکذیب براہین الاحمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ میں لکھ دی لیکن مولوی صاحب نے زمانہ کی کایا پلٹتی دیکھکر ایک دو اور پیش گوئیاں کی ہیں جن کی تردید بھی ضروری ہے۔

۹۹۸ مولوی۔ ہمارے ہادی کی آیات نبوت میں حضرت مسیح کے اتباع اور انکے منکروں کا تذکرہ بطور پیشین گوئی مندرج ہے اسپر غور کرو۔

اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطہرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمہ ؁

ترجمہ جب اللہ نے فرمایا اے عیسے میں لینے والا ہوں تجھکو اور بلند کرنیوالا ہوں اپنی طرف اور پاک کرنیوالا تجھے کافروں سے اور کرنیوالا ہوں تیرے اتباع کو کافروں کے اوپر قیامت تک۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے اتباع اور اُنکے ساتھ والے مسلمان ہیں یا عیسائی اور اُنکے منکر یا یہود ہیں اور تھے یا اس انڈیا میں آریہ اور مختلف بلاد میں کچھ پارسی اور کچھ بدھ یہ تمام منکر قومیں حضرت مسیح علیہ السلام کے اتباع کی ماتحت ہیں اور ہمیشہ ماتحت رہینگی اور یہ پیشگوئی قیامت تک ثابت اور استحکام کے ساتھ ظاہر رہکر قایل کیواسطے آیت صداقت اور نشان نبوت رہیگی کیا جس کتاب میں اس پیشگوئی کا تذکرہ ہے اور جس کتاب میں اس پیش گوئی کا دعوے اس طرح پر ہے کہ قیامت تک اسی طرح رہیگی وہ کتاب ایسے علیم و خبیر کی نہیں جو جزئیات اور کلیات پر محیط اور اُن پر بہ تفصیل واقف ہے۔

آریہ یہ ساری پیشگوئی اور سارا دعوے آپکا بوجوہات ذیل باطل ہے وجہ اول یہ کہ اسلامی تفاسیر میں اسکا سارا نشانہ صرف یہود ٹھہرائے گئے ہیں دیکھئے اسپر تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ یہ آیت سورۃ آل عمران کی ہے۔ ”و یاد کن آنرا کہ گفت خدائے آن عیسی بدرستیکہ من فرو گیرندہ توام از دنیا و بردارندہ توام بسوے خود یعنی بقرب ملائیکہ خود و پاک کنندہ و نجات دہندہ توام از قصد و مکر آں کسان کہ کافر شدند بتو یعنی یہود۔ و ایں فوقیت بداں بود۔ کہ نصاری غلبہ کردند بر یہود بحجت و برہان در اثبات رسالت عیسیٰ یا غالب شدند برایشان بشمشیر بواسطہ معاونت قیاصرہ و پیوستہ ترسایان بر جہوداں غالب خواہند بود تا روز رستخیز بسوے من است بازگشت ہمہ شما یعنی عیسےٰ و متابعان و منکران او پس حکم کن براستی میان شما دراں چیز کہ شما در وی اختلاف میکنید (صفحہ ۶۹)

وجہ دوم آنکہ۔ اس سے اگلی آیت آپکے دعوی کی اوربھی تردید کرتی ہے فاما الذین کفروا فاعذبہم عذابا شدیدا فی الدنیا والاخرۃ وما لہم من نصرین۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے یہود موسیٰ را تصدیق میکنند و عیسی و محمد را منکر و نصاری عیسیٰ و موسیٰ را تصدیق میکنند و بہ محمد و علی جمیع الانبیا نمیگروند و ثالث ثلاثہ قایل میشوند و مومناں میگویند اللہ تعالیٰ یکے است موسیٰ و عیسیٰ و محمد فرستادگان اویند بحق پس خدا تعالیٰ فرمود بہ نسبت ایں طوائف حکم کن پس آنانکہ کافر شدند یعنی یہود و نصاری پس عذاب کن ایشاں را عذاب سخت دریں سرائے بقتل و اسر و لزوم جزیہ و خواری و دراں سرائے بانواع عقوبت و خلود در دوزخ۔ و نیست مریں کافراں را از بارانِ و نصرت دہندگان در دفع عذاب ایشاں (صفحہ ۶۹)

وجہ سوم۔ آپکا ترجمہ خوشامد پسندی اور دروغگوئی کے طور پر ہے اصل مطلب کا آیت سے کوئی تعلق نہیں اسی واسطے آپ نے آیت بھی آدھی لکھی اور پتہ بھی نہ لکھا کہاں کی ہے۔ اِن تین وجوہات سے آپکا دعوے باطل ہوا اور اصل میں آپ کا دعوے نہیں بلکہ قرآن باطل ہوا۔

۹۹۹ مولوی۔ مکاشفات یوحنا بیسویں باب کی ساتویں آیت سے پڑھو۔ اور جب ہزار سال ہو چکیں گے (یہ ہزار سال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہیں۔ اور شمسی قمری مہینوں کا حساب ناظرین یہاں سوچ کر لیں) اپنی قوم سے چھوٹیگا۔ اور نکلیگا تاکہ اُن قوموں کو جو زمین کے چاروں کونوں میں ہیں۔ یعنی یاجوج اور ماجوج کو فریب دے اور انہیں لڑائی کے لئے جمع کرے۔ اُن قدیمی نوشتوں اور روس اور انگریز۔ جرمن اور فرانس کے تسلط پر جو ہزار سال ہجری کے بعد سے عرب اور شام کے چاروں کونوں پر شروع ہوا غور کی نگاہ سے دیکھو اور دیکھو اسنہ ۱۲۹۱ء سے کس طرح یہ قومیں اسلامی بلاد پر مسلط ہو رہی ہیں! اگر انگریزی تواریخ ہند کچھ صحت رکھتی ہے اور آریہ قوم بھی انگریزوں سے اعلےٰ نسل میں متحد ہے جو بہ تحقیق لتھ برج وغیرہ محققان یورپ مسلم ہے تو یہ بھی ماجوج میں داخل ہیں تو ہم آریہ کی اُس تیز ترقی کو اپنی مقدس کتابوں کی صداقت ہی یقین کرینگے مگر ہم یقینی راے قایم نہیں کرسکتے کہ ہندوستانی اور انگریز ایک ہی ہیں۔ ہمارا علم اس تحقیق تک پہنچنے سے ابھی تک قاصر ہے قرآن کو نازل ہوئے تیرہ سو برس گزرے اور مکاشفات اور خرقیل نبی کی کتاب کو اور بھی بہت زمانہ گذرا اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو عالم بالجزئیات والکلیات ہے انکا ہونا کیسے واضح دلیلوں سے ثابت ہوا۔ اب یہ دونوں قومیں یاجوج روس اور ماجوج انگریز کیسے نزدیک آ پہنچے ہیں اور بہت ہی قریب ہے کہ دونوں آپسمیں الجھ پڑیں اور قرآن کریم کا یہ فرمانا و ترکنا بعضہم یموج فی بعض جو ہمیشہ سے صادق ہے۔ تمام آنکھوں کو اپنی سچائی دکھاوے۔

آریہ۔ یہ پیشگوئی کو چھوڑ پیس گوئی یا پیس غیبت بھی نہیں ہے آپنے اس میں کئی جگہ غلطی کی ہے آپ الہامی اور حواری مسیح ہوکر بڑے سخت بھولے اول تو آپنے مکاشفات یوحنا کی عبارت غلط نقل کی ہے وہاں لکھا ہے ”اور جب ہزار سال ہو چکیں گے تو شیطان اپنی قید سے چھوٹیگا“۔ ایک طرف تو آپ اور تمام مولوی یہ کہ رہے ہیں کہ عیسائیوں کی کتابیں بعضے محرف اور بعضے ملحد لوگوں کی بنائی ہیں خصوصاً یوحنا کے مکاشفات کو تو اکثروں نے ایک ملحد کی بنائی ہوئی مانا ہے اور دوسری طرف ایک گپ ہانکنے کے واسطے اُسے الہامی مان لیتے ہیں۔ بناہم بخدا۔

دوسرا یہ کہ شیطان کس کی قید میں ہے اور وہ کہاں قید ہے۔ کیا چاہ زمزم میں یا چاہ بابل میں۔ یا پورٹ بلیر میں اگر وہ قید ہے تو دنیا کو گمراہ کون کر رہا ہے۔ یہودا کے دل میں کون کہیگا کہ مسیح قتل ہوئے۔ محمد صاحب کے دل میں کون کہیگا کہ سورۃ الم کبھی نہیں محمد صاحب کے مرنے کی خبر کس نے مشہور کردی تھی اول تو شیطان کوئی چیز نہیں اگر ہے تو اُس کے ماننے والوں کو دل دماغ میں ہر وقت موجود ہی پس یہ کہنا قرآن اور اُسکی تفسیر کا ابطال ہے اسی طرح آریوں کی ترقی کی بابت جو آپکا خیال ہے وہ بھی بلحاظ قرآنی پیشگوئی کے باطل ہے کیونکہ پیش گوئی خود باطل ہے ہاں آریوں کی ترقی وید دھرم کی برکت اور ست کی فضیلت ہے اور قرآن سے زیادہ فضیلت یوحنا کے مکاشفات کو ہے کہ وہاں مفصل ہے قرآن کامل نہ رہا بلکہ ناقص

مگر وافعنہ آں کسانی کرد متابعت کردند مرترا مومناں اند توبالائے آنکہ کافر شدند بتو

ہمارے خیال میں جہاں تک ہم نے تحقیقات کی ہے یہ یاجوج وماجوج مسلمانوں کے بڑے فرقہ ہیں یعنی شیعہ اور سُنی۔ کیونکہ قرآن میں جو انکا یہ لکھا ہے وہ یہ ہے ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض مگر یورپ میں کیسا امن ہے۔
بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را باکسے کارے نباشد

اور افغانستان اور ایران وروم وعربستان ومصر وسوڈان میں فساد ہی فساد ہے زما گفتن شنیدن اختیار ست۔ پس یہ کس طرح پیشگوئی نہیں ہو سکتی ہے۔ ابھی امیر کابل نے اوروں سے تو کیا ہزارہ کے لوگوں کی عورتیں سربازار دو دو روپیہ کو نیلام کیں۔

دین اسلام و قرآن کے رو سے خدا جسمانی ہے

ہاتھ مشکوٰۃ میں ہے۔ محمد صاحب نے کہا میں نے پروردگار اپنے کو بہترین صورت کے ساتھ خواب میں دیکھا۔ پس خدا نے اپنا ہاتھ درمیان مونڈھوں میرے کے رکھا (ربع اول)۔

صورت کیمیائے سعادت میں ہے خلق اللّٰہ آدم علی صورتہ یعنی پیدا کیا خدا نے آدم کو اپنی صورت پر" رکن اول" اور ایسا ہی مشکوٰۃ جلد چار صفحہ ۲ میں ہے۔ باب السلام۔ یہی حدیث اور جگہ اس طرح لکھی ہے خلق آدم علی صورۃ الرحمٰن یعنی پیدا کیا آدم کو اوپر صورت رحمٰن کے مشکوٰۃ صفحہ ۳ باب السلام جلد ۱۰ اور ایسا ہی توریت میں ہے۔ خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر۔ خدا کی صورت پر۔

دایاں ہاتھ مشکوٰۃ میں ہے ان اللّٰہ خلق آدم ثم مسح ظہرہ بیمینہ۔ بدرستیکہ خدا تعالے بپیدا کرد آدم را پستر بالیدوے تعالے دست آدم را بدست راست خود" صفحہ ۱۰۷ جلد اول۔

طول خدا پھر مشکوٰۃ میں ہے عن ابی ھریرہ رض قال قال رسول اللّٰہ خلق اللّٰہ آدم علی صورتہ طولہ ستون ذرعا۔ ابی ہریرہ نے کہا کہ رسول نے کہا کہ خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر کہ طول اسکا ساٹھ گز تھا صفحہ ۳ باب السلام جلد ۴۔

خدا کی پنڈلی مشکوٰۃ میں ہے یکشف ربنا من ساقہ فیسجد لہ کل مومن ومومنہ وھم اذا سو بیدہ خدا ست گر گفت کہ شنیدم آنحضرت را کہ میگفت کہ بکشاید وبرہنہ می کند پروردگار را ساق خود را پس سجدہ می کند مر او را ہر مرد مسلمان وہر زن مسلمان باب الحشر صفحہ ۴ جلد ۲۹۳۔

مشارق الانوار میں بخاری ومسلم سے روایت ہے کہ خدا اپنی پنڈلی قیامت کو مسلمانوں کو دکھلاویگا اور ایسا ہی طبرانی نے اور قرطبی نے روایت طولانی انکے جسم میں درج کی ہے۔

قدم خدا حدیث حتی الضع الجبار قدمہ فی النار ترجمہ "تا کہ جبار یعنے خداوند نے پانو آگ میں رکھو۔ اور ایسا ہی مثنوی رومی میں ہے۔

ہتھیلی حدیث میں ہے وضع کفہ اوید علی کتفی ترجمہ ہاتھ اپنا یا ہتھیلی اپنی میرے کاندھے پر رکھی۔

دونوں ہاتھ حدیث مسلم میں ہے کہ خدا تعالے اپنے دونوں ہاتھ کھول کر فرماتا ہے کہ کون ہے کہ قرض دیوے ایسے کو کہ نہ فقیر ہے نہ ظالم ہے صبح تک یہی کہتا رہتا ہے۔

خدا کا ہنسنا اور کاگ اور آخری دانتوں کا نظر آنا طبرانیہ وحدیث قصص نے لکھا ہے کہ جب خدا تعالے اہل بہشت کے درجوں کی بابت مسلمانوں سے بعد دکھلانے پروسنہ ساق کے ذکر کریگا تب مسلمان کہینگے کہ یہ بات بطریق استہزاء فرماتے ہو۔ یہ سنکر اللّٰہ تعالے اسقدر ہنسے گا کہ مہات یعنی کاگ اور آخری دانت یعنی بن دندان دکھلائی دیں گے

ہنسنا مشکوٰۃ باب الخواص میں ہے کہ رسول اللّٰہ سے صحابہ نے کہا کہ اے

رسول اللّٰہ تو کیوں ہنسا۔ فرمایا کہ میں ہنسا بسبب ہنسنے پروردگار عالموں کے۔

مکان و گھر حدیث میں ہے کہ محمد صاحب نے کہا کہ میں روز قیامت خدا کے گھر جاؤنگا اور اندر جانے کی اجازت پاؤنگا اور جب خدا تعالے کو دیکھونگا سجدہ کرتا ہوا گر جاؤنگا۔

حدیث ترمذی میں ہے کہ ابو رزین نے محمد صاحب سے پوچھا کہ یا رسول اللّٰہ پروردگار ہمارا کہاں تھا۔ پہلے اس سے کہ اپنی خلق پیدا کرے۔ حضرت نے فرمایا کہ عما یعنی ابر باریک میں تھا۔ اور ایسا ہی مشکوٰۃ میں ہے۔ (صفحہ ۲۰۰ جلد ۴)

سایہ مثنوی دفتر اول میں ہے۔ زیر سایۂ خضر ہیں سایۂ خدا۔ اسی واسطے مسلمان بادشاہوں کو ظل سبحانی کہتے ہیں۔

خدا کا صعود و نزول احادیث میں ہے کہ او تعالے نیمہ شعبان وشب جمعہ میں آسمان دنیا تک نزول فرماتا ہے۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ جب وقت تہائی رات باقی رہتی ہے رب ہمارا طرف آسمان دنیا کے نزول کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ کون ہے کہ مجھے پکارے پس میں قبول کروں اور کون ہے کہ مجھ سے مانگے اور میں دوں۔ اور مجھ سے بخشش چاہے اور اُسے بخشوں۔ پھر اوپر چڑھ جاتا ہے۔ اور بابل کا قصہ

خدا کا پیٹھ دکھلانا موسیٰ کا قصہ۔

باب علمیت قرآن درباره زمین و آسمان

ابو جعفر محمد بن جریر یزید الطبری لکھتے ہیں "چنانکہ فرمود کہ چوں زمین را بہفت پارہ کرد بر روئے آب نہاد و او ہزار چشمہا پیدا کرد آب بر آورد چنانکہ فرمود اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن اخرج منھا ماءھا ومرعھا گفت آب از زمین بر آورد وایں زمینہا بر روئے آب بر پشت ماہی بنہاد وآن ماہی با آب اندر ست وآں آب بر سنگ وآں سنگ برکف فرشتہ بہوا در آویختہ پس کوہہا را بیافرید بر زمین نہاد چنانکہ فرمود والجبال اوتادا کوہہا را میخ زمین گردانید تا در خلق بر پشت بتوانند بود۔ پس ہفت آسمانہا را بانگشتن گرفت وسیارگان در روشن آمدند وہفت عمر نہاد کہ دریں جہاں خلق اندریں نباشد وبآخر ہمہ ویران کند۔ پیش ازاں قلم آفرید تا روز رستخیز چہار دہ ہزار سال بود ہفت ہزار آفریدن وہفت ہزار سال نگہداشتن (جلد اول تاریخ بحری صفحہ ۱۱ نولکشور) عبداللہ بن عباس روایت کرد۔ اینکہ پیغامبر ؐ کہ آفتاب وماہ نخست چہ چیز بودہ اللہ ہر روز کہ برآید از کجا بر آیند وچوں فرو شوند وابوذر غفاری روایت کند کہ یکروز در خدمت پیغمبر نشستہ بودم وقت آفتاب از دور چوں فرو خواست شدن من گفتم یا رسول اللہ ایں آفتاب ہر شب بکجا فرو شوند وہر روز بکجا بر آید۔ پیغامبر گفت یا بادر بگوشہ آسمان بچشمہ آب گرم۔ چنانکہ فرمود (سورہ کہف) وجدھا تغرب فی عین حمئۃ گفتم یا رسول اللہ ازانجا بکجا شود گفت آسمان با آسمان ہمیرود تا از زیر عرش آنجا خدا تعالےٰ را سجدہ کند تا وقت سپیدہ دم بباشد۔ پس دستوری خواہد وگوید بار خدا اکنہ امر تو آیم از مشرق یا از مغرب پس خدائے عزوجل جبرئیل را فرماں دہد تا یک حلہ از نور عرش برو بے انگند۔ وآں فرشتگان کہ برو بے موکل اند وا در بیارند تا مشرق تا انکہ آید ہمچنیں تا آنکہ حق سبحانہ تعالے خواہد کہ از سوے مغرب بر آید وجہاں ویران شود ابوذر غفاری گفت یا رسول اللہ جرماں چیست بکجا فرو شوند گفت ہم بدیں چشمہ پیچیں آسمان میرود تا از زیر عرش خدائے را تبارک وتعالے سجدہ کند وچوں وقت بر آمدنش باشد واو دستوری دہند تا از مشرق بر آید جبرائیل علیہ السلام یک حلہ از نور کرسی بیارد وبرو بے او افگند (صفحہ ۱۵ تاریخ مذکور) عبداللہ بن عباس گفت من شنیدم حدیث ماہ وآفتاب بگویم۔ چنانکہ پیغمبر شنیدم کہ گفت۔ خدا تعالے ماہ وآفتاب را از نور عرش آفرید وہر دو بروشنائی یکے بودند آفتاب را

پنہا بمقدار ایں جہاں ست وماہ را کمتر است واز بہر این چنیں خورد می نماید کہ از چشم دیدگا دور است واگر خدا تعالےٰ ماہ را ہمچنانکہ بود بگذاشتے روز از شب پیدا نبودے ووقت آسودن ووقت کار کردن ندانستندے ۔ وہمچنیں حساب سال وماہ را خدا تعالےٰ عزوجل از لطف خود جبرائیل را فرمود تا بر خود بروے بمالید ۔ چنانکہ یاد کردیم (دیکھو صفحہ ۶ بحری) وتفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۸۵) پس پیغامبر گفت خدا تعالےٰ آفتاب وماہ را بیافرید واو را گردونے وجاے او بران گردون کرد وآن گردون را سی صد و شصت گوشہ بیافرید وبر ہر گوشہ فرشتہا را از فرشتہاے دنیا موکل کرد تا آفتاب را بر گردون کردہ از مشرق بمغرب میبرندومی آرند وہر روز از مشرق از چشمہ آب بر می آید و بمغرب بچشمہ آب فرو مے شود تا آن صد وہشتاد چشمہ مغرب ومشرق سیر نشود و دو صد وہشتاد کہ سیصد وشصت روز تمام باشد وہر بارے کہ بر گردد روز میکاہد ومے افزاید وآن مشرقہا ومغربہا را خدا تعالےٰ یاد کردہ است فلا اقسم برب المشارق والمغارب خدا تعالےٰ در زیر آسمان برروے ہوا دریاے آفریدہ است از مشرق تا مغرب آبے ایستادہ در ہوا وآفتاب وماہ درمیان آب ہمیرندوآن پنج ستارہ سیارہ نیز خدا تعالےٰ فرمود فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس وہمچنیں ماہ وستارگان ہر یک را گردونی ست کہ از مشرق برایند وبمغرب فرو شوند ۔ پس پیغمبر گفت بداں خدا کہ جان محمد در امر اوست اگر کتاب را ہرگز بمیان آن آب بنبودے بر ہیچ نگذشتے از انسان، وحیوان ونباتات وہر چیز در دنیا تا ہمہ از تابش اوبسوختندے واگر ماہ را نہ بران آب گذر بودے ہمہ خلق اورا سجود کردندے از نیکوئی ودیگر ستارگان بجز این ستارہ کہ خدا تعالےٰ یاد کردہ ہمہ بر جاے ایستادہ اند بہوا" (بحری صفحہ ۱۲ و ۱۳) ۔

تفسیر کتاب پیدایش میں سید احمد خان صاحب لکھتے ہیں ۔ تمام متقدمین کیا یہودی کیا عیسائی یا مسلمان یہ خیال کرتے تھے کہ آسمان مثل گنبد کے مجسم ہے اور زمین کی چاروں طرف محیط ہے اور زمین کے گرد پھرتا ہے اور چاند سورج ستارے سب اس میں جڑے ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ پھرتے ہیں جوزیفس صاحب نے لکھا ہے کہ آسمان معلق قائم ہے اور بلوری خانہ کی مانند ہے ۔ وہ لوگ کتاب ہاے اقدس سے بھی اپنے اس خیال کی پختگی سمجھتے تھے اور مسلمان قرآن مجید کے الفاظ سے اسی طرح کے معنے نکالتے ہیں " (تصانیف احمدیہ صفحہ ۳۲۵) ذکر قیل ۱/۲۲ وخروج ۲۴/۱ وزبور ۴/۱۸ اسورۃ بقر آیت ۲۲ سورۃ رعد آیت ۲ سورہ مومن آیت ۶۴ سورہ ملک آیت ۳ ۔ سورہ طور آیت ۵)

محمدی علمیت کے نمونے تکذیب جلد ۱ صفحہ ۸۲ پر ہم نے قرآن کے سات آسمانوں اور سات زمینوں کی مشہور ومعروف غلطی پر اعتراض کیا تھا جس کے جواب میں مولوی صاحب فرماتے ہیں ۔

مولوی ۱۲۳ ۔ پھر میں کہتا ہوں کہ زمین وآسمان کا سات سات حصص پر منقسم ہونا بھی تقسیم ہے جو سراسر حق ہے اسکے ماننے میں بطلان ہی کیا ہے کہ قرآن کریم نے اس کا ابطال نہیں کیا ۔ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں سبع ارضین کا تذکرہ موجود ہے مگر یاد رہے موجودات مرکبہ کی تقسیم کئی طرح ہو سکتی ہے اگر اللہ تعالےٰ نے یہ تقسیم فرما دی تو بطلان کیا ہوا ۔ اب ہم ایک ایسی بات کہتے ہیں جسکے سننے سے کسی منصف آریہ کو قرآن کریم کے سبع سموات کہنے میں انکار کی جگہ نہیں زمین سے لیکر جہاں تک فوق میں اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہے ۔ اس مخلوق کو اللہ نے ایک تقسیم میں سات حصوں پر تقسیم کیا ہے ہر ایک آسمان جسکا بیان اللہ تعالےٰ نے قرآن میں کیا ہے انکا بیان آیات ذیل میں موجود ہے ۔

نمبر۱ ۔ وہ مقام جس میں ہمارے لئے کھانے کا سامان رکھا ہے ۔

نمبر۲ ۔ وہ مقام جس کے اندر جانور اُڑتے ہیں ۔

نمبر۳ ۔ وہ مقام جس میں اولے بنتے ہیں اور کھیتوں اور باغوں کو ویران کرتے ہیں ۔

نمبر۴ وہ مقام جس میں مینہ آتا ہے ۔

نمبر۵ ۔ وہ مقام جس میں ستارے اور نیازک گرتے ہیں ۔

نمبر۶ ۔ وہ مقام جس میں ستارے ہیں ۔

نمبر۷ ۔ وہ حصہ جو ان سب سے اوپر ہے اور جس میں اللہ تعالےٰ نے بہشتوں کو رکھا ہے کہ ان مشہور ستاروں سے اوپر بھی کوئی مقام ہے ۔

اوّل ۔ ہمارے دانا حکیم صاحب نے اس قرآنی کج بیانی کے سیدھا کرنے کیواسطے کتنی حکمت عملی سے کام لیا اور کسقدر وقت ضایع کیا وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح یہ قرآنی علم جغرافیہ وہیئت کی غلطی ٹھیک ہو جائے ۔ اور قرآنی علمیت پر اعتراض نہ آئے جو سراپا محال ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس بارے میں مفصل طور پر ناظرین کی خدمت میں عرض کریں ۔

پہلا آسمان مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس میں ہمارے کھانے کا سامان رکھا ہے حضرت! کھانے پینے کے سامان آسمان پر ہیں یا زمین پر غلہ میوہ جات ۔ پانی زمین پر ہیں یا آسمان پر ۔ شاید قرآنی فلاسفی سے مولوی صاحب نے زمین کو ہی آسمان جان لیا پس یہ کوئی آسمان نہیں بلکہ زمین ہے ۔ بنا بران پہلا آسمان باطل ہوا ۔

دوسرا آسمان ۔ مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس کے اندر جانور اوڑتے ہیں لیکن یہ نہ سوچا ۔ کہ وہ آسمان ہے یا نہ مولوی صاحب! جانور ہوا میں اُڑتے ہیں جو خلا میں ہے اور وہ صرف حد نظر ہے اور کچھ نہیں وہ دوسرا آسمان نہیں بنا بران دوسرا آسمان بھی باطل ہوا ۔

تیسرا آسمان ۔ مولوی صاحب نے وہ بتلایا جہاں اولے بنتے ہیں مگر ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ اولے صرف منجمد پانی ہے ۔ جو بخارات زمین وسمندر سے اُڑ کر اوپر جاتے ہیں وہ سردی میں جا کر دو مخالف ہواؤں سے سخت ہو جاتے ہیں اور قدرت پر ماتما سے میعاد معینہ میں برس جاتے ہیں وہ کوئی آسمان نہیں اور نہ کوئی مقام بنا بران تیسرا آسمان بھی باطل ہوا چوتھا آسمان مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس میں سے مینہ آتا ہے ۔ ہر ایک بدیہی اور علم طبعی کا جاننے والا اس بات کا قایل ہے کہ زمین کے بخارات سے بادل بنتے اور وہ بادل جب لطیف ہوا سے کثیف ہوتے ہیں تو مینہ برس جاتا ہے اور پہاڑ کی اوپر چڑھنے سے اس کا تجربہ اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے پرانے آریہ ودوانوں کے علاوہ حال کے فضلا نے مشاہدہ کرا دیا ۔ نیو یارک ۔ بمبئی ۔ اجمیر ۔ وغیرہ کئی مقامات پر مینہ برسا کر بتلا دیا ۔ یہ کسی مقام کا نام نہیں اور نہ کسی آسمان کا ۔ بنا بران چوتھا آسمان بھی باطل ہوا ۔

پانچواں آسمان ۔ مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس میں ستارے گرتے ہیں ۔ یہاں تو مولوی صاحب نے نور قرآنی کا جلوۂ نورانی دکھلا دیا بھلا آپ کے بغیر یہ آیات کسی کو کب سوجھنے لگی تھی ۔ مولوی صاحب! تمام فاضل مانتے ہیں ۔ کہ ستارے نہیں گرتے بلکہ خلا میں جو ٹکڑے دھاتوں کے گھوم رہے ہیں وہ دو مخالف ہواؤں کی ٹکر سے شعلہ نما یعنی گرم ہو کر جب کبھی زمین کے قریب آجاتے ہیں تو کشش زمین سے گر پڑتے ہیں ماہ نومبر میں اکثر ایسا ہوتا ہے ۔ بنا بران پانچواں آسمان بھی باطل ہوا ۔

چھٹا آسمان ۔ مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس میں ستارے ہیں ۔ سے آفریں باد برین ہمت مردانہ تو ۔ خوب دو آسمان بنانے کی حکمت کی ایک جس میں ستارے گرتے ہیں دوسرے جس میں ستارے رہتے ہیں ۔ درحقیقت مولوی صاحب نے قرآن کی بڑی خدمت کی ۔ جزاک اللہ ۔

جس طرح عیسائی تین خداؤں کا ایک خدا یا ایک کے تین بنایا کرتے ہیں یہ اُس سے واضح حساب ہے ۔ پس یہ چھٹا آسمان تو سراسر باطل ہے ۔

ساتواں آسمان تو درحقیقت مولوی صاحب نے ثابت کر ہی دیا۔ ہم بھی مولوی صاحب کی لیاقت پر صاد کئے بغیر نہیں رہ سکتے دیکھئے ناظرین! مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ساتواں ان ستاروں سے اوپر بھی کوئی مقام ہے "فی الواقعہ ایک تیر اور دو فاختہ اسی کا نام ہے۔ حضرت! کیا یہ دلیل ہے؟ اور کیا اسی کا نام اثبات سبع سماوات ہے۔ بنا براں ساتواں آسمان بھی باطل ہے۔

ہم حیران ہیں کہ جب اس مسئلہ قرانی کو مولوی صاحب جیسا راجہ شاہی حکیم بھی ثابت نہ کر سکا۔ تو کسی اعرابی کی کیا حیثیت ہے کہ کچھ تحریر کر سکے۔

اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب کو اپنی پر حکمت قرآن میں یہی سات مقامات پر لفظ سما ملا اسی واسطے انکو سات آسمانوں کا ثبوت گردان لیا مگر اُن کو معلوم ہو کہ ایسے تو قرآن میں اور کئی جگہ بھی لفظ سما آیا ہے۔ مگر ہم ان سے قطع نظر کر اور بھی کئی مقامات بناتے اور سموات قرآنی کی شہادت پہنچاتے ہیں۔

آٹھواں وہ آسمان جہاں سدرۃ المنتہی یعنے جبرائیل علیہ السلام کی بیری ہے اور جس کے ساتھ شب معراج کو محمدؐ صاحب نے گھوڑا باندھا تھا۔

نواں۔ وہ آسمان جہاں برف بنتی ہے۔

دسواں۔ وہ آسمان جہاں رعد گرجتی ہے۔

گیارھواں۔ وہ آسمان جہاں برق چمکتی اور بجلی گرتی ہے۔

بارھواں۔ وہ آسمان جہاں خدائی تخت ہے۔ یعنی عرش کبریائی۔

جس طرح مولوی صاحب نے قران میں لفظ سما کے بار بار آجانے سے ایک ایک آسمان مراد لیا ہے اگر ہم نکالنے لگیں تو شاید چالیس پچاس تک نوبت جا پہنچے اور قرآنی ہیئت دانی اور بھی بے بنیاد ہو جائے۔ ہم تو یہ پوچھتے ہیں کہ وہ جو قران میں ہے خلق سبع سموات طباقا (سورۃ نوح) آفریدہ خدا ہفت آسمان را تو بر تو۔ وہ کہاں ہیں۔ اور انکا کیا ثبوت ہے۔

مفرح القلوب میں لکھا ہے "اما در شریعت اطلاق آسمان بہفت افلاک مخصوص است و بر فلکین علئین یعنی ثامن و تاسع لفظ کرسی و عرش ورود یافتہ وہمہ افلاک تسعہ در گردش اند و مقعر ہر فلک علوی مماس محدب فلک ماتحت خود است بے فصل ما تذکرہ عناصر۔ وچوں کرہ ہوا محیط ماتحت خود است یعنی زبر و زیر ارض و ماز ہر جہت ہوا است کذالک نار بر ہوا۔ ہمچناں فلک اول بر کرۂ نار محیط است و فلک ثانی بر اول الی آخرہ زیراکہ افلاک کروی شکل اند و لنسبت زمین با فلک مانند زردۂ بیضہ است با قشر وے۔ وافلاک کلیم از مغرب بمشرق سے روند مگر فلک افلاک کہ وے بضد دیگر افلاک ز مشرق بمغرب می رود و دیگر افلاک را و نار را نیز با تقسیر ہمراہ خود می گرداند اما کرویت افلاک و نابودن فصل و بعد بین السمائین در شرع ثابت نیست لیکن علماء بحرکت سما بے خصوصیت جہت قائل اند چنانچہ از آیتہ والسماذات الرجع صاحب بیضاوی گردش مراد داشتہ۔ بالجملہ انا قوال علماء و ہر کہ باشد ہر چہ بشرح توافق دارد معتبر است و الا ہر دود" (صفحہ ۱۶۰ مفرح القلوب سنہ ۱۸۳۲ء کلکتہ)۔

اخیر میں مولوی صاحب ہم پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ایسی ہی باتیں آریوں کی کتابوں میں لکھی ہیں۔

مولوی۔ ا ۲ ۳۔ یوگ پاتنجل سوترہ ۲۔ ویاس منی کے بھاشی دھیا سوم میں لکھا ہے بھوکے اوپر بھوا۔ سوا۔ مہر۔ جن۔ تپ۔ انترکھ۔ ست۔ یہ سات طبقات آسمانی ہیں جو زمین کے اوپر ہیں اور مہاتل۔ رساتل۔ رتل۔ ستل۔ تلاتل۔ پاتال۔ یہ سات طبقات زمین کے نیچے ہیں اور ایسے ہی سات سمندر۔ لون کا سمندر۔ اکھیورس کا سمندر۔ سورا کا سمندر۔ سرپی کا سمندر۔ دوہی کا سمندر۔ کھیر کا سمندر۔ جل کا سمندر۔ ان تینوں کا بیان اور تشریح کس جاگرفی دان سے پوچھیں۔

جواب۔ مہاتما ویاس جی نے جو کچھ تشریح کی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے مگر اُس کے سمجھنے کو فہم ذکا اور فکر رسا چاہئے۔ اور سات ہی علم جاگرفی سے واقفیت بھی ضروری ہے۔ کہ پہلی سات طرح کی تقسیم ستاروں کے متعلق ہے اور دوسری زمین کے خشک طبقات کے متعلق اور تیسری بڑے سمندروں کے متعلق۔ اول کی بابت تو خود بیاس جی نے وہاں مفصل ارشاد کر دیا ہے جس کو دیکھنا ہو۔ اصل گرنتھ دیکھ لے۔ مگر دوسری اور تیسری کی بابت ہم عرض کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ حصص زمین کے متعلق اُس وقت کی مروجہ تقسیم فاضل بیاس جی کے سنسکرت میں بیان کردی مگر حال کے جغرافیہ کے مطابق ہم ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ تاکہ ہمارے مہربان مولوی صاحب کا یہ شک دور ہو جائے۔

	نمبر	نام سنسکرت مندرجہ بیاس بھاس	ناوجہ حال	رقبہ	آبادی
جنبو دویپ	۱	مہاتل	ایشیا	ایک کروڑ ۷۵ لاکھ میل مربع	۵۰۰۰۰۰۰۰۰ کروڑ
شاک دویپ	۲	رساتل	یورپ	۳۸ لاکھ میل مربع	۳۸۰۰۰۰۰۰۰ کروڑ
کش دویپ	۳	اتل	اشینیا	۴۵ لاکھ میل مربع	
کرونچ دویپ	۴	ستل	افریقہ	ایک کروڑ پچاس لاکھ میل مربع	۱۲۷۰۰۰۰۰۰
شل دویپ	۵	وتل	انٹارکٹکا یا اسٹریلیا		۴۷۳۰۰۰۰
بلکنشن دویپ	۶	تلاتل	امریکہ جنوبی	دو کروڑ نوے لاکھ میل مربع	۳۶۴۲۰۰۰۰
پشکر دویپ	۷	پاتال	امریکہ شمالی	۷ کروڑ دس لاکھ میل مربع	۸۹۲۵۰۰۰۰

سات سمندروں کی تقسیم

نمبر شمار	نام سنسکرت	نام انگریزی	نام عربی	رقبہ
۱	لون کا سمندر	انڈین اوشن	بحر الہند	۲ کروڑ ۵۰ لاکھ میل مربع
۲	اکھیرس کا سمندر	پے سیفک اوشن	بحر الکاہل	۷ کروڑ ۲۰ 〃 〃 〃
۳	سورا سمندر	اٹلینٹک	بحر اوقیانوس	۳۵۰۰۰۰۰۰
۴	سرپی سمندر	ریڈ سی	بحر احمر	
۵	دوہی سمندر	ایلوسی رچین کا سمندر	بحر ازرق یا بحیرہ زرد	
۶	کھیر کا سمندر	وایٹ اوشن	روس کا سفید سمندر	
۷	جل کا سمندر	بحر منجمد جنوبی	بحر منجمد جنوبی	تین کروڑ

بھوگربھ ودیا یا علم جیالوجی کے مطابق تقسیم

نمبر شمار	نام	کیفیت
۱	مہاتل	جلتی ہوئی گیس کی حالت
۲	رساتل	سیال مادہ یعنی بخارات کی حالت
۳	اتل	اُس سے کثیف یعنی ذرہ سرد حالت
۴	ستل	گھاس وغیرہ کے پیدا ہونیکی حالت اور چھوٹے کیڑے
۵	وتل	درختوں کے پیدا ہونیکی حالت۔ حیوان چرند۔
۶	تلاتل	ابتدائی جانوروں کی پیدائیش کی حالت
۷	پاتال	پسلی والے حیوانات کی پیدائیش کا زمانہ اور انسانی پیدائیش کا آغاز
۸	پرتھوی	پرتھوی کی موجودہ حالت یعنی انسانی آرام کے لایق۔

ہفت آسمان سخت یعنی محکم واستوار کہ درو فرجہ وشگافے کہ نشانہ خلل و زلل باشد نیست سورۃ النبا۔ وفتحت السماء فکانت ابوابا وشگافتہ شود آسمان در آن روز پس باشد از بسیار سے شگافہا درہا یعنی خداوند درہا یا کثرت فرجہا گوئی کہ تمام او درست۔

اب حدیث سے آسمان اور زمینوں کا حال عرض کرتے ہیں۔

اول آسمان کا حال

ورسول اللہ جالس فی عصابۃ من اصحابہ اذ مرت سحابۃ فنظروا الیہا فقال رسول اللہ ما تسمون ھذا قالوا السحاب۔ قال والمزن قالوا والمزن قال والعنان قالوا والعنان قال ھل تدرون ما بعد ما بین السماء والارض قالوا لا ندری قال ان بعد ما بینہما اما واحدۃ واما اثنان وثلث وسبعون سنۃ والسماء التی فوقہا کذلک حتی عد سبع سموات ثم فوق السماء السابعۃ بحر بین اعلاہ واسفلہ کما بین سماء الی سماء ثم فوق ثمانیۃ اوعال بین اظلافہن ووروکہن مثل ما بین سماء الی السماء ثم علی ظہورہن العرش بین اسفلہ واعلاہ ما بین السماء الی السماء ثم اللہ تعالٰے فوق ذالک (رواہ الترمذی وابوداؤد)۔

ترجمہ وپیغمبر خدا نشستہ است پس گذشت ابرے پس نگاہ کردند آن جماعت بسوئے آن ابر پس گفت آنحضرت چہ نام مے کنید شما این را گفتند این سحاب ست گفت آن حضرت ومزن مے کنید گفتند مزن ہم نام مے می کنند گفت آنحضرت وعنان نیز نام می کنید۔ گفتند وعنان ہم نام می کنیم گفت آنحضرت آیا در مے یابید ومے دانید کہ چہ چیز ست وچہ قدر ست۔ دوری مسافتے کہ میان آسمان وزمین ست گفتند نمی دانیم گفت آنحضرت کہ دوری مسافت کہ میان آسمان وزمین ست ہفتاد ویک سال ست و ہفتاد ودو یا ہفتاد وسہ سال ست وآسمانے کہ بالائے او ست نیز ہمچنین ست کہ مسافت میان این آسمان وآن آسمان ہفتاد وچند سال ست تا آنکہ شمرد آنحضرت ہفت آسمان را بعد ازاں بالائے ہفت آسمان دریائے ست کہ مسافت میان بالائے آن دریا وپایاں وے مانند مسافتے ست کہ میان آسمان وآسمانے دیگر ست پستر بالائے آن دریا ہشت فرشتہ است بصورت اوعال یعنی بز کوہی (اوعال جمع وعل بفتح واؤ وسکون عین بز کوہی) مسافت میان سم ہائے ایشاں وسرین ہائے ایشان مقدار آنچہ میان آسمان وآسمانی دیگر ست پستر بر پشت ہائے ایشاں عرش ست میان پایان عرش تا بالائے آن مقدار آنچہ میان آسمانے بآسمانی دیگر ست پستر خدا تعالٰے بالائے آنست" (مشکوۃ شریف جلد رابع کتاب الفتن باب بدء الخلق وذکر الانبیا فصل ۲ صفحہ ۴۸۵ نولکشور)

در اخبار آمدہ ست کہ حق تعالٰے زیر عرش دریائے آفریدہ است کہ ارزاق بازکہ عرش را پیدا کردہ است آن در بارہ آنست" (مشکوۃ جلد ۴ صفحہ ۴۸۵)۔

پھر مشکوۃ میں ہے "گفت آنحضرت اذن کردہ شد مرا کہ حدیث کنم وخبر دہم از عظمت فرشتہ از فرشتگان خدا از حاملان عرش وبردارندگان آن کہ میان نرمہ گوش وے تا دوش وے جائے سیر ہفت صد سال ست" (جلد ۴ مشکوۃ صفحہ ۴۸۶)۔

پھر لکھا ہے: "قال ھل تدرون ما فوقکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فانہا الرقیع سقف محفوظ وموج مکفوف ثم قال ھل تدرون ما بینکم وبینہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال بینکم وبینہا خمس مائۃ عام ثم قال ھل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال سماءان بعد ما بینہما خمس مائۃ سنۃ ثم قال کذلک حتی عد سبع سموات ما بین کل سماءین ما بین السماء والارض ثم قال ھل تدرون ما فوق ذالک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان فوق ذلک العرش وبینہ وبین السماء بعد ما بین السماءین۔ ترجمہ پستر گفت آنحضرت آیا در مے یابید شما چیست بالائے شما گفتند خدا ورسول خوب می دانند۔ گفت آنحضرت بدرستی آن چیز کہ فوق شما ست رقیع (رقیع بروزن فعیل) یعنی آسمان (بعضے گفتہ اند نام آسمان دنیا ست) آسمان سقفے ہست نگہداشتہ شدہ اند فقاتن تشبیہ کردہ آسمان را بسقف خانہ وآسمان موجی ست منع کردہ شدہ از سقوط بمعراج نیز تشبیہ کردہ اند۔ چنانکہ موج معلق ہوا می باشد۔ آسمان نیز معلق است بے ستون استادہ۔ پستر گفت آنحضرت آیا می دانید چہ قدر مسافت ست۔ میان شما ومیان آسمان گفتند خدا ورسول خوب می دانند گفت آنحضرت میان شما ومیان آسمان پانصد سالہ راہ ست پستر گفت آنحضرت آیا مے دانید چیست بالائے این آسمان گفتند خدا ورسول خوب مے دانند گفت بالائے آسمان دو آسمان دیگر ست کہ در دے مسافتے کہ میان آن دو آسمان ست پانصد سالہ راہ ست۔ پستر گفت آنحضرت ہمچنین تا آنکہ شمرد ہفت آسمان را بالائے یکدیگر مسافت میان ہر آسمان مقدار مسافتے کہ میان آسمان وزمین ست یعنی پانصد سالہ راہ گفت بدرستی بالائے آن ہفت آسمان عرش ست و میان عرش ومیان آسمان بمقدار دوری میان ہر دو آسمان ست" (مشکوۃ فصل ۳ جلد ۴ صفحہ ۴۸۸)۔ اور مشکوۃ باب فی المعراج فصل اول میں سات آسمانوں کی تشریح اور جب معہ جبرائیل کے محمد صاحب براق پر چڑھے ہوئے آسمانوں کے دروازے پر پہنچے جاتے تھے ہر ایک آسمان کا دروازہ کھلواتے جاتے تھے۔ ہر ایک دروازہ پر پہرہ فرشتوں کا تھا گذشتہ تمام انبیا اور خاصکر مشہور ہوئے ہوئے پیغمبروں کو بھی سلسلہ آسمانوں پر دیکھا۔ اسکے بعد لکھا ہے فُفتح۔ پس کشادہ شد در آسمان قرآن عظیم واحادیث ناطق اند با آنکہ آسمان را درہا ست ومیگویند کہ آن درہا مقابل ومحاذی بیت المقدس ست وقول فلاسفہ بہ بطلان خرق والتیام بآن باطل ست چہ قدرت پروردگار تعالٰے ہمہ را شامل ست۔ وآسمان مثل اجسام دیگر ست وہمہ قابل خرق والتیام اند ودلایل کہ بران اقامت کردہ اند۔ ہمہ مدخول ومعلول اند خود چون آسمان را در ہا ثابت شد۔ خرق و التیام نیز لازم آید" (مشکوۃ باب معراج جلد رابع فصل ۱ صفحہ ۵۵۲)۔

حدیث سے زمین کا علم۔

مشکوۃ شریف میں آن حضرت کی زبانی نقل ہے کہ "ثم قال ھل تدرون ما الذی تحتکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال انہا الارض ثم قال ھل تدرون ما تحت ذلک اللہ ورسولہ اعلم قال ان تحتہا ارضا اخری بینہما مسیرۃ خمسمائۃ عام حتی عد وسبع ارضین بین کل ارضین مسیرۃ خمسمائۃ سنۃ ثم قال والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لہبط علے اللہ۔

ترجمہ پستر گفت آنحضرت آیا می دریابید چیست آنچیزے کہ زیر شما ست گفتند۔ خدا ورسول او خوب مے دانند گفت آنحضرت آنچہ زیر شما ست زمین ہست پستر گفت آیا می دانند چیست زیر آن زمین گفتند خدا ورسول او خوب مے دانند گفت بدرستی۔ زیر این زمین زمینے است میان این دو زمین مسافت پانصد سالہ راہ است تا آنکہ شمرد آنحضرت حقیقت زمین را میان ہر دو زمین پانصد راہ ست اگر بودے کہ شما فرو ہا می کردید رسنے را بسوئے زمین کہ پایان از ہمہ است ہر آئینہ مے افتاد آن رسن بر خدا" (مشکوۃ جلد رابع کتاب الفتن فصل ۳ صفحہ ۴۸۹)

پھر لکھا ہے "ازین حدیث معلوم میشود کہ نسبت مسافت دوری میان زمینہا بر وفق نسبت آسمانہا ست پس آنکہ می گویند کہ طبقات زمین ہمہ مستقل یکدیگر اند وبہم پیوستہ ولہذا ارض در قرآن مجید مفرد ذکر میکنند وسموات را بلفظ جمع مخالف این حدیث است وشاید افراد ارض بارادہ ہمیں زمین ست کہ زیر ایشان است وبر زمین ہائے دیگر کار ندارند۔ بخلاف آسمانہا کہ از ہمہ فیوض وآثار میرسد" (صفحہ ۴۸۹ جلد ۴ مشکوۃ)۔

ستاروں کی تقسیم

بھورہ ______ سوم
بھوا ______ منگل
سوا ______ بُدھ
مہا ______ برہسپت
جنا ______ شُکر
تپا ______ سنیچر
ستیہ ______ سورج

ملک ایشیا یعنی دہاتل کے سات دیپوں کی پورانی تقسیم

نمبر شمار	نام سنسکرت	نام مروجہ حال	جنبو دویپ یعنی ایشیا کے نو کھنڈ
۱	جنبو دویپ	ہندوستان و تبت	آریہ ورت
۲	شاک دویپ	روم و عرب	روم و عرب
۳	کش دویپ	جزیرہ نما ہند چینی	افغانستان
۴	کرونچ دویپ	افغانستان و بلوچستان	جزیرہ ہند چینی
۵	شال دویپ یا شالگی دویپ	روس و تاتار	روس
۶	بلکش دویپ	چین و جاپان	تاتار و چینی تاتار
۷	پشکر دویپ	ایران	چین
			جاپان و جاوا و بالی
			ایران

مولوی صاحب! اب بھی سمجھے یا نہیں۔ بھوگول یعنے جغرافیہ موجود ہے ہر طرح اسی کے مطابق ہے۔ جزوی فرق النادر کالمعدوم ہے۔

اب ہم مولوی صاحب کے بیان کی قرآن و حدیث سے تردید کرتے ہیں کیونکہ ہمارا اعتراض قرآن و حدیث پر ہے نہ کہ مولوی صاحب کے علم طبعی یا انکو فرضی اور بے بنیاد خیالات پر۔

سورہ بقر جعل لکم الارض فراشاً والسماءً و انزل من السماء ماءً۔ مفسر کہتا ہے "ساخت برائے نفع و فائدہ شما زمین را بساطے یا گسترده جہت آرام و رود و حرکت بروو بر گردانیدہ آسمان کا سقفے برافراشتہ و فرو فرستاد از آسمان آب"۔

سورہ زمر۔ والارض جمیعاً قبضتہ یوم القیمٰۃ والسموات مطویٰت بیمینہ۔ و زمین ہمہ بدست گرفتہ ٔ وے باشد روز قیامت و آسمان ہا در پیچیدہ شدہ بہ یمین وے۔ مفسر کہتا ہے۔ در معالم آوردہ کہ ابن عمر نقل میکند کہ حضرت رسول صلعم فرمود کہ حق سبحانہ آسمان ہا پیچیدہ روز قیامت فرو گیرد بہ یمین خود پس گوید انا الملک و این الجبارون و این الجبارون و این المتکبرون۔ معتقد اہل ایمان در مثال این سخنان تنزیہ اوست از تشبیہ۔ صاحب بحر الحقایق فرمودہ کہ مذہب من در تحقیق این آیت آنست کہ بازگذارم آنرا با آنچہ مراد اللہ است زیرا کہ امثال این کلمات را از متشابہات داشتہ اند بدان ایمان باید آورد و از حقیقت آن سخن نباید گفت"۔ (صفحہ ۲۶۸ تفسیر حسینی جلد ثانی)

سورۃ سبا۔ ان نشا نخسف بھم الارض او نسقط علیھم کسفاً من السماء (ترجمہ) اگر خواہیم فرو بریم ایشانرا بزمین۔ یا فرو افگنیم بر ایشاں قطعہ از آسمان۔

سورۃ طور۔ یوم تمور السماء موراً۔ روزے کہ بگردد آسمان گردیدنی۔ یعنے در اضطراب آید آنگاہ بشگافد۔

سورۃ طور۔ وان یروا کسفاً من السماء ساقطاً یقولوا سحاب مرکوم۔ و اگر بہ بینید پارہ از آسمان فرو آیندہ بر سر ایشاں گویند از فرط عناد و محض استکبار کہ نہ قطعہ آسمان ست بلکہ این ابرے ست در ہم بستہ و برہم چسپیدہ۔

سورہ شعرا۔ فاسقط علینا کسفاً من السماء۔ پارہ از آسمان بر ما فرود آر اگر در وعدہ عذاب راست گوئی۔

سورۃ حم السجدہ فقضٰھن سبع سموات فی یومین و اوحیٰ فی کل سماءٍ امرھا و زینا السماء الدنیا بمصابیح و حفظاً ذالک تقدیر العزیز العلیم۔ تفسیر حسینی میں ہے۔ "و چون آسمان آفریدہ شد آن را بشگافت پس پرداخت آن را ہفت آسمان و تمام ساخت امور آنرا روز پنجشنبہ و جمعہ و وحی کرد بہر آسمانے فرمان آن را یعنی با اہل آن اعلام فرمود کہ عبادت بہر چہ و چگونہ کنند یا مقرر کرد بہر فلکے را آنچہ ازاں آید و بیار استیم آسمان دنیا را یعنی نزدیک تر بہ چراغہا یعنی ستارگان چوں چراغ رخشاں باشند و نگاہ داشتیم آسمان را نگاہ داشتے از آفات یا از اشیا ریعنی کہ دیو بقصد استراق سمع کنند از بدیع آفرینش ہمہ آفریدن و اندازہ کردن خدائے غالب است کہ در ملک ہر چہ خواہد کند داناکہ ہر چہ سازد از روئے حکمت باشد"۔ (صفحہ ۲۸۴ تفسیر حسینی)

سورہ دخان۔ فما بکت علیھم السماء والارض۔ پس نگریست بہر ایشان آسمان و زمین۔ در معالم آوردہ کہ چوں مومنے بمیرد چہل روز آسمان و زمین بر وے بگریند و از انس منقول ست کہ حضرت رسول صلعم فرمود کہ ہیچ بندہ نباشد الا کہ ویرا در آسمان دو در باشد درے کہ روزئے او ازاں فرود آید۔ درے کہ عمل او ازانجا بالا رود۔ پس چوں وفات کند این دو در نزول رزق و عروج عمل او محروم باشد بر وے بگریند"۔ (تفسیر حسینی صفحہ ۳۱۲ اسکے سوا دیکھو باب علمیت قرآن نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۳۶ و تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم)

سورۃ الملک۔ الذی خلق السموات طباقاً ما تریٰ فی خلق الرحمٰن من تفوت فارجع البصر ھل تریٰ من فطور۔ ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئاً و ھو حسیر۔ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح و جعلنٰھا رجوماً للشیٰطین و اعتدنا لھم عذاب السعیر۔

تفسیر حسینی میں ہے "آں خدائے کہ بیافرید آسمان را طبقہ طبقہ یکے بر بالائے دیگرے۔ در معالم آوردہ کہ آسمان دنیا موجے ست محکم شدہ۔ دوم مرمریست سفید سوم آہن ست۔ چہارم روئین ست و گفتہ اند مس ست۔ پنجم نقرہ است ششم زر است۔ ہفتم یاقوت سُرخ ست۔ نہ بینی تو اے بینندہ در آفریدن خدائے مر آسمان را ہیچ خللے و اختلافے و تناقضے و عیبے و اعوجاجی پس باز گردان چشم را بستہ آسمان تا دراں تفکر کنی ہیچ مے بینی شگافے و نقصانے۔ پس دیگر بارہ گرداں دیدہ را کرتے بعد کرتے تا ہیچ عیبے مے یابی۔ یعنی اگر بیک نگریستن معلوم نہ گردد تکرار کن نگریستن را۔ باز گردد بسوے چشم تو دور از یافتن عیب و او ماندہ بود از نگریستن آسمان از کثرت مراجعت بجہت آنکہ ہر چند نگرد عیبے دراں نمے یابد۔ و بدانیکہ بیاراستیم تا آسمان نزدیک را یعنی آسمان را کہ نزدیک تر است بزمین۔ و آرایش دادیم بچراغہا یعنی ستارگان کہ ہمہ چوں چراغ درخشانند و گردانیدیم ما ستارگان را رانندگان مر دیو انرا وقتیکہ بجہت استراق سمع قصد آسمان کنند و آمادہ ساختہ برائے دیوان و لعبوز سوختن ایشان بشہب در دنیا۔ عذاب آتش افروختہ در عقبے"۔ (سورۃ الملک صفحہ ۴۱۲ جلد ثانی تفسیر حسینی)

سورۃ نوح میں ہے خلق اللہ سبع سموات طباقاً یعنی بیافرید خدائے تعالیٰ ہفت آسمان را طبقہ بالائے طبقہ۔

سورۃ سبا میں ہے و بنینا فوقکم سبعاً شداداً۔ ترجمہ و بنا کردیم بر سر شما

طبابت

فرانس کے مشہور سیاح اور سائنس جاننے والے فاضل سنسکرت دان ہمبولٹ صاحب لکھتے ہیں "عرب نے جس قدر نہایت قدیم اور وسیع ماخذ یعنے ہندی طبیب (وید) ملگئے تھے۔ معجون کے بنانے کی کیمیائی ترکیب ایجاد کی۔ اور داؤں کے مرکب کرنے اور نسخہ لکھنے کی ایجاد بھی کی" (رسالہ کوس موس جلد ۲ صفحہ ۵۸۱ ترجمہ بوہن)

مولوی رومی کے شاگرد رشید بہاؤالدین آملی فرماتے ہیں:۔

علم رسمے سربسر قیل است و قال — نے ازو کیفیتے حاصل نہ حال
زو نہ گردد بر تو ہرگز کشف راز — گر بود شاگرد تو صد فخر راز
طبع را افسردگی بخشد مدام — مولوی باور ندارد ایں کلام
فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم — ہندسہ یا رمل یا اعداد و نوم
ایں علوم وایں خیالات و صور — فضلہ شیطان بود بر اں حجر
چند ایں فقر و کلام بے اصول — مغز را خالی کنی اے بوالفضول
صرف شد عمرت بہ بحث نحو و صرف — اے فضول از عشق منخواں یکد و حرف
علم نبود غیر علم عاشقی — مابقی تلبیس ابلیس شقی

مشہور ولی فخرالدین عراقی لکھتے ہیں:۔

سینۂ خالی ز عشق گلرخاں — کہنہ انبان بود پر استخواں
دل کہ خالی شد ز مہر روے یار — سنگ استنجا پریشانش شمار
لوح دل از فضلہ شیطاں بشوے — اے مدرس درس عشق ہم بگو
چند چند از حکمتِ یونانیاں — حکمت ایمانیاں راہم بداں
دل منور کن بانوار جلی — چند باشی کاسہ لیس بوعلی

مرزا غلام احمد صاحب نے کہا ہے:۔

فلسفی را چشم حق بیں سخت نابینا بود — گرچہ بیکن باشد و یا بوعلی سینا بود

سوامی جی اور آریہ سماج کے متعلق اعتراضوں کے جوابات۔

مولوی صفحہ ۵۴ "کیا وہ عربی کے ماہر تھے؟ مجھے یاد ہے میں نے لاہور میں اپنے کان سے سنا کہ دیانند جی فرمارہے تھے کہ "رحیم اور کریم لوگوں کی من گھڑت ہے"۔

آریہ کسنے دعوے کیا ہے کہ سوامی جی عربی کے ماہر تھے؟ لیکن کیا اُنکے اعتراضات ٹھیک ہیں یا نہیں اگر اُنکے قرآن پر قائم کئے ہوئے اعتراضات ٹھیک ہیں تو پھر یہ اعتراض آپ کا کسی طرح پر معقول نہیں ہو سکتا۔ آپنے بھی تو سوامی جی کے اعتراضوں کا کوئی جواب معقول نہیں دیا۔ باقی رہا یہ کہ سوامی جی نے آپکے روبرو "رحیم اور کریم" کو لوگوں کی من گھڑت بتلایا۔ اول تو آپنے ظاہر نہیں کیا کہ کس موقعہ پر سوامی جی نے یہ الفاظ استعمال کئے دوم یہ نہ معلوم ہوا کہ آپنے سوامی جی کے اس فرمانے پر کیا اعتراض کیا۔ اگر مراد یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ سوامی جی بلا عربی دانی کے اعتراضات کرتے تھے تو ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ بے شک جو معنے رحیم اور کریم کے محمدی لوگ کرتے ہیں وہ بالکل من گھڑت ہیں یعنی رحیم کے معنی یہ نہیں ہیں کہ پرمیشور گناہ بخشدیتا ہے اور اس طرح پر انصاف کا خون کرتا ہے۔ بلکہ دیا یا رحم سے مراد وہ اپار دیا ہے جو کہ ہم پرماتما کی اس گوناگون سرشٹی میں دیکھتے ہیں۔ چنانچہ رحم اور انصاف (یعنی دیا اور نیاء) دونو صفات باری پر سوامی جی نے مفصل بحث ستیارتھ پرکاش میں کی ہے۔

مولوی صفحہ ۵۴ "تاریخ کے اپنے بڑے ماہر تھے کہ ایک جگہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۲۲ میں کہتے ہیں۔ کہ "سلطان محمود غزنوی جب قیدیوں کو مکہ میں لیگیا تو فلاں تکلیف دی"۔

آریہ سوامی جی کی تاریخ دانی پر تو آپنے اعتراض کیا۔ لیکن اپنی تاریخ دانی پر غور نہ کیا۔ کیا محمود نے ہند کے زن و مرد کو لونڈی اور غلام نہیں بنایا؟ کیا اُس بت شکن نے کروڑوں کا مال غارت نہیں کیا؟ آپ کس کس تاریخ پر ہڑتال لگائینگے۔ اب سوال یہ ہے کہ تاریخ سے آپ ناواقف ہیں یا سری سوامی جی مہاراج اگر تاریخ سے بادشاہوں کی تاریخ ولادت۔ جہادی جنگوں کے خاص دن اور لڑائی کے خاص مقامات ہیں تو البتہ سوامی جی تاریخ کے پورے ماہر نہ تھے۔ لیکن اگر تاریخ سے مراد وہ سائنس ہے جو کہ انسانی خیالات کے مختلف اختلافات اور اُن کے تنزل اور ترقی کا پتہ دیتی ہے۔ تو سوامی جی زمانہ حال کے اعلےٰ درجے کے تاریخ دانوں میں سے تھے باقی رہا مکہ کا ذکر سو آپنے ستیارتھ پرکاش کی اصل عبارت نقل نہیں کی ورنہ آپ کے اعتراض کی قدر و عافیت معلوم ہو جاتی۔ سومنات کی مورتی توڑنے اور وہاں کی لوٹ بٹورنے کا حال لکھ کر سوامی جی لکھتے ہیں "اُنکے اوپر سب مال کو لاد کے اپنے دیش کی اور (طرف) چلا" اس کے آگے محمود کے اتیاچاروں کا حال لکھ کر لکھتے ہیں۔ "جب مکہ کے پاس پہنچا تب انیہ (دوسرے) مسلمانوں نے کہا کہ اِن کا فروں کا یہاں رکھنا اُچت نہیں" وغیرہ وغیرہ" انصاف پسند۔ ناظرین! آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ مولوی صاحب نے کس چالاکی سے مطلب اور کا اور ظاہر کیا ہے۔

مولوی صفحہ مذکور "سوامی جی کا ترجمہ چار ویدوں کا باوجود اتنے قومی جوش کے اب تک ناتمام ہے جبکہ خود سوامی کو عادل اور رحیم نیاریکاری خدانے کامیابی کا منہ نہ دکھایا۔ تو دنیا کی اور غیر قومیں اِس ترجمہ سے کب نفع اٹھا سکتی ہیں"۔

آریہ سوامی جی دس برس کے عرصہ میں وہ کام کر گئے۔ جو کہ محمد صاحب سے تیس سالوں میں بن نہ پڑا۔ محمد صاحب نے عثمان وغیرہ فصیح زباندانوں کی مدد کے باوجود اپنی زندگی میں کوئی مکمل ہدایت نامہ اپنے پیروؤں کے لئے نہ چھوڑا اور نہ ہی رب الملکہ نے اُنہیں اپنے حسب دلخواہ خلافت کی جانشینی کا فیصلہ کرنے کی فرصت دی۔ برخلاف اُس کے سری سوامی جی مہاراج چاروں ویدوں کی بھومکا لکھ کر غیر مستند ترجموں کا نہ صرف فیصلہ ہی کر گئے۔ بلکہ یجروید کا سالم اور رگوید کے قریباً $\frac{3}{4}$ حصہ کا ترجمہ معہ تفسیر لکھ گئے اور اُن آرش گرنتھوں کا پتہ دے گئے جنکی مدد سے کہ ہر ایک آریہ بآسانی ویدوں کے اصلی معنوں کو سمجھ سکتا ہے۔ باقی رہا غیر قوموں کا معاملہ سو آریہ سماج کے ممبر اخباروں اور ٹریکٹوں کے ذریعہ سے ضروری وید منتروں کے ترجمے برابر شائع کرتے رہتے ہیں۔ سوائے اسکے ویدوں کی زبان ہی دیو بانی کہلاتی ہے وہ خود ملہم زبان ہے۔ یورپین سنسکرت دانوں نے اسے ام الالسنہ کا خطاب دیا ہے۔ پس اُسکی اختراع جتنی زبانیں دکھلائی دیتی ہیں۔ وے سب ویدوں کے اعلےٰ معنوں کو صحیح طور پر ظاہر نہیں کر سکتیں۔ اسلئے گو دیگر زبانوں کے ذریعہ سے ویدک دہرم پھیلتا رہا ہے (مثلاً ژند وغیرہ) اور آیندہ بھی پھیلتا رہیگا۔ لیکن یوگ ابھیاس کے ذریعہ سمادہی میں مگن ہو کر وید منتروں پر وچار کرانیوالوں کی ہمیشہ ضرورت رہیگی۔ عادل اور رحیم پرماتمانے سوامی جی کو اُنکے مشن میں کامیاب کیا ویدوں کی اشاعت کے لئے انہوں نے ویدک ینترالہ قایم کیا اور سینکڑوں آریہ سماج قائم کر کے وہ اپنا کام بہت سی پاک روحوں کے سپرد کر گئے۔

مولوی صفحہ ۵۵ "پر خدائی کارخانے پر نظر کیجئے کہ دوارب برس میں ترجم بھی دنیا میں کیا آریہ ورت کے اندر بھی نہیں مل سکتے!!"

آریہ مولوی صاحب۔ یہاں آپکی تاریخ دانی کی بھی حد ہوگئی۔ گو آپ انگریزی زبان نہیں جانتے تاہم کسی محمدی گریجویٹ سے میکس مولر۔ ولسن۔ وھٹنی۔ راتھ اور دیگر یورپین سنسکرت دانوں کی تصانیف میں سے کچھ کبھی اگر آپ سُن لیتے تو ایسے بیہودہ دعوے کا آپ کو حوصلہ نہ ہوتا۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ آریہ ورت کے رہنے والوں

اور پھر مشکوٰۃ شریف باب المعراج میں لکھا ہے کہ فہم ایمعنی از حوصلہ ادراک گرفتاران مضیق حس و عادت بیرون است ایجا ایمان باید آورد وکیفیت آن بعلم الٰہی تفویض باید نمود و بحقیقت تامہ اطوار نبوت و وحی و معجزات از حیطہ عقل و قیاس بیرون اند ہر کہ آنرا تابع قیاس و موقوف فہم و درک عقل خود دارد و گوید کہ تا معقول نمے شود منیگردم واعتقاد نمی کنم از نصیبہ ایمان محروم باشد"۔ (باب المعراج جلد ۴ صفحہ ۵۵۱) اور ایسا ہی تفسیر حسینی سورۃ بنی اسرائیل صفحہ ۳۸۱ و ۳۸۲)۔

تفسیر حسینی میں ہے کہ رفتن آنحضرت از مکہ بہ بیت المقدس نص قرآن ثابت شدہ و منکر آن کافر است و عروج بر آسمانہا و وصول بمرتبہ قرب باحادیث صحیحہ مشہورہ کہ قریب است بعد تواتر ثابت گشتہ و ہر کہ انکار آن کند ضال و متبدع است مثنوی میں ہے ؎ شاہد معراج نبی ور فرست۔ ہر کہ مقر نیست برین کافر است (صفحہ ۳۸۲)

پھر لکھا ہے۔ معتقد اکثر اہل اسلام آنست کہ عروج آنحضرت بجسد و روح بودہ معاً و در بیداری واقعہ شدہ و آنانکہ دریں قصہ نقل حبیب را مانع دانند از صعود ارباب بدعت اند و منکر قدرت " (صفحہ ۳۸۲)۔

پھر لکھا ہے۔ "چہ بعد از حدیث معراج. بعضے از ضعفائے اہل اسلام مرتد شدند و منافقاں آغاز طعن کردند و انکار در انکار افزودند و مومنان تصدیق فرمودند تفسیر حسینی صفحہ ۹۳" اور مدارج النبوۃ جلد اول اور تفسیر کواشی میں ابوہریرہ سے۔ کہ کوہ قاف زمرد یا زبرجد کا ہے۔ اور سب دنیا کے گرد محیط اور بلندی پانصد سالہ راہ ہے اور محیط اُس کا دہ ہزار سالہ ہے۔ اور زمین کے نیچے ایک گائے ہے۔ جس کا حال بھی لکھا ہے کہ زمین اُس کے دو سرین پر ہے۔ اور اُس کے چہل ہزار سرین ہیں اور ایک سُر یر سے دوسرے تک پانصد برس کا راہ اُس گاؤ کے پائے۔

علم منطق شرح منہاج میں بدر الدین نے لکھا ہے کہ واسطے درس علم منطق کے مکان کرایہ پر دینا بھی جائز نہیں ہے۔ بلکہ اہل منطق کو مدارس سے خارج کرنا چاہئے۔ رسالہ تحریم منطق میں شیخ جمال الدین اشعری سے منقول ہے۔ کہ اوراق کتب منطق و حکمت سے استنجا جائز ہے۔ جواز استنجا باوراق المنطق۔

۔ جلال الدین سیوطی نے بھی ایک کتاب منطق کے ناجائز ہونے پر تصنیف کی جسکا نام بقول المشرق فی تحریم الاشتغال بالمنطق رکھا۔

علامہ ابن الصلاح نے بھی اِسی مضمون کا ایک فتویٰ دیا" (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۴۸)۔

علم کلام نفحات جامی میں شیخ شہاب الدین کا قول ہے۔ کہ مجھکو حالت جوانی میں علم کلام سے کمال ذوق تھا۔ حتے کہ چند کتابیں ازبر کیں اور میرا عم منع کرتا رہتا تھا۔ کہ علم کلام مت پڑھ اور ترک کر۔ ایک دن شیخ عبد القادر کی خدمت میں مجھکو لے گیا اور میری طرف اشارہ کر کے شیخ سے التماس کیا کہ یا شیخ یہ میرا برادر زادہ علم کلام میں مشغول ہے ہر چند اسکو منع کرتا ہوں باز نہیں آتا۔ پس شیخ نے مجھے فرمایا کہ تو نے علم کلام میں کونسی کتاب یاد کی ہے۔ جواب دیا کہ فلاں فلاں کتاب۔ پس شیخ عبد القادر نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا" الا اس وقت سے مجھکو علم کلام کا ایک لفظ بھی حفظ نہ رہا۔ اور تمام مسائل فراموش ہو گئے ہیں پر مولوی ومی نے کہا کہ:

علم دین فقہ است و تفسیر و حدیث ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث

نجوم یا ہیئت جب مسلمانوں نے سنہ ۱۰۰۱ء میں ہند پر یورش کرنا شروع کیا اُس وقت سے برہمنوں کا (یہ علم) ہیئت معرض زوال میں آ گیا۔ تاہم ہند میں وقتاً فوقتاً نامور ہیئت دان ہوتے رہے" صفحہ ۴۸ ہنٹر صاحب کی تاریخ ہند)۔

موسیقی۔ برہمن خاص اپنا ایجاد کیا ہوا فن موسیقی بھی رکھتے تھے۔ سات سُر جو انہوں نے حضرت عیسٰی کی پیدایش کے کم سے کم چار صدی قبل ایجاد کئے تھے فارس سے عربستان میں اور وہاں سے یورپ کے علم موسیقی میں گیارھویں صدی میں داخل ہوئے مگر یہ فن اسلام کے عہد سلطنت میں زوال میں آ گیا" (آنریبل ڈبلیو ہنٹر صاحب کی تاریخ ہند صفحہ ۸۷)۔

نحو

اوقعوا انبالہم فی الورطۃ — صعون رعدعندھم کالفرطۃ
گر بودائے فلسفی حکمت ہمیں — فاستعذ منہا برب العالمین
دخل در علم خدائی تا کجا — کترہ گوئی ژاژ خائی تا کجا
ادعائے علم در ہر جا غلط — ہیچ نافہمیدہ ایں دعوے غلط
بوعلی قوس قزح نشناختہ — چند جا تیر و کماں انداختہ
گفت حکمت را خدا خیر کثیر — حکمتہ الیونان شرہا بے نظیر
گر شفا اندر شفائے بوعلی است — از شفا صد بار خوشتر نا خودلیست
در نجات ایں است اے وا بر نجات — از نجات او دہد داور نجات
اینچہ علم ست اے حکیم از غافلی — فاستمع ماذا یقول العا صلی
علم نبود غیر علم عاشقی — ما بقی تلبیس ابلیس شقی
حکمتہ الاسفار صدرا پارہ کن — زحمت اشعار خود را چارہ کن
چوں حلول قہریزدانی بود — آن نہ سریانی نہ طریانی بود
چند باشی محفل آرائے خراں — چرک کردی مسند پیغمبراں
ہمنشیں با اہل دیں باید شدن — ورنہ خود عزلت گزیں باید شدن
ساقیا مینائے صہبائے بیار — بادۂ نابے مُصفّا پر بہار
سینہ ام را کُن مکرر شست و شو — تا نماند لوث ایں حکمت درو
حبہ و دستار من در آب دہ — ساغرے در رہن اصطرلاب دہ

(از من دھلوی صفحہ ۲۱ و ۲۲)

فلسفہ

حبذا تحصیل علم المعرفتہ — من لسان الشرع لا بالفلسفۃ
گندہ مغزی از حکیم بوعلی — در مشامت کے رسد بوئے علی
تکیہ کے بر ابن سینا زیبدت — سینۂ چوں طور سینا زیبدت
لیت شعری ما علوم الفلسفہ — کم ارے الاعمار فیہا متلفہ
چیست حکمت چند قول مختلف — نقل اقوال نحیف ما سلف
شیخ ایں گفت و امام ایں قسم گفت — جملہ تقلید سراسر صرف مفت
جسم قسمت لاچہ قابل شد چہ شد — جوہر فرد ارچہ باطل شد چہ شد
درمیان کیف و کم مضطر مباش — صورت نوعیہ کو جوہر مباش
باشد از حکم خدا ابر و عطر — از کجا آمد بخارات ایں قدر
غافلی چند از حدیث و از کتاب — رعد را دانند آواز سحاب
منع خرق آسماں نادانی ست — زانکہ معراج نبی جسمانی ست
از بخارا ہستے کہ مے پیچد بہم — ہمچناں کز نفخ ریح اندر شکم
رعد از روئے خبر باشد فلک — میکند آواز در جور فلک
کوہ و صحرا گشتہ زیں آواز پر — وہ کہ دانندش خراں گوز شتر

علم تشریح یعنے سرجری۔ طبابت کے ہر ایک صیغہ میں مجز علم تشریح بڑی ترقی ہوئی ہے۔ اس کے استثنا کی یہ وجہ ہے کہ قرآن میں اجسام کی تشریح منع ہے۔ (تہذیب الاخلاق جلد ۵ نمبر ۳ صفحہ ۵۳)۔

میں ظاہر کرنے میں قاصر ہیں۔ تو اردو بیچاری کس لیکھے میں ہے۔ یہ وجہ ہے کہ اردو میں اب تک ویدوں کا ترجمہ نہیں ہو سکا۔ جو سچائی کے متلاشی ہیں اُنکے لئے زبان کوئی رکاوٹ نہیں ہو سکتی وے شوق سے پورشارتھ کر کے سچائی کو دریافت کر سکتے ہیں

مولوی صفحہ مذکور۔ میں نہایت راستی۔ سچائی اور صاف دلی سے چاروں ویدوں کا ترجمہ سننا پسند کرتا ہوں مگر کوئی صورت اتنی بھی نہیں نکل سکتی کہ ایکبار سرسری طور پر ہی سُن سکوں جب کوشش کرتا ہوں اور ایک دو دفعہ ایسا ہوا بھی تو آریہ مہربان بھائی سُنانیوالے کی عداوت کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اپنے دلوں میں جھکر انصاف کر لو کہ کہانتک تمہارا دل گوارا کر سکتا ہے کہ ایک مسلمان ویدکی پوری ماہیت سے واقف ہو"

آریہ۔ ہر ایک آدمی جو کہ اپنی راستی۔ سچائی اور صاف دلی کی نمایش کرتا ہے۔ راستباز۔ سچا اور صاف دل نہیں ہوتا آپکا محض دعوے کافی نہیں۔ کچھ ثبوت بھی چاہیئے۔ افسوس کہ جرمنی اور فرانس اور انگلستان کے رہنے والونکو ویدونکے سننے کا موقع ملے۔ اور آپ اُس سے محروم رہیں واقعات بول رہے ہیں کہ آپکا تعصب آپکو ویدوں کے سننے کی اجازت نہیں دیتا۔ بھلا حکیم جی صاحب! وہ کون سے آریہ ہیں جو کہ آپکے وید سنانیوالے کی عداوت کو کھڑے ہو گئے؟ اور وہ آپکا وید سنانیوالا کون تھا؟ کیا حضرت قادیانی تو نہیں تھے؟ آپکے محمدی بھائی مولوی سید علی بلگرامی کو سنسکرت پڑھنے سے کسی نے نہ روکا۔ لیکن آریہ مہربانوں نے وید نہ سننے دئے کیا راج انگریزی ہے یا اورنگ زیبی حکومت ہے! آپنے سنہ ۱۸۹۰ء میں یہ الفاظ لکھنے تھے۔ براہ مہربانی فرمائیے تو سہی کہ اب تک آپنے ہندی کا ایک لفظ بھی سیکھا؟ کیا آپ چھ برسوں سے زیادہ کے عرصے میں ہندی پڑھکر خود سری سوامی جی کا بھاشیہ پڑھنے کے قابل نہیں ہو سکتے تھے اور اگر آپنے ہندی سیکھ لی ہے تو پھر وید بھاشیہ اور رگویدبھاشیہ کی قیمت مطبع ستت دہرم پرچارک جالندہر میں بھیجدیجئے۔ آپکو دونوں ویدوں کا بھاشیہ معہ ہندی ترجمہ مل جائیگا۔ یا اگر قیمت نہیں دینا چاہتے (کیونکہ دی نہیں سکتے کا تو سوال ہی نہیں ہے) تو لکھ بھیجئے بشرطیکہ آپکی ہندی دانی کے دونوں ویدوں کا بھاشیہ جہانتک کہ چھپ چکا ہے آپکی نظر کرینگے آریہ سماج کا ایک ادنیٰ خادم تیار ہے آپ خود اپنے دل میں جھک کر انصاف کیجئے کہ قصور کس کا ہے۔

۲۱۔ مولوی۔ برہمو مذہب والوں نے آریہ سے زیادہ جلدی قدم اُٹھایا بہ نسبت آریہ کے بہت کچھ اسلام کے قریب آ گئے۔

آریہ۔ برہمو مذہب کے بانی مہاتما راجہ رام موہن رائے بیشک ستت شاستروں کے مطالعہ سے بہت کچھ راستی پر آ گئے تھے مگر شراب اور گوشت خوری نے اُنکی طبیعت کو استقلال پر رہنے نہ دیا ورنہ اگر ان باتوں سے پرہیزگار ہو کر صراط المستقیم وید سے مستقل طور پر حق کی تلاش کرتے تو ضرور وہ سوامی جی کی طرح کامیاب ہو جاتے وہ اسلام کے قریب نہیں آئے تھے بلکہ آریہ سماج کے قریب تھے اور اسی واسطے اُنکے بعد بابو دیویندر ناتھ نے تجویز بھی کی کہ اُنکا آدمی براہمو سماج آریہ سماج میں مل جاوے مگر پھر کلکتہ آریہ سماج کی سُستی سے یا لاپرواہی سے کامیاب ہوئے وہ در حقیقت آریہ سماج سے بہت ہی قریب ہے۔ نہ کہ معاذاللہ محمدی اسلام سے

۲۱۔ مولوی۔ آریہ برہمو کے ساتھ اس لئے بھی شریک نہ ہوئے۔ کہ ذات پات کا امتیاز جو بدبختی۔ تکبر اور باہمی تنفر کا منشا ہے اور بنی نوع انسان کے اتحاد میں سخت خلل انداز ہے چھوڑ نہ سکے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ وہی جذب اس واسطے بھی نصیب نہ ہوا کہ دل صرف اللہ تعالیٰ کا طالب نہ تھا۔ دنیوی آسایش اور نیشنلٹی کا خیال قوت ایمانیہ پر غالب آ گیا ایسے ہی اسباب نے نور فطرت اور سلیم کانشنس کی بینائی کو دہندلا کر دیا

آریہ۔ آریہ برہموؤں کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ کامل نا کامل کی ساتھ شریک نہیں ہوتا۔ جدہر صداقت زیادہ ہوتی ہے اُدہر کشش ہوتی ہے اسی واسطے برہم سماج کو آریہ سماج نے کھینچ لیا اور شاید بالکل ہی جذب کر لے۔ ہم ذات پات کو بالکل جنم سے نہیں مانتے بلکہ کرم سے مانتے ہیں جنم سے تو مسلمان مانتے ہیں۔ سید۔ مغل پٹھان۔ کشمیری۔ جولاہے۔ ناگر کھتری۔ خوجہ۔ دلال۔ راجپوت۔ قریش۔ وغیرہ وغیرہ مسلمانوں کو اسی ذات پات نے بدظنی اور تکبر اور باہمی تنفر کے گڑھے میں گرایا۔ اور اسی نے ۱۵۰ فرقوں میں تقسیم کر روز بروز اتحاد کی جڑ کاٹی۔ آریہ لوگ دنیوی آسایش کے اتنے طالب نہیں ہیں جتنے کہ مسلمان اور یہی سبب ہے کہ مسلمان زیادہ کثرت ازدواج میں مبتلا ہیں اور فضول خرچ ہیں تمام نبیوں اور حواریوں اور اصحابوں یا امتیوں کا یہی حال ہے جتنی قریش کی عزت سید اور عرب کی عزت اسلام والوں میں ہے اور کہاں ہے اسی نیشنلٹی کے تاریک خیال نے تو قوت ایمانیہ اور نور فطرت اور ان کے سلیم کانشنس کو دھندلا بلکہ سیاہ کر دیا۔ جتنی مشکلات کا ہم لوگونکو مقابلہ کرنا پڑتا ہے موجودہ زمانہ بلکہ شاید گزشتہ زمانہ کے کسی قوم کو مشکل سے کرنا پڑا ہوگا۔ افسوس کہ آپ کے تعصب کے مارے ہمارے اخباروں کو نہیں دیکھتے ورنہ ایسا کبھی نہ کہتے۔

۲۲۔ مولوی۔ ان نئے جاگنے والوں (آریوں) نے قصہ مختصر اسلام کے قریب آتے آتے روگردانی اور اجتناب کیا۔ معلوم ہوتا ہے اور یقیناً ہے یہی یوں ہی کہ کسی شریر کی یہ خواہش کہ مجھکو بہشت کے دن تک مہلت دے منظور ہو گئی۔ اِس منظوری میں کیا حکمت ہے ایک جدا بحث ہے اور یہ فرمان بالکل سچ ہے کہ اُسے کہا گیا۔ یقیناً تجھے وقت معلوم کے دن تک مہلت دیگئی۔

آریہ۔ جن دو آیات کا ذکر کیا گیا ہے یہ دونو قرآن میں شیطان کے حق میں ہیں۔ اور وہی آپنے یہاں آریوں کے حق میں لگائیں۔ ہم آپ کی طرح ایسے الفاظ نہیں استعمال کرنا چاہتے۔ خدا آپ کو جزا دے اور ایشور پرماتما آپکو ویدہرم کی ہدایت دے

۲۲۔ مولوی۔ اس گروہ نے جس کتاب کو کافی ہدایت نامہ یقین کیا۔ اس کے پورے سمجھنے والے پنجاب کے منتہا تک نظر کرو کہیں نہ ملیں گے۔ ویدک سنسکرت کی عبارت بھی نہیں پڑھ سکتے۔ مگر یہ کہے جاتے ہیں کہ ہماری ہی کتاب تمام علوم وفنون کی معلم اور استاد ہے۔ ثبوت پوچھئے تو کیا ہوگا۔

آریہ۔ یہ آپکا کہنا تو ایسا ہے جیسا کہ بعضے مسلمان کہتے ہیں کہ جو قرآن کو بالکل صحیح پڑھے وہ شیطان ہے الانسان مرکب من الخطا والنسیان کے مطابق کچھ نہ کچھ غلطی آدمی سے ہو جاتی ہے۔ ابھی ۱۷۔ ماہ فروری سنہ ۱۸۹۲ء کے مباحثہ جموں میں معلوم ہو گیا کہ وید کے جاننے والے پنجاب میں کتنے ہیں۔ ہزاروں آدمی پنجاب میں وید سنسکرت کی عبارت بخوبی پڑھ سکتے ہیں اور بیس کے قریب اچھی طرح سمجھنے والے ہیں۔ اور سینکڑوں ایسے ہیں جو روز سوچ سمجھکر وید منتر پڑھتے اور سندھیا گائیتری کرتے ہیں ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک مشہور اور بے نظیر فاضل وید پنڈت گورودت جی ایم۔ اے وفات پا گئے میں نہیں جانتا کہ آپکو ایسا سفید جھوٹ بولنے سے کیا حاصل ہے

۲۲۔ مولوی۔ اس کتاب کے وجود سے آریہ کے ماورا اور بلاد کے لوگ واقف بھی نہ تھے کس ملک میں وید کا ترجمہ پہنچا؟ آریہ صاحبو! کوئی مستحکم دلیل چھوڑ ناقص شہادت ہی پیش کرو

آریہ۔ گزشتہ زمانہ میں جو کہ ۴۹۹ سے پہلے کا زمانہ ہے ایک وقت تمام دنیا میں آریہ دہرم تھا۔ دوسرا مذہب مطلق نتھا مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ (وید اور آریوں کی علمیت) اب ہم آپ کو تھوڑے سالوں میں بتلائیں گے کہ وید کا ترجمہ کس کس زبان میں اور کس کس ملک میں پہنچا ہے۔ آریہ میگزین۔ انگریزی رسالہ نے یورپ اور امریکہ تک وید منتروں کا ترجمہ پہنچایا۔ اسی طرح آریہ پتر کا انگریزی اور ویدک میگزین نے

کی زبان مہابھارت کے زمانہ کے کچھ عرصہ بعد تک سنسکرت ہی رہی۔ عام لوگ وید منتروں کے معنی سمجھتے تھے اُنکے گوڑھ ارتھوں کے بنانیوالے بیسیوں نروکت کا رشی ہوئے براہمن گرنتھ کیا ہیں؟ ویدونکی شرحیں۔ اوپنشد کا رشی کس کے گن گاتے ہیں؟ ویدوں ہیں دی ہوئی برمھ ودیا کے۔ غرضیکہ ویدونکی ۱۱۲۷ شاکھا انہیں کے گن گاتی ہیں پارسیوں کی ژند اوستھا۔ اتھروید کی دیا کھیا کرتی ہے۔ کہاں تک لکھا جاوے۔ ویدوں کے اعلےٰ معنوں کے اظہار کرنیوالے ہزارہا رشی ہوتے رہے اس کُل سامان کی موجودگی میں آپ کا بے سروپا دعوےٰ کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ آجکل کے یورپین سنسکرت دانوں سے ہی پوچھئے وے صاف جواب دینگے کہ باوجود سنسکرت زبان میں اعلےٰ درجے کی مہارت پیدا کرنے کے بھی وے اب تک یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے وید منتروں کے ٹھیک ارتھ سمجھ لئے ہیں۔ مہابھارت کی لڑائی تک کے زمانہ کا حال تو ہم آپکو بتلا چکے اُس کے بعد شنکر آچاریہ نے ورن آشرم دہرم کو قائم کرتے ہوئے ویدونکی اصلیت کا پرکاش کیا۔ اور اُنکے بعد اونٹ۔ساین وغیرہ ویدوں کا بھاشیہ کرتے رہے آپکو قرآن کے ترجموں پر ناز ہے۔ لیکن کیا آپنے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ قصہ کہانیوں کا ترجمہ کرنا کچھ مشکل نہیں ہوا کرتا۔ برخلاف اُس کے روحانی باریک باتوں کو ٹھیک طور پر ادا کرنے کے لئے زبان بھی مکمل ہی چاہیئے۔

مولوی صفحہ ۵۵ ”آجتک آریہ ورت کے تین ربع سے زیادہ قومیں قرعاً گو وہ شرح کیسی صحیح یا غلط کیوں نہ ہو۔ وید پڑھنے کے لائق خیال نہیں کی گئیں“

آریہ۔ مولوی صاحب کا اشارہ شاید پرانوں کے اُس حکم کی طرف ہے جس میں کہ مستورات اور شودروں کے لئے وید پڑھنے کی ممانعت ہے۔ ساتھ ہی اِسکی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب اس بات سے بے خبر نہیں ہیں۔ کہ پرانوں کا یہ حکم شاستروں کے مطلب کے برخلاف ہے۔ یجروید کے ادھیائے ۲۶ منتر ۲ میں پرماتما کی خاص اجازت ہے کہ ہر ایک منشیہ خواہ وہ چانڈال ہی کیوں نہ ہو۔ وید مقدس کا ادھکاری ہے۔ ہم شاستروں کے پرمان کیا پیش کریں۔ اول تو حکیم صاحب اُنہیں خود سمجھ نہیں سکیں گے۔ دوم اگر سمجھ بھی تو اُنپر دیانندی حاشیہ چڑھانے کا دوش لگاویں گے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یورپین سنسکرت دانوں کی رائے پیش کیجاوے جنکی ترجمونکے حکیم صاحب خود مداح ہیں[لہ]۔ یہ بات ہرگز نہیں تھی کہ شودروں کو وید پڑھانیکی کوئی ممانعت ہو اور نہ ہی ایک آدمی جنم سے شودر مانا جاتا تھا بلکہ وہی آدمی شودر سمجھا جاتا تھا۔ جسکا آتما کہ روحانی باتوں کے سمجھنے کی قابلیت نہ رکھتا ہو اور ایسے انسان کو وید پڑھانا فضول تھا کیونکہ ویدونکا دہرم یہ نہیں ہے کہ منتروں کو پڑھنے یا وید پر زبانی ایمان لانے سے مکتی ہو جاوے بلکہ مکتی ویدوں کا مطلب سمجھکر اُنپر چلنے کیساتھ تعلق رکھتی ہے چنانچہ ہمارے دعوےٰ کے ثبوت میں مشہور سنسکرت دان پروفیسر میکس میولر کی شہادت آپکی توجہ کے لایق ہیں۔ پروفیسر صاحب موصوف اپنی کتاب چِپس فرام اے جرمن ورکشاپ حصہ اول کے صفحہ ۳۰۷ پر یہ ذکر کرتے ہوئے کہ دیگر مذاہب میں پاک کتابوں کے پڑھنے کا حق عام آدمیوں کو نہ تھا فرماتے ہیں ”یہ ایک غلطی ہے جو کہ اکثر دوہرائی جاتی ہے۔ کہ براہمن لوگ سوائے اپنی ذات کے باقی سب سے ویدوں سے چھپائے رکھتے تھے۔ ایسا نہ تھا۔ ویدوں کے پڑھانیکا ادھکا وہ اپنی ذات کے لئے رکھتے تھے۔ لیکن زمانہ قدیم میں انہوں نے دوسرے اور تیسرے (یعنی کشتری اور دیشیہ) ورن کے لئے اور نیز پہلے (یعنی براہمن) ورن کے لئے ویدوں کا حفظ کر کے پڑھنا لازمی رکھا تھا صرف چوتھے ورن (یعنی شودر) کو ادھکار نہ تھا۔ کیونکہ اُنکے مانسک ورساماجک وصف انہیں اس کام کے قابل نہیں کرتے تھے“

مولوی صفحہ مذکور ”بھلا یہ بے انصافی نہیں تو کیا ہے؟ کہ خود تو دنیا کی عام بانوں میں ترجمہ کرتے نہیں اور جو ترجمے فضلائے یورپ نے کئے انہیں پسند نہیں کرتے“

آریہ۔ کیا اگر ایک کا ترجمہ اصل زبان کا ماہر نہ کرے۔ تو اس کے لئے یہ لازمی ہے کہ دوسروں کے غلط ترجموں کو پسند بھی کر لیوے اگر یہی آپ کا منطق ہے تو ع

کار ملیماں تمام خواہد شد۔ ہم کیا کریں۔ یورپین مترجم خود قبول کرتے ہیں ”چونکہ رگوید کے ترجمے انگریزی۔ فارسی اور جرمن زبانوں میں ہو گئے ہیں اس لئے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ جو کچھ وید ہمیں سکھا سکتے ہیں۔ ہم نے سب سیکھ لیا ہرگز نہیں ان میں سے ہر ایک ترجمہ آزمایشی طور پر کیا گیا ہے۔ گو میں نے بذات خود گزشتہ ۳۰ برسوں میں ۱۲ ضروری سوکتوں کے ترجمے دئے ہیں۔ تاہم میں نے صرف ایک نمونہ شائع کیا ہے ہم ابھی تک ویدک لٹریچر کی بیرونی سطح پر ہی ہیں“ (دیکھو انڈیا۔ واٹ۔ کین اٹ ٹیچ اس صفحہ ۱۱۲)۔ افسوس کہ جنکی حمایت پر آپ تلے ہوئے ہیں وہ تو اپنے ترجمونکی نسبت ایسی انکساری کا اظہار کریں۔ اور آپ زبان سنسکرت سے محض ناواقفیت کے باوجود اِس قسم کے فرعونی دعوے کریں!!!

مولوی صفحہ مذکور ”بلکہ ستیارتھ پرکاش کا ترجمہ بھی وہ (سوامی دیانند) اردو حرف میں منظور نہیں کرتے تھے اور اردو میں کیوں لکھواتے۔ ادہر وید کا عام فہم ترجمہ ہوا اُدھر دیکھو اسکا وہ سارا کارخانہ لم یکن شیئاً ہوا!“

آریہ۔ افسوس کہ آپ کو بہتان لگاتے ہوئے ذرا بھی تامل نہیں ہوتا یہاں بھی لکھ دیا ہوتا کہ ”اپنے کان سے سُنا کہ دیانند جی ویدوں کا اردو ترجمہ پسند نہیں کرتے تھے“۔ سوامی جی نے کبھی نہ لکھا اور نہ کہا کہ ویدوں کا اردو میں ترجمہ نہ کیا جاوے اُنہوں نے ہندی میں ترجمہ کروا دیا۔ کیا ہندی عام فہم زبان نہیں۔ مولوی صاحب! خدا کے واسطے تعصب کو دور کر کے خیالی بلند پردازیوں سے باز آیئے اور واقعات کی بنا پر تحقیقات کیجئے۔ کل صوبہ ممالک مغربی و شمالی و اودہ۔ کل راجستان۔ کل ممالک متوسط۔ احاطہ بمبئی۔ علاقہ بہار اور بہت سا حصہ بنگال۔ پنجاب اور مدراس کا ہندی یعنی دیوناگری بھاشا بولتا ہے۔ باوجودیکہ کچہریونکی زبان اردو ہے تاہم اس وقت بھی ہندوستان میں ہندی زبان سب سے زیادہ بولی جاتی ہے پھر جب اُس زبان میں ترجمہ ہونے سے ویدوں کی قلعی نہیں کھلتی۔ جب انگریزی زبان میں ترجمہ ہوتے ہی ویدوں کی مہمان زیادہ سے زیادہ بڑھتی گئی[لہ] تو اردو سے اُسے کیا خوف ہو سکتا ہے۔ لیکن دقت یہ ہے کہ اردو زبان علمیں کوئی زبان نہیں فلاسفی اور سائنس کے خیالات کو ظاہر کرنے کے لئے جب اردو زبان میں الفاظ نہیں ملتے تو آتمک ودیا کے اظہار کے لئے کہاں سے الفاظ آجاوینگے۔ آپ ہی بتلائے کہ پرکرتی۔ پرش۔ آتما۔ پردہان۔ انتہ کرن اور اُس کی برتیاں۔ اور اسی طرح کے دیگر ہزار ہا اعلےٰ خیالات کے ترجموں کے لئے اردو زبان کونسے الفاظ دے سکتا ہے۔ جب لاطینی اور یونانی سی وسیع زبانیں ان خیالات کو ایک ایک لفظ

[لہ] چنانچہ حکیم صاحب نے اسی صفحہ پر فرمایا ہے ”بھلا یہ بے انصافی نہیں تو کیا ہے؟ کہ خود تو دنیا کی عام زبانوں میں ترجمہ کرتے نہیں اور جو ترجمے فضلائے یورپ نے کئے ہیں اُنہیں پسند نہیں کرتے“

[لہ] فاضل پروفیسر میکس میولر فرماتے ہیں جس طرح کہ زمانہ حال کی تاریخ نامکمل ہے بغیر زمانہ وادمیانی کی تاریخ کے یا درمیانی تاریخ بغیر روما کی (تاریخ) کے یا روما کی نامکمل ہے بغیر یونان کی تاریخ کے اسی طرح ہم معلوم کرتے ہیں۔ کہ کل دنیا کی تاریخ نامکمل ہے۔ بغیر آریہ انسانیت کے اُس اول باب (رگوید) کے جو کہ ہمارے لئے ایک لٹریچر میں حفاظت کیگئی ہے (دیکھو۔ دی ایجن آف رلیجن صفحہ ۱۴۹)

۴۲- **مولوی**- اس مکذب نے تمام مباحث ضروریہ کو اکھٹا جمع کرنا شروع کر دیا آریہ کے عام مذہب میں گو کاسہ لیسی- اور جوٹھا کھانا ناپسند ہے مگر اس شخص نے تمام عیسائیوں اور پادریوں کے اعتراض بھی لے لئے۔

آریہ- بے شک آریہ کے عام و خاص مذہب میں کاسہ لیسی اور جوٹھا کھانا ناپسند اور ممنوع ہے وجہ یہ ہے کہ اس مذہب کی بنیاد عقل اور علم پر ہے ہاں اسلام یعنے محمدی مذہب جس کی بنیاد صرف شخصی تقلید پر ہے اُسمیں البتہ جوٹھا کھانا اور کاسہ لیسی ایمان ہے اسی واسطے ہم نے کبھی بھی کاسہ لیسی نہیں کی مگر چونکہ مرزا صاحب نے عیسائیوں کے اعتراض چورا کر اور اُن کی میز کا جھوٹھا اٹھا کر اسکا نام الہام غلام احمدی رکھا تھا پس ہمکو اس کا جواب دینا ضروری تھا۔ ہم نے صرف جواب دیا- ہم نے وہ سارے اعتراض یا جواب اصلی کتابوں سے لئے ہیں نہ کسی عیسائی یا پادری کی تصنیفات سے جوٹھا کھانا اور کاسہ لیسی کا فخر اسلام والوں کو مبارک رہے- (غور سے اور ایمان سے دیکھو تکذیب براہین احمدیہ کُل-)-

۴۳- **مولوی** عیسائیوں کے ایک ریفارمر نورافشان نے تکذیب کی مدح میں کئی صفحے سیاہ کئے ہیں ایک جگہ لکھتا ہے "تکذیب براہین احمدیہ الیسی دلچسپ ہے جب اسے ابتدا سے دیکھنا شروع کرو تو دل یہی چاہتا ہے کہ آخر تک دیکھ لیجائے سبحان اللہ کیا سچ ہے الم تر الی الذین الخ دیکھو تو ان کتاب والوں کو یقین لا رہے ہیں ساتھ بدکاروں اور نافرمانوں حد سے نکلنے والوں کے اور منکروں کو کہتے ہیں یہ اسلامیوں اور مومنوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں" اگرچہ عیسائیوں میں ایسے منصف بھی ہیں جنمیں سے ایک نے مجھے لکھا ہے "تکذیب کے ریویو سے اتفاق صرف صاحب ریویو کے سے مزاج والوں کا ہوگا" تکذیب براہین کو بندہ بھی دیکھ چکا ہے- بجز یاوہ گوئی کے میری ہاتھ تو کچھ نہیں آیا- ہاں کوئی فحش سیکھنا چاہے تو اچھی کتاب ہے عیسائی اعتراض بہم پہنچا کر اپنی لیاقت ضرور جتائی ہے- ایسے مباحثہ سے چٹکلے کی کہانیاں اچھی ہیں"

آریہ- اسلام کی صداقت اور آپکے الہام کی دکالت ہو چکی- دیکھ لیجئے ایک منصف مزاج عیسائی نے اگر ہماری کتاب پر انصاف سے ریویو دیا تو اُسے آپنے کتنا بُرا کہا اور صرف یہی نہیں بلکہ صفحہ ۳۹ پر بھی یہی رونا رویا ہے آپ تو بموجب وعدہ صفحہ ۳۱ کے قرآنی آیت کی سند لیکر تہذیب سے لکھنے لگے تھے کیا یہی تہذیب ہے جو آپنے ہماری نسبت صفحہ ۳۰ پر لکھی ہے "مکذب! آپ اپنی بناوٹ سے بے بے کسی قدر معذور ہیں- مگر انسانی ملکی قومی ہے اللہ کریم نے آپکو محروم نہیں رکھا" آپ نے تصدیق براہین الاحمدیہ میں مکذب لفظ ہماری نسبت بہت ہی کثرت سے استعمال کیا ہے کیا یہی تہذیب ہے تعصب سے ہماری کتاب کا نام بھی صحیح نہیں لکھا اور جھوٹھ لکھدیا کہ تشخہ- خبط- تنقیہ وغیرہ کا جواب ہے کیا یہ تہذیب ہے- جن حق پسندوں نے ہماری کتابوں کو پسند کیا اُنکو بھی گالیاں دیں کیا یہ ہی تہذیب ہے کیا آپنے عیسائیوں کو مشرک- بت پرست وغیرہ الفاظوں سے یاد نہیں کیا- کیا کوئی عیسائی بھی مسلمانوں کو اہل کتاب مانتا ہے یا محمد صاحب کو نبی- پس یہ سارے خیالات خام اور تہذیب اسلام ہی ہے "پادری ٹامسن ہاول صاحب فرماتے ہیں "لیکن بے دین و بے ایمان لوگ بجز تعصب بیجا دکھلانے کے مسیحی دین کی کسی چھوٹی سی دلیل کو بھی ذرا سی جنبش نہیں دے سکتے جیسا کہ مصنف فصل الخطاب کی روباہ بازیوں پر غور کرنے سے پایا جاتا ہے کہ جب وہ حق نظر دیکر خداوند مسیح کے چند بشارات پر حملہ کرتے بیجا اعتراض جمانے لگے اور اسی طرح بباعث بے علمی تعصب لے جا کے بے سوچے سمجھے وہ حملہ تو کرتے ہیں

مگر چونکہ تعصب و ہٹ دھرمی کے سبب نور ایمان سے بے نصیب ہوتے ہیں-

اور واضح رہے کہ فی زمانہ محمدیوں کی ایسی ایسی کوششوں سے بخوبی روشن ہو گیا ہے کہ اب انکے پاس بجز مغالطہ دہی و روباہ بازیوں کے اور کچھ ہاتھ پلے نہیں رہا- کیونکہ آگے جب تک آپ کے ہاتھ تلوار تھی تو اُس سے اپنا کام چلاتے انکو اپنے پیشوا کے ساتھ مایوسی کے گڑھے میں گاڑتے تھے لیکن جب سے تلوار چھن گئی تو یہ وطیرہ اختیار فرمایا کہ مغالطہ دہی و روبہ بازی سے بیچارہ سادہ لوحوں کو دام تذویر میں پھنسانے کی کوشش فرماتے ہیں" (صفحہ ۴ و ۵)-

"مولوی صاحب یہ آپکے قرآن اور پیشوا محمد صاحب کی غلطی ہے جو خیال کرتے ہیں کہ آدم وغیرہ کی کتابیں تھیں- نہ ہم اس بات کے مدعی اور نہ بتا سکتے ہیں کہ وہ اب کہاں ہیں- اگر بموجب دعوے قرآن و احادیث محمدی اُنکی کتابیں کسی زمانہ میں تھیں تو آپ ہی بتائیے کہ وہ اب کہاں ہیں اور کس قوم کے پاس کتنی مدت تک وہ رہیں- ورنہ قرآن و اقوال محمد صاحب کی صداقت ہاتھ سے جاتی ہے-" (صفحہ ۲۲)-

پھر نورالدین صاحب کو مخاطب کرکے کہتے ہیں "افسوس کہ تعصب نے اُن کی عقل و بصارت کو کھو دیا" (صفحہ ۶۰ سطر ۲۰)-

"اور طرفہ یہ ہے کہ مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۳۸۲ سے واضح ہے- کہ سنگ اسود بڑا کام کرتا ہے کہ لوگوں کے گناہ اس پتھر پر مڑھے جاتے ہیں اور لوگ اس پتھر کو چوم چاٹ کے اپنے نامہ اعمال کی سیاہی روز بروز اسے دے آتے ہیں- پس یہ وہ کام ہے جو جبرئیل بھی محمد صاحب کے واسطے اُن کے دل کو بار بار دھونے سے نہ کر سکا تھا- اور وہ سیاہی اُنکے دل میں جوں کی توں بنی رہی کہ جسکے سبب وہ نہ صرف بُری تعلیم طلاق و متعہ و حلالہ و دیوار پرستی و سنگ اسود کی چوم چاٹ و جہاد و قتل و بہشت کے حور و غلمان وغیرہ کے موجد ہوئے بلکہ کبھی کبھی باغواے شیطان بتوں کی بڑی تعریف کرکے اُنپر شفاعت کا بھروسہ بھی کرایا کرتے تھے (دیکھو مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۳۵۸)-

اور یہی سبب تھا کہ محمد صاحب لوگوں پر سے عذاب اللہ کا کچھ بھی دور نہ کر سکے تھے- (جلد ۴ صفحہ ۳۰۹- مظاہر حق)

پس اب محمدی صاحب بموجب عندیہ و خوش فہمی مولوی صاحب کے مواحد کیوں نہ کہلاویں کیونکہ کعبہ اور بتوں کی چوم چاٹ سے جواب تک گذارہ چلتا رہا ہے صاف زنگی کا نام اکثر کافور ہی سُنا جاتا ہے (صفحہ ۹۱۹۰) پس جبکہ مولوی صاحب کی علمیت و دیانت و ایمانداری کا یہ حال ہے تو پھر خداوند مسیح کی شہادت پر اعتراض کیوں نہ کئے جاویں- شرم! شرم!!! (صفحہ ۹۴ مظاہر حق) +

التماس آخری

اے ہمارے بچھڑے ہوئے محمدی بھائیو! او بھارت ماتا کے لخت جگرو! آریہ مسافر کا آخری[1] تحفہ میں تمہاری خدمت میں پیش کرتا ہوں آریہ مسافر نے جو خدمات تمہاری کی ہیں اُنسے تم بیخبر نہیں ہو تمکو عرب کی جہالت مآب تعلیم کے پنجہ سے چھوڑا کر ست دھرم کی روشنی میں لانا میرے مرحوم بھائی کا مشن تھا- تمہارے لئے کن کن تکالیف کو اُس نے برداشت کیا- اور کیسی کیسی خطرناک آفتوں کا سامنا کرتے ہوئے تمہارے لئے وہ ست دھرم کی منادی کرتا رہا آخر کار اسی پاک فرض کی ادائیگی میں ایک ظالم- مکار دغا باز کے ہاتھ

[1] گو تحفہ شہید کے سلسلہ میں چار دیگر ٹریکٹ شایع ہو چکے ہیں تاہم کیا بلحاظ زمانہ اور کیا بلحاظ مضمون یہ کتاب آریہ مسافر کا آخری تحفہ سمجھنا چاہیئے- ایڈیٹر +

بھی اور اسی طرح انگریزی کی کتب ذیل نے ویدک ٹکسٹ نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴۔ ایش اوپنشد ادہیاء چالیسواں یجروید و دہاٹ اندی آریہ سماج۔ ٹرائیف آف ٹروتھ۔ اوشن آف مرسی ٹرمی نالوجی آف ویدس۔ ڈاکٹرن آف دی انکارنیشن ریلائی۔ ٹو دی تھیوسوفسٹ۔ ایسی ہی اور بہت سی کتابیں وید منتروں کی تشریح میں انگریزی میں بھی ہیں اسوقت تک آریہ سماج کی کتابیں سنسکرت۔ ہندی۔ گجراتی۔ اردو۔ انگریزی۔ گورمکھی سندہی زبانوں میں ہیں۔ فارسی۔ عربی۔ فرنچ میں بھی ہو جاوینگی ہم سوئے ہوئے یا بیکار نہیں ہیں۔

۲۳۔ مولوی۔ اس حملہ کا باعث جو آریہ جماعت اِسوقت مسلمانوں پر کر رہی ہے اور اس تنفر کا موجب جو آریہ نے ظاہر کیا ہے صرف آریہ ہی نہیں بلکہ تمہاری غفلت اور اپنی پاک کتاب کی خدمت میں علمی اور عملی طور پر بے پرواہی بھی اسکی علت ہے تمنے اپنی کتاب پاک کو طاق نسیان پر رکھ دیا جسکا وبال تم پر یہ پڑا کہ تمہارے کئی فرقے ہوگئے

آریہ۔ آریہ جماعت جو مسلمانوں پر حملہ کرتی ہے۔ وہ صرف اپنی سچائی کے سبب سے ہے۔ ورنہ یہ سبب نہیں ہے جو آپنے ذکر کیا ہے آپ بخوبی یاد رکھئے کہ جتنا وہ قرآن کا زیادہ مطالعہ کریں گے اتنا ہی وہ جلدی معقول کی طرف جھکیں گے اور آریہ بنینگے کیونکہ جہاں ہمکو محض جاہل مسلمان کے دیر سے آریہ ہونیکا خیال ہے وہاں عقلمندوں اور حق شناسوں کی نسبت آتنی ہی جلد امید۔ اسلام کے فرقے کب سے ہوئے۔ کیا بارہ تیرہ سال سے یا بارہ تیرہ سو سال سے؟ بھائی سوچو اور ایسے ایسے گپ نہ ہانکا کرو۔ عثمان اور علی کے وقت سے بلکہ خاص حضرت کے وقت میں ہی عایشہ اور علی اور عثمان کی مخالفت ہوئی۔ معاویہ اور یزید و حسنین کے حالات مطالعہ کرو۔ اُسی وقت سے فساد کی بنیاد قائم ہوئی گویا اسلام پیدا ہوتے ہی فساد کو لیکر جنما۔ کیا بڑے بڑے اصحابی دن رات قرآن کے مطالعہ کرنیوالے نہیں تھے۔ خود جبرئیل کی زبان ہے۔ یا حضرت کی وعظ سننے والے کرامات اور معجزہ والے اس کے بانی ہوئے۔ قرآن کا طاق پر رکھنا اسکا باعث ہرگز نہیں بلکہ قرآن کا زیادہ پڑھنا اور سوچنا۔

۲۳۔ مولوی۔ مسلمانو! تمہارا اللہ ایک تمہاری کتاب ایک۔ تمہارا رسول ایک۔ عیسائی تین کے بندے۔ آریہ چار کتابوں کے متبع۔ ان میں اختلاف ہوتا تو ہوتا۔ ہم میں اتنا تفرقہ کیوں ہوا۔

آریہ۔ جس طرح تمہارے صوفی لوگ کہتے ہیں ہمہ اوست۔ خود پیمبر شد و پیام آورد + گشت خود کافر و نمود انکار۔ اصل میں ہزاروں۔ لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان محمد میں وحدت و خدائیت کے قایل ہیں۔ یوں نام کو مسلمانوں کا رازق ایک مگر کروڑ در پیروں کی گیارہویں دیتے ہیں۔ ورنہ رزق میں کمی سمجھتے ہیں۔ کروڑوں قبروں کے پوجاری ہیں مسلمانوں کا رسول ایک نہیں بلکہ سب رسولوں پر اُنکا ایمان ہے۔ آجکل آپکا مرشد بنی قادیانی بھی رسول بنا ہوا ہے اور مسلمانوں میں فساد کا بانی ہے۔ اسی طرح عیسائیوں کی حالت ہے اصلمیں وہ بھی ایک خدا کے قائل ہیں مگر ہاں ضرور تثلیث کے بھی قایل ہیں جس طرح کروڑوں مسلمان مردوں سے بھی مراد مانگتے اور خدا سے بھی۔ ہماری کتابیں چار نہیں اصلمیں صرف ایک یعنی وید ہے جس طرح ایک کتاب کے چار باب ہوتے ہیں اسی طرح ویدوں کا حال ہے اصل میں وید ایک ہے مگر رگ۔ یجو۔ سام۔ اتھرو۔ اس کے چار باب ہیں۔ اسی واسطے ممکن نہیں کہ آریوں میں اختلاف ہو مسلمانوں میں اختلاف کی وجہ اول تو یہ ہے کہ انھوں نے سب کتابوں سے تھوڑی تھوڑی کی طرح لیکر قرآن بنایا۔ دوم یہ کہ سب نبیوں پر ایمان رکھا۔ سوم فرشتوں پر جنکی تعداد معلوم نہیں۔ چہارم ایک آدمی پر جسکی حالت قرآن کی آیتوں کی طرح بدلتی رہی۔ پنجم قبر پرستی اور کعبہ پرستی اور اسود پرستی بھی اسکی باعث ہے۔ ششم چار یا پانچ امام بھی اس اختلاف کی وجہ ہیں۔ ہفتم آپ جیسے الہام کے دعویدار بھی اختلاف کے پھیلانیوالے ہیں۔ ورنہ اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو تفرقہ نہ ہوتا۔

۲۳۔ مولوی۔ مشرکوں سے نکلنے توحید کی طرف آتے ہوئے گروہ بلکہ یوں کہئے کہ اسلام کے قریب آنیوالے دیانندی پنتھ کو جب مختلف اسباب سے رکاوٹ ہوئی اور دھوکے میں مبتلا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان میں کے سعیدوں کو غلطی سے بچانے کے لئے حضرت میرزا غلام احمد صاحب مُجدّد کو پیدا کیا اور انہیں توفیق دی کہ آریہ اور ان کے سوا جس قدر اسلام کے مخالف ہیں اُن سب کو توحید اقوال سے سمجھا دیں اور مغالطات کے مواقع سے اُنہیں آگاہ کر دیں۔

آریہ۔ ایسی خام خیالی اکثر جدید مذاہب والے پکا یا کرتے ہیں۔ عیسائی کہتے ہیں مسیح کے قریب آتے ہوئے۔ برہمو کہتے ہیں برہمو سماج کے قریب آتے ہوئے۔ محمدی کہتے ہیں اسلام کے قریب آتے ہوئے مگر سچ بات یہ ہے کہ ہر کس بخیال خویش خبطے دارد۔ نہ تو اسلام کو پسند کرتے ہیں اور نہ اُس کے قریب آنیکی کوشش کرتے ہیں۔ ہاں ہم حق کے طالب اور حق پر قائم ہیں اچھا!! میرزا صاحب ہماری ہدایت کے واسطے ہوئے! واہ واہ جن کی ہدایت کیواسطے ہوئے اُنکی مذہبی کتابوں سے ناواقف اُنکی زبان سنسکرت سے ناواقف۔ ڈھاڑی میراسی کے رہبر۔ مانگی تھی چڑھنے کو ملی اُٹھانے کو۔ خود بیگاری پکڑے گئے۔ سوامی جی دور و دراز سفر کے بعد ضلع گورداسپور میں گئے۔ مگر وہاں جبرائیل نے میرزا صاحب کو سوامی جی سے ملنے کو کبھی روک دیا۔ یا خدا نے پاؤں میں ورم کر دیا یا شیطان نے بہکا دیا۔ غرضیکہ کچھ ہوا اُن کے مقابلہ سے دم دباتے اور منہ چھپاتے رہے حجرہ الہامی سے باہر نہ نکلے اور کسی اور مولوی یا قاضی یا مجدّد کو تاب مقابلہ نہوئی۔ جنہوں نے مقابلہ کیا انہوں نے ہی منہ کی کھائی اور صمٌّ بکمٌ ہوکر بیٹھ گئے۔ کیا اسی کے معنے ہیں ہادی ہونا۔ اسی کے معنے ہیں مجدد ہونا اسی کے معنے ہیں مغالطات سے بچانا۔ افسوس بایں ریش و فش اور بیہودہ کشمکش۔ ایک آریہ بھی اُنکی بہکاوٹ میں نہ آیا اور نہ کوئی بقول میرزا صاحب سعید اور بقول ہمارے سعید سے پلید بنا۔ کیا اچھا ہوتا اگر خدائے قرآنی کو عقل ہوتی اور مرزا صاحب کو سنسکرت میں باوجود مسلمان ہونے کے ویدوں کا حافظ سنسکرت ودیا میں فاضل پیدا کرتا اور پھر ہم دیکھتے کہ وہ نماز پڑھتے یا سندھیا کرتے افسوس کہ بقول قرآن ہمکو کہنا پڑا۔ کہ واللہ خیر الماکرین۔

۲۴۔ مولوی۔ حضرت میرزا صاحب نے اس مقصد اعلیٰ کی ابتدائی تحریک کے واسطے ایک کتاب لکھی اور اُس کا براہین احمدیہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے سامان قدرت کو دیکھو غافل قوم کے جگانے کو کیا تدبیر نکالی! اس کتاب کی تکذیب کے ایک پولیسمین کھڑا ہوگیا۔

آریہ۔ حضرت مرزا غلام احمد سلمہ اللہ تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم بہادر کی آپ جتنی تعریف کریں واجب ہے کیونکہ پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند۔ پولیسمین ہونا کوئی حقارت کی بات نہیں ہے بلکہ بدمعاشوں کو سزا دلانا۔ نیک معاشوں کی حفاظت کرنا یا شرارت سے بچانا ایک قسم کی رسالت ہے اور شبانی سے تو کسی حالت میں کم بھی نہیں ہے آپکو شاید یاد نہیں رہا۔ ورنہ سارے نبی گڈریہ ہوئے ہیں قاضی عباس نے شفا میں لکھا ہے حل بیث۔ وما من نبی اللہ وقد رعی۔ ایسے نیست کہ اسی نبی مگر اینکہ شبانی کردہ۔ (دیکھو تقسیم الرابع صفحہ ۲۴۴) اسی پر زلیخا میں ہے۔

بحکم آنکہ امت پروری را   شباں لایق بود پیغمبری را

اسی طرح شبان در دے ایمن کے معنے غیاث میں دیکھ لیجئے۔ اور حضرت کی شبانی کا حال ہماری کتاب تناسخ میں پڑھ لیجئے۔ اگر شبان اور گڈریہ پیغمبری کے لایق ہیں۔ تو بھائی! کیا پولیسمین براہین الاحمدیہ کا جواب لکھنے کے لایق نہیں۔ ضرور ہے۔

انہیں بجنسہ اس جگہ درج کرتے ہیں :-

اشتہار اول

قادیانی شعبدہ - دنیا کھائے مکر سے روٹی کھائے شکر سے

لبریز تماشائے زخش کون و مکان است فانوس خیال است کہ گویند جہان است

بس جنس محقر بود این جان و دل من انداز نثارش نہ بہ نقد دل و جان است

یک قطرہ ز بحر کرمش ہست کہ بینی صد جوے روانم نہ پے تشنہ لبان است

روزم ہمہ از وہست کہ در جنگ بد اندیش

پیچ و خم تحریر ہمہ تیغ و سنان است

مرزا غلام احمد قادیانی بھی عجیب ڈھنگ کا بشر ہے جو ابتدائے اسلام سے آجتک امت محمدیہ میں پرفتنی اور مکاری میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ دن دہاڑے ایسی چال چلتا ہے کہ عقلا بھی چکرا جاویں۔ پچھلے شعبدے تو بذریعہ اشتہارات فرداً فرداً ایسے شایع ہو چکے ہیں۔ جنکا جواب ابتک قادیانی سے نہ بن پڑا۔ اب ایک اور طرفہ قصہ مذکور ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ جسکو عوام براہین احمقیہ کہتے ہیں صرف ایک روپیہ کی کتاب ہے۔ حضرت مذکور نے اس کی قیمت سو سو پچاس پچاس روپیہ لوگوں سے لیکر آیندہ اسکا تالیف کرنا اور طبع کرانا بند کر دیا کہ اُس میں مفاد کی صورت نظر نہ آئی اب اور نیا رسالہ شروع کر کے لوگوں کے روپیہ لوٹنے کی نیت ہے۔ چنانچہ ضمیمہ اخبار ریاض ہند یکم مارچ ۱۸۸۶ء سے واضح ہوا کہ یہ رسالہ سراج بے نور طیار ہوتا ہے جس کے رد و قدح میں ہماری طرف سے بھی شعلہ پر نور حسب الحکم خداوندی بنتا ہے بوقت شیوع ہدیہ ناظرین ہوگا بالفعل اشتہار ضمیمہ مذکور کے ملمع آمیز باتوں کی قلعی کھولی جاتی ہے۔ اشتہار کی عبارت کے اول لفظ مرزا اور جواب کی ابتدا میں لفظ جواب تحریر ہوگا:-

مرزا۔ یہ رسالہ اس احقر نے اس غرض سے تالیف کرنا چاہا ہے کہ منکرین حقیت اسلام اور مکذبین خیر الانام کی آنکھوں کے آگے چمکتا ہوا چراغ رکھا جاوے۔

جواب۔ براہین احمقیہ کے چھ سو صفحہ بھی اسی غرض سے سیاہ ہوئے تھے مگر افسوس کہ حقیت اسلام اور صداقت خیر الانام ظاہر نہ ہوئی۔ اُسکے سارے بناوٹی الہامات اور تین سو ساٹھ دلائل اور براہین احمقیہ کا لشکر لیکر خدا کا آنا اور قطب کی طرح اُسکا غیر متزلزل ہونا وغیرہ وغیرہ سب ثبوت رائیگاں گئے اور سب نکمے ہو گئے اب سراج بے نور سے کیا اندھیرا چھائیگا یہ تو صد لیفوں کے صرصر حملہ سے ایکدم میں گل ہو جائیگا۔

مرزا۔ اور بڑی بڑی پیشگوئیوں پر جو ہنوز وقوع میں نہیں آئیں مشتمل ہے۔

جواب۔ آج تک جتنی پیشگوئیاں درج براہین احمدیہ ہوئی ہیں اُن میں کیا خاک اوڑہی ہے جو آیندہ نہ اُڑیگی نہ کسی کا نام و نشان ایک ہندو۔ ایک آریہ چند مسلمان مجہول عیارنیں الف الیلہ اور بدر منیر کی سی حکایتیں جھوٹھے قصے فضول افسانے تمام کتاب خود ستائی سے مملو خدا نے مجھے عیسٰی بنایا۔ میں نے موسیٰ کے ساتھ کھانا کھایا۔ محمد صاحب حضرت علی فاطمہ اور حسنین میرے مکان پر آئے اور حضرت فاطمہ نے میرا سر اپنے زانو پر رکھا اور سب اولیاؤں سے برتر ہوں فلاں جگہ سے میرے پاس دس روپیہ آئے۔ فلاں شخص کا میں نے تپ دفع کھویا اور یہ کیا اور وہ کیا۔ اصلیں دیکھو تو نہ کسی کا سر نہ پاؤں طبع زاد قصے اور ابلہ فریب باتیں اور قادیانی دھوکھے۔

مرزا۔ خدا نے اس ناکارہ کو اپنے بعض اسرار مخفیہ پر مطلع کر کے بار عظیم سے سبکدوش فرمایا ہے۔

جواب۔ بھلا قرین قیاس بھی ہے کہ ناکارہ آمی کو خدا نے اپنے مخفی اسرار بتا دیئے اور وہ اسرار یہ ہوں کہ مرزا کے پاس فلاں جگہ سے دس روپیہ آویں اور مرزا کے بیٹا ہو۔ اور مرزا کا فلاں دوست وکالت میں پاس ہوگا اور فلاں ماخوذ۔ بھلا حضرت قادیانی کی سبکدوشی کیونکر ہوئی جبکہ اعتراضات کا بھاری بوجھ اُسکی گردن پر ہے جس سے قیامت تک نجات وہم و قیاس سے افزوں تر ہے۔

مرزا۔ حقیقت میں اُسکا فضل ہے جسنے چار طرفہ کشاکش مخالفوں سے اس ناچیز کو مخلصی بخشی ہے۔

جواب۔ اس کا نام فضل نہیں ہے بلکہ قہر ہے کہ آپکی ضلالت اور بطالت کا باعث ہوا ہے اور مخالفین سے مخلصی نہیں بلکہ شکنجہ عذاب میں گرفتاری ہے۔ جو آپکے حق میں نہایت موجب گریہ و زاری ہے۔

مرزا۔ یہ رسالہ قریب الاختتام ہے اور چند ہفتوں کا کام ہے۔

جواب۔ ہمکو بھی یہ الہام ہوتا ہے کہ چند جھوٹھے قصوں کا اس میں التزام ہوا ہے جنکا نہ آغاز ہے نہ انجام ہے۔ بلکہ از اول تا آخر مجموعہ خیال ہے۔

مرزا۔ اس رسالہ میں تین قسم کی پیشینگوئیاں ہونگی اول وہ پیشینگوئیاں کہ جو خود اس احقر کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔ دوسری وہ پیشینگوئیاں جو بعض احباب یا عام طور پر کسی ایک شخص یا بنی نوع سے متعلق ہیں۔ تیسری وہ پیشینگویاں جو مذہب غیر کے پیشواؤں یا واعظوں سے تعلق رکھتی ہیں۔

جواب۔ یہ سب فریب ہے نہ کچھ رنج کا ذکر ہوگا نہ راحت کا نہ حیات کا نہ وفات کا اپنی تعریف اور اپنے معاونوں کی توصیف جا بجا درج ہوگی۔ انشاء اللہ ہنگام طبع ناظرین پر سب حقیقت کھل جاویگی جیسے براہین احمقیہ سے ظاہر ہے اور اُس کے مطالعہ الہامات سے باہر۔

مرزا۔ ہم نے صرف بطور نمونہ چند نامی آریہ صاحبوں اور چند قادیان کے ہندوں کو لیا ہے جنکی نسبت مختلف قسم کی پیشین گوئیاں ہیں۔

جواب۔ چند نامی آریہ صاحبان وہ ہونگے۔ جنہوں نے مرزا کا مکر و فریب جو بذریعہ اشتہارات شائع کیا ہے اور قادیان کے ہندو وہ دس بسا ہو کا رفرضی معاہدہ کرنیوالے ہونگے۔ جنہوں نے علیحدہ اشتہار چھپوا دیا تھا کہ نہ ہم نے وعدہ ایکسال تک الہام دیکھنے کا کیا نہ ہم اُس کے الہام کو راست مانتے ہیں یہ سب مرزا کی جعلسازی ہے۔ خود ہی مسودہ بنایا۔ خود ہی نام لکھ دیا۔ خود ہی چھپوا دیا۔ اگر اپنی ذات کو لیتے تو بہتر تھا۔ کیونکہ جگ بیتی سے آپ بیتی کا قصہ معتبر ہوگا۔

مرزا۔ اور اس تقریب پر یہ بھی خیال ہے کہ خداوند کریم ہماری محسن گورنمنٹ کو جسکے احسانات سے ہمکو یہ تمام تر فراغت حاصل ہے۔ ظالموں کے ہاتھ سے اپنی حمایت میں رکھے۔ روس منحوس کو مجبوس کر کے ہماری گورنمنٹ کو فتح نصیب کرے تا ہم وہ بشارتیں اگر ملجائیں درج کریں انشاء اللہ تعالٰے۔

جواب۔ اس الہام میں مرزا شاید انگریزوں کی فتح اور روس کی شکست مانگتا تاکہ انگریز خوش ہو کر اُسکو ثانی عیسٰی مانیں مگر یہ خیال خام ہے۔ دانایان فرنگ اُن فریبوں کو خوب جانتے ہیں اور ایسے شعبدوں سے بخوبی واقف ہیں ہاں اگر مرزا کو الہام کا دعوٰے ہے تو جنگ روس و انگلش کا مفصل حال لکھے کہ فلاں مقام اور سنہ میں لڑائی ہوگی۔ اور فلاں فلاں مشہور اشخاص کام آوینگے اور فلاں گروہ مظفر و منصور ہوگا وغیرہ وغیرہ مفصل حال لکھکر دوسری براہین احمقیہ چھپوائے۔ تاکہ الہام کی حقیقت روشن ہو جاوے ورنہ ایک نجومی کا قصہ شاہد حال ہوگا۔ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ پر کوئی غنیم آیا اُسنے ایک نجومی سے پوچھا کہ ابکے میری فتح ہوگی یا شکست نجومی نے کہا کہ آپکی فتح ہوگی۔ بادشاہ نے کہا کہ اچھا لکھدو۔ اُسنے فوراً لکھدیا۔ جب نجومی گھر میں آیا تو گھر کے لوگ اُسکو تنگ کرنے لگے کہ لکھ دینا مناسب نہ تھا غیب کی بات ہے خبر نہیں کیا ہو۔ اُسنے کہا میں نے جو کچھ کیا ہے سمجھ کے کیا ہے اگر اسکی شکست ہوئی تو ہم سے کون پوچھے گا اگر فتح ہوئی

اُس نے سچے دہرم پہ جان قربان کردی!

اے مومن ہونے کے دعویدارو! لیکھرام کا خون زبان حال سے تمہاری توجہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ دنیاوی عزت۔ دنیاوی ثروت۔ دنیاوی محبت اور دنیاوی تعصب سب یہیں کے یہیں رکھے رہ جاوینگے۔ پرماتما کے حضور جب تمہارے کرموں (فعلوں) کا حساب ہوگا تو صرف ایک دہرم ہی مددگار ہوگا پھر کیا تم نہیں سمجھتے کہ یہ انمول سمہ مفت ضائع جا رہا ہے۔ دھرم (دین حق) سے بڑھکر اور کوئی مطالعہ نہیں ہوسکتا اور نہ ہی سچائی کے قبول کرنے سے بڑھکر کوئی عمل۔ ذرا غور کرو اپنے تنگ دایرے سے باہر نگاہ ڈالو۔ یورپ کے فاضل محقق متفق اللفظ ہوکر کہہ رہے کہ دنیا کے تمام مذاہب کا سرچشمہ وید مقدس ہے"۔ عقل پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ نیایکاری (عادل) پرمیشور اپنے بندوں کو کسی زمانہ میں کبھی بغیر سچی ہدایت کے نہیں چھوڑ سکتا۔ جاہل سے جاہل آتما بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ پرماتما کا گیان کبھی معطل نہیں رہ سکتا اور اُس میں رد و بدل ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا عقل کل کو ناسخ و منسوخ سے کیا تعلق؟ ویدک سنسکرت زبان کی کمالیت ہی اس کے الہامی ہونے کا ایک بدیہی ثبوت ہے۔ ایشوریہ گیان (علم الٰہی) کو قصہ کہانیوں سے کیا تعلق دنیا کے کس حصہ میں ریفارم نہیں ہوئے۔ اُنکی کس کس جگہ عزت نہیں ہوئی لیکن کیا اُنکی محدود تعلیم اور ان کے نامکمل عمل جو کہ خاص وقتوں اور خاص ملکوں کے لئے تھے۔ پرماتما کے اننت (بیحد) گیان اور اُس کی اننت مہمان کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔

عرب کے وحشی ملک میں محمد صاحب نے بہت کچھ اصلاح کی گو انہوں نے بجائے کیول ستیہ (صرف سچائی) پر بھروسہ کرنیکے بارہا راضی نامے کئے۔ قریش کی خاطر کبھی ان کے مجتوں کو خدا کے وکیل ٹھہرایا اور پھر اپنے پیروؤں کی ناراضگی کے خوف سے اُس آیۃ کو منسوخ بتلایا کبھی (کمزوری کے زمانہ میں) حلم اور بُردباری کی تعلیم دی اور کبھی (طاقت پکڑنے پر) سیف پیغمبری پکڑلی۔ کثرت ازدواج کو قطعی روکنے کی طاقت نہ رکھتے ہوئے چار پر راضی نامہ کرلیا۔ بت پرستی کو دور کرتے کرتے لوگوں کو اپنی پیغمبری سے نفور دیکھکر کعبہ پرستی کا فتوے دیدیا۔ کہاں تک بیان کروں۔ محمد صاحب کا ایک عمل بتلا رہا ہے کہ وہ معمولی انسان تھے۔ اور اپنی ہی عقل سے کام کرتے تھے۔ جو کچھ انہوں نے اصلاح کا کام کیا اُس کے لئے تم ہی کیا ہر ایک حق پسند اُنکی عزت کریگا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے جسقدر اُنکے افعال ناپسند یدہ اور مذموم تھے اُنکے لئے ہر ایک منصف مزاج افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا +

پیارے بھائیو! شرک کو کفر کہتے ہوئے مشرک مت ہو۔ دیگر ممالک کے بتوں سے منہ موڑتے ہوئے خاص سرزمین کے تعصب میں پھنسکر خاص بتوں کی طرف مت بھاگتے پھرو۔ بھلا سوچو تو سہی سنگ اسود اور شالگرام میں کیا فرق ہے۔ دونوں پتھر اور دونو بےزبان ہیں جو دلیل تمہیں ایک کی پرستش سے روکتی ہے کیا وہ دوسرے کو بوسہ دینے سے منع نہیں کرتی۔ بت پرستی تو صرف روشنی سے محروم کراتی ہے لیکن انسان پرستی اُس سے بڑھکر خطرناک ہے وہ صرف سچی روشنی سے ہی محروم نہیں کراتی بلکہ ٹھوکریں بھی کھلواتی ہے۔ محمد صاحب عرب کے جاہل اور وحشی بدؤں کے پیشوا ہوسکتے تھے۔ لیکن تم تو تعلیمیافتہ ہو اور تہذیب کے مدعی۔ محمد صاحب کی تعلیم تمہیں کیا سکھا سکتی ہے۔ امیر عبدالرحمن کابل کے وحشیوں کے لئے بینظیر حاکم ہے۔ لیکن کیا تم اُسے قبول کرسکتے ہو ہرگز نہیں کیونکہ مہذب قوم کے لئے مہذب گورنمنٹ ہی مناسب ہے۔ البتہ تم محمد صاحب کی تعلیم پر نئی روشنی کا خول چڑھاکر اُسکی اصلی بدصورتی کو چھپانا چاہتے ہو۔ لیکن یہ کب تک۔ دنیا کی تاریخ کا مطالعہ کرو۔ اور اُس سے سبق سیکھو۔ یورپ میں ایک زمانہ تھا کہ مذہب عیسوی کا بڑا زور تھا کوئی معقول سے معقول بات بھی برخلاف بائیبل کے سننا پسند نہیں کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ سائینس نے ترقی کرنی شروع کی اُسکی روشنی کے آگے بائیبل کو منہ چھپانا پڑا۔ متعصب پادریوں نے بائیبل پر اس نئی روشنی کا خول چڑھانا چاہا۔ دنیا کے بننے کے چھ دنوں کو چھ زمانے بتلایا۔ اسی طرح بہت سی دیگر الجھنوں کو بہتیرا سلجھایا۔ لیکن کیا انہیں کامیابی ہوئی؟ یورپ کی مذہبی حالت سے پوچھو۔

تمہارے اپنے ملک میں تمہارے دیکھتے دیکھتے پورانوں کا مذہب کیسے زور شور پر تھا۔ ویدک سورج کے نکلتے ہی اُس کے اوسان باختہ ہوگئے۔ یہاں بھی تو رب کی تقلید میں۔ نہیں نہیں۔ یورپ کی تلقین سے پورانوں کا النکار اور استعارے ظاہر کرنا شروع ہوا مسز اینی بیسینٹ سی فصیح عورت نے اپنا سارا زور اسی میں لگا دیا نتیجہ آپکے سامنے ظاہر ہے۔ زیادہ واضح کرنے کی ضرورت نہیں۔

اے میرے بزرگوں کی اولاد! پورانے آریوں کی سنتانو! عرب سے تمہیں کیا واسطہ اور سنگ اسود سے تمہارا کیا رشتہ۔ پرماتما کو ساری دنیا کا باپ سمجھو وہ نہ صرف بنی اسرائیل کا خدا اور نہ صرف عرب کے بدؤں کا وہ صرف ابراہیم کا دوست اور نہ صرف مسیح کا۔ وہ تو جڑ اور چیتن سبکا مالک ہے۔ اُسیکا پتہ وید مقدس دیتا ہے اُس کی شرن آؤ اپنے محدود خیالات کو وسیع کرو۔ اور کل بنی نوع انسان کو بھائی سمجھو۔ مہابھارت میں لکھا ہے

अयं निजः परोऽन्यो गणनालघुचेतसाम् । उदारचरितानान्तु वसुधैव कुटुम्बकम् ॥

"یہ اپنا ہے یہ بیگانہ۔ یہ تنگ دلوں کا خیال ہے فراخدلوں کے لئے ساری دنیا ہی اپنا کٹمب ہے"! لیکن کیا تمہاری ہمدردی انسانوں تک ہی محدود رہنی چاہئے کیا جانوروں کو مارنا پاپ نہیں؟ کیا حیوان غیر جنس ہیں؟ جواب دیتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

मित्रस्य चक्षुषा सर्वाणि भूतानि समीक्षन्ताम ॥

"ہر ایک جاندار کو اپنا متر سمجھو۔ کسی کو پیڑا مت دو"! بھائیو! یہ سونے کا زمانہ نہیں ہے یہ کیا کوئی زمانہ بھی سونیکا نہیں رہا۔ اس امولک جنم کو دیرتھ (فضول) مت گنواؤ۔ ہٹھ کو چھوڑ کر۔ تعصب کو چھوڑ کر۔ بچپن کی تعلیم کے اثر سے بری ہوکر ایک مرتبہ سچائی پر غور کرو۔ مقابلہ وید اور قرآن تمہارے روبرو ہے۔ کسی پر اندھا وشواس مت کرو۔ اپنی عقل سے کام لو۔ اپنے آتما کی شہادت مانگو اور پھر جو حق ثابت ہو اُسے قبول کرو۔ ہے دنیا کے مالک اور تمام جیو آتماؤں کے شانتی دھام آپکی پرجا اسوقت دیاکل ہو رہی ہے آپکو اپنے اننت کرنوں میں رکھتے ہوئے روم روم میں آپکی موجودگی کے باوجود آپکو بھولی ہوئی ہے آپکے سچے گیان اور آپ کی سچی ہدایتوں سے بے بہرہ ہے۔ دیا ساگر! اپنی اپار دیا سے اُن کے دلوں کو دھلا دو تاکہ وے تمہارے سچے گیان کو حاصل کرسکیں۔ اوم شانتیھ شانتیھ شانتیھ

جالندہر شہر
۲۱۔ اگست ۱۸۹۷ء

ویدک دھرم کا ایک ادنیٰ سیوک
منشی رام جگیاسو

اشتہارات

ذیل کے دو اشتہارات پنڈت جی نے اسوقت نکالے تھے جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامی چونچلوں کا ابھی صرف آغاز ہی ہوا تھا۔ ناظرین کی واقفیت کے لئے ہم

864

تو آپکی قسم کا کیا اعتبار ہے جسکا فقط دو چار روپیہ پر مدار ہے نیک نیتی یہی ہے کہ جدی بھائیونکی جڑ کاٹتے ہو اور اپنی نسل پھیلاتے ہو۔ ایک روپیہ کی کتاب کے سو سو پچاس پچاس لیتے ہو لوگوں کی طرف سے جعلی دستخط کرکے جھوٹے خط چھپواتے ہو بیوؤں کے چھلے مرکیاں تک اتروا تے ہو کتاب چھپوانے کے لئے لوگوں سے روپیہ لئے اور عیش و عشرت میں اوڑا دئے۔ لوگونکو زکوۃ نکالنے۔ حج کرنے اور مسجد بنانے سے مانع آتے ہو اور جو آپ سے ملنے آتا ہے اُس سے پانچ چار نذر لئے بغیر بات نہیں کرتے اور یہی نیک نیتی ہے کہ مخالفین کا مرنا چاہتے ہو اور یہی نیک نیتی ہے کہ جناب منشی اندرمن صاحب مرادآبادی کو رجسٹری شدہ اشتہارات بھیجکر مباحثہ کرنے اور الہام دکھانے کے لئے تین سو کوس سے بلوایا۔ جب حسب وعدہ روپیہ دینے پڑے تو فوراً بھاگ گئے اور اپنا عجز چھپوا دیا اور جب جناب منشی اندرمن صاحب وطن کو تشریف لیگئے تو پھر جھوٹھے اشتہارات کا جاری کرانا شروع کرایا اور کہتے ہو جو مسلمان میرے قدمونپر چلیگا اُسی کی نجات ہوگی اور ونکی نہیں اور اپنے تئیں سب اولیاؤں سے بزرگ تر بتلاتے ہو الحق کہ آپکی نیک نیتی کہانتک لکھی جاوے کہ ناحق ناظرین مطالعہ سے کلفت اٹھاویں آپکے اشتہارات و کنایات کچھ معمہ نہیں کہ دقت ہوے

طامات شمار امن خوب می شناسم + این جبہ و عصار امن خوب می شناسم

مرزا۔ ہمکو خود اپنی نسبت اپنے بعض جدی اقارب کی نسبت اپنے بعض دوستونکی نسبت اور بعض اپنے فلاسفر قومی بھائیونکی نسبت اور ایک دیسی امیر نووارد پنجابی کی نسبت بعض متوحش خبریں مثل موت فوت کے منجانب اللہ منکشف ہوئی ہیں جو بعد تصفیہ لکھی جائینگی۔

جواب۔ مرزا آجتک تو آپکو اپنی نسبت کوئی خبر متوحش نہ ملی۔ خدا کو بھی جرات نہیں کہ آپ کی نسبت بُری خبر بھیجے۔ خوف کے مارے تمام خبریں فرح بخش و نشاط افزا بھیجتا ہے۔ بعض جدی اقارب سے مراد مرزا امام دین صاحب وغیرہ آپکے چچازاد بھائی ہیں جو آپکا مکر ظاہر کرتے ہیں دوستوں سے مراد قادیان کے دس ساہوکار ہونگے۔ جنہوں نے آپکا بطلان کیا تھا اور فلاسفر قومی بھائیوں سے عبارت ابوعبدالرحمن صاحب قصوری اور دیوبند اور لودہانہ کے بعض علمائسے ہوگی جنہوں نے کفر کا فتوےٰ آپکے حق میں دیا۔ اور دیسی امیر نووارد بھی کوئی ایسا ہی روشنضمیر ہوگا۔ جس پر آپ کی حقیقت کھُل گئی ہوگی۔ اور جب منجانب اللہ اُنکی نسبت متوحش خبریں منکشف ہو چکی ہیں تو تصفیہ کس سے ہوگا اور منصف کون بنے گا محقق ہوں تو آپ جیسے ہوں۔ جو اللہ کی خبروں میں بھی مشکک ہیں ؎

نگہدار آن شوخ درکیسہ دُر   کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

مرزا۔ اور ایک کے لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اگر تقدیر معلق ہو تو دعاؤں سے ٹل سکتی ہے اس لئے رجوع کرنے والے مصیبتوں کے وقت مقبولوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

جواب۔ آپ تو مقبولوں کے سرغنہ ہیں اور آپکی دعا تو تقدیر معلق کو باسلوبی تمام ٹال سکتی ہے۔ ہم بھی چند نامی اشخاص کے نام لکھتے ہیں ذرا اُنکی مراد بھی پوری کیجئے نواب صاحب کوٹلہ کو تھوڑے دنوں سے خلل دماغی ہے۔ رامپور کے نواب کو سنجری وغیرہ کی بڑی مرض ہے۔ صدیق حسن خاں بھوپال معزول ہیں اور اُنکی نسبت جو جو مقدمات اور غبن مال سرکاری دایر ہیں اُنسے نہایت ملول ہیں انہیں کے متوسل ایک ناظم صاحب بجرم ظلم و تعدی دس سال کی قید میں مبتلا ہیں۔ جناب بیگم صاحبہ والی بھوپال صدیق حسن خاں معزول کو تین لاکھ روپیہ دیکر خارج کرنا چاہتی ہیں اُنکا ارادہ فسخ کیجئے۔ ایک ریاست کے ایک معزز اہلکار مشتاق ہیں کہ ممبر کونسل ہو جاویں دعا کا لٹکا دکھلائیے تاکہ خزانہ ریاست سے آپکی خوب مدد کریں اور لوگوں کو دو دو چار چار روپیہ کی تکلیف نہ دیں اور ایک نائب ناظم ریاست پٹیالہ کی آنکھیں آپکے غایت مطیع ایک ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ سے معالجہ میں جاتی رہی ہیں۔ ڈاکٹر صاحبان پر احسان کیجئے۔ آپنے اُن سے بمرور ایک سال وعدہ بھی کیا تھا کہ ہم نمبروار دعا کرتے ہیں۔ ایک سال کامل ہوگیا اب تو انکا بھی نمبر آگیا ہوگا اور جانے دو شاہ برہما کی طرف توجہ کیجئے کہ اُنکو کوئی ملک ملجاوے۔ مرزا صاحب نے تحصیل زر کی ترکیب تو خوب سوچی ہے کہ پہلے لوگوں کو ڈراویں اور پھر دعا کے بہانے اُن کو لوٹیں۔ مگر میرا تجربہ تو یہ ہے کہ کوئی سادہ لوح بھی آپ کی کھوکھلی دعاؤں پر یقین نہ کریگا۔

مرزا۔ اگر کسی صاحب پر کوئی ایسی پیشگوئی شاق گزرے تو وہ مجاز ہیں کہ یکم مارچ سے یا اس تاریخ سے جو کسی اخبار میں پہلی دفعہ یہ مضمون شایع ہو۔ ٹھیک ٹھیک دو ہفتہ کے اندر اپنی دستخطی تحریر سے مجھکو اطلاع دیں تاکہ وہ پیشگوئی جسکے ظہور سے وہ ڈرتے ہیں اندراج رسالہ سے علٰحدہ رکھی جاوے اور موجب دل آزاری سمجھکر کسی کو اس پر مطلع نہ کیا جاوے۔ اور کسی کو اس کے وقت ظہور سے خبر نہ دیجاوے۔

جواب۔ آپکی علت غائی یہ ہے کہ لوگ ڈر کر آپکی طرف رجوع لاویں اور بھینٹ چڑہاویں اور تحریریں بھیجدیں آپسے کوئی نہیں ڈرتا بے شک جی کھولکر درج کیجئے ادہر بیچارا شعلہ طور بھی تیار ہوتا ہے ہم بھی اپنا الہام سنائینگے اور غیب کی باتیں بتائینگے۔ مگر ناظرین کو آپکے الہامات کی قسم کہ کوئی صاحب سہواً یا عمداً کوئی تحریر مرزا کے پاس نہ بھیجیں۔ تاکہ معاون افترا پردازی نہ ہوں۔ کہیں مومن خان کے شعر پر ناظرین صاحب عمل نہ کریں ؎

خواہم از درد فراق تو بفرد از رسم   خوش کنم خاطر از وعدہ پشیمانی ترا

مگر مرزا صاحب! خود بھی خبردار رہنا کہ جیسے قادیان کے دس ساہوکاروں کی طرف سے جعلی خط مشتہر کیا تھا۔ کوئی قادیانی فریب بناکر درج رسالہ نہ کردینا ہم منتظر ہیں فوراً آپکا کچا چٹھا کھولا جائیگا۔ مرزا نے اشتہار کے مشتہر کرنے میں یہ بھی سوچا ہوگا کہ دیکھیں کیا کیا اعتراض ہوتے ہیں تاکہ اس میں پہلو بچالئے جائیں ؎

رمنجنیق فلک سنگ فتنہ مے بارد   من آبلہانہ گریزم در آبگینہ حصار

فریب کی بنیاد نہیں ہوتی ایک پہلو بچا ئینگے۔ دس پہلو اور نکل آوینگے افسوس کہ جن چیزونکی افشاء کا خدا کا منشا ہو اور آپ اخفا کریں اور یہاں تو امورات دل آزاری کو چھپانیکا منشاء ظاہر کیا ہے اور اخیر صفحہ اشتہار پر دیکھو اپنے جدی بھائیوں کی نسبت کیا کیا سخت کلامیاں کی ہیں اور براہین احمقیہ میں کیا کیا بکواس بکی ہیں۔

مرزا۔ منجملہ اُن پیشگوئیوں کے جو مفصل اس رسالہ میں درج ہونگی پہلی ایک پیشگوئی جو خود اس احقر سے متعلق ہے آج ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں برعایت اختصار کلمات الہامیہ نمونہ کے طور پر لکھی جاتی ہے۔

جواب۔ یہ محض خلاف ہے کوئی پیشگوئی نہیں ہوئی کیونکہ اس احقر کو صفائی قلب اور نیک نیتی کے سبب کبھی کبھی اوتعالےٰ کی بارگاہ میں دخل روحانی ہوتا ہے کسی وقت اور کسی مقرب یا خود اوتعالےٰ سے آپکا ذکر نہیں سُنا۔ آج مبارک دن پھاگن سدی ایکادشی سمت ۱۹۴۲ بکرمی کو جو صفائی وقت میسر ہوکر پھر گزرہوا۔ تو آپکی تصدیق کلام کے لیئے بارگاہ باری تعالےٰ میں جو عرض کرنا چاہا تو ابھی غلام احمد ہی میری زبان پر گزرا تھا کہ اوتعالےٰ نے نہایت جلال سے فرمایا کہ وہ شخص تو روز ازل میں مکار و غدار اور مفتری پیدا کیا گیا ہے اور زمانہ آیندہ میں ایک دو شخص ایسے ہی اور بھی ہونگے۔ مینے عرض کی کہ بار خدایا ایسے مکار کو سزا کیوں نہیں پہنچا جو بندگان ایزدی کو گمراہ کرتا ہے فرمایا ابھی اُسکے پچھلے اعمال کا بدلہ باقی ہے تین سال میں سزا

تو پانچوں گھی میں ہونگی۔ قادیانی نے یہی سمجھا ہوگا کہ اگر انگریزوں کو فتح ہوگی تو ہم ملہم بنجائینگے ورنہ خدانخواستہ عذر میں کون پوچھے گا۔ اور اس کے خیال میں جنگ کا ابھی اُس کی زندگی میں ہونا ہی غیر ممکن ہو۔

مرزا۔ چونکہ پیشینگویاں اختیاری بات نہیں کہ ہمیشہ خوشخبری پر دلالت کرے۔

جواب۔ شاید خوشخبری آپ کے مخالفوں کے لئے اختیاری نہیں اور اپنی ذات اور معاونین کے لئے درم خریدہ معلوم ہوتی ہے۔ اپنے معاونوں اور ذات خاص کی نسبت کوئی نحوست۔ بدبختی حیات اور ممات کا الہام نہیں دیکھا۔ خدا کا بھی یہ خوب قاعدہ ہے کہ یک طرفی ہی خبریں دیا کرتا ہے اور قادیانی پیغمبر سے تیرو کانوں ڈرتا ہے۔

مرزا۔ اس لئے ہم بہ انکسار تمام اپنے مخالفین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ کسی پیشگوئی کو اپنی نسبت ناگوار طبع پاویں۔ جیسی کہ خبر موت فوت یا کسی اور مصیبت کی نسبت ہو تو اس بندۂ ناچیز کو معذور تصور فرماویں۔

جواب۔ عجز وانکسار کا کیا موقعہ ہے۔ عقلا موت فوت کی خبر سے ناراض نہیں ہوتے بلکہ احسان مانتے ہیں۔ مگر مکاروں سے ضرور نفرت کرتے ہیں۔ آپ کسی کی وفات ممات کا حال اگر درج رسالہ کریں تو چشم وا کر کے پہلے اپنی اور اپنی اولاد اور تمام کنبہ کو بھی اس خبر میں شامل کر لیں تاکہ راست سمجھی جاوے اور اگر صرف مخالفوں کی ہی نسبت دریدہ دہنی کی تو پھر ہمارے حملے بھی آپ جانتے ہی ہیں قبر تک بھی پیچھا چھوٹنا مشکل ہوگا اور یہ بھی یاد رہے کہ اگر پیشگوئی مطابق نہ رہی تو پھر بھی شرماؤگے۔ ہاں پیشین گوئی تو اس کا نام ہے ہم کہتے ہیں کہ آپکی پیشینگوئی لغو ہوگی اور اُس کی بلا آپ کے سر پر پڑیگی۔

مرزا۔ بالخصوص منشی اندرمن صاحب مرادآبادی و پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری وغیرہ کی نسبت غالباً اس رسالہ میں بقید وقت و تاریخ کچھ ہوگا۔

جواب۔ چو حجت نماند جفا جوے را + بہ پرخاش درہم کشد روے را + بس حضرت جناب منشی اندرمن صاحب دام اقبالہم و اجلالہم سے مباحثہ تو کر چکے اب بھٹیاریوں کی طرح دست و گریبان ہو جانے پر آمادہ ہو جاؤگے اور دشنام دہی اور بداندیشی پر آمادہ ہو جاوگے ؎ مہ نور مے فشاند و سگ بانگ مے دہد + ہر کسے بر خلقت خود مے تند + اگر آپ کو مخالفین کے ہی بارے میں خبر ہوتی ہے تو اہل اسلام میں سے ملا عبدالرحمٰن صاحب قصوری اور لودہیانہ و دیوبند کے چند علماء جنہوں نے آپ کے حق میں کفر کا فتوے لگایا اور محضرنامہ بھی بہ ثبت مواہیر تیار کیا آپ کی پیشین گوئی حیات و ممات سے کیوں محروم رہے یہ آپکی پبلک کو صاف دھوکھے دہی ہے آپ میں یہ قدرت ہرگز نہیں کہ کسی کے بارے میں صریح خبر بقید تاریخ و وقت لکھ سکیں۔ محض طول و فضول پیچدار عبارتیں لکھنا آپکا شیوہ ہے جیسی کہ براہین احمدیہ میں پر کر رکھی ہیں۔ ہاتھ انگن کو آرسی کیا۔ انشاء اللہ بروقت شیوع رسالہ مذکور ناظرین خود دیکھ لینگے۔ یہی الہام ہے بجائے پنڈت لیکھرام لکھ۔ یا اب خدا پنڈت لیکھرام صاحب کی نسبت مخبر ہوا۔ جب وہ چھ ماہ قادیان میں رہکر آپ کے الہام دیکھنے کے مدعی رہے اور طرح طرح کے اشتہارات چھپواتے رہے اُس وقت کچھ نہ بن آیا اور زک اٹھاتے رہے۔

مرزا۔ ان صاحبوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ ہم دل سے کسی کے بدخواہ نہیں۔ خدا جانتا ہے ہم سب کی بھلائی چاہتے ہیں۔

جواب۔ خدا خوب جانتا ہے کہ آپ جیسا کوئی بدخواہ نہیں۔ سچ تو یہ ہے آپکی خیرخواہی بدخواہی کا مول صرف پانچ سات روپیہ ہی جسنے کچھ دیدیا اُسکے خیرخواہ ورنہ بدخواہی میں تو کچھ کلام نہیں

مرزا۔ اور بدی کی جگہ نیکی کرنیکو مستعد ہیں۔

جواب۔ آپ میں نیکی کرنیکا مادہ ہی نہیں آپکی نیکی علم نشرح ہے کہ جن مسلمانوں نے کچھ نہ دیا اُنکو براہین احمقیہ میں لکھا ہے کہ وہ جیتے ہی مرجائیں اور جن نواب صاحب نے آپکی کتاب نہ خریدی اُنکی کیسی اہانت کی۔ مرزا امام الدین صاحب اپنے چچازاد بھائی کے تو آپ بجائے مشکوری دشمن جانی بنگئے کہ انہوں نے آپکو اس مکر و تزویر سے منع کیا تھا۔

مرزا۔ اور بنی نوع کی ہمدردی سے منور اور معمور ہے۔

جواب۔ سچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد۔ یہی ہمدردی ہے کہ بنی نوع انسان تو ایک طرف خاص اپنے جدّی بھائیونکی نسبت اپنے اشتہار کے آخری صفحہ کی تیسری سطر میں لکھتے ہو کہ میرے جدّی بھائیونکی جڑ کٹ جائیگی اور وہ لاولد رہکر ختم ہو جائینگے اور خدا اُنپر بلا نازل کریگا کہ یہانتک کہ وہ نابود ہو جائینگے اُنکے گھر بیوؤں سے بھر جائینگے اور اُن کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا اور اپنی نسبت لکھا ہے کہ میری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیلیگی اور میرے گھر برکتوں سے بھر جائینگے اور میری اولاد منقطع نہ ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی وغیرہ وغیرہ۔ ناظرین غور کریں کہ یہ بنی نوع کی ہمدردی ہے یا خود ستائی و بے دردی ہے۔ ہمدردی تو اِسکا نام تھا کہ جیسا مرزا نے لکھا ہے اس کے بالعکس لکھتا یعنی اپنی جڑ کاٹتا اور آپ لاولد رہتا اور خود مورد بلا ہوتا اور اپنے گھر بیواؤں سے بھرتا۔

قطعہ

شنیدم کہ مردانِ راہ خدا | دلِ دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام | کہ با دوستانت خلاف ست جنگ

مرزا۔ لیکن جو بات کسی مخالف کی نسبت یا خود ہماری نسبت کچھ رنج منکشف ہو تو ہم اس میں بکلی مجبور ہیں۔

جواب۔ ہاں اگر اپنی ذات اور عیال و اطفال اور موافقین و مخالفین کی نسبت کوئی خبر یکساں درج ہوگی تو بیشک باعث مجبوری ہے ورنہ قطعی مکرو فریب مفہوم ہوگا اور عام و خاص کی رائے میں قادیانی معلوم ہوگا۔

مرزا۔ ہاں ایسی بات کے دروغ نکلنے کے بعد جو کسی کے دل دُکھنے کا موجب ہوگا۔ ہم سخت لعن طعن کے لایق بلکہ سزا کے مستوجب ٹھہرینگے۔

جواب۔ لعن طعن سے آپکو کیا ڈر ہے۔ بلکہ باعث کرّ و فر ہے آپکے معاونین کہا کرتے ہیں کہ لعن طعن سے ترقی مناسب ہوتی ہے۔ جیسے پچھلے پیغمبروں پر ہوتی رہی۔ اگر بصورت تخلف ہاتھ و زبان کٹوائے جانے کی شرط ہوتی تو بے شک دوسروں کے لئے کمایَنبغی عبرت ہوتی سُنا گیا ہے کہ آپ کی طرح پہلے بھائی تھمن سنگھ ساکن موضع بچھوانہ علاقہ پٹیالہ نے بھی مہاراج کرم سنگھ صاحب سرگباشی والی ریاست پٹیالہ کی نسبت ایسی پیشینگوئی کی تھی۔ مہاراجہ صاحب بہادر نے اُنکو بلوا کر نظر بند کر دیا تھا تاکہ مدت معینہ تک اگر میں زندہ رہا تو سمجھ لونگا ورنہ آپ غیب دان ہو چکے جب مدت مذکور گذر چکی اور حضور دام اقبالہم کا بال بینگا نہ ہوا تو بھائی صاحب کی زبان کٹوادی گئی۔ تاکہ یہ زبان پھر کسی کے لئے باعث دل آزاری اور موجب اضطراری نہ ہو سچ ہے

؎ بہوش باش کہ سر در سرِ زبان نہ ہی | زبانِ سُرخ سرِ سبز میدہد برباد

اب تک تو امن چین رہی۔ لیکن پچاس برس کے بعد اب آپ میں وہی وصف پائے گئے مبادا کہ حکام انگلشیہ براہ سیاست آپکے حق میں بھی ویسا ہی سلوک کریں کہ ہر کس و ناکس غیب دانی کا مدعی نہ بنے قصہ کوتاہ۔ رموز مملکت خویش خسرواں دانند۔

مرزا۔ ہم قسمیہ کہتے ہیں کہ ہمارا سینہ نیک نیتی سے بھرا ہوا ہے۔

جواب۔ جبکہ آپکے نذیر و بشیر نے موافق آیات سورۂ تحریم کے قسم کھائی اور توڑ ڈالی

مرزا۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

جواب۔ خدا کہتا ہے وہ آسمانی گولا نہایت منحوس ہے جو پاتال کو جاتا ہے۔

مرزا۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔

جواب۔ آجتک مرزاوئی فرقہ ہیں عموماً اور مرزا صاحب پر خصوصاً قہر کا سایہ تھا جو اُس مغضوب ربانی کے سبب جہان میں آیا تھا

مرزا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔

جواب۔ شاید وہ صاحب ذلت و نحوست و نکبت ہوگا۔

مرزا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔

جواب۔ خدا کہتا ہے وہ مرزا کی طرح دنیا میں آکر اعزاز شیطانی نفس اور روح منحوس کی نحوست سے بہتوں کو دائم المریض کر کے واصل فی النار کریگا اور آخر کو خود بھی اس میں پڑیگا اور اُسکا نام خر دجال ہوگا۔

مرزا۔ وہ کلمتہ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے

جواب۔ خدا اسے ناپاک بتلاتا ہے۔ جس کو شیطان نے اپنی شیطنت اور بے حمیتی سے بھیجا ہے

مرزا۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔

جواب۔ وہ نہایت غبی اور کودن ہوگا۔

مرزا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔

جواب۔ خدا کہتا ہے وہ نہایت غلیظ القلب ہوگا اور علوم صوری و معنوی سے قطعی محروم رہیگا۔

مرزا۔ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ اس لئے معنے سمجھ میں نہیں آتے۔

جواب۔ خدا نے اُس کے معنے مجھکو بتلائے ہیں کان لگا کر سُن لیجئے کہ ایک تو طلحہ اور دوسرے اسود عیسٰی نے پیغمبری کا دعوٰے کیا تھا اور اب غلام احمد قادیانی کر رہا ہے یہ جنین بھی دعوٰے رسالت کر کے تین کو چار کریگا قیاسا یہ صورت بھی ہو سکتی ہیں۔ ایک آپ دونوں آپ کی بیوگان۔ چوتھا وہ۔

مرزا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والاخر مظہر الحق والعلا۔

جواب۔ خدا کہتا ہے غلام جان بدبخت خسرۃ الدنیا والاخرۃ مصدر باطل و العاطل

مرزا۔ کان نزل من السماء۔

جواب۔ خدا کا یہ فرمان ہے کان الشیطان ورو عن الفلک مرزا! اُس کا نزول تو آسمان سے ہوتا ہے آپکا اور آپ کے دونوں فرزند سابقہ کا نزول کہاں سے ہوا تھا۔

مرزا۔ جسکا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔

جواب۔ کیا آپ اور آپکے دونوں فرزندوں کا ظہور نامبارک اور قہر الٰہی کے ظہور کا باعث ہوا تھا۔ اُسکی نسبت کیا خدا کا یہی ایما ہے۔

مرزا۔ نور آتا ہے نور جسکو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے مسموع کیا ہے۔

جواب۔ آیا آپ اور آپکے دونو لخت جگر ظلم محض تھے جنکو خدا نے اپنے قہر غضب کے قطران سے متعفن اور گندہ کیا اُسکو بھی خدا اسی ہتھیلی کا بٹا بتاتا ہے۔

مرزا۔ ہم اُس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس پر ہوگا۔

جواب۔ پہلے ثلاثہ کاملہ میں کسکی روحیں پڑی ہیں اور کس کے زیر سایہ ہے اُس کی نسبت تو خدا کا یہ فرمان ہے کہ اُس میں شیطان کی روح پڑیگی اور خدا کا غضب اُس پر برسے گا۔

مرزا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔

جواب۔ خدا کہتا ہے کہ محض جھوٹھ ہے جلد جلد تو مرغی کا بچہ یا چارپایہ کا نطفہ بڑھتا ہے اگر وہ اُسی کا بچہ ہے تو آہستہ آہستہ پرورش پائیگا۔ بھلا مرزا صاحب آپ کے قول کے موافق وہ ہفتہ میں کئی فٹ کا ہو جائیگا اور پہلا ثلاثہ ہفتہ میں کئی فٹ کا ہونا رہا ہے۔

مرزا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

جواب۔ کیا پہلا ثلاثہ امیر فقیروں کی قید کا باعث ہوا ہے اب خدا کہتا ہے وہ دائم المحبس ہوگا۔

مرزا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔

جواب۔ پہلا ثلاثہ کیوں گمنام رہا۔ اب خدا کہتا ہے محض خلاف ہے اُس رذیل کا نام قادیان میں بھی بہت سے نہ جانینگے۔

مرزا۔ اور قومیں اس سے برکت پائینگی۔

جواب۔ ثابت ہوا کہ آجتک سب فرقہ اسلام کی برکت سے محروم ہیں اور مرزا صاحب کے ارد گرد سے بھی برکت معدوم ہے اب اُس برکت سے برکت پائینگے اور اپنا نام پھیلا ئینگے

مرزا۔ پھر اپنے نفس ناطقہ سے آسمان کیطرف اٹھایا جاویگا۔

جواب۔ کیا اُسکے سوا ثلاثہ سابقہ گنج قاروں کی طرح تحت الثریٰ میں چلا جاویگا۔

مرزا۔ پھر بشارت دی تیرا گھر برکت سے بھر جائیگا اور میں اپنی نعمتیں تجھپر پوری کرونگا۔

جواب۔ معلوم ہوا کہ اب تک ساحر قادیانی کا گھر نحوستوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور خدا کی کوئی نعمت اُسپر پوری نہیں ہوئی جب پچاس سال تک محروم تو اب کیا مقسوم رہا

مرزا۔ اور خواتین مبارکہ سے جنمیں سے تو بعض کو اِسکے بعد پائیگا تیری نسل بہت ہوگی۔

جواب۔ پچاس سال کی عمر ہو چکی ہنوز خواتین کی آرزو باقی ہے۔ ع

سیاہی زموُ رفت و آرزو نہ رفت + جب پچاس سال تک نسل نہ پھیلی تو اب ع نزاکہ دست بلرزد گہر چہ دانی سفت + اولاد پھیلنے کی کیا امید ہے ع پیری صد عیب چنیں گفتہ اند +

مرزا۔ اور میں تیری ذرّیت کو بہت بڑھاؤنگا اور برکت دونگا۔

جواب۔ شاید خدا کہتا ہے۔ میں مرزا کی ذرّیت کو منقطع کرونگا اور نحوست دونگا مرزا صاحب آپ ہر ایک بات کو اُلٹی ہی سمجھتے ہیں ؎

نہ ہو کیونکر تمہارا کار اُلٹا ۔ تم اُلٹے بات اُلٹی یار اولٹا

مرزا۔ مگر بعض اُن میں سے کم سنی میں فوت بھی ہونگے۔

جواب۔ بعض [illegible] دیانی ہے اصل میں کلہم حکم ربّانی تھا۔

مرزا۔ اور ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جاویگی اور وہ لاولد رہکر ختم ہو جائینگے۔ یہانتک کہ وہ نابود ہو جائینگے اور اُنکے گھر بیواؤں سے بھر جائینگے۔

جواب۔ خدا نے یہ الہام سنکر خفا ہوکر فرمایا کہ یہ پیشگوئی ہے یا فضول گوئی۔ جو بات مدتوں سے ظاہر ہے اُسکو چالاکی سے اپنا الہام بتاکر لوگوں کو ناحق دہوکھے میں ڈالتا ہے اور اپنے جدی بھائیوں کا دل دُکھاتا ہے اسکے بعد خدا نے ایک کاغذ پر مرزا اور اُس کے جدی بھائیوں کا شجرہ نسب مع کیفیت مفصل لکھکر میری طرف ڈالدیا اور اشارہ واسطے مشتہر کرنے کے کیا۔ لہذا وہ شجرہ انساب پیش ارباب بصیرت کر کے ملتجی ہوں کہ سب صاحبان غور فرماویں۔ اور اس طرح اس قادیانی نے آج تک محض جھوٹے قصے بناکر درج اشتہارات کیئے ہیں۔ جب خود خدا اُس کی کتاب پر گواہی دیتا ہے تو اب شک کیا ہے۔

دیجاوینگی میںنے عرض کی کہ پچھلے جنم میں وہ کون تھا فرمایا گھنی لومڑی تھی جو مکر و فریب سے جنگل کے جانوروں کو کھایا کرتی تھی وہی مکر و فریب اُس کی ذات میں ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو لوح محفوظ دکھلائی جس میں سب مکاروں سے اول نام نامی درج تھا میں نے عرض کی کہ خداوندا اُس نے یہ اشتہار جاری کیا ہے۔ کہ مجھ کو الہامات ہوتے ہیں فرمایا محض جھوٹھ ہے ہمنے کوئی الہام یا پیشگوئی اسکو نہیں بتلائی جو باتیں وہ کہتا ہے یا لکھیگا اس کے برعکس ہوگا۔ تو جا اور بذریعہ اشتہار اس کا جھوٹ مشتہر کرتا کہ میرے بندے نجات پاویں۔ الملہم محمد ق ر۔

مرزا صاحب! میرے مضمون سے آپ کو رنج نہ ہووے تو باتباع حکم الہٰی عرض کر رہا ہوں۔ اگر کچھ میری بناوٹ معلوم ہو اور تصدیق مطلوب ہو تو جب آپ خدا سے ہمکلام ہوں پوچھ لیجئے گا۔ اگر ایماندار ہو تو فقرات الہامیہ کو مثل آیات قرآنیہ سمجھئے گا ورنہ آپ کو اختیار ہے ؎ بر رسولاں بلاغ باشد و بس

مرزا۔ پہلی پیشگوئی۔

جواب۔ جبکہ یہ سب سے اول پیشگوئی ہے تو آپ کے ہی قول کے موافق اور تمام پیشگوئیاں جو اس سے پہلے درج براہین احمدیہ ہو چکی ہیں جھوٹی ہوئیں حالانکہ دروغگو را حافظہ نباشد ؏ جادو وہ ہے جو سر پہ چڑھ کے بولے

مرزا۔ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔

جواب۔ رحمت کا نہیں زحمت کا کہا ہوگا۔ آپ تو ہر بات کو الٹی سمجھتے ہیں اور حق و ناحق میں امتیاز نہیں رکھتے ہیں۔

مرزا۔ تیری دعاؤں کو میں نے سُنا اور اپنی رحمت سے بپایہ قبول جگہ دی۔

جواب۔ خدا کہتا ہے جھوٹوں کا جھوٹا ہے میں نے کبھی اُس کی دعا نہیں سُنی اور نہ قبول کی۔

مرزا۔ تیرے سفر کو جو ہوشیارپور اور لودہانہ کا سفر ہے تیرے لئے مبارک کردیا۔

جواب۔ خدا اس سفر کو نہایت منحوس بتلاتا ہے آپنے شاید لودہانہ میں بتا کنجر کی سرائے میں جیلخانہ کے متصل فروکش ہونیکو مبارک سمجھا ہوگا۔

مرزا صاحب کو فرقہ طوایف بہت پاک معلوم ہوتا ہے کہ تمام شہر لودہانہ چھوڑ کر کنجر کی سرائے پسند کی اور براہین احمدیہ کی مد میں طوایفوں کا مال جو شرع محمدی میں قطعی حرام ہے شامل کیا۔ انبالہ میں تو مرزا صاحب نے پلیٹ فارم پر پولیس کے سپاہیوں سے دھکے کھائے اور پٹیالہ میں امرا اور وزرا سے خوب روپے اوڑائے۔ قصبہ سنور میں ایک برہمن سے مباحثہ کرنے میں ہار کر رات کو بھاگ آئے۔ مگر اس سفر میں اعلےٰ درجہ کی مبارکبادی کنجر کے مکان میں پا ئین ہونے کی ہوگی۔

مرزا۔ سو قدرت اور رحمت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔

جواب۔ خدا کہتا ہے میںنے قہر کا نشان دیا ہے۔ رحمت کا نشان تو صرف بتا کنجر کی سرائے تھی اور بس۔

مرزا۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔

جواب۔ الفاظ تو یہ تھے اے منکر و مکار تجھ پر آلام۔

مرزا۔ خدا نے یہ کہا تھا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ قبروں سے دبے پڑے باہر آویں۔

جواب۔ خدا کہتا ہے کہ میں جلد مصنوعی کو فی النار کرونگا اور قبر سے نکالکر جہنم میں ڈالونگا۔

مرزا۔ دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔

جواب۔ آج تک گویا جس کا نام اسلام ہے وہ محض خیال خام تھا اور جسکا نام قرآن تھا وہ شرف کے مرتبہ سے برکران تھا۔ اب مرزا کی بدولت شرف و مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا اور قرآن و اسلام کا نام باہر ہوگا۔

مرزا۔ اور حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔

جواب۔ مرزا ہی کے منہ سے ثابت ہوا کہ اب تک دین اسلام میں باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ موجود تھا اور حق معہ اپنی تمام برکتوں کے مفقود۔ اب ساحر قادیانی کے وجود سے حق آویگا اور باطل جاویگا۔

مرزا۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔

جواب۔ پہلے پیشوایان کے ساتھ کون تھا کیا شیطان بے عنوان تھا۔ البتہ خدا کا یہ فرمان تھا کہ میں مرزا کا ساتھی نہیں اُسکا مددگار شیطان ہے۔

مرزا۔ جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے رسول کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشان ملے۔

جواب۔ خدا کا ارشاد ہے کہ آریہ تو میرا دین ہے اور وید اقدس میری کتاب ہے۔ برہما میرا رسول ہے۔ جن کا اُس پر ایمان ہے۔ وہ مومن اور میرے وجود کے قایل ہیں اور جو اُس سے منکر ہیں وہ کافر اور شیطان کی طرف مائل ہیں۔

مرزا۔ تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام لڑکا تجھے ملیگا وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے ہوگا۔

جواب۔ خدا نے یہ فقرہ سُنکر مسکرا کے فرمایا کہ تو اس فریب کو سمجھا عرض کیا کہ میں دو سو کوس کے فاصلہ پر رہتا ہوں مجھے کیا معلوم ہے فرمایا کہ مرزا بڑا غلام الشہوت ہے۔ اب یہ پچاس سالہ ہے اور سلطان احمد اور فضل احمد اس کے دو فرزند حیات ہیں جن میں ایک ستائیس اور دوسرا پچیس سالہ ہے باوصف اس کے ڈیڑھ سال ہوا کہ بندۂ شہوت ہو کر ایک جوان خوبصورت عورت سے اور شادی کی ہے۔ شبانہ روز کی دہکا پیل سے وہ حاملہ ہو گئی ہے اُس سے جو لڑکا پیدا ہوگا اُس کا نام پاک لڑکا رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کیا واقعی لڑکا ہوگا۔ فرمایا نہیں۔ لڑکی ہوگی مگر اپنا الہام سچا کرنے کو مرزا اُسوقت ضرور فریب کھیلے گا اور اُسیوقت ہم تجھکو اطلاع دینگے۔

مرزا صاحب! اب میرا سوال ہے کہ آپکے یہ لڑکا ابکی دفعہ ہوگا یا دوسری نوبت الہام میں تاہم عبارت اصلی لکھی ہے کہ اگر اب کی دفعہ لڑکا ہو گیا تو الہام سچا ہوا ورنہ دوسری دفعہ کی تاویل بتا دینگے۔ کیوں صاحب اب خدا نے آپ کو پاک و زکی لڑکا دینے کی بشارت دی ہے۔ کیا پہلے لڑکے دو تو کریہ منظر۔ ناپاک۔ غبی ہیں اور کیا اپنی ذریت ہے ہونے میں کچھ شبہ بھی ہے۔ مرزا صاحب واقعی اب آپکے کمالات پیغمبروں کے ساتھ خوب مشابہ ہو چلے۔ محمد صاحب نے بھی ساٹھ سال کی عمر میں آٹھ دس سالہ حضرت عایشہ سے نکاح کیا۔

مرزا۔ اُسکا نام عمنوائیل اور بشیر بھی ہے۔

جواب۔ ہم نے سُنا۔ خدا کہتا ہے اُسکا نام عزرائیل اور شریر بھی ہے۔

مرزا۔ اُس کو مقدس روح دی گئی۔

جواب۔ کیا آپ کو شاید شیطانی روح عطا ہوئی ہے اور اُسکی نسبت یہی کہنا چاہئے کہ ناپاک اور پلید روح دیگئی ہے۔

مرزا۔ وہ نور اللہ ہے۔

جواب۔ وہ دیجور ظلم کھلا ہے۔

شجرہ نسب غلام احمد قادیانی حسب ایماء ربانی

مورث اعلےٰ

عطا محمد

- غلام مرتضےٰ
  - غلام قادر — آخر [illegible] میں بعمر ۵۵ سال لاولد فوت ہوا۔
  - غلام احمد (آپ ہی خود قادیانی ہیں)
    - سلطان احمد — بعمر ۳۲ سال فرزند غلام احمد حیات ہے
    - فضل احمد — بعمر ۲۶ سال فرزند غلام احمد حیات ہے
- غلام محی الدین
  - امام الدین — آنکھ سے معذور بعمر اسوقت ۵۵ سال ہے اولاد نہیں رکھتے
  - نظام الدین — اسکی عمر اسوقت قریب پچاس برس کے ہے اولاد کچھ نہیں۔
  - کمال الدین — شروع عالم شباب میں فنا فی الدین ہو کر اپنا آخری نسل کھو کر زندہ فقیروں میں شامل ہو گیا ہے اب تک بے ہو سکتا اسی طرح ہے۔
- غلام حیدر
  - حسین بیگ — بیوی — عرصہ ۲۵ سال سے جبکہ عمر اسکی قریب پندرہ بیس برس کی تھی مفقود الخبر ہے اسکی عورت بطور بیوہ موجود ہے۔

اب ناظرین شجرہ نسب سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ آیا یہ پیشین گوئی ہے یا بیہودہ گوئی۔ کیونکہ جس حالت میں کہ سوائے غلام احمد کسی کے گھر قدرت سے اولاد نہیں اور دو عورتیں بیوہ موجود ہیں اور جو مرزا امام الدین صاحب وغیرہ حیات ہیں اُنکے آگے بباعث مُسن ہونے کے کچھ اولاد کی امید نہیں پھر یہ لکھنا کہ اُنکے یعنے میرے جدّی بھائیوں کے گھر بیوگان سے بھر جائینگے۔ کیسی صریح جعلسازی اور پبلک کو دھوکہ دہی ہے۔

مرزا۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلائیگا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد ہوگا۔

جواب۔ آج تک آپ کے اردگرد کوئی برکت نہیں پھیلی۔ نحوستیں ہی نحوستیں پھیلتی رہیں۔ اور قادیان میں آباد شدہ آپ سے اُجاڑ و ویران ہوگیا ہے۔

مرزا۔ ایک ڈراونا گھر برکتوں سے بھر دیگا۔

جواب۔ کیا آج تک آپکا گھر نحوستوں سے خدا نے بھرا ہوگا۔

مرزا۔ تیری ذرّیت منقطع نہ ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی۔

جواب۔ آپ کی ذرّیت بہت جلد منقطع ہو جائیگی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہیگی۔

مرزا۔ خدا تیرے نام کو اُس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کیساتھ قائم رکھیگا

جواب۔ خدا کہتا ہے۔ چند روز تک قادیان میں نہایت ذلت و خواری کے ساتھ کچھ تذکرہ رہے گا پھر معدوم محض ہو جائے گا۔

مرزا۔ تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیگا۔

جواب۔ جب خود محمد صاحب کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی تو آپ کس باغ کی مولی ہیں۔

مرزا۔ میں تجھے اٹھاؤنگا۔

جواب۔ آپ اٹھانے کے ہی قابل ہیں۔ میری بھی یہ دعا ہے کہ بہت جلد اُٹھائے جاویں اور درکات میں ڈالے جاویں ؎

ظالمے را خفتہ دیدم نیم روز
گفتم ایں فتنہ است خوابش بردہ بہ

مرزا۔ تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اُٹھیگا۔

جواب۔ کیا آپ کے سوا محمد صاحب اور سب پیغمبروں اور پیشوایان اسلام کا نام صفحہ ہستی سے خود منفک ہو گیا جو آپکا بھی چرچا رہیگا۔

مرزا۔ اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کے فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ سب ناکام رہینگے اور ناکامی کے ساتھ مرینگے۔

جواب۔ بقول مرزا آجتک تو کوئی اُسکا مخالف اور مکذب ناکامی اور نامرادی سے نہیں مرا۔ تو کیا خود محمد صاحب کے مخالفین و مکذبین کا بال بیکا بھی نہ ہوا بلکہ ہفت اقلیم کے مالک بن رہے ہیں پس آیندہ بھی مرزا اور اُس کے پیشواؤں کے مخالف اسی طرح شاد کام رہکر سرکوبی اور گوشمالی کرتے رہینگے اور بذریعہ اشتہارات بحکم خداوند تعالےٰ مکاروں کے مکر ظاہر کرتے رہینگے +

مرزا۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کریگا اور تیری مرادیں تجھے دیگا۔

جواب۔ آجتک تو آپ بکلی ناکام ہیں اور ساری مرادوں سے محروم تام جب اس عمر تک ایسی ناکامیابی رہی ہے تو آیندہ بھی یہی نامرادی رہیگی اور کوئی امید نہ بر آویگی۔

مرزا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤنگا اور اُن کے نفوس و مال میں برکت دونگا۔ اور کثرت بخشونگا۔

جواب۔ ابتک تو آپکے خالص اور دلی محبوں کا گروہ گھٹتا رہا ہے اور اُن کی جانیں اور اُن کے اموال برباد ہوئے۔ آیندہ بھی خدا کہتا ہے خسر الدنیا والآخرۃ ہونگے

مرزا۔ اور وہ مسلمانوں کے اُس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہینگے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔

جواب۔ آپکا گروہ ہی کیا ہے ایک لالہ شرمپت رائے پیشگوئیوں کے گواہ دوسرا عبداللہ سنوری اور دو ایک ایسے ہی ٹکر خورے جس سے دو چار روپیہ ملگئے اُسکی مدح کردی ورنہ قدح اور آپنے فریب بنایا وہ گواہ بنگئے۔ آپنے سارا طریقہ محمد صاحب کا اختیار کیا ہے اُنھوں نے قرآن بنایا اور خدا کے ذمہ لگایا۔ آپنے براہین احمقیہ لکھی اور خدا سے عربی اور انگریزی سیکھی اُن کے چار اصحاب تھے آپکے چاروں مددگار ہیں انہوں نے خودستائی سے قرآن پر کیا۔ آپنے اپنی تعریف سے براہین احمقیہ کو مملو کیا۔ انہوں نے پیش گوئیاں کرنے کا دعوےٰ کیا آپنے بھی وہی شیوہ اختیار کیا اُنہوں نے پیرانہ سالی میں خدا کے حکم سے شادی کی آپنے بھی اسی طرح خدا کے حکم کی آڑ لی۔ اتنی گنجایش یہاں تھی اور تفصیل قاطع براہین احمقیہ میں ہوگی۔

مرزا۔ خدا اُنہیں نہیں بھولیگا اور فراموش نہیں کریگا۔

جواب۔ مرزا کے قول سے ثابت ہے کہ خدا کے مزاج میں بھول اور فراموشی بھی ہے۔ کسی کو مخلوقات میں سے جانتا ہے کسی کو نہیں پہچانتا ہے۔ پس کیا عجب ہے کہ اگر بھول کر مرزا اور اُس کے معاونوں کو فی النار کردے اور اُس کے مخالفوں اور مکذبوں کو جنتی بناوے۔

مرزا۔ علےٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔

جواب۔ آجتک جس قدر آپ کے مخلص ہو چکے کیسے کیسے اجر لعن و ملامت کے پا چکے ہیں آیندہ جو ہونگے۔ ایسے ہی کیفر کردار پائینگے۔

مرزا۔ تو مجھے ایسا ہے۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل۔

جواب۔ خدا کہتا ہے بلکہ اُن سے بڑھکر یعنے جو جو مکر و فریب مرزا کی ذات میں گوندھے ہوئے ہیں۔ اُن کو عشر عشیر بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔

مرزا۔ تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔

جواب۔ دور و تسلسل کے سوائے سوال یہ ہے۔ کہ پہلے کون باپ بنا تھا۔ اور والدہ شریفہ کا کیا نام تھا۔ خوب! عیسائی تو فقط حضرت عیسے اور مریم کو روحانی خدا کا فرزند و زن بتلاتے تھے یہ حضرت پیغمبر قادیانی خوب پیدا ہوئے کہ نہ فقط خدا کے زن و فرزند ثابت کرتے ہیں۔ بلکہ خود خدا کا باپ بھی بننا چاہتے ہیں۔

مرزا۔ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالیگا۔ یہانتک کہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

جواب۔ خدا کہتا ہے کہ وقت بہت اقرب ہے کہ حکام وقت تجھے بآخوذ اور فریب و افترا پردازی کی سزا دینگے۔ اور لوگ تیرے نام سے نفرت کرینگے اور لاحول پڑھینگے۔

مرزا۔ اے منکرو اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہمنے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو۔

جواب۔ قادیانی خدا کا ارشاد ہے کہ مینے تجھپر کچھ فضل و احسان نہیں کیا نہ کوئی رحمت کا نشان بھیجا۔ یہ سب تیری کارسازی ہے اور سراسر جعلسازی اور خدا کا یہ بھی فرمان ہے کہ مینے جو فضل و احسان کیا ہے سب آریوں پر کیا ہے اور وقتاً فوقتاً اُنہیں کو الہامات اور رغبت کی خبروں سے اطلاع دی ہے۔ اور سب فرقے جھوٹے مدعی ہیں۔ یہ بشارت خدا تعالےٰ نے ہمکو دی ہے اگر آپکو اسمیں کچھ شک ہو تو اس کے مقابل کوئی دلیل پیش کیجیئے ورنہ خدا سے ڈرنا چاہیئے وہ بڑا قادر مطلق ہے جھوٹوں کو بہت سزا دیگا اور گوناگوں عذابوں سے معذب کریگا۔

عذر۔ مرزا صاحب! اس اشتہار میں جو کچھ احقر نے عرض کیا ہے حرف بحرف خدائے تعالےٰ کے حکم سے لکھا گیا ہے۔ اور اُسکے حکم سے کسیکو گریز نہیں کیونکہ وہ احکم الحاکمین ہے پس آپ اور آپ کے معاونین اس معروضہ کو پڑھکر رنجیدہ دل اور کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ المامور معذور۔ بقول۔ ؎

گرچہ تیر از کماں ہمے گذرد از کماندار بیند اہل خرد

الراقم مولف قاطع براہین احمقیہ

از پنجاب پھاگن سُدی ایکادشی سمت ۱۹۴۲ بکرمی مطابق ۱۸۔ مارچ ۱۸۸۶ء

اشتہار دوم

قادیانی کرامت کا لٹکا۔ غلام احمد قادیانی کے پہلے مکر و فریب بذریعہ اشتہارات شائع ہو چکے ہیں۔ اب نیا گھڑ نٹ کرکے ۲۲۔ مارچ ۸۔ اپریل کو اور دو اشتہار دروغ بیفروغ پے در پے جاری کئے ہیں۔ چونکہ ہم بھی جانب قادر مطلق سے اس کے افشاء راز پر مامور ہیں۔ اس لئے فقرہ فقرہ کا حسن و قبح ہدیہ ناظرین کرنے پر مجبور ہیں۔ عبارت اشتہار کے اول لفظ **قال** اور ابتدائے جواب میں کلمہ **اقول** ہوگا۔

اشتہار اول ۲۲۔ مارچ۔ **قال**۔ میرے اشتہار ۲۰ فروری پر جسمیں ایک پیشگوئی درباره تولد فرزند درج ہے۔ حافظ سلطانی کشمیری اور صابر علی سکنائے قادیان نے نواب بیگ و شمس الدین و غلام علی ساکنان ایضاً کے روبرو یہ دروغ برپا کیا کہ ہماری والنست میں ڈیڑھ ماہ سے فرضی ملہم کے گھر لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔ حالانکہ یہ قول اُنکا سراسر دروغ ہے **اقول**۔ دروغ گویم بر روے تو اسی کا نام ہے اور ہاتھ پر سرسوں جمانی آپ ہی کا کام صابر علی اور حافظ سلطانی کا حوالہ محض جل ہے یہ بات اُنہوں نے ہرگز نہیں کہی بلکہ بعد چھپنے اشتہار کے جو انہوں نے غلام احمد سے اس الہام کا ثبوت چاہا کہ تمہارے پاس کس نے کہا ہے ہمارا مقابلہ کرائے۔ غلام احمد سے کوئی جواب بن آیا اور شرم کے مارے سر جھکایا شمس الدین وغیرہ تین کس کی گواہی کا یہ حال ہے کہ شمس دین تو حلفاً یہ بیان کرتا ہے کہ غلام احمد نے محض جھوٹ لکھا ہے حاشا ثم حاشا میں ہرگز اس بات کا گواہ نہیں اور نہ صابر علی وغیرہ نے کچھ کہا ہے اور نواب بیگ آدمی نادان اور مرزا کا خدمتگار ہے پس اُسکی گواہی کا کیا اعتبار ہے۔ علے ہذا غلام علی مرزا کا قریبی رشتہ دار ہے شب و روز اُسکی بھلائی اور بہتری کا خواستگار ہے۔ اب ناظرین کے ہاتھ انصاف ہے اور مرزا کا جھوٹ صاف ہے اگر کسیکو اسمیں شک ہو تو قادیاں جاکر متحقق بیشک ہو۔

قال۔ جبس سے وہ نہ مجھپر بلکہ تمام مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ **اقول** کیا آپ دین اسلام کے بانی مبانی ہیں اور موجد مسلمانی جو آپ پر حملہ کرنے سے سب مسلمانوں پر حملہ آور محمول ہوتے ہیں۔ حالانکہ کوئی مسلمان آپ کو مسلمان کبھی نہیں سمجھتا۔ بلکہ کھلم کھلا بدعتی بتلاتے ہیں اور کفر کا فتوے لگاتے ہیں۔ **قال**۔ اسلئے ہم اُنکے قول دروغ کا ردوا جب سمجھ کر عام اشتہار دیتے ہیں۔ **اقول** اُن کا یہ قول ہی نہیں یہ سب آپکی بناوٹ ہے۔ پس گویا اپنے قول کا آپ ہی رد کرکے مشتہر کرتے ہیں ؎

خیالاتِ نادان خلوت نشیں + بہم برکنند عاقبت کفر و دیں۔ **قال**۔ کہ آج ۱۲ مارچ تک ہمارے گھر میں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ **اقول**۔ آج کل کی کیا خصوصیت ہے بلکہ ابد تک آپکے کوئی لڑکا پیدا نہ ہوگا۔ جیسے عرصہ ہوا بذریعہ اشتہار مفصل شائع ہو چکا ہے **قال**۔ بجز لڑکوں کے جن کی عمر بیس بائیس سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا۔ **اقول**۔ مرزا کی کوئی بات خالی از مکر و فریب نہیں لڑکوں کی عمر بیس بائیس سال سے زیادہ مبہم عبارت میں لکھی ہے۔ حالانکہ ایک کی عمر ستائیس سال کی۔ دوسرے کی پچیس سال کی ہے وجہ اس فریب کی یہ ہے کہ لوگ لڑکوں کی عمر سے اُسکا عالم پیری سمجھکر مطعون نہ کریں کہ مرزا مطیع شہوت ہے **قال**۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا حسب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا **اقول** یہ خوب ماجرا ہے کہ مخالفین کے مرنے کا تو آپکو بقید تاریخ و وقت الہام ہو اور اپنے گھر لڑکا پیدا ہونے میں سال کا بھی اعلام ہو ؎ چوں ندانی کہ در سرائے تو چیست۔ تو بر اوجِ فلک چہ دانی چیست + یہ صریح آپکی جعلسازی ہے۔ اگر خدا سے الہام ہوتا تو کیا وہ تاریخ اور وقت بتلانے پر قادر نہ تھا اور اتنا تغیر و تبدل نہ کرتا حالانکہ پہلے اشتہار میں صاف صاف لکھا ہوا تھا کہ آپکو مقدس روح دی اور روح آسمان سے روانہ کر چکی ہے۔ پہلے کہا ہوگا ابھی ہوگا۔ نو برس کی میعاد کی پھر عنقریب بتلا کر اسے حمل سے وعدہ کیا۔ خاک یہ اوڑی کہ بجائے عنموائیل مردہ لڑکی پیدا ہوئی اور پہلے یہ بھی اطمینان ہو گیا کہ نو برس تک آپ اور آپکی بیوی زندہ رہیگی۔ ہمارا الہام تو تین سال کے اندر اندر آپکا سب خاتمہ بتلاتا ہے جب آپ ثانی عیسے اور ہدایت خلقت کے لئے پیدا ہوئے ہیں تو آپکو سچا کرنے کے لئے اسی حمل سے خدا فرزند کیوں نہیں دیسکتا اگر یہی بات ہے تو پہلے اشتہار میں یہ قید نو برس کی چاہیئے تھی۔ بلکہ یہ بھی کہ حمل موجودہ سے لڑکا ہوگا یا لڑکی ہم پہلے اشتہار کے رد میں لکھ چکے ہیں کہ یہ مہمل عبارت اس لئے گانٹھی ہے کہ اگر اب لڑکا نہ ہوا تو آیندہ کے لئے تاویل بنائینگے سو وہی ہوا جب مردہ لڑکی کا پیدا ہونا خفیہ معلوم ہو گیا تو فوراً نو برس کا بہانہ بنا لیا اور اسکا کیا سبب ہے کہ اُسی لڑکی

خدا ایسا ایسا کریگا۔ کیا پہلے دونوں فرزندوں میں اُس جوان عورت کو اپنے نکاح میں لائے ہو اس کے اطمینان کے لئے وعدہ فرزند مذکور کا مضمون گانٹھا ہے۔ لیکن وہ ایسی باتوں سے ہرگز خوش نہ ہوگی۔ **قال** خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہوجائیگا۔ **اقول** اسکا نام الہام نہیں بلکہ خیال خام ہے بھلا اگر اس مدت میں بھی پیدا نہ ہوا۔ پھر بھی شرماؤ گے یا کوئی اور بہانہ بناؤ گے یا خدا پر جھوٹے الہام کا الزام لگاؤ گے بہرحال جس نے کہ مرزا کے دل میں یہ فقرہ ڈالا ہے وہ صحت لفظی سے بے بہرہ ہے لفظ عرصہ درت کے معنے سے مُعرّا ہے۔ **قال** اور یہ اتہام کہ گویا ڈیڑھ ماہ سے پیدا ہوگیا ہے سراسر دروغ ہے۔ **اقول** سچ تو یہ ہے کہ نہ اس اتہام کی اصل ہے نہ کسی متہم سے نقل ہے۔ یہ سب آپ کی بناوٹ ہے اچھا ڈیڑھ ماہ سے تو پیدا ہونا جھوٹ تھا اب ۱۵ اپریل کو مردہ دختر کا پیدا ہونا بھی جھوٹ ہے مرزا صاحب آپکا جھوٹ کسی طرح چھپ نہیں سکتا۔ اگر ایک تاویل بناؤ گے تو سو جگہ الزام کھاؤ گے ؎ دروغ اے برادر مگو زینہار + دروغ آدمی را کند شرمسار۔ **قال**۔ ہم اس دروغ کے ظاہر کرنے کے لئے لکھتے ہیں الخ **اقول**۔ لوگوں کا دروغ آپ سے ابتک ثابت نہ ہوسکیگا۔ البتہ آپکا دروغ بات بات میں طشت از بام ہو رہا ہے ابھی دیکھئے بجائے عنموائیل دختر مردہ کا قدم منحوس آگیا **قال**۔ اپنا شبہ رفع کرنے کے لئے ہمارے سسرال میں چلا جاوے اگر کرایہ نہ ہو ہم اُسکو دیدینگے۔ **اقول**۔ سبحان اللہ آپکا روپیہ دینا اور ایفا وعدہ کرنا نقش کالحجر ہے۔ پہلے بھی بہت لوگوں کو جو ۲۴ بنیں سو روپیہ دیا ہوگا۔ باوجودیکہ لوگ پانچ پانچ سات سات کوس سے آئے اور اگر آپ میں کرایہ دینے کی وسعت ہوتی تو دس دس پانچ پانچ روپیہ کی خاطر پٹیالہ وغیرہ میں کیوں در بدر پھرتے **قال** اگر اب بھی جاکر دریافت نہ کرے اور دروغگوئی سے باز نہ آوے تو لعنت اللہ علی الکاذبین کا لقب پاوے **اقول** اب تو بغیر جانے اور دریافت کے اصل حال اظہر من الشمس ہوگیا ہے اب کہئے اپنے مجوزہ لقب سے ملقب ہوئے یا نہیں **قال**۔ خدا ایسے شخصوں کو ہدایت دیوے کہ جو جوش حسد میں آکر اسلام کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے اور دروغگوئی کے مآل کو بھی نہیں سوچتے **اقول**۔ حضرت یہ خدا کا قصور نہیں اُسکو ملزم نہ بناؤ اُسنے بجوذات تزویر آیات کے ایسے شخصوں کو خوب ہدایت دے رکھی ہے یہ ساری آپ کی فہمیدگی کوتاہی ہے جو بوالہوسی اور طمع نفسانی کی پٹی سے کچھ نظر نہیں آتا ورنہ اس دروغگوئی کا مآل سب کھل جاتا ؎ نہ بیند مدعی جز خویشتن را + کہ دارد پردۂ پندار در پیش **قال**۔ اس پیشگوئی پر ہوشیارپور میں ایک آریہ صاحب نے یہ اعتراض پیش کیا کہ لڑکا لڑکی شناخت دایان کو بھی ہوتی ہے سو یہ اُن کی سراسر حق پوشی ہے کیونکہ اول تو کوئی دائی ایسا دعوے نہیں کرسکتی۔ دائی تو دائی کوئی طبیب بھی ایسا دعوے نہیں کرسکتا صرف ایک اٹکل ہوتی ہے جو بارہا خطا جاتی ہے **اقول** آریہ کا حوالہ محض حیلہ ہے ورنہ اُسکا نام ونشان مفصل ہوتا۔ مرزا کا یہ مستمر قاعدہ ہے کہ اپنے دل سے کوئی وسوسہ پیدا کرکے ایک آریہ یا ایک مسلمان کے نام سے درج کرتا ہے جیسے براہین احمقیہ میں جابجا درج ہے بھلا دائیوں کی اٹکل کا خطا جانا تو کچھ بڑی بات نہیں کیونکہ وہ بیعلم عورتیں ہوتی ہیں۔ لیکن آپکا تو الہام تھا اور خدا نے بتلایا تھا وہ کیوں خطا ہوا اور خطا بھی ایسا کہ بجائے لڑکا لڑکی بھی زندہ نہ ہوئی اب بتلائیے حق پوش اور حیلہ کوش آپ ٹھیرے یا آریہ صاحب **قال** علاوہ اسکے یہ پیشگوئی آجکی تاریخ سے دو برس پہلے کئی آریوں اور بعض مسلمانوں اور بعض مولویوں اور حافظوں کو بھی بتلائی گئی تھی۔ چنانچہ آریوں میں سے ایک شخص ملاوامل نام اور نیز شرمپت رائے سکنائے قادیان ہیں **اقول** ڈیڑھ سال تو آپکی شادی کو ہوا چھ ماہ پیشتر ہی مژدہ ہوگیا تھا۔ اگر یہی بات تھی تو پہلے ۲۰ فروری کے اشتہار میں کیوں نہ لکھی اور اُسی وقت بذریعہ اشتہار علیحدہ شائع کرنا تھا۔ آریوں مسلمانوں حافظوں مولویوں اسقدر فضول اور بناوٹی عبارت سے کیا ثبوت ہوا۔ اگر دو چار معزز اشخاص کا نام جنکو اپنا الہام بتایا تھا لکھتے زیبا تھا تاکہ تصدیق کلام ہوتی اور ملاوامل وشرمپت رائے کا جو آپنے نام لکھا ہی وہ محض انکاری ہیں کہ یہ بات ہمارے خواب وخیال میں بھی نہیں محض طبعزاد مرزا ہے بلکہ لالہ شرمپت رائے کی باپ سے اسی سبب بگڑی ہے کہ آپ اُستے جھوٹی گواہی دلاتے تھے اور وہ راست کہتے تھے۔ اسی کینہ سے یہاں فقط شرمپت لکھا ہے پہلے اشتہار میں لالہ شرمپت رائے ممبر آریہ سماج قادیان لکھا تھا ع بہ بیں تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا۔ اور جو بعض مولویوں کو مسلمانوں سے علیحدہ بیان کیا ہے۔ شاید وہ حافظ اور مولوی مسلمانی سے بے بہرہ ہیں **قال**۔ ماسوا اسکے پیشگوئی کا مفہوم اگر بنظر یکجائی دیکھا جائے تو ایسا بشری طاقت سے بالاتر ہے جسکے نشان الہی ہونے میں کسیکو شک نہیں **اقول** بیشک اس پیشگوئی کا مضمون انسانی طاقت سے بالاتر ہے مگر شیطانی قدرت کے آگے کچھ بات نہیں لڑکا کھیل ہے **قال**۔ اگر شک ہو تو ایسی قسم کی پیشگوئی کرے **اقول** جب کسی کو شک ہوگا پیش کریگا ہمارے نزدیک تو شیطانی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے **قال** یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جسکو خدائے کریم نے ہمارے نبی کریم رؤف کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر فرمایا ہے **اقول** اگر آسمانی نشانوں کا یہی گپ شپ نمونہ ہے تو کیفیت عالم بالا معلوم شد اور یہ بھی منکشف ہوا کہ آجتک محمد صاحب کی عظمت اور صداقت ظاہر نہ ہوئی تھی اب مرزا کی بدولت انکی عظمت و حرمت کا مسلمانوں میں شہرہ ہوگا۔ سچ ہے پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند **قال** درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ افضل ہے **اقول** دست خود دہان خود جو دل چاہا گپ لگائے ورنہ عقلمند خوب جانتے ہیں کہ آپکی یہ لن ترانی اور کذب بیانی بر تر ہے یا مردہ کا زندہ کرنا بہتر ہے اسیواسطے حضرت کے گھر بجائے زندہ مردہ پیدا ہوئی ہے **قال** کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے میں خدا کی درگاہ میں دعا کرکے ایک روح واپس منگوایا جاوے اور ایسا مردہ زندہ کرنا حضرت مسیح اور بعض دیگر انبیا کی نسبت بائبل میں لکھا ہے جسکے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے الخ **اقول** اگر مردہ کا زندہ کرنا اور روح کا واپس منگوانا بہت آسان کام ہے تو اپنے آباواجداد کے روح کو واپس منگوا کر دکھلائیے اور جو اپنی فضیلت میں حضرت مسیح اور دیگر انبیا کی تکذیب کی ہے دراصل یہ انکی تکذیب نہیں بلکہ تم محمد صاحب کے مکذب ہو اور قرآن کو باطل بتلاتے ہو کیونکہ اُسمیں حضرت مسیح اور دیگر انبیا کی تصدیق لکھی ہے اور آپکے نزدیک وہ لکیر پانی کی ہے پس ثابت ہوا کہ آپکے نزدیک عیسٰی اور بائبل اور قرآن سب جھوٹے ہیں اور جو کچھ انمیں لکھا ہی سب الف لیلہ کے سے قصے ہیں **قال** اور ایسا مردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا تھا اور پھر دوبارہ اپنے عزیزوں کو ماتم میں ڈالکر رخصت ہوتا تھا **اقول** آپکے الہام کی برکت سے تو دختر مردہ چند منٹ بھی زندہ نہ رہی بلکہ مردہ ہی پیدا ہوئی اب بتلائیے حضرت مسیح اور دوسرے انبیا کا معجزہ افضل ٹھہرا یا آپکے دعاوں کا ثمرہ بہتر ہوا ہمارے نزدیک تو جیسے آپ افترا پرداز ہیں ویسے ہی آپکے سارے انبیا جعلساز **قال** اگر مسیح کی دعا سے بھی کوئی روح دنیا میں آئی تو اُسکا آنا نہ آنا برابر تھا **اقول** بھلا مسیح کی روح مدعوہ سے کچھ فائدہ ہوا یا نہ ہوا اس سے ہمیں کیا اسکی تصدیق مصنف قرآن کا جسنے مسیح کو پیغمبر لکھا ہے اور اُسکے احیاء الاموات معجزہ درج کیا ہے فرض ہی۔ ما را چہ ازیں قصہ کہ خوک آمد و خر رفت + کلام اس میں ہے کہ آپکی روح مطلوبہ سے کیا فائدہ ہوا البتہ اُسکا آنا آپکے لئے بہت مفید پڑا جس سے ہمیشہ کے لئے آپکا کذب اور بہتان کھل گیا **قال** مگر اس جگہ بفضلہ وبرکت حضرت خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کرکے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے جسکی ظاہری اور باطنی برکتیں تمام دنیا میں پھیلیں گی **اقول** ایسے خدا کے وعدہ کا کیا اعتبار ہے جسکا دم بدم دگرگونہ کاروبار ہے پہلی اشتہار میں بہت اقرب وعدہ کیا پھر نو برس کی مدت بتلائی پھر اسی حمل

سے لڑکا دینے کا اقرار کیا۔ آخرش فقط مردہ لڑکی عطا کی ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی یہی بابرکت روح تھی کہ جسکے دینے کا وعدہ فرمایا تھا اور یہی اُس کی ظاہری و باطنی برکتیں تھیں کہ آپ کو کاذب ثابت کردیا اور اپنی والدہ کو مرض مہلک میں مبتلا کیا **قال** جو رنگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مرتد ہیں وہ آنحضرت کے معجزات کا ظہور دیکھکر خوش نہیں ہوتے **اقول** ظاہرا مسلمانوں میں آپ سے بڑھکر کوئی مرتد نہیں معلوم ہوتا جو اپنے شعبدے اور خود غرضی مطالب کو حضرت کا معجزہ کہتے ہو اور اگلے پچھلے سب ولیاؤں سے افضل و اعلےٰ بنتے ہو **قال** میں کیا چیز ہوں جو کوئی مجھپر حملہ کرتا ہے وہ اصل میں حضرت پر کرتا ہے **اقول** ابھی آپ کیا چیز بھی نہ ہوئے آپ پر حملہ کرنا حضرت پر حملہ کرنا ہے اور آپکو جھوٹا بتلانا خدا پر الزام لگانا ہے اور خدا نے آپکو سب انبیا اور اولیا سے برگزیدہ کیا ہے اور اپنی وحدت سے بھی نزدیک تر یا وہ بتلایا ہے بلکہ خود خدا آپکا بیٹا ہوا ہے اور آپکا گھر برکتوں سے بھریگا اور آپکے فرزند مردہ کا نام سمندر کے کناروں تک کریگا اور آپکی خوشنودی میں خدا کی خوشنودی ہے اور آپکی خاطر لوگوں کے گھر بیواؤں سے بھریگا اور لاولد رکھکر خاندان ختم کریگا اور آپکی اعانت کے لئے براہین احمقیہ کا لشکر لیکر آسمانوں سے آیا ہے اور سب سے اعلےٰ اور برتر بنایا ہے پھر بھی اگر ناچیز ہی رہے تو فقط اتنا قصور رہا کہ خدا مجبور مطلق ہو جاوے اور آپ مختار کل بنجاویں ع آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو + **قال** مگر اسکو یاد رکھنا کہ وہ آفتاب پر خاک نہیں ڈال سکتا الخ **اقول**۔ آپکے خیال خام میں جسکا نام آفتاب ہے وہ شب دیجور سے بھی بے تاب ہے اول روز سے خاک میں مدفون ہے اُسپر خاک ڈالنے سے اور کیا مفتون ہے

اشتہار دوم ۸۔ اپریل

قال۔ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲۔ مارچ پر بعض صاحبوں جیسے منشی اندرمن صاحب مرادآبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ نو برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بڑی گنجایش کی جگہ ہے ایسی لمبی چوڑی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے **اقول** منشی صاحب ممدوح کی اس نکتہ چینی پر کس طرح اطلاع ہوئی آیا بذریعہ تحریر یا تقریر بر تقدیر اول وہ تحریر موجود ہوگی ملاحظہ کرائیے بر تقدیر دوم مخبر معتبر کا نام بتلائیے ہم بارہا متنبہ کر چکے ہیں ایسے صریح جھوٹ بولنے سے آپ ملہم نہ ہونگے بلکہ مکذبوں میں محسوب کئے جاوینگے آپ پر لازم ہے کہ یا تو اپنے دعوے کو ثابت کریں ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین کا مصداق بنیں اور منشی صاحب کے سوا اور بعض صاحبوں کا نام کیوں مخفی کیا ہی کیا جادو کی آپکا یہی شیوہ ہے کہ خیالی پلاؤ پکاتے ہو اور حجرہ میں بیٹھے باتیں بناتے ہو یہ اعتراض منشی صاحب نے تو نہیں بلکہ اگر کسی اور صاحب نے کیا ہو یا آپنے اپنے دل سے گھڑا ہو تو عین درست ہے کیونکہ اگر وہ لڑکا آسمانوں سے خدا کا مرسلہ آتا ہے تو اُسکی قدرت کاملہ کے آگے نو ماہ کے اندر یا اسی حمل سے پیدا کرنا محال نہ تھا یہ ساری آپکی چالاکی ہے جس سے ہر ادنےٰ و اعلےٰ شاکی ہے سوچا ہوگا کہ اس مدت بعیدہ میں خفیہ خفیہ کوئی فریب بناکر لڑکا پیدا کرلینگے اول تو آپکی نظر حمل موجودہ پر تھی سو اُسکا نتیجہ تو ظاہر ہوگیا آیندہ جو مکر بناؤگے اس کے ثمرہ سے خجالت اٹھاؤگے دیہمارا الہام یہ کہتا ہے کہ لڑکا کیا تین سال کے اندر اندر آپکا خاتمہ ہو جائیگا اور آپکی ذریت سے کوئی باقی نہ رہیگا۔ **قال** اُس کا جواب یہ ہے کہ جن صفات خاصہ کیساتھ لڑکے کی بشارت دیگئی تھی کسی لمبی میعاد سے اُسکی عظمت و شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ عین انصاف کی بات ہے کہ ایسے اعلیٰ درجہ کی خبر جو ایسے نامی آدمی کے تولد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے **اقول** مرزا خود ہی سوال و جواب گھڑکر اپنی منطقیت ثابت کرتا ہے مگر جہالت کہاں بائی علت دعوی دھائی جائے عادت کبھی نہ جائے سوال دیگر جواب دیگر اعتراض تو اس بناپر جمایا تھا کہ نو برس کی میعاد میں مکر و فریب کی بخوبی گنجایش ہو سکتی ہے تو اُس کا جواب تو کہاں بخلاف اُسکی عظمت و شان کا رونا رونے لگے بھلا اعتراض میں یہ کہاں ہے کہ نو برس کی میعاد میں اُسکی عظمت و شان زائل ہو جائیگی یا وہ ایسا ایسا ذلیل و خوار ہوگا کیا خدا نو برس کا کام ایک لمحہ میں نہیں کرسکتا اور آپکو سرخرو نہیں بنا سکتا **قال** ایسے عالی درجہ کی خبر انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے **اقول** مرزا صاحب انسان تو نہیں جو آپ سے بالاتر ہو آپ تو دنیا میں خدا پیدا ہوئے ہیں اس لئے آپ سے کچھ بڑی بات نہیں **قال** ماسوا اس کے بعد اشتہار مندرجہ بالا کے دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب باری میں توجہ کیگئی تو آج ۸۔ اپریل کو خدا کی طرف سے یہ کھلا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونیوالا ہے جو مدت حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ **اقول** لیجئے مدت حمل سے تو تجاوز کر گیا۔ لڑکا تو درکنار ۱۵۔ اپریل کو مردہ لڑکی پیدا ہوئی اب بتلائیے وہ الہام کدھر گیا۔ خدا جھوٹا ہوا یا آپ اب بھی شرماؤگے یا کوئی شعبدہ دکھلاؤگے معلوم ہوا کہ آجتک اسی واسطے کوئی خبر اخبار یا اشتہار میں نہیں چھپواتے تھے گھر بیٹھے بیٹھے مکر بناتے تھے فقط ایک ہی خبر چھپوائی ہے سو دیکھو کیسی رسوائی اٹھائی ہے اب یا تو لڑکی سے لڑکا بنا دیجئے یا لن ترانیوں سے باز آکر تا زیست منہ نہ دکھلائیے اگر در خانہ کس ہست حرفے بس است **قال** چونکہ یہ ضعیف بندہ ہے اُسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ **اقول** آپ اپنے خیال شریف میں ضعیف بندہ نہیں ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے کل آزبندہ ہیں۔ کوئی خبر خواہ آپ ظاہر کریں خواہ آپکا خدا مگر ہمارا مطلب کہیں نہیں جاتا۔ یعنے آپ جھوٹے ہونگے یا آپکا مولا۔ واللہ خیر الماکرین ہے۔ آپ افضل المفترین ہیں ؎

وزیرے چنیں شہر یارے چناں ۔ جہاں چوں نگیرد قرارے چناں

قال۔ چونکہ اشتہار چھپنے میں کسی قدر دیر ہو گئی اسلئے چند قلمی نقلیں بذریعہ رجسٹری بخدمت مسٹر عبد اللہ صاحب سابق اکسٹرا اسسٹنٹ و پادری عماد الدین صاحب وغیرہ بلا توقف بھیجی گئیں۔ **اقول**۔ اب بھی اسی طرح عجلت کرنی تھی اور قلمی نقلیں بھیجکر اطلاع دینی تھی۔ کہ میرا الہام جھوٹا ہوا اور خدا نے مجھ سے دغا کی یا فلانے شخص نے زہر دیکر مار دیا۔ یا فلانے کی کارسازی سے لڑکا سے لڑکی ہو گئی وغیرہ وغیرہ جو مکر ہو سکتا تھا اُسکی بدستور سابق اطلاع واجب تھی +

مرزا کی جعلسازی۔ مرزا غلام احمد نے جو سوامی دیانند سرسوتی کے بابت براہین احمقیہ میں اپنی پیشینگوئی لکھی ہے وہ صریح البطلان ہے اگر مرزا پیشگوئی پر قادر ہوتا تو سوامی جی کی وفات سے پہلے اشتہار دیتا اور درج اخبار کراتا کہ بتاریخ فلاں و ماہ فلاں و سنہ فلاں سوامی جی روانہ جنت ہونگے۔ اسکا تو کچھ ذکر نہیں جب سوامی جی انتقال کر گئے تو مرزا صاحب اپنی براہین احمقیہ کھول بیٹھے اور جھلا کر سنانے لگے اسی طرح اب یکم مارچ سنہ ۸۶ء سے ایک اشتہار مشتمل بر تیاری رسالہ سراج بے نور جو چند لن ترانیوں پر شامل ہوگا دیکر خاموش ہو گئے ہیں اور باوجود وعدہ قلیل کے اس مدت کثیر تک شایع نہیں ہوا۔ ہم فرضی ملہم صاحب کو متنبہ کرتے ہیں کہ اگر پیشگوئی کا دعوے ہے تو رسالہ مذکور عرصہ پندرہ روز میں شایع کریں اور کسی شہر کی حیات موات کا نقشہ بھی بنا کر مشہور کریں تاکہ اُنکی قلعی کھُلے اور اگر اسی طرح خاموش رہے اور کسی وقوعہ کے بعد پھر آپنے گپ ماری تو محض لن ترانی سمجھی جاویگی بلکہ سب سے اول اپنی وفات کی پیشگوئی کا پتہ معہ سال و تاریخ بتا دیں تو بہت انسب ہے کیونکہ ایک تو اُن کے مکر و فریبوں سے مسلمان نجات پاوینگے اور دوسرے اُنکے گرویدوں کو موقعہ فخر ملیگا ع

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

راقم

ایک پنجابی۔ الہاموں کا شایق

نسخہ خبطِ احمدیہ

अग्ने व्रतपते व्रतं चरिष्यामि तच्छकेयं तन्मे राध्यताम् इदमहमनृतात्सत्यमुपैमि ॥ अ॰ १ मं॰ ५ ॥

ای داورِ داد بخش و دادار   تا ہمت ز رحمتت بہ اقرار   اے عظمتِ قدرتِ تو برتر   از درکِ علوم و عقل و افکار
ای از تو نمائے ہم بشارت   ہر دم سرِ شکرِ ما نگونسار   اے چوں شب و روز دورِ عالم   جاری ز ازل مدام و دوار
ای زین معراں بحکمتِ پاک   ہر ذاتِ تو نیست فتنہ و عار   ہستے تا ابد از ازل تراہست   سرمایۂ کائنات بسیار
اے شاہ نشستہ بر خزینہ   بے شرک تو و محیط و مختار   اے معدنِ لطف تو عین رحمت   دانندہ ہمہ حکمۃ اولی الابصار
در حل کس داشتہ ز فردا   در عدل تو شد فضول گفتار   ہر روز بخاص علم پاکت   انصافِ تو در جہاں پدیدار
نہ از مہر و ماہ و اختر   فیض از تو بہ بحر و بر و اشجار   روز تو بجا کواکب و ارض   ہر یک بمسیر خویش سیار
ابلیس غلط خیال جہلاست   نورِ ملکِ تو مفسد دیار کا   انسان و ملک بہ پیشگاہت   کس نیست مگر بر و بد کار
معبود توئی نہ ہیچ مخلوق   مسجود تو بے جہاد آثار   نفرست کہ بجز تو پرستند   در بتکدہ بت بکعبہ دیوار
اصلاح ادنیٰ ترا رعایا   تو شاہ نشستہ لاشریک و دوار   ہم از ازل اصل ذی اشیا   در قبضۂ قدرتت صد انبار
یک ذرہ از آں نمی شود نیست   در صنعتِ تست گر چہ را   ایش تو بشرکت مساوات   اندر وئے قدامتش چہ مقدار
کہ ذرہ بود شریک خورشید   کے نقطہ شود محیط پرکار   ماداری و نیستی نداری   جہلائے گویند بود مادار
سنگیم یا قوی البراہیں   تردید بیانِ شاں تکرار   گویند قدیم نیستی داشت   ہیچ از ہستی نہ واقفِ کار
چو تند گسستہ بے نوا بود   نخلِ شکستہ خشک و دیار   از چند ہزار سال گردید   از احداثِ جہاں کن جہاندار
از قست رحم و عدل و افضال   در پیش ندا شت ہیچ زنہار   گر داشت آں ہمہ مگر بود   بے بدل چو تنگ چشم زردار
عالم ز خدا اگر حدوث ست   ہست از قدمِ صفاتش انکار   ذات صفات ہست اللہ م   پیوستہ بہ شمس ہمچو انوار
احداث گر از صمد ہویدا ست   ما عور کہ بود بہر اصدار   از مطلقِ نیستی جز آں   چیزے و کسے نبود حضار
پس کرد ز جزو خود گر احداث   کل باشد پارہ پارہ   ہم نیست بجز دو صفات   زیں نوع خبث بیا بود عار
گر عکس ظلال ذات گویند   بے جسم چنیں ندارد آثار   تا عکس و ظلال را پدید   باید جسم دگر پدیدار
باشد نقصِ کمال الفضل   بالقوہ درو شود گر احصار   موجود گئے قدیم ثابت   ہمہ ہم بالقوہ گردن اقرار
چوں بود خدا و جملہ بار دو   از بودِ خدا چہ بود آثار   معدوم اندراج و مادی   ہی کرد صفا بر کہ اظہار
پس بود صفات نیز معدوم   یا چوں عضوِ شکستہ بیکار   ممکن نہ کہ از صفات باشد   موصوف جدا بہ ہیچ اطوار
موصوف کالعدم چو اوصاف   باشد زیں ملحدانہ گفتار   ارواح ز نیکی و بدی پاک   حادث چو شنند جملہ قہار
بعضے بجہان وقتِ نادان   دائم محبوسِ رنج و ادبار   بعضے بہ ہوائے لذ و نعمت   شگفتہ چو از بہارِ گلزار
ناکردہ نکوئی ہیں سرفراز   ناکردہ گناہ آں گرفتار   تمہید بنائے کار ناغاز   انجامش نکند خبردار
امروز چو نیست ہیچ انصاف   فردا کے حق رسد بحقدار   ظلمت ظلم قادر ہم نقص   در شانِ خدا کجا سزاوار
کو بکند ہر آنچہ خواہد   گو خالق و مالک ست و مختار   قسمت ہر کس آنچہ بو   صادر بجہاں ہمیں ناچار
چوں قسمت بیشمار ارواح   بے جرم زشت رنج و آزار   لق باشد محافظ خلق   در گلہ شبان گرگِ خونخوار
از قسمتِ قسمت دل او   گشت از ہمہ کس ظہور کار   عمل چو حکم قسمت   کے پرسشِ آں بود روادار
یعنی کرد آنچہ کرد قسمت   صالح نہ کسے نہ کس گنہگار   پس معد دوزخ و جنت و قیامت   انصاف و حساب چیست درکار
انشی قدیم اصول ہستی   صد عیب اثبات از یک انکار   بے عیب شکوک پاک توحید   جز وید مقدس ست دشوار
زاول تا آخر جہان ست   خورشید بقدرتش نمودار   خورشید گزر علوم عرفان   وید ست خاص نخش انوار
روشن کنند ہمہ دو خورشید   عالم چو کند ظہور ہر بار   وید ست ز لطفش ابر رحمت   از حکمت و معرفت گہر بار
باراں ابر کرم کسے کہ دریافت   در یافت بکام دل ثمر ہا

پرماتما پاربرہم کی بھگتی و پیار تمنا کیا ہی آنند دائم اور اس کی اپاسنا کا ورتن کس قدر شانتی کا باعث ہے ہر ایک انسان کو جیسے کلیان کی ضرورت اور اندھکار سے نکل کر گیان کے پرکاش میں جانے کی ابھلاشا ہے اُس کے واسطے سوائے اس کے کوئی علاج نہیں کہ وہ سچا اننیادھیکاری جگت گرو وید کی شرن آگت ہو کر اُس کی سچی ہدایت وید کے ست اُپدیش سے فیضیاب ہو۔

شریمان پورن ودوان **مہرشی سوامی دیانند سرسوتی** کا ہم کس قدر دھنیواد کریں۔ جنہوں نے ذاتی آرام و عیش کو چھوڑ دنیاوی لوبھ موہ سے منہ موڑا۔ ایک ایشور اور وید کے ساتھ چت جوڑ کر تمام ماسواء اللہ سے پرستش کا رشتہ توڑ دیا۔ ہر ایک سوچ سمجھ والا آدمی جسے اپنے نیک و بد کی تمیز ہے ایسے مہاتما کی قدر کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔

کوئی آنکھ جسے تعصب نے اندھا نہ کیا ہو بخوبی جان سکتی ہے کہ آریہ ورت کی مذہبی حالت بیس برس پہلے کیا تھی۔ اور کس قدر روز افزوں خرابی آریہ قوم میں پھیل رہی تھی۔ اگر وہ مہاراج ظہور پذیر نہ ہوتے تو اَب تک کشتی آریہ ورت کا خدا جانے کون محافظ ہوتا۔ لاکھوں ماں باپ اپنے بچوں کو لامذہب سمجھ کر رو بیٹھتے۔ پس یہ اظہر من الشمس قومی و مذہبی ایثار صرف آپ کے ہی ست اُپدیشوں کی برکت ہے۔

سببِ تالیف

حق پسندوں کو یہ حق الامر معلوم ہو کہ تکذیب براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد ہمارا منشاء ہرگز کوئی رسالہ بجواب مرزا صاحب یا بہ تردید اصول محمدیہ لکھنے کو نہ تھا اور نہ نسخہ خبط احمدیہ کا خیال تھا۔ کیونکہ اس روشنی کے زمانہ میں عموماً تعلیم یافتہ لوگ ایسے معجزے کسیطرح قبول نہیں کرتے بلکہ سراپا فضول سمجھتے ہیں۔

تکذیب براہین احمدیہ کا مسودہ ابھی تیار ہی ہو رہا تھا کہ مرزا صاحب نے ہوشیارپور جا کر ہمارے مہربان ماسٹر مرلیدھر صاحب سکرٹری آریہ سماج سے مُباحثہ چھیڑا اور ایک کتاب ۲۶۰ صفحہ کی سرمہ چشم آریہ نامی طیار کر کے چھپوا دی چونکہ ہمیں تکذیب براہین احمدیہ پہلے چھپوانی تھی بنا براں جولائی ۱۸۸۷ء میں وہ شائع ہو کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئی اُس کے بعد ہم عرصہ تک اس خیال میں رہے کہ ماسٹر صاحب خود جواب دیں گے۔ مگر کئی ماہ کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ ماسٹر جی کو ملازمت سرکاری کے سبب بالکل فرصت نہیں کہ اس کی طرف توجہ فرماویں بنا براں بخیال اس کے کہ ایک تو یہ قومی خدمت ہے اور دوم صداقت کی اشاعت اس کو بھی ہم نے اپنے ذمہ لیا ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

اصل کیفیت یوں ہے کہ مارچ ۱۸۸۶ء کو مرزا صاحب ہوشیارپور گئے۔ ماسٹر جی نے ۱۱ مارچ ۱۸۸۶ء کی رات کو ان کے فرودگاہ پر جا کر شق القمر کے بارہ میں تحریری اعتراض کیا۔

اور پھر ۱۴ مارچ ۱۸۸۶ء کو دن کو مرزا صاحب کی طرف سے یہ اعتراض ہوا کہ روحیں پیدا شدہ چیزیں ہیں انادی نہیں۔ ملاحظہ کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ دونو مباحثہ صرف چند گھنٹہ ہوئے پہلا مباحثہ ساری رات نہیں ہوا۔ اور نہ دوسرا سارے دن۔ بلکہ جب پہلا مباحثہ ختم ہوا تو مرزا صاحب نے کہا کہ ماسٹر صاحب ابھی رات کچھ ایسی بڑی نہیں گئی۔ غالباً ۱۲ بجے کا وقت ہوگا اگر سات آٹھ بجے مباحثہ کا شروع سمجھیں تو پانچ چھ گھنٹہ کا عرصہ ہوتا ہے۔ دوسرا مباحثہ جو دن کو ہوا اُس میں ایک گھنٹہ کے قریب مرزا صاحب نے باتیں بنانے اور اعتراض سنانے میں صرف کر دیا۔ اُس پر معمولی بات چیت میں سوا گھنٹہ اور لگ گیا۔ پھر ماسٹر جی نے جواب لکھا اُس وقت مرزا صاحب کہتے ہیں کہ "دن ابھی ان کا دشمن تیسرے حصّے کے قریب سر پر کھڑا تھا"۔ غالباً ۳ بجے کا وقت ہوگا اگر نو دس بجے مباحثہ کا آغاز مانیں تو چھ سات گھنٹے سے زیادہ عرصہ نہیں ہو سکتا۔ پہلے روز صرف ۶ گھنٹہ دوسرے روز ۷ گھنٹہ۔ فریقین اکٹھے رہے مگر مباحثہ پہلے روز صرف ۳ گھنٹہ۔ دوسرے روز ۴ گھنٹہ؟ جس سے کوئی عقلمند نہیں مان سکتا کہ ایک کتاب ۲۶۰ صفحہ کی بن گئے اور یہ بات خود سرمہ سے ہی ظاہر ہے کہ تمام کتاب پیچھے بنائی گئی۔ کیونکہ مارچ ۱۸۸۶ء کو مباحثہ ہوا مگر اپریل۔ جون۔ جولائی۔ اگست ۱۸۸۶ء کے اخبارات و دھرم جیون کے حوالے سرمہ میں موجود ہیں بور صفحہ ۷۷۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ بہت کچھ اصل مباحثہ میں تغیر و تبدّل بھی ہوا ہے بلکہ یہ کتاب وہ مباحثہ نہیں ہے جو ماسٹر صاحب و مرزا صاحب کے درمیان ہوا یہ عموماً مرزا جی کا طبعزاد ہے۔ اس کے جواب دینے والے کے لیے خود بھی مرزا جی نے اپنی پہلی عادت کے موافق ۵۰۰ روپیہ کے انعام کا وعدہ کیا ہے مگر ہم اُن کے وعدہ کو اس شعر کا مصداق سمجھتے ہیں ع جان اگر طلبی مضایقہ نیست۔ زر نہ طلبی

سخن درین است ۔ ہمیں اُن کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کی فہرست بخوبی معلوم ہے اور قرضداری کا حال بھی ہم سے مخفی نہیں ۔ پس ہم لینے دینے کے سر پر خاک ڈال کر وہ صاف دیمیہ مرزا صاحب کو اُن کے ایک تازہ بیاد کیواسطے دجس کا اُن کو ابھی ایک نیا الہام ہوا ہے بطور تنبول کے دیتے ہیں ۔ سرمہ کی اتنی بڑی جلد ہو جانے کا ایک اور بھی سبب ہے کہ مرزا صاحب نے شروع سے ۶۰ صفحہ تک تمام مُباحثہ کا خلاصہ اور صفحہ ۶۱ سے ۲۲۴ تک بخیال خود مباحثہ لکھا ہے ۔ بعد ازاں ۲۲۵ سے ۲۶۰ تک مختصر تقریر بطور خلاصہ مباحثہ لکھی ہے اور ان ذیل بہر سرمہ چشم میں بحث درج ہے ۔ **معجزات محمدیہ کا عموماً** اور شق القمر کا خصوصاً ثبوت **روح انادی نہیں ۔ نجات** ۔ محمد کی نسبت گذشتہ پیشگوئیاں **قرآن** کی علمیت **سوامی جی** کی نسبت بیجا اعتراض وغیرہ وغیرہ ۔ اصل میں یہ اعتراض معقولیت سے کوسوں دور ہیں ۔ اور ساتھ ہی بیجا شیخی و لغویت سے تمام کتاب بھرپور ہے ۔ جو راستی سے نہیں بلکہ الہامی خبط معلوم ہوتا ہے پس ضرور ہوا کہ ہم ویدک حکمت سے اُن کے خبط کا علاج کریں تاکہ خدا اُنہیں صحت دے بنا بران اس رسالہ کا نام **نسخہ خبط احمدیہ** رکھا گیا جس میں مندرجہ ذیل باب ہوں گے ۔

باب اوّل ۔ قرآنی یا قادیانی معجزوں کی تردید اور شق القمر کا قطعی فیصلہ ۔

باب دوم ۔ سرشٹی اُتپتی کا بیان اور روح کے انادی ہونیکا مشرح ثبوت ۔

باب سوم ۔ وید اور آریوں کی علمیت کا ۱۵۰ علماء و فضلائے یورپین وغیرہ کی شہادت سے ثبوت ۔

باب چہارم ۔ قرآن اور مسلمانوں کی علمیت کا قرآن و حدیث اور علمائے اسلام کی شہادتوں سے اظہار ۔

باب پنجم ۔ سوامی جی کی ذات ستودہ صفات کی نسبت مرزا اور شیو نراین برہمو کے اعتراضوں کا جواب ۔

باب ششم ۔ خالصہ دھرم کی بابت محمدیوں کے چند اعتراضوں کا قطعی فیصلہ ۔

باب ہفتم ۔ مکتی کے بارے میں وید اور قرآن کا مقابلہ اور چند فضلائے اسلام کی رائے ۔

باب ہشتم ۔ آریوں کے زمانہ سابق میں دور دراز ملکوں میں جانے اور اُپدیش فرمانے کے ثبوت ۔

باب نہم ۔ محمد صاحب کی نسبت عیسٰے و موسٰے صاحبان کی پیشگوئیوں کی تردید ۔

خاتمہ یا مباہلہ ۔ اور نتیجہ

ہم کو اس رسالہ سے مرزا صاحب کی خصوصاً اور دیگر محمدی بھائیوں کی عموماً خدمتگزاری منظور تھی جو پیرایۂ کریا سے باحسن الوجوہ سر انجام کو پہنچی جو ہمارے مہربان تعصب سے کنارہ کر کے اسے مطالعہ فرماویں گے ۔ یقین واثق ہے کہ بہت کچھ فایدہ اُٹھا دیں گے اور اچھی طرح سمجھ جاویں گے کہ قرآن اور وید مقدس میں کون الہامی ہے اور کون الزامی ۔ اتحاد کا ہادی کون ہے ۔ اور جہاد کا رہنما کون ۔ اے جگدیشور اپنی اپار کرپا سے ان کے دل کو ہدایت دے تاکہ یہ آنکھیں کھول کر تعصب چھوڑ کر **ست دھرم** کو قبول کریں +

خاکسار **لیکھرام آریہ مسافر** از مقام لاہور ۔

باب اوّل معجزات کے بیان میں

(سرمہ چشم صفحہ ۶۰)

سوال مُرلیدھر ۔ مدعی نے اس وقت چھ سوال پوچھے ہیں جن میں پہلا یہ ہے کہ اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے کہ نبی معجزے دکھلاتے رہے ہیں چنانچہ حضرت محمدؐ صاحب نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دونوں آستینوں سے نکال دیا ۔ سو یہ امر قانونِ قدرت کے برخلاف ہے کہ ایک ہزاروں میل لمبی چوڑی یا ہزاروں میل قطر والی چھ انچ یا ایک فٹ کے سوراخ سے نکل جاوے اور چاند جو ہماری گردش زمین کے گرد کرتا ہے وہ اپنی گردش کو چھوڑ کر ادھر اُدھر ہو جائے جس سے انتظامِ عالم میں ہی فرق آجائے اور پھر علاوہ اس کے سوائے دو چار شخصوں کے کوئی نہ دیکھے ۔ کیونکہ کسی ملک میں مثلاً ہندوستان ۔ چین ۔ برہما وغیرہ کی تاریخوں میں اُسکا کچھ ذکر نہیں پایا جاتا ۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ باتیں بالکل بناوٹی ہیں ۔ اگر اصلی ہیں تو ان کا کیا ثبوت ہے ؟" ۔

جواب غلام احمد ۔ ماسٹر صاحب نے یہ جو معجزہ شق القمر پر اعتراض کیا ہے کہ شق القمر ہونا خلاف عقل ہے ۔ اور دوسرے یہ کہ آستینوں سے چاند کا دو ٹکڑے ہو کر نکلجانا صریح عقل کے خلاف ہے ۔ اس کے جواب میں واضح ہو کہ یہ اعتراض کہ کیونکر چاند دو ٹکڑے ہو کر آستین میں سے نکل گیا تھا یہ سراسر بے بنیاد اور باطل ہے ۔ کیونکہ ہم لوگوں کا ہرگز یہ اعتقاد نہیں ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین میں سے نکلا تھا اور نہ یہ ذکر **قرآن** شریف میں یا حدیث صحیح میں ہے اور اگر کسی جگہ قرآن یا حدیث میں ایسا ذکر آیا ہے تو وہ پیش کرنا چاہئے ۔ یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی آریہ صاحبوں پر یہ اعتراض کرے کہ آپ کے یہاں لکھا ہے کہ مہادیو جی کی لٹوں سے گنگا نکلی تھا" ۔

محاکمہ ۔ بیشک اصل بات تو اسیطرح ہے کہ جسطرح مہادیو جی کی لٹوں سے گنگا نکلنے کی بات محض فسانہ ہے ۔ اُسیطرح معجزہ شق القمر کا ہونا بھی لایعنی بہانہ ہے ۔ جسطرح عظیم الشان دریائے گنگا کا شیو جی کی لٹوں سے نکلنا خلاف قانون قدرت ہے ۔ اُسیطرح ایک عظیم الشان کرّہ چاند کا دو ٹکڑے ہو کر محمدؐ صاحب کے گریبان میں آنا قابل نفرت ہے ۔ چنانچہ خود مرزا صاحب بھی سرمہ چشم کے صفحہ ۱۲ پر تحریر کرتے ہیں کہ " اوّل ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ شق القمر کا معجزہ اہل اسلام کی نظر میں ایسا امر نہیں ہے کہ جو مدار ثبوت اسلام اور دلیل اعظم حقانیت کلام اللہ کا ٹھیرایا گیا ہو بلکہ ہزارہا شواہد اندرونی و بیرونی و صدہا معجزات و نشانوں میں سے یہ بھی ایک قدرتی نشان ہے ۔ جو تاریخی طور پر کافی ثبوت اپنے ساتھ رکھتا ہے جس کا ذکر آئندہ عنقریب آئیگا ۔ سو اگر تمام کھلے کھلے ثبوتوں سے چشم پوشی کر کے فرض ہی کر لیں کہ یہ معجزہ ثابت نہیں ہے اور آیت کے اُس طور پر معنی قرار دیں ۔ جس طور پر حال کے عیسائی و نیچری یا دوسرے منکرین خوارق کرتے ہیں تو اس صورت میں بھی اگر کچھ حرج ہے تو شاید ایسا ہے کہ جیسے بیس کروڑ روپیہ کی جائداد میں سے ایک پیسہ کا نقصان ہو جائے ۔ پس اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ اگر بفرضِ محال اہل اسلام تاریخی طور پر اس معجزے کو ثابت نہ کر سکیں تو اس عدم ثبوت کا اسلام پر کوئی بد اثر نہیں پہونچ سکتا" ۔ پھر صفحہ ۱۲ کے حاشیہ سطر ۴ سے ۶ تک فرماتے ہیں " لیکن نمبر چار کے معجزات یعنے تصرفات خارجیہ یہ بیرونی خوارق ہیں جنکو قرآن شریف سے کچھ ذاتی تعلق نہیں ۔ انہیں میں سے معجزہ شق القمر بھی ہے" ۔

افسوس ایسا فرض کرنے سے مرزا صاحب اپنی عقل کو کس قرضدار کے پاس گروی رکھ آئے اور معلوم نہیں کہ اس انکار محض سے وہ دل میں کیا خیال لائے !

کیا کسی سند میں ایک بات یا اقرار کے غلط یا مشکوک یا قیر بیانہ ثابت ہو جانے سے وہ عدالت میں قابل شہادت ہو سکتی ہے ؟ یا کسی کتاب کا ایک جھوٹ ثابت ہو جانے پر وہ درجۂ اعتبار سے ساقط نہیں ہوتی ؟ ۔

شاید یہ اسلامی منطق کی اعلیٰ دلیل ہو مگر کوئی غیر محمدی ذی عقل اس بات پر اتفاق نہیں کر سکتا کہ کسی ایسے معجزہ کے غلط ثابت ہو جانے سے جو الہامی کتاب کی ایک سورت کا مبہم اللہ ہو اُس کتاب کی عزت و توقیر اہل انصاف کی نظر میں باقی رہ جائے ۔ اور اُس کی تعلیم ذلیل و حقیر خیال نہ کیجائے چونکہ بقول **مولوی غلام نبی صاحب** امرتسری کے " ایسے عظیم الشان نبی کا ایسا عظیم معجزہ ہونا چاہئے" (دیکھو معجزات محمدیہ)

اور جب اُسی عظیم معجزہ کی نسبت مرزا صاحب یہ رائے دیں کہ " اُس کے عدم ثبوت سے اسلام پر کوئی برا اثر نہیں پہونچ سکتا" ۔ تو ناظرین خود ہی جان لیں کہ ایسے شخص کا دین و ایمان یا اسلام و قرآن پر اطمینان کیا کچھ اعتبار کے لایق ہے ۔ **بیت**

جو از قرآن یکے آیت غلط شد ۔ نہ کہ سا منزلت باند نہ مہ سا

غلام احمد صفحہ ۶۲ - پس جس اعتراض کی ہمارے قرآن یا حدیث میں کچھ بھی اصلیت نہیں اس سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ ماسٹر صاحب کو اصول اور کتب معتبرہ اسلام سے کچھ بھی واقفیت نہیں - بھلا اگر یہ اعتراض ماسٹر صاحب کا کسی اصل صحیح پر مبنی ہے تو لازم ہے کہ ماسٹر صاحب اسی جلسہ میں وہ آیت قرآن شریف پیش کریں جس میں ایسا مضمون درج ہے یا اگر آیت قرآن نہ ہو تو کوئی حدیث صحیح ہی پیش کریں جس میں ایسا کچھ بیان کیا گیا ہو اور اگر بیان نہ کر سکیں تو ماسٹر صاحب کو ایسا اعتراض کرنے سے متندم ہونا چاہئے - " کیونکہ منصب بحث ایسے شخص کے لئے زیبا ہے جو فریق ثانی کے مذہب سے کچھ واقفیت رکھتا ہو "

تردید - اپنے وڈے تے کوتنے کا سہا اکا فی سمجھ قرآن و حدیث کا نام لے کر پیچھا چھڑایا اور تجاہل عارفانہ سے دروغ مصلحت آمیز کو جائز بلکہ سنت قرار فرمایا - کہ ماسٹر صاحب اسی جلسہ میں وہ آیت قرآن کی پیش کریں یا کوئی حدیث ہی " -

لو مبارک ہو! قرآن سورۃ القمر - **اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر** **ترجمہ** - پاس آلگی وہ گھڑی اور پھٹ گیا چاند - اور اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی ٹال دیں اور کہیں جادو ہی چلا آتا " مولوی **عبد القادر** صاحب حاشیہ قرآن کے صفحہ ۵۴۶ پر تحریر کرتے ہیں - " حج کے دنوں میں آدھی رات کو کافر جمع تھے - حضرت انکو سمجھاتے تھے - انہوں نے مانگی کچھ نشانی - حضرت نے کہا دیکھو آسمان کی طرف - چاند دو ٹکڑے ہو گیا - ایک ان سے مشرق کو ایک مغرب کو چلا گیا - جبتک خوب ٹھیرہ دیکھ لیا پھر آپس میں مل گیا " -

اور **مواہب لدنیہ** میں لکھا ہے - **بعض نقصاص ان القمر دخل فی جیب النبی صلے اللہ علیہ وسلم وخرج من کمہ " المقصد الرابع ذکر معجزہ شق القمر** قلمی نسخہ جو مہ لائبریری پٹنہ - **ترجمہ** - چاند دو ٹکڑے ہو کر داخل ہوا محمد صاحب کی گریبان میں اور نکلا آستینوں سے " اور اس کا ذکر **صحیح بخاری و ترمذی** وغیرہ میں بھی موجود ہے - مگر یہ آستینوں سے نکلنے والا ذکر اسلامی کتابوں میں ہے اور ماسٹر جی نے بھی انہی کتب کے بموجب یہ ذکر کیا ورنہ اصل اعتراض اُن کا تو صرف یہی ہے کہ معجزہ شق القمر خلاف قانون قدرت نظر آتا ہے اور اس کے وقوع ہونے سے عالم تباہ ہو جاتا ہے - علاوہ بر آں کسی ملک کی تواریخ میں بھی اس کا ذکر نہیں پایا جاتا جس سے ظاہر ہے کہ یہ بناوٹی ہے - اب مرزا صاحب کو انہیں باتوں کا ثبوت دینا ضروری تھا نہ کہ جا بجا الفاظ کے بار بار تکرار سے کتاب کا بڑھانا اور منصب بحث سے دور ہو جانا - اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کونسا ثبوت پیش کرتے ہیں -

غلام احمد صفحہ ۶۱ - " باقی رہا یہ سوال کہ شق قمر ماسٹر صاحب کے زعم میں خلاف عقل ہے - جس سے انتظام ملکی میں خلل پڑتا ہے - یہ ماسٹر صاحب کا خیال سراسر قلت تدبر سے ناشی ہے - کیونکہ خدا تعالےٰ جو کام صرف قدرت نمائی کے طور پر کرتا ہے وہ کام سراسر قدرت کاملہ کی وجہ سے ہوتا ہے نہ کہ قدرت ناقصہ کی وجہ سے " -

تردید - جہاں تک ہم نے جڑتال کی کہیں ماسٹر صاحب کے بیان میں اس کا نشان نہیں - ملا مرزا صاحب! فریق ثانی کے اعتراض کو پورا لکھ کر بعد ازاں اس کی تردید سزاوار ہے - من گھڑت اعتراض سے نقصان ایمان کے علاوہ انسان بے اعتبار ہو جاتا ہے - آئیندہ اختیار ہے - حضرت یہ کام خدا تعالیٰ کا نہیں اور نہ ضرورت تھی - اور اعلیٰ ثبوت اس کے عدم وقوع کا یہ ہے کہ وہ کام نہیں ہوا جس کے واسطے ہونا ضروری تھا یعنے بقول محمدیان کے ابو الحکم علیہ الرحمتہ (ابو جہل) کا مسلمان ہونا اور ایسے عظیم الشان معجزہ سے خدانخواستہ ایک عالم کا مسلمان ہونا (نعوذ باللہ) کیا دشوار تھا مگر بالکل نہ ہوا - اور نہ کبھی آپ کے نبی صاحب نے اپنی تمام زندگی میں اس

معجزہ کا کہیں اظہار کیا - اور نہ بطور دعوے کے کسی طرح یا اشارتاً بھی کبھی وقت کسی کے سامنے اس کا اقرار کیا - کیونکہ صدہا مقام پر بزرگان **قریش** نے اُن کے جھٹلانے کے واسطے معجزے مانگے اور ظہور معجزہ پر بڑے واثق اعتقاد سے اسلام لانے کو تیار ہوئے - مگر کبھی آنحضرت نے اس کا یا کسی اور معجزہ کا اظہار نہ فرمایا - بلکہ معجزہ والا نبی ہونیکا لفظ بھی اُنکی زبان پر نہ آیا - ہاں مہرے باپ کی آنکھیں ڈراونی ہوتی ہیں - **مصرعہ**

پس از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر - جس قدر جا بجا معجزات کا سلسلہ جوڑ دو - یہ کام خدا سے ہرگز نہیں ہوا نہ قدرت کاملہ سے اور نہ معاذ اللہ ناقصہ سے بلکہ جاہلوں کی افواہ سے باعتقاد پیری و مریدی اس کا بیان ہے - اور اس سے بھی مبہم و مہمل طور پر اس کی رستی پر داگر ہو) تو ہمات کا گمان ہے کیونکہ ایسی باتیں تمام خود ہی ایک دوسری کا بطلان ہوتی ہیں -

غلام احمد صفحہ ۶۲ - " اور اسجگہ یہ بھی واضح رہے کہ مسئلہ شق القمر ایک تواریخی واقعہ ہے جو قرآن شریف میں درج ہے - اور ظاہر ہے کہ قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جو آیت آیت اُس کی بروقت نزول ہزاروں مسلمانوں اور منکروں کو سنائی جاتی تھی اور اُسکی تبلیغ ہوتی تھی اور صدہا اُس کے حافظ تھے - مسلمان لوگ نماز اور خارج نماز میں اُس کو پڑھتے تھے - پس جس حالت میں صریح قرآن شریف میں وارد ہوا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور جب کافروں نے یہ نشان دیکھا تو کہا کہ جادو ہے - تو اس صورت میں اُس وقت کے منکرین پر لازم تھا کہ آنحضرت کے مکان پر جاتے اور کہتے کہ آپ نے کب اور کس وقت چاند کو دو ٹکڑے کیا اور کب اُس کو ہم نے دیکھا - لیکن جس حالت میں بعد مشہور اور شایع ہونے اس آیت کے سب مخالفین چپ رہے اور کسی نے دم بھی نہ مارا - تو صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ضرور دیکھا - تبھی تو اُن کو چون و چرا کرنیکی گنجایش نہ رہی "

تردید - شق القمر کسی طرح سے بھی تواریخی واقعہ نہیں ہو سکتا - کیونکہ کوئی تاریخ سوائے ادعاء محمدیہ کے اس کی ممد نہیں اور قرآن بہت عرصہ تک متفرق طور پر صرف زبانی ہا تحریر نہیں ہوا اور اُس کے بر زبان یاد کرنے والے بھی صرف مُسلمان ہوتے تھے جو اُس وقت معدودے چند تھے - اور جن کا جبلی تعصب دُنیا پر ظاہر ہے اور تیئیس سال میں ایک ایک آیت کر کے وہ اکٹھا ہوا - اور اکثر سے بھی کوئی آیات باقی رہ گئیں اور اکثر بعد ازاں شامل کیگئیں - اور اسیواسطے تمام غیر متعصب مفسر اس کے ماننے سے منکر رہے اور خوارق کے قایل نہ ہو کر تاویلیں کرتے رہے - مرزا صاحب سورۃ نجم کے پہلے تو نماز بھی نہ تھی - چہ جائکہ خارج نماز (دیکھو **معارج النبوت** صفحہ ۱۸۳ رکن سوم باب چہارم فصل بیست و دوم نولکشور ۱۸۷۶ع) پس نماز وغیرہ بھی کوئی نہ پڑھتا تھا یہ بالکل غلط ہے کہ جب کافروں نے یہ نشان دیکھا تو کہا کہ جادو ہے - بلکہ اُس کے معنے یہ ہیں - اور اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی تو ٹال دیں اور کہیں کہ جادو ہے چلا آتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر وہ دیکھیں تو ٹال دیں کہ جادو ہے اور اگر نہ دیکھیں تو نہ کہیں - پس نہ انہوں نے دیکھا اور نہ کہا اور نہ ٹالا اور نہ کوئی مسلمان ہوا اور نہ قرآن ہی کچھ بتلاتا ہے بقول آپ کے اُس وقت کے صدہا منکروں نے انکار کیا - مگر مرزا صاحب ذو الفقار سے انکا انکار طوعاً و کرہاً متبدل بہ اقرار کیا گیا - مگر آنحضرت اس معجزے سے کبھی مدعی نہ ہوئے اور نہ کبھی اُن کفار شہیدوں کو آپ کی طرح یہ کہا کہ سورۃ قمر کی پہلی آیت پر میرے ساتھ مباہلہ یا مجادلہ یا مقابلہ یا موازنہ کر لو - بلکہ وہاں تو دلائل معقول کا کبھی نام نہیں لیا گیا - ہمیشہ لعنت ملامت اور گالی گلوچ اور جنگ و جدال سے کام چلایا اور طمع و لالچ دیکر صدہا ناخواندوں کو گرویدہ ایمان بنایا - سوائے محمدیوں کے اور تمام فضلا شور مچاتے رہے اور مقابلہ میں آتے رہے کہ شق القمر کا ثبوت دو کسی

تواریخ سے شہادت لاؤ۔ کوئی گواہ بناؤ۔ مگر حضرت اور اسلام کی طرف سے سوائے نہیں نہیں کے ہاں کا کلمہ ایک بار بھی منہ سے نہ نکلا اور ابتدائے زمانہ اسلام سے آج تک کوئی محمدی عہدہ برآ نہ ہوسکا۔ اسی واسطے آپ نے بھی مقدمہ میں کہہ دیا کہ "اگر نہ بھی مانیں تو ہمارا کچھ حرج نہیں"۔ بے شک آپکا تو حرج نہیں مگر اسلام اور قرآن کا زیان ہے اور زیان ہی کیا بلکہ نقصان جان (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۶)

غلام احمد صفحہ ۲۳۴ ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ معجزہ شق القمر ضرور وقوع میں آیا تھا۔ ہر ایک منصف مزاج اپنے دل میں سوچکر دیکھ لے کہ کیا تواریخی طور پر یہ ثبوت کافی نہیں کہ معجزہ شق القمر اُسی زمانہ میں بحوالہ شہادت مخالفین قرآن میں لکھا گیا اور شائع کیا گیا اور پھر سب مخالف اُس مضمون کو سُن کر چپ رہے۔ کسی نے تحریر یا تقریر سے اُس کا رد نہ کیا اور ہزاروں مسلمان اُس زمانہ کی رویت کی گواہی دیتے رہے"۔

تردید۔ حضرت بالکل غلط ہے۔ معجزہ شق القمر ہرگز ظہور میں نہیں آیا۔ ہر ایک منصف مزاج غیر محمدی اس کے انکار پر کمربستہ تیار ہے۔ قرآن میں لفظ شق القمر تو موجود ہے مگر کوئی تواریخی ثبوت نہیں اور نہ کسی مخالف کا نام قرآن میں (جس کی شہادت سے لکھا گیا) درج ہے اور نہ اُس وقت قرآن میں یا قرآن بھی لکھا گیا بلکہ کئی سال بعد (دیکھو اتقان) اور کسی مخالف کو اس اسلامی دعوے نے کبھی خاموش بھی نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ مخالف لوگ اس کا ثبوت مانگتے رہے اور اب بھی مانگتے ہیں بلکہ اب تو ہا محمدی بھی خدا کے فضل سے منکر ہیں۔ اور آپ بھی ساحل انکار پر آ کر درجہ منکریت تک پہونچ چکے ہیں اور یہ بات کہ "ہزاروں مسلمان اُس زمانہ کی رویت کی گواہی دیتے ہیں" محض زبان درازی اور مذہب اسلام کی آوارگی سے ناواقفی کا باعث ہے۔ نہ تو ہزاروں اُس وقت مسلمان تھے اور نہ وہاں موجود تھے۔

بلکہ آپ نے بھی الہامی حکمت سے سرمہ کے صفحہ ۵ پر ہماری تائید کی ہے کہ "مسلمان ابھی اکثر غریب اور عاجز تھے" اور صفحہ ۱۸ پر بھی لکھا ہے کہ دشمن مسلمانوں کو جو ابھی تھوڑے سے تھے نابود کر دیں۔" افسوس آپ نے قوت حافظہ سے کام لینا چھوڑ دیا۔!!

غلام احمد صفحہ ۲۱۷ ۔ تو جس حالت میں معجزہ شق القمر میں یہ بات ماخوذ ہے کہ ایک ٹکڑہ اپنی حالت معہودہ پر رہا ایک اُس سے الگ ہو گیا وہ بھی ایک یا آدھ منٹ تک یا اس سے بھی کم۔ تو اس سے کونسا استبعاد عقلی ہے۔ اور بالفرض محال اگر استبعاد عقلی بھی ہو تو ہم کہتے ہیں کہ عقل ناقص انسان کی ہر ایک کام ربانی تک کب پہنچ سکتی ہے؟

تردید۔ یہاں آپ نے تمام مفسرین اور محدثین کو کاذب ٹھیرانے پر کمر ہمت باندھی یا اپنی نا واقفی کا ثبوت دیا۔ اور بنیادی استبعاد کیواسطے گذشتگان کی کوشش کو برباد کیا۔ تفسیر معالم التنزیل۔ اور صحیح بخاری۔ اور زاد الآخرت۔ موضح القرآن وغیرہ سب آپکے مخالف ہیں اور ہمارے موافق۔ پس ہمیں کہنا پڑا کہ اول اپنے مفسرین کی تسلی کرو۔ پھر آریوں کے مقابل میدان میں آؤ اور خاطر خواہ اعتراض کر کے جواب پاؤ۔ آپ کی تزلزل بیانی اور ضعیف الاعتقادی کی شہادت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ جبکہ اول آپ کہتے ہیں کہ اس میں کونسا استبعاد عقلی یعنے دوراز عقل بات ہے اور پھر خود ہی لکھتے ہیں کہ اگر استبعاد عقلی ہی ہو تو عقل ناقص انسان کی کام ربانی تک کب پہنچ سکتی ہے۔ جناب اسی واسطے ماسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ معجزہ شق القمر قانون قدرت

حاشیہ۔ تعریفوں کی کرامتیں۔ نکاح والے کے معجزے۔ دھونکنی کی خوارق عادات اگرچہ اسند معجزات محمدیہ کے بالکل غلط ہیں کچھ بھی گرہ دل مسلمانان دین ایمان ہے گرویدہ تیغ معجزے سے زیر شہادت حسینہ ہیں سب مردہ پرستی کا یہ حال ہے تو اُس وقت کیا کچھ لوگ نہ کہتے ہوں گے۔ حضرت کی بول و براز میں معجزے ہو گئے پھر نقش نفیس میں کیوں نہ ہوں گے۔!

کے خلاف ہے جسکی تائید یا استشہاد کی ہمیں اور کسی سے ضرورت نہیں رہی۔ جبکہ آپ نے خود ہی مان لیا کہ عقل انسانی نہیں پہونچ سکتی۔ میں کہتا ہوں کہ جہل حیوانی تو ضرور پہنچتی ہوگی۔ عقل انسانی سے معجزات کا تعلق کیا ہے اور ہو بھی کس طرح سکتا ہے جبکہ وجود ہی باطل ہے اسی واسطے ہر طرح ثابت ہوا کہ معجزہ شق القمر بدستور عقل انسانی کے برخلاف۔ تحقیقات علمی کے برخلاف۔ تاریخی واقعات کے برخلاف۔ قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ حیوانوں اور نادانوں کو اختیار ہے کہ مانیں یا نہ مانیں۔ انسانوں کو اُس کا ماننا بقول آپ کے کسیطرح زیبا نہیں۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد ظہور ہو تاکہ ظلمت جہل دور ہو۔

مرلیدھر۔ ۶۷ ۔ مرزا صاحب میرے سے حدیث یا آیت مانگتے ہیں اور ساتھ ہی قرآن کی آیت تحریر فرما کر اقرار کرتے ہیں کہ قمر کے دو ٹکڑے حضرت نے کئے۔

غلام احمد ۶۷ ۔ "صاحب من میں نے چاند کے دو ٹکڑے ہونے پر تو آپ سے کسی آیت یا حدیث کی سند نہیں مانگی۔ بلکہ ایک ادنیٰ استعداد کا اردو خواں بھی میرے جواب کو پڑھ کر سمجھ سکتا ہے کہ میں نے تو آپ سے یہ ثبوت مانگا تھا۔ کہ قرآن یا حدیث میں کہاں لکھا ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا اور آنحضرت نے اپنی آستینوں سے اُس کو نکال دیا۔ سو آپ نے اس کا ثبوت نہ دیا"۔

تردید۔ اُن کا اعتراض تو اس امر پر تھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور یہ بات قانون قدرت کے برخلاف ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ "میرا سوال تھا کہ جو بات خلاف قانون قدرت ہے یعنے شق القمر وہ کس طرح ہو سکتا ہے؟" (دیکھو سرمہ صفحہ ۶۸ و ۲۶) آپ نے اس کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا۔ اور دیتے کہاں سے آپ تو جواب دینے کے عوض خود ہی منکر ہو رہے ہیں اور خدا کریگا کہ ایک دن تمام باقیماندہ محمدی بھی منکر ہو جاویں گے۔ آپ اُن کیلئے شاہراہ تیار کر رہے ہیں۔ ایک دانا کا مقولہ ہے کہ جہالت سے ان باتوں (معجزوں) کا نشو و نما ہوتا ہے اور وہ آجکل روشنی علم سے مردود ہو رہی ہے۔ پس علت کے مفقود ہو جانے سے معلول خود بخود نابود ہو جاوے گا۔ چنانچہ آپ کہتے ہیں کہ ایک ٹکڑا وہاں رہا اور ایک تھوڑے فاصلہ پر چلا گیا۔ مگر دیگر مفسرین لکھتے ہیں کہ ایک مشرق کو چلا گیا اور ایک مغرب کو ایک اُن پہاڑ کی طرف چلا گیا اور دوسرا دوسرے کوہ کی طرف۔ بعضے مفسرین کہتے ہیں کہ طالبان معجزہ نے جب بخوبی دیکھ لیا اور اچھی طرح یقین ہو چکا تو بعد ازاں مل گیا۔ اور آپ کہتے ہیں کہ ایک منٹ یا آدھ منٹ یا اس سے بھی کم اور پھر آپ صفحہ ۷ سطر ۵ میں صرف چند سکنڈ سے کچھ زیادہ نہیں بتلاتے جو اگرچہ اشارتاً معجزہ کی تکذیب صریح اور ہجو ملیح ہے مگر ہم اسموقع پر جو آپ کی تردید میں ایک مولوی صاحب نے لکھ کر ہمارے پاس ارسال کیا ہے وہ بھی درج کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔

غلام احمد۔ سرمہ چشم صفحہ ۶۸۔ قرآن شریف یا حدیث میں کہاں لکھا ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا۔

مولوی۔ چاند کا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آجانا کتب حدیث و تفاسیر سے ثابت ہے **اقتربت الساعۃ وانشق القمر** ۔ نزدیک آمد قیامت و بشگافت ماہ۔ **ف** کافران از آں حضرت معجزہ طلب کردند۔ خدا تعالیٰ ماہ را دو پارہ ساخت یکے بر کوہ بوقبیس و دیگر بر کوہ قیقعان آمد ۱۲ فتح الرحمان۔

فایدہ۔ حج کے دنوں میں آدھی رات کو کافر جمع تھے اور حضرت اُن کو سمجھاتے تھے اُنہوں نے کچھ نشانی مانگی۔ حضرت نے کہا دیکھو آسمان کی طرف۔ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک اُن سے مشرق کیطرف ایک اُن سے مغرب کی طرف جب اُنہوں نے بخوبی دیکھ لیا تو پھر آپس میں جا ملے اور یہ نشانی قیامت کے آنے کی ہے اس طرح سے سب کچھ بمع

جائیگا۔ ترجمہ مولوی عبدالقادر" ہاں آستینوں سے نکلنا سوائے چند کتب محمدیہ کے اور میں نہیں ہے۔ مگر سب کا انکار نہیں بلکہ ایسا بھی علماء نے مانا ہے" چونکہ آستینوں سے نکلنا ماننا کہ حضرت کی بزرگی زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ اوّل تو بفرض محال کردہ ٹکڑے کرنا۔ پھر اپنی آستینوں سے نکالدینا نوراً علیٰ نور ہے۔ پس حضرت کی ثناء بقول سعدی زبان تا بود در دہاں جائے گیر۔ ثنائے محمد بود دلپذیر۔ جس قدر مسلمانوں کی طرف سے ہوسکے سنگریزہ از کوہ طور ہے۔ مرزا صاحب ایسے واقعہ عظیم کے واسطے کسی عظیم الشان شہادت کی ضرورت تھی۔ اور ایک اشتہار دیکر اس کا شایع کرنا ضروری تھا تاکہ لوگ خدانخواستہ اپنے دین سے نکل کر اقوال محمدیان دین اسلام کو قبول کرتے۔ اور تلوار چلانے اور جہادی بنانے کی ضرورت نہ پڑتی۔ مگر ان امور سے کوئی بھی نہ کیا گیا۔ اور نہ کوئی کافروں سے ایمان لایا۔ اور نہ کبھی تمام زندگی میں محمد صاحب نے اس معجزہ کا اعادہ کرکے دعوے کیا اور نہ کبھی اُنکی زندگی میں نظیراً یا تمثیلاً مخالفوں سے سنا۔ اس کا ذکر ہوا۔ افسوس کہ ساری رات روتے رہے اور ایک بھی مسلمان نہ ہوا۔ پس کسطرح یہ بات لائق اعتبار نہیں اور اسیواسطے اس کا ماننا دانائوں کو سزاوار نہیں۔

مرلیدھر۔ ۲۳ - ممالک غیر اور اقوام غیر کی تاریخ میں ایسی بڑی بات کا ذکر یعنی شق القمر کا ذکر ضرور چاہیئے تھا۔

غلام احمد۔ ۲۳ - جس حالت میں چاند کے دو ٹکڑے کرنیکا دعوے زور شور سے ہوچکا تھا یہاں تک کہ خاص قرآن شریف میں مخالفوں کو الزام دیا گیا کہ اُنہوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا اور اعتراض کرکے کہا کہ یہ پکا جادو ہے۔ اور پھر یہ دعوے نہ صرف عرب میں بلکہ روم و شام و مصر و فارس وغیرہ دور دراز ممالک میں پھیل گیا تھا۔

تردید۔ سوائے اس ایک آیت کے کوئی زور شور سے دعوے نہیں اور نہ اس کے متعلق نشان وگمان بھی کہیں ہے۔ بلکہ ایک مجمل و مہمل طور پر شق القمر کا ذکر ہے پس زور شور کا دعوے اور اُس کی اشاعت محض دروغ بے فروغ ہے۔ نہ کسی مخالف کا قرآن میں نام درج ہے۔ اور خود محمد صاحب نے کبھی یہ دعوے عام میں علانیہ طور پر نہیں کیا۔ اور نہ اس آیت میں معجزہ محمدیہ کی طرف اشارہ ہے اور نہ اس کو محمد صاحب سے کوئی تعلق قرآن میں بتلایا گیا ہے۔ نہ کسی خطوط میں یا حدیث میں کسی سائیل مخالف کے سامنے حضرت کی زندگی میں یہ آیت بطور معجزہ کے پیش کی گئی بلکہ جیسا کہ ہم آگے ثابت کریں گے۔ ہمیشہ معجزہ دکھلانے سے جی چُراتے اور موہنہ چھپاتے رہے کبھی کوئی معجزہ نہ دکھلایا اور نہ کسی مخالف کو معقولیت سے قایل بنایا۔ ہاں حضرت کے مدح سرا لکیہ شاعروں۔ تعریف کنندوں نے (جو تعداد میں تقریباً ۱۸۱ تھے) اشعار و غزلیات میں بہت سے معجزات آپ سے منسوب کردئے ہیں جیسے کہ جاہل مرید پیروں کی نسبت گمان رکھتے ہیں اور شعبدہ بازند ہاسک جیسا وغیرہ ہے۔

باقی رہی کتب احادیث محمدیہ اُن کا حال یہ ہے کہ تمام محدث ایک ایک سو اور دو دو سو برس حضرت کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ مفصل کیفیت اُنکی نقشۂ ذیل سے ظاہر ہے

فہرست محدثین اہل اسلام

نمبر شمار	نام محدث	نام کتاب	سال پیدایش	سال وفات	وفات محمدؐ کے کتنے سال بعد پیدا ہوا
۱	امام مالک	موطا	۹۵ھ	۱۷۹	۸۲
۲	امام شافعی	۰	۱۵۰ھ	۲۰۴	۱۳۹
۳	ابو محمد دارمی	۰	۱۸۱ھ	۲۵۵	۱۷۰
۴	احمد بن حنبل	مسند	۱۶۴ھ	۲۴۱	۱۵۳
۵[1]	امام بخاری محمد بن اسمٰعیل	بخاری	۱۹۴	۲۵۰	۱۸۳
۶[2]	ابو الحسن مسلم	مسلم	۲۰۶	۲۶۱	۱۹۵
۷[3]	امام ابوداؤد	سنن	۲۰۲	۲۷۵	۱۹۱
۸	امام ترمذی	جامع ترمذی	۲۰۹	۲۷۹	۱۹۸
۹	امام ابن ماجہ	سنن ابن ماجہ	۲۰۹	۲۷۳	۱۹۸
۱۰	امام نسائی	مجتبائی نسائی	۲۱۵	۳۰۳	۳۰۳
۱۱	ابو الحسن دارقطنی	۰	۳۰۶	۳۸۵	۲۹۵
۱۲	امام بیہقی	السنن	۳۸۴	۴۵۸	۳۷۳
۱۳	امام الحسن رزین	۰	۰	۵۲۰	۵۲۰
۱۴	ابن جوزی	۰	۵۱۰	۵۹۷	۴۹۹
۱۵	امام نووی	۰	۶۳۱	۶۷۶	۶۲۰

متواتر اُس کو کہتے ہیں جس کو ہر زمانے میں اتنے لوگوں نے روایت کیا ہو کہ احتمال کذب کا اُن کی طرف عقل کے نزدیک محال ہو جائے۔ اور احاد اُس کو کہتے ہیں جس کی روایت میں اس قدر کثرت نہ ہو۔ **فایدہ** - متواتر حدیث بعضوں نے کہا کہ کوئی موجود نہیں اور بعضوں نے کہا کہ ہے اور صحیح قول اوّل ہے۔ کذا فی بعض الکتب شرح وقایہ کا اُردو نورالہدایہ صفحہ ۴۰۵ مطبع نظامی کانپور سنہ ۱۲۹۲ھ۔

تنبیہ - اگر کسی کو محدثین یا اُن کے راویوں کے چال چلن کے نمونے دیکھنے ہوں یا کوئی اُن کے لایق اعتبار شہادت کا اندازہ کرنا چاہے تو براہ مہربانی تہذیب التہذیب و تقریب و میزان الاعتدال و کنز العمال کو مطالعہ میں لاویں اور پھر اُن کے جرائم کا اندازہ فرماویں تاکہ معلوم ہو ؎

آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ

جب محدثوں اور راویوں کا یہ حال ہے اور انہیں حدیثوں میں بپاس خاطر احمد معجزوں کا اقبال ہے پس کسطرح کوئی معجزہ برخلاف قرآن قابل اطمینان گمان نہیں ہو سکتا اور ہمارے اس بیان کی تائید عبدالعزیز صاحب کے **تحفہ اثنا عشریہ** سے ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہ اپنے تحفہ کے کید ہفتادودوم میں لکھتے ہیں۔ "تاریخ دانان تمام عالم اجماع دارند بآنکہ تا صد سال از ہجرت ہیچ تصنیف ور اسلام واقع نشدہ" (دیکھو تحفہ مطبوعہ ثمر ہند لکھنؤ سنہ ۱۲۹۲ھ صفحہ ۱۰۳)

حدیثوں کے بے اعتبار ہونے پر ہم محدث مسلم کی بھی شہادت پیش کرتے ہیں جو اُس نے اپنی صحیح میں لکھی ہے حدثنی عفان عن محمد بن یحییٰ ابن سعید القطان عن ابیہ قال لم تر الصالحین فی شیٔ اکذب منہم فی الحدیث قال مسلم یجری الکذب علیٰ لسانہم ولا یتعمدون۔ ترجمہ۔ ہم نے نہیں دیکھا صلحاء کو

حاشیہ [1] اس نے چھ لاکھ حدیثیں جمع کیں جن میں سے چار ہزار صحیح سمجھ کر درج کیں۔ باقی ۵ لاکھ ۹۶ ہزار بے اصل ٹھیرائیں ۱۲ (از شرح وقایہ)

[2] ابو الحسن مسلم نے ۵ لاکھ حدیث علماء کی زبان سے مسموع کیں اُنمیں سے ایکہزار چھسو صحیح باقی ۴ لاکھ ۹۸ ہزار ۴ سو متروک کیں ۱۲

[3] ابن داؤد نے ۵ لاکھ سے ۴۸۰۰ صحیح تعیین کیں (از شرح وقایہ)

کسی امر میں زیادہ جھوٹا اُن سے جو حدیث میں ہیں اور جاری ہو جاتا ہے۔ جھوٹ اُن کی زبان پر خود بخود) اور وہ قصداً نہیں کہتے" پھر آنریبل سید احمد خاں صاحب تہذیب الاخلاق جلد نمبر ۲ کے نمبر پنجم میں فرماتے ہیں۔ "دوسرے دین کی باتوں کو پسند کر کے اپنے دین میں اس طرح داخل کر لینا کہ پھر کچھ تمیز نہ رہے کہ یہ باتیں کس مذہب کی ہیں۔ بلکہ وہ باتیں اسلام ہی کی معلوم ہوں۔ جس طرح بنی اسرائیل کے علوم اور یونان کی حکمت وغیرہ کو مسلمانوں نے اپنے دین و مذہب میں داخل کر لیا ہے اور اپنی تفسیروں اور کلام کی کتابوں کو اُنھی روایات اور مسائل سے بھر دیا ہے"۔

بہت سے ایسے بزرگ بھی اُن دنوں تشریف رکھتے تھے جو دنیا ت جھوٹی حدیثیں بنایا کرتے تھے اور اس کو ثواب جانتے اور رونق مسلمانی مانتے تھے حکما کے اقوال حضرت سے منسوب ہوتے تھے اور تاج سکندر کے موتی ریش مبارک میں پروتے تھے تاکہ کسی طرح بعد وفات رونق اسلام ہو۔ ادھر ہمارا اور حضرت کا نام ہو۔ پس حدیثوں پر کسیطرح کا اعتبار نہیں اور قرآن کو کسی معجزہ احمدیہ سے اقرار نہیں اسواسطے ہم ماننے سے لاچار ہیں۔

غلام احمد ۔ ۷۷ ۔ ماسوائے اس کے یہ بھی کچھ ضروری معلوم نہیں ہوتا۔ کہ واقعہ شق القمر پر جو چند سکنڈ سے کچھ زیادہ نہیں تھا۔ ہر ایک ولایت کے لوگ اطلاع پا جائیں کیونکہ مختلف ملکوں میں دن رات کا قدرتی تفاوت۔ اور کسی جگہ مطلع نا صاف اور پُر غبار رہنا اور کسی جگہ ابر ہونا۔ ایسا ہی کئی اور ایک موجبات عدم رویت ہو جاتے ہیں۔ اور نیز بالطبع انسان کی طبیعت اس کے برعکس واقعہ ہوئی ہے۔ کہ ہر وقت آسمان کی طرف نظر لگائے رکھے۔ بالخصوص رات کیوقت جو سونے اور آرام کا۔ اور بعض موسموں میں اندر بیٹھنے کا وقت ہے ایسا التزام بہت بعید ہے۔

تردید ۔ جب آپ شق القمر کی بابت اور ملکوں کے لوگوں کی اطلاعیابی ضروری نہیں سمجھتے۔ اور خود آپ کے دل میں بھی ہر ایک پہلو پر غور کرنے سے ماسٹر صاحب سے زیادہ خدشہ ہو رہا ہے کیونکہ بہت سے قدرتی حادثات خارج ہیں اور در حقیقت ہر ایک سلیم العقل کے نزدیک یہ بات وقوع سے خارج ہے۔ تو پھر خواہ مخواہ ایک مشکوک اور مہمل محال اور مذبذب بات کو کھینچ تان کر کیوں معجزہ بنا رہے ہو۔ جس کا ثابت ہونا کسیطرح بھی ممکن نہیں۔

بعضے مسلمان یہ دعوے بھی کرتے ہیں کہ اگر شق القمر محمد صاحب کے وقت میں نہیں ہوا تو انشق ماضی کا صیغہ کیوں ہے؟ اور کیوں اس کے معنے مستقبل کے لئے جاویں؟۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن میں صرف یہی ایک موقعہ نہیں ہے۔ بلکہ بہت سی جگہ ماضی مستقبل کے معنے دیتا ہے اور واقعات آئندہ بطور ماضی کے بیان ہوئے ہیں حالانکہ وہاں مستقبل ہونا چاہئے۔

(۱) مثلاً سورہ زمر و نفخ فی الصور ۔ اور پھونکا گیا نرسنگا۔

(۲) ایضاً فصعق من فی السموٰات ومن فی الارض ۔ پھر بیہوش ہو گرا جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے۔

(۳) " ثم نفخ فیہ اُخریٰ فاذا ھم قیام ینظرون ۔ پھر پھونکا گیا دوسری بار تب ہی وہ کھڑے ہو گئے دیکھتے۔

(۴) " واشرقت الارض بنور ربہا ۔ اور چمکی زمین اپنے رب کے نور سے

(۵) " ووضع الکتٰب وجایٔ بالنبیین والشھدا ۔ اور لا دھرا دفتر اور حاضر آئے پیغمبر اور گواہ۔

(۶) " وقضی بینھم بالحق ۔ اور فیصلہ ہوا ان میں انصاف سے۔

(۷) " ووفیت کل نفس ما عملت ۔ اور پورا ملا ہر جی کو جو کیا۔

(۸) " اقترب للناس حسابھم ۔ نزدیک آیا آدمیوں کے واسطے روز حساب یعنے قیامت کا دن ۔ سورۃ الانبیاء ۔

حالانکہ یہ تمام واقعات قیامت کی بابت آنے والے وقت کے ہیں جو ابھی بہت بڑے بڑے زمانہ کے بعد آئیگا۔ مگر تمام اس طرح بیان ہوئے جیسے حضرت کے پہلے گذر چکے ہیں۔ اسیطرح اقتربت کا لفظ بھی مستقبل کے واسطے ہے مگر بصیغہ ماضی بیان ہوا ہے۔ چنانچہ سید احمد خاں صاحب بہادر بھی ہمارے تائید کرتے ہیں "تمام قرآن کا طرز بیان اسیطرح پر ہے کہ آئندہ کی باتوں کا جو یقینی ہونے والی ہیں ماضی کے صیغہ سے بیان کیا جاتا ہے جو اُن کے قطعی ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اسیطرح ان آیتوں میں جو باتیں ہونے والی ہیں اُنکو ہو چکی یعنے ماضی کے صیغہ سے بیان کیا ہے" (تفسیر احمدی صفحہ ۲۹ جلد اول ۱۲۹۷ھ سورہ بقرہ) اس واسطے اس میں کسی معجزہ کا بیان نہیں اور محمد صاحب سے تو اس کا کسیطرح کا ذرا لگاؤ بھی نہیں اور جو اس بات کا اعتبار کرتے ہیں کہ اس آیت مستقبل بصیغہ ماضی کو جادو کیوں کہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جادو عرب کی عام اصطلاح ہے۔ کسی عبارت کو لکھا ہوا دیکھ کر بھی جادو کہہ دیا کرتے تھے اور عموماً بات چیت میں بھی جادو (سحر) لفظ بولتے تھے چنانچہ اس کا ثبوت بھی ہم قرآن سے ہی دکھلاتے ہیں۔

(۱) سورۃ ہود ۔ ولئن قلت انکم مبعوثون من بعد الموت لیقولن الذین کفروا ان ھذا الا سحر مبین ۔ ترجمہ ۔ اگر تو کہے کہ تم اُٹھو گے مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہیں گے کہ یہ کچھ نہیں مگر جادو ہے صریح۔

(۲) سورہ احقاف ۔ واذا تتلیٰ علیھم اٰیٰتنا بینٰت قال الذین کفروا للحق سحر مبین ۔ ترجمہ ۔ اور جب سنائی اُن کو ہماری باتیں ظاہر طور پر کہتے ہیں کافر سچی بات کو جب اُن تک پہنچے "یہ جادو ہے ظاہر"۔ اسی طرح اُس آیت کو بھی جادو کہا۔

غلام احمد ۔ ۷۸ ۔ پھر ان سب باتوں کے بعد ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ شق القمر کے واقعہ پر ہندوؤں کی معتبر کتابوں میں بھی شہادت پائی جاتی ہے مہابھارت دھرم پرب میں بیاس جی صاحب لکھتے ہیں کہ اُنکے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھر مل گیا تھا اور وہ اس شق القمر کو اپنے بے ثبوت خیال سے بشوامتر کا معجزہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن پنڈت دیانند صاحب کی شہادت اور یوروپ کے محققوں کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ مہابھارت وغیرہ پوران کچھ قدیم اور پرانے نہیں ہیں۔ بلکہ بعض پرانوں کی تالیف کو تو صرف آٹھ سو یا نو سو برس ہوا ہے۔ اب قرین قیاس ہے کہ مہابھارت یا اُس کا واقعہ بعد مشاہدہ واقعہ شق القمر جو معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا لکھا گیا۔ اور بشوامتر کا نام صرف بیجا طور کی تعریف پر جیسا کہ قدیم سے ہندوؤں کی اپنے بزرگوں کی نسبت عادت ہے درج کیا گیا ہے۔

تردید ۔ جیسے کوئی کہے کہ محمد صاحب کی مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب سے ملاقات ہو کر باہم بہت سی بات چیت ہوئی اور ایک دوسرے کو تحفہ تحائف دئے ۔ یا زردشت صاحب اور محمد صاحب کا باہم مباحثہ ہوا اور محمد صاحب اُس کی نبوت پر ایمان لائے تو کیا کوئی عقلمند تسلیم کرے گا؟ ہرگز نہیں۔ حضرت ایسا ہی اس بات کا دعوے ہے اور سچ بھی ہے کہ دروغ آدمی را کند شرمسار ۔ جناب مہابھارت میں نہ تو کوئی دھرم پرب ہے اور نہ شق القمر کا تمام بھارت میں کسی جگہ ذکر ہے ۔ نہ اُس میں دشوامتر کی نسبت اس کا کہیں بیان ہے اور نہ کسی غیر کے متعلق بھی کچھ نشان و گمان ۔ نہ سوامی جی نے کسی جگہ بھی مہابھارت کو آٹھ سو برس کا مصنفہ بتلایا اور نہ مہابھارت کا شمار پرانوں میں آیا ۔ بعد مشاہدہ شق القمر کے جو سراسر محال ہے) نہ تو اُس میں لکھا گیا اور نہ آجتک یہ ناممکن امر وقوع پذیر ہوا ۔ بیشک بعض پوران ۸ و ۹ برس کے مصنفہ ہیں اور بعض اُس سے

پہلے کے۔ اٹھارہ پوران آور ہیں اُن کے واقعات بھی اور گر مہابھارت یا بھارت سے بطور جدا ہیں اور سنسکرت دان پنڈتوں پر بہ امورہ بخوبی ہویدا۔

پس اے ناظرین! آپ خدا کیواسطے انصاف کریں کہ اس الہامی نے قرآنی تعلیم کی برکت سے یہ کس قدر دروغ بیفروغ کا طوفان اُٹھایا اور کتنی کارسازیوں اور روبہ بازیوں سے جھوٹ کا بہتان بنایا اور ایک جھوٹی بات کے اثبات کرنے کے ارادہ پر بقول اپنے ایرانی بھائی کے دروغ مصلحت آمیز بہ از راستیٔ فتنہ انگیز گھڑ کر دونوں جہان میں اپنی رسوائی کی۔

ہم مرزا صاحب کو رب القادیاں اور محمد صاحب کی قسم دیکر مقابلہ میں بلاتے ہیں کہ بھارت یا سوامی جی کی تحریروں سے اپنے دعوے کا ثبوت فرمائیں اور جسطرح ہوسکے قرآن کے الہامی ہونیکا دعوے ثابت کر دکھائیں ورنہ برائے خدا اس ملعون ارادے سے باز آکر شرمائیں کیونکہ مہابھارت میں اس کا نام و نشان ندارد ہے۔ مہابھارت میں بہ تفصیل ذیل اٹھارہ پرب ہیں۔

آدی پرب[1] ۔ سبھا پرب[2] ۔ بن پرب[3] ۔ بیراٹ پرب[4] ۔ اودوم پرب[5] ۔ بھیشم پرب[6] ۔ درونا پرب[7] ۔ کرن پرب[8] ۔ شل پرب[9] ۔ شوک پرب[10] ۔ استری پرب[11] ۔ شانت پرب[12] ۔ انوشاشن پرب[13] ۔ اشومید پرب[14] ۔ آشرم واسک پرب[15] ۔ موسل پرب[16] ۔ مہا پرستھان پرب[17] ۔ سرگارو ہن پرب[18] ۔

علاوہ براں ۔ بیاس مصنف بھارت کا زمانہ ٹھیک مہاراجہ جد ھشٹر کے وقت ہے بلکہ اُس کی وفات کے کچھ عرصہ بعد تک زندہ رہے اور بیاس کا زرتشت سے مباحثہ بمقام بلخ ہوا۔ جو کہ استا وژند میں درج ہے (دیکھو اُس کا ظہور سپنر دہم آیت ۱۶۲) ۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ جدھشٹر اور نوح ہمعصر تھے جبکو آج ۴۹۸۸ سال ہوتے ہیں اور بیاس جی یدھشٹر کے وقت میں تھے۔ نوح سے کئی ہزار برس بعد محمد صاحب ہوئے جس سے کسی مولوی کو انکار نہیں بلکہ صاف اقرار ہے کہ سال ہجری اس وقت ۱۳۰۵ ہے بیاس جی یدھشٹر کے وقت میں ہوئے اس واسطے نوح کے ہم عصر۔ اور محمد سے کئی ہزار سال پہلے گذرے ہیں۔ محمد نوشیرواں کے وقت میں ہوئے اور نوشیرواں زردشت سے کئی ہزار سال بعد۔ پس محمد بیاس جی سے کئی ہزار سال پیچھے ہوئے بنا براں بیاس کی کتاب میں محمد کے معجزے کا خدانخواستہ ذکر یا نام ہونا ہرا یا محال ہے کسیطرح بھی ممکن نہیں (مفصل دیکھو متعصب پادریوں کی نافہمی کا علاج نمبر ا صفحہ ۸ سے ۱۲ تک)

غلام احمد ۷۹ ۔ "معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی شہرت ہندوؤں میں مولف **تاریخ فرشتہ** کے وقت میں بھی بہت کچھ پھیلی ہوئی تھی کیونکہ اُس نے اپنی کتاب کے مقالہ یازدہم میں ہندوؤں سے یہ شہرت یافتہ نقل لے کر بیان کی ہے کہ شہر دھار جو متصل دریائے چنبل صوبہ مالوہ میں واقعہ ہے اب شاید اُس کو دھار انگری کہتے ہیں وہاں کا راجہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا ایکبارگی اُس نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا اور پھر مل گیا اور بعد تفتیش اُس راجہ پر کھل گیا کہ یہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ تب وہ مسلمان ہوگیا۔ اُس ملک کے لوگ اُس کے اسلام کی وجہ بھی بیان کرتے تھے اور اُس گرد و نواح کے ہندوؤں میں یہ ایک واقعہ مشہور تھا۔ جس بناء پر ایک محقق مولف نے اپنی کتاب میں لکھا"۔

تردید ۔ تاریخ فرشتہ کا مصنف **ابوالقاسم** ایک متعصب مسلمان اوّل درجہ کا مخالف مذہب تھا جو بعد ابراہیم بادشاہ کے گزرا ہے وہ تمام کتاب میں جہاں ہندو راجاؤں کا ذکر کرتا ہے اُن کو تعصب کی آگ سے جل کر بلفظ واصل جہنم استعمال کرتا ہے۔ پس ایسے جفاکیش کی بات اگرچہ کسیطرح قابل اعتبار نہیں مگر پھر بھی ایماں خاطر مرزا صاحب (تاکہ کسی حیاء سے معجزہ شق القمر ثابت ہو جائے اور محمد صاحب پر کوئی الزام نہ آئے) تاریخ فرشتہ سے ہی اس کی تحقیقات کرتے ہیں۔

تاریخ فرشتہ مقالہ یازدھم کا آغاز ۔ کیفیت ظہور اسلام دراں دیار بر واقفاں احوال واضح و ہویدا سے سازد کہ واقعات ملوک ملیبار مفصلاً در ہیچیک از کتب اخبار بنظر درنیامدہ بنا براں براز آنچہ در رسالہ **تحفۃ المجاہدین** نوشتہ شدہ اکتفاے نمایم ملیبار ملکے است از ممالک ہندوستان بجانب دکن در اوائل پیش از ظہور اسلام و بعد از ظہور اسلام طائفہ یہود و نصاریٰ برسم تجارت از راہ دریا بدار دیار آمدہ شد میکردند و در آخر الامر میان ملیباریاں و ایشاں بواسطہ منافع دنیوی اُلفتے بہم رسیدہ بعضے از بازرگان یہود و نصاریٰ در شہرہائے ملیبار ساکن شدہ منازل و بساتین ساختند و باین نہج بود تا زمان طلوع آفتاب جہانتاب ملت محمدی مگر وقتیکہ تاریخ ہجری از دو بیست (دو صد سال) متجاوز گشتہ جمیع از اہل اسلام چہ عرب و چہ عجم در لباس فقر و درویشی از بنادر عرب بقصد زیارت قدمگاہ حضرت بابا آدم بجانب سراندیب کہ آنرا لنکا میگویند متوجہ شدند و حسب اتفاق کشتی ایشاں باد مخالف خوردہ بہ ملیبار افتادہ در شہر کہ کدنکلور نام داشت رفتہ فرود آمدند حاکم آنجا کہ موسوم بساموری بود و بعقل کامل و اخلاق ستودہ اتصاف داشت بصحبت درویشاں مشرف شدہ از ہر باب سخن درمیان آورد تا آنکہ از ملت و مذہب ایشاں پرسید گفتند کہ بہ حلیۂ اسلام آراستہ ایم و پیغمبر ما محمد رسول اللہ است ساموری گفت من از طائفہ یہود و نصاریٰ کہ مخالف دین شما و سیاح عالم اند شنیدہ ام کہ در بلاد عرب و عجم و ترک این دین رواج دارد لیکن الی الآن بہ صحبت مسلمانان نرسیدہ ایم اکنون توقع دارم کہ برخے از حالات آں سرور انبیاء از روئے صدق و صفا مذکور سازند و معجزات او بیان کنند یکے از درویشاں کہ بصفت علم و صلاح آراستہ بود آغاز سخن کردہ چنداں از حالات و معجزات آں حضرت بیان فرمود کہ ساموری را محبت رسالت پناہ در دل پدید آمد و چوں معجزہ شق القمر بشنید گفت اے قوم این معجزہ بسیار قوی است واگر حق و صدق است و سحر نبودہ مردم جمیع بلاد قریب و بعید مشاہدہ کردہ خواہند بود و رسم دیار ما چنانست کہ ہر گاہ قضیہ بزرگ روے نماید ارباب قلم آنرا در دفاتر ثبت نمائند دفاتر آبا و اجداد او موجود است آنرا انجا طلبے آوریم و عیار صدق شما مے بینیم آنگاہ اہل دفتر را خواندہ بفرمود تا دفتر زمان خاتم النبیین بکشودند و در انجا نوشتہ یافتند کہ در فلاں تاریخ دیدہ شد کہ ماہ دو پارہ گشتہ باز بہم پیوست۔ پس بر ساموری حقیقت دین محمدی ظاہر شدہ کلمہ بر زبان آوردہ باعتقاد تمام مسلمان گشتہ چوں از مردمان قوم خود مے ترسید آنرا مخفی داشتہ مسلمانان را ہم از اظہار آں منع فرمود"۔ (دیکھو تاریخ فرشتہ مطبوعہ نول کشور صفحہ ۳۶۸ مطبوعہ ۱۸۶۵ء)

اور پھر انہیں کی ترغیب سے اُس کا حج کیواسطے جانا لکھا ہے کہ کعبہ تک نہ پہنچکر راستہ میں ہی بندر بجزیرہ عرب در بندر قندریہ بیمار شدہ در بندر شجیر فوت شد"۔ (دیکھو صفحہ ۳۶۸ سطر ۱۱ تک) پھر لکھا ہے کہ "ساموری خود در زمان آنحضرت بملک خویش قمر مشاہدہ فرمودہ نزد حضرت محمد صاحب رفتہ مسلمان شد و بحالت واپسی بہ شہر ظفار فوت شدہ"۔ (دیکھو صفحہ ۳۷۰ سطر ۷ تک) +

اس تمام مندرجہ بالا بیان سے ہر ایک صحیح العقل کے نزدیک مطالب ذیل برآمد ہوتے ہیں (۱) نام اُس حاکم کا **ساموری** تھا (۲) یہود و نصاریٰ اس ملک میں مسکن گزین تھے (۳) فقراء اسلام عرب سے بسواری کشتی اُس جگہ آئے تھے۔ (۴) اُس وقت اسلام عرب فارس روم و ترکستان میں پھیل چکا تھا۔ (۵) محمد صاحب فوت ہو چکے تھے۔

(۶) فقراء کی زبانی حال سُن کر وہ ملیبار میں ہی مُسلمان ہو چکا تھا۔ (۷) بندر قندیریہ یا شنجیر میں جاکر فوت ہوا (۸) ہجرت سے دو سو سال گذر چکے تھے۔

پھر لکھتا ہے کہ (۱) سامری نے خود معجزہ شق القمر کا دیکھا (۲) خود عرب میں گیا۔ (۳) محمد صاحب زندہ تھے۔ اُن کے پاس جاکر مُسلمان ہوا (۴) شہر ظفار میں بحالت واپسی از خدمتِ محمد صاحب فوت ہوا۔

جتنا خود اس مورّخ کے ہر دو بیانات میں تفاوت ہے وہ اس روائیت کو سرتا پا ایسا لچر اور پوچ ثابت کر رہا ہے کہ جس کے اثبات پر کسی دانا کو ذرا بھی یقین نہیں آسکتا۔

پہلی روائیت - فقراء کی زبانی حال سُن کر اور شق القمر کا حال اپنی کتابوں میں لکھا ہوا دیکھ کر مسلمان ہوا۔ اور بغیر پہنچنے مکہ یا مدینہ کے رستہ میں بندر شنجیر یا قندیریہ میں مر گیا۔ اور محمد صاحب سے نہیں مِلا بلکہ اُن کی وفات سے تقریباً دو سو سال بعد جبکہ ترک۔ روم۔ عرب۔ عجم فتح ہو چکے تھے یہ حال اُس نے سُنا اور مُسلمان ہوا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ اپنی آنکھوں سے شق القمر کو دیکھا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی مشہور آدمی ہوا لوگوں نے محمد کا ذکر کیا۔ جس کو سُن کر وہ بخیال ملنے محمد صاحب کے ملیبار سے عرب میں جاکر اُن سے مُلاقات کی اور اُن کے ہاتھوں مُسلمان ہوا اور واپسی بحالت میں شہر ظفار میں فوت ہوا۔

(غور طلب امورات) اوّل تو سامری ہندوؤں کا نام نہیں ہوتا۔ جس سے کوئی محمدی انکار نہیں کر سکتا اور نہ کبھی ہوا ہے اور نہ اب ہے بلکہ یہ نام یہود و نصاریٰ و محمدی وغیرہ قوموں کا ہے اور انہیں کی کتابوں میں اس کا ذکر ہے اور اُن کا اعتقاد بھی ہے کہ جادو برحق مگر کرنے والا کافر یہ نام کسی ہندو راجہ کا نہیں ہے۔

دوم - یہ بیان تحفۃ المجاہدین سے (جو صرف جہادی لوگوں کی ترغیب دلانے اور سر کٹوانے کے واسطے کسی مفسد محمدی نے بنائی ہے) نقل کیا گیا ہے۔ **سوم**۔ ہر دو روایت ایک دوسری کی سخت مخالف ہیں اگر اوّل صحیح ہے تو دوسری غلط۔ اور اگر دوسری کو صحیح مانیں تو پہلی ضرور غلط ہے اور دونوں کا صحیح ہونا محال اور دو مخالفوں کے درمیان کسی بات کا صحیح ہونا سراپا محال۔ بلکہ بطالت و جہالت پر دال پس ہر دو روائتیں ایک دوسری کی صریح ابطال ہیں اسی سبب سے دونو باطل۔

چہارم۔ کسی تواریخ محمدی مصنفہ زمانہ احمدی میں کسی ہند کے راجہ کا وہاں جانا اور مُسلمان ہونا جیسا کہ اونٹ والے شتر فروشوں اور لوگوں کا محمد صاحب کے پاس جانا اور لوٹ کھسوٹ کے لالچ سے مسلمان ہونیکا بیان ہے۔ نہیں پایا جاتا چہ جائیکہ ملیبار علاقہ ہند کا ایک حاکم (راجہ) وہاں جاوے اور مسلمان ہووے۔ پس بمقابل اون تمام گروہوں کے اس کا ذکر ضروری تھا مگر بالکل نہیں ہوا اس واسطے بھی یہ بات محض افترا ہے۔

غرضیکہ یہ تمام واقعات ایسے ہیں جن کے مطالعہ سے ہر ایک عقلمند جان سکتا ہے کہ کس طرح حیلہ پردازی سے ایک بناوٹی فسانہ گھڑ کر لوگوں کو دین اسلام کی ترغیب دی ہے۔

علاوہ برآں تمام مقالہ یازدہم میں آپ کا مندرجہ بالا قصہ (جو آپ کے تعصب باطنی یا الہام قرآنی کا حصہ ہے) ندارد ہے۔ ملک دھار کہہ یا مالوہ یا دریائے چمبل کا نام و نشاں نہیں نہ اُس کا چھت (سقف) پر بیٹھ کر معجزہ شق القمر دیکھنے کا وہم و گمان۔ نہ ہندوؤں سے یہ شہرت یافتہ (بقول مرزا) نقل لے کر درج کرنیکا مقصود اور نہ اُس میں ہندوؤں کا ذکر موجود۔ بلکہ تحفۃ المجاہدین مسلمانوں کی کتاب سے یہ خلاف واقعہ منقول ہے اس واسطے مصنف فرشتہ کی روح بھی آپ کی پوچ گوئی سے غالباً ملول۔ نہ تصنیف فرشتہ کا وقت شروع اسلام تھا اور اسلام کے آغاز

اُس کا وجود یا نام۔ بلکہ وہ تو ابراہیم شاہ کے وقت ۱۶۱۲ء عیسوی میں گذرا ہے جب کہ اسلامی شمشیر خون آشام سے لاکھوں کروڑوں معصوم ہندو شہید اور بے دین ہو چکے تھے اور دین بالجبر محمدیہ ایشیاء کے حصوں میں وبا کی طرح روز بروز پھیل رہا تھا اس واسطے تمام دعوے آپ کے سراپا ناواقفی اور بے علمی کے باعث ہیں اور اسی سبب سے جتنے ثبوت بزعم خود آپ نے دئے وہ تمام یکے بعد دیگرے بہ تعصب محمدی کی ایجاد اور بالکل پا در ہوا یا بے بنیاد ہیں۔ نہ مہابھارت میں نشان نہ تاریخ فرشتہ میں مذکور ہے۔ اب اے محمدی بھائیو خود ہی غور کرو کہ معجزہ قرآنی و شیوہ قادیانی کہاں تک راستی پر ہے۔

اب ہم بطور نمونہ مسلمان علماء کتب سیر کا تعصب اندرونی دکھلاتے ہیں اور مسلمانوں کو ہی منصف بناتے ہیں وہو ہذا۔

(۱) سر امد مومنان ایران شیخ **مصلح الدین سعدی** شیرازی کی ناحق پسندی کو ہم سب سے پہلے طشت از بام کرتے ہیں اور انصاف ناظرین کے ذمہ دھرتے ہیں۔ **باب ہشتم** بوستان کی آخری حکایت سفر ہندوستان و ضلالت بُت پرستان

تبے دیدم از عاج در سومنات
فروماندم از کشف این ماجرا
جز این بت که هر صبح بیناکه است
کشتیاں ہر گز نیارد دو آب
من از غصه رنجور از خواب مست
بتک را یکے بوسه دادم بدست
پس پردہ مطرانی آذر پرست

مرصع چو در جاہلیت منات
کو چیں جمادی پرستند چرا
برادر بہ بیروں فلاں دار دست
لعابها چو مروارد در آفتاب
کہ ناگہ تماثیل بر دار دست
کہ لعنت برد باد و بر بت پرست
مجاور سر ریسمانی بدست
بہندم آمدم بعد ازاں استخیز

طمع کردہ یاں چین جگر
ہمیں برہمن را ستودم بلند
پیشے ہمچو مغ حمیامت دراز
مغاں تبہ رائے ناشستہ روئے
شدم عذر گویاں پر تحفص علاج
بتقلید کافر شدم روز چند
کہ ناچار چوں در کشد ریسمان
در آنجا براہ یمن تا حجیز

جو سعدی ناز آں بت سنگ دل
کہ اے پیر تفسیر استاد ژند
مغاں گرد من بی وضو در نماز
ببر یآمدند از درو دشت دگرو
بکرسی زرینت بر تخت عاج
برہمن شدم در مقالات زند
بیامد صنم دست خیر با دعا

یہی شیخ سعدی بوستان کے باب دوم میں لکھتا ہے۔ چہ خوش گفت فردوسی پاک زاد۔ کہ رحمت براں تربتِ پاک باد۔ جس سے ثابت ہے کہ **فردوسی** اُس کے وقت مر چکا تھا اور فردوسی نے **محمود** کے حکم سے **شاہنامہ** تصنیف کیا تھا اور علاوہ برآں **گلستان** کے باب اوّل حکایت دوم میں سعدی کہتا ہے یکے از ملوک خراسان سلطان محمود سبکتگین را بخواب دید بعد از وفات او بصد سال کہ جملہ وجود او ریختہ بود و خاک شدہ مگر چشمانش کہ ہمچناں در چشم خانہ ہمی گردیدند و نظر مے کردند۔ سائر حکما از تاویل آں فرو ماندند۔ مگر درویشے کہ بجا آورد گفت ہنوز چشمانش نگرانست کہ ملکش با دگرانست

(۱) شیخ سعدی نے بوستان تصنیف کی　　ز ششصد فزوں بود و پنجاہ و پنج (۶۵۵)

(۲) شیخ نے گلستاں تصنیف کی　　ز ہجرت ششصد و پنجاہ و شش بود (۶۵۶)

(۳) اور محمود غزنوی کی تاریخ وفات ہے　　ہاتفم گفت شہبازِ جہاں (۳۷۴)

گویا محمود کی وفات سے ۲۸۲ یا ۲۸۱ سال بعد شیخ سعدی ہوا۔ اور محمود غزنوی

* حاشیہ - اور بہت معتبر بیان سے دریافت ہوتا ہے کہ شیو کے اصل لنگوں میں سے جو کہ شیو کی رواج پانے سے ہندوستان میں بہتیری جگہوں پر مقرر ہونے لگے ایک یہاں پر تھا اور دوسرا بلکہ ہم نے لکھا ہے اُجین میں تھا اور مہاکال کہلاتا تھا" (دیکھو تاریخ ہند ۱۸۵۲ء کلکتہ صفحہ ۱۱۵) محمود نے مورت کو توڑ ڈالا اور اُس کے ٹکڑوں کو غزنی میں بھیجے اور جامع مسجد کے آگے ڈالنے کا حکم دیا اور کچھ مکہ مدینہ میں بھیجنے کا حکم ہوا الخ (تاریخ مذکور صفحہ ۱۱۱) "بعد ازاں فرمود تا دو قطعہ سنگ از دے جدا کردہ بہ مدینہ و مکہ فرستادند تا در شارع عام انداختند" (دیکھو تاریخ فرشتہ ۱۸۶۵ء مطبوعہ نول کشور صفحہ ۲۳)

اپنے بارھویں حملے میں سومنات کو تباہ و مسمار کر چکا ہے اور آج تک وہاں کوئی مندر نہیں بنا بلکہ اُس مورتی کو اُٹھا کر ایک ٹکڑا مکّے اور دوسرا غزنی میں ارسال کر دیا (دیکھو تواریخ ہند) پس یہ سعدی کی تحریر سراپا دام تزویر ہے۔

علاوہ بریں اس کے دروغ ہونے کی وجوہات ذیل بھی ہیں۔

(۱) **عاج** (ہاتھی دانت) کا بُت سومنات میں دیکھنا حالانکہ ہندوؤں کا کوئی بُت عاج کا نہیں ہوتا۔ بلکہ بنانا گناہ جانتے ہیں (۲) اُس کے ہاتھ پاؤں اور آنکھوں کا ہونا حالانکہ سومنات۔ شو لنگ کی مورتی تھی (دیکھو مورتی پوجا کی پستک مصنفہ پنڈت **رام لعل** صفحہ ۴۴ مطبوعہ سمت ۱۹۳۹ ناگری) جس کی بابت عموماً لوگ جانتے ہیں کہ اُس کی آنکھ۔ سر۔ ہاتھ۔ پاؤں نہیں ہوتے۔ (۳) پوجاری پیر تفسیر استا و ژند تھے۔ حالانکہ ہندوؤں کے مذہب کی کتابیں وہ نہیں بلکہ پارسیوں کی ہیں (۴) بُت کے ہاتھوں کا چومنا اور بوسہ دینا یہ امر بالکل مذہب ہنود کی رو سے ممنوع اور غیر مشروع ہے۔ (۵) پوجاری نہ نہلانے والے۔ حالانکہ معاملہ بالکل برعکس ہے کیونکہ مندر کے (۶) یزدان دادار کے آگے بُت کا ہاتھ اُٹھانا۔ یزدان کے ماننے والے بھی آتش پرست ایرانی ہیں نہ کہ ہندو لوگ (۷) بے وضو نماز میں جانے والے۔ یہ بھی صفت اسلام ہے (دیکھو تیمم)۔ (۸) ایرانی مسلمان کو ہندوستان کے مندروں کے پوجاری برہمنوں نے نہ پہچانا بلکہ برہمن جانا۔ صریحاً دروغ ہے۔

(۹) شیخ سعدی کا سومنات سے ہندوستان میں آنا اور وہاں سے یمن میں اور وہاں سے حجیز چلا جانا بالکل خلاف واقعہ ہے۔ شاید اُس وقت بحیرہ عرب یا بحر الہند یا خلیج فارس نہ ہونگی یکبارگی کود کر ہندوستان سے یمن میں چلا جانا بناء فاسد علی الفاسد ہے۔ یہ حکایت اسیواسطے بوستان سرکاری مطبوعہ لندن سے برخلاف واقعہ ہونے کے سبب نکالی گئی ہے۔ پس ایسی بیجا شیخیوں سے تاریخ فرشتہ کے مصنف کا بھی خیال کرو منشی **محمد ذکاء اللہ** صاحب پروفیسر میور کالج الہ آباد تاریخ ہندوستان میں لکھتے ہیں "سومنات کی تحقیقات جو تاریخ فرشتہ میں لکھی ہے کہ یہ مرکب ہے سوم اور نات سے۔ سوم نام بادشاہ کا ہے جس نے اُسے بنایا تھا نات اُس بُت کا نام ہے یہ اُس کی غلطی ہے۔ اصل یہ ہے کہ سنسکرت میں سوم چاند کو کہتے ہیں مہادیو کی پرستش اسی سومنات کے نام سے کیجاتی ہے اس لئے اُس کو سومنات کہتے تھے۔ پہلے مورخوں نے کچھ اس بُت کے اعضا اور خط و خال بیان نہیں کئے۔ وہ لنگ کی شکل تھا۔ اُس میں آنکھ ناک کچھ نہ تھے" (تاریخ ہندوستان صفحہ ۷۹ حصہ دوم ۱۸۷۵ء دہلی)۔ ان سب وجوہات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سعدی نے مفت میں مہندی لگا شہیدوں میں داخل ہونے کی خاطر اس قدر

جھوٹ بولے تاکہ کوئی ہندو غلطی سے دھوکا میں آکر اس کو پڑھ کر مسلمان ہو جاوے اور ہمیں ثواب ہاتھ آئے اسیطرح واقعات سکندری کو بھی مسلمان مورخوں نے نہایت غلط بیان کیا ہے اور وجہ مذہبی قرآن کی بناء فاسد ہے جس سبب سے تعصب کے گڑھے میں گرے اور منزل راستی سے دور جا پڑے چنانچہ کہتے ہیں۔ "سکندر رومی سکندر نام بادشاہ روم کہ ہفت اقلیم مشرق و مغرب فتح کردہ بود و خطاب او ذو القرنین بود و جمیع بادشاہان مشرق و مغرب مالگذار او بودند و دوبارہ او گرد جہاں گشتہ و شش ماہ در طلب آبحیات در ظلمات رفتہ بود و آتش کدہ ہائے صفاہان خراب او کردہ و ژند و استا را سوختہ و دین زرتشت را برانداختہ و بعضے گویند کہ پیغمبر بود و بعضے گویند ولی بود و حکیم پیشہ و بیک روایت فرشتہ بود و فاما مختار بندگی خواجہ **نظامی** فرمودہ کہ اسکندر پسر **فیلقوس** است و تمام مشرق و مغرب گرفتہ و دو کرت گرد جہاں گشتہ بسا در حکمت کشادہ و خسرو و شاعران در آئینہ سکندری آوردہ کہ فزوں از پانصد سال بادشاہی کردہ و بندگی خواجہ آوردہ کہ عمرش دو قرن و شش سال کم یا بیش بودہ اوراذو القرنین و سکندر نیز گوئید **خواجہ نظامی** فرماید

دریں شصت و شش سال کم بیش من — بسے عبرت آمد فرا پیش من

بداں طفل یکروزہ ماتم کہ مرد — ندیدہ جہاں را ہمیں جاں سپرد

آئینہ سکندری میں ہے۔

دریغ ست کاں بادشاہ را ثبات — نویسندہ سی سال گوید حیات

زعمرش کزیں گونہ اندک بود — رہ فتح آفاق در شک بود

چنیں خوانم از قصۂ داستان او — کہ پانصد فزوں بود جولان او

(کشف اللغات جلد اول مطبوعہ نولکشور ۱۸۷۴ء صفحہ ۴۹۲ سے ۴۹۳ تک)

اور قرآن بھی اسی امر کی تائید کرتا ہے **سورہ کہف** سے بہت کچھ اس کی تصدیق ہوتی ہے جیساکہ تمام دنیا کا فتح کرنا۔ مشرق و مغرب تک پہنچنا۔ سد سکندری بنانا سورج کو چشمہ گلی میں ڈوبتا پانا۔ یاجوج ماجوج کا مستغرا آمیز واقعہ۔ مگر ان باتوں کی تواریخ یونان اور احوال سکندر موجودہ تاریخ سے نمبروار تردید ہوتی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان بیانات میں رتی بھر بھی راستی کا مادہ موجود نہیں اور سید صاحب بھی ہمارے بیان کی تائید فرماتے ہیں **تہذیب الاخلاق** جلد دوم نمبر ۲۰ میں آنریبل **سید احمد خاں** صاحب فرماتے ہیں "سوائے قرآن مجید کے جس قدر کتب مذہبیہ اس زمانہ تک موجود ہیں ہزاروں غلطیوں سے معمور ہیں۔ کوئی ان میں ایسی کتاب نہیں ہے جس میں کوئی نہ کوئی عظیم الشان غلطی موجود نہ ہو جس نے اسلام کی سیدھی سادھی حقیقت کو وہمی اور خیالی نہ بنا دیا ہو

حاشیہ مولوی الطاف حسین صاحب حالی فرماتے ہیں۔ "سعدی نے ۶۹۱ھ میں وفات پائی۔ اُس کی عمر ۱۰۲ یا ۱۱۰ یا ۱۲۰ برس کی بتائی ہے پس کم سے کم عمر ماننے سے پیدائش ۵۸۹ ہجری میں قرار پاتی ہے (دیکھو حیات سعدی مطبوعہ ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۳)

"شیخ کے وقائع سفر میں جو اُس نے گلستان و بوستان میں بیان کئے ہیں سب سے عجیب سومنات کا واقعہ ہے جو بوستاں کے آٹھویں باب میں مذکور ہے۔ اس حکایت پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ایک ایسے بڑے مندر میں جہاں ہزاروں پوجاری اور سینکڑوں بھجن گانے والے مرد و عورت اور سینکڑوں حاضری شب و روز موجود رہتے تھے۔ وہاں ایک مشتبہ آدمی کو ایسا موقعہ کیونکر ملا کہ تمام مندر میں اُس کے سوائے کوئی متنفس باقی نہ رہا اور کسے سوائے ایسے سناٹے کے وقت میں جب کہ مندر میں کوئی متنفس موجود نہ تھا پردے کے پیچھے ایک پوجاری کا ڈور تھام کر بیٹھنا

کس غرض سے تھا؟ اور کیوں تھا؟ اس اعتراض کے جواب میں صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ شیخ نے اصل واقعہ یعنے سومنات میں اور مندر میں ہندو بن کر رہنا اور ایک شخص کو اپنی جان کے خوف سے کنوئیں میں دھکیل کر بھاگ جانا صحیح ہو مگر اس صورت میں یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ اس واقعہ کے تمام جزئیات کی تصویر شیخ سے نظم میں پوری پوری نہیں کھچ سکی۔ پس بہ نسبت اس کے کہ شیخ پر غلط بیانی کا الزام لگایا جاوے یہ بہتر ہے کہ اس کے بیان کو ایسے مقام پر ادائے مطلب میں قاصر سمجھا جائے" (حیات سعدی صفحہ ۳۴ سے ۳۷ تک) "بوستاں کی اسی حکایت کے دھوکا پر اکثر انگریزوں نے بھی دھوکا کھایا ہے کہ شیخ سعدی ہندوستان میں آیا تھا چنانچہ **سر گور اوسلی صاحب** کہتے ہیں کہ ایشیاٹک جنرل کے ایک پرچہ مطبوعہ ۱۸۴۳ء میں فرانس کے ایک مشہور محقق ام گارسن ڈی ٹیسی نے لکھا ہے کہ سعدی پہلا شخص ہے جس نے ہندوستانی یعنے ریختہ میں شعر کہا ہے۔ یہ ایک مغالطہ

نمبر ۱ شق القمر کی بابت پُرانا فیصلہ

روزے نصرانی بخدمت خلیفۃ الحق (اکبر بادشاہ) آمدہ دانشمندے را از مسلمانان طلبید تا با وے بحث کند۔ بعد از حضور نصرانی گفت۔ شما بہ عیسیٰ ایمان دارید۔ مسلمان گفت۔ آرے پیغمبر خدا ایش میدانیم و پیغمبر باز پیغمبرے او خبر دادہ نصرانی گفت آں پیغمبر یعنے مسیح خبر دادہ کہ بسیار کسے بعد از من ظاہر شوند و دعوے پیغمبری کنند شما اصلاً باور نہ کنید و بایشاں نگروید۔ کہ دروغ گو باشند و بدیں من پائیدار و ثابت باشید تا من باز آیم و در انجیل از پیغمبر شما خبرے نیست۔ مسلمان گفت در توریت و انجیل بودہ است اما رہبانان شما آنرا از میان بردہ اند نصرانی گفت آں انجیل کہ درست است شما دارید۔ مسلمان گفت نہ۔ نصرانی جواب داد کہ ازیں معلوم شد نا راستی شما۔ چہ منکر انجیل آید۔ وگرنہ داشتید چنانکہ ما عیسائیم توریت کہ کتاب موسیٰ است داریم و شما توریت و انجیل ندارید۔ و اگر در انجیل چیزے از پیغمبر شما بودے بیگماں ما بگفتہ عیسیٰ میگرویدیم چہ غرض از دینداری ما ابردن فرمان عیسیٰ است۔ ما کنوں ما از کجا دانیم کہ پیغمبر شمار است گفتہ مسلمان گفت بمعجزہ او کہ یکے از آں انشقاق قمر است۔ نصرانی گفت شق قمر اگر واقع شدے جہانیاں دیدندے و بدایع نگاران ہر اقلیم و مورخان ہر قوم با قلام صدق بہ نوشتندے۔ حالانکہ جز مسلمان کسے ازیں خبر نمی دہد۔ پس ہندوی دانا بود از وے رسید ندکہ در کلجگ کہ دور چہارم ست ہیچگاہ ماہ شگافتہ شد و از پارسیاں و ترکان ہم پرسید ند ہمہ گفتند ما چنیں چیزے در تواریخ خود ندیدہ ایم مسلمان فرو ماند''۔ (دیکھو دبستان مذاہب تعلیم دہم صفحہ ۳۱۶ مطبوعہ نولکشور ۱۸۸۱ء سطر ۸ سے ۱۲ تک۔

نمبر ۲ پرانا فیصلہ شق القمر کی بابت

محمدی گفت پیغمبر ما قرآن آورد و شق القمر کرد و بمعراج برآمد۔ فرزانہ گفت در مصحف شما است [لہ] وقالوا لن نوءمن لک حتی تفجر لنا من الارض الخ

ترجمہ۔ گفتند اے محمد ما ایمان نیاداریم بتو تا بہر ما از زمین چشمۂ آب پیدا نہ کنی یا آنکہ

آنکہ ترا بستانی شد از نخل و عنب و در میان آں نخلستان جو یہائے آب رواں سازی یا آنکہ آسمان را پارہ پارہ بر زمین افگنی یا آنکہ خدا تعالیٰ و ملائکہ را بیاوری۔ یا آنکہ خانہ باشد ترا از زر یا آنکہ بالا روی بر آسمان و ایمان نیاوریم ببالا رفتن تو تا فرود نیاوری از بہر ما نبشتہ کہ بخوانیم بہ سبیل جواب میگوید کہ بگو اے محمد پاک است پروردگار من نیستم مگر بشرے پیغمبر''۔ از پیچ منصف تواند دانست۔ کہ ہرگاہ نتوانست جو یہائے آب رواں کرد۔ چوں معجزات کہ نقل کردہ اند نمود و چوں قادر نبود کہ آسمان را پارہ سازد بچہ اسم طریق شق القمر فرمود و چوں نتوانست ملائکہ را نمود چگونہ جبرئیل را بچشم سر بدیدہ اصوات او شنیدہ۔ و اصحاب ہم بصورت اعرابی نگریستند چوں نتوانست بحضور منکران با جسد بآسمان برآید چہ سان معراج او جسمانی بود چوں نیاورد نوشتہ بچہ طریق مصحف بروے نازل شد و اگر بجہت معجزہ ایں انقیاد نمودہ است معجزہ ثابت نشدہ الّا بنقل بعید افسانہا چوں از دیرگاہ خانہ نقل خراب است اعتماد را نشاید۔ و بہ تقریر تسلیم علوم عربیہ بسیار و خصائص اجسام بے نہایت و بیشمار است چرا نشاید کہ ایں صنف کہ آنرا معجزہ مے انگاری۔ از خصائص بعضے اجسام باشد و در علم غریب رخ نماید نزد تو شق القمر کہ شنیدہ معجزہ است چرا ماہ کاشغر عجب نباشد و چوں موسیٰ را کلیم اللہ خوانی چرا سامری را کہ گوسالہ گویا کرد کلیم تر از موسیٰ نخوانی''۔ (دبستان مذاہب صفحہ ۳۱۷ سے ۲۱ تا ۲۳ تک)

غلام احمد ۷۹۔ بہرحال جب آریہ دیش کے راجوں تک یہ خبر شہرت پا چکی ہے اور آریہ صاحبوں کی مہابھارت میں درج بھی ہو گئی اور **پنڈت دیانند صاحب** پُرانوں کے زمانہ کو داخل زمانہ نبوی سمجھتے ہیں اور قانونِ قدرت کی حقیقت بھی کھل گئی تو تو اگر اب بھی لالہ مرلیدھر صاحب کو شق القمر میں کچھ تامل باقی ہو تو اُن کی سمجھ پر ہمیں بڑے بڑے افسوس باقی رہیں گے۔

ترویدیہ۔ نہ آریوں کی پستکوں میں اس کا ذکر ہے نہ آریہ دیش کے راجوں تک زمانہ اسلام سے قبل یہ بات مشہور۔ نہ مہابھارت میں اس کا بیان ہے اور نہ بقول سوامی دیانندجی کے مہابھارت منجملہ پُران۔ بلکہ پُران تمام تر بھارت کے پیچھے تصنیف ہیں اور مختلف لوگوں کی تالیف۔ قانون قدرت پر غور کرنے سے بھی صاف ثابت ہے کہ شق القمر نہیں ہوا اور خود زمانہ **جلال الدین محمد اکبر** بادشاہ میں اس کی تحقیقات ہو چکی ہے اسی واسطے ماسٹر مرلیدھرجی کو اُس کے عدم ثبوت میں ماننے سے انکار اور آپ کو تعصب احمدیہ کے سبب خواہ مخواہ نقصانِ ایمان کے خیال سے اقرار ہے۔ پس آپ کی اس مذبذب حالت پر ہم جس قدر افسوس کریں تھوڑا ہے۔ **افسوس صد ہزار افسوس !!**

مرلیدھر ۷۹۔ قرآن میں لکھا جانا **تاریخی ثبوت** نہیں ورنہ دنیا میں جس قدر جدے جدے مذاہب والے اپنے اپنے دیوتاؤں وغیرہ کی نسبت عجائبات بیان کرتے ہیں وہ سب سچے ہو جاویں گے۔

غلام احمد ۷۹۔ اے ماسٹر صاحب افسوس کہ تعصب کے جوش نے آپ کی کہاں تک نوبت پہنچا دی کہ آپ کی نظر میں قرآنی واقعات عام لوگوں کے مزخرفات کے برابر ہو گئے ایسی باتیں جن کو لوگ۔ بے ٹھکانا اور بے بنیاد اپنے دیوتاؤں وغیرہ کی نسبت سینکڑوں

بقیہ حاشیہ ۸۰۔ جو نہ صرف محقق مذکور کو بلکہ اس سے پہلے ہندوستان کے تذکرہ نویسوں کو بھی ہوا ہے۔ اصل یہ ہے کہ دکن میں ایک شاعر سعدی تخلص اُس زمانہ میں ہوا ہے جبکہ ریختہ کی بنیاد پڑنی شروع ہوئی تھی۔ یہ خیال کیا گیا ہے کہ اُس کی وفات کو تقریباً ۰۰ ۱ برس گذرے ہیں **مرزا رفیع الدین السودا** نے اپنے تذکرے میں اس ریختہ کو سعدی شیرازی سعدی بگفتار ریختہ در ریختہ دُر ریختہ۔ شیر و شکر آمیختہ ہم ریختہ ہم گیت ہے کے نام پر لکھا ہے مگر حکیم قدرت اللہ خاں قاسم نے اپنے تذکرے میں لکھا ہے کہ اس شخص کو سعدی شیرازی سمجھنا جیسا کہ بعض تذکرہ نویسوں نے دھوکا کھایا ہے محض غلط ہے''۔ (دیکھو حیات سعدی مؤلفہ الطاف حسین حالی صفحہ ۲۸)

یہ ایک محقق مسلمان کا خیال ہے جس نے کہ حتی الوسع اسلام کی بہت باتوں میں اصلاح کی ہے۔ درحقیقت ایسا کا جواب باوجود بسا طینت ہے مگر یہ جواب نہیں بلکہ اعتراض بدستور قائم ہے اور جو اعتراض ہم نے کئے ہیں وہ ہزار درجہ اس سے قوی ہیں جن کے مدنظر رکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ ہندوستان میں بالکل نہیں آیا۔ صرف خون لگا شہیدوں میں داخل ہونے کو ثواب جانتا تھا۔

لہ **حاشیہ**۔ اسی آیت پر مفسر لاثانی مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب دہلوی تفسیر حقانی میں فرماتے ہیں کہ جب کفار نے بموجب بیان اس آیت کے معجزے مانگے۔ تو ان باتوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو یوں تعلیم فرماتا ہے کہ انسے یہ کہدے کہ میں فقط رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ انکی خواہش کے موافق معجزہ نہ ظاہر کرینگا یوں سبب بیان فرماتا ہے کہ اگلے لوگوں نے ایسے معجزوں کو جھٹلا دیا تھا کہ جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے۔ پس اس لئے ہم تمہارے کہنے کے موافق یہ معجزے کہ جن کو تم مانگتے ہو نہیں ظاہر کرتے۔ پھر فرماتے ہیں کہ وہ چند معجزات جنکا کفار محض عناد سے استدعا کرتے تھے وہ آپ (محمد) سے صادر نہیں ہوئے''۔ (دیکھو صفحہ ۱۶ تفسیر حقانی ۱۳۰۳ھ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی)

قرآن بہت صحیح ہے کیونکہ ہم کو مقداد ابن الاسود کی معرفت پہونچا۔ اسطرح پر اور ملکوں میں بھی اختلاف تھا۔ حضرت عثمان نے سب صحابہ سے مشورت لے کر یہ بات ٹھہرائی کہ لوگوں کو اُس قرآن شریف کی طرف برانگیختہ کیجئے جو کہ درمیان خلافت ابوبکر صدیق کے لکھا گیا تھا۔ اور وہ قرآن رکھا ہوا درمیان حفصہ زوجہ نبی کے تھا۔ اور جمیع قرآن جو سوا اُس کے ہیں سب جلا دیے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور اُس قرآن کی نقلیں کروا کے اونٹ بھر کر شہروں میں بھجوا دئے اور وہ لوگ جو حضرت عثمان کے حکم کے بموجب قرآن شریف کے نسخوں کے لکھنے پر مقرر ہوئے یہ ہیں۔ زید بن ثابت۔ عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبد الرحمن بن الحارث (بن الہشام المخزومی) اور کہا عثمان نے جہاں قرآنوں میں اختلاف دیکھو کسی کلمہ میں پس لکھو قریش کی زبان میں کیونکہ وہ قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے"۔ (اور اسیطرح دیکھو تحفہ اثنا عشریہ کید سیزدہم صفحہ ۵۹ مطبوعہ ثمر ہند لکھنو ۱۲۹۵ھ) یہاں ختم ہوئی آپ کی چھٹی صفت۔

پنجگانہ نمازوں میں صرف معمولی چند آئتیں پڑھی جاتی ہیں اور وہ بھی ہر فرقہ علیحدہ قسم کی ترکی بولتا ہے۔ ہمارے ایک مہربان عبد الغفار نامی نمازیں حضرت علی کا یہ سہنسر نام پڑھا کرتے تھے۔ ہندوانم کرشن خوانند مسلمانم یا علی۔ حیدر کرار۔ گوید خالق ہر دو ہمرا۔ الخ۔ ایس یہ بھی صداقت کا کوئی ثبوت نہیں۔ سنی۔ شیعوں کی مسجد میں اور وہابی دونوں میں نماز جائز نہیں جانتے بلکہ وہ دونوں خود بھی اُن کو مسلمان نہیں مانتے اور کلمہ گو کو کافر گردانتے ہیں۔

اور علاوہ براں سورہ بنی اسرائیل کے پہلے تو نماز بھی نہ تھی پس نمازیں پڑھنا کیسا۔ (دیکھو تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۸۲ سطر ۲۰ ۱۸۷۴ء نولکشور اور روضۃ الصفا ذکر معراج) علاوہ بریں بوستاں بھی سات صفات انوار سہیلی تزک بابری جہانگیری و ابو الفضل و اکبر نامہ وغیرہ کی نسبت قرآن سے زیادہ موزوں ہیں۔ کیونکہ خود اُن کے مصنفوں نے اپنے قلم سے ان کتابوں کو لکھا ہے اور آجتک بلا کم و کاست راست راست موجود ہیں اور برخلاف قرآن کے اُنکا کوئی حصہ بھی مفقود نہیں۔ مرزا صاحب ذرا عقل کے ناخن لیجئے اور خواہ مخواہ غیروں کے دور دست صفات سے قرآن کو موصوف نہ کیجئے۔ در اصل اگر آپ ذرا غور فرماویں گے تو پردہ تعصب کے دور ہوتے ہی بخوبی جان جاویں گے کہ قرآن ان صفات سے موصوف ہونے کے خلاف عاری ہے اور وہم ثبوت اس کی زبان پر موسی کیطرح لکنت جاری۔

غلام احمد۔ ۸۱۵۸۰۔ آپ کو خبر نہیں کہ دُنیا میں جس قدر بڑے بڑے مخالف بالعلم عیسائی۔ یہودی۔ مجوسی وغیرہ ہیں وہ قرآنی شہادتوں سے یعنے اُن واقعات سے جو قرآن نے اپنے زمانہ کے متعلق لکھے ہیں انکار نہیں کرسکتے۔ ہاں تعصب کی راہ سے۔ وہ بعض آیات کے معنے اَور طرح پر کرتے ہیں۔ مثلاً شق القمر میں، وہ آپ کیطرح یہ نہیں کہتے کہ آنحضرت نے یہ امر خلاف واقعہ قرآن میں لکھ دیا ہے۔ چنانچہ اس بات کی تو آپ بھی شہادت دے سکتے ہیں کہ آپ نے تمام عمر میں کوئی ایسی کتاب کسی فاضل انگریز یا یہودی کی نہیں دیکھی ہوگی۔ جس میں اُنہوں نے آپ کیطرح یہ رائے ظاہر کی ہو کہ آنحضرت نے ایک جھوٹا دعوے شق القمر کا قرآن میں لکھ دیا ہے۔ کیونکہ جو فاضل کسیس اور باخبر انگریز ہیں وہ لوگ بباعث اپنی عام اور وسیع واقفیت کے خوب جانتے ہیں کہ جس طور اور التزام سے قرآن نے اشاعت پائی ہے اور جس تشدد سے مخالفوں اور موافقوں کی نگرانی اُس کی آیت آیت پر رہی ہے اور جس سرعت اور جلدی سے اس کے مضمون کی تبلیغ لاکھوں آدمیوں کی ہوتی رہی

اور جس قلیل عرصہ میں وہ دنیا کے اکثر حصوں میں وہ شہرت پا گیا ہے وہ ایسا طور اور طریق چاروں طرف سے محفوظ ہے کہ اس میں گنجایش ہی نہیں کہ کوئی جھوٹا معجزہ یا کوئی جھوٹی پیشگوئی افترا کر کے قرآن میں درج ہو سکتی۔ جس کے افترا پر عیسائیوں۔ یہودیوں عربیوں۔ مجوسیوں میں سے کسی کو اطلاع نہ ہوتی۔ اسیوجہ سے اگرچہ آجتک صدہا انگریزوں نے بوجہ شدت عناد بہت کچھ مخالفانہ حملہ اپنی کتابوں اور تفسیروں میں قرآن پر کرنے چاہے ہیں جن میں وہ باطل پر ہونے کیوجہ سے کامیاب نہیں ہو سکے۔ مگر یہ رائے جو آپنے بیان کی آجتک انمیں سے کسی نے نہیں کی۔ سو آپکا ایسی کتاب کو مورخانہ وقعت سے باہر سمجھنا اور جوہر صافی اور خس و خاشاک ہمابر خیال کر لینا اور صاف صاف فرق دیکھ کر اپنی آنکھوں پر پردہ ڈال لینا صرف نظر کا گھاٹا ہے"۔

تردید۔ ہم اسموقع پر بموجب درخواست مرزا صاحب کے نہایت ضروری جانتے ہیں کہ چند محقق علما و فضلا یوروپین انگریزوں کی رائیں قرآنی واقعات و تعلیمات و ہدایات کی نسبت پیش کریں۔ تا کہ مرزا صاحب کو کسی طرح کی مایوسی نہو۔

(۱) عربی کے فاضل ڈاکٹر فانڈر صاحب بہادر اپنی کتاب میزان الحق میں فرماتے ہیں "از انجا کہ یہودیوں اور مسیحیوں نے انجیل اور توریت کی بعض حکائیتیں محمدؐ سے صحت کے ساتھ نقل کی تھیں۔ یا اگر صحت سے نقل کی تھیں تو محمد کو صحیح یاد نہیں رہی تھیں اسی سبب سے سہو میں پڑ گیا۔ اور وے حکائیتیں بعینہ صحیح صحیح طور پر قرآن میں نقل نہ ہوئیں۔ اب اُن سہو اور بھول چوک سے جو اس امر میں قرآن کے درمیان پائی جاتی ہیں۔ کئی ایک بطور نمونہ کے ہم یہاں ذکر کریں گے" (دیکھو صفحہ ۲۶۳ سے ۲۶۶ تک مطبوعہ سال ۱۸۶۱ء)

پھر فرماتے ہیں "سو یہ خلاف یا تو اس سبب سے ہوا کہ محمدؐ کو یاد نہیں رہا تھا یا یہود و نصاریٰ نے اُس سے خلاف بیان کیا تھا۔ ورنہ ان گذارشات کو محمدؐ ہمیشہ صحیح صحیح نقل کرتا (دیکھو صفحہ ۳۲۲)۔

جو کوئی ان باتوں کی بابت تھوڑی سی بھی فکر کرے گا اُسے معلوم و یقین ہو جائے گا۔ کہ یہ آئتیں اور یہ مقدمے صاف گواہی دیتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ محمدؐ کا دل نفسانی خواہشوں سے بھرا تھا۔ اور ہوا و ہوس ایسی غالب تھی کہ چاروں عورتوں پر صبر نہ کر کے اَور عورتیں کرنے کو آیات مذکورہ اپنے لئے ظاہر کیں مگر ایسے پیغمبر کے حق میں ہم کیا کہیں جو اپنی نفسانی خواہش عمل میں لانے کو اور اپنے عیب پر پردہ ڈالنے کے لئے دعوے کرے کہ خدا نے اپنے احکام سے تجاوز نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور قسم کو توڑ ڈالنا میرے لئے جائز رکھا ہے اور بیگانی عورت کا عشق میرے واسطے حلال کر دیا ہے۔ آیا ممکن ہے کہ خدا اپنے حکموں سے عدول کرنیکا اذن دیوے؟ اور قول و قسم کا توڑ ڈالنا جائز کر دے۔ اور بیگانی عورت کا عشق حلال ٹھیراوے؟ یہ ہرگز ہونیکا نہیں!! بلکہ عادل اور مقدس خدا سے ایسی بات نسبت دینا کفر کے برابر ہوگا۔ پس درحالیکہ خدا کی جانب سے ایسی باتوں کا ہونا محال ہے۔ تو ظاہر ہے کہ آیات مذکورہ محمدؐ نے اپنی طرف سے کہیں اور بیجا خدا سے منسوب کر دی ہیں۔ اور جس صورت میں کہ محمدؐ نے مذکورہ مقاموں میں جھوٹ سے الہام کا دعوے کیا ہے تو قرآن کی اَور آئتوں کی بابت بھی اُس کے دعوے کا کچھ اعتبار نہیں ہے"۔ (دیکھو صفحہ ۳۲۲)

(۲) لائق ڈاکٹر سری حل صاحب بہادر ایم۔ اے اپنی کتاب مطبوعہ سال ۱۸۹۵ء میں فرماتے ہیں "سچ ہے کہ اکثر محمدی مصنف معجزوں کا ذکر کر کے محمدؐ صاحب سے منسوب کرتے ہیں مگر یہ گمان یہاں تک محمدؐ صاحب کی باتوں کے خلاف ہے۔ کہ بالکل قابل اعتبار نہیں"۔ پھر وہ فرماتے ہیں کہ "اس مضمون کا زیادہ طول بیان کرنا کچھ ضرور نہیں ہے وہ محمد صاحب کو دعوے کی سچائی ثابت نہیں کرتا اس معجزہ جنگ بدر والے کی کیفیت اپنے تئیں آپ جھوٹا کر

یا ہزاروں برسوں کے بعد بنا دیتے ہیں جو نہ اُن دیوتاؤں کے زمانہ میں تحریر ہو کر شائع ہوتی ہیں اور نہ معزز و معتبر دیکھنے والوں تک اُنکا سلسلہ متواتر اور معتبر طور پر پہنچتا ہے بلکہ سراسر وہ مخلوق پرستوں کے مفتریات ہوتے ہیں جن کے ساتھ کوئی روشن دلیل نہیں ہوتی۔

تردید۔ حضرت قران اور پوران کے واقعات بالکل مساوی ہیں ہاں راستی میں پران اگرچہ قران پر حاوی ہیں مگر انہیں پھر بھی مساوی ہونیکا دعوٰے نہیں برخلاف قرآن کے آپ کو اگر ایک کے ملنے سے اقرار ہے تو نہیں معلوم کہ دوسرے کے انکار کی کونسی وجہ ہے اگر ہٹ دھرمی نے آنکھوں پر پردہ نہیں ڈالا اور کچھ بھی نام کو بصارت باقی ہے۔ تو بخوبی جان لیں کہ شق القمر کا بے بنیادی فسانہ اور اسیطرح کی اور بے ٹھکانہ باتیں جن کا نہ سر ہے نہ پاؤں حضرت کے صدہا برس بعد اُمت بڑھانے کی تمنا پر جناب سے منسوب کی گئیں مگر محمد صاحب کیوقت شائع نہیں ہوئیں اور نہ تحریر کرنے والے اُنکی زندگی میں عرصۂ شہود میں موجود تھے بلکہ کئی قرنوں بعد پیدا ہوئے اور شعرا کی زبانی جن کا کام بقول مدارج النبوت کے حسان ابن ثابت کہتا ہے "ہر کہ را خدا تعالیٰ زبانے عطا کند و بر تکلم قدرت بخشد۔ باید کہ در مدح آنحضرت و ہجو دشمنان و تقصیرے نکند کہ بہترین کارہا ایں ست" اور تمام شاعر آنحضرت کے رات دن یہی کام کرتے تھے کہ "مدح رسول اللہ و ہجو کفار می کردند" خود بی بی عائشہ بھی شاعرہ تھیں اور حضرت علی بھی شاعر۔ مخلوق پرستی تو سب سے زیادہ اسلام کی جاگیر ہے اور آپ کے بھائیوں کی گھر گیر۔ تمام مفسر و محدث کعبہ پرست۔ سنگ اسود پرست صفا و مروہ پرست۔ مدینہ پرست۔ تابوت سکینہ پرست۔ آب زمزم پرست۔ جامۂ کعبہ پرست مخلوق پرست ہیں پس اُن کے مفتریات بھی کس طرح اور کب لایق اعتبار ہو سکتے ہیں ایسے شخص کسی واضح دلیل کے نہ ہونے سے کوئی واقعہ قرآنی ماننے کے لایق نہیں جیسا کہ شق القمر۔ اور ہزار افسوس ہے اُن لوگوں پر جو ایسی ساقط الاعتبار گفتگو پر مذہب جیسی نازک چیز کا دارمدار رکھتے ہیں جس کا دوسرا نام دیوانہ بک پر جو نہ فتح کرنا ہے یا وادیہ عرب میں حیران و سرگردان مرنا۔ خلاصہ یہ کہ قرآنی واقعات و محمدی معجزات کسیطرح قابل تسلیم نہیں۔

غلام احمد ۸۰۔ کوئی واقعہ ایسی کتاب میں لکھا ہوا پاویں جو اُسی زمانہ کا واقعہ ہو جس زمانہ کی وہ کتاب ہو اور اُسی مصنف نے اُسے لکھا ہو جس نے دیکھا ہو اور وہ مولف بھی سرآمد راستگار ہو۔ اور پھر مصنف نے مخالفوں کو گواہ واقعہ قرار دیا ہو اور وہ کتاب بھی اچھی طرح محفوظ ہو اکثر حصۂ دُنیا میں شہرت پا گئی ہو۔ اور ہزاروں حافظوں سے لاکھوں تک نوبت پہنچ گئی ہو۔ اور اُسی زمانہ کے قلمی نسخے اور بعض تفسیریں بھی موجود ہوں اور پنجگانہ نمازوں میں بیشمار لوگ پڑھاتے پڑھتے چلے آئے ہوں اگر کوئی تاریخی کتاب ان سب صفتوں کی جامع دُنیا بھر میں بجز قرآن شریف آپ کی نظر میں گذری ہے۔ تو آپ اُس کو پیش کریں۔ اور اگر پیش نہ کر سکیں تو آپ کی سزا وہی درد خجالت اور انفعال کافی ہے۔ جو لاجواب رہنے کی حالت میں آپ کے عاید حال ہوگی۔

تردید۔ معجزات محمدیہ کا ذکر حدیثوں میں ہے قرآن میں نہیں مگر کوئی حدیث زمانہ محمد میں نہیں لکھی گئی (دیکھو تحفہ اثنا عشریہ کید ہفتاد و نہم و تہذیب اخلاق جلد سوم نمبر ۴) یہاں ختم ہوئی آپ کی پہلی صفت۔

محمد صاحب کو کسی محدث نے نہیں دیکھا سب نے سُنے سُنائے ڈھکوسلے باندھے اور من گھڑت تاولیں کر کے شاعری اور انشا پردازی کی۔ یہاں ختم ہوئی آپکی دوسری صفت (دیکھو تہذیب اخلاق جلد دوم نمبر ہشتم)

تیغ زنی اور لوٹ مار میں بیشک وہ سرآمد عرب تھے اور لتعدادی اکیاسی واقعات لوٹ مار میں خود بدولت تشریف فرما اور حکم والا سے ظہور پذیر ہوتے تھے اور ایسے ہی یار غاروں کی ہمت و تدبیر سے کمین گاہوں میں بیٹھ بیٹھ کر سوداگر لوٹے مسافر قتل کئے جو باتیں حقیقی عزتوں سے منزلوں دور ہیں۔ کیونکہ حقیقی عزت تو صداقت شعاری و راست بازی و نیکوکاری سے مراد ہے اور وے ان میں ندارد تھیں بقول شخصے۔ ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ (دیکھو کتاب شوکت اسلام کا باب معارک الاسود الموسوم تغازی آنحضرت مطبوعہ مطبع نظامی ۱۲۸۲ھ صفحہ ۸ سے ۲۲۷ تک) یہاں ختم ہوئی آپ کی تیسری صفت۔

کسی مخالف نے قرآن یا حدیث کے واقعات کا امر واقعی ہونا اپنی تصانیف میں ذکر نہیں کیا نہ کوئی شہادت قرآن سے مل سکتی ہے۔ اور حضرت زیاد وغیرہ صدہا لوگ برابر منکر اور علانیہ اُن کے دعاوے کی تردید کرتے رہے (دیکھو کشف اللغات و غیاث اللغات ردیف ز معنے زیاد) یہاں ختم ہوئی آپکی چوتھی صفت

اکثر حصہ دُنیا میں شہرت پانا معمولی بات ہے اور **صداقت** کے جوہر سے آراستہ ہونا اور چیز۔ چنانچہ الف لیلہ۔ و انوار سہیلی وغیرہ بھی قرآن سے بڑھکر شہرت یافتہ اور اچھی طرح محفوظ ہیں اور اسیطرح گلستان سعدی و شاہنامہ۔ مگر قرآن میں یہ بات بھی بدرجۂ اثبات کو نہیں پہونچتی۔ کیونکہ لاکھوں احادیث غیر معتبر ہیں اور چوتھا حصہ قرآن کا بھی حضرت **عثمان** کی مہربانی سے خورد برد ہو گیا۔ اور بقول بعضے ۲۲۵ آیتیں اور بقول بعضے ۶۶ آیتیں منسوخ بلکہ منسوخ التلاوت ہو گئیں (دیکھو مسلم باب ۳ اور عین الحیات صفحہ ۲۰۸) یہاں ختم ہوئی آپکی پانچویں صفت

ہزاروں حافظوں کو حفظ ہونا اُس کے معتبر ہونے کی دلیل نہیں۔ کیونکہ محمد صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا قلمی نسخہ دنیا میں کوئی نہیں (دیکھو مشکات باب ۳) عثمان نے تمام پہلے نسخے قرآن کے جلا دئے چنانچہ لکھا ہے "ثم دخلت سنۃ ثلثین فیہا بلغ عثمان ما وقع فی امر القرآن من اھل العراق فانہم یقولون قرآننا اصح من قرآن اھل الشام لانا قرآنا علی ابی موسی الاشعری واھل الشام یقولون قرآننا اصح لانا قرآنا علی المقداد ابن الاسود وکذا لک غیرھم من الامصار فاجمع رایہ ورائی الصحابۃ علی ان یحمل الناس علی المصحف الذی کتب فی خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ وکان مودعا عند حفصۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویحرق ما سواہ من المصاحف وحمل کلا منہا الی مصر من الامصار وکان الذی تولی نسخ المصاحف العثمانیہ بامر عثمان زید بن ثابت وعبد اللہ بن زبیر وسعید ابن العاص و عبد الرحمان بن الحارث بن حشام المخزومی وقال عثمان ان اختلفتم فی کلمۃ فاکتبوھا بلسان قریش فانما نزل القران بلسانھم"۔ (دیکھو تاریخ ابی الفداء عربی موجودہ لائبریری جے پور مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۷ جلد اول)

ترجمہ۔ اب شروع ہوا تیسواں سال ہجری نبوی کا۔ اُسی سال عثمان کو یہ خبر پہونچی کہ قرآن کے باب میں لوگوں میں بہت اختلاف ہے۔ اہل عراق یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن بہت صحیح ہے اہل شام کے قرآن سے کیونکہ ہمارا قرآن ابو موسیٰ اشعری کے قرآن کی نقل ہے اور اہل شام یہ کہتے ہیں کہ ہمارا

ؔ **حاشیہ**۔ دیکھو تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۲۱ سطر ۶ و سطر ۲۵ و ۲۶ +

"اس میں کوئی شک کی جگہ نہیں کہ محمد کو دنیا میں عجیب آدمی بننے کی خواہش تھی جسکو وہ کسی طرح پورا نہیں کر سکتا تھا۔ سوائے اس کے کہ مکر کر کے اپنے کو خدا کا رسول ٹھیرا دے اور آدمیوں پر اپنی مرضی ظاہر کرے" (صفحہ ۲۸)

اگر "لوگ اس کے وعظ (نبوت کے دعوے) کی تردید نہ کرتے اور اس کو اِدھر اُدھر پناہیں ڈھونڈھنی۔ اور اپنے بچاؤ کے واسطے ہتھیار اٹھانے کے لئے مجبور نہ کرتے۔ تو شاید یہ ایک معمولی آدمی ہوتا اور اپنی معمولی عزت پر قانع رہتا۔ لیکن بہ سبب تھوڑی سی فوج پر افسر ہو جانے اور کامیابی سے حوصلہ پا جانے کے تعجب نہیں کہ اگر اس نے اپنے خیالات کو ان کوششوں کے کرنے کے واسطے بڑھایا۔ جو کبھی اس کے خیالات میں بھی نہیں آئی تھیں۔ محمد اپنی رنگت میں عربوں جیسا تھا۔ ایک گریٹ لور آف ویمین یعنے بڑا عاشق عورتوں کا۔ اور یہ بات ہم کو یقین ہوتی ہے اس کی حدیثوں سے اور اسی بات سے اہل تواریخ نے اسے بہت ملامت کی ہے (دیکھو صفحہ ۲۹ سطر ۸)

"مورخ۔ اس کی عورتوں کی تعداد بتلاتے ہیں جن سے وہ (سنشوالیٹی) یعنے شہوت پرستی پوری کرنے کی دلیل لاتا تھا۔ کامیاب ہوئے ہیں۔ جس کو وہ خیال کرتے ہیں کہ کافی طور سے ثبوت کرتا ہے کہ وہ ایک وگڈ یعنے فاسد یا بدکار اور ہیپو کرٹ یعنے دغاباز آدمی تھا"۔ (دیکھو صفحہ ۲۹ سطر ۱۲ و ۱۳)

"مسلمان کہتے ہیں کہ وہ حلیم۔ رحم دل۔ سخی وغیرہ صفتیں رکھتا تھا۔ ہمارے خیال میں یہ باتیں طرفداری سے ہیں تاہم اس سے اتنا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ایک اعرابی کے واسطے جس نے غلامی کی تعلیم پائی ہو۔ اور جس کو اپنے فرائض کی ناآگاہی ہو۔ وہ کم از کم مستقل مزاج تھا اور وہ ایسا شرارتوں کا پتلا نہ تھا جیسا کہ معمولی طور سے ظاہر کیا جاتا ہے"۔ تھوڑی سی ہیپوکریسی یعنے مکاری اور صورت بچانی کم از کم اس کے لئے نہایت ضروری تھی۔ اس کی طبع تیز تھی اور کامل طور سے دمبازی کی کھیلاوٹ کے ہنروں میں لائق تھا"۔ (دیکھو صفحہ ۲۹)

(۹) اسیطرح آنریبل سٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ "محمد اپنے وعظ کے آغاز میں دل سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ اور اگرچہ بعض اوقات اپنے دین کے پھیلانے میں اس کو فراڈ یعنے دغابازی اور فریب سے کام لینا پڑتا تھا۔ اور اسی سبب سے وہ کچھ عرصہ کے بعد ہیپوکریسی یعنے دغابازی یا مکر اور ایم پاسچر یعنے دھوکا دہی کا بھی عادی ہو گیا تھا تاہم غالباً وہ اپنے کاموں کے نکالنے کے واسطے اپنے تعصب کو کام میں لاتا تھا۔ خواہ اس کے جوش تعصب کی اصلیت کچھ ہی ہو اور اس کے مسئلوں کی سچائی بھی کچھ ہو۔ مگر جس تعصبانہ طور پر اس نے اپنے مذہب کی وعظ کی اور جو دہابڈ سٹیڈ) خونریزیاں اس کی باعث پیدا ہوئیں اور ہمیشہ کے واسطے قایم ہو گئیں وہ بلاشبہ ان سب کے بانی کو (مسٹ انیمی آف مین کائینڈ) (بنی نوع انسان) کے سب سے زیادہ بڑے دشمنوں میں شمار کرنیکا فتویٰ دیتے ہیں" (دیکھو ہسٹری آف انڈیا حصہ پنجم باب اول بار پنجم مطبوعہ لنڈن ۱۸۶۶ء صفحہ ۲۰۳ تک سطر ۲۰ سے ۳۰ تک)

(۱۰) ڈاکٹر جارج ای ڈکس صاحب فرماتے ہیں کہ "محمد نے ان شخصوں کی خواہش کے پورا کرنے کے لئے جو معجزہ کے طالب تھے یہ نکالا یا اس بات کا پریٹنڈنگ یعنے جھوٹا دعوےٰ کیا کہ میں خدا سے ہمکلام ہوتا ہوں اور اس بات کی تقویت کو وہ پرانی روایتیں پیش کرتا تھا جیسا کہ یہودیوں کا زبانی قانون (دیکھو لائف آف محمد مولفہ ڈاکٹر صاحب صفحہ ۸۴)

(۱۱) مولوی سید ممتاز علی دیوبندی فرماتے ہیں کہ "آں حضرت صلعم کی طرف درختوں کا سجدہ کرنا۔ اور ایک پتھر کا آں حضرت کو سلام کرنا۔ کسریٰ کے گھر میں زلزلہ کا وقوع ہونا۔ فارسیوں کے آگ کا بجھ جانا۔ جو ہزار سال سے کبھی نہ بجھی تھی۔ آپ پر بادل کا سایہ رہنا۔ ایک خشک درخت کا آپ کے نزول سے سرسبز ہونا وغیرہ بے بنیاد خوارق جن کی اصلیت مذہب اسلام میں خیالات شاعرانہ سے زیادہ نہیں اور ان کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ یہ بطور اعجاز واقعہ نہ ہوئے تھے"۔

(دیکھو محاکمہ ولادت مسیح صفحہ ۱۴ و ۱۵ مطبوعہ مترپلاس لاہور)

(۱۲) مسٹر ابٹسن صاحب بہادر یوروپین افسر (جو کہ ہندوستان میں حال کی مردم شماری کے کام پر مامور تھے) اپنی رپورٹ مردم شماری میں لکھتے ہیں۔ "بڑے تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ جب کوئی پنجاب کا دیہاتی شخص محمدی مذہب قبول کرتا ہے تو اس پر ایسی بُری تاثیر ہوتی ہے کہ محمدی ہوتے ہی وہ جھوٹے گھمنڈ اور خود غرضی سے بھر جاتا ہے اور محنت سے جی چُراتا ہے۔ کفایت شعاری کے بدلے فضول خرچ پرلے درجہ کا ہو جاتا ہے۔ قناعت کے بدلے حرص اس پر غالب ہوتی ہے اپنے ہندو بھائیوں کے مقابلہ میں ہر بات میں ناکام دکھائی دیتا ہے۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ سرحدی پٹھان یا بلوچ لڑائی کو ایک پیشہ سمجھتے ہیں اور اس میں تعجب نہیں ہے کہ آوارہ گرد مغربی اضلاع کے مسلمانوں کی قومیں کسانوں کی روزمرہ محنت کو تکلیف خیال کرتے ہیں اور اگر سید مزدوری نہیں کرتے ہیں تو مانگنے سے بھی شرم نہیں کرتے ہیں بلکہ خیال کرتے ہیں کہ ہماری پاک نسل محنت کرنے کی ضرورتوں سے ہم کو بچاتی ہے وہ منگتے برہمنوں سے اس بارہ میں کچھ کم نہیں ہیں۔

جب ہم کسی ایسی جگہ پر جاتے ہیں جہاں کہ ہندو اور مسلمان ایک ہی نسل کے آباد ہوں۔ جن کے دادے پڑدادے ایک ہی تھے اور جو کہ ایک ہی حالت میں باہم سکونت کرتے ہیں۔ جب ایسے گانوں میں گذر ہوتا ہے تو ظاہری حالت سے ہی انکا دین ظاہر ہو جاتا ہے۔ مفلسی شیخی گھمنڈ جو کہ محمدیت کے نشان ہیں ہاں پائے جاتے ہیں"۔ (دیکھو رپورٹ مردم شماری انگریزی جلد اول مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۰۲۔ دفعہ ۲۰۳ ۱۸۸۲ء)

پھر صاحب موصوف فرماتے ہیں "اورنگ زیب کے ظلم سے لوگ کثرت سے مسلمان ہوئے ہیں۔ جتنے ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں وہ رضامندی سے نہیں ہوئے بلکہ زبردستی سے کئے گئے"۔ (دیکھو رپورٹ مردم شماری صفحہ ۱۴۴ دفعہ ۲۷۴ و ۲۷۶ جلد اول ۱۸۸۳ء)

(۱۳) کپتان ولیم رابرٹسن صاحب بہادر فرماتے ہیں "کیا قرآن کی تاریک تعلیم ہی نہ تھی جو ناحق یہ سکھاتی کہ اسلام کی گمراہی پھیلانے کے لئے لڑائی میں جان دینا خود بخود بہشت میں داخل ہونے کے لئے پوری نیکی ہے۔ وہ کیا چیز تھی جس نے اصلی مسلمانوں کے دل میں دوسرے سارے فرقوں پر ایسا کینہ ور اور بیرحم تعصب پیدا کیا کہ وے ان کے ستانے میں لوٹنے کو نیکی قتل کرنے کو خدا کی بندگی گنتے تھے کیا قرآن کی تاریک تعلیم ہی نہ تھی جو حرص اور کینہ اور شہوت کو جائز رکھتے تھے گو کہ نفسانی خواہشوں میں وہ سب سے بڑی ہیں کیا قرآن کی تاریک تعلیم ہی نہ تھی جو وعدہ دیا کرتی تھی کہ وے مسلمان جو

پھر ایک معجزہ کی بابت فرماتے ہیں۔ کہ "بمنزلہ کسی بات کے ثابت کرنے کے وہ خود ثبوت کی احتیاج رکھتا ہے۔ قرآن کی اکثر باتیں علم فلاسفہ اور حکمت اور عام عقل کے خلاف ہیں یہ تعلیمیں (قرآن کی) نہ صرف از روئے علم فلاسفی جھوٹی ہیں بلکہ اُس کے عملی نتائج بالضرور اکثر بدیاں پیدا کرتے ہیں" پھر ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں "ایک دانشمند انگریز نے مذہب اسلام کی بابت لکھا ہے۔ نبی بغیر معجزوں کے ایمان بغیر بھیدوں کے اور اخلاق بغیر محبت کے جس نے خونریزی کے شوق کو ترغیب دیا ہے اور جس کی ابتداء اور انتہا بجز شہوت پرستی کے ساتھ ہوئی۔ وہ مذہب اسلام ہے" پس بیان مذکورہ بالا سے خوب ثابت ہوا کہ محمد صاحب اور قرآن لایق تعلیم نہیں ہیں۔ ساتویں قرآن کی تعلیم نہایت معیوب اور اکثر باتوں میں غلط ہیں"۔

(۳) فاضل ڈاکٹر ایڈورڈ گبن صاحب بہادر اپنی تواریخ روم تہ الکبرا میں فرماتے ہیں۔ کہ "قرآن قصے اور حکم اور سخنگوئی کا بے انتہا اور ناموافق کلام بے جوڑ ہے جو کبھی زمین میں رینگتا اور کبھی بادلوں میں غایب ہو جاتا ہے"۔

(۴) آنریبل سر ولیم میور صاحب اپنی تاریخ مطبوعہ سکندرہ سال ۱۸۴۳ء صفحہ ۳۲۶ میں فرماتے ہیں کہ "اسلام کی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی بڑی فوجوں اور نامدار سپہ سالاروں نے مذہب محمدی کے جاری کرنے میں لڑائی اور کوشش کی ہے۔ اور خود محمد نے ایسی دنیوی مدد سے انکار نہ کیا۔ بلکہ آپ اپنے جیتے جی منافق اور بت پرستوں کو تلوار کے زور سے مسلمان کیا۔ پھر اپنے تابعین کو محمد نے یہی وصیت کی چنانچہ اُس کے بعد سوار اور خلیفوں نے چاروں طرف کی ولائیتوں میں لشکر کشی کر کے جہاں فتح پائی وہاں مذہب محمدی کو زبردستی قایم کیا۔ دین اسلام کے پھیلتے وقت جو شخص مسلمان ہوا اُس نے مذہب کے باعث کچھ دنیوی نقصان نہ اٹھایا۔ بلکہ بے عزتی اور سختی اور نقصان سے پناہ پا کر عزت اور مال اور سلامتی بچائی اور بڑھائی ہاں اگر دین محمدی سے انکار کرتا تو البتہ بے عزتی اور نقصان و سیاست اٹھاتا بلکہ قتل کیا جاتا اور قرآن میں مسلمان ہونے کے واسطے ہزار ہا مال اور عزت اور فتح دنیوی غنیموں کے وعدے ہیں"۔

(۵) ایک فاضل یوروپین اور لایق قسیس فورمن صاحب فرماتے ہیں کہ "جو کوئی قرآن کو پڑھتا ہے اور عمل کرتا ہے وہ بے شک سخت مزاج اور نفسانی ہو جاتا ہے کیونکہ قرآن سکھلاتا ہے کہ لوگوں کو حقیر جانو۔ دشمنوں کو مار ڈالو۔ بردہ فروشی کرو۔ لونڈیوں کو رکھو تین چار عورتوں کے ساتھ شادی کرو۔ بہشت میں نفسانی خوشیاں بھی تمہارے لئے ہی ہونگی۔ دیکھو! **ابوبکر و عمر و عثمان و علی و حسن و حسین** (محمدیوں کے بزرگ) سب کے سب خود محمدیوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ سب عالم جانتے ہیں۔ کہ دین محمدی کس طرح ابتداء میں بزور شمشیر پھیلایا گیا۔ اور خاص کر کے محمود غزنوی (جو بقول مصنف واقعات ہند کے جملہ بادشاہان سابق سے عظیم الشان و دیندار مشہور ہے) اور نادر شاہ اور اورنگ زیب محی الدین نے ہندوؤں کو کس عذاب سے مارا۔ پھر قرآن کے اکثر مضامین انسان کی نفسانی خصلت کو خوش کرتے ہیں۔ چنانچہ بہشت کی چار خوشیوں کا بیان ہے یعنے شراب۔ باغیچے۔ آبرکشتیں۔ پوشاکیں۔ عورتیں اور لونڈے۔ بیشک تمام عیاش اور بدکرداروں کو ایسی خوشیاں بہت پسند ہیں"۔ دیکھو تیغ دبیر عیسوی صفحہ ۵۲ و ۵۳ مطبوعہ ۱۸۷۵ء "قطع نظر اس کے جب محمدی اور دلیلوں سے لاچار ہوئے تو انہوں نے تیغ و تلوار کو اپنے مذہب کے پھیلانے کا خاص ذریعہ ٹھیرایا۔ اور اسی کے خوف سے اکثروں نے اس دین کو اختیار کیا۔ البتہ اس قسم کی دلیل کا مقابلہ کرنا نہایت مشکل ہے" (دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۹۴)

(۶) قرآن کے ماہر فاضل ڈاکٹر سمتھ صاحب بہادر فرماتے ہیں۔ "پہلا سبب جس سے دین محمدی دنیا میں پھیل گیا ہے۔ تلوار ہے جو چھ سو برس کے عرصہ میں اہل اسلام نے ایشیا۔ افریقہ اور یوروپ کے ملک میں کئی بادشاہتیں قایم کیں۔ اور حکومت کے ساتھ اپنا مذہب بھی سب ملکوں میں جاری کیا۔

مگر ہر ایک ملک میں دین نے جڑ نہیں پکڑی۔ بلکہ حکومت کے ساتھ ہی نیست ہوا۔ جیسے اسپین اور پرچگل (پرتگال) میں ہوا۔ لیکن بت پرستوں کے درمیان یا ایسے لوگوں میں جن کا مذہب مسلمانوں کے برابر نہ تھا مذہب قایم رہا۔ اگرچہ حکومت جاتی رہی"۔ (دیکھو ڈاکٹر صاحب موصوف کی کتاب کا صفحہ ۱۱۰)

(۷) محقق انگریز ڈاکٹر اسپرنگر صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ "اہل یہود و عیسائیوں کے افراط سے واجبی رائے بابت خدا کے ملک عرب میں پھیل گئی تھی ایک عربی عالم بنام قوکس نے بڑی جانفشانی سے خدا کی وحدانیت سکھلائی۔ محمد صاحب وقت جوانی اس عالم کا جان پہچان تھا۔ اغلب ہے کہ اس نے عالم مذکور سے اُس تعلیم کی بابت تربیت پائی ہو۔ امیہ اور عالموں نے بھی یہی تعلیم دی ہے۔ اور ایسے مشہور معلموں کی باتیں اہل عرب پر یقیناً پر تاثیر ہوئی ہونگی اسلام محمد کا کام نہیں ہے وہ اہل عرب کا عوام قول ہے۔ اور محمد صاحب نے اپنے بد اخلاق اور ضد اور فریب سے اُس کی ساری تعلیمات کو خراب کیا اور قرآن کی اکثر زشت تعلیمات محمد صاحب کی ایجاد ہیں"[^] پھر فرماتے ہیں "محمد صاحب کا مزاج رنج آور تھا اور اُس کے عصب (دیکھئے) بہت کمزور تھے۔ پر وہ بہت وسواسی تھا۔ مثلاً برے خواب کے بے تاثیر کرنے کے لئے وہ اپنے بائیں کندھے کی طرف تین مرتبہ تھوکا کرتا تھا۔ وہ شاعر تھا اور بہت مضبوط قیاس پھر وہ بہت قوی دل اور سرگرم تھا اور عجب طرح کی قایم مزاجی رکھتا تھا اُس کے سارے کاموں میں عیاری ظاہر ہوتی ہے۔ قتل انگیز دینی حرارت اُس کی مشہور خاصیتوں میں عالی درجہ رکھتی ہے۔

(۸) **جارج سیل صاحب** بہادر مشہور فاضل عربی دان مترجم انگریزی قرآن (جس کے اکثر حوالہ مرزا صاحب نے سرمہ صفحہ ۲۴۴ و ۲۴۶ کے الف و ب حاشیہ میں درج کئے ہیں) دیباچہ قرآن میں فرماتے ہیں "جو شخص تعصب یا ملک گیری کے خیال سے محمد نے یہ دعوے کیا کیونکہ شہوت نفسانی کے بڑھانے کے واسطے یہ بات ضروری ہے اور تمام انگریز مورخ اس بارے میں متفق ہیں اور میں اس کے بیان کرنے میں کبھی تعصب کا بہانہ نہ کرونگا"۔ "جو خرابیاں کہ عظیم الشان گرجاؤں کی تباہی کے سبب واقعہ ہوئی ہیں اور مہلک واقعات بانی اسلام سے وقوع میں آئی ہیں۔ اگر اُن لوگوں کے دل محمد کے چال چلن کو نہایت ہی تاریک خیال کریں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ جو نقصان اُس نے عیسائی مذہب کو پہنچایا وہ اس کی جہالت سے ہوا نہ حسد سے اور بڑی بدقسمتی اُن کی یہ ہوئی کہ اُس کو عیسائی دین کی صحیح واقفیت نہ تھی (صفحہ)

حاشیہ[^] ۔ اورنگ زیب نے ایام پیری میں اُس کو جذبۂ مذہبی نے ہندوؤں کے قتل کرنے پر برانگیختہ کیا چنانچہ متھرا اور بنارس کے مندر گرا کر خاک کے برابر کر دئے اور بجائے اُن کے مسجدیں بنوائیں۔ اور بعض مندروں میں گائے ذبح کروائیں"۔ (دیکھو واقعات ہند صفحہ ۱۶۳ سطر ۱ سے ۱۲ تک۔ ذکر اورنگ زیب)

حاشیہ[^] ۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ تحریر آب زر سے لکھ کر یاد رکھنے کے قابل ہے مذہب اسلام کو معقولیت سے دشمنی بلکہ عقل کی کسوٹی پر کسی کے بالکل کھوٹا ثابت ہوتا ہے وہم سے اسلام کا آغاز اور جبر سے اس کا نشو و نما غارتگری اور شہوت نفسانی سے اس کی ترقی اور ظلم اور بے رحمی پر اس کا خاتمہ ہوا۔

سیاحی کی مدتوں اسلامیوں اور شامیوں کی رفاقت میں رہے برسوں داویہ عرب کی خاک چھانی - صدہا عربی کی کتابوں کو پڑھا جن کی فضیلت سے آپ کو بھی انکار نہیں - اور چند جگہ آپ نے بھی اُن کے نام عزت سے یاد کئے ہیں جن کے مطالعہ سے ہر ایک منصف مزاج آدمی جان سکتا ہے کہ محمد صاحب کی تعلیم کیسی خلاف واقعہ اور اُن کے دعوے کیسے غلطی اور دھوکا سے پُر اُن کی معجزہ نمائی کس قدر صداقت سے دور ہے - اگرچہ ایسی اور بھی صدہا شہادتیں مل سکتی ہیں - مگر ہم بقول مولوی **غنیمت** کے - مخاطب اند کے نازک مزاج است - سخن کم گو کہ کم گفتن رواج ست اسی پر اکتفا کرتے ہیں - اب ناظرین خود ہی غور فرماویں کہ مرزا صاحب کے اس موٹا بند کا سوائے اس کے کیا علاج ہے کہ ان یوروپین فضلاء کی شہادتوں کو بتصدیق باطنی مطالعہ فرماویں اور جو حق ہو اُسپر ایمان لاویں۔ **ہر لیدھر** - اگر خلاف قانونِ قدرت پر اس وجہ سے یقین کیا جاوے - کہ پر میشر **سرب شکتیمان** ہے - تو پھر دُنیا میں ہم کسی بات کو بھی جھوٹ نہیں کہہ سکتے اور فریبی اور دغاباز لوگ روز بروز بہکا سکتے ہیں -

غلام احمد صفحہ ۸۲ - اے صاحب مَیں نے آپکو کب اور کس وقت کہا ہے کہ بے ثبوت اور بے تحقیق ہر ایک بات کو مان لیا کرو - مَیں تو آپ کو کُھلا کُھلا ثبوت دے رہا ہوں اور خود میرا بھی یہی اصول ہے کہ بے تحقیق کے تاریخی واقعہ کو نہیں ماننا چاہیئے لیکن مَیں ساتھ اس کے آپ کو یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر حقیقی دانائی سے کچھ بہرہ حاصل کرنیکا شوق ہے تو چند ناکارہ اور محدود تجارب کا نام قانون قدرت مت رکھو - اور کنوئیں کی مینڈک کیطرح دُنیا میں اُسیقدر ربانی مت سمجھو جو آپ کی نظر کے سامنے ہے "-

تردید - اگرچہ صاف طور پر بہ سبب لعن وطعن جہلا کے آپنے ایسا دعوے نہیں کیا - مگر پھر بھی آپ کی تمام تحریر و تقریر سے وہی مطلب ظاہر ہوتا ہے - آپ جو کہتے ہیں کہ بے تحقیق کسی تاریخی واقعہ کو نہ ماننا چاہیئے پھر اس کے برخلاف عملدر آمد کیوں کرتے ہو - شق القمر کی بابت آپ نے کیا خاک تحقیق کی اور تحقیق کرنے کہاں سے جب کہ تواریخ میں اس کا نام ونشان نہیں ہے اور اس کا وقوع ہونا معقولیت سے بھی ثابت نہیں ہوتا - بلکہ عقلِ انسانی کسی طرح قبول نہیں کرتی - اور نہ محمد صاحب کے وقت میں کسی نے بہ سبب نامعقول ہونے کے قبول کیا - آپ کی مثال بعینہ آپ کے حسب حال ہے - اگر ہم اپنے محدود تجاربت کو قانونِ قدرت کا خاتمہ مانیں اگر ہم اپنے معلومات کو ہی تمام عالم کا اندازہ جانیں تب تو بات آپکی ٹھیک ہے مگر یہ بالکل محال بلکہ وہم وخیال ہے ہم تو تمام تجاربت کو جسے کوئی عقلمند بھی معقولیت سے بیان کرے یا کوئی فاضل بے تعصب ہو کر جس امر کو فاضلانہ طور پر بہ پایہ ثبوت پہنچائے ماننے سے معذور نہیں ہیں - مگر معجزات و خوارق عادات کی نسبت تو آجتک تمام علما وعقلاء انکاری ہیں عقل اور علم کو ہمیشہ ان توہمات سے عناد ہے - کبھی کسی فاضل نے معقولیت سے اس کا ثبوت نہ دیا - چنانچہ ہم بپاس خاطر مرزا صاحب چند معجزات معہ شہادت کے تحریر کرتے ہیں -

نمبر ۱ - حضرت **مسلیمہ** صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام پیرو مانتے ہیں کہ چاند بہت شخصوں کے سامنے آسمان سے اُتر کر اُس کی گود میں آبیٹھا اور صدہا لوگ ایمان لائے اور اب تک اُس کا فرقہ بھی موجود ہے - مثل عیسٰےؑ - وذکریاؑ و یحییٰؑ - وپولوس وحسن حسین وغیرہ کے یہ غریب بھی ظالموں کافروں کی تیغ ظلم سے شہید ہوا - کتابوں میں لکھا ہوا بھی موجود ہے تعلیم بھی اکثر اُس کی عمدہ ہے - برخلاف اُس کی اُمّت کے مسلمان بھی اُس کے معجزات کے قائل ہیں دمفصل حال **تکذیب براہین** احمدیہ میں درج ہو چکا ہے) چونکہ چاند کا اُترنا قانون قدرت کے خلاف اور گود میں بیٹھنا سراپا لاف - پس ہم آپ سے صلاح پوچھتے ہیں کہ یہ قبول کرنے کے لائق ہے یا نہیں -

نمبر ۲ - **شمس تبریز** نے اپنی کھال اوتار دی (دوسرا نہیں) بہ سبب لوگوں کی نفرت کے شہر سے نکل کر سورج کو بلایا - کہ میرے واسطے گوشت بریاں ہو جائے حسب کہنے اُس کے سورج نیچے اُتر آیا اور اُسے گوشت بریاں دے کر چلا گیا - فرقہ شمسیہ کی کتابوں میں بھی مذکور ہے - صدہا محمدی اُس کے گواہ بھی ہیں - اُن کی شہادت کے مطابق اب تک ملتان میں گرمی بھی زیادہ ہوتی ہے - چونکہ سورج کا اُترنا برخلاف قانون قدرت اور اُس کا اثر محدود رہنا سراپا غلط معلوم ہوتا ہے - اس واسطے آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ بات قبول کرنے کے لایق ہے یا نہ -

نمبر ۳ - **پورن بھگت** - بہ سبب ظلم پدر و مادر خود کے قتل کرایا گیا - بارہ سال جب اُس کی لاش کو کنوئیں میں پڑے ہوئے گذر ے کوہ کیلاس سے گورو گورکھ ناتھ جی سیالکوٹ میں تشریف لائے اور وہاں ڈیرا کیا - اتفاقاً ایک جوگی پانی نکالنے کے واسطے آیا - وہ لاش کو کنوئیں میں دیکھ کر گھبراتا ہوا واپس آیا اور مفصل حال عرض کیا - گورو جی نے خود بہ نفس نفیس تشریف لیجا کر آواز دیا - اُن کی مسیحا نفس کی برکت نے قم باذنی کا کام کیا - وہ فی الفور زندہ ہوا - ہاتھ پانو نئے سرے سے پیدا ہو گئے باہر نکالا گیا اور جوگی بنایا گیا - بہت مسلمان لوگ اس کے گواہ ہیں اور اُس کا نشان بھی اب تک آشکارا ہے - وہ کنواں بھی اب تک موجود ہے - چونکہ یہ بات قانون قدرت کے برخلاف ہے پس قبول کرنے سے آپ کو کیا انکار ہے -

نمبر ۴ - ایک روز **بابا نانک جی** مکہ میں تشریف لے گئے اور کعبہ کی طرف پانوں کرکے سو رہے - ایک مسلمان قاضی نے اسطرح سونے سے ممانعت کی اور اُن کے پانوں پھرا کر دوسری طرف کر دئے ساتھ ہی کعبہ شریف بھی فی الفور پانوں مُبارک کی طرف پھر گیا - **علی مردان** - **اکبر علی** و **غلام رسول** نامی مسلمان بھی اس کے گواہ ہیں - ۱۰ - ۱۲ سال کا عرصہ گذرا کہ اسی مقدس معجزہ کو مُن کر دو ایماندار محمدی دین اسلام سے تائب ہو کر **خالصہ دھرم** پر ایمان لائے جو اب تک امرتسر میں زندہ موجود ہیں ایک کا نام **محمد اسنگھ** اور دوسرے کا نام **رسولا سنگھ** ہے - جنم ساکھی میں لکھا ہوا موجود ہے آپ بتلائیے مرزا صاحب ہم اعتبار کریں یا نہ کریں -

نمبر ۵ - حدیث **صحیح بخاری** و **مسلم** کی روایت ہے **فوضع ثوبہ علی الحجر ففر الحجر بثوبہ فجمح موسیٰ فی اثرہ یقول ثوبی یا حجر ثوبی یا حجر - الخ** یعنے ایک دن موسیٰ نے اپنے کپڑے پتھر پر رکھ کر برہنہ دمثل محمدیوں کے) نہانے لگا - یہ نہا رہا تھا کہ وہ پتھر بھاگنے لگا اور موسیٰ کے کپڑے لیچلا موسےٰ نے اس کا تعاقب کیا - یہ کہتے ہوئے اے پتھر میرے کپڑے دیدے - اے پتھر میرے کپڑے دیدے - حتےٰ کہ بنی اسرائیل کے گروہ تک پہنچا - پس موسیٰ نے غضبناک ہو کر پتھر کو مارنا شروع کیا - چونکہ پتھر کا بھاگنا خلاف عادت ہے - پس اس بات پر ہم اعتبار کریں یا نہ -

نمبر ۶ - ایک برات کشتی میں بیٹھی ہوئی دریا سے عبور کر رہی تھی اتفاقاً کشتی چکر میں آکر ڈوب گئی - جب دولہ کی والدہ کو خبر لگی وہ گھر بار برباد کر دریا کے کنارے پھرنے لگی اتفاقاً کئی سال کے بعد **غوث اعظم جیلانی** اُس کول گئے جن کے آگے اُس نے التجا کی جس کی التجا پر وہ راضی ہو کر فی الفور کشتی غرق شدہ معہ آل واسباب بال بچہ اور براتیوں اور گھوڑوں وغیرہ کے کتم عدم سے وجود میں لائے صدہا مُسلمان اس کے اقبالی ہیں - چونکہ کئی سالوں کے بعد کشتی غرق شدہ کا نکلنا اور تباہ شدہ مردوں کا زندہ ہونا

یہودیوں اور مسیحوں اور بُت پرستوں کو قتل کرنے بلکہ اُن کی بیبیوں اور بیٹیوں کو خراب کرنے میں اپنے ساتھیوں سے پیش دستی کرتے تھے سو محمدی بہشت میں بڑا بھاری درجہ پاویں گے آخر کو ہم پوچھتے ہیں کہ اس ترغیب کے سوائے جو قرآن کی تاریک تعلیم سے جاری ہے وہ کیا چیز تھی جو محمدؐ کے خلیفوں کو روئے زمین پر بحر مغربی سے لے کر مشرق میں گنگا ندی تک ظلم اور ستم کرواتی تھی ہم ان سوالوں کے جواب کے منتظر ہیں،، (دیکھو اُن کی کتاب صفحہ ۲۷۳ و ۲۷۴ مطبوعہ ۱۸۷۲ء)

(۱۴) **معراج محمدؐ کی بابت** اپنے رسالہ معراجیہ میں زبدۃ الحکما شیخ **بو علی سینا** صاحب فرماتے ہیں ،، آنکہ گفت چوں ایں ہمہ بکردم و بخانہ ام آمدم از زودی سفر جامۂ خواب ہنوز گرم بود۔ یعنے سفر فکر ے کرد و ر فت بخاطر۔ در عقل بنیت ادراک میکرد و موجودات را تا واجب الوجود چوں بفکر تمام شد رجوع باز گشت۔ ہیچ روز بیکار نشدہ بود و زود تر بود از باز آمدن را حالت از حیثیم زخم۔ ہر کہ داند داند کہ چہ رفت و ہر کہ نداند معذور باشد درد ا بینت ایں کلمات را اجاہل و عامی بنود ن کہ برخوردارے ازیں جز عاقلاں را نیست،، (دیکھو دبستان مذاہب تعلیم یازدہم صفحہ ۳۶۲)۔

ایک فاضل غیر مذہب کی رائے

(۱۵) ابتداء میں جب ہند میں اسلام کی وکالت اُن جنگی سرداروں کے ذمہ تھی جو ہر دو چار سال میں مغرب کی طرف سے ایک بھاری لشکر لے کر لوٹ مار کرتے۔ شہروں کو اُجاڑتے اور آدمیوں کو مارتے چلے آتے تھے اور سونا چاندی جواہرات کی ایک بھاری مقدار لیکر رخصت ہو جاتے تھے۔ ہندو مذہب نے کبھی سنجیدہ طور سے یقین نہیں کیا کہ یہ حملہ سچ مچ مجھ پر ہے۔ مندر ضرور گرائے جاتے تھے۔ اور مُورت ضرور توڑے جاتے تھے۔ لیکن وہ اس بات کو عامۂ خلایق کی مصایب کا ایک حصہ سمجھ کر جو کم بخت دولت کی بدولت اُن پر وارد ہوئے ہیں چُپ چاپ سہے جاتا تھا۔ اور اگر اُس کو یہ جتایا جاتا کہ یہ حملہ در حقیقت مذہب پر ہے۔ تو بُرد بار ہندو اس بات کو کہ ڈاکہ اور لوٹ مار اور کشت و خون بھی مذہب کے پیرو ہو سکتے ہیں۔ دیوانگی خیال کرتے تھے ؛

دو سری صورت جس سے ہندوستان کی مذہبی طاقت کو راستہ نکل سکتا تھا۔ اس کا مذہب اسلام اختیار کرنا تھا۔ لیکن اس بڑے انقلاب کے دو امر مانع ہوئے۔ **اوّل** یہ کہ ہندوستان میں اسلام کی وکالت اُن نیم وحشی اقوام کے سپرد ہوئی جن کے حیوانی جذبات اُن کی انسانیت کو (اگر ان میں کچھ انسانیت تھی) دبائے ہوئے تھے۔ اور جو انسانی زندگی کو گاجر۔ مولی کی طرح سمجھتے تھے۔ اور غالب جذبہ لالچ تھا۔ ان لوگوں نے اسلام کے سارے اصولوں کو اپنی ذاتی اغراض اور قومی جذبات کے لئے زیر کر دیا۔ جس کے سبب اسلام اس ملک کے باشندوں کی نظر میں حقیر ہو گیا۔ ان لوگوں نے لالچ کے غلام ہو کر کیا تھا جو نہ کیا جو نہ کر سکتے۔ خون کئے۔ گھر لوٹے بیم مستیاں کیں۔ شہر جلائے۔ مندر گرائے۔ بُت توڑے۔ اور یہی اشخاص تھے جن کی پاک زندگی اور اعلےٰ اخلاق نے ہندوؤں کو اسلام کی طرف کھینچنا تھا۔ یہی لوگ تھے جو ہندو توہمات موجودہ وقت پر اسلام کی فضیلت کے زندہ نمونے ہوتے۔ پھر کیسا تعجب ہے اگر اسلام کی تقلید ہندوستان کی سوسائیٹی کے سب سے نیچے کے حصہ تک محدود رہی اور اس ملک کی آبادی کا کوئی معزز حصہ مذہب کی کھینچ میں نہ آیا۔ **دوم**۔ ہندوؤں کے گر جانے پر ہندو مذہب کی اعلیٰ نشو و نما اگرچہ شاذ و نادر ہو گئی تھی لیکن معدوم نہیں ہوئی تھی۔ اُس کے سامنے اسلام کو کھڑا ہونا جسمانی و اخلاقاً نا ممکن تھا۔ اس میں شک نہیں کہ مروّجہ بُت پرستی اسلام کی تعلیم کے سامنے کانپ اُٹھتی تھی لیکن درشنوں کی شاستری اور اُپنشدوں کے متعلم کی نظر میں وہ تعلیم بچوّں کی کھیل سے کیا زیادہ ہو سکتی تھی بحث میں بھی گو ہندو عام طور پر اسلام کے عقاید پر حملہ آور نہ ہو سکتے تھے تو بھی جس وقت کوئی پنڈت یا سادھو قدیم الہیات (ویدک) کو کھولتا یا خود کوئی مسلمان فقیر اُس کو مطالعہ کر کے ظاہر کرتا تو فاتح مذہب کے رُکن اس کی تحسین کرتے۔ لیکن حسد کی آنکھ سے دیکھنے سے باز نہ رہ سکتے تھے۔ ان ہر دو امور نے اسلام کی ترقی ہندوستان میں خاطر خواہ نہ ہونے دی۔

اے بوڑھے آریہ **ورت** تمہاری زندگی کیسی عجیب ہے۔ جوانی تو ہر کسی کی پُر شہرت ہوتی ہے لیکن یہ خصوصیت تم کو ہے کہ تمہارا بڑھاپا بھی پُر شہرت ہے تمہارے ہاتھوں میں سینکڑوں نو عُمر ملک بچپن سے جوانی اور جوانی سے بُڑھاپے کی حالت میں چلے گئے۔ مصر۔ ایران۔ یونان۔ مقدونیہ۔ روم عرب پیدا ہوئے اور مر گئے۔ بڑی بڑی بادشاہتیں قایم ہوئیں۔ اور تمام معہ قوموں کی قوموں نے مذہب کپڑے دیسوں نے صورتیں بدلیں۔ لیکن تو جیسا ہزاروں برس گذرے تھا ویسا ہی اب بھی موجود ہے۔ چہرے پر جُھریاں تو کسی قدر ضرور پڑی ہوئی ہیں۔ لیکن اُنہوں نے تمہاری صورت پر کچھ بہت اثر نہیں کیا۔ تیری صورت جیسی دارا نے دیکھی تھی ویسی ہی سکندر نے پائی۔ جیسے سیمیرز نے سُنی تھی ویسی کلائیو نے دیکھی۔ پارسی۔ یونانی۔ عربی۔ خراسانی۔ افغانی سب تیرے خون کے پیاسے رہے۔ تجھ پہ بہتیرے وار کئے لیکن آخر کار وہ آپ ہی اُس شمشیر کے شکار ہوئے جو اُنہوں نے تمہارے خون کے لئے میان سے نکالی تھی۔ تم کو زخمی ضرور کیا۔ لیکن اُن زخموں کا اب داغ کے سوا کیا باقی ہے تمہارا مذہب زردشتی۔ بودھوں۔ اسلام اور عیسوی مذہبوں نے ہزاروں۔ تدبیروں سے بدلنا چاہا لیکن تمہارا سوال سب سے یہی رہا بیٹو تم نئی بات مجھ کو کیا سکھلاتے ہو۔ میں کمزوری کے مارے بول تو نہیں سکتا تو بھی تمہارے ساتھ بحث کے لئے کافی ہوں۔ میں زیادہ پڑھ تو نہیں سکتا تو بھی تمہیں صدیوں پڑھانے کے لئے کافی ہوں گا۔

،، آریہ **ورت**! تمہارے انشا۔ منطق۔ فلسفہ۔ اخلاق اور سیاست مدن۔ آج تک دُنیا کے عالموں کو حیران کرتی ہے تمہاری سادگی۔ محنت۔ برداشت۔ درگذر اور تربیت اب بھی جہان کے عالموں کو گھبراہٹ میں ڈالتی ہے اس ملک کے جن باشندوں نے مذہب اسلام اختیار کیا وہ سوسائیٹی کے لحاظ سے اُس کے سب سے نیچے والی تہ سے تعلق رکھتے تھے اور اُن میں سے قریباً سب کے سب مذہب کے معنوں اور مقاصد سے نا آشنا (ناخواندہ) تھے اُن کے لئے مذہب بدلنا کوئی خاص بات نہیں تھی کہ اُن کی زندگی کی چال کو بدلتا۔ پس ہزاروں اور لاکھوں آدمی زبردستی یا لالچ سے مسلمان ہونے پر بھی اس ملک میں ایسے آدمی بہت تھوڑے ہیں۔ جو سچے مسلمان کہے جائیں۔ مغرب کے نو آیدہ مسلمان خود بہت پاکیزہ زندگی کے آدمی نہیں تھے اور اگر کچھ متقی ایسے تھے تو وہ ہندوستان کی آبادی کے بڑے مجمع میں کچھ نسبت نہیں رکھتے تھے،، (دیکھو اودھ اخبار مطبوعہ ۹ فروری ۱۸۸۴ء صفحہ ۳۸۴ و ۳۸۵)۔

یہ مندرجہ بالا غیر مذاہب کے فضلاء و علما کی رائیں ہم نے بپاس خاطر اپنے الہامی دوست کے معہ حوالجات کے درج کر دی ہیں۔ انہیں سے بہتوں نے عربستان کی

من تبسم در میان اسنان در افشاں آں حضرت بود تاباں گشت کہ خانہ ازاں روشن شد وچنداں اشند او دو یافت کہ جامعے عورات در خانہ من بشعاع آں نور بعضے ریسماں میرسیتند وبعضے جامہ مسید دوختند تا وقت خواب و ہنوز فروغ آں نور باقی بودہ (صفحہ ۳۷۳ رکن چہارم معارج باب دوم فصل اول)۔

نمبر ۱۴۔ ازابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ گفت مرد پیش رسول آمد و گفت دختر خود را بشوہر میدہم۔ مرا مددگاری کنید۔ رسول فرمود کہ چیزے از اعراض دنیوی ندارم اما بوجہ دخترت را مخصوص کنم کہ خوشتر از تمتعات دیگراں باشد علی الصباح یک شیشہ سرکشادہ باشاخ چوبی بیارد تا آں عطیہ موعودہ فائز آئی آں دلبفرمودہ عمل نمود رسول از ساعد ہائے مبارک خویش از عرق بآں چوب اندوب شیشہ اش مجتمع ساختہ براں دختر فرستاد تا بجائے طیب بکار برد و بداں و ستور آں چوب براں شیشہ رمی آورد (دیکھو صفحہ ۳۷۵ معارج

نمبر ۱۵۔ از ام السلمہ رضی اللہ عنہ کہ گفت روزے آنحضرت در خواب بود و عرق بر جبین اش نشستہ بود من ازاں قدرے در قارورہ بگرفتم اتفاقاً دخترے را از دوستان من عروس میکردند۔ قدرے ازاں عرق برائے عروس بکار بردم عطر از آں عروس را ایام حیات منتفی نشد ہر گاہ آں عضو را شستی بہ آئحہ طیبہ آں مزید گشتے و گویند کہ ازاں عروس دختر دیگر تولد نمود آں را ایجا از اں فرزند نیز مے شمید (دیکھو معارج صفحہ ۳۷۵ رکن چہارم باب دوم)۔

نمبر ۱۶۔ حسن وحسین کے منہ میں زبان ڈالتے تھے ان کی پیاس بجھتی تھی۔ صفحہ ۳۷۴ معارج النبوۃ۔ (اب ایمان لانا نہ لانا آپ کے ذمہ ہے)۔

غلام احمد صفحہ ۱۵ حاشیہ۔ اس جگہ واضح رہے کہ تصرفات خارجیہ کے معجزات قرآن میں کئی نوع پر مندرج ہیں ایک نوع تو یہی کہ جو دعاء آں حضرت سے خدا تعالیٰ نے آسمان پر اپنا قادرانہ تصرف دکھلایا اور چاند کو دو ٹکڑے کر دیا

تردید۔ اس ایک نوع کی تردید تو کافی بلکہ وافی ہو چکی ہے کہ اس میں آسمانی نام کو نہیں چہ جائیکہ معجزہ۔ نہ قرآن میں دعا کا ذکر ہے اور نہ حضرت سے منسوب۔ بلکہ وہاں تو معاملہ ہی دگرگوں اور عوض کسی اور کو عاجز کرنے کے خود مدعی معجزہ ہی سرنگوں ہے۔

غلام احمد حاشیہ ۱۶ "دوسرے وہ تصرف جو خدا تعالیٰ نے جناب ممدوح کی دعا سے زمین پر کیا اور ایک سخت قحط سات سالی تک ڈالا۔ یہانتک کہ لوگوں نے ہڈیوں کو پیس کر کھایا۔"

تردید۔ محمدی لوگ ہمیشہ دعویٰ کرتے ہیں کہ محمد صاحب رحمت اللعالمین ہیں اور مخالف ہمیشہ تردید کرتے رہتے ہیں کہ نہیں نہیں وہ زحمت اللعالمین ہیں۔ مگر اب محمدیوں کا انکار مرزا صاحب کے اقرار سے صاف جھوٹ پایا گیا اور تصدیق ہو گیا کہ وہ ضرور ہی زحمت اللعالمین ہیں نہ کہ معاذ اللہ رحمت اللعالمین۔ ملک کو ویران کرایا۔ صدہا بیگناہوں۔ عاجزوں۔ مسافروں۔ مظلوموں کا خون بہایا۔ کتب خانوں کو جلوایا۔ خلقت کو شہید کروایا۔ قحط ڈلوایا۔ پس ہر طرح یہ باتیں مبرہن حق الیقین ہیں کہ آنحضرت ضرور زحمت العالمین ہیں۔ اگر قحط کا واقع ہونا کسی معجزہ کی دلیل ہے تو ہر ایک وقت کسی نہ کسی نبی کی حاضری ضرور ہے جیسا کہ اس انیسویں بکرمی۔ اٹھارھویں۔ عیسوی اور تیرھویں ہجری میں قادیاں میں قدم حضور ہے اور مسلیمہ۔ محمد سے بڑھکر رسول اللہ۔ نبی اللہ و حبیب اللہ کہلانے کے سزاوار۔ حضرت یہ معجزہ نہیں۔ بلکہ قدوم نحوست لزوم کے آثار ہیں جیسے پیدا ہوتے ہی والدین کا فوت ہو جانا۔ خاندان پر تباہی کا آنا۔ بزرگوں کا دوزخ میں جانا۔ بال بچوں کا مرجانا اور ان کے ماتموں میں گریہ زاری کرنا۔ حسن وحسین کا کربلا میں وفات پانا اور بی بی عائشہ کا بصرہ کے سفر میں سرگردانی اٹھانا۔ تیرہ سو برس میں ایک سینکڑہ کے قریب امت کا بانٹا جانا تو گویا

یہ تمام نحوست کے نشان ہیں نہ کہ معجزہ و خوارق عادات مرسلان بقول شخصے

جہاں جائیں قدم شریف نہ رہے ربیع نہ رہے خریف

ہم اس موقع پر ذوالنون مصری کی ایک حکایت درج کرتے ہیں۔ از بوستان۔

چنیں یاد دارم کہ سقائے نیل نکرد آب بر مصر سالے سبیل
گروہے سوئے کوہساراں شدند بزاری طلبگار باراں شدند
بذوالنون مصری در زلیشاں کسے کہ بر خلق رنج ست و سختی بسے
فرو ماندگاں را دعائے بکن کہ مقبول را رو نباشد سخن
شنیدم کہ ذوالنون بمدین گریخت بسے بر نیامد کہ باراں بریخت
پس سید زو عارفے در نہفت چہ حکمت درین رفتنت بود گفت
شنیدم کہ بر مرغ مور و دواں شود تنگ روزی ز فعل بداں
دریں کشور اندیشہ کردم بسے پریشاں تر از خود ندیدم کسے

(بوستاں باب چہارم حکایت آخری)۔

غلام احمد صفحہ ۱۶ سے ۱۸ تک حاشیہ۔ تیسرے وہ تصرف اعجازی جو قرآن حضرت کو شر کفار سے محفوظ رکھنے کیلئے بروز ہجرت کیا گیا۔ یعنی جبکہ کفار مکہ نے حضرت کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ نے نبی کو اس ارادے سے خبر دیدی۔ اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا۔ اور پھر بفتح و نصرت واپس آنے کی بشارت دی بدھ کا روز دوپہر کا وقت اور سخت گرمی کے دن تھے۔ جب یہ ابتلا منجانب اللہ ظاہر ہوا اس مصیبت کی حالت میں جب آنحضرت ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے۔ اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیت سے چاروں طرف سے اس مبارک گھر کو گھیر لیا تھا ایک جانی عزیز جس کا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا جانبازی کے طور پر آں حضرت کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے منہ چھپا کر لیٹ رہا تاکہ مخالفوں کے جاسوس آنحضرت کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں اور اسی کو رسول اللہ سمجھ کر قتل کرنے کے لئے ٹھہرے رہیں۔ سو جب آنحضرت اس عزیز کو اپنی جگہ پر چھوڑ کر چلے گئے تو آخر تفتیش کے بعد ان نالائق بد باطن لوگوں نے تعاقب کیا اور چاہا کہ راہ میں کسی جگہ پا کر قتل کر ڈالیں۔ اس مصیبت کے سفر میں بجز ایک ولی ... کے اور کوئی انسان ہمراہ نہ تھا۔ راہ میں بڑے بڑے عجائبات خدا نے دکھلائے۔ جو اجمالی طور پر قرآن شریف میں درج ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ کہ آں حضرت کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا۔ حالانکہ صبح کا وقت تھا۔ اور تمام مخالفین آں حضرت کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے جیسا کہ سورۃ الیسین میں اس کا ذکر کیا ہے ان سب اشقیاء کی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا۔ اور آنحضرت ان کے سروں پر خاک ڈالکر چلے گئے۔

تردید۔ اس کا عمدہ جواب فاضل اجل جارج سیل صاحب بیان فرماتے ہیں کہ "جو لوگ کہتے ہیں کہ معجزہ کے طور پر محمد مدینہ کو چلا گیا ہے غلطی ہے یہ معجزہ نہیں بلکہ دھوکا ہے۔ علی تمام رات چارپائی پر سبز چوغہ محمد کا تانے ہوئے سو یار ہا۔ اور یہ لوگ درزوں سے تاکتے رہے کہ وہ سویا ہوا ہے۔ اور محمد صاحب رات کو خود ابو بکر کے گھر چلے گئے۔ اور خود ہی حکمت عملی کرکے علی کو سلا گئے تھے۔ (مرزا صاحب کو بھی اس فریب بازی کا اقبال ہے۔" آنحضرت کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے منہ چھپا کر لیٹ رہا تھا تاکہ مخالفوں کے جاسوس آں حضرت کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں)۔ صبح کو جب علی نکلا۔ تو لوگ حیران ہوئے اور محمد ابو بکر کے گھر سے غار کی

برخلاف قانون قدرت ہے۔ پس اس بات پر اعتبار کرنا چاہئے یا نہیں۔

جب یہ تمام مذکورہ بالا باتیں باوجود ہونے کثرت گواہوں کے بھی عقلا درست نہیں مانتے ہیں حالانکہ اب تک انکی روایات موجود ہیں تو پھر ایک مہمل و ہوائی بات مثلاً شق القمر جسے نہ تاریخ۔ نہ تعلیم۔ نہ عقل۔ نہ تجربہ۔ نہ شہادت۔ نہ ایمان تسلیم کرتا ہے۔ کس طرح مانیں اور ٹھیک جانیں۔ حالانکہ ہمارے مخالفوں سے لاکھوں محمدی بھی انکاری ہیں اور خود محمد صاحب نے بھی کبھی اور کسی جگہ اور کسی کے سامنے اقرار نہیں کیا۔

مرزا صاحب غلط بات پر زیادہ اعتراض کرانے سے آپ اس کی بیقدری ہی نہیں کراتے بلکہ بے حرمتی بھی بقول سعدی۔ آنکہ چوں پستہ گفتۂ ہمہ مغز٭ پوست بر پوست ہست ہمچو پیاز۔

غلام احمد ۳ ۸- بالآخر یہ بھی واضح ہو کہ ہر چند ویدوں میں بہت سی بے بنیاد کہانیاں بطور معجزات گذشتہ دیوتاؤں کی لکھی ہیں۔ مثلاً رگوید اشٹک اول میں لکھا ہے کہ اسونوں دیوتاؤں نے کسی نامعلوم زمانہ میں ایک لولے کو لوہے کی ٹانگیں دیدی تھیں۔ اور بانجھ کو دودھیلا کر دیا۔ اور ایک اندھے کو سوجاکھا بنا دیا تھا۔ اور ایک شخص جس کا سر کٹ گیا تھا۔ بجائے اس کے گھوڑے کا سر اس پر لگا دیا تھا۔ اور سیاد ارشی کو جس کے تین ٹکڑے ہو گئے تھے از سر نو زندہ کر دیا تھا وغیرہ وغیرہ۔ مگر ہم نے الزامی جوابوں میں ان کہانیوں کو پیش نہیں کیا۔ کیونکہ گو ان بے اصل قصوں کا جن کا حوالہ کسی ایسے بے نشان زمانہ پر دیا گیا ہے۔ جو وید سے پہلے گذر چکا ہے۔ تمام پرانوں والے تو مانتے ہیں مگر حال کے چند آریہ سماج والے ان مقامات وید کی بڑی جانکنی سے بے سر و پا و پر تکلف تاویلیں کرتے ہیں۔

تردید تعصب بیجا اور ضدیت ناروا سے آپ کی بات بات میں خطا ہے بے شبہ و بے دلیل عادی بکرتی اور نہ شرماتا آپ ہی کے حق میں بجا ہے۔ یہ جتنی بے بنیاد روایتیں در فرضی و بناوٹی حکایتیں آپ نے جاہلوں کو طور پر وید کا نام لیکر درج کی ہیں وہ تمام انہیں سی کہیں بھی وید مقدس میں کہیں نہیں پس ہم کہاں تلاش کریں اور آپ کی اس زباندرازی اور دھوکا بازی کی کہاں سے اصلیت نکالیں اس واسطے ہمارا قطعی انکار ہے

مگر ہم ایسے ہی بے سر و پا معجزات و توہمات آپ کے نبیوں کے دکھلاتے اور آپ کی طرح اندھا دھند جھوٹی روائتیں نہیں تراشتے۔ بلکہ اصل عبارت اور حوالے بھی ساتھ ہی بتلاتے ہیں۔ ہم آپ کی طرح جاہلوں میں لال بجھکڑ بننے کیواسطے تیر در تاریکی نہیں چلاتے۔ بلکہ آپ کی کتب مستندہ کے رو سے اصل عبارت تحریر کر کے ترجمہ مستندہ کو کام میں لاتے اور ثبوت پہنچاتے ہیں کان دھر کے سنیئے۔

نمبر ۱- حضرت امام مسلم نے روایت کی ہے کہ حنین کی لڑائی میں حضرت نے جابر کے گھر جا کر گوشت کی ہنڈیا اور گوندھے ہوئے آٹے میں اپنے منہ کا لعاب ڈالا جس کی برکت سے ہزاروں آدمیوں نے وہ کھانے لذیذ سیر ہو کے (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۳۰ باب پہلا فصل ۴)

نمبر ۲- مشکوٰۃ میں ہے کہ حدیبیہ میں حضرت کی انگلیوں سے پانی کی نہریں جاری ہوئیں۔ وہ پانی ہم نے پیا۔ (دیکھو صفحہ ۳۰ تحفۃ الہند)۔

نمبر ۳- روضۃ الاحباب و مدارج و معارج میں لکھا ہے کہ ایک گوہ نے حضرت کی پیغمبری کی گواہی دی اور لبیک و سعدیک پڑھا (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۳۰ و ۴)۔

نمبر ۴- اپنی صحیح میں حضرت امام بخاری نے نقل کیا ہے کہ ایک ستون مسجد کا جو کھجور کا تھا۔ حضرت کی جدائی میں رونے لگا۔ حضرت نے اسے گلے لگایا۔ تب وہ ایسے روئے جیسے چھوٹا لڑکا روتا ہو۔ اور کوئی اسے رونے سے چپ کرا دے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ ستون اللہ کا ذکر سنا کرتا تھا۔ (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۳۱)۔

نمبر ۵- روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت عقیل سے بموجب فرمانے پیغمبر صاحب کے پہاڑ باتیں کرنے لگا۔ اور کہا میں روتا ہوں اس واسطے میرے میں پانی نہیں رہا۔ (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۳۲)۔

نمبر ۶- حضرت قضائے حاجت کے واسطے گئے۔ درخت گنبد کی مانند جمع ہوئے۔ اس پردہ میں حضرت نے قضائے حاجت کی۔ (صفحہ ۱۵۴ معارج النبوہ)۔

نمبر ۷- حضرت سے ایک اونٹ بولا اور اعرابی کی شکایت کی کہ وہ نماز نہیں پڑھتا ہے اس واسطے میں اس کو سواری نہیں کرنے دیتا۔ (صفحہ ۳۲ تحفۃ الہند)۔

نمبر ۸- معارج النبوہ میں ہے کہ سنگریزے حضرت اور ان کے خلیفوں کے ہاتھ میں آیات قرآن کی پڑھا کرتے تھے (دیکھو معارج النبوہ صفحہ ۳۰۹)۔

نمبر ۹- معارج میں ہے کہ حضرت بریدہ کہتا ہے کہ ایک اعرابی کے کہنے سے حضرت نے ایک درخت کو بلایا۔ وہ معہ رگ و ریشہ کے حاضر آیا۔ السلام و علیک کیا۔ اور پھر واپس چلا گیا۔ (صفحہ ۳۲)۔

نمبر ۱۰- حضرت کے جسم کا سایہ نہ تھا اور ابر ہمیشہ سر پر رہتا تھا۔ (دیکھو صفحہ ۳۶۸ و ۳۷۵ معارج النبوۃ)۔

نمبر ۱۱- "در روایات صحیحہ بہ ثبوت پیوستہ روزے آں حضرت را داعیہ آں شد کہ زنے را بنکاح خود آرد عائشہ رض را فرستاد آں عورت را ببیند عائشہ زن را دید و در نظر وے خوب نبود و نخواست کہ خوبی او ظاہر گرداند آں حضرت را گفت کہ دراں زن صفائی مشاہدہ نکردم حضرت فرمود سبحان اللہ بر رخسارہ چپ او نہ خال دیدے کہ از آں بشگفت آمدی مو بہا بر اندام تو بر خاست عائشہ گفت کہ واللہ ہیچ سرے از اسرار حق بر تو پوشیدہ نیست (دیکھو معارج النبوۃ رکن ذکر چہارم معجزات باب دوم فصل اول صفحہ ۲۷۱ سطر ۱۶ سے ۲۰ تک)۔

اسی عائشہ سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں۔ اور ۱۷ آیات قرانی میں اس کا ذکر ہے مگر اس کے جھوٹ بولنے پر بھی ناظرین خیال کریں۔

نمبر ۱۲- بی بی عائشہ نے اندھیرے میں حضرت کا منہ دیکھ کر سوئی میں دھاگا ڈالا یا سلیمان پارسی گواہ ہیں (دیکھو معارج النبوۃ صفحہ ۳۷۰۔ رکن چہارم باب دوم فصل اول)۔

نمبر ۱۳- عائشہ روایت میکند کہ شبے نوبت من بود و در حجرہ من چراغ نبود چوں آں حضرت درآمد با وے اظہار ایں معنی نمودم فرمود کہ اے عائشہ میخواہی از برائے تو چراغ برا فروزم بے فتیلہ و بے روغن۔ گفتم بلے۔ فرمود رسول اللہ لب مبارک کشاد و بروے

٭حاشیہ- ہمارے ایک مہربان بابو پرتاب بہادر صاحب ممبر آریہ سماج راولپنڈی نے ان ہاتھوں کا ثبوت مرزا صاحب سے طلب کیا تھا اسکے جواب میں وہاں سے خط آیا کہ لالہ پرتاب بہادر صاحب تسلیم۔ آپکا خط آیا۔ حضرت مولانا صاحب کی خدمت اقدس میں پیش کیا ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے رسالہ کی جو بمقابلہ سرمہ چشم آریہ تالیف کرنیکا ارادہ ہے قبل از طبع اصلاح کرانا چاہتے ہو مگر ایسی اصلاح ہمارا دستور نہیں ہے ہماری نزدیک آپکا رسالہ بیسوں جگہ اصلاح پذیر ہوگا سو ہم بعد چھپ جانے رسالہ کی اسکی غلطیوں کو جیسا کہ چاہئے اصلاح کرینگے جس سے پبلک کو بہت فائدہ ہوگا چھپنے کے اصلاح کی خدمت کرنا آپکو بھی مناسب تھا۔ راقم عبد اللہ سنوری از قادیاں ۳ رجب ۱۳۰۴ھ

اس مرزا صاحب کے جواب سے ان کی عقل و علم پر افسوس آتا ہے اور تعریف النسان کی جو ایک فاضل نے کی ہے ان پر صادق آتی ہے۔ کہ "آدمی مثل لومڑی کے اول درجہ کا مکار ہوتا ہے" اب ہم بموجب اس وعدہ مرزا صاحب کے منتظر ہیں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

نسخہ خبط احمدیہ

کے کامیابی کی۔

غلام احمد صفحہ ۸ احاشیہ از آنجملہ ایک یہ کہ ایک مخالف جو آنحضرت کے پکڑنے کے لئے مدینہ کی راہ پر گھوڑا دوڑاتے چلا جاتا تھا۔ جب وہ اتفاقاً آنحضرت کے قریب پہنچا تو جناب ممدوح کی بد دعا سے اس گھوڑے کے چاروں سم زمین میں دھس گئے۔ اور وہ گر پڑا۔ اور پھر وہ آنحضرت سے پناہ مانگ کر اور عفو تقصیر کرا کر واپس لوٹ آیا۔

تردید۔ آپ نے کسی مخالف کا نام اور اس کتاب کا پتہ جس میں اس مخالف نے یہ شہادت درج کی ہے نہیں لکھا اور نہ کسی محمدی کو معلوم۔ کیونکہ بنیاد ہی معدوم ہے۔ پس یہ دروغ جس کو آپ نے الگپ طراوت المغز کے خیال سے یا آپ جیسوں نے حضرت کی نسبت خوش اعتقادی کے سبب سے دل میں مانا ہوا ہے۔ سراپا بے فروغ ہے۔ ہمیں ثبوت چاہیئے اور وہ قیامت تک ندارد ہے کیونکہ یہ بات عوض کسی قسم کی شہادت کے اپنی ہستی کیواسطے خود ثبوت کی محتاج ہے۔

غلام احمد ۸ اصفحہ حاشیہ۔ چوتھی وہ تصرف اعجازی کہ جب دشمنوں نے اپنی ناکامی سے منفعل ہو کر لشکر کے ساتھ آنحضرت پر چڑھائی کی تا مسلمانوں کو جو ابھی تھوڑے سے آدمی تھے نابود کریں اور دین اسلام کا نام و نشان مٹا دیں۔ تب اللہ نے جناب موصوف کی ایک مٹھی کنکروں کے چلانے سے مقام بدر میں دشمنوں میں ایک تہلکہ ڈالدیا۔ اور ان کے لشکر کو شکست فاش ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے ان چند کنکریوں سے مخالفین کے بڑے بڑے سرداروں کو سہمیہ اور اندھا اور پریشان کرکے وہیں کہا

تردید۔ یہ چوتھا دعویٰ آپ کا سورۃ انفال کی فلم تقتلوہم والی آیت نمبر ۱۷ کی بابت ہے جس کی بابت بعضے خوش اعتقاد مسلمان گمان کرتے ہیں کہ حضرت نے مٹھی کنکریوں کی پھینکی یا مٹھی خاک کی پھینکی۔ اور وہ لوگوں کی آنکھوں میں پڑ گئی مگر اس سے کچھ بھی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ جیسے کہ مثل مشہور ہے۔ مدعی سست و گواہ چست قرآن سست ہے اور دیگر محمدیان و مرزا صاحب چست۔ تا کہ کسی طرح ثبوت حضرت اور دعوئے کرامت درست ہو جائے۔ مگر محال ہے۔ کیونکہ اصل آیت معہ ترجمہ یہ ہے۔ فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم۔ سو تم نے ان کو نہیں مارا لیکن اللہ نے مارا۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ اور تو نے نہیں پھینکا جس وقت کہ پھینکا۔ ولیبلی المومنین منہ بلاء حسنا۔ اور کیا چاہتا تھا ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان ان اللہ سمیع علیم۔ تحقیق خدا ہے سنتا جانتا۔

اس آیت میں کہیں کنکریوں یا خاک کا خاک بھی نشان نہیں۔ اور نہ قرآن میں کسی اور مقام پر بیان ہے۔ اسی سبب سے مفسروں کا اطمینان نہیں۔ کوئی تیر کوئی نیزہ۔ کوئی خاک۔ کوئی کنکریاں بتلاتے ہیں اور محمدی صاحب کی نسبت معجزہ لگاتے۔ لیکن آیت میں محض انکار ہے کہ یہ فتح اتفاقاً ہوئی۔ خدا نے سبب کر دیا محمد یا کسی مسلمان کی خاک اندازی سے اس کا خاک بھی تعلق نہیں۔

تفسیر لامع التنزیل و سواطع التاویل میں اس طرح لکھا ہے کہ "در تفسیر عباسی از حضرت امام زین العابدین روایت کردہ کہ حضرت رسالت پناہ از حضرت امیر المومنین مشت خاک طلبیدہ آنرا بر وجوہ قریش پاشید۔ حاصل کلام آنکہ آں گفت کہ بطرف قریش افگندہ شد کفے از خاک بودہ یا از سنگریزہ یا از سنگریزہ آلودہ بخاک احادیث مختلف بنظر آمدہ بعضے گویند کہ در جنگ احد نازل شدہ چوں حضرت نیزہ بابی بن خلف زد بعضے گویند در جنگ بدر۔ (دیکھو صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳ مطبوعہ سنہ [illegible] لاہور مطبع گلشن رشیدی)۔

غرضیکہ خود علمائے محمدیہ کا امر میں بہت نفاق ہے کسی بات پر اتفاق نہیں

اور خود قرآن احقاق حق سے سراپا شرمناک ہے پس معجزہ سراپا محال۔

بنیاد اس دعویٰ کی صرف بہتوں پر تھوڑوں کا غالب آنا ہے حالانکہ بہت مرتبہ مغلوب بھی ہوئے۔ اول تو یہ معجزہ نہیں بلکہ مخمصہ ہے اور علاوہ بریں ایسے اتفاقات تواریخ میں ہم بہت اندراج پاتے ہیں لیکن لوگ ان کو معجزہ نہیں ٹھہراتے۔ جس کا باعث یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بانیان مذہب کیطرف سے نہیں تھے۔ کیا محمود غزنوی کے حملات معجزات میں داخل ہیں۔ جس کی تھوڑی فوج نے لاکھوں مخالفوں کو بھگایا؟

(۱) کیا رنبیر راجہ سیواجی کی کامیابی و فتحیابی بمقابلہ لشکر اورنگ زیب معجزہ ہے؟

(۲) کیا سکندر یونانی کا ایک قلیل فوج لیکر یونان سے ستلج تک فتح پانا معجزہ ہے؟

(۳) ہژبر پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کی ملک گیری اور عبور اٹک بے ذریعہ پل و کشتی معجزہ ہے؟

(۴) کیا نپولین بونا پارٹ کی عالمگیر فتح یابی معجزہ ہے؟

(۵) کیا لارڈ کلائیو بانی سلطنت انگلشیہ کی فتحیابی معجزہ ہے؟

(۶) کیا انگریزوں کی فتحیابی بمقابلہ ہند کی بے تعداد فوج کے معجزہ ہے؟

یہ ایسے واقعات ہیں جن کی بابت تمام مورخین اتفاق رائے ظاہر کرتے ہیں کہ انہوں نے تھوڑی فوج سے بے شمار مخالفوں کو تہ تیغ کیا مگر استقلال اور بہادری سے۔ نہ کہ بقول مرزا صاحب یا محمدیوں کے معجزہ سے۔

غلام احمد ۹ اصفحہ کا حاشیہ۔ پھر ایک نہایت قلیل عرصہ میں جو تیس برس سے بھی کم تھا۔ ایک عالم پر فتحیاب کیا۔ اور شہنشاہ قسطنطنیہ و بادشاہان دیار شام و ممالک مابین دجلہ فرات وغیرہ پر غلبہ بخشا۔ اور اس تھوڑے عرصہ میں فتح حاصل کو جزیرہ نمائے عرب سے لیکر دریائے جیحوں تک پھیلایا۔

تردید۔ اس کثرت سے دین پھیلنے کا جواب خود قرآن ہی دیتا ہے چنانچہ سورۃ محمد۔ فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتیٰ اذا اثخنتموہم فشدوا الوثاق فاما منا بعد و اما فداء حتیٰ تضع الحرب اوزارھا والذین قتلوا فی سبیل اللہ فلن یضل اعمالہم سیہدیہم و یصلح بالہم و یدخلہم الجنۃ عرفہا لہم۔ یا ایہا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم۔ ترجمہ۔ اور جب تم کافروں سے بھڑو تو گردنیں ہی مارنی۔ یہانتک کہ جب کشتا ڈال چکے ان میں۔ تو مضبوط باندھو قید پھر یا احسان کریو پیچھے اور یا چھڑائی لیجیو۔ جب تک کہ رکھ دے لڑائی اپنا اوزار۔ اور جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں تو نہ کھوویگا۔ وہ ان کے کئے ان کو راہ دیگا اور سنواریگا ان کا حال اور داخل کریگا بہشت میں معلوم کرا دیا ہے وہ ان کو اے ایمان والو اگر تم مدد کرو گے اللہ کی تو وہ تمہاری مدد کریگا۔ اور جما دیگا تمہارے پاؤں یعنی ثابت قدم کریگا لڑائی میں۔

غرضیکہ اسی طرح کے واقعات سے قرآن بھرا ہوا ہے کہ لوٹ گھسوٹ جنگ و جدال اور ہلاکت عظیم سے زور آور رعب تلوار سے شہید کئے۔ کمزوروں نے بقول سعدی مرا نان وہ کفش بر سر بزن دین اسلام قبول کیا اور رہتے ہوتے ملکوں میں طوفان کی طرح پھیل گیا۔ کیونکہ برائی جلد پھیلتی ہے۔ (اسی طرح دیکھو

حاشیہ؛ جب تک کافروں کا زور نہیں ٹوٹا۔ تب تک قتل ہی چاہیے۔ اور جب زور ٹوٹ چکا تب قید بھی کفایت ہے۔ تا ڈر کر مسلمان ہوں یا احسان کر کے چھوڑ دیجئے تو ہمیشہ احسان مانے اور دین کی محبت آوے یا چھڑوائی لیکر چھوڑ دی تو دو فائدے۔

اب اختلاف ہے کہ کافر قید میں آوے تو پھر اپنے گھر جانے دیجئے یا نہ۔ اگر تو اس طرح کہ رعیت ہو کر رہے (صفحہ ۵۲۲)۔

طرف چلے گئے"۔ (دیکھو دیباچہ قرآن انگریزی کا صفحہ ۳۶ سطر ۴ سے ۱۶ تک)۔

پھر وہی سیل صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ میں اس بات پر زور دیتا ہوں اور میری رائے میں بڑا بھاری ثبوت ہے کہ محمد کا مذہب سوائے انسان کی ایجاد کے اور کچھ نہیں۔ کیونکہ اس نے ترقی صرف تلوار کے ذریعہ کرنی چاہی ہے"۔ (دیکھو ترجمہ قرآن انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۳۵ سطر ۴۳ سے ۳۶ تک)۔

ایک اور مولوی صاحب بھی اس کی تائید کرتے ہیں "ایک وقت یہ تھا کہ لکم دینکم ولی دین کا حکم ہوا۔ اور ایک وقت میں صدائے اقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم نے دلوں میں جوش ڈالا۔ جبکہ ابتداء اسلام تھا۔ اور غلبہ نہیں تھا تو (پہلا) حکم ہوا اور (جب) غلبہ ہوگیا اور شرارت کفار بڑھنے لگی تو دوسرا حکم ہوا"۔ (دیکھو تائید اسلام مطبوعہ سراجی لاہور صفحہ ۳۸ و ۳۹)

پھر جارج سیل صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ "حضرت محمد کی اس وقت ہے اس کی اُس (محمد) کو بالکل امید نہ تھی۔ اسی واسطے اس نے یہ جھوٹے دعوے کئے تاکہ موسےٰ کی طرح عزت پاؤں۔ تاہم اس کے معراج کا ذکر ایسا ردی اور لغو معلوم ہوا کہ اس کے پیرؤں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور میں اس بات کو سوچنے کے لئے تیار ہوں کہ یہ جھوٹی بات باوجود لغویت کے ایک بڑا بھاری مکر کا کام تھا۔ جو محمد نے عملاً کیا اس شہرت کے حاصل کرنے کیلئے جس کو کہ اس نے بعد مرگ کے حاصل کیا"۔ (دیکھو ترجمہ قرآن انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۴۳ سطر ۳۹ سے ۴۸ تک)

پھر صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ "محمد طائف میں ایک ماہ رہا۔ وہاں سے لوگوں نے نکالنا چاہا۔ اس نے اپنے آپ کو اعظم بنی عدی (جو وہاں کا ایک معزز آدمی تھا) کے زیر سایہ یعنے سپردگی یا حفاظت میں ڈالا کہ مجھے بچالے۔ اس بات نے اس کے پیرؤں کا دل توڑ دیا"۔ (دیکھو ترجمہ قرآن انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۴۳)۔

ڈاکٹر براڈکس صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ محمد نے مکہ سے مدینہ جاکر سہیل اور سہیل دو یتیم لڑکوں کی زمین چھین کر ایک مسجد اور ایک اپنا گھر بنایا۔ یہ بہت ناانصافی کی ہے"۔ (دیکھو لائف محمد صفحہ ۵۸)۔

جارج سیل صاحب دیباچہ قرآن میں بحوالہ سورۃ انفال کے فرماتے ہیں کہ "لوٹ کے مال کی ⅕ لینے کی بابت (محمد نے) جھوٹھا بہانہ کیا کہ خدا کے حکم سے یہ زکوٰۃ لیتا ہوں"۔ (دیکھو دیباچہ مذکور کا صفحہ ۴۷)۔

تفسیر ثعلبی میں ہے کہ عمر فاروق نے روز حدیبیہ میں نبوت محمد سے انکار کیا۔ قال عمر ماشککت عند اسلمت الا یومئذ۔ اور ایسا ہی صحیح بخاری میں بھی ہے کہ بروز حدیبیہ ضرور عمر کو نبوت محمد پر شک ہوا تھا۔ جب کہ انھوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا ما قضی علیہ محمد رسول اللہ کو کاٹ کر بسمک اللہم ہذا ما قضی علیہ محمد بن عبد اللہ لکھا۔ اور ابوجندل بن سہیل جو مسلمان ہوگیا تھا۔ اپنی پناہ سے کافروں کے حوالہ کر دیا۔ جس کو انہوں نے اس کے روبرو اتنا مارا کہ مسلمانوں کو بڑی ہی عار آئی اور اس ذلت و خواری میں صلحنامہ لکھکر مدینہ کا رستہ لیا۔ اب ہم اصل عبارت صحیح بخاری کی تحریر کرتے ہیں۔

فقال عمر ابن الخطاب فاتیت نبی اللہ فقلت الست نبی اللہ قال بلی قلت السنا علی الحق و عدونا علی الباطل قال بلی۔ کہا عمر خطاب نے (صلحنامہ کے وقت) میں پیغمبر خدا کے پاس آیا۔ اور کہا میں نے کیا تو نہیں ہے نبی خدا کا کہا کہ ہوں کہا میں نے کہ ہم حق پر نہیں ہیں اور دشمن ہمارے باطل پر کہا کہ ہاں۔

قلت فلم نعطی الدنیۃ فی دیننا قال انی رسول اللہ ولست اعصیہ وہو ناصری قلت او لیس کنت تحدثنا سناتی البیت ولنطوف بہ قال بلی۔ میں نے کہا پھر تو کیوں ذلیلی کو ہمارے دین میں راہ دیتا ہے کہا میں رسول اللہ کا ہوں اور میں نافرمانی نہیں کرتا اس کی۔ وہ میرا مددگار ہے۔ میں نے کہا تو نہیں کہتا تھا کہ ہم جلد آئیں گے اور طواف کریں گے کہا کہ ہاں۔

فاخبرتک انک تاتیہ العام۔ بلاشبہ میں نے خبر دی تھی کہ تو آئے گا اس سال میں۔ قلت لا قال فانک اٰتیہ وطوف بہ۔ میں نے کہا کہ نہیں کہا تو تو نے کہ تحقیق تو آنے والا ہے اور طواف کرنیوالا اس کا۔

قال فاتیت ابابکر فقلت الیس ہذا نبی اللہ حقا قال بلی۔ پھر عمر کہتے ہیں کہ میں ابوبکر کے پاس آیا اور کہا اے ابوبکر کیا یہ شخص خدا کا سچا نبی ہے۔ کہا اس نے کہ ہاں۔

غرضیکہ خود مرزا صاحب کے بیان اور نیز شہادت محققین مندرجہ عنوان سے صاف ثابت ہے کہ حضرت نے فریب کیا اور دغا بازی کی تعلیم دی۔ حکمت عملی کا کام فرمایا یہ تعلیم ضرور اللہ خیر الماکرین کی طرف سے ہوگی۔

غلام احمد صفحہ ۱۰ کا حاشیہ۔ ازآنجملہ ایک یہ کہ اللہ نے اپنے نبی کے محفوظ رکھنے کے لئے یہ امر خارق عادت دکھلایا کہ باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت معہ اپنے رفیق کے مخفی تھے۔ مگر وہ آں حضرت کو دیکھ نہ سکے کیونکہ خداتعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیجدیا جس نے اسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنادیا۔ اور انڈے بھی دئے۔ اور اسی طرح اذن الٰہی سے عنکبوت نے اس غار پر اپنا گھر بنا دیا۔ جس سے مخالف لوگ دھوکے میں پڑ کر ناکام واپس چلے آئے۔

تردید۔ اس مرزا صاحب کی تقریر سے صاف واضح ہے کہ ہر کس بخیال خویش خبطے دارد۔ خدا خیر الماکرین کو اپنے نبی کے بچانے کیواسطے ایسی سخت مصیبت واقعہ ہوئی جس کا حد و حساب نہیں۔ حضرت کیلئے اسم بامسمیٰ بنکر فریب کرنا پڑا۔ چنانچہ مکر کیا۔ یعنی ان کو دھوکھا دینے کیواسطے انجیل متی والا کبوتر معہ مکاشفات والے جوڑے کے بھیجدیا۔ تاکہ وہ پالتو کبوتروں کا جوڑا خدا کے الہام سے رستہ میں (درمیان عرش اور زمین کے) جفتی کرتا ہوا آیا اور آتے ہی خدا کی مرسلہ کبوتری نے حاملہ ہوکر انڈے دئے۔ وہ انڈے گندے نکلے۔ یا بچے دئے۔ اس کا حال العلم عند اللہ ہے۔

صرف اس ایک مکاری کو کافی نہ سمجھا بلکہ ایک عنکبوت (شاید سورۃ عنکبوت والا) کو بھی صدرۃ المنتہیٰ کے درخت سے یا طوبیٰ کی شاخوں سے بصحابت جبرئیل یا تار عنکبوتی کے ذریعہ نیچے لٹکایا کہ وہ بہت جلدی لٹک کر دروازہ غار پر بافندگی کرے تاکہ بخیال مرزا صاحب قادیانی کے مخالف دھوکھا میں پڑکر ناکام واپس چلے جاویں اور کسی طرح اس کے نبی محمد صاحب کو تکلیف نہ پہنچاویں۔ حضرت وہ کن فیکون کی طاقت کہاں گئی۔ وہ قادر مطلق کی صفت کدھر چلی گئی۔ کیوں کبوتر اور عنکبوت کا محتاج ہوگیا۔ کبوتروں اور عنکبوت کے بغیر یہ فریب کیوں نہ کرسکا!!!!! اور کن کن کمینے حیلوں سے حضرت کو بچایا۔ اور قریشیوں کو دھوکے میں پھنسایا۔ افسوس حضرت کے بچاؤ کیواسطے رب المسلمین کتنا سرگردان ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب قریش آلٰہی دھوکا بازی میں پھنسکر واپس گئے ہونگے تو خدا نے ساری سورۃ الحمد پڑھی ہوگی۔ اصل میں قرآنی خدا صرف اللہ اللہ و خیر صلا ہے کسی قسم کی بری باتوں اور مذموم صفاتوں سے مبرا نہیں۔

مثنوی
نازاں بایں ملائی مکار و عجب خود ۔ کاز البلیس بالا تر با بچاو فریب خود

قریشیوں کے کھوجیوں کی ہم کیا تعریف کریں کیونکہ جنھوں نے باوجود خدا کی اتنی حیلہ سازیوں

کفار کا سردار ابو الحکم بقول تمہارے قائل نہ ہوا اور نہ کسی غیر محمدی نے تصدیق کی پس اگر خدانخواستہ کوئی مانے تو کس غرض کے لئے بقول تمہارے خدا نے اگر یہ کام کیا تو کیا اسے خبر نہیں تھی کہ کوئی مسلمان نہیں ہوگا اگر خبر نہیں تھی تو بے علمی ثابت - اگر خبر تھی تو فعل عبث ٹھہرتا ہے جو سراسر غیر واجب ہے دوم - قرآن میں اگر وہ بقول تمہارے خدا کا کلام ہے اس بات کو واضح کر کے جتلانا چاہئے تھا کہ انشقاق و اتصال کی قوتیں اس میں معجزہ احمدیہ کے واسطے ہم نے پوشیدہ رکھی تھیں کیونکہ دین اسلام کا پھیلانا ہمارا مقصود تھا چنانچہ جب فلانے فلانے کفار نے اس قسم کا معجزہ مانگا تب ہم نے بپاس خاطر حبیب خود شق القمر کر دیا - تم لوگ اس کے پیرو ہو جاؤ مگر تمام قرآن میں کہیں بھی اس معجزہ احمدیہ کا یا کسی کافر کی شہادت کا اشارۃً بھی نام و نشان نہیں چہ جائیکہ صاف طور پر ہو اسطے آپ کا دعویٰ سراسر رستی اور معقولیت سے دور ہے - قدرت کا اس میں سر مو ظہور نہیں -

غلام احمد - ۹ ۲۲۰ یہ بھی ممکن ہے کہ نبی کی قوت قدسیہ کی اثر سے دیکھنے والوں کو کشفی آنکھیں عطا کی گئی ہوں - اور جو انشقاق قرب قیامت میں پیش آنیوالا ہے - اس کی صورت ان کی آنکھوں کے سامنے لائی گئی ہو کیونکہ یہ بات محقق ہے کہ مقربین کی کشفی قوتیں اپنی شدت حدت کیوجہ سے دوسروں پر اثر ڈالتی ہے اس کے نمونے ارباب کشف کے قصوں میں بہت پائے جاتے ہیں -

تردید - حضرت نہ کسی نے جسمی آنکھوں سے دیکھا اور نہ کسی نے کشفی آنکھوں سے صرف وہمی اور اعتقادی خیال نے اس کیضرورت اور بمقابلہ اوروں کے بے معجزہ رہنا حضرت کا ناگوار معلوم ہوا - بات کا بتنگڑ بنا - شق القمر حضرت سے منسوب کر دیا - عہد سلطنت اسلام یا مملکت اسلام میں کسی کی شامت آئی تھی جو اعتراض کرتا - اگر کسی نے قرآن کے مقابلہ میں کوئی آیت بھی تصنیف کی تو جھٹ وہ مقتول ہوا اور اس پر قہر احمدی نزول - شکر ہے کہ آپ ان ظاہری آنکھوں اور ظاہری چاند اور ظاہری معجزہ سے ہٹ کر کشفی آنکھوں پر آ گئے پس اگر بفرض محال کشفی زبان سے کہا کہ کشفی آنکھوں نے دیکھا اور کشفی چاند دو ٹکڑے ہوا تو درحقیقت معجزہ شق القمر کا آپ خاتمہ بالخیر کر چکے ہماری تو ظاہری چاند سے جو ایک کرہ ہے معجزہ مراد تھی اور اس کے شک ہونے پر اعتراض تھا جس کے بتلانے سے آپ سراپا عنا شاد ہیں بلکہ خود بھی بے بنیاد ٹھہرا رہے ہیں کہ شاید کشفی آنکھوں سے کشفی چاند کا کشفی شق ہونا دیکھا ہو میں کہتا ہوں کہ یہ بھی دو طرح سے باطل ہے اول تو قرآن میں ان کشفی آنکھوں کا بیان نہیں پس یہ صرف آپ کا بہتان کسی طرح قابل اطمینان نہیں دوم مسلمانوں کو کشفی آنکھوں کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہ تو پہلے ہی رطب و یابس پر جو کچھ قرآن و حدیث میں ہے ایمان لائے بیٹھے ہیں باقی رہے کافر وہ مستحق نہیں کہ کشفی آنکھیں انہیں دی جاویں - ورنہ وہ کافر نہیں رہتے اگر وہ بعد ملنے کشفی آنکھوں کے بھی محمدی نہ ہوئے تو مشاہدہ شق القمر کا سراپا فعل عبث ہونا ثابت ہے پس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ کشفی آنکھیں دی گئی ہیں اب مقام غور ہے کہ جب کوئی کافر شق القمر کو بقول تمہارے دیکھ کر یا سنکر بھی اس وقت مسلمان نہیں ہوا - اور نہ قرآن میں کسی کا ذکر ہے تو پھر یہ کہنا صاف دروغ ہے کہ ان کو کشفی آنکھیں دی گئیں - حالانکہ نہ کشفی آنکھیں دی گئیں اور نہ ظاہری اور نہ کسی طرح بھی کسی نے دیکھا اور نہ وقوع ہوا اور نہ کوئی مسلمان ہوا - پس آخر الامر آپ کو ماننا پڑا کہ یہ ظاہری چاند محمد صاحب کے وقت میں شق نہیں ہوا - اور یہی ہمارا مطلب تھا کہ معجزہ شق القمر باطل ہے کسی نے سچ کہا ہے - ۵

آنچہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از حصول رسوائی

اب ہم قرآن کے رو سے اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ محمد صاحب بے معجزہ تھے اور کسی طرح کا معجزہ ان سے کبھی اور کسی جگہ بھی ظاہر نہیں ہوا - اور نہ کبھی انہوں نے کسی کے سامنے کوئی معجزہ دکھلانے کا اقرار کیا -

(۱) سورۃ انعام - قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون فانہم لا یکذبونک ولکن الظلمین بایت اللہ یجحدون - ترجمہ - ہم جانتے ہیں کہ تجھ کو غم دلاتی ہیں ان کی (کافروں کی معجزہ طلب) باتیں - سو وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے لیکن بے انصاف اللہ کے حکموں سے منکر ہوتے جاتے ہیں - دیکھئے معجزے مانگے گئے حضرت نے انکار کیا - انہوں نے جھٹلایا - خدا تسلی دیتا ہے کہ یہ بے انصاف ہیں -

(۲) سورۃ انعام - والذین کذبوا بایتنا صم وبکم فی الظلمت من یشاء اللہ یضللہ - ترجمہ - جو ہماری باتوں کو جھٹلاتے ہیں وہ بہرے اور گونگے ہیں - اندھیرے میں جس کو چاہے اللہ گمراہ کرے - حضرت نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا - لوگوں نے معجزہ مانگا نہ بتا سکے - لوگوں نے جھوٹا کیا - خدا کافروں کو معجزہ نہیں دکھلاتا - بلکہ گالیاں دیتا ہے -

(۳) سورۃ انعام - قل انی علی بینۃ من ربی وکذبتم بہ ما عندی ما تستعجلون - ترجمہ - تو کہہ (اے محمد) مجھ کو گواہی پہنچی میرے رب کی اور تم نے اس کو جھٹلایا - میرے پاس نہیں ہے (معجزہ) جس کی شتابی کرتے ہو - قطعی انکاری ہیں کہ میرے پاس معجزہ نہیں

(۴) سورۃ صافات - خلقنہم من طین لازب بل عجبت ویسخرون - ترجمہ - یعنی ان کو بنایا ہے ایک گارے چپکنی سے بلکہ تجھ کو تعجب ہے کہ ایمان کیوں نہیں لاتے اور وہ تجھ سے ٹھٹھے کرتے ہیں -

(۵) سورۃ الانبیا - فلیاتنا بایۃ کما ارسل الاولون ما امنت قبلہم من قریۃ اہلکنہا افہم یومنون - ترجمہ (کافر کہتے ہیں) چاہئے محمد کو لے آوے ہم پاس کوئی نشانی یعنی معجزہ جیسے لائے ہیں پہلے (آگے خود بخود جواب ہے) کہ نہیں مانا ان سے پہلے کسی بستی نے کھپائے ہم نے کیا - اب کوئی یہ مانیں گے - یعنی نہیں مانیں گے - اسی واسطے ہم نے تجھ کو اے محمد معجزہ نہ دیا - خوب -

در تفسیر لوامع التنزیل آمدہ کہ آیا و قالوا لن نومن لک الخ در حق عبد اللہ بن امیہ و ولید و ابوجہل و عاص آمدہ زیرا کہ در مکہ معظمہ قبل از ہجرت حضرت رسالت پناہ جمعی از قریش بخدمت آں حضرت آمدہ تکذیب آں حضرت نمودہ گفتند کہ لن نومن لک الخ حضرت ازیں سبب رنجور شدہ جواب سلام ایشاں ندادند - حضرت بام سلمہ گفت کہ برادر تو پیش از ہجرت من تکذیب من کرد - چناں تکذیب کہ احدے از ناس چناں تکذیب من نکردہ بودند

دیکھو صفحہ ۱۱۷ - مطبوعہ

گلشن رشیدی

سنہ ۱۳۰۱ھ - لاہور

ان پانچوں کے علاوہ ہم ۹ شہادتیں انکار معجزات محمدیہ کی قرآن سے نکال کر تکذیب براہین میں درج کر دی ہیں - یہ ۹ + ۵ = کل ۱۴ ہوئیں - اس قدر انکار معجزات کی گواہی ہم نے از روئے قرآن پیش کر کے ثابت کر دیا ہے کہ محمد صاحب

۵ حاشیہ - حالانکہ علاوہ معجزہ شق القمر کی حضرت بہت وغیرہ دعائیں بھی مانگتے رہے چنانچہ معارج النبوۃ رکن سوم باب دوم فصل سوم صفحہ ۲۰ میں بیان ہے " روزے حضرت رسالت پناہ میگذشت عمر را با ابوجہل دید کہ نشستہ بودند و زرے پوشیدہ درمیان داشتند خواجہ صلے اللہ علیہ وسلم آں زر نشست ہیں عام مبادرت نمود کہ " الہم اعز ہذا الدین بابی جہل ابن ہشام " مگر وہ کسی فریب میں آیا بلکہ اپنی دین پر ثابت قدم رہا - ۵ کافر مانگتے تھے کہ نبی ہو تو اسکے ساتھ ایک نشانی ہو کہ ہم بھی دیکھیں اور یقین لاویں تو شاید حضرت کا دل بھی چاہا ہو اسواسطے خدا نے تربیت فرمائی کہ اللہ کی تالیف ہو معجزات مت مانگو - اسکو منظور ہوتا تو سب نشانی ہی بھیج دیتا ہر دل پھیر پایمان - (دیکھو صفحہ ۱۳۰ حمائل قرآن مطبوعہ سنہ ۱۲۹۰ھ)

تاریخ فرشتہ مقالہ اول ذکر بادشاہان دین محمدی)۔

علاوہ بریں ان کی حالت فوجی سپہ سالاروں جیسی تھی بلکہ تاخت و تاراج کرنے والے سردار تھے اور اسی طرح ان کے وعدے و اقرار تھے جنمیں کامیابی و ناکامیابی دونوں ممکن ہیں مگر وہ تلواری جوش و خروش اب دنیا سے روپوش ہوتا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اسلام بھی دنیا میں چار قومیں سب سے زیادہ ہیں۔ اول بودھ دوم عیسائی۔ سوم ہندو۔ چہارم مسلمان۔ جہاں جہاں جہالت زیادہ تھی وہاں وہاں اسلام زیادہ پھیلا۔ خصوصاً افغانستان۔ عرب۔ افریقہ اور جہاں تہذیب اور علم تھا۔ وہاں زور کے چلے جانے سے اسلام بھی خانہ بدوش ہوا۔ مثلاً یونان۔ اسپین۔ پرتگال۔ اب سوائے مسجدوں کے کھنڈروں کے محمدیت کا نام و نشان بھی باقی نہیں ہے اور ہندوستان بھی اس کا عنقریب شاہد ہونے والا ہے۔ مقام غور ہے کہ کس قدر خونریزیاں اور جدال و قتال کے ہونے سے بھی تاہنوز سوائے چہار کروڑ کے مسلمان نہیں ہوئے۔ اور ان میں شاید دو ہزار بھی ایسے نہیں جو مذہب کی خاطر یا پسندیدگی سے ہوئے۔ اور عنقریب پنڈتان شاستروان کی توجہ سے دروازہ واپسی کھلا ہے جس کا نتیجہ پرماتما کی کرپا سے بہت جلد بمقابلہ ۹۰۰ برس کے آشکارا ہونے والا ہے۔ برخلاف افغانستان یا روم یا سوڈان یا عرب کے جہاں اور مذہب رہے ہی نہیں۔ اور عنقریب وہ وقت آنیوالا ہے کہ ایران اور روم بھی طعمہ نہنگ توپ فرنگ ہونیوالے ہیں۔ پس بہتر ہوتا کہ اگر آپ ایسی پیش گوئیوں کے پیش کرنے کے بدلے خاموش رہتے۔ اب عربوں کی حکومت صرف روم میں باقی ہے۔ اور وہ بھی بہت کمزور۔ چاروں طرف سے شکنجہ میں اسیر ہیں اور بے تدبیر۔ شاہ ایران کی مذہبی طاقت بھی طشت از بام ہے بلکہ شہرت عام۔ کہ اس میں برائے نام اسلام ہے۔ سکہ پر آفتاب ہے اور بیگم صاحبہ ہمرکاب۔ حجاب اسلامی بے نقاب ہے اور پردہ کی مٹی خراب۔

تیمور کی فتحیابی نادر کی کامیابی بھی ایسے ہی واقعات ہیں جو بہت تھوڑی مدت میں (جو بیس سال سے بھی کم) تاتار و ایران سے گنگا جمنا تک فتحیاب ہوئے اگر مذہبی خیال بھی ساتھ ہوتا۔ اور نیا مذہب چلانیکا ارادہ رکھتے۔ تو کیوں نہ محمد سے بڑھ کر عالمگیری کرتے۔ حضرت تو زندگی میں محروم رہے مگر تیمور و نادر کی کامیابی تو ایک دنیا کو معلوم و مفہوم ہے۔

اسفندیار کے واقعات و فتوحات بھی اس سے صدہا درجہ بڑھکر آثار معجزہ ہیں۔ کہاں ایران و کہاں چین و جاپان بقول آپ کے فضل باری تھا۔ کیونکہ دین آتش پرستی دنیا میں جاری کیا۔

کیا یہ باتیں باوجود اپنی ذاتی خرابیوں کے کسی خاص صداقت پر منحصر ہیں۔ ہرگز نہیں۔

(۱) طوائف اگر ہزار من سونا پہن لے تو بھی طوائف ہی رہیگی۔
(۲) نیک عورت اگر کم لباس ہے تو بھی عصمت مآب کہلائیگی۔
(۳) صداقت اگر امریکہ میں بھی ہو تو صداقت ہے۔
(۴) جہالت اگر عرش یا عرب میں ہے تو بھی جہالت ہے۔

سعدی کہتا ہے خر عیسیٰ اگر بمکہ رود۔ چوں بیاید ہنوز خر باشد ٭ جس طرح محمد صاحب نے فوجوں کو قرآن میں دلیریاں دی ہیں اسی طرح پوپ اربن ثانی نے کونسل کلرمنٹ کروسیڈس کی نسبت لوگوں کو یونہی دلیری دی تھی۔ جس کی تقریر کا اثر یہاں تک ہوا کہ لاکھوں عیسائیوں میں دینی جوش بھڑک اٹھا

اور اسی طرح وہ لڑائیوں میں کبھی کامیاب اور بعض مرتبہ ناکامیاب ہوتے رہے (دیکھو کروسیڈس کی کتاب کا دوسرا باب)۔

غلام احمد ۲۲۴۔ ہاں بعض سوانح عجیبہ جو تاریخی طور پر ثابت کئے جاتے ہیں جیسے یہی معجزہ شق القمر ایسے سوانح پر یقین لانا یا نہ لانا اپنے علم وسیع یا محدود پر موقوف ہے۔

تردید۔ بیشک علم و عقل پر تو موقوف ہے مگر ثبوت بھی تو ہو نہ کہ حضرت علی کی نماز کیواسطے سورج کا واپس لوٹ آنا اور دنیا میں کسی کا اطلاع نہ پانا۔ شق القمر کا ہوجانا اور سوائے مرزا صاحب کے کسی کے خیال میں نہ آنا جتنے دانا و محقق فاضل گذرے ہیں۔ سب اس معجزہ سے انکاری ہیں مگر جہلا کی زبان پر آمنا و صدقنا جاری۔ درحقیقت علم وسیع و بےعلمی پر انکار و اقرار کا انحصار ہے۔ اسی واسطے ہر ایک دانا کو انکار ہی سزاوار ہے۔

غلام احمد ۲۲۵۔ کیونکہ اول تو یہ اعتراض اگر فرضی طور پر صحیح بھی تسلیم کرلیا جاوے اور یہ اقرار دیا جاوے کہ اس آیت قرآنی کے دوسرے طور پر معنی ہیں تو ایسا قرار دینے سے کوئی بد اثر اسلام پر نہیں پہنچ سکتا۔ اگر کچھ اثر ہوگا تو صرف یہی کہ ہزارہا معجزات میں سے ایک معجزہ پایۂ ثبوت کو نہ پہنچ سکا۔

تردید۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے۔ چونکہ شق القمر کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتا بنابریں یہ بات دو حال سے خالی نہیں یا قرآن غلط ہے یا دعوی معجزہ اگر قرآن کی غلطی ہے تو اسلام کا نقصان جان ہے اور اگر معجزہ غلط ہے تو نقصان ایمان۔ کیونکہ تمام قرآن میں سے صرف اسی ایک مضمحل سی عبارت میں تصدیق معجزہ کیواسطے محمدیوں کو گنجائش تھی اور یہی پر جاہلوں کو ایمان لانے کی فہمائش۔ شکر پرماتما کا کہ معجزوں کا سردار مارا گیا جیسا کہ آپ خود بھی صفحہ ۲۲۵ میں کہتے ہیں تو پھر اگر عدم ثبوت شق القمر فرض کرلیا بھی جاوے تو اس سے ہرج یا نقصان کیا ہوا؟ حضرت نقصان ہوا قرآن کا۔ نقصان ہوا ایمان کا۔ آپ پھر پوچھتے ہیں نقصان کیا ہوا۔

غلام احمد ۲۲۷۔ صرف عناد اور کور باطنی کیوجہ سے معجزہ شق القمر سے انکار کرنا ایسا امر نہیں ہے کہ جس سے اسلام کے ایک بال کو بھی ضرر پہنچ سکے جب معجزات موجودہ قرآنیہ کا مخالفین سے رد نہیں ہوسکتا تو موجودہ کو چھوڑ کر ان معجزات کی چھیڑنا جو اب آنکھوں کے سامنے نہیں ہیں سراسر بے راہی ہے۔

تردید۔ قرآن میں کوئی معجزہ نہیں اور ہو کہاں سے جبکہ محمد صاحب بار بار انکاری ہیں۔ آپ جو شتر مساری اتارنے کیواسطے اتنی محنت و خواری کررہے ہیں وہ محض رائیگان ہے۔ کیونکہ جو چیز قرآن میں نہیں اس کو آپ کس طرح اس سے نکال سکتے ہیں معجزات قرآنیہ آپنے بتلائے یا تاویلی طور پر سنائے۔ سب کی تردید نمبروار موجود ہے اور ہر ایک موقعہ پر مشہود۔ اگر آپ کوئی اور معجزہ لائیں گے اور اپنی سفید داڑھی پر وسمہ لگائیں گے تو ہم ہر طرح تیار ہیں کہ جہالت کی دھجیاں اڑائیں۔ اور کاذب سیاہی کو اڑا کر سفید کر دکھلائیں اور آپکو قائل کریں بقول ٭ سیاہی ز مو رفت و از رو نہ رفت۔

غلام احمد ۲۲۹۔ کیا ممکن نہیں کہ اس میں حکیم مطلق نے انشقاق و اتصال کی دونوں خاصیتیں رکھی ہوں۔ جن کا ظہور اوقات مقررہ سے وابستہ ہو اور ازلی ارادہ سے وہی وقت ظہور مقرر ہو جبکہ ایک نبی سے ایسا ہی معجزہ مانگا گیا۔

تردید۔ یہ بات دو طور سے ناممکن ہے۔ اول یہ کہ حکیم مطلق کا کوئی کام بیفائدہ و مہمل نہیں ہوتا اور یہ بالکل بیفائدہ و مہمل ہوا کفار مکہ سے (اس معجزہ پر) کوئی بھی ایمان نہ لایا اور خصوصاً

من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین - ترجمہ کیا کہتے ہیں قرآن کو افترا کیا ہے تو کہہ لے آؤ دس سورتیں ایسی باندھ کر اور پکار و جس کو پکار سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

نمبر ۴ (سورۃ بنی اسرائیل) قل لئن اجتمعت الانس والجن علےٰ ان یاتوا بمثل ھٰذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعضٍ ظہیرا - ترجمہ کہہ کہ اگر جمع ہوں آدمی اور جن اس پر کہ لاویں ایسا قرآن نہ لاوینگے ایسا اور پڑے مدد کریں ایک کی ایک۔

نمبر ۵ (سورۃ قصص) قل فاتوا بکتاب من عند اللہ ھو اھدیٰ منھما اتبعہ ان کنتم صٰدقین - ترجمہ ان سے کہہ دے کہ خدا کے پاس سے کوئی کتاب لاؤ جو توریت و قرآن سے زیادہ ہدایت کرنے والی ہو۔ اگر تم سچے ہو۔

تمام قرآن میں اس طرح کا ذکر بھی مندرجہ بالا پانچ مقام پر ہے اور انہیں پانچ میں سے مرزا صاحب نے بھی نمبر ۱ و ۲ کو سُرمہ کے صفحہ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۲۲۶ پر معجزہ کے دعوے سے پیش کیا ہے۔

واضح ہو کہ نمبر ۱ و ۲ میں ایک ایک سورۃ کے مطابق و نمبر ۳ میں دس سورتوں (ٹکروں) کے مطابق اور نمبر ۴ میں کُل قرآن کے مطابق و نمبر ۵ میں توریت و قرآن کے مطابق بنوانے کی خواہش کی گئی ہے۔ اب ہم ہر ایک کی بابت تفسیروں سے تحقیقات کر کے آپ کو بتاتے ہیں۔ کہ یہ متعلق معجزہ فصاحت کے دعوے ہیں یا کچھ اور۔

نمبر ۵ - سورۃ قصص کی بابت تفسیر حسینی میں لکھا ہے قل فاتوا بگو بس بیارید کتب من عند اللہ کتابے از نزدیک خدا تعالےٰ کہ باشد ھو اھدیٰ آن کتاب راہنمائندہ تر منھما ازین دو کتاب کہ بمن و موسیٰ نازل شدہ تا من اتبعہ و پیروی کنم آنرا ان کنتم صٰدقین اگر ہستید شما راست گویاں " (دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۱۵۶ ۱۸۷۳ء نولکشور)

اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت متعلق فصاحت قرآن کے نہیں بلکہ کفار عرب سے جو محمد صاحب کے بھائی بند تھے ایک کتاب توریت یا قرآن جیسی مذہبی یا جہادی کتاب مانگی گئی ہے کوئی تعلق فصاحت کا اس سے نہیں عام مطلب سے تعلق ہے کہ کوئی مذہبی کتاب لاؤ جس کی ہدایت پر تم چلتے ہو جس مذہب والے کے پاس مذہبی کتاب نہ ہو۔ اُس پر یہ حجت ہو سکتی ہے۔ مگر ہندوستان میں تو سب کے پاس ہے پس اس کا نہ تو فصاحت سے تعلق ہے اور نہ کتاب والے مذہب سے۔ اس واسطے مرزا جی کا دعویٰ باطل ہے اور دیکھو امداد الاسلام صفحہ ۱۳ ۱۸۸۳ء مرادآباد)

نمبر ۴ معہ نمبر ۲ و ۳ (سورۃ بنی اسرائیل) کی بابت آنریبل سر سید **احمد خان** بہادر فرماتے ہیں (اول تمام آیات لکھ کر) اُن دو سب آیتوں پر غور کرنے کے بعد اس بات کو سمجھنا چاہیئے کہ قرآن کی مانند سے کیا مراد ہے ہمارے تمام علماء و مفسرین نے یہ خیال کیا ہے کہ خدا نے قرآن کے من اللہ ثابت کرنے کو یہ معجزہ قرآن میں رکھا۔ کہ ویسا فصیح کلام کوئی بشر نہیں کہہ سکتا اور نہیں کہہ سکا پس اُنہوں نے قرآن کی مانند سے فصاحت و بلاغت میں مانند ہونا مراد لیا ہے مگر میری سمجھ میں ان آیتوں کا یہ مطلب نہیں ہے۔

پھر **سید صاحب** فرماتے ہیں "مگر یہ بات کہ اُس کی مثل کوئی نہیں کہہ سکا یا کہہ سکتا اُس کی من اللہ ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی کسی کلام کی نظیر نہ ہونا اس بات کی تو بلا شبہ دلیل ہے کہ اُس کی مانند کوئی دوسرا کلام موجود نہیں ہے مگر اس کی دلیل نہیں ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے بہت سے کلام انسانوں کے دُنیا میں ایسے موجود ہیں کہ اُن کی مثل فصاحت اور بلاغت میں آجتک دوسرا کلام نہیں ہوا مگر وہ من اللہ تسلیم نہیں ہوتے۔ نہ ان آیتوں میں کوئی ایسا اشارہ ہے جس سے فصاحت و بلاغت میں معارضہ چاہا گیا ہو۔ بلکہ صاف پایا جاتا ہے کہ جو ہدایت قرآن سے ہوتی ہے اُس میں معارضہ چاہا گیا ہے کہ اگر قرآن کے خدا سے ہونے میں شبہ ہے تو کوئی ایک سورت یا دس سورتیں، یا کوئی کتاب مثل قرآن کے بنا لاؤ جو ایسی ہادی ہو" چنانچہ سورۃ قصص میں اُن حضرت کو صاحب کو صاف حکم دیا گیا ہے" (دیکھو تفسیر قرآن سید صاحب موصوف کا صفحہ ۲۳۲ و ۲۳۳ سورۃ بقرہ ۱۲۹۷ھ علیگڑھ)

نمبر ۳ (سورۃ ہود) کی نسبت تفسیر **معالم التنزیل** میں لکھا ہے فان قیل قد قال فی سورۃ یونس فاتوا بسورۃ مثلہ وقد عجزوا عنہ فکیف قال ھٰھنا فاتوا بعشر سور فھو کقول الرجل لا خر اعطنی درھما فیعجز فیقول اعطنی عشرۃ الجواب قد قیل ان سورۃ ھود نزلت اولا وانکر المبرد ھذا وقال بل نزلت سورۃ یونس اولا وقال معنی قولہ فی سورۃ یونس فاتوا بسورۃ مثلہ ای مثلہ فی الخبر من الغیب والاحکام والوعد والوعید فعجزوا فقال لھم فی سورۃ ھود ان عجزتم عن الاتیان بسورۃ مثلہ فی الاخبار والاحکام والوعد والوعید فاتوا بعشرۃ مثلہ غیر خبر ولا وعد ولا وعید وانما ھی مجرد البلاغۃ" ترجمہ اور تحقیق کیا گیا ہے کہ کہا سورۃ یونس میں کہ لے آؤ ایک سورۃ مثل اس کی اور کفار اس سے عاجز ہوئے پس اس جا کیونکر کہا کہ لے آؤ دس سورتیں یہ تو مثل اس کی ہے کہ کوئی آدمی دوسرے سے کہے کہ مجھ کو ایک درہم دے پس وہ عاجز ہو جاوے یعنے نہ دے سکے اور وہ آدمی پھر کہے کہ مجھ کو دس درہم دے اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ سورۃ ہود اول نازل ہوئی اور اُس کا مبرد نے انکار کیا اور کہا بلکہ سورۃ یونس اول نازل ہوئی اور کہا کہ سورۃ یونس میں اس قول کے کہ مثل اسکے ایک سورۃ لے آؤ یہ معنے ہیں کہ مثل اس کی باعتبار خبر غیب اور احکام اور وعدہ وعید کے لے آؤ پس کفار عاجز ہوئے پھر اُن سے سورۃ ہود میں کہا کہ چونکہ تم لانے سے ایک سورۃ کی مثل اس کے باعتبار اخبار واحکام وعدہ و وعید کے عاجز ہوئے۔ تو تم لے آؤ دس سورتیں مثل اس کی نہ باعتبار خبر اور نہ وعدہ اور نہ وعید کے بلکہ فقط باعتبار بلاغت کے"

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ کسی نے مقابلہ کیا ہے یا نہیں خود قرآن سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ بہت شخصوں نے کیا اور مفسران قرآن اقبال کرتے ہیں۔ کہ اُس کو سُنکر بزرگان قریش نے فصاحت و بلاغت میں پسند کیا اور قرآن کا سُننا ترک کر دیا یعنے تسلیم کیا کہ وہ قرآن سے ہر طرح فصاحت و بلاغت میں بڑھ کر اور مصنف قرآن سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے چنانچہ قرآن میں لکھا ہے سورۃ انفال۔ قد سمعنا لو نشاء لقلنا مثل ھٰذا ان ھٰذا الا اساطیر الاولین - ترجمہ از تفسیر حسینی (کہتے ہیں کفار) بدرانکہ ما شنیدیم این کلام را اگر خواہیم ماہر آئینہ بگوئیم مانند این۔ مگر قصہ ہائے کہ پیشینیان نوشتہ اند۔ اور (تفسیر بیضاوی میں)

لقلنا مثل ھٰذا وھو قول النضر بن الحارث واسنادہ الی الجمع اسناد ما دخل رئیس القوم فانہ قد کان قاضیھم او قول الذین ائتمروا فی امرہ صلے اللہ علیہ وسلم وھٰذا غایۃ مکابرتھم وفرط عنادھم اذ لو استطاعوا ذٰلک فما منعھم ان یشاء واقد تحداھم وقرعھم بالعجز عشر سنین ثم قارعھم بالسیف فلم یعارضوا سواھا مع انفسھم وفرط استنکافھم ان یغلبوا خصوصًا فی باب البیان ان ھٰذا الا اساطیر الاولین ودوی اللہ الما قال والنضر" (صفحہ ۳۱۶ جلد اول) اس کے حاشیہ پر لکھا ہے قولہ وھو قول النضر الخ حیث سمع اقتصاص اللہ تعالیٰ احادیث القرون فقال لو شئت لقلت مثل ھٰذا وھو الذی جاء من بلاد فارس بنسخۃ حدیث رستم واسفندیار - فزعمھم ان ھٰذا مثل ذٰلک" آوردہ اند کہ نضر بن حارث بتجارت بہ بلاد فارس آمدہ بود قصۂ رستم و اسفندیار بخریدہ مغرب ساختہ بمکہ برد و گفت اینک فسانہ آوردہ ام شیرین تر از افسانہائے محمد کہ بر ما میخواند حق سبحانہ از عناد نضر خبر میدہد کہ میگفت من مثل این بگویم و من نیز ازین قصص یاد دارم بعد از استماع این سخن حضرت رسالت پناہ فرمود گر وائے بر تو این کلام خداست و منزل من عند اللہ۔ نضر در مقابلہ این سخن دعا کرد چنانچہ حق سبحانہ خبر میدہد و اذ قالوا اللّٰھم و یاد کن آنرا کہ گفت نضر و متابعان او کہ با و متفق بودند کہ اے بار خدا ان کان ھٰذا ھو الحق اگر ہست این قرآن راست و درست و منزل

معجزات کے دکھلانے اور کرامات کے جتلانے سے محض عاری تھے صرف عاری ہی نہیں۔ بلکہ وہ ہمہ مقامات پر انکاری ہیں مگر محمدی اس انکار پر بھی اُن کو خواہ مخواہ معجزے والا بتلاتے اور کہیں نہ کہیں سے معجزہ لا کر اُن کے ذمہ لگاتے ہیں۔ جیسے کسی کے بیٹا نہ ہو۔ اور لوگ اُس کے خیر خواہ اُس کی وراثت فرق نہ ہو جانے کے واسطے اور لوگوں کے بیٹے لا کر اُس کے متبنیٰ بنا دیں اور ہوا خواہی جتلا دیں اور اُس بے اولاد کو صاحب اولاد ٹھہرا دیں بعینہ یہ مثال محمد صاحب و مسلمانوں کے حسب حال ہے۔

جب یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ محمد صاحب نے معجزہ نہیں دکھلایا۔ دکھلانا تو در کنار اقرار کرنے سے شرماتے رہے بلکہ طالبان معجزہ سے بھاگ غاروں میں مونھ چھپاتے رہے۔ اگرچہ عموماً کوئی معجزہ بھی اُن کے پاس نہیں تھا۔ اور نہ کبھی اُنھوں نے دکھلایا۔ مگر معجزہ شق القمر تو تواریخ۔ تجربہ علم عقل قانون قدرت۔ وغیرہ سے کسی طرح اور کبھی بھی ثابت نہیں بلکہ شیخ نونہ از خروارے سب اعجازوں کا استیصال کر رہا ہے جب یہ حال ہے تو ماسٹر مرلیدھر کا یہ بیان بالکل صحیح اور درست نکلا کہ نہ شق القمر ہوا اور نہ حضرت کے گریبان سے نکلا۔ کیونکہ دونو باتیں ہر طرح سے محال ہیں۔ جب یہ حال ہے یعنے جیسے کہ تحقیقات کی گئی ہے اور معجزہ شق القمر محض بے بنیاد نکلا تو جس کتاب میں اس کا بیان ہے وہ کس قدر حق سے دور اور راستی سے بر کران ہے ؎

احمد کے معجزوں کو اگر سوچئے عقل سے ٭ بے اختیار کہہ اٹھو اسلام کچھ نہیں ٭

تفسیر قرآن میں سیّد احمد صاحب فرماتے ہیں "ان حضرت نے نہ کسی ایک شخص کے اور نہ کسی ایک گروہ کے ایمان پر دعوت کرتے وقت یہ نہیں کیا کہ اس سے پہلے اُس کے سامنے کوئی خرق عادت کی ہو اور ایک چیز کو دوسری چیز میں بدل دیا ہو یعنے لکڑی کا سانپ اور سانپ کی لکڑی اور سونے کو مٹی اور مٹی کو سونا بنا دیا ہو اور اسلام لانے کی دعوت کے وقت کوئی کرامات اور کوئی خوارق عادات آنحضرت صلعم سے ظاہر نہیں ہوئی (دیکھو صفحہ ۱۵۵ سورۃ بقرہ تفسیر سیّد صاحب جلد اول ۱۲۹۷ھ علیگڑھ)

پھر سیّد صاحب فرماتے ہیں "مسلمانوں کے حال پر اس سے بھی زیادہ افسوس ہے کہ آنحضرت صلعم کو تمام انبیاء سابقین سے افضل سمجھتے ہیں انبیاء سابقین کے معجزے تو قرآن میں بتلاتے ہیں مگر افضل الانبیاء کا ایک معجزہ کا ذکر بھی قرآن مجید میں نہیں دکھلاتے برخلاف اُس کے خود آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے خدا نے فرمایا ہے کہ انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰهکم الٰه واحد اور معجزہ ہونے سے بالکل انکار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ قالوا لولا انزل علیه آیات من ربه قل انما الآیات عند الله وانما انا نذیر مبین۔ اور ایک جگہ فرمایا۔ لا املك لنفسی نفعا الخ اور اسی طرح کی اور بہت سی آیتیں ہیں پس خود ہمارے سردار نے معجزوں کی نفی کی ہے پھر کس طرح ہم معجزوں کو مان سکتے ہیں" (دیکھو تفسیر صفحہ ۱۴۵ ۲ سورۃ مائدہ جلد دوم ۱۲۹۹ھ)

پھر سیّد صاحب فرماتے ہیں شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب تفہیمات الٰہیہ میں صاف صاف بیان کیا ہے کہ قرآن مجید میں کسی معجزہ کا ذکر نہیں ہے اور شق القمر کی نسبت لکھا ہے کہ وہ معجزہ نہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں، اما شق القمر فعندنا لیس من المعجزات انما هو من آیات القیامة کما قال الله تعالیٰ اقتربت الساعة وانشق القمر ولکنه صلی الله علیه وسلم اخبر عنه قبل وجوده فکان معجزة من هذا السبیل ترجمہ کہ ہمارے نزدیک شق قمر معجزات میں سے نہیں ہے ہاں وہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے جبکہ خدا نے فرمایا ہے کہ قریب ہوئی ساعت اور پھٹ گیا چاند لیکن آنحضرت صلعم نے اس کے ہونے سے پہلے اس کی خبر دی ہے۔ اس راہ سے معجزہ ہے۔ پھر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں ولم یذکر الله سبحانه شیئا من هذه المعجزات فی کتابه ولم یشر الیها قط۔ کہ اللہ سبحانہ نے ان معجزات میں سے کچھ اپنی کتاب (یعنے قرآن) میں ذکر نہیں کیا اور نہ مطلق اُس کی طرف اشارہ کیا ہے" دیکھو تفسیر احمدی جلد سوم صفحہ ۳۱ سورۃ انعام ۱۳۰۳ھ)

پھر سیّد صاحب فرماتے ہیں "آنحضرت صلعم کے پاس جو افضل الانبیاء والمرسل ہیں معجزہ نہ ہونے کے بیان سے ضمناً یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء سابقین کے پاس بھی کوئی معجزہ نہیں تھا" (دیکھو جلد سوم سورۃ انعام تفسیر سیّد صاحب صفحہ ۹۰) پھر وہی لکھتے ہیں کہ "کوئی عزت اور کوئی بزرگی اور کوئی تقدس اور کوئی صداقت اسکی اور بانی اسلام کی اِس سے زیادہ نہیں ہو سکتی جو اُس نے بغیر کسی لاولیت کے اور بغیر کسی دھوکا دینے کے اور بغیر کسی کرشمہ اور کرتوت کا دعوے کرنے کے صاف صاف لوگوں کو بتا دیا۔ کہ معجزے و عجیزے تو خدا کے پاس ہیں۔ میں تو مثل تمہارے انسان ہوں" (صفحہ ۹۴ جلد سوم سورۃ انعام)

پھر سیّد صاحب فرماتے ہیں۔ "ہماری سمجھ میں کسی شخص میں معجزے یا کرامت ہونے کا یقین کرنا ذات باری کی توحید فی الصفات پر ایمان کو ناقص اور ناکامل کر دیتا ہے اور اس کا ثبوت پیر پرست اور گور پرست لوگوں کی حالت سے جو اس وقت بھی موجود ہیں اور صرف معجزہ و کرامت کے خیال نے اُنکو پیر پرستی و گور پرستی کی رغبت دلائی ہے اور خدائے قادر مطلق کے سوا دوسرے کی طرف اُنکو رجوع کیا ہے اور منتیں ماننا اور نذر و نیاز چڑھانا اور اُن کے نام کے نشانات بنانا اور جانوروں کی بھینٹ دینا سکھلایا ہے بخوبی حاصل ہے اسی واسطے ہمارے سچے ہادی محمد رسول اللہ نے اور ہمارے سچے خدا نے صاف صاف معجزات کی نفی کر دی" (دیکھو تفسیر جلد سوم صفحہ ۹۳ سورۃ انعام ۱۳۰۳ھ مطبوعہ علیگڈھ)

معجزۂ فصاحت

اکثر مولویوں سے ہماری بات چیت ہوئی اثناء گفتگو میں جب معجزات کا ثبوت مانگا گیا۔ اور قرآنی آیات انکار معجزات کو گواہ گردانا گیا۔ تو کبھی کوئی دانا مولوی محمد صاحب کو معجزہ والا نبی ثابت نہ کر سکا ہاں صمصام احمدی کے تو ہم بھی قائل ہیں اور جہادی معجزہ سے تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ مگر بعض مولوی صاحبان جب اور طرف سے عہدہ برار نہ ہو سکے تو فصاحت قرآنی کو معجزہ گردان کر فاتوا بسورة مثله کی حجت پیش کرنے لگے۔ مگر کیا ایسے پوچ دلائل۔ براہان عقلی کے سامنے کبھی ٹھہر سکتے یا معجزہ ہو سکتے ہیں اس واسطے وہ بہت جلد یا تو سکوت کرتے یا لڑنے پر تیار ہو جاتے ہیں اور جبلّی تعصب کی شامت سے وہ شرمساری اوٹھاتے ہیں بقول سعدی ؎

نیش عقرب نہ از پے کین ست ٭ مقتضائے طبیعتش این است

نظر برآں نہایت مناسب معلوم ہوا کہ ہم معجزہ فصاحت کی بھی تفضیحت کریں اور اسکی اصلیت کو عام محمدیوں پر کھولیں کہ آیا یہ معجزہ ہے یا نہ اور جو گھمنڈ اُنکے دل میں بیٹھا ہوا ہے اسکو اچھی طرح دور کریں واضح ہو کہ بنیاد اس معجزہ کی قرآن کی آیات ذیل میں۔

نمبر ۱ (سورۃ البقرہ) وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءکم من دون الله ان کنتم صادقین۔ ترجمہ اے لوگو اگر تم شک میں ہو اِس کلام سے جو اُتارا ہم نے اپنے بندے پر۔ تو لے آؤ ایک سورۃ اسی قسم کی اور بلاؤ جس کو حاضر کرتے ہو اللہ کے سوا۔ اگر تم سچے ہو۔

نمبر ۲ (سورۃ یونس) قل فاتوا بسورة مثله وادعوا من استطعتم من دون الله ان کنتم صادقین ترجمہ تو کہہ لے آؤ ایک سورۃ ایسی اور پکارو جسکو پکار سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

نمبر ۳ (سورۃ هود) ام یقولون افتراه قل فاتوا بعشر سورة مثله مفتریات وادعوا

(۸) مولوی جلال الدین سیوطی صاحب کہتے ہیں کہ ایک فرقہ مسلمانوں کا یہ کہتا ہے ان الکل قادرون علی الاتیان بمثلہ وانما تاخروا عنہ لعدم العلم بوجہ ترتیب لو تعلموہ لوصلوا الیہ۔ ترجمہ سب لوگ قادر ہیں قرآن کی مانند بنانے پر مگر اُس وقت جو نہ بنا سکے وہ اس لئے تھا کہ ایسی وجہ ترتیب کی نہیں معلوم نہ تھی اگر ایسی ترتیب کی وجہ وہ جانتے تو ایسا بنا دیتے"۔
اب ہم عام راستی پسند طبیعتوں کے واسطے چند دلائل بھی ارقام کرتے ہیں کہ قرآن باعتبار فصاحت وبلاغت کے معجزہ نہیں۔

دلیل اوّل جب کہ تمام اسلامی فرقوں کو ہی اس کے لاثانی فصاحت وبلاغت ہونے میں اتفاق نہیں۔ بلکہ بہتوں کا یہ دعوے ہے کہ انسان اُس جیسا بلکہ اُس سے اچھا بھی عبارت کی فصاحت وبلاغت، نظم میں بنا سکتا ہے اور اُن لوگوں کو بانی قرآن سے کوئی عناد بھی نہیں بلکہ اتحاد ہے علاوہ برآں عربی کے فاضل اجل ہیں محمدی ہیں صاف باطن ہیں اس واسطے قرآن کا دعویٰ فصاحت باطل ہے۔

دلیل دوم سوائے متعصب مسلمانوں کے کسی بے تعصب انگریزی عربی کے فاضل نے یا کسی یہودی یا اعرابی نے یہ شہادت بالکل نہیں دی کہ قرآن فصاحت وبلاغت میں لاثانی ہے بلکہ اکثر اہل زبان فصیح لوگ (باستثنائے اُن کے جو بضرب شمشیر مسلمان ہو گئے) اُس کا مقابلہ کرتے رہے جس کا مفسرین اسلام کو بھی اقبال ہے۔ اور متعصب مسلمانوں کی شہادت اُن کے اندرونی جوش کے سبب سے ناقابل اعتبار ہے اس واسطے قرآن کا دعویٰ فصاحت باطل ہے۔

دلیل سوم تمام اہل عرب تیغ اور طمع کی خاطر مسلمان ہوئے (چنانچہ تمام قرآن ہماری شہادت میں موجود) نہ کہ قرآن کی فصاحت وبلاغت دیکھکر سیکڑوں آدمی قرآن کی فصاحت وبلاغت منجانب اللہ نہ سمجھکر بلکہ محمد کا طبعزاد دیوان جانکر باوجود عرصہ تک معزز کئی سال تک مقرب مسلمان رہنے کے اور محمد صاحب کے پاس بیٹھکر قرآن لکھنے کے بھی اپنے آبائی دین میں واپس چلے گئے اور دین اسلام کو چھوڑ بیٹھے مثلاً عبد اللہ کاتب قرآن اور عبیدہ بن قیس معہ پانسو آدمیوں کے وغیرہ (دیکھو تاریخ ابی الفداء مطبوعہ دہلی صفحہ ۹۹ و ۱۰۳) اس واسطے دعویٰ فصاحت قرآن سراسر باطل ہے۔

دلیل چہارم ہر ایک زبان میں کوئی نہ کوئی کتاب فصاحت میں اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے جو اپنا ثانی نہیں رکھتی اور اسی طرح ہر ایک زبان وملک میں کوئی نہ کوئی شاعر فصیح بھی ہوتا ہے مگر اس کے کلام کلام الٰہی نہیں۔ مثلاً یونانی میں ہومر سنسکرت میں کالیداس وبالمیکی فارسی میں سحبان وائل برج بھاشا میں سورداس و تلسی داس پنجابی میں وارث شاہ پشاوری میں صالح محمد مشہور ہیں داداس صالح محمد کی نسبت مردمان تیح علاقہ ہزارہ کہا کرتے تھے کہ مرزا قرآن پڑھتا ہے جب کہ وہ پنجابی شعر کہتا تھا۔ اس واسطے قرآن باعتبار فصاحت کے معجزہ نہیں ہے۔

دلیل پنجم قرآن میں بہت حصہ بلکہ نصف کے قریب اُسی عبارت کا ہے جو کفار مکہ ومدینہ نے یا غیر مذہب کے لوگوں نے بیان کی۔ اور بانی قرآن نے اُن سے وہی بیانات جو بطور سوال یا اعتراض تھے) واسطے جواب یا تردید کے دہرائے اور قرآن میں درج کر لئے جو قرآن کا جزو ہو گئے ہیں مسلمانوں کا دعویٰ فصاحت نسبت کل قرآن کے ہے حالانکہ اتنی سمجھ نہیں کہ اُسی قرآن میں پروردگار کے مقابلہ میں کفار کا بیان بھی موجود ہے جس پر ذرا غور کرنے سے دعویٰ فصاحت صاف مردود ہوتا ہے ہم **مشتی نمود از خروارے** چنداں اقوال کفار دکھلاتے ہیں اور سمجھدار مسلمانوں کو توجہ دلاتے۔

نبی اسرائیل وقالو لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانھر خللھا تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملئکۃ قبیلا او یکون لک من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتبا نقرؤہ۔ ترجمہ اور بولے (بزرگان قریش) کہ ہم نہ مانیں گے تیرا کہا جب تک تو بہا نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جاوے واسطے تیری باغ کھجوروں اور انگوروں کا پھر بہا لیوے تو اُس کے بیچ نہریں چلا کر یا گرا دے آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو ضامن یا ہو جاوے تیرے واسطے ایک گھر سنہرا۔ یا چڑھ جاوے تو آسمان میں۔ اور ہم یقین نہ کرینگے تیرا چڑھنا جب تک نہ اتار لاوے ہم پر ایک لکھا جو ہم پڑھ لیں۔ انفال۔ لو نشاء لقلنا مثل ھذا۔ ان ھذا الا اساطیر الاولین۔ اللھم ان کان ھذا ھو الحق ومن

بھول گئے مسلمان بھی بھول گئے خود حضرت عرش آشیانی بھول گئے۔

بلحاظ مضمون کے بھی قرآن معجزہ نہیں کیونکہ توریت وانجیل واستاد ژند کا انتخاب اور یہودی حدیثوں کا لب لباب اور ورقہ خدیجہ سلمان جابر جبار یسار عیش قیس اور اس عبد اللہ سرجیا کتب بالا کے ماہر عیسائی ویہودی دین کے واقف پارسی وموسوی مذاہب سے آگاہ لوگ قرآن بنانے میں رازدار تھے (دیکھو ترجمہ قرآن مترجمہ جارج سیل صاحب صفحہ ۲۰۷ کے نیچے نوٹ)۔
محمد صاحب نے ایرانی دو رائے قرآن کا بسم اللہ ہی پارسی مذہب سے چرایا ہے اور اعوذ باللہ بھی اوستاد ژند سے اڑایا دیکھو استاد ژند کی پہلی آیت یہ ہے "بلا شبہ آتش پرستوں میں یہ رواج تھا کہ انکے مقدس صحیفوں کے سروں پر جنکو وہ الہامی سمجھتے تھے ایک ایسا فقرہ لکھا ہوا ہوتا تھا جو مقابل بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ہے اور وہ فقرہ یہ ہے **اصل** بنام ایزد بخشایندہ بخشایشگر۔ مگر یہ فقرہ کیا عجب ہے الہامی ہو" دیکھو تفسیر سید صاحب جلد اول صفحہ) ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ شروع قرآن میں ہے۔ بلکہ کل قرآن میں بہا از نسبہ دیکھو ... کے رسالہ آسمانی موجودہ اثر بریل ۱۸۸۲ء اجمیر یہ آیت قرآن سورہ نحل میں ہے۔

حاشیہ کوئی عرب کا باشندہ یا خدا نخواستہ محمد صاحب نانی بابا نانک جی کی جپ جی یا سکھمنی کے مقابلہ میں زبان پنجابی ایسی فصیح عبارت نہیں بنا سکتا اگر بنا دیگا تو کوئی سکھ قبول نہیں کریگا۔ بلکہ ثابت کریگا کہ اس میں فصاحت نہیں ہے بعینہٖ یہی حال مسلمانوں کا ہے جن اہل عرب نے بنایا اُن کو کذاب ملعون کافر مرتد کہہ دیا۔ اور انکی فصاحت کو حالانکہ قرآن سے ہزار درجہ بڑھ کر تھی جس نے **خلیفہ عمر** جیسوں کو بھی حیران کر دیا مگر پھر بھی بسبب اُن کے کافر ہونے کے اُن کی باتوں کو قرآن کے مقابلہ میں نہ مانا اور جو بنانے کا باوجود مسلمان ہونے کے ارادہ کرتے تھے اُن کو یہ کہکر کہ جو بناوے کافر ہے باز رکھا اور ساتھ ہی قتل کی بھی دہمکی دی۔ اور اب بھی جب تک کہ مسلمان خصوصاً سنی رستی ہیں ماننے کے نہیں کیونکہ تعصب کو دور کر کے کسی مخالف خیر اندیش کی کلام کو نہیں سنتے اور نہ ایسی کتاب کو پڑھتے ہیں۔

علاوہ برآں اہل ہند یا آریوں کے آگے یہ دعوے فضول ہے کیونکہ اگر ہم یہ کہیں کہ کوئی عرب یا حبش کا باشندہ جس نے ہندوستان کبھی دیکھا بھی نہ ہوا اور نہ پنجاب یا دہلی کی کبھی سیر کی ہو **وارث شاہ کی ہیر** کی طرح پنجابی شعر یا **کلیات نظیر** کی طرح اُردو شعر کہے اور اُس کو کوئی پنجابی زمیندار یا دہلی کا رہنے والا تسلیم کرے تو کیا کوئی عقلمند قبول کریگا۔ حالانکہ یہ دعوے اہل پنجاب یا اہل دہلی کے آگے کرنا چاہئے عرب یا حبش میں فضول ہے بعینہٖ یہی حال قرآن اور اسلام کا ہے وہ اس فصاحت قرآنی کا اہل ہند سے مکابرہ کرانا چاہتے اور اہل ہند کو اس دام میں پھنساتے ہیں مگر اہل عرب کو تلوار سے ڈراتے ہیں کہ تم خبردار نہ بنانا پس کیا یہ دعوے انکا پایۂ اعتبار سے ساقط نہیں ہے حالانکہ سُنا گیا ہے کہ اہل فارس اب اپنی زبان سے عربی کے الفاظ بھی نکالنا چاہتے ہیں۔ جس طرح یہ دعوے غلط اسی طرح دوسرا دعوے اس کا بھی باطل ہے۔
قطع النظر اسکے قرآن کی فصاحت اگر ہے تو صرف قوم قریش کے لئے تمام جہان سے اُسکا کوئی تعلق نہیں حالانکہ قریش سے بھی صد ہا فاضل اقراری تھے کہ قرآن امرء القیس کے قصیدہ جات سے فصیح نہیں) تمام عرب اُس کو فصیح نہیں مانتے تمام قریش نہیں مانتے اہل ایران کے آگے فصیح نہیں اہل روم کے آگے فصیح نہیں اہل یوروپ اہل افریقہ اہل امریکہ اہل ایشیا کے آگے فصیح نہیں پس وہ کسی طرح تمام جہان کے لئے معجزہ نہیں ہو سکتا باقی رہا ترجمہ وہ بجائے معجزہ فصاحت کے فضیحت کا معجزہ ہے بلاغت نہیں لطافت نہیں فصاحت نہیں علمیت نہیں حالانکہ مترجم خود فاضل مسلمان ہیں۔
حضرت مسیلمہ نے فرقان (قرآن) کے مقابلہ میں فاروق بنایا لوگوں بلکہ خلفاء راشدین میں سے اُس کی فصاحت کے قائل ہوئے۔ شیطان نے قرآن کے مقابلہ میں آیت بنائی جس کی فصاحت پر محمد صاحب بھی بہت سے شروع میں ہے۔ پناہ ہم بیزدان از منش جوئی بدگمراہ کنندہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔
نسخہ خبط احمدیہ

من عندك از نزد تو فامطر علینا حجارۃ من السماء پس بیار بر ما سنگے از آسمان" (دیکھو تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۰۸ ۱۳۰۴ھ) اور تفسیر معالم التنزیل میں اور آشکارا کر کے لکھا ہے دیکھو سورۃ لقمان کی آیت ومن الناس من یشتری الخ کی تفسیر جہاں پر صاف لکھا ہے کہ قریش نے اُن قصوں کو جو نضر بیان کرتا تھا بہت پسند کیا۔ اور نتیجہ انکی پسند کا یہ لکھا ہے کہ اُس کی فصاحت کے سبب سے یترکون استماع القرآن یعنے قرآن کا سُننا بھی ترک کر دیا۔ اور (تفسیر بیضاوی) میں بھی ایسا ہی لکھا ہے دیکھو جلد دوم صفحہ ۱۶۴ اور مدارک التنزیل برحاشیہ تفسیر حسینی سورۃ لقمان کی تفسیر میں ایسا ہی لکھا ہے لوگوں نے نضر بن حارث کے فصاحت کے سبب سے قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا جلد دوم صفحہ ۱۵۶ و معالم التنزیل بہ ثالث صفحہ ۱۵۳ سطر ۱۰۔

غرضیکہ نمبر ۵ و نمبر ۶ کی بابت تو معالم التنزیل و حسینی سے ثابت ہو گیا کہ یہ متعلق فصاحت کے نہیں اور نمبر ۳ و ۴ و ۵ کی نسبت فخر اسلام سید احمد صاحب سی ایس آئی کی تفسیر سے ثابت کیا گیا ہے کہ ان سے معجزہ فصاحت مقصود نہیں ہے اور نہ قرآن میں فصاحت لاثانی ہے۔ بلکہ حسینی و معالم کے حوالوں سے یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ اُسوقت عرب والوں نے مقابلہ بھی کیا اور آیتیں بھی بنائیں اور قصص قرآنی کے مقابلہ میں (جو جنگ و جدال جہاد و قتال کے متعلق ہیں) رستم و اسفندیار کے قصص معرب کر کے پیش کئے گئے۔ بنو اہل زبان بلکہ روساء قریش نے مقابلہ کیا۔ فصحاء عرب نے اُن کی بلاغت کے سبب قرآن کا سُننا بھی ترک کر دیا اسواسطے یہ دعوے نہایت باطل ہے کہ قرآن باعتبار فصاحت کے معجزہ ہے۔

اب ہم اور علماء و فضلاء عرب و سرگروہان اسلام کی شہادت لاتے ہیں کہ قرآن باعتبار فصاحت کے معجزہ نہیں۔

(۱) علماء عرب میں سے ایک فرقہ مزدار یہ کے لوگ ہیں جن کی فصاحت و بلاغت کی عرب میں دھوم ہے اور یہ بھی مثل سنیوں کے اسلام کے بہتر فرقوں میں سے ایک مشہور فرقہ ہے اس فرقہ کا عموماً اور اُن کے سرگروہ عیسے ابن صبیح ابو موسیٰ کا قول ہے الناس قادرون علی مثل ھذا القرآن فصاحۃ ونظما وبلاغۃ۔ **ترجمہ** آدمی قادر ہیں کہ ایک کتاب مانند قرآن کے فصاحت و نظم و بلاغت میں بناویں

(۲) اسی طرح مشہور و معروف فرقہ معتزلہ کا رہنما بلکہ سرگروہ حضرت نظام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے انکا نوا قادرین علی ان یاتوا بسورۃ من مثلہ بلاغۃ وفصاحۃ ونظما **ترجمہ** علا فی الحقیقت بنا سکتے ہیں ایک سُورۃ فصاحت و بلاغت و نظم میں مثل سُورۃ قرآن کے۔

(۳) شہرستانی میں لکھا ہے ابطال اعجاز القرآن من جہۃ الفصاحۃ والبلاغۃ **ترجمہ** قرآن کو فصاحت اور بلاغت کے اعتبار سے معجزہ جاننا جھوٹ ہے۔

(۴) فرقہ معتزلہ کا معزز رئیس حضرت ابراہیم بن سیار متکلم رحمت اللہ علیہ یوں کہتا ہے والعجب فیہ من حیث الاخبار عن امور الماضیہ والآیۃ ومن جہۃ صرف الدواعی عن المعارض ومنع العرب عن الاہتمام بہ جبرًا وتعجیزًا اذ لو خلاھم لکانوا قادرین علی ان یاتوا بسورۃ من مثلہ بلاغۃ وفصاحۃ ونظما **ترجمہ** قرآن میں کچھ عجوبہ بات نہیں ہے صرف اُس میں یہی عجوبہ ہے کہ امور ماضیہ اور آئندہ کی اس میں خبریں ہیں (یعنے گذشتہ لوگوں کے قصے اور قیامت اور عدالت و سزا و جزا کی خبریں) اور نہ کوئی معارض اور اُس کے برابر سُورۃ بنانے والا جو نہ ہوا۔ تو باعث اُس کا یہ تھا کہ عرب کے لوگوں کو جبرًا و تعجیزًا ممانعت تھی کہ اس کا ارادہ نہ کریں اگر انہیں وہ (محمد صاحب) چھوڑتا۔ تو اُس کی قرآن کی مانند فصاحت و بلاغت و نظم میں وہ بنا دیتے"

یہ تو ظاہر ہے کہ کمزوری کے وقت جبر نہیں چلتا تھا مگر جب مرید زیادہ ہو گئے تو سخت ممانعت ہو گئی کہ کوئی قرآن کی سورۃ کے مساوی آیت یا سورۃ نہ بناوے بلکہ کوئی مونہہ سے یہ بھی نہ کہے کہ قرآن مخلوق ہے بلا عذر و حیلہ سب سے کلام اللہ سمجھیں اور کہیں اور جو کہے کہ مخلوق ہے اُسے کافر جانو اور تمام کافر واجب القتل ہیں۔

چنانچہ شرح مواقف میں وہ حدیث محمد صاحب کی درج ہے قال القرآن مخلوق فھو کافر۔ جو کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے اور قرآن میں ہے یا ایھا النبی جاھد الکفار۔ اے پیغمبر جہاد کن با کافراں۔ فقاتلوا ائمۃ الکفر۔ پس بکشید پیشوایان کفر را۔ فاقتلوا المشرکین پس بکشید مشرکاں را اور قرآن کہتا ہے یا ایھا النبی حرض المومنین علی القتال **ترجمہ** اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو قتل کا سُورۃ انعام ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا **ترجمہ** اُس سے ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندہے۔ اس پر تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کعبد اللہ بن سعد ابی سرح کان یکتب لرسول اللہ فلما نزلت ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین فلما بلغ قولہ ثم انشاء فاخلقا اٰخر قال عبد اللہ تبارک اللہ احسن الخالقین تعجبا من تفصیل خلق الانسان فقال عم املیھا فکذلک نزلت فشک عبد اللہ وقال لئن کان محمد صادقا لقد اوحی الی کما اوحی الیہ ولئن کان کاذبا لقد قلت کما قال" **ترجمہ** جیسے کہ عبد اللہ بن سعد ابی سرح جو لکھتا تھا قرآن واسطے رسول اللہ کے جب نازل ہوئی (ولقد خلقنا الخ سُورۃ مومنون) یہ آیت تب عبد اللہ نے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین تعجب کر کے تفصیل پیدائش انسان سے۔ کہا محمد نے لکھ اسی کو ایسا ہی نازل ہوا ہے (یعنے جو بات عبد اللہ نے کہی وہی محمد صاحب کو نازل ہو پڑی کیونکہ فصیح عبارت تھی) پس شک کیا عبد اللہ نے اور کہا اگر تھا محمد صادق فی التحقیق وحی کی گئی طرف میرے جیسے کہ وحی کی گئی طرف اُس کے اور اگر محمد جھوٹا ہے تحقیق میں نے کہا جیسا کہ اُس نے کہا کہ تفسیر حسینی میں ہے گویند این سخن عبد اللہ بن سعد است کہ کاتب دیوان نبوت بود روزے کہ آیت ولقد خلقنا الخ مے نوشت و تقلیب طوار اواز علقہ و منصغہ و عظم و لحم ملاحظہ کرد و بعد ازانکہ کلمات ثم انشاناہ خلقا آخر شنید از روئے تعجب بزبانش جاری شد کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین حضرت رسالت پناہ گفت ہمچنیں کہ ہمچنیں نازل شدہ عبد اللہ در شک افتاد و مرتد گشت و گفت کہ اگر محمد صادق است پس بر من ہم وحی فرود مے آید چنانچہ بروے آید و اگر کاذب است من ہم گفتم چنانچہ او میگوید دیکھو تفسیر حسینی جلد اول سورۃ انعام صفحہ ۱۸۰ ۱۳۰۴ھ نولکشور) یہی ذکر مثنوی رومی دفتر اول صفحہ ۶۹ مطبوعہ حیدری بمبئی ۱۲۷۳ پر بھی موجود ہے۔ بعنوان مرتد شدن کاتب وحی اسی کی تائید میں تاریخ ابی الفداء میں بھی یہ مذکور ہے اور اس عبد اللہ مذکور کا یہ حال ہے کہ یہ شخص قبل از فتح مکہ مسلمان ہوا تھا وحی لکھا کرتا تھا مگر اس کمبخت کو دہت تھی کہ قرآن شریف کو مبدل کر دیا کرتا تھا پھر مرتد ہو گیا تھا اسواسطے حضرت نے اُس کا خون ہدر کیا تھا یعنے حکم قتل دیا تھا" (دیکھو تاریخ ابی الفداء ترجمہ اردو دہلی)

اگر اور ایسی آیات کا کوئی حال دیکھنا چاہے تو مولوی جلال الدین سیوطی کے اتقان علوم القرآن کی دسویں نوع کو دیکھیے) ایسی ہی اور بہت سی آیات ہیں جو عام لوگوں کی زبان سے سن کر حضرت نے قرآن میں درج کر دیں۔

اسی کی تائید اخبار منشور محمدی بھی کرتا ہے" بلکہ جو کوئی اپنے کلام کو خدا کے کلام کے مقابلہ پر تصنیف کرے وہ گستاخ مارا جائے گا چنانچہ جس نے بہ تکلف اس گستاخی کی طرف سر اٹھایا۔ ہر چند کہ وہ اپنا کلام اُن مطالب مذکورہ بالا کے ساتھ آراستہ بعبارت پیراستہ نہیں لا سکا لیکن مارا گیا" (دیکھو اخبار مذکور صفحہ ۲۱۰ کالم ۲ سطر ۱۷ سے ۲۱ تک مطبوعہ ۵ جمادی الاول ۱۳۰۵ھ جلد ۱۷ نمبر ۱۸)

(۵) غنیۃ الطالبین میں ہے کہ فرقہ معتزلہ کا سرگروہ نظام کہتا ہے ویرعم ان القرآن لیس بمعجز بین نظمہ **ترجمہ** قرآن باعتبار اپنے نظم (فصاحت و بلاغت) کے معجزہ نہیں ہے۔

(۶) فرقہ بمعمریہ کی بابت غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان القرآن فعل الاجسام ولیس ھو بفعل اللہ تعالیٰ۔ **ترجمہ** قرآن جسم کا فعل ہے خدا کا فعل نہیں ہے۔

(۷) مثنوی رومی کے حاشیہ میں لکھا ہے گویند کہ فیضی برادر خود را با یاران بجہت خریدن بعضے کتب فرستادہ در کتاب خانہ آمدہ درمیان کتابہا اول قرآنے بدستش آمد دید و بسبیل استہزا گفت این کتاب تصنیف محمد است (دیکھو صفحہ ۲۸۷ دفتر سوم)

اُس کو معجزہ کہتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی ایسا بڑا درخت دیکھے جس کے برابر اور کوئی بڑا درخت نہ ہو تو وہ معجزہ تصوّر نہیں کیا جاتا سب لوگ جانتے ہیں کہ داؤد کے وقت ایک پہلوان جمی **گولایا** تھا جسے اُس نے مار ڈالا تھا۔ اُس کے قد کے موافق کوئی دوسرا شخص نہ تھا مگر کوئی شخص اتنے بڑے قد کو معجزہ نہیں کہتا تھا۔ کوئی محمدی **ہومر** کی مانند یونانی عبارت اور **گل** کی مانند لاطینی عبارت اور **کالیداس** کی مانند سنسکرت عبارت ہرگز نہیں بنا سکتا ہے پھر کیا یہ بھی معجزہ ہوگا۔ پھر اکثر محمدی کہتے ہیں کہ محمد صاحب کے وقت بھی کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ الٰہی عبارت بنانے کی لیاقت رکھتا بلکہ تمام لوگ یہی اقرار کرتے تھے قرآن کی عبارت کے موافق کوئی بشر عبارت نہیں بنا سکتا۔ کون جانتا ہے کہ محمد صاحب کے وقت سب لوگ ایسا ہی کہتے تھے سب دانا آدمی جانتے ہیں کہ آج کل فرانس جرمنی انگلستان آسٹریا امریکہ وغیرہ ملکوں میں بہت لوگ عبرانی۔ یونانی سنسکرت اور عربی زبان کو خوبی پڑھتے ہیں۔ اور ان زبانوں کی کتابوں کو اچھا کما حقہ سمجھتے ہیں مگر کسی شخص نے کبھی نہیں کہا کہ قرآن کی عبارت دوسری زبانوں کی عبارت سے فوقیت رکھتی ہے اگر محمدی عبرانی یونانی سنسکرت اور لاطینی زبانوں کو تحصیل کریں تو بڑا فائدہ اٹھا دیں کیونکہ ان زبانوں میں نہایت عمدہ اور قدیمی کتابیں لکھی گئی ہیں مثلاً وہ لوگ جو دہلی میں رہتے ہیں انہوں نے اور کوئی بڑا عالیشان شہر نہیں دیکھا وہ تو ضرور یہی کہیں گے کہ دہلی کی مانند اور کوئی شہر دنیا کے سطح پر نہیں ہے۔ اگر وہ اور اور ملکوں کی بھی سیر کریں اور **سینٹ پیٹرزبرگ۔ ویانا۔ ماسکو۔ پارس۔ نیویارک۔ لیورپول۔ لنڈن** وغیرہ شہروں کو دیکھ کر پھر دہلی میں آویں تو دہلی کی تعریف جیسے پہلے کرتے تھے ہرگز نہ کریں گے اور شہروں پر اُسے فوقیت نہ دیویں گے۔ اسی طرح اگر محمدی **سیسرو۔ دیماستھنز۔ ورجل۔ ہارس۔ ہومر۔ ملٹن۔** وغیرہ مصنفوں کی کتابیں پڑھیں اور قرآن سے انکا مقابلہ کریں۔ وہ بھی ضرور کہیں گے۔ کہ ان کتابوں کی عبارت بیشک قرآن کی عبارت سے عمدہ ہے۔ یہ بھی واضح ہو کہ عبارت مضمون سے ایسی نسبت رکھتی ہے جیسے پوشاک آدمی سے اسکا مطلب یہ ہے کہ برے لوگ بھی اچھی پوشاک پہن سکتے ہیں اب بہتر یہ ہے کہ ہم عبارت کی فکر ہرگز نہ کریں۔ لیکن مطلب پر غور کریں۔" بقول مولوی رومی ؎

ما درون را بنگریم و حال را ما بروں را نہ نگریم و قال را

باب دوم

جگت اُپتی

ویدادک ست شاستروں کے مطابق ایشور۔ اور ایشور کے گُن۔ اور اُسکے کرم و سبھاؤ انادی بتلائے گئے اور اُس کا جاننا ہر ایک انسان کے لئے واجبات سے ٹھہرایا گیا ہے۔

حقیقت میں اگر ایشور کو انادی یعنے ازلی نہ مانا جاوے۔ اور محدود زمانہ سے صفات خداوندی کو اُس سے منسوب گردانا جاوے تو ایشور پر حادث ہونے کا دوش آوے گا۔ اور حادث ہونے سے ناش والا کہلا دے گا جس پر اُس کے واسطے اور کرتا کی ضرورت ہوگی۔ اور نت آنند کے بدلے اُس کی ذات میں لامحدود زمانہ تک کدورت ہوگی جو سراپا دشواری ہے جب ایشور ازلی اور انادی ثابت ہے اور اس کا ماننا ہر ایک آستک پر واجب پس جائے غور ہے کہ ایشور کی صفات بھی انادی ہیں یا سادی۔ جوں کہ صفت اور موصوف اور گُن اور گُنی باہم لازم اور لزوم ہیں اور ہر ایک دانا کے نزدیک یہ بات معلوم و مفہوم۔ کیونکہ صفت موصوف کے بغیر اور موصوف صفت کے سوا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کوئی شے صفت کے بغیر نہیں ہو سکتی اور ہو تا کیا بلکہ نہیں ہے ہر شے کے واسطے کسی صفت کا ہونا اور کسی کا نہ ہونا لازمی ہے اور جو کہ بیجی ہوتی ہے وہ محدود زمانہ کے بعد نہیں رہتی۔ درحقیقت کسی طرح سے بھی نہیں رہ سکتی کیونکہ محدود کی تمام طاقتیں محدود ہوتی ہیں اور غیر محدود کی بجز غیر محدود۔

جب ایشور غیر محدود ہے اور غیر محدود زمانہ یعنے انادی کال سے موجود ہے تو اُس کی صفت کا نابود و مفقود ہونا یا اُس کی نسبت ایسا خیال کرنا سراپا مردود ہے۔

اِس لئے جب ایشور اور ایشور کے گُن انادی ثابت ہوئے۔ تو اُس کے کرم یعنے افعال بھی انادی ماننے پڑے کیونکہ وہ سا کر یہ اور جگت کا کرتا ہے۔ کرموں اُنو لسار سب کا پھل داتا ہے۔ جبڑہ نہیں معطل نہیں عضو ناکارہ نہیں بیجان نہیں۔ اور یہی ایشور کے گُن ہیں جب سب گُن (صفات) انادی ہیں۔ تو انادی کرنا کے کرموں کی بھی آدی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر ایسا مانا جاوے۔ تو کریا (فعل) کے ابتدائے سے پہلے ایشور کو آکاش خلا اور کال از زمانہ کی طرح اگر یہ ماننا پڑیگا جو بہت ہی نا واجب و نا سزا ہے اور کسی طرح ذات باری کے بے صفات ہونے کا کلمہ کہنا روا نہیں۔

جس طرح کوئی شے بغیر صفت کے نہیں ہے اُسی طرح کوئی چیز بغیر سبھاؤ یعنے عادت کے نہیں جیسے سبھاوک گُن یعنے ذاتی صفات بغیر شے کے اور شے سے الگ یا شے سے پیچھے نہیں ہوتی ویسے ہی سبھاؤ یعنے عادت بھی۔ چنانچہ ویدہائے مقدس و شاستر ہائے متبرک میں پرماتما کو

सृष्टि उत्पति स्थिति संहारकारक। یعنے (سرشٹی)

جگت کا رچنے والا اور سرشٹی کا دہارن کرنے والا۔ اور اُس کو ناش کرنے والا فرمایا ہے اور دلائل واضح سے مشرح بتلایا۔ کوئی آدمی اُنہیں پڑھ کر یا سُن کر اور سمجھ کر انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اُن کا صداقت و راستی پر سارا مدار ہے چونکہ جگدیشور کی سب صفات ازلی ہیں۔ اسواسطے صفات بالا بھی ست ودیا کے پستکوں (وید مقدس) میں ازلی بتلائے بلکہ ذہن نشین کرائے ہیں علیٰ ہذا ایشور کے کرم یعنے سرشٹی کے رچن پالن دہارن اُس کی انیت سمی (زمانہ معینہ تک کر کے پھر ناش یعنے اور ش سوشپتی ادستہا میں بھی ایک مقررہ زمانہ تک رکھنا انادی کال سے چلا آتا ہے اور اننت سمے تک ایسا ہی رہیگا۔ انادی میں آدی از ازل میں ابتدا اور اننت یعنے ابد کی انتہا نہیں ہوتا اور بغیر ابتدا و انتہا کے شمار نہیں ہوتا۔

اب جائے غور ہے اور مقام انصاف کہ اس پوتر و سرشٹی یعنے مقدس عقیدہ سے کیا کچھ ست چت آنند پار برہم کی بے انتہا سچی قدرتیں بے انتہا سچی رحمتیں بے انتہا سچی حکمتیں اور بے انتہا سچی عظمتیں اور بے انتہا سچی قوتیں ظاہر ہوتی ہیں اور ایسی الٰہی اُس وید و کت سچی فلسفی سے خدا ازلی خالق۔ ازلی معبود۔ ازلی مالک۔ ازلی رازق۔ ازلی قادر۔ ازلی علیم۔ ازلی رحیم۔ ازلی حکیم ازلی **ازلی** ثابت ہوتا ہے اور ایسی ہی اُس کی اور صفات میں بھی ازلیت و کمالیت ظاہر ہوگی اب اس کے مقابلہ میں عقائد محمدیہ پر غور فرمائے۔ اور تعصب کو چھوڑ کر انصاف کو کام میں لائے قرآن۔ بقرہ۔ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ثم استوی الی السماء فسوٰھن سبع سموات۔ ھود۔ و ھو الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام و کان عرشه علی الماء۔ بقرہ۔ و اذ قال ربك للملٰئكة انی جاعل فی الارض خلیفة۔

ترجمہ اللہ وہی ہے جس نے بنایا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب پھر چڑھ گیا طرف آسمان کی۔ اللہ وہی جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں اور تھا تخت اُس کا پانی پر۔ اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب (آدم) جس کو بموجب حساب توریت کے ٥٨٩٢ سال ہوتے ہیں جس سے ثابت ہے کہ خدا نے فقط سات آٹھ ہزار برس سے سرشٹی رچی ہے یعنے فقط سات آٹھ ہزار سال سے خالق ہے۔ فقط سات آٹھ ہزار برس سے معبود ہے۔ فقط سات آٹھ ہزار برس سے مالک ہے فقط سات آٹھ برس سے رازق ہے فقط سات آٹھ ہزار برس سے قادر ہے۔ فقط سات آٹھ ہزار برس سے علیم ہے فقط سات آٹھ ہزار سال سے رحیم ہے فقط سات آٹھ ہزار برس سے حکیم ہے

[1] حاشیہ قدریہ مسلمانوں میں فرقہ نظامیہ اس بات کو سمجھ کر اقبال کرتے ہیں کہ خدا ہمیشہ سے نہیں ہے تھوڑے عرصہ سے ہوگیا ہے (دیکھو غنیة الطالبین)

عندك فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم ترجمہ سن چکے ہم کہ لیں ایسا یہ کچھ
نہیں مگر احوال ہیں پہلوں کے اور جب کہنے لگے کہ یا اللہ اگر یہی دین حق ہے تیرے پاس سے تو ہم پر
برسا پتھر آسمان سے یا لا ہم پر دکھ کی مار کہف قالوا یٰذا القرنین ان یاجوج و ماجوج مفسدون
فی الارض فھل نجعل لك خرجا علیٰ ان تجعل بیننا و بینھم سدا۔ قال مامکنی فیہ ربی
خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم و بینھم ردما۔ ترجمہ بولے اے ذوالقرنین یہ یاجوج و ماجوج دھوم اٹھاتے
ہیں ملک میں۔ سو کہے تو ہم ٹھہرا دیں تجھ کو کچھ محصول اسپر کہ بنا دے تو ہم میں اور ان میں ایک آڑ بولا جو
مقدور دی مجھ کو میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری محنت میں بنا دوں تمہارے انکے درمیان
میں ایک دیوار اسی طرح سورۃ بقر و عنکبوت و قمر و زخرف و کہف و آل عمران وغیرہ
میں بہت آیات موجود ہیں۔ علاوہ براں ہم تکذیب براہین احمدیہ کے صفحہ ۷۰ و ۷۵ و ۲۰۸ پر
بھی چند سورتیں فاروق مسیلمہ سے درج کر چکے ہیں۔ مگر یہاں پر ہم فاروق مسیلمہ سے قرآن
کے سورۃ فیل کے جواب میں سورۃ فیل سناتے ہیں اور فصاحت قرآنی کی اپیل کرتے ہیں

سورہ فیل قرآن سے الم تر کیف فعل ربك باصحب الفیل + الم یجعل کیدھم
فی تضلیل + وارسل علیھم طیرا ابابیل ترمیھم بحجارۃ من سجیل + فجعلھم کعصف
ماکول + سورۃ فاروق سے الفیل وما ادریکما الفیل + له ذنب وثیل + له خرطوم
طویل + وان ذلك من خلق ربنا الفیل علی کل شئ کفیل + ۔

اس سورۃ فیل کو عرب کے صدہا فصیح و بلیغ آدمیوں نے قرآن کی سورۃ سے فصاحت و بلاغت
میں بڑھ کر مانا ہے اور اکثر علماء اسلام نے بھی مساوی جانا ہے۔

اب مرزا غلام احمد کے ایک تازہ معجزہ کی بھی تردید واجبات سے ہے۔ جو اُس نے سرمہ کے صفحہ
۱۳۱ و ۱۳۲ پر درج کیا ہے۔

غلام احمد۔ ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ میں نے عالم کشف میں دیکھا۔ کہ بعض احکام قضا و قدر
میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہوگا اور پھر اُس کو دستخط کرانے کے لئے خدا
وند قادر مطلق جل شانہ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ مکاشفات اور رویا صالحہ
میں اکثر ہوتا ہے۔ غرض وہی صفت اجمالی جو بعالم کشف قوت متخیلہ کے آگے ایسی دکھلائی دی
تھی جو خداوند قادر مطلق ہے اُس ذات بیچوں و بیچگوں کے آگے وہ کتاب قضا و قدر پیش کی گئی
اور اُس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اول اُس
سرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے منہ میں رہ گیا اس سے اُس کتاب میں
دستخط کر دیئے اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہو گئی۔ اور آنکھ کھولکر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرے
سرخی کے تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے۔ چنانچہ ایک صاحب عبداللہ نام جو سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے
والے تھے اور اُس وقت اِس عاجز کے پاس نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ دو یا تین قطرے سرخی
کے اُس کی ٹوپی پر پڑے۔ پس وہ سرخی جو ایک امر کشفی تھا وجود خارجی پکڑ کر نظر آئی اسی طرح
اور کئی مکاشفات ہیں۔ جنکا لکھنا موجب تطویل ہے۔

تردید۔ بموجب خرافات آپ لوگوں کے بفرض محال ہم نے مانا کہ فرضی خدائے قرآنی وہی عرش
کے بالاخانہ پر خیالی کچہری کرتے ہونگے اور اُسی خدا نے رفع حاجت ضروری کے لئے یعنے کسی تاریخ
کی پیشی کا کام بھگتانے کے واسطے آپ کو عرش پر بلایا ہوگا چونکہ یہ نامعقول بہتان مطابق اپنے
ذہن رسا کے جس کی معکوس بلند پروازی اسفل السافلین کو ہے آپنے بطور خواب و خیال کے ظاہر
نہیں کیا بلکہ ایک امر واقعی اس شہادت بدیہی سے لکھا ہے کہ احکام قضا و قدر آپنے اپنے ہاتھ سے
لکھکر وہ کتاب قضا و قدر کی اس ذات بیچون و بیچگون کے آگے پیش کی اور اُس نے جو ایک حاکم کی
شکل پر متمثل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اول اُس سرخی کو آپ کی طرف چھڑکا اور بقیہ
سرخی سے جو قلم کے منہ میں رہ گئی اُس کتاب پر دستخط کر دیئے۔ چنانچہ عرش سے واپس آنے تک چند
قطرات سرخی تازہ بتازہ آپ کے کپڑوں پر موجود رہے اور ایک شخص عبداللہ نام کی ٹوپی پر بھی چند قطرات
پڑے کیونکہ وہ آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس پر چند اعتراض ہیں۔

(۱) حضرت اول یہ تو فرمائیے کہ پیغمبر آخر زمان بسواری براق ملاقات و مشورہ کے واسطے عرش پر
بلائے گئے تھے تمہارے واسطے بھی وہی براق آیا تھا یا رسن وغیرہ لٹکا کر اوپر کھینچے گئے تھے۔ اور عبداللہ
مذکور بھی تمہارے ساتھ اوپر جا بوقت پیشی تمہارے پاس بیٹھا ہوگا ورنہ عرش سے آپکے مکان پر
بیٹھے ہوئے آدمی کی ٹوپی پر قلم کا قطرہ برابر تیر بہدف پہنچنا محال المحال ہے۔ یا اُسکی ٹوپی پر رشحہ
قلم پڑنا اس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا صاحب اپنی پیشی کا کام پورا کرنے کی غرض سے کتاب قضا و
قدر بغل میں لیکر آپکے بیت الحرام میں عرش پر سے اُترے ہونگے۔ لیکن دونوں صورتیں ناممکن ہیں
صورت اول تو اس وجہ سے کہ پیغمبر آخر الزمان کے ساتھ اُنکے مقرب اور معظم اصحابوں میں سے ہرطرح
پر کوئی بھی ساتھ نہیں جا سکا پس آپ کے ایک اجنبی آدمی کی کیا حقیقت ہے صورت دوم
اس طرح سے کہ خدا صاحب وُہ اُس وقت زمین پر اُترے تھے کہ جب حضرت آدم کا قالب
زمین کی مٹی لیکر اپنے ہاتھوں سے طیار کیا تھا یا بموجب روایت بائیبل یعقوب کے ساتھ کشتی
لڑنے وغیرہ خاص ضروری موقعوں پر زمین پر آئے تھے آئندہ کے لیئے قرآن میں یہ پروگرام مشتہر
فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اُترنے کی بیجا تکلیف گوارا کرنی چہ معنے دارد۔

(۲) قرینہ سے قیاس میں گزرتا ہے کہ جو کوئی فرشتہ خدا صاحب کی پیشی میں سرشتہ داری کرتا تھا وہ
بیماری وغیرہ کے سبب سے غیر حاضر ہوا۔ تو دیگر فرشتگان جو ہمیشہ حاضر حضور رہتے ہیں اور انہیں کے سہارے
سے خداوندی کے کام چلتے ہیں شاید وہ سب فرشتے سلطان المعظم حضرت شیطان کی لشکر کشی کے
مقابلہ پر مامور ہوئے ہونگے جس سے کچہری خالی رہی اور آپکے بلانے کی نوبت پہنچی۔ اگر یہ قیاس درست
نہیں تو آپ صحیح تشریح فرمائیے۔

(۳) چونکہ قادر مطلق کے ٹھیک یہ معنے ہیں کہ جو بے قید و آزاد و قادر ہو یعنے محتاج بالغیر و الآلات
خارجیہ نہ ہو۔ مگر وہ آپ کا خیالی خدا آپکی سرشتہ داری کا محتاج۔ کتاب قلم کا محتاج سیاہی و دوات کا محتاج
کسی جسم میں اوتار دہار کر جسمانی اعضا کا محتاج قضا و قدر کے احکام لکھنے کا محتاج ایک معمولی انسان
ثابت ہوا۔ بقول لیکہ سخن لا ہوک قلم بند کن ٭ کہ از یاد مردم گریزد سخن ٭ پس اُسکو قادر مطلق لکھنا
تمہارے یاوہ گوئی یا دیوانگی پر دلالت ہے علی ہذا القیاس اُسکی جل شانہ کی تعریف کرنا
تمہاری ہشیاری جنون کے نشان ہیں کیونکہ اُس نے سُرخ رنگ (تازہ ایجاد یورپین جسکو نیا رنگ کہتے
ہیں) منگوا کر دوات میں بجائے سیاہی کے ڈالا ہوا تھا اور تم جیسے آدمی کو پیشی میں بلوایا۔ علاوہ
براں جس طرح ایام ہولی میں اہل ہنود آپس میں رنگ ڈالکر تمسخر کرتے ہیں اُسی طرح تمہارے
اوپر سُرخ رنگ چھڑکا اور ذلیلانہ مسخراپن کیا۔ اور جب کہ تم نے صاف طور پر لکھا ہے کہ ایک
حاکم کی شکل پر متمثل تھا اُسے بیچون و بیچگون لکھنا دیوانگی نہیں تو کیا ہے۔

اگرچہ آپ کے ایسے جنون کا جواب لکھنا مناسب نہیں تھا جیسا کہ بعض پاگل اس طرح کی بہت بکوس
کرتے پھرتے ہیں اور کوئی اُن کے ہذیان پر کچھ نہیں کہتا لیکن اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جاہل لوگ
اُن پاگلوں کو مستانہ پیر یا مجذوب فقیر خیال کر کے اُن کے آگے پیچھے پھرتے اُن کی خدمت کرنے
میں اوقات ضائع کرتے اور اُن سے مرادیں مانگتے ہیں ایسے سادہ لوحوں کو آپ کے جنون و
ریاکاری سے بچانے کو بطور مفید عام کام صواب سمجھ کر اس دیوانہ خیال پر مختصراً تردید لکھی گئی
ہے اور تعجب بلکہ افسوس ہے کہ اہل اسلام سے کوئی مولوی کوئی فقیہ کیوں آپ کے علانیہ کفر
کی نسبت تکفیر و تشہیر کا فتویٰ نہیں دیتا ہے۔

اخیر میں ہم ایک لائق یورپین کی رائے فصاحت قرآنی پر لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔
محمدی اقرار کرتے ہیں کہ قرآن خود ایک معجزہ ہے کیونکہ اُس کی عبارت ایسی عمدہ ہے کہ کوئی
آدمی اُس کے موافق بنا نہیں سکتا۔ میں نے مانا کہ یہ سچ ہے۔ مگر سنسکرت کی عبارت بھی بہت
اچھی ہے۔ بیشک کوئی شخص بید کی سنسکرت عبارت کی مانند نہیں بنا سکتا۔ اور بڑے بڑے
پنڈت بھی کہتے ہیں کہ بید کی سنسکرت عبارت کی مانند کوئی ایشر نہیں بنا سکتا۔ پھر محمدی کس طرح

درخت خدا نے بنایا اسی واسطے محمد صاحب نے مسلمانوں کو ارشاد فرمایا کہ عمہ جان کی تعظیم و تکریم کرو۔ خدائے قرآنی نے آدم کو بنا کر ملائکہ کا اُسے مسجود بنایا اُس کے رسول نے نخلہ کو مسلمانوں کی عمہ جان کہہ کر معبود ٹھہرایا سچ ہے اُمیوں کیواسطے اُمی پیغمبر کی ضرورت تھی (دیکھو علمیت قرآنکا باب مصرعہ خدائے چنیں رسولے چناں) یہی قصہ مشکوٰۃ کتاب الایمان فصل ۱ صفحہ ۹ ۱۳ میں بھی موجود ہے۔

دوم سورۃ مریم میں ہے اولا یذکر الانسان انا خلقنا من قبل ولم یک شیئاً ترجمہ کیا نہیں یاد کرتا انسان یہ کہ ہم نے پیدا کیا تھا اُس کو پہلے اُس سے اور نہ تھا کچھ

سوم سورہ یٰسٓ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔ ترجمہ سوائے اِس کے نہیں کہ حکم اُس کا جب چاہے پیدا کرنا کسی چیز کا یہ کہ کہتا ہے واسطے اس کے کہ ہو پس وہ ہو جاتا ہے۔

اے قرآن کے فلاسفر مہربانی کر کے ذرہ یہ تو بتلاؤ کہ یہ حکمرانی کس پر ہوئی۔ یہ ارشاد کس پر نافذ ہوا اور کس نے اِس ارشاد کی تعمیل کی۔ وہ کون تھا جس نے یہ حکم مانا۔ کیا خدا کے سوا کوئی اور شے بھی تھی جو اِس امر کی مامور بتلائی جا سکتی ہے کیا آمر اور مامور لازمی نہیں ہیں۔ ذرہ تشریح تو کیجئے گا کہ وہ کیا شے تھی جس کو کہا گیا کہ ہو جا اور وہ ہو گئی۔ اور کیا ہو گئی کیا کوئی شے تھی اگر تھی تو یہ عقیدہ آپ کا کہ ابھاؤ سے بھاؤ یعنے نیستی سے ہستی ہوئی قایم نہیں رہ سکتا ہے خود ہی منصف بنو اور ایمان سے سوچو۔

اگر تم امر سے یا ارادہ سے یا قدرت سے یا نور سے اُتپتی مانو گے جیسا کہ تم مانتے ہو تو ہم ضرور آپ سے پوچھیں گے کہ یہ امر یا ارادہ یا قدرت یا نور کوئی (موجود چیز) ہے کہ نہیں اگر کوئی چیز نہیں ہے تو پھر خود ہی جانو کہ اُس سے پیدائش کیونکر ہوگی۔ اور اگر کوئی چیز ہے تو ماسوا اللہ اُسی کو سناتن کارن مانو۔

قرآن کے اسی عقیدہ اور انہیں آیتوں پر سید بہلے شاہ صاحب نے بزبان پنجابی فرمایا ہے۔

قولہ بزبان پنجابی کن کہیا فیکون کہایو + کہو تیرے یا ہوں کھڑ آیو + یعنے تم نے کُن کہا اور فیکون کہلوایا۔ جب کہ سوائے تیرے کوئی موجود نہ تھا۔ تو اب جواب دے کہ تیرے بغیر وہ کس نے کہا نتیجہ تو نے خود ہی کُن کہا اور خود فیکون کہا۔ یعنے خود ہی نے کہا ہو جا اور خود تو ہی ہو گیا۔ پس یہ پیدا شدہ ارواح اجسام صغار و کبار سب کچھ تو ہی ہی تیرے سوا کچھ نہیں ہے صاحب گلشن فرماتا ہے۔

بماافعال رانسبت مجازی است ۔۔۔ کہ نسبت خود حقیقت لہو بازیست

چہ بود اندر ازل اے مرد نااہل ۔۔۔ کہ این باشد محمد آن ابوجہل

جامی

چو آن بیچون درین چون کرد آرام ۔۔۔ پے روپوش کردہ یوسفش نام

اخلاق ناصری

موجود بحق واحد اوّل باشد ۔۔۔ جُز او ہمہ موہوم و مخیل باشد

ہر چیز کہ جُز او آید در نظر ۔۔۔ نقش دوئمین چشم احول باشد

مجدد الف ثانی

بے نجہ در بغل خدا دارم ۔۔۔ من چہ پروائے مصطفےٰ دارم

فرمود چنیں حضرت حی قیوم ۔۔۔ در گوش دلم کہ اے طلسم موہوم

ہشدار کہ در عالم کثرت ہرگز ۔۔۔ تا من ہستم تو ہم نگردے معدوم

حضرت بایزید بسطامی۔ اسی کُن فیکون کے راز سے واقف ہو کر اپنے آپ کو خدا کہتا اور پوجواتا ہے۔

رومی

بامریدان آن فقیر محتشم ۔۔۔ بایزید آمد کہ یزدان تک منم

گفت مستانہ عیاں آں ذوفنون ۔۔۔ لا الٰہ الا انا ہا فاعبدون

نہیں ہے خدا مگر میں پس میری پوجا کرو یعنے نیست خدائے مگر من پس مرا پرستید۔

گمان غالب ہے کہ قرآن کی ایسی ہدایات سے ہمہ اوست کا مکروہ مسئلہ پھیلا جو تمام خرابیوں کی جڑ اور تمام بدچلنیوں کی بُنیاد ہے بہرصورت ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ انسان کے بنانے میں خدا مٹی اور نطفہ کا کیوں محتاج ہوا کیا بغیر مٹی اور نطفہ کے صرف کن فیکون کہنے سے پیدا نہیں کر سکتا تھا یا اُس پر قادر نہ تھا۔ نکتہ۔ ۴-۴ ۱۸۸۸+۵۸۹۲ سال پیدائش آدم سے حال تک ہوئے اور عیسیٰ ۳۳ سال محمد ۶۴ سال کُل ۹۷ - ۱۸۸۸ = ۱۷۹۲ وہ زمانہ ہے جس میں کوئی پیغمبر نہیں ہوا ۵۸۹۲ - ۱۷۹۲ = ۴۱۰۰ اب ۴۱۰۰ ÷ ۱۲۴۰۰۰ = ۱۲

$$\frac{۴۱۰۰ \times ۳۶۵}{۱۲۴۱۰۰} = ۱۲\frac{۱۷}{۲۴۸}$$

۱۲ روز اور چند گھنٹوں میں ایک ایک پیغمبر ہوتا ہے۔

۴ یا ۵ ہزار سال میں بلا سوچے سمجھے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر و نبی جیسا کہ آپ لوگ کہتے ہیں کیوں ارسال کئے۔ کیا بغیر ان کے تعلیم نہیں دے سکتا تھا اس سے ایک کا نہیں بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کا محتاج بالغیر ٹھہرتا ہے اصل بات یہ ہے کہ آپ لوگ اِس کے سمجھنے سے سخت غلطی میں پڑے ہو اور خواہ مخواہ بے دلیل و بے برہان دوش دینے پر آمادہ ہو جاتے ہو۔ جیو اور مادہ کی قدامت سے خدا پر کچھ بھی دوش (الزام) احتیاج کا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ خدا انکا ہرگز محتاج نہیں بلکہ جیو اور مادہ اُسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ البتہ خدا پر احتیاج کے الزام دین اسلام کے عقائد سے آتے ہیں اور صرف الزام ہی نہیں بلکہ اُسی کو تمام گنہگاری کا بانی مبانی ٹھہراتے ہیں۔ چنانچہ۔

(۱) سورۃ قٓ میں ہے قد علمنا ما تنقص الارض منھم و عندنا کتب حفیظ۔ ترجمہ تحقیق جانتے ہیں ہم جو کچھ کہ کم کر دیتے ہیں زمین سے اور نزدیک ہمارے ہے کتاب یاد رکھنے والی۔ تفسیر حسینی نزدیک ما کتابے ست نگاہ دارندہ مر تفاصیل ایشاں را یعنی آنچہ از ایشاں خاک شدہ آنرا میدانیم و نوشتہ است در لوح محفوظ" (قوت حافظہ کی کمی اور نسیان کا غلبہ اور کتاب کا محتاج)

حاشیہ کتاب مرصاد العباد میں شیخ نجم الدین صاحب رازی فرماتے ہیں "نور حضرت محمدی صلے اللہ وسلم از پرتو نور احدیت خود بیروں آورد چنانچہ بیان نبوت ازان معنے بدیں عبارت اشارت فرمودہ کہ" صلی اللہ والمؤمنون منی بعد ازاں کہ نور بعالم ظہور آمد حق سبحانہ تعالیٰ بنظر رحمت دراں نور نگریست حیا بروے غالب شد قطرات از وے متقاطر گشت (مقام غور) ارواح جمیع انبیا علیہم السلام از نور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مخلوق گشتند و از ارواح انبیا ارواح اولیا را بیافرید۔ واز ارواح اولیا ارواح مومناں را و از ارواح مومناں ارواح عاصیانرا بیافرید و از ارواح عاصیاں ارواح منافقاں و کافراں بیافرید۔ بعد ازاں از صاف ارواح انسانی ارواح ملکی بیافرید و از ارواح ملکی جن و از ارواح جن ارواح شیاطین را بیافرید بر تفاوت مراتب در احوال ایشاں۔ و باز از جرم ارواح انسانی ارواح حیوانات بتفاوت پدید آورد و انگہ ارواح ملکوتیات پس مکنونات بنفوس نبات و معدن و مرکبات و مفردات عناصر مخلوق گشتند۔ پس مجموعہ مکونات علویہ و سفلیہ و ملکیہ و ملکوتیہ از نور حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم مخلوق گشت" ۔ اور یہی ذکر معارج النبوۃ مطبع نولکشور ۱۸۷۳ء صفحہ ۱۸۰ رکن اوّل باب ۲ وَل فصل دوم میں مولوی معین کاشفی صاحب نے لکھا ہے) اس قول پر بہت سے اعتراض ہو سکتے ہیں مگر قطع نظر اُن سب کے صاف ظاہر ہے کہ نور محمدی سب خلقت کا کارن یعنے بُنیاد ہے اور نور محمدی کو خدا نے اپنے نور احدیت سے نکالا جس سے صاف واضح ہے کہ خدا خود ہی تمام دُنیا بن گیا اور یہ ایسا عقیدہ ہے کہ اس سے بدتر عقیدہ دنیا میں کوئی نہیں ہے خود پیغمبر شد و پیام آورد گشت خود کا خود انکار۔

فقط سات آٹھ ہزار سال سے عادل ہے۔ فقط سات آٹھ ہزار سال سے صانع ہے فقط سات آٹھ ہزار سال سے بادشاہ ہے گویا باعتقاد و ہدایت قرآن کے اِس سات آٹھ ہزار سال سے پہلے نہ وہ خالق تھا اور نہ معبود۔ نہ رازق تھا۔ اور نہ مسجود۔ نہ وہ قادر تھا اور نہ علیم نہ وہ صانع تھا اور نہ حکیم و رحیم۔ بلکہ نہ عادل تھا نہ بادشاہ نہ ہادی تھا نہ رہنما۔ اور اگر فرض کیا جائے یا کسی محمدی کی خاطر مان لیا جاوے کہ وہ تھا تو ہم پوچھتے ہیں کہ بتلاؤ کس کا خدا مالک و رازق رحیم و عادل وغیرہ۔ غور سے سوچو۔"

اِن قرآنی فلاسفروں کے عقائد کے بموجب معاذ اللہ سات آٹھ ہزار برس سے پہلے خدا محض نیست و نابود نابود یا معطل محض یا قطعی بے بود تھا جس کا وجود و عدم مساوی ہے۔ اور کوئی صفات خداوندی کی اُس پر حاوی نہیں۔ اور ایسا ہی اِن کے زعم میں قیامت کے بعد جب گروہ انسان کو اپنی مرضی کے موافق یا اپنی پاکٹ بک (یادداشت) لوح محفوظ کے مطابق یا سفارش انبیا کے بموجب بہشت اور دوزخ تقسیم کر دیگا۔ تو پھر نکما اور ناکارہ ہو جاوے گا۔ گویا اُس کی قدرت و رحمت و صنعت و حکمت و معدلت وغیرہ کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔!!!

غلام احمد صفحہ ١٩ آریہ سماجیوں کا اعتقاد ہے کہ پرمیشور نے کوئی روح پیدا نہیں کی۔ بلکہ کل ارواح انادی اور قدیم اور غیر مخلوق ہیں اِس کے قائم ہونے سے تو خدا تعالےٰ کی توحید بلکہ اُسکی خدائی ہی دور ہوتی ہے اگر تمام ارواح کو اور ایسا ہی اجزا صغار اجسام کو قدیم اور انادی مانا جاوے تو اُس میں کئی قباحتیں ہیں۔

تردید یہہ صریح بے سمجھی کی بات ہے۔ کیونکہ شرک تب ہی لازم آتا ہے اور اُس وقت خدا کی خدائی میں فتور آجاتا ہے جب کہ سب صفات میں مادہ اور جیو خدا کے برابر سمجھے جاویں۔ حالانکہ ایسا نہیں اور نہ کسی شاستر میں کہیں ہیں مثلاً مادہ (جڑ) غیر مدرک ایشر چیتن اور اُس کا مینا۔ جیوا لپگیہ۔ ایشر۔ سروگیہ اور سرب ویاپک جیوانیک ایشر ایک۔ اسی طرح اور صفات پر بھی قیاس کر لو۔ اور سمجھ لو۔ کہ جیسے راجا کے ساتھ پرجا کا ہونا راجہ کا ایشرج ہے۔ نہ یہ کہ پرجا مہاراج کی شریک بن جاتی ہے یا کسی طرح شرکت لازم آتی ہے۔ ہرگز نہیں مگر ہم معترض سے پوچھتے ہیں کہ مادہ اور جیو کے ازلی ماننے سے اگر بقول آپکے شرکت لازم آتی ہے تو آپ کے ارواح اور بہشت دوزخ کی بھی ابدیت جاتی ہے کیونکہ جب ماسوا اللہ کے کسی شے کو ازلی ماننے سے بموجب وسواس آپکے شرک ہے تو ویسا ہی کسی چیز کو ابدی ماننے میں بھی بزعم آپ کے شرک ٹھہریگا کس واسطے کہ جیسے "ازلیت خدا کی صفت ہے ویسے ہی ابدیت۔ پھر ابدیت میں کیوں غیروں کو شریک کرتے ہو قرآن میں جہاں جہاں بہشت و دوزخ کے متعلق خالدین فیہا ابداً کا مذکور ہے اسے انصاف کے کارد سے دور کرو۔

اِس بطلان کی ہم آپکو اور طرح بھی تردید بتلاتے ہیں اور خود آپ ہی کے اعتقاد سے آپکو شرمسار کراتے (١) تم اپنے آپکو فی زمانہ موجود مانتے ہو اور خدا کو بھی (٢) تم اپنے آپ کو عالم جانتے ہو اور خدا کو بھی (٣) قرآں کے رو سے اور بھی شخص خالق ہیں اور خدا بھی (٤) تم بھی ناظر ہو اور خدا بھی (٥) حاتم کو بھی کریم مانتے ہو اور خدا کو بھی (٦) نوشیروان کو بھی عادل مانتے ہو اور خدا کو بھی (٧) تم بھی صانع ہو اور خدا بھی (٨) مسیلمہ بھی رحمٰن ہے اور خدا بھی رحمٰن۔ جب اِن سب صفات میں بقدر حیثیت بشری صفات خدا سے اشتراک رکھتے ہو تو شریک ہوئے یا نہیں؟

اگر کہو کہ ہوئے تو اپنی کم فہمی کا علاج کرو۔ اور اِس گرنے والی عمارت کے واسطے معمار لگا تا کہ اعتراضوں کی بارش کے آگے مسمار نہ ہو۔

اور اگر کہو کہ نہیں۔ تو اپنے اعتراض کو مکرر سہ کرر مطالعہ کرکے گریبان میں منہ ڈالکر سوچو کہ کیا کسی ایک صفت کے مل جانے سے باوجود صدہا صفات کے اختلاف کے شرکت ہو سکتی ہے یا نہیں۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ جس حالت میں محمدی لوگ ارواح کی ابدیت کے اقراری ہیں۔ تو ازلیت سے کیوں اور کس دلیل سے انکاری ہیں۔ کیا یہ نہیں سمجھتے کہ جو ابدی مانا جاویگا وہ بالضرور ازلی ماننا پڑیگا۔ کیونکہ بناوٹ کی چیز ابدی نہیں ہو سکتی۔ اور بناوٹ ایک سے زیادہ چیزوں کے ملاپ سے ہوتی ہے نیستی محض سے نہیں۔ اور جو مرکب ایسے ملاپ سے بنتا ہے اُس کے اجزا، جن سے اُس کی ترکیب دی گئی سب محدود ہوتے ہیں اور محدود چیز کی سب طاقتیں بھی محدود۔ اس لئے بالضرور ہر ایک مرکب کے واسطے انحلال ترکیب لازمی ہے۔ اور یہ بات تو نہایت ہی صاف اور واضح ہے۔ کہ جب مرکب کے اجزا محدود ہیں تو اُن اجزا کے باہم ملے رہنے کی طاقت بھی ضرور محدود ہے۔ کیونکہ محدود برتن میں غیر محدود چیز نہیں آسکتی اور غیر محدود طاقت محدود میں نہیں ہو سکتی اسی واسطے کوئی بناوٹی چیز ابدی نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح بعضے محمدی یہ بھی حجت پیش کرتے ہیں کہ اس عقیدہ سے خدا خالقیت میں مادہ کا محتاج ٹھہرتا ہے اور یہ احتیاج خدا کی شان خداوندی کے برخلاف ہے چنانچہ آپنے بھی لکھا ہے کہ خدا ایسا چاہیے جو اپنے خدائی کے کام چلانے میں کسی غیر کے اتفاقی وجود کا محتاج نہ ہو بلکہ جن چیزوں پر وہ خدائی کرتا ہو وہ سب اُسی کے ہاتھ سے نکلی ہوں۔" صفحہ ١١١۔

تردید ہائے افسوس کہ لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ احتیاج کس کو کہتے ہیں دیکھئے احتیاج کا اطلاق تب آسکتا ہے کہ جب جس چیز کی خواہش ہو اور وہ چیز سر دست موجود نہ ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ویدوکت ہدایت کے انوسار۔ مادہ اور جیو ہمیشہ اور ہر وقت خدا کے قبضہ قدرت میں موجود ہیں کبھی مفقود یا نابود نہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ پرماتما کے قبضہ قدرت سے کبھی باہر نہیں ہو سکتے۔ پھر احتیاج کس کی اور کس کو۔ اور کیا۔ اور کیوں۔ (چنانچہ وید مقدس میں ارشاد ہے)

यो भूतं च भव्यं च सर्वं यश्चाधितिष्ठति ॥

ترجمہ انادی کال سے اننت کال تک اور ہر وقت تمام پرمانو و روح پرمیشر کے آسرے اور ماتحت ہیں کبھی باہر نہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ بس کیا پرماتما انکا محتاج ہے یا یہ اُس کے محتاج ہیں۔ البتہ یہہ آپکا اعتراض آپ پر ہی وارد ہے اور تمام شکوک آپ پر عاید۔ قرآن اُس اعتراض کے زیر بار۔ بلکہ ابھی رہائی سے ناچار ہے۔ دیکھئے انسان کی پیدائش کے باب میں اُس کا بیان ہے قرآن سورۃ سجدہ ع۔ الذی احسن کل شئ خلقہ و بدا خلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین۔ ثم سوٰہ و نفخ فیہ من روحہ وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ قلیلا ما تشکرون۔ ترجمہ وہ شخص ہے کہ اچھی طرح بنایا ہر چیز کو کہ پیدا کیا۔ اور شروع کیا پیدا کرنا انسان کا مٹی سے پھر کی اولاد اُس کی پانی حقیر سے پھر درست کیا اُس کو اور پھونکا بیچ اُسکے روح اپنے سے اور کیا واسطے تمہارے سُننا اور دیکھنا اور دل تھوڑا سا جو شکر کرتے ہو۔"

اِس سے پایا جاتا ہے کہ قرآن کا مُصنف انسانی روحوں کو خدا کے اجزا سمجھتا تھا کیونکہ سوائے اسکے اِن الفاظ کے (اور پھونکا بیچ اُس کے روح اپنے سے) اور کچھ معنے نہیں بن سکتے اور یقین غالب کہ قرآن کی ایسی ہی تعلیمات سے ہمہ اوست کا مسئلہ وبا کی طرح پھیلا۔ اب ہم اِس آیت کے دو حصہ کرتے ہیں اور ہر دو کی ماہیت کو جدا جدا ظاہر کرتے۔ اوّل خلق الانسان من طین۔ دوم نفخ فیہ روحہ۔

اوّل کی بابت محمد صاحب نے علم لدُنی سے بہت عمدہ تشریح کی ہے اور داد فضیلت دی ہے حدیث قدسی خمرت طینت آدم اربعین صباحاً میں نے (خدا نے) خمیر کیا آدم کی کیچڑ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے چالیس روز تک یعنی جس مٹی سے خدا نے آدم کو بنایا اُس مٹی کو خدا اپنے دونوں ہاتھوں سے چالیس روز تک گوندتا رہا اور اسی کے متعلق ایک اور حدیث قدسی ہے اکرموا عمتکم النخلۃ فانما خلقت من بقیۃ طین آدم۔ محمد صاحب فرماتے ہیں بزرگی کرو یعنی تعظیم بجا لاؤ اپنی پھوپھی کی جو نخل کا درخت ہے تحقیق طور پر کھجور پیدا کی گئی ہے آدم کے باقیماندہ کیچڑ سے یعنے جو مٹی آدم کی بناوٹ سے بچی تھی اُس سے کھجور کا

نہ حاشیہ دیکھو قرآن سورۃ مومنون - اللہ احسن الخالقین ترجمہ خالقوں میں اچھا خالق ہے

اُتپتی کے پہلے پرمیشور پرکرتی اور جیو موجود تھے اور انہیں کے انادی ہونے سے جگت کی اُتپتی ہوتی ہے اگر ان میں سے ایک بھی نہ ہو تو جگت بھی نہ ہو پھر شاستر میں ہے۔

ترجمہ جو ہے سو ہی آگے کو ہوتا ہے اور جو نہیں ہے وہ کبھی نہیں ہوسکتا"

اور یہی مسئلہ یوروپ کے علما سائینس نے بھی اپنا پہلا علمی اصول قایم کیا ہوا ہے۔ چنانچہ پروفیسر دیلسکی صاحب فرماتے ہیں "موجودات میں مفرد جسم نہ تو معدوم ہوتے ہیں نہ انکی مقدار بڑھتی ہے۔ مفرد اجسام کا وزن تمام حالتوں میں قایم رہتا ہے بدلتا نہیں اس سے ثابت ہے کہ نظام قدرت میں مادہ معدوم نہیں ہوسکتا اسکی مقدار جسقدر ہے اُسی قدر رہتی ہے نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے" کامل کہ آپ لوگوں کو ذرا بھی علم سائنس سے بہرہ ہوتا تو امید واثق ہے کہ ایسا ہرگز اور قطعی نہ مانتے کہ خدا نے جگت کو عدم سے بنایا نیستی سے ہستی میں لایا۔ یہ ایک ایسی موٹی اور بیعلمی کی بات ہے کہ جسکو آج کل کے طفلان مکتب بھی نہیں مان سکتے چہ جاکہ اُس پر ایمان رکھیں۔

مگر جب تک آپ لوگ یہ خیال کہ خدا نے دُنیا کو امر سے ارادہ سے قدرت سے نور سے بنایا دل سے دور نہ کرینگے تب تک آپ کو ہرگز سرشٹی اُتپتی کا علم نہ ہو گا)۔

دیکھئے جب اہل سلام نے یونانیوں کے علمی خزانہ پر کسی قدر دسترس پایا۔ اور کچھ آریہ ورت کی بعض علمی کتابوں کا ترجمہ کرایا تب اُن کی بھی آنکھیں کھلیں چنانچہ محقق طوسی نصیر الدین صاحب نے اپنی کتاب اخلاق ناصری میں لکھا ہے "بباید دانست کہ نفس ناطقہ بعد از انحلال ترکیب بدن باقی ماند و مرگ را با فنا او طریقے نبود۔ بلکہ بہیچ وجہ عدم برو جایز نہ بود و دلیل بریں مطلوب آن است کہ ہر موجو دیکہ باقی باشد و فنا برو روا بود و بقادرو بفعل بود۔ اگر فنا ہم درا و بعینہ بقوہ بود لازم آید کہ چوں فنا از قوت بفعل آید مستجمع بقا و فنا شد در یک حال و ایں محال است پس باید کہ آنچہ بقا درا و بفعل بود غیر آں چیز بود کہ فنا درا و بقوت بود و لامحالہ باید کہ ملاقی او بود و الا ایں سخن کہ فنا درو بقوہ است صحیح نبودہ باشد۔ چہ اتصاف چیزے بامکان عدم چیزے دیگر کہ میان ایشاں ملاقات نبود چوں سواد و بیاض مثلاً صحیح نبود۔ و اما با فرض ملاقات ایں اتصاف صحیح بود مانند اتصاف جسم بامکان عدم سوا دیکہ در وحال بود و ملاقات معنوی یا میان حال و محل تواند بود یا میان دو حال در یک محل و ملاقات دو حال در یک محل اتفاق بود نہ ضروری۔ و در صورت مذکور ملاقات ضروری ست پس ملاقات آنچہ بقا درو بود بفعل و آنچہ فنا درو بود بقوت بروجہ حلول یکے در دیگرے بود۔ و نشاید کہ فنائے محل در حال بقوہ باشد چہ بقائے حال بعد از فنائے محل ممتنع بود۔ پس آنچہ فنا درو بقوہ بود محال او آن موجود بود کہ بقا درو بفعل است و از ینجا معلوم شد کہ ہر موجود باقی کہ فنا برو صحیح بود در محل حال بود و حال یا صورت بود۔ یا عرض پس فنا جُز بر صورت یا بر عرض جایز نبود و ما درست کردیم کہ نفس حال نیست در محل بلکہ جوہر یست قایم بذات خویش نہ جسم و نہ جسمانی۔ پس فنا بر ورا نبود۔ بانحلال ترکیب بدن منعدم نشود و اگر کسے بطریق استقرار نظر کند در احوال اجسام و تتبع امور ترکیب و تالیف اضداد آں بفکر دقیق بتقدیم رساند۔ و از عالم کون و فساد با لنجبر بود اورا معلوم شود کہ ہیچ جسم بکلی با عدم نمے شود۔ بلکہ اعراض و اوضاع و ترکیبات و تالیفات و صور و کیفیات بر یک موضع مشترک با یک مادہ باقی متبدل مے شود و حامل ایں احوال در ہمہ اوقات بر قرار خویش باشد مثلاً آب ہوا شود و ہوا آتش و مادہ کہ ایں سہ صورت بر وطاری مے شود۔ بر سبیل بدل در ہر حال موجود باشد و الا نتوانستی۔ کہ آب ہوا شود و ہوا آتش۔ چنانکہ اگر موجودے با عدم شود و دیگرے در وجود آید کہ میان ایشاں چیزے مشترک نبود نتواں گفتن کہ ایں موجود آں موجود باشد و آں مادہ حامل قوت فنائے صور تہا باشد۔ و چوں موجود جسمانی قابل فنا نیست جواہر مجردہ کہ از جنس و بنس ہیولی مقدس بود۔ اولے باشد و عدم قبول فنائے (دیکھو اخلاق ناصری مقالہ اول قسم اول فصل دوم صفحہ ۱۴ و ۱۵)

ایسا ہی مادہ اور روح کی قدامت کو دیگر فضلائے چین و یونان و مصر اور یوروپ بھی مانتے رہے اور اب بھی مانتے ہیں اور مانتے رہیں گے۔ کیونکہ ست کا ناش کبھی نہیں ہوتا۔

سچ تو یہ ہے کہ ایسا ماننے بغیر خدا کی سچی محبت بھی نہیں ہوسکتی۔ اور نہ اُس کی سچی شان اور سچی عظمت کا علم ہوتا ہے دیکھو حافظ شیرازی علیہ الرحمتہ کس پریم اور سچائی کے ساتھ اِس وید وکت سچے نشچے سے اپنے معبود ازلی کی سچی محبت کا اظہار فرما رہا ہے

؎ ماجرائے من و معشوق مرا پایاں نیست آنچہ آغاز ندارد نہ پذیرد انجام

اے نیستی سے ہستی ماننے والو جیسا آپ معلول کے وجود سے پہلے علت فاعلی یعنے خدا کو موجود بالفعل مانتے ہو ویسا ہی آپ کو مادی اور علت آلی کا وجود بھی معلول کے وجود سے پہلے موجود بالفعل ماننا پڑے گا فقط علت فاعلی سے معلول موجود نہیں ہوسکتا۔

کیونکہ جب تک تینوں علتیں معلول کے وجود سے پہلے موجود بالفعل نہ ہوں۔ تب تک معلول کا موجود ہونا ناممکن ہے اگر آپ ارواح کے حدوث کے قایل ہیں تو آپ اُس کے علت مادی کا بھی پتا بتلائے۔ اور قرآن کے علم لدنی کو بدرجہ اثبات پہنچائے اور جب آپ ارواح کو حادث مانینگے تو آپکو اُن کی ابدیت سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ کوئی حادث ابدی نہیں ہوسکتا اس دلیل سے کہ جو بنتا ہے وہ ضرور بگڑتا ہے جس کی اُتپتی ہے۔ اُس کا وناش ہے۔ ہر کونے را فسادے لازم است۔ یہی جمیع علما کا اصول ہے اور ست شاستروں کا سدہانت۔ اور جب آپ کو ارواح کے حادث ماننے سے اُن کی ابدیت کا انکار کرنا پڑا تب آپ کا مسئلہ نجات ابدی و عذاب ابدی بھی باطل ہو جاوے گا۔

اب ہم آپ کو آپ کے علم کلام کا نمونہ دکھلاتے ہیں غور سے اُسے سوچو تا کہ محروم نہ رہو آپ کے علما متکلمین علم کلام میں موجود کو دو قسموں پر منقسم کرتے ہیں ایک واجب الوجود دوسرا ممکن الوجود۔ واجب الوجود اکیلا ایک خدا ہی مانتے۔ اور ممکن الوجود کُل ماسوا اللہ کو ٹہراتے ہیں۔

اِس تقسیم کے بعد ایک تیسرا ممتنع الوجود قرار دیتے اور پھر اس ممتنع الوجود کی دو قسمیں بتلاتے ہیں ایک ممتنع الوجود لغیرہ دوسرا ممتنع الوجود لذاتہ۔

ممتنع الوجود لغیرہ سے مراد اُن کی یہ ہے کہ جب تک کوئی ممکن الوجود معدوم ہے تب وہ ممتنع الوجود لغیرہ ہے۔ مثال جیسے زید جب کہ قبل از حدوث معدوم تھا اُس وقت زید ممتنع الوجود لغیرہ تھا۔ پھر جب زید حادث ہوا تو ممکن الوجود ہوا۔ دوسرا ممتنع الوجود لذاتہ۔ جس کا وجود بالذات ممتنع ہے اور مثال دیتے ہیں کہ جیسا شریک باری تعالیٰ۔ واجب الوجود کے واسطے عدم کبھی جایز نہیں بتلاتے اور ممکن الوجود کے واسطے عدم اور وجود برابر ٹھہراتے ہیں اِس بیان کے ساتھ کہ ممکن الوجود کا جیسا عدم صحیح ہے ویسا ہی اُس کا وجود صحیح ہے فی الجملہ اس سے یہ ٹھہرا کہ واجب الوجود ایک ایسا موجود ہے کہ اُس کی ذات کے واسطے عدم کبھی جایز نہیں اور ممکن الوجود ایک ایسا موجود ہے کہ جس کا وجود درمیان دو عدم کے ہے۔ اور جیسا اُس کا عدم صحیح ہے ویسا ہی اس کا وجود صحیح ہے۔ اور ممتنع الوجود لذاتہ بمقابلہ واجب الوجود کے ایک ایسی قسم قرار دیتے ہیں کہ جس کے

(۲) سورۃ الجاثیہ۔ وتریٰ کُل امتہ جاثیہ کُل اُمتہ تدعیٰ الیٰ کتابھا الیوم تجزون ماکنتم تعلمون ھٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ماکنتم تعلمون۔ ترجمہ اور دیکھے گا تو ہر اُمت کو زانو پر گری ہوئی۔ ہر ایک امت پکاری جاویگی طرف اعمالنامہ اپنے کے آج جزا دیجاویگی۔ تم جو کچھ کرتے تھے۔ یہ ہے کتاب ہماری بولتی ہے اوپر تمہارے ساتھ حق کے تحقیق ہم لکھتے تھے جو کچھ تھے کرتے تم تفسیر حسینی یعنے کتابے کہ کراماً کاتبین را بہ کتاب آن امر کردہ بودیم و در تفسیر معالم آوردہ کہ چوں ملکین دفتر ایشاں بآسماں برند حق سبحانہ ثابت سازد در آں نسخہ ہرچہ ثوابی یا عقابے براں مترتب باشد و لغو و بیہودہ را محو کند و گفتہ استنساخ از لوح محفوظات کہ سال بسال نامہ اعمال بنی آدم بملائکہ میسپارند۔ تفسیر حسینی صفحہ ۱۸ ۱۳ جلد دوم نول کشور ۱۸۸۴ء (علم غیب کا نہ ہونا اور نہ کاشف القلوب ہونا بلکہ سہو و نسیان کے سبب کراماً کاتبین کا محتاج ہونا۔

(۳) سورۃ یٰسٓ۔ وکل شیٔ احصینہ فی امام مبین۔ ترجمہ اور ہر چیز کو شمار کر رکھا ہم نے بیچ لوح محفوظ کے (گننے اور حساب اور لوح محفوظ کا محتاج)

(۴) انفطار۔ کراماً کاتبین یعلمون ما تفعلون۔ ترجمہ کراماً کاتبین جانتے ہیں جو کچھ کہ تم کرتے ہو۔ (اپنی بےعلمی کا اقرار ہے)

(۵) سورۃ یونس۔ قل اللہ اسرع مکراً ان رسلنا یکتبون ما تمکرون۔ ترجمہ کہو اللہ بہت جلد مکر کرنے والا ہے تحقیق بھیجے ہوئے ہمارے لکھتے ہیں جو تم مکر کرتے ہو۔ (خواہ وہ بالکل جھوٹ لکھدیں اللہ کو گھر کی عقل اور یاد داشت اور گیان نہیں)

(۶) سورۃ بقر۔ واللہ سریع الحساب۔ ترجمہ خدا جلد حساب کرنے والا ہے۔ تفسیر حسینی خدا زود شمار است بمقدار لمحہ شمار ہمہ خلایق کند۔ افسوس خدا کل جہاں کا اور حافظ پر یہ شامت۔ گر ہمیں اللہ است و این مخلوق ÷ بہر یاد داشت بایدش صندوق (صاحب لوگوں جیسے بکس)

(۷) سورۃ انعام۔ وھو سریع الحاسبین ترجمہ اور وہ بہت جلدی کرنے والا ہے حساب کرنے والوں سے تفسیر حسینی گفتہ اند کہ حق سبحانہ بمقدار دوشیدن گوسفندے شمار ہمہ مکلفان خواہد کرد باوجود کثرت عدد جن و انس و بسیارے از اعمال ایشاں دریں دلیل کمال قدرت اوست (خدا اور اُس کی کند ذہنی معاذ اللہ)

(۸) سورۃ النسآء۔ وکل شیٔ احصینہ کتاباً ترجمہ اور ہر چیز کو گن لیا ہے ہم نے اُس کو لکھنے کر (خدائے محمدیان تقریری حساب سے محض اُمّی ہے)

(۹) سورۃ الرعد یمحوا اللہ مایشاء ویثبت وعندہ اُم الکتاب ترجمہ مٹاتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے (جو چاہتا ہے) اور نزدیک اُس کے ہے۔ اصل کتاب تفسیر حسینی۔ محو میکند آنچہ مے خواہد بحکم و اثبات مے کند آنچہ میخواہد بحکمت و نزدیک اوست اصل کتاب کہ لوح محفوظ است و ہیچ کارے نباشد الا آنکہ نوشتہ بود در کے از آنچہ شدہ است و مے شود و خواہد شد بہ تفصیل و تشریح بعضے گفتہ اند کہ محو کند از دیوان حفظ آنچہ ہیچ جزا بداں متعلق نباشد و بگذارد غیر آں را یعنے چوں حفظ دیر آہ آنچہ از بندہ صادر شود و از اقوال و افعال و احوال ہمہ را بنویسند و آں دفتر را بموقف عرض رسانند حق سبحانہ قولی و فعلی را کہ ثوابے و عقابے بداں متفرع نیست محو کند و باقی بگذارد یا سئیات تائب را محو نماید و بدل آں حسنات ثبت کند و بعضے از احکام شرائع بحسب مصلحت زمان نسخ کند و حکم دیگر اثبات فرمائد۔ دیکھو تفسیر مذکور صفحہ ۳۴۳ جلد اول نولکشور ۱۸۷۳ء (کارخانہ خدائی کی بےانتظامی اور پہلے درجہ کی غفلت در خدا کی حاضری شاید سپیشل ڈیوٹی ہوگی۔ سورۃ مائدہ لیعلم اللہ من یخافہ بالغیب ترجمہ تاکہ خدا معلوم ہو جاوے کہ کون ڈرتا ہے۔ (۱۱) سورۃ بقر من یتبع الرسول ترجمہ تاکہ ہم جان لیں کون تابعداری کرتا ہے رسول کی (نادانی کا ثبوت)

(۱۲) سورۃ الانفال۔ یاایھا النبی حرض المومنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا بانھم قوم لایفقھون۔

(۱۳) الئٰن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین ترجمہ اے نبی رغبت دے مسلمانوں کو اوپر لڑائی کے اگر ہوں تم میں سے بیس صبر کرنے والے غالب آویں دو سو پر۔ اور اگر ہو ویں تم میں سے سو غالب آویں ہزار پر اُن لوگوں سے کہ کافر ہوئے ہیں بہ سبب اس کے کہ وہ قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے۔ اب تخفیف کی اللہ نے تم سے اور جانا کہ بیچ تمہارے ناتوانی ہے پس اگر ہوں تم میں سے سو صبر کرنے والے غالب آویں دو سو پر اور اگر ہوں تم میں سے ہزار غالب آویں دو ہزار پر ساتھ حکم خدا کے اور اللہ ساتھ ہے صبر کرنیوالوں کے ہے تفسیر حسینی بعد از نزول این (یاایھا النبی حرض المومنین) آیت مومناں از مقابلہ یکے با دہ تن اندیشناک شدند و بر ایشاں گراں آمد حق سبحانہ تعالےٰ این آیت را منسوخ گردانیدہ فرمود۔ (یعنے این آیت دیگر ارسال کرد)

الئٰن خفف اللہ عنکم ان کہ ایں حکم (اول) شمار اگرانبار ساخت سبک گردانید خدائے از شما۔ علم دید و بدانست ان فیکم ضعفا انکہ در شما سستی ہست یعنے ضعف بدن فان یکن منکم پس اگر باشد از شما صد تن شکیبا غالب میشوند بر دویست تن این شرط نیز بمعنے امر است یعنے یکے از شما باید کہ بمقابلہ دو تن صبر کند و نگریزد و اگر بود از شما ہزار نفر ہزار پس غالب شوند بر دو ہزار بامر خدا و یاری او۔ دیکھو تفسیر حسینی صفحہ ۲۴۴ و ۲۴۵ جلد اول نولکشور ۱۸۷۳ء (خدا کا غفلت کی نیند سے جاگنا اور ارشاد کا بدلنا)۔

(۱۴) سورۃ البقر۔ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم فالئٰن باشروھن وابتغوا ما کتب اللہ لکم۔ ترجمہ حلال کی گئی واسطے تمہارے رات روزے کی رغبت کرو طرف بیبیوں اپنی کے۔ وہ پردہ ہیں واسطے تمہارے تم پردہ ہو واسطے اُن کے جانا اللہ نے یہ کہ تھے تم خیانت کرنے والے جانوں اپنی کے پس پھر آیا اوپر تمہارے۔ اور معاف کیا تم سے پس اب ملا کرو۔ اور ڈھونڈھو جو لکھا ہے اللہ نے واسطے تمہارے۔ تفسیر حسینی جمع از صحابہ بواسطہ غلبہ شہوت صبر نتوانستند کرد و مباشرت را وقتیکہ حرام بود مرتکب گشتند روز دیگر ایں صورت بحضرت رسالت رسید و این آیت نازل شد دیکھو صفحہ ۳۱ جلد اول تفسیر حسینی ۱۸۷۳ء نولکشور) (خدا کی غیب دانی کی تردید اور ایکٹ ۱۸۷۳ء کی جگہ ۱۸۸۲ء کا نفاذ)۔

اے قرآنی فلاسفرو۔ جب تک آپ لوگوں کا قرآن پر بشواس ہے تب تک کبھی ایشر اور اُس کے گُن۔ کرم و سبھاؤ اور سرشٹی اُتپتی دشٹی کا گیان نہ ہوگا۔ کیونکہ جہل اور علم کا عناد ہے اور باہمی نفاق و فساد۔

یہ گیان آپ کو تب ہی ہوگا جب کہ سچے دل سے شدھ ہو کر ست ودیا کے پُستکوں یعنے وید شاستروں کا آشرا لینگے۔ اور تعصب کو طلاق دینگے سُننے ست شاستروں کا یہ فرمان ہے اور علیت و معقولیت و فلسفیت کا اعلےٰ اور کامل نشان کہ ابھاؤ سے بھاؤ اور بھاؤ سے ابھاؤ نہیں ہوتا یعنے نیستی سے ہستی اور ہستی سے نیستی سراپا موہوم اور عدم کا وجود قطعی معدوم ہے ترجمہ مول کا مول یعنے کارن کا کارن نہیں ہوتا اس لئے بکارن سب بکاریوں کا مالن ہوتا ہے کیونکہ کسی کاریہ کے آرمبھ سے پہلے تینوں کارن اوش ہوتے ہیں جگت کی

وہ قدیم ماننی پڑیگی۔ اور یہ عقیدہ باطل ثابت ہوگا۔ کہ حدوث عالم سے پہلے ماسوا اللہ معدوم مطلق تھا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ تحریک موجد کی طرف سے اور تحرک موجودات کی طرف سے انقلاب کا باعث ٹھہرا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ وہ شیئے کیا ہے کہ جو اس انقلاب میں تحریک اور تحرک کی حالت میں آئی ہے۔ اگر کوئی شیئے ہے تو وہ قدیم ماننی پڑیگی اگر کوئی شیئے نہیں تو تحریک کون قبول کرتا ہے اور تحرک کس کی طرف سے ہوتا ہے جس سے انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ موجودات کا وجود اگر نتیجہ انقلاب اوّل مانا جاوے۔ تو اس سے وہ شیئے جس نے حرکت وجودی اس انقلاب میں قبول کی۔ اور خود اُس کی جانب سے تحرک ہوا انقلاب کے آغاز سے پہلے موجود ماننی پڑیگی۔ اور وہ شیئے ماسوا اللہ قدیم ٹھہر جاوے گی۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ موجودات کی عمر کی درازی اور کوتاہی اِس حرکت کی درازی وکوتاہی ہے" اگر یہ مان لیا جائے تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ موجودات میں کوئی شیئے ابدی نہیں ہے حالانکہ قرآن و مولوی صاحب کا عقیدہ ہے کہ روح ابد تک بہشت یا دوزخ میں رہینگے۔ مگر مولوی صاحب اِس عبارت کی آخری سطروں میں کائنات کی ابدیت سے انکار کر گئے۔ شائد مولوی صاحب کو اِس سے بھی انکار ہوگا کہ روح ابد تک بہشت یا دوزخ میں رہینگے جیسا کہ قرآن میں ہے خالدین فیہا ابداً۔ کیونکہ ابد تک وہ شیئے رہ سکتی ہے ہے جو ابدی ہو۔

اُسی کتاب کے صفحہ ۸۹ پر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ بھلائی بُرائی ہر شیئے کی ازلی ہے" غور کا مقام ہے کہ اگر بھلائی بُرائی ہر شیئے کی ازلی ہے تو ہر ایک شیئے بھی ازلی ماننی پڑیگی۔ کیونکہ بھلائی بُرائی صفات ہیں صفات موصوف سے الگ نہیں ہوسکتی اگر مولوی صاحب کا یہ مطلب ہے کہ بھلائی بُرائی ہر شیئے کی شیئے کے وجود سے پیچھے ہر ایک شیئے کو ملی۔ اور بھلائی بُرائی پہلے موجود تھی۔ تو چونکہ مولوی صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ حدوث عالم سے پہلے خدا کے سوا ئے اور کوئی شیئے نہ تھی۔ تو کیا یہ بھلائی برائی معاذ اللہ خدا کی ذات میں تھی۔ یا جدا اگر ذات میں تھی تو اُس کی ذات ملزم ہونے سے مبرا نہیں ہوسکتی حالانکہ مبرا ہے اگر ذات خدا کی مغائر تھی تو کوئی صفت بغیر موصوف کے الگ نہیں رہ سکتی اس لیئے اس کا موصوف بھی ماسوا اللہ کے قدیم مانو جس سے مولوی صاحب کا مسئلہ حدوث باطل ہوتا ہے۔

پھر مولوی صاحب فرماتے ہیں جیسے" آفتاب کی شعاعیں اور دھوپیں اُس نور کی تفصیل ہیں۔ پر آفتاب کے جرم میں یہ نور بھرا ہوا ہے۔ گو نسبت شعاعوں اور دھوپوں کے اجمالی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن لاکھوں درجہ اُن سے زیادہ ہے۔ کیوں یہ اُسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور اُس کو لازم ہیں ایسے علم اجمالی سے علم تفصیلی پیدا ہوتا ہے۔ سو ہم اُس علم تفصیلی ہی کے معلومات کو موجودات پنہانی کہیں تو کچھ مشکل نہیں سو ہمیں اس کے قدیم ہونے میں کچھ انکار نہیں" (دیکھو تقریر دلپذیر صفحہ ۳۲)

مولوی صاحب کے اس بیان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ ماسوا اللہ موجودات پنہانی کو قدیم مانتے ہیں اس سے اُن کا یہ اعتقاد قرآنی باطل ہوگیا کہ حدوث عالم سے پہلے ماسوا اللہ کوئی شیئے نہ تھی۔ کیونکہ موجودات پنہانی کی قدامت کے مولوی صاحب قائل ہوگئے جو آخر کوئی شیئے ہے اگر کوئی شیئے نہیں تو وجود کا اطلاق بھی اُس پر نہیں آسکتا۔

غلام احمد ۹۲۔ اور نیز وہ مبداء کل فیوض کا نہیں ہوسکیگا۔ بلکہ اُس کا صرف ایک ناقص کام ہوگا۔ اور جو اعلےٰ درجہ کے عجائب کام ہیں۔ انکی نسبت یہی کہنا پڑیگا۔ کہ وہ سب خود بخود ہیں۔ لیکن ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر فی الحقیقت ایسا ہی ہے۔ تو اس سے اگر فرضی طور پر پرمیشور کا وجود مان بھی لیا جاوے تب وہ نہائت ضعیف اور نکما سا وجود ہوگا جس کا علم وجود مساوی ہوگا یہاں تک کہ اُس کا اگر مرنا بھی فرض کر لیا جاوے تو روحوں کا کچھ بھی ہرج نہ ہوگا"

تردید۔ پرمیشور کل فیوض کا مبداء ضرور ہے۔ کیونکہ خداوندی فیض تمامتہ اُسی کی ذات منبع الحسنات سے وابستہ ہیں کسی غیر سے نہیں اُس کا کوئی کام ناقص نا یا کامل مثل احکام قرآنی کے نہیں جہاں تغیر و تبدل کی ضرورت ہو بلکہ مثل ویداقدس کامل و پائدار ہیں اور اعلےٰ حکمتوں اور قدرتوں کے آثار۔ بے حقیقت یا پراگندہ مادہ اور بے علم یا جاہل روحیں خدا کے قبضۂ قدرت میں تو انادی زمانہ سے ہیں مگر خدا کی نیستی سے ہستی میں لائی ہوئی نہیں ہیں۔ ہاں اُن میں جس قدر برکات وفیض ہیں اُن سب کا مبداء خدا ہے اور اُسی کی عبادت سے اُن کا حصول مدعا۔ تمام گوناگون عالم اُسی پراگندہ مادہ سے پرماتما نے اپنی اننت شکتی اور علم بے حد و حکمت نامتناہی سے بنایا ہے مگر نیستی سے ہستی میں نہیں لایا۔ اور اسی طرح تمام روحوں کو خدا نے اُن کے اعمالوں کے مطابق رذالت اور شرافت دی مگر عدم سے موجود نہیں کی کیونکہ قدرت ایزدی میں عدم نہیں ہے۔ آپ کو یہ کہتے شرم نہیں آتی اور نہ خدا کا خوف دل میں لاتے ہو۔ کہ خدا تعالیٰ مالک کل کو نیستی کا معاذ اللہ خدا بتلاتے ہو۔ اور اُس مذہب پر فخر کرتے ہو کہ ہم اُس خدا کے پیرو ہیں۔ جس کے گھر میں نیستی ہی نیستی ہے اور ہستی اگر ہے تو چند روزہ اور چند سالہ بھلا ایسے خدا سے کیا ہوسکتا ہے اور ایسا خدا ازلی و ابدی کب ٹھہر سکتا ہے پراگندہ مادہ اور جاہل روحوں کے مقابلہ میں ایک عظیم الشان عالموں کا پیدا کرنا اور بے شمار روحوں کو کرموں انوسار فضیلت اور رذیلت میں پہنچانا کروڑ درجہ زیادہ قدرت و کمالیت کا کام ہے جس کو آپ تعصب قرآنی یا شامت مسلمانی کے سبب بنظر حقارت دیکھ رہے ہو۔ روحوں میں کوئی علمی یا عقلی فضیلت خود بخود نہیں ہے۔ بلکہ تمام خارجی اور بیرونی ہیں جو اُس کی عبادت اور اُس کے فرمان پر عملدرآمد کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہی ایک اتویم (لاثانی)، اور سرب شکتی مان ہے اور سب چراچر کا سوامی اور پرکاش وان ہے اور درحقیقت وہ ایسا ہی ہے نہ کہ آپ کا وہمی و وسواسی خیال۔ اسی واسطے اُسکا ماننا و جاننا نہائت ضروری ہے اور اُس کے (معاذ اللہ) نہ ہونے میں سراپا اور قطعی ہرج ہے ہاں مسلمانوں کا کچھ ہرج نہیں کیونکہ خیر الماکرین کے بھائی بند حضرات شیاطین موجود ہیں اور امت احمدیہ سے اُن کی محبت والفت بھی روز افزون ہے۔

غلام احمد ۹۲۔ اور وہ اِس لایق ہرگز نہیں ہوگا۔ کہ کوئی اُس کی بندگی کرنے کے لیئے مجبور کیا جاوے کیونکہ ہر ایک روح اُس کو جواب دے سکتی ہے کہ جس حالت میں تم نے مجھے پیدا ہی نہیں کیا۔ اور نہ میری طاقتوں اور قوتوں اور استعدادوں کو تم نے بنایا۔ تو پھر آپ کس استحقاق سے مجھ سے اپنی پرستش چاہتے ہیں۔ اور نیز جب کہ پرمیشور روحوں کا خالق نہیں تو اُن پر محیط بھی نہیں ہوسکتا اور جب احاطہ نہ ہوسکا تو پرمیشور اور روحوں میں حجاب ہوگیا اور جب حجاب ہوا تو پرمیشور سرب گیانی نہ ہوسکا یعنی علم غیب پر قادر نہ رہا تو اس کی سب خدائی درہم برہم ہوگئی تو گویا پرمیشور ہی ہاتھ سے گیا۔

تردید۔ مرزا صاحب یہ اعتراض آپ کے قرآن و حدیث سے ناواقفیت کا ثبوت ہے جس کا ہر فقرہ بتلا رہا ہے کہ آپ کو معقولیت کی ہوا نہیں لگی یہ کس نادان سے آپ نے سُنا کہ ہم لوگ اُس کی بندگی کے لئے مجبور ہیں حضرت مجبور نہیں بلکہ مشکور ہیں کہ اُس نے اپنی کمال رحمت و فضل سے ہماری ظاہری آنکھوں کے واسطے خورشید اور باطنی کے لیئے نور چاروید عطا فرمایا۔

واضح ہو کہ عبادت صرف روح کی بہبودی کے واسطے ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کی ترقی و کمالیت کے واسطے۔ خدا ہماری عبادت کا محتاج نہیں تا کہ ہمیں مجبور کرے

واسطے وجود مطلق جایز نہیں۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ جو عدم ممتنع الوجود لذاتہ کا ہے اُس عدم میں اور ممکن الوجود کے عدم میں کیا تفاوت ہے کیونکہ اگر یہ فرق نہ ہو تو پھر ممکن الوجود میں اور ممتنع الوجود لذاتہ میں کچھ بھی تقسیم تمیز نہیں کی جا سکتی کہ جیسے ممکن الوجود قبل از موجو ہونے کے معدوم تھا یا موجود ہونے کے بعد معدوم ہوا۔

اِس کے جواب میں علماء علم کلام کا فقط یہی جواب ہے کہ ممتنع الوجود لذاتہ کا عدم عدم مطلق ہے اور ممکن الوجود کا عدم مقید بالامکان۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ممکن الوجود کے عدم میں جو قید مقید بالامکان کے لگا گئی ہے۔ اور عدم مطلق سے مُستثنیٰ کیا گیا ہے اِس قید کا اور استثنا کا کوئی سبب ہونا چاہیئے۔ اور وہ سب ممکن الوجود کے عدم میں بالفعل موجود ہونا چاہیئے پس جب ایسا ایک سبب ممکن الوجود کے عدم میں موجود بالفعل ماننا پڑا جس سے ممکن الوجود کا عدم ممتنع الوجود لذاتہ کے عدم سے تمیز کیا گیا۔ تو وہ سبب ایک شے موجود بالفعل ماسوا اللہ ماننی چاہیئے اور وہی سناتن کارن ٹھہر جاویگا۔ اگر آپ لوگ ذرا بھی اِس مقام پر غور فرماؤ گے۔ تو اِس سوکھشم لطیف مسئلہ کو سمجھ جاؤ گے۔ اِس جگہ ہم ایک آریہ صاحب اور ایک مولوی صاحب کا باہمی تذکرہ بھی درج کرنا ضروری جانتے ہیں جس سے قدامت مادہ وارواح اظہر من الشمس ہوتی ہے

مولوی۔ کیا آپ جگت کو انادی مانتے ہیں۔

آریہ۔ ہم جگت کو سروپ سے انادی نہیں مانتے بلکہ پرواہ سے مانتے ہیں کیونکہ اگر ایسا نہ مانا جاوے تو خدا کی خدا وندی قدیم ثابت نہیں ہوتی۔ اور نہ قایم رہتی ہے۔ دانثنار تذکرہ میں جب پھر آریہ صاحب نے پوچھا۔

آریہ۔ آپ خدا کو گیان سروپ (علیم کامل) مانتے ہیں۔

مولوی۔ ہاں بیشک خدا علیم ہے اور ہمارے قرآن شریف میں بھی خدا کو علیم مانا گیا ہے۔

آریہ۔ بھلا مولوی صاحب اگر خدا علیم ہے تو کیا اُس کی صفت علم ازلی ہے۔

مولوی۔ بیشک ازلی ہے۔

آریہ۔ کیا خدا کو سرشٹی کی پیدائش کی پہلی تاریخ سے پیشتر میرا علم تھا۔

مولوی ہاں۔

آریہ میں اُس وقت موجود تھا۔

مولوی۔ نہیں۔

آریہ۔ جب میں معدوم تھا تو خدا کو میرا علم کیسے تھا کیونکہ علم کہتے ہیں کسی شے کے جاننے کو جیسے کہ وہ ہووے۔

مولوی آپ معدوم تھے مگر خدا کے علم میں موجود تھے۔

آریہ جب میں خدا کے علم میں موجود تھا تو میں خدا سے الگ کوئی شے تھا۔ یا خدا تھا۔

مولوی اِسکے جواب میں گھبرائے اور ساکت ہو گئے اس کا کیا جواب دیتے۔ اور فی الحقیقت اِس کا جواب اِن کے پاس کیا ہے کہ جب قرآن ہی میں نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کہتے ہوئے تو انکو شرم آتی تھی کہ میں خدا تھا اور اگر خدا سے جدا مانیں تو قدامت ماننی پڑے۔ ہائے افسوس کہ موجود جگت دنیا کی پیدائیش سے پہلے خدا کے علم میں موجود تھا جیسے یہ لوگ علم لدنی مانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ موجودہ جگت دُنیا کی پیدائش سے پہلے خدا کے علم میں موجود تھا۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ المعدوم لیس بہ شیٔ جو ایک ایسی صاف بات ہے کہ اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی خوب جانتے ہیں کہ جیسا معلوم ہو ویسا ہی اُس کا علم ہوتا ہے مگر ہائے ہٹ دھرمی تیرا ستیاناش۔ اے تعصب تیرا خانہ برباد۔ تو نے لوگوں کی آنکھوں پر سخت پٹی باندہ دی کہ باوجود اس قدر صاف بیان کے بھی یہی کہتے چلے جاتے ہیں کہ جگت تو معدوم مگر خدا کے علم میں موجود تھا گویا ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم و علیٰ ابصارھم یعنے تالا لگا دیا اللہ نے اِن کے دلوں پر کانوں پر و آنکھوں پر کہ نہ سمجھتے اور نہ سُنتے اور نہ دیکھتے ہیں۔

اسی طرح جب اِن لوگوں سے پوچھا جائے کہ خدا موثر ازلی ہے تب سر ہلا کر کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہاں کیونکہ صفات باری کو یہ بھی ازلی مانتے ہیں۔ مگر جب یہ سوال کیا جاوے کہ ماثور بھی ازلی ہے۔ تو بس پھر ادہر اُدہر ٹال دیتے ہیں۔ کیونکہ خوب جانتے ہیں کہ موثر کے ساتھ ماثور لازمی ہے۔ افسوس کہ باری تعالیٰ کو موثر ازلی ماننا اور پھر یہ کہنا کہ فقط سات آٹھ ہزار سال سے خدا نے جگت اُتپتی کا آغاز کیا ہے کیا اِس سے پہلے سویا ہوا تھا یا نکلا بیٹھا ہوا تھا۔ یا کتم عدم میں براجمان تھا۔

ایک ہمارے مہربان نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا کہ قبل از حدوث عالم خدا کی صفت خالقیت خدا کی ذات میں تھی یا نہیں اگر تھی تو وہ کیوں موثر نہ مانی جاوے اور اگر موثر مانی جاوے تو ماثور قدیم ٹھہریگا۔ مولوی صاحب نے اُن کو جواب دیا کہ قبل از حدوث عالم خدا کی صفت خالقیت خدا کی ذات میں بالقوۃ موجود تھی جس پر اعتراض کیا گیا کہ مولوی صاحب بالقوۃ کا اطلاق خدا پر کسی وجہ سے نہیں آسکتا وہ تو من کل الوجوہ ایک ایسا موجود بالفعل مانا گیا ہے جو کسی کمال کا متوقع نہیں۔ اور یہی عقیدہ آپ کے سارے علماء علم کلام کا ہے پھر آپ کیونکر ایسا فرماتے ہیں مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہم فلسفہ کی ایسی باتوں کو نہیں مانتے۔

اب فخر علمائے اسلام جناب مولوی محمد قاسم صاحب[1] کی توجہات قدامت کے متعلق سُنئے۔ وہ اپنی کتاب تقریر دلپذیر میں یوں فرماتے ہیں۔

"غرض اصل انقلاب سے یہی ہے کہ عدم کے بعد وجود آئے یا وجود کے بعد عدم آ دبائے مگر جب انقلاب معدوم کو انقلاب عظیم مانا تو بالضرور سب میں بڑی حرکت انقلاب کا باعث ہوتی ہو گی۔ کیونکہ یہ انقلاب بھی سب انقلابوں میں اوّل ہے سو وہ حرکت کیا ہے موجودات کی جانب سے حرکت وجودی اور موجد کی طرف سے حرکت ایجادی۔ موجودات کی جانب سے تحرک ہو گا اور موجد کی جانب سے تحریک اِس تحریک کا نام تعلق ارادہ خداوندی ہے۔ اور اِس تحرک کا نام زمانہ وجود عمر اشیا کی درازی اور کوتاہی حقیقت میں اِس حرکت کی درازی اور کوتاہی ہے۔ اور اِس حرکت کے ہی سبب زمانے کا احساس ہوتا ہے ورنہ اپنے وجود میں حرکت نہ ہوتی۔ تو پھر زمانہ کے احساس کی کوئی صورت نہ تھی اور نہ حدوث وعدم کی کوئی وجہ مثل ذات وصفات خداوندی کائنات کا وجود ہی ازلی اور ابدی ہوتا"

(دیکھو تقریر دلپذیر صفحہ ۲۴۴)

مولوی صاحب کے اِس بیان سے پایا جاتا ہے کہ عدم سے وجود میں آنا یا وجود سے عدم میں جانا ایک انقلاب ہے۔ اب غور کرنا چاہیئے کہ انقلاب کیواسطے کوئی شئے ہونی چاہیئے مثلاً موجود کا وجود ایک شئے ہے۔ اگر وہ معدوم ہو جاوے تو کہا جا سکتا ہے کہ ایک شئے موجود معدوم ہو گئی۔ اور اس سے اُس شئے کو جو موجود سے معدوم ہوئی ایک انقلاب آیا ایسا ہی معدوم سے موجود ہو تو کوئی شئے ہونی چاہیئے جس کو وہ انقلاب ہو یعنے عدم سے وجود جیسا کہ وجود سے عدم کے انقلاب کے واسطے موجود ایک شیے تھا اگر کہو کہ کوئی شئے نہیں تو پھر انقلاب محال ہے۔ اور اگر کوئی شیے موجود تھی تو اس سے

[1] حاشیہ یہ وہی مولوی صاحب ہیں جو علماء اسلام کی طرف سے انتخاب ہو کر مارچ ۱۸۷۸ء کے مباحثہ چاندا پور میں شریمان مہرشی سوامی دیانند جی مہاراج کے مقابلہ میں کھڑے کئے گئے تھے۔

پھر سورۃ اعراف میں ہے لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین ترجمہ لعنت اللہ کی ظالموں پر ہے۔
چونکہ آدم نے ظلم کیا اور گناہ کیا پس وہ بقول قرآن کے لعنتی ہوا
تفسیر عزیزی میں ہے "گفتیم ما آدم و حوا و شیطان را کہ فرود روید از بہشت
زیرا کہ بہشت دار العصیان نیست۔ لائق عصیان دار ابتلا است کہ برابر محل رنج و عنا است"
پھر اسی تفسیر جلد اول میں ہے کہ "از امیر المومنین عمر ابن الخطاب روایت کردہ اند
کہ آنحضرت فرمودند کہ چوں حضرت آدم ارتکاب گناہ کردند و معاتب شدند
در توبہ خود حیران بودند"
اور بھی ایک اسی تفسیر میں ہے کہ "حضرت آدم را نیز ہمیں قسم دشل داد
رو داد۔ کہ ایشان نیز گرفتار مخالف امر و عصیان فرمان الٰہی شدہ اندر کہ آں
بتوبہ و ندامت و استغفار و بکا و زاری بیش از بیش نمودند"
لسان الغیب خواجہ حافظ صاحب فرماتے ہیں ؎

من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود — آدم آورد دریں دیر خراب آبادم

مولوی جامی اعتقاداً نہیں کہتے ہیں۔

آدم آندم کہ خورد گندم را — تخم مے کاشت نسل آدم را
وانہ را کہ خورد واز اں شجرہ — شد عجوم من و نوالش ثمرہ

ایک اور عالم فرماتا ہے۔ آنچہ گندم کرد با آدم شراب اینجا نکرد۔

مولوی رومی۔ نفس چوں با نفس دیگر یار شد — عقل و جزوی عاطل و بیکار شد

(مولوی فرید الدین عطار فرماتے ہیں)

کتاب ہے یک قدم زد آدم اندر ذوق نفس — شد فراق صدر جنت طوق نفس
بجانے حلہ از ہر دو جدا شد — نمود ہر دو تنشد دہا شد
برہنہ ہر دو تن شیدا بماندہ — میاں حوریاں رسوا بماندہ
ز رسوائی کہ آنجا یافت آدم — بتر از مرگ او را بود ماتم
جبرئیل نے بڑی ہیچ فرمان خندہ او نار — فتادی زیں چنیں مجروح دربند
آدم کو زنا فرمانی اکنوں خوار گشتی — تو و حوا چنیں غم خوار گشتی
کہا کنوں ایں درد را درماں نباشد — کہ کار حق چنیں آساں نباشد
شادہ آدم ز بند ز نزد جبرئیل — سیہ رخ ماندہ او را اسیر تا دلیل

(از رسالہ جوہر ذات)

ایسا ہی اتنا ذکر آدم موسیٰ کا صحیح بخاری صفحہ ۵۲۶ پر ہے شمس ۱۲ ھ
امام محمد غزالی صاحب فرماتے ہیں۔ "روایت است کہ گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ موسیٰ
با آدم علیہ السلام حجت آوردہ۔ آدم مصطفیٰ علیہ السلام را نیز حجت آورد۔ موسیٰ گفت خدا تعالیٰ
ترا بہشت آفرید و آوردہ با تو چنیں خیال کرد ہیرا عاصی شدے تا خود را و ما را در بلا افگندی
گفت آدم مصطفیٰ برمن نوشتہ بود در ازل یا نہ نوشتہ بود گفت حکم او را خلاف تو نستی کرد گفت
پس آدم حجت موسیٰ شکست آدم منقطع شد و جواب نہ داشت (از کیمیائے سعادت رکن چہارم صفحہ ۲)
اسی توریت میں ہے۔ خدا نے آدم سے کہا اس واسطے کہ تو نے اپنی جورو کی بات سنی اور اس
درخت سے کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم کیا کہ اس سے مت کھانا زمین تیرے سبب سے لعنتی
ہوئی (پیدائش باب ۳ آیت ۱۷)
پھر توریت میں ہے۔ خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اس کے دل کے
خیالات روز بروز صرف بد ہی ہوتے ہیں تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا۔ اور نہایت
دلگیر ہوا۔ اور خداوند نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا روئے زمین سے مٹا ڈالوں
انسان کو اور حیوان کو بھی کیڑے مکوڑے اور آسمان کے پرندوں تک کیونکہ میں ان کے بنانے
سے پچھتاتا ہوں (پیدائش باب ۶ آیت ۵ سے ۷ تک)

اسیطرح توریت میں لکھا ہے "خداوند نے اپنے دل میں کہا کہ انسان کے لیے میں زمین کو پھر کبھی
لعنتی نہ کرونگا۔ اس لئے کہ انسان کے دل کا خیال لڑکپن سے برا ہے اور جیسا کہ میں نے کیا ہے
پھر سارے جانداروں کو نہ مارونگا۔ بلکہ جب تک زمین ہے۔ بونا سونا اور سردی اور گرمی ربیع خریف
دن رات موقوف نہ ہونگے" (پیدائش باب ۸ آیت ۲۱ و ۲۲)
پھر اسی توریت میں ہے۔ خداوند نے نوح اور اس کے بیٹوں کو کہا کہ دیکھو میں تم سے اپنا عہد
قائم کرتا ہوں کہ کوئی جاندار پانی کے طوفان سے ہلاک نہ ہوگا۔ اور طوفان کی باڑھ پھر نہ آویگی
کہ زمین کو تباہ کرے۔ اور خدا نے کہا کہ یہ اس عہد کا نشان ہے جو میں اپنے اور تمہارے بیچ میں
اور سب جانداروں کے بیچ میں جو تمہارے ساتھ ہیں پشت در پشت ہمیشہ کے لئے کرتا ہوں کہ
میں اپنی کمان کو بدلی میں رکھتا ہوں وہ میرے اور زمین کے درمیان عہد کا نشان ہوگی
(پیدائش باب ۹ آیت ۸ سے ۱۳ تک)
مندرجہ بالا شہادتوں سے ثابت ہے کہ ایک آدم و حوا کی گنہگاری نے ساری دنیا کا نقشہ بتایا۔
اور خدا کو اسکے تیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ یا بقول محمدیاں کے خدا سے شیطان یا گناہ نے جبراً کرایا
کیونکہ اگر سانپ یا شیطان آدم کو گمراہ کر کے گناہ میں نہ پھنساتے اور وہ حضرت اس میں
پھنس کر دانہ گندم بھی نہ کھاتے۔ تو تمام بنی نوع انسان و حیوان کا معرض ظہور میں نہ آتا۔ اور
نہ اسلام کا صمصامی طوفان کروڑوں آدمیوں کا خون بہاتا۔ تم اپنے کتب الہامی سے نا
آشنا ہو۔ پھر ہم تمہیں کیا کہیں کہ کیا ہو ؎ از یں سو راندہ و ماندہ ازاں سو
جیسا کہ ہم قرآن و تفسیر اور علماء اسلام اور توریت کی شہادتوں بیانوں سے ثابت
کر چکے ہیں کہ درحقیقت مسلمانوں کے دل میں یہ خیال باطل جما ہوا ہے کہ اگر انسانی
روحیں (آدم و حوا) مرتکب گناہوں کی نہ ہوتیں۔ تو پھر چندیں ہزار عالم مخلوقات
جو نظر آ رہی ہیں ان میں سے ایک بھی نہ ہوتا۔ اور نہ کسی طرح خدائی کا کارخانہ
چلتا۔ گویا ہر ایک آرام دنیا کا حسب بقول خدا و رسول بدکاریوں گناہوں کل جرموں سے
ہی ہوتا ہے۔ بلکہ تمام دنیوی کاموں کے حاصل ہونے کا اصل موجب بدفعلیاں اور
بدمعاشیاں ہی ہیں نہ کچھ اور مگر وید کا دھرم اسکے برخلاف بتلاتا ہے۔ بلکہ بالکل معقولیت
سے بڑا انصاف سمجھاتا ہے کہ تربیت عالم و تخلیق دنیا تمام پرمیشور کی قدرت و ظہور
حکمت و عدالت پر ہے۔ آپکا یہ کہنا کہ گنہگار روح کے گناہ نے یہ مختلف صورتوں کی چیزیں پیدا
کر دی ہیں جن میں پرمیشور کا قدرہ دخل نہیں" بالکل بہتان ہے کیونکہ فعل جڑ ہیں چیتن
نہیں۔ اسواسطے خود بخود پھل نہیں دے سکتے۔ خواہ وہ نیک ہوں یا بد کیونکہ پھل دینے
والا ایشور پرماتما ہے خود کرم نہیں ؎ گندم از گندم بروید جو ز جو * از مکافات عمل غافل مشو *
قرآن بھی اکثر وید کی سچائی کا نقص باب ہے چنانچہ سورہ طور انما تجزون ما
کنتم تعملون۔ ترجمہ وہی بدلا پاؤ گے جو کرتے تھے سورہ طور۔ کلوا واشربوا ہنیئا بما
کنتم تعملون ترجمہ کھاؤ اور پیو پچ سے بدلا اس کا جو تم کرتے ہو۔ سورۃ والنجم وان
لیس للانسان الا ما سعی ترجمہ اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو کمایا۔ سورۃ نجم
وللہ ما فی السموات وما فی الارض لیجزی الذین اساؤا بما عملوا ویجزی الذین
احسنوا بالحسنی ترجمہ اور اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں تا وہ
بدلا دیوے برائی والوں کو انکے کئے کا اور بدلا دیوے بھلائی والوں کو بھلائی کا۔
حضرت یہ آپکے بے بنیاد دعوے۔ وید کی سچائی کے مقابلہ میں ہرگز نہیں ٹھہر سکتے
ہیں بے فائدہ کیوں سرگردانی اٹھاتے ہو۔

غلام احمد ۱۹ و ۲۰ و ۹ کیونکہ جس حالت میں بقول آریہ صاحبان ارواح یعنے جیو خود
بخود موجود ہے اور ایسا ہی اجزاء غیر اجسام بھی خود بخود ہیں۔ تو پھر صرف
جوڑنے جاڑنے کے لئے ضرورت صانع کی ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ ایک پر یہ جو خدا بنوالے

مگر تمام روحیں اُس سچدانند سے فیض پانے کی محتاج ہیں جس سبب سے اُنہیں عبادت کی ضرورت ہے چونکہ پرماتما کامل اور سرب آدھار ہے پس وہ ہرگز ایسا نہیں کہ کسی کو اپنی بندگی کے لئے مجبور کرے کیونکہ مجبور ثواب کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ مرد مجبور سراپا معذور ہے گناہ و ثواب پر اُس کا کوئی قصور نہیں اصل قصور یا فتور جبّار و قہار کا ہے جس نے اُسے مجبور اور بے گناہ ایک پاگل کو عقل و دانش سے دور کیا جب عبادت سے ہر طرح روحوں کی بہبودی ہے پس اُن پر کوئی قہر یا جبر نہیں بلکہ سب طرح ترقی و خوشنودی ہے۔ کیونکہ روحیں (معاذ اللہ) ۵-۶ ہزار سال سے نہیں بلکہ اُس ازلی شہنشاہ کی ازلی رعایا ہیں جبر کی حالت میں رعیت کا باغی ہونا ممکن ہے بلکہ عذر کر دینا واجب جس طرح قصہ قرانی ہے جب شیطان پر واسطے سجدہ آدم کے جبر کیا اور اُسے ہر طرح مجبور کرنا چاہا کہ کفر کا اقدام کرے اور گمراہی کا کام یعنے آدم کے بت کو سجدہ کرے۔ اور خدا سے موتہہ موڑ کے بتوں کے قدموں پر سر دھرے جس کا نتیجہ ایک عالم کو معلوم ہے اور باعتقاد محمدیان تمام دنیا میں اُس کی دھوم۔ شیطان ورنٹ ہو گیا اور باغی بن بیٹھا۔ بے انتہا خدا کے بندوں کی اپنی ریاست میں پناہ دیکر انڈیپنڈنٹ گورنمنٹ قایم کر دی جو چھ سات ہزار سال سے با امن و امان خدا کے مقابلہ پر تخت نشین ہے۔ وہ رب المسلمین کے مقابلہ میں رب الشیاطین مرزا صاحب جبر کا نتیجہ دیکھا اور مجبور کرنے کا پھل پا لیا۔ اگر اسی طرح تمام مسلمان بقول آپکے اُس کی بندگی کے لئے مجبور ہیں۔ تو خاتمہ بالخیر نظر نہیں آتا۔ بلکہ بقول حافظ مشکل این است کہ ہر روز بتر مے بینم ۔ ۱۳۰۰ برس میں ۷۵ کلاں اور ۱۵۰ کے قریب چھوٹے چھوٹے فرقے ہو گئے۔ اور جہاں تیغ ظلم کی تلوار دور ہوتی جاتی ہے وہاں محمدیت بھی ساتھ ہی کافور ہوئی ہے۔ وید کی ہدایت کے مطابق طاقتیں اور قوتیں جبار سے نہیں بلکہ پروردگار سے کرموں نوسار ہیں چونکہ روحیں ہمیشہ موجود ہیں کبھی اور کسی وقت معدوم یا مفقود نہیں اسی واسطے وہ نیستی سے ہستی میں نہیں آئیں ورنہ معاذ اللہ نیستی کچھ چیز ہے بنا بر ان وہ روحوں کا خالق نہیں قرآن کے رو سے اور بھی ہزاروں خالق موجود ہیں (سورۃ مومنون) فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ جس طرح اور خالق اپنی خلقت پر محیط نہیں اسی طرح قرآنی خدا بھی کما حقہ محیط نہیں ہو سکتا۔ البتہ علم و گیان و قدرت و شکتی سے وہ محیط ہے لیکن خالقیت سے کسی طرح محیط نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جہاں بیٹھ کر خلقت ہو گی وہاں ہو گا اور جہاں خلقت ہو گی وہ باہر ہو گا چنانچہ قرآن سے ظاہر ہے۔ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ ترجمہ اللہ وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں اور پھر قرار پکڑا اور تخت کے اور تخت اس کا اوپر پانی کے۔ تفسیر حسینی والا کہتا ہے۔ تفوق عرش بر آب و استقرار آں امریست عظیم بر صاحبان فکرت۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے عرش پر محیط نہ تھا اور پھر زمین پر محیط نہ رہا۔ اسی واسطے قرآنی انبیا و مسلمانی کبریا کے درمیان ضرور حجاب ہے دیکھو سورۃ شوریٰ (وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ) ترجمہ اور کسی آدمی کو حد نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارے سے یا حجاب (پردہ) کے پیچھے سے یا کوئی پیغام لانے والا بھیجے۔ پھر پہنچا دے اُسکو جو چاہے وہ بڑا حکمتوں والا ہے تفسیر حسینی۔ چنانچہ با موسیٰ در پس سخن گفت و در پس پردہ حجاب نور بود و در موضح آوردہ کہ خدائے با رسول اللہ صلعم سخن گفت از ورائے حجابین یعنے حضرت رسالت پناہ در میان دو حجاب کہ سخن خدائے شنید۔ حجابے از زر سرخ و حجابے مروارید سپید و میان ہر دو حجاب ہفتاد سالہ راہ بود۔ (حسینی جلد ثانی صفحہ ۲۹۶ ۱۲۸۳ھ نولکشور)

حجت الاسلام امام محمد غزالی صاحب فرماتے ہیں رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ گفت حدیث اِنَّ لِلّٰهِ سَبْعِيْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِنْ نُوْرٍ لَوْ كَشَفَهَا لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ كُلَّ مَنْ اَدْرَكَهُ بَصَرُهٗ ترجمہ تحقیق واسطے خدا کے ستر ہزار پردے نور کے ہیں اگر اُن پردوں کو خدا کھولدے

جلانے بزرگی اُسکے چہرہ کی اُس آدمی کو جو اُسکو دیکھے کیمیائے سعادت صفحہ ۷۴ عنوان چہارم ۱۸۷۴ء اسی طرح معارج النبوۃ رکن سوم باب چہارم فصل ۱۲ میں بھی اس کی تائید ہے اب وہ آپکا تمام الزام قرآن اور حضرت کی شان میں عائد ہے یعنے جب خدا اور مسلمانوں کے درمیان حجاب ہے تو خدا علیم کل نہ رہا اور علم غیب پر قادر نہ ہو سکا اور جب قادر نہ رہا تو اس کی سب خدائی درہم برہم ہو گئی تو بجز یا خدا ہی ہاتھ سے نکل گیا مگر ہم آریہ لوگ تو وید کی ہدایت کے مطابق پرماتما کو سرب بیاپک سرب انترجامی اور گیانی مانتے ہیں اور ساتھ ہی سروگیہ بھی کہ وہ سب جگہ محیط بھی ہے پس ہم کسی طرح کا کوئی حجاب یا نقاب ست دھرم وید کی رو سے مانع یا حائل نہیں ہو سکتا ہاں نافہمی بیشک پردہ ہے دیدار کے لئے ورنہ کوئی نقاب نہیں ہو سکتے۔

غلام احمد ۸۵- آپکا مسئلہ تناسخ اس بنا پر گھڑا گیا ہے کہ یہ ترتیب عالم جو بالفعل موجود ہے پرمیشر کے ارادہ اور قدرت سے نہیں اور نہ اُس کی حکمت اور مصلحت سے بلکہ گنہگار روحوں کے گناہ نے یہ مختلف صورتوں کی چیزیں پیدا کر دی ہیں جس میں پرمیشر کا ارادہ دخل نہیں۔

یہ سب بقول آپکے حقیقت میں انسانی روحیں ہیں جو کسی جنم گذشتہ کی شامت سے بطور تناسخ یہ صورتیں اختیار کر لی ہیں۔ اور یہ سارا مجمع مختلف چیزوں کا جو زمین و آسمان میں نظر آتا ہے یہ سب حسب اصول آپ لوگوں کے اتفاقی ہے جس میں پرمیشر کے ارادہ اور قدرت کا کچھ دخل نہیں اور نہ اس کو ان چیزوں کے زیادہ یا کم کرنے یا موجود یا معدوم کرنے میں کچھ اختیار ہے۔ اور آپ لوگوں کے خیال میں یہ جما ہوا ہے کہ اگر انسانی روحیں مرتکب گناہ ہوں کی نہ ہوتیں تو یہ چند ہزار عالم مخلوقات جو نظر آرہا ہے ان میں سے ایک بھی نہ ہوتا و نیز ایک آرام دنیا کا بزعم آپ گنہگاروں کے بدکاریوں کے ہی میسر آتا ہے۔

تردید۔ جس دام تزویر کو بچھا کر آپ واقفوں کو اسیر کرنا چاہتے ہیں اور جس جھول بیابانی سے لوگوں کو آپ جادہ راستی سے بھٹکاتے ہیں وہ محال بلکہ وہم و خیال ہے کیونکہ ہم لوگوں کا یہ اعتقاد ہرگز نہیں ورنہ وید کی یہ تلقین ہے۔ بلکہ قرآن و بائبل کی یہ فضول تعلیم ہے جس کو اپنی رسوائی چھپانے کے واسطے بیجا اور بے وجہ عیب وید پر منسوب کرتے ہو۔ اب مفصل حقیقت سنئے حضرت اسلام کا تمام وجود ہی گنہگاری و نافرمانی کا سہارا ہے اور اسی گناہ کی بنیاد پر کعبہ اسلام کا عمارہ چنانچہ سورۃ طٰہٰ میں ہے وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ترجمہ معصیت کی آدم نے اپنے رب کی پس گنہگار ہوا۔ سورۃ اعراف میں ہے قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ترجمہ کہا آدم و حوا نے کہ اے رب ہمارے ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر۔ اگر تو ہمکو نہ بخشیگا اور ہم پر رحم نہ کریگا تو البتہ ہونگے ہم زیاں کرنیوالوں میں سے کہا خدا نے اترو تم جنت سے بعضے تمہارے واسطے بعضوں کے دشمن ہیں۔

[1] غلام احمد صفحہ ۸۷ پر لکھتے ہیں (تنقید آریہ) اس جگہ دیکھو گے کہ آریہ علوم والے اس بات کے قائل ہیں کہ روح بطور تناسخ چاند یا سورج یا زمین وغیرہ سے تعلق پکڑتی ہے۔ بلکہ وہ ان چیزوں کو بیجان سمجھتے ہیں اسکے جواب میں یہ کہنا چاہئے کہ اول تو آریوں کا ایسا خیال کرنا کہ سورج و چاند و زمین و اگنی و وایو وغیرہ یہ سب روح چیزیں ہیں جن میں جان ہے سراسر غلط اور وید کی تعلیم سے بھی منافی ہے کیونکہ وید کے صد ہا مقامات سے ثابت ہے کہ سورج چاند اگنی وغیرہ ارکان الہیہ کے لئے ایک وجہ ہے۔

تردید۔ بنا بر یہی جہل مرکب آپنے انکار کیا اور باوجود نہ جاننے ناگری یا سنسکرت کے جھوٹا دعویٰ ٹھونک مارا کہ یہ دعویٰ آریوں کا وید کی تمام تعلیم کے منافی ہے اور وید میں صد ہا مقام پر صحیح ہے حضرت یہ بالکل جھوٹ اور سراسر فریب اور دھوکا ہے کیونکہ وید میں ہرگز ایسا نہیں۔ آؤ۔ اگر صداقت کا ذرا بھی نشان باقی ہے تو اسی پر مقابلہ و موازنہ کرو تاکہ تمہارے الہام کا رہا سہا خاکہ بھی اُڑ جائے اور ایک منتر بھی کسی کے ہاتھ نہ آئے چاند سورج زمین وغیرہ کے سب بیجان ہیں ان کے جسم میں روح نہیں نہ یہ کسی روح کے جسم ہیں ہاں یہ مثل اس زمین کے وہاں بھی پرماتما کی مخلوق ہے مگر خود زمین یا چاند یا سورج وغیرہ کسی ایک روح کے متعلق نہیں ہیں۔ آپ کی ناواقفی اور جھوٹ بولنے اور جعلی کا یہی کافی ثبوت ہے کہ باوجود اس قدر بکواس کے ایک ثبوت بھی پیش نہ کیا اور دعوے بے دلیل ہانک دیا حالانکہ ہم کوئی بات بے دلیل نہیں لاتے اور ہر ایک اعتراض پر دو دو تین تین قرآنی آیتیں سناتے ہیں۔ امید کہ ناظرین آپ کو منتشرہ کرینگے۔

عقل و فہم ہے بلکہ اُس کا جاننا و سمجھنا محمدیوں کے آگے۔ بتلانا و سمجھانا خدائے محمدیان
کے آگے مجہول الکیفیت و برتر از عقل و فہم ہے۔ تو پھر آپ کس برتے پر بیفایدہ واویلا مچار
ہے ہیں اور قرآنی علمیت کی طشت کو بام سے گرا رہے ہیں جس بات کے بتلانے سے خدا
سکوت۔ رسول ناواقف قرآن خاموش ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ آپ کیوں اسلامی
عقل سے دور از فہم مسئلہ پر جوش و خروش کہ چہ دانند بوزنہ لذات ادرک۔ اونٹ چرانے
والے اعرابی الہیات و معقولیت کے مسائل کو کیا جانیں۔

چونکہ ہم تکذیب براہین احمدیہ میں ثابت کر چکے ہیں کہ دہریت اور
محمدیت باہمی توام ہیں جس کا اب اور بھی اثبات ہوگیا بلکہ کسی حق پسند کو کسی طرح کا
انکار نہ رہا یعنی ایک دہریہ کے لباس میں حضرت مرزا صاحب ہی خدا تعالیٰ سے منکر
ہو کر یہ عذر پیش کرتے ہیں جناب شوق سے اعتراض کیجئے اگر اُسکی طاقت کمزور ہے
تو دہریت کا زور بھی آزما لیجئے بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم
وید وکت طریقہ سے پرماتما کی توحید و گیان کی طرف جس قدر کوئی غور کرے تو اس کی
محک طبیعت پر زر خالص کی طرح صداقت کا ظہور ہوگا اور کہیں فریب کا
فتور نہ رہیگا۔ پس کوئی دہریہ آریوں پر اعتراض کرنے کا موقعہ نہیں رکھتا۔ البتہ اسلام
وغیرہ معقولیت سے دور مذاہب پر انکا ہاتھ صفا ہے کیونکہ اِن اللہ ثم استویٰ علے
العرش و عرشہ علی الماء یعنی خدا تخت پر بیٹھا اور تخت پانی پر دھرا ہے جس کے دلایل منطقیہ
سے سر با تر دیتا ہے اور ہر ایک دلیل سے وہ محدود و فانی و عاجز اور مقید ثابت ہوتا ہے۔

غلام احمد ۹۳۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ علم کامل کسی شئے کا اُسکے بنانے پر قادر کر دیتا ہے۔
اس لئے حکماء کا مقولہ ہے کہ جب علم اپنے کمال تک پہنچ جائے تو وہ عین عمل ہو جاتا ہے اس حالت میں
بالطبع سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا پرمیشور کو روحوں کی کیفیت اور کنہ کا پورا علم بھی ہے یا نہیں اگر اسکو
پورا پورا علم ہے تو پھر کیا وجہ کہ باوجود پورا پورا علم ہونے کے پھر ایسی ہی روح بنا نہیں سکتا سو اس سوال پر
غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف یہی نہیں کہ پرمیشر روحوں کے پیدا کرنے پر قادر نہیں بلکہ انکی
نسبت پورا پورا علم بھی نہیں رکھتا۔

تردید۔ یہ بھی خیال آپکا لایق الطال ہے اور آپ کی بےعلمی پر دال۔ علم کے معنے آپ نے غلط
سمجھے یا کسی سمجھانے والے کی لاعلمی ہے۔ دیکھئے۔ علم بالکسر آگاہ شدن و دانستن و دانش
در منتخب۔ پس ہر ایک تھوڑی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ جاننے اور پیدا
کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے علم کامل یہی ہے۔ کہ جو چیز جیسی ہو اُس کو

ف۔ چند ماہ گذرے کہ نامہ نگار نے شیخ عبید اللہ کی خدمت میں مقام تبت ایک خط ارسال کیا کہ اگر آپ
دلائل معقولیت سے بحث کرنا چاہتے ہیں تو جس مسئلہ پر گفتگو کرنا پسند خاطر ہو میں حاضر ہوں تشریف لائے اور مباحثہ
فرمائے۔ مگر شیخ صاحب کا کچھ جواب کسی طرح کا نہ بن آیا اور لاچار ہو کر وہی میرا خط مرزا صاحب کے پاس روانہ کیا
اونہوں نے اسکا جواب بعد از انتظار لکھا جواب نہیں بلکہ دل کا بخار گالیوں کا طومار لکھا مدت تک دل کے پھپھولے
پھوڑے اور ساتھ ہی تو بہانے جوڑ توڑ جوڑے چونکہ ان کی مزاج میں بسبب کثرت نزول الہام کے گرمی سوائے
نہایت حرارت و یبوست پیدا کر دی ہے اور تعصب اسلام مزید براں اور پیغمبری کی دُھن سے کٹر تو تھی ہی پس
نتیجہ نیک کس طرح استخراج ہو سکتا جواب کے نیچے جعلسازی سے مرزا جی نے عبید اللہ کا نام لکھا
کہ راقم عبید اللہ از تبت ضلع مظفر نگر۔
چونکہ اول تو لفافہ پر مہر قادیان کی تھی دوم خط مرزا صاحب کے ملازم شمس الدین کا لکھا
تھا جس کے لکھے خط پہلے بھی میرے پاس مرزا صاحب نے ارسال کئے ہوئے تھے غرض کہ مرزا
صاحب کے اس فریب کو نامہ نگار نے اچھی طرح افشا کر کے اُن کے خط کا جواب ارسال کیا
جس کے جواب میں آج تک تعجب اندرونی کے سبب صدائے برنخاست کا معاملہ ہوا۔
شیخ جی کو محمدی یقین کے سبب راستی کی تلاش ناگوارا ہوگئی۔ افسوس!

اُسی طرح جانے۔ اور جس میں جو جو صفات ہوں اُس سے کوئی مخفی نہ رہے مگر اُس سے
بنانا ہرگز لازم نہیں آتا کیونکہ بنانا مرکب کا ہوتا ہے مفرد کا نہیں ہر ایک
آدمی جانتا ہے کہ خدا کو اپنا پورا پورا علم ہے مگر وہ اپنے جیسا اور پیدا نہیں کر سکتا
اور نہ کرتا ہے حالانکہ اُس کو اپنا کامل علم ہے کیونکہ پیدائش کا لفظ سوائے
مادی چیزوں کے ترکیب پذیر ہونے کے اور کسی پر حاوی نہیں خدا اپنی طاقتوں
پر پورا علم رکھتا ہے مگر اُس میں کمی یا بیشی یا نفی نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ کامل
ہے تکمیل طلب نہیں۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ روح کیا ہیں اور خدا کیا ہے۔ واضح ہووے کہ روح ایکدیشی
تجربہ بدہی نیک و بد اعمال کا کرتا اور پرماتما ست چت آنند سروگیہ۔ سرب بیاپک
سرب انتریامی گیان مے آنند سروپ اور کرموں کا جیووں کو پھل داتا او رمعبود
اننت شکتی مانتا ہے تمام سرشٹی کو پرمانوں سے رچتا ہے مگر خود رچنا میں نہیں
آسکتا کیونکہ وہ شریر دھاری نہیں۔ مادی نہیں علاوہ بر اں ترکیب پذیر
نہیں۔ اگر بقول آپکے "سب چیزیں اُس سے نکلی ہیں اور اُسی کے ساتھ
قایم اور اُسی کی رشحات سے اپنے کمالات مطلوبہ تک پہنچتی ہیں" (دیکھو صفحہ ۱۲۰
سطر ۴ و ۵)" اُسی طرح روحیں جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہیں اپنے صانع کی
سیرت و خصلت سے اجمالی طور پر کچھ حصہ رکھتی ہیں جس طرح بیٹے میں باپ و رماں کا
کچھ کچھ حلیہ و رخو بو پائی جاتی ہے (صفحہ ۱۲۰ و ۱۲۱)" اور جیسے بیٹا جو اپنے باپ سے نکلا ہے
اُس سے ایک طبعی محبت رکھتا ہے نہ بناوٹی اسی طرح ہم اپنے رب سے نکلے ہیں۔
اس سے فی الحقیقت طبعی محبت رکھتے ہیں" (صفحہ ۱۲۱ ۔ سطر ۱۲ و ۱۳)
اور حقیقت میں انسان کو جس قدر قوتیں دی گئی ہیں وہ سب الٰہی قوتوں کے
اظلال و آثار ہیں جیسے کہ بیٹے کی صورت میں کچھ کچھ باپ کے نقوش آ جاتے ہیں
ایسا ہی ہمارے روحوں میں اپنے رب کے نقوش اور اُس کی صفات کے آثار آگئے ہیں
(دیکھو صفحہ ۱۲۱ سطر ۸ سے ۱۱ تک) بالفرض محال خدا سے روح کی پیدائش اس طرح
مانی جاوے کہ روح خدا سے نکلی ہیں اور ان کی سب قوتیں الٰہی قوتوں کے اظلال
و آثار ہیں اور اُس کے تمام نقوش و صفات ہیں۔ روح خدا کے ساتھ قایم اور اُسکے
رشحات فیض سے اپنے کمالات تک پہنچتی ہے یعنی خدا میں داخل ہوتی ہے
اُس کی سیرت و خصلت ہے جیسے بیٹے میں باپ و ماں کی خو خصلت اور حلیہ اور
خوبو پائی جاتی ہے اور باپ ماں سے طبعی محبت رکھتا ہے جیسی بیٹے میں کچھ کچھ نقوش آتے
ہیں باپ اور ماں کے۔ ویسے ہی ہم جو خدا سے ہیں ہماری خو خصلت اور حلیہ اور خوبو
اور نقوش محبت خدا ہیں۔ مرزا صاحب جس طرح آدمی کا بیٹا آدمی اور حیوان کا
بچہ حیوان ہے اسی طرح بقول آپکے تمام روحیں جو خدا کے بیٹے ہیں خدا سے پیدا
ہیں خدائی صفات سے موصوف ہیں خدا کے ساتھ قایم ہیں اور خدا کے نقوش
و آثار رکھتے ہیں بنابراں خدا ہیں۔ اب اسی کو دوسرے پیرایہ میں دیکھئے تمام روحیں خدا اور
خدائی اوصاف سے متصف ہیں اگر خدا۔ خدا ہے تو روحیں خدا نہیں اگر روحیں خدا ہیں تو خدا خدا نہیں
چونکہ بے انتہا خدا بقول آپکے بے انتہا روحیں بن گئی ہیں جو بقول قرآن کے ابدالآباد رہینگی اسواسطے کوئی
علیحدہ خدا نہیں ہے جیسے جنگل تمام درختوں کا نام ہے اگر درخت جدا کئے جاویں کوئی علیحدہ جنگل
نہیں رہتا اسی طرح تمام روحیں ہی بے انتہا خدا ہیں علیحدہ اُنسے کوئی خدا نہیں کیونکہ منقسم
و منتشر ہوگیا۔ دیکھئے یہ اعتقاد آپکا کیسا مبدا فساد ہے اور بانی مبانی الحاد ساتھ ہی اس کے
روحوں کے جاہل بدکار وغیرہ ہونے سے خدا جہالت وغیرہ ذمایم سے بھی بری نہیں ہو سکتا۔
اسی واسطے آپنے لکھا ہے۔ "اور درحقیقت یہ ایک سرّ از اسرار خالقیت میں سے

کا منکر ہے یہ عذر پیش کر سکتا ہے کہ جس حالت میں تم نے کل چیزوں کا وجود خود بخود بغیر ایجاد پرمیشر کے آپ ہی مان لیا ہے تو تو پھر اس بات پر کیا دلیل ہے کہ ان چیزوں کے باہم جوڑنے جاڑنے کے لئے پرمیشور کی حاجت ہے دوسری یہ قباحت کہ ایسا اعتقاد خود خدا تعالےٰ کو اس کی خدائی سے جواب دے رہا ہے لہٰذا

تو دیا آپ تجاہل عارفانہ سے باز آئیے اور صداقت ایمان ہاتھ سے نہ گنوائیے۔ ورنہ رونا اور دانت پیسنا ہوگا پرمیشور کے وجود کو با دلائل واضح ثابت کرنا اور اُن پر غور کرنے سے صداقت باطنی کی تکمیل آریہ سماج ہی کا کام ہے نہ کہ اسلام کا دنیا کے پردہ میں وہ کون دیش ہے جہاں اسلام نے دلائل سے کام لیا ہو۔ اور لوگوں نے بعد مباحثہ دین محمدی قبول کیا۔ اگر کہیں کسی جزیرہ میں یا سطح سمندر کے نیچے وہ زمین غرقاب ہے تو نشان دو تاکہ ہم تاربیڈو کے ذریعہ اُسکی تلاش و کھوج کرکے پتہ لگا دیں ورنہ فارس روم تاتار ہندوستان۔ افغانستان۔ عرب۔ سپین وغیرہ متفق البیان ہیں کہ کہیں بھی اسلام نے معقولیت سے کام نہیں چلایا۔ اور نہ کسی جگہ پر مذہبی معاملہ میں دانائی کو کام فرمایا۔

اسلام کی بڑی بزرگ دلیل صمصام ہے اور سب سے اعلےٰ دعویٰ قتل عام۔ گلستان میں ایک مولوی مسلمان کا ایک کافر سے مباحثہ ہوا۔ جب خدائے قرآنی کی حقیت اور دین مسلمانی کی اصلیت پر کوئی عقلی دلیل مولوی صاحب کی نہ چل سکی تو گوشے تکنے اور میدان مباحثہ سے پشت دکھا کر بھاگنے لگے اُس موقعہ پر سعدی نے کہا ہے۔

آنکس کہ زقرآن و حدیث نہ رہی   این ست جوابش کہ جوابش نہ دہی

مگر مرزا صاحب برخلاف اسکے صانع و بدائع قدرت سے ہی تو خدا کی ہستی پر دلیل ہوتی ہے اور تشنۂ معرفت حق کے واسطے حقایق کی سبیل ورنہ اسلام کی جاہلانہ عربیت سے دلیل کیا بات کرنیکا بھی موقع نہیں ملسکتا۔ دوسرے کہاں سے جب کہ غیر مذہبوں کی کتابوں کا جلانا بھی ثواب شمار ہوتا ہے اور اس کی صداقت کا سنین اسلام سے بھی اظہار رہتا ہے۔ ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر فرماتے ہیں حضرت عمر ۱۳ھ میں خلیفہ ہوئے کسریٰ کے ایوان کو خراب کیا۔ اور کتاب خانوں کو جلایا۔ اور پانی میں ڈبویا اور یہی حال سکندریہ کا کیا دیکھو سنین الاسلام شرح صفحہ ۱۰۴ حصہ اول)

حضرت کیا کہوں اور کہاں تک کہوں اسلامی اعتقادات کے رو سے تو بہت قباحتیں آتی ہیں اور عوض دعوئی خود ثبوت کرانے کے دعویدار کو بھی شرماتی ہیں جنکو ہم حتے الوسع اسی کتاب میں متفرق طور پر بیان کرینگے اور اُنکے تار و پود کو جدا کرکے مولویوں کے سامنے دھر دینگے تاکہ اُن پر اچھی طرح ظاہر ہو جاوے ؎

چاک کے اسلام کو ممکن نہیں کرنا رفو   سوزنِ تدبیر کو ساری عمر گستنی رہا ہے

جسکو آپ جوڑنا جاڑنا بتلاتے ہیں اُس کی نسبت عرفی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ؎

زہر ذرہ بدو روئے دراہے ست   بر اثباتِ وجود او گواہے ست

؎ وصف صنعت کز لبِ نزدمے ریز و برول   نطق را در معرض عقد اللسان انداختہ

حضرت یہ جوڑنا جاڑنا نہیں بلکہ اُن ناچیز ذروں کو رکیت پرلوں سے جو بیجان محض ہیں قدرت کاملہ سے گوناگوں عالم پیدا کرنا۔ اور پیدا کرکے انکو کامل گیان سے انتظام میں رکھنا اور ان متغیر عالموں کے تغیرات و تبدلات دکھلا کر سبکو غیر متغیر ذات کیطرف رجوع کرنے کیواسطے گیان دینا ہے ؎

برگِ درختان سبز در نظر ہوشیار   ہر ورقے دفترے ست معرفت کردگار

ان ناپید ذروں سے گوناگوں صفتوں والا عالم بنانا۔ اور تمام بے شمار روحوں کو کرموں انوسار قدرت انادی سے ہمیشہ پھل پہنچانا اور پھر اس عالم کو فنا کرکے پرکرتی میں لے فرمایا اُس سرب شکتی مان کی قدرت عالیہ و طاقت جلالیہ کے نشانات ہیں۔ اسی

واسطے ماسٹر مرلیدھر صاحب نے فرمایا ہے۔

ماسٹر مرلیدھر صفحہ ۱۴۸ و ۱۴۹۔ جو لوگ روح اور مادہ کی حقیقت کو سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ سرشٹی کرم اتنا بڑا اور عالیشان کام ہے کہ سوائے اُس سچدانند سرگیہ اور دانائی کامل کے کوئی نہیں بنا سکتا۔ بنانا تو درکنار اُس کی چھوٹی سے چھوٹی چیز کی بابت کہ وہ کس طرح بنتی لاکھ کاریگروں میں سے ایک لاکھواں حصہ بھی نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر یہ ایسا حقیر کام ہے جس کو جوڑنا جاڑنا کہا ہے تو کوئی شخص جو دعوے رکھتا ہو یا مرزا صاحب کی سمجھ میں بڑی طاقت والا ہو بڑی چیزوں سیارات وغیرہ کو تو کیا بناویگا ایک دانہ گندم یا باجرہ کا ہی بنا کر دکھلاوے یا کچھ تھوڑی بہت اُسکی کاریگری کے اصول ہی سمجھا وے۔

اسی طرح صفحہ ۱۵۵ و ۱۵۶۔ رہا مادہ سو وہ چیز ہے جس کو ہندی میں جڑ پدارتھ کہتے ہیں جن میں ارادہ یا طاقت ملنے ملنے کی نہیں غرض دونوں چیزیں روح و مادہ جو دنیا میں موجود ہیں جنکو مرزا صاحب نے ہر ایک آریہ کی طرف سے پیش کیا تھا۔ ایسی ثابت ہوئیں کہ تمام دانا ان کے جوڑنے جاڑنے سے بالکل عاجز و بے خبر ہیں اُن کی اناد ہی ہونے صورت میں خود بخود انکا جوڑ جاڑ نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے کہ خود بخود باہم بلحاظ پرکرتی انکا سو بہاؤ نہیں ہے کیونکہ اس میں حرکت کرنے کی طاقت نہیں۔ لوگ موجودہ طریقہ پر ادی ہی اپنا ثبوت پیش کریں تو اس کا جواب یہ ہے کہ کو پرمیشور کو جوڑتے جاڑتے کسی نے نہیں دیکھا مگر اتفاقی طور پر ملنے والی چیزوں میں انتظام اور کاریگری اور تعلقات ضرور یہ نہیں ہوا کرتے جواب موجود ہیں لہٰذا ثابت ہے کہ ان چیزوں کو جوڑنا جاڑنا خود بخود نہیں اور نہ یہ گوناگون صفات کا عالم بلا بنائے بن سکتا ہے بلکہ اُس کا صانع و مالک سب سے بڑا اور کامل قدرت والا ہے اور وہی ہے جسکو سچدانند سرب سوامی پرمیشور اور مسلمان خدا تعالےٰ کہتے ہیں۔ پس اس عالیشان قدرت کو اگر کوئی تھوڑی عقل والا بھی بنظر غور سے دیکھے تو فی الفور اُس سرب انتریامی سرب بیاپک کے حضور سر بسجود ہووے جو دانا ۱۳ سو برس سے اسلام کے ۷۳ فرقوں میں تقسیم اور دہریت کی تعلیم کا مطالعہ کرے گا۔ اُسے معلوم ہوگا کہ دہریہ پن اور مذہب ہمہ اوست (دہریہ کا بڑا بھائی) وبا کی طرح قرآنی تعلیم سے کس طرح پھیلا اور یہ زہر یلا مادہ اس جبلِ سم الفار سے کس طرح نکلا۔ ہر ایک عاقل کو اس بات کا اقرار ہے کہ انکا عموماً قرآن ہی پر دار مدار ہے اور سبب اس کا ظاہر ہے کہ قرآن ہر ایک چیز کا وجود خدا کے وجود سے مانتا ہے اور خدا کی ذات کے سوا انہیں قطعی نابود جانتا ہے جو سراپا گمراہی کے نشان اور نرک میں پہنچانے والے بیان ہیں۔

انسان اسی طرح کی جابرانہ تعلیم سے گمراہانہ طریق سیکھنے کا عادی ہو جاتا ہے ذوالفقار ہی سے ایسی العبید العقل باتوں پر ایمان لاتا ہے۔ ورنہ روحوں اور مادہ کی پیدایش کی بابت وہ آئی محمدی وغیرہ معقولیت سے بتلائے تو سہی کہ سوائے انادی ہونے کے کس طرح اور کہاں سے ہوئی۔ اور جیسا کہ اُن کا اعتقاد ہے تو وہ خود ہی اُن کے بیان کو بے بنیاد و مبداء فساد ثابت کر رہا ہے چنانچہ خود مرزا صاحب نے بھی لاچار ہو کر سرمہ کے صفحہ ۱۳۴ کے حاشیہ پر صاف اقبال کر دیا کہ اگر روح کو جسم و جسمانی ہونے سے منزہ خیال کریں اور اس کا تعلق جسم سے ایسا مجہول الکیفیت و برتر از عقل و فہم خیال کریں جیسے روح کا حدوث برتر از عقل و فہم ہے۔ تو پھر البتہ کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔

کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے۔ جس بات پر آپ کو بڑا گھمنڈ تھا۔ اور جس قرآنی علمیت پر آپ جامہ میں پھولے نہیں سماتے تھے۔ وہ خود آپ کی زبان اور قلم سے جھوٹی شیخی یا بیجا نخوت ثابت ہو گئی کیونکہ جب بموجب الہامِ قرآنی روح کا حدوث برتر از

طاقتوں میں محدود و محصور ہیں جیسا کہ بنی آدم کے اختلافات روحانی حالات و استعدادات پر نظر کر کے ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ تحدید ایک محدِّد کو چاہتی ہے جس سے ضرورت محدِّث کی ثابت ہو کر (جو محدِّد ہے) حدوث روحوں کا بپایۂ ثبوت پہنچتا ہے"۔

تردید اول۔ یہ دلیل بھی کئی وجوہ سے غلط ہے۔

وجہ اول۔ کوئی روح بھی خاص استعداد یا طاقت میں محصور یا محدود نہیں بلکہ سامان یا ذرائع محدود ہیں جن سے وہ استعداد و طاقتیں حاصل کرتے ہیں۔ اور یہی حالت تمام روحوں کی ہے۔ اگر محدّد یا محدود ہوتیں تو علم کا کامل کرنا یا کمال کی کوشش کرنا بے فائدہ ہوتا ہے۔ باشندگان انگلینڈ یا پرانے آریہ وغیرہ علما و فضلا نے جو مختلف اوقات میں صدہا طرح کی ترقیاں کی ہیں ہرگز نہ کر سکتے بلکہ ترقی کا منہ بھی نہ دیکھتے چہ جا کہ علم و عقل۔ پس روحیں مخلوق نہیں کیونکہ وہ بقول تمہارے محدود یا محصور نہیں۔

وجہ دوم۔ جو شخص کسی کی حد باندھے وہ خالق بھی نہیں ہو سکتا اور نہ حد باندھنا نیستی سے ہستی میں لاتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ چیز حد باندھنے سے پہلے موجود ہوگی تب حدبندی کر سکیگا ورنہ حدبندی کس چیز کی۔ بندوبست کا مہتمم گاؤں یا اسکے رقبہ کی حدبست کرتا ہے مگر وہ خالق (نیستی سے ہستی میں لانے والا) نہیں بلکہ منتظم ہے کیونکہ زمین گاؤں کاشتکار وغیرہ اُس حد سے پہلے موجود تھے۔ پس اگر بقول تمہارے خدا روحوں کا محدّد ہے تو بھی روح حادث نہیں بلکہ ازلی و ابدی ہیں۔

وجہ سوم۔ حدبندی جسم کی ہوتی ہے نہ کہ روح کی جبکہ اوسکی مقدار و کمیت نہیں جبکہ وہ قسمت پذیر نہیں جبکہ وہ فانی نہیں اس واسطے اُس کی حدبندی بھی نہیں۔ چنانچہ ایک جگہ آپ نے بھی اقبال کیا ہے۔

"اور بھی انسان کی صالحیت کی کچھ بھی انتہا نہیں کیونکہ وہ ترقیات غیر محدود کے لئے پیدا کیا گیا ہے جس کی تحصیل کے لئے وہ فطرتاً مشغول ہے" (صفحہ ۱۵۳)

واضح ہو کہ روحوں کے محدود یا محصور ہونے کا خیال جو خاص خاص طاقتوں اور استعدادوں کے لحاظ (پاگل اور دانا) سے ظاہر ہے وہ بلحاظ جسموں اور اُن کی بناوٹ ہے جس میں تمام خدا کے ماننے والوں کا اتفاق ہے کہ اُنکا خالق یعنی پیدا کرنے والا خدا ہے مگر انادی پرکرتی سے نہ کہ نیستی سے۔ جس کا قرآن اور حدیث کو بھی مجبوراً اقبال ہے کہ آدم کا وجود نیستی سے نہیں بلکہ خاک سے بنایا گیا اور خدا کو پانی لیکر خمیر کرنا پڑا۔ اور ایک گھنٹہ نہیں بلکہ چالیس دن رات۔ جس طرح چراغ کے جلجانے یا تر چادر کے خشک ہوجانے پر اعرابی کہا کرتے ہیں کہ آگ معدوم ہوگئی یا پانی عدم کو چلا گیا حالانکہ اس قسم کے بھدّے مسایل کا خود بخود ستیاناش ہو رہا ہے۔ پس اس دلیل سے بھی کسی طرح روحوں کا عدم سے وجود ظاہر نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ سے موجودگی ثابت ہوتی ہے اس واسطے یہ دلیل بھی باطل ہے۔

دلیل سوم۔ "یہ بات بھی کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ تمام روحیں عجز و احتیاج کے داغ سے آلودہ ہیں اور اپنی تکمیل اور بقا کے لئے ایک ایسی ذات کی محتاج ہیں جو کامل اور قادر اور عالم اور فیاض مطلق ہو اور یہ امر اُنکی مخلوقیت کو ثابت کرنے والا ہے۔"

تردید دلیل سوم۔ یہ دلیل بجائے ثبوت میں پیش ہونے کے اس لایق بھی نہیں کہ لفظ دلیل اس پر صادق آ سکے۔ اور بہت حصہ اس کا دلیل نمبر ۱ کے ساتھ ہی رد ہو چکا ہے اور اگر کوئی دانا ذرا غور سے دیکھے تو اُسے معلوم ہو کہ تغیر الفاظ کے ساتھ یہ دلیل نمبر ۱ ہی ہے نہ کہ نمبر ۳۔ سپاہ راجہ کی محتاج ہے مگر راجہ سپاہ کا خالق نہیں۔ کتا آدمی کا محتاج ہے مگر آدمی اُسکا خالق نہیں۔ خدا کے کامل اور قادر۔ عالم۔ فیاض مطلق وغیرہ ہم تب ہی ہو سکتے ہیں جبکہ کوئی ناکامل اور بے مقدور اور جاہل یا کم علم اور محتاج بھی ہو۔

ورنہ بیٹا یا بیٹی کے نہ ہونے سے کوئی باپ بھی نہیں ہو سکتا یعنے خدا کی صفات بھی حادث اور فانی ماننی پڑتی ہیں اگر روح انادی نہ مانی جاوے اور ایسا خدا (معاذ اللہ) خدائی کے لایق بھی نہیں ہو سکتا۔ مگر نہ صفات خدا حادث ہیں اور نہ روحیں محدود و معدوم۔ بلکہ انادی خدا کی قدرت میں انادی روحیں انادی زمانہ سے موجود ہیں پس وہ کسیطرح اور کبھی نیستی سے ہستی میں نہ آئیں اور نہ آسکتی ہیں کیونکہ عدم اُنپر کسیطرح جایز نہیں۔

دلیل چہارم۔ "یہ بات بھی ایک ادنے غور کرنے سے ظاہر ہوتی ہے کہ ہماری روحیں اجمالی طور پر اُن سب متفرق الٰہی حکمتوں اور صنعتوں پر مشتمل ہیں جو اجرام علوی و سفلی میں پائے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے دنیا باعتبار اپنی جزئیات مختلفہ کے عالم تفصیلی ہے اور انسان عالم اجمالی کہلاتا ہے۔ یا یوں کہو کہ یہ عالم صغیر اور وہ عالم کبیر ہے۔ پس جب کہ ایک جزو دنیا عالم کے بوجہ پائے جاتے پر حکمت کاموں کے ایک صانع حکیم کی صنعت کہلاتی ہے تو خیال کرنا چاہئے کہ وہ چیز کیونکر صنعت الٰہی نہ ہوگی جس کا وجود اپنے عجائبات ذاتی کے رو سے تو گویا تمام جزئیات عالم کی عکسی تصویر ہے اور ہر ایک جزئی کے خواص عجیبہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور حکمت بالغہ ایزدی پر بوجہ اتم مشتمل ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی یعنے روحوں سے خدا نے سوال کیا کہ کیا میں تمہارا رب (پیدا کنندہ) نہیں ہوں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں۔ یہ سوال و جواب حقیقت میں اُس پیوند کی طرف اشارہ ہے جو مخلوق کو اپنے خالق سے قدرتی طور پر متحقق ہے جس کی شہادت روحوں کی فطرت میں نقش کی گئی ہے"۔

تردید دلیل چہارم۔ یہ دلیل بھی آپکے حق میں مفید نہیں بلکہ مضر ہے۔ بوجوہات ذیل۔

وجہ اول۔ تمام دنیا وغیرہ اجرام علوی و سفلی مادے اور جڑھ ہیں۔ ذی روح یا چیتن نہیں تمام دنیا یعنی سرشٹی بنتی اور بگڑتی ہے۔ تغیر و تبدل والی ہے۔ اسیواسطے وہ ابدی نہیں مگر روح تمام جگت کے برخلاف غیر مادی چیتن ہے بنا بریں انادی ہے حادث نہیں۔

وجہ دوم۔ چونکہ دنیا کا ہر وجود فانی ہے اسواسطے جسمانی نقصانات سے روح کا کوئی نقصان ذاتی نہیں ہوتا کیونکہ روح جیسا ودانی ہے۔ پس دنیا جگت ایشور کی رچنا ہو سکے جبکہ وہ مادی اور مرکب ہے۔ جیو جو غیر مادی اور غیر مرکب ہے کسی طرح مخلوق یا رچت ثابت نہیں ہو سکتا اسی لئے وہ انادی ہے۔

وجہ سوم۔ پیدایش سے انسان جاہل ہوتا ہے۔ اگر کسی قسم کا سنسکار یا صحبت فضلا نہ ہو تو کسی طرح کا گیان نہیں ہو سکتا اور یہ ظاہر ہی ہے کہ انسان اور حیوان میں عقل ہی کا فرق ہے مصرعہ گر بے علم نتواں خدا را شناخت سے کسی کو انکار نہیں۔ پس وحشی یا جنگلی آدمی کو نہ تو روح کا علم اور نہ اُس کی روح پرماتما کو جانتی ہے کیونکہ اُس کا جاننا دشوار ہے اسی واسطے اُس کی رستگاری یا آزردگی بھی نامعلوم۔

وجہ چہارم۔ جس طرح روز میثاق کے اقرار نامہ کا کوئی بھی کسی کے پاس ثبوت نہیں اور تمام روحیں تعصب کو چھوڑ کر قرآن یا اسلام کی ابتدا سے انکاری ہیں اسیطرح اُس اقرار کا بھی حال ہے کیوں کہ دونوں کا وجود قطعی نابود ہے۔ پس ہر دو کے مفقود ہونے سے عبارت اقرار نامہ یعنے الست بربکم و تصدیق اقرار نامہ قالوا بلی بھی محض بے سود ہے یہ اس قسم کی دلیل ہے جو کہ اپنے اصلی دعوے (حدوث ارواح) کی طرح علم یا عقل سے کوئی تعلق نہیں رکھتی اور جن بھوتوں کیطرح عرب والوں کے ماننے لایق ہے۔

دلیل پنجم۔ جس طرح بیٹے میں باپ اور ماں کا کچھ حلیہ اور خو بو پائی جاتی ہے اسی طرح روحیں جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہیں اپنے صانع کی سیرت و خصلت سے اجمالی طور پر

ہے جو عقل کے چرخ پر چڑھا کر اچھی طرح سمجھ میں نہیں آسکتی" (صفحہ ۲۰۵ حاشیہ کی سطر آخری) اچھا اگر عقل کے چرخ پر اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتے تو اعرابیت وجاہلیت و نادانقفیت کے چرخ پر چڑھا کر اس کی اصلیت کا اظہار کیجئے شاید اسیطرح آپ کی تسلی ہو جائے چونکہ روح خدا کے ساتھ بقول آپکے قایم ہیں اور اسی کی صفات ورشحات فیض سے نکلی ہیں جس کو آپ صفحہ ۲۲۴ کی سطر ۱۷ و ۱۸ میں انادی و ابدی مانتے ہیں پس خود آپکے ہی قول سے واضح ہو رہا ہے کہ روحیں انادی و ابدی ہیں۔ خدا کے نزدیک ایسا کام کرنا غیر ممکن بلکہ اُس کا خیال کرنا بھی سراپا محال ہے جو حالت خدا کے نزدیک کسی طرح نہیں آسکتی۔ کامل علم کے نزدیک غلط خیال و وہم کا آنا بھی اس طرح ہے جیسے خدا کو جھوٹا فرض کر لینا۔ اور یہ بات سراپا ناممکن ہے علم کامل کسی شے کا اُس جیسی بنانے پر قادر کر دیتا ہے۔ بشرطیکہ دو صورتیں ہوں اول تو وہ چیز بناوٹی ہو۔ دوم اُسکے بنانے کا مصالحہ ہو۔ اگر یہ دو صورتیں نہ ہوں تو کسی شے کے علم کامل سے کوئی بھی اُسے نہیں بنا سکتا چہ جائکہ خدا۔ جہاں کہ دھوکا و غلطی نام و نشان کو نہیں۔ چونکہ روح بناوٹی نہیں اس واسطے علم کامل روح کا خدا اُسکے بنانے کی نہ تو ترغیب دیتا ہے نہ ارادہ کراتا ہے نہ خیال اُٹھاتا ہے اور نہ قادر کر دیتا ہے دوم اگر اُسکے بنانے کا مصالحہ نہ ہو تو بھی نہیں بنا سکتا خواہ اُسکے علم کامل کے سبب اُسکے بنانے پر قادر ہو جیسے ایک انجنیر کو مکان کے بنانے کا علم ہے لیکن اگر مصالحہ نہ ہو تو باوجود علم کامل کے وہ عمارت نہیں بنا سکتا اس واسطے کہ انجنیر خود مصالحہ نہیں ہے اور اگر خود مصالحہ ہو تو پھر انجنیر نہیں رہتا بلکہ مصالحہ میں خرچ ہو جاتا ہے۔ اب جائے غور ہے کہ اگر مادہ اور روح انادی نہ مانے جاویں تو اول تو خدا کا علم ہی غلط ٹہرتا ہے کیونکہ علم کس کا معدوم کا جو خود معدوم ہے رتی بھر زیادہ نہیں پس وہ علم نہیں بلکہ عدم ہے جبتک معلوم قدیم نہیں علم قدیم نہیں ہو سکتا حالانکہ کوئی اعرابی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ خدا کا علم قدیم ہے۔

روح مفرد اور غیر مرکب ہے خدا بھی غیر مرکب جانتا ہے ترکیب پذیر نہیں ۳۔ ۴ ۔ ۶ کے ہوتے ہیں خدا بھی انہیں ۸ ہی جانتا ہے ۷ و ۹ نہیں بیشک خدا کو روحوں کی کیفیت اور کنہ کا پورا علم ہے مگر نہ بنانے اور نہ ایسا لا یعنی اور بیہودہ دعوے دار ارادہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اُس کا علم پورا ہے او ہو را نہیں روح بناوٹی نہیں ہے روح مفرد ہے روح ابدی و ازلی ہے۔ پس روح کا کوئی مصالحہ نہیں جس سے ترکیب پذیر ہو اس واسطے نہ روح بنی اور نہ کوئی اُسے بنا سکتا ہے اور اگر بقول تمہارے (خدانخواستہ) خدا ارادہ کریگا تو خود ناکامل ہو جائے گا اور روح پھر بھی انادی رہیگی کیونکہ خدا انادی ہے آپکے سوال پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ہمکو نہیں بلکہ جیر الماکرین کو دہوکا دیتے ہیں اُسکے ساتھ مکر کرتے ہیں کہ پرمیشور روحوں کی نسبت پورا پورا علم نہیں رکھتا میں کہتا ہوں کہ علم و گیان تو پورا رکھتا ہے اسی واسطے ایسے وسواس باطلہ اُس کے مقدس گیان میں راہ نہیں پاتے اور نہ اُس کی ذاتِ اقدس کو ملزم بناتے ہیں۔

ای بتجران زراہِ حق لیس دور ✽ بوم آساز نور صدق نفور ✽ سوئے یزدان زاہرمن دو دمہ
زندہ شد ہست قرآں را ✽ اولیں انتظام عہد الست ✽ لیست یزداں داہرمن شکست
اینچہ دیں ہست وچیست ایمان ایں لال ✽ کہ خدا عاجز ہست از شیطان ✽ اینچہ دیں ست کو شدہ گمراہ
گرد بیت الحرام بیت اللہ ✽ اینچہ دیں ست وچیست ایں آئین ✽ کہ مقام خدا ہست عرش بریں

لے حاشیہ۔ امام غزالی صاحب فرماتے ہیں۔ "در اخبار ست کہ رسول جبرئیل علیہما السلام بر دیگر اینند وحی آمد بایشان کہ چرا میگرئید شما را امین کردہ ایم گفتند بار خدایا از مکر تو ایمن نہ ایم گفت ہمچنین باشند (دیکھو کیمیائے سعادت صفحہ ۴۴۹ رکن چہارم)

غلام احمد ۱۱۹ ۔ ارواح کا حادث اور مخلوق ہونا قرآن شریف میں بڑے بڑے قوی اور قطعی دلایل سے بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ برعایت ایجاز و اجمال چند دلایل اُن میں سے نمونہ کے طور پر اس جگہ لکھے جاتے ہیں۔

دلیل اوّل یہ بات بالبداہت ثابت ہے کہ تمام روحیں ہمیشہ اور ہر حال میں خدا تعالے کی ماتحت اور زیر حکم ہیں اور بجز مخلوق ہونے کے اور کوئی وجہ موجود نہیں۔ جس نے روحوں کو ایسے کامل طور پر خدا تعالے کے ماتحت اور زیر حکم کر دیا ہو سو یہ روحوں کے حادث اور مخلوق ہونے پر اول دلیل ہے۔

تردید۔ آپنے باوجود اقرار کے بھی قرآن سے کوئی دلیل نہیں دی اور نہ ایک بھی آیت قرآنی پیش کی۔ جس سے اُس کی غلاسفی کا کچھ اندازہ کیا جاتا لاچار اب ہم آپ کے پیشکردہ پانچ دلائل کو ہی محک امتحان پر لاتے ہیں۔ اور اُنکا زور یا کمزوری آزماتے یہ دلیل بمندرجہ ذیل وجوہ سے باطل ہے۔

وجہ اول۔ یہ بات برخلاف قرآن ہے کیونکہ لکھا ہے (بنی اسرائیل) واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس قال أأسجد لمن خلقت طینا الخ

ترجمہ اور جب ہمنے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو۔ تو سجدہ میں گر پڑے لیکن شیطان بولا۔ کیا میں سجدہ کروں ایک شخص کو جو تونے مٹی کا بنایا ہے۔ بھلا دیکھ یہ جس کو تونے مجھ سے چھڑایا۔ اگر تو مجھ کو ڈھیل دے قیامت کے دن تک تو اُس کی اولاد کو ڈھا ٹھے دے لوں مگر تھوڑے سے۔ کہا خدا نے جب کوئی تیرے ساتھ ہوا اُنہیں دوزخ سب کی سزا ہے اور بدلا۔ اور گھبرا لے اُنمیں سے جس کو گھبرا سکے اپنی آواز سے۔ اور لکار لا اُنپر سوار اور پیادے اور ساجھا کر اُن سے مال اور اولاد میں اور وعدے دے اُنکو۔ اور کچھ نہیں وعدے دیتا اُنکو شیطان مگر غرور کے۔ جو میرے بندے ہیں اُنپر تیری حکومت نہیں ہوگی"۔ پھر قرآن میں ہے (بنی اسرائیل) ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین وکان الشیطان لربہ کفورا۔ **ترجمہ** بے شک اُڑانے والے بھائی شیطان کے ہیں۔ اور شیطان ہے رب کا حکم نہ ماننے والا۔

پس بموجب قرآن کے بے تعداد روحیں خدا کی نافرمانبردار اور شیطان کے پیادے اور سوار ہیں۔ چونکہ ماتحت و زیر حکم ہونا آپنے وجہ حادث کی مانی ہے۔ اور خود قرآن ہی کی رو سے بیشمار روحیں خدا سے سرکش ہیں علاوہ بران کیمیائے سعادت میں امام غزالی صاحب فرماتے ہیں "رسول صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ہر آدمی را شیطانے ہست و مرا نیز ہست" (صفحہ ۱۰ سطر ۹ عنوان اوّل) جس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام ہی روحیں خدا سے باغی اور بے پرواہ ہیں خالی از گناہ نہیں لہذا حادث اور مخلوق نہ رہیں۔ وجہ دوم تمام روحوں کا ہمیشہ اور ہر حال میں خدا کے ماتحت اور زیر حکم رہنا (جیسا کہ آپ مانتے ہیں) اُنکے انادی ہونیکا ثبوت ہے نہ کہ مخلوق اور حادث ہونے کا کیونکہ خدا کے تمام صفات ازلی ہیں حکم یا حکومت کے ازلی ہونے سے محکوم کسی طرح حادث نہیں ہو سکتا ورنہ حاکم اور حکومت بھی حادث ہونگے حالانکہ یہ غیر مسلم ہے۔ اسواسطے روحیں انادی ہیں کیونکہ ہمیشہ اور ہر حال میں خدا کے ماتحت اور زیر حکم ہیں مخلوق یا حادث نہیں ورنہ پھر ہمیشہ نہ ہونگے۔

وجہ سوم۔ ہم ملکہ معظمہ کے زیر حکم یا ماتحت ہیں پتلی کا کھیل پتلی کے ماتحت گیا گھوڑا مالک کے ماتحت ہے تمام نایک شیطان کے ماتحت تھی کیا بموجب دلیل قرآنی کے یہ اُنکی مخلوق ہیں ہرگز نہیں بنابران کوئی چیز کسی کے ماتحت یا زیر حکم ہونے سے مخلوق یا حادث نہیں ہو سکتی اسواسطے یہ دلیل آپ کی سراسر باطل ہے۔

دلیل دوم۔ یہ بات بھی بالبداہت ثابت ہے کہ تمام روحیں خاص خاص مقدار اور

بھی نہیں کرسکتا۔ مگر کیا ایسا کم بخت پرمیشر ہو سکتا ہے جو درحقیقت اپنے گھر سے تو دیوالیہ اور مفلس و تہیدست ہو لیکن کسی عارضی اتفاق سے اسکی خدائی کا ڈھنڈورا چل رہا ہو۔ اگر پرمیشر ایسا ہی ہے تو ست امیدیں خاک میں ملگئیں اور ایسے پرمیشر کا بھروسہ کرنا بھی معرض خطر ہوگا؟"

نتیجہ - مرزا صاحب کے مندرجہ بالا بیان سے یہ تو ہر ایک عقلمند جان سکتا ہے کہ انہیں راستی و علمیت سے قطعی نفرت و کدورت ہے اور بضد انکے جہالت و ضدیت سے قلبی الفت و رغبت۔ اس موقع پر ہم نہایت ضبط کے ساتھ انہیں اور انکی بد اعتقادی سے لوگوں کو خبردار کرنا چاہتے ہیں اور یہ سمجھانا ہمارا آخری فرض ہوگا۔

واضح ہو کہ روح کے ماننے والوں کے لئے دو طریقے ہیں اور وہی طریقے ہیں اس کی موجودگی جان سکتے ہیں خدا سے یا اناد سے ایکطرف جہل ہے دوسری طرف علم۔ ایکطرف ضد اور خود غرضی دوسری طرف انصاف و صداقت۔ ایکطرف عقلمند ہیں دوسری طرف جاہل۔

فریق اوّل کہتا ہے کہ روحیں یا مادہ اجسام کلمات و امر اللہ ہیں اور انکا جاننا خالقیت کے بھیدوں سے ایک بھید ہے اور خدائی اسراروں سے ایک باریک نکتہ ہے جسکی طرف کسی عقلمند انسان کی عقل کو آجتک خیال نہیں آیا مگر ایک اعرابی نے اسکو ظاہر کیا۔ یہ وہ عرابی ہے جسکی خاطر کے واسطے خدا نے لولاک لما خلقت الافلاک زمین و آسمان اور کل مخلوقات کو پیدا کیا اور جس کی بابت اُس نے خود ہی بیان کیا کہ سب سے پہلے میرا نور پیدا ہوا اُسکے سوا کسی اور دانا و عقلمند کی گواہی نہیں اور اُسی کا یہ بیان ہے کہ خدا تعالے اپنے ہی کلمہ اور امر سے ارواح و اجسام کو وجود پذیر کرلیتا ہے یہ وہی اعرابی ہے جس سے جب روح کی بابت سوال کیا گیا تو ۱۸ روز غار میں چھپا رہا۔ بعد ازاں مجبور ہو کر نکلا۔ اور صرف یہی جواب دیا کہ روح خدا کا امر ہے زیادہ اعتراض مت کرو لموریت پوچھو تمکو سمجھنے کا علم و عقل نہیں اور علی ہذا القیاس۔ ایکطرف اویام افغانستان تمام عربستان اور افریقہ کے حبشی و تاتار کے مغل ہیں۔

نمبر ا فریق دوم - کہتے ہیں کہ روحیں چیتن ہیں اور مادہ جڑ یہ دونوں خدا سے نہیں نکل سکتے کیونکہ وہ لاتغیر ہے اور کسی چیز سے خواہ وہ کتنی ہی بڑی ہو ایک ذرہ بھی نکال لینے سے کم ہو جاتی ہے اور خدا میں کمی بیشی کو راہ نہیں اسواسطے روحیں و مادہ خدا سے نہیں نکلے۔

نمبر ۲ - پھر وہ کہتے ہیں کہ روحیں ایکدیش اور دکھ سکھ کی بندھن اور اگیان ہیں مگر پرماتما میں انکے کوئی صفات نہیں مادہ جڑ ہے اور پرماتما سچدانند جسمیں اگیان یا جڑتا ذرہ بھی نہیں اور اگر ہو تو وہ علیم کل نہیں رہتا اس واسطے مادہ اور روح خدا سے نہیں نکلے اور نہ نکل سکتے ہیں۔

نمبر ۳ - پھر وہ کہتے ہیں کہ جس چیز میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے وہ قائم بالذات نہیں ہوتی اور نہ اُسکا گیان ٹھیک ہوتا ہے اور نہ وہ کامل ہوتا ہے مگر خدا قائم بالذات اور گیانی اور کامل ہے اسواسطے روحیں یا مادہ خدا سے نہیں نکل سکتے اور نہ نکلے۔

نمبر ۴ - پھر کہتے ہیں کہ کوئی چیز اپنی صفات کے برخلاف نہیں کرسکتی جسطرح خدا جھوٹ نہیں بول سکتا اور نہ اسکا گیان غلط ہو سکتا ہے مگر روحیں جھوٹ بولتی اور اسکی برخلاف بھی ہیں اسواسطے روحیں خدا سے نہیں نکل سکتیں اور نہ نکلی ہیں۔

نمبر ۵ - پھر وہ کہتے ہیں کہ اگر خدا نے کوئی چیز اپنے اندر سے نکالکر جیسے ریشم کا کیڑا اپنے آپ سے تار نکالکر تماشا دکھلاتا ہے یہ دنیا بنائی تو اس کا نام بنائی نہیں بلکہ بگاڑی ہے یعنی اپنی حالت بگاڑی اپنی صحت بگاڑی اپنی کاملیت بگاڑی اپنی صداقت بگاڑی اور سب سے علاوہ اپنی علمیت بگاڑی کیونکہ دنیا بلحاظ ذرہ (پرمانو) کے بیوقوف و علمیت کے انادی ہے دیں یہ خدا سے نہیں نکلی اور نہ نکل سکتی ہے۔

نمبر ۶ - جس الزامی دروغ کے دینے کیواسطے خدا کو مکرہ بنایا گیا۔ جس الزامی دروغ کے دینے کیواسطے نیز وہ بیجان بنایا گیا جس الزامی دروغ کے دینے کیواسطے خدا کو پاگل گنہگار کنارہ بنایا گیا جس الزامی دروغ کے دینے کیواسطے خدا کا خون بیٹا گیا جس وہمی دروغ کے دینے کیواسطے خدا کو شور و خروش تک خراب کرنا پڑا جس وہمی دروغ کے دینے کیواسطے خدا کا تمام گھر برباد کرنا پڑا جس وہمی دروغ کے دینے کیواسطے

نہ اکامل نہ رہا۔ عالم نہ رہا۔ رحیم نہ رہا اور نہ خالق رہا اور نہ مالک بلکہ خدا ہی نہ رہا۔ خال نہ خال دروغ دروغ پرزے پرزے ذرہ ذرہ ٹکڑے ٹکڑے اور روح روح بلکہ پرمانو پرمانو ہو گیا۔ بقول شخصے دل را شگفتہ نہ گوہر شکستہ۔ وہ داغ وہ وہم دور نہ ہوا بلکہ بدستور رہا اور رہیگا سنیئے اگر خدا نے مادہ اور روح کو اپنے میں سے نکالا۔ گھر سے نکالا۔ ہاتھ سے نکالا۔ سینہ سے نکالا۔ آنکھ سے نکالا۔ دل سے نکالا۔ روح سے نکالا۔ عمر سے نکالا۔ قدرت سے نکالا۔ نور سے نکالا۔ پانو سے نکالا۔ گلے سے نکالا۔ ناف سے نکالا۔ زبان سے نکالا۔ ساق سے نکالا۔ ران سے نکالا۔ دماغ سے نکالا۔ سر سے نکالا۔ اپنے آپ سے نکالا۔ یہاں سے نکالا۔ وہاں سے نکالا۔ عرش سے نکالا۔ فرش سے نکالا۔ علم سے نکالا۔ جہاں سے نکالا۔ وہاں سے ہی انادی ہوا کیونکہ خدا میں اُسکے گھر میں ہاتھ میں موتھ میں آنکھ میں دل میں روح میں عمر میں قدرت میں نور میں پانو میں گلے میں ناف میں زبان میں ساق میں ران میں دماغ میں سر میں اپنے میں یہاں میں وہاں میں عرش میں فرش میں علم میں سب میں ہمیشہ سے وہ مصالحہ روح موجود تھا ورنہ نکالا چہ معنی دارد۔

پس روح و مادہ تو انادی خود بخود ہی ہر ایک طرح سے ثابت ہے مگر حضرت ایسے قرآنی کی شامت بلکہ قیامت آئی جس خدا سے تمام روحیں نکلیں جس خدا سے حرص و خنزیر مرغ و شتر نکلے جس خدا سے مادہ یا پرمانو نکلے وہ خدا کامل نہیں بلکہ خدا ہی نہیں رہا۔ بقول انکے انہیں کی موجودگی سے خدا انھاد رفتوں کی موجودگی سے جنگل تھا درختوں کی عمارتیں گمی جنگل مفقود ہوا خدا سے روحیں اور مادہ نکلکر جدا ہو گئے۔ خدا بالکل نہیں رہا اگر خدا نخواستہ کچھ رہا بھی تو محض نحیف و ضعیف جسے روزمرہ محنت و تکلیف کے سوا ایک دانہ گندم بھی میسر نہیں کیا یہ ایمان ہے؟ کیا یہ یقین ہے؟ اور کیا ایسے اعتقاد سے راحت کی امید ہو سکتی ہے؟

> گر ہمیں مذہب است وایں احمد — کار امت تمام خواہد شد

نمبر ۷ - پھر وہ کہتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ پرماتما انادی ہے اسکی سب صفات انادی ہیں اُس کا علم انادی ہے اُس کا فضل انادی ہے وہ رحیم انادی ہے اسکا رحم انادی ہے وہ عادل انادی ہے وہ مالک انادی ہے اُسکی ملکیت انادی ہے وہ خالق انادی ہے اُس کی خلقت (دنیا کا پرواہ) انادی ہے جب یہ حال ہے تو انادی پرماتما کے ماتحت روحیں اور انادی پرماتما کی قدرت میں انادی پرمانو موجود ہیں قانون قدرت انادی کے مطابق عدل (نیاء) سے دنیا کو بناتا ہے اور قاعدہ قدرت کے مطابق بمقدار کرم کے علم سے پیدا کرتا ہے اور اسیطرح ہمیشہ کرتا رہیگا۔ کیونکہ اُس کا کبھی خاتمہ نہیں اور نہ وہ کبھی معزول یا معطل ہے اسواسطے روحیں پیدا شدہ یا نیستی سے ہستی میں نہیں آئی ہیں اور نہ آ سکتی ہیں مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ کیا ایسا پرمیشر ہو سکتا ہے جو درحقیقت اپنے گھر سے تو وہ مفلس و تہیدست ہو اسکا یہ جواب ہے کہ پرمیشر کو آپنے جسمانی مانا ہے یا غیر جسمانی اگرچہ قرآن میں جسمانی مانا ہے لیکن مرزا صاحب جسمانی نہیں مانتے اسواسطے ہم وہ بحث یہاں نہیں لاتے۔ مگر ہاں یہ اگر اسکا گھر ہے تو سکونت پذیر بھی ہوگا اگر گھر محدود ہے تو خدا کے جسمانی ہونے میں کسی اعرابی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ عرب میں بیت اللہ گھر موجود ہے

اِن آریہ بھائیوں کی زبانی جو حج بھی کر آئے ہیں اور یہاں آنکر بطالت اسلام سے تائب ہوگئے ہیں معلوم ہوا کہ اُس مکان کا مالک کوئی مفلس تہیدست و دیوالیہ ہے جیسے حسب حال سعدی کا یہ شعر ہے۔

> جو بیت المقدس درون پر ز تاب — رہا کردہ دیوار بیرون خراب

یعنے خدا کا گھر جو بیت المقدس ہے اندر اُس کا بہ سبب غیر مرمت اور متعفن ہونے کے اور بخارات کے رہنے کی گرمی سے بھرا ہوا ہے کوئی بارتی یا غرفہ یا دریچہ نہیں سوائے اسکے باہر کی دیوار بھی گری ہوئی اور خراب ہو رہی ہے گویا اس گھر کا کوئی مالک ہی نہیں افسوس!

کچھ حصہ رکھتی ہیں اگرچہ مخلوقیت کی ظلمت وغفلت غالب ہو جانے کی وجہ سے بعض نفوس میں وہ رنگ اپنی کچھ چھپا سا ہو جاتا ہے لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہر ایک روح کسیقدر وہ رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور پھر بعض نفوس میں وہ رنگ بد استعمالی کی وجہ سے بدنما معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ اُس رنگ کا قصور نہیں بلکہ طریقہ استعمال کا قصور ہے۔ اور حقیقت میں انسان کو جسقدر قوتیں دیگئی ہیں وہ سب الہی قوتوں کے اظلال و آثار ہیں جیسے بیٹے کیصورت میں کچھ کچھ باپ کے نقوش آجاتے ہیں ایسا ہی ہماری روحوں میں اپنے رب کے نقوش اور اُس کی صفات کے آثار آگئے ہیں جنکو عارف لوگ خوب شناخت کرتے ہیں۔ اور جیسے بیٹا جو باپ سے نکلتا ہے اوس سے ایک طبعی محبت رکھتا ہے بناوٹی۔ اسی طرح ہم بھی جو اپنے رب سے نکلے ہیں۔ اُس سے فی الحقیقت طبعی محبت رکھتے ہیں نہ بناوٹی۔ اور اگر ہماری روحوں کو اپنے رب سے یہ طبعی و فطرتی تعلق نہ ہوتا تو پھر سالکین کو اُس تک پہنچنے کے لئے کوئی صورت اور سبیل نہ تھی"۔

تردید دلیل پنجم - مرزا صاحب یہ دلیل بھی روح کے حدوث سے متعلق نہیں بوجوہات ذیل۔

وجہ اول - بقول آپ کے "جسطرح بیٹے میں باپ اور ماں کا کچھ کچھ حلیہ اور خو بو پائی جاتی ہے اُسیطرح روحوں میں بھی پائی جاتی ہیں کیونکہ خدا کے ہاتھ سے نکلی ہیں"۔ لیکن جسطرح بیٹے کا خالق یا عدم سے موجود کرنیوالا باپ نہیں ہوتا۔ اسی طرح خدا بھی عدم سے موجود کرنیوالا نہیں کیونکہ بیٹے کی روح یا اُس کا جسمی مادہ نابود نہیں تھا بلکہ موجود تھا۔

وجہ دوم - جس طرح بیٹے کے نکلنے یا پیدا ہونے سے باپ یا ماں کا جسمی حصہ بہت کچھ کم ہو جاتا ہے اُسی طرح روحوں کے نکلنے سے (اگر وہ خدا سے نکلی ہیں) ضرور خدا کا بھی بہت حصہ کم ہو گیا ہو گا۔ اور جس طرح انسان کا بیٹا انسان ہوتا ہے اسیطرح خدا کا بیٹا بھی خدا ہوا۔ پس تمام روحیں بموجب دلیل قرآنی قادیانی کے خدا بن جاتی ہیں جو نہایت ہی مکروہ بات ہے اور صرف صنعت ہونے سے سیرت وخصلت کا اجمالی طور پر آنا بھی ناممکن ہے۔ اسی واسطے روحیں خدا سے نہیں نکلی ہیں۔

وجہ سوم - جس طرح صرف باپ سے لڑکا پیدا نہیں ہوتا بلکہ ماں سے بھی۔ اسی طرح بقول تمہارے جبتک کوئی خداوند کی استری معلوم نہو۔ تب تک صرف مرد کے شکم سے بچہ پیدا نہیں ہو سکتا لیکن یہ بتلانا بھی مدعی کا ذمہ ہے کہ اللہ کی استری (جورو) کون ہے جس سے روح بچہ پیدا ہوا اور خدا کی سسرال کہاں ہے جن کی وہ بیٹی ہے۔ مگر صدہا دلائل سے ثابت ہے کہ خدا جورو وغیرہ سے مبرا ہے اسی واسطے روح خدا کا بچہ نہیں اور نہ خدا سے نکلا ہے بلکہ انادی ہے۔

وجہ چہارم - بیٹا باپ سے نکلکر ویسا ہی ہوتا ہے مگر تم خدا سے نکلکر ویسے نہیں ہو کیونکہ کوئی روح بھی خدا جیسی کیا بلکہ اُس کی ادنیٰ سی قدرت کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور نہ کوئی خدائی صفات روح میں ہے اسواسطے روح خدا سے نہیں نکلی بلکہ انادی ہے۔

وجہ پنجم - آپنے جو لکھا ہے "کہ روح خدا کا کلمہ یا ظل کلمہ ہے جو بہ حکمت و قدرت الٰہی روح کی شکل پر وجود پذیر ہو گیا ہے" اور اسکے ساتھ ہی انجیل یوحنا باب آیت ۱۔ "ابتدا میں کلام تھا کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا" پر اگر ذرا غور کرو تو آپکو بلکہ سب کو ہمہ اوست کی ملحدانہ تعلیم کا قایل ہونا پڑیگا جو ایک سخت گمراہی کا باعث ہے۔ پس کسیطرح بھی کوئی روح نیستی سے ہستی میں نہیں آئی بلکہ انادی ہے۔

*حاشیہ بیٹے تین طرح کے ہوتے ہیں کپوت۔ پوت۔ سپوت (تم کیسے ہو) کپوت وہ جو باپ سے کم کام کرے۔ مثلاً کنس اور جرنیب پوت وہ جو باپ کے مساوی کام کرے مثلاً سکھدیو سلیمان سپوت وہ جو باپ سے بڑھکر کام کرے مثلاً شنکر آچاریہ سوامی دیانند سرستی تم قرآنی اعتقاد کے بموجب کیسے بیٹے ہو بتلاؤ کر کیسے بیٹے ہو۔

چونکہ ہم نے نہایت اختصار سے دلایل قادیانی کا (جنہیں وہ قرآنی بتلاتے ہیں) رد کر کے بتلا دیا ہے کہ ان میں راستی کا نام و نشان نہیں اور نہ علم و عقل کا ذکر و بیان ہے۔ صرف لفظ جمع کر کے اُن کا نام دلیل دہر دیا ہے حالانکہ انمیں سے دو تین تو اسلام کے حق میں نقصان رساں ہیں اور باقی سوال از آسمان جواب از ریسمان ہے۔ جب یہ حال ہے تو کیا ان کی تردید سے اسلام یا قرآن کی قدر و منزلت کچھ باقی رہجاتی ہے؟

اب ہم روح کے بارے میں چند فضلائے اسلام کی رائے بھی درج کرتے ہیں۔

(۱) امام حجت الاسلام **محمد غزالی** صاحب فرماتے ہیں۔

"اما حقیقت دل (روح) کہ وے چہ چیز است و صفت خاص وے چیست۔ شریعت رخصت نداده است۔ کہ ویرا بکاوند و برائے این بود کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم شرح نکرده چنانچہ حق تعالیٰ گفت ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی بیش ازیں دستورے نیافت کہ بگوید کہ روح از جملہ کار ہائے الٰہی است واز عالم امر است" (کیمیائے سعادت عنوان اول صفحہ ۷)

(۲) **تفسیر حسینی** میں ہے **شیخ ابو مدین مغربی** قدس سرہ فرمودہ کہ ابن اللہ کہ خدا ما را داده است از علم نہ از آن ماست بلکہ رعایت است نزدیک ما و مایہ بسیارے از ان نرسیده ایم۔ پس ما علی الدوام جاہلانیم و جاہل را دعوائے دانش نرسد"۔ (صفحہ ۳۰۸ جلد اول ۱۲۸۷ھ نول کشور)

(۳) تفسیر زاد الآخرت اور تفسیر بیضاوی میں ہے۔

سن اس آیت کا مجھ سے تو منشا
جبکہ بولے قریش سے یہود
کہ محمد سے جاکے پوچھو تم
اور کرو روح کا سوال اس سے
جو وہ تینوں جواب دے تم کو
تو نبی خدا وہ شخص نہیں
اور جو بعضے کا بن نہ آئے جواب
تو وہ بیشک نبی برحق ہے
ایک دونوں کا حال شرح و بیان
ان کی توریت میں وہ تھا مبہم
پس یہ موضع میں شرح فرمایا
تھا سمجھنے کا حوصلہ جو نہیں
بس کفایت اسی قدر پہ کیا
لکھتے ہیں جیسے قاضئ بیضا
جن کو تھا ایک تجربہ مقصود
حال اصحاب کہف لے مروم
اور سکندر کا پوچھو حال اُس سے
یا کہ تینوں سے تجھے ساکت ہو
تم نہ سمجھو نبی پھر اُسکے تئیں
اور بعضے کا کہہ سنائے جواب
اُس کی گفتار سر بسر حق ہے
کر دیا اُن کو عزر روح در وآں
امر روح اِس لئے رکھا مبہم
کہ خدا نے نہ اُن کو بتلایا
جس طرح اگلی اُمتوں کے تئیں
حسب فہمید یہ جواب دیا

(زاد الآخرت حصہ ۲ جلد ۱ صفحہ ۶۹۳ سنہ ۱۲۸۵ھ نول کشور و بیضاوی صفحہ ۳۷۲ سنہ ۱۲۸۲ھ نول کشور)

ناظرین ان کو پڑھکر خود انصاف کریں کہ روحانی علم محمدیوں کے قرآن شریف میں ہے یا نہیں اور محمد صاحب جانتے تھے یا نہیں۔ اگر ذرا غور کریں تو ہمیں شہادت بس ہے۔

غلام احمد "۱۱- اور یہ بات جو کلمات اللہ بصورت ارواح و دیگر مخلوقات جلوہ گر ہو جاتے ہیں۔ یہ خالقیت کے بھید و نمیں سے ایک بھید ہے اور اسرار الہیہ سے ایک باریک نکتہ ہے جس کی طرف کسی انسانی عقل کو خیال نہیں آیا۔ اور اگر ایسا نہ مانا جاوے کہ خداتعالیٰ اپنے ہی کلمہ وامر سے ارواح اور اجسام کو موجود پذیر کر لیتا ہے تو پھر آخر یہ ماننا پڑیگا کہ جب تک باہر سے اجسام اور روحیں نہ آویں پرمیشر کچھ

اگر ان گھروں سے مرزا جی کی مراد نہیں ہے بلکہ خدا کو جسمانی سمجھ کر اُسکے جسم کو ہی اُسکا گھر سمجھتے ہیں تو بھی یہ بالکل غلط ہے کیونکہ جسم تو روح کا گھر ہے مگر خیر اسکو مرزا صاحب بھی نہیں مانتے۔ ہاں اگر گھر سے مراد کارخانہ قدرت ہے یا تمام دنیا ہے یا عرش ہے یا آسمان کے اوپر بالائی کمرے ہیں تو اس سے مجازی طور پر ہمیں بھی انکار نہیں بلکہ اقرار ہے کہ اس کارخانہ قدرت میں روحیں اور مادہ ازل سے ابد تک موجود رکھتا اور رہتا ہے کبھی کسی طرح کی کمی نہیں۔ خدا کا دیوالہ کبھی نہیں نکلیگا اور نہ وہ مفلس اور تہیدست ہوگا مگر روحیں و مادہ ضرور اناد ی ثابت ہو جاویگا۔ جو قرآن کے حق میں مفید نہیں۔

اس طرح کہ ۵-۶ ہزار سال سے پہلے نہ کوئی روح تھی نہ مادہ تھا انکے نہ ہونے سے کوئی اسکی صفات تھی بقول مرزا صاحب اسلامی کے خدا دیوالیہ تھا اللہ مفلس تھا رب العرش تہیدست تھا۔ اور ایسا ہی یوم الدین کے بعد ہوگا۔

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا — ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اب اے محمدی (دین اسلام) بھائیو غور سے بتلاؤ یا صرف اپنے دل میں سمجھو کہ اگر خدا ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن اور پیغمبر قادیان کہتا ہے تو سب اُمیدیں تمہاری خاک میں مل گئیں اور اس اللہ خیر الماکرین پر بھروسہ کرنا ضرور بعید ضرور معرض خطر و محل اندیشہ ہوگا۔ خدا آپ کے دلوں کو جہالت سے نکالکر علم و عقل غور و فکر کی طرف لگاوے اور ہمیں آپکی ہدایت کے واسطے روز بروز ہمت دیوے۔ آمین۔

گائے کی بابت اعتراضات کا جواب

سرحہ ۱۳۷- دیکھو ایک طرف آریوں کی فلاسفی یہ بتلاتی ہے کہ گائے جو ایک حیوان ہے مسئلہ آواگون کے رو سے کسی زمانہ میں برہمن کی قوم میں سے یعنی ایک برہمنی تھی۔ اور پھر کسی پلید اور برے کام کے ارتکاب سے بعض کہتے ہیں کہ زنا کے باعث سے سزایاب ہو کر گائے کے جون میں آئی اور پھر دوسری طرف دیکھو کہ اُسی مجرمہ سفلہ عورت کی ہندو کے خیالات میں کسقدر تعظیم و تکریم کی ہوئی ہے کہ گویا اُسی کی دم پکڑ کر پار ہو جاتا ہے۔

نزدیک گائے کی جو عزت قوم ہنود میں ہے وہ صرف اُسکے فوائد کی غرض سے ہے کیونکہ در حقیقت یہ ایسا مفید جانور ہے اور اس سے اسقدر فوائد بنی نوع انسان کو بلکہ اکثر جانداروں کو بھی پہنچتے ہیں کہ احاطہ تحریر سے باہر ہیں اور جتنے تو اس حد تک ہیں کہ وہ بہت سے آدمیوں سے بڑھکر ہیں اور خصوصاً ہندوستان کے ملک میں اگر گائے نہ ہو تو ویرانی و بربادی میں ذرہ کسر نہیں۔ کیونکہ بنیاد بہبودی ملک کی زمینداری ہے اور تمام زمینداری کاشتکاری گائے کے اختیار میں اور اسی واسطے ہندوستان کے خورد و کلان کو یہ مثل ورد زبان ہے کہ "انم کھیتی مدہ بیوپار نکھد چاکری بھیکھ منگار" اور اُسی گائے کی برکت سے ملک ہندوستان جنت نشان مشہور ہے اور وجہ ظاہر ہے کہ بقول قرآن (سورۃ محمد) کے جنت میں شیر شہد و شراب و پانی کی صرف نہریں ہیں اب دیکھنا چاہئے کہ یہ بات کسقدر قابل افسوس ہے

نمبر ۱- تفسیر حسینی سے ثابت ہے کہ دریائے گنگ جسکا پانی نہیں بدلتا بہشت کی نہر ہے چنانچہ "در تبیان از ابن عباس نقل میکند کہ خدائے تعالیٰ پنج جوئے آب از چشمہ بہشت بر بال جبرئیل نہادہ از آسمان فرو فرستاد اول سیحون کہ نہر ہندوستان است" (تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۸۰ سورۃ مومنون نولکشور)

"سیحون نہر اول و جائے دیگر نام رودے است در ہند کہ بعضے گمان برند کہ رود گنگ است و گویند کہ ایں رود از بہشت آمدہ کہ آبش خراب نمیشود از کشف و منتخب و مدار (از تحقیقات عبدالکریم خان)

حدیث مسلم میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیحان و جیحان والفرات و النیل کل من انہار الجنۃ (دیکھو حدیث مسلم مطبوعہ نولکشور ۱۳۱۲ھ صفحہ ۲۰۰ جلد ۲)

نمبر ۲- جب گاؤکشی نہیں ہوتی تھی بزرگوں کی زبانی سنا جاتا ہے کہ دودھ با فراط تھا چنانچہ روغن زرد ایک روپیہ کا ۸ سیر ملتا تھا اور غلہ فی روپیہ دو من بکتا تھا اور ایک چیز افراط کے سبب مشہور ہو جاتی ہے چنانچہ دودھ کی کثرت نے مقابلہ عرب جیسے ریگستانی ملک کے دودھ کی نہریں مشہور کر دیں غالباً آریہ ورت کی مثل دودھ کی کثرت کسی ملک میں نہیں ہے۔ اور یہ حدیث نبوی سے بھی ظاہر ہے حدیث لبنہا شفاء و لحمہا داء گائے کا دودھ صحت بخش ہے اور اُسکا گوشت مرض پیدا کرنے والا ہے۔

نمبر ۳- شہد اب بھی شمالی ہند میں بکثرت ہوتا ہے اور غالباً بہ نسبت اور ممالک کے یہاں زیادہ ہے۔

نمبر ۴- شراب بنگالہ میں تاڑ کی کثرت و دیگر ہندوستان میں قند و نیشکر کی کثرت سے طیار ہوتا ہے اور بہ نسبت اور ملکوں کے زیادہ ہے تاڑ کا شراب خرابی بھی نہیں لاتا۔

پس قرآنی جنت کا نشان یہاں ملتا ہے وہ ہندوستان ہی ہے اور یہ تمام باتیں ہندوستان کو گائے کی بدولت میسر ہیں۔

ہم باقی فضولیات کا جواب (جنکا آپنے کوئی حوالہ نہیں دیا) ترکی بترکی دینا چاہتے تھے مگر چند دوست مانع ہوئے۔ کسی ہندو یا آریہ کا یہ اعتقاد نہیں ہے۔

سرحہ ۱۳۸- چنانچہ کوکوں کا بمقام امرتسر کئی قصابوں کو بے رحمی سے قتل کرنا ایک تازہ واقعہ ہے جس پر کچھ زیادہ مدت نہیں گذری۔

آریہ- کوکوں کو کوئی ہندو و آریہ اپنا رہبر نہیں مانتا اور نہ اپنے دھرم کا پیشوا جانتا ہے۔ بلکہ ایک بدعتی فرقہ پنتھ مانتا اور جہلا کا گروہ جانتا ہے۔ ہاں اُنکی چند باتیں عمدہ ہیں جو عموماً ہندو دھرم یا خالصہ دھرم سے اخذ کی گئی ہیں۔ سچ بولنا۔ اشنان کرنا۔ عبادت کرنا ایک ایشور کو ماننا۔ بتوں کا نہ پوجنا۔ مگر بتوں کا مرید ہونا۔ قبروں کا نہ ماننا ہر بار توڑنا۔ انہوں نے حضرت محمد کی اُلٹی تعلیم کی تھی اور ایک بابا رام سنگھ جی کی خصوصاً عمدہ تھی یعنی مسلمانوں کو سنگھ بنانا اور کیس رکھانا چنانچہ ابھی تک بیسوں مثالیں موجود ہیں اور مومن و مومنہ سکھ و سکھنی بنے ہوئے ہیں۔ اور اسکا خصوصاً نام لگار اُنکو ہنود دیتا ہے۔ باقی اُنکے اور دعوے سراپا فضول ہیں۔ اور انہیں لایعنی دعوؤں نے ہی اہل ہنود کو خصوصاً ملول کیا۔ اُن کا قول ہے۔

مڑہی مسانا ڈھاکے سب کرو میدانا — اساں بنا اکال پُرکھ کوئی اور نہ جانا

ان باتوں سے کوئی دانا اُنہیں ملامت نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے ہاں اودیا یا جہالت کا جو خاص حصہ تھا اُس کی کوئی تعریف نہیں کر سکتا۔

قصابوں کا مارنا اگر تعلیم احمدی پر غور کریں تو برا پاتو آپکے جیسے حدیث میں ہے قتل الموذی قبل الایذا اور اگر دوسری روایت پر غور کریں ذابح البقر قاطع الشجر و شارب الخمر بائع البشر لا یغفر فی النار تو بھی اچھا کیا اور بقول محمد صاحب کے دوزخ کے عذاب میں قصابوں کے واسطے کمی کر دی اور اگر حضرت علی علیہ الرحمۃ کے قول پر عمل کریں لاتجعلوا بطونکم مقابر الحیوانات تو بھی کچھ برا نہیں کیا ہے اور اگر حافظ کے قول پر غور کریں۔

مباش در پے آزار و ہرچہ خواہی کن — کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

تو بھی برا نہیں کیا۔ اور اگر توریت کے قول پر غور کریں۔ خدا نے کہا کہ دیکھو میں نے ہر ایک بیجدار نباتات کو جو تمام روئے زمین پر ہیں اور ہر ایک درخت کو جس میں بیجدار پھل ہیں تمہیں دیا ہو اور یہ تمہیں کھانے کے واسطے ہوگا اور زمین کے سب چرندوں کو اور آسمان کے سب پرندوں کو اور سب کو جو زمین پر رینگتے ہیں جن میں زندگی کا دم ہے سب طرح کی سبزی انکے کھانے کے لئے دیتا ہوں (دیکھو توریت کا باب ۱ آیت ۲۹ و ۳۰) تو بھی کچھ برا نہیں کیا۔

اگر ایسے بدکرداروں کی نسبت آئین اکبر ہی میں دیکھئے تو بھی سزا ضرور ہے لیکن انہوں نے سزا دینے میں زیادتی کی جس کے سبب سے کیفرِ کردار کو پہنچے۔

وید مقدس باست شاستر کے رو سے صرف سمجھا کے آگیا ہے ظلم و جبر سے منع کا حکم نہیں مگر انہوں نے نہ تو وید کا حکم مانا اور نہ توریت کا مگر صرف محمد صاحب کی آگیا سے انہوں نے قتل الموذی قبل الایذا کیا۔ پس قرآن کے رو سے وہ کسی طرح مجرم نہیں ہیں۔

غلام احمد ۱۳۸۔ چار ہزار سے کچھ زیادہ مسلمان متفرق مقامات اور وقعات میں زمانہ عملداری سکھوں میں نہایت دردانگیز اور بیرحمی کے طریقوں سے قتل کئے گئے اور جلائے گئے اور پھانسی دیئے گئے۔

آریہ (۱) محمود غزنوی کے وقت میں کئی لاکھ ہندو غلام بنا اور قتل کئے گئے (تاریخ ہند کلکتہ سنہ ۱۸۵۲ء) (۲) تیمور کے وقت میں ۴-۵ لاکھ ہندو بے گناہ قتل کئے گئے (تاریخ ہند کلکتہ سنہ ۱۸۵۲ء) (۳) شہاب الدین غوری نے لاکھ ہندو بے دین کئے (تحفۃ الملوک صفحہ ۱۱۴) (۴) علاء الدین کے وقت کے ظلم اور ہندوؤں کا قتل ہونا (ایضاً صفحہ ۲۱۴) (۵) اورنگ زیب کے وقت میں ہندو جبراً بیدین اور قتل کئے گئے (واقعات ہند صفحہ ۱۲۵) (۶) فرخ سیر کے وقت میں لاکھوں سکھوں کا قتل (تاریخ پنجاب صفحہ ۵۷ سے ۵۹ تک) (۷) نادر شاہ کے وقت میں ہندوؤں کی خون کی ندیاں (واقعات ہند صفحہ ۱۳۴) (۸) احمد شاہ ابدالی کے وقت میں دہلی کی خونریزیاں (ایضاً صفحہ ۱۳۶)

مسلمانوں کے عہد میں ہندوؤں پر جس قدر ظلم سرزد ہوا اور جلادی اور سفاکی ہوئی اس کو تاریخ کا ایک ایک لفظ آہ و زاری کے ساتھ پکار پکار کر ظاہر کر رہا ہے ان کے عہد میں بعض بادشاہ بجائے جنگلوں میں شکار کھیلنے کے آبادی اور شہروں میں ہندوؤں کا شکار کرتے تھے روز مرہ ان کی ہزاروں خوبصورت بہو بیٹیوں کو حرم شاہی میں داخل کرتے تھے جس وقت ہزاروں ہندو قتل کئے جاتے اُس روز اظہار مسرت کیلئے تین روز تک جشن کیا جاتا۔ پس جنکے اصول رعایا پروری کی یہ کیفیت ہو اُنکے عہد حکومت میں جو کچھ ہندوؤں نے ترقی معکوس کی ہوگی اُس کا دانا اور حق بین اشخاص بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ اگرچہ آجکل کے مذہب اور لایق مسلمانوں نے اپنی قوم کو اس الزام سے بری رکھنے میں بہت کوشش کی ہے مگر تاریخ ہند کا کوئی صفحہ ایسا نہیں جو انکے گناہ عظیم کے دھبے سے پاک ہو۔ پس تاریخ سے اس دھبے کو مٹا نہیں کوشش کرنا گویا وہی مثل ہے کہ خاک ڈالکر آفتاب کے چھپانے کی کوشش کرنا ہے (دیکھو رسالہ ہند و باندھو صفحہ ۱۱۳۴ اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء) مرزا صاحب جب آپکے بزرگوں مغلوں پٹھانوں بادشاہوں محمدیوں کے ہاتھوں سے لاکھوں ہندو قتل اور شہید کئے گئے لاکھوں مسلمان بنائے گئے لاکھوں لونڈی غلام کی طرح فروخت کئے گئے۔ حالانکہ وہ تمام بیگناہ تھے۔ پھر یہ کوئی کیا مقابلہ اُن ملعون بادشاہوں کے کیطرح طعنہ یا شکایت کے مستحق نہیں کیونکہ ظلم کا بدلہ۔ قرآن اور محمدیوں کیطرف جھکتا ہے کسی اور کیطرف نہیں ۵

اے باد صرصر ابں ہمہ آوردۂ تست۔ آب میں اصل کا جواب دیتا ہوں مولوی محمد اشرف صاحب نے سورۂ یوسف کی جو منظوم تفسیر کی ہے اُس میں لکھا ہے۔

یہ اُس وقت جبریل نے یوں کہا　　　کہ غم کو ہوئی اب تیرے انتہا
تیرے حق میں رحمت کا دریا بہا　　　اور اس طرح ارشاد حق نے کیا
کیا ہم نے یوسف کو تجھ سے جدا　　　تو سمجھا نہیں اُس کا باعث ہے کیا
نہ تجھ کو ہوئی کچھ بھی اس کی خبر　　　کہ تجھ پر گیا اتنا غم کیوں گذر
کہ کس لئے تیری جزا ہم نے کی　　　اور آنکھوں کی بینائی کم ہم نے لی
کہ العطش نے یہ سبب اُس کا تھا　　　کہ اک گلے تھی اُسکی بس بے بہا
اور اک اسکا بچہ تھا جو شیر خوار　　　چھری لیکے یعقوب نے ایک بار
کیا سامنے اُس کے بچہ حلال　　　ہوا اُس گھڑی رنج اُسکو کمال
نہ رحم اُس پہ یعقوب نے کچھ کیا　　　خدا نے عوض اُسکے یہ دکھ دیا

(دیکھو تفسیر مذکور صفحہ ۱۳ سنہ ۱۸۸۱ء نولکشور)

دیکھئے بقول ملا صاحب مفسر کے گاؤکشی کے جرم میں خدا نے یعقوب نبی کو کتنی سخت سزا دی! افسوس کہ متعصب مسلمان اب بھی نہیں سمجھتے ہیں!

غلام احمد ۱۳۹۔ پہلے آپ ہی اُس حیوان کو ایک فاسقہ عورت کی بگڑی ہوئی جون قرار دینا اور پھر اُس کی ایسی عزت کرنا کہ اُسکے ادنیٰ زخم پر ہزارہا انسانوں کے خون کرنے کو تیار ہو جانا۔ یہ کس قسم کی فلاسفی ہے اگر تلاش کرو تو تمام دنیا میں ایسا وحشیانہ جوش ایک حیوان کیلئے کسی قوم میں ہرگز پایا نہیں جائیگا۔ جیسا کہ ہندوؤں کو گائے کے لئے ہے۔ بعض متعصب برہمنوں کو یہ بھی کہتے سنا ہے کہ اصل میں گائے کا جرم تو خفیف ہی تھا مگر پرمیشر نے اُس کو کسی مصلحت سے سخت سزا دیدی شاید یہ پردہ پوشی اور پرمیشر کو ظالم ٹھہرانا اس خیال سے ہے کہ اُنکے مجنونانہ زعم میں گائے در اصل انہیں کی بہن یعنے برہمنی ہے۔

آریہ۔ یہ تمام بنیاد و فاسد علی الفاسد ہے کسی ہندو یا برہمن کا ایسا اعتقاد نہیں ہے اور نہ کسی کتاب میں درج ہے ورنہ آپ ضرور حوالہ دیتے بنا بریں آپکی یہ من گھڑت بات ہے ہاں مسلمانوں کا یہ اعتقاد ضرور ہے کہ شیر خون سے بنتا ہے مگر قرآن کے رو سے خون اور سور مساوی حرام ہیں حالانکہ ہر ایک مسلمان بچہ پیدائش سے مرگ تک خون مبدلہ شیر پیتا ہے حالانکہ سور و خون حرام اصل ہے علاوہ بریں آپکے قرآنی ہاروت ماروت پر زہرہ کی بدکاری ظہر من الشمس ہے۔ کیا آپنے مثنوی رومی کا دفتر اول نہیں دیکھا۔؟

چوں زنے از کار بد شد روئے زرد　　　مسخ کرد او را خدا و زہرہ کرد
عورتے را زہرہ کردن مسخ بود　　　خاک و گل گشتن چہ باشد اے عنود

فرید الدین عطار بلبل نامہ میں صفحہ ۱۷۳ مطبوعہ نولکشور لکھتا ہے۔

شنیدی قصہ ہاروت و ماروت　　　کہ بودند خادم درگاہ لاہوت
ہر اول بر فلک بودند فرشتہ　　　شدہ آخر چو دیوا از غم سرشتہ
چو مے نوشیدند و فساد و خون بکردند　　　بزہرہ اسم اعظم را بدادند
چو زہرہ اسم اعظم را بیاموخت　　　در آتش یک سر موئش نہ سوخت
بخواند آن اسم را بر آسمان شد　　　تنش دربان و مہرش پاسبان شد

اور یہی زہرہ یعنے روز جمعہ آپکی معبودہ اور مقدسہ ہے اُسی کی خاطر تم نماز بجالاتے ہو گویا اسکی بدچلنی کو چھپاتے ہو چنانچہ دبستان مذاہب میں لکھا ہے۔

عقیدہ حکما آنست کہ ہر صاحب ناموسے یکے از کواکب را مے پرستند چنانچہ موسیٰ زحل را از آں کہ نزدیک یہود شنبہ گرامی است۔ و موسیٰ بر سحر و جادو کہ منسوب بہ زحل است غالب بود عیسیٰ آفتاب را ازیں سبب یکشنبہ نزد او ستودہ است و آخر وحش بخورشید پیوست و محمد زہرہ را از جرم جمعہ او در بنہ متفرق است چوں آں انکار العوام ایں معنی نمے خواستند کہ بگویند پوشیدہ داشتند و از

۵ ایک اور فاضل محقق فرماتے ہیں قدیم مہذب آریہ فرقوں کا مذہبی قانون گایوں کی حفاظت پر نہیں معلوم کہ کس وقت کی قابلیت کلتا ہی اور نہ جانچ کسی کے دماغ کا گوہر آبدار ہے کہ جس کی چمک آج تک ویسی ہی قایم ہے۔ اور گایوں کی فوائد پر نظر کرکے اُس کے دانش و نیک خیال کو بیشمار رونق کا استحقاق ہے۔ اسی وجہ سے آج بھی علی العموم یہ رواج ہے اور وہ قانون سر آنکھوں پر مانا جا رہا ہے اور یہ دستور رواج کہیں منسوخ نہیں ہے۔ کہ کسی ہندو سے اگر سہواً یا دیدہ و دانستہ گائے یا اُسکے بچے اتفاق وقت سے مر جاتے ہیں تو حسب قوانین مذہب بغیر فریاد رسی یا بغیر داد خواہی گورنمنٹ اسکو اپنے آپ سزا دینی ہوتی ہے سزا اس لئے مذہب کے متعلق ہو گئی کہ کسی راجہ یا بادشاہ کے قانون سے اسے لگاؤ نہ رہے جس سے اس سزا میں افراط تفریط ممکن ہے۔ گایوں کی عظمت شانی اور کوئی باعث نہیں ہے بجز اسکے کہ اُسکی زندگی سے ہم بیشمار ثمرہ اٹھاتے ہیں پھر اُسکے اوپر ظلم جیسا چاہیے ہوگا ہو یا آزار ہرگز بنی آدم کے تشدد و ظلم و قتل سے کم مرتبہ نہیں رکھتا ہے "

کہاں تک لکھیں۔ مارے آخر کچھ بھی نہ ہوسکا وید کی تعلیم مخلوق پرستی کی ایک آدھ مقام میں تو نہیں کہ چھپ سکے وہ سارا انہیں خیالات سے بھرا ہوا ہے۔

تردید پرماتما کے گیان کا کامل و غیر متغیر ولا تبدل ہوتا۔ تو ہم نہایت بسیط سے "تکذیب براہین احمدیہ" میں ثابت کرآئے ہیں (دیکھو صفحہ ۹۰ سے ۱۱۲ تک)

انباء و ہلاتٖ کا جواب سنئے سوامی جی نے ایک سر مو تاویل نہیں کی۔ اور انکی ذات منبع الصداقت والحسنات سے ممکن نہ تھا۔ کیونکہ انہوں نے تمام ترجمہ میں وید مقدس کی پرانی تفسیروں شتپتھ وگوپتھ۔ آیتری سام ودھان برہمنوں اور نگھنٹو۔ نرکت نگھانوں۔ اور اشٹ ادھیائے و مہابھاش گرامروں کے مطابق جابجا فضلاء و علماء کی شہادتیں درج کی ہیں حوالہ دیئے ہیں بلکہ کوئی ایسا منتر کم ہوگا جسکے ترجمہ میں حوالہ نہ دیا ہو۔ ہاں نیم ملاں خطرہ ایمان کی طرح انکا کوئی بھی دعوےٰ نہیں تھا۔ چار امور کی بابت جہلا لوگ گمان کرتے ہیں کہ سوامی جی نے وید بھاشی میں تاویلیں کی ہیں۔

اول مورتی پوجا اور اوتار۔ دوم مخلوق پرستی و آفتاب پرستی سوم۔ البشر کی واحدانیت چہارم ویدوں میں تمام علوم کے اصول کا ہونا۔ چونکہ خود وید مقدس سے تو سری سوامی جی مہاراج بھی ثبوت دیکھے ہیں ہم غیر مذہب کے علماء کی شہادت کرتے ہیں اور ان یعنی اعتراض کا دنداں شکن جواب دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں تاکہ جہلا اور ناواقف لوگوں کی زبان آیندہ کے واسطے قفل سکوت لگے جس سے وہ نہ خود گمراہ ہوں اور نہ اپنے سے کم عقلوں کو گمراہ کرنیکی کوشش کریں۔

نمبر ۱۔ مورتی پوجا و اوتار نمبر ۱۔ شری پنڈت تاراچند شاستری اپنی کتاب استری دھرم سنگرہ میں فرماتے ہیں عرصہ دراز سے اس ملک کی رسوت بدل گئیں اور انکے بدلنے کا سبب یہ ہے کہ گذشتہ پنڈتوں نے بہت سے راجاؤں کے عجیب و غریب حالات اور طبیعت کے خوش کرنیوالی کہانیوں کو اور مختلف طور کی مورتوں کا ذکر اور صدہا اقسام کے وید کے خلاف ہدایتوں کو گھڑ کر انکو تحریر میں لا۔ ان گرنتھوں کا نام پران و اتہاس رکھا جب ان کتب کا اس ملک میں اچھی طرح رواج ہوگیا۔ تو دھرم شاستر کا رواج نہایت کم ہوگیا۔ سبب سے اس ملک کے مرد اور عورتوں میں وید اور شاستر کا علم نہیں رہا اور اسکے نہ ہونے سے ہم لوگ جہالت اور جہالت سے مفلسی کو پہنچ گئے (دیکھو رسالہ ہندو باندھو صفحہ ۶ مورخہ یکم اکتوبر ۱۸۷۶ء جلد اول نمبر ۵)

نمبر ۲۔ پادری سمتھ صاحب دین حق کی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ وید میں پرمیشر کی تعریف اس طرح پر کیگئی ہے اور وہ بن ہاتھ پاؤں کے پکڑتا چلتا اور بن آنکھ کے دیکھتا اور بن کان کے سنتا اور وہ سب کچھ جانتا پر اسے کوئی نہیں جانتا (دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۲۰۲ مطبوعہ ۱۸۷۶ء امریکن مشن پریس لودھیانہ)

نمبر ۳۔ پھر وہی پادری صاحب فرماتے ہیں رگوید خدا کے حق میں یوں کہتا ہے کہ تو قادر مطلق واحد اور سب سے اولے اور ہمہ دان اور تمام کردہ۔ تو بھ۔ موہ۔ مدہ اور تینوں کال زمین اور ستھان سے پرے ہے (دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۷ مطبوعہ ۱۸۷۶ء)

نمبر ۴۔ آریہ لوگ۔ خداوند سے آگاہ تھے اور انکے درمیان اسکے بہت نام تھے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۷۳)

نمبر ۵۔ ایک محقق ال لارڈ صاحب بہادر چندر نگر علاقہ فرانس سے تحریر فرماتے ہیں۔ بعنوان بت پرستی اور وید۔ اڈیٹر صاحب اخبار سٹیسمین کلکتہ میرے ایک دوست نے آج صبح مجھسے اس پانچہزار روپیہ کے انعام کا (جو آپکے اخبار میں درج تھا) جو آریہ سماج کلکتہ نے اس شخص کے لئے جو خاطر خواہ یہ بات ثابت کرے کہ بت پرستی وید سے نکلی ہے مقرر کیا ہے۔ ذکر کیا مجھے تھوڑا حصہ ویدوں کا پڑھا ہے جو کچھ طور پر یقین دلانے کے لئے کافی ہے۔ کہ خواہ بت پرستی ہندو مذہب کسی دیوتا سے نکلی ہو مگر وید اس کا ذریعہ نہیں۔ لیکن کیا یہ اچھا نہیں ہے کہ اس کی تعریف کیجاوے۔ کہ بت پرستی کیا ہے؟ کیا یہ اس غیر محسوس لا متناہی وید وہ وراز فہم ہر ب

یا ایک اوصاف و ست اور گیان ہے خدا اور اسکی صفات کا صرف اس غرض سے مجسم بنانا ہے کہ پوجا کرنیوالے دلکے سامنے اس ست چد آنند سروپ کی تصویر رکھی جاوے جسکو اس نے سوچا یا پوچا ہے۔ یا یہ کہ بلا خیال صداقت ہائے مطلق کے صرف مادی شکل کی پرستش کرنا ہے میرے خیال کے بموجب اول کا نام بت پرستی نہیں ہے اور دوسرے کا نام بت پرستی ہے دونوں صورتوں میں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وید میں صرف پرماتما کی صفات مطلق کا ذکر ہے اور ان صداقتہائے مطلق کی ہندوؤں کے پروہتوں نے مجسم شکلیں بنائی ہیں سمجھدار ہندو جانتا ہے کہ ان شکلوں کے کیا معنے ہیں اور پہلے تعریف کے بموجب پرستش کرتا ہے۔ جاہل ہندو شکلوں کو لیتا ہے اور انکی پرستش کرتا ہے اور اسطرح بت پرستی میں پڑ جاتا ہے" (دیکھو اخبار مذکور ہفتہ وار مورخہ ۱۲۔ اپریل ۱۸۸۳ء نمبر ۶ جلد ۴ کالم ۶)

نمبر ۶۔ پروفیسر میکس مولر صاحب ایک یورپین فلاسفر کی چٹھی مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۳۲ء نقل ہے یہ چٹھی از مقدم کرنا ٹنک لکھی گئی تھی۔ کہ جب سے وید ہمارے پاس آئے ہیں۔ ہم نے انہیں سے رچا نکالی ہیں۔ جو کہ انکی سچائی واقعی کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور جس سے بت پرستی نیست و نابود ہوتی چاہئے۔ جبکہ انکو یہاں کے باشندوں کے سامنے پیش کرتے ہیں انکے دل پر بہت اثر کرتی ہیں۔ خدائی وحدانیت و صفات اور سورگ نرگ کی کیفیت جیسی کہ چاہئے وید میں موجود ہے" سائنس آف دی لانگویج صفحہ ۱۷۶)

نمبر ۷۔ مخلوق پرستی و آفتاب پرستی نمبر ۷۔ پادری رجب علی صاحب فرماتے ہیں کہ ہندو لوگ انکے معترضوں کے نزدیک کہ جن کو لفظی اور ظاہری بحث کی مرض ہے اور جنکو معنوی اور باطنی امور میں مس تک نہیں۔ ملزم ہی کیوں نہ ہوں مگر غور پسند اور منصف شخص جو سورج پرستی کی فلاسفی سے ماہر ہوگا کبھی انکو (جو ہر قوم کے بلحاظ مذہب آماجگاہ بنے ہوئے ہیں) ملزم نہ گردانیگا۔ اگر کبھی اس جرم سے مجرم نہیں ٹھہر سکتا۔ کیونکہ ہندوؤں کے اصل الاصول میں جو وید ہیں اس امر کا کہیں پتہ تک نہیں۔ مفسروں کا قصور ہے جنھوں نے غلط اور بے سروپا تفسیریں لکھیں معترض اگر انصاف پر آئیں تو ہندوؤں کو اس الزام سے ملزم گردان سکتے ہیں۔ اور نہ اکبر کو۔ بلکہ صاف طور پر اسکی فلاسفی سمجھ سکتے ہیں۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ دنیا میں جسقدر چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ پرمیشور کا مظہر سورج ہے۔ قدامت اسکی صفات کی علم جیالوجی سے بخوبی معلوم کرسکتے ہیں (دیکھو تیجارہ صفحہ ۱۶۹)

ایک مورخ یورپین بیان کرتا ہے کہ سب سے پہلے آریوں کی پرستش کا طور وید کے مطابق تھا ہندوؤں کے مذہب کی بنیاد وید ہے لیکن حال کی بت پرستی ان ہی سے نکلی" (دیکھو تاریخ ہند مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۲ سطر ۱ سنہ ۱۸۵۲ء)

نمبر ۸۔ سر ولیم جونس صاحب فرماتے ہیں گایتری وید کی ماں ہے۔ بہ ظاہر جسکا ورد سورج کے واسطے (جیسا کہ بعض جہلا کا خیال ہے) نہیں ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ ایسا پرتو جو سورج کا شکستہ ہے جسکے مقابلہ میں کوئی جلال نہیں جو سب چیزوں کا تاباں ہے۔ اور تمام کو آنند دینے والا ہے۔ جس سے تمام آنند نکلتے ہیں اور جسکی طرف آخری سب کا رجحان ہے یعنے جو سب کا مقصود اصلی ہے۔ اور ہمارے ظاہری اسباب کا نہیں بلکہ روح اور عقل کا بھی محافظ ہے وہی اس منتر کا اصلی منشا ہے (دیکھو انکے ترجمہ منو سمرتی انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۸ مطبوعہ کلکتہ)

نمبر ۹۔ پھر صاحب موصوف کہتے ہیں "جو فارسی ترجمہ منو کا ہوا ہے وہ نہایت خراب ہے اور اس مترجم نے بہت کی ہیں۔ وہ منو کے مطلب کو بالکل نہیں سمجھا ہے اور اسی واسطے منو کے شاستر کے بالکل خلاف ہے"۔ (دیکھو منو سمرتی کا ترجمہ انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۸)

نمبر ۱۰۔ ایک یورپین مورخ فرماتے ہیں وید میں کرشن اور لنگ کی پرستش کرنے اور انکے قصوں کا ذکر نہیں لکھا ہے اور اس کرشن اور راما اور وشن کے اوتار اور پرستش کا کچھ نام بھی نہیں معلوم ہوتا ہے" (دیکھو تاریخ ہند مطبوعہ کلکتہ صفحہ)

نمبر ۱۱۔ پھر وہی مورخ بیدوں کی ہدایت پر اب لوگ عمل نہیں کرتے ہیں انکے عوض عرض اور اوہ باتیں اور دستور جو پیچھے سے نکلے ہیں مقرر کئے گئے ہیں" تاریخ ہند مطبوعہ

دمنع پیغمبر عربی آشکار است کہ تعظیم زہرہ مے کردیم آزاں عنت ببوہا خوش دامثال آں "

اور اس کی تائید مخزن الادویہ سے بھی ہوتی ہے کیونکہ اُسکے صفحہ ۴۴ سے ۴۶ تک جو جو چیز متعلق بزہرہ لکھی ہیں وہ عموماً حضرت برعنت استعمال کرتے تھے (دیکھو مخزن الادویہ مطبوعہ محمدی پریس دہلی ۱۲۸۲ھ)

اور اس کی تائید تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۱۹ سے بھی ہوتی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زہرہ ایک بدکار ملعونہ عورت - بلکہ ایک طوائف تھی اور بیشہ کیا کرتی تھی۔

اس بدکار ملعونہ عورت سے نسبت لگانا حضرت کو زیبا نہ تھا کیونکہ پہلے آپ ہی اُس ہرہ یعنے طوائف کو ایک فاسقہ عورت کی بگڑی ہوئی جون قرار دینا اور پھر اُس کی عزت کرنا کہ اُسکی پڑکی کے اظہار کرنے والیکے قبل پر نیاز ہو جانا یہ کس قسم کا الہام ہے اور کیسی فلاسفی ہے اگر تلاش کرو تو تمام دنیا میں مسلمان جیسا عموماً اور بنی قادیانی جیسا خصوصاً وحشیانہ جوش ایک بدکار طوائف (جمعہ یا زہرہ) کے لئے کسی قوم میں ہرگز نہیں پایا جاویگا بلکہ جاہل سے جاہل قوم بھی اس کی مصداق نہ ہوگی جیسے کہ مسلمانوں کو زہرہ کی محبت ہے اور تمام دینی کاموں کا انحصار اسی فاحشہ کی محبت پر ہو گیا۔ بعض متعصب مولویوں کو یہ بھی کہتے سنا ہے کہ اصل میں ثواب نماز زہرہ کا اس سے بھی بڑھکر ہے مگر خدا نے بعذر دنی مصلحت سے اختیار اس کا ضروری نہ سمجھا ہاں اشارتاً قرآن میں بھی اس کا ثواب مذکور ہے مگر حجاب ضروری ہے۔ (دیکھو سورۃ جمعہ)

جب یہ حال ہے تو گویا کتب اسلامیہ کا صاف اقبال ہے کہ مسماۃ زہرہ یعنے جمعہ مقدسہ درحقیقت اُنہیں کی ہم مسلمانی یا معلاقی ہے۔ اسکے ساتھ ہی ذکر دیو سماج کی وجہ تسمیہ پر بھی غور کرو۔

عشق و رندی کہ آمد عقل را اول بود   دزد دانا میکشد اول چراغ خانہ را

اسی طرح فاضل اجل عالم اکمل مولوی عبدالرحیم صاحب اپنی کتاب کشف اللغات میں صفا و مروہ کی نسبت فرماتے ہیں صفا موضعی ست در مکہ معظمہ کہ آنرا صفا و مروہ گویند: آں دو سنگ اند قریب کعبہ میان آں سعی میکنند۔ و آں یکے از اشعار حج ست میگویند کہ ایشاں مرد و در کعبہ زنا کردہ بودند حقتعالی ایشانرا مسخ کرد۔" دیکھو کشف اللغات جلد اول ردیف ص صفحہ ۵۶۵ مطبوعہ ۱۸۷۳ء ترہند)

صفا نام کوچہ در مکہ معظمہ و کوچہ دیگر کہ مروہ نام دارد و نیز از انجارست و حاجیاں درمیان صفا و مروہ کہ تخمیناً دو صد قدم مسافت دارد سعی کنند اے مے دوندین و دوید ن یکے از لوازم حج است " از غیاث صفحہ ۲۶۳ ردیف ص۔

اور قرآن سورۃ بقر میں ہے ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما ترجمہ صفا اور مروہ نشان ہیں اللہ کے ۔ پھر جو کوئی حج کرے اُس گھر کا یا زیارت تو اُس کو گناہ نہیں ان دونوں کا طواف میں اسی پر سر سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں اگر اُس حضرت ابراہیم کے زمانہ کے حالات بلکہ اُس زمانہ کی وحشی قوموں کی عبادت پر خیال کریں تو بجز اسکے اور کچھ پایا نہیں جاتا کہ وہ لوگ آپس میں حلقہ باندھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور کودتے اور اُچھلتے تھے اور وہ سارا حلقہ کا حلقہ اسی طرح چکر کھاتا جاتا تھا اور اسی جوش و خروش میں کھڑے ہو جاتے تھے اور شکر بے کے اور ان کی تعریف کے گیت گاتے تھے۔ جس کی وہ عبادت کرتے تھے اسی نماز کا نشان اسلام میں طریقہ ابراہیمی پر موجود ہے جس کا نام مذہب اسلام میں طواف کعبہ قرار پایا ہے اور ابن عباس سے مشکوٰۃ میں روایت ہے کہ ان النبی صلعم قال الطواف حول البیت مثل الصلوٰۃ ترجمہ۔ آنحضرت نے فرمایا کہ کعبہ کے گرد طواف (پرکرمان) کرنا مثل نماز کے ہے پھر فرماتے ہیں اسی قسم کی پرستش

اب بھی بعض بعض وحشی قوموں میں پائی جاتی ہے۔ حضرت ابراہیم خدا کے لئے ایک بن گھڑا پتھر کھڑا کر لیتے تھے اور جو عبادت یا نماز ہوتی تھی وہ اسی کے گرد ہوتی تھی اس لئے حضرت ابراہیم کے زمانہ میں کوئی خاص سمت قبلہ کا نہ تو بغیر اُس نشان کے جسکو وہ قایم کر لیتے تھے اور کچھ نہیں پایا جاتا۔ پھر فرماتے ہیں "یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اولاً پتھر کا پوجنا بنی اسمعیل میں اس طرح شروع ہوا۔ کہ جب اُنمیں سے کوئی مکہ سے جاتا تو حرم کے پتھروں سے ایک پتھر اٹھا لیتا تھا۔ اور مکہ اور کعبہ کے شوق میں جہاں اُترتے تو اُس پتھر کو رکھ لیتے اور اُسکے گرد مثل کعبہ کے طواف کرتے"۔ (دیکھو تفسیر احمدی سورۃ بقر جلد ۱ صفحہ ۱۸۶-۱۸۷ مطبوعہ علیگڈھ)

پھر سید صاحب فرماتے ہیں رمی جمار (انداختن سنگریزہ در حج سہ مرتبہ) کی کوئی ٹھیک وجہ معلوم نہیں ہوتی تمام ارکان حج اسلام میں وہی بحال ہے ہیں۔ جو زمانہ جاہلیت میں تھے اسلام میں بھی مثل دیگر ارکان کے عملدرآمد ہے "

پھر فرماتے ہیں جو کچھ زیارت تھی وہ یہی تھی کہ لوگ جمع ہو کر اُس زمانہ کے وحشیانہ طریقہ پر خدا کی عبادت کرتے تھے ننگے سر۔ تہبند بندھا ہوا۔ ننگے دھڑ ننگے ان دیوار وں کے گرد جو خدا اسے گھر کے نام سے بنائی گئی تھیں اُچھلتے اور کودتے اور حلقہ باندھکر چوگرد پھرتے تھے۔ جس کا نام ہم نے طواف رکھا ہے" (دیکھو تفسیر احمدی جلد ۱ سورۃ بقر صفحہ ۲۴۸ و ۲۴۹)

باب سوم

وید اور آریوں کی علمیت

غلام احمد ۱۶۹۔ اس زمانہ میں ایک بن سن کا بچہ بھی تھوڑا سا جغرافیہ پڑھکر معلوم کر سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی زمین کیسی آبادیوں پر مشتمل ہے اور کیونکر رنگارنگ کی مخلوقات سے وہ زمین پر آباد ہو رہی ہے اور خدا تعالیٰ نے کیسی اُنکو عقل میں فہم میں دنیا میں دین میں آریوں کی نسبت بہت زیادہ ترقیات بخشی ہیں۔

تبرد ۔ یہ جس جغرافیہ سے آجکل کا بچہ بچہ اور جس علم ہیئت سے سکولوں کے مڈل جماعت والے اور جس علم طبیعی آجکل کے تو آموز لڑکے دنیا کے حالات ۔ عالم بالا کے مقامات اور پیدائش عالم کے کیفیات سے لبریز ہو جاتے ہیں قرآن اُس سے بالکل بے خبر ہے۔ اور اگر سچ پوچھو تو محض نادان ہے قرآن زمین کو استوار اور بساط کے مثال چلتی اور پہاڑوں کو بمنزلہ میخوں کے بتاتا ہے۔ یعنی قطع النظر علمیت خلاف کے خدا تعالیٰ مصنف قرآن کو بھی تبرد کرتا ہے۔ حالانکہ جغرافیہ دان جانتے ہیں کہ زمین گول بلکہ نارنجی کے ڈول ہے وہ کھڑی نہیں بلکہ دوان ہے۔ پہاڑ میخیں نہیں نہ زمین سے ہی اُبھرے ہوئے ہیں پس نا صاحب اس جغرافیہ سے قرآن بالکل حیران ہے قرآن شہاب ثاقب و رعد وغیرہ کی ماہیت سے بدرجہ غایت دور ہے اور علم طبیعی یا ہندسہ کے سمجھنے کا اُس میں مادہ ہی نہیں بلکہ نیچرل فلسفہ ہے مگر آریوں کی علمیت و فضیلت و کمالیت و فلاسفی کا لوہا ایک زمانے مانا ہے۔ اور اپنا مورث اعلیٰ بلکہ پرنسپل جانا ہے مفصل حال جس کا آگے مذکور ہے اور غیر مذاہب کے فضلا کی زبانی انکا مذکور۔

جب سے آریوں نے وید وکت دہرم چھوڑ کر توہمات پرستی اختیار کی تب سے مالیت و فضیلت کو بھی ترک کیا عقل کل کو چھوڑا لہذا عقل نے بھی اُنسے منہ موڑا۔ راستی سے دور ہو گئے جہالت میں چور ہو گئے مگر اب بھی کوئی اسلامی اُن سے عقل و دانش میں زیادہ نہیں ہاں جہالت اور بری باتوں پر ہر وقت آمادہ ہیں جو ابو جہلی خون کی تاثیر ہے اور الحجر اصلی جا گیر۔

غلام احمد ۱۷۰۔ کیا اتنے بڑے جہاں کا مالک ایک ضعیف و بخیل آدمی کیطرح ہمیشہ کیلئے ایک خاص ملک تک اپنے فیض الہامی محدود رکھ سکتا ہے پھر وہ الہام جس پر اس قدر ناز ہے یعنے وید عجب قسم کا الہام ہے کہ اول سے آخر تک بجز مخلوق پرستی کے بات نہیں کرتا پنڈت دیانند نے تاویلات میں بہت کوشش کی مگر کوئی بیج کو بہیدہ ظاہر کرتے ہیں

بیشتر ہوتا ہے جا بجا حوالہ دیا ہے؟" (ڈبلیو ٹاڈ ہنٹر صاحب کی تاریخ ہند صفحہ ۵۰۰ و ۷۶)

نمبر ۲۱ - نیرکس نامی ایک شخص بیان کرتا ہے کہ حکما یونانی کو سانپ کے کاٹے کا علاج نہیں آتا تھا لیکن یا کہ ان ہندو طبیبوں نے اس مرض میں بہت سے لوگوں کو تندرست کر دیا اور اس بارہ میں ایک اشتہار دیا کہ وہ اشخاص جن کو سانپ نے کاٹا ہو وہ بادشاہ (سکندر) کے حضور میں آویں ان کو حکما ہند اچھا کریں گے (دیکھو ہسٹری آف میڈیسن مصنفہ مسٹر وائیز صاحب کا صفحہ ۹)

نمبر ۲۲ - ولسن صاحب فرماتے ہیں معلوم پڑتا ہے کہ شلیہ شاستر یعنی چیر پھاڑ میں بھی انڈیا والے بہت ترقی کو پہنچ گئے تھے اس امر میں ممکن ہے کہ یورپ کے لیش والے سرجن لوگ ان قوموں سے بھی ہندوستانیوں سے کچھ سیکھ سکتے ہیں اور انہوں نے یورپ والوں نے) رہینو پلاسٹی کا کام سیکھ بھی لیا ہے۔

پھر وید کے متعلق کہیں وسنو دھنا اور خصوصاً ہیر آیس سوتا - چاندی - بھرت دہانوں کا اور کشت - یوں کا اور پارہ جی تینوں کا - اور ان سہو کار سائیں یعنی کمہری والا سنیوگ (ملاپ) اور جدائی (وبھاگ) کا پورا تجربہ بیقین غالب ہے کہ بہت مفید وسنو کو زیادہ استعمال کرتا ہے تھوڑے غور سے بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ میٹریا میڈیکا کی شاخ بھی پہنچ چکے بڑے پورن سینہ سے پیری چابت ہوتی تھی - اور اس سے تجربہ پیدا رکھنے کی و دیا کی کمزوری کچھ پورن ہو جاتی ہے گھوڑے اور ہاتھیوں کی مرض وغیرہ میں بھی وہاں ایک نہایت زیادہ ہیندہ یعنی شامل ہوتا ہے - غالباً پچھلے کئی برسوں سے ویدک شاستر نے بڑی مانی پائی (دیکھو ولسن صاحب کی کتاب صفحہ ۲۸۰ حصہ سوم)

نمبر ۲۳ - ہندو ویدک شاستر کا پرچار عرب لوگوں میں سنہ ہجری کی پہلی صدی میں ایک نہایت فضیلت کے ساتھ تھا اور بغداد کے خلیفوں نے اس شئے کے بیشمار گرنتھوں کا ترجمہ عربی میں کروایا اور سنسکرت کے عرب لوگوں کا ویدک شاستر یورپ والوں کے واسطے نہایت مستند اور لایق علاج رہا ہے اور یہ صاف ظاہر ہوتا ہے جیسا گرہ گنتی و دیا گنت کی وشا میں یورپ والوں نے آریوں کو بڑا لایق خصوصاً مانا ہے اور سیج مچ ابی سینا (ابن سینا) رانیج (الرازی) اور سرابین (ابن سراپی) کی کتب میں ترجمہ شدہ لشتکو غیں برابر چرک کا نام لکھا ہوا ہے" (دیکھو رائل کو ہندو ویدک کی قدامت مطبوعہ ۱۸۳۲ء)

نمبر ۲۴ - آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر گورنر بمبئی فرماتے ہیں "فن جراحی میں جو ہندوں کو دستگاہ تھی وہ بھی اسی قدر حیرت انگیز ہے جسقدر علم کیمیا حالانکہ اس حالت میں وہ علم تشریح (موجودہ) سے بالکل نا واقف تھے - چنانچہ پتھری نکالنی - آنکھیں بنانی - رحم سے بچہ نکالنے یہ سب انکے ہاں شائع تھا - سوا سو سے زیادہ آلات فن جراحی کے انکے یہاں مستعمل تھے چیچک میں ٹیکا لگانا انکے یہاں مدت سے چلا آتا تھا (تاریخ ہندوستان مصنفہ صاحب موصوف)

نمبر ۲۵ - قیاس یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ یہ علم ان میں اسقدر پایا جاوے شورا اور گندھک کا اور نمک کا تیزاب بنانا - تانبے اور لوہے اور سیسے اور ٹین کا کشتہ کرنا اور خاص جست کا کشتہ دو طرح یعنی ہتیک اور سپیک کرنا اور تانبے یا لوہے یا پارہ یا سرمہ یا سنکھیا کے ساتھ گندھک ملا کر ایک کب دوا بنانی - اور تانبے اور لوہے اور جست کا گندھک کے تیزاب کے ساتھ کھار بنانا اور کاربن کی تیز آب سے سیسے کا کھار بنانا بالکل نہیں تو بعضی صورتوں میں ان دواؤں کے تیار کرنے کے طریقے ہندوؤں کے ساتھ مخصوص ہیں معدنیات کو بطور دوا کے کھلانا سب سے پہلے ان ہی کے یہاں سے نکلا ہے شنجرف کا بہار جس سے بہت جلد موتہ آجاتا ہے اور صحت ہو جاتی ہے - اور باری کے تپ میں زہر کا مرکب مدت سے انکے برتاؤ میں ہے" (تاریخ ہندوستان الفنسٹن صاحب)

نمبر ۲۶ - قدیم ہندی طبابت اور ہندی حکما کا دونوں انگریزی اور یونانی طبابت کو بھی از حد مشکور ہونا چاہئے گو یہ تینوں قسم کی طبابتیں فیما بین امراض کے اصول میں ایک دوسرے کے بالکل مختلف ہیں - تاہم ایک دوسرے کی امداد میں بڑی قوی معاون رہی ہیں اہل ہند نے نباتات اور معدنیات کی ان عجیب تاثیروں کو دریافت کرنے میں نہایت سعی و کوشش کی ہے جنکی کہ اطبا یونانی اور انگریزی کو اشد ضرورت ہے اور کمال ممنونی کا باعث ہے۔

مگر اسکے ان احسانوں کو جو اس نے فارسی لباس میں یعنی ترجمہ کی صورت میں یونانی طبابت پر کئے ہیں یکقلم فراموش کر دینا مناسب نہیں ہے ایسے ایسے عجیب نسخے سخت سخت امراض کے دفعیہ کے اب بھی یونانی طبابت کے ذخیرہ میں ہندی سے اخذ کئے ہوئے پائے جاتے ہیں کہ انگریزی اور یونانی دونوں بالاتفاق اسکے مقابلہ سے عاجز ہیں - ہندی طبابت کی اگر موجودہ کتب بھی ترجمہ ہو جائیں اور اردو میں صاف صاف علیحدہ علیحدہ کی جائیں تو غالباً اب بھی نہایت فائدہ بخش ہو سکتی ہیں اور کئی ایسی صداقتوں کا ماخذ پائی جائینگی جو شاید اس جدید طبابت سے نہ مل سکیں" (دیکھو پنجاب ریویو جلد ہشتم نمبر ۱ جنوری ۱۸۸۴ء صفحہ ۷)

اہل یونان اور قدیم اہل ہند تو (بھلا) علم طب کی ایجاد میں اسکے استاد تسلیم کئے گئے ہیں" (پنجاب ریویو جلد نہم نمبر ۲ فروری ۱۸۸۴ء صفحہ ۱۹۵)

نمبر ۲۷ حفظان صحت - نمبر ۲۷ - ڈاکٹر فرنل صاحب بہادر ڈپٹی سرجن جنرل کمشنر حفظان صحت مدراس اپنے لیکچر میں فرماتے ہیں "پانی وہ چیز ہے جسپر اہل ہند کو تمام دنیا کی بہ نسبت زیادہ توجہ کرنی چاہیے - کیونکہ جیسے وہ معاملات میں وہ غالبیت رکھتے تھے - ویسے ہی پانی کی صفائی اور حفاظت کے بارہ میں بھی سب پر فوقیت رکھتے تھے ۱۸۷۶ء میں میں نے کنووکیشن یعنی عالموں کے مجمع میں لیکچر دیتے تو بیان کیا تھا کہ وہ لوگ قدیمی حکما تھے جس زمانہ میں اہل انگلستان سخت وحشی تھے اور برہنہ دوڑا کرتے تھے اور ان میں زمانہ حال کا کوئی عمدہ ہنر نہ پایا جاتا تھا - اسوقت اسکے متقدمین طبابت اور تشخیص میں لاثانی تھے - اسی زمانہ میں انہوں نے پانی کی صفائی اور اسکے استعمال کے متعلق قواعد جاری کئے تھے - بیشمار قوانین و قواعد آپکے بزرگ شرع دانوں نے مرتب تجویز کئے تھے ان میں سے چند اب میں بیان کرتا ہوں -

اول منو جی میں درج ہے کہ مسواک کرکے تھوک پانی میں مت پھینکو پانی میں پیشاب یا آلایش مت کرو - پانی میں خون مت ڈالو - بال - ناخن - استخوان یا کستر ڈالو - اور غلیظ کپڑے پانی میں مت ڈبوؤ کیونکہ ایسا کرنا ایک بہائت کو برا استعمال کرنا ہے اور دیوتاؤں کی بے عزتی کرنا -

دوم - ہمرتیوں میں جو قواعد دانا دین پانی کے استعمال کے متعلق مقرر کئے ہیں مندرجہ ذیل کو عام لوگ بطور استاد مانتے ہیں -

اگنی جی اور گھینتشر جی اور گھینشران آٹھ قسم کا پانی پینے کی ممانعت کرتے ہیں -

نمبر اول - پانی جو کسی انگیٹھی نے گرم رکھا ہو دوم بھاپ نکلتا ہوا پانی سوم بھاری یا غلیظ پانی چہارم پانی جس میں بدبو آتی ہو پنجم - پانی جسپر بلبلے نکلے ہوئے ہوں ششم بہت گرم پانی ہفتم گدلا پانی ہشتم کھاری پانی -

نہایت گھینتشر اس تالاب میں جسکو مندرجہ ذیل اشخاص نے وضو یا نہانے سے خراب کیا ہو غسل کرنا منع کرتے ہیں اول ان لوگوں نے جنکو آنکھوں کی بیماری ہو دوم سر پر یا کان پر کھجلی ہو سوم جنکو مرگی ہو چہارم سر پر پھوڑے ہوں پنجم جس کی غلاظت ناک سے جاری ہو ششم جن کو دمہ کی بیماری ہو - ہفتم چیچک - اسہال - ہیضہ یا کوئی اور سریع الاثر عارضہ ہو -

سوم رامائن کے اودھیا میں جو آریوں کی پرانی پستک ہے راجہ بھرت جی نے آپکو یہ کہکر بددعا دی ہے گویا وہ کسی گناہ کے قصوروار تھے (۱) اس آدمی کا گناہ جو چلتے ہوئے پانی کو خراب کرنے کی غرض سے اس میں ہر قانع لے اس بدبخت پر جو راجہ رامچندر جی کے بن باس جانے کے بارہ میں اپنی مرضی ظاہر کی ہو" اس سے ظاہر ہے کہ پانی کے خراب کرنے کا گناہ راجہ بھرت جی کے نزدیک نہایت ہی سخت تھا جو اس کا مرتکب ہوتا وہ صرف جہنم ہی کے لایق رہ جاتا تھا اور انہیں شیوں یعنے اگنی جی در گھینتشر جی نے مندرجہ ذیل اقسام کا پانی بھی استعمال

کلکتہ ۱۸۳۲ء صفحہ ۲۱)

نمبر ۱۲۔ راجہ رام موہن رائے بانی مبانی برہم سماج وید کے اُس فقرہ کا جس سے عوام لوگوں نے سورج پرستی لی ہے لفظی ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ ہم اس عظیم طاقت اور شان والے آفتاب کی روح اعلیٰ کا دھیان کرتے ہیں جو ہماری عقل اور فہم کی ہدایت کرتا ہے" (دیکھو اُنکا انگریزی ترجمہ صفحہ ۱۹۳) مشہور و معروف پروفیسر ولسن صاحب فرماتے ہیں کہ سورج پرستی کی اصلیت یہ ہے کہ آفتاب الٰہی کی اعلیٰ تجلی کا دھیان کرنا۔ جس سے پرستار کی عقل اور اس کا فہم روشنی پاتا ہے" (جلد اول صفحہ ۱۸۲ کتاب صاحب موصوف) کٹھ اُپنشد ادھیاوالی ۲ واک ۱۵ میں وید وں کی بابت بڑا صاف لکھا ہے۔

सर्वे वेदा यत्पदमामनन्ति तपांसि सर्वाणि च यद्वदन्ति।
यदिच्छन्तो ब्रह्मचर्यं चरन्ति तत्ते पदं संग्रहेण ब्रवीम्योमित्येतत्। क॰ अ॰ १ व॰ २ वा॰ १५॥

ترجمہ چاروں وید پرماتما کا گیان ظاہر کرتے ہیں اور کئی طرح کے سادھن اسکی پراپتی کو بتلاتے ہیں برہم چرج بھی اسکی معرفت کے لئے ہے پس برہم کا جاننا اور سنچت کرنا انسان کے واسطے سب سے ضروری ہے کیونکہ وہی پرم پد ہے۔

نمبر ۱۳۔ پھر وہی یورپین مورخ فرماتے ہیں برانکے نرمی سنتوں اور منتروں کے رواج پانے سے قدیمی (وید) مذہب بے رواج ہو گیا (تاریخ ہند مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۲ ۱۸۵۲ء)

نمبر ۱۴۔ باوجودیکہ ہندوستانی وید پر یقین لانیکو فخر جانتے ہیں لیکن پھر بھی اگر کوئی شخص وید کی تعلیم پر بالتفصیل عمل کرے تو اُسکو کافر کہنے لگیں" (تاریخ ہند صفحہ ۲۰ کلکتہ)

نمبر ۱۵۔ بید بالکسر اول و سکون دال بزبان ہندی (سنسکرت) نام کتابی ست مشتمل بر احکام دین ہندوان و باعتقاد ایشان کتاب آسمانی ست و بمعنے ہوش و شعور بنظر آمدہ است" (صفحہ ۱۴۰ برہان قاطع مطبوعہ کلکتہ ۱۸۳۲ء)

ویدانت شاستر ادھیایا پاد ا سوتر ۳

शास्त्रयोनित्वात् ॥

वे॰ अ॰ १ पा॰ १ सू॰ ३॥ महतः ऋग्वेदादेः शास्त्रस्य अनेकविद्यास्थानोपबृंहितस्य प्रदीपवत् सर्वार्थावद्योतिनः सर्वज्ञकल्पस्य योनिः कारणं ब्रह्म। न हीदृशस्य शास्त्रस्य ऋग्वेदादिलक्षणस्य सर्वज्ञगुणान्वितस्य सर्वज्ञादन्यतः संभवोऽस्ति॥

ترجمہ۔ جو اپنے دیا کے مخزن اور پرکاش یکت سب ارتھوں کی پرکاش کرنیوالی سرو گیہ امیتو کے گیان رگ یجر شام۔ اتھروید انکا کارن برہم ہے کیونکہ ایسے سرو گیہ گنوں سے یکت ویدوں کا بغیر سرو گیہ ایشور کے اور کسی سے ہونا ممکن نہیں ہے اس سے ظاہر ہے کہ وید سب ارتھوں کو آفتاب کی طرح ظاہر کرتے ہیں اور سب ودیاؤں کا مول ہیں"

کٹھ اُپنشد ادھیا ۲ واک ۱۰۲

ऊर्ध्वमूलोऽवाक्शाख एषोऽश्वत्थः सनातनः। तदेव शुक्रं तद्ब्रह्म तदेवामृतमुच्यते॥ क॰ ।

ترجمہ۔ دنیاوی درختوں سے جس کی بیخ اور جڑیں بجگہ شاخیں بھی الٹی قسم کی ہیں ہما ایسا ایک وید نام سناتن (قدیم) درخت ہے اسی کے حصول سے سب پرمانند اور اس کا پھل امرت (نجات) دینے والا ہے یا اس سے نجات ملتی ہے۔

اسی درخت علم کی طرف مولوی جلال الدین نے مثنوی رومی میں اشارہ کیا ہے۔

گفت دانائے براہ داستاں | کہ درختے ہست در ہندوستاں | ہر کسے کز میوہ او خورد و چرد

نے شود او پیر نے ہرگز بمرد
قاصدے دانا ز دیوان ادب
گرد ہندوستاں برائے جستجو
ہر کرا پرسید کردش ریشخند
بس سیاحت کرد آنجا سالہا
عاجز آمد آخر الامر از طلب
کرد عزم بازگشتن پیش شاہ
اندران مجلس کہ آیش شنیدہ ام
گفت شیخا وقت رحم و راحت است
چیست مطلوب تو رو با کیست
کہ درختے ہست در ہندوستان
جز کہ طنز و تسخر این سرخوشان
بس بلند و بس شگرف و بس بسیط
زان زشاخ مغنے بے بار وبر
گہ درختش نام شد گاہ آفتاب
کمترین آثار او عمر بقاست

پادشاہے این شنید از صادقے
سوئے ہندوستان روان کرد از طلب
شہر شہر از بہر این مطلوب گشت
کاین بجوید جز کہ مجنون بند
میفرستادش شہنشہ مالہا
رشتہ امید او بگسستہ شد
اشک میبارید و مے برید راہ
رفت پیش شیخ با چشم پر آب
نا امیدم وقت لطف این ساعت است
گفت شاہنشاہ کردم اختیار
میوہ او مایہ آب حیات
شیخ خندید گفتہ اے سلیم
آب حیوانی ز دریائے محیط
تو بصورت رفتہ گم گشتہ
گاہ بحرش نام شد گاہے سحاب
گرچہ فرد ہست او اثر دارد ہزار

بر درخت و میوہ اش عاشقے
سالہا گشت آن قاصد از و
نے جزیرہ ماند نے کوہ و نہ دشت
قاصد شہ بستہ در جستن کمر
چوں بسے دید اندراں غربت تعب
جستہ او عاقبت نا جستہ شد
بود شیخے عالمے قطبے کریم
اشکہا میبارید باران سحاب
گفت واگو کز چہ نومیدیست
از برائے جستن یک شاخسار
سالہا جستم ندیدم زو نشان
این درخت علم باشد اے علیم
تو بصورت رفتہ ئی بے خبر
زان ہمے یابی کہ معنے ہشتہ
آن یکے کز صد ہزار آثار خاست
آن یکے را نام باشد بیشمار

(دیکھو مثنوی رومی صفحہ ۱۸۱ دفتر دوم مطبوعہ نول کشور)

نمبر ۱ علم طب۔ نمبر ۱۸۔ مولوی الطاف حسین صاحب حالی فرماتے ہیں علم طب کے نہایت قدیم مصنف جن کی تصنیف ابتک موجود ہیں چرک اور سشرت ہیں۔ ان کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں ہوا اور ظن غالب یہ ہے کہ عرب اُنکا ترجمہ ہوتے ہی تحصیل علوم کی طرف متوجہ ہوئے۔ عربی زبان کے مصنف علانیہ اقرار کرتے ہیں۔ کہ ہم نے ہندوستان کے طبیبوں سے بیشک فائدہ اٹھایا ہے اور ہندو طبیبوں کو مرتبہ میں یونانی طبیبوں کے برابر سمجھتے ہیں ہندوؤں کا علم ادویات نہایت وسیع معلوم ہوتا ہے۔ ابتدا میں اہل یورپ نے اس علم کی تعلیم ان ہی سے پائی۔ اور زمانہ حال میں بھی مدکی بیماری میں حقہ میں دھتورا پلانا۔ اور بید کی پہلی سے کیڑوں کا علاج کرنا ان ہی سے سیکھا ہے" (رسالہ مخزن العلوم علیگڑھ نمبر ۱۱)

نمبر ۱۹۔ بغداد کے بڑے خلیفہ مامون نے یہاں سے طبیب بلوائے تھے ہمیشہ اُن ہی کی دوا کھایا کرتا تھا (بھوگول ہستا ملک صفحہ ۷۶ مطبوعہ ۱۸۷۶ء)

نمبر ۱۹ مصر و یونان والے جنھوں نے سارے فرنگستان کو آدمی بنایا اپنے بڑے بڑے حکیموں کے حال میں یہی لکھتے ہیں کہ ہم نے آریہ ورت سے تحصیل علم کر آئے تھے (دیکھو بھوگول صفحہ ۷۳ ۱۸۷۶ء)

فیروز شاہ بادشاہ نے نگرکوٹ پر قبضہ کرنے کے بعد ایزالدین خالدخانی سے سنسکرت کی حکمت کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کرایا (سائیکلوپیڈیا آف وسی لنگویج صفحہ ۱۶۷)

نمبر ۲۔ سرجری نمبر ۲۰ برہمن علم طب کو آیور وید کہتے تھے۔ قدیم زمانہ کے برہمنوں نے مردوں کی لاشوں کو چیرنے پھاڑنے میں پرہیز نہ تھا اگرچہ وہ طالبعلموں کو پچھلے جانور مثلاً موم کے تو چیر نے ہوئے تھے اور بودھوں کے زمانہ میں بھی فن جراحی سکھایا کرتے تھے برہمنوں نے علم طب میں یونانیوں سے کچھ حاصل نہیں کیا بلکہ ان کو بہت کچھ سکھلایا اور سنسکرت سے جو کتابیں قریب ۸۰۰ء میں ترجمہ ہوئیں انہیں پر عربستان کے علم کی بنا پڑی۔ اور سترھویں صدی تک یورپ کے اطبا عرب والوں کے اصول پر چلتے تھے اور اہل یورپ کی طب کی کتابیں جو قرون وسطیٰ زمانہ آٹھویں صدی سے بیسویں صدی تک تصنیف ہوئیں انہیں ہندی طبیب چرک نامی کے اقوال کا جس کا زمانہ حضرت عیسیٰ سے

اور قدیم زمانہ سے صرف دو قوموں یعنے یونانیوں اور ہندوؤں (آریوں) کے درمیان پایا جاتا تھا سب قوموں نے ان ہی سے یہ علم لیا۔ لیکن یہ ٹھیک معلوم نہیں کہ آیا یونانیوں نے ہندوؤں (آریوں) سے پایا یا کہ ہندوؤں کو یونانیوں سے ملا۔ بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ یونانیوں کو علم منطق ہندوؤں سے ملا اور بعض اسکے برعکس ہیں۔ اغلب یہ ہے کہ ان دونوں قوموں نے علیحدہ علیحدہ علم منطق ایجاد کیا۔ یونانیوں سے رومیوں نے اور رومیوں سے یوروپئن لوں نے یہ علم پایا۔ یونانیوں سے اہل عرب نے بھی پایا (رسالہ منطق صفحہ ۳ دفعہ ۴ ۱۸۵۳ء امرتسر)

نمبر ۴۶۔ مہاراجہ رامچندر جی کے وقت مہاتما رشی گوتما چاریہ جی نے وید مقدس سے استخراج کرکے نیائے درشن بنایا اور علم تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے منطق کی کتاب کوئی نہیں ہے"

نمبر ۴۷۔ مسٹر گرن صاحب اپنی تصانیف میں فرماتے ہیں کہ "ہندوستان کی فلسفہ کی تاریخ مختصراً تمام دنیا کی فلسفہ کی تاریخ ہے (دیکھو رسالہ بائیبل ان انڈیا)

نمبر ۴۸۔ مسٹر ٹی و ایز ایم ڈی صاحب فرماتے ہیں کہ آریہ لوگ منطق و باکرن علم فلسفہ کے عامل تھے۔ اور ان کی نظم نصیحت آمیز جو ہیں جو ہیں وہ باجہ پر ترجیح رکھتی ہیں ہسٹری آف میڈیسن صفحہ ۲۰)

نمبر ۴۹۔ سر ولیم جونس صاحب بیان کرتے ہیں کہ آریہ لوگوں کا علم ریاضی نجوم ٹالمی سے بڑھکر تھا۔ اور علم موسیقی آرچی میڈیس سے بڑھکر تھا اور علم الٰہی فلاطون سے بڑھکر تھا اور منطق ارسطو سے بڑھکر تھا (دیکھو ہسٹری آف میڈیسن صفحہ ۲۴)

نمبر ۱۲۔ نجوم نمبر ۵۰۔ میکس مولر صاحب فرماتے ہیں کہ "خلیفہ المنصور عباسی کے دربار میں ایک ہندوستانی نجومی نقشہ حرکات سیاروں کا معہ ان کی حرکت اوسطی اور کیفیت کسوف و خسوف کے لایا۔ خلیفہ نے محمد بن ابراہیم الفرازی سے اسکا ترجمہ کرایا۔ اور سدھ ہند یا ہند سند نام رکھا" (سائنس آف لنگویج صفحہ ۱۶۵ و جامع القصص الہندیہ مطبوعہ فرانس ۱۸۳۸ء)

نمبر ۵۱۔ جوتش جس کو علم نجوم کہتے ہیں پنڈت لشٹ جی مہاراج نے ویدوں سے اسکا استخراج فرمایا۔ چنانچہ ان کی بنائی پستک سورج سدھانت اب تک موجود ہے" (دیکھو رسالہ مفید الحیات صفحہ ۱)

نمبر ۵۲۔ سر ولیم جونس صاحب فرماتے ہیں کہ تقسیم علم ستارہ نہ یونان اور نہ عرب جانتے تھے۔ مگر ہند میں یہ ایک زمانہ سے تھا" (ہسٹری آف میڈیسن صفحہ ۲۶)

نمبر ۵۳۔ پروفیسر ولسن صاحب بیان کرتے ہیں کہ علم نجوم اور علم اخلاق اور علم حکمت میں آریہ لوگ بہت مشہور تھے"

نمبر ۱۳۔ جبر مقابلہ نمبر ۵۴۔ میکس مولر صاحب فرماتے ہیں خلیفہ المامون کے وقت میں محمد بن موسیٰ نے سنسکرت سے جبر مقابلہ کا عربی میں ترجمہ کیا اور البیرونی نے سانکھیہ شاستر اور یوگ شاستر کا ترجمہ عربی میں کیا (سائنس آف لنگویج صفحہ ۱۶۵)

نمبر ۵۵۔ ایل سی ڈاڈی صاحب عربستان کے ایک مشہور سیاح ڈاکٹر فرماتے ہیں کہ علم ہندسہ کسی ملک کے آدمی نہ جانتے تھے مگر صرف آریہ ورت کے" (دیکھو مفید الحیات صفحہ ۱)

نمبر ۵۶۔ جبر و مقابلہ لوگ ہمارے دیش سے ہی لیگئے ہیں پہلے یونانی کا نام جس نے جبر و مقابلہ اس ملک سے سیکھا تھا ڈرابوفنیس تھا اور ملیلے صاحب نے اپنے جبر و مقابلہ میں جو انہوں نے ڈرابوفنیس کی کتاب سے ۱۸۰۹ء میں نقل کیا ہے لکھا ہے کہ ڈرابوفنیس نے اپنی کتاب میں اس آریہ ورت کے پستکوں کے حوالجات دئے ہیں"

نمبر ۱۴۔ اقلیدس نمبر ۵۷۔ ڈاکٹر ہنیو صاحب پرنسپل بنارس کالج جو سنسکرت زبان کے بڑے عالم ہیں انہوں نے بعد تحقیقات بسیار کے یہ بات ثابت کی ہے کہ آریہ ورت کے ویدک زمانہ میں اقلیدس کا علم معلوم تھا (دیکھو رسالہ سنسکرت کی فضیلت)

آریہ لوگوں نے علم ہندسہ کامل طور سے ایجاد کیا جس کے رو سے مختلف عمل علم ریاضی کے نہایت صحیح پیدا کئے یہی طریق شمار خود ہند۔ عرب والوں سے یوروپئن لوں کو دستیاب ہوا جہاں پر یونانی اور رومی طریق شمار بذریعہ حروف الف ب کے مشکل سے ہوتا تھا (دیکھو ہسٹری آف میڈیسن مؤلفہ وائز صاحب صفحہ ۲۸)

نمبر ۱۵۔ ہیئت نمبر ۵۸۔ تین ہزار سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ برہمنوں نے سال شمسی کا حساب کسی قدر صحیح بڑھا لا اور ان کو تین سو ساٹھ دن میں تقسیم کیا۔ اور پانچسال عرصہ کے بعد ایک لوند کا مہینہ زیادہ کیا تاکہ فی سال کے سوا پانچ ہٹکل دن کا حساب صحیح بیٹھ جاوے برہمن چاند کی ہیئتوں اور سیاروں کی گردشوں اور منطقۃ البروج سے واقف تھے۔ اور قبل یونانیوں کے ہند میں آنے کے یعنے عیسےٰ سے ۳۲۷ سال پیشتر علم ہیئت میں بہت ترقی کر چکے تھے۔ برہمنوں کی علم ہیئت دانی کی شہرت مغرب کی سمت پھیلی اور تخمیناً ۸۰۰ء میں انکی کتابیں عربی میں ترجمہ کی گئیں۔ وہاں سے اسیطرح پر یورپ میں پہنچی جب مسلمانوں نے ۱۰۰۰ء میں ہند پر یورش کرنی شروع کی اسوقت سے برہمنوں کا علم معرض زوال میں آ گیا تاہم ہند میں وقتاً فوقتاً نامور ہیئت دان ہوتے رہے اور انکے اکاس لوچن (یعنے رصد) تا ہنوز بنارس اور دیگر مقاموں میں دیکھنے میں آتی ہیں۔ چنانچہ راجہ جے سنگھ نے ستاروں کی اس فہرست میں جو فرانسیسی عالم ہیئت دان یعنے ڈی لاہائر صاحب نے ۱۷۰۲ء میں شایع کی تھی۔ اصلاح دی" (دیکھو تاریخ ہند مصنفہ ڈبلیو ہنٹر صاحب صفحہ ۸۵)

نمبر ۵۹۔ مئی ۱۸۸۱ء میں موضع بخش علی پرگنہ یوسف زئی ضلع پشاور سے ایک کپتان کو بحالت کھودنے ایک پرانی عمارت کے ٹوٹے پتھروں میں درخت کے پتوں میں لکھی ہوئی ایک کتاب ملی اس کے بارہ میں ڈاکٹر آرنیلی صاحب نے ایک رسالہ شایع کیا اول یہ اینائی مشرقی کانگریس میں پڑھا گیا اس کا ایک حصہ بہت کچھ ضایع ہو گیا ہے موجودہ پیمانہ اس کتاب کا ۶×۳½ انچ ہے مگر ڈاکٹر موصوف خیال کرتے ہیں کہ اس کا پیمانہ ۷×۸½ انچ تھا۔ اس وقت اس کے محفوظ اوراق ۷۰ کے قریب ہیں بہ مشکل ڈاکٹر صاحب نے ۱۸ اشلوکوں کا ترجمہ کیا ہے مصنف اور کتاب کا نام بالکل نہیں ملتا۔ اس میں صرف حساب کا ذکر ہے سوالات کے حل کرنے کا قاعدہ ایسا آسان ہے کہ بالکل غور و فکر کی وقت نہیں ہوتی اور بہت جلد جواب حاصل ہوتا ہے اسکے قواعد آسان ہیں اور ہر ایک قاعدہ کو معہ تمثیل بیان کیا گیا ہے عموماً ایک قاعدہ کو دو تمثیلوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور جو بات کسیقدر مشکل تھی اس کو بہت مثالوں سے بیان کیا ہے قواعد نظم میں مگر اس کی تشریح نثر میں کی ہے۔ ہر چیز کو شولوں میں تقسیم کیا ہے اور جس چیز کو بیان کیا ہے اسی قواعد پر لفظ تما الفی کے معنے میں استعمال کیا ہے ڈاکٹر موصوف کا خیال ہے کہ یہ قاعدہ برہم گپتا اور بھاسکر سے بالکل علیحدہ ہے اگر کسی مقام پر نفی سے مراد ہے تو + علامت کی گئی ہے آجکل یہ نشان بالکل برعکس استعمال ہوتا ہے ڈاکٹر ہوآرنیلی کی یہ رائے بہت صحیح ہے کہ ہندوؤں نے علم حساب وغیرہ کسی سے حاصل نہیں کیا یہ لوگ خود اس علم کے موجد ہیں۔ کتاب مذکور کی تاریخ کی نسبت کوئی رائے ڈاکٹر موصوف ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ یہ ہندی کتاب اس زمانہ کی ہے جبکہ یہاں شائستگی کا زمانہ عروج پر رہا یہ کتاب جس ملک میں دریافت ہوئی ہے کسی زمانہ میں وہ سلطنت کابل کے متعلق تھی اور ابتدائے حکومت میں مسلمان بادشاہوں نے اسکو خوب غارت کیا تھا اور تعلیم یافتہ لوگوں کا اس زمانہ میں یہ قاعدہ تھا کہ وہ اپنی تصنیفات کو مثل خزانہ کے عزیز سمجھ کر دفن کر دیتے تھے۔ ڈاکٹر موصوف کہتے ہیں کہ غالباً مسیح کی تیسری یا چوتھی صدی میں یہ کتاب لکھی گئی" یہ بات اچھی طرح سے ثابت

کو منع کیا ہے۔ (۱) وہ جو بعد دھونے ہاتھ اور پانوں یا اعضا نہانے کے باقی بچے۔
(۲) جو پانی کسی شخص کے پینے کے بعد بچے (۳) ایسی جگہ کا پانی جہاں دھوبی کپڑے دھوتے ہیں
(۴) ایسی جگہ کا پانی جہاں چنڈال قصاب و دیگر غیر اقوام کے لوگ غسل کرتے ہوں۔
(۵) جہاں عورتیں بعد حیض یا جننے کے یا اور آلودہ لوگ غسل کرتے ہیں۔

مہارشی منوجی نے منو دھرم شاستر کے چوتھے ادھیا میں لکھا ہے کہ پیشاب مبلا، تھوک، کپڑا یا کوئی اور چیز غلاظت آلودہ۔ خون یا کسی ہر قسم کا زہر پانی میں کبھی مت ڈالو
دیکھو ڈاکٹر صاحب موصوف کا لیکچر انگریزی مورخہ پنجم اپریل ۱۸۸۶ء

نمبر ۴ موسیقی نمبر ۲۸۔ سر ولیم جونس صاحب اور ریپڈ سن صاحب فرماتے ہیں کہ آریوں کے یہاں علم راگ یا موسیقی نہایت مرتب اور شائستگی سے بھرا ہوا ہے۔ انکے یہاں چوراسی راگنیاں ہیں جن میں سے چھتیس راگنیاں عموماً مستعمل ہیں اور ہر ایک کی تال سُر علحدہ ہیں اور طبیعت کے خاص خاص طور طور کے برانگیختہ کرتے ہیں ہر ایک جداگانہ تاثیر رکھتی ہیں
(دیکھو مخزن العلوم جلد ۷ نمبر ۱۱)

نمبر ۲۹۔ یورپ میں ثابت کیا گیا ہے کہ علم موسیقی کی کان فی الواقع ہندوستان آریہ ورت ہی ہے۔ (دیکھو اخبار نور افشاں صفحہ ۶ کالم ۳ مورخہ ۷ نومبر ۱۸۸۶ء)

نمبر ۳۰۔ ایران کے نامی بادشاہ بہرام نے یہاں سے گانیوالے بلوائے تھے علم موسیقی ابتک بھی آریہ ورت کی مانند دوسری جگہ نہیں ہے رہتا ملک بھوگول صفحہ ۶۴ ۱۸۷۶ء)

نمبر ۳۱۔ برہمن اپنا ایجاد کیا ہوا علم موسیقی رکھتے تھے سات سُر جو انہوں نے حضرت عیسےٰ کی پیدائش سے کم از کم چار صدی قبل ایجاد کئے تھے۔ فارس سے عربستان میں اور وہاں سے یورپ کے علم موسیقی میں گیارہویں صدی میں داخل ہوئے مگر یہ فن اسلام کے عہد سلطنت میں زوال میں آگیا (تاریخ ہند نہر صاحب صفحہ ۸۷)

نمبر ۵۔ انجینری۔ نمبر ۳۲۔ مولوی الطاف حسین صاحب فرماتے ہیں کہ فن عمارت میں جو آریوں کی قدیم کتابیں ہیں اُن کو انصاف کی نظر سے دیکھکر ایک دانشمند ہندوستانی نے جو مضمون لکھا ہے اُس میں اُنکے قواعد کو بہت ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فن کے اصول کو آریہ لوگ بخوبی سمجھتے تھے اور بہت سے قاعدے اُنکے انہوں نے ایجاد بھی کئے۔ (دیکھو مخزن العلوم جلد ۷ نمبر ۱۱)

نمبر ۳۳۔ آریہ لوگ عمارت کے کام سے بخوبی واقف تھے جہاز بنانا جانتے تھے سینے اور بننے کی مہارت رکھتے تھے معدنیات سے خبردار تھے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۷۳)

نمبر ۳۴۔ ہندؤں کی عمارت دیکھنے سے معماری کے فن کی باریکی اور خوبی دریافت کرنے کا ذوق اور شوق پیدا ہوا تھا۔ اس نے چاہا کہ اپنے دارالخلافہ کو اُن شہروں کا ہمسر کرے جنکو اُس نے فتح کیا تھا۔ محمود نے ہندوستان کے شہروں کی عظمت و رشان دیکھنے سے خوش ہوکر اپنے دارالخلافہ میں جاکر اُنکو بھی رونق دینے کا ارادہ کیا۔ اس نے سنگ مرمر اور بانسی کے ایک مسجد بنانے کا حکم دیا (تاریخ ہند صفحہ ۱۱ ۱۸۵۲ء کلکتہ)

نمبر ۳۵۔ محمود نے متھرا سے حاکم غزنی کو ایک شقہ لکھا تھا کہ یہاں بیشمار ہندؤں کے سو اور بھی ہزار در عمارتیں ہیں جو کہ اسلام دین کے موافق مضبوط ہیں یہ شہر ہزاروں دینار خرچ ہوکر طیار ہوا ہوگا۔ ایسا شہر دو سو برس سے کم میں نہیں بن سکتا ہے (تواریخ ہند ۱۸۵۲ء صفحہ ۱۱)

نمبر ۶۔ الہیات نمبر ۳۶۔ کتابیں بھی ایسی ملک میں الٰہیات۔ نجوم۔ ہیئت۔ ہندسہ۔ جغرافیہ۔ تاریخ۔ اخلاق۔ صرف و نحو۔ عروض۔ قافیہ۔ منطق۔ حکمت۔ جرثقیل۔ طب۔ موسیقی وغیرہ سب علموں کی سنسکرت اور پراکرت میں اچھی اچھی موجود تھیں۔ مگر مسلمانوں نے اپنی عملداری میں ہندؤں کے شاستر غارت کردئے۔ پھر بدعملی اور بے انتظامی ہونے کے باعث ان علموں کا پڑھنا پڑھانا ایسا گھٹ گیا کہ اب جو کوئی بھی کتاب ہاتھ لگتی ہے تو انکا پڑھنا والا اور سمجھانے والا نہیں ملتا (بھوگول ہستا ملک صفحہ ۶۴)

نمبر ۳۷۔ حکیم سقراط نے جیو آتما کا گیان آریہ ورت سے حاصل کرکے یونان میں پھیلایا تھا۔
(دیکھو تاریخ ویدک مصنفہ مسٹر وائیز صاحب کا صفحہ ۳۵ و ۹۴)

نمبر ۳۸۔ مسٹر انفلیڈ صاحب بہادر و مسٹر سٹینلی صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ فیثا غورث نے روشنی کا مسئلہ مشرقی آریہ ورت کے حکما سے حاصل کیا تھا (دیکھو اُن کی کتابیں جلد نمبر ا صفحہ ۳۹۔ اور دوسرے صفحہ ۵۷۴)

نمبر ۷۔ صنعت نمبر ۳۹۔ روئی کا کپڑا ہندوستان کی مصنوعات میں سے ایسی مشہور چیز ہے جس کی خوبی و نزاکت مدت تک ضرب المثل رہی ہے او بناوٹ کی عمدگی میں ابتک بھی کسی اور ملک کے آدمیوں نے اُسکی برابری نہیں کی۔ ریشم بہم پہنچانا۔ اور ریشمی کپڑے بنانا غالباً وہ قدیم سے جانتے تھے۔ اور سنہری اور روپہلی کمخواب زربفت وغیرہ شاید انکی ایجاد ہے۔ ان کپڑوں پر رنگتوں کی چمک دمک اور پختگی میں ابتک بھی اہل یورپ نے آریوں کی ہمسری نہیں کی۔ اسکے سوا بعضے اور فن بھی ایسے ہیں۔ جن میں اگلے زمانہ کے ہندؤں کو خاص دستگاہ تھی۔ مگر انصاف یہ ہے کہ ان لوگوں کی نظر زیادہ تر حکمت نظری پر مقصود رہی۔ حکمت علمی کیطرف بہت کم توجہ کی۔ اور اہل اسلام کی عملداری سے اس حکمت نظری کو بھی یوماً فیوماً تنزل ہونے لگا۔ یہانتک کہ ہندوں کی یہاں قدیم مصنفوں کی کتابیں شہادت دینے کو موجود نہ ہوتیں تو آج انکی موجودہ حالت ایسی تاریکی میں تھی۔ جس میں اگلے زمانہ کی روشنی کا پتہ ملنا دشوار تھا (مخزن العلوم جلد ۷ نمبر ۱۱)

نمبر ۴۰۔ آریہ قوم خوبصورت ہوشمند چست و چالاک اور اعلےٰ المرتبہ کی ہوتی تھی۔ زمانہ ویدہ میں قوم آریہ لوہار کا پیشہ اور درود گری اور ہر فن سے واقف تھے۔ اور گاڑی و پیالہ کمان تلوار زرہ بکتر بناتے تھے (ہسٹری آف میڈیسن مسٹر وائیز صاحب صفحہ ۱۲)

نمبر ۸۔ سلوتری نمبر ۴۱۔ میکس مولر صاحب فرماتے ہیں کہ فیروز شاہ بادشاہ کے عہد میں ایک کتاب جس میں مویشی وغیرہ کی امراض و علاج کا ذکر ہے عربی میں ترجمہ کی گئی ہے
(سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۶۸)

نمبر ۹۔ راج نیت نمبر ۴۲۔ چھٹی صدی عیسوی میں روم کے بادشاہ نوشیروان نے بغداد سے برزویہ کو واسطے حاصل کرنے اس ودیا کے آریہ ورت میں روانہ کیا۔ اور اُس نے یہاں آکر اُس کا ترجمہ فارسی میں کیا اور اپنے ہمراہ لے گیا جس سے وہ بادشاہ عادل مشہور ہوا۔ اور بغداد دارالسلطنت قرار پائی اور بغداد کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے عیسےٰ کی نویں صدی میں اُس کا ترجمہ عربی میں ہوا جسکا نام کلیلہ و دمنہ ہے پندرہویں صدی میں اُس کا ترجمہ عبرانی ہوا اور ابتک جس کا ترجمہ غالباً کل زبانوں میں موجود ہے شیخ ابوالفضل نے بھی اُسی کتاب کا از سر نو ترجمہ کرکے عیار دانش نام رکھا۔ اور وہ ابتک سنسکرت میں موجود ہے اور جس کا اصل نام پنچتنتر ہے۔ اسی کتاب سے وشنو شرما پنڈت نے انتخاب کرکے برلے تعلیم فرزندان۔ راجہ پاٹلی پوتر کے ہتوپدیش نام رکھا (دیکھو انوار سہیلی کا دیباچہ)

نمبر ۱۰۔ شریعت نمبر ۴۳۔ مسٹر ولیم جونس صاحب بہادر جو سپریم کورٹ کے جج تھے فرماتے ہیں کہ یہ منو سمرتی کسیوقت میں یونان اور مصر و تبت تک بھی رائج تھی۔ اور اُس ہی پر عملدرآمد ہوتا تھا۔ دیکھو مانو دھرم سار مصنفہ راجہ شیو پرشاد الہ آباد ۱۸۸۱ء صفحہ ۱)

نمبر ۴۴۔ منوجی۔ مصری۔ ایرانی یونانی اور رومن قانون کی بنیاد کے باعث ہوئے اور منو کے قوانین کا اثر یورپ کے کل قوانین سیاست مدنی میں ابتک پایا جاتا ہے"۔
دیکھو رسالہ انگریزی دی بائبل ان انڈیا)

نمبر ۱۱ منطق نمبر ۴۵۔ پادری جی اسکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ منطق بہت بڑا علم ہے

نمبر ۷۴ - مس کارپنٹر صاحبہ فرماتی ہیں کہ "زبان سنسکرت صرف اس ملک کی بلکہ تحقیقات سے اکثر ممالک یورپ کی زبان ثابت ہوتی جاتی ہے باوصفیکہ آریہ ورت کو اُسکے مادری ہونیکا فخر ہے تاہم اکثر ایسے حق شناس ہیں کہ اُس کی تحصیل کے شوق سے چراغ مردہ کی طرح بالکل تاریک ہیں" - (رسالہ انڈین ایسوسی ایشن ماہواری مطبوعہ لنڈن) -

نمبر ۷۵ - ڈاکٹر جویس انگلنگ سابق سیکرٹری ایل ایشیاٹک سوسیٹی نے ایڈنبرا کی یونیورسٹی میں سنسکرت حاصل کرنیکے پچھلے اور موجودہ طریقوں کے متعلق ایک مختصر سی کیفیت بیان کی صاحب موصوف نے اس زبان کو نہایت درجہ کا مفید ثابت کرنیکے لئے میدان تقریر میں خوب ہنگامہ آرائیاں کیں - نہ صرف وہی خوبیاں بیان کیں کہ جن سے زبان کا انشا مالامال نظر آتا ہے - بلکہ یہ بھی بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ سنسکرت اپنے حاصل کرنیوالوں کو انعام بیش قیمت میں آریہ پنڈتوں کی سیاست مدن اور اطوار معاشرت کا بند قفل کھولنے کلید بھی عطا کرتی ہے فی الحال جس کا سینہ اصلاح آریہ ورت کی آتش شوق سے منور ہے مندرجہ کیفیتیں اُنکے مبارک کاموں میں بہت ہی مفید اشتعال تجربہ کی جاوینگی صاحب موصوف نے فرمایا کہ پیشتر جو قوانین مذہب اور معاشرت باہمی کے دستور اس کثرت سے رائج تھے اور اس وقت بھی سرزمین آریہ ورت میں ایسے بے اندازہ وسعت سے پھیلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ان ساری باتوں کا علم صرف سنسکرت ہی کی بدولت میسر ہوا - ورنہ آریوں کے حالات گذشتہ کی تحقیقات سے قوائے ذہنی کو واقفیت کا سامان بہم پہنچائے بغیر ان لوگوں کے لئے کہ جنکا اب آریوں سے فرماں روا قوم کے ایک رکن ہونیکی حیثیت سے واسطہ پڑتا ہے درستی سے حکومت کرنا امر محال تھا اور نیز اُن کو آریوں کے محسوسات و ذہنی معلومات کا دریافت کرنا اور انکی معاشرت باہمی اور امور اخلاق کا جاننا نہایت ہی دشوار ہوتا اور تاوقتیکہ امور متذکرہ بالا سے واقفیت نہ ہوتی وہ محکوموں کی ترقی کے اوضاع ملکی سے مناسب اسباب کے بہم پہنچانے میں کبھی کامیاب نہ ہوتے - زبان سنسکرت کے قدیمی نوشتوں سے واقفیت کے بہت ہی جلد یہ باتیں تبلادیں - کہ فی الحال جو آریہ ورت میں اسباب ترقی کے قایم کرنیکا ارادہ کیا گیا ہے اور اُس مبارک مقصد کے جاری کرنے میں اکثر رواج اور دستور رشدہ راہ پائے گئے وہ صرف نئی ایجاد ہیں - بلکہ اکثر باتیں تو قدیمی اصول سے بالکل مخالف ہیں جیسے ستی ہونے کی رسم قدیم ترین نوشتوں سے ایک ذرہ تعلق نہیں رکھتی - اور یہ جو نئے ہندو صحایف (پرانوں) میں اُس کے کچھ تذکرے ہیں - وہ تو رگوید کے بعض مسایل کی سہواً غلط فہمی ہے - یا ارادتاً اُن کی تفسیر میں حرکت سے کام لیا گیا ہے صاحب موصوف نے بہت سی رسوم موجودہ اور زمانہ حال کی روحوں کو جو ترقی کے لئے زہر کا حکم رکھتی ہیں اصول مذہب آریوں سے بالکل مخالف ثابت کر دکھلایا ہے - اور اُسکے دعوے کے سارے اثباتی دلایل میں سے ایک بھی انکا طبعزاد نہ تھا - بلکہ دوسرے بڑے بڑے معتبر آریوں کے مستند منقولوں سے منقول تھے اُنکے لیکچر کا نتیجہ نہایت مستحکم طور سے اس بات پر مبنی تھا کہ آریہ دیش میں اُنکے دھرم قدیم کے اصول کی واقفیت جہانتک عام کیجاویگی ملک سے تنزل کے اسباب اور نئی ترقی کے سد راہ آپ سے آپ اکھڑ اکھڑ کر دوڑتے جائینگے اور زبان سنسکرت سے ناواقفیت کی عام تاریکی جیسے جیسے کم ہوتی جاویگی ویسے ویسے آریہ ورت ترقی اصلاح اور شائستگی کے مبارک نوروں کا چشمہ بنتے بنتے اصلی حالت پر آتے ہی آفتاب نیمروز کی طرح خود ممالک یورپ پر ضیا افگن نظر آویگا - لیکچر کے خاتمہ پر صاحب موصوف نے زبان سنسکرت کی انشا اور اُسکے صرف و نحو کی عدیم المثل درستی میں جو متقدمین نے محنتیں کی تھیں ان کی داد دی" (از رسالہ انڈین ایسوسی ایشن انگریزی مطبوعہ لنڈن) -

نمبر ۷۶ - ڈاکٹر شیلر صاحب بہادر جو رایل ایشیاٹک سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری تھے وہ بھی سنسکرت کی فضیلت کے نہایت اعلیٰ درجہ کے قایل تھے" (دیکھو اُنکا مضمون سالہ ماہ دسمبر ۱۸۳۷ء) -

نمبر ۷۷ - ہائیر و بلز صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت تمام زبانوں کا مخرج ہے اور اُس کی خلاقی اور لٹریچر نہایت قابل تعریف ہے (ڈاکٹر موصوف کا دیباچہ) -

نمبر ۷۸ - سر ولیم جونس صاحب فرماتے ہیں کہ نہایت کامل زبان یونانی ہے اور نہایت وسیع زبان لاطین ہے مگر سنسکرت دونوں زبانوں پر فوق رکھتی ہے اور صرف نحو میں کامل ہے -

نمبر ۷۹ - فریڈرک وان سیگل صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ سنسکرت یونانی لاطین اور جرمنی سے تعلق نہیں رکھتی ہے بلکہ آبا و اجداد سے ہے اور یہی اُن کا مقصد ہے جسکے سبب میکس مولر کہتا ہے کہ یہی زبان آریوں کی قدیمی ہے اور ویاکرن - پانینی رشی اور متقدمین کے نہایت کامل ہیں - اس میں فلاسفی سائنس و دیا علم الہیات لکھے ہوئے ہیں کہ جسکا یورپ مشکور ہے (دیکھو تاریخ میڈسن وائیر صاحب صفحہ ۲۱ و ۲۲) -

نمبر ۸۰ - قوم آریہ تہذیب میں مشہور تھی اور صرف و نحو کامل انکے پاس تھا - اور وہ زبان بھی اُنکے پاس تھی جسکا کوئی دوسری زبان مقابلہ نہیں کر سکتی (دیکھو کتاب الکاٹ صاحب کے صفحہ ۲۰۰) -

نمبر ۸۱ - بیپ نیز صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ میں ازروی یقین بیان کرتا ہوں کہ سب زبان کی اصل ایک ہی زبان سنسکرت ہے اور بنی آدم مشرق سے مغرب کو آئے" (لیکچرس آف دی سائنس لنگویج صفحہ ۱۵۲) -

نمبر ۸۲ - چینیوں کا عنقریب ہر مذہبی لفظ سنسکرت زبان کا ہے - اور سنسکرت ہی چینیوں کے مذہب کی کلید ہے اور اُسکے سیکھنے کو چینی جاتری انڈیا میں آتے تھے چینی سنسکرت زبان کو فین کے نام سے پکارتے ہیں" (میکس مولر صاحب کی سائنس آف دی لنگویج) -

نمبر ۸۳ - واضح ہو کہ ہندوستان ملک قدیم اور خطہ مردم خیز ہے اصل باشندے اُس کے آریہ لوگ بالفعل شاید وہی ملقب بہ ہندو ہیں - اور جیسا کہ یہ ملک قدیم ہے مگر افسوس کہ یہ اس ملک کی کوئی تاریخ ایسی نہیں کہ جسکے دیکھنے سے حال وید قدیم معلوم ہو سکے ہاں کتب مذہبی میں البتہ قدیم اور ہمیشہ رہنے والا ہے اصل مذہب وہ قدیم دھرم صرف اُس سے دریافت ہو سکتا ہے - پس سب دھرم سنگالوں کو لازم ہے کہ بید کیطرف توجہ فرمادیں اور اُس سے اصل مذہب کی راہ جانیں اور سمجھ لیں کہ جس طرح دریا کی نکاس کی جگہ معلوم کرنیکے لئے پہاڑ کے تلے کا جھرنا دیکھنا ضرور ہے اسی طرح دھرم قدیمی کی اصل دریافت کرنیکے واسطے بید کا مطالعہ لازم ہے - لیکن بہ سبب نہ رہنے چرچا علم سنسکرت کے لوگ پڑھنے اور جاننے وید سے معذور - اور اصلی دھرم کا معلوم ہونا اور اختلاف مذاہب کا ملنا بدوں بید کے جاننے کے ممکن نہیں اور اگرچہ بید تمام مجموعہ ہدایت ہے مگر اُپ نشد اُسکے خاص کر ہدایت سے بھرے ہیں" (دیکھو برہم سماج بریلی کا ماہواری رسالہ بابت یکم جولائی ۱۸۶۶ء جلد ۱ نمبر ۲ صفحہ ۳۱ و ۳۲ مطبوعہ روہیلکھنڈ بریلی) -

نمبر ۸۵ - ایک اور صاحب فرماتے ہیں ہندوؤں کی قدیم کتابیں کچھ تو مذہبی ہیں اور کچھ غیر مذہبی زبان سب کی سنسکرت ہے اور لفظ سنسکرت کے معنے کامل کے ہیں یہ زبان مقدس تصور کیجاتی ہے زبان سنسکرت جسکے الف با - ۴۹ حروف کی ہے نظم و معرفت و فلسفہ نظری سے نہایت مناسبت رکھتی ہے خیالات جس صحت اور صفائی سے اور پورے پورے اس زبان میں ادا ہوتے ہیں اور کسی زبان میں نہیں ہو سکتے چونکہ حال کی اکثر زبانوں مثلاً یونانی - لاطینی - فارسی وغیرہ کو اس زبان سے زیادہ لگاؤ ہے اسواسطے بہت فاضلوں نے جن کی فضیلت میں کسی کو کلام نہیں اُس کی تحصیل میں بہت ہی سعی کی ہے اہل جرمنی میں سے پہلے پہل بوپ صاحب نے سنسکرت کیطرف توجہ کی اور اپنی زبان میں اُسکی صرف و نحو لکھی اسی زبان ہی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب کسی ملک اور کسی قوم میں علوم کا ظہور نہ تھا تب ہندوستان میں علم کی بڑی ترقی تھی - فی زمانہ اس ملک میں قریب چوبیس زبانوں کی

ہو چکی ہے کہ جبر و مقابلہ اور کتاب حساب کی ایجاد اور ابتدا اہل ہندوستان نے کی ہے" (کوہ نور یکم مئی ۱۸۸۹ء صفحہ ۹)

نمبر ۶۰ - گرامر نمبر ۶۰ - میکس مولر صاحب فرماتے ہیں "برہمن لوگوں نے جو کچھ گرامر کی تصنیف کی ہے وہ تمام قوموں کی گرامر سے بڑھ کر اور بہتر ہے کم سے کم ۲۵۰۰ برس پیشتر برہمن لوگوں کو معلوم تھا کہ سنسکرت کے کل الفاظ کا اشتقاق معدود مصدروں سے ہے مگر اس بات کی تلاش یوروپ میں سولہویں صدی کے قریب ہوئی" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۶۳)

نمبر ۶۱ - آریہ لوگوں نے گرامر کی ترقی بغیر مدد یونانیوں کے کی ہے" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۲۶)

نمبر ۶۲ - پادری وارڈ صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت کی ویاکرن بے تعداد ہیں اور لکھنے والوں کی بڑی ہی کاملیت اور تیزی کے مصداق ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ شبد ودیا (گرامر) میں آریہ لوگ رومن اور یونانیوں اور موجودہ زمانہ کی انسانی قوموں سے سب پر بڑھ کر ہوئے ہیں ان کی ڈکشنریاں نہایت عمدہ ہیں جو ان کی لیاقت و سدھار کے اعلیٰ ثبوت ہیں" (بھارت ترکال ورشا صفحہ ۵)

نمبر ۶۳ - سو برس گذرے کہ اہل یورپ کا ایسا اعتقاد تھا کہ سب باتوں کی اصل عبرانی ہے۔ لیکن جس وقت سنسکرت میں مہارت حاصل کی تب یہی دریافت ہوا کہ فارسی یونانی لاٹن جرمن وغیرہ سنسکرت سے نکلی ہیں" (دیکھو کتاب ہسٹری آف دی سٹڈی آف انگلش صفحہ ۱ سے ۷ تک)

نمبر ۶۴ - سنسکرت جہاں تک ہم کو علم و یقین ہے اور ہمارے تجربہ نے تلاش و جستجو کی ہے یہی معلوم ہوا کہ علم سنسکرت ایک ایسا وسیع علم ہے جس میں مختلف علوم و فنون اس طرح بیان ہیں جس طرح دفائن و خزائن میں جواہرات مدفون مخزون ہوتے ہیں جس زمانہ میں سنسکرت کا شباب تھا اگر اس زمانہ کی سرگرم خوشنما حالت کا بیان کیا جاوے تو اس کے واسطے ہم کو ایک بہت بڑا وقت درکار ہے۔ اور ان حالات کو مختصراً بھی دس پانچ جزو میں نہیں لکھ سکتے۔ الغرض اس کے ایک زمانہ میں وہ ہونہار شباب تھا کہ پہلی نسل کے لوگ مختلف علوم کو بڑی کوشش اور جانکاہی کے ساتھ حاصل کرتے تھے۔ ہر گلی و کوچہ میں مختلف علوم کے عالم و فاضل ودوان پنڈت سے کم نظر نہ آتے تھے۔ اس کے فاضل کرنے کے واسطے بڑے بڑے مدرسہ اسی قسم کے جاری تھے جس طرح اب مدرسہ جات و کالج بالترتیب ہیں۔ ہم کو اب تک یہ نہیں معلوم ہوا کہ کوئی علم ایسا بھی ہے جو ہندوستان میں نہ تھا۔ بلکہ ہر ایک علم کی کتابیں اس شرح وغیرہ کے ساتھ ہیں کہ بہت بڑا حجم رکھتی ہیں۔ پنڈت فاضلوں کی راجا مہاراجا بہت بڑی قدر کرتے تھے۔ اور ان کے دربار میں ان ہی لوگوں کا گذر تھا۔ جو لوگ تاریخ سے انس رکھتے ہیں ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ پنڈت فاضل راجاؤں کے زمانہ میں کس عزت سے بسر کرتے تھے اور راجاؤں و حاکموں کی نگاہ میں ان کی کیسی عظمت و شان تھی افسوس یہ کہ عظمت و شان جب ہی تک ہے جب تک اس ملک نے علوم کے حاصل کرنے میں دل سے کوشش کی ہمارے ملک کے نوجوان برہمنوں اور دیگر اہل صاحبان کو مناسب ہے کہ سنسکرت کے گوہر آبدار کو خزائن و دفائن سے نکالیں تاکہ ان کی روشنی سے ایک وسیع ملک منور ہو جائے" (رسالہ انجمن پنجاب لاہور بابت سنہ ۶۹ء)

نمبر ۶۵ - سر ولیم جونس فرماتے ہیں کہ سنسکرت کی وضع نہایت عجیب و غریب ہے یونانی سے زیادہ کامل ہے اور لیٹن سے بڑھ کر وسیع ہے اور دونوں کی نسبت شستہ تر ہے" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۴۳)

نمبر ۶۶ - ڈاکٹر بالنٹین صاحب نے بعد تحقیق بلیغ معلوم کیا کہ سنسکرت کل زبانوں کی ماں ہے تمام زبانیں اس سے نکلیں اول آریہ ورت سے یونانیوں نے علم لیا اور یونان والوں نے رومیوں نے اور رومیوں سے انگریزوں نے" (ستیارتھ پرکاش)

نمبر ۶۷ - ایک محقق انگریز مسٹر ہرداس صاحب باشندہ پٹنہ نے ثابت کیا ہے کہ سنسکرت اور یونانی میں بڑی مشابہت ہے کہ یونانیوں نے اپنی فلاسفی اور دیوتاؤں کا حال بالکل

سنسکرت سے لیا ہے۔ اور کچھ الفاظ اور طریقہ تانیث و تذکیر بھی آریہ ورت ہی سے اخذ کیا ہے (دیکھو سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۷۵)

نمبر ۶۸ - لارڈ مان بڈو صاحب فرماتے ہیں کہ "ہندوستان کے برہمنوں میں ایک ایسی زبان جاری ہے کہ ہومر یونانی شاعر کی عبارت سے ہر طرح پر فصیح ہے" (اسماٹس آف انگلش صفحہ)

نمبر ۶۹ - ہیل ہیڈ صاحب فرماتے ہیں کہ "سنسکرت کے الفاظ کی عربی و فارسی و یونانی و لاطین سے بہت مشابہت ہے اور یہ مشابہت مصطلحات کے درمیان نہیں ہے کہ جس سے یہ خیال کیا جاوے کہ جب ایک قوم نے دوسری قوم سے علوم و فنون لئے اس کے ساتھ ہی مصطلحات بھی اخذ کر لیں۔ بلکہ مشابہت زبان کی اصل لفظوں میں ہے جیسا کہ اسماء اعداد اور ان چیزوں کے نام جن کی ضرورت ہر ایک قوم کو کچھ شائستگی ہونے پر ہوتی ہے" (دیکھو بنگالی گرامر کا دیباچہ اور سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۰۳)

نمبر ۷۰ - ڈاکٹر برنف صاحب مرحوم نے اپنے ملک والوں کو اس جانب متوجہ کیا کہ اب ہم یونانی و لاطینی زبانیں بمقابلہ پیشتر کے زیادہ تر عمدگی سے سمجھ سکیں گے۔ کیونکہ ہم نے سنسکرت کی تعلیم شروع کر دی ہے" (رسالہ انگریزی دی بائبل ان انڈیا)

جرمنی کے مشہور مورخ باپ صاحب نے لکھا ہے کہ "سب ملکوں کی قدیم زبان سنسکرت تھی بوجہ امتداد زمانہ و اختلاف سکونت کی جدا جدا زبان ہر ایک ملک کی ہو گئی چنانچہ زبان سنسکرت اور یونانی اور رومی میں بہت سی موافقت ہے۔ بلکہ اکثر مصدر تو نہیں وہ سب یکساں ہیں اور ان کے مقابلہ سے سنسکرت کا توافق ان زبانوں کے ساتھ تحقیق ہو گیا جہاں سے صاف ثابت ہے کہ زبان سنسکرت یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے" (دیکھو ایڈنبرا ریویو جلد ۳۳ صفحہ ۴۴ اور تاریخ بدیع ہندوستان صفحہ ۲۱)

نمبر ۷۱ - رومن کیتھلک فرقہ کے پادری ڈوبی صاحب فرماتے ہیں کہ "اب یہ علوم کی تحقیقات سے مثل روز روشن ظاہر ہو گیا ہے کہ قدیم زمانہ کی کل اصطلاحات مشرق سے ہی پھیلی ہیں اور زمانہ حال کے سنسکرت زبان دان اشخاص کی کوشش سے یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ یورپ کی موجودہ زبانوں کا مادہ و مخزن مشرق کی زبان (سنسکرت) ہے" (انگریزی رسالہ دی بائبل ان انڈیا)

نمبر ۷۲ - علم زبان کے ماہر فلاسفر حال میں سنسکرت کو یورپ کی موجودہ زبانوں سے ملا کر دیکھتے اور ترقی کرتے ہیں کہ بالیقین یوروپ میں آریوں ہی سے تہذیب حاصل ہوئی ہے۔ اس کے سوا بیبلونیا۔ مصر۔ یونان۔ روم وغیرہ کی فلاسفی اور مذہبی کتابوں کے پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آریوں کا مذہب آہستہ آہستہ لہروں کی مانند پچھم کی طرف پھیل گیا ہے۔ اگر آپ پیتھاگورث (فیثاغورث) اور سوکریٹز (سقراط) ہومر اور جینوفینی اور ڈیموستھنز۔ پلاٹو (افلاطون) ارسٹوٹل (ارسطو) اور ہیرو اور ورجل وغیرہ کو یونان شعرا اور مصنفوں کے مذہب اور غور کو وید بیاس۔ کپل گوتم پاتنجل جیمنی کناد۔ پانینی مرکچی وغیرہ فضلا شاستر کاروں کی مت سے ملاؤ گے تو اندرونی اور عمیق اتفاق پا کر آپ کو نہایت تعجب ہوگا۔ اور آپ کو بخوبی یقین ہو جائے گا کہ ان آریہ پرانے فاضلوں (آچاریوں) کا مت آہستہ آہستہ پچھم والوں میں پھیل گیا بغیر اس کے کوئی بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ بس یہ ایدین آریہ لوگ بھارت ورش سے آ کر مصر میں بسے اور انہیں سے سب پراچین فلاسفروں نے ویدوں سے لیکر پیتھاگورث تک یہی اور گیان حاصل کیا" (دیکھو بھارت ترکال ورشا صفحہ ۷)

نمبر ۷۳ - مادمٹر صاحب فرماتے ہیں "زبان سنسکرت کے قواعد جس کو پانینی نے تالیف کیا ہنوز تحصیل زبان کے لئے بنا سمجھے جاتے ہیں اس معاملہ میں برہمن و میٹل اور یونانیوں بلکہ یوروپ کی ہر قوم سے جن کا شمار آخری صدی تک کیا جا سکتا ہے سبقت لے گئے سنسکرت یعنی زبان کامل صرف فاضلوں کی زبان تھی اور عوام لوگ پراکرت بولتے تھے" (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۲)

نمبر ۹۹ - مسٹر ولیم جونس صاحب فرماتے ہیں کہ آریہ ورت کے باشندے تمام علوم کے فاضل تھے اور ہر جگہ کو سے زیادہ بہادر تھے" (دیکھو رسالہ مفید الحیات صفحہ ۲)

نمبر ۱۰۰ - مسٹر وایز صاحب فرماتے ہیں کہ "یونان کا ایک بہت بڑا حکیم تصدیق کرتا ہے کہ دنیا میں تمام علوم آریہ ورت سے پہنچے"۔ (دیکھو تاریخ ویدک صفحہ ۴۶)

نمبر ۱۰۱ - مسٹر ٹامسن ایم وایز فرماتے ہیں کہ "یوروپ کے جہالت سے نکلکر روشنی میں آنیکا باعث آریہ ورت کی تعلیم ہے"۔ (تاریخ مذکور صفحہ ۳۳)

نمبر ۱۰۲ - ایک پادری صاحب فرماتے ہیں کہ فارس عرب اور تمام سرد ممالک میں سفر کرنا چاہیے مختلف ملکوں کے باشندے اپنی اصلی مرزبوم بھول جائیں انکے بدن کا رنگ سیاہ یا سفید ہو جانے چاہیئے بہت بڑی بڑی سلطنتیں جو ان لوگوں نے قایم کی تھیں برباد ہو جائیں چاہیئے پرانے شہروں کے مقام پر نئے شہر آباد ہو جائیں تاہم اصلی جائے ولادت کے نشانات بالکل نیست و نابود ہو جانا غیر ممکنات سے ہے"۔ (دیکھو بائیبل اندی انڈیا مطبوعہ نیو یارک)

نمبر ۱۰۳ - "ہندی سیاح فرقے اپنے قوانین و رسم و رواج و زبان کے ساتھ اپنا مذہب بھی لئے ہوئے پھرتے تھے اور اسی وجہ سے ہم ہندوستان کی طرف توجہ کرتے ہیں وہاں قدیم و حال کے باشندوں کے مذہبی دستورات و روایات پائے جاتے ہیں لیکن فی زمانہ ہندو نہایت سخت پیچوں میں گرفتار ہو گئے ہیں اور اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی عزت و توقیر و بیاو ناریوں کو مٹا رہے ہیں میں نے اپنے دل سے پوچھا کہ اب کس وجہ سے بربادی کی نوبت آرہی ہے آیا یہ انقلاب زمانہ کی وجہ سے ہے باوجودیکہ ہر قوم کی سرشت یوں ہی ہے کہ وہ مثل ہر ایک انسان کے ایک دن ضعیفی سے مر جائے - یہ بات کیونکر ہوئی کہ ایسے عمدہ ابتدائی مسئلہ اور وید کے افضل احکام میں ناکامیابی ہوئی مگر باوصف ان سب اسباب تنزل کے میں نے اب بھی بہت سے برہمن فلسفی اور عالی خیال لوگوں کو بقا روح روسوشیل اوصاف و علم الہیات کے مسئلوں پر بحث کرتے ہوئے پایا اور ایک خلقت کو پرمیشور کیطرف سر جھکاتے ہوئے دیکھا - لیکن افسوس آخرکار مجھے معلوم ہوا کہ یہ سب محض ظاہری نمایش تھی اور اس بات کے جاننے سے مجھے اور بھی افسوس ہوا کہ ان لوگوں کے بالعوض آزاد طبع اور آزاد منش انسان ہونے کے یہ لوگ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں - یہ حال دیکھکر میری خواہش ہوئی کہ میں اُس پردہ کو جو قدیم حالات پر پڑ گیا اُٹھا دوں اور ان آدمیوں کے پچھلے حالات کا جس میں کسیقدر حکا جوش و خروش باقی نہیں رہا سراغ لگاؤں - پھر تو میری آنکھوں کے سامنے ہند کی عظمت کا دور زمانہ آموجود ہوا مجھے ہر ایک مندر کی در و دیوار سے اور ہر ایک پہاڑ سے اور ہر جگہ سے سبق ملنے لگا - میں نے ویدوں سے سبق حاصل کیا جنکے بے شمار اوراق سے انکی ہزاروں سال کی تصنیف کا زمانہ شمار کیا جا سکتا ہے اور جن کے ورس ہزاروں برس قبل اسکے کہ نینوا یا نیبلوں (بابل) کا نام و نشان بھی رہا ہو ہر ایک نوجوان طالبعلم زندگی کے اصول مستخرج کرتا تھا میں نے قدیم زمانہ کے اشلوکوں کو جو قبل از پیدائش حضرت موسیٰ و عیسیٰ کے برہمنوں سے مخاطب ہو کر پڑھے جاتے تھے سُنا - میں نے منوجی کے ان قوانین کے سمجھنے کی کوشش کی جن کا انتظام ہزاروں برس قبل اُس زمانہ کے کہ عبرانیوں کے احکام خدا کے تختے بادل کے گرجنے اور بجلی کی چمکنے کے وقت آتے - برہمنوں کے ذریعہ انجام پایا تھا غرضیکہ ہندوستان مجھے دوبارہ اپنی اصلی قدیمی حالت میں نظر آیا - میں نے اُسکے ذریعہ سے تمام دنیا میں روشن ضمیری پھیلی ہوئی دیکھی - میں نے ہند کے قوانین اخلاق مذہب کا اثر - مصر - فارس - یونان روم میں پایا میں نے دیکھا کہ منی وید بیاس کو سقراط و افلاطون کے زمانہ سے تا قبل دیکھا"۔ (انگریزی رسالہ دی بائیبل اِن انڈیا)

نمبر ۱۰۴ - ڈاکٹر گوڈسمرکر صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ "جتنے علوم دہبوگول اکل زمین میں پھیلے ہیں سب اصل آریہ ورت ہے"۔

نمبر ۱۰۵ - کرنیل ٹکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ "ہندوؤں کے جاتی اُپتی نجو - بیبلس کی بنیاد پڑنی - مصر کی سمادھی استھان اور تھا استیھہ کے بننے بلکہ اُس سمبت سے ۵۰۰۰ سال پہلے (جسکو عیسائی لوگ دنیا کا آغاز بتلاتے ہیں) آریہ قوم اعلیٰ ترقی و تہذیب پر تھی اور اپنی بھاشا اور ویاکرن کو ایسا سدھار رہے ہو کے تھی کہ اُن کی مانند آجتک ایسا کوئی نہیں ہے"۔ (بھارت ترکال درشا صفحہ ۳ مدراس ۱۸۸۲ء)

نمبر ۱۰۶ - مؤرخ برگس صاحب جو مصر کے تواریخ نویسوں میں سب سے زیادہ معتبر ہے اور بہت پرانے حالات کا جاننے والا ہے وہ کہتا ہے کہ "پراچین مصری لوگوں یعنی قدیم مصریوں کی پہلی پیدایش آریہ ورت ہی ہے"۔ (دیکھو بھارت ترکال درشا صفحہ ۲ ۱۸۸۲ء مدراس)

نمبر ۱۰۷ - "آریا کیا ہند کیا یونان اور کیا اٹلی میں اپنے مُردوں کو چتا پر جلاتے تھے"۔ (تاریخ ہند آنریبل ڈبلیو ہنٹر صاحب صفحہ ۷ ۱۸۸۲ء)

نمبر ۱۰۸ - مسٹر پیوکاک صاحب فرماتے ہیں کہ "قدیم یونان کیا ہے صرف قدیم آریہ ورت ہی ہے"۔ (کتاب انڈین ان گریس)

نمبر ۱۰۹ - مولوی الطاف حسین صاحب فرماتے ہیں کہ مصر کی ترقی ہند آریہ ورت اور فارس کے سوا تمام دنیا سے مقدم مانی گئی ہے چنانچہ یونان بھی مصر کے پرتو سے روشن ہوا تھا"۔ (دیکھو حاشیہ مدوجزر اسلام)

نمبر ۱۱۰ - حکیم فیلا نوس صاحب یونانی مؤرخ فرماتے ہیں کہ "یونان کے حکیم علم و فضل میں آریہ ورت کے ایک چھوٹے حکیم کی برابری نہیں کر سکتے - اور جس خوبی سے آریہ ورت کے حکیم آسمان کے حالات بتلا سکتے ہیں اسطرح یونانی حکیم زمین کے حالات بھی نہیں بیان کر سکتے"۔

نمبر ۱۱۱ - ملک ایران کی بابت جغرافیہ عالم میں لکھا ہے کہ یہاں کے مندر و نیز ایسے نشان پائے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ سابق میں مذہب یہاں کے لوگوں کا ہندوستانیوں کے مذہب کے مطابق تھا"۔ (دیکھو جغرافیہ عالم صفحہ ۱۵ مطبوعہ ۱۸۶۴ء)

نمبر ۱۱۲ - چارلس فنک صاحب بہادر فرماتے ہیں۔ "چنانچہ فیثاغورث حکیم یونانی واسطے تحصیل دولت علم کے ملک مصر - ہند اور فارس اور افلاطون حکیم ثانی نے مصر کی عزیمت اختیار کی - اس زمانہ میں کتب خانہ کا جمع ہونا عنقا تھا اور جس کے پاس دس پانچ کتابیں بھی اکٹھی ہوتی تھیں وہ اُن کو غنیمت و شگرف جانتا تھا - عجب ہے کہ باوجود عدم بہم رسی کتابوں کے اساتذہ سلف ایسے کامل و فاضل ہو گئے"۔ (دیکھو تعلیم النفس حصہ دوم مطبوعہ ۱۸۵۹ء الہ آباد صفحہ ۵۰۴)

نمبر ۱۱۳ - ڈاکٹر لیٹنر صاحب نے جو لیکچر بمبئی میں دیا ہے اسمیں فرمایا ہے "کہ جتنے علوم آریہ ورت یوروپ کو سکھلا سکتا ہے اتنے علوم یوروپ آریہ ورت کو نہیں - اسوقت آریہ ورت صرف یوروپ سے کثیف چیزیں یا متھول پدارتھ یعنی فزیکل سائنس سیکھتا ہے - اُس کا بھی باعث یہ ہے کہ پرانی سنسکرت کی پستکوں میں وہ ودیا بہت مکمل طور پر لکھی ہے لیکن اسکے جاننے اور پڑھنے والے آجکل بہت تھوڑے ہیں ترت ودیا یعنی ایلکٹرسٹی - چمک پتھر ودیا یعنی میگنا ٹسمی شبد ودیا یعنی ایکوسٹکس وایو ودیا یعنی مٹیارا جوجی - جل ودیا یعنی ہڈ سٹیکس رسائین ودیا یعنی کیمسٹری وغیرہ سنسکرت گرنتھوں میں عمدہ طور سے مندرج ہیں ابتک یوروپ سائین ودیا میں صرف ۶۴ جزدیات جانتا ہے مگر سنسکرت میں ۲۰۰ ممیز دہات (تتو) مذکور ہیں - یوروپ میں ابتک دھرم سمبندی اور پدارتھ کارن دوران فلاسفی میں بہت ہی کم ترقی ہوئی ہے۔ اسلئے ہم امید کرتے ہیں کہ جیسی سنسکرت میں ترقی ہوتی جاویگی ویسی ہی آئندہ آنیوالے زمانہ میں یوروپ والے مندرجہ بالا فلاسفی کو آریہ ورت سے سیکھنی کی کوشش کرینگے ہماری سمجھ میں یوروپین لوگوں کی کوشش سے ہی سنسکرت کی بڑی ترقی ہوگی - کیونکہ

بولی جاتی ہیں۔ ان میں سے اکثر سنسکرت سے نکلی ہے اور اُس کی شاخ در شاخ ہیں جنہیں یا پیر سنسکرت سے نکلی ہیں اُن سے پالی اور پراکرت نہایت قدیم ہے اور اب بھی وسط ایشیا کی سطوح مرتفع کی زبان سنسکرت سے مناسبت رکھتی ہیں۔ ہندوؤں کی مذہبی پور میں سے چار وید ایک نہایت قدیم مجموعہ ہے۔ یہ وید ہندوؤں کی مذہب اور قانون اور علم کی بنیاد ہیں۔ ہندوؤں کی باقی کتابوں کی اصل یہی وید ہیں نظم کی کتابو نمبر وید کے مسائل بھرے ہوئے ہیں قانون کی کتابوں میں وید کے ہی احکام لکھے ہیں وید ہی کو فلسفی اپنے مسائل کی بنیاد ٹھہراتے ہیں وید ہی کو صرف نحوی اپنے قواعد کا ماخذ بتلاتے ہیں۔ غرض کل علوم کے عالم اسی مجموعہ کو اپنے علم کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں" (از اتالیق پنجاب لاہور ۱۸۷۱ء)

نمبر ۸۶۔ لوتھیانہ علاقہ یوروپ میں جو زبانیں رائج ہیں اُنکی نکاس قریب سنسکرت سے پائی جاتی ہے۔ اس صوبہ کے رہنے والوں میں سے ہر شخص کی زبان پر سنسکرت کی مثالیں اور شہادتیں موجود ہیں اُنکے باشندوں کی اصل آریہ خاندان سے نکلتی ہے" دیکھو کانسٹ برگ اخبار ۱۸۷۶ء اور اسیطرح وِدیا پرکاشک مارچ ۱۸۷۹ء صفحہ ۲۰)

نمبر ۸۷۔ الفرڈ ماری صاحب نے اپنی زبان کی ترتیب کے مضمون میں بعض قدیمی یونانی زبانوں کا مخرج سنسکرت سے نکالا اور اُسپر حسب ذیل ریمارک قابل توجہ دیا ہے "آسمانی خدا کو یونانی لوگ زی اس پیٹر کہتے ہیں اور اس بات کا خیال کرنا چاہیئے کہ زیڈ کی آواز ڈی کے بہت مشابہ ہے اسلیئے زی اس دراصل ڈی اس بنجاتا ہے لاطینی اسی خدا کو ڈی اس پیٹر یا جو پیٹر کہتے ہیں اب وید میں آسمانی خدا کو دیش پتی کہتے ہیں اسواسطے ہمارے عیسائی خدا باپ کے اصلیت جیو پتی جو عہد عتیق کا باپ ہے ظاہر ہو جائے یہ ریمارک میں اس لیئے لکھتا ہوں کہ عام یہ قایم کردہ رائے جنبش کھا جاوے کہ "عبرانی دفاتر ملہم ہوں یا نہ ہوں ہر نوع نہایت ہی قدیم ہیں اور سب سے پہلی زبان میں لکھی گئے ہیں" نہ یہ امر سچ ہے کہ عبرانی قصہ جات نہایت ہی قدیمی ہیں نہ کہ عبرانی سب سے پہلی زبان ہے۔ بلکہ برعکس اسکے جیسا کہ گولڈزی صاحب ثابت کرتے ہیں کہ قصہ جات اخذ کیئے ہوئے ہیں اور زبان خواہ وہ تیسرے یا تیسرے درجہ کی حالت میں ہے۔

نمبر ۸۸۔ اپنے زمانہ میں سر ولیم جونس کہتا تھا کہ سنسکرت کا انشا نہایت قدیم ہے اور موسے کے زمانہ سے پہلے مصر یونان۔ ہندوستان میں مذہب بھی تھے جہاں تک مصر کی بابت کہا جا سکتا ہے اور جو تحقیقات لیپ سی۔ ایس بن چیمپولین۔ لی نارمنٹ رگلیڈن وغیرہ محققوں نے کی ہے اُنسے ایشیاٹک سوسائٹی کے لایق پریزیڈنٹ کا دعوے ثابت ثابت ہوتا ہے" (دیکھو کتاب جنیس کا صفحہ ۸۸ سے ۹۰ تک)

نمبر ۸۹۔ ہنر لوبج صاحب نے اپنی تواریخ میں لکھا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں ہندوؤں کی شایستگی کسی قوم سے روئے زمین پر کم نہ تھی بے نظیر زبان سنسکرت کے علما و فلاسفر منطق۔ ریاضی ہئیت وغیرہ مختلف علوم میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ یہ ملک اپنے علوم و فنون اور صنعت و تجارت میں تمام اقوام روئے زمین سے نمبر اول پہ تھا۔ اسملک کی شایستگی کو کوئی ملک نہ پہنچتا تھا۔ یونان نے اسی ملک کے علوم سے سبق پایا ہے۔ ارسطو۔ افلاطون اسی خرمن کے خوشہ چین تھے۔ ہر ملک اور قوم اسی ملک کی زبان اور علوم سے شایستہ ہوئی۔ (دبدبہ قیصری بریلی صفحہ ۵ جلد ۱ نمبر ۲ ۱۸۸۸ء)

نمبر ۹۰۔ حال ہیں سر بیسل گریفن صاحب نے بمقام گوالیار اپنی اسپیچ میں فرمایا ہے کہ علم سنسکرت ایک چشمہ ہے جس سے مختلف علوم پیدا ہوئے ہیں اور ممالک یوروپ نے اسی علم سے بہرہ پایا ہے" (دیکھو دبدبہ قیصری بریلی صفحہ ۵ کالم ۲ نمبر ۲ جلد ۱ ۱۸۸۸ء)

نمبر ۵۔ تجارت و اخلاق نمبر ۹۱۔ ڈاکٹر بریڈ یوکس صاحب فرماتے ہیں کہ "یہ بات ظاہر ہے کہ ہندوستان ہی کی تجارت اُن لوگوں کو جو اسملک مصر میں آکر تجارت کرتے تھے مالا مال کرتی تھی۔ اور ہندوستان ہی اُن بڑے خزانوں کا چشمہ ہے جن کو حضرت سلیمان نے جمع کیا تھا اور اُن کی بدولت بیت المقدس بنایا تھا" (دیکھو مصر کی تاریخ باب سوم حصہ اول صفحہ ۳۳ و ۳۴ ۱۸۷۶ء)

نمبر ۹۲۔ پادری ڈبے صاحب فرماتے ہیں قدیم زمانہ کے برہمنوں میں انصاف انسانیت۔ دیانتداری۔ رحم بےغرضی فی الجملہ تمام اوصاف پائے جاتے تھے اور اپنی تعلیم و تمثیل سے اوروں کو وہی اوصاف سکھلاتے تھے۔ اور اسی وجہ سے ہندوؤں میں کم از کم اُن کے قول میں وہی اخلاقی اصول پائے جاتے ہیں جو یورپین میں ہیں ہند کی سرزمین سے بنی نوع انسان کے نشو و نما ہوئے اور اسیوجہ سے مغرب کے بہت دور دراز ممالک کے باشندوں میں ہند کے قوانین اخلاق و تعلیم مذہب کا اثر باقی ہے (بائیبل انڈیا انگریزی)

نمبر ۹۳۔ زمانہ سلف میں ہند اور بحر مڈیٹرنین کے بندرگاہوں میں کشتی ساطت سے تجارت ہوتی تھی چنانچہ ٹائیں اور ہند کی دیگر تجارتی اشیا کی سنسکرت نام سے واقف تھا۔ اور ہند کی پیداوار کی جنکا ذکر توریت میں آیا ہے۔ ایک بڑی فہرست بنائی گئی تھی" دیکھو تاریخ مصر صفحہ ۱۲۴)

نمبر ۹۴۔ ملطوث کا باشندہ جبکا طیوث یونانی مورخ جو مسیح سے ۵۴۰ برس پیشتر گذرا ہے وہ اپنی تصنیف میں ہند کا صاف صاف بیان کرتا ہے اور حکیم طلبیاس نامی مسیح سے ۴۱ سال پہلے اس طرف آکر فارس میں آیا وہ ہند کی اشیاء تجارتی) پیداوار اور رنگون کپڑوں اور بندروں اور طوطوں کی خبر دیتا ہے۔ (دیکھو تاریخ مصر صفحہ ۱۲۴)

نمبر ۹۵۔ مسٹر ٹی وایز ایم ڈی صاحب فرماتے ہیں کہ ہندوستان کی بدولت اور طاقت اور حکمت نے سکندر اعظم کے دل پر نقش کر دیا۔ اور سکندر نے اپنے لشکر کو یہ کہا کہ اب ہم اس مشہور ملک (گولڈن انڈیا) کو جہاں لاانتہا دولت ہے روانہ ہوتے ہیں۔ جو کچھ کہ ہم نے ملک ایران میں دیکھا ہے وہ اسملک کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے" (دیکھو ہسٹری آف میڈیسن صفحہ ۶)

نمبر ۹۶۔ متھرا کی دولت اور خوشحالی کا احوال جو محمود نے لکھا ہے وہ اُس وقت کی تاریخ کی صحت کیلئے مفید ہے لوٹ میں پانچ سونے کی مورتیں آئیں جنکی آنکھیں لعل کی تھیں۔ ایک اور مورت میں ایک بیش بہا یاقوت تھا۔ اسکے سوا ایک سو مورتیں چاندی کی لوٹ میں آئیں جو ایک سو اونٹ پر لادی گئی" (تاریخ ہند ۱۸۵۲ء صفحہ ۱۱۲ کلکتہ)

نمبر ۹۷۔ محمود ۲۰ روز متھرا میں رہکر بہت نقصان کرتا رہا اور پھر قنوج پر چلا۔ وہاں اس نے ایسا ایک شہر دیکھا جو کہ مسلمان مورخوں کے قول کے مطابق عظمت میں آسمان کی ہمسری کرتا تھا۔ یہ شہر دو ہزار برس سے بھی زیادہ سے ہندوؤں کے مذہب کا خاص مقام تھا اور اُسکی آبادی تیس میل کی وسعت میں تھی۔ جو اُسکی عظمت اور شان کا بیان کیا ہے وہ مشکل سے قیاس میں آسکتا ہے۔ اس شہر کی عظمت کا قیاس اس بیان پر خیال کرنے سے ہر آئینہ کچھ ہو سکیگا کہ اسمیں تیس ہزار دوکانیں صرف پنواڑیوں کی تھیں۔ گلاؤ ننو کے ساٹھ ہزار گھر تھے" (دیکھو تاریخ ہند ۱۸۵۲ء کلکتہ صفحہ ۱۱۲)

نمبر ۸ اسب لوگوں نے علم یہاں سے حاصل کیا } نمبر ۹۸ منوسمرتی ادھیا ۲ شلوک

एतद्देश
प्रसूतस्य सकाशादग्रजन्मनः स्वं स्वं चरित्रं शिक्षेरन्पृथि
व्यां सर्वमानवाः मनु ·२-२०·

ترجمہ۔ تمام دنیا کے لوگ اس ملک کے فضلا و علما سے تعلیم حاصل کریں اور یہاں کے لوگ دیگر ملکوں میں جاکر دھرم اور ودیا کا پرچار کریں۔

تھے اس ودیا کا نام تک بھی اس زمانے کے لوگ نہیں جانتے'' (بھارت ترکال شا صفحہ ۶ و ۷)

نمبر ۱۲۶۔ مورخ میگاستھنیز یونانی جو مسیح سے ۳۰۶ برس قبل چندر گپت راجہ آریہ ورت کے دربار میں بطور سفیر کے تعینات تھا لکھتا ہے کہ ''ہند میں غلامی کا نام تک نہ تھا مرد بڑے شجاع ایماندار۔ راست گو۔ پرہیزگار اور محنتی تھے۔ کاشتکاری اور دستکاری سے خوب واقف تھے دریافت کی وجہ سے عدالت میں رجوع کرنے کی ضرورت ہوتی تھی یہاں کی عورتیں نہایت پاکدامن تھیں رعیت اپنے سرداروں کی زیر حکومت امن و امان سے رہتی تھی شاہی انتظام منوسمرتی کے مطابق ہوتا تھا ویش یعنے کسان جنگ اور دیگر سرکاری خدمت سے آزاد تھے (دیکھو تواریخ ہند مولفہ ہنٹر صاحب)

نمبر ۱۲۷۔ آرین نامک ایک یونانی مورخ (جس نے سکندر اعظم کا قصہ یونانی میں لکھا ہے) کہتا ہے کہ اُس ایام میں ایک آدمی بھی جھوٹ بولنے والا دیکھنے میں نہیں آیا اگرچہ یہ تحریر تعجب اور حیرت انگیز ہے مگر چین دیش کے رہنے والا ایک بودھ نویس ہیون تھسانگ نامی جس کو عرصہ ۱۲۰۰ برس کا گزرا کہ صوبہ بہار میں تیرتھ یاترا کو آیا تھا۔ اور بڑا ذہین اور عقیل تھا جو پندرہ برس اس دیش میں رہا جس نے سنسکرت کو پڑھا کچھ وید ویا کو سیکھا اور اپنے دھرم کی پستکیں لکھیں وہ امور بالا کی تصدیق کرتا ہے علاوہ بر آں ایک فرانسیسی مورخ بھی اس بیان کی تائید کرتا ہے کہ آریہ ورت کے قدیمی لوگ بڑے عقیل شجاع اور صاحب تدبیر تھے اور علمیت و فضیلت میں بے نظیر)

نمبر ۱۲۸۔ اسی یونانی مورخ ایرین نامی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگرچہ سکندر بادشاہ کی فوج نہایت بہادر اور جرار تھی بہت ملکوں کی فوجوں کو شکست دے چکی تھی لیکن اس آریہ ورت میں ایک ہی لڑائی لڑنے کے بعد دوسری لڑائی کی تاب نہ لا سکی)

نمبر ۱۲۹۔ ایک اور مورخ لکھتا ہے بعد اس کے سکندر ستلج کے کنارہ پر آیا لیکن فوج اس کی نہایت تھک گئی تھی اور بسبب آجانے موسم برسات کے سپاہیوں نے آگے بڑھنے سے عذر کیا تب سکندر نے لاچار ہو کر وہیں سے مراجعت کی سواے اسکے یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اُس وقت مگدھ دیش کے راجا مہانند کی فوج میں جو ناگ بنسی خاندان میں تھا چھ لاکھ پیادے اور بیس ہزار سوار اور نو ہزار ہاتھی تھے شاید اس کا رعب داب سدراہ سکندر کا ہوا'' (آئینہ تاریخ حصہ اول صفحہ ۵ سنہ ۱۸۷۰ء)

نمبر ۱۳۰۔ میکس مولر صاحب اپنے لیکچر میں فرماتے ہیں اگرچہ ''مجھ سے کوئی دریافت کرے کہ کون ملک ہے جو طاقت و دولت خوبصورتی میں مشہور ہے تو میں یہی کہونگا کہ (انڈیا) اگر مجھ سے کوئی دریافت کرے کہ کس ملک والوں نے روح کے مسئلہ کو حل کیا ہے تو میں یہی کہونگا کہ انڈیا اگر مجھ سے دریافت کیا جاوے کہ کہاں کے علم سے یورپ کے خیال حریت یافتہ ہوئے ہیں زندگی کے کامل کرنے کے لئے بلکہ اس ہمیشگی کی زندگانی کے کامل کرنے کے لئے کونسا ملک ہے تو میں یہی کہونگا کہ وہ ملک انڈیا ہے'' (دیکھو لیکچر صاحب موصوف سنہ ۱۸۸۶ء)

نمبر ۲۰۔ علم نباتات۔ نمبر ۱۳۱۔ حال میں بمقام کشمیر علم نباتات کی بابت تین جلدوں میں زبان سنسکرت کی ایسی ضخیم کتاب لغات کی ملی ہے کہ شاید اُس سے بڑی کوئی کتاب دیکھی گئی ہوگی یہ بڑی پرانی کتاب ہے'' (اخبار الصدیق صفحہ ۷، کالم ۲ ۲۵ نومبر سنہ ۱۸۸۶ء)

نمبر ۱۳۲۔ جاماسپ حکیم ایران و وزیر شہنشاہ گشتاسپ والی ایران سالہا در ہند آمدہ شاگرد جیمنی بود و بداں مباہات داشت'' (دبستان مذاہب مطبع نولکشور صفحہ ۱۰۴)

نمبر ۲۱۔ تعلیم نسواں نمبر ۱۳۳ آریہ قوم کی عورتوں کے درمیان بھی محمدی زمانہ کے پیشتر کسی قسم کا پردہ نہ تھا۔ صرف محمدیوں کی ایجاد ہے آجکل جو بعض شرفا میں پردہ دیکھا جاتا ہے اس کا باعث بھی یہی ہے کہ محمدیوں کے ڈر سے عورات آزادانہ پھر چل نہ سکتی تھیں اس ہندوؤں نے بھی مجبوراً اس کو اختیار کیا ورنہ نہ تو ان کی کسی دینی کتاب یا ملکی تواریخ سے اس کا ثبوت ملتا ہے بلکہ جہاں تک دیکھا جاتا ہے عورات کی آزادانہ زندگی کے پختہ ثبوت ملتے ہیں عورات تعلیم یافتہ ہوتی تھیں کاروبار سلطنت میں کامل دسترس رکھتی تھیں میدان کارزار میں جاتی تھیں۔ عورات کی پست حالت تو صرف محمدیوں کے ہی زمانہ سے شروع ہوئی جنہوں نے عورات کو محض ناکارہ پیدائش لونڈی غلام۔ گھاس پات کی طرح سمجھ لیا چنانچہ اُن کی متبرک کتاب (قرآن سورۃ النسا) میں بھی مندرج ہے کہ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں'' (نور افشاں اخبار صفحہ ۳ مطبوعہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۸۹ء کالم ۱)

نمبر ۲۲۔ آریوں کی علمیت نمبر ۱۳۴۔ برہمو سماج کی اخبار میں لکھا ہے دنیا کی تاریخ شہادت دیتی ہے کہ کبھی یہ ہندوستان اپنی ترقی اور معاش اور معاد کے لحاظ سے عروج پر پہنچا تھا اس کے باشندہ اہل آریہ باعتبار ترقی دھرم و اخلاق و تہذیب شایستگی دنیا کی کل قوموں میں افضل برتر اور سرتاج سمجھے جاتے تھے مگر یہاں بالطبع یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھلا وہ زمانہ کونسا تھا جس میں اس ملک نے یہ عروج حاصل کیا تھا؟ اس کے جواب میں اگرچہ اس زمانہ کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرنا سخت مشکل بلکہ محال ہے الا اس قدر کہنا قابل اعتراض نہیں معلوم ہوتا کہ وہ زمانہ اس سے کہیں پہلے تھا جبکہ اول اول مسلمانوں نے آکر اس ملک کو اپنا مفتوح بنایا (دیکھو رسالہ ہندو باندو۔ مورخہ اکتوبر سنہ ۱۸۷۶ء)

نمبر ۱۳۵۔ عرصہ دراز گذرا کہ کبھی ہندوستان کے باشندے علم و عقل و خلق و آداب طاقت اور دولت میں مفخر اور یکتا زمانہ تھے راجاؤں کی ادنے اور اعلے انتظام سے سیاست مدنی کی علم کی عمدہ بوٹیکٹی تھی انصاف میں وہ دوست اور دشمن رفیق و شفیق امیر غریب کو ایک آنکھ سے دیکھتے تھے تجارت اور صنعت کے کاموں میں دل و جان سے کوشش کرتے تھے ان کے درباروں اور مجلسوں میں سوائے عالموں اور عاقلوں کے بیوقوف اور خوشامدیوں کو مطلق دخل نہ تھا جب کاموں کی ترقی اور اجرا میں علم اور عقل کو مقدم سمجھتے تھے اور یا تنک اُن کا اُس زمانہ میں اقبال غالب آرہا تھا کہ غیر ملکوں کو راجے اور بادشاہ اُن کے اقبال آفتاب کے مقابل آنکھ اٹھاتے کو توانا نہ تھے چنانچہ بادشاہ سلوکس نے اپنی لڑکی کی شادی مہاراج چندر گپت کے ساتھ اور نوشیرواں عادل (جس کے عدل کی بابت محمد صاحب نے بھی لکھا ہے انی ولدت فی زمن ملک العادل) نے اپنی بیٹی کا بیاہ اودے پور کے رانا کے ساتھ کیا تھا)

واضح ہو کہ اول اسی ملک کے آدمیوں نے علم حاصل کیا تھا اور اس کی ترقی میں سعی بلیغ کی تھی بعدہ یہاں سے ایران والوں نے سیکھا اور اُن سے روم والوں نے اور ان سے انگلستان والوں نے حاصل کیا یہاں کے باشندے علم صرف (گرامر ویاکرن) ریاضی منطق نجوم و حکمت و موسیقی اور جنگ وغیرہ میں بڑے لایق و فائق تھے۔ اور نیز یہاں کی عورتیں بھی اکثر عالم اور فاضل ہوتی تھیں فن عمارت میں بھی فسٹ نمبر تھے چنانچہ قدیم عمارتوں سے دولت آباد کا گڑھ اور آبو وغیرہ کے مندر ان کے کمال کی بخوبی گواہی دیتے ہیں باقی رہی تجارت اس کی حالت اُس زمانہ کے موافق قابل تعریف تھی رگوید کی اول سکت سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ سابق میں یہاں کے بیوپاری جہاز میں بھی سوار ہوتے تھے مگر افسوس کہ اب ہندوستان کی ترقی و بہبودی کا آفتاب غروب ہوا اور افلاس کی سخت تاریکی چھا گئی۔ تجارت اور صنعت نے یورپ کا راستہ لیا۔ اور سنسکرت جو ان کی قدیم ہر یا تھی اس کو جرمنی والوں نے اپنے حصہ میں لیا'' (رسالہ ہندو باندھو صفحہ ۶۲ — مورخہ یکم مارچ سنہ ۱۸۷۶ء جلد دوم نمبر ۳)

نمبر ۱۳۶۔ یہ وہی آریہ ورت ہے جس کے دیکھنے کو سب ولایت کے مردم للچایا کرتے تھے یہی بھرت کھنڈ ہے جس کے طبیب کبھی خلیفہ ہارون رشید کا علاج کرتے تھے یہ وہی ہندوستان ہے جس کے ایک پنڈت کو شاہ سکندر بھی بڑی تعظیم کے ساتھ ملک کو لیگیا تھا یہ وہی ہندوستان ہے جہاں سے شطرنج کا کھیل لیجا کر بزرجمہر نے نوشیرواں کی نذر کیا یہ وہی ہندوستان ہے۔ یہیں ۹۶ ہزار من سونا اور لا انتہا جواہر علاؤالدین لے گیا تھا۔ اور اب یہ وہی ملک ہے کہ جز

جبتک سنسکرت میں ترقی نہ ہوگی تب تک مندرجہ بالا علوم ہم سنسکرت پنڈتوں سے کس طرح سیکھ سکتے ہیں (اخبار بہارت سودشا پرورتک فرخ آباد سنہ ۱۸۸۷ع)

نمبر ۱۱۴ - پروفیسر جیکس مولر صاحب فرماتے ہیں کہ "پارسی لوگ بھی آریہ ورت سے اُٹھ کر ایران میں آباد ہوئے تھے"۔ (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۸)

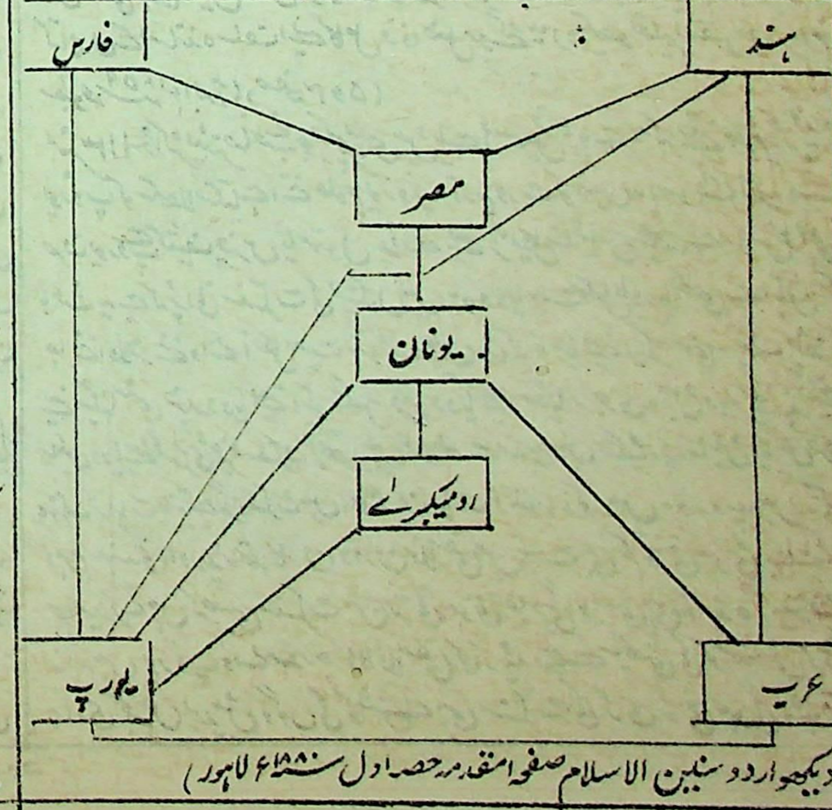
نمبر ۱۱۵ - دارا بادشاہ کہتا تھا کہ میں آریہ ہوں اور آریوں کی اولاد سے ہوں کیونکہ اُس کے پردادا کا نام ایریا ریمنا تھا"۔ (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۰)

نمبر ۱۱۶ - سب مورخوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام علوم پہلے ہند میں موجود تھے اُن سے اہل یونان و مصر نے اور اُن سے اہل یورپ نے حاصل کئے باوجود کثرت حکما کے سکندر بھی ایک حکیم ہند سے لے گیا تھا سب علم نادر اور طرح طرح کی حرفت اور صنعت پر اُن (برہمن گرنتھ) اور ویدوں میں بھرے پڑے ہیں۔ مگر زبان ان کی سنسکرت مشکل اور دقیق ہے۔ علاوہ اس کے بہت کچھ ذخیرہ علوم کے ضائع ہو گئے رہا سہا جو بنا بگڑا ملتا ہے اُس کے سمجھنے کا علم دشوار ہے"۔ تاریخ در العصر سنہ ۱۸۶۳ع صفحہ ۲۰۴)

نمبر ۱۱۷ - بعض مورخوں کی روایت ہے کہ "ملک ختا میں جو طائفہ آدمیوں کا آن کر رہا وہ ہندوستان سے نقل مسکن کر کے وہاں گیا"۔ دیکھو تاریخ چین سنہ ۱۸۵۲ع کلکتہ صفحہ ۱ جلد دوم۔

نمبر ۱۱۸ - جی ڈبلیو ڈاکٹر لائنر صاحب سابق رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی فرماتے ہیں۔ کہ "ہند علوم اور فنون کے اعتبار سے مصر سے بھی مقدم ہے لیکن چونکہ یہاں کے لوگ سب سے الگ تھلگ تھے اس لئے یہ بھی تواریخ عالم کے زنجیرہ میں نہ تھا البتہ علوم و فنون میں اس کا تقدم ایک حیثیت سے ہے یعنی علوم و فنون عہد قدیم میں اس طرح سے پھیلے کہ سب سے پہلے انہوں نے ہند یا فارس میں ظہور کیا اور غالباً ہند سے مصر نے لیا۔ مصر ہند اور فارس کا مجموعہ یونان میں گیا۔ اور یونان کا علم و ہنر رومیہ کبرے میں گیا۔ رومیہ کبرے سے اور اہل یونان سے عرب میں گیا۔ پھر کچھ عرب سے اور کچھ رومیہ سے اور کچھ یونان سے یورپ نے لیا کہ شجرہ مندرجہ ذیل سے یہ حساب معلوم ہوتا ہے مگر اکثر باتیں ہند سے بخط راست بھی عرب اور یورپ نے پائیں"۔

شجرہ تفریح العلوم



دیکھو اردو سنین الاسلام صفحہ مقدمہ حصہ اول سنہ ۱۸۸۰ع لاہور)

نمبر ۱۹ شجاعت نمبر ۱۱۹ - پادری وارڈ صاحب فرماتے ہیں "آریہ کشتوروں نے استر اور شستر ودیا کو پوری دکما حقہ ترقی دی ہے آریہ راجا اپنے سینا کو میدان جنگ میں لیجاتے تھے اور دیگر بہادر شستر ودیا میں اچھی طرح تعلیم پاتے رہتے تھے بہت راجپوتی بہادری اور علم جنگ میں نہایت نامی گرامی گزرے ہیں (بہارت ترکال درشا انگریزی صفحہ ۵ سنہ ۱۸۸۲ع مدرس)

نمبر ۱۲۰ - بارود بھی سب سے پہلے آریہ ورت میں ایجاد ہوا (تاریخ ہندوستان) مؤلفہ الفنسن صاحب بہادر)

نمبر ۱۲۱ - پھر وہی پادری صاحب فرماتے ہیں کہ میری کتاب کے پڑھنے والوں پر ظاہر ہوگا۔ کہ آریوں کے تتو گیانی رشی منی بیشک بڑی اعلے ودیا جانتے تھے اور ہر ایک ملک کے لوگ اُن کی عزت و توقیر کرتے تھے ان میں سے کسی کسی کے ایک ایک ہزار شاگرد ہوتے تھے"۔ (دیکھو پادری وارڈ صاحب کی کتاب اور بہارت ترکال درشنا صفحہ ۶)

نمبر ۱۲۲ - پھر پادری وارڈ صاحب فرماتے ہیں کہ کوئی سمجھدار آدمی اس بات کے قبول کرنے سے انکار نہ کریگا۔ کہ قدیم آریوں کے ودیا۔ گن نہایت ہی تعظیم و فضیلت کے لایق ہیں اُن کے بہت طرح کے مختلف علومات کے متعلق تحریر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر طرح کے علوم و فنون کا ان میں پرچار تھا جس ڈھنگ سے انہوں نے ان مختلف مضمونوں کو لکھا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قدیم زمانے کے کسی قوم یا ملک سے کسی بات میں کم نہ تھے جتنے زیادہ غور سے اُن کے فلاسفہ دراج بنتی اور بیوسہاؤں (فتوؤں) کا وچار کیا جائے اتنا ہی زیادہ کھوج کرنیوالے کو یقین ہوگا کہ ان کے تحریر کرنے والوں کی بدھی نہایت تیز اور عمدہ تھی"۔ (پادری وارڈ صاحب کی کتاب اور بہارت ترکال درشا انگریزی سنہ ۱۸۸۲ع)

نمبر ۱۲۳ - کرنل الکاٹ صاحب فرماتے ہیں "بہت لوگ جو کہ آجکل کے علوم کی ترقی پر پھولتے ہیں وہ سوال کیا کرتے ہیں کہ بھلا وہ بتلاؤ آریوں نے کبھی تار اور ریل کے سمان کوئی یںتر بنایا تھا میں اس کا جواب لکھتا ہوں کہ اسوقت میں دھوئیں کے گنوں سے بخوبی واقفکار تھے اور چھاپے کا علم اور کارخانہ چین دیش میں موجود تھا اور یقیناً آریوں کے پاس تار تھا جس کے ذریعہ بڑی دور سے سماچار آتے تھے۔ اُس میں ستون گاڑنے اور تار لگانے اور توتیا وغیرہ مصالحہ رکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی تھی اور اب بھی ان کی اولاد میں وہ رشی موجود ہیں وہ کیا ہے یوگ ودیا۔

اگرچہ مورکھ آگیانی اور کچے لوگ ایسی پوتر باتوں پر ٹھٹھے کرتے ہیں مگر مجھ کو اس پر پورا وثوق ہے یہ لوگوں کی نہایت بھول ہے کہ تھوڑی سی انگریزی پڑھ کر اپنے سناتن پرکھوں کو ٹھٹھے کرتے ہیں"۔ (دیکھو بہارت ترکال درشنا صفحہ ۶)

نمبر ۱۲۴ - پھر کرنل صاحب فرماتے ہیں کہ "آریہ لوگ وہ ودیا بھی جانتے تھے جس کے واسطے یورپ والے بڑی کوشش و تلاش کر رہے ہیں اور ابھی تک کاملیت حاصل نہیں کی ہے (یعنی بیلون) آریوں کے اکاش میں بذریعہ ہوا چلنے کی طاقت تھی وہ صرف اکاش میں چلنے کی ہی سامرتھ نہیں رکھتے تھے بلکہ وہیں جنگ بھی کرتے تھے جس پر کار جانور ہوائی اُڑتے ہیں جب اس طرح ہوا میں اُڑتے تھے تو پورا یقین ہے کہ وہ ضرور ان سب ودیاؤں سے جو ہوا کی لہر اور اندھیری اور گھراؤ کے متعلق ہیں پوری واقفیت رکھتے ہونگے"۔ (دیکھو بہارت ترکال درشنا صفحہ ۶)

نمبر ۱۲۵ - پھر کرنل الکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ اس مایا کی سبھا میں جسکا ذکر مہابھارت میں ہے کہتے ہیں سوکھشم درشک ینتر (یعنی مائی کرس کوپ خوردبین) اور دور درشک ینتر (یعنی ٹیلس کوپ دوربین) دھرم گھڑیاں اور جیبی گھڑیاں اور کلوں کے ذریعہ بولنے والے جانور اور بہایم مویشی وغیرہ موجود تھی کہ وہ زہر آمیز ہوا سے دشمنوں کے سیناؤں کو لپیٹ کر اور ہوا میں خوفناک آواز پیدا کر کے اُن کو فنا کر ڈالتے تھے اور ڈراونی صورت اکاش میں بنا کر مخالفوں کو خوفناک ابھینے کیا کرتے

نسخہ خبط احمدیہ

چاند بردائی مؤرخ نے جو پرتھوراج کی تاریخ لکھی ہے اس میں کئی ایسی کتابوں کے حوالے ہیں جن میں سے ہم کو یہ گمان ہوتا ہے کہ ویسے ہی اور کتب بھی پرچلت تھے جن میں محمود سے شہاب الدین تک سنہ سے بیکرم سمت ۱۱۹۳ء تک کا حال پایا جاتا تھا، لیکن وہ کتابیں اب نہیں ملتی ہیں غایب ہوگئی ہیں" (صفحہ ۸ و ۹ تاریخ راجستان جلد اول سنہ ۱۸۲۹ء)

"غضب کہ ہندو برابر آٹھ سو برس تک اُن لوگوں کے ماتحت رہے ہوں جو اُن کی زبان سے بالکل ناواقف ہوں اور جب ہر ایک بڑے بڑے شہر جنگلی اور متعصب اور مغرور دشمن سے تباہ کیے گئے ہوں۔ تو یہ حد سے زیادہ امید کرتا ہے کہ نقصان کے ہوتے ہوئے اس شہر کی چیزیں یعنی تاریخ کی کتابیں بچ رہی ہوں۔ جبکہ بادشاہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پر بھگائے جاتے تھے اور پہاڑوں کی کندروں میں رہنے کے لئے مجبور کئے جاتے تھے اور جبکہ اُن کو اس بات میں بھی شک تھا کہ وہ روٹی جسکو اب پکا رہے ہیں کھانی نصیب ہوگی تو کیا اُس وقت تاریخ کی کتابوں کا خیال ہو سکتا ہے" (دیکھو صفحہ ۹ تاریخ راجستان سنہ ۱۸۲۹ء جلد اول)

جو لوگ ہندوؤں سے ایسی تواریخ کی امید کرتے ہیں جیسے کہ یونان و روم سے وہ بڑی بھاری غلطی کرتے ہیں کیونکہ ہندوستانیوں کی خاصیتیں اور لوگوں سے الگ ہیں اُن کی فلاسفی اُن کی شاعری اور فن عمارت میں سب سے پہلے ایجاد اور جبلتی کی نشانیاں پائی جاتی ہیں اور وہی حال اُن کی تاریخ کا ہو سکتا ہے" (صفحہ ۹ تاریخ راجستان حصہ اول سنہ ۱۸۲۹ء)

نمبر ۲۴ حکمت نمبر ۱۴۵۔ محقق کابروک صاحب فرماتے ہیں کہ "اگر اہل ہند کسی غیر قوم سے ابتدا میں حکمت کے اصول سیکھ سکے تو کیا وجہ ہے کہ وہ پچھلی ترقیوں کا علم حاصل نہ کر سکے اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ اہل ہند نے حکمت کسی سے نہیں سیکھی بلکہ اوروں کو سکھائی ہے (دیکھو تاریخ بدیع ہندوستان صفحہ ۵۵ مطبوعہ سنہ ۱۸۷۸ء)

نمبر ۱۴۶۔ مورخ ہیرن صاحب بہادر فرماتے ہیں "مصر والوں میں تو اب بھی نہایت مشابہت ہندیوں سے معلوم ہوتی ہے اِن دونوں قوموں میں بہت سی باتیں مشابہت کی پائی جاتی ہیں" (دیکھو ایشیا کی قوموں کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۱۱۱)

نمبر ۱۴۷۔ الفنسٹن صاحب مؤرخ اپنی تاریخ ہندوستان کی جلد اول باب پنجم فصل ششم میں غالباً اسے بھی تحریر کرتے ہیں کہ کوئی وجہ خیال کرنے کی نہیں ہے کہ اہل ہند بجز اپنے موجودہ ملک کے کسی دوسرے ملک سے آئے ہوں"

نمبر ۲۵ شجاعت نمبر ۱۴۸۔ عرب کے ایک نامی گرامی قصیدہ میں جو سبعہ معلقہ کے نام سے مشہور ہے بھی اہل ہند کی بہادری کا اقبال ہے چنانچہ لکھا ہے وظلم ذوی القربیٰ اشد مضاضة علی المرء من وقع الحسام المهند ترجمہ خویشوں کا ظلم زیادہ سخت ہے اُس زخم سے جو لگتا ہے ہندی تلوار سے۔

نمبر ۱۴۹۔ تفسیر عزیزی میں ہے تیغ ہندی و خنجر رومی چہ کنند آنکہ انتظار کنند۔

نمبر ۲۶۔ زبان نمبر ۱۵۰۔ ایک اور غیر متعصب مسلمان تحریر فرماتا ہے۔ چونکہ آریائی ان یورپ و ایشیا کی سب بانوں کی جڑھ معلوم ہوتی ہے اس لئے واضح ہوتا ہے کہ اہل یونان اور روم جرمن و انگریز اور ہند و ایران وغیرہ سب کی نسل کا مبدا ایک ہی تھا (دیکھو تاریخ متقدمین سنہ ۱۸۷۹ء لاہور صفحہ ۱۳۸ باب ۱۸)

نمبر ۱۵۱۔ پھر وہی مسلمان صاحب فرماتے ہیں۔ قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ شائستگی کا طور انہوں نے ہندوؤں سے حاصل کیا ہو کیونکہ اہل ہند اور اہل مصر کے اکثر طریق اور رسوم موافق ہیں" (دیکھو تواریخ متقدمین صفحہ ۵ فصل دوم سنہ ۱۸۷۹ء لاہور)

نمبر ۱۵۲۔ پھر وہی مسلمان مورخ کہتا ہے کہ "مصر وہ ملک ہے جہاں سے اول ریاست کا قاعدہ نکلا اور انتظام ملک دستور اور آئین جاری ہوئے مگر یقیناً یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہند میں اس سے پہلے یہ صورت نہیں تھی" (تاریخ متقدمین صفحہ ۱ سنہ ۱۸۷۹ء لاہور)

پھر مسلمان موصوف لکھتا ہے۔ یورپین فاضل۔ بوپ صاحب برنوف صاحب و شلیگل صاحب کی کتابوں سے فارس کا حال معلوم ہوتا ہے اُنھوں نے سنسکرت اور ژند زبانوں کی مشابہت ہونے سے ثابت کیا ہے کہ ہندوستان اور ایران دونوں کے قدیم حاکم ایک ہی نسل سے تھے (صفحہ ۲۰ تاریخ متقدمین سنہ ۱۸۷۹ء لاہور)

نمبر ۱۵۳۔ پادری فورمن صاحب لکھتے ہیں کہ "دو ہزار برس کا عرصہ گذرا ہے کہ انگلستان کے باشندے مورتوں کو پوجتے تھے اور اُنکے خوش کرنے کے لئے اپنے دشمنوں کی کھوپریوں میں شراب پیتے تھے مگر انہی دنوں میں ہندوستان کے باشندے بہت عقیل اور دانا تھے اور روح جسم۔ خدا اور انسان کی بابت بھی خوب چرچا کرتے تھے" (دیکھو تیغ و سپر عیسوی تیسرا حصہ صفحہ ۱۵ سنہ ۱۸۷۰ء)

باب چہارم

قرآن اور مسلمانوں کی علمیت

نمبر ۱۔ آسمان۔ سورۃ الفرقان وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا ترجمہ جس دن کہ پھٹ جاویگا آسمان ساتھ بدلی کے اور اتارے جاوینگے فرشتے اتار کر۔ تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۱۱۲ نولکشور سنہ ۱۸۹۱ء یاد کن روزے را کہ دران بشگافد آسمان ہا بسبب ابر سفید کہ بالائے ہفت طبقہ آسمان ہست و غلظ او برابر ہمہ سموات و گران تر است از ہمہ آسمان ہا وحق سبحانہ امروز او را بقدرت نگاہ داشتہ روز قیامت او را بر آسمان ہا افگند و بہر آسمانے کہ رسد آں آسمان شگافتہ گردد و فرو فرستادہ شوند فرشتگان از انجا بر زمین فرو فرستادنی تا روئے زمین بفرشتہ مملو گردد و در موضع آوردہ کہ ملائکہ ہفت صف بگرد عالم درآیند (افسوس ہزار حدائی وسہو نہ زمین و آسمان را نشناختی)

سورۃ الانبیاء اَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ترجمہ کیا نہیں دیکھا انہوں نے جو کافر ہوئے یہ کہ آسمان اور زمین ملی ہوئی تھی پس جدا کیا ہم نے اُن دونوں کو (کیا زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں)

سورۃ السجدہ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ ثُمَّ يَعْرُجُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ اَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ذٰلِكَ عَالِمُ الْغَيْبِ ترجمہ تدبیر کرتا ہے خدا کام کی آسمان سے طرف زمین کے پھر چڑھ جاتا ہے طرف آسمان کی بیچ ایک دن کے جسکی مقدار ہزار برس کی ہے اُن برسوں سے جو تم گنتے ہو یہ ہے جاننے والا غیب کا (واہ رے ڈاک کے ہرکارے تیری تعریف انوری کرتا ہے ع صبا بہم نگرد گرد تو نرسید)

سورۃ المومنون وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِينَ ترجمہ اور تحقیق پیدا کئے ہم نے اوپر تمہارے سات طبقے راہوں والے اور نہیں ہم پیدائش سے غافل۔ تفسیر حسینی بدرستیکہ آفریدیم بر سر شما ہفت آسمان طبقہ بالائے طبقہ تا ہر طبقہ ازاں راہے از راہ ہائے فرشتگان" (جلد دوم صفحہ ۸۰ سنہ ۱۸۹۱ء نولکشور) (آسمان بھی بقول علماء محمدیان کوئی سات پرت کا پیاز ہوگا تیری ہیئت دانی پر بوعلی سینا قربان ہو)

روزمرہ کی ضروریات کو بھی دوسروں کا محتاج ہے اس ملک کے باشندے آج ایسی بڑی غفلت میں مبتلا ہیں کہ کسی کو یہ ہوش نہیں ہے کہ ہمارے بزرگوں کی اکٹھی کی ہوئی دولت کہاں گئی اور ہنوز کہاں جا رہی ہے (دیکھو ہندو باندھو صفحہ ۶۴ مارچ ۱۸۷۶ء)

نمبر ۱۳۷ پھر وہی برہمو سماجی اخبار کہتا ہے کہ "اب بِن نا اتفاقی کے دفع کرنے کی تدبیر اس سے بہتر اور نہیں ہے کہ سب سے پہلے پراچین دھرم کی تحقیقات کرنی چاہئے کہ کیا تھا۔ اور یہ تحقیقات خاص ویدوں سے کرنی چاہئے نہ کہ اور کتابوں سے اور جب یہ امر تحقیق ہو جائے تو ہمارے ملک کے سارے راجوں مہاراجوں اور آچاریوں کو واجب ہے کہ خود بھی اُنکو اختیار کریں۔ اور کوشش کر کے اپنے پیرو لوگوں کو بھی اُس راہ راست پر لاویں۔ اگر سب ہندوستان کے راجا بابو متفق ہو کر پراچین دھرم کی تحقیقات کریں اور وید کو از سر نو رواج دیں تو سارے کام اُنکے آسانی کے ساتھ درست ہو سکتے ہیں اور پھوٹ کی جڑھ بالکل دفع کیجا سکتی ہے" (رسالہ ہندو باندھو یکم جولائی ۱۸۷۶ء صفحہ ۱۵۵)

نمبر ۱۳۸ ۔ ایک غیر متعصب یورپین محقق مزاج و راستی پسند نے سوامی جی کی نسبت پائنیر تحریر فرمایا ہے۔ "کئی برس سے ایک شخص جس کی علمیت و فضیلت میں ذرہ کلام نہیں اِس دیش میں ظاہر ہوا ہے۔ وہ شہر بہ شہر پھرتا ہے اور ویدوں کے احکامات کا اُپدیش کرتا ہے۔ جن میں ایک پرمیشر کی اُپاسنا کی ہدایت ہے اور اوروں کی ممانعت اور صرف یہی نہیں بلکہ اُس نے ثابت کر دیا ہے کہ رسم ستی اور بت پرستی و دیگر رسوم قبیحہ جو پرانوں میں درج اور خود غرض پوجاریوں کی ایجاد۔ وید کے منشا کے بالکل خلاف ہیں۔ اُس نے رواجیافتہ مذہب کو جو فی زمانہ رائج ہیں اور جنھوں نے ایک سب سے اور برتر مذہب کو ایسا کچھ خراب کر دیا ہے۔ اِس طرح عوام کے روبرو ثبوت کو پہنچایا۔ اور قدیم آریہ ورت کے علم و فضل کا اس طرح پر بیان کیا اور یہاں کے باشندوں کو اپنے آبا و اجداد کی خوبیوں کے حاصل کرنے کا وہ حوصلہ دلایا۔ کہ آجکل کے نوجوانوں کے دل میں ترقی ملک کا ایک جوش پیدا ہو گیا۔ حق تو یہ ہے کہ وہ منطق میں لاجواب ہے اور فصاحت میں تو بے ثانی ہے اِس شخص کا یہ ارادہ ہرگز نہیں کہ گورنمنٹ کے برخلاف کوئی تحریک کسی طرح اُٹھاوے بلکہ اپنے جلسوں میں صاف صاف بیان کیا ہے کہ یہ صرف عملداری سلطنت انگلشیہ کی ہے کہ جس نے مذہبی بحث میں کبھی مداخلت نہ کی۔ بلکہ تمام و کمال آزادی دی۔ اختصار کلام اِس عالم شخص کی کارروائیاں معمور راست ہیں اور اغلباً اپنے دیش والوں کے لئے غایت درجہ مفید یہ شخص پنڈت دیانند سرستی سوامی ہے اور آریہ سماج کا بانی آریا سماج کے اصول اور اُن کی کارروائیاں البتہ قوی تر دلائل سے برہمو سماج کے خلاف میں ہیں۔ کیونکہ کیشب چندر سین جات بید کو بالکل خارج کرتے ہیں اور ویدوں کو اُن اور کتابوں کے ساتھ جن کو یہ میشر کرت فرض کر رکھا ہے۔ مساوی درجہ میں قایم رکھتے ہیں۔ بخلاف اِس کے سوامی جی گو موجب ہدایت وید کے برن بیوستھا کا اپدیش کرتے ہیں۔ تاہم وے تفریق قومی کے مروجہ دستور میں مخل نہیں ہوتے۔ اور ویدوں کو سب سے زیادہ مستند مانتے ہیں۔

الغرض کیشب چندر سین کی نسبت سوامی جی کی کارروائی بہت کچھ معقول ہے اور اُس سے کسی طرح کے فساد کا احتمال نہیں۔ اس لئے اگر سچ پوچھئے تو سوامی جی بھی مثل کیشب چندر سین کے اعانت گورنمنٹ کے مستحق تھے۔

سوامی دیانند سرستی شہر بہ شہر پھرتے اور ویاکھیان اور اپدیش دیتے ہیں اُنھوں نے بمبئی سے لے کر پچاس مختلف شہروں میں سماج قایم کر دئے۔ اُس وقت آریہ ورت میں اُنکے پیرو کار قریب تین لاکھ کے بیان کئے گئے ہیں" (پائنیر اخبار الہ آباد مطبوعہ ۳۰ دسمبر ۱۸۷۹ء)

نمبر ۱۳۹ ۔ پادری ایف ایل نیلڈ صاحب فرماتے ہیں کہ "سوامی دیانند سرستی کے پھرنے اور گفتگو کرنے سے یہ ہوا کہ اُنھوں نے دینی عابدوں کو جو کہ مکار ہیں اور گیان کو سچے دل سے تحقیق نہیں کرتے ہیں۔ شرمندہ کیا۔ اور ہزارہا سال سے جو پراچین دھرم (بطور معدوم کے ہو گیا تھا اُس کو روشنی میں لا کر ہندوستان کے حوالہ کیا۔ ہندو لوگ بہت گہری تاریکی میں ناواقفیت کے غوطہ زن تھے اور سچی روشنی کے متلاشی تھے جن کو کہ جھوٹے شہادتوں نے گمراہ کر دیا تھا" (دیکھو پادری صاحب کی سالانہ رپورٹ)

نمبر ۱۴۰ ۔ ہندو دھرم کی حقیقت و ماہیت کے دریافت کرنے کے لئے اول اول ہماری نگاہ رگوید ہی پر پڑتی ہے۔ کیونکہ تمام دنیا میں قدامت کے لحاظ سے اس سے پرانی اور کوئی کتاب نہیں۔ گویا فن تحریر کی ابتدائی روشنی میں آنیوالے زمانہ کا ایک ہی قدیم گرنتھ ہے" (دیکھو ہندو دھرم مفصلات مطبوعہ یکم فروری ۱۸۸۶ء صفحہ ۳۳)

نمبر ۳۲ ۔ دوربین نمبر ۱۴۱ ۔ ویاس جی نے سنجے کو دہلی میں ایک دوربین دی تھی کہ جس سے کورکشیتر کا حال مہاراجہ دہرتراشٹ کو بتلاتے رہتا (دیکھو مہابھارت بھیشم پرو ادھیا شلوک ۱۰)

نمبر ۱۴۲ ۔ پروفیسر جیکولیٹ صاحب لکھتے ہیں کہ "آریہ ورت مہد عالم ہے۔ اسی سبب سے ابتدا میں اُن سب کی حقیقی ماں نے اپنی اولاد کو دور مغرب کی طرف روانہ کرنے سے پہلے انکی سرشت میں بے زوال شہادت کے ذریعہ سے بدیعت کے طور پر قواعد زبان قوانین اور طریق عبادت۔ انشا و تہذیب ڈال دیا ہے۔ میں یہ خیال نہیں کرتا کہ زمانوں کے گذرنے اور نوع انسان کی ترقیوں نے اس حد اور تحریف میں کوئی ترقی نہیں کی۔ میرے دل میں بلا کسی اضافت نسبتی کے اِن مقدس کتابوں کی عظمت نے گھر لیا ہوا ہے جنکو وید کہتے ہیں جو کہ خدا کی ایسی یاد دلاتے ہیں جو کہ تمام اُن مذمتوں سے جیسے دیگر الہامی کتاب لگتے ہیں مبرا و منزہ ہے۔ ویدک الہام جو کہ دعوے کرتا ہے کہ آہستہ اور بتدریج دنیا کی اُبنتی ہوئی۔ فقط یہی ایک دنیا کے تمام الہاموں سے ربانی الہام ہے جس کے مضامین کامل طور پر زمانہ حال کے علم سائنس سے موافقت رکھتے ہیں" (جلد ۴۔ نمبر ۵۱ سٹیٹسمین کلکتہ ہفتہ وار ۱۴۔ اپریل ۱۸۸۸ء کالم ۷ صفحہ ۱)

نمبر ۱۴۳ ۔ پرانے زمانہ میں آریہ لوگ اپنی حد سندھ سے اس طرف نہیں سمجھتے تھے بلکہ کوہ قاف کی اِس طرف تک (دیکھو جلد اول تاریخ راجستان ۱۸۲۹ء صفحہ ۲۰۱)

نمبر ۱۴۴ ۔ ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں "ہندوستان میں بہت سی لائبریریاں جو اسلامیوں کے جلانے سے بچ گئی ہیں ابھی تک موجود ہیں۔ جیسے جیسلمیر اور پٹن کی لائبریریاں۔ اگر ہم محمود اور اسلامی بادشاہوں کے ظلموں کو خیال کریں تو ہمیں ذرہ بھی اس بات کے ماننے سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اُنھوں نے ضرور ہندوستان کی تواریخ برباد کر دی" (دیکھو صفحہ ۷ تاریخ مذکور)

یہ کبھی خیال میں آ سکتا ہے کہ ہندوستان جیسی شائستہ قوم جس میں صحیح صحیح سائنس کمالیت تک پہنچ گئی تھی۔ اور موسیقی نقاشی۔ فن عمارت۔ شاعری وغیرہ۔ علم و ہنر کو نہ صرف جانتے تھے بلکہ پڑھاتے اور اُنکے عمدہ عمدہ قواعد بناتے تھے۔ وہ اپنی تاریخ کے ماجرے اور اپنے بادشاہوں کے چال چلن اور اُن کی سلطنتوں کے انتظام لکھنے سے بالکل ناواقف ہوں۔ ہستناپور۔ انلواڑہ۔ سومنات کے شہر اور دہلی چتوڑ کے جی ستنبھ یعنے نشان فتح۔ (ہیم فل کالمس) کوہ آبو اور گرنار کی سمادھی استھان۔ الیفنٹا[1] اور الورا[2] کی گپھاؤں کے مندر اسی بات کے گواہ ہیں۔ اور ہم یہ بھی خیال نہیں کر سکتے۔ کہ وہ زمانہ کو جس میں یہ عمارتیں بنائی گئی ہیں اُس میں کوئی تواریخ دان نہ ہو تو مہابھارت سے لیکر سکندر کی چڑھائی تک اور اُس بڑے زمانہ سے لیکر محمود تک خاص ہندوؤں کی تواریخ کا ایک فقرہ بھی ہم کو مشکل سے ملتا ہے" (صفحہ ۸ ۔ تاریخ راجستان ۱۸۲۹ء جلد اول)

[1] الیفنٹا یا الفنٹا اور سالسیٹ معروف بہ گھاپتا دو جزیرہ ہیں جو بمبئی کے پاس ہیں [2] الورہ یا ایلورا متعلقہ صوبہ اورنگ آباد۔

حکم پائے بر جا کہ بیخ زمین بود (صفحہ ۳۱۳ جلد اول)

سورۃ النحل وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ ترجمہ۔ ڈالے بیچ زمین کے پہاڑ۔ ایسا نہ ہو کہ ہل جاوے ساتھ تمہارے تفسیر حسینی صفحہ ۶۴۳ ۔ درخبر ہست کہ حق سبحانہ زمین را پیدا فرید بر روئے آب متحرک بیقرار بود ملائکہ گفتند این بساط مقر ہیچ کس نمیتواند بود حق سبحانہ تعالیٰ بروئے کوہ ہا پیدا فرمایا تا قرار گرفت در تیسیر آوردہ کہ چون زمین آفریدہ شد بغایت مضطرب و متحرک بود حق سبحانہ فرشتہ را کہ او را صاعد بائیل گویند پیدا فرید بفرمود تا پائے بر زمین نہاد و زمین بگرانی پائے او بر جائے قرار گرفت پس کوہ ہا را میخ زمین ساخت تا پا ایستادہ اور سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

زمین از تب لرزہ آمد ستوہ فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ

سورۃ النبا اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهَادًا وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ترجمہ ہم نے نہیں بنائی زمین بچھونا اور پہاڑ میخیں یعنے ضرور بنائے ہیں۔

سورۃ بقر۔ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ترجمہ جس نے بنا دیا تم کو زمین بچھونا اور آسمان عمارت اور اُتارا آسمان سے پانی"

(خدا کی جغرافیہ دانی پر جس قدر علمار محمدیہ فخر کریں بجا ہے اور ہیچ بھی ہے ہر کس لہر خود بجمال و عقل خود بکمال نظرے آید)

نمبر ۸ علم بارش سورۃ النور۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَهٗ ثُمَّ یَجْعَلُهٗ رُکَامًا فَتَرَی الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِیْهَا مِنْۢ بَرَدٍ ترجمہ۔ تو نے نہ دیکھا کہ اللہ ہانک لاتا ہے بادل پھر اُنکو ملاتا ہے پھر اُن کو کرتا ہے تہ بہ تہ پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اُسکے بیچ سے اور اُتارتا ہے آسمان سے اُس میں سے جو پہاڑ ہیں اولوں کے" تفسیر حسینی صفحہ ۱۰۲ جلد ثانی میں لکھا ہے در آسمان کوہ ہا ہست از تگرگ چنانچہ در زمین کوہ ہا ہست از سنگ حق تعالیٰ از آن تگرگ نازل میگرداند"

(برف اور ژالہ کے علم سے حضرت باری علیم معلوم ہوتے ہیں یا مصنف قرآن کا قصور ہے)

سورۃ المومنون وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْکَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ از تفسیر حسینی صفحہ ۸۰ جلد دوم۔ و فرو فرستادیم از آسمان آبے بقدر و اندازہ کہ صلاح بندگان دران دانستیم پس ساکن گردانیدیم آن آب را در زمین۔ در تبیان از ابن عباس نقل میکند کہ خدا تعالیٰ از پنج جوئے آب ز چشمہائے بہشت بر بال جبرئیل نہادہ از آسمان فرو فرستادہ سیحون کہ نہر ہند است و جیحون کہ نہر بلخ است و فرات و دجلہ کہ نہرین عراق اند و نیل کہ نہر مصر است و انہار و دیعت بجبل دارد و بقدر مصلحت جہت منافع خلق جاری میگرداند و این ست کہ میفرماید کہ آب در زمین ثابت و ساکن ساختیم و گفتہ اند بعد از خروج یاجوج جبرئیل فرود آید و قرآن و حجر الاسود و مقام ابراہیم و تابوت سکینہ و انہار خمس را بآسمان برد و بعد از ان بر روئے زمین ہیچ خیر و برکت نماند" اور اسی طرح دیکھو سورۃ ہود و مومنون طوفان کے پانی تنور سے ابلنے کے ملات (خدا کرے کہ جبرئیل کل آتا آج ہی آجائے۔ اور ہمیں قرآن سے امان رہا ہے۔

نمبر ۹۔ زبان سورۃ النحل وَقَدْ مَکَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَی اللّٰہُ بُنْیَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَیْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ تفسیر حسینی مراد از بنیان چرخ نمرود ست کہ بابل ساختہ بود ارتفاع آن پنجہزار گز بود و گویند دو فرسخ طول و عرض داشت کہ تا بمبدا ہوائے آسمانی کند۔ و بر خدا و ابراہیم مطلع شدہ با ایشان مقابلہ نماید۔ بعد از تمام چرخ بادی از ہیبت آنچ وزید و آن را از بیخ و بنیاد بر کند۔ در تفسیر ثعالبی آمدہ کہ سر آن بنا در دریا افگند و باقی بر خانہ نمرود و ایشان افتاد و از آوازے مہیب اذن پدید آمد کہ زبان قوم ہمہ بر آمد و سخن ایشان مختلف گشت محمد جریر طبری آوردہ کہ زبان ہمہ مردم در زمان نمرود سریانی بود چون سقوط چرخ واقعہ شد زبانہا را اختلاف پدید آمد و ہر قومے بزبانے آغاز کرد و ہیچ یک زبان آن دیگرے ندانست ہفتاد و دو زبان مختلف در عالم پدید آمد" دیکھو صفحہ ۶۰۴ جلد اول) اور آیت وَقَدْ مَکَرُوْا مَکْرَهُمْ سورۃ ابراہیم از آتش مشاہدہ کردہ گفت بزرگ خدائے دارد ابراہیم کہ او را از آتش بر ہانید من میخواہم کہ بر آسمان روم و او را ببینم اشراف مملکت گفتند کہ آسمان بغایت مرتفع است و بر ورفتن بآسانی میسر نہ شود نمرود نہ شنید و بفرمود تا چرخی بساختند بمدت سہ سال بغایت بلند و چون بر آنجا رفت آسمان را ہمچنان دید کہ از زمین میدید۔ بروز دیگر آن بنا بیفتاد و قصہ چون آن چرخ از پائے در آمد و خلق بسیار ہلاک شدند نمرود خشم گرفت و گفت بہ آسمان روم و با خدائے گر فتند صندوقے چہار گوشہ بساختند و دو در یکے فوقانی و دیگرے تحتانی در و درست کرد و بر چہار طرف او چہار نیزہ کہ زیر و بالا نتوانستی شد تعبیہ نمود۔ پس کرگسان را چند روز گرسنہ داشتند و چہار مردار بہ سر نیزہ ہا کردہ۔ اطراف صندوق را بر تن کرگسان ببستند ایشان از غایت جوع میل بالا کردہ جانب مردار پرواز نمودند و صندوق را کہ نمرود با یک تن دیگر در انجا نشستہ بود بہوا بردند بعد از شبانروزے نمرود در فوقانی کشادہ نگاہ کرد و آسمان را ہمچنان حال دید کہ بر زمین میدید رفیق خود را گفت تا در تحتانی بکشائی و بنگر تا چہ مے بینی آنکس نگاہ کردہ جواب داد کہ غیر از آب چیزے دیگر نمے بینم بعد از شبانروزی دیگر کہ باب فوقانی بکشاد ہمان حال بود کہ روز سابق مشاہدہ نمود و رفیق وے کہ باب تحتانی بکشاد بجز دود و تاریکی چیزے مشہود نبود نمرود بہ ترسید و نیزہا را با مردار سر نگون ساخت و کرگسان میل بزیر کردند و در وقت فرود آمدن آوازے مہیب از اجنحہ کرگسان ظاہر شد کہ کوہ ہا از فزع آن نزدیک بود کہ از اماکن خود زائل گردند۔ (دیکھو تفسیر حسینی صفحہ ا ۳۰۳ و ۳۵۲ جلد اول مطبوعہ ۱۲۹۵ھ لکھنو نولکشور)

(یہ حضرت علی وہی علی مرتضٰی ہیں جن کی شان میں محمد صاحب نے حدیث میں فرمایا ہے انا مدینۃ العلم و علی بابھا یعنے میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ جس نے یہ کرگسی بیلوں کی حکایت بیان کی)

حدیث

(۱) حدیث میں ہے غبار المدینۃ شفاء من الجذام ترجمہ مدینہ کا غبار جذام کو شفا دینے والا ہے اور اسی کی تردید مدارج النبوت میں ہے" ابی فاطمہ دوسی سعید بن العاص کہ از ان صحابہ است کہ اسلام آوردہ در مکہ و ہجرت کرد بحبشہ باز حاضر شد در مدینہ و عامل گردانیدند۔ ابوبکر و عمر در خلافت خود او را بمدینہ بہ بیت المال نازل شد بوئے جذام و علاج کردہ شد بامر عمر بحنظل پس موقوف ماند"

(۲) حدیث میں ہے الحجر الاسود یمین اللّٰہ فی الارض ترجمہ حجر الاسود خدا کا دایاں ہاتھ ہے زمین میں۔

(۳) حدیث میں طبرانی سے روایت ہے ان الجبل ینادی الجبل باسمه ای فلان هل ابك احد ذکر اللّٰہ فاذا قال نعم استبشر ترجمہ ایک پہاڑ پکارتا ہے تجھ پر کوئی شخص کہ یاد کرتا ہوا اللہ کو پس جب کہتا ہے پہاڑ کہ ہاں گذرا ہے پوچھنے والا

ک - قرآن کی علمیت کے بارے میں فاضل لاثانی مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب دہلوی اپنی تفسیر حقانی میں فرماتے ہیں کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ ریاضیات و طبعیات کی مسائل تعلیم فرماوے اور نہ یہ کہ وہ ہوا۔ بادل بجلی۔ آسمان و زمین و بارش و زلزلہ وغیرہ امور کی ماہیت اور اُن کے اسباب بیان کرے چنانچہ قرآن مجید میں اسی لحاظ سے روح کی حقیقت بیان کرنے سے یا چاند کے چھوٹا بڑا ہونے کی وجہ بیان کرنے سے اعتراض کیا اور مخاطبوں کی استعداد کے لحاظ سے اُنکے کسیقدر حالات سے مطلع کیا روح کے باب میں امر ربی ہی پر بس کیا۔ اور ہلالوں کی نسبت قرآن میں مواقیت للناس والحج ہی پر سکوت فرمایا (دیکھو تفسیر مذکور صفحہ ۸۰ مطبوعہ ۱۳۰۵ھ مطبع انصاری دہلی)

سورۃ الانعام یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ **ترجمہ** جس دن ہم لپیٹ لیویں گے آسمان کو جیسا کہ لپیٹا ہے طومار (کاغذ) کے رقعوں کا (معلوم ہوتا ہے کہ خدا پہلے دفتری ہوگا۔ ورنہ اس بے علمی کے کیا معنے آسمانی خدا اور اس کے معلومات تقلیدیہ قابل)

سورۃ الرعد۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ **ترجمہ۔** اللہ وہ شخص ہے کہ جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو۔ پھر قرار پکڑا (خدا نے) اوپر تخت کے۔ (اگر آجکل خدا دہلی میں رہتے پتھورا کے محل دیکھتا تو یہ دعوے کبھی نہ کرتا یا دش بخیر افسوس قرآن پر اس کی تعلیم پر۔

سورۃ تکویر۔ اِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتْ ترجمہ اور جس دن آسمان کی کھال اُتار لی جاوے۔ (غالباً خدائے محمدیاں پہلے جنم میں قصاب ہوگا۔ بھیڑ بکری کی کھال اُتارتا ہوگا۔ اور وہی مثال یہاں یاد آگئی۔

نمبر ۲۔ ستارہ سورۃ انفطار۔ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْکَوَاکِبُ انْتَثَرَتْ **ترجمہ** جس وقت آسمان پھٹ جاوے اور جس وقت کہ ستارے نیچے گر جاویں **تفسیر حسینی** آن گاہ کہ آسمان شگافتہ شود آنگاہ کہ کواکب فرو ریزد و بتباں آوردہ کہ کواکب بر مثال قنادیل معلقہ از پیش طاق فلک بسلاسل نور آویختہ اند و آن سلاسل بدست ملائکہ ہست چون اہل آسمان بمیرند سلاسل از دست ایشان بیفتند و کواکب بر زمین زبر ناند" صفحہ ۵۱۴ جلد دوم نول کشور ۱۸۸۹ء ہم اس کی بابت علماء اسٹرانومی کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں) ✣

نمبر ۳۔ رعد۔ سورۃ الرعد۔ وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ ترجمہ اور تسبیح کرتا ہے گرجنے والا ساتھ تعریف اُس کی کے تفسیر حسینی رعد ملکے ست موکل بر ابر کہ سحاب را مے راند و برق تازیانہ او ست از حقائق سلمی از ابن ریحان نقل میکنند کہ رعد ضعف و تسکا است و برق آہ پُر سوز باران گریہ ایشان (دیکھو جلد اول صفحہ ۳۳۷ و ۳۳۸ مطبوعہ نول کشور ۱۲۹۰ء) برین عقل و دانش بباید گریست) ✣

نمبر ۴۔ سورج۔ سورۃ التکویر۔ اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ۔ ترجمہ۔ جس وقت سورج لپیٹا جاویگا (مسلمانوں کا خدا اللہ خیر صلا علم و عقل سے بے بہرہ ہے) ✣

سورۃ کہف۔ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَھَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَۃٍ **ترجمہ۔** یہانتک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ پایا سورج کو کہ وہ ڈوبتا ہے کیچڑ کے چشمہ میں" تفسیر حسینی والا کہتا ہے دیافت آنرا یعنے آفتاب را کہ را سے العین فرو میرود در چشمہ آب گرم در حفص حمیۃ میخوانند یعنے چشمہ آب مکدر لائی آمیز (صفحہ ۱۰ جلد ثانی ۱۲۹۱ھ) اس خدا سے تو ادنے ادنے نجومی بھی دانا ہیں۔ مگر حضرت کو سورج کا بھی علم نہیں۔ اور نہ طلوع و غروب کی خبر ہے) ✣

سورۃ ص حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ رُدُّوْھَا عَلَیَّ ترجمہ جبتک چھپ گیا آفتاب پردہ میں واپس پھیرا واسطے میرے تفسیر حسینی صفحہ ۲۵۵ جلد ثانی حجاب کوہی سبز است محیط بکرہ زمین بعضے علماء برآنند کہ مراد از نماز عصر است کہ از سلیمان بسبب مطالعہ اسپان فوت شد و آفتاب غروب کرد۔ سلیمان باذن خدا تعالیٰ ملائکہ را کہ موکل بودند بر آفتاب غروب کرن دُوھا علی باز گردانید آفتاب را بروے حق سبحانہ تعالیٰ فرمود کہ آفتاب را باز گردانیدند تا بموضع وقت عصر آمد تا وے آنرا ادا گردد آنکہ آفتاب بدعائے حضرت پیغمبر یا در صہبا خیر بعد از غروب باز گشت و بجائے عصر باز آمد مرتضیٰ علی نماز عصر بگذاردہ نزد محمد ثانی مشہور است و امام طحاوی در شرح آثار خویش آوردہ کہ روایت این حدیث ثقات اند و از احمد بن صالح نقل کردہ کہ اہل علم را سزاوار نیست تغافل کنند از حفظ این حدیث زیرا کہ از نبوت است:-

گہ دعوش گرفتہ گریبان آفتاب   بالا کشیدہ از چہ مغرب بر آسمان

گہ قرص بدر را بسر گرد خوان خرخ   دستش دو نیم کردہ نیک ضربت بنان

نمبر ۵۔ چاند۔ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ قُلْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ۔ **ترجمہ۔** سوال کرتے ہیں تجھ سے اے محمد چاند سے۔ کہو وہ وقت ہیں واسطے لوگوں اور حج کے۔ تفسیر جلالین میں ہے۔ یسئلونک یا محمد عن الاھلۃ جمع ہلال لم یبدو دقیقۃ ثم تزید حتے تمتلئ نوراً ثم تعود کما بدت ولا تکون علے حالۃ واحدۃ کالشمس قل اللھم ھی مواقیت جمع میقات للناس یعلمون بھا اوقات زرعھم ومتاجرھم وعدۃ نساھم وصیامھم وافطارھم والحج عطف علے الناس ای یعلم بھا وقتہ فلو استمرت علے حالت لم یعرف ذالک (صفحہ ۳۲ جلد اول ۱۲۹۹ھ حیدری بمبئی) سوال میکنند ترا اے محمد عن الاہلۃ از ماہ ہاے نو معاذ بن جبل و ثعلبہ رض کہ از اعیان انصار بودند از حضرت رسالت پناہ پرسیدند کہ سبب چیست کہ جرم قرص ماہ گاہ گاہ باریک می نماید و بمرور ایام نور او تمام گردد و دیگر بارہ روے بتناقص مے نہد حق سبحانہ تعالیٰ بعلم ازلی میدانست کہ ایشان را حکمت نقصان و کمال ماہ دانستن مہم نیست جواب معرفت فائدہ آن فرستاد کہ قل ہی بگوے اے محمد کہ آن ہلالہا مواقیت نشانہا ہنگامہاے وقتہاے للناس براے مردمان در مزد مزدوران و عدت زنان و مدت حمل و زمان رضاع و فصال و اجال دین ہا و تحقیق شرطہا والحج و علامات و اوقات اند براے حج کہ موسم را بدان بداند (تفسیر حسینی جلد اصفحہ ۳۱ و ۳۲) (سوال از آسمان و جواب از ریسمان) ✣

نمبر ۶۔ شہاب ثاقب۔ سورۃ الطارق۔ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ **ترجمہ** قسم ہے آسمان اور رات آنیوالی کی اور کیا جانے تو کیا ہے تا چمکتا ہوا۔ تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۵۲۴۔ آوردہ اند کہ شبے حضرت رسالت پناہ نشستہ بودند با عم خود ابیطالب ناگاہ ستارہ بدرخشید و شعلہ آتش عظیم ازوے ظاہر شد ابو طالب ترسید گفت این چہ چیز است۔ حضرت پیغمبر صاحب فرمود کہ ستارہ است کہ دیوان را از آسمان می راند و نشانہ ایست از قدرت الٰہی فی الحال جبرائیل نازل شد بدین سورۃ" اسی امر کی تائید صاف طور پر تفسیر حقانی مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۳۴ سطر ۲۵ سے ظاہر ہے جس سے قرآنی علمیت سے کسی جاہل کو بھی انکار نہیں ہو سکتا ✣

سورۃ الحجر۔ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَیَّنّٰھَا لِلنّٰظِرِیْنَ وَحَفِظْنٰھَا مِنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَہٗ شِھَابٌ مُّبِیْنٌ **ترجمہ** اور البتہ تحقیق ہم نے بیچ آسمان کے برج بنائے اور زینت دی ہم نے واسطے دیکھنے والوں کے اور محفوظ کیا ہم نے اُن کو ہر ایک شیطان راندہ شدہ سے مگر جس نے چورایا سُننے کو پیچھے لگتا ہے اُس کے شعلہ ظاہر۔ تفسیر حسینی صفحہ ۲۳۵ جلد اول از ابن عباس رض منقول است کہ از زبان آدم تا وقت عیسیٰ دیوان بر آسمان میرفتند و از ملائکہ کہ از اخبار لوح و رسمے نمودند بر آن اطلاع یافتہ سخنان می بودند و بہ زمین آمدہ بادوستان خود از کاہنان میگفتند چون ولادت باسعادت حضرت خاتم النبیین دست داد از ہمہ آسمانہا ممنوع گشتند و بجہت رجم ایشان شہاب ثاقب مقرر شد ابواب کہانت بکلی مسدود گشت" ✣

شہاب ثاقب کے بارہ میں جو کچھ قرآن و علماء قرآنی کہتے ہیں وہ اس لائق ہے کہ موٹے حرفوں میں تحریر کر کے سب جائے کلکتہ یونیورسٹی میں لگایا جاوے تاکہ کالجوں کے پرنسپلوں و طالب علموں پر عربی عقدہ حل ہو جائے اگر گورنمنٹ عالیہ مہربانی کر کے اپنے خرچ سے اس کام کو کرے اپنے بورڈ پر لکھوا کر لگوائے تو حضرت پر بڑا احسان کرے اور ہم کہیں۔ جانت بکلام و خدا یار باد۔

نمبر ۷۔ زمین۔ سورۃ الرعد۔ وَھُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْھَا رَوَاسِیَ **ترجمہ** اللہ وہ ہے جس نے کھینچا زمین کو اور کئے بیچ اُسکے پہاڑ۔ تفسیر حسینی داد است آنکہ بکشید بر روئے آب یعنے بسیط کرد بطول و عرض تا منقلب حیوانات باشد و بیافرید در آن کوہ ہائے

اسلام کس طرح پھیلا - تحفہ اثنا عشریہ میں ہے ان عائشۃ شرفت جاریۃ قالت لعلنا تصید بھا بعض فتیان قریش ترجمہ روایت است کہ عائشہ یک دختر خانہ پرورد خود را بیار است و گفت بعض جوانان قریش را بہ سبب این دختر آراستہ و پیراستہ شکار میکنیم و او را مشغول محبت این دختر کے میسازم کہ بے اختیار جوانان فسکل و شود در دام انقیاد من در آید" مصنف کتاب بن راعبین سنت قرار میدہد" دیکھو تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۳۶ نول کشور ۱۳۰۲ھ)

لطیفہ - جادو نام (دید انتی) ہندو از شاگردان او بود نفیسۃ الاسلام بلخ رفت باتفاقہ وز نارہ مسجد شد و او را گرفتند نزد قاضی بردند - قاضی او را باسلام خواند پاسخ داد کہ اگر مرا کدخدا کنی مسلمان شوم قاضی زن بیوہ خوش وضع را بد　　دپس جادو مسلمان شدہ بخانہ آن زن رفت چوں روزے چند گذشت باز ان گفت کہ این دختر راکہ از شوہر مردہ واری بمن دہ تا بفروشم و قیمت او را باہستگی صرف کنیم تا فرزندے دیگر آید - پس آن زاہد بیں گوتہ در معرض بیع آریم و پیشہ مرا این است و جز این حرفہ نمیدانم زن از وکنارہ گزید جادو فرصت یافتہ بکابل آمد (صفحہ ۱۷۸ دبستان مذاہب) باز بدستور ہندو ماند)

ڈاکٹر ولسن صاحب بہادر اپنی کتاب موسومہ موجودہ حالات ایران میں فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں لڑکوں کی شادی اُن کی چچیری بہنوں یا اسیطرح کے دوسرے رشتہ داروں سے ہوا کرتی ہے اور زیادہ تر قریبی عزیزوں میں شادیاں ہوتی ہیں - زن و شوہر ایام طفولیت میں ایک دوسرے کو جانتے رہتے ہیں - اور اس وجہ سے وہ بہت کم مانوس ہوتے ہیں" (دیکھو اودھ اخبار لکھنؤ صفحہ ۲۳۲ کالم ۱ مورخہ ۷ فروری ۱۸۸۷ء)

تواریخ سراسین انگریزی میں مسٹر سائمن آکلی صاحب فرماتے ہیں" ایک شخص بنام جان اُس وقت بہت عالم فاضل خیال کیا جاتا تھا خلیفہ (عمر) کی اُس کے ساتھ بہت دوستی تھی ایکدن جان نے خلیفہ سے کہا کہ آپ کتب خانہ کی کتابوں کا ملاحظہ فرمائیے اور کتابیں مجھے عنایت کردیں - خلیفہ نے اس بات کے واسطے اپنے افسر سے اجازت مانگی - افسر نے جواب دیا - کہ اگر کتب مطلوبہ کا مضمون قرآن مجید کی آیات اور احادیث کے مطابق ہے تو خیر ورنہ تمام کتابیں ردی میں پھینکدو - خلیفہ عمر کے ارشاد مبارک کے مطابق کچھ کتابیں لوگوں کو تقسیم کر دی گئیں اور باقی کی حاکم نے اپنے حمام خانہ کے کام میں جلادیں - اگرچہ بہت کچھ مبالغہ در بارہ اصل تعداد کتب مذکورہ بالا کے بیان کیا گیا ہے مگر روایت ہے کہ یہ کتابیں پورے چھ ماہ تک جلنے کے کام میں آتی رہیں - یہ کتب مصر کے قدیم بادشاہوں نے جمع کر رکھی تھیں" دیکھو تواریخ سراسین انگریزی صفحہ ۲۴۳ پیرا دوسرا ۱۸۴۷ء موجودہ لائبریری لاہور)

قرآن کے رو سے خدا گمراہ کرتا ہے

نمبر ۱ - بقر یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ترجمہ گمراہ کرتا ہے اس سے بہت اور بہت گمراہ کرتا ہے انہیں کو جو بے حکم ہیں -

نمبر ۲ - اعراف وَمَنْ یُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْخٰسِرُوْنَ ترجمہ اور جسیا اللہ بہکاوے سو وہی ہے زیان میں -

نمبر ۳ - اعراف مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ہَادِیَ لَہٗ وَیَذَرُہُمْ فِیْ طُغْیَانِہِمْ یَعْمَہُوْنَ ترجمہ جس کو اللہ گمراہ کرے اُسے کوئی نہیں راہ نما اور اُس کو چھوڑ دیتا ہے اُس کی شرارت میں بہکتے -

نمبر ۴ - مریم اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ تَؤُزُّہُمْ اَزًّا ترجمہ تو نے نہیں دیکھا ہم نے　　چھوڑ رکھے ہیں شیطان منکروں پر اچھالتے ہیں اُنکو ابھار کر -

نمبر ۵ - النحل لَا یَہْدِیْہِمُ اللّٰہُ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ترجمہ اُن کو اللہ راہ نہیں دکھلاتا اور اُن کو دُکھ کی مار ہے -

نمبر ۶ - النحل اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ وَسَمْعِہِمْ وَاَبْصَارِہِمْ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْغٰفِلُوْنَ ترجمہ وہی ہیں کہ مُہر کر دی اللہ نے اُنکے دلوں پر - کانوں پر اور وہی ہیں بیہوش -

نمبر ۷ - کہف - وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا ترجمہ اور جس کو خدا گمراہ کرے پھر تو نہ پاوے اُس کا رفیق راہ پر لانے والا -

نمبر ۸ اعراف - تُضِلُّ بِہَا مَنْ تَشَآءُ ترجمہ خدا گمراہ کرے جس کو چاہے -

نمبر ۹ اعراف - یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِ الْکٰفِرِیْنَ ترجمہ مُہر کرتا ہے خدا کافروں کے دلوں پر -

نمبر ۱۰ قصص اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ترجمہ بیشک راہ نہیں بتاتا اللہ ظالموں کی قوم کو -

نمبر ۱۱ - مومن وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ ہَادٍ ترجمہ بیشک اللہ نہیں راہ دکھلاتا فضول خرچ اور جھوٹے کو -

نمبر ۱۲ - مومن کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ ہَادٍ ترجمہ اور جس کو غلطی میں ڈالے اللہ کو تو کوئی نہیں اُسکو سمجھانے والا -

نمبر ۱۳ مومن - کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ ترجمہ اسی طرح مُہر کرتا ہے اللہ ہر غرور والے سرکش دل پر -

نمبر ۱۵ مومن - کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ الْکٰفِرِیْنَ ترجمہ اسطرح گمراہ کرتا ہے اللہ کافروں کو

نمبر ۱۶ - زخرف وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطٰنًا فَہُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ ترجمہ اور جو کوئی آنکھیں چرائے رحمٰن کی یاد سے ہم اُس پر تعین کریں ایک شیطان پھر وہ ہے اُس کا ساتھی -

نمبر ۱۷ توبہ - وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ترجمہ اور اللہ راہ نہیں دکھلاتا بدکاروں کو -

نمبر ۱۸ سورۃ نسا - تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَہْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰہُ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ سَبِیْلًا ترجمہ کیا تم چاہتے ہو راہ پر لاؤں اُنکو جن کو اللہ نے گمراہ کیا اور جس کو اللہ گمراہ کرے پھر تو نہ پاوے اُس کے واسطے کہیں راستہ -

نمبر ۱۹ - سورۃ النسا وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ سَبِیْلًا ترجمہ اور جس کو گمراہ کرے اللہ اس کے واسطے کوئی راستہ نہیں -

نمبر ۲۰ سورۃ بقر اللہ عدو للکافرین ترجمہ اللہ دشمن ہے کافروں کا -

نمبر ۲۱ سورۃ انعام مَنْ یَّشَاِ اللّٰہُ یُضْلِلْہُ ترجمہ جس کو چاہے اللہ گمراہ کرے -

نمبر ۲۲ بنی اسرائیل جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا وَّجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِہِمْ اَکِنَّۃً اَنْ یَّفْقَہُوْہُ وَفِیْٓ اٰذَانِہِمْ وَقْرًا ترجمہ کرتے ہیں ہم بیچ میں تیرے اور اُن (کافر) لوگوں کے ایک پردہ ڈھکا اور رکھتے ہیں اُن کے دلوں پر اوٹ کہ اُس کو نہ سمجھیں (یعنے قرآن کو) اور اُنکے کانوں کے بوجھ -

شیطان گمراہ کرتا ہے

نمبر ۱ سورۃ بقر - فَاَزَلَّہُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْہَا ترجمہ پھر ڈگایا اُن کو شیطان نے اُس سے -

نمبر ۲ - سورۃ آل عمران انما استزلہما الشیطن ترجمہ اور کبھی بھلاوے تجکو شیطان -

نمبر ۳ - سورۃ انعام وامّا ینسینّک الشیطن ترجمہ اور کبھی بھلاوے تجھ کو شیطان -

نمبر ۴ - ص لاغوینہم اجمعین ترجمہ شیطان کہتا ہے میں گمراہ کرونگا ان سب کو -

نسخہ ضبط حمدیہ

والا بیمار تندرست ہوتا ہے۔

اہل عرب کی بے علمی اور وحشی پن کی شہادت بھی علمار اسلام کی تحقیقات سے ظاہر ہے چنانچہ مولوی الطاف حسین حالی مدو جزر اسلام میں فرماتے ہیں۔

نہ واں مصر کی روشنی جلوہ گر تھی — نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پر طبع بشر تھی — خدا کے زمین بے جتے سر بسر تھے
پہاڑ اور صحرا میں ڈیرا تھا سب کا — تلے آسماں کے بسیرا تھا سب کا

قرآن سورۃ جمعہ خدا محمد کی تعریف کرتا ہے ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ۔ ترجمہ خدا وہی ہے جس نے برپا کیا ان پڑھوں میں ان پڑھا پیغمبر سچ ہے ؎

کبوتر با کبوتر باز با باز — کند ہمجنس با ہمجنس پرواز

عربوں کی لیاقت کی تعریف بھی قرآن میں موجود ہے الحجرات قالت الاعراب اٰمنّا ترجمہ کہتے ہیں گنوار ہم ایمان لائے سورۃ فتح قل للمخلفین من الاعراب ترجمہ کہہ دے پیچھے رہ گئے گنواروں کو سورۃ توبہ ومن الاعراب من یؤمن باللہ والیوم الاخر ترجمہ اور بعضے گنوار وہ ہیں کہ ایمان لائے ہیں اللہ پر اور پچھلے دن ایسا ہی اور آیتوں میں مذکور ہے جبکہ خود اعراب کے معنے گنوار کے ہیں پس عرب کی جہالت میں کسی طرح کا انکار سزاوار نہیں۔

قرآن کے نزول کی وجہ بھی قرآن میں عمدہ لکھی ہے اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ترجمہ ہم نے رکھا اس کو قرآن عربی زبان کا شاید تم سمجھو وَكَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ یَوْمَ الْجَمْعِ ترجمہ۔ اسی طرح اتارا ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سنا دے مکہ والوں کو اور گرد نواح (ملک) کے لوگوں کو اور ڈر سنا دے قیامت کے روز کی۔

سورۃ انعام وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ترجمہ یہ کتاب قرآن جو نازل کی برکت والی باور رکھنے والی جو کہ پہلے تھے تاکہ تو ڈرائے مکہ والوں اور اسکے گرد نواح (عرب) کو جاہل لوگ جو تلوار یا طمع کے زور سے ایمان لائے وہ تو بقول شخصے کہ دین بمفر بشند و دنیا خریدند۔ جو کچھ حضرت کہتے تھے آمنا و صدقنا کرتے تھے اور اہل علم میں سے رضا و رغبت سے تو کوئی مسلمان نہ ہوا مگر اہل ایران جو عمر کے خون فشاں صمصام سے مسلمان ہوئے تھے اور دولت وغیرہ کے طمع نہ رکھتے تھے اگرچہ محمدی بن گئے مگر جہادی بالکل نہ ہوئے اور نہ اس ظلمت کدہ میں کسی کو گرانے کی کوشش کی۔ چنانچہ خود مسلمان بھی اسکے شاہد ہیں لکھا ہے "واجماع اہل تواریخ است برانکہ از شیعہ ہیچکس جہاد کمر بستہ و ہیچ ملک ناصبیہ را از کفار بدست نیاوردہ و دار الاسلام نساختہ (دیکھو تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۰۵ کید یازدہم مطبوعہ ثمر ہند لکھنؤ ۱۲۹۵ھ)

عقل کو دخل دینا گناہ ہے۔ قیاس کرنا حدیث کے رو سے شیطان بننا ہے اور عقل کو دخل دینا ملعون ہونا چنانچہ ساق اللبیب کے صفحہ ۳۲ میں ہے لاتقیس فان اول من قاس ابلیس ذکر ہے کہ تحقیق طور پر آئمہ طاہرین عقل اور قیاس کو دخل دینا حرام جانتے ہیں۔ ایک دن امام ابو حنیفہ امام صادق کے پاس آئے جعفر صادق نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم قیاس کو دخل دیتے ہو حالانکہ ایسا نہ چاہیئے کیونکہ اول جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا مولوی رومی بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

این قیاس خویش را ترک کن — کز قیاس تو شود رشتہ کہن
اول آنکس کہ قیاسک ہا نمود — پیش نور خدا ابلیس بود

چنانچہ خود مرزا صاحب بھی داناؤں اور عقلمندوں اور فلسفیوں کو گالی گلوچ ان الفاظ دیتے ہیں "میری رائے میں فلسفیوں سے بڑھ کر اور کسی کی ولی حالت خراب نہ ہو گی۔

اور بندہ میں وہ چیز جو بہت جلد جدائی ڈالتی ہے وہ شوخی اور خود بینی اور تکبری ہے سو وہ اس قوم کے اصول کو ایسی لازم پڑی ہوئی ہے کہ گویا انہیں کے حصہ میں آگئی ہے یہ لوگ خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر حاکمانہ قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور جسکے مونہہ سے اُس کے برخلاف کچھ سنتے ہیں اسکو نہایت تحقیر اور تذلیل کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ نوخیزوں کے عام خیالات اسی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ (دیکھو سرمہ چشم صفحہ ۵۵ سطر ۲ سے ۶ تک)

پھر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ نبیوں کے بیان اور فلسفہ دانوں کے بیان میں بہت فرق ہے نبیوں کی بات صرف ایمان بالغیب و ثواب آئندہ سے خیال کر کے ماننی پڑتی ہے اور فلاسفیوں کی بات دلائل واضح اور ثبوت ظاہر سے ماننی پڑتی ہے چونکہ نبیوں کی بات کا ایسا ثبوت (یعنی کش برہان) نہیں اس واسطے فلسفیوں اور نبیوں کا اختلاف ہے (آگے مرزا صاحب) فلسفہ کو بہت برا انسانی ظلمت شیطانی رعونت تاریکی بدعقائد۔ بداعمال دنائتی خیال و ضلالت و ضماقت ملی ہوئی (فلسفیوں کو) متعصب و خود پسند اور غلط لکھکر کہتے ہیں کہ تمام تر سعادت تو اس میں ہے کہ غیب کی باتوں کو غیب کی صورت میں قبول کرے اور ظاہری حواس کی خواہ نخواہ شہادت طلب کرنے سے اور فلسفہ کے طول طویل اور لاطائل جھگڑوں سے حتی الوسع اپنے تئیں بچاوے۔ ؎

فلسفی را چشم حق بین سخت نابینا بود — گرچہ یکیں باشد و یا بوعلی سینا بود

(دیکھو سرمہ چشم کا صفحہ ۲۲ سے ۲۷ تک)

ا؎ حاشیہ۔ نحو۔ لغت۔ حدیث۔ اصول۔ فقہ فلسفہ کے امام و پیشوا اکثر عجمی ہیں علامہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ تاریخ میں ایک مستقل مضمون لکھا ہے جس کی سرخی یہ ہے حملۃ العلم فی الاسلام اکثرہم العجم یعنے اسلام میں علم کے حاملین اکثر عجم ہیں ہمارے اکثر اخوان جو عرب کی نسل سے ہیں اس بات کو رشک اور تعجب سے سنینگے مگر انکو ہشام و عیلی کی طرح صبر کرنا چاہیئے (دیکھو فتح المغیث صفحہ ۹۶ اور مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم صفحہ ۳ ۱۸۹۲ء لکھنؤ) پروفیسر محمد شبلی صاحب جنہیں ہم لکھ آئے ہیں کہ مسلمانوں نے علوم کی بنیاد مذہب کی زمین پر رکھی گئی اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مذہبی پیشواؤں کی اجتہادی رائیں جس طرف رخ کریں علوم بھی انکا ساتھ دیں اسی وجہ سے مملکت اسلامی کے ہر گوشہ میں وہ کر فلسفہ کو صدمے اٹھانے پڑتے تھے معتضد باللہ خلیفہ عباسی نے جو ۲۷۹ھ میں تخت نشین ہوا پہلا ہی سال فرمان نافذ کیا کہ کتب فروش فلسفہ کی کتابیں نہ بیچنے پائیں (دیکھو تاریخ الخلفاء خلافۃ معتضد باللہ و مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم صفحہ ۶) حکیم ابن رشد کو اپنی فلسفی تصنیفات ہی کیلئے خود انکار کرنا پڑا کہ خاندان عبد المومن سلاطین مراکو نے اس جرم پر اس کو قید کر دیا تھا۔ اسی زمانہ میں اندلس کے ایک بادشاہ نے ایک نامور حکیم بن حبیب کو فلسفہ دانی کے جرم میں قتل کرا دیا (دیکھو نفح الطیب تاریخ اسپین مطبوعہ مصر جلد ثانی صفحہ ۱۲۵) سلطنت عثمانیہ میں بھی ایک مفتی صاحب نے فلسفہ کا درس بند کرا دیا۔ حافظ جلال الدین سیوطی نے علم منطق کے نا جائز ہونے پر ایک کتاب بھی تصنیف کر ڈالی جس کا نام القول المشرق فی تحریم الاشتغال بالمنطق ہے۔ علامہ ابن الصلاح نے بھی اس مضمون کا فتویٰ لکھا۔ علامہ ابن تیمیہ مامون الرشید پر ہمیشہ نفرین کرتا ہے کہ اس نے کیوں عرب میں فلسفہ کو رواج دیا (خدا اس سے مواخذہ کرتا ہے۔ اسپین میں امرا اور خواص فلسفہ کے حامی تھے۔ لیکن عوام کی برہمی کے خوف سے کبھی اس علم کو عام آزادی نہیں دی گئی تھی (دیکھو نفح الطیب جلد اول صفحہ ۶۳ و مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم صفحہ ۷ مطبع لکھنؤ) پروفیسر محمد شبلی صاحب فرماتے ہیں مسلمانوں نے جو کچھ دوسری قوموں سے سیکھا وہ منطق۔ الٰہی۔ ہندسہ۔ طبعی ہیئت تھی۔ حساب طب میں بھی انہوں نے زیادہ تر دوسری قوموں کی شاگردی کی اس بات کی بہت کم مثالیں ہیں کہ مسلمان علماء نے خود یونانی و سریانی زبانوں کی تحصیل کی ہو۔ در اصل کتابوں سے یہ علوم سیکھے ہوں۔ (دیکھو مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم صفحہ ۸ ۱۸۹۲ء لکھنؤ)

جان[1] منشا اس اصولِ پاک کو — ان میں جا مزجان کر بھگوان کو
جو کہ ہے تعلیم قرآں مومنو — ظلم سے بھرتی ہے وہ نزدان کو
عقل کی دشمن ہے رہزن ہوش کی — سیر کر کے دیکھو عربستان کو
رہبری اُس کی ہے دشمن جان کی — جان کر ڈالو چاہ میں جان کو
آتا ہے وہ روز بھائیو عنقریب — جب خدا چھوڑو گے یا قرآن کو

صفحہ ۷۷ و ۷۸ حاشیہ ماسوا اسکے ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ جزلا یتجزی دلائل عقلیہ اور ہندسیہ سے باطل ہے اور اُسکے ابطال پہ ایک آسان دلیل یہ ہے کہ۔ اگر جزلا یتجزی یعنے پرمانو (پرکرتی) کو دو چیزوں کے درمیان رکھا جاوے تو ضرور ہے کہ وہ دونوں چیزیں طرف مخالف سے اُس کو مس کرینگے۔ اور یہ امر تقسیم کو ثابت کرنے والا ہے دوسرا یہ کہ نقطہ بھی جزلا یتجزی ہے۔ اور بموجب اصول موضوعہ علم ہندسہ ہم کو اختیار ہے کہ ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ تک خط مستقیم کھینچ لیں۔ مثلاً ہم مختار ہیں نقاط ا اور ب میں ا — ب ایک خط مستقیم کھینچ لیں جس کا مجموعہ گیارہ نقطے ہوں پھر بعد اسکے ہم یہ بھی اختیار رکھتے ہیں کہ بموجب شکل دہم مقالہ اول تحریر اقلیدس اُس خط محدود کی تنصیف کریں تو ظاہر ہے کہ اس خط کے دو ٹکڑے برابر کرنے سے درمیانی نقطہ (جو پرمانو ہے) منقسم ہو جاوے گا۔ اور یہی مطلب ہے۔ آریہ رزا کے اس بیان بلا سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اقلیدس (علم ریکھا گنت) کو اچھی طرح نہیں سمجھتا۔ اور اگر سمجھتا ہے تو بڑی غلطی سے بھی یہ دلیل نہ دیتا کیونکہ جس کو تقسیم کہتے ہیں وہ اصلی تقسیم نقطے کے نہیں ہیں۔ اور نقطے خواہ کیسے ہی چھوٹے تعین ہوں تقسیم نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ محال ہے ورنہ اس صورت تقسیم میں نقطہ کی یہ تعریف نہ رہے گی۔ دیکھو اقلیدس پہلا مقالہ تشریح حدود۔ نقطہ وہ ہے جس کے لئے جگہ تو معین ہو مگر مقدار نہ ہو نقطہ کسی جگہ پر تو ہوتا ہے مگر اس میں طول و عرض و عمق نہیں ہوتا (۰) ایسے نشان کو مجازاً نقطہ کہتے ہیں کیونکہ درحقیقت اس سے چھوٹے چھوٹے نقطے ہو سکتے ہیں جیسے ...... اور تعریف نقطہ کی اُس پر صادق نہیں آتی لیکن اس طرح سے چھوٹے سے چھوٹا نقطہ فرض کریں تو وہی مطلب حاصل ہوگا یعنے اُسکے لئے جگہ تو معین ہوگی۔ مگر مقدار نہ ہوگی پس جبکہ مقدار نہ ہوئی تو لابد اُسکے اجزا بھی نہ ہونگے۔ ایسا نقطہ فقط مقام شے کا بتلاتا ہے۔ (دیکھو اقلیدس حصہ اول مطبوعہ ۱۸۷۹ء صفحہ ۱)

شکل دہم مقالہ اول بھی آپنے نہیں سمجھی کیونکہ اُس کا دعوے یہ ہے کہ ایک خط محدود کی تنصیف کیا چاہتے ہیں اور خط کی تعریف حد نمبر ۲ حدود اقلیدس میں یہ کی گئی ہے کہ جس میں طول تو ہو مگر عرض و عمق مطلق نہ ہو۔ پس اول تو بموجب حکم اس دسویں شکل کے خط کی تنصیف ہو سکتی ہے نہ کہ نقطے کی کیونکہ نقطہ میں طول نہیں حالانکہ خط میں طول موجود۔ آپ اقلیدس کی حدود مقررہ کو سینہ زوری سے توڑنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی دعوٰی الہام کا کرتے ہیں جس سے اپنے آپ کو نہیں بلکہ الہام دینے والے کو بھی حیران کر رہے ہیں غالباً آپ کی طرح وہ بھی علم ہندسہ سے محروم ہے حضرت۔ جب اس شکل دہم کے نقطہ ک پر دو خط تو ہوتے ہیں مگر وہ نقطہ نصف نہیں ہوتا کیونکہ اُس میں ا ب مقدار معین نہیں۔ اور نہ سوائے مقدار معین کے کوئی چیز نصف ہو سکتی ہے اس مقام پر آپ کی ہندسہ دانی پر سب تُف ہے افسوس سو افسوس ہے کہ آپ کو اقلیدس سے الف کو تو سمجھی نقطہ بھی نہیں آتا اور نہ پرمانو کی تعریف معلوم ہے۔ برائے خدا اس بارہ میں کسی مہندس یا اقلیدس دان سے کچھ سال تعلیم پائیے تب کسی آریہ کے مقابلہ میں آئیے۔

باب ۵ پنجم

سوامی جی کے متعلقہ اعتراضوں کا جواب

غلام احمد ۶۴ - بھلا آپ ہی بتلاویں کہ یہ مسئلہ جو آپکے اُصول کے رو سے ستیارتھ پرکاش میں پنڈت دیانند صاحب نے لکھا ہے کہ روح انسانی اوس کی طرح گھاس پات وغیرہ پر گرتی ہے پھر اُس کو کوئی عورت کھا لیتی ہے۔ اُس سے بچہ پیدا ہوتا ہے یہ کس قدر عقل سے اور تمام اطبا اور فلاسفہ کی تحقیق کے مخالف ہے۔

مرلیدھر ۶۵ - یہ ستیارتھ پرکاش میں کسی جگہ نہیں۔ اگر ہے۔ تو ستیارتھ پرکاش دیتا ہوں اُس میں سے نکال کر دکھلا دیں تاکہ سچ اور جھوٹ کی تسلی لوگ کر لیں۔

غلام احمد اسکے جواب میں اول تو میں نے یہ کہا کہ پہلے روز کی تقریر اسی روز کے ساتھ ختم ہو گئی۔ آپ پر لازم تھا کہ اُسی روز جھگڑا شروع کرتے۔ اب کیونکہ اس جلسہ بحث میں تحریک کے لائق ہے بلکہ از قبیل مشتے کہ بعد از جنگ باد آید ہے اگر آپ کو چار روز کی بات اب بھی یاد تو آپ بروقت شائع کرنے اپنے مضمون کے بطور نوٹ لکھدیں۔ کہ یہ حوالہ غلط ہے پھر دیکھا جائیگا۔ اور میں اب بھی کتاب نکال کر دکھلا دیتا ہوں لیکن مجھے پتہ یاد نہیں اور نہ میں ناگری پڑھ سکتا ہوں۔

مرلیدھر جبتک اس کا تصفیہ نہ ہو دوسری گفتگو نہیں کر سکتے کیونکہ پہلے روز بحث ختم نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ بسبب کمی وقت کے اور روز پر ملتوی کی گئی تھی پس آپکو ضرور ستیارتھ پرکاش سے بتلانا چاہئے۔

وکیل الٰہی بخش[5] اس موقعہ پر گذشتہ قصوں کو لے بیٹھنا بیجا ہے۔ آج کے دن آج کی بحث ہونی چاہئے۔ بھلا اتنی بڑی کتاب جس کا پتہ و مقام خاص یاد نہیں۔ اگر کسی سے مہینہ بھی جائے تو کیا دو چار روز سے کم میں ختم ہو سکتی ہے علاوہ بران مرزا صاحب آپ کی کتاب سے نکال کر دکھلانے کے ذمہ وار نہیں ہیں

مرلیدھر ۶۶ - کیا آپ عدالتوں میں ایسی ہی وکالت کیا کرتے ہیں یہ رعایت کی بات ہے۔

تردید - وکیل صاحب نے مرزا کے الہام سے انکار کر دیا۔ وہ تو الہامی ہیں۔ کیا علم لدنی سے نہیں بتلا سکتے انہیں بغیر پڑھے کے انگریزی میں الہام ہوتے ہیں تو کیا بغیر پڑھے کے ناگری۔ سنسکرت نہیں جان سکتے؟

غلام احمد ۶۷ - جس کے لکھنے کا ماسٹر مرلیدھر صاحب کو وعدہ دیا گیا تھا۔ وہ یہ ہے ستیارتھ پرکاش ۱۸۷۵ء آٹھواں سمولاس صفحہ ۲۶۳۔

سوال جنم اور موت وغیرہ کس طرح ہوتی ہے۔ **جواب** - لنگ شریر یعنے جسم لطیف (روح) اور ستھول شریر جسم کثیف باہم ملکر جب ظاہر ہوتے ہیں تب اُس کا نام یعنے پیدائش ہوتا ہے۔ اور دونوں کی علیحدگی سے غائب ہو جانے کو موت کہتے ہیں۔ سو اس طرح سے ہوتا ہے کہ روح اپنے تناسخ سے گردش کرتی۔ اور اپنے افعال کی تاثیر سے گھومتے ہوئے پانی یا کسی اناج یا ہوا میں ملتی ہے۔ پھر جب ہوا یا پانی یا کسی بوٹی وغیرہ کے ساتھ مل جاتی ہے تو جیسے جس کے افعال کا اثر یعنے جتنا جس کو سکھ یا دکھ ہونا ضروری ہے خدا کے حکم کے موافق ویسی جگہ اور ویسے ہی جسم میں ملکے شکم مادہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ پھر جب حیوان یا انسان میں وہ غذا کے ساتھ اندر چلی جاتی ہے اُس کے جسم کے حصہ کی کشش سے اُسکا جسم بنتا ہے۔ اسی طریقہ سے جو پرمیشر نے مقرر کر رکھا ہے روح کے نکلنے کے بعد آفتاب کی

[5] یہ صاحب ہوشیارپور کے وکیل ہیں ان کے بیان میں جس عبارت پر لکیر ہے مرزا جی نے ارادتاً چھوڑ دی تھی نہایتی ماسٹر جی کے درج کی گئی۔

[1] یہ آریہ سماج کا چوتھا اصول ہے سچ کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ طیار رہنا چاہئے۔ صفحہ ۲۶ نیز خبط احمدیہ

نمبر ۵ - اعراف - فَاتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ترجمہ: پیچھے لگا اُسکے شیطان تو ہوا گمراہوں میں۔

نمبر ۶ - قصص - هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ترجمہ یہ ہوا شیطان کے کام سے بیشک وہ دشمن ہے بہکانیوالا۔

نمبر ۷ - عنکبوت - وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ - ترجمہ اور رجھایا اُن کو شیطان نے اُن کے عملوں کو اور روک دیا اُنکو راہ سے -

نمبر ۸ - زخرف وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ترجمہ اور نہ روکے تم کو شیطان وہ تمہارا دشمن ہے صریح۔

نمبر ۹ - محمد - اَلشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰى لَهُمْ ترجمہ شیطان نے بات بنائی انکے دل میں اور کئی وعدے دیے۔

نمبر ۱۰ - مجادلہ - اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ترجمہ قابو میں کر لیا اُن کو شیطان نے پھر بھلا یا - اُن کو ذکر خدا کے۔

نمبر ۱۱ - مجادلہ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ترجمہ وہی ہے جتھا شیطان کا جو شیطان کا جتھا ہے وہی خراب ہوتے ہیں -

نمبر ۱۲ - نساء وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ ترجمہ شیطان بولا کہ میں البتہ لونگا تیرے بندوں سے حصہ مقرر اور اُن کو بہکاؤں گا۔

نمبر ۱۳ - نساء وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ترجمہ اور جو توقع دیتا ہے اُن کو شیطان وہ سب دغا ہے۔

نمبر ۱۴ مائدہ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ترجمہ پلیدی ہے شیطان کے کام سے -

نمبر ۱۵ " اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ترجمہ شیطان یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور کینہ شراب سے جوئے سے اور روکے تم کو اللہ کی یاد سے -

نمبر ۱۶ - آل عمران اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ترجمہ سو اُن کو ڈگا دیا شیطان نے کچھ اُن کے گناہ کی شامت سے -

نمبر ۱۷ البقر وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ترجمہ اور مت چلو قدموں پر شیطان کے وہ تمہارا صریح دشمن ہے -

نمبر ۱۸ - یٰسین وَلَا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ترجمہ نہ پوجو شیطان کو وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے -

نمبر ۱۹ یٰسین - وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ترجمہ شیطان بہکا لے گیا تم میں سے بہت خلقت کو -

نمبر ۲۰ - صافات وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ترجمہ اور بچاؤ ہر شیطان سرکش سے -

نمبر ۲۱ - یوسف نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ترجمہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان نزاع کرادی -

نمبر ۲۲ یونس اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ترجمہ شیطان نے تم لوگوں سے بہتوں کو گمراہ کیا -

نمونہ تعلیم قرآن

عجب حالت ہے طرفہ ماجرا ہے — خدا شیطان ہے اور شیطان خدا ہے
کیا گمراہ دونوں نے جہان کو — لکھا قرآن میں یہ برملا ہے

خدا سے ہے وہ بہکانے کو مامور — عبث شیطان ملزم بن رہا ہے
خدا کے حکم کی کرتا ہے تعمیل — خدا ہی سے شرارت کی بنا ہے
پڑھو آیات قرآنی بخوبی — نتیجہ مومنو سوچو کہ کیا ہے
خدا کے واسطے یہ کفر چھوڑو — عبث کیوں جان سے پیارا کیا ہے
نہ ہم کہتے ہیں خود کہتا ہے قرآن — خدا شیطان ہے اور شیطان خدا ہے

اے محمدی بھائیو آپ اس قرآن کی محبت میں ایسے مست و مدہوش کیوں ہو گئے ہو ؟ ! خدا داد عقل و ہوش کو کیوں یک لخت کھو بیٹھے ؟ ! اُس عقل کل نے جو تمہیں سمجھ کا مادہ دیا ہے اُسے تعصب و نخوت کے سبب کیوں بیکار رکھ چھوڑا ہے ؟ ! کرمک شب تاب کی روشنی کو آفتاب سمجھنا اور آفتاب کی طرف سے خفاش کی طرح مونھ پھیر لینا کیا آپ کی سعادتمندی کے نشان ہیں (زمزم کے کھارے پانی کو آب حیات جاننا - اور گنگا کو اس سبب سے کہ ہندوستان میں ہے) بُرا ماننا کیا اسلامی حکمت کے فلسفی بیان ہیں ؟ ! ہوشو - تغافل مت بڑھ آریہ سنتان ہو کر ہندوؤں سے رشتہ داری توڑ دو - غفلت میں سونے کا زمانہ نہیں ہے تعلیم ترقی پر ہے تمہاری اولاد کی آنکھیں کھل رہی ہیں اب قرآن پر عملدرآمد کرنے کا زمانہ نہیں ہے - قرآن کے ہر ایک خوشے کو بلا لحاظ مذہب کے آریہ سماجیں نہیں - بلکہ خود تعلیم سائنس کالجوں کی پڑھائی اور فلاسفی بیخ دین سے اُکھاڑ رہی ہے - اگر کم سے کم بیس سال تک تعلیم کی یہی روز افزوں حالت رہی تو قرآن و اسلام پر بہت جلد وبال آئے گا - حال کی ذریعت ایسی کم عقل والی نہیں ہے کہ ان کو بہشتوں کے سونے کے کنگن - کھجوروں کے باغ اور غلافی موتی غلمانوں کے رخسانے یا ۷۲ حوریں پسند خاطر ہوں یا دودھ و شہد و شراب کے قرآنی نہروں کی تعلیموں پر مولوی لوگ طفل تسلی دے سکیں کیونکہ قطعہ

وقت علم ست و عہد دانائی — دور عقل ست و فلسفہ دانی
کن خدا از رفاقت اعراب — بہر تو گفتہ ست ایرانی
گر تو قرآں بدیں نمط خوانی — ببری رونق مسلمانی - راجی

فخر الہند آنریبل سید احمد خان صاحب پہلے وحی کی بابت امام فخر الدین رازی کا قول تفسیر کبیر سے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ یہ تقریریں ہمارے علمار قدیم کی اسی قسم کی تقریریں ہیں - جن پر آج لوگ ہنستے ہیں - اور قرآن مجید اور مذہب اسلام کو مثل اس تقریر کے لغو سمجھتے ہیں ،، (تفسیر احمدی صفحہ ۲۰ جلد اول سورۃ بقر ۱۲۹۵ھ علیگڈہ)

اب اسلام کے برخوردار بچوں کو دو حالتوں کا عنقریب سامنا آنے والا ہے بلکہ بہتوں کو آچکا - یعنی یا تو وہ تعلیم کے پلنے اور عقل کے حاصل کرنے اور علمی کتابوں کے دیکھنے سے اعرابی باپ دادوں کے خیالات کو یہ شعر پڑھ کر -

بعرب رفتنت مبارک باد — نہ چنیں رو کہ گاہے باز آئی

ٹھکانہ لگا دینگے بلکہ پارسل بنا کر بنام پوسٹ ماسٹر ڈاکخانہ اندرون بحر قلزم کے روانہ فرماوینگے - اور خود دہریہ ہو جاوینگے -

یا اگر خدا کی توفیق شامل حال رہی - اور عقل نے رہبری کی یا ستیارتھ پرکاش کا حصہ تعلیم قرآنی یا تکذیب براہین احمدیہ کو مطالعہ کیا یا نسخہ خبط احمدیہ کا استعمال کیا اور شراب و کباب سے فرصت ملی اور کچھ سعادت کا مادہ بھی موجود ہوا تو وید دلت پرماتما پرمیشر پر بھروسا رکھکر ست دھرم وید پر ایمان لاوینگے - اور آریہ بن جاوینگے - مگر دونوں صورتوں میں قرآن و عربوں کے پنجے سے نکل جاوینگے - آمین یا رب العالمین -

بات یہ واجب ہے ہر انسان کو — سوچنا چاہئے ضرور ایمان کو
جھوٹ ہووے گر جہاں میں مستحکم — چھوڑ دو ایمان سے بطلان کو

مرتک شرادھ و ترپن کو نہیں مانتے تھے دیکھئے وہ سندھیا کی پُستک جو سوامی جی نے بزبان سنسکرت بمبئی میں چھپوائی تھی اُس میں لکھا ہے۔ एनेषां सोम सदा दी-
नां श्रद्धया तर्प्यणां को यैर्विद्यमानानां श्रद्धया यत्क्रियते
तत् श्राद्धमत्ट स्य यं यत्क्रियते तत तत्र्प्पणां

ترجمہ سوم سدا بیٹھو بیچ وغیرہ صفات سے موصوف شردھا اور ترپت کے یوگ جو زندہ اور موجودہ بزرگوں کے واسطے جو شردھا سے کیا جائے وہ شرادھ ہے۔ اور جو ترپتی ارتھ کیا جائے۔ وہ ترپن ہے۔" (دیکھو سندھیا مطبوعہ بمبئی شروع سمت ۱۹۳۱ء انداپاہن مطبع رگناتھ کرشن جی صفحہ ۲۰ سطر ۱۸ جسکو آج ۱۵ سال ہوتے ہیں ستیارتھ اجراء ۱۸۷۵ء میں چھپا تھا جسکو آج ۱۳ سال ہوتے ہیں پس یہ پستک ستیارتھ پرکاش سے دو سال پہلے ہوا تھا۔

جواب نمبر ۴۔ منشی کنہیا لال صاحب سوامی جی کے اوس لیکچر کی بابت جو شہر ہاتھرس ۱۸۷۶ء میں مردوں کے شرادھ کی تردید پر تھا لکھتے ہیں کہ وہاں پر تمام لوگ (برہمن) انکا اُپدیش سنکر اپنی آمدنی کم ہوجانے کے خیال سے ڈر گئے کہ انہوں نے ہمارے ہی قوموں کو کھویا اور ہماری چڑیوں کو جال سے نکالدیا (دیکھو اُن کا رسالہ ماہوار صفحہ ۱۳۱، ۱۸۷۶ء ستیارتھ پرکاش سے ایک سال پہلے۔

جواب نمبر ۵۔ سنسکار ودھی مطبوعہ بار اول میں بھی مردوں کے شرادھ و پنڈ کرنے اور اُنکے پیچھے کی تردید موجود ہے چنانچہ وہاں لکھا ہے "تتہا جننک شوگ نورت نہ ہو۔ تب تک سرنیشٹ دو دانوں کے سنگ سے شوگ کو چھوڑ البوے اور اُن کو بھوجن آدمی سے پرسن کرے یہی پنڈ پردان اور شرادھ جاننا تتہا مرنے والا پورش جو دوسرا دان دھرم کے لئے کر گیا ہو۔ اُس کو دو بار برچار آدمی سے سو دنیش کہ ہت میں یتھاوت لگا دے۔ تتہا اوسکے مرے پیچھے جو کوئی دھرم ارتھ دیوے سو بھی اسے مارگ سے لگا دینا ہے" (صفحہ ۵۰ سطر ۱۴ سے ۲۰ تک۔

جواب نمبر ۶۔ پھر اُسی سنسکار ودھی میں ہے کہ مرتک سنسکار سب کی سماپتی ہوتا ہے یعنی گربھا دہان سے لیکر اس سنسکار تک سولہ سنسکار ہوتے ہیں اسکے سوا کوئی سنسکار نہیں ہے" (صفحہ ۹ و ۱۴۰) اور پتر کا ترجمہ بھی زندہ گیانی لوگ کیا ہے (صفحہ ۱۲۹) جس کو آج ۱۲ سال ہوتے ہیں۔

جواب نمبر ۷۔ وید بھاشیہ بھومکا میں بھی جو سمت ۱۹۳۳ میں تصنیف ہوئی تھی لکھا ہے۔ "اب تیسرا پتر یگ کہتے ہیں۔ اُس کے دو بھید ہیں ایک ترپن دوسرا شرادھ۔ ان میں سے جس کرم کرکے ودوان۔ دیو۔ رکھی۔ پتروں کو سکھ یکت (ترپت) کرتے ہیں سو ترپن کہاتا ہے۔ تتہا جو اُن لوگوں کی شردھا پورک سیوا کرتا ہے اسیکو شرادھ جاننا چاہئے۔ یہ ترپن آدی کرم ودمان (موجودہ زندہ) جیتے ہوئے پرتکش میں گھٹتا ہے مرے ہوؤں میں نہیں کیونکہ مرتکوں کا پرتکش ہونا اسمبھو ہے اسلئے انکی سیوا بھی نہیں ہو سکتی" (بھومکا صفحہ ۲۵۲ سطر ۲۳ سے ۲۷ تک۔ جس کو آج ۱۳ سال ہوتے ہیں۔

اسی طرح آریہ ابھی وِنے بالا مطبوعہ سمت ۱۹۳۲ کے صفحہ ۱۰ اور پنچ مہا یگیہ ودھی بھاشا مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے ۴۷ و ۴۸ پر بھی مرتک پتروں کے شرادھ۔ ترپن کی تردید موجود ہے۔

علاوہ ازاں پہلا ستیارتھ پرکاش پورا نہیں چھپا بلکہ تین سمولاس آخری اُس میں نہیں ہیں حالانکہ آخری تیسرے سمولاس میں صاف لکھا ہے کہ وہ بیٹے جلانے کے پیچھے (بعد) مرتک (مردہ) کے لئے کچھ بھی نہ کرنا چاہئے" (دیکھو ۹ و ۵ نمبر ۳۰ ۱۸۸)

ان مندرجہ بالا سات جوابات سے ہر ایک سمجھ بوجھ والا جان سکتا ہے کہ سوامی جی درحقیقت مردہ پتروں کا شرادھ و ترپن جایز نہیں جانتے تھے اور نہ مانتے تھے۔ ہاں پوپ جی نے چالاکی سے ہمیں نقصان پہنچانے کے واسطے وہ درج کردیا تھا۔ جس کی بابت جلد سوامی جی کی طرف سے بر وقت معلوم ہونیکے تردید کیگئی اور آیندہ کیواسطے احتیاط مزید کی گئی۔

مگر واضح ہو کہ یہ اعتراض مرزا جی کی اسلامی عقل سے نہیں۔ بلکہ مسٹر شیو نرائن کی فضلہ خوری ہے دیکھو رسالہ ۱۸۸۰ء صفحہ ۱۷۔ اور اُس کا جواب اسرار برہم ۱۸۸۱ء صفحہ ۵۳ و ۵۴)

غلام احمد۔ پھر شائد عرصہ ۱۲ سال کا یا کچھ کم و بیش ہوا ہوگا کہ پنڈت صاحب نے ایک اشتہار اپنا دستخطی کانپور میں مشتہر کیا تھا کہ اکیس شاستر ایشر کرت یعنے خدا کا کلام ہے پھر رفتہ رفتہ جیسے شاستروں کی خوبیاں پنڈت صاحب پر کھلتی گئیں اُن کو انسان کا کلام سمجھتے گئے یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں چار وید ایشر کرت رہ گئے اور باقی سب انسانی کتابیں ٹھہرائی گئیں۔ پھر اسکے بعد ویدوں کا حصہ جسکو برہمن کہتے ہیں انکی نظر میں صحیح ثابت نہیں ہوا۔ تو آخر اسکو بھی ایشر کرت سے باہر کردیا اور صرف اُسکے دوسرے حصہ سنگتا منتر بھاگ کو الہامی سمجھا گیا۔ کاش پنڈت صاحب ایک دو سال اور بھی جیتے۔ تا ان نوخیال آریوں کو چاروں ویدوں سے آزاد کر جاتے۔

تردید۔ یہ بیان ملا یا بہتان ہے۔ جس میں راستی کا ذرہ نشان نہیں اسواسطے ہم دلایل ذیل سے اُسکا رد کرتے ہیں۔

دلیل اوّل جو مباحثہ مابین پنڈتان بنارس سری سوامی جی مہاراج کے کارتک سُدی ۱۲ سمت ۱۹۲۶ مطابق ۱۷ نومبر ۱۸۶۹ء کے بنارس میں ہوا تھا ایک لایق پادری صاحب اسکی کیفیت تحریر کرتے ہوئے بعنوان ہندو ریفارمر کے فرماتے ہیں جن جن کو وہ (سوامی دیانند) بطور شاستر کے مانتے ہیں۔ وہ تعداد میں اکیس ۲۱ ہیں نمبر ۱ سے ۴ تک چار وید نمبر ۵ سے ۸ تک چار اُپوید نمبر ۹ سے ۱۴ تک وید انگ نمبر ۱۵۔ اپ نشد نمبر ۱۶ شاریرک سوتر نمبر ۱۷ کاتیاین سوتر نمبر ۱۸ یوگ بھاشیہ نمبر ۱۹ واکوواک نمبر ۲۰ منوسمرتی نمبر ۲۱ مہابھارت منجملہ انکے ویدوں کو اسواسطے مانتے ہیں کہ وہ خود ایشور کے واکیہ ہیں اور باقی سب اسواسطے کہ یا وہ ویدوں پر مبنی ہیں یا اُن میں انکا ذکر ہے۔

اسی طرح وہ ہر ایک چیز مسئلہ کو جنکا ویدوں میں صاف نشیدھ ہے یا صریح طور پر اُنمیں اس کی اجازت نہیں۔ تردید کرتے ہیں" (دیکھو کرسچن انٹیلیجنسر کلکتہ جلد نمبر ۴۰ صفحہ ۳۰۴ سطر ۱۲-۱۳ انگریزی مطبوعہ مارچ ۱۸۷۰ء) جسکو آج ۲۰ سال ہوتے ہیں)۔

دلیل دوم۔ اسی طرح شاستر ارتھ ہگلی مابین پنڈت تاراچرن شاستری اور سوامی جی کے سمت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۳ء میں ہوا تھا اُس میں سوامی جی نے ویدوں کو سناتن اور ایشوری دیا مانا ہے اور پنڈت جی کو مباحثہ میں قایل کرایا (دیکھو وگوجی آرگ حصہ اول صفحہ ۲۰ سے ۵۰ تک) جس کو آج ۱۷ سال ہوتے ہیں۔

دلیل سوم۔ اسی طرح مباحثہ بمبئی جو مابین پنڈت رام لال جی شاستری کے پوری اور سوامی جی مہاراج کے سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ہوا تھا اُس میں سوامی جی نے ویدوں کو ایشور کرت اور ستا پرمان مانا ہے۔ (دیکھو وگوجی حصہ سوم صفحہ ۳۳۸ سے ۳۴۴ تک جس کو آج ۱۴ سال ہوتے ہیں)

دلیل چہارم۔ ستیارتھ پرکاش مصنفہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۸۳ کی سطر ۲ سے ۴ تک اور صفحہ ۸۴ کی سطر ۱ سے ۱۲ تک اور صفحہ ۱۸۴ سے ۲۵۲ تک نہایت عمدگی اور معقولیت سے ویدوں کو ایشور کا گیان ہونا مع تشریح دلائل و فضایل کے بیان کیا ہے۔ جس کو آج ۱۴ سال گذر چکے ہیں۔

کرنوں کے ساتھ اوپر کو کھنچی جاتی ہے۔ اور پھر دیاند کے نورئے ساتھ (اُس کی طرح) زمین پر کسی بوٹی وغیرہ پر گرتی ہے۔ پھر بموجب طبقہ مذکورہ بالا جسم اختیار کرتی ہے۔"

یہ پنڈت صاحب کی عبارت ہے جو ہم نے ستیارتھ پرکاش سے نکالکر اسجگہ لکھی ہے اب ہم ماسٹر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیوں صاحب ابھی سچ اور جھوٹ کی تمیز ہوتی یا نہیں اسوقت ذرا آپ فرمائیں تو سہی کہ آپکے دل کا کیا حال ہے کیا وہ آپکا قول سچ نکلا کہ مضمون مذکورہ بالا ستیارتھ پرکاش میں کسی جگہ نہیں افسوس۔

تردید یا افسوس صد ہزار افسوس مرزا صاحب جہلا کی آنکھ میں خاک ڈالکر دن کو اندھیر مچاتے ہیں۔ اور اسپر الہامی ہونے کا دعوےٰ ع چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ ستیارتھ پرکاش میں یہ عبارت اوس کی طرح بالکل نہیں ہرگز نہیں ہے وہاں کی اصل عبارت یہ ہے پیدایش جنم اور مرن آدک کسی پرکار سے ہوتا ہے اوتر لنگ شریر اور ستھول شریر کا سنجوگ سے پرگٹ کہ جو ہونا اُس کا نام جنم ہے۔ اور لنگ شریر تہا ستھول شریر کا ویوگ ہونے سے اپرگٹ کا جو ہونا اُس کا نام مرن ہے۔ سو اس پرکار سے ہوتا ہے کہ جیو اپنے کرموں کے سنسکاروں سے گھومتا ہوا جل۔ داکو ائی اوکھشدی میں اتھوا وایو میں ملتا ہے پھر جیسا جیسے کرموں کا سنسکار رہتا ہے سکھ دا دکھ جتنا جسکو ہونا اوشیہ ہے پرمیشور کی آگیا کے انکول ویسے ستھان اور ویسے ہی شریر میں ملکے گربھ میں پرویش ہوتا ہے۔ پھر جس میں وہ ملا اُسکے ادیوں کے اگر کہن میں شریر بنتا ہے جیسے کہ پرمیشر نے نیکتی رچی ہے۔ پھر جب مرن ہوتا ہے۔ تب استھول اور لنگ شریر کا ویوگ ہوتا ہے سو ستھول شریر سے لنگ سریر نکلکے باہر جو وایو اُس میں ملتا ہے پھر وایو کے ساتھ جہاں جہاں گھومتا ہے۔ کبھی سوریہ کے کرنوں کے ساتھ اونچی اور چندرماں کے کرنوں کے ساتھ نیچے آجاتا ہے۔ اہتو وایو کے ساتھ۔ نیچے اوپر۔ اور مدہ میں رہتا ہے پھر اوکت پرکار سے شریر دھارن کرلیتا ہے (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۰۴ سطر ۵ سے اخیر تک۔ اور ۳۰۶ کی سطر ۳ تک)

ناظرین خود ہی انصاف کریں کہ قرآنی تعلیم کی برکت سے حضرت نے کسقدر چالاکی کی۔ اور کہاں ہی الہامی کا بیدے سے اصل عبارت کو راستی سے صحیح صحیح نقل کیا اُن کی جس عبارت پر ہنسے خط کھینچے گئے ہیں۔ وہ بیشک ستیارتھ پرکاش میں ہے اور جن پر نہیں قطعی غلط ہیں حق و باطل (وید و قرآن) کی تمیز کے واسطے ہمنے اصل عبارت سرمہ ستیارتھ پرکاش کی درج کردی آنکھ والے اُنکی ایمانداری کا اندازہ کرسکتے ہیں بہت سی عبارت حضرت نے اپنی طرف سے لکھی از انجملہ یہ بھی کہ "اوس کیطرح زمین پر کسی بوٹی وغیرہ پر گرتی ہے" نہ تو یہ عبارت ستیارتھ پرکاش میں ہے اور لنگ شریر کا ترجمہ روح ہے اگر مرزا درحقیقت راستی کا طالب ہے تو اس ایک بات پر ہی سچ اور جھوٹھ کی تمیز ہو سکتی ہے۔ اگر صادق ہو الہامی بیار و بیا ہم مرزا صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اس کا ثبوت دیں کہ یہ ستیارتھ پرکاش میں کہاں ہے کہ روح اوس کی طرح زمین پر کسی بوٹی وغیرہ پر گرتی ہے۔ ہمیں غالب یقین ہے کہ مرزا صاحب یا اُنکے دوست وکیل۔ طبیب۔ ا ب س د وغیرہ اس کا جواب اسرافیل کے نرسنگا پھونکنے تک بھی نہیں دیسکیں گے۔

غلام احمد ٦٩۔ چنانچہ پہلے اونہوں نے اپنے ستیارتھ پرکاش میں جو وید بھاشیہ کے مشتہر کرنے سے پہلے لکھی گئی ہے صفحہ ۴۱۲ میں لکھا تھا۔ کہ پتروں سے جو کوئی جیتا ہو اُسکی سیوا کرے۔ اور جتنے مرگئے ہوں اُن کا تو ضرور کرے۔ اور پھر چند ایک دلائل بھی بیان کئے ہیں لیکن پھر مدت کے بعد اونہوں نے اشتہار دیا کہ یہ سہو کاتب ہے گویا کاتب نے اپنی طرف سے ایک صفحہ مع دلائل و فوائد کے لکھ مارا۔ اور پنڈت صاحب سوتے رہے انہیں کچھ خبر نہیں۔

تردید۔ پتروں کے تربن شرادہ کی بابت جو پہلے ستیارتھ پرکاش میں ہے اُس کی رد میں ہمارے پاس جوابات ذیل ہیں۔

جواب نمبر ۱۔ سوامی جی اصل رہنے والے گجرات کاٹھیاواڑ کے تھے مادری زبان گجراتی ہونے کے کارن ۱۴-۱۵ سال تک برابر سنسکرت بولنے اور بھاشا کا ابھیاس کرنے کے سبب۔ ہندی اور خصوصاً برج بھاشا کا پربھاؤ (واقفیت) نہ ہونے کے باعث سے اُسکو کم سمجھتے تھے چنانچہ اس کا ثبوت ایک بڑے مشہور واقعہ سے بھی اچھی طرح ہوسکتا ہے کہ ایک دفعہ بنارس میں (سماجوں کے وجود سے بہت پہلے جبکہ ستیارتھ پرکاش کا خیال بھی نہ تھا) آپنے ویاکھیان دئیے۔ زبان صرف سنسکرت تھی۔ ویاکھیان کا مضمون مورتی پوجن اور مرتک شرادہ تربن کی تردید تھی۔ تین مہینہ روز ویاکھیان ہوتے رہے سامعین ہزاروں تھے۔ مگر ٹھیک سمجھنے والے فیصدی ایک دو پنڈت لوگ جب ویاکھیان ختم ہوتا تھا۔ پنڈت صاحبان عام لوگوں کو بھاشا میں سمجھا دیا کرتے تھے کہ سوامی جی مورتی پوجا کا ثبوت اور شرادہ تربن کی خوبیاں بتلاتے ہیں جس کو سنکر لوگ خوش و خرم ہو جاتے تھے۔ جب سوامی جی نے دیکھا کہ اُن کے ویاکھیانوں سے بنارس جیسے بیت الصنم میں لوگ زردہ نہیں ہوتے۔ تو حیران و متفکر ہوئے۔ کہ اس کا باعث کیا ہے۔ آخرالامر اُن پنڈتوں سے ایک حق پسند پنڈت نے جسکو اُنکے ویاکھیانوں سے بہت کچھ فائدہ ہوا تھا۔ سنسکرت میں عرض کی کہ مہاراج! آپ تو کچھ اور کہتے ہیں اور پنڈت صاحبان لوگوں کو الٹا سمجھا دیتے ہیں۔ تب سے سوامی جی نے وہاں ویاکھیان بند کرکے بھاشا کا استعمال شروع کیا مگر ایک مشکل پھر پیش آئی کہ کثرت سفر کی وجہ سے نہ تو خود ایک جگہ رہ سکے اور نہ پروف دیکھ سکے۔ چونکہ اُن دنوں بھاشا لکھنے والے اور مترجم بلکہ تمام درستی کرنے والے پوپ جی مہاراج تھے۔ اُنکے برخلاف پنڈت وائیں کا ہی انتظام دنگرانی پھر کسی جگہ تغیر و تبدل کرکے کمی و بیشی کردینا کونسا دشوار ہے اور کیا کوئی تھوڑی عقل والا بھی انکار کرسکتا ہے کہ ایسا ہونا محال ہے بقول سعدی۔ ؎

ملحد گرسنہ در خانۂ خالی بر خوان
عقل باور نکند کز رمضان اندیشد

کیا بیاس جی کے نام سے ان حیلہ پردازوں نے ۱۸ پوران ۱۸ اپ پوران نہیں بنالئے کیا بششٹ جی کے نام سے جوگ بششٹ اُنہوں نے نہیں بنایا؟ دور کیوں جاتے۔ ابھی ایک سو برس کا عرصہ بھی نہیں گذرا کہ نارد جی کے نام سے ان لوگوں نے ست نارائن کی کتھا بنالی۔ ابھی سوامی جی سے مباحثہ میں ہار کر گیا اونہوں نے آئندہ جاہلوں کے بہکانے کے واسطے یہ ماتما اپ نشد برہماجی کے نام سے نہیں بنائی۔ اگر یہ سب واقعات آفتاب کیطرح ظاہر ہیں تو پھر اس طرح کی جعلسازی کردینے میں کیا کوئی شک کرسکتا ہے۔

ہاں جن دنوں ستیارتھ پرکاش چھپ کر پہنچا تھا سوامی جی اندنوں چاند دکھ میں تھے اور اتفاقاً مرتک شرادہ کی تردید میں ویاکھیان تھا ستیارتھ پرکاش میں چھپے ہوئے اس غلطی کو دیکھکر نہایت افسوسناک ہوئے اور اُسی وقت اشتہار جاری کردئے کہ یہ کسی پوپ جی نے شرارت کی ہے غلطی سے چھپ گیا ہے چنانچہ اُسی اشتہار کی ایک نقل وید بھاشیہ کے انک نمبر ایک صفحہ پر چھپ کر مشتہر ہو گئی۔

جواب نمبر ۲۔ سری مان راجہ جیکشن داس صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی جن کی معرفت پانچ سو دیوگ سے ستیارتھ پرکاش دفعہ اول طبع ہوا تھا انہیں کیطرف سے اُسی ستیارتھ پرکاش کے دیباچہ میں اشتہار بھی ہے۔ چھاپنے میں شیگہرتا (جلدی) کے کارن بہت اشدھتا (غلطیاں) رہ گئی ہیں آشا ہے کہ سجن لوگ اس اپرادہ کو کہما (معاف) کرینگے (صفحہ ٹائیٹل پیج کی پشت)

جواب نمبر ۳۔ اب یہ بتلاتا ہوں کہ ستیارتھ پرکاش سے پہلے ۱۸۷۵ء سے پہلے بھی سوامی جی

وکیل امرتسر میں بھی چھپی تھی۔ پھر اُسی اخبار میں لکھا تھا۔ کہ اب پنڈت صاحب فرماتے ہیں کہ اب میں نے عقیدہ تناسخ کو اختیار کر لیا ہے جو پہلے نہیں تھا۔

تردید۔ جیسا یہ بیان جھوٹ کا طوفان ہے ویسا ہی اسکا ثبوت بھی۔ کہ وکیل ہند اخبار میں ایکمرتبہ چھپی تھی۔ بھلا حضرت اُنکا اس سے تعلق کیا تھا۔ کیونکہ سوامی جی اردو۔ انگریزی فارسی۔ عربی تو جانتے نہ تھے۔ اور نہ پادری صاحب اڈیٹر وکیل ہند سنسکرت یا ناگری جانتے ہیں۔ پھر وہ اُس کی کارسپانڈنٹی کس طرح کر سکتے تھے۔ چونکہ کوئی حوالہ نہیں دیا۔ اس واسطے تمام بارِ ثبوت اِسکا آپکے ذمہ ہے۔ دیوانہ کی بڑ ہانکنے سے کچھ فایدہ نہیں مگر ہم آپکے اِس وسوسہ باطلہ کو بھی دور کرنا ضروری جانتے ہیں اس واسطے ثبوت ذیل پیش کرتے ہیں۔

(۱) ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں بھی تناسخ کا ذکر موجود ہے اور سوامی جی کو اس کا اقبال ہے۔

(۲) مباحثہ چاندا پور میں بھی تناسخ کا صاف ذکر بلکہ ثبوت موجود ہے جو کہ سمت ۱۹۳۳ میں ہوا تھا۔

(۳)۔ ستیاستیہ ببیک مباحثہ بریلی میں بھی جو ۱۸۷۹ء میں ہوا تھا اس کا مفصل ثبوت موجود ہے۔

سوامی جی نے کبھی تناسخ کا انکار نہیں کیا بلکہ اس قدر معترف اعلےٰ اصول سے کبھی ہندو یا نرکو بھی انکار نہیں مگر سوامی جی نے تو اِس کا صدہا محمدیوں کو بھی قایل کر دیا۔ بس انکی نسبت آپکا یہ وسواس باطلہ سراپا ورگزاف اور حق کے خلاف ہے۔

غلام احمد ۱۷۳۔ بلکہ پنڈت دیانند کے دل نے بھی اس کو قبول نہیں کیا۔ لالہ شرمپت آریہ اسی جگہ قادیان کے رہنے والے نے میرے پاس بیان کیا کہ میں نے روحوں کی پیدائش کے بارے میں دیانندجی سے دریافت کیا۔ تو لگے باتیں بنانے اور فرمایا کہ پہلے جو ہو چکا سو ہو چکا آئندہ اگر پیدا کرنا ہی چلا جاوے تو اتنا بڑا وسیع مکان کہاں سے لائے جس میں جیو رہا کریں اب دیکھو کہ اس تقریر میں ناچار ہو کر دیانند نے اسقدر مان لیا کہ اول پرمیشر نے ضرور روحوں کو پیدا کیا تھا لیکن آیندہ اِس غرض سے پیدا کرنے سے دست کش ہے کہ کوئی ایسا بڑا مکان اُسکے پاس نہیں ہے۔

تردید۔ پہلے اِس کی تصدیق کے لئے ۱۵۔ اکتوبر ۱۸۸۶ء کو لالہ شرمپت رائے صاحب کے نام ایک خط روانہ کیا۔ جس کا جواب (مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۸۶ء) موصول ہوا۔ سچ اور جھوٹ کی تحقیق کے لئے ہم ہر دو خط بجنسہ نقل کرتے ہیں۔

مشفقی لالہ شرمپت رائے صاحب نمستے۔ غلام احمد نے سرمہ چشم کے صفحہ ۱۷۳ پر لکھا ہے کہ کہ لالہ شرمپت رائے نے میرے پاس بیان کیا کہ سوامی جی سے روحوں کی پیدائش کے بارہ میں میں نے دریافت کیا تو وہ باتیں بنانے لگے اور فرمایا کہ پہلے ہو چکا آیندہ اگر بھی چلی جائے۔ تو اتنا بڑا وسیع مکان کہاں سے لائے جس میں روحیں رہا کریں۔ چونکہ آپ دوست ہیں۔ امید کہ اِس بات کی اصلیت سے آگاہ فرما دیجئے۔ کہ اگر سوامی جی سے آپ کی باتیں ہوئیں تو وہ کیا تھیں بہت جلد جواب سے سرفراز فرما دیں۔ لیکھرام اڈیٹر آریہ گزٹ فیروزپور ۱۵۔ اکتوبر ۱۸۸۶ء

جناب مکرم و معظم پنڈت لیکھرام جی زاد عنایتہٗ۔

بعد نمستے۔ گذارش کہ کارڈ آپکا پہنچا حال معلوم ہوا۔ میرا لاہور میں مدام تبسیر چلے جانے کے سبب اور کچھ غفلت اور کچھ مشغول کاروبار کے باعث جواب میں دیر ہوئی۔ معاف رکھیں۔ پنڈت صاحب بعض لوگوں کا یہ اصول ہے کہ بپاسِ خاطر قوم یا مذہب کا سنبھلنا یا سنبھلنا خود انسان کے اختیار میں نہیں ہے (صرف کوشش شرط ہے) جس جگہ راستی ہوگی وہاں ہمیشہ فتح ہوگی۔ پھر انسان کیونکہ واقعہ کے برخلاف بیان کر کے گناہ کا بوجھ سر پر اٹھاوے جو لوگ قوم یا برادری کے خوش کرنے کے لئے راستی کی پرواہ نہیں کرتے سخت غلطی میں ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ کس کے خوش کرنے کے لئے اپنے پرمیشور مالک حقیقی کو ناراض کرتے ہیں مبارک ہے وہ شخص جس کا دل اور زبان ایک ہے۔ پنڈت صاحب آپکے سوال کا جواب لکھتا ہوں اگر میرے حافظہ میں غلطی نہیں ہے تو صحیح اس طرح پر ہے۔ پہلے پہل سوامی جی کے درشن مجھے امرتسر میں ہوئے تھے۔ کوٹھی میں تنہا ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے عرض کی کہ مرزا غلام احمد ساکنہ قادیان نے کچھ کچھ اعتراض جیو انادی کے بارے میں اخباروں میں شایع کئے ہیں آپنے کچھ اُس کا جواب دیا ہے۔ فرمانے لگے کہ اگر ہم اس طرح عام لوگوں کا جواب دینے لگیں تو ویدبھاش کا کام درمیان ہی رہ جائیگا جو ہماری زندگی کا اعلےٰ مقصد ہے۔ میرے بعد تم کو کون دیگا وہ روبرو آ کر گفتگو کیوں نہیں کر لیتا۔ میں نے آگے کچھ جواب نہ دیا۔ اور پرش وغیرہ پوچھتا رہا۔ اسی وقت اُنکے لینے کے لئے گاڑی آگئی۔ پھر انہوں نے بگیہ میں جا کر گائے کے فوائد میں ویاکھیان دیا جس کو میں نے بھی جا کر سُنا۔ پھر دوسری مرتبہ کچھ عرصہ کے بعد لاہور میں سوامی جی کو میں بہت تلاش اور ڈھونڈھ کر ملا۔ میں نے عرض کی کہ مرزا غلام احمد کے اعتراضوں نے جو جیو انادی کے بارہ میں ہیں بعض ممبران سماج قادیان کے دلوں میں کچھ وسوسہ پیدا کر دیا ہے۔ پنڈت صاحب اصل میں مجھے ہی خود منظور تھا ایک شخص اور میرے ساتھ شریک تھا فرمانے لگے کہ اگر ایسے واہی تباہی اعتراضوں پر ممبران آریہ سماج کا یہ حال ہے۔ تو پھر ترقی سماج ہو چکی یہ عاجز پھر خاموش رہا شاید اُسوقت بھی تنہا سوامی جی کوٹھی میں حقہ پی رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں وہاں سے چلا آیا۔ زیادہ اس سے مجھ کو کچھ علم نہیں ہے مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا ہے یہ اُن کی سینہ زوری ہے۔ راقم خاکسار شرمپت رائے از قادیان مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۸۶ء۔

غلام احمد۔ پنڈت دیانند کو اپنی عمر کے آخری حصہ میں وید کی ایسی ایسی تعلیموں کی نسبت بہت کچھ شکوک اور شبہات پڑ گئے تھے بلکہ رسالہ دھرم جیون ۱۵ جولائی ۱۸۸۳ء میں لکھا ہے کہ پنڈت صاحب نے [illegible] وقت اشاروں کنایوں سے بھی معزز برہمو صاحبان کو سمجھا گئے۔ کہ اب میرا ایمان ویدوں پر نہیں رہا میں کہتا ہوں۔ کہ پنڈت صاحب تو پنڈت صاحب ہی تھے۔ ایسے وید پر کسی منصف مزاج کا ایمان نہیں رہ سکتا بلکہ کون آدمی ایسا دل کا اندھا ہے جس کو یہ موٹی بات بھی سمجھ میں نہ آسکے۔

تردید۔ اے ناظرین دیکھئے یہ کیسا صریح جھوٹ از قبیل دروغ گویم بر روئے تو ہے۔ سوامی جی کا لاہور تشریف لاتا اور ایک عرصہ تک ٹھہرنا۔ اور ہر روز ویاکھیان دینا اور خود برہمو مندر میں کئی ویاکھیان دینا۔ اکثر برہموؤں کا اُنکے مبارک اور سچے اُپدیش سن کر آریہ ہو جانا اور ایک سخت ماتم برہمو سماج میں برپا ہونا۔ اور آریہ سماج کا قیام ظہور میں آنا لاہور میں اُن کی موجودگی میں ہوا مگر کسی نے سوائے مسٹر شیونراین اڈیٹر دھرم جیون کے اس بات کا ذکر تک نہیں کیا۔ سوامی جی کا خاص برہمو مندر میں یہ لیکچر ایک ویدوں کے کلام الٰہی ہونے پر اور دوسرا ثبوت تناسخ پر دینا ہزاروں لاہوری اسی جانتے ہیں جس سے خود ہی مسٹر مذکور کے بیان کی تردید ہو رہی ہے علاوہ برآں ایسے لچر اعتراضوں کے دنداں شکن جواب رسالہ مسٹریز آف برہموازم یعنی اسرار برہم پنتھ میں ہمارے مہربان دوست نے دیدیئے ہیں ہر ایک شخص مطالعہ کر سکتا ہے یہ اعتراض ایسا ہی ہے جیسے کوئی پادری کہے کہ محمد صاحب مرتے وقت چند معزز عیسائیوں کو کان میں کہہ گئے تھے کہ دین اسلام مجموعہ خطا ہے اور قرآن سراپا افترا مسیح فرزند کبریا ہے اور میرا اُس پر دلی بھروسہ ہے بائبل پر میرا ایمان ہے اور قرآن سراپا بہتان ہے اور کوئی یہودی کہے کہ محمد صاحب تو محمد صاحب ہی تھے۔ اسلام و قرآن پر کسی منصف مزاج کا ایمان نہیں رہ سکتا بلکہ کون ایسا دل کا اندھا آدمی ہے جس کو ایسی موٹی باتیں (اغلاط قرآن) بھی سمجھ میں نہ آسکیں غالب یقین ہے کہ کوئی محمدی ایسی بات کو نہ مانے گا۔

غلام احمد ۱۷۴۔ حاشیہ پنڈت دیانند قائم الرائے آدمی نہ تھا اور فطرت سے اُسکو ایک موٹی عقل ملی تھی جسکی وجہ سے وہ دوسروں کی بات کو تو کیا سمجھتے اپنی رائے کے آخری نتائج سے بھی اکثر بے خبر رہتے تھے یہی وجہ تھی کہ اُنکے خیالات ایک ہی مرکز پر قایم نہیں رہ سکتے تھے۔

دلیل پنجم۔ دس اُپ نشد خود ویدوں کو ایشور کرت مانتے ہیں۔ شاستر وید کو الہام کے قایل ہیں۔ تمام دھرم شاستر بھی ویدوں کو سوتہ پرمان مانتے ہیں۔ مہابھارت و راماین وغیرہ ہمارے بیان کے مصداق ہیں۔ پس سوامی جی جو وید مقدس کے رشی (فاضل اکمل) تھے کب ممکن ہے کہ ایسا کہہ سکیں (مفصل دیکھو صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج نمبر ۱)

دلیل ششم۔ چاروں برہمن خود ویدوں کو سچا الہام اور ایشور کا گیان فرماتے ہیں اور خود رشی کرت اور ویدک تفسیر ہونے کے قایل ہیں (دیکھو شت پت برہمن کانڈ ۱۴ برہمن ۷ وانک ۷ سے ۱۱ تک)

دلیل ہفتم۔ علاوہ براں وہ اشتہار بوجوہات ذیل بے اعتبار ہے۔

(۱) اُس میں غلطیاں ہیں اور کوئی غلط چیز قابل اعتبار نہیں بلکہ غلط ہے (دیکھو اُسی رسالہ کا صفحہ ۸۴)

(۲) ماسٹر مرلیدھر صاحب نے خط اور ایک جسٹری کارڈ شیونراین کے نام بھجوایا خط لیلیے اور کارڈ رجسٹری فارورڈ کر دیا جس میں درج تھا کہ اگر کوئی اشتہار ہے تو تاریخ اشتہار یا سوامی جی کے قلمی دستخط اُس میں ہیں یا نہیں اور آپ چند معزز آدمیوں کے سامنے بتلا سکتے ہیں یا نہیں مگر جواب کسی کا بھی نہ دیا یا غالباً نہیں دیسکے جس سے خود ظاہر ہے کہ کچھ فریب ضرور ہے پس قابل اعتبار نہیں۔

(۳) صفحہ ۹۸ پر خود معترض نے بھی اقبال کیا ہے کہ آریہ سماج قایم کرتے وقت صرف منتر بھاگ کو ایشور کی تصنیف بتلا گئے"! اور سوامی جی نے پہلا سماج بمبئی میں قایم کیا جسکو آج ۱۵ سال گزر گئے پس اگر خدانخواستہ اس اشتہار کو صحیح بھی مان لیں حالانکہ خود شیونراین بھی غلط مانتا ہے تو بھی آریہ سماج کے وجود پر کچھ بھی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ آیالیان آریہ سماج نو سوامی جی کو خدا یا خدا کا اوتار یا پیغمبر نہیں مانتے بلکہ آچاریہ یا اپدیشک جانتے ہیں حالانکہ وہ ابتدائی زندگی سے کبھی برتی پوجک کبھی طالب علم کبھی نیایک کبھی ویدانتی رہے اور آخرکار اچھی طرح سوچ بچار کر سب کی خرابیاں جانکر اور کامل غور و پڑتال کے بعد ست دھرم کو مانکر جگت اُدھار پر کمربستہ ہوئے آپکے بندوں کی طرح پیغمبر ہو کر خود غرضی یا بیہوش ہو کر ایسا نہیں کیا پس وہ بیشک سچے پرمیشور کے بندے راستی پر کاربند آریہ رشی تھے اُن کی اوپکار و صداقت کے اظہار کو ؎

اگر ہر موئے من گردد زبانے ۔۔۔ از و رانم ہر یک داستانے

نیارم گوہر شکر او سفتن ۔۔۔ ہر موئے ز احساں او گفتن

سوامی جی چاروں ویدوں کو ہی ایشور گیان مانتے تھے۔ اور انہیں کو دنیا کی رہنمائی کا ذریعہ۔ کبھی کسی اور گرنتھ کو ایشور کرت نہیں مانا۔ بلکہ نہایت معقولیت سے بحوالہ خود وید مقدس کے اوروں کی تردید کر کے راستی کا اثبات فرمایا۔ اور ہندوستان کو ضلالت سے نکالکر راہ راست پر لایا۔ ہم قانون قدرت ذوالجلال کے شاکی نہیں ہیں جو اور نہ انتظام ایشور میں کسی قسم کا عذر کرتے ہیں ورنہ بقول آپ کے ایک دو سال اور بقول لایق جینی کے ۷ یا ۸ سال

حاشیہ ۵؎ برہمنوں کی نسبت الہامی ہونیکا دعوے ایسا ہی بے بنیاد ہے جیسا کہ فیضی کی بے نقط کتاب سواطع الالہام و موارد الکلام کو فیضی کا قرآن جاننا حالانکہ سوائے چند جہلاء کے کوئی عالم اسکا قایل نہیں یعنے یہی برہمن ناطب وید خود ویدوں کی تفسیر کہلاتے ہیں اور ایک جگہ بلکہ صدہا جگہ قایل ہیں مگر خود غرض لوگ انہیں خدانخواستہ وید بناتے ہیں جو سراپا محال ہے۔

۶؎ یہ جینی صاحب لالہ ستارام جی رئیس نکوڑ ضلع سہارنپور ہیں آپ جین دھرم کے واقفکار اور ہر طرح پکے جینی ہیں۔ سوامی جی کی وفات سے چند روز بعد آپ پنڈت منگل سین جی رئیس انبہٹہ ضلع سہارنپور کو ملے اور سوامی جی کی خیر و عافیت پوچھی۔ انہوں نے درجواب کہا کہ وہ مہاراج تو ۳۰ اکتوبر ۸۳ء کو مقام اجمیر فوت ہو گئے ہیں۔ آپنے نہایت افسوس کیا۔ اور کہا کہ اب دید دھرم کا تنزل نہیں ہوگا

اور زندہ رہتے تو مورتی پوجا کا خاتمہ اور اسلام کا فاتحہ۔ اور جینی دھرم میں ایک سخت جلجلہ آجاتا اور خود غرض برہمنوں کا اگو پہلے ہی سے بوریا بندھنا ہو چکا ہے) ملیا میٹ ہو جاتا اور وید ودیا کی وہ روز افزوں ترقی ہوتی کہ جو موافق و مخالف کو حیران کرتی جس کام کو آج ہم لاکھوں آریہ کر رہے ہیں۔ وہ ایک ہی مرد میدان رضا کافی تھا۔ ہاں اگر حضرت عثمان جامع القرآن چند سال اور تخت خلافت پر قایم رہتے تو پھر قرآن کی خیر نہ تھی غالباً مہر باقی کر کے مثل اور صحائف کے اس مصحف کو بھی تقویم پارینہ کیطرح منسوخ کر جاتے۔ یا اگر محمد صاحب زندہ رہتے تو بس منسوخ ہوتے ہوتے تمام قرآن کا خاتمہ بالخیر ہو جاتا اور بلکہ لشیا بس صفحہ سے نجات پا تا یہ اعتراض بھی دھرم جیون کا وز ویدہ شیونراین کی یا وہ گوئی کا ریزہ چکیدہ (دیکھو دھرم جیون جنوری ۱۸۸۶ء صفحہ ۵ کا آخری نوٹ اور اُسکے رسالہ مطبوعہ ۱۸۸۷ء کا صفحہ ۸۴)

غلام احمد ۷۔ اتھرون وید کا قصہ تو جلد پاک ہو جاتا۔ کیونکہ اُس کی نسبت تو پہلے ہی بعض ہندوؤں کا خیال ہے کہ وہ برہمن پتک ہے اور تین بیدوں میں اسکا کہیں ذکر نہیں۔

تردید۔ اگرچہ ہم چاروں وید و نیز اتھرون کا الہامی ہونا ہر اتکذیب براہین احمدیہ میں اچھی طرح ثابت کر چکے ہیں۔ اور معقول دلایل سے بتلا چکے ہیں کہ اس قسم کے بے بنیاد الزام ناکارہ ہی نہیں بلکہ بات بات میں ناکام ہیں مگر اس جگہ ہم ایک ور منتر یجر وید کا درج کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ یجر وید ادھیا ۱۹ منتر ۵۰۔

अङ्गिरसो नः पितरो नवग्वा अथर्वाणो भृगवः सोम्यासः ।
तेषां वयं सुमतौ यज्ञियानामपि भद्रे सौमनसे स्याम ॥

य॰ अ॰ १९ मं॰ ५०

ترجمہ۔ جو برہمانڈ (تمام جگت) کی زمین وغیرہ حصوں کے ودیاؤں کے جاننے والے اور ودیا کو پڑھ کر اُن سے اپنک پدرکار کے نیکے فائدہ حاصل کرنیوالے۔ پراودیا رکی۔ اتھرون وید کے عالم۔ گیان وان اپاسنا میں شانت چت یگ کرنے والے بنرزرگ ہوں اُن ہی سے سیکھ کر اور لوگ بھی کلیان کو پراپت ہوں کیونکہ بغیر ودیا اور شانت چت اور ست اپدیش کے کلیان نہیں ملتی۔

اسی طرح دیکھو چھاندوگیہ اُپ نشد پرپاٹھک ۷ کھنڈ ۱ و ۲ و ۳ اور وراح اسیتی کوش مطبوعہ کلکتہ ردلیف رگ صفحہ ۱۸۱ سے ۱۸۴ تک چاروں کا مفصل بیان ہے یہ خیال اس قسم کا ہے جیسا کہ ہزاروں مسلمان یہ ایمان رکھتے ہیں کہ سورۃ یوسف خارج از قرآن ہے حضرت عثمان وغیرہ کسی نے ملا دی ہے۔ اسی واسطے محقق طوسی جیسا فاضل اخلاق ناصری میں لکھتا ہے "در احادیث آمدہ است کہ زنان را از آموختن سورۃ یوسف منع باید کرد۔ کہ استماع امثال آں قصہ موجب انحراف ایشان باشد از قانون عفت" (دیکھو فصل مقالہ ۲ صفحہ ۲۰۵) نہیں معلوم کہ پھر جاہل مسلمان عورات کو کیوں قرآن پڑھانے کی ضرورت جانتے ہیں جبکہ محدث اور عالم لوگ صاف فرماتے ہیں کہ اسکے پڑھانے سے عصمت و عفت کی خیر نہیں۔

غلام احمد ۸۔ اوایل میں اُن کی یہ رائے تھی کہ تناسخ باطل ہے چنانچہ یہ رائے انکی ایک مرتبہ

بقیہ حاشیہ

پنڈت جی نے سبب پوچھا فرمایا کہ سوامی جی اپنی زندگی میں کبھی بھی مباحثہ میں نہیں ہارے۔ بلکہ جینی ہندو سکھ محمدی عیسائی پارسی جو انکے مقابلہ میں آیا آخر کو اپنے دعوے سے ہاتھ اُٹھا بیٹھا ہزاروں مذاہب مجمعہ سے بیزار ہو کر آریہ ہو گئے عقلمندی میں وہ ہوئے وفات پائی اس واسطے مبارک شاہ آریوں کے دلوں میں ہمیشہ رہیگا اگرچہ سات سال اور بھی زندہ رہتے تو بہت کچھ سدھار ممکن تھا ایسے مہاتما کے جانے کا ہمیں بہت افسوس ہے"

کا پیشہ و روزگار ہے بلکہ انہیں خونوں کے وسوسات سے حضرت کے توہمات ہیں اور انہیں کے سہارے سارے الہامات۔ الکبی شاستروں والا پترین والا۔ برہموؤں ویدوں والا اسیطرح پڑنے والا۔ بری موہجو نوالہ وغیرہ تمام وہی الزامات ہیں جو شیو نراین سنے دھرم جیون ۱۸۸۶ء اور نیا نیتہ مرتی پر کئے اور آریوں نے اسرار برہم ہیں انکے دندان شکن جواب دئے اور آریہ ہندو ہستے۔ قدامت وغیرہ اعتراضات ڈاکٹر ہنری مارٹن وٹامس ہادل وکھڑک سنگہ پادریوں کے ہیں جو مرزا صاحب نے اپنے معلومات وسیع جتلانے اور کراماتی بدبو پھیلانے کے واسطے تا ترشحۂ حق میں درج کرئے جس کے جواب آریہ گزٹ ماہ اگست ۱۸۸۸ء سے دسمبر ۱۸۸۸ء تک اور رسالہ صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج میں کافی طور پر دئے جا چکے ہیں مگر ہم مرزا صاحب کو انکے الفاظوں کیطرف توجہ دلاتے ہیں کہ اپنے اوہام فاسدہ کا محققین آریہ زہر ہم سے علاج طلب کرنا اور خائین عناد پیشہ کو اپنا سمجھ بیٹھنا سراسر بے راہی جس سے طالب حق کو پرہیز کرنا چاہئے۔ افسوس کہ الہامی صاحب اپنے قول و اقرار سے پھر گئے حق سے روپوش ہوکر جہالت سے دوستی کی اسواسطے انکو شرمسار ہونا پڑا۔

باب ششم

خالصہ دھرم کی بابت اعتراض

غلام احمد ۱۶۸۔ آریہ سماج والو نمیں نانک صاحب کے چیلے بھی کچھ کچھ داخل ہیں انہیں ہم بطور خاص نصیحت کرتے ہیں کہ تمہارے گورو نے جابجا وید سے مخالفت کی ہے اور جہانتک ان کی علمی حیثیت تھی انہوں نے دین اسلام کے عقائد کو پسند کیا ہے۔

تردید۔ یہ حکمت عملی اور ایلہ فریبی مرزا نے سنگھ بھائیوں کے ورغلانے کے واسطے کی ہے چونکہ ان کا خیال ہے کہ اگر خالصہ اور آریہ شامل ہوگئے (حالانکہ اب بھی یکتائی کر پاسے تمام تعلیم یافتہ شامل ہیں) تو دین اسلام کا خاتمہ ہوگا۔ کیونکہ جہالت کے سامنے تو اسلام قدم جماتا ہے۔ نامعقولیت وصداقت کے روبرو شرمسار ہو جاتا ہے۔ بابا نانک صاحب نے کہیں بھی اسلام کی تائید نہیں کی اور نہ راستی کی مخالفت ہیں امداد دی۔ بلکہ وہ تو اسلام کے ظلم و جور سے بچانے واسطے جیتے جی کو شاں رہے اور جہانتک ہوسکا دھارمک صحت کے نگراں رہے۔ تواریخ و تعلیم دونوں شاہد ہیں کہ جب سے گورو صاحب کی تعلیم عام ہوئی تب سے ہی اسلام کی ترقی تمام ہوئی کیونکہ محمد یوں اور کھوں کے حسب حال سعدی کی یہ مثال ہے۔

گرچہ شاطر بود خروس بجنگ — چہ زند پیش باز روئین چنگ

گربہ شیر ست در گرفتن موش — لیک موش ست در مصاف پلنگ

چنانچہ انکے پیچھے بیر و سروار ہری سنگہ صاحب بہادر کا نام ابھی تک مسلمانوں کو نہیں بھولا اور کابل کی نواح کی عورتوں تک یہ عام مقولہ ہے خفتہ شو بچہ ہریا آمد۔

غلام احمد ۱۶۹۔ ایک صاحب نراین سنگہ نام گرنتھہ خواں واعظ نے ایک سو سے زیادہ آدمیوں کے مجمع میں ہمارے روبرو بیان کیا کہ وہ بعض اوقات اعمال عبادت بھی اسلام کے طور پر بجا لاتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ در پردہ حق کے قبول کرنے کے لئے بہت کچھ تیار ہو گئے تھے۔

تردید۔ ہمیں کسیطرح یقین نہیں کہ یہ بات درست ہو اور ایسا امر واقعی ہوا ہو۔ کیونکہ کوئی جاہل سے جاہل سکھ بھی ایسا اعتقاد نہیں رکھتا غالباً ایسا ہی گواہ ہوگا جیسا کہ آپ نے قادیان کے ہندوؤں کی گواہی براہین احمدیہ میں درج ہے اور جس قدر واقعی تردید تکذیب براہین احمدیہ میں کرتی ہے مگر واضح ہو کہ جہانتک ہم نے اس کی بابت امرتسر میں دریافت کیا ہے کسی معزز سنگھ نے اسکے گرنتھہ خوان یا واعظ ہونے کی شہادت نہیں دی بلکہ بعض کی زبانی تو یہانتک ظاہر ہوا کہ وہ گرنتھہ صاحب کو پڑھ بھی نہیں سکتے اور اس بات کے سارے ہندوستان کے خالصہ صاحبان گواہ ہیں بابا نانک جی کے اعمال عبادت اسلام کے طور پر بجا لانیکا ثبوت

اور کیا ہوگا کہ انکے پیروؤں نے پیچھے گورو کے اپدیش سے سینکڑوں سجبوں کے ست گروہ بنا دئے چنانچہ خود قادیان میں بھی مرزا جی کے ہمسایہ ایک ست گروہ موجود ہے۔

غلام احمد ۱۶۹ء۔ وہ اپنے گرنتھہ میں فرماتے ہیں کہ جو ہمیشہ خود بخود بغیر کسی پیدایش کے چلا آیا ہے وہی پرمیشور رہی ان کا شبد ہے "تھاپیا نہ جائکیتا نہ ہو آپے آپ نرنجن سو"۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وید کی تعلیم کو جس جگہ نانک صاحب نے قبول نہیں کیا اور جا بجا یہ بھی بتلا دیا۔ کہ میں ویدوں کی تعلیم سے ناواقف نہیں اور نہ بے علم ہوں۔ بلکہ چاروں کو میں نے پڑھا اور خوب کہنہ کیا ہوا ہے سو اتنے بڑے مصنوئی سے نانک صاحب کا اس وید کے اصل الاصول سے دست بردار ہو جانا صاف دلالت کرتا ہے کہ نانک صاحب ویدوں کے اس بھاری عقیدہ سے جو مدار تناسخ ہے اپنی زندگی میں بیزار ہوچکے تھے۔

تردید۔ ہمارے چالاک مرزا نے یہاں بھی لوگوں کی ایک قسم کا دھوکا دینا چاہا ہے نہیں معلوم کہ انہوں نے یہ ترجمہ کس کا کر لیا۔ ہر ایک باتمیز اور سمجھ بوجھ والا آدمی جانتا ہے کہ اس کا ارتھ کیا ہے۔ تھاپیا نہ جائکیتا نہ ہو۔ آپے آپ نرنجن سو یعنے جس کو کسی نے کسی خاص جگہ میں تھاپن (قایم) نہ کیا ہو اور نہ جو تھاپن کرنے سے رک جاوے وہ آزاد مطلق (نرنجن) پرماتما ہے "۔

بیشک یہ تعریف بالکل ٹھیک ہے کیونکہ تمام روحوں کو پرماتما نے کرموں انوسار قالبوں میں تھاپن کیا ہے اسی واسطے کوئی روح پہل ہو گئے ہیں اسو تنتر افعل مختار نہیں مگر روح کے انادی ہونے کی بابت اس میں کوئی حرف نہیں روح کو حادث اور پیدا شدہ ماننا صریحاً دہریہ پن ہے کیونکہ اگر روحوں کو خدا سے نکلا ہوا مانو گے تو ہر ایک روح خدا ٹھہریگی جس سے معاذاللہ بیشمار خدا تمہارے ہو جاوینگے۔

ہاں اگر ہر ایک روح کو انادی کال سے فاعل اپنے فعلوں کا اور فعل مختار مانا جاوے تب ہی تو خدا خدائی کا مالک ٹھہرتا ہے ورنہ خدائی کے نہ ہونے سے خود خدا بھی نہ ہوتا ہے۔ آپکا یہ کہنا کہ انہوں نے گرنتھہ کے اکثر مقامات میں صاف صاف کہتے ہیں کہ میں نے وید پڑھا ہوا ہے اور چاروں ویدوں کی تعلیم مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہ آپکا سراسر جھوٹھ اور بابا صاحب کی نسبت افترا جو محض خطا اور ناروا ہے کیونکہ انہوں نے ایسا واک کہیں نہیں لکھا کہ میں نے وید مقدس پڑھے ہیں۔ بلکہ ان کا پردہت بھی چاروں وید یا ایک وید نہ جانتا تھا۔ پس اس قسم کی تحریرات آپکی اندرونی ایمانداری کے ثبوت ہیں جزاک اللہ۔ ہم مرزا صاحب کو انکے رسول امی اور حضرت عرش آشیانی کی قسم دیتے ہیں کہ وہ ضرور ہمیں گورو صاحب کا واک بتلا دیں کہ وہ کونسا ہے اور کہاں ہے اگرچہ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ مرزا صاحب مثل اپنے حضرت کے گورمکھی کی بھی لیاقت نہیں رکھتے بلکہ محض امی ہیں مگر ہم ان کو صلاح دیتے ہیں کہ وہ ضرور الہام اور مکاشفات اور رمل دا نیالی کی مدد سے ثبوت پہنچا دیں اور دعوےٰ کو اثبات فرما دیں۔

غلام احمد ۱۷۰۔ نانک صاحب روحوں کے مخلوق ہونے کے بارہ میں اپنے گرنتھہ میں کافی ثبوت دئے گئے ہیں چنانچہ وہ ایک جگہ فرماتے ہیں ایتے کیتی ہور کرے۔ تا آکھ نہ سکے کیتی کی۔ یعنے اس قدر ارواح اور اجسام جو پہلے خدا تعالیٰ پیدا کر چکا اور پیدا کرے تو وہ کر سکتا ہے اور اس کی قدرتوں کے مقابل اور بمقدم تعریفیں چل نہیں سکتیں یہ مقولہ نانک صاحب کا بالکل قرآن شریف کی ایک آیت کا ترجمہ ہے اور سراسر اسکے مطابق چونکہ نانک صاحب اکثر دلی اخلاص سے علماء اسلام کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور دینی باتیں سنتے تھے اس لئے کسی مولوی صاحب کی زبانی انہوں نے یہ مضمون آیت کا سن لیا ہوگا مسلمانوں سے اکثر انکی صحبت رہتی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ بعض اوقات وہ نماز بھی پڑھ لیا کرتے تھے اور پھر اسکے بعد انکا یہ شبد ہے جو نیچے لکھا جاتا ہے جو دو ٹہہاوے تے وڈو ہو۔ نانک کا سا جاسو

تردید - چونکہ جتنے آپنے اعتراض کئے تھے ہم نے سب جوابات عرض کردئے ہیں اس واسطے سوامی جی کی قایم الرائے ہونے کا ہم نے ثبوت دیدیا - اب سوامی جی کی دانشمندی وفضیلت کا ثبوت ایک ذبیا چھوڑ کر اسلام کے بڑے بڑے نبیوں کی غلطیاں موشگاف عرض کرتا ہوں بقول رومی -

اگر خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں برد

ابوالبشر مسلمانوں کے جد امجد بھی قایم الرائے آدمی نہ تھے باوجود اسکے کہ فطرت سے نیک پیدا کئے گئے تھے مگر اپنی عقل سے چاہ جہالت میں گرے - اور دانائی سے فارغ خطی حاصل کر ملعون ہوئے - باپ پر بیٹا تخم پر گھوڑا بہت نہیں پر تھوڑا تھوڑا اثر ضرور ہونا چاہئے تھا اس واسطے اُن کی اولاد یعنے محمدی لوگ قایم الرائے نہ رہے گویا فطرتاً انہیں ایسی موٹی عقل ملی جس کی وجہ سے وہ دوسرے حکما یا فضلا کی باتوں کو کیا سمجھتے - اپنی رائے کے آخری نتائج سے بھی اکثر بے خبر رہے اور حضرت ختم المرسلین بھی جو بقول غلام احمد کے نبوت کی دیوار کی آخری اینٹ ہیں " - اُس فطرتی موٹی عقل کی آنچ سے محفوظ نہ رہ سکے - بلکہ سب سے زیادہ شعلہ انہیں پر بھڑکا -

ثبوت

نمبر ا - آدم - حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر دیکھو کیمیائے سعادت -

توریت میں ہے - تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اور اپنی مانند بناویں اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا خدا کی صورت پر اُس کو پیدا کیا اور خدا نے اوسکو برکت دی توریت پیدایش باب ۱ آیت ۲۶ و ۲۷ خدا نے آدم کو لیکے باغ عدن میں رکھا کہ اُس کی باغبانی اور نگہبانی کرے اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیکر کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل کھایا کر لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت سے نہ کھانا کیونکہ جس دن تو اُسسے کھائیگا تو ضرور مریگا - توریت پیدایش باب ۲ آیت ۱۵ سے ۱۷ تک - خدا نے آدم سے کہا اسواسطے کہ تو نے اپنی جورو کی بات سنی اور اُس درخت سے کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اُسسے مت کھانا - زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی اور تکلیف کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اُس سے کھائیگا - (توریت پیدایش باب ۳ -

اور یہی ذکر بہت جگہ قرآن اور تفسیر وحدیث میں بھی آیا ہے محدث ابن قیم ولذا عوقب ابو البشر بالاخراج من الجنۃ باکل الشجرۃ طمعاً فی الخلود انہا یعنے یہی وجہ تھی کہ آدم نے جب درخت کے کھانے کے باعث نافرمانی کی - تو اُس کو جنت سے نکال دینے کی سزا ہوئی - اس لئے کہ آدم کو اُسکے کھانے سے جنت میں ہمیشہ رہنے کی طمع تھی اور یہ ذکر تکذیب براہین احمدیہ میں بھی موجود ہے اور یہی حال آدم کا داؤد سے عمر کی بابت ہے جو کہ وہ بھی اُسکے حق میں باعث ندامت ہے

فاُدولیہم رجل اضوئہم او من اضوئہم قال یارب من ھذا قال ھذا ابنک داؤد الخ یوں گہا کہ اُن میں ایک شخص تھا روشن تر لوگوں سے آدم نے کہا اے میرے رب یہ کون ہے فرمایا رب نے یہ تیرا بیٹا داؤد ہے الخ - اور تحقیق لکھی میں نے واسطے اُس کے عمر ۲۰ ۹ سال کہا آدم نے اے رب میرے اسسے زیادہ کر عمر اُس کی فرمایا رب نے یہ وہ چیز ہے کہ لکھی میں نے واسطے اُسکے کہا آدم نے اے رب میرے تحقیق دی میں نے واسطے اُس کے عمر اپنی سے ۶۰ سال فرمایا تو جانے اور تو پیچھے داؤد کے پھر رہا بہشت میں آدم جب تک کہ چاہا اللہ نے پھر اُتارا گیا بہشت سے اور آدم گنتا تھا واسطے اپنے عمر کو تا کہ عمر اُس کی ۹۴۰ برس کی ہوئی - پس آیا اُسکے پاس ملک الموت پس کہا آدم نے اُس کو تحقیق جلدی کی تو نے - تحقیق لکھی گئی واسطے میری عمر ۱۰۰۰ سال کہا فرشتے البتہ ولیکن تو نے دی ہے اپنے بیٹے داؤد کو ۶۰ سال - پس انکار کیا آدم نے - پس انکار کی اولاد اُس کی اور بھول گیا آدم پس بھولتی ہے اولاد اُس کی پس اُس روز سے واسطے

لکھنے کے اور شہادت کے قاعدہ ہوا ہے یہ لکھا ترمذی نے " (دیکھو مشکوۃ ربع چہارم) باب اسلام فصل ثالث اور یہی ذکر مدارج النبوت رکن دوم باب سوم فصل دوم صفحہ ۲۵۱ - مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۶ھ درج ہے) اُس کی اولاد سے محمد صاحب بھی اُسی مٹی کے خمیر کے تھے پہلے کعبہ کی طرف سجدہ کرتے تھے - مدینہ میں جا کر بپاس خاطر یہود بیت المقدس کیطرف سجدہ کرنے لگے (دیکھو قرآن سورۃ بقر اور تفاسیر)

خرما کے بارے میں رائے دیکر پھر غلطی کا اقرار کیا - حدیث مسلم میں ہے کہ عرب میں ایام جاہلیت سے دستور مروج تھا کہ درخت خرما نر و مادہ کی شادی کیا کرتے تھے - جب محمد صاحب نے اولاً اس رسم قدیم کے ادائیگی کی اجازت چاہی تو حاصل نہ ہوئی اُس سال خرما بہت کم پیدا ہوا اس واسطے آنحضرت کی خدمت میں آکر لوگوں نے پھر اجازت چاہی محمد صاحب نے فرمایا کہ انتم اعلم بامور دنیا یعنے دنیا کے کاموں میں تم میری نسبت زیادہ دانا ہو (دیکھو رسالہ تیرھویں صدی جلد اول نمبر ا - مشکوۃ کتاب الایمان فصل ا صفحہ ۱۳۹۰)

اور اس کا سبب خاص بھی ہے جیسا کہ یوروپ کے مشہور عالم اسلامی کتابوں و عربی زبان کے فاضل ملک جرمن کے لایق و محقق ڈاکٹر ویل صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ قرآن اور عربی کتابوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمد نے اوایل حال میں گمان کیا کہ فی الحقیقت خدا نے اُسے بھیجا ہے کہ عربستان میں سچا دین مقرر کرے - وہ ان خواب و خیالات سے جو کبھی اُسے دکھائی دئے اپنے اُس گمان کی تائید پاتا رہا - لیکن یہ خواب و خیالات صرع (مرگی) کی بیماری کا ہے چنانچہ کتاب انسان العیون میں لکھا ہے کہ ابن اسحاق نے اپنے مشائخوں سے نقل کی ہے کہ نزول قرآن سے پہلے جن ایام میں کہ محمد مکہ میں تھا - نظر بد کے رفع ہونے کا اُس کا علاج کیا گیا اور جب کہ قرآن نازل ہوا تو پھر اُس کی وہی حالت ہوگئی - ایسا کہ آنکھیں بند ہو گئیں اور منہ سے کف نکلی اور جوان اونٹ کی سی آواز دی " (دیکھو ان کی کتاب مطبوعہ حیدرہ و میزان صفحہ ۲۳۳ سنہ ۱۸۴۶ء)

مگر سوامی جی راستی پر ہمیشہ قایم الرائے تھے ملک کا اپکار کرنا اُن کا پختہ ارادہ تھا اور ہر طرح کی تعلیم پا کر پرماتما کی کرپا سے اس ارادہ کو پورا کیا - باوجود ہزاروں تکالیف کے اس رائے سے نہ پھرے - تین چار دفعہ زہر دیگئی ایک دفعہ ایک دشمن نے اُن کے قتل پر تلوار اٹھائی - علاوہ بریں صدہا طرح کی تکالیف اٹھا کر ست دہرم کا پرکاش کیا اُنکا اصول تھا کہ ست کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ طیار رہنا چاہئے خود انصاف کیجئے کہ قایم الرائے کون تھا اور دُلوال ڈول طبیعت والا کون دانا طبیعت اور ماہر علمیت و فلسفیت کون تھا اور موٹی عقل والا اجب کون ؟

مرزا صاحب اپنے اشتہار معیار الاخیار میں جو رسالہ سرمہ کے اخیر صفحہ ۲۶۰ سے آگے ہم صفحہ کا تحریر کرتے ہیں -

چونکہ آجکل اکثر ہندوؤں اور آریوں کی یہ عادت ہو رہی ہے کہ وہ کچھ کچھ کتابیں عیسائیوں کی جو اسلام کی نکتہ چینی میں لکھی گئی ہیں دیکھکر اور بغیر پورا پورا اطمینان کرنے کے اپنے دل میں خیال کر لیتے ہیں کہ حقیقت میں یہ درست اور واقعی ہیں اُس لئے قرین مصلحت سمجھ کر عام اشتہار کے ذریعہ سے اطلاع دیجاتی ہے کہ اول تو عیسائیوں کی کتابوں پر اعتماد کر لینا اور براہ راست کسی فاضل اہل اسلام سے اپنی عقیدہ کی کشائش نہ کرنا اور اپنے اوہام فاسدہ کا محققین اسلام سے علاج طلب نہ کرنا اور خائنین عیسائیہ کو اپنا سمجھ بیٹھنا سراسر بے راہی ہے - جس سے طالب حق کو پرہیز کرنا چاہئے -

آریہ - جہاں تک ہم مرزا صاحب کی کتابوں کو مطالعہ میں لاتے ہیں اسی تمام الزام کا انہیں کو ملزم پاتے ہیں - جنکے تمام اعتراض فقط جوری یا سینہ زوری پر مبنی ہیں کہیں پادریوں کی چیزوں سے نکتہ چینی کا شغل رہے اور کہیں برہمنوں کے پنیل سے ذکر ہائی کا

نسخہ ضبط احمدیہ

لیکھا ہوئے تاں لکھئے لیکھے ہوئے وناش

اگر محدود ہو تو حد باندھی جاوے اور حد باندھنے سے وناش ہوتا ہے اسلئے وہ محدود نہیں بلکہ سرب بیاپک ہے اور وہ اصل ارشاد وید مقدس کا یہ ہے۔

वेदाहमेतं पुरुषमहान्तं मादित्यवर्णं तमसः परस्तात् त्वमेव विदित्वा मृत्युमेति नान्यः पन्था विद्यतेऽयनाय। य॰ अ॰ ३१ म॰ १८

غلام احمد ۱۳۹۔ بابا نانک صاحب تو سب پورانوں اور شاستروں کو وید کی طرح ایشر کرت یعنے خدا کا کلام ہی جانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے گرنتھ میں لکھتے ہیں قدرت بید پوران کتیبال قدرت سرب بچار یعنے بید پوران شاستر سب خدا کا کلام ہی ہے۔

تردید۔ اگرچہ پوران کا بھی مثل قرآن کے کذب البیان ہونا صدہا دلایل سے ثابت ہے اور خود انہیں لایق فاضل پنڈت بھی آریہ سماج کے ستیا پدیش سے ہزاروں پرانوں سے دست بردار ہو بیٹھے ہیں۔ پورانوں کی بابت ایک سالہ پوران پریکیا ہمارے ایک مہربان تیار کرنے والے ہیں پس اسوقت ہم پورانوں کی تردید چھوڑ کر اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہیں کہ باباصاحب نے گرنتھ میں اکثر جگہ وید کی عظمت تحریر کی ہے اور بیسیوں جگہ اسکو ایشور کرت کہا ہے چنانچہ نمونہ کے واسطے چند شہادتیں عرض کرتے ہیں۔

(۱) اسنگھ گرنتھ مکھ وید پاٹھ۔ (جپ جی)

(۲) اڈرک بھال نہ کے وید کہن اک بات۔ پہنس اٹھارہ کہن کتیباں اصلوں اک دہات (جپ جی)

(۳) گاون تدہ نوں پنڈت پڑھن رکھیشر جگ جگ ویداں نالے (جپ جی) پوڑی ۲۷

(۴) جت بھار دھیرج سنیار دہ اہرن مت وید ہتھیار۔ (جپ جی)

(۵) تم سب ہی تے رہت نرالم۔ جانت بید بھید در عالم (رہراس محلہ ۱۰)

(۶) وید میں نام اوتم سو سنی ہیں پھر بن جوں ہتیا لیا نا لیئے تک جن پیچ بچیا کو ڈالا گے تم ہم کو مار با دانند جی

(۷) گورکھ بیرچی بید بچارے۔ گورکھ پرچے انتری تارے (سدہ گوسٹ)

(۸) چارے بید ہوئے سچیار۔ پڑھے گوڑھے تن چار بچار۔
بھاؤ بھگت کر پنچ سدا وے نوہ نانک موکش انتر پاوے

(۹) ایک اونکار و بید پڑھی۔ گورمکھ نا دتگ گورمکھ وید ہگ۔ گورمکھ رہیا سماہی (پوڑی جپ جی)

(۱۰) چچا چار وید جہ ساجی چارے کھانیں چار جگان۔

اب مقام غور ہے کہ جب باباصاحب ویدوں کی اسقدر تعظیم و تکریم کرتے ہیں تو اس ایک واک کے ان سب کے مخالف کس طرح وہ معنے ہو سکتے ہیں جبکہ وہ خود تو وید بھی کرتے ہیں۔ ویل نہ پایا پنڈتاں جے لکھے لیکھ پران۔

اس واسطے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس کا صحیح صحیح ارتھ بیان کریں اور وہ یہ ہے قدرت بید پران کتیباں قدرت سرب بچار یعنے قدرت کا ہی بیدوں اور دیگر پورانے کتب یعنے براہمن گرنتھوں میں سب بچار ہے ایشور کی قدرت کے سوا اُن میں جھوٹے قصہ کہانی نہیں ہیں۔

غلام احمد ۱۷۰۔ پس جبکہ نانک صاحب بتعلیم قرآن شریف خدا کو خالق اور رب العالمین ہونے پر ایمان لے آئے تھے اور ویدوں کی ایسی تعلیموں کو انہوں نے یکلخت چھوڑ دیا تھا تو صاحبوں کی خدمت میں جو نانک صاحب کے سکھ ہو کر اور کشن سنگھ بشن سنگھ نارائن سنگھ بھگوان سنگھ وغیرہ نام لکھوا کر پھر اپنے گورو کے گرنتھ سے باہر چلے جاتے ہیں با ادب تمام عرض کرتے ہیں کہ وہ بھی ویدوں کی ایسی تعلیموں سے دست کش ہو جائیں۔

آریہ۔ نانک جی نے کہیں بھی قرآن کی تعلیم کو قبول نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اُس کی تردید کرتے رہے ہاں اُنکے تردید کرنے کا عابدانہ ڈھنگ تھا اور نہ گورنمنٹ برطانیہ کے عہد معدلت مہد جیسی اُسوقت آزادی تھی اسلامی بادشاہوں کے ظلم کے زمانہ تھے اسواسطے وہ عموماً صلح کل مسائل پر بحث کرتے تھے

ہاں اکثر جگہ صداقت باطنی کے سبب راستی کا اظہار بھی مسلمانوں کے ساتھ اس عمدگی سے کیا کہ اُن کے طوطے بہلا دئے ست دھرم کو وہ کبھی ہاتھ سے نہ دیتے تھے مکہ کی بابت جو کچھ اُنہوں نے مردانہ کو کھایا اور اُس نے دین محمدی سے دست کش ہو کر عمل کیا اور ایمان لایا۔ وہ کیا کافی ثبوت اُن کے آریہ ہونے کا نہیں ہے۔ بحالت واپسی از عرب وقت مردانہ جیسا کا مسلمان حال خالصہ دھرم کا پیرو بمقام خوجہ مر گیا۔ باباجی نے وہاں ہی اُس کا بسم انت سنسکار کیا اور جلا دیا۔ چنانچہ مفصل ذکر اُسکا جنم ساکھی میں موجود ہے پھر گرنتھ میں ہے۔

نمبر ۱۔ سنگھ کور باکوڑے پھیریں۔ اسنگھ ملیچھ مل بھکر کھائیں (جپ جی)

نمبر ۲۔ مٹی مسلمان کی پیڑی پئے کمہار گھڑ بھانڈے اٹاں کیاں جلتے کرے پکار

نمبر ۳۔ دشٹ جتی ڈھ اُت اُت پاپا۔ سگل ملیچھ ہر دل رنگ ہاتا

نمبر ۴۔ ہوم جگیا نج گورو سے کرے۔ سبھ بھیریں کو آج سنگرے۔

نمبر ۵۔ بھوگ سکھ ہمارے نا ہٹے۔ پیچ پیچ ننشٹ دھماراما ہٹے (رہراس محلہ ۱۰)

جنھوں نے مسلمانوں کو بھی اپنی صحبت سے آریہ یا خالصہ دھرم پر چلایا۔ جنھوں نے صدہا مسلمانوں قاضیوں کو مباحثہ سے قایل کرایا۔ جنھوں نے مسلمانوں کو آگ میں جلایا۔ جن کے ست اپدیش سے کئی محمدیوں نے خالصہ دھرم پر ایمان لایا۔ جنھوں نے مسجدوں کو ست گڑھ بنایا۔ کیا معاذاللہ وہ مسلمانوں کی طرح اعمال عبادت ادا کرتے تھے !!!

نہ کہ صدہا مسلمانوں کو حرکت بیجا کی نماز چھڑا دی۔ بوگ کی لذت چکھنے کی خونخواری اور گوشتخوری مٹا دی۔ بلکہ بہا نتک کہ مسلمانوں کو نانک بخش وغیرہ سے اور محمد اسنگھ و رسولا سنگھ بنایا اُن کی نسبت ایسے گمان ایں خیال است و محال است و جنون۔

غلام احمد ۱۷۰۔ تو پھر خواہ مخواہ ایک ٹوکرا کبیوں کا سر پر اٹھائے رکھنا اور حرارت اور عفونت کی تکلیفیں اٹھانا ضرورت ہی کیا ہے۔

تردید۔ یہ آپ کی تعصبانہ حرارت اور الہامی عفونت ہے جو خواہ مخواہ جہالت و نادانی کے سبب تل دکھانے کو برا نہیں سمجھتے جو جب نہ دیا جو راد بہ پر خاش در ہم کشید گرا۔ چونکہ آپ علم حکمت معجزہ سے سراسر محروم ہیں اسواسطے میں آپکو رسالہ کیسوں کے فوائد مطبوعہ قانونی ہند ۱۸۸۶ء کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ دیکھیے کہ قانون قدرت اور حکمت نظری و عملی کے رو سے کیسوں میں کتنے فوائد ہیں اور اسمیں کیا کیا حکمتیں ہیں میں آپ کو ایک موٹی سی بات بتلاتا ہوں جسکو آپ غالباً اچھی طرح سمجھ سکتے ہونگے۔

کہ افغانستان و پنجاب یا ہند کے وہ مسلمان جو سر بالکل منڈاتے ہیں اُنہیں سے غور فرمائیے کہ فیصدی کتنے گنجے ہیں اور کیا جہالت و نادانی کے نتیجے میں مبتلا ہیں۔ باقی رہے بلوچستان یا غزنی کے مسلمان انہیں سے گنجے النادر کالمعدوم ہیں اور سکھوں میں تو بالکل نہیں ہیں۔ آپکے سید بھی اکثر سر پر بال رکھتے ہیں اور انکو فخر سمجھتے ہیں (دیکھو گلستان سعدی باب اول کی حکایت) پھر سورہ روم قرآن میں ہے فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ ترجمہ دیکھو بناوٹ اللہ کی جس پر بنایا لوگوں کو بدلنا نہیں اللہ کے بنائے کو یہی ہے دین سیدھا لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے۔ تم قرآنی تعلیمات سے بھی آگاہ نہیں ہو افسوس (تحفۃ الہند مطبوعہ فاروقی دہلی۔ بعضے ہندو نانک پنتھی یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم شرک سے خالی ہیں اور ہمارے بابا نانک اور دوسرے گورو وٹوں نے شرک نہیں کیا اور بابا نانک کے کلام میں توحید کا بیان بہت ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر بقول تمہارے بابا نانک نے شرک نہیں کیا لیکن مشرکوں سے بیزار ہو کر علیحدہ کیوں نہیں ہو گیا۔

تردید۔ آپ صلیت سے قطعی ناواقف ہیں باباصاحب نے شرک بالکل نہیں کیا وہ مشرکوں اور محمدیوں سے بالکل بیزار رہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

ایک چھوٹا جو دو جے لگے ڈوبے سو وچ ناجڑ یا۔

آفرین اے نانک جی یہ شبد بھی قرآن شریف کی اس آیت کے سراسر مطابق زبان سے نکل گیا ہے وہ آیت یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ

تردید) افسوس مسلمان آپ کی عقل پر قربان کیوں نہیں ہوتے آپکو اگر محمد صاحب کا قایم مقام بنادیویں تو اس میں اُن کی فلاح دارین وسعادت کونین ہے کیونکہ منشاء عبارت کو سمجھنا آپ ہی کا کام ہے جس کا حد وپایان نہیں۔ اس ہے کی ہانکنے سے مطلب کیا حاصل ہوا۔ حضرت قدرت سے وجود بخشنا کسکو۔ اور کس طرح۔ آیا۔ روح کو جسم میں لانا یا روح کو نیست سے ہست بنانا۔ اور قدرت فانی ہے یا جاوذاتی اور خدا ہے یا خدا سے جدا۔

اگر روح کو جسم میں لانا کہو تو درست ہے کیونکہ روح جسم کے بننے سے پہلے موجود تھی اور اگر روح کو نیستی سے ہست بنانا کہو تو سرا یا دعوے مردود ہے اور اگر قدرت جاوذانی ہے تو وہ نہیں ہوسکتی اور اگر فانی ہے تو جاوذانی نہیں۔ پس حالت اول میں اُس کا مثل بھی فانی نہ ہوگا۔ محض قدرت سے وجود بخشنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ قدرت میں سے نکالکر جسم بخشنا تو اسکے ہم قایل ہیں بایں شرط کہ قدرت روح بلحاظ قدامت وچیتن ہونے کے اور مادہ بلحاظ پرمانو کے ہمیشہ سے موجود تھا ورنہ اگر قدرت کچھ چیز نہیں ہے اور نہ اُسمیں جسم تھا تو نہ کیطرح بن سکتا ہے اور نہ وجود حاصل کرسکتا ہے۔

روح کا وجود بخشنا ایسا مبہم امر ہے جیسے کوئی کہے کہ فلانے سو جاکے کو آنکھیں دیں حالانکہ محال ہے۔ روح خود زندگی ہے جو کبھی اور کسی حالت میں مردہ باقی یا جڑہ نہ تھی اور نہ ہوسکتی ہے اگر خدانے قدرت سے اُسے وجود بخشا تو پہلے قدرت میں وہ زندگی ہوگی۔ ورنہ وجود مفقود ہے جیسے بانجھ کا بیٹا یا آکاش کے پھول۔ اور قدرت میں زندگی کا ہونا تین حال سے خالی نہیں یا وہ زندگی قدرت تھی یا خدا تھی یا خدا سے جدا تھی۔ بفرض اول اگر وہ قدرت تھی اور خدا میں تھی تو کوئی غیر چیز جو کہ ہو وہ کسی غیر میں سے کر واجب الوجود نہیں ہوتی پس روح قدرت نہیں ہے

بفرض دوم نہایت مکروہ خیال ہے اور باعث گمراہی وضلال پس روح خدا نہیں ہے۔

بفرض سوم اگر خدا سے جدا ہے تو ضرور کوئی غیر چیز ہے اور قدرت میں ہے مگر قدرت نہیں خدا کے قبضہ میں ہے مگر خدا نہیں اور بیشک اُسیکا نام روح ہے کیونکہ وہ ازلی وابدی خدا کے زیر فرمان ہے مگر مخلوق نہیں۔ بابا نانک جی نے تناسخ کا اقبال کیا اور منکرن تناسخ کو بایکال ایک جگہ نہیں بلکہ بیسیوں جگہ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

نمبر ۱۔ آپے بیج آپے ہی کھا۔ نانک حکمے آوے جاے (جپ جی)

نمبر ۲۔ کیتیاں اندر کیت کردے سے دوس دہرے۔ نانک ندگن گن کرے گن دیتیاں گن دے (جپ جی)

نمبر ۳۔ تیرتھ نہاواں جے تس بھاواں بن بھانے کے ناہیں کرے۔ جیتے سرشٹ اُپاے دیکھاں بن کرماں کے ملے نہیں (جپ جی)

نمبر ۴۔ بجے ودٗ آپ جانے آپ آپ۔ نانک ندریں کرمی دات الیضاً

نمبر ۵۔ چنگیاں براییاں واچے دھرم حضور۔ کرمی اپو آپنی کیا نیڑے کیا دور۔ الیضاً

نمبر ۶۔ گورمکھ چوکی آون جاون۔ گورمکھ جاے درگاہ مان (سدہ گوست نمبر ۴۰)

نمبر ۷۔ جن ہر ہر نام نہ چیتیو سو گن آوے جائیے۔ (راگ سری محلہ پہلا)

نمبر ۸۔ آواگون مٹی گور سبدیں آپے کرتے بخش لیا۔ (سدہ گوست)

نمبر ۹۔ بن گور پھرے آوے جائیے بن گور گہال نہ پاوے تہائے (الیضاً نمبر ۳۰)

نمبر ۱۰۔ ٹوٹے بندہن جنم مرن ساہد ریو سکھ پایا ہے۔ نانک منوہ دمرے گن گوبند رائے (باون اکھری سلوک ۳۶)

نمبر ۱۱۔ انکھیں اندہ جیہہ رس ناہیں رہے پراکرم تاتا۔ گن اندر ناہیں کیوں سکھ پاوے

من مکھ آون جانا (سری راگ محلہ پہلا)

نمبر ۱۲۔ جیوں مچھی بچھا تھی جم جال + بن گور رو رتے مکت نہ بھال۔ پھر پھر آوے پھر پھر جائیے۔ ایک رنگ رپتے رہے لوالاے (دکھنی اونکار)

نمبر ۱۳۔ پھر آوے جوجاے مریں آگے گئے پچھتائے + مکھ چوراسی بھیدنی سو دونا نایمیں۔ (دکھنی اونکار)

نمبر ۱۴۔ ہوویں ابتجے بیند تہ + پھر پھر جونے پائیں (آسا دیوار)

نمبر ۱۵۔ بہو بہو تک بہرم ہے دوجی لگے نہ آئے + جمن مرن حکم ہے بھانے آوے جائیے۔ (آسا دیوار)

نمبر ۱۶۔ جس کے اندر راج بھمان۔ سونرک پاتے ہو سوان + جو جانے جن بن دنت + سو ہو وے وشٹا کا جنت۔ آپس کو کرم ونت کہاوے۔ جنم مرن بہو جون بھرماوے۔ (سکھمنی)

نمبر ۱۷۔ بہو جنم بہرست سہاریو استہرست نہیں پائے۔ مانس دیہہ پائے پدہر نج نانک بات بتائے (محلہ نہم راگ سورٹھ)

نمبر ۱۸۔ کئی جنم بھئے کیٹ پتنگا + کئی جنم گج مین کرنگا۔ کئی جنم پنکھی سرپ ہیو۔ کئی جنم ہیتیور برکھ جیو ؤ۔ مل جگدیس ملن کی بریا۔ چرنگ کال ایہہ دیہہ سنجریا (راگ سورٹھ محلہ نو)

نمبر ۱۹۔ کئی جنم سیل گر کر یا۔ کئی جنم گربہے ہر کہیہ بہا۔ کئی جنم ساکھ کرا پایا۔ لکھ چوراسی جون بھرمایا۔ سادہ سنگ بہیو جنم پراپت۔ کر سیوا بہج ہر ہر گورمت۔

نمبر ۲۰۔ تدہ بن سدھی کئی نہ پایاں۔ کرمی ہیں نہیں نہاک رہایاں (روراس محلہ پہلا)

اسی طرح ایک جگہ فرماتا ہے "نانک قایل بتوحید باری بود وبہ تناسخ نیز ایمان داشت وخمر گوشت را حرام شمردہ ترک حیوانے کردہ باجتناب آزار حیوان امرے فرمودہ"

جواب۔ دو واک لکھے ہیں وہ روحوں کی مخلوقیت کے بارے میں نہیں ہیں اور تناسخ سے اُنکا کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ ایشور کی مہما کے ورنن میں ہیں یعنے اُسنے دنیا پیدا کی اور بے انتہا لوگ لوکا نتر پیدا کئے۔ اگر اتنے اور بھی بنانا چاہے تو بنا سکتا ہے۔ اور اُس کی طاقت کا بیان نہیں ہوسکتا۔ وہ کہنے سے باہر ہے۔ اُسکے جلال کا بیان طاقت انسانی سے باہر ہے وہ جتنا ہے اپنی طاقت کو خود ہی جانتا ہے۔ یہ واک کسی قرآن کی آیت کا ترجمہ نہیں بلکہ ایسا قرآن میں نہیں ہاں اُپنشد میں یہی بیان ہے۔

न तस्य कार्यं करणं च विद्यते न तत्समश्चाभ्यधिकश्च दृश्यते पराऽस्य शक्तिर्विविधैव श्रूयते स्वाभाविकी ज्ञानबलक्रिया च। श्वे० ३०

ترجمہ اُس کا کوئی کاریہ اور نہ کوئی کارن ہے نہ کوئی اُسکے برابر یا اُس سے بڑھ کر اسکی شکتی یعنے قدرت برتر ہے اور طرح طرح کی ہے۔ اُسکے گیان وبیا اور بل ازلی وابدی یعنے ذاتی ہیں اُس کی کوئی ابتدا وانتہا نہیں پس بابا نانک جی کی اس واک سے روحوں کا مخلوق ہونا کسی طرح مراد نہیں ہے۔ بلکہ پرمیشور کی شکتی کا اپار ہونا مراد ہے اور یہ اپنشد سے لیا گیا ہے قرآن سے نہیں۔ علماء اسلام کے پاس ہی کیا تھا جو اُنکے پاس دلی اخلاص سے جاکر حاصل کرتے چنانچہ وہ خود ہی اس کی تردید کرتے ہیں۔

وقت نہ پایا قاضیاں جی لکھے لیکھ قرآن

یعنے قرآن کے مصنف قاضیوں نے اصلیت سے آگاہی حاصل نہیں کی۔ اور ویں نہ پایا پنڈتاں جے لکھے لیکھ پران۔ اور پرانک پنڈتوں نے بھی اصلیت حق کو نہ جانا۔ پاتا لاں پاتال لکھ اکاساں آکاس + اوڑک اوڑک بھال تھکے وید کہے اک بات۔ عالم بالا اور عالم سفلی والے بھی اصلیت سے محروم ہے مگر وید ایک ٹھیک بات فرماتے ہیں یعنے

پھر صفحہ ۱۵۸ کے حاشیہ پر لکھا ہے جنم ساکھی میں لکھا ہے کہ بابا نانک مدینہ منورہ میں گئے اور قاضی رکن الدین سے گفتگو ہوئی اور وہ گفتگو ہندی زبان میں ہے اور لکھا ہے کہ روم میں سلطان حمید قارون کو نصیحت کی اور نصیحت نامہ بھی ہندی زبان میں ہے۔ اور لکھا ہے کہ آسمانوں پر گیا۔ تردید۔ تمہاری تاریخوں میں بھی ہزاروں باتیں دور از عقل و فکر وہوش درج ہیں اور وہ مذہب اسلام کے بطلان کے لئے ایک اظہر من الشمس علان ہے۔ مدینہ میں جانا کوئی دور از عقل بات نہیں اور نہ قاضی سے مباحثہ کیونکہ اب بھی وہاں صدہا انگریز جاتے ہیں بلکہ ہمارے مہربان دوست لالہ گنگا رام پرشاد صاحب رماجوانی ناواقفی کے سبب مسلمان ہو گئے تھے وہاں سے پھر کر یہاں حاجی بن گئے بلکہ مصر وغیرہ کو بھی دیکھ آئے مگر یہاں آکر آریہ بھائیوں کی ہمت سے پھر پرائشچت کرا کر مسلمان سے ہندو اور ہندو سے آریہ بنائے گئے اور سناتن دھرم پر لائے گئے اور قوم نے بڑی خوشی سے سویکار کیا

ہاں اگر ہندی کے بچنوں پر اعتراض ہے تو اس کا جواب کہ جب مردانہ جی ستار بجاتے تھے تب باباجی موزون عبارت میں بچن کہا کرتے تھے پس اگر قاضی سے مباحثہ ہوا ہو یعنے بول چال دھرم سمبندھی اور اس نے وہی جواب دئے ہوں تو تعجب ہی کیا ہے جس طرح ہندوستان میں لوگ عربی جانتے ہیں اسیطرح عرب میں بھی اگر ہندوستانی جانتے ہوں تو کیا تعجب ہے۔ اور شاید وہ قاضی بھی کوئی ہندی نژاد ہو اعرابی نہ ہو۔ غرضیکہ یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ اسی طرح قارون کو بھی نصیحت کرنا قابل اعتراض نہیں کیونکہ بادشاہوں کے پاس بھی مترجم ہوتے ہیں اور ہمیں یقینی طور سے معلوم ہوا ہے کہ باباصاحب ہندی۔ فارسی جانتے تھے اور سیاحی میں اگر عربی بھی جان گئے ہوں تو ذرہ بھی جائے اعتراض نہیں اور ان کا عرب میں جانا تو خود تواریخ سے ثابت ہے۔

باقی رہا آسمان پر جانا اس کو ہم نہیں مانتے اور نہ اس کا باباصاحب کے کسی واکیہ سے پتہ ملتا ہے اور نہ کسی معتبر جنم ساکھی میں اس کا ذکر ہے۔ اور بفرض محال اگر مان بھی لیں تو بھی اس کا درجہ معراج محمد سے کسی طرح کم نہیں ورنہ اس سے کم اعتبار ہے اگر وہ صحیح ہے تو یہ ہزار درجہ بڑھ کر ورنہ ہر دو بے بنیاد ہیں۔ ذرہ بتلاؤ تو سہی کہ وہ کس طرح قابل تسلیم ہے اور یہ قابل ترمیم افسوس کہ زمین سے آسمان تک نہ پتہ لگایا جانا اور آسمان سے براق کا آنا اور پھر سواری براق حضرت کا زمین سے آسمان پر جانا اور خدا سے ملاقات و نانا تو بالکل عقل کے مطابق ہے مگر باباصاحب کا آسمان پر جانا اور سیر فرمانا دور از عقل ہے واہ شیخ جی کی عقل اور اسپر معراج احمدیہ۔ بوڑھے شیخ جی عقل کے ناخن لیجئے۔ اور دور از عقل باتوں والے مذہب سے پہلو تہی کیجئے۔

* بھلا جن گھوڑوں سے سکھ ایسے کام کریں وہ بت پرستی کر سکتے ہیں انہوں نے دیوی کی پرستش نہیں کی ہاں ہون ضرور کیا اور ہون کرنا بت پرستی نہیں ہے اور نہ شرک اگر ہے تو نوح نے جو ہون کیا اس کی نسبت کیا کہوگے۔ دیکھو پیدائش ۸ - آیت ۲۰ سے ۲۲ تک۔
وسلیمان نے جو ہون کئے اس کی نسبت کیا کہوگے (دیکھو توریت اخبار پہلا اور گنتی باب ۱۰)
و ابراہیم کا اپنے بیٹے کی قربانی اور ہون ات توریت (پیدائش باب ۲۲۔ آیت ۱ سے ۱۴ تک۔
بیجا سوختنی ہون کرنا (اخبار باب ۱۔ آیت ۱۷ سے ۲۳ تک)
حضرت زکریا کے ہون اور قربانیاں (تواریخ کی کتاب باب ۲۹ - آیت ۱ سے ۳۶ تک
حضرت یہ شرک نہیں بلکہ ہون کرنا ایک نیک کام ہے ہاں خود کشی یا کسی جاندار کو ہون میں ڈالنا منع ہے اور جیسی احکام سے بھی برا ہے مگر بیٹے بیوقوف کیا ہے تمہارا اختیار ہے انہیں جس القاب سے ملقب کرو۔ گرو گوبند سنگھ جی ہر طرح پرماتما کے بھگت اور شرک سے نفرت کرنیوالے تھے یہ قول ان کی کسی قدیمی دیوی کی تعریف میں نہیں ہیں کیونکہ اس کو وہ بالکل نہیں مانتے۔ بلکہ قادر مطلق کی تعریف میں ہیں چنانچہ نانک جی کا ارشاد ہے یہ جن دیوی دیوتا شیو بھیرو اور بھوت

نانک کیسے سمجھاؤ رہو سوت کسوت)

اسی طرح ایکدفعہ شرعی مولویوں نے انہیں مجبور کرنا چاہا کہ تم مسجد میں چلو مصلے پر بیٹھ نماز پڑھو قرآن پر عمل کرو سنت کراؤ روزہ رکھو کلمہ پڑھو کعبہ کیطرف سجدہ کرو تسبیح پھیرو اور مسلمان بنو۔ بابا نانک جی نے ایسا انکو جواب دیا کہ پھر خموشی انکے منھ پر لگادی شبد ستیت - صدق مصلے حق حلال قرآن شرم سنت شیل روزہ ہو مسلمان کرنی کعبہ سچ پیر کلمہ کرم نواج تسبیح ستیت تہا وہے نانک رکھے لاج۔

یعنے مہربانی کرنا غریب پر یہی میری مسجد ہے صدق رکھنا یہی میرا مصلے ہے حق حلال یعنے اپنی نیک کمائی سے کھانا یہی میرا قرآن ہے گناہوں سے شرم کرنا یہی سنت یعنے ختنہ کرانا ہے۔ نیک عادت یہی میرا روزہ ہے اور باقی مسلمان جانیں۔ ہمیں کوئی غرض نہیں ہم فقیر ہیں۔

کرنی یعنے عمل کمانے یہی میرا کعبہ ہے اور سچ بولنا یہی میرا کلمہ ہے بخشش کرنا یہی میری نماز ہے۔ اخلاق کا سنوارنا یہی میری تسبیح ہے اس کے سوا مسجد اور مصلے اور قرآن اور ختنہ اور روزہ اور کعبہ اور کلمہ اور نماز اور تسبیح سے پرمیشر ہمیں بچائے ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ ہم بت پرست و کفر کے بندے نہیں بننا چاہتے یہ باتیں مسلمانوں کو مبارک ہوں

باب ہفتم

نجات کا مقابلہ

غلام احمد (?) ۴۹۵ سے ۵۰۲ تک۔ اب ہم اپنی کلام کیطرف رجوع کرکے کہتے ہیں کہ وید بزرگوار و خاتمہ اور محبت الہیہ تک پہنچانیسے قاصر و عاجز ہے اور کیونکہ عاجز قاصر نہ ہو وہ وسایل جن سے یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں یعنے طریقہ حق خداشناسی معرفت الہی و بجا آوری اعمال صالحہ و تحصیل اخلاق مرضیہ و تزکیہ نفس و رزائل نفسیان سب معارف کے صحیح اور حق طور پر بیان کرنے سے وید بالکل محروم ہے کیا کوئی آریہ صفحہ زمین پر ہے کہ ہمارے مقابل ان امور میں وید کا قرآن شریف سے مقابلہ کرکے دکھلاوے اگر کوئی زندہ ہے تو ہمیں اطلاع دے اور جس امر میں ہو دینی سے چاہے اطلاع دے تو ہم ایک رسالہ بالتزام آیات بینات و دلایل عقلیہ قرآنی تالیف کر کے اس غرض سے شایع کردینگے کہ اس التزام سے وید کے معارف اور اس کی فلاسفی دکھائی جاوے۔ اور اس تکلیف کشی کے عوض میں ایسے وید خوان کے لئے ہم کسیقدر انعام بھی کسی ثالث کے پاس جمع کرادینگے جو غالب ہونے کی حالت میں اسکو ملیگا۔ شرط یہی ہے کہ وہ وید و نکو پڑھ سکتا ہو۔ تا ہمارے وقت کو ضایع نہ کرے جاننا چاہئے کہ جو شخص حق سے اپنے تئیں آپ دور رکھے وے اسکو ملعون کہتے ہیں اور جو حق کے حاصل کرنے میں اپنے نفس کی آپ مدد کرے اسکو مقرون کہتے ہیں اب ہمارے مقابل پر مقرون یا ملعون بننا آریوں کے ہاتھ میں ہے اگر کوئی باتمیز آریہ جو ویدوں کی حقیقت سے خبر رکھتا ہو موازنہ و مقابلہ وید و قرآن کی نیت سے تین ماہ کے عرصہ تک میدان میں آگیا۔ اور ہماری طرف سے جو رسالہ بحوالہ آیات و دلایل قرآنی تالیف ہو وید کی شرتیوں کے رو سے اسکو رد کرکے دکھلا دیا تو اس نے وید اور وید کے بزرگوں کی عزت رکھ لی۔ اور مقرون کے معزز خطاب سے ملقب ہوگیا۔ اگر اس عرصہ میں کسی وید دان نے تحریک نہ کی تو وہ خطاب جو مقرون کے مقابل میں ہے سب نے اپنے لئے قبول کیا۔

تردید۔ اگرچہ ہم آپکی زبان درازیوں کی اصلیت کو اچھی طرح تکذیب براہین احمدیہ میں ظاہر کرچکے ہیں اور قرآنی تعلیم و حقایق کا بہت کچھ بخیہ ادھیڑ کر ناظرین کے آگے دہر چکے ہیں مگر ابھی آپکے دماغ میں غرور کی لپٹ موجود ہے جس کی سرزنش کرنا ہمارا اصلی مقصود ہے۔ اگرچہ آریہ بھائی آپکے دولتخانہ قادیان میں بھی حاضر ہیں اور آپ کی بات بات بلکہ تمام ہندوستان کے ناظر مگر اب غفلت سے بیدار ہو جئے اور باوجود موجودگی آفتاب عالمتاب کے اندھا دھند کارروائی نہ کیجئے۔

پھر فرماتے ہیں۔ ایک اونکار ست نام کرتا پورکھ ۔ نربھو نروَیر اکال مورت اجونی سے بھنگ گور پرشاد جپ آدیہ سچ جگاد سچ ہے بھی سچ ہوسی بھی سچ پھر فرماتے ہیں۔
قلم جلو مسوانی کاغذ بھی جل جائے۔ لکھنے وال جلی بلوجن لکھیا دوجا نایکیں۔
پھر فرماتے ہیں۔ ایکو سمرد نانکا جو جل تھل رہیا سما۔ دوجا کاہے سمرئے جو جمے تے مرجائے۔
انکے ہزاروں ارشاد ہیں جو شرک کی بنیاد اکھاڑنے والے اور بت پرستی و کعبہ پرستی کے شاہد ہوئے ہیں۔ انہوں نے بت پرستی اور مخلوق پرستی کی قطعی بیخ کنی کی کوشش کی اور پرماتما کی کرپا سے بہت کامیاب ہوئے۔ مگر محمد مشرکوں سے کسی طرح بیزار نہ ہوئے اور نہ خود بخود کنارہ کش ہوئے بلکہ خود مشرکوں نے ہی ان سے بیزار ہوکر کنارہ پکڑا۔ تب یہ بھی مدینہ کو فرار ہوگئے اور مشرکوں کے پاس پناہ پکڑی چنانچہ سیل صاحب فرماتے ہیں کہ محمد طائف میں ایک ماہ رہا وہاں سے لوگوں نے نکالنا چاہا اس نے اپنے آپکو اعظم بنی عدی دجو ہانکا ایک معزز آدمی تھا اور کافر کے زیر سایہ یا سپردگی یا حفاظت میں ڈالا کہ مجھے بچالے۔ اس بات نے اسکے پیرو کا دل توڑ دیا (دیکھو ترجمہ قرآن کا دیباچہ صفحہ ۳۳)
اور زندگی کا بہت حصہ ابوطالب اپنے چچا کافر کے زیر سایہ گذرا تا جب ابوطالب مرانت یہ مدینہ کو بھاگا (جسکا مسلمانوں کو خود اقبال ہے)

تحفۃ الہند ۴۷ – اور پیغمبر صاحب کا حکم کیوں نہ مانا۔ اور شرک سے بچنا بھی اللہ کے نزدیک جب قبول ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول کی متابعت کرے۔

تکذیب – پیغمبر صاحب اس سے زیادہ توحید کی کونسی عمدہ تعلیم دی اور کونسی فضیلت دنیا میں لائے اور ان کا خود کس پر ایمان تھا تم خود ہی کتنے ہو تارد ونرع کے آزاد نہیں نکلے۔ جو کوئی بندروں کے بندے بن گئے پس محمد صاحب کی متابعت کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔
باباجی فرماتے ہیں جیں رکھ محمد اِں بینے جسکے دروازہ پر محمد جیسے لاکھوں ہیں۔
ناظرین کیا ایسا موحد آدمی محمد صاحب کی متابعت کرسکتا ہے۔

تحفۃ الہند ۴۸ – اور اگر یہ کہو کہ بابا نانک نے پیغمبر کو پہچانا۔ اور حضرت کی تعریف اپنی تصنیفات میں کری ہے جیسے لکھا ہے باجھ محمد بھگت آجائیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ پہلا نام خدا دا دوجا نام رسول۔ تیجا کلمہ پڑھ لے نانکا جو درگہ پیویں قبول۔ سو اسکا یہ جواب ہے کہ اگر یہ بات بابا نانک نے لکھی ہے تو تم بابا نانک کے چیلے ہو۔ اپنے گورو کا حکم مانو جلد کلمہ شریف اعتقاد سے پڑھو مسلمان بن جاؤ تاکہ درگاہ میں قبول پڑو۔

تکذیب – بیشک پیغمبر کے تمام حالات بابا نانک جی نے معلوم کئے اور بطور محقق کے اس کی اصلیت پر غور کی مگر آخر کو راستی کے برخلاف سمجھ کر قطعی ترک کیا۔ بھلا محمد صاحب اس لایق کب تھے کہ کوئی اُنپر ایمان لاوے اور خصوصاً بابا نانک صاحب جیسا موحد آدمی جس سے حضرت بھی تعلیم پانے کے محتاج تھے۔ محمد صاحب کی تعریف تصنیفات نانک صاحب میں نہیں ہے یہ دونوں پنجابی شعر دونوں گرنتھوں میں نہیں ہیں۔ بابا نانک جی کی نسبت یہ مزا یا الزام ہے اور نمونہ صداقت اسلام جس طرح شعروں میں سوال و جواب ہوتے ہیں نادان صرف مصرع یا ایک شعر پر مدار رکھکر اصلیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ فارسی میں ہے۔ مرادِ وہ دیگراں را مدہ ۔ ازہم نشود زحلاوت حد الہم + گویا رسد بر لب بیب الغنا الہم۔ پہلے جوابکاہ وقبا و کمربند زرہ دو سر یکا۔ ناصر علی بنام علی بردہ پناہ + در رنہ بہ ذوالفقار علی سر برایدت۔ پہلا مثبت اور منتفگی مگر دوسرا صحیح جواب ہے۔
وہی حال ان ہر دو پنجابی قولوں کا ہے۔ قاضی جیون سے مقام ملتان بابا نانک کا مباحثہ ہوا وہ یہ ہے۔
قاضی باجھ محمد بھگت آجائیں۔
نانک قلم جلے سو لانے جن لکھیا دو جانئیں۔
قاضی – پہلا نام خدا دا دوجا نام رسول۔ تیجا کلمہ پڑھ لے نانکا درگاہ پویں قبول
نانک – ایکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سما۔ دوجا کاہے سمرئے جو جمے تے مرجائے
قاضی – ایکو صاحب تے دو حد ہیں۔ کیڑا سیویں تے کیڑا ارذیں۔
نانک – ایکو صاحب تے ایکو حد۔ ایکو سیوتے دوجا رد۔

تحفۃ – اور تمہارے گورو گوبند سنگھ نے ظاہر شرک کیا کہ بت پرستی یعنی نینا دیوی کی پوجا کری اس تمنا پر کہ اپنا مذہب جاری کرے اور ہوم کیا۔ اور ایک اپنے سکھ کا سر کاٹ کر دیوی کی بلی یعنے قربانی کری اور ہوم میں جلا دیا اور اسنے دیوی کی مناجات میں یوں لکھا ہے کشن بشن کبھو نہیں دھیاؤں جو ہیں چاہوں سو تم سے پاؤں۔ اس کلام سے صریح شرک معلوم ہوتا ہے کہ دیوی کو اللہ کا شریک بنانا۔

تکذیب – اس کا جواب ہم خود نہیں دینا چاہتے بلکہ ایک لایق فاضل مسلمان کی شہادت سے اس اعتراض کو رد کرتے ہیں چنانچہ دبستان مذاہب میں لکھا ہے کہ۔
بگر ثبت بود کہ داخل کوہستان پنجاب است و آں سرزمین تعلق براجہ تا راجند داشت و مرد آں سرزمین بت مے پرستند۔ و بر بالائے قلعہ کوہ ہیکہ دیوی شان کہ موسوم است بہ نینا دیوی ساختہ اند چوں گرو بدآنجا شد ہمیرو نامے از سنگھان ایشان بہ بت خانہ رفتہ بینی دیوی را بشکست مردمان راجہ یافتہ نزد گورو شکوہ کردند و نام او بردند۔ گورو ہمیرو را خواند ہمیرو منکر شد۔ خادمان راجہ گفتند این را مے شناسیم خواہد کہ شمار از دیوی بد رسد اگر او نام بردمرا ہلاک کنید۔ راجگان گفتند اے احمق دیوی چگونہ سخن گوید ہمیرو خنداں شدہ پاسخ داد کہ معلوم است احمق کیست چوں از منع سر شکستن خود نکند و آزار رساندہ خود را نتواند منوع ازو شما چہ نیکی توقع دارید و معبودی او را مے پرستید۔ راجگان ساکت فرو ماندند و الحال بیشتر مردم از علمائے آں سرزمین مریدان گورو اند و دوران کوہستان تا سرحد بست و خط نام مسلمانی نیست (دیکھو صفحہ ۲۳۵ دبستان مذاہب)
اب شیخ صاحب خود غور کریں کہ انکا اعتراض کس قدر فضول ہے

تحفۃ الہند ۴۹ – اور تمہاری دس گرنتھی پوتھی میں لکھا ہے۔ بد نتھی بھگوتی سمرئے گورو نانک لئے دھیایا انگد گورو تے امرداس رام داس ہوئے سہائے ارجن ہرگوبند سمرو شری ہر رائے شری ہرکشن جی دھیائیے جس ڈیٹھے سب دکھ جائے تیغ بہادر سمرئے گھرنو ندھ آوے دھائے سب تہاں ہوئے سہائے دیکھو یہ کلمے صریح شرک کے بھرے ہوئے ہیں۔

تکذیب – جس بھگوان نے انسان ضعیف البنیان کو بولنے کی طاقت دی اسکو یاد کرکے گورو نانک وانگد۔ امرداس رامداس کی نظر عنایت کی امید رکھی گئی ہے ارجن ہرگوبند اور ہر رائے کو یاد کرکے سری ہرکشن جی کا ذکر خیر کیا گیا۔ پھر اپنے والد گورو تیغ بہادر کی تعریف گوبند سنگھ جی نے کرکے پوڑی کو ختم کیا۔ اس میں صرف گوروں کے نام مجموعی طور پر یاد کرنیکا طریق ہے۔ جیسے سعدی نے کہا ہے۔

نخستین ابوبکر پیر و مرید	عمر پنجہ بر پیچ دیو مرید	سوم شاہ عثمان شب زندہ دار
چہارم علی شاہ دلدل سوار	خدایا بحق بنی فاطمہ	کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

تحفۃ الہند ۵۰ – تمہارے مذہب کو پنڈت لوگ بدعتی فرقہ جانتے ہیں۔ **تکذیب** – پنڈت لوگ تو مسلمان کو بھی ملیچھ اور ناستک اور بدعتی جانتے ہیں اگر بدعتی ہونا پنڈتوں کے قول پر انحصار ہو سکتا ہے تو دین اسلام خود بدعتی ہو جاویگا نہ کہ سنگھ دھرم کیونکہ کوئی ودوان پنڈت انکو بدعتی نہیں کہتا ہاں جاہل محض سے غرض نہیں۔

تحفۃ الہند ۵۱ – تمہاری تاریخ میں جنکو جنم ساکھی کہتے ہیں ایسی باتیں درج ہیں اور اعقل ہیں کہ تمہارے مذہب کے بطلان پر صریح دلالت کرتی ہیں۔ مگر غور سے۔ بنظر انصاف و تحقیق دیکھنی چاہئے۔ اللہ سب ہندوؤں کو ہدایت کرے۔

ترجمہ - ڈر والے باغوں اور نعمت میں ہیں میوے کہاتے جو دئے اُن کے رب نے اور بچایا اُنکے رب نے اور بچایا اون کو رب نے دوزخ کی مار سے اور کہاؤ اور پیو رچ سے بدلہ اُس کا جو کرتے تھے لگے بیٹھے تختوں پر برابر بچھے قطار اور بیاہ دیں ہمنے اُن گوریاں بڑی آنکھ والیاں۔

پھر سوۃ الدہر میں بہت ذکر بہشت کا واضح کرکے لکھا ہے۔ وَ یُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا۔ عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِیْلًا۔ وَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا الخ ترجمہ اُنکو پلاتے ہیں پیالے جن کو ملونی سونٹھ کی ایک چشمہ وہاں سلسبیل ہے اُسکے پاس پھرتے ہیں لونڈے اور مرد سدا رہنے والے جب تو اُن کو دیکھے خیال کرے کہ موتی بکھرے ہوئے ہیں۔

نمبر ۶

طور - وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ یَتَنَازَعُوْنَ فِیْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِیْهَا وَلَا تَاْثِیْمٌ وَیَطُوْفُ عَلَیْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ۔

ترجمہ - بہشت والوں کی ہم نے ڈھیر لگا دئے میوے اور گوشت جس چیز کو جی چاہے جھپٹتے ہیں وہاں پیالے نہ بکنا ہے اُس میں نہ گناہ میں ڈالنا اور پھرتے ہیں بہشتیوں کے پاس غلمان رکھے ہوئے گویا وہ موتی ہیں غلاف میں دہرے ہوئے۔ پھر سورۃ واقعہ میں ہے۔ حُوْرٌ عِیْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا ترجمہ بہشتیوں کے واسطے گورے ہاں حوریں بڑی آنکھ والیاں موتی کی مانند خوبصورت - ہمنے وہ عورتیں اٹھائیں ایک اٹھان پر (یعنی شرفا) پھر کیا اُنکو کنواریاں پیار دلانیوں کی محبوب ہوں ہم عمر۔

نمبر ۷

سورۃ حج اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ۔ ترجمہ اللہ داخل کریگا یقین لانے اور بھلائیاں کرنیوالوں کو باغوں میں بہتی اُنکے نیچے نہریں۔ گہنا پہنایا جائیگا اُن کو وہاں کنگن سونے کے اور موتی۔ اُن کی پوشاک ہے وہاں ریشم کی۔

پھر سورۃ واقعہ میں ہے یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ الخ

ترجمہ اُن کے پاس لڑکے (غلمان) سدا رہنے والے آبخورے اور کوزے اور پیالے ستھرے شراب کے لئے ہوئے سر نہ دکھے جس سے اور نہ بکنا لگے اور میوے اور گوشت پرندوں کا جس قسم کا جی چاہے۔

ترجمہ سب جگت میں جو پوری پورن ہو رہا ہے وہی پرماتما سب کے جاننے یوگ ہے وہ سب سے بڑا ہے اوس سے بڑا یا برابر کوئی نہیں سوریہ وغیرہ کروں کا بنانے والا اور پرکاشک وہی ایک جگدیشر ہے خود کسی کی پرکاش کا محتاج نہیں شرناگتوں کے اگیان کا ناش کرنے والا خود اندھکار سے رہت ہے پرمیشور کے گیان اور اُسکے علاوہ کوئی جیو کبھی شانتی نہیں پا سکتا اُسی پرماتما کو جانکر جیو مرتیو سے گذر سکتا ہے بغیر اُسکے بھگتی اور گیان کے دوسرے دہرم سے حاصل ہوتی ہے اور کوئی مارگ اُس کی پراپتی کا نہیں ہے پرماتما کی پراپتی اصل مکتی ہے اسکے واسطے کوشش کرنا اور اُس کی آگیا انوسار چلنا مکتی کا سادہن ہے سب جنجال چھوڑکر اس کی طرف موکش کے طالبوں کو چت لگانا چاہئے۔

نمبر ۹

स नो बन्धुर्जनिता स विधाता धामानि वेद भुवनानि विश्वा। यत्र देवा अमृतमानशानास्तृतीये धामन्नध्यैरयन्त। यजु॰ अ॰ ३२ म॰ १०

ترجمہ سب منشوں کو یہی نصیحت کرنا چاہیے کہ ایک پرماتما ہی سب کا بندھو دکھ ناشک اور اُتپن کرنے والا پالنے والا اور سب جگت کا سوامی ہے - اور گیاتا ہے اُسی کے گیان اور آنند میں مکتی والے جیو موکش کو حاصل کرتے ہیں آنند سنو یعنے پرمانند کو پراپت ہو کر موکش وستہا میں رہتے ہیں وہاں دکھ درد وغیرہ کسی پرکار نہیں ہوتا مکت جیو حقیقی شانتی کو تحصیل کرکے اودیا اور بھرم سے دور ہو جاتی ہیں وشئی بھوگ وغیرہ خیالات فاسدہ اُن کے نزدیک نہ آسکتے ہیں اور نہ وہ اُن کی منداہن میں آسکتے ہوتے ہیں پرہم گیان اُنہیں عزروں کے اگیان سے آزاد کر دیتا ہے۔

نمبر ۷

तस्य ते यज्ञा महे सुङ्ग...

ओ३म्... त्र्यम्बकं यजामहे सुगन्धिं पुष्टिवर्द्धनम्। उर्वारुकमिव बन्धनान्मृत्योर्मुक्षीय मामृतात्॥ य॰ अ॰ ३ म॰ ६०

ترجمہ جو سب لوگوں کا ناظم - سب کا گیاتا اور سرشٹی کا مالک ادہپتی ہے اُسی کے ہم شرناگت ہوں وہی آتم گیان اور پراکرم اور سگندھی کے دینے والا ہے - آتما کی شانتی من کی استھرتا - بدہی کی ترقی بغیر اُسکے دھیان اور گیان اور ودیا کے نہیں ہو سکتی بغیر اُسکے آشرا لینے کے ہم موت سے نہیں چھوٹ سکتے اسواسطے مکتی کے طالبوں اور مریدوں سے رستگاری کی اچھیا کرنیوالوں کو اُسی سچدانند کی اپاسنا ضروری ہے اور یہی اپاسنا مکتی کا ذریعہ ہے اور کوئی نہیں پس ہر ایک طالب مکت کو پاربرہم کی شرناگت ہونا اور اُس کی آگیا کا پالن واجبات سے ہے۔

بہشت کی بابت علمائے اسلام وغیرہ کی رائے

نمبر ۱ - علی بن ابراہیم از حضرت امام رضا روایت کردہ کہ از جملہ بہایم کہ داخل بہشت میشوند سہ از گویش (حمار بلعم سگ اصحاب کہف)۔ (دیکھو تفسیر لوامع التنزیل صفحہ ۶۳۹ لاہور جلد اول)

نمبر ۲ - ابو عصفور تا ستر بھی جنت میں جاویگا۔ دیکھو معارج النبوۃ صفحہ ۶۶ ۴۳ و ۴۰۰ ذکر معجزات باب ۲

نمبر ۳ - اور فرقہ نظامیہ کے مسلمان یہ بھی فرماتے ہیں کہ سانپ بچھو چھچوندر - سور بھی بہشت میں جاوینگے (دیکھو غنیۃ الطالبین)

نمبر ۴ حافظ - چو طفلاں تا کے اے زاہد فریبی
بہ سیب بوستان و جوئے شیرم
پدرم روضہ رضوان بدو گندم بفروخت
ناخلف باشم اگر من بجوئے نفروشم

نمبر ۵ عرفی - واعظ سوئے باغ بہشتم مکش خلوت
مے خواہم بہشت نعمت دیدار میخواہم
بعون نعمت عشق تو قائم زنعیم
جوئے شیر نشناسم نہ طارم انگور
تو و عشق طوبی ما و قامت دوست
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست
نعمت فردوس زاہد را ما را کوئے دوست
قیمت ہر کس بقدر ہمت والائے اوست

ایضاً - بہر نعیم بہشت طاعت ایزد مکن
برلب جیحون خطاست چشم بآب داشتن

نمبر ۶ حالی - بہشت اور ارم سلسبیل اور کوثر
پہاڑ اور جنگل جزیرے سمندر
اسی طرح کے اور بھی نام اکثر
کتابوں میں پڑھتے رہے ہیں برابر
یہ جب تک نہ دیکھیں کبھی کس یقین پر
کہ یہ آسمان پر ہیں یا ہیں زمین پر

نمبر ۷ ملا حسین صاحب - ایہا الاخوان تا چند انتظار آن نگار دید نا دیدہ در فردوس جوئید مطلبیدار یار

نمبر ۸ مولانا جلالی - تن پرستی ست بہر مطلب باز ناز! میکند حرف در حلد جبیں سائی را

نمبر ۹ - آنریبل مولوی سر سید احمد خان صاحب بہادر تحریر النہد فرماتے ہیں کہ اگر حقیقت بہشت کی یہی باغ اور نہریں اور موتی کے اور چاندی اور سونے کی اینٹوں کے مکان اور دودھ و شہد و شراب کے سمندر اور لذیذ میوے اور خوبصورت عورتیں اور لونڈے ہوں یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا کی ہوئی ہے - اُس میں سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہیں

اگرچہ ہمارا ارادہ نہیں تھا کہ قرآن کے تار و پود منود کریں مگر کیا کیا جاوے اب تو الہامی ارشاد ہے اور اس کی بھی آپ کیطرف سے بنیاد لہذا نجات قرآنی اور ویدک مکتی کا مقابلہ کراتے ہیں۔ اور بہشت اسلامی کا نقشہ بتلاتے کہ حق پسندوں کو معلوم کہ مقدون کون ہے اور ملعون کون۔ تقی کون ہے اور فسقی کون۔

مقابلہ اور موازنہ وید و قرآن

نجات قرآن

نمبر ۱

سورۃ نساء۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا۔

ترجمہ۔ جو لوگ یقین لائے اور کی نیکیاں اون کو ہم داخل کریں گے باغوں میں جن کے نیچے بہتی نہریں وہ پڑے وہاں ہمیشہ اون کو وہاں عورتیں ہیں ستھری اور اون کو داخل کرینگے گھنی چھاؤں میں اور ایسا ہی سورۃ رحمن میں ہے کہ سب باغوں میں بہشتیوں کو ملیں گی نیک عورتیں گوریاں خیموں میں رہنے والیاں جن کو ان سے پہلے کسی آدمی وغیرہ نے نہیں بیاہا یاقوت اور مرجان کی مانند خوبصورت۔ یہ اُنکے حسن کی تعریف ہے۔

نمبر ۲

سورۃ دخان۔ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ يَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک ڈر والے گھر میں ہیں چین کے باغوں میں اور چشموں میں پہنتے ہیں پوشاک ریشمی پتلے اور گاڑھے ایکدوسرے کے سامنے ایک طرح اور بیاہ دیں ہم نے انکو حوریں بڑی آنکھ والیاں منگواتے ہیں ہر میوے جمع خاطر سے۔

ویدک مکتی

نمبر ۱

येयज्ञेन दक्षिणया समक्ता इन्द्रस्य सख्यममृतत्वमानश। तेभ्यो भद्रमङ्गिरसो वो अस्तु प्रतिगृभ्णीत मानवं सुमेधसः। ऋ॰ अ॰ ८ अ॰ २ व॰ १ मं॰ १।

ترجمہ۔ گیان یدو پکیہ اور آتما دیپ یہ کی پرمیشور کو دکشنا دینے سے جو موکش سکھ میں پرمیشور کی ... موکش سکھ پراپت ہوتا ہے اور موکش والے جیو کے واسطے سب دکھانی سکھ ہیں ... اور تمام مکت جیوں میں نہایت ... ہے۔ اور وہ سب آپس میں ایک دوسرے کو دیکھتے اور ملتے ہیں۔

نمبر ۲

यत्र कामा निकामाश्च यत्र ब्रध्नस्य विष्टपम्। स्वधा च यत्र तृप्तिश्च तत्र माममृतं कृधीन्द्रायेन्दो परि स्रव। ऋ॰ मं॰ ९ सू॰ ११३ मं॰ ८

ترجمہ۔ سچدانند سروپ پرماتما کو پاکر سب منا اور ابھلاشا پوری ہو جاتے ہیں اُسکے کامل جلال سے ہی گزشتہ اور اسی کے شدہ گیان پورن ترپتی ہوتی ہے۔ اُس گیان میں ... اور اسی کو مانکر ایک اسی کی کرپا سے دکھ کا وداران ہوتا ہے۔ مکت کا داتا نجات کا مالک اُسکے سوا کوئی نہیں جب جیو سچے پریم سے اُسکی آگیا کا پالن کرتا ہے تب موکش کا بھاگی ہوتا ہے اور کسی طرح سے نہیں۔

نجات قرآن

نمبر ۳

سورۃ النباء۔ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا وَّكَاْسًا دِهَاقًا لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا۔

ترجمہ۔ بیشک ڈر والوں کو مراد ملنی ہے باغ ہے اور انگور اور نوجوان عورتیں ایک عمر کی سب اور پیالہ چھلکتا نہ سنینگے وہاں بکنا اور مکرانا بدل دیا۔ تیرے رب نے دیا حساب سے۔

نمبر ۴

سورۃ صافات۔ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ فَوَاكِهُ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ۔

ترجمہ۔ مگر جو بندے اللہ کے ہیں چنے ہوئے انکو روزی ہے مقرر میوے اور اُن کی عزت ہے باغوں میں نعمت کے تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے پھرتے ہیں اُن کے پاس پیالے ستھری شراب کے سفید رنگت مزہ دیتے پینے والوں کو نہ اُن سے سر پھرتا ہے اور نہ اُس میں بکتے ہیں اور اُنکے پاس نیچی نگاہ والیاں بڑی آنکھوں والیاں گویا وہ انڈے ہیں چھپے ہوئے۔

نمبر ۵

سورۃ طور۔ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ۔

ویدک مکتی

نمبر ۳

यत्रानन्दाश्च मोदाश्च मुदः प्रमुद आसते। कामस्य यत्राप्ताः कामास्तत्र माममृतं कृधीन्द्रायेन्दो परि स्रव। ऋ॰ म॰ ९ सू॰ ११३ मं॰ ११।

ترجمہ۔ جگدیشور ہیں ہی سمپورن آنند اور تمام ہرش اور کمال پرسنتا ہیں سب کامنا اُسی کی آگیا پالن سے پراپت ہوتے ہیں راحت کامل کے لئے جسکا دوسرا نام موکش ہے سب کو اُسی کی آگیا پالن کرنی چاہئے کیونکہ دکھوں سے چھوٹنا سوا نجات کے کسی طرح نہیں ہو سکتا۔

نمبر ۴

यत्र ज्योतिरजस्रं यस्मिँल्लोके स्वर्हितम्। तस्मिन् मां धेहि पवमानामृते लोके अक्षित इन्द्रायेन्दो परि स्रव। ऋ॰ मं॰ ९ सू॰ ११३ मं॰ ७

ترجمہ۔ اودیا آدمی کلیشوں کے ناش کرنے ہارے شدھ سروپ سرب آنند وایک پرمن جہاں تیرے جلال ہیں تیرے گیان کی بیاپکتا ہے۔ جس گیان سے تو سب جڑ اچیر کی حالتوں کا گیاتا ہے اُس اپنی اپار شکتی سے اپنے اُپاسک کو اپنے گیان میں استھر کیجئے تاکہ وہ جنم مرن سے رہت کر تیری اپناشی معرفت کو پراپت ہو۔ پرکھو تیری مہان کرپا سب کی کلیان وایک ہے۔

نمبر ۵

वेदाहमेतं पुरुषं महान्तमादित्यवर्णं तमसः परस्तात्। तमेव विदित्वाति मृत्युमेति नान्यः पन्था विद्यतेऽयनाय। यजु॰ अ॰ ३१ मं॰ १८

نسخہ خدا احدیہ

کمندوبیں ہے ہمیں منشیہ جنت کی امید موہوم تھی۔ اور خون عیسے اور صلیب سے ہمارے دل میں نجات کی
موہوم تھی۔ آفتاب کو ہم سیاہ اور سیاہی کو آفتاب معلوم کرتے تھے چمگادڑ اور بوم کیطرح ظلمت
تاریکی میں گھوم گھوم مرتے تھے مگر پرماتما نیاکاری کو ہزار ہزار دہن باد ہے اور تمام آریہ
داسیوں کی لئے نوید جاوید بلکہ مبارکباد کہ شہر یمان دیانند جی ہادی ہندوستان ظہور
پذیر ہوکے اشما ظہور کیا تھا گویا شب دیجور میں آفتاب نکلا تھا اہبارت کے خفتہ بخت بیدار ہو گئے
آریہ ورت کے غافل بیٹے خبردار ہو گئے جو ہمیں اس رحم دل فاضل نے اپنی یہ تو بہ مگر موثر بانی
سے اوتشٹ پرانا کالو جاتا اُچالا उत्ति ष्ठ प्रा लाका लो का ला
اور جوش صداقت سے اودیا میں سوئے ہوؤں کے سرہانے آکر للکارا جہالت روپوش
ہوگئی اور اودیا خاموش آریہ بزرگوں کے لخت جگر خواب غفلت سے جاگے اور جاگتے ہی اپنے
مال و اسباب کو سنبھالنے لگے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ کہیں نقب زنی ہے کہیں قفل شکنی کہیں خیانت
مجرمانہ ہے اور کہیں تو شبہ بالکانہ کوئی ۳۷۹ کے مجرم ہیں اور ۴۰۳ کے ملزم آریہ مال کو مسروقہ
مال سوہ تفالی۔ غنیمت جان رہے ہیں اور ان کی غفلت و خواب کو زینت ایمان جون ہی آدھی
رات کو آفتاب نکلا اور سوتے ہوئے لوگ جاگے۔ گھبرا کر بیتاب ہو کر اوسان باختہ ہو کر جدھر اودھر کیت
اور بجرہ فردوس بھاگے اس ایک ہی طبیب حاذق اور وید لایق نے آنکھوں کو کلولکا جسموں کا
دماغوں کا یک لخت علاج شروع کیا۔ اور اُسی ایک طبیب برکتس (وید مقدس) سے آنکھوں کو
نور دلوں کو سرور جسموں کو صحت دماغوں کو فرحت بخشی اور جو ملزموں کی کتابوں سے ہی انہیں
جرائم کا مرتکب اور راستی سے منحرف ثابت کر دیا۔ ویدوں کی تلقین جاری ہوئی اور راستی کی پیروی
کا چرچا مچا جہاں قرنوں کی چھپی ہوئی پستک بغیر منتر ہونیکے بیکار پڑے تھے وہاں کثرت خریداری
کے سبب مکرر سہ کرر طبع ہونے کی نوبت آرہی ہے جس پستک کی ایک جلد بھی شہر و نمیں مفقود تھی
اب سینکڑوں بلکہ ہزاروں موجود ہیں مرزا صاحب ہم لوگ ویدوں کو تلقین کرتے اور کرتے ہیں
اور اسی واسطے روز بروز کثرت سے راستی کیطرف آتے جاتے ہیں سچائی کی حقیقت ہمیں معلوم
ہو گئی اور ناراستی کی نخوت موہوم معدوم یہی سبب ہے کہ جہالت معہ اپنے مددگاروں کے
معدوم ہوئی جاتی ہے۔

غلام احمد ۲۳۵۔ اس تحت سے متمتع ہو تو ویدکے رشیوں کی نسبت بھی ثابت نہیں ہو تا بلکہ یہ بھی
ثابت نہیں ہوتا کہ وہ کون تھے کیا نام تھا۔ کس شہر میں رہا کرتے تھے اور کس عمر میں الہام پایا
تھا۔ اور اُنکے ملہم ہونے کے کیا کیا ثبوت ہیں یا یہ جو سنا جاتا ہے کہ انکا نام اگنی۔ وایو یعنے آگ ہوا
وغیرہ ہیں یہ سب بناوٹی باتیں ہیں۔

تردید۔ آپکے تمام اعتراضات سماعی ہیں واقعی ایک بھی نہیں۔ اسی واسطے اُن کی بنیاد
بھی افترائی ہے۔ صداقت سے منزلوں بعید ہیں کیونکہ چشم دید نہیں بلکہ وہمی شنید ہیں
نعمت معرفت توحید پرماتما سے وید والا مال ہیں اور یہی جامع حسنات و کمالات نہیں
بلکہ باجلال وہ شاہ و رہبر معرفت انسان تھے اور صرف یہی نہیں بلکہ دیوتا سمان اُنکے اگنی
وایو۔ آدت۔ انگرہ مبارک نام تھے اور وہی ہادی برحق کیطرف سے یابندۂ الہام۔ وہ سرشٹی کی ابتدا
میں ہوئے جبکہ لوگ آبادی و بربادی سے محض نا آشنا تھے اُسوقت آبادی کی آدھی تھی اور انسانیت کی بنیاد
حضرت و نیا آباد نہیں تھی کسی کو کوئی فسادگی یاد بھی نہیں تھی بلوغت میں الہام پایا اور اسی عمر
سے درس تدریس جاری فرمایا اُنکے ملہم ہونے کے ثبوت مخلوط نہیں بلکہ نہایت قوی اور مضبوط ہیں۔

ثبوت۔ آریہ ورت نے سب سے پہلے تہذیب سیکھی اور علم علمیت بلند کیا تمام دنیا نے اسی سے علم
سیکھا۔ اور جن قوموں میں یہ تہذیب ہونے کے سبب سرتاج عالم تھا اور تمام قومیں بھادوں دونوں جاہل
تھیں سوائے ہندوستان کے تمام اور قوموں سے کچھ نہیں سیکھا بلکہ سکھایا۔ کیونکہ وہ اُن دونوں
بلکہ بعضے ابتک نادان مطلق ہیں۔
چونکہ تہذیب بغیر علم اور علم بغیر تعلیم و کر سکے ناممکن ہے اور کوئی جاہل کسی علم کو ایجاد نہیں

کر سکتا کیونکہ یہ امر سراسر محال ہے جس طرح آجکل علم کی ضرورت ہے اسی طرح سرشٹی کی آدی میں
بھی نہایت ضرورت تھی ورنہ آجکل سراغ بھی نہ ملتا اور علاوہ بریں عقل کل پرماتما
کی ذات پر الزام آتا ہے جس طرح ظاہری آنکھوں کے واسطے سورج دیسے ہی باطنی آنکھوں
کے واسطے علم کی ضرورت ہے و بنائے علم آریوں سے حاصل کیا اور آریوں نے وید وں سے
علم کتابوں سے حاصل ہوتا ہے اور کتابیں علم سے وید ام الکتاب ہے اور سنسکرت ام اللغات
بغیر گیان دینے پرماتما کے ایک کامل کتاب کا بننا امر یا محال ہے چہ جائکہ کامل اور مکمل پر گیان
کا اس واسطے وید پرمیشور کا گیان اور چار رشی اُسکے ملہم ہیں۔
آپ جو کہتے ہیں کہ یہ جو سنا جاتا ہے کہ انکا نام اگنی وایو وغیرہ تھا حضرت آنکھوں سے کیوں
معذور ہوتے ہو اور کس واسطے سنسکرت نہ جانکر دخل در معقولات میں مجبو افسوس ہے

سخن شناس نئی احمد اخطا اینجاست   بیا خویش بہشتی میا بلا اینجاست

مفصل ثبوت اس کا تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۱۱ سے ۱۲۱ تک مذکور ہے اور آنکھ کے اندھوں
کے واسطے سرمۂ طور۔
حیف۔ وید میں علمیت و فلاسفیت بھری ہوئی ہے محمدی تو درکنار حضرت عرش آشیانی بھی
اُسکے جاننے و سمجھنے سے معذور ہیں اور بہ سبب اپنی کم علمی کے اُس رتبہ کمال تک پہنچنے سے
دور ہیں (بلکہ تصدیق ہے دھرمی کے نسبت مرتبہ خدائی محمدیہ کے کبھی نصیب ہوا اور نہ ہو گا)
غلام احمد ۲۳۴۔ اور یقیناً سمجھنا چاہئے کہ یہ بھی نری لاف ہے کہ وید کے رشی تمام ممالک
کی اصلاح کیلئے مامور ہوئے تھے اگر ایسا ہوتا تو وید میں ضرور یہ لکھا ہوتا کہ کبھی وہ رشی اپنی چار دیواری
آریہ دیس سے نکلکر کسی دور دراز ملک میں وعظ کرنیکے لئے گئے تھے وید میں امریکا کا کہاں ذکر ہے اور یورپ
کا کہاں نشان پایا جاتا ہے۔ یورپ کے مختلف ملکوں و حصوں سے وید کو کب خبر ہے بلکہ ایشیائی
ملکوں کی اطلاع سے بھی وید غافل ہے اور اُسکے پڑھنے سے جابجا معلوم ہوتا ہے کہ پرمیشر کی
ہمگی تمامی جائداد ہندوستان یعنی آریہ دیش ہی ہے۔ اگر ہم ان باتوں میں سچے نہیں ہیں
تو وید کے رو سے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ کبھی ویدکے رشیوں نے آریہ دیس سے باہر قدم رکھکر اور
ویدوں کو اپنی بغل میں لیکر غیر ممالک کا بھی سفر کیا تھا یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی
پنڈت دیانند بھی ثابت نہ کر سکا۔

تردید۔ وید مقدس کی رو سے تمام انسانوں کو وید کے پڑھنے سننے عمل کرنیکا اختیار ہے۔ بلکہ صاف
ارشاد ہے کہ وید تمام (منشو جگت) کی ہدایت کے واسطے ظہور پذیر ہوئے جب شروع پیدائش ہی
آریہ ورت میں ہوئی اور یہاں سے ہی نوع انسان دنیا میں پھیلے تو دور دراز ملکوں میں وعظ
کے واسطے جانا چہ معنے دارد۔ وید دنیا کے پیرو ہی سے واقف بلکہ تمام کوائف عالم کا نیکا بینہ والا
مگر کسی ملک یا کل ملکوں کی تاریخ نہیں ہے۔ اور نہ ہدایت ربانی کو کسی چار دیواری میں
محدود کرتا ہے اسی واسطے وید میں کسی خاص دیش یا ملک یا جزیرہ کا بطور رد ہی پدر جاہد
کے نام درج نہیں ملا تمام دنیا بنی نوع انسان میں اُسکی ہدایت مساوی ہے۔ اور ہدایت
عالم پر حاوی اور اسی واسطے وہ ام الکتاب یا الہام سماوی ہے وید میں کہیں ہندوستان
یا آریہ ورت کا نام نہیں اور اگر کہیں ہے تو بتلا نا معترض یا مدعی کا ذمہ ہے ورنہ بیجا لاف زنی
آپکی دروغگوئی کے واسطے کافی ثبوت ہے۔ بلکہ آپکے قادیانی الہام کی اصلی کرتوت۔ ہاں ہم
مشتے نمونہ از خروارے یہ بتلاتے ہیں۔ یجروید ادھیاء ۶ منتر ۲۱ نمبرا

समुद्रङ्गच्छस्वाहान्तरिक्षङ्गच्छस्वाहा देवꣳ सवितारङ्ग
च्छस्वाहा। मित्रावरुणौ गच्छस्वाहाहोरात्रे गच्छस्वाहा छ
न्दाꣳसि गच्छस्वाहा द्यावापृथिवी गच्छस्वाहा
यज्ञं गच्छस्वाहा सोमं गच्छस्वाहा दिव्यन्नभो ग

باغ میں شاداب سرسبز درخت ہیں دودھ اور شراب اور شہد کی ندیاں بہ رہی ہیں ہر قسم کا میوہ کھانے کو موجود ہے ساقی اور ساقنیں نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے رہیان کی گھونسنیں پہنتی ہیں شراب پلا رہی ہیں ایک جنتی ایک حور کے گلے میں ہاتھ ڈالے پڑا ہے ایک نے ران سر پر دھر لیا ہے ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے ایک نے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہے نہ کوئی کسی کو منع کرتا ہے اور نہ کوئی کسی کو روکتا ہے ایسا بہودہ پن ہے جس پر تعجب ہوتا ہے کہ اگر بہشت یہی ہو تو بے مبالغہ ہمارے خرابات اس سے ہزار درجہ بہتر ہیں" (دیکھو تفسیر سید صاحب صفحہ ۲۴۸ و ۲۴۹ جلد اول سورۃ بقر ۱۸۸۰ء)

نمبر ۱۰- کبیر صاحب کی رائے لکھا ہے کہ محمد صاحب کی نجات نہیں ہوئی۔ پھر پیدا ہونگے تب ست گورو کے اپدیش سے نجات پاوینگے" (دیکھو پستک محمد بودھ اور رسالہ تناسخ صفحہ ۲۰ مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

نمبر ۱۱- بابا نانک صاحب کی رائے۔ بابا صاحب جب مکہ میں گئے اور وہاں مردانہ نے محمد صاحب کا حال دریافت کیا تب کہا کہ محمد صاحب بندہ سو برس تک جنت میں رہکر پھر شودر کے گھر میں جنم لینگے۔ تب وہ گورو ملیگا اور اس جگ کے ست گورو کے وسیلے سے اُن کی نجات ہوگی۔ (دیکھو جنم ساکھی و رسالہ مذکور صفحہ ۲۸ ۱۸۸۲ء لاہور)

اب مرزا صاحب خود ہی فیصلہ کریں۔

نمبر ۱۲- حجۃ الاسلام میں امام محمد غزالی صاحب کہتے ہیں ولذت بہشت لذت شکم و فرج و چشم بیش نیست کہ در بستانے تماشا میکند و طعامے خوش مے خورد و در سبزی و آب رواں و کوشکہا نگارین مے نگرد و ایں شہوت باشد کہ ہم دریں جہاں در جنب شہوت ریاست و استیلا و فرمان دادن حقیر و مختصر شود۔ تا بلذت معرفت چہ رسید۔ کہ رہبان باشد کہ صومعہ بر خود زندان کند و ہر روز بقدر یک طعام بیش نخورد و ندرہ جاہ و قبول و لذت آں۔ پس لذت جاہ و قبول از بہشت دوست تر میدارد و چہ لذت بہشت بیش از لذت شکم و فرج و چشم نیست پس لذت جاہ کہ ہمہ شہوتہا را مختصر کرد در لذت معرفت فرو رود" (صفحہ ۴۲۵ کیمیا رکن چہارم اصل چہارم)

نمبر ۱۳- سید احمد صاحب فرماتے ہیں۔ "اور ایک کور مغز ملا یا شہوت پرست زاہد یہ سمجھتا ہے کہ در حقیقت بہشت میں ان گنت حوریں ملیں گی شرابیں پینگے میوے کھاوینگے دودھ اور شہد کی ندیوں میں نہاوینگے اور جو دل چاہیگا وہ مزے اڑاوینگے اور اسی لغو اور بیہودہ خیال سے ذرات اوامر کے بجا لانے اور نواہی سے بچنے میں کوشش کرتا ہے" (تفسیر سید احمد صاحب جلد اول سورۃ بقر صفحہ ۴۰ مطبوعہ ۱۸۸۰ء علیگڑھ)

نمبر ۱۴- ایک لائق پادری عربی زبان کا فاضل فرماتا ہے۔ "پھر قرآن کے اکثر مضامین انسانی کی نفسانی خصلت کو خوش کرتے ہیں چنانچہ بہشت کی چار خوشیوں کا بیان ہے یعنے شراب باغیچے ابریشمی پوشاکیں عورتیں اور لونڈے بیشک تمام عیاش و بدکرداروں کو ایسی ایسی خوشیاں بہت ہی پسند آتی ہیں" (تبلیغ دسیر صفحہ ۵۳ ۱۸۷۳ء)

اب ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ عقل کے موافق قانون قدرت کے مطابق رشی صداقت کے تریں لذایذ جسمانی اور شہوت نفسانی سے اعلے ترین کون سی نجات ہے آیا یہ کہ جسکو وید مقدس نے خدا و ندانہ طریقہ پر معقول دلایل اور پاکیزہ وسائل سے ارشاد فرمایا۔ بلکہ ثبوت پہنچایا ہے۔ یا وہ نفسانی اور جسمانی بلکہ عشرت کدہ حیوانی۔ جو عقل کے خلاف۔ دور از انصاف یا بعید از قیاس اور روحانیت کی ستیاناش کرنیوالی شیطان کی ماوا و ملجا حوروں اور غلمانوں کی حرم سرا قرآنی جنت ہے جس کی مشرح کیفیت ہمنے آیات قرآنی سے جتلادی ہے۔ ہوشمند اور فاضل مولوی صاحبان ذرا غور فرمادیں کہ کیا ایسی معقول نجات پہ کوئی فلسفی برہان قایم ہو سکتی ہے یا خود یہ قرآنی نجات معقولیت کے سامنے ٹھہر سکتی ہے۔

باب ہاشتم

دور ویش یاترا

غلام احمد ۲۳۴- آریوں کے شتر بے مہار رہنے کی یہی وجہ ہے کہ عبودیت اور پرستش کے پاک طریقے اور تزکیہ نفس کی خالص تدبیریں وید میں ہرگز نہیں ہیں"

تزدیابہ کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ کی عربی کہاوت کیا عمدہ زیبا ہے اور آپکے عین مدعا۔ شتر کو عرب اور اسلام سے حقیقی نسبت ہے اور ہر دو کو اُس سے الفت و محبت۔ کیونکہ شیطان دونوں کے کندھوں پر سوار ہے اور ابلیس ہر دو کا یار غمگسار۔ حدیث گواہ ہے اور ہر ایک مولوی آگاہ طرانی میں ہے مامن بعیر الا فی ذروتہ شیطان توجہ نہیں کوئی اونٹ مگر ما بین بلندی اُس کی کے شیطان ہے۔

علاوہ بر آن خود قرآن بھی راوی ہے۔ اور اُسکی شہادت بھی حدیث کے مساوی۔ کہ ہر ایک مسلمان کے دل میں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے اور اپنے بچے اُن کی گود میں پالتا۔ چونکہ ہر دو یک جان دو قالب میں اسی واسطے ایک ہی شیطان دونو پر غالب (دیکھو قرآن سورۃ الناس اور کیمیائے سعادت عنوان اول صفحہ ۱۰ ۱۸۷۳ء)

اب غور فرما کر مہار کو منسوب کیجئے۔ بارے مہار رہنے دیجئے عبودیت یعنے نماز کے وقت اٹھنے بیٹھنے کی قواعد پر غور فرمائیے اور تقلید پرستی پر ایمان لائے پھر دیکھئے کہ یہ تمام اونٹ کی نقل ہے یا حضرت کی عقل۔ ہم حیران ہیں کہ آپ اونٹ کو کس کروٹ بٹھلاتے ہیں اور بیچارے شتر کینہ کہاں چھپاتے ہیں۔ کیونکہ موسیٰ نے شیطان سے توحید حاصل کی اور داد شاگردی کی آپکے حضرت نے بروقت معراج موسیٰ سے تعلیم پائی۔ جس طرح موسیٰ کو حضرت سے نسبت حضوری ہے اسیطرح آپکو شتر یا شیطان کی ہر وقت حضوری۔ تمام پاک طریقہ اُسی کی علامات ہیں اونٹ کی معمولی حرکات کے نشانات۔ ^۵ یہ سود از حرکت بیجا کہ بنشینی برخیزی۔ جہاد و قتل و خونریزی و جفاکاری کے بغیر اور جو صفائی باطنی و انوار روحانی کے آثار ہیں وہ تمامتر وید مقدس میں مودار ہیں جتنی عبودیت کی معقول بنیاد ہے اس کا وید میں کمالاً و کمالاً ارشاد ہے۔ مگر جہاد و فساد کا نام و نشان نہیں۔ البتہ قرآن میں تزکیہ نفس کا نام و نشان نہیں (دیکھو باب نجات) حضرت اگر وید میں تزکیہ نفس کے پاک طریقے نہیں تو اور کہاں ہیں کیا قرآن میں ہیں یا لوح محفوظ میں ہیں مرزا صاحب مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ ایسی زبان درازی سے آپکے حق میں خاموشی بہتر ہے۔

غلام احمد ۲۳۵- پرستش کی جڑہ تلاوت کلام الٰہی ہے کیونکہ محبوب کا کلام اگر پڑھا جاوے تو ضرور ہے کہ محب کے لئے محبت انگیز ہوتا ہے اور شورش عشق پیدا کرتا ہے مگر آریہ لوگ اس سے کوسوں دور ہیں۔ اگر وید کو پڑہیں تو انہیں اُس کی حقیقت بھی معلوم ہو۔"

تردید۔ بے شک ہم صداقت سے کوسوں بلکہ منزلوں دور ہوگئے تھے اور ہماری حالت ست دھرم کی بالکل برخلاف تھی ہم گنگا و جمنا کے کنارے کے رہنے والے انہیں سراب جان رہے تھے۔ ہمیں جہالت و جعلی کے سبب عربستان کے سراب و ریت اللحم کے کھارے تالاب شیریں معلوم ہوتے تھے۔ بیتیمہ چلو بھر پانی کے ہم پیاسے تھے مگر گنگا و برہم پتر کے آبحیات سے محض ترسے تھے۔ آب زمزم یعنے کعبہ کی کھاری

۵۱- دیکھو روضۃ الصفا ذکر معراج اور صحیح بخاری کی حدیث معہ ترجمہ مندرجہ رسالہ تائید الاسلام ماہ رمضان ۱۲۹۸ جلد اول و دوم مطبوعہ مطبع شیر الحکم مراد آباد صفحہ ۲۰۰ تک۔

۵۲- اتقان کے نوع ۱۶ میں ابن سعد کی روایت عائشہ سے منقول ہے اذا انزل علیہ الوحی یغط فی راسہ جب محمد صاحب پر وحی نازل ہوتی تھی تو وہ اونٹ کی بولی بولتا تھا اپنے سر میں" (دیکھو صفحہ ۵۳ مطبوعہ ناظری لاہور ۱۸۷۷ء)

نسخہ حنیفہ احمدیہ

کنوئیں سے ہمیں ہمیشہ جنت کی امید موہوم تھی۔ اور خون عیسےٰ اور صلیب سے ہمارے دل میں نجات کی موہوم تھی۔ آفتاب کو ہم سیاہ اور سیاہی کو آفتاب معلوم کرتے تھے چمگادڑ اور بوم کیطرح ظلمت تاریکی میں گھوم گھوم مرتے تھے مگر پرماتما نیا کاری کہ ہزاران ہزار دھن باد ہے اور تمام آریہ وامیوں کی لئے نوید جاوید بلکہ مبارکباد کہ شہر بھان دویاند بان ہادی ہندوستان ظہور پذیر ہوا۔ ان کا ظہور کیا تھا گویا شب دیجور میں آفتاب نکلا تھا بھارت کے خفتہ بخت بیدار ہو گئے آریہ ورت کے غافل بیٹے خبردار ہو گئے جو ہمیں اس رحم دل فاضل نے اپنی یہ تو پر مگر موثر باقی ہے اوتشٹ پرانا کالو جاتا اُجالا

उति ष्ट ब्रा लाका लो जा ला

اور جوش صداقت سے اور دنیا میں سوئے ہوؤں کے سرہانے آکر للکارا۔ جہالت روپوش ہوگئی اور اودیا خاموش آریہ بزرگوں کے لخت جگر خواب غفلت سے جاگے اور جاگتے ہی اپنے مال و اسباب کو سنبھالنے لگے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ کہیں نقب زنی ہے کہیں قفل شکنی کہیں خیانت مجرمانہ ہے اور کہیں لوٹ شب باکانہ کوئی ۳۸۰ کے مجرم ہیں اور ۳۷۹ کے ملزم آریہ مال کو مسروقہ تصور کیا ہے۔ غنیمت جان سمجھ کر ان کی غفلت و خواب کو زینت ایمان جان ہی آدھی رات تو آفتاب نکلا اور ٹٹولتے ہوئے لوگ جاگے۔ گھبرا کر بیتاب ہو کر اوسان باختہ ہو کر چور اور ڈکیت اور بردہ فروش بھاگے اُس ایک ہی طبیب حاذق اور وید لایق نے آنکھوں کا ڈالوں کا جسموں کا دماغوں کا یکلخت علاج شروع کیا۔ اور اُسے ایک کلیسیہ برکت (وید مقدس سے) آنکھوں کو نور دلوں کو سرور جسموں کو صحت دماغوں کو فرحت بخشی اور چوروں ملزموں کی کتابوں سے ہی انہیں جرائم کا مرتکب اور راستی سے منحرف ثابت کردیا۔ ویدوں کی تلقین جاری ہوئی اور راستی کی پیری کا چرچا مچا۔ جہاں قرنوں کی بھی ہوئی پستک بغیر منتر ہونیکے بیکار پڑے تھے وہاں کثرت خریداری کے سبب مکرر سہ کرر طبع ہونے کی نوبت آرہی ہے جس پستک کی ایک جلد بھی شہر و نمیں مفقود تھی اب سینکڑوں بلکہ ہزاروں موجود ہیں مرزا صاحب ہم لوگ ویدوں کو تلقین کرتے اور کرتے ہیں اور اسی واسطے روز بروز کثرت سے راستی کیطرف آتے جاتے ہیں سچائی کی حقیقت ہمیں معلوم ہوگئی اور ناراستی کی نحوست موہوم و معدوم یہی سبب ہے کہ جہالت معہ اپنے مددگاروں کے معدوم ہوئی جاتی ہے۔

غلام احمد ۲۳۵۔ اس سے ثابت ہے متمتع ہوتو ویدکے رشیوں کی نسبت بھی ثابت نہیں ہو بلکہ یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ وہ کون تھے کیا نام تھا۔ کس شہر میں رہا کرتے تھے اور کس عمر میں الہام پایا تھا۔ اور اُنکے ملہم ہونے کیا کیا ثبوت ہیں۔ یہ جو سنا جاتا ہے کہ انکا نام اگنی۔ وایو یعنے آگ ہوا وغیرہ ہیں یہ سب بناوٹی باتیں ہیں۔

تردید۔ آپکے تمام اعتراضات سماعی ہیں واقعی ایک بھی نہیں۔ اسی واسطے اُن کی بنیاد بھی افترائی ہے۔ صداقت سے منزلوں بعید ہیں کیونکہ چشم دید نہیں بلکہ وہمی شنید ہیں نعمت معرفت توحید پرماتما سے وید کا مالا مال ہیں اور ہی جامع حسنات و کمالات نہیں بلکہ باجلال وہ شناور بحر معرفت انسان تھے اور صرف یہی نہیں بلکہ دیوتا سمان اُنکے اگنی وایو۔ آدت۔ انگرہ مبارک نام تھے اور وہی ہادی برحق کیطرف سے پابندۂ الہام۔ وہ کشمیر شیری کی ابتدا میں ہوئے جبکہ لوگ آبادی ہر بادی سے محض نا آشنا تھے اُسوقت آبادی کی آدھی تھی اور انسانیت کی بنیاد حضرت و نیا آباد نہیں تھی کسی کو کوئی فسادگی یاد بھی نہیں تھی بلوغت میں الہام پایا اور اُسی روز سے درس و تدریس جاری فرمایا اُنکے ملہم ہونے کے ثبوت مخلوط نہیں بلکہ نہایت قوی اور مضبوط ہیں۔

ثبوت۔ آریہ ورت نے سب سے پہلے تہذیب سیکھی اور علم علمیت بلند کیا تمام دنیا نے اسی سے علم سیکھا۔ اور جن قوموں میں یہ تہذیب ہونے کے سبب سرتاج عالم تھا اور تمام قومیں ہادون تون جاہل تھیں سوائے آریہ ورت کے تمام اور قوموں سے کچھ نہیں سیکھا بلکہ سکھایا کیونکہ وہ اُن دونوں بلکہ یعنے ابتک نادان مطلق ہیں۔

چونکہ تہذیب بغیر علم اور علم بغیر تعلیم وکسب کے ناممکن ہے اور کوئی جاہل کسی علم کو ایجاد نہیں کرسکتا کیونکہ یہ امر محال ہے جس طرح آجکل علم کی ضرورت ہے اسی طرح آفرینش کی ابتدا میں بھی نہایت ضرورت تھی ورنہ آجکل سراغ بھی نہ ملتا اور علاوہ ازاں عقل کل پرماتما کی ذات پر الزام آتا ہے جس طرح ظاہری آنکھوں کے واسطے سورج ویسے ہی باطنی آنکھوں کے واسطے علم کی ضرورت ہے دنیا نے علم آریوں سے حاصل کیا اور آریوں نے ویدوں سے علم کتابوں سے حاصل ہوتا ہے اور کتابیں علم سے وید ام الکتاب ہے اور سنسکرت ام اللسان بغیر گیان دینے پرماتما کے ایک کامل کتاب کا بننا امر محال ہے چہ جائیکہ کامل اور مکمل پر گیان کا اس واسطے وید پرمیشور کا گیان اور چار رشی اُسکے ملہم ہیں۔

آپ جو کہتے ہیں کہ یہ جو سنا جاتا ہے کہ انکا نام اگنی و وایو وغیرہ تھا حضرت آنکھوں سے کیوں معذور ہوتے ہو اور کس واسطے سنسکرت نہ جانکر ہمارے مقابلہ میں مجیب افسوس ہے

سخن شناس احمد اخطا اینجاست
بہ گوش بہشتی میا رہلا اینجاست

مفصل ثبوت اس کا تکذیب براہین احمدیہ کے صفحہ ۱۱ سے ۱۳۱ تک مذکور ہے اور آنکھ کے اندھوں کے واسطے سرمہ طور۔

جسقدر وید میں علمیت وفلاسفیت بھری ہوئی ہے محمدی تو درکنار حضرت عرش آشیانی بھی اُسکے جاننے وسمجھنے سے معذور ہیں اور بہ سبب اپنی کم علمی کے اُس رتبہ کمال تک پہنچنے سے دور ہیں (بلکہ تصدیق ہٹ دھرمی کے سبب مرتبہ خدائی محمدیہ کو کبھی نصیب ہوا اور نہ ہوگا)

غلام احمد ۲۳۶۔ اور یقیناً سمجھنا چاہئے کہ یہ بھی نری لاف ہے کہ وید کے رشی تمام ممالک کی اصلاح کیلئے مامور ہوئے تھے اگر ایسا ہوتا تو وید میں ضرور یہ لکھا ہوتا کہ کبھی وہ رشی اپنی جائے رہائش آریہ ورت سے نکلکر کسی دور دراز ملک میں وعظ کرنیکے لئے گئے تھے وید میں امریکا کا کہاں ذکر ہے اور یورپ کا کہاں نشان پایا جاتا ہے۔ یورپ کے مختلف ملکوں کو خصوصاً وید کو کب خبر ہے بلکہ ایشیائی ملکوں کی اطلاع سے بھی وید غافل ہے اور اُسکے پڑھنے سے جابجا معلوم ہوتا ہے کہ پرمیشر کی ہمگی تمامی جائے و ہندوستان یعنی آریہ دیش ہی ہے۔ اگر ہم ان باتوں میں سچے نہیں ہیں تو وید کے رو سے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ کبھی وید کے رشیوں نے آریہ دیش سے باہر قدم رکھکر اور ویدوں کو اپنی بغل میں لیکر غیر ممالک کا بھی سفر کیا تھا یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوسکتی پنڈت دیانند بھی ثابت نہ کرسکا۔

تردید۔ وید مقدس کے رو سے تمام انسانوں کو وید کے پڑھنے سننے۔ عمل کرنیکا اختیار ہے۔ بلکہ صاف ارشاد ہے کہ وید تمام (منو جگت) کی ہدایت کے واسطے ظہور پذیر ہوئے جب فروغ پیدائش ہی آریہ ورت میں ہوئی اور یہاں سے ہی نوع انسان دنیا میں پھیلے تو دور دراز ملکوں میں وعظ کے واسطے جانا چہ معنے دارد۔ وید دنیا کے پیدائش سے واقف بلکہ تمام کو اُنکے عالم کا بتلانیوالا مگر کسی ملک یا کل ملکوں کی تاریخ نہیں ہے۔ اور نہ ہدایت ربانی کو کسی چار دیواری میں محدود کرتا ہے اسی واسطے وید میں کسی خاص دیش یا ملک یا جزیرہ کا بطور ذاتی کے نام درج نہیں تاں تمام دنیا بنی نوع انسان میں اُسکی ہدایت مساوی ہے۔ اور ہدایت عالم پر حاوی اور اسی واسطے وہ ام الکتاب یا الہام سماوی ہے وید میں کہیں ہندوستان یا آریہ ورت کا نام نہیں اور اگر کہیں ہے تو بتلانا معترض یا مدعی کا ذمہ ہے ورنہ بیجا لاف زنی آپکی دروغگوئی کے واسطے کافی ثبوت ہے۔ بلکہ آپکے قادیانی الہام کی اصلی کرتوت۔ تاہم مشتے نمونہ از خروارے یہ بتلاتے ہیں۔ یجروید ادھیا ۶ منتر ۲۱

نمبر۱

समुद्रं गच्छ स्वाहा न्तरिक्षं गच्छ स्वाहा देवꣳ सवितारं गच्छ स्वाहा । मित्रावरुणौ गच्छ स्वाहा होरात्रे गच्छ स्वाहा छन्दांसि गच्छ स्वाहा द्यावापृथिवी गच्छ स्वाहा यज्ञं गच्छ स्वाहा सोमं गच्छ स्वाहा दिव्यं नभो ग

باغ میں شاداب سرسبز درخت ہیں دودھ اور شراب و شہد کی ندیاں بہ رہی ہیں ہر قسم کا میوہ کہانے کو موجود ہے ساقی اور ساقنیں نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے رہیاں کی گہونسنیں پہنتی ہیں شراب پلا رہی ہیں ایک جبشی کا ہاتھ جس کے گلے میں ہاتھ ڈالے پڑا ہے ایک کے ران سر پر دھرا ہے ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے ایک لب جان بخش کا بوسہ لیا ہے تو کوئی کسی کو نہ میں کچھ کر رہا ہے اور کوئی کسی کو نہ میں کچھ۔ ایسا بیہودہ پن ہے جس پر تعجب تو ہے کہ اگر بہشت یہی ہو تو بے مبالغہ ہمارے خرابات اُس سے ہزار درجہ بہتر ہیں" (دیکھو تفسیر سید صاحب صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹ جلد اول سورۃ بقر ۱۸۹۷ء)

نمبر ۱۰- کبیر صاحب کی رائے لکھا ہے کہ محمد صاحب کی نجات نہیں ہوئی۔ پھر پیدا ہونگے تب ست گورو کے اپدیش سے نجات پاوینگے" (دیکھو پستک محمد بودھ اور رسالہ تناسخ صفحہ ۶ مطبوعہ ۱۸۹۲ء)

نمبر ۱۱- بابا نانک صاحب کی رائے۔ بابا صاحب جب مکہ میں گئے اور وہاں مردانہ نے محمد صاحب کا حال دریافت کیا تب کہا کہ محمد صاحب پندرہ سو برس تک جنت میں رہ کر پھر شودر کے گھر میں جنم لینگے۔ تب وہ گورو کی سیوا کریگا اور اس جنم میں ست گورو کے وسیلے سے اُن کی نجات ہوگی۔ (دیکھو جنم ساکھی و رسالہ مذکور صفحہ ۶۸ ۱۸۸۴ء لاہور)

اب مرزا صاحب خود ہی فیصلہ کریں۔

نمبر ۱۲- حجت الاسلام میں امام محمد غزالی صاحب کہتے ہیں ولذت بہشت لذت شکم و فرج و چشم بیش نیست کہ در بستانے تماشا میکند و طعامے خوش مے خورد و در سبزی و آب رواں و نگارین مے نگرد و ایں شہوت باشد کہ ہم دریں جہان رجنب شہوت ریاست و استیلا و فرمان دادن حقیر و مختصر شود۔ تا بلذت معرفت چہ رسید۔ کہ رہبان باشد کہ صومعہ بر خود زندان کند و ہر روز بقدر یک طعام بیش نخورد و ند شرہ جاہ و قبول ولذت آں۔ پس لذت جاہ و قبول در بہشت دوست تر میدار و چہ لذت بہشت بیش از لذت شکم و فرج و چشم نیست پس لذت جاہ کہ ہمہ شہوات را مختصر کرد در لذت معرفت فرو رود" (صفحہ ۲۴۲ کیمیائے سعادت رکن چہارم اصل چہارم)

نمبر ۱۳- سید احمد صاحب فرماتے ہیں۔ "اور ایک کوڑ مغز ملا یا شہوت پرست زاہد یہ سمجھتا ہے کہ درحقیقت بہشت میں ان گنت حوریں ملیں گی شرابیں پینگے میوے کہاوینگے دودھ اور شہد کی ندیوں میں نہاوینگے اور جو دل چاہیگا وہ مزے اڑاوینگے اور اس لغو اور بیہودہ خیال سے دن رات اوامر کے بجا لانے اور نواہی سے بچنے میں کوشش کرتا ہے" (تفسیر سید احمد صاحب جلد اول سورۃ بقر صفحہ ۴۰ مطبوعہ ۱۸۹۵ء علیگڑھ)

نمبر ۱۴- ایک لائق پادری عربی زبان کا فاضل فرماتا ہے۔ "پھر قرآن کے اکثر مضامین انسانی کی نفسانی خصلت کو خوش کرتے ہیں چنانچہ بہشت کی چار خوشیوں کا بیان ہے یعنی شراب باغیچے ابریشمی پوشاکیں عورتیں اور لونڈے بیشک تمام عیاش و بدکرداروں کو ایسی ہی خوشیاں بہت ہی پسند آتی ہیں (ینابیع دسیر صفحہ ۳۵ ۱۸۸۶ء)

اب ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ عقل کے موافق قانون قدرت کے مطابق رنتی و صداقت کے ترین لذائذ جسمانی اور شہوت نفسانی سے اعلےٰ ترین کون سی نجات ہے آیا یہ کہ جسکو وید مقدس نے خدا و ند طریقہ پر معقول دلائل اور پاکیزہ وسائل سے ارشاد فرمایا بلکہ ثبوت پہنچایا ہے۔ یا وہ نفسانی اور جسمانی بلکہ عشرت کدۂ حیوانی۔ جو عقل کے خلاف۔ دور از انصاف بعید از قیاس اور روحانیت کی ستیاناس کرنیوالی شیطان کی ماوا و ملجا حوروں اور غلمانوں کی حرم سرا قرآنی جنت ہے جس کی مشرح کیفیت ہمنے آیات قرآنی سے جتلادی ہے۔ ہوشمند اور فاضل مولوی صاحبان ذرا غور فرماویں کہ کیا ایسی معقول نجات پر کوئی فلسفی برہان قایم ہو سکتی ہے یا خود یہ قرآنی نجات معقولیت کے سامنے ٹھہر سکتی ہے۔

باب ہشتم

دور ویش یا نترا

غلام احمد ۲۳۴- آریوں کے شتر بے مہار رہنے کی یہی وجہ ہے کہ عبودیت اور پرستش کے پاک طریقے اور تزکیہ نفس کی خالص تدبیریں وید میں ہرگز نہیں ہیں"

تردید۔ بکلٌ شیٔ یرجع الی اصلہ کی عربی کہاوت کیا عمدہ زیبا ہے اور آپکے عین مدعا۔ شتر کو عرب اور اسلام سے حقیقی نسبت ہے اور ہر دو کو اُس سے الفت و محبت۔ کیونکہ شیطان دونوں کے کندہ ہو پر سوار ہے اور ابلیس ہر دو کا یار غمگسار۔ حدیث گواہ ہے اور ہر ایک مولوی آگاہ جرانی میں ہے ما من بعیر الا فی ذروتہ شیطان۔ ترجمہ نہیں کوئی اونٹ مگر یہ کہ بلند ہی اُس کی کے شیطان ہے۔

علاوہ بران خود قرآن بھی راوی ہے۔ اور اُسکی شہادت بھی حدیث کے مساوی۔ کہ ہر ایک مسلمان کے دل میں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے اور پنیجے اُن کی گود میں پالتا۔ چونکہ ہر دو یک جان و دو قالب ہیں اسی واسطے ایک ہی شیطان دونو پر غالب (دیکھو قرآن سورۃ الناس اور کیمیائے سعادت عنوان اول صفحہ ۱۰ ۱۸۹۲ء)

اب غور فرماکر بمہار کو منسوب کیجئے۔ یا بے مہار رہنے و یکھئے عبودیت یعنے نماز کیوقت اُٹھنے بیٹھنے کی قواعد پر غور فرمایئے اور تقلید پرستی پر ایمان لائے پھر دیکھئے کہ یہ تمام اونٹ کی نقل ہے یا حضرت کی عقل۔ ہم حیران ہیں کہ آپ اونٹ کو کس کروٹ بٹھلاتے ہیں اور بیچا شتر کینہ کہاں چھپاتے ہیں۔ کیونکہ موسیٰ نے شیطان سے توحید حاصل کی اور داد شاگردی نبی آپ کے حضرت نے بروقت معراج موسیٰ سے تعلیم پائی۔ جس طرح موسیٰ کو حضرت سے نسبت ضروری ہے اسیطرح آپکو شتر یا شیطان کی ہر وقت حضوری۔ تمام پاک طریقہ اُسی کی علامات ہیں اور شتر کی معمولی حرکات کے نشانات۔ چہ سود از حرکت بیجا کہ بنشینی و برخیزی۔ جہاد و قتل و خونریزی و جفاکاری کے بغیر اور جو صفائی باطنی و انوار روحانی کے آثار ہیں وہ تمام تر وید مقدس میں نمودار ہیں حقیقی عبودیت کی معقول بنیاد ہے اس کل وید میں کماحقہٗ ارشاد ہے۔ مگر جہاد و فساد کا نام و نشان نہیں۔ البتہ قرآن میں تزکیہ نفس کا نام و نشان نہیں (دیکھو باب نجات) حضرت اگر وید میں تزکیہ نفس کے پاک طریقے نہیں تو اور کہاں ہیں۔ کیا قرآن میں ہیں یا لوح محفوظ میں ہیں۔ ہم مرزا صاحب مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ ایسی زبان درازی سے آپکے حق میں خاموشی بہتر ہے۔

غلام احمد ۲۳۵- پرستش کی جزو تلاوت کلام الٰہی ہے کیونکہ محبوب کا کلام اگر پڑھا جاوے تو ضرور ہے محب کے لیے محبت انگیز ہوتا ہے اور شورش عشق پیدا کرتا ہے مگر آریہ لوگ اس سے کوسوں دور ہیں۔ اگر وید کو پڑہیں تو اُنہیں اُس کی حقیقت بھی معلوم ہو۔

تردید۔ بے شک ہم صداقت سے کوسوں بلکہ منزلوں دور ہو گئے تھے اور ہماری حالت ست دھرم کی بالکل برخلاف تھی ہم گنگا و جمنا کے کنارے کہڑے اُنہیں سراب جان سمجھتے تھے۔ ہمیں جہالت و جہلی کے سبب ملتان کے سراب و ربت اللحم کے کہارے تالاب شیرین معلوم ہوتے تھے۔ بیتسمہ جلو بہر پانی کے ہم پیاسے تھے مگر گنگا و برہم پتر کے آبحیات سے محض ترستے تھے۔ آب زمزم یعنے کعبہ کی کہاری

۵۱- دیکھو روضۃ الصفا ذکر معراج اور صحیح بخاری کی حدیث مع ترجمہ مندرجہ رسالہ تائید الاسلام ماہ رمضان ۱۳۰۹ھ جلد اول و دوم مطبوعہ نیر اعظم مراد آباد صفحہ ۳۳ سے ۳۴ تک۔

۵۲- اتقان کے نوع ۱۶ میں ابن سعد کی روایت عائشہ سے منقول ہے اذا نزل علیہ الوحی یغطہ فی راسہ "جب محمد صاحب پر وحی نازل ہوتی تھی تو وہ اونٹ کی بولی بولتا تھا اپنے سر میں" (دیکھو صفحہ ۵۳ مطبوعہ ناظری لاہور ۱۸۸۶ء)

کے بادشاہی خاندان میں بیاہی گئی تھی۔ جو سارس فتح قسطنطنیہ کی دیتی تھی۔ (دیکھو تاریخ ہند ۱۸۵۲ء کلکتہ صفحہ ۸۸)

نمبر ۱۶- وہی مؤرخ فرماتا ہے کہ ہم اس بات کو ثابت کر سکتے ہیں کہ بہت مدت نہ گذری ہوگی کہ آریہ جب تک سندھ کے پار ہو جاتے تھے اور اپنے دشمنوں سے بدلہ لیتے تھے۔ سو اٹک کے پار جانا اور جہاز پر چڑھنے کی مخالفت جدید ہے۔
اس سے پہلے جب تک کہ برہمنوں نے چھتریوں پر فتح نہ پائی تھی اور بدھ مذہب کو خارج نہ کیا تھا۔ تب تک آریہ بہت شجاع تھے اور اکثر مہم پر جایا کرتے تھے اغلب کہ یہ وہی وقت تھا جس میں کہ انہوں نے اٹک سے پار ہو کر تاربہ پر حملہ کیا تھا اور جہاز پر بیٹھ کر یوروپ کے جزیروں میں گئے تھے اور وہاں اپنے مذہب کو پھیلایا تھا۔ یہ بات چند مدت کی ہے کہ ہندو تعصب کے سبب بے عزم و مجہول ہو گئے ہیں۔ اور اپنی ولایت سے اس اندیشہ کے سبب باہر نہیں جاتے کہ شاید غیر مذہب والوں سے ملکر ان کی ذات نہ جاتی رہے" (تاریخ ہند کلکتہ ۱۸۵۲ء صفحہ ۴۴)

نمبر ۱۷- مہاراجہ دھرتراشٹر والی ہستناپور کی شادی امیر افغانستان کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ ان دنوں افغانستان کی دارالسلطنت قندھار تھی۔ اسی رانی گندھاری کے شکم سے مہاراجہ دریودھن متولد ہوئے (دیکھو مہابھارت آدی پرب)

نمبر ۱۸- ملک جرمن خصوصاً بہانگے برہمنوں کا آباد کردہ ہے اور اسی ملک میں آجکل سنسکرت کا بھی زور رہے۔ واضح ہو کہ یہ نام سنسکرت زبان کا ہے۔ شرما سنسکرت میں برہمن کو کہتے ہیں جرمنی زبان اور سنسکرت میں ج۔ ی۔ س بدل ہوتے ہیں۔ جیسے آریہ- آریہ- آرشیہ اصل میں شرما سے شرمن جیسے آریہ سے ایرین بنا اور وہی جرما یا جرمن ہے۔ جس کی تصدیق خود میکس مولر صاحب بھی کرتے ہیں (دیکھو رگوید مطبوعہ لندن کے اول صفحہ کا آخری نوٹ)

نمبر ۱۹- ایک مؤرخ فرماتا ہے کرن کے بعد چھ راجے منوانتر چلے گئے جنھوں نے یہ خاندانی لقب پایا کرن اور اسکے چھوٹے جانشین کرن کہلاتے تھے۔ البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ کرن کے نام کو ہندوستان میں مشرق کے جزیروں میں بہت ادب سے یاد کرتے ہیں۔ اس سے یہ خیال ہو سکتا ہے کہ راجہ کرن نے جہاز بھی تیار کئے ہوں اور یوروپ کے جزیروں میں اپنا دخل کیا ہو" (تاریخ ہند صفحہ ۴۸ ۱۸۶۱ء کلکتہ)

نمبر ۲۰- میرو کی اتر کی طرف بجروپر کی راجدھانی ہے وہاں کے راجہ کے لڑائی میں مارے جانے کے سبب کرشن چندر جی کے پوتے بیشیتر دھن سنگھ ساتھیہ معہ اور فاضل برہمنوں کے بذریعہ اڑن کھٹولے وہاں جا کر راج کرنے لگے جو کہ کرشن چندر جی کی خبر وفات سنکر پھر ایک دفعہ دوارکا میں آئے تھے (دیکھو ہری ونش۔ وشنو پرب ادھیائے ۹۶)

نمبر ۲۱- مؤرخ لیتھبرج فرماتے ہیں کہ آریا قوم کی قدیم زبان سنسکرت تھی اور قدیم یونانی و رومی پارسی انگریز۔ جرمن۔ فرانسیسی اس میں شامل تھے قدیم زمانہ میں یہ سب لوگ مثل ایک قوم کے بود و باش کرتے تھے" (تاریخ لیتھبرج ہندوستان صفحہ ۱۹ ۱۸۷۶ء)

نمبر ۲۲- حال کی تحقیقات سے جب کہ روسی زبان سیکھنے کا ہندوستان میں چرچا ہوا اور کلکتہ میں ایک سکول بھی کھولا گیا تو معلوم ہوا کہ ملک روس کی زبان بھی سنسکرت سے ملتی ہے اور جیسے یونانی و لاطینی وغیرہ سے اسکا تعلق ہے ان سے زیادہ روسی زبان سے تعلق ہے چنانچہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ سنسکرت دان آدمی روسی جلد سیکھ سکتا ہے۔

نمبر ۲۳- کرنل الکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ مصریوں کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ وے سپنت نامے ایک پوتر بھومی سے آئے جو کہ معلوم ہوا کہ ہند کے ساگر کے کنارے کہیں ہے۔ اس دیش کو وہ اپنے دیوتاؤں کی پرانی جگہ بتلاتے تھے آدی استھان کو مصر والے (پانٹ) پوتر کہتے تھے۔ اب پیدا ہو گیا کہ وہ سیتاپرت کی پوتر بھومی نہیں ہے دارالبحری استھان میں رانی ہتشاپ کی سمادھی کے پتھر دن اور چند آیت لکھو کہ مطلب سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ مقدس زمین بھارت ورش (ہندوستان) ہے۔ بیان ترکال درشا صفحہ ۵ ۱۸۶۳ء مدراس انگریزی۔

نمبر ۲۴- پروفیسر میکس مولر صاحب فرماتے ہیں کہ پارسی لوگ بھی آریہ ورت سے اٹھکر ایران میں آباد ہوئے تھے (دیکھو سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۲)

نمبر ۲۵- اترا یہ راجا پرہ واسے جیتے ایورا جا کی نسبت چین اور تاتار کے جینیا لوجسٹ کہتے ہیں کہ وہی ہمارا مورث اعلےٰ تھا (تاریخ راجستان صفحہ ۴۳ و ۵۳ جلد اول ۱۸۲۹ء)

نمبر ۲۶- مورخ ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں کہ پرانے زمانہ میں آریہ لوگ اپنی حد سندھ تک نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ کوہ قاف کی طرف تک ان کی حد تھی (مطلب از تاریخ راجستان صفحہ ۴۶)

نمبر ۲۷- شہر شونت (جو ملک مصر کے متعلق تھا) وہاں کے راجا بان نام کی لڑکی اوکھا نام سے کرشن چندر جی کے فرزند زادہ انرودھ جی کا بیاہ ہوا تھا۔ اور وہاں ست دھرم کا پرچار برابر ہوتا تھا (ہری ونش وشنو پرب ادھیائے ۱۱۶ سے ۱۲۸ تک)

نمبر ۲۸- منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۱۵۷۔

समुद्रपानकुशला देशकालार्थदर्शिनः । स्थापयन्ति तु याम्वृद्धिं सा तत्राधिगमम्प्रति १५

ترجمہ- سمندری سفروں سے واقف جہاز رانی سے آگاہ لوگ جو ملکوں اور وقتوں اور بیوپاروں کے جاننے والے ہوں ایسے واقفکار جو بیاج مقرر کریں وہی رائج ہونی چاہئے۔

نمبر ۲۹- منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۴۰۶۔

दीर्घाध्वनि यथादेशं यथाकालं तरो भवेत् । नदीतीरेषु तद्विद्यात् समुद्रे नास्ति लक्षणम् ४०६

ترجمہ- دریا کے راستہ سے دور جانے میں دریا کی تیز روی و قیام آب و موسم گرمی اور برسات وغیرہ کا لحاظ کر کے کشتی کی اجرت مقرر کرنی چاہئے مگر سمندر میں جہاز کے واسطے یہ قاعدہ نہیں ہے بلکہ جب تاجر بحر اعظم میں جا کر بیوپار کر کے تجارتی اشیا کو فروخت کر کے اور وہاں سے کچھ خرید کر لیکر واپس آئے اسکے بعد جتنا فائدہ ہو اس سے پچاسواں حصہ راجہ لے۔

نمبر ۳۰- منوسمرتی ادھیائے ۷ شلوک ۱۸۵۔

संशोध्य त्रिविधं मार्गं षड्विधं च बलं स्वकम् । सांपरायिककल्पेन यायादरिपुरं शनैः १८५

ترجمہ- تین پرکار کے راستوں زمینی سمندری اور آکاس کو بیخوف و خطر بنا کر زمین میں رتھ گھوڑے ہاتھی سے جل میں کشتی اور جہاز سے آکاس میں بیمان آدی سے جاوے۔

نمبر ۳۱- آریہ ورت کے چند فضلا کا ایک گروہ (جن میں پانڈو بھی تھے) دیش دیشانتر دو میں اپدیش کیواسطے گئے تھے چنانچہ یہ سفر دو مرتبہ ہوا۔ پہلی بار برہما سیام چین تبت سے کیلاس تک اور کیلاس سے اوپر کچھ حصہ شمالی کوہ التائی کا پھر کر تاتار ہو کر (ایرجا) ایران میں گئے۔ وہاں سے ہرات پھر کابل اور وہاں سے قندھار میں جو دھرتراشٹر کے سسرال تھے۔ اور بلوچستان سے گذر کر آریہ ورت میں پہنچے دوسری بار سنگلدیپ کے راستہ جہاز عرب ہو کر ملک مصر میں گئے اور وہاں سے سویت پربت یعنے جبل القمر یعنے علاقہ زنگبار تک پھر کر اسی طرح اپدیش کرتے ہوئے واپس آئے (مفصل دیکھو مہابھارت سبھا پرب ادھیائے ۲۶ سے ۲۸ تک)

نمبر ۳۲- سری نارد منی جی (جو علم موسیقی میں بھی شہرہ آفاق تھے) ہمیشہ اپنی تمام زندگی میں ملک بملک اپدیش کرتے رہے اور دور دراز ملکوں جزیروں میں ست دھرم کو پھیلایا۔ (رامائن بال کانڈ سرگ ۱ سلوک ۱ تک)

نمبر ۳۳- تذکرہ ۶ مردم چین بلشکیا و اشوف نامند این مذہب ملک تاتار و ترکستان رفت و ند کہ اکنون آنرا ہندوستانی نامند مردم چین بر پنج عنصر قائل اند و اہل مذہب بدھ کیا ہستگو ہستند کہ جمیع موالید عالم سفلی ازین عنصر مرکب اند و عالم ہمیشہ بدین رسم و بہ تناسخ قائل اند و مطلقاً گوشت جانداران نخورند

نسخہ حنیط احمدیہ

स्वाहा वैश्वानरं ज्योति स्वाहा गमो भेषा। दिव्य दिवन्तेथू मोग त स्वज्योतिः पृथिवी स्म समना पृणा स्वाहा। यजुर्वेदे। संहिता। अध्याय ६ मंत्र २१।

ترجمہ۔ ہے نارمک پرش تو اکھی یان (سٹیمر) جہاز بنا کر سمندر کو جا۔ اور بمان (ببلون) گنگول کی پرکاش کرنیوالے بنا کر انتر کھشم اکاس میں جا اِن ودیا باتی سے یکت ہو کر پرکاش ان سب جگت کے اُتپن کرنیوالے پرمیشور کیطرف متوجہ ہو مہید اور وید و کتابوں کی ابھیاس سے پران اور اپان کو جان نینے یوگ ابھیاس کر جوتش ودیا سے یکت ہو کر دن اور رات کی ماہیت کو جان وگیان سہت بانی سے رگ۔ یجر۔ سام اتھرو ویدوں کو مطالعہ کر بھومی یان (ھوا کا س یان (بوان) سے زمین اور عالم بالا کو جان اور پراپت ہو سنسکرت بانسری سے یگیہ کو پراپت ہو وید کی ودیا سے اونشدھی سموہ کو جان۔ جل کے گن اپ گن ظاہر کرانے والی ودیا سے بیوپار میں لانے یوگ پوتر جل کو دریافت کر کلا یکت ہونے کے لئے بجلی اور اگنی اچھی طرح جان اور سیری آگیا انوسار ست دھرم کا اپدیش کر بتری کلاوں والے بمانوں کے دہوئیں کا اس انترکھ کو پراپت ہوں اور اُمنیں کاشٹ وغیرہ کو بھسم کر اور اُن کی بھسم سے پرتھوی کو ڈھانپ دے۔

اور رگوید میں بھی اکثر شرتیوں میں جہاز بنانے اور دور دراز ملکوں میں جانے کی اجازت وارشاد فرمودہ ہے "کہ دھرمک رشی اور قدیم آریہ لوگ سیاحت اور ست اپدیش و ویدوکت ہدایت پھیلانے کو دور دراز ملکوں میں جاتے تھے اور ست دھرم کا اُپدیش فرماتے۔ نمبر ۲

तच्चक्षुर्देवहितं पुरस्ताच्छुक्रमुच्चरत पश्येम शरदः शतं जीवेम शरदः शतं शृणुयाम शरदः शतं प्रब्रवाम शरदः शतमदीनाः स्याम शरदः शतं भूयश्च शरदः शतात्। यजुर्वेद संहिता अध्याय ३६ मंत्र २४

ترجمہ۔ جو برہم سب کا درشٹا اور دھارمک لوگوں کو نجات کا رکھشک رات سروپ ورتمان ہے اُسی برہم کو ہم لوگ سو ورش تک گیان نیتروں سے دیکھیں اور اسی کی آگیا پالن کرتے ہوئے جیویں اُسی کے گنا نواد سنیں اُس کی برہم ودیا کا سب کو سدا اپدیش کریں سکی کر پالتے کسی کے محتاج نہ رہیں اور جبتک جیویں سو ورش سے ادھک اُسی کی آگیا کا پالن کریں۔ سنیں اور اپدیش کریں اُسی کی اُپاسنا کرنی واجب ہے۔ نمبر ۳ یوگ شاستر

जातिदेशकालसमयानवच्छिन्नाः सार्वभौमा महाव्रतम्। योग सूत्र पाद २ सू० ३१।

مہابرت یعنے ست دھرم وہی ہے جو سب جاتیوں (یعنی بنی نوع انسان کے مختلف گروہوں) میں تمام ملکوں میں ہر ایک زمانہ میں اور سب سمیوں میں پرچلت ہو سکے اور ایسے ہی دھرم کا پالن کرنا انسان کے واسطے ضروری ہے۔ نمبر ۴۔ منوسمرتی ادھیا ۲ شلوک ۲

एतद्देशप्रसूतस्य सकाशादग्रजन्मनः। स्वं स्वं चरित्रं शिक्षेरन् पृथिव्यां सर्वमानवाः ॥२०॥

تمام دنیا کے لوگ اِس ملک آریہ ورت کے فضلا سے تعلیم حاصل کریں اور یہاں کے لوگ مختلف ملکوں میں جا کر ست دھرم اور ودیا کا پرچار کریں۔ نمبر ۵ منوسمرتی ادھیا ۱۰ شلوک ۴۳۔

शनकैस्तु क्रियालोपादिमाः क्षत्रियजातयः। वृषलत्वं गता लोके ब्राह्मणादर्शनेन च ॥४३॥

ترجمہ۔ آہستہ آہستہ کریا کے لوپ ہو جانے سے یہ کھتریوں کی جاتیاں پراگندہ اور پتت ہو کر برہمنوں سے دور چلی گئیں ممالک ذیل میں۔ نمبر ۶ منوسمرتی ادھیا ۱۰ شلوک ۴۴

पौण्ड्रकाश्चौड्रद्रविडाः काम्बोजा यवनाः शकाः। पारदापह्लवाश्चीनाः किराता दरदाः खशाः ॥४४॥

ترجمہ ممالک ذیل پونڈرک (مصر) اوڈر ور ڈور (جزائر برطانیہ) کا مبوج (جزیرہ نما ہند چینی) یونان (یونان) شک (اٹلی) پارد (پہلو) پارس یا ایران) چینا (چین) کرات (بلوچستان) درد (داردستان یا چینی تاتار) کھشا (روس) سے بانفسے آریہ ورت سے جا کر وہاں آباد ہوئے۔

نمبر ۷۔ بھارت شانتی پرب موکش دھرم ادھیا ۳۲۵ شلوک ۱ سے ۱۰ تک صاف لکھا ہے کہ ویاس جی معہ سکھ دیو کے امریکہ گئے تھے اور وہاں عرصہ تک رہے بعدہ از اں سکھ دیو جی وہاں سے بسواری بیلون کے ہیرو دیش میں اپدیش کرتے ہوئے براہ چینی تاتار چین سے گذر کر آریہ ورت پہنچے اِس تمام سفر میں ان کے تین سال منقضی ہوئے۔

نمبر ۸۔ امریکہ کے راجا کارو ویم کی لڑکی الوپی کے ساتھ ارجن جی کا بیاہ ہوا تھا جس کے حمل سے ایک بہادر اور شور بیر لڑکا بلوان نام پیدا ہوا (دیکھو بھارت بھیشم پرب ادھیا ۹۰ شلوک ۷ سے ۶۵ تک)

نمبر ۹۔ ارجن نے واسطے ست اپدیش کے ایکدفعہ معہ چند فضلا کے سمندر کا سفر کیا۔ اور مفصلہ ذیل جزائر میں گئے۔ اگست تیرتھ۔ سوبھدر تیرتھ۔ پولوم تیرتھ کارندھم تیرتھ بھارد واج تیرتھ۔ ارجن کے ست اپدیش سے لوگوں کو بہت لابھ پہنچا (دیکھو بھارت آدی پرب ادھیا ۱۲۶)

نمبر ۱۰۔ پارسیوں کی کتاب میں بھی بیاس جی و سری جیمنی جی کا نام مقام بلخ جانا اور زرتشت سے مباحثہ کرنا صاف درج ہے جو اُن کی کتاب کے باب ظہور سیزدہم نامہ منثور میں مفصل ذکر ہے (دیکھو باب ۱۳۔ آیت ۶۵ و ۶۶)

نمبر ۱۱۔ سری رامچندر جی و سیتا جی کا ایک مشہور میلہ اصلی باشندگان امریکہ میں سالانہ ہوتا ہے جیسا کہ آریہ ورت میں دسہرہ اُس روز کو وہ مبارک سمجھتے ہیں اور اُن کی تعظیم بجا لاتے ہیں اور فتحیابی کا نشان بتلاتے ہیں (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ ۱۸۸۴ء اور ہولی و یلاز انگریزی ۱۸۸۴ء صفحہ ۱)

نمبر ۱۲۔ مہاراجہ سگر جی (جن کی کئی پشتوں بعد رامچندر جی ہوئے) کی بابت ایک مؤرخ لکھتا ہے۔ سگر ایک بڑا زبردست بادشاہ تھا جنے سمندر پر جہازوں کے وسیلہ سے بڑی مہمیں سر کیں ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ بہت مدت سے یوروپ کیطرف کے جزیروں میں آریہ مذہب نے رواج پایا ہے۔ وہ جزیرہ بالی میں جو کہ جاوا کے نزدیک ہے بدستور رائج ہے جو جاترا کرتے اور برہمنوں کو مانتے ہیں اسی واسطے یہ بات اغلب ہے کہ سگر کے وقت میں آریوں نے پہلے سمندر کے پار جا کر ان جزیروں میں اپنا دخل کیا۔ اور اپنے مذہب کو رواج دیا ہو۔ ان جزیروں میں ہوا اور دیوتاؤں کے سگر کو سمندر کا دیوتا قرار دیتے ہیں (دیکھو تاریخ ہند کلکتہ ۱۸۶۵ء صفحہ ۲۷ و ۲۸۔ اور بالمیکی رامائن بال کانڈ سرگ ۴۰ شلوک ۲)

نمبر ۱۳۔ راجہ بکرماجیت کے زمانہ میں برہمنان ہند یوروپ گئے تھے علاوہ بر اں خود مہاراجہ صاحب بھی صدہا جہاز ہمراہی فوج لیکر روم و یونان کیطرف گئے تھے اور عموماً یوروپ جایا کرتے تھے اور اُنکے واسطے کسی طرح کی بندش یا رکاوٹ نہیں تھی (دیکھو کتاب ان گریجی باب چہارم اور جیوتر ودابھرن کا سنسکرت گرنتھ)

نمبر ۱۴۔ شاہ سلوکس والی بابل نے اپنی بیٹی کی مہاراجہ چندر گپت سے شادی کی تھی" دیکھو تاریخ ہند ۱۸۵۲ء صفحہ ۶۴۔

نمبر ۱۵۔ اس بات میں اور بھی متفق ہیں کہ نوشیرواں والی بغداد کی ایک بیٹی اودے پور

خصوصاً کسی اُسوقت کے موجودہ شخص یا سردار بادشاہ کیواسطے ہے نہ کہ بعد کے واسطے کیونکہ آیت ہم امیں ہے۔ "اُن چیزوں کو جو میں نے بادشاہ کے حق میں بنایا ہے بیان کرتا ہوں" بس یہ بیان کسی اور کا داؤد کے واسطے ہے نہ کہ خود داؤد کا کسی کے واسطے (نمبر ۳) مرزا صاحب نے دوسری آیت تو صحیح لکھی مگر تیسری میں غلطی کردی اور اسیطرح چوتھی وغیرہ میں بھی لہر یہ غلطیاں دیدہ دانستہ ہیں نہ کہ سہواً۔ ناظرین جان سکتے ہیں کہ مرزا نے کس قدر زبور کی عبارت بے ترتیب اور غلط لکھکر دھوکا دیا یہی حال اُسکا اور اور حوالوں میں بھی ہے مگر کسی طرح یہ زبور محمد کے حق میں موزون نہیں بلکہ معاملہ واژگون ہے ہاں اگر سنگھ سبھائی خیال فرماویں اور بر سر انصاف آویں تو ہم اسکو سری مان گورو گوبند سنگھ جی کی نسبت لگاتے اور خود محمدیوں اور عیسائیوں کو منصف بناتے ہیں ورنہ حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را +

اور وہ یہ ہے سنگھ و ربہا ور اور پہلوان تینوں نام بالکل مترادف ہیں پس ڈیڈ کہتا ہے کہ اے گورو گوبند سنگھ جی تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے اور یہ بات بالکل محتاج بیان نہیں کیونکہ گورو صاحب حسن ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے مگر محمد صاحب کی نسبت سر جارج سیل صاحب فرماتے ہیں کہ محمد رنگت میں معمولی عربوں کی رنگت جیسا کہ تھا (دیکھو انگریزی قرآن کا دیباچہ صفحہ ۲۹)

تیری لبوں میں نعمت بٹائی گئی ہے" جس محبت و اخلاق سے اُنکا دنیا میں برتاؤ تھا اسکے بیان کرنے کو بھی کوئی زیادہ فصیح چاہئے اور اسی واسطے تھوڑے عرصہ میں ہا لوگ اُنکے پیرو ہوگئے۔ مگر محمد صاحب کے دین کی نسبت ایک فاضل یورپین فرماتا ہے کہ محمد کا دین للشان کا ایجاد ہے کیونکہ جور و ظلم سے لوگوں کو گرویدہ کیا گیا تھا

اے پہلوان اپنی تلوار جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمایل کرکے اپنی ران پر لٹکا اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو۔ اے پہلوان یعنے بہادر سنگھ اپنی تلوار یعنے کھنڈے کو حمایل کرکے ران پر لٹکا اور گھوڑے پر سوار ہو۔ اور ست دھرم کے مخالفوں سے لڑ۔ بزرگواری کی سواری نہ تو مسیح کے نصیب ہوئی اور نہ محمد کے کیونکہ اول کی سواری گدھا اور دوسرے کی براق جو گدھے سے بڑا اور گھوڑے سے چھوٹا غالباً خچر یا دراز گوش ہوگا۔ مگر گورو صاحب گھوڑے پر سوار تھے سو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبالمندی سے آگے بڑھ تیرا دہنا ہاتھ تجھ کو مہیب کام سکھلاویگا" دہنے ہاتھ سے مراد بڑا بیٹا ہے جس نے کام جنگ میں مہیب کام دکھلائے۔

تیرا تخت اے خدا ابدالآباد ہے" یعنے اے خدا (گوبند) تیرا تخت (انچلا نگر) ابدالآباد ہے ہمیشہ رہیگا مگر محمد اور عیسےٰ کا کوئی تخت نہیں۔

"اس سبب سے خدا تیرے خدا نے تجھ کو خوشی کے عطر سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا" یعنے تیرا فیض اوروں سے زیادہ ہے اور عطر یار وغن یا پھلیل کا لگانا بھی سنگھوں میں زیادہ رواج ہے نہ کہ محمدیوں یا عیسائیوں میں۔ تیرے سارے لباس سے مُر اور عود او رتج کی خوشبو آتی ہے۔ یہ اشارہ اُس عالیشان بھون کی طرف ہے جو گورو جی نے ہمالیہ پہاڑ کے دامن میں ویدک قاعدہ کے مطابق کیا جسکی سامگری زبور والے نے اتنے عرصہ پہلے بیان کردی اور تفسیر فتح العزیز کی جلد اول میں ہے کہ امیر المومنین علی نے کہا کہ زمین ہندوستان دوسری زمینوں کی نسبت زیادہ تر خوشبو والی کسواسطے ہے اور خوشبو کے اقسام عود اور جوز و قرنفل وغیرہ زمین ہند کے ساتھ کیوں مخصوص ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ جس وقت آدم جنت سے ہندوستان میں گرا تھا اُسکے بدن پر بہشت کے درختوں کے پتے لپٹے ہوئے تھے ہوانے اُن پتوں کو چاروں طرف پراگندہ کردیا جس درخت پر

۵۱ محمد صاحب کی سواری میں بھی اکثر ایک گدھا یعفور نام تھا جو عربی پڑھا ہوا تھا (دیکھو کشف ردیف صفحہ ۴۰)
۵۲ دیکھو بیتی کی انجیل ۵۳ دیکھو معارج النبوۃ رکن چہارم باب پنجم فصل ششم صفحہ ۵۳ اور رسالہ معراج صفحہ [illegible]
مطبوعہ [illegible] ۵۴ دبستان مذاہب صفحہ ۵۶ تعلیم یازدہم سطر ۱)

کہ کوئی پتا اُن پتوں میں سے پہنچا اُس درخت میں ہر رنگ کرتے خوشبو پیدا کردی اور حاکم و بیہقی محدث بھی یہی رائے ہے۔ مگر محمد و عیسےٰ کے یہ بات کہاں نصیب تھی۔ بلکہ یہ چیزیں عرب میں نادر ہیں۔ پس ناظرین خود ہی سوچ لیں کہ یہ پیش گوئی اگر ہے تو کس کی نسبت زیادہ موزون ہے عیسیٰ یا محمد یا گورو گوبند سنگھ کی۔ **قولہ**۔ اسیطرح یسعیاہ نبی نے آنحضرت کی جلالیت وعظمت کے بارے میں اپنے صحیفہ کے باب ۴۲ میں بطور پیشگوئی کے وحی پاکر بیان کیا ہے۔

اقول۔ اس عبارت میں بھی کوئی بات نسبت حضرت کے درج نہیں اور تاویل سے کہیں کہیں کی بات چلی جاتی ہے مگر ایک آیت ضرور غور طلب ہے جسکا مطلب ہم نہیں سمجھتے کہ اس جگہ خدا کو دردِ زہ شروع ہے اور حاملہ عورت کی مانند چلا رہا ہے چنانچہ "دیکھو میں خاموش ہو رہا اور آپکو روکتا گیا پر اب میں اس عورت کیطرح جسے دردِ زہ ہو چلاؤنگا۔ اور ہانپونگا اور زور زور سے ٹھنڈی سانس بھی لونگا۔ نہیں معلوم کہ خدائے محمدیان کو کونسی مصیبت پڑی ہے اور اس مزاج خدا سے کیا بہتری کی امید ہو سکتی ہے۔ **قولہ** ایسا ہی یوحنا نبی نے آنحضرت کی جلالیت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے بطور پیشگوئی گواہی دی جو انجیل متی باب سوم میں اس طرح درج ہے میں تو تمہیں توبہ کیلئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں لیکن وہ جو میرے بعد آتا ہے مجھ سے قوی تر ہے کہ میں اسکی جوتیاں اُٹھانے کے لائق نہیں وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا"۔ اس پیشگوئی پر محض نادانی کی راہ سے عیسائی لوگ حکومت کرتے ہیں کہ یہ حضرت مسیح کے حق میں ہے مگر یہ دعوے سراسر باطل ہے۔ **اقول**۔ اس تمام دعوے کا سو اور بطلان (کہ آیا محمد کے حق میں ہے یا مسیح کے) ہم خود انجیل سے بتلاتے ہیں اور مرزا صاحب کو صداقت کی طرف بتلاتے ہیں خدا اُنہیں ہدایت دیوے۔ یوحنا نے اُنہیں جواب دیا اور کہا میں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں پر تمہارے بیچ میں ایک کھڑا ہے جسے تم نہیں جانتے ہو۔ میرے پیچھے آنے والا جو مجھ سے مقدم ہوا ہے جس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لایق نہیں ہوں۔ وہی ہے۔ یہ بیت عبرا کے یردن کے پار ہوا جہاں یوحنا بپتسما دیتا تھا دوسرے دن یوحنا نے یسوع کو اپنے پاس آتے دیکھا اور کہا دیکھو خدا کا برہ جو دنیا کا گناہ اُٹھا لیجاتا ہے۔ یہ وہی ہے جسکے حق میں میں نے کہا کہ ایک وہ میرے پیچھے آتا ہے جو مجھ سے مقدم ہوا کیونکہ مجھ سے پہلے تھا" (دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱ آیت ۲۶ سے ۳۰ تک)

قولہ۔ انجیل برناباس میں تو صریح نام (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) جو محمد ہے درج ہے۔ اور اُسکے ٹالنے کے لئے یہ ناکارہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے کسی زمانہ میں یہ نام نبی کا کتاب برناباس میں درج کردیا ہوگا۔ یا خود کتاب تالیف کرلی ہوگی یا مسلمان لوگ کسی رات کو اتفاق کرکے مسیحی کتب خانوں میں جا گھسے اور اپنی طرف سے برناباس کی انجیلوں میں جا بجا محمد نبی کا نام درج کردیا ایک انگریز جارج سیل صاحب جو اکابر علماء عیسائیوں سے ہے اس کا ترجمہ قرآن شریف جو اُن کی طرف سے شائع ہو کر مطبع لنڈن فریڈرک وارن اینڈ کمپنی میں چھپا ہے اُسکے پہلے دیباچہ میں مؤلف موصوف نے یہ تحقیق کرکے کہا کہ ایک بزرگ راہب نے انجیل برناباس پڑھکر اور اُسمیں پیشگوئی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کھلے کھلے طور پر پاکر مسلمان ہوگیا تھا بیان کیا ہے (دیکھو صفحہ دہم سطر چہارم ترجمہ قرآن) **اقول**۔ اس تمام بیان میں بھی مرزا صاحب نے حق سے بہت مخالفت کی ہے اور جہاں تک ہو سکا راستی کے چھپانے میں کسر نہیں رکھی۔ یہ کتاب ہمارے پاس موجود ہے اور ہم نے اسکے حوالے بھی جا بجا درج کئے ہیں مرزا صاحب نے چالاکی کرکے صفحہ ۱۰ کی تین سطریں اور اسیطرح صفحہ ۹ کی جن سے دلیل لقط ہوتی ہے ارادتاً چھوڑ دی ہیں۔

چنانچہ جارج سیل صاحب نے جو فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ "انجیل برنباس پوری تاریخ مسیح کی تا معراج ہے اور بہت سی باتیں چاروں اصل انجیلوں کی اس میں پائی جاتی ہیں مگر اُن میں بہت سی چالاکی سے اسلام کے موافق جعلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں سب کتاب کا

مغارند۔ نقش الاموات سید احمد۔" (تاریخ چین فارسی صفحہ ۹۰ و ۹۱)

نمبر ۳۴۔ ایک اور مؤرخ فرماتا ہے کہ برہمن سلطنت عرب و عجم و سیستان و شیراز و اصفہان تک ہیں (اقوام الہند صفحہ ۷ نولکشور)

نمبر ۳۵۔ پادری راجندر صاحب فرماتے ہیں" بیاس جی اور شسٹ جی اور بہنوں اور کیلوں نے مختلف زبانوں میں بھی وعظ کیا ہے۔ (اعجاز قرآن مطبوعہ سکندرہ صفحہ ۲۵۴ فصل ششم)

نمبر ۳۶۔ شہر اصطخر میں جو ایک مکان ویران موجود ہے اسے وہاں والے تخت جمشید کہتے ہیں اُس مکان ویران پر بہت قدیم کتبے موجود ہیں جو بکوشش میجر الیس صاحب پڑھے گئے ہیں وہ سنسکرت سے ملتے ہیں جن لوگوں نے ایران اور آریہ ورت کی تواریخ سلف بخوبی دیکھی ہے اُنکے دلمیں اُنکی صورت و شکل و نقش کو دیکھکر یقین کلی ہو جاتا ہے کہ اُس زمانہ میں آریہ ورت اور ایران کے چال چلن۔ مذہب طور طریق وغیرہ میں کچھ بڑا فرق نہ تھا (بدیع ہندوستان صفحہ ۱۸ و ۱۹)

نمبر ۳۷۔ ذات کا امتیاز ایک مدت سے چلا آتا ہے اور اُسکی پابندی صرف ایشیائی ملکوں ہی بلکہ اکثر اور ملکوں میں بھی تھی۔ جیسے مصر اور یونان وغیرہ میں اور یہ بھی نہیں کہ صرف پرانی ہی دنیا کی آبادی میں ہو بلکہ امریکہ میں بھی پیرو اور میکسیکو والوں کے ہاں اس امتیاز کے آثار پائے جاتے ہیں اور اس امتیاز کا اصل منشا سب جگہ ایک ہی معلوم ہوتا ہے (اخبار انجمن پنجاب نمبر ۲ جلد ہشتم)

نمبر ۳۸۔ آریہ بھٹی نامے پستک جو علم نجوم کے متعلق ہے اُس میں یہ شلوک ہے۔

लङ्कापुरेऽर्कस्य यदोदयः स्यात तदा दिनार्धं यमकोटि
पुर्यां अधस्तदा सिद्धपुरेऽस्तकालः स्याद्रोमके रात्रिदल

ترجمہ۔ جب لنکا میں آفتاب طلوع ہوتا ہے یعنے خط استوا پر تو جاوا میں دوپہر امریکہ میں وقت غروب شمس اور روم میں آدھی رات ہوتی ہے۔

نمبر ۳۹۔ زمانہ قدیم میں آریہ لوگ امریکہ میں جاتے تھے جسکے صدہا نشانات۔ تقریبًا مذاہب۔ عمارت رنگت۔ وغیرہ کے امریکہ میں موجود ہیں۔ آریہ لوگ آریہ ورت سے بسواری جہاز براستہ جاوا اور بالی کے میکسیکو۔ پیرو۔ وسط امریکہ جزیرہ نما یوکٹن کے شہروں اور ملکوں میں جایا کرتے تھے (ہندو سویلزیشن ان اینشنٹ امریکا مطبوعہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۱ سے ۳۰ تک)

نمبر ۴۰۔ زمانہ حال کی تحقیقات نتیجہ جو مغربی محققوں اور علم سائنس کے لٹریچر میں ہر لوگوں نے کی ہیں اُنسے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ میتھالوجی اور فلاسفی اور مذہبی خیالات اور راہ و رسم قدیم یونانیوں اور اٹلیوں اور مصری لوگوں کے ایشیائی تھے خاصکر کے ہندوستانی اصلیت سے۔

مجھکو اس سوال پر یہاں بحث کرنیکی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرا مدعا اس کتاب میں یہ ہے کہ دکھایا جاوے کہ سویلزیشن قدیم میکسیکو۔ یوکٹن۔ وسط امریکہ اور پیرو کی ہندو اصلیت سے تھی روایتیں قصے اور قدیم کہانیاں اور معماری و سنگتراشی کی طرز وغیرہ قدیم امریکہ کے کامل طور پر ثابت کرتے ہیں کہ وہ آریہ ورت اور آریہ کی اصلیت سے تھی اور ان قصہ کہانیوں کی عجیب مطابقت آریوں کے قصہ کہانیوں سے ہے جو کسیطرح کے لائق ہے ایسا فرض نہیں کیا جاسکتا۔ کہ اتفاقیہ طور پر ہوگئی ہو (ہندو سویلزیشن ان اینشنٹ امریکہ کا صفحہ ۱ و ۲) نمبر ۴۱۔ آریہ ورت کے مشہور فاضل سوامی بھاسکر آچاریہ جی بھی ست اپدیش کیواسطے انکے روم تہذیب تشریف لیگئے تھے اور وہانسے واپس آکر دو کمسد ہانت کتاب لکھی جس میں مفصل حال اُنکے سفر کا درج ہے۔ جس قدر ثبوت پیش کیے ہیں اُن سے کسی کا انکار نہیں ہو سکتا بلکہ ہر ایک سلیم العقل مان سکتا ہے کہ مرزا صاحب کے دعوے بے دلیل سے کسقدر ذلیل ہونیکے لائق ہیں بطور نمونہ ہمکو بھی کہنا پڑا کہ تم بھی ثابت نہ کر سکا کہ امریکہ کوئی ملک ہے یا وہاں آبادی انسانوں کی ہے بلکہ خدا قرآنی کو بھی خبر نہ ہوئی اور نہ قرآن نے ہی اس کی خبر دی۔ ہاں صحیح ہے کہ امریکہ والے کچھ خدا کے بندے تو نہیں تھے کہ خدا اُن کے واسطے کوئی نبی بھیجتا یا خدا کو وادیہ عرب میں لٹیرے بدوؤں سے مقابلہ کرتے ہوئے فرصت نہ ملی فقط۔

باب نہم

محمدی پیشگوئیوں کا رد

سرمہ کے صفحہ ۲۳۱ سے ۲۴۰ تک

قولہ۔ تمام نبیوں سے عہد و پیمان لیا گیا کہ تم پر واجب و لازم ہے۔ کہ عظمت و جلالیت شان ختم الرسل پر جو محمد ہیں ایمان لاؤ اور اُنکی اس عظمت و جلالیت کے اشاعت کرنے میں بدل و جان مدد کرو اسی وجہ سے حضرت آدم صفی اللہ سے لیکر حضرت مسیح کلمۃ اللہ تک جسقدر نبی و رسول گذرے ہیں وہ سب اُنکی عظمت و جلالیت آن حضرت کا اقرار کرتے آئے ہیں۔ **اقول** چونکہ محمد صاحب محض اُمّی تھے اسی سبب سے بغیر دیکھے بہا کتابوں کے سُنے سُنائے کسی شخص شاہدی اتکرہ خور عیسائی یا یہود سے بہ بھوے کردیا ورنہ ایسا ہونا بالکل نا ممکن ہے۔ نہ توریت سے لیکر انجیل تک کہیں بھی کوئی صریح پیشگوئی مذکور۔ بلکہ لفظ پیشگوئی خود بھی صداقت سے دور ہے ہاں محمد صاحب جیسے آدمی سے ایسا دعوے کچھ بھی مشکل نہیں۔ کیونکہ اُنھوں نے یہ بھی تو دعوٰی کیا تھا کہ یہود کہتے ہیں عزیر ابن اللہ ہے قرآن تو بہ دلالت الیہود عزیر ابن اللہ مگر بالکل نہ بائیبل اور نہ کسی اور کتب میں موجود ہے پس ایسے دعوے سراپا بے معنے ہیں پیشگوئی سے انکا کوئی تعلق نہیں **قولہ** حضرت موسیٰ نے توریت میں یہ بات کہکر کہ خدا سینا سے آیا اور سعیر سے طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے اُنپر جلوہ گر ہوا صاف جتلا دیا کہ جلالیت الٰہی کا ظہور فاران پر آکر اپنے کمال کو پہنچ گیا اور آفتاب صداقت کی پوری پوری شعاعیں فاران پر ہی آکر ظہور پذیر ہوئیں اور وہی توریت ہمکو یہ بتلاتی ہے کہ فاران مکہ معظمہ کا پہاڑ ہے اور ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ مکہ سے بجز آنحضرت کوئی رسول نہیں اُٹھا۔ سو دیکھو حضرت موسیٰ نے کیسی صاف صاف شہادت دیدی ہے۔ **اقول** یہ عموماً قاعدہ ہو گیا ہے کہ معجزاتی مذاہب ہمیشہ نا دلیلوں سے کام چلا کر اصلی حقیقت کو چھپاتے ہیں ہر ایک عقلمند جان سکتا ہے کہ یہ بیان کتاب استثنا کے باب ۳۳ آیت ۲ کی نسبت ہے مگر اُسمیں کہیں اشارتًا یا کنایتًا محمد کا نام نہیں ملا اصل عبارت یہ ہے۔ "اور اُسنے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُنپر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ وہ ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اُسکے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت اُنکے لئے تھی (توریت مطبوعہ مرزا پور ۱۸۶۹ء) ہر ایک عقلمند اور باخبر آدمی جسکو ذرا بھی علمی و عقلی معاملات میں دسترس ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ کسی گذشتہ واقعہ کی بابت ہے نہ کہ آئندہ کے متعلق کیونکہ موسیٰ اپنے وقت میں کہتا ہے کہ اُسکے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت اُنکے لئے تھی نہ کہ ہوگی۔ مرزا صاحب چالاکی دیکھئے کہ بلا حوالہ اصلی عبارت کے خود ہی خلاصہ اُسکا بخیال خود نکال کر لکھا اور بیجا حاشیہ چڑھا کر محمد صاحب کی نبوت ثابت کرنی چاہی جو سراسر غلط ہے کوئی نادان عیسائی اگر دھوکا کھا بھی جاوے تو کیا عجب ورنہ کوئی دانا پڑھا لکھا عیسائی بھی اس آیت سے گمراہ نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ کوئی آریہ۔ جن کے سامنے اس پیشگوئی کا تمام مخرج ہی بے حقیقت ہے **قولہ**۔ اسی طرح حضرت داؤد بھی آنحضرت کی جلالیت عظمت کا اقرار کرکے زبور ۴۵ میں یوں بیان کیا ہے (۲) تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے لبوں میں نعمت بنائی گئی ہے۔ اس لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا (۳) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کرکے اپنی ران پر لٹکا (۴) امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبالمندی سے سوار ہو کہ تیرا داہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھاویگا (۵) بادشاہ کے دشمنوں کے دلوں میں تیرے تیر تیزی کرتے ہیں۔ لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہیں (۶) اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے (۷) تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی۔ اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا۔ **اقول** ۔ یہ بیان ہر طرح زبور کے برخلاف ہے (نمبر ۱) یہ داؤد کے منہ سے نہیں بلکہ بنی قرح کی غزل ہے جو معشوق کی بابت ہے جو سوسنوں کے سر پر گائی جاوے (دیکھو زبور مذکور کا آغاز) پس داؤد کی طرف اسکے اقرار کا دعوٰی محض بے بنیاد ہے (نمبر ۲) اس باب کی پہلی آیت خود بھی نثر معنی سے منسوب کرتی ہے نہ کسی اور سے پس

کامل اور مقدس گیان کی پستک ہیں۔ آریہ ورت ہی سے تمام ملک نے فضیلت سیکھی آریہ لوگ ہی سب کے استاد اول ہیں کیونکہ تواریخ سے بھی اسکا ثبوت ملتا ہے آریہ ورت سے باہر جو بقول سائنسدانوں کے ایک لاکھ جو بیس ہزار پیغمبر ۵-۶ ہزار سال میں آئے ہیں اور توریت۔ زبور۔ انجیل۔ قرآن معجزہ نما کتب لائے ہیں جن کو میں یقیناً جھوٹی پستکیں مطالعہ کر لینے اور سمجھنے سے زیادہ تر اُن باتوں کے جو وید مقدس سے اپنی نسلوں یا شاستروں میں درج ہیں اُنکی تمام مذہبی ہدایتوں کو بناوٹی اور جعلی اصلی الہام کے بنام کرنیوالی تحریریں خیال کرتا ہوں میرا پورا یقین ہے کہ ایشور کا سچا الہام یا گیان نہیں بدلتا۔ اور اسمیں غلطی یا دھوکا یا ظلم نہیں ہوتا ہے اسواسطے اسمیں کمی بیشی کو بھی راہ نہیں مگر چونکہ توریت زبور انجیل قرآن باہمی ناسخ و منسوخ اور تغیر و تبدل سے بھری ہوئی غلطیوں سے مملو اور جور و ستم کے ہادی ہیں اُن کی سچائی کی دلیل سوا طمع یا نادانی یا تلوار کے اُنکے پاس کوئی نہیں اسواسطے وہ سچے نہیں ہیں کیونکہ راستی لاتغیر ہوتی ہے اور کتب جنکا مقام پر تغیر و تبدل ہے ناراستی کے پھیلانے والا اور جھوٹ کو ترقی دینے والا سچا کبھی نہیں ہو سکتا۔

چونکہ سچائی ویدوں سے نکلتی ہے اور وید آریہ ورت میں ظہور پذیر ہوئی پس سچا اتندیر تھا کا کامل گیان بھی علم سب سے پہلے آریہ ورت میں ہوا ابتدا ازل اور ملکوں نہیں پھیلا اور رشی لوگ بھی متفرق اوقات دور دراز ملکوں نہیں جا کر ست دہرم کا اپدیش سناتے اور بنجر آباد ویرانوں کو آباد بناتے رہے۔ جیسا کہ اب سوامی دیانند جی مہاراج نے کیا ملک امریکہ میں بھی جانیکا ارادہ تھا مگر آریہ ورت کی مذہبی اصلاح نے اُنہیں فرصت نہ دی جسطرح میں اُن راستی کے برخلاف باتوں کو غلط سمجھتا ہوں ایسا ہی میں قرآن اور اُسکے اصولوں و تعلیموں کو جو وید کے مخالف ہیں یا راستی اور علمیت کے قطعی رو دہ۔ اُنکو غلط اور جھوٹا جانتا ہوں۔ لیکن میرا دوسرا فریق مرزا غلام احمد ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا ہے اور اُسکی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے خواہ وہ راستی و معقولیت اور علمیت کے کس قدر برخلاف ہوں جس طرح میں قرآن معجزہ کو پڑھ کر غلط سمجھتا ہوں ویسے وہ اُمی محض سنسکرت سے اور ناگری سے محروم مطلق عربی کے گھمنڈ میں بھولا ہوا بغیر پڑھے یا نیکھنے ویدوں کو غلط سمجھتا ہے جس طرح میں فضلاء اسلام کے ترجمے سے اُسے ملزم بناتا اور قرآن کی اصلی عبارت کو سنا تا ہوں ویسے ہی وہ غیر مذاہب کے غیر مستند ترجموں کو خود بخود پڑھکر نہیں بلکہ سنے سنائے یا افواہی طور پر لکھکر بے بنیاد حوالوں سے چھپواتا ہے اور لوگوں کو دہوکے میں پھنساتا ہے۔ اے پرمیشور ہم دونوں میں سچا فیصلہ کر اور جو تیرا ست دہرم ہے اُسکو نہ تلوار سے بلکہ پیار سے معقولیت اور دلائل کے اظہار سے جاری کر اور مخالف کے دل کو اپنے ست گیان سے پرکاش کر تاکہ جہالت و تعصب و جور و ستم کا ناش ہو کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔

راقم آپ کا ازلی بندہ لیکھرام شرما۔ سبھاسد آریہ سماج پشاور

میں غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم مؤلف براہین احمدیہ خداوند کریم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اکثر حصہ ہنبی وجد ایز کا تحقیق دین جس جس نے کیا ہے مگر آریہ دہرم کی ایک کتاب بھی نہیں دیکھی اُن ہی کے مطالعہ سے ثابت کر لیا ہے کہ دنیا میں سچا اور منجانب اللہ مذہب دین اسلام ہے اور حضرت محمد صلعم خدا تعالیٰ کے رسول بلکہ افضل الرسل ہیں اور قرآن شریف اللہ کا پاک اور کامل کلام ہے جو تمام صداقتوں اور سچائیوں پر مشتمل ہے اور اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اور سب مخلوق کا خالق نیستی سے ہستی میں لانیوالا کوئی مادہ روح یا قدیمی پرمانو اُسکے پاس نہیں ہے وہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے محض ننگا بے بضاعت تھا اُسکے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ سب صفات اُس کی ہمیشہ سے نکمی اور ناکارہ تھیں بلکہ نہیں تھیں ۵-۶ ہزار سال سے اُسمیں اتفاقاً کہ آتش فشاں کی طرح مادی جوش اُٹھا اور دنیا اپنے اندر وہی روح نے حصہ کر کے سب جسم بنائیں و اللہ گویا خود ہی مختلف قالبوں میں آگیا اُسکو خدا نا مکمل ہے اور علاوہ بریں عادل بھی نہیں ہے اور حاکم ہے قیامت کے روز تخت پر بیٹھیگا اور سزا و جزا دیگا صادق اور وفادار ایماندار ونکو ہمیشہ کیلئے نجات دیگا۔ اور ایمانداری جہاد و شہادت و قتل و خونریزی اور سورۃ انفال کی تعلیم اور گوشت خوری ہے اور نجات سے مراد بہشت میں جانا ہے جہاں حوریں ہونگی خوبصورت لونڈے ہونگے شراب پیا کرینگے اور جانوروں کا گوشت ہوگا۔ ہر ایک مومن کو بہتر بہتر حوریں ملینگی اور باغ عشق سایہ دار درختوں کے نیچے نہروں کے کنارے پر رہینگے۔ بہتر کھجور و انگور۔ انار وہاں میوے ہونگے خدا رحمٰن و رحیم توبہ قبول کرنیوالا ہے خواہ کوئی کتنے ہی گناہ کرے صرف توبہ کرنے سے بغیر سزا کے بخش دیگا۔ بیٹر حکم

اور بھی تعلیمات جو قرآن میں درج ہیں وہ سب بلفظ صحیح مانتا ہوں خدا براہ راست بھی مجھکو الہام سے اور اپنے پاک کلام سے مشرف کیا ہے جو ان سچا ہو گا وہ محض بنوت سے۔ فی الحقیقت تمام موجودات کا موجد اور تمام ارواح و اجسام کا نیستی سے ہستی میں لانیوالا۔ اور شیطان کو تمام مخلوق کے گمراہ کرنیکے واسطے بھیک دینے والا اور ہر قسم کی خیر و شر و فیض کا خدا منبع ہے اور اُسکے پاک رسول محمد پر فلاح آخر ہی موقوف ہے۔ جو شخص اُس کی پیروی نہ کی خواہ خدا کی کتنی عبادت کرے ہرگز اُسکی نجات نہ ہوگی لیکن میرا مخالف پنڈت لیکھرام شرما جو اسوقت میرے مقابلہ میں موجود ہے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ جناب محمد صاحب سچے نبی نہیں ہیں اور نہ اُنکے قرآن میں سچا الہام ہے اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ بہشت مذکورہ قرآن ہستی نہیں ہے اور نہ ہوگی۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ بے سہارا رکھو اُسکے اعمالوں سے کم و بیش پھل نہیں ملیگا اور جو کہ وید مقدس میں الہام موجود ہے وہ اسی کو برحق سمجھتا ہے۔ وہ قرآن کو جتنا راستی کے برخلاف ہے (خواہ کل ہی ہو) جھوٹا جانتا ہے۔ اے خدا خیر الماکرین۔ اے رب المکر اے جبار و قہار تو ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر اور ہم دونوں میں سے جو شخص اپنے عقائد میں جھوٹا اور تعصب یا کسی غرض نفسانی سے اپنی باتیں منہ پر لاتا ہے نہ گنہ پر یقین کرنے کی کوئی قطعی دلیل اُس کے پاس نہیں ہے اور اُسکا دل نور یقین سے بھرا ہے اُسپر تو اے قادر کبیر ایک سال تک اپنا کوئی عذاب نازل کر اور محنت سے تھکا ہوا دکھ کی مار ایسے شخص کو پہنچا جو دانستہ سچائی سے دور اور ناراستی کا دوست بن رہا ہے کیونکہ سب قدرت اور انصاف تیرے ہاتھ میں ہے۔ راقم ۵-۶ ہزار سال سے تراشیدہ غلام احمد ساکن قادیان۔

تمت بالخیر

قطعہ تاریخ از نتائج طبع وقاد جناب منشی رام پرشاد صاحب متخلص شاد ممبر آریہ سماج سہارنپور

ہے شکر کا مقام چھپا آج وہ کلام	جسکی تھی اک عرصہ سے ہم آریوں کو چاہ
مضمون دل پسند معانی درست و چست	جس کی ثنا میں محو ہیں ہر اک گدا و شاہ
ظاہر ہوئی ہیں جس کی اُس سے فضیلتیں	کا ہیدہ دشمنوں کا ہوا تن بر رنگ کاہ
الحق کہ کر دیا حق و ناحق میں امتیاز	سب کے دلوں سے دور ہوا جو تھا اشتباہ
ہے بحر بحر گوہر مقصود سے بھرا	یہ ہے وہ بحر فیض کہ جس کی نہیں ہے تھاہ
دروازہ کشادہ مو کش کاتے ہیں جوق جوق	جنکو کہ آج تک کی ہے آرزو و چاہ

قطعہ

وہ راہ سیدھی آریہ دھرم کی ہے صاحبو	کہتا ہوں راست جھوٹ نہیں ہے خدا گواہ
تاریکی جہل کی ہوئی بالکل جہاں سے دور	پرکاش دھرم اب ہوا روشن چو مہر و ماہ
دل سے کریں جو دور تعصب تو دیکھ لیں	ہے ملک معرفت کی یہی سیدھی شاہراہ
حل ہو گئے ہیں عقدۂ لاحل ہزار ہا	انصاف سے کتاب کی صنعت کریں نگاہ
بین السطور کی یہ سفیدی ہے عیاں	دھوکے گئے ہیں صاف عدو کے دل سیاہ
ملک نجات کا یہی رستہ ہے بیگمان	اس راہ سے جو پھرا وہ ہوا ہر طرح تباہ
یہ وہ جمال پاک ہے شائق ہے اک جہاں	یوسف کی طرح سب کے دلوں کو ہے اسکی چاہ
وصف کتاب شاد کروں تا کجا رقم	دل نے مرے گواہی یہی دی خدا گواہ

سال طبع دل نے کہا ہے سر زباں

ہر شخص کی زباں سے نکلتا ہے واہ واہ

۱۸ ۹۹

مقصد اور نگر ایربت مجوسیاں اور عبارات ہیں جہاں کو بشی گوئی محمد کے نام سے کی گئی ہے بطور سو محمد بحث بڑی تبلیغ سے محمد کو یسوع کے سہو کو پورا کرنیکا منافقانہ جعل معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی مسلمان شدہ عیسائی نے کہ جسکو پورا علم اسلام کا نہ تھا چالاکی کی ہے کہ ایک جگہ بلکہ کئی جگہ محمد کو مسیح کا لقب دیا ہے جبکہ لقب قرآن میں حضرت یسوع کو دیا گیا ہے اور اُنکے نبی یعنی محمد کو کبھی نہیں"

اسی سے ناظرین جان لیں کہ مرزا نے کس طرح حق سے روپوشی کر کے گندم نمائی جو فروشی کی ہے دوسرے ان انگریزی الفاظ کا جن کو ہم نے بجنسہٖ نقل کر دیا ہے ۔ مرزا صاحب یہ ترجمہ کرتے ہیں اور مسیح نہ چاہا کہ ایسی نعمت کو آستین کے نیچے چھپا رکھو (سرمہ ۲۴۰ حاشیہ)
uesoripleotnot he hide his pricsan his alei

ترجمہ کہ اُنہوں نے آستین میں اس نعمت کو (کتاب) کے چھپانے میں ذرہ بھی پس و پیش نہیں کیا جو نبی ہر ایک شخص جانتا ہے کہ جس آدمی کا ایسا چال چلن ہوگا وہ کیونکر مسلمان نہ ہو جاویگا)

ہم مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا عیسائیوں کو اپنی نجات منظور نہیں ؟ کیا عیسیٰ کے قول پر انکو اعتبار نہیں ؟ پس ہاں دیکھئے کہ اناجیل اربعہ میں کوئی پیشگوئی محمد صاحب کے حق میں نہیں ہے اور نہ بائبل میں ہے ۔ جو عیسیٰ نے صاف صاف محمد کے نام کی پیشگوئی (معاذ اللہ) کی ہوتی تو عیسائیوں کا کیا عذر تھا مگر اس انجیل برناس میں جو مسیح سے سینکڑوں برس بعد کی تصنیف ہے محمد ہونا تلاش کرنا گویا صحرائے افریقہ میں سرگردان مرنا ہے کیونکہ عیسائی اسکو نہ الہامی مانتے ہیں اور نہ اسے ایمان کہتے ہیں جو نسبت گلستان کو قرآن سے ہے وہی برناس کو اصل اناجیل سے ہے ۔ جب مرزا صاحب اس روشنی کے زمانہ میں دھوکا دہی سے باز نہیں آتے تو اس عربیت کے تاریک زمانہ میں کیا لوگ ایسے یعنی حکایت سے باز آئے ہونگے

قولہ ۔ بعض آثار میں آیا ہے کہ حضرت مریم صدیقہ والدہ حضرت مسیح علیہ السلام عالم آخرت میں زوجہ مطہرہ آنحضرت صلعم کی ہوگی یہ قول غالباً اسی مناسبت سے بیٹے اور باپ پیدا ہوا کہ جب عالم تمثیل میں حضرت بطور بیٹے کے ٹھہرے تو انکی والدہ بطور زوجہ کی ہوئی (دیکھو صفحہ ۲۴۲ سرمہ چشم حاشیہ در حاشیہ)

محمد عربی بادشاہ ہر دو سرا | کرے ہے روح قدس جسکے در کی دربانی
اُسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں | کہ اُسکے مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

اقول ۔ جسکو مرزا صاحب بڑی پیشگوئی جانتے ہیں اور جسے اعلیٰ مرتبہ کی کرامت کا آثار راسخ ہیں وہ عیسائیوں کے حق میں سخت گالی ہے اور گالی بھی ایسی جس سے بڑھ کر ہو ہی نہیں سکتی ہمیں دہرانا منظور نہیں جو عیسائی فاضل اس کا جواب دیوینگے ۔

جو محبت نماند جفا جوے را | بہ پرخاش در ہم کشد روے را

اب ہم آخر میں مرزا صاحب کی دو پیشگوئیاں درج کر کے مضمون کو ختم کرتے ہیں ۔ سنیں مرزا صاحب ایک معزز شیعہ صاحب کو اپنے ایک خط میں (جو اصل ہمارے پاس موجود ہے) ذیل میں فقرات لکھتے ہیں مجھکو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت دی ہے اور علی سے کچھ کم جبر پر فضل نہیں کیا ۔ بلکہ جیسا اُس نے علی پر فضل کیا ایسا ہی اور اُسکے برابر مجھ پر کیا ۔ اگر علی زندہ ہوتا تو وہ میری بہت تعظیم کرتا سو لازم ہے کہ جو اسکی سچی اولاد ہے وہ بھی میری تعظیم کرے علی کو شرف محبت جناب رسول اللہ سے جو حاصل ہے وہ چھوڑ کر سب کمالات کو ظلی طور پر اللہ جلشانہ نے مجھ کو عطا کیا اور بارہا بذریعہ الہام فرما دیا ہے کہ ہر ایک شخص سید یا کوئی اور ہو جو تیری اطاعت اور فرمانبرداری غلامی کی طرح کریگا اُسی پر میرا فضل ہوگا مگر درحالت انحراف و حسد سید ہونا کسی کام نہیں آئیگا ۔ غرض ایکے لئے سید ہونیکی نشانی یہی ہے کہ میرے فرمانبردار و مومنین داخل ہو جاویں ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام سے مطلع کیا ہے سو خدا کرے کہ آپ میں سچے سادات کی سچی نشانی پائی جاوے میں دیکھتا ہوں کہ سید ہا سید نیک بخت میری گفتش برداری پر فخر کرنے میں اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں ۔ سو خدا کرے کہ آپ میں بھی یہ سچی نشانی سید ہونیکی پیدا ہو جاوے مورخہ ۱۱ ۔ اپریل ۱۸۸۶ء ۔ راقم غلام احمد

نمبر ۲ ۔ اُس خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کیلئے سلسلہ جنبانی کر اور انکو کہدے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جاویگا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت

اور رحمت کا نشان ہوگا اور اُن تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤگے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اُس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جاویگا اور خدا تعالیٰ ہر ایک روک دور کرنے کے بعد مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاویگا " (دیکھو انکا اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء صفحہ ۹۹)

(علمائے اسلام خدا کے واسطے توجہ فرماویں)

خاتمہ و مباہلہ

غلام احمد ۲۵۰ ۔ اور اگر پھر بھی (مرزا) باز نہ آئیں تو آخر الحیل مباہلہ ہے جسکیلئے ہم پہلے لکھ آئے ہیں مباہلہ کیلئے وید خواں ہونا ضروری نہیں ہاں باتمیز اور ایک عزت اور موآریہ ضرور ہے جسکا اثر دوسروں پر بھی پڑ سکے سو سب سے پہلے لالہ مرلیدھر صاحب اور پھر لالہ جیونداس صاحب سکرٹری آریہ سماج لاہور اور پھر کوئی دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں ۔ ا

آریہ ۔ چونکہ ہمارے مکرم و معظم ماسٹر مرلیدھر صاحب و منشی جیونداس صاحب بسبب کثرت کام سرکاری کے عدم الفرصت ہیں تو ناچار اُن دونوں نے اجازتاً اور اُنکے ارشاد سے اس خدمت کو بھی تیار ہو کے اپنے ذمہ لیا ۔ پس کسی دانا کے اس مقولہ پر کہ دروغگو را تا بدروازہ باید رسانید عمل کر کے مرزا صاحب کی اس آخری التماس کو منظور کرتا ہوں و مباہلہ کو یہاں پر طبع کرا کر مشتہر ہوں ۔

میں نباز الیا ۔ لیکھرام ولد پنڈت تارا سنگھ شرما مصنف تکذیب براہین احمدیہ رسالہ ہذا اقرار صحیح بدرستی ہوش و حواس کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اول سے آخر تک رسالہ سرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیا اور ایکبار نہیں بلکہ کئی بار اور اسکے دلایل کو بخوبی سمجھ لیا ۔ بلکہ اُنکے بطلان کو بر دست خود رسالہ ہذا شایع کیا میرے دل میں مرزاجی کی لیلوم کچھ بھی اثر نہیں کیا اور نہ وہ راستی سے متعلق ہیں ۔ میں سچے جگت پتا پرمیشر کو ساتھ جان کر اقرار کرتا ہوں کہ جیسا ہر چہار وید مقدس میں اپدیش و ہدایت بُنیاد ہے اُسپر میں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ میری روح اور تمام ارواح کو کبھی نیستی یعنی قطعی ناش نہیں ہے اور نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا ۔ میری روح کو کسی نے نیست سے ہست نہیں کیا بلکہ ہمیشہ سے پرماتما کی انادی قدرت میں ہے اور رہیگا ۔ ایسا ہی جسمی ہو یعنی پرکرتی یا پرمانو بھی قدیمی یا انادی ہے پرماتما کے قبضہ قدرت میں موجود ہیں کبھی مفقود نہیں ہونگے اور تمام جگت کا رچن ہار ایک ہی کرتا ہے ۔ سر کوئی نہیں ہیں پرمیشر کی طرح تمام دنیا کا مالک یا صانع نہیں ہیں اور نہ سرب بیاپک ہیں اور نہ انترجامی بلکہ اس مہان شکتی مان کا ایک ادنے سیوک ہوں ۔ مگر ان کے گیان اور شکتی میں ہمیشہ سے ہوں عدم کبھی نہیں ہوا اور نہ کوئی عدم خانہ کہیں ہے بلکہ کسی چیز کو عدم نہیں ایسا ہی وید کی اس انصافانہ تعلیم کو بھی میں تسلیم کرتا ہوں کہ مکتی یعنی نجات کرموں کے مطابق پھر جسم انسانی لینا پڑتا ہے محدود کرموں کا بے حد پھل نہیں ہے میں وید و نکے ان سب تعلیموں کو دلی یقین سے مانتا ہوں کہ پرمیشور جزو نہیں اور نہ جزو جگت پرمیشور ہے اور نہ پرمیشور کی ذات سے یہ جگت بطور حصہ کے بنا ہے اور کن فیکون سے ۔ بلکہ پرمیشور کے قبضہ میں سرب شکتی مان ہے یہ وہ جگت کا ہمیشہ سے ہے اور رہیگا کبھی کوئی شے ناش مطلق نہیں ہوتی ہاں شکلیں حالتیں اور کیفیتیں بدلتی ہیں اور اصلیت مادہ کی کبھی نیست نہیں ہوتی میں یہ بھی مانتا ہوں کہ پرمیشور گناہوں کو بالکل نہیں بخشتا ہے بلکہ انصاف قدیم سے سب کو مطابق اعمال کے جزا و سزا دیتا ہے اور کسی کی شفاعت یا سفارش پر بھروسہ نہیں کیونکہ میں خلاق کو اشتی ظالم نہیں جانتا اور میں وید سے رو اس بات پر کامل و صحیح یقین رکھتا ہوں کہ چاروں وید ضرور ایشور کا گیان ہے اُنمیں ذرہ بھی غلطی یا جھوٹ یا کوئی قصہ کہانی نہیں اُنکو ہمیشہ ہر نئی دنیا میں پرماتما جگت کی ہدایت عام کیلئے پرکاش کیا کرتا ہے ۔ اس سرشٹی کے آغاز میں جب انسانی خلقت شروع ہوئی پرماتما نے دیدونکو شری اگنی شری وایو شری آدت شری انگرہ جیو چار رشیوں کے آتما میں الہام دیا ۔ مگر جبرئیل یا کسی دیگر پیغمبر یا رسول کی معرفت نہیں بلکہ خود ہی کیونکہ وہ آسمان یا عرش پر نہیں بلکہ سرب بیاپک ہے میں یہ بھی مانتا ہوں کہ پرمیشور کامل ہے پس اسکا الہام بھی کامل زبان میں ہونا چاہئے ۔ چند ہا فضلا و علمائے ممالک کی شہادت سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ سنسکرت سب سے کامل ہے پس وید بھی سب سے

تیرے ذمہ ہے۔ میں نے اپنی لونڈی تجھے دی اور اب جو اس نے اپنے کو حاملہ دیکھا تو میں اسکی نظروں میں حقیر ہوگئی۔ میرا اور تیرا انصاف خداوند کرے ابراہیم نے سری سے کہا کہ تیری لونڈی تیرے ہاتھ میں ہے جو تیری نگاہ میں اچھا ہو سو اس کے ساتھ کر۔ تب سری نے اُس پر سختی کی اور اس کے سامنے سے بھاگ گئی" (پیدائش ۱۶ باب) اگر کوئی سختی کے معنے نہ سمجھے تو تکذیب براہین احمدیہ جلد اول صفحہ [illegible] ملاحظہ فرمائے۔ توریت میں اسماعیل کی تعریف لکھی ہے۔ وہ وحشی آدمی ہوگا اُس کا ہاتھ سب کے اور سب کے ہاتھ اس کے برخلاف ہونگے (۱۶/۱۲) اِس سے زیادہ بحث ہم نے اِسی مسلہ پر حجۃ الاسلام میں کی ہے۔ پس یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ اور نہ اسماعیلی گھرانا دیوتاؤں کا گھرانا ہے اور اگر دیوتے وحشی ہوتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

۵-۶- مولوی۔ اور پستک سنادروں کی دسویں اسکند میں بھی آپ (محمد صاحب) ہی کی مہمان (تعریف) برنن (بیان) ہوئی ہے۔ بطور پیشین گوئی کے۔ "[illegible] وتی مدھیے روے نہ ودریتا ہے پیشن ننک ہری چندن کرلو کم پترم گتی۔ دہا پر بختی دم ابنی سنارم برہار تم سوری پری پورتم اُتار نہ ایتاد"۔ ترجمہ زمین کے بیچوں بیچ (شہر مکہ) میں سورج کی طرف (یہ سمت نکلی ہے) بڑے خاندان میں خدا کا اوتار ہوگا۔ اور اس ملک کا پیتر یہ ہے کہ (ریگ) پتے دست لانیوالے (رنائی) ہوگی۔ لوگ بوسیلہ اس نیر پاک ہوں گے۔ حاصل کریں گے نجات گناہوں سے۔ بڑا دریا (بحر عرب) اُلانگ کر (جہاز پر سوار ہوکر) پار اتر ینگے (زیارت کعبۃ اللہ کے واسطے) اور اس سرزمین میں جہاں پیارا اللہ کا خدا کے قدموں کو چھوڑ کر گریگا انسان (سناتی وغیرہ) کے پہاڑ ہوں گے اسکا قول ہے۔ یعنی محمد صاحب کا کہہ دیا کرو نہیں تو لڑو۔ ہماری بات مانو خدا کا نام ہے۔ اُسکے پاس وہ ایک دفعہ خدا کے پاس جائیگا (معراج میں) پھر اُتریگا کاٹنے والا گنا ہونگا۔

آریہ۔ یہ بھی کوئی پستک آریہ دھرم یا ہندو مذہب کی نہیں ہے۔ اور ہمارا جھوٹے کے گھر کے سوا کہیں نہیں ہے ہماری کتاب کے ناظرین میں سے کسی نے ایسا غلط نام بھی کسی پستک کا نہ سنا ہوگا۔ اور نہ یہ سنسکرت کا نام ہے۔ بنا براں یہ دعوے بھی نہایت پوچ اور فضول ہے۔ اور جب یہ دونوں کتابیں معدوم ہیں تو فضائل احمدی کسقدر بے وقعت اور موہوم ہوگئے۔ جب شہادتیں تردی ہوگئیں۔ شاہد دروغگو ٹھہرایا گیا۔ تو جسکی بابت شہادتیں ہیں کیا وہ صداقت سے نہیں گرا؟ ضرور گرا۔ یہ مولوی صاحب کا قصور نہیں۔ دین محمدی کی تعلیم اس قسم کی ہے۔ جھوٹ بولنے کو یہ لوگ رونق ایمان جانتے ہیں۔ سعدی جیسے قرآن کے ترجمون نے بھی صاف لکھا ہے

ع دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز

کیمیائے سعادت میں امام غزالی نے حدیث کے حوالہ سے دروغگوی کی ہدایت کی ہے۔ مولوی اسماعیل بانی مبانی فتنہ وفساد نے روسندو میں فرضی پوتھیون کے نام لکھ ہندوؤں کو گمراہ کرنا ایمان سمجھا جیسے جمنادتی و گنگادتی و سیرادتی اسلام کے ایک مشہور اور عظیم الشان فرقہ میں تقیہ جائز ہے۔

پس اگر مولوی رحمت حسن صاحب واعظ اسلام نے ایسا لکھا تو کوئی نئی بات نہیں کی۔ بلکہ بزرگان اسلام کی تقلید کی۔ مگر افسوس کہ انہوں نے ایسی بیہودہ تقلید پرستی کی خرابی کو مثنوی رومی میں نہیں دیکھا ہے

خلق را تقلید شان برباد داد
کہ دو صد لعنت براں تقلید باد

۶-۷- مولوی۔ اور ست آپ ہی کے چار یار اور امام مہدی[۱] کی مہمائیں تلسی داس جی نے پوتھی راماسنگرام کے چھٹے کانڈ بارھویں اسکند کی ٹیکا میں حاشیہ پر بڑی چوپائی سے یہ شعر لکھے ہیں۔

یہاں نکچھ بات کچھ راکھون	دید پراں مت مت بھاکوں
برکھ ہنس دس سندرم ہوئی	تہ گے بعد نہ پاوے کوئی
دیس عرب برکھ لتا سہائے	سو تھل بہوم گت سنو کہلگ رائے
سمبو سمت تاکر ہوئے	سندرم رام اویش تہتہ ہوئے
سمت بکرم کے دو انگا	مہاکوک نس چتر بنگا
راج نیت بہو پرپ دکھاوے	اپنا مت سب کو سمجھاوے
چتر سندرم ست آچاری	تکے بنس ہوئے بہو بہاری
نگم اگم سوئے پنچ اُپارا	[illegible] سمت منجھارا
تب لگ سندرم چھٹے کوئی	[illegible] ہوئے
جتسی مانس جنت بکھاری	[illegible]رت نام ہو ویں برت وہاری
بن آچار بچار دھینتا	بھیں جائے ترے کلیشا
سو سانچ مکت نہ پاویں	ہر درا اسکر دیہ بکھانیں
تب ہوئے سنگھ اوتارا	مہدی کہیں اس کل سنسارا
پھر سندرم تمان نہیں ہوئے	تلسی بچن ست ست کوئی

آریہ۔ راماسنگرام کی پوتھی سے مراد تلسی صاحب کی رامائن معلوم ہوتی ہے مگر اُس میں یہ چوپائی بالکل نہیں۔ اور اگر کسی اور کتاب سے مطلب ہے۔ تو آپ جانیں کسی اہل ہنود کو اس پستک سے مطلق خبر نہیں۔ اور نہ کسی مطبع میں طبع ہوئی ہے۔ اور اس کے جھوٹ ہونے کی شہادت خود آپ ہی کی تحریر سے بھی ظاہر ہے۔ وہ چھٹے کانڈ بارھویں اسکند کی ٹیکا میں حاشیہ پر بڑی چوپائی سے یہ شعر لکھے ہیں" مگر تلسی داس کی رامائن میں تو اسکند بالکل نہیں ہیں۔ مگر یہ تو وہ جانے جو کچھ پڑھ سکتا ہو۔ جو بیچارے اور نہ کی کہوٹی پر کو دتے ہیں وہ ان باتوں کو کیا سمجھیں۔ اور نہ تلسی داس کی رامائن اور نہ بفرض محال راماسنگرام کوئی آریہ دھرم کی پستک ہے۔ افسوس کہ ایسے جھوٹے حوالہ دیکر لوگ اپنے دین کی تلقین کرنا چاہتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ اس حوالہ کے باطل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ ان شعروں

[۱] ان حوالوں کی بابت جہاں تک ہم نے تحقیقات کی کوئی صحیح پتہ نہ لگا اور ان تین وہمی اور بیہودہ کتابوں کا کہیں سراغ نہ مل سکا تو لاچار ہوکر ہم نے مولوی صاحب کے نام ایک خط ارسال کیا جس کا مضمون یہ ہے۔ جناب مولوی صاحب نمستے۔ آپ نے جو بشارات احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۳ و ۵ و ۶ پر تین کتابوں بھیل پران۔ بھادوروں۔ راماسنگرام کے حوالے دیئے ہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ یہ کوئی کتابیں نہیں ہیں اور نہ آریہ دھرم کی پستکیں ہیں اگر آپ ایسا ان کتابوں کو صفحہ ہستی پر موجود سمجھتے ہیں تو اُن کی ایک ایک کاپی میرے پاس بذریعہ ویلیو پے ایبل کے ارسال فرماویں اور اگر آپ کے پاس موجود نہوں تو بتلائیے کہ کہاں فروخت ہوتی ہیں۔ اور کس سال میں کس مطبع میں طبع ہوئی ہیں۔ برائے خدا جواب سے جلد مطلع فرمائیے۔ ۱۴ جون ۹۳ء لیکھرام آریہ مسافر از کہوٹہ ضلع راولپنڈی۔

ابطال بشارات احمدیہ

مندرجہ ذیل بشارات احمدیہ از کتب آریہ واتحق وید کی فضیلت وحق کا بول بالا یا رسالہ مراۃ الآریہ۔ چار رسالے ہمارے مطالعہ سے گزرے نمبر ا کا حجم ۴ صفحہ نمبر ۲ کا ۸ صفحہ خورد نمبر ۳ کا ۳۰ صفحہ ہے۔ اور یہ تینوں کا مصنف مولوی ابو رحمت حسن صاحب واعظ اسلام بقول خود ماہر وید و شاستر ہیں و نمبر ۴ کا حجم ۱۵ صفحہ۔ اس کے مولف منشی امیر احمد خاں صاحب رئیس میرٹھ ہیں چونکہ ان ہر چہار رسالوں کا باہمی تعلق ہے۔ اگر کوئی سب کو مطالعہ کرے تو اسے صاف ظاہر ہو جائے گا۔ کہ نمبر ۴ تو صرف نمبر ا کی تائید ہے جسمیں کوشش کی گئی ہے۔ کہ آریہ سماج میرٹھ کے چند اعتراضات کا جواب دیا جاوے۔ مگر حاشا کہ کسی بات کا معقول جواب دیا ہو یا دے سکتے ہوں۔ تمام کتاب کو کوئی آدمی پڑھ کر دیکھ لے کہیں بھی معقولیت سے کام نہیں لیا گیا۔ اور نہ کوئی صحیح حوالہ دیا۔ نمبر ۳ و نمبر ۲ میں بھی نسبت ہے۔ کیونکہ ایک رسالہ وید کی حقیقت دہ تھا جسکا ہم نے اظہار حق میں مفصل جواب عرض کر دیا یہ احق یعنے نمبر ۲ بنام نہاد اظہار حق کا جواب ہے مگر خدا جانے کہ جواب تو کیا مولوی صاحب کے غصہ و عتاب سے بھرا ہوا ضرور ہے۔ اور انکی علمی کمزوریوں اور مذہبی ناواقفی کا ظہور ہے نمبر ۳ بھی کتاب ہے جسکا ہم نے اظہار حق میں کھنڈن کر دیا۔ اب حرف زیادہ کر کے چھاپ دی گئی ہے۔ بس ان تمام جواب کو باصواب سمجھ کر نئے اعتراضوں کی تردید کی گئی ہے۔ اور ان کی علمیت کا نقشہ بھی اوتار دیا گیا ہے۔ آئندہ اگر اسی طرح واعظ صاحب نے ایسی فضول و لایعنی کتابیں لکھ کر ہمارا وقت ضائع کرنا چاہا۔ تو ہم ہرگز توجہ نہ کرینگے ہاں کسی فاضل اور معقول مولوی کے کسی اعتراض یا کتاب کا جواب دینے کو ہم ہر وقت طیار ہیں۔ اور توفیق الٰہی کے طلبگار۔ اے پرماتما آپ ہمکو ست کے پرکاش میں نت پر کیجیئے اور است کے کھنڈن میں سہائتا دیجیئے۔

محمدی بھائیوں کا دلی خیر خواہ

لیکھ رام آریہ مسافر

(بشارات احمدیہ کی تردید) ۳ و ۴ و ۵۔ مولوی۔ بشنگ کھیل پران حصہ اول کے پہلے دیباچے ورشٹ کو نشٹ چھٹی میں یہ آپ ہی کی استت بطور پیشین گوئی کے لکھی ہے۔

ککشن ادتاربنا اُت پنتم پرتھوی مدھم ارن سیلبارتم بلونت سورم پرتھوی مدھے سرب اونماسن کرام پرسن پر پر سوتم دہنکر ابت چھاک کوردم سن گرام تو پنچم وساکو لین تیر بہادم کو زودہ تیسم جہیم پر بھوڑی مدہیم نب کالوس کرتیم بدیت زبی بھوکھم ابتسارم پر بھوڑی مدہے پال بر ہارم کر ک گرہ اُت پلتم پر بھوڑی مدہے سرسین سپرکی پری۔ تیر جرنا یکم دکشن دیال ادنک اوتار مھاتم بدپ زبی کرتے کیم برم پر الت پر اتم۔

ترجمہ نجات دینے والا اوتار پیدا ہوگا بیچوں بیچ کی زمین میں (مکہ معظمہ) اور دشمنوں کے مارنیوالا زور آور بڑا بہادر بیچوں بیچ زمین میں (مکہ معظمہ) تعریف کیا گیا اسکا نام (یہ ترجمہ اسم مبارک محمد کا ہے) یہ لڑائی کے (جہاد) اپنا دین پھیلا دیگا۔ اور اس کے پاک دین میں دیوتا ہوں گے۔ (یعنے صحابہ زبردست وجلیل القدر راہ خدا میں جان قربان کرنیوالے کفر کے مٹانیوالے) مال (غنیمت) زیادہ پانیوالے کوڑے مارنیوالے (تیز بند دینے والے) عجم کی طرف (ملک عرب) پلینگے ساتھ تین شرطوں کے لڑکر۔ بیچو وار زمین کا دیا کرینگے ہماری تین بات مانو (جہاد۔ خراج۔ قبول اسلام) وہ عزت دار راجہ (محمد) بڑا راجہ ہوگا۔ لوہے کا چلانیوالا۔ بیچوں بیچ زمین میں رکہیں (جہاں انت کا مٹانیوالا پیدا ہوگا بیچوں بیچ زمین میں (رسول آپ واقعی جہالت کے عین زور شور کے وقت میں مبعوث ہوئے ہیں) اچھا دیوتا ونکا گھرانا (آپکا خاندان واقعی اسماعیلی عمدہ ترین خاندان ہے) بے عیب پیارا لڑکا شروع سے پاک خدا کے پاس بہت رہے مدت تک اُس آنیوالے جناب (محمد صاحب) کی صفت یہ ہے کہ جب وہ خدا کا پاس چھوڑیگا تب آجائیگا سرصبل پرانے گھر کے (کعبۃ اللہ کو آدم کے وقت سے ہے (مکہ معظمہ میں)

آریہ۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ اسلام کے حامی اور دین محمدی کے ایک نامی گرامی واعظ نے اتنا جھوٹ بولکر کفر کا پہاڑ اپنے سر پر لیا۔ اور فرضی اور طبعزاد نگیں اور ریلیں جوڑ کر اسکا نام آریہ مذہب کی کتاب رکھا ہم ایمانًا کہتے ہیں۔ کہ ایسی کوئی دہرم کی کتاب نہیں۔ آریہ دھرم کے ماننے والوں کی تو کیا بلکہ اہل ہنود کے کسی فرقہ کی مذہبی کتاب میں اسکا ذکر نہیں۔ اور نہ یہ کوئی کتاب ہے۔ اور نہ کسی ہندو کی تصنیف۔ اور نہ آج تک ہم نے کسی لائبریری یا پستکالہ یا کتب خانہ کی فہرستوں میں اس کتاب کا نام پڑھا۔ سب سے بڑی فہرست ایشیاٹک سوسائٹی کی ہے۔ اس میں بھی اسکا نام نہیں۔ لاہور اجمیر بنارس پونہ بمبئی کی لائبریریوں اور کتب فروشوں کی فہرستیں ملاحظہ کیں۔ مگر حاشا کہ کسی میں اسکا نام ہو۔ صرف اپنی تحقیقات ہی پہ بھروسہ نہیں کیا۔ بلکہ بیسیوں ودوان پنڈتوں سے پوچھا اور خاصکر دھرم سبھا کے پنڈتوں سے بھی۔ مگر کسی نے بھی اسکا نام نہ لیا۔ اور نہ اُسے سنسکرت ہونا تسلیم کیا۔ جب یہ حال ہے تو بتلایئے کہ اس قدر جھوٹ بولکر کیوں یہ لوگ ہندوؤں اور خصوصًا ناخواندہ ہندوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی اس دھوکھے میں مسلمان بھی ہوگیا۔ تو پھر اُس سے زیادہ دونوں جہان میں کون مردود ہے جب اس نام کی کوئی پستک نہیں۔ اور نہ اسکا کہیں پتہ اور نہ اس میں یہ درج اور نہ یہ سنسکرت کی عبارت تو پھر فضیلت کہاں رہی بلکہ ذلیت ہوگئی۔ ہاں ایک بات اسمیں غور طلب ہے کہ اچھے دیوتاؤں کے گھرانے میں پیدا ہونگے آپنے اس گھرانے کا پتہ دیا ہے۔ کہ اسماعیلی عمدہ ترین خاندان ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے اسلامی مذہب کی کتابیں بھی مطالعہ نہیں کیں تفسیر حسینی میں لکھا ہے (دو) از ہاجرہ کہ کنیزک سارہ خاتون بود۔ در بیہیں سال خدا تعالےٰ اسماعیل را بوے داد۔ (جلد ۲ صفحہ ۱۶۰)

اس کے علاوہ توریت میں لکھا ہے "سری ابراہیم کی جورو کوئی لڑکا نہ جنی اور اس کی ایک مصری لونڈی تھی جسکا نام ہاجرہ تھا۔ اور سری نے ابراہیم سے کہا کہ دیکھ خداوند نے مجھے جننے سے باز رکھا آپ میری لونڈی کے پاس جایئے اس سے پر گھر آباد ہووے۔ اور ابراہیم نے سری کی بات سنی سو ابراہیم کی جورو سری نے بعد اس کے کہ ابراہیم کنعان کی زمین میں دس برس رہا تھا اپنی مصری لونڈی کے لیئے اپنے شوہر ابراہیم کو دیا کہ اس کی جورو ہو اور وہ ہاجرہ کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی اور جب اُس نے معلوم کیا کہ میں حاملہ ہوں اپنی بی بی کو حقیر جانا تب سری نے ابراہیم سے کہا کہ نا انصافی جو مجھ پر ہوئی

ادھیائے شلوک ۷۶ اور گیتا ادھیائے ۳ شلوک ۱۴۔ اور مہابھارت شانتی پرب ادھیائے ۲۶۴ شلوک ۸ سے ۱۴ تک) ان سب کا ارتھ صاف ہے کہ جسم خوراک سے بنتا ہے اور خوراک بارش سے ہوتی ہے اور بارش آفتاب کی کشش سے کھینچے ہوئے بخارات سے۔ اور بخارات ہون سے۔ اور ہون وید سے ہوتا ہے اور وید پرماتما سے۔ اسواسطے سب جگت کا منتظم و ہدائیت دینے والا برہم ہے اور یہی زمانہ سابق و حال کے فلسفہ جاننے والونکا اعتقاد ہے۔ ہاں ہاگولک جی کے شلوک میں زیادتی یہ ہے کہ اُنہوں نے سب چیزوں کا ذکر کیا ہے جن سے انسان کے وجود کا قیام ہے۔ اول تو انہوں نے پانچ عنصر بتلائے۔ پس اُن کو اس جسمانی حالت میں ترکیب دینے والا پرماتما ہے اور جب پرماتما نے اُن کو اس حالت میں ترکیب دیا۔ تب روح کا تعلق اُس جسم سے ہوا اور یہ سارا انتظام روح کے کرموں کے مطابق پرماتما کی طرف سے ہے پس اس سے کوئی اعتراض عاید نہیں ہوتا۔

۲۔ منشی۔ ہون آتش پرستی یا عجوبہ پرستی جو ساجوں میں اکثر ہوا کرتی ہے جس میں وہ عمدہ چیزیں جو انسان کی پرورش کے واسطے مخصوص ہیں جلائی جاتی ہیں جس کو میں نے بھی بطریق تماشا ایک مرتبہ دیکھا ہے۔ وہ انصاف پسندوں کے نزدیک کس قدر قابل تحسین ہے۔ اس سے اگر ہوا کی صفائی مقصود ہے۔ تو یہ گندہک وغیرہ کے جلانے سے بھی ہوسکتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ انسانی غذاؤں کا جلانا ہوا کی اصلاح کے واسطے۔ اور پھر مردے جلاکر بدبو پھیلانا اور پیشاب و پاخانہ سے ہوا کو خراب کرنا اور مکانات کو گوبر سے لیپ کرنا کثیف اور پر از عفونت کرنا تہذیب اور فلاسفری سے کوسوں دور ہے۔

آریہ۔ آپکا لفظ فلاسفری اور لیپ آپ کی لیاقت کی شہادت دے رہا ہے۔ اگر آپنے ہون کو آتش پرستی یا عجوبہ پرستی بتلایا تو کیا ہوا۔ شاید اس تحریر سے پہلے ہی نوح و ابراہیم و موسیٰ وغیرہ انبیاء کو آتش پرست یا عجوبہ پرست یقین کر لیا ہوگا۔ جو ہمیشہ ہون کیا کرتے تھے اور لوبان۔ اور صندل وغیرہ اشیاء سے اپنے مکانات کو معطر رکھتے تھے۔ منشی صاحب! ہون حفظ صحت کا ذریعہ ہے۔ جیسے شفاخانہ جاری کرنا۔ اور دوائی بانٹنا۔ مکان کو صفا رکھنا۔ مرض پرستی یا دوا پرستی یا مکان پرستی نہیں۔ ویسے ہی ہون بھی آتش پرستی نہیں۔ ہاں اگر اُس سے یعنے آگ سے کچھ مانگا جاوے۔ یا اُس کے آگے سجدہ کیا جاوے۔ تو آتش پرستی ضرور ہے۔ اور ہم ایسا کرنیوالے کو پورا مشرک سمجھتے ہیں۔ جیسے کعبہ پرستوں کو یا حجر الاسود پرستوں کو۔ ہون کی بابت ہم نے مفصل بحث تکذیب براہین احمدیہ میں لکھ دی ہے۔ ہم نے بھی کئی مسلمانوں کو کعبہ پرستی کرتے چند بار بطور تماشا کے دیکھا ہے مگر وہ کیا قابل تحسین ہے؟ جس طرح گندہک کے جلانے سے ہوا صاف ہوتی ہے اور جس طرح نہانے سے بدن صاف ہوتا ہے۔ اسی طرح ہون سے ہوا عطر ہوتی ہے۔ گندہک جلانا بھی ہون ہے۔ لیکن وہ گوگرد پرستی یا آتش پرستی نہیں۔ مکانات کو گوبر سے لیپنا اور لیپ کرنا یا چونا اور نیلہ توتیا سے لیپنا تمام ہی حفظ صحت کے واسطے ہے تمام مہذب تعلیم یافتہ انگریزی ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ ہندوؤں کے چوکے کا اپنے باورچیخانہ سے رجبر بالکل گندگی کا نمونہ ہے۔ تقابلہ کرکے دیکھو تب آپ کو عفونت اور صفائی کی تمیز حاصل ہوگی

افغان لوگ جب کسی چیز کو نہائیت عمدہ اور لیس ہوا دیکھتے ہیں۔ تب تمثیلاً کہا کرتے ہیں چو کا جو۔ شوئے یعنے اب یہ چیز نہائیت عمدہ ہوگئی مگر چہ داند بوزنہ لذات ادرک۔ مردوں کا جلانا بدبو پھیلانا ہے اور دفن کرنا عطر کے جھونکے دینا ہے۔ آفرین ہے اِس آپ کی لیاقت معاملہ فہمی پر تمام مہذب یورپین ڈاکٹر اس صداقت کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں۔ کہ دفن کرنا بیماریوں کا گھر ہے اور جلانا ہر طرح بے خطر اور آپ اپنے محمدی تعصب یا قرآنی لیاقت سے اِسے بدبو پھیلانیوالا فعل تبلاتے ہیں۔ سچ ہے کار بوزنہ دی تت بخاری۔ آنریبل سید احمد صاحب نے سچ فرمایا ہے اونٹ چرانیوالے ایسے امور کو نہیں سمجھ سکتے ہیں۔

آمدیم بر سر مطلب۔ منوجی کے ادھیاء اول کے شلوک ۸ کا یہ ترجمہ ہے کہ اُس پرماتما نے شانت اوستھا والی پرکرتی سے عناصروں کے بڑے حصہ اوتپن کرنے کے بعد پانی کو اوتپن کیا۔ اور اس سے سب مادی دنیا کا بیج پیدا کیا۔ اس منو کے شلوک کو سن سناکر (جو پارسیوں کی کتابوں کے ذریعہ معرفت سلیمان پارسی کے آنحضرت کو پہونچا) قرآن میں بھی ایک جگہ لکھ مارا کل شی حی الے الما یعنے سب چیزوں کی تازگی اور زندگی کا باعث پانی ہے۔

منو کے شلوک ۱۰ کا ترجمہ یہ ہے۔ اٰپ لفظ کے دو معنے ہیں۔ پانی۔ اور جیو۔ پس جو ان سب میں بیاپک اور سرب انتریامی ہے اُسی پرماتما کا نام نارائن ہے۔ اسی کا غلط ترجمہ اوتاروں کے زمانہ میں یعنے جب لوگوں کو خدا کا اوتار مانا گیا۔ اس طرح ہوگیا۔ یعنے جل میں یا جل پر آرام کرتا ہے اُس کو نمسکار ہے۔ توریت کے مصنف نے (جسکا زمانہ مہابھارت سے بہت ادھر ہے) اُس آریہ ورت کے غلط افسانوں سے غلطی کھائی اور لکھدیا کہ خدا کی روح ابتدا میں پانیوں پر ڈولتی تھی۔ اور اِسی توریت کے غلط ترجمہ سے مصنف قرآن مغالطہ میں پڑا اور سورۃ ہود میں لکھدیا وکان عرشہ علے الما یعنے خدا کا تخت یا کرسی (براجنے کی جگہ) پانی پر تھی۔

منو کے نویں شلوک کا ترجمہ یہ ہے۔ ہر ایک چیز کا بیج پیدا کرنے کے بعد یہ سب بڑے تو ایک سنہری گولہ بن گئے۔ اس گولے میں (سورج) تھا۔ جو سب کروں سے بڑا ہے۔ یعنے پہلے سب ستارے و سیارے معہ زمین کے قدرتاً ایک گول آکار ہو گئے۔

شلوک ۱۲ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سب سے بڑے تیجوالا سوریہ اُس مدور گولہ آکار حالت میں بند ہی یعنے کئی ہزار برس تک رہا۔ پھر پرمیشور نے اپنی انتظامی طاقت سے اس گولے کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ پرتھوی کا نام پرتھوی اِسی واسطے ہے کہ وہ سورج سے پرتھک یعنے جدا شدہ ہے۔ یہ سارا بیان منو کا کھگول ودیا اور جیالوجی اور علم ہیت کے معلومات کے مطابق ہے۔ اعرابی لوگ اور خاصکر آپ جیسے متعصب مزاج جب تک انصاف سے کام نہ لیں۔ اور کچھ علم معقول نہ پڑہیں۔ اِن علمی باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ منوجی نے جو کچھ سرشٹی ودیا کے بارہ میں کہا ہے وہ بالکل فلاسفی اور سائینس کے مطابق ہے۔ (مفصل دیکھو مسٹر آر سے پروکٹر صاحب امریکن ہیت داں کا مشہور لکچر) سنسکرت میں کرہ کو انڈ کہتے

میں سے شعر نمبر ۵ جس کا ترجمہ مولوی صاحب نے یہ کیا ہے۔ بکرما جیتی سمت سمندروں کی تعداد کے موافق ہو گا۔ یعنے سات ہونگے مراد سمت بکرم سے ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ تلسی داس کب ہوئے۔ اور کب فوت ہوئے یہی باعث ہے کہ ایسے جھوٹھے شعر بنا کر یا کسی حرام خور سے بنوا کر لیکر تلسی داس جی کو بدنام کیا۔ تلسی داس بیراگی کی وفات کی تاریخ اس شعر سے ظاہر ہے۔

سمت سولہ سو اسی۔ اسی گنگ کے تیر ساون سکلا سپتمی تلسی تجیو شریر

جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ جہانگیر بادشاہ کے وقت میں مر گئے۔ اور پیدا ہوئے اکبر بادشاہ کے وقت میں۔ پس اُنکے نام کو بدنام کرنے سے کیا اچھا نہ ہوتا کہ اس پیشگوئی کو ہی پس گوئی یعنے غیبت کہہ دیتے۔ جب تلسی داس جی محمد صاحب سے ایک ہزار برس بعد میں ہوئے۔ اور اسوقت مسلمانوں کا راج تھا۔ اُن کی پستک میں صدہا الفاظ عربی کے ملتے ہیں۔ اور کئی مسلمان ہند کے کوی (شاعر) بھی ہوئے ہیں۔ پس یہ شعر تلسی داس کے تو نہیں کسی مسلمان کی تصنیف معلوم ہوتے ہیں۔

۸۔ مولوی۔ اور اسی طرح گورو نانک صاحب نے بھی نام محمد صاحب کو برکت جا نکر گورو گرنتھ پستک میں اسی طرح لکھا ہے۔ پہلا نام خدائیہ دوجا نام رسول تیجا کلمہ پڑھ لے نانکا درگا پویں قبول۔

آریہ۔ یہ اور بھی سفید جھوٹھ ہے۔ گرنتھ صاحب میں ایسا ہرگز نہیں۔ یہ جھوٹھا حوالہ سب سے پہلے مولوی عبید اللہ ہنت والے نے تحفۃ الہند میں دیا۔ جسکی تردید اول بابا نرائن سنگھ وکیل امرتسر نے دو دیا پرکاش اخبار میں کی۔ اور مفصل طور پر ہم نے نسخہ خبط احمدیہ میں اِس کا کھنڈن کیا۔ (صفحہ ۲۹۸)

آریہ سماچار میرٹھ کے رسالہ ماہ چیت سمت ۱۹۴۸ میں بشارات احمدیہ پر ریویو کرتے وقت لکھا ہے ”یہ کیا سوجھی کہ قصہ کہانیوں کے ذریعہ سے پیغمبر صاحب کی پیغمبری ثابت کرنے کی ٹھہرا دی اول تو یہ کوشش ہی محض فضول تھی۔ دوسرے اگر تھی تو سچے اور واقعی حوالوں سے ہونی چاہیے تھی۔ نہ کہ محض بے بنیاد اور جھوٹھی باتوں سے“ اِس پر منشی محمد امیر احمد صاحب رئیس میرٹھ اپنے رسالہ حق کے بول بالا میں یوں فرماتے ہیں۔

۵۔ منشی۔ لالہ صاحب یہ پیتکیں آپ کے نزدیک قصہ کہانیاں ہونگی یا تو کونسی ہونگی۔ ان میں آنحضرت کا ذکر خیر بھی ہے۔

آریہ۔ خدا ایسا جلشانہ ہے۔ مگر اس کے راج میں لوگ کس قدر دلیری سے دروغ پر کمربستہ ہیں۔ اور ذرا بھی نہیں ڈرتے۔ جناب منشی صاحب! یہ کتابیں کسی لائبریری میں نہیں ہیں اور نہ کسی پستکالہ کی فہرست میں۔ اور نہ کسی پنڈت یا خواندہ ہندو نے انکا نام بھی مانند گنگا دتی۔ وجنا دتی۔ وہیرا دتی کے آج تک سنا ہے۔ اور نہ کوئی آریہ یا ہندو اُن کو مانتا ہے پس آپ اچھی طرح سمجھئے اور سوچ لیجئے۔ کہ اول تو مولوی رحمت حسن کا یہ دعوے اور حوالہ ہی سراپا غلط ہے اور اُس پر آپ کا ہٹ جھوٹے کی تائید سے زیادہ اور کیا وقعت رکھ سکتا ہے جھوٹ بولنا اور جھوٹھ کی تائید کرنا دونوں برابر مجرم ہیں۔

۹۔ مولوی۔ ہمارے ہی جسمانی قیام کے کارن گوناگوں نباتات اور پھولوں اور پھلوں سے اس زمین کو سجا کر چل بڑ لگایا۔

آریہ۔ ہم نے اس مسئلہ کا رد نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۴۲ پر بخوبی لکھ دیا ہے اور تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم میں بھی اس کی بابت ایک مفصل مضمون موجود ہے یہ قرآن اور حدیث اور تفاسیر اسلامیہ کی علمی غلطی ہے۔ مولوی صاحب! زمین پانی پر نہیں۔ بلکہ پانی زمین پر ہے۔ اور زمین ہوا میں گھوم رہی ہے۔ ذرا جغرافیہ کے علم کو دیکھو یا بھوگول ودّیا پڑھو۔ تب آپ کو اور علمائے اسلام کو اس قرآنی غلطی کا اقبال کرنا پڑیگا۔ ایسی ہی ہزاروں غلطیاں مدت سے محمدی مولوی صاحبان کرتے آئے ہیں۔ اور عوام لوگ مانتے مگر اب علم و عقل کا زمانہ ہے ایسے ہٹ کھنڈ سے نہیں چل سکتے۔

۱۰۔ مولوی۔ (جگت ادپتی کی بابت اعتراض) آریہ کی پرانی پستکوں میں جگت کی پیدائش الگ الگ طریق سے برنن ہوئی ہے۔ منو سمرتی کی پانچویں ادھیا آٹھویں اور نویں اشلوک میں ہے۔

آریہ۔ منو کے ۵/۸-۹ میں ہرگز پیدائش کی بابت ذکر نہیں۔ بلکہ وہاں تو کھانے پینے کی بابت ذکر ہے۔ پس یہ بیان بالکل غلط اور راستی کے خلاف ہے۔

۲۰-۲۱۔ مولوی۔ منو ادھیا نے ایک پانچویں اشلوک میں لکھا ہے کہ یہ تمام جہان پہلے معدوم تھا۔ اور اس کا کچھ علم و نشان نہ تھا۔ اور نہ قیاس سے معلوم ہو سکتا تھا ایک سنسان کا عالم تھا۔ جس سے آریہ کا یہ اصول کہ نیست سے ہست نہیں ہو سکتا۔ بالکل نیست و نابود ہوتا ہے۔

آریہ۔ اس شلوک کا یہ ترجمہ نہیں ہے جو آپنے سمجھا بلکہ اسکا یہ ارتھ ہے ”یہ تمام سرشٹی اس شکل میں آنے سے پہلے تمو بھوت یعنے تم اوستھا میں اُس کی اسوقت کی حالت کو لکھشن کرنا یا بتلانا اور دلیل سے سدھ کرنا مشکل ہے وہ صرف سکھوپت اوستھا جیسی حالت تھی“ یعنے اسوقت پرمانوؤں کی اوستھا میں پرکرتی تھی جیسے بخار کی اوستھا میں پانی ہوتا ہے۔ اسے کوئی بیوقوف بھی معدوم یا نیست نہیں کہہ سکتا۔ چہ جائیکہ منو اس کے ان الفاظوں میں प्र सु प्र मिव सर्वतः आसीदिदं तमो भू ते ۔ چنانچہ فاضل پنڈتوں نے اِس کا بھی ترجمہ کیا ہے ”یہ جگت پرلے کال میں سوکھشمتا سے پرکرتی میں لین ہو سے دیکھتا نہیں تھا (دیکھو منو سمرتی مطبوعہ بمبئی سمت ۱۹۴۶) اور منو نے خود بھی اسکے مابعد شلوک میں بتلایا ہے۔ کہ پرماتما نے اُس تم اوستھا یعنے تجارات کی حالت کو پراُوربھاؤ یعنے ظاہری شکل میں کر دیا ایسا ہی ۱۰ شلوک سے ۸۰ تک میں بتایا ہے کہ پرمیشور اسی طرح پرمانوؤں سے سرشٹی اور سرشٹی سے پرمانو اوستھا ہمیشہ سے کرتا ہے اور کرتا رہیگا۔

مولوی ۱۰-۲۰-۲۹-۳۰۔ یاگولک سمرتی کے تیسرے ادھیا اور کے ۱۷ و ۲۷ شلوک میں لکھا ہے کہ آہوتی دینے سے سورج دیوتا خوش ہوتے ہیں اور سورج سے بارش ہوتی ہے اور بارش سے ساگ پات اوگتا ہے۔ اُس کے کھانے سے منی پیدا ہوتی ہے۔ جب نر و مادہ جفت ہوتے ہیں تب پانچوں عنصر اور چھٹا پرمیشور اور ساتواں روح اُس میں گڈمڈ ہو کر یکجا باس کرتے ہیں اب بتلائیے یاگولک سچے ہیں یا منو جی۔ یا آریہ سچے ہیں جو تیسرے الگ ہی گاتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جیو اور پرکرتی سے ایشور نے اِس سرشٹ کو رچا ہے۔

آریہ۔ جو یاگولک جی کے شلوک میں ہے وہی مطلب منو جی کا ہے دیکھو

پیتنک یالالہ منشی رام جی اڈیٹر ست دھرم پرچارک کی مصنفہ ورن بیوستھا۔
اسی استعارہ کا ذکر بلکہ تشریح بھارت موکشش دھرم ادھیائے ۱۸۲ اشلوک ۱۰ سے ۲۰ تک صفحہ ۵۸۴ میں ہے۔ یہ انسانی تقسیم ختم ہوئی۔ اب ہم بتلاتے ہیں کہ اسی ورن بیوستھا کی بابت پرانے محققین کی کیا رائے تھی۔ سیر المتاخرین کا فاضل مورخ لکھتا ہے۔ "دوسرا آنجماع کہ صاحب علم وفضل و زہد و عبادت بودند۔ برہمن نام نہادہ۔ و صاحبان جرأت و شجاعت و عقل و فطانت را چھتری و صاحبان تجارت و زراعت و صناعات شریفہ را بیش (دیش)، و خدمہ اینہا و اہل حرفہ رذیلہ را شودر قرار دادہ بر قرار این اسمہا مسمی گرداند۔ عمل برہمنان تحصیل علم و عبادت و افادہ و استفادہ علوم و ریاضیات و حق پرستی و رہنمائی دیگران براہ حق۔ و کار کرد چھتری خراج ستانی و سروری و رعیت پروری و حکمرانی و حمایت برہمناں و خدمت ایشاں۔ و مشغلہ بیش (دیش) کشاورزی و تجارت نمودن و صناعات شریفہ اختیار فرمودن۔ و پیشہ شودر صناعات خسیہ و خدمت اہل ہر سہ صنف نمودن"۔ (از سیر المتاخرین حصہ اول صفحہ ۷)

پھر اسی مورخ نے ایک اور جگہ لکھا ہے۔ (اور مختلف فرقوں کا ذکر لکھتے ہوئے) کہ "برہمہ ہر فرقہ دیگر را کہ از خود مذہبی اختراع کردہ قبول نمی کنند۔ برہمناں کیش قدیم کہ موافق وید از آغاز آفرینش رواج یافتہ معتقد اند۔" (کا صفحہ ۱۰)

پھر وہی محقق تحریر فرماتا ہے "و دریں کیش چہار آشرم است یعنی چہار آئین۔ اول برہمچرج یعنی کدخدا نشود و بتحصیل و تکمیل علوم صوری و معنوی پردازد۔ دوم گرہست یعنی کدخدا شدہ بامور تعلقات اشتغال ورزد۔ سوم بانپرست یعنی چوں سن کہولت رسد و پسرے و فرزندے شود ترک تعلقات نمودہ معہ زوج خود در صحرا رفتہ بعبادت الٰہی بگذرانند و غیر از میوہ صحرائے غذا نکنند۔ چہارم سنیاس یعنی خود را از ہمہ امور باز داشتہ بعبادت رتا نہ پردازد۔ و نیز مردم را دریں آباد بود چہار برن اند۔ یعنی چہار فرقہ۔ اول برہمن اعمال او بید خواندن و علوم آموختن۔ دوم چھتری کہ اہل بعضے ازاں براجپوت شہرت دارند و برخے بکھتری مشہور اند نہایت بیباک و مستعد ہلاک کارہائے شاں بفرمان روائے و انتظام ممالک و داب شجاعت و سپاہی گری بسر کردن۔ سوم بیش کردار ہائے او بسوداگری و دیگر پیشہ ہائے نیک پرداختن چہارم شودر شیوہ او پیشہ ہائے خسیہ ورزیدن و خدمت ہر سہ فرقہ مذکور نمودن۔ (از سیر المتاخرین جلد اول صفحہ ۱۱۰)

اور یہی طریقہ یعنے ہر چار ورن کی تقسیم پہلے ایران وغیرہ ممالک میں بھی رائج تھا۔ ساسان پنجم نے لکھا ہے۔ کہ تمام دنیا کے انسانوں کی تقسیم انہیں چار ورن پر ہے۔ سوائے اِن چار ورن کے پانچواں کوئی ورن نہیں۔ پرانی فارسی میں برہمن کو برمن۔ چھتری کو چتری۔ دیش کو دریش۔ اور شودر کو سنار کہتے ہیں۔ (مفصل دیکھو ژند اوستھا فارسی) اور یہی چار ورنوں کی تقسیم وید مقدس کی تعلیم کے مطابق ہے۔

اب دوسری تقسیم سنئیے۔ پانچ بھوتوں میں سے آتش لکھا ہے۔ خاک پاؤں ہے۔ ہوا ناز و پانی اران۔ اگنی جرم یعنے پوست ہے۔ چندرماں من ہے۔ یعنے جس طرح من میں استقلال نہیں۔ اسی طرح چندرماں میں بھی نہیں۔ سورج آنکھ ہے۔ یعنے نور بصارت کا باعث اور یہی سبب ہے کہ جہاں سورج کی روشنی نہیں پہونچتی۔ وہاں کے جانوروں کو آنکھیں نہیں دی گئیں۔ جیسے سمندر کے تہ کے جانور۔ انترکش یعنے عالم فضا اُدر یعنے پیٹ ہے۔ مولوی صاحب یہ بھی علمی استعارہ ہے۔ آپ اس کو اپنے تجاہل عارفانہ سے قابل اعتراض سمجھے۔ آخر ہاں کیا آپ نے مولوی جامی کی زلیخا بھی نہیں پڑہی۔ یا اُس کا یہ علمی استعارہ بھول گیا ہے

جہاں بکر چو ایوان و چو ہام — بود شخصے معین عالمش نام
بود انساں دریں شخص معین — چو عین بندہ شناس روشن

تمام دنیا کو عالم کبیر اور انسان کو عالم صغیر ماننے کا استعارہ بھی یہی مطلب رکھتا ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ + والغافل لا ینفعہ الف عبارۃ۔ پس ویدوں اور اُپنشدوں میں کوئی فرق نہ رہا۔ اس علمی استعارہ کو نہ سمجھنے سے آپ کی لیاقت کی شہادت مل گئی۔ مگر باقی رہا دھرم شاستر یعنے منوسمرتی کی بابت سوال اُس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اُسکا ترجمہ غلط سمجھا اور دھوکھا کھایا۔ اصل ترجمہ اُن شلوکوں کا یہ ہے۔ "اُس پرماتما نے شانت اوستھا والی پرکرتی سے عناصر کے بڑے حصے اوتپن کرنے کے بعد پانی کو اوتپن کیا یعنے پرکرتی کے آکسیجن گیاس سے۔ اور اُس میں سے سب مادی دنیا کا بیج پیدا کیا۔ ع ۹ ہر ایک چیز کا بیج پیدا کرنے کے بعد یہ سب بڑھے تو ایک سنہری گولہ بن گئے۔ اُس گولہ میں سورج تھا جو سب کروں سے بڑا ہے۔ آگے شلوک ۱۰ سے ۳۵ تک سب چیزوں کی بنیاد قائم کرنے کے بعد یہ ذکر کیا ہے۔ کہ وراٹ یعنے جگت کے مالک نے وہ جو انسانی سرشٹی کا بیج تھا۔ اُس کے تذکیر و تانیث قوا کو جسے سنسکرت میں متر اور ورن کہتے ہیں۔ دو حصے کر دیئے جنسے کئی مرد اور کئی عورتیں ابتدائی قانون قدرت کے مطابق بطور قدرتی بچوں کے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ اگنی۔ وائیو۔ انگرہ۔ آدینہ۔ مریچی۔ پلست۔ پلہہ۔ اتھرے۔ پرچیت۔ ورشسٹ۔ بھرگو۔ نارد۔ سومبھو وغیرہ۔ اس میں نصف بالا اور نصف زیرین کا لفظ نہیں۔ پس ویدوں اور اُپنشدوں اور منوسمرتی میں مسئلہ پیدائش کی بابت کوئی اختلاف نہیں۔ ہر طرح اتفاق ہے۔ ع ۳ بھاگوت۔ یہ جینیوں کی بنائی ہوئی پستک ہے۔ اور اسی طرح ۱۸ پوران۔ ہم نے اسپر مفصل اور تاریخی حوالہ سے ایک مضمون لکھدیا ہے۔ جس کا نام "پوران کس نے بنائے" رکھا ہے پس بھاگوت کا ذکر یا حوالہ بالکل غلط ہے۔ اس میں راستی کی ذرا بھی بو نہیں وہ سکھدیو کی بنائی یا سنائی نہیں ہے۔ بلکہ حساب کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سکھدیو کی وفات سے ۹۶ سال بعد پریچھت فوت ہوئے جن کو کسی حالت میں مرا ہوا سکھدیو آکر نہیں سنا سکتا تھا۔ (دیکھو بھارت سانتی پرب) یہ پستک بوپ دیو بام مارگی کا بنایا ہوا ہے۔ اُس کی پیدائش کا حال بالکل باطل ہے۔ اور ایسا ہی توریت و قرآن وغیرہ کی پیدائش کا حال بھی انہیں غلط ترجموں سے سُن سنا کر لائق البطال ہے کہ "آدم کی پسلیوں سے اُس کی خواب کی حالت میں ہڈی نکالکر اور اُس کی جگہہ گوشت بھر کر اس پسلی سے خدا نے عورت بنائی جس کا نام ناری رکھا۔ یعنے نر سے نکالی ہوئی" (توریت ۲۴ پ ۲۱)۔ پس پوران اور ایسی کتابیں کبھی ماننے کے لائق نہیں۔ کیونکہ ایک انسان

ہیں اور ایک سورج کو مع اُن کے کل کرّوں کے جو سورج کے گرد پھرتے ہیں اُس سے متعلق ہیں برہمانڈ کہتے ہیں۔

۱۱- مولوی - یاگولک سمرتی ۳/۲۶، ۲۷ ورگ وید کے آٹھویں اشٹکا کے پروس رنام منتر سکت میں ہے۔ کہ اُس ایشور کا مکھ برہمن ہو گیا اس کا بازو چھتری ہو گیا اُس کے ران دیش کی صورت میں تبدیل ہو گئے۔ اور اُس کے پاؤں سے شودر پیدا ہو گئے۔ اُس کے پاؤں سے پرتھوی اور سر سے آکاش اور ناک سے پران اور کان سے دسواں دشا۔ اسپرش سے بایو۔ منہ سے اگنی۔ من سے چندرماں۔ آنکھ سے سورج۔ جانگھ سے انترکھش۔ منہ اور چر یعنی غیر متحرک و اچر یعنی متحرک پیدا ہوئے۔

۱۲-۱۴- منشی - رگ وید میں ہے کہ پرمیشور کے مُنہ سے برہمن ہاتھوں سے چھتری۔ اور رانوں سے دیش اور پاؤں سے شودر پیدا ہوئے اور یہی یاگولک وغیرہ رشیوں نے کہا ہے۔ (۲) سام وید اور اُس کے آپ نشدوں میں لکھا ہے کہ بشن کی ناف سے کنول کا پھول نکلا اور اُس میں سے برہما پیدا ہوئے۔ اور برہما نے اپنے جسم کے دو حصہ کر کے دائیں حصہ سے مرد سیوم نام بنایا اور بائیں حصہ سے منوست روپا نام عورت بنائی جس سے یہ چاروں ورن نکلے۔

(۵) دھرم شاستر میں ہے کہ سب سے پہلے ایشور نے پانی میں نطفہ ڈالا۔ وہ بصورت بیضہ بن گیا۔ اور اُس بیضہ سے برہما پیدا ہوئے۔ برہما نے اپنے جسم کے دو ٹکڑے کر کے نصف بالا یعنے اوپر کے ٹکڑے سے مرد بنایا اور نصف زیرین یعنے نیچے کے ٹکڑے سے عورت بنائی۔ دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی حالت میں دائیں بائیں کی تقسیم ثابت ہوئی اور اُس میں زیر و بالا کی۔ (۵) راماین اجودھیا کانڈ میں لکھا ہے کہ کشیپ کی استری منوست روپا سے چار ورن اس طرح پیدا ہوئے۔ کہ برہمن اُس کے منہ سے اور چھتری اس کی چھاتی سے ویشن اُس کی جانگھ سے شودر اُس کے پاؤں سے (۶) اتہاس تمر ناسک میں راجا شیو پرشاد صاحب لکھتے ہیں کہ بوبھاڑیوں پر ایک اگن گنڈ بنایا گیا۔ اور اس میں چار مورتیں ڈالی گئیں جس سے یہ چاروں ورن مذکور پیدا ہوئے۔

آریہ - مولوی صاحب نے تو اپنی لیاقت اور فخر اسلام ہونے کے باعث آکاش کو اُکاس اور چر کا غیر متحرک ترجمہ کیا۔ اور پرش کو پردس اور اُس کا ترجمہ نام منتر لکھا۔ مگر منشی صاحب نے اور بھی غضب ڈھایا سوئمبھو کو سیوم اور ست روپا کو منوست روپا۔ اور منو راجا اور شت روپا اُس کی رانی دونوں کو استری۔ اور آبو پہاڑ کو پہاڑیوں اور کنڈ کو گنڈ لکھا۔ فی الحقیقت یہ سچ ہے کہ آپ لوگ سنسکرت یا ناگری میں کچھ بھی واقفیت نہیں رکھتے ہیں۔ اور نہ تاریخ سے آگاہی ہے۔ سنئیے ہم آپ کو نمبر وار ہر ایک بات کا جواب دیتے ہیں۔ آپ کو وید تو درکنار راجہ شیو پرشاد جی کے اتہاس تمر ناشک کے پڑھنے کی بھی لیاقت نہیں۔ یاگولک سمرتی کا حوالہ بھی غلط ہے۔ اُس کے تیسرے ادھیائے کے ۲۶ و ۲۷ شلوک میں ہرگز ایسا مضمون نہیں ہے۔ باقی رہی تمر ناشک اُس کی اصل عبارت یہ ہے۔ ”جو ہندوستان میں ادھرم یعنے بودھ مت پھیلا ہوا دیکھ کر برہمنوں نے اربد گری پر جسے آبو پہاڑ کہتے ہیں۔ ایک اگنی کنڈ رچا اور وہاں دیوتاؤں نے آپ آ کر چار مورتیں اس کنڈ میں ڈال دیں۔ اُن سے اگنی کل کے چار کھشتری یعنے پڑمر یا پرمار جنہیں پنوار بھی کہتے ہیں۔ چوہان۔ سولنکی۔ اور پڑیہار پیدا ہوئے۔ اس بات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید اُن برہمنوں نے چار آدمیوں کو شاستر کے سنسکار روال [illegible] رچنا گیا تھا۔ یعنے اُن کا نیا جنم مان کر اُنہیں اصلی کھشتری بنا لیا تھا“ (دیکھو اتہاس تمر ناشک حصہ اول صفحہ ۴ سنہ ۱۸۸۳ء) اب بتلائیے کہ آپ نے راجہ صاحب کے مطلب کو کس قدر غلط سمجھا۔ اور کتنا دھوکھا کھایا۔؟ اور اب اس غلطی کے معلوم ہو جانے پر بھی اقرار کرو گے۔ یا نہیں۔؟

اور ۲- رگوید اور سام وید یا اُن کے کسی اُپ نشد کا آپ نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ غالباً معلوم نہیں تھا اور ہوتا کہاں سے۔ جب یہ بات اُس مقدس کتاب کی شان سے بہت بعید ہے اور ایسی کفری تعلیم کا اُس مجموعہ صداقت و توحید میں ہونا بھی سراپا ناممکن ہے۔ آپ کیوں ایسے فضول اعتراض لکھ کر اپنی لیاقت پر لوگوں کو ہنساتے ہو۔ چونکہ وید مقدس میں ایسا مضمون یا اُس کی تائید کا بالکل نام و نشان نہیں ہے پس ہم آپ کو اس کی تردید وید مقدس سے سناتے ہیں۔ دیکھو رگوید اشٹک ۸- ادھیائے ۷ ورگ ۳ منتر ۱ و ۲ و ۳ و ۴- و یجر وید ادھیائے ۳۲ منتر ایک سے ۴ تک اور ادھیائے ۴۰ منتر ۹- اس کے سوائے وید بھاشیہ بھومکا صفحہ ۳۰۰ و ستیارتھ پرکاش ۱۷۹ سے ۳۰۳ و ۳۰۹ سے ۳۱۴ تک علاوہ بریں نامہ نگار کی مصنفہ مورتی پرکاش میں ایک سینکڑہ کے قریب برہان اور تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۷۹ سے ۱۸۱ تک میں اس امر کی بالتفصیل بحث ہو چکی ہے۔ مرحوم پنڈت گورودت جی ایم اے نے اپنے رسالہ انگریزی ویدک میگزین میں بڑے پُرزور دلائل سے اس کا کھنڈن کیا ہے کہ وید مقدس کی رو سے پرماتما کا آکار ہرگز نہیں وہ نراکار ہے۔ اُس کے ہاتھ پاؤں ناک کان آنکھ ساق وغیرہ اعضا کسی طرح کے نہیں ہیں۔ اور یہی وید کے پرانے پُرانے ترجموں یعنے آپ نشدوں میں مذکور ہے۔ کہ پرماتما حوائج نفسانی سے سراپا دور ہے۔ اصل میں یہ اعتراض آپ نے اپنی لیاقت سے نہیں۔ بلکہ پادری ہنری مارٹن کی کتاب سے نقل کیا ہے جس کا ہم مفصل جواب صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج میں عرض کر چکے ہیں۔ یہ صرف جگت کی پیدائش اور انسانوں کا اُس سے اس بارہ میں ایک علمی استعارہ ہے۔ جسے آپ علمی محاورہ سے عاری ہونے کے سبب نہ سمجھ سکے یعنے سارے جگت کو ایک آدمی فرض کر کے بتلایا گیا ہے۔ کہ اُس آدمی کا برہمن یعنے عالم مکھ ہے۔ چھتری یعنے بہادر اُس کے بازو یا قوت بازو ہیں۔ ویش یعنے سوداگر۔ تاجر۔ بیوپاری۔ کسان۔ اُس کی ران یعنے چلنے کی طاقت اور شودر یعنے خدمت گار بیوقوف اُسکے قدم یعنے قیام کی تختی ہیں۔ اور اگر بنظر تعمق دیکھا جاوے۔ تو یہی تقسیم تمام انسانی قوموں میں موجود ہے مفصل دیکھو ہمارا لکچر نمبر ۳ اور آریہ سماج میرٹھ سے شائع شدہ ورن بیوستھا کی

سلہ منشی امیر صاحب رئیس میرٹھ رسالہ حق کا بول بولا میں یہ چار ورن کا اشتہار دیکر لکھتے ہیں۔ کہ یہ ایک چھوٹا سا اشتہار ہے۔ اس کا تین برس سے جواب نہیں ہو سکا۔ امید ہے کہ ان سوالات کے جواب باصواب سے کل سماجیں ہم کو شکور بنائینگی۔ پس ہم کل سماجوں کی طرف سے بلحاظ اوپدیشک ہونے کے اس اشتہار کا جواب دیتے ہیں۔ لیکھرام آریہ مسافر

اُسے خدا کا بیٹا بتلاتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ حضرت عیسیٰ یعنے بیٹے کو دوسرا خدا مانتے ہیں۔ یا یوں سمجھیئے کہ وہ کنواری مریم کو حضرت عیسیٰ کی ماں کہتے ہیں۔ اور خدا صاحب کو اُس کا باپ اور مسیح کو خدا کا اکلوتا۔ پلوٹھا۔ بیٹا ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ یہ معاملہ بالکل غلط ہے۔ مسیح اور اُس کے پانچ چار حقیقی بھائی اُسی مریم کے شکم سے پیدا ہوئے۔ جو یوسف نجار کی بیاہتا جورو تھی۔ اور چونکہ عیسائیوں کی طرح مسلمان بھی مریم کے باکرہ رہنے کے قائل اور اسی حالت میں روح القدس سے حاملہ ہونے کے مقر۔ اور مسیح کو روح اللہ و کلیم اللہ مانتے ہیں۔ اِس لیئے وہ بھی عیسائیوں کی طرح جھوٹے ہیں۔ کیونکہ حضرت مریم باکرہ نہیں تھی۔ بلکہ یوسف نجار کی بیاہتا تھی۔ ہم نے اِس مسئلہ کو نہایت وضاحت سے گرشچین مت درپن میں حل کر دیا ہے۔ اِس قرآنی آیت سے ہزار گنا بڑھکر اور لاکھوں برس پہلے وید مقدس نے اس مبارک مسئلہ کی تعلیم دی ہے جس سے آریہ لوگ ایسے مغالطہ اور فکر میں عیسائیوں کی طرح یا محمدیوں کی مانند نہیں پڑ سکتے۔ دیکھو وید میں لکھا ہے ॥ अन्यो दिव्यो न पार्थिवो न जातो। न जनिष्यति ॥

ترجمہ۔ وہ پرماتما جگت نہیں بلکہ جگت سے جدا۔ اگیانی نہیں بلکہ گیان والا۔ غیر مادی۔ سروگیہ نہ کسی کا باپ اور نہ کسی کا بیٹا ہے۔

۴۸ مولوی ۔ آریوں کے وید میں مسئلہ تناسخ کا تذکرہ نہ تھا۔

آریہ۔ یہ بالکل غلط ہے۔ وید ہائے مقدس میں بیسیوں منتر مسئلہ آواگون کی بابت موجود ہیں۔ (دیکھو رگوید۔ اشٹک ۸ ادھیا ۱ ورگ ۲۳ منتر ۶ و ۷ وغیرہ)۔

پھر مولوی صاحب نے صفحہ ۴۳ پر اُربسی اور پرورسا اور ایک گھوڑے کی کہانی لکھی ہے مگر بے سند۔ صرف اندھا دھند پرانوں وغیرہ کا نام لکھ دیا۔ اور ایسی ہی ایک کہانی میر احمد خاں صاحب نے صفحہ ۴۷ کے حاشیہ پر سکھدیو جی کی بابت لکھی ہے۔ یہ ایسی ہی کہانیاں ہیں۔ جیسے حاتم طائی اور امیر حمزہ یا عوج بن عنق کی داستانیں یا ذوالقرنین اور اصحاب کہف یا یوسف زلیخا کے واقعات یا کمبھ کرن کی خواب یا جونپور کے قاضی صاحب کی کہاوت کہ قاضی صاحب گدھا بن گئے تھے یا گدھا قاضی بن گیا تھا۔ ہم ایسی فضول کہانیوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ ست دھرم کا ان باتوں سے کچھ تعلق نہیں۔

پھر مولوی صاحب صفحہ ۴۴ و ۴۵ پر راجہ ججات کی کہانی لکھتے ہیں۔ کہ سورگ سے اس کو اندر نے نکالدیا۔ اور پھر راجن سُرگ سے بسبب ایک اربسی کے نکالا گیا۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جس ملک کا ذکر مہابھارت میں ہے۔ وہ ملک برہما کا نام ہے جغرافیہ کے رو سے سارے نشان برہما سے ملتے ہیں۔ یہ کہانیاں قرآن کے قصہ بہشت اور آدم و حوا و سانپ اور ابلیس و طاؤس و رضوان و عبد الحارث سے زیادہ معتبر ہیں۔ کیونکہ جس بہشت کا قرآن میں ذکر ہے اُس کا صفحہ دنیا پر سوائے چند آدمیوں کی زبانوں کے کہیں پتہ نہیں لگتا گر دروغ بر گردن راوی۔ ہم ایسی بے وقعت باتوں پر متوجہ نہیں ہوتے کیونکہ مسلمانوں کا جنت اور ہندوؤں کا سورگ دونو ایک ہی سانچے میں ڈھلے ہیں جیسا وہاں سے آدم نکالا گیا۔ حوا نکالی گئی۔ شیطان نکالا گیا۔ سانپ اور طاؤس نکالا گیا۔ وہی حال پور انک سورگ کا ہے عوض معاوضہ گلہ ندارد۔

۵۰ مولوی ۔ پارسی جنگی پستکوں سے آریوں نے وید نکالا ہے سگی بہن اور بھائی کے پھیرے باہم پھرا دیتے ہیں۔

آریہ ۔ پارسیوں پر جو آپ کی عنائیت ہوئی وہ بھی مہمل اور جوابدیکھے باطل ہے اور آپ کی لیاقت علمی تو لشٹکوں کے شین سے ظاہر ہے۔ ہم نے کئی پارسیوں کے دستوروں سے پوچھا اور اُن کی کتابوں میں دیکھا ہرگز اس بات کی اجازت نہیں ہے بلکہ ممانعت ہے۔ البتہ آدم کے تمام بیٹے اس غیر مترقبہ نعمت سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ اور ابراہیم نبی کے وقت تک بلکہ داؤد کے زمانہ تک اکثر لوگ ایسا کرتے تھے مفصل دیکھو (توریت مقدس)

باقی رہی یہ بات کہ آریوں نے پارسیوں کی کتابوں سے وید نکالا۔ یہ ایسا ہی باطل ہے جیسا ہم کہیں کہ مسلمانوں نے گرنتھ صاحب سے قرآن نکالا۔ وید ہزاروں برس ژند اوستھا سے پہلے دنیا کو اپنے جلوہ نورانی سے روشن کر رہے تھے (دیکھو ژند اوستھا پران ۲۶ ۴ آئیت ۶)

ہم نے اس اعتراض کا جواب تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم میں دیدیا ہے کیونکہ یہ اعتراض مولوی صاحب کا نہیں بلکہ مولوی نور الدین صاحب کا ہے۔

مولوی ۔ کتاب کے آخری صفحہ پر۔ یاد رہے کہ جن شرتیوں کو پیش کیا ہے۔ اُن کا ترجمہ وہ لکھا ہے۔ جو کہ یاگوولک وغیرہ شاستریوں نے کیا تھا جنکو تخمینا سترہ سو برس گزرے ہیں اور کسی معتبر اور محقق پنڈت نے اسپر اعتراض نہیں کیا اگر آریہ صاحب معترض ہوں۔ تو از روئے انصاف اسوقت تک قابل پذیرائی نہیں ہو سکتا۔ کہ جب تک وہ کسی قدیم مستند ترجمہ سے اُسکی مخالفت ثابت نہ کریں قیاسی ڈھکوسلوں اور منطقی ڈھکوسلوں سے کام نہ لیں۔ کیونکہ امورات مذہبی میں جو کچھ بذریعہ قیاسات عقلیہ سوچا جاتا ہے۔ اُس سے پوری پوری معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ اور ویسے ہی جی ڈانواڈول رہتا ہے۔

آریہ۔ یاگوولک کا ترجمہ کوئی نہیں۔ اسواسطے آپنے بالکل خلاف واقعہ لکھا کہ ہم نے اُنکا وہ ترجمہ لکھا ہے۔ جو کہ یاگوولک وغیرہ نے کیا تھا۔ یہ بات صریحا باطل ہے۔ آپ تاریخ کے بھی پورے ماہر معلوم ہوتے ہیں۔ جب کہ یاگوولک کا زمانہ ۱۷۰۰ برس بتلاتے ہیں۔ کسی مورخ نے بھی ایسا نہیں لکھا بس آپکا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ حضرت عقلی قیاسوں اور منطقی دلائیل سے تو ست دھرم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ آپ اُسے ڈھکوسلے اور ڈھکوسلے سمجھتے ہیں۔ پھر بتلایئے آپ کی ایسی فضول کتابات کو باوجود باطل ہونے کے کون حق پسند قبول کر سکتا ہے۔؟ آپ جیسے واعظوں کے حق میں ہی ایک فاضل نے لکھا ہے۔

مستمع را وعظ تو گریاں کند	خندہ بر اعمال تو شیطان کند
قول تو در بزم شور انداختہ	فعل تو در دین فتور انداختہ

۵۱ مولوی त्वम स्त्री त्वम पुमान सि त्वं कुमारी उत वा कुमारी त्वं जीर्णो दण्डेन वञ्चसि त्वं जातो भवसि विश्वतोमुखः॰ अथ॰ कां॰ १० सू॰ ८ मं॰ २७ ॥

ترجمہ۔ تو ہی عورت ہے۔ تو ہی پورا مرد ہے۔ تو ہی بالک ہے۔ تو ہی لڑکی ہے۔ تو ہی بوڑھا ہے۔ لاٹھی لیکر چلتا ہے۔ تیرے ہی انیک روپ ہیں۔ اور منشی محمد امیر صاحب نے صفحہ ۵ پر بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

آریہ۔ اِس منتر کو آپ نے تین جگہ درج کیا ہے۔ مگر متین جگہ غلط کسی نادان سے نقل کر۔ واکر یا کسی خود غرض سے سن سنا کر دھوکا کھایا اور دھوکا دینا چاہا۔ کیونکہ آپ کی عقل تو بقول شخصے پڑے نہ لکھے نام محمد فاضل باوجود اس قدر نادانی و قنطیت کے اگر مسلمان آپ کو ماہر وید وشاستر اور واعظ اسلام کا خطاب نہ دیں تو کیا کریں سنیئے حضرت اصل منتر یہ ہے۔

سے دنیا کی پیدائش ہرگز نہیں ہوئی۔ اور نہ اِس طرح پیدائش ہوئی۔ ع۔ باقی رہا رامائن کا حوالہ وہ بھی بعبارتِ طرح سراپا غلط ہے۔ ہر چند ہم نے تلاش کی اجودھیا کانڈ کے کسی سرگ میں پتہ نہ لگا۔

۲۱-۲۲-۲۳ مولوی۔ یجر وید کے سرب میدآپ نشد لوین میں ہے کہ وہ ذات کہ روشن ہے اور ہر طرف سے محیط ہے۔ گو سب سے منزہ ہے مگر شکم مادر میں بھی وہی ہے جو ہوا یا ہوگا یا ہے وہی ہے۔ پھر پنڈت لیکھرام تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۲۳ سے جوگ بشسٹ کی تائید کرتے ہیں اور ثبوت دیتے ہیں کہ چودھری نول سنگھ کی کتاب بھاپرسن جوگ بششٹ کی تائید کرتی ہے۔ یعنے ہمہ اوست بتلاتی ہے۔

آریہ۔ اگرچہ یہ آپ نشد کوئی مستند نہیں مگر تو بھی اُسکا یہ مضمون بالکل ٹھیک ہے پرمیشور ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر شے میں موجود ہے۔ بقول شخصے ؎

ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری ثمرہ ہے قلم کا حمد باری

قرآن میں بھی ہے کہ وہ رگِ گردن سے نزدیک ہے۔ تو کیا عورتوں کے شکم میں موجود نہیں

جامی کہتا ہے۔ ؎

جمالِ اوست ہر جا جلوہ کردہ ز معشوقانِ عالم بستہ پردہ
سر از جیبِ مہ کنعان برآورد زلیخا را ز خار از جاں برآورد

بیشک وہ سب جگہ موجود ہے مگر سب وہ نہیں یہ سب اُسکی پیدائش ہے اور اُسکے حکم کے زیر فرمان۔ روحیں بسبب الپگیہ ہونے کے زیر فرمان اور اُسکی خداوندی کے تابع ہیں۔ اور مادہ بلحاظ جڑ ہونے کے خود منتظم ہی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ روح اُس سے کام لے سکتا ہے پس یہ سارا مرکب جہان یعنے مادی دنیا اُسکی سرشت یعنی پیدا کردہ ہے۔ اور یہی مطلب ہمارے ہندی شاعر چودھری نول سنگھ جی کا ہے۔ افسوس کہ آپ باوجود اسقدر فضول و طول دعاوی کہ چودھری صاحب کے ہندی اور عام فہم اشعار کا بھی مطلب نہ سمجھ سکے۔ مہربانی کرکے کسی آریہ ناگری خواں سے میرٹھ میں ہی پوچھ لیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ اُن کے کسی شعر سے ہمہ اوست یا ہمہ از وست کی کروہ تعلیم نہیں ملتی ہے۔ بلکہ جیسا عام آریوں کا عقیدہ ہے۔ ویسا ہی اُن کا نسخہ ہے۔ آپنے اُن کے اشعار بھی غلط اور ادھورے درج کیے۔ اصل یہ ہے۔

ہردے میں ہری کو جان بھجن کر انتر دھیان ہو
اگنی مدھ اگنی وایو اور جل تھل میں بیاپک ایک نشان سبھی لوک پرکاشک اُس سے کیا چند کیا بھان
بھجن کر انتر دھیان ہو

آنکھ۔ ناک۔ کمہ۔ موتہ کے نام نرنجن لے اندر کے پٹ جب کھلیں جب باہر کے پٹ دے
لڑکا بغل میں ڈھول شہر میں کیوں بھولا نادان بنا محمد تا انتہ کرن جا ہے جت متی جہان

دیکھیے کتنی خوبی سے اُسنے ایشور کا دھیان ویدوکت طریقہ ہندی بھاشا میں بتلایا ہے۔ اگر کوئی منصف مزاج غور کرے تو بڑے بڑے حق پرست علمائے اسلام کو ایسی باریکیاں کم سوجھی ہیں۔ چنانچہ **جامیؒ** نے کہا ہے۔

ز نور ش نافت بر خورشید یک تاب بروں آورد نیلو فر سر از آب
رخ خود شمع زان آتش برافروخت بہر کاشانہ صد پروانہ را سوخت

مولوی **رومی** کہتا ہے۔

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند گر نہ بینی سر حق بر من بخند

ایک اور **فاضل** نے کہا ہے۔

خدا انس پاس یہ ڈھونڈے جنگل میں منادی کشہر میں لڑکا بغل میں

چودھری صاحب نے اِن سب سے بڑھکر عمدگی سے تصور ذات الٰہی کا طریقہ بتلایا ہے۔ اصلمیں اُنہوں نے کعبہ پرستوں اور بت پرستوں کی خوب خبر لی ہے "گرجا مندر مسجد ہمکو اور بتخانہ نہیں چاہیئے" والے بھجن ہیں۔ اور دوسرے بھجن میں کیا مطلب والے" میں اُنہوں نے صاف بتلا دیا ہے۔ کہ پرماتما انترجامی کو چھوڑ کر ہم کعبہ جاویں۔ کیا مطلب یعنے بالکل بیہودہ ہے۔ اب ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ وہ جیو برہم کی ایکتا کے کسقدر برخلاف ہیں۔ دیکھو جیو میں اور برہم میں جو ایکتائی مانتے۔ ہم تو اُن کو مہر بہتہ آکھش سے بھی بڑھکر جانیئے والا بھجن اور اسی طرح اُن کا رسالہ "دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی" جو خاص اِس مکروہ تعلیم کی تردید میں اُنہوں نے تصنیف کیا ہے جس طرح اِس ہمہ اوست کے مسئلہ کو انہوں نے کھنڈن کیا۔ اُسی طرح آریہ سماج اور وید مقدس کا ہر ایک ماننے والا تردید کرتا ہے۔ پس یہ اعتراض آپ کا سراسر باطل ہے۔

آگے چل کر مولوی صاحب صفحہ ۲۴ سے ۲۸ تک کچھ ہماری تکذیب براہین احمدیہ وغیرہ کتابوں سے اور کچھ آریہ سماچار کے اردو پرچوں سے نقل کرکے ہماری ہی طرح اور ہمیں ہی میاؤں کہتے ہیں کہ تم ارتھ نہیں سمجھتے۔ ؎ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد تاکہ لوگ سمجھیں کہ مولوی صاحب نے خود ارتھ کیا ہے (دیکھو تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۴۷ و نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۱۱) اور ایسا ہی منشی امیر احمد نے صفحہ ۶ و ۷ پر حق سے مخالفت کی ہے۔

۲۸ و ۲۹ و ۹۹ مولوی۔ پھر آریہ ایشور کے پتا ہونے سے کیوں انکار کرتے ہیں۔ اور عیسائیوں پر بیجا اور جھوٹے اعتراض جڑتے ہیں۔ اور اسلامیوں کے نزدیک تو یہ دونوں گروہ اِس بات میں جھوٹے ہیں۔ دیکھو قرآن لم یلد و لم یولد ولم یکن لہٗ کفواً احد یعنے اللہ تعالے نہ کسی کا جنا ہے نہ کسی کو جنتا ہے نہ کسی کا بھائی بند ہے۔

آریہ۔ پتا لفظ کے معنے سنسکرت میں مفصلہ ذیل ہیں۔

जनकपूचोपनेताच यश्चविद्या प्रयच्छति।
अन्नदाता भयत्राता पञ्चैते पितरः स्मृताः॥

ترجمہ پیدا کرنے والا۔ یگوپویت دینے والا۔ ودیا دینے والا۔ انّ داتا۔ اور محافظ حقیقی۔ اِن پانچ معنوں میں پتا لفظ لیا جاتا ہے۔ اِن پانچ سے حسب موقعہ کبھی آریوں نے انکار نہیں کیا۔ بلحاظ نمبر ۱ والد کو۔ اور بلحاظ نمبر ۲ پروہت کو اور بلحاظ نمبر ۳ معلم۔ گورو۔ پنڈت اور ماسٹر کو۔ اور بلحاظ نمبر ۴ راجہ مالک۔ مخدوم کو۔ اور بلحاظ نمبر ۵ پرماتما مالک کل کو پتا کہہ سکتے ہیں۔ اور یہی سنسکرت لغات کے رو سے پتا کے معنے ہیں۔ بائبل میں کئی جگہ خدا کے بیٹے اور خدا کی بیٹیوں کا ذکر ہے جس کی بابت آنریبل سر سید احمد خاں صاحب فرماتے ہیں "خدا کے بیٹوں سے ایمان والے سچے اور خدا پرست آدمی مراد ہیں۔" (تصنیفات احمدیہ صفحہ ۴۵۴) قرآن میں بھی ذکر ہے فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا۔ **ترجمہ** اللہ کو ایسا یاد کرو جیسے کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو مولوی رومی نے بھی کہا ہے۔

گفت الخلق عیال اللہ باعیال خضر تم و شیر خوراہ

سلیمان۔ داؤد وغیرہ سب خدا کے بیٹے کہلاتے تھے۔ اور اسی طرح سکندر بھی مگر اُن پر نہ ہمارا اور نہ کسی اور فاضل کا اعتراض ہے۔ کیونکہ یہ سارے اِسی مطلب سے کہتے ہیں۔ جو منشا وید ونکا ہے۔ (یجر وید کے ادھیاء ۷ منتر ۲۷) ہم جو عیسائیوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ اور وجہ سے ہے۔ یعنے وے حضرت عیسیٰ کو کنواری مریم کے پیٹ سے پیدا ہونا۔ اور خدا کی روح سے اُسے حاملہ ہونا بتلا کر اِس رشتہ داری سے

۲-۳-**مولوی** ع۱ جو دھرم گنیس دیوتا کے نام سے شروع ہوتا ہے
وہ سچا نہیں۔ بہت اچھا آپ ہی کے شاستروں پر لکھا ہے۔ وہی جھوٹے ٹھہراتے
ہیں۔ وید ادم سے ہرگز شروع نہیں ہوتا یہی سمجھ کی غلطی ہے۔ بلکہ ادم وید کے نام
کے پہلے حرف تبرکاً کاتب کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے جو وید کی عبارت میں داخل نہیں
دھرم شاستر خود ہی گنیش کے نام سے متنفر و معترض ہے۔ منو کے دوسرے ادھیا کے ۷۴
شلوک میں تو ادم کہنے کا مطلق ذکر نہیں۔ بلکہ پرنو کرنے کی اول و آخر سبق میں تاکید
ہے۔ مکذب نے پرنو کو ادم کے معنے میں جو لیا ہے عین نادانی ہے۔ دیکھو منو ادھیائے
۲ شلوک ۸۳ یعنے اونکار پرم برہم ہے۔ اور پرنو پرم تپ ہے۔ اور اسی کی تائید میں
۲/۷۵ ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے پرنو تین بار کہکر پھر ادم کہنے کے
قابل ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ پرنو کے معنے ادم نہیں اور نہ منو نے اُس کا
حکم دیا۔ علاوہ اِس کے یہ ایک موٹی بات ہے۔ کہ پرنو کے معنے اگر ادم ہوتے
تو آخیر سبق میں کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر شری سوامی دیانندجی نے گنیش جی یا اوروں
کو بُرا کہا تو اُن کو بھی اوروں نے کہا۔ اگر رشی منی اوروں کا نام نہیں لیتے تھے
تو اُن کے شاستروں کے شروع میں متبرک خرطوم والے گنیش کا نام کیوں
لکھا گیا ہے۔

آخر میں۔ ہم نمبروار آپ کے عذرات کی تردید کرتے ہیں۔ ع۱ کا جواب،
ہمارے شاستروں میں یا اُن پر گنیش کا نام نہیں ہوتا اور نہ ہے۔ دیکھو کھٹ
درشن مطبوعہ لاہور یا بنارس کہیں بھی گنیش کا نام و نشان نہیں۔ اور نہ اُس
کے خرطوم کا ذکر و بیان ہے۔ پس ہمارے شاستر سچے ٹھہرے اور آپ کا اعتراض
باطل ہوا۔ ع۲ کا جواب۔ وید بے شک ادم سے شروع ہوتا ہے۔ خود وید میں کئی جگہ
ادم کا ذکر ہے۔ ادم کی فضیلت میں ایک خاص اپنشد ہے۔ وید کی شکشا یعنے
وید پڑھنے دیکھنے کے قاعدوں میں بھی حکم ہے کہ وید کے آدمیں ادم پڑھا اور لکھا
جاوے۔ اور اسی طرح سب شاستروں میں۔ دیکھو اشٹادھیائی پانی منی ادھیاء
اسوتر ادر رگوید مطبوعہ بمبئی و لنڈن۔ یجروید مطبوعہ لنڈن و لاہور و بنارس۔ تمام
وید مطبوعہ برلن۔ لنڈن لاہور و بنارس۔ اور اتھروید مطبوعہ بمبئی و لنڈن و لاہور
ملاحظہ فرمائیے۔ اُن میں ہرگز گنیش یا کسی اور دیوتا کا نام و نشان نہیں۔ ع۳ کا جواب
تمام منوسمرتی میں گنیش کا لفظ نہیں۔ اور نہ اُس کے کسی شلوک کے آغاز میں ہے۔ ولایت
میں جو سمرتی چھپی ہے۔ اُن میں بموجب پرانی کاپیوں کے گنیش کا لفظ نہیں لکھا گیا۔
کیونکہ پرانے نسخوں میں ایسا قاعدہ نہیں تھا۔ منوسمرتی میں ہدایت ہے۔ کہ ادم سے
شروع کرنا چاہیئے۔ پھر وہ فاضل خود اُس کے خلاف کیسے کر سکتا ہے۔ بنا بر اں
یہ عذر محض ناکارہ ہے۔ ع۴ کا جواب آپ کے اِس عذر کو پڑھکر ہمیں صاف
طور پر ظاہر ہو گیا کہ آپ سنسکرت یا ناگری نہیں جانتے۔ بلکہ اردو حرفوں میں لکھی ہوئی
ہندی بھی نہیں پڑھ سکتے۔ اور یہ بات ہم ایماناً کہتے ہیں کہ آپ کو مطلق ہندی یا سنسکرت
سے ذرا بھی آگاہی نہیں۔ سُنئے ہم آپ کی لیاقت اور فخر اور غرور کو بیخ و بنیاد سے
اکھاڑتے ہیں۔ منوسمرتی کے دوسرے ادھیا شلوک ۷۴ کی بابت ہم نے اظہار حق
صفحہ ۳ پر لکھا تھا۔ کہ آریہ دھرم ادم پرماتما کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ اسواسطے
سچا ہے۔ دیکھو منو ۲/۷۴ اسپر آپ کہتے ہیں کہ منو کے دوسرے ادھیا کے ۷۴ شلوک
میں تو ادم کہنے کا مطلق ذکر نہیں بلکہ پرنو کرنے کی اول و آخر سبق میں تاکید ہے۔
مکذب نے پرنو کو ادم کے معنے میں جو لیا ہے عین نادانی ہے دیکھو منو ۲/۸۳ یعنے ادم
کار پرم برہم ہے۔ اور پرنو پرم تپ ہے۔ اور اسی کی تائید میں ۲/۷۵ ہے جسے صاف
ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پہلے پرنو تین بار کہکر پھر ادم کہنے کے قابل ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا
کہ پرنو کے معنے ادم نہیں اور نہ منو نے اُس کا حکم دیا۔ جناب واعظ صاحب یہ ہماری
غلطی نہیں بلکہ آپ کی لیاقت کی غلطی ہے۔ اور سالخوردہ پیروان دین محمدی کی غلطی کہ
اُنہوں نے آپ کو واعظ اسلام بنا دیا प्रणव پرنو۔ جسے اردو خوان سنسکرت
سے نادان یا اردو حروف کے ناکمل ہونے کے باعث پرنو لکھتے ہیں۔ وہ پرماتما کا اسم
ذات ہے سب دنیا کے فاضل اور تمام لغات اس میں متفق ہیں۔ منو ۲/۸۳ میں प्रणव
لفظ ہے لیکن ۲/۷۵ میں پرنو نہیں ہے۔ بلکہ پرانایام प्राणायाम
ہے۔ جس کے معنے حبس دم کے ہیں جو یوگ کا ایک سادھن ہے۔ ادھیائے ۲ شلوک
۸۳ میں صاف لکھا ہے۔

एकाक्षरं परं ब्रह्म प्राणायामः परंतपः । सावित्र्या
स्तु परंनास्ति मौनात्सत्यं विशिष्यते ॥ ۸۳

ترجمہ۔ ایک اکشر یعنے ادم ओं یا ओम یہی پرم برہم
کا اسم ذات ہے جسے پرنو بھی کہتے ہیں۔ اور یہی سب سے بڑا ہے۔ اور پرانایام
یعنے حبس دم پرم تپ سب سے بڑی عبادت ہے۔ ساوتری یعنے گایتری سے بڑا عمدہ
کوئی منتر نہیں اور ست بولنا خاموشی سے بہت بہتر ہے۔ یہی ذکر یوگ شاستر پاد ایک
سوتر ۲۷ سے ۲۸ تک ہے۔ اور ایسا ہی اِس شاستر کے بیاس بھاش میں بھی ذکر ہے
راجہ بھوج کی بنائی ہوئی برتی میں بھی اس کا بیان ہے۔ کرشن جی نے بھی
کہہ کر بھی ذکر فرمایا ہے۔ شری سوامی جی نے
بھی ستیارتھ پرکاش حصہ اول میں تشریح کی ہے۔ اب بتلائیے مولوی صاحب یا واعظ
صاحب بلکہ میاں مٹھو ماہر وید و شاستر جی باوجود اُمی ہونے کے اِسقدر چالاکی کرنا
آپ کا عین نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر آپ خدا کو در حقیقت مانتے ہیں تو اپنی
غلطی اور نادانی کا اقبال کیجئیے۔ اور آیندہ ماہران وید و شاستر کے سامنے نہ ہو جیئے
اور نہ کبھی ایسا بیہودہ دعوے کیجئے۔ ورنہ خاموش ہو جائیے۔ اور منہ پر مُہر سکوت لگائیے
تاکہ ہم یہ مصرع پڑھکر صبر کریں۔ کہ قاضی جو خر در خلا بے بماند۔ ع۵ کا جواب۔ یہ اعتراض
بھی آپ کی لیاقت کی اصلیت جتلاتا ہے۔ ہم نے لکھا تھا یہی سبب ہے کہ سوامی د
یانندجی مہاراج نے اِس کا کھنڈن کیا۔ مگر آپ یہ نہ سمجھے کہ کس کا؟ بلکہ اگر سمجھے تو یہ
سمجھے کہ سوامی دیانندجی نے گنیش کو یا اوروں کو بُرا کہا تو اُن کو بھی اوروں نے کہا"
حضرت! یہ سراپا غلط ہے اور نہ ہمارا یہ مطلب ہے ہمارا منشا تو صاف ظاہر ہے کہ منو
اور وید دیوتا کے نام سے شروع کرنے کی اجازت نہیں دیتے بنا بر اں یہ طریقہ باطل
ہے۔ اور اسی باطل طریقہ کا سوامی جی نے کھنڈن کیا۔ کہاں سوامی جی نے کسی کو بُرا کہا
جیسے آپ نے ہندوؤں کو بہکانے کیواسطے لکھ مارا۔ اصل بات یہ ہے کہ پورانوں
میں دیوتاؤں کی نندا لکھی ہے۔ اور یہ سارے پوران ایک ہزار برس کے اندر جینی
لوگوں نے ہندوؤں کو دھوکا دینے یا جینی بنانے کی خاطر لکھے ہیں۔ سوامی جی نے آریوں
یا ہندوؤں کو جینی بننے سے روکا اور وید مقدس کی دعوت کی رست دھرم کی طرف
بلایا۔ دیوتاؤں کی عزت قایم کی۔ اور اُن کے کلنک ست شاستروں کے حوالہ سے
دور کیئے اور پرانوں کی تردید کی۔ نہ تو سوامی جی نے کوئی خلافت قایم کی۔ اور نہ
ہم اُس کے طلبگار۔ البتہ اُمی پیغمبر کی خلافت آپ جیسے اُمیوں کو مبارک رہے۔
نمبر ۶ کا جواب۔ بیشک رشی منی کسی اور کا نام لکھنے کو بُرا سمجھتے تھے۔ بلکہ اُن کا تو قول
ہے کہ جو کسی اور کا نام اوپاسنا کے طور پر پکارتے ہیں وہ گدھے ہیں۔

यो ऽन्यां देवतामुपास्ते न स वेद पशुरेवं स देवानां ॥

त्वं स्त्री त्वं पुमानसि त्वं कुमार उत वा कुमारी। त्वं जीर्णो दण्डेन वञ्चसि त्वं जातो भवसि विश्वतोमुखः॥ अथर्व कां० १० अनु० ४ मं० २७

آپ نے صرف منتر ہی غلط نہ لکھا بلکہ اُس کا نمبر بھی غلط دیا۔ وہ ۲۰ نہیں بلکہ ۲۷ ہے جن الفاظ پر ہم نے لکیر کھینچ دی ہے۔ وہ آپ نے بالکل درج نہیں کئے۔ اس منتر کے آگے پیچھے کے منتروں کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ منتر جیو کے وشے میں ہے۔ چنانچہ منتر ۲۰ سے ۲۹ تک تمام ایک ہی مضمون ہے۔ اور جیو کی بابت ذکر۔ اور اگر سچ پوچھو تو اور منتروں میں تحقیقات کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جب وہ ٹکڑا جو آپ نے درج نہیں کیا۔ ملاتے ہیں۔ تو ارتھ بالکل واضح ہو جاتا ہے یعنی پرماتما ارشاد فرماتا ہے۔ **ترجمہ**۔ اے جیو یہ سب حالتیں تیری ہوتی ہیں کبھی تو استری کے شریر میں۔ کبھی مرد کے جسم میں۔ کبھی لڑکے کے قالب میں اور لڑکی کے جسم میں اور کبھی بوڑھے کے بدن میں لاٹھی کے سہارے چلتا ہے۔ کبھی بادشاہ بنتے سب میں سکھیا ہوتا ہے۔ اسی طرح تو بار بار پیدا ہوتا ہے"! افسوس کہ ایسے منتر کا بھی کسی نے آپ کو صحیح ترجمہ نہیں تبلایا۔ اور دشدہ لکھ دیا۔ اور اس پر آپ کا یہ دعوے۔ کم بیچو ما دیگرے نیست۔ سعدی کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔

ہر کہ گردن بہ دعویٰ افرازد
خویشتن را بگردن اندازد

جیو کھشا اور ہپا اور یدھ پر اعتراضوں کا جواب

۱۹۱-۳۴-۴ مولوی۔ رگوید منڈل ۱۰ میں ہے۔ سورج کا پیتا ہوا۔ اول تمام عالم کے جو ہوا غالب ایک ہوا۔ قیوم زمین و آسمان یہی نشان ہیں۔ ایسے مدد سب پرکاش والے کو ہون کر کے قربانی کرتے ہیں۔ وغیرہ

آریہ۔ یہ مولوی صاحب نے ہرنیہ گربھا والے منتر کا ترجمہ کسی سے سن سنا کر لکھ دیا ہے یا پنڈت صاحب کی تاریخ سے آپ کو مغالطہ ہوا۔ کیونکہ وہ ویدک سنسکرت سے بالکل ناواقف ہیں۔ اس منتر کا لفظی ترجمہ یہ ہے "ایک پرتاپی جو سب سرشٹی کے پہلے ورتمان تھا۔ اسی نے سب سنسار کو پیدا کیا اور وہی سب کا سوامی ہے۔ وہی سب گرّوں کو اپنی شکتی سے سنبھال رہا ہے وہی سب کا منتظم حقیقی ہے۔ ایسے سکھ سوروپ پرماتما کی ہم یوگ آدک سادھنوں سے بھگتی کریں"۔

مولوی صاحب نے دوسرا منتر وہ نقل کیا ہے۔ جس کا ارتھ ہم تکذیب براہین احمدیہ ۱۷۷ و ۱۷۸ کی صفحہ ۱۷۸ پر لکھ چکے ہیں۔ باقی اُن کے تمام تر وہی اعتراض ہیں جو پادری ہنری مارٹن نے ہم پر لکچر نمبر ۳ میں کئے تھے۔ اور جن کا جواب ہم اُن کے جوابی لکچروں میں دے چکے ہیں۔ مولوی صاحب نے پادری صاحب کی کتاب تو دیکھی مگر ہمارا جواب نہیں دیکھا یا جان بوجھ کر اپنا نام پیدا کرنے کے واسطے ایسی بیہودہ کوشش کی۔ حضرت براہ مہربانی اول ہمارے لکچر نمبر ۳ کو ملاحظہ فرمائیے آگے مولوی صاحب نے منوسمرتی کے چند شلوکوں کے حوالہ سے مانس اور گائے کے ماس کے جائز کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا جواب ہم مصلوں میں دیتے ہیں

منو میں گائے کا مارنا اور خدا نخواستہ کھانا نہایت سخت گناہ لکھا ہے بمفصل دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۱۱ شلوک ۱۰۸ سے ۱۱۷ تک اور ہماری تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۴۲ سے ۱۴۹ تک۔

عام گوشت کھانے کی بابت۔ اس کی بابت منوجی کی صحیح رائے اور وید مقدس کے مطابق ہے بلکہ صاف لفظوں میں گوشت خوری کی تردید دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۴ شلوک ۴۷ و ۴۸ و ادھیائے ۵ شلوک ۴۸ و ۴۹ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ تک و ادھیائے ۶ شلوک ۵ و ۵۷ و ۶۰ و ۶۱ و ادھیائے ۱۰ شلوک ۹۳ و ادھیائے ۱۱ شلوک ۵۵ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ادھیائے ۱۲ شلوک ۱۸ و ۷۰ و ادھیائے

۷ شلوک ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ +
اس کے علاوہ مہاتما ویاس جی نے شہادت دی ہے کہ منوسمرتی کا مصنف منو گوشت خوری کے بر اسخت مخالف ہے۔ دیکھو مہابھارت شانتی پرب موکش دھرم ادھیائے ۲۶۶ شلوک ۱-۱۲ تک۔ کل ادھیائے بھی اسی مضمون پر ہے۔ دیکھو مہابھارت مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۶۹۹ سنہ ۱۸۶۰ء ایشیاٹک سوسائٹی کی طرف سے۔ اور دیکھو موکش دھرم ادھیائے ۲۱۵ شلوک ۵ سے ۱۱ تک صفحہ ۴۱۳-۲ ادھیائے ۱۷۵ صفحہ ۵۹۶ شلوک ۲۸ سے ۴۴ تک)

اور منوجی خود بھی فرما گئے ہیں کہ جو میری بات وید کے خلاف معلوم ہو اُسے ہرگز نہیں ماننا چاہئے۔

या वेदबाह्याः स्मृतयो याश्च काश्च कुदृष्टयः। सर्वास्ता निष्फलाः प्रेत्य तमोनिष्ठा हि ताः स्मृताः॥

ترجمہ۔ جو سمرتی وید کے خلاف ہو یا کہیں اور کسی جگہ وید و ویدہ معلوم ہو۔ تو اگر کل ہو تو کل۔ ورنہ وہ جزو ماننے کے لائق نہیں۔ وہ نشٹ کرنیوالی ہیں اور کرنیوالے کو بھی نشٹ کر دیتی ہے۔ علاوہ براں ممکن ہے کہ کسی گرنتھ میں بد مزاج جاہ طلب یا ناستک سبھاؤ والے لوگ اپنے طبع زاد شلوک یا عبارت بنا کر داخل کر دیں۔ تو وہ وید کی شرتی کے مخالف ہونے کے سبب عمل کے لائق نہیں۔ علاوہ براں جب مسئلہ شرادھ مرتک۔ وید کے مخالف ثابت ہو گیا۔ تو اس کے متعلق ساری مصنوعی اور وہم دار رگ کی کارروائی بھی مردود ہو گئی۔ ہم منتر تکذیب براہین احمدیہ و شبھ چنتک احمدیہ و اظہار حق و لکچر نمبر میں پیش کر دیئے ہیں۔ علاوہ براں کیا مانس بھکشن آریہ دھرم اصول ہے۔ نامی گرنتھ میں بھی بہت سے وید منتر مذکور ہیں۔ کہ وید مقدس گوشت خوری کے مخالف ہے پس اُس دھرم کسوٹی کے مطابق ہم سب کتابوں کے حق و باطل کو پرکھ سکتے ہیں۔ اور یہی ساتھ سے رشی منیوں کا مت ہے۔

تمام محقق مزاجوں کی تحقیقات کے مطابق تقریباً دو سو کے شلوک منوسمرتی میں ایزاد کئے گئے ہیں جو وقتاً فوقتاً دام مارگیوں کی کرتوت دکھلائی دیتی ہے جیسے پنڈت اندر من صاحب نے بھی اس پر معقول بحث کی ہے۔ ایشیاٹک سوسائٹی کے ایک جرنل میں بھی اس پر ذکر کئے گئے ہیں محقق مزاج یورپین بھی اس بات کے اقراری ہیں کہ منوسمرتی میں بہت سے شلوک پیچھے ڈالے گئے ہیں چنانچہ میکس میولر۔ پروفیسر جاکی دیوشر ہو تاریں مسٹر برنل پی ایچ۔ و مسٹر کیم جونس وغیرہ صاحبان نے اپنے اپنے تراجم میں اسکا ذکر کیا ہے علاوہ براں خود فضلائے زبان سنسکرت نے بھی اسپر خاموشی کا برتاؤ نہیں کیا۔ بلکہ اقبال کہ منوسمرتی میں کئی شلوک لوگوں نے ایزاد کر دیئے ہیں اور اُن کے زیادہ کرنے کا زمانہ بھی اُس کے مختلف طرح کی پڑتال سے ظاہر ہو گیا ہے۔ دیکھو منوسمرتی مطبوعہ ۱۸۸۰ء بمبئی و سنہ ۱۹۳۴ بنارس اور سب سے بڑی دلیل منو میں ایزادگی ہو جانے کی یہ ہے کہ اُس میں اجتماع ضدین اور پریپر ودھ ہے۔ ایک جگہ جس چیز کا منڈن کرتا ہے۔ دوسری جگہ بلا وجہ معقول کے اُس کا کھنڈن کر جاتا ہے جس سے کسی دانا کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسے شلوک ضرور پیچھے ڈالے گئے ہیں۔ جنہوں نے منوسمرتی کو ایک دو مٹی لوٹ رکھا ہے وہ سب جانتے ہیں کہ وہ کون کون شلوک ہیں حال میں ایک فاضل سنسکرت دان نے منو کی بابت نہایت عمدہ تحقیقات کی ہے جو عنقریب شائع ہونیوالی ہے۔ جناب سوامی آتما رام جی نے بھی اپنے رسالہ مانس نشیدھ میں منوسمرتی کی بابت بلا تعصب ہو کر عمدہ تحقیقات لکھی ہے۔

الحق کا جواب

त्वं स्त्री त्वं पुमानसि त्वं कुमार उत वा कुमारी। त्वं जीर्णो दण्डेन वञ्चसि त्वं जातो भवसि विश्वतो मुखः॥ अथर्व क० १० अनु० ४ मं० २७

آپنے صرف منتر ہی غلط نہ لکھا بلکہ اُس کا نمبر بھی غلط دیا۔ وہ ۲۰ نہیں بلکہ ۲۷ ہے جن الفاظ پر ہمنے لکیر کھینچدی ہے۔ وہ آپنے بالکل درج نہیں کئے۔ اس منتر کے آگے پیچھے کے منتروں کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ منتر جیو کے وشے میں ہے۔ چنانچہ منتر ۲۰ سے ۲۹ تک تمام ایک ہی مضمون ہے۔ اور جیو کی بابت ذکر۔ اور اگر حق پوچھو تو ان منتروں میں تحقیقات کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جب وہ منتر آپ نے درج نہیں کیا۔ ایسے ہیں۔ تو ارتھ بالکل واضح ہو جاتا ہے یعنی پرماتما ارشاد فرماتا ہے۔ **ترجمہ** اے جیو یہ سب حالتیں تیری ہوتی ہیں کبھی تو ستری کے شریر میں۔ کبھی مرد کے جسم میں۔ کبھی لڑکے کے قالب میں اور لڑکی کے جسم میں اور کبھی بوڑھے کے بدن میں لاٹھی کے سہارے چلتا ہے کبھی بادشاہ بنکے سب میں مکھیا ہوتا ہے۔ اسی طرح تو بار بار پیدا ہوتا ہے" افسوس کہ ایسے منتر کا بھی کسی نے آپ کو صحیح ترجمہ نہیں تبلایا۔ اور رد شدہ لکھدیا۔ اور اسپر آپ کا یہ دعویٰ۔ کہ ہچو ما دیگرے نیست۔ سعدی کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔

ہر کہ گردن بدعویٰ افرازد
خویشتن را بگردن اندازد

جیو کھشا اور ہنسا اور یگیہ پر اعتراضوں کا جواب

۱۱- سوال- مولوی- رگوید منڈل ۱ میں ہے۔ سو یگی کا ن ہوتا ہوا۔ اول تمام عالم کے جو ہوا غالب ایک ہوا۔ قیوم زمین و آسمان یہی نشان ہیں۔ ایسے مرد سپرکاش وا کو ہون کرکے قربانی کرتے ہیں۔ وغیرہ

آریہ- یہ مولوی صاحب نے ہر بنہ گربھ والے منتر کا ترجمہ کسی سے سن سنا کر لکھ دیا ہے یا پنڈت صاحب کی تاریخ سے آپ کو مغالطہ ہوا۔ کیونکہ وہ ویدک سنسکرت سے بالکل ناواقف ہیں۔ اس منتر کا لفظی ترجمہ یہ ہے۔ ایک پرمیشر جو سب سرشٹی کے پہلے ورتمان تھا۔ اُسی نے سب سنسار کو پیدا کیا اور وہی سب کا سوامی ہے۔ وہی سب گروں کو اپنی شکتی سے سنبھال رہا ہے وہی سب کا منتظم حقیقی ہے۔ ایسے سکھ سوروپ پرماتما کی ہم یوگ آدک سادھنوں سے بھگتی کریں"

مولوی صاحب نے دوسرا منتر وہ نقل کیا ہے۔ جس کا ارتھ ہم تکذیب براہین احمدیہ ۱۷۷ ادا لحق صفحہ ۱۱ پر لکھ چکے ہیں۔ باقی اُن کے تمام وہی اعتراض ہیں جو پادری ہنری مارٹن نے ہم پر لکچر نمبر ۲ میں کئے تھے۔ اور جنکا جواب ہم اُن کے جوابی لکچروں میں دیچکے ہیں۔ مولوی صاحب نے پادری صاحب کی کتاب تو دیکھی مگر ہمارا جواب نہیں دیکھا یا جان بوجھکر اپنا نام پیدا کرنے کے واسطے ایسی بیہودہ کوشش کی۔ حضرت براہ مہربانی اول ہمارے لکچر نمبر ۲ کو ملاحظہ فرمائیے

آگے مولوی صاحب نے منوسمرتی کے چند شلوکوں کے حوالہ سے مانس اور گائے کے مانس کے جائز کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا جواب ہم مختصر لفظوں میں دیتے ہیں منو میں گائے کا مارنا اور خاص گوشت کھانا نہایت سخت گناہ لکھا ہے مفصل دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۱۱ شلوک ۱۰۸ سے ۱۱۶ تک اور ہماری تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۴۱ سے ۱۴۹ تک عام گوشت کھانے کی بابت۔ اس کی بابت منوجی کی صحیح رائے اور وید مقدس کے مطابق رائے بلکہ صاف لفظوں میں گوشت خوری کی تردید دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۴ شلوک ۴۹ وادھیائے ۵ شلوک ۴۸ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ سے ۵۵ تک وادھیائے ۶ شلوک ۵ و ۶۰ و ۶۰-۷۵ ادھیائے ۱۰ شلوک ۶۳ وادھیائے ۱۲ شلوک ۵۵ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۸ و ۶۹ و ادھیائے ۱۱ شلوک ۹۱ و ۹۵ وادھیائے

۷ شلوک ۲۵ و ۴۸ و ۴۸ +
اسکے علاوہ مہاتما ویاس جی نے شہادت دی ہے کہ منوسمرتی کا مصنف منو گوشت خوری کے برخلاف مخالف ہے۔ دیکھو مہابھارت شانتی پرب موکش دھرم ادھیائے ۲۶۶ شلوک ۱ سے ۱۲ تک۔ کل ادھیائے بھی اسی مضمون پر ہے۔ دیکھو مہابھارت مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۶۹۹ سنہ ۶ ایشیاٹک سوسائٹی کی طرف سے اور دیکھو موکش دھرم ادھیائے ۲۱۵ شلوک ۵ سے ۱۱ تک صفحہ ۴۱۴۲ ادھیائے ۲۷۵ صفحہ ۵۹۶ شلوک ۲۸ سے ۴۶ تک)
اور منوجی خود بھی فرما گئے ہیں۔ کہ جو میری بات وید کے خلاف معلوم ہو اُسے ہرگز نہیں ماننا چاہیئے۔

या वेद वाह्याः स्मृतयो याश्च काश्च कुदृष्टयः सर्वास्ता निष्फलाः प्रेत्य तमोनिष्ठा हि ताः स्मृताः ॥

ترجمہ- جو سمرتی وید کے خلاف ہو یا کہیں اور کسی جگہ وید ورودھ معلوم ہو۔ تو اگر کل ہو تو کل۔ ورنہ وہ جزو ماننے کے لائق نہیں۔ وہ نشٹ کر نیوالی ہیں اور کرنیوالے کو بھی نشٹ کردیتی ہے۔ علاوہ بریں ممکن ہے کہ کسی گرنتھ میں بد مزاج جاہل یا ناسمجھ والے لوگ اپنے طبع زاد شلوک یا عبارت بناکر داخل کردیں۔ تو وہ وید کی شرتی کے مخالف ہونے کے سبب عمل کے لائق نہیں۔ علاوہ بریں جب مسئلہ شرادھ مرتک۔ وید کے مخالف ثابت ہوگیا۔ تو اس کے متعلق ساری مصنوعی اور وہم بازی کی کارروائی بھی مردود ہوگئی۔ رسم نیوگ کے وید منتر تکذیب براہین احمدیہ و شحنہ ضبط احمدیہ و اظہار حق و لکچر منبر میں پیش کر دیئے ہیں۔ علاوہ بریں کیا ناس مہکش آریہ دھرم اتوکول ہے۔ نامی گرنتھ میں بھی بہت سے وید منتر مذکور ہیں۔ کہ وید مقدس گوشت خوری کے مخالف ہے پس اُس دھرم کسوٹی کے مطابق ہم سب کتابوں کے حق و باطل کو پرکھ سکتے ہیں۔ اور اسی ساتن سے رشی منیوں کا مت ہے۔

تمام محقق مزاجوں کی تحقیقات کے مطابق تقریباً دو سو کے شلوک منوسمرتی میں ایزاد کئے گئے ہیں جو وقتاً فوقتاً وام مارگیوں کی کرتوت دکھلائی دیتی ہے جنکی انڈرسن صاحب نے بھی اسپر معقول بحث کی ہے۔ ایشیاٹک سوسائٹی کے ایک جرنل میں بھی اسپر دلائل کئے گئے ہیں محقق مزاج یورپین بھی اس بات کے اقراری ہیں کہ منوسمرتی میں بہت سے شلوک پیچھے ڈالے گئے ہیں چنانچہ میکس میولر۔ پروفیسر ہاگی ڈبو شر ونٹا ریں مسٹر برنل پی ایچ۔ ڈی مسٹر ہم جونس وغیرہ صاحبان نے اپنے اپنے تراجم میں اسکا ذکر کیا ہے علاوہ بریں خود فضلائے زبان سنسکرت نے بھی اسپر خاموشی کا برتاؤ نہیں کیا۔ بلکہ اقبال کہ منوسمرتی میں کئی شلوک لوگوں نے ایزاد کر دیئے ہیں اور اُن کے زیادہ کہنے کا زمانہ بھی اُس کے مختلف طرح کی پڑتال سے ظاہر ہو گیا ہے۔ دیکھو منوسمرتی مطبوعہ ۱۸۸۲ بمبئی و سنہ ۱۹۳۴ بنارس اور سب سے بڑی دلیل منو میں ایزادی ہو جانے کی یہ ہے کہ اُس میں اجتماع ضدین اور پرسپر ورودھ ہے۔ یہ ایک جگہ جس چیز کا منڈن کرتا ہے۔ دوسری جگہ بلا وجہ معقول کے اُس کا کھنڈن کر جاتا ہے جس سے کسی دانا کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسے شلوک ضرور پیچھے ملائے گئے ہیں۔ جنہوں نے منوسمرتی کو ایک دو معالو فرمایا ہے وہ سب جانتے ہیں کہ وہ کون کون شلوک ہیں حال میں ایک فاضل سنسکرت دان نے منو کی بابت نہایت عمدہ تحقیقات کی ہے جو عنقریب شائع ہونیوالی ہے۔ ہمارے دوست پنڈت آتمارام جی نے بھی اپنے رسالہ مانس نشیدھ میں منوسمرتی کے بابت بلا تعصب ہوکر عمدہ تحقیقات لکھی ہے۔

الحق کا جواب

۲-۳-**مولوی** ۱-جو دھرم گنیش دیوتا کے نام سے شروع ہوتا ہے وہ سچا نہیں۔ بہت اچھا آپ ہی کے شاستروں پر لکھا ہے۔ وہی جھوٹے ٹھہراتے ہیں۔ وید اوم سے ہرگز شروع نہیں ہونا یہی سمجھ کی غلطی ہے۔ بلکہ اوم وید کے نام کے پہلے حرف تبرکاً کاتب کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے جو وید کی عبارت میں داخل نہیں دھرم شاستر خود ہی گنیش کے نام سے متنفر و معترض ہے۔ منو کے دوسرے ادھیا کے ۸۷ شلوک میں تو اوم کہنے کا مطلق ذکر نہیں۔ بلکہ پرنو کرنے کی اول و آخر سبق میں تاکید ہے۔ مکذب نے پرنو کو اوم کے معنے میں جو لیا ہے عین نادانی ہے۔ دیکھو منو ادھیا ۲ شلوک ۸۳ یعنے اونکار پرم برہم ہے۔ اور پرنو پرم تپ ہے۔ اور اسی کی تائید میں ۷۵ ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے پرنو تین بار کہکر پھر اوم کہنے کے قابل ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ پرنو کے معنے اوم نہیں اور نہ منو نے اُس کا حکم دیا۔ علاوہ اس کے یہ ایک موٹی بات ہے۔ کہ پرنو کے معنے اگر اوم ہوتے تو اخیر سبق میں کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر شری سوامی دیانندجی نے گنیش جی یا اور دیوتوں کو بُرا کہا تو اُن کو بھی اوروں نے کہا۔ اگر رشی منی اوروں کا نام نہیں لیتے تھے تو اُن کے شاستروں کے شروع میں متبرک خرطوم والے گنیش کا نام کیوں لکھا گیا ہے۔

آریہ۔ ہم نمبروار آپ کے عذرات کی تردید کرتے ہیں۔ ۱ کا جواب۔ ہمارے شاستروں میں یا اُن پر گنیش کا نام نہیں ہوتا اور نہ ہے۔ دیکھو کھٹ درشن مطبوعہ لاہور یا بنارس کہیں بھی گنیش کا نام و نشان نہیں۔ اور نہ اُس کے خرطوم کا ذکر و بیان ہے۔ پس ہمارے شاستر سچے ٹھہرے اور آپکا اعتراض باطل ہوا۔ ۲ کا جواب۔ وید بے شک اوم سے شروع ہوتا ہے۔ خود وید میں کئی جگہ اوم کا ذکر ہے۔ اوم کی فضیلت میں ایک خاص اپنشد ہے۔ وید کی شکشا یعنے وید پڑھنے دیکھنے کے قاعدوں میں بھی حکم ہے کہ وید کے آدمیں اوم پڑھا اور لکھا جاوے۔ اور اسی طرح سب شاستروں میں۔ دیکھو اشٹادھیائی پانینی منی (ادھیاء ۸ سوتر ۲) اور رگوید مطبوعہ بمبئی و لنڈن۔ یجروید مطبوعہ لنڈن و لاہور و بنارس۔ سام وید مطبوعہ برلن۔ لنڈن لاہور و بنارس۔ اور اتھروید مطبوعہ بمبئی و لنڈن و لاہور ملاحظہ فرمایئے۔ اُن میں ہرگز گنیش یا کسی اور دیوتا کا نام و نشان نہیں۔ ۳ کا جواب۔ تمام منوسمرتی میں گنیش کا لفظ نہیں۔ اور نہ اُس کے کسی شلوک کے آغاز میں ہے۔ ولایت میں جو سمرتی چھپی ہے۔ اُن میں بموجب پرانی کاپیوں کے گنیش کا لفظ نہیں لکھا گیا۔ کیونکہ پرانے نسخوں میں ایسا قاعدہ نہیں تھا۔ منوسمرتی میں ہدایت ہے۔ کہ اوم سے شروع کرنا چاہیئے۔ پھر وہ فاضل خود اُس کے خلاف کیسے کر سکتا ہے۔ بنا بر آں یہ عذر محض ناکارہ ہے۔ ۴ کا جواب آپ کے اِس عذر کو پڑھکر ہمیں صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ آپ سنسکرت یا ناگری نہیں جانتے۔ بلکہ اردو حرفوں میں لکھی ہوئی ہندی بھی نہیں پڑھ سکتے۔ اور یہ بات ہم ایماناً کہتے ہیں کہ آپ کو مطلق ہندی یا سنسکرت سے ذرا بھی آگاہی نہیں۔ سُنیئے ہم آپ کی لیاقت اور فخر اور غرور کو بیخ و بنیاد سے اوکھاڑتے ہیں۔ منوسمرتی کے دوسرے ادھیا شلوک ۷۴ کی بابت ہم نے اظہار حق صفحہ ۳ پر لکھا تھا کہ آریہ دھرم اوم پرماتما کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ اسواسطے سچا ہے۔ دیکھو منو ۲-۷۴ اسپر آپ کہتے ہیں کہ منو کے دوسرے ادھیا کے ۷۴ شلوک میں تو اوم کہنے کا مطلق ذکر نہیں بلکہ پرنو کرنے کی اول و آخر سبق میں تاکید ہے۔ مکذب نے پرنو کو اوم کے معنے میں جو لیا ہے عین نادانی ہے دیکھو منو ۲-۸۳ یعنے اوم کار پرم برہم ہے۔ اور پرنو پرم تپ ہے۔ اور اسی کی تائید میں ۷۵ ہے جسے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پہلے پرنو تین بار کہکر پھر اوم کہنے کے قابل ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ پرنو کے معنے اوم نہیں اور نہ منو نے اُس کا حکم دیا۔ جناب واعظ صاحب! یہ ہماری غلطی نہیں بلکہ آپ کی لیاقت کی غلطی ہے۔ اور ساتھ ہی پیروان دین محمدی کی غلطی کہ اُنہوں نے آپ کو واعظ اسلام بنا دیا प्रणव پرنو۔ جسے اردو خوان سنسکرت سے نادان یا اردو حروف کے نامکمل ہونے کے باعث پرنو لکھتے ہیں۔ وہ پرماتما کا اسم ذات ہے۔ سب دنیا کے فاضل اور تمام لغات اس میں متفق ہیں۔ منو ۲-۸۳ میں تو प्रणव لفظ ہے لیکن ۲-۷۵ میں پرنو نہیں ہے۔ بلکہ پرانایام प्राणायाम ہے۔ جس کے معنے حبس دم کے ہیں جو یوگ کا ایک سادھن ہے۔ ادھیائے ۲ شلوک ۸۳ میں صاف لکھا ہے۔

एकाक्षरं परं ब्रह्म प्राणायामाः परं तपः। सावित्र्यास्तु परं नास्ति मौनात्सत्यं विशिष्यते ॥ ८३ ॥

ترجمہ۔ ایک اکشر یعنے اوم ओ३म् ओम ہی پرم برہم کا اسم ذات ہے جسے پرنو بھی کہتے ہیں۔ اور یہی سب سے بڑا ہے۔ اور پرانایام یعنے حبس دم پرم تپ سب سے بڑی عبادت ہے۔ ساوتری یعنے گائتری سے بڑھکر کوئی منتر نہیں اور ست بولنا خاموشی سے بہت بہتر ہے۔ یہی ذکر یوگ شاستر پاد ایک سوتر ۲۳ سے ۲۸ تک ہے۔ اور ایسا ہی اِس شاستر کے بیاس بھاشیہ میں بھی ذکر ہے راجہ بھوج کی بنائی برتی میں بھی اِس کا بیان ہے۔ کرشن جی نے بھی کہکر بھی ذکر فرمایا ہے۔ شری سوامی جی نے بھی ستیارتھ پرکاش حصہ اول میں تشریح کی ہے۔ اب بتلایئے مولوی صاحب یا واعظ صاحب بلکہ میاں مٹھو ماہر وید و شاستر جی باوجود اُمّی ہونے کے اِسقدر چالاکی کرنا آپ کا عین نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر آپ خدا کو درحقیقت مانتے ہیں تو اپنی غلطی اور نادانی کا اقبال کیجیئے۔ اور آئندہ ماہران وید و شاستر کے سامنے نہ ہوجیئے اور نہ کبھی ایسا بیہودہ دعوے کیجیئے۔ ورنہ خاموش ہوجایئے۔ اور منہ پر مہر سکوت لگایئے تاکہ ہم یہ مصرع پڑھکر صبر کریں۔ کہ قاضی چو خر در خلاست بماند۔ ۵ کا جواب۔ یہ اعتراض بھی آپ کی لیاقت کی اصلیت جتلاتا ہے۔ ہم نے لکھا تھا وہی سبب ہے کہ سوامی دیانندجی مہاراج نے اِس کا کھنڈن کیا۔ مگر آپ یہ نہ سمجھے کہ کس کا؟ بلکہ اگر سمجھے تو یہ سمجھے کہ سوامی دیانندجی نے گنیش کو یا اوروں کو بُرا کہا تو اُن کو بھی اوروں نے کہا" حضرت! یہ سراسر غلط ہے اور نہ ہمارا یہ مطلب ہے ہمارا منشا تو صاف ظاہر ہے کہ منو اور وید دیوتا کے نام سے شروع کرنے کی اجازت نہیں دیتے بنا بر آں یہ طریقہ باطل ہے۔ اور اسی باطل طریقہ کا سوامی جی نے کھنڈن کیا۔ کہاں سوامی جی نے کسی کو بُرا کہا جیسے آپ نے ہندوؤں کو بہکانے کیواسطے لکھ مارا۔ اصل بات یہ ہے کہ پرانوں میں دیوتاؤں کی نندا لکھی ہے۔ اور یہ سارے پوران ایک ہزار برس کے اندر جینی لوگوں نے ہندوؤں کو دھوکا دینے یا جینی بنانے کی خاطر لکھے ہیں۔ سوامی جی نے آریوں یا ہندوؤں کو جینی بننے سے روکا اور وید مقدس کی دعوت کی ست دھرم کی طرف بلایا۔ دیوتاؤں کی عزت قائم کی۔ اور اُن کے کلنک ست شاستروں کے حوالہ سے دور کیئے اور پرانوں کی تردید کی۔ نہ تو سوامی جی نے کوئی خلافت قائم کی۔ اور نہ ہم اُس کے طلبگار۔ البتہ اُمّی پیغمبر کی خلافت آپ جیسے اُمیوں کو مبارک رہے۔ نمبر ۶ کا جواب۔ بیشک رشی منی کسی اور کا نام لکھنے کو بُرا سمجھتے تھے۔ بلکہ اُن کا تو قول ہے کہ جو کسی اور کا نام اُپاسنا کے طور پر پکارتے ہیں وہ گدھے ہیں۔

यो ऽन्यां देवतामुपास्ते न स वेद यथा पशुरेवं स देवानाम् ॥

پورانوں کے زمانہ کے بعد جب دیوتا پرستی آریہ قوم میں رائج ہوئی۔ یعنے ایک ہزار برس یا ڈیڑہ ہزار برس سے ادھر گنیش کا نام اور اُس عجائب المخلوقات کی تصویر پستکوں میں گننے لگی۔ ورنہ پہلے اِس کا یا کسی اور طرح کی بت پرستی کا نام و نشان نہ تھا۔ جس طرح تیرہ سو سال سے پہلے گور پرستی و کعبہ پرستی یا محمد پرستی اور اسلامی کتابوں میں اُن کی نعت لکھنی شروع ہوئی۔ اُس سے پہلے نہیں تھی۔

۳ و ۴۔ مولوی۔ ہمہ اوست کی تعلیم والے شروں میں کہاں لکھا ہے کہ یہ قرآن کا مضمون ہے۔ البتہ ویدوں کو اِس باطل تعلیم کا چشمہ اُپ نشدوں دیوگ وشسٹ وغیرہ نے بتایا ہے۔ قرآن میں ہمہ اوست یا ہمہ از وست کا ذکر نہیں تمہاری سمجھ کی غلطی ہے۔

آریہ۔ مولوی رومی جو ہمہ اوستی فرقہ کا مشہور پیشوا ہے۔ وہ لکھتا ہے ؎

من ز قرآن مغز را برداشتم استخوان پیش سگان انداختم

ہمہ اوست کے ماننے والے علماؤں نے لکھا ہے ؎

مثنوی مولوی معنوی ہست قرآن در زبان فارسی
من چہ گویم وصف آں عالیجناب نیست پیغمبر و لے دارد کتاب

اسی طرح فصوص میں کئی حوالہ قرآن و حدیث کے موجود ہیں۔ اب تبلائیے کہ ہزاروں علمائے اسلام کی سمجھ کی غلطی ہے یا ہماری یا تمہاری۔ جامی۔ محی الدین عربی۔ مولوی رومی۔ منصور شمس۔ وغیرہا۔ سارے بے سمجھ تھے صرف آپ ہی سمجھ والے پیدا ہوئے۔ کن فیکون کا مسئلہ یا عدم سے وجود اور خدا کے نور سے سب کی پیدائش۔ یہ سب کے سب ہمہ اوست کی جان ہے۔ اور اسلام کا ایمان۔ البتہ وید سے اُس کا کوئی تعلق نہیں مہابس جی کا دیدانت شاستر اِس کے مخالف ہے۔ دس ال آپ نشد اِس کے مخالف ہیں۔ آج تک کسی ہمہ اوست کے پیرو نے کوئی شرتی ویدکی اِس مسئلہ کی تائید میں پیش نہیں کی۔ اور ہو کہاں کیونکہ مادہ اور جیو کا انادی ماننا خود ہی اس مسئلہ کو بیخ و بنیاد سے اوکھاڑتا ہے۔ ذرا اگریبان میں منہ ڈال کر دیکھو اور انصاف کو کام میں لاؤ پھر سمجھو۔ کہ کس کی سمجھ کی غلطی ہے۔

۴۔ مولوی۔ اگر اہل یورپ کو آپ محقق جانتے ہیں اور اُن کی شہادت پر صداقت کا بھی اعتبار ہے تو مسیح پر ایمان لانے سے کیوں انکار ہے۔

آریہ چند فاضل یوروپین کی شہادتیں جو ہم نے اظہار حق میں درج کی تھیں اُن میں سے کئی تو عیسائی نہیں۔ بلکہ صرف خدا کے ماننے والے ہیں۔ بعضے لامذہب۔ اور بعضے مسیح کے پیرو۔ اُن کی علمی تحقیقات سے ہم کیا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ کیا عیسائیوں کی ریل پر چڑھکر آپ عیسائی ہو جاتے ہیں۔ یا عیسائیوں کی تار میں خبر دینے سے مسیح کو ابن اللہ مان لینا پڑتا ہے۔ خلیفہ محمد حسن صاحب نے اعجاز التنزیل میں بہت سے انگریزوں کی شہادتیں درج کی ہیں۔ مگر وہ عیسائی دین کو نہیں مانتے۔ اور اسی طرح مولوی عبید اللہ وغیرہ نے بھی مگر وہ عیسائی نہیں ہوئے جو جواب اُنکا آپ لوگ دیں۔ وہی ہماری طرف سے سمجھیں۔

۴۔ مولوی۔ منو ۹۹ میں لکھا ہے کہ پرمیشور نے خزانہ دھرم کی محافظت کے واسطے برہمن کا روپ دھارکر دنیا میں نزول فرمایا ہے۔

آریہ۔ منو کے اس شلوک کا یہ ترجمہ نہیں۔ کسی بیوقوف نے آپ کو دھوکا دیا۔ اِس کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔ برہمن کا ہونا دنیا میں معمولی بات نہیں۔ بلکہ پرماتما نے اُس کو سب لوگوں کے واسطے دھرم کا پوشیدہ خزانہ ٹھہرایا ہے۔ یعنے وہی دھرم کا پیکر ہے۔ یس جو ویدک دھرم کا پیکر ہے وہی برہمن ہے۔ اور اُس کا وجود متبرکات [illegible]

سے سمجھنا چاہیئے

۴۔ ۵۔ مولوی۔ منو ادھیائے ۹ شلوک ۸ میں ہے۔ کہ شوہر اپنی عورت میں گھسکر نطفہ کی شکل میں دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ عورت کی ذات کے اندر عورت سے نسبت رکھنے والا دھرم وہی ہے کہ عورت میں آپ پیدا ہوئے۔ اگر یہ سچ ہے تو نصیب آریہ باد۔

آریہ۔ یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے۔ اور نہ اِس کا مطلب آپ نے سمجھا۔ منوجی کا یہ مطلب ہے۔ کہ خاوند اور استری کے باہمی تعلقات اور کمال محبت سے جو حمل ہوتا ہے وہ پیدا شدہ لڑکا بالکل باپ کے ہمشکل ہوتا ہے۔ گویا اُسی کا دوسرا قالب ہوا۔ اور اسی کی تائید شلوک ۷ و ۹ و ۱۰ سے ہوتی ہے۔ اِسی سبب سے ضروری ہے۔ کہ عورتوں کو خورسند رکھا جاوے اور باہمی شوہر و زوجہ میں کمال محبت ہونی چاہیئے۔ جس سے نیک اولاد پیدا ہو۔ اِسی واسطے آریوں میں ریت ہے کہ جب استری رجسولا ہو کر سنان کر شدہ ہووے۔ تو آئینہ میں اپنا منہ دیکھے۔ یا اپنے خاوند کی شکل دیکھے۔ یا کسی اور اپنے خاندان کے بزرگ کی۔ تاکہ لڑکا اپنے خاندان کی ہمشکل ہو۔ اب زمانہ حال کے محقق ڈاکٹر علم تشریح کے رو سے نسل انسان کی بابت ابھی تحقیق پر پہنچے ہیں کہ یہ پورانے آریوں کی فلاسفی بالکل صحیح ہے۔ اور ہمارے خیال کے مطابق حضرت موسیٰ بھی اِس فلاسفی سے آگاہ تھے۔ اور حضرت محمد بھی خواہ یہ اُن کو کسی وسیلہ سے ملی ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ لولاہ لما اشبہ کہ بیٹا باپ کا بھید ہے۔ یہی منشا ہے۔ منو کے اس شلوک کا آپ عقل و دانش سے کام لیں۔ اور جان بوجھ کر چاند پر دھول نہ ڈالیں۔

۵۔ مولوی۔ منو سمرتی ادھیائے ۱۰۸ میں لکھا ہے کہ بسوامتر رشی دھرم اور ادھرم جاننے والے نے بھوکھ سے لاچار ہو کر چنڈال کے ہاتھ سے کتے کی ران لیکر کھانے کیواسطے تجویز فرمایا۔ اور ایسے ہی رشی باسدیو نے بھوکھ سے لاچار ہو کر جان بچانے کے واسطے کتے کا گوشت کھانیکی خواہش کرنے پر بھی گناہ گار نہ ہوئے۔

آریہ۔ آپ کی لیاقت تو وام دیو کو باسدیو کہنے سے ظاہر ہے۔ اور بسوامتر لفظ بھی نہیں وشوامتر ہے۔ یہ شلوک نمبری ۱۰۶ و ۱۰۸ ہیں۔ آپ نے انکا مطلب نہیں سمجھا یا جان بوجھ کر اعتراض کیا۔ یہ تمام آپت کال کا دھرم ہے۔ انہوں نے پران بچانے کیواسطے ایسا کہا۔ نہ کہ لذات نفسانی کے واسطے سکھوں کی فوج نے ہنگام فتح خیبر بھوکھ کے غلبہ سے مسلمانوں کی پکی ہوئی روٹیاں کھالیں۔ کیونکہ تمام فوج بھوکھی تھی۔ اور ایک جگہ گوبند سنگھ جی نے بھی ایسا کرنے کی ہدایت کی ہے۔ بہادر سیواجی یا کسی اور کی بابت بھی سنا ہے۔ کہ انہوں نے بھی ایسا کیا تھا۔ اور اِسی کے مطابق قرآن کے مصنف نے بھی تین فاقوں پر مردار جائز کر دیا ہے۔ سورہ مائدہ میں ہے فمن اضطر فی مخمصۃ پر شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں یعنے در مخمصہ خوردن مردار جائز است۔ و نزد ابو حنیفہ فائدہ لفظ غیر باغ بگناہ آنست کہ زیادہ از ضرورت نخورد۔ (صفحہ ۱۰۱ نولکشور)

پھر قرآن سورہ انعام میں ہے۔ الا ما اضطررتم الیہ۔ پر شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ میت حرام است الا وقت ضرورت تناول آں رخصت است۔ (صفحہ ۱۳۵ نولکشور)

منوسمرتی میں اِس کی بابت ایک اور جگہ بھی لکھا ہے۔

आपत्कालेतु विप्राणो शौनकाचारे नकल्पयेत ।।

یعنے آپت کال میں وید کے ماننے والوں کے واسطے شوچ آچار یعنے طہارت ظاہری و طہارت متعلقہ خوراک کی تاکید نہیں ہے۔ اور اگر کوئی آپت کال میں صفائی بدن اور خوراک کے متعلقہ طہارت نہ رکھ سکے یعنے ناجائز خوراک کھائے۔ تو وہ پاپی نہیں ہوگا۔ اور نہ سزا کا مستحق ٹھہرایا جاویگا۔ اسی منوسمرتی کے حکم کو سن سنا کر مصنف قرآن نے بھی اس کی تقلید کی۔ اب بتلایئے کہ اس میں مصنف دھرم شاستر یعنے منو بھگوان اور مصنف قرآن مساوی ہوئے یا نہیں۔

ہم نے اظہار حق صفحہ ۱۱۳ پر لکھا تھا کہ اجی گرتا کی کہانی اور اسی قسم کی کہانیاں وید مقدس میں ہرگز نہیں ہیں۔ اسپر مولوی صاحب فرماتے ہیں۔

۸۔ **مولوی**۔ یہ دعوے بھی باطل ہے۔ دیکھو منوجی کہتے ہیں کہ اجی گرت رشی نے بھوکھ سے لاچار ہو کر اپنے بیٹے شونہ شیپ کو بیچا۔

آریہ۔ مولوی صاحب! ہم نے کونسا باطل دعوی کیا۔ اور آپ نے کیا ثبوت دیا۔ ہم نے تو اجی گرتا کی کہانی کے ہونے کا وید میں انکار کیا تھا۔ نہ کہ منو سے۔ بیشک منو میں اجی گرتا کی کہانی ہے۔ ایسی ہی بیسیوں کہانیاں اور ہیں۔ مگر وید میں ہرگز نہیں۔

وید کی حقیقت کا جواب

۱۔ **مولوی**۔ اگر آریہ دھرم سچا ہوتا تو پرمیشور کے نام سے شروع ہوتا۔ نہ گنیش وغیرہ دیوتاؤں کے نام سے اور جو گنیش پرمیشور کا نام ہے تو وید میں کیوں نہیں۔ اور یہ نام پرمیشور کا کس نے رکھا۔

آریہ۔ آریہ دھرم سچا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ وہ کسی غیر کے نام سے شروع نہیں ہوتا۔ وید تو وید بھارت بھی گنیش کے نام سے شروع نہیں ہوتی ہے۔ چہ جائکہ مقدس گرنتھ۔

आद्यं पुरुषमीशानं पुरुहूतं पुरुष्टुतम्।
ऋतमेकाक्षरं ब्रह्म व्यक्ताव्यक्तं सनातनम्॥ १
असच्च सदसच्चैव यद्विश्वं सदसत्परम्।
परावराणां स्रष्टारं पुराणं परमव्ययम्॥ २ ॥
मङ्गल्यं मङ्गलं विष्णुं वरेण्यमनघं शुचिम्।
नमस्कृत्य हृषीकेशं चराचरगुरुं हरिम्॥ ३ ॥

دیکھو بھارت مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ سمت ۶

ترجمہ۔ وہ پرش پورن اور سب سے عزت اور تعریف کے لائق اور تمام بھلائی چاہنے والا سب کا اشٹ دیو ست سروپ ایک لازوال سب سے بڑا اور پرکرتی سے پرے سناتن ہے۔ چراچر جو تمام عالم ہے۔ یعنے جیو اور پرکرتی ان سب سے اعلی ہے۔ وہ سب سرشٹی کا رچنے والا۔ قدیم اور بے عیب یعنے وکار رہت ہے۔ تمام کلیاں کا بھنڈار سرب دیاپک انشٹ گرہن کرنے اور دھیان کے لائق اور قادر ہے۔ تمام اندریوں کا رچنے والا۔ مالک اور متحرک و غیر متحرک کا منتظم اور جیوؤں کا آدی سرشٹی میں ہادی بذریعہ وید کے جو ہے اسی پرماتما کو نمسکار کرتا ہوں۔

مصنفان پورانوں کا بھی خیال ہے۔ کہ وید۔ رامائین۔ پوران۔ بھارت اس سب میں آد۔ مدھ۔ انت میں پرمیشور کی حمد کرنی چاہیئے۔

۷۔ **مولوی**۔ یہ سام وید کا منتر ہے۔ دیانند صاحب کا ترجمہ یہ ہے۔ ہے پتر تو انگ انگ (عضو عضو) سے اتپن ہوئے۔ (پیدا شدہ) بیج (من) سے اور ہردے (تصویر یا دل) سے اوتپن (پیدا) ہوا ہے۔ اس لئے تو میرا آتما (روح) ہے۔ مجھ سے پورو (اول) مت مرے کنتو (البتہ) سو برس تک جیوے۔

آریہ۔ بے شک سوامی جی مہاراج نے یہ ترجمہ لکھا ہے۔ مگر آپ نے نہ تو اُس کو صحیح سمجھا اور نہ صحیح ترجمہ کیا اور نہ اسکو صحیح نقل کیا آپ نے ہردے بمعنے تصویر یا دل لکھا۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ اس کے معنے دل یا طبیعت کے ہیں۔ دہان اوتپن ہوا ہے لفظ نہیں ہے بلکہ اوتپن ہوتا ہے۔ یہ فقرہ ہے۔ دہاں بیج بھی نہیں بلکہ ویرج ہے۔ آپ کی لیاقت تو کنتو کا ارتھ البتہ کرنے سے ظاہر ہے۔ حضرت کنتو کا ارتھ بلکہ ہے۔ البتہ یا بے شک نہیں۔ یہ ہنو کا ترجمہ ہو سکتا ہے۔ (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۸) افسوس کہ اس لیاقت پر یا ہر وید و شاستر کا خطاب اور ویدوں کی غلطیاں نکالنے کا دعوے اور سوامی جی پر علمی اعتراض کرنے کا زعم۔

۱۷۔ **مولوی**۔ رگوید منڈل ۵ سوکت ۱۲۹ منتر ۵۔ پنڈت لیکھرام نے منتر ہذا کا ترجمہ لکھا ہے۔ اے آدی تکلیفوں کے کھونے والے عمردار اور خوشی کے دینے والے جہاں تیرے جلال میں تیرے گیان کی دیا چمکتا ہے۔ جس سے تو جن کو جانتا ہے۔ اس اپار شکتی سے اپنے پوجاری کو اپنے میں سنتھر کرے تاکہ وہ آداگون سے نجات پاوے۔ تیری رحمت سب کی کلیان دایک ہے۔

آریہ۔ ناظرین خدا کے واسطے خیال کریں۔ جو ہمارے ترجمہ کے سمجھنے اور صحیح نقل کرنے کی لیاقت بھی نہیں رکھتے۔ وہ ہم سے مقابلہ کریں؟ ہمارا ترجمہ یہ نہیں ہے دیکھو (نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۳۰۹ و ۳۱۰) خدا کے فضل سے مولوی صاحب نے شروع بسم اللہ ہی غلط لکھی۔ ہم نے یہ لکھا تھا کہ اے اودیا آدی کلیشوں کے ناش کرنے ہارے۔ شدھ سروپ سرب آنند۔ دایک پرماتمن جہاں تیرے جلال میں تیرے گیان کی دیا چمکتا ہے جس گیان سے تو سب چراچر کی حالتوں کا گیاتا ہے۔ اُس اپنی اپار شکتی سے اپنے اپاسک کو اپنے گیان میں سنتھر کیجئے۔ تاکہ وہ جنم مرن سے رہت ہو کر تیری۔ انانتی معرفت کو پراپت ہو۔ پربھو تیری مہان کرپا سب کی کلیان دایک ہے۔" اب ناظرین دیکھئے کتنا دھوکا کھایا اور کس قدر مغالطہ دینا چاہا۔ اور پھر باوجود اسقدر ناواقفی کے اُلٹے ہمپر اعتراض۔

صفحہ ۲۷ و ۲۸ پر یاگولک سمرتی کو مولوی صاحب نے یہ گو لکھ اسمرتی اور جاگو لکھ اسمرتی لکھا اور اس میں سے کچھ اعتراض کیئے ہیں مگر وہ نہ ہمارے دھرم کی پستک اور نہ ست دھرم سے اُس کا تعلق۔ وہ قریب زمانہ کی بنائی ہوئی کتاب ہے کسی پورانے گرنتھ میں اُس کا حوالہ نہیں ہے بنابرآں وہ غیر مستند ہے۔ اور مولوی صاحب کی لیاقت تو سمرتی کو اسمرتی لکھنے سے ظاہر ہے۔

۱۲۔ **مولوی**۔ یہ رگوید کے پہلے منڈل کا منتر ہے۔ دیانند صاحب اس کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں۔ ہم کس کی تعریف اور ارادھنا کریں۔ یعنی کونسا دیوتا بڑے اونچی (بقول دیانند صاحب زمین) تک پہونچائیگا۔ تاکہ میں اپنے

ماتا پتا کے درشن کرسکوں۔

آریہ یہ مولوی صاحب نے سوامی جی کے ترجمہ کے حوالے سے

कुह स्विद्दोषा कुह वस्तोरश्विना कुहाभिपित्वं करतः कुहोषतुः। को वां शयुत्रा विधवेव देवरं मर्यं न योषा कृणुते सधस्थ आ ॥ ऋ० म० १० सू० ४० मं० २

اس منتر کا ترجمہ لکھا ہے۔ مگر یہ اس کا ترجمہ ہرگز نہیں۔ بلکہ کسی اور کا ہے۔ اور غالباً رگوید منڈل ایک سکت ۴۴ منتر ایک یا ۲ کا غلط ترجمہ ہے۔ نہ کہ اس منتر کا اور اسی طرح صفحہ ۴۴ پر उदीर्ष्व नार्य والے منتر کا ترجمہ بھی محض بے بنیاد اور غلط لکھا ہے۔ یہ منتر رگوید کے دسویں منڈل کے ۱۸ سکت کا آٹھواں ہے ان دونوں کا ترجمہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۶ و ۱۱۷ پر کیا ہے۔ پس یہ مولوی صاحب کی بڑی بھاری علمی عقلی اور سمجھ کی غلطی ہے۔ ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر عرض کرتے ہیں کہ مولوی صاحب سنسکرت یا ہندی بھاشا بالکل نہیں جانتے۔ اور نہ پڑھ سکتے ہیں۔ اور لکھنے میں تو انہیں بالکل مادہ ہی نہیں۔ وہ کسی ناگری پڑھے ہوئے سے کچھ اردو میں اترجا کرا دیکر صفحے کے مطابق کتاب سے نقل کروا لیتے ہیں اور جیسا کہ وہ جاہل ہوتا ہے۔ یہ بھی گمراہ رہکر نادانی میں مبتلا ہو کر سرگرداں رہتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے حق میں عرفی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے

سبک شناس شود خود را بحک علم رسال	ازیں چہ سود کہ انگشت جہل میخائی
جنون ز سر بنہ و دست عقل گیر و بیا	کزیں بہانہ مسلم نہ کہ شیدائی
ازاں حساب تو ہر دم تفاوتے دارد	کہ قد سرو نہ بینی و سایہ پیمائی
بزیر جامہ نہاں کردہ برص ہیکن	بچشم اہل بصارت برہنہ می آئی
خراب کردہ جہلے و فارغ از دانش	عظیم دردسے داری دلیس شکیبائی
اگر در آئینہ بینی ز شرم زشتے خویش	بچاہ و چل در افتی چو دیدہ بکشائی
بجیرتم کہ چہ دانند رہا ندت زیں درد	کہ عین جہلی و داری گمان دانائی

۴۳۔ مولوی۔ یہ اتھروید کے چودھویں کانڈ کا منتر ہے۔ دیانند صاحب نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ ہے خاوند اور دیور کو دکھ نہ دینے والی استری تو اس خانہ داری میں حیوانوں کی خدمت کرنے والی اچھے پرکار دھرم نیم میں چلنے روپ سرو شاستر ودیا یکت اُتم پتر آدمی سے سہت شوربیر پتروں کو جنے۔ دیور کی کامنا کرنے والی اور سکھ دینے والی اور سکھ دینے والی پتی۔ (خاوند) دیور (خاوند کا بھائی) کو پراپت ہو کر اس گرہست سمبندھی اگنی ہوتری کو سیون کیا کر۔ یعنی وید کا مصنف کسی رنڈ استری کو یہ نصیحت کرتا ہے۔ کہ آ۔ گھر بسی تو اس خانہ داری میں جہاں اتنی سختیاں جھیل رہی ہے۔ خاوند و دیور کو دکھ بالکل نہیں دیتی۔ اور دیور کی کامنا بھی کرتی۔ (دلی امید بر لاتی) اور اس کو سکھی رکھتی ہے۔ اور اچھے اچھے بالک جنتی ہے۔ وہاں اتنی تکلیف اور بھی گوارا کرلے۔ یعنی خاوند اور دیور سے نمٹ نمٹا کر اس اگنی پروہت پر بھی کرپا کر دیا کر (ملکہ تو ہیں سے اور یہ تجھ سے آنند ہووے۔ پیارے منترو فداغور کرو۔ منتر ہذا سے عورتوں کا بے پردہ پھرنا اور دیور وغیرہ سے زنا کرنا اور پروہتوں (اغواء کرنیوالوں) کا بیگانہ عورتوں سے چھیڑ چھاڑ رکھنا بخوبی ثابت ہے۔ اور یہ اگنی پروہت بھی کوئی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ پرائی استری کو چھیڑنے کے کیا معنی۔ پس یہاں کانوں میں دھولا کچھ نہ کچھ ضرور ہے۔ اس لئے یہ اگنی پروہت اس تہمت سے پاک نہیں رہ سکتا۔

آریہ۔ افسوس جہالت تیرا ستیاناس۔ اور ہائے نادانی تیرا برا ہو۔ تو آدمی کی آنکھوں پر تعصب کی ایسی سخت پٹی باندھ دیتی ہے۔ کہ پھر اسے کوئی ہزار سمجھاوے وہ نہ سمجھتا ہے۔ اور نہ مانتا ہے۔ اور باوجود اس لاعلمی کے اپنے آپ کو فرعون بے سامان سمجھتا ہے۔ سوامی جی نے یہ منتر ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۱۷ پر لکھا۔ اور وہاں ہی اس کا ترجمہ کیا تھا۔ ہے بے پتی اور دیور کو دکھ نہ دینے والی استری تو اس گرہ آشرم میں پشوؤں کے لئے کلیان کرنے ہاری اچھے پرکار دھرم نیم میں چلنے روپ اور سرو شاستر ودیا یکت۔ اُتم پتروں سے سہت شوربیر پتروں کو جنتے دیور کی کامنا کرنے والی اور سکھ دینے ہاری پتی وا دیور کو پراپت ہو کے اس گرہست سمبندھی اگنی ہوتر کو سیون کیا کر۔

پیارے ناظرین! یہ منتر بدھوا کے دوسرے بیاہ کے وشہ میں ہے جسکو سنسکرت میں نیوگ کہتے ہیں۔ پتی اُسکو کہتے ہیں۔ جس نے خود برہم چریہ کے بعد باکرہ برہم چارنی لڑکی سے شادی کی۔ لیکن ایسے سمبندھ کے ٹوٹ جانے یعنے برہم چاری خاوند کے مرجانے کے بعد جو دوسری شادی میں پتی ہو۔ اُس کا نام پتی نہیں۔ بلکہ دیور ہے۔ خواہ وہ خاوند کا بڑا یا چھوٹا بھائی ہو۔ یا اور کوئی خاوند کی گوت کا یا اور کوئی ہو۔ جس سے شاستر کے مطابق شادی ہو سکتی ہو۔ اُس کا نام دیور ہے۔ کیونکہ وہ وید کی نہایت پرانی تفسیر میں دوسرے خاوند کا نام جو دوسری شادی سے ہو دیور ہے۔ اگنی ہوتر کہتے ہیں۔ آگ میں ہوم کرنے کو۔ یہ کسی آدمی کا نام نہیں۔ اور نہ پروہت کا نام ہے۔ ہاں اگنی ہوتری بے شک اگنی میں ہوم کرنے والے کو کہتے ہیں۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ جیسے نمازی مگر یہاں سوامی جی کے ترجمہ میں تو اگنی ہوتری لفظ ہی نہیں۔ بلکہ اگنی ہوتر ہے۔ مطلب اس منتر کا یہ ہے۔ کہ اے بدھوا استری تو اوّل شادی کیطرح دوسری شادی میں بھی گھر کے کام اور اگنی ہوتر وغیرہ۔ پنچ مہایگ روز کیا کر۔

جس طرح اندھے حافظوں نے ہاتھی کو نہیں پہچانا تھا۔ بلکہ کسی نے سانپ اور کسی نے جاروب اور کسی نے بادکش کی طرح سمجھا۔ ایسا ہی حال ہمارے واعظ اسلام حافظ ابو رحمت حسن صاحب کا ہے۔

قرآن سورہ نساء میں ہے۔ والمحصنت من النساء الا ما ملكت ايمانكم ترجمہ اور حرام کی گئیں اوپر تمہارے شوہر دار عورتیں۔ مگر سوائے ان کے جنکے مالک ہوئے تمہارے ہاتھ۔

اس پر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں "اگر زنے را از دار الحرب اسیر کردند نکاح وے شرعی او صحیح بود۔ ہر چند آنجا زوج داشتہ باشد"۔ (صفحہ ۷۷، حاشیہ قرآن ۱۲۹۵ء مطبوعہ نولکشور)

نیز اس پر تفسیر کشاف میں لکھا ہے۔ ہاتھوں کے مالک ہو چکنے سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ عورتیں لڑائی میں بندی ہو کر ان کے ہاتھ میں آگئی ہیں۔ پس وہ عورتیں مسلمان غازیوں کے واسطے حلال ہیں۔ اگرچہ وہ شوہر والی ہوں۔ (مفصل دیکھو ہمارا رسالہ جہاد صفحہ ۱۲۱ و ۱۳۱) اس کے علاوہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ ابو سعید خدریؓ نقل میکند۔ کہ در حرب حنین از غنائم اوطاس مال بقیاس باہل جہاد رسید۔ و از جملہ زنانے کہ شوہران ایشان را بحسب نصیب مے شناختیم بقید اسیری ما در آمدند۔ و چون حرمت زنان شوہر داران مارا معلوم شدہ بود در حل حرمت اسیران متردد گشتیم۔ و ایشاں را اگرچہ کنیزک یمین ما بودند۔ از قبیل مستورہ مے شمردیم۔ بعد ازیں حال بحضرت رسالت پناہ ایں آیت نازل شد۔ والمحصنت من النساء الا ما ملكت ايمانكم۔ کہ زنان گنگار اگرچہ شوہر دارند۔ اما چون بسبب سبی ملک یمین شما راند تصرف

در ایشاں حلال است بشرط اخراج از دار الحرب بے از ازواج ایشاں وایں قول امام اعظم است۔ وباقی ائمہ بمجرد سبی ایشاں را حلال میدانند" (صفحہ ۱۰۲ جلد اول)
اور حضرت محمد صاحب خود بہ نفس نفیس جب لشکر جہاد کیواسطے جاتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ فلانی جگہ جہاد کو جاؤ۔ وہاں سے خوبصورت اور حسین لونڈیاں پکڑ لانا چنانچہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ حضرت رسالت پناہ جد بن قیس راگفت هل لك في جهاد بني الاصفر تتخذ منهم سراري ووصفا یعنی ہیچ شاید قتال اہل روم میل کنی۔ واز ایشاں سرتہائے خوب وکنیزاں نیکو بگیری (صفحہ ۳۷۵ سورہ توبہ جلد اول)

اب ہم آپکے مقررہ قاعدہ کے چند سوال وجواب درج کرکے مضمون کو ختم کرتے ہیں

سوال بھلا صاحب جس مذہب میں زناکاری اور مکان پرستی اور سنگ سیاہ پرستی اور گور پرستی شرعاً حلالاً ولطفاً جائز ہو۔ اور حلالہ حلال اور متعہ تمتع کے لائق ہو۔ اور جس میں کئی برس تک شراب جائز اور مباح کی گئی ہو۔ اور خدا کے نام پر جانوروں کی خونریزی کیجاتی ہو۔ اور لاکھوں بیگناہ مخلوق کا گلا کاٹا جانا حکم خدا کہا جاتا ہو۔ اور جس میں عورتوں کا بیچنا اور ہلانا جائز ہو۔ کیا وہ دین خدا جل شانہ کی طرف سے ہو سکتا ہے۔

جواب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایسا مذہب اگر خدا کی طرف سے سمجھا اور اچھا راستہ سمجھا جاتا ہے۔ تو پھر شیطانی پنتھ اور برا طریقہ کونسا ہوگا۔ بھگت کبیر جی نے کیا سچ کہا ہے۔

جیو بدھ دھرم کر تھاپیو ادھرم کہاں کہو بھائی
بکلا کو منی ور کر تھاپیو کہاں کو کہو قصائی
ان جھٹکا ان بسمل کینا دیا دوہاں سے بھاگی
کہے کبیر سنو بھائی سادھو آگ دوناں گھر لاگی

سوال راہ حق کے متلاشی اور نجات کے طالب کو پھر کیا کرنا چاہئے۔

جواب ایسے ناقص طریقہ کو ترک کر صراط المستقیم وید مقدس کو بے خوف وبیم تسلیم کرنا چاہئے۔ اور آریہ دھرم پر ایمان لا حقیقی شانتی حاصل کرنا چاہئے۔

محمدی بھائیوں کا دلی خیرخواہ

لیکھرام آریہ مسافر

؂ سراری جمع سریہ کی ہے۔ لونڈیاں۔ مدخولہ اور اسی کے قریب معنے وصفا کے ہیں۔ یعنی باندی وکنیزک (از مؤلف)

جہاد

تیسرے ایڈیشن کا دیباچہ

امر شہید آریہ مسافر کی تصانیف مذہبی دنیا میں ایک عجیب مرتبہ رکھتی ہیں۔ اس علم اور عقل کے زمانے میں جبکہ پرانے توہمات کی بیخ کنی ہوتی چلی جاتی ہے جبکہ تحقیقات حق نے تلوار اور جبر کو قریباً شائستہ دنیا سے بالکل بھگا دیا ہے۔ ایک ایسے محقق کی تصانیف جس نے کہ بلا حوالہ جات مستند کے ایک لفظ بھی اپنی طرف سے نہ لکھا ہو۔ فی الحقیقت طالبان حق کے لئے وہ حکم رکھتی ہیں۔ جو کہ افریقی صحرا نورد کے لئے ٹھنڈا پانی۔ محمدی مسلمانوں کا مسئلہ جہاد بھی پرانے توہمات میں سے ایک ہے۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ یہ مسئلہ دیگر توہمات کی نسبت زیادہ تر خطرناک اور غارتگر دین حق و برباد کنندہ مسلم ایمان ہے۔ شکر کا مقام ہے۔ کہ علم کی روشنی کے آگے جہالت کی تاریکی ٹھہر نہ سکی۔ اور جن حضرات کے بزرگوں نے کہ دین حق سے گمراہ ہونے کی وجہ اپنے مذہب کے پھیلانے میں دنیاوی تلوار سے کام لیا تھا۔ انہیں بھی آخرکار زبان حال سے اقرار کرنا پڑا کہ جبر کا دھرم سے کوئی تعلق نہیں

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب پیغمبر عرب کی امت خود اس مسئلہ کی غلطی کی قائل ہے۔ تو مردوں کو اکھیڑنے سے اب حاصل۔ بلاشبہ اگر ہمارے محمدی بھائی صاف طور پر اپنے بزرگوں کی غلطیوں کے قائل ہو جاتے تو گذشتہ راصلوٰۃ کی نصیحت پر عمل کرنا لازم تھا۔

لیکن افسوس ہمارے تعلیم یافتہ محمدی بھائیوں نے یہ ثابت کرنے کی کوششیں کیں۔ کہ محمدی اسلام کبھی بھی تلوار کے زور سے نہیں پھیلایا گیا۔ اور نیز یہ بھی دعوے کیا کہ ان کی مقدس کتاب میں اس قسم کا کوئی حکم موجود نہیں ہے یہی وجہ تھی کہ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے قرآن احادیث اور تاریخ کے مستند حوالجات سے ثابت کر دکھایا کہ جہاد محمدی تعلیم کا ایک جزو اعظم ہے۔ اس تحقیقات سے خدانخواستہ پنڈت لیکھرام سورگباشی کا یہ مدعا نہ تھا۔ کہ کسی بھائی کا دل دکھے۔ بلکہ مطلب یہ تھا۔ کہ محمدی تعلیم کی خطرناک سپرٹ سے آگاہ ہو کر ہمارے صدیوں کے بچھڑے بھائی پھر اپنے پراچین ویدک دھرم کی شرن میں واپس آویں۔ لیکن ہماری رائے میں ایک اور زبردست وجہ ہے۔ جو کہ جہاد کے مسئلہ کی چھان بین پر خیرخواہان خلق اللہ کو مجبور کرتی ہے۔ حال میں ہی جہاں ایک طرف امیر کابل کی نئی تصنیف محمدیوں کا دل جہاد کے لئے ابھارنے میں لیور کا کام دے رہی ہے۔ اور اس پر حاشیئے بڑھا کر محمدی اخبارات امن ملک میں خلل انداز ہو رہے ہیں۔ وہاں دوسری طرف ایک غازی کے لاہور پہنچکر ایک میم کو دن دہاڑے قتل کرنے کا واقعہ ایسا نہیں ہے۔ جو کہ راہ حق کے واعظوں کو نہ ہلا دے۔ لیکن اس سے بھی بڑھکر رسالہ جہاد کے مصنف پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا بے رحمانہ قتل زبان حال سے پکار رہا ہے۔ کہ جب تک ہمارے ان پڑھ محمدی بھائی سچے دھرم سے بے خبر رہینگے۔ تب تک واقعی شانتی کا راج دنیا میں قائم نہیں ہو سکتا۔

یہی وجوہات ہیں جنہوں نے کہ ہمیں رسالہ جہاد کی طبع دوم کے

ختم ہونے پر اُسے تیسری بار چھپوانے کی طرف رجوع کیا ہے۔ اور اس موقعہ پر نامناسب نہ ہوگا۔ اگر ہم کچھ نئی معلومات کا نتیجہ ناظرین کتاب کے روبرو پیش کریں۔ مسٹر لارنس صاحب افسر بندوبست کشمیر نے بڑی تحقیقات کامل کے بعد تاریخ کشمیر نامی ایک کتاب لکھی ہے۔ اُس میں صاحب موصوف نے افسوس سے یہ ظاہر فرما کر کہ زمانہ سلطنت محمدی اسلام کی کوئی مستند تاریخ ہند نہیں ملتی اس بات پر اظہار خوشی فرمایا ہے۔ کہ کشمیر کی مسلسل تاریخ وہاں کے بعض پنڈت قلمبند کرتے رہے ہیں۔ اس تاریخ کشمیر کے چند حصوں کا ترجمہ سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری و ماہ فروری ۹۷ء میں شایع ہوا ہے۔ اُس میں سے جہاد اور جبراً محمدی اسلام پھیلانے کی نسبت کسی قدر اقتباس ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

"۱۳۰۵ء میں بعہد حکومت راجہ سمہ دیو کا شمیر شرابیوں قماربازوں اور بدمعاشوں کا ملک معلوم ہوتا تھا۔ اور عورتوں کی بھی یہی کیفیت تھی۔ اُس کے وقت میں ذی القدر خان (تاتاری) نے کشمیر پر حملہ کیا۔ بیچارہ سمہ دیو کشتوار کو بھاگ گیا۔ اُس تاتاری نے جس کو عام طور پر زلزو کہتے تھے۔ ہزاروں آدمیوں کو قتل کیا۔ ہزاروں کو غلام بنایا۔ اور سرینگر میں آگ لگا دی۔ زلزو کے ۸ ماہ کے قبضہ میں تمام ملک ویران ہوگیا۔ اور چونکہ غلہ کا میسر آنا مشکل ہوگیا اُس نے براہ کل نرداو گھاٹی کے کشمیر سے نکل جانا چاہا۔ لیکن برف کی وجہ سے راستہ بند ہوگیا۔ اور وہ معہ اپنی فوج اور کشمیری غلاموں کے برف میں مارا گیا۔" (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۷ء صفحہ ۹)

"اوداین کے مرنے پر کوتا رانی باختیار رہی۔ مگر صرف پچاس دن حکومت کرنے پائی کہ شاہ مرزا نے جسکو عام لوگ شاہ میر کہتے تھے۔ اپنے بادشاہ ہونیکا ۱۳۴۲ء میں اعلان کیا۔ اور اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے لئے کوتا رانی سے شادی کرنی چاہی۔ اول تو اُس نے ٹالا۔ مگر آخرکار بوجہ اس کے قابو میں ہونے کے اس کا پیام ماننے پر مجبور ہوئی۔ مگر جب شاہ میر اس کے پاس خلوت میں گیا۔ تو اس نے اپنے پیٹ میں چھری مار لی۔ بعد ازاں شاہ میر نے بادشاہ کشمیر ہو کر اپنا نام شمس الدین رکھا۔ یہ شخص سلاطین کشمیر میں سے پہلا بادشاہ تھا۔ ۱۳۹۴ء میں سلطان سکندر تخت نشین ہوا۔ اور بوجہ اس جوش و خروش کے جو اُس نے پرانے عالیشان مندروں کی مسماری میں دکھلائے۔ جلد تر اس کا نام بت شکن مشہور ہوگیا۔ سکندر بہادر اور تربیت یافتہ تھا۔ لیکن اُس کی ساری خوبیاں اس مذہبی جوش نے خاک میں ملا دی تھیں۔ اُس نے مسلمان علماء کو اپنے دربار میں بلایا۔ منجملہ اُن کے محمد خان ہمدانی بھی تھا۔ جو مشہور شاہ ہمدان کا قائم مقام تھا۔ جس نے بادشاہ کے اس جوش کی آگ کو اور زیادہ بھڑکائی۔ مندر مسمار کئے گئے۔ اور ایک سال تک مارتنڈ کے بڑے عالیشان مندروں کی مسماری کے لئے مدد لگی رہی۔ جب وہ مضبوط عمارت نہ ٹوٹی تو آخرکار آگ لگا دی گئی۔ اس طرح وہ عالیشان عمارت برباد کی گئی۔ (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۰ و ۱۱)

اور محمد شاہ کے زمانے میں عبدالغنی اور ملا شرف الدین صوبجات نے ہندوؤں پر بڑے بڑے ظلم کئے۔ کیلاس پورہ ایک ہندوؤں کا محلہ شہر میں تھا۔ اُن کو جلایا اور ہندوؤں کو دستار باندھنے کی ممانعت کی گئی۔ (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۹۷ء صفحہ ۱۲)

ان وحشیوں کے ظلم پنڈتوں شیعہ لوگوں اور جہلم کے بمبس فرقہ کے لوگوں پر ہوئے۔ ظالموں کی فہرست میں اول نام اسد خاں کا ہے۔ اس شخص کو یہ فخر تھا کہ میں نادر شاہ ثانی ہوں۔ یہ دستور تھا۔ کہ گھاس کے بورہ میں دو پنڈتوں کو بند کر کے ڈل میں ڈبوا دیتا تھا۔ اور یہ مذاق تھا۔ کہ کیچڑ سے بھر کر گھڑا پنڈتوں کے سر پر رکھا جاتا تھا۔ اور مسلمان اُس پر اس طرح پتھر مارتے تھے۔ کہ وہ گھڑا ٹوٹ کر کیچڑ آنکھوں میں بھر جاتی تھی۔ پہلے پنڈت لوگ صرف مونچھیں رکھتے تھے اُن کو مجبور کیا۔ کہ وہ ڈاڑھی بھی رکھیں۔ اور پگڑی نہ باندھیں۔ اور نہ جوتا پہنیں۔ ٹیکا جس کے ماتھے پر دیکھا جاتا تھا۔ مٹا دیا جاتا تھا۔ اب جو کشمیری پنڈت بڑا ٹیکا ماتھے پر لگاتے ہیں۔ اور بڑی پگڑی باندھتے ہیں۔ یہ پٹھانوں کے وقت کے ظلم کی یادگار ہے۔ جزیہ پھر ہندوؤں پر قائم ہوگیا تھا۔ اور بہت سے برہمن یا تو بھاگ گئے۔ یا مسلمان ہوگئے۔ ورنہ قتل کئے گئے۔ اسد خان کے بعد مدد خاں ہوئے۔ ان کی نسبت یہ مقولہ مشہور ہے۔ کہ "ظلم اسد را رسید مدد" میر حاضر تیسرا شیطان تھا جو بجائے گھاس کے تھیلیوں کے چمڑے کے تھیلیوں میں برہمنوں کو بھر کر ڈبوتا تھا شیعہ اور برہمنوں کا کچھ امتیاز نہ تھا۔ عطا محمد خاں نہایت ظالم اور عیاش تھا۔ اس کے پاس ایک کٹنی سلاہ کوشب تھی۔ جس سے سب پنڈت لوگ ڈرا کرتے تھے اور بجائے اس کے کہ اپنی لڑکیوں کو بے عزت ہونے دیں۔ اُن کے ناک کاٹ لیتے تھے۔ یا سر منڈوا دیتے تھے۔ ان دنوں میں جس کسی مسلمان کو راستہ میں پنڈت مل گیا۔ وہ اس کی پشت پر سوار ہو کر بیٹھ جاتا تھا۔ آخرہ پٹھانوں کے ظلم سے کشمیری تنگ آ گئے۔ اور ان کو صرف رنجیت سنگھ شیر پنجاب سے جس کا ستارہ ان دنوں عروج پر تھا۔ امن کی امید ہوئی۔" (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۷ و ۱۸)

"بیربل در معہ اپنے بیٹے راج کاک کے کشمیر سے خفیہ طور پر نکل آئے۔ اور سیدھے لاہور میں رنجیت سنگھ کے پاس پہنچے۔ اور مدد کی التجا کی۔ محمد عظیم نے یہ حال سن کر بیربل در کی عورتوں کو بلوایا۔ بیربل در کی بی بی نے خودکشی کی۔ مگر راج کاک کی نوعمر بی بی کسی طرح اُن کے ہاتھ آگئی۔ جس کو انہوں نے مسلمان کر کے کابل بھیج دیا تھا۔ جہاں وہ اب تک زندہ موجود تھی۔" (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۸ و ۱۹)

صلح کرانے اور محبت بڑھانیوالے خدا کے فرزند (الیشوع کے پیارے ہیں) اور وہی سورگ دہام کے وارث ہونگے نہ کہ تلوار چلانے اور خون بہانے والے۔

ان دنوں جبکہ علم و عقل کی ترقی ہوئی۔ اور تہذیب کا چرچا عام آزادی سے پھیلنے لگا۔ دین بالجبر کو تمام تعلیم یافتہ لوگ نہایت حیرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے اور اس کے دعاوی پر اعتراض کرنے لگے۔ اس پر بعضے نیچری خیال کے محمدی بجائے اس کے کہ بطالت سے دست کش ہو کر صداقت کیطرف متوجہ ہوتے۔ الٹی یہ بیجا اور بے سود کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اسلام نے جہاد کبھی نہیں کیا۔ کبھی قومیں جبراً مسلمان نہیں کی گئیں۔ کبھی کوئی مندر مسلمانوں نے نہیں توڑا۔ کبھی کسی مندر میں گائے ذبح نہیں کی گئی۔ کبھی غیر مذہب کی عورتوں یا بچوں کو جبراً و مذہباً مسلمان نہیں بنایا۔ اور بغیر نکاح کے اُن کے ساتھ کنیزک و غلام سمجھکر بدفعلی کے مرتکب نہیں ہوئے

ہم نے مخالفین کے رسالجات مندرجہ حاشیہ[1] میں اس ایک ہی مضمون کو نہایت غور سے پڑھا۔ اور ان کے دلائل کو بھی راستی سے مطالعہ کیا۔ سب سے زیادہ زور سید صاحب نے لگایا ہے۔ اور باقیوں نے عموماً ان کے مضمون کو نقل کر کے کہیں کہیں کم و بیش بنایا ہے۔ یہ صدی کیا مبارک ہے۔ کہ خود مسلمان بھی جہاد کرنے سے انکار کرنے لگے۔ لیکن افسوس ہے۔ تو یہ ہے۔ کہ وہ قرآن سے کوشش کرتے ہیں۔ قرآن کے چہرہ سے صرف یہی ایک جہادی داغ دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ فرشتوں کا انکار۔ معجزوں کا انکار۔ آسمانوں کا انکار۔ بہشت و دوزخ کا انکار۔ جنات کا انکار۔ عیسے کے بے پدر پیدا ہونیکا انکار۔ ایک آدم سے کل آدمیوں کے پیدا ہونے کا انکار۔ غرضیکہ قرآن سے تمام اعرابیت کی باتیں نکال کر مصمم ارادہ کر رہے ہیں کہ اس کو مہذب ہندوستانی بنائیں۔ مگر افسوس کیونکہ یہ کوشش بے فائدہ است و سمہ برابروے کور قرآن سے یہ باتیں دور ہونی بمنزلہ اس کے ہیں۔ کہ قرآن نہیں رہتا۔ اور کسی محمدی کی یہ طاقت بھی نہیں۔ کہ مکہ کے مندر یا مدینہ کی زیارت کے اندر کھڑے ہو کر کسی ایک بات کو منہ سے نکالے یا روم و افغانستان اور مصر میں کوئی بات کہہ سکے۔ گورنمنٹ انگریزی کی عدالت کا زمانہ ہے۔ شیر و بکری کا ایک ٹھکانا ہے۔ یہ داغ نہیں۔ بلکہ قرآن کا حلیہ ہے۔ اسکے مٹنے سے قرآن قرآن نہ رہیگا۔ پارسیوں۔ یہودیوں اور ہندوؤں کی کتابوں کا دزدیدہ ہوجائیگا۔

لطیفہ ایک نیچری سے کسی نے پوچھا۔ کہ آپ ولائیت گئے تھے۔ کیا مکہ کا حج بھی کر آئے؟ جواب میں فرمایا کہ میں مکہ سے بڑھکر کام کر آیا ہوں (یعنی ملکہ کو سلام کر آیا)۔ بیشک مکہ سے ملکہ میں ایک لام زیادہ ہے۔ ؎

پارسیاں روے در مخلوق	پشت بر قبلہ میکنند نماز
آنکہ چوں پستہ دیدمش ہمہ مغز	پوست بر پوست ہست ہمچو پیاز

اسلام جسطرح دنیا میں پھیلا۔ اور جس چیز کے زور سے اسکی اشاعت ہوئی اس کا نام جہاد[2] ہے۔ اور جس کو اصلاح احمدیہ میں غزا[3] بھی کہتے ہیں کہ اس کا مرتکب غازی[4] کہلاتا ہے اور یہی آلہ ہے۔ جس کی خوفناک حرکت سے کروڑوں آدمی راستی سے منحرف کئے گئے۔ چونکہ اس مسئلہ نے دین محمدی کے دل میں اس آتش جہالت کو مشتعل کر کے شہادت و بہشت کے تیل سے بھڑکایا

بنا بریں ہم نہایت ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کی مفصل کیفیت قرآن و حدیث و کتب تواریخ سے عام و خاص پر ظاہر کریں۔ اسے پرماتما ست کا پرکاش کرا ور اسست کا ناش ٭

باب اوّل قرآن سے

نمبر ۱ سورہ انفال یا ایہا النبی حرض المومنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفاً من الذین کفروا بانہم قوم لا یفقہون

ترجمہ اے پیغمبر شوق دلا مسلمانوں کو قتال کا۔ اگر ہوں تمہارے سے بیس آدمی صبر کرنیوالے غالب آئینگے دو سو آدمی پر۔ اگر ہوں تمہارے سے سو آدمی غالب ہونگے ہزار آدمی پر کافروں سے۔ اس سبب سے کہ وہ گروہ ہیں۔ جو نہیں سمجھتے٭

پہلے یہ آئت نازل ہوئی۔ لیکن مسلمان مقابلہ کفار پر نہ ٹھہر سکے۔ اور رو بفرار ہوئے۔ بنا براں خدائے قرآنی کو بھی اپنی سہو سے اقرار کرنا پڑا۔ اسی واسطے شاہ ولی اللہ صاحب ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ "کہ چوں ایں آیت نازل شد۔ وجہ گشت ثبات بادہ چنداں کفار۔ بعد ازاں منسوخ شد بوجوب ثبات در مقابلہ دو چنداں" (دیکھو صفحہ ۷۵، نول کشور ۱۲۸۸ھ)

وہ آیت جس نے اس نمبر ۱ کو منسوخ کیا یہ ہے۔

نمبر ۲ سورہ انفال الئن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفاً فان یکن منکم مائۃ صابرۃ۔ یغلبوا مائتین۔ وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین

ترجمہ (اب پہلے حکم کو) خدا نے (سبک) تخفیف کر دیا۔ تمہارے سر سے اور جان لیا خدا نے کہ تمہارے میں کمزوری ہے۔ پس اگر ہوں تمہارے سو آدمی صبر کرنے والے۔ غالب آویں دو سو پر۔ اور اگر تمہارے ہوں ہزار آدمی غالب آویں دو ہزار پر۔ خدا کے حکم سے اور خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس پر شاہ ولی اللہ صاحب حاشیہ چڑھاتے ہیں۔ "صحابہ از اسیران بدر فدا گرفتند۔ باجتہاد خویش و مرضی نزدیک۔ خدائے تعالیٰ قتل ایں جماعت بود لیکن چوں نص صریح نشدہ بودند۔ عفو فرمود۔ صفحہ ۷۵، ۱۳۱۱ھ فارسی قرآن جنگ بدر میں جب لوٹ مار بہت کر چکے اور صدہا آدمیوں کو قتل و قید کرنے کے بعد بہت سا مال و اسباب جمع کیا۔ تب خدا فرماتا ہے۔

نمبر ۳ سورہ انفال یا ایہا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسریٰ ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیراً یؤتکم خیراً مما اخذ منکم ویغفر لکم واللہ غفور الرحیم

ترجمہ۔ اے پیغمبر کہو ان قیدیوں سے جو تمہارے ہاتھ میں ہیں کہ اگر جانے خدا تمہارے دل میں نیکی یعنی ایمان محمدی۔ تو بیشک دیگا تم کو بہتر اس (مال و اسباب سے) جو تمہارا لیا گیا ہے۔ اور تم کو بھی معاف کر دے گا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور لوٹ کے مال کی بابت خدا کہتا ہے۔ فکلوا مما غنمتم حلالاً طیباً٭

ترجمہ کھاؤ لوٹ کے مال سے حلال پاکیزہ۔ یعنی وہ تمہارا لیا ہوا سب بہت ہی اوّل درجہ کا حلال ہے۔ سچے مسلمانوں کی تعریف قرآن میں خدا اس طرح

[1] مولوی نور دین صاحب نے کتاب مقدمہ میں اور مولوی غلام نبی نے مسئلہ جہاد میں اور مولوی غلام حسین نے رسالہ جہاد میں اور سید احمد خان نے تہذیب و تفسیر میں اور خلیفہ صاحب نے اپنے اعجاز میں جہاد کے مخفی کرنے میں بہت ہی کوششیں کی ہیں٭

[2] جہاد ع کفار سے لڑنا۔ کافروں سے لڑنا۔ کریم اللغات

غازی قتل کرنیوالا کفار کا جنگ میں۔ ایضاً

غزا ع جہاد لڑائی کفار سے۔ ایضاً

غزوہ ع جہاد لڑنا مسلمانوں کا کفار سے واسطے دین کے۔ ایضاً

غنیمت ر مال لوٹ کا لوٹ۔ ایضاً

غنائم ر جمع غنیمت کی ہے۔ ایضاً

غنیم ر لوٹنے والا لٹیرا دشمن۔ ایضاً

جہاد بالکسر بکفار کارزار کردن۔ از کشف اللغات

غزو بالفتح قصد کردن و بجنگ کسے رفتن۔ ایضاً

غزاۃ بالفتح غزا کنندگان و آن جمع غازی است۔ ایضاً

جہاد بکسر اول با کفار کارزار کردن۔ از منتخب

جہاد اصغر باصطلاح مومنان جنگ کردن با کافران۔ ایضاً

غزا بفتح با دشمن دین جنگ کردن۔ از صراح غیاث

غزاۃ بفتح اول وزائے معجمہ و ہائے فوقانی جمع غازی کہ قاتل کفار باشد۔ از غیاث اللغات

غزوات بفتحات جمع غزوہ

غزوہ بالفتح جنگ مومنین با کفار بجہت اسلام کہ ہمراہ رسول علیہ السلام یا امام وقت در آں جنگ ہمراہ باشد و اگر جنگ مومنین بکفار سر کردگی امام وقت باشد آنرا سریہ گویند۔ از غیاث

سریہ بالفتح اول و کسر ثانی و تشدید تحتانی لشکر کہ از پنجکس باشد تا چہار صد کس و باصطلاح اہل حدیث لشکر کہ حضرت رسالت پناہ خود بذات مقدس در آں نہ غزوہ و لیکن سر کردگی یکے از صحابہ باشد۔ از منتخب و موید و لطائف و غیاث

جہاد اصغر یعنی از مقابلہ و جنگ با کفار باشد۔ از برہان قاطع

غازی در عربی کسے را گویند کہ بجہت ثواب با اعدائے دین حرب کند۔ از برہان قاطع

غزوات جمع غزوت و غزا لڑائی جنگ کافروں کے برخلاف حملہ کرنا (فتح)۔

جہاد جنگ بخلاف کفار جہاد اکبر جو کل کفار دنیا کے خلاف (جان رچرڈسن صاحب کی عربی۔ فارسی۔ انگریزی۔ ڈکشنری صفحہ ۵۲۰)

اور ان الفاظ میں کرتا ہے۔

نمبر ۴ سورۃ انفال والذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ - والذین اووا ونصروا اولئک ہم المؤمنین حقاً لہم مغفرۃ ورزق کریم۔

ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے - اور ہجرت کی - اور جہاد کئے - خدا کے راستہ میں (یعنی دین محمدی کے پھیلانے کی خاطر) اور جنھوں نے جہادیوں کو جگہ دی - اور اُنکی (روپیہ وغیرہ سے) مدد کی ایسے آدمی وہی ہیں - جو سچے مسلمان ہیں - انہیں کے واسطے معافی ہے - اور نیک روزی - اور اس سے اگلی آیت میں بھی اُن لوگوں کو جو آئندہ دین اسلام کی خاطر جہاد کریں یا کرینگے بھی سچے مسلمانوں میں شمار کیا ہے - پھر خدا اور جگہ بھی مسلمانوں کی تعریف کرتا ہے - تاکہ وہ جہاد کرنے میں دل وجان سے ہمت کریں - اور دین محمدی پھیلاویں - چنانچہ وہ آیت یہ ہے -

نمبر ۵ سورۃ مائدہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذالک فضل اللہ -

ترجمہ (مسلمان لوگوں کی تعریف یہ ہے - گویا ایک قسم کا حلیہ) وہ تواضع کرنے والے ہیں - مسلمانوں پر سختی کرتے ہیں کافروں پر - جہاد کرتے ہیں - خدا کے رستہ میں اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے - یہ خدا کی بخشائش ہے

نمبر ۶ سورۃ توبہ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم وخذوہم واحصروہم واقعدوا لہم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ فخلوا سبیلہم ان اللہ غفور الرحیم

ترجمہ پس جب ممانعت کے (یعنی حرام) مہینے گذر جاویں - تب قتل کرو مشرکوں کو جس جگہ پاؤ پکڑو ان کو اور قید کرو ان کو اور بیٹھو واسطے قتل یا گرفتاری اُن کی کے کمین گاہوں میں یعنی چھپ کر (غرضیکہ جس حیلہ حوالہ مکروفریب سے ہو سکے پکڑو - مارو - قید کرو) - البتہ ایک شرط پر رہائی بھی ہے - اور وہ یہ ہے - (اگر وہ اپنے دین سے توبہ کریں - اور نماز پڑھیں - اور زکوٰۃ دیویں - تب اُن کو بغیر قتل کرنے کے چھوڑ دو - (غرضیکہ بغیر مسلمان کرنے یا قتل کرنے کے مت چھوڑو) تحقیق خدا بخشنے والا مہربان ہے +

توبہ وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذالک بانہم قوم لا یعلمون

ترجمہ (اور اس سے آگے کچھ عرصہ سوچکر بھی ایمان لانے کی بحالت قید رہنے کی اجازت دی) کہ کوئی مشرکوں سے اگر امان مانگے تو اس کو امان دے - تاکہ وہ قرآن کو سنے - جب سُن چکے - تو اس کو پہنچا دے لشکر گاہ اسلام میں - اور یہ اسواسطے ہے - کہ وہ لوگ قرآن سے ناواقف ہیں۔

ے جہادیوں کا ایک بڑا گروہ جو ہندوستان سے بھاگ کر ایک عرصہ دراز سے حدیث اور سرحد وغیرہ کے مقیم تھے - جن میں ستانہ وغیرہ کی بھی بہت سے داصل جہنم ہوئے - ہزاروں ہندوستان کے مسلمان روپیہ بھیج کر ان قرآن کی اسی ہدایت کے بموجب امداد کیا کرتے ہیں - جو ایک اظہر من الشمس بات ہے + تاریخ ہزارہ میں ان کا حال مفصل درج ہے -

ے کوئی غلطی نہ کھائے - یامنہ کے معنے قیدی کا گھر نہیں - بلکہ اس سے مراد لشکر گاہ (چھاؤنی) اسلام ہے - جہاں ان کو ایمان لانے تک قتل ہونے سے امن ہو - یا مسلمان ہوکر لوگوں کے قتل سے امن ہو - کیونکہ جہاد کے وقت میں سوائے مسلمان ہونے یا قتل ہونے کے کوئی امن کا - اور قرآن میں نہیں ہے +

نمبر ۷ سورۃ توبہ وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر

ترجمہ جو لوگ اعتراض یا طعنہ کرتے ہیں - تمہارے دین پر پس قتل کرو ایسے بڑے کافروں کو +

نمبر ۸ توبہ ان کنتم مؤمنین قاتلوہم یعذبہم اللہ بایدیکم ویخزہم وینصرکم علیہم۔

ترجمہ اگر تم مسلمان ہو تو جنگ کرو انکے ساتھ تا خدا تمہارے ہاتھوں انہیں عذاب دے اور ان کو رسوا کرے اور تم کو فتح دے -

نمبر ۹ سورۃ توبہ یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم وماواہم جہنم +

ترجمہ اے پیغمبر جہاد کر کافروں سے اور جہاد کر منافقوں سے اور سختی کر اُن پر اور جگہ ان کی دوزخ ہے - اس پر شاہ ولی اللہ صاحب حاشیہ چڑھاتے ہیں - کہ در جہاد کردن بسیف وسختی کردن بزبان " ۱۸۷ نولکشور

نمبر ۱۰ توبہ ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقاً

ترجمہ تحقیق خدا نے خرید لیں مسلمانوں کی جانیں اور ان کا مال بعوض اس کے کہ ان کو بہشت دیگا - (لیکن لوگوں کو) ان کو جو جنگ کرتے ہیں خدا کے راستہ میں پس قتل کرتے ہیں - اور قتل ہو جاتے ہیں - بموجب سچے وعدہ خدا کے (یعنی حور و غلمان بہشتی کی خاطر)

فاضل محقق شاہ ولی صاحب دہلوی فرماتے ہیں - "در بہا ہے مکردہ قسم خوردہ - ونیا کردن بسبب آنست کہ کافران بعد قول ایشان را معتبر ندانند - و بہ ایشان صحبت ندارند - بلکہ مسلمانان در شبہ افتند (صفحہ ۲۵۹ نولکشور)

نمبر ۱۱ توبہ یا ایہا الذین آمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ واعلموا ان اللہ مع المتقین

ترجمہ اے مسلمانوں جو کافر تمہارے نزدیک ہیں - ان کے ساتھ قتال کرو اور چاہئے کہ کافر لوگ تمہارے میں غلظت یعنی بے رحمی یا سختی دیکھیں - اور جانو کہ خدا مسلمانوں کے ساتھ ہے +

نمبر ۱۲ توبہ یجاہدوا باموالہم وانفسہم واللہ علیم بالمتقین +

ترجمہ جو جہاد کرتے ہیں اپنے مال سے اپنی جان سے ایسے ہی پرہیزگاروں کو خدا جانتا ہے +

نمبر ۱۳ توبہ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین +

ترجمہ تحقیق فتح دی تم کو خدا نے بہت جگہوں میں اور حنین کے روز بھی - جب تعجب دلایا تم کو - تمہاری کثرت نے پس دفع نہ کیا اس زیادتی نے تمہارے سے کچھ چیز کو اور تنگ ہوئی زمین تمہارے پر باوجود اس کی فراخی کے - پس تم جاگے پشت دیکر لکھا ہے غزوہ حنین میں باوجود کثرت امداد ملایک کے محمد نے یکبارگی شکست کھائی - اکثر مسلمان زخمی ہوئے - اور چار شہید ہوئے - (دیکھو مدارج النبوۃ جلد دوم جنگ اُحد کی بابت شیخ عبدالحق لکھتا ہے - کہ جنگ احد میں جب لشکر اسلام نے شکست کھائی - ایک گروہ قریش محمد کی طرف آیا - اور چاروں طرف گھیر لیا - علی نے حفاظت کی

ے حنین بالضم وفتح نون نام مواضع است میان مکہ وطائف کہ در آنجا با مخالفین خود جنگ کردہ وشکست خوردہ +

اتحاد کی جس نے اچھی طرح شجاعت دکھلائی۔ اور جبرائیل و میکائیل بھی امداد کیواسطے موجود تھے۔ مگر مسلمان ہارے گئے۔ خود محمد صاحب زخمی ہوئے۔ اور مردوں میں پڑ گئے۔ بہت بھی کافروں کی ضرب سے شہید ہوئے۔

(دیکھو مدارج النبوۃ)

پھر ایک اور فاضل مورخ فرماتا ہے۔ کہ جنگ احد[۱] میں دشمن یعنی کافر لوگ مورچہ خالی دیکھکر سواروں کو سمیٹ فوج اسلام کے عقب آپڑے۔ حضرت امیر حمزہ اور عبداللہ بن جبیر دو نامی سردار اصحاب شہید اور حضرت علی عمر و حضرت ابوبکر مجروح ہوئے۔ (ایک جہاور شجاع اور نیک بخت عورت سپہ سالار لشکر کفار نے جسکا نام ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان بہادر علیہ الرحمت ہے) امیر حمزہ کا جگر چیر کر چبایا۔ اور مسلمان مقتولوں کے گوشت زمینی کاٹ کر ان کے ہار بناکر گلے میں پہنے۔ (مفصل دیکھو زرقانی بر مواہب لدنیہ جلد دوم صفحہ ۲۰ و ۲۱)

اور یہی ذکر مولوی نورالدین نے فصل الخطاب میں بھی درج کیا ہے۔ (دیکھو باب جہاد)

جنگ بدر[۲] کی بابت مورخ یوں لکھتے ہیں۔ خدا نے محمد صاحب سے وعدہ کیا تھا۔ مگر کثرت فوج مخالف سے محمد صاحب گھبرا رہے تھے۔ ابوبکر نے تسلی دی۔ سعد بن معاذ نے بھی تسلی دی کہ گھاس کے جھونپڑے میں آپ آرام کریں۔ کنارہ پر اور گھوڑا موجود ہے ہم لڑینگے۔ اگر خدا نے غلبہ دیا تو بہتر ورنہ آپ کو بطرف مدینہ فرار اولی ہے۔ حضرت اس کلام سے خوش ہوئے۔ اور عریش میں تشریف لے گئے (جلد دوم مدارج النبوۃ)

مولوی نورالدین صاحب جنگ بدر کی بابت لکھتے ہیں "حاصل الامر اس لڑائی میں مسلمان فتحیاب ہوئے ۷۰ ستر کے قریب اسیران قریش گرفتار ہوئے۔ جن میں سے فقط دو مصلحتاً قتل کئے گئے باقی چھوڑ دیے گئے" (فصل الخطاب بمقدمہ اہل الکتاب صفحہ ۱۳۱)

قرآن سے واضح ہے۔ کہ غزوہ بدر میں ایک ہزار فرشتے محمد کے مددگار تھے۔ اور ایک جگہ سے پانچہزار ملایک معلوم ہوتے ہیں۔ فرشتوں نے بھی لڑائی کی۔ اور محمدی جہادیوں نے بھی

محمدی لشکر	۱۵۰۰
فرشتے	۱۰۰۰ یا ۵۰۰۰
کل میزان لشکر	۲۵۰۰ یا ۶۵۰۰

مگر کافر یعنی مخالفین دین محمدی بہت قلیل تھے۔ اس صورت میں محمدیوں اور فرشتوں کی کوئی بہادری نہیں۔ حالانکہ پھر بھی چودہ مسلمان یعنی ۶ مہاجر اور ۸ انصار کا کافروں نے سر کاٹ لیا۔

غزوہ احد کی بابت حاشیہ قرآن پر لکھا ہے: "در غزوہ احد اہل نفاق میل کردند باآنکہ در شہر متحصن شوند۔ و اصحاب خواستند کہ بیروں آمدہ جنگ کنند۔ بعد ازاں کہ ہزیمت واقع شد۔ منافقاں ایں را محل طعن گرفتند۔ و وقت حرب حضرت پیغمبر برشعبے جماعت را مقید ساختند۔ کہ ازینجا نہ جنبند۔ چوں آثار فتح ظاہر شدن گرفت آں جماعت در پے غنائم افتادند۔ و عصیان پیغمبر کردند۔ بشومے عصیان ہزیمت بر مسلماناں افتادہ ہمہ فرار کردند

الا ماشاء اللہ و رینو لا خبر شہادت حضرت پیغمبر شایع شدہ منافقان قصد ارتداد کردند" (حاشیہ قرآن ترجمہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۶۲)

سورۃ توبہ قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتٰب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون۔

ترجمہ جنگ کرو اُن کے ساتھ جو ایمان نہیں لاتے خدا پر اور نہ قیامت پر اور حرام نہیں جانتے جن کو خدا اور پیغمبر نے حرام کیا۔ اور سچے دین کو اختیار نہیں کرتے۔ (باقی رہے یہود اور عیسائی۔ اُن کے واسطے حکم ہے کہ اہل کتاب سے) یہ کہ وہ دیویں جزیہ اپنے ہاتھ سے خوار ہو کر۔

شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں "کہ جنگ با حق ہیچ گاہ درست نیست و جنگ با کافراں ہمہ وقت درست ہست" صفحہ ۱۸۲ حاشیہ قرآن

پھر ایک جگہ لکھا ہے۔ حاصل جواب آنست کہ قتال کفار جائز ہست (صفحہ ۳۲ حاشیہ قرآن)

سورۃ توبہ وجاہدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔

ترجمہ اور جہاد کرو اپنے مال سے اور اپنی جان سے خدا کے رستہ میں (یعنی دین خدا کے واسطے) یہ تمہارے واسطے بہتر ہے۔ اگر جانتے ہو تم۔

سورۃ محمد فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموہم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارہا۔

ترجمہ پس جب لڑائی کرو کافروں سے تو ان کی گردنیں مارو۔ اور جب بہت خونریزی کر چکو تب ان کو مضبوط قید کر لو۔ یا احسان سے خلاصی کرو۔ اس کے بعد مال لیکر یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھدے۔

سورۃ نساء فان تولوا فخذوہم واقتلوہم الخ

ترجمہ پھر اگر نہیں (مسلمان ہوتے) تو انکو پکڑو۔ اور مارو جہاں پاؤ اور نہ ٹھہراؤ اُن میں سے کسی کو رفیق اور مددگار۔

سورۃ فتح قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونہم او یسلمون۔

ترجمہ۔ کہدے واسطے پیچھے رہ گئے اعرابیوں کو کہ آگے تم کو بلاوینگے۔ ایک بڑی سخت لڑاکی قوم پر۔ تم اُن کو قتل کروگے۔ یا وہ مسلمان ہونگے۔

اب وہ آیتیں جن میں محمد صاحب نے اعرابیوں کو دولت کی طمع اور لوٹ مار کی ترغیب دی ہے۔ درج کرتے ہیں۔

سورۃ توبہ یا ایہا الذین آمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ۔

ترجمہ اے مسلمانوں سوائے اسکے نہیں ہے۔ کہ مشرک لوگ پلید ہیں۔ پس چاہیے کہ نزدیک مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ کے نہ آویں۔ بعد اس سال کے۔ اور اگر ڈرتے ہو فقیری سے پس خدا تم کو تونگر کردیگا۔ اپنے فضل سے۔

سورۃ نساء فعند اللہ مغانم کثیرۃ

ترجمہ اللہ کے یہاں غنیمتیں یعنی لوٹ کا مال بہت (یعنی جب تم جہاد کروگے۔ تو بہت سا مال لوٹوگے۔ جو تم کو اللہ دیگا۔)

سورۃ احزاب واورثکم ارضہم ودیارہم واموالہم وارضا لم تطؤہا وکان اللہ علی کل شیء قدیرا۔

[۱] احد ایک پہاڑ مدینہ سے دو ڈھائی میل کے فاصلہ پر ہے۔

[۲] بدر بفتح و سکون دال نام چاہیست متصل مدینہ کہ در حوالئے آں در میان محمد و قریش جنگ شدہ بود۔

ترجمہ اور آخر کار خدا نے دی تم کو زمین ان کی گھروں کے مال اُن کے اور نیز ایک زمین اور جس پر نہیں پھیرے تم نے قدم - اور خدا ہر چیز پر قادر ہے -

سورۂ آل عمران ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونہم باذنہ

ترجمہ اور تحقیق خدا نے سچا کیا تمہارے حق میں وعدہ اپنا جب تم قتل کرتے تھے کافروں کو خدا کے حکم سے + اس آیت کے آگے ماتحبون کے لفظ سے صاف جتلا دیا۔ کہ لوٹ مار کی خاطر بہت لوگ جنگ میں شامل ہو جاتے تھے۔ سادہ دین اسلام پھیلتا جاتا تھا +

سورۂ فتح سیقول المخلفون اذا انطلقتم الی مغانم لتاخذوھا ذرونا نتبعکم

ترجمہ لوگ کہینگے تم کو پیچھے رہے ہوئے (اعراب لوگ) جب تم چلوگے طرف لوٹ مار کے - کہ چھوڑو ہم بھی چلیں تمہارے ساتھ (یہ آیت مندرجہ بالا جنگ خیبر کے وقت نازل ہوئی)

آگے اسی سورۂ فتح میں محمدیوں کو بہت سی لوٹ مار کی بایں الفاظ ترغیب دی ہے - وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ یعنے وعدہ دیا ہے خدا نے تم کو بیشمار لوٹ کا +

جس کی بدولت لاکھوں جاہل غازی مرد بنکر لوٹ مار کو دین محمدی جانکر "جاہدو فی سبیل اللہ" کے شوق سے کمربستہ لوگوں کا ایمان بگاڑنے اور ان کے لڑکے بالے لونڈی غلام اور بالغ اور منکوحہ عورتیں زنا کرنیکے واسطے لوٹ لانے پر دل وجان سے طیار ہوگئے۔ جس کا مفصل حال سورۂ انفال میں درج ہے +

اب ہم وہ آیتیں تبلاتے ہیں جن میں فوجی سپاہیوں کو بیگانی منکوحہ عورتیں واسطے زنا کے دینے کی ترغیب ہے +

سورۂ نساء والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم

ترجمہ اور حرام کی گئی ہیں - اوپر تمہارے شوہردار عورتیں - مگر سوائے اُن کے جن کے مالک تمل ہوئے تمہارے ہاتھ + اس پر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں - "اگر زنے راز دار الحرب اسیر کردند - نکاح وخری او صحیح بود - ہرچند آنجا زوج داشتہ باشد" (صفحہ ۷۷ حاشیہ قرآن)

ابو سعید خدری نقل میکند - کہ در حرب حنین از غنائم او طاس مال بیقیاس باہل جہاد رسید - واز جملہ زنانے شوہر آن ایشان را بحسب ونسب مے شناختیم - بقید اسیرے مار آمدند وچوں حرمت زنان شوہرداران مارا معلوم شدہ بود و در حل وحرمت اسیران متردد گشتیم والبغاں را اگرچہ ملک یمین ما بودند از قبیل محصنات میشمردیم بعد از عرض حال بحضرت رسالت پناہ این آیت نازل شد کہ زنان کفار اگرچہ شوہردارند اما چوں بسبب سبی یمین شمارند - تصرف درایشاں حلال ہست بشرط اخراج ایشاں از دار الحرب بے ازواج ایشاں واین اقوال امام اعظم است - باقی آئمہ بمجرد سبی ایشاں را حلال میدانند" تفسیر حسینی جلد ا صفحہ ۱۰۲

سورۂ احزاب ماملکت ایمانکم

ترجمہ جو عورتیں تم نے لڑائی میں لوٹیں وہ تمہارے پر حلال ہیں -

سورۂ نساء فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنے وثلاث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم +

سلہ جہاد کرنے کے واسطے اہل مدینہ کو بہت ترغیب دیتے رہے - مگر وہ راضی نہ ہوئے - اس کے حاشیہ پر شاہ صاحب فرماتے ہیں "توقف میکند واگر جنگ ودر مقدمہ نفسانی مے شدہ توقف نمے کردند" حاشیہ قرآن صفحہ ۳۸۹

ترجمہ پس نکاح کرو - جو خوش آوے تم کو سب عورتوں سے دو دو تین تین - چار چار - اور اگر جانو کہ عدل نہیں کر سکتے - تو ایک سے نکاح کرو - یا لوٹ کی لونڈیوں سے صحبت کرو۔

تفسیر کشاف میں لکھا ہے - یرید ما ملکت ایمانہم من اللاتی سبین ولہن ازواج فی دار الکفر فہمن حلال لغزاۃ المسلمین وان کن محصنات +

ترجمہ ہاتھوں کے مالک ہو چکنے سے یہ مراد ہے - کہ وہ عورتیں لڑائی میں بندی ہو کر ان کے ہاتھ میں آئی ہوں - پس وہ عورتیں مسلمان غازیوں کے لئے حلال ہیں - اگرچہ وہ شوہر والی ہوں +

تفسیر حسینی سورۂ توبہ میں لکھا ہے - آوردہ اند کہ حضرت رسالت پناہ جند بن قیش را گفت ہل لک فی الجہاد بنی الاصفر تتخذ منہم سراری ووصفا -

سورۂ بقر ان الذین آمنوا والذین ہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمت اللہ +

ترجمہ تحقیق جو ایمان لائے - اور وطن چھوڑے اور جہاد کئے جنہوں نے خدا کے راستہ میں - وہ امیدوار ہیں خدا کی رحمت کے - اس پر شاہ صاحب فرماتے ہیں "بسبب اشتغال بہ جہاد کسب کردن نمے توانند" (حاشیہ قرآن صفحہ ۴۴)

پھر دوسری جگہ حاشیہ قرآن میں فرماتے ہیں - "بعد ازیں خدا تعالیٰ امر مے فرمائید - بہ صبر بر مشقتہائے جہاد وثواب صبر ذکر میکند" (صفحہ ۲۲ حاشیہ)

سورۂ صف تومنون باللہ ورسولہ وتجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر +

ترجمہ ایمان لاؤ خدا اور رسول پر اور جہاد کرو خدا کے رستہ میں مال سے اور جان سے یہ تمہارے کو بہتر ہے +

لوٹ کے مال کی تقسیم +

سورۂ انفال واعلموا انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسٰکین وابن السبیل ان کنتم آمنتم باللہ +

ترجمہ اور جانو کہ جو کچھ لوٹ حاصل ہوئی کافروں سے ہر قسم کی چیز پس پانچواں حصہ اس سے خدا کا ہے - اور پیغمبر کا واسطے رشتہ داروں اور فقیروں اور مسافروں کے - اگر ایمان لایا ہے - تم نے خدا پر +

سورۂ حشر وما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسٰکین وابن السبیل +

ترجمہ جو کچھ مقرر کیا ہے - خدا نے پیغمبر پر گاؤں والوں کی لوٹ کے مال سے پس خدا کیواسطے ہے - اور پیغمبر کیواسطے ہے اور واسطے اُس کے رشتہ داروں کے - اور یتیموں کے واسطے ہے - اور فقیروں اور مسافروں کے -

للفقرا کی تشریح مصنف قرآن خود کرتا ہے - للفقراء المہٰجرین یعنے آن فقیر آں ہجرت کنندہ + اور **خویشاوندان** کی شاہ ولی اللہ صاحب تشریح کرتے ہیں یعنی خویشاوندان پیغمبر را اور **یتیموں اور مسافروں کی تشریح ہم کرتے ہیں** - یعنے مسلمان مسافروں اور مسلمان یتیموں کو +

اس کے علاوہ تفسیر جلالین میں اس کی تشریح اور بھی عمدہ طرح پر کی گئی ہے - "تخصیص بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر معہ فی الآیۃ الثانیۃ الاصناف الاربعۃ علی ماکان یقسمہ من ان بکل منہم خمس الخمس ولہ صلی اللہ علیہ وسلم الباقی یفعل فیہ مایشاء فاعطی منہ المہاجرین وثلاثۃ من الانصار لفقرہم ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری کا ترجمہ"

و وادی القربیٰ زبیح فللہ یا مرفیہ مالیشاء وللرسول والذی صاحب القربیٰ قرابتہ النبی من بنی ہاشم وبنی المطلب والیتمیٰ اطفال المسلمین الذین ہلکت آباؤہم وہم فقراء والمسکین ذوی الحاجۃ من المسلمین وابن السبیل المنقطع فی سفرہ من المسلمین ✦

(جلالین صفحہ ۱۶۲ حیدری بمبئی ۱۲۹۹ء)

سورۂ نور یہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملو الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم

ترجمہ وعدہ دیتا ہے۔ خدا ان کو جو ایمان لائے ہیں۔ اور نیک عمل کرتے ہیں۔ البتہ خدا ان کو خلیفہ یعنی حاکم بناویگا زمین میں۔ جیساکہ حاکم کیا ہے۔ ان کو جو پہلے تھے۔

سورۂ صف یا ایہا الذین آمنوا ہل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم

ترجمہ اے مسلمانوں تحقیق دلالت کرتا ہوں میں تم کو طرف اس سوداگری کے یعنے جہاد کے کہ تم کو چھوڑادے عذاب الیم سے ✦

جو لوگ جہاد کو عقل سے حل کرتے ہیں۔ ان کو شاہ ولی اللہ کہتے ہیں۔ کہ چوں جہاد ہلدر آلہی ہست ہمہ خیریست عقل را در آنجا دخل دادن صحیح نباشد (صفحہ ۹۰ حاشیہ نولکشور)

پھر شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اگر اسلام آرند وہجرت کنند۔ ایشانرا دوست باید گرفت۔ واگر اسلام نیارند مے باید کشت" (صفحہ ۸۷)

پھر شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ "مردم ضعیف الاسلام در اول اسلام کہ جہاد فرض نشدہ بود۔ دعوت اسلام نمودند۔ چوں جہاد فرض ازاں تقاعد کردند۔ واز بعضے کلمات منافقانہ سر بر زد۔ وبعضے با مخالفان ہمرنگ شدہ خلاف مرضی آنحضرت رائے میزدند" (صفحہ ۹۰)

مولویوں کے فضول عذرات کا جواب

بعضے ناواقف اور مباحثہ سے گھبرائے ہوئے مسلمان مستقولی دین کی خرابی کو سمجھ کر تعصب کے سبب سے اُسے چھوڑنا گوارا نکر آیات ذیل دین بالجبر کے مخالف پیش کرتے ہیں۔ جن کو ہم بجنسہ درج کرکے پھر اُن کی تردید سناتے ہیں ✦

آیت اوّل۔ سورۂ بقرہ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

ترجمہ جبر کرنا نہیں ہے واسطے دین کے تحقیق ظاہر ہوگئی ہے۔ ہدایت گمراہی سے

اس کا پہلا جواب شاہ ولی اللہ صاحب کہتے ہیں "حجت اسلام ظاہر شد۔ پس گویا جبر کردن نیست۔ اگرچہ فی الجملہ جبر باشد" (صفحہ ۴۱ حاشیہ قرآن)

دوسرا جواب مفسر حسینی دیتا ہے۔ "گفتہ اند حکم ایں آیت بآیت قتال منسوخ است از تمام قبائل عرب جز دین اسلام قبول نبود۔ اما با دیگراں قتال باید کرد تا جبر قبول کنند۔" (صفحہ ۵۲ بمبئی ۱۲۷۹ھ)

ایسا ہی۔ اتقان میں فاضل جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے۔

جواب سوم خود قرآن بھی اِس آیت کو رد کرتا ہے۔ یا منسوخ۔ کیونکہ تمام محقق مسلمانوں کی منسوخی آیات قرآنی کی بابت یہ رائے ہے ؎

گر ضرورت بود روا باشد — بے ضرورت چنیں خطا باشد

جیساکہ سورۂ البقرہ میں لکھا ہے کتب علیکم القتال وہو کرہ لکم وعسے ان تکرہوا شیئاً وہو خیر لکم ✦

ترجمہ تمہارے پر لازم کیا گیا قتال کرنا۔ اور وہ تمہیں (بموجب اس آیت کے) جبر معلوم ہوتا ہے۔ اور شاید تم اس کو ناخوش رکھتے ہو۔ حالانکہ تمہارے واسطے بہتر ہے۔

جواب چہارم سورۂ انفال میں لکھا ہے۔ قل للذین کفروا ان ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف وان یعودوا فقد مضت سنت الاولین۔ وقاتلوہم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ

ترجمہ کافروں کو کہو۔ کہ اگر باز آویں کفر سے تو معاف ہو ان کو جو ہو چکا۔ اور اگر دوبارہ وہی کریں۔ یعنی کفر تو پڑچکی راہ اگلوں کی اور جنگ قتال کرو کافروں سے یہانتک کہ فتنہ یعنی باقی نہ رہے۔ اور ہو جاوے سب دین اللہ کا ✦

پس صاف ظاہر ہے۔ کہ قرآن جہاد کی عام طور پر اور کھُلم کھُلا تعلیم دیتا ہے ✦

دوسری آیت جس کو مولوی صاحبان دین بالجبر کے خلاف پیش کیا کرتے ہیں۔ یہ ہے۔

سورۂ کفرون لکم دینکم ولی دین

ترجمہ تم کو تمہارا دین۔ اور ہم کو ہمارا دین

اس کا جواب اوّل تفسیر جلالین میں لکھا ہے۔ لکم دینکم الشرک ولی دین الاسلام وہذا قبلی ان یوم بالحرب

ترجمہ تم کو تمہارا سے مراد شرک ہے۔ اور ہم کو ہمارا سے مراد اسلام ہے۔ اور یہ حکم اسلام میں لڑائی اجہاد شروع ہونے سے پہلے کا ہے۔

جواب دوم ایک اور لائق مولوی خود دیتا ہے "ایک وقت یہ تھا۔ کہ لکم دینکم ولی دین کا حکم ہوا۔ اور ایک وقت میں صدائے اقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم نے دلوں میں جوش ڈالا۔ جب کہ ابتدائے اسلام تھا اور غلبہ نہیں تھا۔ تو پہلا حکم ہوا۔ اور جب غلبہ ہوگیا اور شرارت کفار بڑھنے لگی۔ تو دوسرا حکم ہوا"

(تائید اسلام صفحہ ۳۰۹)

جواب سوم قرآن دیتا ہے۔

سورۂ تحریم یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنفقین واغلظ علیہم وماوٰہم جہنم وبئس المصیر

ترجمہ اے پیغمبر جہاد کر کافروں سے۔ اور جہاد کر منافقوں سے اور سختی کرو۔ اُن پر اور جگہ ان کی دوزخ ہے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔

جواب چہارم مولوی حسین واعظ مصنف تفسیر حسینی دیتا ہے۔ کہ "ایں آیت بآیت سیف منسوخ شدہ" (صفحہ ۲۷۳ جلد دوم ۱۲۷۹ء)

اور دیکھو قرآن **سورۂ بقر** یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر

ترجمہ سوال کرتے ہیں۔ تجھ سے ماہ حرام کے بیچ قتال کرنے سے۔ کہو جنگ کرنا اس میں سخت کار ہے ✦

اور دیکھو **سورۂ حج** وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ ہو اجتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج

ترجمہ جہاد کرو خدا کے راستہ میں جہاد کے حق کے مطابق یعنی بلا دریغ اُس نے یعنے خدا نے چنا تم کو اور نہ رہنے دی تمہارے واسطے دین میں کچھ کمی ✦

پس صاف ظاہر ہے۔ کہ جہاد سے ہی دین اسلام کی ترقی ہوئی اور تکمیل

تیسری آیت جس کو ہمارے محمدی بھائی دین بالجبر کے خلاف پیش کرتے ہیں۔ یہ ہے

سورۂ ممتحنہ ان تبروہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین

ترجمہ احسان کرو تم اُن سے اور انصاف کرو طرف انکی تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنیوالوں کو

اس کا جواب باصواب یہ ہے۔ کہ جناب مولوی صاحبان آپ اس آیت کا پہلا حصہ ظاہر فرماتے ہیں۔ مگر اُس کے دوسرے حصہ کو چھپاتے ہیں۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھئے اس میں کیا لکھا ہے۔

ان تولوہم ومن یتولہم فاولٰئک ہم الظلمون۔

ترجمہ منع کرتا ہے۔ تم کو خدا اس سے کہ تم دوستی رکھو ان سے اور جو کوئی دوستی رکھتے ہیں۔ اُن سے پس وہ ظالم ہیں

اور ظالموں کے حق میں مصنف قرآن لعنت کرتا ہے۔ پس کافروں سے احسان کرنیوالے

اور ان سے انصاف کر ہو سلطنت کا م لعون ہوتے ہیں۔ دیکھئے کتنا اخلاق اور انصاف کا خون ہو رہا ہے ۔

اب ہم ایک اور دعوے بھی رد کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ جیساکہ عموماً و خصوصاً مسلمان تحریر کرتے ہیں۔ "ہرقل نے جو سوالات کیئے تھے۔ اُن میں سے چھٹا یہ تھا۔ کوئی اس (محمد صاحب) کے دین سے مرتد ہوتا ہے۔ یا نہیں۔ جواب نہیں"۔
(دولت فاروقی صفحہ ۲۱۲ دہلی)

مگر ہم تفسیر سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ یہ قول مسلمانوں کا بالکل غلط اور سراپا فضول ہے۔ "ابوالحصین نصاری دو پسر قابل داشت ناگاہ ترسائے از شام بہ مدینہ آمد و ایشاں باو مصاحبت نمودند۔ بوجہ فسون و فسانہ وے معزور گشتہ دین ترسائی اختیار کردند۔ و ہمراہ او متوجہ شام شدند" جیساکہ معرکوں اور میدان ہائے جنگ میں مبارزین کی تقویت اور ترغیب کے لئے دانشمند سپہ سالار ہر طرح کی تجاویز عمل میں لاتے ہیں۔ مثلاً باجوں دل افزا تقریروں اور دیگر اسباب سے اُن کے حوصلوں کو بڑھاتے ہیں۔ اور ان کی ہمت کو ابھارتے ہیں۔ ویساہی موقعہ پڑنے پر اور مشکلات کے پیش آنے پر قرآن کریم بھی ایسی تدابیر کو کام میں لاتا ہے۔ اور ٹھیک اہل عرب کے موافق۔ جیسے کہ وہ معرکہ ہائے قتال میں رجز پڑھتے ہیں۔ اور ان رزمیہ اشعار سے تیر و تفنگ سے بڑھکر کام نکالتے ہیں۔ قرآن نے بھی شکستہ دل مسلمانوں کے استظہار اور قوت قلبی کو قوی کرنے کے لئے رجزیہ اشعار کے بجائے پر تاثیر آیات بیان فرمائے ہیں۔ جنہوں نے قوی اور کثیر مخالفین کے مقابلہ میں سیف و سنان کا کام دیا۔ (فصل الخطاب صفحہ ۱۲۸)

قرآن دین کے بڑھانے کی خاطر کافروں مشرکوں۔ مذہب کے مخالفوں سے جنگ کرتا ہے اور زر و دولت کی طمع غلاموں۔ عورتوں کی طمع۔ حکومت کی طمع۔ لوٹ مار کی طمع دلاتا۔ اور حوروں غلمانوں کے ملنے کی ترغیب دیکر جاہل و غریب اعرابیوں کو شہید کراتا۔ اور غازی بناتا ہے۔

قرآن کی بات بات سے دین بالجبر کی شہادت ملتی ہے۔ اور اس کے فقرہ فقرہ سے قتل و جنگ کی بو آتی ہے۔ جہاد کو قرآن تجارت بتلاتا ہے۔ اور لڑکر مر گئے۔ حور و غلمان ملینگی۔ اور اگر فتحیاب ہوئے۔ لوگوں کی بے شمار عورتیں اور لڑکے اور لونڈیاں بدفعلی اور خدمت اور حرامخوری کیوا سطے موجود ہونگے۔

محمدیوں کی لڑائی کی وجہ خالد نے اپنی سپاہ سے بیان کی ہے "کہ تم روم کی تمام فوج کو دیکھتے ہو۔ تم اُن سے بچکر جا نہیں سکتے۔ مگر جب تمہاری فتح ہوگی۔ سارے شام کا ملک تمہاری تابعداری کریگا۔ پس تم کو چاہیئے۔ کہ شوق سے اور واسطے مذہب کے لڑو"۔ (دولت فاروقی صفحہ ۲۲۰ محراب سوم رکن اوّل)

جو جو چیزیں اعرابیوں کو چاہیئے تھیں۔ وہی وہی خدا نے بپاس خاطر اعرابیوں کے سب جنت میں موجود کریں۔ کہیں بھی کوئی ہندوستان یا چین یا کابل یا فرنگستان۔ یا کافرستان کا خاص میوہ وہاں (بہشت میں) نہیں رکھا۔ غالباً اُسے معلوم نہیں تھا۔ عرب کو پانی کی ضرورت تھی۔ دودھ کی ضرورت تھی۔ اور شراب کی ضرورت تھی۔ سب بہشت میں موجود کردیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ ہندوستانیوں کے لئے کیا کیا؟ قرآن خاموش ہے۔ ؎

رسولے چنیں و خدائے چنان　　جہاں چوں بگیرد قرار وداں

(ایں حاشیہ آئیۃ ومن یتولہم فاولئک ہم الظلمون است کہ در صفحہ ماقبل گذشتہ است) یکے از یہودیان آوردہ اند وبجا پیش وے آمد باحضرت رسالت پناہ گفت کہ من دین اسلام راشوم گرفتم مہرا امالکن حضرت فرمود آں اسلام لایقال یہودی مرتد شد وایں آئیۃ فرود آمد کہ ہرکہ از دین برگشت زیاں کرد در دنیا کہ بر او نرسید وزیاں دارد در آخرت
(تفسیر حسینی در سورۃ حج صفحہ ۲۸ و ۲۵ جلد ۲)

باب دوم حدیث سے

ہم نے باب اوّل میں۔ شہادت آیات قرآنی نہایت اختصار کے ساتھ جہاد مسلمانی کا ثبوت دیا ہے۔ اگرچہ وہ راستی پسند اور محقق مزاجوں کیلئے کافی و وافی ہے قرآن سراپا ایسی ہدایات سے بھرا ہے۔ اور محمد صاحب کا مرتے دم تک ورد رہا ہے۔ خلفا راشدین بھی اسی کے پیرو رہے۔ اور تمام سپہ سالاران فوج سے یہی ارشاد ہوتے رہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

حدیث الجنۃ تحت ظلال السیوف

ترجمہ۔ بہشت نیچے سایہ تلواروں کے ہے

اور اس بات کو صرف محمد صاحب نے فرمایا ہی نہیں۔ بلکہ عمل بھی کیا جس سے کوئی باتمیز مورخ انکار نہیں کرسکتا۔ صحاح ستہ میں جو محمدی مذہب کی احادیث کا ذخیرہ ہے خاص کر ایک باب بھی جہاد کے نام سے موسوم ہے۔ اور اس کی حلت و حرمت ہر ایک محمدی محسن کو معلوم ہے۔

ہم صرف زبانی ہی نہیں بلکہ ان کتابوں کی اصل عبارت لکھکر مستند ترجموں سے شہادت لاوینگے۔ اور باحسن الوجوہ ثابت کرکے تجاہل عارفانہ کرنے والے مہربانوں کو دکھلادینگے کہ احادیث صحیحہ میں آں حضرت کیا فرماتے ہیں۔ اور آپ ان کے برخلاف ہوکر سبک کو کیا الٹا سمجھاتے ہیں۔

باب سوم تاریخ سے

ہمارے ناظرین بانمکین پر مخفی نہ رہے کہ تاریخی تحقیقات سے پہلے یہ دریافت کرنا ضروری ہے کہ آیا اسلام آج تک کن کن ممالک میں پھیلا تھا۔ اور کہاں کہاں اب موجود ہے۔ اور کسطرح پھیلا۔ اور کسطرح مفقود ہوا۔ جب تک یہ بات ظاہر نہ ہو۔ ساری تحقیقات خام کہلائیگی۔

پس نہایت واجب ہے کہ ہم پہلے اسکی مفصّل کیفیت عرض کریں۔
واضح ہو کہ اسلام تیرہ سال کے عرصہ میں ممالک ذیل میں پھیلا تھا۔

نمبر شمار	نام براعظم	نام ملک جس میں اسلام پھیلا ہے	کیفیت	نمبر شمار	نام براعظم	نام ملک جس میں اسلام پھیلا ہے	کیفیت
۱	ایشیا	عرب	محمدی آریہ۔ بدو	۷	یورپ	پرتگال	اب محمدی مذہب بالکل نہیں رہا. تمام عیسائی ہوگئے ہیں۔
۲	"	روم	محمدی یہودی عیسائی				
۳	"	فارس	محمدی پارسی آریہ				
۴	"	افغانستان	افغان کافر آریہ				
۵	"	بلوچستان	بلوچ۔ آریہ	۸	"	اسپین یا ہسپانیہ	اب محمدی مذہب بالکل نہیں رہا۔ تمام عیسائی ہوگئے ہیں
۶	"	ہندوستان	آریہ مسلمان جینی عیسائی بھیل گونڈ سنتھال				
				۹	افریقہ	مصر و شمال	محمدی جینی یہودی عیسائی آریہ
				۱۰		مراکو	محمدی عیسائی یہودی حبشی

؎ یہ حدیث فتوح الشام جلد ا صفحہ ۹ و ۲۶۳۔ نول کشور ۱۲۸۲ھ پر درج ہے

سوائے ان ممالک کے اور جگہ اسلام کا پتہ نہیں ملتا - ان میں سے ملک اسپین اور پرتگال ہیں اب اسلام کا نام ونشان نہیں رہا - سوائے مسجدوں کے پرانے کھنڈروں کے اور کوئی علامت باقی نہیں ہے - اب ان دونوں ملکوں کے باشندے بالکل عیسائی ہو گئے - محمدی مذہب سے قطعی تائب ہیں - حالانکہ کئی سو برس تک مسلمان رہے

پس ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان ممالک میں سے ہر ایک کی بابت تاریخی شہادت سے ذکر کریں - کہ وے لوگ کسطرح سے مسلمان ہوئے -

آنریبل سید احمد خاں صاحب فرماتے ہیں - کہ جب کسی ملک کے فتح کرنیکے لئے لشکر بھیجا جاتا تھا - تو اس لشکر کے سردار کو جو احکام دیے جاتے تھے - اُن میں امور مفصلہ ذیل پر نہایت تاکید کی جاتی ہے -

نمبر ۱ کوئی عورت اور لڑکا اور بڈھا اور ضعیف نہ مارا جائے

نمبر ۲ کسی کا ناک کان نہ کاٹا جائے

نمبر ۳ عبادت کرنیوالے گوشہ نشین قتل نہ کئے جاویں اور ان کے عبادت خانے کھودے نہ جاویں

نمبر ۴ کوئی درخت پھلدار نہ کاٹا جائے -

نمبر ۵ کوئی عمارت اور آبادی ویران نہ کیجاوے

نمبر ۶ کسی جانور - بکری - اونٹ وغیرہ کی کوچیں نہ کاٹی جاویں

نمبر ۷ کوئی کام بغیر صلاح ومشورہ کے نہ ہووے

نمبر ۸ ہر ایک کے ساتھ طریقہ انصاف وعدل برتا جاوے - کسی پر ظلم وجبر نہ کیا جاوے

نمبر ۹ جو عہد وپیمان غیر مذاہب والوں سے کیا جاوے - وہ ٹھیک وفا کیا جاوے

نمبر ۱۰ جو لوگ اطاعت قبول کریں - اور جزیہ دیں ان کے جان ومال مسلمانوں کے جان ومال کے برابر سمجھے جاویں - اور ان کے دشمنوں سے ان کی حفاظت کی جاوے اور تمام معاملوں میں ان کے احکام مثل مسلمانوں کے تصور کیئے جاویں

نمبر ۱۱ جب تک اسلام کے قبول کرنے کی دعوت نہ کی گئی ہو - دفعتاً نہ لڑنا چاہیئے -

(دیکھو تہذیب الاخلاق جلد نمبر ۱ صفحہ ۵۰ سنہ ۱۲۸۷ھ)

عرب کس طرح مسلمان ہوا

خود حضرت محمدؐ کے زمانہ میں عرب والوں سے مفصلہ ذیل مشہور جنگ ہوئے ہیں - جن میں ہزاروں لاکھوں آدمی تہ تیغ ہوئے - صدہا عورتیں لونڈیاں بنائی گئیں اور ہزاروں شتر وبکری لوٹے گئے ہزاروں کے گھر تباہ ہوئے - اور جب لوٹ سے کافی سرمایہ جمع ہو گیا - تو پھر انعام واکرام ملنے لگے - مال مفت دل بیرحم پر عمل درآمد کیا گیا - جو ساتھ شریک ہو جاتا وہ غریب چرواہوں کے حق میں گویا بھیڑیا ہو جاتا تھا - ہم اس موقعہ پر مفصل حال لکھنے سے پہلے عرب کے ایک مشہور ومعروف آدمی ابوسفیان کے مسلمان ہونے کا حال درج کرتے ہیں ٭

جب محمدؐ نے مکہ کے فتح کرنے پر فوج کشی کی تو عباس وابوسفیان جو قریش کے مخبر تھے گشت کرتے ہوئے باہم ملے ابوسفیان کو عباس نے کہا - کہ اب سب مارے جاؤ گے اُس نے علاج پوچھا - عباس اس کو اسلام میں لاتے کے بہانہ پر امان دینے کا وعدہ کر کے محمدؐ کے پاس لے گیا - حضرت عمر مارنے کے واسطے دوڑے - رات کو اسکو حفاظت یعنی (حوالات) میں رکھا گیا - صبح کو حاضر لایا - محمد صاحب نے کہا کہ اب تک وہ وقت نہیں آیا کہ تو کہے کہ خدا وحدہ لاشریک ہے - اور سوائے اس کے کوئی معبود لایق پرستش کے نہیں اور میں نبی حق - ابوسفیان نے کہا کہ ماں باپ میرے آپ پر فدا ہوں کیا حلیمی وکریمی

لہ عورتیں ماتحت نہیں - مگر ان بیگانی عورتوں سے زنا جماع ...... بیشک کرو یہ سب بغیر نکاح کے بھی جائز ہے - خاوند سے جدا کر لو - بھیڑ بکری کی طرح بیچ ڈالو - حیوانوں کی طرح ان کے تمام اعضا برہنہ کر کے دیکھو - لڑکوں کو غلام بناؤ ...... کے واسطے فروخت کرو - صفت رحم کے واسطے تو بڈھا کافی ہے - دولت بیٹے - بیٹی - جورو سب چھین لو - بڈھے پر رحم کرو - جزاینکہ اتقد بڈھے کے جبراً مسلمان نہ بنانے کا باعث ہم جانتے ہیں - کہ ایک تو وہ شادی کر کے بیٹے بیٹی پیدا نہیں کر سکتا - دوم جہاد نہیں کر سکتا - پس بعد اسلام سے معذور ہے -

سہ بتخانہ - گرجے - آتش کدہ یہودیوں کے مکان توڑے گئے - مسمار کیئے گئے - گرائے گئے - پوجاری - برہمن - پادری - یہودی - کاہن - پارسی - سب تباہ غلام اور بیدین کئے گئے - کیا حضرت ابھی کسر ہے - کہ تباہ نہیں ہو لیے - کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ باز کشی (دیکھو فتوح المصر صفحہ ۴۷۶ و ۴۶۲ و ۵۱۲ مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۶ء)

سہ قرآن سورۃ حشر میں اس کے خلاف لکھا ہے - ماقطعتم من لینۃ او ترکتموھا قائمۃ علیٰ اصولہا فباذن اللہ ولیخزی الفٰسقین - ترجمہ آنچہ بریدید از درختاں خرما یا گذاشتید آنرا استادہ بر بیخ خودش - پس بفرمان خدا بود و تا خوار کنند بدکاران را - اسی آیت پر فاضل شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں - کہ قطع درخت میوہ دار وقت جہاد جائز است - وترک آں نیز (دیکھو صفحہ ۵۱۳) اسی پر تفسیر جلالین میں لکھا ہے - ما قطعتم یا مسلمین من لینۃ نخلۃ او ترکتموھا قائمۃ علیٰ اصولہا فباذن اللہ ای خیرکم فی ذالک ولیخزی بالاذن فی القطع الفٰسقین الیہود فی اعتراضہم بان قطع الشجر الشمر (دیکھو تفسیر مذکور حیدری پریس بمبئی صفحہ ۷۲۱ سنہ ۱۲۹۱ھ اور مفتاح التواریخ صفحہ ۶۴ ذکر اورنگ زیب حصہ اول ۱۸۸۳ء)

۵ مکان مندر - گرجے - شہر برباد کئے - اور جلائے گئے - مگر افسوس کہ آپ چشم پوشی کرتے ہیں ٭

۶ کوچیں بھی کاٹی گئی ہیں - گھوڑوں کی - اور ہاتھیوں کی سونڈ بھی کاٹی گئی ہیں - مگر خیر کوچیں کا لوہا علاقہ کا ڈھوب جسم کا حکم ہے - آفریں اور یہ ہمت مردانہ تو ٭

---

۹۹ یہ بات بالکل باطل ہے - کیونکہ ایسا لکھا ہے - کہ جو کوئی اسلام سے انکار کرے اور ریاست اسلام نہ رہنا چاہے تو اسکے واسطے یہ شرائط ہیں جو لیوینگے ہم اس سے جزیہ فی کس امد لڑکے بالغ سے چار دینار - اور منظور کرینگے ہم تیرہ تجرو شرطیں کہ قبول کرو گے تم انکو اور شرائط یہ ہونگی - کہ سوار ہو کسی جانور پر - اور نہ بلند اور اونچے کرو تم اپنے گھروں کو مسلمانوں کے گھروں پر - اور نہ بلند کرو تم اپنی آوازوں کو مسلمانوں پر - اور نہ بناؤ تم اسلام میں کوئی کلیسا اور نہ کوئی دیر اور نہ تازہ کرو اس چیز کو جو پرانی ہو گئی - سو بات تمہاری دین اور شریعت سے اور طاقت رکھو مسلمانوں سے ساتھ عاجزی اور فروتنی کے اور جلدی کرو تم واسطے امراء اُن کی حاجتوں کے اور اس چیز کے جو چاہیں - وہ اپنی بہتری حال کیواسطے اور تعظیم کرو تم اسلام اور اسکے لوگوں کی اور جو کوئی گناہ تم میں سے تو حد جاری کرینگے - ہم اس پر اور جو پھر جائیگا ہمارے عہد اور قول سے تو مار ڈالینگے ہم اسکو باندھو تم زناروں کو اپنی کمروں سے واسطے اظہار اپنے دین ومرشناخت اپنی عبادت کے - اور نہ بجاؤ تم ناقوس کو اور نہ بلند کرو صلیب کو - اور نہ دعوت اور غلبہ چاہو - درمیان مسلمانوں کے ساتھ کسی وجہ کی اپنے دین اور کفر کی باتوں سے اور جب نماز پڑھو تم اپنے کنبوں میں تو نہ بلند کرو تم اپنی آوازوں کو اپنی انجیل کے پڑھنے میں (دیکھو فتوح المصر صفحہ ۴۹۶ مطبوعہ نولکشور ۱۸۶۶ء)

سہ اول اسلام کی دعوت پھر قتل - اگر نہ مانے تو دیکھئے صاحب یہ بات موجود ہے - جسکے چھپانیکو کوشش کی یعنی یہ کہ اول صرف کہہ دو کہ مسلمان بنجاؤ - اگر وہ انکار کریں پس مار ڈالو نتیجہ اس کا صاف ظاہر ہے کہ یا مسلمان بناؤ یا قتل کرو تیسری طرح کا تو کوئی علاج نہیں ہے - اسی حکم کے مطابق مختلف ممالک میں لاکھوں آدمی بیگناہ گمراہ اور شہید کیئے گئے - فتوحات مصر والشام والعجم اس کے شاہد ہیں جس نے مفصل دیکھنا ہو خود دیکھ لے - اور ہم بھی اسی مضمون میں جا بجا شہادتیں پیش کرینگے ٭

آپ کی ہے۔ کہ عوض اُن گستاخیوں اور بے ادبیوں کے جو مجھ سے وقوع میں آئیں۔ یہ عنایت میرے حال پر ہے۔ واقعی کوئی معبود لائق پرستش سوائے خدا وحدہ لاشریک کے نہیں۔ مگر تصدیق نبوت میں تامل کیا۔ عباس نے کہا۔ کہ زبان بہ تصدیق نبوت کھول ورنہ خیر نہیں۔ ابوسفیان نے چار و ناچار تصدیق نبوت کی۔ اور مشرف باسلام ہوا۔ تب عباس نے خدمت اقدس نبوی میں عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ابوسفیان جاہ و شرف کو دوست رکھتا ہے۔ اسکو کسی مرتبہ سے مخصوص کرو۔ کہ درمیان فریقین کے اُسکی عزت اور امتیاز ہو۔ آپ نے (محمد نے) اسکو اس حکم سے عزت بخشی کہ جو کوئی گھر ابوسفیان میں داخل ہو۔ وہ امن پانیوالا ہے۔ القصہ رخصت لیکر جانب مکہ روانہ ہوا عباس مناسب وقت دیکھکر اور جناب نبوی سے مشورہ لیکر ابوسفیان کے پیچھے گئے۔ وہ ڈرا عباس نے کہا مت ڈر۔ غرضیکہ حضرت عباس نے ابوسفیان کو کنارہ رستہ پر کھڑا کیا۔ تاکہ سب لشکر اسلام کو دیکھ لے۔ اور رعب اس پر ہو جائے۔ تاکہ پھر مرتد نہ ہووے جبکہ لشکر اسلام ابوسفیان کے سامنے سے نکل گیا۔ لوگوں نے کہا۔ جلد جا۔ اور قریش کو خوف دلا کر اور سمجھا کر حلقہ اسلام میں لا۔ تاکہ جانیں ان کی مرگ سے امان پاویں۔ ابوسفیان جلد تر جانب مکہ روانہ ہوا۔ (دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۳۵۴ و ۳۵۵ سنہ ۱۲۸۱ھ اور ایسا ہی ذکر کتاب سیرت الرسل و تفسیر حسینی جلد ۱ سورۃ توبہ صفحہ ۲۰۷ میں ہے۔)

جس قدر خونریزی اور لوٹ مار سے اہل عرب مسلمان ہوئے ہیں۔ اگر ان کی مفصل فہرست لکھی جاوے تو ایک دفتر چاہیئے بنا براں ہم اختصار پر نظر رکھ کر اصل حال عرض کرتے ہیں۔

(۱) غزوہ ودان (۲) غزوہ بواط (۳) غزوہ العشیرہ (۴) غزوہ بدر اولے (۵) جنگ بدر (۶) غزوہ الکدر (۷) غزوہ الانمار (۸) غزوہ بحران (۹) غزوہ سویق (۱۰) غزوہ احد (۱۱) غزوہ حمراء الاسد (۱۲) غزوہ ذات الرقاع (۱۳) غزوہ بدر الموعد (۱۴) غزوہ دومۃ الجندل (۱۵) غزوہ بنی مصطلق (۱۶) غزوہ بنی نضیر (۱۷) غزوہ خندق (۱۸) غزوہ بنو لحیان (۱۹) غزوہ ذو قرد (۲۰) غزوہ فتح مکہ (۲۱) غزوہ ہوازن (۲۲) غزوہ اوطاس (۲۳) غزوہ طایف (۲۴) غزوہ بنی قینقاع (۲۵) غزوہ بنی نضیر (۲۶) غزوہ بنی قریظہ (۲۷) غزوہ تبوک

ان ۲۷ مشہور غزوات کے سوا اور بہت سے حملہ و جنگ ہوئے ہیں۔ جنکی کل تعداد ۸۰ کے قریب پہنچتی ہے۔ اس قسم کے صدہا مقابلہ و مجادلہ کے بعد جان کے مارے پڑ جانے کے خوف سے بزدل اعرابی مسلمان بن گئے۔ اور زور آور بہادر شیر دل اعرابی جیسے ابوالحکم علیہ الرحمۃ وغیرہ شہید ہو گئے۔

حصار حموص کی جنگ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت علی نے حضرت محمد سے پوچھا۔ کہ کب تک قتل سے ہاتھ نہ اُٹھاؤں۔ محمد نے کہا۔ کہ جب تک کہ اشہدان لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ نہ کہیں تب تک قتل کر۔ (دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۲۴۳ سطر ۱۵ و ۱۶ سنہ ۱۲۸۱ھ)

غزوہ بنی قریظہ کی بابت لکھا ہے۔ کہ سعد بن معاذ نے رسول کو کہا کہ اس بدذات قوم یہودی کا قصہ تمام کرو۔ غرضیکہ قابل جنگ لوگ مارے گئے۔ اور باقی قید کئے گئے۔ چنانچہ کئی سو آدمی قریظی مدینہ میں لاکر قتل کیا گیا۔ (دیکھو مولوی نور الدین صاحب کی فصل الخطاب صفحہ ۱۵۹)

صلح فدک کی بابت لکھا ہے۔ کہ محیصہ بن مسعود حسب ہدایت حبیب رب الودود وہاں تشریف لے گئے۔ اور اس قوم کو پیام دعوت اسلام کر کے پیغام جہاد دیا۔ مگر انہوں نے پیغام صلح دیا۔ اور نہ لڑنے کو باہر میدان میں نکلے۔ (دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۲۸۴ سنہ ۱۲۸۱ھ)

محمد صاحب کے مرنے کے بعد جو تقریر قبل از خلافت حضرت ابوبکر کے سعد بن عبادہ (جو اصحابہ کبیر میں سے تھا) نے روبرو صدہا لوگوں مسلمانوں کے کی ہے۔ اس سے سارا حال عرب کے اسلام میں لانیکا ظاہر ہوتا ہے۔

"سعد بن عبادہ نے بعد ستائش و گزارش ایزد متعال کہا کہ اے گروہ انصار تم خوب رازدار ہو۔ کہ تمکو سب گروہ اسلام پر فضیلت ہے۔ کیونکہ محمد اپنی قوم میں بعد بعثت کے دس برس سے زیادہ رہا۔ اور سب سے استمداد چاہی۔ اور دین متین کو ظاہر کرتا رہا۔ مگر سوا چند آدمیوں کے کسی نے التفات نہ کی۔ اور کوئی اس وقت مصیبت میں ساتھی نہ ہوا۔ مگر تھوڑے دن مدینہ میں سکونت پذیر ہونے اور ہماری جانفشانی کرنے سے خداوند تعالیٰ کی یہ عنایت ہوئی۔ کہ دین اسلام کو وہ ترقی ہوئی۔ کہ تم دیکھتے ہو۔ گویا اب یہ ملت محسود ملل ہے۔ کیسے کیسے عرب سرکش حلقہ بگوش و سرفروش ہوئے۔

پس خلاصہ سخن یہی ہے۔ کہ تمہاری تن خشانی اور جانفشانی کے سوائے اس کے اور کیا نتیجہ ہوگا۔ کہ اب اس دین اسلام عزا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قضا کی۔ امور خلافت و ریاست تمہارے قبضہ میں رہنے چاہئیں۔ سب انصار نے کہا۔ کہ حق اے سعد جو تونے کہا۔ اور سوا تیرے انصار میں کوئی اشرف و افضل نہیں۔ ہم نے تجھکو اپنا سردار گردانا۔ اور تم سے بیعت کرتے ہیں۔ تجھ سے زیادہ بہتر و مہتر کوئی نہیں۔ کہ شائستہ امر خلافت ہو۔ اگر مہاجر اس بارہ میں کچھ اختلاف و مضایقہ کرینگے۔ تو ہم ان سے کہینگے۔ کہ اچھا امیری تمہارے خاندان میں ہی سہی۔ اور ہمارے خاندان میں بھی سہی"

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۳۰۲ سنہ ۱۲۸۱ھ)

محمد صاحب نے لوگوں سے وعدہ کیا تھا۔ کہ خزائن قیصر و کسریٰ بذریعہ غنیمت تمہارے حصہ میں آوینگے۔ مسلمان ہو جاؤ۔ پس لوگ اسی نیت سے مسلمان ہوتے تھے۔ چنانچہ اکثر مرتبہ اس وقت کے مسلمان روگردان و پشیمان ہوتے رہے۔

(مفصل دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۳۴۲ سنہ ۱۲۸۱ھ)

"غزوہ بدر کبرے میں سعد وغیرہ مسلمانوں نے محمد صاحب کو یہ رائے دی کہ تیرے لئے ایک تخت گاہ محفوظ علیحدہ مقرر کریں۔ اور اسباب ضروری اس مامن میں رکھدیں۔ اور ہم مشغول محاربہ ہوں۔ اگر ہم غالب آویں۔ تو فہو المراد ورنہ بصورت عکس قضیہ تو اپنے بادپا پر سوار ہو کر اپنے تئیں داخل مدینہ کرنا۔ آں حضرت نے سعد کی رائے پسند کی۔ اور دعا خیر دی۔ بموجب اشارات اصحاب سعادت انتساب ترتیب دار الامن میں مصروف ہوئے اور کانٹا ٹانا میں جیاد مترقب کیا۔"

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۲۰۵ سنہ ۱۲۸۱ھ دہلی)

غنیمت کے مال بانٹنے پر ہمیشہ جھگڑے ہی رہتے تھے۔ اور اسی لوٹ کے مال کی خاطر پہلے لوگ مسلمان ہوتے تھے اور اسی کی ترغیب سے مختلف وقتوں میں مسلمان ہوتے رہے

(دیکھو صفحہ ۲۱۰ تاریخ انبیاء)

---

۱ یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ ۲ بواط ایک پہاڑی کا نام ہے۔ ۳ عشیرہ ایک گاؤں کا نام ہے۔ ۴ بدر نام ایک چاہ کا ہے۔ ۵ یہ بھی اسی چاہ کا نام ہے ۶ یہ ایک چشمہ کا نام ہے۔ ۸ یہ حملہ نجد کی طرف ہوا تھا۔ ۹ سویق ستو کو کہتے ہیں۔ اس لڑائی میں صرف ستو لوٹ میں آئے تھے ۱۰ احد ایک پہاڑ کا نام ہے۔ مدینہ سے ۲ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ ۱۱ یہ جگہ مدینہ سے ۸ میل کے فاصلہ پر ہے ۱۲ یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ کہ زمین وہاں کی سفید و سیاہ ہے۔ ۱۳ نام مقام کا ہے ۱۴ یہ ایک مقام ہے مدینہ سے ۱۵ و ۱۶ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ ۱۵ نام قبیلہ کا ہے۔ ۱۶ نام قبیلہ کا ہے ۱۸ نام ایک قوم کا ہے ۲۳ نام ایک قلعہ کا ہے ۲۴ نام ایک یہودی قبیلہ کا ہے۔ ۲۶ نام ایک یہودی قبیلہ کا ہے ۲۵ ایک مقام کا ہے۔

ہجری کے سال دویم میں بے گناہ یہودیوں کا مال و اسباب لوٹا - اور ان کو مدینہ سے نکال دیا - چنانچہ لکھا ہے - کہ "تمام اِلی و منال اُس فرقہ مداخل کا مسلمانوں کے ہاتھ آیا - اور حسب قاعدہ مقررہ بعد مجرائے خمس تقسیم ہوگیا"

(دیکھو صفحہ ۲۱۲ تاریخ انبیاء)

سال سویم ہجری میں کعب بن اشرف فصیح و بلیغ شاعر کو صرف قریش کا شاعر ہونیکی غرض وجرم میں حضرت محمد صاحب نے ایک حیلہ سوچکر ابونائلہ و مسلمہ وغیرہ کے ہاتھوں سے قتل کرڈالا - اور ابو رافع بن ابی الحقیق کو جاں نثاران نبوت نے بیگناہ قتل کر ڈالا"

(دیکھو صفحہ ۲۲۳ تاریخ انبیاء ۱۲۸۱ھ)

جنگ احد کے ذکر میں لکھا ہے - کہ جناب سرور کائنات کی پاسبانی میں چند مہاجر والنصار نے مبالغہ کیا - اس لڑائی میں بھی قریشیوں نے اتفاق کیا تھا - اس میں اکثر اصحاب رسول و چار مہاجر اور چھیاسٹھ انصار میدان کارزار میں مارے گئے - محمد صاحب گڑھے میں گر پڑے پاؤں میں خراش آیا - لرزہ جاری ہوگیا - بڑی مشکل سے طلحہ نے اندر اتر کر کاندھے پر چڑھایا اور علی نے آہستہ آہستہ ہاتھ پکڑ کر باہر کھینچا - اور جسوقت سرور کائنات باہر نکلے - تو حضرت کو مجروح دیکھا - اور دندان مبارک کو شہید پایا - زخموں سے خون جاری تھا - عام تشویش پھیل گئی تھی - کہ محمد صاحب مرگئے - امیر حمزہ وغیرہ مارے گئے - قریش کی عورتوں نے ان کے ناک کان کاٹ لئے -

(صفحہ ۲۱۰ و ۲۱۷ تاریخ انبیاء ۱۲۸۱ء)

اگر خدا کرتا - کہ وہ ذراسی اور ہمت کرتیں - محمدی اسلام کا نام و نشان نہ رہتا - مگر افسوس کہ سستی کی - داناؤں نے سچ کہا ہے - کار امروز بفردا مفگن

حضرت کے مرنے پر بڑا اختلاف اور بغض و عناد تمام عرب میں پھیلا - ہر ایک گروہ رسالت کا طالب تھا - اور دوسرے کا مخالف

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۳۷۱ سے ۳۷۳ تک)

رسالہ معجزات میں لکھا ہے - کہ بعد وفات حضرت بہت قبائل عرب مرتد ہو گئے -

سورۃ المائدہ یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین و یجاہدون فی سبیل اللہ

اس پر تفسیر جلالین میں لکھا ہے - " بالفک والادغام یرجع الی الکفر اخبار ایاہم اللہ تعالی و قوعہ و قد ارتد جماعۃ بعد موت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدلہم قال صلی اللہ علیہ وسلم ہم قوم ہذا و اشار الی ابی موسی الاشعری رواہ الحاکم فی صحیحہ عاطفین علی المومنین شد علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ

دیکھو صفحہ ۵۳ جلد اول)

اور حاشیہ قرآن پر لکھا ہے - "ایں در زمان حضرت ابوبکر صدیق متحقق شد - مہاجران والنصار و تابعان ایشان با مرتدان جہاد کردند - (صفحہ حاشیہ ۱۱۰ ترجمہ شاہ ولی اللہ)

اسی پر تفسیر حسینی والے نے لکھا ہے - کہ بعد از وفات حضرت رسالت پناہ تمام عرب مرتد شدند الا اہل مکہ و مدینہ و عبد القیس از لغزان و بو نخ از دادن زکوٰۃ باز ایستادند - و جمع بر مسیلمہ کذاب و طلحہ اسدی و سجاح کاہنہ جمع شدند - و بر کذب ایشاں اعتراف کردند"

۱؎ اس کا ترجمہ یہ ہے - اے مومنان ہر کہ از شما بر گردد از دین خود - پس خواہد آورد خدا گروہے را دوست میدارد ایشاں را و ایشاں دوست میدارند - او را متواضع اند برائے مومنان و درشت خوی اند برکافراں - جہاد میکنند در راہ خدا -

اور صحیحین میں ابوعبیدہ سے مروی ہے - کہ جسوقت وفات محمد کی خبر مکہ میں پہنچی - اکثر اہل مکہ نے چاہا - کہ محمدی اسلام سے منحرف ہوویں - چنانچہ الکتاب عامل مکہ کئی روز تک خوف کے مارے گھر سے نہ نکلا

پھر لکھا ہے - کہ محمد کے مرنے پر جو لوگ اسلام سے پھر گئے - وہ بھی تلوار سے مغلوب کئے گئے +

آخر کار یہ فساد بڑھتے بڑھتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ خلافت علی کے وقت میں طلحہ و زبیر و عائشہ زوجہ محمد صاحب و معاویہ علیہ الرحمۃ والی ملک شام کا حضرت و دیگر مسلمانوں کے ساتھ جنگ ہوا بی بی عائشہ نے طلحہ کی ترغیب و صلاح و الفت سے جنگ کیا - سب شام کے مسلمان علی کے مارنے پر مستعد تھے - جس میں حضرت علی معہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار فوج کے اور حضرت معاویہ وغیرہ بھی معہ لشکر کثیر کے کنارہ فرات پر جنگ کرنے آئے - چھ ماہ لڑائی ہوتی رہی - ستر ہزار آدمی علی کی طرف کے اور ایک لاکھ بیس ہزار معاویہ کی طرف سے مسلمان مارے گئے - معاویہ نے صلح کا پیغام بھیجا علی نے نامنظور کیا - تا آنکہ جنگ لیلۃ الہریر واقع ہوئی - اس جنگ میں طرفین کے اور ۳۶ ہزار آدمی مارے گئے - آخر کار ۱۲۰۰۰۰ + ۷۰۰۰۰ + ۳۶۰۰۰ کل ۲۲۶۰۰۰ دو لاکھ چھبیس ہزار مسلمانوں کے قتل کے بعد صلح ہوئی - ابن ملجم مصری مومن ایماندار نے کمال محبت سے ایک عورت کے نکاح کی عوض علی کو مار ڈالا - اس قطامہ نام ایماندار مومنہ نے اپنے مہر میں علی کا قتل لکھوایا تھا - اس طرح عرب میں دین اسلام پھیلا - اور کم ہوا +

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۴۴۵ و ۴۴۴ ۱۲۸۱ھ دہلی)

یہی معاویہ و علی کے جنگ کی آتش مدت تک شعلہ زن رہی اور اسی کا آخری نتیجہ یہ تھا - کہ حسن و حسین فرزندان علی و یزید ابن معاویہ میں امامت کا جھگڑا ہوا - اور بیشمار مسلمان طرفین کے قتل ہوئے +

(دیکھو جنگ نامہ حامد)

جو لوگ مسلمان ہوتے تھے - ان کو مال و اولاد واپس ملتا تھا - قتل سے بچ جاتے تھے - اسواسطے اکثر قبیلہ عرب جب لڑتے لڑتے خون کی ندیاں بہاتے بہاتے تنگ آگئے - مجبوراً مسلمان ہوگئے - چنانچہ لکھا ہے "غزوہ۵ طائف میں بعد فتح کے ایک جماعت ہوازن نے اسلام قبول کیا - اور آپ نے بمقتضائے عطوفت جبلی مال اور انکی اولاد کو واپس دیا - پھر مالک بن عطاف کہ سردار قوم لشکر کفار حنین و طائف تھا - عاجز ہوکر مشرف باسلام ہوا - سو شتر معہ اہل و عیال ان کو انعام عطا فرمائے - اور ان کو اوپر طائف کے عامل کیا"

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۳۶۰ ۱۲۸۱ھ)

ذکر سال نہم میں لکھا ہے - کہ گروہ کے گروہ قبائل عرب کے شوکت و ترقی اسلام دیکھکر شرف اندوز اسلام ہوئے یہاں تک کہ نام اس سال کا سنۃ الوفود کہتے ہیں - (تاریخ انبیاء ۱۲۸۱ھ)

"پھر لکھا ہے - کہ الغرض علی التواتر فتح پر فتح نصیب اولیاء دین محمدی کے ہوئیں - اور گروہا گروہ مخلوق اہل شرک و بدعت سرگردان و پریشان وادی ادبار

۵؎ غزاۃ جنگ با دشمن دین غازی با دشمن دین کارزار کنندہ و جہاد و مجاہدہ کارزار کردن با دشمنان در راہ خدا ہے (منتہی الارب ربع الاول والثالث صفحہ ۴۱۴ و ۲۱۵ مطبع سرکاری لاہور ۱۲۸۱ء)

و انکسار کے ہو گئے۔ و رحلقہ اطاعت اسلام میں داخل ہو کر رسوم کفر و بدعت کو بھول گئے
تاریخ انبیا، صفحہ ۳۸۹ و ۳۹۰

اب تک غلامی کا دستور عرب میں ہے۔ اور وہ حضرت کے وقت سے جاری ہے۔ لونڈی اور غلام جسطرح کہ مکہ میں اور خواجہ سرا ے بنائے جاتے ہیں۔ اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بلکہ روضہ مطہرہ رسول اسلام پر خواجہ سراؤں کا یقین ہے۔ نہایت قابل افسوس و عبرت نما جاتا ہے۔ کہ دین اسلام میں جبر کرنا جائز نہیں

ایک لائق اور قابل قدر مورخ لکھتا ہے۔ کہ عرب والے نوح کی اولاد سے نہیں ہیں۔ بلکہ سام پسر کرشن جی کی اولاد سے ہیں۔ اور اسیواسطے وہ سامی کہلاتے ہیں دوارکا سے خارج ہو جانیکے بعد سام جی عرب میں معہ اپنے رشتہ داروں و ملازموں کے گئے اور اسی روز سے عرب آباد ہوا۔ ورنہ پہلے اس سے وہاں آبادی نہیں تھی۔ اور عرب نقد سنسکرت کا ہے۔ (یعنے آریہ ہ) (آریوں کا رستہ) ملک مصر کو آریوں کے جانیکا رستہ اور یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے۔ عرب کا انگریزی نام اریبیہ کے دیکھنے سے۔ پس درحقیقت اہل عرب سام جی پسر کرشن جی کی اولاد ہیں۔

روم کس طرح مسلمان ہوا۔

جس طرح ہم نے عرب کی بابت تواریخ معتبرہ کی شہادت سے ثابت کیا ہے کہ وہ کس طرح جور و ظلم سے مجبور ہو کر مسلمان ہوا۔ اور کس قدر لوٹ کھسوٹ سے دین محمدی کس غرض سے پھیلایا گیا۔ وہی حال بعینہ روم و شام کا ہے۔ چنانچہ مفصل حال اس فتوح الشام میں مندرج ہے۔ اور درحقیقت وہ دیکھنے کے لائق اور دین اسلام کی قدر جاننے کیواسطے عمدہ کتاب ہے۔

"معاذ بن جبل نے جو ابوعبیدہ کی طرف سے سفیر بن کر گیا تھا۔ بطارقہ حاکم روم کو کہا کہ یا تو ایمان لاؤ۔ قرآن و محمد پر یا ہمیں جزیہ دو۔ ورنہ اس نزاع کا فیصلہ شمشیر کریگی۔ ہوشیار رہو"

(دیکھو تاریخ انبیا صفحہ ۳۱۳ سنہ ۱۲۸۱ھ)

پھر لکھا ہے۔ ابوعبیدہ نے جو عرضی امیرالمومنین عمر کو لکھی۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ شکر اسلام اطراف و جوانب کو اس واسطے روانہ کیا ہے۔ کہ ہر طرف جاؤ۔ جو دین قبول لیں انکو امان دو۔ اور جو دین متین نہ قبول کریں ان کو تیغ بیدریغ کا رزق کرو ✦ (صفحہ ۱۰۰ تاریخ انبیا سنہ ۱۲۸۱ھ)

حضرت ابوبکر نے اسامہ کو سپہ سالار مقرر کر کے بالشکر جرار غزا و جہاد کیواسطے شام کے ملک میں بھیجا۔ اس نے وہاں جاکر وہ قلع و قمع کیا۔ کہ تمام کفار کا ناک میں دم کیا۔ اور گھبرا کر اپنے مواطن و مساکن کو چھوڑ بھاگے اور مارتا دھاڑتا وہاں تک جا پہنچا۔ اس حالی کی مخلوق سے بدلالیا۔ اور پھر سالم و غانم بہت سا اسباب غنیمت لیکر خدمت خلیفہ رسول میں حاضر ہوا۔ اس وقت اہل بغض و عناد کی کمر ٹوٹ گئی۔ کیونکہ ان ملحدوں کا گمان تھا۔ کہ اب اسلام میں بندوبست نہ رہیگا۔ اور اس قدر قوت نہ ہوگی کہ جہاد کر سکیں

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۳۷۶ و ۳۷۷ سنہ ۱۲۸۱ھ)

شام کی فتح کیواسطے جو خطوط بطلب اہل مکہ معظمہ کے واسطے جہاد کے حضرت ابوبکر صدیق نے لکھے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ اے جہاد دعدو ہم والشام (دیکھو صفحہ ۱۳ جلد اول فتوح الشام مطبوعہ نولکشور سنہ ۱۲۸۶ھ)

پھر وہی فاضل مورخ لوٹ کا بہت سا مال ہاتھ آنیکا ذکر کر کے لکھتا ہے کہ یزید بن ابی سفیان و ربیعہ بن عامر سرداران لشکر نے کہ مناسب ہے۔ کہ سب مال جو رومیوں سے ہاتھ لگا ہے۔ حضرت صدیق کے حضور میں بھیجا جاوے۔ تاکہ مسلمان اس کو دیکھکر قصد جہاد رومیوں کا کریں"

(فتوح الشام جلد اول صفحہ ۱۳ سنہ ۱۲۸۶ھ)

"حضرت ابوبکر صدیق بروقت روانگی ملک شام کے یہ وصیت عمرو بن العاص کو کرتے تھے۔ کہ ڈرتے رہو خدا سے اور اس کی راہ میں جہاد اور کفاروں کو قتل کرو۔

(جلد اول فتوح الشام صفحہ ۱۶)

"ایک جنگ میں ملک شام چھ سو قیدی پکڑے آئے۔ عمرو بن العاص نے ان پر دین اسلام پیش کیا۔ پس کوئی ان میں سے مسلمان نہ ہوا۔ پھر حکم ہوا کہ ان کی گردنیں ماری جائیں"

(جلد اول فتوح الشام صفحہ ۲۵ نولکشور)

دمشق کے محاصرے کے جنگ میں لکھا ہے۔ پھر خالد بن ولید نے کلوجس و عزرائیل کو اپنے سامنے بلاکر ان پر اسلام عرض کیا۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ پس بموجب حکم خالد بن ولید کے ضرار بن الازور نے عزرائیل کو اور رافع بن عمرۃ الطائی نے کلوجس کو قتل کیا"

(فتوح الشام جلد اول صفحہ ۵۲ نولکشور)

کتاب کا زمانہ تزک حصہ اول مطبوعہ دہلی میں لکھا ہے۔ کہ تین سو سال تک بحکم سلطان روم ہر سال ایکہزار عیسائیوں کا بچہ جبراً جان نثاری فوج میں بھرتی کر کے مسلمان کیا جاتا تھا۔ اور ان کو عیسائیوں کے قتل اور جنگ پر آمادہ کیا جاتا تھا۔ اور صرف یہاں تک ہی صبر نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ عیسائیوں کے نہایت خوبصورت بچے ہزاروں ہر سال غلمان بنائے جاتے تھے اور ان سے رومی دیندار مسلمان خلاف وضع فطری کے مرتکب ہوتے تھے۔ اور جوان ہو کر انہیں غازیوں کے گروہ میں شامل کیا جاتا تھا۔ کہ بہشت کے وارث ہوں۔ المختصر (مفصل دیکھو اصل کتاب) جسطرح خلفائے کے وقت میں جبراً گرجے گرائے جاتے تھے۔ و برباد کئے جاتے تھے۔ اسی طرح شاہ روم نے بھی ظلم و ستم سے گرجاؤں کو مسجد بنا دیا ✦

فارس (ایران) کس طرح مسلمان ہوا

اس کا حال روضۃ الصفا جلد دوم و کتاب سند التواریخ میں لکھا ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ عمر نے بعد خلیفہ ہونے کے لشکر عرب کو یہ حکم دیکر ایران میں بھیجا کہ اگر اس ملک کے لوگ خوشی سے دین محمدی قبول کریں تو بہتر۔ نہیں تو ان سے محاربہ و مقابلہ کر کے انہیں بزور شمشیر قرآن کا معتقد اور محمد کا تابع کرو جبکہ ایرانیوں نے دین اسلام قبول کرنے سے انکار کیا۔ تو لشکر عرب نے لڑائی شروع کر کے تین بار ایران کی سپاہ سے شکست کھائی۔ مگر چوتھی بار ان پر غالب ہو کر دریائے فرات کے گرد نواح کے ملک پر دخل کیا۔ اس کے بعد شہریار کا بیٹا یزدجرد کہ خسرو پرویز کے نواسوں اور سامانیہ بادشاہوں میں سے آخری بادشاہ تھا۔ ایران کے تخت پر بیٹھا۔ اس وقت سعد ابن وقاص نے جو عرب کے لشکر کا سردار تھا۔ (گویا ایرانیوں کو محمدی بنانے کا ٹھیکہ دار تھا) یزدجرد کے پاس ایلچی بھیجا۔ تاکہ اسے دین محمدی قبول کراوے ورنہ اگر وہ قبول نہ کرے۔ تو لڑائی کرے۔ لیکن یزدجرد نے اس کی بات نہ مانی۔ بلکہ خفا ہو کر لڑائی کی طیاری کا حکم دیا۔ اور بہت سی سپاہ جمع کر کے مقابلہ کیا۔ یہ میدان جنگ مقام قادسیہ پر ہوا۔ جب فریقین کے مقابلہ کے بعد لشکر ایران نے شکست کھائی تو کاویانی درفش عربوں کے ہاتھ پڑا۔ اور پھر اکیسویں سال ہجری میں شہر ہمدان کے پاس نہاوند کے میدان میں دوبارہ لشکر عرب نے سپاہ ایران کو شکست دیکر

سارے ایران پر قبضہ کر لیا - اور یزدجرد بھاگ کر مرو کے پاس ایک آسیابان کے ہاتھ سے مارا گیا - اور اسی طرح تمام ایران خلفاء کے تخت حکومت میں آگیا - اور دو سو برس عربوں نے اس ملک میں حکومت کی - اکثر ایرانیوں نے خلفاء اور اُن کے ڈر سے محمدی مذہب قبول کیا - اور جنہوں نے قبول نہ کیا - وہ عربوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے - یا وطن سے نکل کر بلوچستان - افغانستان - ہندوستان کی طرف گئے چنانچہ ان کی نسل اب تک ان ملکوں میں باقی اور زردشتی طریق میں ہو کر گبر کہلاتے ہیں

خلاصہ سب کا یہ ہے - کہ ایرانیوں نے خدانخواستہ کچھ اس سبب سے دین محمدی قبول نہیں کیا - کہ اس طریق میں تعلیم پاکر اور قرآن کے مطلب اور معنی سمجھ کر یا سوچ کر دریافت کیا ہو - کہ قرآن زردشتی مذہب پر (معاذاللہ) غالب ہے - بلکہ یہ بات صرف لشکر عرب کے زور و ظلم سے ظہور میں آئی (از طریق الحیات فصل ۲ صفحہ ۷۰)

پھر لکھا ہے - "امیر المؤمنین - سعید بن العاص را قائم المقام گردانید و رہمہ سال بطرف طبرستان رفت امیر المؤمنین - حسن حسین علیہ السلام نیز دراں یورش تشریف داشتند - واز میامن قدوم حسنات لزوم ایشاں ولایت جرجان کہ دار الملک استر آباد است - مفتوح شد - و عوض صلح مردم جرجان دو لیست ہزار دینار تسلیم کردند - و اسلام آوردہ خانہ خویش آرد گردانیدند" (تاریخ فرشتہ صفحہ ۱۰ ذکر ظہور اسلام)

عربی زبان کے مشہور و معروف فاضل ڈاکٹر لائٹنر صاحب فرماتے ہیں "حضرت عمر ۶۳۲ء میں خلیفہ ہوئے (کسرای) نوشیروان کے ایوان کو خراب کیا - اور کتابخانوں کو جلایا - اور پانی میں ڈبویا - اور یہی حال سکندریہ کا کیا (سنین الاسلام حصہ اوّل)

پھر ایک لائق مورخ مولوی ذکاء اللہ صاحب فرماتے ہیں "پارسی بمبئی میں کثرت سے رہتے ہیں - اُن کے یہاں آباد ہونیکا سبب یہ ہے - کہ ساتویں صدی میں جب ایران میں اہل اسلام کا تسلط ہوا - اور ساسانیوں کا خاندان تہ و بالا ہوا - تو یہ خوف کے مارے ادھر بھاگ آئے - وہ اپنی ہی رسم و آئین کے پابند بدستور چلے جاتے ہیں" (تاریخ ہند حصہ اول فصل ۲ صفحہ ۸)

پھر ایک اور تاریخ میں جو بلحاظ تحقیقات کے بہت زیادہ معتبر ہے لکھا ہے خلیفہ عمر نے ایران کی نعمتوں کو سب اہل لشکر کو یاد کرا کر کہا کہ یہ نعمت و غنیمت ہاتھ نہ آئیگی - جب تک کہ سفر کو اوپر حضر کے اور محنت کو اوپر راحت کے مقدم اور اختیار نہ کرو گے مناسب ہے - کہ تم تساہل کو روا نہ رکھو اور جہاد و غزا کو مستلزم حصول مرادات دارین سمجھو - چنانچہ ابو عبیدہ کو سپہ سالار کر کے ایک کثیر فوج بنا بر فتح ایران روانہ کی (دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۴۱۱)

جاپان نام ایک بہادر ایرانی جب مقابلہ میں گرا - اور منذر اس کا سر کاٹنے لگا تب اس نے (ڈر کے مارے) کلمہ پڑھا - کہ میں مسلمان ہوں - چنانچہ وہ زمرہ اہل اسلام میں داخل ہوا - اور بڑا مرتبہ پایا (دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۴۱۲)

یزدجرد بادشاہ ایران کی شکست کا حال لکھتے ہوئے ایک مسلمان مورخ لکھتا ہے - کہ یزدجرد کی فوج کے سردار کو (جو اسوقت سپہ سالار تھا -) ایک معاش نجومی نے گمراہ کر دیا - جس سے وہ بزدل ہو گیا - اور یہی بات عربوں کی فتح کی باعث ہوئی - (دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۴۱۸)

مصر و قراکو وغیرہ کس طرح مسلمان ہوئے

عربی کے فاضل اور تواریخ عرب کے ماہر لائق ڈاکٹر لائٹنر صاحب فرماتے ہیں "حضرت عمر کی خلافت کے ۶۴۳ء میں ابو بکر عمر ابن العصا نے حملہ کیا - شہر سکندریہ فتح ہوا - اور لوٹا گیا کتب خانہ وہاں کا ہیزم کی جگہ جلایا گیا - اس جگہ پہلا کتب خانہ جو بادشاہان ٹالومیز نے مرتب کیا تھا - وہ تو آگے ہی قیصر روم کے حکم سے جلایا گیا تھا - اس کے بعد یہ کتب خانہ طیار ہوا تھا - وہ حضرت عمر کے حکم سے جلایا گیا -

(دیکھو سنین الاسلام حصہ دوم ۱۸۷۶ء صفحہ ۸۰)

محمد صاحب کے ایک خط میں جو بنام مقوقس بن رابیل حاکم اور بادشاہ مصر اور سکندریہ کے لکھا گیا تھا - یہ عبارت ہے "والا نذار مقاتلہ الکفار حتی یدینوا الناس بدینی و یدخلوا فی ملتی (یعنی خدا نے مجھے حکم کیا ہے - ڈرانے اور لڑائی کا کفار سے یہاں تک کہ ڈر آویں وہ لوگ میرے دین میں اور داخل ہوں میرے مذہب میں" (دیکھو فتوح المصر مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۶ھ صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۵)

پھر لکھا ہے - "کہ حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے - کہ الحرب خدعۃ - یعنی لڑائی الغرام باقی ہے - ساتھ فریب کے" (دیکھو فتوح المصر صفحہ ۴۲۵ نولکشور ۱۲۸۶ھ)

عمرو بن العاص نے بادشاہ مصر کے سامنے بیان کیا - کہ اللہ تعالیٰ نے تائید کی ہماری بہ سبب تلوار کے اور اسی تلوار کے سبب سے ذلیل کیا ہم نے مشرکین کو (دیکھو فتوح المصر ۱۲۸۶ھ صفحہ ۴۲۵)

صدہا باشندگان مصر بیگناہ سوئے ہوئے قتل کئے گئے - اور کچھ ان میں سے قید کر لئے گئے - اُن کی بابت لکھا ہے - "بعد اس کے عرض کیا - ان پر اسلام کو مگر سبھوں نے انکار کیا - پس ماری گئیں گردنیں ان کی" (دیکھو تاریخ فتوح المصر ۴۶۳ و ۴۶۴)

پولیس قس عیسائی پر عرض کیا اسلام پس انکار کیا - اور کہا کہ بھاگا میں شام سے مصر میں - پر ڈال دیا مجھکو مسیح نے تمہارے ہاتھوں میں - نہیں شک کرتا ہوں میں کہ مسیح مسلم ہیں - اور میں کافر ہوں - تمہارے دین کے ساتھ پس ماری خالد نے گردن اُس کی (فتوح المصر ۱۲۸۶ھ صفحہ ۴۶۷)

تیرہ سو مرد قبطی قید کئے گئے - جن میں سے حکم ہوا - کہ جو اسلام قبول کرے - اسے رہائی دو - ورنہ سب کو مار ڈالو - چنانچہ عرض کیا - اسلام کو اُن پر خالد نے - پس انکار کی اکثروں نے - اور جس نے اسلام قبول کیا - چھوڑ دیا خالد نے اسکو اور نیکی کی ساتھ اس کے - اور جس نے انکار کیا - اسلام سے حکم کیا خالد نے اسکی گردن مارنیکا (از فتوح المصر صفحہ ۴۹۵ ۱۲۸۶ھ)

اسی تاریخ میں اکثر جگہ لکھا ہے "کہ جب یوں قتل شروع کیا - اور لوگوں کی جورو دختر وغیرہ چھننے لگے - تو بخوف قتل اور امید رہائی کے ہزاروں لوگ مسلمان ہو گئے - (مفصل دیکھو فتوح المصر صفحہ ۴۸۲ و ۵۱۲)

اور اگر کوئی مفصل حال - مکاری - فریب - دروغگوئی سپہ سالاران لشکر محمدیہ کی دیکھنا چاہئے - تو دیکھے (فتوح المصر کے صفحات ۴۲۲ و ۴۲۷ و ۴۴۳ و ۴۴۶ و ۴۷۰ و ۴۷۱)

بلوچستان کس طرح مسلمان ہوا

محمود ۹۹۶ء میں تخت پر بیٹھا - اور ۱۰۲۹ء میں مرگیا - مطابق سنہ ۴۲۰ھ کے چنانچہ لکھا ہے -

"درہمیں ایام خبر رسید کہ مردم قیرات (قلات) و ناردین کہ از ممالک سرحد ہندوستان است - قلادہ مسلمانی درگردن نینداختہ اند و سر از اطاعت و انقیاد شریعت محمدی پیچیدہ بیشتر بت پرست اند - سلطان محمود لشکر جمع آوردہ از قسم درسو و گرد آہنگر و سنگ تراش جمع کثیر ہمراہ گرفتہ روبآں دیار نہاد و بخت قصد قیرات کردہ از مسفرات

ساخت۔ وظاہرا قرات جائے ہست سروما بین ہند و ترکستان میوہ بسیار دارد۔ وچوں حاکم آنجا اطاعت کردہ مع متوطنان آں دیار اسلام آوردہ۔ وسلطان حاجب علی بن ارسلان جاذب را بہ تسخیر تاردین فرستاد۔ او رفتہ آنجا را مفتوح گردانید۔ چنانچہ بردہ و مواشی بسیار بدست افتاد۔ وچوں بتخانہ بزرگ راکہ در آنجا بود شکستند سنگے منقر و منقش از آنجا بیروں آمد کہ باعتقاد ایشاں از بنائے آں چہل ہزار سال شدہ بود۔ سلطان بعد آنجا رفتہ قلعہ ساخت" (دیکھو تاریخ فرشتہ ذکر سلطان محمود مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۱ء صفحہ ۳۱ سطر ۱۲ سے ۱۷ تک)

بتائید رائے کرنل ٹاڈ صاحب کے کچھ شک معلوم نہیں ہوتا ہے۔ کہ بلوچستان کے اکثر فرقے ان جادوؤں کی نسل سے ہیں جو دوارکا کی آپس کی لڑائی کے بعد سندھ پار چلے گئے تھے۔ گوت بلوچوں کا سمیجہ کہلاتا ہے۔ اور اس گوت کی وجہ تسمیہ کی نسبت قیاس کیا گیا ہے کہ جب یہ لوگ ہندو (آریہ) تھے تو باعث ہونے اولاد سام پسر سری کرشن کے سامی (یا سام جا) کہلاتے تھے۔ یا خود سری کرشن کی نسل میں ہونے کے سبب سے یہ گوت مشہور ہوا۔ کیونکہ سری کرشن جی کا ایک نام سیام (یا سام) بھی ہے (دیکھو تاریخ بلند شہر مطبوعہ ۱۸۶۶ء وصفحہ ۳۸۵ و ۳۸۷)

پھر لکھا ہے۔ "حجاج بن یوسف از قبل ولید بن عبد الملک حاکم عراقین بلکہ ملک ایران و توران بود در صدد تسخیر بلاد ہندوستان شدہ نخست محمد ہارون را در اوائل سنہ ۹۶ با سپاہ پرتہور بولایت مکران فرستاد۔ او ہمانجا رسیدہ آں مملکت را بحوزہ تصرف آوردہ بسیارے از ساکنان اند ایرکہ بلوچاں باز آں طائفہ اند بشرف اسلام مشرف گشتہ رعایا باداے مال دیوانی پرداختہ و رواج اسلام دراں طرف ازاں تاریخ بہم رسید۔" (تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۱۱ مقابلہ ہشتم نولکشور)

افغانستان کس طرح مسلمان ہوا۔

اگرچہ اس کا مفصل حال کسی ایک تاریخ میں ہم کو نہیں ملا۔ مگر جتنا موجودہ تاریخوں سے پتہ مل سکا۔ وہ ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں +

محمد قاسم فرشتہ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے۔ "لشکر غور و بادغیش بہ کابل فرستادہ اہالی آنجا را جبراً و قہراً مطیع و منقاد گردانید۔" (جلد اوّل صفحہ ۱۷)

پس ظاہر ہے۔ کہ یہ لوگ بھی قرآن کو فصاحت میں لاثانی جان اور محمد صاحب کو نبی گردان کر مسلمان نہیں ہوئے۔ بلکہ بزور شمشیر مسلمان بنائے گئے +

مامون رشید نے جب اس ملک میں چڑھائی کی جو ۲۱۲ھ کا ذکر ہے۔ اس کی بابت مولوی محمد شبلی صاحب پروفیسر محمڈن کالج فرماتے ہیں۔ کہ مامون نے لشکر جرار اس ملک کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا۔ چنانچہ اسی لشکر جرار کے خوف سے بمقابلہ تباہ ہونے کے والئے کابل مسلمان ہوا (مفصل دیکھو ہیروز آف اسلام جلد دوم)

اور اسی نواح کا ایک اور حاکم بھی اس کی تلوار کے ڈر سے مسلمان ہوا۔ اور اس کا بت مکہ میں صفا و مروہ کے درمیان ڈلوایا گیا۔ (ہیروز آف اسلام)

انریبل الفنسٹن صاحب سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ کہ قوم جادو سندھ کے پار بعد مرنے کرشن کے جا رہی تھی۔ (از تاریخ ہندوستان)

افغان لفظ بھی اصل میں سنسکرت کا ہے۔ اپ گان یعنی بے قاعدہ ہے۔ راگ جن کا یا جو قوم علم موسیقی سے محروم ہے اور یہ بات زیادہ تشریح کی محتاج نہیں غنیمت لکھتا ہے۔ ؎

سگ اف افغاں زاغاں عالم گرفتند　حریفاں نام شاں افغاں گرفتند

علاوہ بریں ابھی تک افغانستان میں ہزاروں جگہ ان کے پہلے مذہب کی علامتیں موجود ہیں۔ سوات اور بونیر کے پہاڑوں کی غاروں میں کئی طرح کی مورتیں نکلتی ہیں۔ جو ساری کی ساری ہندوؤں کے دیوتاؤں کی تصویروں سے مشابہ ہیں۔ کابل سے کئی میل اس طرف ہتنحاک وغیرہ مقامات میں اور ایسی ہی تخت باہی اور رجال گڑھی میں بھی ہندو مذہب کے ہزاروں نشان ابھی تک موجود ہیں۔ اور ان کے لباس بھی پرانے آریوں سے ملتے ہیں۔ بے تعصب مؤرخین نے جہاں تک پٹھانوں کی بابت تحقیقات کر کے صحیح نتائج نکالے ہیں۔ وہ تمام تر ہمارے بیان کے شاہد اور ہمارے منشاء کے مطابق ہیں۔ مہا بھارت کے زمانہ سے راجہ بھوج کے زمانہ تک ہندوؤں اور ان کا دھرم واحد تھا +

چنانچہ کرنیل ٹاڈ صاحب بہت یقین سے قوم جادو کی بابت لکھتے ہیں۔ کہ اقوام افغان اصل میں یہودی نہ تھے۔ یادو تھے۔ اس بحث کو کرنیل صاحب نے بہت قابلیت کے ساتھ لکھکر ثابت کیا ہے۔ کہ ان کا یہودی ہونا بالکل غلط ہے۔ اور ان کی رائے اور تحقیقات کی مطابقت اس قوم کی روایتوں سے بخوبی ہوتی ہے۔ مشہور ہے۔ کہ (دوارکا کے تباہ ہونے کے بعد) کرشن کی اولاد نے سندھ ندی کی دونوں طرف چند نئی نئی ریاستیں قایم کیں۔ اور انہیں جادوؤں کے راجہ گج۔ دائے پتیرہ نے اپنا راج پچھم کی طرف بڑھایا۔ اور قلعہ گجنی جو اب غزنی لکھا جاتا ہے۔ تعمیر کرایا۔ ایک دفعہ روم و خراسان کے بادشاہوں نے متفق ہو کر گجنی پر حملہ کیا۔ اس لڑائی میں راجہ گج مارا گیا۔ لیکن اس کا بیٹا سالباہن بچکر پنجاب کو چلا آیا۔ اور اس نے پنجاب میں سلبا پور۔ یا سلوان کوٹ (جسے اب سیالکوٹ[1] کہتے ہیں) آباد کیا۔ اور چند سال کے بعد پھر گجنی پر دخل ہو گیا چنانچہ عرب سے مسلمانوں کی آمد تک انہی کے ورثا افغانستان میں حکمرانی کرتے رہے

کہتے ہیں۔ کہ مغلوں کی قوم چغتا یعنی چغتائی کا مورث چگیتو نبیرہ سالباہن تھا۔ آٹھویں یا نویں صدی عیسوی میں جادو پنجاب سے نکالے گئے۔ تب انہوں نے لکھی جنگل میں پناہ لیکر اوّل شہر تنوٹ پھر دیروال پھر جیسلمیر اسی جنگل میں آباد کئے۔ زوال کے دنوں میں بہتیرے جادو جاٹ کہلانے لگے۔ بلکہ ہو گئے۔ اور بہتیرے اور قوموں میں مل گئے۔ جو خالص رہے۔ وہ بھی جادو کہلانے لگے +

(دیکھو تاریخ راجستان میں حالات جیسلمیر)

"چند سال ہوئے جبکہ فوج انگریزی کی مہم ستانہ پر ہوئی تھی۔ انہیں ایام میں نائب رائے کرنیل ٹاڈ صاحب کے تحقیق ہوا تھا۔ کہ علاقہ یوسف زئی میں پٹھانوں کی ایک قوم اب تک جدوں (جادوں) کہلاتی ہے۔ اور اس کی قدیم روایتوں کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اصل میں جادو تھے۔ کسی زمانہ میں گجرات سے آکر یہاں آباد ہو گئے" + (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۳۱ و ۳۳۲)

نوٹ۔ نامہ نگار کو کئی سال تک بہنگام ملازمت سرکاری پٹھانوں کے درمیان رہنا پڑا۔ برسوں کی تحقیقات سے یہی ظاہر ہوا کہ وہ لوگ اصل میں جادو تھے یوسف زئی کے علاقہ سے اوپر غیر علاقہ ہے۔ اور اس پتہ کا نام جدوں یا گدوں ہے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ وہاں کے دیہات یا مقامات کے نام اب تک سنسکرت اور آریہ زبان کے معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے پانی گھاٹ۔ کاٹ لنگ۔ سواتھ۔ بونیر یا بھونیر تیراہ۔ یم رودہ یا جم رودہ۔ مہمند۔ یا مہا مند۔ چترال۔

[1] بلوچستان میں شہر کوئٹہ کا بھی اصلی نام سیالکوٹ ہے۔ جو غالباً سالباہن کا بنا کردہ ہے۔ اب غلط العام سے کوئٹہ ہو گیا ہے۔ اور اسی طرح بلوچستان کے تمام شہروں کے نام سنسکرت کے ہیں +

قلعہ سینارام - پشاور کے علاقہ کا اصلی نام قصبہ بگرام - اوڈی گرام - بدھ بیر متھرہ اوتم ابلاش یا اوتما بلاق - کھٹک یا خطک یا کھٹکا - گرڈھی گوجر گرڑھی وغیرہ - پس درحقیقت پٹھان جادو (یادوں) کے خاندان سے ہیں - اور کافرستان میں سے جو کہ کابل - کشمیر - چترال - تاتار کے درمیان سینکڑوں میل کا ملک ہے - اب وہ جادو نسی لوگ رہتے ہیں - پس یہ سارے لوگ جبراً و قہراً مسلمان ہو کر اپنے ست دھرم سے ہٹا کر محمدی بنائے گئے +

جادو سے جاٹ کہلانیکا یہ سبب معلوم ہوتا ہے - کہ جادوں نے (جو راجپوت تھے) کھیتی باڑی شروع کی - اور آوارہ گردی اور ودیا کے نہ پڑھنے کے سبب اصلیت بھول گئے - د - ت - آریہ ورت کی اکثر زبانوں کے اندر بدلتا ہے - اور فارسی میں بھی سنسکرت کی جات کا زاد - ذات بنجاتا ہے - پس بعض سرحدی ملکوں میں جہاں جادو کے تھوڑے گھر ہوئے اور جالوں کے زیادہ تو جادو سے جاتو اور جالو سے جالو بنا اور بہت جلد جاٹ ہو گیا +

اس کے سوائے ہماری رائے میں قوم جاٹ اصل میں جادو ہیں - اصل میں یہ شبد یادو تھا - یادو سے جادو بنا - جیسے آریہ سے آرج - بعد اس کے غلط العام سے جاڈو اور جات ہو کر جاٹ ہو گیا - اور انہیں لوگوں نے جزیرہ جٹ لینڈ وغیرہ آباد کئے - اکثر مقامات پر اسی جادو قوم کے نشانات ملتے ہیں +

ہندوستان کس طرح مسلمان ہوا

مولوی ذکاء اللہ صاحب پروفیسر فرماتے ہیں - "یہ اصلی مسلمان کل مسلمانوں سے جو اس ملک میں آباد ہیں - آدھے ہونگے - باقی آدھے ایسے ہی مسلمان ہیں جو ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں - مردم شماری سرکاری سے معلوم ہوتا ہے - کہ ہندوستان میں چار کروڑ دس لاکھ مسلمان رہتے ہیں - ان میں سے زیادہ ایسے ہیں - جو ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں - گو اسلام نے ان کے عقاید کو بدل دیا - مگر ان کے رسم و رواج کو نہ بدل سکا - گو وہ آپس میں مل جل کھانے پینے لگے - مگر شادی بیاہ میں اب تک گوت بچاتے ہیں - کھانے پینے میں بھی انگریزوں کے ساتھ ایسا پرہیز کرتے ہیں - جیسے ہندو - غرض اسلام کا اثر ہندوؤں پر ایسا نہیں ہوا جیسا کہ ہندوؤں کا اثر اسلام پر ہوا +

(دیکھو تاریخ ہند حصہ اول فصل دوم صفحہ ۹)

اب ہم بتلاتے ہیں - کہ اتنے جو مسلمان ہیں - یہ کسطرح مسلمان ہوئے ہیں اور کب سے ہوئے ہیں - اور سب سے پہلا مسلمان اس ملک میں کون ہے +

ملک ہندوستان میں سب سے **اوّل مسلمان** - باپا راجپوت والی چتوڑ نے ۷۵۰ء میں کھمات کے حاکم سلیم کی لڑکی سے شادی کر لی اور مسلمان ہوا - مگر مسلمان ہو کر مارے شرمندگی کے خراسان چلا گیا - پھر نہ آیا - اس کا ہندو بیٹا تخت پر بیٹھا -

(دیکھو آئینہ تاریخ نما صفحہ ۶ ۱۸۸۱ء)

۸۱۲ء میں خلیفہ ماموں رشید نے بڑے لشکر کے ساتھ ہندوستان پر چڑھائی کی - باپا کا پوتا جو اسوقت چتوڑ کا حاکم تھا - نام اس کا راجہ کھمان تھا اس سے اور ماموں سے چوبیس لڑائیاں ہوئیں - لیکن آخر کار ماموں شکست کھا کر ہندوستان سے بھاگ گیا - (صفحہ ۶ آئینہ تاریخ نما ۱۸۸۱ء اور دیکھو مفتاح التواریخ صفحہ ۵ ۱۸۸۳ء طبع ثالث حصہ اوّل)

ہندوستان کا **دوسرا مسلمان** راجہ سکھپال نام محمود کے ہاتھ بسبب طمع حکومت کے مسلمان ہوا - مگر لکھا ہے کہ جب محمود بلخ کی طرف گیا - تو اس نے پھر ہندو بن کر اس کی اطاعت سے سر پھیرا - محمود نے ۱۰۰۸ء میں اسے پکڑ کر جنم بھر کے لئے قلعہ میں قید کر دیا +

(صفحہ ۱۹ آئینہ تاریخ نما ۱۸۸۱ء اور مفتاح التواریخ صفحہ ۹ ۱۸۸۳ء حصہ اوّل)

اب ہم محمود کے ہندوستان پر آنے کی وجہ بتلاتے ہیں +

لیتھبرج صاحب فرماتے ہیں - کہ "محمود کا ہند کی دولت پر تو دانت تھا ہی - مگر ساتھ ہی یہ بھی آرزو تھی کہ بڑے بڑے بانکے راجپوتوں کو تلوار کے زور سے دین اسلام میں داخل کرے - اور اس کا سبب زیادہ تر یہ ہوا کہ خلیفہ بغداد نے اس کے مذہبی جوش کو دیکھ کر ایک گراں بہا خلعت اس کے پاس بھیجا اور امین الملت و یمین الدولہ کا خطاب دیا تھا - پس محمود نے یہ عہد کر لیا - کہ دین اسلام کے پھیلانے کے لئے ہر سال ہندوستان پر حملہ کرونگا - (دیکھو مختصر تواریخ ہند ۱۸۸۶ء لاہور صفحہ ۴۸ ، اور (تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۶)

پھر لکھا ہے "دوسرے مذہب والوں کو زبردستی مسلمان بنا لینا - یہ اس مذہب والوں کے نزدیک ان دنوں نام پیدا کرنے کے لئے ایسی بڑی بات تھی - کہ محمود سا حوصلہ دار اس عجیب بے نظیر ملک کو چھوڑ کر کب کسی دوسرے ملک پر دل چلاتا بھلا - امرت پھل چھوڑ کر وہ کب اندراین کھاتا -

(صفحہ ۰ آئینہ تاریخ نما ۱۸۸۱ء)

تاریخ بمبئی میں لکھا ہے - "محمود نے گنگا کے کنارے ایک ہزار کے قریب مندر توڑے اور اپنے سپاہیوں کو لوٹنے اور قیدی لینے کی اجازت دی جس نے جدھر راہ پائی بھاگ گئے - سب بیوہ اور یتیموں کی طرح پریشان ہوئے جو نکل کر نہ جا سکے - قید کئے گئے +

(صفحہ ۱۱ - آئینہ تاریخ نما ۱۸۸۱ء)

پھر لکھا ہے - "سنہ ایکہزار عیسوی میں محمود نے ہندوؤں پر جہاد کیا - اور بارہ دفعہ ہندوستان پر آیا +

(تواریخ ہندوستان صفحہ ۱۶)

پھر لکھا ہے - محمود کی غرض ان حملوں میں جہاد کرنے اور ملک کی دولت لوٹنے سے تھی" (صفحہ ۸ مفتاح التواریخ ۱۸۸۳ء)

متھرا کے شہر میں شاہ محمود شمشیر پکڑ کر گھس گیا - اور بتوں کو پائمال و مسمار کیا - طلائی و نقرئی اصنام کو گلا ڈالا (تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۲)

"**محمود** راستہ میں متھرا کو تباہ کرتا گیا - بیس دن تک اسے لوٹا اور مورتوں کو تڑوا کے مندروں میں برابر کام کیا - سو اونٹ نری توڑی ہوئی چاندی کی مورتوں سے بھر کر لے گیا + پانچ مورتیں خالی سونے کی تھیں - ان میں ایک کا وزن ہمارے اب کے چار من سے اوپر تھا - مہابن کو قتل عام کیا - راجا اپنے بال بچوں کو مار کر آپ بھی مر رہا - اس بار محمود یہاں سے پانچ ہزار تین سو آدمیوں کو غزنی لے گیا +" (صفحہ ۱۱ - آئینہ تاریخ نما ۱۸۸۱ء) اور (مفتاح التواریخ حصہ اوّل صفحہ ۱۰ ۱۸۸۳ء)

"دوسرے برس محمود نے پانچویں بار ارادہ جہاد کا کشور ہند پر کیا - اس کے دل میں ہوائے تسخیر نگرکوٹ جسکو قلعہ بھیم بھی کہتے ہیں - اور جوالا مکھی یعنے چشمہ آتش سے جو (محل عجائب مخلوقات کا ہے) کچھ دور ہے - جتنا مال اس میں تھا - غارت کیا - اور غزنی کو ساتھ غنیمت بیقیاس کے مراجعت کی وہاں جا کر اس نے بڑی ضیافت کی اور اپنے رعایا کو غنائم بے بہا ہند سے خبردار کیا"

(تواریخ ہندوستان صفحہ ۸۰ ۱۸۸۱ء)

"تھانیسر کا بت خانہ مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ انہوں نے اسے تاراج کیا۔ اور بتوں کو توڑا اور ایک بت جو اُن میں بڑا معزز و نامی تھا۔ اُسے ولایت غزنی کو بھجوایا۔ تاکہ اُس پر مسلمان قدم رکھیں۔ اسے پائمال۔ دو لاکھ ہندو مقیدین غلامی میں بھیجے گئے۔ اور بسبب کثرت ان غلاموں کے شہر غزنی مثل شہر ہندوؤں کے معلوم ہوا۔ (دیکھو صفحہ ۸۸ تاریخ ہندوستان ۱۸۹۱ء)

"ہندو اس قدر بندی میں آئے کہ قیمت ان کی دو دو روپیہ ہو گئی" (صفحہ ۸۰ دیکھو تاریخ ہندوستان)

محمد غوری کے ذکر میں لکھا ہے۔ "کہ وہ بنارس میں گیا اور اس شہر کو لوٹا۔ اور بت خانے خاک میں ملائے۔" (صفحہ ۱۰۵ تاریخ ہندوستان)

"**محمد غوری** نے دلاوری فطری سے گکھڑوں پر یورش کی۔ اور انہیں ایسا تنگ کیا۔ کہ صرف انہوں نے اطاعت ہی قبول نہ کی۔ بلکہ مسلمان ہو گئے۔" (صفحہ ۱۰۶ تاریخ ہندوستان)

"بختیار نے گور میں عبادت گاہوں ہنود کو مسمار کیا۔ اور ان کے سنگ و خشت وغیرہ سے مساجد۔ و مدارس و کاروانسرائے تیار کرائے۔ (صفحہ ۱۱۳ تاریخ ہندوستان)

"علاؤالدین سے کے حکم سے ایک مسجد بجائے بت خانہ سومنات کے تعمیر ہوئی شہر پٹن جسکی تمام عمارت سنگ مرمر کی تھی۔ خاک میں مل گیا۔ اور مورت بدھ کو گرا دیا۔ اور کتب متعلقہ باطلہ رسومات ہنود کو جو موافق طریقہ بدھ یا پرانوں کے تھیں جلادیا"

نوٹ اس مہم میں ایک غلام خوبصورت کافور نام اور کولادیوی بی بی راجہ کی جو حسن و جمال میں نظیر ہیچ ہندوستان کے نہ رکھتے تھے۔ ہاتھ آئی۔ یہ عورت حرم سرائے شاہی میں داخل ہوئی۔ اور کافور زمرہ نوکراں دربار میں مقرر ہوا۔ اور ایسا ہی دیولدیوی کا لوٹ لانا اور حرم سرای میں داخل ہو جانا۔ (دیکھو صفحہ ۱۲۹ و ۱۳۴ تواریخ ہندوستان)

ضیاؤالدین برنی اپنی تاریخ فیروز شاہی۔ اور ابوالقاسم اپنی تاریخ فرشتہ میں لکھتے ہیں۔ (بذکر علاؤالدین خلجی) کہ بادشاہ نے ایک روز قاضی مغیث سے سوال کیا کہ کس ہندو کو ذمی اور خراج گذار سمجھنا چاہئے۔ جواب دیا کہ جو نہائت درجہ کی اطاعت کرے اور اپنے مذہب کی اہانت ہو پھر بھی محصل کا حکم بجالاوے اور بلا عذر خراج ادا کردے۔ اگرچہ کافروں کا قتل کرنا بہر کیف جائز ہے۔ لیکن امام حنفی کا مسئلہ ہے کہ قتل کے بجائے کافروں سے جزیہ لیا جاوے۔ اور جزیہ کے وصول کرنے میں ایسی تنگ طلبی ہو کہ ان کو تکلیف حتی الامکان قتل کے قریب قریب پہنچے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اگرچہ میں تمہاری کتابوں سے ناواقف بھی ہوں۔ تو بھی اپنی عقل کے زور سے وہی کام کرتا ہوں جس کی اجازت پیغمبر نے دی ہے۔ اسی بادشاہ کے روبرو ایک روز قاضی نے عرض کیا تھا۔ کہ اے حامی اسلام! تیرے عہد سلطنت میں ہندو اس ذلت و مصیبت کو پہنچے ہیں۔ کہ ان کے زن بچے مسلمانوں کے دروازوں پر بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ اس عمدہ نتیجہ کی تعریف تم کو مبارک ہو۔ اور میں کفیل ہوتا ہوں۔ کہ اگر اس نیک کام کے عوض میں تیری زندگی کے تمام گناہ معاف نہ کئے جاویں۔ تو قیامت کے دن تو میرا دامنگیر ہونا۔" دیکھو تاریخ بلند شہر ۱۸۷۶ء صفحہ ۱۷) اور (دیکھو اتھاس تمر ناشک صفحہ ۶۱۱ جلد سوم بار اول ۱۸۷۳ء) اور (دیکھو تاریخ فرشتہ صفحہ ۱۱۰ مقالہ دوم)

"جبراً اسلام قبول کرانے کا جوش جو محمد تغلق کے بعد فرو ہو گیا تھا۔ سکندر لودھی کے عہد میں ترقی پر آیا۔ لیکن اسی کی زندگی تک رہا۔" (صفحہ ۲ تاریخ بلند شہر ۱۸۷۶ء)

عالمگیر اورنگ زیب کی سلطنت کے نشانوں میں سب سے زیادہ نمایاں نشان اس ضلع (بلکہ سارے ہندوستان) میں چند نو مسلم خاندان باقی ہیں۔ اس بادشاہ کی مذہبی طرفداری کا ایک چھوٹا سا نمونہ یہ ہے۔ کہ قصبہ آہار کے ناگر مسلمانوں کے اسناد کہنہ کے طومار میں ہم نے ایک پروانہ دیکھا ہے۔ جس میں یہاں کے حاکم کو عالمگیر نے لکھا تھا۔ کہ "چودھریان آہار (ضلع بلند شہر) کا خاندان بہت بڑھ گیا ہے۔ اور ہر ایک شخص عہدہ چودھرائیت کا کام کرنا چاہتا ہے۔ اس سے رعایا کو تکلیف ہوتی ہے۔ آئندہ کو مناسب ہے۔ کہ کل خاندان سے دو آدمی منتخب کر لئے جاویں۔ اور ان کے سوائے اور کسی کو سرانجام کار چودھرائیت کی اجازت نہ ہو۔ اور چونکہ حال میں دو شخصوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ اس واسطے انتخاب میں ان سے زیادہ کوئی منتخب نہیں ہیں۔ یہی دونوں آہار کے چودھری مقرر کئے جاویں۔" (تاریخ بلند شہر ۱۸۷۶ء صفحہ ۲۶ و ۲۷)

اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں قانونگویاں سے ایک شخص (بلند شہر کا) مسلمان ہوا۔ اس کی اولاد ۸۰ برس تک اس قصبہ کے باشندوں میں سرگروہ رہی۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۲۳۲)

ٹنٹہ یعنی ڈور مسلمان یہ لوگ اولاد تاسی **اجیپال** ڈور کی ہیں جس نے دغا کر کے قلعہ کا دروازہ کھولدیا۔ اور شہاب الدین غوری کی فوج کو قلعہ میں دخل دیکر اپنے ولی نعمت راجہ چندر سین کو قتل کرایا۔ اس خدمت کے عوض میں مسلمان کیا گیا سلطان غوری نے اجیپال کو خطاب ملک محمد دراز قد کا بخشا۔ اور پرگنہ برن کا چودھری مقرر کیا گیا ۞ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۲۳۲ و ۲۳۳)

مفصل فہرست ان مندروں کی (اگر کوئی دیکھنا چاہے) جو مسلمانوں نے جبراً گرا کر مسجدیں بنائیں یا تباہ کئے۔ یا توڑ دے (تو دیکھو رسالہ مخزن العلوم بریلی ماہ مارچ ۱۸۸۱ء جلد ۳ نمبر ۷ صفحہ ۴۴ سے ماہ نومبر نمبر ۱۱ صفحہ ۱۳۱ تک) "سکندا بھیڑ کو تیمور نے قتل کرا دیا۔ اور شہر کو جلا دیا معہ رئیس کے۔ سرستی پر تاخت کی اور شہر کو پھونکا۔ اور وہاں کے باشندوں کو تہ تیغ کیا۔ مؤرخین اسلامیہ کہتے ہیں۔ کہ اسے بعد تحقیق اس امر کے کہ اکثر قیدی کافر ہیں۔ ایک لاکھ ان میں سے مروا ڈالے اس قتل بنی آدم سے کمال خوشی حاصل ہوتی تھی۔ اور بعضے وقت بعد بڑے کشت و خون کے وہ سر مقتولین کو بطور منارہ کے چن دیتا۔ اور اس نہج سے اپنے تئیں محظوظ کرتا۔" (تواریخ ہندوستان مطبوعہ ۱۸۵۲ء صفحہ ۵۰ و ۵۱) اور (مفتاح التواریخ حصہ اول صفحہ ۲۶)

"اکبر کا ہندو راجپوتوں سے جبراً بیٹیاں لینا بھی ایک اسلامی ظلم کا نشان ہے" (سیر المتاخرین صفحہ ۳۷)

عالمگیر کے زمانہ میں آہار کے ناگر (برہمنوں سے) دو نے اسلام قبول کیا۔ اور اس ذریعہ سے سب بھائی بندوں کو پرگنہ کی چودھرائت کے موروثی عہدہ سے خارج کر کے خود چودھری بنے۔ اب ہندو ناگروں کی زمینداری صرف دو گاؤں اور مسلمان ناگروں کی تین گاؤں میں ہے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر میں مسلمان ناگروں میں بعض نے بغاوت اختیار کی۔ اور اس جرم کی سزا میں ان کی جاگیریں و ملکیت ضبط سرکار ہو کر راجہ گور سہائے مل رئیس مراد آباد کو انعام دی گئیں (دیکھو تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۰۲)

تنگا برہمن۔ سب سے زیادہ خاندان اس قوم کا قصبہ سیانہ میں ہے۔ لیکن نصف سے زیادہ آدمی اس خاندان کے عالمگیر کے وقت سے مسلمان ہیں ۞ (دیکھو تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۰۴)

لال خانی بڑگوجر ٹھاکر اشرف نامہ میں اشرف خان لال خانی نے لکھا ہے۔ کہ "پرتاب سنگھ کی نویں پشت میں لال خاں ہوا۔ اگرچہ یہ نام مسلمانی معلوم ہوتا ہے لیکن لال خاں حقیقت میں مسلمان نہ تھا۔ اصلی نام لال سنگھ تھا۔ اکبر بادشاہ نے خطاب ثانی بخشا۔ تب اس نے اپنے نام میں بجائے سنگھ کے خان کا لقب شامل کرلیا۔ سالباہن پسر لال خاں نے شاہ جہاں کے حضور ۴۸ کی زمینداری حاصل کی اور اس کا پوتا اعتماد رائے عالمگیر کے زمانہ میں مسلمان ہوا + (تاریخ بلند شہر صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴)

بعض بعض لال خانیوں کے سوا سب مسلمان بڑگوجر اب تک ہندوؤں کی اکثر رسموں کو مانتے ہیں۔ اپنی گوت میں شادی نہیں کرتے۔ گاؤکشی سے پرہیز کرتے ہیں۔ لڑکے کے دو دو نام رکھتے ہیں۔ ایک ہندو اور ایک مسلمان۔ اور مثل اپنے ہندو بھائیوں کے شادی کے ایام میں دروازہ پر تصویر اس کہاری عورت کی بناکر پوجتے ہیں۔ کہ جس کی دعا کو موجب ترقی اپنے بزرگوں کا اس دیار میں باور کرتے ہیں۔

(دیکھو تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۱۵ و ۳۱۶)

بھال راجپوتوں میں سے کیرت سنگھ کی ساتویں پشت میں مسمی کھمال چند۔ دریا خاں لودھی حاکم سنبھل کی خوشنودی کیواسطے خضر خاں بادشاہ کے عہد میں مسلمان ہوا۔ اور اس حکمت سے اس نے اپنی موروثی کے علاقہ میں نصف حصہ پایا۔ حالانکہ اس کا بھائی کل علاقہ کا دعویدار تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد کھمال چند کا نام ملہا خاں رکھا گیا۔ اور پرگنہ کی چودھرائیت کا عہدہ پایا۔ ان کے ورثا خواہ ہندو ہوں خواہ مسلمان اب تک چودھری کہلاتے ہیں۔ (دیکھو تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۱۷)

"حصار کے ضلع میں بھٹی یا جیسوار۔ جادو زیادہ تر مسلمان اور کمتر ہندو ہیں" (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۲۴)

تنور یا مرزا راجپوت "راجہ بہہ پال نے جو انگپال کی دسویں پشت میں تھا۔ یہ موضع بہہ سانہ آباد کیا۔ چنانچہ بہہ پال کی اولاد سے ۴۵ گاؤں اب تک آباد ہیں۔ اسی کی نسل میں بلند شہر کے تنور ہیں۔ لیکن اکثر ان میں سے مسلمان ہو گئے ہیں۔ مسلمان تنوروں کی روایت ہے کہ ہمارے مورث اعلیٰ ناگل سنگھ کو کسی جرم میں قطب الدین ایبک بادشاہ نے علاوہ سزا کان کاٹنے کے جبراً مسلمان کیا تھا۔ چنانچہ ناگل سنگھ کا بسایا ہوا موضع بوچانا گل بلند شہر سے چار میل پر اب تک آباد ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا۔ کہ موضع مذکور میں تنور مسلمان رہتے تھے اب ان تنوروں کی رشتہ داری جھوجھوں کے ساتھ ہونے لگی۔ اور چونکہ جھوجھوں کی قوم ادنے گنی جاتی ہے۔ اس لئے یہ تنور بھی راجپوتوں کی فہرست سے خارج ہیں۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۲۶)

چوہان راجپوت کالو کا سر حاکم سکندر آباد نے کٹوایا۔ اس ظلم کے سبب پتھراج نبیرہ کالو نے حاکم مذکور کو قتل کیا۔ اور سزا سے بچنے کے واسطے بادشاہ کے پاس جاکر مسلمان ہوا۔ بادشاہ نے صرف پتھراج کا قصور ہی معاف نہ کیا۔ بلکہ اس کو رئیس بنایا۔ اور خطاب ہرنگ رائے کا بخشا۔ اورنگوں کے ۲۳ گاؤں کی زمینداری عطا کی + (صفحہ ۳۲۷ و ۳۲۸ تاریخ بلند شہر)

برگلہ راجپوت اورنگ زیب بادشاہ کے وقت سے بہت سے برگلہ مسلمان ہیں۔ (صفحہ ۳۲۹)

بران وال ولیشوں میں ایک شخص اورنگ زیب کے وقت میں مسلمان ہوا۔ بعد ازاں اس کی اولاد اس قصبہ بلند شہر میں کچھ عرصہ تک سب سے زبردست ہے اب بھی ان کی ملکیت میں بلند شہر کے متصل چند قطعات معافی اور موضع چاندپور کی زمینداری ہے + (صفحہ ۳۳۵)

میو شودر مسلمانوں کی ابتدائی آمد میں اس قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے مسلمان میو پرگنہ اگوتہ کے چند گاؤں کے زمیندار ہیں۔ لیکن عادتوں میں اپنے ہندو بھائیوں سے کچھ بہتر نہیں ہیں (صفحہ ۳۶۳)

"**مغلوں** کی بعض قوموں کی نسبت بھٹی جادوں دعوی کرتے ہیں۔ کہ جس زمانہ میں ہمارا راج غزنی زابلستان میں تھا۔ یہ لوگ ہماری قوموں سے نکل کر مغلوں میں داخل ہو گئے۔" (صفحہ ۳۶۸)

"**نومسلموں میں** ارزل قوم کے لوگ مثلاً جولاہ۔ قصاب۔ رنگریز۔ دھوبی۔ لوہار۔ وغیرہ اپنے تئیں اکثر شیخ کہتے ہیں۔" (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۷۴)

"خاص مغلوں کے علاوہ کچھ چھو چھے مغل بھی کہلاتے ہیں۔ لیکن ان کی نسبت یہ روایت ہے۔ کہ کسی مغل امیر نے ارزل قوم کے ہندوؤں کو مسلمان کیا تھا۔ انہیں کی اولاد سے یہ چھو چھے مغل ہیں۔ اور چونکہ مغل کے ہاتھ سے مسلمان ہوئے۔ اسواسطے مغل کہلاتے ہیں" (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۴۸)

"**ایک اور لائق مورخ** فرماتے ہیں" منگولین قوم (مغلوں) کا مورث اعلیٰ منگل نام چھتری تھا۔ اور بہادر راجہ ایک وقت چینی تاتار کی طرف سیر کیواسطے گیا تھا۔ اور وہاں ہی جاکر سکونت اختیار کی۔ یہ بات مہابھارت کے یدھ سے پہلے کی ہے۔ (جس کو آج چار ہزار چار سو نوے سال ہوتے ہیں" (دیکھو تاریخ بدیع ہندوستان)

پھر لکھا ہے - کہ یہ ضلع (بلند شہر) مسلمان بادشاہوں کے دایرہ سلطنت (یعنی دہلی) سے قریب تھا۔ اسواسطے دور کے ضلعوں کی بہ نسبت تعلیم اسلام کا اثر یہاں زیادہ ہوا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اس ضلع میں نومسلم کثرت سے ملتے ہیں۔ یہاں کے نومسلموں میں راجپوت سب سے زیادہ معزز ہیں۔ یہ لوگ اپنی اصل نسل کو فخر کیساتھ قائم رکھتے ہیں۔ اور دوسرے نومسلموں میں رشتہ داری کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ راجپوت مسلمانوں کے سوا اور سب نومسلم اپنی قوم کو اکثر چھپاتے ہیں۔ نومسلموں میں بھیاسو وغیرہ کے لال خانی اور کبیسہ کے ثابت خانی بڑگوجروں اور اگرتر کے چوہانوں اور خورجہ کے بھالوں اور تلا بیگم نور کے بھٹوں۔ اور بلند شہر کے ڈوروں۔ اور آہار کے ناگروں۔ اور برن کے برنوالوں اور سیانہ کے تگوں اور پرگنات ونکور و سکندر آباد کے برگلوں کے مسلمان ہونے کا ذکر ان کے ہندو ذات کے ساتھ ہو چکا ہے۔ باقی ماندہ نومسلموں میں قوم جھوجھہ قابل تذکرہ ہے۔ اس قوم کے لوگ ضلع بلند شہر کے پانچ گاؤں مسلم کے زمیندار۔ اور چھ گاؤں کے حصہ دار ہیں۔ بعضے اپنا گوت مغل بعضے ترک بعضے راجپوت بعضے برہمن بتلاتے ہیں۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۸۷)

قوم جلاہے (بافندہ) نومسلموں میں داخل ہیں۔ جلاہے سوا کپڑا بننے کے اور پیشہ کم کرتے ہیں۔ اس ضلع میں مسلمان جلاہے کثرت سے ہیں۔ حالانکہ ہندو جلاہے شاذ و نادر ملتے ہیں۔ لفظ جولاہ حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے جلاہے اکثر اپنی ذات مومن نور باف سفید باف بتلایا کرتے ہیں۔ مذہبی تعصب میں جولاہے سب مسلمانوں پر فائق ہیں۔ ہر شہر قصبہ میں چند جلاہے قرآن کے حافظ ہوتے ہیں۔ حالانکہ لکھنا پڑھنا مطلق نہیں جانتے (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۸۸)

"جاٹ مسلمانوں کو لولا اور رنگا مسلمان کو مولا کہتے ہیں۔ بھیا رے بھی ادنیٰ قسم کے نومسلم ہیں"

جن کو شیر شاہ نے مسلمان کیا۔ وہ شیر شاہی کہلاتے ہیں۔ اور جو سلیم شاہ کے عہد میں مسلمان ہوئے وہ سلیم شاہی مشہور ہیں۔ تمیز ان دونوں قسموں میں یہ ہے۔ کہ شیر شاہیوں کی عورتیں لہنگا پہنتی ہیں۔ اور سلیم شاہیوں کی عورتیں پاجامہ استعمال کرتی ہیں۔ ان دو گوتوں کے علاوہ بھٹیاروں کے دو گوت اور بھی ہیں۔ ایک چڑیکار۔ دوسرے کھتری۔ لیکن اس ضلع میں یہ دو گوت شاذ و نادر ملتے ہیں۔ بھٹیاروں میں ہندوؤں کے وقت ہندوؤں کی بعض رسوم اب تک پائی جاتی ہیں۔" (دیکھو تاریخ بلند شہر مطبوعہ ۱۸۸۶ء صفحہ ۳۸۸ و ۳۸۹)

نوٹ ہمارے خیال میں بھٹیارے مسلمان ہندو کہاروں سے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وقت بادشاہی ڈولہ اٹھانے کیواسطے ہندو کہار پکڑے جاتے ہونگے جس سبب سے ڈر کے مارے غریب مسلمان ہوگئے۔ دین اسلام نے ان کی کوئی عزت نہیں کی۔ جیسے پہلے ہندو رہ کر مچھلی مارا کرتے تھے۔ ویسے ہی مسلمان بنکر مچھلی مار اور چڑیکار ہوگئے۔ اور پورب کیطرف کہار اپنے آپ کو جل کھتری کہتے ہیں۔ پس مسلمان ہو کر ان کا گوت صرف کھتری رہ گیا۔ اور ماشکی۔ سقاب بہشتی کہلائے ۔ (مولف)

ہائے افسوس ان مسلمانوں نے اس دیش کو اسی حالت میں دبا رکھا۔ ایران توران۔ شام یا افغانستان۔ یہ حضرت مسلمان جہاں گئے یہی حال ہوا۔ ان کی عملداری میں کوئی دیش اونتی (ترقی) کی سیڑھی پر نہیں چڑھا

سکندر لودھی کے عہد میں ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک برہمن نے عرض کیا کہ ہندو اور مسلمان دونوں کا دین سچا ہے۔ بادشاہ نے یہ سنکر اسکو قتل کروا ڈالا۔ ہندوؤں کی تیرتھ جاترا اپنی قلمرو میں بند کر دی جو شہر اور قلعہ فتح ہوتا۔ وہاں کے مندر اور مورتیں توڑ ڈالتا۔ متھرا میں ہندوؤں کی حجامت کرنی موقوف کر دی تھی۔ (دیکھو صفحہ اول آئینہ تاریخ نما ۱۸۸۶ء صفحہ ۷۰)

ان لوگوں نے اپنی کتاب میں لکھی ہوئی بات کے سوائے کسی جدید کا تحقیق کرنا بہت ہی برا اور لونڈی غلام بنانا ہی ساری دنیا کی آرائش مان لی (صفحہ ۵۴ و ۵۵ انعکاس تمر ناشک ۱۸۸۶ء)

"سید احمد خاں صاحب فرماتے ہیں۔" سیاست مدن میں ایشیا کے مسلمان نہائیت ابتری کی حالت پر ہیں۔ بخارا اور خیوہ و مسقط اور زنجبار میں جیسے شرع اور عقل اور انصاف اور اخلاق کے برخلاف سیاست کے قاعدہ جاری ہیں۔ اور جس میں بعض ظلموں کے دور کرنے کے لئے یورپ کی تربیت یافتہ گورنمنٹوں نے اپنا فرض بھی ادا کیا۔ ان سے مسلمانوں کی بہت کچھ بدنامی ہوتی ہے۔ ہاں یورپ کی دیکھا دیکھی ٹرکی اور مصر اور ٹونس میں کچھ کچھ ترقی شروع ہوئی ہے۔ اور سیاست مدن کی اصلاح ہوتی جاتی ہے ان کے پرانے ریک خیالات بدلتے جاتے ہیں۔" (صفحہ ۱۵۱ تہذیب اخلاق جلد ۴)

چنانچہ ایک نامہ سے جو سلطان روم نے جنوری ۱۸۷۳ء میں شاہ بخارا کو لکھا تھا جبکہ اس نے سلطان سے بمقابلہ روس کے مدد مانگی تھی۔ شاہ بخارا و سلطان کے خیالات کا تفاوت معلوم ہوتا ہے ۔

سلطان لکھتا ہے۔ کہ اب سلطنت یہ ہے کہ اپنے دوست اور آشنا کو پہچانتا ہے اور سلاطین دور و نزدیک سے راہ و رسم جاری رکھے اور رشتہ محبت و الفت کو مضبوط رکھے۔ مگر تم نے کسی سلطنت سے راہ و رسم ظاہر پیدا نہ کی اور وضع اور برتاؤ اپنا یہ رکھا۔ کہ کوئی ایلچی یا کوئی وکیل کسی سلطنت کا تمہارے ملک میں وارد ہوا۔ اگر وہ قوم انگریز یا روس ہو۔ تو اس کو تم نے سر بازار قتل کیا۔ اگر اہل ایران تو شیعہ ہونے کے سبب پکڑ کے فروخت کیا۔ اور اگر باشندہ روم تھا۔ تو اسپر تہمت جاسوسی اور خفیہ نویسی لگا کر چاہ سیاہ میں قید کر کے ہلاک کیا۔ اب انصاف کرنا چاہیئے۔ کہ یہ راہ و رسم کیسی ہے تمنے وہ طریقہ رکھا ہے۔ کہ کسی سلطنت کی تمہارے ساتھ دوستی نہیں۔ اور اب کس واسطے رابطہ سے امداد چاہتے ہو۔ اور بااظہار کون سے راہ و رسم کے شاہ روس سے بگاڑوں ۔

(تہذیب اخلاق صفحہ ۱۵۱ یکم شوال ۱۲۹۱ھ جلد ۴)

ایک فرنگستانی عالم و مورخ ملک ہسپانیہ میں عربوں کی کرتوت کو ان الفاظ سے شروع کرتا ہے۔ کہ عرب کی فوج نے قصبوں کو لوٹا۔ اور ملک کو برباد و تباہ کیا۔ گرجاؤں کو ناپاک کیا۔ ایک دیسی مورخ لکھتا ہے کہ جلاوطنوں کی تکلیف نے فتح کنندوں کو آرام دیا۔

(دیکھو تمر ناشک حصہ سوم صفحہ ۴۵ ۱۸۸۳ء بار اول)

ہندوؤں کی ہتک پر مسلمانوں کا ہمیشہ خیال رہا ہے چنانچہ امیر خسرو سا بھلا مانس بھی اپنی کتاب میں ان ہندوؤں کو ان الفاظ سے یاد کرتا ہے ۔

زاغ روزاغ چہرو زاغ سرشت ۔

مسلمان بادشاہ ہم نے تین طرح کے ٹھہرائے ہیں۔ پہلے وہ جو ڈاکوؤں کی طرح ہندوستان پر گرے۔ اور جہاد یعنی مذہبی لڑائی کے نام سے۔ لیکن اصل میں لوٹ کے مال اور لونڈی غلام کے لالچ سے آکر یہاں رہے۔ ورنہ دو چار پشت تخت پر بیٹھے۔ عمر بھر لڑتے بھڑتے رہے۔ محمد بن قاسم اور محمود غزنوی سے لیکر بابر اور ہمایوں تک اکثر اسی قسم میں ہیں۔ دوسرے وہ جنکو ملک کے انتظام کی فرصت ملی۔ اکبر سے اورنگ زیب تک اس قسم میں ہیں۔ تیسرے وہ جن کے وقت میں مسلمانوں کا زور گھٹا اور سلطنت کو زوال ہوا۔ (انعکاس تمر ناشک صفحہ ۵۷ جلد سوم)

"خود تیمور نے اپنے ہندوستان میں آنے کے دو مقصد لکھے ہیں۔ اسلام کے دشمن کافروں سے لڑنا اس دین کی لڑائی سے عاقبت کی بخشش کا امیدوار۔ اور دوسرا دنیا کا کہ مسلمانوں کی فوج کافروں کا مال لوٹے اور فائدہ اٹھاوے۔ مسلمانوں کو لوٹے کا مال ایسا حلال ہے۔ جیسا کہ دودھ"

(صفحہ ۵۸ تمر ناشک کے حصہ سوم در ملفوظات تیموری) اور دیکھو تیمور کے ظلم (انعکاس تمر ناشک کی جلد سوم صفحہ ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ بار اول ۱۸۸۳ء)

محمد بن قاسم نے سندھ فتح کرنے پر تیس ہزار آدمی قید کئے ان میں سے چھ ہزار راجہ کے سر کے ساتھ بغداد خلیفہ ولید کے پاس بھیجے۔ خلیفہ نے کچھ کو بیچا۔ کچھ کو انعام میں بانٹ دیا۔ راجہ کی بھانجی بیچاری جیا کو اپنے بھتیجے کے حوالہ کیا۔ اور محمد بن قاسم کو لکھا کافروں کو امان ہرگز نہ دینی چاہیئے۔ سب کو ہلاک کرنا چاہیئے۔ صرف ان کو جیتا رکھو۔ جو بڑے درجے کے ہوں۔ یہی خدا کا حکم ہے ۔

"دیوال میں مندر ڈھائے گئے۔ مسجدیں بنیں۔ تین روز تک قتل عام رہی۔ قیدی غلام بنائے گئے۔ لوٹ اکٹھی کی گئی۔"

"میزون میں مورتیں توڑی گئیں۔ اور۔ اور اسکلند میں تمام ہتھیار بند قتل کئے گئے۔ بہو۔ بیٹی۔ بچے لونڈی۔ غلام بنائے گئے۔"

"محمد بن قاسم نے جب برہمن آباد لیا چھ ہزار مارے گئے۔ بیس ہزار قید میں آئے ان میں دو راجہ کی لڑکیاں تھیں۔ وہ قیدیوں کے ساتھ بغداد پہنچیں اور خلیفہ کے حرم میں داخل کی گئیں۔ عرض کیا کہ ہم آپ کے لائق نہیں ہیں۔ ہم کو محمد قاسم نے خراب کیا۔ خلیفہ نے اسی دم اپنے ہاتھ سے فوج کو حکم لکھا۔ کہ محمد بن قاسم کو بیل کی تازی کھال میں جیتا سیکر فوراً بھیجو۔ غرضیکہ اسی طرح پر اس کی نعش بغداد میں پہنچی۔ اور ان لڑکیوں کو دکھلائی۔ وہ ہنسیں کہ ہم نے اس بہانہ سے اپنے باپ کے قتل کا بدلا لیا۔ خلیفہ نے ہاتھ کاٹا۔ اور دونوں لڑکیوں کو دیوار میں چنوایا۔ مگر میر محمد معصوم لکھتا ہے کہ گھوڑے کی دم سے باندھ کر تمام شہر

میں گھسیٹنے کا حکم دیا۔ اور پھر ان کی لاش کو دجلہ ندی میں پھینکوا دیا۔"
(صفحہ ۵۰۔ اتہاس تمرناشک حصہ سوم ۱۸۷۳ء بار اول)

"سب سے ادہک دکھ دائی جزیے کا محصول ہے۔ خلیفہ عمر کے قاعدہ کے بموجب غیر مسلم ہندؤں سے متقدروں والوں سے ۴۸۔ اوسط درجہ والوں سے ۲۴ غریب مزدوروں سے ۱۲ درم لینے کا حکم تھا۔ لیکن ۱۰۰ برس کے اندر دوسرے عمر نے یہ حساب نکالا۔ کہ جو سال بھر میں پیدا کر سکتا ہو۔ اپنی گذر کے بموجب اس میں سے رکھ کر باقی سرکار میں داخل کرے۔ عجیب تماشا ہے۔ ہندؤں کا ناش کرنا۔ اور ان کی مورت مندروں کو توڑنا تو یہ بڑا دھرم سمجھتے تھے۔ (صفحہ ۵۸ اتہاس تمرناشک حصہ سوم ۱۸۷۳ء)

نظام الملک اپنے مجمع الوصایا میں لکھتے ہیں۔ کہ "بادشاہ ہمیشہ بیگموں کے قابو میں رہا کرتے تھے۔ اور محمود سے بادشاہ کا بھی یہی حال تھا۔ اپنی بیگم مہد چنگل کے برخلاف کچھ نہ کر سکتا تھا"

ایک اور مسلمان مورخ لکھتا ہے۔ "قطب الدین ایبک نے جب میرٹھ فتح کیا۔ تمام مندر اور دیولوں کو مسجد بنایا۔ بت پرستی کا نام و نشان نہ باقی رہنے دیا۔ کوئل میں جس نے دین اسلام قبول نہ کیا قتل کیا گیا۔ اس طرح جب کالنجر گیا۔ مندر کو مسجد۔ پچاس ہزار آدمیوں کو غلام بنایا۔ (دیکھو تاریخ تاج المعاصر)

ایک اور مورخ ایماندار مومن لکھتا ہے۔ "میرے وقت میں بختیار خلجی نے جب بہار فتح کیا۔ وہاں سر منڈے برہمن بہت پائے۔ سب کو کٹوا ڈالا۔ (دیکھو طبقات ناصری)

جلال الدین فیروز خلجی نے جھاسا سے ہندؤں کی بہت پرانی پیتل کی مورتیاں منگا کر اس کو اپنے قلعہ کے دروازہ پر مسلمانوں کے پیروں سے روندوایا۔ اور دو دفعہ مالوہ لوٹا۔ (دیکھو تمرناشک صفحہ ۶۰ حصہ سوم)

مولوی عبد اللہ وصاف صاحب اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ علاؤ الدین خلجی نے کھمبات کی طرف فوج بھیجی۔ دائیں بائیں ہر طرف اس ناپاک ملک میں سخت دل ہو کر اسلام کے لئے سب کو کاٹنے لگے۔ (دیکھو تذکرۃ الامصار)

"اس لوٹ میں بہت سا مال علاؤ الدین کی فوج کو ہاتھ لگا۔ بیس ہزار سندر ستریاں (خوبصورت عورتیں) جو قید میں آئی تھیں۔ لونڈی بنائی گئیں۔ اور لڑکے لڑکی بھی اتنے لئے کہ قلم لکھ نہیں سکتا۔ اس بادشاہ کو کاٹنے اور جلانے میں ذرا بھی تامل نہ تھا۔"
(دیکھو تذکرۃ الامصار)

فیروز شاہ بادشاہ کی بابت لکھتا ہے۔ "فتح کانگڑہ کے وقت میں اس نے مورتوں کو توڑ کر ان کے ٹکڑوں کو گوماس کے ساتھ توبروں میں بھر کر برہمن پجاریوں کے گلے میں لٹکا دیا۔ اور تمام بازار میں پھرایا۔ (تاریخ فرشتہ و تمرناشک صفحہ ۶۴ حصہ سوم)

ایک دن اسے خبر پہنچی کہ دہلی میں ایک بوڑھا برہمن رہتا ہے۔ اپنے گھر میں برملا مورت کی پوجا کرتا ہے۔ تیوہار پر اور بھی ہندؤں کو پوجا کے لئے اپنے گھر بلاتا ہے۔ ہے فیروز شاہ نے مورت سمیت پکڑ منگوایا۔ مولوی نے فتوا دیا۔ کہ مسلمان ہو جائے نہیں تو جلایا جائے۔ برہمن نے مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ قلعہ کے دروازہ کے سامنے چتا بنوا کر ہاتھ پاؤں بندھوا کر مورت سمیت اس پر رکھوا کر سارے دربار کے سامنے جلوا دیا۔ اور یہی فیروز شاہ اپنی فتوحات میں لکھتا ہے۔

ہندؤں اور بت پرستوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا تھا۔ اس لئے ان کو اور ان کے بال بچوں کو امن دیا گیا تھا۔ اب انہوں نے شہر میں اور گرد و نواح میں نئے مندر بنوانے شروع کئے۔ یہ شرع کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس میں حکم ہے۔ کہ ایسے مندر نہ رہنے پاویں۔ خدا کی ہدایت سے میں نے ان مندروں کو توڑا۔ اور کافروں کے ان سرگروہ کو جنہوں نے دوسروں کو گمراہی میں ڈالا تھا قتل کیا۔ اور باقی کو کوڑے لگوائے اور سزائیں دیں۔ یہاں تک کہ خرابی بالکل دور ہو گئی۔ موضع ملوہ میں ایک کنڈ ہے ہندؤں نے اس پر مندر بنائے اور پرب اور تیوہاروں پر قطار باندھ باندھ گھوڑوں پر سوار وہاں جانے لگے۔ ان کی عورتیں اور لڑکے بالے بھی پالکی اور گاڑیوں میں بیٹھ کر جاتے تھے۔ ہزاروں جمع ہوتے جاتے تھے۔ اور مورت پوجتے تھے۔ جس دن میلا تھا میں خود وہاں گیا اور حکم دیا۔ کہ ان لوگوں کے سرگروہ قتل کئے جاویں۔ باقی کوئی سخت سزا نہ پائیں۔ اور مندر سب توڑ کر ان کی جگہ مسجدیں بنوائی جائیں۔

اسی طرح کچھ ہندؤں نے موضع کوہانہ میں مندر بنایا تھا۔ اور وہاں جمع ہو کر مورتوں کا پوجن شروع کیا تھا۔ گرفتار ہو کر میرے سامنے آئے۔ میں نے حکم دیا۔ کہ ان کے سرگروہ دروازے کے سامنے قتل کئے جائیں۔ اور ان کی پستکیں اور مورتیں اور پوجا کے برتن سب اسی جگہ جلا دیئے جائیں۔ جس میں ظاہر ہو۔ کہ دار الاسلام میں کوئی ذمی ایسا مکروہ کام نہیں کر سکتا ہے۔ (صفحہ ۶۵ تمرناشک حصہ سوم ۱۸۷۳ء و تاریخ فتوحات فیروز شاہی)

برہمنوں نے جزیہ لگانے کے سبب سے دہائی دی۔ اور فریاد کی۔ اس دہائی اور فریاد کے الفاظوں کو شمس سراج میں کلمات پر نعمات لکھتا ہے۔

دو ہندو صرافوں نے بادشاہی سکہ کی چاندی کم وزنی بتلائی۔ کہ ٹکسال والے کا فریب ہے۔ بادشاہ نے ایماندار وزیر کی صلاح سے ایک فریب کر کے صرافوں کو جلا وطنی کا حکم دیا۔ اور داروغہ ٹکسال کو خلعت دیا۔ (تاریخ فیروز شاہی)

غیاث الدین تغلق نے اپنے بھائی رجب کی شادی کے واسطے سنا۔ کہ رانا مل بھٹی کی لڑکی بہت حسین ہے۔ فوج لیکر چڑھا۔ اور جبراً اس سے لڑکی چھین لی۔ ورنہ سب اس کے رشتہ داروں کو قتل کر دیتا۔ (دیکھو تمرناشک صفحہ ۶۶ حصہ سوم)

جب فیروز شاہ نے جیسلمیر پر حملہ کیا۔ تو اس وقت ان کے ظلموں سے تنگ آ کر سولہ ہزار عورتوں نے جوہر کیا یعنی ستی ہو گئیں۔ اور ایک دفعہ ۱۲۹۵ء میں انہیں ظلموں سے تنگ آ کر چوبیس ہزار عورتوں نے آگ اور تلوار سے خودکشی کی تھی۔ ٹاڈ صاحب نے راجستان میں واضح کر کے لکھا ہے۔ (دیکھو تمرناشک حصہ سوم صفحہ ۶۷)

تیمور نے جب جموں کے راجہ کو گرفتار کیا۔ اسی دم مسلمان کر کے اسے گوماس کھلا دیا۔ (دیکھو تمرناشک صفحہ ۶۹ حصہ سوم بار اول ۱۸۷۳ء)

تیمور تو تیمور تھا۔ بابر سا نیک بخت بادشاہ شگون کے لئے بازاروں کو جلاتا تھا۔ چنانچہ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔ "بابر قرین فتح و ظفر بہ بلاد لاہور در آمد۔ چنانکہ رسم و داب چنگیز یانست بازار ہا را جہت فال و شگون آتش زد۔ (دیکھو تاریخ فرشتہ ذکر بابر)

توزک بابری میں لکھا ہے۔ کہ لڑائی میں جو قیدی ہاتھ لگتے تھے۔ اس کے ڈیرے کے سامنے ذبح کئے جاتے تھے۔ ایک لڑائی میں اتنے ذبح کئے گئے۔ کہ خون اور لاشوں کے مارے تین بار ڈیروں کی جگہ بدلنی پڑی۔

اکبر کے وقت میں امرکوٹ میں رانا سنگرام کے مرنے پر اس پر چڑھائی ہوئی۔ مندر ڈھا ڈالے۔ گؤوں کو ذبح ہونے کا حکم دیا۔ اور ناپاک کافروں کی کثیف مورتوں کو بہرشٹ کر دیا۔ اور جہاں بت پرستی ہوتی تھی اسلام کا دین پکارا گیا۔ ابوالقاسم نے عیش اور عشرت کا خوب مزہ اڑایا۔ (تمرناشک صفحہ ۷۳ حصہ سوم)

پھر لکھتا ہے۔ کہ جب سلطان حسین نے ملتان لیا۔ تمام شہر والوں کو سات برس کی عمر سے ستر برس کی عمر تک قید کر لیا۔ شہر لوٹا گیا۔ بہت آدمی قتل ہوئے۔ (تمرناشک صفحہ ۷۴ حصہ سوم)

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔ "سکندر لودھی کے وقت تک ہندو لوگ فارسی لکھنا پڑھنا۔ سیکھنا۔ بڑا عیب سمجھتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ کافران بخواندن ونوشتن خط فارسی کہ تا آں زمان درمیان ایشان معمول نبود پرداختند" (صفحہ ۵، تمر ناشک جلد سوم)

امیر خسرو نے لکھا ہے۔ کہ پرانی دہلی میں نیا قلعہ بنوانے کو علاؤالدین نے تمام ہندوں کے مندر تڑوا کر پتھر منگوائے (دیکھو تاریخ علائی)

کرنل ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ راجا جسونت سنگھ جودھپور والے جب کابل کی مہم پر سنہ ۱۶۷۸ء میں مر گئے۔ اور اس کی رانی اور لڑکے دہلی میں آگئے۔ بادشاہ اورنگزیب نے انہیں پکڑ لینے اور مسلمان کر ڈالنے کا حکم دیا۔ راجپوتوں نے اپنے راجا کے لڑکوں کو تو مٹھائی کے ٹوکروں میں چھپا کر وہاں سے نکال دیا۔ اور رانیوں کو اپنی عورتوں سمیت بارود پر بٹھلا کے اور کوٹھیوں میں بند کر کے جلا دیا۔ اور آپ سب اسی جگہ کٹ مرے۔ دہلی کی گلیوں میں ان کی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ ساون کی ستمی تھی۔ اب تک جودھپور میں مانی جاتی ہے۔ (تاریخ راجستان) اور (تمر ناشک صفحہ ۶، حصہ سوم) اور (مفتاح التواریخ حصہ اول صفحہ ۴۶۴ سنہ ۱۸۸۳ء)

یادداشت "مسلمانوں کے جور و ظلم کے مفصل واقعات اگر تحریر میں آویں۔ تو یقین غالب ہے۔ کہ ہر ایک انصاف پسند بطالت سے دست کش ہو کر کے ست دھرم کیطرف متوجہ ہو۔ پرماتما ہمیں اس کام کی توفیق دو"

ایک جگی جٹا بڑھائے پرم ہنسوں کیطرح دہلی کے شہر میں پھرتا تھا۔ اورنگ زیب نے حکم دیا کہ مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے انکار کیا۔ فوراً اس کا سر کاٹا گیا۔ (تمر ناشک صفحہ ۸، حصہ سوم)

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔ "کہ گلبرگہ کے بادشاہ محمود نے تلنگ دیش کے راجا کے لڑکے کی زبان کٹوا کر اسے جیتا آگ میں بھنوا ڈالا۔ اور پانچ لاکھ ہندوؤں کا گلا کاٹا۔ احمد جہان جب دن بیس ہزار کے اوپر ہندو مارے جاتے خوشیاں مناتا اور مقام کر کے گانے بجانے ناچنے کا جشن دیکھتا" دیکھو تمر ناشک صفحہ ۷، حصہ سوم سنہ ۱۸۸۳ء)

اورنگ زیب نے راجہ سمبھاجی فرزند سیواجی مہاراج سے کہا۔ کہ تو مسلمان ہو اس نے انکار کیا۔ اور ایسا جواب دیا۔ اورنگ زیب نے گرم لوہے سے اس کی آنکھیں نکلوا کر اور زبان کٹوا کر مروا ڈالا" (دیکھو مفتاح التواریخ حصہ اول سنہ ۱۸۸۳ء، صفحہ ۲۶۴)

اورنگ زیب نے ہندوؤں کو تمام بڑے بڑے عہدوں سے نکال دیا۔ اور ان کے مندروں کو جا بجا مسمار کرا دیا۔ اور ان کی رسومات مذہبی میں مزاحم ہوا۔ (صفحہ ۲۸۰ مفتاح التواریخ حصہ اول سنہ ۸۳) "اورنگ زیب نے تمام اپنے صوبہ داروں کے ایک گشتی خط اس مضمون کا بھیجا تھا۔ کہ کوئی ہندو نوکر نہ رکھا جاوے۔ تمام عہدے مسلمانوں کو دو"

بنارس میں وشیشر ناتھ اور بینی مادھو اور متھرا میں گوبندیو کے مشہور مندروں کو اس نے تڑوایا (مفتاح التواریخ صفحہ ۲۸۰ سنہ ۱۸۸۳ء حصہ اول)

سنہ ۱۰۰۹ھ میں ایک اور لٹیروں کا گروہ غازیوں ایمانداروں کے نام سے سالار مسعود غازی کے ماتحت ہندوستان کو لوٹنے آیا۔ اور ساتھ ہی منہ پر یہ الفاظ تھے۔ کہ مجھ پر ایمان لاؤ ورنہ تہ تیغ کرتا ہوں۔ تمام ملک ہند میں غازیوں کو منتشر کیا۔ آخر کار راجپوتوں نے سنہ ۴۲۴ھ میں اسے بہنگام مقابلہ واصل جہنم کیا۔ اسی کے ساتھیوں نے سورج کنڈ کے تالاب کو ناپاک کیا۔ اسکا مفصل حال مع جھوٹی کراماتوں کے بیوقوف ہندوؤں کو بیدین کرنیکے واسطے ایک شخص نے لکھا ہے (دیکھو خلاصہ تاریخ مسعودی صفحہ ۱ سے ۱۰ تک مطبوعہ سنہ ۱۲۹۸ھ)

مولوی جلال الدین رومی اپنی مثنوی میں ایک جہادی کا حال اسطرح تحریر فرماتے ہیں

رفت یک صوفی بہ لشکر در غزا ... ناگہاں آمد قطاریق دغا
ماند صوفی با بنہ وخیمہ ضعاف ... فارساں راندند تا صف مصاف
مثقلاں خاک برجا ماندند ... سابقون السابقون در راندند
جنگہا کردہ مظفر آمدند ... بازگشتہ با غنائم سودمند
ارمغاں دادند کاے صوفی تو نیز ... او بروں انداخت نستد ہیچ چیز
پس بگفتندش کہ خشمینی چرا ... گفت من محروم ماندم از غزا
زاں تلطف ہیچ صوفی خوش نشد ... کاو میاں غزو خنجر کش نشد
پس بگفتندش کہ آوردیم سیر ... آں یکے را بہر کشتن تو بگیر
سر ببرش تا تو ہم غازی شوی ... اندکے خوش گشت صوفی دل قوی
کاب را گر در وضو صد روشنیست ... چوں کہ آں نبود تیمم کردنیست
برد آں صوفی اسیر بستہ را ... در پس خرگاہ تا آرد غزا
ماند آنجا دیر صوفی با اسیر ... قوم گفتند آے عجب چوں شد فقیر
کافر بستہ دو دست او کشتنیست ... بسملش را موجب تاخیر چیست
شخص آمد در تفحص در پیش ... دید صوفی خفتہ زیر گبر خویش
ہمچوں بر بالائے مادہ آں اسیر ... خفتہ ہمچوں شیر بالا سے فقیر
دستہا بستہ ہمے خائے داد ... از سر استیزہ صوفی را گلو
گبر میخائید با دنداں گلوش ... صوفی افتادہ بزیرش رفتہ ہوش
دست بستہ گبر ہمچو گرگ پیر ... خستہ کردہ حلق او بے حربہ
نیم کشتش کردہ از دنداں اسیر ... ریش او پر خون ز حلق آں فقیر
غازیاں کشتند کافر را بہ تیغ ... ہم در آں ساعت ز جمعیت بیدریغ
بر رخ صوفی زدند آب و گلاب ... تا بہوش آمد ز بیہوشی و تاب
چوں بہوش آمد بدید آں قوم را ... پس بپرسیدند چوں شد ماجرا
اللہ اللہ ایں چہ حالست اے عزیز ... ایں چنیں بیہوش گشتنی از چہ چیز
از اسیر نیم کشتہ بستہ دست ... ایں چنیں مدہوش افتادی و پست
گفت چوں قصد سرش کردم بخشم ... طرفہ در من بنگرید آں شوخ چشم
چشم را وا کرد پہن او سوئے من ... چشم گردانید و شد ہوشم ز تن
گوش چشمش مرا لشکر نمود ... مے نیارم گفت چوں پر ہول بود
قصہ کوتہ کن کزاں چشم ایں چنیں ... رفتم از خود اوفتادم بر زمین

(دیکھو مثنوی رومی دفتر پنجم صفحہ ۹، ۴۸ نولکشور) پھر مولوی رومی دوسری جگہ لکھتے ہیں

لاجرم کفار را خوں شد مباح ... ہمچوں وحشی پیش نشاب و رماح
جفت و فرزندان شاں جملہ سبیل ... زانکہ بے عقل اند و مطرود و ذلیل

(دیکھو مثنوی دفتر اول)

اسی طرح روزنامہ تیمور میں محمد صاحب کی تعریف کیگئی ہے

نضارت ریاض شریعت را بہ آبیاری تیغ آتشباز مجاہداں منوط گردانیدہ وسر سبزی نہال اسلام را بسر خروئی حسام خون آشام نمازیان مربوط فرمودند

خدنگش بگوری دشمن رواں ... نہ بایذ ز اعداے ملت رواں
نبرد انتقامش ز کیفار حیف ... قوی وفت دست نبوت بسیف

تیمور ہندوستان میں کیوں آیا۔ اور اس کا کیا مطلب تھا۔ اس بات کو مصنف روزنامہ تیمور نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

مرادش ز شاہی و فرماندہی ... ز تخت بندگی و تاج مہی۔
مراعات دیں بود تعظیم شرع ... ہمیں اصل دید و خراں حیلہ فرع
ہمہ کوشش بہر اسلام بود ... دگر چیزہا واسطہ دام بود۔

نظامی سکندر نامہ میں محمد صاحب کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے ؎

محیطے چہ گوہم چو پاندہ میغ ۔ بیکدست گوہر بیکدست تیغ ۔ بگوہر جہاں را برافراشتہ ۔ بہ تیغ از جہاں داد دیں خواستہ

اندھا دھند کسی مذہب پر اعتراض کرنا اپنا شیوہ نہیں ہے۔ اور نہ فضول و طول لکھکر کاغذ سیاہ کرنے سے مطلب۔ چونکہ مولوی لوگ حق کو چھپاتے اور ناحق کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہوئی۔ کہ ہم مسئلہ جہاد پر تحریر کریں۔ جو لوگ اسلامی ظلموں اور دیندار محمدی بادشاہوں کے جہادوں پر پردہ ڈال کر لوگوں کو دام تذویر میں پھنسانا چاہتے ہیں۔ ان سے یہ ہیں الفاظ ۔

ایک لایق مورخ پوچھتا ہے کہ "لیکن یہ تو بتلاؤ کہ قدم قدم پر سارے ہندوستان میں جو بڑے بڑے ویرانہ اور کھنڈر ساوجر کھڑے پڑے ہیں۔ وہ کسکی بدولت دکھلائی دیتے ہیں کیا ہوا وہ قنوج[1] جس میں تین ہزار تنبولیوں کی دوکانیں تھیں؟ کیا ہوئیں وہ متھرا[2] جس کے بڑے دیول (مندر) کی تعریف محمود غزنوی لکھتا ہے۔ کہ اگر کوئی ایسا بنانا چاہے وہ دس کروڑ سرخ دینار خرچ کرنے سے بھی نہ بنیگا۔ اور اگر نہایت لایق اور ہوشیار کاریگر مقرر کئے جاویں دوسو برس لگیگا۔ خود اس کا منشی مصنف تاریخ میں لکھتا ہے۔ کہ نہ اس مندر کا بیان ہو سکتا ہے۔ نہ تصویر اتر سکتی ہے؟ کیا ہوا وہ بھلسا کا مندر[3] جسکو طبقات ناصری والا لکھتا ہے کہ ایک سو پانچ گز بلند سو برس میں بنا تھا؟ کیا ہوا وہ دکھن کا شوالہ[4] جسکی چھت میں مانک اور نیا جڑا تھا؟ غرض یہ قصہ طول ہے۔ قلم نہیں چلتا رونا چلا آتا ہے۔ (تمرناشک صفحہ ۷۶ حصہ سوم ۱۸۷۳ء)

پھر ایک مورخ لکھتا ہے۔ "مسلمانوں نے مذہب پھیلانے کے بہانے میں کچھ کاٹ مار لوٹ کھسوٹ پھونکنے جلانے۔ اور لونڈی غلام بنانے ہی پر کسر نہیں رکھی۔ بلکہ ہندوستانیوں کے چال چلن۔ رہن سہن بھی کچھ کے کچھ کر دیئے

ایرین مورخ لکھتا ہے۔ کہ کبھی کسی ہندوستانی کو جھوٹھ بولتے نہیں سنا اور اب ہم کو اس تحریر میں شرم آتی ہے۔ برہمنوں کے سوارتھ نشٹا نے آریوں کو ویدک سے بدھ بنایا بدھوں نے ایسا دھرم چلایا۔ کہ کھشتریوں کو بنیہ (ویش) کر دکھلایا۔ مسلمانوں کی بیرحمی۔ زبردستی اور عیش پرستی نے دونوں کو دبایا۔ لڑکیوں کو مارنے لگے۔ عورتوں کو پردے میں رکھنے لگا۔ خوشامد کے لئے جھوٹ بولنا بھی سیکھنا پڑا اس کا سبب مذہب ہی اسطرح کا ہو گیا۔ کہ اکثر بیکام رہنے لگے۔ اور یہ بگڑنے کا پہلا زینہ ہے۔ (جنم سے) ذات ماننے کا ڈر یا خوف نہ گھر میں ترقی ہونے دیتا ہے۔ نہ باہر سے ترقی کو آنے دیتا ہے۔ جو لوگ اپنی ماکو اپنے باپ کی لاش کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جیتا ہی جلاویں جو لوگ اپنی کنیا کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالیں۔ جو لوگ سیکڑوں استریوں سے شادی کریں اور انہیں قیدیوں کی طرح گھر میں بند رکھیں۔ اور جو لوگ منش کا بال دین اور پھر کلیان کی آشا کریں اور جو لوگ اپنے ہمجنس کو لڑائی ہی میں نہیں بلکہ دوکانوں میں رکھکر بھیڑ بکری کی طرح بیچیں۔ ہم نہیں جانتے کہ اونہیں کسطرح شایستہ بتلاویں۔ ہم تو انہیں شائید آدمی کہنے میں بھی شرماویں" (صفحہ ۸۷ تمرناشک حصہ سوم ۱۸۷۳ء)

[1] شہاب الدین غوری نے غارت کیا۔ [2] محمود نے بارود اور آگ سے جلاکر زمین کے برابر کر دیا۔ [3] شمس الدین التمش نے توڑا ۔

[4] ملک کافور نے لوٹا۔ اسکی بابت امیر خسرو تاریخ علائی میں لکھتا ہے۔ کہ گویا ان جہنمیوں نے شداد کا بنایا بہشت پالیا تھا۔ پجاریوں کے سر کٹ کر ان کے پیر پر ناچتے تھے۔ خون کی ندیاں بہتی تھیں۔ مہادیو کی مورتی جو مسلمانوں کے گھوڑوں کی لات سے بچ گئی تھیں۔ بالکل توڑ دی گئیں۔

[5] یہ جتنی باتیں وید وِرُدھ ہیں۔ پرمیشور کی کرپا سے عوض ہماری کوشش کے خود ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ کے حکم سے بند ہو گئی ہیں۔ جس سے آریہ سماج کی ترقی روز افزوں حالت درست میں ہے۔ اور ایک دن ہندوستان اسم بامسمے آریہ ورت ہو جائیگا ۔

محمدی بھائیوں کی خدمت میں التماس

خلق خدا کے ساتھ جو جو سلوک بانی اسلام اور اس کے پیروؤں نے کئے ہیں۔ وہ ہم نے مشتے نمونہ از خروارے مستند تاریخوں کے حوالوں اور لایق مورخوں کی شہادتوں سے خدمت والا میں پیش کر دیے ان تمام کے لکھنے سے ہمارا مدعا یہ ہے۔ کہ آپ لوگ خدا کو حاضر ناظر جان کر اور کتب تاریخ مطالعہ فرماکر اور ان میں بیگناہ خلق اللہ کے حق میں اسلامی خونریزی کو پڑھکر دل میں سوچیں۔ کہ جس[6] دین نے لاکھوں کو لونڈی غلام بنایا۔ کروڑوں کے خانہ خراب کئے۔ بیشمار مخلوق کی بے حرمتیاں کیں۔ اور جتنے قتل کئے ان کا شمار تو سوائے عالم الغیب پرمیشور کے صحیح صحیح کوئی نہیں بتلا سکتا۔ کیا ایسا دین اس مالک کل جگدیشور رب العالمین کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ اور کیا اسقدر تباہیاں اور خانہ خرابیاں خدا کے خوشنود کرنے یا دین حق پھیلانے یا خدا کی مرضی کے مطابق واقع ہوئیں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

پیارے رفیقو ملکی محبو اور خصوصاً تعلیم یافتہ بھائیو درحقیقت سوچنے کا مقام ہے۔ کیونکہ سچے دھرم اور دین حق کو اس طرح کی باتوں اور ایسی تعلیموں سے بہت ہی نفرت ہے۔ سچے دیالوں اور عادل پرمیشور کا دھرم وہ ہے۔ جس میں سب کے ساتھ انصاف کا برتاؤ ہو۔ جبر اور قہر کا کوئی لگاؤ نہ ہو۔ تعصب اور بیجا طرفداری سے کام کرنا عادل حقیقی پر الزام ہے۔ اور جس میں ایسی باتوں سے پرہیز نہیں وہ درحقیقت بدنام ہے۔ اور اسکو ماننے والے کا بخیر انجام ہونا نہایت ہی ناممکن ہے۔ یہ بات ہر طرح آپ لوگوں پر ظاہر ہے۔ اور آریہ سماج ڈنکے کی چوٹ سے کہکر پکار رہا ہے۔ ع اٹھو سونے والو سحر ہو گئی۔

"مگر آپ لوگ ابھی اس مقدس دھرم سے کیوں بے پرواہ ہیں۔ کیوں محبت اور نیکی کے طریق میں رہرواں منزل حق (اہل الوید) کے رفیق نہیں ہوتے۔ اور ابھی تک غفلت کی نیند میں پڑے سوتے ہو۔ براہ مہربانی سوچو اور غور فرماکر وید مقدس کی تعلیم پر دھیان دو۔ کیوں تمام غیر متعصب فاضل اور محقق عالم کی چاروں طرف سے تصدیق کر رہے ہیں۔ کہ وید توحید کا معلم اخلاق و محبت کا ہادی فلاسفی (سائنس) کا گورو ہے۔ تمام دنیا میں جو کچھ سچائی کا بیج ہے۔ اسکا باغباں وید ہے۔ جو کام علم کر سکتا ہے وہ تلوار سے نہیں ہو سکتا۔ اور یہی بڑا بھاری سبب ہے کہ دین اسلام باوجود اسلام کہلانے کے بھی ناکامیاب رہا۔ کیونکہ اس کی ترقی کا سامان سلامتی نہیں تھا۔ بلکہ خون بہانا اور تلوار چلانا تھا۔

پیارے بھائیو آؤ محبت سے ملکر بغض و کینہ کو دل سے دور کر ایک پرماتما کی بھگتی کریں۔ ایک ہی ویدک اپاسنا سے من کو پوتر کریں۔ پرائشچت یعنی واپسی کا دروازہ کھلا ہے۔ جبر کا جوا گردن سے اتار کر آؤ۔ صداقت سے میل کرو۔ اور ست دھرم کے پھیلانے میں ہمارے سہایک بنو۔ کیونکہ خدا اسکی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد خود کرتا ہے۔ اور جو اپنے اوپر دکھ کو بلاتا ہے۔ وہ رحمت الہی سے دور بھاگتا ہے۔ سچ ہے بارش کی بوندوں سے کھیتوں کو ہرا بھرا کرتے ہو۔ اور گوناگون نعمتوں کے داتا ہو۔ ہم آپ کی کس کس نعمت کا دھنیاواد دیں۔ پس آپ مہان شکتیمان سے ہماری یہی پرارتھنا ہے۔ کہ جن کے دل میں ہم سے نفرت ہے۔ اور ہمارے وطنی جن سے دویش ہے دونوں میں محبت اور پریم ہو کر دویش کا ناش اور ست کا پرکاش ہو۔ اوم شم ۔ شانتی شانتی شانتی

[6] مورخ لکھتا ہے "جیپت غزا چوں بلدہ دہیل کہ کنارہ دریای عمان است و دریں عرصہ شہرت داشت رسید نزول نمود در اندیشہ لوازم محاصرہ شد و در دہیل بتکدہ بود قلعہ مانند از گچ و سنگ تراشیدہ در نہایت استحکام و وسعت چہل گز ارتفاع داشت ... ظلم شکستہ و آن بتکدہ را مفتوح گردانید محمد قاسم [illegible] ... (ترجمہ فرشتہ صفحہ ۳۱۲) پھر لکھتا ہے [illegible]

اظہار حق

دیباچہ کلیات آریہ مسافر از اڈیٹر

مذہبی دنیا میں پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا کام بھی ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ ویدک دھرم کو مخالفوں کے حملوں سے محفوظ کرنے اور انکے بے بنیاد اعتراضوں کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑنے کا فرض جس خوبی سے کہ اس بہادر آتما نے ادا کیا آریہ سماج میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ امر واقعہ تو یہ ہے کہ اگر پنڈت گورودت ودیارتھی کی اعلےٰ کوششوں اور اُن کے ظاہر کئے ہوئے سوکشم اصول کو علیحدہ رکھ دیویں۔ اور پنڈت بھیم سین کی تحریرات (جن میں سے کہ بعض سندیہہ سے بھری ہوئی ہیں) کو نظر انداز کر دیویں تو آریہ سماج کے پاس سوائے پنڈت لیکھرام کی تصانیف کے اور کچھ بھی نہیں رہتا۔ اُن کے مکمل کئے ہوئے مصالحہ کو پبلک کے روبرو رکھ کر جہاں اُن کے باقیماندہ مضامین کو رفتہ رفتہ بعد درستی اور ترتیب مناسب کے سلسلہ تحفہ شہید میں پبلک کے روبرو پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ وہاں اپنا یہ بھی فرض سمجھتا ہوں کہ پنڈت جی نے جس قدر ٹریکٹ یا رسالے اپنی حیات میں کسی نہ کسی وقت چھپوائے تھے ان کو بعد درستی و ترتیب مناسب کے ایک خاص سلسلہ میں نکالدوں۔ اس وقت افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے بے اصولے اہل مطابع پنڈت جی کے ٹریکٹوں کو غلط شلط چھاپ کر ٹکے سیدھے کر رہے ہیں اور چونکہ ان میں سے بعض ٹریکٹ باقاعدہ رجسٹری شدہ نہیں ہیں۔ اس لئے ایسے خودغرضوں کا کوئی انسداد نہیں ہوسکتا۔ پس سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ان کل ٹریکٹوں کو ایک خاص سلسلہ میں نکالکر اُن کی رجسٹری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے نام کرادوں۔ اس سلسلہ کا نام **کلیات آریہ مسافر** رکھا گیا ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ اگر کوئی ایسا ٹریکٹ پنڈت جی کا انہیں ملے جو کہ ایک مرتبہ ہی چھپ کر ختم ہوچکا ہے تو اُسے میرے پاس بھیجدیویں۔ میں اس سلسلے میں ایسے ہر ایک ٹریکٹ کو جگہ دینے کے لئے تیار ہوں + منشی رام جگیاسو جالندھر شہر

دیباچہ از مصنف

واضح ہو کہ ان دنوں ہمارے پاس دو ٹریکٹ ایک "وید مقدس کی حقیقت" چھوٹے ۲۰ صفحہ پر اور دوسرا "قربانی کے مسئلہ پر اعتراض کرنے والوں کا جواب" ۴ صفحہ پر مصنفہ دو مولوی صاحبان پہنچے۔ پہلے کے مُصنّف مولوی ابو رحمت حسن صاحب واعظ اسلام بقول خود ماہر وید و شاستر مقیم میرٹھ۔ اور دوسرے کے عمدۃ الواعظین اسلام سید گوہر علی شاہ اکبر آبادی مقیم لاہور انارکلی وارد امرتسر ہیں۔

ہم نے بڑے اشتیاق سے دونوں رسالوں کو پڑھا۔ مگر افسوس کہ ہمیں کوئی نیا اعتراض نہ دکھائی دیا۔ بلکہ پہلے صاحب نے جو کچھ مولوی عبید اللہ کے فضول اعتراضات مندرجہ تحقیق الہند و حجۃ الہند سے اور کچھ ماسٹر لچھمنداس کے اردو ترجمہ وید سے (جو خود سنسکرت سے ناواقف ہیں) اور کچھ ہماری تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ سے نقل کیا ہے۔ مگر اس کو بسبب ناواقفی سنسکرت و بھاشا کے بالکل غلط لکھا ہے۔ اور دوسرے صاحب نے جیسا کہ خود ہی مانا ہے پادری کھڑک سنگھ عیسائی ساکن قصبہ اُدھوکے ضلع گورداسپور کے لکچر نمبر ۲ سے اخذ کیا ہے۔

پیارے ناظرین! آپ جانتے ہیں کہ ہم نے ماسٹر لچھمنداس کے ترجمہ کی اصلیت تکذیب براہین احمدیہ میں ظاہر کردی ہے اور ان تمام منتروں کا صحیح ترجمہ اپنی دونوں کتابوں میں اور پادری کھڑک سنگھ کے لکچر نمبر ۲ کا کھنڈن صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج نمبر ۶ میں نہایت مفصل طور پر کر دیا ہے۔ اور مولوی عبید اللہ کے تحفۃ الہند کی تردید منشی اندرمن صاحب مرحوم نے تحفۃ الاسلام نام سے عرصہ ۱۴ سال کا گزرا کہ شایع کردی اور حجۃ الہند کا جواب حجۃ الاسلام بھی عنقریب شایع ہونے والا ہے۔ مگر ان ہر دو ناخواندہ مہمانوں کی بھی کوئی خدمت ضروری ہے۔ جواب لکھنے سے پہلے ہم مولوی ابو رحمت حسن کی چالاکی پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ باوجود وید شاستر سے ناواقف ہونے اور سنسکرت نہ جاننے کے ایسا فضول القاب اور لمبا خطاب اپنے نام کیساتھ لکھکر کیوں شایع کیا۔ مطلب اس کا صاف ظاہر ہے کہ وہ نمود بے بود پر جم رہے ہیں حالانکہ بمقابلہ اُن کے دوسرے سید صاحب زیادہ ایماندار معلوم ہوتے ہیں۔ جنہوں نے صاف لکھدیا ہے کہ ہم نے یہ مضمون پنڈت کھڑک سنگھ کے لکچر نمبر ۲ سے اخذ کیا ہے (دیکھو صفحہ اخیر)

خیر نیک و بد ہر قوم میں ہوتے ہیں۔ فضول گو کو خود ملول ہونا پڑیگا۔ ہم ان ہر دو کا جواب شایع کرتے ہیں :۔ الراقم لیکھرام آریہ مسافر

مولوی ابو رحمت حسن کی کتاب وید مقدس کی حقیقت کا جواب باصواب

مولوی صفحہ ۱۔ شری گنیشائے نمہ۔ اگر ہوتا آریہ دھرم سچا تو شروع ہوتا نام سے ایشور کے نہ نام سے دیوتا کے اور اگر ہے گنیش نام اللہ کا تو وید میں کیوں نہیں اور یہ نام رکھا ہے تو کس نے۔

آریہ۔ یہ تو خود آپ کے قول سے ثابت ہے کہ گنیش نام وید میں نہیں ہے جب وید میں نہیں تو صاف ظاہر ہو گیا کہ آریہ دھرم سچا ہے کیونکہ وہ دیوتا کے نام سے شروع نہیں ہوتا۔ بلکہ اوم پرماتما کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ اور یہی دھرم شاستر کا حکم ہے (دیکھو منو ادھیائے ۲ شلوک ۷۴) اور یہی سبب ہے کہ شری سوامی دیانند جی مہاراج نے اس کا کھنڈن کیا ہے (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵) اور سوائے سوامی جی کے تمام اور رشی منی بھی کسی اور کا نام نہیں لیتے تھے (دیکھو اُن کے شاستر) باقی رہا یہ کہ گنیش دیوتا کا یہ نام کس نے رکھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے ماں باپ نے یا اُن کے پروہت نے۔

مولوی ۴۔ اوم پرماتمنے نمہ اور اگر ہے پرماتما نام ایشور کا حقیقی اور سب آتما اُس کے آتما سے نکلے ہیں۔ جیسا کہ دریا سے لہریں تو ہو گیا معلوم کہ ایشر ہے منبع روحوں کا اور اُس کی روح بھی جگت کی روح کے مانند ہے۔ پھر کہاں رہی فضیلت ایشور کی اور جو پرماتما سے مراد کسی اور روح کی ہے تو بڑھ گیا رتبہ اُس کا ایشور سے اور معلوم ہو گیا کہ یہ ایشور پرمیشور نہیں اگر ہوتا پرمیشور تو کیا شروع کرتا وید کو ساتھ نام پرماتما کے۔

آریہ۔ افسوس کہ اسی لیاقت پر اعتراض لکھنے بیٹھے تھے۔ اور اسی لیاقت پر واعظ اسلام و ماہر وید شاستر کی دم لگا رکھی ہے۔ حضرت پرماتما۔ ایشور اور پرمیشور سب نام اُسی ایک جگدیشور کے ہیں جس طرح اللہ۔ رحمن۔ رحیم۔ خدا۔ علیم۔ سمیع وغیرہ نام اُسی ایک خدا کے ہیں۔ کسی دوسرے کے نہیں۔ پرماتما کسی اور روح سے مراد نہیں۔ جس طرح رحمن۔ اللہ اور خدا کے سوا کسی اور روح سے مراد نہیں۔ یہ سب خدا کے صفاتی نام ہیں مفصل دیکھو یہی جھگڑا قرآن سورۃ رعد کی آئت دہم یکفرون بالرحمن پر تفسیر حسینی صفحہ ۴۳۱ نولکشور۔ باقی رہا یہ کہ سب آتما اُسی کے آتما سے نکلے ہیں نہ کہ وید سے۔ خود تمہارے صوفی اس باطل تعلیم کا چشمہ قرآن کو بتلاتے ہیں۔ فاضل باکمال میر ضیاء الدین عبرت نے لکھا ہے

سے ز دریا موج گوناں گوں برآمد — زبیچونی برنگ چوں برآمد
گہے درکسوت لیلیٰ فروشد — گہے بہ صورتِ مجنوں برآمد
ازیں دریا بدیں امواج ہردم — ہزاراں گوہرِ مکنوں برآمد

اسی طرح مولوی جامی نے لکھا ہے۔

مقدس بودے از قید چہ و چوں — سراز جلباب چوں آ درو بیروں
چو آں بیچوں دریں چوں کرد آرام — بے رو پوش گردد یوسفش نام

پس یہ عقیدہ قرآن کا ہے۔ ہمارا نہیں۔ اور تمہارے ہی سارے اولیاء رومی محی الدین عربی وغیرہ اس کے قائل ہیں۔

مولوی ۵۔ گایتری۔ بشن۔ مہادیو۔ شکتی دیوی دجی میں حاضر ہوں۔ زمین و آسمان۔ بہشت۔ ہم سورج کی بڑی روشنی پر دھیان کرتے ہیں۔ وہ ہمارے دل کی رہنمائی کرے۔

آریہ۔ گایتری میں بشن۔ مہادیو اور دیوی یا زمین۔ آسمان۔ بہشت۔ اور سورج کے دھیان کا ذکر نہیں ہے اور نہ کسی غیر کی پوجا کا آشارہ ہے۔ سنئے ساری گایتری کا مطلب پرماتما پاربرہم نراکار گیان سروپ اور لازوال کا دھیان کرنا ہے۔ کہ وہ ہماری بدھی کو برائیوں سے ہٹا کر بھلائیوں کی طرف پریرنا کرے۔ نہ کسی اور کا واسطہ نہ کسی غیر سے مطلب مفصل دیکھو (منوسمرتی ادھیا ۲ شلوک ۷۸ سے ۸۴ تک) اسی طرح یوگی یاگولک اور برہما آدی رشیوں نے بھی اُپ نشدوں میں اس کا یہی ترجمہ کیا ہے۔ آریہ رشیوں کے سوا (جن کی سنسکرت عبارت سمجھنے کا بھی آپ کو مادہ نہیں) اکثر دانا یورپین فضلا نے بھی یہی ارتھ کیا ہے۔ چنانچہ محقق کالبروک صاحب اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ ذات باری یعنے خدا کی قابل پرستش تجلی کا دھیان کرو اور یہ دعا مانگو کہ وہ ہماری عقل کو ہدایت کرتے ہیں" (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۰۰) مفصل گایتری کا ارتھ۔ ہم نے تکذیب براہین احمدیہ میں درج کر دیا ہے۔ وہاں دیکھو (مقابلہ توحید وید و قرآن)

بھارت میں بیاس جی نے فرمایا ہے۔ کہ سب آدمیوں کو اور دیوتاؤں کو پرم برہم پرماتما۔ اننت جگدیشور کی پوجا کرنی چاہیئے۔ (دیکھو موکھش پرب ادھیاء ۳۰۱ شلوک ۱۰۴) مفصل معنے اس کے ہم حجۃ الاسلام میں درج کر چکے ہیں۔

مولوی ۶۔ سام وید کا گیارھواں منتر نہیں یہ کلام ایشور کا اگر ہوتا یہ کلام ایشور کا تو نہ کرتا تعریف مالک الملک کی اور نہ پڑھتا قدموں میں اُس کے جو کہ دیتا ہے۔ گھوڑے اور دوسری چیزیں۔

آریہ۔ یہ ترجمہ بھی آپ کی لیاقت کا نمونہ نہیں ہے۔ بلکہ ہماری کتب تکذیب براہین احمدیہ کی لفظ بلفظ نقل ہے (دیکھو صفحہ ۱۷۹) بھائی! ایشور اور مالک الملک اُسی کا نام ہے آدمی کو ہدایت دی ہے کہ سب گھوڑے وغیرہ سامان ضروری اسی سے مانگے۔ کسی غیر سے نہیں۔ یہ انسان کو پرارتھنا کا طریقہ سکھلایا ہے۔ البتہ قرآن کی بسم اللہ پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ اول تو پارسیوں کی کتاب سے بموجب صلاح سلیمان پارسی کی نقل کر لی اور نام نہ لکھا دوم اظہار دعا کے بغیر لکھ دیا۔ اول جتلانا ضروری تھا کہ اے لوگو ایسا کیا کرو پھر بسم اللہ کا بتلانا ضروری تھا۔ مگر وہ نہیں کیا۔ یہ لیاقت کی کمی یا انسانی غلطی ہے۔ لیکن وید مقدس پر اعتراض ہرگز وارد نہیں ہو سکتا کیونکہ اُس میں یہ سب ہدایت موجود ہے۔ کہ پرارتھنا کرو وید کے منتروں سے اسی لحاظ سے مشہور ہے کہ قرآن کی بسم اللہ ہی غلط ہے۔

مولوی ۷۔ ایک منتر یجروید ادھیا ۱۲/۱۲ بڑے دیوتاؤں کو نمسکار چھوٹے دیوتاؤں کو نمسکار نوجوانوں دیوتاؤں کو نمسکار۔ اور ضعیف دیوتاؤں کو نمسکار ہم سب دیوتاؤں کو حتی المقدور پوجا کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ میں بڑے دیوتاؤں کی تعریف کرنی بھول جاؤں۔

آریہ۔ اس منتر میں لفظ دیوتا یا دیوتاؤں نہیں ہے۔ یہ ممبران دھرم سبھا کی جن کے رسالہ سے آپنے نقل کیا ہے چالاکی ہے۔ مگر اس کا ارتھ صاف یہ ہے کہ اعلیٰ۔ اوسط اور ادنے آدمیوں کا یعنے چھوٹے بڑے اور درمیانہ منشوں کا ستکار کرو۔ بوڑھوں اور کمزور آدمیوں کا ستکار کرو۔ یعنے حتی المقدور سب کا ستکار کرو۔ اور ستکار کرنے کے وقت باہمی نمستے لفظ بولا کرو۔ اور نہیں خود نمستے کے معنے ہیں میں آپ کا واجبی ستکار کرتا ہوں۔ پس اس منتر میں فرضی اور ہوائی دیوتاؤں کی پوجا کا ذکر نہیں۔

مولوی ۸۔ رگوید منتر ۱۱۳ (اس منتر کا اول ترجمہ لکھ کر کے یہ اعتراض کیا ہے) یہ کلام ایشور کا نہیں اگر ایشور کا ہوتا تو یوں ہوتا۔ میں ہی ہوں سمپورن آنند اور سب امیدیں میری فرمانبرداری سے حاصل ہوتی ہیں مطلب کہ ضمیر غیب کیوں استعمال کیا گیا۔ متکلم ہونا چاہیئے۔ यत्रानन्दाश्च मोदाश्च

آریہ۔ وید مقدس میں تینوں صیغوں سے پرماتما کے ارشاد ملتے ہیں۔ دیکھو رگوید منڈل ۱۰ سکت ۴۸ منتر ۱ و ۵ وغیرہ ضمیر متکلم موجود ہے۔ اس کا ترجمہ بھی آپ نے اپنی لیاقت یا کسی مسلمان یا سائن یا قسنکر یا کسی ہندو کی لیاقت سے نہیں کیا اور نہ سائن آچاریہ کے مطابق ہے۔ بلکہ لفظ بلفظ ہمارے نسخہ خبط احمدیہ کی نقل ہے (دیکھو صفحہ ۳۰۸ و ۳۰۹ نمبر ۲) اور چونکہ آپ خود سنسکرت یا بھاشہ نہیں جانتے یہی سبب ہے کہ منتر بھی غلط اور نامکمل لکھا۔ اردو جاننے کے سبب صفحہ ۹ سے ہی شروع کر دیا۔ حالانکہ منتر صفحہ ۸ سے شروع ہوتا تھا۔ وہ عبارت اس منتر کی جو درج نہیں کی وہ یہ ہے

باقی جو کسی سے نقل کروایا۔ وہ سرتاپا غلط ہے۔ یہ منتر رگوید منڈل ۹ سکت ۱۱۳ کا منتر ۹ ہے۔ افسوس کہ ہماری ہی بلی اور ہمیں ہی میاؤں ایسی چالاکی قرآنی واعظوں کے سوا کون جان سکتا ہے۔

مولوی ۹۔ رگوید کے پہلے اشٹک میں یہ منتر ہے۔ تمہاری کشتی جو آسمان سے بڑی ہے سمندر کے کنارہ پر ٹھہرتی ہے۔ تمہارا رتھ خشکی پر منتظر رہتا ہے تمہاری پوجا کے کارن سوم کے پودے میں سے رس نکالا ہے۔ اور اسی میں ہے۔ اے اندر تو نے مکار سوشنا کو فریب سے قتل کیا۔ دانا آدمی تیری اس بزرگی سے واقف ہیں۔ انہیں خوراک باافراط عطا کر۔

آریہ۔ اس جگہ آپنے کوئی حوالہ وید کا نہیں لکھا۔ اور نہ سنسکرت عبارت نقل کروائی۔ ناواقف لوگ کیا جانیں۔ ہم آپ کی کرتوتوں سے پرانے واقف ہیں۔ وید میں لفظ آسمان نہیں ہے اور نہ آسمان کوئی چیز ہے اور نہ ایسی فضول تعریف وید مقدس میں ہو سکتی ہے۔ اور نہ فریب سے قتل کرنے کی ودیا میں آ گیا ہے۔ اور اسی واسطے آپنے کوئی حوالہ نہیں لکھا۔ لکھتے کہاں سے۔ خود تو پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل ہو۔ افسوس کہ اسی پر دعوے ماہر وید و شاستر کیا کرتے ہو۔ اور جاہل مسلمانوں میں واعظ اسلام اور ماہر وید شاستر بنے پھرتے ہو۔ یہ سراپا اور بالکل غلط ہے۔ رگوید کے پہلے اشٹک میں

ایک ہزار سے اوپر منتر ہیں۔ ہم کیا تلاش کریں۔

مولوی ١٠۔ رگوید اشٹک ۴ سُکت ۱۱ منتر ۱۱ لکھ کر گاڈکشی کا اعتراض کیا ہے کہ اگر یہ ایشور کا کلام ہوتا۔ تو کیا اندر سے مدد چاہتا۔ اس منتر کا ترجمہ سائینا چاریہ نے اگلے زمانہ میں اور پنڈت تربینی دت سکندر آبادی اور ماسٹر لچھمنداس دہلوی اور پادری ولیم صاحب نے زمانہ حال میں اس طرح پر کیا ہے۔

آریہ۔ یہ اعتراض آپ کا نہیں ہے۔ بلکہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح قادیانی کا ہے جو انہوں نے براہین احمدیہ میں کیا تھا۔ جس کا جواب کئی سال ہوئے نہایت مفصل طور پر ہم تکذیب براہین احمدیہ میں مستند حوالوں سے دے چکے ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۱۷۷) پس یہ بھی آپ کا اعتراض محض فضول ہے۔

مولوی ١١۔ اور اسی کے پہلے اشٹک میں ہے۔ ایک مرتبہ ایک روز بھیڑیئے نے مجھے جاتے ہوئے دیکھا اور مجھے دیکھتے ہی میرے پر چراغ پو کر حملہ کیا۔ جیسے بڑھئی۔ جس کی بیٹھ جھکی رہنے سے دکھ جاتی ہے اپنے کام پر سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔

آریہ۔ یہ کہانی وید میں ہرگز نہیں ہے۔ کہیں اصحاب کہف کا کتا تو نہیں سمجھ لیا۔ یا حضرت یوسف والا گرگ تو یاد نہیں آگیا جن کا ذکر قرآن سورۃ یوسف اور سورۃ کہف میں ہے۔

مولوی ١٠۔ رگوید منڈل ۱ سُکت ۱۱۳ منتر ۵ لکھ کر اس پر دھمی ضمیر متکلم کیوں نہیں ایسا اعتراض کیا ہے۔

آریہ۔ یہ ترجمہ بھی آپ کی سنسکرت دانی سے نہیں ہے۔ بلکہ ہماری کتاب نسخہ خبط احمدیہ کے صفحہ ۳۰۹ کے نمبر ۴ سے نقل کر لیا۔ ترجمہ اردو بھی غلط۔ عبارت سنسکرت بھی غلط۔ ناواقف واعظ اسلام جس طرح ترجمہ کرنا نہیں جانتا اور جس طرح ناگری کا حرف نہیں جانتا۔ اسی طرح پرارتھنا اور گیان کو بھی نہیں پہچانتا یہاں صرف جیو کو اس طرح پرارتھنا کرنے کا ارشاد ہے۔

وید جیو کی ہدایت کے واسطے ہے نہ کہ خدا کی ہدایت کے واسطے اسی طرح صفحہ ۱۱ سے ۱۳ تک عبارت بلا ثبوت اور بے دلیل اور بے حوالہ ہے۔ توجہ کے قابل نہیں۔

مولوی ۱۴۔ رگوید منڈل ۱ سُکت ۱۶۴ منتر ۴۶۔ جو ایک او دتی لاشریک ست برہم ہے۔ اُسی کے اندر متر۔ ورن۔ اگنی۔ ودیا۔ سپرنا۔ گوروتمان۔ ماترشوا۔ یم نام بھی ہیں سو اس سے کچھ تصفیہ نہ ہوا۔ ویسا ہی کھیلا رہا۔ یعنی نہ یہ ثابت ہوا کہ اگنی وغیرہ نام ایشور رنیائے کاری کے ہیں اور نہ یہ ثابت ہوا کہ یہ نام اُن دیوتاؤں کے ہیں کہ جنکی مورتیں پوجی جاتی ہیں۔ یا جن کی ستت پورانوں میں مذکور ہوئی ہے۔

آریہ۔ جناب من جب ترجمہ صاف اور واضح ہے کہ جو ایک اودتی لاشریک ست برہم ہے اُسی کے اندر۔ متر۔ ورن۔ اگنی ودیا۔ سپرنا۔ گوردتمان۔ ماترشوا۔ یم دنیا کاری، نام بھی ہیں۔ یہ نہیں کہ صرف اُسی کے نام ہیں اور کسی کے نہیں ہو سکتے کیونکہ دوسری جگہ وید میں بتلایا گیا ہے۔ کہ اگنی۔ سورج۔ چاند۔ ہوا۔ بجلی۔ پانی زمین۔ سب مخلوق ہیں۔ (دیکھو رگوید منڈل ۱ سکت ۸۰ امنتر ۱ و ۲ و ۳)

پس یہ آگ وغیرہ مخلوق چیزیں خدا نہیں۔ لیکن جس طرح ایک لفظ کے کئی معنے ہوتے ہیں اسی طرح کہیں کہیں یہ خدا کے معنے میں آتے ہیں بمفصل دیکھو مشرح حوالوں کے (تکذیب براہین احمدیہ جلد ا صفحہ ۱۸۴)۔

اب بتلائیے مولوی صاحب تصفیہ ہوا یا نہیں اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی بتلاتے ہیں کہ یہ ترجمہ بھی آپ کی اپنی لیاقت سے نہیں۔ بلکہ تمامتر لفظ بلفظ ہماری کتاب سے تجاہل عارفانہ کر کے نقل کر لیا اور نام رکھا سائن آچاریہ کا (دیکھو تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۴) سنسکرت عبارت اس کی بھی غلط ہے۔

اخیر میں مولوی صاحب بقول شخصے "چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد" لکھتے ہیں

مولوی ۱۵۔ واضح ہو کہ شنکر آچاریہ اور سائینا چاریہ کے ترجمے اُسے اب تک ہنود میں مقبول و موجود ہیں۔ اور انہیں کے موافق ہم نے اُن شرہتوں کا ترجمہ آریہ صاحبان کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ اپنی طرف سے بجز رائے کے کچھ نہیں گھٹایا یا بڑھایا اور جس کو شبہ ہو وہ اصل پستک سے مقابلہ کر کے۔ اور اسی طرح آریہ صاحبان بھی اگر اس ترجمہ کو ٹھیک نہ جانیں (از راہ تعصب جیسا کہ قرآن کو نہیں جانتے اور پورانوں کو پوپ لیلا قرار دیتے یا از راہ جہالت کے یا اس کے خلاف چلیں تو اُن پر بھی لازم ہے کہ وہ اُن شرہتوں کا ترجمہ کسی ترجمہ کے موافق لکھ کر پیش کریں۔ محض دیانندی پر اکتفا نہ کریں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک جمیع آریہ صاحبان بعینہ سوامی دیانندجی ہیں اور یہ مقابلہ بھی گویا انہیں سے ہوا ہے اور نہ اپنی عقل کو دخل دے کر بیاہ کرن سے ترجمہ کریں کیونکہ ناستک اور دہریہ کی یہ بات عادت ہے اور جتنے لامذہب فرقے ہیں اسی سبب سے گمراہ ہوئے ہیں۔

آریہ۔ افسوس بایں چالاکی۔ اور تعجب بایں دلیری اور حیرانی اس سفید جھوٹ پر۔ حضرت شنکر آچاریہ کا کوئی ترجمہ وید کا نہیں۔ اُنہوں نے صرف دس اُپنشدوں کا ترجمہ کیا تھا کہ ایک نامراد نے اُن کو زہر دیدی۔ جس سے وہ رہگرائے عالم جاودانی ہو گئے۔ اور نہ اُپنشد وید ہیں۔ کیونکہ اُپنشد دس اور وید چار ہیں۔ اُس ترجمہ کے مطابق ترجمہ کرنا اور اُس ترجمہ کا ہندؤں میں موجود اور مقبول ہونا یہ آپ کا پہلا جھوٹ ہے۔

باوجود سنسکرت نہ جاننے کے اور بھاشا بھی بخوبی نہ پڑھ سکنے کے لچھمنداس کے ترجمہ اردو اور ہماری اردو کتابوں سے نقل کرنا اور سائنس کا ترجمہ جو سنسکرت میں ہے جس کو آپ بالکل نہیں پڑھ سکتے اور نہ آج تک دیکھا ہے کہ وہ کتنی بڑی کتاب ہے۔ اور دعویٰ یہ کہ انہیں کے موافق ہم نے اُن شرہتوں کا ترجمہ آریہ صاحبان کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ یہ آپ کا دوسرا جھوٹ ہے۔ ہماری کتاب تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ سے چرا کر ترجمہ لکھنا اور نام رکھنا شنکر آچاریہ و سائنس آچاریہ بلکہ اپنا یہ آپ کا تیسرا جھوٹ ہے۔

باوجود سنسکرت سے محض اُمی ہونے کے اور نقل کر کے اور کتاب سے نام اپنا یا کسی اور کتاب کا دیدینے کے اور سنسکرت اور وید شاستر سے بالکل ناواقف ہو کر مسلمانوں کے آگے واعظ اسلام اور رسالہ کے ٹائیٹل پیج پر ماہر وید شاستر لکھنے کے حالانکہ نرا کھشر بھٹ آچاریہ سے ذرا زیادہ وقعت نہیں پا سکتے۔ اور اس پر سنسکرت کا اتنا گھمنڈ یہ آپ کا چوتھا جھوٹ ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ جس کو شبہ ہو۔ وہ اصل پستک سے مقابل کرلے۔ یہ آپکا پانچواں جھوٹ ہے۔

ہم مولوی صاحب واعظ اسلام ماہر وید شاستر کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ دو برس تک اپنے خدا اور رسول کے واسطے صفحہ ۶ کے سام وید کے منتر کا و صفحہ ۱۰ و ۱۱ کے منتر اور ترجمے اور صفحہ ۱۴ کا منتر اور ترجمہ اور صفحہ ۷ کا نامکمل اور غلط منتر اور اس کا ترجمہ شنکر آچاریہ یا سائنس آچاریہ یا لچھمنداس یا ولیم کے کسی ترجمہ سے سوائے ہمارے نسخہ خبط احمدیہ و تکذیب براہین احمدیہ کے بتلاویں اور اگر تبلا سکے۔

جیساکہ ہرگز نہ بتلا سکینگے تو وہ دین جس کے آپ واعظ ہیں جو آپ کو اس قدر جھوٹ بولنے اور لکھنے پر دلیر کرتا ہے۔ برائے خدا اُس کو چھوڑ دیجئے اور عربی کے اس مقولہ کو یاد رکھئے لعنت اللہ علیہ الکاذبین

اب ہم دوسرے عمدۃ الواعظین اسلام سید گوہر علی شاہ کے اعتراضات متعلقہ قربانی کا جواب دیتے ہیں

ناظرین! اگرچہ ہم نے مفصل جواب اس کا لکچر نمبر ۲ میں دیدیا ہے۔ مگر اس جگہ نہایت مختصر طور پر آپ کے مفید سمجھ کر کچھ عرض کرتے ہیں۔

یہ اعتراض کہ ہندو لوگ قربانی کو جائز جانتے ہیں۔ اگرچہ بالکل صحیح نہیں مگر کسی قدر صحیح ہے۔ کیونکہ اب بھی دیوی اور شیو جی کے پوجاری یا معتقد یا بھیرو کے مرید برابر جانوروں (بکرے۔ گوسفند۔ مرغی۔ بھینسے) کو مار کر کھا جاتے ہیں۔ اور ان کا خون مورتوں پر چڑھاتے ہیں اور موقعہ پڑجانے پر انسان کی قربانی کو بھی صحیح بتلاتے ہیں۔ مگر یہ صرف فرقہ وام مارگیوں کا اعتقاد ہے نہ کہ ویدمت والوں کا اور جب سے یہ فرقہ چلا۔ تب سے ہی اس کی مخالفت شروع ہوئی۔ وید کے واقفکار لوگ۔ اس کا کھنڈن کرتے رہے اور اپنے آپ کو ویشنو یعنی پرہیزگار (جو آریہ کا مترادف ہے) پکارتے ہیں۔ مگر پھر بھی یہ لوگ نہایت پوشیدہ طور پر اپنی ان بداعمالیوں کو کرتے رہے کیونکہ "خوئے بد در طبیعتے کہ نشست ٭ نرود جز بوقت مرگ از دست۔ عادت کو طبیعت ثانی ہوجاتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ یہ لوگ باوجود نہایت نفرت سے دیکھے جانے کے بھی موجود رہے۔ آریہ ورت میں سوائے وام مارگیوں کے اور کسی فرقہ والے مذہبًا قربانی یا گوشت خوری جائز نہیں جانتے اب ہم بتلاتے ہیں کہ وام مارگی لوگ ویدانوکول ہیں یا پرتی کول۔ وید دھرم کے موافق ہیں یا منافق۔

شبد استوم مہاندہی۔ جو سنسکرت کی مشہور لغات ہے اسمیں اسطرح لکھا ہے۔

वामाचार पुं० वामा वेदादि विरुद्ध आचार तन्त्रोक्ते मद्यमांसादि सेवन रूपे आचरणे शब्दस्तोम १०१६

ترجمہ۔ وام آچار یعنی مذہب وام مارک معنی یہ ہیں۔ برخلاف وید کے طریقہ تنتروں کے مطابق۔ مدہ یعنی شراب مانس (گوشت) متسّ (مچھلی) مدرا میتھن کے استعمال کرنے کا طریقہ (دیکھو صفحہ ۱۰۱۶ مطبوعہ بار دوم ۱۸۷۶ء) انہیں لوگوں کا نام فارسی میں مشعل کشاں ہے۔ جس کے حق میں نظامی کہتا ہے ع
زمیں باد مشعل کشاں دور دار۔ یہی چولی مارگ ہے۔ (مفصل حال دیکھو وچار ساگر اور ستیارتھ پرکاش)

وید بیاس جی مہاراج آریہ رشی اور مشہور فاضل ویدانت شاستر کے مصنف جن کے ماہر وید ہونے میں کسی کو کلام نہیں اور جن کے آخری زمانہ میں یہ فرقہ جاری ہوا سو وہ اس فرقہ کی بابت لکھتے ہیں۔

सुरा मत्स्याः पशोर्मांसं द्विजातीनां बलिस्तथा। धूर्तैः प्रवर्तितं ह्येतन्नैतद्वेदेषु कल्प्यते॥ भारत शान्ति पर्व

ترجمہ۔ شراب مچھلی اور دیگر جانوروں کا گوشت انسانکی قربانیاں یہ بدمعاش اور شریر لوگوں نے چلادی ہیں ہرگز جائز نہیں ہیں خود بیاس جی نے جب یہ رائے ان لوگوں بابت لکھی۔ تو پھر ویدمیں دیکھنا چاہئے کہ وہاں کیا لکھا ہے۔ یجروید اور رگوید کے منتر تو سوامی جی مہاراج نے گوکرنا ندہی وغیرہ میں درج کر دیئے ہیں اور ہم نے بھی لکچر نمبر ۲ میں بہت سے حوالے دیدیئے۔ اور اسی طرح ہمارے دوست بابو آتما رام جی نے بھی اپنی کتاب میں بہت سے حوالے دیدیئے ہیں۔ مگر پھر بھی ہم ایک اور حوالہ عرض کرتے ہیں۔

यथा मांसं यथा सुरा यथाक्षा अधिदेवने। यथा पुंसो वृषण्यत स्त्रियां निहन्यते मनः॥ अथर्व कां० ६ व० १० मं० १

ترجمہ۔ مانس کا کھانا اور شراب کا پینا۔ اور جوا کھیلنا اور زناکاری کرنا انسان کے من کو برباد کردیتا ہے۔ (جس سے بدھی اور آتما نشٹ ہوجاتے ہیں اور آتما کے نشٹ یعنی پاپی ہونے دھرم اور کرم سب برباد ہوجاتے ہیں) خلاصہ یہ کہ گوشت خوری شراب نوشی۔ زناکاری قماربازی بڑے گناہ ہیں۔ ان سے بچنا چاہئے (دیکھو اتھروید مطبوعہ ولایت اور بمبئی صفحہ ۱۲۳)

باقی رہی اجی گارتا کی کہانی۔ یا اور اسی قسم کی کہانی وید مقدس میں ہرگز نہیں ہے اس کا بڑا ثبوت خود وید مقدس اور مہابھاشیہ اور میمانسا شاستر ہیں کہ وید میں کوئی بھی اتہاس نہیں ہے۔ اور نہ کسی خاص آدمی کا ذکر ہے۔ بلکہ عمومًا ساری دنیا کے واسطے برابر ارشاد ہیں۔ ہاں قرآن میں اسمٰعیل اور ابراہیم کی انسانی قربانی کی کہانی موجود ہے۔

باقی رہی گائے کی قربانی اس کا ویدوں میں نام ونشاں بھی نہیں۔ وید تو درکنار کیونکہ وہ تو وید ہی ہے۔ اس میں اویدک بات کاہے کو ہوسکتی ہے۔ قرآن جو کہ اور بعض باتوں میں وید کے مخالف ہے وہ بھی اس بات میں وید کے مطابق ہے۔ کیونکہ جہاں تک ہمارے قرآن کی نسبت معلومات ہیں۔ اس میں گائے کی قربانی یا اُس کے گوشت کھانے کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ صرف اونٹ کی قربانی کا سورۂ حج میں ذکر ہے۔ مگر وہاں ساتھ یہ ہی لکھا ہے۔

لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقوی منکم

ترجمہ۔ نہیں پہنچتا خدا کو گوشت قربانی کا۔ اور نہ خون جانوروں کا۔ ولیکن اس کو تو تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔

پس اس سے بھی اگر کوئی نظر غور سے دیکھے تو صاف ظاہر ہے کہ گوشت قربانی یا خونریزی سے خدائے رحیم خوشنود نہیں ہے اور نہ خدا کی مرضی کے مطابق ہے۔ ہاں ظالم اور خودغرض آدمیوں کی مرضی کے مطابق ضرور ہے اور یہی سبب ہے کہ آئے دن مکہ شریف میں ہیضہ یا طاعون کی امراض موجود رہتی ہیں۔

مسلمان بھائیو یاد رکھو کہ سو دن چور کے اور ایک دن ساہد کا۔ آخر سب کو اپنے اعمالوں کا پھل ملیگا۔ بلکہ ملتا ہے بے زبانوں کے گلے کاٹنے اور اس کا نام رکھنا قربانی۔ واہ قربان جائیں۔ اس عقل اور دانائی کے ع
برعکس نہند نام زنگی کافور

پتھر کی دیوی دیوتوں کی طرح یا مردہ پیروں فقیروں کی طرح خدا ہرگز ہرگز اس قربانی یعنی خونریزی سے راضی نہیں۔ بلکہ وہ تو تقویٰ اور پرہیزگاری سے رضامند ہے۔ خدا کو راضی کرو۔ اور حضرت علی علیہ الرحمۃ کے اس قول پر عمل کرو لا تجعلوا بطونکم مقابر الحیوانات ترجمہ۔ مت بناؤ پیٹوں کو جانوروں کی گورستان۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے

کعبہ بنیاد خلیل آزر ست	دل گذرگاہ جلیل اکبر ست
دل بدست آور کہ حج اکبر ست	از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر ست

جو عبارت سنسکرت کی آپ نے نقل کی ہے۔ اُس میں قربانی یا جانور مارنے کا

مطلق ذکر نہیں۔ پادری کی طرح آپ نے بھی پادر ہونا بات ہانک دی۔ اور دھوکا کھایا۔ مہاتما سکھدیو جی نے ان دام مارگیوں کے حق میں کیا اچھا کہا ہے۔

یعنی لکڑی گاڑنا اور پشووں کا گلا کاٹنا۔ اگر اس طرح سورگ میں جانا ہے تو نرگ کس طرح جائیگا۔ اسی کے مطابق کبیر جی نے بھی (جو جنم کے مسلمان تھے۔ اور ہندوستان میں ایک فرقہ کے بانی ہیں) کہا ہے

جیو بدھ دھرم کر تھاپیوا دھرم کان کہو بھائی
آپس کو مُنی ور کرتھا پیو کان کو کہت قصائی

پس اے مسلمان بھائیو ان خیالات کو ترک کرو۔ اور سمجھو کہ اگر گوشت خوری۔ خونریزی۔ قمار بازی۔ زناکاری۔ شراب نوشی۔ مذہب اور ایمان ہے۔ تو لا مذہبی اور بے ایمانی کیا چیز ہوگی۔ یورپ کے محقق اور دانا ڈاکٹروں کی کامل تحقیقات نے بھی آخرکار ثابت کر دیا ہے کہ وجے ٹیرین ہونا انسان کیواسطے قدرتی بات ہے۔ کیونکہ اس کی بناوٹ گوشت خوری کے حسب حال نہیں ہے۔ خدا اسے رحمٰن و رحیم کے بندے ہو کر ایسا ظلم اور اندھیر کس طرح جائز ہے۔ کیونکہ گرگ منش ہو کر بھیڑوں کا پھاڑنا انسانیت سے کیسا بعید ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے +

شنیدم گوسفندے را بزرگے
رہانید از دہان و دست گرگے
شبانگہ کارد بر حلقش بمالید
روانِ گوسفند از وے بنالید
کہ از چنگال گرگم در ربودی
چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

اول جب چھوڑایا۔ تو اُسے بزرگ کہا۔ اُسی بزرگ نے جب مارنے کا قصد کیا تو گرگ نے کہا دیکھئے خدا کے واسطے دیکھئے۔ کیسا جلد بزرگ سے گرگ ہو گیا

نظم

بھائیو چھری جفا کی چلاؤ گے کب تلک
خونریزی اپنا مذہب بناؤ گے کب تلک
باطل سے میل حق کو بھلاؤ گے کب تلک
اور امر حق سے آنکھ چراؤ گے کب تلک
کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبتے
وحشی پنے کو دل سے بھلاؤ گے کب تلک
قربانی کا نشاں بھی دیدوں میں جب نہیں
دعوے یہ بے ثبوت چلاؤ گے کب تلک
الزام خام چھوڑ کے سچ کو کرو قبول
کھاؤ گے ماس خون بہاؤ گے کب تلک
ایمان سے ہے دور جو کاٹو ہو بے قصور
ظالم نفس کو گرگ بناؤ گے کب تلک

مانو عرض جو کرتا ہے اک بندۂ خدا
خون کر کے پاکباز کہاؤ گے کب تلک
اے دوستو ہے وزع خون سر بسر زبوں
دھبہ پلید ہے یہ مٹاؤ گے کب تلک

راقم۔ وہی آپ کا قدیمی خیرخواہ آریہ مسافر

حجت الاسلام

دیباچہ از اڈیٹر کتاب حجۃ الاسلام دھرم کی ویدی پر آریہ مسافر کی آخری بھینٹ ہے۔ اس کتاب کے علاوہ ایک اور ضخیم کتاب (یعنی تکذیب براہین احمدیہ حصہ دوم) بھی تیار کر کے پنڈت لیکھرام جی چھوڑ گئے ہیں۔ دیگر چھوٹے بڑے رسالوں کا تو کچھ ذکر ہی نہیں ہے۔ لیکن ان سب میں سے ایک حجت الاسلام ہی ہے۔ جسے کہ پنڈت جی اپنے روبرو قریباً چھپوا چکے تھے۔ صرف سرورق جو کہ پہلے سے لکھا ہوا موجود تھا اُن کی موت کے بعد چھپوایا گیا ہے۔ گویا خلق اللہ کی سیوا کرتے ہوئے جو بے نظیر تحایف کہ مکمل کر کے دھرم کی ویدی پر دے رکھا کرتے تھے۔ اُن میں سے حجت الاسلام آخری تھا +

اور یہی وجہ تھی۔ کہ اس کتاب کی بار اول کی چھپی ہوئی ۷۰۰ کاپیاں ایک ہفتے کے اندر اندر ختم ہو کر دوسری بار اسے چھپوانے کی ضرورت پڑی۔ اس مرتبہ ۴۰۰۰ کاپیاں چھپوائی گئی ہیں۔ لیکن جس جوش سے کہ اب تک اس نادر نسخہ کی مانگ آ رہی ہے۔ اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ طبع دوم بھی شاید ایک ماہ سے زیادہ کے لئے کافی نہ ہو گا +

طبع اول کے وقت چونکہ پنڈت لیکھرام جی کو اکثر باہر بھی جانا پڑتا تھا۔ اور ساتھ ہی مہرشی دیانند کے جیون چرتر کے کام کا بوجھ بھی بڑا تھا۔ اس لئے کتابت اور محاوروں کی اکثر غلطیاں رہ گئی تھیں۔ جنہیں کہ طبع دوم میں درست کر دیا گیا ہے۔ البتہ ایک جگہ میں نے کچھ حصہ (یعنے دو صفحوں کے قریب عبارت) بالکل کاٹ دیئے کی دلیری کی ہے۔ سو وہ پنڈت جی کی تحریر کا کوئی حصہ نہیں تھا۔ بلکہ کل کا کل لفظ بلفظ محمدی مصنفوں سے منقول تھا۔ یہ وہ حصہ ہے۔ جن کی سُرخی طبع اول میں حسب ذیل تھی "اسلام کی حیاداری کا ایک عجیب مشاہدہ"

اس میں محمدی مصنفوں نے عورتوں کے ختنہ کا حال اور وجہ لکھتے ہوئے اسقدر فحش کلامی اور بے غیرتی سے کام کیا ہے۔ کہ حیا اُنکے پبلک کرنے کی اجازت نہیں دیتی +

دیباچہ

بنام آنکہ نامش اوم کارست   انادیؔ اننت و برنکار است

میں جبہ سا ہوں اُس درعالیمقام کا۔ کعبہ جہاں جواب نہ پائے سلام کا
پرماتما شکتیاں کی جہاں۔ معمار کا معرفت۔ اور ہم ہمہ گر ان قس ایا سعید یا انتساسمرن
الپگیہ انسان کما حقہٗ کس طرح ادا کر سکے۔ اُس کے ایک ایک گن کا الواد۔ اور اس کی
ایک ایک کرپا کا دھنیواد بیان کرنے کو دفتروں کے دفتر چاہیئے۔ مگر اتنی عمر کہاں۔ بڑے
بڑے رشی منی کبھی اتہمکت ہو کر نیتی نیتی پکار اُٹھے۔ مہاتما یوگیشر بھی رجن کے جیون
سے بڑھ کر انسان کے واسطے کوئی نیک نمونہ نہیں ملسکتا) آخر کار یہی فرما گئے۔ کہ
سوائے اس کے پویتر ذات کے اور کوئی سہارے کے لائق نہیں۔ سورج۔ چندر۔
سیارے۔ ستارے سب زبان حال سے پکار رہے ہیں۔ کہ ہم مخلوق اور بناوٹی
ہیں۔ ہم ایک زبردست حاکم کے فرمان پذیر ہیں۔ خدمت مفوضہ کو انجام دے رہے ہیں
جہاں تک بدھی کام کرتی ہے ساری سرشٹی کے اندر اُس کی صنعت کاملہ کے آثار
پائے جاتے ہیں۔ تمام جڑ جگت اپنے واسطے نہیں بلکہ روحوں کے واسطے فیضرساں
اور کل دُنیا کے نباتات و گردش ارضی کے تعلقات ان کے ہی لئے وجود میں آتے ہیں۔
ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ اس ظاہری اور جسمانی بصارت کے واسطے سورج کی کتنی
بڑی ضرورت ہے۔ جس کے بغیر عموماً قدرتی نظارہ نہیں دیکھ سکتا۔ اور نہ انسان
کسی طرح کا لابھ اُٹھا سکتا ہے۔ جس پر جہاں تک غور کی جائے پیدا کرنے والے
کی بہت مہربانی ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر اور زیادہ غور کی جائے تو صاف معلوم
ہو جائیگا۔ کہ جتنی اِن جسمانی آنکھوں کے واسطے اِس سورج کی ضرورت ہے اُس سے
ہزار گنا زیادہ روحانی آنکھوں کے واسطے روحانی سورج کی حاجت ہے آدمی کی
کتنی ہی اچھی پوشاک لبس ہو۔ کیسی ہی عمدہ خوراک ہو۔ رنگ روغن بھی اچھا ہو۔
دولت بھی کتنی ہی زیادہ ہو۔ مگر باوجود ایں ہمہ صرف علم و عقل کے نہ ہونے سے
انسان محض حیوان ہے۔ راج رشی بھرتری جی نے کیا اچھا فرمایا ہے۔

येषां न विद्या न तपो न दानं धर्मं न शीलं न गुणो-
पियस्य। ते मृत्युलोके भुवि भारभूता मनुष्यरूपेण मृगाश्च
रन्ति॥

ترجمہ۔ جس انسان کے پاس نہ ودیا ہے اور نہ عبارت نہ گیان نہ دھیان نہ دان
نہ اخلاق کا کوئی گن ہے۔ وہ انسان نہیں بلکہ وہ اس سنسار میں صرف زمین کا بوجھ
ہے۔ شکل آدمی کی مگر حیوان بچر رہا ہے۔

دانا ؤں کے نزدیک کھانے پینے سے بھی وِدّیا کی زیادہ ضرورت ہے۔ انسان جو
اشرف المخلوقات کہلاتا ہے۔ وہ صرف ست وِدّیا ہی کے سبب سے ورنہ بے علم
انسان ارزل المخلوقات ہے کسی حالت میں اچھا نہیں۔ اُس حکیم مطلق نے مثل
ظاہری سورج کے باطنی سورج بھی پیدا کیا ہے۔ ظاہری میں جسمانی روشنی ہے
اور باطنی میں روحانی۔ قانونِ قدرت جو قادرِ مطلق کا ملّیت کا پرتکش ثبوت ہے۔
اُس سے ظاہر ہے کہ سچا گیان وہی ہے۔ جو علم و عقل بلکہ قانونِ قدرت کے مطابق
ہو۔ ظاہری آنکھیں ظاہری روشنی سے قانونِ قدرت کا مطالعہ و مشاہدہ کریں
اور باطنی آنکھیں علمی روشنی سے اُس کی تحقیق و تصدیق کریں۔ دونوں کا اتفاق
سچے قانون کی پہچان ہے۔ ورنہ عقل کے خلاف علم کے خلاف۔ مشاہدہ اور تجربہ کے
خلاف کوئی گیان ایشور کا نہیں ہو سکتا۔ تلوار سے تسلیم کرانا۔ جہاد سے منوانا۔
حور و غلمان کے دام میں پھنسانا اور بات ہے۔ اور علم و عقل سے تسلیم کرا کے منوانا
امر دیگر ہے جس طرح آفتاب کی روشنی کے سامنے سب چاند۔ ستارے اور چراغ
اور مہتابیاں پھیکی اور ناکارہ ہیں۔ ویسے ہی سچے الہام کے سامنے۔ آفتاب معرفت
کے سامنے کسی اور کا چمکنا ہی ناممکن ہے۔ علم کے پھیلنے کی دیر اور عقل کے ٹھوکر کی
کمی ہے۔ ورنہ سراپا ناممکن ہے کہ جھوٹھ سچائی کا مقابلہ کر سکے۔ علم و عقل کے چراغ
ہدایت سے منور دل کسی طرح بھسلانے سے نہیں پھسلتا۔ اور نہ کسی کے ڈرانے
اور دھمکانے سے ناراستی کو قبول کرتا ہے وہ جانتا ہے۔ کہ قوم۔ رشتہ دار۔ صرف
یہاں کے ساتھی ہیں۔ پس جھوٹی قوم کے واسطے ہم کیوں صداقت اور حق کے مخالف
ہوں۔ جب طالب حق اسی طرح چراغ روشن اور قانون کو قدرت کو مدنظر رکھ تلاش
کرتا ہے۔ تو جہالت کے زور و شور کی پروا نہ کر کے حق پسند جھوٹھے دینوں اور کھوٹے
مذہبوں اور بُری مِلتوں سے بیزار ہو کر سچے دھرم کو ضرور حاصل کر لیتا ہے کیونکہ
جس طرح کولمبس نے اپنی بے تکان ہمت سے ملک و قوم کی مخالفت پر بھی نہایت
سختیاں اوٹھا کر امریکہ پالیا۔ جس طرح گلیلیو وغیرہ پھانسی ملتے ملتے بھی
صداقت کا اظہار کر گئے۔ اسی طرح وہ صداقت کا مست تحقیق کی اُمنگ میں
ضرور سچائی کو پاتا ہے۔ گھبراتا نہیں اور نہ پچھتاتا ہے۔ انسانی سرشٹی کے ابتداء
سے بھارت کے (ویدہ) جنگ تک تمام دُنیا میں صرف ایک دھرم اور ایک ہی طرح
کے کرم تھے۔ ویدوں کا ہی سب جگت میں پرچار تھا۔ اور بیچ مہایگ پر ہی ہر روش
میں سروکار۔ مگر باہمی خرابی کے سبب خانہ جنگی ہوئی۔ جھوٹ کا بیج بو گیا۔ اور نہایت
جلدی بار آور ہوا۔ یعنی سنمتانتر پھیلنے کا آغاز ہوا۔ ۴۹۹۶ سال گزرے
کہ یہ جنگ ہوئی کورو کشیتر ضلع تھانیسر کے میدان میں ۱۸ روز تک ہنگامہ کارزار
گرم رہا۔ لاکھوں آدمی کھیت رہے اور ست دھرم میں اُتساہ کا خاتمہ ہوا۔ اول
اول جو قدرے بگڑے وہ پاسی ہوئے۔ اور ساتھ ہی بد چلن لوگوں میں وام مارگ
پھیلنا شروع ہوا۔ جس کے کئی صدیوں کے بعد موسوی دین پھیلنے لگا۔ جب
وام مارگ اور موسوی دین نے خدا کے نام پر جانوروں کی معمولی قربانیاں اور سختی
قربانیاں زیادہ رائج کر دیں۔ مُلک میں خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ بیگناہ جانوروں
کے خون کے داغ پوتر اور پاک سمجھ کر گھروں کے دروازوں پر لوگ پاکیزگی کے
اظہار کو لگانے لگے۔ اور ماتھوں پر بھی خون کا ٹیکا لگنے لگا۔ توریت یا تا ترگرنتھوں
میں بچھڑے اور بکریوں کے لہو سے بھجوایا جو دھا خوش ہونے لگا۔ قصاب خانہ کا
ٹھیکہ دار جب خدا کو بنایا گیا۔ سارے گناہ اُسی پوتر اور مقدس پرماتما کے ذمہ لگائے گئے
تب ایک کشتری نے اِس کلنک کے دور کرنے کا بیڑا اُٹھایا یعنی ساکیہ سنگھ گوتم
نے بدھ مت چلایا۔ اور لوگوں کو ایسے خدا اور الہام سے نفرت دلائی۔ گویا رحمت کی
ندی بہائی۔ وعظ میں بتلایا بلکہ لوگوں کے ذہن نشین کرایا۔ کہ رحیم اور دیالو پرماتما کبھی
نہیں کھاتا۔ اور نہ جانوروں کے کھانے کا ارشاد فرماتا ہے۔ اس ایک ہی سچی بات
نے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ جہاں موسیٰ کی تلوار کارگر نہ ہوئی اور وام مارگ کی چھُری بھی
نہ چل سکی۔ وہاں اُس کی تیغ فصاحت و صداقت کام کر گئی۔ امریکہ۔ افریقہ۔ یورپ
اور ایشیا جدھر دیکھو باوجود گذرنے ڈھائی ہزار سال کے اب تک بھی پوری ایک
تہائی دیا، آبادی دُنیا کی اُسی کا گیت گا رہی ہے۔

اِس کے بعد مسیح سے تین سو برس پیشتر شنکر آچاریہ نے برہم۔ ایشور جیو کی تثلیث
قائم کر کے ویدانت سے سب کو ہمہ اوست کی تعلیم دی اور راہ راست سے پھیر آیا۔
انھیں دنوں سکندر کی چڑھائی کے سبب تمام مہذب ملکوں میں ہل چل مچی اور سکندریہ
میں اپنی تعلیم کا مدرسہ جاری کیا جو مدت تک موجود اور ہونہار شاگرد پیدا کرتا رہا۔

مسیح نے اول اِس مدرسہ میں تعلیم پائی اور بُدھ مذہب کی دیکشا لے کر ہندوستان کا سفر کیا۔ یوحنا حواری موجد تثلیث اسی مدرسہ کے شاگرد رشید تھے (دیکھو انجیل بر آمدہ تبت)۔

آخر مسیح کی چھٹی صدی میں **محمد** صاحب نے عرب میں جنم لیا اور میدان خالی دیکھ کر بعمر چہل سالہ پیغمبری کی ہوا اُن کے سر میں سمائی۔ ویسے ہی چار اور بھی یارِ غار مل گئے۔ اور خود حضرت ختم المرسلین بن بیٹھے۔ دعوے ملک گیری کے ساتھ جہاد مذہبی کا جھنڈا بلند کیا۔ اور حتی الوسع ریگستان عرب میں خون کی ندیاں بہائیں۔ بعد کے خلفائے راشدین نے ختم المرسلین کی وصیّت کو پورا کیا۔ یہاں تک کہ لوٹ مار کا بازار گرم ہو کر لاکھوں سر تن سے جدا ہو جانے اور لاکھوں لونڈی غلام بننے اور صدہا شہر بے چراغ ہونے کے بعد عرب۔ روم۔ ایران۔ مصر۔ افغانستان۔ بلوچستان۔ سپین۔ پرتگال نے طوعاً وکرہاً دین محمدی قبول۔ اور یہی نہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ کیفیت ہندوستان کی ہوئی۔ مگر یہ ہندوستان اور ملکوں کی طرح مرنہیں گیا تھا۔ اس کے اندر اسی کشت وخون کے زمانہ میں۔ رامانند رامانج چیتنیہ۔ کبیر۔ نانک۔ انگد۔ امرداس تلسی داس۔ رامداس۔ ارجن۔ بابھ ہو ہر رائے۔ اودہو سنگھ۔ گوبند سنگھ۔ سیواجی۔ وغیرہ مہاتما لوگ مختلف اوقات میں باوجود سخت سخت تکالیف اٹھانے کے بھی تھوڑا بہت ست دھرم کا اُپدیش فرماتے رہے۔ باوجودیکہ آتش جہاد محمدی بھڑک رہی تھی۔ مگر اُن کے موثر اپدیشوں کی بارش نے بہت کچھ اُسے فرو کر دیا۔ یہاں تک کہ جو اسلام کا ہند میں ہوتا تھا۔ اُس کا عشر عشیر بھی نہیں ہوا۔ اور ملکوں میں پُرانے مذہبوں کا نام ونشان نہیں رہا۔ ایران میں پارسیوں کی آتش کو اسلامی خون نے سرد کر دیا۔ یہاں ویدک توحید کے سامنے اسلام خود سرد ہو گیا۔ جس کا فضلائے اسلام کو خود اقبال ہے۔ چنانچہ فاضل الطاف حسین صاحب حالی فرماتے ہیں:۔

وہ دینِ حجازی کا بیباک بیڑا نشاں جس کا اقصائے عالم میں پہنچا

نہ جیحوں میں اٹکا نہ قلزم میں جھجکا مقابل ہوا کوئی خطرہ نہ جس کا

کئے پے سپر جس نے ساتوں سمندر

وہ ڈوبا دہانے میں گنگا کے آکر

پہلے تو صرف ایک اسلام ہی کا سامنا تھا۔ جس کے واسطے کتنے خیر خواہوں نے کمر ہمت باندھ کر مقابلہ کیا۔ مگر اب تو ایک اور مذہب بھی یہاں آ براجا اور آتے ہی معقولیت سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک عقلمند جانتا ہے کہ نادان دشمن سے دانا دشمن بہت بڑا ہے۔ بنا براں خرابی وبدی روز بروز بڑھنے لگی اور ست دھرم کا ستیاناس ہونے لگا۔ جب اس طرح ظلمت پھیلتے پھیلتے آریہ ورت نمونہ ظلمات ہو گیا۔ اور بہتری کی کوئی صورت نہ دیکھ پڑی تو ایک مہاتما روح نے تحصیل علوم سے فارغ ہو یوگ آنند سے نکل جگت کے سُدھار پر کمر باندھی۔ درحقیقت پرماتما کی حکمت کاملہ کا تقاضا تھا۔ ورنہ اکیلے آدمی سے اتنا اُپکار مشکل تھا۔ نہ عیسیٰ کی مانند کوئی حواری مقرر کئے اور نہ موسیٰ ومحمد صاحب کی طرح کوئی اصحاب یا خلیفے یا فوج جرار ساتھ لی۔ صرف صداقت اور گیان پر بھروسہ رکھ ست سناتن ویدک دھرم کا اپدیش کیا۔ نیائے کی مدلل ہدایت اور منطق بھری ہوئی وعظ میں فلاسفی اور طبعیات کے ویدک اصول نے تعلیم یافتوں کو چکا چوند کر دیا۔ فزیالوجی اور جیالوجی نے اُس کے قدم چومے۔ سائنس نے استقبال کیا۔ تاریخ قدیم ہمدم اور ہمرکاب تھی۔ بات بات میں دلائل واثبات تھے۔ فقرہ فقرہ میں سانکھ اور یوگ کے نکات تھے کیا اس تعلیم کے روشن زمانہ میں **شق القمر** کی انگشت نمائی کام آتی تھی کیا **ید بیضا** کی دیاسلائی کا مصالحہ اسوقت فخر کے لائق تھا؟ کیا جادو کی چھڑی سانپ کی لاٹھی۔ لاٹھی کا سانپ بنانا اِس وقت کارآمد ہو سکتا تھا؟ کیا آگ جو موسیٰ نے دیکھی۔ جس نے پہاڑ جلا دیا۔ اور آواز آئی انی انا اللہ کی نکالی خدا ہو سکتی تھی؟ کیا مختلف مذہبوں کی کتابوں سے دلپسند باتیں نکال کر نیا مذہب چل سکتا تھا؟ یا وہ **صوفی مذہب** انسان جس کو یہودیوں نے صلیب پر چڑھایا۔ اور جس نے روتے ہوئے جان دی خدا ہو سکتا تھا۔ کیا انجیر کے درخت کو گالیاں دینا اور ڈاکٹر صاحبوں کے روبرو مردہ زندہ کرنا۔ آنکھوں کا علاج کرنا۔ جن بھوت نکالنا مسیحائی کہلا سکتی تھی؟ ہرگز ہرگز نہیں! عقل کا زمانہ۔ علم کا وقت۔ دلیل کا دور اور فلاسفی کا راج تھا۔ جب آسمان ہی نہ رہے معراج میں گھوڑے پر چڑھ کر آسمان پر خدا کی ملاقات کو جانا یا خدا کے دائیں ہاتھ چوتھے آسمان یا پانچویں آسمان پر جا بیٹھنا پر جا بیٹھنا کب پذیرائی کے لائق تھا۔ سب سے زیادہ سچی اور کامل اور سب سے انادی اور پاک ہدایت کی ضرورت تھی۔ سبحان اللہ! پربھو تیری اپار مہماں ہے۔ تو کیسا سرب شکتیمان ہے۔ تیری قدرت کاملہ تیرے قوانین نیچر یہ تیرے ویدِ مقدس بالکل مطابق ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ اس روشنی کے زمانہ میں تیرے سچے اُپدیش کارآمد ہیں۔ تیری ذات پاک کی خوبیاں جس خوبی سے وید تبلاتا ہے۔ دوسرے کسی کا کیا منہ ہے کہ کہہ سکے۔ درحقیقت سچ ہے ؎ "آفتاب آمد دلیل آفتاب"

جگدیشور! ہم تیری پرم کرپالتا کا ورنن کس منہ سے کریں۔ جس نے اِس زمانہ میں فاضل اجل ہادیٔ بے بدل سراپا خرد مند **شری سوامی دیانند جی مہاراج** کو جگت سُدھار کے واسطے پریرنا کی۔ اور اُن کی ذات بھی دھنیواد کے لائق ہے۔ جنہوں نے لوبھ۔ موہ دنیاوی کو تیاگ۔ کام آدک دشمنوں سے دل ویراگ دان کر ایشوری پریم کی آگ میں اپنے آپ کو سواہا کر دیا۔ اُن کی وِدّیا۔ اُن کا برہمچریہ اُن کا استقلال۔ اور ست دھرم پر درڑہ بسواس جگت میں بے نظیر تھا۔ اُن کے ویدک ست اُپدیش نے ظلمت کدہ ہند کو نورانی کر دیا۔ آفتاب وستارہ پرستی کا چند روزہ پرکاش جاتا رہا۔ ایشوری جلال کے آگے سب گرہ است ہو گئے۔ پتھر وپہاڑوں کی خاک بیزی سے لوگوں کو شرم دلائی سر دیا پاک کے لئے بیت اللہ بنانے والوں کو خجل کیا۔ رحیم خدا کے لئے بھینٹ چڑھانے والوں اور قربانی کرنے والوں کو عدل ربانی سے ڈرایا۔ بُت خانوں اور قبرستانوں میں خاک اڑنے لگی آتش پرستی کو ست اُپدیش کی بارش سے بجھا دیا آتش خیز جوالا مکھی (پیاز) کی گرم بازاری ٹھنڈی ہو گئی۔ گویا اُن پر سیروں برف پڑ گئی۔ گنگا۔ زمزم۔ اور بپتسمہ سے نجات کی امید رکھنے والے مایوس ہو کر ہاتھ دھو بیٹھے۔ تثلیث کی بازی تین کانے ہو گئی۔ جیم کاف کا طلسم سلیمانی ٹوٹ گیا تینتیس کروڑ کا عقدہ حل ہو گیا۔ خوف شیطانی کی نجاست اور مردہ پرستی کی غلاظت سے دل پاک صاف ہو گئے۔ گو روازم کا بوریہ بندھنا ہو چکا۔ جبر کی تلوار ٹکڑے ہو گئی۔ خود خدا بننے والوں کو ایشر کا انادی بندہ بنا دیا۔ اور ہر طرح کے روحانی وجسمانی برائی لوگوں کو سمجھا دی پوشیدہ نہ رہا ہے کہ عرصہ چالیس سال کا ہوا کہ مولوی **عبید اللہ** صاحب نے ایک کتاب **تحفۃ الہند** تصنیف کی۔ جس کا جواب اُسی زمانہ میں منشی اندرمن مراد آبادی نے تحفۃ الاسلام میں دیدیا۔ اِس کے بعد اسی مضمون پر تقریباً ۱۵ کتابیں ہر دو جانب سے مختلف اوقات میں شایع ہوتی رہیں۔ باوجودیکہ منشی اندرمن صاحب نے تحفۃ الاسلام کے بعد بھی چھ کتابیں اور لکھیں۔ مگر مولوی صاحب اس عرصہ میں

سکوت اختیار کر کچھ نہ بولے صرف تحفۃ الاسلام ہی اس عرصہ چھ مرتبہ شایع ہوئی اب اس قدر عرصہ مزید کے بعد وہی مولوی صاحب پھر خواب سے پیدا ہوے اور اسی تحفۃ الہند کی طرز پر معقولیت کے خلاف دقیانوسی اعتراض لکھنے شروع کئے اور ایک کتاب جنۃ الہند نام ۲۵۶ صفحہ کی شائع کی جو ہمارے پاس بڑے شوق سے خرید کر منشی دوارکا پرشاد صاحب کائستھ نے دہلی سے ارسال کی مطالعہ سے معلوم ہوا کہ بہت سے اعتراض تو کتاب سوط اللہ الجبار علیٰ متن الکفار سے مولوی صاحب نے نقل کئے۔ جن کے جواب منشی اندرمن مرحوم نے اندبحر المعروف عماد ہند میں دیدیے اکثر اعتراض پادری سمتھ صاحب کی کتاب تحقیق دین حق سے جس کے جواب نامہ نگار سچے دھرم کی شہادت میں لکھ چکا اور بہت سے اعتراض براہین احمدیہ سے منقول ہیں۔ جن کے مدلل و معقول جواب تکذیب براہین احمدیہ میں موجود۔ اور بیسو مقامات برا اصل عبارت سُرمہ چشم آریہ کی تحریر کر دی۔ حالانکہ اس کتاب کا واضح جواب نسخہ خبط احمدیہ میں مدت سے ہم لکھ چکے۔ علاوہ براں اور بہت سے اعتراض ایسے ہیں۔ جن کے جواب منشی اندرمن صاحب کی کتابوں میں دئے گئے ہیں۔ پس ہم اُن سے قطع نظر۔ صرف ایسے سوالوں کا جواب دیں گے جن کے جواب رہ گئے یا جو مولوی صاحب نے نئے کئے۔ ورنہ فضول کاغذ سیاہ کرنا اپنا شیوہ نہیں ہے۔ ممبران آریہ سماج کے سامنے ایسے اعتراض گھاس پھوس سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھتے۔ ایک ہی صداقت کا شعلہ ان کے بھسم کرنے کو کافی ہے۔ اور ہم اپنے ہندو بھائیوں سے دست بستہ التماس کرتے ہیں کہ وہ ست دھرم کی سہائتا سے غافل نہ رہیں۔ وہ نیتک اور نمتک کرموں میں جو ست شاستر انوسار ضروری ہیں۔ بڑے سچے پریم سے ویدک سنسکاروں کا برتاؤ کریں۔ اس وقت حکومت عقل و علم کی ہے۔ پس ہم کیوں اس سے محروم رہیں۔ ویدک دھرم سنسار میں پھیل رہا ہے۔ آپ بھی خود غرضی اور پھوٹ کر چھوڑ کر ست دھرم کی جے منائیں۔ اُپ نشد و نگی الہیات اور شاستروں کی فلاسفی دنیا میں پھیلائیں۔ خود غرضوں کی پیروی چھوڑ کر وید اور ایشور کو اپنا ہادی بنائیں کپٹ اور بغض تیاگ کر میدان میں آئیں۔ آریہ سماج اس سچے ویدک دھرم کا مناد ہے۔ تمہارے مخالفوں کی ساری حکمت عملی اسے ادبریاد ہے۔ برا نو نے آپ کو توہمات باطلہ میں پھنسایا۔ ست ویدک دھرم سے گمراہ بنایا۔ مورتی پوجا نے اپنی طرح جڑھ کر دکھایا۔ مال و دولت کو ضائع کرایا۔ اور ظالموں کے ہاتھ سے درجہ تباہی پر پہنچایا۔ کیا اس عادل گورنمنٹ کے زمانہ میں بھی آپکا دل خواب غفلت سے بیدار ہونے کو نہیں چاہتا۔ کیا راس لیلا کے فیلنے مخنث بنانے کے سوا کوئی اور پھل دے سکتے ہیں۔ پیارے بھائیو بیدار ہو جاؤ۔ پوتر دھرم کو کلنک نہ لگاؤ تمہارے عیبوں سے دھرم معیوب سمجھا جا رہا ہے۔

دیگر ناظرین سے یہ عرض ہے۔ کہ بنظر انصاف ساری کتاب کو مطالعہ کریں۔ حق و باطل کو آنکھوں کے سامنے دھریں۔ غالباً نتیجہ نیک پاوینگے۔ ہم اپنے مسلمان دوستوں کی طرح جیسے کہ وہ ناواقفی سے آریہ دھرم کو تعصب سے دیکھتے اور اس کی کتابوں کو کم پڑھتے ہیں۔ کتب دین اسلام کو تعصب سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ صداقت سے مطالعہ کرتے ہیں۔ ہمیں دین اسلام میں کوئی شخص ایسی خوبی تبلا وے جو وید مقدس میں نہ ہو۔ تو ہم بسر و چشم قبول کرنے کو تیار ہیں۔ مگر ہم کیا کریں۔ ہمارے دوست تعصب کی زنجیر میں اسیر ہو کر اس روشنی کے زمانہ میں بھی معراج لگا آسمانوں کو جانا چاہتے ہیں۔

العاقل تکفیہ الاشارۃ والغافل لا ینفعہ الف عبارۃ" خاکسار لیکھرام آریہ مسافر لاہور۔ ۲۸ دسمبر ۱۸۹۲ء

باب اول

وید کے متعلق اعتراضوں کا جواب

جنۃ الہند صفحہ ۳۔ ہم لوگ جانتے تھے۔ کہ پادری صاحب ہی ہمارے دین کے بڑے دشمن ہیں۔ ہندوؤں سے ہمارے دین کو کچھ ضرر نہیں پہنچتا۔ ہندو بیچارے غریب آسامی ہیں۔ کسی کو نہیں چھیڑتے۔ اب ایک مدت سے اُسی غریب اسامی نے بھی سر اٹھایا۔ اور فخر ہنود اندرمن مرادآبادی نے بڑے مغالطے بلکہ فحش کلام کے ساتھ دین اسلام کے ساتھ بدی کرنے پر کمر باندھی۔ اور خاص اس زمانہ میں آریہ سماج ایک نیا فرقہ ہندوؤں میں ظاہر ہوا ہے۔ دین اسلام پر بہت حملہ کرتے ہیں۔ اور اپنے جہل مرکب سے اپنے ہی آپ کو فرقہ ناجیہ سمجھ کر بید پر بہت نازاں ہیں۔ اور بید جو کفر اور شرک اور مضامین واہیات سے بھرا ہوا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کا کلام جانتے ہیں۔ اس پر دھیان نہیں کرتے۔ اور اپنی کوتہ نظری سے ہر طرف سے دین اسلام پر اعتراض کرتے۔ اور عوام الناس کو بہکاتے اور بہت تنگ کرتے ہیں"

جواب۔ ہمارے متعصب مولوی صاحب نے جس اخلاق حسنہ سے کتاب کا آغاز کیا ہے ناظرین اُس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ ہمیں دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ شیخ جی کو معلوم نہیں۔ کہ پہلے حملہ کس نے کیا یا جان بوجھ کر تجاہل عارفانہ کرتے ہیں۔ اول اُنہوں نے ہندو مذہب پر حملہ کیا اور کتاب تحفۃ الہند لکھی۔ حفاظت خود اختیاری قانوناً و مذہباً جائز ہے بنا بران حفاظت خود اختیاری کے طور پر ہماری طرف سے بھی تردید میں کتابیں لکھی گئیں پس ؎ ذرا انصاف تو کیجئے لکالا کس نے سنہ پہلے۔ بے شک ہم غریب آسامی تھے اور ہیں مگر جب کوئی حد سے زیادہ ہم کو تنگ کرے تو پھر سہار نہیں سکتے۔ مخالف کے دانت توڑ دیتے ہیں۔ ؎

نہ بینی کہ چوں گر بہ عاجز شود — بر آرد بچنگال چشم پلنگ

مجبوراً ہم کو آپ کے حملہ بیجا کا جواب دینا پڑا۔ اب اپنی بیہودہ اور فحش اور اہانت آمیز باتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور اندرمن کے معقول اعتراضات کو بڑے الفاظوں سے یاد کرتے ہو بھائی کسی کو بد زبانی سے گالیاں مت دو۔ ورنہ بڑھاپے میں رسوائی مول لوگے۔ ہم آپ کی گالیوں کا کوئی جواب نہیں دیتے سوائے اس کے ؎

لگے ہو منہ چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب — زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجو دہن بگڑا

شرمان سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں اور نامہ نگار نے تکذیب براہین احمدیہ و خبط احمدیہ میں اس مسئلہ کا جواب کہ کون کتاب شرک سے بھری ہوئی ہے۔ کافی بلکہ وافی دیدیا ہے۔ جو غالباً مرض جہل کا علاج شافی ہے۔ اگر ہمارے دوست نو مسلم اُسے مطالعہ کرتے تو ہم یقین سے کہتے ہیں۔ کہ پھر قرآن کی توحید کا دم نہ بھرتے۔ ہم یہی الفاظ سارے کے سارے قرآن کی نسبت دوہرا سکتے ہیں۔ مگر اپنا یہ شیوہ نہیں۔

منشی اندرمن کے اعتراضوں کا جواب مولویوں سے آج تک نہ بن سکا۔ اکیلے منشی اندرمن کے مقابلہ میں کتنے مولویوں نے خم ٹھوکے۔ مگر واہ رے بہادر جس نے ایک ہاتھ سے ہی سب کو پچھاڑا۔ ولی رام کا مصرعہ شاید اسی موقعہ کے واسطے ہے ؎

ہندو بخدا رسید و مسلماں پس ماند

کیا کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے۔ کہ اندرمن کا کسی مولوی نے کبھی بزور مقابلہ کیا؟ ہرگز نہیں شیخ صاحب آپ آریہ سماج کو خواہ کتنی ہی گالیاں دیں آریہ سماج اس سے گھبراتا نہیں بقول شخصے

دریائے فراواں نشود تیرہ بہ سنگے — عارف (آریہ) کہ برنجد تنک آبست ہنوز

قولہ ۹-۷۵ و ۸۰- آریہ مذہب والوں نے اپنے مذہب پسے الزام واعتراض دور کرنے کے لئے بہ تقلید پنڈت دیانند سرسوتی کے برخلاف تمام ہنددان اولین وآخرین کے یہ حیلہ کیا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ پدم پوران وسیو پران بھاگوت و مہابھارت وغیرہ جن میں جھوٹ اور کفر اور شرک اور فسق بھرا ہوا ہے۔ یہ کتابیں ہمارے دین کی نہیں ہیں ہم تو بید کو مانتے ہیں جس میں نہ جھوٹ ہے نہ کفر نہ شرک نہ فسق ہو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ کتابیں بیشک تمہارے دین کی ہیں۔ تمہارا بید جس کو تم مانتے ہو خود کہتا ہے۔ کہ یہ کتابیں بید سے نکلی ہیں۔ اور بید ایک چھوٹا سا علم ہے۔ جس سے خدا کی معرفت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اتھروں وید کے منڈک اُپ نکھد میں لکھا ہے۔ کہ ایک علم کا نام علم صغیر ہے۔ اور دوسرے علم کا نام علم کبیر ہے۔ علم صغیر مراد ہے چاروں بید اور اُس کے فروعات سے جیسے کہ چھ شاستر اور اٹھارہ پوران اور صرف و نحو یعنی بیاکرن اور نظم و نثر اور نجوم اور طب وغیرہ ہیں۔ اور علم اکبر مراد ہے۔ علم الٰہی سے کہ جسے اُس ذات پاک کو پاتا ہے۔ جو بے زوال ہے اور فنا سے آزاد ہے۔

اقول۔ ممبران آریہ سماج الزام دور کرنے کی نیت سے نہیں۔ بلکہ محض احقاق حق کی وجہ سے پورانوں کو نہیں مانتے۔ اُنہوں نے آپکی طرح جہالت سے نہیں بلکہ پڑھ کر اور اتہاس پستکوں یعنی کتب تاریخ کی تحقیقات سے دریافت کر لیا ہے۔ کہ پوران محض فسانجات ہیں جیسے ناول اور ناٹک۔ ست دھرم کا اُن سے کوئی تعلق نہیں سنئے شیخ صاحب مقرون اور ملعون کا فیصلہ اسی سے ہو سکتا ہے۔ کہ یہ بات اگر وید میں ہو تو ہمیں اس کے ماننے سے کبھی انکار نہیں۔ مگر یہ تو وید میں ہرگز نہیں۔ البتہ منڈک اُپ نشد میں ایک عبارت ہے۔ جس کو آپ نے ناواقفیت اور خام خیالی سے اس مطلب کا سمجھا۔ مگر اُس میں بھی نہ چھ شاستروں کا ذکر ہے۔ نہ علم طب کا۔ اور اٹھارہ پورانوں کا تو مطلق اشارہ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ اصل واکیہ یہ ہے

तस्मै स होवाच। द्वे विद्ये वेदितव्ये इति ह स्म यद्ब्रह्मविदो वदन्ति परा चैवापरा च ।४। तत्रापरा ऋग्वेदो यजुर्वेदः सामवेदोऽथर्ववेदः शिक्षा कल्पो व्याकरणं निरुक्तं छन्दो ज्योतिषमिति। अथ परा यया तदक्षरमधिगम्यते ।५। खं० १॥

ترجمہ۔ انگرس جی کہتے ہیں کہ دو ودیا جاننے کے لائق ہیں۔ جن کو وید کے جاننے والے اس طرح کہتے ہیں۔ پرا اور اپرا۔ اپرا ودیا صرف یہی ہے۔ کہ سکھشا کلپ۔ ویاکرن نروکت۔ چھند۔ جیوتش (چھ ویدانگ) کے رگ۔ یجو۔ سام۔ اتھرو ویدوں کو پڑھے مگر صرف پڑھ لینا کافی نہیں۔ بلکہ اُس پر سوچنا وچارنا اور عمل کرنا بھی اور یہی عمل کرنا یعنے ویدوں کے ذریعے ایشر گیان کے واسطے وچارنا پڑا ہے" ایک پستک اُپ نشد سار ہے۔ جسے بابو نوبین چندر رائے صاحب ممبر برہمو سماج نے سمت ۱۹۳۲ میں طبع کرایا تھا اُس میں لکھا ہے۔ کہ برہم حکمت اور کرتبیہ وشے ویدوں میں اپرا اور پرا دونوں پرکار کی شرتیاں ہیں (صفحہ ۸۴ سطر ۹و۰ پرکرن ۶) ویدک دھرم تتو میں منشی گنیش پرشاد سب ڈپٹی انسپکٹر ضلع نرمت پیر و برہم سماج لکھتے ہیں اسی شرتی پر۔ کہ غرض یہ ہے کہ ایشور گیان سے مطلب ہے نہ کہ پوتھی کے پاٹھ کرنے سے۔ کیونکہ وید میں تو ایشور گیان ہی کا بیان ہے (صفحہ ۵۷ سطر ۳ و ۴ سنہ ۱۸۸۱ء مطبوعہ پٹنہ) اس سے صاف ظاہر ہے کہ صرف کتابوں کا پڑھنا مجازی ہے یعنی اپرا۔ اور اُن کا عمل کرنا حقیقی ہے یعنی پرا۔ یا ویدوں کا صرف عالم ہونا۔ اپرا ودیا کا جاننے والا کہاتا ہے۔ اور اُن پر عمل کرنے والا پرا ودیا کا ماہر یہ اپرا اور پرا دونوں وید میں ہیں۔ وید سے باہر نہیں ہیں۔ اسی کے متعلق ایک مہاتما نے لکھا ہے۔

वेदपाठी भवेद्विप्रो ब्रह्म जानाति ब्राह्मणः॥

یعنی ویدوں کا صرف پاٹھ پڑھنے والا وپر کہلاتا ہے۔ اور عمل کرنے والا براہمن۔ ایسا ہی طب کے مشہور گرنتھ سشرت میں فاضل رشی فرماتے ہیں۔

यथा खरश्चन्दनभारवाही भारस्य वेत्ता न तु चन्दनस्य। एवं हि शास्त्राणि बहून्यधीत्य चार्थेषु मूढाः खरवद्वहन्ति॥ सु० सू० अ० ४

ترجمہ جیسے گدھے پر چندن کے لادنے سے وہ بوجھ کو جانتا ہے۔ نہ کہ چندن کو۔ ایسا ہی بہت شاستروں کے پڑھ لینے سے اگر معنے و مدعا کو نہیں جانتا اور عمل نہیں کرتا تو گدھے کی طرح صرف باربردار ہے۔ ایسے ہی رشیوں کے قول سن سنا کر قرآن نے بھی لکھا ہے مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا (ترجمہ) تفسیر حسینی میں ہے۔

گفت ایزد یحمل اسفار را	بار باشد علم کاں نبود راہنما
علمہائے اہل دل جمال شاں	علمہائے اہل تن احمال شاں
علم چوں بر دل زند یاری بود	علم چوں بر تن زند باری بود
چوں بدل خوانی زحق گیری سبق	چوں بگل خوانی بیفزاری ورق

اسی کے حسب حال سعدی شیرازی نے کہا ہے ؎

علم چندانکہ بیشتر خوانی	چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند	چار پائے برو کتابے چند
آں فروماید را چہ علم و ہنر	کہ برو ہیزم ست یا دفتر

جس طرح قرآن میں لفظ قصص آجانے سے کتاب قصص الہند یا قصص الانبیا اور لفظ حدیث آجانے سے صحاح ستہ کا گمان کر لینا جہالت ہے۔ اُسی طرح وید میں لفظ پران آجانے سے بھاگوت آدک کا گمان کرنا بھی نادانی ہے۔ جب تک کسی خاص کا نام نہ ہو۔ یا عدد اٹھارہ ساتھ موجود نہ ہو۔ تب تک ۱۸ پورانوں کا کوئی تعلق پوران لفظ سے نہیں ہے۔ اگر ویدوں میں اِن پورانوں کا نام ہوتا۔ جس طرح قرآن میں توریت۔ زبور۔ انجیل صحف انبیا کا تو ہم بسر وچشم مانتے کیونکہ ہم آپ لوگوں کی طرح خدا تعالےٰ میں غلطی و نادانی کے قایل نہیں ہیں جو اُس کے احکام کو منسوخ مان لیں خدا کرے۔ کہ آپ اسی ایک بات سے ہی حق و باطل کی تمیز حاصل کریں

قولہ صفحہ ۷۹ و ۸۰۔ اور بشسٹ منی جو راجہ رامچندر کے اُستاد اور ہندوں کے بڑے پیشوا ہیں۔ اور ہندؤں کے نزدیک اُن کی تحقیق دیانند سرسوتی کی تحقیق سے صدہا درجہ زیادہ ہے۔ جو لوگ بشسٹ کے چوتھے اسہتہ پرکرن میں لکھتے ہیں کہ برہما نے واسطے انتظام مخلوق کے چار بید اٹھارہ سمرتی چھ شاستر۔ اٹھارہ پوران بنائے۔ پس یہ کتابیں سب برہما سے موجود ہوئیں۔ پس جبکہ یہ سب ایک ہی شخص کے بنائے ہوئے ہیں۔ پھر کیا وجہ کہ اُن میں سے چاروں وید تو معتبر اور مقبول ہوئے۔ اور باقی سب غیر معتبر اور مردود ہوں۔ اگر معتبر ہوں تو سب ہوں۔ اور اگر غیر معتبر ہوں تو سب ہوں سو حق تو یہ ہے۔ کہ سب غیر معتبر ہیں۔

اقول۔ ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ آپ نے آج تک جوگ بشسٹ نہیں دیکھا۔ اور نہ کوئی اور مستند گرنتھ دیکھا ہے۔ اُس میں یہ بات ہرگز نہیں ہے اور نہ ہونی چاہئیے۔ کیونکہ یہ تو کوئی اندھا بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ چار وید ۱۸ سمرتی چھ شاستر ۱۸ پوران سب برہما کے بنائے ہیں وجہ یہ کہ جاہل مطلق کے سوا اور تمام پنڈت لوگ اِس بات کو جانتے ہیں۔ کہ یہ گرنتھ کس کے بنائے ہیں۔ چنانچہ ہم خلاصتاً سب کا حال درج کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ چار وید تو ایشور کے گیان ہیں۔ اور الہامی کتابیں ان کی بابت سارے رشی منی بالاتفاق بیان طراز ہیں۔ کہ یہ ایشر کی طرف سے آدِ سرشٹی میں اُپدیش ہوئے وہ کسی آدمی کے بنائے ہوئے نہیں پاپ ہم پرمیشور کے ارشاد ہدایت بنیاد ہیں۔

برہما کی تصنیفات سے اُنکا کچھ واسطہ نہیں۔ اور ۱۸ سمرتی جو ۱۸ آدمیوں بنائی ہیں جن کے یہ نام ہیں۔ منو۔ گوتم۔ نارد۔ وشسٹ۔ برہسپتی۔ پراشر۔ بیاس۔ یاگدولک۔ ہارت۔ وشنو۔ بھرگو۔ کونتک۔ جم دگنی۔ لکھت۔ دکھش۔ یم۔ بھردواج سکابا۔ پس یہ ساری سمرتیاں نہ برہما کی بنائی ہیں۔ اور نہ کسی اور ایک آدمی کی۔ بلکہ مختلف لوگوں کی بنائی ہیں۔ جن کے نام عرض کر دئیے۔ اور ان میں سے صرف منو سمرتی معتبر ہے۔ باقی سب غیر معتبر وجہ یہ کہ تمام تر بھروسہ ان کا منو پر ہے۔ اور منو سے زیادہ انہوں نے کچھ کہا بھی نہیں۔ بلکہ بہت کم۔ پھر فروعات کی جہ چاسے دہ کسی طرح دھرم شاستر کہلانے کی یوگیہ نہیں۔

شاستر چھ ہیں۔ ان کا کرتا بھی برہما نہیں۔ اول سانکھ شاستر اس کا کرتا کپل دوسرا ویشیشک اس کا کرتا کناد تیسرا انیا۔ اس کا مُصنّف گوتم۔ چوتھا یوگ۔ اس کا پاتنجل۔ پانچویں میمانسا۔ اس کا مصنف جیمنی۔ ششم ویدانت اس کا مصنف ویاس ہے۔ یہ سارے فلاسفی کے پستک ہیں۔ اور تمام تر معقول اور وید کے اُپ انگ ہیں۔ ہم کو دل و جان سے منظور ہیں۔ اور تمام آریہ اُن کی قدر کرتے ہیں۔ پس ان کو برہما کی تصنیف بتلانا غلطی ہی نہیں۔ بلکہ دھوکھا ہے۔ اور آپ کی لیاقت آپکے اعتراض سے ہویدا۔ باقی رہے ۱۸ پوران ان کے کرتا بھی برہما نہیں۔ اور نہ کوئی ایک آدمی بلکہ ۱۸ آدمی ان کے مصنّف ہیں۔ جن کے نام خود پورانوں سے محقق لوگوں نے معلوم کر لئے ہیں۔ بلکہ اندرمن نے بھی ان کے نام اپنی تصنیفات میں لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک بھاگوت ہے۔ جس کا مصنف مقصود آباد ملک بنگالہ کا رہنے والا جے دیو کا بھائی بوپ دیو بام مارگی تھا۔ اور اگر تمہارے قول واجب لاحول کو قدرے ہم مان بھی لیں تو پوران وغیرہ پھر بھی برہما کے بنائے ثابت نہیں ہو سکینگے۔ کیونکہ اُن کے مصنف ظاہر ہیں۔ مگر قرآن کی شامت آئیگی۔ کیونکہ دین اسلام کے مشہور و معروف ولی حمید الدین صاحب ناگوری علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ شرح عشق میں جو تصوف کا مشہور رسالہ ہے لکھتے ہیں "وقتیکہ بر حضرت رسالت پناہ تعین ربوبیت غالب آمدے وصف عبودیت در وے محو گشتے۔ درانحال ہر چہ فرمودے آں را کلام اللہ گفتے وچوں صفت عبودیت غالب آمدے۔ دراں وقت ہر چہ فرمودے آنرا احادیث میگویند"

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں کتابیں محمد صاحب کی بنائی ہوئی ہیں۔ اور چونکہ لاکھوں احادیث جھوٹھی موجود ہیں۔ جن کو اکثر فرقے مسلمانوں کے بسر و چشم مانتے ہیں۔ اور جن کے حق میں مولوی سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں۔ کہ "شاہ عبد العزیز صاحب اپنی کتاب تحفہ میں ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ حدیث بے سند گوز شتر است" (دیکھو تہذیب الاخلاق جلد انمبر ۶ صفحہ ۵۳)

پس ہمیں بقول تمہارے کہنا پڑا جبکہ دونو ایک شخص کی بنائی ہیں۔ پھر کیا وجہ کہ ان میں سے صرف قرآن معتبر اور مقبول ہو۔ اور باقی گوز شتر کی طرح نامعقول اور فضول سمجھی جاویں۔ اگر معتبر ہوں تو سب ہوں۔ اور اگر غیر معتبر ہوں تو سب ہوں اور حق تو یہ ہے کہ سب غیر معتبر ہیں۔

قولہ ۱۰۔ اور قطع نظر ان سب باتوں سے بید میں کیا جھوٹ اور شرک اور کفر تھوڑا بھرا ہوا ہے۔ جس کو تم نے دین اور ایمان کر کے مانا ہے۔ اور پھر حاشیہ پر کسی کی یہ عبارت نقل کی ہے۔ تمام بید میں دیوتاؤں سے مناجات اور طلب حاجات کی گئی ہے۔

اقول۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ ہمارے مخالف اعتراض کرتے وقت ایمان کو فاتحہ بھی کیوں دے آتے ہیں۔ اور نہیں سوچتے۔ کہ جھوٹ بولنے سے کتنا گناہ ہوگا۔ مگر ان کا عمل تو ایماندار مومن مصلح الدین کے اس قول پر ہے۔ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔ جو ایک حدیث یا قرآنی آیت کا بعینہٖ ترجمہ ہے یعنی کسی طرح اسلام بنا رہے لوگوں کو طعن و تشنیع کا موقعہ نہ ملے۔ اس مصلحت کو مدنظر رکھ کر دروغگوئی بہتر ہے راستی سے کیونکہ ست بولنے سے شریہ مسلمان برانگیختہ ہو جاوینگے۔ پس دروغ مصلحت آمیز۔ اور راستی فتنہ انگیز پر عمل کرنا آپ لوگوں کی ایمانداری ہے۔

حضرت جھوٹ اور شرک اور کفر تو قرآن میں بھرا پڑا ہے جس کا مفصل حال ہم تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ میں لکھ چکے ہیں۔ وید مقدس میں تو ان تینوں باتوں سے ایک بھی نہیں۔ کیونکہ اُس میں پاریہ ہم پرماتما کا گیان ہے۔ اور جا بجا عبادت اور توحید پرماتما کا بیان ہے۔ خوش اخلاقی اور نیک اعمال کا مذکور ہے۔ اور صداقت اور حقانیت کا ظہور۔ اور یہ ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ اکثر لائق فضلائے غیر مذاہب نے بھی اسکا اقبال کیا ہے۔

چنانچہ آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ آریوں کی مذہبی کتابوں میں جا بجا وحدت کا مسئلہ پایا جاتا ہے۔ اور اُن کے آخر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سب فرضوں میں سے یہ بڑا فرض ہے۔ کہ اُپ نشد یعنی رسالہ علم الٰہی سے خدا واحد اور قادر کی معرفت حاصل کریں" (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۲)

محقق کالبروک صاحب فرماتے ہیں "اُن منجاع اور دلاور لوگوں میں سے جنکا ویدوں میں ذکر نہیں۔ مگر آجکل کے ہندوؤں کے دیوتاؤں میں بڑا رتبہ اور درجہ حاصل ہے مثلاً رام اور کرشن وغیرہ کسی کو مطلق دیوتا (ویدوں میں) بیان نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان دیوتاؤں کا بھی جنکا یہ اوتار ہیں کہیں ذکر نہیں پایا جاتا ہے۔ دیکھو کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۹۵ و ۴۹۷۔ مشہور و معروف فاضل پروفیسر فرِن صاحب فرماتے ہیں وید سے بتوں کا رواج اور پرستش کی چیزوں کے ظاہری نشان اور علامات کا بنانا ثابت نہیں ہوتا ہے (دیکھو ان کا لکچر مطبوعہ اکسفورڈ صفحہ ۱۲)۔

مولوی ذکا اللہ صاحب لکھتے ہیں "مذہب میں ہندوؤں کے سارے مذہب کی بنیاد وید پر ہے جسکا بیان پہلے کر چکے ہیں ویدوں میں خدا کی وحدانیت کا ذکر جا بجا موجود ہے اور اسکی ذات و صفات کا بیان اس طرح ویدوں میں آیا ہے کہ وہ کمال صدق اور عین مسرت ہے اس کی ذات بے مثال اور غیر فانی ہے وہ واحد حقیقی ہے اور نہ زبان کو اسکے بیان کی طاقت۔ اور نہ عقل کو اسکے ادراک کی قدرت ہے" (دیکھو تاریخ ہند باب اول فصل ششم صفحہ ۵۰ حصہ اول)

آنریبل مونٹ اسٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر فرماتے ہیں "ویدوں کا مقدم مسئلہ یہ ہے کہ خدا واحد ہے۔ چنانچہ اکثر مقامات پر وید میں مندرج ہے۔ کہ حقیقت میں صرف ایک ہی خدا واحد ہے۔ جو سب سے بڑا اور اعلےٰ روح تمام عالموں کا مالک ہے۔ اُسی نے سب عالم پیدا کئے ہیں" (دیکھو تاریخ ہندوستان ۱۸۶۶ء علی گڈھ صفحہ ۴۰)

سر ولیم جونس صاحب بہادر فرماتے ہیں "وید سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا کامل سچ ہے اور کامل خوشی ہے اور اسکی ذات لاثانی ہے اور اُس کو فنا نہیں ہے۔ اور وہ واحد مطلق ہے اس کی ذات کو نہ تو زبان سے بیان کر سکتے ہیں۔ اور نہ عقل سمجھ سکتی ہے۔ وہ سب میں موجود ہے اور سب پر غالب ہے اور اپنے بے حد علم اور دانائی سے بشاش ہے۔ بے عیب پیدا ہے۔ وہ ہر جگہ اور ہر وقت میں حاضر و ناظر ہے۔ اُس کے پیر نہیں۔ لیکن پھر بھی بہت تیزی سے چلتا ہے۔ اُس کے ہاتھ ہاتھ نہیں مگر تمام دنیا کو پکڑے ہوئے ہے بے آنکھوں کے سب چیزوں کو دیکھتے اور بغیر کانوں کے سب آواز کو سنتا ہے۔ بغیر کسی سمجھانے والے کے ہر ایک چیز کو سمجھ

اور بلا کسی سبب کے تمام سببوں کا سبب (یعنی نمت کارن ہے) سب کا حاکم ہے اور سب پر قوی ہے۔ پیدا کنندہ اور بچانے والا اور تمام چیزوں کی صورت پلٹنے والا وہی ہے" (کتاب ولیم جونس صاحب جلد ۶ صفحہ ۱۸ ۳)۔

پروفیسر ولسن صاحب فرماتے ہیں "وید میں برہما وشنو۔ اور شیو کو کچھ فوقیت نہیں دی گئی۔ اور نہ پرستش کے قابل سمجھے گئے" اور بہت کم ان کا ذکر پایا جاتا ہے (دیکھو اُن کا لکچر مطبوعہ اکسفورڈ صفحہ ۱۲)

کالبروک صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہم کو وید میں کوئی ایسا مقام نہیں مل سکا جس سے برہما وشنو مہیش کا اوتار ہونا ثابت ہو (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۹۴)

مؤرخ ابوریحان البرونی لکھتا ہے بہت دیوتا یہ عام لوگوں کا عقیدہ ہے۔ جو تعلیم یافتہ ہندو ہیں۔ وہ خدا کو ایک نت۔ جس کا کوئی آغاز و انجام نہیں۔ قدوس سرب شکتیمان سروگیہ۔ حی جاوید۔ زندگی بخش مالک۔ دُنیا کا محافظ۔ یعنے رکشک سچدانند مانتے ہیں۔ یہ لوگ خدا کی ہستی کو سچی ہستی مانتے ہیں۔ کیونکہ جو چیز کہ ہے۔ وہ اُسی کے توسط سے ہے (البرونی کتاب صفحہ ۲۰۶ و ۲۰۷) ایشیاٹک سوسائٹی کے فضلاء نے بعد تحقیق بسیار کے لکھا ہے۔ इदंविश्वं इति पुराण संमित त-

सा य णी यव्यारय ञ्च चैदिक नानादर्शनीयमयास्का नुक्ते ग्रव तार शब्द स्यापिवेदे ग्रदर्शनात ॥ नि० दे० स ३२२३

ترجمہ۔ ویدوں میں ایشر کا اوتار ہونا تو کجا بلکہ اوتار لفظ بھی نہیں ہے۔ اوتاروں کی ساری کہانیاں پورانوں میں بھری ہیں۔ اور وہ وید کے قطعی مخالف ہیں۔ وید سے اُن کا کوئی تعلق نہیں۔ یاسک رشی بھی ایسا ہی مانتے ہیں (نروکت مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۲۸۳)۔ پس یہ کہنا آپ کا کہ وید شرک کی کتاب ہے بالکل جھوٹ ہے

قولہ ۲۰۵ و ۲۰۶۔ ہندوؤں کے دین میں دن اور رات میں ایک عبادت فرض ہے اس کا نام سندھیا ہے۔ اور وقت اُس کے تین ہیں۔ پرات کال عین وقت سورج نکلنے کا۔ مدھیان عین وقت دوپہر کا۔ سائیں کال عین وقت سورج ڈوبنے کا۔

اقول۔ بیشک سندھیا کرنا ویدک دھرم کے سب ماننے والوں کا فرض ہے۔ اور اُس سے تمام تر عبادت پرماتما مراد ہے۔ مگر وقت اس کے تین نہیں دو ہیں۔ نشان مقررہ آپ کے بھی ہمارے یقین کے خلاف ہیں۔ اصل میں وید اور منوسمرتی اور اُپ نشدوں اور شاستروں کے مطابق سندھیا کرنے کے دو وقت مقرر ہیں۔ پہلا صبح کی سندھیا کا وقت ستاروں کے غروب سے آفتاب کی نمود تک۔ دوسرا آفتاب کے غروب سے ستاروں کے نمود تک شام کی سندھیا ہے۔ دیکھو منو ۲۔ اور محمد صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ فان استطعتم ان لا تغلبوا۔ پس اگر مے توانید کہ غلبہ کردہ نشوید و عاجز و زبون نگردید علی صلوٰۃ قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا ہر نماز سے کہ پیش از بر آمدن آفتاب است و نماز سے کہ پیش از فرو رفتن آفتاب است یعنے نماز بامداد و نماز دیگر فافعلوا۔ پس تا توانید مواظبت بر نماز فجر و عصر از دست ندہید کہ مواظبت کنندہ بریں نماز ناسزا وار ترست بدیدن پروردگار تعالیٰ و تخصیص بہ نماز بامداد و دیگر بہ جہت شرف و افضیلت آنہا است۔ چہ اول وقت استراحت و غلبہ خواب و ثانی وقت کاروبار و رفتن ببازار است۔ وجہ شرف این دو وقت در جہت آنکہ رویت در آخرت ہمدریں دو وقت باشد و پستر خواند آنحضرت این آیت را کرد۔ سبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا (مشکوٰۃ جلد ۴ باب رویۃ اللہ تعالیٰ فصل ۲ صفحہ ۵۴۵)

قولہ۔ اور سندھیا میں دل سے تو برہما اور روشن اور مہادیو کی تعظیم میں مصروف رہنا ہوتا ہے۔ آنکھیں اور ناک بند کرکے اور تینوں کی مورت کا دھیان کرنا اور زبان سے گایتری کا جپ کرنا اور بعضے اور منتروں کو بھی پڑھنا۔ جو کسی میں اللہ تعالےٰ کا نام تک نہیں اور صبح کو سندھیا میں سورج کے طلوع کی طرف منہ کرکے کھڑے ہونا اور دونوں ہاتھوں سے دعا مانگنا اور شام کی سندھیا میں ایسا ہی مغرب کی طرف منہ کرکے کرنا اور دوپہر کی سندھیا کہ آفتاب اونچا ہوتا ہے۔ دونوں ہاتھ بلند کرنے۔ اور اس سندھیا میں کہ ہندوؤں کے دین میں اس سے بڑھکر کوئی پوجا نہیں۔ اللہ صاحب کا نام بھی نہیں ہے۔

اقول۔ جہاں تک سندھیا اور اُس کے مقدس منتروں کو دیکھا گیا ہے۔ برہما وشنو۔ مہیش کا یا اور کسی کی دیوی دیوتا کا ان میں نام و نشان نہیں۔ سوائے پرماتما کے اور کسی کا ان منتروں میں مذکور نہیں۔ اور نہ کسی غیر سے واسطہ۔ دل کو ماسوائے سے روک کر پرانایام کے ذریعہ ایشور کی طرف لگانا اور سب حواسوں کو قابو میں کر جگدیش کے گنانوادمیں مصروف ہو جانا اِسی کا نام سندھیا ہے۔ چنانچہ سندھیا لفظ کے معنے بھی یہی ہیں بھلی پرکار دھیان کیا جاوے۔ پرمیشور کا جس میں اُس کو سندھیا کہتے ہیں اس میں کسی کی صورت اور مورت کی قطعی ضرورت نہیں۔ بلکہ باعث کدورت کیونکہ تمام صورتیں اور مورتیں فانی ہیں اور مادی پرماتما تصاویر سے مبرا ہے وہ جسمانی نہیں کہ اس کے دھیان کے واسطے کسی بیت اللہ یا محراب یا مورت کی ضرورت ہو۔ دماغ کو نخوت سے خالی کر پرماتما کے جلال پر غور کرنا ناف سے پرانوں کا اٹھانا۔ تمام بدن میں گھما کر استقلال سے دل کو قائم کرنا۔ سینہ کو کینہ سے خالی کر آئینہ کیطرح مصفا رکھنا اور اپنے دل میں قدرت قادر کا خیال کرکے اس کے گنوں کا سمرن کرنا سندھیا کا اصلی مطلب ہے۔ اسی کے متعلق ایک فاضل نے کہا ہے ؎

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند گر نہ یابی سرّ حق بر من بخند

گُن کے بچارنے سے گُنی کا دھیان کیا جاتا ہے۔ گایتری کا جاپ اپنی نظیر آپ ہی ہے بیشک ارتھ سہت بچار کرنے سے دل میں پرکاش ہوتا ہے۔ سندھیا میں کل ۱۹ منتر ہیں جنمیں کم سے کم اُسکے مقدس نام ۳۰ سے زیادہ ہیں۔ کھڑے ہونے لیٹنے بیٹھنے سے عبادت کا کوئی تعلق نہیں اِن حرکات بیجا سے عبادت جدا ہے۔ ایکانت ستھان میں بیٹھ کر یعنے گوشہ تنہائی میں جہاں شور و شر نہ ہو اور نہ خیالات منتشر ہوں اور سچ بھی ہے عبادت را با جماعت چہ تعلق۔ فضول حرکات کو روک چنچل من کو ستھر کر اندریوں کو آتما یعنی روح کی طرف اور روح کو پرماتما کی طرف متوجہ کرنا چاہیئے سورج۔ چاند یا زہرہ کا اُس سے کوئی تعلق نہیں۔ دونوں وقت کی سندھیا جدھر چاہیں بیٹھ کر آرام سے کرنی چاہیئے کسی خاص سمت کی قید مقرر نہیں۔ کیونکہ وہ پرماتما بے جہت ہے ایک جہت کیطرف اُسے ہمیشہ سجدہ کرنا بھی ایک مکروہ طریقہ کی بُت پرستی ہے۔ بار بار اُٹھنے کھڑا ہونے بیٹھنے لیٹنے سے طبیعت منتشر ہو جاتی ہے۔ دل قائم نہیں رہتا اور اس سے عبادت کا مزہ کبھی نہیں ہوتا۔ ایک مہاتما نے کہا ہے ع کچھ سود از حرکتِ بیجا کہ بنشینی و برخیزی" ہاں اُسے اگر ورزش جسمانی کا ناقص طریقہ کہیں تو ٹھیک ہے۔ عام آریوں میں سندھیا سے بڑھ کر کوئی پوجا نہیں مگر خاص لوگوں آگے کرنے کے واسطے اِس سے آگے یوگ کا ابھیاس ہے جنکے پورا ہونے سے انسان بالکل عارف کامل ہو کر پرماتما کے دھیان میں محو ہو جاتا ہے۔ ہاں قرآن میں یا دین اسلام میں نماز سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں اور نہ حور و غلمان سے بڑھ کر کوئی نجات۔

قولہ اور گایتری کا پڑھنا ان کے نزدیک نہایت ثواب اور تمام ہندوؤں کا

اتفاق اس بات پر ہے کہ گایتری کے برابر اور کوئی منتر نہیں۔ اسی واسطے گایتری کو مول منتر کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ برہمن ہزار بار گایتری کا جپ کر کے۔ کبیرہ گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ جیساکہ سانپ کینچلی سے جُدا ہو جاتا ہے۔ اور ایسا کوئی کام نہیں۔ جو گایتری کے طفیل سے نہ ہو سکے۔ اور برہما اور بشن اور مہادیو اور بید گایتری سے ہوئے ہیں۔ منو شاستر میں لکھا ہے۔ کہ پنڈت گایتری کے پڑھنے سے بیشک مکت حاصل کرتا ہے۔ اگرچہ اور کام اپنے مذہب کے نہ کرے۔ اور سکند پران میں ہے کہ بیدوں میں گایتری سے زیادہ کوئی چیز نہیں۔ اور کوئی منتر اُس کے برابر نہیں جیسے کوئی شہر کاشی کے برابر نہیں۔ اور گایتری بید اور برہمنوں کی ماں ہے۔ اور اپنے پڑھنے والوں کی حفاظت کرتی ہے۔ سو جس گایتری کے یہ وصف ہیں۔ وہ یہ ہے۔ اوں۔ بھور بھوہ سوہ تت سوتر برینیا بھرگو دیوسیہ دہی ہی دہیو یونہ پرچو دیات۔ اور اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ لفظ اون یا اوم مرکب ہے اڑھائی حرفوں سے ایک اکار دوسرا اوکار تیسرا مکار۔ اکار نام ہے بشن کا اور اوکار نام ہے مہادیو کا۔ اور مکار نام ہے شکتی یعنی دیوی کا۔ اور بعضوں کے نزدیک اس لفظ کے معنے لبیک ہیں۔ پھر دوسرا لفظ ہے بھور اس کے معنے ہیں زمین۔ پھر تیسرا لفظ بھوہ اُسکے معنی ہیں اکاس۔ چوتھا لفظ ہے وہ اس کے معنے ہیں سورگ۔ اور سوائے اُن چار لفظوں کے باقی جتنی عبارت گایتری کی ہے اُس کے یہ معنی ہیں کہ ہم سورج کی بڑی روشنی پر دھیان کرتے وہ ہمارے دل کی رہنمائی کرے۔ دیکھو جس گایتری کی تعریف میں ہندوں کے یہاں اتنی دھوم دھام سے اور اس کو ایسا چھپاتے ہیں کہ سوائے براہمن اور کھتری کے کسی کو نہیں پڑھاتے اور اُن کو بھی آہستہ کان میں سناتے ہیں اُس گایتری کا مضمون کیسا لچر اور شرک آمیز ہے" تمام منتروں میں اعلےٰ منتر گایتری ہے اس میں بھی آفتاب ہی کی طرف التجا ہے صفحہ ۲۸ قول۔ بے شک گایتری عمدہ منتر ہے۔ اُس میں ایشور کی آگیا پالن کی طرف ہدایت اور اُس سے پرارتھنا ہے۔ درحقیقت وہ مول منتر ہے۔ یعنی جو منتر طالب علم کو شروع ہی سکھلایا جاتا ہے۔ وہ گایتری ہی ہے۔ پس اُپ نین سنسکار میں یہ مول منتر ہے۔ ہمارا اعتقاد یہ نہیں ہے۔ کہ گناہ بغیر سزا ملنے کے معاف ہوتے ہیں مگر محمدیوں کا یہ ضرور اعتقاد ہے۔ کہ خواہ کیسی ہی کوئی بد فعلی کرے ایک دفعہ کلمہ پڑھنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور تمہارے مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے" حدیث میں آیا ہے کہ حجر الاسود کے چھونے اور چومنے سے گنہگار گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہ پتھر ابتدا میں سفید اور نورانی تھا۔ اب بسبب چھونے گنہگاروں کے کالا اور بے نور ہوگیا (دیکھو تاریخ انبیا ۱۲۸۱؁ دہلی مرتضائی ذکر ابراہیم صفحہ ۸۹) ہاں شریر سے شریر آدمی گایتری کا جاپ ارتھ سہت کرنے اور اُس پر عمل کرنے سے آیندہ گناہوں سے بچ سکتا ہے اور یہ بھی ہمارا اعتقاد نہیں کہ ایسا کوئی کام نہیں جو گایتری کے طفیل نہ ہو سکے۔ ہزاروں کام ایسے ہیں جو صرف گایتری پڑھنے سے نہیں ہو سکتے۔ جیسے روٹی پکانا اور کپڑے سینا۔ مکان بنانا۔ ہاں گایتری کے جاپ سے روحانی کاموں کا تعلق ہے اور اُن میں گایتری ضرور فائدہ بخش ہے۔ برہما۔ وشنو۔ مہادیو۔ گایتری سے نہیں ہوئے۔ اور نہ وید گایتری سے ہوئے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ برہما۔ بشن۔ مہیش جو نیک انسان تھے۔ جب ان کا یگیوپویت سنسکار ہوا تھا تو ضرور ان کو گایتری پڑھائی گئی تھی۔ وہ اس مرتبہ پر گایتری کے ذریعہ پہنچے اور سب ہی معزز ہوگئے اور اُن کے وید پڑھنے اور وید کا عالم ہونے کی بنیاد گایتری ہی ہے۔ بیشک برہما بشنو وغیرہ رشیوں کو عزت گایتری سے ملی . . . . بیشک گایتری

کا پورا سادھن کرنے سے مکتی حاصل ہوتی ہے۔ جس کا نام یوگ ابھیاس ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ گایتری وید اور برہمنوں کی ماتا یعنی ماں کرانے والی ہے کیونکہ جن کا یگیوپویت سنسکار نہیں ہوتا۔ وہ نہ تو وید اور نہ برہمنوں کی عزت کرتے ہیں پس بالضرور اس سب عزت کی بنیاد گایتری ہے۔ آپ نے گایتری منتر اردو اور سنسکرت دونوں میں غلط لکھا ہے اور یہ بھی غلط ہے۔ کہ اس منتر کا ادھکار صرف برہمن اور کھشتری کو ہے۔ نہیں ہرگز نہیں ایسا نہیں۔ چاروں ورن عموماً اور خصوصاً برہمن کھشتری۔ ویش گن کرم انوسار اِس کے ادھکاری ہیں۔

اب ہم اصل گایتری منتر مع ترجمہ کے درج کرتے ہیں

ओ३म् भूर्भुवः स्वः। तत्सवितुर्वरेण्यं भर्गो देवस्य धीमहि धियो यो नः प्रचोदयात्॥ मं० ३ सू० ६२ मं० १०॥

اوم۔ بھور۔ بھوہ۔ سوہ۔ تت۔ سوی تر۔ ورینیم۔ بھرگو۔ دیوسیہ۔ دھی مہی۔ دھیو یونہ پرچودیات۔ اوم یہ نام ہمیشہ پاربرہم پرمیشور کے واسطے آیا اور کسی کے واسطے نہیں یوگ شاستر میں بھی لکھا ہے۔ तस्य वाचकः प्रणवः[1] اُس پاربرہم پرماتما کی توصیف کا یتھارتھ ظاہر کرنے والا۔ اوم نام ہے۔ کرشن چندر جی نے مہابھارت میں لکھا ہے ओमित्येकाक्षरं ब्रह्म کہ اوم جس کا نام جو ہمیشہ ایک ہی ہے اور کبھی ناش نہیں ہوتا۔ ایسا غیر فانی سب سے بڑا یا۔ برہم پرماتما ہے یوگی یاگولک کا قول ہے کہ پرمیشور جو ودیا اور سب پدارتھ جو ودیا سے جانے جاتے ہیں۔ ان سب کا آدمی مول یعنی نمت کارن ہے۔ اُس کی پرستش اوم بھور بھوہ سوہ یا گایتری کے کل جملوں کو بالاجمال لیکر یا علیحدہ علیحدہ سوچ کر کرنی چاہیئے۔ مدعا یہ کہ ایشور کا دھیان ایسا کرو۔ جیسا گایتری کے مطلب سے مفہوم ہوتا ہے" منو جی کا قول ہے کہ گایتری جس کی ابتداء میں اسم اعظم اوم آتا ہے۔ ایشور کی برکت کا دروازہ ہے ماندوک اُپنشد میں ہے۔ کہ اُتم پرماتما کا دھیان لفظ اوم کی مدد سے کرو۔

شنکر آچاریہ جی فرماتے ہیں کہ بھور بھوہ سوہ کے معنے ہیں۔ پرماتما جو قوت باسبب حقیقی ہے اناوی ہے۔ سرو واسنسار میں سرو ویاپک رہتا ہے۔ اور غث یعنی آنکھوں وغیرہ حواسوں سے نہیں نظر آتا کامل ہے اور اجنما ہے۔

ترجمہ۔ پاربرہم پرماتما جو پرانوں سے پیارا۔ مکتی اور سب سکھوں کا داتا اور سکھ سروپ ہے۔ جو سب جگت کا اوپتن کرنے والا۔ انینت گرہن کرنے اور دھیانے کے یوگیہ شدھ اور وگیان سروپ۔ سب کے آتماؤں کا پرکاش کرنے والا۔ اس کو ہم دھیان کرتے ہیں۔ وہی پرماتما اپنی کرپا سے ہماری بدھیوں کو برے کاموں سے روک کر اپنی بھگتی اپنے گیان اور جگت کی بھلائی میں لگاوے۔

یہ بہت اختصار سے اِس مقدس منتر کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔ ورنہ اگر کوئی مفصل دیکھنا چاہیئے تو شریمان سوامی جی دیانند جی مہاراج کی مصنفہ پنچ مہا یگ ودھی میں دیکھ لے۔ نہایت واضح طور پر مہاراج ممدوح نے اس کا مکمل ترجمہ کیا ہے۔

برہم سماج کی کتاب میں لکھا ہے۔ تت سویتر ورینیم۔ بھرگو دیوسیہ۔ دہی مہی۔ دھیو یونہ پرچودیات۔ اُس سب کے پریرک اور سب کا منا کے پورن کرنے والے منتریامی گیان آنند سو بھاو برہم جو سب کے دلوں کا پرکاش کرنیوالا پرمیشور اور دھیانے یوگ گیان شکتی سے وگیان مے ہے کا ہم دھیان کرتے ہیں۔ جو ہماری بدھی کی برتیوں کو بُرے کاموں سے ہٹا کر ست مارگ میں لگا دے۔ اور ست کرموں کی طرف پریرنا کرے" (دیکھو کتاب براہم دھرم صفحہ ۲ مطبوعہ بار دوم ۱۸۶۹؁ء شالباہن کلکتہ فقرہ ۳۰)

[1] یہ اکار۔ اوکار۔ مکار۔ ا۔ و۔ م۔ سے مرکب ہے جسکے معنے بموجب منو ۲ ب کے ہر تاکے ہیں

محقق کالبروک نے گایتری کا ترجمہ اس طرح کیا ہے "ذات باری یعنی خدا کی قابل پرستش تجلّی کا دھیان کرو۔ اور یہ دعا مانگو کہ وہ ہماری عقل کو ہدایت کرتی رہی" (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۰۰)

ایساہی پروفیسر ولسن صاحب فرماتے ہیں "اس آفتاب الہی کے اعلیٰ تجلّی کا دھیان کرو۔ جس سے ہمارے فہم اور عقل کو روشنی پہنچ سکتی ہے" (پروفیسر صاحب کی کتاب جلد اول صفحہ ۱۸۴ کا حاشیہ)

قرآن میں نماز کے واسطے صلواۃ آتا ہے۔ مگر شرح نصاب میں اسکے معنے یوں لکھے ہیں "صلواۃ ماخوذ از صلا کہ بمعنی سُرین ست۔ چو نماز کنندہ در سجود سُرین بر میدارد ازیں فعل را صلواۃ گفتند۔ و بعضے معنی لغوی صلواۃ تحریک الصلوین نوشتہ اند یعنے جنبانیدن ہر دو سُرین و معنی نیاز منقول ست ازیں معنی (از غیاث اللغات ردیف ص)

اسی طرح گائتری کا ترجمہ انگلش اور گجراتی میں موجود ہے۔ پس یہ ترجمہ آپکا کئی وجہ سے غلط ہے وجہ اوّل یہ کہ کسی ویدک لغات کے رو سے اکار آدی تینوں حروف برہما۔ وشنو۔ مہیش دیوتاؤں کے نام نہیں ہیں۔ اور نہ اوم ہی انہیں سے کسی کا نام ہے دوم سندھیا کا نام ہے۔ برہم یگیہ یعنی جس سے پار برہم پرماتما کی عبادت کیجاوے۔ نہ کہ معاذ اللہ چاند۔ سورج کی یا برہما۔ وشنو۔ مہیش دیوتاؤں کی سوم خود سندھیا کے اگھمرشن کے تین منتروں میں صاف ارشاد ہے۔ کہ سورج چندر پرتھوی وغیرہ اشیاء ارضی و سماوی کا بنانے والا پرماتما ہے۔ اس کے سوائے کوئی پوجا کے یوگیہ نہیں پس گایتری یا سندھیا کے کسی منتر کا ایسا مشرکانہ ارتھ کبھی نہیں ہو سکتا۔

اوم۔ نام سوائے ایک اَدُتی پرماتما۔ امورتی۔ اجنما۔ ست چت آنند سروپ کے کبھی اور کسی کے واسطے نہیں بولا گیا۔ سنسکرت کی ہزاروں پستکوں میں "اوم اتی ایک اکشر برہم" ایسا واکیہ موجود ہے۔ کہ اوم ایک لازوال سب سے بڑے پرماتما کا ہی اسم ذات ہے اُس کے سوائے کسی اور پر نہیں بولا جاتا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آریہ قوم میں ہمیشہ ایک ہی پرماتما کی پرستش جاری رہی۔ مصنّف قرآن نے توحید کہاں سے سیکھی اور کلمہ کہاں سے اُڑایا۔ اور کس طرح اپنا نام ملا کر حق و باطل کا میل ملایا سے ہم تمام دُنیا کی آگاہی کے لئے ظاہر کرتے ہیں۔

سوامی شنکر آچاریہ کے زمانہ سے جب شیومت کا فادھوا اور اسکے اُپدیشک سیر و سیاحت و یاترا کیواسطے مکہ وغیرہ تیرتھوں میں جانے لگے۔ تو انہوں نے وہ شنکر سوامی کا مشہور یہ منتر کا مکانڈ اجن پر اُپ نشدوں میں خوب بحث کی گئی ہے جسے عام طور پر ورد و ذکر کرتے تھے لوگوں کو اوپدیش کیا۔ اور انہیں سنیاسیوں کی زبانی محمد صاحب نے جو کہ مندر کے پوجاری کے فرزند تھے سُنا تو جس طرح بسم اللہ الرحمن الرحیم وغیرہ بہت سی آیات سلیمان پارسی وغیرہ کی زبانی سُن سُنا کر قرآن میں درج فرمائیں اسی طرح۔

अग्ने नय सुपथा राये अस्मान् विश्वानि देव वयुनानि विद्वान। युयोध्यस्मज्जुहुराणमेनो भूयिष्ठान्ते नम उक्तिं विधेम॥ य० अ० ४० मं १६

اس کا ترجمہ یہ ہے۔ الحمد للہ رب العلمین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

ترجمہ ہے سب کو جاننے ہارے پرماتمن آپ ہم کو سرشٹ مارگ یعنی سیدھی راہ پر پرانوں کو پراپت کیجئے۔ اور جو پاپ آچرن روپ بُرے مارگ ہیں۔ اُن سے ہم کو دور کیجئے۔ اس لئے ہم لوگ بہت زیادہ آپ کی ستتی کرتے ہیں۔ کہ آپ ہم کو پوتر کیجئے۔ اسی طرح اس اوپ نشد کے واکیہ کا

एकमेवाद्वितीयं ब्रह्म

بھی ترجمہ سُن کر محمد صاحب نے اپنا کلمہ بنا لیا

नेह नानास्ति किंचन

ایکم ایو۔ ادویتی برہم نیہا ناستی کنچن ترجمہ ایک ہی ہے لاشریک برہم ہرگز نہیں اور کوئی واحد لاشریک اللہ لا الہ الا اللہ ترجمہ ایک ہی ہے لاشریک اللہ نہیں ہے اللہ لیکن اللہ۔ دیکھئے صاف طور پر محمد صاحب نے نقل کی اور عوض اس بات کے اقبال کرنے کے کہ میں نے پیروان وید سے توحید حاصل کی۔ اُلٹا نبئ الہام کے مدعی بنے۔ اب حق اور باطل کا فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے۔ آپ کے کلمہ میں محمد صاحب کا نام ہونا عمارت توحید میں رخنہ اندازی ہے۔ اور صفات الٰہی میں دست درازی اور اگر ہم آپ کی طرح ضدّیت اور نفسانیت سے کام لیں تو اللہ چونکہ ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اور رحمٰن مسیلمہ کذاب کا۔ بنا بر ان بسم اللہ کے یہ معنے کر سکتے ہیں۔ کہ آغاز میکنم این قرآن را بنام کوہے بابے کہ مالکش مسیلمہ رحیم ست۔ یعنے اس کتاب کو میں شروع کرتا ہوں۔ اُس پہاڑ کے نام سے جو مسیلمہ رحیم کی ملکیت ہے۔ پس قرآن کی بسم اللہ ہی اللہ کے نقل سے غلط ہو جاتی ہے۔ اور عوض اوجالے کے اندھیرے کی راہ دکھاتی ہے اگر در خانہ کس ست ہمیں یکحرف بس ست

اب ہم اسم اعظم کی بابت تحقیقات کرتے ہیں۔ اسم اعظم در تعین آں اختلاف بسیار ست بعضے اللہ و نزد بعضے صمد و نزد بعضے الحی القیوم و نزد بعضے الرحمٰن الرحیم و نزد بعضے مہیمن۔ واللہ اعلم بالصواب (از غیاث)

سیّد ناصر الدین محمد ابو المنصور کہتے ہیں۔ یہوواہ بدو واو از خود موجود اسم ذات باری تعالیٰ۔ اہل اسلام اللہ کے لفظ کو اسم ذات جانتے ہیں اور اہل کتاب بمقابلہ مسلمانوں کے کئی دلیلوں سے لفظ یہوواہ کو اسم ذات باریتعالیٰ جانتے ہیں۔

(۱) قرآن میں جو فضیلتیں توریت کی لکھی ہیں اور بڑی فضیلت توریت کی ہو نام سے جو توریت میں اسم ذات سمجھا جاتا ہے۔ پس جو لفظ اہل توریت کے لئے اسم ذات ہے وہی اہل قرآن کے لئے بھی ہے۔ (۲) اسم ذات چاہئے کہ ترکیب و تعریف وغیرہ سے مبرّا ہو اور قرآن میں اللہ کی جمع الہۃ موجود ہے اور عبرانی میں الوہیم۔ مگر لفظ یہوواہ کی کوئی ترکیب نہیں ہے (۳) اللہ کا لفظ بتوں کے معنوں میں آتا ہے۔ دیکھو سورۃ والصافات رکوع ۳ و سورۃ فرقان رکوع ۱۔ اسی طرح (۴) توریت وغیرہ میں بھی الوہیم قاضی و مفتی کے معنی میں آیا ہے۔ دیکھو ۸۲ زبور ۱ اور خروج ۲۱ / ۶ مگر یہوواہ کا لفظ سوائے خدا کے کسی اور کے واسطے مستعمل نہیں ہوا الہ کے معنے عبادت اور یہوواہ کے معنے وہ جو تھا اور ہے اور ہمیشہ تک رہیگا پس معنے کے رو سے بھی یہوواہ اسم ذات ٹھیرتا ہے۔ اللہ کے لفظ کا۔ اسم ذات ہونا کہیں کلام الٰہی سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ قرآن میں تو صاف لکھا ہے۔ قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن ایاما تدعوا فلہ الاسماء الحسنیٰ یعنے کہ اللہ کہہ کر پکار دیا۔ رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکاروگے سو اسی کے ہیں نام خاصے (آخر سورۃ بنی اسرائیل) مگر یہوواہ اپنا نام خدا نے اپنی زبان سے خاص طور پر فرمایا تھا۔ خروج ۳ / ۱۴

پس ان دلائل سے اہل کتاب سے ہم نے جانا۔ کہ عیسائی علما جو لفظ الوہیم سے کہ صیغہ جمع کا ہے ذات واحد حقیقی میں تثلیث کا وجود ثابت کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ الوہیم بتوں قاضیوں اور مفتیوں کے واسطے کبھی استعمال نہ کرتے۔ کیونکہ ثبوت تثلیث کے واسطے اسم ذات یعنے یہوواہ صیغہ جمع میں ہونا ضرور تھا۔ الوہیم بقول اہل کتاب اسم ذات نہیں ہے" دولت فاروقی صفحہ ۱۳ و ۱۴ رکن اول باب اول دہلی)

آنریبل سر سید احمد خان صاحب نے لکھا ہے۔ کہ اللہ جیسے الوہ مشتق

ہوا ہے۔ اور الوہیم جس کی جمع ہے۔ اسم صفات ہے۔ اسم ذات نہیں۔ یہ معبودان باطل اور حق ہر دو کے لئے آتا ہے اور بائیبل کے بہت سے حوالہ دیئے ہیں اور اسم ذات یہوواہ تبلاتے ہیں۔ المختصر (تصنیفات احمدیہ باب اول صفحہ ۳۲۳ و ۳۲۴) پادری عبد اللہ آتھم صاحب فرماتے ہیں کہ یہوواہ جو توریت میں خدا کا اسم ذات ہے وہ رگوید میں بھی موجود ہے۔ (دیکھو ماہیت رگوید صفحہ ۱) اور ایسا ہی موریز ولیم صاحب نے بھی انڈین وزڈم میں مستند حوالوں سے درج کیا ہے (دیکھو کتاب مذکور)

اوم۔ جو وید مقدس میں اسم ذات ہے اس کی بابت سوامی دیانندجی فرماتے ہیں کہ پرمیشور کے ناموں سے سرواوتم نام ہے" ایسا ہی یوگ شاستر اور منو اور اپنشدوں میں مذکور ہے۔ اوم کا دو وچن بالکل نہیں ہے۔ وہ مذکر و مونث و مخنث ان تینوں حالتوں میں ایک سا رہتا ہے۔ وہ ساتوں ضمیروں میں ایک جیسا رہتا ہے۔ عربی و ابرانی جیسی ناکامل زبانوں نے اللہ کی تقسیم کر دی مگر سنسکرت جیسی کامل زبان اوم کی تقسیم نہ کرسکی۔ پس وہ کتاب جس میں یہوواہ اور اللہ اور اوم تینوں نام موجود ہیں۔ یعنے وید مقدس۔ اُس پوتر کتاب نے ہدایت کی کہ نہ اللہ اسم ذات ہے نہ یہوواہ۔ بلکہ اسم ذات اوم ہے۔ کیونکہ وہ ہر طرح کی ترکیب و تصریف وغیرہ سے مبرّا و منزہ ہے یجروید کے خاتمہ پر بھی اوم سُم برہم بطور اسم ذات خود ہی برحق قادر مطلق پرماتما نے خاص ارشاد فرمایا ہے اور یہی اسم ذات ہے۔ باقی سب نام اسمائے صفات۔

باب دوم

الہام کا بیان انسانی عقل غلطی کرتی ہے۔ نفسانیت جادہ راستی سے پھسلا دیتی ہے۔ غرض آلودہ آدمی کی عقل ناقص ہوتی ہے۔ علم کامل اور تجربہ کافی کے بغیر عقل شافی نہیں ہوسکتی چنانچہ ذیل میں ہم کچھ ان کے نمونے درج کرتے ہیں:-

واضح ہو کہ اس وقت دنیا میں انسانی آبادی دو ارب کے قریب ہے۔ اور اسمیں اسقدر گڑبڑ پڑی ہوئی ہے۔ جس کی حد و شمار نہیں۔ کئی[1] تو وجود پرماتما یا برہم کے ہی منکر ہیں۔ بہت[2] اپنے آپ کو خدا جانتے ہیں۔ اور دنیا کو دنیا نہیں مانتے بلکہ ہمہ اوست کے قائل ہیں۔ بعضے[3] دو خالق جانتے۔ ایک خالق خیر۔ دوسرا خالق شر بعضے[4] تین ایشور مانتے ہیں۔ اور تینوں کا درجہ مساوی جانتے ہیں۔ اور کچھ[5] حضرات وجود علم و عالمیاں کے ہی منکر ہیں۔ اور کئی حضرات[6] خدا یا بزرگوں اور اوتاروں کی مورت بنا کر پوجتے ہیں اور کروڑوں[7] آدمی قبروں۔ خانقاہوں۔ مڑھیوں میاں لو جانوروں۔ درختوں پہاڑوں کو مانتے اور اُن سے مرادیں مانگتے ہیں بعضے[8] علم و فضل کے کامل بھی اندھیرے میں رہے۔ مرتے وقت وصیت کر گئے۔ کہ فلاں مرد کے نام میرے واسطے مرغا ذبح کرنا۔ اور کئی پڑھے[9] لکھے چھپکلیوں کی پرستش کرتے تھے۔ کسی[10] مذہب کا بانی اور اُس کے کروڑوں پیرو آسمانوں پر خدا کو مانتے اور اُسکے ساق سیمیں کے دیدار کے مشتاق ہیں۔ خدا کو ظالم۔ مکار۔ قہار۔ جبار۔ نازل بچھے لینے والا دلگیر ہونے والا۔ پچتانے والا۔ نظر بد سے ڈرنیوالا۔ اور جادو ٹونے جن بھوت کے قائل ہو کر راستی سے دور ہو گئے۔ کوئی[11] خدا کے انسانی قالب میں آنے کے قائل ہیں کوئی کسی تعریف میں حد سے زیادہ بڑھ گئے۔ کوئی کسی کی۔ کوئی توحید[12] کا معقول دلائل سے قایل اور خدا کو تمام رذائل سے بری سمجھتا ہے۔ اور اس کی صفات میں باہمی تناقض بھی نہیں مانتا۔ کوئی دیوتاؤں[13]۔ فرشتوں۔ پیغمبروں اور ستاروں کو پوجتا اور کوئی عنصروں کو۔ کوئی اپنی[14] پرستش چاہتا ہے۔ اور اپنے خام خیالات کو الہام جتلا کر سب سے بڑھ کر اپنی تعظیم کا خواہشمند ہے۔ کوئی[15] مورتوں کو کوئی شیو لنگ اور جلہری کو۔ کوئی عورات کی اندام نہانی کو پوجتا ہے۔ کوئی گھوڑے کے آلہ تناسل کو پوجتا۔ کوئی ماں بہن سے[16] جماع جائز جانتا ہے۔ اور کوئی متبنیٰ بیٹے کی جورو سے اور کوئی صرف[17] بہن سے۔ کوئی چچا زاد[18] بہن سے جماع کرتا ہے۔ اور اُسے جائز بتاتا ہے۔ کوئی گوشت[19] کھانا گناہ جانتا ہے۔ اور کوئی سب[20] جانور کھانا گناہ نہیں جانتا بلکہ ثواب۔ اور کوئی[21] صرف سور۔ اور کوئی صرف[22] گائے کو حرام اور کوئی[23] بعضوں کو حلال۔ بعضوں کو حرام جانتے ہیں۔

بعضے[24] شادی میں جوتی پیزار چلاتے ہیں۔ بعضے[25] ہولی میں۔ بعضے[26] گھوڑے اور آدمی کی تصویر سے اولاد مانگتے ہیں بعضے[27] قبروں سے بعضے مشٹنڈے فقیروں سے بعضے واسطے حصول نجات آخروی کے ملکوں کو لوٹے اور مارے جاتے ہیں۔

بعضے[28] اپنے نفس کو خود مار ڈالتے ہیں بعضے[29] دیوتاؤں کے نام پر آدمی کی اور بعضے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں اور بعضے خدا کے نام پر بے گناہ جانوروں کو مارتے ہیں۔ بعضے[30] بیگانی عورات سے جو لوٹ میں لاویں۔ زنا جائز جانتے ہیں بعضے[31] گناہ جانتے ہیں۔

بعضے[32] قطعی الہامی کتاب کے منکر ہیں۔ بعضے[33] توریت و زبور کو الہامی مانتے ہیں بعضے[34] توریت و زبور و انجیل کو۔ بعضے[35] توریت و زبور و انجیل قرآن کو۔ بعضے صرف انجیل کو بعضے[36] استا و ژند کو۔ اور بہت[37] سے لوگ صرف وید کو

بہت[38] سے لوگ تناسخ کو مانتے ہیں۔ اور کئی[39] لوگ اُس سے منکر ہیں۔ بعضے[40] روح کو بھی حادث اور غیر فانی مانتے ہیں۔ بہت[41] سے لوگ قدیم اور غیر فانی جانتے ہیں اور کئی آدمی[42] اُس سے منکر ہیں اور کئی جانوروں میں روح نہیں مانتے ہیں۔ اور بعضے[43] سات آسمان مانتے ہیں۔ اور اکثر لوگ نہیں[44] مانتے۔ بلکہ دلائل سے رد کرتے ہیں۔

---

[1] بودہ۔ جینی۔ دہریہ۔ اے تھیسٹ۔ چیت رامیئے [2] نویں ویدانتی۔ صوفی۔ گلاب داسیے نرملے سادھو [3] مجوسی یعنی پارسی۔ محمدی اور یہودی [4] عیسائی۔ ہندو یا متر۔ مورتی کے ماننے والے۔ یعنی برہما۔ وشن۔ مہیش کی خدائی کے قائل [5] سوفسطائیہ۔ نوین ویدانتی شون وادی [6] رومن کیتھولک۔ شیو۔ ویشنو۔ بھاگوتی۔ جینی۔ بودھ۔ مسلمانوں کے بعض فرقے [7] تمام مسلمانی اور سرور یہ سکھ۔ ہندو اور بعضے رومن کیتھولک عیسائی اور بودھ مذہب کے لوگ۔ اور چوہڑے چمار۔ قبطیان مصر [8] بعضے یونان و مصر کے حکیم [9] بعضے حکمائے یونان و مصر [10] سارے محمدی لوگ اور عیسائی اور یہودی۔ اور محمد صاحب عیسےٰ صاحب و موسیٰ صاحب [11] ہندو عیسائی صوفی۔ بیراگی اور شیعہ شمسی۔ صوفیہ۔ یزیدیہ مسلمان [12] آریہ لوگ۔ اور سادھو لوگ۔ [13] ہندو مسلمان۔ ڈکوت اور عرب کے کافر۔ جینی۔ بودھ [14] دیو دھرمی۔ برہمو۔ شمسی۔ گوکلیا گسائیں [15] تمام ہندو اور جینی۔ [16] شیو پران و لنگ پران کے ماننے والے اور عموماً شیو ہندو [17] سارے وام مارگی اور مشعل کرنے کا فرقہ اور اسماعیلی فرقہ [18] وام مارگی و مزدکی [19] محمد صاحب [20] ابراہیم صاحب [21] سارے مسلمان [22] آریہ جی ٹیرن سوسائٹی کے لوگ جنمیں صدہا ڈاکٹر ہیں۔ پورانی بودھ اور تمام دہاری سکھ اور دنیا کے حق پسند [23] عیسائی۔ وام مارگی۔ اگھوری [24] مسلمان [25] ہندو لوگ [26] یہودی لوگ [27] انگریز [28] ہندو لوگ [29] غیرہ لوگ اور بعضے امامیہ ہندو اور بعضے مسلمان [30] مسلمان غازی لوگ [31] بعضے فقیر اور آریہ دھرم کے فضلائے لوگ [32] ہندو۔ بھیل۔ مسلمان۔ یہودی [33] مسلمان یہودی و متعصب عیسائی جاہل حبشی [34] تمام آریہ اور مہذب عیسائی [35] برہمو اور سدیو دھرمی اور ناستک لوگ اور دھریہ لوگ [36] یہودی [37] عیسائی [38] مسلمان مگر تینوں پر عمل نہیں کرتے بلکہ انکو منسوخ جانتے ہیں [39] عیسائیوں کا ایک فرقہ [40] پارسی لوگ [41] آریہ لوگ [42] پارسی آریہ بدھ جینی۔ پورانے یہودی مسلمانوں کا تناسخیہ اور شیعہ یونان جینی۔ مصر۔ فرانس

بعضے[1] آسمان کو گردش میں اور زمین کو استوار اور پہاڑوں کو میخیں مانتے ہیں
اکثر لوگ آسمان[2] کو افق یعنے حد نظر اور زمین کو گردش میں مانتے ہیں۔

بعضے[3] جن و بھوت۔ جادو منتر کے قایل ہیں۔ اور بعضے اس کو محض فریب اور دھوکا بازی اور جہالت جانتے ہیں۔ بعضے[4] مکان (کعبہ) کی طرف سجدہ کرتے ہیں اور بعضے[5] کسی مکان (بیت المقدس) کیطرف اور ان مکانوں کو خدا کا گھر مانتے ہیں بعضے[6] خدا کو کبھی نہیں سمجھتے۔ بلکہ سروویاپک اور لامکان جانتے ہیں۔ بعضے[7] طوفان نوح کے آنے کے قائل ہیں۔ اور اکثر لوگ اس کے قطعی منکر ہیں۔ بعضے دنیا کو ۰۰۰۰ہ سال یا[8] ۰۰۰ ۷ سے پیدا شدہ مانتے ہیں۔ اور اکثر ایک[9] ارب ۹۶ کروڑ سال سے۔
بعضے[10] دنیا کو نیستی سے ہستی میں لانا مانتے ہیں۔ اور بعضے[11] ہستی سے ہستی میں لانا یعنے نیستی کا خدا کے گھر میں ہونا قطعی نہیں مانتے۔

اکثر اُس کے الہام کو ایک بار اور کامل مانتے ہیں۔ اور پھر رد و منسوخ اور ہونا نہیں مانتے۔ بلکہ گناہ جانتے ہیں۔ اور بعضے[12] لوگ اُس کے احکام کو رد و منسوخ اور تغیر و تبدل والامان کر اپنے سے پہلے کی تمام کُتُب کو منسوخ جانتے ہیں۔ جیسے گورنمنٹ کے سالانہ ایکٹ یا سرکلر یا گزٹ کے احکام۔ اکثر مردہ[13] کا جلانا جائز جانتے ہیں۔ اور معقولیت سے بتلاتے ہیں۔ کہ اس طریقہ سے کفایت شعاری اور بیماری سے روکاوٹ ہے۔ بعضے[14] دفن کرنا۔ بعضے[15] ہوا میں رکھ دینا۔ بعضے[16] پانی میں ڈال دینا صحیح جانتے ہیں۔

ان سب حالات پر غور کرنے سے باحسن الوجوہ ثابت ہے کہ بعضے شخصوں کے خود بعضے خیالات اوقات مختلفہ میں مختلف ہوتے رہے۔ ایک وقت میں اُن کو کچھ سوجھتا ہے۔ اور دوسرے وقت کچھ۔ چنانچہ تبدیل مذہب اور تبدیل وضع وغیرہ سے صاف ظاہر ہے۔ ہزاروں مسلمانوں مذہب خود کو چھوڑ عیسائی۔ براہمو۔ بودھ اور آریہ ہو گئے۔ اور اسی طرح ہزاروں عیسائی بھی مذاہب مختلفہ میں داخل ہوئے۔ اور ہوتے جاتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس یہی حالت بودھ اور براہمو مذہب کی ہے۔ اس وقت یہ لاکھوں آدمی جوق در جوق ویدک دھرم میں آرہے ہیں۔ یہ کہاں سے آتے ہیں۔ انہیں موجودہ مذاہب سے خود علمائے یوروپ جو ویدک فلاسفی پر فریفتہ ہو رہے ہیں۔ کیا کسی تلوار کے ڈر سے؟ ہرگز نہیں۔ درحقیقت اب روشنی کا زمانہ ہے۔ لوگ مذاہب باطلہ سے نکل کر خورشید معرفت کی طرف آرہے ہیں۔ بنا براں ہم کو نہایت ضروری ہے۔ کہ اس گڑبڑ حالت کو دور کر کے سچائی کا اظہار کریں ہر ایک عقلمند جو اسقدر اختلافات مذاہب کو دیکھیگا فی الفور کہیگا کہ یہ سارے سچے نہیں۔ سچائی صرف ایک ہی ہے اور وہ جہاں ہے سچائی ہے۔ ان ساری انسانی عقلوں کا ایک عقل کُل یا حاکم بالادست یا جج یا قول فیصل یا کسوٹی مقرر ہونی چاہیے وہ کسوٹی سوائے الہام کے (جو آئینہ عقل انسانی کا مجلی ہو۔ معقول ہو۔ ناسخ و منسوخ سے مبرا ہو) اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

سروویاپک پرماتما کے ہونے سے عقل کسی طرح قبول نہیں کرتی ہے۔ کہ وہ صرف آسمانوں پر ہو۔ اور اب جو عقل و علم نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے۔ کہ آسمانوں کا کوئی وجود نہیں۔ تو پھر کوئی الہامی کتاب آسمانی نہیں ہو سکتی ہے۔ اور جب آسمان نہیں تو پھر جبرائیل یا میکائیل یا عزازیل یا اسرافیل یا عزرائیل کہاں ہیں۔ اور شیطان کس جگہ موجود ہے۔ یہ سارے کے سارے خیالات محض بطلان ہیں۔ اسی واسطے مناسب ہے کہ سروویاپک پرماتما بموجب انصاف قدیم کے کسی کامل انسان کو بلا تعصب و طرفداری اپنے کامل الہام سے انسانی سرشٹی کے آغاز میں مشرف کرے اور ایسے الہام کا ظہور بذریعہ کسی پیغمبر یا ایلچی کے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خود سروانتریامی خدا ہی اُس کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اور سوائے انسان کامل کے دل فیض منزل کے اور کسی جگہ ایسے الہام کا ہونا بالکل ناممکن ہے۔ پس سروشکتی مان بھگوان نے غلطی سے مبرا انار استی و تعصب سے معرا صداقت سے مجلی اور معقولیت سے بھرا ہوا الہام وید کا جس کے معنے ہی الہام و گیان کے ہیں۔ سرشٹی کے آد میں ہر طرح کی کمالیت سے ناقابل الترمیم و التنسیخ چار رشیوں کے دل میں پرکاش کیا اور وہی آج تک بلا کمی و بیشی موجود ہے۔

وید مقدس کے الہامی ہونے پر ایک دلچسپ تقریر

ضروری ہے کہ الہامی کتاب یا الہام ایزدی دیگر کتابوں سے خاص طور پر ممتاز ہو اور اس میں ایسے صفات ہوں۔ جو کسی دوسرے میں ممکن نہ ہوں۔ کیونکہ کوئی انسان ایشوری صفات کا کبھی اور کسی حالت میں بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جس طرح ایشور کے بنائے ہوئے آفتاب و مہتاب بے نظیر ہیں۔ ویسا ہی اُس کا الہام بھی بے مثل ہونا چاہیے۔ بنا برال الہام ایزدی میں پہلی خوبی یہ ہونی چاہیے۔ کہ وہ از آغاز عالم تا اختتام عالم رہے یعنی جب سے انسانی سرشٹی کا ارمبھ ہو۔ تب سے اُس کا پرکاش ہو۔ اور جب تک انسانی سرشٹی رہے۔ تب تک وہ ظہور پذیر رہے۔

ثبوت۔ ہم جب یہ خیال کرتے ہیں۔ یا اس امر کی تحقیقات کرتے ہیں۔ کہ فلانی چیز فلانے سے پہلے ہے تو اس کے واسطے ایسے نشان تلاش کیا کرتے ہیں۔ جو قدامت اور تجدید کے واسطے کافی ہوں۔ اسی طرح ہم یہاں بھی تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ کون سے نشان ہیں۔

قرآن۔ یہ کتاب جسے محمدی لوگ الہامی مانتے ہیں۔ ۱۳۰۰ سو سال سے ہے۔ اُس سے پہلے انجیل۔ زبور۔ توریت۔ ژند اوستھا موجود تھی۔ نوشیروان جس کے وقت محمد صاحب ہوئے۔ وہ پارسی تھا۔ مسلمان پارسی ایک شخص محمد صاحب کے اصحابوں میں سے آتش پرست تھا۔ انجیل زبور و توریت کا نام بھی قرآن میں آیا ہے۔ پس قرآن سے یہ سب کتابیں پہلے کی ہیں۔

انجیل کو جسے آج تقریباً ۱۹۰۰ برس ہوتے ہیں۔ عیسائی لوگ الہامی مانتے ہیں اس میں قرآن کا ذکر نہیں اور نہ قرآن کی ہم سن کسی کتاب کا ذکر ہے۔ مگر اس میں توریت و زبور کا ذکر موجود ہے۔ اور تمام گزشتہ لوگوں کے قصے موجود ہیں۔ علاوہ براں

بقیہ حاشیہ۔ جرمن کے اکثر ڈاکٹر لوگ۔ فرقہ تھیوسافسٹ واقعہ ملک امریکہ۔ پارسی [1] پورانے زمانہ کے تمام لوگ اور موجودہ تمام قوموں کے بزرگ [2] مسلمانوں کے چند فرقے اور دیودھرمی اور عیسائیوں کے چند فرقے [3] مسلمان اور عیسائی اور برہمو [4] آریہ۔ بدھ جینی۔ تمام فاضل سائنس والے۔ [5] اے تھیسٹ لوگ۔ براہمو اور عیسائی [6] مسلمان اور عیسائی [7] آریہ اور تمام دنیا کے فاضل اسٹرونومی کے جاننے والے [8] مسلمان [9] آریہ اور تمام فاضل لوگ [10] مسلمان عیسائی اور بیوقوف ہندو و بھیل گونڈ اور جاہل قومیں [11] آریہ بدھ۔ تمام ڈاکٹر لوگ۔ [12] مسلمان [13] عیسائی و یہودی [14] آریہ [15] عیسائی مسلمان و یہودی [16] آریہ بودھ جینی۔ پارسی [17] عیسائی مسلمان یہودی [18] آریہ۔ اور تمام جیالوجی جاننے والے اور فاضل نجومی۔ اور اسٹرانومی کے جاننے والے [19] مسلمان اور عیسائی [20] آریہ جینی۔ پارسی اور تمام علما سائنس [21] آریہ لوگ [22] مسلمان عیسائی۔ یہودی [23] آریہ۔ بودھ جینی اور ڈاکٹر لوگ اور فاضل عیسائی اور تھیاسوفسٹ لوگ [24] مسلمان اور عیسائی۔ [25] پارسی لوگ [26] سادہ لوگ۔

مجوسی مذہب کا بھی ذکر ہے خود عیسیٰ کی پیدائش پر مجوس یعنے آتش پرست لوگ یروشلم میں گئے تھے (انجیل متی باب ۲۔ آیت ۱ و ۷) پس صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ سے پہلے یہودی اور آتش پرست لوگ موجود تھے۔ اور ان کی کتابیں عیسےٰ سے پہلے تھیں۔

زبور۔ داؤد بادشاہ کی تصنیف سے ہے۔ جس کو ہوئے آج تک ۲۹۵۲ سال ہوتے ہیں۔ اس میں موسیٰ وغیرہ نبیوں کا ذکر ہے۔ اور توریت کا بھی ذکر ہے۔ آتش پرستوں کے مذہب کے بھی حوالے پائے جاتے ہیں مگر انجیل کا مطلق ذکر نہیں۔ اور نہ قرآن کا بنابراں یہ کتاب موسیٰ سے بعد اور انجیل و قرآن سے بہت پہلے تصنیف ہوئی۔

توریت یہ کتاب موسیٰ نبی کی تصنیف ہے۔ اور کچھ اُس کے ایک شاگرد کی جس کو آج تک ۳۳۴۷ سال ہوتے ہیں۔ اس کتاب میں نہ داؤد کا نام ہے نہ مسیح کا نہ محمدؐ صاحب کا اور نہ زبور نہ انجیل اور قرآن کا۔ ہاں اپنے سے پہلے نبیوں کے نام ہمیں لکھے ہیں۔ یعنی آدم۔ نوح۔ لوط۔ ابراہیم۔ یعقوب۔ اصحاق۔ یوسف اور مصر کے قبطی اور آتش پرستوں کے مذہب کے نشانات اُسمیں ملتے ہیں۔ خود موسیٰ کی تعلیم ساری کی ساری زردشت کے مذہب کی نقل کی گئی ہے۔ ابراہیم (جو موسیٰ سے پہلے ہوا ہے) کے وقت میں بھی آتش پرست موجود تھے۔ چنانچہ فاضل محمدی شیخ سعدی شیرازی لکھتے ہیں۔ از بوستاں

شنیدم کہ یکہفتہ ابن السبیل ۔۔۔ نیامد بہ مہماں سرائے خلیل

آگے چل کر اسی حکایت میں لکھا ہے۔ کہ جب دونوں روٹی کھانے بیٹھے تو ابراہیم نے خدا کا نام لیا۔ مگر اُس نے نہ لیا۔ جس پر ابراہیم نے اس کو کہا۔

نہ شرط است وقتے کہ روزی خوری ۔۔۔ کہ نام خدا وندِ روزی بری
بگفتا نہ گیرم طریقت بدست ۔۔۔ کہ نشنیدم از پیر آتش پرست
بخواری براندش چو بیگانہ دید ۔۔۔ کہ منکر بود پیش پاکاں پلید

تب خدا نے جبرئیل فرشتہ بھیجا۔ جس نے آن کر یہ کہا۔

گرا وے بر آتش برد سجود ۔۔۔ تو واپس چرا می بری دست جود
نش داد صد سالہ روزی و جاں ۔۔۔ تو اورا براندی بیک پارہ ناں

اسی طرح کتب تاریخ اسلام میں اس کے بہت سے نشاں پائے جاتے ہیں جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ زردشت بانی مذہب مجوس موسیٰ و ابراہیم سے بہت پہلے اور دین اُس کا ان دونوں کے دین سے آگے رائج تھا۔

ژند اوستھا۔ (یعنے سفر نگ و سایتر جو زردشت پیغمبر نے تصنیف کی ہے) میں صاف طور پر وید مقدس کا نام۔ چاروں ورنوں کا ذکر۔ یگیوپویت کا بیان۔ ہون کے فواید۔ تناسخ کا مذکور۔ گوشت خوری کی تردید اور آریہ قوم کا حوالہ دیا ہے۔ کہ وے اُن کے بزرگ تھے۔

بیاس جی کا بھی ذکر ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ ان کا بمقام بلخ زردشت سے مباحثہ ہوا تھا۔ گشتاسپ کی ہدایت ہے صاف ظاہر ہے کہ وید سے وہ پیچھے کا ہے۔ اور توریت زبور۔ انجیل و قرآن سب سے ژند اوستھا پہلے ہے بیاس جی کی بابت ہم دلائل واضح سے بتلا چکے ہیں کہ اُس کو ہوئے آج تک ۴۹۹۰ سال گزرے ہیں۔ موسیٰ کے دس حکم منوسمرتی سے منقول ہیں۔ بلکہ عموماً توریت منوسمرتی کی نقل ہے۔ موسیٰ کے وقت آریہ ورت میں ویدک دھرم موجود تھا۔ اور منوسمرتی موسیٰ کی توریت سے پہلے کی ہے۔ جس کے واسطے اکثر فضلائے یورپین شاہد ہیں۔ (دیکھو مارٹن ہاگ صاحب ڈاکٹر فائلوجی (عالم زبان) کی کتاب صفحہ ۶۹ و ۷۰ اور

ژند اوستھا باب ہوم یشٹ آیت ۱۷) مگر منوسمرتی میں ویدوں کا ذکر ہے۔ ویاس سے پتنجلی جی پہلے ہوئے جنکے یوگ شاستر کی شرح ویاس جی نے لکھی ہے اُس میں بھی ویدوں کا نام موجود ہے۔ ویاس جی سے ہزاروں برس پہلے گوتم جی ہوئے۔ اُن کے بنائے ہوئے نیاء شاستروں میں بھی وید کا ذکر ہے۔ اُن سے ہم پہلے کناد جی ہوئے اُنکے بنائے ویشیشک شاستر پر گوتم جی نے ٹیکا کی ہے۔ مگر وہی کناد جی گوتم سے بہت پہلے ویدوں کے الہامی ہونیکے قائل ہیں۔ بودھ شاستر (جس کے پیرو اسوقت بھی دنیا میں ۴۷ کروڑ کے قریب ہیں) کا مصنف بدھ مسیح سے پہلے ۶۲۰ برس پہلے ہوا ہے وہ بھی اپنے بنائے بودھ شاستر کے سوتر ۲ میں ویدونکا ذکر کرتا ہے۔ پس وید اُس سے پہلے کے ہیں **وید مقدس** میں کسی گرنتھ یا کسی کتاب یا کسی فرقہ کا ذکر نہیں ہے لیکن اور سب میں کسی نہ کسی پیرایہ میں ویدوں کا ذکر ہے اور صدہا علماء انگلینڈ فرانس و امریکہ کی شہادتیں ہیں کہ دنیا کی لائبریری میں وید مقدس سے پورانی کتاب کوئی نہیں ہے اور اِس کا تو آپ کو بھی اقبال ہے۔ جس کو آپنے تاریخ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رگوید ایک نہایت قدیم مجموعہ ہے (صفحہ ۱۰ احمدیۃ الہند)

پس وید سب سے قدیم بلکہ نہایت قدیم الہامی کتاب ہے جو دنیا کی تمام کتابوں سے اول اور اُسکی ہدایت سب ہدایتوں سے اول ہے۔ بنابراں اِس پہلی خوبی کی مصداق دنیا میں سوائے وید مقدس کے اور کوئی کتاب نہیں **فھو المطلوب**

دوسری خوبی یہ ہونی چاہیئے۔ کہ وہ الہام ایسی زبان میں ہو۔ جو سب زبانوں سے ممتاز ہو۔ کیونکہ پرماتما اپنی سب صفات میں انسانوں سے ممتاز ہے۔

ثبوت۔ زبانوں کی تحقیقات جیسی حالمیں ہوئی ہے۔ ویسی پہلے شاید کم ہوئی ہو یا بالکل نہیں ہوئی۔ اور جتنی چھان بین فضلائے یوروپ نے اس بارہ میں کی ہے۔ وہ درحقیقت شکریہ کے مستحق ہے۔ اور سب سے زیادہ خوبی یہ ہے۔ کہ وے لوگ بے تعصب محقق اور ہمارے مذہب سے جدا ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے بعد تحقیقات و تفتیش کے جو رائے قائم کی ہے وہ ہم ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔

آنریبل سر ولیم جونس صاحب بہادر فرماتے ہیں "سنسکرت زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے" (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۱ صفحہ ۴۲۲)

پروفیسر مولوی ذکا اللہ صاحب فرماتے ہیں "علم زبان کی حکیمانہ تحقیقات سے اہل فرنگ نے ایک عجیب اور عمدہ بات معلوم کی ہے۔ کہ آریہ کی زبان ایشیا کی آدھی زبانوں کی اور یوروپ کی تقریباً کل زبانوں کی جڑھ ہے۔ غرض اکثر زبانیں جو شائستہ اور مہذب ہیں۔ وہ اِسی سے مشتق معلوم ہوتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل یونان اور اہل روم اور اہل جرمن اور اہل انگریز اور فرانس اور ہند و ایران غرضیکہ سب کی نسل کا ایک ہی سلسلہ ہے" (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب ۱ فصل ۱ صفحہ ۲۲ [illegible])

ایک اور فاضل و معزز محقق آنریبل مونٹ سٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی اپنی بنائی تاریخ میں فرماتے ہیں "سنسکرت زبان کی صرف و نحو ایسی کامل ہے کہ انسان کے کلام کے اصول تمام دنیا میں اگر قائم بھی ہوئے ہیں تو ان سے زیادہ نہیں ہوئے (تاریخ ہندوستان باب ۵ صفحہ ۲۷۰ [illegible])

اس کے سوا دیکھو ہمارے مصنفہ نسخہ خبط احمدیہ (صفحہ ۲۰۲ سے ۲۱۳ تک) اور تکذیب براہین احمدیہ میں باب سنسکرت کی فضیلت۔

سنسکرت کے تمام گرنتھوں میں وید سب سے قدیم اور اعلیٰ مضامین سے پُر اور فصیح ہیں چنانچہ ایک محقق مزاج پادری صاحب فرماتے ہیں "بے شک کوئی شخص

وید کی سنسکرت عبارت کی مانند نہیں بنا سکتا اور بڑے بڑے پنڈت بھی کہتے ہیں۔ کہ وید کی سنسکرت عبارت کی مانند کوئی بشر نہیں بنا سکتا" ایک تو وید ایسی کتاب ہے جو سب سے زیادہ قدیم ہے دوم وہ ایسی زبان میں ہے جو سب سے زیادہ وسیع و فصیح و بلیغ ہے۔ اور اُس زبان میں وید سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔ اور ایسی عمدہ کہ سوائے ایشور یہ اوپدیش یعنے الہام کے انسان کبھی اور کسی حالت میں نہیں بنا سکتا۔ بنا براں وید ضرور الہامی ہیں۔ فہو المراد **تیسری خوبی** یہ ہونی چاہیئے کہ اُس میں خاص آدمیوں کے واقعات قصہ کہانی تاریخ یا روائتیں نہ ہوں۔ کیونکہ جس کتاب میں ایسے واقعات ہوتے ہیں وہ کتاب اُن واقعات کے بعد لکھی جایا کرتی ہے ایسی باتیں لکھنے یا سیکھنے کے واسطے الہام کی ضرورت نہیں ہے جو بغیر الہام کے آدمی عمدہ طور سے جان سکتا ہے۔ اور اگر تاریخی باتیں سکھانا الہام کا کام ہے۔ تو ایک ایسی تاریخ جو ابتدائے دُنیا سے تا اختتام دُنیا تمام آدمیوں سے متعلق ہو ہونی چاہیئے۔ جو بالکل ناممکن ہے۔ ورنہ ایسی کتاب اتنی ضخیم ہو جاویگی کہ کوئی انسان کبھی اُسے نہ پڑھ سکیگا بنا براں محض فضول ہو گی۔ پس الہام ربانی یا سماوی جو سب انسان کے واسطے مساوی ہے انسانی واقعات سے جدا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ شرشٹی کے ابتدا میں ایسے واقعات نہیں تھے۔

ثبوت اس وقت کی موجودہ کتابوں میں جنکی نسبت لوگوں کو گمان ہے کہ وے الہامی ہیں (مثلاً۔ قرآن۔ انجیل۔ زبور۔ توریت۔ ژند اوستھا) کہانیاں اور قصص فضول بھرے ہوئے ہیں۔ جن سے الہام کا کوئی بھی تعلق نہیں ہے **جیسے قرآن** میں آدم۔ عیسی۔ موسیٰ۔ ابراہیم۔ نوح۔ داؤد۔ لوط۔ سلیمان وغیرہ کی خط و کتابت اور یوسف۔ زلیخا۔ لقمان۔ سکندر ذوالقرنین۔ اصحاب کہف۔ خضر۔ الیاس۔ وغیرہ کی کہانیاں۔

انجیل میں متی۔ لوقا۔ مرقس۔ یوحنا۔ مریم۔ ذکریا۔ ہیرو ڈلس۔ عیسےٰ۔ موسی۔ اور پولوس کی خط و کتابت اور اندریاس شمعون وغیرہ کی کہانیاں۔

زبور۔ میں موسی ابراہیم۔ اصحاق۔ داؤد کے واقعات اور سلیمان کی کہانیاں اور اُس کی آخری عمر کی کارروائیاں اور جنگ و جدال۔

توریت میں آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ لوط۔ اور اس کی جورو۔ اضحاق و اسماعیل یوسف۔ بنیامین۔ فرعون و موسی و یشوع وغیرہ کی کہانیاں۔

ژند اوستھا میں جمشید۔ ہوشنگ۔ فریدوں۔ کیخسرہ کی کہانیاں

لیکن وید مقدس میں کسی کتاب یا شہر یا انسان کا نام نہیں۔ چہ جائیکہ اُن کے واقعات یا کہانیاں۔ مہابھاشیہ (ویدنکی گرامر) کے مصنف اور نیز میمانسا کے بنانے والے نے اس بات کو باحسن الوجوہ ثابت کیا ہے کہ وید میں سب یوگک شبد ہیں۔ روڑھی کوئی نہیں۔ کسی اوتار یا رشی منی یا راجہ یا حکیم کے حالات وید میں درج نہیں ہیں پس اس صفت سے وید ہی موصوف ہے نہ کوئی اور۔

چوتھی خوبی۔ یہ ہونی چاہیئے کہ اُس کا ایک حکم دوسرے حکم کو رد یا منسوخ نہ کرے۔ کیونکہ کسی کتاب کے احکام کا باہمی نقیض ہونا مصنف کی بے علمی و جہالت پر دال ہے۔ کوئی معقول پسند ایشور کی بابت ایسا خیال نہیں کر سکتا۔

ثبوت توریت و زبور و انجیل کے اختلاف کے متعلق دو کتابیں۔ بائیبل کا پرسیر وردہ اور اجتماع ضدین نامی موجود ہیں۔ جن میں کئی سو اختلاف درج ہیں اور اس کا ادنٰے نمونہ یہودیوں اور عیسائیوں کا باہمی جھگڑا ہے۔ افسوس کہ عیسائی سلطنتیں یہودیوں کو اپنے راج میں نہیں رہنے دیتیں تا بدیگراں چہ رسد۔ اور اسی طرح محمد صاحب نے یہود کو جزیرہ نما عرب سے نکال دینے کی وصیت کی اور قرآن کا اُن کتابوں سے جن کو وہ الہامی کہتا ہے سخت اختلاف ہے مسلمان اُن کو تقویم پارینہ کی طرح منسوخ جانتے ہیں۔ اور جو سلوک اسلامی بادشاہوں نے مسیحی و یہودی گرجاؤں سے کیا وہ کسی مورخ سے پوشیدہ نہیں اور اٹھارہ سو سال میں جو اُن کا باہمی برتاؤ ہوا ہے۔ اُسے کون نہیں جانتا ہے۔

تفسیر حسینی میں ہے "گفتہ اند کہ بخت نصر بابلی بقتل و اسیری ایشاں اقدام کرد کہ بعد ازاں ملوک فرس ایشاں را امیر بخا نیدند۔ و باج میگرفتند۔ تا زمانیکہ رسالت پناہ مبعوث شد حکم فرمود بمقابلہ ایشاں تا اسلام آرند یا جزیہ قبول کنند و ایں حکم تا قیامت باقی ست"۔ (جلد اول صفحہ ۲۲۴) خود قرآن میں ۷۷۔ آیات ایک دوسرے کے خلاف ہیں یا یوں سمجھیے ناسخ و منسوخ۔ "در قرآن ناسخ و منسوخ ست۔ و آں تعلق باوفات مختلف دارد۔ و ہر آئینہ ناسخ متاخر از منسوخ باید و اجتماع ہر دو در آئے واحد نشاید (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۱۱۳)

اور یہی حال ژند اوستھا کا ہے۔ مگر وید مقدس میں کوئی شرتی بھی ایک دوسری کے برخلاف نہیں اور نہ باہمی ناسخ و منسوخ ہیں۔ سب احکام علی الدوام ماننے کے لوگیہ اور عملدرآمد کے لائق ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وید سروگیہ رحمان کی طرف سے ہے۔ نہ کہ الپگیہ انسان کی طرف سے۔

پانچویں خوبی یہ ہونی چاہیئے۔ کہ اُس کا کوئی حکم قانون قدرت کے خلاف اور علم و عقل کے وردہ نہ ہو۔

ثبوت اگر بائیبل اور اُس کا قانون قدرت سے اختلاف اور علمی کتابوں سے سلوک اور عقلمندوں سے برتاؤ کا حال معلوم کرنا ہو تو فروٹ آف کرسچی این ٹی اور کرسچن مت لورپن کا مطالعہ کافی ہے۔ باقی رہا دین اسلام کا معقول باتوں سے دشمنی کرتا ہے۔ عارف باللہ شیخ تاج الدین عثمانی جامع الفواد میں لکھتے ہیں "دین موقوف ہے نقل پر نہ کہ عقل پر" (دیکھو معیار الاسلام انصاری دہلی صفحہ ۶) اور محمد صاحب نے فرمایا ہے من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد (از بخاری و مسلم) کہ جو کوئی اس دین میں عقل کو دخل دیکر نئی تحقیقات کرے وہ مردود ہے۔

امام غزالی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ عقل و قیاس کے ترازو سے تو خدا کی دوہائی اگر میں اس کو پکڑوں تو وہ تو شیطان کی ترازو ہے (کتاب القسطاس المستقیم) معقول پسندی سے عموماً اہل اسلام کو نفرت ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ علمائے اسلام علم منطق کی کتابوں کے اوراق سے استنجا جائز سمجھتے ہیں۔ عموماً سائنس اور اسلام کا باہمی بیر ہے۔ کیونکہ جہاں سائنس نے ترقی وہاں اسلام کی خیر نہیں۔ پس دُنیا کی تمام کتب مذہبی سے معقولیت کا پرچارک۔ سچائی کا مربی۔ عدل کا ہادی۔ بیجا تعصب کا دُشمن علم کا راہنما۔ بدھی بڑھانے کی پرارتھنا (دعا) سکھلانے والا صرف وید ہی ہے۔

چھٹی خوبی اُس میں طرف داری و تعصب کا برتاؤ نہ کیا گیا ہو۔ بلکہ عدل و انصاف کی کارروائی ہو کسی خاص قوم کی بیوجہ رعایت نہ ہو۔

ثبوت توریت میں قوم یہود کے ساتھ نہایت ہی اندھی محبت اور باقی کل جہان سے بے رحمانہ نفرت کا اظہار ہے خدا بنی اسرائیل کے ساتھ ہو کر ان کی حاجت روائی کے واسطے نہایت بیقرار ہے مصریوں کے پلوٹھے مار ڈالے اور اُنہیں رود نیل میں غرق کیا اُن پر لاکھوں طرح کی مصیبتیں ڈالیں (رومیوں کا خط $\frac{9}{17}$) اسی طرح غیر قوم کی عورتوں بچوں پر بپاسخاطر اسرائیل سخت سے سخت بلائیں نازل کیں۔ ایک ادنے اردلی کیطرح اُن کے آگے لالٹین لے کر چلتا رہا۔ اُس وقت

تمام دنیا کا خدا بھی نہ رہا۔ بلکہ ابراہیم کا خدا اضحاق کا خدا یعقوب کا خدا اسرائیل کا خدا ہوگیا۔ اسی طرح مسیح بھی ۳۲ برس تک بھی تعلیم دیتا رہا۔ کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے واسطے آیا ہوں وو کیا آدمیوں کے موتی سوروں کے آگے ڈالدوں" دیکھئے صاف طور پر بنی اسرائیل کو آدمی باقی تمام جہان کو سور کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ پھر آخری عمر میں جب دیکھا کہ وہ نہیں مانتے۔ تب انجیل متی ۲۸/۱۹ کے مطابق غیر قوموں کو دعوت دینے لگے۔ قرآن میں بھی یہ بات بائیبل سے نقل کردہ موجود ہے لقد آتینا بنی اسرائیل الکتب والحکم والنبوت ورزقنٰھم من الطیبٰت (سورۃ الجاثیہ) برآنکہ ما دادیم فرزنداں یعقوب را توریت وحکم کردن دریں ونبوت یعنی بعضے را پیغمبر ساختیم ودر ہیچ قبیلہ ایں قدر پیغمبر نبودہ اند کہ درمیان بنی اسرائیل از زمان یوسف تا زمان عیسےٰ۔ وروزی دادیم ایشاں را از چیزہائے پاکیزہ" (تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۲۱۲)

یہی حال محمد صاحب اور قرآن کا ہے سورۃ دخان فانما یسرنٰہ بلسانک لعلھم یتذکرون۔ پس جز ایں نیست کہ ما آسان گردانیدیم قرآن را کہ فرو فرستادیم بلغت تو شاید کہ قوم تو فہم کنند و پند گیرد" اور سورۃ یوسف میں ہے بدانکہ ما فرو فرستادیم کتاب را قرآنے تازی یعنے بلغت عرب فرستادیم تا باشد کہ شما فہم کنید و بعضے آں بر بید وحجت بر شما لازم شود۔ چہ اگر بلغت دیگر فرستیم شما در فہم آں عذر آرید" صفحہ ۱۳۱۵۔ اور سورہ انعام و زخرف وسجدہ میں صاف لکھا ہے۔ کہ ہم نے قرآن عربی زبان میں اسواسطے نازل کیا تاکہ تو اُس کے ذریعے مکہ کے گردونواح کے لوگوں کو ڈرادے۔ کیونکہ وہ عربی زبان جانتے ہیں۔ اور لغت عرب کو سمجھتے ہیں۔

جس اعتراض سے ڈرکر قرآن زبان عرب میں بھیجا وہی اعتراض تمام دنیا کی طرف سے موجود ہے۔ جس سے صاف طور پر عدل و انصاف کا خون معلوم ہوتا ہے خاص اعرابیوں کی رعایت ہے۔

قرآن کیا نازل کیا گویا ساری دنیا کے قتل کا عربوں کو ٹھیکہ دیدیا۔ کافروں کی عورتیں بچے۔ لونڈی غلام بنانے کی اجازت ہے۔ مسلمانوں کے بدلے کافر دوزخ میں ڈالے جاتے ہیں۔ تمام دنیا کا خدا اور اُس کا عرب پر اتنا فدا ہونا صفت خداوندی کے سراپا خلاف ہے۔ قریش کی قوم اور اُن کا بُت خانہ اور اُن کی زبان اور اُن کی ضرورتوں کے علاوہ خدا نے تمام دنیا کیواسطے کیا بندوبست کیا۔ اس کا قرآن سے کچھ پتہ نہیں لگتا ہے پس خدا کے لئے بتلائیے کہ قرآن میں انصاف کی تعلیم کہاں ہے۔ اور کہاں محبت اور پیار کی تعلیم ہے۔ البتہ وید مقدس میں یہ صفت موجود ہے۔ اور اس میں ایسا حکم بھی ہے۔ - तस्मात यज्ञात्सर्वहुतः ऋचः - सामानि जज्ञिरे। छंदांसि यज्ञिरे तस्मा यजुतस्माद जज्ञिरे ॥

یعنی اُس سروویاپک پرماتما نے سب کی ہدایت اور کلیان کے لئے چاروں وید اُپدیش کئے جن میں پراوپکار کی تمام ہدایات ہیں۔

ساتویں خوبی کسی آدمی پر ایمان لانے کی ضرورت نہ ہو۔ اور نہ کسی خاص کی ذات سے دین وابستہ ہو۔ کیونکہ الٰہی عدالت کے آگے شفاعت وسفارش کی گنجایش نہیں اور ممکن بھی نہیں کہ اُس کے انصاف کا ترازو کسی کے کہنے سننے سے جھک جائے ثبوت۔ بائیبل میں موسیٰ نبی سے ملاکی تک بیشمار نبیوں پر ایمان لانے کی ضرورت ہے۔ اور اُن کی شفاعت کی امید رکھنی پڑتی ہے۔ جن کو ہم بالکل نہیں جانتے۔ اور نہ وہ ہم کو جانتے ہیں۔ جاننا تو درکنار جن کی مکمل فہرست بھی کسی انسان کے پاس نہیں ہے اور یہی حال انجیل کا ہے۔ مسیح بھی کہتے ہیں کہ دروازہ میں ہوں۔ بغیر میرے وسیلے

کے کسی کی نجات نہیں۔ اور یہی حال قرآن اور محمد صاحب کا ہے اُن کی حدیثوں میں بھی شفاعت کا ایک خاص باب ہے اور صاف لکھا ہے کہ محمد صاحب کی شفاعت کے بغیر کسی کی نجات نہیں ہوسکتی۔ اور یہی حال ژندا وستھا کا ہے جب سے خاص مردہ آدمیوں پر ایمان لانے کا سلسلہ چلا تب سے ہی گور پرستی اور پیر پرستی یا انسان پرستی کا رواج ہوا۔ جو تمام کفر اور خرابی کی بنیاد اور توحید الٰہی کا برباد کرنے والا ہے۔ لیکن وید مقدس اِن اقسام کے تمام مسائل سے پاک ہے۔ اور تمام انسانوں کو صرف معرفت پرماتما سے نجات کا استحقاق بتلاتا ہے۔

قرآن کی خوبیوں کا رد مولوی۔ اول کلام الٰہی ایسی زبان میں ہو جو دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں بولی جاتی ہو نہ کہ وید جس کی زبان کہیں نہیں بولی جاتی۔

آریہ۔ اگر الہام ایسی زبان میں ہو۔ تو آپ کو ماننا پڑیگا۔ کہ توریت وزبور وانجیل وصحف انبیا درجہ الہام سے خارج ہیں۔ کیونکہ وہ زبانیں اب دنیا میں نہیں بولی جاتیں بلکہ قرآن کی عربی اور عرب کی عربی میں بھی زمین اور آسمان کا فرق ہوگیا۔ اور عبرانی وسریانی زبانیں تو بالکل متروک ہوگئیں۔ لیکن سنسکرت جیسے پہلے دیوتاؤں کی زبان تھی۔ اب بھی دیوتاؤں یعنے عالموں کی زبان ہے۔ عرب کی تمام آبادی کے برابر تو اب بھی سنسکرت بولنے والے اِس آریہ ورت میں موجود ہیں۔ جرمنی۔ انگلینڈ، رُوس فرانس۔ چاپن۔ امریکہ میں ہزاروں اِس زبان کے ماہر موجود ہیں۔ خود تمام فضلا کا اِس بات پر اتفاق ہے۔ کہ سنسکرت زبان کی صرف و نحو ایسی کامل ہے کہ انسان کے کلام کے اصول تمام دُنیا میں اگر قائم بھی ہوئے ہیں تو اُس سے زیادہ نہیں ہوئے اور تمام مہذب زبانوں کی ماں سنسکرت زبان ہے۔ البتہ عربی کا درجہ مہذب زبانوں سے گرا ہوا ہے عموماً تعلیم یافتہ لوگ اسے لسان الجمل یعنے اونٹوں کی بولی پکارتے ہیں اور عرب کی تہذیب کیطرح اُسے حلق شکن کہکے یاد کرتے ہیں۔ بس آپ کی اِس دلیل سے بھی وید ہی سچا ٹھہرتا ہے۔ نہ کہ قرآن۔

مولوی۔ دوسری خوبی۔ جس پر الہام کا نزول ہو وہ اچھے صفات والا آدمی ہونا چاہیئے۔ جیسے کہ محمد صاحب نہ کہ برہما جس کی بدچلنی ظاہر ہے۔

آریہ۔ برہماجی کی بابت ویدوں یا اُپنشدوں یا شاستروں یا براہمن گرنتھوں یا آپ ویدوں میں کہیں کسی بدچلنی کا ذکر نہیں۔ اور نہ کسی اور رشی منی کی بدچلنی کا۔ رشی کے معنے ہی نیک چلن اور اندریوں کو بُرے کام سے روکنے والے کے ہیں۔ مگر اسلام کا کوئی ایک نبی بھی نیک نہیں گزرا تاکہ اُن کے چال چلن قابل تقلید ہوں۔ انجیل میں مسیح فرماتے ہیں "سب جتنے مجھ سے آگے آئے چور اور بٹمار ہیں" یوحنا ۸/۱۰ اور آیندہ کے واسطے بھی فرماگئے کہ "بہیترے جھوٹے نبی اُٹھینگے تم اُن کی بات نہ ماننا وہ تم کو گمراہ کرینگے"۔

اور مسیح کے اِس دعوےٰ کی کہ میں خدا کا بیٹا اور خدا ہوں (یوحنا ۱۰/۳۰ و ۳۶) قرآن نے بڑے زور سے تردید کی ہے۔ اور ایسا خیال کرنے والے کو کافر اور مشرک گردانا ہے اور مشرک کا ٹھکانا دوزخ بتلایا ہے (دیکھو قرآن) اور محمد صاحب کی بابت ہم تکذیب براہین احمدیہ جلد اول میں لکھ چکے ہیں۔

مولوی تیسری خوبی۔ اس میں اختلاف نہ ہوں۔ کیونکہ اختلاف انسانی کلام میں ہوتا ہے۔ الہامی میں نہیں جیسے کہ قرآن میں اختلاف نہیں ہے۔ لیکن وید میں بہت اختلاف ہے۔

آریہ۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے اسلام کی مسلمہ الہامی کتابیں آج تک مطالعہ نہیں کیں۔ ورنہ یہ خوبی نہ بتلاتے قرآن اپنے اختلاف کا خود اقبالی ہے۔ سورۃ نساء

ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً ترجمہ اگر یہ قرآن خدا کے سوا کسی غیر کی طرف سے ہوتا تو البتہ تم پاتے اسمیں بہت اختلاف۔ پس صاف ظاہر ہے کہ بہت اختلاف تو نہیں۔ مگر بہت سے ذرا کم اختلاف ہے۔ خود اسلام کا تھوڑے عرصہ میں ۱۵۰ فرقوں میں تقسیم ہو جانا اُس کے اختلاف تعلیم کی وجہ ہے۔ تمام بدھی مانوں کو اِس کا اقرار ہے۔ کہ قرآن میں اختلاف بیشمار ہے"۔ "و وجوں قرأۃ جائز التلاوۃ بسیارست واختلاف قراء در حروف والفاظ بیشمار دریں اوراق از قرأۃ معتبرہ رواۃ بکردار امام عاصم رحمۃ اللہ کہ دریں دیار بصفت اشتہار در تبۃ اعتبار دار و مثبت تغیر میگردد۔ بعضے از کلمات کہ حفص را با او مخالفت است و معنے قرآن بسبب آن اختلاف تغیر کلی میبابد ارشارتے میرود" (تفسیر حسینی صفحہ ۳ جلد اول) اور معانی کے اختلاف کا تم کو خود بھی اقبال ہے کسی آیت اور حدیث کے معنی کسی نے کچھ سمجھے اور کسی نے کچھ یا اسواسطے کہ بہ سبب نہ ملنے حدیث کے لاچاری کو قیاس کیا کسی کے قیاس میں کچھ آیا اور کسی کے کچھ" (حجۃ اللہ صفحہ ۶۹) شیخ صاحب! اگر اختلاف نہیں تھا تو حضرت عثمان نے جملہ قرآن جمع کر کے کیوں جلا دئیے (دیکھو تاریخ ابو الفداء عربی جلد ا صفحہ ۳۰۴ مطبوعہ مصر) آیات کی آیات بدل گئیں۔ کھجوروں کے پتوں کو بکریاں یا اونٹ کھا گئے۔ اور چمڑوں کو دیمک لگ گئی۔ یا کیڑے کھا گئے (صفحہ ۲۶۸ جلد ا) اسی واسطے شیعہ لوگ ابھی تک اِس قرآن کو بیاض آسمانی پکارا کرتے ہیں اور اپنے قرآنوں کے اخیر میں تین پہلے خلیفوں پر تبرا کہہ دیا کرتے ہیں (دیکھو قرآن قلمی موجودہ لائبریری پٹنہ مطابق نزول) اور اسی طرح آیتوں کا باہمی ناسخ منسوخ ہونا خود اس کے اختلاف کی علامت ہے اور منکر کے واسطے شامت۔ لیکن وید میں کوئی اختلاف نہیں اور آج کوئی نہ بتا سکا۔

مولوی چوتھی خوبی۔ وہ سارے جہان میں پھیلی ہوئی ہو۔ جیسا کہ قرآن کہ کوئی بستی اہل اسلام کی ایسی نہ ہوگی جس میں دو چار قرآن موجود نہ ہونگے نہ کہ وید جس کا کہیں پتہ نہیں ملتا۔

آریہ۔ یہ بھی آپ کی صریح غلطی ہے۔ قرآن سارے جہان میں نہیں۔ امریکہ میں قرآن کہاں اور اسی طرح سویڈن ناروے واسٹریلیا واٹلی و جرمن میں قرآن کا نام ونشان نہیں اور نہ وہاں قرآن کی تعلیم ہوتی ہے اور اسی طرح نیپال۔ بھوٹان وغیرہ میں قرآن کو کوئی جانتا بھی نہیں اگر زیادہ اشاعت کتاب سے دین کی سچائی ہے۔ تو آپ کو عیسائی ہو جانا چاہیئے کیونکہ بائیبل کے برابر قرآن کی اشاعت نہیں ہے۔ اور کوئی شہر ہندوؤں کا ایسا نہیں جہاں وید نہ ہوں اور دکھن کا تو ایسا کوئی گاؤں نہیں جہاں وید نہ ہوں یا وید کا حافظ نہ ہو۔ وید دنیا سے گم نہیں ہیں۔ بلکہ لاہور۔ بنارس۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ لکھنؤ۔ الہ آباد۔ اجمیر۔ لنڈن۔ سویڈن۔ ناروے فرانس۔ نیویارک۔ جرمن میں برابر چھپتے ہیں۔ اور سر بازار فروخت ہوتے ہیں۔ اور صدہا دوکانوں پر مل سکتے ہیں جس کا دل چاہے لاہور آریہ سماج کی لائبریری سے ۱۲ روپیہ کو منگالے۔ اِس سے آپ کی ناواقفیت اور کسی غرض دنیاوی سے اندھا ہو کر اسلام کی طرف رغبت ظاہر ہے ورنہ وید کے پیرو قرآن سے کم نہیں اور نہ انجیل سے کم ہیں۔

مولوی پانچویں خوبی۔ جب تک اُسکا رکھنا منظور رہو وہ کتاب الہامی امداد حق کی تحریف سے مبرا رہے۔ اور یہ بات سوائے قرآن کے اور کسی کتاب کے حق میں ٹھیک نہیں وغیرہ۔

آریہ۔ توریت میں تحریف ہو گئی۔ اور وہ منسوخ اور ناقابل عملدر آمد ہے۔ عجب لطف

کا خط $\frac{\text{۷}}{\text{۱۹و۱۸}}$ وغیرہ اور خود قرآن بھی اُس کی تحریف کا قائل ہے۔ اور قرآن کی تحریف کے شیعہ صاحبان اقراری ہیں۔ جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے "تعصب ششم آنکہ از قرآن مجید تبرا نمایند و گویند۔ این قرآن منزل نیست محرف عثمان است" (باب ۱۱ فصل ۲ صفحہ ۵۶۲) و ماسٹر رامچندر صاحب نے اپنی کتاب تحریف قرآن میں اس مضمون کو اچھی طرح ثابت کیا ہے البتہ وید کی نسبت نہ آج تک کسی نے یہ الزام لگایا۔ اور نہ لگ سکتا ہے۔ کیونکہ پونا۔ بمبئی۔ بنارس۔ متھرا۔ احمد آباد کاٹھیاواڑ میں لاکھوں وید مقدس کے حافظ موجود ہیں۔ قرآن کے حافظوں میں اور وید کے حافظوں میں ایک بڑا فرق ہے۔ یعنے قرآن کے حافظ اندھے ہیں اور وید کے حافظ تمام تر پڑھے ہوئے اور آنکھ والے۔ وید کی جتنی کاپیاں موجود ہیں کسی میں کوئی اختلاف نہیں۔ پٹن۔ جموں۔ جے پور۔ بیکانیر میں جو سرسوتی بھنڈار ہیں اُن میں صدہا برس کی قلمی کاپیاں وید کی تاڑپتر۔ بھوج پتر۔ سوتی کپڑوں اور روغنی کپڑوں پر لکھی ہوئی موجود ہیں۔ اور سب منتر و چھند اور اکھشر آدی ویدوں کے گنے ہوئے موجود ہیں سولہ سنسکاروں میں وید عموماً پڑھے جاتے ہیں۔ آٹھ آٹھ ہزار برس کی کتابوں میں جو وید کے حوالہ درج ہیں۔ وہ سارے کے سارے انہیں ویدوں میں بعینہ ملتے ہیں۔ پس وید تحریف و تصرف سے پاک ہیں۔ ویاس نے ویدوں کو اکٹھا نہیں کیا۔ اور نہ ہی برہما کے چار مکھ سے وید نکلے۔ اور نہ برہما کے چار مکھ ہیں۔ وید ویاس کے معنے ویدوں کے عالم کے ہیں۔ اور یہ وید پڑھنے کے بعد ڈگری ملا کرتی تھی۔ جیسے اس وقت بھی بنارس میں کئی ویاس موجود ہیں۔ مثلاً ہری کشن ویاس وغیرہ البتہ قرآن عثمان نے جمع کیا اور اگلے نسخے جلا دئیے اور اسی پر لوگوں نے یورش کر کے اُس کو مار ڈالا۔ برہما یا کسی اور آدمی کے چار مکھ نہیں ہو سکتے۔ یہ بات وید کے خلاف ہے اور دور از انصاف چترویدمکھا نی سہ چتر مکھا یعنے چار وید جس کے برزبان ہوں وہ چترمکھ ہے۔ ایسے چترمکھی برہما دکھشن میں اب بھی ہزاروں موجود ہیں۔

مولوی۔ منڈک اُپنشد اتھرووید ہے کہ شنکر آچاریہ کی تفسیر میں یوں لکھا ہے اس سے ظاہر ہے کہ تالیف وید بعد زمانہ شنکر آچاریہ کے ہے۔ اور زمانہ شنکر آچاریہ ۱۱۰۰ یا ۱۰۰۰ یا ۹۰۰ عیسوی ہے۔ پس کلام الٰہی اور قدیم نہ ہوا۔ (صفحہ ۲۲۹ ظفر مبین)

آریہ۔ مولوی صاحب اور تمام مسلمانوں کی (جو انکی معلومات پر فخر کیا کرتے ہیں) لیاقت کا اندازہ ہم اسی سے لگا سکتے ہیں۔ منڈک اوپنشد میں ہرگز نہیں اور نہ کسی اوپنشد میں شنکر آچاریہ کا نام ہے۔ بلکہ شنکر آچاریہ نے تو منڈک اُپنشد پر تفسیر لکھی ہے۔ جو شنکر بھاشیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور خود شنکر سوامی نے ویدانت بھاشیہ اور اُپنشد بھاشیہ میں ویدوں کو الہامی اور انادی گیان مانا ہے۔ پس وید کلام الٰہی اور قدیم رہے۔ اور آپکی لیاقت ظاہر ہو گئی۔

مولوی۔ صفحہ ۱۰، کرشن گیتا کے شلوک ۴۴، ۴۶ میں لکھا ہے کہ یہی کرم ہیں جن کی تفصیل ویدوں میں ہے بعد ازاں شلوک ۲۱۸ میں لکھا ہے کہ پرمیشور نے حکم نہیں دیا کہ آدمی کرم کرے اس سے ظاہر ہے کہ وید جنمیں کرموں کا ذکر ہے پرمیشور یعنی خدا کی طرف سے نہیں ہیں ورنہ یہ کس طرح صادق آتا کہ پرمیشور نے کرموں کا حکم نہیں دیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ کلام خدا نہیں پھر شلوک ۲۷ میں لکھا ہے کہ جس کو خواہش ادراک معقولات کی رہتی ہے اسکو وصال معبود تاوہ محتاج ویدوں کے احکام کا نہیں ہوتا (ظفر مبین صفحہ ۲۱۷)۔

آریہ - گیتا کے کسی ادھیاء میں ۹۴ یا ۱۰۲ یا ۷۷ تعداد کے شلوک نہیں ہے - پس یہ دعوی سراپا باطل ہے - مگر اس اعتراض سے آپ کی اور آپ کے مولانا محمد علی کی لیاقت ظاہر ہوگئی - گیتا تصوف کی کتاب ہے جیسے مسلمانوں میں مثنوی رومی - وہ کسی ہمہ اوست والے نے بنائی ہے - ہمارا مذہب وید ہے - مگر گیتا کا مصنف ویدوں کو الہامی مانتا ہے - دیکھو ادھیائے ۳ شلوک ۱۵ - اور اس پر شنکر بھاشیہ - ग्न्दंरस मुड्व व ग्र दार न्व ह्म परमात्मासमु ह वो यस्य तद् दारस म द व ब्र ह्मवे

ترجمہ کہ وید پرماتما پر برہم سے اوپتن ہوئے ہیں اور یہی وید ایشور کا لازوال گیان ہے

مولوی ۸۱ - آریہ عقلمندوں کے اعتراضوں سے ڈر کر یہ بات بنائی ہے - کہ اگنی - وایو - اور آدیتہ رکھیشروں کے نام ہیں - یا کوئی اور روائیت ایسی ہی بے سند کسی کتاب میں لکھی ہوگی - ہندوؤں کے ہاں روایات مختلفہ بے سند کی کیا کمی ہے -

آریہ - یہ تو سخت بے ایمانی کی بات ہے کہ بلا وجہ غویہ کسی کے ذمہ الزام لگانا - یہ بات ہم لوگوں نے نہیں بنائی بلکہ صدہا معتبر گرنتھوں میں لکھا ہے (دیکھو منوسمرتی - گوپتھ برہمن یوگ شاستر - ست پتہ براہمن) ابھی تک ان کے نام پر دو بچوں کے گوت موجود ہیں جو ہم لوگوں کے مورث اعلےٰ ہونے کا اعلےٰ ثبوت ہے - روایات بے سند کا زیادہ رواج مسلمانوں میں ہے - جس کا آپ کو دوسری جگہ اقبال بھی ہے (وحب لوگوں (ایماندار محمدیوں) نے حضرت پیغمبر پر جھوٹ باندھا اور ہزاروں حدیثیں جھوٹی بنا کر اپنا منہ کالا کیا (حجۃ اللہ صفحہ ۱۰۲) اس سے صاف ظاہر ہے کہ روایات بے سند مسلمانوں کے ہاں انبار بھرے پڑے ہیں حدیثوں کا ذخیرہ اسی قسم سے ہے اور قرآن کا اختلاف علاوہ براں -

مولوی ۸۲ - اگر بفرض محال خواہ تسلیم کیا جاوے - کہ یہ بید جو ہندوں کے ہاتھ میں ہے کلام الٰہی ہے تو بھی اب بید پر عمل کرنے کی تکلیف نہیں ہے - اس واسطے کہ اس کے بعد توراۃ اور انجیل اور دوسری کتب آسمانی نازل ہوئیں - ان پر عمل درآمد کا حکم ہوا - اور سب کے بعد قرآن مجید نازل ہوا - اب تمام جہان کو حکم ہے کہ قرآن پر عمل کریں - اور اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید محفوظ بھی رکھا ہے - اور حضرت محمد رسول اللہ صلےٰ اللہ علیہ وسلم وخاتم النبیین مبعوث ہو گئے - اور چونکہ اُن کی حدیث بھی محفوظ ہیں اور تمام جہان کو آپ ہی کی متابعت کا حکم ہے سو اب تمام جہان کے جن اور انسانوں پر لازم ہے کہ قرآن مجید اور محمد صلعم کے تابع ہوں -

آریہ - یہ کہنا آپ کا بے دلیل اور بے ثبوت ہے سنئے! توریت و زبور کے ماننے والے موجود اور وہ مذہب بھی قائم اور کتاب محفوظ قرآن سے زیادہ اُس کی اشاعت - انجیل کے ماننے والے ہمارے ملک کے بادشاہ موجود - انجیل کی اشاعت قرآن سے لاکھوں گنا زیادہ - اُس کے پیرو محمدیوں سے کئی درجہ بڑھ کر یعنے ۳۰ کروڑ اور محمدی ۱۳ کروڑ سے بھی کم ان کی صدہا کتب دین اسلام اور قرآن کی تردید میں موجود - ان کے واعظ اسلام سے بدرجہا زور افزوں آکے سال ہزاروں مسلمان دین محمدی سے ہاتھ دھو عیسائی ہو رہے ہیں یہودی اور عیسائی اگرچہ آپس میں کچھ مخالف ہیں - مگر دونوں بالاتفاق قرآن اور محمد صاحب کی تردید کرتے ہیں - وہ لوگ اپنی الہامی کتابوں کے رو سے محمد صاحب کو جھوٹا نبی اور قرآن کو جھوٹی کتاب جانتے ہیں - عیسیٰ نے کہا ہے کہ میرے بعد کسی پر ایمان نہ لانا - کیونکہ نجات کا دروازہ میں ہوں - گویا صاف لفظوں میں ختم المرسلین ہونے کا دعوی کیا -

باقی رہا قرآن - توریت - زبور و انجیل کی تو وہ خدا جانے کس لحاظ سے بطور چاپلوسی یا خوشامد کے ظاہر طور پر تکذیب یا تنسیخ نہیں کرتا - مگر اُس کے پڑھنے - دیکھنے رکھنے کی ممانعت کرتا ہے - سارے محمدی اِن کتابوں کو منسوخ جانتے ہیں - بلکہ یہاں تک کہ اُن کو پڑھنے بھی نہیں - اور اسی طرح سارے عیسائی اور یہودی قرآن کو - افسوس عربوں اور عبرانیوں کا خدا اور اُس کے احکام! ہمارے خیال میں پرانے عہدنامہ میں قرآن اور انجیل کی نسبت توحید زیادہ ہے - اور انجیل میں بہ نسبت ان سب کے اخلاق زیادہ ہے - عیسائیوں نے اچھا کیا - کہ دونوں کو شامل رکھا - مگر قرآن میں ان دونوں سے بڑھ کر کوئی ہدایت نہیں دی گئی بدیں خیال عیسائی عالموں کا یہ اعتقاد بالکل سچ ہے کہ قرآن کی کوئی ضرورت نہیں (دیکھو عدم ضرورت قرآن)

توریت کی توحید اور اخلاق کی بنیاد موسیٰ کے دس احکام ہیں - وہ بعینہ منوسمرتی بھارت - رامائن اور وید مقدس میں موجود ہیں - اور اس کا تو تمام مورخین بلکہ آپ کو بھی اقبال ہے - کہ وید توریت و زبور انجیل وغیرہ سب سے پہلے ہیں - بلکہ بائیبل اِن انڈیا کے فاضل مُصنف نے زبردست شہادتوں سے ثابت کر دیا ہے - کہ موسیٰ اور عیسیٰ کی جو جو اچھی اور عمدہ ہدایات ہیں وہ تمام وید اور منو سے لی گئی ہیں - قرآن کوئی نئی ہدایت نہیں بتلایا - بلکہ توریت اور انجیل کو ہی ہدایت حق اور نور بتلاتا ہے (دیکھو سورۃ مائدہ) باقی رہی قرآن کی قصہ کہانیاں - وہ تو ساری کی ساری انجیل اور توریت اور یہودیوں کی حدیثوں اور پارسیوں کی کتابوں سے منقول ہیں -

باقی رہا محمد صاحب کا خاتم المرسلین ہونا یہ کسی طرح بھی درست نہیں - اُن کے بعد مسلیمہ - بنت - سجاع - امریکہ کا مسیح - عرب کا مسیح - کیشب چندر سین - شیو نرائن اگنی ہوتری وغیرہ بیسویں لوگوں نے پیغمبری کا دعوی کیا ان کی امتیں اور کتابیں موجود ہیں فصاحت کے دعادی بھی ہیں - پس کسی طرح محمد صاحب ختم المرسلین نہیں -

اب اخیر میں ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ خدا کے احکام میں رد و بدل - ناسخ و منسوخ کی ضرورت نہیں - دیکھئے سورج چاند وغیرہ - خدا کا قانون قدرت جیسا شروع دنیا سے ہے ویسا ہی اب تک اور ہمیشہ رہیگا - توحید - اخلاق - ہدایت و علم کی آدمیوں کو ہمیشہ ضرورت ہے - پس اُس کے تبدیل یا تنسیخ کی ضرورت نہیں - حفظ صحت کی بھی روز ضرورت ہے کسی دانا نے کیا اچھا کہا ہے - ؎ تغیر بحکم ازل راہ نیاید - تبدیل بفرمان خدا کار ندارد * در دائرہ کم و بیش نگنجد - با سر قدر چوں و چرا کار ندارد * بنا براں نہایت ضروری ہے - کہ اس کے پاس مقدس اور پوتر الہام میں تغیر و تبدل - نسخ اور رد نہ ہو - جیسا کہ وہ ایک ازل سے ابد تک خدا ہے جیسا کہ اُس کا کام لاتغیر ہے ویسا ہی اُس کا الہام بھی رد و تبدل سے بری ہونا چاہیئے اور ایسا سوائے وید مقدس کے کوئی نہیں - سب سے زیادہ وید محفوظ ہیں اور ایسی کامل زبان میں ہیں جتنے عمدہ ہونا ممکن نہیں ہے - تمام جہان کو اُس ایشور کے ارشاد وید کا ماننا اور اُن کے ملہم رشیوں کی عزت کرنا ضروری ہے - سوائے وید مقدس اور معزز رشیوں کے اور کوئی نہ تو الہام اور نہ ملہم الہام ربانی ہے - سب جہان کو ہمیشہ کے واسطے حکم ہے کہ وید اور ایشر کے تابع ہوں ؎ بر رسولاں بلاغ باشد و بس -

مولوی ۸۳ - چھٹی خوبی - وہ الہام ہٹ اور مبالغہ شاعرانہ سے خالی ہو اور اس کی عبارت ایسی رنگین ہو - کہ اُس کا کوئی نظیر نہ بنا سکے - اور کوئی بات علم کے خلاف نہ ہو جیسے کہ قرآن -

آریہ - آپ اگر قرآن کو انصاف سے مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا - کہ وہ مبالغہ شاعرانہ سے خالی نہیں - حوروں غلمانوں اور بہشتی میوجات کے بیان میں قرآن کیسے شاعرانہ تعریفات کے سبز باغ دکھلاتا اور جوان اعرابیوں کو اُن کے دام مشکین میں پھنساتا ہے نوح کے طوفان کا بیان - برج بابل کی داستان - اصحاب کہف کی خواب - اور بنی اسرائیل کے لئے من و سلوی کے کباب اور بحر قلزم کا پایاب ہونا کیا شاعرانہ گپ نہیں ہے اور یہی سبب تھا کہ وہ لوگ محمد صاحب کو شاعر کہا کرتے تھے - قرآن کی عبارت ایسی رنگین نہیں - کہ اس کا نظیر نہ بن سکے - اور نہ الم سے الناس تک کوئی علمی بات درج ہے علم کے خلاف صدہا مسائل درج ہیں - علم سے سات تو در کنار ایک آسمان بھی ثابت نہیں ہو سکتا

اور نہ اُن کے دروازوں کا پتہ لگتا ہے۔ اور نہ سات زمینوں کا نشان ملتا ہے قرآن کی فلاسفی تو برجِ بابل کا ثبوت ہے۔ اور معراج محمدی کا قرآن گواہ ہے۔ ایک ہی روحانی مسئلہ کا سوال ہوا تھا۔ جواب میں تاہنوز روز اول ہے۔ علم اخلاق آریہ ورت کے حکمار کا سب سے عمدہ ہے۔ ایرانی اور یونانی فیلسوف بھی اعرابیوں سے بڑھ کر خلیق ہیں۔ ملٹری طریقے قرآن میں اچھے تھے۔ مگر اب اس بارہ میں بھی کئی بڑھ چڑھ کر کتب تصنیف ہوگئی ہیں۔ تمام علوم سے نہ محمد صاحب نہ قرآن کا جامع عثمان۔ اور نہ کوئی اُن کے یار غار و اقفکار تھے اور اس کے شاہد حال عرب سے ۱۳ سو سال کے واقعات ہیں۔ کہ عرب میں کسی طرح کی علمی یا عقلی ترقی نہ ہوئی۔ وہی شیر شتر۔ وہی سوسمار۔ وہی ہُڈو اور وہی کاروبار۔ طب حساب۔ منطق۔ جیالوجی۔ اسٹرانومی۔ فزیالوجی۔ علم نباتات۔ علم یوگ (جنس، نفس) کمسٹری۔ سرجری۔ وغیرہ کس علم کا قرآن سے نشان تلاش کریں۔

ہم نسخہ خبط احمدیہ میں بہت سے حوالہ پیش کر چکے ہیں۔ اور تہذیب الاخلاق میں سید احمد خاں صاحب نے صاف لکھدیا ہے۔ کہ قرآن میں اجسام کی تشریح منع کی گئی ہے اسواسطے مسلمانوں نے بجز علم تشریح کے ہر ایک صیغہ میں بڑی ترقی کی" (جلد ۳ نمبر ۴ صفحہ ۵۲) البتہ جہاد و کثرت ازدواج۔ جن۔ بھوت و ہاروت و ماروت کی دھوم ہے۔ باقی علوم کا حال اللہ کو معلوم ہے۔ وید میں توحید الٰہی کا اتنا مذکور ہے کہ اگر وہی اکٹھا کیا جاوے تو اُس کا مجموعہ بھی قرآن سے بڑھ جاوے۔ شری سوامی جی نے نمونہ کے طور پر ایک سو شرتی آریہ بھونے میں درج کی ہیں ویدک توحید کا ترجمہ آسان سنسکرت میں دس اُپ نشد ہیں جن کی بابت تمام فضلائے سنسکرت دان متفق ہیں کہ اِن سے بڑھ کر اچھے اوپدیش کسی مذہب میں نہیں ہیں۔

ملک جرمن کے مشہور فلاسفر شاپن ہار صاحب فرماتے ہیں "اُپ نشدوں کے ہر ایک فقرہ سے گہرے اصول اور بڑے بڑے عالی خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ تمام میں ایک اعلیٰ درجہ کی مقدس اور سچی روح ویاپک معلوم ہوتی ہے۔ تمام دُنیا میں سوائے اصل اُپنشدوں کے کوئی کتاب اِن سے زیادہ مفید اور علویت کو پانے والا مطالعہ نہیں ہوسکتا جیسا کہ اُپ نشد کا مطالعہ ہے یہی اُپ نشد میری زندگی کے لیئے موجب تسکین ہوئے ہیں اور یہی میری موت کے بعد بھی تسکین دہ ہونگے"

فاضل آرسی دت لکھتے ہیں "ہم نہیں جانتے کوئی دوسرا کام کسی دوسری زبان میں ہو جو کہ ایسی مفید فلاسوفیکل ان کو ئیرز (تحقیقات) کے طور پر انسان کے دل کی ترقی میں ہو جو تبلادے جیسا کہ رگوید ظاہر کرتا ہے۔ یعنی کس طرح انسان کی عقل درجہ بدرجہ اعلےٰ سے اعلےٰ طرف جاتی ہوئی پیدا کردہ چیزوں سے پیدا کرنے والے کے خیال تک پہنچتی ہے" (ہسٹری آف انڈیا جلد ا صفحہ ۱۱۳)

باب سوم

گائے کی بابت اعتراضوں کا جواب حجۃ الہند ۱۵۹۔ ہندو کہتے ہیں کہ گائے کے بدن میں دیوتے جمع رہتے ہیں۔ اور سونے کے خول وغیرہ بناکر اُس پر چڑھاتے اور برہمن کو دان دیتے ہیں۔ اُس کے گوبر اور پیشاب کو نہایت پاک اور پاک کرنے والا جانتے ہیں اور پنچ گپ بناکر پیتے ہیں اور گو دھوڑ یعنے گایوں کے پاؤں کی گرد کو بھی نہایت پاک سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ملیچھ کے مکان میں کھانا پینا درست نہیں پر جو اُس مکان میں گائے بندھی ہوں درست ہے جیسے یہ شلوک ہے۔

नील पदे जते त ष्टे, गो साला मले छ मं दरे

یعنی نیل کا رنگ پہننا ریشمی کپڑے پر اور غیر قوم کا پانی پینا چھاچھ میں ملا ہوا اور ملیچھ کے مکان میں جہاں گائیں بندھی ہوں کھانا پینا درست ہے۔

جواب۔ تمہارا بھروسہ عموماً جُہلا کے کاروبار پر ہے۔ نہ کہ شاستر کی گفتار پر کیا۔ اِسی لیاقت پر مسلمان ہوئے تھے۔ حضرت آپ کو سنسکرت کی ذرا بھی آگاہی نہیں۔ پھر نیم ملّاں خطرہ ایماں کیوں ہوئے۔ افسوس ؎ گوسالہ ما پیر شد و گاؤ نہ شد۔

جو آدھا ٹکڑا اشلوک کا اپنے درج کیا وہ بھی دو تین مقام پر اشدہ ہے۔ کسی بیوقوف ہندو سے سُن سناکر یاد کرلیا ہوگا۔ یہ کسی شاستر یا پرمانک گرنتھ کا نہیں۔ بلکہ کسی جعلساز اور شاعر پنڈت کا طبعزاد ہے۔ جو ہندو کہتے ہیں کہ گائے کے بدن میں دیوتے جمع رہتے ہیں اور ایسے ہی ہندو ہیں جو پیر الٰہ بخش[1] کی زیارت پر سور کا بچہ بیٹا لینے کے واسطے چڑھاتے ہیں در حقیقت وہ اسم بامسمی ہندو ہیں۔ ست دھرم سے ناواقف۔ اودیا میں مبتلا۔ راستی سے محروم ہیں اور یہی سبب ہے کہ وہ ہندو موسوم ہیں۔ گائے ایک حیوان اشرف البہائم ہے۔ دیوتے اُس کے بدن میں جمع نہیں رہتے۔ بلکہ اپنے گھروں میں رہتے ہیں۔ سونے کے خول بناکر اُس پر چڑھانا۔ اور برہمن کو دان دینا اور بھوجن کھلانا بُرا نہیں مگر صرف گائے کو نجات دہندہ جاننا خراب اور باعث عذاب ہے۔ اُس کا گوبر اور پیشاب بھی سوائے خاص امراض کے عام طور پر مفید نہیں اور نہ ست شاستروں میں اس کی تاکید ہے لیکن یہ بات سراسر ویدک یعنی حکمت سے متعلق ہے باقی رہا یہ امر کہ پرائشچت کے وقت پاپی کو پلاتے ہیں۔ یہ ناجائز نہیں بلکہ بطور جلاب کے استعمال کراتے ہیں۔ یا بطور قسم کے کہ پھر ایسا کام نہ کریگا اور داوی نادانی میں قدم نہ دھریگا۔ اور یہ پرائشچت اُس وقت ہوتا ہے۔ جبکہ کوئی ہندو مسلمان رنڈی سے زنا کرے۔ یا مسلمانوں کے ہاتھ سے بُرا بھوجن استعمال کرے یا محمدی وعیسائی مذہب قبول کرکے پھر واپس ہونا چاہیئے۔ یہ سارے کام چونکہ ست دھرم کے خلاف ہیں۔ اُن کے مرتکب پاپی کو بطور انصاف وہ سزا دی جاتی ہے۔ اور وہ بھی اس کی مرضی سے پھر اس کو شُدھ سنان کراست دھرم کے راہ راست پر لایا جاتا ہے۔ اِس کے حسب حال سعدی کہتا ہے ؎ گر آب چاہِ نصرانی نہ پاک است۔ یہودی مردہ راشستن چہ باک است + گو دھوڑ وغیرہ پر اعتقاد کی بنیاد جہالت ہے اور بخیۂ نیل پہننے میں کوئی دوش نہیں۔ مہادیو پہاڑی راجہ کا نام ہی نیل کنٹھ تھا کرشن جی کا رنگ بھی نیلا ہے۔ اور وہ نیلا لبتر بھی پہنتے تھے۔ اسی تقلید پر اُن کا نام نیلامبر ہے جہالت کے زمانہ کی چھوت چھات کسی طرح جائز نہیں مگر وہی جو ویدک شاستر کے رو سے درست ہے اور تمام ودوان پنڈت اُسی کو صحیح مانتے ہیں۔

اعتراض ۱۵۹۔ سبحان اللہ آدمی جو اشرف المخلوقات ہے۔ اُس کا منہ جس سے خدا نام لیا جاتا ہے۔ اس کو تو ناپاک جانتے ہیں۔ اور گائے جو ایک حیوان ہے وہ ہندوؤں کی معبود اور اُس کی نجاست اُن کے نزدیک نہایت پاک اور پاک کرنیوالی جس کا کھانا موجب نجات جانتے ہیں

جواب اول۔ ہم جہالت سے نہیں بلکہ حکمت سے جوٹھا کھانے کو بُرا سمجھتے ہیں۔ اس میں تمام دُنیا کے ڈاکٹر سوائے بعض اعرابیوں کے ہمارے ساتھ متفق ہیں۔ گائے کو نہ ہم معبود اور نہ اس کی نجاست کو نہایت پاک اور پاک کرنے والی جانتے ہیں۔ اور نہ باعث نجات مانتے ہیں مگر اُس میں بدبو نہیں ہوتی۔ اس واسطے جلانے مکان لیپنے کے کام میں لاتے ہیں۔ اور اُسی سے رزق پکاتے ہیں۔ اور اس میں مسلمان۔ عیسائی وغیرہ تمام اہل مذاہب دنیا کے ہمارے شریک ہیں۔

اب ہمیں بقول تمہارے کہنا پڑا کہ سبحان اللہ آدمی اشرف المخلوقات کی

[1] اِس پیر صاحب کی خانقاہ قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور میں واقع ہے +

نجاست ناپاک اور اُس کا بول بھی ناپاک مگر گائے جیوان کا گوبر پاک اور جو چیز (روٹی) مسلمانوں کے منہ میں جائے اس کو اس کا دھواں لگے اور اسی گائے کے گوبر سے پکی ہوئی روٹی کھا کر نماز و وظائف بلکہ قرآن پڑھیں لیکن اگر آدمی اشرف المخلوقات کی نجاست کا دھواں روٹی کو لگے تو ناپاک ہو جائے۔ یہ کیسی قرآن کی فلاسفی ہے جس سے انسان اشرف المخلوقات کی ہتک ہوتی ہے۔ افسوس!

جواب دوم ذرا حدیث نبوی کو کھولکر دیکھو۔ باب فی شرب ابوال الابل۔ عن انس ان ناسا من عرینہ قدموا المدینۃ فاجتووھا فبعثھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ابل الصدقۃ وقال اشربوا من البانھا وابوالھا

ترجمہ روایت ہے انس سے کہ کچھ لوگ عرینین آئے مدینہ میں۔ اور پانی لگا اُن کو مدینہ کا سو بھیجا اُن کو رسول اللہ نے صدقہ کے اونٹوں میں اور فرمایا کہ پیؤ دودھ اور پیشاب اونٹوں کا (جامع ترمذی مطبوعہ مرتضوی دہلی صفحہ ۱۰)

پھر لکھا ہے ’’استدلال کیا ہے اصحاب مالک اور احمد نے ساتھ اس حدیث کے اوپر پاک ہونے روث مالوکل لحمہ کے‘‘ (صفحہ ۱ جامع ترمذی) پس ہم کو دوبارہ کہنا پڑا کہ سبحان اللہ اشرف المخلوقات کا بول ناپاک اور نجس۔ مگر اونٹ کا بول نہایت پاک اور مسلمانوں کے پینے کے قابل۔

مشکوٰۃ میں ہے۔ قال رسول اللہ لا باس ببول ما یوکل لحمہ روایت است عازب گفت رسول نیست باک ببول آنچہ خوردہ میشود گوشت وے وفی روائت جابر ودر روایت جابر اینچنیں آمدہ کہ گفت آنحضرت ما اکل لحمہ فلا باس ببولہ یعنی چیزے کہ خوردہ میشود گوشت وے۔ پس باک نیست بول او وتمسک کردہ است بظاہر ایں حدیث کہ قایل ست بطہارت بول ماکول اللحم چنانچہ مالک و احمد و بعضے از شافعیہ (جلد اول صفحہ ۲۷۶)

جواب سوم۔ روافض محمدیوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ قرآن اور نماز اور رسالت کا قائل اس کی بابت کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے۔ ’’ہنود قائل اند بطہارت بول بقر و براز او۔ و روافض نیز قائل اند بطہارت بول بقر و انسان ہر دو و براز خشک ہر دو‘‘ (صفحہ ۲۰۰ سطر ۵ ثمر ہند لکھنؤ)

اعتراض ۱۰۱۔ اور تماشا یہ ہے کہ جس گائے کی پرستش اور اسقدر تعظیم کرتے اور گو ماتا کہتے ہیں۔ جب وہ مرنے لگتی ہے تو بعضے ہندو اسی ماتا کو اپنے گھر سے نکال دیتے ہیں جب مر جاتی ہے اُسے چوہڑے چماروں کو حوالہ کر دیتے ہیں۔ وہ اُسے سر بازار گھسیٹتے ہوئے لے جاتے ہیں۔ بھلا ماتا کا جنازہ اسی طور سے نکالنا مناسب و زیبا ہے۔ اور وہ چوہڑے چمار اُس کا گوشت کھاتے ہیں۔ اور بچا ہوا گوشت اور استخواں کوے اور کتے کھاتے ہیں اور اس کے چمڑے کی جوتیاں سب ہندو پہنتے ہیں۔

جواب اول۔ نہ تو گائے کی پرستش اور نہ اُس کو ماتا کہنا جائیز ہے۔ بلکہ گناہ عام ہندو بھی صرف دودھ کی خاطر اُسے ماتا کہتے ہیں۔ اور اُس کے مرنے پر شرادھ بھی نہیں کرتے نہ بیل کو پتا جانتے ہیں۔ اور نہ بچھڑے کو بھائی اور نہ بھینس کو تائی۔ بلکہ صرف مفید جان کر اُس کو ماتا کہتے ہیں۔ فائدہ دینے والی کو سنسکرت میں ماتا کہہ سکتے ہیں وہ نہ حقیقی ماتا ہو اور نہ ہو سکے ماتا ہے۔ بلکہ بچھڑے کی ماتا ہے۔ اور ہم کو دودھ کی داتا وہ ایک حیوان ہے حیوان کو انسان کی کوئی رشتہ داری نہیں۔ پس یہ سارے اعتراض آپ کے سراپا بے بنیاد اور فضول ہیں فرانسیسی ڈاکٹر برنیر صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں ’’گائے کا ایسا لحاظ غالباً اس وجہ سے ہوگا کہ وہ ایک نہایت ہی فائدہ بخش جانور ہے۔ اور دودھ اور گھی جوان کی بڑی غذا ہے اس سے حاصل ہوتی۔ اور یہ

کہ بیل زراعت کا بھاری ذریعہ ہے۔ اس وجہ سے گویا بیل گائے انسان کی زندگی کے محافظ ہیں‘‘ (جلد دوم صفحہ ۲۱۲ مطبوعہ امرتسر)

جواب دوم۔ بعضے مسلمان جو اپنے وقت میں بڑے معزز تھے۔ اور جن کی اب بھی تمام اہل اسلام میں نہایت عزت ہے۔ بلیوں اور اونٹوں کو پیار کرنے سے ابوہریرہ۔ اور ابو بکر مشہور ہو گئے۔ حالانکہ بلیوں اور اونٹوں کو مرنے پر مردار سمجھ کر مسلمان چوہڑے چماروں کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ مگر اُن کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا۔

جواب سوم۔ کھجور اصل میں مسلمانوں کی خالہ ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ مگر کھجور کھاتے جلاتے۔ پکاتے اور بیچتے ہیں۔ خالہ کو نہیں۔

جواب چہارم۔ جب گائے ماتا نہ رہی تو اُس کو مرنے پر چوہڑے چماروں کے حوالہ کرنا اور اس کو سر بازار گھسیٹتے لے جانا نہ گناہ ہے نہ بُرا کام ہے۔ جب وہ ماتا نہیں بلکہ حیوان ہے تو اُس کا جنازہ چہ معنے دارد۔ چوہڑے چماروں کا اگرچہ گائے کا گوشت کھانا بُرا ہے مگر مسلمانوں سے اچھا ہے۔ کیونکہ وہ مرے کو کھاتے ہیں اور یہ خود موذی بنتے ہیں۔ ویناہیں گوشتخور یہی ہیں۔ مسلمان۔ چوہڑے۔ چمار۔ کوّے۔ کتے۔ گیدڑ وغیرہ ایک کتا دوسرے پر بھونکتا ہے پس تم کو کوّے کتے کے کھانے سے کیوں ارمان لگتا ہے۔ یاد نہیں کہ ہم خورد کہ سگ ہم سنگ را شاید۔ ہندو تمام جانوروں کے چمڑے کی جوتی پہنتے ہیں۔ اور وہ جائیز ہے۔ تم اپنی ماتا کو مرنے کے بعد سر پر خاک ڈال اور سینہ پر پتھر ڈال گور کے گڑھے میں ڈال آتے ہو۔ جہاں وبیر جانور اس کو گھسیٹتا ہوا لے جاتا۔ اور نوش فرماتا ہے۔ ورنہ اندر ہی ہیں کو بچھو کھاتے اور حشرات الارض طعمہ بناتے ہیں۔ گویا کیڑے پڑ جاتے ہیں اور بدبو پھیلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب اونچی قبریں بناتے ہو۔ اور اُن کو مجبوس ٹھیراتے دنیا میں ہیضہ پھیلاتے ہو۔ اور ہوا کو خراب کراتے سب لوگ جانتے ہو کہ قبروں پر کتے موتتے ہیں اور پرندے چیل وغیرہ مردار خور پاخانہ پھرتے ہیں۔ بس یہی تمہاری ماتا پتا کی تعظیم ہے۔ ایسے ہی موقعہ کے واسطے قبروں کے حق میں شیخ سعدی نے لکھا ہے ’’ملکے از آمدرا پسرے وفات یافت پرسیدند کہ بر صندوق گورش چہ نویسیم۔ گفت آیات کتاب مجید را عزت بیش ازاں است کہ روا باشد بر چنیں جائیگاہ نوشتن۔ کہ بروزگار فرسودہ گردد و خلائق بر گذرند و سگاں بر و شاشند‘‘ (گلستاں باب ہفتم)

اعتراض ۱۰۲۔ اب ہند وغیظ و غضب اور تقلید کو چھوڑ کر اور انصاف کر کے فرمائیں کہ اُن کے دین میں گائے کس وجہ سے حرام ہے۔ اگر اس وجہ سے کہ پلید اور خبیث ہے تو اُس کی پرستش اور تعظیم کیوں کرتے ہیں اگر اس وجہ سے کہ اشرف ہے تو اس کے چمڑے کا استعمال کرنا کیوں جائز رکھتے ہیں اور بعد مرنے کے اسکی ایسی رسوائی کیوں کرتے ہیں۔

جواب۔ ہمارے دھرم میں ماس کھانا قطعی حرام ہے اور اسی سبب سے ہم سب جانوروں کا کھانا بُرا جانتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ گائے پر زیادہ زور کیوں ہے۔ اس کی وجہ خاص ہے کہ وہ مفید زیادہ ہے۔ آریہ ورت کے ملک کی بہبودی تمام تر گائے کی سلامتی پر ہے۔ دوم۔ حکمت کے رو سے اُس کا گوشت سب سے زیادہ مضر ہے۔ پس ایک طرف تو وہ بہت زیادہ مفید ہے۔ کیا بلحاظ کاشتکاری اور کیا بلحاظ دودھ اور دوسری طرف یعنی بلحاظ گوشت وہ بہت زیادہ مضر ہے اسی وجہ سے اُس کا بچانا دھرم اور کھانا نہایت ادھرم ہے گائے پلید اور خبیث نہیں بلکہ اشرف جانور ہے مگر وہ پوجا کے لائق ہرگز نہیں اب ہم تم پر چند سوال کرتے ہیں۔ اول تم سور کو کیوں حرام جانتے ہو۔ آیا اس وجہ سے کہ وہ بزرگ اور اشرف اور بہادر ہے۔ اگر یہ وجہ ہے تو پھر اُس کو مارتے کیوں ہو۔ اور علی الصبح اُس کا نام لینا کیوں بُرا سمجھتے ہو۔ اور اگر وہ سامنے آ جائے تو ناراض کیوں ہو جاتے ہو اگر اس وجہ سے کہ وہ پلید اور خبیث ہے تو اُس کا نام خداوند تعالیٰ کے کلام میں

کیوں ہے محمد صاحب کی زبان پر کیوں جاری تھا۔ عام و خاص مسلمان کیوں قرآن کے ساتھ اُس کے نام کا ورد کرتے ہیں اور خدا کی خاص رحمت اُسی پر کیوں نازل ہوئی۔ جیسا کہ انسان کا گوشت حرام ہے ویسا ہی خوک کا۔ جس کو بچایا جاتا ہے۔ اُس پر خاص عنایت ہوتی ہے۔

دوم تم دودھ کیوں پیتے ہو۔ حالانکہ وہ بقول قرآن سفید رنگ کا خون ہے۔ اور قرآن کے رو سے خون پینا حرام ہے جیسا کہ سور۔ اگر کہو کہ تبدیل رنگت کے لحاظ سے۔ تو سفید سور کیوں نہیں نوشجان کرتے۔

سوم۔ تم انڈا کیوں کھاتے ہو حالانکہ وہ مردار ہے۔ اور جانوروں کے اسقاط شدہ بچے نہیں کھاتے۔ اگر کہو کہ وہ زندہ ہے مردار نہیں۔ تو اعتراض یہ ہے کہ ذبح کیوں نہیں کرتے بغیر ذبح کے کھانا مردار کے برابر ہے اور مردار اور سور قرآن کے رو سے برابر حرام ہے۔

چہارم۔ تم مچھلی کیوں کھاتے ہو۔ حالانکہ ذبح نہیں ہوتی پس حرام و مردار ہے۔

اعتراض ۲۴۴۔ سرب اُپنشد رگوید میں ہے۔ کہ خدا نے گھوڑا اور گائے پیدا کر کر دیوتاؤں سے کہا کہ ان میں حلول کر کے کھاؤ اور پیو۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے حلال ہونا گائے کا۔

جواب۔ اگرچہ یہ کوئی مستند کتاب نہیں۔ اور نہ اُس کا بھی آپنے کوئی پتہ دیا۔ مگر جتنا لکھا اس پر بھی آپ کی پیرانہ سالی پر افسوس کرنے کے بغیر ہم نہیں رہ سکتے۔ خدا نے دیوتاؤں سے حلول کا ذکر کیا۔ آپ نے حلال سمجھ لیا۔ خدا کی روح نے آدم میں حلول کیا۔ تو کیا حضرت آدم تمہارے کھانے کے واسطے حلال ہو گئے۔ سعدی نے سچ کہا ہے۔ ؎

اگر روزی بدانش بر فزودے ۔۔۔ ز ناداں تنگ تر روزی نبودے

اعتراض ۲۴۵۔ تمہارے دین میں گائے کا گوشت کھانا بتلاؤ تو بید میں کہاں منع آیا ہے۔

جواب۔ وید میں عموماً مانس کھانا ناجائز لکھا ہے۔ دیکھو پستک (کیا مانس بھکشن آریہ دھرم انوکول ہے) مصنفہ ماسٹر آتما رام جی سکرٹری ویجیٹیرین سوسائٹی لاہور۔ گائے کا مارنا اور کھانا تو خاص کر اُس کے زیادہ مفید ہونے کے سبب سے منع ہے۔ دیکھو (گوکرنا ندھی مصنفہ سوامی دیانند جی مہاراج) ہم نے بھی اُس کے کئی ثبوت تکذیب براہین احمدیہ جلد اول و نسخہ خبط احمدیہ میں درج کئے ہیں۔ مگر اس جگہ آپ کی خاطر کے واسطے ایک ثبوت اور درج کرتے ہیں۔ رگوید اشٹک ۲ و ۲ ادھیا ۳ و ۷ سکت ۱۲۱ و ۲۲ منتر ۴ وہ اور یجروید ادھیائے ایک منتر میں گائے کے نہ مارنے کی بڑی سخت تاکید لکھی ہے گائے کا نام ہے اگھنیا ہے۔ دیکھو نگھنٹو ادھیا ۲ کھنڈ ۱۱۔ اسپر نروکت کار یاسک منی جی تفسیر کرتے ہیں۔ अग्न्या

अयन्या अग्र हन्तव्या भव तीसद्घ घी तिषा नि ऋ०

ترجمہ۔ گائے کا نام اسی واسطے اگھنیا ہے۔ کہ وہ کبھی اور کسی حالت میں مارنے کے لایق نہیں۔

اعتراض ۲۴۶۔ برہمچاری پرمانند نے بیان کیا کہ منوسمرتی میں لکھا ہے کہ جب برہمن کاشی سے بدھیا پڑھ کر آوے۔ اُس کا باپ اُس کی پیشوائی کو نکلے اور گائے کی کھال گرما گرم اُس کے بدن پر رکھے۔

جواب۔ یہ محض سودائے خام اور بیہودہ الزام ہے۔ اسلام کی برکت سے آپ کو ایسے جھوٹے اتہام لگانے کی عادت ہو گئی ہے۔ خود آپ کی لیاقت علمی و شاستر فہمی تو یہیں لفظ بدھیا سے ثابت ہو گئی۔ نو مسلم شیخ جی اسی لیاقت پر چوٹی کٹوائی تھی۔ لفظ بدھیا نہیں۔ بلکہ ودیا ہے۔ گنوار محض کبھی بدھیا نہیں کہتے۔ کیا اسی پرتے پر ہندو دھرم ترک کیا تھا اور اسی لیاقت پر مسلمان آپ کو بڑے بڑے القابوں سے ملقب کر رہے ہیں۔

برہمچاری پرمانند کو لاؤ یا کسی اور بزرگ کو۔ کاسی کا تو منو میں نام بھی نہیں اور نہ یہ کہ باپ اس کی پیشوائی کو نکلے۔ اور نہ یہ کہ گائے کی گرما گرم کھال اسکے بدن پر رکھے

بلکہ منوسمرتی میں گائے مارنے والے بڑا سخت گنہگار سمجھا ہے۔ (دیکھو منو ادھیا ۲ شلوک ۲۴۶۔ اور ادھیاء ۱۱ شلوک ۶۲ و ۶۳ و ادھیا ۱۱ شلوک ۵۹ و ۵۸ و ۷۹ و ۱۰۸ سے ۱۱۵) اور شہزادہ دارا شکوہ صاحب نے بھی ترجمہ جوگ بشسٹ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ "راجہ وسرتھ مکرر وشوامتر را بہ پاشستن اشارہ کرد و گاوے بہ رسم نذر حاضر ساخت کہ بہترین نذر ہا بہ عقیدہ اہل ہند ہمیں است" (دیکھو جوگ بشسٹ فارسی مطبوعہ کانپور صفحہ ۲۷)

اب ہم گائے کے دودھ اور گوبر اور گوشت۔ اور بول کی بابت حکماء کی رائے

گائے کا دودھ

درج کرتے ہیں تحفۃ المومنین میں لکھا ہے۔ "لبن البقر مبہی و مسمن و منفتح و سریع الہضم و کثیر الغذا و نیکو کنندہ رخسارہ و مولد منی و مدر فضلات و مقوی جوہر دماغ و تریاق سموم است بغیے و حافظ رطوبات اصلی و ملین طبع و مرطب دماغ و جہت سحج و نسیان و وسواس و تقویت بدن۔ قرحہ ریہ و سل کہ بے تپ خلطی باشد و امراض مہی و جرب و قوبا و حکہ و جذام و مطبوخ او با برنج جہت ہزال عمر و باگردگان و خرما جہت فربہی گردہ و بدن و داغ کردہ و با آہن و سنگ و تفتہ جہت اسہال۔ و قطور و طلائے او جہت اکثر امراض چشم نافع حتے مایوس العلاج از مداومت آں صحت مے یابد" (صفحہ ۴۰۵ تحفۃ المومنین)

قرابادین میں لکھا ہے۔ "لبن البقر بفتح باوقاف و رائے مہملہ شیر گاؤ است تازہ دوشیدہ آں کہ سرد نشدہ باشد (مبہی وغیرہ کل عبارت مندرجہ تحفۃ المومنین معہ) و باکندر جہت طرفہ و ما آثر روت جہت ناخنہ و سل و تریاق و طلائے آں با سفید آب قلعی جہت نقرس و اورام حارہ مجرب با افیون و موم و روغن زیتون رافع درد نقرس حارہ و قدر شربتش از نیم رطل تا یک رطل ست و مضر صاحبان خفقان رطوبی و منجر د اکثار آں مورث سنگ مثانہ و گردہ و تولد قمل و برص و سریع الاستحالہ بخلط غالب بر معدہ و مصلحش شکر و عسل و شرب با شہد و شکر مانع انجماد و ست" (جلد ۲ صفحہ ۴۸۷ ۱۸۵۶ء)

گوشت گاؤ

طبیعت گوشت آں زیادہ از یک سالہ عمر آن گرم و خشک ست از حمل کمتر و از بز خشک تر۔ افعال و خواص آں۔ گوشت آں بطی الہضم و غلیظ و خون متولد از آں غلیظ سوداوی و محدث امراض سوداوی مانند سرطان و جذام و ورم سپرز و دوالی و بہق و جرب و قوبا و وسواس و تپ ربع و مانند اینہا از امراض۔ و مداومت آں مضر اصحاب مفاصل و عرق النساء و قاطع حیض و ولادت پیش از وقت و مورث جرب و حکہ و موت فجاہ بسبب معدہ و صعود بخار غلیظ و بد بوئے بسوئے قلب و دماغ و نصاری چوں بالائے آں خمرے آشامند لہذا بسیار استعمال مے نمایند۔ جہت آں کہ خمر آنرا ہضم مے نماید و قوت آنرا باقی میدارد۔ و کسے کہ خمر نمے آشامد بباید کہ استعمال نماید (مخزن الادویہ ۱۸۵۵ء صفحہ ۱۵ محمدی پریس دہلی)

محقق بو علی سینا لکھتے ہیں۔ "لحم البقر۔ یولد البہق و یولد السرطان و یولد الجرب و یولد الجذام و داء الفیل" (قانون صفحہ ۲۰۷ نولکشور)

حکیم مولوی امام الدین احمد نے کتاب بقائے نسل انسان میں لکھا ہے۔ گائے کا گوشت گرم خشک۔ دیر ہضم۔ مولد خون ناقص (صفحہ ۱۲۹)

حکیم بندہ حسن لکھتے ہیں۔ گوشت گاؤ یعنے لحم البقر بطی الہضم۔ غلیظ۔ ردی الکیموس مولد خون فاسد۔ مورث امراض سوداوی مضر اصحاب درد مفاصل و عرق النسا (جامع المفردات صفحہ ۱۹ کانپور)

گائے کا گوبر

حکیم حاذق محمد مومن حسینی صاحب فرماتے ہیں۔ اخثاء البقر بجائے

مجمہ سرگین گاؤ است در آخر اول گرم و در دوم خشک و محلل و جاذب ۔ آشامیدن دو مثقال آں باشد مثقال و نیم ۔ و از سوختہ او جہتہ استسقا رفع ورم سموم بسیار آزمودہ و ضماد تازہ او کہ سرد نہ شدہ باشد جہتہ جراحات عارضہ کہ از کارد و امثال آں و قطع سیلان خون و تسوزخم و اند مال جراحت درد مفاصل و عرق النساء و رفع الم گزیدن ہوام دوانی دبا آرد جو جہتہ جوششہائے ۔ و با سرکہ جہتہ ورم حارہ و با عسل جہتہ اورام باردہ و با نبرہ گوگرد و امثال آں جہتہ استسقاء و با زعفراں جہتہ کشودن خراج و با باقلی جہتہ ورم پستان و باب اسقیل جہتہ قوبا منفعہ و دار الثعلب مجرب ۔ سرکہ جہتہ خنازیر و اورام صابۃ تولول و گزیدن زنبور و ورم و در د زانو و تکرار ضماد پختہ او در روغن زیتون و گذاشتن بر بدل تاشو د جہتہ بروں آوردن خار و پیکاں و امثال آں از بدن و زیر ناف زناں جہت اخراج جنین مردہ و ہر گاہ بدقی بگذارند جہتہ کشتن جنیں زندہ و بر پشت زیاد و نہیگاہ جہتہ رفع قو لنج ردی و ریحی سریع الاثر است و بر مقعد جہتہ در ورم آں و طلاء سوختہ او با سرکہ بر پیشانی جہتہ قطع رعاف ۔ و نفوع او در بینی بد ستور جہتہ رعاف با روغن بروں جہتہ نقرس و بخود او رجہتہ عسر ولادت و گر برائیدن لیشر و قطور سائیدن او با روغن با دام تلخ و شراب جہتہ الم و ضربان گوش نہایت مفید است " (تحفۃ المومنیں بر حاشیہ الادویہ صفحہ ٦٢ مطبوعہ محمدی پریس دہلی)

گوبر کو وا و پر لگانے سے بھی نفع پہنچتا ہے ۔ جس کی تائید اہل ہند کی کتب طب سے ہوتی ہے در رسالہ پریشانی ہند کانپور صفحہ ۴ ۱۵ سنہ ۱۸۹۴ء)

گائے کا موتر

و بول گاؤ مادہ بغایت جالی قروح اطفال و لواصیر و گاؤ نر جہتہ درد معدہ باردہ و بواسیر و باوصاف جہتہ درد گوش با سرکہ جہتہ درد دنداں و شستن عضو با خردل و بول گاؤ جہت خدر مجرب داشتہ اند " تحفۃ المومنین صفحہ ١٦٦)

اور بو علی سینا نے اپنے قانون میں لکھا ہے ۔ و کذالک بول الثور الزمینہ یجلو البهق الجراح والقروح " (صفحہ ١٧٢) ان حوالجات سے صاف ثابت ہے ۔ کہ گائے کا دودھ گوبر و موتر مختلف امراض کی دوا اور بیسیوں روگوں کے لئے ذریعہ شفا ہے ۔ اور اُس کا گوشت مضر تندرستی و مخرب صحت و محدث امراض کثیر ہے ۔

اسی واسطے قرابادین ذکائی میں محمد صاحب کی ایک حدیث درج ہے ۔ لحمہا داءٌ و لبنہا شفاءٌ یعنے گائے کا گوشت مرض پیدا کرنیوالا اور اُس کا دودھ شفا دینوالا ہے ۔

مگر افسوس ہے مسلمانوں کی عقلمندی پر کہ وہ نہ حکیموں کی رائے پر چلتے ہیں ۔ اور نہ اپنے پیغمبر کی حدیث کو مانتے ہیں ۔ کہ بیہودہ ضد و تعصب سے آئے دن ہند میں ہیضہ پھیلانے اور طوفان بے تمیزی مچانے کے عادی ہو رہے ہیں ۔

قاموس میں لکھا ہے ۔ العنبر من الطیب روث دابۃ البحر بیتر باب اول باب السرا فصل العین صفحہ ۳۰۵ نولکشور) یہ عنبر دریائی گاؤ عنبر مشہور و معروف ہے کتے کا مارا ہوا اور اُس کے منہ سے حلال کیا ہوا حلال ہے قرآن میں لکھا ہے ۔ سورۃ مائدہ وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونهن ترجمہ آنچہ آموختہ باشید او را از جانوراں شکاری در حالیکہ شکار تعلیم کنندگانند ۔ اس پر تفسیر حسینی میں لکھا ہے ۔ آوردہ اند کہ عدی بن حاتم و زید الخیل طائی کہ پیغمبر او را زید الخیر نام نہاد بخدمت آنحضرت آمدہ گفتند یا رسول اللہ ما در جائے باشیم کہ باستخلہا رسگاں و مرغان شکاری مہا نداری میکنیم و سگاں آل و زیحہ و آل جو یریہ جانوراں دشتی مے گیرند ۔ بعضے ازانجملہ ست کہ ما در مے یابیم پیش ازانکہ سگ ہلاک کنند ذبح کنیم و بعضے آنست کہ تا برسیدن ما سگ تلف کردہ است و حق سبحانہ فرمود کہ مرا د حرام ست حکم ایں چگونہ است ۔ آیت آمد کہ از تو مے پرسند چہ چیز حلال کردہ بر ایشاں بگو کہ حلال ست شکار ۔ آنچہ تعلیم دادہ اید از شکار کنندگاں خواہ سباع چوں سگ

در حالیکہ شما مودب و معلمید ایشانرا " (جلد اول صفحہ ۱۳۸ نولکشور اور جامع ترمذی صفحہ ۳ مرتضوی دہلی)

قرآن سورۃ مائدہ کی فمن اضطر فی مخمصۃ والی آیت پر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں یعنی در مخمصہ (گرسنگی) خوردن مردار جائز است و نزد ابو حنیفہ فائدہ لا نظر غیر باغ بگناہ آنست کہ زیادہ از ضرورت نہ خورد " (صفحہ ١٠١ نولکشور) پھر لکھا ہے ۔ میت حرام است الا وقت ضرورت تناول آں رخصت است " (صفحہ ١٣٥) شہد جو مکھیوں کی قے ہے ۔ اُس کو محمد صاحب نوش فرماتے تھے اور سب مسلمان بھی کھاتے ہیں ۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے ۔ چو زنبوراں امر الٰہی را کار بستہ از شگوفہائے و گلہا بخورند و درون ایشاں متحلل گردد شیرہ شیریں و آنرا قے کنند برائے ذخیرہ نیستاں و انبست کہ حق سبحانہ مے گوید بیروں مے آید از شکم ہائے ایشاں بطریق لعاب آشامیدنے یعنی عسل " (جلد اول صفحہ ۵۴۹ سنہ ۱۸۹۴ء)

غیر موذی جانوروں پر رحم کا نتیجہ

در جامع الحکایات نقل میکنند ۔ کہ در اوائل حال امیر ناصر الدین سبکتگین کہ در خدمت الپتگین در نیشاپور بود از یک اسپ بیش نداشت و بہ روز بصحرا میرفت و شکار میکرد و در صحرا مے گشت ۔ ناگاہ آہوئے دید کہ با بچہ خود بچرا مشغول است اسپ برانگیخت و آہو برہ را بگرفت و دست و پایش بستہ بیش زین نگاہ داشت و روبشہر نہاد چوں قدرے راہ طے کرد ۔ روئے باز پس ساخت ۔ دید کہ مادر آں از عقب مے آید و اضطراب مے کند امیر ناصر الدین سبکتگین ترحم و شفقت کردہ آہو برہ رہا کرد و آہو از رہائی بچہ خود خوشوقت شدہ رو بصحرا نہاد و چند انکہ مے رفت رو باز پس کردہ در امیر ناصر الدین سبکتگین مے نگریست و تا دم و اپسین بشادمانی و کامرانی مے زیست الغرض دراں شب امیر ناصر الدین سبکتگین شفقت و مرحمت کہ در حق جانورے عاجز و پریشان حال بجائے آوردی در درگاہ صمدیت عز قبول یافتہ در ہیولائے حدیث منشور سلطنت بنام تو نوشتہ شد باید کہ بہ نسبت عامہ خلائق ہمہ شیوہ مبذول داری و در ہیچ صفت شفقت از دست نگذاری کہ سرمایہ سعادت دارین آنست " (تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۱۹ سنہ ۱۸۸۴ء) سعدی کہتا ہے ؎

شنیدم گوسفندے را بزرگے رہانید از دہان و دست گرگے
شبانگہ کارد بر حلقش بمالید روان گوسفند از وے بنالید
کہ از چنگال گرگم در ربودی چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

موذی جانوروں پر رحم کا نتیجہ

صحیح بخاری و مسلم میں ہے ۔ قال رسول اللہ غفر لامرأۃ مومسۃ مرت بکلب علی رأس رکی یلہث کاد یقتلہ العطش فنزعت خفہا فاوثقتہ بخمارہا فنزعت لہ من الماء فغفر لہا بذلک قیل ان لنا فی البہائم اجراً قال ذات کبد رطبۃ اجر ترجمہ ۔ کہا رسول خدا نے کہ بخشی گئی ایک عورت جو فاجرہ تھی ۔ جس نے ایک کتیا (سگ مادہ) کو کنوئیں کے کنارہ پر زبان نکالے دیکھا ۔ جو قریب تھا کہ پیاس کی شدت اُسے مار ڈالے ۔ پس اُس نے اپنے موزے کو اوڑھنی سی باندھ کر اُس کے لئے پانی نکالا ۔ پس اسی پر وہ بخشی گئی لوگوں نے کہا کہ کیا ہمارے لئے جو پایوں میں بھی کچھ ثواب ہے ؟ جواب دیا حضرت نے کہ ہر ایک میں جو جگر رکھتا ہے ۔ ثواب ہے ۔ جلد ا صفحہ ٣٢٧ ۔ اسی کے متعلق سعدی نے بوستاں میں لکھا ہے ۔

یکے در بیاباں سگے تشنہ یافت بروں از رمق در حیاتش نیافت
کلہ دلو کرد آں پسندیدہ کیش چو حبل اندروں بستہ دستار خویش
بخدمت میاں بست و بازو کشاد سگے ناتواں را دمے آب داد
خبر داد پیغمبر از حال مرد کہ داور گناہاں او عفو کرد
الا گر جفا کاری اندیشہ کن کرم پیشہ گیر و وفا پیشہ کن

کسے باسگے نیکوئی گم نہ کرد کجا گم شود خیر با نیک مرد
کرم کن براں کت بر آید ز دست جہانبان درِ خیر بر کس نبست
تو با خلق نیکی کن اے نیکبخت کہ فردا نہ گیرد خدا بر تو سخت

اسے بھی غور سے پڑھو

پھر ایک اور جگہ حدیث میں ہے امراۃ دخلت النار فی ھرۃ حلبتھا و لا ھی طعمتھا تاکل من خشاش الارض ترجمہ ایک عورت ایک بدبلی کے بدلے جہنم میں داخل ہوئی جس نے اُسے بند کرکے کھانے پینے سے محروم کر دیا۔ وہ بیچاری کوڑا کرکٹ ہی کھاتی۔ سعدی نے کہا ہے ؎

چہ خوش گفت فردوسی پاک زاد کہ رحمت بر آں تربتِ پاک باد
میازار مورے کہ دانہ کش است کہ جاں دارد و جاں شیریں خوش است

ایک اور مہاتما نے کہا ہے ؎

جاں میازار و ہرچہ خواہی کن کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

سعدی کہتا ہے ؎

انداں مار بر پائے راعی زند کہ ترسد سرش بکوبد بہ سنگ

اب ناظرین خود ہی سمجھ لیں کہ گوشت کھانا جائز ہے یا نہ۔ اور جانوروں کا نہ مارنا کتنا بڑا ثواب ہے۔ یعنے جتنا تمام عمر کے نماز و روزہ سے فائدہ ہے۔ اس سے زیادہ ایک کُتیا پیاسی کو پانی پلانے سے فائدہ ہے۔ کیونکہ نتیجہ دونوں کا نجات ہے۔

لطیفہ ملک الموت کے پاس آدمی اور سانپ دونوں گئے۔ ملک الموت نے اندر سے آواز دی کہ پہلے موذی حاضر ہووے۔ آدمی نے سانپ سے کہا کہ موذی تو ہے تو پہلے جا۔ سانپ نے کہا کہ تو موذی ہے تو پہلے اندر جا۔ اسی تکرار میں وقت ضائع ہوا کوئی اندر نہ گیا۔ ملک الموت غصہ میں نکلا۔ اور آدمی کے منہ پر ایک طمانچہ مارا کہ ہم نے تجھ کو بلایا تھا۔ تو کیوں نہ آیا۔ اُس نے کہا کہ آپ نے موذی کو بلایا تھا۔ موذی سانپ ہے میں نہیں۔ ملک الموت نے کہا۔ کہ تو ثواب کی نیت سے مارتا ہے۔ وہ مجبور ہو کر کاٹتا ہے۔ تو موذی ہے۔ آدمی نے کہا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ سانپ موذی ہے اُس کا مارنا ثواب ہے۔ ملک الموت نے ایک تھپیڑ مارا اور کہا ہم خوب جانتے ہیں۔ قلم در کفِ دشمن است۔

باب چہارم

پورانوں کے متعلق اعتراضوں کا جواب

پورانوں[1] آریوں کی مذہبی کتب نہیں۔ اور نہ اُن کا دھرم کے ساتھ کسی طرح کا سمبندھ ہے کبھی دھرم کے فیصلہ (نرنے) میں پورانوں سے امداد نہیں لی گئی اور نہ لی جانی چاہیئے۔ پوران اُس وقت کے نہیں جب آریہ قوم کی اُنتی (ترقی) کا زمانہ تھا۔ بلکہ بہت قریب زمانہ کی تصنیف ہیں۔ سارے پوران بودھ مت بلکہ مہاراجہ بکرماجیت کے پیچھے بنے ہیں۔ پوران ایک پوشیدہ راز کے

[1] چنانچہ فاضل مولوی ذکاء اللہ صاحب۔ پروفیسر فرماتے ہیں بحسب اشارہ پورانوں میں وید کو کلام ربانی مانا ہے۔ نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ نام ان کا لکھا گیا ہے۔ مگر جو مذہب پورانوں کا ہے وہ ویدوں سے نرالا ہے۔ ان دونوں مذہبوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگرچہ ہندو اس بات میں مشہور ہیں کہ وہ اپنے بانی رسم و رواج اور مذہب میں تبدیلات نہیں کرتے۔ مگر وید سے تو انھوں نے ایسی خلاف ورزی انتہا کی ہے۔ کہ اگر کوئی ہندو وید کے موافق مذہب اختیار کرے۔ تو وہ ہندو نہیں۔ (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول فصل سیزدہم) درحقیقت سچ ہے۔ وہ ہندو نہیں بلکہ آریہ کہلاتا ہے۔ پھر وہی پروفیسر صاحب فرماتے ہیں نئے اب برہمنوں کا بنایا ہوا مذہب رُوپ رنگ، جو اکثر ہندوؤں نے اختیار کیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تین دیوتا۔ برہما۔ وشنو۔ شیو کو مانتے ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ جس برہم کا ذکر ویدوں میں ہے اس کو ہندوؤں نے سلام کیا اور اوتاروں کی پوجا اختیار کی۔ رام کرشن وشنو کے اوتار مانے گئے۔ اور ان گنت چھوٹے چھوٹے دیوتا معبود ٹھہرائے گئے۔ ،، پھر فرماتے ہیں کہ پوران کا مذہب کچھ درشن یعنے ہندوؤں کے حکیمانہ مذہب سے مناسبت نہیں رکھتا ہے ،، (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل ۱۳ صفحہ ۱۰۰۔ ۱۸۷۵ء) پھر کہا ہے۔ وید سے بتوں کا رواج اور پرستش کی چیزوں کے واسطے ظاہری نشان اور علامت بنانا ثابت نہیں ہوتا۔ رام کرشن کا تو نام بھی اُس میں موجود نہیں ،، (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل ششم صفحہ ۵۰۔ ۱۸۷۵ء) پھر لکھا ہے کہ خداوند کے تین بڑے ظہور برہما۔ وشن اور شیو جو ٹھہرائے گئے ہیں۔ اُن کا ذکر بہت ہی کم منوں میں آیا ہے۔ نہ انکو کچھ فوقیت دی گئی۔ نہ پرستش کے قابل ٹھہرائے گئے۔ نہ اُن کا اوتار ہونا ثابت ہے۔ منو میں ستی ہونے کا ذکر نہیں ہندوؤں کے سارے رسوم اور کھتر اگ (وید اور منو) سے پچھلے زمانہ کی ایجاد ہیں ،، (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل ششم صفحہ ۵۰۔ ۱۸۷۵ء) پھر مؤرخ الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں۔ اس نئے مذہب (یعنے ہندوؤں کے موجودہ مذہب) کی مقدس کتابیں اٹھارہ پوران ہیں۔ جن کے پیرو کہتے ہیں کہ یہ کتابیں بیاس جی کی تالیف ہیں۔ لیکن حقیقت میں اُن کو آٹھویں سولھویں صدی کے درمیان متفرق مقاموں پر متفرق مصنفوں نے تصنیف کیا ہے۔ ،، منجملہ ان کتابوں کے اکثر کتابیں خاص خاص فرقوں کے مسائل کے اثبات اور استدلال کے لئے لکھی گئی ہیں۔ اور تمام کتابوں میں جو ہر ایک فرقے کے افسانے بھرے ہوئے ہیں۔ اس سبب سے وہ سب کے سب ایک مجموعہ نہیں ہیں۔ کہ اس میں ایک کتاب کو دوسری کتاب سے کچھ تعلق و مناسبت ہو وہ ہرگز اس ارادہ سے تالیف نہیں کئے گئے تھے۔ کہ اُن سے کوئی عام طریقہ مذہب کا قائم ہووے۔ لیکن باوجود اس کے وہ سب نئے بہت بڑی سند مذہبی سمجھی جاتی ہیں۔ اور چونکہ انہیں کتابوں سے ہندوؤں کا حال کا مذہب قائم ہوا ہے۔ اس لئے کچھ جائے تعجب نہیں ہے۔ کہ ہم اُس میں ایسی ایسی باتیں پاتے ہیں جو باہم مخالف ہیں،، (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۴ ۱۸۶۶ء) اسوقت کے معبودوں کا بیان جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں۔ اب بھی ہندو ایک وجود مطلق کے قائل ہیں۔ جس سے تمام مخلوق پیدا ہوئی یا جس کے مادہ سے ساری کائنات وجود میں آئی۔ کیونکہ اُن کے حال کے عقیدہ کے موافق دنیا اور خدا ایک ہی ہے۔ لیکن مختلف دیوتوں اور دیویوں کی پرستش کرتے ہیں جن کی تعداد متعین کرنی غیر ممکن ہے۔ مگر بعض حسابوں کے بموجب جن سے ہندوؤں کا معمولی مبالغہ ظاہر ہے۔ ان کی تعداد تینتیس کروڑ ہے۔ ان میں سے اکثر مختلف آسمانوں کے فرشتے اور ارواحیں ہیں جنکی شمار لاکھوں سے ہوتی ہے اور وہ کوئی خاص نام یا خصلت نہیں رکھتے (دیکھو کینیڈی صاحب کی کتاب تحقیقات ہندوؤں کے دیوتاؤں کی صفحہ ۳۵۷ (اور تاریخ ہندوستان صفحہ ۴ ۱۸۶۶ء)

مذہب کی موجودہ حالت منو کے زمانہ سے اب تک جو تبدیلیاں ہوئی ہیں انکا بیان

جو بڑی تبدیلیاں منو کے زمانہ سے مذہب میں ہوئی ہیں وہ یہ ہیں توحید کے اصول سے غافل ہو جانا۔ بعضے دیوتوں سے غفلت کرکے ایسی اشیاء فانی کی پرستش کا رواج جن میں صفات باری فرض کر لی ہیں۔ فرقوں کی کثرت اور ترقی ہو جانا۔ اور بعض دیوتوں سے انحراف کرکے بعض کی نسبت سی تعظیم و تکریم کرنا ویدوں کے بجائے نئے نئے مسئلوں کے مجموعہ (پورانوں) کا رواج دینا۔ اور دیوتوں کے فرقوں کو ایک مذہبی عظمت حاصل ہونا ،، (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۶ و ۱۶ ۱۸۹۶ء) پھر وہی مؤرخ فرماتا ہے وہ جو کچھ ہوتا ہوا ہم دیکھتے ہیں وہ سب اگرچہ مذہب کے رو سے قائم ہوتا ہے۔ لیکن اس میں مذہب کی پابندی بہت کم ہوتی ہے۔ اس حالت میں بھی اگر حقیقت پر نظر ڈالی جاوے۔ تو شروع زمانہ سے اب تک مذہب کے اثر میں بہت کم نقصان آیا۔ لیکن ہندوؤں کے معبود اب وہی نہیں رہے ہیں جو پہلے تھے۔ بجائے توحید کے جس کو وید نے بطور ایک سچے مذہب کے تعلیم کیا ہے بہت بڑے بڑے دیوتوں کی پرستش

حاشیہ در حاشیہ۔ بعضے دیوتاؤں سے مراد وہ پانچ دیو پوجا ہے۔ جسکی آریہ دھرم انوکول سر ایک نئے دیوتے ہیر الیناآریہ کو ہدایت عام ہے۔ اول پرمیشور۔ دوم ماتا۔ سوم پتا۔ چہارم آچاریہ (اُستاد) پنجم اتھتی۔ ابھیاگت۔ ان پانچوں دیوتوں کی پوجا و تعظیم ہر دو حسب مراتب کرے اور سندھیا کی پنج مہا یگ خصوصاً اسی مبارک بنیاد پر آج تک قائم ہیں۔ اور اُن کا مطلب بھی یہی ہے۔

پورا کرنے (بدھ مذہب دُنیا میں پھیلانے) کی غرض سے بطور حکمت عملی بنائے گئے پورانوں میں بودھ اوتار مانا گیا ہے۔ اگرچہ اور سب دیوتاؤں کی بدنامی کی گئی۔ مگر بدھ کو بالکل بے عیب ظاہر کیا گیا ہے۔ جو کہ ایک کامل ثبوت ہے۔ مذہب بودھ کے زمانہ ترقی میں پورانوں کے بننے کا جس کا آپ کو بھی اقرار ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۳۔ سطر ۱۸)

بعضے پوران **اکبر بادشاہ** کے وقت تک بنتے رہے اور بعضے **اورنگ زیب** کے وقت تک۔ پورانوں میں **راماج** کا ذکر ہے۔ اور نگ زیب کے مندر توڑنے کا مفصل بیان پایا جاتا ہے۔ ہندو راجاؤں کے مسلمان ہونے کے واقعات ہیں۔ تماکو پینے کو جرم گردانا گیا ہے۔ مسلمان (ملیچھ) مندر توڑتے رہے نادرجی ردتے ہوئے بدری نرائن جی کے پہاڑوں پر جاتے ہیں۔ وشنو رشی سے ملتے ہیں۔ شنکھ۔ چکر۔ گدا پدم کا مفصل مذکور ہے۔ مگر شنکر آچاریہ کی تصانیف میں پورانوں کا نشان نہیں ملتا پس پُران نہ تواریخ اور نہ مذہبی کتابیں صرف ناولیں یا فسانجات ہیں دور از قیاس توہمات اُن میں بھرے ہوئے ہیں۔ اور سچ پوچھو تو قرآن و پُران مساوی ہیں۔ ایک دوسرے پر کسی فضیلت سے حاوی نہیں۔

ویدمیں برہما۔ وشنو مہیش یا کسی دیوتا کی پرستش مذکور نہیں۔ اور نہ اُنکی خدائی کا ذکر کہیں ہے۔ وید میں ایک ہی پرماتما اُپاسنا کے لوگ بتلایا گیا ہے۔ اُسی کی ویدوں میں ہدایت ہے۔ اُسی ایک پار برہم کو ویدوں نے تمام لوک لوکانتر کا مالک اور سرجنہار فرمایا ہے ویدوں میں ارشاد ہے کہ جو ایک جگہ پیشر کے سوا کسی اور کی عبادت کرتا ہے وہ حیوان مطلق وادیہ نادانی میں سرگردان و پریشان مرتا ہے۔ رام۔ کرشن کا ویدوں میں نشان نہیں اور نہ پرشرام و بودھ کا ذکر و بیان کسی اوتار کی داستان ویدوں میں نہیں۔ اور نہ ویدک دھرم کے مطابق اوتار ایشور کا جائز ہے۔ بلکہ وید بتلاتا ہے کہ ایشور حلول نہیں فرماتا وید پرماتما ہی کے ارشاد ہیں۔ اور وہی مبارک ارشاد آریہ دھرم کی بُنیاد چھ شاستروں میں بھی ان دیوتاؤں کا مذکور نہیں اور نہ دس اُپنشدوں میں ان کا کسی طرح کا ظہور پس آریہ دھرم یا ویدک دھرم سے یہ الزامات قطعی دور ہیں۔ اور ہم پرانوں کے ماننے اور کسی دیوتا کو ایشور جاننے سے سراپا نفور۔

جبکہ ہم یا کوئی اور محقق مزاج پورانوں کو مذہبی کتاب نہیں مانتے اور نہ معتبر گردانتے ہیں تو پھر اُن کے متعلقہ اعتراضوں کی ہماری نظر میں کیا حقیقت ہے۔ اور جو اُن پر اعتراض کرکے فخر کرنا چاہے اسکی کیا وقعت ہے۔

مگر اس حالت میں بھی قرآن کسی طرح اُن سے افضل نہیں۔ کیونکہ جیسا قرآن قصص الاولین ہے ویسا ہی پوران قصص الاولین ہے۔ ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے۔ کہ ایک کو دوسرے پر فضیلت دیں۔ بدینغرض پورانوں کے متعلق اعتراضوں کا جواب شروع کرتے ہیں۔

برہماجی کی بابت اعتراض — محبت الہند صفحہ ۱۱۱ و ۲۲۲ و ۱۳۲ و ۱۳۵۔ برہمانے اپنی بیٹی کی طرف بُری نظر سے دیکھا۔ اور چاہا کہ اسکو پکڑ لوں۔ مہادیو ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ برہما تم نے جو اپنی لڑکی سے شہوت رانی کرنی چاہی۔ ہم نے تینوں جہان میں ایسا گناہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ تم پر اور تمہاری عقل اور بیہودہ خوانی پر لعنت ہے۔ ایسا گناہ نہ کسی نے کیا۔ نہ کوئی کرے گا۔ از شیو پران حصہ اول کھنڈ دوم صفحہ ۵۰ تا ۵۹۔

جواب۔ یہ کسی فضول نامعقول آدمی کی تصنیف ایک بناوٹی جھوٹا افسانہ ہے جو بالکل اعتبار کے لائق نہیں۔ کیونکہ ست شاستروں میں اس کا کہیں پتا نہیں مگر تمہاری توریت مقدس جس پر تمہارا بصدق دل ایمان ہے۔ تمہارا خداوند تعالےٰ موسیٰ نبی پر یوں الہام فرماتا ہے "اور لوط صغر سے اپنی دونوں بیٹیوں سمیت نکلکر پہاڑ پر جا رہا۔ کیونکہ صغر میں رہنے سے اسے دہشت ہوئی اور وہ اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگیں۔ تب پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے۔ اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو تمام جہاں کے دستور کے موافق ہمارے پاس اندر آوے۔ آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلا دیں۔ اور اُس سے ہم بستر ہوویں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو انہوں نے اُسی رات اپنے باپ کو مے پلائی۔ اور پلوٹھی اندر گئی۔ اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی پر اُس نے اُس کے لیٹتے اور اٹھتے وقت اسے نہ پہچانا۔ اور دوسرے روز ایسا ہوا۔ کہ پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی۔ آؤ آج رات بھی اُسکو مے پلا دیں اور تو بھی جا کے اُس سے ہم بستر ہو کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں سو اُس رات کو بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی۔ اور چھوٹی اس سے ہم بستر ہوئی اور اُس نے اُس کے لیٹتے اور اٹھتے وقت نہ پہچانا۔ سو لوط کی دونو بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں۔ اور بڑی ایک بیٹا جنی اور اس کا نام موآب رکھا۔ وہ موآبیوں کا جواب تک ہیں۔ باپ ہوا۔ اور چھوٹی بھی ایک بیٹا جنی اُس کا نام بنی عمی رکھا۔ وہ بنی عمون کا جواب تک ہیں۔ باپ ہوا۔" (دیکھو توریت مقدس مطبوعہ لدھیانہ پیدائش باب ۱۹۔ آیت ۳۰ سے ۳۸ تک ۱۸۸۳ء صفحہ ۲۵ کالم ۱) کیا اب بھی تسلی ہوئی یا نہ؟

نتیجہ برہما ۱۔ برہما کا قصہ ایک نامعقول فسانہ ہے جو علماء وید کے نزدیک کبھی اور کسی حالت میں مسلم نہیں۔ نہ کہ خود وید مقدس میں یا شاستر ہائے متبرک میں۔

۲۔ بقول اُس فسانہ کے بھی برہما نے صرف ایک بیٹی کی طرف بُری نظر کی نہ کہ خدانخواستہ زنا

۳۔ اس پر مہادیو نے اسے لعنت ملامت کی — نہ کہ معافی

۴۔ جرم وقوعہ نہیں ہوا — بلکہ — صرف اقدام

۵۔ سزا بہت زیادہ — یعنی — لعنت ملامت زجر و توبیخ

نتیجہ لوط ۱۔ حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ خود خدا نے توریت مقدس میں موسیٰ نبی پر الہام نازل فرمایا۔ نہ کہ کوئی فرضی فسانہ۔

۲۔ خود خدا موسیٰ کی شہادت ہے کہ حضرت لوط نے اپنی دونو بیٹیوں کی طرف صرف بُری نظر ہی نہیں کی۔ بلکہ زنا بھی کیا۔

۳۔ اس بدفعلی پر خدا یا جبرئیل ناراض نہیں ہوئے۔ بلکہ خوشنودی کا اظہار فرماکر اُسی مبارک ساعت پر حمل ٹھہرا دیے۔

۴۔ بفضل خدا وہ حمل ضائع بھی نہیں ہوئے۔ اور نہ اسقاط ہوئے بلکہ دو فرزند ارجمند خدا نے بخشے۔

۵۔ حضرت لوط نے صرف زنا ہی نہیں کیا۔ بلکہ شراب بھی پی۔

۶۔ حضرت لوط نے صرف اقدام ہی نہیں کیا۔ بلکہ ارتکاب بھی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶۴۔ اور بت پرستی کا طریقہ قائم ہو گیا ہے۔ اگرچہ توحید کو لوگ ہرجگہ بالکل نہیں بھول گئے۔ لیکن بجز حکما کے اور علمائے الٰہیات کے کوئی شخص توحید کی بطور خود مستقل پیروی نہیں کرتا۔ (از تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۶۲ ۱۸۶۶ء) (ایضاً) اس موجودہ خرابی کو جو پرانوں کے سبب آریہ قوم پر جو بالفعل ہندو نام سے ملقب ہے آ گئی ہے جسکی تمام درد وید فکو چھوڑ کر راستی سے مُنہ موڑ کر پورانوں کی پیروی کرتا ہے۔ اسی کو اکثر ایماندار مؤرخوں نے بیان کیا ہے۔ اور آخر کار انہوں نے انصاف سے یہ رائے دی ہے کہ باوجود اس خرابی کے بجز ہندوستان کے کوئی ملک ایسا نہیں معلوم ہوتا ہے۔ جس میں مذہب و دھرم لوگوں کے پیش نظر رہتا ہو۔ (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۶۱ ۱۸۶۶ء)

۷۔ حضرت لوط نے صرف ایک بیٹی سے بدفعلی نہیں کی۔ بلکہ دو سے اے محمدی بھائیو۔ ذرا خدا کے واسطے غور کرو۔ کہ اولاد بھی ہوئی مقدس نبی بھی بدستور بنے رہے۔ انہیں تینوں کو خداوند تعالیٰ نے نہایت مقدس سمجھ کر جن کر اسی کار خیر و عمل نیک کے واسطے گندھک کی آگ سے بچایا تھا۔ اسی حضرت لوط علیہ السلام پر خدا کا الہام بھی نازل ہوتا تھا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت قریبی رشتہ دار یعنے بھتیجے تھے۔ معمولی آدمی بھی نہیں بلکہ پیغمبر تھے۔ پس انصاف کرو کہ برہما سے وہ کسقدر زیادہ گناہگار ہیں۔ کسقدر زیادہ بدچلن ہیں۔ اور کسقدر زیادہ نفرین کے لائق ہیں۔ کم سے کم ڈبل مجرم ہونے میں تو کوئی جاہل مطلق بھی انکار نہیں کرسکتا اور حجۃ الہند صفحہ ۱۸ پر آپ لکھتے ہیں کہ برہما کا کوئی شخص وجود نہیں ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو برہما پر کوئی الزام عاید نہ ہوا اور صرف حضرت لوط ہی ملزم ٹھہرے۔

حجۃ الہند صفحہ ۲۲ و ۲۳۔ ایک بیاہ میں برہما کی منی زمین پر گر پڑی۔ مہادیو نے قتل کرنا چاہا۔ برہما اور بشن نے مہادیو کے قدموں پر سر رکھا۔ اور وجہ نے بھی بہت خوشامد کی۔ تو راضی ہوئے۔ اور کوہ کیلاش میں رونق افروز ہوئے از شیو پران

جواب ہماری کتب معتبرہ میں اسکا پتہ نہ دارد ہے۔ پوران فہرست صداقت سے خارج ہیں۔ بنابراں غیر مستند ہیں۔ پس ہم انکی صحت سے انکاری ہیں۔ مگر تمہاری کتب معتبرہ میں ایک ایسا ہی واقعہ موجود ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام تمہارے جد امجد اور پیغمبر اول پر ایسی شامت باعث ندامت ہوئی۔ چنانچہ مفصل حال اس کا تفسیر حسینی میں اس طرح لکھا ہے۔ دیکھو (سورۃ کہف) در عین المعانی آوردہ کہ آدم را احتلام شد و منی او بخاک آلودہ گشت آدم ازاں حال اندوہ ناک گشت حق تعالیٰ این دو قوم یاجوج و ماجوج را ازان خاک آلودہ منی ابو البشر بیافرید و بقول کسے کہ گوید انبیاء علیہ السلام محتلم نے شوند این قول ضعیف است " (تفسیر حسینی صفحہ ۵ جلد ۲)

حجۃ الہند صفحہ ۱۳۵ و ۱۰۱ تا ۱۲۶ و ۱۶۱ و ۲۱ و ۲۰۶ و ۱۲۹۔ برہما نے بار ہا جھوٹا دعوے خدائی کا کیا۔ اور بید کو جسکو کلام خدا مانتے تھے۔ اس کا نہ حکم مانا اسواسطے اسکا سر کٹ گیا یا جل گیا۔ اور یہ بات قرار دی کہ جو کوئی لنگ کا آغاز و انجام دیکھ آوے وہی خدا ہے۔ اور جھوٹ کہہ دیا کہ میں نے لنگ کو چھو لیا ہے۔ اور اس بات پر دو گواہ جھوٹے قائم کئے۔ اور اپنی لڑکی پاک سندھیا پر عاشق ہوئے اور بُرے کام کا قصد کیا۔ جس پر مہادیو نے ان پر ہزار لعنت کی۔ اور دوبارہ اپنی پوتی کے نظارۂ جمال سے انزال فرمایا۔ اور سندھیا شدہ کو خدا کی عبادت سے باز رکھا۔ اور اندر کے گناہ کو بے گناہوں کی گردن پر رکھ دیا۔ اور پانچواں حصہ ان کی کلام کا جھوٹ اور فحش ہوا۔ چنانچہ یہ سب کچھ سند کے ساتھ فصل اول میں مفصل بیان ہو چکا ہے اب یہ فرمائیے۔ کہ ان سب امور میں سے آپ برہما کی کس کس بات پر انکار کرو گے اور کس کس کام کیواسطے بجا لانا کفارہ کا ثابت کرو گے۔ ع

تن شدہ جملہ داغ داغ پنبہ کجا کجا نہی

جواب باصواب۔ آپ نے برہما جی کی نسبت بحوالہ پورانوں کے الزام لگائے ہیں۔ مگر تمہیں کسی پوران کی اصل عبارت درج نہیں کی۔ سارا زور آپ کا سوط اللہ الجبار پر ہے۔ ہر جگہ اسی کا حوالہ درج ہے۔ اصل کتب سے کوئی غرض نہیں سوط اللہ الجبار کی منشی **اندرمن** مراد آبادی نے اپنے اندر بحر المشہور **عماد ہند** میں اچھی طرح دھجیاں اڑائی ہیں۔ اور اُس کی غلطیاں عام و خاص کی ذہن نشین کرائی ہیں۔ آرش گرنتھوں کی رو سے جن کی مفصل فہرست ہم اسی پستک میں درج

۱ قرآن سورۃ السیف ۶ ہم منزل

کر چکے ہیں۔ اور ہادی جہان نیر زمان سوامی **دیانند جی** مہاودوان نے اپنی لاجواب کتاب **ستیارتھ پرکاش** میں بھی لکھ دی ہے۔ (دیکھو صفحہ ۱۱ سے ۴۳) کوئی اعتراض برہما جی یا کسی اور رشی منی پر نہیں آسکتا۔ آریہ سماج محمدیوں اور عیسائیوں سے لاکھ گنا زیادہ ان مخالف حق گرنتھوں اور وید ورودھ پستکوں یعنے پورانوں کا رد کر رہا ہے۔ جس کے سبب سے ویدک دھرم روز افزوں ترقی پکڑ رہا ہے مگر ہم بتاتے ہیں کہ دین اسلام کے عموماً بنی اور خصوصاً ختم المرسلین محمد صاحب ان اعتراضوں کے سراپا زیر بار ہیں وہ دوسروں کے طبیب نہیں۔ بلکہ انہیں امراض کے خود بیمار ہیں۔ ہم غیر معتبر قصہ نانوں جیسے امیر حمزہ اور الف لیلہ کی شہادت نہ لاویں گے۔ بلکہ خدائے اسلام اور علمائے اسلام کی اصل کتابوں کی اصلی عبارت سُنا دیں گے تاکہ کسی طرح کا آپ کو شک نہ رہے۔

پیغمبروں نے خدائی کا دعوے کیا

تمہارے ہاں بھی نبیوں نے خدائی کا دعوے کیا ہے۔ عیسیٰ مسیح روح اللہ نے خدائی کا دعوے کیا اناجیل اربعہ شاہد ہیں تمام امت اس کی اس کو خدا مانتی ہے۔ سینکڑوں محمدی بھی دین اسلام سے تائب ہو کر اس کی خدائی کے مقر ہو گئے ہیں اور یہاں تک ہی بس نہیں بلکہ اس میں سے چند فضلاء نے دین اسلام کے رد میں کتابیں بھی لکھی ہیں (مفصل دیکھو **نیاز نامہ** مصنفہ مولوی صفدر علی صاحب انسپکٹر مدارس اور **الجواہر القرآن**۔ مصنفہ مولوی عبداللہ آتھم صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر حال مقیمی امرتسر اور تحقیق القرآن و تاریخ محمدی اور ہدایت المسلمین و نغمہ طنبوری مصنفہ مولوی عماد الدین صاحب رئیس پانی پت وغیرہ وغیرہ)

خود حضرت محمد صاحب نے بھی خدائی کا دعوے کیا۔ اپنے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ کہا ید اللہ فوق ایدیھم قرآن **ترجمہ** میں خدا کے نور سے ہوں۔ اس حدیث پر مصنف مثنوی اصول دین ہنود لکھتا ہے۔

بظاہر نور ایزد سے جُدا ہے   شعاع نور بے کیف خدا ہے

شیخ فرید الدین عطار سر آمد صوفیان روزگار نے حدیث لی مع اللہ وقت سے محمد صاحب کو خدا ثابت کیا ہے۔

من خدائم من خدائم من خدا   فارغم از کبر و کینہ و زہوا
بود شخصے گفت مارا ایں چنیں   نے تو کافر نے تو داری کیش و دین
پیشوائے ما و تو چوں مصطفےٰ است   لاجرم تو آنچہ گوئی کے رواست
بعد ازان عطار گفت اے کور کر   از رموز سر عشقے بے خبر
تو بہ بند صورتے وا ماندۂ   کے تو حرف حق احمد خواندۂ
لی مع اللہ گفت احمد در میاں   تو کجا دانی کہ ہستی بے نشان
راز با من گفت احمد از صفا   تو کجا ہستی کہ دانی بے وفا
تو بصورت ہم چو کافر ماندۂ   واصل حق را تو کافر خواندۂ

مثنوی رومی میں ایک اولیا اور بایزید بسطامی کا مکالمہ درج ہے۔ جس میں اس ولی نے اپنے آپ کو خدا کہا ہے

چوں مرا دیدی خدا را دیدۂ   گرد کعبہ صدق بر گردیدۂ
طاعت من طاعت و حمد خدا است   تا نہ پنداری کہ حق از من جدا است
چشم نیکو باز کن در من نگر   تا بہ بینی نور حق اندر بشر
کعبہ را یک بار بینی گفت یاد   گفت با عبدی مرا ہفتاد بار

مثنوی رومی دفتر دوم صفحہ ۲۴۴ سنہ ۱۲۷۲ حیدری بمبئی۔

فاضل باکمال مولوی میر ضیاء الدین صاحب عبرت فرماتے ہیں۔

زدریا موج گوناگون برآمد
زبیچونی برنگ چون برآمد

گہے درکسوتے لیلی جز وشد
گہے بر صورت مجنون برآمد

ازیں دریا بدیں امواج پُرزم
ہزاراں گوہر مکنوں برآمد

کیا بے رنگی سے جب رنگ پیدا
ہوا انوارِ محمد تب ہویدا

ہوئی جب شکل احمد آشکارا
ہوا آپہی خود اپنے پر پیارا

ہر ایک عالم کو گوناگون بنایا
وہ بیچون چگون چون میں در آیا

ہزاروں شان میں ہو کر وہ گذرا
کبھی وامق بنا وہ گاہ عذرا

نہ کعبہ سے غرض نہ طالب دیر
ہے مقصد اُسکو اپنی جلوہ کی سیر

سبھی میں ہے پر سب سے جُدا وہ
کہا تا ہے خدا گہ نا خدا وہ

وہ گا ہے یار اور گا ہے ہے اغیار
وہی سمجھے جو ہو دانائے اسرار

وہ کس کس شان میں ہو کر ہویدا
وہ آپ ہی اپنے اوپر ہوئے شیدا

وہی دیر و حرم میں جلوہ گر ہے
کہ ہر ایک سنگ میں جسکے شرر ہے

ہے اک شعلہ سے ای شیخ و برہمن
چراغ کعبہ و بُت خانہ روشن

نظاہر چشم احول کے دو میں ہے
مبصر کو تو فرق اسمیں نہیں ہے

کہ اک عالم ہی وحدت دیکھتا ہے
تو اک عالم ہی کثرت دیکھتا ہے

نظر میں راستاں کی دل ہا نکا
ہے سنگ سرخ اُسکے آستان کا

نہ کوئی فارق نہ کوئی مفروق ہیگا
وہی عاشق وہی معشوق ہیگا،،

(دیکھو نسخہ سیہ یادت مطبوعہ نولکشور ۱۸۸۵ء میں حمد خدا تعالےٰ صفحہ ۴ و ۵)

مولوی جامی نے یوسف نبی کو خدا کہا۔

نہے بود از سپہر آشنائی
از وکون و مکان را روشنائی

مقدس نوری از قید چہ وچون
سر از جلباب چون آوردہ بیرون

چو آں بیچون ریح چوں کرد آرام
پئے روپوش کردہ یوسفش نام

قولہ مقدس نورے از قید وچون تا آخر بیت ثانی اے حضرت یوسف نہ بودند۔ مگر نور ذات مطلق کہ پاک ست از چون وچرا از جلباب چون یعنے صورت یوسف بر آوردہ و برائے پردہ پوشی نام آن یوسف کردہ (زلیخا ۱۳۰۵ء صفحہ ۳۲ نولکشور۔

اتکہمی مولوی کہتا ہے۔ یہ تحقیق پہنچی ہے ہم کو سند
احد ہے سو احمد ہے احمد ہے احد

صدیقی ۔ احمد کو ہم نے جان لکھا ہے وہی احد
مذہب کچھ اور ہوگا کسی بو الفضول کا

ضامن ۔ کوئی سمجھتا ہے احمد کو عبد بالکل
خدا رسیدوں نے اُس ذات کو خدا سمجھا

احد سے کون بن آیا ہے احمد
محمد ہے محمد ہے محمد

ثبکل بشر ہے آن نور سرمد
محمد ہے محمد ہے محمد

بسجدہ او معظم گشتہ کعبہ
بطوف او مشرف گشت قبلہ

بوسہ او معزز سنگ اسود
محمد ہے محمد ہے محمد

کہا جبرئیل کو مسجد میں اک دن
پس پردہ وہاں ہے کون ساکن

وہاں ہو وے احد اور یاں ہے احمد
محمد ہے محمد ہے محمد

کہا جبرئیل نے آکر کے ای دا
مجھے کیوں بیچ میں تم نے پھرایا

سوائے ذات اقدس انکہ باشد
محمد ہے محمد ہے محمد

کھُلا جب عائشہ پر سر مکنوں
رسول اللہ تم کو میں کہوں گئیں

خدا تم کو کہوں گی یا محمد
محمد ہے محمد ہے محمد

محمد صاحب نے قرآن کا حکم نہ مانا

قرآن میں لکھا ہے کہ بغیر زنا کے عورت کو طلاق مت دو مگر محمد صاحب نے اسکے خلاف عمل کیا۔ یعنے مسمات بی بی سودہ کو اِس جرم پر کہ وہ بوڑھی ہو گئی تھی۔ بغیر زنا کے طلاق دیدیا چنانچہ قرآن میں لکھا ہے۔ سورۃ طلاق لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ۔ ترجمہ مت نکالو عورتوں کو گھروں سے اور چاہیئے کہ وہ بھی نہ نکل جاویں۔ مگر جبکہ ظاہری بیحیائی عمل میں لاویں (دار باب سیر برانند کہ حضرت پیغمبر سودہ بنت زمعہ را طلاق داد۔ او بر سر راہ حضرت بنشست تا وقتیکہ سید عالم برسید۔ سودہ بزبان تضرع گفت یا رسول اللہ راجعت نمائے بمن بخدا سوگند کہ دوستی مرد در دل ہیچ نماندہ لیکن مے خواہم کہ فردائے قیامت در زمرہ زناں تو محشور شوم و نوبت خود را بعائشہ مے بخشم حضرت بوئے مراجعت فرمود و بروز نوبت او در خانہ عائشہ مے بود۔ (تفسیر حسینی جلد ا سورۃ نسا صفحہ ۱۳۷) اور اسی طرح محمد صاحب نے توریت کا حکم: مانا شتر جو بمنزلہ سور حرام تھا اسکو حلال کر دیا (توریت احبار $\frac{۱۱}{۴ و ۷}$)۔

جھوٹ کا ثبوت

برخلاف تمام گزشتہ نبیوں کے اور توریت و زبور وغیرہ کتابوں کے جھوٹا دعوے کیا۔ کہ میں خدا کا نبی ہوں اور بالکل غلط کہا کہ یہودی کہتے ہیں۔ عزیر ابن اللہ ہے۔ اور یہ بھی غلط کہا کہ عیسیٰ مصلوب نہیں ہوا۔ اور یہ بھی غلط کہا کہ میں رات کو معہ گھوڑے کے زینہ پر چڑھ کر آسمان پر خدا سے ملاقات کرنے گیا تھا (دیکھو قرآن سورۃ نجم اور دیکھو سورہ بنی اسرائیل (حدیث بخاری) مندرجہ صفحہ ۵ و ۶ تائید الاسلام ۱۲۹۸ھ جلد ا نمبر ۲ مراد آباد۔ تفسیر صافی و کافی کلینی میں روائیت جبیب ابن بشیر اور معالم التنزیل۔ سورۃ نمل آیت ۱۸)۔

حضرت علی نے جھوٹ کہا ہے۔ خدا کے حکم سے ایک فرشتہ نے جھوٹ کہا۔ جبرئیل و موسی کا فریب۔ اسحاق پیغمبر نے جھوٹ بول کر باپ اور خدا کو فریب دیا۔ ابراہیم پیغمبر نے جھوٹ بول کر اپنی جورو کو بہن کہا اور یہی نہیں بلکہ پھر اُس سے شوہری برتاؤ کیا (دیکھو تاریخ انبیا مطبوعہ ۱۲۷۶ھ دہلی صفحہ ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۵ سطر ۲ و ۳ اور صفحہ ۹۶۔ اور توریت پیدائش باب ۷، ۲۔ اور باب ۲۰۔ آیت ۱۲۔ اور باب ۲۶۔ آیت ۸۔ اور تاریخ انبیا صفحہ ۴۸ و ۵۳ مطبوعہ مرتضائی دہلی و تاریخ طبری صفحہ ۵۰۔ ۶۴ ۱۲۹۱ء نولکشور)۔

شرلعیت میں تقیہ یعنے موقعہ پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ لا واللہ ما علی وجہ الارض من شیئ احب الی من التقیۃ اور عقوبت الضالین میں بحوالہ کتاب ہدایت المسلمین کے لکھا ہے "شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ علی نے اور محمد صاحب نے تقیہ بھی کیا ہے۔ اِس لیئے ہم پر تقیہ فرض ہے یعنے کسی مطلب کے لیئے جھوٹ بولنا،، (عقوبت صفحہ ۸، ہدایت صفحہ ۲۶۷ و تحفہ نمبر ۹۷۵) تمہارا پیر طریقت شیخ مصلح الدین سعدی لکھتا ہے۔ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز (گلستان باب اول) پھر امام غزالی صاحب فرماتے ہیں "رسول صلی اللہ علیہ وسلم در دروغ رخصت دادہ در سہ جائے یکے در حرب کہ عزم خود با خصم راست نگوید و دیگر چون میان دو کس صلح افگند سخن نیکو گوید از ہر یکے بہ دیگرے اگرچہ او نگفتہ باشد و دیگر کسے کہ دو زن دارد با ہر یکے گوید ترا دوست تر دارم (دیکھو کیمیائے سعادت صفحہ ۲۹۲ نولکشور ۱۲۶۹ء) اور مظاہر الحق جلد ۴ صفحہ ۹۵ و ۵۵ اور تحفۃ الاخبار نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۹۳)

محمد صاحب نے اپنے بیٹے کی بہو سے بلا نکاح صحبت کی

مسماۃ زینب زوجہ زید پسر متبنی خود سے آنحضرت نے بلا نکاح صحبت کی اور جھوٹ بولا کہ خدا نے آسمان پر میرا نکاح پڑھا ہے اور جبرئیل گواہ ہے۔ بدی کا قصد ہی نہیں کیا بلکہ کر بھی لی مفصل دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم سورۃ احزاب صفحہ ۱۶۲ (۱۲۸۶ھ)

مسماۃ حوا جو آدم کے جسم سے نکلی تھی جس طرح بقول پرانوں کے پاک برہما کے جسم

سے اُس سے حضرت آدم نے جماع کیا۔ باک یعنے کلام کا مُنہ سے نکلنا ایک سیدھا سادہ علمی استعارہ ہے یہ کسی عورت کا نام نہیں۔ اور نہ برہماجی کی بیٹی کا نام ہے چنانچہ امرکوش میں لکھا ہے

गीर्वाक् वाणी सरस्वती

یعنے گی۔ واک۔ بانی۔ سرسوتی۔ یہ چاروں نام کلام یا گفتگو کے ہیں۔ مگر حضرت آدم پر اعتراض تا قیامت باقی رہے گا۔ اسی طرح حضرت آدم کے تمام بیٹے اپنی بہنوں سے محبت کرتے تھے اور خدا کا حکم تھا۔ (توریت باب پیدائش اور تاریخ انبیاء صفحہ ١٠ و ١٢ حصہ اول)

نمبر ۵ - کا جواب یہ ہے کہ جب سارے مسلمان محمد صاحب کے فرزندوں کی جگہ ہیں پھر حضرت نے طبقہ اول کے مسلمانوں کی بیٹیوں سے کیوں شادی کی جو صحیح الزام ہے غور سے سوچو۔

۶ محمد صاحب نے مسلمانوں کو خدا کی عبادت سے روکا

طبقہ اول کے مسلمان زیادہ عبادت کرنا چاہتے تھے محمد صاحب نے اُن کو منع کیا۔ ایسا نہ ہو کہ اُن کے زیادہ عبادت کرنے کے سبب لوگ اُن کی طرف جھک جائیں۔ چنانچہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ اکثر تفاسیر ذکر اند کہ روزے حضرت رسالت پناہ برائے صحابہ وصف قیامت مے کرد و اہوال شمہ آنروز باز مے نمود تے چند اصحاب کہ صدیق و مرتضے و ابن مسعود و مقداد و ابوذر و سلیمان از ایشاں بودند در خانہ عثمان بن مظعون مجتمع شدند براں اتفاق کردند کہ بقیہ العمر روز بصیام و شب بقیام گذرانند و بر فراش خواب نہ کنند و گوشت و چربی نخورند گرد زناں نگردند و ترک دنیا کردہ گلیم پوشیدہ گرد عالم برایند و بریں اتفاق سوگند یاد کردند۔ ایں خبر بحضرت رسالت پناہ رسیدہ بایشاں گفت کہ من مامور نیستم آنچہ شما فکر کردہ اید۔ بدرستیکہ نفس شمارا بر شما حق است پس روزہ دارید و افطار کنید و در شب قیام نمائید و بخسپید کہ من پیغمبرم و خواب مے کنم و روزہ مے دارم و افطار مے نمایم و گوشت و چربی مے خورم و بزناں مے آیم و ایں آیت نازل شد یا ایہا الذین آمنوا (سورۃ المائدہ صفحہ ۱۵۵ و ۱۵۶)

۷ محمد صاحب کی کلام میں ۱۵ سے ۴ غلطیاں ہیں

چنانچہ محدث بخاری نے مُلک مُلک پھر کر چھ لاکھ حدیثیں جمع کیں۔ پھر در پے امتحان ہوا تو آخر کار ۵۹۶۰۰۰ حدیثیں بے اصل ٹھہرا کر رد کر دیں فقط ....۴ حدیث قبول کیں۔ مشکوٰۃ میں لکھا ہے وبثبوت پیوستہ کہ بخاری گفتہ من صحیح جامع خود را از شش صد ہزار حدیث تخریج نمودہ ام۔ (جلد اول صفحہ ۱۱) ابو داؤد نے پانچ لاکھ جمع کیں۔ اُن میں سے بقول بعضے چار ہزار آٹھ سو اور بقول بعضے چار ہزار قابل اعتبار گردان کر باقی رد کر دیں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ بخاری وغیرہ نے کل احادیث کا جائزہ لے کر اُن کے ۱۵ حصہ قرار دے کر ۱۴ حصہ مردود اور ایک حصہ مقبول ٹھہرایا۔ برہماجی کی بابت اگرچہ کسی معتبر گرنتھ میں ایسا نہیں لکھا ہے کہ اُن کی کلام کا پانچواں حصہ جھوٹ ہے۔ حالانکہ شاستروں میں سے کر ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں ہے اگر ہے تو کسی گرنتھ سے شہادت دو ورنہ ستے فروغ آدمی را کند شرمسار۔ دروغ اے برادر مگو زینہار۔ پس ان سب امور میں آپ قرآن اور محمد صاحب کی کس کس غلطی سے انکار اور کہاں کہاں اقرار کروگے۔ ہا جسنے اپنے ہاتھوں کو خدا کا ہاتھ تبلایا اور اپنے آپ کو پوجوایا۔ جس کی اُمت کے نالائق آدمیوں نے جسکو خدا یعنے احمد بے میم (احد) ٹھہرایا۔ مولوی رومی جیسے فلسفیوں نے جسے اوتار تبلایا۔ جس نے خدا کے تمام گذشتہ حکموں الہاموں کی تقویم پارینہ کی طرح بیقدری کی۔ اور جھٹلایا۔ جسنے اپنے آپ کو ختم المرسلین کہلایا۔ جسنے پورانے نبیوں کے قبلوں سے منہ موڑ نیا دین چلایا۔ جس نے بہت جھوٹے دعاوی اپنی کتاب قرآن میں لکھے ہیں اور جس نے لوٹ مار ذریعہ ترقی سمجھ کر تلوار کے زور سے لوگونکو گرویدہ بنایا۔ جس نے

اپنے بیٹے کی بہو سے بلا نکاح جماع کیا۔ اور الزام خدا پر لگایا۔ اور ایک جھوٹا فسانہ بنایا کہ خود خدا نے عرش پر میرا نکاح زینب سے پڑھا۔ اور جبرائیل گواہ بنایا۔ جس نے ریاضت و نفس کشی سے لوگوں کو باز رکھ کر ۷۰ حور اور ۷۲ غلمان کی دام زلف میں پھنسایا۔ اور خدانخواستہ بہشت کو ایک شہوت خانہ بنایا۔ جس کے کلام میں ۱۴ حصہ جھوٹ اور ایک حصہ سچ مطالعہ میں آیا بھلا کیا ایسا شخص خدا کا رسول اور حامل وحی ہو سکتا ہے۔ اور کیا ایسے شخص کی سفارش سے کسی طرح کی دین و دنیا کی بھلائی ہونی ممکن ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ پس ہم کو بقول تمہارے کہنا پڑا۔ ؎

تن شدہ جملہ داغ داغ پنبہ کجا کجا نہی

بشن کی بابت اعتراضوں کا جواب

حجۃ الہند صفحہ ۱۳۵ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ - از انجملہ ایک پیشوا ان کے بشن جی ہیں جنہوں نے دھوکا دے کر برندا جلندھر کی جورو سے زنا کیا۔ اور اسکی بد دعا سے پتھر بن گئے۔ ۱۱

جواب - دین اسلام کے پیغمبروں اور پیشواؤں میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس کے عمدہ چال چلن سے دُنیا کو نیکی اور اخلاق کا سبق حاصل ہو۔ معمولی آدمیوں کی حالت کو ہم کیا کہیں اور کس کے آگے بیان کریں۔ جبکہ بڑے بڑے پیغمبروں کے چال چلن کا یہ حال ہو۔ ایسے موقعہ پر ہم کو اسلام کی حالت دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ تو نے خود بانیان اسلام کا کیا اخلاق سدھارا۔ جو لوگوں کا سنوار دیگا۔

تو بہ خویشتن چہ کردی کہ کنی بدیگراں ہم ۔۔۔ حقا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

اسلام کے نامی گرامی بلکہ الہامی پیغمبروں میں سے ایک حضرت داؤد ہیں۔ جنہوں نے اوریا کی جورو بطشبا بنت سبع کو ورغلا کر اُس سے زنا کیا۔ اور اوریا اُس کے خاوند کو فریب سے دھوکا دے کر قتل کرا دیا۔ اگر کسی متعصب مولوی کو انکار ہو تو ہم شہادت پر تیار ہیں۔ دیکھئے تمہاری مقدس کتاب سموئیل میں خدا اس طرح فرماتا ہے "ایک دن شام کو ایسا ہوا کہ داؤد اپنے بچھونے پر سے اٹھا۔ اور بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا۔ اور وہاں سے اُس نے ایک عورت کو دیکھا۔ جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤد نے اس عورت کا حال دریافت کرنے کو آدمی بھیجے۔ اُنہوں نے کہا۔ کیا وہ انعام کی بیٹی بنت سبع اتی اوریاہ کی جورو نہیں۔ اور داؤد نے لوگ بھیج کے اُس عورت کو بلا لیا۔ چنانچہ وہ اُس پاس آئی اور اُس سے ہم بستر ہوا۔ کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوئی تھی۔ اور وہ اپنے گھر کو چلی گئی۔ اور وہ عورت حاملہ ہو گئی۔ سو اُس نے داؤد پاس خبر بھیجی۔ کہ میں حاملہ ہوں۔" (دیکھو سموئیل ۲ باب ۱۱ آیت ۲ سے ۲۵ تک) اور اوریاہ کے مروا دینے کے بعد داؤد نے اُس کو جورو کر لیا۔ اور داؤد پیغمبر کے نطفہ سے اُس عورت کے شکم سے پیغمبر زادہ حرام کا لڑکا پیدا ہوا۔ (دیکھو سموئیل ۲ باب ۱۱ - آیت ۲۶ و ۲۷ صفحہ ۱۰۳ کالم ۲ چھاپہ ۱۸۶۲ع) پھر اُسی عورت سے داؤد نے دوبارہ صحبت کی۔ اور حمل ٹھہرایا۔ اور اُسی عورت سے حضرت سلیمان پیغمبر پیدا ہوا۔ (دیکھو سموئیل ۲ باب ۱۲ - آیت ۲۴ و ۲۵ صفحہ ۲۸۲ کالم ۲ چھاپہ ۱۸۵۳ع لودھیانہ)

حضرت داؤد نے اُس عورت کو جب کہ وہ نہا رہی تھی۔ علانیہ برہنہ دیکھا (سموئیل ۲ باب ۱۱ آیت ۲) حضرت داؤد وہ نبی اسلام کے ہیں جنپر خداوند تعالےٰ نے زبور مقدس نازل فرمائی۔ اس کے ساتھ ہی دیکھو قرآن سورہ ص خلوا علی داؤد ففزع منھم قالو لا تخف خصمن الخ۔ اسکے حاشیہ پر بصفحہ ۴۴۴ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام نود و نہ زن داشت مع ہذا۔ زن دیگرے در خطبہ شخصے بود در نکاح او بود درخواست کرد۔ خدا تعالےٰ فرشتگاں بجہت تنبیہ داؤد بشکل خصوم ممثل

ساختہ۔ اشارت باین قصہ است درین آیات"۔ اور تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ بعضے از مفسدان این قصہ را بر وجہ ایزاد کردہ اند۔ کہ شرع و عقل در قبول آں اباء میکند صفحہ ۲۰۲ اور اسی کے متعلق تفسیر میں ہے۔ قیل فریقان لیطابق ما قبل من ضمیر الجمع و قیل اثنان۔ الضمیر لبعضہما والخصم یطلق علے الواحد والاکثر وھما ملکان جاء فی علے ما وقع منہ وکان للہ تسع وتسعون امراۃ وطلب امراۃ شخص لیس لہ غیرھا وتزوجھا ودخل بہا"۔ (دیکھو تفسیر جلالین مطبوعہ حیدری بمبئی ۱۲۸۹ھ صفحہ ۱۲۵) اور قرآن مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۲۹۹ھ صفحہ ۲۰۰ پر لکھا ہے دیکھو ف ۲) اور دیکھو تاریخ انبیا ذکر داؤد صفحہ ۱۵۱ سے ۱۵۳ تک ۱۲۷۶ھ و سیرت الرسل و بحر مواج ولب لباب و اخلاق الصالحین میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ کہ داؤد نے ضرور زنا کیا۔"

بشن جی کا واقعہ کسی معتبر گرنتھ میں نہیں ہے۔ مگر داؤد کا قصہ عموماً دین اسلام کی مستند و الہامی کتابوں میں لکھا ہے۔

اعتراض صفحہ ۵۰ حجۃ الہند۔ اسکند پوران کے ادھیا چھیانوے میں لکھا ہے۔ کہ بشن جی نے بعہد راجا دیوداس راجا کاشی کے یہ ہدایت عام فرمائی کہ جہاں کا خالق کوئی نہیں۔ خوبرویوں کے ساتھ عیش کرنا ہی مکت اور نجات۔ اور جسم کا فائدہ ہے اور جورو اور بہن اور بیٹی میں فرق جاننا بے عقلی ہے تمام عورتوں کو یکساں جانکر جس سے دل چاہے مزا کرے۔

جواب۔ یہ راجا بہت قریب زمانہ کا ہے۔ جبکہ مذہب بام مارگ ہندؤں میں چلا تھا۔ جو کہ زنا و شراب نوشی و گوشت خوری و بدچلنی کی بنیاد ہے۔ کسی بشن نام برہمن بام مارگی نے یہ کام کیا ہوگا۔ جیسا کہ اب بھی بام مارگی ایسا ہی کرتے ہیں۔ مگر وید دہرم کے قطعی مخالف ہیں اور دھرماتما پنڈت اس طریقہ کو بالکل ناپاک سمجھتے ہیں دیکھو لفظ بام پر ستیہ ارتھ پرکاش استو دھا ندھی۔

تاریخ الخلفا میں جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔ قال لما افضت الخلافتہ الی الرشید وقعت فی نفسہ جاریتہ من جوار المہدی فراودھا علے نفسہا فقالت لا اصلح لک ان اباک قد اطاف بی فشغف بہا فارسل الی ابی یوسف فسالہ اعنک فی ھذا شیئ فقال یا امیر المومنین او کلما ادعت امۃ شیئاً ینبغی ان تصدق لا تصدقہا فانہا لیست بمامونتہ۔ قال ابن المبارک فلم ادرمن اعجب من ھذا الذی وضع یدہ فی دماء المسلمین واموالہم یتحرج عن حرمتہ ابیہ او من ھذہ الامتہ التی رغبت بنفسہا عن امیر المومنین او من ھذا فقیہ الارض وقاضیہا قال اھتک حرمتہ ابیک واقض شہوتک وصیرہ فی رقبتی۔ فصل رشید کی چند خبروں میں۔ خدا اسکو معاف کرے سلفی طیوریات میں اپنی سند سے ابن مبارک سے روایت کرتا ہے۔ کہ جبوقت خلافت ہارون رشید تک پہنچی۔ تو اُس کے اوپر مہدی اُس کے باپ کی ایک مدخولہ گر پڑی پس اس نے اُس کے نفس کو اپنی ذات کے واسطے پسند کیا۔ اُس نے کہا تیری بھلائی نہ ہو کہ تیرے باپ نے میرے ساتھ صحبت کی ہے۔ ہارون رشید فریفتہ ہو گیا۔ اور آدمی بھیجا ابو یوسف امام زمان کے پاس۔ اور اس سے سوال کیا کہ اس کے جواز میں بھی تیرے پاس کوئی چیز ہے۔ امام نے فتویٰ دیا کہ اے امیر المومنین جس چیز کو وہ طلب کرتی ہے چاہیے کہ تو اُس کو دے دیوے تاکہ میں اس کی تصدیق کروں کیونکہ وہ ماموں نہیں ہے۔ یعنی عورت کی قابل اعتبار نہیں اُسکو تصرف میں لانا چاہیئے۔ کہا ابن مبارک نے کہ مجھے معلوم نہیں زیادہ عجیب اس شخص سے کہ جسنے رکھا ہے۔ اپنا ہاتھ مسلمانوں کے خون اور مال میں اور دخیل ہوتا ہے اپنے باپ کی حرمت میں۔ یا اس عورت سے جسے کہ رغبت کی اپنی جان سے امیر المومنین کو۔ اور اس فقیہہ الزمان اور قاضی سے کہ جسنے فتویٰ دیا کہ اپنے باپ کی حرمت کو پھاڑ ڈال اور اپنی شہوت کو پورا کر اور اُس کو اپنے تصرف میں لے آ۔" ہ (صفحہ ۱۹۷ ۱۳۰۹ھ مجتبائی دہلی)

کرشن جی کی بابت اعتراضوں کا جواب

حجۃ الہند صفحہ ۱۴۱ سے ۱۴۴ اور ۵۲ و ۵۳ اعتراض کرشن کا شرک کرنا۔ اور شرک کا حکم دینا یعنے خود براہمنوں کی اور مہادیو کے لنگ کی اور بن پربت کی۔ اور آگ کی پرستش کرنا۔ اور دوسروں سے کروانا اور دیوتا کے واسطے جنگ کا حکم دینا۔

جواب۔ کرشن جی نے نہ تو کبھی شرک کیا اور نہ شرک کا حکم دیا۔ بلکہ ہمیشہ شرک سے نفرت کرنے اور لوگوں کو راہ راست کی ہدایت دیتے رہے۔ مہابھارت شانتی پرب ادھیا ۳۵ میں لکھا ہے۔

सरवान पच्माधिपस्य स डता
नानिपथथव: स्त्र बलो: का ततः प स्नात द्दपौ ब्र म्ह स्न नात नः

یعنے سری کرشن جی نے یوگ کی حالت میں گیان کے ذریعہ سے تحقیق کرکے اُس سناتن برہم پرماتما کا دھیان کیا۔ ہاں اگر کرشن جی کے شرک سے مراد برہمنوں کی تعظیم و تکریم ہے۔ تو اس کے ہم اقبالی ہیں۔ بے شک کرشن جی نے جو کہ ایک نیک انسان اور فاضل آدمی تھے۔ برہمنوں کی خدمت کی اور تا زیست کرتے رہے کیونکہ

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ہر کہ خود را دید او محروم شد۔

اور وید میں حکم ہے کہ پانچ کام روزمرہ انسانی فرائض سے ہیں۔ (۱) عبادت اُپاسنا یعنے صحت روحانی کا علاج (۲) اگنی ہوتر یعنے صحت جسمانی کا علاج (۳) پتر یگ یعنے ماتا پتا و اچاریہ برہمن کی خدمت و تعظیم۔ (۴) اتھتی یگیہ یعنی مہمان نوازی (۵) غریب غربا کے واسطے جو مستحق ہو خیرات۔ برہمنوں کی تعظیم اگر شرک ہے۔ تو ماں باپ کی تعظیم و تکریم بھی شرک ہے۔ اور یہ نوح سے لے کر سب پیغمبر کرتے رہے۔ پس بقول تمہارے سب مشرک ہوئے۔ مگر ایسا نہیں کیونکہ یہ جرم نہیں بلکہ ثواب ہے۔ اور اخلاق حسنہ کا فتح الباب ہے۔

مہادیو کے لنگ کی کرشن جی نے پوجا نہیں کی۔ اور نہ کرشن جی کے وقت میں یہ بدفعلی رائج تھی۔ اس کا رواج بہت پیچھے چلا ہے۔ کرشن جی تو ایک پرماتما کے بھگت تھے مفصل دیکھو گیتا کا آٹھواں ادھیا۔ اور اگر ہوں سے مراد آتش پرستی ہے۔ تو یہ صرف آپ کی عقل کی پستی ہے۔ ہم آگ کی پرستش نہیں کرتے۔ بلکہ ویدک ہدایت کے مطابق ہون کرتے ہیں۔ اور آگ کے پوجاری کو وید انوکول بُرا سمجھتے ہیں۔ اور ایسا ہی کرشن جی بھی سمجھتے تھے۔ مگر یہ اعتراض تمہارے قرآن اور دین اسلام پر آتے ہیں۔

محمد صاحب نے شرک کیا۔ سنگ اسود کو چوما۔ اور اُس کی برکت سے اُن کے گناہ دور ہوئے کعبہ کی پرستش کی۔ اور سنگ اسود کو خدا کہا۔ بتوں کی تعریف کی۔ ۱۰ ماہ تک یہودیوں کی خاطر بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے رہے۔ جبکہ کعبہ میں ۳۶۰ بت موجود تھے۔ تب بھی اُسی بت خانہ کی طرف سجدہ کرتے رہے۔ ساری دُنیا کو مکان پرست بنا دیا۔ خدا کو محدود ایک دیشی کعبہ کا مکیں ٹھہرایا۔ شیطان کو ہر جگہ حاضر و ناظر بتلایا۔ خدا کے مقابلہ میں گمراہ کرنے والا اور خدا کا مخالف قائم کرایا۔ لوگوں کو چاہ جہالت میں گرایا۔ پس خود محمد صاحب نے شرک کیا۔ اور شرک کا حکم دیا حجۃ الہند صفحہ ۵۳۔ کرشن جی جراسندہ کے خوف سے دوارکا میں بھاگ کر جا رہے تھے

(از مہابھارت سبھاپرب)

جواب - جس طرح محمد صاحب بخوف قریش مکہ سے بھاگ کر غار ثور میں جا چھپے اور وہاں پر تعاقب کرنے سے مدینہ کو بھاگ گئے۔ اور ایسے ایسے حیلے کئے کہ کسی بہادر سے کیا بلکہ معمولی آدمی سے بھی ناممکن ہیں۔ خدا نے بھی اپنی کن فیکونی طاقت کو بھلا کر حیلہ بازی سکھلائی۔ اسی روز سے سال ہجری مقرر ہوا۔ جو حضرت کی مفروری کی تاریخ ہے۔ حملہ حیدری میں لکھا ہے۔

چو بوبکر زاں حال آگاہ شد ۔ زخانہ بیروں رفت وہمراہ شد
گرفتند پس راہ یثرب بہ پیش ۔ ہمی کند نعلین از پائے خویش
بسر پنجہ راہ رفتن گرفت ۔ پئے خود ز دشمن نہفتن گرفت
چو رفتند چندے بداماں دشت ۔ قدوم فلک سائے مجروح گشت
ابوبکر آنگہ بدوشش گرفت ۔ ولے زیں حدیث است جائے گفت
برفتند القصہ چندے دگر ۔ چو گردید پیدا نشان سحر
بدیدند غارے دراں تیرہ شب ۔ کہ خواندی عرب غار ثورش لقب
گرفتند در جوف آں غار جائے ۔ ولے پیش بنہاد بوبکر پائے
بہر جا کہ سوراخ یا غار دید ۔ قبا را بدرید و آں رخنہ چید
درآمد رسول خدا ہم بغار ۔ نشستند یکجا بہم ہر دو یار
بغار اندروں تا سہ روز و سہ شب ۔ بسر برد آں شہ بفرمان رب

اور ناسخ التواریخ میں خود حضرت علی کا اقبال بھی درج ہے کیونکہ دھوکا محمد صاحب کی مرضی اور ترغیب سے دیا گیا تھا۔ مورخ گبن صاحب نے لکھا ہے "اگرچہ قاتل دروازہ پر نگہبانی کر رہے تھے۔ مگر وہ دھوکے میں آکر علی کو محمد سمجھے ہوئے تھے جو رسول کے بستر پر انہیں کی سبز چادر اوڑھے سو رہا تھا۔" (تواریخ زوال روم و اعجاز صفحہ ۸۰) ایک اور جگہ گبن صاحب نے لکھا ہے "قریش لوگوں نے محمد صاحب کی تلاش میں مکہ کی تمام نواح چھان ڈالی۔ اور اُس غار پر بھی پہنچے جس میں آپ اور اُن کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ مگر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ مکڑی کے جالے اور کبوتر کے گھونسلے نے جو خدا نے کافروں کو دھوکا دینے کے لئے پیدا کر دیا تھا۔ اُن کو یقین دلایا کہ اُس جگہ کوئی نہیں ہے۔ اور نہ کوئی وہاں آیا ہے" (دیکھو تاریخ زوال رومتہ الکبرے و اعجاز صفحہ ۸۲)

محمد صاحب چند آدمیوں کے خوف سے بھاگ گئے اور کرشن جی ایک لشکر جرار کے مقابلہ میں سے

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

تحفۃ الہند ۲۴۱ - ایک بار کرشن جی نے رکمنی سے فرمایا کہ جو کوئی تمہارے لائق ہو اُس کے گھر جا بیٹھو۔ میں تم سے محبت نہیں رکھتا۔ رکمنی نہایت خفا اور غضبناک اور پریشان ہوئی تو آپ نے رکمنی کو گلے لگا کر فرمایا۔ کہ جب کوئی عورت حسین خفگی سے ناک بھوئیں چڑھاتی ہے تو عجب دلربا نظر آتی ہے۔ اسواسطے ہم نے تم سے یہ بات کہی تھی تاکہ تم خفگی فرما کر اپنی بھوئیں چڑھاؤ۔ اور ناز معشوقانہ ہم کو دکھاؤ۔

جواب - عورت اور خاوند میں باہمی عاشقانہ و معشوقانہ محبت ہونی بجا ہے وہی کرشن اور رکمنی میں تھی۔ کثرت محبت کے سبب اکثر ایسے واقعات ہوتے ہیں مگر ایسی باتیں سوائے باہمی مذاق کے بدچلنی میں داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ نتیجہ ہر طرح نیک ہے۔ جیسا کہ خود تمہاری تحریر سے ظاہر ہے۔ پھر نہیں معلوم کہ یہ اعتراض کس خیال سے کیا۔ ذرا پہلے اپنے گھر میں حضرت کا چال چلن تو دیکھ لیا ہوتا۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ولہٰذا چوں گفتہ عائشہ صدیقہ رضی

اللہ عنہا در ابتدائے مرض آنحضرت علیہ السلام والاسا فرمودند آنحضرت بل ارشاد نمود اگر بمیری تو اے عائشہ پیش من ومن زندہ باشم نماز کنم و دفن کنم ترا ایں سخن گراں آمد و عائشہ گفت دوست میداری تو فراق مراد مقصود آنحضرت آں بود۔ کہ چوں رفتن خود را ازیں عالم دانستہ بود۔ خواست کہ عائشہ پیشتر از وے رود و دراں عالم مجتمع شوند"

(مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۵۲ سنہ ۱۲۹۲ھ نولکشور) اور ایسا ہی ذکر مشکوۃ کتاب الفتن باب فی وفات النبی جلد ۴ صفحہ ۶۲۶ و ۶۲۷ میں ہے)

تاریخ انبیا میں ہے کہ ایک دن آنحضرت باہر سے تشریف لارہے تھے۔ عائشہ نے کہا کہ میرا سر دکھتا ہے حضرت نے کہا میرا سر دکھتا ہے۔ اور جو میرے سامنے تمہاری وفات ہو تو میں اچھی طرح تمہاری تجہیز و تکفین کروں۔ نماز جنازہ کی پڑھوں۔ عائشہ نے کہا کہ گویا آپ یہی چاہتے ہیں کہ میں مر جاؤں اور آپ بے شک اور بی بی کو لے کے اُسی دن میری جگہ سو ویں گے۔ حضرت نے تبسم فرمایا"

(صفحہ ۹۲ ۳ سنہ ۱۲۸۱ھ) اور دیکھو صحیح بخاری کتاب المرض صفحہ ۸۴۵ و تاریخ ابی الفدا عربی صفحہ ۱۵۹ جلد اول و روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۱۷۱ نولکشور سنہ ۱۸۸۳ء)

پیارے ناظرین! دونوں کے تفاوت پر غور فرمائیے۔

رکمنی کرشن جی پر مرتی تھی۔ اور محمد صاحب عائشہ پر مرتے تھے۔ رکمنی اور کرشن جی کی محبت دُنیا پر آشکارا ہے اور محمد صاحب و عائشہ کی حالت بھی کسی ایماندار محمدی سے مخفی نہیں رکمنی کرشن جی کے جیتے جی اور مرنے کے بعد بھی اپنی پتی برتا دہرم کو پالن کرتی رہی۔ مگر عائشہ حضرت کے جیتے جی بدنام ہو گئیں۔ قرآن میں جہاں یہ قصہ مذکور ہے۔ اسکا نام سورۃ النور ہے۔ ان الذین جاء و بالافک الخ اور تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۵۷ سنہ ۱۲۷۶ء بمبئی و تفسیر جلالین صفحہ ۵۴ جلد ۲ سنہ ۱۲۹۹ حیدری بمبئی و تفسیر سواطع الالہام صفحہ ۴۳۰ و ۴۳۱ - اور صحیح بخاری صفحہ ۹۴۵ - ۵۳۱ سنہ ۱۲۷۲ھ۔

مولوی حسین واعظ بڑے صاف لفظوں میں ڈرتا ہوا اقبال کرتا ہے "اسی روز سے عائشہ کی بابت محمد صاحب کے اصحابیوں کی نیت میں خلل آیا جیسا کہ لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ یکے از صحابہ گفتہ بود کہ اگر حضرت پیغمبر را وفات در رسد من عائشہ را بخواہم و دیگرے را در خاطر گذشتہ بود و بزبان نیاوردہ۔ جب محمد صاحب نے دیکھا کہ صحابہ کی نیت صدیقہ کی طرف نیک نہیں ہے۔ تو جھٹ ایک آیت اُتار لی۔ سورۃ احزاب وان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذلک کان عند اللہ عظیما۔ و نہ آنکہ نکاح کنید زنان او را پیغمبر را پس از وے ہرگز ہر آئینہ ایں کار ہست نزدیک خدا گناہ بزرگ" (صفحہ ۲۰۵ تفسیر حسینی جلد ۳)

اور عائشہ و محمد صاحب کے حق میں سعدی کی گلستان کے باب ہفتم کی وہ حکایت ساری کی ساری موزوں ہے۔ جیسے اخیر میں لکھا ہے۔ زن جوان را تیرے اگر بپہلو نشیند بہ کہ پیرے۔ مگر کرشن و رکمنی کے لئے۔ میان عاشق و معشوق رمزے است کراماً کاتبین را ہم خبر نیست۔ اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ کرشن جی کی تعظیم اور نبوت دین اسلام کی کتابوں سے بھی ثابت ہے۔ جس کا آپ کو بھی اقبال ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ بلکہ بعضے مسلمانوں کا بھی یہ گمان ہے کہ کرشن کنہیا جی موحد بلکہ پیغمبر تھے اور حج کر کے براہ دوارکا ہند میں آئے۔ اور ان کی نسبت جو کتب ہنود میں افعال ناشائستہ لکھے ہیں محض غلط ہیں (تحفۃ الہند صفحہ ۱۴۱ سطر ۵-۷)

دوم حدیث میں ہے۔ کان الیمانی سواد الہند اسود اللون (سمعتہ کاہن) ترجمہ بتحقیق ہوا ہے نبی ہندوستان میں شاعر ہے رنگ اُس کا اور نام اُس کا

کاہن ہے۔ دیکھو (فتوحات مکی) اور مدینۃ التحقیق۔

کاہن کرشن جی کا نام ہے اور خود لفظ کرشن کے معنے بھی اسود اللون کے ہیں۔ سوم اہل شیعہ کا وہ مشہور نام جو علی کی تعریف میں پڑھا کرتے ہیں اسمیں لکھا ہے ؎

ہندوانم کرشن خوانند مسلمانم علی حیدر کرار گوید خالق ہر دو سرا

اب ہم اس بات کا رد کرتے ہیں جو کہ آپ نے لکھا ہے کہ وہ حج کرکے براہ دوارکا ہند میں آئے۔ واضح ہو کہ راجہ یدہشٹر کا سمت اس وقت ۴۹۹۱ ہے اور کرشن جی اُس کے ہمعصر تھے (مفصل دیکھو تاریخ دُنیا حصہ اول)

ابراہیم جس نے کعبہ بنایا اُس کو پیدا ہوئے ۳۸۱۱ سال ہوئے۔ اُس سے پہلے کعبہ کا نام ونشان نہ تھا کرشن جی محمد صاحب سے ۳۶۰۰ سال پہلے۔ اور ابراہیم بانی کعبہ سے ۱۱۷۹ سال پہلے ہوئے۔ اُن کے وقت میں نہ تو ابراہیم تھے اور نہ محمد صاحب۔ کتم عدم میں مخفی تھے۔ اِس لئے حج کرانا سراپا بے معنی گپ ہے اور براہ دوارکا ہند میں آنا ایک اور لایعنی خیال ہے۔ کرشن جی فی الحقیقت بقول حدیث اور علماء اسلام کے نبی تھے۔ اور بقول جمیع اہل ہنود کے ایک معزز رشی تھے۔ اور اُنہوں نے فرمایا ہے کہ سوائے ویدمارگ کے اور سب دہوکا بازی ہیں انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ وید دہرم پر قائم رہے اور مکاروں کے فریب میں ہرگز نہ پھنسے۔ وہ ایک مشہور ومعروف رشی تھے۔ مہابھارت اور گیتا اُن کے اعتقاد کی شاہد ہیں۔ عرصہ تقریباً سات آٹھ سو برس کا گزرا کہ ایک شخص بام مارگی نے جس کا نام بوپ دیو اور رہنے والا مقصود آباد مُلک بنگالہ کا تھا۔ ایک کتاب محض بُرائی اور خرابی سے بھری ہوئی جہاں تماکرشن جی کو بدچلن ثابت کرنے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی غرض سے بنائی جیسے راس لیلا وغیرہ بُرے ناٹکوں کا رواج ہوگیا۔ جو اصل ست شاستر کے قطعی خلاف ہے اور سراپا دور از انصاف۔

اعتراض صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳۔ بھاگوت اسکندہ ۱۰ ترجمہ گنپت رائے میں ہے کہ کرشن ایک دن گوپیاں کے کپڑے اٹھاکر کدم پر چڑھ گیا۔ اور اُن کو ننگا دیکھا۔ اور پھر اُسی اسکندہ میں لکھا ہے۔ کہ گوپیوں کے ساتھ ایک رات کرشن جی نے راس لیلا کی کرشن جی گوپیوں کو خصوصاً اپنی پیاری رادھا کا کو بڑی محبت سے سینہ اور گلے سے لگاکر عیش کر رہے تھے۔ آخر تمام گوپیوں کو بِرت دان دے کر اُن کی خواہش پوری کی۔

جواب۔ یہ تمام الزام باطل ہیں۔ اُن کے کسی فقرہ میں صداقت کا نشان نہیں۔ کیونکہ بھارت اور گیتا دونوں اُس کے مخالف ہیں۔ اُن میں ان امور کا مطلق ذکر نہیں۔ خود بھاگوت میں بھی جہاں تک ہم نے غور کی رادھکا نام مذکور نہ پایا۔ اگرچہ بھاگوت خصوصاً اور دیگر پُران عموماً غیر معتبر ہیں۔ مگر مترجموں نے اور بھی اندھیر کردیا۔ ایک دو ترجموں کے سوائے اور کوئی ترجمہ بھاگوت کا ٹھیک نہیں اور وہاں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ جب تک کرشن جی برندابن وگوکل میں رہے اُن کی عمر ۷۔۸ سال کی تھی۔ پس ایسے نابالغ بچّہ کی حرکات عقلاً قابل اعتراض نہیں ہیں۔ بنابراں کرشن جی پر کوئی الزام عائد نہیں ہوسکتا۔ مگر ذرا اپنے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حال دیکھیئے کہ اُس نے کس طرح مریم کو برہنہ دیکھا اور کیا فعل کیا۔

نمبر ۱ سورۃ مریم قرآن۔ واذکر فی الکتب مریم اذانتبذت من اھلھا مکاناً شرقیاً فاتخذت من دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشراً سویا۔ قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا قالت انی یکون لی غلم ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا۔

پھر قرآن سورۃ تحریم میں ہے۔ ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا۔ ترجمہ مریم دختر عمران را کہ نگاہداشت خود را پس دمیدیم در او روح خود را (از ترجمہ شاہ ولی اللہ) اور ایسا ہی ذکر سورۃ انبیاء میں ہے اس کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ یعنے غسل حیض کرنے کو پہلا حیض تھا۔ تیرہ برس کی عمر تھی یا پندرہ برس کی کنار ہوئیں۔ شرم سے وہ مکان مشرق کو تھا۔ اب نصاریٰ قبلہ کرتے ہیں شرق کو بشراً سویا کے معنے جوان خوب صورت۔ دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۴۸ مجتبائی دہلی ۱۲۹۹ھ)۔ مریم کے برہنہ غُسل کرنیکا واقعہ مولوی رومی نے دفتر سوم مثنوی میں بعنوان پیدا شدن روح القدس بصورت آدمی برمریم بوقت غُسل و برہنگی وپناہ گرفتن او بحق تعالےٰ۔ صفحہ ۲۷۳ ۱۲۶۲ء بمبئی) میں یہ سارا قصہ لکھا ہے اور حضرت ذکریا کیوں مارے گئے۔ اسکے قتل کا سبب بھی روضۃ الصفا ۸۲ ۱۲۶۲ دہلی مجتبائی بھی ملاحظہ طلب ہے۔ **نمبر ۲** نبی داؤد نے بنت سبع زوجہ اوریاہ کو برہنہ دیکھا اور زنا بھی کیا۔ اور اسکے خاوند کو مروا بھی ڈالا (دیکھو سموئیل باب ۱۱۔ آیت ۲ سے ۲۷ تک) **نمبر ۳**۔ حضرت سلیمان نے کہا کیا راس لیلا۔ اور گوپیوں کے واسطے کیا شرک وکفر کیا۔ (سلاطین ا باب ۶۔ آیت ۲۳۔۳۵۔ اور باب ۱۱۔ آیت ۱۔ ۳۔ اسی سلیمان کی بابت لکھا ہے۔ سلیمان را سہ صد منکوحہ وہزار سریہ بود وغیرہ وغیرہ (مدارج جلد ۲۔ نولکشور صفحہ ۵۹۲) **نمبر ۴**۔ حضرت داؤد کے فرزند ارجمند حضرت امنون علیہ السلام نے اپنی خوبصورت بہن تمر کے ساتھ کیا کچھ منہ کالا کیا۔ (دیکھو سموئیل ۲۔ باب ۱۳ آیت ۱ سے ۱۸ تک صفحہ ۳۸۳ ۱۸۸۳ء۔ لودھیانہ) اگر آپ خود نہ پڑھ سکتے ہوں۔ تو ان مقامات توریت مقدس کو کسی اور سے پڑھوا کر تسلی کر لیجیئے۔ تاکہ آپکو بخوبی معلوم ہو جائے۔

نبی ترے فرشتے ترے سارے پھرں تھے عورتوں پر بارے مارے
نگاہِ شوخ کی تعریف سُن کر خدنگ عشق رکھتے تھے جگر پر
فدائے قامت بیساختہ تھے برنگ فاختہ دل باختہ تھے

مہادیو کی بابت **اعتراض ۱۸**۔ خدا ہونا مہادیو کا بقول چاروں ویدوں کے

اعتراضوں کا جواب **جواب**۔ بے شک لفظ مہادیو کے معنے پرمیشور کے ہیں۔ مہا سب سے بڑا دیو عالم ومالک۔ پس سب سے بڑا عالم یعنے عقل کل ومالک کل پرماتما ہے دوسرا کوئی نہیں۔ فرانسیسی فاضل ڈاکٹر برنیر صاحب نے لکھا ہے وہ خدا کے صفاتی نام برہم یعنے سب سے بڑا۔ بشن یعنے سرود یا پک و مہادیو یعنے پرجلال ہیں۔ پروہ کوئی آدمی ویدک محاورہ کے مطابق نہیں تھے،، (دیکھو اُنکا سفرنامہ صفحہ ۲۱۵ جلد دوم)

اعتراض ۲۶۔ وقت شادی ہمراہ گورجا کے مارپیٹ کرنا عورتوں کا مہادیو کو اور ٹھٹھے مذاق کرنا (شوپوران)

جواب ویدک مہادیو پرماتما کا نام ہے اور پُرانک مہادیو ایک راجا کا نام ہے جو ہمالہ کی پہاڑی علاقہ کوہ شوالک کا راجا اور پاربتی کا خاوند وجہ کا داماد گیش وسوم کارتک کا باپ تھا اور مثل پہاڑی لوگوں کے بیلوں کے رتھ اور بیل پر چڑھا کرتا تھا۔ اس کا علاقہ کوہ شوالک سے کیلاش تک تھا۔ یہ انسان اور فاضل آدمی تھا۔ اسی پہاڑی مہادیو کا حال بطور ناٹک شیوپُران میں لکھا ہے۔ اگر آپ کو شک ہو کہ مہادیو آدمی کا اور خدا کا کیسے نام ہے تو اسکے واسطے دیکھو۔

صمد ایک فقیر کا نام ہے اور خدا کا نام بھی۔ دیکھو منتخب وصراح وغیاث
احد خدا کا نام بھی اور ایک مشہور ومعروف صوفی افغان کا بھی (دیکھو دبستان مذاہب)
محمد خدا کا نام بھی ہے۔ اور نبی کا نام بھی۔
محمود خدا کا نام بھی۔ بادشاہ کا بھی پیغمبر کا نام بھی
اب باقی اعتراضوں کا جواب دیتے ہیں۔ یعقوب نبی نے اپنے ماموں کی بیٹی

راخیل نام پر عاشق ہو کر سات سال تک گلہ بانی کی مگر افسوس کہ اتنی محنت سے بھی وہ نہ ملی بلکہ اُس کے سسر نے دغا کر کے دوسری لڑکی بیاہ دی۔ جس پر اُس کو سات اور بھیڑیں چرانی پڑیں۔ تب راخیل ہاتھ آگئی (خوب ۱۴ سال خدا کی عبادت کی) دیکھو توریت پیدائش باب ۲۹۔ آیت ۹-۳۰۔

اسی طرح موسیٰ نبی ایک عورت کیواسطے دس سال بھیڑیں چراتا رہا۔ چنانچہ لغات میں لکھا ہے۔ "شبان وادی ایمن کنایہ از موسیٰ علیہ السلام کہ وہ سال شبانی حضرت شعیب کردہ آخر شعیب علیہ السلام بدختر خودش نامزد کردہ" از برہان وغیاث یہی ذکر توریت میں ہے۔ دیکھو خروج باب ۲ و ۳۔ اور یہی ذکر قرآن سورۃ طٰہٰ میں ہے۔ یہ باتیں جو راجا مہادیو کے ساتھ ہمگام بیاہ عورتیں کرتی رہیں۔ ٹھٹھے مذاق میں داخل ہیں۔ کرامات وخوارق عادات سے اُن کا کوئی تعلق نہیں۔

اعتراض کرنے سے پہلے آپ نے مندرجہ بالا دو بیتوں کا حال تو پڑھ لیا ہوتا۔ اور اگر کرامات وغیرہ کے متعلق دیکھنا چاہو۔ تو یاد رکھو کہ **امیر حمزہ** حضرت کے اصحاب کی قریش کی عورتوں نے مار پیٹ تو در کنار ناک کان کاٹ لیئے تھے۔ نہ کسی نے کرامات دکھائی اور نہ چوں وچرا۔ شفیع المذنبین ختم المرسلین۔ حیدر کرّار۔ علی مختار۔ لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار سب منہ دیکھتے رہ گئے۔ افسوس۔ **احد** کی لڑائی میں عتبہ بن ابی وقاص رحمت اللہ علیہ نے خود حضرت محمد کے دو دانت توڑ ڈالے تھے۔ وہاں کوئی کرامات نہیں دکھا سکے۔ (دیکھو تاریخ انبیا) **اعتراض** ۴۰۔ کشتی کرنا مہادیو کا ارجن کے ساتھ اور کبھی غالب اور کبھی مغلوب ہونا۔ **جواب**۔ مہادیو پہاڑی راجا اور ارجن میدانی راجا تھا ہرج کیا ہے۔ اگر کشتی کی ہو۔ مگر تمہارے یعقوب نبی کا خدا سے کچھ نہ ہو سکا۔ اور آخر وہ خیر ہنی کی حرکت کی۔ جسے سوائے نامرد کے اور کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ یعقوب کی ران کی نس کو ہتھیار سے چھوا۔ اور یعقوب کی ران کی نس اُسکے ساتھ کشتی کرنے سے چڑھ گئی۔

(توریت پیدائش باب ۳۲۔ آیت ۲۴-۳۲)

اعتراض۔ مہادیو نے شراب پی اور ننگا ناچا

جواب۔ اگرچہ آپ نے کوئی صحیح حوالہ نہیں دیا۔ مگر ہم آپکو بتلاتے ہیں کہ توریت کھول کر نوح نبی کی زندگی کا مطالعہ کرو جہاں لکھا ہے۔ "واتٰت اُنوح یکون خلا عاء عرس کو ماً وشرب من الخمر فنکو ولغرّ ے داخل جنابہ۔ فالبصر حام ابو کنعان عورۃ ابیہ" **ترجمہ** نوح کھیتی باڑی کرنے لگا۔ اور اُس نے ایک انگور کا باغ لگایا۔ اور اُسکی شراب پیکر نشہ میں آیا۔ اور اپنے ڈیرہ کے اندر آپکو ننگا کیا۔ اور کنعان کے باپ حام نے اُسے ننگا دیکھا۔" توریت تکوین باب ۹۔ آیت ۲۰ و ۳۱ اور اسی شرابی کی دعا خدا نے قبول کی توریت تکوین باب ۹۔ آیت ۲۵ و ۲۷

اعتراض ۴۲۔ قتل کرنا مہادیو کا بیگناہ برہمنوں کو۔ **جواب**۔ یہ بات کسی معتبر گرنتھ سے ثابت نہیں۔ مگر تمہارے موسیٰ نبی نے ایک مصری بیگناہ کو مار ڈالا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک مصری ایک عبرانی کو جو اُسکے بھائیوں سے تھا مار رہا تھا۔ پھر اُس (موسیٰ) نے ادہر اُدہر نظر کی۔ اور دیکھا کہ کوئی نہیں تب اُس مصری کو مار ڈالا۔ اور ریت میں چھپا دیا اور جب فرعون نے پکڑنا چاہا۔ تو بھاگ گیا۔ گویا بموجب تعزیرات ہند دفعہ ۳۰۲ کا اشتہاری مجرم تھا۔ (دیکھو توریت خروج باب ۲۔ آیت ۱۱-۱۶) افسوس۔ کہ حاضر وناظر خدا کا ذرا خوف نہ آیا۔ یہی ذکر تاریخ انبیا صفحہ ۹۸ ۱۲۷۶ھ میں ہے۔ اور یہی بیان قرآن میں بھی توریت سے نقل کیا گیا ہے دیکھو سورۃ طٰہٰ وقتلت نفساً فنجینٰک من الغم۔ **ترجمہ** اے موسیٰ کشتی تُنے آدمی پس خلاص ساختیم ترا از غم۔ اور اس قصہ کا تفسیر جلالین مطبوعہ خیدری

بمبئی جلد ثانی صفحہ ۹ پر اقبال ہے اور ایسا ہی سورۃ شعرا میں ہے۔ ولہم علی ذنب فاخاف ان یقتلون۔ **ترجمہ** مرا ایشاں راست برمن دعوئے گناہ ہے کہ کردم مراد قتل قبطی ست پس می ترسم ازانکہ مرا بکشند بعوض قبطی۔"

گنیش کی بابت اعتراضوں کا جواب

مولوی۔ گورجا کی خوشامد عجیب کرنا مہادیو کا اور لاچار ہو کر گنیت کی پوجا اور ایک برس کے روزوں زبرتوں اکی مشقت کا ارشاد فرمانا۔ گنیت نام دیوتا ہے بصورت فیل جسکا نام گنیش بھی ہے (حجۃ الہند صفحہ ۲۹)

آریہ۔ گنیش یا گپتی لفظ کے معنے ہیں کل کا مالک اور اس لحاظ سے یہ کسی آدمی کا نام نہیں بلکہ پرمیشور کا ہو سکتا ہے۔ جاتک وغیرہ جوتش کے گرنتھوں کا مصنف ایک گنیش نام پنڈت بھی تھا۔ جو پندرہویں صدی میں گذرا ہے۔ ایک کشمیری کاتب کا جبر نے دیاس جی کے سامنے بھارت لکھا ہے گنیش نام تھا اور پدم پوران میں لکھا ہے کہ بیوقوف لوگوں کا ایک دیوتا بھی گنیش ہے جسکی اُنہوں نے عجائب وغرائب شکل بنا رکھی ہے۔ پس معلوم نہیں کہ آپ کس گنیش پر اعتراض کرتے ہیں۔ ہم لوگ ایسے فسانجات کے قائل نہیں اور نہ ایسی عجیب شکلوں پر مائل مگر آپ کے منہ سے یہ اعتراض موزون نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ قرآن شریف وحدیث لطیف میں بحوالہ سورۃ حاقہ ایسے ہی عجیب المخلوقات فرشتوں کا بیان ہے۔ جنپر آپ کا ایمان رہے۔ پس جب تک آپ قرآن سے دست بردار نہیں ہوتے۔ آپ کا چھٹکارا دشوار ہے۔

حجۃ الہند ۷۶۔ اس مقام پر اگر ہندو یہ کہیں کہ ہاروت وماروت دو فرشتے ایک عورت پر عاشق ہو گئے تھے۔ تو انکا جواب یہ ہے کہ اول تو اُن کے عاشق ہونے کی روائت بعضے علما کے نزدیک صحیح اور معتبر نہیں ہے۔

جواب۔ اسکا تو ذکر قرآن میں ہے۔ تفاسیر اس سے بھرے ہیں۔ وہ بعضے علما کون ہیں جو قرآن کو مرض نسیان کے سبب فراموش کئے بیٹھے ہیں۔ قرآن سورۃ بقرہ وما انزل علی الملکین۔ ببابل ہاروت وماروت۔ تفسیر حسینی میں ہے۔ "فرو فرستادہ شد از سحر علی الملکین بر دو فرشتہ ببابل در شہر بابل ہاروت و ماروت نام دو فرشتہ است ایشان بر زمین آمدہ بر زن زہرہ نام عاشق شدند و سبب شرب خمر بر قتل ناحق سجدہ صنم اقدام نمودند۔ حق تعالیٰ ایشاں را از صعود بر آسمان منع کرد۔ وعذاب بر ایشان دریں جہان مقرر شدہ وحالا بچاہ بابل بموئے سر آویختہ معذب اند" (جلد اول صفحہ، بمبئی ۱۲۷۶ھ) آپ بتلاؤ وہ کون علما ہیں جنکے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں۔

قولہ۔ دوسرے جب انہوں نے گناہ کیا تھا۔ اُسوقت محض فرشتہ نہ رہے تھے بلکہ بعض صفات بشریت کے اُنکو لاحق ہو گئے تھے۔

جواب۔ یہ بات قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن اُنکو بابل کے چاہ تک علی الملکین کہتا ہے۔ پس یہ کہنا بالکل بے بنیاد ہے۔ قرآن میں اور کوئی ذکر نہیں۔ پس صاف ثابت ہے کہ اُنہوں نے یہ سارے کام فرشتہ پن کے وقت کئے اور عزازیل و جبرئیل فرشتوں نے بھی ایسے بہت کام کئے ہیں۔ بلکہ طوفان نوح بھی شیطان کی ترغیب وخوشدلی سے ہوا۔ (تاریخ انبیا ذکر نوح صفحہ ۱۴ و ۱۵ ۱۲۸۱ھ)

اسلامی کتابوں سے خداپرستی کا ایک اور نمونہ اور مولوی عبید اللہ صاحب کو تنبیہ

دید موسیٰ یک شبانے را براہ — کو ہمی گفت اے خدا و اے الٰہ
تو کجائی تا شوم من چاکرت — چارقت دوزم کنم شانہ سرت
اے خدائے من فدایت جان من — جملہ فرزندان و خان و مان من
تو کجائی تا سرت شانہ کنم — چارقت را دوزم و در بر کنم

محب الاسلام

جامہ ات دوزم شپشہایت کشم ... شیر پیمیت آورم اے محتشم
در ترا بیمار ئے آید بہ پیش ... من ترا غمخوار باشم ہمچو خویش
دستکت بوسم بمالم پا شکیت ... وقت خواب آیم بروبم جائکت
گر بہ بینم خانہ ات را من دوام ... روغن و شیرت بیارم صبح و شام
ہم پنیر و نانہا ئے روغنیں ... خمرہا جغرانہا ئے نازنیں
سازم و آرم بپیشت صبح و شام ... از من آوردن تو خوردن طعام
اے فدائے تو ہمہ برہائے من ... اے بیادت ہر ہر و مُہہائے من
زین نمط بیہودہ میگفت آن شبار ... گفت موسیٰ با کیست قوای فلاں
گفت با آنکس کہ مارا آفرید ... این زمین و چرخ زو آمد پدید
گفت موسیٰ ہائے خیرہ سر شدی ... خود مسلمان ناشدہ کافر شدی
این چہ ژاژست این چہ کفرست و فشار ... پنبۂ اندر دہان خود فشار
گند کفر تو جہاں را گندہ کرد ... کفر تو دیبائے دین را ژندہ کرد
گفت اے موسیٰ دہانم دوختی ... وز پشیمانی و زجانم سوختی
جامہ را بدرید و آہے کرد تفت ... سر نہاد اندر بیابانی و رفت
وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا ... بندۂ مارا ز ما کردی جدا
تو برائے وصل کردن آمدی ... نے برائے فصل کردن آمدی
تا توانی پامنہ اندر فراق ... ابغض الاشیا عندی الاطلاق
ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم ... ہر کسے را اصطلاحے دادہ ایم
درحق او مدح ، در حق تو ذم ... درحق او شہد در حق تو سم
درحق او نور درحق نار ... درحق او درد درحق تو عار
درحق او نیک درحق تو بد ... درحق او خوب درحق تو رد
ما بری از پاک و ناپاکی ہمہ ... از گرانجانی و چالاکی ہمہ
من نہ کردم خلق تا سودے کنم ... بلکہ تا بر بندگان جودے کنم
ہندیاں را اصطلاح ہند مدح ... سندیاں را اصلاح سند مدح
من نہ گردم پاک از تسبیح شاں ... پاک ہم ایشاں شوند و درفشاں
ما بروں را ننگریم و قال را ... ما دروں را بنگریم و حال را
موسیا آداب داناں دیگر اند ... سوختہ جان و رواناں دیگر اند
گر خطا گوید ورا خاطی مگو ... گر شود پر خون شہیداں را مشو
خون شہیداں را ز آب اولیتر است ... این خطا از صد ثواب اولیتر است
تو ز سرمستاں قلاوزی مجو ... جامہ چاکاں را چہ فرمائی رفو
در درون کعبہ رسم قبلہ نیست ... چہ غم از غواص را پا چیلہ نیست
شاہراگوید کسے جولاہ نیست ... این چہ مدحست این مگر آگاہ نیست

محمد صاحب کی زندگی کے خاص حالات

محمد صاحب جسمانی آدمی تھے

اسلام کی ایک مشہور تاریخ مین لکھا ہے کہ حاطب نام ایلچی نے جسکو محمد صاحب نے شاہ مصر کے پاس بھیجا تھا حضرت کا یہ حلیہ بیان کیا ہو دیکھتے ہیں آپ (محمد صاحب) آئینہ کو اور برابر کرتے ہیں۔ اور لٹکاتے ہیں موہائے مبارک کو کنگھی سے اور نہیں جدا ہوتی ہیں آپ سے یہ چیزیں۔ آئینہ۔ سرمہ دان۔ کنگھی مسواک سفر میں نہ حضر میں اور دیکھا میں نے آپ کو کہ زینت اور آراستگی کرتے ہیں۔ آپ واسطے ملاقات اپنے ساتھیوں کے سوائے زینت اور آراستگی کیواسطے اپنے

اپنے اہل کے (دیکھو فتوح المصر ، صفحہ ۲۲۴ سنہ ۱۲۸۶ھ نولکشور)

نظر بد سے ڈرا کرتے تھے چنانچہ حدیث میں لکھا ہے او کان شی سابق القدر لسبقتہ العین ترجمہ۔ اگر کوئی چیز غالب ہوتی تقدیر پر تو نظر بد غالب ہوتی ،، (جامع ترمذی مرتضوی دہلی صفحہ ۴۹)

جادو ٹونے کے قائل تھے اور اس سے سخت ڈرتے تھے

حدیث میں ہے کہ البید بن عاصم یہودی نے محمد صاحب پر جادو کیا جس سبب سے چھ ماہ بیمار رہے۔ چنانچہ مشکوۃ میں ہے قضیہ سحر لبعد از رجوع از حدیبیہ بود در ذی الحجہ از سند سادسہ و مدت بقائے او گفتہ اند کہ چہل روز بود و در روایتے شش ماہ و بقولے تمام سال غالباً قوت و غلبہ وے چہل روز بود۔ وجود بعضے آثارہ تا شش ماہ و بقائے بعضے و بقایائے سال و در روایتے از ابن عباس آمدہ است کہ آں حضرت علی و عمار را فرستاد از برائے استخراج سحر از بیر زردان (یعنی چاہ زردان) پس یافتند ایشاں در وے غلاف شگوفہ نخل را کہ در وے تمثال آں حضرت از لوح ساختہ اند و سوزن ہائے در وے خلانیدہ و رشتہ ردہ یازدہ گرہ بستہ اند۔ پس آورد جبرئیل معوذتین را ہر آیتے کہ ازاں بخواند گرہے کشادہ میشد و ہر سوزنے کہ از آں بیروں مے آوردند آں حضرت را تسکینے و آرامے میشد ،،

(جلد رابع باب فی المعجزات فصل اصفحہ ۵۰۹)

اس جادو کی تاثیر یہ تھی کہ انسان نامرد ہو جاتا تھا۔ جیسا کہ مشکوۃ میں لکھا ہے۔ در خیال انداختہ مے شد کہ بیابد اہل خود را و جماع کند وے آید ایشاں را یعنے ظاہر میشد اورا از نشاط و فرح کہ وے قادر است بر آمدن زناں را و چوں نزدیک میشد با ایشاں قدرت نمے یافت براں ،، (صفحہ ۵۰۰ جلد ۴) و تحفۃ الاخبار ترجمہ مشارق الانوار نمبر ۵۵۸۔ ایس بخاری مسلم کے حوالہ سے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ یہی قصہ تفسیر حسینی میں بھی ہے۔ آوردہ اند کہ کودکے از یہود بخدمت رسول مشغول بود و دختراں لبید ابن عاصم یہودی از وے بمبالغہ بسیار از مشاطہ راس آں حضرت دو ندانہ چند از مشط آں حضرت بستدند و بنام آں حضرت برنے سحر کردہ در چاہ زردان زیر سنگے نہادند جبرئیل سید انام را خبر کرد و پیغمبر علی مرتضیٰ را فرستاد تا آں رسن را بیاورد و یازدہ گرہ براں زدہ بودند حق تعالیٰ معوذتین را فرستاد یازدہ آیت و جبرئیل کہ قرات کرد بہر آیت عقدہ ازاں رسن میکشود ،، (جلد ثانی سورۃ الفلق صفحہ ۴۷۹)

محمد صاحب متقی اور پرہیزگار نہ تھے

چنانچہ شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ بدانکہ دوست ترین چیزے بحضرت رسالت پناہ از امور دنیا زناں بودند و بوئے خوش و گفتہ اند کہ در مباشرت قوت سی نفر تا چہل نفر ویرا کرامت شدہ بود لاجرم مباح شد اورا چنداں کہ خواہد آں در نکاح خود آورد ،، و بخاری از انس آوردہ کہ حضرت رسالت پناہ مے گشت بر تمامہ نسائے خود در یک شب و آں یازدہ تن بودند و در روایتے نہ بودیم کہ تحدیث میکردیم کہ دادہ شد اورا قوت سہ نفر و از طاؤس و مجاہد آوردہ کہ قوت چہل تن۔ و در روایتے از مجاہد قوت چہل مرد از اہل جنت۔ و در روایت صحیح آمدہ است کہ ہر یکے از اہل جنت را قوت صد مرد در اکل و شرب و جماع۔ لہذا مباح بود آں حضرت را ہر مقدار زناں کہ خواہد۔ دریں جا کمال فضل و شرف و امتیاز اوست از سائر رجال اوست ،، (دیکھو مدارج النبوت باب دوم جلد دوم ذکر ازدواج صفحہ ۵۶۲ مطبوعہ نولکشور) **ابوہریرہ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے اپنی قوت باہ کا شکوہ کیا جبرئیل نے کہا تم ہریسہ کھایا کرو۔ کہ اسمیں قوت چالیس مردونکی رکھی ہے۔ (طب نبوی صفحہ ۶ مطبع نامی لکھنؤ سنہ ۱۳۱۲ھ)

تاریخ ابی الفدا مین لکھا ہے۔ رسول اللہ کا نکاح پندرہ بیبیوں سے ہوا انمیں

تیرہ عورتوں سے صحبت کی اور باقی دو سے نہیں کی۔" (جلد اول صفحہ ۲۶۸۔ اردو)

اور سب سے زیادہ ظلم یہ ہے کہ جس کسی عورت کو حضرت پسند کریں وہ اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی تھی۔ مشکوٰۃ میں ہے۔ "مرغوبہ آں حضرت میشد بر زوج وے پس آنحضرت را شایستہ است کہ ہیچ یکے از امت را بینند۔" (جلد ۲ صفحہ ۱۰۴) مولوی رومی لکھتا ہے۔ "ترک خشم و شہوت و حرص آوری ٭ ہست مردی و رگ پیغمبری۔" مگر حضرت کے حالات پڑھنے سے معاملہ سارا کا سارا دگرگوں نظر آتا ہے۔

جب محمد صاحب بوڑھے ہو گئے۔ اور اُنکے قوائے جسمانی سارے ہار گئے تب یہ آیت نازل کرائی۔ سورۃ احزاب۔ "لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن الا ما ملکت یمینک" نہیں حلال واسطے تیرے بعد اسکے اور نہ یہ کہ بدل ڈالے تو اُن سے اور بیبیاں اگرچہ خوش لگے تجھ کو حُسن اُنکا مگر جن کی مالک ہو گئے داہنے ہاتھ تیرے۔ (از ترجمہ امام المحدثین شاہ رفیع الدین)

اسپر تفسیر حسینی میں لکھا ہے "حلال نیست مر ترا زناں از پس ازیں نہ زن کہ در عقد تو اند چہ نہ تشمہ در حق آں حضرت صلعم چوں اربعہ است در حق امت۔ و حلال نیست آنکہ بدل کنی بدیشاں از زنان دیگر یعنی یکے را از ایشاں طلاق دہی و بجائے وے دیگرے را نکاح کنی و اگرچہ شگفت آورد ترا خوبی ایشاں (الا) استثنا است از نسا یعنے حلال است بر تو زنان پس ازیں نہ تن کہ داری مگر آنچہ مالک آں شود دست تو یعنی بہ تصرف تو در آید و ملک یمین تو گردد۔" (جلد ثانی صفحہ ۲۰۴ و ۲۰۵ سنہ ۱۸۸۴ع)

مگر جب نسخہ قوت باہ کے کھانے یا کسی اور سبب سے شاید طاقت آگئی۔ تو پھر حاشیہ قرآن فائدہ ۳ میں زبانی بی بی عائشہ صاحب کے لکھا ہے "حضرت عائشہ نے فرمایا۔ یہ منع آخر کو موقوف ہوا سب عورتیں حلال ہو گئیں۔" (دیکھو قرآن مطبوعہ نولکشور کانپور ۵۸۹ سنہ ۱۲۸۹ھ) کرامات کے ماننے والے مسلمان اور خصوصاً تو مسلم شیخ عبید اللہ صاحب بار بار محمد صاحب کے معجزات کا ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی جامی فرماتے ہیں۔

خراماں سرو او از سایہ آزاد	جہاں در سایہ آں سرو آباد
ز سایہ بود برتر پایۂ او	زمین و آسماں در سایۂ او
تنش را بود از جاں پاک پایہ	ندید از جاں کسے بر خاک سایہ
فلک ہمچوں زمیں شد سایہ دار تر	ازاں افتاد در پا سایہ دار تر

مگر ہم اُنکو بتلاتے ہیں کہ یہ شاعرانہ تعریفیں ہیں کہ "نہ کرسی فلک نہند اندیشہ زیر پائے تا بوسہ بر رکاب قزل ارسلاں زند۔" ورنہ اصل میں فضول باتیں اور بے بنیاد و دانش تر ہیں۔ لیجئے ہم ایک صاف اور سادہ دلیل اسکے رد کی سُناتے ہیں۔ اُنکا جسم تھا۔ کپڑے پہنتے تھے شادی کرتے اور جماع کرتے تھے اولاد بھی ہوئی تھی۔ اونٹ اور گدھے پر سوار بھی ہوا کرتے تھے۔ بی بی عائشہ کو کندھے پر چڑھا کر حبشیوں کا ناچ بھی دکھلایا تھا غزوہ احد جو شوال سنہ ۳ھ میں ہوا۔ اسمیں ایک کافر کا پتھر لگنے سے محمد صاحب کے نیچے کے چار دانت ٹوٹ گئے۔ اور پیشانی مبارک بھی زخمی ہوئی۔ اور آپ گھوڑے سے گر گئے اور اُنکے خود کی میخ اُنکے رخسارہ مبارک میں پھنس گئی۔ جب وہ میخ بمشکل تمام نکالی گئی تو بہت خون رواں ہوا۔ آخر فاطمہ نے بوریا جلا کر ڈالا۔ اور مشہور ہو گیا۔ کہ آپ شہید ہو گئے۔ جز سے بجز معدودے چند باقی بھاگ نکلے۔ اور شکست فاش کھائی۔ خود جامی نے بھی کہا ہے۔ ع بسنگ از دست دشمن لعل او دست۔ پھر لکھا ہے۔

دہانش بود از در حقۂ پر	شدہ چوں دُرج مرجاں حُقہ در
یکے دینار بود از حلم و فرہنگ	محک نہ مہدیے دینار زاں سنگ
چہ شد معیار او آں سنگ کاری	نشد ظاہر بجز کامل عیاری

قریش کی بہادر عورتوں نے مسلمان شہیدوں کے (جن میں امیر حمزہ وغیرہ سب تھے) ناک کان کاٹ لئے اور جگر چیر کر چبائے۔ چنانچہ محمد شبلی صاحب نے وہاں یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ "و ہندہ و صاحبانش کشتگاں مسلماناں را گوش و بینی مے بریدند و سینہ پہلوئے حمزہ رضی اللہ عنہ را (کہ از جملہ شہیداں بود) بدرید و جگر یش بر آورد و بخائیدند و صفیہ خواہر حمزہ بر آمد تا برادر خود را ببیند و پیغمبر خدا پسرش را فرمود کہ او را باز دارد۔ تا کار تباہش نہ ببیند زبیر از فرمودن پیغمبر خدا آگاہش کرد۔" (مبداء اسلام صفحہ ۱۷ و اعجاز التنزیل صفحہ ۳۷ و سفر السعادت و تحفہ السلام صفحہ ۱۲۵ و تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۸۲)

حدیث میں ہے۔ "الحرب خدعۃ" یعنی لڑائی الصرام باتی ہے۔ سابقہ فریب کے (فتوح المصر صفحہ ۲۵۴ سنہ ۱۲۸۴ھ) اسکے مطابق مواہب لدنیہ میں ہے کہ آنحضرت نے ابو سفیان کے قتل کے لئے عمرو بن امیہ اور سلمہ بن اسلم کو خفیہ بھیجا۔ لیکن راز کھل گیا۔ لوگ اُنپر دوڑے مگر وہ کسی طرح سے بچکر نکل آئے۔ (مفصل دیکھو رسالہ جہاد کل سنہ ۱۸۹۷ع)

محمد صاحب کی نزول وحی کی حالت پر ڈاکٹر سپرنگر صاحب ڈاکٹری تحقیقات سے یہ لکھتے ہیں کہ قوت متخیلہ کے درجہ بدرجہ بڑھ جانے سے جسکو صرع دوری کی مرض یعنی مرگی سے اور بھی اشتعال ہوا بانی اسلام کے دھوکھے میں پڑجانے اور اپنی رؤیا و تخیلات کو وحی و الہام باور کرنے کا باعث ہوا۔" (لائف محمد صاحب صفحہ ۹۸ سنہ ۱۸۵۱ء الہ آباد)

بُت پرستی کا دلی منشاء قریش با آنحضرت گفتند کہ نمے گذاریم ترا کہ استلام حجر کنی تا وقتیکہ مس کنی بتان ما را اگرچہ بسر انگشت باشد آنحضرت را از غایت شوق کہ بطواف حرم داشت در خاطر مبارک خطور کرد کہ چہ شود اگر چنیں کنم" (حسینی جلد ۱ صفحہ ۲۵۶)

محمد صاحب کی زندگی کے آخری حالات

سورۃ مائدۃ "واللہ یعصمک من الناس" یعنی اے محمد اللہ تیری حفاظت کریگا اور دشمنوں کے شر سے تجھکو محفوظ رکھیگا۔ مگر تفاسیر و احادیث سے اسکا خلاف ہونا پایا جاتا ہے تاریخ ابو الفدا میں ہے۔ "اھدت الی النبی زینب بنت الحارث الیھودیۃ شاۃ مسمومۃ فاخذ منھا قطعۃ ولاکھا ثم لفظھا وقال تخبرنی ھذہ الشاۃ انھا مسمومۃ ثم قال فی مرض موتہ ان اکلۃ خیبر لم تزل تعاودنی وھذا اوان انقطاع ابھری" (جلد ۱ صفحہ ۱۴۸ مطبوعہ مصر) ترجمہ۔ آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ وہ لقمہ زہر آلودہ جو یہودہ نے بکرے کے دست کے گوشت میں بھیجا تھا۔ اور میں نے اُسمیں سے خیبر میں کھایا تھا اُس سے میں ہمیشہ تکلیف پاتا ہوں۔ یہاں تک کہ میری رگ جان بسبب اُس زہر کے کٹ گئی۔ (تاریخ انبیا صفحہ ۳۶۲ و ۳۶۳)

صحیح بخاری صفحہ ۶۵۴ ذکر خیبر سنہ ۱۲۷۱ میں لکھا ہے۔ کہ گوشت زہر آلود جو میں نے کھایا تھا اُس کے سبب ابتک متالم رہا اور اُسوقت اُس نے میری ابھر یعنے رگ دل کو منقطع کیا۔" اور دیکھو مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۴ و ۶۲۲ نولکشور فارسی و تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۳۲۶ و روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۷۱۴ نولکشور)

پیغمبر بننے کے واسطے سب طرح کی حیلہ کرنے کو تیار رہتے تھے

لکھا ہے "یہود را از اقامت آنحضرت در مدینہ حسد آمد۔ گفتند اے ابو القاسم مقام انبیائے پیشیں زمین شام بودہ و اگر تو پیغمبری دعواہی کہ ترا تصدیق کنیم باید کہ بشام روی و آنجا ساکن شوی۔ آنحضرت عزم سفر شام مصمم فرمود" (تفسیر حسینی جلد ۱ صفحہ ۳۹۶) اور معالم میں ہے کہ اصحاب کو ساتھ لیکر مدینہ سے تین کوس مسافت طے کی۔ (اعماد ہند صفحہ ۳۶۵)

محمد صاحب آخری وقت بہت دُکھی ہو کر فوت ہوئے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ جب آخری وقت محمد صاحب سے جبرئیل نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے قال اجدنی

یا جبرئیل مغموماً و اجدنی مکروهاً ثم والیوم الثانی فقال له ذلک۔ کہا آں حضرت نے پاتا ہوں میں اپنے آپکو اے جبرئیل غمگین۔ و پاتا ہوں اپنے آپکو اندوہگین اسکے بعد پھر جبرئیل آیا دوسرے دن بس کہا اسکو وہی سخن جو پہلے روز کہا تھا (مشکوۃ جلد ۴ صفحہ ۶۲۰ فصل ۳ باب فی وفات النبی) ناظرین جان سکتے ہیں کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ اور پیغمبر اسلام آخری وقت کیوں مغموم و اندوہگین ہو رہے ہیں۔ دنیا جانتی ہے اور تمام انسانی عقل مانتی ہے کہ وہ تراث عورات کی محبت میں مشغول۔ کثرت ازدواج کے سبب خدا سے قوت باہ کے نسخے جنکو موصول ہوں اور جنکی مقبول طبع عورت اس کے خاوند پر حرام ہو جائے وہ غمگین و ملول ہو کر وفات دنیا میں تو کیا وہ رشی منیوں کی طرح گیان کے آنند اور راحت کے حصول میں کمال بشاشت سے قالب عنصری کو ترک کریں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اے نیکی نہ کردہ و بدیہا کردہ — وزحق بعفو خود تمنا کردہ
ہشدار کہ ایں وہم تو ہرگز نہ بود — ناکردہ چہ کردہ و کردہ چو ناکردہ

محمد صاحب اپنی قبر پوجوانی چاہتے تھے

حدیث میں ہے۔ من زار قبری بعد موتی کمن زارنی فی حیاتی۔ جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے بعد موت میری کے گویا اس نے میری زیارت کی حالت حیات میں لا یدخل النار من زرانی دوزخ نہ جائیگا وہ جس نے مجھے دیکھا من زار قبری وجبت له شفاعتی۔ جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے واجب ہوئی شفاعت (تاریخ انبیا صفحہ ۷۰۰ و شرح وقایۂ اردو جلد اول صفحہ ۳۴۲ و عقاید الاسلام صفحہ ۲۰۰۔

محمد صاحب اپنے خاندان کے واسطے بادشاہی کی تجویز کر گئے مگر نہ چلی۔

باب پنجم

متفرق الزاموں کی تردید

مولوی ۱۱۱۔ تیتری اُپ نکھید یجر وید میں لکھا ہے کہ آفتاب واسطے حاصل کرنے رطوبت کے چکر کھاتا ہے اور پانی جو اسکی غذا ہے۔ اس کے سبب سے زندہ ہے۔ دیکھئے کتنا جھوٹا مضمون اور خلاف حکمت ریاضی و طبعی کے ہے۔ جواب ہم نے تمام اُپ نشد مطالعہ کی مگر اس میں یہ کہانی کہیں نہیں دیکھی اگر ساری اسلامی دنیا ملکر کوشش کرے۔ تو بھی یہ بات تیتری اُپ نشد سے کوئی نہیں نکال سکتا۔ اِس جھوٹے الزام لگانے کا ہم آپ کو کیا انعام دیں۔ ہاں رب العالمین آپکو ہدایت دے اور راہ راست پر چلنے کی ہمت عنایت کرے تاکہ آپ اس تاریک گڑھے سے نکل کر روشنی میں آویں۔ آمین۔

البتہ ایسی باتیں قرآن میں ہیں بنی اسرائیل۔ وجعلنا اللیل والنهار آیتین فمحونا آیة اللیل وجعلنا آیة النهار مبصرة۔ تفسیر حسینی۔ گفتہ اند آیت روز آفتاب ست و آیت شب ماه و محو آیت شب نقصان نور ماه ست از بدایت تا محاق در لباب۔ از ابن عباس روایت مے کنند کہ پیش ازیں آفتاب و ماہ در نور مشابہ یکدیگر بودند و بدیں سبب روز از شب ممتاز نہ بود حق سبحانہ جبرئیل را فرستاد تا بر خود بال بر روئے ماہ مالید و نور او محو گشت و آفتاب بر حال خود ماند (جلد ۱ صفحہ ۵۰۸)

قرآن سورۃ بقرہ وارزق من الثمرات روزی دہ اہل اینرا از میوه با حق تعالیٰ ایں دعائے ابراہیم را مستجاب کرد اینرا حکم فرمود تا جبرئیل کو از دیہائے فلسطین راکہ مشتمل بود بر ثمرات بسیار از آں زمین منقطع ساخته بمکہ آورد و

وہفت بار بگرد خانہ کعبہ طواف دادہ و در زمین تہامہ بر سر مرحلہ از مکہ وضع کرد و آن دہ را بجہت طواف خانہ کعبہ طائف میگویند و میوہ اہل مکہ از انجاست (جلد ا حسینی صفحہ ۱۲)

سورۃ لبقرۃ۔ ورفعنا فوقکم الطور۔ وبرداشتیم بر زبر سر ایشاں کوہ را تا پیمان بستند حق تعالےٰ فرمان داد تا بر زبر سر ایشاں بالیستاد و در پیش روئے ایشاں آتشے افروخت و در عقب دریائے زخار پدید آمد چوں گریز گاہے ندیدند بر روئے در افتادہ و متحیر شدند (حسینی صفحہ ۱۱۲)

سورۃ القیمہ۔ وجمع الشمس والقمر۔ وجمع کردہ شدند آفتاب و ماہ یعنی ایشاں را بایکدیگر مجتمع ساختہ در دریا افگنند (جلد ۲ حسینی صفحہ ۴۳۷) قرآنی علمیت و حکمت و ریاضی و طبعی کے ہم نے چار نمونہ پیش کئے ہیں۔ مولوی صاحب کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی جھوٹا بیان و تودہ طوفان ہو سکتا ہے۔

مولوی ۱۴۶۔ کہتے ہیں کہ بہشت میں بھی بہشتی سزا پاتے ہیں۔ چنانچہ مہابھارت کے آدپرب میں لکھا ہے۔ کہ راجا جیات نے بہشت میں کہا کہ میں اپنے برابر کسی کو نہیں جانتا اندر نے اس گناہ کے بدلے اسکو بہشت سے دنیا میں پھینک دیا۔ پھر اِس گناہ سے پاک ہو کر بہشت میں گیا۔

جواب۔ بھارت میں جس راجہ کا بیان ہے وہ آسمانی نہیں۔ بلکہ دُنیاوی راجہ کی داستان ہے ہم اُسکا پتہ بتلاتے ہیں کہ اندر کہاں رہتے ہیں۔ اُس شہر کا اندر پوری یا سہر پور یا امر پور نام ہے جو مُلک برہما کا شاہی مقام ہے۔ وہاں امراوتی نام ندی بہتی ہے اور اُس جگہ سفید ہاتھی ہوتا ہے۔ اپسران یعنے گانے بجانے والی عورتیں بھی ہشیار ہیں اور پھل پھول کی بھی وہاں خوب بہار ہے اُس جگہ ارجن و کرشن وغیرہ کئی بار گئے۔ اور ضیافتیں کھا کر واپس چلے آئے۔ ہاں یہی اعتراض قرآن اور قرآنی بہشت پر وارد ہوتا ہے جسکے ہاتھ سے آدم بیچارہ آٹھ آٹھ آنسو روتا ہے۔ کیوں مولوی صاحب بہشتی بہشت میں سزا پاتے ہیں اور وہاں سے نکالے جاتے ہیں یا نہیں۔ اعتراض ۱۴۴۔ ایک راجا نیک کردار بہشت میں داخل ہوا ایک روز گنگا برہما کے پاس گئی وہ راجا بھی وہاں حاضر تھا ہوا نے گنگا کا دامن اٹھا دیا راجہ کی نظر گنگا کے زانو پر پڑی عاشق ہو گیا۔ بہشت سے نکالا گیا۔ بہشت کیا ہوا رنڈیوں کا چکلہ ہوا۔

جواب۔ اس واقعہ سے اور بھی ثابت ہوا کہ درحقیقت بہشت سے مراد ملک برہما ہے۔ اور اندر وہاں کا راجہ ہے جسکی کوئی معشوقہ مسماۃ گنگا ہوگی ناواقف راجہ عاشق ہو گیا رقابت کے مارے ملک سے نکالا گیا۔ ساتھ ہی جب ہم قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور اُس کی حور و غلمان پر نظر دھرتے ہیں لامحالہ ہمیں آپکا قول صادق معلوم ہوتا ہے (مفصل دیکھو رسالہ نجات)

مولوی ۱۴۳۔ ہندوؤں کے دین میں جادو اور ایسے کلام حلال ہیں اتھر بن وید میں دشمنوں کے مار ڈالنے کے بہت منتر ہیں۔ اور اِن میں بلدان یعنے قربانیوں کا ذکر ہے جو بھگوتی دیوی کو چڑھا کر اپنے دشمنوں کو مار ڈالے۔ چنانچہ ایک جگہ لکھا ہے۔ کہ جس کو مار ڈالنا منظور ہو۔ اسکی تصویر کا غذ پر بنا کر اُسکا سر کاٹ ڈالے۔ اتھرین بید اور بہت کتابوں میں ایسے منتر ہیں جنمیں غیر اللہ سے التجا ہے

جواب۔ آپکا یہ بیان محض افترا اور اسکا فقرہ فقرہ جھوٹ سے بھرا ہے نہ تو جادو کوئی چیز ہے۔ اور نہ اُس سے کسی طرح کی بھلائی یا بُرائی ہو سکتی ہے۔ جادو کا ماننا اور اس سے نفع نقصان یقینی جاننا جاہلیت کی روائیں اور اعرابیوں کی حکائیں ہیں۔ وید شاستر

کسی آرش گرنتھ سے جادو وادو کا کچھ تعلق نہیں مجھے آپکی دینداری پر افسوس ہے کہ کیوں اتنا جھوٹا الزام بغیر دیکھے بھالے احکام وید کے لگایا اور گناہ کا بوجھ اپنے سر پر اٹھایا جہاں سے شیطان نکلا وہاں سے ہی جادو پیدا ہوا۔ بائیبل ان باتوں کی مول ہے اور جن و شیطان و جادو اِس کا اصول خود مسیح جن بھوت نکالا کرتے تھے کیونکہ انہوں نے چالیس روز تک شیطان کے پاس تعلیم پائی تھی جس نے اچھی طرح اپنے مطلب کی پٹی پڑھائی حضرت عزازیل نے اِس سے پہلے کئی ہزار سال تک بہشت میں شیطانی ٹکول چلایا حضرت عرش آشیانی نے باوجود عالم الغیب کہلانے کے اُسے معلم الملکوت رسیڈ ماسٹر بنایا پھر آدم کو اپنے جال میں پھنسایا۔ اور اپنا دانہ کھلایا۔ ایوب پر جادو چلایا! ذکریا کو چروایا یہودا میں حلول فرماکر مسیح کو پھانسی دلایا اور محمد صاحب کے دل میں مسئلے بجھاکر اُنکے منہ سے بتوں کی شفاعت کا کلمہ پڑھوایا۔ سورۃ بقر میں لکھا ہے کہ انہوں نے پیروی کی اس کی جو پڑھتے تھے شیطان لوگ سلیمان کی بادشاہی میں سلیمان کافر نہ ہوا لیکن شیطان کافر ہو گئے۔ لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے اور پیروی کرتے تھے جو دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر بابل میں نازل ہوا ہے پس یاد کرتے ہیں اُن سے چند منتر جن کے سبب سے درمیان زوجہ و شوہر کے جدائی ڈالیں اور نہیں ہیں وہ کسی کو نقصان پہنچانے والے جادو سے مگر خدا کے ارادہ سے "

سورۃ جن کہو وحی بھیجی گئی طرف میری کہ میری باتوں کو سُنا چند جنوں نے پس کہا انہوں نے کہ ہم نے عجب قرآن سنا جو دلالت کرتا ہے طرف راہ راست کے پس ہم جن لوگ قرآن پر ایمان لائے "۔ شاہ ولی اللہ حاشیہ قرآن پر لکھتے ہیں روزیکہ آنحضرت نماز صبح بیرون مکہ مے خواندند جماعہ از جن آنرا استماع کردند و ایمان آوردند خدائے تعالیٰ از ایمان ایشان وگفتگوئے ایشاں با قوم خود دریں سورۃ خبر دادہ " (۵۲۹) (اور دیکھو تفسیر جلالین صفحہ ۱۸۰۔ وتفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۴۲۰ و ۴۲۲)

اُن آیات قرآنی کے مطالعہ سے ظاہر ہوا کہ شیطان یا جن مسلمان ہو گیا ہندوستان میں جو جاہل لوگ جن بھوت اوتارتے ہیں وہ سلیمان پیر محمد اپیر۔ کلو اپیر کا نام اکثر لیا کرتے ہیں جس سے ثابت ہے کہ یہ تینوں صاحب جادو ٹونے کے پیر ہیں بلکہ پیر دستگیر مزار ملا مولوی تمام جادو منتر کا کام قرآن سے چلاتے کسی آیت کو سیدھا کسی کو اُلٹا پڑھ کر اُلٹی تسبیح گھماتے۔ بیڑ لڑانے میں مار میت اور میت کو کام میں لاتے۔ لوگوں کے گھر آگ لگانے میں وفار التنور کی آیت کو لکھ کر چراغ میں جلاتے اور آگ کو بجھانے کے لئے قلنا یا نار کونی برداً و سلاماً کو پانی میں بہاتے ہیں۔

پس قرآن درحقیقت جادو ٹونے کی کان ہے اور گنڈہ و تعویذ کی جان۔ فتوح الغیب نقش سلیمانی۔ اعجاز محمدی۔ دعا سریانی۔ چہل قاف۔ سب صاف صاف جادو ٹونے کا کام دیتے ہیں۔ جس سے کوئی ایماندار مسلمان انکار نہیں کرسکتا۔ جادو کی تعلیم خدا سے نازل ہوئی اور دو فرشتے اُس کے حامل ہیں دونوں کا بانی مبانی ایک ہے ہرگز شک آرد کافر گردد۔ وید مقدس۔ میں ان باتوں کا نشان نہیں اور بھگوتی دیوی کا کمان نعوذ باللہ من ہذا الخرافات والتوہمات۔ اسی واسطے ہمارے مقنن منو نے ایسی شرارت کرنے والوں کو مجرم گردانا ہے ادھیاہ ۹ شلوک ۲۵۸ کام والے آدمی سے دھن لے کر نامبارک کام کرنیوالا۔ کسی وہمی چیز یا گرہ یا کوئی خوف دکھلا کر دھن لے لینے والا۔ سونا وغیرہ میں ناقص چیز ملا کر دغا بازی کرنے والا۔ جاندار و بیجان چیزوں سے جوا کھیلنے والا۔ دوست فرزند و نفع وغیرہ کے حالات بتا کر اوقات بسر کرنیوالا بدفعلی کو چھپا کر اُسے اچھا فعل ظاہر کرکے دوسرے کی دولت لینے والا ہاتھ کی ریکھا دیکھ کر اچھے برے پھل کو کہہ کر دولت لینے والا " راجا ان کے علیحدہ علیحدہ کاموں کو سوچ بچار کر اور اُنکی توفیق کو دیکھ کر

جو جیسے لائق ہو۔ اُس کے جرم کے مطابق سزا دیوے۔

پس جادو کا ماننا ایک جھوٹھی کہانی اور اودیا اور بے تمیزی کی نشانی ہے۔ جن لوگوں کا جھوٹھ پر سہارا ہے اُنہیں کا جادو تعویذ گنڈہ پر دشواس ہے آریہ دھرم سے ان فضولیات کا کوئی تعلق نہیں۔ **حجتہ الہند اعتراض ۲۱۹**۔ ہندوؤں کے نزدیک آگ اُدگواہ پکڑتے ہیں **تردید**۔ آگ تو جڑ ہے وہ گواہ نہیں ہو سکتی البتہ ہوم کر کے لوگوں کے دماغ معطر کرتے ہیں۔

حجتہ الہند ۲۱۹ آم۔ ہمارے دین میں نکاح وہ چیز ہے کہ کوئی عورت اپنے آپ کو کسی مرد کے عقد میں دی۔ اگر عورت یا مرد نابالغ ہوں۔ تو کوئی ولی اُنکا جیسے باپ یا بھائی اُسکا نکاح کر دیں۔ پھر اِس اقرار کے واسطے دو شخص ایمان والوں کا گواہ ہونا ضرور ہے۔ اور عورت کے نفس کا کچھ عوض بھی مرد پر ٹھہر جاتا ہے۔ اسواسطے کہ وہ بیچاری آیندہ کو مرد کی قید میں آجاتی ہے۔ اِس عوض کا نام مہر ہے۔ اور وقت نکاح خطبہ پڑھنا سُنت ہے۔ **جواب**۔ نابالغ کا اقرار نامہ ناجائز ہے بنابراں سچی شریعت میں نابالغ کا نکاح بھی ناجائز ہے۔ اور ایسا نکاح قانون قدرت کے بھی مخالف ہے۔ کیونکہ نکاح سے جو اصلی غرض ہے وہ بالکل فوت ہو جاتی ہے یہ ناجائز طور پر شہوت کا ذب کا بھڑکانا۔ بدچلنی کا بڑھانا ہے مگر محمد صاحب نے قانون قدرت کی مخالفت کی۔ اور نابالغ چھ برس کی لڑکی عائشہ نام سے نکاح اور نو سالہ سے جماع کیا۔ اور یہ جو آپ نے کہا کہ عورت کے نفس کے عوض کچھ مرد پر ٹھہر جاتا ہے۔ اسپر کئی اعتراض ہیں۔ اول معلوم ہوتا ہے کہ اس دین کے رو سے عورت اور مرد کے مساوی حقوق نہیں۔ اور نہ دے خدا کے برابر مخلوق ہیں۔ کیونکہ عورت قید میں آجاتی ہے مگر مرد نہیں کہ وہ تو آزاد ہے اور جس عورت سے چاہے نکاح کرے بلکہ ایک وقت چار تک سنت نبوی پر عمل کرے تو حد تک اور اگر متعہ پر عمل کرے تو بے انتہا۔ اسکی علاوہ بے تعداد لونڈیاں مُفصل دیکھو قرآن سورۃ نسا ترجمہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۷۷) اب عورت منکوحہ کا دوسرے کی منکوحہ سے بدلانا بھی اسلام کے رو سے جائز ہے۔ قرآن سورۃ نسا۔ وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم احدٰھن قنطاراً۔ ترجمہ۔ واگر خواہید بدل کردن زن بجائے زنے۔ وادہ باشید یکے از ایشان را۔ یعنے مال بسیار۔ در مہر دادہ باشید۔ پس باز نگیرید ازاں مال چیزے را۔ اور اسی طرح سورۃ بقر کا حلالہ فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ فان طلقھا فلا جناح علیھما ان یتراجعا۔ ترجمہ۔ سعدی شیرازی۔ پس اگر طلاق دہد زن را پس حلال نباشد آن زن براں مرد از پس طلاق سوم تا آنکہ بنکاح در آید بشوہر دیگر را۔ پس اگر طلاق دہد شوہر آخر ازیں نیست ہیچ گناہے بر آنہا آنکہ بایکدیگر رجوع نمائید بہ نکاح۔ اس پر حاشیہ قرآن میں لکھا ہے " یعنے تیسری طلاق کے بعد پھر نہیں سکتی۔ بلکہ دونوں کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہیں بندھ سکتا جب تک بیچ میں اور خاوند کی صحبت نہ ہو چکی ہو " (دیکھو صفحہ ۴۹ قرآن مجتبائی دہلی ۱۲۹۹ ھ اور دیکھو مشکوۃ باب المطلقہ ثلثاً فصل ۱ جلد ۳ صفحہ ۱۶۶۔ اسی کے متعلق دیکھو قاموس جلد ثانی باب اللام فصل الحا صفحہ ۱۴۱، نولکشور) پس یہ بہت بُری بات ہے کہ مہر (اجرت) مقرر ہو۔ وید شاستر کی یہ آگیا ہے۔ کہ خاوند استری کو اردھنگی جانے بغیر ایک عورت کے دوسری استری سے شادی نہ کرے۔ وید مقدس کے رو سے ایک مرد کیواسطے ایک عورت اور ایک عورت کیواسطے ایک مرد کا حکم ہے۔ زیادہ نہیں۔ اور یہی اگر قانون قدرت پر غور کریں۔ تو صحیح معلوم ہوتا ہے۔ سنسکار ودھی میں ایسے بیاہ کی تشریح ہے کہ عورت کی عمر کم از کم ۱۶ سال اور مرد کی کم از کم ۲۵ سال ہونی چاہیئے۔ اور اسی عمر میں فریقین کی

رضامندی سے روبروئے والدین یا بزرگان خاندان کے شاستر انوکول شادی ہونے سے وید میں حکم ہے۔ اول پرماتما کی توحید وادپاسنا وید انوکول کی جاتی ہے۔ اُسکے بعد فریقین کے فرائض اہل محلہ وبرادری کے سامنے کہے جاتے ہیں اور اخیر میں حاضرین دولہا دولہن کو اشیرواد یعنی دعا دیتے ہیں اور ہون یگیہ کیا جاتا ہے بعدہ وہ رخصت ہوتے ہیں۔ دین اسلام میں دنیا کے تمام مذاہب سے جو زیادہ مشرف ہے اور تمام امتوں سے جو زیادہ افضل ہے اسے مولوی حسین واعظ بحوالہ قرآن لکھتے ہیں۔ واذکروا الخ یاد کنید نعمت ہائے خدا راکہ فائض میگرداند برشما خصوصاً درباب مناکحات چہ در شرائع امم سابقہ ہیچ کس را زیادہ ازیک زن دررتبہ نکاح روانہ بودے۔ مگر پیغمبراں راواین جاتا چہار حرہ درعقد واحد جائزست وآناں را بعد از طلاق مراجعت جائز نبودے واینجا رواست وما دامیکہ زن مطلقہ نسندہ بودے مرد را حلال نبودے تزوج بزن دیگر جز دے دریں شریعت حلال ست۔ (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۱۴۱)

قرآن درحقیقت عورتونکی بےعزتی کرتا ہے۔ مولوی ابوالمنصور صاحب لکھتے ہیں مسلمانوں نیں عورتوں کو ناقص العقل اور انہیں پردہ میں رکھنا لکھا ہے (دیکھو سورۃ نور وسورۃ احزاب ازدولت فاروقی ۱۳۵) بحوالہ حدیث اخلاق جلالی میں ہے کہ دختراں را از خواندن ونوشتن بکلی منع باید کرد (صفحہ ۲۱۴) حجۃ الہند ۲۱۹۔ اور اگر مرد اپنی عورت کو طلاق دیدے۔ **تردید**۔ مسئلہ طلاق ہر طرح قابل نفرت ہے اور وید شاستر میں اسکی ممانعت کیونکہ اس سے زنا کی کثرت اور حرامکاری میں رغبت ہوتی ہے۔ جو کشتی شرم وحیا کو ڈبوتی ہے جن قوموں میں طلاق روا ہے۔ انہیں کی مطلقے دُنیا میں ہر جگہ چکلا بھر رہا ہے ذرا گریبان میں مُنہ ڈال کر غور کرو!! حجۃ الہند ۲۱۹۔ یا کسی عورت کا شوہر مرجاوے تو اُس عورت کو بعد گزر جانے ایام عدت کے کسی اور مرد سے نکاح کرلینا جائز بلکہ بڑا ثواب ہے۔ **جواب**۔ بشرطیکہ ہونے اولاد اور رضامندی بیوہ کے بھی شاستر کار[illegible]۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اسکا رواج اُس ملک میں کم ہے۔ اکثر اشراف مسلمان بھی بیوہ عورات کا دوسرا نکاح نہیں کراتے۔ جسکا تمکو خود بھی صفحہ ۱۲ پر اقبال ہے۔ اور خود اس بدعت کے بانی مبانی حضرت پیغمبر عرب ہوئے اُنہوں نے خود تو لوگونکی بیوہ مطلقہ جوروں اور بہو بیٹیوں سے نکاح کیے۔ اور بعضی عورتونکو بے نکاح بھی گھر میں ڈال لیا۔ مگر حضرت کی وفات کے بعد بی بی عائشہ وغیرہ سب اُنکی بیویں اس ثواب سے محروم رہکر اور اس نعمت عظمیٰ سے بباعث ممانعت حضرت کے مجبور رہگئیں۔ افسوس صد ہزار افسوس۔ دیگراں رانصیحت وخود را فضیحت حالانکہ اسوقت بعض عین عالم شباب میں تھیں اور کئی اصحاب بھی اُن سے شادی کرنے پر رضامند تھے۔ قرآن میں اسکا ارشاد موجود اور راستی مفقود ہے۔ حجۃ الہند ۲۴۰۔ ہندو دلہا دلہن کی عجب صورت بنا لیتے ہیں۔ سر پر موڑ ہاتھ میں کنگنا۔ مُنہ پر سہرا جیسے گھوڑے اور بیل کے مُنہ پر مکھیرا ہوتا ہے۔ اور پوشاک کچھ اور ہی وضع کی ہوتی ہے۔ اور برادری کی عورتونکا جمع ہو کر دُلہا اور دلہن کے سات دن تک عورتونکے ہاتھ سے بٹنا لگانا۔ اور طرح طرح کی بےحیائی کے گیت گانا۔ تیل چڑھانا۔ بتی کرائی اور سانت کرنا۔ چونکہ زنا اور فخر اور تکبر کیواسطے ڈھکا ڈ کرنا۔ اور اسمیں بہت مال ودولت زمین پر پھینک کر اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کو ضائع کردینا۔ اور آتشبازی چھٹروانا۔ ڈہول نفیری۔ نقارخانہ۔ طائفہ وغیرہ باجے بجوانا۔ بندوقیں سر کرنا۔ سمدھی سمدھنوں کا آپسمیں ملکر ہنسی اور ٹھٹھا کرنا اور شیرینی کھوری بنا کر براتیوں کو ڈنگروں کی طرح اُسپر بٹھانا۔ نوشتہ بےحیائی کی باتیں کرنا اور فحش مضامین پڑھنا۔ عورتوں کا مردونکو فحش گیت میں گالیاں دینا اور دُلہا سے دولہن کی جوتی کو سجدہ کرانا وغیرہ وغیرہ **جواب**۔ ان سب باتونکا وید شاستر میں کہیں پتہ نہیں ہے۔ یہ ساری

باتیں شاستر کے خلاف ہونے سے ناجائز ہیں آریہ سماج میں کم از کم دو یا تین سو بیاہ ہو چکے ہیں جنمیں سے ایک میں بھی یہ باتیں نہیں ہوئیں۔ پس یہ بدعت ہے ہم عوام کی غلطی کے ذمہ وار نہیں۔ مسلمان بھی سہرا باندھتے ہیں۔ بڑے بڑے عالم وفاضل مولوی اور سید محرم میں حسن وحسین کا سہرا انکا یادگار کرتے ہیں۔ کیا وہ گھوڑے بیل کے مکھیرنے کی طرح نہیں اکٹھا کھانے کو ہم ہمیشہ سے ڈنگروں اور وحشی قوموں کی عادت جانتے تھے۔ مگر شکر پرماتما کا کہ اب ایک مسلمان کی تحریر سے بھی یہی ثابت ہوا کہ یہ ڈنگروں بیلوں حیوانوں کا کام ہے۔ انسان کا نہیں۔ بھائی آفرین درحقیقت اکٹھا کھانا ڈنگروں کی خوراک ہے۔ مہذب اور دانا علم طب کے ماہروں کی نہیں۔ کیونکہ ایک دوسرے کی بیماری کے لگ جانیکا اندیشہ ہے۔ یہ رسم مسلمانی عہد اور محمدیوں کی صحبت وتعلیم کے اثر سے کھتریوں میں رائج ہوئی شاستر انوسار نہیں ہے اسی واسطے تعلیم یافتہ کھتری اسکو چھوڑتے جاتے ہیں۔ رنڈی لے جانا۔ یا آتش بازی جلانا روپیہ اُڑانا۔ گالی دینا ہم ان سب بُری باتوں کو نامشروع سمجھتے ہیں۔ مگر بیاہ شادی میں خوشی کرنا اچھے راگ گانا باجا بجانا بُرا نہیں۔ کیونکہ ہمارے ہاں تو شادی ہوتی ہے۔ شادی میں شاد ہونا ضرور ہے۔ ہاں آپکے ہاں شادی نہیں بلکہ ماتم ہے پس خوشی بھی مناسب نہیں۔ **اعتراض ۲۲۶**۔ ہمارے نزدیک ہر طرح کی شراب ہر کسی پر حرام ہے۔ اور بام مارگی ہندوؤں کے نزدیک ہر قسم کی شراب حلال ہے **تردید**۔ بام مارگی ہندوؤں میں ایسے ہیں۔ جیسے مسلمانوں میں رند مشرب لوگ جنکا مقولہ ہے۔ واعظ شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں۔ کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا۔ اگر انکے سبب ہندو دین معتوب ہے تو رندوں۔ سماعیلیوں۔ ذاکریوں سے محمدی دین معیوب ومغضوب ہے۔ مگر آپکے تمام نبی شرابکو حلال جانتے تھے۔ اور نوش کرتے تھے۔ اسپر خیال کیا ہے یا نہیں۔ **مولوی ۲۲۷**۔ ہمارے دین میں ہر پیشہ ور کے گھر کا کھانا حلال ہے۔ بشرطیکہ اسکا مال حرام کے پیشہ سے پیدا نہ ہو۔ **آریہ**۔ اس لفظ میں آپکا اور ہمارا اتفاق ہے۔ اسی واسطے شودر کا کام روٹی پکانا مقرر ہے اور ہم اُن تمام لوگونکے ہاتھ سے جو ہمارے دہرم کو مانتے ہیں کھانا جائز جانتے ہیں مگر ہمارے اور آپکے حرام وحلال میں فرق ہے۔ آپ جانور کشی کو حلال جانتے ہیں۔ اور جو کے پر سُتھری روٹی کھانے کو حرام۔ آپ کوڑی پر مرغی مارنے اور چہدام پر بکری کا گلا کاٹنے کو ثواب مانتے ہیں اور جنت کا فتح الباب مگر ہم اسے گناہ جانتے ہیں اور ایسے کے گھر کا کھانا جائز نہیں گردانتے دیکھو متقی شیعہ مسلمانونکا تمہاری نسبت اعتقاد ہے کہ اہل سنت نجس ترند از یہود ونصاریٰ اگر بداں ایشاں چیزے بسد آنرا بایدشست۔ (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۵۰) ہم آریہ لوگ سوائے مہتر وقصاب یا اگھوری وغیرہ غلیظ لوگوں کے اور کسی کیساتھ چھونا بُرا نہیں جانتے ہیں۔ مگر جائے تعجب ہے کہ مسلمان لوگ بھنگی اور قصابوں کے ساتھ بھی شیر وشکر ہونے کو تیار ہیں۔ اور برسوں آبدست لینے سے بیزار۔ اُسی مٹی کے کوزہ سے پاخانہ جاتے اور اسی سے پانی نوش فرماتے ہیں سبحان اللہ!! **مولوی ۲۲۹** ہمارے دین میں ملاقات میں سلام کیواسطے ایک ہی قاعدہ اور ہندوؤں میں مختلف **جواب**۔ وید کے رو سے ایک نمستے کے سوا اور کوئی قاعدہ جائز نہیں (مفصل دیکھو آریہ ہندو اور نمستے کی تحقیقات) جسطرح تمہارے ہاں عشق اللہ یا داللہ۔ بعافیت سلامت حضرت سلامت۔ قبلہ۔ بندگی مجرا۔ کورنش۔ یا علی مدد۔ یا حسین یاد ہو نکل والا۔ میرا لالاں الا۔ اُستاد وغیرہ وغیرہ رائج ہیں۔ ایسے ہی ہندوؤں میں رام رام۔ جے ہری۔ پرماتما جیتی۔ فتح۔ ڈنڈوت وغیرہ کا دستور ہے۔ مگر یہ ٹھیک نہیں۔ صحیح وہی ہے جو اوپر مذکور ہے ۲۳۱۔ مسلمانوں میں شرافت ورذالت دو جہت سے ہے۔ ایک بسبب اعمال دوسری

بہ سبب قرابت انبیاء و اولیا جیسے سید و بنی ہاشم۔ قریش بنی اسماعیل دوسری قوموں سے افضل ہیں اور ہندوؤں کے دین میں اگرچہ شرافت بہ سبب اعمال کے بھی ہے مگر قومیت کو غلبہ اور زیادہ اعتبار ہے۔

جواب۔ شاستر کے مطابق سب شرافت اعمال سے ہے نسل اور آل سے نہیں مگر مسلمانوں میں صرف قومیت کو شرافت ہے۔ سید کیسا ہی جاہل و امی کیوں نہ ہو پھر بھی سید ہے۔ اور لونگی سید بنیز کی روایات بھی مختلف ہیں صدہا لوگ فریبی سید بنگئے۔ ؎

سال اول شیخ بودم سال دوم پیر جی | غلہ چوں ارزاں شود امسال سید میشوم

بنی اسماعیل ہونا شرافت کی بات نہیں۔ ہاجرہ والدہ اسماعیل لونڈی تھی۔ ؎

پرستار زادہ نیاید بکار | اگرچہ بود زادہ شہریار

(حسینی جلد ۲ صفحہ ۶۷ و ابو الفدا جلد ۱ و پیدائش توریت ۱۶ تاریخ انبیا صفحہ ۲۱ و ۴۴ قابل دید ہے۔

اعتراض ۲۰۸ و ۲۰۹۔ ہمارے دین میں صبح سے آفتاب غروب تک روزہ رکھنا ماہ رمضان میں فرض ہے اور بعضے اور دنوں میں روزہ نفلی اور ہندو اپنے بڑوں کے نام روزہ رکھتے ہیں۔ اور اُنکو برت کہتے ہیں۔ اور قربانی عید الضحیٰ کی واجب ہے اہل توفیق پر۔ اور یہ داخل عبادت ہے۔ **جواب**۔ روزہ خلاف عقل و حکمت ہونے سے فضول ہے اُس سے تو ایکا دشی برت معقول ہے جس طرح بعض ہنود مردوں کے نام پر روزہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان حضرت علی پیر مخدوم جہانیاں امام حسین و بی بی فاطمہ و پیر صاحب کا روزہ رکھتے ہیں اور اصل میں دونوں جادۂ راستی سے دور ٹھیک رہے ہیں۔ انصاف یہ ہے کہ مسلمان رمضان میں گناہ زیادہ کرتے ہیں جانور زیادہ مارے جاتے ہیں اُس سے عفونت زیادہ پھیلتی ہے اور مخلوق خدا زیادہ تباہ ہوتی ہے۔ اور آئے دن مکہ شریف میں ۱۴۔۱۵ ہزار حاجی ہیضہ کے شکار ہوتے ہیں۔ اور طاعون میں گرفتار۔ اگر خدا خورسند ہوتا تو ہیضہ کیوں پھیلاتا۔ بکری یا اونٹ یا گائے یا سوٗر کا خدا یا بتوں یا پیر فقیر کے نام پر گلا کاٹنا گناہ ہے۔ اور ناراستی کی راہ اور خدا کی نام پر گناہ کرنا بہ نسبت اوروں کے زیادہ بُرا ہے۔ ہندو گو اسوقت ویدک دھرم سے گمراہ ہیں مگر پھر بھی اتنے عقلمند ضرور ہیں کہ پرمیشور کے نام سے جانوروں کے گلے نہیں کاٹتے اپنے واسطے اور ڈاکنی شاکنی یا دیوی کے نام پر کاٹتے ہیں کیونکہ وہ ایشور پر خونخواری کا کلنگ نہیں لگاتے بلکہ ایسا کرنے سے بھی خوف کھاتے ہیں۔ قرآن سورۃ حج میں بھی ہے لن ینال اللّٰہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقویٰ منکم یعنے نہیں پہنچتا خدا کو گوشت قربانیوں کا اور نہ لہو اُنکا لیکن خدا کو تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ مگر پھر حیرانی ہے کہ مسلمان کیوں جانوروں کا گلا کاٹ۔ خون بیٹ گناہگار ہوتے۔ اور تخم عصیاں بوتے ہیں اور زیادہ افسوس اس بات پر ہے کہ اور مذاہب میں جتنے اچھے لوگ ہوتے ہیں وہ جانور کشی سے پرہیز کرتے ہیں۔ مگر دین محمدی میں یہ نیک خدمت مسجدوں کے ملانوں پیروں قاضیوں سے لیجاتی ہے۔ ترا ہ مان !!۔ الحذر رائے شیخ نادان الحذر۔

اعتراض ۲۱۰۔ ہمارے دین میں ہر مسلمان صاحب توفیق پر فرض ہے کہ ایک دفعہ کعبہ شریف کا حج کرے اور کعبہ ایک مبارک مکان ہے مکہ معظمہ میں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب کوئی نماز کرے کعبہ کیطرف مُنہ کر کے ادا کرے اور سوائے اِس کے اور طرف مُنہ کر کے سجدہ کرنا منع ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُس مکان کو سب مسلمانوں کیواسطے قبلہ عبادت ٹھیرایا ہے بہ سبب شرف اور بزرگی اُس مکان کے اور جو کوئی حج کرتا ہے اور اُس مکان کا طواف کرتا ہے جو اس شخص نے اللہ کی تقصیرات اور گناہ کئے تھے۔ اُنکو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے اور سوائے خانہ کعبہ کے اور کسی مکان کو حج کی نیت سے جانا اور اُسکی طرف سجدہ کرنا اور طواف کرنا شرک ہے اور ہندوؤں کو نیاز گاہ اور تیرتھ صدہا اور مختلف ہیں **جواب**۔ ویدک دھرم کے رو سے کسی مکان یا پہاڑ وغیرہ کے طواف سے گناہ معاف نہیں ہوتے ایک بیابان ریگستان میں جہاں وحشی اور بدو رہتی ہیں ثواب کی نیت سے جانا۔ ایک مکان کے گرد چکر لگانا۔ سنگ اسود چومنا۔ اور پہاڑوں کے گرد گھومنا اُسمکان کو بیت اللہ جاننا۔ اور خدا کا ہاتھ (حجر الاسود) کے آگے قربانی گذراننا اور تمام عمر اس مکان کیطرف سر جھکانا اور ماتھا گھسانا صاف شرک اور بُت پرستی سے غور کیجئے۔ جو لوگ مصر میں ہیں وہ کعبہ کو بجانب مشرق اور روم و شام والے بجانب جنوب اور ہندوستان و افغانستان والے بجانب مغرب اور عدن اور نجد والے بجانب شمال سجدہ کرتے ہیں اور کعبہ کے اندر کوئی جہت مقرر نہیں جدھر چاہو مُنہ کر کے سجدہ کرو۔ پس صاف ظاہر ہے کہ سجدہ سنگ اسود اور اُسمکان کو ہے لامکان رحمٰن کو نہیں اُسکو سوائے کسی اور طرف سجدہ کرنا شرک اور کفر ہے اور اُسکو جائز۔ اُس مکان کے گرد گھومنا اور کسی پتھر کو بنظر عبادت چومنا شرک اور کفر ہے اور اسکو جائز۔ اُس مکان پر ریشمی کپڑا چڑھانا پرانا ہونے پر اُسے متبرک سمجھ کر گھر ڈھکولانا یا چومنا آنکھوں پر لگانا۔ آب زمزم اور مکہ اور حجر الاسود کی دہوں (آب غسل) کو بھر کر لانا اور متبرک ٹھہرانا اور قبلۂ حاجات جاننا اور ان سے منت ماننا سراسر بُت پرستی اور کفر ہے۔ ؎

مسلمانی اگر کعبہ پرستی ست | پرستاراں بُت را طعنہ از چیست
اگر دین ست در بوسیدن سنگ | چرا داری بدال از ہندواں ننگ
اگر مسلم ز بُت آگاہ گشتے | بہ پیش حجر چوں گمراہ گشتے

کعبہ سے مدینہ وہاں سے کربلا۔ اور آگے نجف۔ قدم ابراہیم۔ قدم رسول۔ قدم آدم۔ اجمیر سرہند۔ پاکپتن۔ لڈھورا۔ کلن پور۔ بہرائچ۔ گھڑام۔ ٹھٹکہ پیران کلیر۔ کنگوہ۔ شیخو پورہ۔ برناوہ امروہہ۔ سنام۔ شہیدا پیر سیالکوٹ۔ دائرہ دین پناہ۔ ملتان۔ لاہور کے موئے رسول اور عمامہ۔ میانمیر وغیرہ۔ دربدر سفر دور و دراز طے کر کے مسلمان بہ طلب حاجات جاتے ہیں نیل مرام واپس آتے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ ؎ عزیزے کہ از درگہش سر بتافت۔ بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت۔ پس شاستر کے خلاف چلنے والے ہندو اور قرآن کے مطابق چلنے والے مسلمان انصاف کے رو سے دونو بُت پرست اور گناہ گار ہیں۔

پوجیں وہ چرن بتن کو اور یہ رسول کے | قایل یہ خاک نجف کے وہ گنگو دہول کے
چرنامرت وہ لیتے ہیں مکتی کا مدعا | یہ اُسکو دھو کے پیتے ہیں جو رفع کی ہتبلا
وہ جگن ناتھ جاتے ہیں سر کو جھکا جھکا | یہ چومتے ہیں حجر سیاہ دست کبریا
وہ مندروں کو کعبہ کو یہ سر جھکاتے ہیں | بیہودہ بُت پرستی میں آ لوگنواتے ہیں
دونوں ہیں بُت پرست خدا سے پھرے ہوئے | دور حق سے اور چاہ بلا میں گرے ہوئے
واجب خدا پرستوں کو دونو سے اجتناب | کعبہ و دیر دونو ہیں اطراف ناصواب

اعتراض ۲۱۱۔ ہمارے ہاں عمل نیک کا پھل جو اللہ تعالیٰ کی جناب سے اُسکو ملتا وہ مردے کو دلاوے تو اسکو پہنچ جاتا ہے مگر ہندوؤں کے دین میں آچاریہ کو کریا کرم دیتے ہیں اور شرادھ ترپن کرتے ہیں۔ **جواب**۔ مُردہ کو ہماری مُرسلہ کوئی چیز نیک و بد۔ نذر و نیاز۔ گالی یا زہر نہیں پہنچ سکتی۔ شرادھ ترپن کا مُردوں سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ ننگے بابا پ کیواسطے ہیں خود غرض ملانوں اور الٹی پنڈتوں نے انہیں مُردوں کے لئے جائز بتلایا اور مال اوڑانے کا بہانہ بنایا ہے سچ ہے مردہ دوزخ میں جائے یا بہشت ہیں۔ ملا کو حلوے مانڈے سے ہی کام ؎

برگ عیشی بگور خویش فرست | کس نیارد ز پس تو پیش فرست

۱ طامس ولیم لکھتے ہیں قدم رسول دہلی پر سال بنایا گیا ۱۳۔ ربیع الاول کہ روز وفات رسول ست۔ انبوہے از مرداں و زناں آنجا جمع مے شوند و آن نقش قدم را بہ آب خوشبو شستہ مقتاح التواریخ صفحہ ۹۰ سنہ ۱۸۶۷ء)۔

کریں شہزادہ مردوں کا آگیا اچھایا   مردن کو بھلا کس نے بھوجن جمایا

جسطرح ہندوؤں کے یہ کریا کرم ہیں اُن سے ہزار گنا بڑھکر مسلمانوں میں ایسے بھرم ہیں مردہ کا سوم - دہم - چہلم - ششماہی - سالانہ - پیر صاحب کی گیارہویں - ستارہویں ہیر: امیر حمزہ کی سبزات - امام حسین کا عشرہ محرم - ہر بزرگ کا فاتحہ اُسکی وفات کے روز بعضوں کے لئے خاص کہانی جیسے شاہ عبدالحق کا توشہ حلوی حضرت بی بی کی صحنک دہی جسکے کی حضرت علی کا کونڈا اینٹھے چاولونکا - اور اُسی کریا کرم کہانا - بوعلی قلندر کا مالیدہ - امام حسین کی حلیم اور شربت - بابا فرید کی کھچڑی میٹھی - پیر منو کا نمک - سید سلطان کا روٹ یا رپوڑیان - خواجہ معین الدین کی دیگ - کسی کی نیاز سوا روپیہ - پانچ پیسہ - تین کوڑی - کسی کا روٹ سوا من کا پانچ سیر - مُردہ کا اسقاط قرآن کرانا اور سات آدمیوں کے ہاتھوں پھیرانا - تین چراغ جلانا - طواف کرنا اُسکے آگے ہاتھ جوڑ کھڑے ہونا - قبر پر پانی ڈالنا ختم کیوقت چراغ جلانا - جھنڈ ڈھیلوں پر قل ہو اللہ پڑھوانا محرم میں پانی کی سبیلیں چھڑکوانا - اور تعزیہ بنوانا اور اُنکے نیچے بچوں کا نکلوانا - عرضی بندھوانا - وغیرہ اس سارے شرک و گمراہی بت پرستی میں کیا مسلمانوں کو سوا کوئی اور غرق ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں - پس ہندو بیچارے اُنسے ہزار درجہ افضل ہیں -

خاتمہ

آریہ دھرم کی خاص سولاں خوبیاں

پہلی خوبی - پرماتما کی ذات وصفات اور اُسکی اُپاسنا و پرارتھنا میں کسی خاص جہت کیطرف متوجہ نہونا - بلکہ بلا تعین جہت اُسکی صفات کاملہ کا دھیان کرکے اپنے دلکو اُسمیں لگانا - پرماتما کی کامل توحید بصفات حقہ اس خوبی سے ویدک دھرم میں موجود ہے - کہ اس سے بڑھکر کسی اور جگہ ممکن ہی نہیں - اور محال ہے کہ اس سے عمدہ کوئی اور بیان کرسکے - وجہ یہ ہے کہ صرف یہی مقدس دھرم ہے - جسمیں پرماتما کا ثبوت دلائل عقلیہ براہان منطقیہ سے تبلایا جاتا ہے - مورتی پوجا - قبر اور تعزیوں پر رود اور ایشور کو جسمانی ماننا - یا ایشور کا کسی میں حلول فرمانا - ایشور کا اوتار ماننا - کسی آدمی کا خدا ہونا - یا خدا کے برابر ماننا - کسی کو خدا کا رسول یا کلیم یا روح یا صفی یا خلیل جاننا وغیرہ باتیں جو سب اوہیت پرستی ہیں ، وہ سارے کی سارے ویدکے رو سے قطعی ممنوع ہیں - وید ان باتوں کو معقول دلائل سے رد کرتا ہے - (دیکھو یجروید ادھیاء ۴۰ منتر ۱ - ۱۲) **دوسری خوبی** - وید مقدس غلطی سے پاک ردوبدل سے رہت - ناسخ و منسوخ سے مبرا - از آغاز عالم تا اختتام عالم جامع ارشاد کامل و واضح فرمان عالیہ ہے - جسکی ایک بات بھی علم و عقل کے خلاف نہیں - بلکہ سب احکامات علیم کل و عقل کل کی ذات کے شاہد ہیں - چونکہ وید ہر طرحکی انسانی غلطیوں سے مبرا ہیں اور تمام دنیا کی ہدایت کے واسطے ہر طرح کامل اسواسطے کامل کے سوائے اور کسی سے ظہور اُنکا ناممکن ہے - تمام علوم کے مسائل اور تمام تزکیہ نفس کے وسایل وید میں نہایت واضح طور پر مندرج ہیں جنکو عقل انسانی بغیر تعلیم کے کسی طرح سے نہیں جان سکتی باوجود سب سے قدیم ہونے کے آجتک اختلاف کا نہ ہونا - اور ہمیشہ ہزاروں لاکھوں حافظوں کا موجود ہونا - اسکی پوری حفاظت کی علامت ہے - **تیسری خوبی** - تقلید شخصی سے بریت - تحقیق علمی عقلی کی عام اجازت جسکی بدولت انسان ہمیشہ معراج ترقی کی سیر کرتا رہتا ہے اور جہالت و تقلید کے گڑھے میں نہیں گرتا - اور اسی سبب سے آریوں کا ازمنہ مختلفہ میں ہر علم و فن میں عمدہ عمدہ ترقی کرنا ظاہر ہے - اور اب جو تھوڑے سالوں سے پھر آفتاب صداقت کی شعاعیں ابر ظلمت سے نکلی ہیں - علم معقول کیطرف پھر توجہ ہوتی جاتی ہے - جو در حقیقت انسانی بھلائی کی نہایت عمدہ علامت ہے - **چوتھی خوبی** - خدا کی کامل عبادت یوگ وِدیا صرف اسی دھرم میں ہے - جسکے بغیر نہ تو دھیان جم سکتا ہے نہ طبیعت دلایکاگر ایکسو ہوتی ہے - کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ جبتک چنچل من رُک کر ایشوری گیان میں محو نہ ہو - دھیان کا جمنا محال ہے اور جبتک دھیان نہ جمے ایشور کا پراپت ہونا سراپا ناممکن ہے - ایسی مکمل عبادت اور ایسا مکمل طریقہ کسی اور مذہب یا دھرم میں مطلق نہیں ہے - **پانچویں خوبی** - شفاعت کا نہ ہونا - پرمیشور سے بلا واسطہ غیرے ملاپ - نہ کسی اردلی کی ضرورت نہ امپھرہگی کی حاجت - نہ رشوت سے مطلب - نہ ڈالی سے غرض - صرف اپنے ذاتی فعلوں سے پرماتما کی حضوری اسی مذہب کی بزرگی ہے - رشوت کا بڑا الزام کوئی مذہب ایشور کی ذات سے دور نہیں کرتا بلکہ سب مذاہب اسی الزام کا اُسے ملزم گردانتے ہیں - اور پرمیشور کو دفعہ التعزیرات ہند کا مجرم جانتے ہیں - مگر صرف ویدک دھرم ہی اس الزام سے بریت کرتا ہے - **چھٹی خوبی** - پنچ مہایگ کا روزمرہ فرض ہونا - اول عبادت پرماتما یعنی برہم یگیہ دوم خدمت والدین و فضلا و اچاریہ یعنی پتری یگیہ - سوم مہمان نوازی یعنی اتتھی یگیہ چہارم یتیم خانہ وغیرہ قائم کرنا یعنی بلی ویشو دیو یگیہ پنجم تمام دُنیا کی بہتری کیواسطے کوشش کرنا - اور جتی الوسع اسکے واسطے ہر روز جگت اُپکار کے اور روگ ناشک اگنی ہوتر کرنا یعنی دیو یگیہ (دیکھو ستیارتھ پرکاش چوتھا سملاس) **ساتویں خوبی** بہتری پُرش - اہل قرابت - والدین و فرزند - ہمسایہ یتیم - مسافر مہمان مساکین سبکے حقوق - شادی و غمی کے فرائض بلکہ پیدائش سے موت تک سولہ سنسکار اس خوبی سے منو سمرتی و سنسکار ودھی میں موجود ہیں کہ جنکا عشر عشیر بھی اور مذاہب میں نہیں - جنرل ہے میگناٹن صاحب فرماتے ہیں واضعان قانون دھرم شاستر میں سے منو جی کا درجہ اول ہے ، عورت کو اردھانگی ماننا - کثرت ازدواج کا نہ ہونا - ایک ناری و ایک پتی برت دھارن کرنا - پردہ کی جہالت کا نہ ہونا صرف اسی دھرم کی بزرگی ہے **آٹھویں خوبی** روح اور روحانی باتوں کا سچا علم - مادہ اور مادی چیزوں کا صحیح گیان - دُنیا کب تک رہیگی - اسکا واقعی حال جسکے بیان کرنے سے قرآن و بائیبل کی زبان گنگ و لال ہے - وہ ایسی خوبی سے اس دھرم میں تبلائی گئی ہیں - کہ دیگر علم و سائنس اس سے زیادہ واضح اور صحیح تبلانے سے عاجز ہیں (مفصل دیکھو تاریخ دنیا حصہ اول - **نویں خوبی** - رحم جو سب سے عمدہ صفت ہے وہ تمام مذاہب سے بڑھکر باحسن الوجوہ صرف اسی مبارک دھرم میں موجود ہے یعنے ماس نہ کہانا اور بیگناہ کسی جانور کو نہ ستانا -

دسویں خوبی - زور و ظلم سے دین پھیلانے کی ممانعت - جہاد اور فساد سے نفرت دلائل معقول اور محبت و پیار سے دھرم کی اشاعت کی اجازت صرف اسی دھرم میں ہے (دیکھو نیم **گیارہویں خوبی** - مختلف علوم کے فضلا کا وید مقدس کی پیروی سے باہر نہ ہونا اور تمام فلسفی مزاجونکا سچے دلسے وید کا پیرو ہونا کسی نامعقول بات کا وید میں مذکور نہونا (مفصل دیکھو چھ درشن - اور اُپنشد اور چھ انگ) تمام رشی مُنی وید کے پیرو تھے مگر اور مذاہب میں جتنے ڈاکٹر - فلاسفر حکیم ہوتے رہے وہ قرآن اور انجیل سے دست بردار ہوتے گئے - بلکہ انجیل و قرآن کے پیروں نے حکیموں کے چمڑے اوتارے اُنہیں شکنجہ میں کھینچا اور قتل کیا - حکما کے قتل کا داغ وید کے دامن پر ہرگز نہیں - **بارہویں خوبی** معجزات - خرق عادات - کرامات - بہان متی کے تماشے - کیمیا گری - سنگ پارس - جادو - جن بہوت - پری و شیطان وغیرہ بطلان کی تردید وید کی سوائے کہیں نہیں - موجودہ روشنی کی زمانہ میں ان تمام باتوں سے مُدبر ہی مانو نکو نفرت ہے - مگر بائیبل و قرآن میں ایسی دور از قیاس باتیں بھری پڑی ہیں **تیرہویں خوبی** انسانی زندگی کا چار حصوں پر تقسیم ہونا اور سب سے اول دہارک تعلیم کا ہونا ویدک دھرم کی کیسی اعلیٰ فضیلت ہے - برہمچریہ طالبعلمی کا زمانہ - گرہست عیالداری کا زمانہ - بان پرست گوشہ نشینی کا زمانہ - سنیاس اُپدیش پرایکار کا زمانہ - جسپر عمل کرنیسے انسان دین و دُنیا کی بھلائی بخوبی حاصل کرسکتا ہے - اور رلتو گامی ہونیکا ارشاد کیسا ہدایت بنیاد ہے اور مذاہب میں اُسکا نام و نشان بھی نہیں - **چودہویں خوبی** - جب مدت مدید کے گزر جانیکے سبب لوگوں نے مخالفت مذہبی کے سبب وید مقدس کے دھرم پر حملہ کیا یا اعتراض کرکے لوگونکو تشکی کرنا چاہا - آریہ لوگوں نے دندان شکن جواب دیئے جو ہمیشہ تک یادگار

محبت الاسلام

رہنگی۔ سب سے اول مخالف بدھ یا جینی ہوئے جنکی تردید گوڑپاد آچاریہ کے شش شنکر سوامی نے اس حد تک کی اور اسخوبی سے ہل من معارض کی ندا کی کہ مخالفونکو جو کڑتی بتلادی ابتک بھی وہ کتابیں بودھ مت کی تردید میں برق طپاں کا حکم رکھتی ہیں۔ پھر اب تھوڑے عرصہ سے مسلمانوں و عیسائیوں نے کتابیں لکھنی شروع کیں۔ جنکے جواب ہماری طرف سے مدلل دئیے گئے گویا کہ اُنکے مُنہ پر مہر سکوت لگ گئی۔ اور کبھی میدان مباحثہ میں قائم نہ رہ سکے **پندرہویں خوبی**۔ اگرچہ کئی دفعہ صدمات پہنچے۔ اور مخالفوں نے دہرم کے پھیلانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تو بھی آریہ قوم وقتاً فوقتاً جاگتی سنبھلتی رہی جینی۔ پارسی۔ یہودی بابلیوں اور قبطیوں کیطرح بالکل مُردہ نہیں ہوگئی۔ دہرم سے پتت شدہ لوگونکو جب بس چلا شدہ کرکے واپس لیتی رہی۔ لاکھوں بودھوں کی شدھی شنکر اچاریہ نے کی اور مسلمان و عیسائیوں کی شدھی کے کام کو دنیا کے عارفوں کے سرتاج شری سوامی دیانند جی مہاراج نے شاستر انوسار اب رواج دیا جو روزبروز آریہ سماج کی مبارک کوششوں سے ترقی پارہا ہے مذاہب باطلہ کی طرف لوگونکا رجحان بہت کم ہوگیا اور ایشور کریگا کہ بالکل نہیں رہیگا پس اِس روشنی کے زمانہ میں آریہ قوم کا جاگنا اور جہالت سے بھاگنا صرف صداقت وید کی برکت ہے۔ **سولہویں خوبی**۔ مباحثہ مذہبی کیواسطے عام اجازت (صلائے عام) کا دینا اور علم وعقل اور سچائی کے خلاف کسی کی بات کو نہ ماننا تمام فضلا و علما کی عزت کرنا۔ اور اُن کی تعلیم سے آگاہی کرنا اور محبت و پیار سے ست دہرم کا پھیلانا اور معقول دلایل سے لوگونکو راہ راست پر لانا اور گناہوں سے دلی نفرت اور نشکام کرم کی طرف توجہ دلانا اور پُنر جنم کے عالمگیر اور لاتغیر قانون کو پیش کرا کے انصاف کا قائل کرانا اسی مقدس دہرم کی خوبی ہے جو کسی دوسرے مت جدید مذہب کے نصیب نہیں۔ بنابراں صداقت **وید** درحقیقت نوید جاوید ہے۔

مبارک ہیں وہ جو سچ کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے پر ہمیشہ طیار رہتے ہیں

التماس آخری بھائی مسلمانوں اور خاص کر ہمارے آریہ ورت کے رہنے والو خدا کیواسطے تعصب کو دور کر حجتہ الاسلام کو مطالعہ کرو۔ عرب میں جب اسلام جاری ہوا۔ اُسوقت صابئ مجوس۔ یہود۔ اور عیسائی لوگ موجود تھے اور انہیں کی خراب اور خستہ حالت سے اسلام کو مقابلہ کرنا پڑا۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن میں صرف وہی لوگ مخاطب ہیں انہیں کے سوالوں کے جواب ہیں انہیں سے جنگ و جدال ہوئے۔ انہیں سے مقابلہ اور قتال۔ کبھی معقول علم دوست حق پرست قوم سے سامنا نہ ہوا نتیجہ ظاہر ہے کہ عرب جیسے ان پڑھ اور بے علم قوموں میں اسکی اشاعت ہوئی سپین۔ پرتگال وغیرہ میں جہاں تعلیمیافتہ لوگوں سے یا اپنے سے زبردست طاقتور قوم سے مقابلہ پڑا۔ وہاں سے اسلام بجائے قاتل کے مقتول ہوگیا۔ ظلم سے پہنچا تھا۔ پس بھاگ کر چلا آیا یا نکالا گیا۔ جن مذہبوں کی حالت اُسوقت اسلام سے خراب تھی بھلا وہ مقابلہ کیا کرسکتے اور یہی کارن ہوا کہ وہ آج تک سر نہ اُٹھا سکے (دیکھو ایران مصر اور افغانستان کی حالت) مگر جن مذاہب میں حقیقی سچائی موجود تھی وہ کبھی بھی اسلام کے شکار نہ ہوئے اور اگر کبھی سیواجی کی طرح اورنگزیب جیسونکے پنجہ میں پھنس گئے تو جھٹ حکمت سے نکل ہوا دار پر سوار ہوگئے۔ اور پھر ہاتھ نہ آئے۔ ویدک دہرم سے غافل ہوکر اگرچہ آریہ سنتان نے پوران ذریعہ ایمان مان لیا تھا مگر پھر بھی آپ نشدونکی سچی فلاسفی اُن کے دلکے اندر حاشیہ کچھ نہ کچھ چمکتی رہی جسکے سبب اسلام کے احکام اُنکے دلپر موثر نہ ہوئے اور نہ ہوسکتے تھے نہایت غور کا مقام ہے کہ سات سو برس کے خون کی بارش نے بھی آریہ دہرم کے گیان کی اگنی کو ٹھنڈا نہ کیا۔ بلکہ مختلف اوقات میں اس مبارک قوم سے مبارک ..... لوگ اسلام کا دندان شکن مقابلہ کرنے کیواسطے نکلتے رہے اور انہیں میں سے سرتاج ادی جہان رہنمائے عالم و عالمیان سوامی دیانند جی مہاراج وہ ان کا ظہور ہوا پورے ایک ہزار برس کے بعد آریہ ورت کی اُمید کا پودا بار آور ہوا کامرانی کا پھول شگفتہ ہوا۔ صداقت کا آفتاب طلوع ہوا۔ باوجود بت پرستی کے عادی اور قبر پرستی کی وادی (عادت) پڑجانے کے اگرچہ قوم مردہ دل ہوگئی تھی تو بھی اُس مہاتما کے سچے اور لاگ لپیٹ سے رہت اُپدیش اپنا کام کرگئے مردہ قوم میں جان پڑگئی۔ قم باذنی کی آواز نے مردوں کو زندہ۔ بچوں کو جوان جوانوں کو صداقت پر قربان اور بوڑھوں کو گیان وان بنادیا۔ اور ساتھ ہی وید کا فرمان سنا کر آستیکتا کا دروازہ کھولدیا۔ بلکہ انصاف کی بات یہ ہے کہ دیش کی کایا پلٹ دی۔ مدو جزر کا لیکچر دے۔ تناسخ پر قائل کردیا۔ ویدانتی حیران۔ محمدی پریشان۔ عیسائی سرگرداں ہوگئے۔ مگر سب سے زیادہ بت پرستوں نے مخالفت کی۔ کہ وہ جان کے خواہاں ہوگئے۔ لیکن اس مخالفت پر بھی نہ تو اُس مرد میدان نے ہجرت کی اور نہ تلوار سے ڈرے اور نہ ہی شمشیر سے لڑے بلکہ سب کے مقابلہ میں ست دہرم کی طاقت سے کھڑے رہے۔ مولویوں سے مباحثے ہوئے عیسائیوں سے چرچا ہوا۔ بت پرستوں سے شاستر ارتھ کئے اور جینیوں (منکران حق) سے واد وواد رہے مگر واہ رے مرد میدان حق وید کی شرتیوں سے توحید مطلق کا اُپدیش کر مخالفوں کے چہرے فق کردئیے۔ ہر ایک آریہ سنتان کے ہردے میں اتحاد اور اُنتی کی روح پھونک دی۔ وید اور شاستر سے فلاسفی کے اپدیش سنا توہمات باطلہ کو بھگا دیا۔ جوتش کے اصول بتا موہوم گرہوں کی نحوست سے چھڑایا اور ہر قسم کی قبر پرستی۔ مکان پرستی۔ اور صلیب پرستی کی یہاں تک چھان بین کی کہ معمولی آریہ کے سامنے فاضل عیسائی اور عالم مولوی یا مشہور بت پرست کو مقابلہ میں ٹھہرنا مشکل ہوگیا۔ محمدی بھائیو۔ اور مسلمان دوستو۔ اب مذہب اسلام کا علم اور عقل کیساتھ مقابلہ ہے یاد رکھو کہ منقولی مذہب کبھی علم معقول کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ اور یہی سبب ہے کہ یوروپ جہاں آجکل علم کی قوت ہے وہاں علم ہی کی عملداری ہے۔ عیسویت اُسکے مقابلہ سے عاجز ہے جو تاریکی کہ عیسائی مذہب کی بدولت دیوؤں اور بھوتوں کے خیالات اور آسمانی توہمات کے سبب یوروپ میں پھیلی ہوئی تھی اب وہ رفع ہوتی جاتی ہے۔ صبح ہوگئی اور جید اور عمدہ آثار نمودار ہوئے ہیں۔ یہی حالت اسلام کی ہے۔ جہالت کیساتھ اُسکا رشتہ ہے جو ظلم کے عقدہ سے بندھا ہوا ہے۔ جہاں جہاں علم اور عقل کی روشنی پہنچ گئی۔ یا پہنچ رہی ہے وہاں سے بالضرور اسلام کو مصلے اٹھانا پڑیگا وہ خیالی دین جو مجموعہ ہے ژند اور اوستہا توریت و زبور و انجیل کے جن بھوتوں کی کہانیوں کا۔ وہ اسلام جو جامع ہے جادو ٹونے اور مردوں کی کرامتوں کا وہ مذہب جو سرچشمہ ہے قبر پرستی اور مکان پرستی اور سنگ اسود پرستی کا وہ ہدایت نامہ جو مادی اور فانی جنت اور حور و غلمان اور شہد اور شراب کی خوشکن طمع دے رہا ہے۔ وہ فلاسفی کا مدعی جو زمین اور آسمانکی حالت صحیح بتلانے سے قطعی عاجز ہے۔ یاد رکھئے اور پھر بھی یاد رکھئے کہ وہ بلاشبہ علم کی روشنی کیسامنے ہرگز نہیں ٹھہر سکیگا۔ اچھی طرح سمجھو کہ تہذیب اور سویلزیشن کی پاک اور پُرزور دریا کی تیز دھار۔ توہمات اور باطل راستہ کو چھوڑ چکی ہے۔ اور پھر خواہ مخواہ ہی ہوا اس خندق میں گر پڑیگی جوں جوں اور جہاں جہاں علم کی روشنی پھیلیگی۔ محمدی اسلام کی عمارت کبھی اور کسی طرح بھی اُسکا مقابلہ نہ کر سکیگی۔ اور عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے۔ بلکہ بعض جگہ آجکل کہ سوائے مسجد کے ملانوں اور بے علم زمینداروں کی یا وحشی افغانوں اور نادان عورتوں کے اسلام کا اثر کسی ذی علم کے ضمیر میں نہ رہیگا کیونکہ خود اس زمانہ کے پیغمبر حضرت نبی قادیانی مسیح ثانی کو الہام ہوچکا ہے کہ نوخیزوں کے عام خیالات اسی طرف بڑھتے جاتے ہیں"۔ پس آنکھیں کھولو تعصب کی پٹی اُتار دو اور آریہ دہرم کی سچی فلاسفی پر غور کرو آریہ سماج کا اصول ہے ودیا کا پرکاش اور اودیا کا ناش کرنا"۔ پس جہاں جہاں سائنس اور علوم حقہ کی روشنی پہنچ گئی وہاں وہاں آریہ دہرم کا جھنڈا سب سے پہلے لہرائیگا صاحبو جہالت کا پردہ دور کرو اور آؤ علم کا جو اوتار دو اور آؤ تعصب کا خیال دل سے نکالو اور آؤ ملکر سچ کا پرچار کریں اور ہم اور آپ ایک پردار بنیں۔ افغانستان عربستان۔ بلوچستان ایران روم و مصر کی حالت پڑھو اور غور کرو کہ اسلام نے وہاں کیا کیا تہذیب اور علوم کی اشاعت کی۔ اگر آپکو سب طرف جہالت ہی جہالت کا سُراغ ملے تو عبرت پکڑو اور ہماری التماس کو قبول کرو سچے ویدک دہرم کا [illegible] تو اُسکی ہدایت سے فیض اُٹھاؤ۔ پھر دیکھئے بہار کہ کیسی بہار ہے۔ اے عقل والو! غور کرو اور اے علم والو سمجھو ع۔ رہ ایں ست رواز طریقت متاب ۔

راقم آپ کا قدیمی خیرخواہ لیکھرام آریہ مسافر

راہ نجات

اوم پرماتمنے نمہ

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں برد
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

چار دن سے ہمارے پاس ایک آٹھ صفحہ کا رسالہ مصنفہ مولوی محمد خلیل صاحب ساکن ملال پور مطبوعہ لدھیانہ الموسوم عدم نجات آریہ بذریعہ ڈاک پہونچا جس کے اخیر میں لکھا ہے کہ "بخدمت جملہ صاحبان عموماً و بخدمت پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری خصوصاً التماس ہے۔ کہ یہ رسالہ عدم نجات آریہ جو آپ کے آریہ مذہب کی تردید میں اس دعویٰ سے لکھا گیا ہے کہ اس کا جواب کسی آریہ صاحب سے جہان کی پرلے کے ظہور تک یقیناً نہ بن سکے گا۔ اور فی الحقیقت اگر آریہ بھائی اس رسالہ کو ایک عمیق نظر ڈال کر صفائی قلب سے مطالعہ فرماویں گے تو اُن پر فوراً ثابت ہوگا کہ واقعی اس رسالہ نے آریہ مذہب کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر رکھدیا ہے۔ اور وہ بنیاد ہی بیٹھ گیا کہ جو عرصہ چودہ پندرہ سال سے اس آریہ ورت میں ظاہر ہو رہا تھا۔ خاتمہ کر کے دکھلا دیا ہے۔ اگر آریہ صاحبان اس رسالہ کو مطالعہ فرما کر پھر بھی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آویں تو اُن پر لازم ہوگا۔ کہ اس رسالہ کا رد لکھ کر دکھلاویں۔" اور پھر کہتے ہیں "اگر دو ثالثان شہادت دلویں کہ واقعی اس رسالہ کے دلائل نمبروار توڑے گئے ہیں تو میں اقرار کرتا ہوں کہ بعد شہادت ایسی مستقل کے رد کنندہ رسالہ مذکور کو مبلغ ۲۵ روپیہ انعام کے دونگا۔ اب بھی اگر آریہ صاحبان خاموش رہے تو اُن پر اتمام حجت ہے جس کا مواخذہ اُن پر خدا کی عدالت کے روبرو ہوگا۔"

پیارے ناظرین ہم نے صرف مولوی صاحب کی درخواست اور ضروری دعوت کے مطابق خلوص نیت اور سچے اعتقاد سے یہ جواب لکھا ہے اور اُن کے دلایل کی نمبروار تردید کی ہے۔ پچیس ۲۵ روپیہ کے لالچ سے نہیں بلکہ ہمیں بڑی بھاری طمع ہے کہ مولوی صاحب کو سچا خدا اور پرمیشر پرماتما صراط المستقیم وید مقدس پر چلنے کی ہدایت دے اور تعصب کے تاریک اور خوفناک گڑھے سے نکال کر حق کے قبول کرنے پر کھلم کھلا مستعد کرے *

آمین یا ربّ العالمین

الملتمس لیکھرام آریہ مسافر از کہوٹہ ضلع راولپنڈی - ۶ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء

نجات اور اُس کے وسایل

ہر ایک آدمی نجات چاہتا ہے۔ اور ہر ایک مذہب کی علت غائی بھی یہی ہے کہ اُس کے ذریعہ سے لوگوں کو نجات ہو۔ لیکن انصاف یہ ہے کہ کم لوگ ہیں جن کو نجات کے ذریعہ معلوم ہیں۔ اور تھوڑے ہیں جو نجات کے واسطے کوشش کرتے ہیں اور ایسے ہادی بھی کم ہیں جن کو سیدھا اور سچا رستہ نجات کا معلوم ہو۔ یا جن کی خود بھی نجات ہوئی ہو۔ کیونکہ اکثر مذاہب کے اصول ہی ایسے ہیں۔ جن سے کسی طرح نجات ہو نہیں سکتی۔ لوگوں میں بھیڑیا دہسان یا اندھ پرم پرا یا جاہلانہ تقلید کا پرچار بہت زیادہ ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ تقلید پرستی نے دنیا کے بڑے حصہ کو ضلالت میں ڈال رکھا *

نجات لفظ اصل میں سنسکرت زبان کا ہے۔ مگر اس وقت عام لوگ اسے عربی جانتے ہیں۔ سنسکرت میں اس کے معنے न जात हैं یعنے دوبارہ جنم میں نہ آنا یا آواگون سے رستگاری۔ عربی میں نجات کے معنے ہیں۔ نجات بفتح رستگاری (از بہار عجم و کشف و قاموس و صراح) ناجی بکسر جیم رستگار از عقوبت و نجات یابندہ و صاحب (از غیاث) سنسکرت میں اس کے واسطے دوسرا لفظ مکتی یا موکھش یا نروان پد ہے۔ معنے سب کے ایک ہیں اب ہم بتلاتے ہیں کہ مکتی سادھن کے وسایل کیا ہیں یہی پرشن (سوال) کسی نے سوامی جی مہاراج سے کیا تھا وہ اوتر دیتے ہیں *

(پرشن) مکت اور بندھ کن باتوں سے ہوتا ہے * (اُتر) پرمیشور کی آگیا پالنے ادھرم، اودیا، کوسنگ، کوسنسکار، بُرے ویسنوں سے الگ رہنے۔ اور ست بھاشن پروپکار ودیا، نجیت پکشپات (تعصب و طرفداری) رہت نیائے۔ دھرم کی بردھی کرنے۔ پُوروکت پرکار سے پرمیشور کی استتی پرارتھنا اوپاسنا۔ ارتھات یوگ ابھیاس کرنے ودیا پڑھنے پڑھانے اور دھرم سے پرشارتھ کر گیان کی اُنتی کرنے۔ سب سے اُتم سادھنوں کو کرنے اور جو کچھ کرے وہ سب پکشپات رہت نیائے دھرم انوسار ہی کرے۔ اتیادی سادھنوں سے مکتی اور ان سے وپریت ایشور آگیا بھنگ کرنے آدی کاموں سے جیو کا بندھ ہوتا ہے۔" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۶)

یہ جو سادھن مکتی یعنے نجات کے وسائل سوامی جی مہاراج نے ویدوں کے انوسار لکھے ہیں ان سے عمدہ وسائل تو کسی مذہب میں نہیں ہیں۔ انہیں وسائل کی یوگ شاستر میں مہاتما پتنجلی جی مہامنی نے تشریح کی ہے (دیکھو سادھن پاد) آدمیں تمام مذاہب دنیا کے محقق و فاضل اگر وہ ان وسائل سے کوئی عمدہ سادھن بتلا سکتے ہیں تو بتلا دیں ہم قبول کرنے پر تیار ہیں۔ ہم کو کوئی عذر نہیں۔ لیکن اگر ایسے اچھے وسائل اور ایسے پوتر سادھنوں کے بدلے اُن کے پاس صرف ایمان یا جہاد یا تقلید پرستی یا کثرت ازدواج یا گور پرستی یا سنگ اسود پرستی یا حج یا تیرتھ یاترا۔ یا صدیب لٹکانا ہی مکتی کے سادھن ہیں جو وسایل مندرجہ وید مقدس سے بہت کم ادھورے و ناقص ہیں تو انہیں چاہیئے کہ پاک کتاب یعنے پوتر ویدوں کا آشرا لیں اور ست دھرم کو قبول کر کے شانتی سرور سے تریپت ہوں *

قرآن کے رُو سے نجات کے وسائل

جہاں تک ہم نے قرآن کا مطالعہ کیا۔ جہاد سب سے افضل عبادت قرآن نے بتلائی ہے اور مجموعی طور پر قرآن شریف نے یہ چیزیں ذریعہ نجات بتائی ہیں۔ جہاد[1] صلوٰۃ[2] روزہ[3]۔ زکوٰۃ[4]۔ حج۔ و طواف۔ کعبہ و قربانی جانوران۔ اور جگہ اسلام کے یہ اصول بتلائے ہیں۔ خدا پر ایمان لانا۔ ملائکوں پر ایمان لانا۔ کتابوں پر ایمان لانا۔ رسولوں پر ایمان لانا۔ قیامت پر ایمان لانا۔ جہاد مجاہدہ کارزار کردن با دشمنان در راہ خدا (منتہی الارب باب الجیم فصل الہا۔ ربع الاول صفحہ ۲۳۳ مطبوعہ سرکاری لاہور)

غزاۃ۔ جنگ با دشمن دین۔ غازی مرد با دشمن دین کارزار کنندہ (از منتہی الارب باب الغین ربع الثالث صفحہ ۱۴۳۱) جہاد کا مفصل حال دیکھو ہمارا رسالہ جہاد۔ اور حدیث میں یہ ہے۔ الجنۃ تحت الظلال السیوف یعنی جنت نیچے سایہ تلواروں کے ہے (دیکھو فتوح الشام صفحہ ۹ و ۳۶)

صلواۃ کی بابت شرح نصاب میں لکھا ہے۔ صلواۃ ماخوذ از صلا کہ بمعنی سرین است چوں نماز کنندہ در سجود سرین برمیدارد۔ ایں فعل را صلواۃ گفتند۔ و بعضے معنے صلواۃ تحریک الصلوین نوشتہ اند یعنے جنبانیدن ہر دو سرین و معنے نماز منقول است۔ ازیں معنے۔
(از غیاث اللغات ردیف ص)

عبادت میں دل کی جمعیت و آرام سے خدا کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ وہ اس بار بار کے سرین اُٹھانے اور اُٹھنے بیٹھنے سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ بلکہ دل زیادہ پریشان اور ڈانواں ڈول ہوتا ہے اور کُنج تنہائی جو عبادت کے واسطے اشد ضروری ہے وہ جماعت کی نماز میں بالکل میسر نہیں ہوتی۔ بلکہ وہاں تو قواعد کا دھیان ہوتا ہے کہ امام صاحب ابھی کھڑے ہیں یا بیٹھے۔ ٹھہرے ہیں یا دوزانو ویسے ہی خواہ مخواہ ہونا پڑتا ہے۔ اور عموماً جو ذرا پیچھے آتے ہیں۔ اُنہیں بہ تقلید امام صاحب کے درمیان سے یا کسی حصہ یا جزو سے ہی نماز شروع کر کے ناتمام ہی پوری کرنی پڑتی ہے جو ہرگز احسن طریقہ نہیں ہے۔ ایک بزرگ نے لکھا ہے۔ عبادت را با جماعت چہ تعلق۔ اور پھر موذن کا بھی بے ہنگام اور بلا سوچے سمجھے آذان دینا اور ایسی زبان میں دینا جس کو لوگ نہ سمجھتے ہوں سراپا ایک فضول حرکت ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے۔

موذن بانگ بے ہنگام برداشت — نمے داند کہ چند از شب گذشت است
درازی شب از مژگان من پرس — کہ یکدم خواب در چشمم نگشت است

اور پھر بلا معنے اور مطلب جاننے کے نماز پڑھنا بالکل بیفایدہ ہے اور کروڑوں مسلمان بے سمجھے سوچے عبارت پڑھ لیا کرتے ہیں۔ اور پھر کعبہ پرستی اور کعبہ کی طرف منہ کر کے سراپا بُت پرستی ہے۔ مثنوی میں ہے۔

قبلہ صورت پرستاں آب و گل — قبلۂ معنے شناساں جان دل
قبلۂ زہاد محراب قبول — قبلۂ بد سیرتاں کار فضول۔

ایک اور فاضل نے لکھا ہے۔

نماز و سجدہ بر محراب ابرویش روا باشد — چہ سود از حرکت بیجا کہ بنشینی و برخیزی

ایک اور فاضل فرماتے ہیں

ازاں محراب ابرو زد بگرداں — اگر در مسجدے در در خرابات
دلے فارغ بباید پاک ز اغیار — کہ تا لذت بہ یابی در مناجات
تو گر در تندرست و خیر باشی — کجا یابی صفائے مہمات ہیہات

علوم یعنی روزہ رمضان یہ نہ علم حکمت کے مطابق۔ اور نہ کم خوری کے عادی صرف خوراک کا وقت بدلا جاتا ہے۔ اسی واسطے اس کا نام روزا ہے۔ یعنی بھوکا پیاسا تمام دن رہنا نہ کہ رات مسلمان و نگو روزہ رکھتے ہیں اور سب بُرے کام جو ہمیشہ کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ غصہ و غضب زیادہ ہو جاتا ہے جو ایک نہایت بُرا فعل ہے۔ اور تمام رات اور دنوں سے اچھی خوراک کھاتے ہیں۔ خواہ قرض اُٹھا کر کھانی پڑے۔ اور عموماً مقروض ہو جاتے ہیں۔ جانور بھی زیادہ مارے جاتے ہیں۔ بعد ازاں جب مہینہ ختم ہو جاتا ہے تو کھانے کا اُن کو ہوکا لگ جاتا ہے۔ بہت ہیضے کے ہی شکار ہوتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس روزہ سے کیا فایدہ ہے۔ اس سے تو ہندؤں کا برت اکادشی یعنے مہینہ میں ایک دن کچھ اچھا ہے کیونکہ اس میں چوبیس گھنٹوں میں ایک دفعہ کھانا پڑتا ہے۔ جو کچھ معقول ہے +

لے چنانچہ وہ لوگ رمضان کی عیدی لکھا کرتے ہیں جس کا ایک مصرعہ یہ ہے ع شکم گشتہ را بینزا نید۔ یعنی روزہ کے دنوں میں مسلمانوں کے پیٹ بڑھ جاتے ہیں +

زکوٰۃ چالیسواں حصہ اپنے مال کا خدا کے نام پر سالانہ دینا یہ طریقہ بُرا نہیں ہے۔ مگر اس سے اچھا اہل آریہ کی خیرات کا قاعدہ ہے اور یہی سبب ہے کہ جتنے آریہ لوگ خیرات کرتے ہیں۔ اُتنی اور کسی قوم میں نہیں ہوتی۔ اور یہ مشہور کی کہنی ایار مہاں ہے کہ آریہ یا ہندو فقیر مسلمانوں کے دروازے پر بہت ہی کم جاتے ہیں۔ اور اُس کے برخلاف لاکھوں مسلمان فقیر اور غریب ہندوؤں کی خیرات سے پلتے ہیں۔ اور تو اور کنارے یتیم خانوں میں بلا تمیز مذہب کے سب قسم کے یتیم لڑکے اور لڑکیاں پرورش پاتے ہیں۔ ہندوستان بھر میں جتنی آریوں کے پانی کی سبیل ہیں۔ اُن پر ہندو مسلمان وغیرہ سب کے واسطے پانی پینے کے بندوبست ہیں اور فی سبیل اللہ سب کو پانی پلاتے ہیں۔ اور آریہ سماج میں سب سے زیادہ خیرات کا بڑا وصف ہے۔ مگر مسلمانوں کی زکوٰۃ سوائے بکروں کی جان کی شامت کے اور کوئی مفید صورت نہیں ہے۔

حج یعنے زیارت کرنا کہ کا موسم مقررہ پر۔ یہ سراسر بت پرستی ہے۔ اور وہاں ایک کالا پتھر ہے جسے ہندو مکیشر مہادیو اور مسلمان حجر الاسود کہتے ہیں۔ غیاث میں لکھا ہے۔ حجر الاسود سنگیست سیاہ در کعبہ کہ مس کردن آں موجب ازالہ معاصی ست۔ یعنے وہ ایک کالا پتھر ہے کعبہ میں اُس کا چھونا باعث دور ہونے گناہ کا ہے۔ رمی حجار یعنے پتھر پھینکنا۔ طواف یعنی کعبہ کی پرکرماں کرنا۔ جامہ کعبہ کو چومنا۔ اور لبیہ دینا۔ آب زمزم کو پتھر کرلانا قدم رسول اور قدم ابراہیم یعنی چرن پادکا کی زیارت کرنا۔ اور ثواب جاننا اور قربانی کرنا جس سے آئے دن وہاں حضرت ہیضہ شریف ارزانی فرماتے رہتے ہیں۔

مُفصل دیکھو کوہ نور لاہور جولائی ۱۸۹۳ع۔ کہ مکہ میں ۲۵ جون کو ۷۵ (۲۶) اسحہ ۱۸۹۳ع کو ایک ہزار آدمی ہیضہ کے شکار ہوئے۔ پس اس سے سوائے بُت پرستی اور کعبہ پرستی کے نہ تو کوئی ثواب کی بات ہے اور نہ مفید مطلب یا صفائی قلب۔ ع

کعبہ بہ نگاہ خلیل آذر است — دل گذر گاہ جلیل اکبر است
دل بدست آر کہ حج اکبر است — از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است

قرآن میں ہے۔ الذین یومنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنٰھم ینفقون و الذین یومنون بما انزل الیک و ما انزل من قبلک و بالاٰخرۃ ھم یوقنون اولئک علیٰ ھدی من ربھم و اولئک ھم المفلحون ۵

ترجمہ۔ جو ایمان لاتے ہیں غیب پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ اُنکو رزق دیا گیا ہے ہم نے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں جو کچھ پیغمبر پر اترا ہے اور جو اُتارا گیا ہے تجھ سے آگے اور آخرت پر یقین رکھتے وہ ہیں جو آیت ہدایت پر اپنے خدا کی جانب سے اور وہی رستگار ہیں۔ کتابوں کی تعداد تمام قرآن میں درج نہیں ہے۔ اور نہ اُنکے نام۔ اور یہی حال فرشتوں اور رسولوں کا ہے۔ پھر معلوم کہ ایمان کس پر اور کیسا ایمان باقی ہے۔ خدا اور قیامت۔ ان پر جیسا مسلمانوں کا ایمان ہے مفصل طور پر تکذیب براہین احمدیہ وغیرہ میں ظاہر کر دیا ہے۔ علاوہ براں اس ایمان میں وہ عام ہندؤں سے کسی حالت میں افضل نہیں ہیں بلکہ کمتر ہیں۔

اب دیکھنا چاہئے کہ قرآنی نجات کیا ہے

قرآن سورۃ البقر میں لکھا ہے کہ جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے اُن کے واسطے باغ ہیں نیچے اُن کے نہریں ہیں اُن باغوں کا پھل وہ کھائیں گے۔ اور اُن کے واسطے وہاں پاک عورتیں ہیں اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گی۔ سورۃ آل عمران میں پھر وہی ذکر ہے اور سورۃ مایدہ میں بھی وہی۔ سورۃ اعراف میں پھر اُسی کا تکرار ہے لیکن زیادتی یہ ہے کہ درمیان بہشت و دوزخ کے حجاب ہے۔ جسکو اعراف کہتے ہیں۔ سورۃ حجر یونس و ابراہیم و نحل میں پھر تھوڑا تھوڑا بیان ہے۔ سورۃ کہف میں علاوہ اور بیانات کے سونے کے زیور۔ اور ریشمی جامہ پہننے کا مذکور ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ تکیہ

لگا کر یاقوت کے تختوں پر نہروں کے کنارے بیٹھیں گے - سورۃ حج میں علاوہ اس بیان کے موتی اور سونے کے کنگن پہننے کا بھی بیان ہے - سورۃ رحمان میں اُنکے علاوہ یہ بھی ذکر ہے کہ حوروں سے پہلے کسی نے جماع نہیں کیا - اور حوروں کی تعریف یہ لکھی ہے کہ وہ یاقوت و مرجان کیطرح ہیں - اور باغوں کا بیان ہے کہ اُن میں میوے کے درخت انار و کھجور کے درخت ہونگے اور حوروں کے خیموں کا بھی احوال ہے - سورۃ النبا میں حوروں کے علاوہ پیالہ چھلکنے کا بھی حوالہ ہے - سورۃ صافات میں لکھا ہے کہ شراب کے پیالے ملینگے اور حوروں کی تعریف ہے کہ وہ سفید مخفی انڈوں کی طرح ہیں - سورۃ دہر میں شراب کی اقسام کا ذکر ہے کہ کسی میں سونٹھ کی ملاونی ہے - اور کسی میں کسی کی اور وہاں ایک سلسبیل نام خاص چشمہ ہے جسکے پاس غلمان پھرتے ہیں - اور وہ ایسے رہنے والے جب تو انکو دیکھے خیال کرے کہ موتی بکھرے ہوئے ہیں کافوری شراب کا بھی اور ریشمی کپڑے اور چاندی کے زیوروں کا حال لکھا ہے سورۃ طور میں علاوہ حوروں کی آنکھوں کی تعریفوں اور باغوں کی تعریفوں کے غلمان یعنی بہشتی لونڈوں کا ذکر ہے کہ گویا وہ ڈربکتوں یعنی چھپے ہوئے موتی ہیں - اور یہ بھی لکھا ہے کہ وہاں بہشتی لوگ جانوروں کا گوشت کھاوینگے - پھر سورۃ واقعہ میں حسن کی تعریف ہے کہ وہ گوریاں ہیں بڑی آنکھوں والیاں موتی کی مانند خوبصورت سرو قد کنواریاں ہیں - شوہروں کی محبوب - اور پرندوں کے گوشت ملنے کا بھی - اور سنگھری شراب کے پیالے ملنے کا اور ہمیشہ خوبصورت رہنے والے لونڈوں کا بھی بیان ہے کہ وہی پیالے شراب کے پلاوینگے - سورۃ غاشیہ میں جاری چشموں اور تختوں و کوزوں اور تکیوں اور بساطوں کا بھی بہشت میں مذکور ہے - سورۃ تطفیف میں ہے کہ وہ جنت میں تختوں پر بیٹھینگے - اُنکے چہروں پر تازگی ہوگی - اور اُنکو سربمہر شراب خالص پلائی جاویگی اور اُسپر مہر کی جگہ پر جہاں مُہر موم کے مشک ہوگی اور اُسمیں نہر تسنیم کا پانی ملا ہوگا - سورۃ مرسلت میں پانی کے چشمے - درختوں کے سایہ میوہ مرغوب الطبع کھانے اور پینے کیواسطے - اور سورۃ زخرف میں سونیکے پیالے اور کوزے اور نفس کی خواہش اور آنکھ کی لذتیں اور بہت میوہ ملینگے - اور ویسا ہی سورۃ دخان میں ہے - اور سورۃ محمد میں بھی بہشت کی نہروں کا مذکور ہے ⁂

حدیث میں ہے روایت ہے انس سے نبی نے فرمایا کہ جنت میں ایک ایک بہشتی کو جماع میں قوت سو سو آدمیوں کی دیجاویگی (از جامع ترمذی صفحہ ۱۹۶) پھر ابن ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا سے ہمنے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا جماع کرینگے ہم جنت میں - فرمایا ہاں قسم ہے پروردگار کی کہ میری جان اُسکے ہاتھ میں ہے کہ جماع کرینگے اہل جنت بار بار کمال قوت سے پھر جب جدا ہوگی اپنی بی بی سے وہ پاک ہوگی اور باکرہ (جامع ترمذی باب بیان جنت صفحہ ۱۹۶ مطبوعہ دہلی) حجتہ الاسلام امام محمد غزالی صاحب فرماتے ہیں - ولذت بہشت لذت شکم و فرج و چشم بیش نیست که دلبستانی تماشا کند وطعامے خوش میخورد - و در سبزی و آب رواں و کوشکہائے نگارین می نگرد - و ایں شہوت باشند که ہدیں جہاں در جنت شہوت ریاست و استیلا فرمان و ادن حقیر و مجتمع شود تا بلذت معرفت چہ رسد که رہبان باشند که صومعہ بر خود زندان کند و ہر روز بغدر یک جو طعام بیش نخورد در شرہ جاہ و قبول لذت آں پس لذت جاہ و قبول از بہشت دست تر میبرد چہ لذت بہشت بیش از شکم و فرج و چشم نیست پس لذت جاہ که ہمہ شہوت را مختصر کرد - و راندت معرفت فرو میرد - (کیمیائے سعادت رکن چہارم اصل چہارم صفحہ ۵۴۲)

آنریبل مولوی سر سید احمد خاں صاحب بہادر نجم الہند اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں "پس اگر حقیقت بہشت کی یہی باغ اور نہریں اور موتی اور چاندی اور سونیکی اینٹوں کے مکان اور دودھ اور شہد و شراب کے سمندر اور لذیذ میوے اور خوبصورت عورتیں اور لونڈے ہوں یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا ہوئی ہے اُسمیں سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہیں - باغ میں شاداب سرسبز درخت ہیں - دودھ اور شہد اور شراب کی ندیاں بہہ رہی ہیں - ہر قسم کے میوہ کھانے کو موجود ہیں - ساقی اور ساقنیں نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے یہاں کی گھوسنیں پہنتی ہیں شراب پلا رہی ہیں - ایک جنتی ایک حور کے گلے میں ہاتھ ڈالے پڑا ہے - ایک نے ران پر سر دھرا ہے - ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے - ایک نے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہے کوئی کسی کونہ میں کچھ کر رہا ہے اور کوئی کسی کونہ میں کچھ - ایسا بیہودہ پن ہے جس پر تعجب ہوتا ہے کہ اگر بہشت یہی ہو تو بے مبالغہ ہمارے خرابات اُس سے ہزار درجہ بہتر ہیں (دیکھو تفسیر احمدی مولفہ سید صاحب موصوف صفحہ ۳۸ و ۳۹ جلد اول سورۃ بقر ۱۲۹۰ھ)

عرفی کہتا ہے -

از باغ نعیمش مدد انعام و میا نمیز	با مطلب مطلب اصحاب شکم را
آسائش ہمسائگی حق ز تو خواہد	او ہمیہ دوزخ نکند باغ ارم را
بہر نعیم بہشت طاعت ایزد مکن	بر لب جیجوں خطاست چشم بہ نم داشتن

مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۳۰۵ سے ۳۱۶ صفحہ تک ⁂

اے ناظرین صداقت قرین خصوصاً ہمارے مسلمین بھائیو! یہ قرآنی جنت کا نقشہ کھینچکر ہم نے آپ کے سامنے رکھ دیا ہے اس سے زیادہ قرآن میں نجات کا مذکور نہیں یہ ساری جسمانی نفسانی اور شہوانی باتیں ہیں سرور معرفت اور آنند روحانی سے انکا کوئی تعلق نہیں -

تن پرستی است ہمہ مطلب او ہزار نماز	میکند صرف در خلد جبیں سائی را

اب ہم آپ کے دلائل کی نمبروار تردید کرتے ہیں

۲ - مولوی دلیل اوّل دائمی نجات جو کہ روح کا اصلی تقاضا ہے - اُس کے تو آریہ لوگ خود ہی منکر بنے بیٹھے ہیں ⁂

آریہ - آریہ لوگ منکر نہیں ہیں - بلکہ سب اہل مذاہب منکر ہیں - اور سب سے زیادہ مسلمان منکر ہیں اور آریوں کی نجات پھر بھی سب اہل مذاہب سے بہت ہی بڑی یا قرآنی محاورہ کے مطابق دائمی نجات ہے - حدیث میں ہے خلق اللہ الارواح قبل الاجساد بالفی عام یعنی خدا نے روحوں کو جسموں سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا - اگر ہم پچاس ہزار سال مان لیں - یا پورے لاکھ برس بھی - تو اُسوقت تک خدا کو خالق وغیرہ صفات سے موصوف ہوئے - اس کے بعد اگر سات ہزار سال دنیا اور رہی تو ایک لاکھ ۴ ہزار سال ہوئے - قرآن و حدیث کو ۵۰ ہزار یا لاکھ سے زیادہ تو گننا ہی نہیں آتا - حضرت خود حساب کو انگلیوں پر گنا کرتے تھے - قرآن کی نجات جسے وہ بار بار خالدین فیھا ابدا کہتا ہے یعنی اُسمیں ہمیشہ رہینگے اُسکی تشریح بھی اُسنے خود کی ہے - سورۃ ہود میں ہے کہ وہ ہمیشگی آسمان و زمین کی عمر تک ہے - پس یہ زمین آسمان کی عمر زیادہ سے زیادہ آٹھ لاکھ سال سے بڑھ کر نہ ہوگی - پس تمام قرآنی مذہب کا زمانہ و بہشت و دوزخ کا بخیہ لاکھ سال تک رہے گا - اور یہی قرآنی بہشت دوزخ ملایکہ حور و قصور وغیرہ جنکی وہ ہمت ہمیشگی ہے اس سے زیادہ نہیں اور بہشت ہمیشہ رہنے کی جگہ بھی نہیں - کیونکہ آدم حوا کو خدا نے کہا تھا کہ تم بہشت میں رہو مگر وہ وہاں سے نکالے گئے - پس کوئی بہشتی وہاں نہیں رہسکتا - اسیطرح مسیح ابن اللہ بلکہ خود خدا نجات کی حالت سے مریم کے شکم میں آیا - پس نجات سے انسان واپس آتا ہے - صوفی اور ویدانتی تو خود خدا کو بھی تناسخ میں لاتے ہیں بابا نانک جی نے کہا ہے - گورمکھ آوے جاوے نہ شنگ - پورن والے ملتی سے واپس آنیکے قایل ہیں - درحقیقت آریہ ہی نجات کے قایل ہیں مگر عملی طور پر نہ کہ جاہلانہ طرف سے - مکت شدہ جیو چھتیس ہزار بار جو اُتپتی اور پرلے کا سمے ہے - جسے مہا کلپ یا پرانت کال کہتے ہیں اُتنے عرصہ تک مکت میں رہتا ہے یعنی ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ × ۲۰۰۰ = ۸۶۴۰۰۰۰۰۰۰۰۰ × ۳۰ = ۲۵۹۲۰۰۰۰۰۰۰۰۰ × ۱۲ = ۳۱۱۰۴۰۰۰۰۰۰۰۰۰ × ۱۰۰ = ۳۱۱۰۴۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ یعنی اکتیس نیل دس کھرب چالیس ارب سال تک وہ مکتی

اوسکھا میں رہتا ہے (مفصل دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۲ و ۲۴۳ سمولاس ۹) جس قدر زمانوں کے سمندر اور برسوں کے قلزم مکتی کی میعاد ہے تو کیا یہ مکتی کی میعاد اس قرآنی فرضی اور وہمی دو لاکھ یا ۸ لاکھ برسوں کی نجات کے مقابلہ میں دائمی یا ابدی نجات نہیں ہے۔

۲۔ مولوی دلیل دوم۔ یہ بات بھی انکی مسلمات سے ہے کہ کوئی انسان جبتک وہ اودیا میں پھنسا رہتا ہے اور پاپ کئے جاتا ہے تب تک وہ جنم مرن کے سلسلہ آواگون سے خالی نہیں ہو سکتا پس اگر جنم مرن سے رہت ہونیکا نام نجات ہے تو ایسی نجات تو ہر ایک کو مل سکتی ہے خواہ نیک ہو یا بد۔ کیونکہ پرلے کیوقت ہر ایک جیو شدھ اشدھ کرم کرنیوالا سلسلہ جنم مرن سے رہت ہو کر ایک زمانہ دراز تک موکھش کو پراپت رہتا ہے اس جگہ تو نیک لوگونکی کوئی خصوصیت نہ رہی۔

آریہ۔ آپ کی علمی لیاقت تو لفظ ودیا کو اودیا اور شبہ اشبہ کو شدھ اشدھ لکھنے سے ظاہر ہے اور صرف ایک ہی جگہ نہیں بلکہ چار جگہ اس پر تعصب و نخوت سے بھرا ہوا یہ دعوے کہ "آپ لوگوں کے وید مقدس کی بخوبی چھان بین کی گئی ہے"۔ سچ ہے بیہودہ دعوے کرنیسے انسان کامیابی کے عوض ذلیل ہوتا ہے۔ مکتی اس کو کہتے ہیں کہ "سربنستو دکھوں سے چھوٹ کر بندہ رہت سرب ویاپک ایشور اور اسکی سرشٹی میں سوا چھیا سے دچرنا"۔ صرف دکھ کا ناش مکتی نہیں ہے۔ اور پرلے میں دکھ کا ناش بھی نہیں ہوتا۔ اسوقت تو جیونکی سوپن یا سکھوپت جیسی حالت ہوتی ہے۔ مکتی میں پرم آنند کی پراپتی سب سے زیادہ ضروری ہے۔ ہاں البتہ قرآنی نجات دنیا میں میسر ہو سکتی ہے۔ بابر کہتا ہے ؎

مے و دلدار و گل نازو جوانی ازیں خوشتر چہ باشد زندگانی

حافظ کہتا ہے ؎

بدہ ساقی مے باقی کہ در جنت نخواہی یافت کنار آب رکنا باد و گلگشت مصلیٰ را

پس یہ قرآنی حور و قصور باغ و نہر شراب و کباب انجیر و انگور۔ انار۔ کھجور۔ کیلا کے ہر قسم کے میوے تو یہاں سب دولتمندوں کو نصیب ہیں۔ اسی قرآنی بہشت کے مقابلہ میں شداد نے بہشت بنایا۔ اور دیکھو مینا بازار کا حال۔ بنابراں یہ نجات نہیں ہے۔ ہاں عرب جیسے ریگستانی ملک کیواسطے یہ سامان بیشک نجات کے ہیں۔ اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ قرآن میں عرب والونکی ضرورت سے بڑھ کر نجات کا آنند کچھ نہیں جن چیزونکی اعرابیوں کو ضرورت تھی وہی بہشت میں موجود کریں ؟

۳۔ دلیل یا اعتراض سوم۔ بھلا ہم آریہ صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ کیا سبب کہ تمام نوع انسان میں سے جگت اتپتی کے آدمیں چار شخصوں پر ویدونکا نازل ہونا اور انکا گیان حاصل ہونا کیوں تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور انکی کیا خصوصیت تھی اور انکا کونسا حق غالب تھا کہ کروڑوں انسانوں میں سے منتخب ہو کر اس عہدہ جلیلہ و منصب علیا پر انکو ممتاز کیا گیا ؟

آریہ۔ (اول تحقیقی جواب) ہم لوگ قایل تناسخ ہیں اور ارواح کو انادی مانتے ہیں اور خدا کو ظالم نہیں جانتے بلکہ عادل۔ ہم علم و عقل کے مطابق ثبوت کرتے ہیں کہ گذشتہ جگت اتپتی کے اخیر میں انکو شبھ کرم باقی تھے انکے پھل کے انوسار پرماتما نے انکو وید کا الہام تمام دنیا کی ہدایت کیواسطے دیا اور انہوں نے اس خدمت خداوندی کو باحسن الوجوہ پورے طور پر سرانجام دیا (الزامی جواب) جناب موسیٰ۔ داؤد۔ عیسےٰ۔ محمد صاحبان کی بابت ہم مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا سبب ہے کہ بیشمار نوع انسانیں سے باوجود نہ ماننے جنم سابقہ اور نہ ماننے تناسخ ارواح اور نہ ماننے قدامت ارواح کے قبل از جسم) ان چار شخصوں پر چار کتابونکا نازل ہونا اور انکا گیان حاصل ہونا۔ اور تمام دنیا کا محروم رہنا کیوں تسلیم کیا جاتا ہے اور انکی کیا خصوصیت تھی۔ اور ان ہر چہار صاحبان کا کونسا حق غالب تھا کہ کروڑوں انسانوں سے منتخب کرکے عہدہ جلیلہ و منصب علیا پر ان کو ممتاز کیا گیا اور انکے بیشمار ہمجنسونکو اس پاک نعمت سے محروم رکھا گیا جو آپ یا تمام علمائے اسلام اسکا جواب ارشاد فرماوینگے۔ اس سے ہم ہزار درجہ معقول عرض کر دینگے۔

۳۔ مولوی صاحب: ہم آریہ صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ دریں زمانہ کوئی ایسا شخص آپ کے گروہ میں سے اب موجود ہے۔ یا گذشتہ زمانہ میں کوئی ہو چکا یا آیندہ نسلوں میں ہونیوالا ہے جو ایسے شدھ کرم کر رہا ہو۔ یا کر چکا ہو۔ یا کرنیوالا ہو۔ جو ہم وزن و ہمپلہ ان اشخاص کے ہو کہ جن پر ویدونکا نزول مانا جاتا ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص گذر چکا ہے تو ممکن ہے کہ لاکھوں گذر چکے ہونگے۔ تو کیا باعث ہے کہ وے اشخاص مشرف بالہام نہوئے اور نہ ان پر ویدونکا نازل ہونا تسلیم کیا جاتا ہے۔

آریہ۔ (اول جواب تحقیقی) ایسے شخص لاکھوں گذرے ہیں اور ہونگے بھی۔ مگر ہمارا تو اعتقاد ہے کہ کوئی شخص بغیر کامل الہام وید کے گیان حاصل نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ مکتی ہمتمام رشی و منی جو وید ودیا کو حاصل کرکے کامل گیانی ہوتے ہیں وہ نجات پا جاتے ہیں اور لوگ ابھیاس کے ذریعہ ایشوری گیان دوارا انکے تمام عقدے حل ہو کر موکھش ہو جاتے ہیں جسطرح توریت و زبور و قرآن و انجیل اگر گدھے پر لاد لئے جاویں تو گدھا عالم یا فاضل یا دلی نہ ہو جاویگا۔ اسیطرح وید مقدس کے صرف پاس رہنے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ عمل کرنیسے۔ آریہ اعتقاد اور سچی تعلیم کے مطابق جو شخص بذریعہ الہام یا تعلیم وید کے موکھش کو پراپت ہوتا ہے۔ وہ انکے برابر ہے۔ جنکو الہام وید کا ملا تھا۔ وہاں مقدم موخر کا فرق ضرور ہے۔ اسیواسطے ہم سب آدی گرو یعنی ہادی اول پرماتما کو مانتے ہیں۔ (الزامی جواب) کیا کوئی ایسا شخص ابتدائے دنیا سے قیامت تک گذریگا یا گذر رہا ہے کہ جس کے کرم محمد صاحب کے مطابق ہوں اگر ہے تو کیوں اسپر قرآن نازل نہیں ہوتا اگر نہیں ہے تو محض باطل ہے۔ ان پر خدا کی سب سے زیادہ مہربانی کیوں ہوئی۔ انکی خاطر زمین و آسمان کیوں بنائے۔ جو جواب اس کا تم دوگے وہی ہماری طرف سے جاننا۔ اسوقت ہر مسلمان ان دو شکوک سے ایک کو ضرور تسلیم کرینگے۔ یا تو یہ کہ انسان ایسے عمدہ اعمال کر سکتا ہے کہ اس پر قرآن نازل ہو۔ اور ختم رسالت کی مہر ٹوٹے۔ یا یہ کہینگے کہ نہیں ایسا نہیں کر سکتا ہے۔ تاکہ نہ نو من تیل ہوئے۔ اور نہ رادھا ناچے یعنی نہ کوئی ایسے اعمال حسنہ کر سکے۔ اور نہ قرآن نازل ہو ؛

۴۔ مولوی۔ جیسا کہ پنڈت لیکھرام نے بھی لاچار ہو کر تکذیب کے صفحہ ۹۵ میں لکھا ہے کہ ہم آریونکا الہام سے محروم رہنا شامت اعمال کا باعث ہے۔ بہرحال ہر دو طور سے چشم ما روشن دل ما شاد۔ شق اول کے ذریعہ کروڑہا انسان ملہم بن سکتے ہیں اور اپنے آپ پر کروڑہا وید بھی نازل کرا سکتے ہیں جو آریوں کے نزدیک بعد نزول ویدان اولین کے محال ہے شق ثانی اگر کوئی شخص اپنے سمپورن نہیں کر سکتا کہ برابر الہام وید نازل ہوں جیسا کہ پنڈت لیکھرام نے بھی لکھا ہے۔ تو اے آریو آپکی وہ میعادی مکتی بھی جس پر آپ لوگوں کا اتنا بڑا ناز تھا۔ کہ جامہ میں پھولے نہ سماتے تھے۔ حرف غلط کیطرح غلط ثابت ہوئی اور بیخ و بن سے اکھڑ گئی ؟

آریہ۔ آپنے شک اور شکوک کو شق و شقوق یعنی کاف کلمن کیجگہ ق قرشت استعمال۔ اور چار پانچ جگہ۔ یہ آپکی علمی غلطی ہے معلوم ہوا کہ لغات کے علاوہ آپ قرآن سے بھی ناواقف ہیں۔ سورۂ ابراہیم میں شک بمعنی شبہ موجود ہے اسکے علاوہ آپنے نہ تو ہماری تکذیب کی عبارت صحیح درج کی اور نہ اسکا مطلب درست سمجھا۔ ناظرین آپ صفحہ ۹۲ سے ۹۶ تک ملاحظہ فرماویں وہاں انکی اصل عبارت یہ ہے ہم لوگ جو تناسخ کو مانتے ہیں کسی کا الہام پانے سے محروم رہنا اسکی شامت اعمال جانتے ہیں" جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جو لوگ الہام سے محروم ہیں یعنی جنکو وید مقدس کی تعلیم نہیں پہنچی یا جنکو اس کی خبر نہیں ان سب کی شامت اعمال کا باعث ہے۔ خدا کے ظلم کا سبب نہیں اس کا کسی کو بلا سبب بلا وجہ کے محض اپنے ارادہ اور مصلحت خاص سے منصب نبوت پر مامور کرنا چشم انصاف کو معذور کرتا ہے جبکہ آپکی لیاقت و ذہانت کا یہ حال ہے اور آپ کے

معاملہ فہمی اور مطلب رسی کا یہ حال تو جنت میں جانے اور مکتی پانیمیں کیا کسر ہے کیونکہ بہشت خرافی میں بقول حافظ ع اگرچہ غرق گناہ ہست میرود بہ بہشت ایسے ہی لوگ جاوینگے (الزامی جواب) آپکے تنک اولی کے ذریعہ سے کروڑوں آدمی ملہم بن سکتے ہیں اور آپنے پر کتابیں قرآن جیسی نازل کرا سکتے ہیں جو مسلمانوں کے نزدیک بعد نزول قرآن کے سراپا محال ہے اور ختم المرسلین کا خیال تقلید پرستوں کیواسطے جال بلکہ جنجال اگر کوئی شخص ایسے اعمال نہیں کر سکتا اور نہ درجہ محمد صاحب کا اُسے مل سکتا ہے۔ تو روحانی و معرفت کا آنند تو بہت دور ہے جسمانی اور نفسانی جنت بھی آپ لوگوں کے نصیب نہیں ہو سکتی۔ پس اے مسلمانوں آپکی وہ میعادی مکتی اور چند روزہ جنت جسکی آپ تمنا کرتے ہو آپکو نہیں مل سکتی۔ جہاں سے آدم نکالا گیا ہاروت و ماروت و عزازیل نکالے گئے۔ حوا نکالی گئی۔ آپ انہیں ہمیشہ تک نہیں رہ سکتے۔ اور نہ خود جنت رہ سکتی ہے کیونکہ قرآن کہتا ہے کل شئی ھالک الا وجہہ یعنی سوائے خدا کے سب چیز ناش ہو جاویگی پس ناش ہو جاوینگے۔ جنت اور ناش ہو جاوینگی حور و قصور ناش ہو جاویگی۔ کوثر و سلسبیل وغیرہ۔ دیکھا کسطرح وہ آپکی چند روزہ جنت میں خزاں آگئی اور حضرت زمانہ نے اُسکے نونہالوں کو بیخ و بنیاد سے اکھیڑ دیا۔ کیونکہ جب آپنے محمد صاحب کے بعد رسالت کی ڈگری ہی بند کر دی مُہر لگا دی جو نجات کے مقابلہ میں کوئی بڑی بات نہیں۔ ملہم ہونا اور قرآن کا نازل ہونا تو سچا مہ انسانی ہو سکتا ہے جس صورت میں آپ لوگوں کے اعمال محمد صاحب کے درجہ تک ہی نہیں پہنچ سکتے اور نہ آپ پر کوئی کتاب قرآن کی مانند نازل ہو سکتی ہے تو آپ لوگ کیونکر اُس فانی اور نفسانی نجات اور جنت کو حاصل کر سکتے ہیں اور کس مونہہ سے اُن باغوں میں جا سکتے۔ جہاں سے آپ کے جد امجد یعنی آدم نکالے گئے۔ اور سوچو آپ وہاں جماع کرینگے۔ نظر بازی کرینگے۔ انگور کھاوینگے شراب پینگے۔ شہد کھاوینگے اور کھجوریں بھی کھینچی کرینگے۔ اونٹوں پر سوار ہونگے۔ اولاد بھی پیدا کرینگے پھر کب ممکن ہے کہ وہاں خرابی اور شرارت نہو اور حضرت شیطان تشریف نہ لیجاویں اور لعنتی کرا کے نہ نکالیں۔ سوچو اور غور سے خیال کرو کہ کسی طرح مسلمانوں کی نجات نہیں ہو سکتی ہے ❊

۷۔ **مولوی**۔ اب میں آریہ صاحبان سے دریافت کرتا ہوں کہ سرشٹی کے آدی سے لیکر اس زمانہ تک کہ جسمیں ہم اور تم موجود ہیں۔ آریوں کے بزرگان دین میں سے کس کس نے نجات پائی انکی فہرست پیش کرنی چاہیئے کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ابتک آریوں سے کسی نے نجات نہیں پائی فرض کے طور پر اگر تسلیم کیا جاوے کہ ملہمان وید بسبب اپنے کامل گیان اور الہام پانیکے نجات یاب ہو گئے۔ تو ان چار شخصوں کے نجات یاب ہونے سے تمام جہان کو کیا فائدہ ہوگا۔ یعنی تمام آریہ ورت کے لوگ ورطہ ہلاکت میں ڈوب کر ہمیشہ کے لئے جنم مرن کے سلسلہ میں [illegible] ہیں دیکھیئے ہم اہل اسلام اپنے نجات یافتہ لوگوں کی ایک فہرست پیش کر سکتے ہیں اور [illegible] کہہ سکتے ہیں کہ تمام نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور دیگر علماء نے بھی نجات پائی ہے جو کہ کروڑہا اشخاص ہیں اور جس نجات کو ہم مان رہے ہیں اسکو انہوں نے حاصل کر لیا ہے آپ لوگ تو اپنے گرو دیانند کی نسبت بھی جس کا درجہ ویدوں کے رشیوں کے برابر یا اُن سے کچھ کم خیال کر رہے ہو۔ اور شیر سان اور مہرشی اور پورن وِدوان کے نام سے نامزد کرتے ہو۔ یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ اس نے نجات پائی ہے جب اُس کی نسبت یہ حال ہے۔ تو دوسروں کی نسبت اور کونسی بہتر رائے قائم کر سکتے ہو۔ جبکہ آپ کے مہا رشیوں نے ہی نجات نہیں پائی تو آپ کیواسطے تو رونا اور دانت پیسنا ہی ہوگا ❊

آریہ سماج۔ لاکھوں رشی منی اور یوگی جو اس سرشٹی کی ابتدا سے آجتک نجات پا چکے ہیں۔ سو دو سو ہیوں تو نام گنائیں۔ نمونہ کیواسطے مہرشی کپل پرشست پاد ویاس جیمنی۔ گھر گو۔ ذیو سوت۔ جنک۔ واسُم دیو۔ بھیکشم پتامہ۔ بدر۔ کناد۔ پتنجل۔ اگستی۔ واتیو۔ اودتیہ۔ انگرا۔ اتھرا۔ پنچ۔ گنیشی وغیرہ وغیرہ بانی ہے۔ سوامی دیانند جی مہاراج آپکی قرآنی نجات کے تو ہم

قایل نہیں ہیں۔ اور نہ اُس کی خواہش ہے۔ ایسی نجات کی سوامی جی نے پُر زور دلایل سے تردید کی ہے اور کثرت ازدواج کو منع فرمایا۔ ورنہ ہم قرآن کی زبان سے کہتے ❊

اگر فردوس بر روئے زمیں است ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

اور ایسی نجات ہر ایک دولتمند حاصل کر سکتا تھا مگر اس نجات کو ہم گناہ جانتے ہیں باقی رہی وہ روحانی اور آتمک آنند دینے والی پوتر مکتی۔ اُس کے واسطے بہ نسبت سوامی دیانند جی کے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اول تو وہ آپت پرش یعنے نجات سے واپس آمدہ شخص تھے۔ کیونکہ جو یوگیوں اور رشیوں کے گن ہوتے ہیں وہ بہت سے اُنمیں موجود تھے۔ بھوتوڑی سی محنت میں اس قدر عظیم الشان ناپید الکنار یجرو خار سنسکرت کے پار ہو جانا یوگی جن کے سوا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پس وہ دھرم اور قوم پر جان نثار کر کے صداقت کا رستہ بتلا کر دھارمک شہید ہو کر ضرور نجات پا گئے۔ جیسے وہ اکثر سمادھی لگایا کرتے تھے۔ اُسی حالت میں شریر تیاگا اور اگر وہ مکتی سے واپس شدہ نہیں تھے۔ بلکہ یہ اُنکے پچھلے کرموں کا پھل تھا۔ تو اس دفعہ اُنہوں نے دیو رنظر یعنی علم کا فرض ادا کر دیا۔ کیونکہ اُنہوں نے تمام عمر ست اپدیش میں صرف کی اس کے بعد رشی رنظر یعنی یوگ ابھیاس کر کے ضرور بالضرور نجات پا جائینگے جنا بمن نجات خالہ جی کا گھر نہیں۔ کرشن نے فرمایا ہے ❊

अनेक जनम संसिद्धि ततो याति प्रागति ॥

یعنی بہت جنموں میں نجات کا ذخیرہ جمع کر لیتا ہے۔ تب مکتی پاتا ہے۔

اب ہم بتلاتے ہیں کہ جہانتک ہم کو اپنی تحقیقات اور کتب اسلامیہ کے مطالعہ سے علم حاصل ہوا ہے اُس سے ظاہر ہے کہ اسلام کے کسی نبی نے نجات نہیں پائی مفصل ہم تکذیب براہین احمدیہ جلد اول میں درج کر چکے ہیں۔ اور اب آپکے اصرار پر مشتے نمونہ از خروارے یہاں پر بھی عرض کرتے ہیں ❊

(۱) آدم کے حالات اور اُس کا چال چلن (قرآن سورۃ النساء، اعراف تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۲۹۔ اور توریت پیدایش)

(۲) نوح کا چال چلن (توریت تکوین باب ۸ آیت ۲۵ سے ۲۷ تک)

(۳) لوط کے اعمال حسنہ کا خاکا (پیدایش توریت باب ۱۹۔ آیت ۳۰ تا ۳۸)

(۴) ابراہیم کی مفصل کارروائی اور کرتوت (تاریخ طبری جلد ا صفحہ ۵۷ تا ۶۴ توریت پیدایش باب ۲۰ آیت ا تا ۱۳۔ ۱۲ باب ۱۲۔ آیت ۱۸ و ۱۹۔)

(۵) اضحاق نبی کی پیغمبری حاصل کرنے کی کارروائی (مفصل دیکھو توریت)

(۶) موسیٰ کی نبوت کے زمانہ کے عمدہ افعال (خروج باب ۲۲ آیت ۲۶ سے ۳۱ تک اور گنتی باب ۳۱ آیت ۱۴۔ ۱۵۔ و ۳۵ و آستثنا باب ۲۱۔ آیت ۱۰۔ ۱۴)

(۷) ہارون نبی کی بابت مفصل دیکھو (خروج باب $\frac{۳۲}{۱۔۶ و ۳۳}$)

(۸) داؤد نبی اور اوریا کا قصہ مفصل دیکھو سموئیل ۲ باب $\frac{۱۱}{۲۔۲۶}$ اور قرآن سورۃ ص

(۹) سلیمان نبی اور اُس کی بت پرستی وغیرہ سلاطین ۱ باب ۱۱ و ۶۔

(۱۰) عیسیٰ کے حالات مفصل دیکھو (کرسچن مت درپن مطبوعہ میرٹھ)

(۱۱) محمد صاحب کے حالات اور اُن کی زندگی کی کرتوت (قرآن سورۃ احزاب نساء سفال و انعام و تحریم و مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۸۳ و کیمیائے سعادت صفحہ ۲۹۲ و مشکوٰۃ باب شفاعت جلد ۴ فضل ا صفحہ ۵۴ نولکشور)

حضرت عیسیٰ نے خود نبیوں کی بابت انجیل یوحنا میں فرمایا ہے۔ جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور بٹمار تھے (انجیل یوحنا)

اور آئیندہ کیواسطے کہا ہے بہت سے جھوٹے نبی اٹھینگے جو اگر ہو سکتا تو برگزیدوں کو گمراہ کرتے

متی ہے جب نبیوں نے گنہگار ہونیکے سبب نجات نہیں پائی اور نہ پا سکتے تھے تو پھر صدیقوں اور شہیدوں اور صلحا کی نجات کا کیا کہنا انہیں سے کوئی بھی ان نبیوں سے اچھا نہیں ہوا بلکہ کمتر ہو بنا بر ان ہرگز نجات نہیں پا سکتے ہیں۔ پھر عام اسلام کا کیا حال ہے اور جہاں تک ہماری تحقیقات اور خیال ہے سب مسلمانوں کو رونا اور رونا پیٹنا ہوگا * کما دعظ فرماتے ہیں۔

اے دل تا کے فضول و بو العجبی — از من چہ نشان عاقبت مے طلبی
سرگشتہ بود خواہ ولی خواہ نبی — در وادئے ما و وائے ما العجل بی

مولوی — سو جب تک آپ لوگ دین اسلام اور اسکی سچی کتاب فرقان حمید اور سچے ہادی انسان کامل حضرت محمد رسول اللہ کو قبول نہ کرینگے تب تک آپ لوگ یقیناً نجات یاب نہیں ہو سکتے۔ وید مقدس کی پیروی کرنا صرف چول گرد گان برگنبد ہست کا مقولہ درست ہے۔ آپ کا وید آپ کو نجات یاب نہیں کر سکتا۔

آریہ — دین اسلام کی اصلیت اور اسکی الہامی کتاب کی حقیقت اور محمد صاحب کی تعلیم کی صداقت کو تو ہم تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ میں اچھی طرح ظاہر کر چکے ہیں اور اس سے زیادہ حجت الاسلام و تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم میں ظاہر کرینگے۔ پس انکی پیروی سے تو ہم نجات پا سکتے ہیں۔ اور نہ انکی خود نجات ہوئی۔ اور نہ قرآنی نجات نجات ہے بلکہ وہ تو جسمانی شہوانی بلیات کی گھات ہے جسے جس صفائی سے قرآنی تعلیم کی تصویر بنائی ہے۔ وہ صاف ظاہر کرتی ہے کہ قرآن در حقیقت نجات سے ناواقف ہے۔

اسے جسمانی نجات سے زیادہ ہرگز آگاہی نہیں۔ چہ جائیکہ ہدایت کر سکتا ہو بلکہ تین اور مشہور حق پرستوں یا وید کے ماننے والوں یا توحید کے پرچارکوں کا بھی ایسا ہی خیال ہے جس کو ہم کسی طرح غلط نہیں کر سکتے۔ (۱) کبیر صاحب نے پستک محمد بودھ میں فرمایا ہے کہ محمد صاحب کی نجات نہیں ہوئی۔ پھر جب پیدا ہونگے۔ تب ستگور کے اپدیش سے نجات پاوینگے * بابا نانک جی فرماتے ہیں۔ مرد انیا اجے محمد وت جنم آونا ہے ترگنا ہے آیے ترگنا دچوں نکلیا نا ہیں۔ اس پھر پندرے گھر جنم آونا ہیں۔ پندرہ سو برس اُسدی بہشت وچ اربلا ہے پندرہ سے ورھے پورے ہو سی تا پھر اوہ ہندو دے گھر جنم لیسی سر شودر دے گھر۔ اس تا ایں پورن ست گور بر لوکی ملیگا تا اُس جنم مرن بہت ہو جاویگا۔ اسو حجرات بہت ہی اگ جنم اسدا رہندا ہے۔ (دیکھو جنم ساکھی نانک صفحہ ۱۹۲ ساکھی نمبر ۵ مطبوعہ سلطانی لاہور سنہ ۱۸۸۴ء حسب فرمائش چراغدین کتب فروش گور مکھی باہتمام منشی قادر بخش) بابا نانک جی جب مردانہ کے ساتھ سیر کرتے ہوئے مدینہ گئے تھے تب وہاں مردانہ سے یہ ذکر کیا تھا۔

(۲) گورو گوبند سنگھ جی نے بھی فرمایا ہے۔

۲۶ مہادین تب پربھ اُپراجا
۲۷ تن بھی ایک پنتھ اُپراجا
۔۔ سب نے اپنا نام چھپایو
۲۸ سب اپنے اپنے ارجھاتا
۲۹ جو جو غوث انبیا تھئیے
مہا پُرکھ کا ہو نہ سجھاتا
۲۷ کوئی پڑھت قرآن کوئی پڑھت پران
کبہی کوٹ پڑمت قرآتا۔
انت کال کوئی کام نہ آوا
کیوں نہ جیوتہ کو تم کھائی
پھوکٹ دھرم جے جگ کرہیں

عرب دیش کا کینو راجا
لنگ بنا کینے سب راجا
ست نام کا ہو نہ درڑایو
پار برہم کا ہو نا پچھاتا
میں ہی کرت جگت تے گئے
کرم دھرم کو سمجھ نہ جاتا
کال نہ سکے بچا کیکے پھوکٹ دھرم ندان
باجیت کتی پوران اچانا
واد کال کا ہو نہ بچاوا
انت کال جو ہوسے سہائی
نرک کُنڈ بھرنے پڑہیں

([illegible])

قرآن سے بھی صاف ظاہر ہے کہ وہ گنہگار تھے۔ سورۂ فتح میں لکھا ہے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ ترجمہ بیامرزد ترا خدا آنچہ کہ سابق گذشت از گناہ تو و آنچہ پس ماند مشکوٰۃ میں ہے۔ بیا بید محمد را کہ بندہ ایست امرزیدہ است۔ خدا مر او را ہر چہ پیش گذشتہ از گناہاں وے و ہر چہ پس آمدہ (جلد ۴ صفحہ ۴۰۸) اگر خدا گناہ بخشتا ہے تو بھی کسی نبی پر ایمان لانیکی ضرورت نہیں۔ خود ہی معاف کر سکتا ہے ورنہ سب گنہگار ہیں اور حضرت بھی گنہگار۔ وہ ہرگز ایمان لانے کے لوگ نہیں ہیں۔ اور نہ اُن پر ایمان لانے سے نجات ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ امر محال ہے *

اگر قرآن سچا ہو تو بھی آریوں کی نجات ہوگی

سورۂ بقرہ ان الذین آمنوا والذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین من آمن باللہ والیوم الآخر وعمل صالحا فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ ترجمہ ہر آئینہ مسلمان ہوں یا یہودی یا نصاریٰ (عیسائی) ہوں یا بیدین۔ جو کوئی اُنمیں سے ایمان لاوے خدا پر اور آخر کے دن پر اور شائستہ کام کئے یعنے نیک عمل پس اُنکے واسطے ہے بدلہ اُنکا خدا کے نزدیک اور اُنکو کچھ خوف نہیں۔ اور نہ وے اندوہگین ہوویں۔ سورۂ المائدہ میں بھی یہی آیت دوبارہ مذکور ہے۔

سورۂ القصص میں ہے فاما من تاب وآمن وعمل صالحا فعسیٰ ان یکون من المفلحین۔ ترجمہ اما وہ لوگ کہ جنہوں نے بُرے کاموں یا گناہوں سے توبہ کی اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ پس امید ہے کہ ہوویں گے رستگاروں میں سے۔

سورۂ النمل میں ہے من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منھا وھم من فزع یومئذ آمنون۔ ترجمہ۔ جو کوئی لاوے نیکی پس اُسکے واسطے بہتر ہوگا اُس سے اور ایسے آدمی اُس روز بیقراری سے امین ہوں گے *

سورۂ آل عمران میں ہے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔ ترجمہ اور چاہیے کہ ہووے تمہارے میں سے کہ ایک گروہ کہ بلاوے (لوگونکو) طرف نیکو کاری کے اور فرماویں اچھی کاموں کے واسطے اور منع کریں بُرے کاموں سے اور وہ جو گروہ ہے۔ اُس کی مکتی ہوگی۔

سورۂ آل عمران میں ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ ترجمہ۔ تم لوگ سب امتوں سے بہتر ہو جو پیدا کی گئی واسطے لوگوں کے (کیونکہ) فرماتے ہو لوگونکو اچھے کاموں کے واسطے اور منع کرتے ہو بُرے کاموں سے اور باور رکھتے ہو خدا کو یعنے اُس پر ایمان رکھتے ہو *

سورۂ آل عمران۔ یؤمنون باللہ والیوم الآخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولئک من الصالحین۔ ترجمہ جو لوگ باور رکھتے ہیں خدا کو اور آخری روز کو۔ اور فرماتے ہیں لوگوں کو اچھے کام اور منع کرتے ہیں بُرے کاموں سے اور شتابی کرتے ہیں نیکوں میں یعنی خیرات میں (نرت دان مہاپن) وہی درحقیقت نیکو کار ہیں۔

سورۂ آل عمران۔ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین۔ ترجمہ۔ (جو لوگ) غصہ کی حالت میں کھا کر نیوالے ہیں اور غریبوں پر رحم کی نظر اور انکے نادانستہ قصوروں کو معاف کرنیوالے ہیں ایسے ہی نیکوکاروں کو خدا دوست رکھتا ہے (اسکے ساتھ دیکھو منوسمرتی دھرم کے دس لکھشن یعنی دھرتی۔ کھما۔ دم۔ استے۔ شوچ۔ اندریا نگرہ۔ دھی۔ ودیا۔ ست۔ اکرودھ۔ یہ دس دھرم کے لکھشن ہیں)۔

سورۂ البینہ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریۃ جزاؤھم عند ربھم جنت عدن تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا رضی اللہ عنھم

وعملوا الصالحات اولٰئک ہم خیر البریہ جزاؤہم عند ربہم جنّت عدن تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ابداً رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ذالک لمن خشی ربہ۔ ترجمہ تحقیق جو لوگ کہ پرمیشور پر یقین رکھتے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔ اعمال شائستہ یعنی اوتم کرم وہی تمام خلقت سے بہتر۔ جزا اُنکے کرموں کے نزدیک خدا کے ہمیشہ رہنے والی جنت۔ چلتی ہیں جسمیں نہریں ہمیشہ رہینگے اسمیں۔ خوش ہوا اُن سے خدا اور خوش ہوئے وہ خدا سے یہ وعدہ اُن کے واسطے جو پرمیشور سے خوف رکھتے ہیں ؂

سورۃ البروج۔ ان الذین آمنوا و عملوا الصلحت لہم جنت تجری من تحتہا الانہا ذالک الفوز الکبیر۔ ترجمہ۔ جو لوگ خدا پر یقین لائے اور اچھے کام کئے اُن کیواسطے جنت ہے۔ چلتی ہیں باغوں میں نہریں یہی ہے فیروزی بزرگ ؂

سورۃ فاطر۔ الذین امنوا و عملوا الصلحت لہم مغفرۃ و اجر کبیر۔ ترجمہ اور جو لوگ کہ خدا پہ یقین رکھتے ہیں اور اچھے عمل کرتے ہیں اُنکے واسطے مغفرت ہے اور بزرگ مزدوری سورۃ انشقاق میں ہے الا الذین امنو و عملوا الصلحت لہم اجر غیر ممنون۔ ترجمہ۔ لیکن جن لوگوں نے پرمیشور پر دشواش کیا اور اچھے اعمال کئے اُن کے واسطے اجر ہے بےنہایت۔

چونکہ آریہ لوگ پرماتما کو مانتے ہیں اور اُس پر سچے دل سے اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور جنم اور سزا اور پرلے کو بھی مانتے ہیں۔ اور جس قدر اعمال حسنہ کی ہدایت اور اُن پر عملدرآمد کرتے ہیں۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اُنکا سارا بھروسہ پرماتما اور اچھے اعمالوں پر ہی ہے۔ پس بالفرض محال اگر قرآن کی نجات صحیح ہے تو بھی آریوں کی مکتی میں کسر نہیں لیکن مسلمانوں کی مکتی پھر بھی ناممکن ہے۔ ہم ثابت کرچکے ہیں کہ اُنکے نبی اور ولی سارے کے سارے وہاں مضطر اور بیقرار ہونگے سب کو حیرانی ہوگی۔ کیونکہ اُن کے اعمال عمدہ نہیں تھے۔ پھر عام مسلمانونکے تو کیا کہنے اُن غریبوں کا تو سوائے مرغیوں کا گلا کاٹنے یا گوڑی مرغی مارنیکے۔ یا گور پرستی یا مردہ پرستی یا کعبہ پرستی کے کوئی عمدہ کام نہیں ہے۔ اور اس پر شفاعت کی امید ہے

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ تو کہ میروی بہ ترکستان ست

دست بستہ التماس

اے میرے محمدی بھائیو اور دین اسلام کے پیرو! آنکھیں کھولو اور تعصب کی عینک اُتار دو میرہ کا سرمہ یعنی قوت ممیزہ جو حق و باطل میں فرق کرے وہ حاصل کرو۔ اگر کچھ پاک ضمیر رکھنے اور عقل سلیم سے کچھ حصہ ملا ہے تو سوچو اور سمجھو وید مقدس کی تعلیم پر انصاف سے غور کرو۔ اور نیازمند کی اس عرضداشت کو جو محض آپ لوگوں کی بہبودی کیواسطے تحریر ہوئی ہے مطالعہ کرو۔ اس قرآنی نجات سے ہم ایسا نا گنتے ہیں کہ تمام عقلمند (باستثنائے شہوت پرستوں کے) کراہیت کرتے ہیں۔ آپ مہربانی کرکے پاک و قدوس خدا کو اپنے دل میں حاضر ناظر جان کر (نہ کہ عرش پر یقین کرکے) سمجھیں اور غور کریں بلکہ استخارہ کریں اور ست کے قبول کرنیمیں اُس مالک سے استغا دہوں۔ اندھا دھند تقلید پرستی کے تاریک گڑھے میں نہ گرے رہیں۔ ہماری عرضداشت کو سرسری نظر سے نہیں بلکہ بار بار پڑہیں۔ اور تعصب اور بغض کو دل سے دور کرکے پڑہیں پلنگ پر لیٹ کر خوض کریں اور مراقبہ میں ہو کر چلہ میں بیٹھ کر فکر کریں۔ کہ کیا وہ نجات ہے جسے جنت و بہشت و فردوس و ارم کے نام سے اور حور و قصور کے اعلام سے قرآن پیش کرتا ہے۔ یا وہ ہے جسے مقدس وید بتلاتے ہیں کہ پرمیشور کی معرفت کو حاصل کرکے پرمانند (حقیقی سرور) کو پراپت ہونا۔ اور شہوی اور جسمانی آفات و نفسانی لذات سے کنارہ کرنا۔ ذرا دل کو روک کر اور جہاد و فساد کے خیال کو من سے ہٹا کر اور طبیعت کو شانت کرکے دچار کریں کہ کونسی شہوت پرستی کے حکایات و دل بہلانے کے خیالات اُمید ہے کہ اس عرضداشت کو پڑھکر آپ کے گروہ کے سعید اور رشید لوگ ست سناتن دھرم کو محبت اور پریتی خلوص نیت سے قبول کرکے وید کے راہ حق یعنی سچے مارگ پر آجاوینگے۔ مقدس یجروید میں کیا اچھا ارشاد ہے۔ اے انسانو! تم دل میں پرارتھنا کرو۔ اے سچدانند سروپ اپنے قانون اور سچی راحت کے مالک آپ ہم سب کو ست پر چلنے کی ہدایت دیں: تاکہ ہم نربھرانت بدھی سے اُس پر قایم ہو کر آپ کے پوتر لیش کو گا نے ہوئے پرم دھام کو سدھاریں۔ اوم تتسم۔

شانتی! شانتی!! شانتی!!!

سماپت

صداقت دھرم آریہ بجواب رسالہ صدقہ جاریہ

اس ۲۲ صفحہ کے رسالہ میں مولوی صاحب نے کئی صفحہ فضول اور بےتعلق عبارت سے بھر دیئے ہیں جن کا نفس مضمون سے نہ تعلق ہے اور نہ کسی طرح کا واسطہ۔ لکھنے کا طریقہ بھی اُنکا حسین نہیں۔ سب سے بڑا خیال اُنکا شیخی بگھارنے سے معلوم ہوتا ہے وہ اپنے کو شیر ببر اور آریوں کو بقر لیئے گائے سمجھتے ہیں۔ ہم ایسا وحشی درندہ۔ مردم خور بننے کی تمنّا نہیں کرتے مولوی صاحب ہی کو یہ درندگی مبارک رہے۔

من آں مورم کہ در پایم بمالند نہ زنبورم کہ از نیشم بنالند

کجا خود شکر این نعمت گذارم کہ زور مردم آزاری ندارم

بنابراں اپنی خاکساری سے ہی اُن کی خونخوارگی کا مقابلہ کرتے ہیں اور اُن کے اعتراضوں کی اصلیت کا موازنہ۔ سلسلہ وار اُن کی غلطیوں کو دنیا پر ظاہر کرینگے اور مفصل طور پر اُن کے مذہب کی کمزوریوں کو سمجھا کر صداقت ویدک دھرم ناظرین کے سامنے دھرینگے۔ اُن کی طرح نہ تو شیخی بگھارنا جانتے ہیں اور نہ بدزبانی کرنا اپنا شیوہ ہے پس

زباں کھولینگے ہم یہ مدعی کیا بد شعاری سے کہ ہمنے اُنکے موُنھ میں خاک بھر دی خاکساری سے

فصل اوّل

ماہیت روح کا بیان مولوی صاحب نے صفحہ ۱۰۱ میں اپنی لیاقت جتانے کے واسطے لفظ روح کے چند معنے لکھے ہیں اور حاشیہ پر ہم کو بہت بےتکے الفاظ سنائے ہیں اور اس واسطے اگر کتاب کا نام لکھیں تو کہیں لیاقت کو داغ نہ لگ جائے جس کتاب سے یہ تمام معانی نقل کئے اُسکا نام ہی نہ لکھا۔ مگر ہم ناظرین کو بتلاتے ہیں کہ اُنکی ساری عبارت یکے بعد دیگرے غیاث اللغات ردیف ر صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱ کی نقل ہے۔ مولوی صاحب کی لیاقت یا علمیت سے اُس کا کوئی تعلق نہیں اور نہ روح کے تمام معنوں سے ہماری بحث ہے۔ نفس ناطقہ یا روح انسانی جس کے ذریعہ سے جسم حرکت کرتا ہے ہمارا مطلب اُس سے ہے اور اُسی کی بابت ہم نے تکذیب براہین احمدیہ میں ثبوت پیش کئے تھے پس مولوی صاحب نے قرآن شریف سے روح کے ثبوت دیئے ہیں یا اُس کی ماہیت بتلائی ہے۔ اُس پر ہم غور کرتے ہیں۔

۱۱ س ۱۳ **مولوی**۔ روح نزدیک علمائے دین و فقہائے شرع متین کے ایک امر ہے الوہیا الٰہیہ اور جلال قدسیہ سے ظاہر ہے قرآن مجید کی فرقان حمید کی اس آیت متبرکہ سے ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً۔ شان نزول اس آیت کا یہ ہے ابن مسعود صحابی فرماتے ہیں کہ پھرتا تھا میں ساتھ رسول کے مدینہ میں اور آپ کے تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ عیب سے پس گزرے آپ قوم یہود پر اور پوچھا اُنھوں نے روح کو روایت کیا اسکو بخاری نے میں کہتا ہوں پس اُتری یہ آیت

حاصل مقصود آیت کا یہ ہے کہ سوال کیا تھا یہود نے رسول سے روح کا پس جواب دیا الٰہ جل حکمتہ نے کہ اے میرے حبیب محمد پوچھتے ہیں تجھ سے جہال عرب بروجہ مجادلہ کے اور دریافت کرتے ہیں تجھ سے ماہیت اس امر عظیم کی کہ سمجھنا اور معلوم کرنا اس کا موقوف ہے علم پر پس صاف جواب دے تو کہ روح ایک امر ہے امور ناظم الوجود سے اور لطیفہ ہے حکمت خلایق الجود سے اور کوئی امر امور الٰہیہ اور اس کے حکم غیر متناہیہ سے ایسا نہیں ہے کہ جس کی ماہیت سے تم آگاہ ہو جاؤ۔

اس کے بعد معلوم کرنا چاہیئے کہ آریوں نے جو بسبب اپنی کم لیاقتی کے اس آیت کے معنے غلط سمجھ کر یہ مطلب بیان کیا ہے کہ خدا خود قرآن میں یہ خبر دیتا ہے کہ ہمنے محمد صاحب کو روح کا علم نہیں دیا بالکل غلط ہے۔ بلکہ آیت سے سائلین کی جہالت ثابت ہوتی ہے نہ کہ محمد صاحب کی۔

آریہ۔ آپنے باوجود اس قدر طول فضول لکھنے کے بھی قرآنی کمزوری کا کچھ علاج نہ کیا۔ اور نہ کر سکے۔ خود آپ کے بیان سے بھی یہ تو ظاہر ہو گیا کہ محمد صاحب اپنی قرآنی الہامی آیت سے یہود کے خاص اعتراض کا کوئی جواب نہ دیسکے اور نہ انکی تشفی کر سکے۔ ۱۵-۱۸-۲۵-۴۰ روز تک سوچتے سوچتے بھی جب کوئی جواب بن سکا تب ایک آسان حیلہ بنا کر پلہ چھوڑا یا افسوس کہ بس نہ چلا ورنہ سائل کا بالضرور سر کاٹ ڈالتے اور اپنے دل کا بخار نکال لیتے۔ حضرت منطقی صاحب! یہ کسی حالت میں جواب نہیں اور نہ عاقلانہ خطاب ہے اور یہی وجہ تھی کہ علمائے اسلام اس بارہ میں ہر طرح سے حیران ہیں نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن سرگردان ہیں نہ اس مسئلہ کو نگل سکتے ہیں۔ نہ چھوڑ سکتے ہیں۔ کبھی یہود کو بیعلم بناتے۔ کبھی توریت کو کلام مبہم ٹھہراتے اور کبھی روح کا ترجمہ بدلا بنیں توجہ فرماتے ہیں تاکہ کسی طرح قرآن کے کج مج بیان کو سیدھا کر سکیں ہم نے تکذیب براہین احمدیہ میں تفسیر حسینی کا حوالہ دیا تھا کہ "علم روح مخصوص است بعلم خدا تعالیٰ و غیر حق سبحانہ تعالیٰ کسے بدو دانا نیست"۔

اسی طرح نسخہ خبط احمدیہ میں بھی کئی تفسیر وں کے حوالہ دیئے ہیں۔ مگر ابھی تک اندھا دھند محمد صاحب و قرآن کے مقلدین یہی کہتے چلے جاتے ہیں کہ آریوں نے اس آیت کے معنی غلط سمجھ محمد صاحب کو علم نہیں دیا گیا یہ بالکل غلط ہے مولوی صاحبان! ہم پر آپ کیوں ناراض ہوتے ہیں اگر ناراض ہونا ہے تو اپنے مفسرین پر ہوجئے اگر کوسنا ہے تو علمائے اسلام کو کوسیئے شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے "وحق آنست کہ در آیت دلیلے نیست برآنکہ حق سبحانہ تعالیٰ مطلع گردانیدہ است حبیب خود را بر ماہیت روح" مدارج النبوۃ صفحہ ۹۳۔ محمد صاحب تو محمد صاحب ہی تھے خود حضرت عرش آشیانی بھی جواب میں حیران و سرگرداں ہیں اور ہمارے پرانے الہامی دوست مرزا قادیانی سر در گریبان۔ اب آپ ہی مراقبہ کر کے سوچیئے تو سہی کہ آپنے کیا جواب دیا سوائے اس کے ع گو مشت خاک ہم بربادرفتہ باشد

پس مولوی صاحب کو صدقہ جاریہ لکھنے سے پہلے ضروری تھا کہ وہ سوچ لیتے سہ

ہر کہ تامل نہ کند در جواب بیشتر آید سخنش ناصواب
یا سخن آرائے چو مردم بہوش یا بنشیں ہمچو بہائم خموش

تمام مفسرین اسکی تشریح میں لاچار ہو کر یہی کہتے ہیں وابہم امر الروح وھو مبہم فی التوریۃ یعنے روح کا حال پوشیدہ رکھا کیونکہ وہ تو توریت میں بھی پوشیدہ تھا۔ جب یہ سوال حضرت سے ہوا تو ایکدن نہیں بلکہ ۴۰ روز تک کچھ جواب نہ بن سکا۔ اور جب لوگونکے تکرار سے دق ہو گئے تو لاچار ہو کر کہدیا کہ امر ربی ہے اور امر ربی کی تشریح امام غزالی صاحب نے صاف طور پر کر دی ہے کہ جس چیز کا اندازہ اور مقدار نہ ہو اسکو امر ربانی کہتے ہیں اور جو چیزیں اس جنس سے ہیں خواہ ارواح بشری ہوں یا ارواح ملایکہ انکو عالم امر سے کہتے ہیں۔ پس عالم امر سے وہ موجودات مراد ہے جو حس اور خیال اور جہات اور مکان اور خیز سے خارج ہیں اور بسبب نہ مقدار کے مساحت اور اندازہ میں داخل نہیں ہیں۔

اسیطرح اس روحانی مبہم سے محروم نہ ہونیکے باعث اہل التصوف نے ہمہ اوست کہہ کر دامن چھوڑایا ہے اور اپنے آپ کو خدا کہلایا۔ ویدک فلاسفی سے ناواقف ہونیکے سبب علمائے اسلام نے صرف اسی امر میں غلطی نہیں کی۔ بلکہ عموماً تمام علمی مسائل میں وہ بے بہرہ ہیں ٭ (دیکھو نسخہ خبط احمدیہ (باب غلطیت قرآن) ہم نے تحقیق التناسخ میں روح کے قدیم ہونے اور مسئلہ تناسخ کی صحت کی بابت نہایت تفصیل سے بحث کی ہے اور بہت کچھ تکذیب اور نسخہ میں بھی درج کر دیا ہے۔ مولوی صاحبان اس روشنی کے زمانہ میں بھی ہیستی سے ہستی کے جاہلانہ مسئلہ کو ترک نہیں کرتے اور نہ حرکت زمین کے قائل ہوتے ہیں پھر وہ ایسے روحانی مسائل کب سمجھ سکتے ہیں۔

فصل دوم

در بیان قدامت روح

علم منطق اسواسطے ایجاد ہوا تھا کہ لوگ اس کے ذریعہ فکر صحیح کو فکر فاسد سے امتیاز کریں جیسا کہ لکھا ہے المنطق بحر الطابعہ من المنطق و منہا اسم لعلم و ھو آلۃ قانونیۃ تعصم مراعاتھا الذہن عن الخطاء فی الفکر (از حاشیہ میزان المنطق) اور ایسا ہی تہذیب کے قسم اول میں ہے اور فکر توجہ ذہن ہے طرف مبادی کے اور مبادی دعاوی سے مراد ہے اور ذہن قوت مدرکہ ہے کہ جزئیات اور کلیات کا ادراک اس سے متعلق ہے مگر افسوس کہ لوگوں نے اپنی غرض نفسانی کو پورا کرنا بھی منطق کا کام سمجھا سنسکرت کے نیائے میں ایسی گفتگو کو وتنڈا کہتے ہیں کہ جسمیں حق و باطل کی تمیز سے کچھ غرض نہیں۔ صرف گالی گلوچ سے مطلب اور فضولیات سے پرواہ ہے یہی حال بعینہٖ مولوی صاحب کا ہے وہ اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کرتے کہ صداقت کا اظہار ہو اور نہ ہی اس کا مادہ ہے وہ اپنے آپکو باوجود اسقدر ناواقفی کے پورے جودہ مقالہ اقلیدس کا ماہر بتلاتے ہیں۔ اور چند فقرات یاد کر لینے پر اپنے آپکو وہ معلم اول سے کم نہیں سمجھتے۔ صد حیف کہ گوسالہ پاپیر شدہ گاؤ نہ شد۔ چنانچہ ہم انکے اعتراضوں کے نمونہ بتلاتے ہیں ٭

سوال دوم! مولوی۔ ہم تمہاری اس بات کو مانتے ہیں کہ روح اگر قدیم ہو اور حادث ہو تو ضرور مادی ہو گی لیکن اس امر کو نہیں مانتے کہ اگر مادی ہوئی تو مجرد نہ رہیگی کیونکہ شئے کے مادی ہونیکے دو معنی ہیں ایک یہ کہ مادہ محل ہو اور دوسری یہ کہ شئے کو مادہ کے ساتھ کسی قسم کا تعلق ہو نہ یہ کہ مادہ اس کا جزو ہے اول معنے یعنے روح میں بیشک باطل ہیں۔ کیونکہ مادہ کا محل ہونا ضرور ترکیب کو چاہتا ہے لیکن ہم یہ معنی مراد نہیں رکھتے بلکہ ہمنے جو روح کو مادی کہا ہے صرف بلحاظ دوسرے معنی کے کہا ہے کہ چونکہ بدن جو کہ مادی ہے اسکے ساتھ اسکو ایک قسم کا تعلق ہے لہذا یہ بھی مادی ہے"۔

آریہ۔ آپنے اس پہلی دلیل میں کئی غلطیاں کی ہیں جب آپ اسبات کو مانتے ہیں کہ "روح اگر قدیم ہو اور حادث ہو تو ضرور مادی ہو گی" اور پھر آپ لکھتے ہیں کہ اول معنی کہ وہ محل ہو یعنے روح میں بیشک باطل ہیں کیونکہ مادہ کا محل ہونا ضرور ترکیب کو چاہتا ہے"۔

حضرت! جب مادہ کا محل ہونا ضرور ترکیب کو چاہتا ہے تو کیا مادہ کا محل نہ ہونا صاف ظاہر نہیں ہے کہ ترکیب کو نہیں چاہتا؟ پس جس میں ترکیب نہیں وہ مرکب نہیں اور جو مرکب نہیں اس کی پیدائش نہیں اور جس کی پیدائش نہیں وہ ضرور انادی ہے۔ مہاتما کرشن چندر جی نے بھی جسکی پیغمبری کا فتوحات مکی کے مصنف کو اقبال ہے بعد تحقیقات بسیار ایسا ہی فرمایا ہے۔

अजो नित्यः शाश्वतोयं पुराणो न हन्यते हन्यमाने शरीरे

کہ روح جسم کے ساتھ پیدا نہیں ہوتی وہ تو غیر مخلوق۔ قدیم۔ ازلی ہے اور یہی باعث ہے کہ وہ جسم کے ٹکڑے ہونیکے ساتھ ٹکڑے نہیں ہوتی بلکہ باقی رہتی ہے۔ پس یہ آپکی پہلی غلطی ہے ٭

پھر آپ لکھتے ہیں کہ ہمنے جو روح کو مادی کہدیا ہے صرف بلحاظ دوسرے معنی کے کہا ہے کہ چونکہ بدن جو کہ مادی ہے اسکے ساتھ اسکو ایک قسم کا تعلق ہے۔ لہذا یہ بھی مادی ہے۔ یہ آپکا ایسا

اندھا منطق ہے جیسے کوئی کہے کہ چونکہ خدا کو جسم سے ایک قسم (صنعت وصانع) کا تعلق ہے یا رزق دینے کا تعلق ہے یا حاضر ناظر ہونیکا سمبندھ ہے۔ بنابراں خدا بھی مادی ہے۔ یا معلم کو بیوقوف طالبعلموں سے ون رات کا واسطہ ہے لہذا وہ بھی جاہل ہے یا خدا کا رسول بھی اُمی ہے بنابراں خدا بھی اُمی ہے۔ یا چونکہ بیجان بلیوے سے گارڈ کا تعلق ہے۔ بنابراں گارڈ بھی بیجان ہے۔ واہ رے ہمارے ارسطو مزاج مولوی صاحب آپ نے منطق میں کبریٰ وصغریٰ تو نہیں مگر مغالطہ کا باب ضرور پڑھا ہے۔ پس یہ آپ کی دوسری غلطی ہے +

اور جب آپ لکھتے ہیں کہ روح کا مادی ہونا باطل ہے کیونکہ علم اعلیٰ میں ثابت ہے کہ روح مجرد ہے" یعنی مجرد عن المادہ اور جو چیز مجرد من المادہ ہے وہ مرکب نہیں چونکہ روح مادی نہیں مرکب بھی نہیں مجرد ہے بنابراں وہ کسی طرح حادث نہیں کیونکہ مادی و مرکب نہیں اور حدوث سوا مرکب و مادی کے اور کسی پر ہو نہیں سکتا اور یہی سبب ہے کہ روح انادی ہے۔ اور مولوی اذر دین نے جو ہمارے اعتراضوں سے ڈر کر مان لیا ہے کہ روح مرکب من المادہ ہے وہ ان مولوی صاحب کے بیان سے اور بھی رد ہو گیا پس مستدل یعنے دلیل طلب کرنیوالے کا یہ کہنا کہ روح حادث ہے باطل ہو

۱۵ مولوی :- روح حادث بالذات ہے اور قدیم بالغیر ہے اور جائز ہے کہ فیضان وجود روح کا اپنے فاعل سے مشروط ساتھ بدن کے ہو اس وجہ سے کہ بدن مستعد قبول التصرفات روح کا ہے اور روح اپنی ذات میں بدن سے بے پرواہ ہے لیکن وقت پیدا ہونے بدن کے پیدا ہو جاتی ہے اور بعد موت تخریب بدن کے باقی رہتی ہے اور یہ بقا اپنے فاعل کی لقا سے ہے +

آریہ :- آپ کا یہ بیان بھی کئی طرح باطل ہے۔ روح حادث بالذات نہیں ہے کیونکہ اُسکے اندر بقا کی خواہش ہے بلکہ وہ بقا مجسم ہے اُس میں روحانیت کے سوا اور کچھ نہیں وہ سراپا روح ہے پس وہ قدیم بالذات ہے نہ کہ قدیم بالغیر۔

موت سے ہر ایک روح کو خوف ہونا جو اُس کا ذاتی سبھاؤ ہے بھی اُسکے قبل از جسم ہونیکی دلیل ہے چونکہ نیستی کوئی چیز نہیں اور نہ نیستی کا مالک کوئی خدا ہے پس روح نیستی سے ہستی میں نہیں آئی بلکہ ہمیشہ موجود ہے۔ کیونکہ فنا اُسمیں مطلق نہیں وہ مدرک بالذات و متصرف بالآلات ہے۔ اسی واسطے وہ کبھی حادث بالذات نہیں کیونکہ وہ روحانیت نیست ہونیوالی چیز نہیں اور نہ حدوث پذیر ہے وہ تو قایم بالذات ہے۔ اور چونکہ وہ حادث بالذات نہیں بنابراں اُس کا قدیم بالغیر ہونا خود بخود رد ہو گیا۔ کیونکہ آپکے قول سے بھی ظاہر ہے کہ وہ اپنی ذات میں بدن سے بالکل بے پرواہ ہے۔

مولوی رومی مثنوی دفتر سوم صفحہ ۲۲۵ میں فرماتے ہیں۔

"تا بدانی کہ تن آمد چوں لبیس | رد بجولا پس لباسی زابلیس
روح دارد بے بدن بس کاروبار | مرغ باشد در قفس بس بیقرار

آنریبل سرسید احمد خان نے کیا اچھا کہا ہے "اگرچہ اس چیز (روح) کو انسان کے بدن سے کچھ علاقہ ہے مگر جب غور سے دیکھو تو باوجود اس علاقہ کے یہ محض بے علاقہ ہے۔ آدمی کبھی ایسا محو ہوتا ہے کہ سب چیز کو بھول جاتا ہے مگر اپنے آپ کو نہیں بھولتا اس سے خیال ہو سکتا ہے کہ گو انسان کا یہ ظاہری بدن نیست بھی ہو جائے مگر وہ چیز جو ہمیں ہے جیسی ہے ویسی ہی رہیگی۔ پھر اگر وہ چیز چند روزہ ہے اور آخر کو نیست ہونیوالی ہے تو دل قبول نہیں کرتا کہ اُس ذات پاک دایم الوجود نے یہ تمام عجائبات ایک ایسے فانی اور ناپایدار چیز کے لئے بنائے ہوں؟ پس کچھ شبہ نہیں کہ وہ چیز بھی دایم الوجود ہے اور نیست ہونیوالی نہیں" تبئین الکلام ۱۸۶۲ء صفحہ ۱۵۰)

ہم اسجگہ آپ کو ایک اور نکتہ بھی سمجھا دیتے ہیں جو دین اسلام کے اصول کو بیخ و بنیاد سے اُکھیڑنے والا ہے اور سزا و جزا کے عملات کو تہ و بالا کرنے والا ہے ❖

وہو ہذا

بفرض محال اگر روح ذات سے حادث ہے اور بقا اُس کے فاعل کی طرف سے ہے اور وہ خود کچھ بھی نہیں بلکہ فیضان وجود روح کا اپنے فاعل سے مشروط ساتھ بدن کے ہے تو تمام اعمال نیک و بد کا فاعل خدا ٹھہرتا ہے بقول ایک فاضل کے۔

خود پیغمبر شد و پیام آورد | گشت خود کافر و نمود انکار
خود کند ساز ہر گناہ کہ ہست | خود کند باز توبہ استغفار

اور بقول ایک دوسرے دیندار محمدی کے۔

چو ایں بنیاد بد را خود فگندی | گناہ خویش را برما چہ بندی
تو نیکی کنی من نہ بد کردہ ام | کہ بد را حوالت بخود کردہ ام

پس اعمال کا تعلق روح سے کچھ نہیں رہتا بلکہ تمام بد و نیک اعمال کا مورد و مستحق وہی ٹھہرتا ہے اور جب سب سے بُرائی کرنے والا وہی ٹھہرا اور اُسی کے فیضان سے یہ تمام خرابیاں ظہور پذیر ہوئیں تو انسان کا کیا قصور کہ جس سے وہ ہمیشہ دوزخ میں محصور و مقہور رہے یا کمال معرفت سے دور ہو جائے ہر ایک روح ایسے خدا بانی فساد و جہاد کو کہہ سکتی ہے۔ بقول عرفی

یارب چہ عداوت ست با من | ایں کار کنان کبریا را۔

اور اگر یہ صحیح کہ روح بر وقت پیدا ہونے بدن کے پیدا ہو جاتی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ بر وقت فنا ہونے بدن کے فنا ہو جاتی ہے جس سے مسئلہ سزا و جزا کا گاؤ خرد ہو جاتا ہے اور بہشت و دوزخ کا پتہ نہیں لگتا اور نہ عرش و کرسی کا تختہ ملتا ہے جیسے چلنی کا نام گاڑی ہے پرزے جدا ہو گئے چلنا بھی مفقود ہوا اور گاڑی بھی نہ رہی۔ مہاتما کرشن جی نے فرمایا ہے۔

जातस्यहिध्रुवोमृत्युध्रुवंजन्ममृतस्यच

یعنی جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مریگا۔ اور جو مرا ہے اُس کا ضرور جنم ہوگا۔

غور کرو اجزوں کے اجتماع کا نام تصویر ہے پُرزا جدا کر دیں تصویر نہ رہیگی منطق الطیر میں سیمرغ کی کہانی پڑھو تب آپ کو اپنی اور اپنے موہومی مربی کی غلطی سے بھی اقبال کرنا پڑیگا ارسطو کی کسی کتاب کا آپنے حوالہ نہیں دیا۔ صرف فرضی گپ ہانکدی +

بنابراں ہم نے اُسکو آپ کا موہومی مربی لکھا۔ واضح ہو کہ محمدیوں نے اسلامی تعصب کے سبب اور خود یونانی زبان تحصیل کرنیکے باعث یونانی کتابوں کے یا یونانی حکمت کے ترجمہ کرتے وقت بڑی غلطیاں کھائی ہیں۔ دیکھو واقعات سکندر اصل یونانی مورخ ایرین کے لکھے ہوئے اور اسلامی مورخوں کی تحریریں۔ اور یہی حال واقعات ارسطو کا کیا ہماری تحقیقات سے جہانتک ہمکو معلوم ہوا ہے یہ مذہب ارسطو کا نہیں ہے +

ارسطو ہیولوں کی بابت لکھتا ہے "تمام چیزیں یعنے مادی اشیاء اُس سے پیدا ہوتی ہیں جسکا وجود قدرت میں ہے یعنی وست میٹر (کرتی) سے پیدا ہوتی ہیں سے نہ کہ اُس سے جس کا ظاہر وجود ہے یعنی اربعہ عناصر اور نہ نیستی سے۔ مادہ نہ تو پیدا کیا گیا اور نہ نیست کیا جا سکتا ہے بلکہ وہ پہلی غیر محدود چیز ہے۔ جس سے تمام چیزیں بنائی گئی ہیں اور جس میں کہ وہ سب آخر کار مل جائینگی۔" (ہسٹری آف فلاسفرس جلد اصفحہ ۲۷۶ مطبوعہ ۱۸۱۹ء)

اور روح کی بابت اُسکا کوئی نوشتہ ایسا نہیں ہے جس سے یہ کامل طور پر اخذ کیا جاوے کہ وہ کیا مانتا تھا یعنی فانی یا غیر فانی لیکن میں یعنی فانی ہونا اغلب ہے" (صفحہ ۲۸۵ ہسٹری مذکور) ارسطو کیا کوئی محقق بھی سوائے اعرابیونکے حادث کو ابدی نہیں مان سکتا۔ جسکا آغاز ہے اُسکا انجام ضرور ہے۔ بنابراں روحوں کے حدوث ماننے سے اُنکا فانی ماننا بھی لابدی ہے۔ اور اس سے بہشت و دوزخ کے وہمی اور خیالی حالات سارے کے سارے معدوم و نابود ہو جاتے ہیں

۱۷ و ۱۸ مولوی :- اگر کہتے ہو کہ روحیں متعدد ہر ایک کی جداگانہ ہیں تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ معنی روح کے کیا ہیں اور نیز اسکی ماہیت اور حقیقت کیا ہے تو ضرور یہی کہو گے جوہر متعلق بالبدن یا کوئی دوسرے معنی اپنی طرف سے بیان کروگے بہرکیف وہ معنی بیشک حیوانات

کی روح پر صادق آئینگے۔ مثلاً جو ہر متعلق بالبدن جیسا کہ زید کی روح پر صادق آتا ہے اُسی طرح بکر۔ خالد۔ اسپ۔ فیل۔ بقر۔ خچر۔ خر وغیرہ حیوانات کی روحوں پر بھی صادق آتا ہے اس سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ ماہیت کل روحوں کی ایک ہی ہے۔ جیسا کہ انسان زید۔ بکر وغیرہ افراد پر صادق آتا ہے۔ اس سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ کل آدمیوں کی ماہیت ایک ہی ہے اسی طرح یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ حقیقت کل روحوں کی ایک ہی ہے اسکے بعد ضرور ہے کہ کوئی امر ایسا ہونا چاہئے جو ایک روح کو دوسرے روح سے تمیز دے کہ جس سے جدائیگی دونوں روحوں کی معلوم ہو کیونکہ حقیقت کل میں مشترک ہے اور مابہ الاشتراک کے لئے مابہ الامتیاز کا ہونا ضروری ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ مابہ الامتیاز کی اسی جگہ ضرورت پڑتی ہے جہاں کہیں کسی قسم کا اشتباہ یا خفا ہو یعنی جس جگہ ہم ایک چیز کو دوسری چیز سے تمیز نہ کر سکیں اسی جگہ ایسی چیز کی ضرورت پڑتی ہے کہ جو اُن دونوں چیزوں میں تمیز کر دے اور ہم پر کسی قسم کا اشتباہ نہ رہنے۔ اور یہی قاعدہ ہے کہ اشتباہ بلا اشتراک ہرگز پیدا نہیں ہوتا یعنی جبتک دو سری چیزیں یکساں نہ ہونگی مشتبہ بھی نہ ہونگی۔ پس ثابت ہوا اس جگہ مابہ الاشتراک اور مابہ الامتیاز اور یہ مستلزم ہے ترکیب کو اور ترکیب مستلزم ہے حدوث کو اور یہ خلاف مفروض ہے۔ خلاصہ اس تمام تقریر اول سے آخر تک یہ ہوا کہ کل روحیں متحد میں حقیقت اور ماہیت میں پس اگر قدیم ازلی اور متعدد ہوں جیسا کہ تمہارا مذہب ہے تو ضرور مابہ الامتیاز ہوگا کیونکہ تعدد بلا امتیاز کے محالات عقلیہ سے ہے اور جہاں مابہ الامتیاز ہے وہاں مابہ الاشتراک ضرور ہے اور جہاں مابہ الامتیاز اور مابہ الاشتراک ہے ترکیب ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ روحیں مرکب ہیں اور جو مرکب ہے حادث ہے۔ پس ثابت ہوا کہ روحیں حادث ہیں اور حالانکہ تم نے فرض کیا تھا کہ روحیں قدیم ہیں +

آریہ۔ بیشک روحیں متعدد یعنی ہر ایک جدا جدا ہیں ایک روح دوسرے روح کا حصہ یا جزو نہیں روحیں ذات میں سب چیتن ہیں جیسے کہ ذرات سب جڑھ ہیں۔ البتہ یعنی کم علم انسان ذروں کے حالات نہیں جانتا اور نہ روحوں کی ماہیت پہچانتا ہے مگر علم کے ماہر فاضل لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ مادہ عالم اور روحیں انادی ہیں۔ اور عدم یا حدوث کوئی چیز نہیں اور نہ کسی چیز پر طاری ہو سکتا ہے کیونکہ کوئی چیز معدوم نہیں ہو سکتی۔

پروفیسر راسکو صاحب فرماتے ہیں "جب شمع جلتی ہے تو کیا ہوتا ہے آؤ ایک موم یا چربی کی بتی روشن کر کے دیکھیں شمع جوں جوں جلتی ہے دیکھو اسی کے باہر کا موم اور اندر کی بتی دونوں غائب ہوتے جاتے ہیں (اب ساری بتی جل گئی اور اسمیں جس قدر موم اور سوت تھا سب کافور ہوگیا۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ شمع کا موم کہاں گیا تم یہ جواب دوگے کہ جل گیا اور اب نظر نہیں آتا۔ تو کیا وہ معدوم ہوگیا؟ نہیں مگر ہاں وہ تمہاری نظر سے غائب ہوگیا ہے اور اس سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ معدوم ہوگیا۔ دیکھو جب ریل گاڑی کسی مقام سے روانہ ہوتی ہے تو وہ ذرا سی دیر میں غائب ہو جاتی ہے اور پھر تمہیں نظر نہیں آتی۔ مگر تم یہ کبھی نہیں سمجھتے کہ وہ معدوم ہوگئی بلکہ یہ جانتے ہو کہ اگرچہ نظروں سے غائب ہوگئی ہے مگر کہیں فراٹے بھرتی اڑتی چلی جاتی ہوگی ایک دوسری مثال اور دیکھو پیالے میں گرم گرم چاء ڈالو اور اسمیں مصری کی ڈلی چھوڑ دو دو چار ہی منٹ میں نظر سے غائب ہو جائیگی مگر کیا وہ ڈلی معدوم ہوگئی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ تو چاء میں گھل گئی کیونکہ چاء پہلے میٹھی نہ تھی اب پیکر دیکھو کیسی میٹھی ہوگئی ہے اب تو اسیطرح بتی کے موم کا بھی پتہ لگاتیں کہ وہ کہاں گیا؟ چلو اسکا حال بھی حقایق موجودات سے دریافت کریں وہ ایسی باتوں کو خوب صحیح صحیح جانتے" (صفحہ ۵) اور اسیطرح دیکھو صفحہ ۴-۵ تک جنمیں نہایت واضح دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ خواہ کوئی چیز کیسی ہی حالت میں کیوں نہ ہو وہ معدوم نہیں ہو سکتی نیستی سے ہستی اور ہستی سے نیستی کا مسئلہ بالکل باطل ہے اور ایسا ہی دیکھو پروفیسر ٹنڈل

سٹوارٹ صاحب کا علم طبیعات مطبوعہ سنہ ۱۸۹۰ع)

بیوقوف انسان ستاروں کے فرق کو نہیں جانتا اور نہ راگوں کی تفریق کو سمجھتا اور نہ رگوں کی حرکات کو۔ نہ ہوا کی رفتار کو۔ مگر عالم نجومی ڈاکٹر علم ہیئت کا ماہر اور موسیقی دان نہ صرف ان سب امور کو ہی پہچانتا بلکہ آنے والے طوفان کی بابت پیشگوئی کرتا اور مرض سے پہنچنے والے صدمہ کی خبر بتلانا اور عالم بالا کے نشان لگاتا ہے اور ہر ایک میں جدا جدا تمیز بھی کر لیتا ہے اور سب سے بڑھکر عقل کل پرماتما اُن کا ممیز ہے مگر صرف عقلی نہ کہ خارجی۔ اسیطرح روحیں ہیں کہ فی الحقیقت جدا جدا ہیں اور وہ بالذات ایکدوسرے سے علیحدہ طاقتیں ہیں کسی حالت میں ایک نہیں لیکن انکے مابہ الامتیاز و مابہ الاشتراک کو مادی آنکھیں نہیں جان سکتیں اور نہ متعصب طبیعتیں سمجھ سکتی ہیں کیونکہ انہیں روح کی ہستی کا سوائے اسکے کچھ بھی علم نہیں کہ اسکے بدن میں رہنے سے انسان زندہ ہے لیکن یوگی لوگ جنہیں تزکیہ نفس کے سبب تمام دقائق سے آگاہی اور صفائی باطن کے باعث تمام باریکیوں سے وقفیت ہو جاتی ہے وہ اس علم کے عالم کہلاتے ہیں وہ علم روح کے یہاں تک ماہر ہو جاتے ہیں جہانتک کہ ایک حاذق طبیب جسمانی امراض کا۔ روحیں بسبب اُنکے مختلف اعمال اور افعال اور نتائج اور طبائع اور ذخائر یادداشت کے عقلی مابہ الامتیاز ہے کوئی خارجی نہیں جس سے ہم کسی مفضل کے دشمن کو سمجھا سکیں۔ اور علاوہ برآں تمام دوسرے حالات سے سوائے عقل کل پرماتما سرب ویاپک کے کوئی آگاہ بھی نہیں کیونکہ کوئی انسان سرب ویاپک نہیں اور یہی سبب ہے کہ البتہ اور ایک دلیل یہ ہے آپ فرماتے ہیں کہ "جو صفت بادشاہ کے روح کی ہے وہ غلام کی نہیں ہے" (صفحہ ۱۶) مولوی صاحب یہاں آپنے بالکل سیدھی راہ چھوڑ دی اور جا بوجھکر حق سے روگردانی کی یا فی الحقیقت بھول گئے۔ بادشاہ اور غلام کی روح میں جسمانی تفریق کے سوائے کوئی خارجی فرق نہیں ہاں چونکہ وہ بالذات دو روحیں ہیں وہ کسی حالت میں ایک نہیں جیسے انکا جسمی مادہ ایک نہیں ویسے ہی اُنکے روح ایک نہیں اُنمیں جو کچھ فرق ہے وہ گذشتہ اعمال کے سبب سے جو کہ تناسخ کا لازمی نتیجہ ہے۔ ورنہ ماہیت ارواح غلام و بادشاہ میں کوئی فرق نہیں وہ دونوں برابر کی روحیں ہیں۔ ایک فاضل نے لکھا ہے +

بادشاہے رو بسوئے صید کرد ۔۔۔ ماند لشکر دور از او مانند گرد
خواست تا در قریہ آید فرود ۔۔۔ چوں بہ میداں خیمہ و خرگاہ نبود
در خود آنجا شوکت و شانے ندید ۔۔۔ ہیچکس جز مرد دہقانی ندید
نزد او رفت و تملق پیش کرد ۔۔۔ گفت دہقاں کیستی گردم بگرد
گفت من فرماندہ ایں کشورم ۔۔۔ در پئے صید کہ جدا شد لشکرم
امشبم اینجا تو اذن خواب دہ ۔۔۔ نکہ نانے ذرہ جامے آب دہ
روستائی اعتنائی او نہ کرد ۔۔۔ استماع مدعائی او نہ کرد
زینت ظاہر چو از سلطان رود ۔۔۔ در نظر شاہ و گدا یکساں شود
شاہ منت کرد بار دیگرش ۔۔۔ چوں نہ بود آنجا کسے فرمانبرش
عاقبت جا داد شب در کام خویش ۔۔۔ داد نان سفرۂ انعام خویش
صبح گفتش رہن احسانت شدم ۔۔۔ گرچہ شاہم از گدا یا نہت شدم

(از مثنوی [illegible] صفحہ ۲۴۳)

اسکے علاوہ دیکھئے ناصر الدین سبکتگین کا حال جسکے واسطے مورخین نے لکھا ہے کہ سلطان ناصر الدین سبکتگین از غلامان نغر دقیقی فرمانروائے خراسان بود۔ اسکے سوائے غلاموں کی سلطنت کا حال پڑھیئے۔ ہزارہا غلام غلامی سے بادشاہ ہوگئے۔ اور ہزاروں بادشاہ شاہی سے غلام ہوگئے +

پس یہ آپکی علمی و عقلی غلطی ہے انصاف کی بات یہ ہے کہ بادشاہ اور غلام کی روح میں اعمال کے سوائے اور کوئی فرق نہیں۔ باقی رہا آپکا یہ لکھنا کہ جہاں مابہ الامتیاز اور مابہ الاشتراک ہے وہاں ترکیب ہے۔ پس روحیں مرکب ہیں۔ کہ یہ کئی وجوہ سے باطل ہے۔ غور سے سنیئے۔ جہاں

صداقت دھرم آریہ

مابہ الامتیاز اور مابہ الاشتراک ہے وہاں صفات کی کمی بیشی کی ضرورت ہے اگر وہ مرکبات میں یعنی اجسام میں ہوں تو وہاں ترکیب کی ضرورت ہے لیکن اگر مفردات میں ہوں۔ تو وہاں ترکیب کی نہیں بلکہ ذاتی صفت ہوتی ہے۔ ایٹیم یا پرمانوں ہر ایک جدا جدا ہیں مگر یہ ترکیب کے سبب سے نہیں۔ بلکہ صفات ذاتی کے سبب کیونکہ اُن میں ترکیب مطلق نہیں۔ دیکھیئے خدا اور روحوں کے درمیان چیتنتا یعنی درک بالذات ہونا مابہ الاشتراک ہے اور سروگیا وہ ایگتا یا مابہ الامتیاز تو کیا خدا میں ترکیب ہوگئی یا خدا مرکب ثابت ہوگیا یا جیو نعوذ باللہ من ہذا الخرافات وہ اسی طرح محمد اور خدا۔ اور سعد اور خدا۔ علی اور خدا میں نامونکا اشتراک ہے۔ مگر مابہ الامتیاز جسم ہے۔ تو کیا خدا میں ترکیب یا تجسیم آگئی۔ اسی طرح مادہ اور خدا میں یا خدا۔ روح۔ اور مادہ میں ہستی یا موجودگی مابہ الاشتراک ہے۔ مگر چیتنا۔ گیان کل۔ اور ایگتا مابہ الامتیاز ہے۔ نظر براں روح میں خدا کی علمی منزلت کے مقابل میں مابہ الامتیاز ہے۔ اور ایکدوسرے سے بلحاظ اعمال کے مگر وہ عقلی یا ذہنی ہے۔ مادی یا خارجی نہیں۔ اور خدا کی سروگیتا کی دلیل ہے نہ کہ روح کی ترکیب کی۔ کیونکہ روح کا بدن میں حلول نہیں جیسا کہ عوارض کا جوہر میں۔ اس لئے کہ وہ عرض نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو جوہر ذات خود یعنے بلا قیام بالغیر موجود ہے وہ اپنی ذات اور صفات سے اپنے مالک اور اُس کے صفات کو پہچانتے ہیں اور وہ اسکے پہچاننے میں کسی حواس کی طرف محتاج نہیں کیونکہ جن چیزوں کو اُسنے کما حقہ جانا ہے وہ جسمیں آنیوالے نہیں ہیں۔ انسان تعلق جسم و شریر (سمبندھ) کی اوستھا میں قدرت رکھتا ہے کہ اپنی روح کو تمام مادی چیزوں سے بیخبر کرے۔ اس حد تک کہ سب نتوؤں سے بے تعلق ہو جائے پس جس حالت میں کہ وہ بغیر شعور محسوسات کے اپنی قدرت کو جانتا ہے اور خدا تعالیٰ کی پہچان میں بالکل ہر ایک چیز سے مجرد ہے۔ تو قیاس صاف شہادت دیتا ہے کہ وہ شریر سے بالکل مستغنی ہے بدن یا شریر کا ہرگز محتاج نہیں۔

بنا بران روح کی حقیقت اور اس کا بذات خود قوم بھی معلوم ہو جانیکے بعد ممکن نہیں کہ کوئی عاقل بالغ روح کو مجرد ہونا اصلا وہ نہ یقین کرے اور یا اُسکے انادی ہونے میں شک کرے اور قدیم ثمانے ہاں نا اہل کے لیکن وہ بقول سعدی کسی طرح مان نہیں سکتا کیونکہ ؎

تربیت نا اہل را چوں گردگاں بر گنبدست

۱۹۔ مولوی۔ معلوم ہو کہ جملہ خرابیاں جو اوپر بیان ہو چکی ہیں۔ اس بات پر لازم آتی ہیں کہ ابدان کی پیدائش سے پہلے چند روحیں مانی جاویں ؂

آریہ۔ قرآن مانتا ہے کہ اجسام کی پیدائش سے پہلے ارواح موجود تھے دیکھو مباحثہ میثاق اور دیکھو مریم بنت عمران من احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا۔ اور اسی طرح ہر ایک روح کا ازل سے شقی و سعید ہونا بھی اُس کے قبل از جسم ہونیکی شہادت ہے اور روح محمدی کا جھگڑا کہ وہ آدم سے بھی پہلے خدا کی عبادت میں معروف تھی۔

پھر حدیث میں لکھا ہے خلق اللہ الارواح قبل الاجساد بالفی عام ترجمہ اللہ تعالیٰ نے روحوں کو تمام اجسام سے پہلے دو ہزار سال پیدا کیا۔

ایک اور حدیث میں ہے۔ انکم خلقتم للابد وانکم تنتقلون من دار الی دار۔ ترجمہ۔ تحقیق تم تقدیر کئے گئے ہو واسطے ہمیشگی کے البتہ تم انتقال کرتے ہو ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف ؂ سعدی کہتا ہے۔

الست از ازل ہمچناں شاں بگوش بفریاد قالوا بلیٰ در خروش

مدارج النبوۃ میں لکھا ہے بحوالہ قرآن و حدیث ما کان دما یکون الی الابد۔ پس معلوم شد کہ پیش از خلق قلم گاہے بودہ است و گفتہ اند کہ العرش و کرسی ارواح است" دیکھو جلد دوم قسم دوم باب اول صفحہ ۲)

مشکوٰۃ میں ہے "دیر تحقیق ثابت شدہ است خلق ارواح قبل اجساد" (جلد سوم فصل اصفحہ ۹۶)

پس آپ ان تمام اعتراضوں کا کیا جواب دے سکتے ہیں؟ اس جگہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ قرآن اور احادیث اسلامیہ کے بارہ میں آپکی رائے سند درج کر دیجاوے کہ چونکہ قرآن اجسام سے پہلے روحونکو مانتا ہے اسواسطے بقول مولوی عیسیٰ الحمید کے جملہ خرابیاں اُس پر لازم آتی ہیں۔ لیکن واضح ہو کہ قرآن پر زبردست اعتراضوں کے وارد ہونیکا یہ باعث نہیں ہے کہ روحوں کو اجسام سے پہلے مانتا ہے۔ بلکہ وہ باعث یہ ہے کہ وہ ایک تو روحوں کے بارہ میں صحیح تعلیم نہیں دیتا اور نہ وہ اُس کی ماہیت جانتا ہے۔

دوم وہ مادہ کی بابت جو علمی و عقلی دلائل بلکہ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ انادی ہے کچھ صحیح نہیں جانتا۔

سوم۔ وہ تمام دنیا خدا سے نکلی ہوئی یعنی ہمہ اوست یا ہمہ از وست کی کو وہ تعلیم دیتا ہے ؂ چہارم وہ تناسخ کے عالمگیر اور اظہر من الشمس مسئلہ سے اچھی طرح واقف نہیں اور یہی باعث ہے کہ ڈانوا ڈول تعلیم دیتا ہے۔

پنجم۔ اسکی مکتی یا نجات شہوت پرستی سے کچھ بھی زیادہ نہیں اور فانی نجات کیطرف بہکاتا ہے ؂ ششم۔ وہ شیطان کی کھوٹی تعلیم سکھلا کر کعبہ پرستی کیجانب جھکاتا ہے۔ علی ہذا القیاس۔ ایسے ہی اور بھی کئی بواعث ہیں جنکے سبب علما لوگ قرآن کی تعلیم سے نفرت کرتے ہیں۔ علاوہ براں اُس کی آخری تعلیم کا نتیجہ ناستک۔ یا دہریہ یا ہمہ اوستی صوفی بنتا ہے۔ ورنہ قرآن یا علما قرآن ان واضح مسائل کو اُسی قدر و منزلت سے دیکھیں جسکے وہ لائق ہیں یا جیسے وہ ہیں تو قرآن پر کوئی اعتراض عاید نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ کسطرح ہو سکے جبکہ انسانی کتاب کا غلطی سے پاک ہونا ہی ناممکن ہے۔ یہ فخر اور سرفرازی یا فضیلت بلکہ شرف صرف الہامی کتاب کو زیبا ہے جو تمام نقائص سے بری اور علم و عقل کی معاون بلکہ ہادی ہو اور کہنا نہ ہوا اُس کا نام ہی وید مقدس ہے ایک شاعر نے کیا اچھا کہا ہے ؎

در نہایت چوں گشتم لب برق تا کسے	منطقہ را آتش لغو فکان وہاں انداختہ
من کہ با ہشتم عقل کل را نا کی اندازہ	مرغ او صاف از روح بیان انداختہ
مست ذوق عمر قیم کز نغمہ توحید تو	لذت آوازہ در کام جہاں انداختہ

۲۰۔ مولوی۔ جو کہتے ہیں کہ عوارض اضداد اور متبائن روحوں کی ہیں۔ جواب ہم سے کیا ہم ارسطو دینگے کہ اس صورت میں وہ عوارض بسبب امتیاز اور تعین کے نہ ہونگے کیونکہ نسبت اُن کی کل ارواح سے ایک ہے اور برابر ہے۔ پس یہ کہاں سے کہتے ہو کہ یہ عوارض ممیز ہیں اس تقریر سے یہ ثابت ہوا کہ روحوں میں تمیز عوارضات مفارقہ کی وجہ سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی پس لازم آیا کہ قابل ارواح کے نہیں ہیں۔ مگر ابدان۔ پس عدم سابق ابدان کا مستلزم ہے۔ عدم سابق ارواح کو اور وجود انکا ان کے وجود کو۔ اور عدم بعد الوجود اور وجود بعد العدم مستلزم ہے تجدد اور حدوث کو پس ثابت ہوا کہ روحیں حادث ہیں۔

آریہ۔ بیشک عوارض اعمال کے سبب سے روحوں میں امتیاز عقلی ہے اور اُنکی چیتنتا کے سبب سے ان میں ذاتی تفریق و امتیاز ہے اور چونکہ وہ بذاتہ مفرد ہیں یہی سبب ہے کہ وہ متبائن یعنی ایکدوسرے سے بھی جدا ہیں باقی رہا یہ کہ عوارض کو نسبت کل ارواح سے ایک ہے یہ غلط ہے کیونکہ اگر یہی بات ہے تو نبی اور ولی۔ عالم اور جاہل مطلق۔ گدھا۔ اور بھیڑ۔ سور۔ کتا۔ اسی طرح جبرئیل یا میکائیل کے ارواح سے اگر عوارض کو ایک ہی نسبت ہے تو مدارج کہاں سے آگئے اور مراتب کیوں بڑھ گئے۔ کن اعمالوں سے حضرت عزرائیل معلم الملکوت ہوگئے اور اُنکا استاد کون تھا۔ جسنے اُن کو شیطانی کی تعلیم دی۔ اور کن اعمالوں سے یا اندھا دھند فرشتہ بیچارے باوجود ارواح قدس ہونیکے پھر بھی شاگرد ہی رہے۔ کن اعمالوں یا تفریق کے سبب سے قبل از پیدائش عالم لولاک کا خلقت

صداقت دھرم آریہ

الافلاک یعنی اے محمد اگر تجھے نہ پیدا کرتا تو زمین و آسمان کو نہ پیدا کرتا کا درجہ ملا علی ہذا القیاس یا توب مقرون وملعون کو برابر یقین کرو ورنہ تفریق مدارج صاف صاف اعمال سابقہ کی شہادت دے رہے ایک شخص باوجود محنت شدید کے ناکامیاب رہتا ہے دوسرا تھوڑی محنت کر کے مطلب کو حاصل کر لیتا ہے *

پس اے متجلی اور مشہور بیان سے اگر عوارض یعنے اعمال کے سبب سے تفریق کوئی نہ ملنے اور اُسکی مرضی کرم کرنا روح کا سبھاؤ ہے اور وہ بغیر جسم کے کرم کر نہیں سکتی اور قابل ارواح کے نہیں ہے۔ مگر ابدان۔ پس صاف ثابت ہے کہ روحیں بدنوں کے ساتھ متعلق ہوتی رہیں اور ہوتی رہینگی۔ کیونکہ چیتنتا اور افعال باہمی لازم وملزوم ہیں اور یہ سلسلہ منقطع ہونے والا نہیں بلکہ متوالی ہے۔ کیونکہ روحیں اس بات کی متمنی ہیں اور عدم یا ایجاد یا حدوث کے الفاظ کا اُن پر اطلاق ہی محض بیہودہ ہے جیسے مالک کل و محیط کل پر حلول واوتار کا۔ تمام روحوں کا ابدان سے تعلق اور سبھاؤ خود ہی جتلا رہا ہے کہ وہ بدنوں سے سابق بھی جدا تھے اور ذاتی تفریق کے علاوہ عقل تفریق خود ہی سلسلہ اعمال وابدان یعنی ارواح کے قدیم ہونے کی گواہی دے رہی ہے نہ کہ معاذ اللہ حدوث کی *

آپ نے اس میں ایک اور بھی فاش غلطی کی ہے۔ بفرض محال اگر ہم یہ مان لیں کہ بدنوں کا پہلے نہ ہونا لازم پکڑنے والا ہے روحوں کے پہلے نہ ہونے کو۔ اور بدنوں کا پہلے ہونا لازم ہے روحوں کے پہلے ہونے کو۔ تو کیا لازم نہیں ہے۔ بدنوں کا تباہ ہونا روحوں کے تباہ ہونے کو اور بدنوں کو جل جانا۔ روحوں کے جل جانے کو۔ بدنوں کا ٹکڑے ہونا روحوں کے ٹکڑے ہونیکو۔ اگر یہ سب لازم ہیں تو وہ بھی لازم ہے اگر نہیں تو نہیں۔

پس اس عقیدہ سے عوض ہم کو تسلیم کرانے کے پہلے خود دین محمدی اور اُس کے بہشت و دوزخ و میزان و پل و قیامت و قرآن و رسول شفاعت و خدا کے دیدار سے انکار کرو پھر ہمارے مقابلہ میں آؤ۔ ہم اچھی طرح اُن عقاید کا بطلان اور ست ویدک دھرم کا دلائل و براہن سے ثابت کر دکھلا ئینگے۔ یہ نہایت ہی بھدا اور لودا خیال ہے اور اونٹ چرانے والوں کا خیال ہے جنکو کافور کے انبار اور نمک کے انبار کی تمیز نہیں تھی *

مولوی صاحب! روح کے حق میں شاستر میں لکھا ہے۔ نینم چھدنتی شسترانی نینم دھتی پاوکا نچ اینم کلے دیم تیا پونہ شوشیتی مارتہ۔ جس کا ترجمہ فیضی نے کیا ہے *

نہ سوزد بآتش نہ آبش برد نہ مستی نہ غفلت نہ خوابش برد

بدن بمثل آلہ اور لباس کے ہے پس جس نے اس طرح روح کی حقیقت اور اس کا بذات خود قیام وقوام معلوم کر لیا اُنکو بدن سے قبل روح کا ہونا یا انیک بار بدنوں سے اتصال یا الگ ہونا ذرا بھی مشکل معلوم نہوگا۔ نہ متعلق ہونا محال معلوم ہوگا۔

دم بدم گر شود لباس بدل صاحب آں لباس را چہ خلل

پس اخیر میں ہم آپکو بقاعدہ منطقی قیاس اقترانی سے سمجھاتے ہیں *

قیاس اقترانی وہ ہے کہ اُسمیں نتیجہ بالفعل موجود نہو بلکہ بالقوہ ہو یعنی نتیجہ کا مادہ صغری و کبری میں موجود ہو۔

مثال	صغری	کبری	نتیجہ
۱	العالم متغیر و مرکب	کل متغیر و مرکب حادث	العالم حادث
۲	المادہ مفرد و غیر قابل التقسیم	کل مفرد و غیر منقسم قدیم	المادہ قدیم
۳	الروح غیر متغیر و مجرد من المادہ	کل غیر متغیر و مجرد من المادہ قدیم	الروح قدیم
۴	المالک محیط کل و علیم کل و احد	کل محیط جملہ عالم و علیم احد قدیم	المالک قدیم

وھذا عقیدۃ اھل الوید واصحاب آریہ سماج

مسئلہ تناسخ پر اعتراضوں کا جواب

جناب مولوی صاحب آپ کا یہ قول بالکل ٹھیک ہے کہ روح بعد تخریب بدن یعنی موت کے تین حال سے خالی نہیں۔ یا تو وہ خراب ہو جاتی ہے۔ یا باقی رہتی ہے بلا کسی تعلق خاص کے۔ یا دوسرے بدن کے ساتھ متعلق ہو کر باقی رہتی ہیں۔ بطور تناسخ کے جیسا کہ مذہب تمام ہندوؤں کا ہے "

چونکہ خراب ہونا روح کا مثل بدن کے بموجب اعتقاد فریقین کے غلط ہے پس اس پر کچھ لکھنا فضول ہم بدلایل ثابت کر چکے ہیں کہ روح بعد تخریب بدن کے ہرگز خراب نہیں ہوتی کیونکہ وہ نہ حادث ہے اور نہ مرکب۔ اور خرابی بغیر حدوث و مرکب کے کسی پر لازمی نہیں *

۲۳۔ مولوی۔ دلیل اوّل رد تناسخ۔ ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ روح حادث ہے اور تناسخ مبنی ہے اوپر قدیم ہونیکے۔ اور نیز واجب ہے اُسکے لئے شرط حدوث سے تاکہ تخلف معلول کا اپنی علت تامہ سے لازم نہ آئے اور شرط اُس کی بدن کا حادث ہونا ہے کیونکہ وہی قابل روح کے ہے۔ پس جب بدن پیدا ہوتا ہے اُسیوقت روح اُسمیں پھونکی جاتی ہے جانب مبدا فیاض سے پس ثابت ہوا کہ تناسخ باصلہ و براسہ باطل ہے *

آریہ۔ ہم آپ کی تمام دلائل کا رد اور اُسکے ساتھ ثابت کر چکے ہیں کہ روح قدیم ہے۔ اور بقول آپ کے بدن کا حادث ہونا حدوث روح کی شرط ہے تو بدن کا فنا ہونا فنائے روح کی شرط کیوں نہیں؟ سنئے صاحب بدن کے ساتھ روح کا ایسا تعلق ہے جیسا کہ مرکب سے راکب کا یا ریل سے گارڈ کا یا قلم کو کاتب سے۔ بس یہ آپکا خیال ایک موہومی حد سے کچھ بھی زیادہ نہیں جسکا عقلی و عملی کوئی ثبوت نہیں بلکہ وہ خود مبطل کنندہ تمام عقاید اسلام ہے۔ غور سے سوچئے۔ دوم آپکا یہ قول کہ جب بدن پیدا ہوتا ہے اُسیوقت روح اُسمیں پھونکی جاتی ہے اگر نفس الامر میں دیکھا جاوے تو اس سے بھی روح کا باہر سے آنا ظاہر ہوتا ہے بلکہ پہلے سے موجود ہونا بھی۔ اور آپنے صفحہ ۲۱۵ پر روح کو قدیم بالزمان مانا ہے۔ مگر بدن ایسا نہیں روح مجرد ہے۔ بدن ایسا نہیں روح چیتن ہے یعنی مدرک۔ پس بدنکی پیدائش سے اُسکی پیدائش کا تعلق نہیں جسطرح بدن کے تغیر و تبدل سے اُسے کوئی واسطہ نہیں اسیطرح بدن کی پیدائش کا کوئی تعلق نہیں یہ تو ایسی اعرابیت کی بات ہے جیسے کہ مکان نے مکین کو پیدا کیا یا لباس نے لباس والے کو بنایا یا عدم کو وجود دیا۔ قلم سے کاتب نہیں بنتا جسطرح یہ تمام باتیں باطل ہیں اسیطرح بدن کی پیدائش سے اُسے لباس اور لبیس سے زیادہ کوئی تعلق نہیں۔ پس تناسخ درست ہے اور صحیح اور حق ہے اور حدوث روح باصلہ و براسہ باطل ہے *

۲۳-۲۴۔ مولوی۔ دلیل دوم ہر بدن کامل اس امر کی صلاحیت رکھتا ہے کہ باری عزوجل اُسمیں روح پھونکے۔ پس اگر دوسرے بدن کی روح اُسمیں پھونکی جاوینگی تو لازم آئیگا ایک بدن کے ساتھ دو روحیں متعلق ہو جائیں اور یہ بدیہی البطلان ہے اگر کہتے ہو کہ بدن اُسی دوسرے کی روح کو چاہتا ہے اور صلاحیت بھی اُسی کی رکھتا ہے نہ کسی دوسرے روح کی اس کا جواب یہ ہے کیا وجہ ہے کہ بدن خاص اُسی دوسرے بدنکی روح کو چاہتا ہے۔ کیوں کسی اور بدنکی روح کو نہیں چاہتا اور نسبت اُسکی خصوصیت کی اُسی بدن کے ساتھ کیا ہے یہ بعینہ ترجیح بلا مرجح ہے اور نیز دیگر حکمائے فلاسفر کے ترجیح بلا مرجح باطل ہے۔

آریہ۔ آپ کی سمجھ اور دانائی کی ہم کہاں تک تعریف کریں۔ ہم نے بارہا دیکھ لیا کہ آپ کو دلیل لانے سے پہلے عقل سے دشمنی کرنی پڑتی ہے۔ سچ ہے ؎

نادانی کے مطلق العنانی ہے باعث مرگ ناگہانی

اصل بات یہ ہے کہ جب قانون قدرت پر پورا عملدرآمد ہوتا ہے تب وہ قادر مطلق اُس جسم میں روح ڈالتا ہے جسم کامل نہیں بلکہ نطفہ کے ساتھ ہی روح ہو جاتا ہے جس نطفہ سے روح کا تعلق نہیں ہوتا۔ اُس سے اولاد بھی نہیں ہوتی۔ باریتعالیٰ مفقود الحواس نہیں کہ ایک میں دو روحیں پھونکے۔ ہاں یہی اعتراض سارا کا سارا قرآن اور پیروان قرآن پر وارد ہوتا ہے مولوی اسمٰعیل جیسے محمدی فاضل اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک آدمی میں دو روحیں ہیں۔ ایک مکانی دوسری سیرانی۔ سیرانی وہ جو خواب کی حالت میں دور دراز جگہ میں تشریف لیجاتی ہے اور سیر فرماتی۔ اور مرگ کے بعد نکل جاتی ہے۔ مکانی وہ جو ہمیشہ موجود رہتی ہے اور مرنے کے بعد جسم کے اندر رہتی ہے وہی منکر و نکیر کے ساتھ قبر میں سوال و جواب کرتی ہے۔ اور کراماً کاتبین سے بھی اُسی کا تعلق ہے اُسی کے ساتھ حشر و نشر ہوگا۔ اُسی روح کے ذریعہ سے جب قبر کے اوپر کنجشک بیٹھتی ہے تو مردہ جان لیتا ہے۔

بقول ایک لالی محمدی کے ع　کنجشک تشنہ بر قبر مردہ بداند مادہ نر۔

اور اسی لحاظ سے مسلمان لوگ مردہ پیر فقیروں سے مرادیں مانگتے ہیں۔ اور قبر پرستی کرتے۔ بلکہ اُن سے مخاطب ہو کر پنجہ ملاتے اور بات چیت کرتے ہیں اور کہتے ہیں السلام علیکم یا اہل القبور۔ دیکھا یہ اعتراض غرض ہمارے سر اسر محمدی اعتقاد پر وبال ہے اور سر اسر باطل خیال۔ دیکھ لیا آپ نے اس خرابی کی سیل نے دیوار اسلام کی بنیاد کو کسقدر نیچے سے کمزور کر کے انہدام کی حد تک پہونچا دیا۔

مرا خواندی و خود بدام آمدی　　نظر آنچہ تر کن کہ خام آمدی

لیجیے ہم آپکی غلطی کو ایک اور واضح طریقہ سے سمجھاتے ہیں۔ ہر بدن کامل اس امر کی صلاحیت رکھتا ہے کہ باریتعالیٰ اُسمیں روح پھونکے اور وہ ایسا زبردست منتظم ہے کہ اُس کے انتظام میں کسی طرح کا گڑبڑ ہو نہیں سکتا کیونکہ نہ تو روحیں اُسکے حکم سے باہر ہیں۔ اور نہ مادہ۔ اب یہ بات یقینی طور پر ہو سکتی ہے کہ اجسام کی استعدادیں مختلف ہوں۔ ایک جسم میں ایسی استعداد ہو جو روح مفارقہ کے مناسب ہو جو اول موجود تھا۔ یہاں تک کہ وہ جسم اس نفس کے ہی تدبیر کے ساتھ مختص ہو اور نئے نفس کے فیض کا محتاج ہو کیونکہ مثلاً اگر ایک حالت میں بچہ دانوں دو نطفہ قبول نفس کے مستعد ہوں۔ تو خدا سے اُن کی طرف دو روحوں کا فیضان ہوگا اور اُن دو نطفوں میں سے ہر ایک ایک روح کے ساتھ خاص ہوگا اور اُسکا مختص ہونا اسمیں نفس کے حلول ہونیکی جہت سے نہیں اسلئے کہ روح کا جسم میں عوارض کیطرح حلول ہی نہیں ہوتا بلکہ دونوں مستعد نطفوں میں سے ایک قالب ایک روح کے ساتھ خاص ہونا اُس مناسبت کے سبب سے ہے جو اُنکے مابین اوصاف کے جہت سے ہے ایسا ہی دوسرے بدن کا دوسرے روح کے ساتھ مختص ہونا۔ پس جبکہ دو نفس متناسبہ میں یہ اختصاص ہو سکتا ہے تو نفس مفارقہ میں جو اول سے موجود تھا اور نئی نفس میں کیونکر نہیں ہو سکتا بلکہ بطریق اولیٰ ہو سکتا ہے سو جب ایک جسم مستحق کو نفس مفارقہ کے ساتھ زیادہ مناسبت ہوگی تو وہ جسم خدا تعالیٰ سے نئی روح کے فیضان کا محتاج ہی نہیں ہوگا۔ جب وہ محتاج نہ ہوا تو اُس پر نئی نفس کا فیضان بھی نہ ہوگا۔ اسواسطے یہ دلیل آپ کی بالکل ضعیف ہے۔ آپنے جو وہم لکھا یہ اصل میں بوعلی سینا کا شک ہے جس کا نام محمد غزالی صاحب نے حل مسائل غامضہ یا حقیقت روح انسانی میں رد کر کے یہ دلیل دی ہے۔ (دیکھو صفحہ ۶۲ و ۶۳ اسنہ ۱۳۰۱ھ)

ہم آپ کو اس کا رد ایک اور طرح بھی سمجھاتے ہیں سنو!

خداوند تعالیٰ کی طرف سے جتنے جسم پیدا ہوتے ہیں وہ اگرچہ بلحاظ ترکیب یا ترتیب کی نئی قسم کے ہوتے ہیں۔ مگر بلحاظ مادہ کے وہ اُسی قدیم مادہ سے بنائے جاتے ہیں۔ جو سابق ازیں تمام جہان میں موجود ہیں۔ پس جب تمام جسم اُسی پرانے اجسام کے مادہ سے ترکیب

کیئے جاتے ہیں نہ کسی جدید مادہ سے اِس واسطے اُنہیں ارواح بھی وہی آوینگے جو پہلے موجود ہیں نہ کہ جدید اگر محمدی خدا جدید جدید مادہ پیدا کرنے پر قادر نہیں جیسا کہ پر تیکش ظاہر ہے کہ ازل سے ابدتک اِسی مادہ موجودہ سے اجسام بناویگا تو بطریق اولیٰ جائز ہے کہ اُن اجسام میں وہی روحیں داخل ہوں جو سابق میں موجود تھیں نہ کہ جدا پیدا کی جاویں جب تک خدا جدید مادہ پیدا نہ کرے جو سراپا محال ہے۔ پس جدید روح کا پھونکنا ہر طرح محال ہے کیونکہ نہ اُس کا وجود اور نہ وہ موجود بلکہ زسرتاپا نابود ہے جس خدا نے بدن کو بنایا وہ جانتا ہے کہ ایسے ناقص یا کامل جسم کا بطریق اعمال فلانا روح مستحق ہے اور اُسی کیواسطے بنا ہے پس اُس پر اُسی کو ارسال کرتا ہے نہ کہ کسی وہمی یا نابود وجود کو اُس کے سابقہ اعمال اُسی کو ایک نئے جنم کے واسطے تحریک کرتے ہیں اور عادل مطلق خدا کو اپنے انصاف قدیم کے رو سے جایز ہوتا ہے کہ اُسے اُس جسم میں ڈالے کیونکہ وہ اُس کی مستحق ہے۔ پس یہ ترجیح بلا مرجح نہیں ہے بلکہ باہمی لازم و ملزوم ہونے کے سبب اُس کو اُسی بدن سے خصوصیت ہے۔ بنابراں نہایت مستلزم ہے کہ اُس کو اُسی کے رو سے سزا و جزا دیجاوے نہ کہ کسی تخیل اور دور از قیاس دوزخ اور بہشت کے ذریعہ سے جو کسی طرح ممکن نہیں لہذا تناسخ برحق اور یہی مطلوب تھا۔

اور یہ دلیل آپ کی کیوں باطل نہ ہو خود آپ بھی جتنی پہلی دلائل حدوث روح پڑھ چکے ہیں اُنکو باطل مانتے ہی ہیں۔ کیونکہ آپ نے خود ہی جنوں میں آکر لکھ دیا ہے "واضح ہو چونکہ دلیل حدوث روح کی بطلان تناسخ پر موقوف ہے اور بطلان تناسخ حدوث روح پر موقوف ہے اور یہ بعینہ دور باطل ہے" (صفحہ ۲۴)

۴۲-۲۵- مولوی "اگر تناسخ پایا جاوے جیسا کہ مسلک فرقہ آریہ خصوصاً مدعی صاحب کا ہے تو البتہ وہ روح جو اِس وقت مدعی صاحب کے بدن کے ساتھ متعلق ہے ضرور ہے کہ اِس سے پہلے وہ کسی دوسرے بدن مثلاً دیانند کے بدنکے ساتھ متعلق ہوگی اور اگر ایسا ہو تو بیشک وہ روح یاد کریگی کہ میں اِس سے پہلے دوسرے بدن میں تھی۔ پس اِس سے ثابت ہوا کہ مدعی صاحب کی روح خوب جانتی ہوگی کہ میں فلاں فلاں جسم میں تھی اگر ہے تو ہم کو مطلع فرماویں اور بدیہات سے ہے کہ روح کو یہ علم بالکل نہیں ہوتا پس کہاں رہا قاعدہ روح کے تناسخ کا۔

آریہ۔ یہ آپکا فرض سراپا غلط ہے۔ کیونکہ سوامی دیانندجی اور یہ نیازمند دونوں ایک وقت میں موجود تھے۔ افسوس کہ آپکو باوجود اِس قدر شیخی مارنے کے اتنی تمیز بھی نہیں کہ ایسی پوچ اور ردّی دلیل دینے سے آپکی لیاقت پر لوگ اِس قدر ہنسیں گے ہاں اگر مثال دینی تھی تو اِس طرح دینی چاہیئے تھی۔ کہ وہ روح جو اِسوقت مثلاً مولوی عبدالحمید صاحب کے بدن سے متعلق ہے ضرور ہے کہ وہ اِس سے پہلے کسی دوسرے بدن مثلاً محمد صاحب کے بدن سے تعلق رکھتی ہو تب البتہ مثال ٹھیک تھی۔ چونکہ مولوی صاحب مومن ہیں اور مومنوں کے حق میں محمد صاحب نے لکھا ہے انا من اللہ والمومنون منی یعنی میں خدا سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں اور ہم نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۱۴ میں واضح شہادتوں سے بتلا چکے ہیں کہ سب کا مادہ نور محمدی ہے اور خود محمد صاحب ہمارے خیال کے مطابق تناسخ کے قائل بھی ہیں اور وہ فرما بھی گئے ہیں کہ میری امت سے بھی بہت لوگ بسبب گناہ کے بندر اور سور بنیں گے علیٰ ہذا القیاس۔ پس ضرور ہے کہ ایسا ہو جیسا کہ ہمنے لکھا اور محمد صاحب نے لکھا خود خدا کو بھی تناسخ میں آنا پڑا۔ دیکھئے مدارم الہیانت۔ بنابراں تناسخ ہر طرح صحیح ہے۔ اور آپکا مفروض باطل۔

باقی رہا یاد نہ رہنے پر اعتراض اسکا جواب یہ ہے کہ اسکو ماہران علم طب و سرجری خوب جانتے ہیں آپ لوگ اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے۔ مگر جہاں تک بنیگا ہم سمجھانیکی کوشش کرتے ہیں۔ کیا آپ

نے نہیں دیکھا کہ کلورا فارم کے سونگھانے یا مسمیرزم کے کرنیسے اگر بدن کے کسی حصہ کو کاٹ بھی دیں تو اُسے خبر نہیں ہوتی؟ پرانے آریہ یعنے وید یعنی حکیم اسی قاعدہ سے پتھری نکالتے اور لاعلاج حالتوں میں مریض کے اعضا کاٹتے تھے (دیکھو سشرت کی کتاب) اور زمانہ حال کے ڈاکٹر لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اب مسمیرزم یعنی مانسک یوگ کا بھی ڈاکٹری میں پرچار ہو چلا ہے۔ اور نشہ وغیرہ کے سبب سے بھی بعضے وقت یہی حال ہوتا ہے۔ مرض نسیان میں بھی تمام باتیں نسیا منسیا ہو جاتی ہیں۔ اور بالکل یاد نہیں رہتیں اور یہی حال کمزوری دماغ میں ہوتا ہے۔ ہر روز خواب و سکھوپت یعنی عالم بیہوشی میں بھی کسی کو کوئی خبر نہیں رہتی جب اتنے معمولی صدمات سے یہ حال ہے تو اُس وقت جبکہ روح کو جسم سے بالکل لاتعلق ہونا پڑے کیا حال ہوگا؟ سنو! آدم کی روح کو داؤد سے وعدہ بھول گیا۔ سارے مسلمانوں کو یوم الست کا اقرار بھول گیا۔ نوح نبی کو شراب پیکر ننگا ہونے کا خیال نہ رہا۔ آدم کو بہشت میں خدا کا وعدہ بھول گیا۔ اسی واسطے بقول توریت مقدس کے لعنتی ہوکر نکالا گیا۔ مسیح یہودا اسکریوطی کو شاگرد بناتے وقت بھول گیا۔ موسیٰ نبی ہارون کی داڑھی پکڑتے اور توریت کی تختی توڑتے وقت بھول گیا۔ محمد صاحب کو یعنی اللہ کو کاتب قران بناتے وقت اُسکی تعریف کرنے کا خیال بھول گیا۔ حضرت جبرئیل بھی بھول گئے۔ علی کے بدلے محمد صاحب کو پیغمبر بنا دیا۔ طبقہ اول کے مسلمان شراب پیکر نماز میں لفظ لا بھول گئے۔ اسحاق پیغمبر نبوت دیتے وقت اور خدائے آسمانی نبوت سے سرفراز کرتے وقت بھول گئے۔ جو نبوت عیسو کے بدلے یعقوب کو مل گئی۔ سب روحوں کو باستثناء چند مہاتما یوگیوں کے ۱۰ ماہ ماتا کے حمل میں رہنے کے زمانہ کی یاد بھول گئی۔ اور اسی طرح ۴ و ۵ سال کی بیرونی عمر کا حال بھی صحیح کسی کو یاد نہیں ؛

حضرت علی کی بابت ذکر ہے کہ وہ نماز میں ایسے مصروف ہوئے کہ پاؤں کی درد کو بھول گئے انوری شاعر۔

چوں برون کرد زپایش خدنگ — شد زخوں سجادۂ او لالہ رنگ
از چناں درد و الم ایذا نیافت — بخیہ کردند و خبر اصلا نیافت
رفتہ بود از خوف حق ہوشش زسر — دیگر از پائش چساں میشد خبر

اور یہی حال بلکہ اس سے زیادہ حیرانی کا مقام بھیشم پتامہ جی کی شہادت کا واقعہ ہے وہ بالکل بسبب کثرت یوگ کے جسم کی تکلیف سے آزاد ہو گئے تھے۔ باقی رہا یہ امر کہ آیا کسی کو یاد ہے یا نہ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ بہت سی یوگ سادھن کرنیوالی روحوں کو یاد ہے جنہوں نے اپنی تصانیف میں ذکر بھی کیا۔ حافظ کہتے ہیں :-

من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود — آدم آورد دریں دیر خراب آبادم

فریدالدین عطار کہتے ہیں :-

ہفتصد ہفتاد قالب دیدہ ام — ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

فاضل زبانی یزدی اپنے آپکو نظامی گنجوی کہتا تھا۔ اور تناسخ کا مذہب رکھتا تھا۔ اُسکا قول ہے

در گنجہ فرو شدم پے دید — از یزد بر آمدم چو خورشید
ہر کس کہ چو مہر بر سر آید — ہرچند فرو رود بر آید

مولوی مغربی صاحب دیوان مغربی میں فرماتے ہیں :-

صد بار جستہ ام برون از حصار تن — تا بہر جان خویش حصارے گرفتہ ام

شیخ مبارک شاہ سلجوقی نے فرمایا ہے :- من یاد دارم زمانہ را کہ در بدن شدہ بودم۔
اسی طرح صدہا فضلانے اِس بات کا اقبال کیا ہے اُنکو پچھلا بدن یاد ہے شاستر میں حکم ہے کہ یوگی پرش کو پچھلا یا پچھلے جنم بہت سے یاد ہوتے ہیں۔ ہم نے بیشمار ثبوت تحقیق تناسخ میں دیئے ہیں۔ پس یہ اعتراض آپکا سراپا فضول ہے آپ بیوجہ مبہوت نہ ہوجیئے اور خواہ مخواہ دخل در معقولات سے ہمارا وقت ضائع نہ کیجئے۔ اگر خدا نے انصاف و رشد کا مادہ دیا ہے تو صداقت اور بست دھرم کو قبول کیجئے اور شناعت اور حور و غلمان کا خیال چھوڑ کر حبل المتین راہ حق جسکا نام مذہب معقول یعنی ویدک دھرم ہے اُس کو ہاتھ سے نہ دیجئے۔ عربی کا لفظ اشتغال خود تناسخ ارواح کی زبان حال سے شہادت دے رہا ہے ؛

۲۶۔ مولوی۔ اگر آپ فرماویں کہ تناسخ ہمارے مسلمات سے تو ہے تو محض غلط ہے کیونکہ جو مسلم ہے محتاج دلیل کا نہیں ہوتا۔ پھر آپ کیوں دلیل سے تناسخ کو ثابت کرتے ہیں۔

آریہ۔ یہ آپکا قول حقیت کو کافر تسلیم کر لینے کی طرح ہی دانائی سے کمال بعید ہے شاید دین اسلام کا یہ اصول ہوگا۔ کہ جو مان لیا ہے وہ محتاج دلیل نہیں۔ مگر ہمارا ایسا اندھا قاعدہ یا عقیدہ نہیں ہے کیونکہ اول تو خود ہمارے واسطے ہی تعلیم سے پہلے دلیل کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہر ایک مخالف کے واسطے اسکو ہم دلیل سے ثبوت کرنا ضروری جانتے ہیں اور اسی واسطے باوجود اعتقاد کے ہم دلیل سے بھی مانتے ہیں کہ وید ست ودیاؤں کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے اندھا دھند متعصبانہ اعتقاد آپکو مبارک رہے۔ ہم الہیٰ تسلیم کو دور سے ہی سلام کرتے ہیں۔ ہمیں ایسے ایمان کی ضرورت نہیں ہمارا تو علمی و عقلی طور پر عمل کرنا دھرم ہے اور اسی واسطے ہم مسئلہ آواگون کے ثبوت میں دلائل لاتے اور عام و خاص کو اُس فلسفانہ تعلیم پر قائل کراتے ہیں۔ اور یہی ہدایت تمام ست شاستروں میں مندرج ہے کہ ایک بالک کی بات بھی اگر معقول ہو تو مان لو اور برہما جی کی بات بھی اگر علم عقل۔ دلائل تجربہ کے خلاف ہو ہرگز قبول نہ کرو ؛

گیارہ علوم پر اعتراضوں کا جواب

تکذیب براہین احمدیہ۔ پہلا علم یہ ہے کہ جو چیز جہاں ہوتی ہے وہی وہاں سے برآمد ہوتی ہے۔

۲۷-۲۸ مولوی۔ یہ فقرہ قائل کی صریح غلطی پر دال ہے۔ اگر یہ مانا جاوے تو کوئی چیز معدوم نہوگی اس وجہ سے وہ وہاں موجود تھی تب ہی تو نکلی پھر معدوم کیوں کہتے ہو اور یہ پانی جو گنگا جمنا میں بہتا ہے اور گلند وغیرہ پہاڑوں سے نکلتا ہے بموجب تمہارے قاعدہ کے معلوم ہوا کہ وہاں موجود تھا تب ہی تو نکلا مثل سانپ کے بل میں سے پس لازم آیا کہ اگر ہم پہاڑوں کے ٹکڑے کریں تو ضرور انہیں سے پانی برآمد ہو جیسا کہ سانپ بل کے کھودنے سے برآمد ہوتا ہے اور واقعہ میں ایسا نہیں پایا جاتا کیونکہ تجربیات سے ہے کہ اگر ہم اُس پہاڑ کے جس میں سے چشمہ پانی کا جاری ہے ٹکڑے کرائیں ہرگز پانی کی کہیں سے ایک بوند بھی برآمد نہ ہوگی ؛

۳۰-۳۱- اس پر دوسری مثال۔ ایک درخت خاص جس کو ہم کہتے ہیں کہ یہ درخت قبل روئیدگی کے علم الہیٰ میں تھا اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ وہ خدا میں تھا اور خدا سے نکلا اور خدا اس کے لئے ظرف ہے جیسا کہ سانپ کے لئے بل ظرف ہے اور خدا کے علم میں ہونیکے یہ معنی ہیں کہ اللہ عالم اُس کا ہے اور وہ معلوم اور علم اُس کے ساتھ متعلق ہے ؛

۳۱-۳۵-۳۶- اس پر تیسری مثال۔ نیز مسلمات سے ہے کہ صانع کسی شئے کا اور موجد اُس کا پہلے اُس شئے کا نقشہ دل میں سوچتا ہے جس شئے کو بنانا چاہتا ہے تو دیکھو وجود پیچھے ہوتا ہے اور علم اُس کا پہلے۔ خدا سے بڑھ کر کون کاریگر یعنی صانع ہوگا کہ جو چیز نئی ایجاد کرنی چاہتا ہے پہلے اُس کی صورت ذہن میں خوب سوچ لیتا ہے کہ میں ایسی شکل کی چیز بناؤں گا پھر اُس کو بناتا ہے ؛

آریہ - بیشک یہ علم درست ہے - اور کوئی ذرّہ بھی کسی چیز کا معدوم نہیں ہوتا سنئے! یہ پانی
جو گنگا و جمنا میں بہتا ہے یا کوہ ہمالہ وغیرہ پہاڑوں سے نکلتا ہے بالفرض وہاں موجود ہے
تب ہی تو نکلتا ہے اگر موجود نہو تو کبھی نہ نکلے - زمین میں موجود ہے تو تب ہی بخارات بنتے
ہیں ورنہ ہرگز اور کسی طرح نہ بنتے - بخارات میں موجود ہے تب ہی بادل - اور بادلوں میں
موجود ہے تب ہی برستا ہے اگر نہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ برس سکے - افسوس کہ آپ اس
نہایت واضح بات کو بھی نہ سمجھ سکے - سعدی بھی ہماری تائید میں ہے ؎

چو خلقت نیست خرج آہستہ ترکن — کہ میگویند ملاحان سرودے
اگر باراں بکوہستاں نہ بارد — بسالے دجلہ گردد خشک رودے

آپ نے کلکند پہاڑ لکھا ہے - حالانکہ جہاں تک ہمارے جغرافیہ کے معلومات ہیں ایسا کوئی پہاڑ
نہیں - ہاں کریم اللغات میں اُسکے معنی پھاوڑا لکھے ہیں جو ایک آلہ آہن کا نام ہے جس
سے زمین اکھاڑتے ہیں - آپ نے اپنی کم لیاقتی سے پھاوڑا کو پہاڑ سمجھ لیا یا چھاپہ
کے سبب سے صرف واؤ اڑ گیا اور آپ نے اُس کو پہاڑ سمجھ لیا - یا خورد سالی میں کسی
میاں جی سے کوہ الوند پڑھا - اور اب حافظہ کی کمی سے کوہ الوند کی جگہ کلکند یاد رہ گیا ہو -
مگر کلکند کوئی پہاڑ نہیں - یہ آپ کی علم جغرافیہ کی کمی و ناواقفی کا ظاہر ثبوت ہے -
اسی طرح درخت کا بیج زمین میں موجود تھا تب درخت کا ظہور ہوا - اور تخم میں درخت بالقوہ
موجود تھا ماہران علم نباتات کی شہادت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ درخت کے تمام
سامان اُسمیں موجود تھے صرف ہماری آنکھوں کے واسطے نشوونما ہوئے اور وہ بالقوہ
سے بالفعل ہوا ورنہ محال تھا جیسے نیب کے درخت سے آم کا پیدا ہونا - اینٹ و
پتھر موجود ہوں تب مکان بنتا ہے نقشہ مکان کا نقاش کے تجربہ اور خیال میں موجود تھا
تب بموجب اُس نقشہ کے اینٹ و پتھر و مصالح موجود سے مکان بنایا گیا - مستری یا
انجنیر نے اپنے جسم کے ٹکڑے کر کے مکان نہیں بنایا اور نہ خود مکان بن گیا - اپنے اعضا کو
جلا کر چونہ نہیں بنایا اور نہ اپنی ہڈیوں سے بنایا - معمار کے معنے عمارت بنانے والے کے ہیں
نہ کہ عمارت بنجانے والے کے ہیں - مقام تعجب ہے کہ جب آپ لوگوں میں اتنی صاف بات سمجھنے کا بھی علم
نہیں پھر مادہ کی حقیقت کو آپ کیا سمجھ سکتے ہیں اور اس کم لیاقتی پر آریوں سے مباحثہ کسی نے
سچ کہا ہے ؎

بوریا باف گرچہ بافندہ ست — نبرندش بکارگاہ حریر

حضرت من معمولی بازاری اردو لکھ لینا اور تک بندی کرنا دوسری بات ہے اور علمی مضامین کو
سمجھنا امر دیگر ہے - کیا بموجب معلومات قرآنی یا تجارب علمائے مسلمانی کے گنگا یا جمنا کا پانی
پہاڑ سے نہیں آتا بلکہ نیستی سے آتا ہے؟ یا درخت بیج سے نہیں بلکہ بیت العدم سے
خانہ ہستی میں موجود ہو جاتا ہے؟ یا مکان و عمارت اینٹ سے نہیں بنتے - بلکہ نقاش
ہمہ اوست یا ہمہ از وست ہو جاتا ہے؟ یا آدم کو خدا نے مٹی سے نہیں بنایا بلکہ خود
خدا آپ آدم بن گیا اور ہم کو احول آدمی کی طرح وہم ہوا کہ یہ آدم نہیں اصل میں وہ خدا تھا؟
افسوس کہ آپ لوگ خدا کی نسبت ایسے کلنک لگاتے - اور نیست و نابود ہو جانیکے لائق
خیال باطلہ سے اُسی قدوس برحق کو منسوب ٹھہراتے ہیں اور اُسی علم و عقل - تجربہ و
مشاہدہ کے رو سے سچا خدا و حقیقی مالک نہیں مانتے بلکہ رانڈ عورت کا شوہر بتاتے ہیں مولوی صاحب
اصل میں آپنے اس کتاب کے بنانے سے اسلام کی گئی گذری عزت رکھ لی - ورنہ ایسے بے ربط
مسائل اور مشکل باتیں اس روشنی کے زمانہ میں اُسے کون بتلاتا - !!
۲۱ - مولوی - اگر علم شے مستلزم وجود کو ہو تو لازم آئے گا جس وقت ذہن معمار
میں نقشہ کسی مکان کا آیا فوراً وہ موجود اُسی جگہ ہو جائے پس پھٹ جائے -
ذہن معمار کا *

آریہ - ذہن پھٹنے والی چیز نہیں ہے اور نہ عقل اور فہمیدگی یا زیرکی ایسی چیزیں ہیں -
جو پھٹ جائیں اور پھر خدا جل شانہ کا ذہن ہرگز ایسا نہیں ہے - روحیں یا مادہ خدا کے
علم میں موجود ذہنی نہیں رکھتی ہیں بلکہ خارجی کیونکہ وہ مفرد و مجرد ہیں نہ کہ مرکب - جس
طرح معمار کے دل میں نقشہ آجانے سے مکان موجود نہیں ہو جاتا - بلکہ وہ تو اور خارجی
چیزوں سے بنانے سے بنتا ہے یعنی اینٹ و پتھر سے - اسی طرح خدا کے خیال میں
سے بھی کوئی چیز موجود نہیں ہو جاتی - بلکہ مادہ سے - اور خود بخود نہیں ہوتی بلکہ خدا کے
دست قدرت کے بنانے سے مفرد مرکب ہوتے ہیں - حرف حکم سے نہیں - کیونکہ حکم
خود مادہ نہیں ہے بلکہ صرف شبد ہے - اور شبد سے شبد کے سوا کچھ بھی نہیں بن سکتا
پس نیستی سے ہستی یا عدم سے وجود کا مسئلہ از سرتا پا باطل ہے - اور علم اول ہر طرح صحیح اور کامل
تکذیب براہین احمدیہ - علم دوسرا - جو چیز جہاں نہیں ہوتی وہاں سے برآمد بھی نہیں ہو سکتی -
۲۳ و ۲۵ مولوی - بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کو علم تو رہا درکنار بلکہ اہل
علم کی صحبت بھی نہیں ...... اور طرفہ یہ کہ مضمون اس فقرہ کا بالکل غلط ہے کیونکہ
آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ یہ پانی گنگا جمنا کا کلکند وغیرہ پہاڑوں میں موجود نہ تھا اور
پھر برآمد ہوتا ہے اور وجہ اسکی آپکو معلوم نہیں ہے کہ یہ پانی پہاڑوں سے کیونکر نکلتا ہے شاید
آپنے علم کیمیا میں نہیں دیکھا اور نہیں پڑھا اور نہ سُنا اور نہ اربعہ عناصر کے بدلنے کی معقول
وجہ آپکو معلوم ہے کیا یہ تحریر میں نہیں آیا ہے کہ اگر پہاڑوں جاریہ کے ٹکڑے کر اُسمیں ایک
بوند پانی بھی برآمد نہیں ہوتا مگر چشمہ ان سے جاری ہے - پھر آپ کا یہ فرمانا کہ جو چیز جہاں
نہیں ہوتی وہاں سے برآمد بھی نہیں ہوتی غلط ہے دیکھئے پہاڑ و نہیں بالفعل پانی موجود
نہیں اور برآمد میں سے ہوتا ہے چشمہ جاری ہیں ملاحظہ کیجئے - خدا کی قدرت معلوم
ہوگی اور اگر آپ فرماویں کہ جب پانی پہاڑ و میں موجود نہ تھا تو کہاں سے برآمد ہوا علم کیمیا و
فن عنصریات کو ملاحظہ فرماویں صاف ہے اسمیں کوئی پیچ کی بات نہیں ہے - چونکہ یہ امر نہایت ہی
ظاہر تھا لہذا اسکا درج کرنا مناسب وقت نہ جانا - اور نیز دیکھئے جملہ اشیاء حادث پہلے معدوم
ہوتی ہیں اور پھر اُس عدم سے موجود ہو جاتی ہیں تو دیکھئے جو چیز جہاں نہیں تھی وہیں سے برآمد
ہوئی اور اگر کہئے ہیں کہ وہاں موجود تھی تو وجود اور عدم جمع ہو گئے باوجودیکہ یہ دونوں ایک
دوسرے کی ضد ہیں اور اجتماع ضدین تمہارے نزدیک بھی منع ہے پس از روے قاعدہ
کے آپکا دعویٰ باطل ٹھہرا - کیونکہ عدم میں شے نہیں تھی اور پھر نکل آئی *
اس پر ایک مثال حالانکہ کہتے ہو کہ دیانند مر گیا اور نہیں رہا اس قاعدہ سے آپکا یہ کہنا
جائز کیا بلکہ غلط ہے کیونکہ جب انکا مادہ موجود ہے تو پھر اُس کا مر گیا -
دوسری مثال دیکھو ریل - تار برقی اور گھڑی گھنٹے پہلے موجود نہ تھے چند روز سے ملکہ معظمہ
قیصر ہند دام حشمتہا وغیرہ بادشاہوں نے رواج دیا ہے باوجودیکہ علم اُن کا
اور طریقہ بنانے کا سالہا سال اور مدت دراز سے چلا آتا ہے تو کوئی اُن کو یہ نہیں کہتا
کہ قدیم ہیں بلکہ سب یہی کہتے ہیں کہ یہ کل حادث ہیں *
آریہ - گنگا جمنا کے پانی کی دلیل کو ہم پہلے رد کر چکے ہیں آپ نے ۲ صفحہ سیاہ
کئے مگر علم کیمیا کا ظاہر مسئلہ لکھتے ہوئے فرصت نہ ملی یاد نہ رہی یا لیاقت نہ تھی
اگر لکھ دیتے تو عدم سے وجود میں آنے کا سارا کارخانہ مسمار ہی نہ ہو جاتا آپ
کو تو شیخی بگھارنے - کاغذ بگاڑنے - اردو کا ستیاناس کرنے سے مطلب ہے
نہ کہ معقول تحریر سے - سچ ہے ؎

ابلیس را غرور منی خاکسار کرد

آپ نے تو کیمیائی حوالہ کو بات ہمیں ٹال دیا - چونکہ نہیں جانتے تھے - اس واسطے نہ لکھا مگر ہم اُس کو بجنسہٖ درج کرتے ہیں - پروفیسر راسکو صاحب اپنے رسالہ علم کیمیا میں پانی کا بذریعہ بخارات کے سمندروں سے کشید ہو کر بادل بننا اور بادل سے مینہہ برسنا اور اُسی مینہہ کے پانی کا دریا اور سوتوں کے ذریعہ بہنا بڑے صاف طور پر دکھلا کر اخیر میں فرماتے ہیں کہ اب تم کو معلوم ہوا ہوگا کہ کشید کئے ہوئے پانی کو بہم پہنچانے کے واسطے ایک بیحد کارخانہ ساری روئے زمین پر جاری ہے اور اگر تم ذرا غور کرو گے تو یہ بھی سمجھ جاؤ گے کہ آب رواں کا ایک قطرہ بھی روئے زمین پر ایسا نہیں ہے جو کبھی نہ کبھی بخارات کی شکل میں اس سمندر سے اُٹھ کر نہ آیا ہو جسکی طرف وہ اب الٹا چلا جا رہا ہے ۔،، (صفحہ ۲۲ سے لیکر ۲۵ تک شرح)

دیانند صاحب یا محمد صاحب کا وفات پانا اس کے یہ معنی ہیں کہ اُن کی روح اپنے اجسام سے جدا ہو گئی اسکے سوائے مرنا اور کوئی چیز نہیں - اور نہ کوئی شے یا فرشتہ ہے - کوئی چیز فنا نہ ہوگی اور نہ ہوتی ہے سوامی دیانند جی اور محمد صاحب کی ارواح اب موجود ہیں اور پہلے بھی موجود تھیں - اُنکا جسمانی مادہ اپنے اصلی مادہ میں ملگیا - وہ بھی اب موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا - پس یہ مثال آپ کی محض باطل ہے -

رملی و تار برقی یا گھڑی گھڑیال کی مثال بھی آپ کے حق میں وبال ہے - بایں وجہ کہ چاندی - سونا - لوہا - پیتل - تانبا - بلحاظ مادہ کے ہمیشہ سے موجود تھا اور رہیگا فقط نقشہ انسانوں نے سوچا جو علم کے متعلق تھا اور وہ بھی کسی نہ کسی پیرایہ میں موجود تھا صرف ترکیب یا ترتیب کی ضرورت تھی اُسی نقشہ کے مطابق اُسی موجودہ مادہ سے یہ سب چیزیں بنائی گئی ہیں عدم سے کوئی چیز نہیں نکالی گئی اور نہ کوئی عدم میں چلی گئی اور نہ عدم کوئی چیز ہے - بلکہ سب چیزوں کا اصلی مادہ ہمیشہ اور ہر ایک حالت میں موجود رہتا ہے - پس یہ دوسری مثال بھی باطل ہے - میں نہیں جانتا کہ ایسی فضول مثالیں اور ایسے بے بنیاد دعوے کسطرح آپ نے شائع کر کے اپنی دانائی کا ثبوت دیا ہمارے خیال میں بیہودہ کاغذ سیاہ کرنیکے دین اسلام کی کوئی خدمت اس سے پوری نہیں ہو سکتی ❊

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر ۳ جو کل میں ہوتا ہے وہی اُسکے جزو میں بھی ہوتا ہے -

علم نمبر ۴ - جو کل میں نہیں تھا وہ جزو میں بھی ناممکن ہے ❊

۲۹۶ - ۳۰۰ مولوی - مدعی یہ کہتا ہے کہ جو صفت کل کی ہے وہی جزو کی ہے باوجودیکہ یہ معنے غلط ہیں کیونکہ انسان کل ہے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ اس کے اجزاء ہیں اب غور کیجئے کہ انسان کو عالم کہہ سکتے ہیں نہ کہ اجزائے یعنی اُسکے ہاتھ یا پاؤں کو عالم نہیں کہہ سکتے اور کل انسان کو طبیب کہہ سکتے ہیں نہ اُسکے اجزا کو - اسی طرح چلنا پھرنا - کھانا پینا وغیرہ بہت سے ایسے اوصاف ہیں جن سے کل انسان موصوف ہے نہ اُسکے اجزاء - بہرکیف جو کل کی صفت وہ جزو کی نہیں - اور اگر آپ فرمائیں کہ ہماری مراد اجزاء سے مابہ التر کیب ہیں تو آپ ملاحظہ فرماویں کہ انسان کے اجزاء حقیقی اربعہ عناصر ہیں اور کل اجزا کو معہ صورت خاصہ کے انسان کہتے ہیں نہ خاص آگ ہوا یا پانی کو -

اور ایک مثال آپکے فہم کے مطابق بیان کرتا ہوں غور سے سنئے گا مثلاً ایک مجموعہ چھ آدمیوں کا ہے اور ان سب نے مل کر ایک ایسے پتھر کو اٹھایا جو کہ ہر ایک سے نہ اٹھ سکتا تو دیکھئے کل کی وہ صفت ہوئی اور اُن میں وہ بات پائی گئی جو جزو یعنے ہر ایک میں نہیں ❊

خط کل ہے اسکی صفت یہ ہے کہ منقسم ہوتا ہے اور اُس کا جز نقطہ ہے یہ صفت اس کی نہیں ہے کہ منقسم ہو جاوے ❊

اور دیکھئے جسم مرکب ہے جو بعض ذرہ سے تو مجموعہ کل کا نام جسم ہے اور اُسکی جزو جوہر فرد کو کوئی جسم نہیں کہتا ❊

اور قلم آلہ لکھنے کا ہے - اور اگر اسکے ریزے ریزے کئے جاویں تو وہ آلہ لکھنے کا نہیں ہو نگے پھر فرمائیے علم آپکا بجا رہا یا غلط ❊

اور سنئیے مکان اُسکو کہتے ہیں جو محیط شش جہات کو ہو - خالص دیوار یا چھت کو کوئی مکان نہیں کہتا - پھر فرماتے ہیں یہ آپ نے کہاں سے لکھا کہ جو صفت کل کی ہے وہ جزو کی ہے اور نہیں تو نہیں شاید آپکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی جاہل نے دھوکا میں ڈالا ہے کہ پانی کا جزو ہی پانی ہے اور گوشت کا جزو ہی گوشت ❊

آریہ - یہ ساری امثال اور فضول خیال آپکی عملیت کے ثبوت میں دیکھئے ہم کس طرح نمبروار اُنکی تردید کرتے ہیں اور آپکو یا تمام پیروان اسلام کو بطور چیلنج کے مزید تاکید کرتے ہیں کہ وہ اچھی طرح حق کے مقابلہ میں اپنے سارے ناحق و باطل ہتھیاروں کو چلا کر دیکھ لیں ہرگز ہرگز صداقت کا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکیں گے - لیجئے ہم آپ کی ساری تار و پود کا تخیبہ اُدھیڑ کر آپ کی خیالی عمارت کا استیصال کرتے ہیں -

مثال اول و دوم کی تردید - طبیب اور عالم ہونا روح کی صفت ہے نہ کہ جسم کی - ہاتھ - پاؤں - ناک - آنکھ جسم کے حصے ہیں نہ کہ روح کے - چلنا - پھرنا - کھانا پینا ہنسنا بولنا - یعنی تمام حرکت بالارادہ کے متعلق کام روح کے ہیں نہ کہ جسم کے - پھر معلوم نہیں کہ آپ نے کس عقل اور علمیت سے اس ردی مثال کا استعمال کیا - اور اگر آپ غور کریں تو اصل میں یہ مثال خود آپ کے مخالف تھی سنئے کل اجسام مادی ہیں اور اُن کے کل حصص بھی مادی کل جسم میں تغیر و تبدل ہوتا ہے - اعضاء میں بھی ہوتا ہے - کل جسم بے جان ہے اور اُس کا ہر ایک جزو بھی بیجان ہے - اب سرور گریبان ہو کر سوچئے کہ اس مثال سے آپنے کتنے اصول خود کی بیخکنی کی - علاوہ بریں ہمارے مطلب کو آپ نے بگاڑ دیا ہے - ہماری عبارت یہ ہے کہ جو کل میں ہوتا ہے وہی اُس کے جزو میں بھی ہوتا ہے - صفت کا یہاں ذکر نہیں - پس یہ آپ کی سمجھ کی غلطی ہے ❊

مثال سوم کی تردید - پتھر اٹھانا ہر ایک آدمی کا گن ہے ایک ایک آدمی تین تین یا دو دو من کا پتھر اٹھا سکتا ہے - چھ ملکر ۱۸ یا ۱۲ من کا پتھر اٹھا دینگے - چھ کا مجموعہ ۱۸ یا ۱۲ من اٹھاتا ہے - جزو یعنی ایک ضرور دو تین من اٹھا دیگا - پس پتھر اٹھانا جو کل کی صفت ہے وہ جزو میں بھی ضرور ٹھہری - کہیں مفقود نہیں ہوئی -

مثال چہارم کی تردید خط کی جو تعریف وہ اُسکے سب حصوں پر آ سکتی ہے یعنی جس میں طول ہو مگر نقطہ میں طول نہیں ہے - بنا بریں لفظ کا مجموعہ خط نہیں ہے - یہ آپ کی علمی غلطی ہے - (دیکھو تعریف خط و نقطہ در اقلیدس)

مثال پنجم کی تردید - کل جسم مادی ہے اُس کا ہر ایک جزو بھی مادی ہے - کل جسم حد والا ہے بیحد نہیں اور یہی حال ہر پارہ کا پس یہ مثال بھی باطل ہے -

مثال چھٹی کی تردید - لکھنے کی صفت روح میں ہے جو بذریعہ ہاتھوں کے انگلیوں میں ظہور پذیر ہوتا ہے - انسان انگلیوں سے ناخن سے اور پاؤں کی انگلیوں سے بھی لکھ سکتا ہے قلم ہاتھ کے پاس ایک اور آلہ ہے لکھنے کی صفت روح انسانی میں ہے نہ کہ قلم یا ہاتھ میں اور یہی سبب ہے کہ بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی قلم سے انسان لکھ سکتا ہے قلم میں لکھنے کی صفت نہیں بلکہ لکھنے سے موصوف روح اُس سے کام لیتی ہے قلم کے معنے ہیں بریدن و تراشیدن و ناخن گرفتن و خامہ تراشیدہ شدہ و ہرچہ بریدہ و مقطوع باشد و اندکے از موئے سر - لا از خیاشت جو نقاش لوگ ایک نخود کے دانہ پر شعر لکھتے ہیں وہ قلم بال سے بھی باریک ہوتی ہے جو آپکی قلم کا سب سے ادنی جزو ہے پس یہ مثال نہایت ہی ردی ہے ❊

مثال ہفتم کی تردید - مکان یعنی ٹھہرنے یا رہنے کی جگہ مطلق جگہ کے معنے بھی رکھتا ہے۔ پس دیواریں۔ چھت۔ فرش۔ اینٹ پتھر سب جگہ گھیرتے ہیں اور اُن میں سے ہر ایک میں چھوٹے چھوٹے جاندار اور بڑے جاندار رہ سکتے ہیں۔ مجموعہ کل یعنی ایک بیت محیط بہ شش جہات میں ایک انسان یا کئی انسان رہ سکتے ہیں۔ چھوٹی چیز چھوٹے جاندار کا مکان اور بڑی چیز بڑے جاندار کا مکان ہے۔ بتلائیے اسمیں اختلاف کیا ہوا اور آپ نے کیا رد کیا۔ بڑے مکان میں بھی رہنے یا جگہ کی صفت ہے چھوٹی بلکہ دیوار و چھت میں بھی پس یہ مثال تو سراپا لایق ابطال ہے۔ آپکی بیہودہ لکاوحت کی ہم پرواہ نہیں کرتے بلکہ اُس کو آپ کی مکرمت سمجھتے ہیں کیونکہ اُس سے لوگ ہماری نہیں بلکہ آپ کی لیاقت کا اندازہ کر لیتے ہیں۔

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر ۵ اگر کسی مقدار معیّن کے برابر حصے کیے جاویں تو وہ سب آپس میں برابر ہوں گے ✤

۴۵ و ۴۶ مولوی - اگر مدعی کاذب کبھی ہوش میں آکر آدمیوں جیسی باتیں ادھر اُدھر سے سننے بنانے کا ذکر زبان پر لے آتا ہے مگر کیا کرے غریب کو مادہ علم نہیں اور اہل علم سے مقابلہ اور ہم نہیں جیسی باتیں پھر فرمائے یہ مثل کیونکر صادق نہ آئے گی۔ کہ کوا اچلا ہنس کی چال وہ اپنی بھی بھول گیا'' المختصر۔

آریہ - آپنے فضول امیر حمزہ کی داستان کی طرح صفحہ سیاہ کر ڈالے اور اصل مطلب کی طرف بالکل توجہ نہ کی اور اعتراض ایک بھی نہ کیا آپ کی لیاقت تو اس بات سے ظاہر ہے کہ یا نی کردہ ہے جیسا کہ زمین و آسمان کو ہے'' جناب من یہ پرانی غلطی ہے جو آج تک بھی علمائے اسلام سے سرزد ہو رہی ہے۔ آسمان کوئی چیز نہیں اور نہ کوئی کرہ ہے۔ بلکہ صرف خلا ہے اور جو کچھ ہم نیلا پن اور دیکھتے ہیں وہ افق یعنی حد نظر ہے چونکہ قرآن میں بھی ایسا ہی بیان ہے۔ پس یہ آپ کی مذہبی و علمی غلطی ہے۔ سُنیئے ڈاکٹر کالنس ایس ویلنٹائین صاحب فیلو آف دی رائل کالج آف سرجن فزیکل اینڈ بوٹینکل سوسائٹی کیا فرماتے ہیں'' وہ نیلا پن کہ جس کو دیکھ کے متعجب ہوتے ہیں اُس ہوا کی حد کا رنگ ہے جس کی بناوٹ اور خاصیت کا بیان آگے ہوگا۔ وہ چیز کہ جس سے سب چیزیں بنتی ہیں میٹر کہلاتی ہے۔ اور عالموں نے میٹر کے دو حصّے کئے ہیں۔ پہلا اصل دوسرا مرکب۔ چیز اصل اُسے کہتے ہیں جو کسی چیز سے ملکے نہ بنی ہو اور مرکب جو دو یا زیادہ چیزوں سے ملکے بنی ہو ... ایسے ہی آسمان بھی کچھ چیز نہیں ہے بلکہ ایک خلا ہے جسمیں ہماری زمین اور سب ستارے اور سیارے وغیرہ رہتے ہیں'' (دیکھو رسالہ تجربہ ہوا یعنی ہوا کی پیدایش اور علم کیمیا کے بیان میں مطبوعہ آگرہ ۱۸۶۷ء صفحہ ۶)

اسی طرح ہم آپکے وہم باطلہ کے دور کرنے کیواسطے ایک پرانے یونانی حکیم کی تحقیقات اور رائے کا حال بھی نسبت آسمان اور مادہ کے ظاہر کرتے ہیں جو آپ کے تمام توہمات باطلہ کا استیصال کر دے گی ✤

یونان کے مشہور نامی گرامی حکیم ڈی ماک ری ٹس کی بابت لکھا ہے'' اُسکا اعتقاد ہے کہ تمام اجسام کی بنیاد ایسی چھوٹی چھوٹی اجزاء ہیں جو باعتبار اپنی طبیعتوں کے ہمشکل اور باعتبار صورتوں کے مختلف اور ایسے سخت میں کہ اُن کی تقسیم صرف وہم ہی سے ممکن ہے۔ اور یہ کہ یہ اجزاء باعتبار شمار کے غیر متناہی اور ایسے خلا کے اندر جسکی کوئی حد نہیں پھیلے ہوئے ہیں اور دائم الحرکت ہیں۔ پس کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ اجزاء آپسمیں ٹکراتے اور کبھی خاص صورت پر اکٹھے ہو جاتے ہیں اور اُنکے اس اتفاق اور اجتماع ہی سے جہاں کا وجود ہے اور یہ کہ ہمارے اس جہان کی مانند بیشمار جہان ہیں جو ایسے ہی نظام و ترتیب کے ساتھ خلا غیر متناہی کے اندر موجود ہیں۔ لیکن اسکی رائے میں امورات جنسیہ یعنی حیوانات اور نباتات کے وجود کا سبب اجزاء مذکور کا اتفاق باہم ٹکرانا اور مجتمع ہو جانا نہیں ہے۔ ہس کے شاگرد اپی کیورس کی بھی یہی رائے ہے اور اسکا قول ہے کہ ترکیب کے حالات میں یہ اجزاء حقیقتاً آپسمیں مل نہیں جاتے بلکہ صرف باہم چمٹ جاتے ہیں اور اجسام محسوسہ کے اندر بالفعل موجود اور ایک دوسرے سے ممتیز رہتے ہیں پس اجسام محسوسہ کا اتصال حقیقی انفصال نہیں ہے بلکہ صرف ان اجزائے کے باہم چمٹے رہنے کا نام ہے'' (از سفرنامہ ڈاکٹر برنی آر جلد دویم صفحہ ۲۴۸ سنہ ۱۸۸۴ء) مگر باوجود اس لیاقت اور اس قدر علمی ناواقفیت کے آپ ہم کو ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں'' آپ کو اختیار ہے خواہ چھپتے پھریں اور گھر میں بیٹھ کر اِدھر اُدھر کی جھوٹی سچی باتیں مُنہ زبانی بیان کریں اور میدان سے بھاگ جائیں اور تقریر سے پیچھا چھوڑ بیٹھیں اور کسی حاجتمند مسلمان بے غیرت کو دس بیس پچاس ساٹھ روپیہ کا لالچ دیکر کوئی بات جھوٹی سچی پوچھ کر اعتراض کریں مگر کیا ہو سکتا ہے'' (صد قرصفحہ ۴۲) جناب مولوی صاحب آپ کی علمیت ڈاڑھی بانٹنے کی سند اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی۔ خدا کرے کہ ایسے غرض مند مسلمان آپ کو شمس العلما یا فخر العلما کی سند دیکر پگڑی بندھا کر تمغہ کا طوق گلے میں لٹکا دیں کاش کہ واشتے!

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر ۲ - اگر کسی وزن یا پیمانہ مقررہ سے کئی چیزیں یکساں تولی جاویں تو وہ سب وزن میں برابر ہوں گی۔

۴۷ و ۴۸ مولوی محض غلط ہے اسوجہ سے ہم فرض کرتے ہیں۔ مثلاً وہ پیمانہ مقررہ ایک خاص اور معین گلاس ہے جس میں ہم نے پارہ یا نحاس بھر کر خالی کیا اور پھر اس میں پانی یا رصاص بھر تو لا میزان عدل اور انصاف میں پس حکم کیا مشتری عادل یعنی خریدار عاقل نے کہ یہ دونوں مساوی اور برابر وزن میں نہیں ہے بلکہ پارہ پانی سے اور تانبا رانگ سے وزن میں زیادہ ہے اس قاعدہ سے آپکا چھٹا علم باطل و غلط ٹھہرا۔

آریہ - آپ غیظ و غضب میں پس و پیش بھول جاتے ہیں اور حق و ناحق کی پرواہ نہ کرکے مخالف کو خوب بے نکتی سناتے ہیں یہاں تک کہ عبارت خبط ہو جاتی ہے تو نوبت یہ آتی ہے کہ آپ بلا سے مگر آپ انصاف سے کام نہیں لیتے۔ رصاص کے آگے سے لفظ بھرا یا ڈالا بالکل کھا گئے یا درستی عبارت کی تمیز نہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ درست الفاظ لکھنے کا بھی آپ میں مادہ نہیں۔ چنانچہ ایک جگہ آپ لکھتے ہیں'' پھر تو آپ جانتے ہیں میرے انکار سے انکا اسرار زیادہ ہوا۔ اور شوق دلی بڑھتا گیا۔'' (صفحہ ۱۴ سطر ۲) حضرت اسرار کو آپ نے س سے لکھا مگر ص سے چاہیئے تھا۔ کیونکہ جو س سے ہے وہ سر کی جمع ہے جسکے معنے ہیں بھید اور پوشیدہ گیان اور جو ص سے ہے اُسکے معنے ہیں تاکید کرنا یا ہٹ کرنا۔ اور یہ ایک جگہ ہی نہیں بلکہ صفحہ ۲۸ سطر ۸ میں بھی اس سے زیادہ علمی غلطی ہے وہاں آپ لکھتے ہیں'' ایک آن ایسی نکلنی چاہیئے کہ وہاں روح ہو لیکن اُس کو علم نہ ہو بلکہ مبہوط اور حیران ہو'' حضرت من مبہوت ط سے نہیں ہے بلکہ ت سے ہے مبہوت حیران از کشف و مدار اسم مفعول از بہت کہ بفتم اول بمعنے حیرت است'' از غیاث و صراح۔ ایسے ہی علمی غلطیاں کئی اور بھی آپ سے سرزد ہوئی ہیں مگر ہم مشتے نمونہ از خروارے اسی پر قناعت کر آپ کے اعتراض کی اصلیت بتلاتے ہیں۔ آپنے ہمارے الفاظ کے اُلٹے معنے سمجھے اسی واسطے تو ہمنے وزن یا پیمانہ دو لفظ استعمال کئے تھے مگر آپ اس موٹی بات کو بھی نہ سمجھے اور بیفایدہ مغز باخورد و ملّا خود بدرید کے مصداق بنے وزن مقررہ سے آپ خواہ سیماب یعنی پارہ تولئے یا نحاس یعنی تانبا۔ پانی تولئے یا رصاص یعنی رانگ سب مقررہ وزن یعنی سیر سے برابر اُتریںگے۔ اور کسیطرح کا کوئی فرق نمایاں نہ ہوگا اور اسی طرح مقررہ پیمانہ سے جتنی چیزیں ماپی جاویں وہ سب آپس میں بلحاظ اُس پیمانہ کے برابر ہونگی۔

مثلاً پارہ۔ دودھ۔ پانی۔ شراب اگر ایک پیمانہ سے ناپی جاویں جو ۲ ڈرام کا کہلاتا ہے تو سارے ۲۰۲ ڈرام ہونگے اُس سے ہرگز کم نہونگے افسوس کہ آپ نے اِس موٹی بات کو بھی نہ سمجھا اور خواہ مخواہ مغالطہ میں پڑ گئے ؛

تکذیب براہین احمدیہ۔ سوال نمبر علم۔ اجتماع ضدین باطل ہے۔

۴۸ ۔ ۵۰ ۔ مولوی۔ شاذ و نادر کوئی کلمہ آپ کا اس لایق ہوتا ہوگا جو رونق دہ بزم دینداں نہو اور اہل علم اُس پر خندہ زن نہ ہوتے ہوں۔ پھر میں کیوں جواب دیکر اپنی تضیع اوقات اور آپ کی آبروریزی کروں۔

آریہ۔ یہاں تو آپ نے دیوانہ کی بڑسے بڑھ کر کام کیا خود صفحہ ۴۳ سطر ۱۲ میں آپ لکھتے ہیں "یہ دونوں آپسمیں ایک دوسرے کی ضد ہے اور اجتماع ضدین تمہارے نزدیک بھی منع ہے" صاحب من آپ نے اجتماع ضدین کے معنے بھی نہیں سمجھے کیونکہ اگر سمجھتے تو یہ کبھی نہ کہتے کہ یہ عموماً باطل نہیں ہے" حضرت کوئی چیز بھی دنیا میں آپ کو نظراً نہیں ملیگی۔ جس سے آپ اجتماع ضدین کی تردید کر سکیں اور یہی حال اجتماع نقیضین کا ہے دونوں میں باہمی علمی فرق ہے مگر ایک جگہ جمع نہ ہونا دونوں میں شرط ہے نقیضین آنکہ نہ جمع شوند و نہ معدوم چنانچہ ہست و نیست و حیات و ممات۔ و ضد آنکہ جمع نشوند و ہر دو معدوم گردند چنانکہ سفید و سیاہ ممکن نیست کہ جمع شوند مگر میتواند کہ ہر دو نباشد بلکہ زرد باشند" مولوی صاحب آپ علمیت کا صداقت سے نہیں بلکہ تعصب و جہالت سے مقابلہ کرتے ہیں اور ضد سے موازنہ کرتے ہیں نہ کہ انصاف سے اور یہی سبب ہے کہ ہر جگہ سے آپکی دلیل کی تردید ہو رہی ہے ؛

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر ۸۔ قدیم چیز کے سب ذاتی صفات قدیم ہوتی ہیں ؛

۵۱ ۔ ۸ ۔ ۵ مولوی۔ کیا کوئی اسکو ٹھیک اور درست کہہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسوجہ سے کہ یہ امر بدیہی اور مبیّن طور سے سب نے تسلیم کر لیا ہے کہ اور کیوں نہ تسلیم کریں قرین قیاس اور عقل سلیم بھی یہی ہے کہ موصوف مرتبہ ذات میں پہلے ہے صفت سے۔ بدیں وجہ کہ ہر کس و ناکس اس امر سے خوب واقف اور آگاہ ہے کہ پہلے وہ شے ہونی چاہیئے جسکی ہم تعریف کرتے ہیں یا کرنے کا ارادہ ہے پس اس قاعدہ سے یہ معلوم ہوا کہ اول موصوف ہوگا۔ پھر صفت۔ بہرکیف صفت بعد ہے اور موصوف قبل اور قاعدہ ہے ہر شے متصف بالبعدیت قدیم نہیں ہوتی کیونکہ قدیم کی تعریف تمہارے مذہب کے مطابق یہ ہے کہ جسکا نہ شروع ہو نہ انجام

آریہ۔ اپنے ۸ صفحہ سیاہ کیئے مگر حاشا کہ انصاف کی طرف نگاہ کی ہو؟ آپ تو گالی گلوچ دینے کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں۔ چنانچہ آپ لیاقت قرآینہ سے فرماتے ہیں "اگر ہمیں حیادار ہو تو ہمیں منھ نہ دکھلاوے کیونکہ جو لوگ گمراہ ہیں اور راہِ یقین ہمارے اور اُن کے بتاعدہ آسمان اور زمین جیسا ہے اور وہ کل ہمارے مذاہب کے سراسر خلاف ہیں اور وہ بھی اس قاعدہ مدعی کو نہیں مانتے حالانکہ ضلالت میں وہ ہر دو شریک ہیں اور ایک قسم کی مناسبت مذہبی بھی رکھتے ہیں" (صفحہ ۵۶)

اب ہم آپ کی دلیل کو آپ ہی کی تحریر سے رد کرتے ہیں۔ اول آپنے مذہب حکماء فلاسفہ و فرقہ صوفیہ کا لکھا ہے جسکے اخیر میں لکھتے ہیں۔ "اس جگہ سے یہ بھی صریح معلوم ہوتا ہے کہ قدیم کی سب صفات خواہ ذاتی ہوں یا غیر ذاتی قدیم ہیں" (صفحہ ۵۴) اسکے بعد آپ لکھتے ہیں "وجہ بطلان مذہب فلاسفین کی علیٰ وجہ العموم یہ ہے کہ اگر جملہ صفات خدا کی قدیم ہوں تو منجملہ انہیں سے ایک صفت خدا کی رزاقیت عمرو و بکر بھی ہے اور بدیہات سے ہے کہ یہ صفت موقوف ہے وجود عمرو و بکر پر اس وجہ سے تا وقتیکہ وجود عمرو و بکر خارج میں متحقق نہ ہو ترزیق عمرو و بکر کا متحقق ہونا ممکن ہی نہیں اور معلومات سے ہے کہ وجود عمرو و بکر حادث ہے پس یہ صفت رزاقیت عمرو و بکر بھی حادث ہوگی۔ اور فرض کیا تھا انہوں نے کہ جملہ صفات خدا کی قدیم ہیں پس لازم آیا خلاف مفروض اور یہ باطل ہے اور علیٰ وجہ الخصوص یہ ہے کہ اگر فرض کریں وہ کل صفات قدیم ہیں جو ذاتیہ ہیں تو یہ کلیہ بھی باطل ہے کیونکہ ذاتیہ ہونیکی کئی صورتیں ہیں یا داخل ذات اور یا خارج از ذات۔ اور اول باطل ہے اسوجہ سے کہ دخول مستلزم ہے ترکیب کو اور ترکیب مستلزم ہے حدوث کو اور حادث ہونا خدا کا تمہارے یہاں بھی باطل ہے۔ اور شق ثانی دو حال سے خالی نہیں یا لازم ذات یا عارض ذات اور یہ ہر دو مستلزم ہے بعدیت کو۔ اور ہر بعدیت مستلزم ہے حدوثیت کو پس لازم آیا خلاف مفروض" (صفحہ ۵۴)

تردید۔ کسی کی صفات کا حادث ہونا اُسکے تغیر و تبدل کی نشانی ہے اور تغیر و تبدل ترکیب کو چاہتا ہے۔ اور ہر مرکب حادث ہے۔ پس صفات کے حادث ہونے سے اول تو خدا پر حدوث کا الزام عاید ہوتا ہے حالانکہ وہ حادث نہیں بلکہ قدیم ہے۔ لہذا اُسکے صفات بھی قدیم ہیں نہ کہ حادث پس باطل ہوا آپکا پہلا مفروض۔ اگر دخول مستلزم ہے ترکیب کو تو خروج بدرجہ اول مستلزم ہے ترکیب کو۔ یعنی اگر خداوند تعالیٰ میں کسی صفت کا پیچھے سے داخل ہونا اُس کی ترکیب یعنی مرکب ہونے کو چاہتا ہے اور کسی صفات کا خارج ہونا بھی ترکیب کا محمد ہے تو صاف ظاہر ہے کہ صفات خداوندی کوئی بھی خدا کے ہونے کے بعد نہ داخل ہوئیں نہ خارج بلکہ موصوف کے ساتھ قدیم ہیں کوئی وقت ایسا نہیں اور نہ تھا اور نہ ہوگا کہ صفات نہ ہوں اور خدا ہو یا خدا نہ ہو اور صفات ہوں بلکہ جب سے قدیم الایام خداوند عالم ہے تب سے ہی موصوف بصفات ہے کبھی بھی صفات سے مبرا نہیں اور نہ صفات سے خالی خدائی کے لایق ہو سکتا ہے کیونکہ صفات سے رہت موصوف عدم مطلق سے زیادہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا ؛

پھر آپ لکھتے ہیں "اب میں ادنیٰ سا جواب اہل اسلام کی طرف سے لکھتا ہوں کہ جسمیں علاوہ تردید مذہب معتزلہ و فلاسفہ کے آپکی کلام کی خرابی کا ایک نقشہ کھینچکر دکھایا ہے ذرا غور سے دیکھیئے مذہب متکلمین یعنی اہل سنت و الجماعت کا یہ ہے کہ صفات باری نہ عین ہے نہ غیر" صفحہ ۵۶

تردید۔ یہ بالکل باطل ہے جس سے بڑھ کر ردی خیالی دنیا میں کوئی نہیں یہ تو صوفیوں کا مسئلہ گومگو ہے اور اسی سبب سے ہم کہتے ہیں کہ مسلمان عموماً اور خصوصاً اہل سنت و الجماعت شرک و کفر یعنی ہمہ اوست کے ماننے والے ہیں۔ صفات باری جب نہ عین اور نہ غیر ہوئیں تو بتلایئے کیا ہوئیں جب صفت کے معنے ہی یہی ہیں کہ وہ خصائل جو محمد وح کی ذات میں ہو دیں اور ہمیشہ اُس کی ذات میں موجود رہیں اور آپ نے اُنکو نہ عین ذات بتلایا نہ غیر ذات۔ تو کیا اصل میں خدا کی ہستی سے انکار نہیں کیا؟ اور صفات ایزدی سے انکار کفر نہیں ہے؟ اور کیا اس سے پرلے درجہ کا کفر کوئی اور بھی ہے؟ اب ہم آپ کو سمجھاتے ہیں۔ گن گنی سے کبھی جدا نہیں ہو سکتے یعنی صفت و موصوف میں جدائی نہیں۔ اور جسمیں کوئی صفت نہیں وہ کوئی چیز نہیں لہذا خدا بھی صفت سے جدا نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی نادان اسکو کبھی صفات سے جدا مان لے تو اصل میں وہ خدا سے انکار کرتا ہے آگ سے گرمی۔ سورج سے ضیا وغیرہ صفات کبھی نا قیام اُنکے دور نہیں ہونگی ورنہ بالفرض محال ایسا ماننا اصل میں کھلم کھلا موصوف سے منکر ہونا ہے آپ نے اِس بے بنیاد دعوی کے ثبوت میں ایک دلیل بھی دی ہے جیسا کہ جزو اور کل۔ پس تحقیق یعنی کل کے نہیں ہیں عین جزو کے اور نیز کل بدون جزو کے متحقق بھی نہیں ہوتا پس دیکھو کل جزو کا نہ عین ہے نہ غیر علیٰ ہذا القیاس۔ صفات باری عز اسمہ ہے ؛

تردید۔ افسوس کہ آپ ایسی فضول بات لکھکر لفظ دلیل کو ذلیل کر رہے ہیں۔ حضرت کیوں! جزو کل کا عین نہیں ہے؟ اگر نہیں ہے تو بتلاؤ کہ کل اجزا کے سوا اور کیا ہے جب کچھ نہیں تو عین ضرور ہے۔ کل سو روپیہ کیا ہے؟ عین ایک ایک روپیہ کا اجتماع اور کسی صورت میں وہ اِس اجتماع سے غیر نہیں ہے۔ پس

اجتماع ضرور ہے۔ مکان کیا ہے عین اینٹ پتھر وغیرہ کا اجتماع۔ اینٹ پتھر لکڑی کے سواء مکان کچھ نہیں۔ پس مکان عین اینٹ پتھر و لکڑی کا اجتماع ہے۔ ہم کسی کل سے اگر کل چیزیں نکال لیں تو کیا کچھ باقی بھی رہیگا تو کل منفی کل آخر نفی مطلق کے سوا آپ بتلایئے کہ کیا رہے گا۔ ناظرین اس اعتراض کی بابت مولوی صاحب کا دعویٰ ہے کہ قیامت تک کوئی اس کا جواب نہیں دے سکتا ہے۔ چنانچہ انکی اصل عبارت یہ ہے۔ "پس وہ قوم کہ عالم میں سردار وردوں سے نیک کردار احسن کلام اہل اسلام میں اس کو کب تسلیم کریں گے اور ایسی بھسپھسی بات پر کس طرح کان دھرینگے مگر انصاف کے رو سے حلفاً کہنا آپ قیامت تک ان اعتراضات کو نہیں اٹھا سکتے ہیں یہ ہم نے سچ کہا ہے یا نہیں" (صفحہ ۵۶ سطر ۷ و ۸)

حضرت مولوی صاحب!۔ آپ نے سچ نہیں کہا قیامت تک جواب دینا کیا معنے ہم نے چند روز میں ہی جواب دیدیا۔ اور جواب بھی ایسا باصواب کہ جسے پڑھ کر آپ کو صدقہ جاریہ کی ضبطی ودوام کا فکر پڑ جائیگا کیونکہ اس کے واسطے آخری فیصلہ و عدم سماعت اپیل کا آرڈر ہو چکا ہے کیونکہ آپ لوگ پرماتما کی نعمتوں کو حرامخوری میں برباد کرتے ہیں اور بیگناہوں کے گلے پر چھری دھرتے ہیں اور ایسی واسطے ہماری کتاب کا جواب دینا تو کجا۔ اُلٹے ہمیں بددعائیں دے رہے ہیں۔ چنانچہ آپ ہماری تکذیب براہین احمدیہ کی بابت فرماتے ہیں "کہ وہی کتاب ہے جسکے باعث اہل اسلام بددعا کے لئے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں" (صفحہ ۹۴ سطر ۴)

بیشک نادان مریض۔ اور جاہل طالب علم خنہ ان ڈاکٹر و نیک معلم کی بابت بددعا کیا کرتے ہیں مگر اُن دونوں خیرخواہان بنی آدم کی پشم کم نہیں ہوتی کیونکہ ؎

محال ست ہنرمندان بمیرند ۔۔۔ و بے ہنران جائے ایشاں گیرند

اگر دعائے طفلاں مستجاب بودے ۔۔۔ یک مرد ہنرمند در عالم نہ زندہ نماندے"

بنابراں ہم بھی تحقیقت سے مطلب ہے اور صداقت سے ان کا۔ آپ کی بددعا یا سب مولویوں کی بددعا سے ہم ناراض نہیں ہوتے بلکہ بصدق دل دعا کرتے ہیں کہ اس بددعا کے عوض نارائن جل شانہ آپ سب کو اپنی اپارکرپا سے شانتی دے کر اہل الوید کے مقدس گروہ میں شامل کر کے آریہ بناوے اور ست دھرم پر چلاوے۔

تکذیب براہین احمدیہ۔ علم نمبر صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی۔

۵۸-۹۵۔ مولوی محمد عیسیٰ الحمید لکھتا ہے کہ اے غافل تیرے فہم و گفتگوے لاحاصل پر عاقل بیدرد ہنستے ہیں اور مجنونوں کے گلے میں نالے پھنستے ہیں یہ کیا کلمہ کفر کا زبان سے نکالا کہ ساری خدائی کانپ اٹھی شور قیامت برپا ہوا گنبد گردوں میں شور و غل کی آواز گونجنے لگی عنقریب تھا کہ چنے کے بالعوض گھن پستا اور جو کچھ ہوتا اس پر زمانہ روتا ہر ایک سمت سے لعنت کی بھرمار ہوئی ہر چہار سو سے ملامت کے نقاروں پر چوٹوں کی قدرے صفائی سے میل رہنتی تھی زبان کے ڈنڈوں کی پچھاڑ ہوئی میں کیا کہوں جو اس وقت کا حال ہے قلم سے لکھنا محال ہے۔ کوئی بیشہ ایسا نہیں جہاں مدعی کی زبان کا تیشہ نہ ہو۔ یہانتک کہ درندے دانتوں کو پیستے پیستے رہ گئے اور بہت سے اس صدمہ سے مر گئے ہیں۔ مورخ نہیں ورگرنہ انکی تاریخ سناتا لکھنے کا مزا چکھاتا۔ مگر کیا کروں عدیم الفرصتی سے میرا قلم سرنگوں ہے ورنہ اسکے خرانٹے میدان قرطاس میں دکھاتا کہ براق منشی فلک دفتر کتب سحبان بھی منہ کی کھاتا جہاں قدم ٹپ ناظر کی طاقت نہ تھی کہ کام کر جاتی اور اس کے نشان مضامین کا پورا پورا نقشہ کھینچ لاتی۔ میاں تم نے کچھ اور بھی سنا ہے مدعی یوں کہتا ہے صفت موصوف میں جدائی نہیں ہوتی لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔۔۔ ارے میاں

اسی گھمنڈ پر کہتے تھے کہ ہم ایسے اور تم ویسے سنو اس فحش غلطی کو دیکھو ایک کپڑا مثلاً موصوف ساتھ سپیدی کے ہو اور پھر اُس کو سیاہ رنگ کر دیں جو صفت ہے وہ کپڑے سے جو موصوف تھا جدا ہو گئی۔ اور حالانکہ تمہارا مقولہ ہے کہ صفت موصوف سے جدا نہیں ہوتی اب فرمائے اس مثال میں تو جدا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اور بہت سی امثلہ ہیں اختصاراً درج نہیں کی گئیں۔

آریہ۔ ناظرین! ہمارے فخر اسلام مولوی صاحب نے جنہیں اگر دیگر مولوی صاحبان رشک نہ کریں تو شمس الملت والدین بھی کہہ سکتے ہیں۔ جنہیں اپنے مایہ لیاقت پر بہت کچھ ناز ہے۔ اور ناز بھی اندازہ کے ساتھ۔ جنہوں نے ہمیں اس قدر ناشائستہ الفاظ سے یاد فرمایا ہے یہ صرف اسی صفحہ پر نہیں بلکہ تمام کتاب میں انہوں نے یہ وطرا اختیار کر رکھا ہے اور ہم بڑے وثوق سے کہتے ہیں کہ انکے پاس یا دیگر علمائے اسلام کے پاس تعصب یا بدزبانی کے سوائے اور کوئی وسامت نہیں ہے ہم نے انکی ساری عبارت کو بطور مشتے نمونہ از خروارے نقل کیا ہے اور دیگر مقامات میں شفا کلامیوں کو چھوڑ دیا صرف مطلب سے کام رکھ اصل اعتراض کا جواب دیا خیر مقتضی یا مقتضے ہمیں ان کی بدزبانی سے کچھ خوف نہیں اور نہ ہم تحقیقات حقہ کے راستہ میں انکو مخل سمجھتے ہیں۔ آمدیم بر سر مطلب مولوی صاحب ہمارے علم نمبر ۹ کی تردید میں دلیل دیتے ہیں کہ جب سفید کپڑے کو سیاہ کر دیا تو اُس کی صفت سفیدی جاتی رہی۔ سبحان اللہ جائے استاد خالیست کی کہاوت آج راست ہوتی دکھلائی دیتی ہے۔ آپ نے ہماری غلطی کو بھی فاش نہیں بلکہ فحش لکھا۔ حضرت من صفت جدا نہیں ہوئی بلکہ کپڑا جب تک ہے تب تک ساتھ رہے گی جس بیان سے حال معلوم ہو جس علامت سے شناخت ہو یا جس نشان سے یا گُن سے یا جس معنے یا جس طرح کے جتانے سے اُس کو صفت و تعریف کہتے ہیں۔ پس وہ کپڑا میں بیٹھ رہے گی اسکی ذات سے ہرگز جدا نہ ہو گی باقی رہے عارضی صفات جیسے سیاہی اسکے آنے سے سپیدی جدا نہیں ہوئی بلکہ مخفی ہو گئی بلکہ کپڑے سے صفت عارضی بھی جدا نہ ہوئی۔ سیاہی سے اسکی صفت ہے خیر قطع نظر اسکے زیادہ دھونے اور صابون لگانے اور بھٹی پر چڑھانے سے وہ پھر سفید ہو جائیگا اگرچہ دور ہو گئی ہوتی تو پھر کہاں سے آجاتی دیکھو بعض مولوی صاحبان یا شیخ صاحبان سفید داڑھی کو وسمہ لگا کر سیاہ کر لیا کرتے ہیں۔ جنکے حسب حال کسی آزاد شاعر کا قول ہے ؎

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی ۔۔۔ کالا کریگا منہ بھی جو داڑھی سیاہ کی

روز وسمہ لگاتے ہیں مگر جب چھوڑ دیتے ہیں پھر داڑھی سفید ہو جاتی ہے۔ پس سمجھ گئے آپ صفت موصوف سے ہرگز جدا نہیں ہوتی۔ ہاں مخفی ضرور ہو جاتی ہے مگر جدا نہیں ہوتی پس آپکا دعویٰ باطل ہو گیا۔ ایسی فضول دعویٰ کا اور بطلان سنو!۔

پروفیسر اسکو صاحب لکھتے ہیں "یہ سب جانتے ہیں کہ سمندر کا پانی کھاری ہوتا ہے یعنی اسمیں نمک پگھلا ہوا ہوتا ہے۔ پس کھاری پانی بنانا کچھ بات نہیں پانیمیں تھوڑا سا نمک ملا دو کھاری ہو جاویگا۔ جب نمک کی ڈلی پانی میں ڈالو گے تو اسمیں وہ غائب ہو جائیگی یعنی گھل جائے گی اور پانی کا مزہ نمکین یعنے کھاری ہو جاوے گا۔

تجربہ کھاری پانیمیں جو نمک گھلا ہوا ہوتا ہے اُس کے جدا کرنے کی ترکیب پانی کو کشید کرلیں یعنی اُسکو جوش دیں اور اُس کی بھاپ کو جمع کر کے سرد کرلیں یہ عمل شیشے کے بھبکے سے بہت اچھی طرح ہوتا ہے جسکا نقشہ سترہویں شکل میں ہے۔ بھبکے میں پانی بھر دو۔ اُس کے تلے لمپ روشن کرو جب گرمی سے پانی کھولنے لگے گا تو بھاپ پیدا ہوگی اور بھبکے کی لمبی گردن کی راہ سے گزر کر اُس کے موہنہ میں جو شیشی لگی ہوئی ہے۔ اس میں آجاویگی اس شیشے کے اوپر

ٹھنڈے پانی کی دھار پڑ رہی ہے۔ اس سے اندر کی بھاپ ٹھنڈی ہو کر پانی بنتی جاتی ہے یہ پانی کشید کیا ہوا پانی ہے اور اب اسمیں کھاری پن بالکل نہیں ہے کیونکہ وہ لنوت پانی ہے اور اسمیں جسقدر نمک ملا ہوا تھا وہ سب بھبکے ہی میں رہ گیا ہے۔ اگر بھبکے کا پانی کھولتے کھولتے سارا اڑ گیا ہے تو دیکھو گے کہ اسمیں نمک باقی رہ گیا ہوگا۔ سمندر کے کھاری پانی اس طرح کشید کر کے مہیا کرنے کی ترکیب جہازوں پر بہت کام آتی ہے۔ سیاہی نیل۔ نیلا تھوتھا۔ سبزی۔ زردی۔ سرخی وغیرہ کا بھی یہی حال ہے۔ کہ اسکو ہم پانی سے جدا کر سکتے ہیں۔" (مفصل دیکھو علم کیمیا کا ابتدائی رسالہ صفحہ ۱۰۵ ہیلک مطبوعہ لاہور) اسی سے کپڑے کا بھی قیاس کرو۔

تکذیب براہین احمدیہ۔ علم نمبر ۱۔ علم معلومات کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

۹۵۔ خوبی۔ آپکا یہ فرمانا محض غلط ہے کیونکہ ایک علم اجمالی ہوتا ہے۔ دوسرا تفصیلی۔ اجمالی کے واسطے وجود معلوم ضروری نہیں ہے ورنہ لازم آئیگا جہل مرتبہ ثانی بار ہمیں کیونکہ علم وجود زید کا مثلاً جب یہ ہوگا کہ پہلے زید پیدا ہوا اور قبل پیدا ہونے زید کے لازم آئیگا۔ کہ خدا نعوذ باللہ عالم زید کا نہ ہوگا بقول آپکے کہ علم بغیر معلوم کے نہیں ہوتا اب فرمائیے کہ جب زید پیدا ہی نہیں ہوا تو پھر خدا کو اس کا علم کیسا اور نیز دیکھو ایجاد اور اختراع اسکو کہتے ہیں کہ جسکا وجود بالکل نہ ہو اور کوئی اپنی طرف سے گھڑے جیسا کہ علم ایجاد تار برقی وغیرہ کا تو دیکھو آدمی سوچتا ہے پہلے اور بناتا ہے پیچھے اب دیکھئے سوچنا اس کا بعینہ علم ہے حالانکہ وجود اسکا ابھی نہیں ہوا پھر مدعی کا یہ لکھنا کسطرح صحیح ہو سکتا ہے بہرکیف آپکا کلیہ صادق نہ رہا۔

آریہ۔ حضرت! آپنے اسمیں بھی چند غلطیاں کی ہیں اول تو آپنے علم اجمالی و تفصیلی نہ سمجھا جسنے اجمالی کے معنے میں کھول کر نہ کہنا۔ بہت کو تھوڑا کر دینا۔ پراگندہ کو اکٹھا کرنا۔ بہت درستی سے کام کرنا۔ اور تفصیلی کے معنے میں جدا کرنا۔ فاصلہ کرنا۔ پس علم اجمالی وہ ہے جو مجملاً یا مختصراً حال معلوم ہو اور علم تفصیلی وہ ہے جسمیں مفصل حال معلوم ہو۔ خدا کے واسطے یہ علم اجمالی کا لفظ نہایت ہی گستاخی اور بے ادبی ہے وہاں تو ہر وقت اور ہر حال میں علم تفصیلی ہے وہ کوئی بات مجمل یا نامکمل یا ادھوری یا موہومی نہیں جانتا بلکہ رازکے مخفی نماند بر دل دانائے او۔ وہ سب چیز اور انکا علم ہمیشہ صحیح مکمل بالتفصیل جانتا ہے آپکی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو قبل از پیدائش بادشاہ کسی طرح کا علم نہ تھا اور اگر خدا تھا بھی تو خیال موصوف سے بڑھ کر برات عاشقان بر شاخ آہو سے ذرا بھی زیادہ نہ تھا۔ یا سراب نما بیابان کا نقشہ تھا جسمیں ہزار بھٹکتے پھریں پانی کا پتہ نہیں۔ مگر ایسا فضول و ردی خیال خدائے ذوالجلال کے بابت کرنا یا ماننا سراپا نا سزا ہے کیونکہ تمام اجسام کا مادہ اور تمام ارواح ازل سے ابتک اس شہنشاہ کل و رب العالمین کے پاس ہیں وہ خدائے بے بضاعت نہیں اور نہ بے سامان موجد یا نادان معلم ہے اسکا علم ہمیشہ کامل ہے کبھی نامکمل نہیں۔ پس اول تو کئی زمانوں سوچتے رہنا اور پھر بنانا نہیں۔ نہیں خود کشی کرنا یعنی سب کچھ بنایا یا اپنے میں سے بنانا اگر اس کا نام بنانا ہے۔ تو مرگ مفاجات کسے کہتے ہیں۔ پس یہ علم نہ رہا بلکہ جہل ہو گیا۔ کیونکہ علم کامل کے یہ معنے ہیں کہ وہ عین عمل ہو جاتا یا ہوتا ہے مگر خدا غریب کو اول تو علم نہیں اور اگر خدانخواستہ کوئی موہومی چشم احول کی طرح علم ہے وہ کسکا؟ اسکا جسکا وجود نہیں عالم کون؟ جسکو علم نہیں محض باطل خیال ہیں۔ باقی رہا انسانوں کا ایجاد و اختراع کا حال یہ بالکل صفات باری کے خلاف ہے انسانکا علم کامل نہیں اور نہ ہوتا ہے اور خدا کا کامل ہے اور انسان کبھی معطل اور کبھی کام کرتا ہے۔ خدا ایسا ہرگز نہیں۔ انسان چند روزہ عالم اور خدا انادی زمانہ سے عالم باعمل بلکہ عالم کل و متصرف کل و مالک کل لہذا انسان کی

خدا سے کوئی نسبت نہیں اور آپکا مفروض باطل۔ سوچئے اس آپ کے مفروض اسلامی و قرآنی سے خدا پر جہالت اور تعطل کا الزام عائد ہوتا ہے۔ بدیں تفصیل آپ کے پیدا ہونے سے پہلے آپ سے جاہل اور میرے پیدا ہونے سے پہلے مجھ سے جاہل علیٰ ہذا القیاس آدم کے پیدا ہونے سے پہلے من کل وجوہ دنیا سے آفتاب تک سب کے علم سے جاہل اور رزق۔ ملک۔ تصرف تعلق سے محروم الارشاد تھا پس کیا ایسے نادان اور جاہل کو جسمیں خدائی کے کوئی اوصاف نہیں آپکا یا دیگر مسلمان بھائیوں کا اختیار رہے کہ وہ خدا مانیں مگر پیروان وید مقدس انکو ہرگز ہرگز الدیا مالک کل پرماتما کبھی نہیں کہہ سکتے اور نہ مان سکتے ہیں اسی واسطے آپ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ صفات باری نہ عین ہے نہ غیر" (صفحہ ۵۶) پھر دوسری جگہ لکھا ہے۔ "اور معلومات سے ہے کہ وجود عمرو بکر حادث ہے۔ پس یہ صفت زائد قدیمہ عمرو بکر بھی حادث ہوگی" (صفحہ ۵۴) پھر لکھتے ہیں کہ جو شئے قدیم ہے اسکے لئے بالکل صفات نہیں چہ جائیکہ وہ قدیم ہوں" (صفحہ ۵۵) پس ایسا خدا اور ایسا مولا جو معدوم سے کچھ زیادہ حیثیت نہیں رکھتا آپ لوگوں کو مبارک رہے اور ایسا دین جسکو دلائل عقلی و علمی و منطقی و فلسفی سے رد جانی عنایت ہے جسپر منطق کے اوراق سے استنجا جائز بتلایا ہو اور جو دہریت سے کچھ بھی زیادہ نہیں اور جسکو آپ لوگ لذات نفسانی کے سبب نہیں چھوڑنا چاہتے آپ صاحبوں کا حصہ ہو ع

مانمے خواہیم ایں اسلام را

پس ثابت ہوا کہ علم بغیر معلوم [illegible] ہو سکتا اور آپ کا دعوے بہمہ وجوہ باطل ہوا۔

تکذیب براہین احمدیہ۔ [illegible] جو پیدا نہیں ہوا ہے وہ نہیں مرے گا اور جو پیدا ہوا وہی مرے گا

۶۰-۶۲۔ مر [illegible] صفحہ میں ایک بیہودہ زٹل میاں نے [illegible] لکھا [illegible] اور ایک عورت حسینہ جمیلہ [illegible] (دیا نندی لوگ رات دن نئے نئے رخنہ دین محمدی میں نکالتے رہتے ہیں کہ جس سے ہم پورے واقف نہیں ہو سکتے اور ادنی سا رخنہ انکا یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو پیدا نہیں ہوا وہ نہیں مریگا حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ نام شاہجہاں بادشاہ بسبب عمدہ بنانے عمارات کے پیدا ہوا ہے اور کبھی نہیں مریگا کیونکہ جب تک دنیا رہیگی اس کا نام بھی رہیگا اور نیز پیر متما کا جو نام نیک پیدا ہوا ہے وہ جبتک دنیا رہیگی نہ مٹیگا علیٰ ہذا القیاس دین محمدیہ کا جسکو پیدا ہوئے تیرہ سو نو برس آجتک ہوئے صفحہ ایام سے نہیں مٹیگا۔ اگرچہ ان مخالفین کی ہستی صفحہ روزگار سے بالکل نیست و نابود ہو جائے اور پھر وہ کلیہ مدعی کا کہاں رہا کہ جو پیدا ہوا وہی مریگا دیکھو یہ نام پیدا ہوئے اور مرے نہیں بلکہ سالہا سال تک برابر چلے آتے ہیں اور چلے جائینگے ہمیں نہ رہینگے سعدی فرماتے ہیں ؎

قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت ۔ نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت
زندہ است نام نیکو نوشیروان بعدل ۔ گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند

اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ رہا اس کا جواب کہ جو پیدا نہیں ہوا وہ نہیں مریگا سو یہ سوائے ایک ذات خدا کے دوسری جگہ پر صادق ہی نہیں آیا۔ لہذا اسکو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ درست ہے مگر اس سے کہ آپ کے دعوی کا ثبوت نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ روح حادث اور فنا اسکے لئے بھی ثابت اور بقا جس کا اگرچہ علم الٰہی میں ہو لیکن اس سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ اور نہ آپکا مدعا ثابت ہوتا ہے کیونکہ معدومات بھی علم الٰہی میں سب موجود ہیں۔ یہ موجود اور معدوم تو ہمارے علم قاصرہ کے اعتبار سے کہلاتے ہیں نہ علم باری کے

آریہ۔ اس آپ کے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نفس مضمون سے کسقدر دور بھاگ جاتے ہیں۔ دیانندی لوگ نیئے نیئے رخنہ دین محمدی میں نہیں نکالتے دین محمدی کی دیوار میں رخنہ وسوراخ تو مُلّا و مولوی و امام و خلیفہ و فقیر صاحبان نکالتے ہیں۔ دیکھیئے ایک طرف مرزا غلام احمد صاحب مسیح کا اوتار بنے ہوئے ہیں اور الہام کے مدعی۔ دوسری طرف مولوی نوردین صاحب الہام کے دعویدار۔ اُدہر مہدی سوڈانی۔ ایک طرف عرب کا مسیح ایک طرف ایران کا مہدی یہ تو موجودہ زمانہ کے پیروان طریقت اسلام یا مدعیان الہام کا حال ہے اب پہلے زمانے کا حال سنیئے سُنّی لوگ اہل شیعہ کو کافر اور بدعتی پکارتے ہیں اور اہل شیعہ اُن کی تقلید پرستی کا خاکہ اُوتارتے ہیں وہابی جدا ہی جیسے الوہاب کا گیت گاتے ہیں اور دونو کو بدعتی ٹھیراتے ہیں۔ نیچری تینوں سے جدا۔ ملائک۔ جن۔ آسمان۔ معجزات سے انکار فرمارہے ہیں چار اماموں کے پیرو حنفی یا نکی۔ شافعی۔ احمدی اور قدریہ وغیرہ مع فرقہ اپنے آپ کو اصل مسلمان، اور باقیوں کو مرتد گردان رہے ہیں اسی طرح ان فرقہ ہائے کے اندر اور صدہا طرح کی تفریق ایک دوسرے کی تضحیک کر رہے ہیں۔ سب ایک دوسرے کو ناری اور اپنے آپ کو ناجی کہتے ہیں تا بدیگراں چہ رسد۔ پس محمدی دیوار کو جس قدر ناکارہ اور مسمار کیا ہے وہ انہیں اور اس قسم کے عالموں کی مہربانی ہے اور اب تو سوراخوں کی کثرت سے آفتاب لب بام ہو رہا ہے چاروں طرف سے اُسکی تباہی کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ آریہ لوگ اس میں رخنہ اندازی نہیں کرنا چاہتے ہیں بلکہ وہ تمام مسلمان بھائیوں کو ست دھرم کی طرف دعوت کر رہے ہیں وہ تو اُس دیوار کی خرابیوں کو دور کر کے آریہ مندر بنانا چاہتے ہیں۔ گرانا۔ توڑنا۔ مٹانا بیوقوفوں کا کام ہے۔ عقلا کا نہیں۔ بڑھیا۔ نوشیروان یا شاہجہان یا قارون یا محمد چونکہ یہ سب پیدا ہوئے تھے بنا بران فوت ہو گئے مگر پیدا ہوا تھا اُن کا جسم اس واسطے وہ فوت ہو گیا۔ روح نہ پیدا ہوا تھا اور نہ فوت ہوا اور یہی سبب ہے کہ اب تک ہمیشہ تک رہیگا باقی رہے یہ دونوں شعر یہ صرف نیکی کی تعریف اور بدی کی مذمت میں ہیں اور نہ اُن میں صاف لکھا ہے ؎ زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل۔ گرچہ بسے گذشت کہ نوشیرواں نماند + یعنی نام بسبب عدل کے زندہ منبع یادگار زمانہ ہے بطور فسانہ کے ورنہ بہت زمانہ گذر چکا ہے کہ نوشیروان مرگیا۔ اور یہی حال شاہجہان کا ہے یہ مظلوم بادشاہ اپنے ظالم مگر دیندار اور بے ایمان محی الدین فرزند کے ہاتھ سے قید میں مرگیا۔ اور آپ اُسے اب زندہ بتلاتے ہیں یہ بھی عمارت بنانے کی ترغیب ہے ع۔ ورنہ بسے گذشت کہ شاہ جہان نماند۔ اور اسی طرح محمد صاحب فوت ہو گئے مدینہ کے شہر میں مدفون ہیں۔ پس صحیح ہوا ہمارا دعوے یعنی علم نمبر ۱ کے جو پیدا ہوا ہے وہی مریگا اور جو نہیں پیدا ہوا ہے وہ نہیں مریگا۔ جسم ان سب کے پیدا ہوئے بنا بران مر بھی گئے روح پیدا نہیں ہوئی تھی بنا براں باقی ہیں اور کبھی نہیں مریں گے۔ جب آپ کہتے ہیں "کہ علم الٰہی میں سب موجود ہیں اور یہ موجود اور معدوم تو ہمارے علم قاصرہ کے اعتبار سے کہلاتے ہیں"۔ پس آپ اپنے علم قاصرہ اور فہم ناقصہ کو ترک کیجیئے۔ جب علم الٰہی میں سب موجود ہیں علم ناقصہ سے نہیں اور نہ قاصرہ سے بلکہ کاملہ سے تو اصل میں خود آپ کے قول سے بالبداہت ثابت ہے کہ ارواح و مادہ اجسام انادی یعنی قدیم ہے اور ہم اُسی علم الٰہی یعنی وید مقدس کے رو سے یہ بقین کرتے ہیں اور تمام دنیا کو تلقین۔ کہ مادہ۔ اور ارواح پاربرہم پرماتما کے قبضہ قدرت میں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ تک رہینگے خدا کبھی بے بضاعت نہیں اور نہ فرومایہ ہے وہ ہمیشہ اٹل قانون اور اٹوٹ بھنڈار

اور لازوال نیموں سے سناتن جیو روپ پرجا کا مالک اور بے شمار مادہ پر قابض ہے کیونکہ وہ اُمور یعنے حقیقی منتظم ہے وید میں ہے۔

[illegible] तीभ्यः समाभ्यः

یعنے تمام جیو روپ انادی پرجا اور انادی پرکرتی کا حقیقی منتظم اور ادہشٹاتا اور وید دوار است کا اپدیشک ہے اِسی مبارک خیال کو ایک فاضل ان الفاظ میں ادا کرتا ہے:-

براں خدا کہ ذراتِ آسمان و زمین ۔ ہمیں کنند بپاکی ذاتِ او اقرار
چناں نگاشت زالواحِ عقل صوتِ علم ۔ کہ خیرہ گشت در دیدۂ اولوالابصار

پس یہی مقدس عقیدہ وید مقدس کا ارشاد ہے اور یہی ہر ایک علم دوست فلسفہ جاننے والے محقق کا اعتقاد ہے۔ ہم فضول طریقہ کے معارض مولوی صاحب سے برخلاف اُن کی بد تہذیبیوں کے مودبانہ ملتمس ہیں کہ وہ کاغذ سیاہ کرنے پر دلیر نہ ہوں بلکہ ہماری کتابوں کو غور سے پڑھیں۔ بعد ازاں جہانتک فلسفہ قرآنی سے اعتراض ہو سکیں کریں ہم ہر وقت مُہذبانہ طریقہ سے جواب دینے پر طیار ہیں خدا کرے کہ انہیں حق و باطل کے انفصال کا خیال پیدا ہو اور جلدی بطالت سے نکلکر صداقت کے حامی بنیں +

لطیفہ۔ عرصہ ایک سال کا ہوا کہ ہم ایک دفعہ دیوان حافظ تفریحاً دیکھ رہے تھے اتفاقاً خیال آیا لوگ اس میں فال ڈالتے ہیں آؤ ہم ایک فال ڈالیں دل میں ارادہ کیا کہ خدا تمام آریہ کریگا یا نہ بقاعدہ مقررہ جب ورق اٹھائے گئے تو یہ شعر نکلا ؎ دوش گفتم بکند لعلِ لبش چارۂ دل + ہاتف از غیب ندا دلو کہ آرے بکند آرے کے لفظ کو آریہ سے جو نسبت ہے وہ نہایت ہی موزون ہے بعد مطالعہ کے طبیعت حافظ علیہ الرحمتہ کی حق بیانی پر بہت محظوظ ہو گئی۔ آمین یارب العالمین +

ردِّ خلعت اسلام

دیباچہ از ایڈیٹر

تحفہ شہید کا دوسرا نمبر بھی طالبان حق کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ مجھے اکثر بھائی خبردار کرتے رہے کہ میں آریہ مسافر کے تحریری مضامین کو حفاظت سے رکھوں۔ لیکن باوجود میرے احتیاط کے اس رسالہ کے ۱۰ صفحوں کا تحریری مضمون ایک نابکار نے غایب کر لیا۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر گم شدہ صفحے دستیاب نہ ہوئے۔ مجرم کو تو اپنے جرم کی سزا ملگئی۔ لیکن مضمون ادہورا رہ گیا میرا ارادہ یہ بھی ہوا کہ اس کمی کو میں خود پورا کروں۔ اول تو وہ رسالے نہ ملے جن کا کہ یہ جواب تھا۔ اور دوم میں پنڈت لیکھ رام کی تحریر بجنسہ نظر ناظرین کرنا چاہتا تھا۔ چونکہ گم شدہ حصے میں دئے ہوئے جواب اکثر پنڈت جی کی دیگر کتب میں موجود ہیں۔ اس لئے واقعی کوئی بڑا نقصان نہیں ہوا +

منشی رام جگیاسو

جالندھر شہر۔ یکم ستمبر ۱۸۹۷ء

دیباچہ از مصنف

پرماتما کارگیان مے کی پرارتھنا کے بعد غرض خدمت ناظرین یہ ہے کہ منشی عبد الحمید صاحب نے فروری ۱۸۹۳ء میں اجمیر پہنچکر سر بازار آریہ سماج

کے ممبروں کو بُرا کہنا شروع کیا۔ آریہ سماج نے اپنے مبارک نیموں کے مطابق گالی دینا اور فحش بکنا اپنا شیوہ نہ سمجھ کر معقول طور پر مباحثہ کرنا ضروری سمجھا ماسٹر وزیر چند جی نے بصلاح ممبران سماج بارہ سوال لکھ کر اُن کی خدمت میں ارسال کئے جس کا جواب مولوی صاحب نے جو کچھ دیا ہے اُس کی تردید ہم نے نذر ناظرین کر دی آپ خود حق و باطل کی تمیز کر سکتے ہیں اور جان سکتے ہیں کہ راستی کدھر ہے مولوی صاحب کی طرح اپنے منہ میاں مٹھو بننا اپنا شیوہ نہیں ہے اور نہ عقلاء کا یہ طریقہ ہے۔ مولوی صاحب نے چونکہ ہمیں مخاطب بنایا ہے۔ بنا براں ہم نے آریہ سماج کی اجازت سے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا اور اخیر میں وہ جوابی اشتہار بھی درج کر دئیے گئے جو مولوی صاحب کے اشتہاروں کے رد میں ایک دو ممبران سماج اجمیر نے شائع کئے تھے۔ اور وہی ہماری طرف سے اُن کی شکست آریہ کا جواب ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب نے انصاف اور راستی سے کام نہیں لیا۔ ورنہ اگر وہ حق پسند ہوتے تو شکست آریہ میں ہمارے جوابی اشتہار بھی چھاپ دیتے۔ مگر اُنہوں نے کانے آدمی کی طرح صرف ایک آنکھ سے دیکھنا مناسب سمجھا۔ ہمیں خدا نے دو آنکھیں دی ہیں۔ بنابران ہم یک طرفہ فیصلہ نہیں کرنا چاہتے۔ یہی سبب ہے کہ سب دونوں طرف کا حال گزارش کرتے ہیں ٭

مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۸۹۳ء } خاکسار لیکھ رام آریہ مسافر
ازکھوٹہ ضلع راولپنڈی

آغاز کتاب

سوال ۱۔ روح مادی ہے یا غیر مادی۔ اگر غیر مادی ہے تو اس کا بننا ناممکن اور اگر مادی ہے تو کس چیز سے بنائی گئی ؟

جواب مولوی صاحب۔ روح غیر مادی ہے لیکن خدا کی حیّز قدرت میں سب چیزیں داخل ہیں۔ خواہ مادہ ہو یا روح ورنہ لازم آئیگا کہ خدا روح اور مادہ کے بنانے سے عاجز ہو۔ پس قادر مطلق نہ رہا باوجویکہ خدا کے قادر مطلق ہونے کو تم خود بھی تسلیم کرتے ہو۔ (دیکھو آریہ سماج کا دوسرا اصول)۔

تردید۔ جناب قادر مطلق کے معنے آپ نے مطلق نہیں سمجھے سنئے قادر کے معنے ہیں قدرت والا۔ طاقت رکھنے والا اور قدر کے معنے ہیں بالفتح اول و سکون دال۔ عزت۔ بزرگی و بزرگ داشتن و اندازہ چیزے و اندازہ کردن و قسمت و روزی و تونگری و بے نیاز و طاقت بفتحتین قضا و حکم و نہایت و اندازہ چیزے و حکم کل مجمل الٰہی در روز اول و اندازہ کردہ برائے بندہ و مرادف تقدیر و بمعنے مطلق اندازہ نیز آمدہ (از منتخب و مدار و بہار عجم و صراح و غیاث) اور مطلق کے معنے ہیں آزاد بے قید رواں کیا گیا۔ یعنی آزاد شدہ از قید و حصر و بے خصومت و رواں کردہ شدہ و آنکہ آنرا قید نباشد (از کشف و منتخب) پس قادر مطلق کے یہ معنے ہوئے کہ جو اپنی تمام خداوندی کی طاقتوں میں آزاد ہے کسی دوسرے خدا کا محتاج نہیں اور نہ کسی چیز کا بلکہ سب چیزیں اُس کی محتاج ہیں۔ اور یہی مطلب سرو شکتی مان کا ہے۔ مگر نیستی کوئی چیز نہیں اور نہ اُس کا کوئی قادر مطلق ہے۔ جیسے جب کوئی زمین نہیں تو اُس کا کوئی زمیندار بھی نہیں اور اگر ہم کہیں کہ وہ اُس زمین کا زمیندار ہے۔ جس زمین کا وجود ہی نہیں۔ تو اصل میں ہم زمیندار کے وجود سے انکار کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ آپ کا جواب اصل میں خدا کی ہستی سے انکار ہے جب مادہ یعنی ایٹم یا پرمانو خود ہی نیستی سے ہستی میں نہیں آ سکتے اور نہ معدوم ہو سکتے ہیں اور یہ صرف کہنا ہی نہیں یا محض ہمارا خیال ہی نہیں بلکہ اِس میں تمام سائینس دان ہمارے ساتھ اس کے ماننے میں متفق ہیں تو اُس کا بننا سراپا محال اور اُس کا ماننا اور بھی باطل خیال ہے۔ مولوی صاحب جب مادہ ہی فنا پذیر نہیں اور نہ حادث ہے۔ تو روح جو غیر مادی ہے اور غیر فانی وہ کس طرح احداث کے قابل ہو سکتی ہے۔ اور لفظ عدم کا اُس پر یا مادہ پر کس طرح اطلاق پا سکتا ہے۔ جب یہ علم کے خلاف ہے اور ساتھ ہی عقل و تجربہ اس کے ماننے سے انکاری۔ اور تمام نیچر یا قانون قدرت میں اس کی مثال یا نظیر ایک بھی نہیں ملسکتی اور مل سکے کہاں سے جبکہ اس کا وجود ہی باطل ہے۔ تو پھر فرمائیے کہ ہم یہ عقیدہ یا مذہب بلا دلیل اور ثبوت کے کس طرح مان سکتے ہیں مولوی صاحب یہ شکتی یا طاقت نہیں بلکہ کمزوری ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کو مادہ کے استعمال میں قادر مطلق نہ سمجھیں اور نہ روحوں کو کرموں انوسار پھل دینے میں بلکہ اُس کو نیستی یا عدم پر قادر مطلق سمجھیں اور ناداری یا نحوست کا مالک خیال کریں۔ کیا کوئی ایسا وجود خدا کہلانے کے لایق ہو سکتا ہے کیا ہمیشہ کے زمانہ سے کوئی بے سرمایہ چیز قادر مطلق ہو سکتی ہے ؟ کیا علم و عقل و تجربہ و مشاہدہ کے خلاف صفات سے موصوف کو ہم اللہ تعالےٰ یا مالک کل کہہ سکتے ہیں ؟ کیا عدم کے ملک کا راجہ معدوم سے کچھ زیادہ ہے ؟ اگر ان سب باتوں کا جواب نفی کے سوا کچھ نہیں۔ تو اسلام اس سوال کے جواب سے محض لاجواب ہے ٭

سوال ۲۔ جبکہ شیطان خدا کے ارادہ کو توڑ سکتا ہے تو فضیلت کس کو ہے ؟

صفحہ ۷ و ۸ جواب مولوی۔ خدا کے ارادہ قدرت کو کوئی نہیں توڑ سکتا وہ سب پر غالب ہے۔ پس اُس پر کسی کو فضیلت نہ ہوئی دیکھو آیۃ **واللہ غالب علیٰ امرہ ولٰکن اکثر الناس لا یعلمون**۔ خدا کے ارادہ کو کوئی نہیں توڑ سکتا وہ اُس پر غالب ہے۔ لیکن بہت سے لوگ سمجھتے نہیں۔ ہاں وید کے رو سے شیطان خدا کے ارادہ کو توڑ سکتا ہے۔

تردید۔ یہ جواب مولوی صاحب کا سراسر قرآن و حدیث کی لاعلمی سے ناشی یعنے پیدا شدہ ہے اور اُن کی سادہ لوحی و ناواقفی پر مبنی ہے۔ ورنہ اس سوال کا جواب مسلمانوں کے پاس ہرگز نہیں۔ البتہ وہ اس کا جواب ایک طرح پر آسانی سے دے سکتے ہیں۔ بشرطیکہ شیطان کی تسلیم اور قرآن کی تعلیم سے انکار کریں۔ جب تک وہ اس سے منکر نہیں ہوتے شیطان کا تسلط اُن کے دل و دماغ سے نہیں ہٹ سکتا۔ دیکھئے **سورۃ یونس ولو شاء ربک لاٰمن من فی الارض کلھم جمیعا افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مومنین**۔ ترجمہ اگر خواستے خدا ایمان آوردند آنانکہ در زمین اند ہمہ ایشان یکجا۔ آیا تو جبر توانی کرد مر دماں را تا مسلمان شوند۔ **تفسیر حسینی** میں لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ حضرت رسالت پناہ بر ایمان قوم بغایت حریص بود۔ چوں ایمان نمے آوردند غبار ملال بر آئینہ دل بغل مبارک آنحضرت مے نشست حق سبحانہ این آیت فرستاد و ایمان خلق را بمشت خود باز بست"۔ یہ سورۃ مکی ہے اور اُس وقت کہی جبکہ قتال کا حکم نہیں ہوا تھا یعنی حضرت کمزور تھے۔ کئی مدت تک حضرت اسی طرح کا خیال پکاتے رہے مگر نہ ہو سکا آخر لڑائی پر کمر باندھی اور جبراً بذریعہ

تلوار کے لوگوں کو طوعاً و کرہاً مسلمان کرنا شروع کیا۔ اسی واسطے تفسیر حسینی میں لکھا ہے) کہ این آیتہ منسوخست بآیتہ قتال"۔ (دیکھو جلد اول صفحہ ۲۹۴) مگر کیا ہوا باوجود سورۃ قتال کے نزول ہونے کے بھی تمام دنیا مسلمان نہ ہوئی۔ اور نہ ہوگی۔ لاکھوں آدمی جو تلوار کے زور سے محمدی ہوئے تھے۔ تلوار کے ٹکڑے ہوتے ہی اپنے پرانے مذہب میں چلے گئے۔ حالانکہ خدا بہت ہٹ بڑھاتا رہا اور زور لگاتا رہا وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ ترجمہ کارزار کنید اے مسلمانان با ایشان تا آنکہ نباشد ہیچ فتنہ یعنی غلبہ کفر و باشد دین ہمہ اش برائے خدا۔ پھر سورۃ انفال میں لکھا ہے ویرید اللہ ان یحق الحق بکلمتہ ویقطع دابر الکفرین الخ ترجمہ میخواست خدا کہ ثابت کند دین حق را بفرمانہائے خویش و ببرد بنیاد کافران را میخواست تا ثابت کند دین حق را و برطرف کند دین باطل را۔ اگرچہ ناخوشنود باشند گنہگاران۔ پھر سورۃ یونس میں ہے وما کان لنفس ان تومن الا باذن اللہ ترجمہ و نبود ہیچ شخصے را کہ ایمان آرد مگر بخواست خدا۔ اسپر تفسیر حسینی میں ہے و نشاید و نیست ہیچ تن را آنکہ ایمان آرد مگر بارادت و توفیق و قضائے الٰہی۔ اس آیت پر مولوی رومی صاحب نے لکھا ہے :۔

مر مغنی را گفت مردے کاے فلان ۔۔۔ ہین مسلمان شو بباش از مومنان
گفت اگر خواہد خدا مومن شوم ۔۔۔ ور فزاید فضل ہم موقن شوم
گفت مے خواہد خدا ایمان تو ۔۔۔ تا رہد از دست دوزخ جان تو
لیک نفس نحست و شیطان لعین ۔۔۔ میکشندت جانب کفران و کین
گفت اے منصف چو ایشان غالب اند ۔۔۔ یار او باشم کہ باشد زورمند

(مفصل دیکھو تکذیب براہین الاحمدیہ جلد اول صفحہ ۴۷)۔

لاکھوں آدمی مسلمان ہوکر برسوں حافظ قرآن رہکر بلکہ عالم و فاضل۔ قاضی و مفتی کی ڈگری (سند) پاکر غیر مذاہب میں چلے گئے اور جارہے ہیں ہم نے رسالہ جہاد میں ہی بہت سی شہادتیں دی ہیں پس یہ آپ کا جواب سراپا ناصواب ہے اور شیطان برابر رحمان و یزدان کے ارادوں کو توڑ رہا ہے اور اُسے مایوس کررہا ہے یاد رہے اہل الوید نہ تو شیطان کو مانتے ہیں اور نہ اُس کی ہستی کے قایل۔ بنا براں سارے الزام قرآن اور اسلام کے ذمہ ہیں وہ ان الزاموں سے کسی حالت میں بھی بری نہیں ہوسکتا +

سوال ۳۔ خدا ہر جگہ موجود ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو محمد صاحب کیوں آسمان پر خدا کی ملاقات کو گئے ؟

۸-۱۵-جواب مولوی۔ خدا کی ہستی محض بسیط۔ نورانی۔ ازلی اور ابدی ہے۔ ہر ایک شرکت اور شائبہ نقصانات سے بالکل مبرا۔ ذاتیات ورماہیات سے وراء الورا۔ اُسکا وجود عین ذات ہے۔ جسکی قدرت عیان و نرات ہے۔ غیر محدود ہر ایک پلیت اور ناپاک جگہ کے رہنے سے پاک صاف اور ہر بلندی و پستی میں اُس کی حکمت کا جگمگاتا آفتاب نہایت آب و تاب کے ساتھ اپنی شعاعیں چھوڑ رہا ہے۔ ذرہ ذرہ میں اُسکے نیر علم کی کرنیں پانی کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی ہیں پس معلوم کرنا چاہیئے خدا آسمان اور زمین سے وراء الورا لامکان میں ہے اور اُس کے علم نے تمام چیزوں کو ایسا گھیر رکھا ہے کہ ذرہ ذرہ اُس کے علم سے باہر نہیں یعنی تمام زمین اور آسمان اور تمام کائنات اور سب کے سب موجودات اُسکی ذات بابرکات کے سامنے ایسے ہیں جیسے ایک بڑے طشت میں چھوٹا سا دانہ رائی کا۔ اور اُس کے پاس کا بیٹھا ہوا شخص اُس دانہ رائی کو باریک نظر سے دیکھ رہا ہو تو جسقدر اُس دانہ کے اندر جوہر یا اوصاف ہونگے اُن سب کو وہ ایک ہی نظر سے دیکھیگا۔ یہ ہی مثال ذات باری کی ہے ورنہ رائی کے اندر کی سب چیزوں کو وہ آدمی قریب بیٹھا ہوا اُس کو ایک ہی نظر سے دیکھ رہا ہے۔ ہر ایک یہ خیال کریگا۔ یہ آدمی میرے پاس موجود ہے حالانکہ وہ آدمی اُس سے علیحدہ بیٹھا ہے اسی طرح کرۂ زمین کے رہنے والے یہ کہتے ہیں کہ خدا ہمارے پاس موجود ہے۔ دوسری مثال آفتاب جس معمورہ عالم پر افق سے طلوع کرتا ہے۔ تو اُس معمورہ پر اپنی شعاعیں ایک ہی آن میں علے الطریق المساوات چھوڑتا ہے اور ہر شہر کا رہنے والا یہ باور کریگا۔ کہ اسوقت ہمارے شہر میں آفتاب نکلا ہوا ہے۔ باوجودیکہ وہ فلک چہارم کے بارہویں برج کے کسی حصہ میں ہوتا ہے۔ لیکن سبکو اُس کے اپنے اپنے مکان میں ایک ہی آن میں دکھلائی دیتا ہے۔ گو اُنکے مکانوں میں مہمان کے طریق پر اُترا ہوا نہیں ہے مگر پھر بھی سب یہی کہتے ہیں کہ ہمارے شہر میں ہمارے مکان میں موجود ہے۔ پس ہم آریوں سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کسی شہر کا رہنے والا کہ جہاں آفتاب نے طلوع کر رکھا ہو کرۂ آفتاب سے اگر ملنا چاہے تو کیا اُس شہر میں اور اُسی گھر میں بلا حس و حرکت کے اندر بیٹھا ہوا کرۂ آفتاب سے ملسکتا ہے۔ بولو ہرگز نہیں۔ پس یہی عالم ہے رسول خدا کے معراج کا گو کہ خدا کے پرتوے اور جلال نے کعبہ اور غیر کعبہ پر اپنا جلوہ من حیث الوجود برابر ڈال رکھا ہے۔ اور اُس کے علم اور نور کا جلوہ ہر جگہ موجود ہے۔ جیسے آفتاب کی روشنی۔ لیکن اگر کوئی خدا سے ملنا چاہے تو ضرور اُسے لامکان تک جانا ہوگا۔ لہذا رسول کریم جو خاص اس کرۂ زمین کے رہنے والے ہیں جو خدا کی ذات کے سامنے حبہ خردلہ سے بھی کہیں فروتر ہے۔ یہ مسافت طے کرکے خدائے لایزال سے لامکان میں ملنے گئے"۔ "مسلمانوں کا خدا ہر نامناسب جگہ کے رہنے سے بالکل مبرا و منزہ لامکان اسکے مقام کا عنوان ہے زمین و آسمان سے وراء الورا ہے"۔ "کل کرۂ تیرہ ہیں چار اربعہ عناصر کے اور نو ۹ افلاک کے اور وہ باہمی ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح لپٹے ہوئے ہیں جیسے پیاز کے پردے۔ فرق اس قدر ہے کہ پیاز میں فرجہ یعنے فاصلہ نہیں اور افلاک میں فروج یعنے فاصلے ہیں۔ سب سے اول مرکز یا مرکز کے قریب کرۂ زمین کا ہے اُسکے بعد کرۂ پانی کا۔ اُس کے بعد کرہ ہوا۔ اُسکے اوپر کرہ نار۔ اُس کے بعد فلک اول۔ پس ثانی بعدہٗ ثالث بعدہٗ رابع پھر خامس پھر سادس پھر فلک الافلاک۔ بعدہٗ عرش و کرسی۔ اُسکے بعد لامکان"۔ ازاں بعد غور کرنا چاہیئے۔ کہ کل کرۂ افلاک ایسے مجلا اور مثقل ہیں کہ نظر کو تاب نہیں جو اُنکے جگمگاتے جرم پر ٹھیر جائے۔ لیکن شان کبریائی نے ساتویں فلک کو واسطے بند کرنے اور روکنے نظر کے مائل بہ نیلگوں بنایا ہے اس میں فلسفہ یہ تھا کہ تا نظر کو سب کروں کی سیر کے لئے کوئی سہارا مل جائے"۔ "اور پھر ایک کرہ باستثنا فلک الافلاک مکان ہے اور جو متفرقیہ ہے وہ مکین اور محدود ہے اور ہر مکین حادث بالذات ہے" "خدا کے ہر جگہ موجود ہونے کے کیا معنے آیا اُس کے یہی معنے ہیں۔ جو بعض نافہم آریوں نے سمجھے کہ خدا ایک ایک چیز کے اندر ہے خواہ افلاک ہو یا خاک۔ جوہر ہو یا عرض۔ شجر ہو یا حجر۔ در ہو یا دیوار۔ بالاخانہ ہو یا تہ خانہ۔ پے شاب ہو یا بتخانہ۔ سگ ہو یا خوک۔ شیر ہو یا بلی۔ سانپ ہو یا بچھو۔ آلو ہو یا کدو وغیرہ پس ایسے اعتقاد کا ماننے والا نزدیک شریعت اور طریقت اور حقیقت اور معرفت کے علم سلیم اور فہم مستقیم سے بہت گرا ہوا ہے اور نہ یہ خیال کسی معرفت کامل تک پہنچ سکتا ہے"!

تردید۔ آپکی علمی لیاقت تو پلید کو پلیت اور مصقل کو مثقل لکھنے سے ظاہر ہے

ے پلید بدال صحیح است و بجائے دال تائے فوقانی نوشتن و گفتن خطا ست۔ از غیاث

اور اس لیاقت پر طمطراق یہ کہ جامع علوم عقلی و نقلی مولانا مولوی اور رسم خط سے آگاہی یہاں تک کہ پیشاب کو پے شاب لکھا۔ اسپر بھی اگر کوئی لیاقت پر فدا نہ ہو اور فضیلت کی ڈگری عطا نہ کرے تو اسکا قصور۔ فارغ التحصیل ہونے کی شہادت تو کتابوں کے نام لکھنے سے ظاہر۔ بایں ہمہ اکثر الناس لایعلمون یعنے اکثر لوگ آپکی اندرونی علمیت سے بے علم ہیں۔ خدا تعالےٰ کی بابت جو کچھ خیال آپنے ظاہر کئے ہیں اُنسے بخوبی واضح ہے کہ آپ اُسے سب آسمانوں سے اوپر عرش پر یا لامکان میں مانتے ہیں اور پھر منطقی لیاقت یہ کہ ہر ایک کرہ باستثنائے فلک الافلاک مکان ہے غرضیکہ آپکی اس ساری بیہودہ کوشش سے اچھی طرح ہویدا ہوگیا۔ کہ ایک محدود چیز جو محدود عرش پر مقیم یا کوہ طور پر موسیٰ سے کلیم ہے اُسے آپ رحیم و کریم تسلیم کئے ہوئے ہیں دیکھو ثم استویٰ علے العرش اسی عرش اثباتی اور نگین آسمانی کو معراج یعنی زینہ لگا کر حضرت محمد صاحب آسمان پر ملنے گئے تھے پس کوئی شک نہیں کہ وہ محدود ہوگیا۔ سرب بیاپک نہ رہا۔ وہ خدا صرف فردوس مکانی ہو کر چشم عبرت یا حیرت سے حسرت کے طور پر دنیا کو دیکھ رہا ہے۔ بقول سعدی ہنوز چشمش نگرانست کہ ملکش بادگرانست۔ جو خدا کبھی کبھی نادر شاہ یا احمد شاہ کی طرح لوٹ مار کر جاتا او کبھی کبھی اُتر کر برج بابل یا مسجد کعبہ کی سیر کر جاتا ہے اور جو خصوصاً جمعہ کے روز مدینہ منورہ میں اترا کرتا ہے یا نزول فرماتا ہے۔ جسکے تخت کو فرشتوں نے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے ایسے خدا کے محدود ہونے میں کون شک کرسکتا ہے۔ اور پھر آپ کی دو مثالوں نے اور بھی میدان صاف کردیا جیسے ہندوؤں کا خدا بیکنٹھ یا کھیشر سمندر میں براجمان ہے اور عیسائیوں کا خدا چوتھے آسمان پر یا قالب فاختہ میں جلوہ کناں اسی طرح محمدیوں کا خدا بھی عرش معلی کے مجلہ حجرہ میں محجلہ نشین معشوقہ سے بڑھ کر نہیں ہے اور وہ کٹی حجاب میں محجوب بھی ہے۔ اسکا باعث معلوم نہیں شاید سورۃ حجاب کے نزول سے پہلے بیحجاب ہو گیا وہ باعث حجاب کا تو نہیں جو سعدی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے ؎

خوبرویاں کشادہ رو باشند　　　تو کہ در پردۂ مگر زشتی

مگر کیا ایسا محدود اور ایک دیشی خدا ہوسکتا ہے؟ جسطرح ایک آدمی علم جانتا ہے کہ فلاں جگہ فلاں کتاب ہے مگر اُسکا کوئی تصرف اُسپر نہیں اور نہ قبضہ ہے مسلمانوں کے دلمیں تو بموجب حدیث شریف کے ایک ایک نہیں نہیں بلکہ بموجب قول مولوی صاحب کے ستر ستر شیطان موجود ہیں۔ خدا کا وہاں نام و نشان بھی مفقود ہے اور کیوں مفقود نہ ہو اُسکو علمائے اسلام نے عرش کے اوپر کسی غار میں اصحاب کہف کی طرح سُلا دیا یہی سبب ہے کہ اب دُنیا میں اُسکا راج بھی نہیں بلکہ بقول بائیبل کے اس جہان کا بادشاہ ابلیس ہے پس ایسا غیر متصرف خدا۔ محدود اور ایک دیشی سرب بیاپک یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے سے بے بہرہ ہے۔ وہ وحی و تنزیل میں جبرئیل کا اور گمراہی و خرابی میں عزازیل کا اسیطرح بیٹھنے یا آرام فرمانے میں عرش و کرسی کا محتاج ہے۔ خدائی اور صفات خداوندی کے وہ ہرگز لایق نہیں۔ ممبران آریہ سماج یا پیروان وید مقدس ہمہ اوست کے قایل نہیں کیونکہ یہ دونو ایک ہی ہیں جیسے بُت پرست و مورتی پوجک۔ ہم لوگوں کا ایشور کی بابت یہ اعتقاد ہے کہ وہ سچدانند سروپ۔ نراکار۔ سروشکتی مان۔ نیار کاری۔ دیالو۔ اجنما اننت۔ نروکار۔ انادی۔ انوپم۔ سرو ادہار۔ سرو ایشور۔ سرو بیاپک۔ سرو انتریامی۔ اجر امر ابھے۔ نت۔ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے۔ اسی کی اُپاسنا کرنی یوگ ہے مفصل تشریح ہر ایک کی دیکھو (آریہ سماج کے اصول مشرح) بیاپ اور بیاپک سمبندھ کے جاننے والوں نے جسقدر ایشوری گیان کے بھنڈار کھولے ہیں وہ دوسروں کی کیا طاقت اور کیا یارا۔ تشریح تو درکنار اُنکے لئے سمجھنا بھی مشکل ہے۔ ہمارا تو اعتقاد ہے ؎

نافہمی تیری پردہ ہے دیدار کیلئے　　　ورنہ کوئی نقاب نہیں یار کیلئے

اور قرآن کے مطالعہ سے جو لوگ اُسکی تہ کو پہنچے ہیں اُنکی بابت تفسیر حسینی میں ہے یکے از اعزہ[1] در شرح گلشن راز نوشتہ کہ ہر عین از عیان موجود فے الخارج را دو اعتبار ہست یکے من حیث الحقیقۃ و آن عبارت ست از ظہور نور حق در صور مظاہر ممکنات و این را تجلی شہود گویند و اعتبار دوم من حیث التشخیص والتعین و ازیں حیثیت ست کہ اشیا را ممکن میگویند و خلق نیز نامند و جمیع نقایص بموجودات ممکنہ ازیں وجہ منسوب میدارند۔ مثنوی

از رہ صورت نماید غیر دوست　　　چون نظر کردی بمعنے جملہ اوست

زاں یکے ماعندکم ینفد شنو　　　جزئے باعند گہ باقی مشو

ماعندکم ینفد اشارت باعتبار ثانی ست و ما عند اللہ باقی اشارت باعتبار اول (تفسیر حسینی جلد اول سورۃ النحل صفحہ ٤٧٦) شاہ نیاز نے کہا ہے ؎

سمایا ہے جب سے تو آنکھوں میں میری　　　جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

مشہور عالم سرمد جسنے علمیت سے ولایت کو حاصل کیا اسکا قول ہے بہنگام قتل جلاد کی صورت کو دیکھکر ؎ ز تیغ جور تو من کے ہراسم　　　بہر رنگے کہ آئی مے شناسم

باقی رہا محمد صاحب کا زینہ لگا کر آسمانوں پر اُسکے ملنے کے واسطے جانا۔ یہ علمی و عقلی طریقہ سے باطل ہے۔ جاہلوں کے سوائے تمام دُنیا کے عقلمند کشش ثقل کے مسئلہ کو مانتے ہیں۔ اور اس بات کے بھی قایل ہیں کہ زمین اور سورج کے درمیان قوت کشش یعنی آکرشن شکتی نہایت زبردست طاقت سے کام کر رہی ہے مگر اسکے ماننے سے معراج محمدیہ کا رد خود بخود ہو جاتا ہے بلکہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ کوئی عقلمند اس مسئلہ کے ماننے والا معراج محمدی کا قایل نہیں ہوسکتا اور نہ یقین کرسکتا ہے۔ کیونکہ کوئی مادی چیز اسکی تاثیر سے باہر نہیں ہوسکتی۔ علے ہذا حضرت کا مادی جسم بھی اس کی تاثیر سے الگ نہ تھا۔ بنا بران آنحضرت کا جانا اور آنا سراپا باطل ٹھیرا اور سب سے آسان وجہ اس کے بطلان کی یہ ہے کہ کسی نے اُنکو آتے جاتے نہ دیکھا اور نہ وہ گئے بلکہ جسکے پاس چارپائی پر سوتے تھے وہ بھی انکاری ہے۔ جارج سیل صاحب انگریزی قرآن کے دیباچہ میں فرماتے ہیں "جو عزت محمد کی اس وقت ہے اُسکی اُسکو بالکل امید نہ تھی۔ اسی واسطے اُسنے یہ جھوٹے دعوے کئے تاکہ موسیٰ کی طرح عزت پاؤں تاہم اُسکے معراج کا ذکر ایسا ردی اور لغو معلوم ہوا کہ اُسکے پیرؤں نے اُسکو چھوڑ دیا۔ اور میں اس بات کو سوچنے کے لئے تیار ہوں کہ یہ جھوٹی بات باوجود لغویت کے ایک بڑا بھاری مکر کا کام تھا جو محمد نے عمداً کیا اُس شہرت کے حاصل کرنے کے لئے جسکو کہ اُس نے بعد مرگ حاصل کیا" (صفحہ ٣٣ سطر ٣٩ سے ٤٨ تک)

اور سوائے چند ضعیف الاعتقاد آدمیوں کے بڑے بڑے فاضل محمدی بھی اس سے انکاری ہیں۔ مشکوۃ سے ظاہر ہے کہ کوئی پانچویں سال کوئی چھٹے سال اور کوئی بارہویں سال بتلاتا ہے اور سال کے بارہ میں ہی اختلاف نہیں بلکہ مہینوں کا بھی سخت اختلاف ہے کوئی ربیع الاول کوئی ربیع الآخر کوئی رمضان کوئی شوال۔ کوئی رجب بتلاتا ہے اور صرف یہی نہیں کہ جب حضرت نے یہ معراج آسمانی کی کہانی سُنائی کُل مسلمانوں نے بھی اعتبار کرلیا ہو نہیں نہیں بلکہ بہت سے مسلمان بھی اُسوقت اُس سے مرتد ہوگئے اور حضرت کے مخالف بنگئے۔ اس کے بعد خود مصنف مشکوۃ رائے دیتا ہے "فہم اینمعنی از حوصلہ ادراک گرفتاران مضیق حس و عادت بیرون ست اینجا ایمان باید آورد و کیفیت آن بعلم الٰہی تفویض باید نمود و بحقیقت تمام اطوار نبوت و وحی و معجزات از حیطۂ عقل و قیاس بیروں اند ہر کہ آنرا تابع قیاس و موقوف فہم و درک عقل خود دارد و گوید تا معقول من نشود نمیگردم و اعتقاد نمے کنم از نصیبہ ایمان محروم باشد" (مشکوۃ جلد چہارم صفحہ ٥٥١)

[1] اعزہ جمع عزیز یعنے بزرگان۔ از عیاث ١٢

لطیفہ۔ ایکدن محمد صاحب معراج کی کہانی سُنا رہے تھے۔ کہ اس طرح میں رات کو خدا سے ملاقات کرنے کے واسطے ہفت آسمان سے اوپر عرش و کرسی کے پاس خدا سے ملنے گیا۔ ایمان لاؤ اور یقین کرو۔ ایک یہودی یا پادری نے عرض کی کہ حضور اپنا ایک پاؤں اُٹھائیے حضرت چونکہ اُسکی دلی آرزو سے ناواقف تھے فوراً ایک پاؤں اُٹھا لیا۔ اُسنے پھر عرض کی کہ دوسرا بھی اٹھا لیجئے۔ فرمایا کہ کس طرح اُٹھا سکتا ہوں تب پادری نے عرض کی کہ آپ پھر ایسا فضول معراج آسمانی کا دعوے کیوں کرتے ہیں اتنے بہتر ہے گہ خاموش رہیں۔ حضرت کچھ معقول جواب نہ دیسکے۔ اسی مطلب کو محمد مُحسن صاحب فانی نے دبستان مذاہب میں اس طرح بیان کیا ہے "چون نتوانست بحضور منکران باجسد بآسمان برآید چہ سان معراج او جسمانی بود و چون بنیاد ر نوشتہ بچہ طریق مصحف برو نازل شد" (صفحہ ۲۱۸-۳۲) + اب اے ناظرین آپ معراج کی حقیقت سمجھ گئے ہونگے کہ کیسی فضول و ہلیں کرکے لوگ دنیا کو گمراہ کرتے ہیں اور کسطرح زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں علم ہیئت و جغرافیہ جاننے والے اس قرآنی عرش و کرسی کی حقیقت بخوبی جانتے ہیں کہ یہ محض خیالی روایت ہے اور دین کی ترقی کے لئے طبعزاد حکایت اسکا نہ سر ہے نہ پیر محض اللہ اللہ اور خیر صلا ہے۔ ہم نے فاضل اجل حکیم بوعلی سینا کی رائے بھی نسخہ خبط احمدیہ میں ثبت کردی ہے۔ مولوی صاحب ضرور ملاحظہ فرماویں اور فضول توہمات سے باز آویں۔ مولوی صاحب نے ساتویں آسمان کا تو نیلا رنگ بتلا ہی دیا۔ بس اب ثبوت دعوے میں کیا کمی رہی ہر کہ شک آرد کافر گردد۔ اس روشنی کے زمانہ میں ایسی کتابوں کے شائع ہونے کی اشد ضرورت ہے۔ جسقدر ایسی کتابیں مشہور ہونگی۔ اسلام کی رونق کافور ہوتی نظر آئیگی۔ کیونکہ اب علم و عقل کا زمانہ ہے بہانہ بنانے اور بیہودہ ہتکنڈوں سے کام چلانا اسنبھو ہے۔ پس ہم بڑے زور سے کہہ سکتے ہیں کہ ایسے خیال باطلہ حقیقت اور معرفت کی علم سلیم اور صراط المستقیم سے بہت گرے ہوئے ہیں اور عرض کسی ور بات کے وہ اپنے ثبوت کے خود محتاج ہیں سید ناصر علی صاحب نے سچ کہا ہے ؎

سیر افلاک بپا مردی خود ممکن نیست کعبہ و دیر رہا کن کہ درین راہ سنگ اند

سوال ۴

بہشت دوزخ کہاں ہیں اور اُن کے ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ بہشت میں ایماندار مومنہ یعنی ایماندار عورت کو کیا ملیگا۔

۱۶ و ۱۸۔ جواب مولوی۔ بعد مرنیکے نیکوکار کو اُس کی محنت و نفس کشی کے صلہ میں اُسکے خالق کی طرف سے انعام ہے اور ہمیشہ کے رہنے کیلئے ایک سب سے اعلےٰ اچھا مقام کہ جسکا نام جنت ہے اور نافرمان بدکاروں کیلئے ایک جیلخانہ سزا کیلئے آگ کا دہکتا ہوا تیار ہے اور اپنی ذات کے منکروں کے لئے منہ کھولے ہوئے ہے کہ کب کوئی میرا منکر مرے اور میں اُسے اپنے اندر لیکر مشاہدہ کراؤں۔ جو اہل کتاب و مشرکین سے ہمارے نبی صلعم اور ہماری سچی کتاب کا منکر ہوا وہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جلتا رہیگا۔ نہ کہ وید کی بابت کہ مرنے کے بعد نہ جنت ہے نہ دوزخ۔ باقی رہا ایک جواب کہ عورت مومنہ کو جنت میں کیا ملیگا۔ اگر اُسکے شوہر کا نیک خاتمہ ہوا تو یقین اس امر کی طرف مبنی ہے کہ وہ عورت اسی طرح جنت میں اپنے اُسی ایک شوہر کے تحت زوجیت میں رہنی چاہئے گو کہ اُس کے شوہر کو اور بھی نکاح کی ضرورت ہو اور اجازت بھی دیجائے۔ باقی رہا یہ امر کہ کیا وجہ ہے کہ مرد کو کئی کئی عورتوں کے رکھنے اور نکاح کے کرنیکی اجازت ہے اور عورت کو نہیں۔ اس کا فلسفہ یہ ہے کہ عورت بمنزلہ زمین کے ہے اگر اسمیں مختلف قسم کا بیج و نطفہ پڑے اور ایک عورت چند آدمیوں کے ماتحت رہکر باری باری صحبت کے لئے اجازت دے اور ہر ایک کا نطفہ رحم میں قرار پکڑے تو نتیجہ اور پھل یہ بر آمد ہوا کہ وہ بچہ مشترکہ پیدا ہوگا اور ہر ایک اس امر کا مدعی رہیگا کہ یہ لڑکا میرا ہے اور فرض کیجئے کہ وہ سب نسل میں مختلف

ہیں تو پھر فرمائیے کہ وہ برہمن ہے یا کھتری۔ اور سوال یا اگروال اور اُسکا نکاح کس کفو میں ہونا چاہئیے اسی بنا پر کسی کا حسب و نسب قائم نہیں رہ سکتا۔ جسکا باقی رہنا ایک امر ضروری ہے۔ علاوہ بریں اور بہت سی خرابیاں ایسی واقعہ ہوتی ہیں کہ جسکی تفصیل اس مختصر میں رقم پذیر نہیں ہو سکتی نیوگ کا مسئلہ نہیں کہ پانچوں پانڈے ایک ہی ارجن جی کی ناری کو باری باری بھوگیں

(اس کے بعد اصل مینوسکرپٹ کے لکھے ہوئے ۱ صفحہ گم ہو گئے۔ ایڈیٹر)

کہ افعال رذیلہ کے لئے محرک ہو۔ اس وجہ سے کہ محرک یعنی صلاح دینے والا اور خالق یعنی اُس کام کے بنانیوالا ان ہر دو معنے میں یوں بُعد آسمان زمین جیسا ہے۔ کیونکہ ایک کسی کام کا خود کرنا اور ایک اُس کے کرنے کے لئے رائے و صلاح و مشورہ کا دینا ان ہر دو معنوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ پس اہل اسلام کا یہ پہلا مسئلہ ہے کہ جسقدر افعال رذیلہ ہیں۔ ان سب کا مشیر شیطان اور پیدا کرنیوالا رحمان ہے۔ اسوجہ سے کہ رحمن کی شیطان سے بعید ہے جو ایسے افعال کی طرف آدمیونکے دلوں کو متوجہ کرے کہ جسکے پاداش میں وہ خود سزا دینے کے لئے ہر وقت طیار ہو۔ خدا سب چیزوں کا خالق ہے مگر بڑے کام کی ہدایت نہیں کرتا اور نہ اُنکا مشیر ہے جو بڑے کام کا مشیر ہے وہ شیطان ہے۔

تردید۔ یہ تو ہمکو پہلے سے معلوم ہے کہ توریت و انجیل و قرآن میں شیطان کا بہت حال لکھا ہوا ہے مگر ان کتب سے بہت پہلے اس کا وجود ژند اوستھا میں ہے اور وہی اصل میں اس شیطانی ہستی کا موجد ہوا۔ موسیٰ وغیرہ نے سلسلہ وار اسکی تقلید کی اُسنے اپنے خیال میں سوچا کہ پاک خدا سے بدی کا نکلنا محال ہے پس وہ بدی کا خالق نہیں وہ تو یزدان یعنی نیکی کا خالق ہے۔ بدی کا خالق اہرمن یعنی شیطان ہے۔ اعوذ باللہ من شیطان الرجیم وغیرہ کئی آیات قرآنی سفر نگ و ساتر کی لفظ بلفظ نقل ہیں۔ جو زبانی سلمان پارسی کے جو حضرت کا صحابی تھا۔ سُنکر قرآن میں درج کردیں جس الزام سے بچانے کے واسطے زردشت نے شیطان یعنی اہرمن کو ایجاد کیا تھا۔ وہی الزام محمد صاحب نے پھر خدا کے ذمہ لگایا۔ اور دونو کو ملا کر ایک خالق ٹھیرایا۔ غالباً فتبارک اللہ احسن الخالقین کے بھی یہی معنے ہیں اور حدیث میں ہے لا تحرک ذرة الا باذن اللہ یعنی ایک ذرہ بھی ہل نہیں سکتا بغیر حکم اور حرکت خدا کے یعنی سب کام خدا کی تحریک سے ہوتے ہیں آپ اپنی معاملہ فہمی سے جس تحریک کا ملزم شیطان کو سمجھتے ہیں مصنف حدیث وہ الزام بھی خدا کے گلے مڑھتے ہیں۔ مصنف قرآن شیطان کو عصیان کا ٹھیکہ دار سمجھتا ہے۔ کہ وہ رحمان سے بدکاری و گنہگاری کا ٹھیکہ لیکر گمراہی خلایق پر مقرر ہے اور ٹھیکہ کی میعاد قیامت تک ہے۔ یا جبتک خدا چاہے۔ بیسیوں آیتیں قرآن میں موجود ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا گمراہ کرتا ہے مُہر کرتا ہے خدا کافروں کے دلوں پر۔ جنکو غلطی میں ڈالے اللہ تو ایسا کوئی نہیں کہ اُسے سوجھاوے۔ اللہ اسی طرح گمراہ کرتا ہے کافروں کو (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۵۱ سے ۲۵۱ تک) اسکے علاوہ اور بہت سی آیات سے ثابت ہے کہ خدا و شیطان کا ایک ہی کام ہے یعنی شیطان بھی وہی کام کرتا ہے جو خدا۔ خالق تو آپنے بھی شیطانی اور نکی صفات کا رحمان مان لیا۔ باقی رہا محرک یا مشیر یا صلاحکار وہ اگرچہ آپنے شیطان کو مانا۔ اور سب انسان کو مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھدیا ہے کہ ایک ایک آدمی کے ساتھ ستر ستر اُسکے ساتھ وثوق ارادہ رکھنے والے جن (شیطان) انسان کے ہلاک کرنے کیلئے عمیق و عمیق گڑھے میں ڈالنے کی غرض سے رات دن اس انسان کے ساتھ وابستہ ہیں اور اُن کی بڑے ابلیس کی ایک پوری سلطنت ہے جسپر وہ حکمران ہے اور اُسکو مبدا فیاض سے باز مالش خلق اللہ ایسی صورت اور قدرت عطا کی ہے کہ وہ تھوڑے ہی عرصہ میں ہوا کی مانند تمام دنیا کا سفر کرسکتا ہے اور لہو کی طرح رگ رگ میں انسان کے گھس جاتا ہے" اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا کی ذات میں جائے گفتار نہیں ہے کہ جسنے ایسی شیطان

ہستی کو قایم کیا"۔ آپ خیال کر سکتے ہیں کہ جب اتنے زبردست دشمن انسان پر مقرر ہیں۔ تو انسان کا کیا یارا کہ بدی سے بچ سکے یا نیکی کر سکے۔ خدائے قرآنی کے حسب حال کسی نے فرمایا ہے

درمیان قعرِ دریا تختہ بندم کردۂ	باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

پس قرآنی اعتقاد کے مطابق بدیوں کا محرک و کاسب اور خالق شیطان ہے اور نیکی کا محرک و کاسب و خالق رحمان یا سب بد و نیک کا خالق و فاعل خود خدا ہے۔ اسی خدا کی جان کو رونے والے شاعر کہتے ہیں

گرچہ نہ مختار و فاعل ہر چہ ہست از حکم تست	پس بپاداش گناہم این ہمہ تعزیر چیست

دوسرا کہتا ہے

چوں ایں بنیاد بد را خود فگندی	گناہ خویش را بر ما چہ بندی

تیسرا کہتا ہے

درکوئے نیکنامی ما را گذر نہ دادند	گر تو نمے پسندی تغیر کن قضا را

سوال ۶۔ محمد صاحب کے سب سے بڑے معجزۂ شق القمر کا تاریخی اور علمی ثبوت کیا ہے؟

۲۱-۲۶-جواب مولوی۔ سوانح الحرمین میں لکھا ہے کہ شہر دہار جو دریائے چنبل صوبہ مالوہ میں واقعہ ہے۔ وہاں کا راجہ اپنے بالاخانہ پر رات کے وقت بیٹھا ہوا تھا۔ کہ یکبارگی اُسنے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور پھر مل گیا۔ صبح کو حاضر اجلاس ہو کر اپنے پنڈتوں کو جمع کر کے یہ ماجرا بیان کرنے کے بعد حقیقت حال سے استفسار کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک پیغمبر عرب میں پیدا ہوگا اُس کے ہاتھ پر معجزہ شق القمر ظاہر ہوگا چنانچہ اس راجہ نے ایک ایلچی محمدؐ صاحب کے پاس بھیجا اور ایمان لایا۔ آپنے اُسکا نام عبداللہ رکھا اور قبر اُس راجہ کی اُس شہر کے باہر اب تک زیارتگاہ ہے اور تاریخ فضلی میں نام اصلی اس راجا کا بھوج لکھا ہے۔ ایسا ہی توریت میں حضرت یوشع کے لئے آفتاب کا ٹھیر جانا لکھا ہے۔ یہ ایسا عجیب و غریب معاملہ تھا مگر کسی اہل تاریخ نے اس کو درج نہیں کیا۔

تردید۔ یہی بے بنیاد ثبوت مرزا صاحب قادیانی نے سرمہ چشم صفحہ ۷۹ پر بھی لکھا تھا جس کا جواب ہم نے نہایت واضح طور پر نسخہ خبط احمدیہ میں دیدیا ہے آپ کا بیان کردہ ثبوت کئی وجوہ سے باطل ہے:۔

وجہ اول۔ محمد صاحب کی کسی حدیث یعنی صحاح ستہ میں اس کا مطلق ذکر نہیں اور نہ نام و نشان ہے۔ وجہ دوم۔ زمانہ محمد صاحب کی بنی ہوئی کسی کتاب میں خواہ وہ فسانہ ہو یا تاریخ اسکا پتہ نہیں۔ بلکہ غیر ملک کی کسی کتاب میں اس کا اشارہ نہیں۔ وجہ سوم ہندوستان تو درکنار۔ عرب میں بھی کوئی ایک آدمی اس کو دیکھ کر مسلمان نہ ہوا۔ اور نہ کسی کافر کے سامنے محمد صاحب نے اپنی حین حیات میں اسکا ذکر کیا۔ وجہ چہارم سوانح الحرمین کوئی ایسی کتاب نہیں جسکو ہم نے آجتک دیکھا یا سُنا ہو۔ آپ بتلایئے کہ وہ کب تصنیف ہوئی۔ کسنے تصنیف کی اور کہاں اور کتنی قیمت پر ملسکتی ہے اور اُس کے کل کتنے صفحے ہیں اور کس مطبع میں کس زبان میں طبع ہوئی ہے اور اُسکے کس صفحہ پر یہ لکھا ہے اور اسی طرح تاریخ فصلی کا بھی نشان دو تاکہ ہم تحقیق کر کے آپکے بیان کی صداقت پرکھیں۔ وجہ پنجم۔ ہم نے ایک خط جو بنام سکرٹری آریہ سماج اوجین کے ارسال کیا ہے بدیں مضمون ہے:۔ مہاشہ منتری صاحب نمستے۔ دہار یا دہاد ایک قصبہ ہے یا شہر دریائے چنبل کے مالوہ میں اجین کے پاس۔ وہاں سُنا گیا ہے کہ کسی ایسے ہندو راجہ کی قبر ہے جو محمد صاحب کا معجزہ شق القمر دیکھ کر مسلمان ہو گیا تھا کیا یہ سچ ہے؟ آپ ضرور وہاں تشریف لا کر دریافت کر کے مجھے اطلاع دیویں کہ اصل واقعہ کتنا سچ ہے اور کیا ایسا واقعہ وہاں مشہور ہے اور کسی ایسے ہندو راجا کی خانقاہ وہاں ہے جس کا اصل نام بھوج اور مسلمانی نام عبداللہ ہے۔ آپ مجھے مفصل حالات سے مطلع فرماویں کہ وہ کب ہوا ہے اور اُسکی بابت آپ نے کیا سُنا ہے۔ مورخہ ۲۔ جون ۹۳ء

لیکھرام آریہ مسافر از کھوٹہ ضلع راولپنڈی

(ہم نے پنڈت جی کے کاغذات میں بہت پڑتال کی لیکن کوئی خط اس کے جواب میں آیا ہوا نہ ملا۔ اڈیٹر)۔

جس طرح معجزہ شق القمر جھوٹھا ہے اُسی طرح ردشمس کا معجزہ یشوع باطل ہے یہ فضول حوالہ تو آپ تب دیتے جب ہم اُسے معقول کتاب یقین کرتے یا اُسکو سچا مانتے۔ کوئی فاضل علم سائنس کا جاننے والا ایسی ردّی باتوں کو صحیح نہیں مانتا اور نہ قابل اعتبار یقین کرتا ہے ہم نے مفصل شق القمر کی تردید نسخہ خبط احمدیہ میں درج کر دی ہے جسکا جواب یقین واثق ہے کہ قیامت تک اگر مسلمانوں نے دیدیا تو ہم کہیں گے آج دیا۔

آپ لکھتے ہیں کہ شق القمر کو بڑا معجزہ کیوں لکھا اِسکا باعث یہ ہے کہ جب سے ہماری کتابیں شائع ہوئی ہیں تب سے آریہ دنیا پر باوجود نہ ماننے معجزات کے بھی یقین واثق ہو گیا ہے کہ کوئی معجزہ محمد صاحب کا قرآن میں نہیں لکھا بلکہ ۱۶ جگہ انکار ہے۔ اور شق القمر تو محض باطل ہی ہے لیکن چونکہ مرزا غلام احمد صاحب نے اُسے بالکل رد نہیں کیا۔ بلکہ مردہ آدمی کے سوانس لینے کی طرح آہستہ آہستہ اقرار کیا ہے اسی واسطے اُس رد کو اور مضبوط کرنیکی نیّت سے غالباً اُنہوں نے سوال کیا تھا کہ ہم اتفاقاً کہتے ہیں کہ اگر یہ معجزہ قرآن میں ہو تو فی نفسہ تمام معجزوں سے بڑا معجزہ ہے لیکن نہ تو اُس آیت کے یہ معنے ہیں اور نہ معجزہ کے متعلق ہے بلکہ اُس میں صرف قیامت کا ذکر ہے باقی رہا آپکا کہنا کہ سب سے بڑا معجزہ قرآن شریف ہے شق القمر نہیں۔ یہ آپکی خوش فہمی ہے فصاحت قرآنی صرف مسلمانوں کا خوش اعتقاد ہے ورنہ جہاں تک بڑے داناؤں نے علمی و عقلی طور پر تحقیقات کی ہے اُس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مضامین تو جیسے ہیں ویسے ہی ہیں۔ مگر فصاحت اُس میں ایسی نہیں ہے جیسی مسلمان خیال کرتے ہیں۔ ہاں معمولی فصاحت ہے اور قباحت بھی یعنے مضامین اور قصّے بار بار دوہرائے گئے ہیں اور بے سرو پا بیان کئے گئے ہیں نہ کہ بائیبل کی طرح ترتیب وار پھر آپ لکھتے ہیں۔ "اے دشمنان محمد اگر تم اس دعوے میں سچے ہو تو جاؤ بنا لاؤ کوئی ایک چھوٹی سی سورۃ مانند محمد صلعم کے اور توڑ دو اُسکے دعوے کو اور شریک کر لو اُسکی مانند سورۃ کے بنانے میں اپنے اُن سچّے اوتاروں اور معبودوں کو کہ جنکی رات دن تم پوجا کرتے ہو اور حلوہ مانڈے پوری کچوری اور طرح طرح کے عجائب و غرائب دُنیا کے اُنکے روبرو لاتے اور چڑھاتے ہو"۔ یہ آپکا دعوے سراپا لایعنی ہے کسی غیر مذہب کے آدمی نے جو عربی زبان میں مسلمانوں سے زیادہ فاضل ہیں یا اُن کے مساوی۔ قرآن کی بنظیر فصاحت کی شہادت نہیں دی ہم اسپر بہت کچھ نسخہ میں عرض کر چکے ہیں اور مقابلہ کی آیات بھی مقابل دھر چکے ہیں۔ اور ہماری مصنفہ نہیں بلکہ فصحائے عرب کی مصنفہ لیکن یہ دعوے اگر آریہ لوگ کریں تو زیبا ہے آپ تو سارے قرآن کے مقابل یا سورۃ محمد کے مطابق جس میں ۳۲ آیات ہیں بنوانا چاہتے حالانکہ نہ ہم اعرابی ہیں اور نہ قریش مگر ہم بشہادت علمائے غیر مذہب کے دعوے کرتے ہیں کہ وید کے کسی منتر کے مقابلہ میں کوئی انسان نہیں بنا سکتا خواہ وہ کتنا ہی زور لگائے۔ اے مخالفان و معاندان وید مقدس! اگر تمکو اس بارے میں شک ہو کہ ہم وید مقدس کے مقابلہ میں عاجز نہیں ہیں تو وید کی پرش سُکت یا ایشا درش یا اگھ مرشن کے مقابلہ میں کوئی شرتی بنا لاؤ اور اگر خود کمزور ہو تو اپنے ساتھ شریک کر لو تمام اپنے پیغمبروں اور نبیوں شہیدوں۔ جنّوں۔ فرشتوں کو اور اگر پھر بھی نہ بنا سکو تو حضرت عرش آشیانی سے امداد لیلو۔ ہم حق الیقین سے کہتے ہیں کہ تم یا کوئی اور تمہارا مددگار ایسا ہرگز نہ کر سکیگا+

سوال ۷ - قرآن کے منجانب اللہ ہونے کا کیا ثبوت ہے اور خدا کے ہر جگہ ہونے پر جبرئیل کے لانے کا کیا سبب اور اسباب کا بھی ثبوت چاہیئے کہ وہ پارسیوں اور عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں سے نقل نہیں ہے۔ جبکہ بی بی خدیجہ ایک فاضلہ یہودن آں حضرت کے گھر میں موجود تھیں۔

۳۰۔ مولوی کا جواب - قرآن کا دعوٰے ہے کہ اگر یہ کسی عورت یا مرد یا محمدؐ کا خود بنایا ہوا ہے۔ تو ویسے ویسے عورتیں اور مرد اُس زمانہ سے ہزاروں گزر چکے ہیں تو فرمائیے ایک سورۃ مانند انا اعطینا کے جسکے اندر دس کلمہ ہیں کیوں نہ بنا لائے۔

آریہ - ایک سورۃ کیا اور دس سورتیں کیا وہ تمام قرآن کی مانند بنا لائے اور لانے کو تیار تھے اور ہیں۔ مگر متعصب مسلمان کب مانتے تھے اور خاصکر جبکہ بنانیوالے کے واسطے کفر کا فتوےٰ اور قتل کی دھمکی بھی ساتھ موجود ہو۔ لوگوں نے ایسی عمدہ جواب طیار کئے کہ بزرگان قریش نے بہ سبب اُنکی فصاحت و بلاغت و عمدگی کے قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا۔ خدائے آسمانی سے بھی گالی گلوچ کے سوا کچھ نہ بن سکا دیکھئے تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے۔ لقلنا مثل ھذا وھو قول النفر بن الحارث واسنادہ الی الجمیع اسنادما دخل رئیس القوم الیھم فاند قد کان قاضھم وقوا الذین آیمتہ وانی امرہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا غایتہ مکابرتہم وفرط عنادھم ادلواذلک فی منتعھم ان یشار وافعد تحدھم وقدعھم بالعجز عشر سنین ثم قارعھم بالسیف فلم یعارضوا اسواہ مع انفستھم وفرط استنکا فھم ان یغلبوا خصوصًا فی باب البیان ان ھذا الا اساطیر الاولین وردی اند لما قال النفر" اور پھر اسی کے حاشیہ پر لکھا ہے " وھو قول النفر الخ حیث سمع اقتصاص اللہ تعالےٰ احادیث القرون فقال لوشھت لقلت مثل ھذا وھوالذی جار من بلاد فارس بنسختہ حدیث رستم واسفند یاد فزعم ان ھذ مثل ذالک " (جلد اول صفحہ ۳۱۶ بیضاوی) اور پھر سورۃ لقمٰن کی تفسیر میں لکھا ہے یعنز کون استماع القرآن (صفحہ ۱۶۴) اور پھر مدارک التنزیل میں ایسا ہی لکھا ہے جسکا یہ ترجمہ ہے کہ جب نفر بن حارث ایران کے بادشاہونکے قصص بمقابلہ قرآن کے ثمود و عاد کے قصوں کے معرب کر لایا تو اہل قریش نے اُنکی فصاحت کے سبب سے یعتز کون استماع القرآن یعنے قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا"۔ (جلد دوم سورۃ لقمٰن صفحہ ۱۵۶) اور تفسیر حسینی میں بھی لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ نفر بن حارث بجانب فارس رفتہ بود وقصہ رستم واسفندیار خریدہ در مجامع قریش بنوعے بسامع ایشاں می سانید کہ ہمہ شیفتہ و فریفتہ مے شدند ولاف می زدکہ محمد از قصہ عاد و ثمود و عظمت مملکت سلیمان و داؤد خبر مے دہد من از وسعت مملکت و وفور ابہت ملوک عجم سخن میگویم" حق سبحانہ این آیت فرستاد واز مردماں کسے ہست کہ میخرد سخن بہ بازی و گفتہ زند سخن فریب دہندہ مشغول کنندہ یعنی اختیار کند افسانہ بے اعتبار تا گمراہ سازد مردمانرا از راہ خدائے تعالےٰ یعنی از دین او بازدارد وآن استماع قرائت قرآن ست" (تفسیر حسینی جلد ثانی سورۃ لقمٰن صفحہ ۱۸۳ نولکشور)

۲۸۔ مولوی - اے علم سے دور آریو کسی نے بھی لکھا ہے کہ یہ قرآن درحقیقت ایک عورت کی تصنیف شدہ کتاب ہے۔ کسی تاریخ میں بھی اُس بی بی کی سوانح عمری کی بابت کسی موافق اور مخالف نے ایسا تحریر کیا۔ کوئی بھی عرب و عجم کا رہنے والا موافق اور مخالف اس امر کی تشریح بیان کرتا ہے کہ بی بی خدیجہ عرب کی زمین پر ایک اعلےٰ درجہ کی فاضلہ یہودن مانی جاتی تھی۔ اور یہ بھی خبر ہے کہ وہ وحی اُترنے سے کتنی مدت بعد ایمان لائی ہیں۔ اُنکے ایمان لانے سے پیشتر جو قرآن نازل ہوا وہ کونسی بی بی سے لکھوایا ہوا تھا۔ اور جب یہ ایمان لائیں تو اُنکی عمر اُسوقت قریب پچاس برس کی تھی اس سے پیشتر بھی اُنکا کوئی ایسا معاملہ درپیش آیا کہ جس سے عرب والوں نے اُنکا فاضلہ ہونا تسلیم کیا تھا یا کسی نے یہ سوال پیش کیا کہ اے محمد یہ کتاب تیرے خدا کی بنائی ہوئی نہیں ہے بلکہ اُس بوڑھی عورت خدیجہ کی بنائی ہوئی ہے جو باوجود فاضلہ ہونے کے تجھ امی پر ایمان لائی *

آریہ - افسوس کہ آپ کو تعصب کے سبب تمام عمدہ باتوں اور صحیح روایتوں سے انکار کرنا پڑتا ہے اور توہمات باطلہ سے نکلنے کو دل نہیں چاہتا۔ اول ہم آپ کو قبل از نبوت کا حال بتاتے ہیں۔ سوچئے اور قوائے فطرتی سے کام لیجئے۔ اپنی کانشنس کو مردہ نہ کر ڈالیئے نمبر ا حضرت سوداگری کے واسطے کس کے پاس ملازم ہو کر شام کی طرف گئے ؟ اور جب واپس آئے تو کیوں اُس چالیس سالہ دولتمند یہودن سے ایک پچیس سالہ نوجوان نے شادی منظور کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ دولت کا لالچ تھا اب ذرا خدا کیواسطے کتب حدیث و تاریخ مشکوۃ باب البعث وبدر الوحی پڑھئے۔ تاکہ آپکو معلوم ہو جائے کہ حضرت سلامت نبوت یا رسالت یا فرشتہ یا خدا یا الہام کے حال سے کسقدر ناواقف تھے جسقدر واقف کر دیا اور آگاہی بخشی وہ سب اسی خدیجہ کا کام تھا۔ اور جتنی خود وہ دانا اور فاضلہ تھی۔ اُس سے زیادہ اُسکا چچا تھا۔ وہ خود توریت اور زبور کے ماہر اور عالم تھے اور اُسکا چچا یہانتک کہ انجیل و توریت وغیرہ کا عبی ترجمہ کرتا تھا پس آپ خیال کریں کہ ۲۵ سالکی عمر میں جب حضرت نے اس فاضلہ یہودن سے شادی کی اور ۱۵ سال تک اُس کی صحبت میں رہچکے اور دن رات توریت و انجیل سنتے رہے (ہمارے ناخواندہ ہند و بھائی مرد اور عورتیں سُنتے سُنتے تمام رامائن۔ مہابھارت کی کہانیاں حفظ کر لیتے ہیں اور بعضے اندھے قرآن کے حافظ بھی ہو جاتے ہیں) اور حضرت ذہین بھی تھے ۱۵ سال تک سنتے سنتے اور یاد کرتے کرتے اور پھر شب و روز اُن کو توریت و انجیل کے تمام واقعہ یاد ہو گئے جس طرح ان باتوں سے پہلی محرم راز وہ تھی اُسی طرح سب سے پہلے وہی مومنہ شمار ہوئی اور سچ پوچھو تو دعوے نبوت کی بانی مبانی اور محرک وہی تھی۔ یہی سبب تھا کہ باوجود بوڑھی ہونے کے جبتک وہ زندہ رہی حضرت نے دوسری شادی نہیں کی اُسکے مرنے کی دیر تھی کہ حضرت نے ۵۰ سال کی عمر میں یکے بعد دیگرے ۹-۱۱-۱۲-۱۸-۲۰ تک شادیاں کیں (مفصل دیکھو جامع الاصول و مشکوٰۃ) سعدی نے سچ کہا ہے۔ مرد چوں پیر شود حرص جواں میگردد۔

مشکوٰۃ میں لکھا ہے بذکر بی بی خدیجہ۔ " اول کسے کہ بحقیقت ایمان آورد اوست و ہیچکس را باوے مشارکت دریں صفت نیست"۔ (فصل ا جلد ۴ صفحہ ۵۳۳ نولکشور)

مدارج النبوۃ میں ہے خدیجہ زنے فاضلہ۔ عاقلہ۔ عارفہ۔ و در جاہلیت او را طاہرہ میگفتند و نسبے عالی وافر داشت" (صفحہ ۵۹۴) ایک اور جگہ لکھا ہے خدیجہ کُتب پیشینیاں خواندہ بود" اب مشکوٰۃ شریف باب مناقب ازدواج مطالعہ فرمائیے۔ حضرت اس بی بی کے کس قدر زیر احسان ہیں اور کہانتک اُسکی تعریف کرتے ہیں۔

"گویا نبود در دنیا ہیچ زنے موصوف بصفات حمیدہ مگر خدیجہ" (صفحہ ۷۱۲)

اور صرف یہ ایک ہی نہیں تھی اور بھی بہت سے آدمی ہیں جو اس کام میں رازدار تھے۔ قرآن میں بھی اِسکا بیان ہے ولقد نعلم انھم یقولون انما یعلمہ بشر لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی و ھذا لسان عربی مبین" اِسپر تفسیر حسینی میں ہے در خبر است کہ غلامے رومی بود مر عامر بن خضر می را گویند کہ جبر گفتندے و گویند کہ دو غلام بود نہ جبر و یسار کہ شمشیر ہا را صیقل زدندے و اہل کتاب بودندے پیوستہ توریت و انجیل خواندندے و چوں حضرت رسالت پناہ بر ایشاں بگذشتے استماع قرات ایشاں فرمودے۔ وگفتہ اند خویطب را غلامے عایش نام بود از اہل کتاب یا یعیش یا بلعام

یا نجیس یا عداس۔ واضح آنست کہ او را بو فکیہ گفتندے شبہا پیش حضرت پیغمبر آمدے و قرآن تعلیم گرفتے۔ قریش گفتندے محمد ازیں غلام کلامے می آموز د باما می گوید“ (دیکھو سورۃ النحل جلد اول صفحہ ۳۷۷)۔

ناظرین خیال کریں کہ جب سلمان پارسی کی زبانی سُنکر حضرت نے بسم اللہ وغیرہ کئی عمدہ آیات قرآن میں درج کرلیں اور وہ اب تک موجود ہیں۔ یعنی اُس نے پارسی سے آسان عربی میں سُنادیں۔ حضرت نے فصیح عربی میں ترجمہ کرلیں توریت وغیرہ کے عربی ترجمہ سے اور گھر میں رازدار یہودن کی زبانی سُنتے اور صدہا مرتبہ اہل کتاب آدمیوں سے صحبت رکھنے کے وہ نہیں سُن سکتے تھے یا فصیح عربی میں ترجمہ نہیں کر سکتے تھے مصنف قرآن کا یہ عذر کہ وہ اعرابی نہیں ہیں بلکہ عجمی ہیں اسی واسطے اُن سے نہیں سُنا بالکل فضول ہے کیونکہ وہ فارسی میں نہیں سُناتے تھے بلکہ عربی میں با محاورہ اور فصیح ترجمہ کرنا آں حضرت کا کام تھا یا خدیجہ یا اُس کے چچا کا اور بڑے زور سے دعوے کرتے ہیں کہ قرآن کا کوئی مضمون بھی ایسا نہیں ہے جو توریت و انجیل و زبور و ژند اوستھا سے نہ لیا گیا ہو۔ بلکہ ہم بتلا سکتے ہیں کہ اب تک بھی تمام دنیا کے مسلمان اُن باتوں کو مانتے ہیں اور ان باتوں کے محتاج ہیں۔ مگر قرآن میں اُنکا مطلق ذکر نہیں۔ مثلاً عید و ختنہ و صفائی و پاکیزہ رہنا چاہ اور پانی کی بابت حرام و حلال کی بابت وغیرہ وغیرہ۔

سوال ۸۔ شفاعت کے بارے میں اور خصوصاً محمد صاحب کی شفاعت کے بارہ میں نقلی اور عقلی ثبوت دیجئے۔

۳۰۔۳۳۔۳۲۔ جواب مولوی۔ خدا اپنی درگاہ میں جسکو چاہے بولنے کی اجازت دے وہ ضرور اپنے پاک بندوں کی سُننے کا اور اُنکی مرضی کے خلاف نہ کریگا۔ تاکہ وہ چین بجبیں نہ ہوں اور یہ عین اُسکا کرم ہے۔ وید کی طرح نہیں کہ خدا کے یہاں کسی نبی و اوتار کی پرستش نہیں اور نہ وہاں کسی کی قدر و منزلت اور نہ وہ کسی نبی و اوتار کی سُننے۔

تردید۔ کوئی آیت قرآن کی ایسی نہ نکلی۔ جس سے محمد صاحب کی شفاعت ثابت ہو سکے۔ پس نقلی طور یہ مسئلہ غلط ہو گیا کیونکہ قرآن میں ۷۔۸ جگہ ایسا ذکر ہے کہ اُس روز کسیکی شفاعت نہ سُنی جاویگی **ولا تنفعها شفاعة** یعنی قیامت کے روز کسی کی سفارش و شفاعت کام نہ دیگی۔ ہر ایک کو اپنے اعمال کے مطابق سزا و جزا ملیگی۔ باقی رہی عقلی شہادت وہ رشوت کی حد سے بڑھ جاتی ہے۔ حالانکہ خدا رشوت لینے والا نہیں ہے۔ اور شفاعت و وکالت کی ضرورت انگلیہ یعنی نادان کے آگے ہوتی ہے کاشف القلوب و محرم اسرار نہانی کے حضور میں نہیں ہے پس نہ تو آپ کا جواب صحیح ہے اور نہ یہ مسئلہ۔ بلکہ سراپا ذات خداوندی کو الزام لگاتا ہے۔ کیونکہ عادل کو شفاعت و رشوت سے ضد ہے۔ اور قانون انسانی کے رو سے بھی جرم ہے دیکھو دفعہ ۱۶۱ تعزیرات ہند اور آپنے اسکو جواب میں شفاعت و سفارش کے نہ ماننے والوں و رشوت سے منکروں کو حرام کار۔ بیحیا۔ دنیا کے کُتّے۔ سیاہ اعمال وغیرہ الفاظ سے گالیاں بھی دی ہیں جو آپکی لیاقت کی صداقت ہے۔

سوال ۹۔ خدا کو شیطان کے بناتے وقت اُسکی شرارت کا علم تھا یا نہیں اگر نہیں تھا تو لاعلمی کا الزام خدا پر عائد ہوتا ہے چہ جائیکہ وہ عالم الغیب ہے۔

۳۳۔۳۴۔۳۶۔ جواب مولوی۔ علم دو قسم ہے ایک اجمالی دوسرا تفصیلی اجمالی اُسے کہتے ہیں کہ جو شئے کے موجود ہونے سے پہلے ہو اور تفصیلی اُسے کہتے ہیں جو پیدا ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ پس تحقیق مذہب یہ ہے کہ خدا کی صفت ذاتی علم اجمالی ہے جو زید کی مثلاً وجود سے پہلے تھا گو تفصیلی بھی اس کی صفت ہے

مگر ذاتی نہیں جو قدیم ہو۔ پس خدا کو شیطان کی شرارت کا علم تھا کہ ضرور اس سے افعال نازیبا سرزد ہونگے۔ لیکن اگر خدا اُسے پیدا نہ کرتا اور جیز عدم میں رہنے دیتا اور باقی تمام دنیا کو جیز عدم سے منصۂ ظہور میں لاتا۔ تو مادۂ شیطان کا خدائی رحم پر یہ الزام عاید ہو سکتا تھا کہ اے خدائے لایزال تو نے مجھپر بہت بڑا ظلم کیا جو اس قید خانہ عدم میں مجھے رکھ چھوڑا ہے کیوں خدا تیرے رحم سے میں محروم ہوں جو مجھے سیر دنیا کے لئے اجازت نہیں ہوئی۔ کیوں خدا تو نے اچھی اچھی چیزیں کو بنایا۔ کیا تجھے قدرت اس امر کی نہیں ہے کہ ایک بُری چیز بھی دنیا کی تمام خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے پیدا کرے الٰہی تو اس پر قادر نہیں۔ کہ مجھے تمام بھلائی اور مکارم کے مقابل پیدا کرے اور ہمیشہ کیلئے دنیا کی زندگی بخشے تا میں اچھی اور بُری چیزونکی قدر و قیمت دریافت کرنے میں واسطہ مانا جاؤں۔ پس یہ دعا شیطان کے روح و مادہ نے قبل اپنی ترکیب کے خدا سے مانگی اور تیر دعا نشانہ اجابت پر جا لگا۔ فوراً ترکیب خاص سے شیطان خدا کا نافرمان پیدا ہوا۔ پس شیطان کا یہ قصور ہوا کہ اُسنے اپنے وجود اور پیدا ہونے کی تمنا کیوں کی۔ اور نیز یہ تمنا کیوں کی کہ اے خدا میرے مادہ اور روح کو اکٹھا کر تاکہ میں تیری خدائی کی سیر کروں اور تیرے بندوں کو راہ راست سے گم گشتہ کروں اور نیز خدا مالک و مختار ہے جو چاہے سو کرے عقل کو اس کی ذات اور افعال کے مبدے اور منتہی پر کچھ علم نہیں عقل مجبور ہے اور مالک اپنے مملوک پر جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے۔

آریہ۔ آپ ایک بلا سے نکلنے کے لئے دو سری بلا میں پھنس گئے۔ مگر اُس پہلی سے بھی نہ نکل سکے اور نہ دوسری سے وہی کہاوت ہوئی نماز چھوڑانے گئے تھے روزے گلے پڑے۔ آریہ کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے تمام عقاید اسلامیہ پر پانی پھیر دیا۔ آپ نے اس بیان میں شیطان اور اُسکے مادہ اور روح کو ازل سے موجود مان لیا۔ کیونکہ اگر موجود نہ ہوتے تو اُس سے درخواست محال اور بغیر درخواست کے عملدرآمد ناجائز اور وہ اعتراض بدستور قایم اور اس صورت میں روح اور مادہ ازلی ثابت ہو گیا۔ بلکہ عدم خانہ میں بھی اُنکا وجود متحقق ہو گیا اور یہی حال اور تمام ارواح اور سب اجسام کے مادہ کا ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ آپ کے قول کے مطابق انسانی تعداد سے شیاطین کا سلسلہ کہیں زیادہ ہے حتے کہ ایک ایک آدمی کے ساتھ ستر ستر اس کے ساتھ واثق ارادہ رکھنے والے جن یعنے شیطان انسان کے ہلاک کرنے اور عمیق در عمیق گڑھے میں ڈالنے والے رات دن وابستہ ہیں“ (صفحہ ۲۰) اور یہانتک خبر نہیں ہے بلکہ ہزاروں آدمی اس وسوسہ شیطانی میں آکر مرتد یعنے اسلام سے برگشتہ ہو گئے اور تیزی عقل نے اُن کو راہ مستقیم سے باز رکھکر جہنم اور دوزخ میں جا ڈالا۔ اور خود حضرت محمد صاحب اور صحابی بھی اُس سے نہ بچ سکے۔ چنانچہ آپنے بھی صفحہ ۴۳ پر اسکا اقبال کیا ہے اب آپ ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے۔ جیسے اگر گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کہتے ہیں۔ یعنی دو میں سے ایک آپکو ضرور قبول کرنا پڑا یا قرآنی خدا ملزم۔ ظالم۔ قصوروار علم سے محروم ہے۔ جسنے تمام خلقت کی گمراہی کے واسطے شیطان جیسے خوفناک مہلک اور زبردست دشمن پیدا کئے۔ ہمیشہ تک اُن کو زندگی بخشی تاکہ اس فن میں خوب طاق ہو کر وہ تمام خلقت کو واصل جہنم کرے۔ یا روح و مادہ کو انادی تسلیم کریں اور خدا کو ملزم ٹھیرانے سے نجات حاصل کریں ؎

کریگا ایک کو دو سے گوارا کہیں جاتا نہیں مشفق ہمارا

اب آپ یا کوئی اور محمدی ہزار تعویذ پاس رکھنے و درود پڑھنے سے بھی ان

مشکلات سے نہیں نکل سکتا ہے۔ مولوی صاحب تعصب سے باز رہکر ست سناتن ویدوکت دہرم کو قبول کیجئے ہمارے پر یہ الزام کسی طرح نہیں آسکتا۔ کیونکہ ہم روحوں اور مادہ کو اَنادی مانتے ہیں اور خدا کی ذات کو ملزم نہیں گردانتے۔ قرآنی خدا اور محمدی علماء پر یہ سارے اعتراض عاید ہوتے ہیں۔ جنکے جوابات سے وہ قیامت تک فارغ نہیں ہو سکتے

سوال ۱۰۔ ازمرگ تا قیامت روحیں کونسی حراست میں رہتی ہیں؟

۳۷ مولوی کا جواب۔ بد روحوں کے واسطے سجین اور نیک روحوں کے واسطے علیین دو مقام ہیں اول ساتوں زمین سے فروتر ہے اور دوسرا افلاک الافلاک پر بالاتر ہے۔ ایسا ہرگز نہیں کہ روح گناہ کرے ایک جسم میں اور سزا پاوے دوسری میں کیونکہ روح کا جسم سے ایسا اشد علاقہ ہے کہ تنہا بغیر جسم کے باریتعالیٰ نے اُس میں صلاحیت سزا و جزا پانیکی نہیں رکھی۔ گو وہ دوسرے طریق پر کسی امر کا اکتساب کر سکتی ہے اور عقل اسبات پر حاکم ہے کہ روح نے جس بدن میں رہکر کسی افعال ناجائز کا اکتساب کیا ہے اور جس حراست میں وہ اس امر کی مستدعی ہوئی ہے اُسی خاص حراست میں وہ سزایاب ہو ورنہ سراسر ظلم و تعدی ہے جو شان کبریائی سے نہایت بعید اور دور ہے۔

تردید۔ یہ علم و عقل کے خلاف فلاسفی کئی طرح غلط ہے آپ سوچ لیں اور ایمان میں مغالطہ نہ کھائیں۔ اُسی جسم میں سزا و جزا محض ایک باطل امر ہے انسان کا جسم نطفہ سے بڑھاپے تک کئی دفعہ بدل جاتا ہے اور حل ہوتا رہتا ہے اور اس صورت میں محال ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے کہ وہ سارے جسم ایک جسم میں جمع ہو جاویں ورنہ اور کئی ارب اجسام سراپا ضائع ہونگے اور بیکار۔ جبرئیل حضرت کے پاس کئی شکلوں میں آیا۔ اور کئی افعال کئے اسی طرح شیطان آدمیوں کو کئی روپ میں ٹھگتا ہے اور اسی طرح جناب بعقاید قرآنی کے۔ پس قیامت کو وہ کس شکل میں حاضر ہونگے ۷ برس میں تمام مادہ جسمانی بدل جاتا ہے وہاں کون جسم حاضر ہوگا؟ ایک حبشی کے گھر ۱۰ آدمی ہیں روز ایک مسلمان کو حلال کر کے کھاتے ہیں اُنکی اولاد کی تمام اجسام مسلمانوں کے گوشت سے مرکب ہیں اب بتلائیے وہ کس جسم میں حاضر ہونگے اور مسلمان کس جسم میں؟ جو گوشت خور ہیں اور دن رات اسی کام میں مصروف ہیں۔ قیامت کے دن جانور کس جسم میں حاضر ہونگے اور وہ کس جسم میں مسلمان مُردوں کے جسم کو ڈُبر۔ اور سانپ۔ بچھو وغیرہ حشرات الارض کھا جاتے ہیں۔ بتلایئے قیامت کو حشرات الارض کس جسم میں حاضر ہونگے اور مسلمان کس جسم میں بنابران یہ دعوےٰ باطل ہے اور یہ مسئلہ سراپا بھدّا اور ردّی ہے اور عرب والوں کی عقلمندی کی شہادت اول تو ساتوں زمین کا خیال ہی سراپا باطل ہے۔ کیونکہ یہ بات علم جغرافیہ کے خلاف ہے جاہل مانے تو مانے عاقل ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا اور پھر سات زمینوں کے نیچے دوزخ کا ہونا اور بھی غلط ہے زمین گول ہے تحت اور فوق اصل میں کوئی چیز نہیں اور یوں اگر خواہ استعمال بھی کریں تو سب سے نیچے امریکہ ہے اور سب دانا جانتے ہیں کہ وہ دوزخ نہیں ہے وہ تو عرب اور روم سے کروڑ درجہ عمدہ ملک ہے پس عاقل اس بات کے جواب کو خود ہی وزن کر لیں کہ کسقدر حق پر ہے

سوال ۱۱۔ جبکہ نیکی اور بدی منجانب اللہ ہے تو بیچارے انسانوں کو سزا و جزا کیوں بجاتی ہے

۳۸۔۴۰۔ جواب مولوی۔ بیشک خالق خدا تعالےٰ ہے۔ نہ فاعل بمعنے کاسب کاسب انسان ہے۔ خدا نے اس کو صورت ارادہ دی ہے وہ خاص اس کے اختیار میں ہے۔ جب بندہ کسی امر کے ارتکاب کا ارادہ کرتا ہے خدا اُس کے پیدا کرنے پر قادر ہے جب انسانوں نے کسی فعل کے کسب کا ارادہ کیا اور اُسکے اسباب فاعلیت تیار کئے تو خدا نے فوراً پیدا کر دکھایا اور یہی قیاس ہے افعال ناملایم کے اکتساب میں +

تردید۔ سُنئیے حضرت آپنے سخت دھوکا کھایا۔ ایسا ہرگز نہیں قرآن کا عقیدہ اس کے سراپا مخالف ہے خدانے انسان کو نیستی سے خلق کیا بغیر موجودگی اور ارادہ انسان کے پس اسکے اندر جو کچھ ہے بد یا نیک خدانے پیدا کیا نہ انسان نے اور پھر خدانے شیطان بنائے۔ اور اُنکو قیامت تک لوگوں کی گمراہی کا ٹھیکہ دیا حالانکہ اس کو معلوم تھا کہ یہ گمراہ کریں گے اور لوگ گمراہ ہونگے اور پھر ایسا بھی نہیں ہوا کہ شیطان نے ٹھیکہ لینے میں دھوکا دیا ہو۔ یعنی لیا ہو ٹھیکہ بھنگ کا اور بیچ رہا ہو شراب جیسا ٹھیکہ لیا ویسا ہی کام کیا اور کرتا ہے اور پھر غفلت یہ ہے کہ شیطان ایک تھا اور نہ ایک آدمی پر ایک ایک بلکہ بلکہ ستر ستر شیطان ایک ایک آدمی پر تسلط رکھتے ہیں جو انسان سے بلکہ اُس کے جد امجد آدم سے بھی زبردست ہیں۔ اکثر شیطان نے نوح کا طوفان اُٹھایا اور سب آدمیوں کا بیڑا غرق کیا آدم کو بہشت سے نکلوایا اور ملعون بنایا۔ ایوب کا بیڑا ڈبویا مسیح کو صلیب پر لٹکوایا۔ ذکریا کا بدن چروایا پھر بتلائیے انسان کا کیا قصور ہے؟ وہ شیطان یا شیاطین بد ارادہ کے محرک ہیں اور محرک بھی اسقدر اور اس طرح جیسا کہ بدن میں خون پھر خدا کے واسطے منصف ہو کر بتلائیے کہ انسان مجبور ہے یا نہیں حافظ کہتا ہے ؎

در کوئے نیکنامی مارا گذر ندادند گر تو نمی پسندی تغییر کن قضارا

ایک اور مہاتما نے ایسے خدا اور ایسے زبردست دشمن شیطان کے حسب حال کہا ہے ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردۂ باز مے گوئی کہ تر مکن ہشیار باش

پس قرآن کے رو سے صاف ثابت ہے کہ انسان مجبور محض ہے جو کچھ کرتا کراتا ہے بھلا یا بُرا وہ خدا ہی کرتا ہے اسی واسطے علماء اسلام اس قرآنی خدا کی جان کو رو رہے ہیں ؎ تو نیکی کمی من نہ بد کردہ ام کہ بدرا حوالت بخود کردہ ام

سوال ۱۲۔ خدا نے سب دنیا کو کہاں سے پیدا کیا اگر قدرت اور نور کہو تو قدرت اور نور خدا سے جدا ہیں یا نہیں اگر جدا ہیں تو دنیا کا مادہ ازلی ہوا اور اگر جدا نہیں کیونکہ وہ عین خدا ہے ورنہ خدا کسی روز بے نور بھی ہو جاویگا پس دنیا کیا مادی کیا غیر مادی خدا ہوئے اور یہ ہمہ اوست کا مسئلہ آپ اس کو مانتے ہیں یا ہمہ از اوست اور ان دونوں میں کیا فرق ہے۔

۴۱۔۴۳۔۴۴ مولوی کا جواب۔ مخلوقات و ممکنات کی پیدایش کا کوئی طریقہ نہیں ہے بعض نور سے پیدا ہوئیں جیسے ملایکہ بعض نار سے مثل جن کے۔ اور بعض مادہ سے مثل اشیاء کثیفہ کے اور ہم کو کسی جگہ مجبور نہیں کرتے گو کسی چیز کی پیدایش کی ہمکو پوری اطلاع نہ ہو اور نہ ہم اُسکی ہیئت پر متنبہ لیکن پھر بھی ہم یہ کہینگے کہ مادہ کو خدا نے محض ایک شے کثیف سے پیدا کیا اور نور کو ایک چیز لطیف سے اور باقی کو ان ہر دو سے رہا یہ امر کہ یہ شے لطیف اور کثیف کہاں سے اُسکا جواب یہیں تک ہو سکتا ہے کہ محض ارادہ سے اور ارادہ علم سے اور علم عالم سے پس عالم سب کا مبدا ہوا

تردید۔ ہمیں افسوس ہے کہ آپ کسی چیز کی اصلیت پر بحث کرتے ہوئے پچھلی تمام باتیں بھول جایا کرتے ہیں یا جان بوجھ کر تجاہل عارفانہ کرتے ہیں۔ آپ نے سوال نمبر ۲ کے جواب میں لکھا ہے کہ خدا کی ہستی محض بسیط نورانی ہے اور یہاں آپ نور سے ایک اور پیدایش بھی مانتے ہیں جیسے ملائکہ اور نور کو ایک لطیف چیز سے اور اُسکو محض ارادہ سے اور ارادہ علم سے اور علم کو عالم سے بتلاتے ہیں گویا آپکے زعم میں وہ نورانی خدا بھی ایک اور عالم سے پیدا شدہ ہے اور اُسکا نور بھی ایک لطیف چیز سے مخلوق ہے۔ علماء آپ ایسے توہمات میں پھنسکر خدا کی ہستی سے انکار کرتے ہیں۔ نور و نار کو آپنے عربی دانی کے گھمنڈ میں آکر شاید مادہ نہیں سمجھا مگر حضرت

من! یہ سب مادّی چیزیں ہیں اور خدا بھی نورانی ہونے سے مادّی ہے۔ اور ایک ہی مادہ سے خدا اور فرشتہ مرکب ہے کیونکہ وہ بھی نورانی اور فرشتہ بھی۔ اب ہم آپ کو اسکی اصلیت سمجھاتے ہیں۔ اول عالم سے علم ہوُا حضرت کیا بغیر علم کے عالم ہوتا ہے یا ہوسکتا ہے غور کرو علم عالم کی صفت ہے۔ جب سے علم ہے تب سے عالم ہے علم کے وجود نے ہی عالم کی ہستی بتلائی۔ پس علم عالم سے نہیں ہوُا بلکہ عالم علم سے ہوا اور نہ دونوں انادی ہیں۔ یعنی عالم معہ اپنی صفت علم کے انادی ہے۔ کبھی عالم بے علم نہیں تھا۔ اب آگے دیکھئے۔ عالم میں ارادہ بھی صفت ہے اور علم بھی کیونکہ کوئی عالم بیجان نہیں ہے اور جہاں جان ہے وہاں ارادہ ضرور ہی۔ پس یہ بھی اُس سے جدا نہیں بلکہ عین ذات ہے اور یہ دونوں صفات لطیف ہیں اور انہیں سے لطیف نور ہوا یا ہمکو وہم ہوُا کیونکہ خدا خود نورانی ہے اُس سے نور بلکہ وہی نورانی خدا فرشتہ بنگیا یا فرشتہ کہلایا یعنی روح القدس اور یہ خدا کا نام بھی ہے پس نور اور خدا جدا جدا نہیں اب آگے چلئے وہ لطیف چیز کثیف ہوئی نور حد اعتدال سے جب ذرا تغیر ہوگیا یا جم گیا تو نار ہوگیا۔ نور میں بھی جلانیکی صفت ہے اور نار میں بھی نور میں روشنی کی صفت ہو اور نار میں بھی قرآن میں ہے وجعل القمر فیھن نوراً (سورۃ نوح ۱۱) اسی نور سے کوہ طور جلگیا اُسی نور سے زمین و آسمان روشن ہوگئے۔ نور آفتاب و نور قمر و نیر اعظم۔ اجسام نورانی یہ سارے الفاظ اسی نور سے بنے ہیں سعدی کہتا ہے ؎ اگر یک سر موئے برتر پرم ✦ فروغ تجلے بسوزد پرم اُسی نور یا نار سے (جو اصل میں خدا تھا) دیکھو جلوہ کوہ طور اور وادی ایمن کا قصہ اور پہاڑ کا دھواں دھار ہو جانا آسمان سے آگ کا آنا اور سب کھا جانا اور مسیح کا آگ سے بپتسمہ دینا اور آتشی شریعت) یعنی مادہ کثیف سے تمام اشیاء کثیفہ ہوئیں یا یوں کہو کہ وہی نور یا ناری مادہ سب کچھ ہوگیا ؎ چہ بود اندر ازل اے مرد نااہل ✦ کہ این باشد محمد آں ابوجہل (صاحب گلشن) موجود بحق در حد اول باشد ✦ جز او ہمہ موہوم و مخیل باشد۔ ہر چیز کہ جز و آید در نظرت ✦ نقش دومین چشم احول باشد۔ (محقق طوسی) این دوئی اوصاف دیدہ احول ست ✦ ورنہ اول آخر۔ آخر اول ست (مولوی روم) بنا بریں عقاید قرآنی کے روسے ہمہ اوست۔ چہ استخواں چہ پوست چہ دشمن چہ دوست والعدہمہ اوست بالعدہمہ اوست۔

مثال (۱)

اوّل[۱] شکل۔ بخار تھا ✦ دوسری[۲] شکل۔ بادل۔ برق۔ گرج۔ دھواں تیسری[۳] شکل چھوٹی بوندیں۔ ژالہ۔ برف۔ شبنم ✦ چوتھی[۴] شکل۔ حباب۔ بارش۔ چاہ۔ ندی۔ نالہ نہریں۔ دریا۔ سمندر ✦ پانچویں[۵] شکل۔ پھر سب لطیف ہوکر آخر کو بخار ہو جاوینگے۔

نتیجہ۔ ہمہ اوست یا ہمہ از اوست ✦

مثال (۲)

اوّل[۱] شکل۔ نورانی خدا ✦ دوسری[۲] شکل۔ علم۔ ارادہ۔ لطیف۔ کثیف تیسری[۳] شکل۔ نور۔ نار۔ مادہ۔ روح۔ امر۔ کلمہ ✦ چوتھی[۴] شکل۔ اجسام۔ فرشتے۔ جن۔ انسان و حیوان۔ زمین۔ پہاڑ وغیرہ۔ پانچویں[۵] شکل۔ آخر کو سب خدا بنجاوینگے ✦

نتیجہ۔ ہمہ اوست یا ہمہ از وست ✦

اسلام کا ایک ولی کا قول ہے خود کوزہ شد کوزہ گر و ہم گل کوزہ ✦ خود بر سر آں کوزہ خرید ار برآید ✦ دیکھئے مولوی صاحب! اس قرآنی عقیدہ اور اسپر بھروسہ کرنے سے آپ کس گڑھے میں گرے اور کس بلا کے منہ میں جا پڑے یہ ایسا خیال ہے جس سے بڑھکر ملحدانہ اور ناستکانہ خیال اور کوئی نہیں اب اس عقیدہ سے آپکو بیزار ہوکر وید مقدس پر ایمان لاکر ست دھرم اختیار کرنا چاہئے اور روح و مادّہ کا انادی ہونا بصدق دل

ماننا چاہئے جو علم و عقل۔ سایئنس اور فلاسفی کے مطابق ہے ورنہ تعصب کو بالائے طاق رکھکر عقاید قرآنی کو علم و عقل سے ثابت کرنا چاہئے مگر یہ آپ سے یا کسی اور محمدی بھائی سے نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ آپ فرما چکے ہیں "یہ عقل ہی ہے جو نئے نئے دل میں سوال پیدا کر کے خدا سے بندوں کو دور رکھنا چاہتی ہے" (صفحہ ۳۵) اور آپ جیسے علماؤں نے ہی علم منطق حرام ہونے پر رسالے تصنیف کئے۔ اور اُس کی کتابوں کے اوراق سے استنجا جائز سمجھا۔ برائے خدا سوچئے اور غور فرمایئے جو مذہب علم و عقل کے مطابق سناتن (قدیم) صداقت کا حامی۔ تعصب کا دشمن۔ ظلم کا برگن ہے اُسپر ایمان لایئے اور مفت میں جان عزیز تباہ اور برباد ہونے سے بچایئے ✦

گر نیاید بگوش رغبت کس ✦ بر رسولاں بلاغ باشد و بس

آئینہ شفاعت

اے پیروانِ دینِ محمدی!

بخدمتِ شما بکمال نیاز معروض مینمائیم۔ باید کہ بگوش ہوش شنیدہ غور فرمائید و اگر حق دانید عمل نماید عموماً برادران اہل اسلام بشفاعت محمد صاحب اعتقاد دارند و بیقین مینمایند کہ ہر چند گناہ کنیم بشفاعت آنحضرت مغفرت یاب باشیم۔ چنانچہ مفسر حسینی نوشتہ:۔

چوں تو دادی مژدۂ لا تقنطو ✦ من چرا ترسم ز عصیان و عتو

چوں تو ہر بشکستہ راسازی درست ✦ پس خطا ہا برامید عفو تست

گفتی کنم شفاعتِ عاصی عذرخواہ ✦ دل برامید آں کرم افتاد در گناہ

الّا ہر چند اندیشیدیم و غور نمودیم۔ پندا شتیم کہ این عقیدہ شما از عدالت و نصفت سراپا دور است چرا کہ عدل بلغت بمعنے "چیزے را بچیزے برابر کردن و داد و انصاف و دادگری را بہمیں جہت عدل گویند کہ ظالم را با مظلوم برابر کنند" می آید۔ ازیں خیال ہر نفسیکہ مجادل بودن حقتعالے قایل ست بخوبی مے داند کہ مابین عدالت و شفاعت بُعد المشرقین ست چرا کہ ہر جا عدالت است شفاعت نیست و ہر جا کہ شفاعت است عدالت نہ و بودن دو محال در یک محل بہمہ وجوہ ناممکن ازینجا ست کہ در قرآن آمدہ۔

سورۃ بقر واتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس شیئاً ولا یقبل منہا شفاعۃ ولا یؤخذ منہا عدل ولا ہم ینصرون ترجمہ۔ بترسید از عذاب روزے کہ دراں روز حق گذاری نکند و نتواند ہیچ نفس از نفس چیزے را و پذیرفتہ نشود برائے شاں شفاعت و گرفتہ نشود فدیہ و ہیچکس ایشاں را یاری نکند در دفع عذاب" ہمیں آیت در قرآن و ہمدریں سورۃ بقرہ دو مرتبہ وارد شد مدعائے این تکرار غیر از تاکید ہیچ نیست و در سورۃ الزمر آمدہ ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئاً ولا یعقلون قل اللہ الشفاعۃ جمیعاً لہ ملک السموٰت والارض ثم الیہ ترجعون ترجمہ۔ فرو گرفتند بجز خدا تعالے شفیعاں بگو آیا شفاعت کنند و اگرچہ باشند کہ ہیچ گونہ مالک نشوند چیزے را و ندانند یعنی از قدرت و علم بے بہرہ اند۔ بگو مر خدا یراست شفاعت ہمہ آں و مراد راست۔ بادشاہے آسمانہا و زمینہا پس بسوے او باز گردانیدہ خواہید ماند ✦

باز در سورۃ انعام وارد شدہ لیس لہا من دون اللہ ولیّ ولا شفیع وان تعدل کل عدل لا یؤخذ منہا ترجمہ۔ نیست مر آں نفس گرفتار شدہ را جز خدائے دوستے کہ مدد تو اند کرد و نہ خواہندہ یا شفاعت کنندہ کہ اورا از عذاب الٰہی

تواند داد واگر خواهد آن نفس هر فدائے که باشد تا خود را از عذاب باز خرد آن فرا نگیرند ازو۔

در سورۃ **سجدہ** نزول یافته الله الذی خلق السمٰوات والارض و مابینهما فی ستة ایام ثم استویٰ علی العرش مالکم من دونه من ولی ولا شفیع افلا تذکرون **ترجمہ** الله آنست که بیافرید آسمانها و زمین را و آنچه میان آسمان و زمین ست در مقدار شش روز از ایام دنیا پس مستولی شد بر عرش که اعظم مخلوقات است۔ نیس بدو گردید و از راه او مگذرید که در دنیا و عقبیٰ نیست مر شما را بجز از وے هیچ دوستے که یاری بکند و نه هیچ درخواست کننده که مددگاری نماید آیا پند پذیر نمی شوید۔

همین طور در **سورۃ یونس** مندرج است ویعبدون من دون الله مالا یضرهم ولا ینفعهم ویقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله قل اتنبئون الله بما لا یعلم فی السمٰوات ولا فی الارض سبحنه وتعلیٰ عما یشرکون **ترجمہ** ومے پرستند بدون خدا چیزے را که ضرر رساند بدیشان را اگر ترک عبادت او کنند) وسود نرساند بدیشان اگر همه اوقات بپرستش ایشان صرف نمایند زیرا که معبود ایشان جماد ست و جماد بر ایصال نفع و ضرر قادر نباشد۔ وحال آنکه معبود باید که قدرت او با یقاع ثواب و عذاب متعلق بود تا بندگان بامید جلب نفع و دفع ضرر او را پرستند) ومیگویند که این شفیعان ما اند نزدیک خدا یعنے در امور دنیا ما را شفاعت میکنند و از خدائے تعالے درخواست مینمایند تا مهمات ما کفایت کنند۔ یا بروز قیامت از خدا تعالے درخواست کنند و از عذاب برهانند) بگو آیا خبر میکنند خدا ئرا (استفهام توبیخست) با نچیز که نمیداند در آسمانها و زمین (انتفائے علم بجهت انتفائے معلوم است یعنی شما میگوئید که خدا ئرا شریک هست واثبات شفاعت ایشان میکنند و خداوند که عالم ست بجمیع معلومات این را نمیداند پس معلوم شد که شریک نیست و شفاعت نخواهد بود و گویند که کلمه لیعلم صله است و معنی اینکه خدا ئرا ابچیزے که در آسمان و زمین نیست یعنی شریک باری) پاکست خدا و برترست از آنچه شریک میدارند۔ پیروان دین محمدی از همه بیشتر اعتقادِ شفاعت بر محمد صاحب دارند و به یقین پندارند که آنحضرت در آخرت شفاعت شان نماید۔ اما در قرآن شریف که باعتقاد اهل اسلام کلام رب لطیف ست خود خدا تعالے بمحمد صاحب ارشاد مے فرماید **سورۃ یونس** قل لا املک لنفسی ضراً ولا نفعاً الا ماشاء الله **ترجمہ** بگو اے نبی! مالک نمیشوم برائے نفس خود زیانے را و نه سودے را یعنی قادر نیستم بر دفع ضررے و نفع برائے خود مگر آنچه خواهد خدائے۔

ودر **مشکوٰۃ** شریف از عایشه صدیقه حدیثے مذکور ست وعن عایشه رضی الله عنها ذکرت النار فبکت فقال رسول الله صلے الله علیه وسلم ما یبکیک قالت ذکرت النار فبکیت فهل تذکرون اهلیکم یوم القیمة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اما فی ثلثة مواطن فلا یذکر احد احداً عند المیزان حتی یعلم ایخف میزانه ام یثقل وعند الکتاب حین یقال هاؤم اقرأوا کتابیه حتی یعلم این یقع کتابه افی یمینه ام فی شماله من وراء ظهره وعند الصراط اذا وضع بین ظهری جهنم (رواه ابوداؤد) **ترجمہ** روایت ست از عایشه که وے یاد کرد آتش دوزخ را پس نگریست پس گفت پیغمبر خدا چه چیز در گریه آورد ترا اے عایشه گفت عایشه یاد کردم این دوزخ را پس بگریستم از ترس عذاب آن پس آیا یاد می آرید شما اهل و عیال خود را روز قیامت و خبر دار باشید از احوال ایشان پس گفت پیغمبر خدا اما بخیر و رنه جائیگاه که دران یاد نمے آرد هیچ یکے هیچ یکے را نزد میزان که بر مے کشند اعمال را تا آنکه میداند آنکس که سبک آید ترازوے وے یا گران و دیگر نزد دادن کتاب بدست روزے که گفته مے شود بگیرید بخوانید کتاب مرا این را آنکس میگوید که کتاب بدست راست وے می دهند و وے خوشحال میشود و میگوید بردم بگیرید بخوانید کتاب مرا تا آنکه می داند کجا واقع شد کتاب وے آیا در دست راست وے یا در دست چپ وے یا از پس پشت او و دیگر نزد پلصراط وقتے که نهاده شود میان دوزخ تیز تر از شمشیر و باریک تر از موے گذرانیده شود مردم را اول درین سه موطن همه حیران و درمانده به نفس خود باشند و کسی را مجال یاد آوردن و خبر گرفتن نباشد" (مشکوٰۃ کتاب الفتی باب الحساب والمیزان فصل دوم صفحه ۴۸۰ و ۴۸۲ مطبوعه نولکشور)۔ چون از آیات قرآن شریف به شهادت حدیث لطیف واضح گردیده که بحضور خداوند عالم عالمیان شفاعت و سپارش را دخلے نیست و نه فدیه گنجایشی۔ پس بضمیر صداقت تنویر تفکر نمائید که باز شفاعت را چه حال و شفیع را چه مجال خود مسیح بانجیل شریف قطعی نفی کرده که اگر بعد از من کسی دعوے نبوت کند هرگز اعتبار ندارید چرا که کاذب باشد نه که صادق و هو هذا:۔

بسیار انبیاے کذاب پیدا خواهند شد و بیشتر عوام الناس را گمراه خواهند کرد و به سبب افزودن بیدینی محبت اکثران سرد خواهد شد" متی ۲۴/۱۱ "چرا که مسیح کاذب و انبیاے دروغ گو فتور خواهند کرد و آیات و کرامات خواهند نمود اگر بودے برگزیدگان را گمراه کردندے" مرقس ۱۳/۲۲۔

تمام علماء و عوام پیروان مذهب عیسوی بشفاعت و کفاره مسیح ایمان دارند و پیروان دین موسوی بشفاعت موسے معتقد اند۔ مگر بالاتفاق مے گویند که غیر ایشان کسے را منصب شفاعت نمے سزد و نه از محمد صاحب در توریت و انجیل خبرے و نه بدین شان از شفاعت احمدی اثرے ست و ایشان هرگز بشفاعت و سپارش محمد صاحب اعتقاد ندارند۔

اکنون باید نگریست که در حدیث چه نوشته وان انس ان النبی صلعم قال یحبس المؤمنون یوم القیامة حتی یهموا بذالک فیقولون لو استشفعنا الی ربنا فیریحنا من مکاننا فیاتون آدم فیقولون انت آدم ابو الناس خلقک الله بیده واسکنک جنته واسجد لک ملائکته وعلمک اسماء کل شیئ اشفع لنا عند ربک حتی یریحنا من مکاننا هذا فیقول لست هناکم یذکر خطیئته التی اصاب اکله من الشجرة وقد نهی عنها ولکن ائتوا نوحاً اول نبی بعثه الله فی الارض فیاتون نوحا فیقول لست هناکم ویذکر خطیئته التی اصاب سواله ربه بغیر علم ولکن ائتوا ابراهیم خلیل الرحمٰن قال فیاتون ابراهیم فیقول انی لست هناکم ویذکر ثلث کذبات کذبهن ولکن ائتوا موسیٰ عبداً اتاه الله التورٰیة وکلمه وقربه نجیاً قال فیاتون موسیٰ فیقول انی لست هناکم ویذکر خطیئته التی اصاب قتله النفس ولکن ائتوا عیسیٰ عبد الله ورسوله وروح الله وکلمته فیاتون عیسیٰ فیقول لست هناکم **ترجمہ** حبس کرده میشوند از جنبیدن مومنان روز قیامت تا آنکه در قصه در آورده میشوند و محزون گردانیده میشوند۔ به سبب حبس پس میگویند کاش که طلب شفاعت میکردیم بسوئے پروردگار خود و پیدا میکردیم برائے خود کسے را تا در حضرت وے ما را شفاعت میکرد۔ پس می جنبانید و میبرد ما را ازین جائیکه ایستاده ایم تا در راحت مے انداخت و خلاص میکرد ما را ازین اندوه و محنت پس می آیند آدم را پس میگویند تو آدمی پدر تمام مردم پیدا کرد ترا خدا تعالے بدست خود و ساکن گردانید ترا در بهشت و ساجد گردانید برائے تو فرشتگان خود را و دانانید ترا نامهائے همه چیز را شفاعت کن ما را نزد پروردگار تو که مخصوص گردانید ترا باین فضایل و کرامت تا راحت بخشد و ببرد ما را ازینجائے پس میگوید آدم نیستم من درین مقام و مرتبه که گمان مے برید شما تا جرأت کنیم و در آئیم در مقام شفاعت و ابتدا کنیم و فتح این باب نمائیم و یاد می کند گناه و تقصیر خود را که رسید۔ بود او را که خوردن او ست از درخت

[1] بوسیدن و مس کردن حجر الاسود وا زو امید داشتن که گناهان ما زائل خواهند شد و این سنگ بشامت اعمال ما سیاه میگردد و بروز قیامت بنزد خدا شهادت خواهد داد و شفاعت مومنان خواهد کرد این قبیل ست و هم از اهل قبور مراد جستن و مردگان را شفیع و حاجت روا پنداشتن و بران عرس و چراغان کردن و از ان امید نجات و بهبودی داشتن صریح شرک و بت پرستی ست۔

خوش گفت هر که گفت ؎ اگر پیر مرده بکار آمدے + ز شاهین مرده شکار آمدے

وحالانکہ بہ تحقیق نہی کردہ شدہ بود از نزدیک شدن بآں ولیکن بیارید نوح راکہ اول نبی مرسل است کہ فرستادہ ہست اور االلہ بر کافران روئے زمین پس مے آیند نوح راپس میگوید نوح نیستم من دینجا و دیں مقام کہ شما گماں مے برید ومیکند نوح خود راکہ رسید بوئے وآں سوال کردن اوست پروردگار خود را در نجات پسر- ناد انستہ وتحقیق ناکردہ کہ ایں سوال مے بالیست کرد یا نہ عتاب آمد کہ یا نوح مپرس انانچہ بداں علم نداری ولیکن بیایدابراہیم راکہ دوست خدائے مہربان ست فرمود آنحضرت پس می آیند ابراہیم راپس میگوید ابراہیم بدرستی کہ من نیستم دریں مقام وسزاوار آں ویاد میکند ابراہیم سہ دروغ راکہ گفتہ بود آنرا در دُنیا ولیکن بیاید موسیٰ راکہ بندہ ایست کہ دادہ است اور االلہ تعالےٰ توریت کہ کتابے عظیم الشان ست وہمہ انبیا بنی اسرائیل تابع اوبند وسخن گفت اللہ تعالےٰ باوے بے واسطہ ونزدیک گردانید وراز دار ومحرم اسرار حضرت خود ساخت گفت پس مے آیند موسیٰ راپس میگوید موسیٰ نیستم من دریں مقام واہل آن ویاد میکند گناہ خود راکہ رسید بوے وآں کشتن قبطی ست ولیکن بیائید عیسیٰ راکہ بندہ خاص خدا است وفرستادہ اوست وروحانی ست وکلمہ اوست پس مے آیند عیسےٰ راپس میگوید عیسیٰ من نیستم دریجا واہل ایں کار وعیسیٰ عذرے بیان نہ کرد وخطیہ از خود یاد ونیاورد وصواب آنست کہ ہمہ انبیا ومرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین از در آمدن دریں مقام واقدام بریں کار عاجز وقاصر اند بے احتیاج باعتذار ولیکن در ظاہر عذری بنز کردند" (صفحہ ۴۰۸ فصل ا مشکوٰۃ جلد ۴) اگرچہ بعد ازیں در مشکوٰۃ نوشتہ کہ محمد صاحب شفاعت خواہند کرد- ایتوا محمدا عبدا غفر اللہ لہ ماتقدم من دینہ وماتاخر بیائید محمد راکہ بندہ ایست آمرزیدہ است خدا مراورا ہرچہ پیش گزشتہ از گناہان وے وہرچہ پس آمدہ" مگر ازیں صاف واضح است کہ آں حضرت ہم گناہگار اند الانسان مرکب من الخطاء والنسیان ودر سورہ فتح اندراج ست لیغفر لک اللہ ماتقدم من دینک وماتاخر یعنی پس از خدائے آمرزش طلب تابیامرزد مر ترا خدا آنچہ گزشتہ است از گناہ تو وہرانچہ ماندہ است پس ازاں- مفسران قرآنی اگرچہ دریجا برائے تاویلات بسیار دست وپا زدہ اند مگر ہرگز بجائے نبردہ الا اینجائے دیگر ازیں ہم واضح تر بلکہ بکمال صراحت بیان فرمودہ- **سورۂ احقاف** را مطالعہ نمائید وحق را از باطل جدا سازید قل ماکنت بدعا من الرسل ماادری مایفعل بی ولا بکم ان اتبع الا مایوحی الی وما انا الا نذیر مبین ترجمہ بگوائے محمد کہ من نیستم نو در آمدہ از پیغمبران ونمیدانم چہ خواہند کرد بمن ونمیدانم بشما چہ کنند- در معالم التنزیل آوردہ کہ بعد از نزول ایں آیت مشرکاں شادماں گشتند گفتہ کار ما ومحمد نزدیک خدا یکے ست- او عاقبت خود نمی داند- چنانچہ مانمیدانیم"- ملا حسین واعظ چہ خوش فرمودہ است:-

اے دل تاکے فضول وبوالعجبی	از من چہ نشان عاقبت مے طلبی
سرگشتہ بود خواہ ولی خواہ نبی	در وادی ما ادری مایفعل لی

پس ظاہر ست کہ بشہادت فریقین کہ ہیچکس از گناہ خالی نیست وگناہگار را مرتبہ شفاعت نرسد چنانچہ گذشت اکنوں باید دانست کہ خدا عالم الغیب ست وراز کس از آں کاشف القلوب مخفی نبود پس حاجت شفاعت چیست وکیست کہ آنجا دم شفاعت زند قطع نظر ازیں خداوند عالمین عادل ست وپیش عادل ومنصف شفاعت وسپارش حکم رشوت دارد چراکہ میزان عدالت از پاسنگ شفاعت وسفارش مبرا ست ورنہ خود کاخ عدالت از پایہ صداقت بیفتد وناراستی بار استی متبدل یا ملبس گردد حاکم عادل اگر بگفتہ کسے یا بشفاعت شخصے از راستی گردد- وز صداقت بلرزد- عدالت را نشاید وایں بمنزلہ ایست کہ ما از عادل بودن حکم الحاکمین انکار کنیم چراکہ معتقد بودن بشفاعت وسفارش ووکالت پیش حق تعالےٰ در حقیقت از اعلیٰ صفات آں کہ دانندہ کل وعالم کل وعلیم وبصیر ورحیم وعادل ومنصف ہست انکار کردن ست ولظہر من الشمس ست چنیں خدا کہ از صفات عالی خود محروم است نیز بہار خدائی را نشاید چوں از کس ہیچ دانشمند جزو وکل مخفی نیست پس او را حاجت شفاعت وسفارش ووکالت و[illegible] سراپا طریق [illegible] نیست بعض برادران اسلام میگویند کہ چوں پیش حکام مجازی سفارش وشفاعت ووکالت

کارگر مے شود ہمبریں نسق پیش حاکم حقیقی موثر ست بجواب ایشاں معروض مینمایم کہ پیش حکام مجازی از کہ بعضے از ایشاں برشوت راضی میشوند وبعضے طریق ظلم وستم می ورزند وبعضے کہ عادل اند بہ سبب محرومی علم غیب بر دانستن رازہائے مخفی اختیار ندارند وفی الحقیقت نمی توانند دانست وکالت قدرے ضروری است وسبب دیگر ہم ہست کہ ایں حکام بہ سبب علیم الفہمی کمی علم از کامل تحقیقات تساہل ورزند وحق وباطل را کماحقہ ندانند مگر در حد مطلق وعادل برحق کہ در شب تار حرکت اندرونی پائے مور را می داند واز حقایق عالم کہ نقطہ یا ذرہ بر وے مستور نیست بلکہ آنجا کہ آلہ دوربین وپہن بین ہم عاجز اند ازاں صدگونہ باریک تر ہمہ وقت بروے ظاہر چگونہ باشد کہ بے وکالت وسفارش وشفاعت ووکالت حق بحقدار رسانا دیا بگفتن کس بیشتر دہاناد

اے کہ در دل نہاں کنی بیترے	آنکہ دل آفریدہ مے داند

علاوہ براں چوں ہر جا حاضر وناظر ہست دست شفاعت سراسر کوتاہ وقاصر است ما ہرچند بکتب مذاہب مختلفہ غور نمودیم کسے رب العالمین را از صفت عدل معرا نہ کردہ بلکہ عدل بغیر از ظلم ہمہ را خوش مے نماید عالم باعمل حسین واعظ در تفسیر خود نوشتہ:-

لفس قرآں شنو کہ حق فرمود	در مقامِ خطاب باداؤد:
کہ ترا زاں خلیفگی دادیم	سوے خلق جہاں فرستادیم
تا دہی ملک را ز عدل آساس	حکم رانی بعدل بین الناس
ہر کہ دانی ز عدل مستور است	از مقام خلیفگی دور است

در بعض کتب معتبرہ چوں انجیل شریف وتوریت وقرآن ومشکوٰۃ واحادیث وغیرہم دیدہ شد کہ خدائے بے نیاز بارہا التماس حضرت مسیح وموسیٰ وابراہیم وداؤد ومحمد صاحبان را در حق خود شاں نہ پذیرفتہ ونہ برائے رشتہ داران شاں منظور ساختہ تا بدیگراں چہ رسد پس خرد حق پسند چہ گونہ گواہی دہد کہ سفارش شاں در حق دیگراں عز قبول یابد ؎

سودے ندہد بارئے ہر بار کہ ہست	تا در نرسد وعدۂ ہر کارہ کہ ہست

برادران! بدانید کہ روح انسانی تنہا مے آید یگانہ مے رود خود نیکی وبدی را مرتکب مے گردد وخود سزائے وجزائے او از خداوند عالم مے یابد کسی کہ خود اسیر دام بلاہاست برائے رستگاری دیگراں کے تواناست کسے کہ خود زندگی ندارند برائے حیات دادن دیگراں چہ چارہ خواہد کرد- واز بیچارہ چارہ جستن از ہمتِ خود دست شستن است فرد

تدبیر خود امروز کن اے خواجہ کہ فردا	ہرچند کہ فریاد کنی سود ندارد

مدعائے نیازمند از معروض بالا ایں ست کہ شما بریں مسئلہ **شفاعت** غور فرمائید اگر خدا توفیق رفیق کند چنانکہ طالبانِ حق را مے سازد از تقلید امور ناواجب اجتناب نمودہ حق را از باطل جدا نمائید چراکہ آبحیات صداقت را بوسواس سراب نمائے بطالت آلودہ کردن طریقہ خردمنداں نیست ومحال ست کہ حق جل وعلا خلاف انصاف کند چہ خوش فرمودہ است مہاراجہ بھرتری رحمۃ اللہ علیہ "تاوقتیکہ صحت قائم ست وضعف پیری نرسیدہ وقوائے جسمانی درست اند دانا را ہمہ سامان بہبودی خود مہیا باید ساخت ورنہ چوں خانہ را در آتش گرفت چاہ کندن فائدہ ندارد-" سعدی شیرازی است گفتہ

؎ ہر آنکہ تخم بدی کشت وچشم نیکی داشت	دماغ بیہودہ پخت وخیال باطل بست-

المتمس خیرخواہ خلایق
عبدہٗ لیکھرام آریہ مسافر
مورخہ ۲۵- اپریل ۱۸۹۳ء

[کلیات آریہ مسافر ختم ہوا]

فہرست کتب ستیہ دھرم پرچارک پریس ہری دوار

دلچسپ تواریخی فسانہ و دلکش داستان

آج کل کے نوجوان ہمیشہ دلکش داستانوں کو پڑھنے کی خواہش کرتے ہیں مگر جس پیرایہ میں ان داستانوں کو ملبوس کیا جاتا ہے کون نہیں جانتا کہ وہ اخلاق پر اعلےٰ درجہ کا بداثر ڈالنے اور بہت حد تک اچھے بھاوؤں کے بگاڑنے میں کامیاب ہوتی ہیں ضرورت ہے کہ پوتر بھاوؤں اور اعلےٰ خیالات کو نئے واقعات کو حیرت انگیز و دلچسپ داستان بنا کر پڑھنے والے اصحاب کے ہاتھ میں کچھ پستکیں رکھی جاویں جس کے لئے مہاشے شیو برت لال نے پریشرم اُٹھا ستیہ دھرم پرچارک پریس ہردوار کے لئے یہ چار ٹریکٹ تیار کئے ہیں جن کی بہت سی جلدیں نکلتے ہی بک چکیں ؛

(۱) مہاراجہ چندر گپت و سکندر اعظم کی پوتی کی شادی۔ جس میں چندر گپت کے راج حاصل کرنے وش کنیا کے آنے۔ نیتی دان چانک کے کامیاب ہونے شاہ سلوکس سکندر اعظم کے داماد کی بھارت ورش پر چڑھائی۔ میگستھنیز یونانی دوت کا آنا۔ دو شرائط پر صلح کرنا (۱) راجہ چندر گپت کا روکشانا۔ سکندر اعظم کی پوتی سے وواہ (۲) اور یونانی سفیر میگستھنیز کا مہاراجہ چندر گپت کے دربار میں رہنا وغیرہ وغیرہ واقعات ہیں حجم ٹریکٹ سائز (۴۸) صفحہ قیمت ——— ۱ر

(۲) سیواجی و روشن آرا دختر اورنگ زیب کا وواہ۔ روشن آرا کا گرفتار ہونا۔ آپس کا میل سیواجی کا دربار میں قید ہونا اور روشن آرا کے ہمراہ دہلی سے بچکر بھاگنا وغیرہ حالات ہیں حجم (۸۸) صفحہ ٹریکٹ سائز قیمت ——— ۲ر

(۳) حیرت انگیز واقعات مہارانا صاحبان اودیپور کی نوشیروان عادل کی اولاد ہونے اور ان کے مورث اعلےٰ کا مہربانو پارسی شاہزادی سے وواہ کرنا اور مہاراجہ باپا والی چتوڑ کے مختلف اقوام کی راج کنیاؤں سے وواہ کرنے کے حالات ٹریکٹ سائز ۳۶ صفحہ قیمت ——— ۱ر

(۴) مہربانو نوشیروان عادل کی پوتی کا مہارانا گوہ سے وواہ کے حالات قیمت ۲ر

یہ جملہ چار ٹریکٹ فرداً فرداً خریدنے سے ۷ر میں بک رہے ہیں۔ مگر چونکہ ان کی مانگ اکٹھی آتی ہے۔ اس لئے چاروں کے خریدار سے ۶ر لیا جاویگا ؛
مجلد ست ۸ر

فہرست کلیات الکھدھاری

موجودہ مطبع ہذا برائے فروختگی۔

کلیات الکھدھاری نمبر ۱	-	حکمت نظری و عملی کے بیان میں	۱ عہ ر
" "	نمبر ۲	علم الٰہی	۱ عہ ر
" "	نمبر ۳	الہامیوں کے خیال و افعال	۴ ہے ر
" "	نمبر ۱۵	تہذیب الاخلاق	۱۲ ر
" "	نمبر ۱۱	صفائی طہارت جسم و جان	۳ ر
" "	نمبر ۱۸	پرورش و تربیت اطفال زن و مرد	۲ عہ ر
" "	نمبر ۲۱	فتاوے الکھدھاری	۲ عا ر
" "	نمبر ۲۴	صحت جسمانی و افعالی	ہے ر
" "	نمبر ۲۹	طعام و شراب	۳ ر
کلیات الکھدھاری	نمبر ۳۶	موت اور اس کے بعد کے حالات	۸ر
" "	نمبر ۳۰	شاستر و سمرتی وغیرہ	۴ عہ ر
" "	نمبر ۳۸	حکایات و روایات	عہ
" "	نمبر ۳۹	دوج نیتی	۵ر
" "	نمبر ۴۰	متعلقہ راج نیتی	۲ عا ر
		دھار نایتاگی	۸ر

نوٹ: دس روپیہ یا دس روپیہ سے زیادہ کے خریدار کو ۱۲ فیصدی کمیشن دیا جاویگا ؛ اور پبلک کی قدردانی پر اس سلسلہ کے باقی نمبرات بھی از سر نو چھاپ کر بہم پہنچانے کی کوشش کیجاویگی ؛

مفید معلومات کا سلسلہ

(۱) سانکھیہ فلاسفی۔ قدیم اور مستند سنسکرت کی سانکھیہ کار کا کا اردو ترجمہ اور سانکھیہ فلسفہ کے موٹے موٹے حالات حجم (۹۰) صفحہ قیمت ——— فیجلد ۲ر

(۲) یوگ فلاسفی۔ یوگ ودیا کے متعلق معلومات کا مجموعہ جس میں یوگ کی نسبت رائیں یوگ کے اغراض اور کریاؤں کا ورنن ہے۔ راج یوگ اور ہٹھ یوگ دونوں کے متعلق مصنف نے لوگوں کے خیالات ظاہر کئے ہیں۔ سنسکرت نہ جاننے والوں کو کافی واقفیت مل سکتی ہے حجم (۶۰) صفحہ قیمت فیجلد ۱۰ر

(۳) مسیح مذہب کا مخرج بدھ مذہب ہے کہ متوازی کالم میں ہر دو مذاہب کی مشابہت۔ مطابقت و باہمی مناسبت کی مختصر مگر بالتوضیح تشریح۔ محققین و یورپین علماء کی انصافانہ رائے مدرج ہیں حجم (۶۰) صفحہ قیمت ——— ۱۰ر

(۴) پارسی مذہب کا مخرج کہ ویدک دھرم ہے۔ ہر دو مذاہب کی باہمی مطابقت و مشابہت پر مختصر سے حالات حجم ۲۸ صفحہ قیمت ——— ۵ر

(۵) اُپنشد جسمیں مندرجہ ذیل مضامین ہیں (۱) وجہ تسمیہ۔ لفظ اُپنشد کی تشریح و تنقیح و تصریح (۲) اُپنشد کی تعداد قدیم و جدید اُپنشد (۳) عام کیفیت۔ زمانہ تصنیف مصنفین (۴) کل اُپنشدوں کے مضامین کا خلاصہ (۵) اُپنشدوں کا عطر حجم ۶۰ صفحہ قیمت ۱۰ر

(۶) سنسکرت زبان کی عظمت جسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ محققین علماء نے مان لیا ہے کہ سنسکرت دنیا کی کل زبانوں کی ماں ہے اور دنیا کی سب سے پرانی کتاب وید مقدس اسی زبان میں لکھی ہوئی ہے۔ قیمت فیجلد ۳ر

(۷) ایشور درشن کہ مصنفہ لالہ کاشی رام جی بی اے پردھان آریہ سماج ملتان جسمیں جگہ بہ جگہ وید وکت پرمان دئے ہیں قیمت ۴ر فیجلد

(۸) معدن التہذیب کہ یعنی انگریزوں سے ملنے ملانیکے قاعدے۔ سرکار دربار سیر شادی وغیرہ کے متعلق آئین رسم و رواج جو خاص بھارت واسیوں کی واقفیت و معلومات کی خاطر قلمبند کیگئی ہے حجم ۶۸ صفحہ قیمت ——— فیجلد ۲ر

(۹) مختلف متفرقہ ہندو پنتھوں کا تذکرہ کہ سود وسو پنتھ نانک شاہی۔ اوداسی گنج بخشی۔ رام لائی۔ ستھرا شاہی گوبند سنگھی نرملے۔ ناگا۔ بابا لالی۔ پران ناتھی۔ سادھ ستنامی۔ شونرائنی۔ رام سنیہی۔ شوینہ وادی۔ شرودھا رامی۔ ناستک چارواک وغیرہ پنتھوں کے جاری ہونیکی وجہ اور تاریخ مندرج ہے حجم ۶۸ صفحہ قیمت ۱۰ر

نوٹ اس قسم کے دیگر ٹریکٹ بہت سے زیر طبع ہیں۔ آریہ درشن یونانی فلاسفی قیمت ار بُدھ کا جیون قیمت ار

سیتہ دھرم پرچارک پر پہلا لائیبل کیس

{جس میں پنڈت گوپی ناتھ سناتنی} کی اندرونی زندگی کا پُورا پُورا فوٹو ہے۔ اردو ایڈیشن رعایتی قیمت ۸ر
ہندی ایڈیشن رعایتی قیمت ــــــــــ ۱۲؍ار

اُپدیش منجری

{شری مان مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کے پونا والے پندرہ لکچروں کا اردو ترجمہ قیمت فیجلد ۵ر}

آنند سرودور

{جسمیں چیدہ چیدہ بھجن درج کئے گئے ہیں قیمت ار}

مہرشی کرت گرنتھ ہندی میں

{ویدک یَنترالیہ اجمیر کے سب گرنتھ اصلی قیمت پر یہاں فروخت ہوتے} ہیں اور مبلغ عہ کے خریدار کو بیس فیصدی کمیشن دیا جاتا ہے۔ اِن کتابوں کو عوام تک پہنچانیکی غرض سے جن امولیہ گرنتھوں کی زیادہ مانگ ہوتی ہے۔ اُن کے لئے مستقل رعایت کردی ہے۔ منگوا کر لابھ اٹھائیے۔

نام کتاب	اصل قیمت ویدک ینترالیہ اجمیر	ہمارے یہاں
چار وید مول	صر	للعہ ر
شت پتھ	للعہ	۱۲ہے ر
ستیارتھ پرکاش بڑھیا کاغذ	عا	۱۲عہ ر
؍؍ ؍؍ سادہارن کاغذ	۸عہ ر	۱۲عہ ر
سنسکار ودھی	۸ر	۷ر
پنچ مہایگیہ ودھی	۱ر	ار

کاشتکاران کیلئے مفید مطلب تصانیف

{پھول۔ اس کتاب کے مضامین مختصر} طور پر ذیل میں درج کئے جاتے ہیں تاکہ عوام الناس اسکی ماہیت کو بخوبی سمجھ سکیں ✤ دیباچہ نظام کائنات میں پھولوں کا رتبہ تہذیب و شائستگی کیساتھ پھولوں کا تعلق۔ پھولوں کا علم ادب پر اثر اور اقتدار ہندوستان کے پھول ہندوستان کا زمانہ سلف اور پھول۔ زمانہ حال میں پھولوں کا شوق پھولوں کا انسان کے اخلاق اور عادات پر اثر۔ پھولوں کا جرائم پیشہ اشخاص پر اثر۔ پھولوں کا دیہات کے باشندوں پر اثر۔ قصبوں اور شہروں کے باشندوں پر پھولوں کا اثر۔ عورات اور پھولوں کی کاشت بچے اور پھول ایام پیری اور پھول۔ پھولوں کے ساتھ پس مردن۔ پھولوں کا تجارت پر اثر۔ پھولوں کا صنعت و حرفت پر اثر۔ پھولوں کا عوام کی مجلسی حالت پر اثر۔ پھولوں کی کاشت کا عوام کو شوق دلانیکی تدبیر۔ پھولوں کی کاشت کی تعلیم۔ ولایتی پھولوں کے ہندوستانی نام وغیرہ وغیرہ۔ گلستان یا فرحت باغ۔ فرحت باغ کے لوازمات۔ پھولوں کی کاشت کے لئے کھاد۔ آبپاشی۔ اونچی کیاریاں۔ گرم کیاریاں۔ شیشہ کے چوکھٹے۔ بیج بونا۔ قلم لگانا۔ چشمہ باندھنا۔ داب کرنا۔ پنیری یا پودوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانا۔ اور اُن کی کاشت۔ آئینہ گھر۔ باڑ۔ تختہ گیاہ یا سبزہ زار۔ آبی چمن بندی موذی کیڑے مکوڑے اور اُن کے دفعیہ کی تدابیر۔ مصنوعی پہاڑ بنانا۔ آلات ضروری و اوزار خانہ۔ باغبان اور اُس کا مکان۔ پھولوں کے گملوں کو رنگنا۔ گلدانوں کے لئے روغن طیار کرنا۔ مونگا روغن مصنوعی مونگا۔ خشک گھاس کو گلدستوں کے لئے رنگنا۔ پودوں کے ناموں کی تختیاں۔ موسم گرما میں کٹے ہوئے پھولوں کو تروتازہ رکھنے کی ترکیب اثنا سفر میں کٹے ہوئے پھولوں کو تروتازہ رکھنا۔ پھول اور پتوں کو مصنوعی طور پر شبنم آلود کرنا موسم گرما و برسات کے دیسی و ولایتی پھول۔ آرائیشی اشجار۔ بیلدار پودے۔ آرائیشی گھاسیں۔ آرائیشی پتوں کے پودے فرن۔ آرائیشی ناگ پھنی آرائیشی کھجوریں اور تاڑ۔ آرائیشی کدو اقسام بید آرائیشی بالس۔ آبی پودے۔ پھولوں کی کیاریوں کے نقشے وغیرہ وغیرہ ✤ اس مختصر اشتہار میں تمام کتاب کے مضامین کا بالتفصیل درج کرنا محال ہے کتاب کی خوبی اُسکے ملاحظہ سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ قیمت فیجلد .. .. .. حہ ر

درخت۔ اپنے ملک کی اصلی دولت سے واقف ہونے اور کمزور سے کمزور زمین سے زر کثیر پیدا کرنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے قیمت فی جلد ۸عہ

سبزی ترکاری۔ ہر قسم کی دیسی اور ولایتی ترکاریوں۔ ساگ اور مصالحجات کا بیان و استعمال طریق کاشت اور موسم کاشت وضاحت کے ساتھ درج ہے

ٹریکٹ سیریز

{ستیہ دھرم پرچارک پریس ہردوار نے چند مفید ٹریکٹوں کو شائع کیا ہے۔ جن سماجوں یا سجن پُرشوں کو اکٹھے} ٹریکٹ بانٹنے ہوں وہ کرپا کر کے منگوالیں ۱۰۰ سے کم تعداد منگوانے والوں کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کیجاویگی ✤

ویدک توحید پر بیرونی شہادتیں قیمت ــــــ ۳ پیسہ (۱۰۰ عدد عہ ر)
فقہ ہنود و اسلام میں تفاوت قیمت ــــــــــ ؍؍ عہ ر
آرین تہذیب قیمت ــــــ ۶ پائی (۱۰۰ عدد عا ر)
ہم ہندو ہیں یا آریہ؟ قیمت ½ ا پائی یا ۸ر فیصد
قدیم آریوں میں علم تحریر کا رواج قیمت ــــــ ۸ر یکصد عا)

بھارت کی شجاع و عالم ستریوں کی کارنامی

{اسوقت اردو زبان میں چھپکر تیار ہیں} یہ سٹ بارہ حصص میں منقسم ہو کر چھپگیا ہے اور بلحاظ تواریخی واقعات کے یہ کتاب اپنے تعلیم کی پہلی ہی پستک ہے جسمیں بھارت کی دکھیات۔ وِدوشی۔ دھرماتما اور بیر دیویوں کے آچرنوں۔ اور اُن کے پرسدھ پرسدھ کاریوں پر کچھ کچھ لکھے گئے ہیں۔ اِن جملہ بارہ ٹریکٹوں میں اسی سے زیادہ ستریوں کے علمی و عملی مختصر سے کارنامے قلمبند ہیں جہاں ایک طرف مہیلا ان جگت وکھیات ستریوں کے مہارانی کیکئی۔ مدودری۔ دمینتی۔ ستیہ۔ گیتا پدمنی کرم دیوی اہلیا بائی۔ تارا بائی۔ کرشنا بائی جھانسی کی رانی آدی بہت سی کشتریا بیر دیوی کے راجیہ سمبندھی حالات درج ہیں وہاں دوسری طرف میتری یاگیہ ولکیہ کا سمواد گارگی اور یاگیہ ولکیہ کا سمواد۔ راجہ جنک کا اور ودشی سولابھا کا سمواد لکھکر مصنف نے پراچین دیویوں کے برہم گیان کا پرچا دیا ہے۔ فرداً فرداً خریدنے سے ان بارہ حصوں کی قیمت مبلغ عہ ہے پورے سٹ کے خریدار کو عہ روپیہ میں ✤

{ یہ کتابیں ستیہ دھرم پرچارک پریس ہردوار ضلع سہارنپور سے مل سکتی ہیں }

